شرح نسائی شریف

جلد 1 حصہ 1

تصنیف

امام ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب نسائی

شرح

استاذ العلماء علامہ محمد لیاقت علی رضوی دامت برکاتہم العالیہ

طالب دعا زوہیب حسن عطاری

شبیر برادرز
اردو بازار ○ لاہور

خوشخبری

مسلک اہلسنت و جماعت کے عقائد و نظریات۔۔۔

بد مذہبوں کے باطلہ عقائد اور ان کے رد۔۔۔

اہلسنت پر کئے جانے والے اعتراضات کے جوابات پر مشتمل

کتب و رسائل، آڈیو ویڈیو بیانات اور والپیپر حاصل کرنے کے لئے

تحقیقات چینل ٹیلیگرام جوائن کریں

https://t.me/tehqiqat

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

ھو الناشر

جمیع حقوق الطبع محفوظ للناشر

نام کتاب	سنن نسائی شریف
مترجم	ابوالعلاء محمد محی الدین جہانگیر
کمپوزنگ	ورڈ زمیکر
باہتمام	ملک شبیر حسین
سن اشاعت	ستمبر 2015ء
سرورق	اے ایف ایس ایڈورٹائزر 0322-7202212
طباعت	اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز لاہور
ہدیہ	-/750 روپے

اسٹاکسٹ

شاکر پبلی کیشنز اردو بازار لاہور فون: 042-37240084

شبیر برادرز زبیدہ سنٹر ۴۰، اردو بازار لاہور فون: 042-37246006

شبیر برادرز اردو بازار لاہور

ضروری التماس

قارئین کرام! ہم نے اپنی بساط کے مطابق اس کتاب کے متن کی تصحیح میں پوری کوشش کی ہے، تاہم پھر بھی آپ اس میں کوئی غلطی پائیں تو ادارہ کو آگاہ ضرور کریں تاکہ وہ درست کر دی جائے۔ ادارہ آپ کا بے حد شکر گزار ہوگا۔

پیش لفظ

اللہ تعالیٰ کیلئے تمام خوبیاں ہیں جس نے انسانی ہدایت کیلئے کتابوں کو نازل کیا ہے۔ اور کتابوں کے ذریعے علوم عطاء کیے ہیں۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر کروڑوں بار درود وسلام ہو۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے تمام جہانوں کیلئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ اس کے بعد صحابہ کرام واہل بیت، تابعین وتبع تابعین اور فقہاء ومحدثین امت مسلمہ جن کا علم امت مسلمہ کیلئے مینارہ نور بنا۔ ان پر سلام ہو۔

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ جس نے امت مسلمہ کو ایسے صالحین سے نوازا ہے جنہوں نے علوم حدیث کو محفوظ کرنے کیلئے اپنی زندگیوں کو وقف کیا ہے۔ اور سابقہ امم کے مقابلے میں ایک امتیاز ومنفرد شرف حاصل کیا ہے کہ اپنے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو من وعن محفوظ کر کے امت مسلمہ پر احسان کیا۔ انہی علوم کے ورثاء میں سے ایک طبقہ علمائے حدیث کا ہے۔ جن میں مشہور محدثین جو مصنفین صحاح ستہ کہلاتے ہیں، کیونکہ ان کی کتب شرق وغرب میں زیادہ مشہور اس لئے ہوئی ہیں کہ انہوں نے احادیث کو علوم حدیث کا سہرا پہنا کر پیش کیا۔ انہی ائمہ میں سے امام نسائی علیہ الرحمہ ہیں جن کی مشہور تصنیف ''سنن نسائی'' ہے جس کا ترجمہ فاضل جلیل عالم نبیل جناب محی الدین جہانگیر صاحب نے کیا اور اس کی دو جلدوں تک شرح بھی کی، لیکن مصروفیت کے سبب یہ شرح دو جلدوں تک ہوئی اس کے بعد مجھ جیسے کم علم شخص کو حکم دیا گیا ہے کہ آپ اس کی شرح کو مکمل کر دیں، تو میں نے اللہ تعالیٰ کی ذات پر توکل کرتے ہوئے اس کام کو شروع کر دیا ہے، اگر اس کتاب کی شرح میں آپ کو کوئی خوبی نظر آئے تو یہ اللہ کا کرم ہے اور اگر کوئی کمی یا نقص پائیں تو یہ مجھ جیسے کم فہم شخص کا کام ہے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک حدیث کو متعدد مقامات پر تحریر کیا ہے اور اس سے مسائل بھی اخذ کیے ہیں۔ امام صاحب نے متعدد مسائل کے لیے مختلف ابواب تشکیل دیے ہیں۔ ایک حدیث کو بہت سارے لوگ روایت کر رہے ہوں تو امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے سب راویوں کا ذکر کر دیتے ہیں۔ فن اصول حدیث کی اصطلاح میں ایک حدیث کے بہت سارے راویوں کے سلسلے کو طرق کہتے ہیں۔ حدیث کا بیان کرنے والا راوی اپنے سے زیادہ مرتبہ کے آدمی کی مخالفت کرے۔ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ اس کا بھی تفصیل سے ذکر کرتے ہیں ایسی حدیث کو شاذ کہتے ہیں۔

حدیث بیان کرنے والے پہلے زمانے کے لوگ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھے، ان کے بعد تابعین آئے، پھر تبع تابعین آئے اس

عرضِ ناشر

اللہ تعالیٰ کا بے حد و شمار شکر ہے کہ اس نے ہمیں اپنے پیارے حبیب کی امت میں پیدا کیا' ہمیں مسلمان گھرانے میں پیدا کیا اور بطورِ خاص ہمیں اسلامی علوم کی نشر و اشاعت کی خدمت کرنے کی توفیق اور سعادت عطا کی۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر بے حد و شمار درود و سلام نازل ہو' جو اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں اس کے زیادہ محبوب اور برگزیدہ بندے ہیں۔ آپ کے ہمراہ آپ کی ساری اُمت کے تمام افراد پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کے تحت آپ کا ادارہ شبیر برادرز ایک طویل عرصے سے اسلامی کتب کی نشر و اشاعت کی خدمات سرانجام دے رہا ہے۔ ہم اس سے پہلے علم حدیث سے متعلق بہت سی کتب کے تراجم' شروح' تخریج شائع کر چکے ہیں' جن میں سے چند ایک کے اسماء درج ذیل ہیں:

(1) صحیح بخاری (2) صحیح مسلم (3) جامع ترمذی (4) سنن ابن ماجہ (5) مؤطا امام مالک
(6) مؤطا امام محمد (7) اللؤلؤ والمرجان (8) مسند امام شافعی (9) مسند امام زید (10) سنن دارمی
(11) مستدرک حاکم (12) معجم صغیر (13) سنن دارقطنی (14) صحیح ابن حبان (15) ریاض الصالحین
(16) اربعین نووی (17) جامع الاحادیث (18) امجد الاحادیث (19) آثار سنن
(20) مشکوٰۃ شریف (21) مرأۃ شرح مشکوٰۃ و دیگر

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کے تحت اور ہمارے معزز قارئین کی دعاؤں کے نتیجے میں' اس وقت بھی ادارے کے رفقاء علم حدیث سے متعلق مختلف کتب کی مختلف حوالوں سے خدمت سرانجام دینے میں ہمہ تن مصروف ہیں۔ اسی سلسلے کی ایک کڑی "سنن نسائی" کے ترجمہ و شرح کی شکل میں اس وقت آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

ترجمہ و شرح کی خدمت ہمارے محترم دوست استاذِ زمن واقف اسرارِ آیات و سنن ابوالعلاء محمد محی الدین جہانگیر دامت برکاتہم العالیہ نے سرانجام دی ہے۔

کتاب اور اس کے مصنف کا مختصر تعارف فاضل شارح نے آئندہ صفحات میں بیان کر دیا ہے تاہم ہر علم دوست شخص اس بات سے بخوبی آگاہ ہے کہ سنن نسائی کا شمار علم حدیث کی ان چھ مستند کتابوں میں ہوتا ہے جنہیں عرفِ عام میں صحاح ستہ کہا جاتا ہے۔ اس اعتبار سے یہ کتاب اس لائق تھی کہ اس میں مذکور احادیث کی تشریح کی جائے' تاکہ قارئین احادیث میں مذکور علوم و

کے بعد فقہاء کا دور شروع ہوتا ہے' تب محدثین کا زمانہ آتا ہے۔ کسی بھی حدیث میں کسی بھی زمانے کے راوی میں کوئی خامی ہو تو امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ اس کا بھی ذکر کرتے ہیں۔ اس عمل کو فنِ اصولِ حدیث کی اصطلاح میں راوی پر نقد کرنا کہتے ہیں۔ بعض اوقات متن حدیث پر بھی نقد و جرح کرتے ہیں اور یہ آپ کی کسرِ نفسی ہے کہ بعض اوقات طویل بحث کر چکنے کے بعد بھی لکھ دیتے ہیں کہ میں اس بات کو حسبِ منشا نہیں سمجھا۔

علمائے حدیث نے امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کی اخذ کردہ احادیث کو تین اقسام میں تقسیم کیا ہے۔

پہلی قسم کی وہ احادیث ہیں جو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی کتابوں میں درج کی ہیں' یہ اعلیٰ درجے کی احادیث ہیں۔

دوسری قسم کی وہ احادیث ہیں جو امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے درج کی ہیں اور وہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کی قائم کردہ سخت شرائط پر بھی پوری اترتی ہیں' لیکن ان دونوں بزرگوں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ و امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے بوجوہ ان حدیثوں کو درج نہیں کیا۔

تیسری قسم کی احادیث وہ ہیں' جو مذکورہ بالا دونوں اقسام میں نہیں آتیں۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اس نابغہ روزگار کتاب سنن نسائی شریف میں کم و بیش ساڑھے پانچ ہزار احادیث رقم کی ہیں۔ اس کتاب کے قبولِ عام کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ صدیاں گزر جانے کے باوجود یہ کتاب زندہ ہے' آج بھی مشرق سے مغرب تک علومِ اسلامیہ کے طلبہ و طالبات اور علماء و عالمات اس کتاب کی درس و تدریس سے وابستہ ہیں۔ اس کتاب کی بہت سی شروحات لکھی گئی ہیں' الاعان فی شرح سنن نسائی' زوائد نسائی اور زہر الربیٰ علی المجتبیٰ بہت مشہور ہیں آخر الذکر شرح کی تالیف حافظ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ جیسی ہستی کے قلم کا مبارک نتیجہ ہے۔ اللہ تعالیٰ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کو غریقِ رحمت کرے اور اللہ کرے اس کتاب سے پھوٹنے والی کرنیں باغ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو تاقیامت روشن و تابندہ رکھیں۔

محمد لیاقت علی رضوی
چک ستیکا بہاولنگر

معارف اور احادیث کے مضمون سے متعلق اہلِ علم کی فکری وفقہی تحقیقات سے بخوبی آگاہ ہوسکیں۔ بحمدہ تعالیٰ فاضل شارح نے اس ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے اس بات کی پوری کوشش کی کہ مختصر اور جامع کلمات میں تمام اہم نکات ومضامین کو سمیٹ دیا جائے۔ انہوں نے حدیث کی شرح کرتے ہوئے غیر ضروری طوالت اور غیر متعلقہ مواد کی فراہمی سے گریز کیا ہے۔

ہم پورے اعتماد سے یہ بات کہہ سکتے ہیں کہ یہ اُردو زبان میں سنن نسائی کی پہلی شرح ہے۔ ہم سے جو خدمت ہوسکتی تھی وہ ہم نے کردی ہے۔ اب یہ آپ کی ذمہ داری ہے کہ آپ علم حدیث کے انوار سے خود بھی فیض یاب ہوں اور ان علوم ومعارف کو دوسروں تک بھی منتقل کریں۔

کتاب سے استفادہ کرتے ہوئے آپ مصنف' مترجم وشارح کے ہمراہ ادارہ' اس کی انتظامیہ اور دیگر متعلقین کو اپنی نیک دعاؤں میں ہمیشہ یاد رکھیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اپنے پیارے دین کی تعلیمات کی زیادہ سے زیادہ اور بہتر سے بہتر خدمت کرنے کی توفیق وسعادت عطا کرے۔

ملک شبیر حسین

حدیثِ دل

اللہ تعالیٰ کے لئے ہر طرح کی حمد مخصوص ہے' جو اپنی ذات اور صفات کے اعتبار سے' ہر اس چیز سے پاک ہے' جو اس کی ذات یا صفات کے شایانِ شان نہ ہو اور وہ ہر اس صفت سے متصف ہے جو اس کی ذات اور صفات شایانِ شان ہو۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر بے حد وشمار درود وسلام نازل ہو' جو اللہ تعالیٰ کی صفات کا کامل ترین مظہر ہیں۔ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کیا خوب کہا ہے:

خلقت مبرأً من كل عيب كانك قد خلقت كما تشاءُ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ آپ کے تمام اصحاب' تابعین' تبع تابعین اور قیامت تک آنے والے تمام اہلِ ایمان پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم کے تحت ہم نے علمِ حدیث سے متعلق کتب کے ترجمہ وتشریح کے کام کے جس سلسلے کا آغاز کیا تھا' اس میں ایک قدم آگے بڑھاتے ہوئے ہم آپ کے سامنے ''سنن نسائی'' کا ترجمہ اور شرح پیش کر رہے ہیں۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کا شمار تیسری صدی ہجری سے تعلق رکھنے والے ان جلیل القدر محدثین میں ہوتا ہے' جن کی مرتب کردہ تصانیف کو امت میں قبولِ عام نصیب ہوا اور ہر دور میں اہلِ علم نے ان کتب سے علومِ نبویہ کا فیض حاصل کر کے اسے اُمت تک منتقل کیا۔ اُمت میں جن کتابوں کو زیادہ قبولِ عام نصیب ہوا' انہیں صحاح ستہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ صحاح ستہ کی اس روایتی ترتیب میں سننِ نسائی کا شمار پانچویں درجہ پر ہوتا ہے۔ اہلِ علم اس بات سے بخوبی واقف ہیں کہ سنن ایسے مجموعۂ احادیث کو کہا جاتا ہے جس میں صرف فقہی موضوعات سے متعلق روایات کو' روایتی فقہی ترتیب کے مطابق درج کیا جاتا ہے۔ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کی سنن بھی اسی اسلوب پر مرتب کی گئی ہے۔

اہلِ علم اس بات سے بھی آگاہ ہیں کہ فقہی احکام سے متعلق روایات میں بعض مسائل میں مختلف نوعیت کی روایات نقل کی گئی ہیں' جس کے نتیجے میں فقہاء کی فقہی آراء کے درمیان اختلافِ رائے سامنے آیا۔ یہ بات بھی واضح ہے کہ وہ محدثین جن کی مرتب کردہ کتب کو قبولِ عام نصیب ہوا' ان کے زیادہ تر اساتذہ وہ حضرات تھے' جو فقہی معاملات میں فکری اعتبار سے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے زیادہ قریب تھے اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے کچھ دور تھے' لیکن ہمارے معاشرے میں زیادہ تر وہ افراد بستے ہیں' جو فقہی معاملات میں فکری اعتبار سے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے وابستہ دامن ہیں' اس لئے حدیث کی کتابوں کی تشریح کرتے ہوئے یہ

پہلو پیش کرنا زیادہ ضروری ہوتا ہے کہ وہ روایات جو بظاہر امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک سے مطابقت نہیں رکھتی ہیں' ان کی تاویل کیا ہوگی؟ اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے موقف کی دلیل کیا ہے؟

ہم نے اپنی کم علمی اور بے بضاعتی کے مطابق یہ کوشش کی ہے کہ برادرانِ اسلام کے سامنے ایسی خدمت پیش کی جائے' جو نہ زیادہ اتنی مختصر ہو کہ مطلوبہ معلومات فراہم نہ کر سکے اور نہ اتنی زیادہ طویل ہو کہ اکتاہٹ کا باعث بنے۔

ایک اور پہلو یہ بھی ہے کہ کتب احادیث میں زیادہ تر ایک جیسی روایات' معمولی سے لفظی اختلاف یا سند کے اختلاف کے ساتھ نقل کی جاتی ہیں' اگر ہر کتاب کی شرح لکھتے ہوئے تمام تفصیلی مباحث کو از سرِ نو تحریر کیا جائے تو کتاب کا حجم بھی زیادہ ہو جاتا ہے اور اضافی معلومات بھی حاصل نہیں ہو پاتی ہیں۔ اس لئے ہم نے زیادہ تر نزاعی مسائل پر تفصیلی بحث اپنی تصنیف ''جمال السنہ'' میں تحریر کی ہیں۔

اس کتاب کا انتساب ہم نے خواجہ حمید الدین حاکم کے نام کیا ہے جو سہروردی سلسلہ کے مشہور شیخ طریقت شیخ رکن الدین ابوالفتح سہروردی کے خلیفۂ خاص ہیں۔

اس کتاب کی تصنیف کے دوران جن احباب کا تعاون شاملِ حال رہا ہم ان سب کے شکرگزار ہیں جن میں سرفہرست برادرِ مکرم خرم زاہد جنہوں نے تصنیف وتالیف کے لئے سازگار ماحول فراہم کیا۔ قاضی عابد درانی جنہوں نے حوالہ جات کی تلاش اور عربی عبارات کے ترجمے میں معاونت کی' ملک محمد یونس جنہوں نے مسودے کی تصحیح میں تعاون کیا۔ علی مصطفیٰ' فیصل رشید' ریحان علی جنہوں نے سرعت سے مسودہ کمپوز کیا۔ مخدوم قاسم شاہد اسے دیدہ زیب انداز میں مرتب کیا۔ شبیر احمد جنہوں نے خوبصورت سرورق ڈیزائن کیا۔ منصور عطاری جنہوں نے اپنی نگرانی میں یہ کام کروایا اور آخر میں ملک شبیر حسین جنہوں نے سینکڑوں صفحات پر پھیلے ہوئے مسودے کو برق رفتاری کے ساتھ کتابی شکل میں منتقل کر کے قارئین تک پہنچایا۔

تشکر وامتنان کے جذبات میں بڑا حصہ ہمارے اساتذہ ومشائخ اور والدین کے لئے بھی ہے' جن کی تعلیم وتربیت کے نتیجے میں ہم اس کام کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لائق ہو سکے۔

سب سے آخر میں شکیب جلالی کا یہ شعر یقیناً ہمارے حسب حال ہے:

مرا خزانہ ہے محفوظ میرے سینے میں
میں سو رہوں گا یونہی چھوڑ کر مکان کھلا

محمد محی الدین

(اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں اور کوتاہیوں سے درگزر کرے)

امام نسائی

آپ کا اسم گرامی ''احمد بن شعیب'' ہے اور کنیت ''ابوعبدالرحمان'' ہے۔

آپ خراسان کے شہر ''نسا'' میں 215 ہجری میں پیدا ہوئے۔

اسی شہر کی نسبت کی وجہ سے آپ کا اسم منسوب ''نسائی'' ہے جس کا درست تلفظ ''نس آئی'' ہے۔ امام نسائی نے خراسان کے مختلف شہروں میں موجود علم حدیث کے ماہرین سے اخذ واستفادہ کا آغاز کیا اس کے بعد انہوں نے علم حدیث کی طلب میں عراق' مصر' شام' حجاز اور دیگر بلاد اسلامیہ کا بھی سفر کیا۔

امام سنائی نے محدثین کی کثیر تعداد سے احادیث کا سماع کیا ہے۔ ان کے چند ایک اساتذہ کے اسماء یہ ہیں۔

اسحاق بن راہویہ' احمد بن منیع' حمید بن مسعدہ' زیاد بن ایوب' عبدالاعلیٰ بن واصل' بشر بن معاذ عقدی' احمد بن عبدہ ضبی' عباس بن عبدالعظیم عنبری' محمد بن بشار' محمد بن مثنیٰ اور ان کے علاوہ دیگر بہت سے حضرات ہیں۔

امام نسائی سے احادیث کا سماع کرنے والوں کی فہرست بھی خاصی طویل ہے جس میں سب سے زیادہ مشہور شخصیت امام طحاوی ہیں اس کے علاوہ ابوالبشر دولابی' ابوعلی نیشاپوری اور امام طبرانی کے اسماء قابل ذکر ہیں۔

یہاں یہ بات قابل ذکر ہے' امام نسائی نے اپنی اس ''سنن'' میں صرف ایک روایت امام بخاری کے حوالے سے نقل کی ہے اور یہ روایت کتاب الصیام' باب الفضل والجود فی شہر رمضان رقم الحدیث 2095 کے تحت ہے۔

علم حدیث کی متداول روایتی کتابوں کے مؤلفین میں سے امام حاکم کے ''مستدرک'' ہیں۔ امام نسائی سے' ایک واسطے سے' 6 روایات نقل کی ہیں۔

امام طحاوی نے شرح معانی الآثار میں امام نسائی کے حوالے سے صرف ایک روایت نقل کی ہے جو کتاب الصلوٰۃ' باب القراۃ فی الظہر والعصر میں مذکور ہے۔

البتہ امام طحاوی نے ''مشکل الآثار'' میں کم وبیش 315 روایات امام سنائی کے حوالے سے نقل کی ہیں۔

امام دارقطنی نے اپنی ''سنن'' میں امام نسائی کے حوالے سے کم وبیش 22 روایات نقل کی ہیں۔

امام طبرانی نے ''معجم صغیر'' میں امام نسائی کے حوالے سے صرف ایک روایت نقل کی ہے۔

امام طبرانی نے "معجم اوسط" میں امام نسائی کے حوالے سے 44 روایات نقل کی ہیں۔

امام طبرانی نے "معجم کبیر" میں امام نسائی کے حوالے سے 27 روایات نقل کی ہیں۔

اہل علم نے امام نسائی کو زبردست خراج تحسین پیش کیا ہے۔

امام حاکم فرماتے ہیں: فقہ الحدیث کے بارے میں امام نسائی کا کلام بہت سا ہے' جو شخص ان کی "سنن" کا جائزہ لے گا وہ ان کے کلام کی عمدگی سے حیران رہ جائے گا۔

امام دارقطنی فرماتے ہیں: ابوعبدالرحمان (یعنی امام نسائی) اپنے زمانے سے تعلق رکھنے والے ہر اس شخص پر مقدم ہیں' جس کا اس علم (یعنی علم حدیث) کے حوالے سے ذکر کیا جاتا ہے۔

بعض محققین نے یہ بات بیان کی ہیں' رجال کے بارے میں امام نسائی کی شرائط امام بخاری اور امام مسلم سے بھی زیادہ سخت تھیں۔ امام ذہبی کہتے ہیں یہی وجہ ہے کہ انہوں نے صحیح بخاری اور صحیح مسلم کے بعض رجال کو ضعیف قرار دیا ہے۔

ذہبی نے یہ بھی کہا ہے: تیسری صدی ہجری کے اختتام پر امام نسائی سے بڑا حافظ الحدیث اور کوئی نہیں تھا۔

حدیث' اس کے علل اور اس کے رجال کے بارے میں وہ امام مسلم' امام ترمذی اور امام ابوداؤد سے زیادہ مہارت رکھتے تھے۔ اس حوالے سے وہ امام بخاری اور امام ابوزرعہ رازی کے پائے کی شخصیت ہیں۔

امام نسائی عبادت گزار شخص تھے۔ وہ حضرت داؤد علیہ السلام کے مطابق ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن روزہ نہیں رکھتے تھے۔

امام نسائی اپنے انتقال سے کچھ پہلے دمشق تشریف لے گئے تھے۔ وہاں خارجیوں نے آپ کو زدوکوب کر کے شدید زخمی کر دیا۔ امام نسائی نے یہ ہدایت کی کہ ان کو مکہ مکرمہ پہنچایا جائے۔ بعض تاریخی روایات کے مطابق انہیں مکہ مکرمہ پہنچا دیا گیا اور وہاں وہ زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔

امام نسائی کا انتقال شعبان 303 ہجری میں ہوا۔

مشہور روایت کے مطابق انہیں مکہ مکرمہ میں بھی صفاء اور مروہ کے درمیان دفن کیا گیا۔

بعض روایات کے مطابق امام نسائی کا انتقال پیر کے دن 13 صفر المظفر 303 ہجری میں فلسطین میں ہوا۔

امام ذہبی نے اس دوسری روایت کو ترجیح دی ہے۔

سنن نسائی

سنن نسائی کا جو نسخہ ہمارے سامنے ہے' یہ دارالمعرفۃ بیروت سے 1420 ہجری' بمطابق 1999 عیسوی میں شائع ہوا۔

اس نسخے میں سنن نسائی کے متن کے ہمراہ امام جلال الدین سیوطی (متوفی 911 ہجری) کی شرح اور علامہ ابوالحسن سندھی (متوفی 1138 ہجری) کا حاشیہ بھی شامل ہے۔

اس نسخے کی تحقیق' ترقیم' تخریج اور فہرست سازی کا کام "مکتب تحقیق التراث الاسلامی" کے فضلاء نے کیا ہے۔

ہم نے اس نسخے کی تخریج کو کسی مراجعت کے بغیر من وعن نقل کر دیا ہے۔

امام نسائی سے سنن نسائی کو کئی حضرات نے روایت کیا ہے' جن میں ایک امام نسائی کے صاحبزادے ابوموسیٰ عبدالکریم ہیں اور دوسری نمایاں شخصیت ابوبکر احمد بن محمد بن اسحاق دینوری ہیں جو "ابن السنی" کے نام سے معروف ہیں۔ ہم تک سنن نسائی کا جو نسخہ پہنچا ہے وہ ابن السنی کے حوالے سے ہی منقول ہے۔ ابن السنی نے یہ نسخہ سماع اور قرأت دونوں طریقوں سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے 302 ہجری میں مصر میں اس کتاب کا سماع کیا تھا۔

مؤرخین کے بیان کے مطابق امام نسائی نے پہلے "سنن کبریٰ" مرتب کی تھی کسی نے ان سے دریافت کیا: کیا اس کی تمام روایات (محدثین کی اصطلاح کے مطابق) "صحیح" ہیں؟ امام نسائی نے جواب دیا: جی نہیں! تو اس شخص نے فرمائش کی آپ اس میں سے صرف "صحیح" احادیث پر مشتمل مجموعہ الگ سے مرتب کر دیں۔

تو امام نسائی نے "المجتبیٰ من السنن" (یعنی سنن کبریٰ کا منتخب حصہ) ترتیب دیا' یہ کتاب ہمارے عرف میں "سنن نسائی" کے نام سے جانی پہچانی جاتی ہے۔

مؤرخین نے یہ بات بیان کی ہے سنن نسائی کبریٰ میں سے "المجتبیٰ" کے انتخاب اور ترتیب کی خدمت سنن نسائی کے راوی "ابن السنی" نے سرانجام دی تھی۔ تاہم یہ بات مستند طور پر ثابت نہیں ہے۔

امام نسائی کی سب سے اعلیٰ سند وہ ہے جس میں نبی اکرم ﷺ کے اور ان کے درمیان چار واسطے ہیں۔ سنن نسائی میں ایک روایت ایسی بھی ہے جس کی سند میں نبی اکرم ﷺ اور امام نسائی کے درمیان 9 واسطے ہیں۔ سنن نسائی کی زیادہ تر روایات میں نبی اکرم ﷺ اور امام نسائی کے درمیان 8 یا 7 یا 6 یا 5 واسطے ہیں۔

(i) سنن نسائی میں امام نسائی کا اسلوب یہ ہے کہ وہ بعض اوقات نامانوس لفظ کی وضاحت کرتے ہیں۔

(ii) بعض اوقات وہ حدیث میں مذکور فقہی مسئلے پر کلام کرتے ہیں۔

(iii) راویوں میں سے کسی مہمل راوی کی وضاحت کرتے ہیں یا اس کی کنیت کی وضاحت کر دیتے ہیں کہ راوی کا نام کیا ہے؟ اس طرح اگر کوئی شخص اپنی کنیت سے مشہور ہے اور سند میں اس کا نام مذکور ہو تو اس کی کنیت ذکر کر کے اس کا تعارف کرا دیتے ہیں۔

ان بنیادی خصوصیات کے ہمراہ امام نسائی نے اختصار کے ساتھ علوم حدیث سے متعلق دیگر بہت سے نکات وفوائد کی نشاندہی بھی کی ہے۔ جیسے روایت کے کچھ الفاظ کا غریب یا زائد ہونا' راوی کا کسی لفظ کو نقل کرنے میں منفرد ہونا۔ روایت کا مرسل یا منقطع یا منکر ہونا اور اس جیسے دیگر بہت سے حقائق ہیں جو سنن نسائی کے دامن میں بکھرے ہوئے ہیں۔

ترتیب

طہارت کے بارے میں روایات

(مختلف قسم کے)
پانیوں کے بارے میں روایات

غسل اور تیمم (سے متعلق روایات)

نماز (کے بارے میں روایات)

شرح سنن نسائی جلد اوّل جزء دوم

(نمازوں کے) اوقات کے بارے میں روایات

اذان (کے بارے میں روایات)

مساجد (کے بارے میں روایات) ۴۴۸

قبلہ (کے بارے میں روایات)

امامت (سے متعلق روایات)

1-کِتَابُ الطَّهَارَۃِ

طہارت کے بارے میں روایات

امام نسائی نے اس کتاب ''طہارت کے بارے میں روایات'' میں 204 تراجم ابواب اور 323 روایات نقل کی ہیں جبکہ مکررات کو حذف کر دیا جائے تو روایات کی تعداد 189 ہوگی۔

لفظ کتاب کا لغوی مطلب ''جمع کرنا'' ہے۔ اسی سے لفظ کتیبہ ماخوذ ہے جو فوجی دستے کو کہتے ہیں' علم فقہ اور حدیث کے ماہرین جب ایک موضوع سے متعلق روایات یا مسائل کسی ایک باب میں جمع کرتے ہیں' تو اس کے آغاز میں لفظ کتاب (بمعنی مجموعہ) کی اس موضوع کی طرف اضافت کے ساتھ باب کی سرخی تحریر کر دیتے ہیں' جیسے کتاب الایمان سے مراد وہ باب جس میں ایمان کے بارے میں روایات منقول ہیں' کتاب الطہارۃ سے مراد وہ باب جس میں طہارت سے متعلق روایات یا احکام موجود ہوں۔

محدثین اور فقہاء کی ''کتاب'' ہمارے اُردو کے عام محاورے کے اعتبار سے ''باب'' کا ہم معنی ہوتا ہے۔ پھر اسے ذیلی اقسام میں تقسیم کیا جاتا ہے' عام طور پر اس کے لیے لفظ ''فصل'' استعمال کیا جاتا ہے۔

محدثین کا یہ اسلوب ہے کہ وہ عام طور پر کوئی روایت نقل کرنے سے پہلے چند الفاظ میں اس کی ذیلی سرخی قائم کرتے ہیں' اسے ''ترجمۃ الباب'' کہا جاتا ہے۔

یہ بات پیشِ نظر رہنی چاہیے کہ علم حدیث کے متداول زیادہ تر مجموعے تیسری اور چوتھی صدی ہجری میں مرتب کیے گئے ہیں' اس زمانے میں اسلامی معاشرے میں خواندگی کی شرح' اور درس و تدریس کا رسمی طریقہ ہمارے آج کے ترقی یافتہ زمانے سے بالکل مختلف تھا۔ کتابوں کے قلمی نسخے نقل کیے جاتے تھے اور عام طور پر' عام قاری کو ''مطالعہ'' کے لیے مواد دستیاب نہیں ہوتا تھا' کسی بھی فن کے روایتی طلباء ہی اس فن کی کسی ایک کتاب کا نسخہ نقل کرتے تھے اور اسی کتاب کا استاد سے درس لے لیتے تھے۔ یہی وجہ ہے مختلف اسلامی علوم و فنون کے بنیادی مآخذ زیادہ تر قاعدوں کی شکل میں ہیں جنہیں اہلِ علم کے محاورے میں ''متون'' کہا جاتا ہے۔

حدیث کی درس و تدریس کا معاملہ کچھ مختلف ہوتا تھا' عام طور پر کوئی محدث اپنے شاگردوں کے سامنے اپنی سند کے ساتھ کوئی حدیث بیان کر دیتا تھا' اس میں زیادہ تر اپنی یادداشت پر اعتماد کیا جاتا تھا اور طلباء اس

درس کو تحریری شکل میں محفوظ کر لیتے تھے۔

جب احادیث کی تصنیفی شکل میں تدوین کے کام کا آغاز ہوا' تو علم حدیث کے ماہرین نے اپنے علمی ذخیرے کو اپنے پاس تحریری شکل میں محفوظ رکھنا شروع کیا اور اسی اصل ماخذ سے کسی محدث کے شاگرد' عام طور پر سن کر' اور بعض اوقات دیکھ کر نقل کر کے' اس ماخذ کو آگے نقل کر دیتے تھے۔

اگر وہ محدث اپنے پاس موجود مسودے میں نظر ثانی کے کام کو جاری رکھتے تو وقت کے ساتھ ساتھ اس میں ترمیم و اضافہ بھی کیا کرتے تھے۔ اسی طرح یہ بھی ضروری نہیں تھا کہ کسی محدث کے پاس جو اصل مسودہ موجود ہے اس کا من وعن "الف" سے لے کر "ی" تک درس دیا جائے' یہ بھی ہوتا تھا کہ درس لینے والا طالب علم پوری کتاب کے تمام دروس میں شریک نہیں ہوتا تھا' وہ جن دروس میں شریک ہوا انہیں محفوظ کر لیا اور جن میں شریک نہیں ہو سکا وہ رہ گئے۔

اس کی نمایاں ترین مثال علم حدیث کا قدیم ترین ماخذ "مؤطا امام مالک" ہے' اس مشہور ترین کتاب کو 16 راویوں نے امام مالک کے حوالے سے نقل کیا ہے' لیکن ان تمام راویوں کی نقل میں' جزوی طور پر اختلاف پایا جاتا ہے' یعنی کسی راوی نے زیادہ حصہ نقل کیا اور کسی نے مؤطا کا کم حصہ نقل کیا۔

ہمارے زمانے میں جو کتاب مؤطا امام مالک کے نام سے مشہور ہے' اس کے راوی امام مالک کے آخری دور کے شاگرد یحییٰ بن یحییٰ مصمودی ہیں' جنہوں نے مؤطا نقل کرتے ہوئے امام مالک کے مرتب کردہ مجموعے کے ہمراہ' امام مالک کی ذاتی فقہی آراء بھی نقل کر دی ہیں۔

اسی مؤطا کو فقیہہ عراق امام محمد بن حسن شیبانی نے بھی نقل کیا ہے' انہوں نے مؤطا کی بعض روایات کو ترجیح نہیں دی تو ان کے مقابلے میں دیگر روایات پیش کر دیں' یعنی انہوں نے مؤطا کے اصل مسودے میں اضافہ کر دیا' یہی وجہ ہے کہ ان کی نقل کردہ مؤطا ان کی اپنی نسبت کی وجہ سے "مؤطا امام محمد" کے نام سے مشہور ہوئی۔

لیکن امام محمد نے مؤطا نقل کرتے ہوئے امام مالک کی ذاتی فقہی جزوی آراء کو یحییٰ بن یحییٰ کی طرح نقل نہیں کیا۔ تاہم وہ کوئی بھی روایت نقل کرنے کے بعد یہ وضاحت کر دیتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ یا دیگر فقہائے عراق کی رائے' یا امام محمد کی اپنی رائے اس روایت کے مطابق ہے یا نہیں۔

ہم تک جو ذخیرۂ حدیث پہنچا ہے اس میں قدیم ترین ماخذ مؤطا کو قرار دیا جاتا ہے۔ اس کے بعد امام عبدالرزاق بن ہمام صنعانی کی "مصنف" اور امام ابن ابی شیبہ کی "مصنف" کا نام آتا ہے۔

ان حضرات نے ہر موضوع سے متعلق احادیث نقل کرنے کے ہمراہ صحابہ کرام کے آثار اور تابعین کی فقہی آراء بھی نقل کی ہیں۔ اور یہی طرز مؤطا امام مالک کا بھی ہے' کیونکہ اس میں بھی احادیث کے ہمراہ آثار

صحابہ' اقوال تابعین اور امام مالک کی اپنی فقہی آراء بھی مذکور ہیں۔

اس کے بعد کے مرتبے میں اہم ترین نام امام احمد بن حنبل کی "مسند" کا ہے' جس میں امام احمد نے صحابہ کرام کی مسانید کے حوالے سے احادیث نقل کی ہیں۔

اس کے بعد کا زمانہ وہ ہے جب موضوعاتی ترتیب کے ساتھ صرف "احادیث" نقل کرنے کا دور آیا' موضوعاتی ترتیب کے حوالے سے دو بنیادی اقسام تھیں۔

(i) جوامع: اس سے مراد وہ مجموعہ جات ہیں جن میں ایمانیات' فقہ' سیرت' تاریخ' فضائل و مناقب وغیرہ تمام موضوعات سے متعلق روایات نقل کی گئی ہیں۔

(ii) سنن: اس سے مراد وہ مجموعہ جات ہیں جن میں صرف فقہی معاملات اور مسائل سے متعلق روایات نقل کی گئی ہیں۔

جوامع میں امام بخاری کی صحیح' امام مسلم کی صحیح' امام ترمذی کی جامع کا نام قابل ذکر ہے۔

سنن میں امام ابوداؤد' امام نسائی' امام ابن ماجہ' امام دارمی وغیرہ کی سنن کے اسماء قابل ذکر ہیں۔

ہم پہلے یہ بات ذکر کر چکے ہیں کہ اس زمانے میں روایتی درس و تدریس میں وہ پھیلاؤ نہیں تھا جو آج موجود ہے اس زمانے میں کتاب کے نسخے اس طرح دستیاب نہیں ہوتے تھے جس طرح آج دستیاب ہوتے ہیں۔ اس زمانے میں عام قاری کی ذہنی سطح اتنی بلند نہیں ہوتی تھی جتنی آج ہے۔ اس زمانے میں کسی بھی فن کو سیکھنے والے طالب علم کے لیے بنیاد قائم کرنے کے لیے بنیادی معلومات کا احاطہ کرنے والی کتب دستیاب نہیں ہوتی تھیں۔

اسی لئے علم حدیث کے روایتی طلباء کے لئے ان محدثین نے یہ طرز اختیار کی کہ وہ حدیث نقل کرنے سے پہلے ایک ذیلی سرخی قائم کرتے ہیں' جسے ترجمۃ الباب کہا جاتا ہے' عام طور پر اس ترجمۃ الباب میں اس کے بعد ذکر ہونے والی حدیث کے کسی ایک پہلو کی طرف اشارہ موجود ہوتا ہے۔

امام نسائی نے بھی اپنی سنن میں احادیث نقل کرتے ہوئے تراجم ابواب قائم کیے ہیں اور امام نسائی کے قائم کردہ تراجم ابواب میں بہت زیادہ دقت اور خفا نہیں پایا جاتا۔ انسان سرسری نظر ڈال کر ہی ترجمۃ الباب اور حدیث میں موجود مناسبت سے آگاہ ہو سکتا ہے۔ اسی لیے ہم نے تراجم ابواب کی باقاعدہ وضاحت کرنے کی کوشش نہیں کی ہے۔ کیونکہ اس کے نتیجے میں کتاب کا حجم زیادہ ہو جانے کا اندیشہ تھا۔

طہارت کا مفہوم

طہارت کا لغوی معنی نظافت اور حسی و معنوی میل اور گندگی سے پاک ہونا ہے۔ شرعی طور پر طہارت سے مراد حقیقی نجاست یعنی پیشاب' پاخانہ' خون وغیرہ اور حکمی نجاست یعنی بے وضو ہونا' جنبی ہونا' حیض والی ہونا وغیرہ سے پاک

ہوتا ہے۔
فقہ وحدیث کی کتب میں طہارت سے متعلق روایات اور احکام کو سب سے پہلے اس لیے بیان کیا جاتا ہے کیونکہ کلمہ شہادت کے بعد نماز اسلام کا اہم ترین فرض ہے اور طہارت نماز کے لیے شرط کی حیثیت رکھتی ہے۔
ایک حدیث کے مطابق نبی اکرم ﷺ نے بھی طہارت کو نماز کی کنجی قرار دیا ہے۔

بَابُ تَاْوِیْلِ قَوْلِهٖ عَزَّ وَجَلَّ (اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ)

باب 1: اللہ تعالیٰ کے فرمان کی تفسیر:
"جب تم نماز کے لیے کھڑے ہو تو اپنے چہروں کو اور دونوں بازوؤں کو کہنیوں تک دھولو"۔ (المائدہ: ۶)

شرح

ترجمۃ الباب کی وضاحت

مسئلہ: یہاں ترجمۃ الباب میں امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن مجید کی جو آیت پیش کی ہے' اس آیت کے حکم کی بنیاد پر فقہاء نے یہ مسئلہ بیان کیا ہے کہ وضو میں چار چیزیں فرض ہیں' تین اعضاء کو دھونا فرض ہے اور ایک عضو پر مسح کرنا فرض ہے۔ دھونے کا مطلب پانی بہا دینا ہے اور مسح کا مطلب گیلاہٹ پہنچا دینا ہے۔ (الہدایہ)

وضو میں پانی کا بہنا شرط ہے

مسئلہ: شرح طحاوی میں یہ بات مذکور ہے کہ ظاہر الروایت کے حکم کے مطابق وضو میں پانی کو بہانا شرط ہے' اس لیے جب تک پانی کے قطرے بہیں گے نہیں' اس وقت تک وضو درست نہیں ہوگا' لیکن امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ سے ایک روایت منقول ہے کہ وضو میں پانی کا بہنا شرط نہیں ہے۔

برف کے ساتھ وضو کا حکم

مسئلہ: اگر کوئی شخص برف کے ساتھ وضو کرتا ہے' تو اگر اس کے دو یا دو سے زیادہ قطرے بہہ جاتے ہیں' تو اس بات پر اتفاق ہے کہ وضو جائز ہو جائے گا' لیکن اگر دو یا دو سے زیادہ قطرے نہیں بہتے ہیں' تو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک وضو درست نہیں ہوگا' جبکہ امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک وضو درست ہو جائے گا۔ یہ بات "ذخیرہ" میں تحریر ہے۔
مسئلہ: اس بارے میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کا قول درست ہے' یہ بات مضمرات میں تحریر ہے۔

چہرے کی حدود کیا ہیں؟

مسئلہ: ظاہر الروایۃ کے مطابق چہرے کی کوئی حد مذکور نہیں ہے' یہ بات بدائع الصنائع میں تحریر ہے۔
مسئلہ: کتاب المغنی میں یہ بات تحریر ہے کہ چہرے سے مراد وہ حصہ ہے جہاں سے سر کے بال اُگنا شروع ہوتے ہیں اور

پھر دونوں جبڑوں کے نیچے اور ٹھوڑی کے نیچے تک کا حصہ' جبکہ چوڑائی کی سمت میں ایک کان کی لو سے لے کر دوسرے کان کی لو تک (چہرہ شمار ہوگا) یہ بات عینی "شرح الہدایہ" میں تحریر ہے۔
مسئلہ: اگر کسی شخص کے سامنے کے بال گر چکے ہوں تو صحیح قول یہ ہے کہ اس جگہ تک پانی پہنچانا واجب نہیں ہوگا۔ یہ بات "خلاصہ" میں تحریر ہے اور یہی قول درست ہے' یہ بات "زاہدی" میں تحریر کی گئی ہے۔
مسئلہ: اگر کسی شخص کے بال زیادہ آگے آئے ہوئے ہوں' وہ چہرے کی حد میں آ چکے ہوں تو اس شخص کے لیے ان بالوں کو دھونا لازم ہوگا' جو اس مقام سے نیچے ہوتے ہیں' جہاں تک عام طور پر بال پائے جاتے ہیں' یہ بات "عینی شرح الہدایہ" میں تحریر ہے۔
مسئلہ: آنکھ کے اندر تک پانی پہنچانا نہ واجب ہے نہ ہی سنت ہے' اسی طرح پلکوں کی جڑ تک یا آنکھ کے کنارے تک پانی پہنچانے کے لیے آنکھ کے کھولنے یا بند کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ بات "ظہیریہ" میں تحریر ہے۔
مسئلہ: البتہ شیخ ابن ہمام نے یہ بات بیان کی ہے کہ چہرہ دھوتے وقت آنکھ کو زیادہ زور سے بند نہیں کرنا چاہیے۔ (محیط)
مسئلہ: آنکھ کا وہ کنارہ جو ناک سے ملا ہوا ہوتا ہے' وہاں تک پانی پہنچانا واجب ہے۔ (خلاصہ)
مسئلہ: ہونٹ بند کرنے کے وقت جس قدر کھلے رہتے ہیں' وہ چہرے کے حکم میں شامل ہوں گے اور جو چھپ جاتے ہیں' وہ منہ کے حکم میں شامل ہوں گے اور یہی قول درست ہے۔ (خلاصہ)
مسئلہ: داڑھی' جبڑے اور کانوں کے درمیان میں جو سفیدی ہے' وضو میں اس کو دھونا واجب ہے۔ (طحاوی) یہی قول صحیح ہے۔
مسئلہ: اکثر مشائخ اسی بات کے قائل ہیں۔ (ذخیرہ)
مسئلہ: مونچھوں کے بال' بھنوؤں کے بال اور داڑھی کے وہ بال جو ٹھوڑی کی جڑ تک موجود ہوتے ہیں' انہیں دھویا جائے گا لیکن جس جگہ سے بال جمع ہوئے ہوں' وہاں تک پانی پہنچانا واجب نہیں ہے۔

دوسرا فرض: بازوؤں کو دھونا

مسئلہ: وضو کا دوسرا فرض دونوں بازوؤں کو دھونا ہے' تینوں فقہاء کے نزدیک کہنیاں بھی اس دھونے کے حکم میں شامل ہوں گی۔ (محیط)
مسئلہ: اگر وضو کے کسی بھی عضو پر کوئی چیز اضافی ہو' یعنی زائد انگلی ہو یا زائد ہاتھ ہو' تو اسے بھی دھونا واجب ہوگا۔ (سراج الوہاج)
مسئلہ: اگر کسی شخص کے کندھے پر دو ہاتھ ہوں تو جو ہاتھ مکمل ہوگا' وہی اصلی ہاتھ شمار ہوگا اور اسے دھونا لازم ہوگا' جبکہ دوسرا ہاتھ اضافی شمار ہوگا اور جو اضافی ہے' اس کا اتنا حصہ دھونا لازم ہوگا' جتنا اصلی ہاتھ کے اس مقام کے سامنے ہے' جس مقام کو دھونا فرض ہے۔ (فتح القدیر)
مسئلہ: البتہ اضافی حصے کو دھونا مستحب شمار ہوگا۔ (بحر الرائق)

مسئلہ: ماوراء النہر کے فتاویٰ میں یہ بات تحریر ہے کہ اگر وضو کے دھونے کے مخصوص مقامات میں سوئی کے کنارے
بھی جگہ خشک رہ گئی یا ناخن کی جڑ میں کوئی چیز خشک رہ گئی یا اس میں کوئی مٹی بھری ہوئی تھی تو پھر وضو جائز نہیں ہوگا، لیکن اگر
پر خمیر لگا ہوا ہو یا مہندی لگی ہوئی ہو تو وضو جائز ہو جائے گا۔

مسئلہ: الجامع الصغیر میں یہ بات تحریر کی گئی ہے کہ شیخ ابوالقاسم سے ایسے شخص کے بارے میں دریافت کیا گیا جس
بڑے ہوتے ہیں اور ان میں میل جما رہتا ہے، اگر کوئی شخص مٹی کا کام کرتا ہے یا کسی عورت نے ہاتھوں پر مہندی لگائی ہوئی
ہے، کوئی شخص چمڑے کی دباغت کا کام کرتا ہے اور اس کے ناخن میں میل جما رہتا ہے یا کوئی شخص رنگ کا کام کرتا ہے، تو
وضو جائز ہوگا یا نہیں ہوگا؟ انہوں نے فرمایا: ان سب کی حالت ایک جیسی ہے اور ان کا وضو جائز ہوگا، اس کی وجہ یہ ہے
چیزوں سے بچنے کی کوئی صورت نہیں ہے۔

مسئلہ: اگر کسی شخص نے ہاتھ میں ڈھیلی انگوٹھی پہنی ہوئی ہو تو اس کو حرکت دینا سنت ہے، لیکن اگر وہ اتنی تنگ ہو کہ
نیچے پانی پہنچنے کا امکان نہ ہو تو اب اس کو حرکت دینا فرض ہوگا۔ (خلاصہ)

مسئلہ: ظاہر الروایۃ میں بھی یہی مذکور ہے۔ (محیط)

تیسرا فرض: پاؤں دھونا

مسئلہ: وضو کا تیسرا فرض دونوں پاؤں دھونا ہے، تینوں فقہاء کے نزدیک ٹخنے بھی پاؤں کے دھونے میں شامل ہوں گے۔

مسئلہ: اگر کسی شخص کا ہاتھ یا پاؤں اس طرح کٹ جاتا ہے کہ کہنی اور ٹخنہ باقی ہی نہیں رہتا تو اب انہیں دھونا ساقط ہو جائے
گا، لیکن اگر کہنی یا ٹخنہ باقی رہتے ہیں، تو انہیں دھونا واجب ہوگا۔ (بحر الرائق)

چوتھا فرض: سر کا مسح

مسئلہ: وضو کا چوتھا فرض سر کا مسح کرنا ہے اور وضو میں ایک چوتھائی سر کا مسح کرنا فرض ہے۔

مسئلہ: صحیح قول کے مطابق مسح میں ہاتھ کی تین انگلیاں لگانا واجب ہے۔ (کفایہ)

مسئلہ: اگر کوئی شخص ایک یا دو انگلیوں کے ذریعے مسح کرتا ہے، تو ظاہر الروایۃ کے مطابق تو ایسا کرنا درست نہیں ہونا
چاہیے۔ (شرح طحاوی)

مسئلہ: اگر کوئی شہادت کی انگلی اور انگوٹھے کے ذریعے اس طرح مسح کرتا ہے کہ وہ دونوں کھلے ہوں اور اس کے ساتھ
کا کچھ حصہ سر کو لگ جائے تو ایسی صورت میں مسح کرنا جائز ہوگا، اس کی وجہ یہ ہے کہ شہادت کی انگلی اور انگوٹھا دو انگلیاں ہیں اور
ان کے درمیان ان کی جو ہتھیلی ہے، وہ ایک انگلی کی مقدار ہے، اس اعتبار سے تین انگلیاں ہو جائیں گی۔ (محیط، فتاویٰ قاضی خان)

مسئلہ: اگر کسی شخص نے لمبے بال رکھے ہوئے ہیں اور وہ تین انگلیوں کے ذریعے ان بالوں پر مسح کرتا ہے، تو اگر اس مسح کے
نیچے آنے والے بال سر پر موجود ہیں، تو پھر یہ سر کے مسح کا قائم مقام ہوگا اور اگر ان بالوں پر مسح کرتا ہے جن کے نیچے
گردن ہے، تو یہ مسح درست نہیں ہوگا۔

مسئلہ: اگر کسی کا ہاتھ گیلا ہے اور وہ اس سے مسح کر لیتا ہے، تو یہ مسح جائز ہوگا، خواہ اس نے مسح کرنے کے لیے پانی لیا ہو یا
اس نے بازو دھوئے ہوں اور ان کی گیلاہٹ ہاتھ میں باقی ہو، صحیح قول یہی ہے، لیکن اگر کوئی شخص گیلے ہاتھ کے ذریعے سر یا
موزے کا مسح کر لیتا ہے اور پھر بھی اس کا ہاتھ کچھ گیلا ہے، تو اب وہ اس کے ذریعے سر یا موزے کا مسح نہیں کر سکتا۔ (خلاصہ)

مسئلہ: اگر وہ گیلاہٹ کسی عضو سے حاصل کرتا ہے، تو اس کے ذریعے بھی مسح کرنا درست نہیں ہوگا، خواہ اس عضو کو دھویا گیا
ہو یا اس پر مسح کیا گیا ہو۔ (ذخیرہ)

مسئلہ: اگر کوئی شخص برف کے ساتھ مسح کر لیتا ہے، تو یہ ہر صورت میں جائز ہوگا، اس بارے میں فقہاء نے یہ شرط مقرر نہیں
کی ہے کہ اس میں تری ٹپکتی ہو یا نہ ٹپکتی ہو۔ (فتاویٰ برہانیہ)

مسئلہ: اگر کوئی شخص منہ کے ساتھ سر کو بھی دھو لیتا ہے، تو یہ مسح کے قائم مقام ہو جائے گا، لیکن ایسا کرنا مکروہ ہے۔

مسئلہ: اگر سر کے کچھ حصے پر بال نہیں ہیں اور کچھ حصے پر بال ہیں، تو جہاں بال ہیں وہاں مسح کر لیتا ہے، تو یہ جائز ہوگا۔
(جوہرہ نیرہ)

مسئلہ: اگر سر پر سامنے کی طرف مسح نہیں کیا، بلکہ پیچھے کی طرف یا دائیں بائیں مسح کر لیا تو یہ بھی جائز ہوگا۔ (تاتارخانیہ)

ٹوپی اور عمامہ پر مسح کا حکم

مسئلہ: ٹوپی اور عمامے پر مسح کرنا جائز نہیں، اسی طرح عورت کے لیے اپنی چادر پر مسح کرنا جائز نہیں ہے، لیکن اگر اس میں
سے پانی اس طرح ٹپک جائے کہ بالوں تک پہنچ جائے تو مسح جائز ہوگا۔ (خلاصہ)

مسئلہ: عورت کے لیے افضل یہی ہے کہ وہ اپنی چادر کے اوپر مسح نہ کرے، بلکہ اس کے نیچے مسح کرے۔ (قاضی خان)

•••——•••——•••

1 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اِذَا اسْتَيْقَظَ اَحَدُكُمْ مِنْ نَوْمِهٖ فَلَا يَغْمِسْ يَدَهُ فِيْ وَضُوْئِهٖ حَتّٰى يَغْسِلَهَا ثَلَاثًا فَاِنَّ اَحَدَكُمْ
لَا يَدْرِيْ اَيْنَ بَاتَتْ يَدُهُ ."

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: جب کوئی شخص نیند سے بیدار
ہو تو وہ اس وقت تک اپنے ہاتھ وضو کے پانی میں نہ ڈالے، جب تک وہ اسے پہلے تین مرتبہ دھو نہ لے، کیونکہ کوئی شخص یہ نہیں جانتا
کہ اس کے ہاتھ نے رات کہاں بسر کی ہے۔

شرح

علامہ عینی تحریر کرتے ہیں: روایت کا ابتدائی حصہ اس بات کا تقاضا کرتا ہے (کہ برتن میں داخل کرنے سے پہلے

1۔ اخرجه مسلم في الطهارة، باب كراهة غمس المتوضىء و غيره يده المشكوك في نجاستها في الاناء قبل غسلها ثلاثا (الحديث 87) . انظر: تحفة الاشرا للمزي (15149) .

ہاتھ) دھونا واجب ہے کیونکہ دھونے سے پہلے برتن میں ہاتھ ڈالنے کی ممانعت کی گئی ہے لیکن اس کا آخری حصہ اس بات پر دلالت کرتا ہے اس صورت میں ہاتھ دھونا مستحب ہے۔ کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے (اس حکم کی) علت بیان کردی ہے۔ "وہ نہیں جانتا اس کا ہاتھ رات بھر کہاں رہا؟" یعنی اس کا ہاتھ اس کے جسم کے پاک حصے پر رہا یا نجس حصے پر رہا۔ لہٰذا التعلیل میں رکاوٹ آنے کی وجہ سے جب وجوب کی نفی ہوگئی تو سنت ہونا ثابت ہوجائے گا کیونکہ اس کا مرتبہ وجوب سے کم ہے"۔[1]

بَابُ السِّوَاكِ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ

باب 2: نیند سے بیدار ہونے پر مسواک کرنا

2 - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ جَرِيرٍ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ يَشُوصُ فَاهُ بِالسِّوَاكِ .

☆☆ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' جب نبی اکرم ﷺ نیند سے بیدار ہوتے تو آپ ﷺ اپنے منہ کو مسواک کے ذریعے صاف کرتے تھے۔

شرح

مسواک کے احکام

مسئلہ: علامہ کاسانی تحریر کرتے ہیں: ان میں سے ایک حکم مسواک کرنا ہے' اس کی دلیل وہ روایت ہے جو نبی اکرم ﷺ سے منقول ہے' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

"اگر مجھے اپنی اُمت کے مشقت میں مبتلا ہونے کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں تمہیں ہر نماز کے وقت مسواک کرنے کا حکم دیتا"۔

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: "ہر وضو کے وقت (مسواک کرنے کا حکم دیتا)"۔

مسئلہ: اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ یہ منہ کو پاک کرنے کا باعث ہے' جیسا کہ اس کے بارے میں حدیث بھی منقول ہے۔ (نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:)

"مسواک منہ کی پاکیزگی کے حصول کا ذریعہ ہے اور پروردگار کی رضامندی کے حصول کا ذریعہ ہے"۔

---

[1] "عمدة القاری' کتاب الوضوء' باب : الاستجمار وترا"

2- اخرجه البخاري في الوضوء، باب السواك (الحديث 245) و في الجمعة، باب السواك يوم الجمعة (الحديث 889) و في التهجد، باب طول القيام في صلاة الليل (الحديث 1136) . اخرجه مسلم في الطهارة، باب السواك (الحديث 46 و 47) . و اخرجه ابو داؤد في الطهارة، باب السواك لمن قام من الليل (الحديث 55) . و اخرجه النسائي في قيام الليل و تطوع النهار، باب ما يفعل اذا قام من الليل من السواك (الحديث 1620، 1621) و ذكر الاختلاف على ابي حصين عثمان بن عاصم في هذا الحديث (الحديث 1622، 1623) بمعناه . واخرجه ابن ماجه في الطهارة، باب السواك (الحديث 286) . انظر: تحفة الاشراف للمزي (3336) .

مسئلہ: اسی طرح روایات میں یہ بات منقول ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

"جبریل مجھے مسواک کرنے کے بارے میں مسلسل تاکید کرتے رہے یہاں تک کہ مجھے اندیشہ ہوا کہ وہ مجھے اس کے لازم ہونے کے بارے میں بتائیں گے"۔

مسئلہ: اسی طرح یہ روایت بھی منقول ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

"قرآن کے راستوں کو مسواک کے ذریعے پاک کرو (یعنی اپنے منہ کو پاک کرو)"۔

مسئلہ: آدمی کو اس بات کا حق حاصل ہے کہ وہ جس مرضی مسواک سے چاہے مسواک کرلے' خواہ وہ تر ہو یا خشک ہو' خواہ اس پر تری لگی ہوئی ہو یا نہ لگی ہوئی ہو' خواہ آدمی نے روزہ رکھا ہوا ہو یا نہ رکھا ہو' خواہ زوال سے پہلے کا وقت ہو یا اس کے بعد کا وقت ہو' کیونکہ مسواک کے بارے میں منقول احادیث مطلق ہیں۔

مسئلہ: امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک روزہ دار شخص کے لیے زوال کے بعد مسواک کرنا مکروہ ہے۔

مسئلہ: مسواک کے حکم پر بحث کرتے ہوئے علامہ عینی نے یہ بات تحریر کی ہے: احادیث اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ مسواک کرنا سنت مؤکدہ ہے' کیونکہ اس کے بارے میں نبی اکرم ﷺ نے دن اور رات میں باقاعدگی اختیار کی ہے' اسی طرح اس بات پر اجماع بھی ہے کہ مسواک کرنا مستحب ہے' یہاں تک کہ امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بات بیان کی ہے کہ یہ وضو کا ایک حصہ ہے' اس بارے میں بہت سی احادیث منقول ہیں کہ جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ ہمیشہ باقاعدگی کے ساتھ مسواک کیا کرتے تھے' یہاں تک کہ روایات میں یہ بات بھی مذکور ہے کہ جب آپ ﷺ کے وصال کا وقت قریب آیا تو اس وقت بھی آپ نے مسواک کی تھی جیسا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے یہ روایت نقل کی ہے:

"حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما' نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے' اس وقت نبی اکرم ﷺ نے میرے سینے کے ساتھ ٹیک لگائی ہوئی تھی کہ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کے پاس ایک تر مسواک تھی جس کے ذریعے وہ مسواک کر رہے تھے' نبی اکرم ﷺ نے اپنی نگاہ ان کی طرف اُٹھائی' تو میں نے وہ مسواک لی' اسے چبایا' اسے نرم کیا اور نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں پیش کیا تو آپ نے وہ مسواک کرلی"۔

مسئلہ: مسواک کے بارے میں علماء کے درمیان یہ اختلاف پایا جاتا ہے کہ یہ وضو کی سنت ہے یا یہ نماز کی سنت ہے' بعض حضرات پہلے مؤقف کے قائل ہیں اور بعض دوسرے مؤقف کے قائل ہیں۔

مسئلہ: جبکہ بعض علماء اس بات کے قائل ہیں کہ یہ دینی سنت ہے اور یہی قول زیادہ قوی ہے اور یہی بات امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے بھی منقول ہے۔

مسئلہ: ہدایہ میں یہ بات تحریر ہے: صحیح یہ ہے کہ مسواک کرنا مستحب ہے' امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک تو یہی حکم ہے جبکہ ابن حزم نے یہ کہا ہے کہ یہ سنت ہے' اگر ممکن ہو' تو آدمی ہر نماز کے لیے مسواک کرنے' یہ چیز زیادہ فضیلت رکھتی ہے' البتہ جمعہ کے دن اسے کرنا لازم ہے۔

مسئلہ: شیخ ابوحامد اسفرائینی نے اور علامہ ماوردی نے یہ بات بیان کی ہے کہ اہل ظاہر اس کے وجوب کے قائل ہیں۔

مسئلہ: اسحاق بن راھویہ سے بھی یہی روایت نقل کی گئی ہے کہ مسواک کرنا واجب ہے اور اگر کوئی شخص اسے جان بوجھ کر ترک کرتا ہے' تو اس کی نماز باطل ہو جائے گی' جبکہ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بات بیان کی ہے کہ اسحاق کے حوالے سے یہ روایت درست نہیں ہے۔

مسواک کرنے کا طریقہ

مسئلہ: ہمارے نزدیک مسواک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اسے چوڑائی کی سمت میں کیا جائے گا' لمبائی کی سمت میں نہیں کیا جائے گا' اس وقت کیا جائے گا جب وضو میں کلی کی جاتی ہے۔

مسئلہ: حافظ ابونعیم اصفہانی نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے یہ بات نقل کی ہے کہ نبی اکرم ﷺ چوڑائی کی سمت میں مسواک کرتے تھے' لمبائی کی سمت میں مسواک نہیں کرتے تھے۔

مسئلہ: کتاب المغنی میں یہ بات تحریر ہے کہ دانتوں اور زبان پر بھی مسواک کی جائے گی اور اس بارے میں کوئی مقررہ حد نہیں ہے اور آدمی اس وقت تک مسواک کرتا رہے گا جب تک اس کا دل مطمئن نہیں ہو جاتا' آدمی دائیں ہاتھ میں پکڑ کر مسواک کرے گا' اس بارے میں مستحب یہ ہے کہ تین مرتبہ پانی حاصل کیا جائے (یعنی تین مرتبہ کلی کی جائے)۔

مسئلہ: (علامہ عینی نے یہ وضاحت کی ہے:) مسواک کے فضائل بہت زیادہ ہیں اور اس بارے میں پچاس صحابہ کرام سے احادیث منقول ہیں۔ (عمدۃ القاری' کتاب: وضو کا بیان' باب: مسواک کا بیان' ج ۳ ص ۱۸۵) (سابقہ حوالہ ہے: بدائع الصنائع' کتاب: طہارت کا بیان' باب مطلب مسواک کے احکام)

3 - باب كَيْفَ يَسْتَاكُ

باب: مسواک کرنے کا طریقہ

3 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ اَخْبَرَنَا غَيْلَانُ بْنُ جَرِيْرٍ عَنْ اَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَسْتَنُّ وَطَرَفُ السِّوَاكِ عَلٰى لِسَانِهٖ وَهُوَ يَقُوْلُ "عَاْعَاْ".

☆☆ حضرت ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ اس وقت مسواک کر رہے تھے' مسواک کا ایک کنارہ آپ کی زبان پر تھا اور آپ عا' عا' کی آواز نکال رہے تھے۔

3-اخرجه البخاري في الوضوء، باب السواك (الحديث 244) . و اخرجه مسلم في الطهارة، باب السواك (الحديث 45) مختصراً . و اخرجه ابوداؤد في الطهارة، باب كيف يستاك (الحديث 49) . انظر: تحفة الاشراف (9123) .

4 - باب هَلْ يَسْتَاكُ الْإِمَامُ بِحَضْرَةِ رَعِيَّتِهٖ

باب: کیا امام اپنی رعیت کی موجودگی میں مسواک کر سکتا ہے؟

4 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا يَحْيٰى - وَهُوَ ابْنُ سَعِيْدٍ - قَالَ حَدَّثَنَا قُرَّةُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ هِلَالٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ اَقْبَلْتُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعِيْ رَجُلَانِ مِنَ الْاَشْعَرِيِّيْنَ اَحَدُهُمَا عَنْ يَّمِيْنِيْ وَالْاٰخَرُ عَنْ يَّسَارِيْ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَاكُ فَكِلَاهُمَا سَاَلَ الْعَمَلَ قُلْتُ وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ نَبِيًّا مَّا اَطْلَعَانِيْ عَلٰى مَا فِيْ اَنْفُسِهِمَا وَمَا شَعَرْتُ اَنَّهُمَا يَطْلُبَانِ الْعَمَلَ فَكَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى سِوَاكِهٖ تَحْتَ شَفَتِهٖ قَلَصَتْ

فَقَالَ "اِنَّا لَا - اَوْ لَنْ - نَسْتَعِيْنَ عَلَى الْعَمَلِ مَنْ اَرَادَهٗ وَلٰكِنِ اذْهَبْ اَنْتَ". فَبَعَثَهٗ عَلَى الْيَمَنِ ثُمَّ اَرْدَفَهٗ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا .

☆☆ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' میرے ساتھ اشعر قبیلے کے دو آدمی بھی تھے' ایک میرے دائیں طرف تھا اور دوسرا میرے بائیں طرف تھا' نبی اکرم ﷺ اس وقت مسواک کر رہے تھے' ان دونوں نے نبی اکرم ﷺ سے یہ درخواست کی کہ آپ انہیں سرکاری اہلکار مقرر کریں۔

میں نے عرض کی: اس ذات کی قسم جس نے آپ کو نبی بنا کر بھیجا ہے! ان دونوں نے مجھے نہیں بتایا تھا کہ ان دونوں کے ذہن میں کیا ہے' مجھے یہ اندازہ بھی نہیں تھا کہ یہ آپ سے ملازمت مانگیں گے (حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:) یہ منظر آج بھی میری نگاہ میں ہے' مسواک نبی اکرم ﷺ کے ہونٹ کے نیچے تھی اور وہ اوپر اٹھا ہوا تھا' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہم ایسے کسی شخص کو اپنا اہلکار ہرگز مقرر نہیں کریں گے جو اہلکار بننا چاہتا ہو' (اے ابوموسیٰ!) البتہ تم چلے جاؤ۔

راوی کہتے ہیں' کہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو یمن بھیج دیا' پھر ان کے پیچھے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو بھی بھجوا دیا۔

5 - باب التَّرْغِيْبِ فِي السِّوَاكِ

باب: مسواک کی ترغیب دینا

5 - اَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى عَنْ يَزِيْدَ - وَهُوَ ابْنُ زُرَيْعٍ - قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ

4-اخرجه البخاري في استتابة المرتدين و المعاندين و قتلهم، باب حكم المرتد و استتابتهم (الحديث 6923) مطولا . و اخرجه مسلم في الامارة، باب النهي عن طلب الامارة و الحرص عليها (الحديث 15) مطولا . و اخرجه ابو داؤد في الحدود، باب الحكم فيمن ارتد (الحديث 4354) مطولا . و الحديث عند: البخاري في الاجارة، باب استئجار الرجل الصالح (الحديث 2261)، و في الاحكام، باب الحاكم يحكم بالقتل على من وجب عليه دون الامام الذي فوقه (الحديث 7156 , 7157). و ابو داؤد في الاقضية، باب في طلب القضاء و التسرع اليه (الحديث 3579) . تحفة الاشراف (9083) .

5-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (16271) .

الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِىْ عَتِيْقٍ قَالَ حَدَّثَنِىْ اَبِىْ قَالَ سَمِعْتُ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "السِّوَاكُ مَطْهَرَةٌ لِّلْفَمِ مَرْضَاةٌ لِّلرَّبِّ ."

☆☆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتی ہیں: مسواک منہ کی صفائی کا ذریعہ ہے اور پروردگار کی رضا کا باعث ہے۔

شرح

مسواک کے احکام

مسئلہ: وضو کی سنتوں میں سے ایک عمل مسواک کرنا ہے' مسواک کے لیے ایسے درخت کی ٹہنی کو استعمال کرنا چاہیے' جن کا ذائقہ کڑوا ہوتا ہے' کیونکہ اس کے نتیجے میں منہ کی بوختم ہو جاتی ہے' دانت مضبوط ہوتے ہیں' معدہ تندرست ہو جاتا ہے۔

مسئلہ: مسواک کی لکڑی تر ہونی چاہیے' یہ چھوٹی انگلی جتنی موٹی ہونی چاہیے اور ایک بالشت لمبی ہونی چاہیے۔

مسئلہ: یہ بات مستحب ہے کہ آدمی دائیں ہاتھ میں مسواک کو اس طرح پکڑے کہ اس کی چھوٹی انگلی مسواک کے نیچے ہو اور انگوٹھا مسواک کے سرے کے نیچے ہو اور باقی انگلیاں مسواک کے اوپر ہوں۔ (نہر الفائق)

مسئلہ: مسواک کرنے کا وقت وہی ہے جو کلی کرنے کا وقت ہے۔ (نہایہ)

مسئلہ: دانت کے اوپری طرف اور نیچے والی طرف چوڑائی کی سمت میں مسواک کی جانی چاہیے اور مسواک کا آغاز دائیں طرف سے کیا جائے۔ (جوہرہ نیرہ)

مسئلہ: جس شخص کو یہ اندیشہ ہو کہ اگر اس نے مسواک کی تو وہ قے کر دے گا تو وہ شخص مسواک نہ کرے۔

مسئلہ: لیٹ کر مسواک کرنا مکروہ ہے۔ (سراج الوہاج)

•••——•••——•••

6 - باب الْاِكْثَارِ فِى السِّوَاكِ

باب: بکثرت مسواک کرنا

6 - اَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ وَعِمْرَانُ بْنُ مُوْسٰى قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ الْحَبْحَابِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "قَدْ اَكْثَرْتُ عَلَيْكُمْ فِى السِّوَاكِ ."

☆☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: میں تمہیں بکثرت مسواک کرنے کی ہدایت کرتا ہوں۔

6-اخرجه البخاري في الجمعة، باب السواك يوم الجمعة (الحديث 888) . تحفة الاشراف (914) .

7 - باب الرُّخْصَةِ فِى السِّوَاكِ بِالْعَشِىِّ لِلصَّائِمِ

باب: روزہ دار شخص کے لیے شام کے وقت مسواک کرنے کی رخصت

7 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ مَالِكٍ عَنْ اَبِى الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰى اُمَّتِىْ لَاَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ ."

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: اگر مجھے اپنی اُمت کے مشقت میں مبتلا ہونے کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں انہیں ہر نماز کے وقت مسواک کرنے کا حکم دیتا۔

8 - باب السِّوَاكِ فِى كُلِّ حِيْنٍ

باب: کسی بھی وقت میں مسواک کرنا

8 - اَخْبَرَنَا عَلِىُّ بْنُ خَشْرَمٍ قَالَ حَدَّثَنَا عِيْسٰى - وَهُوَ ابْنُ يُوْنُسَ - عَنْ مِسْعَرٍ عَنِ الْمِقْدَامِ - وَهُوَ ابْنُ شُرَيْحٍ - عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ بِاَىِّ شَىْءٍ كَانَ يَبْدَاُ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ بَيْتَهُ قَالَتْ بِالسِّوَاكِ .

☆☆ مقدام بن شریح اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: انہوں نے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب گھر میں تشریف لاتے تھے' تو آپ سب سے پہلے کیا کام کرتے تھے؟ تو انہوں نے جواب دیا: مسواک۔

9 - باب ذِكْرِ الْفِطْرَةِ - الْاِخْتِتَانُ

باب: فطری اُمور کا تذکرہ (جن میں ختنہ کرنا بھی شامل ہے)

9 - اَخْبَرَنَا الْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "الْفِطْرَةُ خَمْسٌ الْاِخْتِتَانُ وَالْاِسْتِحْدَادُ وَقَصُّ الشَّارِبِ وَتَقْلِيْمُ الْاَظْفَارِ وَنَتْفُ الْاِبْطِ ."

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: فطری چیزیں پانچ ہیں: ختنہ کرنا' زیر ناف بال صاف کرنا' مونچھیں چھوٹی کرنا' ناخن تراشنا اور بغلوں کے بال صاف کرنا۔

شرح

مسئلہ: یہاں امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے فطرت کا تذکرہ کیا ہے' اس کی وضاحت کرتے ہوئے فیض القدیر کے مصنف علامہ

7-اخرجه البخاري في الجمعة، باب السواك يوم الجمعة (الحديث 887) . تحفة الاشراف (13842) .

8-اخرجه مسلم في الطهارة، باب السواك (الحديث 43, 44) . و اخرجه ابوداؤد في الطهارة، باب في الرجل يستاك بسواك غيره (الحديث 51) . واخرجه ابن ماجه في الطهارة و سننها، باب السواك (الحديث 290) تحفة الاشراف (16144) .

9-اخرجه مسلم في الطهارة، باب خصال الفطرة (الحديث 50) . تحفة الاشراف (13343) .

عبدالرؤف مناوی نے یہ بات تحریر کی ہے کہ یہاں فطرت سے مراد وہ قدیم طریقہ کار ہے جسے انبیاء کرام نے اختیار کیا تھا اور تمام شرائع میں اس کے بارے میں اتفاق پایا جاتا ہے' گویا کہ یہ ایک طے شدہ طریقہ ہے' جس پر لوگوں کی فطرت قائم ہے۔[1]

ختنہ کرنے کے احکام

مسئلہ: یہاں امام نسائی رحمہ اللہ نے ایک حدیث ذکر کی ہے' جس میں نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: پانچ کام فطرت سے تعلق رکھتے ہیں' اگلے ابواب میں امام نسائی رحمہ اللہ نے اسی روایت کو اسناد کے اختلاف کے ساتھ نقل کیا ہے' لیکن ہر مرتبہ روایت نقل کرتے ہوئے ترجمۃ الباب تبدیل کر دیا ہے' یہاں اس روایت سے پہلے انہوں نے ترجمۃ الباب میں ختنہ کرنے کا ذکر کیا ہے۔

مسئلہ: اس کی وضاحت کرتے ہوئے ابن نجیم تحریر کرتے ہیں: ختنہ کرنا سنت ہے' جیسا کہ اس بارے میں احادیث میں یہ بات منقول ہے اور یہ اسلام کی مخصوص نشانیوں میں سے ایک ہے اور اسلام کی خصوصیات میں سے ایک ہے' یہاں تک کہ اگر کسی مسلمان شہر کے افراد اس بات پر اتفاق کر لیتے ہیں کہ وہ ختنہ نہیں کریں گے تو حاکم وقت ان کے خلاف لڑائی کرے گا' کسی انتہائی ضرورت کے پیش نظر ہی ختنے کو ترک کیا جا سکتا ہے۔ ماتن نے یہ بات تحریر کی ہے: ختنہ کرنے کا وقت سات برس کی عمر ہے' ایک قول یہ ہے کہ بالغ ہونے سے پہلے ختنہ نہیں کرنا چاہیے' کیونکہ ختنہ کرنے کا بنیادی مقصد طہارت کا حصول ہے اور بالغ ہونے سے پہلے طہارت لازم نہیں ہوتی ہے' اس لیے ایسی صورت میں کسی ضرورت کے بغیر وقت سے پہلے اذیت پہنچانے کی صورت پائی جائے گی۔ ایک قول یہ ہے کہ اس کی کم از کم عمر بارہ برس ہے' ایک قول یہ ہے کہ ۹ برس ہے' ایک قول یہ ہے کہ دس برس ہے' اس کی وجہ یہ ہے کہ دس برس کی عمر میں بچے کو نماز پڑھنے کا حکم دیا جاتا ہے تاکہ پھر عادت بن جائے اور وہ اخلاق سیکھ لے تو ایسے وقت میں اسے ختنہ کرنے کی ضرورت پیش آئے گی کیونکہ نماز کے لیے طہارت ضروری ہے۔

مسئلہ: ایک قول یہ بھی ہے کہ اگر بچے میں یہ طاقت موجود ہو کہ وہ ختنے کی تکلیف کو برداشت کر سکتا ہے' تو اس کا ختنہ کر دیا جائے گا' ورنہ نہیں کیا جائے گا اور یہ بات قیاس کے زیادہ قریب ہے۔

مسئلہ: امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے یہ بات فرمائی ہے: ختنہ کرنے کے وقت کے بارے میں مجھے کوئی علم نہیں ہے (یعنی اس بارے میں کوئی روایت منقول نہیں ہے)۔

مسئلہ: اس بارے میں امام ابویوسف رحمہ اللہ اور امام محمد رحمہ اللہ سے بھی کوئی بات منقول نہیں ہے' بعد کے مشائخ نے اس مسئلے کے بارے میں اختلاف کیا ہے۔

مسئلہ: لڑکی کا ختنہ کرنا سنت نہیں ہے' بلکہ یہ مردوں کے لیے پسندیدہ ہوتا ہے' اس سے انہیں صحبت کے وقت زیادہ لذت محسوس ہوتی ہے' ایک قول یہ ہے کہ لڑکی کا ختنہ کرنا بھی سنت ہے۔[2]

---

۱ (فیض القدیر' حرف حمزۃ ج ۲ ص ۵۲۷' حدیث: ۲۴۶۲)

۲ (کتاب تکملہ بحرالرائق' باب: جب کوئی قاضی کسی واقعے کے بارے میں کسی ثبوت کی بنیاد پر فیصلہ کرے)

اس حدیث میں ان پانچ چیزوں کا ذکر ہوا ہے' اس پر بحث کرتے ہوئے علامہ ابن حجر عسقلانی نے یہ بات تحریر کی ہے کہ امام شافعی رحمہ اللہ اور ان کے جمہور اصحاب اس بات کے قائل ہیں کہ ان پانچ اُمور میں سے ختنہ کرنا واجب ہے جبکہ باقی اُمور واجب نہیں ہیں' قدماء میں سے عطاء بن ابی رباح بھی اسی بات کے قائل ہیں' وہ یہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی بڑی عمر کا شخص اسلام قبول کر لیتا ہے' تو اس کے لیے ختنہ کرنا ضروری ہوگا۔ امام احمد رحمہ اللہ اور بعض مالکیوں کے نزدیک بھی یہ واجب ہے جبکہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک ایک روایت کے مطابق واجب ہے اور ایک روایت کے مطابق یہ سنت ہے' تاہم اس کو ترک کرنے والا شخص گناہگار ہوگا۔[1]

10 - باب تَقْلِيمِ الْأَظْفَارِ

باب: ناخن تراشنا

10 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ قَالَ سَمِعْتُ مَعْمَرًا عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "خَمْسٌ مِنَ الْفِطْرَةِ قَصُّ الشَّارِبِ وَنَتْفُ الْإِبْطِ وَتَقْلِيمُ الْأَظْفَارِ وَالِاسْتِحْدَادُ وَالْخِتَانُ".

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: پانچ چیزیں فطرت میں شامل ہیں: مونچھیں چھوٹی کرنا' بغلوں کے بال صاف کرنا' ناخن تراشنا' زیر ناف بال صاف کرنا اور ختنہ کرنا۔

شرح

ابن قدامہ لکھتے ہیں: حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو جمعرات کے دن ناخن تراشتے ہوئے دیکھا پھر آپ نے ارشاد فرمایا: اے علی! جمعرات کے دن ناخن تراش لو' بغل کے بال صاف کر لو' زیر ناف بال صاف کر لو' زیر ناف بال صاف کر لو اور جمعہ کے دن غسل کرو' خوشبو لگاؤ' (دھلا ہوا) لباس پہنو۔[2]

11 - باب نَتْفِ الْإِبْطِ

باب: بغل کے بال صاف کرنا

11 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي

---

۱ باب: فتح الباری' کتاب: لباس کا بیان' باب: مونچھیں چھوٹی کرنا' ج ۱۰ ص ۳۴۰

۲ (المغنی لابن قدامہ' کتاب الطہارۃ' فصول: الفطرۃ خمس)

10- اخرجه الترمذي في الادب، باب ما جاء في تقليم الاظفار (الحديث 2756) . و اخرجه النسائي في الزينة، شكر الفطرة (الحديث 5240) . تحفة الاشراف (13286) .

11- اخرجه البخاري في اللباس، باب قص الشارب (الحديث 5889)، و باب تقليم الاظفار (الحديث 5891)؛ و في الاستئذان، باب الختان بعد الكبر و نتف الابط (الحديث 6297) . و اخرجه مسلم في الطهارة، باب خصال الفطرة (الحديث 49) . و اخرجه ابوداؤد في الترجل، باب في اخذ الشارب (الحديث 4198) . واخرجه ابن ماجه في الطهارة و سننها، باب الفطرة (الحديث 292) . تحفة الاشراف (13126) .

هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "خَمْسٌ مِّنَ الْفِطْرَةِ الْخِتَانُ وَحَلْقُ الْعَانَةِ وَنَتْفُ الْإِبْطِ وَتَقْلِيمُ الْأَظْفَارِ وَأَخْذُ الشَّارِبِ".

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: پانچ چیزیں فطرت میں شامل ہیں: ختنہ کرنا' زیر ناف بال صاف کرنا' بغل کے بال صاف کرنا' ناخن تراشنا اور مونچھیں چھوٹی کرنا۔

شرح

ابن قدامہ لکھتے ہیں: بغلوں کے بال صاف کرنا سنت ہے۔ کیونکہ یہ فطرت کا حصہ ہے' اور اسے ترک کرنا بہت برا ہے۔ آدمی مونڈ کر یہ بال صاف کرے یا نورہ (بال صفا پاؤڈر) استعمال کرے (دونوں صورتیں) جائز ہیں۔ تاہم انہیں اکھاڑنا افضل ہے کیونکہ اس صورت میں حدیث کی موافقت ہو جائے گی۔[1]

12 - باب حَلْقِ الْعَانَةِ

باب: زیر ناف بال صاف کرنا

12 - اَخْبَرَنَا الْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ اَبِيْ سُفْيَانَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اَلْفِطْرَةُ قَصُّ الْاَظْفَارِ وَاَخْذُ الشَّارِبِ وَحَلْقُ الْعَانَةِ".

☆☆ نافع' حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: فطرت میں ناخن تراشنا اور مونچھیں چھوٹی کرنا اور زیر ناف بال (صاف کرنا شامل ہیں)۔

شرح

امام نووی تحریر کرتے ہیں: یہ (زیر ناف بال صاف کرنا) سنت ہے' اور مراد یہ ہے کہ اس جگہ کو صاف کر دیا جائے۔ افضل یہی ہے کہ (ان بالوں کو) مونڈ دیا جائے' تاہم (قینچی سے) چھوٹے کرنا' اکھاڑ دینا' نورہ (بال صفا پاؤڈر) استعمال کرنا بھی جائز ہے' "العانۃ" سے مراد وہ بال ہیں جو مرد کی شرمگاہ کے اوپر اور اس کے اطراف میں موجود ہوتے ہیں۔ عورت کی شرمگاہ کے اردگرد موجود بالوں کا بھی یہی حکم ہے۔[2]

13 - باب قَصِّ الشَّارِبِ

باب: مونچھیں چھوٹی کرنا

[1] المغنی لابن قدامۃ' کتاب الطہارۃ' فصول: الفطرۃ خمس)

[2] حاشیہ نووی علی صحیح مسلم' کتاب الطہارۃ' باب: خصال الفطرۃ

12-اخرجه البخاري في اللباس، باب تقليم الاظفار (الحديث 5890) . والحديث عند: البخاري في اللباس ، باب قص الشارب (الحديث 5888) . تحفة الاشراف (7654) .

13 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبِيْدَةُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ يُوْسُفَ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ حَبِيْبِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ لَّمْ يَاْخُذْ شَارِبَهُ فَلَيْسَ مِنَّا".

☆☆ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: جو شخص اپنی مونچھیں چھوٹی نہیں کرتا' اُس کا ہم سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

14 - باب التَّوْقِيْتِ فِيْ ذٰلِكَ

باب: اس بارے میں متعین مدت

14 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا جَعْفَرٌ - هُوَ ابْنُ سُلَيْمَانَ - عَنْ اَبِيْ عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ وَقَّتَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ قَصِّ الشَّارِبِ وَتَقْلِيْمِ الْاَظْفَارِ وَحَلْقِ الْعَانَةِ وَنَتْفِ الْاِبْطِ اَنْ لَا نَتْرُكَ اَكْثَرَ مِنْ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا . وَقَالَ مَرَّةً اُخْرٰى اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً .

☆☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مونچھیں چھوٹی کرنے' ناخن تراشنے' زیر ناف بال صاف کرنے' بغلوں کے بال صاف کرنے کے بارے میں ہمارے لیے یہ وقت مقرر کیا تھا کہ تم چالیس دن سے زیادہ اسے ترک نہ کرو۔

راوی نے ایک مرتبہ دن کے بجائے لفظ رات استعمال کیا ہے۔

15 - باب اِحْفَاءِ الشَّارِبِ وَاِعْفَاءِ اللِّحٰى

باب: مونچھیں چھوٹی کرنا اور داڑھی بڑھانا

15 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى - هُوَ ابْنُ سَعِيْدٍ - عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ اَخْبَرَنِيْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اَحْفُوا الشَّوَارِبَ وَاَعْفُوا اللِّحٰى".

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: مونچھیں چھوٹی کرو اور داڑھی بڑھاؤ۔

شرح

علامہ ابن عبدالبر تحریر کرتے ہیں: "اہل لغت کے نزدیک "احفاء" سے مراد بالوں کو مونڈ کر بالکل صاف کر دینا ہے۔ جبکہ

13-اخرجه الترمذي في الادب، باب ما جاء في قص الشارب (الحديث 2761) . و اخرجه النسائي في الزينة، احفاء الشارب (الحديث 5062) . تحفة الاشراف (3660) .

14-اخرجه مسلم في الطهارة، باب خصال الفطرة (الحديث 51) . و اخرجه ابو داؤد في الترجل، باب في اخذ الشارب (الحديث 4200) . و اخرجه الترمذي في الادب، باب ما جاء في التوقيت في تقليم الاظفار و اخذ الشارب (الحديث 2758) و (2759) مطولاً . و اخرجه ابن ماجه في الطهارة و سننها، باب الفطرة (الحديث 295) . تحفة الاشراف (1070) .

15-اخرجه مسلم في الطهارة، باب خصال الفطرة (الحديث 52) . و اخرجه النسائي في الزينة، احفاء الشوارب و اعفاء اللحية (الحديث 5241) . تحفة الاشراف (8177) .

''اعفاء'' سے مراد بالوں کو نہ مونڈنا ہے''۔

اس کے بعد علامہ ابن عبدالبر نے اس موضوع پر تفصیل سے بحث کی ہے کہ مونچھوں کو پست کیا جائے گا یا انہیں مونڈ [illegible]

جائے گا؟

انہوں نے اشہب کے حوالے سے امام مالک کا یہ قول نقل کیا ہے۔ مونچھوں کو مونڈ دینا بدعت ہے۔

ابن عبدالبر کے بیان کے مطابق امام شافعی امام ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب کے نزدیک مونچھوں کے بال چھوٹے کر[illegible]

کے مقابلے میں انہیں مونڈ کر بالکل ختم کر دینا افضل ہے۔[1]

16 - باب الْإِبْعَادِ عِنْدَ اِرَادَةِ الْحَاجَةِ .

باب: قضائے حاجت کے لیے دور جانا

16 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ جَعْفَرٍ الْخَطْمِيُّ عُمَيْرُ بْنُ يَزِيْدَ [illegible] حَدَّثَنِي الْحَارِثُ بْنُ فُضَيْلٍ وَّعُمَارَةُ بْنُ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ قُرَادٍ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى الْخَلَاءِ وَكَانَ اِذَا اَرَادَ الْحَاجَةَ اَبْعَدَ .

(۱۶) عبدالرحمن بن ابوقراد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گیا' جب آپ بیت الخلاء جا رہے تھے' جب آپ قضائے حاجت کے لیے جانے لگے تو آپ دور چلے گئے۔

شرح

استنجاء کے احکام

استنجاء کے آداب

مسئلہ: ہر ایسی چیز کے ذریعے استنجاء کرنا جائز ہے جو پتھر کے جیسی ہو' جیسے مٹی کا ڈھیلا' مٹی' لکڑی' کپڑا' چمڑا اور ان کی مانند دیگر چیزیں' اس حوالے سے کوئی فرق نہیں ہو گا کہ نکلنے والی چیز عادت کے موافق ہے یا عادت کے خلاف ہے' یہاں تک کہ اگر ان دونوں مقامات سے خون یا پیپ نکل آتے ہیں' تو بھی پتھر کے ذریعے طہارت حاصل ہو جائے گی۔

استنجاء کرنے کے آداب میں یہ بات شامل ہے کہ بائیں پاؤں پر زور دے کر بیٹھا جائے اور قبلہ کی طرف منہ یا پیٹھ نہ کی جائے' اسی طرح جس طرف سے ہوا آ رہی ہو' اس طرف بھی رخ نہ کیا جائے' اسی طرح سورج یا چاند کی طرف بھی رخ نہ کیا جائے۔

مسئلہ: افضل یہ ہے کہ پتھر اور پانی دونوں کے ذریعے استنجاء کرے۔ (تبیین)

---

[1] الاستذکار' کتاب الشعر' باب اصلاح الشعر

16-اخرجه ابن ماجه في الطهارة و سننها، باب التباعد للبراز في الفضاء (الحديث 334) بنحوه . تحفة الاشراف (9733) .

مسئلہ: استنجاء کرتے ہوئے شرمگاہ کو دائیں ہاتھ سے نہیں پکڑنا چاہیے۔ (زاہدی)

مسئلہ: استنجاء کر لینے کے بعد ہاتھ بھی دھو لینا چاہیے تاکہ وہ اچھی طرح صاف ہو جائے۔ روایات میں یہ بات مذکور ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے استنجاء کر لینے کے بعد دیوار پر ہاتھ کو مل کر دھو لیا تھا۔ (تبیین)

مسئلہ: ہمارے نزدیک اس بارے میں کھلی جگہ یا بند مکان میں کوئی فرق نہیں ہو گا۔ (شرح وقایہ)

مسئلہ: اسی طرح عورت اپنے بچے کو پیشاب یا پاخانہ کرواتے وقت اس کا رخ قبلہ کی طرف نہیں کرے گی۔ (سراج الوہاج)

مسئلہ: استنجاء کی پانچ صورتیں ہیں' ان میں سے دو واجب ہیں۔

مسئلہ: پہلا واجب یہ ہے کہ جنابت' حیض یا نفاس کے بعد غسل کرتے وقت مخرج سے نجاست کو صاف کرنا تاکہ وہ باقی جسم پر نہ پھیل جائے۔

مسئلہ: دوسری صورت یہ ہے کہ جب نجاست اپنے مخرج سے تجاوز کر جائے تو امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک وہ کم ہو یا زیادہ ہو' اسے دھونا واجب ہے اور زیادہ محتاط قول یہی ہے جبکہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جب وہ درہم کی مقدار سے زیادہ ہو جائے تو اسے دھونا واجب ہو گا' ورنہ واجب نہیں ہو گا۔

مسئلہ: استنجاء کی تیسری قسم سنت ہے اور وہ یہ ہے کہ جب نجاست اپنے مخرج سے تجاوز نہیں کرتی تو اس وقت اسے دھو لیا جائے۔

مسئلہ: استنجاء کی چوتھی قسم مستحب ہے اور وہ پیشاب کرنے کے بعد شرمگاہ کو (پانی کے ساتھ) دھونا ہے۔

مسئلہ: استنجاء کی پانچویں قسم بدعت ہے اور وہ ہوا خارج ہونے کے بعد استنجاء کرنا ہے۔ (اختیار شرح مختار)

مسئلہ: جب انسان بیت الخلاء میں داخل ہونے کا ارادہ کرے تو اس کے لیے یہ بات مستحب ہے کہ جن کپڑوں میں نماز ادا کرتا ہے' اس کے علاوہ کوئی دوسرا کپڑا پہن کر جائے' اگر یہ اس کے لیے ممکن ہو' اگر یہ نہیں ہو سکتا تو پھر اپنے کپڑوں کو نجاست اور مستعمل پانی سے بچانے کی بھرپور کوشش کرے' اسی طرح سر ڈھانپ کر بیت الخلاء میں جانا چاہیے' اگر انگوٹھی پر اللہ تعالیٰ کا نام یا قرآن کا کچھ حصہ نقش ہو' تو اسے پہن کر بیت الخلاء میں جانا مکروہ ہے۔ (سراج الوہاج)

بیت الخلاء میں داخلے کی دعا

مسئلہ: [illegible] بیت الخلاء میں داخل ہوتے وقت یہ دعا پڑھنی چاہیے: [illegible]

''اے اللہ! میں ناپاکی اور ناپاک چیزوں سے [illegible]

مسئلہ: بیت الخلاء میں داخل ہوتے وقت بایاں پاؤں پہلے رکھنا چاہیے [illegible] وقت دایاں پاؤں پہلے [illegible] چاہیے۔

[illegible] (تبیین)

[illegible] سلام کا

جواب نہیں دینا چاہیے' اذان کا جواب نہیں دینا چاہیے [illegible]

سے نہیں پڑھنی چاہیے' ضرورت کے بغیر ستر کی طرف نہیں دیکھنا چاہیے' اسی طرح بول و براز کی طرف نہیں دیکھنا چاہیے' تھوکنا نہیں چاہیے' ناک صاف نہیں کرنا چاہیے' کھنکارنا نہیں چاہیے' آسمان کی طرف نہیں دیکھنا چاہیے اور بیت الخلاء میں زیادہ دیر نہیں ٹھہرنا چاہیے۔ (سراج الوہاج)

مسئلہ: بیت الخلاء سے باہر آ کر یہ دعا پڑھنی چاہیے:

''ہر طرح کی حمد اس اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہے' جس نے مجھ میں سے وہ چیز باہر نکال دی جو مجھے اذیت دیتی اور وہ چیز باقی رکھی جو مجھے نفع دے گی''۔

مسئلہ: بہتے ہوئے پانی' ٹھہرے ہوئے پانی' نہر' کنویں' حوض' چشمے کے کنارے پر' پھل دار درخت کے نیچے' کھیت میں' ایسے سائے میں جہاں آرام سے بیٹھا جا سکتا ہو' مسجد کے پاس' عیدگاہ کے پاس' قبرستان میں' لوگوں کے راستے میں پیشاب کرنا یا پاخانہ کرنا مکروہ ہے۔

مسئلہ: نیچی جگہ پر بیٹھ کر اونچی جگہ کی طرف پیشاب کرنا مکروہ ہے۔

مسئلہ: چوہے' سانپ' چیونٹی وغیرہ کے سوراخ اور بل میں پیشاب کرنا مکروہ ہے۔

مسئلہ: کھڑے ہو کر' لیٹ کر یا مکمل ...

شرح

امام نسائی نے یہاں جس راوی کا تعارف بیان کیا ہے۔ وہ امام نسائی کے استاد علی بن حجر کا استاد ہے۔

اسماعیل نامی اس راوی کی کنیت ابواسحاق ہے۔ اس کا نام اسماعیل بن جعفر بن ابوکثیر انصاری زرقی ہے۔ اس کا اسم منسوب ''نسبت ولاء'' کے اعتبار سے ہے۔ اور اس کا انتقال 180 ہجری میں ہوا۔

اس نے امام جعفر صادق اور امام مالک کے حوالے سے احادیث روایت کی ہیں۔

صحیح بخاری' صحیح مسلم کے کئی راویوں نے اس سے احادیث روایت کی ہیں۔ اور ان کا شمار ''ثقہ'' راویوں میں کیا گیا ہے۔

17 - باب الرُّخْصَةِ فِي تَرْكِ ذٰلِكَ .

باب: اسے ترک کرنے کی اجازت

18 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ قَالَ اَنْبَاَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ شَقِيْقٍ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ كُنْتُ اَمْشِي مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَانْتَهَى اِلٰى سُبَاطَةِ قَوْمٍ فَبَالَ قَائِمًا فَتَنَحَّيْتُ عَنْهُ فَدَعَانِي وَكُنْتُ عِنْدَ عَقِبَيْهِ حَتّٰى فَرَغَ ثُمَّ تَوَضَّاَ وَمَسَحَ عَلٰى خُفَّيْهِ .

☆☆ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جا رہا تھا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کچرے کے ڈھیر پر تشریف لائے' وہاں آپ نے کھڑے ہو کر پیشاب کیا' میں آپ سے پیچھے ہٹ گیا تو آپ نے مجھے بلایا' میں آ... طرف کھڑا ہو گیا' جب آپ پیشاب کر کے فارغ ہوئے' تو آپ نے وضو کیا اور دونوں موزوں

18 - باب الْقَوْلِ عِنْدَ دُخُوْلِ الْخَلَاءِ .

باب: بیت الخلاء میں داخل ہوتے وقت کی دعا

19 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا اِسْمَاعِيْلُ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ صُهَ... كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ قَالَ "اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَعُوْذُ بِكَ مِنَ

☆☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت الخلاء میں جا...

18-اخرجه البخاري في الوضوء، باب البول عند صاحبه و التستر بالحائط (الحديث 225) مختصراً . و اخرجه ... على الخفين (الحديث 73، 74) . واخرجه ابوداؤد في الطهارة، باب البول قائمًا (الحديث 23) . و الحديث ... البول قائمًا و قاعدًا (الحديث 224)، و باب البول عند سباطة قوم (الحديث 226) و في المظالم، باب ... (الحديث 2471) . و النسائي في الطهارة، الرخصة في البول في الصحراء قائماً . (الحديث 27، 28)، و ابن ... جاء في البول قائمًا (الحديث 305، 306) و باب ما جاء في المسح على الخفين (الحديث 544) . و اخ... الرخصة في ذلك (الحديث 13) . تحفة الاشراف (3335) .

19-اخرجه مسلم في الحيض، باب ما يقول اذا اراد دخول الخلاء (الحديث 122) . و اخرجه ابن ماجه في ... الرجل اذا دخل الخلاء (الحديث 298) . تحفة الاشراف (997) .

"اے اللہ! میں خباثت اور خبیث چیزوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں"۔

19 - باب النَّهْيِ عَنِ اسْتِقْبَالِ الْقِبْلَةِ عِنْدَ الْحَاجَةِ .

باب: قضائے حاجت کے وقت قبلہ کی طرف رخ کرنے کی ممانعت

20 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ وَاللَّفْظُ لَهُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ اِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ طَلْحَةَ عَنْ رَافِعِ بْنِ اِسْحَاقَ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا اَيُّوْبَ الْاَنْصَارِيَّ وَهُوَ بِمِصْرَ يَقُوْلُ وَاللّٰهِ مَا اَدْرِيْ كَيْفَ اَصْنَعُ بِهٰذِهِ الْكَرَايِيْسِ وَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِذَا ذَهَبَ اَحَدُكُمْ اِلَى الْغَائِطِ اَوِ الْبَوْلِ فَلَا يَسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ وَلَا يَسْتَدْبِرْهَا".

(۲۰) رافع بن اسحاق بیان کرتے ہیں: انہوں نے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کو مصر میں یہ کہتے ہوئے سنا: اللہ کی قسم! مجھے سمجھ نہیں آ رہی کہ میں ان بیت الخلاء کا کیا کروں؟ جبکہ نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی: جب کوئی شخص پاخانہ کرنے کے لیے یا پیشاب کرنے کے لیے جائے تو وہ قبلہ کی طرف منہ یا پیٹھ نہ کرے۔

شرح

احناف کے نزدیک پیشاب یا پاخانہ کرتے وقت قبلہ کی طرف رخ یا پیٹھ کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ خواہ آدمی عمارت کے اندر موجود ہو۔ احناف کے علاوہ دیگر فقہاء اس بات کے قائل ہیں۔ قضاء حاجت کے لیے تعمیر کی جانے والی جگہ (بیت الخلاء) میں ایسا کرنا مکروہ نہیں ہے۔[1]

20 - باب النَّهْيِ عَنِ اسْتِدْبَارِ الْقِبْلَةِ عِنْدَ الْحَاجَةِ .

باب: قضائے حاجت کے وقت قبلہ کی طرف پیٹھ کرنے کی ممانعت

21 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ اَبِيْ اَيُّوْبَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَةَ وَلَا تَسْتَدْبِرُوْهَا لِغَائِطٍ اَوْ بَوْلٍ وَّلٰكِنْ شَرِّقُوْا اَوْ غَرِّبُوْا".

☆☆ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: پاخانہ یا پیشاب کرتے وقت قبلہ کی طرف رخ یا پیٹھ نہ کرو بلکہ (مدینہ منورہ کے حساب سے) مشرق یا مغرب کی طرف رخ کرو۔

1- [illegible] الطہارات الفصل الثالث: الاستنجاء

20- انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (3458) .

21- اخرجه البخاري في الوضوء، باب لا تستقبل القبلة بغائط او بول الا عند البناء: جدار او نحوه (الحديث 144) و في الصلاة، باب قبلة اهل المدينة و اهل الشام و المشرق (الحديث 394) مطولاً . و اخرجه مسلم في الطهارة، باب الاستطابة (الحديث 59) . و اخرجه ابوداؤد في الطهارة، باب كراهية استقبال القبلة عند قضاء الحاجة (الحديث 9) مطولاً . و اخرجه الترمذي في الطهارة، باب في النهي عن استقبال القبلة بغائط او بول (الحديث 8) . و اخرجه النسائي في الطهارة، الامر باستقبال المشرق او المغرب عند الحاجة (الحديث 22) . و اخرجه ابن ماجه في الطهارة و سننها، باب النهي عن استقبال القبلة بالغائط و البول (الحديث 318) بنحوه . تحفة الاشراف (3478) .

21 - باب الْاَمْرِ بِاسْتِقْبَالِ الْمَشْرِقِ اَوِ الْمَغْرِبِ عِنْدَ الْحَاجَةِ .

باب: قضائے حاجت کے وقت مشرق یا مغرب کی طرف منہ کرنے کا حکم

22 - اَخْبَرَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا غُنْدَرٌ قَالَ اَنْبَاَنَا مَعْمَرٌ قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ اَبِيْ اَيُّوْبَ الْاَنْصَارِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِذَا اَتٰى اَحَدُكُمُ الْغَائِطَ فَلَا يَسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ وَلٰكِنْ لِيُشَرِّقْ اَوْ لِيُغَرِّبْ".

(۲۲) حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: جب کوئی شخص پاخانہ کرنے جائے تو قبلہ کی طرف رخ یا منہ نہ کرے بلکہ (مدینہ منورہ کے حساب سے) مشرق یا مغرب کی طرف رخ کرے۔

22 - باب الرُّخْصَةِ فِيْ ذٰلِكَ فِي الْبُيُوْتِ

باب: گھروں میں اس کی اجازت

23 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ مَالِكٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ عَنْ عَمِّهِ وَاسِعِ بْنِ حَبَّانَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ لَقَدِ ارْتَقَيْتُ عَلٰى ظَهْرِ بَيْتِنَا فَرَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى لَبِنَتَيْنِ مُسْتَقْبِلَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ لِحَاجَتِهِ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ میں اپنے گھر کی چھت پر چڑھا تو میں نے نبی اکرم ﷺ کو دو تین اینٹوں پر بیٹھ کر بیت المقدس کی طرف رخ کر کے قضائے حاجت کرتے ہوئے دیکھا۔

23 - باب النَّهْيِ عَنْ مَّسِّ الذَّكَرِ بِالْيَمِيْنِ عِنْدَ الْحَاجَةِ .

باب: قضائے حاجت کے وقت شرم گاہ دائیں ہاتھ سے چھونے کی ممانعت

24 - اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ دُرُسْتَ قَالَ اَنْبَاَنَا اَبُوْ اِسْمَاعِيْلَ - وَهُوَ الْقَنَّادُ - قَالَ حَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ اَبِيْ كَثِيْرٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ اَبِيْ قَتَادَةَ حَدَّثَهُ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اِذَا بَالَ اَحَدُكُمْ فَلَا يَاْخُذْ ذَكَرَهُ بِيَمِيْنِهِ".

☆☆ عبداللہ بن ابوقتادہ اپنے والد کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی

22- تقدم في الطهارة، باب النهي عن استدبار القبلة عند الحاجة (الحديث 21) .

23- اخرجه البخاري في الوضوء، باب من تبرز على لبنتين (الحديث 145) مطولاً، و باب التبرز في البيوت (الحديث 148، 149) و في فرض الخمس، باب ما جاء في بيوت ازواج النبي صلى الله عليه وسلم و ما نسب من البيوت اليهن (الحديث 3102) . و اخرجه مسلم في الطهارة، باب الاستطابة (الحديث 61) مطولاً، و (الحديث 62) بنحوه . و اخرجه ابوداؤد في الطهارة، باب الرخصة في ذلك (الحديث 12) . و اخرجه الترمذي في الطهارة، باب ما جاء من الرخصة في ذلك (الحديث 11) نحوه . و اخرجه ابن ماجه في الطهارة و سننها، باب الرخصة في ذلك في الكنيف، و اباحته دون الصحاري (الحديث 322) . مطولاً . تحفة الاشراف (8552) .

ہے: جب کوئی شخص پیشاب کرے تو وہ اپنی شرمگاہ دائیں ہاتھ سے نہ پکڑے۔

25 - اَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِیِّ عَنْ وَکِیْعٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ یَحْیٰی - هُوَ ابْنُ اَبِیْ کَثِیْرٍ - عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ "اِذَا دَخَلَ اَحَدُکُمُ الْخَلَاءَ فَلَا یَمَسَّ ذَکَرَهٗ بِیَمِیْنِهٖ"

☆☆ عبداللہ بن ابوقتادہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: جب کوئی شخص بیت الخلاء میں جائے تو دائیں ہاتھ کے ذریعے اپنی شرمگاہ کو نہ چھوئے۔

24 - باب الرُّخْصَةِ فِی الْبَوْلِ فِی الصَّحْرَاءِ قَائِمًا

باب: صحرا میں کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کی اجازت

26 - اَخْبَرَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ اَنْبَاَنَا اِسْمَاعِیْلُ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَیْمَانَ عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ عَنْ حُذَیْفَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَتٰی سُبَاطَةَ قَوْمٍ فَبَالَ قَائِمًا .

☆☆ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کچرے کے ڈھیر پر تشریف لائے تو وہاں آپ نے کھڑے ہو کر پیشاب کیا۔

27 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ اَنْبَاَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ اَنْبَاَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُوْرٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا وَائِلٍ عَنْ حُذَیْفَةَ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَتٰی سُبَاطَةَ قَوْمٍ فَبَالَ قَائِمًا .

☆☆ ابووائل بیان کرتے ہیں: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے یہ بات بیان کی ہے: نبی اکرم ﷺ کچرے کے ڈھیر پر تشریف لائے تو آپ نے کھڑے ہو کر پیشاب کیا۔

28 - اَخْبَرَنَا سُلَیْمَانُ بْنُ عُبَیْدِ اللّٰهِ قَالَ اَنْبَاَنَا بَهْزٌ قَالَ اَنْبَاَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَیْمَانَ وَمَنْصُوْرٌ عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ عَنْ حُذَیْفَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَشٰی اِلٰی سُبَاطَةِ قَوْمٍ فَبَالَ قَائِمًا . قَالَ سُلَیْمَانُ فِیْ حَدِیْثِهٖ وَمَسَحَ عَلٰی خُفَّیْهِ وَلَمْ یَذْکُرْ مَنْصُوْرٌ الْمَسْحَ .

24-اخرجه البخاري في الوضوء، باب النهي عن الاستنجاء باليمين (الحديث 153) مطولاً، و باب لا يمسك ذكره بيمينه اذا بال (الحديث 154)، و في الاشربة، باب النهي عن التنفس في الاناء (الحديث 5630) مطولاً . و اخرجه مسلم في الطهارة، باب النهي عن الاستنجاء باليمين (الحديث 63) مطولاً، (الحديث 64) و (الحديث 65) مطولاً . و اخرجه ابوداؤد في الطهارة، باب كراهية مس الذكر باليمين في الاستبراء (الحديث 31) مطولاً . و اخرجه الترمذي في الطهارة، باب ما جاء في كراهة الاستنجاء باليمين (الحديث 15) . و اخرجه النسائي في الطهارة، باب النهي عن مس الذكر باليمين عند الحاجة (الحديث 25) بنحوه، و النهي عن الاستنجاء باليمين (الحديث 47 ، 48) . و اخرجه ابن ماجه في الطهارة و سننها، باب كراهة مس الذكر باليمين و الاستنجاء باليمين (الحديث 310) بنحوه . و الحديث عند: مسلم في الاشربة، باب كراهة التنفس في نفس الاناء و استحباب التنفس ثلاثاً خارج الاناء (الحديث 121) . تحفة الاشراف (12105) .

25-تقدم في الطهارة، باب النهي عن مس الذكر باليمين عند الحاجة (الحديث 24) .

26-تقدم في الطهارة، الرخصة في ترك ذلك (الحديث 18) .

27-تقدم في الطهارة، الرخصة في ترك ذلك (الحديث 18) .

28-تقدم في الطهارة، الرخصة في ترك ذلك (الحديث 18) .

مسئلہ: جانور کو ذبح کرنے کے بعد جو خون اس کی رگوں میں باقی رہ جاتا ہے اگر وہ بہت سخت کپڑے پر لگ جائے تو بھی کپڑا خراب نہیں ہوتا۔ (قاضی خان)

مسئلہ: گوشت میں باقی رہ جانے والے خون کا بھی یہی حکم ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ خون جاری نہیں ہوتا۔ (محیط سرخسی)

مسئلہ: اگر جاری خون گوشت میں لگ جاتا ہے تو وہ ناپاک ہوگا۔ (منیۃ المصلی)

مسئلہ: جگر اور تلی کا خون نجس نہیں ہوتا۔ (خزانۃ الفتاویٰ)

مسئلہ: مچھر' پسو' جوں کا خون پاک ہے اگرچہ زیادہ ہو۔ (سراج الوہاج)

مسئلہ: مچھلی اور پانی میں رہنے والے جانوروں کا خون امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک کپڑے کو ناپاک نہیں کرتا۔ (قاضی خان)

مسئلہ: پاک پانی میں نجس مٹی ملا دی جائے یا نجس پانی میں پاک مٹی ملا دی جائے تو اس کا ملغوبہ نجس ہوگا۔ (قاضی خان)

مسئلہ: اگر کوئی کتا کسی شخص کے کسی عضو یا کپڑے کو پکڑ لیتا تو جب تک اس پر کتے کے لعاب کی تری ظاہر نہیں ہوتی' اس وقت تک وہ نجس شمار نہیں ہوگا۔ (منیۃ المصلی)

مسئلہ: چیتے' شیر اور ہاتھی کا لعاب نجس ہے اگر اس کی سونڈ سے کسی کپڑے پر لعاب گر جاتا ہے تو وہ کپڑا ناپاک ہو جائے گا۔ (قاضی خان)

مسئلہ: جب کسی ایک ہی چیز پر خفیف اور غلیظ دونوں طرح کی نجاستیں لگ جاتی ہیں' تو خفیف نجاست غلیظ کے تابع ہو جائے گی۔ (ظہیریہ)

28 - باب الْبَوْلِ فِی الْاِنَاءِ .

باب: پیشاب کے مخصوص برتن میں پیشاب کرنا

32 - اَخْبَرَنَا اَیُّوْبُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْوَزَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَیْجٍ اَخْبَرَتْنِیْ حُکَیْمَةُ بِنْتُ اُمَیْمَةَ عَنْ اُمِّهَا اُمَیْمَةَ بِنْتِ رُقَیْقَةَ قَالَتْ کَانَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَدَحٌ مِّنْ عَیْدَانٍ یَبُوْلُ فِیْهِ وَیَضَعُهٗ تَحْتَ السَّرِیْرِ .

☆☆ حکیمہ بنت اُمیمہ اپنی والدہ سیدہ اُمیمہ بنت رقیقہ کا یہ بیان نقل کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ کا ایک لکڑی کا بنا ہوا مخصوص برتن تھا جس میں آپ ﷺ پیشاب کیا کرتے تھے' آپ اسے اپنی چارپائی کے نیچے رکھ دیا کرتے تھے۔

29 - باب الْبَوْلِ فِی الطَّسْتِ .

طشت میں پیشاب کرنا

32-اخرجه ابو داؤد في الطهارة، باب في الرجل يبول بالليل في الاناء ثم يضعه عنده (الحديث 24) . تحفة الاشراف (15782) .

33 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ اَنْبَانَا اَزْهَرُ اَنْبَانَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ اِبْرَاهِيمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ يَقُوْلُوْنَ اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْصٰى اِلٰى عَلِيٍّ لَقَدْ دَعَا بِالطَّسْتِ لِيَبُوْلَ فِيْهَا فَانْخَنَثَتْ نَفْسُهُ وَمَا اَشْعُرُ فَاِلٰى مَنْ اَوْصٰى قَالَ الشَّيْخُ اَزْهَرُ هُوَ ابْنُ سَعْدٍ السَّمَّانُ ۔

☆☆ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' کہ لوگ یہ کہتے ہیں' کہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں وصیت کی تھی؟ حالانکہ نبی اکرم ﷺ نے تو طشت منگوایا تھا تاکہ آپ اس میں پیشاب کر دیں' اس کے بعد مجھے پتہ بھی نہیں چلا اور آپ کا وصال ہو گیا' پھر آپ نے وصیت کس وقت کی تھی؟

شیخ فرماتے ہیں: ازہر نامی راوی ازہر بن سعد سمان ہے۔

30 - باب كَرَاهِيَةِ الْبَوْلِ فِي الْجُحْرِ ۔

باب: بل میں پیشاب کرنے کی کراہت

34 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ اَنْبَانَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِي اَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَرْجِسَ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا يَبُوْلَنَّ اَحَدُكُمْ فِي جُحْرٍ ۔" قَالُوْا لِقَتَادَةَ وَمَا يُكْرَهُ مِنَ الْبَوْلِ فِي الْجُحْرِ قَالَ يُقَالُ اِنَّهَا مَسَاكِنُ الْجِنِّ ۔

☆☆ حضرت عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: کوئی بھی شخص کسی جانور کے بل میں ہرگز پیشاب نہ کرے۔

لوگوں نے حدیث کے راوی قتادہ سے دریافت کیا: بل میں پیشاب کرنے کو مکروہ کیوں قرار دیا گیا ہے؟ تو انہوں نے بتایا کہ یہ بات کہی گئی ہے' کہ یہ جنوں کے رہنے کی جگہ ہے۔

31 - باب النَّهْيِ عَنِ الْبَوْلِ فِي الْمَاءِ الرَّاكِدِ ۔

باب: ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے کی ممانعت

35 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ نَهٰى عَنِ الْبَوْلِ فِي الْمَاءِ الرَّاكِدِ ۔

33-اخرجه البخاري في الشروط، باب الوصايا (الحديث 2741) و في المغازي، باب مرض النبي صلى الله عليه وسلم ، و وفاته (الحديث 4459) . و اخرجه مسلم في الوصية، باب ترك الوصية لمن ليس له شيء يوصي فيه (الحديث 19) . واخرجه الترمذي في الشمائل، باب ما جاء في وفاة رسول الله صلى الله عليه وسلم (الحديث 369) . و اخرجه النسائي في الوصايا، هل اوصى النبي صلى الله عليه وسلم (الحديث 3624) . و اخرجه ابن ماجه في الجنائز، باب ما جاء في ذكر مرض رسول الله صلى الله عليه وسلم (الحديث 1626) بنحوه . والحديث عند: النسائي في الوصايا، هل النبي صلى الله عليه وسلم (الحديث 3625) . تحفة الاشراف (15970) .

34-اخرجه ابوداوٗد في الطهارة، باب النهي عن البول في الجحر (الحديث 29) . تحفة الاشراف (5322) .

35-اخرجه مسلم في الطهارة، باب النهي عن البول في الماء الراكد (الحديث 94) . و اخرجه ابن ماجه في الطهارة و سننها ، باب النهي عن البول في الماء الراكد (الحديث 343) . تحفة الاشراف (2911) .

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ' نبی اکرم ﷺ کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: آپ ﷺ نے ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے سے منع کیا ہے۔

شرح

پیشاب کرنے کے آداب میں یہ بات بھی شامل ہے کہ انسان ٹھہرے ہوئے پانی' بہنے والے تھوڑے پانی' زیادہ پانی میں پیشاب نہ کرے' جیسا کہ اس حدیث میں یہ بات مذکور ہے جو بخاری و مسلم میں منقول ہے۔ اس طرح قبروں کے احترام کے پیش نظر قبرستان میں پیشاب نہ کرے۔ راستے میں' جہاں بیٹھ کر لوگ بات چیت کرتے ہوں۔ اس جگہ بھی پیشاب نہ کیا جائے۔ اسی طرح پھل دار درخت کے نیچے بھی پیشاب نہ کیا جائے کیونکہ اس بات کا اندیشہ موجود ہوگا کہ کوئی پھل اس پیشاب پر آ گرے۔

احناف کے نزدیک تھوڑے پانی میں پیشاب کرنا حرام ہے جبکہ زیادہ پانی میں پیشاب کرنا مکروہ تحریمی ہے' جبکہ بہتے ہوئے پانی میں پیشاب کرنا مکروہ تنزیہی ہے[1]

32 - باب كَرَاهِيَةِ الْبَوْلِ فِي الْمُسْتَحَمِّ ۔

باب: غسل خانے میں پیشاب کرنے کی کراہت

36 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ اَنْبَانَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الْاَشْعَثِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا يَبُوْلَنَّ اَحَدُكُمْ فِي مُسْتَحَمِّهِ فَاِنَّ عَامَّةَ الْوَسْوَاسِ مِنْهُ ۔"

☆☆ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ' نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: کوئی بھی شخص اپنے غسل کی جگہ پر ہرگز پیشاب نہ کرے' کیونکہ عام طور پر اس کے نتیجے میں وسوسے پیدا ہوتے ہیں۔

33 - باب السَّلَامِ عَلٰى مَنْ يَبُوْلُ ۔

باب: جو شخص پیشاب کرنے والے کو سلام کرے

37 - اَخْبَرَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ وَقَبِيصَةُ قَالَا اَنْبَانَا سُفْيَانُ عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ عُثْمَانَ

[1] ملخص: الفقہ الاسلامی وادلتہ' الباب الاول الطہارات' الفصل الثالث: الاستنجاء

36-اخرجه ابوداوٗد في الطهارة، باب البول في المستحم (الحديث 27) . و اخرجه الترمذي في الطهارة، باب ما جاء في كراهية البول في المغتسل (الحديث 21) . واخرجه ابن ماجه في الطهارة و سننها، باب كراهية البول في المغتسل (الحديث 304) . تحفة الاشراف (9648) .

37-اخرجه مسلم في الحيض، باب التيمم (الحديث 115) . و اخرجه ابوداوٗد في الطهارة، باب ايرد السلام و هو يبول (الحديث 16) . و اخرجه الترمذي في الطهارة، باب في كراهة رد السلام غير متوضيء (الحديث 90)، و في الاستئذان، باب ما جاء في كراهية التسليم على من يبول (الحديث 2720) . واخرجه ابن ماجه في الطهارة و سننها ، باب الرجل يسلم عليه و هو يبول (الحديث 353) . تحفة الاشراف (76906) .

عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ مَرَّ رَجُلٌ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَبُوْلُ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ ایک شخص نبی اکرم ﷺ کے پاس سے گزرا' نبی اکرم ﷺ اس وقت پیشاب کر رہے تھے' اس شخص نے آپ کو سلام کیا' تو نبی اکرم ﷺ نے اس کے سلام کا جواب نہیں دیا۔

34 - باب رَدِّ السَّلَامِ بَعْدَ الْوُضُوْءِ .

باب: وضو کرنے کے بعد سلام کا جواب دینا

38 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ مُعَاذٍ قَالَ اَنْبَاَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ حُضَيْنٍ اَبِي سَاسَانَ عَنِ الْمُهَاجِرِ بْنِ قُنْفُذٍ اَنَّهُ سَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَبُوْلُ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ حَتّٰى تَوَضَّاَ فَلَمَّا تَوَضَّاَ رَدَّ عَلَيْهِ .

☆☆ حضرت مہاجر بن قنفذ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو سلام کیا' نبی اکرم ﷺ اس وقت پیشاب کر رہے تھے تو آپ نے انہیں سلام کا جواب نہیں دیا' پھر آپ نے وضو کیا جب آپ نے وضو کر لیا تو پھر ان کے سلام کا جواب دیا۔

35 - باب النَّهْيِ عَنِ الْاِسْتِطَابَةِ بِالْعَظْمِ .

ہڈی کے ذریعے استنجاء کرنے کی ممانعت

39 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ یُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِیْ عُثْمَانَ بْنِ سَنَّةَ الْخُزَاعِيِّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى اَنْ يَّسْتَطِيْبَ اَحَدُكُمْ بِعَظْمٍ اَوْ رَوْثٍ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے اس بات سے منع کیا ہے' کہ کوئی شخص ہڈی یا مینگنی کے ذریعے استنجاء کرے۔

شرح

علامہ عینی فرماتے ہیں: ہڈی اور مینگنی کے ذریعے استنجاء کی ممانعت کا تعلق ہے' تو اس بارے میں علماء میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ ثوری' شافعی' احمد' اسحاق اور اہل ظاہر اس بات کے قائل ہیں۔ ہڈی کے ذریعے استنجاء کرنا جائز نہیں ہے۔ ان حضرات نے اس بارے میں حدیث کے ظاہر کو دلیل کے طور پر پیش کیا ہے' ابن قدامہ نے کتاب "المغنی" میں یہ بات تحریر کی ہے' لکڑی اور

38- اخرجه ابوداؤد في الطهارة، باب ايرد السلام و هو يبول (الحديث 17) مطولاً . و اخرجه ابن ماجه في الطهارة و سننها، باب الرجل يسلم عليه و هو يبول (الحديث 350) مطولاً . تحفة الاشراف (11580) .

39- تفرد به النسائي . تحفة الاشراف (9635) .

پٹیاں (کپڑے کے چھوٹے ٹکڑے) اور ہر وہ چیز جس کے ذریعے صفائی حاصل کی جا سکتی ہے' جیسے پتھر وغیرہ (ان کے ساتھ استنجاء کیا جا سکتا ہے) البتہ مینگنی' ہڈی اور اناج کے ساتھ نہیں کیا جا سکتا۔ خواہ وہ اناج عام خوراک میں شامل ہو یا نہ ہو' اس کے ساتھ استنجاء کرنا جائز نہیں ہے۔ مینگنی یا ہڈی کے ساتھ استنجاء کرنا جائز نہیں ہے خواہ وہ پاک ہوں یا پاک نہ ہوں' ثوری' شافعی' اسحاق نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

36 - باب النَّهْيِ عَنِ الْاِسْتِطَابَةِ بِالرَّوْثِ

باب: مینگنی کے ذریعے استنجاء کرنے کی ممانعت

40 - اَخْبَرَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى - يَعْنِي ابْنَ سَعِيْدٍ - عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ قَالَ اَخْبَرَنِي الْقَعْقَاعُ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اِنَّمَا اَنَا لَكُمْ مِثْلُ الْوَالِدِ اُعَلِّمُكُمْ اِذَا ذَهَبَ اَحَدُكُمْ اِلَى الْخَلَاءِ فَلَا يَسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ وَلَا يَسْتَدْبِرْهَا وَلَا يَسْتَنْجِ بِيَمِيْنِهِ" وَكَانَ يَاْمُرُ بِثَلَاثَةِ اَحْجَارٍ [illegible] ـمَّةِ .

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: میں تمہارے لیے باپ کی طرح ہوں' میں [illegible] جب کوئی شخص بیت الخلاء میں جائے' تو وہ قبلہ کی طرف رخ یا پیٹھ نہ کرے' اپنے دائیں ہاتھ کے [illegible]

[illegible] اکرم ﷺ لوگوں کو تین پتھروں کے ذریعے استنجاء کرنے کی ہدایت کرتے تھے' آپ انہیں مینگنی یا [illegible] سے منع کرتے تھے۔

[illegible] ـهْيِ عَنِ الْاِكْتِفَاءِ فِي الْاِسْتِطَابَةِ بِاَقَلَّ مِنْ ثَلَاثَةِ اَحْجَارٍ

[illegible] ـاصل کرتے ہوئے تین پتھروں سے کم پر اکتفاء کرنے کی ممانعت

[illegible] قَالَ اَنْبَاَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ [illegible] ـيطَانِ [illegible] اَجَلْ اِنَّ صَاحِبَكُمْ لَيُعَلِّمُكُمْ حَتَّى الْخِرَاءَةَ . قَالَ اَجَلْ نَهَانَا اَنْ نَسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ [illegible] اَوْ نَكْتَفِيَ بِاَقَلَّ مِنْ ثَلَاثَةِ اَحْجَارٍ .

[illegible] ـروث [illegible] كراهية استقبال القبلة عند قضاء الحاجة (الحديث 8) . و اخرجه ابن ماجه في الطهارة و سننها، باب الا[illegible] و الرمة (الحديث 313) مطولاً . و الحديث عند: ابن ماجه في الطهارة و سننها، باب كراهة مس الذكر [illegible] ـث 312) . تحفة الاشراف (12859) .

[illegible] باب الاستطابة (الحديث 57) مطولاً . و اخرجه ابوداؤد في الطهارة، باب كراهية استقبال القبلة عند قضاء [illegible] . و اخرجه الترمذي في الطهارة، باب الاستنجاء بالحجارة (الحديث 16) مطولاً . و اخرجه النسائي في الطهارة، [illegible] الحديث 49) . و اخرجه ابن ماجه في الطهارة و سننها، باب الاستنجاء بالحجارة و النهي عن الروث و الرمة [illegible] الاشراف (4505) .

☆☆ عبدالرحمٰن بن یزید' حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: ایک شخص نے ان سے
آپ کے آقا نے آپ کو ہر چیز کی تعلیم دی ہے یہاں تک کہ قضائے حاجت کا طریقہ بھی بتایا ہے' تو حضرت سلمان رضی اللہ عنہ
فرمایا: جی ہاں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس بات سے منع کیا ہے' کہ ہم پاخانہ یا پیشاب کرتے ہوئے قبلہ کی طرف رخ کریں
ہم اپنے دائیں ہاتھ کے ذریعے استنجاء کریں' یا ہم تین پتھروں سے کم پر اکتفاء کریں (ان سب چیزوں سے منع کیا ہے)۔

شرح

استنجاء کے حکم کے حوالے سے احناف کی یہ رائے ہے: عام عادت کے اعتبار سے جب تک نجاست اپنے مخرج سے تجاوز
کرے اس وقت تک استنجاء کرنا سنت مؤکدہ ہے' یہ حکم مردوں اور خواتین دونوں کے لیے ہے۔
اس کی دلیل احناف نے یہ پیش کی ہے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:
''(استنجاء کرنے کے لیے) جو شخص پتھر استعمال کرے وہ طاق تعداد میں انہیں استعمال کرے' جو ایسا کرے گا تو اس
اچھا کیا اور جو نہیں کرتا تو اس میں کوئی حرج بھی نہیں ہے۔ (ابوداؤد' ابن ماجہ' مسند احمد' سنن بیہقی' ابن حبان)
لیکن اگر نجاست اپنے مخرج سے تجاوز کر جاتی ہے' تو اگر تجاوز کرنے والی نجاست کی مقدار ایک درہم جتنی ہو تو اسے
کے ذریعے صاف کرنا واجب ہو جائے گا۔
دیگر فقہاء اس بات کے قائل ہیں: ''سبیلین'' سے عام عادت کے مطابق خارج ہونے والی ہر چیز کے لیے استنجاء
پتھر کے ذریعے انہیں صاف کرنا واجب ہے۔ عام عادت کے مطابق خارج ہونے والی چیزوں میں پیشاب' پاخانہ' مذی او
شامل ہیں۔
ان حضرات نے اپنے مؤقف کی تائید میں یہ دلیل پیش کی ہے' ارشادِ باری تعالیٰ ہے:
''اور ناپاکی سے لاتعلق رہو''۔
یہاں ''امر'' کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے۔
اس حکم میں عمومی مفہوم پایا جاتا ہے' اور یہ ہر جگہ اور محل کو عام ہوگا' خواہ اس کا تعلق لباس کے ساتھ ہو یا جسم کے ساتھ ہو
ان حضرات نے اپنے مؤقف کی تائید میں یہ دلیل بھی پیش کی ہے: نبی اکرم [illegible] نے ارشاد فرمایا ہے:
''کوئی بھی شخص تین پتھروں سے کم کے ذریعے استنجاء نہ کرے''۔
حدیث کے یہ الفاظ امام مسلم نے نقل کیے ہیں۔

امام ابوجعفر طحاوی کی تحقیق:

اس موضوع سے متعلق امام ابوجعفر طحاوی نے بعض روایات نقل کی ہیں' انہیں نقل کر [illegible]
ہیں:

'' کچھ حضرات نے اس رائے کو اختیار کیا ہے: استنجاء کرتے وقت تین سے کم پتھر استعمال کرنا جائز نہیں ہیں اور انہوں نے دلیل کے طور پر وہ روایات نقل کی ہیں' جنہیں ابھی ہم ذکر کر چکے ہیں۔
بعض دیگر حضرات نے اس کے برعکس رائے پیش کی ہیں' وہ یہ کہتے ہیں: جب انسان (استنجاء کرتے ہوئے) پتھر استعمال کرے تو اتنے استعمال کرنے چاہئیں جس کے ذریعے گندگی صاف ہو جائے' خواہ وہ تین ہوں' یا اس سے زیادہ ہوں یا اس سے کم ہوں' طاق تعداد میں ہو یا طاق تعداد میں نہ ہو' تو وہ شخص پاک ہو جاتا ہے۔
ان حضرات نے اس بارے میں یہ دلیل پیش کی ہے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں طاقت تعداد میں (پتھر لانے کا) جو حکم دیا ہے' اس میں اس بات کا احتمال پایا جاتا ہے' طاق تعداد استعمال کرنا استحباب کے طور پر ہو' ایسا نہ ہو کہ جو شخص طاق تعداد میں انہیں استعمال نہ کرے' وہ پاک ہی نہ ہو' اور اس میں اس بات کا بھی احتمال پایا جاتا ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تعداد اس حوالے سے متعین کی ہو' جو شخص طاق تعداد میں انہیں استعمال نہ کرے' وہ (شرعی طور پر) پاک شمار نہ ہو۔
تو اب ہم اس بات کا جائزہ لیں گے: کیا ہمیں اس حوالے سے کوئی ایسی روایت ملتی ہے؟ جو اس بارے میں ہماری رہنمائی کر سکے!
اس حوالے سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:
''جو شخص سرمہ لگائے وہ طاق تعداد میں لگائے' جو ایسا کرے گا تو اس نے اچھا کیا اور جو ایسا نہیں کرتا تو اس میں (شرعی اعتبار سے) کوئی حرج نہیں ہے' اور جو شخص (استنجاء کرتے ہوئے) پتھر استعمال کرے' وہ طاق تعداد میں کرے' جو ایسا کرے گا اس نے اچھا کیا (اور جس نے ایسا نہ کیا تو اس میں کوئی حرج بھی نہیں) اور جو شخص کسی (تیلی) وغیرہ کے ذریعے دانتوں کا خلال کرے' اسے (خلال کے نتیجے میں نکلنے والی چیز کو پھینک دینا چاہیے) اور جو شخص زبان کے ذریعے مَل کر (دانتوں میں سے کوئی چیز نکال دے) اُسے وہ نگل لینی چاہیے' جو شخص ایسا کرے گا تو اس نے اچھا کیا اور جو نہیں کرے گا تو اس میں کوئی حرج بھی نہیں ہے' جو شخص قضائے حاجت کرنے کے لیے آئے' اُسے پردہ کر لینا چاہیے' یہاں تک کہ پردہ کرنے کے لیے اُسے ٹیلہ ملے تو اسے ہی اکٹھا کر کے اس کے ذریعے پردہ کرے' کیونکہ شیطان آدم کی شرمگاہوں کی کھیلتا ہے''۔
اس کے بعد امام ابوجعفر طحاوی نے یہ بات بیان کی ہے' یہی روایت ایک اور سند کے ساتھ منقول ہے' تاہم اس میں یہ الفاظ زائد ہیں:
''جو شخص (استنجاء کرتے ہوئے) پتھر استعمال کرے تو وہ طاق تعداد میں استعمال کرے' اگر وہ ایسا کرتا ہے' تو اچھا کرتا ہے' اگر وہ ایسا نہیں بھی کرتا تو کوئی حرج بھی نہیں ہے''۔
(امام ابوجعفر طحاوی نے یہ بات بیان کی ہے) اس سے یہ ثابت ہوتا ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سابقہ ذکر شدہ آثار میں طاق تعداد میں پتھر استعمال کرنے کا جو حکم دیا ہے' وہ طاق تعداد کے استحباب کے طور پر ہے' یہ لازم نہیں ہے' اس کے بغیر استنجاء کرنا جائز

ہی نہیں ہے۔

اس کے بعد امام ابوجعفر طحاوی نے یہ بات بیان کی ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ایک روایت نقل کی گئی ہے جو اس مفہوم کی وضاحت کرتی ہے۔

''حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت کے لیے تشریف لے گئے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھے تین پتھر لا دو۔ (حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:) میں نے انہیں تلاش کیا تو مجھے دو پتھر اور ایک مینگنی ملی' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مینگنی کو پھینک دیا اور پتھر لے لیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ (مینگنی) ناپاک ہوتی ہیں''۔

اس کے بعد ابوجعفر طحاوی نے اسی روایت کی ایک اور سند نقل کی ہے' پھر انہوں نے یہ بات بیان کی ہے' اس حدیث سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت کے لیے ایک ایسے مقام پر موجود تھے جہاں پتھر نہیں تھے' کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت عبداللہ کو یہ کہنا: مجھے تین پتھر لا دو' یہ اس بات پر دلالت کرتا ہے' وہاں ایسی صورتِ حال تھی' کیونکہ اگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آس پاس پتھر موجود ہوتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دوسرے کو کہنے کی ضرورت نہیں تھی' وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پتھر لا کر دے۔

پھر جب حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دو پتھر اور ایک مینگنی لے کر حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مینگنی کو ایک طرف کر دیا اور دو پتھر لے لیے۔

یہ بھی اس بات پر دلالت کرتا ہے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت دو پتھر استعمال کیے ہوں گے۔

اور یہ اس بات پر بھی دلالت کرتا ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک ان دونوں پتھروں کے ذریعے طہارت حاصل کرنا اسی طرح جائز ہے' جس طرح تین پتھروں کے ذریعے طہارت حاصل کرنا جائز ہے۔

کیونکہ اگر تین سے کم پتھروں کے ذریعے طہارت حاصل کرنا جائز نہ ہوتا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دو پتھروں پر اکتفاء نہ کرتے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم' حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو یہ حکم دیتے' وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تیسرا پتھر تلاش کر کے لائیں' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس عمل کو ترک کرنا اس بات کی دلیل ہے: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف دو پتھروں پر اکتفاء کیا۔

•••——•••——•••

38 - باب الرُّخْصَةِ فِي الْاِسْتِطَابَةِ بِحَجَرَيْنِ .

باب: دو پتھروں کے ذریعے پاکیزگی حاصل کرنے کی اجازت

42 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ عَنْ زُهَيْرٍ عَنْ اَبِيْ اِسْحَاقَ قَالَ لَيْسَ اَبُوْ عُبَيْدَةَ ذَكَرَهُ وَلٰكِنْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْاَسْوَدِ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ يَقُوْلُ اَتَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْغَائِطَ

42-اخرجه البخاري في الوضوء، باب لا يستنجى بروث (الحديث 156) . و اخرجه ابن ماجه في الطهارة و سننها، باب الاستنجاء بالحجارة و النهي عن الروث والرمة (الحديث 314) . تحفة الاشراف (9170) .

وَاَمَرَنِيْ اَنْ اٰتِيَهُ بِثَلَاثَةِ اَحْجَارٍ فَوَجَدْتُ حَجَرَيْنِ وَالْتَمَسْتُ الثَّالِثَ فَلَمْ اَجِدْهُ فَاَخَذْتُ رَوْثَةً فَاَتَيْتُ بِهِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخَذَ الْحَجَرَيْنِ وَاَلْقَى الرَّوْثَةَ وَقَالَ "هٰذِهٖ رِكْسٌ ."

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الرِّكْسُ طَعَامُ الْجِنِّ .

☆☆ عبدالرحمٰن بن اسود اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے' ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت کے لیے تشریف لے گئے' آپ نے مجھے یہ ہدایت کی کہ میں آپ کو تین پتھر لا کر دوں' مجھے دو پتھر ملے' لیکن میں نے جب تیسرا پتھر تلاش کیا' تو وہ مجھے نہیں ملا۔ تو میں نے ایک مینگنی لی اور انہیں لے کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پتھر لے لیے اور مینگنی کو پھینک دیا اور فرمایا: یہ ناپاک ہے۔

امام ابوعبدالرحمٰن نسائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مینگنی جنات کی خوراک ہے۔

39 - باب الرُّخْصَةِ فِي الْاِسْتِطَابَةِ بِحَجَرٍ وَّاحِدٍ .

باب: ایک پتھر کے ذریعے پاکیزگی حاصل کرنے کی اجازت

43 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ هِلَالِ بْنِ يِسَافٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ قَيْسٍ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اِذَا اسْتَجْمَرْتَ فَاَوْتِرْ ."

☆☆ سلمہ بن قیس' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں' کہ جب تم نے استنجاء کرنا ہو' تو طاق پتھر کے ذریعے کرو۔

40 - باب الْاِجْتِزَاءِ فِي الْاِسْتِطَابَةِ بِالْحِجَارَةِ دُوْنَ غَيْرِهَا .

باب: پاکیزگی حاصل کرتے ہوئے کسی اور چیز کی بجائے پتھر پر اکتفاء کرنا

44 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ مُسْلِمِ بْنِ قُرْطٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اِذَا ذَهَبَ اَحَدُكُمْ اِلَى الْغَائِطِ فَلْيَذْهَبْ مَعَهُ بِثَلَاثَةِ اَحْجَارٍ فَلْيَسْتَطِبْ بِهَا فَاِنَّهَا تَجْزِيْ عَنْهُ ."

☆☆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: جب کوئی شخص پاخانہ کرنے کے لیے جائے' تو وہ اپنے ساتھ تین پتھر لے اور اُن کے ذریعے پاکیزگی حاصل کرے تو یہ چیز اس کے لیے کافی ہوگی۔

41 - باب الْاِسْتِنْجَاءِ بِالْمَاءِ .

باب: پانی کے ذریعے استنجاء کرنا

43-اخرجه الترمذي في المضمضة والاستنشاق (الحديث 27) . واخرجه النسائي في الطهارة، الامر بالاستنثار (الحديث 89) . و اخرجه ابن ماجه في الطهارة و سننها، باب المبالغة في الاستنشاق و الاستنثار (الحديث 406) . تحفة الاشراف (4556) .

44-اخرجه ابوداؤد في الطهارة، باب الاستنجاء بالحجارة (الحديث 40) . تحفة الاشراف (15757) .

45 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا النَّضْرُ قَالَ اَنْبَاَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَطَاءِ بْنِ اَبِیْ مَيْمُوْنَةَ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ اَحْمِلُ اَنَا وَغُلَامٌ مَعِیْ نَحْوِیْ اِدَاوَةً مِّنْ مَّاءٍ فَيَسْتَنْجِیْ بِالْمَاءِ .

☆☆ حضرت انس بن مالک ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ جب بیت الخلاء میں تشریف لے جاتے تھے تو میں (پانی اُٹھا کر) ساتھ جاتا تھا' میرے ساتھ ایک لڑکا بھی ہوتا تھا' ہمارے پاس پانی کا برتن ہوتا تھا تو نبی اکرم ﷺ پانی کے ذریعے استنجاء کیا کرتے تھے۔

46 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ مُعَاذَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ مُرْنَ اَزْوَاجَكُنَّ اَنْ يَّسْتَطِيْبُوْا بِالْمَاءِ فَاِنِّیْ اَسْتَحْيِيْهِمْ مِنْهُ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَفْعَلُهُ .

(۴۶) سیّدہ عائشہ ؓ نے خواتین سے کہا: تم لوگ اپنے شوہروں کو یہ کہو کہ وہ پانی کے ذریعے استنجاء کیا کریں کیونکہ مجھے ان سے شرم آتی ہے' نبی اکرم ﷺ اسی طرح کیا کرتے تھے۔

42 - باب النَّهْيِ عَنِ الْاِسْتِنْجَاءِ بِالْيَمِيْنِ .

باب: دائیں ہاتھ کے ذریعے استنجاء کرنے کی ممانعت

47 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ اَنْبَاَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيٰى عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اِذَا شَرِبَ اَحَدُكُمْ فَلَا يَتَنَفَّسْ فِیْ اِنَائِهِ وَاِذَا اَتَى الْخَلَاءَ فَلَا يَمَسَّ ذَكَرَهُ بِيَمِيْنِهِ وَلَا يَتَمَسَّحْ بِيَمِيْنِهِ ."

☆☆ حضرت ابوقتادہ ؓ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: جب کوئی شخص کچھ پیئے' تو وہ برتن میں سانس نہ لے اور جب کوئی شخص قضائے حاجت کے لیے جائے' تو وہ اپنے دائیں ہاتھ کے ذریعے اپنی شرم گاہ کو نہ چھوئے اور دائیں ہاتھ کے ذریعے اُسے صاف نہ کرے۔

48 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِیْ كَثِيْرٍ عَنِ ابْنِ اَبِیْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى اَنْ يَّتَنَفَّسَ فِی الْاِنَاءِ وَاَنْ يَّمَسَّ ذَكَرَهُ بِيَمِيْنِهِ وَاَنْ يَّسْتَطِيْبَ بِيَمِيْنِهِ .

45-اخرجه البخاري في الوضوء، باب الاستنجاء بالماء (الحديث 150)، و باب من حمل معه الماء لطهوره (الحديث 151) مختصراً، و باب حمل العنزة مع الماء في الاستنجاء (الحديث 152)، و باب ما جاء في غسل البول (الحديث 217) بنحوه، و في الصلاة، باب الصلاة الى العنزة (الحديث 500) بنحوه . و اخرجه مسلم في الطهارة، باب الاستنجاء بالماء من التبرز (الحديث 69 و 70) و (الحديث 71) بنحوه . و اخرجه ابو داؤد في الطهارة، باب في الاستنجاء بالماء (الحديث 43) . تحفة الاشراف (1094) .

46-اخرجه الترمذي في الطهارة، باب ما جاء في الاستنجاء بالماء (الحديث 19) . تحفة الاشراف (17970) .

47-تقدم في الطهارة، باب النهي عن مس الذكر باليمين عند الحاجة (الحديث 24) .

48-تقدم في الطهارة، باب النهي عن مس الذكر باليمين عند الحاجة (الحديث 24) . والنهي عن الاستنجاء باليمين (الحديث 47) .

☆☆ ابوقتادہ کے صاحب زادے اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے اس بات سے منع کیا ہے' کہ آدمی کچھ پیتے ہوئے برتن میں سانس لے' یا دائیں ہاتھ کے ذریعے اپنی شرم گاہ کو چھولے' یا دائیں ہاتھ کے ذریعے استنجاء کرے۔

49 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ وَّشُعَيْبُ بْنُ يُوْسُفَ وَاللَّفْظُ لَهٗ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مَهْدِيٍّ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مَنْصُوْرٍ وَّالْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ سَلْمَانَ قَالَ قَالَ الْمُشْرِكُوْنَ اِنَّا لَنَرٰى صَاحِبَكُمْ يُعَلِّمُكُمُ الْخِرَاءَةَ . قَالَ اَجَلْ نَهَانَا اَنْ يَّسْتَنْجِیَ اَحَدُنَا بِيَمِيْنِهِ وَيَسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ وَقَالَ "لَا يَسْتَنْجِیْ اَحَدُكُمْ بِدُوْنِ ثَلَاثَةِ اَحْجَارٍ ."

☆☆ حضرت سلمان فارسی ؓ کے بارے میں یہ بات منقول ہے: ایک مرتبہ کچھ مشرکین نے ان سے کہا کہ ہم نے یہ بات دیکھی ہے' کہ آپ کے آقا نے آپ کو استنجاء کرنے کی بھی تعلیم دی ہے' تو حضرت سلمان ؓ نے فرمایا: ایسا ہی ہے' آپ ﷺ نے ہمیں اس بات سے منع کیا ہے' کہ کوئی شخص دائیں ہاتھ کے ذریعے استنجاء کرے' یا قبلہ کی طرف رخ کر کے استنجاء کرے' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے' کہ کوئی بھی شخص تین پتھروں سے کم سے استنجاء نہ کرے۔

43 - باب دَلْكِ الْيَدِ بِالْاَرْضِ بَعْدَ الْاِسْتِنْجَاءِ .

باب: استنجاء کرنے کے بعد زمین پر ہاتھ ملنا

50 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ الْمُخَرِّمِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ شَرِيْكٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ جَرِيْرٍ عَنْ اَبِیْ زُرْعَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّاَ فَلَمَّا اسْتَنْجٰى دَلَكَ يَدَهٗ بِالْاَرْضِ .

☆☆ حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے وضو کیا (وضو سے پہلے) جب آپ نے استنجاء کیا' تو آپ نے اپنا ہاتھ زمین پر رگڑا۔

51 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ الصَّبَّاحِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ - يَعْنِیْ ابْنَ حَرْبٍ - قَالَ حَدَّثَنَا اَبَانُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْبَجَلِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ جَرِيْرٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَتَى الْخَلَاءَ فَقَضَى الْحَاجَةَ ثُمَّ قَالَ "يَا جَرِيْرُ هَاتِ طَهُوْرًا ." فَاَتَيْتُهٗ بِالْمَاءِ فَاسْتَنْجٰى بِالْمَاءِ وَقَالَ بِيَدِهٖ فَدَلَكَ بِهَا الْاَرْضَ .

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ هٰذَا اَشْبَهُ بِالصَّوَابِ مِنْ حَدِيْثِ شَرِيْكٍ وَّاللّٰهُ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى اَعْلَمُ .

☆☆ ابراہیم بن جریر اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ایک مرتبہ میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ تھا' نبی اکرم ﷺ قضائے حاجت کے لیے تشریف لے گئے' آپ نے اپنی حاجت کو پورا کیا اور پھر ارشاد فرمایا: اے جریر! وضو کے لیے پانی لے کر

49-تقدم في الطهارة، النهي عن الكتفاء في الاستطابة باقل من ثلاثة احجار (الحديث 41) .

50-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (14887) .

51-اخرجه ابن ماجه في الطهارة و سننها، باب من ذلك يده بالارض بعد الستنجاء (الحديث 359) بنحوه مختصراً . تحفة الاشراف (3207) .

آ ؤ' میں پانی لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے پانی کے ذریعے استنجاء کیا' پھر آپ نے اپنے دست مبارک کو زمین
پر رگڑا۔

امام ابوعبدالرحمٰن نسائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ روایت شریک کی نقل کردہ روایت کے مقابلے میں زیادہ مستند ہے۔ واللہ اعلم

44 - باب التَّوْقِيْتِ فِي الْمَاءِ .

باب پانی کی مقدار متعین کرنا

52 - اَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ وَالْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ عَنْ اَبِيْ اُسَامَةَ عَنِ الْوَلِيْدِ بْنِ كَثِيْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمَاءِ وَمَا يَنُوْبُهُ مِنَ الدَّوَابِّ وَالسِّبَاعِ . فَقَالَ "اِذَا كَانَ الْمَاءُ قُلَّتَيْنِ لَمْ يَحْمِلِ الْخَبَثَ ."

☆☆ عبداللہ بن عبداللہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس پانی کے بارے میں دریافت کیا گیا' جس میں جانور اور درندے آ کر پیتے ہیں' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب پانی دو قلے ہو جائے' تو وہ ناپاک نہیں ہوتا۔

شرح

احناف اس روایت کو تسلیم نہیں کرتے ہیں' احناف نے یہ بات بیان کی ہے: سند اور متن دونوں حوالوں سے اس روایت میں اختلاف پایا جاتا ہے۔

احناف نے دوسرا نکتہ یہ اٹھایا ہے: حدیث میں لفظ دو قلے یعنی پکی مٹی کے بنے ہوئے دو گھڑے استعمال ہوا ہے' اب گھڑے کی مقدار کیا ہوگی؟ اس کا کہیں ذکر نہیں ہے' تو جب اس کی مقدار مجہول ہو جائے گی تو ہم اس کی بنیاد پر کوئی حکم جاری نہیں کر سکیں گے۔

اس کے مقابلے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مستند طور پر یہ بات ثابت ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''کوئی بھی شخص ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب نہ کرے کیونکہ اس نے پھر اسی پانی سے غسل کرنا ہوگا''۔

اس بارے میں امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے باقاعدہ ایک باب کے تحت تین روایات نقل کی ہیں' ان میں ایک حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے اور بقیہ دو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول ہیں' ان کے الفاظ میں اختلاف پایا جاتا ہے لیکن ان سب کا نفس مضمون یہی ہے ''ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب نہیں کیا جاتا''۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے جو روایت نقل کی ہے' جس سے یہ ثابت ہوتا ہے' اگر پانی کی مقدار دو قلے ہو' تو اس میں نجاست شامل

52-اخرجه ابوداؤد في الطهارة، باب ما ينجس الماء (الحديث 63)، وياتي في المياه، باب التوقيت في الماء (الحديث 327) . تحفة الاشراف (7272) .

ہونے سے وہ پانی ناپاک نہیں ہوتا۔

اگر اس روایت کو درست تسلیم کر لیا جائے تو اس سے یہ ثابت ہوگا' اگر کسی جگہ پر دو قلے کی مقدار میں پانی موجود ہو اور کوئی شخص اس پانی میں پیشاب کر دے' تو وہ پانی ناپاک نہیں ہوگا' لیکن اس بات کو کوئی بھی تسلیم نہیں کرے گا اور احناف بھی اسی بات کے قائل ہیں۔

•••———•••———•••

45 - باب تَرْكِ التَّوْقِيْتِ فِي الْمَاءِ .

باب: پانی کی کوئی مقدار متعین نہ کرنا

53 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ اَعْرَابِيًّا بَالَ فِي الْمَسْجِدِ فَقَامَ اِلَيْهِ بَعْضُ الْقَوْمِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "دَعُوْهُ لَا تُزْرِمُوْهُ ." فَلَمَّا فَرَغَ دَعَا بِدَلْوٍ فَصَبَّهُ عَلَيْهِ .

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ يَعْنِيْ لَا تَقْطَعُوْا عَلَيْهِ .

☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ ایک دیہاتی نے مسجد میں پیشاب کر دیا' ایک شخص اُٹھ کر اُسے مارنے لگا' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے چھوڑ دو' تم اسے کچھ نہ کہو جب وہ فارغ ہو گیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی کا ڈول منگوایا اور اس جگہ پر بہا دیا۔

امام ابوعبدالرحمٰن فرماتے ہیں: اس روایت کے الفاظ کا مطلب ہے' کہ تم اس کو پیشاب کرنے کے دوران میں نہ روکو۔

54 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبِيْدَةُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ بَالَ اَعْرَابِيٌّ فِي الْمَسْجِدِ فَاَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِدَلْوٍ مِّنْ مَّاءٍ فَصُبَّ عَلَيْهِ .

☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ ایک آدمی نے مسجد میں پیشاب کر دیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا' کہ پانی کا ایک ڈول اس پر بہا دیا جائے۔

55 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسًا يَقُوْلُ جَآءَ اَعْرَابِيٌّ اِلَى الْمَسْجِدِ فَبَالَ فَصَاحَ بِهِ النَّاسُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اتْرُكُوْهُ ." فَتَرَكُوْهُ حَتّٰى بَالَ ثُمَّ

53-اخرجه البخاري في الادب، باب الرفق في الامر كله (الحديث 6065) . واخرجه مسلم في الطهارة، باب وجوب غسل البول وغيره من النجاسات اذا حصلت في المسجد، و ان الارض تطهر بالماء من غير حاجة الى حفرها (الحديث 98) . و اخرجه النسائي في المياه، باب التوقيت في الماء (الحديث 328) . و اخرجه ابن ماجه في الطهارة و سننها ، باب الارض يصيبها البول كيف تغسل (528) . تحفة الاشراف (290) .

54-اخرجه البخاري في الوضوء، باب صب الماء على البول في المسجد (الحديث 221) بنحوه . و اخرجه مسلم في الطهارة، باب وجوب غسل البول وغيره من النجاسات اذا حصلت في المسجد و ان الارض تطهر بالماء من غير حاجة الى حفرها (الحديث 99) . و اخرجه النسائي الطهارة، ترك التوقيت في الماء (الحديث 55) . تحفة الاشراف (1657) .

55-تقدم في الطهارة، ترك التوقيت في الماء (الحديث 54) .

اَمَرَ بِدَلْوٍ فَصُبَّ عَلَيْهِ .

☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ ایک آدمی مسجد میں آیا' اس نے وہاں پیشاب کر دیا' لوگوں نے اسے چیخ کر روکنے کی کوشش کی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے کرنے دو' تو لوگوں نے اسے چھوڑ دیا' اس نے پیشاب کر لیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے تحت اُس جگہ پر پانی کا ڈول بہا دیا گیا۔

56 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْوَاحِدِ عَنِ الْاَوْزَاعِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْوَلِيْدِ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَامَ اَعْرَابِيٌّ فَبَالَ فِي الْمَسْجِدِ فَتَنَاوَلَهُ النَّاسُ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "دَعُوْهُ وَاَهْرِيْقُوْا عَلٰى بَوْلِهِ دَلْوًا مِّنْ مَّآءٍ فَاِنَّمَا بُعِثْتُمْ مُيَسِّرِيْنَ وَلَمْ تُبْعَثُوْا مُعَسِّرِيْنَ ."

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ ایک دیہاتی مسجد میں پیشاب کرنے لگا' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: اسے کرنے دو' بعد میں پیشاب پر پانی کا ایک ڈول بہا دینا' تم لوگوں کو آسانی فراہم کرنے کے لیے بھیجا گیا ہے' تمہیں تنگی پیدا کرنے کے لیے نہیں بھیجا گیا۔

46 - باب الْمَآءِ الدَّآئِمِ

باب: ٹھہرے ہوئے پانی کا حکم

57 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ قَالَ حَدَّثَنَا عَوْفٌ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا يَبُوْلَنَّ اَحَدُكُمْ فِي الْمَآءِ الدَّآئِمِ ثُمَّ يَتَوَضَّاُ مِنْهُ ."
قَالَ عَوْفٌ وَّقَالَ خِلَاسٌ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: کوئی بھی شخص ٹھہرے ہوئے پانی میں ہرگز پیشاب نہ کرے کہ وہ بعد میں اسی سے وضو کرے گا۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

شرح

اس حدیث کا بنیادی مضمون نجاست کے احکام ہیں۔ جو ہم اس سے پہلے تفصیل کے ساتھ حدیث: 31 کے تحت ذکر کر چکے ہیں۔

58 - اَخْبَرَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَتِيْقٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ اَبِيْ

56-اخرجه البخاري في الوضوء، باب صب الماء على البول في المسجد (الحديث 220)، و في الادب، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم يسروا ولا تعسروا، (الحديث 6128) . و اخرجه النسائي في المياه، باب التوقيت في الماء (الحديث 329) . تحفة الاشراف (14111) .

57-انفرد به النسائي، تحفة الاشراف (12304) .

58-انفرد به النسائي، تحفة الاشراف (14579) .

هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا يَبُوْلَنَّ اَحَدُكُمْ فِي الْمَآءِ الدَّآئِمِ ثُمَّ يَغْتَسِلُ مِنْهُ ."
قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ كَانَ يَعْقُوْبُ لَا يُحَدِّثُ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اِلَّا بِدِيْنَارٍ .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: کوئی بھی شخص ٹھہرے ہوئے پانی میں ہرگز پیشاب نہ کرے' پھر وہ اُسی سے غسل بھی کرے گا۔

امام ابوعبدالرحمٰن نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: اس روایت کے راوی یعقوب اس روایت کو ایک دینار کے عوض میں بیان کیا کرتے تھے۔

شرح

یعقوب نامی یہ راوی یعقوب بن ابراہیم بن کثیر العبدی القیسی ہیں۔ ان کی کنیت ''ابویوسف'' ہے اور اسم منسوب ''دورقی'' ہے۔ ان کا انتقال 252 ہجری میں ہوا۔

یہ امام نسائی کے استاد ہیں۔

47 - باب مَآءِ الْبَحْرِ .

باب: سمندر کے پانی کا حکم

59 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَّالِكٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ سَلَمَةَ اَنَّ الْمُغِيْرَةَ بْنَ اَبِيْ بُرْدَةَ مِنْ بَنِيْ عَبْدِ الدَّارِ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ سَاَلَ رَجُلٌ رَّسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا نَرْكَبُ الْبَحْرَ وَنَحْمِلُ مَعَنَا الْقَلِيْلَ مِنَ الْمَآءِ فَاِنْ تَوَضَّاْنَا بِهٖ عَطِشْنَا اَفَنَتَوَضَّاُ مِنْ مَّآءِ الْبَحْرِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "هُوَ الطَّهُوْرُ مَآؤُهُ الْحِلُّ مَيْتَتُهُ ."

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ ایک شخص نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا' اس نے عرض کی: یارسول اللہ! ہم لوگ سمندر میں سفر کرتے ہیں اور اپنے ساتھ تھوڑا سا پانی ساتھ لے کر جاتے ہیں' اگر اس کے ذریعے ہم وضو کرتے ہیں' تو خود پیاسے رہ جائیں گے تو کیا ہم سمندر کے پانی کے ذریعے وضو کر لیا کریں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس کا پانی پاک کرنے والا ہے اور اس کا مردار حلال ہے۔

شرح

سمندر کا پانی پاک ہوتا ہے' جس طرح دیگر پانی پاک ہوتے ہیں۔

59-اخرجه ابوداؤد في الطهارة، باب الوضوء بماء البحر (الحديث 83) . و اخرجه الترمذي في الطهارة، باب ما جاء في ماء البحر انه طهور (الحديث 69) . واخرجه النسائي في المياه، الوضوء بماء البحر (331) و في الصيد و الذبائح، باب ميتة البحر (الحديث 4361) . و اخرجه ابن ماجه في الطهارة و سننها ، باب الوضوء بماء البحر (الحديث 386) و في الصيد ، باب الطافي من صيد البحر (الحديث 3246) مختصراً . تحفة الاشراف (14618) .

امام ابوحنیفہ ؒ اور عام فقہاء اسی بات کے قائل ہیں۔
حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ کے حوالے سے یہ بات منقول ہے: ان حضرات نے سمندر کے پانی کے ذریعے وضو کرنے کو مکروہ قرار دیا ہے۔

امام ترمذی نے حضرت ابوہریرہ ؓ کے حوالے سے یہی حدیث نقل کی ہے' اس کے بعد وہ تحریر کرتے ہیں:
نبی اکرم ﷺ کے اصحاب میں سے اکثر فقہاء اس بات کے قائل ہیں' جن میں سے حضرت ابوبکر' حضرت عمر اور حضرت عبداللہ بن عباس ؓ شامل ہیں۔ ان حضرات کے نزدیک سمندر کے پانی کے ذریعے (وضو یا غسل کرنے) میں کوئی حرج نہیں ہے۔
جبکہ نبی اکرم ﷺ کے بعض اصحاب نے سمندر کے پانی کے ذریعے وضو کرنے کو مکروہ قرار دیا ہے' ان میں حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ شامل ہیں۔
حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ فرماتے ہیں: یہ آگ ہے۔[1]

•••———•••———•••

48 - باب الْوُضُوْءِ بِالثَّلْجِ .

باب: برف کے ذریعے وضو کرنا

60 - اَخْبَرَنَا عَلِیُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِیْرٌ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ عَنْ اَبِیْ زُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ جَرِیْرٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اسْتَفْتَحَ الصَّلَاةَ سَکَتَ هُنَیْهَةً فَقُلْتُ بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا تَقُوْلُ فِیْ سُکُوْتِكَ بَیْنَ التَّکْبِیْرِ وَالْقِرَاءَةِ قَالَ "اَقُوْلُ اللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَیْنِیْ وَبَیْنَ خَطَایَایَ کَمَا بَاعَدْتَ بَیْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ اللّٰهُمَّ نَقِّنِیْ مِنْ خَطَایَایَ کَمَا یُنَقَّی الثَّوْبُ الْاَبْیَضُ مِنَ الدَّنَسِ اللّٰهُمَّ اغْسِلْنِیْ مِنْ خَطَایَایَ بِالثَّلْجِ وَالْمَآءِ وَالْبَرَدِ ."

☆☆ حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نماز کے آغاز میں تھوڑی دیر خاموش رہا کرتے تھے' ایک مرتبہ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! میرے والدین آپ پر قربان ہوں! تکبیر تحریمہ اور قرأت کے درمیان آپ اس دوران خاموش ہوتے ہیں' تو آپ کیا پڑھتے ہیں؟ تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میں یہ پڑھتا ہوں:

---

[1] (جامع ترمذی 100/1)

60-اخرجه البخاري في الاذان، باب ما يقول بعد التكبير (الحديث 744) . و اخرجه مسلم في المساجد و مواضع الصلاة، باب ما يقال بين تكبيرة الاحرام و القراءة (الحديث 147) . واخرجه ابوداؤد في الصلاة، باب السكتة عند الافتتاح (الحديث 781) . و اخرجه النسائي في المياه، باب الوضوء بماء الثلج و البرد (333) مختصراً، و في الافتتاح، باب الدعاء بين التكبير و القراءة (الحديث 894) و اخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب افتتاح الصلاة (الحديث 805) . و الحديث عند النسائي في الافتتاح ، سكوت الامام بعد افتتاحه الصلاة (الحديث 893) . تحفة الاشراف (14896) .

''اے اللہ! میرے اور میری خطاؤں کے درمیان اتنا فیصلہ پیدا کر دے جتنا تو نے مشرق اور مغرب کے درمیان کیا ہے' اور میری خطاؤں کو اس طرح صاف کر دے جس طرح سفید کپڑے کو میل سے صاف کر دیا جاتا ہے' اے اللہ! میری خطاؤں کو برف' پانی اور اولوں کے ذریعے دھو دے''۔

49 - باب الْوُضُوْءِ بِمَآءِ الثَّلْجِ

باب: برف کے پانی کے ذریعے وضو کرنا

61 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا جَرِیْرٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ "اللّٰهُمَّ اغْسِلْ خَطَایَایَ بِمَآءِ الثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّ قَلْبِیْ مِنَ الْخَطَایَا کَمَا نَقَّیْتَ الثَّوْبَ الْاَبْیَضَ مِنَ الدَّنَسِ ."

☆☆ ہشام بن عروہ اپنے والد کے حوالے سے سیّدہ عائشہ ؓ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ یہ دعا مانگا کرتے تھے:

''اے اللہ! برف اور اولوں کے پانی کے ذریعے میری خطاؤں کو دھو دے اور میرے دل کو خطاؤں سے اس طرح پاک کر دے جس طرح تو سفید کپڑے کو میل سے پاک کرتا ہے''۔

50 - باب الْوُضُوْءِ بِمَآءِ الْبَرَدِ .

باب: اولوں کے پانی سے وضو کرنا

62 - اَخْبَرَنِیْ هَارُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْنٌ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاوِیَةُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ حَبِیْبِ بْنِ عُبَیْدٍ عَنْ جُبَیْرِ بْنِ نُفَیْرٍ قَالَ شَهِدْتُ عَوْفَ بْنَ مَالِكٍ یَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُصَلِّیْ عَلٰی مَیِّتٍ فَسَمِعْتُ مِنْ دُعَائِهٖ وَهُوَ یَقُوْلُ "اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهٗ وَارْحَمْهُ وَعَافِهٖ وَاعْفُ عَنْهُ وَاَکْرِمْ نُزُلَهٗ وَاَوْسِعْ مُدْخَلَهٗ وَاغْسِلْهُ بِالْمَآءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّهٖ مِنَ الْخَطَایَا کَمَا یُنَقَّی الثَّوْبُ الْاَبْیَضُ مِنَ الدَّنَسِ ."

☆☆ جبیر بن نفیر بیان کرتے ہیں' میں حضرت عوف بن مالک ؓ کے پاس موجود تھا' انہوں نے فرمایا: میں نے دیکھا ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ نے ایک شخص کی نمازِ جنازہ ادا کی تو میں نے آپ کو یہ دعا مانگتے ہوئے سنا:

''اے اللہ! اس کی مغفرت کر دے' اس پر رحم کر' اس کو عافیت نصیب کر' اس سے درگزر کر' اس کی اچھی طرح سے مہمان نوازی کر' اس کی قبر کو کشادہ کر دے اور اسے پانی' برف اور اولوں کے ذریعے دھو دے اور اس کو اس کی

61-انفرد به النسائي، و سياتي في المياه ، باب الوضوء بماء الثلج و البرد (الحديث 332) . تحفة الاشراف (16779) .

62-اخرجه مسلم في الجنائز، باب الدعاء للميت في الصلاة (الحديث 85و 86) مطولاً . واخرجه الترمذي في الجنائز، باب ما يقول في الصلاة على الميت (الحديث 1025) بنحوه، مختصراً . و اخرجه النسائي في الجنائز، الدعاء (الحديث 1982و 1983) مطولاً، و هو في عمل اليوم و الليلة، نوع آخر من الدعاء (الحديث 1087) من نفس الطريق . تحفة الاشراف (10901) .

خطاؤں سے اس طرح صاف کردے جس طرح سفید کپڑے کو میل سے صاف کرتے ہیں"۔

51 - باب سُؤْرِ الْكَلْبِ .

باب: کتے کے جوٹھے کا حکم

63 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ اَبِى الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اِذَا شَرِبَ الْكَلْبُ فِىْ اِنَاءِ اَحَدِكُمْ فَلْيَغْسِلْهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ ."

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: جب کتا کسی کے برتن میں سے کچھ پی لے' تو وہ شخص اس کو سات مرتبہ دھوئے۔

شرح

امام طحاوی فرماتے ہیں: ہمارے اصحاب' ثوری' لیث فرماتے ہیں' کتے کا جوٹھا نجس ہے۔ اور ایسے برتن کو دھویا جائے گا جس میں کتے نے منہ ڈالا ہو۔

امام مالک فرماتے ہیں: یہ پاک ہے' تاہم اگر کتا پانی میں منہ ڈال دے تو اس برتن کو دھونا مستحب ہے' لیکن اگر وہ دودھ یا گھی میں منہ ڈال دے تو اسے کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

کتے (کا جوٹھا برتن دھونے) کے بارے میں منقول حدیث کے بارے میں وہ فرماتے ہیں' مجھے یہ معلوم نہیں ہے کہ اس کی حقیقت کیا ہے؟

ابن قاسم نے ان کے بارے میں یہ بات نقل کی ہے۔ انہوں نے کئی مرتبہ اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے۔ ابن قاسم کہتے ہیں: امام مالک کتے کو گھریلو (پالتو جانوروں) میں شمار کرتے ہیں [1]

64 - اَخْبَرَنِىْ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْحَسَنِ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِىْ زِيَادُ بْنُ سَعْدٍ اَنَّ ثَابِتًا مَوْلٰى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ زَيْدٍ اَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِىْ اِنَاءِ اَحَدِكُمْ فَلْيَغْسِلْهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ ."

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: جب کتا کسی شخص کے برتن میں منہ ڈال دے تو وہ شخص اُسے سات مرتبہ دھوئے۔

65 - اَخْبَرَنِىْ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْحَسَنِ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِىْ زِيَادُ بْنُ سَعْدٍ اَنَّهٗ اَخْبَرَهٗ

[1] مختصر اختلاف العلماء، الجزء: 1 'فی سؤر الکلب

63-اخرجه البخاري في الوضوء، باب الماء الذي يغسل به شعر الانسان (الحديث 172) . و اخرجه مسلم في الطهارة، باب حكم ولوغ الكلب (الحديث 90) . و اخرجه ابن ماجه في الطهارة و سننها، باب غسل الاناء من و لوغ الكلب (الحديث 364) . تحفة الاشراف (13799) .

64-انفرد به النسائي، تحفة الاشراف (12230) .

هِلَالُ بْنُ اُسَامَةَ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا سَلَمَةَ يُخْبِرُ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهٗ .

☆☆ یہی روایت بعض دیگر اسناد کے حوالے سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

52 - باب الْاَمْرِ بِاِرَاقَةِ مَا فِى الْاِنَاءِ اِذَا وَلَغَ فِيْهِ الْكَلْبُ .

باب: جس برتن میں کتے نے منہ ڈال دیا ہو' اس کے پانی کو بہانے کا حکم

66 - اَخْبَرَنَا عَلِىُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عَلِىُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِىْ رَزِيْنٍ وَّاَبِىْ صَالِحٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِىْ اِنَاءِ اَحَدِكُمْ فَلْيُرِقْهُ ثُمَّ لِيَغْسِلْهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ ."

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ لَا اَعْلَمُ اَحَدًا تَابَعَ عَلِىَّ بْنَ مُسْهِرٍ عَلٰى قَوْلِهٖ فَلْيُرِقْهُ .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: جب کتا کسی شخص کے برتن میں منہ ڈال دے تو وہ شخص اس برتن میں موجود پانی وغیرہ کو بہا دے' پھر اس کو سات مرتبہ دھوئے۔

امام ابوعبدالرحمٰن نسائی فرماتے ہیں: روایت کے الفاظ میں بہانے کے الفاظ کو نقل کرنے میں ہمارے علم کے مطابق کسی بھی شخص نے علی نامی راوی کی متابعت نہیں کی ہے۔

شرح

اس حدیث کا بنیادی مسئلہ یہ ہے کہ اگر کوئی کتا کسی برتن میں منہ ڈال دے تو اسے دھونے کا طریقہ کیا ہوگا؟

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایسے برتن کو آٹھ مرتبہ دھویا جائے گا اور آٹھویں مرتبہ مٹی کے ساتھ دھویا جائے گا۔

امام مالک کے نزدیک ایسے برتن کو استعمال کے وقت سات مرتبہ دھویا جائے گا۔

بعض فقہاء نے یہ روایت بیان کی ہے کہ امام شافعی نے پہلے یہ فتویٰ دیا تھا کہ ایسے برتن کو ایک مرتبہ دھونا کافی ہے۔

امام ابوحنیفہ اس بات کے قائل ہیں کہ کتے کے جوٹھے کا حکم دیگر نجاستوں کی مانند ہے اور اس میں عام نجاستوں کی طرح نجاست کے زائل ہونے کے غالب گمان کا اعتبار کیا جائے گا اگر وہ ایک مرتبہ دھونے سے حاصل ہو جائے تو مزید دھونے کی ضرورت نہیں ہے لیکن جب تک نجاست کے زائل ہونے کا غالب گمان نہ ہو اس وقت تک اسے بار بار دھویا جائے گا۔ اگرچہ بیس مرتبہ ہی کیوں نہ دھونا پڑے۔

فقہاء کے درمیان اس بارے میں بھی اختلاف پایا جاتا ہے کہ یہ جوٹھا پانی نجس ہے یا پاک ہے؟

65-انفرد به النسائي، تحفة الاشراف (15352) .

66-اخرجه مسلم في الطهارة، باب حكم ولوغ الكلب (الحديث 89) . و اخرجه النسائي في المياه، باب سور الكلب (334) . و اخرجه ابن ماجه في الطهارة و سننها، باب غسل الاناء من و لوغ الكلب (الحديث 363) . تحفة الاشراف (14607) .

احناف' شوافع اور حنابلہ کے نزدیک یہ نجس ہے اور اسے دھونا فرض ہے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ (برتن یا پانی) پاک ہے لیکن اسے دھونا مسنون عبادت ہے۔

امام ابوجعفر طحاوی نے اس موضوع پر پہلے وہ روایات نقل کی ہیں جن میں ایسے برتن کو سات مرتبہ دھونے کا حکم موجود ہے

پھر آپ تحریر کرتے ہیں:

''ان آثار کی بنیاد پر اہل علم کا ایک گروہ اس بات کا قائل ہے کہ جب کوئی کتا کسی برتن میں منہ ڈال دے تو وہ اس وقت تک پاک نہیں ہوگا جب تک اسے سات مرتبہ دھو نہ لیا جائے جیسا کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے۔''

53 - باب تَعْفِيرِ الْإِنَاءِ الَّذِیْ وَلَغَ فِيْهِ الْكَلْبُ بِالتُّرَابِ .

باب: جس برتن میں کتے نے منہ ڈالا ہو اس کو مٹی کے ذریعے مانجھ کر صاف کرنا

67 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى الصَّنْعَانِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِی التَّيَّاحِ قَالَ سَمِعْتُ مُطَرِّفًا عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُغَفَّلِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ بِقَتْلِ الْكِلَابِ وَرَخَّصَ فِیْ كَلْبِ الصَّيْدِ وَالْغَنَمِ وَقَالَ "اِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِی الْاِنَاءِ فَاغْسِلُوْهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ وَّعَفِّرُوْهُ الثَّامِنَةَ بِالتُّرَابِ ."

☆☆ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے کتوں کو مار دینے کا حکم دیا ہے' تاہم شکار کے لیے استعمال ہونے والے کتے اور بکریوں کی حفاظت کے لیے استعمال ہونے والے کتے کو رکھنے کی اجازت دی ہے' آپ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: جب کتا کسی برتن میں منہ ڈال دے تو اس کو سات مرتبہ دھو لو اور آٹھویں دفعہ اسے مٹی کے ذریعے مانجھ لو۔

54 - باب سُؤْرِ الْهِرَّةِ .

باب: بلی کے جوٹھے کا حکم

68 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ اِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ طَلْحَةَ عَنْ حُمَيْدَةَ بِنْتِ عُبَيْدِ بْنِ رِفَاعَةَ عَنْ كَبْشَةَ بِنْتِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ اَبَا قَتَادَةَ دَخَلَ عَلَيْهَا ثُمَّ ذَكَرَتْ كَلِمَةً مَعْنَاهَا فَسَكَبْتُ لَهٗ وَضُوْءًا فَجَاءَتْ هِرَّةٌ فَشَرِبَتْ مِنْهُ فَاَصْغٰى لَهَا الْاِنَاءَ حَتّٰى شَرِبَتْ - قَالَتْ كَبْشَةُ - فَرَاٰنِیْ اَنْظُرُ اِلَيْهِ فَقَالَ اَتَعْجَبِيْنَ يَا ابْنَةَ اَخِیْ فَقُلْتُ نَعَمْ . قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اِنَّهَا لَيْسَتْ بِنَجَسٍ اِنَّمَا هِیَ مِنَ الطَّوَّافِيْنَ عَلَيْكُمْ

67-اخرجه مسلم في الطهارة، باب حكم ولوغ الكلب (الحديث 93) . و اخرجه ابوداؤد في الطهارة، باب الوضوء بسور الكلب (الحديث 74) . و اخرجه النسائي في المياه، باب تعفير الاناء بالتراب من و لوغ الكلب فيه (الحديث 335 و 336) . و اخرجه ابن ماجه في الطهارة و سننها، باب غسل الاناء من و لوغ الكلب (الحديث 365) مختصراً . و الحديث عند مسلم في المساقاة باب الامر بقتل الكلاب و بيان نسخه و بيان تحريم اقتنائها الا لصيد او زرع او ماشية و نحو ذلك (الحديث 49،48) . و ابن ماجه في الصيد ، باب قتل الكلاب الا كلب صيد او زرع (الحديث 3200 و 3201) . تحفة الاشراف (9665) .

68-اخرجه ابوداؤد في الطهارة، باب سور الهرة (الحديث 75) . و اخرجه الترمذي في الطهارة، باب ما جاء في سور الهرة (الحديث 92) . و اخرجه النسائي في المياه، باب سور الهرة (339) . و اخرجه ابن ماجه في الطهارة و سننها ، باب الوضوء بسور الهرة و الرخصة في ذلك (الحديث 367) بنحوه . تحفة الاشراف (12141) .

وَالطَّوَّافَاتِ ."

☆☆ سیدہ کبشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' کہ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ ان کے ہاں تشریف لائے' پھر اس کے بعد اس خاتون نے کوئی بات ذکر کی' جس کے بعد انہوں نے یہ بیان کیا' کہ میں نے حضرت ابوقتادہ کے وضو کا پانی رکھا ہوا تھا' ایک بلی آئی اور اس پانی میں سے پینے لگی' تو حضرت ابوقتادہ نے اس بلی کے لیے اس برتن کو اس کی طرف کر دیا' اُس بلی نے پانی پی لیا' سیدہ کبشہ بیان کرتی ہیں' کہ حضرت ابوقتادہ نے میری طرف دیکھا کہ میں غور سے اس کا جائزہ لے رہی ہوں' تو انہوں نے دریافت کیا: اے میری بھتیجی! کیا تم اس بات پر حیران ہو رہی ہو' تو میں نے جواب دیا: جی ہاں! تو انہوں نے فرمایا: نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: یہ (یعنی بلی) ناپاک نہیں ہے بلکہ یہ گھر میں آنے جانے والے (پالتو جانوروں) میں شامل ہے۔

شرح

امام طحاوی فرماتے ہیں: امام ابوحنیفہ' امام محمد اور ابن ابی لیلیٰ نے اسے (یعنی بلی کے جوٹھے) کو مکروہ قرار دیا ہے۔

اسی طرح کی روایت حضرت ابن عمر اور حضرت ابوہریرہ کے بارے میں بھی منقول ہے۔

امام مالک' امام اوزاعی' امام ابویوسف اور حسن بن صالح کے نزدیک اس میں کوئی حرج نہیں ہے[1]

55 - باب سُؤْرِ الْحِمَارِ .

باب: گدھے کے جوٹھے کا حکم

69 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ اَتَانَا مُنَادِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يَنْهَاكُمْ عَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ فَاِنَّهَا رِجْسٌ .

☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ کی طرف سے منادی کرنے والا شخص میرے پاس آیا اور بولا: اللہ اور اس کے رسول نے گدھے کے گوشت کو کھانے سے تمہیں منع کر دیا ہے' کیونکہ یہ ناپاک ہیں۔

شرح

امام طحاوی فرماتے ہیں: ہمارے اصحاب (یعنی فقہاء احناف) فرماتے ہیں' اس (یعنی گدھے یا خچر کے جوٹھے) کے ذریعے وضو کرنا جائز نہیں ہے۔

سفیان ثوری بھی اسی بات کے قائل ہیں۔

امام مالک' امام شافعی اور امام اوزاعی فرماتے ہیں: جائز ہے[2]

[1] مختصر اختلاف العلماء' الجزء: 1' فی سؤر الھر

69-اخرجه البخاري في الجهاد، باب التكبير عند الحرب (الحديث 2991) مطولاً . و في المغازي ، باب غزوة خيبر (الحديث 4198) مطولاً . و اخرجه النسائي في الصيد و الذبائح، تحريم اكل لحوم الحمر الاهلية (4352) مطولاً . و اخرجه ابن ماجه في الذبائح، باب لحوم الحمر الوحشية (الحديث 3196) . و الحديث عند البخاري في المناقب، باب 28 . (الحديث 3647) . تحفة الاشراف (1457) .

[2] مختصر اختلاف العلماء' الجزء: 1' فی سؤر الحمار والبغل

56 - باب سُؤْرِ الْحَائِضِ .

باب: حیض والی عورت کا جوٹھا

70 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ شُرَيْحٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كُنْتُ اَتَعَرَّقُ الْعَرْقَ فَيَضَعُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاهُ حَيْثُ وَضَعْتُ وَاَنَا حَائِضٌ وَكُنْتُ اَشْرَبُ مِنَ الْاِنَاءِ فَيَضَعُ فَاهُ حَيْثُ وَضَعْتُ وَاَنَا حَائِضٌ .

☆☆ سیدہ عائشہ ﷞ بیان کرتی ہیں' کہ بعض اوقات میں کوئی ہڈی چوستی تھی' تو بعد میں نبی اکرم ﷺ بھی اپنا منہ اُسی جگہ پر رکھ دیتے تھے جہاں میں نے رکھا ہوتا تھا' حالانکہ میں اس وقت حیض کی حالت میں ہوتی تھی' اسی طرح میں کسی برتن میں سے پانی پیتی تھی' تو نبی اکرم ﷺ بھی اپنا منہ اسی جگہ پر رکھتے تھے' جہاں میں نے منہ رکھا ہوتا تھا حالانکہ میں اس وقت حیض کی حالت میں ہوتی تھی۔

57 - باب وُضُوْءِ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ جَمِيْعًا .

باب: مردوخواتین (یعنی میاں بیوی) کا ایک ساتھ وضو کرنا

71 - اَخْبَرَنِيْ هَارُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْنٌ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ ح وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ الرِّجَالُ وَالنِّسَآءُ يَتَوَضَّئُوْنَ فِيْ زَمَانِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمِيْعًا .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر ﷠ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ کے زمانۂ اقدس میں مرد اور خواتین (یعنی میاں بیوی) ایک ساتھ وضو کرلیا کرتے تھے۔

58 - باب فَضْلِ الْجُنُبِ .

باب: جنبی شخص کا بچایا ہوا پانی

70-اخرجه مسلم في الحيض، باب جواز غسل الحائض راس زوجها و ترجيله و طهارة سورها و الاتكاء في حجرها و قراءة القرآن فيه (الحديث 14) . و اخرجه ابوداوٗد في الطهارة، باب في مواكلة الحائض و مجامعتها (الحديث 259) . واخرجه النسائي في الطهارة، باب مواكلة الحائض و الشرب من سورها (الحديث 278) مطولًا (الحديث 279) . و باب الانتفاع بفضل الحائض (الحديث 280 و 281). و في المياه، باب سور الحائض (الحديث 340)، و في الحيض و الاستحاضة، باب مواكلة الحائض و الشرب من سورها (الحديث 375) مطولًا و (الحديث 376) ، والانتفاع بفضل الحائض (الحديث 377 و 378)، و في عشرة النساء من الكبرى ، مواكلة الحائض و الشرب من سورها والانتفاع بفضلها (الحديث 234) . و اخرجه ابن ماجه في الطهارة وسننها، باب ما جاء في مواكلة الحائض و سورها (الحديث 643) . تحفة الاشراف (16145) .

71-اخرجه البخاري في الوضوء، باب وضوء الرجل مع امراته ، وفضل وضوء المراة (الحديث 193) . و اخرجه ابوداوٗد في الطهارة، باب الوضوء بفضل وضوء المراة (الحديث 79) . و اخرجه النسائي في المياه، باب الرخصة في فضل المراة (الحديث 341) . واخرجه ابن ماجه في الطهارة و سننها، باب الرجل و المراة يتوضان من اناء واحد (الحديث 381) بنحوه . تحفة الاشراف (8350) .

72 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا اَخْبَرَتْهُ اَنَّهَا كَانَتْ تَغْتَسِلُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْاِنَاءِ الْوَاحِدِ .

☆☆ سیدہ عائشہ ﷞ بیان کرتی ہیں' کہ وہ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ایک ہی برتن میں غسل کرلیا کرتی تھیں۔

59 - باب الْقَدْرِ الَّذِيْ يَكْتَفِيْ بِهِ الرَّجُلُ مِنَ الْمَآءِ لِلْوُضُوْءِ .

باب: پانی کی اس مقدار کا تذکرہ' جو مرد کے وضو کرنے کے لیے کافی ہوتی ہے

73 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَبْرٍ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّاُ بِمَكُّوْكٍ وَيَغْتَسِلُ بِخَمْسَةِ مَكَاكِيَّ .

☆☆ عبداللہ بن عبداللہ بیان کرتے ہیں' میں نے حضرت انس بن مالک ﷛ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے' کہ نبی اکرم ﷺ مکوک کے ذریعے وضو کرلیتے تھے اور پانچ مکا کیک کے ذریعے غسل کرلیا کرتے تھے۔

74 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ ثُمَّ ذَكَرَ كَلِمَةً مَعْنَاهَا حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حَبِيْبٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبَّادَ بْنَ تَمِيْمٍ يُحَدِّثُ عَنْ جَدَّتِيْ وَهِيَ اُمُّ عُمَارَةَ بِنْتُ كَعْبٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّاَ فَاُتِيَ بِمَاءٍ فِيْ اِنَاءٍ قَدْرَ ثُلُثَيِ الْمُدِّ .

قَالَ شُعْبَةُ فَاَحْفَظُ اَنَّهُ غَسَلَ ذِرَاعَيْهِ وَجَعَلَ يَدْلُكُهُمَا وَيَمْسَحُ اُذُنَيْهِ بَاطِنَهُمَا وَلَا اَحْفَظُ اَنَّهُ مَسَحَ ظَاهِرَهُمَا .

☆☆ عباد بن تمیم' سیدہ اُم عمارہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ نے وضو کرنا تھا تو آپ کے لیے جس برتن میں پانی لایا گیا وہ دو تہائی مُد کے برابر تھا۔

شعبہ نامی راوی نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں: اس روایت میں مجھے یہ الفاظ یاد ہیں' کہ نبی اکرم ﷺ نے دونوں بازوؤں کو

72-اخرجه مسلم في الحيض، باب القدر المستحب من الماء في غسل الجنابة، و غسل الرجل و المراة في اناء واحد في حالة واحدة، و غسل احدهما بفضل الآخر (الحديث 41) مطولاً . واخرجه النسائي في الطهارة، باب ذكر القدر الذي يكتفي به الرجل منا لماء للغسل (الحديث 228) مطولًا، وفي المياه، الرخصة في فضل الجنب (الحديث 343) . و اخرجه ابن ماجه في الطهارة و سننها، باب الرجل و المراة يغتسلان من اناء واحد (الحديث 376) . تحفة الاشراف (16586) .

73-اخرجه البخاري في الوضوء، باب الوضوء بالمد (الحديث 201) بمعناه . و اخرجه مسلم في الحيض، باب القدر المستحب من الماء في غسل الجنابة، و غسل الرجل والمراة في اناء واحد في حالة واحدة، و غسل احدهما بفضل الآخر (الحديث 50) و (الحديث 51) و اخرجه ابوداوٗد في الطهارة، باب ما يجزيء من الماء في الوضوء (الحديث 95) بمعناه و (الحديث 95م) تعليقاً . واخرجه الترمذي في الصلاة، باب قدر ما يجزيء من الماء في الوضوء (الحديث 95) بمعناه و (الحديث 609م) تعليقاً . و اخرجه النسائي في الطهارة، باب ذكر القدر الذي يكتفي به الرجل من الماء للغسل . (الحديث 229)، و في المياه، باب القدر الذي يكتفي به الانسان من الماء للوضوء و الغسل (الحديث 344) . تحفة الاشراف (963) .

74-اخرجه ابوداوٗد في الطهارة ، باب ما يجزيء من الماء في الوضوء (الحديث 94) . تحفة الاشراف (18336) .

دھویا اور آپ نے انہیں ملا' پھر آپ نے اپنے دونوں کانوں کے اندرونی حصے کا مسح کیا' تاہم اس روایت میں مجھے یہ بات یاد نہیں ہے کہ راوی نے نبی اکرم ﷺ کے دونوں کانوں کے باہر والے حصے کا بھی ذکر کیا تھا۔

60 - باب النِّيَّةِ فِي الْوُضُوْءِ

باب: وضو میں نیت کرنے کا حکم

75 - اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيْبِ بْنِ عَرَبِيٍّ عَنْ حَمَّادٍ وَّالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ حَدَّثَنِي مَالِكٌ ح وَاَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَقَّاصٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ - رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ - قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّةِ وَاِنَّمَا لِامْرِءٍ مَا نَوٰى فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ اِلَى اللّٰهِ وَاِلٰى رَسُوْلِهٖ فَهِجْرَتُهُ اِلَى اللّٰهِ وَاِلٰى رَسُوْلِهٖ وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ اِلٰى دُنْيَا يُصِيْبُهَا اَوِ امْرَاَةٍ يَنْكِحُهَا فَهِجْرَتُهُ اِلٰى مَا هَاجَرَ اِلَيْهِ."

☆☆ علقمہ بن وقاص بیان کرتے ہیں' حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے یہ بات بیان کی ہے' کہ نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہوتا ہے اور ہر شخص کو وہی اجر ملتا ہے' جس کی اس نے نیت کی ہو' جس شخص کی ہجرت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے لیے ہوگی اس کی ہجرت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف شمار ہوگی اور جس شخص کی ہجرت دنیا کے حصول کے لیے ہوگی یا کسی عورت کے ساتھ شادی کرنے کے لیے ہوگی' تو اس کی ہجرت اسی طرف شمار ہوگی' جس کی طرف نیت کر کے اس نے ہجرت کی تھی۔

شرح

باب: وضو کے مستحبات

مسئلہ: متون میں وضو کے دو مستحبات کا تذکرہ موجود ہے' ان میں پہلا دائیں طرف سے آغاز کرنا ہے' اس سے مراد یہ ہے کہ دائیں ہاتھ کو بائیں پاؤں سے پہلے' اور دائیں پاؤں کو بائیں پاؤں سے پہلے دھویا جائے۔ صحیح قول کے مطابق اسی میں

75-اخرجه البخاري في بدء الوحي، باب كيف كان بدء الوحي الى رسول الله صلى الله عليه وسلم (الحديث 1) . مختصرًا، و في الايمان، باب ما جاء ان الاعمال بالنية والحسبة، و لكل امرىء ما نوى (الحديث 54) و في العتق، باب الخطا و النسيان في العتاقة و الطلاق و نحوه (الحديث 2529)، و في مناقب الانصار، باب هجرة النبي صلى الله عليه وسلم و اصحابه الى المدينة (الحديث 3898)، و في النكاح، باب من هاجر او عمل خيرًا لتزويج امراة فله ما نوى (الحديث 75070)، و في الايمان و النذور، باب النية في الايمان (الحديث 6689)، و في الحيل، باب في ترك الحيل، و ان لكل امرىء، في الايمان و غيرها (الحديث 6953) . و اخرجه مسلم في الامارة، باب قوله صلى الله عليه وسلم، انما الاعمال بالنية، و ان يدخل فيه الغزو و غيره من الاعمال (الحديث 155) . و اخرجه ابوداؤد في الطلاق، باب فيما عني به الطلاق و النيات (الحديث 2201) . واخرجه الترمذي في فضائل الجهاد، باب فيمن يقاتل رياء و للدنيا (الحديث 1647) . واخرجه النسائي في الطلاق، باب الكلام اذا قصد به فيما يحتمل معناه (الحديث 3437) و في الايمان و النذور، النية في اليمين (الحديث 3803) . واخرجه ابن ماجه في الزهد، باب النية (الحديث 4227) . تحفة الاشراف (10612) .

فضیلت ہے جن اعضاء کو دھویا جاتا ہے ان میں سے کانوں کے علاوہ باقی ہر عضو کے دائیں کو پہلے دھونا مستحب ہے (صرف کانوں کا مسح ایک ساتھ کیا جاتا ہے)۔

مسئلہ: اگر کسی شخص کا صرف ایک ہی ہاتھ ہو یا اس کے ایک ہاتھ میں کوئی علت ہو جس کی وجہ سے وہ دونوں کانوں کا ایک ساتھ مسح نہ کر سکتا ہو' تو پہلے دائیں کان کا مسح کرے گا' پھر بائیں کان کا مسح کرے گا۔ (جوہرہ نیرہ)

مسئلہ: دوسرا مستحب گردن کا مسح کرنا ہے' اس سے مراد ہاتھ کے ظاہری حصے کے ذریعے مسح کرنا ہے۔

مسئلہ: حلقوم (یعنی گردن کے اگلے حصے) کا مسح کرنا بدعت ہے۔ (بحر الرائق)

وضو کے مزید آداب

مسئلہ: یہاں وضو کی چند اور سنتیں اور چند اور آداب بھی ہیں' جن کا تذکرہ مشائخ نے کیا ہے۔

مسئلہ: ان میں ایک سنت یہ ہے کہ پاؤں کو دھوتے وقت دائیں ہاتھ سے انسان پانی کا برتن پکڑے اور پہلے دائیں پاؤں پر پاؤں کے اگلے حصے پر پانی بہائے اور بائیں ہاتھ کے ذریعے اُسے ملے' تین مرتبہ اس طرح دھو لینے کے بعد بائیں پاؤں پر اگلے حصے پر پانی ڈالے' اور اس کو بھی مل لے۔ (محیط)

مسئلہ: ان میں سے ایک سنت یہ ہے کہ ہاتھ اور پاؤں دھوتے وقت انگلیوں کے کناروں سے دھونا شروع کیا جائے۔ (فتح القدیر' محیط)

مسئلہ: سر کے اگلے حصے سے مسح شروع کرنا سنت ہے۔ (زاہدی)

مسئلہ: کلی کرتے ہوئے اور ناک میں پانی ڈالتے ہوئے ترتیب کا خیال رکھنا چاہیے' یعنی پہلے کلی کی جائے گی پھر ناک میں پانی ڈالا جائے گا' یہ عمل ہمارے نزدیک سنت ہے۔ (خلاصہ)

مسئلہ: کلی کرتے ہوئے اور ناک میں پانی ڈالتے ہوئے مبالغہ کرنا سنت ہے۔ (کافی' شرح طحاوی) روزہ دار شخص کے لیے مبالغہ کے ساتھ کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا سنت نہیں ہے۔ (تاتارخانیہ)

مسئلہ: کلی کرنے میں مبالغہ کرنا یہ ہے کہ انسان غرغرہ کرے۔ (کافی)

مسئلہ: ناک میں پانی ڈالتے ہوئے مبالغہ کرنا یہ ہے کہ دونوں نتھنوں میں پانی ڈال کر اسے اوپر کی طرف چڑھایا جائے' یہاں تک کہ پانی ناک کی اس جگہ تک پہنچ جائے جو سخت حصہ ہوتا ہے۔ (محیط)

مسئلہ: آداب میں یہ بات شامل ہے کہ پانی استعمال کرتے ہوئے نہ تو اسراف کرے اور نہ ہی کمی کرے۔ (خلاصہ)

مسئلہ: یہ حکم اس صورت میں ہے کہ جب نہر کے پانی کے ساتھ یا اپنی ملکیت کے پانی کے ساتھ وضو کر رہا ہو' اگر کوئی شخص ایسے پانی کے ساتھ وضو کر رہا ہو جسے وضو کرنے والوں کے لیے وقف قرار دیا گیا ہو (یعنی کوئی شخص مسجد میں وضو کر رہا ہے) تو اب پانی استعمال کرنے میں زیادتی اور اسراف حرام ہوگا' اس بارے میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔ (بحر الرائق)

وضو کے دوران پڑھی جانے والی دعائیں

مسئلہ: کلی کرتے ہوئے یہ دعا پڑھنی چاہیے:

اَللّٰھُمَّ اَعِنِّی عَلٰی تِلَاوَۃِ الْقُرْاٰنِ وَذِکْرِکَ وَشُکْرِکَ وَحُسْنِ عِبَادَتِکَ ،

''اے اللہ! قرآن کریم کی تلاوت کرنے کے لیے اپنے ذکر کے لیے اپنے شکر کے لیے اور اچھی طرح سے اپنی عبادت کے لیے میری مدد کر''۔

مسئلہ: ناک میں پانی ڈالتے وقت آدمی کو یہ دعا مانگنی چاہیے:

اَللّٰھُمَّ اَرِحْنِی رَائِحَۃَ الْجَنَّۃِ وَلَا تُرِحْنِی رَائِحَۃَ النَّارِ ،

''اے اللہ! مجھے جنت کی خوشبو سونگھنا نصیب کر اور جہنم کی خوشبو سونگھنے سے مجھے بچا''۔

مسئلہ: منہ کو دھوتے وقت یہ دعا پڑھنی چاہیے:

اَللّٰھُمَّ بَیِّضْ وَجْھِی یَوْمَ تَبْیَضُّ وُجُوْہٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْہٌ

''اے اللہ! میرے چہرے کو اس دن روشن رکھنا جس دن کچھ چہرے روشن ہوں گے اور کچھ چہرے سیاہ ہوں گے''۔

مسئلہ: دائیں ہاتھ کو دھوتے وقت یہ دعا پڑھنی چاہیے:

اَللّٰھُمَّ اَعْطِنِی کِتَابِی بِیَمِیْنِی وَحَاسِبْنِی حِسَابًا یَّسِیْرًا ،

''اے اللہ! میرا نامۂ اعمال میرے دائیں ہاتھ میں عطا کرنا اور مجھ سے آسان حساب لینا''۔

مسئلہ: بائیں ہاتھ کو دھوتے وقت یہ دعا پڑھنی چاہیے:

اَللّٰھُمَّ لَا تُعْطِنِی کِتَابِی بِشِمَالِی وَلَا مِنْ وَّرَآءِ ظَھْرِی ،

''اے اللہ! میرا نامۂ اعمال میرے بائیں ہاتھ میں عطا نہ کرنا اور میری پشت کے پیچھے بھی نہ دینا''۔

مسئلہ: سر کا مسح کرتے وقت یہ دعا مانگنی چاہیے:

اَللّٰھُمَّ اَظِلَّنِی تَحْتَ ظِلِّ عَرْشِکَ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّ عَرْشِکَ ،

''اے اللہ! مجھے اپنے عرش کے سائے میں جگہ نصیب کرنا جس دن تیرے عرش کے سائے کے علاوہ اور کوئی سایہ نہیں ہوگا''۔

مسئلہ: کانوں کا مسح کرتے وقت یہ دعا پڑھنی چاہیے:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِی مِنَ الَّذِیْنَ یَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَیَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَہٗ ،

''اے اللہ! مجھے ان لوگوں میں شامل کر دے جنہوں نے قول (یعنی قرآن مجید یعنی تیرے حکم) کو غور سے سنا اور اس کے اچھے احکام کی پیروی کی''۔

مسئلہ: گردن کا مسح کرتے ہوئے یہ دعا مانگنی چاہیے:

اَللّٰھُمَّ اَعْتِقْ رَقَبَتِی مِنَ النَّارِ ،

''اے اللہ! میری گردن کو جہنم سے آزاد کر دے''۔

مسئلہ: دائیں پاؤں کو دھوتے وقت یہ دعا پڑھنی چاہیے:

اَللّٰھُمَّ ثَبِّتْ قَدَمِی عَلَی الصِّرَاطِ یَوْمَ تَزِلُّ الْاَقْدَامُ ،

''اے اللہ! تو اس دن میرے پاؤں کو پل صراط پر ثابت قدم رکھنا جس دن پاؤں پھسل جائیں گے''۔

مسئلہ: بائیں پاؤں کو دھوتے وقت یہ دعا مانگنی چاہیے:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ ذَنْبِی مَغْفُوْرًا وَّسَعْیِی مَشْکُوْرًا وَّتِجَارَتِی لَنْ تَبُوْرَ

''اے اللہ! میرے گناہوں کو ایسا کر دے کہ ان کی مغفرت ہو جائے اور میری کوشش کو ایسا کر دے جو قبول کر لی جائے اور میری تجارت کو ایسا کر دے جس میں خسارہ نہ ہو''۔

مسئلہ: ایک مُد سے کم پانی سے وضو نہیں کرنا چاہیے۔ (تبیین)

•••———•••———•••

61 - باب الْوُضُوْءِ مِنَ الْاِنَاءِ ۔

باب: برتن سے وضو کرنا

76 - اَخْبَرَنَا قُتَیْبَۃُ عَنْ مَالِکٍ عَنْ اِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ اَبِیْ طَلْحَۃَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَحَانَتْ صَلَاۃُ الْعَصْرِ فَالْتَمَسَ النَّاسُ الْوَضُوْءَ فَلَمْ یَجِدُوْہُ فَاُتِیَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِوَضُوْءٍ فَوَضَعَ یَدَہٗ فِیْ ذٰلِکَ الْاِنَاءِ وَاَمَرَ النَّاسَ اَنْ یَّتَوَضَّئُوْا فَرَاَیْتُ الْمَآءَ یَنْبُعُ مِنْ تَحْتِ اَصَابِعِہٖ حَتّٰی تَوَضَّئُوْا مِنْ عِنْدِ اٰخِرِھِمْ ۔

☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' مجھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ بات یاد ہے' کہ عصر کی نماز کا وقت ہو چکا تھا' لوگوں نے وضو کے لیے پانی تلاش کیا' لیکن انہیں پانی نہیں ملا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں وضو کے لیے پانی لایا گیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک اس پر رکھا اور لوگوں کو یہ حکم دیا' کہ وہ وضو کرنا شروع کریں' تو میں نے دیکھا کہ آپ کی انگلیوں کے نیچے سے پانی نکلنے لگا' یہاں تک کہ وہاں تمام لوگوں نے وضو کر لیا۔

77 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاھِیْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَنْبَاَنَا سُفْیَانُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاھِیْمَ عَنْ عَلْقَمَۃَ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ کُنَّا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَلَمْ یَجِدُوْا مَآءً فَاُتِیَ بِتَوْرٍ فَاَدْخَلَ یَدَہٗ فَلَقَدْ رَاَیْتُ

76-اخرجه البخاري في الوضوء، باب التماس الوضوء اذا حانت الصلاة (الحديث 169)، و في المناقب، باب علامات النبوة في الاسلام (الحديث 3573) . و اخرجه مسلم في الفضائل، باب في معجزات النبي صلى الله عليه وسلم (الحديث 5) . و اخرجه الترمذي في المناقب، (الحديث 3631) . تحفة الاشراف (201) .

77-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (9436) .

الْمَآءَ يَتَفَجَّرُ مِنْ بَيْنِ اَصَابِعِهِ وَيَقُوْلُ "حَيَّ عَلَى الطَّهُوْرِ وَالْبَرَكَةِ مِنَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ ".
قَالَ الْاَعْمَشُ فَحَدَّثَنِيْ سَالِمُ بْنُ اَبِي الْجَعْدِ قَالَ قُلْتُ لِجَابِرٍ كَمْ كُنْتُمْ يَوْمَئِذٍ قَالَ اَلْفٌ وَّخَمْسُمِائَةٍ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ ہم نبی اکرم ﷺ کے ساتھ تھے' لوگوں کو پانی نہیں ملا' ایک پیالہ لایا گیا' نبی اکرم ﷺ نے اپنا دست مبارک اس میں داخل کیا' تو میں نے آپ کی انگلیوں کے درمیان میں سے پانی کے چشمے رواں ہوتے ہوئے دیکھے' آپ نے ارشاد فرمایا: اس طہارت کے ذریعے کو استعمال کرو اور یہ برکت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔

راوی کہتے ہیں: میں نے حضرت جابر ؓ سے دریافت کیا: اس وقت آپ لوگوں کی تعداد کتنی تھی؟ تو انہوں نے جواب دیا: ۱۵۰۰ تھی۔

شرح

امام نسائی نے متن میں جو روایت نقل کی ہے۔ وہ علقمہ کے حوالے سے حضرت عبداللہ بن مسعود سے منقول ہے۔ یہ روایت نقل کرنے کے بعد' امام نسائی نے تعلیق کے طور پر اعمش کے حوالے سے سالم بن ابوالجعد کا یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے حضرت جابر ؓ سے اس موقع پر حاضرین کی تعداد دریافت کی تھی۔

اعمش کا نام سلیمان مہران ہے ان کا انتقال 147 ہجری میں ہوا۔

سالم بن ابوالجعد شجعی کا شمار تابعین میں ہوتا ہے۔ انہوں نے حضرت انس بن مالک اور حضرت جابر بن عبداللہ انصاری ؓ سمیت کئی صحابہ کرام کی زیارت کی ہوئی ہے۔

سالم کا انتقال 97 ہجری میں ہوا۔ یہ "کوفہ" کے رہنے والے تھے۔

62 - باب التَّسْمِيَةِ عِنْدَ الْوُضُوْءِ .

باب: وضو کے وقت بسم اللہ پڑھنا

78 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ ثَابِتٍ وَّقَتَادَةُ عَنْ اَنَسٍ قَالَ طَلَبَ بَعْضُ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَضُوْءًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "هَلْ مَعَ اَحَدٍ مِّنْكُمْ مَاءٌ ." فَوَضَعَ يَدَهُ فِي الْمَآءِ وَيَقُوْلُ "تَوَضَّئُوْا بِسْمِ اللّٰهِ ." فَرَاَيْتُ الْمَآءَ يَخْرُجُ مِنْ بَيْنِ اَصَابِعِهِ حَتّٰى تَوَضَّئُوْا مِنْ عِنْدِ اٰخِرِهِمْ . قَالَ ثَابِتٌ قُلْتُ لِاَنَسٍ كَمْ تُرَاهُمْ قَالَ نَحْوًا مِّنْ سَبْعِيْنَ .

☆☆ حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ کے بعض اصحاب نے وضو کے لیے پانی تلاش کیا (لیکن وہ انہیں نہیں ملا) تو نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: کیا تم میں سے کسی کے پاس پانی موجود ہے؟ (اس پانی کو لایا گیا) تو

78-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (484)، (1347) .

نبی اکرم ﷺ نے اپنا دست مبارک اس پانی میں رکھا اور ارشاد فرمایا: اللہ کا نام لے کر وضو کرنا شروع کرو۔

راوی کہتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کی انگلیوں کے درمیان سے پانی کو نکلتے ہوئے دیکھا' یہاں تک کہ وہاں موجود ہر شخص نے وضو کر لیا۔

ثابت نامی راوی بیان کرتے ہیں' میں نے حضرت انس ؓ سے دریافت کیا: (اس وقت) آپ لوگوں کی تعداد کتنی تھی؟ تو انہوں نے جواب دیا ۷۰ کے قریب تھی۔

شرح

اس روایت میں نبی اکرم ﷺ کے معجزہ کا بیان ہے۔ اعلیٰ حضرت محدث بریلوی نے آپ ﷺ کی مقدس انگلیوں سے نکلنے والے اس پانی کو "نور کے چشمے" قرار دیا ہے۔

نور کے چشمے لہرائیں دریا بہیں
انگلیوں کی کرامت پہ لاکھوں سلام

63 - باب صَبِّ الْخَادِمِ الْمَآءَ عَلَى الرَّجُلِ لِلْوُضُوْءِ .

باب: خادم کا آدمی کو وضو کروانا

79 - اَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنِ ابْنِ وَهْبٍ عَنْ مَالِكٍ وَّيُوْنُسَ وَعَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ اَنَّ ابْنَ شِهَابٍ اَخْبَرَهُمْ عَنْ عَبَّادِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الْمُغِيْرَةِ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَاهُ يَقُوْلُ سَكَبْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ تَوَضَّاَ فِيْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ فَمَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ .

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ لَمْ يَذْكُرْ مَالِكٌ عُرْوَةَ بْنَ الْمُغِيْرَةِ .

☆☆ عروہ بن مغیرہ بیان کرتے ہیں' انہوں نے اپنے والد کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے' کہ نبی اکرم ﷺ نے غزوہ تبوک کے موقع پر وضو کیا' تو میں نے آپ پر پانی انڈیلا' آپ نے موزوں پر مسح کر لیا تھا۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے سند میں عروہ بن مغیرہ کا تذکرہ نہیں کیا۔

79-اخرجه البخاري في الوضوء، باب الرجل يوضيء صاحبه (الحديث 182) بنحوه، و باب المسح على الخفين (الحديث 203) بنحوه، و في المغازي، (الحديث 4421) مطولاً، و في اللباس، باب لبس جبة الصوف في الغزو (الحديث 5799) مطولاً . و اخرجه مسلم في الطهارة، باب المسح على الخفين (الحديث 75)، و (الحديث 79) مطولاً، و (الحديث 80) مختصراً، و في الصلاة، باب تقديم الجماعة من يصلي بهم اذا تاخر الامام و لم يخافوا مفسدة بالتقديم (الحديث 105) . واخرجه ابو داؤد في الطهارة، باب المسح على الخفين (الحديث 149 و 151) مطولاً . و اخرجه النسائي في الطهارة، باب صفة الوضوء غسل الكفين (الحديث 82) مطولاً . و باب المسح على الخفين (الحديث 124) . و اخرجه ابن ماجه في الطهارة و سننها، باب ما جاء في المسح على الخفين (الحديث 545) . والحديث عند البخاري في الوضوء، باب اذا ادخل رجليه و هما طاهرتان (الحديث 206) . تحفة الاشراف (11514) .

64 - باب الْوُضُوْءِ مَرَّةً مَرَّةً .

باب: ایک ایک مرتبہ وضو کرنا

80 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ اَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِوُضُوْءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَوَضَّاَ مَرَّةً مَرَّةً .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس ﷜ بیان کرتے ہیں' میں تمہیں نبی اکرم ﷺ کے وضو کے طریقے کے بارے میں بتاؤں' تو انہوں نے ایک ایک مرتبہ وضو کیا۔

65 - باب الْوُضُوْءِ ثَلَاثًا ثَلَاثًا .

باب: تین تین مرتبہ وضو کرنا

81 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ اَنْبَاَنَا الْاَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي الْمُطَّلِبُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَنْطَبٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ تَوَضَّاَ ثَلَاثًا ثَلَاثًا يُسْنِدُ ذٰلِكَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر ﷜ کے بارے میں یہ بات منقول ہے: ایک مرتبہ انہوں نے تین' تین مرتبہ وضو کیا اور اس بات کی نسبت نبی اکرم ﷺ کی طرف کی۔

66 - باب صِفَةِ الْوُضُوْءِ - غَسْلُ الْكَفَّيْنِ .

باب: وضو کا طریقہ' دونوں ہاتھوں کو دھونا

82 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ الْبَصْرِيُّ عَنْ بِشْرِ بْنِ الْمُفَضَّلِ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ عَامِرٍ الشَّعْبِيِّ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الْمُغِيْرَةِ عَنِ الْمُغِيْرَةِ وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ رَجُلٍ حَتّٰى رَدَّهُ اِلَى الْمُغِيْرَةِ - قَالَ ابْنُ عَوْنٍ وَلَا اَحْفَظُ

80-اخرجه البخاري في الوضوء، باب الوضوء مرة مرة (الحديث 157) بنحوه مختصراً . و اخرجه ابو داؤد في الطهارة، باب الوضوء مرة مرة (الحديث 138) . واخرجه الترمذي في الطهارة، باب ما جاء في الوضوء مرة مرة (الحديث 42) . بنحوه مختصراً . و اخرجه ابن ماجه في الطهارة و سننها، باب ما جاء في الوضوء مرة مرة (الحديث 411) بنحوه مختصراً . تحفة الاشراف (5976) .

81-اخرجه ابن ماجه في الطهارة و سننها، باب الوضوء ثلاثاً (الحديث 414) . تحفة الاشراف (7458) .

82-اخرجه البخاري في الوضوء، باب الرجل يوضيء صاحبه (الحديث 182) مختصراً، و في المغازي، باب . 81 . (الحديث 4421) مختصراً، و في اللباس، باب لبس جبة الصوف في الغزو (الحديث 5799) . مختصراً . و اخرجه مسلم في الطهارة، باب المسح على الخفين (الحديث 75) مختصراً، و الحديث 79)، و في الصلاة، باب تقديم الجماعة من يصلي بهم اذا تاخر الامام و لم يخافوا مفسدة بالتقديم (الحديث 105) . واخرجه ابو داؤد في الطهارة، باب المسح على الخفين (الحديث 149و 151) . و الحديث عند: البخاري في الوضوء، باب المسح على الخفين (الحديث 203)، و باب اذا ادخل رجليه و هما طاهرتان (الحديث 206) . و مسلم في الطهارة، باب المسح على الخفين (الحديث 80) . و النسائي في الطهارة، صب الخادم الماء على الرجل للوضوء (الحديث 79)، و باب المسح على الخفين (الحديث 124) . و ابن ماجه في الطهارة و سننها، باب ما جاء في المسح على الخفين (الحديث 545) . تحفة الاشراف (11514) .

حَدِيْثَ ذَا مِنْ حَدِيْثِ ذَا - اَنَّ الْمُغِيْرَةَ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ فَقَرَعَ ظَهْرِيْ بِعَصًا كَانَتْ مَعَهُ فَعَدَلَ وَعَدَلْتُ مَعَهُ حَتّٰى اَتٰى كَذَا وَكَذَا مِنَ الْاَرْضِ فَاَنَاخَ ثُمَّ انْطَلَقَ . قَالَ فَذَهَبَ حَتّٰى تَوَارٰى عَنِّيْ ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ "اَمَعَكَ مَاءٌ ." وَمَعِيْ سَطِيْحَةٌ لِّيْ فَاَتَيْتُهُ بِهَا فَاَفْرَغْتُ عَلَيْهِ فَغَسَلَ يَدَيْهِ وَوَجْهَهُ وَذَهَبَ لِيَغْسِلَ ذِرَاعَيْهِ وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ شَامِيَّةٌ ضَيِّقَةُ الْكُمَّيْنِ فَاَخْرَجَ يَدَهُ مِنْ تَحْتِ الْجُبَّةِ فَغَسَلَ وَجْهَهُ وَذِرَاعَيْهِ وَذَكَرَ مِنْ نَّاصِيَتِهٖ شَيْئًا وَّعِمَامَتِهٖ شَيْئًا - قَالَ ابْنُ عَوْنٍ لَّا اَحْفَظُ كَمَا اُرِيْدُ ثُمَّ مَسَحَ عَلٰى خُفَّيْهِ - ثُمَّ قَالَ "حَاجَتَكَ ." قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَيْسَتْ لِيْ حَاجَةٌ فَجِئْنَا وَقَدْ اَمَّ النَّاسَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ وَقَدْ صَلّٰى بِهِمْ رَكْعَةً مِّنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ فَذَهَبْتُ لِاُوْذِنَهُ فَنَهَانِيْ فَصَلَّيْنَا مَا اَدْرَكْنَا وَقَضَيْنَا مَا سُبِقْنَا .

☆☆ حضرت مغیرہ بن شعبہ ﷜ بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ ہم نبی اکرم ﷺ کے ساتھ سفر کر رہے تھے' نبی اکرم ﷺ نے اپنے دست مبارک میں موجود چھڑی کو میری پشت پر مارا (یعنی مجھے ساتھ آنے کا اشارہ کیا) پھر آپ راستے سے الگ ہو گئے' میں بھی الگ ہو گیا' پھر آپ فلاں جگہ پر چلے گئے' آپ نے مجھے وہاں بیٹھنے کے لیے کہا اور تشریف لے گئے۔ حضرت مغیرہ ﷜ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ جاتے ہوئے میری نگاہوں سے اوجھل ہو گئے' پھر واپس آئے اور دریافت کیا: کیا تمہارے پاس پانی ہے؟ اس وقت میرے پاس ایک مشکیزہ تھا' میں اُسے لے کر آپ کے پاس آیا' میں نے اس کے ذریعے آپ پر پانی انڈیلنا شروع کیا اور نبی اکرم ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھوں کو دھویا' اپنے چہرے مبارک کو دھویا' پھر جب آپ اپنے بازو دھونے لگے تو اس وقت آپ نے ایک شامی جبہ پہنا ہوا تھا جس کی آستینیں تنگ تھیں (اس لیے آپ اس کے بازو اوپر نہیں کر سکے) تو نبی اکرم ﷺ نے جبے سے ہاتھ نکال کر اپنے چہرۂ مبارک اور دونوں بازوؤں کو دھویا' یہاں راوی نے پیشانی اور سر پر مسح کرنے کے حوالے سے ذکر کیا ہے' تاہم اگلا راوی اس کو صحیح طور پر یاد نہیں رکھ سکا۔ پھر نبی اکرم ﷺ نے دونوں موزوں پر مسح کیا' پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم قضائے حاجت کر لو' تو میں نے عرض کی: یارسول اللہ! مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے' پھر جب ہم لوگ آئے' تو اس وقت حضرت عبدالرحمٰن بن عوف ﷜ نماز پڑھا رہے تھے' انہوں نے ان لوگوں کو فجر کی نماز میں ایک رکعت پڑھائی' میں انہیں اس بات کی اطلاع دینے کے لیے جانے لگا کہ نبی اکرم ﷺ تشریف لے آئے ہیں' تو نبی اکرم ﷺ نے مجھے منع کر دیا' جتنی نماز باقی رہ گئی تھی' ہم نے ان کی اقتداء میں نماز ادا کی اور جو رکعت پہلے گزر چکی تھی' اسے بعد میں ادا کیا۔

67 - باب كَمْ تُغْسَلَانِ

(ان دونوں ہاتھوں کو) کتنی مرتبہ دھویا جائے گا

83 - اَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ عَنْ سُفْيَانَ - وَهُوَ ابْنُ حَبِيْبٍ - عَنْ شُعْبَةَ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ اَبِيْ اَوْسٍ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَوْكَفَ ثَلَاثًا .

☆☆ ابن ابواوس اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو تین مرتبہ ہاتھوں کو دھوتے ہوئے دیکھا ہے۔

83-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (1740) .

شرح

باب: وضو کی سنتوں کا بیان

وضو میں تیرہ سنتیں ہیں

مسئلہ: متون میں یہ بات مذکور ہے کہ وضو میں تیرہ چیزیں سنت ہیں' ان میں سے ایک وضو کے آغاز میں بسم اللہ پڑھنا ہے اور ہر وضو کے آغاز میں بسم اللہ پڑھنا سنت ہے' اس کے لیے یہ بات شرط نہیں ہے کہ جب آدمی سونے کے بعد بیدار ہو کر وضو کرتا ہے' تو اس وقت بسم اللہ پڑھے گا۔

مسئلہ: یہاں یہ بات یاد رکھنی ہے کہ وضو کے آغاز میں بسم اللہ کا اعتبار کیا جائے گا' اگر کوئی شخص آغاز میں بسم اللہ پڑھنا بھول جاتا ہے اور بعض اعضاء کو دھونے کے بعد اسے بسم اللہ پڑھنی یاد آتی ہے اور وہ اس وقت اسے پڑھ لیتا ہے' تو سنت ادا نہیں ہوگی' البتہ کھانے اور اس طرح کے باقی کاموں کا حکم مختلف ہے' کیونکہ ان میں بسم اللہ پڑھنے کا یہ حکم نہیں ہے' یہ بات "تبیین" میں تحریر ہے۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص وضو کے آغاز میں بسم اللہ پڑھنا بھول جاتا ہے اور وضو مکمل کرنے سے پہلے اسے یہ بات یاد آ جاتی ہے' تو وہ اسی وقت بسم اللہ پڑھ لے' تا کہ اس کا وضو بسم اللہ کے بغیر نہ ہو۔ (سراج الوہاج)

دوسری سنت: دونوں ہاتھ دھونا

مسئلہ: وضو کی دوسری سنت یہ ہے کہ وضو کے آغاز میں دونوں ہاتھ مکمل دھوئے جائیں' ایک قول یہ بھی ہے کہ ان ہاتھوں کو دھونا تو فرض ہے لیکن بالکل آغاز میں دھونا سنت ہے۔ (فتح القدیر)

مسئلہ: کتاب الاصل (یعنی امام محمد رحمہ اللہ کی مبسوط) میں امام محمد رحمہ اللہ کے قول میں بھی اسی کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ (بحر الرائق)

تیسری سنت: کلی کرنا' ناک میں پانی ڈالنا

مسئلہ: وضو کی تیسری سنت کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا ہے' اس کا سنت طریقہ یہ ہے کہ پہلے تین مرتبہ کلی کرے' پھر تین مرتبہ ناک میں پانی ڈالے' اور دونوں میں سے ہر ایک کے لیے نئے سرے سے پانی لے۔ (محیط سرخسی)

مسئلہ: کلی کرنے کی حد یہ ہے کہ پورے منہ کے اندر پانی بھر جائے اور ناک میں پانی ڈالنے کی حد یہ ہے کہ جہاں تک ناک کا نرم حصہ ہے وہاں تک پانی پہنچائے۔ (خلاصہ)

مسئلہ: (وضو میں) کلی کرنے یا ناک میں پانی ڈالنے کو ترک کرنا صحیح قول کے مطابق گناہ شمار ہوگا کیونکہ دونوں سنت مؤکدہ ہیں کیونکہ سنت مؤکدہ کو چھوڑنا بُرائی ہے جبکہ سنن زوائد کا حکم مختلف ہے کیونکہ انہیں ترک کرنے کے نتیجے میں بُرائی لازم نہیں آتی ہے۔ (سراج الوہاج)

مسئلہ: اگر کوئی شخص ایک مرتبہ ہاتھ میں چلو میں پانی لے کر اسی سے تین مرتبہ کلی کر لے تو یہ بھی جائز ہے اور اگر کوئی شخص ایک مرتبہ چلو میں پانی لے کر اس کو تین مرتبہ ناک میں ڈال دے تو یہ جائز نہیں ہوگا' اس کی وجہ یہ ہے کہ ناک میں پانی ڈالنے کے بعد استعمال شدہ پانی چلو میں واپس آ جائے گا' جبکہ کلی کرنے میں یہ صورت نہیں پائی جاتی ہے۔ (محیط)

مسئلہ: اگر کوئی شخص چلو میں پانی لے کر تھوڑے سے پانی کے ذریعے وضو کر لیتا ہے' پھر باقی پانی کو ناک میں ڈال لیتا ہے' تو ایسا کرنا جائز ہے لیکن اس کے برعکس کرنا درست نہیں ہوگا۔ (سراج الوہاج)

چوتھی سنت: مسواک کرنا

مسواک کے احکام

مسئلہ: وضو کی سنتوں میں سے ایک عمل مسواک کرنا ہے' مسواک کے لیے ایسے درخت کی ٹہنی کو استعمال کرنا چاہیے' جس کا ذائقہ کڑوا ہوتا ہے' کیونکہ اس کے نتیجے میں منہ کی بو ختم ہو جاتی ہے' دانت مضبوط ہوتے ہیں' معدہ تندرست ہو جاتا ہے۔

مسئلہ: مسواک کی لکڑی تر ہونی چاہیے' یہ چھوٹی انگلی جتنی موٹی ہونی چاہیے اور ایک بالشت لمبی ہونی چاہیے۔

مسئلہ: یہ بات مستحب ہے کہ آدمی دائیں ہاتھ میں مسواک کو اس طرح پکڑے کہ اس کی چھوٹی انگلی مسواک کے نیچے ہو اور انگوٹھا مسواک کے سرے کے نیچے ہو اور باقی انگلیاں مسواک کے اوپر ہوں۔ (نہر الفائق)

مسئلہ: مسواک کرنے کا وقت وہی ہے جو کلی کرنے کا وقت ہے۔ (نہایہ)

مسئلہ: دانت کے اوپری طرف اور نیچے والی طرف چوڑائی کی سمت میں مسواک کی جانی چاہیے اور مسواک کا آغاز دائیں طرف سے کیا جائے۔ (جوہرہ نیرہ)

مسئلہ: جس شخص کو یہ اندیشہ ہو کہ اگر اس نے مسواک کی تو وہ قے کر دے گا تو وہ شخص مسواک نہ کرے۔

مسئلہ: لیٹ کر مسواک کرنا مکروہ ہے۔ (سراج الوہاج)

داڑھی کا خلال کرنا

مسئلہ: وضو کی ایک سنت داڑھی کا خلال کرنا ہے' قاضی خان نے "الجامع الصغیر" کی شرح میں یہ بات تحریر کی ہے: تین مرتبہ منہ دھو لینے کے بعد داڑھی کا خلال کرنا امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک سنت ہے۔

مسئلہ: داڑھی کا خلال کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ نیچے کی جانب سے داڑھی میں انگلیاں داخل کر کے اوپر کی طرف لایا جائے گا اور خلال کیا جائے گا' یہ بات شمس الائمہ کردری نے بیان کی ہے۔ (مضمرات)

انگلیوں کا خلال کرنا

مسئلہ: وضو کی ایک سنت انگلیوں میں خلال کرنا ہے اور اس سے مراد یہ ہے کہ انگلیوں کو دوسری انگلیوں میں اس طرح داخل کیا جائے کہ ان سے پانی ٹپک رہا ہو' اس بات پر اتفاق ہے کہ ایسا کرنا سنت مؤکدہ ہے۔ (نہر الفائق)

مسئلہ: وضو کے دوران انگلیوں میں خلال کرنا اس وقت سنت شمار ہوگا جب پہلے پانی ان انگلیوں کے درمیان پہنچ چکا ہو لیکن اگر انگلیوں کے بند ہونے کی وجہ سے پانی وہاں تک نہ پہنچا ہو تو اب یہ خلال کرنا واجب ہوگا۔ (تبیین)

مسئلہ: اگر کوئی شخص اپنی انگلیاں پانی میں داخل کر دیتا ہے تو یہ بھی خلال کے قائم مقام ہو جائے گا۔

مسئلہ: ہاتھوں کی انگلیوں کا خلال کرتے ہوئے زیادہ بہتر طریقہ یہ ہے کہ انگلیاں ایک دوسرے میں داخل کی جائیں جبکہ پاؤں کی انگلیوں کا خلال کرتے ہوئے مناسب یہ ہے کہ بائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی کے ذریعے خلال کرے اور دائیں پاؤں کی چھوٹی انگلی سے خلال شروع کرکے بائیں پاؤں کی چھوٹی انگلی پر ختم کرے۔ (نہر الفائق)

اعضاء کو تین مرتبہ دھونا

مسئلہ: وضو کی ایک سنت یہ ہے کہ جن اعضاء کو دھونا فرض ہے انہیں تین' تین مرتبہ دھویا جائے' یعنی منہ دونوں بازو اور پاؤں تین مرتبہ دھوئے جائیں۔ (محیط)

مسئلہ: ان اعضاء کو ایک مرتبہ مکمل دھونا فرض ہے۔ (ظہیریہ)

مسئلہ: صحیح مذہب کے مطابق انہیں دو مرتبہ دھونا سنت مؤکدہ ہے۔ (جوہرہ نیرہ)

مسئلہ: اسے مکمل اور اچھی طرح دھونے کا مطلب یہ ہے کہ تمام عضو تک پانی پہنچ جائے اور اس پر بہہ بھی جائے اور اس سے پانی کے قطرے ٹپکیں۔ (خلاصہ)

مسئلہ: اگر کوئی شخص اپنے دل کے اطمینان کے لیے یعنی ایسی حالت میں اسے شک واقع ہو رہا ہو' تین مرتبہ سے زیادہ ان اعضاء کو دھو لیتا ہے یا دوسری مرتبہ وضو کرنے کی نیت کر لیتا ہے' تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (نہایہ' سراج الوہاج)

پورے سر کا مسح کرنا

مسئلہ: وضو کی ایک سنت پورے سر کا ایک مرتبہ مسح کرنا ہے' یہ بات متون میں تحریر ہے۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص کسی عذر کے بغیر پورے سر کے مسح کرنے کو ہمیشہ ترک کیے رکھتا ہے' تو وہ گناہگار شمار ہوگا۔ (قنیہ)

کانوں کا مسح کرنا

مسئلہ: وضو کی ایک سنت کانوں کا مسح کرنا ہے' آدمی کانوں کے آگے سے بھی مسح کرے گا اور پیچھے سے بھی مسح کرے گا اور اسی پانی کے ذریعے مسح کرے گا جس کے ذریعے سر کا مسح کیا ہے۔ (شرح طحاوی)

مسئلہ: اگر آدمی کے سر کے مسح کرنے کے بعد اس کے ہاتھ میں تری باقی ہو' لیکن وہ کانوں کے مسح کے لیے نئے سرے سے پانی لے تو یہ بہتر ہوگا۔ (بحر الرائق)

مسئلہ: کان کے پیچھے کی طرف انگوٹھے کے ذریعے اور کان کے اندرونی حصے میں شہادت کی انگلی کے ذریعے مسح کیا جائے گا۔ (سراج الوہاج)

وضو کی نیت کرنا

مسئلہ: وضو کی ایک سنت نیت کرنا بھی ہے۔

مسئلہ: وضو کی نیت کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ انسان یہ نیت کرے کہ میں اس وضو کے ذریعے اس عبادت کو ادا کروں گا جو طہارت کے بغیر ادا نہیں ہوتی ہے' یہ بھی ہو سکتا ہے کہ انسان اس کے ذریعے عدم طہارت کو ختم کرنے کی نیت کرلے' جو بے وضو ہونے کی حالت میں ہوتی ہے۔ (تبیین الحقائق)

مسئلہ: نیت اس وقت کرنی چاہیے جس وقت انسان منہ دھوتا ہے اور نیت کا محل دل ہے' البتہ زبان سے نیت کے الفاظ ادا کرنا مستحب ہے۔ (جوہرہ نیرہ)

ترتیب اور موالات کا خیال رکھنا

مسئلہ: وضو کی ایک سنت یہ ہے کہ وضو میں مختلف اعضاء کو دھوتے ہوئے (اور مسح کرتے ہوئے) ان میں ترتیب کا خیال رکھا جائے' اس ترتیب کا اصول یہ ہے کہ اللہ نے جس چیز کا ذکر پہلے کیا ہے' اسے پہلے کیا جائے۔ (تبیین)

مسئلہ: امام قدوری رحمۃ اللہ علیہ نے وضو کے آغاز میں نیت کرنے' وضو کے دوران ترتیب اختیار کرنے اور پورے سر کے مسح کرنے کو مستحبات میں شمار کیا ہے جبکہ ہدایہ کے مصنف' محیط برہانی کے مصنف اور دیگر فقہاء نے اسے سنتوں میں شمار کیا ہے اور یہی قول درست ہے۔ (معراج الدرایہ)

مسئلہ: وضو کی ایک سنت یہ ہے کہ اس میں موالات کا خیال رکھا جائے' اس سے مراد یہ ہے کہ ایک عضو کو دھونے کے فوراً بعد دوسرا عضو بھی دھو لیا جائے اور فوراً بعد کی حد یہ ہوگی کہ معتدل موسم میں پہلے عضو کے خشک ہونے سے پہلے دوسرے عضو کو دھو لیا جائے۔ (جوہرہ نیرہ)

مسئلہ: کسی عذر کے بغیر وضو میں تفریق کر دینا یعنی کچھ اعضاء کو دھونے کے بعد تھوڑی دیر کے لیے ویسے ہی رہنا' پھر اس کے بعد باقی وضو کرنا یہ مکروہ ہے' لیکن اگر کوئی عذر آ جاتا ہے یعنی پانی ختم ہو جاتا ہے اور یہ شخص پانی لینے چلا جاتا ہے یا اس طرح کی کوئی اور صورتِ حال پیش آتی ہے' تو پھر صحیح قول کے مطابق اس صورت میں مضائقہ نہیں ہوگا' غسل اور تیمم کے درمیان تفریق کر دینے کا بھی یہی حکم ہوگا۔ (سراج الوہاج)

68 - باب الْمَضْمَضَةِ وَالاِسْتِنْشَاقِ .

باب: کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا

84 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيْدَ اللَّيْثِيِّ عَنْ حُمْرَانَ بْنِ اَبَانَ قَالَ رَاَيْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ - رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ - تَوَضَّاَ فَاَفْرَغَ عَلٰى يَدَيْهِ ثَلَاثًا فَغَسَلَهُمَا ثُمَّ تَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهٗ ثَلَاثًا ثُمَّ غَسَلَ يَدَهُ الْيُمْنٰى اِلَى الْمِرْفَقِ ثَلَاثًا ثُمَّ الْيُسْرٰى مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ

مَسَحَ بِرَأْسِهِ ثُمَّ غَسَلَ قَدَمَهُ الْيُمْنَى ثَلَاثًا ثُمَّ الْيُسْرَى مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ نَحْوَ وُضُوئِي ثُمَّ قَالَ "مَنْ تَوَضَّأَ نَحْوَ وُضُوئِي هٰذَا ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ لَا يُحَدِّثُ نَفْسَهُ فِيهِمَا بِشَيْءٍ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ ."

☆☆ حمران بن ابان بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو دیکھا' انہوں نے وضو کرتے ہوئے اپنے دونوں ہاتھوں پر پانی ڈال کر انہیں تین مرتبہ دھویا' پھر کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا' پھر اپنے چہرے کو تین مرتبہ دھویا' پھر اپنے دونوں بازوؤں کو دھویا پہلے دائیں بازو کو کہنی تک تین مرتبہ دھویا' پھر بائیں بازو کو کہنی تک تین مرتبہ دھویا' پھر انہوں نے اپنے سر کا مسح کیا' پھر انہوں نے اپنے دائیں پاؤں کو تین مرتبہ دھویا' پھر بائیں پاؤں کو بھی اسی طرح دھویا' پھر یہ بات بیان کی کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو اسی طرح وضو کرتے ہوئے دیکھا ہے جیسے میں نے وضو کیا ہے' نیز نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''جو شخص اس طرح سے وضو کرنے کے بعد دو رکعت نماز ادا کرے' جس کے دوران وہ اپنے خیالات میں گم نہ ہو جائے' تو اس کے گزشتہ گناہوں کی مغفرت کر دی جائے گی''۔

شرح

وضو کے دوران کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا سنت ہے لیکن اس کا مسنون طریقہ کیا ہے؟

احناف کے نزدیک وضو کے دوران کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا سنتِ مؤکدہ ہے اور اس عمل کے دوران پانچ چیزیں سنت ہیں:

(1) ترتیب کا خیال رکھنا (2) تین مرتبہ کلی کرنا اور تین مرتبہ ناک میں پانی ڈالنا (3) ہر مرتبہ نئے سرے سے پانی لینا (4) دائیں ہاتھ سے پانی ناک یا منہ میں ڈالنا (5) جو شخص روزہ دار نہ ہو اس کا کلی کے دوران غرغرہ کرنا اور ناک میں پانی ڈالنے کے دوران نرم بانسے تک پانی پہنچانا۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ناک میں پانی ڈالنا اور کلی کرنا وضو اور غسل دونوں کے دوران سنت ہیں۔

خواجہ حسن بصری' لیث بن سعد' اوزاعی اور شافعی بھی اسی بات کے قائل ہیں۔

امام ابوحنیفہ کے نزدیک کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا' غسل جنابت کے دوران واجب ہیں اور وضو میں واجب نہیں ہیں۔

صاحب ہدایہ لکھتے ہیں: (وضو کے دوران) کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا سنت ہے کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے باقاعدگی سے ایسا کیا ہے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ تین مرتبہ کلی کی جائے گی جس کے دوران ہر مرتبہ نئے سرے سے پانی لیا جائے گا۔

کمال الدین ابن ہمام تحریر کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کے وضو کا طریقے میں بائیس (۲۲) صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم

84-اخرجه البخاري في الوضوء، باب الوضوء ثلاثًا ثلاثًا (الحديث 159)، و باب المضمضة في الوضوء (الحديث 164) و في الصيام، باب سواك الرطب و اليابس للصائم (الحديث 1934) . و اخرجه مسلم في الطهارة، باب صفة الوضوء و كماله (الحديث 3، 4) . و اخرجه ابوداؤد في الطهارة، باب صفة وضوء النبي صلى الله عليه وسلم (الحديث 106) . و اخرجه النسائي في الطهارة، باب باي اليدين يتمضمض (الحديث 85)، و باب حد الغسل (الحديث 116) . تحفة الاشراف (9794) .

اجمعین نے قولی و فعلی طور پر نقل کیا ہے (ان میں سے دو روایات درج ذیل ہیں)

(1) حضرت عبداللہ بن زید ان سے حدیثِ فعلی منقول ہے جس میں یہ بات ذکر ہے کہ تین تین مرتبہ چلو میں پانی لے کر کلی کی جائے گی اور ناک میں پانی ڈالا جائے گا اس کے علاوہ اس میں یہ بات بھی موجود ہے کہ سر کے مسح کے دوران نبی اکرم ﷺ ایک ہی مرتبہ ہاتھ آگے سے پیچھے کی طرف لے گئے اور پھر واپس آگے لے آئے۔

(ابن ہمام لکھتے ہیں) اس روایت کو صحاح ستہ کے مؤلفین نے نقل کیا ہے اور یہاں عبداللہ بن زید سے مراد حضرت عبداللہ بن زید بن عاصم ہیں اس روایت کے بارے میں شیخ ابن عیینہ کو یہ غلط فہمی ہوئی ہے کہ ان سے مراد عبداللہ بن زید بن عبدِ ربہ ہیں جنہوں نے اذان سے متعلق حدیث روایت کی ہے اور اس روایت میں جہاں دو مرتبہ مسح کرنے کا ذکر ہے اس سے مراد ایک ہی مسح کے دوران ہاتھ آگے سے پیچھے تک لے جانا اور پھر واپس آگے کی طرف لے آنا۔

(2) حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ: ان سے حدیثِ فعلی منقول ہے جسے صحیحین (کے مؤلفین نے نقل کیا) ہے لیکن اس میں کلی کرنے اور ناک میں پانی ڈالنے کے دوران چلو کی تعداد کا ذکر نہیں ہے اور مسح کے دوران ہاتھ آگے سے پیچھے کی طرف لے جانے کا ذکر نہیں ہے۔

69 - باب بِأَيِّ الْيَدَيْنِ يَتَمَضْمَضُ .

باب: دونوں میں سے کون سے ہاتھ سے کلی کی جائے؟

85 - أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُغِيرَةِ قَالَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ - هُوَ ابْنُ سَعِيدِ بْنِ كَثِيرِ بْنِ دِينَارٍ الْحِمْصِيُّ - عَنْ شُعَيْبٍ - هُوَ ابْنُ أَبِي حَمْزَةَ - عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي عَطَاءُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ حُمْرَانَ أَنَّهُ رَأَى عُثْمَانَ دَعَا بِوَضُوءٍ فَأَفْرَغَ عَلَى يَدَيْهِ مِنْ إِنَائِهِ فَغَسَلَهُمَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ أَدْخَلَ يَمِينَهُ فِي الْوَضُوءِ فَتَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا وَيَدَيْهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ مَسَحَ بِرَأْسِهِ ثُمَّ غَسَلَ كُلَّ رِجْلٍ مِنْ رِجْلَيْهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ وُضُوئِي هٰذَا ثُمَّ قَالَ "مَنْ تَوَضَّأَ مِثْلَ وُضُوئِي هٰذَا ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ لَا يُحَدِّثُ فِيهِمَا نَفْسَهُ بِشَيْءٍ غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ ."

☆☆ حمران بیان کرتے ہیں: انہوں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے وضو کے لیے پانی منگوایا' پھر برتن میں سے اپنے دونوں پر پانی انڈیل کر تین مرتبہ دھویا' پھر اپنا دایاں ہاتھ پانی میں ڈال کر اس کے ذریعے کلی کی' ناک میں پانی ڈالا' پھر اپنے چہرے کو تین مرتبہ دھویا' پھر دونوں بازوؤں کو کہنیوں تک تین مرتبہ دھویا' پھر اپنے سر کا مسح کیا' پھر دونوں میں سے ایک پاؤں کو تین مرتبہ دھویا' پھر یہ بات بیان کی کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو اسی طرح وضو کرتے ہوئے دیکھا ہے' پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جو شخص میرے اس وضو کی طرح وضو کرے گا اور پھر دو رکعت ادا کرے گا' جس کے درمیان وہ اپنے خیالوں میں گم نہ ہو

85-تقدیم في الطهارة، المضمضة و الاستنشاق (الحديث 84) .

نہ ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس کے گزشتہ گناہوں کی مغفرت کر دے گا"۔

70 - باب اتِّخَاذِ الْاِسْتِنْشَاقِ .

باب: ناک میں پانی ڈالنا

86 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الزِّنَادِ ح وَحَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عِيْسٰى عَنْ مَعْنٍ عَنْ مَالِكٍ عَنْ اَبِى الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اِذَا تَوَضَّاَ اَحَدُكُمْ فَلْيَجْعَلْ فِىْ اَنْفِهِ مَاءً ثُمَّ لِيَسْتَنْثِرْ ."

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: جب کوئی شخص وضو کرے تو وہ اپنے ناک میں بھی پانی ڈال کر اسے صاف کیا کرے۔

شرح

علامہ عینی لکھتے ہیں: استنشاق کا مطلب ناک میں پانی ڈالنا ہے۔ اور قول کے مطابق استنشاق سے مراد یہ ہے پانی ناک کے بانسہ تک پہنچ جائے۔

جبکہ لفظ "استنثار" لفظ "نثر" سے ماخوذ ہے۔ جس کا مطلب کسی چیز کو ظاہر کرنا ہے۔ ایک قول کے مطابق ان دونوں کا مطلب ایک ہی ہے[1]

71 - باب الْمُبَالَغَةِ فِى الْاِسْتِنْشَاقِ .

باب: ناک صاف کرنے میں مبالغہ کرنا

87 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٍ عَنْ اِسْمَاعِيْلَ بْنِ كَثِيْرٍ ح وَاَنْبَاَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا وَكِيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ اَبِىْ هَاشِمٍ عَنْ عَاصِمِ بْنِ لَقِيْطِ بْنِ صَبْرَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَخْبِرْنِىْ عَنِ الْوُضُوْءِ قَالَ "اَسْبِغِ الْوُضُوْءَ وَبَالِغْ فِى الْاِسْتِنْشَاقِ اِلَّا اَنْ تَكُوْنَ صَائِمًا ."

☆☆ عاصم بن لقیط اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ مجھے وضو کے بارے میں بتائیں' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اچھی طرح وضو کرو اور ناک کو اچھی طرح صاف کرو البتہ اگر تم روزے دار ہو (تو ایسا نہ کرنا)۔

---

[1] ملخص عمدۃ القاری' کتاب الوضوء' باب: غسل الوجہ بالیدین

86-اخرجه البخاري في الوضوء ، باب الاستجمار وترًا (الحديث 162) مطولاً . و اخرجه مسلم في الطهارة ، باب الايتار في الاستنثار و الاستجمار (الحديث 20) مطولاً . و اخرجه ابوداؤد في الطهارة ، باب في الاستنثار (الحديث 140) . تحفة الاشراف (13689 و 13820) .

87-اخرجه ابوداؤد في الطهارة، باب في الاستنثار (الحديث 142 و 143 و 145) مطولاً، و في الصوم ، باب الصائم يصب عليه الماء من العطش و يبالغ في الاستنشاق (الحديث 2366) و في الحروف و القراءات ، (الحديث 3973) . و اخرجه الترمذي في الطهارة، باب ما جاء في تخليل الاصابع (الحديث 38) و في الصوم ، باب ما جاء في كراهية مبالغة الاستنشاق للصائم (الحديث 788) . و الحديث عند: النسائي في الطهارة، الامر بتخليل الاصابع (الحديث 114) . و ابن ماجه في الطهارة و سننها ، باب تخليل الاصابع (الحديث 448) . تحفة الاشراف (11172) .

72 - باب الْاَمْرِ بِالْاِسْتِنْثَارِ .

باب: ناک میں پانی ڈالنے کا حکم

88 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ ح وَحَدَّثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِىْ اِدْرِيْسَ الْخَوْلَانِىِّ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ تَوَضَّاَ فَلْيَسْتَنْثِرْ وَمَنِ اسْتَجْمَرَ فَلْيُوْتِرْ ."

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: جو شخص وضو کرے وہ ناک میں بھی پانی ڈالا کرے اور جو شخص استنجاء کرے وہ طاق تعداد میں پتھر استعمال کرے۔

89 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ قَيْسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اِذَا تَوَضَّاْتَ فَاسْتَنْثِرْ وَاِذَا اسْتَجْمَرْتَ فَاَوْتِرْ ."

☆☆ حضرت سلمہ بن قیس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: جب تم وضو کرو تو ناک میں بھی پانی ڈالو' جب تم استنجاء کرو تو (طاق تعداد میں) پتھر استعمال کرو۔

73 - باب الْاَمْرِ بِالْاِسْتِنْثَارِ عِنْدَ الْاِسْتِيْقَاظِ مِنَ النَّوْمِ .

باب: نیند سے بیدار ہونے پر وقت ناک صاف کرنے کا حکم

90 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زُنْبُوْرٍ الْمَكِّىُّ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِىْ حَازِمٍ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ اِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَهُ عَنْ عِيْسَى بْنِ طَلْحَةَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اِذَا اسْتَيْقَظَ اَحَدُكُمْ مِنْ مَنَامِهِ فَتَوَضَّاَ فَلْيَسْتَنْثِرْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَاِنَّ الشَّيْطٰنَ يَبِيْتُ عَلٰى خَيْشُوْمِهِ ."

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جب کوئی شخص نیند سے بیدار ہو کر وضو کرے تو وہ تین مرتبہ ناک میں بھی پانی ڈالے' کیونکہ شیطان نے اس کے ناک میں رات بسر کی ہوتی ہے۔

74 - باب بِاَىِّ الْيَدَيْنِ يَسْتَنْثِرُ .

باب: کون سے ہاتھ کے ذریعے ناک صاف کی جائے؟

88-اخرجه البخاري في الوضوء، باب الاستنثار في الوضوء (الحديث 161) . و اخرجه مسلم في الطهارة، باب الايتار في الاستنثار و الاستجمار (الحديث 22) . و اخرجه ابن ماجه في الطهارة و سننها، باب المبالغة في الاستنشاق و الاستنثار (الحديث 409) . تحفة الاشراف (13547) .

89-اخرجه الترمذي في الطهارة ، باب ما جاء في المضمضة والاستنشاق (الحديث 27) . واخرجه ابن ماجه في الطهارة و سننها ، باب المبالغة في الاستنشاق و الاستنثار (الحديث 406) . و الحديث عند: النسائي في الطهارة ، باب الرخصة في الاستطابة بحجر واحد (الحديث 43) . تحفة الاشراف (4556) .

90-اخرجه البخاري في بدء الخلق ، باب صفة ابليس و جنوده (الحديث 3295) . واخرجه مسلم في الطهارة، باب الايتار في الاستنثار و الاستجمار (الحديث 23) . تحفة الاشراف (14284) .

91 - اَخْبَرَنَا مُوسَى بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ زَائِدَةَ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ خَيْرٍ عَنْ عَلِيٍّ اَنَّهُ دَعَا بِوَضُوْءٍ فَتَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَنَثَرَ بِيَدِهِ الْيُسْرٰى فَفَعَلَ هٰذَا ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ هٰذَا طُهُوْرُ نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

☆☆ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات منقول ہے: ایک مرتبہ انہوں نے وضو کا پانی منگوا کر کلی کی ناک میں پانی ڈالا اور اپنے بائیں ہاتھ کے ذریعے ناک صاف کیا' ایسا انہوں نے تین مرتبہ کیا اور پھر بولے: یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کا طریقہ ہے۔

75 - باب غَسْلِ الْوَجْهِ .

باب: چہرے کو دھونا

92 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ خَالِدِ بْنِ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ خَيْرٍ قَالَ اَتَيْنَا عَلِيَّ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ - وَقَدْ صَلّٰى فَدَعَا بِطَهُوْرٍ فَقُلْنَا مَا يَصْنَعُ بِهِ وَقَدْ صَلّٰى مَا يُرِيْدُ اِلَّا لِيُعَلِّمَنَا فَاُتِيَ بِاِنَاءٍ فِيْهِ مَاءٌ وَطَسْتٍ فَاَفْرَغَ مِنَ الْاِنَاءِ عَلٰى يَدَيْهِ فَغَسَلَهُمَا ثَلَاثًا ثُمَّ تَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ ثَلَاثًا مِنَ الْكَفِّ الَّذِيْ يَاْخُذُ بِهِ الْمَاءَ ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا وَغَسَلَ يَدَهُ الْيُمْنٰى ثَلَاثًا وَيَدَهُ الشِّمَالَ ثَلَاثًا وَمَسَحَ بِرَاْسِهِ مَرَّةً وَاحِدَةً ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَهُ الْيُمْنٰى ثَلَاثًا وَرِجْلَهُ الشِّمَالَ ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ مَنْ سَرَّهُ اَنْ يَعْلَمَ وُضُوْءَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهُوَ هٰذَا .

☆☆ عبدخیر بیان کرتے ہیں' ہم حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے' وہ نماز ادا کر چکے تھے' انہوں نے پانی منگوایا' ہم نے سوچا کہ یہ اس کے ذریعے کیا کریں گے؟ جبکہ یہ تو نماز ادا کر چکے ہیں' یہ ضرور ہمیں اس کی تعلیم دیں گے' ان کی خدمت میں ایک برتن لایا گیا جس میں پانی موجود تھا اور ایک طشت لایا گیا تو انہوں نے اس برتن میں سے دونوں ہاتھوں پر پانی انڈیل کر انہیں تین مرتبہ دھویا' پھر تین مرتبہ کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا' ایسا انہوں نے اسی ہتھیلی سے کیا جس میں انہوں نے پانی لیا تھا' پھر انہوں نے اپنے چہرے کو تین مرتبہ دھویا اور پھر اپنے دائیں بازو کو تین مرتبہ دھویا' پھر بائیں بازو کو تین مرتبہ دھویا اور پھر اپنے سر کا مسح کیا' پھر دائیں پاؤں کو تین مرتبہ دھویا' پھر بائیں پاؤں کو تین مرتبہ دھویا' پھر ارشاد فرمایا: جو شخص اس بات کو پسند کرتا ہو کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کے طریقے کے بارے میں جان لے' تو وہ طریقہ یہ ہے۔

91-اخرجه ابوداؤد في الطهارة، باب صفة وضوء النبي صلى الله عليه وسلم (الحديث 111 و 112 و 113) . تحفة الاشراف (10203) . و الحديث عند الترمذي في الطهارة، باب ما جاء في وضوء النبي صلى الله عليه وسلم كيف كان (الحديث 49) و النسائي في الطهارة، باب غسل الوجه (الحديث 92)، و عدد غسل الوجه (الحديث 93) و غسل اليدين (الحديث 94) .

92-اخرجه ابوداؤد في الطهارة، باب صفة وضوء النبي صلى الله عليه وسلم (الحديث 111 و 112 و 113) . و اخرجه الترمذي في الطهارة، باب ما جاء في وضوء النبي صلى الله عليه وسلم كيف كان (الحديث 49) . و اخرجه النسائي في الطهارة، عدد غسل الوجه (الحديث 93) غسل اليدين (الحديث 94) مختصراً . والحديث عند: النسائي في الطهارة، باي اليدين يستنثر (الحديث 91) . تحفة الاشراف (10203) .

76 - باب عَدَدِ غَسْلِ الْوَجْهِ .

باب: چہرے کو دھونے کی تعداد

93 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ - وَهُوَ ابْنُ الْمُبَارَكِ - عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مَالِكِ بْنِ عُرْفُطَةَ عَنْ عَبْدِ خَيْرٍ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهُ اُتِيَ بِكُرْسِيٍّ فَقَعَدَ عَلَيْهِ ثُمَّ دَعَا بِتَوْرٍ فِيْهِ مَاءٌ فَكَفَاَ عَلٰى يَدَيْهِ ثَلَاثًا ثُمَّ مَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ بِكَفٍّ وَاحِدٍ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَغَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا وَغَسَلَ ذِرَاعَيْهِ ثَلَاثًا ثَلَاثًا وَاَخَذَ مِنَ الْمَاءِ فَمَسَحَ بِرَاْسِهِ - وَاَشَارَ شُعْبَةُ مَرَّةً مِنْ نَاصِيَتِهِ اِلٰى مُؤَخَّرِ رَاْسِهِ - ثُمَّ قَالَ - لَا اَدْرِيْ اَرَدَّهُمَا اَمْ لَا - وَغَسَلَ رِجْلَيْهِ ثَلَاثًا ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ مَنْ سَرَّهُ اَنْ يَنْظُرَ اِلٰى طُهُوْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهٰذَا طُهُوْرُهُ .

وَقَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ هٰذَا خَطَاٌ وَالصَّوَابُ خَالِدُ بْنُ عَلْقَمَةَ لَيْسَ مَالِكَ بْنَ عُرْفُطَةَ .

☆☆ عبدخیر' حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: ان کے لیے تخت لایا گیا پھر وہ تشریف فرما ہوئے' پھر انہوں نے برتن منگوایا جس میں پانی موجود تھا' پھر انہوں نے اپنے دونوں ہاتھوں پر تین مرتبہ پانی انڈیلا' پھر کلی کی' پھر ناک میں پانی ڈالا' انہوں نے ایک ہی مرتبہ چلّو میں پانی لے کر تین مرتبہ ایسا کیا' پھر اپنے چہرے کو تین مرتبہ دھویا' پھر دونوں بازوؤں کو تین' تین مرتبہ دھویا' پھر انہوں نے پانی لے کر اپنے سر کا مسح کیا۔

یہاں شعبہ نامی راوی نے ایک مرتبہ اشارہ کرتے ہوئے بتایا: انہوں نے سر کی پیشانی سے لے کر سر کے پچھلے حصے تک مسح کیا' پھر راوی نے یہ بات بیان کی کہ مجھے یہ پتہ نہیں ہے' کہ وہ ہاتھوں کو واپس آگے کی طرف لائے تھے کہ نہیں' پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دونوں پاؤں کو تین مرتبہ دھویا اور یہ ارشاد فرمایا: جو شخص یہ بات پسند کرتا ہو کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کے طریقے کو جان سکے' تو یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کا طریقہ ہے۔

امام ابوعبدالرحمٰن نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: یہ غلط ہے' صحیح روایت وہ ہے' جو خالد بن علقمہ سے منقول ہے' مالک بن عرفطہ سے منقول نہیں ہے۔

شرح

یہاں امام نسائی نے ایک راوی کے نام کی تصحیح کی ہے۔ یہ روایت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے۔ جسے "عبدخیر" نامی راوی نے نقل کیا۔ نقل کرنے والے راوی کا نام اس روایت کی سند میں مالک بن عرفطہ ہے۔ اور الک سے شعبہ نے یہ روایت نقل کی ہے۔

امام نسائی فرماتے ہیں: شعبہ نے راوی کا یہی نام ذکر کیا ہے' لیکن اس میں شعبہ کو وہم ہوا ہے کیونکہ اس راوی کا اصل نام

93-تقديم في الطهارة، باب غسل الوجه (الحديث 92) .

...میں حضرت علی ؓ سے روایت نقل کی ہے۔

خالد بن عرفطہ ہے۔

اس راوی نے "عبد خیر" کے حوالے سے وضو کے بارے...

اس راوی سے سفیان ثوری اور شعبہ نے روایات نقل کی ہیں۔

77 - باب غَسْلِ الْيَدَيْنِ .

باب: دونوں بازوؤں کو دھونا

94 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ وَحُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ عَنْ يَزِيْدَ - وَهُوَ ابْنُ زُرَيْعٍ - قَالَ حَدَّثَنِي شُعْبَةُ عَنْ مَالِكِ بْنِ عُرْفُطَةَ عَنْ عَبْدِ خَيْرٍ قَالَ شَهِدْتُ عَلِيًّا دَعَا بِكُرْسِيٍّ فَقَعَدَ عَلَيْهِ ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ فِي تَوْرٍ فَغَسَلَ يَدَيْهِ ثَلَاثًا ثُمَّ مَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ بِكَفٍّ وَّاحِدٍ ثَلَاثًا ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا وَّيَدَيْهِ ثَلَاثًا ثَلَاثًا ثُمَّ غَمَسَ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ فَمَسَحَ بِرَأْسِهِ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ ثَلَاثًا ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ مَنْ سَرَّهُ اَنْ يَّنْظُرَ اِلٰى وُضُوْءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهٰذَا وُضُوْؤُهُ .

☆☆ عبد خیر بیان کرتے ہیں' میں حضرت علی ؓ کے پاس موجود تھا' انہوں نے ایک کرسی منگوائی' پھر اس پر تشریف فرما ہو گئے' پھر انہوں نے ایک برتن میں پانی منگوایا' پھر انہوں نے اپنے ہاتھ تین مرتبہ دھوئے' پھر کلی کی' پھر ناک میں پانی ڈالا' انہوں نے ایک ہی چلو میں پانی لے کر تین مرتبہ ایسا کیا' پھر اپنے چہرے کو تین مرتبہ دھویا' پھر اپنے دونوں بازوؤں کو تین مرتبہ دھویا' پھر انہوں نے اپنا ہاتھ برتن کے اندر ڈبویا' پھر انہوں نے اپنے سر کا مسح کیا' پھر انہوں نے اپنے پاؤں تین مرتبہ دھوئے' پھر یہ بات ارشاد فرمائی: جو شخص اس بات کو پسند کرتا ہو کہ وہ نبی اکرم ﷺ کے وضو کے طریقے کو دیکھ سکے' تو یہ نبی اکرم ﷺ کے وضو کا طریقہ ہے۔

78 - باب صِفَةِ الْوُضُوْءِ .

باب: وضو کا طریقہ

95 - اَخْبَرَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْحَسَنِ الْمِقْسَمِيُّ قَالَ اَنْبَاَنَا حَجَّاجٌ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ حَدَّثَنِي شَيْبَةُ اَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ اَخْبَرَهُ قَالَ اَخْبَرَنِي اَبِي عَلِيٌّ اَنَّ الْحُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ قَالَ دَعَانِي اَبِي عَلِيٌّ بِوَضُوْءٍ فَقَرَّبْتُهُ لَهُ فَبَدَاَ فَغَسَلَ كَفَّيْهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَبْلَ اَنْ يُّدْخِلَهُمَا فِي وَضُوْئِهِ ثُمَّ مَضْمَضَ ثَلَاثًا وَّاسْتَنْثَرَ ثَلَاثًا ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ غَسَلَ يَدَهُ الْيُمْنٰى اِلَى الْمِرْفَقِ ثَلَاثًا ثُمَّ الْيُسْرٰى كَذٰلِكَ ثُمَّ مَسَحَ بِرَاْسِهِ مَسْحَةً وَّاحِدَةً ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَهُ الْيُمْنٰى اِلَى الْكَعْبَيْنِ ثَلَاثًا ثُمَّ الْيُسْرٰى كَذٰلِكَ ثُمَّ قَامَ قَائِمًا فَقَالَ نَاوِلْنِي فَنَاوَلْتُهُ الْاِنَاءَ الَّذِي فِيْهِ فَضْلُ وَضُوْئِهِ

94-تقدیم في الطهارة، باب غسل الوجه (الحديث 92) .

95-اخرجه ابوداؤد في الطهارة، باب صفة وضوء النبي صلى الله عليه وسلم (الحديث 117) تعليقًا مختصراً . تحفة الاشراف (10075) .

فَشَرِبَ مِنْ فَضْلِ وَضُوْئِهِ قَائِمًا فَعَجِبْتُ فَلَمَّا رَآنِي قَالَ لَا تَعْجَبْ فَاِنِّي رَاَيْتُ اَبَاكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ مِثْلَ مَا رَاَيْتَنِي صَنَعْتُ يَقُوْلُ لِوُضُوْئِهِ هٰذَا وَشُرْبِ فَضْلِ وَضُوْئِهِ قَائِمًا .

☆☆ امام محمد الباقر ؓ بیان کرتے ہیں' میرے والد حضرت امام زین العابدین ؓ نے یہ بات بیان کی ہے' حضرت امام حسین ؓ نے یہ بات بیان کی ہے' کہ ایک مرتبہ میرے والد حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے وضو کا پانی منگوایا' میں وہ لے کر آپ کے پاس آیا' تو انہوں نے وضو کرنا شروع کیا' پہلے انہوں نے دونوں ہاتھ تین مرتبہ دھوئے' انہوں نے وضو کے پانی میں ان کو داخل کرنے سے پہلے انہیں دھویا' پھر انہوں نے تین مرتبہ کلی کی' پھر انہوں نے تین مرتبہ ناک میں پانی ڈالا' پھر اپنے چہرے کو تین مرتبہ دھویا' پھر انہوں نے اپنے دائیں بازو کو تین مرتبہ دھویا پھر بائیں بازو کو اسی طرح دھویا' پھر انہوں نے ایک مرتبہ سر کا مسح کیا' پھر انہوں نے اپنے پاؤں کو ٹخنوں تک اسی طرح دھویا' پھر بائیں پاؤں کو اسی طرح دھویا' پھر وہ کھڑے ہوئے اور بولے: یہ مجھے پکڑاؤ' میں نے وہ برتن انہیں پکڑا دیا جس میں ان کا بچا ہوا وضو کا پانی موجود تھا' تو انہوں نے اپنے وضو کے بچے ہوئے پانی میں سے پانی پی لیا اور کھڑے ہو کر پیا' مجھے اس بات پر بہت حیرانگی ہوئی' انہوں نے مجھے دیکھا تو فرمایا: تم اس بات پر حیران نہ ہو' تمہارے نانا جان نبی اکرم ﷺ کو میں نے اسی طرح کرتے ہوئے دیکھا ہے' جس طرح تم نے مجھے کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

(راوی کہتے ہیں:) انہوں نے اپنے وضو کے طریقے کے بارے میں اور وضو کے بچے ہوئے پانی کے بارے میں یہ بات ارشاد فرمائی تھی۔

79 - باب عَدَدِ غَسْلِ الْيَدَيْنِ .

دونوں بازوؤں کو دھونے کی تعداد

96 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ اَبِي اِسْحَاقَ عَنْ اَبِي حَيَّةَ - وَهُوَ ابْنُ قَيْسٍ - قَالَ رَاَيْتُ عَلِيًّا - رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ - تَوَضَّاَ فَغَسَلَ كَفَّيْهِ حَتّٰى اَنْقَاهُمَا ثُمَّ تَمَضْمَضَ ثَلَاثًا وَّاسْتَنْشَقَ ثَلَاثًا وَّغَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا وَّغَسَلَ ذِرَاعَيْهِ ثَلَاثًا ثَلَاثًا ثُمَّ مَسَحَ بِرَاْسِهِ ثُمَّ غَسَلَ قَدَمَيْهِ اِلَى الْكَعْبَيْنِ ثُمَّ قَامَ فَاَخَذَ فَضْلَ طَهُوْرِهِ فَشَرِبَ وَهُوَ قَائِمٌ ثُمَّ قَالَ اَحْبَبْتُ اَنْ اُرِيَكُمْ كَيْفَ طَهُوْرُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

☆☆ ابوحیہ بیان کرتے ہیں' میں نے حضرت علی ؓ کو دیکھا کہ انہوں نے وضو کیا' تو دونوں ہاتھوں کو دھو کر اچھی طرح صاف کیا' پھر تین مرتبہ کلی کی' پھر تین مرتبہ ناک میں پانی ڈالا اور پھر اپنے چہرے کو تین مرتبہ دھویا' پھر دونوں بازوؤں کو تین مرتبہ دھویا' پھر انہوں نے اپنے سر کا مسح کیا' پھر پاؤں کو ٹخنوں تک دھویا' پھر وہ کھڑے ہوئے اور اپنے وضو کے بچے ہوئے پانی کو

96-اخرجه ابوداؤد في الطهارة، باب صفة وضوء النبي صلى الله عليه وسلم (الحديث 116) تعليقًا مختصراً . و اخرجه الترمذي في الطهارة، باب ما جاء في وضوء النبي صلى الله عليه وسلم كيف كان (الحديث 48) . و اخرجه النسائي في الطهارة، عدد غسل الرجلين (الحديث 115) . تحفة الاشراف (10321) .

میری یہ خواہش ہوئی کہ میں تم لوگوں کو یہ بات دکھاؤں کہ نبی اکرم ﷺ کھڑے ہو کر پی لیا' پھر انہوں نے یہ بات ارشاد فرمائی: اس طرح وضو کیا کرتے تھے۔

80 - باب حَدِّ الْغَسْلِ .

باب: دونوں بازوؤں کو دھونے کی حد

97 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى الْمَازِنِيِّ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ قَالَ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَاصِمٍ - وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ جَدُّ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى - هَلْ تَسْتَطِيعُ أَنْ تُرِيَنِي كَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ زَيْدٍ نَعَمْ . فَدَعَا بِوَضُوءٍ فَأَفْرَغَ عَلَى يَدَيْهِ فَغَسَلَ يَدَيْهِ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ تَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ ثَلَاثًا ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا ثُمَّ غَسَلَ يَدَيْهِ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ ثُمَّ مَسَحَ رَأْسَهُ بِيَدَيْهِ فَأَقْبَلَ بِهِمَا وَأَدْبَرَ بَدَأَ بِمُقَدَّمِ رَأْسِهِ ثُمَّ ذَهَبَ بِهِمَا إِلَى قَفَاهُ ثُمَّ رَدَّهُمَا حَتَّى رَجَعَ إِلَى الْمَكَانِ الَّذِي بَدَأَ مِنْهُ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ .

☆☆ عمرو بن یحییٰ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: انہوں نے حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے کہا' جو نبی اکرم ﷺ کے صحابی تھے اور یہ عمرو بن یحییٰ کے دادا ہیں' (انہوں نے کہا:) کیا آپ مجھے کر کے دکھا سکتے ہیں' کہ نبی اکرم ﷺ کس طرح وضو کیا کرتے تھے؟ تو حضرت عبداللہ بن زید نے فرمایا: جی ہاں! پھر انہوں نے وضو کا پانی منگوایا' پھر انہوں نے اُسے دونوں ہاتھوں پر ڈال کر دونوں ہاتھوں کو دو' دو مرتبہ دھویا' پھر انہوں نے کلی کی' پھر ناک میں پانی ڈالا' انہوں نے ایسا تین مرتبہ کیا' پھر اپنے چہرے کو تین مرتبہ دھویا' پھر اپنے دونوں بازوؤں کو دو' دو مرتبہ کہنیوں تک دھویا' پھر دونوں ہاتھوں سے اپنے سر کا مسح کرتے ہوئے آگے سے پیچھے کی طرف لے گئے پھر پیچھے سے آگے کی طرف لے کر آئے یعنی سر کے آگے والے حصے سے پیچھے گدی تک لے کر گئے اور پھر واپس اسی جگہ پر لے کر آئے جہاں پر انہوں نے مسح کا آغاز کیا تھا' پھر انہوں نے اپنے دونوں پاؤں دھو لیے۔

97-اخرجه البخاري في الوضوء، باب مسح الراس كله (الحديث 185) و باب غسل الرجلين الى الكعبين (الحديث 186)، و باب من مضمض و استنشق من غرفة واحدة (الحديث 191) مختصراً، و باب مسح الراس مرة (الحديث 192)، و باب الغسل و الوضوء في المخضب و القدح و الخشب و الحجارة (الحديث 197) مختصراً، و باب الوضوء من التور (الحديث 199) . و اخرجه مسلم في الطهارة، باب في وضوء النبي صلى الله عليه وسلم (الحديث 18) . و اخرجه ابوداؤد في الطهارة، باب صفة وضوء النبي صلى الله عليه وسلم (الحديث 118 و 119) و اخرجه الترمذي في الطهارة، باب المضمضة و الاستنشاق من كف واحدة (الحديث 28) مختصراً، و باب ماجاء في مسح الراس انه يبدا بمقدم الراس الى مؤخره (الحديث 32)، و باب ماجاء فيمن يتوضا بعض وضوئه مرتين (الحديث 47) مختصراً . و اخرجه النسائي في الطهارة، باب صفة مسح الراس (الحديث 98)، و عدد مسح الراس (الحديث 99) مختصراً . و اخرجه ابن ماجه في الطهارة و سننها، باب ما جاء في مسح الراس (الحديث 434) . و الحديث عند: ابي داؤد في الطهارة، باب الوضوء في انية الصفر (الحديث 100) . و ابن ماجه في الطهارة و سننها، باب المضمضة و الاستنشاق من كف واحد (الحديث 405)، و باب الوضوء بالصفر (الحديث 471) . تحفة الاشراف (5308) .

81 - باب صِفَةِ مَسْحِ الرَّأْسِ .

باب: سر کا مسح کرنے کا طریقہ

98 - أَخْبَرَنَا عُتْبَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ مَالِكٍ - هُوَ ابْنُ أَنَسٍ - عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ قَالَ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَاصِمٍ - وَهُوَ جَدُّ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى - هَلْ تَسْتَطِيعُ أَنْ تُرِيَنِي كَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ زَيْدٍ نَعَمْ . فَدَعَا بِوَضُوءٍ فَأَفْرَغَ عَلَى يَدِهِ الْيُمْنَى فَغَسَلَ يَدَيْهِ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ مَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ ثَلَاثًا ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا ثُمَّ غَسَلَ يَدَيْهِ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ ثُمَّ مَسَحَ رَأْسَهُ بِيَدَيْهِ فَأَقْبَلَ بِهِمَا وَأَدْبَرَ بَدَأَ بِمُقَدَّمِ رَأْسِهِ ثُمَّ ذَهَبَ بِهِمَا إِلَى قَفَاهُ ثُمَّ رَدَّهُمَا حَتَّى رَجَعَ إِلَى الْمَكَانِ الَّذِي بَدَأَ مِنْهُ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ .

☆☆ عمرو بن یحییٰ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: انہوں نے حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے جو عمرو بن یحییٰ کے دادا ہیں' یہ کہا: کیا آپ مجھے یہ کر کے دکھا سکتے ہیں' کہ نبی اکرم ﷺ کس طرح وضو کیا کرتے تھے؟ تو حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: جی ہاں! پھر انہوں نے وضو کا پانی منگوایا' پھر انہوں نے اسے اپنے دائیں ہاتھ پر بہایا' پھر انہوں نے وضو کا پانی منگوایا' پھر اسے اپنے دائیں ہاتھ پر بہا کر دو مرتبہ دھویا' پھر انہوں نے کلی کی' پھر انہوں نے ناک میں پانی ڈالا' ایسا انہوں نے تین مرتبہ کیا' پھر انہوں نے اپنے چہرے کو تین مرتبہ دھویا' پھر دونوں بازوؤں کو دو' دو مرتبہ کہنیوں تک دھویا' پھر انہوں نے دونوں ہاتھوں کے ذریعے اپنے سر کا مسح کیا' پہلے ہاتھ آگے سے پیچھے کی طرف لے کر گئے' پھر پیچھے سے آگے کی طرف لے کر آئے' انہوں نے سر کے آگے والے حصے سے آغاز کیا' پھر دونوں ہاتھوں کو پیچھے گدی تک لے گئے اور پھر واپس اسی جگہ پر لے آئے جہاں سے انہوں نے مسح کا آغاز کیا تھا' پھر انہوں نے دونوں پاؤں دھو لیے۔

شرح

امام طحاوی فرماتے ہیں: ہمارے اصحاب (فقہاء احناف) فرماتے ہیں: (سر کا) مسح ایک مرتبہ کیا جائے گا۔

امام مالک' سفیان ثوری' حسن حی' امام اوزاعی بھی اسی بات کے قائل ہیں۔

امام شافعی فرماتے ہیں: (سر پر) تین مرتبہ مسح کیا جائے گا۔

ہمارے فقہاء یہ فرماتے ہیں: اگر آدمی (صرف) چوتھائی سر کا مسح کر لے تو یہ اس کے لیے جائز ہوگا۔

آدمی سر کے اگلے حصے سے مسح کا آغاز کرے گا اور پیچھے تک (ہاتھ) لے جائے گا۔

حسن بن حی فرماتے ہیں: سر کے پچھلے حصے سے آغاز کرے گا۔

امام مالک فرماتے ہیں: پورے سر کا مسح کرنا فرض ہے۔ اگر کوئی شخص سر کا کچھ حصہ چھوڑ دیتا ہے' تو یہ بالکل اسی طرح ہوگا

98-تقدم في الطهارة، باب حد الغسل (الحديث 97) .

جیسے وہ (وضو میں) منہ دھوتے ہوئے منہ کا کچھ حصہ چھوڑ دے۔
امام اوزاعی اور لیث بن سعد فرماتے ہیں: (صرف) سر کے اگلے حصے پر مسح کیا جائے گا۔
امام شافعی فرماتے ہیں: سر کے کچھ حصے کا مسح کرنا فرض ہے۔
تاہم انہوں نے اس کی کوئی حد مقرر نہیں کی ہے[1]

82 - باب عَدَدِ مَسْحِ الرَّأْسِ .

باب: سر کے مسح کی تعداد

99 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيٰى عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ . الَّذِىْ اُرِىَ النِّدَاءَ - قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّاَ فَغَسَلَ وَجْهَهٗ ثَلَاثًا وَّيَدَيْهِ مَرَّتَيْنِ وَغَسَلَ رِجْلَيْهِ مَرَّتَيْنِ وَمَسَحَ بِرَاْسِهٖ مَرَّتَيْنِ .

☆☆ عمرو بن یحییٰ اپنے والد کے حوالے سے حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: یہ وہی صحابی ہیں جن کو اذان دینے کا طریقہ دکھایا گیا تھا' وہ بیان کرتے ہیں' میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کرتے ہوئے دیکھا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چہرہ مبارک کو تین مرتبہ دھویا' دونوں بازوؤں کو دو دو مرتبہ دھویا' دونوں پاؤں کو دو مرتبہ دھویا اور اپنے سر پر دو مرتبہ مسح کیا۔

شرح

وضو کے مکروہات

(۱) سختی سے منہ پر پانی مارنا۔
(۲) بائیں ہاتھ سے کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا اور دائیں ہاتھ سے ناک صاف کرنا' لیکن یہ شرط ہے کہ یہ کسی عذر کے بغیر ہو۔

مسئلہ: ہر مرتبہ نئے سرے سے پانی لے کر تین مرتبہ مسح کرنا۔
مسئلہ: وضو کر لینے کے بعد تولیے یا رومال کے ذریعے سے اعضاء کو خشک کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (تبیین)
مسئلہ: اپنے لیے کوئی ایسا برتن مخصوص کر لینا کہ دوسرا اس کے ساتھ وضو نہ کر سکے' یہ مکروہ ہے' اسی طرح مسجد میں اپنے لیے کوئی جگہ مخصوص کر لینا بھی مکروہ ہے۔ (الوجیز للکردری)

•••———•••———•••

[1] مختصر اختلاف العلماء' الجزء 1:' (مسالة) فی حد مسح الرأس' صفحة

99-تقدیم فی الطهارة، باب حد الغسل (الحدیث 97) .

83 - باب مَسْحِ الْمَرْاَةِ رَاْسَهَا .

باب: عورت کا اپنے سر پر مسح کرنا

100 - اَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوْسٰى عَنْ جُعَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ اَخْبَرَنِىْ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مَرْوَانَ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ اَبِىْ ذُبَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِىْ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ سَالِمٌ سَبَلَانَ قَالَ وَكَانَتْ عَائِشَةُ تَسْتَعْجِبُ بِاَمَانَتِهٖ وَتَسْتَاْجِرُهٗ فَاَرَتْنِىْ كَيْفَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّاُ فَتَمَضْمَضَتْ وَاسْتَنْثَرَتْ ثَلَاثًا وَّغَسَلَتْ وَجْهَهَا ثَلَاثًا ثُمَّ غَسَلَتْ يَدَهَا الْيُمْنٰى ثَلَاثًا وَّالْيُسْرٰى ثَلَاثًا وَّوَضَعَتْ يَدَهَا فِىْ مُقَدَّمِ رَاْسِهَا ثُمَّ مَسَحَتْ رَاْسَهَا مَسْحَةً وَّاحِدَةً اِلٰى مُؤَخَّرِهٖ ثُمَّ اَمَرَّتْ يَدَيْهَا بِاُذُنَيْهَا ثُمَّ مَرَّتْ عَلَى الْخَدَّيْنِ

قَالَ سَالِمٌ كُنْتُ اٰتِيْهَا مُكَاتَبًا مَّا تَخْتَفِىْ مِنِّىْ فَتَجْلِسُ بَيْنَ يَدَىَّ وَتَتَحَدَّثُ مَعِىْ حَتّٰى جِئْتُهَا ذَاتَ يَوْمٍ فَقُلْتُ ادْعِىْ لِىْ بِالْبَرَكَةِ يَا اُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ . قَالَتْ وَمَا ذَاكَ قُلْتُ اَعْتَقَنِىَ اللّٰهُ . قَالَتْ بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ . وَاَرْخَتِ الْحِجَابَ دُوْنِىْ فَلَمْ اَرَهَا بَعْدَ ذٰلِكَ الْيَوْمِ .

☆☆ ابوعبداللہ سالم بیان کرتے ہیں' سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ان کی ایمانداری سے بہت خوش تھیں' اس لیے انہیں مزدوری کے لیے کام مہیا کرتی تھیں' ایک مرتبہ انہوں نے یہ کر کے دکھایا' کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وضو کس طرح سے کیا کرتے تھے؟ تو انہوں نے تین مرتبہ کلی کی' ناک میں پانی ڈالا' اپنے چہرے کو تین مرتبہ دھویا' دائیں بازو کو تین مرتبہ دھویا' بائیں بازو کو تین مرتبہ دھویا' پھر اپنا ہاتھ سر کے آگے والے حصے پر رکھا اور اسے سر کے پیچھے آخری حصے تک لے گئیں' انہوں نے ایک مرتبہ مسح کیا' پھر انہوں نے اپنے دونوں ہاتھوں کو کانوں پر پھیرا۔

سالم نامی راوی بیان کرتے ہیں' میں ان کی خدمت میں ایک مکاتب غلام کے طور پر رہتا تھا' اس لیے وہ مجھ سے پردہ نہیں کیا کرتی تھیں اور میرے ساتھ گفتگو کر لیا کرتی تھیں' ایک مرتبہ میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا' میں نے عرض کی: اے اُم المؤمنین! آپ میرے لیے برکت کی دعا کریں' انہوں نے دریافت کیا: کیا ہوا ہے؟ میں نے جواب دیا: اللہ تعالیٰ نے مجھے آزادی نصیب کر دی ہے' تو انہوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہیں برکت نصیب کرے' پھر انہوں نے میرے اور اپنے درمیان پردہ کر لیا' اس دن کے بعد میں نے کبھی بھی انہیں نہیں دیکھا۔

84 - باب مَسْحِ الْاُذُنَيْنِ .

باب: دونوں کانوں کا مسح کرنا

101 - اَخْبَرَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ اَيُّوْبَ الطَّالَقَانِىُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ اَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّاَ فَغَسَلَ يَدَيْهِ ثُمَّ تَمَضْمَضَ

100-انفرد به النسائي، تحفة الاشراف (16093) .

وَاسْتَنْشَقَ مِنْ غَرْفَةٍ وَاحِدَةٍ وَغَسَلَ وَجْهَهُ وَغَسَلَ يَدَيْهِ مَرَّةً مَرَّةً وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ وَأُذُنَيْهِ مَرَّةً . قَالَ عَبْدُ الْعَزِيزِ وَأَخْبَرَنِي مَنْ سَمِعَ ابْنَ عَجْلَانَ يَقُولُ فِي ذَلِكَ وَغَسَلَ رِجْلَيْهِ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' مجھے نبی اکرم ﷺ کے بارے میں یاد ہے' کہ آپ نے وضو کرتے ہوئے دونوں ہاتھوں کو دھویا' پھر کلی کی' پھر ناک میں پانی ڈالا' یہ آپ نے ایک ہی چلو کے ذریعے کیا' پھر آپ نے اپنے چہرۂ مبارک کو دھویا' پھر دونوں بازوؤں کو ایک ایک مرتبہ دھویا' پھر اپنے سر کا اپنے کانوں کا ایک مرتبہ مسح کیا۔

ایک راوی نے یہاں یہ الفاظ نقل کیے ہیں: پھر آپ نے اپنے دونوں پاؤں دھوئے۔

شرح

امام طحاوی فرماتے ہیں: ہمارے فقہاء فرماتے ہیں: دونوں کان سر کا حصہ ہیں۔ ان کے آگے والے اور پیچھے والے حصے پر مسح کیا جائے گا۔

سفیان ثوری بھی اسی بات کے قائل ہیں۔

امام اوزاعی فرماتے ہیں: یہ دونوں سر کا حصہ ہیں' ان کے ظاہری اور باطنی حصے پر مسح کیا جائے گا۔

اشہب نے امام مالک کا یہ قول نقل کیا ہوا ہے۔ دونوں کان سر کا حصہ ہیں۔

ابن القاسم نے بھی اسی کی مانند روایت نقل کی ہے۔ تاہم اس میں یہ اضافہ کیا ہے:

"جس پانی سے سر کا مسح کیا گیا تھا' اس کے علاوہ دوسرا پانی لے کر ان پر مسح کیا جائے گا' امام شافعی فرماتے ہیں: (کانوں پر مسح کے لیے) نئے سرے سے پانی لیا جائے گا اور یہ دونوں اپنی مخصوص حیثیت رکھتے ہیں۔ نہ یہ چہرے میں شامل ہیں۔ نہ سر کا حصہ ہیں۔ امام حسن بن حی فرماتے ہیں: کانوں کے اندرونی حصے کو چہرے کے ساتھ دھویا جائے گا اور ان کے ظاہری حصے کا سر کے ساتھ مسح کیا جائے گا[1]

85 - باب مَسْحِ الْأُذُنَيْنِ مَعَ الرَّأْسِ وَمَا يُسْتَدَلُّ بِهِ عَلَى أَنَّهُمَا مِنَ الرَّأْسِ .

باب: سر کے ساتھ دونوں کانوں کا مسح کرنا اور یہ جو دلیل پیش کی جاتی ہے "دونوں کان' سر کا حصہ ہیں"

102 - أَخْبَرَنَا مُجَاهِدُ بْنُ مُوسَى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِدْرِيسَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَجْلَانَ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ تَوَضَّأَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَغَرَفَ غَرْفَةً فَمَضْمَضَ

101-اخرجه ابوداؤد في الطهارة، باب الوضوء مرتين (الحديث 137) مطولاً . و اخرجه الترمذي في الطهارة، باب ما جاء في مسح الاذنين ظاهرهما و باطنهما (الحديث 36) مختصراً . و اخرجه ابن ماجه في الطهارة و سننها، باب ماجاء في مسح الاذنين (الحديث 439) بنحوه مختصراً . و الحديث عند: البخاري في الوضوء، باب غسل الوجه باليدين من غرفة واحدة (الحديث 140) . و ابن ماجه في الطهارة و سننها، باب المضمضة والاستنشاق من كف واحد (الحديث 403) . تحفة الاشراف (5978) .

[1] مختصر اختلاف العلماء، الجزء: 1' (مسالۃ) فی الاذنین

102-تقدم في الطهارة، مسح الاذنين (الحديث 101) .

وَاسْتَنْشَقَ ثُمَّ غَرَفَ غَرْفَةً فَغَسَلَ وَجْهَهُ ثُمَّ غَرَفَ غَرْفَةً فَغَسَلَ يَدَهُ الْيُمْنَى ثُمَّ غَرَفَ غَرْفَةً فَغَسَلَ يَدَهُ الْيُسْرَى ثُمَّ مَسَحَ بِرَأْسِهِ وَأُذُنَيْهِ بَاطِنِهِمَا بِالسَّبَّاحَتَيْنِ وَظَاهِرِهِمَا بِإِبْهَامَيْهِ ثُمَّ غَرَفَ غَرْفَةً فَغَسَلَ رِجْلَهُ الْيُمْنَى ثُمَّ غَرَفَ غَرْفَةً فَغَسَلَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے وضو کرتے ہوئے ایک چلو میں پانی لے کر اس کے ذریعے کلی کی' آپ نے ناک میں پانی ڈالا' پھر ایک مرتبہ چلو میں پانی لے کر اپنے دائیں بازو کو دھویا' پھر ایک مرتبہ چلو میں پانی لے کر اپنے بائیں بازو کو دھویا۔ پھر آپ نے اپنے سر مبارک کا مسح کیا اور دونوں کانوں کے اندرونی حصے میں شہادت کی انگلی کے ذریعے اور بیرونی حصے میں انگوٹھے کے ذریعے مسح کیا' پھر آپ نے چلو میں پانی لے کر اس کے ذریعے اپنے دائیں پاؤں کو دھویا' پھر چلو میں پانی لے کر اپنے بائیں پاؤں کو دھویا۔

103 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ وَعُتْبَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ مَالِكٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ الصُّنَابِحِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "إِذَا تَوَضَّأَ الْعَبْدُ الْمُؤْمِنُ فَتَمَضْمَضَ خَرَجَتِ الْخَطَايَا مِنْ فِيهِ فَإِذَا اسْتَنْثَرَ خَرَجَتِ الْخَطَايَا مِنْ أَنْفِهِ فَإِذَا غَسَلَ وَجْهَهُ خَرَجَتِ الْخَطَايَا مِنْ وَجْهِهِ حَتَّى تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ أَشْفَارِ عَيْنَيْهِ فَإِذَا غَسَلَ يَدَيْهِ خَرَجَتِ الْخَطَايَا مِنْ يَدَيْهِ حَتَّى تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ أَظْفَارِ يَدَيْهِ فَإِذَا مَسَحَ بِرَأْسِهِ خَرَجَتِ الْخَطَايَا مِنْ رَأْسِهِ حَتَّى تَخْرُجَ مِنْ أُذُنَيْهِ فَإِذَا غَسَلَ رِجْلَيْهِ خَرَجَتِ الْخَطَايَا مِنْ رِجْلَيْهِ حَتَّى تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ أَظْفَارِ رِجْلَيْهِ ثُمَّ كَانَ مَشْيُهُ إِلَى الْمَسْجِدِ وَصَلَاتُهُ نَافِلَةً لَهُ ." قَالَ قُتَيْبَةُ عَنِ الصُّنَابِحِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ .

☆☆ حضرت عبداللہ صنابحی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: جب مومن وضو کرتا ہوا کلی کرتا ہے' تو اس کے منہ میں سے اس کے گناہ نکل جاتے ہیں' پھر وہ ناک میں پانی ڈالتا ہے' تو اس کی ناک میں سے گناہ نکل جاتے ہیں' پھر جب وہ اپنے چہرے کو دھوتا ہے' تو اس کے چہرے میں سے گناہ نکل جاتے ہیں' یہاں تک کہ اس کی دونوں آنکھوں کی پلکوں سے بھی گناہ نکل جاتے ہیں' پھر جب وہ اپنے دونوں بازو دھوتا ہے' تو اس کے دونوں بازوؤں میں سے اس کے گناہ نکل جاتے ہیں' یہاں تک کہ اس کے ہاتھوں کے ناخنوں کے نیچے سے بھی نکل جاتے ہیں' جب وہ اپنے سر کا مسح کرتا ہے' اس کے سر میں سے گناہ نکل جاتے ہیں' یہاں تک کہ اس کے دونوں کانوں میں سے بھی نکل جاتے ہیں' پھر جب وہ اپنے دونوں پاؤں دھوتا ہے' تو دونوں پاؤں میں سے گناہ نکل جاتے ہیں' یہاں تک کہ اس کے پاؤں کے ناخنوں میں سے بھی نکل جاتے ہیں' پھر جب وہ چل کر مسجد کی طرف جاتا ہے' وہاں نماز ادا کرتا ہے' تو یہ اس کے لیے مزید ثواب کے حصول کا باعث بنتا ہے۔

103-اخرجه ابن ماجه في الطهارة و سننها ، باب ثواب الطهور (الحديث 282) . تحفة الاشراف (9677) .

86 - باب الْمَسْحِ عَلَى الْعِمَامَةِ .

باب: عمامہ پر مسح کرنا

104 - اَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ ح وَاَنْبَاَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ لَيْلٰى عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ عَنْ بِلَالٍ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ وَالْخِمَارِ .

☆☆ حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ' حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دونوں موزوں پر اور چادر پر مسح کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

105 - وَاَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْجَرْجَرَائِیُّ عَنْ طَلْقِ بْنِ غَنَّامٍ قَالَ حَدَّثَنَا زَائِدَةُ وَحَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ لَيْلٰى عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ عَنْ بِلَالٍ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ .

☆☆ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ' حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو موزوں پر مسح کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

106 - اَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِیِّ عَنْ وَكِيْعٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ لَيْلٰى عَنْ بِلَالٍ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُ عَلَى الْخِمَارِ وَالْخُفَّيْنِ .

☆☆ عبدالرحمٰن بن ابولیلیٰ' حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو چادر اور موزوں پر مسح کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

87 - باب الْمَسْحِ عَلَى الْعِمَامَةِ مَعَ النَّاصِيَةِ .

باب: پیشانی کے ساتھ عمامہ پر مسح کرنا

107 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِیٍّ قَالَ حَدَّثَنِیْ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ التَّيْمِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْمُزَنِیُّ عَنِ الْحَسَنِ عَنِ ابْنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ عَنِ الْمُغِيْرَةِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّاَ

104-اخرجه مسلم في الطهارة، باب المسح على الناصية و العمامة (الحديث 84) . واخرجه الترمذي في الطهارة، باب ما جاء في المسح على العمامة (الحديث 101) . و اخرجه ابن ماجه في الطهارة و سننها، باب ما جاء في المسح على العمامة (الحديث 561) . تحفة الاشراف (2047) .

105-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (2032) .

106-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (2043) .

107-اخرجه مسلم في الطهارة، باب المسح على الناصية و العمامة (الحديث 82 و 83) . و اخرجه ابو داؤد في الطهارة، باب المسح على الخفين (الحديث 150) . و اخرجه الترمذي في الطهارة، باب ما جاء في المسح على العمامة (الحديث 100) تعليقاً مختصراً . و الحديث عند الترمذي في الطهارة، باب ما جاء في المسح على العمامة (الحديث 100) . تحفة الاشراف (11494) .

فَمَسَحَ نَاصِيَتَهُ وَعِمَامَتَهُ وَعَلَى الْخُفَّيْنِ . قَالَ بَكْرٌ وَّقَدْ سَمِعْتُهُ مِنِ ابْنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ عَنْ اَبِيْهِ .

☆☆ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کرتے ہوئے اپنی پیشانی اور عمامہ پر بھی مسح کیا اور موزوں پر بھی مسح کیا۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

108 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِیٍّ وَّحُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ عَنْ يَزِيْدَ - وَهُوَ ابْنُ زُرَيْعٍ - قَالَ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ قَالَ حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْمُزَنِیُّ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ تَخَلَّفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَخَلَّفْتُ مَعَهُ فَلَمَّا قَضٰى حَاجَتَهُ قَالَ "اَمَعَكَ مَاءٌ ." فَاَتَيْتُهُ بِمِطْهَرَةٍ فَغَسَلَ يَدَيْهِ وَغَسَلَ وَجْهَهُ ثُمَّ ذَهَبَ يَحْسُرُ عَنْ ذِرَاعَيْهِ فَضَاقَ كُمُّ الْجُبَّةِ فَاَلْقَاهُ عَلٰى مَنْكِبَيْهِ فَغَسَلَ ذِرَاعَيْهِ وَمَسَحَ بِنَاصِيَتِهِ وَعَلَى الْعِمَامَةِ وَعَلٰى خُفَّيْهِ .

☆☆ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ سفر کے دوران نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں سے پیچھے ہو گئے' آپ کے ساتھ میں بھی پیچھے ہو گیا' پھر آپ نے قضائے حاجت کی' واپس آ کر آپ نے دریافت کیا: کیا تمہارے پاس پانی ہے؟ تو میں آپ کے پاس وضو کا برتن لے کر آیا' آپ نے اپنے دونوں ہاتھ دھوئے' اپنے چہرے کو دھویا' پھر آپ اپنے بازو دھونے لگے تو آپ انہیں باہر نہیں نکال سکے' کیونکہ اس (جبہ) کی آستینیں تنگ تھیں' آپ نے کندھے کے پاس سے انہیں باہر نکالا اور پھر دونوں بازوؤں کو دھویا' پھر آپ نے پیشانی کا اور عمامہ کا مسح کیا اور اپنے دونوں موزوں کا بھی مسح کیا۔

88 - باب كَيْفَ الْمَسْحِ عَلَى الْعِمَامَةِ

باب: عمامہ پر کیسے مسح کیا جائے؟

109 - اَخْبَرَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عَمْرُو بْنُ وَهْبٍ الثَّقَفِیُّ قَالَ سَمِعْتُ الْمُغِيْرَةَ بْنَ شُعْبَةَ قَالَ خَصْلَتَانِ لَا اَسْاَلُ عَنْهُمَا اَحَدًا بَعْدَ مَا شَهِدْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - قَالَ - كُنَّا مَعَهُ فِیْ سَفَرٍ فَبَرَزَ لِحَاجَتِهِ ثُمَّ جَآءَ فَتَوَضَّاَ وَمَسَحَ بِنَاصِيَتِهِ وَجَانِبَیْ عِمَامَتِهِ وَمَسَحَ عَلٰى خُفَّيْهِ قَالَ وَصَلَاةُ الْاِمَامِ خَلْفَ الرَّجُلِ مِنْ رَّعِيَّتِهِ فَشَهِدْتُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ كَانَ فِیْ سَفَرٍ فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَاحْتَبَسَ عَلَيْهِمُ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَقَامُوا الصَّلَاةَ وَقَدَّمُوا ابْنَ عَوْفٍ فَصَلّٰى بِهِمْ فَجَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى خَلْفَ ابْنِ عَوْفٍ

108-اخرجه مسلم في الطهارة، باب المسح على الناصية و العمامة (الحديث 81) . و الحديث عند: مسلم في الصلاة، باب تقديم الجماعة من يصلي بهم اذا تاخر الامام و لم يخافوا مفسدة بالتقديم (الحديث 105) . و النسائي في الطهارة، باب المسح على الخفين في السفر (الحديث 125) . تحفة الاشراف (11495) .

109-انفرد به النسائي . و ابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب ما جاء في ماجاء في صلاة رسول الله صلى الله عليه وسلم خلف رجل من امته (الحديث 1236) . تحفة الاشراف (11521) .

مَا بَقِيَ مِنَ الصَّلَاةِ فَلَمَّا سَلَّمَ ابْنُ عَوْفٍ قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَضَى مَا سُبِقَ بِهِ .

☆☆ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' دو کام ایسے ہیں جن کے بارے میں میں کسی سے بھی سوال نہیں کروں گا' جبکہ میں نے خود نبی اکرم ﷺ کو ایسا کرتے ہوئے دیکھا ہے' ایک مرتبہ ہم لوگ آپ کے ساتھ سفر کر رہے تھے اسی دوران آپ قضائے حاجت کے لیے تشریف لے گئے (بعد میں) آپ نے وضو کرتے ہوئے اپنی پیشانی پر اور عمامہ کی دونوں جانب مسح کیا اور آپ نے اپنے موزوں پر بھی مسح کیا۔ راوی بیان کرتے ہیں' حاکم وقت اپنی رعایا کے پیچھے بھی نماز ادا کر سکتا ہے۔ (حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں) میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں شریک تھا کہ نماز کا وقت ہو گیا' نبی اکرم ﷺ لوگوں تک نہیں پہنچ سکے' ان لوگوں نے نماز کے لیے اقامت کہہ دی اور حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کو آگے کر دیا تو حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھانی شروع کی تو اسی دوران نبی اکرم ﷺ تشریف لے آئے' آپ ﷺ نے حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں باقی رہ جانے والی نماز ادا کی' جب حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے سلام پھیر لیا تو نبی اکرم ﷺ کھڑے ہو گئے اور جو نماز پہلے گزر چکی تھی آپ نے وہ ادا کی۔

شرح

امام طحاوی تحریر کرتے ہیں: ہمارے اصحاب (امام ابوحنیفہ' امام ابویوسف' امام محمد) امام مالک' حسن بن حیی' امام شافعی فرماتے ہیں: عمامہ پر مسح نہیں کیا جائے گا' نہ ہی چادر پر مسح کیا جائے گا۔

سفیان ثوری اور امام اوزاعی فرماتے ہیں: عمامہ پر مسح کیا جا سکتا ہے[1]

حنابلہ عمامہ پر مسح کے جواز کے قائل ہیں' کیونکہ مختلف روایات میں عمامہ پر مسح کرنے کے بارے میں منقول ہے۔

حضرت ابوبکر' حضرت عمر' حضرت انس' حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہم اس بات کے قائل ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ قول منقول ہے۔

"جس شخص کو عمامہ پر مسح کر کے طہارت حاصل نہیں ہوئی اللہ تعالیٰ اسے پاک نہ کرے" (حنابلہ کے نزدیک) عمامہ کے اکثر حصے پر مسح کرنا واجب ہے' کیونکہ موزوں کی طرح یہ بھی بدل کی حیثیت رکھتا ہے۔ عمامہ کے درمیان میں (سر کے اوپری حصے پر) مسح کرنے کی بجائے اس کے اطراف کے بیچ پر مسح کیا جائے گا' کیونکہ وہ موزے کے زیریں حصے کے ساتھ مشابہت رکھتا ہے[2]

1 مختصر اختلاف العلماء' الجزء: 1' (مسألة) فی المسح علی العمامة

2 ملخص الفقہ الاسلامی وادلتہ' الباب الاول' الطہارات' الفصل الرابع' الوضوء وما يتبعہ

89 - باب اِيجَابِ غَسْلِ الرِّجْلَيْنِ .

باب: دونوں پاؤں دھونا فرض ہے

110 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ شُعْبَةَ ح وَاَنْبَاَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ اَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "وَيْلٌ لِّلْعَقِبِ مِنَ النَّارِ ."

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' حضرت ابوالقاسم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

"بعض ایڑیوں کے لئے جہنم کی بربادی ہے"۔

111 - اَخْبَرَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ح وَاَنْبَاَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ هِلَالِ بْنِ يِسَافٍ عَنْ اَبِيْ يَحْيٰى عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ رَاَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَوْمًا يَتَوَضَّئُوْنَ فَرَاَى اَعْقَابَهُمْ تَلُوْحُ فَقَالَ "وَيْلٌ لِّلْاَعْقَابِ مِنَ النَّارِ اَسْبِغُوا الْوُضُوْءَ ."

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ نے کچھ لوگوں کو وضو کرتے ہوئے دیکھا' آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ ان کی ایڑیوں کے کچھ حصے خشک ہیں تو آپ نے ارشاد فرمایا:

"بعض ایڑیوں کے لیے جہنم کی بربادی ہے' تم لوگ اچھی طرح وضو کیا کرو"۔

90 - باب بِاَيِّ الرِّجْلَيْنِ يَبْدَاُ بِالْغَسْلِ

باب: دونوں پاؤں میں سے کون سے پاؤں کو پہلے دھویا جائے؟

112 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَخْبَرَنِي الْاَشْعَثُ قَالَ

110-اخرجه البخاري في الوضوء، باب غسل الاعقاب (الحديث 165) . مطولاً . و اخرجه مسلم في الطهارة ، باب وجوب غسل الرجلين بكمالهما (الحديث 29) . تحفة الاشراف (14381) .

111-اخرجه مسلم في الطهارة، باب وجوب غسل الرجلين بكمالهما (الحديث 26) مطولاً . و اخرجه ابوداؤد في الطهارة، باب في اسباغ الوضوء (الحديث 97) . و اخرجه ابن ماجه في الطهارة ، باب غسل العراقيب (الحديث 450) . والحديث عند : النسائي في الطهارة، الامر باسباغ الوضوء (142) . تحفة الاشراف (8936) .

112-اخرجه البخاري في الوضوء، باب التيمن في الوضوء والغسل (الحديث 168)، و في الصلاة، باب التيمن في دخول المسجد وغيره (الحديث 446)، في الاطعمة، باب التيمن في الاكل وغيره، (الحديث 5380) و في اللباس ، باب يبدأ بالنعل اليمنى (الحديث 5854)، باب الترجيل و التيمن فيه (الحديث 5926) . و اخرجه مسلم في الطهارة، باب التيمن في الطهور وغيره (الحديث 66 و 67) . و اخرجه ابوداؤد في اللباس ، باب في الانتعال (الحديث 4140) . واخرجه الترمذي في الصلاة، باب ما يستحب من التيمن في الطهور (الحديث 608) . واخرجه الترمذي ايضاً في الشمائل، باب ما جاء في نعل رسول صلى الله عليه وسلم (الحديث 80) . و اخرجه النسائي في الغسل و التيمم، باب التيمن في الطهور (419)، و في الزينة، التيامن في الترجل (الحديث 5255)، واخرجه ابن ماجه في الطهارة وسننها، باب التيمن في الوضوء (الحديث 401) . تحفة الاشراف (17657) .

سَمِعْتُ اَبِیْ یُحَدِّثُ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا وَذَكَرَتْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَانَ یُحِبُّ التَّیَامُنَ مَا اسْتَطَاعَ فِیْ طُهُوْرِهٖ وَنَعْلِهٖ وَتَرَجُّلِهٖ . قَالَ شُعْبَةُ ثُمَّ سَمِعْتُ الْاَشْعَثَ بِوَاسِطٍ یَقُوْلُ یُحِبُّ التَّیَامُنَ فَذَكَرَ شَاْنَهٗ كُلَّهٗ ثُمَّ سَمِعْتُهٗ بِالْكُوْفَةِ یَقُوْلُ یُحِبُّ التَّیَامُنَ مَا اسْتَطَاعَ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات ذکر کی ہے کہ نبی اکرم ﷺ جہاں تک ہو سکتا تھا' وضو کرنے میں' جوتا پہننے میں' کنگھی کرنے میں دائیں طرف سے آغاز کیا کرتے تھے۔
یہاں پر روایت کے الفاظ نقل کرنے میں بعض راویوں نے اختلاف کیا ہے۔

91 - باب غَسْلِ الرِّجْلَيْنِ بِالْيَدَيْنِ .

باب: دونوں ہاتھوں کے ذریعے پاؤں دھونا

113 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَخْبَرَنِیْ اَبُوْ جَعْفَرٍ الْمَدَنِیُّ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُثْمَانَ بْنِ حُنَیْفٍ - یَعْنِیْ عُمَارَةَ - قَالَ حَدَّثَنِی الْقَیْسِیُّ اَنَّهٗ كَانَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ سَفَرٍ فَاُتِیَ بِمَاءٍ فَقَالَ عَلٰی یَدَیْهِ مِنَ الْاِنَاءِ فَغَسَلَهُمَا مَرَّةً وَّغَسَلَ وَجْهَهٗ وَذِرَاعَیْهِ مَرَّةً مَّرَّةً وَّغَسَلَ رِجْلَیْهِ بِیَمِیْنِهٖ كِلْتَیْهِمَا .

☆☆ حضرت قیسی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ وہ سفر میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ تھے' پانی لایا گیا تو نبی اکرم ﷺ نے برتن میں سے دونوں ہاتھوں پر پانی انڈیلا' پھر انہیں ایک مرتبہ دھویا' پھر آپ نے اپنا چہرہ دھویا' پھر دونوں بازوؤں کو ایک ایک مرتبہ دھویا' پھر آپ نے اپنے دائیں ہاتھ کے ذریعے دونوں پاؤں کو دھویا۔

92 - باب الْاَمْرِ بِتَخْلِيْلِ الْاَصَابِعِ .

باب: انگلیوں کا خلال کرنے کا حکم

114 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ قَالَ حَدَّثَنِیْ یَحْیَی بْنُ سُلَیْمٍ عَنْ اِسْمَاعِیْلَ بْنِ كَثِیْرٍ وَّكَانَ یُكْنٰی اَبَا هَاشِمٍ ح وَاَنْبَاَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ اٰدَمَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ عَنْ اَبِیْ هَاشِمٍ عَنْ عَاصِمِ بْنِ لَقِیْطٍ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ "اِذَا تَوَضَّاْتَ فَاَسْبِغِ الْوُضُوْءَ وَخَلِّلْ بَیْنَ الْاَصَابِعِ ".

113-انفرد به النسائي، تحفة الاشراف (15648) .
114-اخرجه ابو داؤد في الطهارة، باب في الاستنثار (الحديث 142 و 143 و 144) مطولاً، و اخرجه الترمذي في الطهارة، باب ما جاء في تخليل الاصابع (الحديث 38) مختصراً، و في الصوم، باب ما جاء في كراهية مبالغة الاستنشاق للصائم (الحديث 788) مطولاً . و اخرجه ابن ماجه في الطهارة و سننها (الحديث 448) . و الحديث عند: ابي داؤد في الصوم، باب الصائم يصب عليه الماء من العطش و يبالغ في الاستنشاق (الحديث 2366) و في الحروف القراءات، باب 1 . (الحديث 3973) . و النسائي في الطهارة، المبالغة في الاستنشاق (87) . تحفة الاشراف (11172) .

☆☆ عاصم بن لقیط اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: جب تم وضو کرو تو اچھی طرح وضو کرو اور اپنی انگلیوں کے درمیان خلال کر لیا کرو۔

93 - باب عَدَدِ غَسْلِ الرِّجْلَيْنِ .

باب: دونوں پاؤں کو دھونے کی تعداد

115 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اٰدَمَ عَنِ ابْنِ اَبِیْ زَائِدَةَ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ وَغَیْرُهٗ عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ عَنْ اَبِیْ حَیَّةَ الْوَادِعِیِّ قَالَ رَاَیْتُ عَلِیًّا تَوَضَّاَ فَغَسَلَ كَفَّیْهِ ثَلَاثًا وَّتَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ ثَلَاثًا وَّغَسَلَ وَجْهَهٗ ثَلَاثًا وَّذِرَاعَیْهِ ثَلَاثًا ثَلَاثًا وَّمَسَحَ بِرَاْسِهٖ وَغَسَلَ رِجْلَیْهِ ثَلَاثًا ثَلَاثًا قَالَ هٰذَا وُضُوْءُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ .

☆☆ حضرت ابوحیہ وادعی بیان کرتے ہیں' میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو وضو کرتے ہوئے دیکھا' انہوں نے اپنے دونوں ہاتھوں کو تین مرتبہ دھویا' پھر کلی کی' پھر ناک میں پانی ڈالا' ایسا انہوں نے تین مرتبہ کیا' پھر انہوں نے اپنے چہرے کو تین مرتبہ دھویا' پھر دونوں بازوؤں کو تین مرتبہ دھویا' پھر اپنے سر کا مسح کیا' پھر اپنے دونوں پاؤں تین مرتبہ دھوئے' پھر یہ بات بیان کی: یہ نبی اکرم ﷺ کے وضو کا طریقہ ہے۔

94 - باب حَدِّ الْغَسْلِ .

باب: (دونوں پاؤں کو) دھونے کی حد

116 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِیْنٍ قِرَاءَةً عَلَیْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهٗ - عَنِ ابْنِ وَهْبٍ عَنْ یُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ عَطَاءَ بْنَ یَزِیْدَ اللَّیْثِیَّ اَخْبَرَهٗ اَنَّ حُمْرَانَ مَوْلٰی عُثْمَانَ اَخْبَرَهٗ اَنَّ عُثْمَانَ دَعَا بِوَضُوْءٍ فَتَوَضَّاَ فَغَسَلَ كَفَّیْهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ مَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهٗ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ غَسَلَ یَدَهُ الْیُمْنٰی اِلَی الْمِرْفَقِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ غَسَلَ یَدَهُ الْیُسْرٰی مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ مَسَحَ بِرَاْسِهٖ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَهُ الْیُمْنٰی اِلَی الْكَعْبَیْنِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَهُ الْیُسْرٰی مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّاَ نَحْوَ وُضُوْئِیْ هٰذَا ثُمَّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ تَوَضَّاَ نَحْوَ وُضُوْئِیْ هٰذَا ثُمَّ قَامَ فَرَكَعَ رَكْعَتَیْنِ لَا یُحَدِّثُ فِیْهِمَا نَفْسَهٗ غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ ".

115-اخرجه ابو داؤد في الطهارة، باب صفة وضوء النبي صلى الله عليه وسلم (الحديث 116) مختصراً . و الحديث عند: الترمذي في الطهارة، باب ما جاء في وضوء النبي صلى الله عليه وسلم كيف كان (الحديث 48) . و النسائي في الطهارة، عدد غسل اليدين (الحديث 96) . تحفة الاشراف (10321) .
116-اخرجه البخاري في الوضوء، باب الوضوء ثلاثاً ثلاثاً (الحديث 159)، و باب المضمضة في الوضوء (الحديث 164)، و في الصيام، باب سواك الرطب و اليابس للصائم (الحديث 1934) . و اخرجه مسلم في الطهارة، باب صفة الوضوء و كماله (الحديث 3 و 4) . و اخرجه ابو داؤد في الطهارة، باب صفة وضوء النبي صلى الله عليه وسلم (الحديث 106) . و اخرجه النسائي في الطهارة، المضمضة و الاستنشاق (84) . مختصراً، و باي اليدين يتمضمض (85) . تحفة الاشراف (9794) .

☆☆ حمران بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے وضو کا پانی منگوایا' پھر انہوں نے وضو کرتے ہوئے پہلے دونوں ہاتھ تین مرتبہ دھوئے' پھر کلی کی' پھر ناک میں پانی ڈالا' پھر اپنے چہرے کو تین مرتبہ دھویا' پھر دائیں بازو کو کہنی تک تین مرتبہ دھویا' پھر بائیں بازو کو کہنی تک اسی طرح دھویا' پھر انہوں نے اپنے سر کا مسح کیا' پھر دائیں پاؤں کو تین مرتبہ دھویا' پھر بائیں پاؤں کو اسی طرح دھویا' پھر یہ بات بیان کی کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو اسی طرح وضو کرتے ہوئے دیکھا ہے' جیسے میں نے ابھی وضو کیا ہے۔

پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے یہ بات بیان کی: نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: جو شخص میرے اس وضو کی طرح وضو کرے اور پھر وہ کھڑا ہو کر دو رکعات ادا کرے' جس کے دوران وہ اپنے خیالوں میں گم نہ ہو جائے' تو اس شخص کے گزشتہ گناہوں کی مغفرت کر دی جائے گی۔

95 - باب الْوُضُوْءِ فِي النَّعْلِ .

باب: جوتے پہن کر وضو کرنا

117 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اِدْرِيْسَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ وَمَالِكٍ وَّابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ جُرَيْجٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ رَاَيْتُكَ تَلْبَسُ هٰذِهِ النِّعَالَ السِّبْتِيَّةَ وَتَتَوَضَّاُ فِيْهَا . قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلْبَسُهَا وَيَتَوَضَّاُ فِيْهَا .

☆☆ عبید بن جریج بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا کہ میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ نے سبتی جوتے پہنے ہوئے ہوتے ہیں اور جوتے پہن کر ہی وضو کر لیتے ہیں' تو انہوں نے یہ بات بیان کی کہ نبی اکرم ﷺ کو میں نے یہ جوتے پہنے ہوئے دیکھا ہے اور آپ ان کو پہن کر ہی وضو کر لیا کرتے تھے۔

96 - باب الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ .

باب: دونوں موزوں پر مسح کرنا

118 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا حَفْصٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّهُ

117-اخرجه البخاري في الوضوء، باب غسل الرجلين في النعلين، و لا يمسح على النعلين (الحديث 166) مطولا، و في اللباس، باب النعال السبتية و غيرها (الحديث 5851) مطولاً . و اخرجه مسلم في الحج، باب الاهلال من حيث تنبعث الراحلة (الحديث 25 و 26) . و اخرجه ابو داؤد في المناسك (الحج)، باب في وقت الاحرام (الحديث 1772) مطولاً . و اخرجه الترمذي في الشمائل، باب ما جاء في نعل رسول الله صلى الله عليه وسلم (الحديث 74) . و الحديث عند: النسائي في مناسك الحج، العمل في الاهلال (الحديث 2759)، و ترك استلام الركنين الآخرين (2950) و في الزينة، تصفير اللحية (5258) و ابن ماجه في اللباس، باب الخضاب بالصفرة (الحديث 3626) . تحفة الاشراف (7316) .

118-اخرجه البخاري في الصلاة، باب الصلاة في الخفاف (الحديث 387) بنحوه . و اخرجه مسلم في الطهارة، باب المسح على الخفين (الحديث 72) . و اخرجه الترمذي في الطهارة، باب في المسح على الخفين (الحديث 93) بنحوه . واخرجه النسائي في القبلة، الصلاة في الخفين (773) . و اخرجه ابن ماجه في الطهارة و سننها، باب ما جاء في المسح على الخفين (543) بنحوه . تحفة الاشراف (3235) .

تَوَضَّاَ وَمَسَحَ عَلٰى خُفَّيْهِ فَقِيْلَ لَهُ اَتَمْسَحُ فَقَالَ قَدْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُ . وَكَانَ اَصْحَابُ عَبْدِ اللّٰهِ يُعْجِبُهُمْ قَوْلُ جَرِيْرٍ وَّكَانَ اِسْلَامُ جَرِيْرٍ قَبْلَ مَوْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

☆☆ ہمام نامی راوی حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: ایک مرتبہ انہوں نے وضو کرتے ہوئے اپنے موزوں پر مسح کر لیا تو ان سے کہا گیا: کیا آپ بھی مسح کرتے ہیں' تو انہوں نے فرمایا: میں نے نبی اکرم ﷺ کو مسح کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

(راوی کہتے ہیں:) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھی حضرت جریر رضی اللہ عنہ کے اس قول کو پسند کرتے تھے' اس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت جریر رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ کے وصال فرمانے سے کچھ عرصہ پہلے اسلام قبول کیا۔

شرح

موزوں پر مسح کے احکام

مسئلہ: موزوں پر مسح کرنا ایک رخصت ہے' اگر کوئی شخص اس کو جائز تسلیم کرتے ہوئے عزیمت کو اختیار کرتا ہے (یعنی موزوں پر مسح نہیں کرتا بلکہ پاؤں دھو لیتا ہے) تو یہ زیادہ بہتر ہے۔ (تبیین)

پہلی فصل: ان اُمور کا بیان جو موزوں پر مسح کے جواز کے لیے ضروری ہیں

موزہ کی شرائط

مسئلہ: ان میں سے ایک حکم یہ ہے کہ موزہ ایسا ہونا چاہیے جسے پہن کر سفر کیا جا سکتا ہو اور آدمی مسلسل چل سکے' اس کے ذریعے ٹخنے ڈھک جانے چاہئیں' ٹخنے سے اوپر کا حصہ ڈھانپنا شرط نہیں ہے' یہاں تک کہ اگر کوئی شخص ایسا موزہ پہنتا ہے جس میں پنڈلی نہیں ہے لیکن اس کا ٹخنہ چھپ گیا ہے' تو اس پر مسح کرنا جائز ہوگا' چمڑے سے بنی ہوئی جراب پر مسح کرنا جائز ہے' اس سے مراد وہ جراب ہے جس کے اوپر اور نیچے چمڑا لگا ہوتا ہے۔ (کافی)

مسئلہ: جبکہ منعل اس جراب کو کہتے ہیں جس کے صرف نیچے کے حصے کی طرف' تلوے کے طور پر چمڑا لگا ہوتا ہے۔ (سراج الوہاج)

مسئلہ: اگر کوئی شخص لوہے یا لکڑی یا شیشے کے موزے بنا لیتا ہے' تو ان پر مسح کرنا جائز نہیں ہے۔ (جوہرہ نیرہ)

موزہ کے اوپری حصے پر مسح کرنا

مسئلہ: اس بارے میں ایک حکم یہ ہے کہ موزے کے اوپر والے حصے پر ہاتھ کی تین انگلیوں کے برابر مسح کرے۔ (محیط سرخسی)

مسئلہ: اس سے مراد تین چھوٹی انگلیوں کے برابر حصے پر مسح کرنا ہے۔ (قاضی خان)

مسئلہ: موزے کے نیچے کی جانب' یا ایڑی پر' یا پنڈلی پر' یا اس کے اطراف میں' یا ٹخنے پر مسح کرنا جائز نہیں ہے۔ (تبیین)

مسئلہ: اگر کوئی شخص ایک پاؤں پر دو انگلیوں کے برابر مسح کرتا ہے اور دوسرے پاؤں پر پانچ انگلیوں کے برابر مسح کر لیتا ہے' تو یہ جائز نہیں ہوگا۔ (فتح القدیر)

مسئلہ: موزے پر ایسی جگہ پر مسح کرنے کا اعتبار نہیں ہوگا جو پاؤں سے خالی ہوتی ہے' اگر اس جگہ اپنا پاؤں لے جا کر وہاں مسح کر لیتا ہے' تو یہ جائز ہے' اگر بعد میں اس کا پاؤں اس جگہ سے الگ ہو جاتا ہے' تو دوبارہ مسح کرے گا۔ (سراج الوہاج)

مسئلہ: اگر ایک شخص کا ایک پاؤں زخمی ہے اور وہ نہ اسے دھو سکتا ہے اور نہ مسح کر سکتا ہے' تو دوسرے پاؤں پر مسح کرنا جائز ہے۔

مسئلہ: اسی طرح اگر کسی شخص کا پاؤں ٹخنے کے اوپر سے کٹا ہو' تو اس کے لیے بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ: اس بارے میں ایک بنیادی حکم یہ بھی ہے کہ تین انگلیوں کے ذریعے مسح کیا جائے۔ (کافی)

مسئلہ: یہاں تک کہ اگر کوئی شخص نئے سرے سے پانی لیے بغیر صرف ایک انگلی کے ذریعے مسح کر لیتا ہے' تو ایسا کرنا جائز نہیں ہوگا' لیکن اگر ایک انگلی کے ذریعے تین مرتبہ پانی لے کر تین مرتبہ مسح کرتا ہے' تو یہ جائز ہوگا۔ (تبیین)

مسئلہ: اگر کوئی شخص انگوٹھے اور اس کے ساتھ والی انگلی کے ذریعے مسح کرتا ہے' تو اگر یہ دونوں انگلیاں کھلی ہوئی ہیں' تو یہ جائز ہوگا۔ (قاضی خان)

مسئلہ: اگر کوئی شخص اس طرح مسح کرتا ہے کہ تین انگلیاں رکھ دیتا ہے' لیکن انہیں کھینچتا نہیں ہے' تو یہ جائز ہے' لیکن سنت کے خلاف ہوگا۔ (منیۃ المصلی)

مسئلہ: اگر انگلی کے سرے کے ذریعے موزے پر مسح کرتے وقت پانی ٹپک جاتا ہے' تو یہ جائز ہوگا ورنہ جائز نہیں ہوگا۔ (ذخیرہ)

مسئلہ: موزے پر مسح کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ دائیں ہاتھ کی انگلیاں دائیں موزے کے اگلے حصے پر رکھے اور بائیں ہاتھ کی انگلیاں بائیں موزے کے اگلے حصے پر رکھے' ان انگلیوں کو کشادہ کرے اور انہیں پنڈلی کی طرف ٹخنوں سے اوپر تک کھینچتا ہوا لے جائے۔ (قاضی خان)

مسئلہ: یہ مسنون طریقہ کا بیان ہے' لیکن اگر کوئی شخص پنڈلیوں کی طرف سے پاؤں کی انگلیوں کی طرف لے جاتا ہے یا دونوں موزوں پر چوڑائی کی سمت میں مسح کر لیتا ہے' تو مسح ہو جائے گا۔ (جوہرہ نیرہ)

مسئلہ: مسح میں خطوط یعنی لکیروں کا ظاہر ہونا شرط نہیں' ظاہر الروایۃ سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے۔ (زاہدی)

مسئلہ: تاہم مستحب یہ ہے کہ وہ لکیریں نظر آنی چاہئیں۔ (منیۃ المصلی)

مسئلہ: ایک سے زیادہ مرتبہ مسح کرنا سنت نہیں ہے۔ (قاضی خان)

مسئلہ: موزے پر مسح کرنے کے لیے نیت شرط نہیں ہے۔ (فتح القدیر)

مسئلہ: اگر کوئی شخص وضو کرتے ہوئے موزوں پر مسح کرتا ہے اور نیت یہ کرتا ہے کہ موزوں پر مسح کرنے کے طریقے کی تعلیم دے رہا ہے' طہارت حاصل کرنے کی نیت نہیں کرتا تو بھی مسح درست ہوگا۔ (خلاصہ)

مسح کے جواز کی اہم شرط

مسئلہ: مسح میں جو چیزیں ضروری ہیں' ان میں سے ایک چیز یہ ہے کہ موزہ پہننے کے بعد جو حدث طاری ہوتا ہے' وہ ایسی مکمل طہارت پر طاری ہونا چاہیے' جو پہننے سے پہلے یا اس کے بعد کامل تھی' محیط میں اسی طرح تحریر ہے۔

مسئلہ: اسی بنیاد پر اگر کوئی شخص دونوں پاؤں پہلے دھو لیتا ہے اور پھر موزے پہن لیتا ہے یا ایک پاؤں دھو کر اس میں موزہ پہن لیتا ہے' پھر دوسرا پاؤں دھو کر اس میں موزہ پہن لیتا ہے' پھر طہارت کو حدث لاحق ہونے سے پہلے مکمل کر لیتا ہے' تو ایسا کرنا جائز ہوگا۔ (قاضی خان)

مسئلہ: اگر کوئی شخص پاؤں دھو کر موزے پہن لیتا ہے لیکن وضو مکمل کرنے سے پہلے اس کا وضو ٹوٹ جاتا ہے' تو مسح کرنا جائز نہیں ہوگا۔ (کافی)

مسئلہ: جو شخص کسی حدث کے لیے تیمم کر لیتا ہے' اس کے لیے موزے پر مسح کرنا جائز نہیں ہے۔ (خزانۃ المفتین)

مسئلہ: جس شخص کو موزے پہننے کے بعد یا موزے پہننے سے پہلے ہی جنابت لاحق ہو گئی ہے' اب اس کے لیے موزے پر مسح کرنا جائز نہیں ہوگا۔ اس کے جواز کی صرف ایک صورت ہو سکتی ہے کہ آدمی پہلے جنابت کے لیے تیمم کرے' پھر حدث کے لیے وضو کرے' پھر دونوں پاؤں دھو کر موزہ پہن لے۔ (مضمرات)

مسئلہ: اگر وضو کرتے ہوئے وضو کا کوئی ایک عضو کسی جگہ سے سوکھا رہ گیا' وہاں تک پانی نہیں پہنچا' پھر آدمی نے پاؤں دھو کر موزے پہن لیے اور پھر اس حصے تک پانی پہنچانے سے پہلے حدث لاحق ہو گیا تو اب موزے پر مسح کرنا جائز نہیں ہوگا۔ (تبیین)

مسح کی مدت

مسئلہ: موزوں پر مسح کے حکم سے متعلق ایک اہم چیز موزہ پہننے کی مدت ہے' یہ مدت مقیم شخص کے لیے ایک دن اور ایک رات ہے' جبکہ مسافر کے لیے تین دن اور تین راتیں ہے۔ (محیط)

مسئلہ: اس بارے میں اس حوالے سے کوئی فرق نہیں ہوگا کہ وہ سفر کسی نیکی کے کام کے بارے میں ہے یا گناہ کے بارے میں ہے۔ (سراجیہ)

مسئلہ: اس مدت میں اس وقت سے ابتداء معتبر ہوگی جب موزہ پہن لینے کے بعد حدث لاحق ہوتا ہے' لہٰذا اگر کوئی شخص فجر کے وقت وضو کر کے موزہ پہن لیتا ہے اور حدث اسے عصر کے وقت لاحق ہوتا ہے' پھر وہ وضو کر کے موزے پر مسح کر لیتا ہے' تو اگلے دن کے اسی وقت تک یعنی عصر کے وقت تک موزے پر مسح کی مدت باقی رہے گی' جس وقت پہلے دن اسے حدث لاحق ہوا تھا' اگر وہ شخص مسافر ہو' تو چوتھے دن اسی وقت مسح کی مدت باقی رہے گی۔ (محیط سرخسی)

مسئلہ: مقیم شخص نے اقامت کی مدت کے دوران سفر اختیار کیا تھا تو وہ سفر کی مدت کو پورا کرے گا۔ (خلاصہ)

موزہ کا سالم ہونا

مسئلہ: موزوں پر مسح کے جواز کے لیے ایک ضروری چیز یہ ہے کہ موزہ بہت زیادہ پھٹا ہوا نہیں ہونا چاہیے اور اس کی مقدار یہ ہے کہ پاؤں کی تین چھوٹی انگلیوں کے برابر حصہ پھٹا ہوا نہیں ہونا چاہیے' اس سے کم ہونا چاہیے۔ (ہدایہ)

مسئلہ: اس بارے میں اس حوالے سے کوئی فرق نہیں ہوگا' وہ سوراخ موزے کے نیچے کی طرف ہے' اوپر کی طرف ہے یا ایڑی کی طرف ہے۔ (محیط سرخسی)

مسئلہ: لیکن اگر وہ شگاف موزے کی پنڈلی کی طرف ہے' تو پھر یہ مسح میں رکاوٹ نہیں بنے گا۔ (خلاصہ)

مسئلہ: تین انگلیوں کی اس مقدار کا حکم ایک موزے کے لیے ہے' یہاں تک کہ ایک موزہ میں ایک انگلی کے برابر اور دوسرے موزہ میں دو انگلیوں کے برابر سوراخ ہو' تو ان پر مسح کرنا جائز ہوگا۔

دوسری فصل: موزوں پر مسح کو ختم کرنے والی چیزیں

مسئلہ: وضو کے نواقض موزے پر مسح کے بھی نواقض شمار ہوں گے' ان میں ایک اضافی چیز یہ ہے کہ اگر آدمی موزہ اتار لیتا ہے' تو بھی مسح کا حکم ختم ہو جائے گا' دوسری اضافی چیز مخصوص مدت کا گزر جانا ہے' جس کے نتیجے میں مسح ختم ہو جاتا ہے۔ (ہدایہ)

مسئلہ: لیکن وقت گزرنے کا حکم اس وقت ہوگا جب آدمی کو وضو کے لیے پانی دستیاب ہو جائے' جب پانی دستیاب نہیں ہوتا تو محض مخصوص مدت گزر جانے کی وجہ سے مسح نہیں ٹوٹے گا' بلکہ اس مسح کے ذریعے نماز ادا کرنا جائز ہوگا۔ (محیط' قاضی خان' زاہدی' جوہرہ نیرہ)

مسئلہ: جب کوئی شخص موزہ اُتارتے وقت باوضو ہو' تو اب اس پر صرف پاؤں دھونا واجب ہوگا' اسی طرح اگر موزے پر مسح کے جواز کی مخصوص مدت ختم ہو گئی ہے' تو اب اس شخص پر موزے اتار کر صرف پاؤں دھونا لازم ہوگا۔ (ہدایہ)

مسئلہ: اگر کسی شخص کو یہ اندیشہ ہو کہ موزے اتارنے کی وجہ سے اس کے پاؤں سردی کی وجہ سے خراب ہو جائیں گے تو اب اس پر مسح کرنا جائز ہوگا' خواہ کتنا ہی عرصہ کیوں نہ گزر جائے اور اس کی مثال اسی طرح ہوگی جس طرح ٹوٹی ہڈی پر باندھی ہوئی لکڑی پر مسح کیا جاتا ہے۔ (تبیین' بحرالرائق)

مسئلہ: دستانوں پر مسح کرنا جائز نہیں ہے۔ (کافی)

مسئلہ: اگر کسی دوسرے شخص سے اپنے موزے پر مسح کروالیا جائے تو یہ بھی جائز ہے۔ (خلاصہ)

مسئلہ: موزوں پر مسح کے حکم میں عورت کے احکام بھی مرد کی مانند ہیں کیونکہ موزوں پر مسح کے جواز کا جو سبب ہے' وہ دونوں میں برابری کی حیثیت سے پایا جاتا ہے۔ (محیط)

•••———•••———•••

119 - اَخْبَرَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيْمِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا حَرْبُ بْنُ شَدَّادٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ

اَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ اُمَيَّةَ الضَّمْرِيِّ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهٗ رَاٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّاَ وَمَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ ۔

☆☆ جعفر بن عمرو اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو وضو کرتے ہوئے اور موزوں پر مسح کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

120 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ دُحَيْمٌ وَّسُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ - وَاللَّفْظُ لَهٗ - عَنِ ابْنِ نَافِعٍ عَنْ دَاوُدَ بْنِ قَيْسٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِلَالٌ الْاَسْوَاقَ فَذَهَبَ لِحَاجَتِهٖ ثُمَّ خَرَجَ قَالَ اُسَامَةُ فَسَاَلْتُ بِلَالًا مَا صَنَعَ فَقَالَ بِلَالٌ ذَهَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحَاجَتِهٖ ثُمَّ تَوَضَّاَ فَغَسَلَ وَجْهَهٗ وَيَدَيْهِ وَمَسَحَ بِرَاْسِهٖ وَمَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ ثُمَّ صَلّٰى ۔

☆☆ حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ بازار میں تشریف لائے' پھر نبی اکرم ﷺ قضائے حاجت کے لیے تشریف لے گئے' جب نبی اکرم ﷺ بازار سے تشریف لے گئے' تو میں نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا' کہ نبی اکرم ﷺ نے کیا کیا تھا؟ تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے بتایا تھا کہ پہلے نبی اکرم ﷺ نے جا کر قضائے حاجت کی' پھر آپ نے جا کر وضو کیا' آپ نے اپنے چہرۂ مبارک اور دونوں بازوؤں کو دھویا' پھر سر کا مسح کیا' پھر آپ نے اپنے دونوں موزوں پر بھی مسح کر لیا' پھر نماز ادا کی۔

121 - اَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهٗ - عَنِ ابْنِ وَهْبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ اَبِي النَّضْرِ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ مَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ ۔

☆☆ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ' نبی اکرم ﷺ کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: آپ نے اپنے دونوں موزوں پر مسح کیا تھا۔

122 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ - وَهُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ - عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ اَبِي النَّضْرِ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ اَنَّهٗ لَا بَاْسَ بِهٖ ۔

☆☆ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ' نبی اکرم ﷺ کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں' موزوں پر مسح کے بارے میں آپ نے فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

123 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ قَالَ حَدَّثَنَا عِيْسٰى عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ

119-اخرجه البخاري في الوضوء، باب المسح على الخفين (الحديث 204 و205) . واخرجه ابن ماجه في الطهارة و سننها، باب ما جاء في المسح على العمامة (الحديث 562) بنحوه تحفة الاشراف (10701) .

120-انفرد به النسائي، تحفة الاشراف (2030) .

121-اخرجه البخاري في الوضوء، باب المسح على الخفين (الحديث 202) مطولاً . تحفة الاشراف (3899) .

122-تقديم في الطهارة، باب المسح على الخفين (الحديث 121) .

شُعْبَةَ قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحَاجَتِهِ فَلَمَّا رَجَعَ تَلَقَّيْتُهُ بِإِدَاوَةٍ فَصَبَبْتُ عَلَيْهِ فَغَسَلَ يَدَيْهِ ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثُمَّ ذَهَبَ لِيَغْسِلَ ذِرَاعَيْهِ فَضَاقَتْ بِهِ الْجُبَّةُ فَأَخْرَجَهُمَا مِنْ أَسْفَلِ الْجُبَّةِ فَغَسَلَهُمَا وَمَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ ثُمَّ صَلَّى بِنَا .

☆☆ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ قضائے حاجت کے لیے تشریف لے گئے جب آپ واپس تشریف لائے تو میں نے پانی کا برتن لیا اور آپ کے سامنے آیا' میں نے آپ پر پانی انڈیلنا شروع کیا' آپ نے اپنے دونوں ہاتھوں کو دھویا' پھر آپ نے اپنے چہرۂ مبارک کو دھویا' پھر آپ اپنے دونوں بازوؤں کو دھونے لگے تو اس جبے کی آستینیں تنگ تھیں' آپ نے جبے کے نیچے کی طرف سے بازوؤں کو باہر نکالا اور بازوؤں کو دھویا' پھر آپ نے اپنے موزوں پر مسح کیا اور ہمیں نماز پڑھائی۔

124 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ يَحْيَى عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الْمُغِيرَةِ عَنْ أَبِيهِ الْمُغِيرَةِ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ خَرَجَ لِحَاجَتِهِ فَاتَّبَعَهُ الْمُغِيرَةُ بِإِدَاوَةٍ فِيهَا مَاءٌ فَصَبَّ عَلَيْهِ حَتَّى فَرَغَ مِنْ حَاجَتِهِ فَتَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ .

☆☆ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم ﷺ کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: ایک مرتبہ آپ قضائے حاجت کے لیے تشریف لے گئے' تو حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ پانی کا برتن لے کر آپ کے پیچھے گئے' حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے آپ پر پانی انڈیلا اور قضائے حاجت سے فارغ ہونے کے بعد نبی اکرم ﷺ نے وضو کرتے ہوئے موزوں پر مسح کیا تھا۔

97 - باب الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ فِي السَّفَرِ .

باب: سفر کے دوران موزوں پر مسح کرنا

125 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ سَمِعْتُ إِسْمَاعِيلَ بْنَ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ سَمِعْتُ حَمْزَةَ بْنَ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَقَالَ "تَخَلَّفْ يَا مُغِيرَةُ وَامْضُوا أَيُّهَا النَّاسُ". فَتَخَلَّفْتُ وَمَعِي إِدَاوَةٌ مِنْ مَاءٍ وَمَضَى النَّاسُ فَذَهَبَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحَاجَتِهِ فَلَمَّا رَجَعَ ذَهَبْتُ أَصُبُّ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ رُومِيَّةٌ ضَيِّقَةُ الْكُمَّيْنِ فَأَرَادَ أَنْ يُخْرِجَ يَدَهُ مِنْهَا فَضَاقَتْ عَلَيْهِ فَأَخْرَجَ يَدَهُ مِنْ تَحْتِ الْجُبَّةِ فَغَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ وَمَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ .

☆☆ حمزہ بن مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ایک مرتبہ میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ سفر میں

123-اخرجه البخاري في الصلاة، باب الصلاة في الجبة الشامية (الحديث 363) بنحوه، و باب الصلاة في الخفاف (الحديث 388) مختصرًا، و في الجهاد، باب الجبة في السفر و الحرب (الحديث 2918)، و في اللباس، باب من لبس جبة ضيقة الكمين في السفر (الحديث 5798) . و اخرجه مسلم في الطهارة، باب المسح على الخفين (الحديث 77 و 78) مطولاً . واخرجه ابن ماجه في الطهارة و سننها، باب الرجل يستعين على وضوئه فيصب عليه (الحديث 389) . تحفة الاشراف (11528) .

124-تقديم في الطهارة صب الخادم الماء على الرجل للوضوء (الحديث 79) .

125-تقديم في الطهارة، باب المسح على العمامة مع الناصية (الحديث 108) .

شریک تھا' آپ نے ارشاد فرمایا: اے مغیرہ! تم پیچھے رہو اور لوگو! تم لوگ چلتے رہو' حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں' کہ میں پیچھے رہ گیا' میرے پاس پانی کا برتن موجود تھا' لوگ آگے چلے گئے' تو نبی اکرم ﷺ قضائے حاجت کے لیے تشریف لے گئے' جب آپ واپس تشریف لائے' تو میں نے آپ پر پانی انڈیلنا شروع کیا' اس وقت آپ نے تنگ آستینوں والا ایک رومی جبہ پہنا ہوا تھا' آپ اس میں سے اپنے ہاتھ نکالنے لگے تو اس کی آستینیں تنگ تھیں' تو نبی اکرم ﷺ نے جبے کے نیچے سے اپنے ہاتھ نکالے' اور پھر اپنے چہرے اور اپنے بازوؤں کو دھویا' آپ نے اپنے سر پر مسح کیا اور دونوں موزوں پر مسح کیا۔

98 - باب التَّوْقِيتِ فِي الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ لِلْمُسَافِرِ .

باب: مسافر شخص کے لیے موزوں پر مسح کرنے کی متعین مدت

126 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ زِرٍّ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَسَّالٍ قَالَ رَخَّصَ لَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كُنَّا مُسَافِرِينَ أَنْ لَا نَنْزِعَ خِفَافَنَا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَلَيَالِيَهُنَّ .

☆☆ حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ہمیں اس بات کی اجازت دی ہے' کہ جب ہم سفر کر رہے ہوں' تو ہم تین دن اور تین راتوں تک اپنے موزے نہ اتاریں۔

127 - أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الرُّهَاوِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَمَالِكُ بْنُ مِغْوَلٍ وَزُهَيْرٌ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ وَسُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ زِرٍّ قَالَ سَأَلْتُ صَفْوَانَ بْنَ عَسَّالٍ عَنِ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ فَقَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُنَا إِذَا كُنَّا مُسَافِرِينَ أَنْ نَمْسَحَ عَلَى خِفَافِنَا وَلَا نَنْزِعَهَا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مِنْ غَائِطٍ وَبَوْلٍ وَنَوْمٍ إِلَّا مِنْ جَنَابَةٍ .

☆☆ زر بن حبیش بیان کرتے ہیں' میں نے حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ سے موزوں پر مسح کرنے کے بارے میں دریافت کیا' تو انہوں نے بتایا: نبی اکرم ﷺ ہمیں یہ حکم دیا کرتے تھے کہ جب ہم سفر کر رہے ہوں' تو اپنے موزوں پر مسح کر لیا کریں اور تین دن تک پاخانہ یا پیشاب کرنے یا وضو ٹوٹنے پر موزے نہ اتاریں' البتہ جنابت کا حکم مختلف ہے۔ (کیونکہ جنابت کی صورت میں موزے اتارنا لازم ہوگا)۔

126-اخرجه الترمذي في الطهارة، باب المسح على الخفين (الحديث 96) مطولاً، و في الدعوات، باب في فضل التوبة و الاستغفار و ما ذكر من رحمة الله لعباده (الحديث 3535 و 3536) مطولاً . و اخرجه النسائي في الطهارة، باب التوقيت في المسح على الخفين للمسافر (الحديث 127)، و باب الوضوء من الغائط و البول (الحديث 158)، و الوضوء من الغائط (الحديث 159) و اخرجه ابن ماجه في الطهارة و سننها، باب الوضوء من النوم (الحديث 478) و الحديث عند: الترمذي في الزهد، باب ما جاء ان المرء مع من احب (الحديث 2387) و النسائي في التفسير: سورة آل عمران، قوله تعالى: (يوم يأتي بعض آيات ربك لا ينفع نفسًا ايمانها لم تكن آمنت من قبل) (الحديث 198) . و ابن ماجه في الفتن، باب طلوع الشمس من مغربها (الحديث 4070) . تحفة الاشراف (4952) .

127-تقديم في الطهارة، باب التوقيت في المسح على الخفين للمسافر (الحديث 126) .

99 - باب التَّوْقِيتِ فِي الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ لِلْمُقِيمِ .

باب: مقیم شخص کے لیے موزوں پر مسح کی مدت کا تعین

128 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَنْبَاَنَا الثَّوْرِيُّ عَنْ عَمْرِو بْنِ قَيْسٍ الْمُلَائِيِّ عَنِ الْحَكَمِ بْنِ عُتَيْبَةَ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُخَيْمِرَةَ عَنْ شُرَيْحِ بْنِ هَانِئٍ عَنْ عَلِيٍّ - رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ - قَالَ جَعَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْمُسَافِرِ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ وَّلَيَالِيَهُنَّ وَيَوْمًا وَّلَيْلَةً لِلْمُقِيمِ يَعْنِي فِي الْمَسْحِ .

☆☆ حضرت علی ؓ فرماتے ہیں' کہ نبی اکرم ﷺ نے مسافر شخص کو تین دن اور تین راتوں تک' جبکہ مقیم شخص کو ایک دن اور ایک رات تک کی' اجازت دی ہے۔

(راوی کہتے ہیں:) یعنی موزوں پر مسح کرنے کے حوالے سے اجازت دی ہے۔

129 - اَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ اَبِي مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنِ الْحَكَمِ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُخَيْمِرَةَ عَنْ شُرَيْحِ بْنِ هَانِئٍ قَالَ سَاَلْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنِ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ فَقَالَتِ ائْتِ عَلِيًّا فَاِنَّهُ اَعْلَمُ بِذٰلِكَ مِنِّي . فَاَتَيْتُ عَلِيًّا فَسَاَلْتُهُ عَنِ الْمَسْحِ فَقَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْمُرُنَا اَنْ يَّمْسَحَ الْمُقِيمُ يَوْمًا وَّلَيْلَةً وَّالْمُسَافِرُ ثَلَاثًا .

☆☆ شریح بن ہانی بیان کرتے ہیں' میں نے سیدہ عائشہ صدیقہ ؓ سے موزوں کے بارے میں دریافت کیا' تو انہوں نے فرمایا: تم حضرت علی ؓ کے پاس جاؤ' وہ مجھ سے زیادہ جانتے ہیں' میں حضرت علی ؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے مسح کے بارے میں دریافت کیا' تو انہوں نے فرمایا: نبی اکرم ﷺ ہمیں یہ حکم دیتے تھے کہ مقیم شخص ایک دن اور ایک رات تک' جبکہ مسافر تین دن اور تین راتوں تک موزوں پر مسح کرے۔

100 - باب صِفَةِ الْوُضُوْءِ مِنْ غَيْرِ حَدَثٍ .

باب: پہلا وضو باقی ہونے پر وضو کرنے کا طریقہ

130 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَزِيدَ قَالَ حَدَّثَنَا بَهْزُ بْنُ اَسَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَيْسَرَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّزَّالَ بْنَ سَبْرَةَ قَالَ رَاَيْتُ عَلِيًّا - رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ - صَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ قَعَدَ لِحَوَائِجِ النَّاسِ فَلَمَّا حَضَرَتِ

128-اخرجه مسلم في الطهارة، باب التوقيت في المسح على الخفين (الحديث 85) مطولاً . واخرجه النسائي في الطهارة، التوقيت في المسح على الخفين للمقيم (الحديث 129) . و اخرجه ابن ماجه في الطهارة و سننها، باب ما جاء في التوقيت في المسح للمقيم و المسافر (الحديث 552) مطولاً . تحفة الاشراف (10126) .

129-تقديم في الطهارة، التوقيت في المسح على الخفين للمقيم (الحديث 128) .

130-اخرجه البخاري في الاشربة ، باب الشرب قائمًا (الحديث 5616) مختصرًا و اخرجه الترمذي في الشمائل ، باب ما جاء في صفة شرب رسول الله صلى الله عليه وسلم (الحديث 200) . و الحديث عند : البخاري في الاشربة ، باب الشرب قائمًا (الحديث 5615) . و ابي داؤد في الاشربة ، باب في الشرب قائمًا (الحديث 3718) . تحفة الاشراف (10293) .

الْعَصْرُ اُتِيَ بِتَوْرٍ مِنْ مَّاءٍ فَاَخَذَ مِنْهُ كَفًّا فَمَسَحَ بِهِ وَجْهَهُ وَذِرَاعَيْهِ وَرَاْسَهُ وَرِجْلَيْهِ ثُمَّ اَخَذَ فَضْلَهُ فَشَرِبَ قَائِمًا وَقَالَ اِنَّ نَاسًا يَكْرَهُوْنَ هٰذَا وَقَدْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُهُ وَهٰذَا وُضُوْءُ مَنْ لَّمْ يُحْدِثْ .

☆☆ نزال بن سبرہ بیان کرتے ہیں' میں نے حضرت علی ؓ کو دیکھا' انہوں نے ظہر کی نماز ادا کی' پھر اس کے بعد لوگوں کے معاملات نمٹانے کے لیے تشریف فرما ہوئے اور پھر عصر کی نماز کا وقت ہوا تو ان کے پاس وضو کا برتن لایا گیا' انہوں نے اس میں سے پانی پیا اور اس کے ذریعے اپنے چہرے' دونوں بازوؤں' اپنے سر اور دونوں پاؤں پر مسح کر لیا' پھر انہوں نے باقی بچا ہوا پانی لیا اور اسے کھڑے ہو کر پی لیا' پھر یہ بات بیان کی: لوگ اس بات کو مکروہ سمجھتے ہیں' لیکن میں نے نبی اکرم ﷺ کو ایسا کرتے ہوئے دیکھا ہے' یہ اس شخص کے وضو کا طریقہ ہے' جو پہلے سے باوضو ہو۔

101 - باب الْوُضُوْءِ لِكُلِّ صَلَاةٍ .

باب: ہر نماز کے لیے وضو کرنا

131 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَامِرٍ عَنْ اَنَسٍ اَنَّهُ ذَكَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُتِيَ بِاِنَاءٍ صَغِيرٍ فَتَوَضَّاَ . قُلْتُ اَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّاُ لِكُلِّ صَلَاةٍ قَالَ نَعَمْ . قَالَ فَاَنْتُمْ قَالَ كُنَّا نُصَلِّي الصَّلَوَاتِ مَا لَمْ نُحْدِثْ قَالَ وَقَدْ كُنَّا نُصَلِّي الصَّلَوَاتِ بِوُضُوْءٍ .

☆☆ حضرت انس ؓ نے اس بات کا تذکرہ کیا ہے' کہ ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں ایک چھوٹا برتن لایا گیا تو آپ نے اس سے وضو کر لیا۔

راوی کہتے ہیں' کہ میں نے دریافت کیا: نبی اکرم ﷺ ہر نماز کے لیے وضو کیا کرتے تھے؟ تو انہوں نے جواب دیا: جی ہاں!

راوی کہتے ہیں: آپ لوگ کیا کیا کرتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا: ہم لوگ جب تک ہمارا وضو نہیں ٹوٹ جاتا تھا' اس وقت تک ایک ہی وضو کے ساتھ مختلف نمازیں ادا کیا کرتے تھے۔

راوی کہتے ہیں: ہم بھی ایک ہی وضو کے ساتھ کئی نمازیں ادا کر لیا کرتے ہیں۔

شرح

وضو کی تین اقسام

(۱) فرض: اس سے مراد بے وضو شخص کا نماز ادا کرنے کے وقت وضو کرنا ہے۔

131-اخرجه البخاري في الوضوء، باب الوضوء من غير حدث (الحديث 214) مختصراً . و اخرجه ابو داؤد في الطهارة، باب الرجل يصلي الصلوات بوضوء واحد (الحديث 171) مختصراً . و اخرجه الترمذي في الطهارة، باب ما جاء في الوضوء لكل صلاة (الحديث 60) مختصراً . و اخرجه ابن ماجه في الطهارة و سننها ، باب الوضوء لكل صلاة . والصلوات كلها بوضوء واحد (الحديث 509) مختصراً . تحفة الاشراف (1110) .

(۲) واجب: اس سے مراد خانہ کعبہ کا طواف کرنے والے شخص کا وضو کرنا ہے اگر کوئی شخص وضو کے بغیر طواف کر لیتا ہے تو یہ جائز ہوگا' تاہم وہ واجب کو ترک کرنے والا شمار ہوگا۔

(۳) مستحب: اس کی بہت سی اقسام ہیں' ان میں سے ایک سوتے وقت وضو کرنا ہے' ان میں سے ایک ہر وقت وضو برقرار رکھنا ہے' اس سے مراد یہ ہے کہ جب آدمی بے وضو ہو اسی وقت وضو کر لے تاکہ وہ ہر وقت باوضو حالت میں رہے۔

مسئلہ: ان میں سے ایک غیبت کرنے یا شعر سنانے کے بعد وضو کرنا ہے' ان میں سے ایک وضو ہونے کے باوجود وضو کرنا ہے' ان میں سے ایک قہقہہ لگا کر ہنسنے کے بعد وضو کرنا ہے' ان میں سے ایک میت کو غسل دینے کے بعد وضو کرنا۔ (قاضی خان)

•••———•••———•••

132 - اَخْبَرَنَا زِيَادُ بْنُ اَيُّوبَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ قَالَ حَدَّثَنَا اَيُّوبُ عَنِ ابْنِ اَبِي مُلَيْكَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ مِنَ الْخَلَاءِ فَقُرِّبَ اِلَيْهِ طَعَامٌ فَقَالُوا اَلَا نَاْتِيكَ بِوَضُوْءٍ فَقَالَ "اِنَّمَا اُمِرْتُ بِالْوُضُوْءِ اِذَا قُمْتُ اِلَى الصَّلَاةِ."

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما یہ بات بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت کر کے تشریف لائے' آپ کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا' لوگوں نے عرض کی: پہلے ہم آپ کے لیے وضو کا پانی لے آئیں؟ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے وضو کرنے کا حکم اس وقت کے لیے دیا گیا ہے' جب میں نماز پڑھنی شروع کروں۔

133 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنَا عَلْقَمَةُ بْنُ مَرْثَدٍ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ لِكُلِّ صَلَاةٍ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ الْفَتْحِ صَلَّى الصَّلَوَاتِ بِوُضُوْءٍ وَّاحِدٍ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ فَعَلْتَ شَيْئًا لَّمْ تَكُنْ تَفْعَلُهُ. قَالَ "عَمْدًا فَعَلْتُهُ يَا عُمَرُ."

☆☆ ابن بریدہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے لیے وضو کیا کرتے تھے' البتہ فتح مکہ کے موقع پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہی وضو کے ساتھ کئی نمازیں ادا کیں' تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کی خدمت میں عرض کی: آپ نے ایسا عمل کیا ہے' جو آپ نے پہلے نہیں کیا تھا' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے عمر! میں نے جان بوجھ کر ایسا کیا ہے۔

102 - باب النَّضْحِ .

باب: (وضو کے بعد) شرم گاہ پر پانی چھڑکنا

134 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ

132-اخرجه ابوداؤد في الاطعمة، باب في غسل اليدين عند الطعام (الحديث 3760) . واخرجه الترمذي في الاطعمة، باب في ترك الوضوء قبل الطعام (الحديث 1847) . تحفة الاشراف (5793) .

133-اخرجه مسلم في الطهارة، باب جواز الصلوات كلها بوضوء واحد (الحديث 86) مختصراً . و اخرجه ابوداؤد في الطهارة، باب الرجل يصلي الصلوات بوضوء واحد (الحديث 172) مختصراً . و اخرجه الترمذي في الطهارة، باب ما جاء انه يصلي الصلوات بوضوء واحد (الحديث 61) . و اخرجه ابن ماجه الطهارة و سننها، باب الوضوء لكل صلاة، و الصلوات كلها بوضوء و احد (الحديث 510) مختصراً . تحفة الاشراف (1928) .

الْحَكَمِ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا تَوَضَّأَ اَخَذَ حَفْنَةً مِّنْ مَّاءٍ فَقَالَ بِهَا هٰكَذَا - وَوَصَفَ شُعْبَةُ - نَضَحَ بِهِ فَرْجَهُ فَذَكَرْتُهُ لِاِبْرَاهِيْمَ فَاَعْجَبَهُ قَالَ الشَّيْخُ ابْنُ السُّنِّيِّ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحَكَمُ هُوَ ابْنُ سُفْيَانَ الثَّقَفِيُّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ .

☆☆ حکم نامی راوی اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب وضو کر لیتے تھے' تو آپ چلو میں پانی لے کر اس طرح کیا کرتے تھے۔

شعبہ نامی راوی نے اپنی شرم گاہ پر پانی چھڑک کر بتایا: یہ کیا کرتے تھے۔

راوی کہتے ہیں' کہ جب میں نے اس روایت کا تذکرہ ابراہیم نامی راوی سے کیا' تو انہیں یہ روایت پسند آئی۔

شیخ ابن سنی فرماتے ہیں: امام نسائی فرماتے ہیں: حکم سے مراد حکم بن سفیان ثقفی ہے۔

135 - اَخْبَرَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ الدُّوْرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَحْوَصُ بْنُ جَوَّابٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَمَّارُ بْنُ رُزَيْقٍ عَنْ مَنْصُوْرٍ ح وَاَنْبَاَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا قَاسِمٌ - وَهُوَ ابْنُ يَزِيْدَ الْجَرْمِيُّ - قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا مَنْصُوْرٌ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ الْحَكَمِ بْنِ سُفْيَانَ قَالَ رَاَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ وَنَضَحَ فَرْجَهُ . قَالَ اَحْمَدُ فَنَضَحَ فَرْجَهُ .

☆☆ حکم بن سفیان بیان کرتے ہیں' میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے وضو کیا (اور وضو کے بعد) اپنی شرم گاہ پر پانی چھڑکا۔

احمد بن حرب نامی راوی نے ایک لفظ مختلف نقل کیا ہے۔

103 - بابُ الْاِنْتِفَاعِ بِفَضْلِ الْوُضُوْءِ .

باب: وضو کے بچے ہوئے پانی کو استعمال کرنا

136 - اَخْبَرَنَا اَبُوْ دَاوُدَ سُلَيْمَانُ بْنُ سَيْفٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَتَّابٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِي اِسْحَاقَ عَنْ اَبِي حَيَّةَ قَالَ رَاَيْتُ عَلِيًّا - رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ - تَوَضَّأَ ثَلَاثًا ثَلَاثًا ثُمَّ قَامَ فَشَرِبَ فَضْلَ وَضُوْئِهِ وَقَالَ صَنَعَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا صَنَعْتُ .

☆☆ ابوحیہ بیان کرتے ہیں' میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا' انہوں نے تین مرتبہ وضو کیا اور پھر کھڑے ہو کر وضو سے بچا ہوا پانی پی لیا اور یہ بات بیان کی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایسا کیا تھا' جس طرح میں نے کیا ہے۔

134-اخرجه ابوداؤد في الطهارة، باب في الانتضاح (الحديث 166 و167 و1685) بمعناه . واخرجه النسائي في الطهارة، باب النضح (الحديث 135) . و اخرجه ابن ماجه في الطهارة و سننها، باب ما جاء في النضح بعد الوضوء (الحديث 461) بنحوه . تحفة الاشراف (3420) .

135-تقدم في الطهارة، باب النضح (الحديث 134) .

136-انفرد به النسائي . والحديث عند: الترمذي في الطهارة، باب ما جاء في الوضوء ثلاثًا ثلاثًا (الحديث 44) . تحفة الاشراف (10322) .

137 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ عَنْ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ مِغْوَلٍ عَنْ عَوْنِ بْنِ اَبِیْ جُحَيْفَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ شَهِدْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْبَطْحَاءِ وَاَخْرَجَ بِلَالٌ فَضْلَ وَضُوْئِهٖ فَابْتَدَرَهُ النَّاسُ فَنِلْتُ مِنْهُ شَيْئًا وَرَكَزْتُ لَهُ الْعَنَزَةَ فَصَلّٰى بِالنَّاسِ وَالْحُمُرُ وَالْكِلَابُ وَالْمَرْاَةُ يَمُرُّوْنَ بَيْنَ يَدَيْهِ .

☆☆ عون بن ابوجحیفہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نبی اکرم ﷺ کے سامنے موجود تھا' حضرت بلال ؓ نبی اکرم ﷺ کے وضو کا بچا ہوا پانی لے کر باہر آئے' تو لوگ ان کی طرف لپکے' مجھے بھی اس میں سے کچھ حصہ ملا' پھر نبی اکرم ﷺ کے لیے عنزہ (یعنی چھوٹا نیزہ و سترہ) کے طور پر گاڑا گیا' نبی اکرم ﷺ نے لوگوں کو نماز پڑھائی' اس وقت کچھ گدھے' کتے اور خواتین' سترے کے دوسری طرف سے آپ کے آگے سے گزرے۔

138 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ عَنْ سُفْيَانَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ الْمُنْكَدِرِ يَقُوْلُ سَمِعْتُ جَابِرًا يَقُوْلُ مَرِضْتُ فَاَتَانِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبُوْ بَكْرٍ يَعُوْدَانِيْ فَوَجَدَانِيْ قَدْ اُغْمِيَ عَلَيَّ فَتَوَضَّاَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَبَّ عَلَيَّ وَضُوْئَهٗ .

☆☆ حضرت جابر ؓ بیان کرتے ہیں' میں بیمار ہوگیا' نبی اکرم ﷺ اور حضرت ابوبکر ؓ دونوں حضرات میری تیمارداری کے لیے تشریف لائے' ان لوگوں نے مجھے ایسی حالت میں پایا' کہ مجھ پر بے ہوشی طاری ہو چکی تھی' تو نبی اکرم ﷺ نے وضو کیا اور اپنا بچا ہوا وضو کا پانی مجھ پر ڈالا۔

104 - باب فَرْضِ الْوُضُوْءِ .

باب: وضو کا فرض ہونا

139 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِي الْمَلِيْحِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ صَلَاةً بِغَيْرِ طُهُوْرٍ وَّلَا صَدَقَةً مِّنْ غُلُوْلٍ ."

☆☆ ابوالملیح اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: اللہ تعالیٰ وضو کے بغیر نماز کو اور حرام مال میں سے دیئے گئے صدقے کو قبول نہیں کرتا ہے۔

137-اخرجه البخاري في المناقب، باب صفة النبي صلى الله عليه وسلم (الحديث 3566) بنحوه . و اخرجه مسلم في الصلاة، باب سترة المصلي (الحديث 251) . تحفة الاشراف (11818) .

138-اخرجه البخاري في المرضى، باب عيادة المغمى عليه (الحديث 565) مطولاً، و في الفرائض، باب قول الله تعالى: (يوصيكم الله في اولادكم . . .) الايتان (11 و 12) من سورة المائدة . (الحديث 6723) مطولاً، و في الاعتصام بالكتاب و السنة، باب ما كان النبي صلى الله عليه وسلم يسال مما لم ينزل عليه الوحي فيقول لا ادري او لم يجب حتى ينزل عليه الوحي، و لم يقل براي او قياس (الحديث 7309) مطولاً . و اخرجه مسلم في الفرائض، باب ميراث الكلالة (الحديث 5) مطولاً . و اخرجه ابوداؤد في الفرائض، باب في الكلالة (الحديث 2886) مطولاً . و اخرجه الترمذي في الفرائض، باب ميراث الاخوات (الحديث 2097) مطولاً . و اخرجه النسائي في التفسير: سورة النساء، قوله تعالى: (يستفتونك قل الله يفتيكم في الكلالة) (الحديث 154) مطولاً . و اخرجه ابن ماجه في الفرائض، باب الكلالة (الحديث 2727) . و الحديث عند: الترمذي في تفسير القرآن، باب "و من سورة النساء" (الحديث 3015) . و ابن ماجه في الجنائز، باب ما جاء في عيادة المريض (الحديث 1436) . تحفة الاشراف (3028) .

139-اخرجه ابوداؤد في الطهارة، باب فرض الوضوء (الحديث 59) . و اخرجه النسائي في الزكاة، باب الصدقة من غلول (الحديث 2523) . و اخرجه ابن ماجه في الطهارة و سننها، باب لا يقبل الله صلاة بغير طهور (الحديث 271) . تحفة الاشراف (132) .

105 - باب الْاِعْتِدَاءِ فِي الْوُضُوْءِ .

باب: وضو میں حد سے تجاوز کرنا

140 - اَخْبَرَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُوْسَى بْنِ اَبِيْ عَائِشَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ جَآءَ اَعْرَابِيٌّ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْاَلُهٗ عَنِ الْوُضُوْءِ فَاَرَاهُ الْوُضُوْءَ ثَلَاثًا ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ "هٰكَذَا الْوُضُوْءُ فَمَنْ زَادَ عَلٰى هٰذَا فَقَدْ اَسَاءَ وَتَعَدّٰى وَظَلَمَ ."

☆☆ عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا بیان نقل کرتے ہیں: ایک مرتبہ ایک دیہاتی نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' اس نے آپ سے وضو کے طریقے کے بارے میں دریافت کیا' تو آپ ﷺ نے اسے تین' تین مرتبہ وضو کر کے دکھایا' پھر ارشاد فرمایا: یہ وضو کا طریقہ ہے' جو اس سے زیادہ مرتبہ عضو کو دھوئے گا وہ غلط کرے گا' زیادتی کرے گا اور ظلم کرے گا۔

106 - باب الْاَمْرِ بِاِسْبَاغِ الْوُضُوْءِ .

باب: اچھی طرح وضو کرنے کا حکم

141 - اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيْبِ بْنِ عَرَبِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ جَهْضَمٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كُنَّا جُلُوْسًا اِلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ وَاللّٰهِ مَا خَصَّنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَيْءٍ دُوْنَ النَّاسِ اِلَّا بِثَلَاثَةِ اَشْيَاءَ فَاِنَّهٗ اَمَرَنَا اَنْ نُّسْبِغَ الْوُضُوْءَ وَلَا نَاْكُلَ الصَّدَقَةَ وَلَا نُنْزِيَ الْحُمُرَ عَلَى الْخَيْلِ .

☆☆ عبداللہ بن عبیداللہ بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ ہم لوگ حضرت عبداللہ بن عباس ؓ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے' تو انہوں نے فرمایا: نبی اکرم ﷺ نے باقی لوگوں کو چھوڑ کر بطور خاص ہمیں کسی چیز کا حکم نہیں دیا' البتہ تین چیزیں ایسی ہیں' جن کا (بطور خاص ہمیں حکم دیا ہے) آپ نے ہمیں ہدایت کی ہے' کہ ہم اچھی طرح وضو کریں' یہ کہ ہم زکوۃ نہ کھائیں اور یہ کہ ہم گدھوں کو گھوڑی کے ساتھ جفتی کے لیے نہ دیں۔

142 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ هِلَالِ بْنِ يِسَافٍ عَنْ اَبِيْ يَحْيٰى عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ

140-اخرجه ابوداؤد في الطهارة، باب الوضوء ثلاثا ثلاثا (الحديث 135) مطولاً . و اخرجه ابن ماجه في الطهارة و سننها، باب ما جاء في القصد في الوضوء و كراهية التعدي فيه (الحديث 422) . تحفة الاشراف (8809) .

141-اخرجه ابوداؤد في الصلاة، باب قدر القراءة في صلاة الظهر و العصر (الحديث 808) مطولاً . و اخرجه الترمذي في الجهاد، باب ما جاء في كراهية ان تنزى الحمر على الخيل (الحديث 1701) . و اخرجه النسائي في الخيل، باب التشديد في حمل الحمير على الخيل (الحديث 3583) مطولاً . و اخرجه ابن ماجه في الطهارة و سننها، باب ما جاء في اسباغ الوضوء (الحديث 426) مختصراً . تحفة الاشراف (5791) .

142-تقديم في الطهارة، باب ايجاب غسل الرجلين (الحديث 111) .

عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَسْبِغُوا الْوُضُوْءَ".

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: اچھی طرح وضو کرو۔

107 - باب الْفَضْلِ فِيْ ذٰلِكَ .

باب: اس عمل کی فضیلت

143 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِمَا يَمْحُو اللّٰهُ بِهِ الْخَطَايَا وَيَرْفَعُ بِهِ الدَّرَجَاتِ اِسْبَاغُ الْوُضُوْءِ عَلَى الْمَكَارِهِ وَكَثْرَةُ الْخُطَا اِلَى الْمَسَاجِدِ وَانْتِظَارُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصَّلَاةِ فَذٰلِكُمُ الرِّبَاطُ فَذٰلِكُمُ الرِّبَاطُ فَذٰلِكُمُ الرِّبَاطُ ."

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: کیا میں تمہیں ایسی چیز کے بارے میں بتاؤں؟ جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ گناہوں کو مٹا دیتا ہے اور جس کے ذریعے درجات کو بلند کر دیتا ہے' جس وقت طبیعت آمادہ نہ ہو' تو اس وقت اچھی طرح وضو کرنا' مسجد کی طرف دور سے چل کر آنا اور ایک نماز ادا کر لینے کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا یہی تیاری ہے' یہی تیاری ہے' یہی تیاری ہے۔

شرح

امام سیوطی فرماتے ہیں: الرباط سے مراد اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی طرف اشارہ ہے۔

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا (آل عمران:۲۰۰)

علامہ سندھی فرماتے ہیں: ایک قول کے مطابق یہاں "رباط" سے مراد "افضل" ہوتا ہے۔

(سنن نسائی: مذکورہ حدیث کے حواشی میں یہ بات تحریر ہے)

108 - باب ثَوَابِ مَنْ تَوَضَّاَ كَمَا اُمِرَ .

باب: جو شخص اسی طرح وضو کرے' جس طرح حکم دیا گیا ہے' اس کا ثواب

144 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَاصِمِ بْنِ سُفْيَانَ الثَّقَفِيِّ اَنَّهُمْ غَزَوْا غَزْوَةَ السَّلَاسِلِ فَفَاتَهُمُ الْغَزْوُ فَرَابَطُوْا ثُمَّ رَجَعُوْا اِلٰى مُعَاوِيَةَ وَعِنْدَهُ اَبُوْ اَيُّوْبَ وَعُقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ فَقَالَ عَاصِمٌ يَا اَبَا اَيُّوْبَ فَاتَنَا الْغَزْوُ الْعَامَ وَقَدْ اُخْبِرْنَا اَنَّهُ مَنْ صَلّٰى فِي الْمَسَاجِدِ الْاَرْبَعَةِ غُفِرَ لَهُ ذَنْبُهُ . فَقَالَ يَا ابْنَ اَخِيْ اَدُلُّكَ عَلٰى اَيْسَرَ مِنْ ذٰلِكَ اِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "مَنْ تَوَضَّاَ كَمَا اُمِرَ وَصَلّٰى كَمَا اُمِرَ غُفِرَ لَهُ مَا قَدَّمَ مِنْ عَمَلٍ ." اَكَذٰلِكَ يَا عُقْبَةُ قَالَ نَعَمْ .

143-اخرجه مسلم في الطهارة، باب فضل اسباغ الوضوء على المكاره (الحديث 41) . تحفة الاشراف (14087) .

144-اخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب ما جاء في الصلاة كفارة (الحديث 1396) . تحفة الاشراف (3462) .

☆☆ عاصم بن سفیان ثقفی بیان کرتے ہیں' ان لوگوں نے غزوۂ سلاسل میں شرکت کا ارادہ کیا' لیکن وہ لوگ اس جنگ میں شریک نہیں ہو سکے' تو انہوں نے سرحد پر نگہبانی کے فرائض انجام دینا شروع کیے' پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس واپس آئے' اس وقت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ' حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے' تو عاصم نے کہا: اے حضرت ابوایوب! ہم لوگ اس سال جنگ میں شریک نہیں ہو سکے ہیں' ہمیں یہ بتایا گیا ہے' کہ جو شخص جلد مسجد میں نماز ادا کر لیتا ہے' تو اس کے گناہوں کی مغفرت کر دی جائے گی' تو حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرے بھتیجے! میں تمہاری رہنمائی اس سے بھی زیادہ آسان عمل کی طرف کرتا ہوں' میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ بات ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: جو شخص اُسی طرح وضو کرتا ہے' جس طرح اُسے ہدایت کی گئی ہے اور وہ اُسی طرح نماز ادا کرتا ہے' جس طرح ہدایت کی گئی ہے' تو اس شخص کے گزشتہ گناہوں کی مغفرت کر دی جاتی ہے۔

(پھر انہوں نے حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا:) اے عقبہ! کیا ایسا ہی ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: جی ہاں!

145 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ جَامِعِ بْنِ شَدَّادٍ قَالَ سَمِعْتُ حُمْرَانَ بْنَ اَبَانَ اَخْبَرَ اَبَا بُرْدَةَ فِي الْمَسْجِدِ اَنَّهُ سَمِعَ عُثْمَانَ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "مَنْ اَتَمَّ الْوُضُوْءَ كَمَا اَمَرَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فَالصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ كَفَّارَاتٌ لِمَا بَيْنَهُنَّ ."

☆☆ جامع بن شداد بیان کرتے ہیں' میں نے مسجد میں حمران کو ابوبردہ کو یہ حدیث سناتے ہوئے سنا' انہوں (حمران) نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان بیان کرتے ہوئے سنا ہے: جو شخص اُسی طرح مکمل وضو کرے جیسے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے' تو پانچ نمازیں' ان کے درمیان ہونے والے گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہیں۔

146 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ حُمْرَانَ مَوْلٰى عُثْمَانَ اَنَّ عُثْمَانَ - رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ - قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "مَا مِنِ امْرِءٍ يَتَوَضَّاُ فَيُحْسِنُ وُضُوْءَهُ ثُمَّ يُصَلِّي الصَّلَاةَ اِلَّا غُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الصَّلَاةِ الْاُخْرٰى حَتّٰى يُصَلِّيَهَا ."

☆☆ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ بات ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: جو شخص وضو کرتے ہوئے اچھی طرح وضو کرتا ہے اور نماز ادا کرتا ہے' تو اس کے اس نماز اور اگلی نمازوں کے درمیان کے گناہوں کی مغفرت کر دی جاتی ہے' یہاں تک کہ وہ اگلی نماز ادا کرے۔

147 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اٰدَمُ بْنُ اَبِيْ اِيَاسٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ - هُوَ ابْنُ سَعْدٍ - قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَبُوْ يَحْيٰى سُلَيْمُ بْنُ عَامِرٍ وَّضَمْرَةُ بْنُ حَبِيْبٍ وَّاَبُوْ طَلْحَةَ نُعَيْمُ بْنُ زِيَادٍ

145-اخرجه مسلم في الطهارة، باب فضل الوضوء و الصلاة عقبه (الحديث 10و11) . و اخرجه ابن ماجه في الطهارة و سننها، باب ما جاء في الوضوء على ما امر الله تعالى: (الحديث 459) . تحفة الاشراف (9789) .

146-اخرجه البخاري في الوضوء، باب الوضوء ثلاثًا ثلاثًا (الحديث 160) مطولاً . و اخرجه مسلم في الطهارة، باب فضل الوضوء و الصلاة عقبه (الحديث 5 و 6) مطولاً . تحفة الاشراف (9793) .

147-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (10760) .

قَالُوْا سَمِعْنَا اَبَا اُمَامَةَ الْبَاهِلِيَّ يَقُوْلُ سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ عَبَسَةَ يَقُوْلُ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ الْوُضُوْءُ قَالَ "اَمَّا الْوُضُوْءُ فَاِنَّكَ اِذَا تَوَضَّاْتَ فَغَسَلْتَ كَفَّيْكَ فَاَنْقَيْتَهُمَا خَرَجَتْ خَطَايَاكَ مِنْ بَيْنِ اَظْفَارِكَ وَاَنَامِلِكَ فَاِذَا مَضْمَضْتَ وَاسْتَنْشَقْتَ مَنْخِرَيْكَ وَغَسَلْتَ وَجْهَكَ وَيَدَيْكَ اِلَى الْمِرْفَقَيْنِ وَمَسَحْتَ رَاْسَكَ وَغَسَلْتَ رِجْلَيْكَ اِلَى الْكَعْبَيْنِ اغْتَسَلْتَ مِنْ عَامَّةِ خَطَايَاكَ فَاِنْ اَنْتَ وَضَعْتَ وَجْهَكَ لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ خَرَجْتَ مِنْ خَطَايَاكَ كَيَوْمِ وَلَدَتْكَ اُمُّكَ". قَالَ اَبُوْ اُمَامَةَ فَقُلْتُ يَا عَمْرَو بْنَ عَبَسَةَ انْظُرْ مَا تَقُوْلُ اَكُلُّ هٰذَا يُعْطٰى فِيْ مَجْلِسٍ وَّاحِدٍ فَقَالَ اَمَا وَاللّٰهِ لَقَدْ كَبِرَتْ سِنِّيْ وَدَنَا اَجَلِيْ وَمَا بِيْ مِنْ فَقْرٍ فَاَكْذِبَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَقَدْ سَمِعَتْهُ اُذُنَايَ وَوَعَاهُ قَلْبِيْ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

☆☆ حضرت ابوامامہ ؓ بیان کرتے ہیں' میں نے حضرت عمرو بن عبسہ ؓ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے' وہ بیان کرتے ہیں' میں نے عرض کی: یارسول اللہ! وضو کیسے کیا جاتا ہے؟ تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جہاں تک وضو کا تعلق ہے' تو جب تم وضو کرنے لگو تو اپنے دونوں ہاتھوں کو دھو کر اچھی طرح صاف کرو' تو تمہارے ناخنوں میں سے اور تمہارے انگلیوں کے پوروں میں سے بھی تمہارے گناہ نکل جائیں گے' پھر تم کلی کرو اور ناک میں پانی ڈالو' پھر اپنے چہرے کو دھوؤ اور دونوں بازوؤں کو کہنیوں تک دھوؤ اور پھر اپنے سر کا مسح کرو اور دونوں پاؤں کو ٹخنوں تک دھوؤ تو تمہارے سب گناہ دھل جائیں گے' اگر تم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنی پیشانی کو زمین پر رکھ دو تو تم اپنے گناہوں سے یوں پاک ہو جاؤ گے جس طرح اس دن تھے جب تمہاری والدہ نے تمہیں جنم دیا تھا۔

حضرت ابوامامہ ؓ کہتے ہیں' کہ میں نے حضرت عمرو بن عبسہ سے کہا: آپ غور کریں کہ آپ کیا' کہہ رہے ہیں؟ کیا یہ سارے فوائد ایک ہی محفل میں حاصل ہو جائیں گے؟ تو انہوں نے فرمایا: اللہ کی قسم! میری عمر زیادہ ہو چکی ہے' میرے مرنے کا وقت قریب آ چکا ہے اور میں محتاج بھی نہیں ہوں' تو ایسی حالت میں' میں نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے جھوٹی بات بیان کروں گا؟ میں نے اپنے ان دونوں کانوں کے ذریعے یہ بات سنی اور نبی اکرم ﷺ کی زبانی یہ بات سنی ہے اور اپنے ذہن میں اسے محفوظ رکھا ہے۔

109 - باب الْقَوْلِ بَعْدَ الْفَرَاغِ مِنَ الْوُضُوْءِ .

باب: وضو سے فارغ ہونے کے بعد کیا پڑھا جائے؟

148 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ حَرْبٍ الْمَرْوَزِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ اَبِيْ اِدْرِيْسَ الْخَوْلَانِيِّ وَاَبِيْ عُثْمَانَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ عَنْ عُمَرَ بْنِ

148-اخرجه مسلم في الطهارة، باب الذكر المستحب عقب الوضوء (الحديث 17) مطولاً . و اخرجه النسائي في عمل اليوم و الليلة، ما يقول اذا فرغ من وضوئه (الحديث 84) . و اخرجه ابن ماجه في الطهارة و سننها، باب ما يقال بعد الوضوء (الحديث 470) . تحفة الاشراف (10609) .

الْخَطَّابِ - رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ - قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ "مَنْ تَوَضَّاَ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ قَالَ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ فُتِحَتْ لَهُ ثَمَانِيَةُ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ يَدْخُلُ مِنْ اَيِّهَا شَاءَ ."

☆☆ حضرت عقبہ بن عامر جہنی ؓ' حضرت عمر بن خطاب ؓ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

"جو شخص وضو کرتے ہوئے اچھی طرح وضو کرے' پھر بعد میں یہ پڑھے کہ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے اور میں اس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں"۔

تو اس شخص کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جاتے ہیں کہ وہ ان میں سے جس میں سے چاہے داخل ہو جائے۔

110 - باب حِلْيَةِ الْوُضُوْءِ .

باب: وضو کا زیور ہونا

149 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ خَلَفٍ - وَهُوَ ابْنُ خَلِيْفَةَ - عَنْ اَبِيْ مَالِكٍ الْاَشْجَعِيِّ عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ قَالَ كُنْتُ خَلْفَ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَهُوَ يَتَوَضَّاُ لِلصَّلَاةِ وَكَانَ يَغْسِلُ يَدَيْهِ حَتّٰى يَبْلُغَ اِبْطَيْهِ فَقُلْتُ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ مَا هٰذَا الْوُضُوْءُ فَقَالَ لِيْ يَا بَنِيْ فَرُّوْخَ اَنْتُمْ هَا هُنَا لَوْ عَلِمْتُ اَنَّكُمْ هَا هُنَا مَا تَوَضَّاْتُ هٰذَا الْوُضُوْءَ سَمِعْتُ خَلِيْلِيْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "تَبْلُغُ الْحِلْيَةُ مِنَ الْمُؤْمِنِ حَيْثُ يَبْلُغُ الْوُضُوْءُ ."

☆☆ ابوحازم بیان کرتے ہیں' میں حضرت ابوہریرہ ؓ کے پیچھے موجود تھا' وہ نماز کے لیے وضو کر رہے تھے' انہوں نے اپنے دونوں ہاتھوں کو دھویا' یہاں تک کہ بغلوں کو دھویا' تو میں نے دریافت کیا: اے ابوہریرہ ؓ یہ وضو کا کون سا طریقہ ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: اے بنو فروخ! تم یہاں موجود تھے؟ اگر مجھے پتا ہوتا کہ تم یہاں ہو تو میں اس طرح وضو نہ کرتا' میں نے اپنے خلیل نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے' کہ جنت میں بندۂ مؤمن کو وہاں تک زیورات پہنائے جائیں گے جہاں تک وہ وضو کرے گا۔

150 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ اِلَى الْمَقْبُرَةِ فَقَالَ "السَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ وَدِدْتُ اَنِّيْ قَدْ رَاَيْتُ اِخْوَانَنَا ." قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَسْنَا اِخْوَانَكَ قَالَ "بَلْ اَنْتُمْ اَصْحَابِيْ وَاِخْوَانِي الَّذِيْنَ لَمْ

149-اخرجه مسلم في الطهارة، باب تبلغ الحلية حيث يبلغ الوضوء (الحديث 40) تحفة الاشراف (13398) .

150-اخرجه مسلم في الطهارة، باب استحباب اطالة الغرة و التحجيل في الوضوء (الحديث 39) مطولاً . و الحديث عند: ابي داؤد في الجنائز، باب ما يقول اذا زار القبور او مربها (الحديث 3237) . تحفة الاشراف (14086) .

يَأْتُوا بَعْدُ وَأَنَا فَرَطُهُمْ عَلَى الْحَوْضِ". "قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ تَعْرِفُ مَنْ يَأْتِي بَعْدَكَ مِنْ أُمَّتِكَ قَالَ "أَرَأَيْتَ لَوْ كَانَ لِرَجُلٍ خَيْلٌ غُرٌّ مُحَجَّلَةٌ فِي خَيْلٍ بُهْمٍ دُهْمٍ أَلَا يَعْرِفُ خَيْلَهُ". قَالُوا بَلَى. قَالَ "فَإِنَّهُمْ يَأْتُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ غُرًّا مُحَجَّلِينَ مِنَ الْوُضُوءِ وَأَنَا فَرَطُهُمْ عَلَى الْحَوْضِ".

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ قبرستان تشریف لے گئے اور وہاں جا کر آپ نے یہ دعا پڑھی:

تم پر سلام ہو' اے اہل ایمان کی بستی والو! اگر اللہ نے چاہا تو ہم تم سے آملیں گے۔

اس کے بعد نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: میری یہ خواہش تھی کہ میں اپنے بھائیوں کو دیکھ لوں' لوگوں نے عرض کی: یارسول اللہ! کیا ہم آپ کے بھائی نہیں ہیں؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم میرے ساتھی ہو میرے بھائی وہ لوگ ہیں جو بعد میں آئیں گے اور میں حوض پر ان کا منتظر ہوں گا' لوگوں نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ اپنے بعد میں آنے والی اُمت کو کس طرح پہچانیں گے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تمہارا کیا خیال ہے اگر کسی شخص کا ایسا گھوڑا جس کی پیشانی پر سفید نشان ہو اور وہ گھوڑا سیاہ گھوڑوں کے درمیان موجود ہو' تو کیا وہ شخص اپنے گھوڑے کو پہچان نہیں لے گا' لوگوں نے عرض کی: جی ہاں! نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہ لوگ قیامت کے دن اس طرح آئیں گے کہ وضو کرنے کی وجہ سے ان کی پیشانیاں چمک رہی ہوں گی اور میں حوض پر ان کا پیش رو ہوں گا۔

111 - باب ثَوَابِ مَنْ أَحْسَنَ الْوُضُوءَ ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ.

باب: جو شخص اچھی طرح وضو کرنے کے بعد دو رکعات نماز ادا کرے' اس کا ثواب

151 - أَخْبَرَنَا مُوسَى بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمَسْرُوقِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنَا رَبِيعَةُ بْنُ يَزِيدَ الدِّمَشْقِيُّ عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ وَأَبِي عُثْمَانَ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ الْحَضْرَمِيِّ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ يُقْبِلُ عَلَيْهِمَا بِقَلْبِهِ وَوَجْهِهِ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ".

☆☆ حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: جو شخص وضو کرتے ہوئے اچھی طرح وضو کرے' پھر اس کے بعد دو رکعت ادا کرے' جنہیں ادا کرتے ہوئے وہ ذہنی اور جسمانی طور پر مکمل طور پر متوجہ رہے' تو اس کے لیے جنت واجب ہو جائے گی۔

112 - باب مَا يَنْقُضُ الْوُضُوءَ وَمَا لَا يَنْقُضُ الْوُضُوءَ مِنَ الْمَذْيِ.

باب: مذی میں سے کون سی چیز وضو کو توڑتی ہے اور کون سی چیز وضو کو نہیں توڑتی ہے؟

151- اخرجه مسلم في الطهارة، باب الذكر المستحب عقب الوضوء (الحديث 17) مطولاً. و اخرجه ابو داؤد في الطهارة، باب ما يقول الرجل اذا توضأ (الحديث 169) مطولاً، وفي الصلاة، باب كراهية الوسوسة و حديث النفس في الصلاة (الحديث 906). تحفة الاشراف (9914).

152 - أَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَيَّاشٍ عَنْ أَبِي حَصِينٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ قَالَ عَلِيٌّ كُنْتُ رَجُلًا مَذَّاءً وَكَانَتِ ابْنَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحْتِي فَاسْتَحْيَيْتُ أَنْ أَسْأَلَهُ فَقُلْتُ لِرَجُلٍ جَالِسٍ إِلَى جَنْبِي سَلْهُ. فَسَأَلَهُ فَقَالَ "فِيهِ الْوُضُوءُ".

☆☆ حضرت علی رضی اللہ عنہ یہ بیان کرتے ہیں' میری مذی بکثرت خارج ہوا کرتی تھی' کیونکہ نبی اکرم ﷺ کی صاحبزادی میری اہلیہ تھیں' اس لیے مجھے آپ سے اس بارے میں دریافت کرتے ہوئے حیاء محسوس ہوئی تو میں نے اپنے پاس بیٹھے ہوئے ایک شخص سے کہا کہ نبی اکرم ﷺ سے اس بارے میں دریافت کرو' اس شخص نے نبی اکرم ﷺ سے دریافت کیا' تو آپ نے ارشاد فرمایا' کہ ایسی صورت میں وضو کرنا ہوگا۔

شرح

وضو کو توڑنے والی چیزیں

(i) وہ چیز جو سبیلین سے نکلتی ہے' یعنی پیشاب' پاخانہ اور پچھلی شرمگاہ سے نکلنے والی ہوا'
(ii) ودی
(iii) مذی
(iv) منی
(v) کیڑا
(vi) پتھری

مسئلہ: پاخانہ تھوڑا نکلے یا زیادہ نکلے' اس کے نکلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے' پیشاب کا بھی یہی حکم ہے اور پاخانہ کے مقام سے نکلنے والی ہوا کا بھی یہی حکم ہے۔ (محیط)

مسئلہ: مرد یا عورت کے پیشاب کے مقام سے نکلنے والی ہوا کی وجہ سے وضو نہیں ٹوٹتا ہے۔ (جوہرہ نیرہ)

مسئلہ: مذی اور ودی کے مطلق خروج سے وضو ٹوٹ جاتا ہے جبکہ منی کے لیے حکم یہ ہے کہ اگر وہ شہوت کے بغیر نکل آتی ہے' تو اس سے وضو ٹوٹ جائے گا' جیسے کوئی شخص وزن اُٹھاتا ہے اور اس کی منی خارج ہو جاتی ہے یا کسی بلند جگہ سے گر جاتا ہے اور اس کی منی خارج ہو جاتی ہے' تو ایسی صورت میں اس کا وضو ٹوٹ جائے گا (غسل لازم نہیں ہوگا)۔ (محیط)

مسئلہ: سبیلین کے علاوہ جو چیز انسان کے جسم سے خارج ہوتی ہے اور ظاہر ہونے کے بعد بہنے لگتی ہے' اس کی وجہ سے بھی وضو ٹوٹ جاتا ہے' اس میں خون' پیپ' زخم کا پانی' آبلے کا پانی اور اس طرح کی دیگر مائع چیزیں شامل ہیں۔

مسئلہ: بہنے کی حد یہ ہے کہ وہ مواد ظاہر ہونے کے بعد زخم کے نشان سے آگے پیچھے ہو جائے۔ (محیط سرخسی)

مسئلہ: اگر زخم کے سرے پہ خون نمودار ہوتا ہے' تو یہ خون وضو نہیں توڑتا' اگرچہ زخم کے اکثر حصے پر وہ خون نمودار ہو

152- اخرجه البخاري في الوضوء، باب غسل المذي و الوضوء منه (الحديث 269). تحفة الاشراف (10178).

جائے۔ (ظہیریہ)

مسئلہ: اصول یہ ہے کہ انسان کے جسم سے جو بھی ایسی چیز باہر نکلتی ہے جس کے ذریعے وضو نہیں ٹوٹتا تو وہ چیز نجس شمار نہیں ہوگی جس طرح تھوڑی قے یا ایسا خون جو بہتا نہیں وہ باہر آ جائے تو وضو نہیں ٹوٹتا تو یہ ناپاک بھی شمار نہیں ہوں گے۔ (تبیین)

وضو کے مزید نواقض

مسئلہ: وضو توڑنے والی چیزوں میں سے ایک سونا ہے، نماز کے دوران یا نماز کے علاوہ لیٹ کر سونے کی وجہ سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اس میں فقہاء کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے، اسی طرح اگر کوئی شخص تورک کے طور پر بیٹھے ہوئے سو جاتا ہے، تو بھی یہی حکم ہوگا، چت لیٹ کر سونے والے کے لیے بھی یہی حکم ہوگا۔ (بحرالرائق)

مسئلہ: وضو توڑنے والے اُمور میں سے ایک بے ہوشی، جنون، غشی اور سکر طاری ہونا ہے، یہ سب چیزیں وضو کو توڑ دیتی ہیں خواہ یہ کم ہوں یا زیادہ ہوں، سکر یعنی نشے کی حد یہ ہے کہ انسان مرد و عورت میں تمیز نہ کر سکتا ہو، یہ حکم بعض مشائخ کے نزدیک ہے اور صدر شہید نے اس کو اختیار کیا ہے جبکہ شمس الائمہ حلوانی کے نزدیک نشے سے مراد یہ ہے کہ انسان کی چال میں لغزش آ جائے۔ (ذخیرہ)

نماز میں قہقہہ لگانے کے احکام

مسئلہ: وضو توڑنے والی چیزوں میں قہقہہ لگانا بھی شامل ہے، قہقہہ لگانے کی حد یہ ہے کہ انسان خود بھی اسے سن لے، اور اس کے ساتھ والا شخص بھی اسے سن لے جبکہ ہنسنا یہ ہے کہ انسان خود اس کو سنے، لیکن اس کے ساتھ والا اسے نہ سن سکے اور مسکرانا یہ ہے کہ آدمی خود بھی اسے نہ سن سکے اور اس کا پڑوسی بھی اسے نہ سن سکے۔ (ذخیرہ)

مسئلہ: رکوع اور سجدے والی کسی بھی نماز میں قہقہہ لگانے سے نماز بھی ٹوٹ جاتی ہے اور وضو بھی ٹوٹ جاتا ہے، یہ حکم ہمارے نزدیک ہے۔ (محیط)

مسئلہ: اس بارے میں صورت برابر ہوگی کہ انسان جان بوجھ کر قہقہہ لگاتا ہے یا بھول کر ایسا کر لیتا ہے۔ (خلاصہ)

مسئلہ: لیکن اگر کوئی شخص نماز کے باہر قہقہہ لگاتا ہے، تو اس صورت میں وضو نہیں ٹوٹے گا۔

مسئلہ: ہنسنے کی وجہ سے نماز ٹوٹ جائے گی لیکن وضو نہیں ٹوٹے گا اور مسکرانے سے نہ نماز ٹوٹے گی، نہ وضو ٹوٹے گا۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص سجدۂ تلاوت میں قہقہہ لگا لیتا ہے یا نمازِ جنازہ میں قہقہہ لگا لیتا ہے، تو اس کی نمازِ جنازہ یا سجدہ باطل ہو جائیں گے لیکن وضو برقرار رہے گا۔ (فتاویٰ قاضی خان)

مسئلہ: اگر کوئی بچہ نماز کے دوران قہقہہ لگا لیتا ہے، تو اس کا وضو نہیں ٹوٹے گا۔ (محیط)

مسئلہ: اگر کوئی شخص نماز کے دوران سو جاتا ہے اور سوتے ہوئے قہقہہ لگا لیتا ہے، تو نہ اس کا وضو ٹوٹے گا نہ نماز ٹوٹے گی۔ (تبیین)

جبکہ حاکم ابو محمد کوفی نے یہ بات بیان کی ہے کہ ایسے شخص کی نماز اور وضو دونوں ٹوٹ جائیں گے۔ متاخرین نے احتیاط کے پیش نظر اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔ (محیط)

مسئلہ: اگر کوئی شخص کسی عذر کی وجہ سے اشارے کے ساتھ نماز پڑھ رہا ہو، یا کوئی شخص سوار ہو کر اشارے کے ساتھ نوافل ادا کر رہا ہو یا کسی عذر کی وجہ سے اشارے کے ساتھ نماز ادا کر رہا ہو (اور اس میں قہقہہ لگا لے) تو اس کی نماز ٹوٹ جائے گی۔ (فتح القدیر)

مسئلہ: قہقہہ جس طرح وضو کو توڑ دیتا ہے، اسی طرح تیمم کو بھی توڑ دیتا ہے، لیکن یہ غسل کی طہارت کو نہیں توڑتا ہے۔

مباشرت کے احکام

مسئلہ: وضو کو لازم کرنے والی چیزوں میں سے ایک چیز کھلی مباشرت ہے اور کھلی مباشرت سے مراد یہ ہے کہ شوہر اپنی بیوی کے سامنے بے لباس ہو جائے، اس کا عضو منتشر ہو جائے اور شرمگاہ شرمگاہ سے مس ہو، تو استحسان کے پیش نظر امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے مطابق ایسی صورت میں وضو ٹوٹ جائے گا جبکہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ اس بات کے قائل ہیں کہ مرد پر وضو لازم نہیں ہوگا، قیاس کا تقاضا بھی یہی ہے۔ (محیط)

مسئلہ: ایسی صورتِ حال میں مرد کے آلے کے منتشر ہونے کا عورت کا وضو ٹوٹنے میں اعتبار نہیں کیا جائے گا۔ (قنیہ)

مسئلہ: مرد کا عورت کو محض چھو لینا یا عورت کا مرد کو محض چھو لینا وضو کو نہیں توڑتا ہے۔ (محیط)

مسئلہ: ہمارے نزدیک شرمگاہ کو چھونے کی وجہ سے بھی وضو نہیں ٹوٹتا ہے۔

شک لاحق ہونے کے احکام

مسئلہ: وضو توڑنے کے احکام کے متعلق کچھ صورتیں ایسی ہیں جن میں شک پایا جاتا ہے، اس بارے میں پہلا مسئلہ یہ ہے کہ اگر کسی شخص کو یہ شک لاحق ہوا ہے کہ وضو کے دوران اس نے فلاں عضو کو نہیں دھویا ہے، تو اگر اسے پہلی مرتبہ یہ شک لاحق ہوا ہے، تو وہ اس جگہ کو دھو لے گا، جس کے بارے میں اسے شک ہے، لیکن اگر اس کے ساتھ اکثر یہی صورتِ حال درپیش ہوتی ہے، تو اب اس صورت میں شک کا کوئی اعتبار نہیں ہوگا اور یہ حکم بھی اس وقت ہوگا جب انسان کو وضو کرنے کے دوران شک لاحق ہوتا ہو، اگر وضو کرنے کے بعد شک ہوا ہے، تو اس کی طرف توجہ نہیں دی جائے گی، جو شخص باوضو تھا اور پھر اس کو یہ شک ہوا کہ میرا وضو ٹوٹ چکا ہے یا نہیں ٹوٹا ہے، تو ایسی صورت میں اس کا وضو باقی شمار ہوگا، اور اگر کوئی شخص بے وضو تھا اور پھر اسے یہ شک لاحق ہوا کہ اس نے وضو کیا ہے یا نہیں کیا ہے، تو اس صورت میں وہ بے وضو شمار ہوگا، اس مسئلے کے بارے میں غالب گمان پر عمل نہیں کرنا چاہیے۔ (خلاصہ)

•••——•••——•••

153 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ قَالَ اَخْبَرَنَا جَرِيْرٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيهِ عَنْ عَلِيٍّ - رَضِيَ اللّٰهُ

153-اخرجه ابوداؤد في الطهارة، باب في المذي (الحديث 208 و 209) بمعناه . تحفة الاشراف (10241) .

عَنْهُ - قَالَ قُلْتُ لِلْمِقْدَادِ إِذَا بَنَى الرَّجُلُ بِأَهْلِهِ فَأَمْذَى وَلَمْ يُجَامِعْ فَلْيَسْأَلِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ فَإِنِّي أَسْتَحِي أَنْ أَسْأَلَهُ عَنْ ذٰلِكَ وَابْنَتُهُ تَحْتِي . فَسَأَلَهُ فَقَالَ "يَغْسِلُ مَذَاكِيرَهُ وَيَتَوَضَّأُ وُضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ ".

☆☆ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے مقداد سے کہا: جب کوئی شخص اپنی بیوی کے پاس جاتا ہے اور اس کی مذی خارج ہو جاتی ہے لیکن وہ بیوی کے ساتھ صحبت نہیں کرتا تو اس بارے میں حکم کیا ہوگا؟ تم یہ نبی اکرم ﷺ سے دریافت کرو کیونکہ مجھے آپ سے یہ سوال کرتے ہوئے حیاء محسوس ہوتی ہے کیونکہ آپ کی صاحبزادی میری اہلیہ ہیں۔ مقداد نے نبی اکرم ﷺ سے یہ بات دریافت کی تو آپ نے ارشاد فرمایا: ایسا شخص اپنی شرمگاہ کو دھو کر وضو کرے گا جیسا کہ نماز کے لیے وضو کیا جاتا ہے۔

154 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ عَطَاءٍ عَنْ عَائِشِ بْنِ أَنَسٍ أَنَّ عَلِيًّا قَالَ كُنْتُ رَجُلًا مَذَّاءً فَأَمَرْتُ عَمَّارَ بْنَ يَاسِرٍ يَسْأَلُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَجْلِ ابْنَتِهِ عِنْدِي فَقَالَ "يَكْفِي مِنْ ذٰلِكَ الْوُضُوءُ ".

☆☆ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں ایک ایسا شخص تھا جس کی مذی بکثرت خارج ہوا کرتی تھی، میں نے عمار بن یاسر کو یہ ہدایت کی کہ وہ نبی اکرم ﷺ سے اس بارے میں دریافت کریں اس کی وجہ یہ تھی کہ نبی اکرم ﷺ کی صاحبزادی میری اہلیہ تھیں (اس لیے میں براہ راست خود سوال نہیں کر سکتا تھا) تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایسی صورت میں وضو کرنا لازم ہو گا۔

155 - أَخْبَرَنَا عُثْمَانُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ أَنْبَأَنَا أُمَيَّةُ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ أَنَّ رَوْحَ بْنَ الْقَاسِمِ حَدَّثَهُ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ إِيَاسِ بْنِ خَلِيفَةَ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ أَنَّ عَلِيًّا أَمَرَ عَمَّارًا أَنْ يَسْأَلَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمَذْيِ فَقَالَ "يَغْسِلُ مَذَاكِيرَهُ وَيَتَوَضَّأُ ".

☆☆ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے یہ کہا تھا کہ وہ نبی اکرم ﷺ سے مذی کا حکم دریافت کریں تو نبی اکرم ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا تھا: ایسا شخص اپنی شرمگاہ کو دھو کر وضو کرے گا۔

156 - أَخْبَرَنَا عُتْبَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْمَرْوَزِيُّ عَنْ مَالِكٍ - وَهُوَ ابْنُ أَنَسٍ - عَنْ أَبِي النَّضْرِ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنِ الْمِقْدَادِ بْنِ الْأَسْوَدِ أَنَّ عَلِيًّا أَمَرَهُ أَنْ يَسْأَلَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الرَّجُلِ إِذَا دَنَا مِنْ أَهْلِهِ فَخَرَجَ مِنْهُ الْمَذْيُ مَاذَا عَلَيْهِ فَإِنَّ عِنْدِي ابْنَتَهُ وَأَنَا أَسْتَحِي أَنْ أَسْأَلَهُ فَسَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ "إِذَا وَجَدَ أَحَدُكُمْ ذٰلِكَ فَلْيَنْضَحْ فَرْجَهُ وَيَتَوَضَّأْ وُضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ ".

154-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (10156) .

155-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (3550) .

156-اخرجه ابو داؤد في الطهارة، باب في المذي (الحديث 207) . و اخرجه النسائي في الغسل و التيمم، باب الوضوء من المذي (الحديث 439) . و اخرجه ابن ماجه في الطهارة و سننها، باب الوضوء من المذي (الحديث 505) بمعناه مختصراً . تحفة الاشراف (11544) .

☆☆ حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انہیں یہ ہدایت کی کہ وہ نبی اکرم ﷺ سے ایسے شخص کے بارے میں دریافت کریں جو اپنی بیوی کے قریب ہوتا ہے تو اس کی مذی خارج ہو جاتی ہے ایسے شخص پر کیا کرنا لازم ہوگا؟ کیونکہ نبی اکرم ﷺ کی صاحبزادی میری اہلیہ ہیں اس لیے مجھے آپ ﷺ سے یہ سوال کرتے ہوئے حیاء محسوس ہوتی ہے۔ (حضرت مقداد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں) میں نے نبی اکرم ﷺ سے اس بارے میں دریافت کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا: جب کسی شخص کو ایسی صورت حال کا سامنا ہو تو وہ شرمگاہ پر پانی چھڑک کر (یعنی اسے دھو کر) نماز کے وضو کی طرح وضو کر لے۔

157 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ شُعْبَةَ قَالَ أَخْبَرَنِي سُلَيْمَانُ قَالَ سَمِعْتُ مُنْذِرًا عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ اسْتَحْيَيْتُ أَنْ أَسْأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمَذْيِ مِنْ أَجْلِ فَاطِمَةَ فَأَمَرْتُ الْمِقْدَادَ بْنَ الْأَسْوَدِ فَسَأَلَهُ فَقَالَ "فِيهِ الْوُضُوءُ ".

☆☆ امام محمد الباقر رضی اللہ عنہ' حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: فاطمہ کے ساتھ (نبی اکرم ﷺ کے رشتے) کی وجہ سے مجھے نبی اکرم ﷺ سے مذی کا حکم دریافت کرتے ہوئے حیاء محسوس ہوئی تو میں نے مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ سے کہا' انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے یہ مسئلہ دریافت کیا' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایسی صورت میں وضو کرنا ہوگا۔

113 - باب الْوُضُوءِ مِنَ الْغَائِطِ وَالْبَوْلِ .

باب: پاخانہ یا پیشاب کرنے کے بعد وضو کرنا

158 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَاصِمٍ أَنَّهُ سَمِعَ زِرَّ بْنَ حُبَيْشٍ يُحَدِّثُ قَالَ أَتَيْتُ رَجُلًا يُدْعَى صَفْوَانَ بْنَ عَسَّالٍ فَقَعَدْتُ عَلَى بَابِهِ فَخَرَجَ فَقَالَ مَا شَأْنُكَ قُلْتُ أَطْلُبُ الْعِلْمَ . قَالَ إِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَضَعُ أَجْنِحَتَهَا لِطَالِبِ الْعِلْمِ رِضًا بِمَا يَطْلُبُ . فَقَالَ عَنْ أَيِّ شَيْءٍ تَسْأَلُ قُلْتُ عَنِ الْخُفَّيْنِ . قَالَ كُنَّا إِذَا كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ أَمَرَنَا أَنْ لَا نَنْزِعَهُ ثَلَاثًا إِلَّا مِنْ جَنَابَةٍ وَلٰكِنْ مِنْ غَائِطٍ وَبَوْلٍ وَنَوْمٍ .

157-اخرجه البخاري في العلم، باب من استحيا فامر غيره بالسؤال (الحديث 132) و في الوضوء، باب من لم ير الوضوء الا من المخرجين من القبل و الدبر (الحديث 178) . و اخرجه مسلم في الطهارة، باب المذي (الحديث 17 و 18) . و اخرجه النسائي في الغسل و التيمم، باب الوضوء من المذي (الحديث 436) . تحفة الاشراف (10264) .

158-اخرجه الترمذي في الطهارة، باب المسح على الخفين (الحديث 96) ، و في الدعوات، باب في فضل التوبة و الاستغفار، و ما ذكر من رحمة الله لعباده (الحديث 3535 و 3536) مطولاً . و اخرجه النسائي في الطهارة، باب التوقيت في المسح على الخفين للمسافر (الحديث 127) ، و الوضوء من الغائط (الحديث 159) . و اخرجه ابن ماجه في الطهارة و سننها، باب الوضوء من النوم (الحديث 478) . و الحديث عند الترمذي في الزهد، باب ما جاء ان المرء مع من احب (الحديث 2387) . و النسائي في الطهارة، باب التوقيت في المسح على الخفين للمسافر (الحديث 126) و ابن ماجه في الفتن، باب طلوع الشمس من مغربها (الحديث 4070) . تحفة الاشراف (4952) .

★★ زر بن حبیش بیان کرتے ہیں: میں ایک صحابی کے پاس آیا' جن کا نام حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ تھا' میں ان کے دروازے پر بیٹھ گیا' وہ باہر تشریف لائے' انہوں نے دریافت کیا: تمہیں کیا کام ہے؟ میں نے جواب دیا: میں علم کے حصول کے لیے آیا ہوں' تو انہوں نے فرمایا: طالب علم کے حصول سے راضی ہو کر فرشتے اپنے پر بچھا دیا کرتے ہیں' تم کس چیز کے بارے میں دریافت کرنا چاہتے ہو؟ میں نے جواب دیا: میں موزوں کے بارے میں دریافت کرنا چاہتا ہوں' تو انہوں نے فرمایا: ہم جب نبی اکرم ﷺ کے ساتھ سفر میں ہوتے تھے' تو آپ ﷺ ہمیں یہ ہدایت کرتے تھے کہ ہم تین دن تک موزے نہ اتاریں' البتہ جنابت کا حکم مختلف ہے' پاخانہ پیشاب یا نیند کی وجہ سے (وضو ٹوٹنے پر وضو کرتے ہوئے موزے نہیں اتاریں گے)۔

114 - باب الْوُضُوْءِ مِنَ الْغَائِطِ .

باب: پاخانے کے بعد وضو کرنا

159 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ وَّاِسْمَاعِيْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَا حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ زِرٍّ قَالَ قَالَ صَفْوَانُ بْنُ عَسَّالٍ كُنَّا اِذَا كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ اَمَرَنَا اَنْ لَّا نَنْزِعَهُ ثَلَاثًا اِلَّا مِنْ جَنَابَةٍ وَّلٰكِنْ مِنْ غَائِطٍ وَّبَوْلٍ وَّنَوْمٍ .

★★ زر بیان کرتے ہیں' حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ نے یہ بات بیان کی ہے' کہ جب ہم نبی اکرم ﷺ کے ساتھ کسی سفر میں شریک ہوتے تھے' تو آپ ہمیں یہ ہدایت کرتے تھے کہ ہم تین دن تک موزے نہ اتاریں' البتہ جنابت کا حکم مختلف ہے' (موزے نہ اتارنے کا حکم) پاخانہ' پیشاب یا سونے (کی وجہ سے وضو ٹوٹنے کے بارے میں ہے)۔

115 - باب الْوُضُوْءِ مِنَ الرِّيْحِ .

باب: ہوا خارج ہونے پر وضو کرنا

160 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح وَاَخْبَرَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ عَنْ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ سَعِيْدٌ - يَعْنِي ابْنَ الْمُسَيَّبِ - وَعَبَّادُ بْنُ تَمِيْمٍ عَنْ عَمِّهِ - وَهُوَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَيْدٍ - قَالَ شُكِيَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّجُلُ يَجِدُ الشَّيْءَ فِي الصَّلَاةِ قَالَ "لَا يَنْصَرِفُ حَتّٰى يَجِدَ رِيْحًا اَوْ يَسْمَعَ صَوْتًا ."

159-تقدیم في الطهارة، باب الوضوء من الغائط و البول (الحدیث 158) .

160-اخرجه البخاري في الوضوء، باب لا يتوضا من الشك حتى يستيقن (الحديث 137) و باب من لم ير الوضوء الا من المخرجين من القبل و الدبر (الحديث 177) مختصرًا، و في البيوع، باب من لم ير الوساوس و نحوها من الشبهات (الحديث 2056) . و اخرجه مسلم في الحيض، باب الدليل على ان من يستيقن الطهارة ثم شك في الحدث فله ان يصلي بطهارته تلك (الحديث 98) . و اخرجه ابو داؤد في الطهارة، باب اذا شك في الحدث (الحديث 176) . و اخرجه ابن ماجه في الطهارة و سننها، باب لا وضوء الا من حدث (الحديث 513) . تحفة الاشراف (5296) .

★★ حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں ایک ایسے شخص کے بارے میں مسئلہ پیش کیا گیا جسے نماز کے دوران کوئی چیز محسوس ہوتی ہے' تو آپ نے ارشاد فرمایا: آدمی اس وقت تک اپنی نماز ختم نہیں کرے گا' جب تک اسے بدبو محسوس نہیں ہوتی یا (ہوا خارج ہونے کی) آواز نہیں آتی۔

شرح

نماز کے دوران حدث لاحق ہونے کے احکام

مسئلہ: جس شخص کو نماز کے دوران حدث لاحق ہو جائے تو وہ وضو کر کے اسی پر بنا کرے گا (یعنی جہاں سے نماز چھوڑ کر گیا تھا' وہیں سے آگے پڑھے گا)۔ (کنز)

مسئلہ: اس بارے میں مرد اور خاتون کا حکم برابر ہے۔ (محیط)

مسئلہ: جس رکن کے دوران حدث لاحق ہوگا' وہ شمار نہیں ہوگا' اسے دوبارہ ادا کیا جائے گا۔ (ہدایہ' کافی)

مسئلہ: نماز کے دوران حدث لاحق ہونے کی صورت میں از سر نو نماز ادا کرنا زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔ (متون)

مسئلہ: بعض فقہاء کے نزدیک یہ حکم سب کے لیے عام ہے' بعض فقہاء کے نزدیک یہ حکم منفرد شخص کے لیے ہے۔ (باجماعت نماز ادا کرنے کا حکم مختلف ہوگا) (جوہرہ نیرہ)

مسئلہ: نماز میں بناء کے درست ہونے کے لیے چند شرائط ہیں۔

مسئلہ: وہ حدث وضو کو توڑ دے اور اس کا وجود نادر نہ ہو' یعنی وہ کوئی آسمانی آفت نہ ہو جس میں بندے کا کوئی اختیار نہیں ہوتا یا جس کے سبب کا بندے کے ساتھ کوئی واسطہ نہیں ہوتا۔ (بحر الرائق)

مسئلہ: اگر کوئی شخص نماز کے دوران پیشاب کر کے' پاخانہ کر کے' ہوا خارج کر کے یا نکسیر نکال کر' جان بوجھ کر حدث لاحق کرتا ہے' تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی' وہ بناء نہیں کر سکتا لیکن اگر جان بوجھ کر نہیں کیا اور حدث ایسا ہے جو غسل کو لازم کرتا ہے' تو بھی بناء نہیں کی جا سکتی' اگر کوئی ایسا حدث ہو جو وضو کو لازم کرتا ہو' لیکن وہ کسی دوسرے انسان کے فعل کی وجہ سے لازم آیا ہو' تو بھی یہی حکم ہوگا' تاہم اس بارے میں امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کی رائے مختلف ہے۔ (خلاصہ)

مسئلہ: اس کی صورت یہ ہے کہ کوئی شخص اسے گولی' پتھر یا کوئی اور چیز مار دیتا ہے جس کے نتیجے میں اس کا خون بہنے لگتا ہے' تو خون بہنے کی وجہ سے وضو ٹوٹ جاتا ہے' ایسی صورت میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بناء نہیں کی جا سکتی۔

(شرح طحاوی)

مسئلہ: اگر کوئی شخص چھینکا یا کھنکارا جس کے نتیجے میں اس کی ہوا خارج ہو گئی تو بعض فقہاء کے نزدیک ایسی صورت میں وہ بناء نہیں کرے گا' یہی قول صحیح ہے۔ (ظہیریہ)

مسئلہ: اس کے لیے دوسری شرط یہ ہے کہ جیسے ہی حدث لاحق ہو' فوراً نماز چھوڑ کر چلا جائے' یہاں تک کہ اگر ایک شخص حدث کی حالت میں ایک رکن ادا کر لیتا ہے یا اس جگہ اتنی دیر رہتا ہے کہ اتنے وقت میں ایک رکن ادا کیا جا سکتا ہے' تو اس کی نماز

فاسد ہو جائے گی۔

مسئلہ: اگر وہ شخص جاتے ہوئے تلاوت کرتا ہے تو بھی نماز فاسد ہو جائے گی لیکن اگر واپس آتے ہوئے تلاوت کرے تو نماز فاسد نہیں ہوئی۔ صحیح قول یہ ہے کہ دونوں صورتوں میں فاسد ہو جائے گی۔ (تبیین)

مسئلہ: اس دوران اگر کوئی سبحان اللہ یا لا الہ الا اللہ پڑھ لیتا ہے' تو صحیح قول کے مطابق بناء کی جاسکتی ہے۔ (تبیین)

مسئلہ: اگر امام کو رکوع کے دوران حدث لاحق ہو گیا اور اس نے سر اُٹھاتے ہوئے سمع اللہ لمن حمدہ کہہ دیا یا سجدے میں حدث ہوا اور سر اُٹھاتے ہوئے اللہ اکبر کہہ دیا اور یہ کہتے ہوئے نماز کے رکن ادا کرنے کا ارادہ کیا تو سب کی نماز فاسد ہو جائے گی لیکن اگر رکن کی ادائیگی کا ارادہ نہیں کیا تھا تو اس بارے میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے دو طرح کی روایات منقول ہیں۔ (کافی)

مسئلہ: اس کے لیے ایک یہ بھی شرط ہے کہ حدث کے بعد کوئی ایسا فعل نہ کرے کہ اگر حدث لاحق نہ ہوا ہوتا تو نماز کے دوران اس فعل کو سرانجام دینا نماز کو توڑ دیتا ہے اس لیے اگر کسی کو حدث لاحق ہوا اور اس کے بعد اس نے کلام کر لیا یا جان بوجھ کر دوسرا حدث کیا یا قہقہہ لگا لیا یا کچھ کھا لیا یا پی لیا یا اس طرح کا کوئی اور کام کر لیا تو اب نماز پر بناء جائز نہیں ہوگی۔ یہ حکم اس صورت میں بھی ہوگا کہ اگر حدث لاحق ہو جانے کے بعد وہ شخص مجنون ہو جائے یا بے ہوش ہو جائے یا اسے جنابت لاحق ہو جائے۔ (بدائع الصنائع)

مسئلہ: اس بارے میں ایک یہ بات بھی شرط ہے کہ سماوی حدث لاحق ہو جانے کے بعد سابقہ حدث ظاہر نہ ہو۔ (بحرالرائق)

مسئلہ: اس اصول کے پیش نظر یہ حکم ہوگا کہ جو شخص موزوں پر مسح کر کے نماز پڑھ رہا تھا تو اسے حدث لاحق ہو گیا اور وضو کرنے کے لیے نماز چھوڑ کر چلا گیا اور وضو کے دوران ہی مسح کی مدت تمام ہو گئی تو وہ شخص از سر نو نماز پڑھے گا' وہ بناء نہیں کر سکتا یہی قول صحیح ہے۔

مسئلہ: اس کی دوسری شکل یہ ہے کہ اگر کوئی شخص تیمم کر کے نماز ادا کر رہا تھا اور اس دوران اسے حدث لاحق ہو گیا تو وہ تیمم کرنے کے لیے گیا تو اسے پانی مل گیا تو وہ بناء نہیں کر سکتا۔

مسئلہ: بناء کے لیے ایک شرط یہ ہے کہ اگر مقتدی ہو' اگر وہ اس کے وضو کر کے آنے تک امام فارغ نہیں ہوا تو وہ واپس امام تک آ سکتا ہو اور ان دونوں کے درمیان کوئی ایسی رکاوٹ نہیں ہونی چاہیے جو اقتداء کے درست ہونے میں رکاوٹ بن سکتی ہو' لیکن اگر اس کے واپس آنے سے پہلے امام فارغ ہو چکا ہو' تو اب وہ امام کی طرف واپس نہ آئے' اگر وہ شخص امام کی طرف واپس آ جاتا ہے' تو کیا اس کی نماز فاسد ہو جائے گی' اس بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے۔

مسئلہ: ان میں سے ایک شرط یہ بھی ہے کہ اگر حدث امام کو لاحق ہوا ہے' تو وہ کسی ایسے شخص کو اپنا نائب نہ بنائے جو امامت کی صلاحیت نہیں رکھتا' اس اعتبار سے اگر وہ امام کسی عورت کو اپنا نائب بنا دیتا ہے' تو وہ نئے سرے سے نماز پڑھے گا۔ (بحرالرائق)

(نماز کے دوران) نائب بنانے کے احکام

مسئلہ: جن صورتوں میں نماز کی بناء کی جاسکتی ہے' ان میں امام کو چاہیے کہ وہ کسی کو اپنا نائب بنا دے' لیکن جن صورتوں میں بناء کی ہی نہیں جاسکتی' ان صورتوں میں نائب بھی نہیں بنایا جاسکتا۔

مسئلہ: جب امام کو حدث لاحق ہوتا ہے' تو جو شخص آغاز میں ہی امام بننے کی صلاحیت رکھتا ہے' وہ امام کا نائب بننے کی صلاحیت رکھے گا اور جو شخص آغاز میں امام بننے کی صلاحیت نہیں رکھتا تھا' وہ امام کا نائب بننے کی بھی صلاحیت نہیں رکھے گا۔ (محیط)

مسئلہ: نائب بنانے کا طریقہ یہ ہوگا کہ آدمی جھک کر پیچھے کی طرف ہٹے اور ناک پر ہاتھ رکھ لے تاکہ دوسروں کو یہ محسوس ہو کہ شاید اس کی نکسیر پھوٹ گئی ہے' پھر امام پہلی صف میں کسی کی طرف اشارہ کر کے اسے اپنا نائب بنا دے' لیکن وہ نائب بنانے کے لیے کلام نہیں کرے گا۔

مسئلہ: زیادہ بہتر یہ ہے کہ امام مسبوق کو اپنا نائب نہ بنائے' اگر امام مسبوق کو نائب بنانے کے لیے اشارہ کرے تو مسبوق کو چاہیے کہ اسے قبول نہ کرے' لیکن اگر وہ قبول کر لیتا ہے' تو یہ جائز ہوگا۔ (ظہیریہ)

مسئلہ: اگر امام نے کسی کو نائب مقرر نہ کیا' لوگوں نے بھی کسی کو نائب نہیں بنایا' یہاں تک کہ امام (وضو کے لیے) مسجد سے باہر نکل گیا تو سب لوگوں کی نماز فاسد ہو جائے گی' تاہم وضو کر کے آ کر بناء کرے گا کیونکہ اپنی ذات کے اعتبار سے اس کا حکم منفرد کا ہے۔ (محیط)

مسئلہ: اس دوران اگر کوئی شخص امام کے مقرر کرنے سے پہلے ہی خود آگے بڑھ کر امامت پر کھڑا ہو جاتا ہے اور امام کے مسجد سے باہر جانے سے پہلے امامت کی جگہ پر کھڑا ہو جائے' تو ایسا کرنا جائز ہے۔ (قاضی خان)

مسئلہ: ایسی صورت میں اگر امام ایک شخص کو آگے کر لے' اور مقتدی دوسرے شخص کو آگے کر دے تو امامت وہ کرے گا جس کو امام نے آگے کیا ہے۔

بعض ذیلی مسائل

مسئلہ: اگر کسی شخص کو نماز کے دوران یہ گمان ہو کہ اس کو حدث لاحق ہو گیا' پھر وہ مسجد سے باہر چلا جائے اور باہر جا کر اسے پتہ چلا کہ حدث لاحق نہیں ہوا تو اب وہ از سر نو نماز ادا کرے گا' لیکن اگر وہ مسجد سے باہر نہیں نکلا تھا تو جتنی نماز باقی ہے' اسے پورا کرے گا۔ (ہدایہ)

مسئلہ: لیکن اگر کسی شخص کو یہ گمان ہوا کہ اس نے وضو کیے بغیر نماز پڑھنا شروع کر دی تھی یا اس نے موزوں پر مسح کر کے نماز پڑھی تھی تو اسے یہ گمان ہوا کہ شاید اس کے موزوں پر مسح کی مدت ختم ہو گئی ہے یا اس نے تیمم کر کے نماز پڑھی تھی اور اسے محسوس ہوا کہ شاید پانی قریب موجود ہے' میں اس سے جا کر وضو کر لیتا ہوں یا ترتیب کے ساتھ نماز پڑھنے والے کو ظہر کی نماز ادا کرتے وقت یہ گمان ہوا کہ شاید میں نے فجر کی نماز نہیں پڑھی تھی یا کسی شخص نے اپنے کپڑے کے اوپر داغ لگا ہوا دیکھا اور اسے

نجاست سمجھ لیا اور پھر اس نماز سے پھر گیا تو اب اس کی نماز فاسد ہو جائے گی (وہ اس پر بنا نہیں کرسکتا ہے)۔

مسئلہ: گھر میں عیدگاہ میں اور جنازگاہ میں پورا مکان یا احاطہ مسجد کے حکم میں ہوگا' جبکہ جنگل میں جہاں تک صفیں موجود ہیں وہ والا حصہ مسجد کے حکم میں ہوگا۔

مسئلہ: ایسی صورت حال میں امام کو حدث لاحق ہوا اور وہ آگے کی طرف بڑھ گیا' اس کے سامنے کوئی سترہ موجود نہیں تھا تو اس کے پیچھے جتنی جگہ صفوں کی ہے' اتنی ہی سامنے کی طرف جگہ مسجد شمار ہوگی' لیکن اگر اس کے سامنے سترہ موجود تھا تو صرف سترے تک کا حصہ مسجد شمار ہوگا۔ (تبیین)

مسئلہ: چند صورتوں میں نماز باطل ہو جاتی ہے (یعنی ٹوٹ جاتی ہے)۔

مسئلہ: جب فجر کی نماز ادا کرنے کے دوران سورج نکل آئے' جب جمعہ کی نماز ادا کرنے کے دوران عصر کا وقت شروع ہو جائے۔

مسئلہ: جب آدمی کے تندرست ہونے پر اس کی پٹی گر جائے' جب کسی معذور کا عذر زائل ہو جائے۔

مسئلہ: جب کسی ان پڑھ (یعنی جو قرآن کا علم نہ رکھتا ہو) کو نائب بنا دیا جائے۔

مسئلہ: جب اشارے کے ساتھ نماز ادا کرنے والا شخص رکوع اور سجدہ کرنے پر قادر ہو جائے۔

مسئلہ: جب موزوں پر مسح کرنے والے کی مدت (نماز کے دوران) ختم ہو جائے' لیکن شرط یہ ہے کہ اس وقت اسے پاؤں دھونے کے لیے پانی مل رہا ہو اگر پانی نہیں ملتا تو نماز باطل نہیں ہوگی (جبکہ بعض فقہاء کے نزدیک باطل ہو جائے گی)۔

مسئلہ: کوئی شخص موزوں پر مسح کر کے نماز پڑھ رہا تھا' پھر اس نے تھوڑے سے عمل کے ذریعے موزہ اتار دیا۔

مسئلہ: جب کوئی ان پڑھ شخص (یعنی جسے قرآن پڑھنا نہیں آتا) وہ نماز پڑھ رہا تھا اور اسی دوران اسے کوئی سورت یاد آ گئی یا کسی دوسرے شخص کی زبانی تلاوت سن کر باقاعدہ سیکھے بغیر صرف سن کر اس نے اس سورت کو یاد کر لیا۔

مسئلہ: کوئی برہنہ شخص نماز پڑھ رہا تھا' نماز کے دوران اس کو کپڑا مل گیا' ایسا کپڑا جس کے ساتھ نماز جائز ہوتی ہے یعنی اس پر کوئی ایسی نجاست نہ لگی ہوئی ہو جو نماز کے لیے رکاوٹ ہوتی ہے۔

مسئلہ: کوئی شخص تیمم کر کے نماز ادا کر رہا تھا تو پانی کے استعمال پر قادر ہو گیا۔

مسئلہ: کسی شخص کو نماز کے دوران فوت شدہ نماز یاد آ گئی اور ابھی وہ ترتیب کا پابند تھا۔

مسئلہ: کوئی شخص نجس کپڑے میں نماز ادا کر رہا تھا اور پھر اسے کوئی ایسی چیز مل گئی جس کے ذریعے اس نجاست کو صاف کر سکتا ہے۔

مسئلہ: کوئی شخص قضاء نماز پڑھ رہا تھا اور اسی دوران زوال کا وقت شروع ہو گیا یا سورج غروب ہو گیا یا سورج نکل آیا۔

مسئلہ: کوئی کنیز اوڑھنی کے بغیر نماز ادا کر رہی تھی اور نماز کے دوران آزاد ہو گئی۔

مسئلہ: یہ سب صورتیں اگر امام کے ساتھ پیش آتی ہیں تو اس کے مقتدیوں کی نماز بھی باطل ہو جائے گی۔

116 - باب الْوُضُوْءِ مِنَ النَّوْمِ .

باب: سونے کی وجہ سے (وضو لازم ہونا)

161 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ وَّحُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ قَالاَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اِذَا اسْتَيْقَظَ اَحَدُكُمْ مِنْ مَّنَامِهٖ فَلَا يُدْخِلْ يَدَهٗ فِي الْاِنَاءِ حَتّٰى يُفْرِغَ عَلَيْهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَاِنَّهٗ لَا يَدْرِيْ اَيْنَ بَاتَتْ يَدُهٗ ".

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: جب کوئی شخص نیند سے بیدار ہو تو وہ اپنا ہاتھ اس وقت تک برتن میں داخل نہ کرے جب تک اس پر تین مرتبہ پانی نہ بہالے (یعنی دونوں ہاتھوں کو پہلے دھو نہیں لیتا)' کیونکہ اسے یہ نہیں معلوم کہ اس کا ہاتھ رات کہاں رہا تھا؟

117 - باب النُّعَاسِ .

باب: اونگھنے کا حکم

162 - اَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ هِلَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِذَا نَعَسَ الرَّجُلُ وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ فَلْيَنْصَرِفْ لَعَلَّهٗ يَدْعُوْ عَلٰى نَفْسِهٖ وَهُوَ لَا يَدْرِيْ ".

☆☆ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: جب کسی شخص کو نماز کے دوران اونگھ آنے لگے تو اسے نماز ختم کر دینی چاہیے' کیونکہ ہو سکتا ہے' کہ وہ اپنے خلاف دعائے ضرر کر رہا ہو' جبکہ اسے اس بات کا احساس بھی نہ ہو۔

118 - باب الْوُضُوْءِ مِنْ مَّسِّ الذَّكَرِ .

باب: شرمگاہ کو چھونے پر وضو کرنا

163 - اَخْبَرَنَا هَارُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا مَعْنٌ اَنْبَاَنَا مَالِكٌ ح وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ اَنْبَاَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ اَنَّهٗ سَمِعَ عُرْوَةَ بْنَ

161-تقدم في الطهارة، تاويل قوله عز و جل : (اذا قمتم الى الصلاة، فا غسلوا وجوهكم و ايديكم الى المرافق) (الحديث 1) .

162-انفرد به النسائي ـ تحفة الاشراف (16769) .

163-اخرجه ابوداؤد في الطهارة، باب الوضوء من مس الذكر (الحديث 181) ، و اخرجه الترمذي في الطهارة، باب الوضوء من مس الذكر (الحديث 82 و 83) بنحوه مختصراً . و اخرجه النسائي الطهارة ، باب الوضوء من مس الذكر (الحديث 164) ، و في الغسل و التيمم، باب الوضوء من مس الذكر (الحديث 443و444 و 445و 446) مختصراً . و اخرجه ابن ماجه في الطهارة و سننها ، باب الوضوء من مس الذكر (الحديث 479) مختصراً . تحفة الاشراف (15785) .

الزُّبَيْرِ يَقُوْلُ دَخَلْتُ عَلٰى مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ فَذَكَرْنَا مَا يَكُوْنُ مِنْهُ الْوُضُوْءُ فَقَالَ مَرْوَانُ مِنْ مَسِّ الذَّكَرِ الْوُضُوْءُ . فَقَالَ عُرْوَةُ مَا عَلِمْتُ ذٰلِكَ . فَقَالَ مَرْوَانُ اَخْبَرَتْنِيْ بُسْرَةُ بِنْتُ صَفْوَانَ اَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "اِذَا مَسَّ اَحَدُكُمْ ذَكَرَهُ فَلْيَتَوَضَّاْ ".

☆☆ عروہ بن زبیر بیان کرتے ہیں: میں مروان بن حکم کے پاس آیا' ہم نے وہاں اس بات کا تذکرہ کیا' کن کن صورتوں میں وضو کرنا لازم ہوتا ہے؟ تو مروان نے یہ کہا کہ شرمگاہ کو چھونے کی وجہ سے وضو کرنا لازم ہوتا ہے' عروہ بولے: مجھے اس کا علم نہیں تھا' مروان نے بتایا: سیّدہ بسرہ بنت صفوان نے یہ بات بیان کی ہے' کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: اگر کوئی شخص اپنی شرمگاہ کو چھولے' تو اسے وضو کرنا چاہیے۔

شرح

احناف کے نزدیک شرمگاہ کو چھو لینے سے وضو نہیں ٹوٹتا' جبکہ جمہور کے نزدیک شرمگاہ کو چھو لینے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ احناف کی دلیل حضرت طلق بن علی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول حدیث ہے جسے امام نسائی نے اگلے ترجمۃ الباب کے بعد نقل کیا ہے۔

احناف کی دلیل یہ بھی ہے۔ حضرت عمر' حضرت علی' حضرت عبداللہ بن مسعود' حضرت عبداللہ بن عباس' حضرت زید بن ثابت' حضرت عمران بن حصین' حضرت حذیفہ بن یمان' حضرت ابودرداء' حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں بھی یہ بات منقول ہے۔ ان حضرات کے نزدیک شرمگاہ کو چھولینا ناقض وضو نہیں ہے[1]

164 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُغِيْرَةِ قَالَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ شُعَيْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ اَنَّهُ سَمِعَ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ يَقُوْلُ ذَكَرَ مَرْوَانُ فِيْ اِمَارَتِهٖ عَلَى الْمَدِيْنَةِ اَنَّهُ يُتَوَضَّاُ مِنْ مَسِّ الذَّكَرِ اِذَا اَفْضٰى اِلَيْهِ الرَّجُلُ بِيَدِهٖ فَاَنْكَرْتُ ذٰلِكَ وَقُلْتُ لَا وُضُوْءَ عَلٰى مَنْ مَسَّهٗ . فَقَالَ مَرْوَانُ اَخْبَرَتْنِيْ بُسْرَةُ بِنْتُ صَفْوَانَ اَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ مَا يُتَوَضَّاُ مِنْهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "وَيُتَوَضَّاُ مِنْ مَسِّ الذَّكَرِ ." قَالَ عُرْوَةُ فَلَمْ اَزَلْ اُمَارِيْ مَرْوَانَ حَتّٰى دَعَا رَجُلًا مِنْ حَرَسِهٖ فَاَرْسَلَهٗ اِلٰى بُسْرَةَ فَسَاَلَهَا عَمَّا حَدَّثَتْ مَرْوَانَ فَاَرْسَلَتْ اِلَيْهِ بُسْرَةُ بِمِثْلِ الَّذِيْ حَدَّثَنِيْ عَنْهَا مَرْوَانُ .

☆☆ عروہ بن زبیر بیان کرتے ہیں: جن دنوں مروان مدینہ منورہ کا گورنر تھا' اس نے اس بات کا تذکرہ کیا' کہ جب کوئی شخص اپنا ہاتھ شرمگاہ کو لگالیتا ہے' تو اس صورت میں وضو کرنا لازم ہوتا ہے' میں نے کہا کہ جو شخص شرمگاہ کو چھوتا ہے' اس پر وضو کرنا لازم نہیں ہوتا۔ تو مروان بولا: سیّدہ بسرہ بنت صفوان نے یہ بات بتائی ہے' کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: کن صورتوں میں وضو کرنا لازم ہوتا ہے' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: شرمگاہ کو چھونے پر وضو کیا جائے گا۔

عروہ کہتے ہیں' کہ میں اس بارے میں مروان کے ساتھ بحث کرتا رہا' یہاں تک کہ مروان نے اپنے ایک سپاہی کو بلوایا اور اسے سیّدہ بسرہ کے پاس بھیجا اور ان سے اس حدیث کے بارے میں دریافت کیا جو سیّدہ بسرہ نے بیان کی ہے' تو سیّدہ بسرہ نے انہیں جواب میں یہ پیغام بھیجا جو ان کے حوالے سے مروان نے مجھے حدیث سنائی تھی۔

[1] ملخص الفقہ الاسلامی وادلتہ' الطہارات' المطلب السابع' نواقض الوضوء)

164-تقدیم فی الطهارة ، باب الوضوء من مس الذكر (الحديث 163) .

119 - باب تَرْكِ الْوُضُوْءِ مِنْ ذٰلِكَ .

باب: ایسی صورت میں وضو نہ کرنے کا حکم

165 - اَخْبَرَنَا هَنَّادٌ عَنْ مُلَازِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بَدْرٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ طَلْقِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ خَرَجْنَا وَفْدًا حَتّٰى قَدِمْنَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَايَعْنَاهُ وَصَلَّيْنَا مَعَهٗ فَلَمَّا قَضَى الصَّلَاةَ جَاءَ رَجُلٌ كَاَنَّهٗ بَدَوِيٌّ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا تَرٰى فِيْ رَجُلٍ مَسَّ ذَكَرَهٗ فِي الصَّلَاةِ قَالَ "وَهَلْ هُوَ اِلَّا مُضْغَةٌ مِنْكَ اَوْ بَضْعَةٌ مِنْكَ ."

☆☆ قیس بن طلق اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ہم ایک وفد کی شکل میں روانہ ہوئے اور نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے' ہم نے آپ کے دست مبارک پر اسلام قبول کیا' آپ ﷺ کی اقتداء میں نماز ادا کی' جب نبی اکرم ﷺ نے نماز مکمل کرلی تو ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا' جو دیہاتی لگ رہا تھا' اس نے عرض کی: یارسول اللہ! ایسے شخص کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے' جو نماز کے دوران اپنی شرمگاہ کو چھولیتا ہے' تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہ صرف تمہارے جسم کا ایک ٹکڑا ہے (یہاں پر ایک لفظ کے بارے میں راوی کو شک ہے)۔

120 - باب تَرْكِ الْوُضُوْءِ مِنْ مَسِّ الرَّجُلِ امْرَاَتَهٗ مِنْ غَيْرِ شَهْوَةٍ .

باب: شہوت کے بغیر مرد کے اپنی بیوی کو چھونے سے وضو لازم نہ ہونا

166 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ عَنْ شُعَيْبٍ عَنِ اللَّيْثِ قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ الْهَادِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اِنْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيُصَلِّيْ وَاِنِّيْ لَمُعْتَرِضَةٌ بَيْنَ يَدَيْهِ اعْتِرَاضَ الْجَنَازَةِ حَتّٰى اِذَا اَرَادَ اَنْ يُّوْتِرَ مَسَّنِيْ بِرِجْلِهٖ .

☆☆ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' کہ بعض اوقات نبی اکرم ﷺ نماز ادا کررہے ہوتے اور میں آپ کے سامنے

165-اخرجه ابوداؤد في الطهارة ، باب الرخصة في ذلك (الحديث 182، 183) . و اخرجه الترمذي في الطهارة، باب ما جاء في ترك الوضوء من مس الذكر (الحديث 85) مختصراً . و اخرجه ابن ماجه في الطهارة و سننها ، باب الرخصة في ذلك (الحديث 483) مختصراً . تحفة الاشراف (5023) .

166-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (17532) .

جنازے کی طرح (یعنی چوڑائی کی سمت میں) لیٹی ہوئی تھی جب آپ ﷺ وتر ادا کرنے لگتے تھے تو پاؤں کے ذریعے مجھے
کر مجھے (جگا رہے تھے)۔

167 - اَخْبَرَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ يُحَدِّثُ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَقَدْ رَاَيْتُمُوْنِيْ مُعْتَرِضَةً بَيْنَ يَدَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ فَاِذَا اَرَادَ اَنْ يَّسْجُدَ غَمَزَ رِجْلِيْ فَضَمَمْتُهَا اِلَيَّ ثُمَّ يَسْجُدُ.

☆☆ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ تم میرے بارے میں یہ بات جان لو کہ میں نبی اکرم ﷺ کے سامنے چوڑائی کی سمت میں لیٹی ہوئی تھی حالانکہ نبی اکرم ﷺ اس وقت نماز ادا کر رہے ہوتے تھے جب آپ سجدے میں جانے لگتے تھے تو آپ میرے پاؤں کو ہلا دیتے تھے تو میں اسے سمیٹ لیتی تھی پھر آپ سجدے میں چلے جاتے تھے۔

168 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ اَبِي النَّضْرِ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ اَنَامُ بَيْنَ يَدَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرِجْلَايَ فِيْ قِبْلَتِهِ فَاِذَا سَجَدَ غَمَزَنِيْ فَقَبَضْتُ رِجْلَيَّ فَاِذَا قَامَ بَسَطْتُهُمَا وَالْبُيُوْتُ يَوْمَئِذٍ لَيْسَ فِيْهَا مَصَابِيْحُ.

☆☆ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نبی اکرم ﷺ کے سامنے لیٹی ہوئی تھی میرے دونوں پاؤں آپ کے قبلہ کی سمت میں ہوتے تھے جب آپ سجدے میں جانے لگتے تھے تو میرا پاؤں ہلا دیتے تھے میں اپنے پاؤں سمیٹ لیتی تھی پھر جب آپ کھڑے ہو جاتے تھے تو میں پھر انہیں پھیلا دیتی تھی ان دنوں گھروں میں چراغ نہیں ہوا کرتے تھے۔

169 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ وَنُصَيْرُ بْنُ الْفَرَجِ - وَاللَّفْظُ لَهُ - قَالَا حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ فَقَدْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَجَعَلْتُ اَطْلُبُهُ بِيَدِيْ فَوَقَعَتْ يَدِيْ عَلٰى قَدَمَيْهِ وَهُمَا مَنْصُوْبَتَانِ وَهُوَ سَاجِدٌ يَقُوْلُ "اَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوْبَتِكَ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ لَا اُحْصِيْ ثَنَاءً عَلَيْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ."

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ایک مرتبہ رات کے وقت میں نے نبی اکرم ﷺ کو اپنے پاس موجود نہیں پایا' میں نے اپنے ہاتھ کے ذریعے آپ کو تلاش کیا (کیونکہ وہاں اندھیرا تھا) میرا ہاتھ آپ

167-اخرجه البخاري في الصلاة، باب هل يغمز الرجل امراته عند السجود لكي يسجد (الحديث 519) بنحوه مطولاً . و اخرجه ابوداؤد في الصلاة، باب من قال: المراة لا تقطع الصلاة (الحديث 712) بنحوه مطولاً . تحفة الاشراف (17537) .

168-اخرجه البخاري في الصلاة، باب الصلاة على الفراش (الحديث 382) و باب التطوع خلف المراة (الحديث 513) و في العمل في الصلاة، باب ما يجوز من العمل في الصلاة (الحديث 1209) بنحوه مختصراً . و اخرجه مسلم في الصلاة، باب الاعتراض بين يدي المصلي (الحديث 272) . و اخرجه ابوداؤد في الصلاة، باب من قال: المراة لا تقطع الصلاة (الحديث 713) مختصراً . تحفة الاشراف (17712) .

169-اخرجه مسلم في الصلاة، باب ما يقال في الركوع و السجود (الحديث 222) . و اخرجه ابوداؤد في الصلاة، باب في الدعاء في الركوع و السجود (الحديث 879) . و اخرجه ابن ماجه في الدعاء، باب ما تعوذ منه رسول الله صلى الله عليه وسلم (الحديث 3841) . و الحديث عند النسائي في التطبيق، باب نصب القدمين في السجود (الحديث 1099) . تحفة الاشراف (17807) .

کے پاؤں مبارک پر پڑا' آپ کے دونوں پاؤں کھڑے تھے اور آپ اس وقت سجدے کی حالت میں یہ دعا مانگ رہے تھے:
"(اے اللہ!) میں تیری ناراضگی سے تیری رضا' تیری سزا سے تیری معافی اور تیرے مقابلے میں تیری ہی پناہ مانگتا ہوں' میں تیری تعریفوں کا احاطہ نہیں کر سکتا' تو ویسا ہی ہے جیسے تو نے خود اپنی تعریف بیان کی ہے"۔

121 - باب تَرْكِ الْوُضُوْءِ مِنَ الْقُبْلَةِ .

باب: بوسہ لینے پر وضو لازم نہ ہونا

170 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ سُفْيَانَ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَبُوْ رَوْقٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُقَبِّلُ بَعْضَ اَزْوَاجِهِ ثُمَّ يُصَلِّيْ وَلَا يَتَوَضَّاُ .

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ لَيْسَ فِيْ هٰذَا الْبَابِ حَدِيْثٌ اَحْسَنُ مِنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ وَاِنْ كَانَ مُرْسَلًا وَقَدْ رَوٰى هٰذَا الْحَدِيْثَ الْاَعْمَشُ عَنْ حَبِيْبِ بْنِ اَبِيْ ثَابِتٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ . قَالَ يَحْيَى الْقَطَّانُ حَدِيْثُ حَبِيْبٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ هٰذَا وَحَدِيْثُ حَبِيْبٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ تُصَلِّيْ وَاِنْ قَطَرَ الدَّمُ عَلَى الْحَصِيْرِ لَا شَيْءَ .

☆☆ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' کہ نبی اکرم ﷺ اپنی ایک زوجہ محترمہ کا بوسہ لے لیا کرتے تھے' پھر (از سر نو وضو کیے بغیر) نماز ادا کر لیتے تھے' آپ دوبارہ وضو نہیں کرتے تھے۔

امام نسائی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں' اس بارے میں اس سے بہتر حدیث اور کوئی نہیں ہے' اگرچہ یہ روایت مرسل ہے' لیکن بعض دیگر راویوں نے اسے دیگر اسناد کے ہمراہ بھی نقل کیا ہے۔

حبیب نامی راوی نے عروہ کے حوالے سے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان نقل کی ہے: (استحاضہ کا شکار عورت) نماز ادا کرے گی' اگرچہ خون چٹائی پر گر رہا ہو' اس پر کوئی چیز لازم نہیں ہوگی۔

122 - باب الْوُضُوْءِ مِمَّا غَيَّرَتِ النَّارُ .

باب: آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو لازم ہونا

171 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا اِسْمَاعِيْلُ وَعَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَا حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قَارِظٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "تَوَضَّئُوْا مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ ."

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ بات ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: آگ پر

170-اخرجه ابوداؤد في الطهارة، باب الوضوء من القبلة (الحديث 178) مختصراً و (الحديث 179 و 180) بمعناه . و اخرجه الترمذي في الطهارة، باب ما جاء في ترك الوضوء من القبلة (الحديث 86) بنحوه مطولاً . و اخرجه ابن ماجه في الطهارة و سننها، باب الوضوء من القبلة (الحديث 502) بنحوه مطولاً . تحفة الاشراف (17371) .

171-اخرجه مسلم في الحيض، باب الوضوء مما مست النار (الحديث 90) . و اخرجه النسائي في الطهارة، باب الوضوء مما غيرت النار (الحديث 172 و 173) . تحفة الاشراف (12182 و 1355300)

پکی ہوئی چیز کھانے کے بعد وضو کیا کرو۔

شرح

آگ پر پکی ہوئی چیز کھا لینے سے وضو لازم ہو جاتا ہے؟ حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت عبداللہ بن عباس رضوان اللہ علیہم اجمعین اور تمام فقہاء اس بات پر متفق ہیں کہ آگ پر پکی ہوئی چیز کھا لینے کے بعد وضو کرنا ضروری نہیں ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے بعض حضرات اس بات کے قائل ہیں کہ آگ پر پکی ہوئی چیز کھا لینے سے وضو لازم ہو جاتا ہے۔ ان صحابہ میں حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت ابوطلحہ انصاری، حضرت انس بن مالک، حضرت ابوموسیٰ اشعری، حضرت زید بن ثابت اور حضرت ابوہریرہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اسماء قابل ذکر ہیں۔ اس موضوع پر گفتگو کرتے ہوئے امام ابوجعفر طحاوی نے پہلے وہ تمام روایات نقل کی ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آگ پر پکی ہوئی چیز کھا لینے کے بعد وضو لازم ہو جاتا ہے اور اس کے بعد وہ روایات نقل کی ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے کے بعد وضو نہیں کیا اور پھر ایسی روایات نقل کی ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جن روایات میں نبی اکرم ﷺ کا آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے کے بعد وضو نہ کرنے کا ذکر ہے، وہ آپ ﷺ کا آخری عمل ہے۔

(ملخص)

•••———•••———•••

172 - اَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ - يَعْنِى ابْنَ حَرْبٍ - قَالَ حَدَّثَنِى الزُّبَيْدِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ اَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ اَخْبَرَهُ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ قَارِظٍ اَخْبَرَهُ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "تَوَضَّئُوْا مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ".

☆☆ حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں، میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے کے بعد وضو کیا کرو۔

173 - اَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ بَكْرٍ - وَهُوَ ابْنُ مُضَرَ - قَالَ حَدَّثَنِى اَبِى عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ عَنْ بَكْرِ بْنِ سَوَادَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اِبْرَاهِيمَ بْنِ قَارِظٍ قَالَ رَاَيْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ يَتَوَضَّاُ عَلٰى ظَهْرِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ اَكَلْتُ اَثْوَارَ اَقِطٍ فَتَوَضَّاْتُ مِنْهَا اِنِّى سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْمُرُ بِالْوُضُوْءِ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ.

☆☆ عبداللہ بن ابراہیم بیان کرتے ہیں، میں نے حضرت ابوہریرہ ؓ کو مسجد کی چھت پر وضو کرتے ہوئے دیکھا انہوں نے بتایا: میں نے پنیر کے کچھ ٹکڑے کھائے تھے اس لیے میں وضو کر رہا ہوں، کیونکہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد

172-تقدیم في الطهارة، باب الوضوء مما مست النار (الحديث 171) .

173-تقدیم في الطهارة، باب الوضوء مما مست النار (الحديث 171 و 172) .

فرماتے ہوئے سنا ہے کہ آپ نے آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے کے بعد وضو کرنے کا حکم دیا ہے۔

174 - اَخْبَرَنَا اِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوْبَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِى عَنْ حُسَيْنٍ الْمُعَلِّمِ قَالَ حَدَّثَنِى يَحْيَى بْنُ اَبِى كَثِيرٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَمْرٍو الْاَوْزَاعِيِّ اَنَّهُ سَمِعَ الْمُطَّلِبَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَنْطَبٍ يَقُوْلُ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَتَوَضَّاُ مِنْ طَعَامٍ اَجِدُهُ فِى كِتَابِ اللّٰهِ حَلَالًا لِاَنَّ النَّارَ مَسَّتْهُ فَجَمَعَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ حَصًى فَقَالَ اَشْهَدُ عَدَدَ هٰذَا الْحَصٰى اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "تَوَضَّئُوْا مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ".

☆☆ مطلب بن عبداللہ بیان کرتے ہیں، حضرت عبداللہ بن عباس ؓ نے یہ کہا کہ کیا میں ایسا کھانا کھانے کے بعد وضو کروں گا جو اللہ تعالیٰ کی کتاب میں حلال قرار دیا گیا ہے اور وہ صرف اس وجہ سے ہوگا کہ اسے آگ پر پکایا گیا ہے، تو حضرت ابوہریرہ ؓ نے کنکریاں اکٹھی کیں اور بولے: ان کنکریوں کی جو تعداد ہے، اس کے مطابق میں گواہی دے کر یہ بات کہتا ہوں کہ نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے کے بعد وضو کیا کرو۔

175 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِى عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ جَعْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ اَبِى هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "تَوَضَّئُوْا مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ".

☆☆ حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے کے بعد وضو کیا کرو۔

176 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ وَّمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَا اَنْبَاَنَا ابْنُ اَبِى عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ جَعْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو - قَالَ مُحَمَّدٌ الْقَارِيُّ - عَنْ اَبِى اَيُّوْبَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "تَوَضَّئُوْا مِمَّا غَيَّرَتِ النَّارُ".

☆☆ حضرت ابوایوب انصاری ؓ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے کے بعد وضو کیا کرو۔

177 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ وَّهَارُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَا حَدَّثَنَا حَرَمِيٌّ - وَهُوَ ابْنُ عُمَارَةَ بْنِ اَبِى حَفْصَةَ - قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ جَعْدَةَ يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو الْقَارِيِّ عَنْ اَبِى طَلْحَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "تَوَضَّئُوْا مِمَّا غَيَّرَتِ النَّارُ".

☆☆ حضرت ابوطلحہ ؓ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے

174-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (14614) .

175-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (13583) .

176-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (3464) .

177-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (3781) .

کے بعد وضو کیا کرو۔

178 - اَخْبَرَنَا هَارُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا حَرَمِیُّ بْنُ عُمَارَةَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِیْ بَكْرِ بْنِ حَفْصٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ اَبِیْ طَلْحَةَ عَنْ اَبِیْ طَلْحَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "تَوَضَّئُوْا مِمَّا اَنْضَجَتِ النَّارُ".

☆☆ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے کے بعد وضو کرلیا کرو۔

179 - اَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا الزُّبَيْدِیُّ قَالَ اَخْبَرَنِی الزُّهْرِیُّ اَنَّ عَبْدَ الْمَلِكِ بْنَ اَبِیْ بَكْرٍ اَخْبَرَهُ اَنَّ خَارِجَةَ بْنَ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ اَخْبَرَهُ اَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "تَوَضَّئُوْا مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ".

☆☆ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے کے بعد وضو کیا کرو۔

180 - اَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا الزُّبَيْدِیُّ عَنِ الزُّهْرِیِّ اَنَّ اَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَخْبَرَهُ عَنْ اَبِیْ سُفْيَانَ بْنِ سَعِيْدِ بْنِ الْاَخْنَسِ بْنِ شَرِيْقٍ اَنَّهُ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ دَخَلَ عَلٰی اُمِّ حَبِيْبَةَ زَوْجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِیَ خَالَتُهُ فَسَقَتْهُ سَوِيْقًا ثُمَّ قَالَتْ لَهُ تَوَضَّاْ يَا ابْنَ اُخْتِیْ فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "تَوَضَّئُوْا مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ".

☆☆ ابوسفیان بن سعید بیان کرتے ہیں: وہ سیدہ اُم حبیبہ کی خدمت میں حاضر ہوئے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ تھیں اور ابوسفیان بن سعید کی خالہ تھیں' سیدہ اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا نے انہیں ستو پلائے' پھر سیدہ اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا نے ان سے کہا: اے میرے بھانجے! تم وضو کرلو' کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے کے بعد وضو کرلیا کرو۔

181 - اَخْبَرَنَا الرَّبِيْعُ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ بَكْرِ بْنِ مُضَرَ قَالَ حَدَّثَنِیْ بَكْرُ بْنُ مُضَرَ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيْعَةَ عَنْ بَكْرِ بْنِ سَوَادَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمِ بْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِیْ سُفْيَانَ بْنِ سَعِيْدِ بْنِ الْاَخْنَسِ اَنَّ اُمَّ حَبِيْبَةَ زَوْجَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ لَهُ وَشَرِبَ سَوِيْقًا يَا ابْنَ اُخْتِیْ تَوَضَّاْ فَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "تَوَضَّئُوْا مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ".

178-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (3778) .

179-اخرجه مسلم في الحيض ، باب الوضوء مما مست النار (الحديث 90) تحفة الاشراف (3704) .

180-اخرجه ابو داؤد في الطهارة، باب التشديد في ذلك (الحديث 195) . و اخرجه النسائي في الطهارة ، باب الوضوء مما غيرت النار (الحديث 181) . تحفة الاشراف (15871) .

181-تقديم في الطهارة، باب الوضوء مما غيرت النار (180) .

☆☆ ابوسفیان بن سعید بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ سیدہ اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا نے ان سے کہا: جبکہ وہ ستو پی چکے تھے' اے میرے بھانجے! تم وضو کرلو' کیونکہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے کے بعد وضو کرلیا کرو۔

123 - باب تَرْكِ الْوُضُوْءِ مِمَّا غَيَّرَتِ النَّارُ .

باب: آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے کے بعد وضو کا لازم نہ ہونا

182 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰی عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَلِیِّ بْنِ الْحُسَيْنِ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ اُمِّ سَلَمَةَ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَكَلَ كَتِفًا فَجَائَهُ بِلَالٌ فَخَرَجَ اِلَی الصَّلَاةِ وَلَمْ يَمَسَّ مَاءً .

☆☆ سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ شانے کا گوشت تناول کیا' پھر حضرت بلال رضی اللہ عنہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز ادا کرنے کے لیے تشریف لے گئے' آپ نے ازسرِنو وضو نہیں کیا۔

183 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰی قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يُوْسُفَ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰی اُمِّ سَلَمَةَ فَحَدَّثَتْنِیْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصْبِحُ جُنُبًا مِنْ غَيْرِ احْتِلَامٍ ثُمَّ يَصُوْمُ . وَحَدَّثَنَا مَعَ هٰذَا الْحَدِيْثِ اَنَّهَا حَدَّثَتْهُ اَنَّهَا قَرَّبَتْ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَنْبًا مَشْوِيًّا فَاَكَلَ مِنْهُ ثُمَّ قَامَ اِلَی الصَّلَاةِ وَلَمْ يَتَوَضَّاْ .

☆☆ سلیمان بن یسار بیان کرتے ہیں: میں سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے مجھے یہ حدیث سنائی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بعض اوقات صبح کے وقت جنابت کی حالت میں ہوتے تھے' لیکن احتلام کی وجہ سے نہیں ہوتے تھے (بلکہ صحبت کرنے کی وجہ سے ہوتے تھے) اور پھر آپ روزہ بھی رکھ لیا کرتے تھے۔

ان کے ساتھ سلیمان بن یسار نے یہ حدیث بھی بیان کی ہے' کہ سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا نے انہیں بتایا: ایک مرتبہ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بھنا ہوا پہلو کا گوشت پیش کیا' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کھالیا' پھر آپ نماز ادا کرنے کے لیے کھڑے ہو گئے' آپ نے ازسرِنو وضو نہیں کیا۔

184 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰی قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ عَنِ ابْنِ يَسَارٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ شَهِدْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَكَلَ خُبْزًا وَّلَحْمًا ثُمَّ قَامَ

182-اخرجه ابن ماجه في الطهارة و سننها، باب الرخصة في ذلك (الحديث 491) بنحوه . تحفة الاشراف (18269) .

183-انفرد به النسائي . و الحديث عند : مسلم في الصيام، باب صحة صوم من طلع عليه الفجر و هو جنب (الحديث 80) تحفة الاشراف (18160) .

184-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (5671) .

اِلَى الصَّلَاةِ وَلَمْ يَتَوَضَّأْ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' میں نبی اکرم ﷺ کے پاس موجود تھا' آپ نے روٹی اور گوشت کھایا' پھر آپ نماز ادا کرنے کے لیے کھڑے ہوگئے اور آپ نے ازسرِنو وضو نہیں کیا۔

185 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَيَّاشٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كَانَ اٰخِرَ الْاَمْرَيْنِ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرْكُ الْوُضُوْءِ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ .

☆☆ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ سے دو صورتوں میں سے آخری صورت یہ منقول ہے: آپ نے آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے کے بعد وضو نہیں کیا۔

124 - باب الْمَضْمَضَةِ مِنَ السَّوِيْقِ .

ستو پینے کے بعد کلی کرنا

186 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ مَوْلَى بَنِيْ حَارِثَةَ اَنَّ سُوَيْدَ بْنَ النُّعْمَانِ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ خَرَجَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ خَيْبَرَ حَتّٰى اِذَا كَانُوْا بِالصَّهْبَاءِ وَهِيَ مِنْ اَدْنٰى خَيْبَرَ صَلَّى الْعَصْرَ ثُمَّ دَعَا بِالْاَزْوَادِ فَلَمْ يُؤْتَ اِلَّا بِالسَّوِيْقِ فَاَمَرَ بِهِ فَثُرِّيَ فَاَكَلَ وَاَكَلْنَا ثُمَّ قَامَ اِلَى الْمَغْرِبِ فَتَمَضْمَضَ وَتَمَضْمَضْنَا ثُمَّ صَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ .

☆☆ حضرت سوید بن نعمان بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ غزوۂ خیبر کے موقع پر وہ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ روانہ ہوئے' جب لوگ صہباء کے مقام پر پہنچے' یہ خیبر کے قریب مقام تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے وہاں عصر کی نماز ادا کی' اس کے بعد آپ نے کھانا طلب کیا' آپ کی خدمت میں صرف ستو پیش کیے گئے' نبی اکرم ﷺ کے حکم کے تحت انہیں پانی میں بھگو دیا گیا' پھر نبی اکرم ﷺ نے انہیں تناول کیا' تو ہم نے بھی اسے کھالیا' پھر جب مغرب کی نماز کا وقت ہوا تو نبی اکرم ﷺ نے کلی کی اور ہم نے بھی کلی کی اور نبی اکرم ﷺ نے نماز ادا کرلی' آپ نے ازسرِنو وضو نہیں کیا۔

185-اخرجه ابوداؤد في الطهارة، باب ترك الوضوء مما مست النار (الحديث 192) تحفة الاشراف (3047) .

186-اخرجه البخاري في الوضوء، باب من مضمض من السويق و لم يتوضأ (الحديث 209)، باب الوضوء من غير حدث (الحديث 215) و في الجهاد، باب حمل الزاد في الغزو (الحديث 2981)، و في المغازي، باب غزوة خيبر (الحديث 4195)، و في الا طعمة، باب (ليس على الاعمى حرج - الى قوله - لعلكم تعقلون) و النهد و الاجتماع على الطعام (الحديث 5384) بنحوه، و باب السويق (الحديث 5390)، وباب المضمضة بعد الطعام (الحديث 5454) . و اخرجه ابن ماجه في الطهارة و سننها، باب الرخصة في ذلك (الحديث 492) بنحوه . و الحديث عند : البخاري في المغازي، باب غزوة الحديبية (الحديث 4175) . تحفة الاشراف (4813) .

125 - باب الْمَضْمَضَةِ مِنَ اللَّبَنِ .

باب: دودھ پینے کے بعد کلی کرنا

187 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَرِبَ لَبَنًا ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ فَتَمَضْمَضَ ثُمَّ قَالَ "اِنَّ لَهُ دَسَمًا" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ نے دودھ پینے کے بعد پانی منگوایا اور کلی کرلی' پھر ارشاد فرمایا: اس میں چکناہٹ ہوتی ہے۔

126 - باب ذِكْرِ مَا يُوْجِبُ الْغُسْلَ وَمَا لَا يُوْجِبُهُ غُسْلُ الْكَافِرِ اِذَا اَسْلَمَ

باب: کون سی چیز غسل کو لازم کرتی ہے اور کون سی چیز غسل کو لازم نہیں کرتی کافر شخص کا اسلام قبول کرنے کے بعد غسل کرنا

188 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْاَغَرِّ - وَهُوَ ابْنُ الصَّبَّاحِ - عَنْ خَلِيْفَةَ بْنِ حُصَيْنٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ عَاصِمٍ اَنَّهُ اَسْلَمَ فَاَمَرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَغْتَسِلَ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ .

☆☆ حضرت قیس بن عاصم بیان کرتے ہیں' انہوں نے جب اسلام قبول کیا' تو نبی اکرم ﷺ نے انہیں پانی اور بیری کے پتوں کے ذریعے غسل کرنے کا حکم دیا۔

شرح

غسل کے فرائض

غسل کے فرائض تین ہیں:

(i) کلی کرنا

(ii) ناک میں پانی ڈالنا

(iii) پورے جسم پر پانی بہانا

187-اخرجه البخاري في الوضوء، باب هل يمضمض من اللبن (الحديث 211)، و في الاشربة، باب شرب اللبن (الحديث 5609) . و اخرجه مسلم في الحيض، باب نسخ الوضوء مما مست النار (الحديث 95) . و اخرجه ابوداؤد في الطهارة، باب في الوضوء من اللبن (الحديث 196) . و اخرجه الترمذي في الطهارة، باب في المضمضة من اللبن (الحديث 89) . و اخرجه ابن ماجه في الطهارة و سننها، باب المضمضة من شرب اللبن (الحديث 498) بمعناه . تحفة الاشراف (5833) .

188-اخرجه ابوداؤد في الطهارة، باب في الرجل يسلم فيؤمر بالغسل (الحديث 355) بنحوه . و اخرجه الترمذي في الصلاة، باب ما ذكر في الاغتسال عند ما يسلم الرجل (الحديث 605) . تحفة الاشراف (11100) .

یہ بات متون میں تحریر ہے۔

مسئلہ: اگر جنبی شخص پانی پی لیتا ہے اور کلی کر کے منہ سے باہر پھینکتا نہیں ہے تو کلی کی جگہ یہ بھی کافی ہوگا لیکن شرط یہ ہے کہ وہ پورے منہ تک پہنچ چکا ہو۔ (ظہیریہ)

مسئلہ: اگر کسی شخص کا دانت خراب ہے یا درمیان میں جگہ باقی ہے اور وہاں کوئی چیز پھنسی رہ گئی یا ناک میں تر رینٹھ موجود ہو تو صحیح قول یہ ہے کہ ایسے میں غسل پورا ہو جائے گا۔ (زاہدی)

مسئلہ: تاہم احتیاط یہ ہے کہ کھانے کی اس چیز کو دانت کے خلا میں سے نکال کر پھر اس پر پانی بہا لیں۔ (فتح القدیر)

مسئلہ: اگر عورت نے مینڈھیاں بنائی ہوئی ہیں اور پانی بالوں کی جڑوں تک پہنچ سکتا ہے تو اب اس کے لیے ان مینڈھیوں کو کھولنا ضروری نہیں ہے۔

مسئلہ: اگر عورت کے بال کھلے ہوئے ہوں تو ان کے درمیان میں بھی پانی پہنچانا لازم ہے اسی طرح مرد کو داڑھی کے درمیان میں بھی پانی پہنچانا لازم ہے جس طرح داڑھی کی جڑوں تک پانی پہنچانا واجب ہے اسی طرح بالوں کے بیچ بھی پانی پہنچانا واجب ہے۔ (محیط سرخسی)

مسئلہ: اگر بالی یا انگوٹھی تنگ ہوں تو انہیں ہلانا واجب ہے۔

مسئلہ: اگر کان میں بالی نہیں ہے لیکن سوراخ موجود ہے اور پانی اس پر سے گزرتے ہوئے سوراخ کے اندر بھی داخل ہو سکتا ہے تو اتنا ہی کافی ہوگا اور اگر داخل نہیں ہو سکتا تو پانی کو داخل کرنا چاہیے لیکن اس کے اہتمام کے ساتھ کوئی تنکا وغیرہ لے کر پانی اندر پہنچانے کا تکلف نہیں کرنا چاہیے۔ (بحر الرائق)

مسئلہ: ناف کے سوراخ میں پانی پہنچانا لازم ہے اور اہتمام کے ساتھ یہاں پانی پہنچانے کے لیے انگلی بھی داخل کر دینی چاہیے۔ (محیط سرخسی)

غسل کی سنتیں

مسئلہ: غسل کرنے کا سنت طریقہ یہ ہے کہ پہلے دونوں ہاتھوں کو کنارے تک تین مرتبہ دھویا جائے پھر شرمگاہ کو دھویا جائے اگر جسم پر نجاست لگی ہوئی ہو تو اسے صاف کیا جائے پھر نماز کے وضو کی طرح وضو کیا جائے لیکن اس میں دونوں پاؤں نہ دھوئے جائیں۔ (ملتقط)

مسئلہ: غسل کرتے ہوئے پہلے شرمگاہ کو دھو لینا سنت ہے خواہ اس پر نجاست لگی ہوئی ہو یا نہ لگی ہوئی ہو اسی طرح باقی جسم کو دھونے سے پہلے وضو کر لینا بھی سنت ہے خواہ انسان پہلے سے وضو کی حالت میں ہو یا نہ ہو۔

مسئلہ: حسن نے یہ روایت نقل کی ہے کہ اس وضو کے دوران سر کا مسح بھی نہیں کیا جائے تاہم صحیح قول یہ ہے کہ مسح کرے گا۔ (زاہدی، قاضی خان)

مسئلہ: اس کے بعد آدمی اپنے سر پر اور پورے جسم پر تین مرتبہ پانی بہا لے گا۔ (زاہدی)

مسئلہ: صحیح قول یہ ہے کہ پہلی مرتبہ پانی بہانا فرض ہے اور باقی دو مرتبہ بہانا سنت ہے۔ (سراج الوہاج)

مسئلہ: پانی ڈالنے کا طریقہ یہ ہے کہ انسان پہلے اپنے دائیں کندھے پر تین مرتبہ پانی ڈالے پھر بائیں کندھے پر تین مرتبہ پانی بہائے پھر اپنے سر پر تین مرتبہ پانی بہائے پھر پورے جسم پر بہا لے۔ (معراج الدرایہ)

مسئلہ: پھر اس کے بعد غسل کی جگہ سے ذرا سا ہٹ کر دونوں پاؤں دھو لے۔ (محیط)

مسئلہ: یہ حکم اس وقت ہے جب انسان ایسی جگہ نہا رہا ہو جہاں آدمی کے پاؤں کے پاس پانی جمع ہو جاتا ہو اگر کوئی شخص تختے پر یا اونچے پتھر پر ہے (اور پانی پاؤں کے پاس جمع نہیں ہوتا) تو پاؤں دھونے میں تاخیر نہیں کرنی چاہیے۔ (جوہرہ نیرہ)

موجباتِ غسل کا بیان

مسئلہ: غسل کو واجب کرنے والی ایک چیز جنابت ہے اس کی دو صورتیں ہیں:

پہلی صورت یہ ہے کہ منی شہوت کے ساتھ اچھل کر باہر آئے خواہ یہ عورت کو چھونے کی وجہ سے ہو یا اس کی طرف دیکھنے کی وجہ سے ہو یا احتلام کی وجہ سے ہو یا مشت زنی کی وجہ سے ہو۔ (محیط سرخسی)

مسئلہ: اس بارے میں مرد اور عورت سونے اور جاگنے دونوں کا حکم برابر ہے۔ (ہدایہ)

مسئلہ: اگر مذکورہ بالا صورتوں میں سے کسی ایک صورت میں جنابت لاحق ہو جاتی ہے اور اس کے بعد وہ شخص پیشاب کرنے یا سو جانے سے پہلے غسل جنابت کر لیتا ہے اور پھر نماز ادا کرتا ہے پھر اس کے بعد اس کی منی کا بقیہ حصہ خارج ہوتا ہے تو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس پر غسل کرنا لازم ہوگا جبکہ امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ کی رائے مختلف ہے البتہ تینوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ وہ اس نماز کو دوبارہ ادا نہیں کرے گا۔ (ذخیرہ)

مسئلہ: لیکن اگر مذکورہ بالا صورتوں میں کسی صورت میں جنابت لاحق ہونے کے بعد وہ شخص پیشاب کر لیتا ہے یا سو جاتا ہے یا چند قدم چل لیتا ہے (اور پھر منی خارج ہوتی ہے) تو اب اس پر غسل کرنا واجب نہیں ہوگا اس پر تینوں فقہاء کا اتفاق ہے۔ (تبیین)

مسئلہ: اگر کسی شخص کو احتلام ہو جائے اور منی اپنی مخصوص جگہ سے الگ ہو جائے لیکن شرمگاہ کے کنارے پر ظاہر نہ ہو تو ایسے شخص پر غسل کرنا لازم نہیں ہوگا۔ (قاضی خان)

مسئلہ: ایک شخص پیشاب کرتا ہے اور اس دوران (یعنی اس سے پہلے یا اس کے بعد) اس کی شرمگاہ سے منی نکل آتی ہے تو اگر اس کی شرمگاہ منتشر تھی تو غسل لازم ہوگا اور اگر منتشر کیفیت میں نہیں تھی تو صرف وضو کرنا لازم ہوگا۔ (خلاصہ)

مسئلہ: اگر کسی شخص کو احتلام یاد ہو انزال کی لذت بھی یاد ہو لیکن اسے (بیدار ہونے کے بعد) تری نظر نہیں آتی تو اس پر غسل کرنا واجب نہیں ہوگا۔ (ظاہر الروایہ)

مسئلہ: اگر کوئی شخص بیٹھے ہوئے یا چلتے ہوئے سو جاتا ہے پھر بیدار ہونے کے بعد اسے تری نظر آتی ہے تو اس کا اور لیٹ کر سونے کا حکم برابر ہے۔ (محیط)

مسئلہ: غسل کے وجوب کا دوسرا سبب ایلاج یعنی صحبت کرنا ہے' اس سے مراد یہ ہے کہ مرد اپنی شرمگاہ کو داخل کر دے تو یہ ہی مرد کی شرمگاہ عورت کی شرمگاہ میں چھپ جائے گی تو فاعل اور مفعول دونوں پر غسل واجب ہو جائے گا' خواہ انزال ہو یا نہ ہو' ہمارے علماء کا یہی مذہب ہے۔ (محیط)

مسئلہ: اگر کوئی شخص کسی جانور کے ساتھ یا کسی مردہ کے ساتھ یا کوئی نابالغ بچی جس کے ساتھ صحبت نہیں کی جاسکتی' کے ساتھ اس طرح سے ایلاج (شرم گاہ میں شرم گاہ داخل کرنا) کر لیتا ہے' تو انزال کے بغیر غسل لازم نہیں ہوگا۔ (محیط)

مسئلہ: قاضی خان نے اسے درست قرار دیا ہے۔

مسئلہ: اگر کوئی عورت یہ دعویٰ کرتی ہے کہ کوئی جن میرے پاس آتا ہے اور میرے ساتھ وہی صورتِ حال پیش ہوتی ہے جس طرح اس وقت پیش آتی ہے' جب میرا شوہر میرے ساتھ صحبت کرتا ہے' تو اس صورت میں عورت پر غسل لازم نہیں ہوگا۔ (محیط سرخسی)

مسئلہ: اگر کوئی خصی شخص صحبت کر لیتا ہے' تو اس صورت میں فاعل اور مفعول دونوں پر غسل لازم ہو جائے گا۔ (محیط)

مسئلہ: غسل کے وجوب کا ایک سبب حیض اور نفاس ہے' حیض یا نفاس کے خون کے نکلنے کے ساتھ ہی غسل لازم ہو جاتا ہے (اس سے مراد یہ ہے کہ یہ خون عورت کی شرمگاہ کے خارجی حصے تک پہنچ جانا چاہیے ورنہ وہ خارج شمار نہیں ہوگا اور اسے حیض قرار نہیں دیا جائے گا۔ (تبیین)

مسئلہ: جب کوئی عورت بچے کو جنم دیتی ہے اور خون نہیں نکلتا تو کیا ایسی عورت پر غسل لازم ہوگا' صحیح قول یہ ہے کہ اس پر غسل لازم ہوگا۔ (ظہیریہ)

غسل کی اقسام

مسئلہ: غسل کی نو قسمیں ہیں:

تین قسم کا غسل فرض ہے: (i) جنابت کے بعد (ii) حیض کے بعد (iii) نفاس کے بعد۔

ایک قسم کا غسل واجب ہے' یعنی مردے کو غسل دینا واجب ہے۔ (محیط سرخسی)

مسئلہ: ظاہر الروایہ کے مطابق اگر کافر شخص جنبی ہے اور پھر مسلمان ہو جاتا ہے' تو پھر اس پر غسل واجب ہوگا' اسی طرح اگر کافرہ عورت کا خون ختم ہوا اور پھر وہ مسلمان ہوگئی تو اس پر بھی غسل واجب ہوگا۔

مسئلہ: چار قسم کا غسل سنت ہے: جمعہ کے دن' عیدین کے دن' عرفہ کے دن اور احرام باندھنے کے وقت۔

مسئلہ: ایک قسم کا غسل مستحب ہے اور وہ کافر شخص کا غسل کرنا ہے' یعنی اس وقت جب وہ مسلمان ہوتا ہے اور جنابت کی حالت میں نہ ہو۔ (محیط سرخسی)

مسئلہ: صحیح قول کے مطابق جمعہ کے دن کا غسل جمعہ کی نماز کے لیے ہوتا ہے۔ (ہدایہ)

مسئلہ: اگر کوئی شخص جمعہ کے دن صبح صادق کے بعد غسل کر لیتا ہے اور پھر اُس کا وضو ٹوٹ جاتا ہے اور وہ شخص وضو کر کے

جمعہ کی نماز ادا کر لیتا ہے یا کوئی شخص جمعہ کی نماز کے بعد غسل کرتا ہے' تو وہ سنت پر عمل پیرا نہیں ہوگا۔

مسئلہ: اگر جمعہ اور عید ایک ہی دن آ جاتے ہیں اور اس سے پہلے رات میں اس شخص نے اپنی بیوی کے ساتھ صحبت بھی کی ہوئی ہو (یا احتلام کی وجہ سے غسل لازم ہو گیا ہو) اور کوئی شخص ایک مرتبہ غسل کر لے تو یہ تینوں غسل ادا ہو جائیں گے۔ (زاہدی)

مسئلہ: بعض مشائخ نے درج ذیل مواقع پر غسل کرنے کو مندوب قرار دیا ہے:

(i) مکہ میں داخل ہونے سے پہلے غسل کرنا'

(ii) مزدلفہ میں ٹھہرنے سے پہلے غسل کرنا'

(iii) مدینہ منورہ میں داخل ہونے سے پہلے غسل کرنا'

(iv) مجنون شخص جب تندرست ہو جائے' اس وقت غسل کرنا'

(v) لڑکا جب سالوں کے اعتبار سے بالغ شمار ہو' اس وقت غسل کرنا۔ (تبیین)

مسئلہ: ظاہر الروایہ کے مطابق غسل کرنے کے لیے ایک صاع پانی کافی ہوتا ہے اور وضو کے لیے ایک مُد کافی ہوتا ہے۔ فقہائے احناف اسی بات کے قائل ہیں۔

مسئلہ: غسل کے لیے ایک صاع پانی اس وقت کافی ہوگا جب غسل کے دوران وضو نہ کیا جائے' لیکن اگر غسل کے ساتھ آدمی وضو بھی کرتا ہے' تو اس وقت اسے مزید ایک مُد پانی کی ضرورت ہوگی' یہ بعض مشائخ کا قول ہے' لیکن اکثر مشائخ اس بات کے قائل ہیں کہ ایک صاع پانی غسل اور وضو دونوں کے لیے کافی ہوتا ہے۔

مسئلہ: تاہم صحیح قول یہ ہے کہ پانی کی یہ کم از کم مقدار پانی کے کافی ہونے کے لیے ہے' یہ مقدار لازم نہیں ہے' اگر کوئی شخص اس سے کم پانی کے ذریعے غسل کر سکتا ہے' تو بھی ٹھیک ہے اور اگر کسی کو زیادہ کی ضرورت پیش آ جاتی ہے' تو وہ اس میں اضافہ کرے' لیکن یہ شرط ہے کہ اس میں افراط وتفریط نہیں ہونی چاہیے۔ (محیط سرخسی)

مسئلہ: اسی طرح اگر کوئی شخص ایک مُد سے کم پانی کے ذریعے اچھی طرح وضو کر لیتا ہے' تو یہ بھی جائز ہے۔ (شرح طحاوی)

مسئلہ: اگر مرد اور عورت (یعنی میاں بیوی) ایک ہی برتن سے ایک ساتھ غسل کر لیتے ہیں' تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (محیط)

مسئلہ: اگر جنابت کی حالت میں وضو کیے بغیر کوئی شخص اپنی بیوی کے ساتھ صحبت کر لیتا ہے' تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے' البتہ وضو کرنا بہتر ہے' اسی طرح اگر کوئی شخص جنابت کی حالت میں کھانے پینے کا ارادہ کرتا ہے' تو اسے چاہیے کہ پہلے اپنے ہاتھ دھولے اور کلی کر لے۔ (سراج الوہاج)

•••———•••———•••

127 - باب تَقْدِيمِ غُسْلِ الْكَافِرِ اِذَا اَرَادَ اَنْ يُّسْلِمَ ۔

باب: جب کوئی کافر اسلام قبول کرنے کا ارادہ کرے (تو اسلام قبول کرنے سے) پہلے غسل کرنا

189 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ سَعِيْدٍ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ اِنَّ ثُمَامَةَ بْنَ اُثَالٍ الْحَنَفِيَّ انْطَلَقَ اِلٰى نَجْلٍ قَرِيْبٍ مِّنَ الْمَسْجِدِ فَاغْتَسَلَ ثُمَّ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَقَالَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ يَا مُحَمَّدُ وَاللّٰهِ مَا كَانَ عَلَى الْاَرْضِ وَجْهٌ اَبْغَضَ اِلَيَّ مِنْ وَّجْهِكَ فَقَدْ اَصْبَحَ وَجْهُكَ اَحَبَّ الْوُجُوْهِ كُلِّهَا اِلَيَّ وَاِنَّ خَيْلَكَ اَخَذَتْنِيْ وَاَنَا اُرِيْدُ الْعُمْرَةَ فَمَاذَا تَرٰى فَبَشَّرَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَمَرَهٗ اَنْ يَّعْتَمِرَ ۔ مُخْتَصَرٌ ۔

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ثمامہ بن اُثال حنفی مسجد کے قریب چشمے کی طرف گیا' اس نے وہاں غسل کیا' پھر مسجد میں داخل ہوا اور بولا: میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے' وہی ایک معبود ہے' اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور حضرت محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں (پھر اس نے نبی اکرم ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:) اس سے پہلے آپ میرے نزدیک سب سے زیادہ ناپسندیدہ ترین شخصیت تھے' لیکن اب آپ میرے نزدیک سب سے زیادہ محبوب ترین شخصیت ہو گئے ہیں' آپ کے ساتھیوں نے جب مجھے پکڑا تھا تو میں اس وقت عمرہ کرنے کے لیے جا رہا تھا' اب آپ کی کیا رائے ہے؟ تو نبی اکرم ﷺ نے اسے خوشخبری دیتے ہوئے یہ ہدایت کی کہ وہ عمرہ کرنے کے لیے چلا جائے (یہ روایت مختصر ہے)۔

128 - باب الْغُسْلِ مِنْ مُوَارَاةِ الْمُشْرِكِ ۔

باب: مشرک شخص کو دفن کرنے کے بعد غسل کرنا

190 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ شُعْبَةُ عَنْ اَبِيْ اِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ نَاجِيَةَ بْنَ كَعْبٍ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ اَبَا طَالِبٍ مَاتَ ۔ فَقَالَ "اذْهَبْ فَوَارِهٖ ." قَالَ اِنَّهٗ مَاتَ مُشْرِكًا ۔ قَالَ "اذْهَبْ فَوَارِهٖ ." فَلَمَّا وَارَيْتُهٗ رَجَعْتُ اِلَيْهِ فَقَالَ لِيْ "اغْتَسِلْ ."

☆☆ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی: جناب ابوطالب کا

189-اخرجه البخاري في الصلاة، باب الاغتسال اذا اسلم و ربط الاسير ايضًا في المسجد (الحديث 462) مختصرًا، و في المغازي، باب وفد بني حنيفة، (الحديث 4372) مطولاً ـ و اخرجه مسلم في الجهاد و السير، باب ربط الاسير و حبسه، و جواز المن عليه (الحديث 59). مطولاً ـ و اخرجه ابوداؤد في الجهاد، باب في الاسير يوثق (الحديث 2679) مطولاً ـ و الحديث عند: البخاري في الصلاة، باب دخول المشرك المسجد (الحديث 469، و في الخصومات، باب تحفة الاشراف (13007) .

190-اخرجه ابوداؤد، باب الرجل يموت له قرابة مشرك (الحديث 3214) بنحوه ـ الترك ممن تخشى معرته (الحديث 2422)، و باب الربط و الحبس في الحرم (الحديث 2423) ـ و النسائي في المساجد، ربط الاسير بسارية المسجد (الحديث 711) ـ و اخرجه النسائي في الجنائز، باب مواراة المشرك (الحديث 2005) بنحوه مطولاً ـ تحفة الاشراف (10287) .

انتقال ہو گیا ہے' نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم جا کر انہیں دفن کر دو' انہوں نے عرض کی: ان کا انتقال مشرک ہونے کی حالت میں ہوا ہے' تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم جا کر انہیں دفن کرو۔ (حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:) جب میں نے انہیں دفن کر دیا اور میں واپس نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے مجھے یہ ہدایت کی: تم غسل کر لو۔

129 - باب وُجُوْبِ الْغُسْلِ اِذَا الْتَقَى الْخِتَانَانِ ۔

باب: جب دونوں شرمگاہیں مل جائیں' تو غسل کا لازم ہونا

191 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ الْحَسَنَ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِيْ رَافِعٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اِذَا جَلَسَ بَيْنَ شُعَبِهَا الْاَرْبَعِ ثُمَّ اجْتَهَدَ فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ ."

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: جب کوئی شخص عورت کے ساتھ صحبت کرے تو غسل واجب ہو جاتا ہے۔

شرح

اس روایت کا بنیادی مسئلہ یہی ہے کہ جب کوئی شخص کسی عورت کے ساتھ صحبت کرتا ہے' تو کیا محض شرمگاہ کو عورت کی شرمگاہ میں داخل کر دینے کی وجہ سے غسل لازم ہو جائے گا؟ یا اس کے لیے انزال ہونا شرط ہے؟

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت میں پانچ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اس مسئلے کے بارے میں یہ فتویٰ نقل کیا ہے کہ ان کے نزدیک غسل کے وجود کے لیے انزال شرط ہے اور محض ایلاج سے صرف وضو لازم آتا ہے۔

علامہ عینی لکھتے ہیں' غسل کے وجود کے لیے انزال شرط ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے حضرت عثمان غنی' حضرت علی بن ابوطالب' حضرت زبیر بن عوام' حضرت طلحہ بن عبیداللہ' حضرت سعد بن ابی وقاص' حضرت رافع بن خدیج' حضرت ابوسعید خدری' حضرت ابی بن کعب' حضرت ابوایوب انصاری' حضرت ابن عباس' حضرت زید بن ثابت' حضرت نعمان بن بشیر اور بہت سے انصار صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین اسی بات کے قائل ہیں۔ تابعین میں سے عطا بن ابی رباح' ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن' ہشام بن عروہ اور اعمش اسی بات کے قائل ہیں۔

•••———•••———•••

192 - اَخْبَرَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ يَعْقُوْبَ بْنِ اِسْحَاقَ الْجُوْزَجَانِيُّ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ قَالَ حَدَّثَنَا اَشْعَثُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

191-اخرجه البخاري في الغسل، باب اذا التقى الختانان (الحديث 291) ـ و اخرجه مسلم في الحيض، باب نسخ الماء من الماء و وجوب الغسل بالتقاء الختانين (الحديث 87) ـ و اخرجه ابوداؤد في الطهارة، باب في الاكسال (الحديث 216) بنحوه ـ و اخرجه ابن ماجه في الطهارة، باب ما جاء في وجوب الغسل اذا التقى الختانان (الحديث 610). تحفة الاشراف (14659) .

192-انفرد به النسائي ـ تحفة الاشراف (14405) .

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "إِذَا قَعَدَ بَيْنَ شُعَبِهَا الْأَرْبَعِ ثُمَّ اجْتَهَدَ فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ". قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ هَذَا خَطَأٌ وَالصَّوَابُ أَشْعَثُ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ. وَقَدْ رَوَى الْحَدِيثَ عَنْ شُعْبَةَ النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ وَغَيْرُهُ كَمَا رَوَاهُ خَالِدٌ.

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: جب کوئی شخص عورت کے ساتھ صحبت کرے تو غسل واجب ہو جاتا ہے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: اس روایت کی سند میں غلطی ہوئی ہے' درست یہ ہے' کہ یہ روایت اشعث نامی راوی کے حوالے سے حسن نامی راوی کے حوالے سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

شعبہ کے حوالے سے اس روایت کو نضر بن شمیل اور دیگر راویوں نے اسی طرح نقل کیا ہے' جس طرح خالد نامی راوی نے نقل کیا ہے۔

130 - باب الْغُسْلِ مِنَ الْمَنِيِّ .

باب: منی (کے خروج) کی وجہ سے غسل لازم ہونا

193 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ - وَاللَّفْظُ لِقُتَيْبَةَ - قَالَ حَدَّثَنَا عَبِيدَةُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنِ الرُّكَيْنِ بْنِ الرَّبِيعِ عَنْ حُصَيْنِ بْنِ قَبِيصَةَ عَنْ عَلِيٍّ - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ - قَالَ كُنْتُ رَجُلًا مَذَّاءً فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "إِذَا رَأَيْتَ الْمَذْيَ فَاغْسِلْ ذَكَرَكَ وَتَوَضَّأْ وُضُوءَكَ لِلصَّلَاةِ وَإِذَا فَضَخْتَ الْمَاءَ فَاغْتَسِلْ".

☆☆ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں ایک ایسا شخص تھا جس کی مذی بکثرت خارج ہوا کرتی تھی' تو نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے یہ فرمایا' کہ جب تم مذی کو دیکھو تو اپنی شرمگاہ کو دھو کر نماز کے وضو کی طرح وضو کر لیا کرو' لیکن جب تمہاری منی خارج ہو' تو غسل کیا کرو۔

194 - أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ أَنْبَأَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ عَنْ زَائِدَةَ ح وَأَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ - وَاللَّفْظُ لَهُ - أَنْبَأَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا زَائِدَةُ عَنِ الرُّكَيْنِ بْنِ الرَّبِيعِ بْنِ عَمِيلَةَ الْفَزَارِيِّ عَنْ حُصَيْنِ بْنِ قَبِيصَةَ عَنْ عَلِيٍّ - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ - قَالَ كُنْتُ رَجُلًا مَذَّاءً فَسَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "إِذَا رَأَيْتَ الْمَذْيَ فَتَوَضَّأْ وَاغْسِلْ ذَكَرَكَ وَإِذَا رَأَيْتَ فَضْخَ الْمَاءِ فَاغْتَسِلْ".

☆☆ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں ایک ایسا شخص تھا جس کی مذی بکثرت خارج ہوتی تھی' میں نے نبی اکرم ﷺ سے اس بارے میں دریافت کیا' تو آپ نے ارشاد فرمایا: جب تم مذی دیکھو تو اپنی شرمگاہ کو دھو کر وضو کر لیا کرو اور جب

193-اخرجه ابوداؤد في الطهارة، باب في المذي (الحديث 206) مطولاً و اخرجه النسائي في الطهارة، الغسل من المني (الحديث 194) مطولاً . تحفة الاشراف (10079) .

194-تقدم في الطهارة، الغسل من المني (الحديث 193) مختصراً .

تم منی دیکھو تو غسل کیا کرو۔

131 - باب غُسْلِ الْمَرْأَةِ تَرَى فِي مَنَامِهَا مَا يَرَى الرَّجُلُ .

باب: جب عورت خواب میں وہی چیز دیکھے جو مرد دیکھتا ہے' تو اس پر غسل لازم ہونا

195 - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ أُمَّ سُلَيْمٍ سَأَلَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمَرْأَةِ تَرَى فِي مَنَامِهَا مَا يَرَى الرَّجُلُ قَالَ "إِذَا أَنْزَلَتِ الْمَاءَ فَلْتَغْتَسِلْ".

☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' سیدہ اُم سلیم رضی اللہ عنہا نے نبی اکرم ﷺ سے ایسی خاتون کے بارے میں دریافت کیا' جو اسی طرح کا خواب دیکھتی ہے' جو مرد دیکھتا ہے (یعنی اس عورت کو احتلام ہو جاتا ہے) تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تمہاری منی خارج ہو جائے' تم غسل کیا کرو۔

196 - أَخْبَرَنَا كَثِيرُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حَرْبٍ عَنِ الزُّبَيْدِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ أُمَّ سُلَيْمٍ كَلَّمَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَائِشَةُ جَالِسَةٌ فَقَالَتْ لَهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ أَرَأَيْتَ الْمَرْأَةَ تَرَى فِي النَّوْمِ مَا يَرَى الرَّجُلُ أَفَتَغْتَسِلُ مِنْ ذَلِكَ فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "نَعَمْ". قَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ لَهَا أُفٍّ لَكِ أَوَتَرَى الْمَرْأَةُ ذَلِكِ فَالْتَفَتَ إِلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "تَرِبَتْ يَمِينُكِ فَمِنْ أَيْنَ يَكُونُ الشَّبَهُ".

☆☆ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' کہ سیدہ اُم سلیم رضی اللہ عنہا نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ گفتگو شروع کی' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا وہاں بیٹھی ہوئی تھیں۔ سیدہ اُم سلیم رضی اللہ عنہا نے عرض کی: یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ حق بات سے حیاء نہیں کرتا' ایسی عورت کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے' جو نیند میں وہی چیز دیکھتی ہے' جو مرد دیکھتے ہیں' تو کیا اس عورت کو غسل کرنا ہوگا؟ نبی اکرم ﷺ نے اس سے فرمایا: جی ہاں! سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں نے اُم سلیم سے کہا: تم پر افسوس ہے! کیا کوئی عورت اس طرح کا خواب دیکھ سکتی ہے؟ تو نبی اکرم ﷺ میری طرف متوجہ ہوئے اور بولے: تمہارے ہاتھ خاک آلود ہوں' پھر (بچے کی) ماں کے ساتھ مشابہت کس وجہ سے ہوتی ہے؟

197 - أَخْبَرَنَا شُعَيْبُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ هِشَامٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ امْرَأَةً قَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ هَلْ عَلَى الْمَرْأَةِ غُسْلٌ إِذَا هِيَ

195-اخرجه مسلم في الحيض، باب وجوب الغسل على المرأة بخروج المني منها (الحديث 30) مطولا . و اخرجه النسائي في عشرة النساء من الكبرى، صفة ماء الرجل وصفة ماء المرأة (الحديث 191) مطولاً و اخرجه ابن ماجه في الطهارة، باب في المرأة ترى في منامها ما يرى الرجل (الحديث 601) مطولاً . و الحديث عند: النسائي في الطهارة، باب الفصل بين ماء الرجل و ماء المرأة (الحديث 200) . تحفة الاشراف (1181) .

196-اخرجه ابو داؤد في الطهارة، باب في المرأة ترى الرجل (الحديث 237) تعليقاً . تحفة الاشراف (16627) .

احْتَلَمَتْ قَالَ "نَعَمْ إِذَا رَأَتِ الْمَاءَ" . فَضَحِكَتْ أُمُّ سَلَمَةَ فَقَالَتْ أَتَحْتَلِمُ الْمَرْأَةُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "فَفِيمَ يُشْبِهُهَا الْوَلَدُ" .

☆☆ سیدہ زینب بنت اُم سلمہ سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان نقل کرتی ہیں کہ ایک خاتون نے عرض کی: یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ حق بات سے حیا نہیں کرتا' جب عورت کو احتلام ہو جائے' تو کیا اس پر غسل کرنا لازم ہوگا؟ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جی ہاں! جب اس کی منی خارج ہو جائے' تو سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا مسکرا دیں اور بولیں: کیا عورت کو بھی احتلام ہو سکتا ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر بچہ اس کے ساتھ مشابہت کس وجہ سے اختیار کرے گا؟

198 - أَخْبَرَنَا يُوسُفُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنْ شُعْبَةَ قَالَ سَمِعْتُ عَطَاءً الْخُرَاسَانِيَّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ خَوْلَةَ بِنْتِ حَكِيمٍ قَالَتْ سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمَرْأَةِ تَحْتَلِمُ فِي مَنَامِهَا فَقَالَ "إِذَا رَأَتِ الْمَاءَ فَلْتَغْتَسِلْ" .

☆☆ سیدہ خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی خاتون کے بارے میں دریافت کیا جسے خواب میں احتلام ہو جاتا ہے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب وہ منی دیکھ لے گی' تو غسل کرے گی۔

132 - باب الَّذِي يَحْتَلِمُ وَلَا يَرَى الْمَاءَ .

باب: ایسا شخص جسے احتلام ہوتا ہے' لیکن اسے منی نظر نہیں آتی

199 - أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْعَلَاءِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَمْرٍو عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سُعَادٍ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "الْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ" .

☆☆ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: منی کے خروج پر غسل لازم ہوتا ہے۔

133 - باب الْفَصْلِ بَيْنَ مَاءِ الرَّجُلِ وَمَاءِ الْمَرْأَةِ .

باب: مرد اور عورت کے مادۂ تولید کے درمیان فرق

200 - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَنْبَأَنَا عَبْدَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَاءُ الرَّجُلِ غَلِيظٌ أَبْيَضُ وَمَاءُ الْمَرْأَةِ رَقِيقٌ أَصْفَرُ فَأَيُّهُمَا سَبَقَ كَانَ الشَّبَهُ" .

197-اخرجه البخاري في العلم، باب الحياء في العلم (الحديث 130) و في الغسل، باب اذا احتلمت المرأة (الحديث 282) مختصراً، و في احاديث الانبياء (الحديث 3328) و في الادب، باب التبسم و الضحك (الحديث 6091) و باب ما لا يستحيا من الحق، للتفقه في الدين (الحديث 6121) مختصراً . و اخرجه مسلم في الحيض، باب وجوب الغسل على المرأة بخروج المني منها (الحديث 32) . و اخرجه الترمذي في الطهارة، باب ما جاء في المرأة ترى في المنام مثل ما يرى الرجل (الحديث 122) بنحوه . و اخرجه ابن ماجه في الطهارة و سننها، باب في المرأة ترى في منامها ما يرى الرجل (الحديث 600) . تحفة الاشراف (18264) .

198-اخرجه ابن ماجه في الطهارة و سننها، باب في المرأة ترى في منامها ما يرى الرجل (الحديث 602) بنحوه مطولاً . تحفة الاشراف (15827) .

199-اخرجه ابن ماجه في الطهارة و سننها، باب الماء من الماء (الحديث 607) . تحفة الاشراف (3469) .

☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: مرد کا مادۂ تولید گاڑھا اور سفید ہوتا ہے' جبکہ عورت کا مادۂ تولید نرم اور زرد ہوتا ہے' ان دونوں میں سے جو آگے نکل جائے (بچے کی اسی کے ساتھ) مشابہت ہوتی ہے۔

134 - باب ذِكْرِ الِاغْتِسَالِ مِنَ الْحَيْضِ .

باب: حیض کے بعد غسل کرنا

201 - أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ يَزِيدَ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْعَدَوِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنِي هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ مِنْ بَنِي أَسَدِ قُرَيْشٍ أَنَّهَا أَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَتْ أَنَّهَا تُسْتَحَاضُ فَزَعَمَتْ أَنَّهُ قَالَ لَهَا "إِنَّمَا ذَلِكِ عِرْقٌ فَإِذَا أَقْبَلَتِ الْحَيْضَةُ فَدَعِي الصَّلَاةَ وَإِذَا أَدْبَرَتْ فَاغْسِلِي عَنْكِ الدَّمَ ثُمَّ صَلِّي" .

☆☆ سیدہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا جن کا تعلق بنو اسد سے ہے' وہ بیان کرتی ہیں کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس بات کا تذکرہ کیا' کہ انہیں استحاضہ کی شکایت ہے' سیدہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے یہ فرمایا' کہ یہ کسی اور رگ کا خون ہے' جب حیض آ جائے' تو تم اس وقت نماز پڑھنا ترک کر دیا کرو اور جب وہ ختم ہو جائے' تو تم خون کو دھو کر نماز پڑھنا شروع کر دیا کرو۔

202 - أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ هَاشِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "إِذَا أَقْبَلَتِ الْحَيْضَةُ فَاتْرُكِي الصَّلَاةَ وَإِذَا أَدْبَرَتْ فَاغْتَسِلِي" .

☆☆ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: جب حیض آ جائے' تو تم نماز ترک کر دو اور جب حیض ختم ہو جائے' تو تم غسل کر لو۔

203 - أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ يَزِيدَ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا

200-اخرجه مسلم في الحيض، باب وجوب الغسل على المرأة بخروج المني منها (الحديث 30) مطولاً . و اخرجه النسائي في عشرة النساء من الكبرى، صفة ماء الرجل و صفة ماء المرأة (الحديث 191) مطولاً و اخرجه ابن ماجه في الطهارة و سننها، باب في المرأة ترى في منامها ما يرى الرجل (الحديث 195) . انظر: تحفة الاشراف للمزي (1181) .

201-اخرجه ابوداؤد في الطهارة، باب في المرأة تستحاض، و من قال: تدع الصلاة في عدة الايام التي كانت تحيض (الحديث 280 و 281) . و اخرجه النسائي في الطهارة، ذكر الاقراء (الحديث 211) بنحوه، و في الحيض و الاستحاضة، ذكر الاستحاضة و اقبال الدم و ادباره (الحديث 348)، و ذكر الاقراء (الحديث 356)، و في الطلاق، الاقراء (الحديث 3555) . و الحديث عند: ابي داؤد في الطهارة، باب في المرأة تستحاض . و من قال تدع الصلاة في الايام التي كانت تحيض (الحديث 286) . و النسائي في الطهارة، باب الفرق بين دم الحيض و الاستحاضة (الحديث 215)، و في الحيض و الاستحاضة، باب الفرق بين دم الحيض و الاستحاضة (الحديث 360) . تحفة الاشراف (18019) .

202-اخرجه النسائي في الطهارة، ذكر الاغتسال من الحيض (الحديث 203 و 204)، و في الحيض و الاستحاضة، ذكر الاستحاضة و اقبال الدم و ادباره (الحديث 349) . و اخرجه ابن ماجه في الطهارة و سننها، باب ما جاء في المستحاضة اذا اختلط عليها الدم فلم تقف على ايام حيضها (الحديث 226) مطولاً . تحفة الاشراف (16516) .

الزُّهْرِيُّ عَنْ عُرْوَةَ وَعَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتِ اسْتُحِيضَتْ أُمُّ حَبِيبَةَ بِنْتُ جَحْشٍ سَبْعَ سِنِينَ فَاشْتَكَتْ ذَلِكَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "إِنَّ هَذِهِ لَيْسَتْ بِالْحَيْضَةِ وَلَكِنْ هَذَا عِرْقٌ فَاغْتَسِلِي ثُمَّ صَلِّي ."

☆☆ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' کہ اُم حبیبہ بنت جحش کو سات برس تک استحاضہ کی شکایت رہی' انہوں نے اس بات کا تذکرہ نبی اکرم ﷺ سے کیا' تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا' کہ یہ حیض نہیں ہے بلکہ یہ کسی اور رگ کا خون ہے' تم غسل کر کے نماز پڑھنا شروع کر دیا کرو۔

204 - أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ أَخْبَرَنِي النُّعْمَانُ وَالْأَوْزَاعِيُّ وَأَبُو مُعَيْدٍ - وَهُوَ حَفْصُ بْنُ غَيْلَانَ - عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ وَعَمْرَةُ بِنْتُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتِ اسْتُحِيضَتْ أُمُّ حَبِيبَةَ بِنْتُ جَحْشٍ امْرَأَةُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ وَهِيَ أُخْتُ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ فَاسْتَفْتَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "إِنَّ هَذِهِ لَيْسَتْ بِالْحَيْضَةِ وَلَكِنْ هَذَا عِرْقٌ فَإِذَا أَدْبَرَتِ الْحَيْضَةُ فَاغْتَسِلِي وَصَلِّي وَإِذَا أَقْبَلَتْ فَاتْرُكِي لَهَا الصَّلَاةَ ." قَالَتْ عَائِشَةُ فَكَانَتْ تَغْتَسِلُ لِكُلِّ صَلَاةٍ وَتُصَلِّي وَكَانَتْ تَغْتَسِلُ أَحْيَانًا فِي مِرْكَنٍ فِي حُجْرَةِ أُخْتِهَا زَيْنَبَ وَهِيَ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى أَنَّ حُمْرَةَ الدَّمِ لَتَعْلُو الْمَاءَ وَتَخْرُجُ فَتُصَلِّي مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا يَمْنَعُهَا ذَلِكَ مِنَ الصَّلَاةِ .

☆☆ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' کہ اُم حبیبہ بنت جحش' عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی اہلیہ تھیں اور سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی بہن تھیں' انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے مسئلہ دریافت کیا' تو نبی اکرم ﷺ نے ان سے یہ فرمایا' کہ یہ حیض نہیں ہے بلکہ یہ کسی اور رگ کا خون ہے' جب حیض ختم ہو جائے' تو تم غسل کر کے نماز پڑھنا شروع کر دیا کرو اور جب حیض آ جائے' تو تم نماز ترک کر دیا کرو۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: وہ خاتون ہر نماز کے لیے غسل کیا کرتی تھیں اور پھر نماز ادا کیا کرتی تھیں' بعض اوقات وہ اپنی بہن اور نبی اکرم ﷺ کی زوجہ محترمہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے ہاں پانی کے ٹب میں غسل کرتی تھیں' یہاں تک کہ ان کے خون کی سرخی پانی پر غالب آ جایا کرتی تھی' پھر وہ وہاں سے نکل کر نبی اکرم ﷺ کی اقتداء میں نماز ادا کر لیتی تھیں' یہ چیز نماز کی ادائیگی میں رکاوٹ نہیں بنتی تھی۔

205 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ

203-اخرجه البخاري في الحيض، باب عرق الاستحاضة (الحديث 327) بنحوه . و اخرجه مسلم في الحيض، باب المستحاضة و غسلها و صلاتها (الحديث 64) . و اخرجه ابو داؤد في الطهارة، باب من قال اذا اقبلت الحيضة تدع الصلاة (الحديث 285) . و اخرجه النسائي في الطهارة، ذكر الاغتسال من الحيض (204) مطولاً . و (205) . و ذكر الاقراء (210)، و في الحيض و الاستحاضة، ذكر الاقراء (الحديث 355) . و اخرجه ابن ماجه في الطهارة و سننها، باب ما جاء في المستحاضة اذا اختلط عليها الدم فلم تقف على ايام حيضها (الحديث 626) مطولاً . تحفة الاشراف (16516)، (17922) .

204-تقدم في الطهارة، ذكر الاغتسال من الحيض (الحديث 203) .

205-تقدم في الطهارة، ذكر الاغتسال من الحيض (الحديث 203) .

وَعَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ - خَتَنَةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَحْتَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ - اسْتُحِيضَتْ سَبْعَ سِنِينَ اسْتَفْتَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ذَلِكَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "إِنَّ هَذِهِ لَيْسَتْ بِالْحَيْضَةِ وَلَكِنْ هَذَا عِرْقٌ فَاغْتَسِلِي وَصَلِّي ."

☆☆ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' کہ نبی اکرم ﷺ کی خواہر نسبتی سیدہ اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا' حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی اہلیہ تھیں' انہیں سات سال تک استحاضہ کی شکایت رہی' انہوں نے اس بارے میں نبی اکرم ﷺ سے مسئلہ دریافت کیا' تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ حیض نہیں ہے بلکہ یہ کسی اور رگ کا خون ہے' تم غسل کر کے نماز پڑھنا شروع کر دو۔

206 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتِ اسْتَفْتَتْ أُمُّ حَبِيبَةَ بِنْتُ جَحْشٍ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي أُسْتَحَاضُ . فَقَالَ "إِنَّمَا ذَلِكِ عِرْقٌ فَاغْتَسِلِي وَصَلِّي ." فَكَانَتْ تَغْتَسِلُ لِكُلِّ صَلَاةٍ .

☆☆ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' کہ سیدہ اُم حبیبہ بنت جحش رضی اللہ عنہا نے نبی اکرم ﷺ سے مسئلہ دریافت کیا' انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ مجھے استحاضہ کی شکایت ہے' نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: یہ کسی اور رگ کا خون ہے' تم غسل کر کے نماز پڑھنا شروع کر دو۔ (سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:) وہ خاتون ہر نماز کے لیے غسل کیا کرتی تھیں۔

207 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ سَأَلَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الدَّمِ - قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا رَأَيْتُ مِرْكَنَهَا مَلْآنَ دَمًا - فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "امْكُثِي قَدْرَ مَا كَانَتْ تَحْبِسُكِ حَيْضَتُكِ ثُمَّ اغْتَسِلِي ." أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ مَرَّةً أُخْرَى وَلَمْ يَذْكُرْ جَعْفَرًا .

☆☆ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' کہ اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا نے نبی اکرم ﷺ سے خون کے بارے میں دریافت کیا' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نے اس عورت کے ٹب کو دیکھا ہے' جو خون سے بھرا ہوا تھا' نبی اکرم ﷺ نے اس سے یہ فرمایا تھا: تمہارے حیض کے جو مخصوص دن ہوتے ہیں' ان دونوں کے مطابق تم (نماز کی ادائیگی سے) رکی رہو اور پھر غسل کر لو (اور نماز پڑھنا شروع کر دو)۔

208 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ تَعْنِي أَنَّ امْرَأَةً كَانَتْ تُهَرَاقُ الدَّمَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَفْتَتْ لَهَا أُمُّ سَلَمَةَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

206-اخرجه مسلم في الحيض، باب المستحاضة و غسلها و صلاتها (الحديث 63) . و اخرجه ابو داؤد في الطهارة، باب من قال اذا اقبلت الحيضة تدع الصلاة (الحديث 290) . و اخرجه الترمذي في الطهارة، باب ما جاء في المستحاضة انها تغتسل عند كل صلاة (الحديث 129) . و اخرجه النسائي في الحيض و الاستحاضة، ذكر الاستحاضة و اقبال الدم و ادباره (الحديث 350) . تحفة الاشراف (16583) .

207-اخرجه مسلم في الحيض، باب المستحاضة و غسلها و صلاتها (الحديث 65 و 66) . و اخرجه ابو داؤد في الطهارة، باب في المراة تستحاض، و من قال: تدع الصلاة في عدة الايام التي كانت تحيض (الحديث 279) . و اخرجه النسائي في الحيض و الاستحاضة، المراة تكون لها ايام معلومة تحيضها كل شهر (الحديث 351) تحفة الاشراف (16370) .

فَقَالَ "لِتَنْظُرْ عَدَدَ اللَّيَالِي وَالْاَيَّامِ الَّتِي كَانَتْ تَحِيضُ مِنَ الشَّهْرِ قَبْلَ اَنْ يُصِيبَهَا الَّذِي اَصَابَهَا فَلْتَتْرُكِ الصَّلَاةَ قَدْرَ ذٰلِكَ مِنَ الشَّهْرِ فَاِذَا خَلَّفَتْ ذٰلِكَ فَلْتَغْتَسِلْ ثُمَّ لِتَسْتَثْفِرْ ثُمَّ لِتُصَلِّي."

☆☆ سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کے زمانۂ اقدس میں ایک عورت کا خون بکثرت خارج ہوتا تھا تو سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا نے اس خاتون کے بارے میں نبی اکرم ﷺ سے مسئلہ دریافت کیا' تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس عورت کو یہ بیماری لاحق ہونے سے پہلے مہینے کے جتنے دن حیض آیا کرتا تھا' اس کے حساب سے اتنے دن وہ عورت ہر مہینے نماز ترک کیے رکھے گی' جب وہ دن گزر جائیں گے تو وہ غسل کر کے اپنی شرمگاہ پر کپڑا باندھ کر نماز ادا کرنا شروع کر دے گی۔

135 - باب ذِكْرِ الْاَقْرَاءِ.

باب: قروء کا تذکرہ

209 - اَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوُدَ بْنِ اِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ بَكْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اَبِي عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ اُمَّ حَبِيبَةَ بِنْتَ جَحْشٍ الَّتِي كَانَتْ تَحْتَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ وَاَنَّهَا اسْتُحِيضَتْ لَا تَطْهُرُ فَذُكِرَ شَاْنُهَا لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "اِنَّهَا لَيْسَتْ بِالْحَيْضَةِ وَلٰكِنَّهَا رَكْضَةٌ مِنَ الرَّحِمِ فَلْتَنْظُرْ قَدْرَ قَرْئِهَا الَّتِي كَانَتْ تَحِيضُ لَهَا فَلْتَتْرُكِ الصَّلَاةَ ثُمَّ تَنْظُرْ مَا بَعْدَ ذٰلِكَ فَلْتَغْتَسِلْ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ."

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ سیدہ اُم حبیبہ بنت جحش رضی اللہ عنہا جو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی اہلیہ تھیں' انہیں استحاضہ کی شکایت ہوگئی' وہ پاک نہیں ہوتی تھیں' ان کی صورتِ حال نبی اکرم ﷺ کے سامنے ذکر کی گئی تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا' کہ یہ حیض نہیں ہے' بلکہ یہ رحم کی کسی خرابی کی وجہ سے ہے' وہ عورت اس سے پہلے جتنا عرصہ حیض میں گزارتی تھی' اتنی مدت تک انتظار کرے گی اور اس دوران نماز ترک کر دے گی' پھر اس کے بعد وہ ہر نماز کے وقت غسل کیا کرے گی۔

210 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ اُمَّ حَبِيبَةَ بِنْتَ جَحْشٍ كَانَتْ تُسْتَحَاضُ سَبْعَ سِنِينَ فَسَاَلَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "لَيْسَتْ بِالْحَيْضَةِ اِنَّمَا هُوَ عِرْقٌ." فَاَمَرَهَا اَنْ تَتْرُكَ الصَّلَاةَ قَدْرَ اَقْرَائِهَا وَحَيْضَتِهَا وَتَغْتَسِلَ وَتُصَلِّيَ فَكَانَتْ تَغْتَسِلُ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ.

☆☆ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' کہ اُم حبیبہ بنت جحش رضی اللہ عنہا کو سات سال تک استحاضہ کی شکایت رہی' انہوں نے

208-اخرجه ابو داؤد في الطهارة، باب في المراة تستحاض، و من قال: تدع الصلاة في عدة الايام التي كانت تحيض (الحديث 274 و 275 و 276 و 277 و 278) . واخرجه النسائي في الحيض والاستحاضة، المراة تكون لها ايام معلومة تحيضها كل شهر (الحديث 352 و 353) . و اخرجه ابن ماجه في الطهارة و سننها ، باب ما جاء في المستحاضة التي قد عدت ايام اقرائها قبل ان يستمر بها الدم (الحديث 623) بنحوه . تحفة الاشراف (الحديث 18158) .

209-انفرد به النسائي، و سياتي في الحيض و الاستحاضة، ذكر الاقراء (الحديث 354) . تحفة الاشراف (17954) .

210-تقدم في الطهارة، ذكر الاغتسال من الحيض (الحديث 203) .

نبی اکرم ﷺ سے اس بارے میں دریافت کیا' تو آپ نے ارشاد فرمایا: یہ حیض نہیں ہے بلکہ کسی اور رگ کا خون ہے' نبی اکرم ﷺ نے اس خاتون کو یہ ہدایت کی کہ وہ نماز پڑھنا ترک کر دیا کرے گی' اس مقدار کے حساب سے جتنے دنوں میں پہلے اسے حیض آیا کرتا تھا اور جتنا عرصہ متواتر رہا کرتا تھا (پھر حیض گزر جانے کے بعد) وہ عورت غسل کر کے نماز ادا کیا کرے گی۔

(سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:) تو وہ خاتون ہر نماز کے وقت غسل کیا کرتی تھی۔

211 - اَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ اَبِي حَبِيبٍ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ الْمُنْذِرِ بْنِ الْمُغِيرَةِ عَنْ عُرْوَةَ اَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ اَبِي حُبَيْشٍ حَدَّثَتْ اَنَّهَا اَتَتْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَشَكَتْ اِلَيْهِ الدَّمَ فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِنَّمَا ذٰلِكِ عِرْقٌ فَانْظُرِي اِذَا اَتَاكِ قُرْؤُكِ فَلَا تُصَلِّي فَاِذَا مَرَّ قُرْؤُكِ فَتَطَهَّرِي ثُمَّ صَلِّي مَا بَيْنَ الْقُرْءِ اِلَى الْقُرْءِ" هٰذَا الدَّلِيلُ عَلٰى اَنَّ الْاَقْرَاءَ حَيْضٌ.

قَالَ اَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَقَدْ رَوَى هٰذَا الْحَدِيثَ هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ مَا ذَكَرَ الْمُنْذِرُ.

☆☆ عروہ بیان کرتے ہیں' سیدہ فاطمہ بنت ابوحبیش رضی اللہ عنہا نے انہیں یہ بات بتائی ہے' کہ وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور آپ کی خدمت میں اس بات کی شکایت کی کہ ان کا خون بکثرت خارج ہوتا ہے' تو نبی اکرم ﷺ نے ان سے یہ فرمایا' کہ یہ کسی اور رگ کا خون ہے' تم اس بات کا جائزہ لو کہ جب تمہارے حیض کے دن آ جائیں' تو تم نماز ادا نہ کرو' پھر جب حیض کے دن گزر جائیں اور تم (حکمی طور پر) پاک ہو جاؤ تو ایک حیض سے دوسرے حیض تک کے درمیانی عرصے تک نماز ادا کرتی رہو۔

(مصنف فرماتے ہیں:) یہ اس بات کی دلیل ہے' کہ لفظ قروء سے مراد حیض ہوتا ہے۔ یہی روایت دیگر اسناد کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

212 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدَةُ وَوَكِيعٌ وَاَبُو مُعَاوِيَةَ قَالُوا حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جَاءَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ اَبِي حُبَيْشٍ اِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ اِنِّي امْرَاَةٌ اُسْتَحَاضُ فَلَا اَطْهُرُ اَفَاَدَعُ الصَّلَاةَ قَالَ "لَا اِنَّمَا ذٰلِكِ عِرْقٌ وَلَيْسَ بِالْحَيْضَةِ فَاِذَا اَقْبَلَتِ الْحَيْضَةُ فَدَعِي الصَّلَاةَ وَاِذَا اَدْبَرَتْ فَاغْسِلِي عَنْكِ الدَّمَ وَصَلِّي."

211-اخرجه ابو داؤد في الطهارة، باب في المراة تستحاض ، و من قال: تدع الصلاة في عدة الايام التي كانت تحيض (الحديث 280) . و اخرجه النسائي في الحيض و الاستحاضة، ذكر الاقراء (الحديث 356)، و في الطلاق، الاقراء (الحديث 3555) و الحديث عند : ابي داؤد في الطهارة، باب في المراة تستحاض و من قال : تدع الصلاة في عدة الايام التي اكنت تحيض (الحديث 281)، و باب من قال اذا اقبلت الحيضة تدع الصلاة (الحديث 286) . و النسائي في الطهارة، ذكر الاغتسال من الحيض (الحديث 201)، و في الحيض و الاستحاضة، ذكر الاستحاضة و اقبال الدم و ادباره (الحديث 348)، و باب الفرق بين دم الحيض و الاستحاضة (الحديث 360) . تحفة الاشراف (18019) .

212-اخرجه البخاري في الوضوء ، باب غسل الدم (الحديث 228) . و اخرجه مسلم في الحيض، باب المستحاضة و غسلها و صلاتها (الحديث 62) . واخرجه الترمذي في الطهارة، باب ما جاء في المستحاضة (الحديث 125) . و اخرجه النسائي في الحيض و الاستحاضة ، ذكر الاقراء (الحديث 357) . و اخرجه ابن ماجه في الطهارة و سننها، باب ما جاء في المستحاضة التي قدعدت ايام اقرائها قبل ان يستمر الدم (الحديث 621) . تحفة الاشراف (17070 و 17196 و 17259) .

☆☆ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' کہ فاطمہ بنت ابوحبیش رضی اللہ عنہا' نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کی: میں ایک ایسی عورت ہوں جسے استحاضہ کی شکایت ہے' میں پاک نہیں ہوتی' تو کیا میں نماز پڑھنا ترک کر دوں؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: نہیں! یہ کسی اور رگ کا خون ہے' جب حیض آ جائے' تو تم نماز پڑھنا ترک کر دو' جب حیض ختم ہو جائے تو تم خون دھو کر نماز پڑھ لو۔

136 - باب ذِكْرِ اغْتِسَالِ الْمُسْتَحَاضَةِ .

باب: استحاضہ کا شکار عورت کا غسل کرنا

213 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ امْرَاَةً مُسْتَحَاضَةً عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِيْلَ لَهَا اِنَّهُ عِرْقٌ عَانِدٌ فَاُمِرَتْ اَنْ تُؤَخِّرَ الظُّهْرَ وَتُعَجِّلَ الْعَصْرَ وَتَغْتَسِلَ لَهُمَا غُسْلًا وَّاحِدًا وَّتُؤَخِّرَ الْمَغْرِبَ وَتُعَجِّلَ الْعِشَآءَ وَتَغْتَسِلَ لَهُمَا غُسْلًا وَّاحِدًا وَّتَغْتَسِلَ لِصَلَاةِ الصُّبْحِ غُسْلًا وَّاحِدًا .

☆☆ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' کہ نبی اکرم ﷺ کے زمانۂ اقدس میں ایک خاتون کو استحاضہ کی شکایت ہوگئی تو اسے یہ کہا گیا' کہ یہ کسی اور رگ کا خون ہے' جس میں مسلسل بہاؤ رہتا ہے' پھر اس عورت کو یہ ہدایت کی گئی کہ وہ ظہر کی نماز کو مؤخر کر دیا کرے اور عصر کی نماز جلدی ادا کر لیا کرے اور دونوں نمازوں کے لیے ایک غسل کیا کرے' پھر وہ مغرب کی نماز کو مؤخر کر دیا کرے اور عشاء کی نماز کو جلدی ادا کر لیا کرے اور ان دونوں نمازوں کے لیے ایک غسل کیا کرے' البتہ صبح کی نماز کے لیے وہ عورت الگ سے ایک مرتبہ غسل کرتی تھی۔

137 - باب الْاِغْتِسَالِ مِنَ النِّفَاسِ .

باب: نفاس کے بعد غسل کرنا

214 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ فِيْ حَدِيْثِ اَسْمَآءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ حِيْنَ نُفِسَتْ بِذِي الْحُلَيْفَةِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِاَبِيْ بَكْرٍ "مُرْهَا اَنْ تَغْتَسِلَ وَتُهِلَّ ".

☆☆ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اپنے والد (امام محمد الباقر رضی اللہ عنہ) کے حوالے سے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: جو سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کے بارے میں ہے' کہ جب انہیں ذوالحلیفہ میں نفاس کی حالت درپیش ہوئی تو نبی

213-اخرجه ابوداؤد في الطهارة ، باب من قال تجمع بين الصلاتين و تغتسل لهما غسلا (الحديث 294) . و اخرجه النسائي، في الحيض و الاستحاضة، جمع المستحاضة بين الصلاتين و غسلها اذا جمعت (الحديث 358) . تحفة الاشراف (17495) .

214-اخرجه مسلم في الحج، باب احرام النفساء ، واستحباب اغتسالها للاحرام ، و كذا الحائض (الحديث 110) . و اخرجه النسائي في الحيض و الاستحاضة، ما تفعل النفساء عند الاحرام (الحديث 390) مناسك و في الحج، اهلال النفساء (الحديث 2760 و 2761) . و اخرجه ابن ماجه في المناسك ، باب النفساء و الحائض تهل بالحج (الحديث 2913) . تحفة الاشراف (2600) .

اکرم ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے یہ فرمایا: تم اس سے کہو کہ وہ غسل کر کے احرام باندھ لے۔

138 - باب الْفَرْقِ بَيْنَ دَمِ الْحَيْضِ وَالْاِسْتِحَاضَةِ .

باب: حیض اور استحاضہ کے خون کے درمیان فرق

215 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عَدِيٍّ عَنْ مُحَمَّدٍ - وَهُوَ ابْنُ عَمْرِو بْنِ عَلْقَمَةَ بْنِ وَقَّاصٍ - عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ اَبِيْ حُبَيْشٍ اَنَّهَا كَانَتْ تُسْتَحَاضُ فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِذَا كَانَ دَمُ الْحَيْضِ - فَاِنَّهُ دَمٌ اَسْوَدُ يُعْرَفُ - فَاَمْسِكِيْ عَنِ الصَّلَاةِ فَاِذَا كَانَ الْاٰخَرُ فَتَوَضَّئِيْ فَاِنَّمَا هُوَ عِرْقٌ ".

☆☆ سیدہ فاطمہ بنت ابوحبیش رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' کہ انہیں استحاضہ کی شکایت ہوگئی تو نبی اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا: جب حیض کا خون آئے گا' تو وہ سیاہ خون ہوگا جو پہچانا جائے گا' اس وقت تم نماز ادا کرنے سے رک جانا اور جب دوسرے رنگ کا خون آئے گا' تو تم وضو کر لیا کرنا (یعنی وضو کر کے نماز پڑھ لینا)' کیونکہ یہ کسی دوسری رگ کا ہوگا۔

216 - قَالَ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عَدِيٍّ هٰذَا مِنْ كِتَابِهِ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عَدِيٍّ مِنْ حِفْظِهِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ اَبِيْ حُبَيْشٍ كَانَتْ تُسْتَحَاضُ فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِنَّ دَمَ الْحَيْضِ دَمٌ اَسْوَدُ يُعْرَفُ فَاِذَا كَانَ ذٰلِكِ فَاَمْسِكِيْ عَنِ الصَّلَاةِ وَاِذَا كَانَ الْاٰخَرُ فَتَوَضَّئِيْ وَصَلِّيْ ".

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَدْ رَوٰى هٰذَا الْحَدِيْثَ غَيْرُ وَاحِدٍ لَمْ يَذْكُرْ اَحَدٌ مِّنْهُمْ مَا ذَكَرَهُ ابْنُ اَبِيْ عَدِيٍّ وَّاللّٰهُ تَعَالٰى اَعْلَمُ .

☆☆ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' کہ فاطمہ بنت ابوحبیش رضی اللہ عنہا کو استحاضہ کی شکایت ہوگئی تو نبی اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا: حیض کا خون سیاہ رنگ کا ہوتا ہے' جو پہچانا جاتا ہے' جب یہ خون آئے' تو تم نماز ادا کرنے سے رک جانا اور جب دوسری رنگت کا مواد خارج ہو' تو تم وضو کر کے نماز پڑھ لیا کرنا۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: اس روایت کو دیگر کئی راویوں نے بھی نقل کیا ہے' تاہم انہوں نے اس بات کا تذکرہ نہیں کیا جو ابن ابوعدی نامی راوی نے بیان کی ہے' باقی اللہ بہتر جانتا ہے۔

217 - اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيْبِ بْنِ عَرَبِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ - وَهُوَ ابْنُ زَيْدٍ - عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ

215-تقدم في الطهارة، ذكر الاغتسال من الحيض (الحديث 201) .

216-اخرجه ابوداؤد في الطهارة، باب من قال اذا اقبلت الحيضة تدع الصلاة (الحديث 286) . و اخرجه النسائي في الحيض و الاستحاضة، باب الفرق بين دم الحيض و الاستحاضة (الحديث 361) . تحفة الاشراف (16626) .

217-اخرجه مسلم في الحيض، باب المستحاضة وغسلها و صلاتها (الحديث 62) . و اخرجه النسائي في الحيض و الاستحاضة ، باب الفرق بين دم الحيض و الاستحاضة (الحديث 362) . و اخرجه ابن ماجه في الطهارة و سننها، باب ما جاء في المستحاضة التي قد عدت ايام اقرائها قبل ان يستمر بها الدم (الحديث 621) . تحفة الاشراف (16858) .

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتِ اسْتُحِيضَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ اَبِيْ حُبَيْشٍ فَسَاَلَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ اُسْتَحَاضُ فَلَا اَطْهُرُ اَفَاَدَعُ الصَّلَاةَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِنَّمَا ذٰلِكِ عِرْقٌ وَلَيْسَتْ بِالْحَيْضَةِ فَاِذَا اَقْبَلَتِ الْحَيْضَةُ فَدَعِي الصَّلَاةَ وَاِذَا اَدْبَرَتْ فَاغْسِلِيْ عَنْكِ اَثَرَ الدَّمِ وَتَوَضَّئِيْ فَاِنَّمَا ذٰلِكِ عِرْقٌ وَلَيْسَتْ بِالْحَيْضَةِ ." قِيْلَ لَهُ فَالْغُسْلُ قَالَ "ذٰلِكَ لَا يَشُكُّ فِيْهِ اَحَدٌ ."

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ لَا اَعْلَمُ اَحَدًا ذَكَرَ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ "وَتَوَضَّئِيْ ." غَيْرَ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ وَقَدْ رَوٰى غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ هِشَامٍ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيْهِ "وَتَوَضَّئِيْ ."

☆☆ سیدہ عائشہ ﷞ بیان کرتی ہیں: کہ فاطمہ بنت ابوحبیش ﷞ کو استحاضہ کی شکایت ہوگئی' انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے یہ مسئلہ دریافت کیا' انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! مجھے استحاضہ کی شکایت ہوگئی ہے' میں پاک نہیں ہوتی ہوں تو کیا میں نماز پڑھنا ترک کردوں؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ کسی دوسری رگ کا خون ہے' یہ حیض نہیں ہے' جب حیض آ جائے تو تم نماز پڑھنا ترک کردو اور جب حیض ختم ہو جائے' تو تم خون کے نشان کو دھو کر وضو کر کے (نماز پڑھ لیا کرو)' کیونکہ یہ کسی دوسری رگ کا خون ہوگا' یہ حیض نہیں ہوگا۔

اس روایت کے ایک راوی کے سامنے اس بات کا تذکرہ کیا گیا' کہ ایسی صورت میں غسل کرنے کا حکم ہے' انہوں نے فرمایا: اس میں کسی راوی کو کوئی شک نہیں ہے۔

امام نسائی ﷫ بیان کرتے ہیں' ہمارے علم کے مطابق صرف حماد بن زید نامی راوی نے اس روایت میں وضو کرنے کا تذکرہ کیا ہے' دیگر راویوں نے اسے ہشام کے حوالے سے نقل کیا ہے' لیکن انہوں نے اس میں وضو کرنے کا تذکرہ نہیں کیا۔

218 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ مَالِكٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ اَبِيْ حُبَيْشٍ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَا اَطْهُرُ اَفَاَدَعُ الصَّلَاةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِنَّمَا ذٰلِكِ عِرْقٌ وَلَيْسَتْ بِالْحَيْضَةِ فَاِذَا اَقْبَلَتِ الْحَيْضَةُ فَدَعِي الصَّلَاةَ فَاِذَا ذَهَبَ قَدْرُهَا فَاغْسِلِيْ عَنْكِ الدَّمَ وَصَلِّيْ ."

☆☆ ہشام بن عروہ اپنے والد کے حوالے سے سیدہ عائشہ ﷞ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: فاطمہ بنت ابوحبیش ﷞ نے عرض کی: یارسول اللہ! میں پاک نہیں ہوتی' کیا میں نماز ترک کردوں؟ تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا' کہ یہ کسی دوسری رگ کا خون ہے' حیض نہیں ہے' جب حیض آ جائے' تو تم نماز پڑھنا ترک کردو' جب اس کی مقدار کے مطابق وہ رخصت ہو جائے' تو تم خون کو دھو کر نماز ادا کرلو۔

219 - اَخْبَرَنَا اَبُو الْاَشْعَثِ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ

218-اخرجه البخاري في الحيض، باب الاستحاضة (الحديث 306) . و اخرجه ابوداؤد في الطهارة، باب من روي ان الحيضة اذا ادبرت لا تدع الصلاة (الحديث 283) . و اخرجه النسائي في الحيض و الاستحاضة، باب الفرق بين دم الحيض و الاستحاضة (الحديث 364) . تحفة الاشراف (17149) .

219-انفرد به النسائي، و سياتي في الحيض و الاستحاضة، باب الفرق بين دم الحيض و الاستحاضة (الحديث 365) . تحفة الاشراف (16956) .

عَائِشَةَ اَنَّ بِنْتَ اَبِيْ حُبَيْشٍ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ لَا اَطْهُرُ اَفَاَتْرُكُ الصَّلَاةَ قَالَ "لَا اِنَّمَا هُوَ عِرْقٌ ." قَالَ خَالِدٌ فِيْمَا قَرَاْتُ عَلَيْهِ "وَلَيْسَتْ بِالْحَيْضَةِ فَاِذَا اَقْبَلَتِ الْحَيْضَةُ فَدَعِي الصَّلَاةَ وَاِذَا اَدْبَرَتْ فَاغْسِلِيْ عَنْكِ الدَّمَ وَصَلِّيْ ."

☆☆ سیدہ عائشہ ﷞ بیان کرتی ہیں' کہ ابوحبیش کی صاحبزادی نے عرض کی: یارسول اللہ! میں پاک نہیں ہوتی ہوں' تو کیا میں نماز کو ترک کردوں؟ تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: نہیں! یہ کسی دوسری رگ کا خون ہے۔

خالد نامی راوی نے اپنی روایت میں یہ الفاظ نقل کیے ہیں: یہ حیض نہیں ہے' جب حیض آ جائے' تو تم نماز پڑھنا ترک کردو' جب حیض ختم ہو جائے' تو تم خون دھو کر نماز پڑھ لو۔

139 - باب النَّهْيِ عَنِ اغْتِسَالِ الْجُنُبِ فِي الْمَآءِ الدَّآئِمِ

باب: ٹھہرے ہوئے پانی میں غسل جنابت کرنے کی ممانعت

220 - اَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنِ ابْنِ وَهْبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ بُكَيْرٍ اَنَّ اَبَا السَّائِبِ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا يَغْتَسِلْ اَحَدُكُمْ فِي الْمَآءِ الدَّآئِمِ وَهُوَ جُنُبٌ ."

☆☆ حضرت ابوہریرہ ﷛ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: کوئی بھی شخص جب جنابت کی حالت میں ہو' تو وہ ٹھہرے ہوئے پانی میں غسل نہ کرے۔

140 - باب النَّهْيِ عَنِ الْبَوْلِ فِي الْمَآءِ الرَّاكِدِ وَالْاِغْتِسَالِ مِنْهُ

باب: ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے اور پھر اسی میں غسل کرنے کی ممانعت

221 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ الْمُقْرِئُ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنْ مُوْسَى بْنِ اَبِيْ عُثْمَانَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا يَبُوْلَنَّ اَحَدُكُمْ فِي الْمَآءِ الرَّاكِدِ ثُمَّ يَغْتَسِلُ مِنْهُ ."

☆☆ حضرت ابوہریرہ ﷛ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا ہے: کوئی بھی شخص ٹھہرے ہوئے پانی میں ہرگز پیشاب نہ کرے کہ پھر وہ اسی میں غسل بھی کرے۔

220-اخرجه مسلم في الطهارة، باب النهي عن الاغتسال في الماء الراكد (الحديث 97) مطولاً . و اخرجه النسائي من المياه، النهي عن اغتسال الجنب في الماء الدائم (الحديث 330)، و في الغسل و التيمم، باب ذكر نهي الجنب عن الاغتسال في الماء الدائم (الحديث 394) . و اخرجه ابن ماجه في الطهارة و سننها، باب الجنب ينغمس في الماء الدائم ايجزئه (الحديث 605) . تحفة الاشراف (14936) .

221-انفرد به النسائي، و سياتي في الغسل و التيمم، باب ذكر نهي الجنب عن الاغتسال في الماء الدائم (الحديث 397) . تحفة الاشراف (13392) .

141 - باب ذِكْرِ الْاِغْتِسَالِ اَوَّلَ اللَّيْلِ

باب: رات کے ابتدائی حصے میں غسل کرنے کا تذکرہ

222 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَخْلَدٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ اَبِي الْعَلَاءِ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ نُسَيٍّ عَنْ غُضَيْفِ بْنِ الْحَارِثِ اَنَّهُ سَاَلَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَيُّ اللَّيْلِ كَانَ يَغْتَسِلُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ رُبَّمَا اغْتَسَلَ اَوَّلَ اللَّيْلِ وَرُبَّمَا اغْتَسَلَ اٰخِرَهُ . قُلْتُ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي جَعَلَ فِي الْاَمْرِ سَعَةً .

☆☆ عضیف بن حارث بیان کرتے ہیں' انہوں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا' کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رات کے کس حصے میں غسل کرتے تھے؟ تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: بعض اوقات آپ رات کے ابتدائی حصے میں غسل کر لیتے تھے اور بعض اوقات آخری حصے میں غسل کیا کرتے تھے۔

راوی کہتے ہیں: تو میں نے کہا کہ ہر طرح کی حمد اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہے' جس نے اس معاملے میں گنجائش رکھی ہے۔

142 - باب الْاِغْتِسَالِ اَوَّلَ اللَّيْلِ وَآخِرَهُ

باب: رات کے ابتدائی یا آخری حصے میں غسل کرنا

223 - اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيْبِ بْنِ عَرَبِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ بُرْدٍ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ نُسَيٍّ عَنْ غُضَيْفِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَسَاَلْتُهَا قُلْتُ اَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْتَسِلُ مِنْ اَوَّلِ اللَّيْلِ اَوْ مِنْ اٰخِرِهِ قَالَتْ كُلَّ ذٰلِكَ رُبَّمَا اغْتَسَلَ مِنْ اَوَّلِهِ وَرُبَّمَا اغْتَسَلَ مِنْ اٰخِرِهِ . قُلْتُ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي جَعَلَ فِي الْاَمْرِ سَعَةً .

☆☆ عضیف بن حارث بیان کرتے ہیں' میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا' میں نے ان سے دریافت کیا' میں نے کہا: کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رات کے ابتدائی حصے میں غسل کیا کرتے تھے یا آخری حصے میں کیا کرتے تھے؟ تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: دونوں صورتیں ہوتی تھیں' بعض اوقات آپ ابتدائی حصے میں غسل کر لیتے تھے اور بعض اوقات آخری حصے میں غسل کر لیتے تھے' تو میں نے کہا: ہر طرح کی حمد اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہے' جس نے اس معاملے میں گنجائش رکھی ہے۔

143 - باب ذِكْرِ الْاِسْتِتَارِ عِنْدَ الْاِغْتِسَالِ

باب: غسل کے وقت پردہ کرنا

224 - اَخْبَرَنَا مُجَاهِدُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ الْوَلِيْدِ قَالَ

222-اخرجه ابوداؤد في الطهارة، باب في الجنب يؤخر الغسل (الحديث 226) مطولاً . و اخرجه النسائي في الطهارة، الاغتسال اول الليل و آخره (الحديث 223) و في الغسل و التيمم، باب الاغتسال اول الليل (الحديث 1354) . تحفة الاشراف (17429) .

223-تقدم في الطهارة، باب ذكر الاغتسال اول الليل (الحديث 222) .

حَدَّثَنِي مُحِلُّ بْنُ خَلِيْفَةَ قَالَ حَدَّثَنِي اَبُو السَّمْحِ قَالَ كُنْتُ اَخْدُمُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَ اِذَا اَرَادَ اَنْ يَغْتَسِلَ قَالَ "وَلِّنِي قَفَاكَ ." فَاُوَلِّيهِ قَفَايَ فَاَسْتُرُهُ بِهِ .

☆☆ حضرت ابوسمح بیان کرتے ہیں' میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تھا' ایک مرتبہ جب آپ غسل کرنے لگے تو آپ نے مجھ سے فرمایا: تم اپنی پیٹھ میری طرف کر لو تو میں نے اپنی پیٹھ آپ کی طرف کر کے آپ کے لیے پردہ کر دیا۔

225 - اَخْبَرَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ مَالِكٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِي مُرَّةَ مَوْلٰى عَقِيْلِ بْنِ اَبِي طَالِبٍ عَنْ اُمِّ هَانِءٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّهَا ذَهَبَتْ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْفَتْحِ فَوَجَدَتْهُ يَغْتَسِلُ وَفَاطِمَةُ تَسْتُرُهُ بِثَوْبٍ فَسَلَّمَتْ فَقَالَ "مَنْ هٰذَا ." قُلْتُ اُمُّ هَانِءٍ . فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ غُسْلِهِ قَامَ فَصَلّٰى ثَمَانِيَ رَكَعَاتٍ فِي ثَوْبٍ مُلْتَحِفًا بِهِ .

☆☆ سیدہ اُم ہانی رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' کہ فتح مکہ کے دن وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں' تو آپ کو غسل کرتے ہوئے پایا' سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ایک کپڑے کے ذریعے پردہ تان رکھا تھا' سیدہ اُم ہانی رضی اللہ عنہا نے سلام کیا' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: کون ہے؟ میں نے عرض کی: میں اُم ہانی ہوں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غسل سے فارغ ہوئے' تو آپ نے آٹھ رکعات نماز ادا کی' آپ نے اس وقت ایک ہی کپڑے کو لپیٹا ہوا تھا۔

144 - باب ذِكْرِ الْقَدْرِ الَّذِي يَكْتَفِي بِهِ الرَّجُلُ مِنَ الْمَآءِ لِلْغُسْلِ

باب: پانی کی اس مقدار کا تذکرہ' جو مرد کے غسل کرنے کے لیے کافی ہوتی ہے

226 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ اَبِي زَائِدَةَ عَنْ مُوْسَى الْجُهَنِيِّ قَالَ اُتِيَ مُجَاهِدٌ بِقَدَحٍ حَزَرْتُهُ ثَمَانِيَةَ اَرْطَالٍ فَقَالَ حَدَّثَتْنِي عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَغْتَسِلُ بِمِثْلِ هٰذَا .

☆☆ موسیٰ جہنی بیان کرتے ہیں' مجاہد کی خدمت میں پانی کا ایک برتن لایا گیا' میرا یہ اندازہ تھا کہ اس میں آٹھ رطل پانی آ جاتا ہے۔ مجاہد نے بتایا: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے مجھے یہ بات بتائی ہے' کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اتنے پانی کے ساتھ غسل کر لیتے تھے۔

224-اخرجه ابوداؤد في الطهارة، باب بول الصبي يصيب الثوب (الحديث 376) مطولاً . و الحديث عند: ابن ماجه في الطهارة و سننها ، باب ما جاء في بول الصبي الذي لم يطعم (الحديث 526) . تحفة الاشراف (12051) .

225-اخرجه البخاري في الغسل ، باب التستر في الغسل عند الناس (الحديث 280)، و في الصلاة، باب الصلاة في الثوب الواحد ملتحفاً به (الحديث 357) مطولاً، و في الجزية و الموادعة، باب امان النساء و جوارهن (الحديث 3171) مطولاً، و في الادب، باب ما جاء في (زعموا) (الحديث 6158) مطولاً . و اخرجه مسلم في الحيض، باب تستر المغتسل بثوب و نحوه (الحديث 70) مختصراً . و (الحديث 71 و 72) بنحوه . و اخرجه الترمذي في الاستئذان ، باب ما جاء في مرحباً (الحديث 2734) مختصراً . و اخرجه ابن ماجه في الطهارة و سننها ، باب المنديل بعد الوضوء و بعد الغسل (الحديث 465) بنحوه مختصراً . و الحديث عند: مسلم في صلاة المسافرين و قصرها، باب استحباب صلاة الضحى و ان اقلها ركعتان و اكملها ثمان ركعات و اوسطها اربع ركعات او ست و الحث على المحافظة عليها (الحديث 483) و الترمذي في السير ، باب ما جاء في امان العبد و المراة (الحديث 1579) . تحفة الاشراف (18018) .

226-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (17581) .

227 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِیْ بَكْرِ بْنِ حَفْصٍ سَمِعْتُ اَبَا سَلَمَةَ يَقُوْلُ دَخَلْتُ عَلٰى عَآئِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا وَاَخُوْهَا مِنَ الرَّضَاعَةِ فَسَاَلَهَا عَنْ غُسْلِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَتْ بِاِنَآءٍ فِيْهِ مَآءٌ قَدْرَ صَاعٍ وَّسَتَرَتْ بِسِتْرٍ فَاغْتَسَلَتْ فَاَفْرَغَتْ عَلٰى رَاْسِهَا ثَلَاثًا.

☆☆ ابوسلمہ نامی راوی بیان کرتے ہیں: میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا، میرے ساتھ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے رضاعی بھائی بھی تھے، انہوں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے نبی اکرم ﷺ کے غسل کے بارے میں بھی دریافت کیا، تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے پانی کا ایک برتن منگوایا، جس میں ایک صاع پانی آ جاتا تھا، پھر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے پردہ تان لیا اور غسل کیا، انہوں نے اپنے سر پر تین مرتبہ پانی انڈیلا۔

228 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَآئِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْتَسِلُ فِی الْقَدَحِ وَهُوَ الْفَرَقُ وَكُنْتُ اَغْتَسِلُ اَنَا وَهُوَ فِیْ اِنَآءٍ وَّاحِدٍ.

☆☆ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: کہ نبی اکرم ﷺ "قدح" (میں موجود پانی) کے ذریعے غسل کر لیتے تھے جو بڑے برتن کو کہتے ہیں، میں اور نبی اکرم ﷺ ایک ہی برتن سے غسل کر لیتے تھے۔

229 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَبْرٍ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّاُ بِمَكُّوْكٍ وَّيَغْتَسِلُ بِخَمْسَةِ مَكَاكِیَّ.

☆☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ ایک کوک پانی کے ذریعے وضو کر لیتے تھے اور پانچ کوک کے ذریعے غسل کر لیتے تھے۔

230 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ عَنْ اَبِیْ جَعْفَرٍ قَالَ تَمَارَيْنَا فِی الْغُسْلِ عِنْدَ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ فَقَالَ جَابِرٌ يَكْفِیْ مِنَ الْغُسْلِ مِنَ الْجَنَابَةِ صَاعٌ مِّنْ مَّآءٍ. قُلْنَا مَا يَكْفِیْ صَاعٌ وَّلَا صَاعَانِ. قَالَ جَابِرٌ قَدْ كَانَ يَكْفِیْ مَنْ كَانَ خَيْرًا مِّنْكُمْ وَاَكْثَرَ شَعْرًا.

227-اخرجه البخاري في الغسل، باب الغسل بالصاع و نحوه (الحديث 251) بنحوه . و اخرجه مسلم في الحيض، باب القدر المستحب من الماء في غسل الجنابة، و غسل الرجل و المراة في الماء واحد في حالة واحدة و غسل احدهما بفضل الآخر (الحديث 42) مطولاً . تحفة الاشراف (17792) .

228-اخرجه مسلم في الحيض، باب القدر المستحب من الماء في غسل الجنابة و غسل الرجل و المراة في اناء واحد في حالة واحدة و غسل احدهما بفضل الآخر (الحديث 41) . و الحديث عند النسائي في الطهارة، باب فضل الجنب (72)، و في المياه، الرخصة في فضل الجنب (الحديث 343) . و ابن ماجه في الطهارة و سننها، باب الرجل و المراة يغتسلان من اناء واحد (الحديث 376) . انظر : تحفة الاشراف للمزي (16586) .

229-اخرجه البخاري في الوضوء، باب الوضوء بالمد (الحديث 201) بمعناه . و اخرجه مسلم في الحيض، باب القدر المستحب من الماء في غسل الجنابة، و غسل الرجل و المراة في اناء واحد في حالة واحدة و غسل احدهما بفضل الاخر (الحديث 50) و (الحديث 51) بمعناه . و اخرجه ابو داؤد في الطهارة، باب ما يجزئ من الماء في الوضوء (الحديث 95) مطولاً . و اخرجه الترمذي في الصلاة، باب قدر ما يجزئ من الماء في الوضوء (الحديث 609) مطولاً . و اخرجه النسائي في الطهارة، باب القدر الذي يكتفي به الرجل من الماء للوضوء (الحديث 73)، و في المياه، باب القدر الذي يكتفي به الانسان من الماء للوضوء و الغسل (الحديث 344) تحفة الاشراف (963) .

230-اخرجه البخاري في الغسل، باب الغسل بالصاع و نحوه (الحديث 252) بنحوه . تحفة الاشراف (2644) .

☆☆ امام محمد الباقر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی موجودگی میں ہمارے درمیان غسل کے بارے میں بحث ہوگئی تو حضرت جابر رضی اللہ عنہ بولے: غسل جنابت کے لیے ایک صاع پانی کافی ہوتا ہے، ہم نے کہا: نہ تو ایک صاع کافی ہوتا ہے اور نہ ہی دو صاع کافی ہوتا ہے، تو حضرت جابر رضی اللہ عنہ بولے: یہ اس ہستی کے لیے کافی تھا جو تم سے بہتر تھی اور جن کے بال تم سے زیادہ تھے۔

145 - باب ذِكْرِ الدِّلَالَةِ عَلٰى اَنَّهُ لَا وَقْتَ فِیْ ذٰلِكَ

باب: اس بات کی دلیل کہ اس حوالے سے کوئی متعین مقدار نہیں ہے

231 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِیِّ ح وَاَنْبَاَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَنْبَاَنَا مَعْمَرٌ وَّابْنُ جُرَيْجٍ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَآئِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كُنْتُ اَغْتَسِلُ اَنَا وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اِنَآءٍ وَّاحِدٍ وَّهُوَ قَدْرُ الْفَرَقِ.

☆☆ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: کہ میں اور نبی اکرم ﷺ ایک برتن سے غسل کر لیا کرتے تھے، جو ایک "فرق" بنتا ہوتا تھا۔

146 - باب ذِكْرِ اغْتِسَالِ الرَّجُلِ وَالْمَرْاَةِ مِنْ نِّسَآئِهِ مِنْ اِنَآءٍ وَّاحِدٍ

باب: شوہر اور بیوی کا ایک ہی برتن سے غسل کرنا

232 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ ح وَاَنْبَاَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَآئِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَغْتَسِلُ وَاَنَا مِنْ اِنَآءٍ وَّاحِدٍ نَغْتَرِفُ مِنْهُ جَمِيْعًا.

☆☆ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: کہ نبی اکرم ﷺ اور میں ایک ہی برتن سے غسل کر لیتے تھے، ہم دونوں ایک ساتھ چلو بھرتے تھے۔

شرح

کیا مرد اور عورت ایک ہی برتن سے ایک ساتھ وضو کر سکتے ہیں؟ اس بارے میں مختلف طرح کی روایات منقول ہیں۔

اس بارے میں پانچ اقوال ہیں:

پہلا قول یہ ہے کہ مرد کے بچے ہوئے پانی سے عورت کا وضو کرنا مکروہ ہے اور اس کے برعکس (یعنی عورت کے بچائے ہوئے پانی سے مرد کا وضو کرنا مکروہ ہے)۔

231-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (16533 و 16666) .

232-انفرد به النسائي، و سياتي في الغسل و التيمم، باب اغتسال الرجل و المراة من نسائه من اناء واحد (الحديث 409) . تحفة الاشراف (16976 و 17174) .

دوسرا قول یہ ہے کہ عورت کے وضو سے بچے ہوئے پانی سے مرد کا وضو کرنا مکروہ ہے' البتہ اس کے برعکس جائز ہے یعنی عورت مرد کے وضو کے بچے ہوئے پانی سے وضو کر سکتی ہے۔

تیسرا قول یہ ہے کہ اگر مرد اور عورت دونوں ایک ساتھ پانی حاصل کرتے ہیں' تو ایسی صورت میں وضو کرنا جائز ہوگا' لیکن اگر عورت پہلے سے وضو کر چکی ہو' تو اس کے وضو سے بچے ہوئے پانی سے مرد کا وضو کرنا جائز نہیں ہے۔

چوتھا قول یہ ہے کہ مرد اور عورت میں سے کسی ایک کے لیے بھی' دوسرے فریق کے وضو سے بچائے ہوئے پانی سے وضو کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے' خواہ ان دونوں نے ایک ساتھ وضو کیا ہو یا ان دونوں میں سے کسی ایک نے پہلے وضو کر لیا ہو' فقہاء اسی بات کے قائل ہیں۔

پانچواں قول یہ ہے کہ ایسا کرنا جائز ہے' جبکہ مرد جنابت کی حالت میں نہ ہو یا عورت حیض کی حالت میں نہ ہو۔

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ' حضرت زید بن ثابت ؓ' جمہور صحابہ اور تابعین سے اس بات کا جواز منقول ہے کہ مرد عورت کے وضو کے بچے ہوئے پانی سے وضو کر سکتا ہے' صرف حضرت عبداللہ بن عمر ؓ کی رائے مختلف ہے کہ ان کے نزدیک جنابت والے شخص یا حیض والی عورت کے وضو سے بچائے ہوئے پانی سے وضو کرنا مکروہ ہے۔ (موطا امام مالک کی شرح "الاستذکار" میں یہ احکام ذکر کیے گئے ہیں۔

جن احادیث میں اس بات کا ذکر کیا گیا ہے کہ مرد عورت کے وضو سے بچے ہوئے پانی سے وضو نہیں کر سکتا' اس کے مختلف جوابات دیے گئے ہیں۔

اس کا پہلا جواب یہ ہے کہ جن احادیث میں اس طرز عمل کی اباحت کا تذکرہ ہے' ان کے مقابلے میں ممانعت والی روایات ضعیف ہیں۔

دوسرا جواب یہ دیا گیا ہے کہ اس سے مراد اس پانی کو استعمال کرنے کی ممانعت ہے' جو عورت کے جسم سے مس ہونے کے بعد گرتا ہے' یعنی آب مستعمل ہے۔

تیسرا جواب یہ دیا گیا ہے کہ یہاں ممانعت کا حکم استحباب اور زیادہ فضیلت کے حوالے سے ہے۔

امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں اسی طرح ذکر کیا ہے۔

•••———•••———•••

233 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْقَاسِمِ قَالَ سَمِعْتُ الْقَاسِمَ يُحَدِّثُ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ اَغْتَسِلُ اَنَا وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اِنَاءٍ وَّاحِدٍ مِّنَ الْجَنَابَةِ .

☆☆ سیدہ عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں: میں اور نبی اکرم ﷺ ایک ہی برتن سے غسل جنابت کر لیا کرتے تھے۔

233- اخرجه البخاري في الغسل ، باب هل يدخل الجنب يده في الاناء قبل ان يغسلها اذا لم يكن على يده قذر غير الجنابة (الحديث 3) بنحوه . و اخرجه النسائي في الغسل و التيمم، باب اغتسال الرجل و المراة من نسائه من اناء و احد (الحديث 410) . تحفة الاشراف (17493) .

234 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا عَبِيْدَةُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ لَقَدْ رَاَيْتُنِي اُنَازِعُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْاِنَاءَ اَغْتَسِلُ اَنَا وَهُوَ مِنْهُ .

☆☆ سیدہ عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں: مجھے اپنے بارے میں یہ بات اچھی طرح یاد ہے' کہ میں پانی کے برتن کے بارے میں نبی اکرم ﷺ سے جھگڑا کرتی تھی' میں اور نبی اکرم ﷺ اس برتن سے غسل کیا کرتے تھے۔

235 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنِي مَنْصُوْرٌ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كُنْتُ اَغْتَسِلُ اَنَا وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اِنَاءٍ وَّاحِدٍ .

☆☆ سیدہ عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں' کہ میں اور نبی اکرم ﷺ ایک ہی برتن سے غسل کر لیا کرتے تھے۔

236 - اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ مُوْسٰى عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَمْرٍو عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اَخْبَرَتْنِي خَالَتِي مَيْمُوْنَةُ اَنَّهَا كَانَتْ تَغْتَسِلُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اِنَاءٍ وَّاحِدٍ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس ؓ نے اپنی خالہ سیدہ میمونہ ؓ کے بارے میں یہ بات نقل کی ہے' کہ وہ اور نبی اکرم ﷺ ایک ہی برتن سے غسل کر لیا کرتے تھے۔

237 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ هُرْمُزَ الْاَعْرَجَ يَقُوْلُ حَدَّثَنِي نَاعِمٌ مَوْلٰى اُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ اُمَّ سَلَمَةَ سُئِلَتْ اَتَغْتَسِلُ الْمَرْاَةُ مَعَ الرَّجُلِ قَالَتْ نَعَمْ اِذَا كَانَتْ كَيِّسَةً رَاَيْتُنِي وَرَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَغْتَسِلُ مِنْ مِرْكَنٍ وَّاحِدٍ نُفِيْضُ عَلٰى اَيْدِيْنَا حَتّٰى نُنْقِيَهُمَا ثُمَّ نُفِيْضُ عَلَيْهَا الْمَاءَ . قَالَ الْاَعْرَجُ لَا تَذْكُرُ فَرْجًا وَّلَا تَبَالَهُ .

☆☆ سیدہ اُم سلمہ ؓ سے اس بارے میں دریافت کیا گیا' کہ کیا کوئی عورت اپنے شوہر کے ساتھ غسل کر سکتی ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: جی ہاں! جبکہ وہ آداب کا خیال رکھے' مجھے اپنے بارے میں یہ بات اچھی طرح یاد ہے' کہ میں اور نبی اکرم ﷺ ایک برتن سے غسل کر لیا کرتے تھے' ہم لوگ اپنے ہاتھوں پر پانی بہا کر انہیں اچھی طرح صاف کرتے تھے' پھر اس کے بعد اپنے جسم پر پانی بہاتے تھے۔

اعرج کہتے ہیں: یعنی وہ عورت فرج کا تذکرہ نہ کرے اور احمق اور بیوقوف عورتوں جیسی حرکتیں نہ کرے۔

234- اخرجه البخاري في الغسل ، باب مباشرة الحائض (الحديث 299) بنحوه مطولاً . واخرجه ابوداؤد في الطهارة، باب الوضوء بفضل وضوء المراة (الحديث 77) بنحوه . و اخرجه النسائي في الطهارة، باب ذكر اغتسال الرجل و المراة من نسائه من اناء واحد (الحديث 235) بنحوه، وفي الغسل و التيمم، باب اغتسال الرجل و المراة من نسائه من اناء و احد (الحديث 411) . تحفة الاشراف (15983) .

235- تقدم من الطهارة، باب ذكر اغتسال الرجل و المراة من نسائه من اناء واحد (الحديث 234) .

236- اخرجه مسلم في الحيض، باب القدر المستحب من الماء في غسل الجنابة و غسل الرجل و المراة في اناء و احد في حالة واحدة و غسل احدهما بفضل الآخر (الحديث 47) . و اخرجه الترمذي في الطهارة ، باب ما جاء في وضوء الرجل و المراة من اناء واحد (الحديث 62) . واخرجه ابن ماجه في الطهارة و سننها، باب الرجل و المراة يغتسلان من اناء واحد (الحديث 377) . تحفة الاشراف (17067) .

237- انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (18215) .

147 - باب ذِكْرِ النَّهْيِ عَنِ الْاِغْتِسَالِ بِفَضْلِ الْجُنُبِ

باب: جنبی کے بچائے ہوئے پانی سے غسل کرنے کی ممانعت

238 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ دَاوُدَ الْاَوْدِيِّ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ لَقِيْتُ رَجُلًا صَحِبَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا صَحِبَهُ اَبُوْ هُرَيْرَةَ - رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ - اَرْبَعَ سِنِيْنَ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّمْتَشِطَ اَحَدُنَا كُلَّ يَوْمٍ اَوْ يَبُوْلَ فِيْ مُغْتَسَلِهٖ اَوْ يَغْتَسِلَ الرَّجُلُ بِفَضْلِ الْمَرْاَةِ وَالْمَرْاَةُ بِفَضْلِ الرَّجُلِ وَلْيَغْتَرِفَا جَمِيْعًا .

☆☆ حمید بن عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں' میں ایک ایسے صاحب سے ملا' جو نبی اکرم ﷺ کے صحابی تھے' جس طرح حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم ﷺ کے صحابی ہیں' وہ صاحب چار سال تک نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں رہے تھے' انہوں نے یہ بات بیان کی: نبی اکرم ﷺ نے اس بات سے منع کیا ہے' کہ کوئی شخص روزانہ کنگھی کرے یا غسل کی جگہ پر پیشاب کرے یا کوئی مرد عورت کے بچائے ہوئے پانی سے غسل کرے' یا عورت مرد کے بچائے ہوئے پانی سے غسل کرے' البتہ وہ دونوں ایک ساتھ پانی حاصل کر سکتے ہیں۔

148 - باب الرُّخْصَةِ فِيْ ذٰلِكَ

باب: اس بارے میں رخصت کا بیان

239 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَاصِمٍ ح وَاَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ مُعَاذَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كُنْتُ اَغْتَسِلُ اَنَا وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اِنَاءٍ وَّاحِدٍ يُبَادِرُنِيْ وَاُبَادِرُهٗ حَتّٰى يَقُوْلَ "دَعِيْ لِيْ ." وَاَقُوْلُ اَنَا دَعْ لِيْ .

قَالَ سُوَيْدٌ يُبَادِرُنِيْ وَاُبَادِرُهٗ فَاَقُوْلُ دَعْ لِيْ دَعْ لِيْ .

☆☆ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' کہ میں اور نبی اکرم ﷺ ایک ہی برتن سے غسل کیا کرتے تھے' بعض اوقات آپ مجھ سے پہلے پانی حاصل کر لیتے تھے' بعض اوقات میں آپ سے پہلے پانی حاصل کر لیتی تھی' یہاں تک کہ آپ یہ فرمایا کرتے تھے: میرے لیے بھی پانی چھوڑ دو اور میں یہ کہا کرتی تھی کہ آپ میرے لیے پانی چھوڑ دیں۔

سوید نامی راوی نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں' کہ آپ مجھ سے پہلے پانی حاصل کر لیتے تھے اور بعض اوقات میں آپ سے پہلے پانی حاصل کر لیتی تھی' میں یہ کہا کرتی تھی کہ میرے لیے بھی چھوڑ دیں' میرے لیے بھی چھوڑ دیں۔

238-اخرجه ابو داؤد في الطهارة، باب النهي عن ذلك (الحديث 81) مختصراً . و الحديث عند : ابي داؤد في الطهارة، باب في البول في المستحم (الحديث 28) . و النسائي في الزينة، الاخذ من الشعر (الحديث 5069) تحفة الاشراف (15554 و 15555) .

239-اخرجه مسلم في الحيض ، باب القدر المستحب من الماء في غسل الجنابة و غسل الرجل و المراة في اناء و احد في حالة و احدة و غسل احدهما بفضل الآخر (الحديث 46) . و اخرجه النسائي في الغسل و التيمم، باب الرخصة في ذلك (الحديث 412) . تحفة الاشراف (17969) .

149 - باب ذِكْرِ الْاِغْتِسَالِ فِي الْقَصْعَةِ الَّتِيْ يُعْجَنُ فِيْهَا

باب: اس برتن (میں پانی ڈال کر) غسل کرنا جس میں آٹا گوندھا جاتا ہے

240 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ اَبِيْ نَجِيْحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ اُمِّ هَانِئٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اغْتَسَلَ هُوَ وَمَيْمُوْنَةُ مِنْ اِنَاءٍ وَّاحِدٍ فِيْ قَصْعَةٍ فِيْهَا اَثَرُ الْعَجِيْنِ .

☆☆ مجاہد' سیدہ اُم ہانی رضی اللہ عنہا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ اور سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا ایک ہی برتن سے غسل کر لیا کرتے تھے' جو ایسا برتن تھا جس میں آٹے کے نشان موجود ہوتا تھا۔

150 - باب ذِكْرِ تَرْكِ الْمَرْاَةِ نَقْضَ ضَفْرِ رَاْسِهَا عِنْدَ اغْتِسَالِهَا مِنَ الْجَنَابَةِ

باب: عورت جب غسلِ جنابت کرتی ہے' اس وقت اس کا سر کی مینڈھیوں کو نہ کھولنا

241 - اَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ مَنْصُوْرٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ اَيُّوْبَ بْنِ مُوْسٰى عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ سَعِيْدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رَافِعٍ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّي امْرَاَةٌ اَشُدُّ ضَفْرَ رَاْسِيْ اَفَاَنْقُضُهَا عِنْدَ غُسْلِهَا مِنَ الْجَنَابَةِ قَالَ "اِنَّمَا يَكْفِيْكِ اَنْ تَحْثِيْ عَلٰى رَاْسِكِ ثَلَاثَ حَثَيَاتٍ مِّنْ مَّاءٍ ثُمَّ تُفِيْضِيْنَ عَلٰى جَسَدِكِ ."

☆☆ سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا جو نبی اکرم ﷺ کی زوجہ محترمہ ہیں' وہ بیان کرتی ہیں' کہ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! میں نے اپنے سر کی مینڈھیاں زور سے باندھی ہوئی ہوتی ہیں' تو کیا میں غسلِ جنابت کے وقت انہیں کھولا کروں؟ تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا' کہ تمہارے لیے اتنا ہی کافی ہے' کہ تم اپنے سر پر تین مرتبہ پانی بہا دیا کرو اور پھر اپنے باقی جسم پر پانی ڈال لیا کرو۔

151 - باب ذِكْرِ الْاَمْرِ بِذٰلِكَ لِلْحَائِضِ عِنْدَ الْاِغْتِسَالِ لِلْاِحْرَامِ

باب: حیض والی عورت جب احرام باندھنے کے لیے غسل کرتی ہے' اس کو اس بات کا حکم دینا

242 - اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا اَشْهَبُ عَنْ مَالِكٍ اَنَّ ابْنَ شِهَابٍ وَّهِشَامَ بْنَ عُرْوَةَ حَدَّثَاهُ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَاَهْلَلْتُ بِالْعُمْرَةِ فَقَدِمْتُ مَكَّةَ وَاَنَا حَائِضٌ فَلَمْ اَطُفْ بِالْبَيْتِ وَلَا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَشَكَوْتُ ذٰلِكَ اِلٰى

240-اخرجه ابن ماجه في الطهارة و سننها، باب الرجل و المراة يغتسلان من اناء و احد (الحديث 378) . تحفة الاشراف (18012) .

241-اخرجه مسلم في الحيض ، باب حكم ضفائر المغتسلة (الحديث 58) بنحوه . و اخرجه ابوداؤد في الطهارة، باب في المراة هل تنقض شعرها عند الغسل (الحديث 251) بنحوه. واخرجه الترمذي في الطهارة، باب هل تنقض المراة شعرها عند الغسل (الحديث 105) بنحوه . و اخرجه ابن ماجه في الطهارة و سننها، باب ما جاء في غسل النساء من الجنابة (الحديث 603) بنحوه . تحفة الاشراف (18172) .

وَالْعُمْرَةَ ". فَفَعَلْتُ وَدَعِي الْعُمْرَةَ " ... رَأْسَكِ وَامْتَشِطِي وَاَهِلِّي بِالْحَجِّ وَدَعِي الْعُمْرَةَ ". فَفَعَلْتُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "انْقُضِي رَأْسَكِ وَامْتَشِطِي وَاَهِلِّي بِالْحَجِّ وَدَعِي الْعُمْرَةَ ". فَفَعَلْتُ فَلَمَّا قَضَيْنَا الْحَجَّ اَرْسَلَنِي مَعَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِي بَكْرٍ اِلَى التَّنْعِيمِ فَاعْتَمَرْتُ فَقَالَ "هٰذِهٖ مَكَانُ عُمْرَتِكِ ".
قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ مِّنْ حَدِيْثِ مَالِكٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ لَمْ يَرْوِهٖ اَحَدٌ اِلَّا اَشْهَبُ.

☆☆ عروہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حجۃ الوداع کے سال روانہ ہوئے تو میں نے عمرے کا احرام باندھا جب میں مکہ آئی تو اس وقت مجھے حیض آ چکا تھا' اس لیے میں نے بیت اللہ کا طواف نہیں کیا اور مروہ کی سعی نہیں کی' میں نے اس بات کی شکایت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم اپنے سر کے بال کھول دو اور ان میں کنگھی کر لو اور حج کا احرام باندھ لو اور عمرے کو ترک کر دو' میں نے ایسا ہی کیا' جب ہم نے حج مکمل کر لیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے عبدالرحمٰن بن ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تنعیم بھیجا' میں نے وہاں سے عمرہ کیا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ تمہارے پہلے والے عمرے کی جگہ ہے۔

152 - باب ذِكْرِ غَسْلِ الْجُنُبِ يَدَيْهِ قَبْلَ اَنْ يُدْخِلَهُمَا الْاِنَاءَ

باب: جنبی شخص کا غسل کے وقت ہاتھ کو برتن میں ڈالنے سے پہلے دھونا

243 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ عَنْ زَائِدَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَطَاءُ بْنُ السَّائِبِ قَالَ حَدَّثَنِي اَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَتْنِي عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ وُضِعَ لَهُ الْاِنَاءُ فَيَصُبُّ عَلٰى يَدَيْهِ قَبْلَ اَنْ يُدْخِلَهُمَا الْاِنَاءَ حَتّٰى اِذَا غَسَلَ يَدَيْهِ اَدْخَلَ يَدَهُ الْيُمْنٰى فِي الْاِنَاءِ ثُمَّ صَبَّ بِالْيُمْنٰى وَغَسَلَ فَرْجَهُ بِالْيُسْرٰى حَتّٰى اِذَا فَرَغَ صَبَّ بِالْيُمْنٰى عَلَى الْيُسْرٰى فَغَسَلَهُمَا ثُمَّ تَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ ثَلَاثًا ثُمَّ يَصُبُّ عَلٰى رَأْسِهٖ مِلْءَ كَفَّيْهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ يُفِيْضُ عَلٰى جَسَدِهٖ.

☆☆ ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے مجھے یہ بات بتائی ہے' کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب غسل جنابت کا ارادہ کرتے تھے' تو آپ کے لیے پانی کا برتن رکھا جاتا تھا' سب سے پہلے آپ دونوں ہاتھوں پر پانی انڈیلتے تھے' آپ برتن میں انہیں داخل کرنے سے پہلے ایسا کرتے تھے' آپ دونوں ہاتھوں کو دھونے کے بعد پھر دایاں ہاتھ برتن میں داخل کرتے تھے' پھر آپ دائیں ہاتھ کے ذریعے پانی انڈیل کر اپنی شرمگاہ کو بائیں ہاتھ کے ذریعے دھوتے تھے' جب آپ اس سے فارغ ہو جاتے تو آپ دائیں ہاتھ کے ذریعے بائیں ہاتھ پر پانی ڈال کر پھر ان دونوں کو دھو لیتے تھے' پھر آپ کلی کرتے تھے' پھر ناک میں

242-اخرجه البخاري في الحج ، باب كيف تهل الحائض و النفساء (الحديث 1556) مطولاً ، و في المغازي، باب حجة الوداع (الحديث 4395) مطولاً . واخرجه مسلم في الحج، باب بيان وجوه الاحرام، و انه يجوز افراد الحج و التمتع و القران و جواز ادخال الحج على العمرة و متى يحل القارن من نسكه (الحديث 111) مطولاً . و اخرجه ابوداؤد في المناسك (الحج) ، باب في افراد الحج (الحديث 1781) مطولاً . و اخرجه النسائي في مناسك الحج ، في المهلة بالعمرة تحيض و تخاف فوت الحج (الحديث 2763) مطولاً . و الحديث عند: البخاري في الحج، باب طواف القارن (الحديث) 1638 . تحفة الاشراف (16591 و 17175) .

243-انفرد به النسائي ، و يأتي في الطهارة، باب ذكر عدد غسل اليدين قبل ادخالهما الاناء (344) بنحوه، و ازالة الجنب الاذى عن جسده بعد غسل يديه (245) بنحوه . و باب اعادة الجنب غسل يديه بعد ازالة الاذى عن جسده (الحديث 246) بنحوه تحفة الاشراف (17737) .

پانی ڈالتے تھے' ایسا آپ تین مرتبہ کرتے تھے' پھر آپ دونوں لپ بھر کر اپنے سر پر تین مرتبہ پانی ڈالتے تھے' پھر اپنے جسم پر پانی ڈالتے تھے۔

153 - باب ذِكْرِ عَدَدِ غَسْلِ الْيَدَيْنِ قَبْلَ اِدْخَالِهِمَا الْاِنَاءَ

باب: دونوں ہاتھوں کو برتن میں ڈالنے سے پہلے کتنی مرتبہ دھویا جائے؟

244 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ اَبِي سَلَمَةَ قَالَ سَاَلْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنْ غُسْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْجَنَابَةِ فَقَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُفْرِغُ عَلٰى يَدَيْهِ ثَلَاثًا ثُمَّ يَغْسِلُ فَرْجَهُ ثُمَّ يَغْسِلُ يَدَيْهِ ثُمَّ يُمَضْمِضُ وَيَسْتَنْشِقُ ثُمَّ يُفْرِغُ عَلٰى رَأْسِهٖ ثَلَاثًا ثُمَّ يُفِيْضُ عَلٰى سَائِرِ جَسَدِهٖ.

☆☆ ابوسلمہ بیان کرتے ہیں' میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے غسلِ جنابت کے طریقے کے بارے میں دریافت کیا' تو انہوں نے فرمایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دونوں ہاتھوں پر تین مرتبہ پانی ڈالتے تھے' پھر آپ اپنی شرمگاہ کو دھوتے تھے' پھر دونوں ہاتھوں کو دھوتے تھے' پھر کلی کرتے تھے' پھر ناک میں پانی ڈالتے تھے' پھر اپنے سر پر تین مرتبہ پانی ڈالتے تھے' پھر باقی جسم پر پانی ڈال لیتے تھے۔

154 - باب اِزَالَةِ الْجُنُبِ الْاَذٰى عَنْ جَسَدِهٖ بَعْدَ غَسْلِ يَدَيْهِ

باب: ہاتھوں کو دھونے کے بعد جنبی شخص کا اپنے جسم سے نجاست کو صاف کرنا

245 - اَخْبَرَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ اَنْبَاَنَا النَّضْرُ قَالَ اَنْبَاَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَنْبَاَنَا عَطَاءُ بْنُ السَّائِبِ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا سَلَمَةَ اَنَّهُ دَخَلَ عَلٰى عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَسَاَلَهَا عَنْ غُسْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْجَنَابَةِ فَقَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُؤْتٰى بِالْاِنَاءِ فَيَصُبُّ عَلٰى يَدَيْهِ ثَلَاثًا فَيَغْسِلُهُمَا ثُمَّ يَصُبُّ بِيَمِيْنِهٖ عَلٰى شِمَالِهٖ فَيَغْسِلُ مَا عَلٰى فَخِذَيْهِ ثُمَّ يَغْسِلُ يَدَيْهِ وَيَتَمَضْمَضُ وَيَسْتَنْشِقُ وَيَصُبُّ عَلٰى رَأْسِهٖ ثَلَاثًا ثُمَّ يُفِيْضُ عَلٰى سَائِرِ جَسَدِهٖ.

☆☆ ابوسلمہ بیان کرتے ہیں' وہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل جنابت کے طریقے کے بارے میں دریافت کیا' تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پانی کا برتن رکھا جاتا تھا' پھر آپ اپنے دونوں ہاتھوں پر تین مرتبہ پانی ڈال کر انہیں دھویا کرتے تھے' پھر آپ دائیں ہاتھ کے ذریعے بائیں ہاتھ پر پانی ڈال کر اس کے ذریعے اپنے زانو پر لگی ہوئی (منی) کو دھوتے تھے' پھر آپ دونوں ہاتھ دھوتے تھے' پھر آپ کلی کرتے تھے

244-تقدیم في الطهارة ، ذكر غسل الجنب يديه قبل ان يدخلها الاناء (الحديث 243) .

245-تقدیم في الطهارة، ذكر غسل الجنب يديه قبل ان يد خلها الاناء (الحديث 243) .

پھر ناک میں پانی ڈالتے تھے پھر تین مرتبہ سر پر پانی ڈالتے تھے اور پھر پورے جسم پر پانی بہالیتے تھے۔

155 - باب اِعَادَةِ الْجُنُبِ غَسْلَ يَدَيْهِ بَعْدَ اِزَالَةِ الْاَذٰى عَنْ جَسَدِهٖ

باب: اپنے جسم پر موجود نجاست کو صاف کرنے کے بعد جنبی شخص کا دوبارہ ہاتھ دھونا

246 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ وَصَفَتْ عَائِشَةُ غُسْلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْجَنَابَةِ قَالَتْ كَانَ يَغْسِلُ يَدَيْهِ ثَلَاثًا ثُمَّ يُفِيْضُ بِيَدِهِ الْيُمْنٰى عَلَى الْيُسْرٰى فَيَغْسِلُ فَرْجَهٗ وَمَا اَصَابَهٗ - قَالَ عُمَرُ وَلَا اَعْلَمُهٗ اِلَّا قَالَ يُفِيْضُ بِيَدِهِ الْيُمْنٰى عَلَى الْيُسْرٰى ثَلَاثَ مَرَّاتٍ - ثُمَّ يَتَمَضْمَضُ ثَلَاثًا وَّيَسْتَنْشِقُ ثَلَاثًا وَّيَغْسِلُ وَجْهَهٗ ثَلَاثًا ثُمَّ يُفِيْضُ عَلٰى رَاْسِهٖ ثَلَاثًا ثُمَّ يَصُبُّ عَلَيْهِ الْمَاءَ .

☆☆ ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں' سیدہ عائشہ ﷺ نے نبی اکرم ﷺ کے غسلِ جنابت کا طریقہ بیان کرتے ہوئے یہ بات بیان کی ہے' کہ نبی اکرم ﷺ دونوں ہاتھ تین مرتبہ دھوتے تھے' پھر دائیں ہاتھ کے ذریعے بائیں ہاتھ پر پانی ڈال کر اپنی شرمگاہ کو دھوتے تھے اور جو چیز آپ کے جسم پر لگی ہوتی تھی اسے دھوتے تھے' پھر آپ اپنے دائیں ہاتھ کے ذریعے بائیں ہاتھ پر پانی انڈیل کر تین مرتبہ انہیں دھوتے تھے' پھر آپ تین مرتبہ کلی کرتے تھے' تین مرتبہ ناک میں پانی ڈالتے تھے' تین مرتبہ منہ دھوتے تھے' پھر تین مرتبہ اپنے سر پر پانی بہاتے تھے' پھر پورے جسم پر پانی بہالیتے تھے۔

156 - باب ذِكْرِ وُضُوْءِ الْجُنُبِ قَبْلَ الْغُسْلِ

باب: جنبی شخص کا غسل جنابت کرنے سے پہلے وضو کرنا

247 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ بَدَاَ فَغَسَلَ يَدَيْهِ ثُمَّ تَوَضَّاَ كَمَا يَتَوَضَّاُ لِلصَّلَاةِ ثُمَّ يُدْخِلُ اَصَابِعَهُ الْمَاءَ فَيُخَلِّلُ بِهَا اُصُوْلَ شَعْرِهٖ ثُمَّ يَصُبُّ عَلٰى رَاْسِهٖ ثَلَاثَ غُرَفٍ ثُمَّ يُفِيْضُ الْمَاءَ عَلٰى جَسَدِهٖ كُلِّهٖ .

☆☆ ہشام بن عروہ اپنے والد کے حوالے سے سیدہ عائشہ ﷺ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ جب غسل جنابت کرتے تھے' تو سب سے پہلے دونوں ہاتھ دھوتے تھے' نماز کے وضو کی طرح وضو کرتے تھے' پھر اپنے ہاتھ پانی میں داخل کر کے اس پانی کے ذریعے بالوں کی جڑوں کے درمیان خلال کیا کرتے تھے' پھر تین مرتبہ دونوں ہاتھوں کے ذریعے سر پر پانی بہاتے تھے' پھر باقی پورے جسم پر پانی بہالیتے تھے۔

246-تقدیم في الطهارة، ذكر غسل الجنب يديه قبل ان يدخلها الاناء (الحديث 243) .

247-اخرجه البخاري في الغسل ، باب الوضوء قبل الغسل (الحديث 248) . تحفة الاشراف (17164) .

157 - باب تَخْلِيْلِ الْجُنُبِ رَاْسَهٗ

باب: جنبی شخص کا اپنے سر میں خلال کرنا

248 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ اَنْبَاَنَا يَحْيٰى قَالَ اَنْبَاَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ قَالَ حَدَّثَنِىْ اَبِىْ قَالَ حَدَّثَتْنِىْ عَائِشَةُ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنْ غُسْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْجَنَابَةِ اَنَّهٗ كَانَ يَغْسِلُ يَدَيْهِ وَيَتَوَضَّاُ وَيُخَلِّلُ رَاْسَهٗ حَتّٰى يَصِلَ اِلٰى شَعْرِهٖ ثُمَّ يُفْرِغُ عَلٰى سَائِرِ جَسَدِهٖ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ ﷺ' نبی اکرم ﷺ کے غسلِ جنابت کے طریقے کے بارے میں یہ بیان کرتی ہیں: آپ ﷺ پہلے اپنے دونوں ہاتھ دھوتے تھے' پھر وضو کرتے تھے پھر اپنے سر مبارک کا خلال کرتے تھے' یہاں تک کہ پانی آپ کے بالوں تک پہنچ جاتا تھا' پھر آپ اپنے پورے جسم پر پانی بہالیتے تھے۔

249 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُشْرِبُ رَاْسَهٗ ثُمَّ يَحْثِىْ عَلَيْهِ ثَلَاثًا .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ ﷺ بیان کرتی ہیں' کہ نبی اکرم ﷺ اپنے سر میں خلال کرتے تھے' پھر اس پر تین لپ پانی بہا دیتے تھے۔

158 - باب ذِكْرِ مَا يَكْفِى الْجُنُبَ مِنْ اِفَاضَةِ الْمَاءِ عَلٰى رَاْسِهٖ

باب: جنبی شخص کے لیے سر پر کس حد تک پانی بہانا کافی ہے؟

250 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ اَبِىْ اِسْحَاقَ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ صُرَدٍ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ تَمَارَوْا فِى الْغُسْلِ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ اِنِّىْ لَاَغْسِلُ كَذَا وَكَذَا . فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَمَّا اَنَا فَاُفِيْضُ عَلٰى رَاْسِىْ ثَلَاثَ اَكُفٍّ ."

☆☆ حضرت جبیر بن مطعم ﷺ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ کے سامنے لوگوں کے درمیان غسل کے بارے میں بحث ہوگئی' کسی نے کہا: میں اس' اس طرح غسل کرتا ہوں' تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جہاں تک میرا تعلق ہے' تو میں' تو اپنے سر پر تین لپ پانی بہالیتا ہوں۔

248-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (17331) .

249-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (16937) .

250-اخرجه البخاري في الغسل ، باب من افاض على راسه ثلاثاً (الحديث 254) مختصراً . واخرجه مسلم في الحيض، باب استحباب افاضة الماء على الراس وغيره ثلاثاً (الحديث 54) و (الحديث 55) . مختصراً . واخرجه ابوداؤد في الطهارة، باب في الغسل من الجنابة (الحديث 239) . واخرجه النسائي في الغسل و التيمم، باب ما يكفي الجنب من افاضة الماء على راسه (الحديث 423) . واخرجه ابن ماجه في الطهارة وسننها، باب في الغسل من الجنابة (الحديث 575) مختصراً . تحفة الاشراف (3186) .

159 - باب ذِكْرِ الْعَمَلِ فِي الْغُسْلِ مِنَ الْحَيْضِ

باب: حیض کے بعد غسل کرنے کا طریقہ

251 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ - وَهُوَ ابْنُ صَفِيَّةَ - عَنْ اُمِّهٖ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ امْرَاَةً سَاَلَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ غُسْلِهَا مِنَ الْمَحِيْضِ فَاَخْبَرَهَا كَيْفَ تَغْتَسِلُ ثُمَّ قَالَ "خُذِيْ فِرْصَةً مِّنْ مِّسْكٍ فَتَطَهَّرِيْ بِهَا ." قَالَتْ وَكَيْفَ اَتَطَهَّرُ بِهَا فَاسْتَتَرَ كَذَا ثُمَّ قَالَ "سُبْحَانَ اللّٰهِ تَطَهَّرِيْ بِهَا ." قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَجَذَبْتُ الْمَرْاَةَ وَقُلْتُ تَتَبَّعِيْنَ بِهَا اَثَرَ الدَّمِ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' کہ ایک مرتبہ ایک خاتون نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے حیض کے بعد غسل کا طریقہ دریافت کیا' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بتایا: وہ کس طرح غسل کرے گی' پھر آپ نے اسے فرمایا' کہ تم مشک کی ہوئی روئی لو اور اس کے ذریعے پاکیزگی حاصل کرو اس خاتون نے دریافت کیا: میں اس کے ذریعے کس طرح پاکیزگی حاصل کروں؟ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح اپنے منہ پر چادر رکھتے ہوئے فرمایا: سبحان اللہ! تم اس کے ذریعے پاکیزگی حاصل کرو۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' کہ میں نے اس عورت کو اپنی طرف کھینچا اور اسے بتایا: تم اس کے ذریعے خون کے نشان کو صاف کرو۔

160 - باب تَرْكِ الْوُضُوْءِ مِنْ بَعْدِ الْغُسْلِ

باب: غسل کر لینے کے بعد وضو نہ کرنا

252 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ حَكِيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ اَنْبَاَنَا الْحَسَنُ - وَهُوَ ابْنُ صَالِحٍ - عَنْ اَبِيْ اِسْحَاقَ ح وَحَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا شَرِيْكٌ عَنْ اَبِيْ اِسْحَاقَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَتَوَضَّاُ بَعْدَ الْغُسْلِ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غسل کر لینے کے بعد (از سرِ نو) وضو نہیں کرتے تھے۔

161 - باب غَسْلِ الرِّجْلَيْنِ فِيْ غَيْرِ الْمَكَانِ الَّذِيْ يَغْتَسِلُ فِيْهِ

باب: جس جگہ پر غسل کیا ہو' وہاں سے ہٹ کر پاؤں دھونا

253 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عِيْسٰى عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ سَالِمٍ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ

251-اخرجه البخاري في الحيض، باب دلك المراة نفسها اذا تطهرت من الحيض و كيف تغتسل و تاخذ فرصة ممسكة فتتبع اثر الدم (الحديث 314)، وباب غسل المحيض (الحديث 315) بنحوه، و في الاعتصام بالكتاب و السنة، باب الاحكام التي تعرف بالدلائل (الحديث 60) . و اخرجه النسائي في الغسل و التيمم، باب العمل في الغسل من الحيض (الحديث 425) . تحفة الاشراف (17859) .

252-اخرجه الترمذي في الطهارة، باب ما جاء في الوضوء بعد الغسل (الحديث 107) . واخرجه النسائي في الغسل و التيمم، باب ترك الوضوء بعد الغسل (الحديث 428) . و اخرجه ابن ماجه في الطهارة و سننها، باب في الوضوء بعد الغسل (الحديث 579) . تحفة الاشراف (16019 و 16025) .

حَدَّثَتْنِيْ خَالَتِيْ مَيْمُوْنَةُ قَالَتْ اَدْنَيْتُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غُسْلَهُ مِنَ الْجَنَابَةِ فَغَسَلَ كَفَّيْهِ مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلَاثًا ثُمَّ اَدْخَلَ بِيَمِيْنِهٖ فِي الْاِنَاءِ فَاَفْرَغَ بِهَا عَلٰى فَرْجِهٖ ثُمَّ غَسَلَهُ بِشِمَالِهٖ ثُمَّ ضَرَبَ بِشِمَالِهِ الْاَرْضَ فَدَلَكَهَا دَلْكًا شَدِيْدًا ثُمَّ تَوَضَّاَ وُضُوْءَهُ لِلصَّلَاةِ ثُمَّ اَفْرَغَ عَلٰى رَاْسِهٖ ثَلَاثَ حَثَيَاتٍ مِلْءَ كَفِّهٖ ثُمَّ غَسَلَ سَائِرَ جَسَدِهٖ ثُمَّ تَنَحّٰى عَنْ مَقَامِهٖ فَغَسَلَ رِجْلَيْهِ قَالَتْ ثُمَّ اَتَيْتُهُ بِالْمِنْدِيْلِ فَرَدَّهُ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' میری خالہ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات بتائی ہے' کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے غسلِ جنابت کے لیے پانی رکھا' آپ نے پہلے دونوں ہتھیلیوں کو دو مرتبہ یا شاید تین مرتبہ دھویا' پھر آپ نے اپنا دایاں ہاتھ برتن میں داخل کر کے اس کے ذریعے اپنی شرمگاہ کو پانی میں ڈالا اور اسے اپنے بائیں ہاتھ کے ذریعے دھویا' پھر آپ نے اپنا بایاں ہاتھ زمین پر اچھی طرح سے مل کر صاف کیا' پھر آپ نے نماز کے وضو کی طرح وضو کیا' پھر آپ نے اپنے سر مبارک پر پانی کے تین لپ یعنی دونوں ہتھیلیوں کو بھر کر پانی بہایا' پھر آپ نے اپنے پورے جسم کو دھویا پھر آپ اس جگہ سے ہٹ گئے اور اپنے پاؤں دھوئے۔

سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' کہ میں نے آپ کی خدمت میں رومال پیش کیا' تو آپ نے اسے قبول نہیں کیا۔

162 - باب تَرْكِ الْمِنْدِيْلِ بَعْدَ الْغُسْلِ

باب: غسل کر لینے کے بعد رومال استعمال نہ کرنا

254 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ اَيُّوْبَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اِدْرِيْسَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ سَالِمٍ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اغْتَسَلَ فَاُتِيَ بِمِنْدِيْلٍ فَلَمْ يَمَسَّهُ وَجَعَلَ يَقُوْلُ بِالْمَاءِ هٰكَذَا .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل کیا' آپ کی خدمت میں رومال پیش کیا گیا تو آپ نے اسے استعمال نہیں کیا اور ہاتھ سے ہی جسم پر موجود پانی کو پونچھ لیا۔

253-اخرجه البخاري في الغسل، باب الوضوء قبل الغسل (الحديث 249) و باب الغسل مرة واحدة (الحديث 257) بنحوه مختصراً . و باب المضمضة و الاستنشاق في الجنابة (الحديث 259) بنحوه، و باب تفريق الغسل (الحديث 265) بنحوه مختصراً . و باب من افرغ بيمينه على شماله في الغسل (الحديث 266) بنحوه، و باب من توضا في الجنابة ثم غسل سائر جسده و لم يعد غسل مواضع الوضوء مرة اخرى (الحديث 274) بنحوه، و باب نفض اليدين من الغسل عن الجنابة (الحديث 276) بنحوه، و باب التستر في الغسل عند الناس (الحديث 281) بنحوه مختصراً . و اخرجه مسلم في الحيض، باب صفة غسل الجنابة (الحديث 37) . واخرجه ابو داؤد في الطهارة، باب في الغسل من الجنابة (الحديث 245) بنحوه مطولاً . و اخرجه الترمذي في الطهارة، باب ما جاء في الغسل من الجنابة (الحديث 103) بنحوه مختصراً . و اخرجه النسائي في الغسل و التيمم، باب ازالة الجنب الاذى عنه قبل افاضة الماء عليه (الحديث 416) بنحوه مختصراً، و باب مسح اليد بالارض بعد غسل الفرج (الحديث 417) . و الحديث عند: البخاري في الغسل، باب مسح اليد بالتراب لتكون انقى (الحديث 260) . تحفة الاشراف (18064) .

254-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (6351) . و الحديث عن مسلم في الحيض، باب تستر المغتسل بثوب و نحوه (الحديث 73) و النسائي في الغسل و التيمم، باب الاستتار عند الاغتسال (الحديث 406)، و باب الغسل مرة واحدة (الحديث 426) .

163 - باب وُضُوْءِ الْجُنُبِ اِذَا اَرَادَ اَنْ يَّاْكُلَ

باب: جنبی شخص جب کچھ کھانے کا ارادہ کرے' اس وقت وضو کر لے

255 - اَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ حَبِيْبٍ عَنْ شُعْبَةَ ح وَحَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ شُعْبَةَ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - وَقَالَ عَمْرٌو كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - اِذَا اَرَادَ اَنْ يَّاْكُلَ اَوْ يَنَامَ وَهُوَ جُنُبٌ تَوَضَّاَ - زَادَ عَمْرٌو فِيْ حَدِيْثِهِ - وُضُوْئَهُ لِلصَّلَاةِ .

☆☆ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' کہ نبی اکرم ﷺ جب جنابت کی حالت میں کچھ کھانے کا یا سونے کا ارادہ کرتے تھے' تو آپ وضو کر لیتے تھے۔

عمرو نامی راوی نے روایت کے الفاظ میں اختلاف نقل کیا ہے اور انہوں نے اپنی روایت میں یہ الفاظ نقل کیے ہیں: نماز کے وضو کا سا وضو کرتے تھے۔

164 - باب اقْتِصَارِ الْجُنُبِ عَلٰى غَسْلِ يَدَيْهِ اِذَا اَرَادَ اَنْ يَّاْكُلَ

باب: جنبی شخص جب کچھ کھانے لگے' تو اس کا صرف ہاتھ دھونے پر اکتفاء کرنا

256 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا اَرَادَ اَنْ يَّنَامَ وَهُوَ جُنُبٌ تَوَضَّاَ وَاِذَا اَرَادَ اَنْ يَّاْكُلَ غَسَلَ يَدَيْهِ .

☆☆ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' کہ نبی اکرم ﷺ نے جب جنابت کی حالت میں سونا ہوتا تھا تو وضو کر لیتے تھے اور جب کچھ کھانا ہوتا تھا تو اپنے دونوں ہاتھ دھو لیتے تھے۔

255-اخرجه مسلم في الحيض، باب جواز نوم الجنب، و استحباب الوضوء له و غسل الفرج اذا اراد ان ياكل اويشرب او ينام او يجامع (الحديث 22)، و اخرجه ابوداؤد في الطهارة، باب من قال: يتوضا الجنب (الحديث 224ص) . و اخرجه النسائي في عشرة النساء من الكبرى، ما عليه اذا ارادان ينام و ذكر اختلاف الناقلين لخبر عائشة في ذلك (الحديث 161) . واخرجه ابن ماجه في الطهارة و سننها، باب في الجنب ياكل و يشرب (الحديث 591) تحفة الاشراف (15926) . و ابن ماجه في الطهارة و سننها، باب المنديل بعد الوضوء و بعد الغسل (الحديث 467) .

256-اخرجه ابو داؤد في الطهارة، باب الجنب ياكل (الحديث 233) . و اخرجه النسائي في الطهارة، باب اقتصار الجنب على غسل يديه اذا ارادان يا كل او يشرب (الحديث 257) . و في عشرة النساء من الكبرى، ما عليه اذا ارادان ينام و ذكر اختلاف الناقلين لخبر عائشة في ذلك (الحديث 159و 160) . و اخرجه ابن ماجه في الطهارة و سننها، باب من قال يجزئه غسل يديه (الحديث 593) مختصرًا و الحديث عند مسلم في الحيض ، باب جواز نوم الجنب، و استحباب الوضوء له و غسل الفرج اذا اراد ان يا كل او يشرب او ينام او يجامع (الحديث 21) . و ابي داؤد في الطهارة، باب الجنب يا كل (الحديث 222) . و النسائي في الطهارة، باب وضوء الجنب اذا اراد ان ينام (الحديث 258)، و في عشرة النساء من الكبرى ما عليه اذا ارادان ينام و ذكر اختلاف الناقلين لخبر عائشة في ذلك (الحديث 157و158) . و ابن ماجه في الطهارة و سننها، باب من قال : لا ينام الجنب حتى يتوضا و ضوء و الصلاة (الحديث 584) . انظر: تحفة الاشراف للمزي (17769) .

جنبی شخص جب کچھ کھانے یا پینے کا ارادہ کرلے' تو اس کا اپنے دونوں ہاتھوں کو دھونے پر اکتفاء کرنا۔

165 - باب اقْتِصَارِ الْجُنُبِ عَلٰى غَسْلِ يَدَيْهِ اِذَا اَرَادَ اَنْ يَّاْكُلَ اَوْ يَشْرَبَ

باب: جنبی شخص جب کچھ کھانے یا پینے کا ارادہ کرے تو اس کا دونوں ہاتھ دھونے پر اکتفا کرنا

257 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ اَنَّ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَرَادَ اَنْ يَّنَامَ وَهُوَ جُنُبٌ تَوَضَّاَ وَاِذَا اَرَادَ اَنْ يَّاْكُلَ اَوْ يَشْرَبَ - قَالَتْ - غَسَلَ يَدَيْهِ ثُمَّ يَاْكُلُ اَوْ يَشْرَبُ .

☆☆ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' کہ نبی اکرم ﷺ نے جب جنابت کی حالت میں سونا ہوتا تھا تو آپ وضو کر لیتے تھے اور جب کچھ کھانا یا پینا ہوتا تھا تو دونوں ہاتھ دھو کر پھر کچھ کھاتے یا پیتے تھے۔

166 - باب وُضُوْءِ الْجُنُبِ اِذَا اَرَادَ اَنْ يَّنَامَ

باب: جنبی شخص جب سونے لگے تو وضو کرے

258 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا اَرَادَ اَنْ يَّنَامَ وَهُوَ جُنُبٌ تَوَضَّاَ وُضُوْئَهُ لِلصَّلَاةِ قَبْلَ اَنْ يَّنَامَ .

☆☆ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' کہ نبی اکرم ﷺ نے جب جنابت کی حالت میں سونا ہوتا تھا تو آپ سونے سے پہلے نماز کے وضو کی طرح وضو کر لیتے تھے۔

شرح

علامہ عینی لکھتے ہیں' شیخ ابوعمر بن عبدالبر اندلسی اپنی کتاب ''التمہید'' میں تحریر کرتے ہیں' علماء کے درمیان اس بارے میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے کہ حالتِ جنابت میں سوتے وقت وضو کرنے کا حکم کیا ہے؟ اکثر فقہاء اس بات کے قائل ہیں کہ یہ حکم استحباب کے لیے ہے ایسا کرنا واجب نہیں ہے' تاہم اہلِ علم کا ایک گروہ اسی بات کا بھی قائل ہے کہ جنبی شخص کو جس وضو کا حکم دیا گیا ہے اس سے مراد صرف شرم گاہ' جسم کے کسی دوسرے حصے پر لگی ہوئی نجاست یا دونوں ہاتھ دھونا ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں یہ روایت منقول ہے کہ وہ حالتِ جنابت میں سوتے وقت مکمل وضو نہیں کیا کرتے تھے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جنبی اس وقت تک نہ سوئے جب تک نماز کا سا وضو نہ کر لے۔ شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی بھی یہی رائے ہے۔ امام ابوحنیفہ اور سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہما کے نزدیک جنبی شخص کے لیے وضو کیے بغیر سونے میں کوئی

257-تقدم في الطهارة، باب اقتصار الجنب على غسل يديه اذا ارادان يا كل (الحديث 256) . و ليس فيه (او يشرب) .

258-تقدم في الطهارة ، باب اقتصار الجنب على غسل يديه اذا ارادان يا كل (الحديث 256) .

حرج نہیں ہے۔(ملخص)

❀—❀❀—❀

259 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنِيْ نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ عُمَرَ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيَنَامُ اَحَدُنَا وَهُوَ جُنُبٌ قَالَ "اِذَا تَوَضَّاَ".

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ! کیا کوئی شخص جنابت کی حالت میں سوسکتا ہے؟ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب وہ وضو کرلے (تو پھر سوسکتا ہے)۔

167 - باب وُضُوْءِ الْجُنُبِ وَغَسْلِ ذَكَرِهٖ اِذَا اَرَادَ اَنْ يَّنَامَ

باب: جنبی شخص جب سونے کا ارادہ کرے تو اس کا وضو کرنا اور اپنی شرمگاہ کو دھولینا

260 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ ذَكَرَ عُمَرُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ تُصِيْبُهُ الْجَنَابَةُ مِنَ اللَّيْلِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "تَوَضَّاْ وَاغْسِلْ ذَكَرَكَ ثُمَّ نَمْ".

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس بات کا تذکرہ کیا کہ بعض اوقات انہیں رات کے وقت جنابت لاحق ہوجاتی ہے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم وضو کرو' اپنی شرمگاہ کو دھولو اور پھر سو جاؤ۔

168 - باب فِي الْجُنُبِ اِذَا لَمْ يَتَوَضَّاْ

باب: جب کوئی جنبی شخص وضو نہ کرے (تو اس کا حکم)

261 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَ اَنْبَاَنَا شُعْبَةُ ح وَاَنْبَاَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ شُعْبَةَ - وَاللَّفْظُ لَهٗ - عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُدْرِكٍ عَنْ اَبِيْ زُرْعَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُجَيٍّ عَنْ

259-اخرجه مسلم في الحيض، باب جواز نوم الجنب، و استحباب الوضوء له و غسل الفرج اذا ارادان يا كل او يشرب او ينام او يجامع (الحديث 23) . و اخرجه الترمذي في الطهارة، باب ما جاء في الوضوء للجنب اذا ارادان ينام (الحديث 120) . تحفة الاشراف (8178 و 10552) .

260-اخرجه البخاري في الغسل ، باب الجنب يتوضأ ثم ينام (الحديث 290) . واخرجه مسلم في الحيض، باب جواز نوم الجنب، و استحباب الوضوء له و غسل الفرج اذا ارادان يا كل او يشرب او ينام او يجامع (الحديث 25) . و اخرجه ابوداؤد في الطهارة، باب في الجنب ينام (الحديث 221) . و اخرجه النسائي في عشرة النساء من الكبرى، ذكر اختلاف الناقلين لخبر عبد الله بن عمر في ذلك (الحديث 170) . تحفة الاشراف (7224) .

261-اخرجه ابو داؤد في الطهارة، باب في الجنب يؤخر الغسل (الحديث 227)، و في اللباس ، باب في الصور (الحديث 4152) . و اخرجه النسائي في الصيد و الذبائح، امتناع الملائكة من دخول بيت فيه كلب (الحديث 4292) . و الحديث عند: ابن ماجه في اللباس ، باب الصور في البيت (الحديث 3250) . تحفة الاشراف (10291) .

اَبِيْهِ عَنْ عَلِيٍّ - رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ - عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا تَدْخُلُ الْمَلَآئِكَةُ بَيْتًا فِيْهِ صُوْرَةٌ وَّلَا كَلْبٌ وَّلَا جُنُبٌ".

☆☆ حضرت علی رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: ایسے گھر میں فرشتے داخل نہیں ہوتے جس میں کوئی تصویر ہوتی ہے یا کتا ہوتا ہے یا جنبی شخص ہوتا ہے۔

169 - باب فِي الْجُنُبِ اِذَا اَرَادَ اَنْ يَّعُوْدَ

باب: جب جنبی شخص دوبارہ صحبت کرنے کا ارادہ کرے (تو اس کا حکم)

262 - اَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ اَبِي الْمُتَوَكِّلِ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اِذَا اَرَادَ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّعُوْدَ تَوَضَّاَ".

☆☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جب کوئی شخص (ایک مرتبہ صحبت کر لینے کے بعد) دوبارہ کرنا چاہے' تو پہلے وضو کرے۔

170 - باب اِتْيَانِ النِّسَآءِ قَبْلَ اِحْدَاثِ الْغُسْلِ

باب: غسل کرنے سے پہلے بیوی سے دوبارہ صحبت کرنا

263 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ وَيَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ - وَاللَّفْظُ لِاِسْحَاقَ - قَالَا حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيْلِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَافَ عَلٰى نِسَائِهٖ فِيْ لَيْلَةٍ بِغُسْلٍ وَّاحِدٍ.

☆☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' بعض اوقات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی رات میں اپنی تمام ازواج کے ساتھ صحبت کر لیتے تھے' پھر بعد میں ایک ہی مرتبہ غسل کرتے تھے۔

264 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ اَنْبَاَنَا مَعْمَرٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَطُوْفُ عَلٰى نِسَائِهٖ فِيْ غُسْلٍ وَّاحِدٍ.

262-اخرجه مسلم في الحيض ، باب جواز نوم الجنب ، و استحباب الوضوء له و غسل الفرج اذا ارادان يا كل او يشرب او ينام او يجامع (الحديث 27) مطولاً . و اخرجه ابوداؤد في الطهارة، باب الوضوء لمن اراد ان يعود (الحديث 220) بنحوه مطولاً . و اخرجه الترمذي في الطهارة، باب ما جاء في الجنب اذا اراد ان يعود توضأ (الحديث 141) بنحوه مطولاً . و اخرجه النسائي في عشرة النساء من الكبرى ، ما على من اتى المراة ثم اراد ان يعود (الحديث 152 و 153) . واخرجه ابن ماجه في الطهارة و سننها، باب في الجنب اذا اراد العود توضأ (الحديث 587) مطولاً . تحفة الاشراف (4250) .

263-اخرجه ابوداؤد في الطهارة، باب في الجنب يعود (الحديث 218) . تحفة الاشراف (568) .

264-اخرجه الترمذي في الطهارة، باب ما جاء في الرجل يطوف على نسائه بغسل واحد (الحديث 140) . و اخرجه النسائي في عشرة النساء من الكبرى، طواف الرجل على نسائه و الاقتصار على غسل واحد و ذكر الاختلاف على معمر في خبر انس في ذلك (الحديث 150) . و اخرجه ابن ماجه في الطهارة و سننها ، باب ما جاء فيمن يغتسل من جميع نسائه غسلاً واحدًا (الحديث 588) . تحفة الاشراف (1336) .

☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی تمام ازواج کے ساتھ صحبت کرنے کے بعد ایک ہی مرتبہ غسل کرتے تھے۔

171 - باب حَجْبِ الْجُنُبِ مِنْ قِرَأَةِ الْقُرْآنِ

باب: جنبی شخص کے لیے قرآن کی تلاوت کی ممانعت

265 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلِمَةَ قَالَ اَتَيْتُ عَلِيًّا اَنَا وَرَجُلَانِ فَقَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ مِنَ الْخَلَاءِ فَيَقْرَاُ الْقُرْآنَ وَيَاْكُلُ مَعَنَا اللَّحْمَ وَلَمْ يَكُنْ يَحْجُبُهُ عَنِ الْقُرْآنِ شَيْءٌ لَيْسَ الْجَنَابَةَ.

☆☆ عبداللہ بن سلمہ بیان کرتے ہیں: میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا' میرے ساتھ دو آدمی بھی تھے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بتایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بیت الخلاء سے تشریف لا کر (وضو کیے بغیر) قرآن کی تلاوت بھی کر لیتے تھے' ہمارے ساتھ گوشت بھی کھا لیتے تھے' جنابت کے علاوہ کوئی بھی چیز آپ کے تلاوت کرنے میں رکاوٹ نہیں ہوتی تھی۔

شرح

حیض والی عورت اور جنبی شخص کے لئے قرآن کی تلاوت کرنے کا شرعی حکم کیا ہے؟ اس کی وضاحت کرتے ہوئے صاحب ہدایہ تحریر کرتے ہیں:

"حیض والی عورت' جنبی شخص اور نفاس والی عورت قرآن نہیں پڑھ سکتے ہیں"۔

اس کی دلیل نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہے:

"حیض والی عورت اور جنابت والا شخص قرآن کا کوئی حصہ نہیں پڑھ سکتے"۔

یہ روایت امام مالک کے خلاف حجت ہے کیونکہ انہوں نے حیض والی عورت (کے لیے تلاوت کی اجازت دی ہے) اور یہ روایت اپنے اطلاق کی وجہ سے ایک آیت سے کم حصے کو بھی شامل ہو گی' اس اعتبار سے یہ امام طحاوی کے خلاف حجت ہو گی جنہوں نے اسے جائز قرار دیا ہے' یہ لوگ (یعنی حیض' جنابت اور نفاس والی عورت) مصحف (قرآن مجید) کو صرف اس کے غلاف کے ساتھ تھام سکتے ہیں۔

•••——•••——•••

266 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَحْمَدَ اَبُوْ يُوْسُفَ الصَّيْدَلَانِيُّ الرَّقِّيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلِمَةَ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَاُ الْقُرْآنَ عَلٰى كُلِّ حَالٍ لَيْسَ الْجَنَابَةَ.

☆☆ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر حالت میں' جبکہ وہ جنابت کی حالت نہ ہو' قرآن کی تلاوت کر لیتے تھے۔

265-اخرجه ابوداؤد في الطهارة، باب في الجنب يقرا القرآن (الحديث 229) مطولاً . و اخرجه الترمذي في الطهارة، باب ما جاء في الرجل يقرا القرآن على كل حال ما لم يكن جنبًا (الحديث 146) بمعناه مختصراً . و اخرجه النسائي في الطهارة، باب حجب الجنب من قراءة القرآن (الحديث 266) . و اخرجه ابن ماجه في الطهارة و سننها، باب ما جاء في قراءة القرآن على غير طهارة (الحديث 594) . تحفة الاشراف (10186) .

266-تقدم في الطهارة ، باب حجب الجنب من قراءة القرآن (الحديث 265) .

172 - باب مُمَاسَةِ الْجُنُبِ وَمُجَالَسَتِهٖ

باب: جنبی شخص کو چھونا یا اس کے ساتھ بیٹھنا

267 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ اَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا لَقِيَ الرَّجُلَ مِنْ اَصْحَابِهٖ مَاسَحَهُ وَدَعَا لَهُ - قَالَ - فَرَاَيْتُهُ يَوْمًا بُكْرَةً فَحِدْتُ عَنْهُ ثُمَّ اَتَيْتُهُ حِيْنَ ارْتَفَعَ النَّهَارُ فَقَالَ "اِنِّيْ رَاَيْتُكَ فَحِدْتَ عَنِّيْ." فَقُلْتُ اِنِّيْ كُنْتُ جُنُبًا فَخَشِيْتُ اَنْ تَمَسَّنِيْ . فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِنَّ الْمُسْلِمَ لَا يَنْجُسُ."

☆☆ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے کسی صحابی سے ملتے تھے' تو آپ اس پر ہاتھ پھیرتے تھے اور اس کے لیے دعا کیا کرتے تھے' ایک مرتبہ میری صبح کے وقت آپ سے ملاقات ہوئی تو میں نے اپنا راستہ تبدیل کر لیا' بعد میں دن چڑھنے کے بعد جب میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے تمہیں دیکھا تھا' لیکن تم نے مجھے دیکھ کر راستہ تبدیل کر لیا' میں نے عرض کی: میں اس وقت جنابت کی حالت میں تھا' مجھے یہ اندیشہ تھا کہ آپ مجھے چھو نہ لیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مسلمان ناپاک نہیں ہوتا۔

268 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ اَخْبَرَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ قَالَ حَدَّثَنِيْ وَاصِلٌ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ عَنْ حُذَيْفَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقِيَهُ وَهُوَ جُنُبٌ . فَاَهْوٰى اِلَيَّ فَقُلْتُ اِنِّيْ جُنُبٌ فَقَالَ "اِنَّ الْمُسْلِمَ لَا يَنْجُسُ."

☆☆ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ان سے ملاقات ہوئی' حضرت حذیفہ اس وقت جنابت کی حالت میں تھے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میری طرف بڑھے تو میں نے عرض کی: میں جنابت کی حالت میں ہوں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مسلمان ناپاک نہیں ہوتا۔

269 - اَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرٌ - وَهُوَ ابْنُ الْمُفَضَّلِ - قَالَ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ بَكْرٍ عَنْ اَبِيْ رَافِعٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقِيَهُ فِيْ طَرِيْقٍ مِنْ طُرُقِ الْمَدِيْنَةِ وَهُوَ جُنُبٌ فَانْسَلَّ

267-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (3392) .

268-اخرجه مسلم في الحيض ، باب الدليل على ان المسلم لا ينجس (الحديث 116) بنحوه مطولاً . و اخرجه ابوداؤد في الطهارة، باب في الجنب يصافح (الحديث 230) . و اخرجه ابن ماجه في الطهارة و سننها، باب مصافحة الجنب (الحديث 535) بنحوه مطولاً . تحفة الاشراف (3339) .

عَنْهُ فَاغْتَسَلَ فَفَقَدَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا جَاءَ قَالَ "اَيْنَ كُنْتَ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ ." قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّكَ لَقِيْتَنِيْ وَاَنَا جُنُبٌ فَكَرِهْتُ اَنْ اُجَالِسَكَ حَتّٰى اَغْتَسِلَ . فَقَالَ "سُبْحَانَ اللّٰهِ اِنَّ الْمُؤْمِنَ لَا يَنْجُسُ ."

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ انہیں مدینہ منورہ کے کسی راستے میں ملے' حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اس وقت جنابت کی حالت میں تھے' حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں' کہ میں ایک طرف ہٹ گیا' بعد میں غسل کر کے (میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا) نبی اکرم ﷺ کو ان کی غیر موجودگی کا پتہ چل گیا تھا' جب وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے' تو آپ نے دریافت کیا: ابوہریرہ! تم کہاں چلے گئے تھے؟ انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! جب آپ کی مجھ سے ملاقات ہوئی تھی' اس وقت میں جنابت کی حالت میں تھا تو مجھے یہ بات اچھی نہیں لگی کہ میں غسل کرنے سے پہلے آپ کے ساتھ بیٹھوں۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: سبحان اللہ! مؤمن ناپاک نہیں ہوتا۔

173 - باب اسْتِخْدَامِ الْحَائِضِ

باب: حیض والی عورت سے خدمت لینا

270 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ كَيْسَانَ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ حَازِمٍ قَالَ قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ بَيْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ اِذْ قَالَ "يَا عَائِشَةُ نَاوِلِيْنِي الثَّوْبَ ." فَقَالَتْ اِنِّيْ لَا اُصَلِّيْ . قَالَ "اِنَّهُ لَيْسَ فِيْ يَدِكِ ." فَنَاوَلَتْهُ .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے' آپ نے ارشاد فرمایا: اے عائشہ! مجھے ایک کپڑا پکڑادو' انہوں نے عرض کی: میں نماز نہیں پڑھتی (یعنی میں حیض کی حالت میں ہوں) نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہ تمہارے ہاتھ میں نہیں ہے۔ تو سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو وہ کپڑا پکڑا دیا۔

271 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ عَبِيْدَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ ح وَاَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ ثَابِتِ بْنِ عُبَيْدٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

269-اخرجه البخاري في الغسل، باب عرق الجنب ، و ان المسلم لا ينجس (الحديث 283)، و باب الجنب يخرج و يمشي في السوق وغيره (الحديث 285) بنحوه مختصراً . و اخرجه مسلم في الحيض، باب الدليل على ان المسلم لا ينجس (الحديث 371رقم عام). و اخرجه ابوداؤد في الطهارة، باب في الجنب يصافح (الحديث 231) . و اخرجه الترمذي في الطهارة، باب ما جاء في مصافحة الجنب (الحديث 121) نحوه . و اخرجه ابن ماجه في الطهارة و سننها، باب مصافحة الجنب (الحديث 534) . تحفة الاشراف (14648) .

270-اخرجه مسلم في الحيض ، باب جواز غسل الحائض راس زوجها و ترجيله وطهارة سورها و الاتكاء في حجرها و قراءة القرآن فيه (الحديث 13) . و اخرجه النسائي في الحيض والاستحاضة، باب استخدام الحائض (الحديث 381) تحفة الاشراف (3443) .

271-اخرجه مسلم في الحيض ، باب جواز غسل الحائض راس زوجها و ترجيله وطهارة سورها و الاتكاء في حجرها و قراءة القرآن فيه (الحديث 11 و 12) . و اخرجه ابوداؤد في الطهارة، باب في الحائض تناول من المسجد (الحديث 261) . و اخرجه الترمذي في الطهارة، باب ما جاء في الحائض تناول الشيء من المسجد (الحديث 134) . و اخرجه النسائي في الحيض و الاستحاضة ، باب استخدام الحائض (382) . تحفة الاشراف (17446) .

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "نَاوِلِيْنِي الْخُمْرَةَ مِنَ الْمَسْجِدِ ." قَالَتْ اِنِّيْ حَائِضٌ . فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَيْسَتْ حَيْضَتُكِ فِيْ يَدِكِ ." اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهُ .

☆☆ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' کہ نبی اکرم ﷺ نے مسجد میں سے فرمایا: مجھے ایک کپڑا پکڑادو' انہوں نے عرض کی: میں حیض کی حالت میں ہوں' نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تمہارا حیض تمہارے ہاتھ میں نہیں ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

174 - باب بَسْطِ الْحَائِضِ الْخُمْرَةَ فِي الْمَسْجِدِ

باب: حیض والی عورت کا مسجد میں چٹائی پکڑانا

272 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مَنْبُوْذٍ عَنْ اُمِّهِ اَنَّ مَيْمُوْنَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضَعُ رَاْسَهُ فِيْ حِجْرِ اِحْدَانَا فَيَتْلُو الْقُرْآنَ وَهِيَ حَائِضٌ وَتَقُوْمُ اِحْدَانَا بِالْخُمْرَةِ اِلَى الْمَسْجِدِ فَتَبْسُطُهَا وَهِيَ حَائِضٌ .

☆☆ سیّدہ میمونہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' کہ نبی اکرم ﷺ ہم میں سے کسی ایک کی گود میں اپنا سر رکھ کر قرآن کی تلاوت کر لیتے تھے' حالانکہ وہ خاتون اس وقت حیض کی حالت میں ہوتی تھی۔ اسی طرح ہم میں سے کوئی ایک خاتون چٹائی پکڑ کر اسے مسجد میں بچھا دیتی۔ حالانکہ وہ اس وقت حیض کی حالت میں ہوتی تھی۔

175 - باب فِي الَّذِيْ يَقْرَاُ الْقُرْآنَ وَرَاْسُهُ فِيْ حِجْرِ امْرَاَتِهِ وَهِيَ حَائِضٌ

باب: جو شخص ایسی حالت میں قرآن کی تلاوت کرے کہ اس کا سر اس کی بیوی کی گود میں ہے اور وہ عورت اس وقت حیض کی حالت میں ہو

273 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ - وَاللَّفْظُ لَهُ - اَنْبَاَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اُمِّهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَاْسُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حِجْرِ اِحْدَانَا وَهِيَ حَائِضٌ وَهُوَ يَتْلُو الْقُرْآنَ .

272-انفرد به النسائي، و سياتي في الحيض و الاستحاضة، و بسط الحائض الخمرة في المسجد (الحديث 383) . تحفة الاشراف (18086) .

273-اخرجه البخاري في الحيض، باب قراءة الرجل في حجر امراته وهي حائض (الحديث 297) بنحوه، و في التوحيد، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم : الماهر بالقرآن مع سفرة الكرام البررة، و زينوا القرآن باصواتكم (الحديث 7549) بنحوه . و اخرجه مسلم في الحيض، باب جواز غسل الحائض راس زوجها و ترجيله و طهارة سورها و الاتكاء في حجرها و قراءة القرآن فيه (الحديث 15) بنحوه . و اخرجه ابو داؤد في الطهارة، باب في مواكلة الحائض و مجامعتها (الحديث 260) . و اخرجه النسائي في الحيض و الاستحاضة ، باب الرجل يقرا القرآن و راسه في حجر امراته و هي حائض (الحديث 379) . و اخرجه ابن ماجه في الطهارة، باب الحائض تناول الشيء من المسجد (الحديث 634) بنحوه . تحفة الاشراف (17858) .

☆☆ سیّدہ عائشہ ﷝ بیان کرتی ہیں' کہ نبی اکرم ﷺ کا سر مبارک ہم میں سے کسی ایک کی گود میں ہوتا تھا' وہ خاتون اس وقت حیض کی حالت میں ہوتی تھی' لیکن نبی اکرم ﷺ قرآن کی تلاوت کر لیتے تھے۔

176 - باب غَسْلِ الْحَائِضِ رَأْسَ زَوْجِهَا

باب: حیض والی عورت کا اپنے شوہر کے سر کو دھونا

274 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَنْصُوْرٌ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوْمِئُ اِلَيَّ رَاْسَهُ وَهُوَ مُعْتَكِفٌ فَاَغْسِلُهُ وَاَنَا حَائِضٌ .

☆☆ سیّدہ عائشہ ﷝ بیان کرتی ہیں' کہ نبی اکرم ﷺ اپنا سر میری طرف بڑھا دیتے تھے' اس وقت جب آپ اعتکاف کی حالت میں ہوتے تھے' تو میں اسے دھو دیا کرتی تھی حالانکہ میں اس وقت حیض کی حالت میں ہوتی تھی۔

275 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ وَذَكَرَ اٰخَرَ عَنْ اَبِي الْاَسْوَدِ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخْرِجُ اِلَيَّ رَاْسَهُ مِنَ الْمَسْجِدِ وَهُوَ مُجَاوِرٌ فَاَغْسِلُهُ وَاَنَا حَائِضٌ .

☆☆ سیّدہ عائشہ ﷝ بیان کرتی ہیں' کہ نبی اکرم ﷺ مسجد میں سے اپنا سر میری طرف بڑھا دیتے تھے' حالانکہ آپ اس وقت اعتکاف کی حالت میں ہوتے تھے' میں اسے دھو دیا کرتی تھی حالانکہ میں اس وقت حیض کی حالت میں ہوتی تھی۔

276 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ مَالِكٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كُنْتُ اُرَجِّلُ رَاْسَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا حَائِضٌ .

☆☆ سیّدہ عائشہ ﷝ بیان کرتی ہیں' کہ میں حیض کی حالت میں نبی اکرم ﷺ کے بالوں میں کنگھی کر دیا کرتی تھی۔

277 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ مَالِكٍ ح وَاَنْبَاَنَا عَلِيُّ بْنُ شُعَيْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْنٌ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا مِثْلَ ذٰلِكَ .

☆☆ یہی روایت بعض دیگر اسناد کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

274-اخرجه البخاري في الحيض، باب مباشرة الحائض (الحديث 301)، و في الاعتكف، باب غسل المعتكف (الحديث 2031) . واخرجه مسلم في الحيض، باب جواز غسل الحائض راس زوجها و ترجيله و طهارة سورها و الاتكاء في حجرها و قراءة القرآن فيه (الحديث 10) بنحوه . و اخرجه النسائي في الحيض و الاستحاضة، غسل الحائض راس زوجها (الحديث 385) . تحفة الاشراف (15990) .

275-اخرجه مسلم في الحيض، باب جواز غسل الحائض راس زوجها و ترجيله و طهارة سورها و الاتكاء في حجرها و قراءة القرآن فيه (الحديث 8) . تحفة الاشراف (16394) .

276-اخرجه البخاري في الحيض، باب غسل الحائض راس زوجها و ترجيله (الحديث 295)، و في اللباس، باب ترجيل الحائض زوجها (الحديث 5925) . و اخرجه الترمذي في الشمائل، باب ما جاء في ترجل رسول الله صلى الله عليه وسلم (الحديث 31) . و اخرجه النسائي في الحيض و الاستحاضة، غسل الحائض راس زوجها (الحديث 387) تحفة الاشراف (17154) .

277-اخرجه البخاري في اللباس، باب ترجيل الحائض زوجها (الحديث 5925) تحفة الاشراف (16604) .

177 - باب مُؤَاكَلَةِ الْحَائِضِ وَالشُّرْبِ مِنْ سُؤْرِهَا

باب: حیض والی عورت کے جوٹھے کو کھانا یا پینا

278 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ - وَهُوَ ابْنُ الْمِقْدَامِ بْنِ شُرَيْحِ بْنِ هَانِئٍ - عَنْ اَبِيْهِ عَنْ شُرَيْحٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا سَاَلْتُهَا هَلْ تَاْكُلُ الْمَرْاَةُ مَعَ زَوْجِهَا وَهِيَ طَامِثٌ قَالَتْ نَعَمْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُوْنِيْ فَاٰكُلُ مَعَهُ وَاَنَا عَارِكٌ وَكَانَ يَاْخُذُ الْعَرْقَ فَيُقْسِمُ عَلَيَّ فِيْهِ فَاَعْتَرِقُ مِنْهُ ثُمَّ اَضَعُهُ فَيَاْخُذُهُ فَيَعْتَرِقُ مِنْهُ وَيَضَعُ فَمَهُ حَيْثُ وَضَعْتُ فَمِيْ مِنَ الْعَرْقِ وَيَدْعُوْ بِالشَّرَابِ فَيُقْسِمُ عَلَيَّ فِيْهِ قَبْلَ اَنْ يَشْرَبَ مِنْهُ فَاٰخُذُهُ فَاَشْرَبُ مِنْهُ ثُمَّ اَضَعُهُ فَيَاْخُذُهُ فَيَشْرَبُ مِنْهُ وَيَضَعُ فَمَهُ حَيْثُ وَضَعْتُ فَمِيْ مِنَ الْقَدَحِ .

☆☆ شریح بیان کرتے ہیں' میں نے سیّدہ عائشہ ﷝ سے دریافت کیا: کیا حیض والی عورت اپنے شوہر کے ساتھ کچھ کھا سکتی ہے؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں! نبی اکرم ﷺ مجھے بلاتے تھے اور میں آپ کے ساتھ کھایا کرتی تھی' حالانکہ میں اس وقت حیض کی حالت میں ہوتی تھی۔ نبی اکرم ﷺ بعض اوقات ہڈی والا گوشت مجھے پکڑاتے اور مجھے قسم دے کر اصرار کرتے کہ میں اسے کھا لوں' میں اسے اپنے دانتوں کے ذریعے نوچ کر کھا کر پرے رکھ دیتی' تو نبی اکرم ﷺ اس کو اٹھا لیتے اور اپنے دانتوں کے ساتھ اس گوشت کو نوچ کر کھاتے۔ آپ اپنا منہ مبارک اس جگہ پر رکھتے تھے جہاں میں نے اپنا منہ رکھا ہوا ہوتا تھا' اسی طرح آپ مشروب منگواتے تو مجھے اس بارے میں قسم دیتے (یعنی اصرار کرتے) آپ خود پینے سے پہلے وہ مجھے دیتے تو میں اسے لے کر پی لیتی' پھر میں اسے رکھ دیتی' تو نبی اکرم ﷺ اس برتن کو لیتے اور اس میں سے پیتے' پیالے میں آپ اپنا منہ مبارک اس جگہ پر رکھتے تھے' جس جگہ میں نے اپنا منہ رکھا ہوتا تھا۔

279 - اَخْبَرَنَا اَيُّوْبُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْوَزَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو عَنِ الْاَعْمَشِ عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ شُرَيْحٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضَعُ فَاهُ عَلَى الْمَوْضِعِ الَّذِيْ اَشْرَبُ مِنْهُ فَيَشْرَبُ مِنْ فَضْلِ سُؤْرِيْ وَاَنَا حَائِضٌ .

☆☆ سیّدہ عائشہ ﷝ بیان کرتی ہیں' کہ نبی اکرم ﷺ اپنا منہ مبارک اسی جگہ رکھتے تھے جس جگہ منہ رکھ کر میں نے پانی پیا ہوتا تھا اور آپ میرے بچائے ہوئے پانی کو پی لیا کرتے تھے' حالانکہ میں اس وقت حیض کی حالت میں ہوتی تھی۔

178 - باب الْاِنْتِفَاعِ بِفَضْلِ الْحَائِضِ

باب: حیض والی عورت کی بچائی ہوئی کھانے یا پینے کی چیز سے نفع حاصل کرنا

280 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مِسْعَرٍ عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ شُرَيْحٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ

278-تقدم في الطهارة، باب سور الحائض (الحديث 70) .

279-تقدم في الطهارة، باب سور الحائض (الحديث 70) .

سَمِعْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا تَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنَاوِلُنِي الْإِنَاءَ فَأَشْرَبُ مِنْهُ وَأَنَا حَائِضٌ ثُمَّ أُعْطِيهِ فَيَتَحَرَّى مَوْضِعَ فَمِي فَيَضَعُهُ عَلَى فِيهِ .

☆☆ مقدام بن شریح اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے کہ نبی اکرم ﷺ برتن میری طرف بڑھاتے تھے تو میں اس میں سے پی لیتی تھی حالانکہ میں اس وقت حیض کی حالت میں ہوتی تھی پھر میں وہ آپ کو دے دیتی تھی تو آپ اہتمام کے ساتھ اسی جگہ پر اپنا منہ رکھتے تھے جہاں میں نے اپنا منہ رکھا ہوتا تھا۔

281 - أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ وَسُفْيَانُ عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ شُرَيْحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كُنْتُ أَشْرَبُ وَأَنَا حَائِضٌ وَأُنَاوِلُهُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَضَعُ فَاهُ عَلَى مَوْضِعِ فِيَّ فَيَشْرَبُ وَأَتَعَرَّقُ الْعَرْقَ وَأَنَا حَائِضٌ وَأُنَاوِلُهُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَضَعُ فَاهُ عَلَى مَوْضِعِ فِيَّ .

☆☆ مقدام بن شریح اپنے والد کے حوالے سے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں کچھ پیتی تھی جبکہ میں حیض کی حالت میں ہوتی تھی پھر میں اس برتن کو نبی اکرم ﷺ کی طرف بڑھا دیتی تھی اور آپ اپنا منہ مبارک اسی جگہ پر رکھتے تھے جہاں میں نے اپنا منہ رکھا ہوتا تھا اور پھر وہاں سے پانی پی لیتے تھے اسی طرح میں کوئی ہڈی والا گوشت کھاتی تھی جبکہ میں حیض کی حالت میں ہوتی تھی میں اسے نبی اکرم ﷺ کی طرف بڑھا دیتی تھی آپ بھی اپنا منہ مبارک اس جگہ پر رکھتے تھے جہاں میں نے اپنا منہ رکھا ہوتا تھا۔

179 - باب مُضَاجَعَةِ الْحَائِضِ

باب: حیض والی عورت کے ساتھ لیٹنا

282 - أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ ح وَأَنْبَأَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيدٍ وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَا حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ - وَاللَّفْظُ لَهُ - قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ أَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ أَبِي سَلَمَةَ حَدَّثَتْهُ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ حَدَّثَتْهَا قَالَتْ بَيْنَمَا أَنَا مُضْطَجِعَةٌ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْخَمِيلَةِ إِذْ حِضْتُ فَانْسَلَلْتُ فَأَخَذْتُ ثِيَابَ حَيْضَتِي فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "أَنَفِسْتِ ." قُلْتُ نَعَمْ فَدَعَانِي فَاضْطَجَعْتُ مَعَهُ فِي الْخَمِيلَةِ .

☆☆ سیدہ زینب بنت ابوسلمہ بیان کرتی ہیں کہ سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا نے انہیں یہ بات بتائی ہے کہ ایک مرتبہ میں نبی

280-تقدم في الطهارة، باب سور الحائض (الحديث 70) .

281-تقدم في الطهارة، باب سور الحائض (الحديث 70) .

282-اخرجه البخاري في الحيض، باب من سمي النفاس حيضًا (الحديث 298)، و باب النوم مع الحائض و هي في ثيابها (الحديث 322) مطولاً، و باب من اتخذ ثياب الحيض سوى ثياب الطهر (الحديث 323)، و في الصوم، باب القبلة للصائم (الحديث 1929) مطولاً . و اخرجه مسلم في الحيض، باب الاضطجاع مع الحائض في لحاف واحد (الحديث 5) مطولاً . و اخرجه النسائي في الحيض و الاستحاضة، مضاجعة الحائض في ثياب حيضتها (الحديث 369) . تحفة الاشراف (18270) .

اکرم ﷺ کے ساتھ ایک ہی لحاف میں لیٹا ہوئی تھی اس دوران مجھے حیض آ گیا میں وہاں سے نکلی پھر میں نے حیض کے کپڑے پہن لیے نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: کیا تمہیں حیض آ گیا ہے؟ میں نے عرض کی: جی ہاں! نبی اکرم ﷺ نے مجھے پاس بلایا اور میں آپ کے ساتھ اسی لحاف میں لیٹ گئی۔

283 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ صُبْحٍ قَالَ سَمِعْتُ خِلَاسًا يُحَدِّثُ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أَنَا وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيتُ فِي الشِّعَارِ الْوَاحِدِ وَأَنَا طَامِثٌ أَوْ حَائِضٌ فَإِنْ أَصَابَهُ مِنِّي شَيْءٌ غَسَلَ مَكَانَهُ وَلَمْ يَعْدُهُ وَصَلَّى فِيهِ ثُمَّ يَعُودُ فَإِنْ أَصَابَهُ مِنِّي شَيْءٌ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ وَلَمْ يَعْدُهُ وَصَلَّى فِيهِ .

☆☆ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں اور نبی اکرم ﷺ ایک ہی لحاف میں رات بسر کر دیتے تھے حالانکہ میں اس وقت حیض کی حالت میں ہوتی تھی اگر اس حیض کا کچھ حصہ آپ کے جسم پر لگ جاتا تو آپ اس جگہ کو دھو دیتے تھے اسے زیادہ نہیں دھوتے تھے پھر آپ اسی کپڑے میں نماز ادا کر لیتے تھے پھر آپ واپس اسی لحاف میں آ کر لیٹ جاتے تھے پھر اگر آپ کے جسم پر حیض کا خون لگ جاتا تو پھر آپ ایسا ہی کرتے تھے لیکن اسے زیادہ نہیں دھوتے تھے پھر اسی کپڑے میں نماز ادا کر لیتے تھے۔

180 - باب مُبَاشَرَةِ الْحَائِضِ

باب: حیض والی عورت کے ساتھ مباشرت کرنا

284 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُرَحْبِيلَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُ إِحْدَانَا إِذَا كَانَتْ حَائِضًا أَنْ تَشُدَّ إِزَارَهَا ثُمَّ يُبَاشِرُهَا .

☆☆ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ ہم میں سے کسی ایک (زوجہ محترمہ) کو یہ ہدایت کرتے تھے یعنی اس وقت جب وہ خاتون حیض کی حالت میں ہوتی تھی یہ ہدایت کرتے تھے کہ وہ اپنے تہبند کو اچھی طرح باندھ لے اور پھر نبی اکرم ﷺ اس خاتون کے ساتھ مباشرت کر لیتے تھے۔

285 - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَنْبَأَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ

283-اخرجه ابوداؤد في الطهارة، باب الرجل يصيب منها ما دون الجماع (الحديث 269)، و في النكاح، باب في اتيان الحائض و مباشرتها (الحديث 2166) . و اخرجه النسائي في الحيض و الاستحاضة، باب نوم الرجل مع حليلته في الشعار الواحد و هي حائض (370)، و في القبلة، الصلاة في الشعار (الحديث 772) . تحفة الاشراف (16067) .

284-انفرد به النسائي و سياتي في الحيض والاستحاضة، مباشرة الحائض (الحديث 371) . تحفة الاشراف (17420) .

285-اخرجه البخاري في الحيض، باب مباشرة الحائض، باب الحائض (الحديث 300) بنحوه، و في الاعتكاف، باب غسل المعتكف (الحديث 2031) بنحوه . واخرجه مسلم في الحيض، باب مباشرة الحائض فوق الازار (الحديث 1) . واخرجه ابوداؤد في الطهارة، باب في الرجل يصيب منها ما دون الجماع (الحديث 268) . و اخرجه الترمذي في الطهارة، باب ما جاء في مباشرة الحائض (الحديث 132) بنحوه . و اخرجه النسائي في الحيض والاستحاضة، مباشرة الحائض (الحديث 372)، و في عشرة النساء من الكبرى، مضاجعة الحائض و باشرتها (الحديث 233)، و الرخصة في ان تحدث المراة بما يكون بينها و بين زوجها (الحديث 242) . و اخرجه ابن ماجه في الطهارة و سننها، باب ما للرجل من امراته اذا كانت حائضًا (الحديث 636) تحفة الاشراف (15982) .

كَانَتْ اِحْدَانَا اِذَا حَاضَتْ اَمَرَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ تَتَّزِرَ ثُمَّ يُبَاشِرُهَا .

☆☆ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہم میں سے کسی ایک کو جب حیض آ تا تھا تو نبی اکرم ﷺ اسے یہ ہدایت کرتے تھے کہ وہ تہبند باندھ لے پھر آپ اس کے ساتھ مباشرت کر لیتے تھے۔

286 - اَخْبَرَنَا الْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ عَنْ يُوْنُسَ وَاللَّيْثِ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حَبِيْبٍ مَوْلٰى عُرْوَةَ عَنْ بُدَيَّةَ - وَكَانَ اللَّيْثُ يَقُوْلُ نَدَبَةَ - مَوْلَاةِ مَيْمُوْنَةَ عَنْ مَيْمُوْنَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُبَاشِرُ الْمَرْاَةَ مِنْ نِسَائِهِ وَهِيَ حَائِضٌ اِذَا كَانَ عَلَيْهَا اِزَارٌ يَبْلُغُ اَنْصَافَ الْفَخِذَيْنِ وَالرُّكْبَتَيْنِ . فِيْ حَدِيْثِ اللَّيْثِ مُحْتَجِزَةً بِهِ .

☆☆ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ اپنی زوجہ محترمہ کے ساتھ مباشرت کر لیا کرتے تھے جبکہ وہ خاتون حیض کی حالت میں ہوتی تھی اس وقت اس خاتون نے تہبند باندھا ہوا ہوتا تھا جو نصف ران یا گھٹنوں تک آ تا تھا (یہاں پر یہ شک راوی کو ہے)۔

ایک راوی نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں: اس خاتون نے کپڑا اچھی طرح باندھا ہوا ہوتا تھا۔

181 - باب تَاْوِيْلِ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ (وَيَسْاَلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ)

باب: اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی تفسیر: "لوگ تم سے حیض کے بارے میں دریافت کرتے ہیں"

287 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَتِ الْيَهُوْدُ اِذَا حَاضَتِ الْمَرْاَةُ مِنْهُمْ لَمْ يُؤَاكِلُوْهُنَّ وَلَمْ يُشَارِبُوْهُنَّ وَلَمْ يُجَامِعُوْهُنَّ فِي الْبُيُوْتِ فَسَاَلُوْا نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ (وَيَسْاَلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ قُلْ هُوَ اَذًى) الْاٰيَةَ فَاَمَرَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُؤَاكِلُوْهُنَّ وَيُشَارِبُوْهُنَّ وَيُجَامِعُوْهُنَّ فِي الْبُيُوْتِ وَاَنْ يَصْنَعُوْا بِهِنَّ كُلَّ شَيْءٍ مَا خَلَا الْجِمَاعَ .

☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: یہودیوں کا یہ معمول تھا کہ جب ان میں سے کسی عورت کو حیض آ جاتا تھا تو وہ اس کے ساتھ بیٹھ کر کچھ کھاتے پیتے نہیں تھے گھر میں اس کے ساتھ نہیں رہا کرتے تھے لوگوں نے نبی اکرم ﷺ سے اس

286-اخرجه ابوداؤد في الطهارة، باب في الرجل يصيب منها ما دون الجماع (الحديث 267) . و اخرجه النسائي في الحيض والاستحاضة، ذكر ما كان النبي صلى الله عليه وسلم يصنعه اذا حاضت احدى نسائه (الحديث 374) . تحفة الاشراف (18085) .

287-اخرجه مسلم في الحيض، باب جواز غسل الحائض راس زوجها و ترجيله و طهارة سورها و الاتكاء في حجرها و قراءة القرآن فيه (الحديث 16) مطولاً . و اخرجه ابوداؤد في الطهارة، باب في مواكلة الحائض و مجامعتها (الحديث 258) مطولاً، و في النكاح، باب في اتيان الحائض و مباشرتها (الحديث 2165) مطولاً . و اخرجه الترمذي في تفسير القرآن، باب و من سورة البقرة (الحديث 2977 و 2978) مطولاً . و اخرجه النسائي في الحيض و الاستحاضة، باب ما ينال من الحائض (الحديث 367) مطولاً . في عشرة النساء من الكبرى، ما ينال من الحائض (الحديث 212)، و في التفسير سورة البقرة، قوله: (يسالونك عن المحيض قل هو اذى فاعتزلوا النساء في المحيض (الحديث 57) مطولاً . و اخرجه ابن ماجه في الطهارة، باب ماجاء في مواكلة الحائض و سورها (الحديث 644) بنحوه تحفة الاشراف (308) .

بارے میں دریافت کیا' تو اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل کیا:

"لوگ تم سے حیض کے بارے میں دریافت کرتے ہیں' تم فرما دو: یہ گندگی ہے"۔

تو نبی اکرم ﷺ نے لوگوں کو یہ ہدایت کی کہ وہ ایسی خواتین کے ساتھ کھا پی لیا کریں اور گھر میں ان کے ساتھ رہا کریں' صحبت کے علاوہ وہ ان کے ساتھ سب کچھ کر سکتے ہیں۔

182 - باب مَا يَجِبُ عَلٰى مَنْ اَتٰى حَلِيْلَتَهُ فِيْ حَالِ حَيْضَتِهَا بَعْدَ عِلْمِهِ بِنَهْيِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ عَنْ وَطْئِهَا .

باب: جب کسی شخص کو اس بات پر پتہ ہو کہ اللہ تعالیٰ نے حیض والی عورت کے ساتھ صحبت کرنے سے منع کر دیا ہے اور پھر اس کے بعد وہ اپنی حیض والی بیوی کے ساتھ صحبت کرے تو اس پر کیا لازم ہو گا؟

288 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ شُعْبَةَ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيْدِ عَنْ مِقْسَمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الرَّجُلِ يَاْتِي امْرَاَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ يَتَصَدَّقُ بِدِيْنَارٍ اَوْ بِنِصْفِ دِيْنَارٍ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما' نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں: جو شخص اپنی حیض والی بیوی کے ساتھ صحبت کر لیتا ہے' وہ ایک دینار یا نصف دینار صدقہ کرے۔

183 - باب مَا تَفْعَلُ الْمُحْرِمَةُ اِذَا حَاضَتْ

باب: حالت احرام والی عورت کو جب حیض آ جائے' تو وہ کیا کرے؟

289 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نُرٰى اِلَّا الْحَجَّ فَلَمَّا كَانَ بِسَرِفَ حِضْتُ فَدَخَلَ عَلَيَّ

288-اخرجه ابوداؤد في الطهارة، باب في اتيان الحائض (الحديث 264)، و في النكاح، باب في كفارة من اتى حائضا (الحديث 2168) . واخرجه النسائي في الحيض و الاستحاضة، ذكر ما يجب على من اتى حليلته في حال حيضها مع علمه بنهي الله تعالى: (الحديث 368)، و في النساء من الكبرى، ما يجب على من وطيء امراته في حال حيضتها و ذكر اختلاف الناقلين لخبر عبد الله بن عباس في ذلك (الحديث 213 و 214)، و ذكر الاختلاف على الحكم بن عتيبة فيه (الحديث 218) . و اخرجه ابن ماجه في الطهارة و سننها، باب في كفارة من اتى حائضا (الحديث 640) تحفة الاشراف (6490) .

289-اخرجه البخاري في الحيض، باب الامر بالنفساء اذا نفسن (الحديث 294)، و في الاضاحي، باب الاضحية للمسافر و النساء (الحديث 5548) و باب من ذبح ضحية غيرة (الحديث 5559) . و اخرجه مسلم في الحج، باب بيان وجوه الاحرام، و انه يجوز افراد الحج و التمتع و القرآن و جواز ادخال الحج على العمرة، و متى يحل القارن من نسكه (الحديث 119) . و اخرجه النسائي في الحيض و الاستحاضة، باب بدء الحيض و هل يسمى الحيض نفاسًا (الحديث 347)، وفي مناسك الحج، ترك التسمية عند الاهلال (الحديث 2740) . و اخرجه ابن ماجه في المناسك، باب الحائض تقضي المناسك الا الطواف (الحديث 2963) . و الحديث عند: النسائي في مناسك الحج، ما يفعل من اهل بالحج و الهدي (الحديث 2990) . تحفة الاشراف (17482) .

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا اَبْكِي فَقَالَ "مَا لَكِ اَنَفِسْتِ". فَقُلْتُ نَعَمْ. قَالَ "هٰذَا اَمْرٌ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلٰى بَنَاتِ اٰدَمَ فَاقْضِي مَا يَقْضِي الْحَاجُّ غَيْرَ اَنْ لَا تَطُوْفِيْ بِالْبَيْتِ". وَضَحّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ نِسَائِهِ بِالْبَقَرِ.

☆☆ سیّدہ عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں' کہ ہم لوگ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ روانہ ہوئے' ہمارا ارادہ صرف حج کرنے کا تھا' جب نبی اکرم ﷺ "سرف" کے مقام پر پہنچے تو مجھے حیض آ گیا' نبی اکرم ﷺ جب میرے پاس تشریف لائے' تو میں رو رہی تھی' نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: تمہیں کیا ہوا ہے؟ کیا تمہیں حیض آ گیا ہے؟ میں نے عرض کی: جی ہاں! تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ ایک ایسی چیز ہے' جو اللہ تعالیٰ نے آدم کی بیٹیوں کا مقدر کر دی ہے' تم وہ تمام افعال سرانجام دو! جو حاجی سرانجام دیتے ہیں' البتہ تم بیت اللہ کا طواف نہ کرنا' (اس موقع پر) نبی اکرم ﷺ نے اپنی ازواج کی طرف سے ایک گائے قربان کی تھی۔

184 - باب مَا تَفْعَلُ النُّفَسَاءُ عِنْدَ الْاِحْرَامِ

باب: نفاس والی عورت احرام کے وقت کیا کرے گی؟

290 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَيَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ - وَاللَّفْظُ لَهُ - قَالُوْا حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ قَالَ اَتَيْنَا جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ فَسَاَلْنَاهُ عَنْ حَجَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَدَّثَنَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ لِخَمْسٍ بَقِيْنَ مِنْ ذِي الْقَعْدَةِ وَخَرَجْنَا مَعَهُ حَتّٰى اِذَا اَتٰى ذَا الْحُلَيْفَةِ وَلَدَتْ اَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ مُحَمَّدَ بْنَ اَبِيْ بَكْرٍ فَاَرْسَلَتْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ اَصْنَعُ قَالَ "اغْتَسِلِيْ وَاسْتَثْفِرِيْ ثُمَّ اَهِلِّيْ".

☆☆ امام جعفر صادق ؓ بیان کرتے ہیں' میرے والد (امام محمد الباقر ؓ) نے مجھے یہ بات بتائی ہے' کہ ہم لوگ حضرت جابر بن عبداللہ ؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے' ہم نے ان سے نبی اکرم ﷺ کے حج کے بارے میں دریافت کیا' تو انہوں نے ہمیں بتایا: نبی اکرم ﷺ پچیس ذی القعدہ کو روانہ ہوئے' آپ کے ساتھ ہم لوگ بھی روانہ ہوئے' جب نبی اکرم ﷺ ذوالحلیفہ پہنچے تو وہاں سیّدہ اسماء بنت عمیس ؓ نے محمد بن ابوبکر ؓ کو جنم دیا' انہوں نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں پیغام بھیجا کہ اب میں کیا کروں؟ تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم غسل کر کے شرمگاہ پر کپڑے کو باندھ لو اور پھر احرام باندھ لو۔

185 - باب دَمِ الْحَيْضِ يُصِيْبُ الثَّوْبَ

باب: جب حیض کا خون کپڑے پر لگ جائے (تو اس کا حکم کیا ہوگا؟)

291 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُو الْمِقْدَامِ ثَابِتٌ

290-انفرد به النسائي، و يأتي في الغسل و التيمم، باب اغتسال النفساء عند الاحرام (الحديث 427) . تحفة الاشراف (2617) .
291-اخرجه ابوداوٗد في الطهارة، باب المراة تغسل ثوبها الذي تلبسه في حيضها (الحديث 363) . و اخرجه النسائي في الحيض و الاستحاضة، باب دم الحيض يصيب الثوب (393) . و اخرجه ابن ماجه في الطهارة و سننها، باب ما جاء في دم الحيض يصيب الثوب (الحديث 628) . تحفة الاشراف (18344) .

الْحَدَّادُ عَنْ عَدِيِّ بْنِ دِيْنَارٍ قَالَ سَمِعْتُ اُمَّ قَيْسٍ بِنْتَ مِحْصَنٍ اَنَّهَا سَاَلَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ دَمِ الْحَيْضِ يُصِيْبُ الثَّوْبَ قَالَ "حُكِّيْهِ بِضِلَعٍ وَاغْسِلِيْهِ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ".

☆☆ سیّدہ اُم قیس بنت محصن ؓ بیان کرتی ہیں' کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے کپڑے پر حیض کا خون لگ جانے کے بارے میں دریافت کیا' تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم اسے لکڑی کے ذریعے کھرچ کر اسے پانی اور بیری کے پتوں کے ذریعے دھو لو۔

شرح

نجاست کے احکام

نجاست کو پاک کرنے کا طریقہ

نجاست کو پاک کرنے کا طریقہ

مسئلہ: نجاست کو پاک کرنے کے دس طریقے ہیں:

ایک طریقہ نجاست کو دھونا ہے' نجاست کو پانی اور ہر بہتی ہوئی پاک چیز کے ذریعے پاک کیا جا سکتا ہے' جس چیز کے ذریعے نجاست دور ہو سکتی ہو جیسے سرکہ' گلاب اور اس کی مانند دیگر اشیاء ہیں' یعنی اگر کسی کپڑے کو ان میں بھگو کر نچوڑا جائے تو وہ نچڑ جائے۔ (ہدایہ)

مسئلہ: لیکن جب کپڑے کو کسی چیز میں بھگویا جائے اور نچوڑا جائے اور وہ نہ نچڑے' اس سے نجاست دور کرنا جائز نہیں ہے' جیسے تیل۔

مسئلہ: چھاچ' دودھ اور شیرہ کا بھی یہی حکم ہے۔ (تبیین)

مسئلہ: بہتی ہوئی چیزوں کے ذریعے نجاست کو دھویا جا سکتا ہے' ان میں آبِ مستعمل بھی شامل ہے' یہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے اور ایک روایت کے مطابق امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی بات کے قائل ہیں اور فتویٰ بھی اسی پر ہے۔ (زاہدی)

مسئلہ: اگر نجاست نظر آتی ہو' تو عین نجاست کو دور کرنا ضروری ہے اور اس کے اصل کو بھی دور کرنا ضروری ہے' لیکن شرط یہ ہے کہ وہ کوئی ایسی نجاست ہونی چاہیے' جس کا اثر دور ہو سکتا ہو' اس بارے میں تعداد کا کوئی اعتبار نہیں ہوگا۔ (محیط)

مسئلہ: اگر ایک ہی مرتبہ دھونے کے نتیجے میں نجاست اور اس کا اثر ختم ہو جاتے ہیں' تو یہی کافی ہوگا اور اگر تین مرتبہ دھونے سے بھی ختم نہیں ہوتے ہیں' تو اس وقت تک دھویا جائے جب تک وہ بالکل ختم نہیں ہو جاتے۔ (سراجیہ)

مسئلہ: اگر وہ نجاست کی کوئی ایسی قسم ہو جس کا نشان مشقت کے بغیر دور نہیں ہو سکتا' یعنی اس نشان کو ختم کرنے کے لیے پانی کے علاوہ کوئی دوسری چیز یعنی صابن وغیرہ کی بھی ضرورت پیش آئے تو پھر اس نشان کو دور کرنے کا تکلف نہیں کرنا چاہیے۔ (تبیین)

(سراج الوہاج) کا تکلف نہ کیا جائے۔ بھی دھونے کے لیے گرم پانی سے

مسئلہ: اسی طرح نشان دور کرنے کے لیے گرم پانی سے بھی دھونے کا تکلف نہ کیا جائے۔ (سراج الوہاج)

مسئلہ: اسی بنیاد پر فقہاء نے یہ اصول بیان کیا ہے کہ اگر کسی شخص کے ہاتھ یا لباس پر مہندی یا کوئی ایسی چیز لگ جاتی ہے جو رنگ دار ہے لیکن ناپاک ہے تو جب دھوتے ہوئے اس کا پانی صاف ہو جائے تو وہ ہاتھ یا کپڑا پاک ہو جائے گا' اگرچہ اس پر رنگ کا نشان موجود ہو۔ (فتح القدیر)

مسئلہ: اگر نجاست ایسی ہو جو نظر نہ آتی ہو' تو اسے تین مرتبہ دھولیا جائے گا۔ (محیط) اور اگر وہ کسی ایسی چیز پر لگی ہوئی ہو جو نچوڑی جا سکتی ہو' تو اسے ہر مرتبہ نچوڑنا شرط ہوگا' تیسری مرتبہ خوب اچھی طرح نچوڑا جائے گا' اتنا کہ اگر بعد میں اسے نچوڑا جائے تو اس میں سے پانی نہ گرے' اس میں ہر شخص کے نچوڑنے کی قوت کا اعتبار کیا جائے گا۔

مسئلہ: بعض روایات کے مطابق ایک مرتبہ نچوڑنا بھی کافی ہے اور یہی قول زیادہ آسان ہے۔ (کافی)

مسئلہ: نوازل میں یہ بات مذکور ہے کہ فتویٰ اسی بات پر ہے۔ (تاتارخانیہ) تاہم پہلے قول میں زیادہ احتیاط پائی جاتی ہے۔ (محیط)

مسئلہ: جو چیز نچوڑی نہ جا سکتی ہو' اسے تین مرتبہ دھویا جائے گا اور ہر مرتبہ خشک کیا جائے گا تو پھر وہ پاک ہوگی کیونکہ خشک کرنے کے نتیجے میں بھی نجاست نکل جاتی ہے اور خشک کرنے کی حد یہ ہے کہ وہ اتنی دیر تک پڑا رہے کہ اس سے پانی ٹپکنا موقوف ہو جائے' مطلق سوکھنا شرط نہیں ہے۔ (تبیین)

مسئلہ: اگر کوئی عورت گوشت یا گیہوں' شراب میں پکا لیتی ہے' تو امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک وہ تین مرتبہ پانی میں اسے پکائے گی اور ہر مرتبہ خشک کرے گی تو پاک ہوں گے' جبکہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اس بات کے قائل ہیں کہ اب وہ کسی بھی صورت میں پاک نہیں ہوں گے اور فتویٰ بھی اسی بات پر ہے۔ (مضمرات)

پیشاب والی زمین کو پاک کرنا

مسئلہ: اگر زمین پیشاب کی وجہ سے نجس ہو جاتی ہے اور اسے دھونے کی ضرورت ہو' تو اگر زمین نرم ہے' تو تین مرتبہ بہانے سے پاک ہو جائے گی اور اگر سخت ہے' تو فقہاء نے یہ بات بیان کی ہے کہ ان پر پانی ڈالا جائے گا اور ہاتھ کے ذریعے اسے رگڑا جائے گا' پھر اُون یا پاک کپڑے کے ذریعے اسے پونچھ لیا جائے گا' تین مرتبہ یہ عمل کرنے سے زمین پاک ہوگی۔

مسئلہ: زمین یا درخت پر نجاست لگ جائے اور بارش برس جائے' جس کے نتیجے میں نجاست کا کوئی نشان باقی نہ رہے' تو پاک ہوگا' لکڑی کا بھی یہی حکم ہے' اگر زمین پیشاب کی وجہ سے نجس ہو جائے اور اسے دھونے کی ضرورت ہو' تو اگر زمین نرم ہو تو تین مرتبہ پانی بہانے سے پاک ہو جائے گی اور اگر سخت ہو' تو پانی ڈالنے کے بعد اسے رگڑا جائے گا اور پھر اُون یا کسی اور پاک کپڑے کے ذریعے پونچھ لیا جائے گا' تین مرتبہ یہ عمل کرنے سے وہ پاک ہو جائے گی' اگر اس پر اتنا پانی ڈال دیا جائے کہ نجاست کا بو اور رنگ باقی نہ رہے اور پھر وہ خود ہی خشک ہو جائے تو وہ بھی زمین پاک ہو جائے گی۔ (قاضی خان)

مسئلہ: اگر برتن یا شراب کا مسئلہ پرانا ہو' تو تین مرتبہ پانی ڈالنے سے پاک ہو جائے گا۔ (قاضی خان) تاہم یہ حکم اس وقت

ہوگا جب شراب کی بو اس میں باقی نہ رہے۔ (تاتارخانیہ)

چمڑے کو پاک کرنے کا طریقہ

مسئلہ: جب چمڑے کی دباغت کر لی جائے' پھر اس پر نجاست لگ جائے تو اگر وہ اتنا سخت ہو کہ اس کی سختی کی وجہ سے نجاست اس کے اندر جذب نہ ہو سکتی ہو' تو ائمہ کے قول کے مطابق محض دھونے کی وجہ سے وہ پاک ہو جائے گا اور اگر نجاست اس کے اندر جذب ہو سکتی ہو اور نچوڑا جا سکتا ہو' تو تین مرتبہ دھویا جائے گا اور ہر مرتبہ نچوڑا جائے گا تو وہ پاک ہو جائے گا' اگر اسے نچوڑا نہیں جا سکتا تو امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے مطابق تین مرتبہ دھونے کے بعد ہر مرتبہ خشک کیا جائے گا۔ (قاضی خان)

مسئلہ: لوہے اور اس طرح کی دوسری صیقل شدہ چیزیں اگر ان پر نجاست لگ جائے اور اس کے اندر جذب نہ ہو' تو جس طرح وہ دھونے سے پاک ہوتی ہیں' اسی طرح پاک کپڑے سے صاف کرنے سے بھی پاک ہو جائیں گی۔ (محیط سرخسی)

مسئلہ: اس حوالے سے تر یا خشک' جسم دار یا بے جسم نجاست میں کوئی فرق نہیں ہوگا۔ (تبیین)

مسئلہ: اگر منی کپڑے پر لگ جاتی ہے' تو اگر وہ تر ہے' تو اسے دھونا واجب ہوگا اور اگر کپڑے پر لگنے کے بعد خشک ہوگئی تو استحسان کے پیش نظر اسے صرف مل کے جھاڑ دینا کافی ہوگا۔ (عتابیہ)

مسئلہ: اس حوالے سے مرد یا عورت کی منی میں کوئی فرق نہیں ہوگا اور مل کر جھاڑ دینے کے بعد اگر منی کا نشان باقی رہ جاتا ہے' تو کوئی نقصان نہیں ہوگا' بالکل اسی طرح جیسے دھونے کے بعد بھی اس کا نشان رہ جائے (تو کوئی حرج نہیں ہے)۔ (زاہدی)

مسئلہ: اگر منی جسم پر لگ جاتی ہے' تو وہ دھوئے بغیر پاک نہیں ہوگا' خواہ منی تر ہو یا خشک ہو' امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے یہی روایت منقول ہے۔ (کافی' قاضی خان' خلاصہ)

نجاست کا خشک ہو جانا

مسئلہ: نجاست کے پاک ہونے کی ایک صورت نجاست کا خشک ہو جانا یا اس کا نشان ختم ہو جانا ہے' جب زمین خشک ہو جائے اور اس سے نجاست کا نشان ختم ہو جائے تو وہ نماز ادا کرنے کے لیے پاک ہو جاتی ہے' لیکن تیمم کرنے کے لیے پاک نہیں ہوتی ہے۔ (کافی)

مسئلہ: اس حوالے سے دھوپ کے ذریعے خشک ہونے' آگ کے ذریعے خشک ہونے' ہوا کے ذریعے خشک ہونے یا سائے میں خشک ہونے کے درمیان کوئی فرق نہیں ہوگا۔ (بحرالرائق)

مسئلہ: زمین کے حکم میں وہ تمام چیزیں شامل ہوں گی جو زمین میں قائم ہوتی ہیں' ان میں دیواریں' درخت' گھاس وغیرہ سب شامل ہیں جبکہ وہ زمین پر کھڑے ہوئے ہوں' لیکن اگر گھاس' لکڑی یا بانس وغیرہ کٹ جاتے ہیں اور پھر ان پر نجاست لگ جاتی ہے' تو وہ اب دھوئے بغیر پاک نہیں ہوں گے۔ (جوہرہ نیرہ)

مسئلہ: اگر زمین پر اینٹیں فرش کے طور پر بچھی ہوئی ہوں تو ان کا حکم زمین کا ہوگا' یعنی وہ خشک ہونے سے پاک ہو جائیں

گی لیکن اگر انہیں ویسے ہی زمین پر رکھا گیا ہو اور مقصد انہیں ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنا ہو تو پھر انہیں دھونا ضروری ہو گا۔ (محیط)

مسئلہ: نجاست کے پاک ہونے کی ایک صورت گوبر کو جلانا ہے جب وہ جل کر راکھ ہو جائے تو امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک وہ نجس نہیں رہے گا اور فتویٰ بھی اسی پر ہے۔ (خلاصہ)

مسئلہ: اسی طرح بکری کے سر میں خون بھرا ہوا تھا اسے جلا دیا گیا اور خون اس سے زائل ہو گیا تو وہ پاک قرار دیا جائے گا۔

مسئلہ: اسی طرح نجس مٹی کے ذریعے کوئی برتن یا ہنڈیا بنائی گئی پھر اسے پکا لیا گیا تو وہ پاک ہو جائے گی۔ (محیط)

مسئلہ: یہی حکم ان اینٹوں کا بھی ہو گا جو نجس پانی کے ساتھ بنائی جاتی ہیں اور پھر انہیں پکا لیا جاتا ہے۔ (فتاویٰ غرائب)

مسئلہ: کوئی عورت تندور گرم کرتی ہے اور پھر اسے اپنے کپڑے کے ذریعے پونچھ لیتی ہے جس میں نجاست لگی ہوئی تھی اگر تندور میں روٹی لگنے سے پہلے وہ تری آگ کی گرمی کی وجہ سے خشک ہو چکی تھی تو روٹی نجس نہیں ہو گی۔ (محیط)

مسئلہ: اگر کسی تندور میں گوبر یا لید کے ذریعے آگ جلائی گئی ہو تو اس میں روٹی پکانا مکروہ ہے اور اگر اس پر پانی چھڑک لیا جائے تو یہ کراہت ختم ہو جائے گی۔ (قنیہ)

مسئلہ: نجاست کا ایک حکم تبدیل ہونے کی ایک صورت اس کی حالت کا بدل جانا ہے اگر شراب کسی مٹکے میں رکھی ہوئی تھی اور وہ سرکہ بن گئی تو بالاتفاق وہ مٹکا پاک ہو جائے گا۔

مسئلہ: شراب کے ذریعے اگر آٹا گوندھا گیا تو وہ دھونے سے پاک نہیں ہو گا لیکن اگر اس میں سرکہ ڈال دیں اور شراب کا اثر ختم ہو جائے (اور وہ سرکہ بن جائے) تو وہ پاک ہو جائے گا۔ (ظہیریہ)

مسئلہ: اگر شراب میں نجس سرکہ ڈال دیا جائے اور وہ شراب سرکہ ہو جائے تو وہ نجس ہی رہے گی کیونکہ اس میں ملا ہوا سرکہ نجس تھا وہ تبدیل نہیں ہوا۔ (قاضی خان)

مسئلہ: ان میں ایک صورت یہ ہے کہ چمڑے کو دباغت کے ذریعے جانور کے گوشت کو ذبح کے ذریعے اور کنویں کو پانی نکالنے کے ذریعے پاک کیا جاتا ہے اس کی تفصیلات پہلے بیان کی جا چکی ہیں۔

مسئلہ: چوہا گھی میں گر کر مر جاتا ہے اگر وہ گھی جما ہوا تھا تو اس کے آس پاس کے گھی کو نکال کر پھینک دیا جائے گا اور باقی گھی پاک ہو گا اسے کھایا جا سکتا ہے لیکن اگر گھی پگھلا ہوا ہو تو اسے کھانا جائز نہیں ہو گا لیکن کھانے کے علاوہ دوسری صورتوں میں استعمال کر سکتے ہیں جیسے چراغ وغیرہ جلانے کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے یا چمڑے کی دباغت کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے۔ (خلاصہ)

•••——•••——•••

292 - اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيْبِ بْنِ عَرَبِيٍّ عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ عَنْ اَسْمَآءَ بِنْتِ اَبِيْ بَكْرٍ وَّكَانَتْ تَكُوْنُ فِيْ حِجْرِهَا اَنَّ امْرَاَةً اسْتَفْتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ دَمِ

الْحَيْضِ يُصِيْبُ الثَّوْبَ فَقَالَ "حُتِّيْهِ ثُمَّ اقْرُصِيْهِ بِالْمَآءِ ثُمَّ انْضَحِيْهِ وَصَلِّيْ فِيْهِ."

☆☆ سیدہ اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہما بیان کرتی ہیں کہ ایک خاتون نے نبی اکرم ﷺ سے کپڑے پر حیض کا خون لگ جانے کا مسئلہ دریافت کیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم اسے کھرچ کر اسے پانی کے ذریعے دھو لو پھر اس پر پانی چھڑک دو اور وہ کپڑا پہن کر نماز ادا کر لو۔

186 - باب الْمَنِيِّ يُصِيْبُ الثَّوْبَ

باب: کپڑے پر منی لگ جانے کا حکم

293 - اَخْبَرَنَا عِيْسَى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ حَبِيْبٍ عَنْ سُوَيْدِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ حُدَيْجٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ اَبِيْ سُفْيَانَ اَنَّهُ سَاَلَ اُمَّ حَبِيْبَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ فِي الثَّوْبِ الَّذِيْ كَانَ يُجَامِعُ فِيْهِ قَالَتْ نَعَمْ اِذَا لَمْ يَرَ فِيْهِ اَذًى.

☆☆ حضرت معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے سیدہ اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا: کیا نبی اکرم ﷺ اس کپڑے میں نماز ادا کر لیتے تھے جو آپ نے صحبت کرنے کے وقت پہنے ہوتے تھے تو سیدہ اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا: جی ہاں! جبکہ آپ کو اس میں کوئی نجاست لگی ہوئی نظر نہیں آتی تھی۔

187 - باب غَسْلِ الْمَنِيِّ مِنَ الثَّوْبِ

باب: کپڑے پر لگی ہوئی منی کو دھونا

294 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ الْجَزَرِيِّ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ اَغْسِلُ الْجَنَابَةَ مِنْ ثَوْبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَخْرُجُ اِلَى الصَّلَاةِ وَاِنَّ بُقَعَ الْمَآءِ لَفِيْ ثَوْبِهِ.

☆☆ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نبی اکرم ﷺ کے کپڑے سے جنابت (یعنی منی) کو دھو دیتی تھی پھر

292- اخرجه البخاري في الوضوء، باب غسل الدم (الحديث 227) بنحوه، و في الحيض، باب غسل دم المحيض (الحديث 307) بنحوه. و اخرجه مسلم في الطهارة، باب نجاسة الدم و كيفية غسله (الحديث 110). و اخرجه ابو داؤد في الطهارة، باب المراة تغسل ثوبها الذي تلبسه في حيضها (الحديث 361 و 362) و اخرجه الترمذي في الطهارة، باب ما جاء في غسل دم الحيض من الثوب (الحديث 138). و اخرجه النسائي في الحيض و الاستحاضة، باب دم الحيض يصيب الثوب (الحديث 392). و اخرجه ابن ماجه في الطهارة و سننها، باب ما جاء في دم الحيض يصيب الثوب (الحديث 629) بنحوه. تحفة الاشراف (15743).

293- اخرجه ابوداؤد في الطهارة، باب الصلاة في الثوب الذي يصيب اهله فيه (الحديث 366). و اخرجه ابن ماجه في الطهارة و سننها، باب الصلاة في الثوب الذي يجامع فيه (الحديث 540). تحفة الاشراف (15868).

294- اخرجه البخاري في الوضوء، باب غسل المني و فركه، و غسل ما يصيب من المراة (الحديث 229 و 230) و باب اذا غسل الجنابة او غيرها فلم يذهب اثره (الحديث 231 و 232). و اخرجه مسلم في الطهارة، باب حكم المني (الحديث 108) بنحوه. و اخرجه ابوداؤد في الطهارة، باب المني يصيب الثوب (الحديث 373). و اخرجه الترمذي في الطهارة، باب غسل المني من الثوب (الحديث 117) مختصراً. و اخرجه ابن ماجه في الطهارة و سننها، باب المني يصيب الثوب (الحديث 536) بنحوه مطولاً تحفة الاشراف (16135).

آپ ﷺ نماز ادا کرنے کے لیے تشریف لے جاتے تھے حالانکہ پانی کا نشان آپ کے کپڑے میں موجود ہوتا تھا۔

188 - باب فَرْكِ الْمَنِيِّ مِنَ الثَّوْبِ

باب: کپڑے پر سے منی کو کھرچ دینا

295 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ اَبِىْ هَاشِمٍ عَنْ اَبِىْ مِجْلَزٍ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ نَوْفَلٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ اَفْرُكُ الْجَنَابَةَ - وَقَالَتْ مَرَّةً اُخْرَى الْمَنِيَّ - مِنْ ثَوْبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

☆☆ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' کہ میں (نبی اکرم ﷺ کے کپڑے سے) جنابت (اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:) منی کو کھرچ دیا کرتی تھی۔

296 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَزِيْدَ قَالَ حَدَّثَنَا بَهْزٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ الْحَكَمُ اَخْبَرَنِىْ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ هَمَّامِ بْنِ الْحَارِثِ اَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ لَقَدْ رَاَيْتُنِىْ وَمَا اَزِيْدُ عَلٰى اَنْ اَفْرُكَهُ مِنْ ثَوْبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

☆☆ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' کہ مجھے اپنے بارے میں یہ بات اچھی طرح یاد ہے' کہ میں نبی اکرم ﷺ کے کپڑے سے منی کو صرف کھرچا کرتی تھی (اسے دھوتی نہیں تھی)۔

297 - اَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ اَنْبَاَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ اَفْرُكُهُ مِنْ ثَوْبِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

☆☆ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' کہ میں نبی اکرم ﷺ کے کپڑے سے منی کو کھرچ دیا کرتی تھی۔

298 - اَخْبَرَنَا شُعَيْبُ بْنُ يُوْسُفَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ اَرَاهُ فِىْ ثَوْبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَحُكُّهُ .

☆☆ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' کہ میں اگر وہ (منی) نبی اکرم ﷺ کے کپڑے پر لگی ہوئی دیکھتی تھی تو اسے کھرچ دیتی تھی۔

299 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانَ عَنْ اَبِىْ مَعْشَرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَقَدْ رَاَيْتُنِىْ اَفْرُكُ الْجَنَابَةَ مِنْ ثَوْبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

☆☆ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: مجھے اپنے بارے میں یہ بات اچھی طرح یاد ہے' کہ میں نبی اکرم ﷺ کے

295-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (16057) .

296-اخرجه مسلم في الطهارة، باب حكم المني (الحديث 106 و107) بنحوه . و اخرجه ابوداؤد في الطهارة، باب المني يصيب الثوب (الحديث 371) بنحوه مطولاً . و اخرجه النسائي في الطهارة، باب فرك المني من الثوب (الحديث 297 و298) . واخرجه ابن ماجه في الطهارة و سننها، باب في فرك المني من الثوب (الحديث 537) بمعناه . تحفة الاشراف (17676) .

297-تقدم في الطهارة، باب فرك المني من الثوب (الحديث 296) .

298-تقدم في الطهارة، باب فرك المني من الثوب (الحديث 296) .

299-اخرجه مسلم في الطهارة، باب حكم المني (الحديث 105 و107) . تحفة الاشراف (15941) .

کپڑے سے جنابت (یعنی منی) کو کھرچ دیا کرتی تھی۔

300 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَامِلٍ الْمَرْوَزِىُّ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ مُغِيْرَةَ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَقَدْ رَاَيْتُنِىْ اَجِدُهُ فِىْ ثَوْبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَحُتُّهُ عَنْهُ .

☆☆ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' کہ مجھے اپنے بارے میں یہ بات اچھی طرح یاد ہے' کہ مجھے نبی اکرم ﷺ کے کپڑے پر منی لگی ہوئی نظر آتی تھی' تو میں اسے کھرچ دیتی تھی۔

189 - باب بَوْلِ الصَّبِيِّ الَّذِىْ لَمْ يَاْكُلِ الطَّعَامَ

باب: جو بچہ کھانا نہ کھاتا ہو' اس کے پیشاب کا حکم

301 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ اُمِّ قَيْسٍ بِنْتِ مِحْصَنٍ اَنَّهَا اَتَتْ بِابْنٍ لَهَا صَغِيْرٍ لَمْ يَاْكُلِ الطَّعَامَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَجْلَسَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ حَجْرِهِ فَبَالَ عَلٰى ثَوْبِهِ فَدَعَا بِمَاءٍ فَنَضَحَهُ وَلَمْ يَغْسِلْهُ .

☆☆ سیدہ اُم قیس بنت محصن رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' کہ وہ اپنے کم سن بچے کو ساتھ لے کر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں' وہ بچہ ابھی کچھ کھاتا نہیں تھا' نبی اکرم ﷺ نے اس بچے کو اپنی گود میں بٹھا لیا تو اس بچے نے آپ ﷺ کے کپڑے پر پیشاب کر دیا' نبی اکرم ﷺ نے پانی منگوا کر اسے اپنے کپڑے پر چھڑکا' آپ ﷺ نے اسے دھویا نہیں۔

شرح

علامہ ابن عبدالبر اندلسی اس مسئلے کی وضاحت کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں:

اس بارے میں تمام اہل اسلام کے درمیان اتفاق پایا جاتا ہے کہ جو بچہ کھانا کھاتا ہو اور دودھ چھوڑ چکا ہو' اس کا پیشاب اس کے باپ کی طرح ناپاک ہوتا ہے' البتہ جو بچہ اور جو بچی دودھ پیتے ہوں' کچھ کھاتے نہ ہوں' ان کے پیشاب کے بارے میں اہلِ علم کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔

امام مالک' امام ابوحنیفہ ان دونوں حضرات کے اصحاب یہ کہتے ہیں: بچی اور بچے کے پیشاب کا حکم ایک (بالغ) آدمی کے پیشاب کی طرح ہے خواہ وہ دونوں دودھ پیتے ہوں یا دودھ نہ پیتے ہوں۔

امام اوزاعی یہ کہتے ہیں: بچہ جب تک دودھ پیتا ہو' اس وقت تک اس کے پیشاب میں کوئی حرج نہیں ہے (یعنی اگر وہ

300-اخرجه مسلم في الطهارة، باب المني يصيب الثوب (الحديث 107م) . و اخرجه ابن ماجه في الطهارة و سننها، باب فرك المني من الثوب (الحديث 539) . تحفة الاشراف (15976) .

301-اخرجه البخاري في الوضوء، باب بول الصبيان (الحديث 223) . و اخرجه مسلم في الطهارة، باب حكم بول الطفل الرضيع و كيفية غسله (الحديث 103) . وفي السلام ، باب التداوي بالعود الهندي، و هو الكست (الحديث 86) بنحوه و (الحديث 87) . و اخرجه ابوداؤد في الطهارة، باب بول الصبي يصيب الثوب (الحديث 374) . و اخرجه الترمذي في الطهارة باب ما جاء في نضح بول الغلام قبل ان يطعم (الحديث 71) بنحوه . و اخرجه ابن ماجه في الطهارة و سننها . باب ما جاء في بول الصبي الذي لم يطعم (الحديث 524) بنحوه . تحفة الاشراف (18342) .

کپڑے پر لگ جائے تو کپڑا ناپاک نہیں ہوگا) شرط یہ ہے کہ وہ بچہ کھانا نہ کھاتا ہو۔

امام مالک کے شاگرد شیخ عبداللہ بن وہب بھی اسی بات کے قائل ہیں۔

امام شافعی یہ فرماتے ہیں: جو بچہ کھانا نہ کھاتا ہو (یعنی صرف دودھ پیتا ہو) اس کا پیشاب ناپاک نہیں ہوگا اس وقت تک جب تک وہ کھانا نہ شروع کر دے اور ہمارے سامنے ایسی کوئی صورت پیش نہیں آسکی جس کے نتیجے میں یہ واضح ہو سکے کہ اس حوالے سے بچے اور بچی کے پیشاب کے درمیان کوئی اختلاف ہے تاہم اگر اسے دھولیا جائے تو میرے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہوگی۔

امام طبری یہ فرماتے ہیں: بچی کے پیشاب کو دھویا جائے گا اور بچے کے پیشاب پر پانی چھڑک دیا جائے گا شیخ حسن بصری بھی اسی بات کے قائل ہیں۔

امام عبدالرزاق نے اپنی سند کے حوالے سے ابن شہاب کا یہ بیان نقل کیا ہے: یہ رواج چلا آرہا ہے کہ بچے کے پیشاب پر پانی چھڑک دیا جاتا ہے اور بچی کے پیشاب کو دھویا جاتا ہے۔

•••———•••———•••

302 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِصَبِيٍّ فَبَالَ عَلَيْهِ فَدَعَا بِمَاءٍ فَاَتْبَعَهُ اِيَّاهُ.

☆☆ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: کہ بعض اوقات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کوئی بچہ لایا جاتا وہ آپ پر پیشاب کر دیتا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پانی منگوا کر اس پر بہا دیا کرتے تھے۔

190 - باب بَوْلِ الْجَارِيَةِ

باب: بچی کے پیشاب کا حکم

303 - اَخْبَرَنَا مُجَاهِدُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنِيْ مُحِلُّ بْنُ خَلِيْفَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُو السَّمْحِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "يُغْسَلُ مِنْ بَوْلِ الْجَارِيَةِ وَيُرَشُّ مِنْ بَوْلِ الْغُلَامِ".

☆☆ حضرت ابوسمح رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: بچی کے پیشاب کو دھویا جائے گا اور بچے کے پیشاب پر پانی چھڑک دیا جائے گا۔

302-اخرجه البخاري في الوضوء، باب بول الصبيان (الحديث 222) . تحفة الاشراف (17163) .

303-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (12052) .

191 - باب بَوْلِ مَا يُؤْكَلُ لَحْمُهُ

باب: جن جانوروں کا گوشت کھایا جاتا ہے ان کے پیشاب کا حکم

304 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ اَنَّ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهُمْ اَنَّ اُنَاسًا اَوْ رِجَالًا مِّنْ عُكْلٍ قَدِمُوْا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَكَلَّمُوْا بِالْاِسْلَامِ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا اَهْلُ ضَرْعٍ وَّلَمْ نَكُنْ اَهْلَ رِيْفٍ . وَاسْتَوْخَمُوا الْمَدِيْنَةَ فَاَمَرَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذَوْدٍ وَّرَاعٍ وَّاَمَرَهُمْ اَنْ يَّخْرُجُوْا فِيْهَا فَيَشْرَبُوْا مِنْ اَلْبَانِهَا وَاَبْوَالِهَا فَلَمَّا صَحُّوْا وَكَانُوْا بِنَاحِيَةِ الْحَرَّةِ كَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ وَقَتَلُوْا رَاعِيَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتَاقُوا الذَّوْدَ فَبَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَعَثَ الطَّلَبَ فِيْ اٰثَارِهِمْ فَاُتِيَ بِهِمْ فَسَمَرُوْا اَعْيُنَهُمْ وَقَطَعُوْا اَيْدِيَهُمْ وَاَرْجُلَهُمْ ثُمَّ تُرِكُوْا فِي الْحَرَّةِ عَلٰى حَالِهِمْ حَتّٰى مَاتُوْا .

☆☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ عکل قبیلے کے کچھ لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے انہوں نے اسلام کے حوالے سے کچھ گفتگو کی پھر انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! ہم لوگ جانور پالنے والے لوگ ہیں ہم کھیتی باڑی کرنے والے لوگ نہیں ہیں ان لوگوں کو مدینہ منورہ کی آب و ہوا موافق نہیں آئی تھی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یہ ہدایت کی کہ وہ کچھ اونٹنیاں اور ایک چرواہا ساتھ لے کر مدینہ منورہ کے نواحی علاقے میں چلے جائیں اور وہاں وہ ان اونٹنیوں کا دودھ اور پیشاب پئیں (ایسا کرنے پر) وہ لوگ تندرست ہو گئے وہ لوگ حرہ کے کنارے پر ٹھہرے ہوئے تھے انہوں نے تندرست ہونے کے بعد اسلام قبول کرنے کے بعد کفر اختیار کیا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چرواہے کو قتل کر کے اونٹوں کو ساتھ لے کر چل پڑے۔ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کی اطلاع ملی تو آپ نے ان کے پیچھے لوگوں کو بھیجا ان کو پکڑ کر لایا گیا ان کی آنکھوں میں سلائیاں پھیر دی گئیں ان کے ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیے گئے اور پھر انہیں پتھریلی زمین پر اسی حالت میں چھوڑ دیا گیا یہاں تک کہ وہ مر گئے۔

305 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ عَبْدِ الرَّحِيْمِ قَالَ حَدَّثَنِيْ زَيْدُ بْنُ اَبِيْ اُنَيْسَةَ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَدِمَ اَعْرَابٌ مِّنْ عُرَيْنَةَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَسْلَمُوْا فَاجْتَوَوُا الْمَدِيْنَةَ حَتّٰى اصْفَرَّتْ اَلْوَانُهُمْ وَعَظُمَتْ بُطُوْنُهُمْ فَبَعَثَ بِهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى لِقَاحٍ لَّهُ وَاَمَرَهُمْ اَنْ يَّشْرَبُوْا مِنْ اَلْبَانِهَا وَاَبْوَالِهَا حَتّٰى صَحُّوْا فَقَتَلُوْا رَاعِيَهَا وَاسْتَاقُوا

304-اخرجه البخاري في المغازي، باب قصة عكل و عرينة (الحديث 4192)، و في الطب، باب من خرج من ارض لا تلايمه (الحديث 5727) . و اخرجه مسلم في القسامة ، باب حكم المحاربين و المرتدين (الحديث 13م) بنحوه . و الحديث عند : البخاري في الجهاد، باب العون بالمدد (الحديث 3064)، و في المغازي، باب غزوة الرجيع و رعل و ذكوان و بئر معونة (الحديث 4090) . تحفة الاشراف (1176) .

305-انفرد به النسائي، و سياتي في تحريم الدم ، ذكر اختلاف طلحة بن المصرف و معاوية بن صالح على يحيى بن سعيد في هذا الحديث (الحديث 4046) . تحفة الاشراف (1664) .

الْاِبِلِ فَبَعَثَ نَبِیُّ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ طَلَبِهِمْ فَاُتِیَ بِهِمْ فَقَطَعَ اَیْدِیَهُمْ وَاَرْجُلَهُمْ وَسَمَرَ اَعْیُنَهُمْ ۔ قَالَ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ عَبْدُ الْمَلِکِ لِاَنَسٍ وَّهُوَ یُحَدِّثُهُ هٰذَا الْحَدِیْثَ بِکُفْرٍ اَمْ بِذَنْبٍ قَالَ بِکُفْرٍ ۔

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ لَا نَعْلَمُ اَحَدًا قَالَ عَنْ یَحْیٰی عَنْ اَنَسٍ فِیْ هٰذَا الْحَدِیْثِ غَیْرَ طَلْحَةَ وَالصَّوَابُ عِنْدِیْ وَاللّٰہُ تَعَالٰی اَعْلَمُ یَحْیٰی عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ مُرْسَلٌ ۔

☆☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ عرینہ قبیلے کے کچھ دیہاتی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے اسلام قبول کرلیا' مدینہ منورہ کی آب وہوا انہیں موافق نہیں آئی' اس کے نتیجے میں ان کے رنگ زرد ہو گئے اور پیٹ بڑھ گئے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنی اونٹنیوں کی طرف بھیج دیا اور انہیں یہ ہدایت کی کہ وہ ان اونٹنیوں کا دودھ اور پیشاب پئیں' جب وہ لوگ تندرست ہو گئے' تو ان لوگوں نے چرواہے کو قتل کیا اور اونٹنیوں کو ساتھ لے گئے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پیچھے ایک مہم روانہ کی' انہیں پکڑ کر لایا گیا' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے تحت ان کے ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیئے گئے اور ان کی آنکھوں میں سلائیاں پھیر دی گئیں۔

راوی بیان کرتے ہیں' اس وقت کے امیر المؤمنین عبدالملک بن مروان نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا' جنہوں نے یہ حدیث اس کے سامنے بیان کی تھی' ایسا ان کے کفر کی وجہ سے ہوا تھا یا ان کے گناہ (یعنی قتل کرنے کی وجہ سے ہوا تھا؟) تو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ان کے کفر کی وجہ سے ہوا تھا۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: میرے علم کے مطابق صرف طلحہ نامی راوی نے اس روایت کو یحییٰ کے حوالے سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔ تاہم میرے نزدیک درست یہ ہے۔ یہ روایت یحییٰ کے حوالے سے سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ سے مرسل روایت کے طور پر منقول ہے' باقی اللہ بہتر جانتا ہے۔

192 - باب فَرْثِ مَا یُؤْکَلُ لَحْمُهُ یُصِیْبُ الثَّوْبَ

باب: جن جانوروں کا گوشت کھایا جاتا ہے' ان کے گوبر کا کپڑے پر لگ جانا

306 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ حَکِیْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ - یَعْنِیْ ابْنَ مَخْلَدٍ - قَالَ حَدَّثَنَا عَلِیٌّ - وَهُوَ ابْنُ صَالِحٍ - عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَیْمُوْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ فِیْ بَیْتِ الْمَالِ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُصَلِّیْ عِنْدَ الْبَیْتِ وَمَلَاٌ مِّنْ قُرَیْشٍ جُلُوْسٌ وَّقَدْ نَحَرُوْا جَزُوْرًا فَقَالَ بَعْضُهُمْ اَیُّکُمْ یَاْخُذُ هٰذَا

306-اخرجه البخاري في الوضوء، باب اذا القي على ظهر المصلي قذر او جيفة لم تفسد عليه صلاته (الحديث 240) بنحوه، و في الصلاة، باب المراة تطرح عن المصلي شيئاً من الاذى (الحديث 520) بنحوه، و في الجهاد، باب الدعاء على المشركين بالهزيمة و الزلزلة (الحديث 2934) بنحوه، وفي الجزية و الموادعة، باب طرح جيف المشركين في البئر، ولا يؤخذ لهم ثمن (الحديث 3185) بنحوه، و في مناقب الانصار، باب ما لقي النبي صلى الله عليه وسلم و اصحابه من المشركين بمكة (الحديث 3854) بنحوه و اخرجه مسلم في الجهاد و السير، باب ما لقي النبي صلى الله عليه وسلم من اذى المشركين و المنافقين (الحديث 107) مطولاً و (الحديث 108 و 109) بنحوه و الحديث عند البخاري في المغازي، باب دعاء النبي صلى الله عليه وسلم على كفار قريش (الحديث 3960) و مسلم في الجهاد و السير، باب ما لقي صلى الله عليه وسلم من اذى المشركين و المنافقين (الحديث 110) . تحفة الاشراف (9484) .

الْفَرْثِ بِدَمِهٖ ثُمَّ یُمْهِلُهٗ حَتّٰی یَضَعَ وَجْهَهٗ سَاجِدًا فَیَضَعُهٗ - یَعْنِیْ - عَلٰی ظَهْرِهٖ قَالَ عَبْدُ اللّٰہِ فَانْبَعَثَ اَشْقَاهَا فَاَخَذَ الْفَرْثَ فَذَهَبَ بِهٖ ثُمَّ اَمْهَلَهٗ فَلَمَّا خَرَّ سَاجِدًا وَّضَعَهٗ عَلٰی ظَهْرِهٖ فَاُخْبِرَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَهِیَ جَارِیَةٌ فَجَاءَتْ تَسْعٰی فَاَخَذَتْهُ مِنْ ظَهْرِهٖ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ صَلَاتِهٖ قَالَ "اللّٰهُمَّ عَلَیْکَ بِقُرَیْشٍ" ثَلَاثَ مَرَّاتٍ "اللّٰهُمَّ عَلَیْکَ بِاَبِیْ جَهْلِ بْنِ هِشَامٍ وَّشَیْبَةَ بْنِ رَبِیْعَةَ وَعُتْبَةَ بْنِ رَبِیْعَةَ وَعُقْبَةَ بْنِ اَبِیْ مُعَیْطٍ" حَتّٰی عَدَّ سَبْعَةً مِّنْ قُرَیْشٍ ۔ قَالَ عَبْدُ اللّٰہِ فَوَالَّذِیْ اَنْزَلَ عَلَیْهِ الْکِتَابَ لَقَدْ رَاَیْتُهُمْ صَرْعٰی یَوْمَ بَدْرٍ فِیْ قَلِیْبٍ وَّاحِدٍ ۔

☆☆ عمرو بن میمون بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیت المال میں ہمیں یہ حدیث سنائی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ کے پاس نماز ادا کر رہے تھے' قریش کے کچھ افراد بھی وہاں بیٹھے ہوئے تھے' ان لوگوں نے ایک اونٹ ذبح کیا تھا' ان میں سے کسی ایک نے کہا: تم میں سے کون شخص اس اونٹ کی اوجھ کو اس کے خون سمیت اٹھا کر اس وقت ان (یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم) پر رکھ دے گا کہ جب وہ سجدے میں جائیں گے۔ راوی کہتے ہیں' کہ ان میں سے ایک بدبخت شخص اٹھا' اس نے اس اوجھ کو اٹھایا اور وہ لے کر آ گیا' پھر اس نے انتظار کیا' جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سجدے میں گئے' تو اس نے اس اوجھ کو آپ کی پشت پر رکھ دیا' جب سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اس بارے میں پتہ چلا تو وہ دوڑتی ہوئی آئیں' حالانکہ وہ اس وقت کم سن بچی تھیں' انہوں نے اس اوجھ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت پر سے ہٹایا' جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ کر فارغ ہوئے' تو آپ نے تین مرتبہ یہ دعا کی: اے اللہ! قریش کو اپنی گرفت میں لے' اے اللہ! ابوجہل بن ہشام' شیبہ بن ربیعہ' عتبہ بن ربیعہ' عقبہ بن ابومعیط پر گرفت کر! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سات افراد کا نام لے کر تذکرہ کیا۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' اس ذات کی قسم جس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر کتاب نازل کی ہے! میں نے غزوہ بدر کے دن ان سب افراد کو ایک پرانے گڑھے میں مردہ حالت میں پڑے ہوئے دیکھا ہے۔

193 - باب الْبُزَاقِ یُصِیْبُ الثَّوْبَ

باب: کپڑے پر تھوک لگ جانے کا حکم

307 - اَخْبَرَنَا عَلِیُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِیْلُ عَنْ حُمَیْدٍ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَخَذَ طَرَفَ رِدَائِهٖ فَبَصَقَ فِیْهِ فَرَدَّ بَعْضَهٗ عَلٰی بَعْضٍ ۔

☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چادر کا کونہ لیا اور اس میں تھوک دیا' پھر آپ نے اس کو مل دیا۔

308 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ الْقَاسِمَ بْنَ مِهْرَانَ یُحَدِّثُ عَنْ

307-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (591) .

308-اخرجه مسلم في المساجد و مواضع الصلاة، باب النهي عن البصاق في المسجد، في الصلاة و غيرها (الحديث 53) بمعناه مطولاً . و اخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها (الحديث 1022) بمعناه مطولاً . تحفة الاشراف (14669) .

اَبِیْ رَافِعٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اِذَا صَلّٰی اَحَدُکُمْ فَلَا یَبْزُقْ بَیْنَ یَدَیْهِ وَلَا عَنْ یَمِیْنِهٖ وَلٰکِنْ عَنْ یَسَارِهٖ اَوْ تَحْتَ قَدَمِهٖ وَاِلَّا" . فَبَزَقَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ هٰکَذَا فِیْ ثَوْبِهٖ وَدَلَکَهٗ .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جب کوئی شخص نماز ادا کر رہا ہو' تو وہ اپنے سامنے کی طرف یا دائیں طرف نہ تھوکے بلکہ بائیں طرف یا پاؤں کے نیچے تھوک دے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ اپنے کپڑے میں اس طرح تھوک دیتے تھے اور پھر آپ اسے مل دیا کرتے تھے۔

194 - باب بَدْءِ التَّیَمُّمِ

باب: تیمم کا آغاز (کیسے ہوا)

309 - اَخْبَرَنَا قُتَیْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ بَعْضِ اَسْفَارِهٖ حَتّٰی اِذَا کُنَّا بِالْبَیْدَاءِ اَوْ ذَاتِ الْجَیْشِ انْقَطَعَ عِقْدٌ لِّیْ فَاَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلَی الْتِمَاسِهٖ وَاَقَامَ النَّاسُ مَعَهٗ وَلَیْسُوْا عَلٰی مَاءٍ وَّلَیْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ فَاَتَی النَّاسُ اَبَا بَکْرٍ - رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ - فَقَالُوْا اَلَا تَرٰی مَا صَنَعَتْ عَائِشَةُ اَقَامَتْ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَبِالنَّاسِ وَلَیْسُوْا عَلٰی مَاءٍ وَّلَیْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ . فَجَاءَ اَبُوْ بَکْرٍ - رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ - وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاضِعٌ رَاْسَهٗ عَلٰی فَخِذِیْ قَدْ نَامَ فَقَالَ حَبَسْتِ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسَ وَلَیْسُوْا عَلٰی مَاءٍ وَّلَیْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ . قَالَتْ عَائِشَةُ فَعَاتَبَنِیْ اَبُوْ بَکْرٍ وَّقَالَ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ یَّقُوْلَ وَجَعَلَ یَطْعُنُ بِیَدِهٖ فِیْ خَاصِرَتِیْ فَمَا مَنَعَنِیْ مِنَ التَّحَرُّكِ اِلَّا مَکَانُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلٰی فَخِذِیْ فَنَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰی اَصْبَحَ عَلٰی غَیْرِ مَاءٍ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اٰیَةَ التَّیَمُّمِ . فَقَالَ اُسَیْدُ بْنُ حُضَیْرٍ مَا هِیَ بِاَوَّلِ بَرَکَتِکُمْ یَا اٰلَ اَبِیْ بَکْرٍ . قَالَتْ فَبَعَثْنَا الْبَعِیْرَ الَّذِیْ کُنْتُ عَلَیْهِ فَوَجَدْنَا الْعِقْدَ تَحْتَهٗ .

☆☆ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' کہ ہم نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ایک سفر کر رہے تھے' جب ہم بیداء (راوی کو شک ہے' کہ شاید یہ الفاظ ہیں:) یا ذات الجیش کے مقام پر پہنچے تو میرا ہار گر گیا' نبی اکرم ﷺ نے ہار کی تلاش میں وہیں قیام کیا' آپ کے ساتھ لوگوں نے بھی پڑاؤ کر لیا' اس جگہ پر پانی نہیں تھا اور لوگوں کے پاس بھی پانی نہیں تھا' لوگ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور بولے: کیا آپ نے ملاحظہ فرمایا ہے' کہ سیدہ عائشہ نے کیا کیا ہے؟ انہوں نے لوگوں کو اور نبی اکرم ﷺ کو ٹھہرنے پر

309-اخرجه البخاري في التيمم، باب . 1 . (الحديث 334)، و في فضائل الصحابة، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم (لو كنت متخذا خليلا) (الحديث 3672)، و في التفسير، باب (فلم تجدوا ماء فتيمموا صعيدا طيبا) (الحديث 4607)، و في الحدود، باب من ادب اهله او غيره دون السلطان (الحديث 6844) مختصراً . و اخرجه مسلم في الحيض، باب التيمم (الحديث 108) . و اخرجه النسائي في التفسير سورة النساء، قوله تعالى: (فلا و ربك لا يؤمنون حتى يحكموك فيما شجر بينهم) (الحديث 127) . و الحديث عند: البخاري في النكاح، باب قول الرجل لصاحبه: هل اعرستم الليلة (الحديث 5250) . تحفة الاشراف (17519) .

مجبور کر دیا ہے' جبکہ یہاں آس پاس بھی پانی موجود نہیں ہے اور لوگوں کے پاس بھی پانی نہیں ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے' نبی اکرم ﷺ اس وقت اپنا سر مبارک میرے زانوں پر رکھ کر سوئے ہوئے تھے' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بولے: تم نے نبی اکرم ﷺ کو اور لوگوں کو یہاں رُکنے پر مجبور کر دیا ہے' جبکہ یہاں آس پاس پانی بھی نہیں ہے اور لوگوں کے پاس بھی پانی نہیں ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے میرے سامنے ناراضگی کا اظہار کیا اور جو اللہ کو منظور تھا وہ کہا' انہوں نے اپنے ہاتھ کے ذریعے میرے پہلو میں مارا' میں نے صرف اس لیے حرکت نہیں کی' کیونکہ نبی اکرم ﷺ میرے زانوں پر آرام فرما تھے۔ نبی اکرم ﷺ سوئے رہے' یہاں تک کہ صبح کے وقت وہاں پانی موجود نہیں تھا' پھر اللہ تعالیٰ نے تیمم کے حکم سے متعلق آیت نازل کر دی' اس وقت اُسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے یہ بات کہی: اے آلِ ابوبکر! یہ تمہاری پہلی برکت نہیں ہے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: جب ہم نے اس اونٹ کو اُٹھایا جس پر میں سوار تھی' تو ہمیں اس کے نیچے سے ہار بھی مل گیا۔

195 - باب التَّیَمُّمِ فِی الْحَضَرِ

باب: حضر کی حالت میں تیمم کرنا

310 - اَخْبَرَنَا الرَّبِیْعُ بْنُ سُلَیْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعَیْبُ بْنُ اللَّیْثِ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِیْعَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ هُرْمُزَ عَنْ عُمَیْرٍ مَوْلَی ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ سَمِعَهٗ یَقُوْلُ اَقْبَلْتُ اَنَا وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ یَسَارٍ مَوْلٰی مَیْمُوْنَةَ حَتّٰی دَخَلْنَا عَلٰی اَبِیْ جُهَیْمِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ الصِّمَّةِ الْاَنْصَارِیِّ فَقَالَ اَبُوْ جُهَیْمٍ اَقْبَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنْ نَّحْوِ بِئْرِ الْجَمَلِ وَلَقِیَهٗ رَجُلٌ فَسَلَّمَ عَلَیْهِ فَلَمْ یَرُدَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰی اَقْبَلَ عَلَی الْجِدَارِ فَمَسَحَ بِوَجْهِهٖ وَیَدَیْهِ ثُمَّ رَدَّ عَلَیْهِ السَّلَامَ .

☆☆ عمیر بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ میں اور عبداللہ بن یسار' ہم حضرت ابوجہیم بن حارث انصاری کی خدمت میں حاضر ہوئے' تو حضرت ابوجہیم بولے: نبی اکرم ﷺ بئر جمل کی طرف سے تشریف لا رہے تھے' ایک شخص آپ کے سامنے آیا' اس نے نبی اکرم ﷺ کو سلام کیا' نبی اکرم ﷺ نے اسے سلام کا جواب نہیں دیا' آپ دیوار کی طرف بڑھے' اور (اس پر ہاتھ مار کر) اپنے چہرے اور دونوں بازوؤں پر مسح کیا' پھر آپ نے اسے سلام کا جواب دیا۔

311 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَلَمَةَ عَنْ ذَرٍّ عَنِ ابْنِ عَبْدِ

310-اخرجه البخاري في التيمم، باب التيمم في الحضر اذا لم يجد الماء و خاف فوت الصلاة (الحديث 337) و اخرجه مسلم في الحيض، باب التيمم (الحديث 114) تعليقاً . و اخرجه ابو داؤد في الطهارة، باب التيمم في الحضر (الحديث 329) . تحفة الاشراف (11885) .

311-اخرجه البخاري في التيمم، باب المتيمم هل ينفخ فيهما (الحديث 338) مختصراً . و اخرجه مسلم في الحيض، باب التيمم (الحديث 112 و 113) . و اخرجه ابو داؤد في الطهارة، باب التيمم (الحديث 322 و 323 و 324 و 325 و 326) . و اخرجه النسائي في الطهارة، نوع آخر من التيمم (الحديث 317)، و نوع آخر (الحديث 318) . و اخرجه ابن ماجه في الطهارة و سننها، باب ما جاء في التيمم ضربة و احدة (الحديث 569) . و الحديث عند: البخاري في التيمم، باب التيمم للوجه و الكفين (الحديث 339 و 340 و 341 و 342 و 343) . و ابو داؤد في الطهارة، باب التيمم (الحديث 327 و 328) و الترمذي في الطهارة، باب ما جاء في التيمم (الحديث 144) . تحفة الاشراف (10362) .

الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبْزٰی عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَجُلًا اَتٰی عُمَرَ فَقَالَ اِنِّیْ اَجْنَبْتُ فَلَمْ اَجِدِ الْمَاءَ . قَالَ عُمَرُ لَا تُصَلِّ . فَقَالَ عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ يَّا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَمَا تَذْكُرُ اِذْ اَنَا وَاَنْتَ فِيْ سَرِيَّةٍ فَاَجْنَبْنَا فَلَمْ نَجِدِ الْمَآءَ فَاَمَّا اَنْتَ فَلَمْ تُصَلِّ وَاَمَّا اَنَا فَتَمَعَّكْتُ فِي التُّرَابِ فَصَلَّيْتُ فَاَتَيْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْنَا ذٰلِكَ لَهٗ فَقَالَ "اِنَّمَا كَانَ يَكْفِيْكَ". فَضَرَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَيْهِ اِلَى الْاَرْضِ ثُمَّ نَفَخَ فِيْهِمَا ثُمَّ مَسَحَ بِهِمَا وَجْهَهٗ وَكَفَّيْهِ - وَسَلَمَةُ شَكَّ لَا يَدْرِيْ فِيْهِ اِلَى الْمِرْفَقَيْنِ اَوْ اِلَى الْكَفَّيْنِ - فَقَالَ عُمَرُ نُوَلِّيْكَ مَا تَوَلَّيْتَ .

☆☆ عبدالرحمٰن بن ابزیٰ کے صاحبزادے اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ایک شخص حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور بولا: مجھے جنابت لاحق ہوگئی' پھر مجھے پانی نہیں ملا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ بولے: تم نماز ادا نہ کرو تو حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے امیر المؤمنین! کیا آپ کو یاد نہیں ہے' کہ جب آپ اور میں ایک مہم میں شریک ہوئے تھے اور ہمیں جنابت لاحق ہوگئی تھی اور ہمیں پانی نہیں ملا تھا تو آپ نے تو نماز ہی نہیں پڑھی تھی اور میں نے مٹی میں لوٹ پوٹ ہو کر نماز ادا کر لی تھی' پھر جب ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے' ہم نے آپ کے سامنے اس بات کا تذکرہ کیا' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمہارے لیے اتنا ہی کافی تھا' پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ زمین پر مارے' پھر ان پر پھونک ماری' پھر ان دونوں کو چہرے اور دونوں بازوؤں پر پھیر لیا۔

یہاں سلمہ نامی راوی کو شک ہے' اسے یہ بات پتہ نہیں ہے' کہ روایت کے الفاظ میں کہنیوں تک مسح کرنے کا ذکر ہے یا ہتھیلیوں تک کرنے کا ذکر ہے۔

تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ بولے: تم جدھر کا رخ کرنا چاہتے ہو' ہم تمہیں اسی طرف پھیرتے ہیں۔

312 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ اَبِيْ اِسْحَاقَ عَنْ نَاجِيَةَ بْنِ خُفَافٍ عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ قَالَ اَجْنَبْتُ وَاَنَا فِي الْاِبِلِ فَلَمْ اَجِدْ مَاءً فَتَمَعَّكْتُ فِي التُّرَابِ تَمَعُّكَ الدَّابَّةِ فَاَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرْتُهٗ بِذٰلِكَ فَقَالَ "اِنَّمَا كَانَ يَجْزِيْكَ مِنْ ذٰلِكَ التَّيَمُّمُ ."

☆☆ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ مجھے جنابت لاحق ہوگئی' میں اس وقت اونٹوں میں (یعنی آبادی سے باہر) موجود تھا' مجھے وہاں پانی نہیں ملا تو میں مٹی میں لوٹ پوٹ ہوگیا' جس طرح کوئی جانور مٹی میں لوٹ پوٹ ہوتا ہے' پھر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کو اس بارے میں بتایا تو آپ نے ارشاد فرمایا: تمہارے لیے اس کی بجائے صرف تیمم کر لینا کافی تھا۔

197 - باب التَّيَمُّمِ فِي السَّفَرِ

باب: سفر کے دوران تیمم کرنا

313 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ عَنْ صَالِحٍ عَنِ

312-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (10368) .

ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عَمَّارٍ قَالَ عَرَّسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاُوْلَاتِ الْجَيْشِ وَمَعَهٗ عَآئِشَةُ زَوْجَتُهٗ فَانْقَطَعَ عِقْدُهَا مِنْ جَزْعِ ظِفَارٍ فَحُبِسَ النَّاسُ ابْتِغَاءَ عِقْدِهَا ذٰلِكَ حَتّٰى اَضَاءَ الْفَجْرُ وَلَيْسَ مَعَ النَّاسِ مَاءٌ فَتَغَيَّظَ عَلَيْهَا اَبُوْ بَكْرٍ فَقَالَ حَبَسْتِ النَّاسَ وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ رُخْصَةَ التَّيَمُّمِ بِالصَّعِيْدِ قَالَ فَقَامَ الْمُسْلِمُوْنَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضَرَبُوْا بِاَيْدِيْهِمُ الْاَرْضَ ثُمَّ رَفَعُوْا اَيْدِيَهُمْ وَلَمْ يَنْفُضُوْا مِنَ التُّرَابِ شَيْئًا فَمَسَحُوْا بِهَا وُجُوْهَهُمْ وَاَيْدِيَهُمْ اِلَى الْمَنَاكِبِ وَمِنْ بُطُوْنِ اَيْدِيْهِمْ اِلَى الْاٰبَاطِ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما' حضرت عمار رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اولات الجیش کے مقام پر پڑاؤ کیا' آپ کے ساتھ آپ کی زوجہ محترمہ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں' "ظفار کے یمنی پتھروں" سے بنا ہوا ان کا ہار گر کر ٹوٹ گیا' لوگ اس کی تلاش میں وہاں ٹھہر گئے' یہاں تک کہ صبح صادق ہوگئی' لوگوں کے پاس پانی نہیں تھا' اس بات پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے غصے کا اظہار کیا اور بولے: تم نے لوگوں کو رکنے پر مجبور کیا ہے' حالانکہ ان کے پاس پانی بھی نہیں ہے۔

راوی بیان کرتے ہیں: تو اللہ تعالیٰ نے مٹی کے ذریعے تیمم کرنے کی اجازت کا حکم نازل کیا' تو لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھڑے ہوئے اور انہوں نے اپنے ہاتھ زمین پر مارے' پھر انہوں نے اپنے ہاتھ بلند کیے اور مٹی کو جھاڑا نہیں' اس کے ساتھ انہوں نے اپنے چہروں اور دونوں بازوؤں کا مسح کر لیا' انہوں نے ظاہری حصے کا کندھے تک اور نیچے والے حصے کا بغلوں تک مسح کیا۔

198 - باب الْاِخْتِلَافِ فِيْ كَيْفِيَّةِ التَّيَمُّمِ

باب: تیمم کے طریقے میں اختلاف

314 - اَخْبَرَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيْمِ الْعَنْبَرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ اَسْمَآءَ قَالَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ مَّالِكٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ اَنَّهٗ اَخْبَرَهٗ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ قَالَ تَيَمَّمْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالتُّرَابِ فَمَسَحْنَا بِوُجُوْهِنَا وَاَيْدِيْنَا اِلَى الْمَنَاكِبِ .

☆☆ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ مٹی کے ساتھ تیمم کیا ہے' ہم نے اپنے چہروں اور کندھوں تک دونوں بازوؤں پر مسح کیا تھا۔

199 - باب نَوْعٍ اٰخَرَ مِنَ التَّيَمُّمِ وَالنَّفْخِ فِي الْيَدَيْنِ

باب: تیمم کا ایک اور طریقہ اور دونوں ہاتھوں پر پھونک مارنا

313-اخرجه ابوداؤد في الطهارة، باب التيمم (الحديث 320) . تحفة الاشراف (10357) .

314-اخرجه ابن ماجه في الطهارة و سننها، باب ما جاء في السبب (الحديث 566) مختصراً . تحفة الاشراف (10358) .

315 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِیْ مَالِكٍ وَّعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبْزٰی عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبْزٰی قَالَ كُنَّا عِنْدَ عُمَرَ فَاَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ رُبَّمَا نَمْكُثُ الشَّهْرَ وَالشَّهْرَيْنِ وَلَا نَجِدُ الْمَاءَ . فَقَالَ عُمَرُ اَمَّا اَنَا فَاِذَا لَمْ اَجِدِ الْمَاءَ لَمْ اَكُنْ لِاُصَلِّیَ حَتّٰی اَجِدَ الْمَاءَ . فَقَالَ عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ اَتَذْكُرُ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ حَيْثُ كُنْتَ بِمَكَانِ كَذَا وَكَذَا وَنَحْنُ نَرْعَی الْاِبِلَ فَتَعْلَمُ اَنَّا اَجْنَبْنَا قَالَ نَعَمْ اَمَّا اَنَا فَتَمَرَّغْتُ فِی التُّرَابِ فَاَتَيْنَا النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضَحِكَ فَقَالَ "اِنْ كَانَ الصَّعِيْدُ لَكَافِيَكَ ." وَضَرَبَ بِكَفَّيْهِ اِلَی الْاَرْضِ ثُمَّ نَفَخَ فِيْهِمَا ثُمَّ مَسَحَ وَجْهَهُ وَبَعْضَ ذِرَاعَيْهِ . فَقَالَ اتَّقِ اللّٰهَ يَا عَمَّارُ . فَقَالَ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِنْ شِئْتَ لَمْ اَذْكُرْهُ . قَالَ لَا وَلٰكِنْ نُوَلِّيْكَ مِنْ ذٰلِكَ مَا تَوَلَّيْتَ .

☆☆ عبداللہ بن عبدالرحمٰن' حضرت عبدالرحمٰن بن ابزیٰ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ایک مرتبہ ہم لوگ حضرت عمر ؓ کے پاس موجود تھے' ایک شخص ان کے پاس آیا اور بولا: اے امیرالمؤمنین! بعض اوقات ہمیں ایک ماہ اور دو ماہ تک پانی نہیں ملتا' تو حضرت عمر ؓ بولے: اگر مجھے پانی نہیں ملتا تو میں نماز اس وقت تک ادا نہیں کروں گا' جب تک مجھے پانی مل نہیں جاتا' تو حضرت عمار بن یاسر ؓ بولے: اے امیرالمؤمنین! کیا آپ کو یاد نہیں ہے' کہ جب آپ فلاں جگہ پر موجود تھے اور ہم اونٹ چرا رہے تھے' آپ کو پتہ تو ہے' کہ اس وقت ہمیں جنابت لاحق ہو گئی تھی' تو حضرت عمر ؓ بولے: جی ہاں! تو حضرت عمار بن یاسر ؓ بولے: میں' تو اس وقت مٹی میں لوٹ پوٹ ہو گیا تھا' پھر ہم نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے' تو نبی اکرم ﷺ مسکرا دیئے اور فرمایا: تمہارے لیے مٹی ہی کافی تھی' پھر نبی اکرم ﷺ نے اپنی دونوں ہتھیلیاں زمین پر ماریں' پھر ان پر پھونک ماری' پھر آپ نے اپنے چہرے اور بازوؤں کے بعض حصے کا مسح کیا' تو حضرت عمر ؓ بولے: اے عمار! اللہ سے ڈرو! انہوں نے عرض کی: اے امیرالمؤمنین! اگر آپ چاہیں' تو میں اس بات کا تذکرہ نہیں کروں گا' تو حضرت عمر ؓ بولے: نہیں! ہم تمہیں اس طرف پھیرتے ہیں جس طرف تم رخ کرتے ہو۔

200 - باب نَوْعٍ اٰخَرَ مِنَ التَّيَمُّمِ

باب: تیمم کا ایک اور طریقہ

316 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَزِيْدَ قَالَ حَدَّثَنَا بَهْزٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ عَنْ ذَرٍّ عَنِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبْزٰی عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ عَنِ التَّيَمُّمِ فَلَمْ يَدْرِ مَا يَقُوْلُ فَقَالَ عَمَّارٌ اَتَذْكُرُ حَيْثُ كُنَّا فِیْ سَرِيَّةٍ فَاَجْنَبْتُ فَتَمَعَّكْتُ فِی التُّرَابِ فَاَتَيْتُ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "اِنَّمَا يَكْفِيْكَ هٰكَذَا ." وَضَرَبَ شُعْبَةُ بِيَدَيْهِ عَلٰی رُكْبَتَيْهِ وَنَفَخَ فِیْ يَدَيْهِ وَمَسَحَ بِهِمَا وَجْهَهُ وَكَفَّيْهِ مَرَّةً وَّاحِدَةً .

315-تقدم في الطهارة، باب التيمم من الحضر (الحديث 311) .

316-تقدم في الطهارة، باب التيمم من الحضر (الحديث 311) .

☆☆ عبدالرحمٰن بن ابزیٰ کے صاحبزادے اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ایک مرتبہ ایک شخص نے حضرت عمر ؓ سے تیمم کے بارے میں دریافت کیا' تو انہیں یہ اندازہ نہیں ہوا کہ وہ کیا جواب دیں' تو حضرت عمار ؓ بولے: کیا آپ کو یاد نہیں ہے' کہ جب ہم ایک مہم میں شریک تھے' مجھے جنابت لاحق ہو گئی تو میں مٹی میں لوٹ پوٹ ہو گیا' پھر میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمہارے لیے اس طرح کرنا کافی تھا۔

پھر شعبہ نامی راوی نے اپنے دونوں ہاتھ' اپنے گھٹنوں پر مارے' پھر ان میں پھونک ماری' پھر ان دونوں کے ذریعے اپنے چہرے اور دونوں بازوؤں کا ایک مرتبہ مسح کیا۔

201 - باب نَوْعٍ اٰخَرَ مِنَ التَّيَمُّمِ

باب: تیمم کا ایک اور طریقہ

317 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ اَنْبَاَنَا خَالِدٌ اَنْبَاَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ سَمِعْتُ ذَرًّا يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ اَبْزٰی عَنْ اَبِيْهِ قَالَ وَقَدْ سَمِعَهُ الْحَكَمُ مِنِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ اَجْنَبَ رَجُلٌ فَاَتٰی عُمَرَ - رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ - فَقَالَ اِنِّیْ اَجْنَبْتُ فَلَمْ اَجِدْ مَاءً . قَالَ لَا تُصَلِّ . قَالَ لَهٗ عَمَّارٌ اَمَا تَذْكُرُ اَنَّا كُنَّا فِیْ سَرِيَّةٍ فَاَجْنَبْنَا فَلَمْ نَجِدْ مَاءً فَاَمَّا اَنْتَ فَلَمْ تُصَلِّ وَاَمَّا اَنَا فَاِنِّیْ تَمَعَّكْتُ فَصَلَّيْتُ ثُمَّ اَتَيْتُ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهٗ فَقَالَ "اِنَّمَا كَانَ يَكْفِيْكَ ." وَضَرَبَ شُعْبَةُ بِكَفَّيْهِ ضَرْبَةً وَّنَفَخَ فِيْهِمَا ثُمَّ دَلَكَ اِحْدَاهُمَا بِالْاُخْرٰی ثُمَّ مَسَحَ بِهِمَا وَجْهَهُ . فَقَالَ عُمَرُ شَيْئًا لَا اَدْرِیْ مَا هُوَ . فَقَالَ اِنْ شِئْتَ لَا حَدَّثْتُهُ . وَذَكَرَ شَيْئًا فِیْ هٰذَا الْاِسْنَادِ عَنْ اَبِیْ مَالِكٍ وَّزَادَ سَلَمَةُ قَالَ بَلْ نُوَلِّيْكَ مِنْ ذٰلِكَ مَا تَوَلَّيْتَ .

☆☆ عبدالرحمٰن کے صاحبزادے بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ ایک شخص کو جنابت لاحق ہوئی' وہ حضرت عمر ؓ کے پاس آیا اور بولا: مجھے جنابت لاحق ہو گئی ہے' مجھے پانی نہیں ملا' تو حضرت عمر ؓ بولے: تم نماز ادا نہ کرو (جب تک پانی نہیں ملتا) تو حضرت عمار ؓ نے ان سے کہا: کیا آپ کو یاد نہیں ہے' کہ ہم جنگی مہم میں شریک تھے' تو ہمیں جنابت لاحق ہو گئی' آپ نے تو نماز ہی ادا نہیں کی اور میں مٹی میں لوٹ پوٹ ہو گیا اور نماز ادا کر لی' پھر میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ کے سامنے اس بات کا تذکرہ کیا' تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمہارے لیے اتنا ہی کافی ہے۔

پھر شعبہ نامی راوی نے اپنی ہتھیلی کو زمین پر ایک مرتبہ مارا' پھر اس میں پھونک ماری' پھر اس کے ذریعے دوسرے ہاتھ کو مل لیا' پھر ان دونوں کو اپنے چہرے پر پھیرا۔

راوی کہتے ہیں: تو حضرت عمر ؓ نے کوئی بات کہی جو مجھے پتہ نہیں چل سکا کہ کیا بات تھی۔ پھر حضرت عمر ؓ بولے: اگر تم چاہو تو اس واقعے کو بیان نہ کرو۔

اس کے بعد راوی نے اس کی سند میں ابو مالک سے منقول ہونے کے حوالے سے کوئی بات ذکر کی ہے۔

317-تقدم في الطهارة، باب التيمم من الحضر (الحديث 311) .

سلمہ نامی راوی نے یہ الفاظ اضافی نقل کیے ہیں: ہم تمہیں اسی طرف پھیرتے ہیں' جس طرف کا تم رخ کرتے ہو۔

202 - باب نَوْعٍ اٰخَرَ

باب: ایک اور طریقہ

318 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ تَمِيمٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ وَسَلَمَةُ عَنْ ذَرٍّ عَنِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبْزٰى عَنْ اَبِيهِ اَنَّ رَجُلًا جَآءَ اِلٰى عُمَرَ - رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ - فَقَالَ اِنِّي اَجْنَبْتُ فَلَمْ اَجِدِ الْمَاءَ . فَقَالَ عُمَرُ لَا تُصَلِّ . فَقَالَ عَمَّارٌ اَمَا تَذْكُرُ يَا اَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ اِذْ اَنَا وَاَنْتَ فِي سَرِيَّةٍ فَاَجْنَبْنَا فَلَمْ نَجِدْ مَاءً فَاَمَّا اَنْتَ فَلَمْ تُصَلِّ وَاَمَّا اَنَا فَتَمَعَّكْتُ فِي التُّرَابِ ثُمَّ صَلَّيْتُ فَلَمَّا اَتَيْنَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ "اِنَّمَا يَكْفِيكَ ." وَضَرَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدَيْهِ اِلَى الْاَرْضِ ثُمَّ نَفَخَ فِيهِمَا فَمَسَحَ بِهِمَا وَجْهَهُ وَكَفَّيْهِ - شَكَّ سَلَمَةُ وَقَالَ لَا اَدْرِي فِيهِ اِلَى الْمِرْفَقَيْنِ اَوْ اِلَى الْكَفَّيْنِ - قَالَ عُمَرُ نُوَلِّيكَ مِنْ ذٰلِكَ مَا تَوَلَّيْتَ قَالَ شُعْبَةُ كَانَ يَقُولُ الْكَفَّيْنِ وَالْوَجْهَ وَالذِّرَاعَيْنِ . فَقَالَ لَهُ مَنْصُورٌ مَا تَقُولُ فَاِنَّهُ لَا يَذْكُرُ الذِّرَاعَيْنِ اَحَدٌ غَيْرُكَ . فَشَكَّ سَلَمَةُ فَقَالَ لَا اَدْرِي ذَكَرَ الذِّرَاعَيْنِ اَمْ لَا .

☆☆ عبدالرحمٰن بن ابزیٰ کے صاحبزادے اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ایک شخص حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور بولا: مجھے جنابت لاحق ہوگئی ہے اور مجھے پانی نہیں ملا' تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ بولے: تم نماز ادا نہ کرو (جب تک پانی نہیں مل جاتا) حضرت عمار رضی اللہ عنہ بولے: اے امیر المؤمنین! کیا آپ کو یاد نہیں ہے' کہ جب میں اور آپ ایک مہم میں شریک تھے' تو ہمیں جنابت لاحق ہوگئی تھی اور ہمیں پانی نہیں ملا تھا تو جہاں تک آپ کا تعلق ہے' تو آپ نے تو نماز ہی نہیں پڑھی تھی' البتہ میں نے مٹی میں لوٹ پوٹ ہو کر نماز ادا کر لی تھی۔ پھر ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے اور میں نے اس بات کا تذکرہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا: تمہارے لیے اتنا کافی ہے' پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ زمین پر مارے' پھر ان میں پھونک ماری' پھر ان کے ذریعے اپنے چہرے اور دونوں بازوؤں کا مسح کیا۔

یہاں پر سلمہ نامی راوی کو شک ہے' وہ فرماتے ہیں' کہ مجھے نہیں معلوم کہ کہنیوں تک مذکور ہونے کا تذکرہ ہے یا کلائیوں تک کا تذکرہ ہے۔

تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم تمہیں اس کی طرف پھیرتے ہیں' جس طرف کا تم رخ کرتے ہو۔

شعبہ نامی راوی نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں: دونوں ہتھیلیوں' چہرے اور دونوں بازوؤں کا مسح کیا۔

منصور نامی راوی نے ان سے کہا: یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ کیونکہ آپ کے علاوہ اور کسی نے بھی بازوؤں کا ذکر نہیں کیا۔

اس وجہ سے سلمہ نامی راوی کو شک ہے' وہ فرماتے ہیں' کہ مجھے نہیں معلوم کہ اس میں انہوں نے دونوں بازوؤں کا ذکر کیا ہے یا نہیں کیا؟

318-تقدم في الطهارة، باب التيمم من الحضر (الحديث 311) .

203 - باب تَيَمُّمِ الْجُنُبِ

باب: جنبی شخص کا تیمم کرنا

319 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو مُعَاوِيَةَ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ شَقِيقٍ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ وَاَبِي مُوسٰى فَقَالَ اَبُو مُوسٰى اَوَلَمْ تَسْمَعْ قَوْلَ عَمَّارٍ لِعُمَرَ بَعَثَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَاجَةٍ فَاَجْنَبْتُ فَلَمْ اَجِدِ الْمَاءَ فَتَمَرَّغْتُ بِالصَّعِيدِ ثُمَّ اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ "اِنَّمَا كَانَ يَكْفِيكَ اَنْ تَقُولَ هٰكَذَا ." وَضَرَبَ بِيَدَيْهِ عَلَى الْاَرْضِ ضَرْبَةً فَمَسَحَ كَفَّيْهِ ثُمَّ نَفَضَهُمَا ثُمَّ ضَرَبَ بِشِمَالِهِ عَلٰى يَمِينِهِ وَبِيَمِينِهِ عَلٰى شِمَالِهِ عَلٰى كَفَّيْهِ وَوَجْهِهِ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ اَوَلَمْ تَرَ عُمَرَ لَمْ يَقْنَعْ بِقَوْلِ عَمَّارٍ .

☆☆ شقیق بیان کرتے ہیں' میں حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھا ہوا تھا' حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بولے: کیا آپ نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ کا وہ قول نہیں سنا جو انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا تھا کہ ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے کسی کام سے بھیجا مجھے جنابت لاحق ہوگئی' مجھے پانی نہیں ملا' میں مٹی میں لوٹ پوٹ ہوگیا' پھر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے اس بات کا تذکرہ کیا' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمہارے لیے اتنا کافی تھا کہ تم اس طرح کر لیتے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ زمین پر ایک مرتبہ مارے' پھر ان کے ذریعے دونوں ہتھیلیوں کا مسح کیا' پھر ان میں پھونک ماری' پھر بائیں ہاتھ کو دائیں ہاتھ پر اور دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر' دونوں بازوؤں پر پھیرا اور چہرے پر پھیرا۔

تو حضرت عبداللہ بولے: کیا آپ نے ملاحظہ نہیں کیا؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے بیان پر اکتفاء نہیں کیا تھا۔

204 - باب التَّيَمُّمِ بِالصَّعِيدِ

باب: پاک مٹی کے ذریعے تیمم کرنا

320 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ عَوْفٍ عَنْ اَبِي رَجَاءٍ قَالَ سَمِعْتُ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى رَجُلًا مُعْتَزِلًا لَمْ يُصَلِّ مَعَ الْقَوْمِ فَقَالَ "يَا فُلَانُ مَا مَنَعَكَ اَنْ تُصَلِّيَ مَعَ الْقَوْمِ ." فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اَصَابَتْنِي جَنَابَةٌ وَّلَا مَاءَ . قَالَ "عَلَيْكَ بِالصَّعِيدِ فَاِنَّهُ يَكْفِيكَ ."

☆☆ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا جو الگ تھلگ بیٹھا ہوا تھا اور

319-اخرجه البخاري في التيمم، باب اذا خاف الجنب على نفسه المرض او الموت او خاف العطش تيمم (الحديث 345) بنحوه مختصراً و (الحديث 346 و 347) بنحوه مطولاً و اخرجه مسلم في الحيض، باب التيمم (الحديث 110 و 111) مطولاً . و اخرجه ابو داؤد في الطهارة، باب التيمم (الحديث 321) مطولاً . تحفة الاشراف (10360) .

320-اخرجه البخاري في التيمم، باب . □□ 9 الحديث 348) . تحفة الاشراف (10876)

اس نے لوگوں کے ساتھ نماز ادا نہیں کی تھی۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اے فلاں! تم نے لوگوں کے ساتھ نماز ادا کیوں نہیں کی؟ اس نے عرض کی: یارسول اللہ! مجھے جنابت لاحق ہوگئی تھی اور پانی موجود نہیں ہے' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم مٹی استعمال کرو' وہ تمہارے لیے کافی ہوگی۔

205 - باب الصَّلَوَاتِ بِتَيَمُّمٍ وَّاحِدٍ

باب: ایک ہی تیمم کے ذریعے مختلف نمازیں ادا کرنا

321 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَخْلَدٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ اَبِىْ قِلَابَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ بُجْدَانَ عَنْ اَبِىْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "الصَّعِيْدُ الطَّيِّبُ وَضُوْءُ الْمُسْلِمِ وَاِنْ لَّمْ يَجِدِ الْمَآءَ عَشْرَ سِنِيْنَ."

☆☆ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: پاک مٹی مسلمان کے لیے وضو کا ذریعہ ہے' اگرچہ اسے دس سال تک پانی نہ ملے۔

206 - باب فِيْمَنْ لَّمْ يَجِدِ الْمَآءَ وَلَا الصَّعِيْدَ

باب: جس شخص کو پانی بھی نہیں ملتا اور مٹی بھی نہیں ملتی (وہ کیا کرے؟)

322 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُسَيْدَ بْنَ حُضَيْرٍ وَّنَاسًا يَطْلُبُوْنَ قِلَادَةً كَانَتْ لِعَائِشَةَ نَسِيَتْهَا فِىْ مَنْزِلٍ نَزَلَتْهُ فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ وَلَيْسُوْا عَلٰى وُضُوْءٍ وَّلَمْ يَجِدُوْا مَآءً فَصَلَّوْا بِغَيْرِ وُضُوْءٍ فَذَكَرُوْا ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اٰيَةَ التَّيَمُّمِ قَالَ اُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ جَزَاكِ اللّٰهُ خَيْرًا فَوَاللّٰهِ مَا نَزَلَ بِكِ اَمْرٌ تَكْرَهِيْنَهٗ اِلَّا جَعَلَ اللّٰهُ لَكِ وَلِلْمُسْلِمِيْنَ فِيْهِ خَيْرًا.

☆☆ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' کہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ اور بعض دیگر افراد کو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہار تلاش کرنے کے لیے بھیجا' جو کسی پڑاؤ میں وہ بھول گئی تھیں (یعنی ان سے گر گیا تھا) اس دوران نماز کا وقت ہوگیا' لوگ وضو کی حالت میں نہیں تھے اور انہیں وضو کرنے کے لیے پانی بھی نہیں ملا تو انہوں نے وضو کے بغیر نماز ادا کر لی' بعد میں انہوں نے اس بات کا تذکرہ نبی اکرم ﷺ سے کیا' تو اللہ تعالیٰ نے تیمم کے حکم سے متعلق آیت نازل کی' اس وقت حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے (سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے) یہ کہا: اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطاء کرے! اللہ کی قسم! جب بھی آپ کے ساتھ کوئی ایسی صورتِ حال درپیش ہوئی جو آپ کو ناپسند ہو' تو اللہ تعالیٰ نے اسے آپ کے لیے اور مسلمانوں کے لیے خیر کا ذریعہ بنا دیا۔

321- اخرجه ابو داؤد في الطهارة، باب الجنب يتيمم (الحديث 332) مطولاً . و اخرجه الترمذي في الطهارة، باب ما جاء في التيمم للجنب اذا لم يجد الماء (الحديث 124) مطولاً . تحفة الاشراف (11971) .

322- اخرجه ابو داؤد في الطهارة، باب التيمم (الحديث 317) . تحفة الاشراف (17205) .

323 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا اُمَيَّةُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ اَنْبَاَنَا شُعْبَةُ اَنَّ مُخَارِقًا اَخْبَرَهُمْ عَنْ طَارِقٍ اَنَّ رَجُلًا اَجْنَبَ فَلَمْ يُصَلِّ فَاَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهٗ فَقَالَ "اَصَبْتَ". فَاَجْنَبَ رَجُلٌ اٰخَرُ فَتَيَمَّمَ وَصَلّٰى فَاَتَاهُ فَقَالَ نَحْوَ مَا قَالَ لِلْاٰخَرِ يَعْنِىْ "اَصَبْتَ".

☆☆ طارق نامی راوی بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ ایک شخص کو جنابت لاحق ہوگئی' اس نے نماز ادا نہیں کی' وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے اس بات کا تذکرہ کیا' تو آپ نے فرمایا: تم نے ٹھیک کیا ہے' ایک مرتبہ ایک اور شخص کو جنابت لاحق ہوئی تو اس نے تیمم کر کے نماز ادا کر لی' وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے اسے بھی وہی جواب دیا جو دوسرے کو دیا تھا' یعنی آپ ﷺ نے فرمایا: تم نے ٹھیک کیا ہے۔

323- انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (4982) .

2 - كِتَابُ الْمِيَاهِ

کتاب: (مختلف قسم کے) پانیوں کے بارے میں روایات

امام نسائی نے اس کتاب ''(مختلف قسم کے) پانیوں کے بارے میں روایات'' میں 13 تراجم ابواب اور 23 روایات نقل کی ہیں' جبکہ مکررات کو حذف کردیا جائے تو روایات کی تعداد 9 ہوگی۔

1 - باب

قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ (وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً طَهُوْرًا)

وَقَالَ عَزَّ وَجَلَّ (وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً لِّيُطَهِّرَكُمْ بِهٖ)

وَقَالَ تَعَالٰى (فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا) .

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

''اور ہم نے پاک کرنے والا پانی آسمان سے نازل کیا ہے''۔

اللہ تعالیٰ نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے:

''اور اس نے تم پر آسمان سے پانی نازل کیا ہے تاکہ وہ اس کے ذریعے تمہیں پاک کردے''۔

اللہ تعالیٰ نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے:

''اگر تمہیں پانی نہ ملے' تو تم پاک مٹی کے ذریعے تیمم کرلو''۔

324 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ بَعْضَ اَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اغْتَسَلَتْ مِنَ الْجَنَابَةِ فَتَوَضَّاَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِفَضْلِهَا فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لَهٗ فَقَالَ "اِنَّ الْمَآءَ لَا يُنَجِّسُهٗ شَيْءٌ".

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ کی ایک زوجہ محترمہ نے غسل جنابت کیا' تو

324-اخرجه ابو داؤد في الطهارة، باب الماء لا يجنب (الحديث 68) بنحوه . و اخرجه الترمذي في الطهارة، باب ما جاء في الرخصة في ذلك (الحديث 65) بنحوه . و اخرجه ابن ماجه في الطهارة و سننها، باب الرخصة بفضل و ضوء المراة (الحديث 370 و 371) بنحوه تحفة الاشراف (6103) .

نبی اکرم ﷺ نے ان کے بچائے ہوئے پانی سے وضو کرلیا' اس خاتون نے اس بات کا تذکرہ نبی اکرم ﷺ سے کیا' تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: پانی کو کوئی چیز ناپاک نہیں کرتی ہے۔

شرح

پانی کے بارے میں احکام

ان پانیوں کا بیان جن کے ذریعے وضو کرنا جائز ہے

مسئلہ: تین قسم کے پانیوں کے ذریعے وضو کرنا جائز ہے:

(i) جاری پانی: جاری پانی سے مراد وہ پانی ہے جس میں تنکا بہہ جاتا ہے۔ (کنز خلاصہ)

مسئلہ: بعض حضرات اس بات کے قائل ہیں کہ جسے لوگ جاری سمجھتے ہیں وہ جاری پانی شمار ہوگا اور یہی قول صحیح ہے۔ (تبیین)

مسئلہ: جاری پانی کا ذائقہ' رنگ یا بو نجاست کے ملنے کی وجہ سے جب تک تبدیل نہیں ہوتے ہیں' اُس وقت تک وہ نجس نہیں ہوگا۔ (مضمرات)

مسئلہ: اگر جاری پانی میں کوئی نجس چیز ڈال دی جاتی ہے جیسے مردار' شراب تو جب تک اس جاری پانی کا رنگ' ذائقہ یا بو تبدیل نہیں ہوتی' اس وقت تک وہ نجس شمار نہیں ہوگا۔ (منیۃ المصلی)

مسئلہ: اگر بہت سے لوگ کسی نہر کے کنارے بیٹھ کر وضو کر لیتے ہیں' تو ایسا وضو کرنا جائز ہوگا۔ (منیۃ المصلی)

مسئلہ: اسی طرح اگر کوئی چھوٹا حوض ہو' جس میں ایک طرف سے پانی آ رہا ہو اور دوسری طرف سے نکل رہا ہو' تو ایسی صورت میں بھی بہت سے افراد کا ایک ساتھ وضو کرنا جائز ہوگا۔ (شرح وقایہ)

مسئلہ: اگر کسی چھوٹے حوض میں ایک طرف سے پانی داخل ہوتا ہے' جس کی وجہ سے دوسری طرف سے پانی بہنا شروع ہو جاتا ہے' تو جیسے ہی دوسری طرف سے پانی بہنا شروع ہوگا تو اسی وقت وہ حوض طہارت کے لیے کافی ہوگا' یہ فقیہ ابوجعفر کا قول ہے اور صدر الشریعہ نے اسی کو محیط میں تحریر کیا ہے' نوازل میں یہ بات تحریر ہے کہ ہم اسی حکم کو اختیار کرتے ہیں' یہ بات فتاویٰ قاضی خانیہ میں بھی تحریر ہے۔

مسئلہ: حمام میں موجود حوض کا پانی فقہاء کے نزدیک پاک ہوتا ہے' لیکن اس کے لیے یہ بات شرط ہے کہ اس میں کوئی نجاست نہ ملی ہوئی ہو۔

مسئلہ: دوسری قسم کا پانی وہ ہے جو بہتا نہیں ہے' لیکن تعداد میں زیادہ ہوتا ہے' اس کا حکم یہ ہے کہ جب اس کی تعداد زیادہ ہو جائے تو یہ جاری پانی کے حکم میں آ جاتا ہے' یعنی اگر اس کے کسی ایک کنارے پر نجاست ڈال دی جائے تو وہ سارا پانی نجس نہیں ہوتا ہے' اس وقت تک جب تک اس کا رنگ' اس کی بو یا ذائقہ تبدیل نہیں ہو جاتے ہیں' جب یہ تبدیل ہو جائیں گے تو وہ نجس ہو

جائے گا' اس بات پر تمام علماء کا اتفاق ہے اور تمام مشائخ نے اسی قول کو اختیار کیا ہے۔ (محیط)

مسئلہ: جس مقام پر ایسے پانی میں نجاست ڈالی گئی ہے' اس کا حکم یہ ہے کہ اگر وہ نجاست نظر آ رہی ہے' تو نجاست جس جگہ نظر آ رہی ہے' وہ سارا حصہ ناپاک ہوگا' اس بات پر اتفاق ہے کہ ایسی نجاست کی جگہ سے تقریباً اتنے فاصلے سے وضو کیا جائے گا جتنا چھوٹا حوض ہوتا ہے۔

اکثر فقہاء اس بات کے قائل ہیں کہ اگر کوئی حوض ۱۰ گز لمبا اور ۱۰ گز چوڑا ہو' تو اس صورت میں ایک طرف کی نجاست کا اثر دوسری طرف نہیں پہنچ سکتا ہے' عام مشائخ نے اسی کو اختیار کیا ہے۔ (محیط)

مسئلہ: اس بارے میں گہرائی کا حکم یہ ہے کہ چلو میں پانی لینے کی وجہ سے فرش واضح نہ ہو جائے۔ (ہدایہ)

مسئلہ: یہاں گز میں کپڑے کے گز کا اعتبار ہوگا۔ (ظہیریہ) اور اسی پر فتویٰ ہے۔ (ہدایہ)

مسئلہ: اگر کوئی شخص کسی ایسے حوض سے وضو کرتا ہے جہاں کائی جمی ہوئی ہے' تو اگر ہلانے کے ساتھ وہ ہل جائے تو ایسے حوض سے وضو کرنا جائز ہوگا۔ (خلاصہ)

کنوئیں کے احکام

مسئلہ: تیسری قسم کا پانی جس سے وضو کرنا جائز ہے' وہ کنوئیں کا پانی ہے (بعض اوقات نجاست گرنے کی وجہ سے کنوئیں میں سے پانی نکال دیا جاتا ہے) تو دو طرح کی صورت میں کنوئیں کا پانی نکالا جاتا ہے۔

مسئلہ: پہلی صورت وہ ہے' جس میں کسی نجاست کے گرنے کی وجہ سے تمام پانی کو نکالنا لازم ہو جاتا ہے' یہ اس وقت ہوتا ہے جب نجاست کنوئیں میں گر جاتی ہے' اس طرح پانی نکالنے کا مقصد یہ ہوتا ہے تاکہ کنواں پاک ہو جائے' اس بات پر اسلاف کا اتفاق ہے۔ (الہدایہ)

مسئلہ: اونٹ یا بکری کی مینگنیاں اگر کنوئیں میں گر جاتی ہیں' تو اگر وہ زیادہ نہ ہوں تو کنواں ناپاک نہیں ہوتا۔ (قاضی خان)

مسئلہ: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اس بات کے قائل ہیں کہ یہاں بہت زیادہ سے مراد وہ ہے جسے دیکھنے والا بہت زیادہ سمجھے اور کم وہ ہے جسے دیکھنے والا کم شمار کرے' اسی قول پر اعتماد ہے۔ (تبیین)

مسئلہ: ایک قول یہ ہے کہ زیادہ سے مراد یہ ہے کہ ہر مرتبہ ڈول سے پانی نکالتے وقت اس میں وہ مینگنیاں آ رہی ہوں' لیکن اگر ایسا نہیں ہوتا تو اس کا مطلب ہے کہ وہ کم ہیں اور یہ قول صحیح ہے۔ (مبسوط سرخسی' نہایہ)

مسئلہ: اس بارے میں بنیادی اصول یہ ہے کہ ثابت مینگنی' ٹوٹی ہوئی' تر مینگنی یا خشک مینگنی میں کوئی فرق نہیں ہوگا۔ (عنایہ)

مسئلہ: اس مسئلے کے بارے میں لید' گوبر اور مینگنی کا حکم ایک جیسا ہوگا۔ (ہدایہ)

مسئلہ: اس حوالے سے جنگل یا شہر میں موجود کنوؤں کے حکم میں کوئی فرق نہیں ہوگا۔ (تبیین)

مسئلہ: اگر کوئی بکری' کتا' انسان کنوئیں میں مر جاتا ہے یا کوئی جانور پھول جاتا ہے یا پھٹ جاتا ہے' تو وہ جانور چھوٹا ہو یا بڑا ہو' اُس کنوئیں کا سارا پانی نکالا جائے گا۔ (ہدایہ)

مسئلہ: اسی طرح اگر اُس جانور کے بال کنوئیں میں بکھر جاتے ہیں' تو یہ بھی اس کے جسم کے پھٹ جانے کی مانند ہوگا۔ (سراج الوہاج)

مسئلہ: اگر بکری کی قسم کا کوئی جانور کنوئیں میں گر جاتا ہے اور اسے زندہ نکال لیا جاتا ہے' تو صحیح قول یہ ہے کہ وہ جانور اگر نجس العین نہیں ہے اور اس کے جسم پر بھی کوئی نجاست نہیں لگی ہوئی اور اس کا منہ بھی پانی میں داخل نہیں ہوا تو وہ پانی نجس نہیں ہو گا' لیکن اگر اس کا منہ پانی میں داخل ہو جائے تو اس کے جوٹھے کے مطابق پانی کا حکم جاری کیا جائے گا' اگر اس کا جوٹھا پاک ہو گا تو پانی پاک شمار ہوگا' اگر نجس ہوگا تو نجس شمار ہوگا اور اگر پانی نجس ہوگا تو سارے پانی کو نکالا جائے گا لیکن اگر اس کا جوٹھا مشکوک ہوتا ہے' تو پانی کو بھی مشکوک قرار دیا جائے گا لیکن تمام پانی نکال لیا جائے گا اور اگر اس کا جوٹھا مکروہ ہے' تو پانی بھی مکروہ ہو جائے گا اور اس صورت میں اسے نکالنا مستحب قرار دیا جائے گا' لیکن اگر وہ جانور نجس العین ہے جیسے خنزیر ہے' تو پانی نجس ہو جائے گا' اگرچہ اس کا پانی میں منہ داخل نہ ہوا ہو اور صحیح قول یہ ہے کہ کتا نجس العین نہیں ہوتا' جب تک اس کا منہ پانی میں داخل نہیں ہوگا' پانی ناپاک نہیں ہوگا۔ (تبیین)

مسئلہ: جن جانوروں کا گوشت نہیں کھایا جاتا' جیسے وحشی درندے یا وحشی پرندے' وغیرہ ان سب کا یہی حکم ہوگا کہ اگر وہ زندہ نکل آتے ہیں اور ان کا منہ پانی تک نہیں پہنچا تو صحیح قول یہ ہے کہ پانی نجس نہیں ہوگا۔ (محیط سرخسی)

مسئلہ: مردہ کافر خواہ اسے غسل دے دیا جائے یا اسے غسل نہ دیا جائے' نجس شمار ہوگا۔ (ظہیریہ)

مسئلہ: اگر کوئی مسلمان مردہ کنوئیں میں گر جاتا ہے' تو اگر اس کو غسل نہیں دیا گیا تھا تو پانی خراب ہو جائے گا اور اگر غسل کے بعد گرتا ہے' تو پانی خراب نہیں ہوگا' یہی قول مختار ہے۔ (تاتارخانیہ)

مسئلہ: اگر بچہ پیدا ہونے کے بعد رو دیتا ہے اور پھر اس کے بعد فوت ہوتا ہے' تو اس کا حکم بڑے آدمی کا سا ہوگا' یعنی اگر وہ غسل کے بعد کنوئیں میں گرا ہے' تو پانی خراب نہیں ہوگا اور اگر رویا نہیں تھا تو اگرچہ کئی مرتبہ غسل دینے کے بعد پانی میں گرتا ہے' تو بھی کنواں (یعنی اس کا پانی) خراب ہو جائے گا' اسی طرح اگر کوئی شہید تھوڑے پانی میں گرتا ہے' تو پانی خراب نہیں ہوگا لیکن اگر اس کا خون بہہ جاتا ہے' تو پانی خراب ہوگا۔ (قاضی خان)

مسئلہ: اگر کوئی مرغی' بلی' کبوتر یا اس طرح کا کوئی اور جانور کنوئیں میں گر جاتا ہے' لیکن اس کا جسم پھولتا بھی نہیں ہے اور پھٹتا بھی نہیں ہے' تو اس صورت میں چالیس یا پچاس ڈول نکال لیے جائیں گے۔ (محیط سرخسی)

مسئلہ: اگر کوئی چوہا یا چڑیا کنوئیں میں گر کر مر جاتے ہیں یا ان کا مردہ جسم باہر نکلتا ہے لیکن وہ پھولے نہیں ہیں' تو ان کا جسم نکالنے کے بعد کنوئیں میں سے بیس سے لے کر تیس ڈول تک نکال لیے جائیں گے۔ (محیط)

مسئلہ: کنوئیں کے پاک ہونے کے ساتھ اس کا ڈول' رسی' چرخ اور کنوئیں کے گرد کی فصیل بھی پاک شمار ہوگی۔ (محیط سرخسی)

مسئلہ: اگر کوئی نجس لکڑی یا نجس کپڑا کنوئیں میں گر جاتا ہے اور اسے نکالنا ممکن نہ ہو' یا وہ غائب ہو جاتے ہیں' تو اس کنوئیں کے پاک ہونے کے ساتھ ہی وہ کپڑا اور وہ لکڑی بھی پاک شمار ہوں گے۔ (ظہیریہ)

مسئلہ: جس کنوئیں میں سے بیس ڈول نکالنا لازم تھا' اس میں سے پہلا ڈول نکال کر ایک اور کنوئیں میں ڈال دیا گیا تو اس

دوسرے کنویں میں سے بھی بیس ڈول نکالے جائیں گے' اس بارے میں اصول یہ ہے کہ دوسرا کنواں بھی اتنے ہی ڈولوں سے پاک ہوگا' جتنے ڈولوں سے پہلے کنواں پاک ہوگا۔

فصل: پانی کی ان اقسام کا بیان' جن کے ذریعے وضو نہیں ہوسکتا

مسئلہ: خربوزہ' ککڑی' کھیرا' گلاب کے پانی کے ساتھ وضو کرنا جائز نہیں ہے' اسی طرح کسی شربت یا اسی طرح کی کوئی اور پتلی چیز یعنی سرکہ وغیرہ سے بھی وضو جائز نہیں ہے۔ (قاضی خان)

مسئلہ: نمک کے پانی کے ساتھ بھی وضو نہیں کیا جاسکتا۔ (خلاصہ)

مسئلہ: صابن کے پانی یا اشنان کے پانی کے ساتھ وضو نہیں کیا جاسکتا' لیکن یہ اس وقت ہوگا کہ جب پانی کی طبعی حیثیت اتنی زیادہ تبدیل نہ ہوجائے کہ وہ پانی گاڑھا ہوجائے' اگر وہ بدستور پتلا رہتا ہے اور اس کی لطافت باقی رہتی ہے' تو جائز ہوگا۔ (قاضی خان)

مسئلہ: انگور کے درختوں سے نکلنے والے پانی سے بھی وضو جائز نہیں ہے۔ (کافی' محیط' قاضی خان)

مسئلہ: اگر کسی موسم میں پتے وغیرہ گرنے کی وجہ سے پانی کا ذائقہ' رنگ یا بو تبدیل ہوجاتے ہیں' تو فقہاء احناف کے نزدیک ایسے پانی سے وضو جائز ہے۔ (سراج الوہاج)

مسئلہ: زعفران' زردج اور کسم کے پانی سے وضو جائز ہے' لیکن شرط یہ ہے کہ وہ پانی پتلا ہونا چاہیے اور پانی غالب ہونا چاہیے' لیکن اگر سرخی غالب آجاتی ہے اور پانی گاڑھا ہوجاتا ہے' تو اس سے وضو جائز نہیں ہوگا۔ (قاضی خان)

مسئلہ: اگر صرف پانی ہے اور مٹی یا چونے کے ملنے کی وجہ سے یا بہت دن تک کھڑا رہنے کی وجہ سے متغیر ہوجاتا ہے' تو اس سے وضو جائز ہوگا۔ (بدائع الصنائع)

مسئلہ: اگر کوئی شخص سیلابی پانی سے وضو کرتا ہے' تو یہ جائز ہوگا' اگرچہ اس میں مٹی وغیرہ ملی ہوئی ہو' لیکن شرط یہ ہے کہ پانی غالب ہونا چاہیے اور پتلا ہونا چاہیے خواہ وہ میٹھا ہو یا اس کا ذائقہ کھارا ہوچکا ہو۔

مسئلہ: اسی طرح ایسے پانی کے ساتھ وضو کرنا جائز ہے' جس میں چنے یا باقلا بھگوئے گئے ہوں' پانی کی رنگت اور ذائقہ تبدیل ہوا ہو' لیکن اس کا پتلا پن ختم نہ ہوا ہو۔ (قاضی خان)

مسئلہ: اس بارے میں اصول یہ ہے کہ غلبے میں رنگ کا اعتبار کیا جائے گا' اگر کوئی چیز پانی میں ملنے کے بعد رنگت میں مخالف نہیں ہے' لیکن ذائقہ تبدیل ہوگیا تو ذائقہ کا اعتبار کیا جائے گا اور اگر رنگت اور ذائقے دونوں میں مخالفت نہیں ہے' تو اس بات کا جائزہ لیا جائے گا کہ مقدار کس کی زیادہ ہے' اگر مقدار کے اعتبار سے بھی دونوں برابر ہوتے ہیں' تو اس کا حکم ظاہر الروایہ میں موجود نہیں ہے' تاہم بعد کے فقہاء نے یہ بات کہی ہے کہ احتیاط کے پیش نظر پانی کو دوسری چیز کے مقابلے میں مغلوب قرار دیں گے۔ (بدائع الصنائع)

نبیذ کے ذریعے وضو کرنا

مسئلہ: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اس بات کے قائل ہیں کہ کھجور کی نبیذ کے ذریعے وضو کیا جاسکتا ہے اور جب ایسا پانی موجود ہو' تو

آدمی تیمم نہیں کرے گا۔ (الجامع الصغیر' شرح طحاوی)

مسئلہ: اکثر متون میں یہ بات تحریر ہے' ایسی صورت میں جب صرف کھجور کی نبیذ موجود ہو اور کوئی پانی موجود نہ ہو' تو اس صورت میں انسان کھجور کی نبیذ کے ذریعے وضو بھی کرلے گا اور احتیاط کے پیش نظر تیمم بھی کرلے گا۔ یہ حکم بھی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ہے' البتہ امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ اس بات کے قائل ہیں' ایسی صورت میں انسان تیمم کرے گا' وہ کھجور کی نبیذ کے ذریعے کسی بھی صورت میں وضو نہیں کرسکتا ہے جبکہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ اس بات کے قائل ہیں کہ احتیاط کے پیش نظر وضو بھی کرے گا اور تیمم بھی کرلے گا' اگر وہ شخص ان دونوں میں سے کسی ایک کو بھی ترک کردیتا ہے' تو یہ جائز نہیں ہوگا' البتہ یہ ضروری نہیں ہے کہ دونوں میں سے کسی ایک کو پہلے کیا جائے' دونوں میں سے خواہ جسے بھی پہلے کرلیا جائے تو درست ہوگا۔ (شرح طحاوی)

مسئلہ: امام قاضی خان رحمۃ اللہ علیہ نے الجامع الصغیر کی شرح میں یہ بات تحریر کی ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ کے قول کی طرف رجوع کرلیا تھا' فتویٰ امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر ہے۔ (عینی شرح کنز)

مسئلہ: کھجور کی نبیذ کا حکم اس وقت ہے جب وہ میٹھی ہو اور ترشی کی طرف مائل ہو' لیکن جب اس میں جوش آجاتا ہے اور وہ سخت ہوجاتی ہے یا اس پر جھاگ آجاتا ہے' تو اس بات پر اتفاق ہے کہ اس سے وضو کرنا جائز نہیں ہوگا' کیونکہ اب وہ نشہ آور بن چکی ہے۔

مسئلہ: اگر چند چھوہارے پانی میں بھگودیئے جاتے ہیں جس کے نتیجے میں وہ پانی میٹھا ہوجاتا ہے لیکن دیکھنے میں پانی ہی محسوس ہوتا ہے اور وہ پتلا بھی ہوتا ہے' تو ایسے پانی کے ساتھ وضو کرنا جائز ہے' اس بارے میں فقہائے احناف کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے۔ (شرح منیۃ المصلی از ابن امیر الحاج)

آبِ مستعمل کے احکام

مسئلہ: فقہائے احناف کا اس بات پر اتفاق پایا جاتا ہے کہ آبِ مستعمل کے ذریعے طہارت حاصل نہیں ہوسکتی' اس لیے اس سے وضو کرنا جائز نہیں ہوگا' البتہ کیا آبِ مستعمل خود پاک ہوتا ہے' اس بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے' امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ایسا پانی پاک ہوتا ہے' امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے بھی یہی روایت منقول ہے اور فتویٰ بھی اسی بات پر ہے۔ (محیط)

مسئلہ: جس بھی پانی سے حدث دور کیا جائے (یعنی بے وضو حالت میں وضو کرلیا گیا ہو یا جنابت کی حالت میں غسل کرلیا گیا ہو) یا جسے عبادت کے لیے استعمال کیا گیا ہو' تو حکم یہ ہے کہ جیسے ہی وہ انسان کے عضو سے الگ ہوگا' وہ آبِ مستعمل شمار ہوگا۔ (ہدایہ)

مسئلہ: اس بارے میں چھوٹے حدث (یعنی بے وضو حالت) اور بڑے حدث (یعنی جنابت کی حالت) کا حکم برابر ہے۔ (عینی شرح کنز)

مسئلہ: اگر کوئی شخص اپنے دونوں بازو دھو رہا تھا اور اس کے بازو دھونے سے جو پانی گر رہا تھا' وہ پانی کسی اور شخص نے ہاتھ نیچے لے جاکر حاصل کیا اور اس سے اپنے عضو کو دھولیا تو یہ جائز نہیں ہوگا۔ (قاضی خان)

مسئلہ: اگر کوئی بے وضو شخص یا جنابت کی حالت والا شخص یا حیض والی عورت جو غسل کرنے لگی ہے اگر وہ پانی لینے کے لیے اپنا ہاتھ پانی میں داخل کرتے ہیں تو ضرورت کے پیش نظر اس پانی کو مستعمل قرار نہیں دیا جائے گا۔ (تبیین)

مسئلہ: اگر پانی نکالنے والا ڈبہ بالٹی میں گر جاتا ہے اور اسے نکالنے کے لیے آدمی کہنی تک ہاتھ اس میں ڈال لیتا ہے تو بھی پانی مستعمل نہیں ہوگا' لیکن وہ شخص صرف ہاتھوں کو ٹھنڈک پہنچانے کے لیے برتن میں داخل کرتا ہے تو پانی مستعمل شمار ہو جائے گا' کیونکہ یہاں اس طرح ہاتھ ڈالنے کی ضرورت نہیں تھی۔ (خلاصہ)

مسئلہ: مشہور روایت کے مطابق امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ اس بات کے قائل ہیں کہ پانی کے مستعمل ہونے کے لیے یہ بات شرط ہے کہ انسان نے کوئی پورا عضو اس میں داخل کیا ہو۔ (محیط)

مسئلہ: ایک یا دو انگلیوں کو پانی میں داخل کرنے سے پانی مستعمل شمار نہیں ہوتا' البتہ پوری ہتھیلی کو داخل کرنے سے مستعمل شمار ہوگا۔ (ظہیریہ)

مسئلہ: اگر جنابت کی حالت والا کوئی شخص ڈول کو ڈھونڈنے کے لیے کنویں میں غوطہ لگا دیتا ہے' تو امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ اس بات کے قائل ہیں کہ اس کی جنابت باقی رہتی ہے اور پانی بھی اپنی حالت پر برقرار رہتا ہے' جبکہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ اس بات کے قائل ہیں کہ اس صورت میں پانی پاک رہے گا اور جنابت والے شخص کی جنابت بھی ختم ہو جائے گی' جبکہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے ایک روایت یہ نقل کی گئی ہے کہ اس صورت میں دونوں نجس ہو جائیں گے۔

مسئلہ: ایک قول یہ ہے کہ اس صورت میں آدمی پاک ہو جاتا ہے کیونکہ پانی اس کے جسم سے جدا ہونے سے پہلے مستعمل نہیں ہوتا اور یہ روایت قرین قیاس محسوس ہوتی ہے۔ (الہدایہ' تبیین)

مسئلہ: لیکن اگر کوئی شخص نماز کے لیے (وضو کرنے کے لیے) اس طرح کے پانی میں غوطہ لگا دیتا ہے' تو اس بات پر اتفاق ہے کہ سارا پانی خراب ہو جائے گا۔ (نہایہ)

مسئلہ: اگر حیض والی کوئی عورت کنویں میں گر جاتی ہے' تو اگر وہ خون کی آمد منقطع ہو جانے کے بعد کنویں میں گری ہے اور اس کے اعضاء پر کوئی نجاست بھی نہیں لگی تو اس کا حکم جنبی شخص کی مانند ہوگا' لیکن اگر اس کا خون بند نہیں ہوا' اس سے پہلے وہ گر گئی ہے' تو اس کی مثال پاک شخص کی طرح ہوگی کیونکہ اس طرح سے گرنے کے نتیجے میں وہ حیض کی ناپاکی کے حکم سے باہر نہیں آئے گی (اب اگر اس کنویں میں اس کا کچھ خون مل جاتا ہے' تو اس کا حکم خون کے اعتبار سے ہوگا' آب مستعمل کے اعتبار سے نہیں ہوگا)۔ (خلاصہ' قاضی خان)

مسئلہ: اگر کوئی شخص وضو کرتے ہوئے وضو کے اعضاء کے علاوہ جسم کے کسی اور حصے کو دھو لیتا ہے جیسے پہلو دھو لیتا ہے یا ران کو دھو لیتا ہے' تو صحیح قول یہ ہے کہ اس صورت میں پانی مستعمل شمار نہیں ہوگا' پانی صرف اس وقت مستعمل شمار ہوگا جب وہ وضو کے مخصوص اعضاء کو دھوتا ہے۔ (خلاصہ)

مسئلہ: اگر کوئی پاک شخص مٹی' آٹا یا میل صاف کرنے کے لیے اعضائے وضو کو دھوتا ہے یا ٹھنڈک حاصل کرنے کے لیے نہاتا ہے' تو محض اس وجہ سے پانی مستعمل نہیں ہوگا۔ (قاضی خان)

مسئلہ: اگر کوئی بے وضو شخص ٹھنڈک حاصل کرنے کے لیے یا کسی دوسرے کو سکھانے کے لیے وضو کرتا ہے' تو امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک پانی مستعمل شمار ہوگا' جبکہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مستعمل شمار نہیں ہوگا۔

(خلاصہ)

یہاں ایک مسئلہ یہ بھی ہے کہ اگر کوئی نابالغ لڑکا اس طرح سے پانی استعمال کر لیتا ہے' تو کیا وہ مستعمل شمار ہوگا؟ اس بارے میں حکم یہ ہے کہ اگر وہ لڑکا سمجھدار ہے' تو اس کے وضو کرنے کی وجہ سے پانی مستعمل ہو جائے گا' ورنہ نہیں ہوگا۔ (مضمرات)

مسئلہ: اگر کوئی شخص کھانا کھانے سے پہلے یا کھانا کھانے کے بعد ہاتھ دھوتا ہے' تو پانی مستعمل ہو جائے گا۔ (محیط سرخسی)

مسئلہ: اگر کسی مقتول کا سر تن سے جدا ہو جاتا ہے' تو اگر اس کے سر کو دھویا جائے تو وہ پانی بھی مستعمل شمار ہوگا۔ (محیط سرخسی)

مسئلہ: اگر جنبی شخص غسل کر رہا ہو اور اس کے جسم سے کچھ پانی برتن میں ٹپک جائے تو پانی خراب نہیں ہوگا' لیکن اگر ٹپکنے والا پانی برتن میں موجود پانی پر غالب آ جاتا ہے' تو اس برتن کا پانی خراب ہو جائے گا۔

مسئلہ: اسی طرح حمام کے حوض کا بھی یہی حکم ہے کہ جب تک مستعمل پانی اس میں موجود پانی پر غالب نہیں آتا' اس وقت تک وہ پانی پاک کرنے والا شمار ہوگا۔ (خلاصہ)

مسئلہ: مستعمل پانی اگر کنویں میں گر جاتا ہے' تو اس وقت تک کنویں کا پانی خراب شمار نہیں ہوگا' جب تک مستعمل پانی اس پر غالب نہیں آ جاتا' یہی قول درست ہے۔ (محیط سرخسی)

•••——•••——•••

2 - باب ذِكْرِ بِئْرِ بُضَاعَةَ

باب: بضاعہ کنوئیں کا تذکرہ

325 - اَخْبَرَنَا هَارُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ كَثِيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَعْبٍ الْقُرَظِيُّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ رَافِعٍ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَتَتَوَضَّاُ مِنْ بِئْرِ بُضَاعَةَ وَهِيَ بِئْرٌ يُطْرَحُ فِيْهَا لُحُوْمُ الْكِلَابِ وَالْحِيَضُ وَالنَّتَنُ فَقَالَ "اَلْمَآءُ طَهُوْرٌ لَا يُنَجِّسُهُ شَىْءٌ".

☆☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' عرض کی گئی: یارسول اللہ! کیا آپ بضاعہ کنوئیں کے پانی سے وضو کر لیتے ہیں؟ جبکہ وہ ایک ایسا کنواں ہے' جس میں کتوں کا گوشت' حیض والی عورتوں کے کپڑے اور دیگر گندگی کی چیزیں پھینکی جاتی ہیں' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا' کہ پانی پاک ہوتا ہے' اسے کوئی چیز ناپاک نہیں کرتی۔

326 - اَخْبَرَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيْمِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَمْرٍو قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُسْلِمٍ

325-اخرجه ابو داؤد في الطهارة، باب ما جاء في بئر بضاعة (الحديث 66) و (الحديث 67) بنحوه . و اخرجه الترمذي في الطهارة، باب ما جاء ان الماء لا ينجسه شيء (الحديث 66) . تحفة الاشراف (4144) .

326-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف . (4125)

وَكَانَ مِنَ الْعَابِدِيْنَ - عَنْ مُطَرِّفِ بْنِ طَرِيفٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ اَبِىْ نَوْفٍ عَنْ سَلِيطٍ عَنِ ابْنِ اَبِىْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ مَرَرْتُ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَتَوَضَّأُ مِنْ بِئْرِ بُضَاعَةَ فَقُلْتُ اَتَتَوَضَّأُ مِنْهَا وَهِىَ يُطْرَحُ فِيْهَا مَا يُكْرَهُ مِنَ النَّتْنِ فَقَالَ "اَلْمَآءُ لَا يُنَجِّسُهُ شَیْءٌ".

☆☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ایک مرتبہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزرا' آپ اس وقت بضاعہ کنوئیں سے وضو کر رہے تھے' میں نے عرض کی: کیا آپ اس سے وضو کر رہے ہیں؟ حالانکہ اس میں ناپسندیدہ گندگی پھینکی جاتی ہے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: پانی کو کوئی چیز ناپاک نہیں کرتی ہے۔

3 - باب التَّوْقِيْتِ فِى الْمَاءِ

باب: پانی میں مقدار متعین کرنا

327 - اَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ الْمَرْوَزِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنِ الْوَلِيْدِ بْنِ كَثِيْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمَآءِ وَمَا يَنُوْبُهُ مِنَ الدَّوَابِّ وَالسِّبَاعِ فَقَالَ "اِذَا كَانَ الْمَآءُ قُلَّتَيْنِ لَمْ يَحْمِلِ الْخَبَثَ".

☆☆ عبیداللہ بن عبداللہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسے پانی کے بارے میں دریافت کیا گیا جس میں سے جانور اور درندے آ کر پیتے ہیں' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب پانی دو قلے ہو جائے وہ ناپاک نہیں ہوتا۔

328 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ اَعْرَابِيًّا بَالَ فِى الْمَسْجِدِ فَقَامَ اِلَيْهِ بَعْضُ الْقَوْمِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا تُزْرِمُوْهُ". فَلَمَّا فَرَغَ دَعَا بِدَلْوٍ مِنْ مَاءٍ فَصَبَّهُ عَلَيْهِ.

☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ ایک دیہاتی نے مسجد میں پیشاب کر دیا' کچھ لوگ اٹھ کر اس کی طرف بڑھے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اسے روکو نہیں' جب وہ فارغ ہو گیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی کا ڈول منگوا کر اس پر بہا دیا۔

329 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْوَاحِدِ عَنِ الْاَوْزَاعِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْوَلِيْدِ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَامَ اَعْرَابِيٌّ فَبَالَ فِى الْمَسْجِدِ فَتَنَاوَلَهُ النَّاسُ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "دَعُوْهُ وَاَهْرِيْقُوْا عَلٰى بَوْلِهِ دَلْوًا مِنْ مَاءٍ فَاِنَّمَا بُعِثْتُمْ مُيَسِّرِيْنَ وَلَمْ تُبْعَثُوْا مُعَسِّرِيْنَ".

327-اخرجه ابوداؤد في الطهارة، باب ما ينجس الماء (الحديث 64) و (الحديث 65) مختصرًا واخرجه الترمذي في الطهارة، باب منه آخر (الحديث 67) . واخرجه ابن ماجه في الطهارة، باب مقدار الماء الذي لا ينجس (الحديث 517) و (الحديث 518) مختصرًا تحفة الاشراف (7305) .

328-تقدم في الطهارة، ترك التوقيت في الماء (الحديث 53) .

329-تقدم في الطهارة، ترك التوقيت في الماء (الحديث 56) .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک دیہاتی اٹھا اور اس نے مسجد میں پیشاب کرنا شروع کر دیا' لوگ اس کی طرف بڑھے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: اسے رہنے دو' پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے پیشاب پر پانی کا ایک ڈول بہانے کی ہدایت کی' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم لوگوں کو آسانی فراہم کرنے کے لیے بھیجا گیا ہے' تمہیں مشکل میں ڈالنے کے لیے نہیں بھیجا گیا۔

4 - باب النَّهْيِ عَنِ اغْتِسَالِ الْجُنُبِ فِى الْمَآءِ الدَّائِمِ

باب: جنبی شخص کے ٹھہرے ہوئے پانی میں غسل کرنے کی ممانعت

330 - اَخْبَرَنَا الْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ عَنْ عَمْرٍو - وَهُوَ ابْنُ الْحَارِثِ - عَنْ بُكَيْرٍ اَنَّ اَبَا السَّائِبِ حَدَّثَهُ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا يَغْتَسِلُ اَحَدُكُمْ فِى الْمَآءِ الدَّائِمِ وَهُوَ جُنُبٌ".

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: کوئی بھی شخص جنابت کی حالت میں ٹھہرے ہوئے پانی میں غسل نہ کرے۔

5 - باب الْوُضُوْءِ بِمَآءِ الْبَحْرِ

باب: سمندر کے پانی سے وضو کرنا

331 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ سَلَمَةَ اَنَّ الْمُغِيْرَةَ بْنَ اَبِىْ بُرْدَةَ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ سَاَلَ رَجُلٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا نَرْكَبُ الْبَحْرَ وَنَحْمِلُ مَعَنَا الْقَلِيْلَ مِنَ الْمَآءِ فَاِنْ تَوَضَّاْنَا بِهِ عَطِشْنَا اَفَنَتَوَضَّاُ مِنْ مَاءِ الْبَحْرِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "هُوَ الطَّهُوْرُ مَاؤُهُ الْحِلُّ مَيْتَتُهُ".

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک شخص نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا' اس نے عرض کی: یارسول اللہ! ہم سمندر میں سفر کرتے ہیں اور اپنے ساتھ تھوڑا سا پانی لے کر جاتے ہیں' اگر ہم اس کے ذریعے وضو کر لیتے ہیں' تو خود پیاسے رہ جائیں گے' کیا ہم سمندر کے پانی سے وضو کر لیا کریں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس (سمندر) کا پانی پاک کرنے والا ہوتا ہے اور اس کا مردار حلال ہوتا ہے۔

6 - باب الْوُضُوْءِ بِمَآءِ الثَّلْجِ وَالْبَرَدِ

باب: برف اور اولوں کے پانی سے وضو کرنا

330-تقدم في الطهارة، باب النهي عن اغتسال الجنب في الماء الدائم (الحديث 220) .

331-تقدم في الطهارة، باب في ماء البحر (الحديث 59) .

332 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا جَرِيْرٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "اَللّٰهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَایَ بِمَآءِ الثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّ قَلْبِیْ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الْاَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ ."

☆☆ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' کہ نبی اکرم ﷺ یہ دعا مانگا کرتے تھے:

''اے اللہ! میری خطاؤں کو برف اور اولوں کے پانی کے ذریعے دھودے اور میرے دل کو خطاؤں سے اس طرح صاف کردے' جس طرح سفید کپڑے کو میل سے صاف کیا جاتا ہے''۔

333 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا جَرِيْرٌ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ عَنْ اَبِیْ زُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ جَرِيْرٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "اَللّٰهُمَّ اغْسِلْنِیْ مِنْ خَطَايَایَ بِالثَّلْجِ وَالْمَآءِ وَالْبَرَدِ ."

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے:

''اے اللہ! میری خطاؤں کو برف' پانی اور اولوں کے ذریعے دھودے''۔

7 - باب سُؤْرِ الْكَلْبِ

باب: کتے کے جوٹھے کا حکم

334 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِیْ رَزِيْنٍ وَّاَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِیْ اِنَاءِ اَحَدِكُمْ فَلْيُرِقْهُ ثُمَّ لْيَغْسِلْهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ ."

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: جب کتا کسی شخص کے برتن میں منہ ڈال دے' تو وہ اس شخص میں موجود چیز کو بہادے اور اسے سات مرتبہ دھوئے۔

8 - باب تَعْفِيْرِ الْاِنَاءِ بِالتُّرَابِ مِنْ وُّلُوْغِ الْكَلْبِ فِيْهِ

باب: جس برتن میں کتا منہ ڈال دے' اُسے مٹی کے ذریعے صاف کرنے کا حکم

335 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ - يَعْنِی ابْنَ الْحَارِثِ - عَنْ شُعْبَةَ عَنْ اَبِی التَّيَّاحِ قَالَ سَمِعْتُ مُطَرِّفًا عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ بِقَتْلِ الْكِلَابِ وَرَخَّصَ فِیْ

332-تقدم في الطهارة، الوضوء بماء الثلج (الحديث 61) .

332-تقدم في الطهارة، باب الوضوء با لثلج (الحديث 60) مطولاً .

333-تقدم في الطهارة، باب الامر باراقة ما في الاناء اذا ولغ فيه الكلب (الحديث 66) .

كَلْبِ الصَّيْدِ وَالْغَنَمِ وَقَالَ "اِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِی الْاِنَاءِ فَاغْسِلُوْهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ وَّعَفِّرُوْهُ الثَّامِنَةَ بِالتُّرَابِ ."

☆☆ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' (پہلے) نبی اکرم ﷺ نے کتوں کو مار دینے کا حکم دیا' پھر آپ ﷺ نے شکار کے لیے اور بکریوں (کی حفاظت) کے لیے کتے (کو پالنے) کی اجازت دی۔

نبی اکرم ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا ہے:

''جب کتا کسی برتن میں منہ ڈال دے تو تم اُسے سات مرتبہ دھوؤ اور آٹھویں مرتبہ مٹی کے ذریعے صاف کرو''۔

336 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَزِيْدَ قَالَ حَدَّثَنَا بَهْزُ بْنُ اَسَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِی التَّيَّاحِ يَزِيْدَ بْنِ حُمَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ مُطَرِّفًا يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَتْلِ الْكِلَابِ قَالَ "مَا بَالُهُمْ وَبَالُ الْكِلَابِ ." قَالَ وَرَخَّصَ فِیْ كَلْبِ الصَّيْدِ وَكَلْبِ الْغَنَمِ وَقَالَ "اِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِی الْاِنَاءِ فَاغْسِلُوْهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ وَّعَفِّرُوا الثَّامِنَةَ بِالتُّرَابِ ." خَالَفَهُ اَبُوْ هُرَيْرَةَ فَقَالَ اِحْدَاهُنَّ بِالتُّرَابِ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

(پہلے) نبی اکرم ﷺ نے کتوں کو مار دینے کا حکم دیا' پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''لوگوں کا کتوں سے کیا واسطہ''۔

پھر آپ ﷺ نے شکار کرنے یا بکریوں کی حفاظت کے لیے کتا (پالنے) کی اجازت دی۔

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جب کتا کسی برتن میں منہ ڈال دے تو تم اُسے سات مرتبہ دھولو اور آٹھویں مرتبہ مٹی کے ذریعے (مل کے) صاف کرلو''۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس سے مختلف روایت نقل کی ہے' انہوں نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں: (نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:)

''ان میں سے ایک مرتبہ مٹی کے ذریعے (مل کے) صاف کرو''۔

337 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ خِلَاسٍ عَنْ اَبِیْ رَافِعٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِیْ اِنَاءِ اَحَدِكُمْ فَلْيَغْسِلْهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ اُوْلَاهُنَّ بِالتُّرَابِ ."

☆☆ ابورافع بیان کرتے ہیں' حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ بات بیان کی ہے' کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

''جب کتا کسی شخص کے برتن میں منہ ڈال دے تو وہ اُسے سات مرتبہ دھولے' جن میں سے پہلی مرتبہ مٹی کے ذریعے (مل کے) صاف کرے''۔

338 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنِ ابْنِ اَبِیْ عَرُوْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ ابْنِ

336-تقدم في الطهارة، باب تعفير الاناء الذي ولغ فيه الكلب بالتراب (الحديث 67) .

337-انفرد به النسائي، تحفة الاشراف (14664) .

بِیرِینَ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اِذَا وَلَغَ الْکَلْبُ فِیْ اِنَاءِ اَحَدِکُمْ فَلْیَغْسِلْهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ اُولَاهُنَّ بِالتُّرَابِ".

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"جب کتا کسی کے برتن میں منہ ڈال دے تو وہ اُسے سات مرتبہ دھولے جس میں سے پہلی مرتبہ مٹی کے ذریعے (مل کے) صاف کرے"۔

9- باب سُؤْرِ الْهِرَّةِ

باب: بلی کے جوٹھے کا حکم

339- اَخْبَرَنَا قُتَیْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ اِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ طَلْحَةَ عَنْ حُمَیْدَةَ بِنْتِ عُبَیْدِ بْنِ رِفَاعَةَ عَنْ کَبْشَةَ بِنْتِ کَعْبِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ اَبَا قَتَادَةَ دَخَلَ عَلَیْهَا ثُمَّ ذَکَرَ کَلِمَةً مَعْنَاهَا فَسَکَبْتُ لَهٗ وَضُوْءًا فَجَاءَتْ هِرَّةٌ فَشَرِبَتْ مِنْهُ فَاَصْغٰی لَهَا الْاِنَاءَ حَتّٰی شَرِبَتْ قَالَتْ کَبْشَةُ فَرَآنِیْ اَنْظُرُ اِلَیْهِ فَقَالَ اَتَعْجَبِیْنَ یَا ابْنَةَ اَخِیْ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اِنَّهَا لَیْسَتْ بِنَجَسٍ اِنَّمَا هِیَ مِنَ الطَّوَّافِیْنَ عَلَیْکُمْ وَالطَّوَّافَاتِ".

★★ سیّدہ کبشہ بنت کعب رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' کہ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ ان کے ہاں تشریف لائے' پھر انہوں نے ایک کلمہ ذکر کیا' جس کا مطلب یہ تھا کہ میں نے ان کے لیے پانی رکھا' اسی دوران ایک بلی آ گئی' اس بلی نے اس برتن میں سے پانی پی لیا' حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے برتن کا رخ اُس کی طرف کر دیا تو اس بلی نے پانی پی لیا۔

سیّدہ کبشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں' کہ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے مجھے دیکھا کہ میں غور سے ان کی طرف دیکھ رہی ہوں' تو انہوں نے دریافت کیا: اے میری بھتیجی! کیا تم اس بات پر حیران ہو رہی ہو؟ میں نے عرض کی: جی ہاں' تو انہوں نے فرمایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

"یہ ناپاک نہیں ہے بلکہ یہ تمہارے پاس گھر میں آنے والے جانوروں میں سے ایک ہے"۔

شرح

جوٹھے کے احکام

مسئلہ: ہر چیز کے پسینے میں اس کے جوٹھے کے حکم کا اعتبار کیا جائے گا۔ (الہدایہ)

مسئلہ: گدھے اور خچر کا پسینہ یا لعاب اگر تھوڑے پانی میں شامل ہو جاتا ہے' تو وہ اس کو خراب کر دے گا اگرچہ وہ لعاب یا پسینہ تھوڑا ہو۔ (محیط)

338- اخرجه ابوداؤد فی الطهارة، باب الوضوء بسؤر الکلب (الحدیث 73) بنحوه، و فیه (السابعة بالتراب) . تحفة الاشراف (14495) .

339- تقدم فی الطهارة، سؤر الهرة (الحدیث 68) .

مسئلہ: اگر کپڑے پر ان کا لعاب یا پسینہ زیادہ بھی لگ جاتا ہے' تو ظاہر الروایہ کے مطابق اس کپڑے کو پہن کر نماز ادا کرنا جائز ہوگا۔ (خزانۃ المفتین)

مسئلہ: آدمی کا جوٹھا پاک ہوتا ہے' جنبی شخص' حیض والی عورت' نفاس والی عورت بھی اس کے حکم میں شامل ہوں گے' البتہ شرابی' کافر یا ایسا شخص جس کے منہ سے خون نکلتا ہے' ان کا حکم مختلف ہوگا' اگر وہ کسی برتن میں سے پانی پی لیتے ہیں' تو ان کا جوٹھا نجس شمار ہوگا۔

اجنبی مرد کے لیے عورت کا جوٹھا اور عورت کے لیے اجنبی مرد کا جوٹھا مکروہ ہے' لیکن وہ ناپاک ہونے کے حوالے سے نہیں بلکہ لذت کے حصول کے حوالے سے ہے۔ (نہر الفائق)

مسئلہ: اس بات پر اتفاق ہے کہ گھوڑے کا پس خوردہ پاک ہوتا ہے۔ (زاہدی)

مسئلہ: جن پرندوں اور چرندوں کا گوشت کھایا جاتا ہے' ان کا جوٹھا پاک ہوتا ہے' البتہ وہ مرغی' اونٹ یا بیل جو نجاست کھاتے ہوں' ان کا جوٹھا مکروہ ہے۔ (محیط سرخسی)

مسئلہ: وہ جانور جن کا خون نہیں بہتا ہے خواہ وہ پانی میں رہتے ہوں یا خشکی پر رہتے ہوں' ان کا جوٹھا پاک ہوتا ہے۔ (تبیین)

مسئلہ: گھروں میں رہنے والے کیڑے مکوڑے جیسے سانپ' چوہا' بلی وغیرہ کا جوٹھا مکروہ تنزیہی ہے' یہی قول صحیح ہے۔ (خلاصہ)

مسئلہ: بلی کا جوٹھا کھانا مکروہ ہے۔ (تبیین)

مسئلہ: اگر کوئی بلی' چوہا کھانے کے فوراً بعد پانی پی لیتی ہے' تو وہ پانی نجس ہو جائے گا' لیکن اگر کچھ دیر کے بعد پیتی ہے' تو پانی نجس نہیں ہوگا۔ (ظہیریہ)

مسئلہ: شکاری پرندوں اور درندوں کا جوٹھا مکروہ ہے' ایک روایت کے مطابق امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ اس بات کے قائل ہیں کہ اگر اس طرح کے پرندوں کو قید کیا جاتا ہے اور اس کا مالک یہ جانتا ہے کہ اس شکاری پرندے کی چونچ پر کوئی نجاست نہیں لگی ہوئی تو اس کا جوٹھا پینا مکروہ نہیں ہوگا اور مشائخ نے اسی قول کو مستحسن قرار دیا ہے۔ (ہدایہ)

مسئلہ: وہ جانور جو وحشی نہیں ہیں' لیکن ان کا گوشت بھی نہیں کھایا جاتا' ان کا جوٹھا پاک اور مکروہ ہے اور یہ حکم استحسان کے پیش نظر ہے۔ (مبسوط)

مسئلہ: کتے' خنزیر' درندے اور چوپاؤں کا جوٹھا نجس ہوتا ہے۔ (کنز)

مسئلہ: ہر ایسا پرندہ یا جانور جس کا خون جاری نہیں ہوتا' اگر وہ پانی میں مر جاتا ہے' تو پانی نجس نہیں ہوگا' جیسے مچھر' مکھی' بھڑ' بچھو وغیرہ۔

مسئلہ: اسی طرح اگر پانی کا جانور پانی میں مر جاتا ہے' تو بھی پانی خراب نہیں ہوگا جیسے مچھلی' مینڈک وغیرہ۔

پانچ مکوک پانی کے ذریعے غسل کرلیا کرتے تھے۔

345 - اَخْبَرَنَا هَارُوْنُ بْنُ اِسْحَاقَ الْكُوْفِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ - يَعْنِيْ ابْنَ سُلَيْمَانَ - عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَوَضَّاُ بِمُدٍّ وَّيَغْتَسِلُ بِنَحْوِ الصَّاعِ .

☆☆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مد (پانی) کے ذریعے وضو کرلیتے تھے اور تقریباً ایک صاع (پانی) کے ذریعے غسل کرلیا کرتے تھے۔

346 - اَخْبَرَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ اُمِّهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّاُ بِالْمُدِّ وَيَغْتَسِلُ بِالصَّاعِ .

☆☆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مد (پانی) کے ذریعے وضو کرلیا کرتے تھے اور ایک صاع (پانی) کے ذریعے غسل کرلیتے تھے۔

345-اخرجه ابوداؤد في الطهارة، باب ما يجزيء من الماء في الوضوء (الحديث 92) . و اخرجه ابن ماجه في الطهارة و سننها، باب ما جاء في مقدار الماء للوضوء و الغسل من الجنابة (الحديث 268) . تحفة الاشراف (17854) .

346-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (17837) .

3 - كِتَابُ الْحَيْضِ وَالْاِسْتِحَاضَةِ

حیض اور استحاضہ (سے متعلق روایات)

امام نسائی نے اس کتاب ''حیض اور استحاضہ (سے متعلق روایات)'' میں 26 تراجم ابواب اور 46 روایات نقل کی ہیں' جبکہ تکررات کو حذف کردیا جائے تو روایات کی تعداد 6 ہوگی۔

1 - باب بَدْءُ الْحَيْضِ وَهَلْ يُسَمَّى الْحَيْضُ نِفَاسًا

باب: حیض کا آغاز' اس کو نفاس کہا جاسکتا ہے؟

347 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ اَبِيْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ - رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ - عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نُرٰى اِلَّا الْحَجَّ فَلَمَّا كُنَّا بِسَرِفَ حِضْتُ فَدَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا اَبْكِيْ فَقَالَ "مَا لَكِ اَنُفِسْتِ ." قُلْتُ نَعَمْ . قَالَ "هٰذَا اَمْرٌ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلٰى بَنَاتِ اٰدَمَ فَاقْضِيْ مَا يَقْضِي الْحَاجُّ غَيْرَ اَنْ لَا تَطُوْفِيْ بِالْبَيْتِ ."

☆☆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہم لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ روانہ ہوئے' ہمارا ارادہ صرف حج کرنے کا تھا' جب ہم ''سرف'' کے مقام پر پہنچے تو مجھے حیض آ گیا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے' تو میں اُس وقت رو رہی تھی' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: تمہیں کیا ہوا ہے؟ کیا تمہیں حیض آ گیا ہے؟ میں نے عرض کی: جی ہاں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''یہ ایک ایسی چیز ہے' جو اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی بیٹیوں کے نصیب میں لکھ دی ہے' تم وہ سب کچھ ادا کرو! جو حاجی ادا کرتے ہیں' البتہ تم بیت اللہ کا طواف نہ کرنا''۔

شرح

خون کی ان اقسام کا تذکرہ' جو خواتین کے ساتھ مخصوص ہیں' یہ تین قسمیں ہیں: حیض' نفاس' استحاضہ

347-تقدم في الطهارة، باب ما تفعل المحرمة اذا حاضت (الحديث 289) .

حیض کے احکام

حیض کی تعریف

مسئلہ: حیض وہ خون ہے جو رحم سے خارج ہوتا ہے لیکن ولادت کی وجہ سے (یعنی ولادت کے فوراً بعد) نہیں نکلتا۔ (فتح القدیر)

مسئلہ: پچھلی شرمگاہ سے نکلنے والا خون حیض شمار نہیں ہوگا۔ (خلاصہ)

مسئلہ: خون کا حیض ہونا چند اُمور پر موقوف ہے ان میں سے ایک وقت ہے اور یہ ۹ برس کی عمر سے لے کر سنِ ایاس تک کی عمر ہے۔ (بدائع الصنائع)

مسئلہ: مختار قول کے مطابق سنِ ایاس سے مراد پچپن برس ہے۔ (خلاصہ)

مسئلہ: جب کوئی عورت اتنی عمر کے بعد خون دیکھتی ہے تو وہ حیض شمار نہیں ہوگا' ظاہری مذہب یہ ہے۔

مسئلہ: مختار قول یہ ہے کہ وہ اس کے بعد ایسا خون دیکھتی ہے جو گاڑھا ہو تو وہ حیض شمار ہوگا۔ (شرح مجمع لابن الملک)

مسئلہ: اس بارے میں دوسرا حکم یہ ہے کہ خون خارج ہونا چاہیے اور اسے نکل کر فرج کے باہر والے حصے تک آنا چاہیے' خواہ خون کا یہ خروج شرمگاہ پر رکھے ہوئے کپڑے وغیرہ کے گرنے کے ہمراہ ہو' جب تک ایسے کپڑے کا کچھ حصہ خون اور شرمگاہ کے باہر والے حصے کے درمیان حائل ہے' اس وقت تک حیض شمار نہیں ہوگا۔ (محیط)

مسئلہ: کوئی عورت پاک تھی' پھر اس نے شرمگاہ پر رکھے ہوئے کپڑے پر خون کا نشان دیکھا تو جس وقت اس نے اس کپڑے کو اُتارا تھا' اسی وقت سے حیض کا حکم جاری ہو جائے گا' اسی طرح حیض والی عورت نے شرمگاہ پر کپڑا رکھا اور پھر اسے (ایک متعین وقت تک) خون کا نشان نظر نہیں آیا تو جس وقت اس نے وہ کپڑا رکھا تھا' اس وقت سے خون کی آمد منقطع ہونے کا حکم جاری کیا جائے گا۔ (شرح وقایہ)

مسئلہ: حیض میں سیلان شرط نہیں ہے۔ (خلاصہ)

مسئلہ: ان میں سے ایک حکم یہ ہے کہ خون کا چھ مخصوص رنگوں میں سے کوئی ایک رنگ ہونا چاہیے: سیاہ' سرخ' زرد' نیالا' سبز' خاکی۔ (نہایہ)

مسئلہ: شرمگاہ پر رکھے ہوئے کپڑے پر موجود اس رنگ کا اعتبار ہوگا کہ جب کپڑے کو ہٹاتے وقت وہ کپڑا تر ہو' اس وقت کا اعتبار نہیں ہوگا جب وہ خشک ہو جاتا ہے۔ (محیط)

مسئلہ: جب کپڑے کو ہٹایا گیا تھا اس وقت وہ سفید تھا' جب خشک ہو گیا تو اس کا رنگ زرد ہو گیا تو وہ سفید ہی شمار ہوگا' لیکن اگر کپڑے کو اُٹھانے کے وقت سرخ یا زرد رنگ نظر آیا' بعد میں خشک ہونے کے بعد وہ سفید ہو گیا تو جس حالت میں دیکھا تھا' اس حالت کا اعتبار کیا جائے گا' تغیر کے بعد جو حالت سامنے آئی ہے' اس کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔ (تجنیس)

مسئلہ: اس بارے میں ایک امر حیض کی مدت ہے' ظاہر الروایہ کے مطابق حیض کی کم از کم مدت تین دن اور تین راتیں ہے۔ (تبیین)

حیض کی زیادہ سے زیادہ مدت

مسئلہ: حیض کی زیادہ سے زیادہ مدت ۱۰ دن اور ۱۰ راتیں ہے۔ (خلاصہ)

مسئلہ: اس حوالے سے ایک حکم یہ بھی ہے کہ حیض آنے سے پہلے طہر کی مکمل مدت گزر چکی ہو اور رحم میں حمل نہیں ہونا چاہیے۔ (سراج الوہاج)

مسئلہ: اگر عورت کو ایک مرتبہ خون آیا' اس کے بعد طہر آ گیا' پھر دوسری مرتبہ خون آ گیا تو دونوں مرتبہ خون آنے کے درمیان حیض کی زیادہ سے زیادہ مدت ہو (یعنی ۱۰ دن کے اندر دونوں مرتبہ ایسا ہو جائے) تو وہ پورا عرصہ حیض شمار ہوگا اور اگر دوسری مرتبہ آنے والا خون حیض کی زیادہ سے زیادہ مدت کے بعد آیا تو وہ حیض شمار نہیں ہوگا۔

مسئلہ: لیکن اگر دونوں مرتبہ کا خون ۱۰ دن کے اندر ہی آ جاتا ہے' تو طہر اور خون کی آمد دونوں حیض شمار ہوں گے' خواہ عورت کو پہلی مرتبہ حیض آ رہا ہو یا اسے مخصوص عادت کے مطابق پہلے بھی حیض آ تا رہا ہو' لیکن اگر دس دن سے تجاوز کر جاتے ہیں' تو اگر حیض پہلی مرتبہ آیا ہے' تو ابتدائی دس دن حیض شمار ہوں گے' لیکن اگر عورت کو پہلے بھی حیض آتا تھا تو اس کی عام عادت کے مطابق دن حیض شمار ہوں گے اور باقی دن طہر شمار ہوں گے۔ (سراج الوہاج)

مسئلہ: حیض کا آغاز طہر کے ذریعے ہونا جائز ہے' جبکہ اس سے پہلے خون موجود ہو' اسی طرح طہر کے ذریعے حیض کا ختم ہونا بھی جائز ہے' جبکہ اس کے بعد خون ہو۔ (تبیین)

مسئلہ: جب طہر ۱۵ دن یا اس سے زیادہ ہو' تو وہ فصل کرنے والا شمار ہوگا (تو ۱۵ دن سے پہلے یا ۱۵ دن کے بعد) آنے والے خون میں سے ہر ایک کو الگ سے حیض قرار دیا جا سکے گا جہاں تک ممکن ہو۔ (محیط)

مسئلہ: طہر کی کم از کم مدت ۱۵ دن ہے' اس کی زیادہ سے زیادہ مدت کی کوئی انتہا نہیں ہے۔

مسئلہ: لیکن اگر کسی کی عادت مقرر کرنے کی ضرورت پیش آ جاتی ہے' یعنی کوئی عورت ہے جو ایسی حالت میں بالغ ہوئی ہے کہ اسے مسلسل خون آ رہا ہے' تو ہر مہینے کے دس دن حیض سمجھے جائیں گے باقی دن طہر سمجھے جائیں گے۔ (ہدایہ)

دوسری فصل: نفاس سے متعلق احکام

نفاس کی تعریف

مسئلہ: اس سے مراد وہ خون ہے جو ولادت کے بعد آتا ہے' متون میں یہی بات تحریر ہے۔

مسئلہ: اگر بچہ پیدا ہو جاتا ہے اور عورت کا خون نہیں نکلتا تو امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس پر غسل واجب نہیں ہوگا' امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے بھی یہی روایت نقل کی گئی ہے اور یہی قول صحیح ہے' تاہم بچے کے ہمراہ نجاست کے خروج کی وجہ سے عورت پر

وضو کرنا لازم ہوگا۔ (تبیین)

مسئلہ: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس صورت میں بھی عورت پر غسل واجب ہوگا' اکثر مشائخ نے ان ہی کے قول کو اختیار کیا ہے اور صدر الشریعہ نے اسی پر فتویٰ دیا ہے۔ (محیط)

نفاس کی کم از کم مدت

مسئلہ: نفاس کی کم از کم مدت وہی ہے کہ جب تک خون آتا رہتا ہے' خواہ وہ ایک لمحے کے لیے ہی کیوں نہ ہو اور فتویٰ بھی اسی قول پر ہے جبکہ نفاس کی زیادہ سے زیادہ مدت چالیس دن ہے۔ (سراجیہ)

مسئلہ: اگر چالیس دن کے بعد بھی خون آتا رہتا ہے' تو جس عورت کو پہلی مرتبہ نفاس آیا ہے' تو اس کے پہلے چالیس دن نفاس شمار ہوں گے اور باقی دن استحاضہ شمار ہوں گے' لیکن اگر اس عورت کو پہلے بھی نفاس آ چکا ہو' تو اس کی عام عادت کے مطابق دنوں کو نفاس قرار دیا جائے گا اور بقیہ دن استحاضہ شمار ہوں گے۔ (محیط)

مسئلہ: ان چالیس دنوں کے دوران اگر دو مرتبہ خون کی آمد کے درمیان طہر آ جاتا ہے' تو خواہ وہ پندرہ دن کا ہی کیوں نہ ہو' تو بھی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اسے نفاس ہی سمجھا جائے گا' فتویٰ اسی پر ہے' جبکہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نفاس کی عادت تبدیل ہو جاتی ہے۔

(خلاصہ)

تیسری فصل: استحاضہ کے احکام

استحاضہ کی تعریف

مسئلہ: حیض یا نفاس کی زیادہ سے زیادہ مدت گزر جانے کے بعد یا طہر کی کم از کم مدت پورے ہونے سے پہلے جو خون ظاہر ہوتا ہے' وہ استحاضہ قرار دیا جاتا ہے' یہ حکم اس خاتون کے لیے ہے جسے پہلی مرتبہ خون آیا ہے' تو حیض کی زیادہ سے زیادہ مدت کے بعد' یعنی دس دن کے بعد' جتنے بھی دن تک خون آتا رہے گا' وہ استحاضہ شمار ہوگا' لیکن اگر عورت کو پہلے بھی حیض آتا تھا تو اب اس کی معمول کی عادت کے مطابق حیض شمار ہوگا اور اضافی دن استحاضہ شمار ہوں گے' اسی طرح حیض کی کم از کم مدت سے کم عرصے کے لیے جو خون آتا ہے' وہ بھی استحاضہ شمار ہوتا ہے' اسی طرح زیادہ عمر رسیدہ عورت یا زیادہ چھوٹی لڑکی کا خون نکل آئے تو وہ استحاضہ شمار ہوگا۔ (محیط)

مسئلہ: حاملہ عورت آغاز میں جو خون دیکھتی ہے یا بچے کی ولادت سے پہلے جو خون نکلتا ہے' وہ استحاضہ شمار ہوگا۔ (ہدایہ)

چوتھی فصل: حیض' نفاس' استحاضہ کے احکام

حیض اور نفاس کے مشترکہ احکام

مسئلہ: حیض اور نفاس کے مشترکہ احکام آٹھ ہیں:

پہلا حکم یہ ہے کہ حیض اور نفاس والی عورت سے نماز ساقط ہو جاتی ہے اور اس نماز کی قضاء بھی اس پر لازم نہیں ہوتی۔ (کفایہ)

مسئلہ: عورت کو جب پہلی مرتبہ خون نظر آئے گا تو وہ اس وقت نماز چھوڑ دے گی۔ (تاتارخانیہ' نوازل' تبیین)

مسئلہ: جس نماز کے وقت میں حیض یا نفاس آ جاتا ہے' اس وقت کا فرض عورت کے ذمے سے ساقط ہو جائے گا' خواہ نماز پڑھنے کا وقت باقی رہا ہو یا نہ رہا ہو۔ (ذخیرہ)

مسئلہ: اگر عورت نماز کے آخری وقت میں نماز شروع کرتی ہے اور پھر اسے حیض آ جاتا ہے' تو اب بعد میں اس پر اس نماز کی قضاء لازم نہیں ہوگی' لیکن اگر اس نے نفل نماز شروع کی تھی تو قضاء لازم ہوگی۔ (خلاصہ)

مسئلہ: حیض والی عورت کے لیے یہ بات مستحب ہے کہ نماز کے وقت وہ وضو کر کے اپنے گھر میں نماز پڑھنے کی مخصوص جگہ پر آ کر بیٹھ جائے اور جتنی دیر نماز ادا کرتی تھی' اتنی دیر سبحان اللہ' لا الٰہ الا اللہ پڑھتی رہے (یعنی اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتی رہے)۔ (سراجیہ)

مسئلہ: حیض والی عورت اگر آیتِ سجدہ کی تلاوت سن لیتی ہے' تو اس پر سجدہ واجب نہیں ہوتا۔ (تاتارخانیہ)

مسئلہ: ان کے لیے ایک مخصوص حکم یہ بھی ہے کہ ان پر روزہ رکھنا حرام ہوتا ہے' تاہم اس کی قضاء لازم ہوتی ہے۔ (کفایہ)

مسئلہ: اگر حیض یا نفاس والی کسی عورت نے نفلی روزہ رکھا اور درمیان میں حیض آ گیا تو احتیاط کے پیش نظر اس پر قضاء لازم ہوگی۔ (ظہیریہ)

مسئلہ: ان کے بارے میں ایک حکم یہ ہے کہ حیض یا نفاس والی عورت اور جنبی شخص کا مسجد میں داخل ہونا حرام ہے' خواہ وہ وہاں بیٹھنے کے لیے مسجد میں داخل ہوں یا مسجد میں سے گزرنے کے لیے اس میں داخل ہو جائیں۔ (منیۃ المصلی)

مسئلہ: جو جگہ نمازِ جنازہ ادا کرنے کے لیے' عید کی نماز ادا کرنے کے لیے' مقرر کی جاتی ہے' صحیح قول کے مطابق ان پر مسجد کا حکم لاگو نہیں ہوتا۔

(بحر الرائق)

مسئلہ: حیض والی عورت یا جنبی شخص قبرستان جا سکتے ہیں۔ (سراجیہ)

مسئلہ: ان کے بارے میں ایک حکم یہ ہے کہ حیض اور نفاس والی عورت کے لیے خانۂ کعبہ کا طواف کرنا حرام ہے خواہ مسجد کے باہر طواف کریں۔ (کفایہ)

مسئلہ: اسی طرح جنبی شخص کے لیے بھی طواف حرام ہے۔ (تبیین)

قرآن کی تلاوت ممنوع ہونا

مسئلہ: ان احکام میں سے ایک حکم یہ بھی ہے کہ ان کے لیے قرآن پڑھنا حرام ہے' حیض والی عورت' نفاس والی عورت اور جنبی شخص قرآن کا کوئی حصہ بھی نہیں پڑھیں گے' خواہ ایک مکمل آیت ہو یا اس سے کم ہو' لیکن اگر وہ کسی آیت کا کوئی ٹکڑا قرأت

کی نیت سے نہیں بلکہ ذکر کے لیے پڑھ لیتے ہیں جیسے الحمدللہ کہہ دیتے ہیں یا بسم اللہ پڑھ لیتے ہیں' تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (جوہرہ نیرہ)

مسئلہ: آیت کے ایسے الفاظ جو بات کرتے ہوئے عام طور پر محاورے میں زبان پر آ جاتے ہیں' ان کو ادا کرنا حرام نہیں ہو گا۔ (خلاصہ)

مسئلہ: حیض اور نفاس والی عورت اور جنبی شخص کے لیے تورات' زبور اور انجیل کو پڑھنا مکروہ ہے۔ (تبیین)

مسئلہ: اگر معلمہ کو حیض آ جاتا ہے' تو اس کے لیے مناسب یہ ہے کہ وہ ایک ایک لفظ کر کے لڑکوں کو تعلیم دے اور دو کلمات ادا کرنے کے درمیان توقف کرے' کیونکہ قرآن کو ہجوں کے ساتھ پڑھنا اس کے لیے مکروہ نہیں ہوگا۔ (محیط)

مسئلہ: ظاہر الروایہ کے مطابق حیض اور نفاس والی عورت کے لیے دعائے قنوت پڑھنا مکروہ نہیں ہے۔ (تبیین)

مسئلہ: جنبی شخص اور حیض والی عورت کے لیے دعا پڑھنا' اذان کا جواب دینا اور اس طرح کے دیگر کلمات پڑھنا جائز ہیں۔ (سراجیہ)

قرآن کو چھونا ممنوع ہونا

مسئلہ: ان کے لیے ایک مخصوص حکم یہ بھی ہے کہ ان کے لیے قرآن کو چھونا حرام ہے' حیض' نفاس والی عورت' جنبی شخص اور بے وضو شخص کے لیے قرآن کو چھونا جائز نہیں ہے لیکن اگر قرآن کسی ایسے غلاف میں ہو جو اس سے جدا ہو سکتا ہو جیسے تھیلی میں ہو یا ایسی جلد میں ہو جو قرآن کے ساتھ سلی ہوئی نہ ہو' تو اسے چھونا جائز ہو گا' لیکن جو قرآن کے ساتھ منفصل ہو' اسے چھونا جائز نہیں ہو گا' یہی قول صحیح ہے۔ (ہدایہ)

اسی پر فتویٰ ہے۔ (جوہرہ نیرہ)

مسئلہ: اسی طرح انسان نے جو کپڑے خود پہنے ہوئے ہوں' ان کے ذریعے بھی ایسی حالت میں قرآن کو نہیں چھو سکتا۔

مسئلہ: اسی طرح تفسیر' فقہ اور حدیث کی کتابوں کو بھی چھونا جائز نہیں ہے' البتہ آستین سے چھونے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (تبیین)

مسئلہ: اگر کوئی درہم یا لوح یا کسی اور چیز پر قرآن کی پوری آیت لکھی ہوئی ہو' تو اسے بھی ایسی حالت میں چھونا جائز نہیں ہو گا۔ (جوہرہ نیرہ)

مسئلہ: اگر قرآن کا فارسی ترجمہ یا (کسی بھی اور زبان میں ترجمہ) لکھا ہوا ہو تو اسے چھونا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مکروہ ہے' صحیح قول کے مطابق امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی بات کے قائل ہیں۔ (خلاصہ)

مسئلہ: جنابت والے شخص' حیض یا نفاس والی عورت کے لیے قرآن کی طرف دیکھنا مکروہ نہیں ہے۔ (جوہرہ نیرہ)

مسئلہ: جنبی شخص' حیض یا نفاس والی عورت کے لیے کوئی ایسی چیز تحریر کرنا جس کی بعض سطروں میں قرآن کی آیات آ جاتی ہیں' انہیں تحریر کرنا مکروہ ہے' اگرچہ وہ اس کو پڑھتی نہیں ہے' جنبی شخص قرآن کو لکھے گا نہیں' اگرچہ تحریر زمین پر رکھی ہوئی ہو اور وہ

اس پر ہاتھ رکھے گا' اگرچہ وہ ایک آیت سے کم ہو۔ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک بہتر یہ ہے کہ وہ اسے تحریر نہ کرے' بخارا کے مشائخ نے اسی کو اختیار کیا ہے۔ (ذخیرہ)

صحبت حرام ہونا

مسئلہ: ان احکام میں سے ایک حکم یہ بھی ہے کہ حیض یا نفاس والی عورت کے ساتھ صحبت کرنا حرام ہے۔ (نہایہ' کفایہ)

مسئلہ: ایسی عورت کے شوہر کے لیے ایسی عورت کا بوسہ لینا' اس کو اپنے پاس لٹانا' اس کے پورے جسم سے لذت حاصل کرنا جائز ہے' البتہ گھٹنے سے لے کر ناف تک لذت حاصل نہیں کی جائے گی' یہ حکم امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ہے۔ (سراج الوہاج)

مسئلہ: اگر کوئی شخص ایسی حالت میں اپنی بیوی کے ساتھ صحبت کر لیتا ہے اور یہ بات جانتا ہے کہ یہ عمل حرام ہے' تو اس پر توبہ واستغفار کے علاوہ کوئی چیز لازم نہیں ہوگی' تاہم اس کے لیے یہ بات مستحب ہے کہ وہ ایک دینار یا نصف دینار صدقہ دے۔ (محیط سرخسی)

مسئلہ: ان احکام میں سے ایک حکم یہ بھی ہے کہ حیض یا نفاس والی عورت کا خون جیسے ہی بند ہوگا' اس پر غسل کرنا واجب ہو جائے گا۔ (کفایہ)

مسئلہ: اگر حیض والی عورت کی اکثر مدت یعنی حیض کی جو زیادہ سے زیادہ مدت ہے' جس کے دس دن گزر جاتے ہیں' تو ابھی اس نے غسل نہیں بھی کیا تو اس کے ساتھ صحبت کرنا جائز ہو گا' خواہ اس عورت کو پہلی مرتبہ حیض آیا ہو یا اسے عام عادت کے مطابق حیض آتا ہو' تاہم مستحب یہ ہے کہ جب تک وہ غسل نہیں کر لیتی' اس کے ساتھ صحبت نہ کی جائے۔ (محیط)

مسئلہ: اگر کسی عورت کے حیض کا خون دس دن سے پہلے بند ہو جاتا ہے' تو جب تک وہ غسل نہیں کر لیتی' یا اس پر آخری نماز کا پورا وقت نہیں گزر جاتا جو تکبیر تحریمہ کہنے اور غسل کرنے کو کافی ہو' تو اس وقت اس کے ساتھ صحبت جائز نہیں ہوگی' کیونکہ نماز اسی وقت لازم ہوتی ہے جب نماز کا آخری وقت کم از کم اتنا موجود ہو (جتنی دیر میں غسل کر کے تکبیر تحریمہ کہی جا سکے)۔ (زاہدی)

مسئلہ: اس بارے میں پورا وقت گزرنا شرط نہیں ہے' یعنی کسی نماز کے ابتدائی وقت میں خون بند ہو اور اسی بند ہونے کی حالت میں وہ تمام وقت گزر جائے' یہ شرط نہیں ہے۔ (نہایہ)

مسئلہ: اگر اس عورت کی عام عادت سے پہلے ہی خون کی آمد بند ہو جاتی ہے' تو اس کے ساتھ صحبت کرنا مکروہ ہے' خواہ وہ غسل بھی کر چکی ہو اور یہ اس وقت تک مکروہ رہے گا' جب تک اس کی عام عادت کے دن پورے نہیں ہو جاتے ہیں' تاہم اس دوران احتیاط کے طور پر اس عورت کا روزہ رکھنا اور نماز پڑھنا لازم ہوگا۔ (تبیین)

مسئلہ: اگر کسی عورت کو خون کی آمد دس دن سے پہلے بند ہو جاتی ہے اور وہ پانی نہ ملنے کی وجہ سے تیمم کر لیتی ہے' تو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس کے ساتھ صحبت کرنا اس وقت تک جائز نہیں ہو گا جب تک وہ نماز ادا نہیں کر لیتی' پھر بعد میں اگر اسے پانی ملتا ہے' تو اب اس کے لیے (غسل کرنے سے پہلے) قرآن کی تلاوت حرام ہو گی' البتہ اس کے

ساتھ صحبت کرنا حرام نہیں ہوگا' یہ حکم ہمارے نزدیک ہے۔ (زاہدی)

مسئلہ: جس عورت کو پہلی مرتبہ حیض آئے اور وہ دس دن سے پہلے پاک ہو جائے یا جس عورت کو عام عادت سے کم عرصے تک حیض آئے اور وہ پاک ہو جائے تو وہ وضو اور غسل میں اتنی تاخیر کرے گی کہ نماز کا مکروہ وقت شروع نہ ہو جائے۔ (زاہدی)

مسئلہ: پانچ احکام ایسے ہیں جو حیض کے ساتھ مخصوص ہیں: عدت (پوری ہونا)' استبراء (یعنی رحم کا نطفے سے خالی ہونے کا حکم جاری کرنا)' بالغ ہونے کا حکم' طلاقِ سنت اور طلاقِ بدعت میں فرق۔ (کفایہ)
مواتر روزوں کے اتصال کا منقطع نہ ہونا۔ (تبیین' مضمرات)

معذور شخص کے احکام

عذر کے ثبوت کے لیے شرط

مسئلہ: پہلی مرتبہ عذر ثابت ہونے کے لیے یہ بات شرط ہے کہ کسی ایک نماز کے پورے وقت تک وہ عذر برقرار رہے' اسی طرح عذر کے ختم ہونے کے لیے بھی یہ بات ضروری ہے کہ ایک نماز کے پورے وقت تک وہ عذر منقطع رہے' اس اصول کی بنیاد پر حکم یہ ہوگا کہ اگر ایک نماز کے وقت کے دوران خون آ گیا تو یہ نماز کے پورے وقت میں ثابت نہیں ہو سکے گا' اب اگر وہ عورت معذور کے طور پر وضو کر کے نماز پڑھ لیتی ہے' پھر اس نماز کا وقت ختم ہو جاتا ہے اور دوسری نماز کا وقت شروع ہو جاتا ہے یا اسی نماز کے وقت کے دوران خون کی آمد منقطع ہو جاتی ہے' تو اب وہ اس نماز کو دوبارہ ادا کرے گی' کیونکہ پورے وقت کے دوران عذر موجود نہیں رہا ہے' اگر اگلی نماز کے پورے وقت کے دوران عذر منقطع نہیں ہوتا' یہاں تک کہ اگلی نماز کا پورا وقت ختم ہو جاتا ہے' تو اب وہ اس نماز کا اعادہ نہیں کرے گی' کیونکہ اب یہاں ایک نماز کے پورے وقت میں عذر موجود ہے اور عذر کو باقی رہنے کے لیے یہ بات شرط ہے کہ کسی نماز کے پورے وقت کے دوران کوئی ایسا لمحہ نہیں ہونا چاہیے' جس میں وہ عذر موجود نہ ہو۔ (تبیین)

مسئلہ: استحاضہ کا شکار عورت' جس شخص کو پیشاب کے قطرے آنے کی شکایت ہو' جس شخص کے دست جاری ہوں' جس شخص کی بار بار ہوا خارج ہو جاتی ہو' جس شخص کی نکسیر جاری ہو' جس شخص کو کوئی ایسا زخم لگا ہوا ہو جو مسلسل بہتا ہو اور بند نہ ہوتا ہو' اس طرح کے تمام افراد ہر نماز کے لیے الگ وضو کریں گے' اس وضو کے ذریعے اس وقت کے دوران جتنے بھی چاہیں فرض اور نوافل ادا کر لیں گے (بشرطیکہ کسی اور حدث کی وجہ سے وہ بے وضو نہ ہو جائیں)۔ (بحرالرائق)

مسئلہ: اگر (استحاضہ کا شکار عورت) کے وضو کے دوران خون نکل رہا تھا' پھر نماز پڑھنے کے وقت بند ہو گیا' پھر اگلی نماز کے تمام وقت تک بند رہا تو وہ اس نماز کو دوبارہ ادا کرے گی۔ (شرح منیۃ المصلی)

وقت کا ختم ہونا بھی ناقض ہے

مسئلہ: معذور شخص کا وضو فرض نماز کا وقت ختم ہو جانے کے ذریعے ٹوٹتا ہے (یعنی اس حدث کے حوالے سے جو اسے بیماری کی شکل میں لاحق ہوا ہے)۔ (ہدایہ)

مسئلہ: یہی وجہ ہے کہ اگر کوئی معذور شخص عید کی نماز کے لیے وضو کرتا ہے' تو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس وضو کے ذریعے ظہر کی نماز ادا کر سکتا ہے' اس کی وجہ یہ ہے کہ عید کی نماز چاشت کی نماز کی مانند ہے' لیکن اگر کوئی شخص ایک مرتبہ ظہر کی نماز کے لیے وضو کر لیتا ہے' تو پھر وہ ظہر کے وقت کے دوران عصر کی نماز کے لیے وضو نہیں کرے گا کیونکہ اس وضو کے ذریعے عصر کی نماز ادا کرنا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ دونوں کے نزدیک جائز نہیں ہے۔

مسئلہ: اگر معذور شخص اس بات پر قادر ہو کہ زخم کو باندھ کر یا اس پر روئی وغیرہ رکھ کر خون کو بند کر سکتا ہے یا کوئی ایسی صورت ہو کہ بیٹھنے کے دوران خون جاری نہیں ہوتا اور کھڑے ہونے کی صورت میں جاری ہو جاتا ہے' تو اب اس معذور پر اس خون کو بند کرنا واجب ہوگا کیونکہ جب وہ خون کو بند کر دے گا تو اب وہ معذور شمار نہیں ہوگا' البتہ حیض والی عورت اگر شرمگاہ پر کپڑا رکھ لیتی ہے اور اس کی وجہ سے خون بند ہو جاتا ہے' تو وہ بدستور حیض کی حالت میں ہی شمار ہوتی ہے۔ (بحرالرائق)

مسئلہ: اسی طرح نفاس یا استحاضہ والی عورت اگر کپڑا وغیرہ رکھ لیتی ہے' تو وہ نفاس اور استحاضہ کے حکم سے خارج نہیں ہو گی۔ (تجنیس)

مسئلہ: اگر آنکھ میں درد کی وجہ سے یا آنکھ دُکھنے آنے کی وجہ سے اس سے ہر وقت پانی جاری رہتا ہو' تو ایسا شخص ہر نماز کے وقت وضو کرے گا کیونکہ اس کے پیپ ہونے کا احتمال موجود ہے۔ (تبیین)

مسئلہ: جس شخص کی نکسیر جاری ہو جاتی ہو یا زخم سے خون بہہ رہا ہو' وہ نماز کے آخری وقت تک انتظار کرے گا' اگر آخری وقت کے قریب بھی خون بند نہیں ہوتا تو وقت ختم ہونے سے پہلے اس نماز کو ادا کر لے گا۔ (ذخیرہ)

•••——•••——•••

2 - باب ذِكْرِ الْاِسْتِحَاضَةِ وَاِقْبَالِ الدَّمِ وَاِدْبَارِهٖ

باب: استحاضہ کا تذکرہ' خون کا آنا اور ختم ہو جانا

348 - اَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ يَزِيْدَ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ - وَهُوَ ابْنُ سَمَاعَةَ - قَالَ حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ اَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ قَيْسٍ مِّنْ بَنِیْ اَسَدِ قُرَيْشٍ اَنَّهَا اَتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَتْ اَنَّهَا تُسْتَحَاضُ فَزَعَمَتْ اَنَّهٗ قَالَ لَهَا "اِنَّمَا ذٰلِكِ عِرْقٌ فَاِذَا اَقْبَلَتِ الْحَيْضَةُ فَدَعِی الصَّلَاةَ وَاِذَا اَدْبَرَتْ فَاغْتَسِلِیْ وَاغْسِلِیْ عَنْكِ الدَّمَ ثُمَّ صَلِّیْ".

☆☆ عروہ بیان کرتے ہیں' قریش کے خاندان بنو اسد سے تعلق رکھنے والی سیدہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور انہوں نے اس بات کا تذکرہ کیا' کہ انہیں استحاضہ کی شکایت ہے۔ سیدہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا:

''یہ کسی دوسری رگ کا خون ہے' جب حیض آ جائے' تو تم نماز پڑھنا ترک کر دیا کرو اور جب وہ ختم ہو جائے' تو تم

348- تقدم في الطهارة، ذكر الاغتسال من الحيض (الحديث 201) .

غسل کر کے اوراپنے آپ سے خون کو دھو کر نماز پڑھنا شروع کر دیا کرو"۔

349 - اَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ هَاشِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اِذَا اَقْبَلَتِ الْحِيضَةُ فَدَعِي الصَّلَاةَ وَاِذَا اَدْبَرَتْ فَاغْتَسِلِي".

☆☆ عروہ' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں:

نبی اکرم ﷺ نے (اس خاتون سے) فرمایا:

"جب حیض آ جائے' تو تم نماز پڑھنا ترک کر دو اور جب وہ ختم ہو جائے' تو تم غسل کر لو"۔

350 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتِ اسْتَفْتَتْ اُمُّ حَبِيبَةَ بِنْتُ جَحْشٍ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اِنِّي اُسْتَحَاضُ فَقَالَ "اِنَّ ذٰلِكِ عِرْقٌ فَاغْتَسِلِي ثُمَّ صَلِّي". فَكَانَتْ تَغْتَسِلُ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ.

☆☆ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' کہ اُم حبیبہ بنت جحش رضی اللہ عنہا نے نبی اکرم ﷺ سے مسئلہ دریافت کیا' انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! مجھے استحاضہ کی شکایت ہو جاتی ہے۔ تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"یہ کسی (دوسری) رگ (کا خون) ہے تم غسل کر کے نماز پڑھ لیا کرو"۔

(سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:) وہ خاتون ہر نماز کے وقت غسل کیا کرتی تھیں۔

3 - باب الْمَرْاَةِ يَكُونُ لَهَا اَيَّامٌ مَعْلُومَةٌ تَحِيضُهَا كُلَّ شَهْرٍ

باب: ایسی عورت (کا حکم) جسے ہر ماہ متعین دنوں میں ہی حیض آتا ہو

351 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ اَبِي حَبِيبٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اِنَّ اُمَّ حَبِيبَةَ سَاَلَتْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الدَّمِ - فَقَالَتْ عَائِشَةُ رَاَيْتُ مِرْكَنَهَا مَلْآنَ دَمًا - فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "امْكُثِي قَدْرَ مَا كَانَتْ تَحْبِسُكِ حِيضَتُكِ ثُمَّ اغْتَسِلِي". وَاَخْبَرَنَا بِهِ قُتَيْبَةُ مَرَّةً اُخْرَى وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ جَعْفَرَ بْنَ رَبِيعَةَ.

☆☆ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' کہ اُم حبیبہ (بنت جحش) رضی اللہ عنہا نے نبی اکرم ﷺ سے خون کا مسئلہ دریافت کیا' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نے اُس عورت کے ٹب کو دیکھا ہے' جو خون سے بھرا ہوا ہوتا تھا۔

نبی اکرم ﷺ نے اُس خاتون سے یہ فرمایا تھا:

"پہلے تم اپنے حیض کے دنوں میں جتنا عرصہ رکی رہتی تھی' اتنا عرصہ رکی رہا کرو' پھر غسل کر لیا کرو"۔

349-تقدم في الطهارة، ذكر الاغتسال من الحيض (الحديث 202) .

350-تقدم في الطهارة، ذكر الاغتسال من الحيض (الحديث 206) .

351-تقدم في الطهارة، ذكر الاغتسال من الحيض (الحديث 207) .

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے' تاہم اس کی سند میں جعفر بن ربیعہ نامی راوی کا تذکرہ نہیں ہے۔

352 - اَنْبَاَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو اُسَامَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ قَالَ اَخْبَرَنِي عَنْ نَافِعٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ سَاَلَتِ امْرَاَةٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ اِنِّي اُسْتَحَاضُ فَلَا اَطْهُرُ اَفَاَدَعُ الصَّلَاةَ قَالَ "لَا وَلٰكِنْ دَعِي قَدْرَ تِلْكَ الْاَيَّامِ وَاللَّيَالِي الَّتِي كُنْتِ تَحِيضِينَ فِيهَا ثُمَّ اغْتَسِلِي وَاسْتَثْفِرِي وَصَلِّي".

☆☆ سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' کہ ایک خاتون نے نبی اکرم ﷺ سے سوال کیا' اُس نے عرض کی: مجھے استحاضہ کی شکایت ہو جاتی ہے' میں پاک نہیں ہوتی' تو کیا میں نماز پڑھنا ترک کیے رکھوں؟

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

"نہیں! تمہیں پہلے جتنے دنوں حیض آیا کرتا تھا' اُتنے عرصے تک تم نماز پڑھنا ترک کر دیا کرو' پھر اُس کے بعد غسل کر کے کپڑے کو مضبوطی سے باندھ کر نماز پڑھنا شروع کر دیا کرو"۔

353 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ اَنَّ امْرَاَةً كَانَتْ تُهَرَاقُ الدَّمَ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَفْتَتْ لَهَا اُمُّ سَلَمَةَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "لِتَنْظُرْ عَدَدَ اللَّيَالِي وَالْاَيَّامِ الَّتِي كَانَتْ تَحِيضُ مِنَ الشَّهْرِ قَبْلَ اَنْ يُصِيبَهَا الَّذِي اَصَابَهَا فَلْتَتْرُكِ الصَّلَاةَ قَدْرَ ذٰلِكَ مِنَ الشَّهْرِ فَاِذَا خَلَّفَتْ ذٰلِكَ فَلْتَغْتَسِلْ ثُمَّ لِتَسْتَثْفِرْ بِالثَّوْبِ ثُمَّ لِتُصَلِّي".

☆☆ سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' کہ نبی اکرم ﷺ کے زمانۂ اقدس میں ایک خاتون کا خون بہت زیادہ خارج ہوتا تھا' سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا نے نبی اکرم ﷺ سے اس خاتون کا مسئلہ دریافت کیا' تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"وہ عورت اس بات کا جائزہ لے کہ اس بیماری میں مبتلا ہونے سے پہلے اُسے ہر مہینے کتنے دن حیض آیا کرتا تھا' پھر ہر مہینے میں اسی حساب سے وہ نماز پڑھنا ترک کر دیا کرے' جب وہ عرصہ گزر جایا کرے تو وہ غسل کر کے کپڑے کو اچھی طرح باندھ کر نمازیں پڑھنا شروع کر دیا کرے"۔

4 - باب ذِكْرِ الْاَقْرَاءِ

باب: قروء کا تذکرہ

354 - اَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوُدَ بْنِ اِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ - وَهُوَ ابْنُ بَكْرِ بْنِ مُضَرَ - قَالَ حَدَّثَنِي اَبِي عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ - وَهُوَ ابْنُ اُسَامَةَ بْنِ الْهَادِ - عَنْ اَبِي بَكْرٍ - وَهُوَ ابْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ - عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اِنَّ اُمَّ حَبِيبَةَ بِنْتَ جَحْشٍ الَّتِي كَانَتْ تَحْتَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ وَاَنَّهَا

352-تقدم في الطهارة، ذكر الاغتسال من الحيض (الحديث 208) .

353-تقدم في الطهارة، ذكر الاغتسال من الحيض (الحديث 208) .

354-تقدم في الطهارة، ذكر الاقراء (الحديث 209) .

اسْتُحِيضَتْ لَا تَطْهُرُ فَذُكِرَ شَأْنُهَا لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَيْسَتْ بِالْحَيْضَةِ وَلٰكِنَّهَا رَكْضَةٌ مِنَ الرَّحِمِ لِتَنْظُرْ قَدْرَ قَرْئِهَا الَّتِي كَانَتْ تَحِيضُ لَهَا فَلْتَتْرُكِ الصَّلَاةَ ثُمَّ تَنْظُرْ مَا بَعْدَ ذٰلِكَ فَلْتَغْتَسِلْ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ ".

☆☆ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' کہ اُم حبیبہ بنت جحش رضی اللہ عنہا جو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی اہلیہ تھیں' انہیں استحاضہ کی شکایت ہوگئی' خون کی آمد رُکتی نہیں تھی' ان کا مسئلہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ذکر کیا گیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''یہ حیض نہیں ہے بلکہ یہ رحم کی ایک رگ (سے نکلنے والا مواد) ہے وہ عورت اپنے ان ایام کا حساب لگائے کہ اس سے پہلے جتنے دن اُسے حیض آیا کرتا تھا' پھر وہ اسی حساب سے نماز پڑھنا ترک کیے رکھے' پھر وہ اس کے بعد کا حساب لگائے (یعنی کتنا عرصہ طہر پر مشتمل ہوتا تھا) وہ عورت ہر نماز کے وقت غسل کرلیا کرے''۔

355 - اَخْبَرَنَا اَبُو مُوسٰى قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ ابْنَةَ جَحْشٍ كَانَتْ تُسْتَحَاضُ سَبْعَ سِنِينَ فَسَأَلَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "لَيْسَتْ بِالْحَيْضَةِ اِنَّمَا هُوَ عِرْقٌ ". فَاَمَرَهَا اَنْ تَتْرُكَ الصَّلَاةَ قَدْرَ اَقْرَائِهَا وَحَيْضَتِهَا وَتَغْتَسِلَ وَتُصَلِّيَ فَكَانَتْ تَغْتَسِلُ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ .

☆☆ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' کہ جحش کی صاحبزادی کو سات برس تک استحاضہ کی شکایت رہی' اُس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ مسئلہ دریافت کیا' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''یہ حیض نہیں ہے بلکہ یہ ایک اور رگ (کا مواد) ہے''۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خاتون کو یہ ہدایت کی تھی کہ وہ اپنے طہر اور حیض کے ایام کے حساب سے نماز پڑھنا ترک کردیا کرے اور پھر (ہر نماز کے وقت) غسل کر کے نماز ادا کرلیا کرے''۔

(سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:) وہ خاتون ہر نماز کے وقت غسل کیا کرتی تھیں۔

356 - اَخْبَرَنَا عِيسٰى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ اَنْبَاَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ اَبِي حَبِيبٍ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ الْمُنْذِرِ بْنِ الْمُغِيرَةِ عَنْ عُرْوَةَ اَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ اَبِي حُبَيْشٍ حَدَّثَتْهُ اَنَّهَا اَتَتْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَشَكَتْ اِلَيْهِ الدَّمَ فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِنَّمَا ذٰلِكِ عِرْقٌ فَانْظُرِي اِذَا اَتَاكِ قَرْؤُكِ فَلَا تُصَلِّي وَاِذَا مَرَّ قَرْؤُكِ فَلْتَطَهَّرِي ثُمَّ صَلِّي مَا بَيْنَ الْقَرْءِ اِلَى الْقَرْءِ ".

قَالَ اَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَدْ رَوٰى هٰذَا الْحَدِيثَ هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ مَا ذَكَرَ الْمُنْذِرُ .

☆☆ عروہ بیان کرتے ہیں' سیدہ فاطمہ بنت ابوحبیش رضی اللہ عنہا نے انہیں یہ بات بتائی ہے' کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے خون آنے کی شکایت کی' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا:

''یہ دوسری رگ (کا مواد) ہے' تم اس بات کا جائزہ لو جب تمہارا حیض آ جائے' تو تم نماز ادا نہ کرو' اور جب تمہارا

355-تقدم في الطهارة، ذكر الاقراء (الحديث 210) . تحفة الاشراف (16455) .

356-تقدم في الطهارة، ذكر الاقراء (الحديث 211) .

حیض گزر جائے' تو تم پاک ہو جاؤ' اور ایک حیض سے دوسرے حیض تک کے درمیانی عرصے (یعنی طہر کی مدت کے برابر) نمازیں ادا کرتی رہو''۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: یہی حدیث عروہ کے صاحبزادے ہشام نے عروہ کے حوالے سے نقل کی ہے' لیکن انہوں نے اس حدیث میں وہ چیز ذکر نہیں کی جو منذر (بن مغیرہ) نامی راوی نے ذکر کی ہے۔

357 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ وَوَكِيعٌ وَاَبُو مُعَاوِيَةَ قَالُوا حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جَاءَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ اَبِي حُبَيْشٍ اِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ اِنِّي امْرَاَةٌ اُسْتَحَاضُ فَلَا اَطْهُرُ اَفَاَدَعُ الصَّلَاةَ قَالَ "لَا اِنَّمَا ذٰلِكِ عِرْقٌ وَلَيْسَتْ بِالْحَيْضَةِ فَاِذَا اَقْبَلَتِ الْحَيْضَةُ فَدَعِي الصَّلَاةَ وَاِذَا اَدْبَرَتْ فَاغْسِلِي عَنْكِ الدَّمَ وَصَلِّي ".

☆☆ ہشام بن عروہ اپنے والد (عروہ بن زبیر) کے حوالے سے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: فاطمہ بنت ابوحبیش رضی اللہ عنہا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور بولیں: میں ایک ایسی عورت ہوں جسے استحاضہ کی شکایت ہے' میں پاک نہیں ہوتی ہوں' تو کیا میں نماز پڑھنا ترک کیے رکھوں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''نہیں! یہ ایک دوسری رگ کا مواد ہے یہ حیض نہیں ہے' جب حیض آ جایا کرے تو تم نماز پڑھنا ترک کردیا کرو اور جب وہ ختم ہو جائے' تو تم خون دھو کر نماز پڑھنا شروع کردو''۔

5 - باب جَمْعِ الْمُسْتَحَاضَةِ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ وَغُسْلِهَا اِذَا جَمَعَتْ

باب: استحاضہ والی عورت کا دو نمازیں ایک ساتھ ادا کرنا جب وہ نمازیں ایک ساتھ ادا کرے گی' تو ایک ہی مرتبہ غسل کرے گی

358 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ اَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ امْرَاَةً مُسْتَحَاضَةً عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِيلَ لَهَا اِنَّهُ عِرْقٌ عَانِدٌ وَاُمِرَتْ اَنْ تُؤَخِّرَ الظُّهْرَ وَتُعَجِّلَ الْعَصْرَ وَتَغْتَسِلَ لَهُمَا غُسْلًا وَاحِدًا وَتُؤَخِّرَ الْمَغْرِبَ وَتُعَجِّلَ الْعِشَاءَ وَتَغْتَسِلَ لَهُمَا غُسْلًا وَاحِدًا وَتَغْتَسِلَ لِصَلَاةِ الصُّبْحِ غُسْلًا وَاحِدًا .

☆☆ عبدالرحمٰن بن قاسم اپنے والد کے حوالے سے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ اقدس میں ایک عورت کو استحاضہ کی شکایت ہوگئی' اُس عورت کو یہ کہا گیا' کہ یہ ایک ایسی رگ کا خون ہے' جو رُکے گا نہیں اور اس عورت کو یہ ہدایت کی گئی کہ وہ ظہر کی نماز کو مؤخر کردیا کرے اور عصر کی نماز جلدی ادا کرلیا کرے اور ان دونوں نمازوں کے لیے ایک مرتبہ غسل کرلیا کرے' پھر وہ مغرب کی نماز کو مؤخر کردیا کرے اور عشاء کی نماز جلدی ادا کرلیا کرے اور ان دونوں کے

357-تقدم في الطهارة، ذكر الاقراء (الحديث 212) .

358-تقدم في الطهارة، ذكر اغتسال المستحاضة (الحديث 213) .

لیے ایک مرتبہ غسل کیا کرے اور پھر وہ صبح کی نماز کے لیے ایک مرتبہ غسل کیا کرے۔

359 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ قَالَتْ قُلْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهَا مُسْتَحَاضَةٌ . فَقَالَ "تَجْلِسُ اَيَّامَ اَقْرَائِهَا ثُمَّ تَغْتَسِلُ وَتُؤَخِّرُ الظُّهْرَ وَتُعَجِّلُ الْعَصْرَ وَتَغْتَسِلُ وَتُصَلِّي وَتُؤَخِّرُ الْمَغْرِبَ وَتُعَجِّلُ الْعِشَاءَ وَتَغْتَسِلُ وَتُصَلِّيهِمَا جَمِيعًا وَتَغْتَسِلُ لِلْفَجْرِ ."

☆☆ قاسم (بن محمد) اُم المؤمنین) سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی کہ وہ عورت مستحاضہ ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''وہ اپنے حیض کے مخصوص ایام کے دوران بیٹھی رہے گی پھر وہ غسل کرلے گی' وہ ظہر کی نماز کو تاخیر سے ادا کرے گی اور عصر کی نماز کو جلدی ادا کرے گی اور غسل کرے گی اور پھر نماز ادا کرے گی' وہ مغرب کی نماز تاخیر سے ادا کرے گی اور عشاء کی نماز جلدی ادا کرے گی اور غسل کر کے یہ دونوں نمازیں ایک ساتھ ادا کیا کرے گی' پھر وہ فجر کی نماز کے لیے غسل کیا کرے''۔

6 - باب الْفَرْقِ بَيْنَ دَمِ الْحَيْضِ وَالْاِسْتِحَاضَةِ

باب: حیض اور استحاضہ کے خون کے درمیان فرق (کا تذکرہ)

360 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِي عَدِيٍّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو - وَهُوَ ابْنُ عَلْقَمَةَ بْنِ وَقَّاصٍ - عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ اَبِي حُبَيْشٍ اَنَّهَا كَانَتْ تُسْتَحَاضُ فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِذَا كَانَ دَمُ الْحَيْضِ - فَاِنَّهُ دَمٌ اَسْوَدُ يُعْرَفُ - فَاَمْسِكِي عَنِ الصَّلَاةِ وَاِذَا كَانَ الْاٰخَرُ فَتَوَضَّئِي فَاِنَّمَا هُوَ عِرْقٌ ."

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِي عَدِيٍّ هٰذَا مِنْ كِتَابِهِ .

☆☆ عروہ بن زبیر' سیدہ فاطمہ بنت ابوحبیش رضی اللہ عنہا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: انہیں استحاضہ کی شکایت ہوگئی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے یہ فرمایا:

''جب حیض کا خون آ رہا ہو' تو وہ سیاہ خون ہوگا جو پہچانا جائے گا' تو اس دوران تم نماز ادا نہ کرو اور جب دوسری رنگت کا خون آ جائے' تو اس وقت تم وضو کرلو' کیونکہ یہ کسی دوسری رگ کا (مواد) ہوگا''۔

محمد بن مثنیٰ نامی راوی بیان کرتے ہیں' (میرے استاد) ابن اَبی عدی نے مجھے یہ روایت اپنی تحریر میں سے بیان کی ہے (یعنی اپنی کتاب کو دیکھ کر یا اپنی تحریر کو دیکھ کر بیان کی ہے)۔

359-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (15881) .

360-تقدم في الطهارة، ذكر الاغتسال من الحيض (الحديث 201) بنحوه .

361 - وَاَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِي عَدِيٍّ مِنْ حِفْظِهِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ اَبِي حُبَيْشٍ كَانَتْ تُسْتَحَاضُ فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِنَّ دَمَ الْحَيْضِ دَمٌ اَسْوَدُ يُعْرَفُ فَاِذَا كَانَ ذٰلِكِ فَاَمْسِكِي عَنِ الصَّلَاةِ فَاِذَا كَانَ الْاٰخَرُ فَتَوَضَّئِي وَصَلِّي ."

قَالَ اَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَدْ رَوَى هٰذَا الْحَدِيثَ غَيْرُ وَاحِدٍ وَلَمْ يَذْكُرْ اَحَدٌ مِنْهُمْ مَا ذَكَرَ ابْنُ اَبِي عَدِيٍّ وَاللّٰهُ تَعَالٰى اَعْلَمُ .

☆☆ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: فاطمہ بنت ابوحبیش رضی اللہ عنہا کو استحاضہ کی شکایت ہوگئی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے فرمایا:

''حیض کا خون سیاہ ہوتا ہے' جو پہچانا جاتا ہے' جب وہ ہو' تو تم نماز ادا کرنے سے رُک جاؤ اور جب دوسری رنگت (کا مواد) نکل آئے' تو تم وضو کر کے نماز پڑھ لیا کرو''۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: اس حدیث کو کئی محدثین نے نقل کیا ہے اور ان میں سے کسی ایک نے بھی وہ چیز نقل نہیں کی جو ابن ابی عدی راوی نے نقل کی ہے' باقی اللہ بہتر جانتا ہے۔

362 - اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبِ بْنِ عَرَبِيٍّ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتِ اسْتُحِيضَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ اَبِي حُبَيْشٍ فَسَاَلَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اِنِّي اُسْتَحَاضُ فَلَا اَطْهُرُ اَفَاَدَعُ الصَّلَاةَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِنَّمَا ذٰلِكِ عِرْقٌ وَلَيْسَتْ بِالْحَيْضَةِ فَاِذَا اَقْبَلَتِ الْحَيْضَةُ فَدَعِي الصَّلَاةَ وَاِذَا اَدْبَرَتْ فَاغْسِلِي عَنْكِ الدَّمَ وَتَوَضَّئِي وَصَلِّي فَاِنَّمَا ذٰلِكِ عِرْقٌ وَلَيْسَتْ بِالْحَيْضَةِ ." قِيلَ لَهُ فَالْغُسْلُ قَالَ "وَذٰلِكَ لَا يَشُكُّ فِيهِ اَحَدٌ ."

قَالَ اَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَدْ رَوَى هٰذَا الْحَدِيثَ غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ "وَتَوَضَّئِي" . غَيْرُ حَمَّادٍ وَاللّٰهُ تَعَالٰى اَعْلَمُ .

☆☆ ہشام بن عروہ اپنے والد کے حوالے سے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' وہ فرماتی ہیں: فاطمہ بنت ابوحبیش کو استحاضہ کی شکایت ہوگئی' اُس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مسئلہ دریافت کیا' اُس نے عرض کی: یارسول اللہ! مجھے استحاضہ کی شکایت ہوگئی ہے' میں پاک نہیں ہوتی ہوں' تو کیا میں نمازیں پڑھنا ترک کر دوں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''یہ کسی دوسری رگ (کا مواد) ہے یہ حیض نہیں ہے' جب حیض آ جایا کرے تو تم نماز پڑھنا ترک کر دیا کرو اور جب وہ ختم ہو جائے' تو تم اپنے آپ سے خون دھو کے وضو کر کے نماز پڑھنا شروع کر دیا کرو' چونکہ یہ ایک دوسری رگ کا خون ہے' یہ حیض

361-تقدم في الطهارة، باب الفرق بين دم الحيض و الاستحاضة (الحديث 216) .

362-تقدم في الطهارة، باب الفرق بين دم الحيض و الاستحاضة (الحديث 217) .

نہیں ہے"۔

ان سے کہا گیا: پھر غسل ہوگا؟ انہوں نے فرمایا: اس میں تو کسی کو شک ہی نہیں ہے۔

امام نسائی بیان کرتے ہیں: اس حدیث کو کئی راویوں نے ہشام بن عروہ کے حوالے سے نقل کیا ہے اور کسی نے بھی اس میں یہ ذکر نہیں کیا:

"تم وضو کرلو"۔

یہ صرف حماد نامی راوی نے نقل کیا ہے' باقی اللہ بہتر جانتا ہے۔

363 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ اَبِيْ حُبَيْشٍ اَتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ اُسْتَحَاضُ فَلَا اَطْهُرُ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِنَّمَا ذٰلِكِ عِرْقٌ وَّلَيْسَتْ بِالْحَيْضَةِ فَاِذَا اَقْبَلَتِ الْحَيْضَةُ فَاَمْسِكِيْ عَنِ الصَّلَاةِ وَاِذَا اَدْبَرَتْ فَاغْسِلِيْ عَنْكِ الدَّمَ وَصَلِّيْ."

☆☆ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: فاطمہ بنت ابوحبیش رضی اللہ عنہا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں' انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے استحاضہ کی شکایت ہے' میں پاک نہیں ہوتی ہوں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"یہ دوسری رگ کا مواد ہے یہ حیض نہیں ہے' جب حیض آ جائے گا' تو تم نماز ادا کرنے سے رُک جایا کرو اور جب وہ ختم ہو جایا کرے تو تم اپنے خون کو دھو کر نماز پڑھ لیا کرو"۔

364 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ اَبِيْ حُبَيْشٍ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا اَطْهُرُ اَفَاَدَعُ الصَّلَاةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِنَّمَا ذٰلِكِ عِرْقٌ وَّلَيْسَتْ بِالْحَيْضَةِ فَاِذَا اَقْبَلَتِ الْحَيْضَةُ فَدَعِي الصَّلَاةَ وَاِذَا ذَهَبَ قَدْرُهَا فَاغْسِلِيْ عَنْكِ الدَّمَ وَصَلِّيْ."

☆☆ ہشام بن عروہ اپنے والد کے حوالے سے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: فاطمہ بنت ابوحبیش رضی اللہ عنہا نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی کہ میں پاک نہیں ہوتی ہوں' تو کیا میں نماز پڑھنا ترک کر دوں؟

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"یہ دوسری رگ کا مواد ہے یہ حیض نہیں ہے' جب حیض آ جایا کرے تو تم نماز پڑھنا ترک کر دیا کرو اور جب اس کی (متعین) مقدار گزر جایا کرے تو تم اپنے آپ سے خون کو دھو کر نماز پڑھنا شروع کر دیا کرو"۔

365 - اَخْبَرَنَا اَبُو الْاَشْعَثِ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ سَمِعْتُ هِشَامًا يُحَدِّثُ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ

363-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (16975) .

364-تقدم في الطهارة، باب الفرق بين دم الحيض و الا ستحاضة (الحديث 218) .

اَنَّ بِنْتَ اَبِيْ حُبَيْشٍ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ لَا اَطْهُرُ اَفَاَتْرُكُ الصَّلَاةَ قَالَ "لَا اِنَّمَا هُوَ عِرْقٌ." قَالَ خَالِدٌ وَّفِيْمَا قَرَاْتُ عَلَيْهِ "وَّلَيْسَتْ بِالْحَيْضَةِ فَاِذَا اَقْبَلَتِ الْحَيْضَةُ فَدَعِي الصَّلَاةَ وَاِذَا اَدْبَرَتْ فَاغْسِلِيْ عَنْكِ الدَّمَ ثُمَّ صَلِّيْ."

☆☆ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' کہ فاطمہ بنت ابوحبیش رضی اللہ عنہا نے عرض کی: یارسول اللہ! میں پاک نہیں ہوتی ہوں' تو کیا میں نماز پڑھنا ترک کر دوں؟ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"نہیں! یہ دوسری رگ کا مواد ہے"۔

حارث نامی راوی نے یہ بات بیان کی ہے' کہ میں نے اپنے استاد کے سامنے جو الفاظ پڑھ کر سنائے تھے' اس میں یہ الفاظ بھی شامل تھے:

"یہ حیض نہیں ہے' جب حیض آ جایا کرے تو تم نماز پڑھنا ترک کر دیا کرو اور جب وہ ختم ہو جایا کرے تو تم اپنے آپ سے خون دھو کر نماز پڑھنا شروع کر دیا کرو"۔

7 - باب الصُّفْرَةِ وَالْكُدْرَةِ

باب: زرد اور مٹیالے مواد (کا حکم)

366 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ قَالَ اَنْبَاَنَا اِسْمَاعِيْلُ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَتْ اُمُّ عَطِيَّةَ كُنَّا لَا نَعُدُّ الصُّفْرَةَ وَالْكُدْرَةَ شَيْئًا.

☆☆ محمد (بن سیرین) بیان کرتے ہیں' سیدہ اُم عطیہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات بیان کی ہے' کہ ہم لوگ (یعنی ہم خواتین) زرد یا مٹیالے مواد کو کچھ نہیں سمجھتی تھیں (یعنی ہم اسے حیض شمار نہیں کیا کرتی تھیں)۔

8 - باب مَا يُنَالُ مِنَ الْحَائِضِ وَتَاْوِيْلِ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ (وَيَسْاَلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ قُلْ هُوَ اَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِي الْمَحِيْضِ) الْاٰيَةَ

باب: حیض والی عورت کے ساتھ کیا' کیا جا سکتا ہے؟

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی تفسیر:

"لوگ تم سے حیض کے بارے میں دریافت کرتے ہیں' تم فرما دو: وہ نجاست ہے' تو تم حیض کے دوران عورتوں سے الگ رہو"۔

365-تقدم في الطهارة، باب الفرق بين دم الحيض و الا ستحاضة (الحديث 219) .

366-اخرجه البخاري في الحيض، باب الصفرة و الكدرة ، في غير ايام الحيض (الحديث 326) . و اخرجه ابوداؤد في الطهارة، باب في المراة ترى الكدرة و الصفرة بعد الطهر (الحديث 308) . و اخرجه ابن ماجه في الطهارة و سننها، باب باب ما جاء في الحائض ترى بعد الطهر الصفرة و الكدرة (الحديث 647) . تحفة الاشراف (18096) .

367 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَتِ الْيَهُوْدُ اِذَا حَاضَتِ الْمَرْاَةُ مِنْهُمْ لَمْ يُؤَاكِلُوْهُنَّ وَلَا يُشَارِبُوْهُنَّ وَلَا يُجَامِعُوْهُنَّ فِى الْبُيُوْتِ فَسَاَلُوا النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ (وَيَسْاَلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ قُلْ هُوَ اَذًى) الْاٰيَةَ فَاَمَرَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُؤَاكِلُوْهُنَّ وَيُشَارِبُوْهُنَّ وَيُجَامِعُوْهُنَّ فِى الْبُيُوْتِ وَاَنْ يَصْنَعُوا بِهِنَّ كُلَّ شَىْءٍ مَا خَلَا الْجِمَاعَ . فَقَالَتِ الْيَهُوْدُ مَا يَدَعُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا مِّنْ اَمْرِنَا اِلَّا خَالَفَنَا فَقَامَ اُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ وَعَبَّادُ بْنُ بِشْرٍ فَاَخْبَرَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَا اَنُجَامِعُهُنَّ فِى الْمَحِيْضِ فَتَمَعَّرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَمَعُّرًا شَدِيْدًا حَتّٰى ظَنَنَّا اَنَّهُ قَدْ غَضِبَ فَقَامَا فَاسْتَقْبَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَدِيَّةَ لَبَنٍ فَبَعَثَ فِىْ اٰثَارِهِمَا فَرَدَّهُمَا فَسَقَاهُمَا فَعُرِفَ اَنَّهُ لَمْ يَغْضَبْ عَلَيْهِمَا .

☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: یہودیوں کا یہ معمول تھا کہ جب ان میں سے کسی عورت کو حیض آ جاتا تھا تو وہ اس کے ساتھ بیٹھ کر کچھ کھاتے پیتے نہیں تھے اور گھر میں اس کے ساتھ نہیں رہا کرتے تھے' لوگوں نے اس بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا' تو اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل کیا:

''لوگ تم سے حیض کے بارے میں دریافت کرتے ہیں' تم فرما دو: یہ نجاست ہے''۔

تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو یہ ہدایت کی کہ وہ ایسی خواتین کے ساتھ بیٹھ کر کھا پی سکتے ہیں' گھروں میں ان کے ساتھ رہ سکتے ہیں اور صحبت کرنے کے علاوہ ان کے ساتھ سب کچھ کر سکتے ہیں۔

(نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس ہدایت پر) یہودیوں نے یہ کہا:

اللہ کے رسول ہر معاملے میں ہماری مخالفت ہی کرتے ہیں۔

تو حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ اور حضرت عباد بن بشر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بارے میں بتایا اور ان دونوں نے عرض کی: کیا ہم ایسی خواتین کے ساتھ ان کے حیض کے دوران صحبت نہ کر لیا کریں؟ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک کا رنگ تبدیل ہو گیا' یہاں تک کہ ہم نے یہ گمان کیا' کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان پر ناراضگی کا اظہار کریں گے' یہ دونوں حضرات اُٹھ کر چلے گئے۔ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دودھ کا تحفہ پیش کیا گیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کو بلوایا' وہ دونوں آئے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ دودھ ان کو پلایا' اس سے یہ پتا چل گیا' کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان پر (زیادہ) ناراض نہیں ہوئے ہیں۔

9 - باب ذِكْرِ مَا يَجِبُ عَلٰى مَنْ اَتٰى حَلِيْلَتَهُ فِىْ حَالِ حَيْضِهَا مَعَ عِلْمِهِ بِنَهْىِ اللّٰهِ تَعَالٰى

367-تقدم في الطهارة، باب تاويل قول الله عزوجل : (ويسئلونك عن المحيض) (الحديث 287) مختصراً .

باب: جب کسی شخص کو اس بات کا پتہ ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے منع کیا ہے اور پھر بھی وہ اپنی بیوی کے ساتھ اس کے حیض کے دوران صحبت کر لے (تو اس کا حکم کیا ہوگا؟)

368 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِىٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ شُعْبَةَ قَالَ حَدَّثَنِى الْحَكَمُ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيْدِ عَنْ مِقْسَمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِى الرَّجُلِ يَاْتِىْ امْرَاَتَهُ وَهِىَ حَائِضٌ يَتَصَدَّقُ بِدِيْنَارٍ اَوْ بِنِصْفِ دِيْنَارٍ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں: جو شخص اپنی بیوی کے ساتھ اس کے حیض کے دوران صحبت کر لیتا ہے' اُسے ایک دینار (راوی کو شک ہے' کہ شاید یہ لفظ ہے:) نصف دینار صدقہ کرنا چاہیے۔

10 - باب مُضَاجَعَةِ الْحَائِضِ فِىْ ثِيَابِ حَيْضَتِهَا

باب: جب حیض والی عورت نے حیض کے مخصوص کپڑے پہنے ہوں' تو اس کے ساتھ لیٹنے (کا حکم)

369 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ ح وَاَنْبَاَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِىْ اَبِىْ ح وَاَنْبَاَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ - وَهُوَ ابْنُ الْحَارِثِ - قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِىْ كَثِيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِىْ اَبُوْ سَلَمَةَ اَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ اَبِىْ سَلَمَةَ حَدَّثَتْهُ اَنَّ اُمَّ سَلَمَةَ حَدَّثَتْهَا قَالَتْ بَيْنَمَا اَنَا مُضْطَجِعَةٌ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْ حِضْتُ فَانْسَلَلْتُ فَاَخَذْتُ ثِيَابَ حَيْضَتِىْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَنَفِسْتِ" . قُلْتُ نَعَمْ فَدَعَانِىْ فَاضْطَجَعْتُ مَعَهُ فِى الْخَمِيْلَةِ .
وَاللَّفْظُ لِعُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ سَعِيْدٍ .

★★ سیّدہ زینب بنت ابوسلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' کہ سیّدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا نے انہیں یہ بات بتائی کہ ایک مرتبہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لیٹی ہوئی تھی' اسی دوران مجھے حیض آ گیا' تو میں وہاں سے اُٹھ کر چلی گئی' پھر میں نے اپنے حیض کے مخصوص کپڑے پہن لیے (جب میں واپس آئی) تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تمہیں حیض آ گیا ہے؟ میں نے عرض کی: جی ہاں! تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے پاس بلایا اور میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چادر میں لیٹ گئی۔

روایت کے یہ الفاظ عبیداللہ بن سعید نامی راوی کے ہیں۔

11 - باب نَوْمِ الرَّجُلِ مَعَ حَلِيْلَتِهِ فِى الشِّعَارِ الْوَاحِدِ وَهِىَ حَائِضٌ

باب: آدمی کا اپنی بیوی کے ساتھ' ایک ہی چادر میں لیٹ جانا' جبکہ وہ عورت حیض کی حالت میں ہو

368-تقدم في الطهارة، باب ما يجب على من اتى حليلته في حال حيضتها بعد علمه بنهي الله عزوجل عن وطئها (الحديث 288) .

369-تقدم في الطهارة، باب مضاجعة الحائض (الحديث 282) .

370 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ جَابِرِ بْنِ صُبْحٍ قَالَ سَمِعْتُ خِلَاسًا يُحَدِّثُ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ اَنَا وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيْتُ فِي الشِّعَارِ الْوَاحِدِ وَاَنَا طَامِثٌ حَائِضٌ فَاِنْ اَصَابَهُ مِنِّيْ شَيْءٌ غَسَلَ مَكَانَهُ لَمْ يَعْدُهُ ثُمَّ صَلّٰى فِيْهِ ثُمَّ يَعُوْدُ فَاِنْ اَصَابَهُ مِنِّيْ شَيْءٌ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ غَسَلَ مَكَانَهُ لَمْ يَعْدُهُ وَصَلّٰى فِيْهِ .

★★ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: کہ میں اور نبی اکرم ﷺ ایک ہی لحاف میں رات بسر کرلیا کرتے تھے حالانکہ میں اُس وقت حیض کی حالت میں ہوتی تھی اگر مجھ سے کوئی چیز آپ ﷺ کو لگ جاتی' تو آپ ﷺ اس جگہ کو دھو لیتے تھے (جہاں خون لگا ہوتا تھا) اس سے زیادہ کچھ نہیں کرتے تھے' پھر آپ ﷺ اسی کپڑے میں نماز ادا کرلیا کرتے تھے (پھر واپس آ کر میرے پاس لیٹ جایا کرتے تھے) پھر اگر مجھ سے کوئی چیز آپ ﷺ کو لگ جاتی' تو آپ ﷺ ایسا ہی کیا کرتے تھے اس جگہ کو دھولیا کرتے تھے (جہاں خون لگا ہوتا تھا) اس سے زیادہ نہیں کرتے تھے (یعنی پورے کپڑے کو نہیں دھوتے تھے) اور پھر اس کپڑے میں نماز ادا کرلیا کرتے تھے۔

12 - باب مُبَاشَرَةِ الْحَائِضِ

باب: حیض والی عورت کے ساتھ مباشرت کرنا

371 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ اَبِيْ اِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُرَحْبِيْلَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْمُرُ اِحْدَانَا اِذَا كَانَتْ حَائِضًا اَنْ تَشُدَّ اِزَارَهَا ثُمَّ يُبَاشِرُهَا .

★★ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: کہ نبی اکرم ﷺ ہم میں سے کسی ایک کو (یعنی اپنی کسی زوجہ محترمہ کو) جبکہ وہ حیض کی حالت میں ہوتیں' یہ ہدایت کرتے کہ وہ اپنا تہبند باندھ لے' پھر آپ ﷺ اس کے ساتھ مباشرت کر لیے (یعنی جسم کے ساتھ جسم کو مس کر لیتے تھے)۔

372 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَتْ اِحْدَانَا اِذَا حَاضَتْ اَمَرَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ تَتَّزِرَ ثُمَّ يُبَاشِرُهَا .

★★ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: کہ ہم میں سے کسی ایک کو (یعنی نبی اکرم ﷺ کی کسی ایک زوجہ محترمہ کو) جب حیض آ جاتا تو نبی اکرم ﷺ اُسے یہ ہدایت کرتے کہ وہ تہبند باندھ لے' تو آپ اُس کے ساتھ مباشرت کر لیتے تھے (یعنی جسم کے ساتھ جسم کو مس کر لیتے تھے)۔

370-تقدم في الطهارة، باب مضاجعة الحائض (الحديث 283) .

371-تقدم في الطهارة، باب مباشرة الحائض (الحديث 284) .

372-تقدم في الطهارة، باب مباشرة الحائض (الحديث 285) .

13 - باب ذِكْرِ مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُهُ اِذَا حَاضَتْ اِحْدٰى نِسَائِهِ

باب: اس بات کا تذکرہ کہ جب نبی اکرم ﷺ کی کسی زوجہ محترمہ کو حیض آتا تھا تو آپ ﷺ ان کے ساتھ کیا کرتے تھے؟

373 - اَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنِ ابْنِ عَيَّاشٍ - وَهُوَ اَبُوْ بَكْرٍ - عَنْ صَدَقَةَ بْنِ سَعِيْدٍ ثُمَّ ذَكَرَ كَلِمَةً مَعْنَاهَا حَدَّثَنَا جُمَيْعُ بْنُ عُمَيْرٍ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى عَائِشَةَ مَعَ اُمِّيْ وَخَالَتِيْ فَسَاَلَتَاهَا كَيْفَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ اِذَا حَاضَتْ اِحْدَاكُنَّ قَالَتْ كَانَ يَاْمُرُنَا اِذَا حَاضَتْ اِحْدَانَا اَنْ تَتَّزِرَ بِاِزَارٍ وَاسِعٍ ثُمَّ يَلْتَزِمُ صَدْرَهَا وَثَدْيَيْهَا .

★★ جمیع بن عمیر بیان کرتے ہیں: میں اپنی والدہ اور خالہ کے ہمراہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا تو میری امی اور میری خالہ نے ان سے دریافت کیا: جب آپ (یعنی ازواجِ مطہرات) میں سے کسی ایک کو بلایا جاتا تھا تو نبی اکرم ﷺ ان کے ساتھ کیا کرتے تھے؟ تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: جب ہم میں سے کسی کو حیض آتا تھا تو نبی اکرم ﷺ ہمیں یہ ہدایت کرتے تھے کہ ہم بڑا تہبند باندھ لیں' پھر اس کے بعد نبی اکرم ﷺ اس خاتون کے سینے اور چھاتیوں کو اپنے ساتھ چمٹا لیتے تھے۔

374 - اَخْبَرَنَا الْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ عَنْ يُوْنُسَ وَاللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حَبِيْبٍ مَوْلٰى عُرْوَةَ عَنْ بُدَيَّةَ - وَكَانَ اللَّيْثُ يَقُوْلُ نَدَبَةَ - مَوْلَاةِ مَيْمُوْنَةَ عَنْ مَيْمُوْنَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُبَاشِرُ الْمَرْاَةَ مِنْ نِسَائِهِ وَهِيَ حَائِضٌ اِذَا كَانَ عَلَيْهَا اِزَارٌ يَبْلُغُ اَنْصَافَ الْفَخِذَيْنِ وَالرُّكْبَتَيْنِ فِيْ حَدِيْثِ اللَّيْثِ تَحْتَجِزُ بِهِ .

★★ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: کہ نبی اکرم ﷺ اپنی کسی زوجہ محترمہ کے ساتھ مباشرت کرلیا کرتے تھے جبکہ وہ خاتون حیض کی حالت میں ہوتی تھیں' لیکن اس وقت جب اس خاتون نے تہبند باندھا ہوتا تھا' جو اُس خاتون نے نصف زانوں تک (راوی کو یہ شک ہے' کہ شاید یہ الفاظ ہیں:) گھٹنوں تک ہوتا تھا۔

لیث نامی راوی کی روایت میں یہ الفاظ ہیں:

''اس خاتون نے اُسے اچھی طرح باندھا ہوتا تھا''۔

14 - باب مُؤَاكَلَةِ الْحَائِضِ وَالشُّرْبِ مِنْ سُؤْرِهَا

باب: حیض والی عورت کے ساتھ بیٹھ کر کھانا اور اس کے جوٹھے کو پی لینا

373-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (16055) .

374-تقدم في الطهارة، باب مباشرة الحائض (الحديث 286) .

375 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدِ بْنِ جَمِيْلِ بْنِ طَرِيْفٍ قَالَ اَنْبَاَنَا يَزِيْدُ بْنُ الْمِقْدَامِ بْنِ شُرَيْحِ بْنِ هَانِءٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ شُرَيْحٍ اَنَّهُ سَاَلَ عَائِشَةَ هَلْ تَاْكُلُ الْمَرْاَةُ مَعَ زَوْجِهَا وَهِيَ طَامِثٌ قَالَتْ نَعَمْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُوْنِيْ فَاٰكُلُ مَعَهُ وَاَنَا عَارِكٌ كَانَ يَاْخُذُ الْعَرْقَ فَيُقْسِمُ عَلَيَّ فِيْهِ فَاَعْتَرِقُ مِنْهُ ثُمَّ اَضَعُهُ فَيَاْخُذُهُ فَيَعْتَرِقُ مِنْهُ وَيَضَعُ فَمَهُ حَيْثُ وَضَعْتُ فَمِيْ مِنَ الْعَرْقِ وَيَدْعُوْ بِالشَّرَابِ فَيُقْسِمُ عَلَيَّ فِيْهِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَشْرَبَ مِنْهُ فَاٰخُذُهُ فَاَشْرَبُ مِنْهُ ثُمَّ اَضَعُهُ فَيَاْخُذُهُ فَيَشْرَبُ مِنْهُ وَيَضَعُ فَمَهُ حَيْثُ وَضَعْتُ فَمِيْ مِنَ الْقَدَحِ .

☆☆ شریح بن ہانی بیان کرتے ہیں' انہوں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا: کیا کوئی عورت اپنے شوہر کے ساتھ بیٹھ کر کچھ کھا سکتی ہے' جبکہ وہ عورت حیض کی حالت میں ہو؟ تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا: جی ہاں! نبی اکرم ﷺ مجھے پاس بلاتے تھے' میں آپ ﷺ کے پاس بیٹھ کر کھا لیتی تھی جبکہ میں اس وقت حیض کی حالت میں ہوتی تھی۔ نبی اکرم ﷺ ہڈی والا گوشت لیتے اور اصرار کر کے مجھے وہ کھانے کے لیے کہتے' میں اس میں سے دانت کے ذریعے کو گوشت نوچ لیتی' اور پھر واپس کر دیتی' تو نبی اکرم ﷺ اُسے لے کر اُس میں سے دانت کے ذریعے بوٹی توڑتے تھے اور آپ ﷺ اپنا منہ مبارک اُسی جگہ رکھتے تھے جہاں میں نے بوٹی توڑتے ہوئے اپنا منہ رکھا ہوتا تھا۔ پھر نبی اکرم ﷺ کوئی مشروب منگواتے اور مجھ سے اصرار کرتے کہ آپ ﷺ سے پہلے میں اُسے پی لوں' تو میں اُسے لے کر اس میں سے کچھ پی لیتی پھر میں اُسے پرے کر دیتی' تو نبی اکرم ﷺ اُسے لیتے اور اس میں سے پی لیتے' آپ ﷺ اپنا منہ مبارک اُسی جگہ رکھتے جہاں پیالے میں' میں نے اپنا منہ رکھا ہوتا تھا۔

376 - اَخْبَرَنِيْ اَيُّوْبُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْوَزَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو عَنِ الْاَعْمَشِ عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ شُرَيْحٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضَعُ فَاهُ عَلَى الْمَوْضِعِ الَّذِيْ اَشْرَبُ مِنْهُ وَيَشْرَبُ مِنْ فَضْلِ شَرَابِيْ وَاَنَا حَائِضٌ .

☆☆ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' کہ نبی اکرم ﷺ اپنا منہ مبارک اُس جگہ رکھتے تھے جہاں سے میں نے پانی پیا ہوتا تھا' آپ ﷺ میرے بچے ہوئے پانی کو پی لیا کرتے تھے جبکہ میں اس وقت حیض کی حالت میں ہوتی تھی۔

15 - باب الْاِنْتِفَاعِ بِفَضْلِ الْحَائِضِ

باب: حیض والی عورت کے بچائے ہوئے (کھانے یا پانی) کو استعمال کرنا

377 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مِسْعَرٍ عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ شُرَيْحٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ

375-تقدم في الطهارة، باب سور الحائض (الحديث 70) مختصراً .

376-تقدم في الطهارة، باب سور الحائض (الحديث 70) .

377-تقدم في الطهارة، باب سور الحائض (الحديث 70) .

سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنَاوِلُنِي الْاِنَاءَ فَاَشْرَبُ مِنْهُ وَاَنَا حَائِضٌ ثُمَّ اُعْطِيْهِ فَيَتَحَرّٰى مَوْضِعَ فَمِيْ فَيَضَعُهُ عَلٰى فِيْهِ .

☆☆ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' کہ نبی اکرم ﷺ برتن میری طرف بڑھاتے تھے' میں اس میں سے پی لیتی تھی جبکہ میں اس وقت حیض کی حالت میں ہوتی تھی' پھر میں وہ آپ ﷺ کو دے دیتی تھی' تو نبی اکرم ﷺ اہتمام کے ساتھ اسی جگہ پر اپنا منہ مبارک رکھتے تھے جہاں میں نے اپنا منہ رکھا ہوتا تھا۔

378 - اَخْبَرَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ قَالَ حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ وَسُفْيَانُ عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ شُرَيْحٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ اَشْرَبُ مِنَ الْقَدَحِ وَاَنَا حَائِضٌ فَاُنَاوِلُهُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَضَعُ فَاهُ عَلٰى مَوْضِعِ فِيَّ فَيَشْرَبُ مِنْهُ وَاَتَعَرَّقُ مِنَ الْعَرْقِ وَاَنَا حَائِضٌ فَاُنَاوِلُهُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَضَعُ فَاهُ عَلٰى مَوْضِعِ فِيَّ .

☆☆ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' کہ میں پیالے میں سے پی لیتی تھی جبکہ میں اس وقت حیض کی حالت میں ہوتی تھی' پھر میں وہ پیالہ نبی اکرم ﷺ کی طرف بڑھا دیتی تھی' تو آپ ﷺ اپنا منہ مبارک اُسی جگہ پر رکھتے تھے جہاں میں نے اپنا منہ رکھا ہوتا تھا اور آپ ﷺ اس میں سے پی لیتے تھے' اسی طرح میں بعض اوقات میں دانت کے ذریعے ہڈی سے گوشت نوچ کر کھاتی تھی جبکہ میں حیض کی حالت میں ہوتی تھی' پھر میں اُسے نبی اکرم ﷺ کی طرف بڑھا دیتی تھی' تو نبی اکرم ﷺ اپنا منہ مبارک اُسی جگہ پر رکھتے تھے جہاں میں نے اپنا منہ رکھا ہوتا تھا۔

16 - باب الرَّجُلِ يَقْرَاُ الْقُرْاٰنَ وَرَاْسُهُ فِيْ حِجْرِ امْرَاَتِهِ وَهِيَ حَائِضٌ

باب: کسی شخص کا ایسی حالت میں قرآن کی تلاوت کرنا جبکہ اس کا سر اس کی بیوی کی گود میں ہو اور وہ عورت اس وقت حیض کی حالت میں ہو

379 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ - وَاللَّفْظُ لَهُ - قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اُمِّهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَاْسُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حِجْرِ اِحْدَانَا وَهِيَ حَائِضٌ وَهُوَ يَقْرَاُ الْقُرْاٰنَ .

☆☆ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' کہ نبی اکرم ﷺ کا سر مبارک ہم میں سے کسی ایک (زوجہ محترمہ) کی گود میں ہوتا تھا اور وہ خاتون اُس وقت حیض کی حالت میں ہوتی تھی' نبی اکرم ﷺ اس وقت تلاوت کر لیا کرتے تھے۔

17 - باب سُقُوْطِ الصَّلَاةِ عَنِ الْحَائِضِ

باب: حیض والی عورت سے نماز کا ساقط ہو جانا

378-تقدم في الطهارة، باب سور الحائض (الحديث 70) .

379-تقدم في الطهارة، باب في الذي يقرأ القرآن و راسه في حجر امراته و هي حائض (الحديث 273) .

380 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ قَالَ اَنْبَاَنَا اِسْمَاعِيلُ عَنْ اَيُّوبَ عَنْ اَبِي قِلَابَةَ عَنْ مُعَاذَةَ الْعَدَوِيَّةِ قَالَتْ سَاَلَتِ امْرَاَةٌ عَائِشَةَ اَتَقْضِي الْحَائِضُ الصَّلَاةَ فَقَالَتْ اَحَرُورِيَّةٌ اَنْتِ قَدْ كُنَّا نَحِيضُ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا نَقْضِي وَلَا نُؤْمَرُ بِقَضَاءٍ . (موقوف)

☆☆ معاذہ عدویہ بیان کرتی ہیں: ایک خاتون نے سیدہ عائشہ ؓ سے دریافت کیا: کیا حیض والی عورت نماز کی قضاء کرے گی؟ تو سیدہ عائشہ ؓ نے فرمایا: کیا تم حروریہ (انتہاء پسند) ہو؟ نبی اکرم ﷺ کے زمانہ اقدس میں ہم لوگوں کو بھی حیض آیا کرتا تھا' لیکن ہم لوگ ان کی قضاء نہیں کرتی تھیں اور نہ ہی ہمیں ان کی قضاء کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

شرح

جس وقت جنگ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں اہل عراق اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے اہل شام کے درمیان جنگ ہوئی اور جنگ ختم ہونے سے پہلے فریقین میں صلح کے لیے ثالث مقرر کیے اس وقت حضرت علی ؓ کے لشکر میں سے کچھ افراد نے بغاوت کردی۔ عربی میں بغاوت کے لیے لفظ خروج استعمال ہوتا ہے۔ ان باغیوں کو خارجی یا خوارج کہا گیا۔ انہیں کا ایک گروہ "حروریہ" کہلاتا تھا۔ یہ لوگ بعض مذہبی معاملات میں غیر ضروری شدت پسندی کے قائل تھے۔ سیدہ عائشہ ؓ نے بھی اس خاتون سے یہی فرمایا: کیا تم حروریہ ہو؟ یعنی تمہارے اس سوال سے حروریوں یعنی خارجیوں کی شدت پسندی محسوس ہوتی ہے۔

18 - باب اسْتِخْدَامِ الْحَائِضِ

باب: حیض والی عورت سے خدمت لینا

381 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ كَيْسَانَ قَالَ حَدَّثَنِي اَبُو حَازِمٍ قَالَ قَالَ اَبُو هُرَيْرَةَ بَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ اِذْ قَالَ "يَا عَائِشَةُ نَاوِلِينِي الثَّوْبَ". فَقَالَتْ اِنِّي لَا اُصَلِّي . فَقَالَ "اِنَّهُ لَيْسَ فِي يَدِكِ". فَنَاوَلَتْهُ .

☆☆ حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اے عائشہ! مجھے کپڑا پکڑا دو"۔ انہوں نے عرض کی: میں نماز ادا نہیں کرسکتی (یعنی میں حیض کی حالت میں ہوں) تو

380-اخرجه البخاري في الحيض، باب لا تقضي الحائض الصلاة (الحديث 321) . و اخرجه مسلم في الحيض، باب وجوب قضاء الصوم على الحائض دون الصلاة (الحديث 67 و68 و69) . و اخرجه ابوداؤد في الطهارة، باب في الحائض لا تقضي الصلاة (الحديث 262 و263) . و اخرجه الترمذي في الطهارة، باب ما جاء في الحائض انها لا تقضي الصلاة (الحديث 130) . و اخرجه النسائي في الصيام، وضع الصيام عن الحائض (الحديث 2317) و اخرجه ابن ماجه في الطهارة و سننها، باب الحائض لا تقضي الصلاة (الحديث 631) . تحفة الاشراف (17964) .

381-تقدم في الطهارة، باب استخدام الحائض (الحديث 270) .

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"وہ (حیض) تمہارے ہاتھ میں نہیں ہے"۔

تو سیدہ عائشہ ؓ نے وہ کپڑا نبی اکرم ﷺ کو پکڑا دیا۔

382 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ عَبِيدَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ ح وَاَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ ثَابِتِ بْنِ عُبَيْدٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "نَاوِلِينِي الْخُمْرَةَ مِنَ الْمَسْجِدِ". فَقُلْتُ اِنِّي حَائِضٌ . فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَيْسَتْ حَيْضَتُكِ فِي يَدِكِ". قَالَ اِسْحَاقُ اَنْبَاَنَا اَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهُ .

☆☆ سیدہ عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں' کہ نبی اکرم ﷺ نے مسجد میں سے مجھ سے فرمایا' کہ مجھے فلاں کپڑا پکڑا دو۔ میں نے عرض کی: میں حیض کی حالت میں ہوں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"تمہارا حیض تمہارے ہاتھ میں نہیں ہے"۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے۔

19 - باب بَسْطِ الْحَائِضِ الْخُمْرَةَ فِي الْمَسْجِدِ

باب: حیض والی عورت کا نماز کی جگہ پر چٹائی بچھا دینا

383 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مَنْبُوذٍ عَنْ اُمِّهِ اَنَّ مَيْمُونَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضَعُ رَاْسَهُ فِي حِجْرِ اِحْدَانَا فَيَتْلُو الْقُرْآنَ وَهِيَ حَائِضٌ وَتَقُومُ اِحْدَانَا بِخُمْرَتِهِ اِلَى الْمَسْجِدِ فَتَبْسُطُهَا وَهِيَ حَائِضٌ .

☆☆ سیدہ میمونہ ؓ بیان کرتی ہیں' کہ نبی اکرم ﷺ نے ہم میں سے کسی کی گود میں اپنا سر رکھا ہوتا تھا اور اس دوران آپ ﷺ تلاوت کرلیا کرتے تھے جبکہ وہ خاتون اس وقت حیض کی حالت میں ہوتی تھی' اسی طرح ہم میں سے کوئی ایک اٹھ کر نبی اکرم ﷺ کی نماز کی جگہ پر چٹائی بچھا دیتی تھی' جبکہ وہ خاتون اس وقت حیض کی حالت میں ہوتی تھی۔

20 - باب تَرْجِيلِ الْحَائِضِ رَاْسَ زَوْجِهَا وَهُوَ مُعْتَكِفٌ فِي الْمَسْجِدِ

باب: حیض والی عورت کا اپنے شوہر کے سر میں کنگھی کرنا جبکہ وہ شخص مسجد میں معتکف ہو

384 - اَخْبَرَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا كَانَتْ تُرَجِّلُ رَاْسَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ حَائِضٌ وَهُوَ مُعْتَكِفٌ فَيُنَاوِلُهَا رَاْسَهُ وَهِيَ فِي

382-تقدم في الطهارة، باب استخدام الحائض (الحديث 271) .

383-تقدم في الطهارة، باب بسط الحائض الخمرة في المسجد (الحديث 272) .

384-اخرجه البخاري في الاعتكاف، باب المعتكف يدخل راسه البيت للغسل (الحديث 2046) . تحفة الاشراف (16641) .

تُخَمِّرُيَهَا .

☆☆ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ وہ نبی اکرم ﷺ کے سر میں کنگھی کر دیا کرتی تھیں حالانکہ وہ حیض کی حالت میں ہوتی تھیں اور نبی اکرم ﷺ اس وقت معتکف ہوتے تھے نبی اکرم ﷺ اپنا سر ان کی طرف کر دیتے تھے جبکہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے حجرے میں ہوتی تھیں۔

21 - باب غَسْلِ الْحَائِضِ رَأْسَ زَوْجِهَا

باب: حیض والی عورت کا اپنے شوہر کے سر کو دھونا

385 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنِىْ سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنِىْ مَنْصُوْرٌ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُدْنِيْ اِلَيَّ رَأْسَهُ وَهُوَ مُعْتَكِفٌ فَاَغْسِلُهُ وَاَنَا حَائِضٌ .

☆☆ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ اپنا سر میری طرف بڑھا دیتے تھے آپ ﷺ اس وقت معتکف ہوتے تھے تو میں اسے دھو دیا کرتی تھیں حالانکہ میں اس وقت حیض کی حالت میں ہوتی تھی۔

386 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا الْفُضَيْلُ - وَهُوَ ابْنُ عِيَاضٍ - عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ تَمِيْمِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُخْرِجُ رَأْسَهُ مِنَ الْمَسْجِدِ وَهُوَ مُعْتَكِفٌ فَاَغْسِلُهُ وَاَنَا حَائِضٌ .

☆☆ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ مسجد سے اپنا سر آگے بڑھا دیتے تھے اور آپ ﷺ اس وقت معتکف ہوتے تھے میں اسے دھو دیا کرتی تھی حالانکہ میں اس وقت حیض کی حالت میں ہوتی تھی۔

387 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ اُرَجِّلُ رَأْسَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا حَائِضٌ .

☆☆ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نبی اکرم ﷺ کے سر میں کنگھی کر دیا کرتی تھی حالانکہ میں اس وقت حیض کی حالت میں ہوتی تھی۔

22 - باب شُهُوْدِ الْحُيَّضِ الْعِيْدَيْنِ وَدَعْوَةَ الْمُسْلِمِيْنَ

باب: حیض والی عورتوں کا عید کی نماز اور مسلمانوں کی اجتماعی دعا میں شریک ہونا

388 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ قَالَ اَنْبَاَنَا اِسْمَاعِيْلُ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ حَفْصَةَ قَالَتْ كَانَتْ اُمُّ عَطِيَّةَ لَا تَذْكُرُ

385-تقدم في الطهارة، باب غسل الحائض راس زوجها (الحديث 274) .

386-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (16334) .

387-تقدم في الطهارة، باب غسل الحائض راس زوجها (الحديث 276) .

رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا قَالَتْ بِاَبَا . فَقُلْتُ اَسَمِعْتِ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ كَذَا وَكَذَا قَالَتْ نَعَمْ بِاَبَا قَالَ "لِتَخْرُجِ الْعَوَاتِقُ وَذَوَاتُ الْخُدُوْرِ وَالْحُيَّضُ فَيَشْهَدْنَ الْخَيْرَ وَدَعْوَةَ الْمُسْلِمِيْنَ وَتَعْتَزِلِ الْحُيَّضُ الْمُصَلّٰى ."

☆☆ حفصہ بنت سیرین بیان کرتی ہیں کہ سیدہ اُم عطیہ رضی اللہ عنہا جب بھی نبی اکرم ﷺ کی کسی بات کا تذکرہ کیا کرتی تھیں تو وہ یہ ضرور کہا کرتی تھیں: میرے والد ان پر قربان ہوں! ایک مرتبہ میں نے ان سے دریافت کیا: کیا آپ نے نبی اکرم ﷺ کو فلاں بات ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں! میرے والد ان پر قربان ہوں! نبی اکرم ﷺ نے یہ فرمایا تھا: بالغ، پردہ دار، حیض والی خواتین بھی بھلائی اور مسلمانوں کی اجتماعی دعا میں شامل ہوں البتہ حیض والی خواتین نماز کی جگہ سے الگ رہیں گی (یعنی وہ نماز میں شامل نہیں ہوں گی)۔

23 - باب الْمَرْاَةِ تَحِيْضُ بَعْدَ الْاِفَاضَةِ

باب: جس عورت کو طواف افاضہ کے بعد حیض آ جائے (اس کا حکم کیا ہے؟)

389 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْقَاسِمِ قَالَ اَخْبَرَنِىْ مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِىْ بَكْرٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ قَدْ حَاضَتْ . فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَعَلَّهَا تَحْبِسُنَا اَلَمْ تَكُنْ طَافَتْ مَعَكُنَّ بِالْبَيْتِ ." قَالَتْ بَلٰى . قَالَ "فَاخْرُجْنَ ."

☆☆ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو بتایا: سیدہ صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا کو حیض آ گیا ہے تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: شاید اس کی وجہ سے ہمیں رُکنا پڑے کیا اس نے تم لوگوں کے ساتھ بیت اللہ کا طواف نہیں کر لیا تھا؟ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا: جی ہاں (کر لیا تھا)۔

تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''پھر تم لوگ روانہ ہو جاؤ''۔

24 - باب مَا تَفْعَلُ النُّفَسَاءُ عِنْدَ الْاِحْرَامِ

باب: نفاس والی عورت احرام باندھنے کے بعد کیا کرے؟

390 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ

388-اخرجه البخاري في الحيض، باب شهود الحائض العيدين و دعوة المسلمين، و يعتزلن المصلى (الحديث 324) بنحوه، مطولاً . و في العيدين، باب خروج النساء و الحيض الى المصلى (الحديث 974) مختصراً، وباب اذا لم يكن لها جلباب في العيد (الحديث 980) مطولاً . وفي الحج، باب تقضي الحائض المناسك كلها الا الطواف بالبيت و اذا سعى على غير وضوء بين الصفا و المروة (الحديث 1652) بنحوه مطولاً . و اخرجه النسائي في صلاة العيدين، خروج العواتق و ذوات الخدور في العيدين (الحديث 1557) تحفة الاشراف (18118) .

389-اخرجه البخاري في الحيض، باب المراة تحيض بعد الافاضة (الحديث 328) . واخرجه مسلم في الحج، باب وجوب طواف الوداع و سقوطه عن الحائض (الحديث 385) . تحفة الاشراف (17949) .

390-تقدم في الطهارة، باب الاغتسال من النفاس (الحديث 214) .

جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ فِيْ حَدِيْثِ اَسْمَآءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ حِيْنَ نُفِسَتْ بِذِى الْحُلَيْفَةِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِاَبِىْ بَكْرٍ "مُرْهَا اَنْ تَغْتَسِلَ وَتُهِلَّ ."

☆☆ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اپنے والد (امام محمد الباقر رضی اللہ عنہ) کے حوالے سے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی یہ روایت نقل کرتے ہیں' جو سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کے بارے میں ہے' کہ انہیں ذوالحلیفہ میں نفاس آ گیا تھا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے یہ فرمایا تھا:

''تم اس سے کہو کہ وہ غسل کر کے احرام باندھ لے''۔

25 - باب الصَّلَاةِ عَلَى النُّفَسَاءِ

باب: نفاس والی عورت کی نمازِ جنازہ ادا کرنا

391 - اَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ عَنْ عَبْدِ الْوَارِثِ عَنْ حُسَيْنٍ - يَعْنِى الْمُعَلِّمَ - عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ سَمُرَةَ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى اُمِّ كَعْبٍ مَاتَتْ فِيْ نِفَاسِهَا فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِى الصَّلَاةِ فِيْ وَسَطِهَا .

☆☆ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں سیدہ اُم کعب رضی اللہ عنہا کی نمازِ جنازہ ادا کی تھی' جن کا نفاس کے دوران انتقال ہو گیا تھا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے دوران اُن کے وسط کے مقابلے میں کھڑے ہوئے تھے۔

26 - باب دَمِ الْحَيْضِ يُصِيبُ الثَّوْبَ

باب: حیض کے خون کا کپڑے پر لگ جانا

392 - اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيْبِ بْنِ عَرَبِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ عَنْ اَسْمَآءَ بِنْتِ اَبِىْ بَكْرٍ - وَكَانَتْ تَكُوْنُ فِيْ حِجْرِهَا - اَنَّ امْرَاَةً اسْتَفْتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ دَمِ الْحَيْضِ يُصِيْبُ الثَّوْبَ فَقَالَ "حُتِّيْهِ وَاقْرُصِيْهِ وَانْضَحِيْهِ وَصَلِّىْ فِيْهِ ."

☆☆ فاطمہ بنت منذر بیان کرتی ہیں' یہ سیدہ اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا کی زیر پرورش تھیں' سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا نے یہ بات بیان کی ہے' کہ ایک خاتون نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے حیض کے خون کا مسئلہ دریافت کیا جو کپڑے پر لگ جاتا ہے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

391-اخرجه البخاري في الحيض، باب الصلاة على النفساء و سنتها (الحديث 332) بنحوه، و في الجنائز، باب الصلاة على النفساء اذا ماتت في نفاسها (الحديث 1331) بنحوه، و في الجنائز، باب اين يقوم من المراة و الرجل (الحديث 1332) بنحوه . و اخرجه مسلم في الجنائز، باب اين يقوم الامام من الميت للصلاة عليه (الحديث 87 و 88) . و اخرجه ابو داؤد في الجنائز، باب اين يقوم الامام من الميت اذا صلى عليه (الحديث 3195) . و اخرجه النسائي في الجنائز، الصلاة على الجنائز قائمًا (الحديث 1975)، و باب اجتماع جنائز الرجال و النساء (الحديث 1978) . و اخرجه ابن ماجه في الجنائز، باب ما جاء في اين يقوم الامام اذا صلى على الجنازة (الحديث 1493) و الحديث عند: الترمذي في الجنائز، باب ما جاء في اين يقوم الامام من الرجل و المراة (الحديث 1035) . تحفة الاشراف (4625) .

392-تقدم في الطهارة، باب دم الحيض يصيب الثوب (الحديث 292) .

نے ارشاد فرمایا:

''تم اسے لکڑی سے کھرچ دو پھر انگلی کے ساتھ مل دو اور اس پر پانی چھڑک کر پھر اسی کپڑے میں نماز ادا کر لو''۔

393 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُو الْمِقْدَامِ ثَابِتٌ الْحَدَّادُ عَنْ عَدِيِّ بْنِ دِيْنَارٍ قَالَ سَمِعْتُ اُمَّ قَيْسٍ بِنْتَ مِحْصَنٍ اَنَّهَا سَاَلَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ دَمِ الْحَيْضَةِ يُصِيْبُ الثَّوْبَ قَالَ "حُكِّيْهِ بِضِلَعٍ وَاغْسِلِيْهِ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ ."

☆☆ سیدہ اُم قیس بنت محصن رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' کہ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے حیض کے خون کے بارے میں دریافت کیا' جو کپڑے پر لگ جاتا ہے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تم اسے لکڑی کے ذریعے رگڑ کر پانی کے ذریعے اور بیری کے پتوں کے ذریعے دھو لو''۔

393-تقدم في الطهارة، باب دم الحيض يصيب الثوب (الحديث 291) .

4 - كِتَابُ الْغُسْلِ وَالتَّيَمُّمِ

غسل اور تیمم (سے متعلق روایات)

امام نسائی نے اس کتاب "غسل اور تیمم (سے متعلق روایات)" میں 30 تراجم ابواب اور 52 روایات نقل کی ہیں' جبکہ مکررات کو حذف کردیا جائے تو روایات کی تعداد 11 ہوگی۔

1 - باب ذِكْرِ نَهْيِ الْجُنُبِ عَنِ الِاغْتِسَالِ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ

باب: جنبی شخص کے لیے ٹھہرے ہوئے پانی میں غسل کی ممانعت

394 - أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ بُكَيْرٍ أَنَّ أَبَا السَّائِبِ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا يَغْتَسِلْ أَحَدُكُمْ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ وَهُوَ جُنُبٌ".

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

"کوئی بھی شخص ٹھہرے ہوئے پانی میں غسل جنابت نہ کرے"۔

395 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا حِبَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا يَبُولَنَّ الرَّجُلُ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ ثُمَّ يَغْتَسِلُ مِنْهُ أَوْ يَتَوَضَّأُ".

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"کوئی بھی شخص ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب نہ کرے' کیونکہ اس نے اُسی میں سے غسل کرنا ہوگا"۔

396 - أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ الْبَغْدَادِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ عَجْلَانَ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى أَنْ يُبَالَ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ ثُمَّ يُغْتَسَلَ فِيهِ مِنَ الْجَنَابَةِ.

394-تقدم في الطهارة، باب النهي عن اغتسال في الماء الدائم (الحديث 220) .

395-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (14691) .

396-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (13870) .

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع کیا ہے' کہ ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کیا جائے' اور پھر اس میں غسل جنابت کیا جائے۔

397 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ مُوسَى بْنِ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى أَنْ يُبَالَ فِي الْمَاءِ الرَّاكِدِ ثُمَّ يُغْتَسَلَ مِنْهُ.

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع کیا ہے' کہ ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کیا جائے' اور پھر اُس میں سے غسل کرلیا جائے۔

398 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَيُّوبَ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ لَا يَبُولَنَّ أَحَدُكُمْ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ الَّذِي لَا يَجْرِي ثُمَّ يَغْتَسِلُ مِنْهُ . قَالَ سُفْيَانُ قَالُوا لِهِشَامٍ - يَعْنِي ابْنَ حَسَّانَ - أَنَّ أَيُّوبَ إِنَّمَا يَنْتَهِي بِهَذَا الْحَدِيثِ إِلَى أَبِي هُرَيْرَةَ فَقَالَ إِنَّ أَيُّوبَ لَوِ اسْتَطَاعَ أَنْ لَا يَرْفَعَ حَدِيثًا لَمْ يَرْفَعْهُ .

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' کہ کوئی بھی شخص ایسے ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب نہ کرے جو بہتا نہ ہو' اور پھر اس میں غسل نہ کرے۔

(امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) سفیان نامی راوی بیان کرتے ہیں' لوگوں نے ہشام سے کہا کہ ایوب نامی راوی تو اس حدیث کو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے قول کے طور پر نقل کرتے ہیں' تو ہشام نے جواب دیا: ایوب نامی محدث اگر اس بات کی استطاعت رکھتے ہوں کہ وہ کسی حدیث کو مرفوع حدیث کے طور پر نقل نہ کریں' تو وہ اسے مرفوع حدیث کے طور پر نقل نہیں کرتے۔

2 - باب الرُّخْصَةِ فِي دُخُولِ الْحَمَّامِ

باب: حمام میں داخل ہونے کی اجازت

399 - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ عَطَاءٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يَدْخُلِ الْحَمَّامَ إِلَّا بِمِئْزَرٍ".

★★ حضرت جابر رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"جو شخص اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو' وہ حمام میں تہبند باندھے بغیر داخل نہ ہو"۔

397-تقدم في الطهارة، باب النهي عن البول في الماء الراكد و الاغتسال منه (الحديث 221) بنحوه .

398-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (14440) .

399-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (2887) .

3 - باب الْاِغْتِسَالِ بِالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ

باب: برف اور اولوں (کے پگھلے ہوئے پانی) کے ذریعے غسل کرنا

400 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَجْزَاَةَ بْنِ زَاهِرٍ اَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ اَبِىْ اَوْفٰى يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ كَانَ يَدْعُوْ "اللّٰهُمَّ طَهِّرْنِىْ مِنَ الذُّنُوْبِ وَالْخَطَايَا اللّٰهُمَّ نَقِّنِىْ مِنْهَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْاَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ اللّٰهُمَّ طَهِّرْنِىْ بِالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَالْمَآءِ الْبَارِدِ".

★★ حضرت عبداللہ بن ابواوفی رضی اللہ عنہ' نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے یہ حدیث نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ یہ دعا مانگا کرتے تھے:

''اے اللہ! مجھے گناہوں اور خطاؤں سے پاک کردے! اے اللہ! تو مجھے ان سے اس طرح صاف کردے جس طرح سفید کپڑے سے میل کو صاف کردیا جاتا ہے' اے اللہ! مجھے برف' اولوں اور ٹھنڈے پانی کے ذریعے پاک کردے''۔

4 - باب الْاِغْتِسَالِ بِالْمَآءِ الْبَارِدِ

باب: ٹھنڈے پانی سے غسل کرنا

401 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ يَزِيْدَ عَنْ رَقَبَةَ عَنْ مَجْزَاَةَ الْاَسْلَمِيِّ عَنِ ابْنِ اَبِىْ اَوْفٰى قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "اللّٰهُمَّ طَهِّرْنِىْ بِالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَالْمَآءِ الْبَارِدِ اللّٰهُمَّ طَهِّرْنِىْ مِنَ الذُّنُوْبِ كَمَا يُطَهَّرُ الثَّوْبُ الْاَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ".

★★ حضرت عبداللہ بن ابواوفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ یہ دعا مانگا کرتے تھے:

''اے اللہ! مجھے برف' اولوں اور ٹھنڈے پانی کے ذریعے پاک کردے! اے اللہ! مجھے گناہوں سے پاک کردے! جس طرح سفید کپڑے کو میل سے پاک کردیا جاتا ہے''۔

5 - باب الْاِغْتِسَالِ قَبْلَ النَّوْمِ

باب: سونے سے پہلے غسل کرنا

402 - اَخْبَرَنَا شُعَيْبُ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِىْ قَيْسٍ قَالَ سَاَلْتُ عَآئِشَةَ كَيْفَ كَانَ نَوْمُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِى الْجَنَابَةِ اَيَغْتَسِلُ قَبْلَ اَنْ

400-اخرجه مسلم في الصلاة، باب ما يقول اذ رفع راسه من الركوع (الحديث 204) بنحوه مطولا . و اخرجه النسائي في الغسل و التيمم، باب الاغتسال بالماء البارد (الحديث 401) تحفة الاشراف (5181) .

401-تقدم في الغسل و التيمم، باب الاغتسال بالثلج و البرد (الحديث 400) .

402-اخرجه مسلم في الحيض، باب جواز نوم الجنب، و استحباب الوضوء له و غسل الفرج اذا اراد ان يا كل او يشرب او ينام او يجامع (الحديث 26) . تحفة الاشراف (16285) .

يَنَامَ اَوْ يَنَامُ قَبْلَ اَنْ يَغْتَسِلَ قَالَتْ كُلُّ ذٰلِكَ قَدْ كَانَ يَفْعَلُ رُبَّمَا اغْتَسَلَ فَنَامَ وَرُبَّمَا تَوَضَّاَ فَنَامَ .

★★ عبداللہ بن قیس بیان کرتے ہیں' میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا: نبی اکرم ﷺ جنابت کی حالت میں کس طرح سوتے تھے؟ کیا آپ ﷺ سونے سے پہلے غسل کرلیا کرتے تھے؟ یا غسل کرنے سے پہلے سو جایا کرتے تھے؟ تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ہر طرح سے کرلیا کرتے تھے' بعض اوقات آپ ﷺ پہلے غسل کرتے اور پھر سو جایا کرتے تھے اور بعض اوقات صرف وضو کرکے سو جایا کرتے تھے۔

6 - باب الْاِغْتِسَالِ اَوَّلَ اللَّيْلِ

باب: رات کے ابتدائی حصے میں غسل کرنا

403 - اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيْبِ بْنِ عَرَبِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ بُرْدٍ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ نُسَيٍّ عَنْ غُضَيْفِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى عَآئِشَةَ فَسَاَلْتُهَا فَقُلْتُ اَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْتَسِلُ مِنْ اَوَّلِ اللَّيْلِ اَوْ مِنْ اٰخِرِهٖ قَالَتْ كُلُّ ذٰلِكَ كَانَ رُبَّمَا اغْتَسَلَ مِنْ اَوَّلِهٖ وَرُبَّمَا اغْتَسَلَ مِنْ اٰخِرِهٖ . قُلْتُ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ جَعَلَ فِى الْاَمْرِ سَعَةً .

★★ غضیف بن حارث بیان کرتے ہیں' میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا' میں نے ان سے دریافت کیا' میں نے کہا کہ کیا نبی اکرم ﷺ رات کے ابتدائی حصے میں غسل کرلیا کرتے تھے یا رات کے آخری حصے میں کیا کرتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا: ہر طرح سے کرلیتے تھے' بعض اوقات آپ ﷺ رات کے ابتدائی حصے میں غسل کرلیا کرتے تھے اور بعض اوقات رات کے آخری حصے میں غسل کرلیا کرتے تھے۔ تو میں نے کہا: ہر طرح کی حمد اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہے' جس نے اس معاملے میں گنجائش رکھی ہے۔

7 - باب الْاِسْتِتَارِ عِنْدَ الْاِغْتِسَالِ

باب: غسل کرتے وقت پردہ تان لینا

404 - اَخْبَرَنِىْ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ يَعْقُوْبَ قَالَ حَدَّثَنَا النُّفَيْلِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ يَعْلٰى اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى رَجُلًا يَغْتَسِلُ بِالْبَرَازِ فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ وَقَالَ "اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ حَلِيْمٌ حَيِيٌّ سِتِّيْرٌ يُحِبُّ الْحَيَاءَ وَالسَّتْرَ فَاِذَا اغْتَسَلَ اَحَدُكُمْ فَلْيَسْتَتِرْ".

★★ حضرت یعلیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ایک شخص کو ایک کھلی جگہ پر غسل کرتے ہوئے دیکھا' (بعد میں) آپ ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوئے' آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کرنے کے بعد فرمایا:

403-تقدم في الطهارة، باب ذكر الاغتسال اول الليل (الحديث 222) .

404-اخرجه ابوداؤد في الحمام، باب النهي عن التعري (الحديث 4012) . تحفة الاشراف (11845) .

''بے شک اللہ تعالیٰ بردبار ہے' زندہ ہے' پردہ ڈالنے والا ہے' وہ حیاء کو اور پردے کو پسند کرتا ہے' جب کوئی شخص غسل کرنے لگے تو اُسے پردہ کر لینا چاہیے''۔

405 - اَخْبَرَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ اَبِيْ سُلَيْمَانَ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَعْلٰى عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ سِتِّيْرٌ فَاِذَا اَرَادَ اَحَدُكُمْ اَنْ يَغْتَسِلَ فَلْيَتَوَارَ بِشَيْءٍ".

★★ صفوان بن یعلیٰ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:
''اللہ تعالیٰ پردہ رکھنے والا ہے' تو جب کوئی شخص غسل کرنے لگے' تو کسی چیز کے ذریعے اوٹ کر لے''۔

406 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبِيْدَةُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ سَالِمٍ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَيْمُوْنَةَ قَالَتْ وَضَعْتُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَاءً - قَالَتْ - فَسَتَرْتُهُ فَذَكَرَتِ الْغُسْلَ قَالَتْ ثُمَّ اَتَيْتُهُ بِخِرْقَةٍ فَلَمْ يُرِدْهَا .

★★ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کے لیے پانی رکھا' سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' کہ میں نے آپ ﷺ کے لیے پردہ تان لیا' پھر سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا نے (نبی اکرم ﷺ کے) غسل کا تذکرہ کرتے ہوئے یہ فرمایا: پھر میں آپ ﷺ کے پاس کپڑا لے کر آئی' تو آپ ﷺ نے اُسے استعمال نہیں کیا۔

407 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَفْصِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ قَالَ حَدَّثَنِيْ اِبْرَاهِيْمُ عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "بَيْنَمَا اَيُّوْبُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ يَغْتَسِلُ عُرْيَانًا خَرَّ عَلَيْهِ جَرَادٌ مِّنْ ذَهَبٍ فَجَعَلَ يَحْثِيْ فِيْ ثَوْبِهٖ قَالَ فَنَادَاهُ رَبُّهُ عَزَّ وَجَلَّ يَا اَيُّوْبُ اَلَمْ اَكُنْ اَغْنَيْتُكَ قَالَ بَلٰى يَا رَبِّ وَلٰكِنْ لَا غِنٰى بِيْ عَنْ بَرَكَاتِكَ".

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: ایک مرتبہ حضرت ایوب علیہ السلام

405-اخرجه ابو داؤد في الحمام، باب النهي عن التعري (الحديث 4013) . تحفة الاشراف (11840) .

406-اخرجه البخاري في الغسل ، باب من افرغ بيمينه على شماله في الغسل (الحديث 266) مطولاً . و باب نفض اليدين من الغسل عن الجنابة (الحديث 276) مطولاً . و باب التستر في الغسل عند الناس (الحديث 281) مطولاً . و اخرجه مسلم في الحيض، باب تستر المغتسل بثوب و نحوه (الحديث 73) . و الحديث عند : البخاري في الغسل، باب الوضوء قبل الغسل (الحديث 249)، و باب الغسل مرة واحدة (الحديث 257)، و باب المضمضة و الاستنشاق في الجنابة (الحديث 259)، و باب مسح اليد بالتراب لتكون انقى (الحديث 260)، و باب تفريق الغسل و الوضوء (الحديث 265)، و باب من توضا في الجنابة ثم غسل سائر جسده و لم يعد مواضع الوضوء مرة اخرى (الحديث 274) . و مسلم في الحيض، باب صفة غسل الجنابة (الحديث 37) . و ابي داؤد في الطهارة، باب في الغسل من الجنابة (الحديث 245) . و الترمذي في الطهارة، باب ما جاء في الغسل من الجنابة (الحديث 103) . والنسائي في الطهارة، باب غسل الرجلين في غير المكان الذي يغتسل فيه (الحديث 253)، و في الغسل و التيمم، باب ازالة الجنب الاذى عنه قبل افاضة الماء عليه (الحديث 416)، و باب مسح اليد بالارض بعد غسل الفرج (الحديث 417)، و باب الغسل مرة واحدة (الحديث 426) . و ابن ماجه في الطهارة و سننها، باب المنديل بعد الوضوء و بعد الغسل (الحديث 467) . تحفة الاشراف (18064) .

407-اخرجه البخاري في الغسل ، باب من اغتسل عرياناً وحده في الخلوة (الحديث 279) تعليقاً . تحفة الاشراف (14224) .

برہنہ ہو کر غسل کر رہے تھے' اس دوران ان پر سونے کی ٹڈیاں گرنے لگیں' تو انہوں نے انہیں اپنے کپڑے میں سمیٹنا شروع کر دیا' ان کے پروردگار نے ان سے فرمایا: اے ایوب! کیا میں نے تمہیں غنی نہیں کیا ہوا ہے' انہوں نے فرمایا: جی ہاں! اے میرے پروردگار! لیکن میں تیری (عطاء کردہ) برکات سے بے نیاز نہیں ہوں۔

8 - باب الدَّلِيْلِ عَلٰى اَنْ لَا تَوْقِيْتَ فِي الْمَاءِ الَّذِيْ يُغْتَسَلُ فِيْهِ

باب: اس بات کی دلیل کہ غسل کرنے کے لیے پانی کی کوئی حد متعین نہیں ہے

408 - اَخْبَرَنَا الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ دِيْنَارٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ اِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ سَعْدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْتَسِلُ فِي الْاِنَاءِ وَهُوَ الْفَرَقُ وَكُنْتُ اَغْتَسِلُ اَنَا وَهُوَ مِنْ اِنَاءٍ وَّاحِدٍ .

★★ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' کہ نبی اکرم ﷺ ایک برتن سے غسل کر لیا کرتے تھے' وہ فرق ہوتا تھا (یعنی تین صاع کے برابر ہوتا تھا) میں اور نبی اکرم ﷺ ایک ہی برتن سے غسل کر لیا کرتے تھے۔

9 - باب اغْتِسَالِ الرَّجُلِ وَالْمَرْاَةِ مِنْ نِسَائِهٖ مِنْ اِنَاءٍ وَّاحِدٍ

باب: آدمی کا اپنی بیوی کے ساتھ ایک ہی برتن میں سے غسل کرنا

409 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ هِشَامٍ ح وَاَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَغْتَسِلُ وَاَنَا مِنْ اِنَاءٍ وَّاحِدٍ نَغْتَرِفُ مِنْهُ جَمِيْعًا . وَقَالَ سُوَيْدٌ قَالَتْ كُنْتُ اَنَا .

★★ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' کہ نبی اکرم ﷺ اور میں ایک ہی برتن میں سے غسل کر لیا کرتے تھے' ہم ایک ساتھ اس میں سے پانی لیا کرتے تھے۔

یہاں سوید نامی راوی نے ایک لفظ مختلف نقل کیا ہے۔

410 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْقَاسِمِ قَالَ سَمِعْتُ الْقَاسِمَ يُحَدِّثُ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ اَغْتَسِلُ اَنَا وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اِنَاءٍ وَّاحِدٍ مِّنَ الْجَنَابَةِ .

★★ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' کہ میں اور نبی اکرم ﷺ ایک ہی برتن سے غسل جنابت کر لیا کرتے تھے۔

411 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبِيْدَةُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ

408-انفرد به النسائي، تحفة الاشراف (17553) .

409-مسلم في الطهارة، باب ذكر اغتسال الرجل و المراة من نسائه من اناء واحد (الحديث 232) . تحفة الاشراف (16976 و 17174) .

410-مسلم في الطهارة، باب ذكر اغتسال الرجل و المراة من نسائه من اناء واحد (الحديث 233) . تحفة الاشراف (17493) .

عَائِشَةَ قَالَتْ لَقَدْ رَاَيْتُنِیْ اُنَازِعُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْاِنَاءَ اَغْتَسِلُ اَنَا وَهُوَ مِنْهُ .

☆☆ سیدہ عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں' کہ مجھے اپنے بارے میں یہ بات اچھی طرح یاد ہے' کہ میں برتن (سے پانی لینے میں) نبی اکرم ﷺ سے مقابلہ کرتی تھی' میں اور آپ ﷺ اسی ایک برتن سے غسل کیا کرتے تھے۔

10 - باب الرُّخْصَةِ فِیْ ذٰلِكَ

باب: اس بارے میں رخصت کا بیان

412 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ عَنْ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَاصِمٍ ح وَاَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ مُعَاذَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ اَغْتَسِلُ اَنَا وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اِنَاءٍ وَّاحِدٍ اُبَادِرُهُ وَيُبَادِرُنِیْ حَتّٰى يَقُوْلَ "دَعِیْ لِیْ ." وَاَقُوْلَ اَنَا دَعْ لِیْ .
قَالَ سُوَيْدٌ يُبَادِرُنِیْ وَاُبَادِرُهُ فَاَقُوْلُ دَعْ لِیْ دَعْ لِیْ .

☆☆ سیدہ عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں' کہ میں اور نبی اکرم ﷺ ایک ہی برتن سے غسل کیا کرتے تھے' بعض اوقات میں پہلے پانی لے لیتی تھی اور بعض اوقات آپ ﷺ مجھ سے پہلے پانی لے لیتے تھے۔ نبی اکرم ﷺ یہ فرمایا کرتے تھے: تم میرے لیے بھی پانی رہنے دینا اور میں یہ کہا کرتی تھی: آپ ﷺ میرے لیے بھی رہنے دیجئے گا۔
سوید نامی راوی نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں: کبھی آپ ﷺ مجھ سے پہلے پانی لے لیتے تھے اور کبھی میں آپ ﷺ سے پہلے پانی لے لیتی تھی' تو میں یہ کہا کرتی تھی: میرے لیے بھی رہنے دیجئے گا' میرے لیے بھی رہنے دیجئے گا۔

11 - باب الْاِغْتِسَالِ فِیْ قَصْعَةٍ فِيْهَا اَثَرُ الْعَجِيْنِ

باب: ایسے برتن میں (پانی ڈال کر) غسل کرنا جس میں آٹے کا اثر موجود ہو

413 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُوْسٰى بْنِ اَعْيَنَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِیْ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ اَبِیْ سُلَيْمَانَ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ حَدَّثَتْنِیْ اُمُّ هَانِءٍ اَنَّهَا دَخَلَتْ عَلَى النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ وَهُوَ يَغْتَسِلُ قَدْ سَتَرَتْهُ بِثَوْبٍ دُوْنَهُ فِیْ قَصْعَةٍ فِيْهَا اَثَرُ الْعَجِيْنِ . قَالَتْ فَصَلَّى الضُّحٰى فَمَا اَدْرِیْ كَمْ صَلّٰى حِيْنَ قَضٰى غُسْلَهُ .

☆☆ سیدہ اُم ہانی ؓ بیان کرتی ہیں' کہ وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں فتح مکہ کے دن حاضر ہوئیں' نبی اکرم ﷺ اس وقت غسل کر رہے تھے۔ (سیدہ فاطمہ ؓ نے) آپ ﷺ کے لیے کپڑے کے ذریعے پردہ تان رکھا تھا' نبی اکرم ﷺ ایسے برتن میں سے پانی لے کر غسل کر رہے تھے' جس میں آٹے کا نشان موجود تھا۔

411-تقدم فی الطهارة، باب ذكر اغتسال الرجل و المراة من نسائه من اناء واحد (الحديث 234) . تحفة الاشراف (15983) .
412-تقدم فی الطهارة، باب الرخصة فی ذلك (الحديث 239) . تحفة الاشراف (17969) .
413-انفرد به النسائی . تحفة الاشراف (18009) .

سیدہ اُم ہانی ؓ بیان کرتی ہیں' کہ پھر نبی اکرم ﷺ نے چاشت کی نماز ادا کی' مجھے یہ نہیں معلوم کہ غسل پورا کر لینے کے بعد آپ ﷺ نے کتنی رکعات ادا کی تھیں؟

12 - باب تَرْكِ الْمَرْاَةِ نَقْضَ رَاْسِهَا عِنْدَ الْاِغْتِسَالِ

باب: غسل کے وقت عورت کا اپنی مینڈھیوں کو نہ کھولنا

414 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ طَهْمَانَ عَنْ اَبِی الزُّبَيْرِ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ اَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ لَقَدْ رَاَيْتُنِیْ اَغْتَسِلُ اَنَا وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ هٰذَا فَاِذَا تَوْرٌ مَوْضُوْعٌ مِثْلُ الصَّاعِ اَوْ دُوْنَهُ فَنَشْرَعُ فِيْهِ جَمِيْعًا فَاُفِيْضُ عَلٰى رَاْسِیْ بِيَدَیَّ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَّمَا اَنْقُضُ لِیْ شَعْرًا .

☆☆ سیدہ عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں' کہ مجھے اپنے بارے میں یہ بات اچھی طرح یاد ہے' کہ میں اور نبی اکرم ﷺ ایک ہی برتن سے غسل کیا کرتے تھے۔
(راوی کہتے ہیں:) وہ ایک بڑا پیالہ تھا' جو وہاں رکھا ہوا تھا' جس میں ایک صاع کے قریب یا اس سے کچھ کم پانی آتا تھا۔
(سیدہ عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں:) ہم ایک ساتھ اس میں سے پانی لے کر غسل کیا کرتے تھے' میں اپنے دونوں ہاتھوں کے ذریعے تین مرتبہ اپنے سر پر پانی بہا لیتی تھی اور میں اپنے بال نہیں کھولا کرتی تھی۔

13 - باب اِذَا تَطَيَّبَ وَاغْتَسَلَ وَبَقِیَ اَثَرُ الطِّيْبِ

باب: جب کوئی شخص خوشبو لگا کر غسل کرے اور اس کی خوشبو کا اثر ابھی باقی ہو

415 - حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِیِّ عَنْ وَكِيْعٍ عَنْ مِسْعَرٍ وَّسُفْيَانَ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْتَشِرِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ لَاَنْ اُصْبِحَ مُطَّلِيًا بِقَطِرَانٍ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ اَنْ اُصْبِحَ مُحْرِمًا اَنْضَخُ طِيْبًا . فَدَخَلْتُ عَلٰى عَائِشَةَ فَاَخْبَرْتُهَا بِقَوْلِهٖ فَقَالَتْ طَيَّبْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَطَافَ عَلٰى نِسَائِهٖ ثُمَّ اَصْبَحَ مُحْرِمًا .

☆☆ ابراہیم بن محمد بن منتشر اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے حضرت عبداللہ بن عمر ؓ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں تارکول سے لپٹ جاؤں' یہ میرے نزدیک اس بات سے زیادہ پسندیدہ بات ہے' کہ میں حالت احرام میں ہوں اور مجھ سے خوشبو پھوٹ رہی ہو۔
(محمد بن منتشر بیان کرتے ہیں:) پھر میں سیدہ عائشہ ؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور انہیں حضرت عبداللہ بن عمر ؓ کے

414-اخرجه مسلم فی الحيض، باب حكم ضفائر المغتسلة (الحديث 59) بنحوه مطولاً . و اخرجه ابن ماجه فی الطهارة و سننها، باب ما جاء فی غسل النساء من الجنابة (الحديث 604) بمعناه مطولاً . تحفة الاشراف (16324) .
415-اخرجه البخاری فی الغسل، باب اذا جامع ثم عاد (الحديث 267) و باب من تطيب ثم اغتسل و بقی اثر الطيب (الحديث 270) . و اخرجه مسلم فی الحج، باب الطيب للمحرم عند الاحرام (الحديث 47 و 48 و 49) . و اخرجه النسائی فی الغسل و التيمم، باب الطواف على النساء فی غسل واحد (الحديث 429) . و فی مناسك الحج، موضع الطيب (الحديث 2703 و 2704) . تحفة الاشراف (17598) .

اس قول کے بارے میں بتایا تو انہوں نے فرمایا: میں نے نبی اکرم ﷺ کو خوشبو لگائی تھی' پھر آپ ﷺ اپنی تمام ازواج کے پاس تشریف لے گئے تھے اور اگلے دن آپ ﷺ نے احرام باندھ لیا تھا۔

14 - باب إِزَالَةِ الْجُنُبِ الْأَذَى عَنْهُ قَبْلَ إِفَاضَةِ الْمَاءِ عَلَيْهِ

باب: جنبی شخص (غسل جنابت کرتے ہوئے) اپنے جسم پر پانی بہانے سے پہلے (جسم پر لگی ہوئی) نجاست کو دور کرے

416 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ سَالِمٍ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَيْمُونَةَ قَالَتْ تَوَضَّأَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وُضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ غَيْرَ رِجْلَيْهِ وَغَسَلَ فَرْجَهُ وَمَا أَصَابَهُ ثُمَّ أَفَاضَ عَلَيْهِ الْمَاءَ ثُمَّ نَحَّى رِجْلَيْهِ فَغَسَلَهُمَا . قَالَتْ هَذِهِ غِسْلَةٌ لِلْجَنَابَةِ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس ؓ' سیدہ میمونہ ؓ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ (غسل جنابت کے آغاز میں) سب سے پہلے نماز کے وضو کی طرح وضو کرتے تھے' البتہ آپ اس میں پاؤں نہیں دھوتے تھے' پھر آپ ﷺ اپنی شرمگاہ کو دھوتے تھے اور اس پر جو کچھ لگا ہوتا تھا اُسے دھوتے تھے' پھر آپ ﷺ اپنے جسم پر پانی بہا لیتے تھے' پھر آپ ﷺ اپنے پاؤں ایک طرف کر کے ان دونوں کو دھو لیتے تھے۔

سیدہ میمونہ ؓ بیان کرتی ہیں: یہ غسل جنابت کا طریقہ ہے۔

15 - باب مَسْحِ الْيَدِ بِالْأَرْضِ بَعْدَ غَسْلِ الْفَرْجِ

باب: غسل جنابت کرتے ہوئے شرمگاہ کو دھونے کے بعد ہاتھ کو زمین پر ملنا (یعنی مٹی کے ذریعے صاف کرنا)

417 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَيْمُونَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ يَبْدَأُ فَيَغْسِلُ يَدَيْهِ ثُمَّ يُفْرِغُ بِيَمِينِهِ عَلَى شِمَالِهِ فَيَغْسِلُ فَرْجَهُ ثُمَّ يَضْرِبُ بِيَدِهِ عَلَى الْأَرْضِ ثُمَّ يَمْسَحُهَا ثُمَّ يَغْسِلُهَا ثُمَّ يَتَوَضَّأُ وُضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ ثُمَّ يُفْرِغُ عَلَى رَأْسِهِ وَعَلَى سَائِرِ جَسَدِهِ ثُمَّ يَتَنَحَّى فَيَغْسِلُ رِجْلَيْهِ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس ؓ' سیدہ میمونہ بنت حارث ؓ جو نبی اکرم ﷺ کی زوجہ محترمہ ہیں' کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ جب غسل جنابت کرتے تھے' تو سب سے پہلے آپ ﷺ اپنے دونوں ہاتھ دھوتے تھے' پھر اس کے

416-تقدم في الطهارة، باب غسل الرجلين في غير المكان الذي يغتسل فيه (الحديث 253) مطولاً .

417-تقدم في الطهارة، باب غسل الرجلين في غير المكان الذي يغتسل فيه (الحديث 253) .

بعد دائیں ہاتھ کے ذریعے بائیں ہاتھ پر پانی انڈیل کر بائیں ہاتھ کے ذریعے اپنی شرمگاہ کو دھوتے تھے' پھر آپ ﷺ اپنا وہ ہاتھ زمین پر مارتے تھے اور اُسے اس کے ساتھ ملتے تھے' پھر اُسے دھو لیتے تھے' پھر آپ ﷺ نماز کے وضو کی طرح وضو کرتے تھے' پھر آپ ﷺ اپنے سر پر اور اپنے پورے جسم پر پانی بہا لیتے تھے' پھر آپ ﷺ ایک طرف ہٹ کے اپنے دونوں پاؤں دھو لیا کرتے تھے۔

16 - باب الْإِبْتِدَاءِ بِالْوُضُوءِ فِي غُسْلِ الْجَنَابَةِ

باب: غسل جنابت کے آغاز میں وضو کرنا

418 - أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ أَنْبَأَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ غَسَلَ يَدَيْهِ ثُمَّ تَوَضَّأَ وُضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ ثُمَّ اغْتَسَلَ ثُمَّ يُخَلِّلُ بِيَدِهِ شَعْرَهُ حَتَّى إِذَا ظَنَّ أَنَّهُ قَدْ أَرْوَى بَشَرَتَهُ أَفَاضَ عَلَيْهِ الْمَاءَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ غَسَلَ سَائِرَ جَسَدِهِ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ ؓ بیان کرتی ہیں' کہ نبی اکرم ﷺ جب غسل جنابت کرتے تھے' تو پہلے دونوں ہاتھ دھوتے تھے' پھر نماز کے وضو کی طرح وضو کرتے تھے' پھر آپ ﷺ غسل کرتے تھے' آپ ﷺ اپنے ہاتھ کے ذریعے اپنے بالوں کا خلال کرتے تھے' یہاں تک کہ آپ ﷺ کو یہ گمان ہو جاتا کہ آپ ﷺ کی جلد گیلی ہو گئی ہے' پھر آپ ﷺ اپنے اوپر تین مرتبہ پانی بہا دیتے تھے اور پورے جسم کو دھو لیا کرتے تھے۔

17 - باب التَّيَمُّنِ فِي الطُّهُورِ

باب: وضو کرتے ہوئے دائیں حصے کو پہلے دھونا

419 - أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ أَنْبَأَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ شُعْبَةَ عَنِ الْأَشْعَثِ بْنِ أَبِي الشَّعْثَاءِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ التَّيَمُّنَ مَا اسْتَطَاعَ فِي طُهُورِهِ وَتَنَعُّلِهِ وَتَرَجُّلِهِ وَقَالَ بِوَاسِطٍ فِي شَأْنِهِ كُلِّهِ .

☆☆ سیدہ عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں' کہ نبی اکرم ﷺ کو جہاں تک ممکن ہو' دائیں طرف سے کام کا آغاز کرنا پسند تھا' وضو کرنے میں بھی' جوتا پہننے میں بھی' کنگھی کرنے میں بھی۔

ایک راوی نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں: "ہر معاملے میں (دائیں طرف سے آغاز کرنا پسند تھا)"۔

18 - باب تَرْكِ مَسْحِ الرَّأْسِ فِي الْوُضُوءِ مِنَ الْجَنَابَةِ

باب: جنابت کی حالت میں وضو کرتے ہوئے سر پر مسح نہ کرنا

418-اخرجه البخاري في الغسل ، باب تخليل الشعر (الحديث 272) . تحفة الاشراف (16969) .

419-تقدم في الطهارة، باب باي الرجلين يبدا بالغسل (الحديث 112) .

420 - أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ يَزِيدَ بْنِ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ - هُوَ ابْنُ سَمَاعَةَ - قَالَ أَنْبَأَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ سَعْدٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْغُسْلِ مِنَ الْجَنَابَةِ وَاتَّسَقَتِ الْأَحَادِيثُ عَلَى هَذَا يَبْدَأُ فَيُفْرِغُ عَلَى يَدِهِ الْيُمْنَى مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا ثُمَّ يُدْخِلُ يَدَهُ الْيُمْنَى فِي الْإِنَاءِ فَيَصُبُّ بِهَا عَلَى فَرْجِهِ وَيَدُهُ الْيُسْرَى عَلَى فَرْجِهِ فَيَغْسِلُ مَا هُنَالِكَ حَتَّى يُنْقِيَهُ ثُمَّ يَضَعُ يَدَهُ الْيُسْرَى عَلَى التُّرَابِ إِنْ شَاءَ ثُمَّ يَصُبُّ عَلَى يَدِهِ الْيُسْرَى حَتَّى يُنْقِيَهَا ثُمَّ يَغْسِلُ يَدَيْهِ ثَلَاثًا وَيَسْتَنْشِقُ وَيُمَضْمِضُ وَيَغْسِلُ وَجْهَهُ وَذِرَاعَيْهِ ثَلَاثًا ثَلَاثًا حَتَّى إِذَا بَلَغَ رَأْسَهُ لَمْ يَمْسَحْ وَأَفْرَغَ عَلَيْهِ الْمَاءَ فَهَكَذَا كَانَ غُسْلُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَا ذُكِرَ .

☆☆ ایک سند کے حوالے سے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور ایک سند کے حوالے سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ بات منقول ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ سے غسل جنابت کے بارے میں دریافت کیا۔ اس کے بعد دونوں طرح کی روایات میں یہی مذکور ہے کہ نبی اکرم ﷺ غسل کے آغاز میں پہلے اپنے دائیں ہاتھ پر دو مرتبہ یا شاید تین مرتبہ پانی بہاتے تھے پھر اپنا دایاں ہاتھ برتن میں داخل کرتے تھے پھر اس کے ذریعے اپنی شرمگاہ پر پانی ڈالتے تھے اور بائیں ہاتھ کے ذریعے شرمگاہ کو صاف کرتے تھے اس پر جو چیز لگی ہوتی تھی اسے دھو لیتے تھے جب اُسے اچھی طرح صاف کر لیتے تھے تو پھر آپ ﷺ اپنا بایاں ہاتھ مٹی پر رکھتے تھے پھر آپ ﷺ بائیں ہاتھ پر پانی ڈال کر اُسے اچھی طرح صاف کر لیتے تھے پھر آپ ﷺ دونوں ہاتھ تین مرتبہ دھوتے تھے پھر ناک میں پانی ڈالتے تھے پھر کلی کرتے تھے پھر اپنے چہرے اور دونوں بازوؤں کو تین تین مرتبہ دھوتے تھے یہاں تک کہ آپ ﷺ اپنے سر تک پہنچ جاتے تھے لیکن آپ ﷺ اس کا مسح نہیں کرتے تھے آپ ﷺ اس پر پانی انڈیل لیا کرتے تھے۔
نبی اکرم ﷺ کے غسل کا طریقہ یہی تھا جو مذکور ہے۔

19 - باب اسْتِبْرَاءِ الْبَشَرَةِ فِي الْغُسْلِ مِنَ الْجَنَابَةِ

باب: غسل جنابت میں جلد کو گیلا کرنا

421 - أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ غَسَلَ يَدَيْهِ ثُمَّ تَوَضَّأَ وُضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ ثُمَّ يُخَلِّلُ رَأْسَهُ بِأَصَابِعِهِ حَتَّى إِذَا خُيِّلَ إِلَيْهِ أَنَّهُ قَدِ اسْتَبْرَأَ الْبَشَرَةَ غَرَفَ عَلَى رَأْسِهِ ثَلَاثًا ثُمَّ غَسَلَ سَائِرَ جَسَدِهِ .

☆☆ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ جب غسل جنابت کرتے تھے تو پہلے دونوں ہاتھ دھوتے تھے پھر آپ ﷺ نماز کے وضو کی طرح وضو کرتے تھے پھر آپ ﷺ اپنی انگلیوں کے ذریعے اپنے سر میں خلال کرتے تھے یہاں

420-انفرد به النسائي، و الحديث عند: النسائي في عشرة النساء من الكبرى، ذكر اختلاف الناقلين لخبر عبد الله بن عمر في ذلك (الحديث 179). تحفة الاشراف (8247 و 17787).

421-اخرجه مسلم في الحيض، باب صفة غسل الجنابة (الحديث 35). تحفة الاشراف (17108).

تک کہ آپ ﷺ کو یہ محسوس ہوتا تھا کہ آپ ﷺ کی جلد گیلی ہو گئی ہے پھر آپ ﷺ اپنے سر پر تین مرتبہ پانی کے چلو ڈالتے تھے پھر اپنے پورے جسم کو دھو لیا کرتے تھے۔

422 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ دَعَا بِشَيْءٍ نَحْوِ الْحِلَابِ فَأَخَذَ بِكَفِّهِ بَدَأَ بِشِقِّ رَأْسِهِ الْأَيْمَنِ ثُمَّ الْأَيْسَرِ ثُمَّ أَخَذَ بِكَفَّيْهِ فَقَالَ بِهِمَا عَلَى رَأْسِهِ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ جب غسل جنابت کرتے تھے تو حلاب جتنی کوئی چیز منگواتے اور اُسے اپنی ہتھیلی میں لیتے۔ آپ اپنے سر کے دائیں حصے سے (سر کو دھونے کا) آغاز کرتے پھر بائیں حصے کو دھوتے پھر آپ ﷺ اپنی دونوں ہتھیلیوں میں پانی لیتے اور اُسے اپنے سر کے اوپر ڈال لیتے۔

20 - باب مَا يَكْفِي الْجُنُبَ مِنْ إِفَاضَةِ الْمَاءِ عَلَى رَأْسِهِ

باب: جنبی شخص کے لیے (غسل جنابت کے دوران) اپنے اوپر کس حد تک پانی بہانا کافی ہے؟

423 - أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ ح وَأَنْبَأَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ سُلَيْمَانَ بْنَ صُرَدٍ يُحَدِّثُ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذُكِرَ عِنْدَهُ الْغُسْلُ فَقَالَ "أَمَّا أَنَا فَأُفْرِغُ عَلَى رَأْسِي ثَلَاثًا ". لَفْظُ سُوَيْدٍ .

☆☆ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ کے سامنے غسل کا تذکرہ کیا گیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"میں اپنے سر پر تین مرتبہ پانی بہا لیتا ہوں"۔
روایت کے یہ الفاظ سوید نامی راوی کے ہیں۔

424 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مُخَوَّلٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اغْتَسَلَ أَفْرَغَ عَلَى رَأْسِهِ ثَلَاثًا .

☆☆ امام محمد الباقر رضی اللہ عنہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا یہ قول نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ جب غسل کرتے تھے تو آپ ﷺ اپنے سر پر تین مرتبہ پانی بہا لیتے تھے۔

422-اخرجه البخاري في الغسل، باب من بدأ بالحلاب او الطيب عند الغسل (الحديث 258). و اخرجه مسلم في الحيض، باب صفة غسل الجنابة (الحديث 39). و اخرجه ابو داؤد في الطهارة، باب في الغسل من الجنابة (الحديث 240). تحفة الاشراف (17447).

423-تقدم في الطهارة، باب ذكر ما يكفي الجنب من افاضة الماء على راسه (الحديث 250).

21 - باب الْعَمَلِ فِي الْغُسْلِ مِنَ الْحَيْضِ

باب: حیض کے بعد غسل کرنے کا طریقہ

425 - اَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَفَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا مَنْصُوْرُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اُمِّهٖ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ امْرَاَةً سَاَلَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ اَغْتَسِلُ عِنْدَ الطُّهُوْرِ قَالَ "خُذِيْ فِرْصَةً مُمَسَّكَةً فَتَوَضَّئِيْ بِهَا ." قَالَتْ كَيْفَ اَتَوَضَّاُ بِهَا قَالَ "تَوَضَّئِيْ بِهَا ." قَالَتْ كَيْفَ اَتَوَضَّاُ بِهَا قَالَتْ ثُمَّ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبَّحَ وَاَعْرَضَ عَنْهَا فَفَطِنَتْ عَائِشَةُ لِمَا يُرِيْدُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ فَاَخَذْتُهَا وَجَبَذْتُهَا اِلَيَّ فَاَخْبَرْتُهَا بِمَا يُرِيْدُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک خاتون نے نبی اکرم ﷺ سے مسئلہ دریافت کیا' اس نے عرض کی: یارسول اللہ! میں (حیض سے) پاک ہونے کے بعد کس طرح غسل کیا کروں؟

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"تم خوشبو میں بسی ہوئی روئی استعمال کیا کرو اور اس کے ذریعے وضو کر لیا کرو"۔

اس خاتون نے دریافت کیا: میں اس کے ذریعے کیسے وضو کروں؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم اس کے ذریعے وضو کر لیا کرو' اس خاتون نے دریافت کیا: میں اس کے ذریعے کیسے وضو کروں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: اس پر نبی اکرم ﷺ نے سبحان اللہ کہا اور اُس خاتون سے منہ پھیر لیا' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو نبی اکرم ﷺ کی مراد کا اندازہ ہو گیا' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نے اُس خاتون کو پکڑا' اُسے اپنی طرف کھینچا اور اُسے بتایا: نبی اکرم ﷺ کیا مراد لے رہے ہیں۔

22 - باب الْغُسْلِ مَرَّةً وَّاحِدَةً

باب: ایک ہی مرتبہ غسل کرنا (یعنی جسم پر ایک ہی مرتبہ پانی بہانا)

426 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ سَالِمِ بْنِ اَبِي الْجَعْدِ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَيْمُوْنَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتِ اغْتَسَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْجَنَابَةِ

424-اخرجه البخاري في الغسل ، باب من افاض على راسه ثلاثا (الحديث 255) . تحفة الاشراف (2642) .

425-تقدم في الطهارة، باب ذكر العمل في الغسل من الحيض (الحديث 251) .

426-اخرجه البخاري في الغسل ، باب الوضوء قبل الغسل (الحديث 249) بنحوه، و في الغسل ، باب الغسل مرة واحدة (الحديث 257) مطولاً . و باب المضمضة و الاستنشاق في الجنابة (الحديث 259) مطولاً، و باب تفريق الغسل و الوضوء، (الحديث 265) مطولاً، و باب من افرغ بيمينه على شماله في الغسل (الحديث 266) مطولاً، وباب من توضا في الجنابة ثم غسل سائر جسده و لم يعد غسل مواضع الوضوء مرة آخرى (الحديث 274) مطولاً . و باب نفض اليدين من الغسل عن الجنابة (الحديث 276) مطولاً، و باب التستر في الغسل عند الناس (الحديث 281) مطولاً . و اخرجه مسلم في الحيض، باب غسل الجنابة (الحديث 37م) مطولاً . و اخرجه ابوداؤد في الطهارة ، باب في الغسل من الجنابة (الحديث 245)

فَغَسَلَ فَرْجَهٗ وَدَلَكَ يَدَهٗ بِالْاَرْضِ اَوِ الْحَائِطِ ثُمَّ تَوَضَّاَ وُضُوْءَهٗ لِلصَّلَاةِ ثُمَّ اَفَاضَ عَلٰى رَاْسِهٖ وَسَائِرِ جَسَدِهٖ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما' نبی اکرم ﷺ کی زوجہ محترمہ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں' وہ فرماتی ہیں: نبی اکرم ﷺ غسل جنابت کرتے ہوئے پہلے اپنی شرمگاہ کو دھوتے تھے' پھر اپنا ہاتھ زمین پر ملتے تھے۔ (راوی کو شک ہے' کہ شاید یہ الفاظ ہیں:) دیوار پر ملتے تھے' پھر آپ ﷺ نماز کے وضو کی طرح وضو کرتے تھے' پھر اپنے سر اور پورے جسم پر پانی بہا لیتے تھے۔

23 - باب اغْتِسَالِ النُّفَسَاءِ عِنْدَ الْاِحْرَامِ

باب: احرام باندھنے کے وقت' نفاس والی عورت کا غسل کرنا

427 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ وَّمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَيَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ - وَاللَّفْظُ لَهٗ - قَالُوْا حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ قَالَ اَتَيْنَا جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ فَسَاَلْنَاهُ عَنْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَحَدَّثَنَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ لِخَمْسٍ بَقِيْنَ مِنْ ذِي الْقَعْدَةِ . وَخَرَجْنَا مَعَهٗ حَتّٰى اِذَا اَتٰى ذَا الْحُلَيْفَةِ وَلَدَتْ اَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ مُحَمَّدَ بْنَ اَبِيْ بَكْرٍ فَاَرْسَلَتْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ اَصْنَعُ فَقَالَ "اغْتَسِلِيْ ثُمَّ اسْتَثْفِرِيْ ثُمَّ اَهِلِّيْ ."

☆☆ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میرے والد (امام محمد الباقر رضی اللہ عنہ) نے مجھے یہ بات بتائی ہے' کہ ہم لوگ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ہم نے ان سے حجۃ الوداع کے بارے میں دریافت کیا' تو انہوں نے ہمیں یہ بات بتائی کہ نبی اکرم ﷺ اس وقت روانہ ہوئے تھے' جب ذوالقعدہ ختم ہونے میں پانچ دن باقی رہ گئے تھے' آپ ﷺ کے ہمراہ ہم لوگ بھی روانہ ہوئے' جب نبی اکرم ﷺ ذوالحلیفہ پہنچے تو وہاں اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے محمد بن ابوبکر رضی اللہ عنہ کو جنم دیا' انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو پیغام بھیجا کہ اب مجھے کیا کرنا چاہیے؟ تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

"تم غسل کر کے کپڑے کو مضبوطی سے باندھ لو اور احرام باندھ لو"۔

24 - باب تَرْكِ الْوُضُوْءِ بَعْدَ الْغُسْلِ

باب: غسل کر لینے کے بعد وضو نہ کرنا

428 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ حَكِيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ حَدَّثَنَا حَسَنٌ عَنْ اَبِيْ اِسْحَاقَ ح وَاَنْبَاَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا شَرِيْكٌ عَنْ اَبِيْ اِسْحَاقَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَتَوَضَّاُ بَعْدَ الْغُسْلِ .

427-تقدم في الطهارة، باب ما تفعل النفساء عند الاحرام (الحديث 290) .

428-تقدم في الطهارة، باب ترك الوضوء من بعد الغسل (الحديث 252) .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غسل کر لینے کے بعد (از سرنو) وضو نہیں کرتے تھے۔

25 - باب الطَّوَافِ عَلَى النِّسَآءِ فِيْ غُسْلٍ وَّاحِدٍ

باب: تمام بیویوں کے ساتھ صحبت کرنے کے بعد ایک ہی مرتبہ غسل کرنا

429 - اَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ عَنْ بِشْرٍ - وَهُوَ ابْنُ الْمُفَضَّلِ - قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ كُنْتُ اُطَيِّبُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَطُوْفُ عَلٰى نِسَائِهٖ ثُمَّ يُصْبِحُ مُحْرِمًا يَنْضَخُ طِيْبًا .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشبو لگائی' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی تمام ازواج کے پاس تشریف لے گئے' اگلے دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام باندھ لیا' حالانکہ اس وقت آپ سے خوشبو آ رہی تھی۔

26 - باب التَّيَمُّمِ بِالصَّعِيْدِ

باب: مٹی کے ذریعے تیمم کرنا

430 - اَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ بْنِ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ اَنْبَاَنَا سَيَّارٌ عَنْ يَزِيْدَ الْفَقِيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اُعْطِيْتُ خَمْسًا لَّمْ يُعْطَهُنَّ اَحَدٌ قَبْلِيْ نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِيْرَةَ شَهْرٍ وَّجُعِلَتْ لِيَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا وَّطَهُوْرًا فَاَيْنَمَا اَدْرَكَ الرَّجُلَ مِنْ اُمَّتِي الصَّلَاةُ يُصَلِّيْ وَاُعْطِيْتُ الشَّفَاعَةَ وَلَمْ يُعْطَ نَبِيٌّ قَبْلِيْ وَبُعِثْتُ اِلَى النَّاسِ كَافَّةً وَّكَانَ النَّبِيُّ يُبْعَثُ اِلٰى قَوْمِهٖ خَاصَّةً ."

☆☆ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

"مجھے پانچ خصوصیات عطاء کی گئی ہیں' جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں دی گئی ہیں' ایک مہینے کی مسافت سے (دشمن پر پڑ جانے والے) رعب کے ذریعے میری مدد کی گئی ہے' میرے لیے تمام روئے زمین کو نماز ادا کرنے کی جگہ اور وضو کے حصول کا ذریعہ بنایا گیا ہے۔

میری اُمت کے جس بھی فرد کو جہاں بھی نماز کا وقت آ جائے گا' وہ وہاں نماز ادا کر سکے گا۔

مجھے شفاعت عطاء کی گئی ہے' جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دی گئی' اور مجھے تمام بنی نوع انسان کی طرف مبعوث کیا گیا ہے' حالانکہ پہلے ہر نبی کو اس کی مخصوص قوم کی طرف مبعوث کیا جاتا تھا۔

429-تقدم في الغسل و التيمم، باب اذا تطيب و اغتسل و بقي اثر الطيب (الحديث 415) مطولاً .

430-اخرجه البخاري في التيمم، باب . 1 . (الحديث 335)، و في الصلاة، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم و جعلت لي الارض مسجداً و طهوراً، (الحديث 438) . و اخرجه مسلم في المساجد و مواضع الصلاة (الحديث 3) . واخرجه النسائي في المساجد، الرخصة في ذلك (الحديث 735) مختصراً . و الحديث عند: البخاري في فرض الخمس، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم (احلت لكم الغنائم) (الحديث 3122) . تحفة الاشراف (3139) .

شرح

تیمم کے احکام

وہ اُمور جو تیمم میں ضروری ہیں

تیمم کی نیت

مسئلہ: ان میں سے ایک چیز نیت ہے' اس کا طریقہ یہ ہے کہ آدمی ایک ایسی عبادت کا ارادہ کرے جس کا قصد کیا جاتا ہے اور جو طہارت کے بغیر درست نہیں ہوتی ہے کیونکہ طہارت کی نیت کرنا یا نماز کے مباح ہونے کی نیت کرنا' نماز کے ارادے کے قائم مقام ہے' تاہم یہاں اس بات کا اظہار ضروری نہیں ہے کہ وہ بے وضو حالت ختم کرنے کی نیت کر رہا ہے یا جنابت ختم کرنے کی نیت کر رہا ہے' یہاں تک کہ اگر کوئی جنبی شخص وضو کے ارادے سے تیمم کر لیتا ہے' تو یہ بھی جائز ہوگا۔ (تبیین)

مختلف امور کے لیے تیمم کرنا

مسئلہ: اگر کوئی شخص نماز جنازہ ادا کرنے کے لیے یا سجدۂ تلاوت کرنے کے لیے تیمم کرتا ہے' تو اب اس کے لیے یہ بات جائز ہے کہ وہ اس تیمم کے ذریعے فرض نماز ادا کرے' اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ (محیط)

مسئلہ: اگر کوئی شخص دل میں قرآن پڑھنے کے لیے تیمم کرتا ہے یا پھر مصحف کو دیکھ کر قرآن پڑھنے کے لیے یا قبرستان کی زیارت کرنے کے لیے یا میت کے دفن کرنے کے لیے یا اذان دینے کے لیے یا اقامت کہنے کے لیے یا مسجد میں داخل ہونے کے لیے یا مسجد سے باہر نکلنے کے لیے' یعنی اس صورت میں کہ وہ مسجد میں داخل ہوتے وقت باوضو حالت میں ہو یا کوئی شخص قرآن کو چھونے کے لیے تیمم کرتا ہے اور پھر اس تیمم کے ذریعے نماز ادا کر لیتا ہے' تو عام علماء اس بات کے قائل ہیں کہ ایسا کرنا جائز نہیں ہے۔ (قاضی خان)

مسئلہ: اگر کوئی شخص سجدۂ شکر کرنے کے لیے تیمم کرتا ہے' تو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے مطابق اس تیمم کے ذریعے وہ شخص فرض نماز ادا نہیں کر سکتا جبکہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک وہ اس کے ذریعے فرض نماز ادا کر سکتا ہے' کیونکہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک سجدہ کرنا عبادت ہے' جبکہ باقی دونوں حضرات کی رائے اس بارے میں مختلف ہے۔ (ذخیرہ)

مسئلہ: اگر کوئی شخص سلام کرنے کے لیے یا سلام کا جواب دینے کے لیے تیمم کرتا ہے' تو وہ اس تیمم کے ذریعے نماز ادا نہیں کر سکتا۔ (قاضی خان)

مسئلہ: اگر کوئی شخص کسی دوسرے کو سکھانے کے لیے تیمم کرتا ہے' تو اس کا مقصد اس کے ذریعے نماز ادا کرنا نہیں ہے' تو ایسے شخص کے لیے اس تیمم کے ساتھ نماز ادا کرنا درست نہیں ہوگا' اس بات پر تینوں فقہاء کا اتفاق ہے۔ (خلاصہ)

مسئلہ: قاضی خان میں یہ بات تحریر ہے کہ ظاہر الروایۃ میں بھی یہی مذکور ہے۔

مسئلہ: جب کوئی کافر اسلام قبول کرنے کے بعد تیمم کرتا ہے اور اسلام قبول کر لیتا ہے' تو اب اس کے لیے اس تیمم کے

ذریعے نماز ادا کرنا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جائز نہیں ہوگا۔ (الخلاصہ)

مسئلہ: جب کسی بیمار شخص کو کوئی دوسرا شخص تیمم کروادے تو تیمم کی نیت کرنا بیمار پر لازم ہوگا' تیمم کروانے والے پر لازم نہیں ہوگا۔ (قنیہ)

تیمم کا طریقہ

مسئلہ: (تیمم کے بارے میں نیت کے بعد) دوسرا بنیادی حکم دو مرتبہ ضرب لگانا ہے' ان میں سے ایک کے ذریعے آدمی اپنے چہرے پر مسح کرے گا اور دوسری کے ذریعے کہنیوں تک دونوں بازوؤں پر مسح کرے گا۔ (الہدایہ)

مسئلہ: آدمی اپنی کہنی پر بھی مسح کرے گا۔ (قاضی خان)

مسئلہ: الحلیہ میں یہ بات مذکور ہے کہ آدمی اپنے چہرے کی ظاہری جلد پر اور بالوں کی اوپری حصے کے اوپر مسح کرے گا' صحیح قول یہی ہے۔ (معراج الدرایہ فتح القدیر)

مسئلہ: کیا آدمی اپنی ہتھیلی پر بھی مسح کرے گا' صحیح یہ ہے کہ اس پر مسح نہیں کرے گا بلکہ ہتھیلی کو زمین پر مارنا ہی کافی ہے۔ (مضمرات)

مسئلہ: اگر کوئی شخص ایک ہی مرتبہ ضرب لگا کر اپنے دونوں بازوؤں اور چہرے پر مسح کر لیتا ہے' تو ایسا کرنا جائز نہیں ہوگا۔ (قاضی خان)

مسئلہ: جب کوئی شخص تیمم کا ارادہ کرتے ہوئے مٹی میں لوٹ پوٹ ہو جاتا ہے اور مٹی کو اپنے جسم پر مل لیتا ہے' تو اگر اس کے چہرے اور بازوؤں پر مٹی لگ گئی ہے' تو یہ جائز ہوگا اور اگر نہیں لگی تو یہ تیمم درست نہیں ہوگا۔ (الخلاصہ)

مسئلہ: اگر کوئی شخص مٹی پر ہاتھ مارتا ہے اور پھر چہرے یا بازوؤں پر پھیرنے سے پہلے اس کا وضو ٹوٹ جاتا ہے' تو ایسا مسح درست نہیں ہوگا۔ یہ بالکل اسی طرح ہے جیسے کوئی شخص وضو کرتے ہوئے بعض اعضاء کو دھونے کے بعد بے وضو ہو جاتا ہے۔ سید ابوشجاع نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

مسئلہ: قاضی اسبیجابی فرماتے ہیں: ایسا کرنا جائز ہوگا' کیونکہ اس کی مثال اس شخص کی مانند ہوگی جو اپنی دونوں ہتھیلیوں میں پانی بھرتا ہے اور پھر بے وضو ہو جاتا ہے اور پھر اس پانی کو استعمال کر لیتا ہے۔ الخلاصہ میں یہ بات تحریر ہے: صحیح قول یہ ہے کہ وہ آدمی اس مٹی کو استعمال نہیں کر سکتا۔ شمس الائمہ نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے۔ (فتح القدیر)

مسئلہ: اس بارے میں ایک حکم استیعاب ہے' یعنی تیمم کرتے ہوئے دونوں اعضاء کو مکمل طور پر مسح کرنا واجب ہے' یہ بات ظاہر الروایت میں ہے۔ (محیط سرخسی)

مسئلہ: یہاں تک کہ اگر کوئی شخص ابروؤں کے نیچے آنکھوں کے اوپر مسح نہیں کرتا تو یہ جائز نہیں ہوگا۔ (محیط سرخسی)

مسئلہ: تیمم کرنے سے پہلے انگوٹھی یا کنگن وغیرہ کو اتار لینا ضروری ہے۔ (الخلاصہ)

مسئلہ: ناک کے دونوں نتھنوں کے درمیان پردے پر بھی مسح کیا جائے گا اور اگر انگلیوں کے درمیان میں غبار داخل نہیں ہوگا

تو ان کا خلال کرنا واجب ہوگا۔ (تبیین)

مٹی کا پاک ہونا

مسئلہ: اس بارے میں ایک حکم مٹی کا پاک ہونا ہے' آدمی زمین کی جنس سے تعلق رکھنے والی پاک مٹی سے تیمم کرے گا۔ (تبیین)

مسئلہ: ہر وہ چیز جو جلنے کے بعد راکھ بن جاتی ہے' جیسے لکڑی' حشیش وغیرہ' جو چیز نرم ہو کر پگھل جاتی ہے جیسے لوہا' کانسہ' تانبہ' شیشہ' سونا یا چاندی وغیرہ یہ سب زمین کی جنس سے شمار نہیں ہوں گے' لیکن جو ایسے نہ ہوں' وہ زمین کی جنس شمار ہوں گے۔ (البدائع)

مسئلہ: اس لیے مٹی' ریت' چونے' سرمے' گندھک' فیروزہ' عقیق اور اس جیسے دیگر پتھروں پر مسح کرنا جائز ہے۔ (البحر الرائق)

مسئلہ: یاقوت اور مرجان کا بھی یہی حکم ہے۔ (تبیین)

مسئلہ: اس بارے میں ایک حکم تین انگلیوں کے ذریعے مسح کرنا ہے' تین سے کم انگلیوں کے ذریعے مسح کرنا جائز نہیں ہے' یہ بالکل اسی طرح ہے جیسے سر پر اور موزوں پر مسح کرنے کا حکم ہے۔ (تبیین)

پانی پر قدرت نہ رکھنا

مسئلہ: اس بارے میں ایک حکم یہ ہے کہ تیمم اس وقت جائز ہوتا ہے جب آدمی پانی پر قدرت نہ رکھے' جو شخص پانی سے ایک میل کے فاصلے پر دور ہو' اس کے لیے تیمم کرنا جائز ہے' مقدار میں یہی قول مختار ہے' خواہ آدمی شہر سے باہر ہو یا شہر میں ہو۔ صحیح قول یہی ہے اور اس بارے میں یہ دونوں صورتیں بھی برابر ہوں گی کہ آدمی مسافر ہے یا مقیم ہے۔ (تبیین)

مسئلہ: صحیح قول کے مطابق میل سے مراد تین فرسخ ہے جو چار ہزار بالشت کے برابر ہوتے ہیں' جن میں سے ایک بالشت کی لمبائی چوبیس انگلیوں کے برابر ہوتی ہے اور ایک انگلی کی چوڑائی جو کے چھ دانوں کے برابر ہوتی ہے۔ (تبیین)

مسئلہ: اس بارے میں مسافت کا اعتبار کیا جائے گا' وقت فوت ہونے کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔ (الہدایہ)

کسی خوف کی وجہ سے تیمم کرنا

مسئلہ: اگر کسی درندے یا دشمن کا خوف ہو' تو بھی تیمم کیا جا سکتا ہے' خواہ یہ خوف اپنی ذات کے بارے میں ہو یا اپنے مال کے بارے میں خوف ہو۔ (العنایہ)

مسئلہ: اسی طرح اگر کسی سانپ یا آگ کا خوف ہو' تو بھی یہی حکم ہے۔ (تبیین)

مسئلہ: اگر پانی کے پاس چور موجود ہے یا ظالم شخص موجود ہے' جو اسے اذیت پہنچا سکتا ہے' تو ایسا شخص تیمم کر لے گا۔ (قنیہ)

مسئلہ: اسی طرح اگر کسی عورت کو اپنی عزت پر حملہ ہونے کا اندیشہ ہو' یعنی پانی کے پاس کوئی فاسق شخص موجود ہو' تو بھی وہ تیمم کر لے گی۔ (بحر الرائق)

مسئلہ: اسی طرح اگر کسی شخص کو (وضو کرنے کے نتیجے میں) اپنے یا اپنے ساتھی کے یا اہل قافلہ میں سے کسی اور شخص کے یا اپنے جانور کے یا اپنے ساتھ حفاظت کے طور پر چلنے والے کتے کے یا اپنے شکاری کتے کے موجودہ وقت میں یا آگے چل کر پیاسے رہ جانے کا اندیشہ ہو تو وہ بھی تیمم کرے گا۔

مسئلہ: اسی طرح اگر آدمی کو آٹا وغیرہ گوندھنے کے لیے اس پانی کی ضرورت ہو تو بھی وہ تیمم کرے گا' البتہ شوربہ بنانے کے لیے یہ حکم نہیں ہوگا' اسی طرح تیمم کرنا اس شخص کے لیے بھی جائز ہوگا جو جنابت کی حالت میں ہو اور اسے یہ اندیشہ ہو کہ اگر اس نے پانی کے ذریعے غسل کیا تو وہ ٹھنڈک کی وجہ سے مرجائے گا یا زیادہ بیمار ہو جائے گا اور یہ حکم اس وقت ہے' جب وہ شخص شہر سے باہر ہو' اس بات پر اتفاق ہے کہ اگر وہ شخص شہر کے اندر موجود ہے' تو امام ابوحنیفہ کے نزدیک یہی حکم ہوگا' جبکہ صاحبین کی رائے مختلف ہے اور یہ اختلاف اس صورت میں ہے کہ جب اس شخص کے پاس یہ گنجائش نہ ہو کہ وہ حمام میں جاسکے (یعنی گرم پانی حاصل کرسکے) اگر گرم پانی حاصل کرنے کی گنجائش ہو' تو اس بات پر اتفاق ہے کہ اس کے لیے تیمم کرنا جائز نہیں ہوگا۔

مسئلہ: اسی طرح جو شخص پانی کو گرم کرنے کی قدرت نہیں رکھتا' اس کا بھی یہی حکم ہوگا لیکن اگر وہ قدرت رکھتا ہو' تو ایسا کرنا جائز نہیں ہوگا۔ (السراج الوہاج)

مسئلہ: اگر بے وضو شخص کو اس بات کا اندیشہ ہو کہ اگر اس نے وضو کیا تو وہ ٹھنڈک کی وجہ سے مرجائے گا یا شدید بیمار ہو جائے گا تو ایسا شخص بھی تیمم کرے گا۔ (کافی)

مسئلہ: تاہم صحیح قول یہ ہے کہ ایسی صورت میں تیمم کرنا جائز نہیں ہوگا' اس بات پر اتفاق ہے۔ (النہر الفائق)

پانی کے استعمال کا نقصان دہ ہونا

مسئلہ: اگر بیمار شخص کو پانی مل جاتا ہے' لیکن اسے یہ اندیشہ ہے کہ پانی کے استعمال سے بیماری میں اضافہ ہو جائے گا یا صحت میں تاخیر ہو جائے گی تو وہ تیمم کرلے گا' اس بارے میں اس حوالے سے کوئی فرق شمار نہیں ہوگا کہ حرکت کرنے کی وجہ سے بیماری میں اضافہ ہوتا ہے یا پانی کو استعمال کرنے کی وجہ سے بیماری میں اضافہ ہوتا ہے یا اس طرح کی کوئی ایسی صورتِ حال ہو کہ آدمی بیمار ہو اور کوئی وضو کروانے والا دستیاب نہ ہو اور خود وہ وضو نہ کرسکتا ہو' لیکن اگر کوئی خادم مل سکتا ہو یا مزدور رکھنے کی رقم موجود ہو یا کوئی ایسا شخص موجود ہو جس سے مدد مانگے تو وہ مدد کردے گا' تو ایسی صورت میں اسے تیمم نہیں کرنا چاہیے' کیونکہ وہ پانی کے استعمال پر قادر ہے۔ (فتح القدیر)

مسئلہ: اس اندیشے کا اظہار اس صورت میں ہوتا ہے کہ جس کی علامت یا تجربے یا غالب گمان یا کسی مسلمان ماہر طبیب کی ہدایت پر یہ امکان ہو کہ شاید بیماری میں اضافہ ہو جائے گا یا صحت میں تاخیر ہو جائے گی۔ (شرح منیۃ المصلی از ابراہیم حلبی)

مسئلہ: اگر چیچک نکلی ہوئی ہو یا جسم پر زخم بنے ہوئے ہوں تو اکثر کا اعتبار کیا جائے گا' خواہ آدمی بے وضو ہو یا جنابت کی حالت میں ہو' جنابت میں جسم کے اکثر حصے کا اعتبار کیا جائے گا اور بے وضو حالت میں وضو کے اعضاء کے اکثر حصے کا اعتبار کیا جائے گا' یعنی اگر جسم کا اکثر حصہ ٹھیک ہے اور تھوڑے حصے پر زخم ہے' تو صحیح حصے کو دھولے گا اور اگر ممکن ہو' تو زخمی حصے پر مسح کرے

گا' اگر مسح نہیں ہوسکتا تو ان لکڑیوں پر مسح کرے گا جو ٹوٹی ہوئی ہڈی پر بندھی ہوئی ہوتی ہیں' یا پٹی پر مسح کرے گا' تاہم تیمم اور غسل کو جمع نہیں کرے گا لیکن اگر آدمی کا آدھا بدن تندرست ہو اور آدھا بدن زخمی ہو' تو اس بارے میں مشائخ کا اختلاف ہے' تاہم اس بارے میں صحیح قول یہ ہے کہ آدمی تیمم کرے گا' پانی استعمال نہیں کرے گا۔ (خلاصہ' محیط)

مسئلہ: مسافر کنویں تک پہنچ جاتا ہے لیکن اس کے پاس پانی نکالنے کے لیے ڈول نہیں ہے' تو وہ تیمم کرلے گا اور اگر ڈول موجود ہے اور رسی نہیں ہے' تو بھی تیمم کرے گا۔ (قاضی خان)

مسئلہ: اگر کوئی شخص دارالحرب میں قید ہو جاتا ہے اور کفار اسے وضو نہیں کرنے دیتے اور نماز ادا نہیں کرنے دیتے تو وہ تیمم کرکے اشارے کے ساتھ نماز پڑھ لے گا' جب اس کو قید سے رہائی مل جائے گی تو دوبارہ ان نمازوں کو ادا کرے گا' اسی طرح اگر کوئی شخص ایسی صورتِ حال سے دوچار ہو جاتا ہے کہ دوسرا شخص اس سے کہتا ہے کہ اگر تم نے وضو کیا تو میں تمہیں قید کردوں گا یا قتل کردوں گا تو ایسا شخص بھی تیمم کرکے نماز ادا کرے گا اور بعد میں ان نمازوں کا اعادہ کرے گا۔ (قاضی خان)

مسئلہ: اس حکم کی وجہ یہ ہے کہ یہاں عجز آدمی کے فعل کی وجہ سے واقع ہوا ہے' آدمی کا فعل اللہ تعالیٰ کے حق کو ساقط نہیں کرتا ہے۔

مسئلہ: اس بارے میں اصول یہ ہے کہ جب آدمی پانی کو اس طرح سے استعمال کرسکتا ہو کہ اسے جانی یا مالی اعتبار سے کوئی نقصان نہ پہنچتا ہو' تو پانی کا استعمال کرنا واجب ہوگا' یہاں تک کہ اگر عام قیمت سے زیادہ ادائیگی کرکے پانی حاصل ہوتا ہے' تو یہ بھی نقصان ہے' ایسی صورت میں وضو لازم نہیں ہوگا لیکن اگر عام قیمت سے معمولی سی زیادہ قیمت ہے' تو وضو لازم ہوگا۔ (بحر الرائق)

دوسری فصل: ان چیزوں کا بیان جو تیمم کو توڑ دیتی ہیں

مسئلہ: جو چیز وضو کو توڑتی ہے' وہ تیمم کو بھی توڑ دیتی ہے۔ (ہدایہ)

مسئلہ: جب پانی کے استعمال پر قدرت حاصل ہو جائے تو بھی تیمم ٹوٹ جاتا ہے۔ (بحر الرائق)

مسئلہ: اگر کوئی مسافر بے وضو ہے اور اس کے کپڑے بھی ناپاک ہیں اور اس کے پاس صرف اتنا پانی موجود ہے کہ ان دونوں میں سے کسی ایک میں استعمال کرسکتا ہے' تو اسے چاہیے کہ نجاست کو دھولے' اور حدث کی جگہ تیمم کرلے' اس صورت میں اگر وہ پہلے تیمم کرکے بعد میں نجاست کو دھوتا ہے' تو تیمم دوبارہ کرے گا کیونکہ اس نے جب تیمم کیا تھا' اس وقت وہ پانی پر قادر تھا' جس سے وضو ہوسکتا ہے۔ (محیط سرخسی)

اس صورت میں اگر وہ پانی کے ذریعے وضو کرلیتا ہے اور ناپاک کپڑوں سمیت نماز ادا کرلیتا ہے' تو نماز ہو جائے گی' تاہم وہ شخص گناہگار ہوگا۔ (قاضی خان)

مسئلہ: جس بیماری کی وجہ سے تیمم کرنا جائز ہوا تھا' جب وہ بیماری ختم ہو جائے تو تیمم ٹوٹ جائے گا۔

مسئلہ: ایک شخص نے سفر کے دوران پانی نہ ملنے کی وجہ سے تیمم کیا تھا' پھر اسے کوئی ایسی بیماری لاحق ہوگئی جس کے نتیجے

میں تیمم کرنا جائز ہو جاتا ہے' اب اگر وہ شخص مقیم ہو جاتا ہے' تو اس تیمم کے ذریعے نماز جائز نہیں ہو گی' کیونکہ یہاں تیمم کی رخصت کے اسباب الگ الگ ہیں اور رخصت کا ایک سبب دوسری رخصت میں شامل نہیں ہو سکتا۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص پانی کے پاس سے گزرتے ہوئے سویا ہوا تھا تو صحیح قول یہ ہے کہ تمام فقہاء کے نزدیک اس کا تیمم نہیں ٹوٹے گا۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص پانی کے پاس سے گزرتا ہے لیکن وہاں دشمن یا کسی درندے کے خوف کی وجہ سے اتر نہیں سکتا تو تیمم نہیں ٹوٹے گا۔ (سراج الوہاج)

مسئلہ: اس بارے میں اصول یہ ہے کہ جس بھی چیز کے موجود ہونے کی وجہ سے تیمم منع ہوتا ہے (اس کی عدم موجودگی میں جب آدمی تیمم کرے اور بعد میں) جب وہ چیز موجود ہو جائے تو تیمم ٹوٹ جاتا ہے اور جو چیز ایسی نہ ہو' اس سے تیمم نہیں ٹوٹتا ہے۔ (بدائع الصنائع)

تیسری فصل: تیمم سے متعلق متفرق مسائل

تیمم میں سات چیزیں سنت ہیں

مسئلہ: تیمم میں سات چیزیں سنت ہیں' ہاتھ مٹی پر رکھ کر آگے کی طرف لے جانا' انہیں پیچھے کی طرف لے جانا' انہیں جھاڑنا' انگلیوں کو کھولنا' اس کے آغاز میں بسم اللہ پڑھنا' ترتیب کا خیال رکھنا اور درمیان میں توقف نہ کرنا۔ (بحرالرائق' نہرالفائق)

تیمم کرنے کا عملی طریقہ

مسئلہ: تیمم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھ زمین پر مار کر پہلے انہیں آگے کی طرف لایا جائے' پھر پیچھے کی طرف لے جایا جائے' پھر انہیں اٹھا کر جھاڑ لیا جائے۔ (تبیین)

مسئلہ: ہاتھوں کو اتنا جھاڑا جائے گا کہ اس کے ذریعے مٹی جھڑ جائے۔ (ہدایہ)

مسئلہ: پھر اس کے ذریعے اپنے منہ کا مسح کیا جائے گا' اس طرح کہ منہ کا کوئی بھی حصہ باقی نہ رہے' پھر اسی طرح اپنے دونوں ہاتھ زمین پر مارے جائیں گے اور دونوں بازوؤں پر کہنیوں تک مسح کر لیا جائے گا۔ (تبیین)

مسئلہ: ہمارے مشائخ نے یہ بات بیان کی ہے کہ آدمی پہلے بائیں ہاتھ کی چار انگلیوں کے کناروں کے ذریعے دائیں ہاتھ کی کہنی تک مسح کرے گا' پھر بائیں ہاتھ کی ہتھیلی سے دائیں ہاتھ کے نیچے کی طرف پہنچے تک مسح کرے گا اور بائیں انگوٹھے کے اندر کی طرف' دائیں انگوٹھے کے اوپر کی طرف میں پھیرے گا' پھر اسی طرح سے بائیں ہاتھ کا مسح کرے گا' اس میں زیادہ احتیاط ہے۔ (محیط سرخسی)

مسئلہ: ہمارے نزدیک نماز کا وقت شروع ہونے سے پہلے تیمم کر لینا جائز ہے۔ (خلاصہ)

مسئلہ: آدمی ایک تیمم کے ذریعے جتنے چاہے فرض اور نوافل ادا کر سکتا ہے (جب تک حدث لاحق نہیں ہوتا)۔ (اختیار شرح مختار)

مسئلہ: جس شخص کو یہ گمان ہو کہ نماز کے آخری وقت تک اسے پانی مل جائے گا اور پانی کی جگہ تک سے اس شخص کا فاصلہ ایک میل تک ہو' تو آخری وقت تک نماز کو مؤخر کرنا مستحب ہے۔ (معراج الدرایہ)

مسئلہ: اگر پانی ملنے کی اُمید نہ ہو' تو تاخیر نہیں کی جائے گی اور مستحب وقت میں تیمم کر کے نماز ادا کر لی جائے گی۔ (بدائع الصنائع' شرح طحاوی)

مسئلہ: اس طرح کی صورت حال پیش آ جاتی ہے کہ سفر کے دوران ایک شخص جنبی ہے' ایک عورت جو حیض سے پاک ہو چکی ہے اور میت بھی ہے اور پانی صرف اتنا ہے کہ ان میں سے کسی ایک کے لیے کافی ہو سکتا ہے' اگر وہ پانی ان تینوں میں سے کسی ایک کی ملکیت ہے' تو وہ پانی اسی پر استعمال کرنا مناسب ہو گا' اگر وہ پانی ان سب کی ملکیت ہے' تو کسی پر بھی صرف نہیں کیا جائے گا بلکہ وہ سب تیمم کر لیں گے اور اگر پانی مباح ہے' تو جنبی شخص کے لیے اسے استعمال کرنا زیادہ مناسب ہے۔ (قاضی خان)

مسئلہ: اگر باپ اور بیٹا موجود ہوں اور پانی ایک شخص کے استعمال میں آ سکتا ہو' تو باپ کے لیے استعمال کرنا زیادہ مناسب ہے۔ (قاضی خان)

مسئلہ: اگر کوئی بیمار شخص وضو بھی نہیں کر سکتا اور تیمم بھی نہیں کر سکتا اور اس کے ساتھ کوئی ایسا شخص بھی موجود نہیں ہے جو اسے وضو کروا سکے یا تیمم کروا سکے تو امام ابویوسفؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک وہ شخص نماز ادا نہیں کرے گا۔

مسئلہ: کوئی شخص قیدی ہے' اسے وضو کے لیے پانی بھی نہیں ملتا اور تیمم کے لیے صاف مٹی بھی نہیں ملتی تو امام ابوحنیفہؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک وہ نماز نہیں پڑھے گا۔ (قاضی خان)

مسئلہ: اصول یہ ہے کہ جس جگہ ادا شدہ نماز فوت ہو رہی ہو اور اس کا کوئی قائم مقام بھی موجود نہ ہو' تو ایسی صورت اس کو پانے کے لیے تیمم کرنا جائز ہو گا لیکن جب کوئی ایسی نماز فوت ہو رہی ہو جس کی کوئی قائم مقام بھی موجود ہو' تو وہاں تیمم کرنا جائز نہیں ہو گا' جیسے جمعہ کی نماز فوت ہو جاتی ہے' تو اس کی قائم مقام ظہر کی نماز موجود ہے۔ (جوہرہ نیرہ)

مسئلہ: اگر دو آدمی ایک ہی جگہ سے تیمم کر لیتے ہیں' تو یہ جائز ہے۔ (محیط سرخسی)

مسئلہ: اگر ایک شخص ایک ہی جگہ سے کئی مرتبہ تیمم کر لیتا ہے' تو یہ بھی جائز ہے۔ (تاتارخانیہ)

مسئلہ: جنبی شخص جنازے کی نماز میں شریک ہونے کے لیے یا عید کی نماز ادا کرنے کے لیے تیمم کر سکتا ہے۔ (ظہیریہ)

مسئلہ: (وضو پر وضو کرنا عبادت ہے) لیکن تیمم پر تیمم کرنا عبادت نہیں ہے۔ (قنیہ)

مسئلہ: مسافر شخص کے لیے یہ بات جائز ہے کہ وہ اپنی کنیز کے ساتھ صحبت کرے' اگرچہ اسے اس بات کا علم ہو کہ آگے غسل کے لیے پانی نہیں ملے گا۔ (خلاصہ)

•••———•••———•••

27 - بَابُ التَّيَمُّمِ لِمَنْ يَجِدُ الْمَاءَ بَعْدَ الصَّلَاةِ

باب: جو شخص نماز کے بعد پانی پالیتا ہے اس کے تیمم کا حکم کیا ہے؟

431 - اَخْبَرَنَا مُسْلِمُ بْنُ عَمْرِو بْنِ مُسْلِمٍ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ نَافِعٍ عَنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ بَكْرِ بْنِ سَوَادَةَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِي سَعِيْدٍ اَنَّ رَجُلَيْنِ تَيَمَّمَا وَصَلَّيَا ثُمَّ وَجَدَا مَاءً فِي الْوَقْتِ فَتَوَضَّاَ اَحَدُهُمَا وَعَادَ لِصَلَاتِهِ مَا كَانَ فِي الْوَقْتِ وَلَمْ يُعِدِ الْاٰخَرُ فَسَاَلَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِلَّذِي لَمْ يُعِدْ "اَصَبْتَ السُّنَّةَ وَاَجْزَاَتْكَ صَلَاتُكَ." وَقَالَ لِلْاٰخَرِ "اَمَّا اَنْتَ فَلَكَ مِثْلُ سَهْمِ جَمْعٍ."

★★ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' دو آدمیوں نے تیمم کر کے نماز ادا کر لی' پھر اسی نماز کے وقت کے دوران ان دونوں کو پانی مل گیا' تو ان دونوں میں سے ایک نے وضو کر کے دوبارہ نماز ادا کر لی' چونکہ وقت ابھی باقی تھا' جبکہ دوسرے شخص نے اس نماز کو نہیں دہرایا' بعد میں ان دونوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں دریافت کیا' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص سے فرمایا' جس نے نماز دوبارہ نہیں پڑھی تھی: تم نے سنت کے مطابق عمل کیا ہے اور تمہاری پہلی نماز درست ہے' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسرے شخص سے فرمایا: جہاں تک تمہارا معاملہ ہے' تو تمہیں دونوں نمازیں ادا کرنے کا ثواب ملے گا۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

432 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ لَيْثِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَمِيرَةُ وَغَيْرُهُ عَنْ بَكْرِ بْنِ سَوَادَةَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ اَنَّ رَجُلَيْنِ وَسَاقَ الْحَدِيْثَ.

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

433 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى اَنْبَاَنَا اُمَيَّةُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ اَنَّ مُخَارِقًا اَخْبَرَهُمْ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ اَنَّ رَجُلًا اَجْنَبَ فَلَمْ يُصَلِّ فَاَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ "اَصَبْتَ." فَاَجْنَبَ رَجُلٌ اٰخَرُ فَتَيَمَّمَ وَصَلّٰى فَاَتَاهُ فَقَالَ نَحْوًا مِمَّا قَالَ لِلْاٰخَرِ يَعْنِي "اَصَبْتَ."

حضرت طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ ایک شخص کو جنابت لاحق ہوگئی' اس نے نماز ادا نہیں کی' وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کے سامنے (اس صورت حال میں اپنے طرز عمل) کا تذکرہ کیا تو آپ نے فرمایا: تم نے ٹھیک کیا ہے۔ اسی طرح ایک اور شخص کو جنابت لاحق ہوئی اس نے تیمم کر کے نماز ادا کر لی' وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔

(راوی کہتے ہیں میرے استاد نے) یہاں ایسے الفاظ نقل کیے ہیں جن کا مفہوم یہ ہے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسرے شخص سے بھی یہی فرمایا: "تم نے ٹھیک کیا ہے"۔

431- اخرجه ابوداؤد في الطهارة، باب في المتيمم يجد الماء بعدما يصلي في الوقت (الحديث 338 و 339) مرسلاً . و اخرجه النسائي في الغسل و التيمم، باب التيمم لمن يجد الماء بعد الصلاة (432) مرسلًا تحفة الاشراف (4176) .

432- تقدم في الغسل و التيمم، باب التيمم لمن يجد الماء بعد الصلاة (الحديث 431) .

433- تقدم في الطهارة، باب فيمن لم يجد الماء و لا الصعيد (الحديث 323) .

28 - بَابُ الْوُضُوْءِ مِنَ الْمَذْيِ

باب: مذی کے خروج پر وضو کرنا

434 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مَيْمُوْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَخْلَدُ بْنُ يَزِيْدَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ تَذَاكَرَ عَلِيٌّ وَالْمِقْدَادُ وَعَمَّارٌ فَقَالَ عَلِيٌّ اِنِّي امْرُؤٌ مَذَّاءٌ وَاِنِّي اَسْتَحِي اَنْ اَسْاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَكَانِ ابْنَتِهِ مِنِّي فَيَسْاَلُهُ اَحَدُكُمَا فَذَكَرَ لِي اَنَّ اَحَدَهُمَا وَنَسِيْتُهُ سَاَلَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "ذَاكَ الْمَذْيُ اِذَا وَجَدَهُ اَحَدُكُمْ فَلْيَغْسِلْ ذٰلِكَ مِنْهُ وَلْيَتَوَضَّاْ وُضُوْءَهُ لِلصَّلَاةِ اَوْ كَوُضُوْءِ الصَّلَاةِ."

الْاِخْتِلَافُ عَلٰى سُلَيْمَانَ

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ حضرت علی' حضرت مقداد بن اسود اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہم کے درمیان بحث ہوگئی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں ایک ایسا شخص ہوں جس کی مذی بہت خارج ہوتی تھی' مجھے اس بات سے شرم آتی تھی کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں دریافت کروں' اس کی وجہ یہ ہے' کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی میری اہلیہ ہیں' تو تم دونوں میں سے کوئی ایک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ مسئلہ دریافت کرے۔

(راوی بیان کرتے ہیں:) میرے استاد نے میرے سامنے یہ بات ذکر کی تھی کہ ان دونوں میں سے کسی نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ مسئلہ دریافت کیا تھا' لیکن میں ان کے بارے میں بھول گیا ہوں۔

ان صحابی نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مسئلہ دریافت کیا' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"یہ مذی ہے جب کوئی شخص اس کو پائے (یعنی کسی شخص کی مذی خارج ہو جائے) تو وہ اس کو دھولے' اور نماز کے وضو کی طرح وضو کرلے"۔

یہاں ایک راوی نے ایک لفظ مختلف نقل کیا ہے۔

435 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبِيْدَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ الْاَعْمَشُ عَنْ حَبِيْبِ بْنِ اَبِي ثَابِتٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عَلِيٍّ - رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ - قَالَ كُنْتُ رَجُلًا مَذَّاءً فَاَمَرْتُ رَجُلًا فَسَاَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "فِيْهِ الْوُضُوْءُ."

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما' حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: میری مذی بکثرت خارج ہوا کرتی تھی تو میں نے ایک شخص کو ہدایت کی کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ مسئلہ دریافت کرے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس صورت میں وضو کرنا لازم ہوگا۔

434- اخرجه مسلم في الحيض، باب المذي (الحديث 19) بنحوه . و اخرجه النسائي في الغسل و التيمم، باب الوضوء من المذي (الحديث 435 و 437 و 438) تحفة الاشراف (10195) .

435- تقدم في الغسل و التيمم، باب الوضوء من المذي (الحديث 434) .

436 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَخْبَرَنِىْ سُلَيْمَانُ الْاَعْمَشُ قَالَ سَمِعْتُ مُنْذِرًا عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ عَلِيٍّ - رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ - قَالَ اسْتَحْيَيْتُ اَنْ اَسْاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمَذْيِ مِنْ اَجْلِ فَاطِمَةَ فَاَمَرْتُ الْمِقْدَادَ فَسَاَلَهُ فَقَالَ "فِيْهِ الْوُضُوْءُ".

الاِخْتِلَافُ عَلٰى بُكَيْرٍ

☆☆ امام محمد بن علی ؓ (یہ امام باقر بھی ہو سکتے ہیں اور امام محمد بن حنفیہ بھی ہو سکتے ہیں) حضرت علی ؓ کے حوالے سے یہ بیان نقل کرتے ہیں: حضرت علی ؓ فرماتے ہیں: مجھے اس بات سے حیاء آتی ہے کہ میں نبی اکرم ﷺ سے مذی کا مسئلہ دریافت کروں کیونکہ فاطمہ (میری بیوی تھی اور حضور ﷺ کی صاحبزادی تھی) تو میں نے مقداد سے یہ کہا کہ وہ نبی اکرم ﷺ سے یہ مسئلہ دریافت کرے تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اس صورت میں وضو کرنا لازم ہوگا''۔

یہاں روایت کے الفاظ میں بکیر نامی راوی پر اختلاف کیا گیا ہے۔

437 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ عِيْسٰى عَنِ ابْنِ وَهْبٍ وَّذَكَرَ كَلِمَةً مَّعْنَاهَا اَخْبَرَنِىْ مَخْرَمَةُ بْنُ بُكَيْرٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَرْسَلْتُ الْمِقْدَادَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْاَلُهُ عَنِ الْمَذْيِ فَقَالَ "تَوَضَّاْ وَانْضَحْ فَرْجَكَ".

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ مَخْرَمَةُ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ اَبِيْهِ شَيْئًا.

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس ؓ بیان کرتے ہیں' حضرت علی ؓ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے' کہ میں نے مقداد کو نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں بھیجا تھا کہ وہ آپ ﷺ سے مذی کا مسئلہ دریافت کرے تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''تم اپنی شرمگاہ کو دھو کر وضو کر لیا کرو''۔

امام نسائی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: اس روایت کے راوی مخرمہ نے اپنے والد سے کوئی حدیث نہیں سنی ہے (حالانکہ اس نے یہ حدیث اپنے والد کے حوالے سے نقل کی ہے)۔

438 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ لَيْثِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ الْاَشَجِّ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ قَالَ اَرْسَلَ عَلِيُّ بْنُ اَبِىْ طَالِبٍ - رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ - الْمِقْدَادَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْاَلُهُ عَنِ الرَّجُلِ يَجِدُ الْمَذْيَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "يَغْسِلُ ذَكَرَهُ ثُمَّ لِيَتَوَضَّاْ".

☆☆ سلیمان بن یسار بیان کرتے ہیں' حضرت علی بن ابوطالب ؓ نے حضرت مقداد ؓ کو نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں بھیجا تا کہ وہ نبی اکرم ﷺ سے ایسے شخص کے بارے میں مسئلہ دریافت کریں جس کی مذی خارج ہو جاتی ہے' تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

436-تقدم في الطهارة، باب ما ينقض الوضوء، و ما لا ينقض الوضوء من المذي (الحديث 157) .

437-تقدم في الغسل و التيمم، باب الوضوء من المذي (الحديث 434) .

438-تقدم في الغسل و التيمم، باب الوضوء من المذي (الحديث 434) .

''ایسا شخص اپنی شرمگاہ کو دھو کر وضو کر لے گا''۔

(یعنی مذی کے خروج پر وضو لازم ہوگا)

439 - اَخْبَرَنَا عُتْبَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قُرِءَ عَلٰى مَالِكٍ وَّاَنَا اَسْمَعُ عَنْ اَبِى النَّضْرِ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنِ الْمِقْدَادِ بْنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِىْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَمَرَهُ اَنْ يَسْاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الرَّجُلِ اِذَا دَنَا مِنَ الْمَرْاَةِ فَخَرَجَ مِنْهُ الْمَذْىُ فَاِنَّ عِنْدِىْ ابْنَتَهُ وَاَنَا اَسْتَحْيِىْ اَنْ اَسْاَلَهُ. فَسَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ "اِذَا وَجَدَ اَحَدُكُمْ ذٰلِكَ فَلْيَنْضَحْ فَرْجَهُ وَلْيَتَوَضَّاْ وُضُوْئَهُ لِلصَّلَاةِ".

☆☆ حضرت مقداد بن اسود ؓ' حضرت علی ؓ کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: حضرت علی ؓ نے انہیں یہ ہدایت کی کہ وہ نبی اکرم ﷺ سے ایسے شخص کا مسئلہ دریافت کریں جو اپنی بیوی کے قریب ہوتا ہے' تو اس کی مذی خارج ہو جاتی ہے۔ (حضرت علی ؓ نے وضاحت کی کہ میں یہ مسئلہ اس لیے دریافت نہیں کر رہا) کیونکہ نبی اکرم ﷺ کی صاحبزادی میری اہلیہ ہے' تو مجھے اس بات سے حیاء آتی ہے' کہ میں نبی اکرم ﷺ سے اس بارے میں دریافت کروں۔ حضرت مقداد ؓ نے نبی اکرم ﷺ سے اس بارے میں دریافت کیا' تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جب کسی شخص کو ایسی صورت حال کا سامنا کرنا پڑے تو وہ اپنی شرمگاہ کو دھو کر نماز کے وضو کی طرح وضو کر لے (یعنی مذی کے خروج پر صرف وضو کرنا لازم ہوتا ہے)''۔

29 - باب الْاَمْرِ بِالْوُضُوْءِ مِنَ النَّوْمِ

باب: نیند کے بعد وضو کرنے کا حکم

440 - اَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ يَزِيْدَ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ الزُّهْرِيُّ قَالَ حَدَّثَنِىْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ قَالَ حَدَّثَنِىْ اَبُوْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِذَا قَامَ اَحَدُكُمْ مِنَ اللَّيْلِ فَلَا يُدْخِلْ يَدَهُ فِى الْاِنَاءِ حَتّٰى يُفْرِغَ عَلَيْهَا مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلَاثًا فَاِنَّ اَحَدَكُمْ لَا يَدْرِىْ اَيْنَ بَاتَتْ يَدُهُ".

☆☆ حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''جب کوئی شخص نیند سے بیدار ہو' تو وہ اپنا ہاتھ برتن میں اس وقت تک داخل نہ کرے' جب تک اس ہاتھ پر دو یا تین مرتبہ پانی نہ بہا لے' کیونکہ وہ یہ نہیں جانتا کہ اس کا ہاتھ رات بھر کہاں رہا ہے''۔

439-تقدم في الطهارة، باب ما ينقض الوضوء و ما لا ينقض من المذي (الحديث 156) .

440-اخرجه الترمذي في الطهارة، باب ما جاء اذا استيقظ احدكم من منامه فلا يغمس يده في الاناء حتى يغسلها (الحديث 24) . و اخرجه ابن ماجه، في الطهارة و سننها، باب الرجل يستيقظ من منامه هل يدخل في الاناء قبل ان يغسلها (الحديث 393) . تحفة الاشراف (13189) .

441 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا دَاوُدُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهِ فَجَعَلَنِي عَنْ يَمِينِهِ فَصَلَّى ثُمَّ اضْطَجَعَ وَرَقَدَ فَجَاءَهُ الْمُؤَذِّنُ فَصَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ مُخْتَصَرٌ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس ؓ بیان کرتے ہیں: میں نے ایک رات نبی اکرم ﷺ کی اقتداء میں نماز ادا کی میں آپ ﷺ کے بائیں طرف کھڑا ہو گیا تو آپ ﷺ نے مجھے اپنے دائیں طرف کر لیا' پھر آپ ﷺ نوافل ادا کرتے رہے' پھر آپ ﷺ لیٹ گئے اور سو گئے' پھر مؤذن آپ ﷺ کو بلانے کے لیے آیا' تو آپ ﷺ نماز ادا کرنے کے لیے تشریف لے گئے' آپ ﷺ نے از سر نو وضو نہیں کیا۔

(امام نسائی ؒ کہتے ہیں:) یہ روایت مختصر ہے۔

442 - اَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الطُّفَاوِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا اَيُّوبُ عَنْ اَبِي قِلَابَةَ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اِذَا نَعَسَ اَحَدُكُمْ فِي صَلَاتِهِ فَلْيَنْصَرِفْ وَلْيَرْقُدْ ".

☆☆ حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: جب کسی شخص کو نماز کے دوران اونگھ آ جائے' تو وہ نماز ختم کر دے اور سو جائے۔

30 - باب الْوُضُوْءِ مِنْ مَسِّ الذَّكَرِ

باب: شرمگاہ کو چھونے پر وضو لازم ہونا

443 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ - يَعْنِي ابْنَ اَبِي بَكْرٍ - قَالَ عَلِيٌّ اِثْرَهُ

قَالَ اَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَلَمْ اُتْقِنْهُ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ بُسْرَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ مَسَّ فَرْجَهُ فَلْيَتَوَضَّأْ ".

☆☆ سیدہ بسرہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''جو شخص اپنی شرمگاہ کو چھوئے' اُسے وضو کر لینا چاہیے''۔

444 - اَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ مُوسٰى قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَوَاءٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ

441-اخرجه البخاري في الوضوء، باب التخفيف في الوضوء (الحديث 138) مطولاً، وفي الاذان، باب اذا قام الرجل عن يسار الامام و حوله الامام خلفه الى يمينه تمت صلاته (الحديث 726)، وباب وضوء الصبيان، و متى يجب عليهم الغسل و الطهور و حضورهم الجماعة والعيدين و الجنائز و صفوفهم (الحديث 859) مطولاً . و اخرجه مسلم في صلاة المسافرين و قصرها (الحديث 186) مطولاً . و اخرجه ابن ماجه في الطهارة و سننها، باب ما جاء في القصد في الوضوء و كراهية التعدي فيه (الحديث 423) مختصراً . و الحديث عند: الترمذي في الصلاة، باب ما جاء في الرجل يصلي و معه رجل (الحديث 232) . تحفة الاشراف (5356) .

442-اخرجه البخاري في الوضوء، باب الوضوء من النوم (الحديث 213) بنحوه . تحفة الاشراف (953) .

443-تقدم في الطهارة، الوضوء من مس الذكر (الحديث 163) .

444-تقدم في الطهارة، الوضوء من مس الذكر (الحديث 163) .

بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ بُسْرَةَ بِنْتِ صَفْوَانَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اِذَا اَفْضٰى اَحَدُكُمْ بِيَدِهِ اِلٰى فَرْجِهِ فَلْيَتَوَضَّأْ ".

☆☆ سیدہ بسرہ بنت صفوان ؓ بیان کرتی ہیں' کہ نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''جو شخص اپنے ہاتھ کو اپنی شرمگاہ کی طرف لے کر جائے (یعنی شرمگاہ کو چھوئے) تو اُسے وضو کر لینا چاہیے''۔

445 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ اَنَّهُ قَالَ الْوُضُوْءُ مِنْ مَسِّ الذَّكَرِ فَقَالَ مَرْوَانُ اَخْبَرَتْنِيهِ بُسْرَةُ بِنْتُ صَفْوَانَ . فَاَرْسَلَ عُرْوَةُ قَالَتْ ذَكَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يُتَوَضَّأُ مِنْهُ فَقَالَ "مِنْ مَسِّ الذَّكَرِ ".

☆☆ ابن شہاب' عروہ بن زبیر اور مروان بن حکم کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: مروان نے یہ ذکر کیا' کہ شرمگاہ کو چھونے کی وجہ سے وضو لازم ہو جاتا ہے' پھر مروان نے بتایا: سیدہ بسرہ بنت صفوان ؓ نے مجھے اس بارے میں حدیث سنائی ہے' تو عروہ نے (سیدہ بسرہ بنت صفوان ؓ کو) پیغام بھیجا تو انہوں نے بتایا: نبی اکرم ﷺ نے ان چیزوں کا ذکر کیا' کہ جن کے بعد وضو کرنا لازم ہوتا ہے' تو آپ ﷺ نے اس میں شرمگاہ کو چھونے کا بھی ذکر کیا (یعنی شرمگاہ چھونے سے بھی وضو ٹوٹ جاتا ہے)۔

446 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ قَالَ اَخْبَرَنِي اَبِي عَنْ بُسْرَةَ بِنْتِ صَفْوَانَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ مَسَّ ذَكَرَهُ فَلَا يُصَلِّي حَتّٰى يَتَوَضَّأَ ".

قَالَ اَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ اَبِيهِ هٰذَا الْحَدِيثَ وَاللّٰهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰى اَعْلَمُ .

☆☆ سیدہ بسرہ بنت صفوان ؓ بیان کرتی ہیں' کہ نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''جو شخص اپنی شرمگاہ کو چھو لیتا ہے' وہ اس وقت تک نماز ادا نہ کرے جب تک وضو نہیں کر لیتا''۔

امام نسائی ؒ بیان کرتے ہیں: اس روایت کے راوی ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے یہ حدیث نہیں سنی ہے' باقی اللہ بہتر جانتا ہے۔

445-تقدم في الطهارة، الوضوء من مس الذكر (الحديث 163) .

446-تقدم في الطهارة، الوضوء من مس الذكر (الحديث 163) .

5 - کِتَابُ الصَّلٰوۃِ

نماز (کے بارے میں روایات)

امام نسائی نے اس کتاب "نماز (کے بارے میں روایات)" میں 24 تراجم ابواب اور 45 روایات نقل کی ہیں جبکہ مکررات کو حذف کر دیا جائے تو روایات کی تعداد 30 ہوگی۔

1 - باب فَرْضِ الصَّلٰوۃِ وَذِکْرِ اخْتِلَافِ النَّاقِلِیْنَ فِیْ اِسْنَادِ حَدِیْثِ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ، رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ - وَاخْتِلَافِ اَلْفَاظِهِمْ فِیْهِ -

نماز کی فرضیت (کا واقعہ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول روایت کی سند میں نقل کرنے والوں کے اختلاف کا تذکرہ اور اس روایت کے الفاظ میں اختلاف کا تذکرہ

شرح

نماز سے متعلق احکام

نماز کی فرضیت

مسئلہ: نماز ایک محکم فرض ہے جسے ترک کرنے کی گنجائش نہیں ہے اور اس کا انکار کرنے والے کو کافر قرار دیا جائے گا۔ (خلاصہ)

مسئلہ: جو شخص جان بوجھ کر نماز ترک کرتا ہے لیکن اس کی فرضیت کا منکر نہیں ہے اسے قتل نہیں کیا جائے گا بلکہ قید کر دیا جائے گا یہاں تک کہ توبہ کر لے۔ (شرح مجمع البحرین لابن الملک)

مسئلہ: ہمارے نزدیک اس کے وجوب کا تعلق آخری وقت سے ہے اور اس کی مقدار اتنی ہے جتنی دیر میں تکبیر تحریمہ کہی جا سکتی ہے یہاں تک کہ جب کوئی کافر مسلمان ہو جائے یا بچہ بالغ ہو جائے یا پاگل شخص ٹھیک ہو جائے یا حیض والی عورت پاک ہو جائے اور نماز کا وقت ختم ہونے میں تکبیر تحریمہ کہنے کا وقت باقی ہو تو ہمارے نزدیک ان پر نماز ادا کرنا واجب ہوگا۔ (مضمرات)

مسئلہ: اسی طرح اگر یہ عوارض نماز کے آخری وقت میں لاحق ہو جاتے ہیں تو اس بات پر اتفاق ہے کہ اس وقت کی فرض لازماً ساقط ہو جائے گی۔ (عقار الفتاوی)

مسئلہ: بچے کو جنم دینے میں مدد دینے والی دائی کو اگر یہ اندیشہ ہو کہ اگر وہ نماز پڑھنے میں مشغول ہوئی تو بچہ فوت ہو جائے گا تو اس کے لیے یہ بات جائز ہے کہ وہ نماز کو اس کے وقت سے مؤخر کر دے اسی طرح چوری کے خوف سے یا اس طرح کے دیگر اسباب کی وجہ سے بھی نماز کو مؤخر کیا جا سکتا ہے۔ (خلاصہ)

447 - اَخْبَرَنَا یَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ قَالَ حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ سَعِیْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ الدَّسْتَوَائِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَۃُ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ عَنْ مَالِکِ بْنِ صَعْصَعَۃَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "بَیْنَا اَنَا عِنْدَ الْبَیْتِ بَیْنَ النَّائِمِ وَالْیَقْظَانِ اِذْ اَقْبَلَ اَحَدُ الثَّلَاثَۃِ بَیْنَ الرَّجُلَیْنِ فَاُتِیْتُ بِطَسْتٍ مِّنْ ذَهَبٍ مَلْاٰنَ حِکْمَۃً وَّاِیْمَانًا فَشَقَّ مِنَ النَّحْرِ اِلٰی مَرَاقِّ الْبَطْنِ فَغَسَلَ الْقَلْبَ بِمَاءِ زَمْزَمَ ثُمَّ مُلِئَ حِکْمَۃً وَّاِیْمَانًا ثُمَّ اُتِیْتُ بِدَابَّۃٍ دُوْنَ الْبَغْلِ وَفَوْقَ الْحِمَارِ ثُمَّ انْطَلَقْتُ مَعَ جِبْرِیْلَ عَلَیْهِ السَّلَامُ فَاَتَیْنَا السَّمَاءَ الدُّنْیَا فَقِیْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرِیْلُ . قِیْلَ وَمَنْ مَّعَکَ قَالَ مُحَمَّدٌ . قِیْلَ وَقَدْ اُرْسِلَ اِلَیْهِ مَرْحَبًا بِهٖ وَنِعْمَ الْمَجِیْءُ جَاءَ فَاَتَیْتُ عَلٰی اٰدَمَ عَلَیْهِ السَّلَامُ فَسَلَّمْتُ عَلَیْهِ قَالَ مَرْحَبًا بِکَ مِنِ ابْنٍ وَّنَبِیٍّ . ثُمَّ اَتَیْنَا السَّمَاءَ الثَّانِیَۃَ قِیْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرِیْلُ . قِیْلَ وَمَنْ مَّعَکَ قَالَ مُحَمَّدٌ فَمِثْلُ ذٰلِکَ فَاَتَیْتُ عَلٰی یَحْیٰی وَعِیْسٰی فَسَلَّمْتُ عَلَیْهِمَا فَقَالَا مَرْحَبًا بِکَ مِنْ اَخٍ وَّنَبِیٍّ . ثُمَّ اَتَیْنَا السَّمَاءَ الثَّالِثَۃَ قِیْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرِیْلُ . قِیْلَ وَمَنْ مَّعَکَ قَالَ مُحَمَّدٌ فَمِثْلُ ذٰلِکَ فَاَتَیْتُ عَلٰی یُوْسُفَ عَلَیْهِ السَّلَامُ فَسَلَّمْتُ عَلَیْهِ قَالَ مَرْحَبًا بِکَ مِنْ اَخٍ وَّنَبِیٍّ . ثُمَّ اَتَیْنَا السَّمَاءَ الرَّابِعَۃَ فَمِثْلُ ذٰلِکَ فَاَتَیْتُ عَلٰی اِدْرِیْسَ عَلَیْهِ السَّلَامُ فَسَلَّمْتُ عَلَیْهِ فَقَالَ مَرْحَبًا بِکَ مِنْ اَخٍ وَّنَبِیٍّ . ثُمَّ اَتَیْنَا السَّمَاءَ الْخَامِسَۃَ فَمِثْلُ ذٰلِکَ فَاَتَیْتُ عَلٰی هَارُوْنَ عَلَیْهِ السَّلَامُ فَسَلَّمْتُ عَلَیْهِ قَالَ مَرْحَبًا بِکَ مِنْ اَخٍ وَّنَبِیٍّ . ثُمَّ اَتَیْنَا السَّمَاءَ السَّادِسَۃَ فَمِثْلُ ذٰلِکَ ثُمَّ اَتَیْتُ عَلٰی مُوْسٰی عَلَیْهِ السَّلَامُ فَسَلَّمْتُ عَلَیْهِ فَقَالَ مَرْحَبًا بِکَ مِنْ اَخٍ وَّنَبِیٍّ . فَلَمَّا جَاوَزْتُهٗ بَکٰی قِیْلَ مَا یُبْکِیْکَ قَالَ یَا رَبِّ هٰذَا الْغُلَامُ الَّذِیْ بَعَثْتَهٗ بَعْدِیْ یَدْخُلُ مِنْ اُمَّتِهِ الْجَنَّۃَ اَکْثَرُ وَاَفْضَلُ مِمَّا یَدْخُلُ مِنْ اُمَّتِیْ . ثُمَّ اَتَیْنَا السَّمَاءَ السَّابِعَۃَ فَمِثْلُ ذٰلِکَ فَاَتَیْتُ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ عَلَیْهِ السَّلَامُ فَسَلَّمْتُ عَلَیْهِ فَقَالَ مَرْحَبًا بِکَ مِنِ ابْنٍ وَّنَبِیٍّ . ثُمَّ رُفِعَ لِیَ الْبَیْتُ الْمَعْمُوْرُ فَسَاَلْتُ جِبْرِیْلَ فَقَالَ هٰذَا الْبَیْتُ الْمَعْمُوْرُ یُصَلِّیْ فِیْهِ کُلَّ یَوْمٍ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَکٍ فَاِذَا خَرَجُوْا مِنْهُ لَمْ یَعُوْدُوْا فِیْهِ اٰخِرَ مَا عَلَیْهِمْ ثُمَّ رُفِعَتْ لِیْ سِدْرَۃُ الْمُنْتَهٰی فَاِذَا نَبِقُهَا مِثْلُ قِلَالِ هَجَرٍ وَّاِذَا وَرَقُهَا

447- اخرجه البخاري في بدء الخلق، باب ذكر الملائكة (الحديث 3207)، و في مناقب الانصار، باب المعراج (الحديث 3887) . و اخرجه مسلم في الايمان، باب الاسراء برسول الله صلى الله عليه وسلم الى السموات، و فرض الصلوات (الحديث 264) . و الحديث عند: البخاري في احاديث الانبياء، باب قول الله عزوجل: (وهل اتاك حديث موسى اذ راى نارًا الى قوله . بالواد المقدس طوى) (الحديث 3393) و باب قول الله تعالى: (ذكر رحمة ربك عبده زكريا، اذنادى ربه نداء خفيًا، قال رب اني وهن العظم مني و اشتعل الراس شيبًا . الى قوله . لم نجعل له من قبل سميًا) (الحديث 3430) . ومسلم في الايمان، باب الاسراء برسول الله صلى الله عليه وسلم الى السموات، و فرض الصلوات (الحديث 265) . و الترمذي في تفسير القرآن، باب (و من سورة الم نشرح) (الحديث 3346) . تحفة الاشراف (11202) .

مِثْلُ اٰذَانِ الْفِيَلَةِ وَاِذَا فِيْ اَصْلِهَا اَرْبَعَةُ اَنْهَارٍ نَهْرَانِ بَاطِنَانِ وَنَهْرَانِ ظَاهِرَانِ فَسَاَلْتُ جِبْرِيْلَ فَقَالَ اَمَّا الْبَاطِنَانِ فَفِي الْجَنَّةِ وَاَمَّا الظَّاهِرَانِ فَالْفُرَاتُ وَالنِّيْلُ ثُمَّ فُرِضَتْ عَلَيَّ خَمْسُوْنَ صَلَاةً فَاَتَيْتُ عَلٰى مُوْسٰى فَقَالَ مَا صَنَعْتَ قُلْتُ فُرِضَتْ عَلَيَّ خَمْسُوْنَ صَلَاةً . قَالَ اِنِّيْ اَعْلَمُ بِالنَّاسِ مِنْكَ اِنِّيْ عَالَجْتُ بَنِيْ اِسْرَآئِيْلَ اَشَدَّ الْمُعَالَجَةِ وَاِنَّ اُمَّتَكَ لَنْ يُطِيْقُوْا ذٰلِكَ فَارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَاسْاَلْهُ اَنْ يُخَفِّفَ عَنْكَ فَرَجَعْتُ اِلٰى رَبِّيْ فَسَاَلْتُهُ اَنْ يُخَفِّفَ عَنِّيْ فَجَعَلَهَا اَرْبَعِيْنَ ثُمَّ رَجَعْتُ اِلٰى مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ مَا صَنَعْتَ قُلْتُ جَعَلَهَا اَرْبَعِيْنَ . فَقَالَ لِيْ مِثْلَ مَقَالَتِهِ الْاُوْلٰى فَرَجَعْتُ اِلٰى رَبِّيْ عَزَّ وَجَلَّ فَجَعَلَهَا ثَلَاثِيْنَ فَاَتَيْتُ عَلٰى مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَاَخْبَرْتُهُ فَقَالَ لِيْ مِثْلَ مَقَالَتِهِ الْاُوْلٰى فَرَجَعْتُ اِلٰى رَبِّيْ فَجَعَلَهَا عِشْرِيْنَ ثُمَّ عَشْرَةً ثُمَّ خَمْسَةً فَاَتَيْتُ عَلٰى مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ لِيْ مِثْلَ مَقَالَتِهِ الْاُوْلٰى فَقُلْتُ اِنِّيْ اَسْتَحِيْ مِنْ رَبِّيْ عَزَّ وَجَلَّ اَنْ اَرْجِعَ اِلَيْهِ فَنُوْدِيَ اَنْ قَدْ اَمْضَيْتُ فَرِيْضَتِيْ وَخَفَّفْتُ عَنْ عِبَادِيْ وَاَجْزِيْ بِالْحَسَنَةِ عَشْرَ اَمْثَالِهَا ".

☆☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ' حضرت مالک بن صعصعہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''ایک مرتبہ میں بیت اللہ کے قریب سونے اور جاگنے کی درمیانی کیفیت میں تھا' (تین آدمی میرے پاس آئے) ان تین میں سے ایک شخص آگے بڑھا' پھر میرے پاس سونے سے بنا ہوا ایک طشت لایا گیا جو حکمت اور ایمان سے بھرا ہوا تھا' انہوں نے میری گردن سے لے کر پیٹ کے نرم حصے تک کو چاک کر دیا اور میرے دل کو آبِ زم زم کے ذریعے دھویا اور پھر اس میں حکمت اور ایمان کو بھر دیا گیا' پھر میرے پاس ایک جانور لایا گیا جو خچر سے کچھ چھوٹا اور گدھے سے کچھ بڑا تھا۔ پھر میں جبریل کے ہمراہ روانہ ہو گیا' ہم لوگ آسمانِ دنیا تک پہنچے' وہاں دریافت کیا گیا: کون ہے؟ تو جبریل نے جواب دیا: جبریل ہوں' دریافت کیا گیا: آپ کے ساتھ کون ہے؟ تو انہوں نے بتایا: حضرت محمد ﷺ ہیں' تو کہا گیا: انہیں پیغام بھیج کر (بلایا گیا ہے)' انہیں خوش آمدید! کتنے اچھے مہمان آئے ہیں۔ (نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں:)

(وہاں) میں حضرت آدم علیہ السلام کے پاس آیا' میں نے انہیں سلام کیا' تو انہوں نے فرمایا: آپ کو جو (میرے) بیٹے بھی ہیں اور نبی بھی ہیں' خوش آمدید!

(نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں:) پھر ہم دوسرے آسمان پر آئے' تو وہاں دریافت کیا گیا: کون ہے؟ تو جبریل نے جواب دیا: جبریل ہوں' دریافت کیا گیا: آپ کے ساتھ کون ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: حضرت محمد ﷺ ہیں' تو اُسی کی مانند کلمات کہے گئے (جو پہلے آسمان پر کہے گئے تھے)۔

(وہاں) میں حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کے پاس آیا' میں نے ان دونوں حضرات کو سلام کیا' ان دونوں نے جواب دیا: آپ ﷺ کو خوش آمدید! جو بھائی بھی ہیں اور نبی بھی ہیں۔

(نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں:) پھر ہم تیسرے آسمان پر آئے' تو وہاں دریافت کیا گیا: کون ہے؟ جبریل نے جواب دیا: جبریل ہوں' دریافت کیا گیا: آپ کے ساتھ کون ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: حضرت محمد ﷺ ہیں (اسی کی مانند مکالمہ ہوا جو پہلے آسمان پر ہوا تھا)۔

(وہاں) میں حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس آیا' میں نے انہیں سلام کیا' تو انہوں نے فرمایا: آپ ﷺ کو خوش آمدید! جو نبی بھی ہیں اور بھائی بھی ہیں۔

(نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں:) پھر میں چوتھے آسمان پر آیا' پھر اسی کی مانند مکالمہ ہوا۔ (وہاں) میں حضرت ادریس علیہ السلام کے پاس آیا' میں نے انہیں سلام کیا' تو انہوں نے فرمایا: آپ ﷺ کو خوش آمدید! جو بھائی بھی ہیں اور نبی بھی ہیں۔

پھر ہم پانچویں آسمان پر آئے' وہاں بھی اس کی مانند مکالمہ ہوا' وہاں میں حضرت ہارون علیہ السلام کے پاس آیا' میں نے انہیں سلام کیا' تو انہوں نے کہا: آپ ﷺ کو خوش آمدید! جو بھائی بھی ہیں اور نبی بھی ہیں۔

پھر ہم چھٹے آسمان پر آئے' وہاں بھی اسی کی مانند مکالمہ ہوا' وہاں میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اور انہیں سلام کیا' انہوں نے بھی فرمایا: آپ ﷺ کو خوش آمدید! جو بھائی بھی ہیں اور نبی بھی ہیں۔

(نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں:) جب میں اُن سے آگے جانے لگے تو وہ رو پڑے' ان سے پوچھا گیا: آپ کیوں رو رہے ہیں؟ تو انہوں نے عرض کی: اے میرے پروردگار! یہ کم سن صاحب جنہیں' تو نے میرے بعد مبعوث کیا تھا' میری اُمت کے جو لوگ جنت میں داخل ہوں گے ان کی بہ نسبت ان کی اُمت کے افراد زیادہ تعداد میں اور زیادہ بہتر طور پر جنت میں داخل ہوں گے۔

(نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں:) پھر ہم ساتویں آسمان پر آئے' وہاں اسی کی مانند مکالمہ ہوا' یہاں تک کہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آیا' میں نے انہیں سلام کیا' تو انہوں نے فرمایا: آپ ﷺ کو خوش آمدید! جو بیٹے بھی ہیں اور نبی بھی ہیں۔

(نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں:) پھر میرے سامنے بیت المعمور کو بلند کیا گیا' میں نے اس کے بارے میں جبریل سے دریافت کیا' تو انہوں نے بتایا: یہ بیت المعمور ہے' جس میں روزانہ ستر ہزار فرشتے نماز ادا کرتے ہیں' جب وہ اس میں سے نکل جاتے ہیں' تو دوبارہ کبھی اس میں نہیں آئیں گے۔

(نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں:) پھر مجھے سدرۃ المنتہیٰ تک لے جایا گیا اور اس کے پھل ہجر (نامی شہر) کے مٹکوں کی طرح تھے اور اس کے پتے ہاتھی کے کانوں کی مانند تھے' اس کی جڑ میں سے چار نہریں نکل رہی تھیں' دو باطنی تھیں اور دو ظاہری تھیں' میں نے جبریل سے اس بارے میں دریافت کیا' تو انہوں نے فرمایا: باطنی نہریں' تو جنت میں ہیں اور ظاہری نہریں فرات اور نیل تھیں۔

(نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں:) پھر مجھ پر (روزانہ) پچاس نمازیں فرض کی گئیں۔

(واپسی کے سفر کے دوران) جب میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا تو انہوں نے دریافت کیا: آپ ﷺ کو کیا ملا ہے؟ میں نے جواب دیا: مجھ پر پچاس نمازیں فرض کی گئی ہیں' تو وہ بولے: آپ ﷺ کے مقابلے میں مجھے لوگوں سے زیادہ

واقفیت ہے اور بنی اسرائیل کے حوالے سے میں سخت ترین تجربے کا سامنا کر چکا ہوں۔

(اس بنیاد پر میں یہ کہتا ہوں:) آپ ﷺ کی اُمت اس کی طاقت نہیں رکھ سکے گی' آپ ﷺ دوبارہ اپنے پروردگار کی بارگاہ میں جائیں اور اُس سے یہ درخواست کریں کہ وہ ان میں کمی کر دے۔

(نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں:) میں واپس اپنے پروردگار کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور میں نے اس سے درخواست کی کہ وہ اس میں کمی کر دے تو اس نے اسے چالیس مقرر کر دیا' میں واپس حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا' تو انہوں نے دریافت کیا: اب کیا ہوا ہے؟ میں نے جواب دیا: اللہ تعالیٰ نے یہ چالیس کر دی ہیں' تو انہوں نے اپنی پہلی بات دوبارہ مجھ سے کہی' میں واپس اپنے پروردگار کی بارگاہ میں حاضر ہوا' تو اس نے تیس مقرر کر دیں' میں پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا' انہیں اس بارے میں بتایا تو انہوں نے اس بارے میں مجھے وہی بات کہی جو پہلے کہی تھی' میں واپس اپنے پروردگار کی بارگاہ میں گیا' تو اُس نے بیس کر دیں' پھر دس ہو گئیں' پھر پانچ ہو گئیں' پھر میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا' تو انہوں نے مجھ سے وہی بات کہی جو پہلی مرتبہ کہی تھی تو میں نے کہا کہ اب مجھے اپنے پروردگار سے حیاء آتی ہے' کہ میں دوبارہ اُس کے پاس جاؤں' تو آواز دی گئی (یعنی پروردگار نے فرمایا:)

''میں نے فرض شدہ (نمازوں کا حکم) جاری کر دیا ہے اور اپنے بندوں کے لیے اس میں تخفیف بھی کر دی ہے اور میں ایک نیکی کا بدلہ دس گنا دوں گا (یعنی پانچ نمازیں ادا کرنے والے کو پچاس نمازیں ادا کرنے کا ثواب ملے گا)''۔

448 - أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ وَّابْنُ حَزْمٍ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "فَرَضَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَى أُمَّتِي خَمْسِينَ صَلَاةً فَرَجَعْتُ بِذٰلِكَ حَتّٰى أَمُرَّ بِمُوسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ مَا فَرَضَ رَبُّكَ عَلٰى أُمَّتِكَ قُلْتُ فَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسِينَ صَلَاةً . قَالَ لِي مُوسٰى فَرَاجِعْ رَبَّكَ عَزَّ وَجَلَّ فَإِنَّ أُمَّتَكَ لَا تُطِيقُ ذٰلِكَ . فَرَاجَعْتُ رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ فَوَضَعَ شَطْرَهَا فَرَجَعْتُ إِلٰى مُوسٰى فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ رَاجِعْ رَبَّكَ فَإِنَّ أُمَّتَكَ لَا تُطِيقُ ذٰلِكَ . فَرَاجَعْتُ رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ فَقَالَ هِيَ خَمْسٌ وَّهِيَ خَمْسُونَ لَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ . فَرَجَعْتُ إِلٰى مُوسٰى فَقَالَ رَاجِعْ رَبَّكَ فَقُلْتُ قَدِ اسْتَحْيَيْتُ مِنْ رَّبِّي عَزَّ وَجَلَّ ."

☆☆ ابن شہاب زہری' حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ اور ابن حزم کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں:

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

448- اخرجه البخاري في الصلاة، باب كيف فرضت الصلوات في الاسراء (الحديث 349) مطولاً، و في الانبياء، باب ذكر ادريس عليه السلام (الحديث 3342) مطولاً، و اخرجه مسلم في الايمان، باب الاسراء برسول الله صلى الله عليه وسلم الى السموات، و فرض الصلوات (الحديث 263) مطولاً، و اخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب ما جاء في فرض الصلوات الخمس و المحافظة عليها (الحديث 1399) . و الحديث عند: البخاري في الحج، باب ما جاء في زمزم (الحديث 1636) . تحفة الاشراف (1556) .

''اللہ تعالیٰ نے پہلے میری اُمت پر پچاس نمازیں فرض کی تھیں' میں ان کا حکم لے کر واپس آ رہا تھا' میرا گزر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے ہوا تو انہوں نے دریافت کیا: آپ ﷺ کے پروردگار نے آپ ﷺ کی اُمت پر کیا چیز فرض کی ہے؟ تو میں نے جواب دیا: اللہ تعالیٰ نے ان پر پچاس نمازیں فرض کی ہیں' تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مجھ سے کہا کہ آپ ﷺ واپس اپنے پروردگار کی بارگاہ میں جائیے (اور نمازیں کم کرنے کے لیے کہیے)' کیونکہ آپ ﷺ کی اُمت اس کی طاقت نہیں رکھے گی۔ نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں: میں واپس اپنے پروردگار کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو اس نے ان میں سے نصف معاف کر دیں' میں پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا' انہیں اس بارے میں بتایا تو انہوں نے کہا: آپ ﷺ دوبارہ اپنے پروردگار کے پاس جائیے' کیونکہ آپ ﷺ کی اُمت اس کی طاقت نہیں رکھے گی' میں واپس اپنے پروردگار کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو اُس نے فرمایا: یہ پانچ ہیں' لیکن (ثواب کے اعتبار سے پچاس ہیں) میرا فرمان تبدیل نہیں ہوتا ہے۔

(نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں:) میں واپس حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا' تو وہ بولے: آپ ﷺ اپنے پروردگار کے پاس دوبارہ جائیے' تو میں نے کہا: مجھے اپنے پروردگار سے حیاء آتی ہے۔

449 - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَخْلَدٌ عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ أَبِي مَالِكٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "أُتِيتُ بِدَابَّةٍ فَوْقَ الْحِمَارِ وَدُونَ الْبَغْلِ خَطْوُهَا عِنْدَ مُنْتَهٰى طَرْفِهَا فَرَكِبْتُ وَمَعِي جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَسِرْتُ فَقَالَ انْزِلْ فَصَلِّ . فَفَعَلْتُ فَقَالَ أَتَدْرِي أَيْنَ صَلَّيْتَ صَلَّيْتَ بِطَيْبَةَ وَإِلَيْهَا الْمُهَاجَرُ ثُمَّ قَالَ انْزِلْ فَصَلِّ . فَصَلَّيْتُ فَقَالَ أَتَدْرِي أَيْنَ صَلَّيْتَ صَلَّيْتَ بِطُورِ سَيْنَاءَ حَيْثُ كَلَّمَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ مُوسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ ثُمَّ قَالَ انْزِلْ فَصَلِّ . فَنَزَلْتُ فَصَلَّيْتُ فَقَالَ أَتَدْرِي أَيْنَ صَلَّيْتَ صَلَّيْتَ بِبَيْتِ لَحْمٍ حَيْثُ وُلِدَ عِيسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ . ثُمَّ دَخَلْتُ بَيْتَ الْمَقْدِسِ فَجُمِعَ لِيَ الْأَنْبِيَاءُ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ فَقَدَّمَنِي جِبْرِيلُ حَتّٰى أَمَمْتُهُمْ ثُمَّ صُعِدَ بِي إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا فَإِذَا فِيهَا آدَمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ ثُمَّ صُعِدَ بِي إِلَى السَّمَاءِ الثَّانِيَةِ فَإِذَا فِيهَا ابْنَا الْخَالَةِ عِيسٰى وَيَحْيٰى عَلَيْهِمَا السَّلَامُ ثُمَّ صُعِدَ بِي إِلَى السَّمَاءِ الثَّالِثَةِ فَإِذَا فِيهَا يُوسُفُ عَلَيْهِ السَّلَامُ ثُمَّ صُعِدَ بِي إِلَى السَّمَاءِ الرَّابِعَةِ فَإِذَا فِيهَا هَارُونُ عَلَيْهِ السَّلَامُ ثُمَّ صُعِدَ بِي إِلَى السَّمَاءِ الْخَامِسَةِ فَإِذَا فِيهَا إِدْرِيسُ عَلَيْهِ السَّلَامُ ثُمَّ صُعِدَ بِي إِلَى السَّمَاءِ السَّادِسَةِ فَإِذَا فِيهَا مُوسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ ثُمَّ صُعِدَ بِي إِلَى السَّمَاءِ السَّابِعَةِ فَإِذَا فِيهَا إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ ثُمَّ صُعِدَ بِي فَوْقَ سَبْعِ سَمٰوَاتٍ فَأَتَيْنَا سِدْرَةَ الْمُنْتَهٰى فَغَشِيَتْنِي ضَبَابَةٌ فَخَرَرْتُ سَاجِدًا فَقِيلَ لِي إِنِّي يَوْمَ خَلَقْتُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ فَرَضْتُ عَلَيْكَ وَعَلٰى أُمَّتِكَ خَمْسِينَ صَلَاةً فَقُمْ بِهَا أَنْتَ وَأُمَّتُكَ . فَرَجَعْتُ إِلٰى إِبْرَاهِيمَ فَلَمْ يَسْأَلْنِي عَنْ شَيْءٍ ثُمَّ أَتَيْتُ عَلٰى مُوسٰى فَقَالَ كَمْ فَرَضَ اللهُ عَلَيْكَ وَعَلٰى أُمَّتِكَ قُلْتُ خَمْسِينَ صَلَاةً . قَالَ فَإِنَّكَ لَا تَسْتَطِيعُ أَنْ تَقُومَ بِهَا أَنْتَ

449- انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (1701) .

وَلَا أُمَّتُكَ فَارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ التَّخْفِيفَ . فَرَجَعْتُ إِلَى رَبِّي فَخَفَّفَ عَنِّي عَشْرًا ثُمَّ أَتَيْتُ مُوسَى فَأَمَرَنِي بِالرُّجُوعِ فَرَجَعْتُ فَخَفَّفَ عَنِّي عَشْرًا ثُمَّ رُدَّتْ إِلَى خَمْسِ صَلَوَاتٍ . قَالَ فَارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ التَّخْفِيفَ فَإِنَّهُ فَرَضَ عَلَى بَنِي إِسْرَائِيلَ صَلَاتَيْنِ فَمَا قَامُوا بِهِمَا . فَرَجَعْتُ إِلَى رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ فَسَأَلْتُهُ التَّخْفِيفَ فَقَالَ إِنِّي يَوْمَ خَلَقْتُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ فَرَضْتُ عَلَيْكَ وَعَلَى أُمَّتِكَ خَمْسِينَ صَلَاةً فَخَمْسٌ بِخَمْسِينَ فَقُمْ بِهَا أَنْتَ وَأُمَّتُكَ . فَعَرَفْتُ أَنَّهَا مِنَ اللَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى صِرَّى فَرَجَعْتُ إِلَى مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ ارْجِعْ فَعَرَفْتُ أَنَّهَا مِنَ اللَّهِ صِرَّى - أَيْ حَتْمٌ - فَلَمْ أَرْجِعْ .

☆☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''میرے پاس ایک جانور لایا گیا جو گدھے سے کچھ بڑا تھا اور خچر سے کچھ چھوٹا تھا' لیکن اس کا ایک قدم اتنی دور پڑتا تھا جہاں تک نگاہ کام کرتی ہے' میں اس پر سوار ہو گیا' میرے ساتھ حضرت جبریل بھی تھے' میں روانہ ہوا (راستے میں ایک جگہ) حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا: آپ ﷺ نیچے اُتریے اور نماز ادا کیجئے' میں نے ایسا ہی کیا' پھر حضرت جبریل علیہ السلام نے دریافت کیا: کیا آپ ﷺ جانتے ہیں' کہ آپ ﷺ نے کہاں نماز ادا کی ہے؟ آپ ﷺ نے طیبہ (مدینہ منورہ) میں نماز ادا کی ہے اور اس کی طرف ہجرت کی جائے گی (ہم وہاں سے روانہ ہوئے)۔

پھر جبریل علیہ السلام نے کہا: آپ ﷺ اتریے اور یہاں نماز ادا کیجئے۔ میں نے وہاں نماز ادا کی تو جبریل علیہ السلام نے دریافت کیا: کیا آپ ﷺ جانتے ہیں کہ آپ نے کہاں نماز ادا کی ہے؟

آپ ﷺ نے طور سینا میں نماز ادا کی ہے' جہاں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کلام کیا تھا (پھر میں نے وہاں نماز ادا کی' پھر ہم وہاں سے روانہ ہو گئے) پھر جبریل علیہ السلام نے کہا: آپ ﷺ یہاں اتریے اور نماز ادا کیجئے۔ میں وہاں اترا اور نماز ادا کی' جبریل علیہ السلام نے دریافت کیا: کیا آپ ﷺ جانتے ہیں' کہ آپ ﷺ نے کہاں نماز ادا کی ہے؟

آپ ﷺ نے بیت اللحم میں نماز ادا کی ہے' جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش ہوئی تھی۔

(نبی اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:) پھر میں بیت المقدس میں داخل ہوا تو وہاں انبیاء کرام میرے لیے اکٹھے ہو چکے تھے' جبریل علیہ السلام نے مجھے آگے کیا' میں نے ان حضرات کو نماز پڑھائی۔

پھر مجھے آسمانِ دنیا کی طرف لے جایا گیا وہاں حضرت آدم علیہ السلام موجود تھے' پھر مجھے دوسرے آسمان کی طرف لے جایا گیا وہاں دو خالہ زاد بھائی حضرت عیسیٰ اور حضرت یحییٰ علیہما السلام موجود تھے' پھر مجھے تیسرے آسمان کی طرف لے جایا گیا وہاں حضرت یوسف علیہ السلام موجود تھے' پھر مجھے چوتھے آسمان کی طرف لے جایا گیا وہاں حضرت ہارون علیہ السلام موجود تھے' پھر مجھے پانچویں آسمان کی طرف لے جایا گیا وہاں حضرت ادریس علیہ السلام موجود تھے' پھر مجھے چھٹے آسمان کی طرف لے جایا گیا وہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام موجود تھے' پھر مجھے ساتویں آسمان پر لے جایا گیا وہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام موجود تھے' پھر مجھے سات آسمانوں کے اوپر لے جایا گیا' میں سدرۃ المنتہیٰ تک آ گیا' اس وقت مجھ پر ایک مخصوص کیفیت طاری ہوئی تو میں سجدے میں چلا گیا' اس وقت مجھ سے

کہا گیا:

(یعنی پروردگار نے فرمایا:)

''جس دن میں نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا تھا' اُس دن میں نے تم پر اور تمہاری اُمت پر پچاس نمازیں فرض کر دی تھیں' تم اور تمہاری اُمت انہیں قائم کرو''۔

(نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں:)

میں واپس حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آیا' انہوں نے مجھ سے کوئی سوال نہیں کیا' پھر میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا' تو انہوں نے دریافت کیا: اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر اور آپ ﷺ کی اُمت پر کیا فرض کیا ہے؟ میں نے جواب دیا: پچاس نمازیں' انہوں نے کہا: آپ ﷺ انہیں قائم کرنے کی استطاعت نہیں رکھیں گے' نہ آپ ﷺ اور نہ ہی آپ ﷺ کی امت۔ آپ ﷺ اپنے پروردگار کے پاس واپس جائیں اور اس سے تخفیف کی درخواست کریں۔

(نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں:) میں واپس اپنے پروردگار کے پاس آیا' تو اس نے دس کم کر دیں' پھر میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا' تو انہوں نے مجھے پھر واپس جانے کے لیے کہا' میں واپس گیا تو پروردگار نے مزید دس کم کر دیں' پھر یہ (مزید تخفیف ہو کے) پانچ ہو گئیں۔

تو پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام بولے: آپ ﷺ اپنے پروردگار کے پاس واپس جائیں اور اس سے مزید تخفیف کی درخواست کریں' کیونکہ پروردگار نے بنی اسرائیل پر دو نمازیں فرض کی تھیں اور وہ لوگ ان دو نمازوں کو بھی ادا نہیں کر سکے تھے۔

(نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں:)

میں واپس اپنے پروردگار کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور میں نے اس سے تخفیف کی درخواست کی تو اُس نے ارشاد فرمایا:

''جس دن میں نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا تھا' اُسی دن میں نے تم پر اور تمہاری اُمت پر پچاس نمازیں فرض کر دی تھیں' یہ پانچ نمازیں ہیں' لیکن پچاس کے برابر ہیں' تم اور تمہاری اُمت انہیں ادا کرو''۔

تو مجھے پتا چل گیا' کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حتمی حکم ہے۔

میں واپس حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا' تو وہ بولے: آپ ﷺ واپس جائیے' لیکن چونکہ مجھے یہ پتہ چل چکا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حتمی حکم آ چکا ہے' اس لیے میں واپس نہیں گیا۔

450 - أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ مِغْوَلٍ عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ عَدِيٍّ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ عَنْ مُرَّةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ لَمَّا أُسْرِيَ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْتُهِيَ بِهِ إِلَى سِدْرَةِ الْمُنْتَهَى وَهِيَ فِي السَّمَاءِ السَّادِسَةِ وَإِلَيْهَا يَنْتَهِي مَا عُرِجَ بِهِ مِنْ تَحْتِهَا وَإِلَيْهَا يَنْتَهِي مَا أُهْبِطَ بِهِ مِنْ فَوْقِهَا حَتَّى يُقْبَضَ مِنْهَا قَالَ (إِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشَى) قَالَ فَرَاشٌ مِنْ ذَهَبٍ فَأُعْطِيَ ثَلَاثًا الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ

450-اخرجه مسلم في الايمان ، باب في ذكر سدرة المنتهى (الحديث 279)، و اخرجه الترمذي في تفسير القرآن ، باب (ومن سورة النجم) (الحديث 3276) . تحفة الاشراف (9548) .

وَخَوَاتِيمُ سُورَةِ الْبَقَرَةِ وَيُغْفَرُ لِمَنْ مَاتَ مِنْ أُمَّتِهِ لَا يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا الْمُقْحِمَاتُ .(موقوف)

★★ حضرت عبداللہ ؓ بیان کرتے ہیں: جب نبی اکرم ﷺ کو معراج کروائی گئی تو آپ ﷺ کو سدرۃ المنتہیٰ پر لے جایا گیا' یہ چھٹے آسمان پر ہے اور جو چیز بھی اوپر کی طرف جاتی ہے' وہ یہاں تک جاتی ہے اور جو چیز اس کے اوپر سے نیچے کی طرف آتی ہے' وہ بھی صرف اس تک آتی ہے اور اس مقام سے اُسے قبض کرلیا جاتا ہے۔

(ارشادِ باری تعالیٰ ہے:)

''جب سدرہ کو ڈھانپ لیا' اُس چیز نے جس نے اُسے ڈھانپا تھا''۔

(حضرت عبداللہ بن عباس ؓ) فرماتے ہیں:

''یہ سونے سے بنا ہوا ایک تخت ہے' وہاں نبی اکرم ﷺ کو تین چیزیں دی گئیں: پانچ نمازیں' سورۃ البقرہ کی آخری آیات اور (یہ خوشخبری کہ) آپ ﷺ کی اُمت کا جو بھی فرد اس حالت میں مرجائے کہ وہ کسی کو اللہ کا شریک نہ سمجھتا ہو' تو اُس کے تمام کبیرہ گناہوں کی بھی بخشش کردی جائے گی''۔

2 - باب اَيْنَ فُرِضَتِ الصَّلَاةُ .

باب: نماز کہاں فرض کی گئی؟

451 - اَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ اَنَّ عَبْدَ رَبِّهِ بْنَ سَعِيدٍ حَدَّثَهُ اَنَّ الْبُنَانِيَّ حَدَّثَهُ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ الصَّلَوَاتِ فُرِضَتْ بِمَكَّةَ وَاَنَّ مَلَكَيْنِ اَتَيَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَهَبَا بِهِ اِلَى زَمْزَمَ فَشَقَّا بَطْنَهُ وَاَخْرَجَا حَشْوَهُ فِي طَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ فَغَسَلَاهُ بِمَاءِ زَمْزَمَ ثُمَّ كَبَسَا جَوْفَهُ حِكْمَةً وَعِلْمًا .

★★ حضرت انس بن مالک ؓ بیان کرتے ہیں' نماز مکہ مکرمہ میں فرض قرار دی گئی تھی' دو فرشتے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے' وہ آپ ﷺ کو لے کر آبِ زم زم کے پاس گئے تھے' انہوں نے آپ ﷺ کے سینۂ مبارک کو چیر دیا تھا اور آپ ﷺ کے سینہ مبارک سے (قلب اطہر کو) نکال کر سونے سے بنے ہوئے طشت میں رکھا تھا اور پھر اُسے آبِ زم زم کے ذریعے دھویا تھا' پھر ان دونوں نے آپ ﷺ کے سینۂ مبارک کو حکمت اور علم سے بھر دیا تھا۔

3 - باب كَيْفَ فُرِضَتِ الصَّلَاةُ .

باب: نماز کیسے فرض کی گئی؟

452 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ قَالَ اَنْبَاَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اَوَّلَ مَا

451-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (454) .

452-اخرجه البخاري في تقصير الصلاة، باب يقصر اذا خرج من موضعه (الحديث 1090) . و اخرجه مسلم في صلاة المسافرين و قصرها، باب صلاة المسافرين و قصرها (الحديث 3) تحفة الاشراف (16439) .

فُرِضَتِ الصَّلَاةُ رَكْعَتَيْنِ فَاُقِرَّتْ صَلَاةُ السَّفَرِ وَاُتِمَّتْ صَلَاةُ الْحَضَرِ .(موقوف)

★★ سیدہ عائشہ صدیقہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ ابتداء میں نماز دو رکعت فرض ہوئی تھی' پھر سفر کی حالت میں اسی صورت کو برقرار رکھا گیا اور حضر کی حالت میں اسے مکمل کردیا گیا۔

453 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ هَاشِمٍ الْبَعْلَبَكِّيُّ قَالَ اَنْبَاَنَا الْوَلِيدُ قَالَ اَخْبَرَنِي اَبُو عَمْرٍو يَعْنِي الْاَوْزَاعِيَّ اَنَّهُ سَاَلَ الزُّهْرِيَّ عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ قَبْلَ الْهِجْرَةِ اِلَى الْمَدِينَةِ قَالَ اَخْبَرَنِي عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ فَرَضَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ الصَّلَاةَ عَلَى رَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوَّلَ مَا فَرَضَهَا رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ اُتِمَّتْ فِي الْحَضَرِ اَرْبَعًا وَاُقِرَّتْ صَلَاةُ السَّفَرِ عَلَى الْفَرِيضَةِ الْاُولَى .(موقوف)

★★ امام اوزاعی ؒ بیان کرتے ہیں' انہوں نے ابن شہاب زہری سے نبی اکرم ﷺ کے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنے سے پہلے مکہ مکرمہ میں نماز ادا کرنے کے بارے میں دریافت کیا' تو ابن شہاب نے جواب دیا: عروہ نے سیدہ عائشہ ؓ کے حوالے سے مجھے یہ بات بتائی ہے' کہ وہ بیان کرتی ہیں' کہ پہلے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ پر جب نماز فرض کی' تو سب سے پہلے دو دو رکعات فرض کی تھیں' پھر حضر کی حالت میں اسی کو مکمل کردیا گیا اور وہ چار ہوگئیں' جبکہ سفر کی حالت میں یہ اپنی پہلے والی فرض صورت پر برقرار رہی۔

454 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ فُرِضَتِ الصَّلَاةُ رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ فَاُقِرَّتْ صَلَاةُ السَّفَرِ وَزِيدَ فِي صَلَاةِ الْحَضَرِ .(موقوف)

★★ سیدہ عائشہ صدیقہ ؓ بیان کرتی ہیں' کہ پہلے نماز دو' دو رکعات فرض کی گئی تھیں' پھر سفر کی حالت میں اسی صورت پر برقرار ہیں اور حضر کی حالت میں اس میں اضافہ کردیا گیا۔

455 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَا حَدَّثَنَا اَبُو عَوَانَةَ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ الْاَخْنَسِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ فُرِضَتِ الصَّلَاةُ عَلَى لِسَانِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْحَضَرِ اَرْبَعًا وَفِي السَّفَرِ رَكْعَتَيْنِ وَفِي الْخَوْفِ رَكْعَةً .(موقوف)

★★ حضرت عبداللہ بن عباس ؓ فرماتے ہیں' کہ نبی اکرم ﷺ کی زبانِ اقدس کے ذریعے نماز کو فرض قرار دیا گیا ہے' جو حضر کی حالت میں چار رکعات ہیں اور سفر کی حالت میں دو رکعات ہیں اور خوف کی حالت میں ایک رکعت ہے۔

453-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (16526) .

454-اخرجه البخاري في الصلاة، باب كيف فرضت الصلوات في الاسراء (الحديث 350) . واخرجه مسلم في صلاة المسافرين وقصرها، باب صلاة المسافرين و قصرها (الحديث 1)، و اخرجه ابوداؤد في الصلاة، باب صلاة المسافر (الحديث 1198) . تحفة الاشراف (16348) .

455-اخرجه مسلم في صلاة المسافرين و قصرها، باب صلاة المسافرين و قصرها (الحديث 5) . واخرجه ابوداؤد في الصلاة، باب من قال: يصلي بكل طائفة ركعة ولا يقضون (الحديث 1247) . و اخرجه النسائي في تقصير الصلاة في السفر، (الحديث 1440 و 1441)، و في صلاة الخوف، (الحديث 1531) . و اخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب تقصير الصلاة في السفر (الحديث 1068) مختصراً . تحفة الاشراف (6380) .

456 - اَخْبَرَنَا يُوْسُفُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الشُّعَيْثِيُّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ اُمَيَّةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ خَالِدِ بْنِ اَسِيْدٍ اَنَّهُ قَالَ لِابْنِ عُمَرَ كَيْفَ تَقْصُرُ الصَّلَاةَ وَاِنَّمَا قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ (فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلَاةِ اِنْ خِفْتُمْ) فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ يَا ابْنَ اَخِيْ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَانَا وَنَحْنُ ضُلَّالٌ فَعَلَّمَنَا فَكَانَ فِيْمَا عَلَّمَنَا اَنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ اَمَرَنَا اَنْ نُصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ فِي السَّفَرِ . قَالَ الشُّعَيْثِيُّ وَكَانَ الزُّهْرِيُّ يُحَدِّثُ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ بَكْرٍ . (موقوف)

★★ امیہ بن عبداللہ کے بارے میں منقول ہے: انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا: آپ نماز کو قصر کیوں کر لیتے ہیں؟ جبکہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

''تم پر کوئی گناہ نہیں ہے کہ تم نماز کو قصر کر لو اگر تم خوف کی حالت میں ہو''۔

(لیکن اب تو کوئی خوف نہیں ہے) تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اے میرے بھتیجے! نبی اکرم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے ہم اس وقت گمراہی کا شکار تھے تو آپ ﷺ نے ہمیں (اسلامی تعلیمات کی) تعلیم دی اس میں یہ بات بھی شامل تھی کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ ہدایت کی ہے کہ ہم سفر کے دوران دو رکعات ادا کریں گے۔

اس روایت کے راوی محمد بن عبداللہ شعیثی نے یہ بات بیان کی ہے کہ ابن شہاب زہری نے اس روایت کو عبداللہ بن ابوبکر کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

4 - باب كَمْ فُرِضَتْ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ .

باب: روزانہ کتنی نمازیں فرض کی گئی ہیں؟

457 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ عَنْ اَبِيْ سُهَيْلٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهُ سَمِعَ طَلْحَةَ بْنَ عُبَيْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ جَاءَ رَجُلٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اَهْلِ نَجْدٍ ثَائِرَ الرَّاْسِ نَسْمَعُ دَوِيَّ صَوْتِهِ وَلَا نَفْقَهُ مَا يَقُوْلُ حَتّٰى دَنَا فَاِذَا هُوَ يَسْاَلُ عَنِ الْاِسْلَامِ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "خَمْسُ صَلَوَاتٍ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ ." قَالَ هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهُنَّ قَالَ "لَا اِلَّا اَنْ تَطَوَّعَ ." قَالَ "وَصِيَامُ شَهْرِ رَمَضَانَ ." قَالَ هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهُ قَالَ "لَا اِلَّا اَنْ تَطَوَّعَ ." وَذَكَرَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الزَّكَاةَ قَالَ هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهَا قَالَ "لَا اِلَّا اَنْ تَطَوَّعَ ." فَاَدْبَرَ الرَّجُلُ وَهُوَ يَقُوْلُ وَاللّٰهِ لَا اَزِيْدُ عَلٰى هٰذَا وَلَا اَنْقُصُ مِنْهُ . قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَفْلَحَ اِنْ صَدَقَ ."

456-اخرجه النسائي في تقصير الصلاة في السفر، (الحديث 1433) بنحوه و اخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها باب تقصير الصلاة في السفر (الحديث 1066) بمعناه . تحفة الاشراف (1665) .

457-اخرجه البخاري في الايمان ، باب الزكاة من الاسلام (الحديث 46)، و في الصوم، باب وجوب صوم رمضان (الحديث 1891)، و في الشهادات، باب كيف يستحلف (الحديث 2678)، و في الحيل ، باب في الزكاة، و ان لا يفرق بين مجتمع و لا يجمع بين متفرق خشية الصدقة (الحديث 6956)، و اخرجه مسلم في الايمان ، باب بيان الصلوات التي هي احد اركان الاسلام (الحديث 8 و 9)، و اخرجه ابوداؤد في الصلاة، باب فرض الصلاة (الحديث 391 و 392) و اخرجه النسائي في الصيام، باب وجوب الصيام (الحديث 2089)، في الايمان و شرائعه، الزكاة (الحديث 5043) و الحديث عند: ابي داؤد في الايمان و النذور ، باب في كراهية الحلف بالاباء (الحديث 3252) . تحفة الاشراف (5009) .

★★ حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' وہ نجد سے تعلق رکھتا تھا اس کے بال بکھرے ہوئے تھے' ہمیں اس کی آواز کی بھنبھناہٹ سنائی دے رہی تھی' لیکن وہ کیا کہہ رہا ہے' یہ سمجھ نہیں آ رہا تھا' جب وہ قریب ہوا (یعنی جب ہم اس کے قریب ہوئے' تو پتہ چلا) وہ اسلام کے بارے میں دریافت کر رہا ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے اس سے فرمایا:

روزانہ پانچ نمازیں (فرض ہیں)' اس نے دریافت کیا: کیا اس کے علاوہ بھی کوئی نماز مجھ پر فرض ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: نہیں! البتہ اگر تم نوافل ادا کرو (تو تمہاری مرضی ہے) پھر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

رمضان کے مہینے میں روزے رکھنا (بھی فرض ہیں) اس نے دریافت کیا: کیا اس کے علاوہ کوئی اور روزہ بھی مجھ پر فرض ہے؟

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: نہیں! البتہ اگر تم نفلی روزے رکھنا چاہو تو تمہاری مرضی ہے۔

پھر نبی اکرم ﷺ نے اس کے سامنے زکوٰۃ کا تذکرہ کیا' تو اس نے دریافت کیا: کیا اس کے علاوہ مجھ پر کوئی اور (مالی ادائیگی) بھی لازم ہے؟

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: نہیں! البتہ اگر تم نفلی طور پر دینا چاہو (تو تمہاری مرضی ہے)۔

پھر وہ شخص چلا گیا' جاتے ہوئے وہ یہ کہہ رہا تھا:

''اللہ کی قسم! میں اس میں کوئی اضافہ نہیں کروں گا اور اس میں کوئی کمی نہیں کروں گا''۔

تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اگر یہ سچ کہہ رہا ہے' تو یہ کامیاب ہو گیا''۔

458 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا نُوْحُ بْنُ قَيْسٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ سَاَلَ رَجُلٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَمِ افْتَرَضَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلٰى عِبَادِهِ مِنَ الصَّلَوَاتِ قَالَ "افْتَرَضَ اللّٰهُ عَلٰى عِبَادِهِ صَلَوَاتٍ خَمْسًا ." قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ قَبْلَهُنَّ اَوْ بَعْدَهُنَّ شَيْئًا قَالَ "افْتَرَضَ اللّٰهُ عَلٰى عِبَادِهِ صَلَوَاتٍ خَمْسًا ." فَحَلَفَ الرَّجُلُ لَا يَزِيْدُ عَلَيْهِ شَيْئًا وَلَا يَنْقُصُ مِنْهُ شَيْئًا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِنْ صَدَقَ لَيَدْخُلَنَّ الْجَنَّةَ ."

★★ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک شخص نے نبی اکرم ﷺ سے سوال کیا' اس نے عرض کیا: یارسول اللہ! اللہ

458-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (1166) .

تعالیٰ نے اپنے بندوں پر کتنی نمازیں فرض کی ہیں؟

تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں' اس نے عرض کی: یارسول اللہ! کیا ان سے پہلے یا ان کے بعد کوئی اور چیز بھی فرض ہے؟ تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر صرف پانچ نمازیں ہی فرض کی ہیں' تو اس شخص نے یہ قسم اُٹھائی کہ وہ ان پر کوئی اضافہ نہیں کرے گا اور ان میں کوئی کمی نہیں کرے گا۔

تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اگر یہ سچ کہہ رہا ہے' تو یہ ضرور جنت میں داخل ہوگا''۔

5 - باب الْبَيْعَةِ عَلَى الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ .

باب: پانچ نمازیں ادا کرنے پر بیعت لینا

459 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُسْهِرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ اَبِىْ اِدْرِيْسَ الْخَوْلَانِيِّ عَنْ اَبِىْ مُسْلِمٍ الْخَوْلَانِيِّ قَالَ اَخْبَرَنَا الْحَبِيْبُ الْاَمِيْنُ عَوْفُ بْنُ مَالِكٍ الْاَشْجَعِيُّ قَالَ كُنَّا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "اَلَا تُبَايِعُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ." فَرَدَّدَهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَقَدَّمْنَا اَيْدِيَنَا فَبَايَعْنَاهُ فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ بَايَعْنَاكَ فَعَلَامَ قَالَ "عَلٰى اَنْ تَعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّالصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ وَاَسَرَّ كَلِمَةً خَفِيَّةً اَنْ لَا تَسْاَلُوا النَّاسَ شَيْئًا ."

★★ حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ہم لوگ نبی اکرم ﷺ کے پاس موجود تھے' آپ ﷺ نے دریافت کیا: کیا تم اللہ کے رسول کی بیعت نہیں کرو گے؟

نبی اکرم ﷺ نے یہ بات تین مرتبہ دُہرائی تو ہم نے اپنے ہاتھ آگے کر دیئے اور آپ ﷺ کی بیعت کی' ہم نے عرض کی: یارسول اللہ! ہم نے آپ کی بیعت تو کر لی ہے' لیکن یہ کس بات پر ہے؟

تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اس بات پر ہے' کہ تم اللہ کی عبادت کرو گے' کسی کو اس کا شریک نہیں ٹھہراؤ گے' پانچ نمازیں ادا کرو گے''۔

پھر آپ ﷺ نے پست آواز میں ارشاد فرمایا: (اور یہ بیعت اس بات پر بھی ہے' کہ) تم لوگوں سے کچھ نہیں مانگو گے''۔

6 - باب الْمُحَافَظَةِ عَلَى الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ .

باب: پانچ نمازیں باقاعدگی سے ادا کرنا

459-اخرجه مسلم في الزكاة، باب كراهة المسالة للناس (الحديث 108) مطولاً . و اخرجه ابوداؤد في الزكاة، باب كراهية المسالة (الحديث 1642) مطولاً . و اخرجه ابن ماجه في الجهاد، باب البيعة (الحديث 2867) مطولاً . تحفة الاشراف (10919) .

460 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ عَنِ ابْنِ مُحَيْرِيْزٍ اَنَّ رَجُلًا مِّنْ بَنِىْ كِنَانَةَ يُدْعَى الْمُخْدَجِيَّ سَمِعَ رَجُلًا بِالشَّامِ يُكْنٰى اَبَا مُحَمَّدٍ يَقُوْلُ الْوِتْرُ وَاجِبٌ . قَالَ الْمُخْدَجِيُّ فَرُحْتُ اِلٰى عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ فَاعْتَرَضْتُ لَهٗ وَهُوَ رَائِحٌ اِلَى الْمَسْجِدِ فَاَخْبَرْتُهٗ بِالَّذِىْ قَالَ اَبُوْ مُحَمَّدٍ فَقَالَ عُبَادَةُ كَذَبَ اَبُوْ مُحَمَّدٍ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "خَمْسُ صَلَوَاتٍ كَتَبَهُنَّ اللّٰهُ عَلَى الْعِبَادِ مَنْ جَاءَ بِهِنَّ لَمْ يُضَيِّعْ مِنْهُنَّ شَيْئًا اسْتِخْفَافًا بِحَقِّهِنَّ كَانَ لَهٗ عِنْدَ اللّٰهِ عَهْدٌ اَنْ يُّدْخِلَهُ الْجَنَّةَ وَمَنْ لَّمْ يَاْتِ بِهِنَّ فَلَيْسَ لَهٗ عِنْدَ اللّٰهِ عَهْدٌ اِنْ شَاءَ عَذَّبَهٗ وَاِنْ شَاءَ اَدْخَلَهُ الْجَنَّةَ ."

★★ ابن محیریز بیان کرتے ہیں' بنو کنانہ سے تعلق رکھنے والے ایک صاحب جنہیں مخدجی کہا جاتا تھا' انہوں نے شام میں ایک شخص کو سنا جن کی کنیت ابومحمد تھی' وہ صاحب یہ کہہ رہے تھے: وتر واجب ہیں۔ مخدجی کہتے ہیں: میں حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا' میں ان کے پاس اس وقت پہنچا جب وہ مسجد جا رہے تھے' میں نے انہیں اس بات کے بارے میں بتایا جو ابومحمد نے بیان کی ہے۔ تو حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے کہا: ابومحمد نے غلط کہا ہے' میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: پانچ نمازیں ہیں' جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر فرض کیا ہے' جو شخص انہیں ادا کر دے گا اور ان کے حق کو کم تر سمجھتے ہوئے انہیں قضاء نہیں کرے گا' تو اس شخص کے لیے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں یہ عہد ہے' کہ اللہ تعالیٰ اُسے جنت میں داخل کر دے گا اور جو شخص انہیں ادا نہیں کرے گا' تو اُس شخص کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کوئی عہد نہیں ہے' اگر وہ چاہے گا' تو اس شخص کو عذاب دے گا' اگر وہ چاہے گا' تو اُسے جنت میں داخل کر دے گا۔

7 - باب فَضْلِ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ .

باب: پانچ نمازیں (ادا کرنے کی) فضیلت

461 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ الْهَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اَرَاَيْتُمْ لَوْ اَنَّ نَهَرًا بِبَابِ اَحَدِكُمْ يَغْتَسِلُ مِنْهُ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسَ مَرَّاتٍ هَلْ يَبْقٰى مِنْ دَرَنِهٖ شَىْءٌ ." قَالُوْا لَا يَبْقٰى مِنْ دَرَنِهٖ شَىْءٌ . قَالَ "فَكَذٰلِكَ مَثَلُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ يَمْحُو اللّٰهُ بِهِنَّ الْخَطَايَا ."

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی:

''کیا تم نے غور کیا' کہ اگر تم میں سے کسی ایک شخص کے دروازے پر کوئی نہر موجود ہو اور وہ روزانہ اس میں پانچ

460-اخرجه ابوداؤد في الصلاة، باب فيمن لم يوتر (الحديث 1420)، و اخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب ما جاء في فرض الصلوات الخمس و المحافظة عليها (الحديث 1401) . تحفة الاشراف (5122) .

461-اخرجه البخاري في مواقيت الصلاة، باب الصلوات الخمس كفارة (الحديث 528) . و اخرجه مسلم في المساجد و مواضع الصلاة، باب المشي الى الصلاة تمحى به الخطايا و ترفع به الدرجات (الحديث 283) . واخرجه الترمذي في الامثال، باب مثل الصلوات الخمس (الحديث 2868) . تحفة الاشراف (14998) .

مرتبہ غسل کرتا ہو تو کیا اس کا میل باقی رہ جائے گا؟"۔
لوگوں نے عرض کی: اس کا میل بالکل بھی باقی نہیں رہے گا۔
نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"پانچ نمازوں کی مثال بھی اسی طرح ہے' اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے گناہوں کو مٹا دیتا ہے"۔

8 - باب الْحُكْمِ فِيْ تَارِكِ الصَّلَاةِ .

باب: نماز ادا نہ کرنے والے شخص کا حکم

462 - اَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ قَالَ اَنْبَاَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوْسٰى عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِنَّ الْعَهْدَ الَّذِيْ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمُ الصَّلَاةُ فَمَنْ تَرَكَهَا فَقَدْ كَفَرَ".

★★ عبداللہ بن بریدہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:
"ہمارے اور ان (کفار) کے درمیان بنیادی فرق نماز ادا کرنا ہے' جو شخص اسے ترک کر دیتا ہے وہ گویا کفر کا مرتکب ہوتا ہے"۔

463 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَبِيْعَةَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَيْسَ بَيْنَ الْعَبْدِ وَبَيْنَ الْكُفْرِ اِلَّا تَرْكُ الصَّلَاةِ".

★★ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:
"بندے اور کفر کے درمیان (فرق) صرف نماز کو ترک کرنا ہے (یعنی نماز ترک کرنے والا شخص کافر کی مانند ہے)"۔

9 - باب الْمُحَاسَبَةِ عَلَى الصَّلَاةِ .

باب: نماز کے حوالے سے محاسبہ ہونا

464 - اَخْبَرَنَا اَبُوْ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا هَارُوْنُ - هُوَ ابْنُ اِسْمَاعِيْلَ الْخَزَّازُ - قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ حُرَيْثِ بْنِ قَبِيْصَةَ قَالَ قَدِمْتُ الْمَدِيْنَةَ قَالَ قُلْتُ اللّٰهُمَّ يَسِّرْ لِيْ جَلِيْسًا صَالِحًا فَجَلَسْتُ اِلٰى اَبِيْ هُرَيْرَةَ - رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ - قَالَ فَقُلْتُ اِنِّيْ دَعَوْتُ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ اَنْ يُيَسِّرَ لِيْ جَلِيْسًا صَالِحًا فَحَدِّثْنِيْ بِحَدِيْثٍ

462-اخرجه الترمذي في الايمان، باب ما جاء في ترك الصلاة (الحديث 2621) . واخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة، و السنة فيها، باب ما جاء فيمن ترك الصلاة (الحديث 1079)، تحفة الاشراف (1960) .

463-اخرجه مسلم في الايمان، باب بيان اطلاق اسم الكفر على من ترك الصلاة (الحديث 134) . تحفة الاشراف (2817) .

464-اخرجه الترمذي في الصلاة، باب ما جاء ان اول ما يحاسب به العبد يوم القيامة الصلاة (الحديث 413) . تحفة الاشراف (12239) .

سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَلَّ اللّٰهَ اَنْ يَنْفَعَنِيْ بِهِ . قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "اِنَّ اَوَّلَ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ بِصَلَاتِهِ فَاِنْ صَلَحَتْ فَقَدْ اَفْلَحَ وَاَنْجَحَ وَاِنْ فَسَدَتْ فَقَدْ خَابَ وَخَسِرَ". قَالَ هَمَّامٌ لَا اَدْرِيْ هٰذَا مِنْ كَلَامِ قَتَادَةَ اَوْ مِنَ الرِّوَايَةِ "فَاِنِ انْتَقَصَ مِنْ فَرِيْضَتِهِ شَيْءٌ قَالَ انْظُرُوْا هَلْ لِعَبْدِيْ مِنْ تَطَوُّعٍ فَيُكَمَّلُ بِهِ مَا نَقَصَ مِنَ الْفَرِيْضَةِ ثُمَّ يَكُوْنُ سَائِرُ عَمَلِهِ عَلٰى نَحْوِ ذٰلِكَ". خَالَفَهُ اَبُو الْعَوَّامِ .

★★ حریث بن قبیصہ بیان کرتے ہیں' میں مدینہ منورہ آیا' وہ کہتے ہیں' کہ میں نے دعا کی: یا اللہ! تو مجھے کوئی نیک ساتھی نصیب کرنا' پھر میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس آ کے بیٹھا اور ان سے کہا: میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی کہ وہ مجھے نیک ہم نشین عطا کرے' تو آپ مجھے کوئی ایسی حدیث سنائیے جو آپ نے نبی اکرم ﷺ سے سنی ہو تا کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مجھے بھی نفع نصیب کرے۔ تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:
"(قیامت کے دن) بندے سے سب سے پہلے نماز کے بارے میں حساب لیا جائے گا' اگر وہ ٹھیک ہوئی تو بندہ فلاح پا جائے گا اور کامیاب ہو جائے گا' اگر وہ فاسد ہوئی تو وہ بندہ پریشان ہوگا اور نقصان اٹھائے گا"۔
ہمام نامی راوی بیان کرتے ہیں: مجھے یہ نہیں معلوم کہ یہ قتادہ کے الفاظ ہیں' یا روایت کے الفاظ ہیں (بظاہر یہی محسوس ہوتا ہے کہ یہ نبی اکرم ﷺ کے الفاظ ہیں:)
"اگر اس شخص کی فرض نماز میں کوئی کوتاہی ہوئی تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میرے بندے کے نوافل کا جائزہ لو' تو ان نوافل کے ذریعے اس کے فرض کی کمی کو پورا کیا جائے گا' پھر اس کے تمام اعمال کا اسی طرح حساب لیا جائے گا"۔
ابوالعوام نامی راوی نے اس سے مختلف روایت نقل کی ہے (جو درج ذیل ہے)۔

465 - اَخْبَرَنَا اَبُوْ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ - يَعْنِي ابْنَ زِيَادِ بْنِ مَيْمُوْنٍ - قَالَ كَتَبَ عَلِيُّ بْنُ الْمَدِيْنِيِّ عَنْهُ - اَخْبَرَنَا اَبُو الْعَوَّامِ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ اَبِيْ رَافِعٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اِنَّ اَوَّلَ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَلَاتُهُ فَاِنْ وُجِدَتْ تَامَّةً كُتِبَتْ تَامَّةً وَّاِنْ كَانَ انْتَقَصَ مِنْهَا شَيْءٌ قَالَ انْظُرُوْا هَلْ تَجِدُوْنَ لَهُ مِنْ تَطَوُّعٍ يُكَمِّلُ لَهُ مَا ضَيَّعَ مِنْ فَرِيْضَةٍ مِّنْ تَطَوُّعِهِ ثُمَّ سَائِرُ الْاَعْمَالِ تَجْرِيْ عَلٰى حَسَبِ ذٰلِكَ".

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:
"قیامت کے دن بندے سے سب سے پہلے اس کی نماز کے بارے میں حساب لیا جائے گا' اگر وہ مکمل پائی گئی تو اُسے مکمل نوٹ کیا جائے گا' اگر اس میں کمی پائی گئی تو اللہ تعالیٰ (فرشتوں سے) فرمائے گا: تم اس بات کا جائزہ لو' کیا تمہیں اس کی کوئی نفل نماز ملتی ہے' تو پھر اس کے ذریعے اس کی فرض نماز میں سے رہ جانے والی چیزوں کو مکمل کر لیا جائے گا' پھر تمام اعمال کا اسی حساب سے (یعنی اسی طریقے سے حساب لیا جائے گا)۔

465-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (14660) .

466 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ قَالَ اَنْبَاَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنِ الْاَزْرَقِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اَوَّلُ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ صَلَاتُهُ فَاِنْ كَانَ اَكْمَلَهَا وَاِلَّا قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ انْظُرُوْا لِعَبْدِىْ مِنْ تَطَوُّعٍ فَاِنْ وُجِدَ لَهُ تَطَوُّعٌ قَالَ اَكْمِلُوْا بِهِ الْفَرِيْضَةَ ."

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''(قیامت کے دن) سب سے پہلے بندے سے اس کی نماز کے بارے میں حساب لیا جائے گا' اگر وہ مکمل ہوئی تو ٹھیک ہے ورنہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا: میرے بندے کے نوافل کا جائزہ لو' اگر اس کے نوافل مل گئے' تو پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ان کے ذریعے اس کے فرض کو مکمل کرلو''۔

10 - باب ثَوَابِ مَنْ اَقَامَ الصَّلَاةَ .

باب: نماز پڑھنے والے کا اجر وثواب

467 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ اَبِىْ صَفْوَانَ الثَّقَفِىُّ قَالَ حَدَّثَنَا بَهْزُ بْنُ اَسَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ وَاَبُوْهُ عُثْمَانُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّهُمَا سَمِعَا مُوْسَى بْنَ طَلْحَةَ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِىْ اَيُّوْبَ اَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَخْبِرْنِىْ بِعَمَلٍ يُدْخِلُنِى الْجَنَّةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "تَعْبُدُ اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا وَتُقِيْمُ الصَّلَاةَ وَتُؤْتِى الزَّكَاةَ وَتَصِلُ الرَّحِمَ ذَرْهَا" كَاَنَّهُ كَانَ عَلٰى رَاحِلَتِهِ .

★★ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک شخص نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے کسی ایسے عمل کے بارے میں بتائیں جو مجھے جنت میں داخل کروادے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو' کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ' تم نماز قائم کرو' زکوٰۃ ادا کرو اور صلہ رحمی کرو اور اب اسے چھوڑ دو''۔

(راوی کہتے ہیں:) اس سے یہ لگتا ہے' کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت سواری پر سوار تھے (اور اس شخص نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری کی لگام تھام کر یہ سوال کیا تھا)۔

11 - باب عَدَدِ صَلَاةِ الظُّهْرِ فِى الْحَضَرِ .

باب: حضر کے دوران ظہر کی رکعات کی تعداد

466-انفرديه النسائي . تحفة الاشراف (14818) .

467-اخرجه البخاري في الزكاة، باب وجوب الزكاة (الحديث 1396)، و في الادب ، باب فضل صلة الرحم (الحديث 5982 و5983) . واخرجه مسلم في الايمان ، باب بيان الايمان الذي يدخل به الجنة و ان من تمسك بما امر به دخل الجنة (الحديث 12 و 13 و14) مطولاً . تحفة الاشراف (3491) .

468 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ وَاِبْرَاهِيْمَ بْنِ مَيْسَرَةَ سَمِعَا اَنَسًا قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ بِالْمَدِيْنَةِ اَرْبَعًا وَبِذِى الْحُلَيْفَةِ الْعَصْرَ رَكْعَتَيْنِ .

★★ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے مدینہ منورہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں ظہر کی نماز میں چار رکعات ادا کی ہیں اور ذوالحلیفہ میں عصر کی نماز کی دو رکعات ادا کی ہیں۔

12 - باب صَلَاةِ الظُّهْرِ فِى السَّفَرِ .

باب: سفر کے دوران ظہر کی نماز (کی رکعات)

469 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ بْنِ عُتَيْبَةَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا جُحَيْفَةَ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْهَاجِرَةِ - قَالَ ابْنُ الْمُثَنّٰى اِلَى الْبَطْحَاءِ - فَتَوَضَّاَ وَصَلَّى الظُّهْرَ رَكْعَتَيْنِ وَالْعَصْرَ رَكْعَتَيْنِ وَبَيْنَ يَدَيْهِ عَنَزَةٌ .

★★ حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دوپہر کے وقت باہر تشریف لائے۔

ابن مثنیٰ نامی راوی نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بطحاء کی طرف تشریف لے گئے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں وضو کیا پھر آپ نے ظہر کی نماز میں دو رکعات پڑھائیں اور عصر کی نماز میں دو رکعات پڑھائیں' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے (سترہ کے طور پر) نیزہ گڑا ہوا تھا۔

13 - باب فَضْلِ صَلَاةِ الْعَصْرِ .

باب: نمازِ عصر کی فضیلت

470 - اَخْبَرَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ قَالَ حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ وَابْنُ اَبِىْ خَالِدٍ وَالْبَخْتَرِىُّ بْنُ اَبِى الْبَخْتَرِىِّ كُلُّهُمْ سَمِعُوْهُ مِنْ اَبِىْ بَكْرِ بْنِ عُمَارَةَ بْنِ رُوَيْبَةَ الثَّقَفِىِّ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "لَنْ يَلِجَ النَّارَ مَنْ صَلّٰى قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا ."

468-اخرجه البخاري في تقصير الصلاة، باب يقصر اذا خرج من موضعه (الحديث 1089)، و في الحج ، باب من بات بذي الحليفة حتى اصبح (الحديث 1546) مطولاً . و اخرجه مسلم في صلاة المسافرين و قصرها ، باب صلاة المسافرين و قصرها (الحديث 11) . و اخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب متى يقصر المسافر (الحديث 1202)، و في المناسك (الحج)، باب في وقت الاحرام (الحديث 1773) مطولاً . و اخرجه الترمذي في الصلاة، باب ما جاء في التقصير في السفر (الحديث 546) . تحفة الاشراف (166 و 1573) .

469-اخرجه البخاري في الوضوء، باب استعمال فضل وضوء الناس (الحديث 187) مطولاً . و في الصلاة ، باب السترة بمكة و غيرها (الحديث 501) مطولاً، وفي المناقب، باب صفة النبي صلى الله عليه وسلم (الحديث 3553) مطولاً . واخرجه مسلم في الصلاة، باب سترة المصلي (الحديث 252 و253) . تحفة الاشراف (11799) .

470-اخرجه مسلم في المساجد و مواضع الصلاة، باب فضل صلاتي الصبح و العصر و المحافظة عليهما . (الحديث 213 و 214) مطولاً . و اخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب في المحافظة على وقت الصلوات (الحديث 427) مطولاً . و اخرجه النسائي في الصلاة، باب فضل صلاة الجماعة (الحديث 486) تحفة الاشراف (10378) .

★★ ابوبکر بن عمارہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:
''وہ شخص جہنم میں داخل نہیں ہوگا جو سورج نکلنے سے پہلے والی اور سورج غروب ہونے سے پہلے والی نماز ادا کرتا ہے''۔

14 - باب الْمُحَافَظَةِ عَلٰى صَلَاةِ الْعَصْرِ .

باب: عصر کی نماز باقاعدگی سے ادا کرنا

471 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنِ الْقَعْقَاعِ بْنِ حَكِيمٍ عَنْ اَبِي يُونُسَ مَوْلٰى عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَمَرَتْنِي عَائِشَةُ اَنْ اَكْتُبَ لَهَا مُصْحَفًا فَقَالَتْ اِذَا بَلَغْتَ هٰذِهِ الْاٰيَةَ فَاٰذِنِّي (حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطٰى) فَلَمَّا بَلَغْتُهَا اٰذَنْتُهَا فَاَمْلَتْ عَلَيَّ حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطٰى وَصَلَاةِ الْعَصْرِ وَقُومُوا لِلّٰهِ قَانِتِينَ . ثُمَّ قَالَتْ سَمِعْتُهَا مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

★★ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے غلام ابویونس بیان کرتے ہیں' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے مجھے یہ ہدایت کی کہ میں ان کے لیے قرآن مجید تحریر کردوں' انہوں نے فرمایا: جب تم اس آیت پر پہنچو تو مجھے بتا دینا:
''تم لوگ نمازوں کی حفاظت کرو اور درمیانی نماز کی بھی (حفاظت کرو)''۔
راوی کہتے ہیں: جب میں اس آیت پر پہنچا تو میں نے انہیں اس بارے میں بتایا تو انہوں نے مجھے یہ الفاظ املاء کروائے:
''تم لوگ نمازوں کی حفاظت کرو اور بطور خاص درمیانی نماز کی بھی حفاظت کرو اور عصر کی نماز کی بھی حفاظت کرو اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عاجزی کے ساتھ کھڑے رہے''۔
پھر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات بتائی کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کی زبانی یہ الفاظ سنے ہیں۔

472 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَخْبَرَنِي قَتَادَةُ عَنْ اَبِي حَسَّانَ عَنْ عَبِيدَةَ عَنْ عَلِيٍّ - رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ - عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "شَغَلُونَا عَنِ الصَّلَاةِ الْوُسْطٰى حَتّٰى غَرَبَتِ الشَّمْسُ ".

471-اخرجه مسلم في المساجد و مواضع الصلاة، باب الدليل لمن قال الصلاة الوسطى هي صلاة العصر (الحديث 207) . واخرجه ابوداؤد في الصلاة، باب في وقت صلاة العصر (الحديث 410) . و اخرجه الترمذي في تفسير القرآن، باب (ومن سورة البقرة) (الحديث 2982) . واخرجه البخاري في التفسير: سورة البقرة، قوله جل ثناؤه (حافظوا على الصلوات و الصلاة الوسطى) (الحديث 66) تحفة الاشراف (17809) .

472-اخرجه البخاري في الجهاد، باب الدعاء على المشركين بالهزيمة و الزلزلة (الحديث 2931) بنحوه مطولاً . و في المغازي، باب غزوة الخندق (الحديث 4111) مطولاً، و في التفسير، باب (حافظوا على الصلوات و الصلاة الوسطى) (الحديث 4533) مطولاً، و في الدعوات، باب الدعاء على المشركين (الحديث 6396) مطولاً . و اخرجه مسلم في المساجد و مواضع الصلاة، باب التغليظ في تفويت صلاة العصر (الحديث 202) مطولاً، وباب الدليل لمن قال الصلاة الوسطى هي صلاة العصر (الحديث 203) مطولاً . و اخرجه ابوداؤد في الصلاة، باب في وقت صلاة العصر (الحديث 409) مطولاً . واخرجه الترمذي في تفسير القرآن، باب (ومن سورة البقرة)(الحديث 2984)مطولاً . تحفة الاشراف (10232) .

★★ حضرت علی رضی اللہ عنہ' نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:
(غزوۂ خندق کے موقع پر آپ ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا:)
''ان لوگوں نے ہمیں نماز وسطیٰ ادا نہیں کرنے دی' یہاں تک کہ سورج غروب ہوگیا''۔

15 - باب مَنْ تَرَكَ صَلَاةَ الْعَصْرِ .

باب: جو شخص عصر کی نماز ادا نہیں کرتا

473 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيٰى عَنْ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ اَبِي كَثِيرٍ عَنْ اَبِي قِلَابَةَ قَالَ حَدَّثَنِي اَبُو الْمَلِيحِ قَالَ كُنَّا مَعَ بُرَيْدَةَ فِي يَوْمٍ ذِي غَيْمٍ فَقَالَ بَكِّرُوا بِالصَّلَاةِ فَاِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ تَرَكَ صَلَاةَ الْعَصْرِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُ ".

★★ ابوملیح بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ جب بادل چھائے ہوئے تھے' ہم حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے' انہوں نے ارشاد فرمایا: تم اس نماز کو جلدی ادا کرلو' کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:
''جس شخص کی عصر کی نماز قضاء ہوجائے اس کا عمل ضائع ہوجاتا ہے''۔

16 - باب عَدَدِ صَلَاةِ الْعَصْرِ فِي الْحَضَرِ .

باب: حضر کے دوران عصر کی رکعات کی تعداد

474 - اَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ اَنْبَاَنَا مَنْصُورُ بْنُ زَاذَانَ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ اَبِي الصِّدِّيقِ النَّاجِيِّ عَنْ اَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ كُنَّا نَحْزُرُ قِيَامَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ فَحَزَرْنَا قِيَامَهُ فِي الظُّهْرِ قَدْرَ ثَلَاثِينَ اٰيَةً قَدْرَ سُورَةِ السَّجْدَةِ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْاُولَيَيْنِ وَفِي الْاُخْرَيَيْنِ عَلَى النِّصْفِ مِنْ ذٰلِكَ وَحَزَرْنَا قِيَامَهُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْاُولَيَيْنِ مِنَ الْعَصْرِ عَلٰى قَدْرِ الْاُخْرَيَيْنِ مِنَ الظُّهْرِ وَحَزَرْنَا قِيَامَهُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْاُخْرَيَيْنِ مِنَ الْعَصْرِ عَلَى النِّصْفِ مِنْ ذٰلِكَ .

★★ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ہم لوگ ظہر اور عصر کی نماز میں نبی اکرم ﷺ کے قیام کا اندازہ لگایا کرتے تھے' تو ہم نے یہ اندازہ لگایا' کہ ظہر کی نماز میں آپ ﷺ اتنی دیر قیام کرتے ہیں' جتنی دیر میں تیس آیات کی تلاوت کی جا سکتی ہے' جو سورۂ سجدہ کے برابر ہیں' پہلی دو رکعات میں آپ ﷺ اتنا قیام کرتے ہیں اور آخری دو رکعات میں اس سے نصف قیام کرتے ہیں' اسی طرح ہم نے عصر کی ابتدائی دو رکعات میں آپ ﷺ کے قیام کا اندازہ لگایا تو وہ ظہر کی آخری دو رکعات جتنا

473-اخرجه البخاري في مواقيت الصلاة، باب من ترك العصر (الحديث 553) ، و باب التبكير بالصلاة في يوم غيم (الحديث 594) . تحفة الاشراف (2013) .

474-اخرجه مسلم في الصلاة، باب القراءة في الظهر و العصر (الحديث 156 و157) و اخرجه ابوداؤد في الصلاة، باب تخفيف الاخريين (الحديث 804) . تحفة الاشراف (3974) .

تھا' جبکہ عصر کی آخری دو رکعات کے بارے میں ہمارا اندازہ یہ تھا کہ وہ پہلی دو رکعات سے نصف ہوتا ہے۔

475 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ اَبِىْ عَوَانَةَ عَنْ مَنْصُوْرِ بْنِ زَاذَانَ عَنِ الْوَلِيْدِ اَبِىْ بِشْرٍ عَنْ اَبِى الْمُتَوَكِّلِ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْمُ فِى الظُّهْرِ فَيَقْرَاُ قَدْرَ ثَلَاثِيْنَ اٰيَةً فِىْ كُلِّ رَكْعَةٍ ثُمَّ يَقُوْمُ فِى الْعَصْرِ فِى الرَّكْعَتَيْنِ الْاُوْلَيَيْنِ قَدْرَ خَمْسَ عَشْرَةَ اٰيَةً.

★★ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز میں قیام کرتے تھے' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم تقریباً تیس آیات کی تلاوت جتنی قرأت ہر رکعت میں کرتے تھے' پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی ابتدائی دو رکعات میں قیام کرتے تھے' تو وہ پندرہ آیات کی تلاوت کے برابر ہوتی تھیں۔

17 - باب صَلَاةِ الْعَصْرِ فِى السَّفَرِ .

باب: سفر کے دوران عصر کی نماز

476 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ اَبِىْ قِلَابَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الظُّهْرَ بِالْمَدِيْنَةِ اَرْبَعًا وَّصَلَّى الْعَصْرَ بِذِى الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْنِ .

★★ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں ظہر کی نماز میں چار رکعات ادا کیں اور ذوالحلیفہ میں' عصر کی نماز میں دو رکعات ادا کیں۔

477 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ حَيْوَةَ بْنِ شُرَيْحٍ قَالَ اَنْبَاَنَا جَعْفَرُ بْنُ رَبِيْعَةَ اَنَّ عِرَاكَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهُ اَنَّ نَوْفَلَ بْنَ مُعَاوِيَةَ حَدَّثَهُ اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "مَنْ فَاتَتْهُ صَلَاةُ الْعَصْرِ فَكَاَنَّمَا وُتِرَ اَهْلَهُ وَمَالَهُ ." قَالَ عِرَاكٌ وَّاَخْبَرَنِىْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "مَنْ فَاتَتْهُ صَلَاةُ الْعَصْرِ فَكَاَنَّمَا وُتِرَ اَهْلَهُ وَمَالَهُ ." خَالَفَهُ يَزِيْدُ بْنُ اَبِىْ حَبِيْبٍ .

★★ حضرت نوفل بن معاویہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

''جس شخص کی عصر کی نماز قضاء ہو جائے' گویا کہ اس کے سب گھر والے اور سب مال اسباب ضائع ہو گیا''۔

عراک نامی راوی بیان کرتے ہیں' حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے مجھے یہ بات بتائی ہے' کہ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو

475-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (4259) .

476-اخرجه البخاري في الحج، باب من بات بذي الحليفة حتى اصبح (الحديث 1547) مطولاً، و باب رفع الصوت بالاهلال (الحديث 1548) مطولاً، و باب التحميد و التسبيح و التكبير قبل الاهلال عند الركوب على الدابة (الحديث 1551) مطولاً، و باب نحر البدن قائمة (الحديث 1714 و 1715) مطولاً وفي الجهاد، باب الخروج بعد الظهر (الحديث 2951) . واخرجه مسلم في صلاة المسافرين و قصرها، باب صلاة المسافرين و قصرها (الحديث 10) . و الحديث عند: البخاري في الحج، باب من نحر هديه بيده (الحديث 1712) و من الجهاد، باب الارتداف في الغزو و الحج (الحديث 2986) . و ابي داؤد في المناسك (الحج) ، باب في الاقران (الحديث 1796)، و في الضحايا، باب ما يستحب من الضحايا (الحديث 2793) . تحفة الاشراف (947) .

477-انفرد به النسائي، و سياتي في الصلاة، باب صلاة العصر في السفر (الحديث 478 و 479) . تحفة الاشراف (11717 و 7320) .

یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

''جس شخص کی عصر کی نماز قضاء ہو جائے گویا کہ اس کے تمام گھر والے اور تمام مال اسباب ضائع ہو گیا''۔

یزید بن ابوحبیب نامی راوی نے اس سے مختلف روایت نقل کی ہے (جو درج ذیل ہے)۔

478 - اَخْبَرَنَا عِيْسَى بْنُ حَمَّادٍ زُغْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِىْ حَبِيْبٍ عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ نَوْفَلَ بْنَ مُعَاوِيَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "مِنَ الصَّلَاةِ صَلَاةٌ مَنْ فَاتَتْهُ فَكَاَنَّمَا وُتِرَ اَهْلَهُ وَمَالَهُ ." قَالَ ابْنُ عُمَرَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "هِىَ صَلَاةُ الْعَصْرِ ." خَالَفَهُ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْحَاقَ .

★★ حضرت نوفل بن معاویہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

''ایک نماز ایسی ہے' کہ جس شخص کی وہ نماز قضاء ہو جائے' تو گویا اس کے تمام گھر والے اور اس کا مال و اسباب ضائع ہو گئے''۔

جبکہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا' کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: ''یہ عصر کی نماز ہے''۔

محمد بن اسحاق نامی راوی نے اس سے مختلف روایت نقل کی ہے' (جو درج ذیل ہے)

479 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنِىْ عَمِّىْ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِىْ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنِىْ يَزِيْدُ بْنُ اَبِىْ حَبِيْبٍ عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ سَمِعْتُ نَوْفَلَ بْنَ مُعَاوِيَةَ يَقُوْلُ صَلَاةٌ مَنْ فَاتَتْهُ فَكَاَنَّمَا وُتِرَ اَهْلَهُ وَمَالَهُ . قَالَ ابْنُ عُمَرَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "هِىَ صَلَاةُ الْعَصْرِ ".

★★ حضرت نوفل بن معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''ایک نماز ایسی ہے' کہ جس شخص کی وہ نماز قضاء ہو جائے' تو گویا اس کے اہل خانہ اور اس کا مال ضائع ہو گئے''۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا' کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''وہ عصر کی نماز ہے''۔

18 - باب صَلَاةِ الْمَغْرِبِ .

باب: مغرب کی نماز (کے بارے میں روایت)

480 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ قَالَ رَاَيْتُ سَعِيْدَ بْنَ جُبَيْرٍ بِجَمْعٍ اَقَامَ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ ثَلَاثَ رَكَعَاتٍ ثُمَّ اَقَامَ فَصَلّٰى - يَعْنِىْ - الْعِشَاءَ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ ذَكَرَ اَنَّ

478-تقدم في الصلاة، باب صلاة العصر في السفر (الحديث 477) .

479-تقدم في الصلاة، باب صلاة العصر في السفر (الحديث 477) .

ابْنَ عُمَرَ صَنَعَ بِهِمْ مِثْلَ ذٰلِكَ فِى ذٰلِكَ الْمَكَانِ وَذَكَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَنَعَ مِثْلَ ذٰلِكَ فِى ذٰلِكَ الْمَكَانِ ۔

★★ سلمہ بن کہیل یہ بیان بیان کرتے ہیں: میں نے سعید بن جبیر کو مزدلفہ میں دیکھا' انہوں نے اقامت کہہ کے مغرب کی تین رکعات ادا کیں' پھر اقامت کہہ کر عشاء کی دو رکعات ادا کیں' پھر انہوں نے اس بات کا تذکرہ کیا' کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بھی ان لوگوں کو اس جگہ پر اسی طرح نماز پڑھائی تھی اور اس بات کا تذکرہ کیا تھا کہ نبی اکرم ﷺ نے اس مقام پر یہ نمازیں اسی طرح ادا کی تھیں۔

19 - باب فَضْلِ صَلَاةِ الْعِشَاءِ ۔

باب: عشاء کی نماز ادا کرنے کی فضیلت

481 - اَخْبَرَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ نَصْرٍ عَنْ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اَعْتَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْعِشَاءِ حَتّٰى نَادَاهُ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ نَامَ النِّسَاءُ وَالصِّبْيَانُ ۔

فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "اِنَّهُ لَيْسَ اَحَدٌ يُصَلِّى هٰذِهِ الصَّلَاةَ غَيْرُكُمْ ." وَلَمْ يَكُنْ يَوْمَئِذٍ اَحَدٌ يُصَلِّى غَيْرَ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ ۔

★★ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' کہ ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ نے عشاء کی نماز میں تاخیر کر دی' یہاں تک کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بلند آواز میں گزارش کی: خواتین اور بچے سو چکے ہیں' تو نبی اکرم ﷺ (مسجد میں) تشریف لائے اور ارشاد فرمایا:

''اس وقت تمہارے علاوہ کوئی ایسا شخص نہیں ہے' جو اس نماز کو ادا کرے گا''۔

(سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:) اس زمانے میں صرف مدینہ منورہ میں ہی نمازیں ادا کی جاتی تھیں (یعنی اسلام ابھی پھیلا نہیں تھا)۔

480-اخرجه مسلم في الحج، باب الافاضة من عرفات الى المزدلفة، و استحباب صلاتي المغرب و العشاء جميعًا بالمزدلفة في هذه الليلة (الحديث 287 و289 و290) و اخرجه ابوداؤد في المناسك، باب الصلاة بجمع (الحديث 1930 و1931 و1932) . واخرجه النسائي في الصلاة، باب صلاة العشاء في السفر (الحديث 482 و483)، و في الاذان، الاذان لمن جمع بين الصلاتين بعد ذهاب وقت الاولى منهما (الحديث 656)، و الحديث عند: مسلم في الحج، باب الافاضة من عرفات الى المزدلفة و استحباب صلاتي المغرب و العشاء جميعًا بالمزدلفة في هذه الليلة (الحديث 288 و289 و291) . و الترمذي في الحج، باب ما جاء في الجمع بين المغرب و العشاء بالمزدلفة (الحديث 888) . والنسائي في المواقيت، الجمع بين المغرب و العشاء بالمزدلفة (الحديث 605)، و في الاذان، الاقامة لمن جمع بين الصلاتين (الحديث 657 و 658)، و في مناسك الحج، الجمع بين الصلاتين بالمزدلفة (الحديث 3030) . تحفة الاشراف (7052) .

481-اخرجه البخاري في الاذان، باب وضوء الصبيان و متى يجب عليهم الغسل و الطهور و حضورهم الجماعة و العيدين، و الجنائز و صفوفهم (الحديث 862) . تحفة الاشراف (16642) .

20 - باب صَلَاةِ الْعِشَاءِ فِى السَّفَرِ ۔

باب: سفر کے دوران عشاء کی نماز ادا کرنے کا طریقہ

482 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَزِيْدَ قَالَ حَدَّثَنَا بَهْزُ بْنُ اَسَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَخْبَرَنِى الْحَكَمُ قَالَ صَلّٰى بِنَا سَعِيْدُ بْنُ جُبَيْرٍ بِجَمْعٍ الْمَغْرِبَ ثَلَاثًا بِاِقَامَةٍ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ صَلَّى الْعِشَاءَ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ ذَكَرَ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ فَعَلَ ذٰلِكَ وَذَكَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَ ذٰلِكَ ۔

★★ حکم نامی راوی بیان کرتے ہیں' سعید بن جبیر رحمہ اللہ نے مزدلفہ میں اقامت کہنے کے بعد ہمیں مغرب کی نماز میں تین رکعات پڑھائیں' پھر انہوں نے سلام پھیر دیا اور عشاء کی نماز میں دو رکعات پڑھائیں' پھر انہوں نے اس بات کا تذکرہ کیا' کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ایسا ہی کیا تھا' اور انہوں نے اس بات کا ذکر کیا تھا کہ نبی اکرم ﷺ نے بھی ایسا ہی کیا تھا (یعنی سفر کے دوران عشاء کی نماز میں دو فرض ادا کیے جاتے ہیں)۔

483 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَزِيْدَ قَالَ حَدَّثَنَا بَهْزُ بْنُ اَسَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ كُهَيْلٍ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ جُبَيْرٍ قَالَ رَاَيْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ صَلّٰى بِجَمْعٍ فَاَقَامَ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ ثَلَاثًا ثُمَّ صَلَّى الْعِشَاءَ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ قَالَ هٰكَذَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ فِى هٰذَا الْمَكَانِ ۔

★★ سعید بن جبیر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں' میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا' انہوں نے مزدلفہ میں نماز ادا کی' انہوں نے پہلے اقامت کہی اور مغرب کی نماز کی تین رکعات ادا کیں' پھر انہوں نے عشاء کی نماز کی دو رکعات ادا کیں اور پھر یہ بات بیان کی کہ میں نے اس مقام پر نبی اکرم ﷺ کو (اسی طرح یہ نمازیں ادا کرتے ہوئے) دیکھا ہے۔

21 - باب فَضْلِ صَلَاةِ الْجَمَاعَةِ ۔

باب: باجماعت نماز ادا کرنے کی فضیلت

484 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ اَبِى الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِى هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "يَتَعَاقَبُوْنَ فِيْكُمْ مَلَائِكَةٌ بِاللَّيْلِ وَمَلَائِكَةٌ بِالنَّهَارِ وَيَجْتَمِعُوْنَ فِى صَلَاةِ الْفَجْرِ وَصَلَاةِ الْعَصْرِ ثُمَّ يَعْرُجُ الَّذِيْنَ بَاتُوْا فِيْكُمْ فَيَسْاَلُهُمْ وَهُوَ اَعْلَمُ بِهِمْ كَيْفَ تَرَكْتُمْ عِبَادِىْ فَيَقُوْلُوْنَ تَرَكْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ وَاَتَيْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ ."

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

482-تقدم في الصلاة، باب صلاة المغرب (الحديث 480) .

483-تقدم في الصلاة، باب صلاة المغرب (الحديث 480) .

484-اخرجه البخاري في مواقيت الصلاة، باب فضل صلاة العصر (الحديث 555)، و في التوحيد، باب قول الله تعالى: (تعرج الملائكة و الروح اليه) (الحديث 7429)، و باب كلام الرب مع جبريل و نداء الله الملائكة (الحديث 7486) . و اخرجه مسلم في المساجد و مواضع الصلاة، باب فضل صلاتي الصبح و العصر و المحافظة عليهما (الحديث 210) . تحفة الاشراف (13809) .

رات کے فرشتے اور دن کے فرشتے تمہارے درمیان آگے پیچھے آتے ہیں' یہ لوگ فجر کی نماز میں اور عصر کی نماز میں اکٹھے ہوتے ہیں' پھر جن فرشتوں نے رات تمہارے درمیان بسر کی ہوتی ہے' وہ اوپر چلے جاتے ہیں' پروردگار ان سے سوال کرتا ہے' حالانکہ وہ ان سے زیادہ علم رکھتا ہے:

"تم نے میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑا ہے؟"

تو فرشتے جواب دیتے ہیں: ہم نے انہیں اس حال میں چھوڑا ہے' کہ وہ نماز ادا کر رہے تھے اور جب ہم لوگ ان کے پاس گئے تھے' اس وقت بھی وہ نماز ادا کر رہے تھے۔

485 - أَخْبَرَنَا كَثِيرُ بْنُ عُبَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ عَنِ الزُّبَيْدِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "تَفْضُلُ صَلَاةُ الْجَمْعِ عَلَى صَلَاةِ أَحَدِكُمْ وَحْدَهُ بِخَمْسَةٍ وَعِشْرِينَ جُزْءًا وَيَجْتَمِعُ مَلَائِكَةُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ وَاقْرَءُوا إِنْ شِئْتُمْ (وَقُرْآنَ الْفَجْرِ إِنَّ قُرْآنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُودًا)".

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

"باجماعت نماز ادا کرنا تنہا نماز ادا کرنے پر پچیس گنا زیادہ فضیلت رکھتا ہے' رات اور دن کے فرشتے فجر کی نماز میں اکٹھے ہوتے ہیں"۔

(حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:) اگر تم چاہو (تو اس بات کی تائید میں قرآن کی یہ آیت پڑھ سکتے ہو)۔

"اور فجر کی قرأت' بے شک فجر کی قرات، میں (فرشتوں کی) حاضری ہوتی ہے"۔

486 - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ وَيَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَا حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ عُمَارَةَ بْنِ رُوَيْبَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ "لَا يَلِجُ النَّارَ أَحَدٌ صَلَّى قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ أَنْ تَغْرُبَ".

☆☆ ابوبکر بن عمارہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

"وہ شخص جہنم میں داخل نہیں ہوگا' جو سورج نکلنے سے پہلے والی اور سورج غروب ہونے سے پہلے والی نماز ادا کرتا ہے"۔

22 - باب فَرْضِ الْقِبْلَةِ .

باب: قبلہ (کی طرف رخ کرنا) فرض ہے

487 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنِ

485-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (13259) .

486-تقدم في الصلاة، باب فضل صلاة العصر (470) .

الْبَرَاءِ قَالَ صَلَّيْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ سِتَّةَ عَشَرَ شَهْرًا أَوْ سَبْعَةَ عَشَرَ شَهْرًا - شَكَّ سُفْيَانُ - وَصُرِفَ إِلَى الْقِبْلَةِ .

☆☆ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ہم نے نبی اکرم ﷺ کی اقتداء میں سولہ ماہ تک (یہاں سفیان نامی راوی کو شک ہے کہ شاید یہ الفاظ ہیں:) سترہ ماہ تک بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز ادا کی پھر آپ ﷺ کا رخ قبلہ کی طرف کر دیا گیا (یعنی خانہ کعبہ کی طرف کر دیا گیا)۔

488 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ يُوسُفَ الْأَزْرَقُ عَنْ زَكَرِيَّا بْنِ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ فَصَلَّى نَحْوَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ سِتَّةَ عَشَرَ شَهْرًا ثُمَّ إِنَّهُ وُجِّهَ إِلَى الْكَعْبَةِ فَمَرَّ رَجُلٌ قَدْ كَانَ صَلَّى مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى قَوْمٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ أَشْهَدُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ وُجِّهَ إِلَى الْكَعْبَةِ فَانْحَرَفُوا إِلَى الْكَعْبَةِ .

☆☆ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' جب نبی اکرم ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ ﷺ سولہ ماہ تک بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز ادا کرتے رہے' پھر آپ ﷺ کا چہرہ خانہ کعبہ کی طرف کر دیا گیا' ایک شخص جس نے نبی اکرم ﷺ کی اقتداء میں نماز ادا کی تھی' وہ کچھ انصاریوں کے پاس سے گزرا اور اس نے انہیں بتایا: میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ نبی اکرم ﷺ کا چہرۂ مبارک خانہ کعبہ کی طرف کر دیا گیا ہے' تو ان لوگوں نے بھی اپنا رخ کعبہ کی طرف کر لیا۔

23 - باب الْحَالِ الَّتِي يَجُوزُ فِيهَا اسْتِقْبَالُ غَيْرِ الْقِبْلَةِ .

باب: ایسی حالت کا بیان جس میں قبلہ کی طرف رخ نہ کرنا بھی جائز ہے

489 - أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ حَمَّادٍ زُغْبَةُ وَأَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنِ ابْنِ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَبِّحُ عَلَى الرَّاحِلَةِ قِبَلَ أَيِّ وَجْهٍ تَوَجَّهُ وَيُوتِرُ عَلَيْهَا غَيْرَ أَنَّهُ لَا يُصَلِّي عَلَيْهَا الْمَكْتُوبَةَ .

487-اخرجه البخاري في التفسير، باب (ولكل وجهة هو موليها، فاستبقوا الخيرات اينما تكونوا يأت بكم الله جميعا، ان الله على كل شيء قدير) (الحديث 4492) . واخرجه مسلم في المساجد و مواضع الصلاة، باب تحويل القبلة من القدس الى الكعبة (الحديث 12) . تحفة الاشراف (1849) .

488-اخرجه النسائي في القبلة، باب استقبال القبلة (الحديث 74) . و في التفسير: سورة البقرة، قوله تعالى (سيقول السفهاء من الناس ما ولاهم عن قبلتهم) (الحديث 20) . تحفة الاشراف (1835) .

489-اخرجه البخاري في تقصير الصلاة، باب ينزل للمكتوبة (الحديث 1098) . واخرجه مسلم في صلاة المسافرين و قصرها، باب جواز صلاة النافلة على الدابة في السفر حيث توجهت (الحديث 39) . واخرجه ابوداؤد في الصلاة، باب التطوع على الراحلة و الوتر (الحديث 1224) . واخرجه النسائي في القبلة، باب الحال التي يجوز عليها استقبال غير القبلة (الحديث 743) . تحفة الاشراف (6978) .

☆☆ سالم اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سواری پر ہی نفل نماز ادا کر لیتے تھے خواہ اس کا رخ کسی بھی جانب ہو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سواری پر ہی وتر بھی ادا کر لیتے تھے البتہ فرض نماز آپ صلی اللہ علیہ وسلم سواری پر ادا نہیں کرتے تھے۔

490 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى عَنْ يَحْيٰى عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي عَلٰى دَابَّتِهٖ وَهُوَ مُقْبِلٌ مِّنْ مَّكَّةَ اِلَى الْمَدِيْنَةِ وَفِيْهِ اُنْزِلَتْ (فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ) .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سواری پر ہی نماز ادا کر لیا کرتے تھے حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ جا رہے تھے (یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رخ مدینہ منورہ کی طرف تھا) اس بارے میں یہ آیت نازل ہوئی:

''تم لوگ جس طرف بھی رخ کرو گے وہیں اللہ کی ذات موجود ہوگی''۔

491 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ مَّالِكٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي عَلٰى رَاحِلَتِهٖ فِي السَّفَرِ حَيْثُمَا تَوَجَّهَتْ بِهٖ .

قَالَ مَالِكٌ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ وَّكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سفر کے دوران اپنی سواری پر ہی نفل نماز ادا کر لیتے تھے خواہ اس سواری کا رخ کسی بھی سمت میں ہو۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: کہ عبداللہ بن دینار بیان کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی ایسا ہی کر لیا کرتے تھے۔

24 - باب اِسْتِبَانَةِ الْخَطَاِ بَعْدَ الْاِجْتِهَادِ

باب: اجتہاد کے بعد خطاء واضح ہو جانے کا حکم

492 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَّالِكٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ بَيْنَمَا النَّاسُ بِقُبَاءٍ فِيْ صَلَاةِ

490-اخرجه مسلم في صلاة المسافرين و قصرها، باب جواز صلاة النافلة على الدابة في السفر حيث تو جهت (الحديث 33 و 34) . واخرجه الترمذي في التفسير، باب (ومن سورة البقرة) (الحديث 2958) . واخرجه النسائي في التفسير: (سورة البقرة) قوله (فاينما تولوا فثم وجه الله) (الحديث 17) . تحفة الاشراف (7057) .

491-اخرجه مسلم في صلاة المسافرين و قصرها، باب جواز صلاة النافلة على الدابة في السفر حيث تو جهت (الحديث 37) . واخرجه النسائي في القبلة، باب الحال التي يجوز عليها استقبال غير القبلة (الحديث 742) تحفة الاشراف (7238) .

492-اخرجه البخاري في الصلاة، باب ما جاء في القبلة (الحديث 403)، وفي التفسير، باب (الذين آتيناهم الكتاب يعرفونه كما يعرفون ابناءهم و ان فريقا منهم ليكتمون الحق ـ الى قوله ـ من الممترين) (الحديث 4491)، و في اخبار الآحاد، باب ما جاء في اجازة خبر الواحد الصدوق في الاذان و الصلاة و الصوم و الفرائض و الاحكام (الحديث 7251) . و اخرجه مسلم في المساجد و مواضع الصلاة، باب تحويل القبلة من القدس الى الكعبة (الحديث 13) . واخرجه النسائي في القبلة، باب استبانة الخطأ بعد الاجتهاد (الحديث 744)، و في التفسير قوله تعالى (قد نرى تقلب وجهك في السماء فلنولينك قبلة ترضاها) (الحديث 24) . تحفة الاشراف (7228) .

الصُّبْحِ جَاءَهُمْ اٰتٍ فَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اللَّيْلَةَ وَقَدْ اُمِرَ اَنْ يَّسْتَقْبِلَ الْكَعْبَةَ فَاسْتَقْبِلُوْهَا . وَكَانَتْ وُجُوْهُهُمْ اِلَى الشَّامِ فَاسْتَدَارُوْا اِلَى الْكَعْبَةِ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: کچھ لوگ قباء میں فجر کی نماز ادا کر رہے تھے اسی دوران ایک شخص ان کے پاس آیا اور بولا: گزشتہ رات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ حکم نازل ہوا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ہدایت کی گئی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ کی طرف رخ کر لیں: تو ان لوگوں نے خانہ کعبہ کی طرف اپنا رخ کر لیا' پہلے ان لوگوں کے چہرے شام کی طرف تھے' وہ لوگ گھوم کر خانہ کعبہ کی طرف ہو گئے۔

خوشخبری

مسلک اہلسنت و جماعت کے عقائد و نظریات۔۔۔

بد مذہبوں کے باطلہ عقائد اور ان کے رد۔۔۔

اہلسنت پر کئے جانے والے اعتراضات کے جوابات پر مشتمل کتب و رسائل، آڈیو ویڈیو بیانات اور والپیپر حاصل کرنے کے لئے تحقیقات چینل ٹیلیگرام جوائن کریں

https://t.me/tehqiqat

6 - كِتَابُ الْمَوَاقِيْتِ

(نمازوں کے) اوقات کے بارے میں روایات

امام نسائی نے اس کتاب ''(نمازوں کے) اوقات کے بارے میں روایات'' میں 55 تراجم ابواب اور 131 روایات نقل کی ہیں، جبکہ مکررات کو حذف کر دیا جائے تو روایات کی تعداد 101 ہوگی۔

لفظ مواقیت لفظ میقات کی جمع ہے۔ اور لفظ میقات لفظ وقت سے ماخوذ ہے جس کا مطلب زمانے کا کوئی مخصوص حصہ ہے۔ جب آپ کسی چیز کے لیے کوئی وقت مقرر کرتے ہیں تو اسے موقت کہا جاتا ہے۔

لفظ میقات کا مطلب یہ ہے: کسی فعل کی انجام دہی کے لیے کوئی وقت یا جگہ مقرر کر دیے جائیں، جیسے احرام باندھنے کے لیے جو جگہ مقرر کی گئی ہے اسے میقات کہا جاتا ہے۔[1]

اللہ تعالیٰ نے اہلِ ایمان کے لیے روزانہ پانچ نمازیں ادا کرنا فرض قرار دیا ہے اور ان تمام نمازوں کے لیے متعین وقت مقرر کیا ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

إِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتَابًا مَّوْقُوْتًا (النساء:۱۰۳)

''بے شک نماز اہلِ ایمان پر متعین اوقات میں لازم کی گئی ہے''۔

نبی اکرم ﷺ کی احادیث میں نماز کے اوقات کے بارے میں حد بندی کی گئی ہے جو نماز کے ابتدائی اور آخری وقت کے بارے میں ہے۔ لیکن بعض نمازوں کے ابتدائی اور آخری اوقات کے بارے میں منقول روایات میں کچھ اختلاف پایا جاتا ہے، اس لئے نمازوں کے ابتدائی اور آخری اوقات میں فقہاء کے نزدیک کچھ فروعی اختلافات ہیں۔

1 - باب

(بلاعنوان)

493 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيْزِ أَخَّرَ الْعَصْرَ شَيْئًا فَقَالَ لَهُ عُرْوَةُ أَمَا إِنَّ جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَدْ نَزَلَ فَصَلّٰى أَمَامَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ـ فَقَالَ عُمَرُ

[1] (ملخص لسان العرب از ابن منظور افریقی 107/3، مطبوعہ دار صادر بیروت)

اَعْلَمْ مَا تَقُوْلُ يَا عُرْوَةُ . فَقَالَ سَمِعْتُ بَشِيْرَ بْنَ اَبِي مَسْعُوْدٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ اَبَا مَسْعُوْدٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "نَزَلَ جِبْرِيْلُ فَاَمَّنِيْ فَصَلَّيْتُ مَعَهُ ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ . "يَحْسُبُ بِاَصَابِعِهِ خَمْسَ صَلَوَاتٍ .

☆☆ ابن شہاب بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے عصر کی نماز میں کچھ تاخیر کر دی تو عروہ نے ان سے کہا: حضرت جبریل علیہ السلام نازل ہوئے' انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھائی' تو عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ بولے: اے عروہ! آپ جانتے ہیں' کہ آپ کیا' کہہ رہے ہیں؟ تو عروہ نے بتایا: میں نے بشیر بن ابومسعود کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے' وہ کہتے ہیں' کہ میں نے حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے (حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:) میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

''جبریل نازل ہوئے' انہوں نے مجھے نماز پڑھائی میں نے ان کے ساتھ نماز ادا کی' پھر میں نے ان کے ساتھ نماز ادا کی' پھر میں نے ان کے ساتھ نماز ادا کی' پھر میں نے ان کے ساتھ نماز ادا کی' پھر میں نے ان کے ساتھ نماز ادا کی''

تو انہوں نے اپنی انگلیوں پر پانچ نمازوں کا حساب کر کے (یہ بات بیان کی)

شرح

نمازوں کے اوقات کا بیان اور ان سے متعلق احکام

نمازوں کے اوقات

فجر کی نماز کا وقت

مسئلہ: فجر کا وقت صبح صادق سے شروع ہوتا ہے' اس سے مراد وہ سفیدی ہے جو چوڑائی کی سمت میں اُفق میں پھیلتی ہے اور یہ وقت سورج نکلنے تک باقی رہتا ہے' اس میں صبح کاذب یعنی لمبائی کی سمت میں پھیلنے والی سفیدی کا اعتبار نہیں ہوگا' جس کے بعد دوبارہ تاریکی آ جاتی ہے' صبح کاذب کے ذریعے نماز کا وقت شروع نہیں ہوگا اور اس وقت میں روزہ رکھنے والے پر سحری کھانا حرام نہیں ہوگا۔ (کافی)

مسئلہ: مشائخ کے درمیان اس بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے کہ صبح صادق کے محض طلوع ہونے کا اعتبار کیا جائے گا یا اس کے پھیلنے کا بھی اعتبار کیا جائے گا۔ (محیط)

مسئلہ: تاہم دوسری صورت میں زیادہ گنجائش پائی جاتی ہے' اس لیے اکثر علماء اسی کی طرف مائل ہیں۔ (مختار الفتاویٰ)

493-اخرجه البخاري في مواقيت الصلاة، باب مواقيت الصلاة و فضلها (الحديث 521) بنحوه مطولاً . و في بدء الخلق، باب ذكر الملائكة (الحديث 3221) ، و في المغازي، باب : 12 . (الحديث 4007) مختصراً . و اخرجه مسلم في المساجد و مواضع الصلاة، باب اوقات الصلوات الخمس (الحديث 166 و 167) . واخرجه ابوداؤد في الصلاة، باب ما جاء في المواقيت (الحديث 394) مطولاً . واخرجه ابن ماجه في الصلاة، ابواب مواقيت الصلاة (الحديث 668) .تحفة الاشراف (9977) .

مسئلہ: روزہ رکھنے اور عشاء کی نماز پڑھنے میں پہلی صورت کا اعتبار کرنا زیادہ محتاط ہے اور فجر کی نماز پڑھنے میں دوسری صورت کا اعتبار کرنا زیادہ بہتر ہے۔ (شرح نقایہ از شیخ ابوالمکارم)

ظہر کی نماز کا وقت

مسئلہ: ظہر کا وقت زوال سے لے کر اس وقت تک رہتا ہے' جب تک کسی چیز کے اصل سائے کے علاوہ اس کا سایہ دو مثل نہیں ہو جاتا۔ (کافی) صحیح قول یہی ہے۔ (محیط سرخسی)

مسئلہ: زوال سے مراد ہر شخص کا سایہ مشرق کی طرف' زیادہ ہونا ہے۔ (کافی)

مسئلہ: زوال کے وقت سائے اور اصلی سائے کو پہچاننے کا طریقہ یہ ہے کہ ایک سیدھی لکڑی کو سیدھی زمین میں گاڑ دیں' جب تک سایہ کم ہوتا رہے گا' اس وقت تک سورج بلند ہوتا رہے گا اور جب سایہ بڑھنا شروع ہو جائے گا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اب سورج ڈھلنے لگ گیا ہے' اس وقت سائے کے کنارے پر ایک نشانی بنا دی جائے' اس نشانی سے لکڑی تک جتنا بھی سایہ ہے اصلی سایہ شمار ہوگا' جب وہ سایہ بڑھنا شروع ہو' تو لکڑی کے اس اصل سائے کے علاوہ اس لکڑی کے برابر دوگنا سایہ ہو جائے تو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ظہر کا وقت باقی نہیں رہے گا۔ (قاضی خان)

مسئلہ: فقہاء نے یہ بات تحریر کی ہے کہ احتیاط اس میں ہے کہ ظہر کی نماز ایک مثل ہونے سے پہلے ادا کر لی جائے اور عصر کی نماز دو مثل ہونے کے بعد ادا کی جائے' تا کہ دونوں نمازیں یقینی اعتبار سے اپنے وقت میں ادا ہوں۔

عصر و مغرب کی نماز کا وقت

مسئلہ: عصر کا وقت اصلی سایہ کے علاوہ چیز کے سائے کے دو مثل ہو جانے کے بعد شروع ہو کر' سورج غروب ہونے تک باقی رہتا ہے۔ (شرح مجمع)

مسئلہ: مغرب کا وقت سورج غروب ہونے سے لے کر شفق غروب ہونے تک رہتا ہے۔

مسئلہ: امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک شفق سے مراد سرخی ہے اور فتویٰ بھی اسی پر ہے۔ (شرح الوقایہ)

مسئلہ: جبکہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک شفق سے مراد وہ سفیدی ہے جو سرخی کے بعد نمودار ہوتی ہے۔ (قدوری)

مسئلہ: صاحبین کا جو قول ہے اس میں لوگوں کے لیے زیادہ آسانی پائی جاتی ہے جبکہ امام صاحب کے قول میں زیادہ احتیاط پائی جاتی ہے کیونکہ نماز کے حوالے سے بنیادی اصول یہ ہے کہ اس کا ہر رکن اور ہر شرط اسی چیز سے ثابت ہوتے ہیں' جو یقینی ہوتی ہے۔ (نہایہ)

عشاء و وتر کی نماز کا وقت

مسئلہ: عشاء اور وتر کا وقت شفق غروب ہونے سے لے کر صبح کاذب تک باقی رہتا ہے۔ (کافی)

مسئلہ: وتر کی نماز کو عشاء سے پہلے ادا نہیں کرنا چاہیے کیونکہ ان دونوں کے درمیان ترتیب واجب ہے' اس کی وجہ یہ نہیں

ہے کہ وتر کا وقت شروع نہیں ہو جاتا' یہاں تک کہ اگر کوئی شخص بھول کر عشاء کی نماز سے پہلے وتر کی نماز ادا کر لیتا ہے یا اس نے عشاء کی نماز اور وتر کی نماز ادا کر لی اور بعد میں اسے پتہ چلا کہ کسی وجہ سے عشاء کی نماز فاسد ہو گئی تھی' لیکن وتر کی نماز فاسد نہیں ہوئی تھی تو وتر کی نماز صحیح شمار ہوگی' ایسی صورت میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک وہ شخص صرف عشاء کی نماز دوبارہ پڑھے گا کیونکہ ترتیب کا حکم عذر کی وجہ سے ساقط ہو جاتا ہے۔

مسئلہ: جس شخص کو عشاء اور وتر کا وقت ملتا ہی نہیں ہے' مثال کے طور پر وہ کسی ایسے شہر میں رہتا ہے' جہاں شفق غروب ہونے کے ساتھ ہی صبح صادق طلوع ہو جاتی ہے یا شفق غروب ہونے سے پہلے ہی صبح صادق طلوع ہو جاتی تو ایسے شخص پر عشاء اور وتر کی نماز واجب ہی نہیں ہوں گے۔ (تبیین)

دوسری فصل: فضیلت والے اوقات کا بیان

نمازِ فجر کا مستحب وقت

مسئلہ: فجر کی نماز کو تاخیر سے ادا کرنا مستحب ہے لیکن اتنی تاخیر نہ کی جائے کہ سورج نکل آنے کا شک ہو' بلکہ اتنی روشنی میں فجر کی نماز ادا کی جانی چاہیے کہ اگر بعد میں نماز کا فساد ظاہر ہو جائے تو مستحب قرأت کے ساتھ اسے اس کے وقت میں ہی ادا کیا جا سکے۔ (تبیین)

مسئلہ: یہ حکم عام ہے' البتہ قربانی کے دن حج کرنے والوں کے لیے مزدلفہ میں حکم مختلف ہوگا' ان لوگوں کے لیے فجر کی نماز اندھیرے میں پڑھنا افضل ہوگا۔ (محیط)

ظہر وعصر کا مستحب وقت

مسئلہ: گرمیوں کے موسم میں ظہر کی نماز کو تاخیر سے ادا کرنا اور سردی کے موسم میں جلدی ادا کرنا مستحب ہے۔ (کافی)

مسئلہ: خواہ آدمی اکیلا نماز ادا کر رہا ہو یا باجماعت نماز ادا کر رہا ہو۔ (شرح مجمع از ابن الملک)

مسئلہ: عصر کی نماز کو اس وقت تک ادا کر لینا چاہیے' جب تک سورج متغیر نہیں ہوتا اور یہ حکم عام ہے' سورج کی ٹکیہ کے متغیر ہونے کا اعتبار کیا جائے گا' دھوپ کا اعتبار نہیں کیا جائے گا' اس لیے جب سورج کی ٹکیہ کی حیثیت ایسی ہو جائے' اسے دیکھنے سے آنکھ چندھیا جائے تو سورج متغیر شمار ہوگا' جب تک ایسا نہیں ہوتا' اس وقت تک تغیر کا حکم لاگو نہیں ہوگا۔ (کافی)

مسئلہ: اگر کسی شخص نے تغیر سے پہلے نماز شروع کر دی اور اس کی نماز اتنی طویل ہو گئی کہ تغیر کا وقت آ گیا تو یہ مکروہ نہیں ہے۔ (بحرالرائق)

مغرب وعشاء کا مستحب وقت

مسئلہ: مغرب کی نماز ہر موسم میں جلدی ادا کر لینا مستحب ہے۔ (کافی)

مسئلہ: عشاء کی نماز کو ایک تہائی رات گزرنے تک مؤخر کرنا مستحب ہے۔

مسئلہ: وتر کی نماز کے بارے میں حکم یہی ہے' پھر جس شخص کو آخر شب جاگ جانے کے بارے میں اعتماد ہو' وہ اسے رات کے آخری حصے میں ادا کرے' اس کے لیے یہی مستحب ہے اور جس شخص کو یہ اعتبار نہ ہو کہ وہ بیدار ہوگا تو اس کے لیے سونے سے پہلے وتر پڑھ لینا مستحب ہوگا۔ (تبیین)

مسئلہ: جب بادل چھائے ہوئے ہوں تو فجر کی نماز کو روشنی میں ادا کیا جانا چاہیے کہ جیسے اس وقت ادا کی جاتی ہے جب بادل نہیں چھائے ہوئے ہوتے' لیکن ظہر کی نماز کو ذرا مؤخر کر دینا چاہیے تاکہ زوال سے پہلے ادا نہ ہو جائے' اسی طرح عصر کی نماز کو جلدی ادا کر لینا چاہیے تاکہ مباح وقت شروع نہ ہو جائے اور مغرب کی نماز کو ذرا مؤخر کر دینا چاہیے تاکہ غروب سے پہلے ہی ادا نہ کر لی جائے اور عشاء کی نماز کو جلدی ادا کر لینا چاہیے' تاکہ بارش وغیرہ کی وجہ سے جماعت میں رکاوٹ نہ آ جائے۔ (محیط سرخسی)

مسئلہ: کسی عذر کے بغیر دو نمازیں ایک ساتھ ادا نہیں کی جا سکتیں' نہ سفر میں نہ حضر میں' البتہ عرفہ اور مزدلفہ میں دو نمازیں ایک ساتھ ادا کی جاتی ہیں۔ (محیط)

•••———•••———•••

2 - باب اَوَّلِ وَقْتِ الظُّهْرِ

باب: ظہر کی نماز کا ابتدائی وقت

494 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سَيَّارُ بْنُ سَلَامَةَ قَالَ سَمِعْتُ اَبِىْ يَسْاَلُ اَبَا بَرْزَةَ عَنْ صَلَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ اَنْتَ سَمِعْتَهُ قَالَ كَمَا اَسْمَعُكَ السَّاعَةَ فَقَالَ سَمِعْتُ اَبِىْ يَسْاَلُ عَنْ صَلَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَ لَا يُبَالِىْ بَعْضَ تَاْخِيْرِهَا - يَعْنِى الْعِشَاءَ - اِلٰى نِصْفِ اللَّيْلِ وَلَا يُحِبُّ النَّوْمَ قَبْلَهَا وَلَا الْحَدِيْثَ بَعْدَهَا .

قَالَ شُعْبَةُ ثُمَّ لَقِيْتُهُ بَعْدُ فَسَاَلْتُهُ قَالَ كَانَ يُصَلِّى الظُّهْرَ حِيْنَ تَزُوْلُ الشَّمْسُ وَالْعَصْرَ يَذْهَبُ الرَّجُلُ اِلٰى اَقْصَى الْمَدِيْنَةِ وَالشَّمْسُ حَيَّةٌ وَّالْمَغْرِبَ لَا اَدْرِىْ اَىَّ حِيْنٍ ذَكَرَ ثُمَّ لَقِيْتُهُ بَعْدُ فَسَاَلْتُهُ فَقَالَ وَكَانَ يُصَلِّى الصُّبْحَ فَيَنْصَرِفُ الرَّجُلُ فَيَنْظُرُ اِلٰى وَجْهِ جَلِيْسِهِ الَّذِىْ يَعْرِفُهُ فَيَعْرِفُهُ . قَالَ وَكَانَ يَقْرَاُ فِيْهَا بِالسِّتِّيْنَ اِلَى الْمِائَةِ .

494- اخرجه البخاري في مواقيت الصلاة، باب وقت الظهر عند الزوال (الحديث 541) بنحوه، و باب وقت العصر (الحديث 547)، و باب ما يكره من السمر بعد العشاء (الحديث 599) بنحوه، وفي الاذان، باب القراءة في الفجر (الحديث 771) بنحوه . واخرجه مسلم في المساجد ومواضع الصلاة، باب استحباب التبكير بالصبح في اول وقتها و هو التغليس و بيان قدر القراءة فيها (الحديث 235) . و اخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب في وقت صلاة النبي صلى الله عليه وسلم و كيف كان يصليها (الحديث 398) . و اخرجه النسائي في المواقيت، كراهية النوم بعد صلاة المغرب (الحديث 524)، و ما يستحب من تاخير العشاء (الحديث 529) . واخرجه ابن ماجه في الصلاة، باب وقت صلاة الظهر (الحديث 674) مختصرًا والحديث عند: مسلم في المساجد و مواضع الصلاة، باب استحباب التبكير بالصبح في اول وقتها و هو التغليس و بيان قدر القراءة فيها (الحديث 236 و 237) . و ابي داؤد في الادب، باب النهي عن السمر بعد العشاء (الحديث 4849) . تحفة الاشراف (11605) .

☆☆ سیار بن سلامہ بیان کرتے ہیں' میں نے اپنے والد کو حضرت ابوبرزہ ؓ سے نبی اکرم ﷺ کی نماز کے بارے میں دریافت کرتے ہوئے سنا' (سیار کے شاگرد کہتے ہیں:) میں نے دریافت کیا' کیا آپ خود اس بات کو سن رہے تھے؟ تو انہوں نے فرمایا: بالکل اسی طرح جس طرح اس وقت میں تمہیں سن رہا ہوں۔

(سیار بن سلامہ نے بتایا:)

میرے والد نے نبی اکرم ﷺ کی نماز کے بارے میں دریافت کیا' تو حضرت ابوبرزہ اسلمی ؓ نے جواب دیا: نبی اکرم ﷺ اس بات کی پرواہ نہیں کرتے تھے کہ اسے نصف رات تک مؤخر کر کے ادا کریں۔

(راوی کہتے ہیں: یعنی عشاء کی نماز کو) اور آپ ﷺ اس سے پہلے سونے کو اور اس کے بعد بات چیت کرنے کو پسند نہیں کرتے تھے۔

(سیار بن سلامہ کے شاگرد) شعبہ کہتے ہیں: پھر میری بعد میں ان سے ملاقات ہوئی اور میں نے ان سے اس روایت کے بارے میں دریافت کیا' تو انہوں نے بتایا: (حدیث کے یہ الفاظ ہیں:)

نبی اکرم ﷺ ظہر کی نماز اس وقت ادا کیا کرتے تھے جب سورج ڈھل جاتا تھا' اور جب آپ ﷺ عصر کی نماز ادا کر لیتے تھے' تو کوئی شخص مدینہ منورہ کے نواحی علاقے میں چلا جاتا تو سورج ابھی بھی چمک رہا ہوتا تھا۔

(راوی کہتے ہیں:) مجھے یہ نہیں یاد کہ انہوں نے مغرب کی نماز کے بارے میں کس بات کا تذکرہ کیا تھا۔

(شعبہ کہتے ہیں:) پھر بعد میں میری ان سے ملاقات ہوئی اور میں نے ان سے اس روایت کے بارے میں دریافت کیا' تو انہوں نے بتایا: نبی اکرم ﷺ صبح کی نماز اس وقت ادا کیا کرتے تھے کہ جب آدمی نماز ختم کرتا تو اپنے ساتھ بیٹھے ہوئے شخص کی طرف دیکھتا تو اُسے پہچان سکتا تھا اور وہ دوسرا شخص اسے پہچان سکتا تھا۔

راوی بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ فجر کی نماز میں ساٹھ سے لے کر ایک سو تک آیات تلاوت کیا کرتے تھے۔

شرح

اس بارے میں تمام فقہاء کے درمیان اتفاق پایا جاتا ہے کہ ظہر کی نماز کا ابتدائی وقت وہ ہے جب سورج آسمان کے وسط میں پہنچنے کے بعد مغرب کی طرف ڈھل جاتا ہے۔

ظہر کی نماز کے بارے میں یہ بات مستحب ہے کہ سردی کے موسم میں اسے اس کے ابتدائی وقت میں ادا کر دیا جائے اور گرمی کے موسم میں اسے ذرا تاخیر کے ساتھ اس وقت ادا کیا جائے جب گرمی کی شدت کچھ کم ہو چکی ہو۔ کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: ظہر کو ٹھنڈے وقت میں ادا کرو کیونکہ گرمی کی شدت جہنم کی تپش کا حصہ ہے۔

495 - اَخْبَرَنَا كَثِيْرُ بْنُ عُبَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ عَنِ الزُّبَيْدِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَنَسٌ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ حِيْنَ زَاغَتِ الشَّمْسُ فَصَلّٰى بِهِمْ صَلَاةَ الظُّهْرِ .

495-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (1535) .

☆☆ حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ اس وقت باہر تشریف لائے' جب سورج ڈھل چکا تھا تو آپ ﷺ نے لوگوں کو ظہر کی نماز پڑھائی۔

496 - اَخْبَرَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ اَبِيْ اِسْحَاقَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ وَهْبٍ عَنْ خَبَّابٍ قَالَ شَكَوْنَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَرَّ الرَّمْضَاءِ فَلَمْ يُشْكِنَا . قِيْلَ لِاَبِيْ اِسْحَاقَ فِيْ تَعْجِيْلِهَا قَالَ نَعَمْ .

☆☆ حضرت خباب ؓ (بن ارت) بیان کرتے ہیں' ہم نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں شدید گرمی کی شکایت کی تو آپ ﷺ نے ہماری شکایت پر توجہ نہیں دی۔

ابواسحاق نامی راوی سے دریافت کیا گیا: اس سے مراد یہ ہے' کہ ظہر کی نماز جلدی ادا کر لیتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں!

3 - باب تَعْجِيْلِ الظُّهْرِ فِي السَّفَرِ .

باب: سفر کے دوران ظہر کی نماز جلدی ادا کرنا

497 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ شُعْبَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ حَمْزَةُ الْعَائِذِيُّ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا نَزَلَ مَنْزِلًا لَمْ يَرْتَحِلْ مِنْهُ حَتّٰى يُصَلِّيَ الظُّهْرَ .

فَقَالَ رَجُلٌ وَاِنْ كَانَتْ بِنِصْفِ النَّهَارِ قَالَ وَاِنْ كَانَتْ بِنِصْفِ النَّهَارِ .

☆☆ حضرت انس بن مالک ؓ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ جب کسی جگہ پڑاؤ کرتے تھے' تو وہاں سے آگے اس وقت تک روانہ نہیں ہوتے تھے' جب تک ظہر کی نماز ادا نہیں کر لیتے تھے۔

ایک شخص نے دریافت کیا: اگرچہ عین دوپہر ہو چکی ہو؟ تو حضرت انس ؓ نے فرمایا: اگرچہ عین دوپہر ہو چکی ہو (یعنی سورج بالکل درمیان میں پہنچ چکا ہو)۔

4 - باب تَعْجِيْلِ الظُّهْرِ فِي الْبَرْدِ .

باب: سردی کے موسم میں ظہر کی نماز جلدی ادا کرنا

498 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ سَعِيْدٍ مَوْلٰى بَنِيْ هَاشِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ دِيْنَارٍ اَبُوْ

496-اخرجه مسلم في المساجد و مواضع الصلاة، باب استحباب تقديم الظهر في اول الوقت في غير شدة الحر (الحديث 189 و190) . تحفة الاشراف (3513) .

497-اخرجه ابوداؤد في الصلاة، باب المسافر يصلي و هو يشك في الوقت (الحديث 1205) . تحفة الاشراف (555) .

498-اخرجه البخاري في الجمعة، باب اذا اشتد الحر يوم الجمعة (الحديث 206) . تحفة الاشراف (823) .

خَلْدَةَ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَانَ الْحَرُّ اَبْرَدَ بِالصَّلَاةِ وَاِذَا كَانَ الْبَرْدُ عَجَّلَ .

☆☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم گرمی کے موسم میں ظہر کی نماز ٹھنڈے وقت میں ادا کرتے تھے اور سردی کے موسم میں اسے جلدی ادا کر لیتے تھے۔

5 - باب الْاِبْرَادِ بِالظُّهْرِ اِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ .

باب: جب گرمی شدید ہو' تو ظہر کی نماز ٹھنڈے وقت میں ادا کرنا

499 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ وَاَبِىْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

"اِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَاَبْرِدُوْا عَنِ الصَّلَاةِ فَاِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ ."

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی:

"جب گرمی شدید ہو' تو اس نماز کو ٹھنڈا کر کے ادا کیا کرو' کیونکہ گرمی کی شدت جہنم کی تپش کا حصہ ہے"۔

500 - اَخْبَرَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ يَعْقُوْبَ قَالَ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِىْ ح وَاَنْبَاَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ يَعْقُوْبَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مَعِيْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَفْصٌ ح وَاَنْبَاَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِىْ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَوْسٍ عَنْ ثَابِتِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ اَبِىْ مُوْسٰى يَرْفَعُهُ قَالَ "اَبْرِدُوْا بِالظُّهْرِ فَاِنَّ الَّذِىْ تَجِدُوْنَ مِنَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ ."

☆☆ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ مرفوع حدیث کے طور پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"ظہر کی نماز ٹھنڈی کر کے پڑھو' کیونکہ تم لوگ جو گرمی دیکھ رہے ہو یہ جہنم کی تپش کا حصہ ہے"۔

6 - باب اٰخِرِ وَقْتِ الظُّهْرِ

باب: ظہر (کی نماز) کا آخری وقت کیا ہے؟

501 - اَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ قَالَ اَنْبَاَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوْسٰى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "هٰذَا جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ جَاءَكُمْ يُعَلِّمُكُمْ دِيْنَكُمْ . فَصَلَّى الصُّبْحَ حِيْنَ طَلَعَ الْفَجْرُ وَصَلَّى الظُّهْرَ حِيْنَ زَاغَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ صَلَّى الْعَصْرَ حِيْنَ رَاَى الظِّلَّ مِثْلَهُ ثُمَّ

499-اخرجه مسلم في المساجد، باب استحباب الابراد بالظهر في شدة الحر لمن يمضي الى جماعة و يناله الحر في طريقه (الحديث 180). و اخرجه ابوداؤد في الصلاة، باب في وقت صلاة الظهر (الحديث 402) . واخرجه الترمذي في الصلاة، باب ما جاء في تاخير الظهر في شدة الحر (الحديث 157) . واخرجه ابن ماجه في الصلاة، باب الابراد بالظهر في شدة الحر (الحديث 678) . تحفة الاشراف (13226) .

500-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (8983) .

501-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (15085) .

صَلَّى الْمَغْرِبَ حِيْنَ غَرَبَتِ الشَّمْسُ وَحَلَّ فِطْرُ الصَّائِمِ ثُمَّ صَلَّى الْعِشَاءَ حِيْنَ ذَهَبَ شَفَقُ اللَّيْلِ ثُمَّ جَاءَهُ الْغَدَ فَصَلّٰى بِهِ الصُّبْحَ حِيْنَ اَسْفَرَ قَلِيْلًا ثُمَّ صَلّٰى بِهِ الظُّهْرَ حِيْنَ كَانَ الظِّلُّ مِثْلَهُ ثُمَّ صَلَّى الْعَصْرَ حِيْنَ كَانَ الظِّلُّ مِثْلَيْهِ ثُمَّ صَلَّى الْمَغْرِبَ بِوَقْتٍ وَاحِدٍ حِيْنَ غَرَبَتِ الشَّمْسُ وَحَلَّ فِطْرُ الصَّائِمِ ثُمَّ صَلَّى الْعِشَاءَ حِيْنَ ذَهَبَ سَاعَةٌ مِنَ اللَّيْلِ ثُمَّ قَالَ "الصَّلَاةُ مَا بَيْنَ صَلَاتِكَ اَمْسِ وَصَلَاتِكَ الْيَوْمَ ."

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

"یہ جبریل تھے جو تمہارے پاس آئے تھے تاکہ تمہیں تمہارے دین کے بارے میں بتائیں' تو انہوں نے صبح کی نماز اس وقت پڑھائی جب صبح صادق ہوئی تھی' ظہر کی نماز اس وقت پڑھائی جب سورج ڈھل گیا تھا' عصر کی نماز اس وقت پڑھائی جب انہوں نے دیکھا کہ ہر چیز کا سایہ اس کے ایک مثل ہو چکا ہے' پھر انہوں نے مغرب کی نماز اس وقت پڑھائی جب سورج غروب ہو چکا تھا' اور روزہ دار شخص کے لیے افطاری جائز ہو چکی تھی۔ پھر انہوں نے عشاء کی نماز اس وقت پڑھائی جب شفق رخصت ہو چکی تھی' پھر وہ اگلے دن آئے اور صبح کی نماز اس وقت پڑھائی جب تھوڑی سی روشنی پھیل چکی تھی' پھر ظہر کی نماز اس وقت پڑھائی جب ہر چیز کا سایہ اس کی ایک مثل ہو جاتا ہے' عصر کی نماز اس وقت پڑھائی جب ہر چیز کا سایہ دو مثل ہو جاتا ہے' مغرب کی نماز انہوں نے ایک ہی وقت میں پڑھائی' یعنی اس وقت جب سورج غروب ہوا تھا اور روزہ دار کے لیے افطاری کرنا جائز ہو جاتا ہے' پھر عشاء کی نماز انہوں نے اس وقت پڑھائی' جب رات کا ایک حصہ گزر چکا تھا' پھر انہوں نے یہ بات بتائی کہ کل آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (جن اوقات میں) نماز ادا کی تھی اور آج (جن اوقات میں) نماز ادا کی ہے' ان کے درمیان کا وقت نماز کا وقت ہے۔

شرح

ظہر کے آخری وقت کے بارے میں فقہاء کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔

امام ابو یوسف' امام محمد' امام شافعی اس بات کے قائل ہیں: جب کسی چیز کا سایہ اس کے اصل سائے کے علاوہ' ایک مثل ہو جائے تو ظہر کا وقت ختم ہو جاتا ہے۔

جبکہ امام ابوحنیفہ اس بات کے قائل ہیں: جب کسی چیز کا سایہ اس کے اصل سائے کے علاوہ' دو مثل ہو جائے تو ظہر کا وقت ختم ہوتا ہے۔

•••—— •••—— •••

502 - اَخْبَرَنَا اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْاَذْرَمِىُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبِيْدَةُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ اَبِىْ مَالِكٍ الْاَشْجَعِىِّ سَعْدِ بْنِ طَارِقٍ عَنْ كَثِيْرِ بْنِ مُدْرِكٍ عَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ كَانَ قَدْرُ صَلَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ فِى الصَّيْفِ ثَلَاثَةَ اَقْدَامٍ اِلٰى خَمْسَةِ اَقْدَامٍ وَفِى الشِّتَاءِ خَمْسَةَ اَقْدَامٍ اِلٰى سَبْعَةِ اَقْدَامٍ .

502-اخرجه ابوداؤد في الصلاة، باب في وقت صلاة الظهر (الحديث 400) . تحفة الاشراف (9186) .

☆☆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، گرمی کے موسم میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز اس وقت ادا کرتے تھے، جب کسی چیز کا سایہ تین قدم سے پانچ قدم تک کا ہوتا تھا اور سردیوں میں اس وقت ادا کرتے تھے، جب پانچ قدم سے سات قدم تک ہوتا تھا۔

7 - باب اَوَّلِ وَقْتِ الْعَصْرِ .

باب: عصر کی نماز کا ابتدائی وقت (کیا ہے؟)

503 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا ثَوْرٌ حَدَّثَنِىْ سُلَيْمَانُ بْنُ مُوْسٰى عَنْ عَطَاءِ بْنِ اَبِىْ رَبَاحٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ سَاَلَ رَجُلٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ مَوَاقِيْتِ الصَّلَاةِ فَقَالَ "صَلِّ مَعِىْ ." فَصَلَّى الظُّهْرَ حِيْنَ زَاغَتِ الشَّمْسُ وَالْعَصْرَ حِيْنَ كَانَ فَىْءُ كُلِّ شَىْءٍ مِثْلَهُ وَالْمَغْرِبَ حِيْنَ غَابَتِ الشَّمْسُ وَالْعِشَاءَ حِيْنَ غَابَ الشَّفَقُ قَالَ ثُمَّ صَلَّى الظُّهْرَ حِيْنَ كَانَ فَىْءُ الْاِنْسَانِ مِثْلَهُ وَالْعَصْرَ حِيْنَ كَانَ فَىْءُ الْاِنْسَانِ مِثْلَيْهِ وَالْمَغْرِبَ حِيْنَ كَانَ قُبَيْلَ غَيْبُوْبَةِ الشَّفَقِ . قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْحَارِثِ ثُمَّ قَالَ فِى الْعِشَاءِ اُرٰى اِلٰى ثُلُثِ اللَّيْلِ .

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، ایک شخص نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نمازوں کے اوقات کے بارے میں دریافت کیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"تم میری اقتداء میں نماز ادا کرو"۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز اس وقت ادا کی جب سورج ڈھل گیا تھا، عصر کی نماز اس وقت ادا کی جب ہر چیز کا سایہ اس کی ایک مثل ہو چکا تھا، مغرب کی نماز اس وقت ادا کی جب سورج غروب ہو چکا تھا اور عشاء کی نماز اس وقت ادا کی جب شفق غروب ہو گئی تھی۔

پھر اگلے دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز اس وقت ادا کی جب ہر چیز کا سایہ ایک مثل ہو چکا ہوتا، عصر کی نماز اس وقت ادا کی جب ہر چیز کا سایہ دو مثل ہو چکا تھا اور مغرب کی نماز شفق غروب ہونے سے تھوڑی دیر پہلے ادا کی۔

عبداللہ بن حارث نامی راوی بیان کرتے ہیں، میرا خیال ہے (میرے استاد نے حدیث بیان کرتے ہوئے) عشاء کی نماز کے بارے میں ایک تہائی (رات کے وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز ادا کرنے کا تذکرہ کیا تھا)۔

شرح

اکثر فقہاء اسی بات کے قائل ہیں کہ جیسے ہی ظہر کی نماز کا وقت ختم ہوتا ہے اس کے فوراً بعد عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔ لہٰذا جن فقہاء کے نزدیک ظہر کا وقت ایک مثل تک باقی رہتا ہے، ان کے نزدیک ایک مثل ہو جانے کے بعد عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے جبکہ امام ابوحنیفہ کے نزدیک چونکہ ظہر کا وقت دو مثل تک باقی رہتا ہے، اس لئے ان کے نزدیک جب کسی چیز کا سایہ اس

503-رواه ابو داؤد فى الصلاة، باب ما جاء فى المواقيت (الحديث 395) تعليقاً، بمعناه . تحفة الاشراف (2417) .

کے اصل سائے کے علاوہ دو مثل ہوگا اس وقت عصر کا وقت شروع ہوگا۔

متاخرین فقہاء نے یہ بات بیان کی ہے: مناسب یہ ہے کہ کسی چیز کا سایہ ایک مثل ہونے سے پہلے ظہر کی نماز ادا کر لی جائے، جب کہ عصر کی نماز دو مثل ہو جانے کے بعد ادا کرنی چاہیے، تاکہ فقہاء کے درمیان اختلاف سے بچا جا سکے۔

•••——•••——•••

8 - باب تَعْجِيلِ الْعَصْرِ

باب: عصر کی نماز جلدی ادا کرنا

504 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى صَلَاةَ الْعَصْرِ وَالشَّمْسُ فِىْ حُجْرَتِهَا لَمْ يَظْهَرِ الْفَىْءُ مِنْ حُجْرَتِهَا .

☆☆ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز ادا کر لیتے تھے جبکہ دھوپ ابھی حجرے میں موجود ہوتی تھی اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے سے سایہ ابھی بلند نہیں ہوا ہوتا تھا۔

شرح

امام نسائی نے ترجمۃ الباب میں عصر کی نماز جلدی ادا کرنے کا ذکر کیا ہے۔ اس سے مراد یہ ہے: عصر کی نماز کو اس وقت تک مؤخر نہ کیا جائے جب اس کا مکروہ وقت شروع ہو چکا ہوتا ہے۔

•••——•••——•••

505 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ مَالِكٍ قَالَ حَدَّثَنِى الزُّهْرِىُّ وَاِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّى الْعَصْرَ ثُمَّ يَذْهَبُ الذَّاهِبُ اِلٰى قُبَاءٍ فَقَالَ اَحَدُهُمَا فَيَاْتِيْهِمْ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ وَقَالَ الْاٰخَرُ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ .

☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز ادا کر لیتے تھے، اس کے بعد کوئی شخص قبا چلا جاتا تھا۔

اس کے بعد ایک راوی نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں:

"جب وہ شخص وہاں پہنچتا تو وہ لوگ وہاں نماز ادا کر رہے ہوتے تھے"۔

جبکہ دوسرے راوی نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں:

"(جب وہ وہاں پہنچتا) تو سورج بلند ہوتا تھا"۔

504-اخرجه البخاري في مواقيت الصلاة، باب وقت العصر (الحديث 545) . واخرجه الترمذي في الصلاة، باب ما جاء في تعجيل العصر (الحديث 159) . تحفة الاشراف (16585) .

505-اخرجه البخاري في مواقيت الصلاة، باب وقت العصر (الحديث 548) بنحوه، و (الحديث 551) . واخرجه مسلم في المساجد و مواضع الصلاة، باب استحباب التبكير بالعصر (الحديث 193) و (الحديث 194) بنحوه . تحفة الاشراف (202) .

506 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّهُ اَخْبَرَهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ حَيَّةٌ وَّيَذْهَبُ الذَّاهِبُ اِلَى الْعَوَالِيْ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ.

☆☆ حضرت انس بن مالک ؓ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ عصر کی نماز ادا کر لیتے تھے جبکہ سورج ابھی بلند اور چمکدار ہوتا تھا' اور پھر کوئی شخص اگر کسی نواحی علاقے میں چلا جاتا تو (تو اس کے وہاں پہنچنے کے بعد بھی) سورج بلند ہوتا تھا۔

507 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ عَنْ اَبِي الْاَبْيَضِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي بِنَا الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ بَيْضَاءُ مُحَلِّقَةٌ.

☆☆ حضرت انس بن مالک ؓ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ ہمیں عصر کی نماز پڑھا دیتے تھے جبکہ سورج ابھی بلند اور چمکدار ہوتا تھا۔

508 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ اَبِي بَكْرِ بْنِ عُثْمَانَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا اُمَامَةَ بْنَ سَهْلٍ يَّقُوْلُ صَلَّيْنَا مَعَ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ الظُّهْرَ ثُمَّ خَرَجْنَا حَتّٰى دَخَلْنَا عَلٰى اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ فَوَجَدْنَاهُ يُصَلِّي الْعَصْرَ قُلْتُ يَا عَمِّ مَا هٰذِهِ الصَّلَاةُ الَّتِيْ صَلَّيْتَ قَالَ الْعَصْرَ وَهٰذِهِ صَلَاةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّتِيْ كُنَّا نُصَلِّي.

☆☆ حضرت ابوامامہ بیان کرتے ہیں کہ عمر بن عبدالعزیز نے ہمیں ظہر کی نماز پڑھائی' پھر ہم وہاں سے نکلے پھر ہم حضرت انس بن مالک ؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے' تو ہم نے انہیں عصر کی نماز ادا کرتے ہوئے پایا' میں نے کہا: اے چچا جان! یہ کون سی نماز ہے؟ جو آپ ادا کر رہے ہیں' انہوں نے کہا: یہ عصر کی نماز ہے اور نبی اکرم ﷺ کے نماز ادا کرنے کا بھی یہی وقت ہے' جب ہم (آپ ﷺ کی اقتداء میں) ادا کیا کرتے تھے۔

509 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَلْقَمَةَ الْمَدَنِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ قَالَ صَلَّيْنَا فِيْ زَمَانِ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ ثُمَّ انْصَرَفْنَا اِلٰى اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ فَوَجَدْنَاهُ يُصَلِّي فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ لَنَا اَصَلَّيْتُمْ قُلْنَا صَلَّيْنَا الظُّهْرَ. قَالَ اِنِّيْ صَلَّيْتُ الْعَصْرَ. فَقَالُوْا لَهُ عَجَّلْتَ. فَقَالَ اِنَّمَا اُصَلِّي كَمَا رَاَيْتُ اَصْحَابِيْ يُصَلُّوْنَ.

☆☆ ابوسلمہ بیان کرتے ہیں' ہم نے حضرت عمر بن عبدالعزیز ؒ کے زمانے میں نماز ادا کی' پھر ہم وہاں سے حضرت انس بن مالک ؓ کے پاس چلے گئے' ہم نے انہیں بھی نماز ادا کرتے ہوئے پایا' جب انہوں نے نماز مکمل کی تو انہوں نے ہم

506-اخرجه مسلم في المساجد و مواضع الصلاة، باب استحباب التبكير بالعصر (الحديث 404) . واخرجه ابن ماجه في الصلاة، باب وقت صلاة العصر (الحديث 682) . تحفة الاشراف (1522) .

507-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (1710) .

508-اخرجه البخاري في مواقيت الصلاة، باب وقت العصر (الحديث 549) . واخرجه مسلم في المساجد و مواضع الصلاة، باب استحباب التبكير بالعصر (الحديث 196) . تحفة الاشراف (225) .

509-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (1718) .

سے فرمایا: تم لوگوں نے نماز ادا کر لی ہے؟ ہم نے جواب دیا: جی ہاں! ہم نے ظہر کی نماز ادا کر لی ہے' تو انہوں نے فرمایا: میں نے تو عصر کی نماز ادا کر لی ہے' لوگوں نے کہا کہ آپ نے (عصر کی نماز) جلدی نہیں ادا کر لی؟ تو انہوں نے فرمایا: میں نے اسی طرح نماز ادا کی ہے' جس طرح میں نے اپنے ساتھیوں (یعنی دیگر صحابہ کرام) کو نماز ادا کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

9 - باب التَّشْدِيْدِ فِيْ تَاْخِيْرِ الْعَصْرِ.

باب: عصر کی نماز تاخیر سے ادا کرنے کی شدید مذمت

510 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرِ بْنِ اِيَاسِ بْنِ مُقَاتِلِ بْنِ مُشَمْرِجِ بْنِ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنَا الْعَلَاءُ اَنَّهُ دَخَلَ عَلٰى اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ فِيْ دَارِهٖ بِالْبَصْرَةِ حِيْنَ انْصَرَفَ مِنَ الظُّهْرِ - وَدَارُهُ بِجَنْبِ الْمَسْجِدِ - فَلَمَّا دَخَلْنَا عَلَيْهِ قَالَ اَصَلَّيْتُمُ الْعَصْرَ قُلْنَا لَا اِنَّمَا انْصَرَفْنَا السَّاعَةَ مِنَ الظُّهْرِ. قَالَ فَصَلُّوا الْعَصْرَ. قَالَ فَقُمْنَا فَصَلَّيْنَا فَلَمَّا انْصَرَفْنَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "تِلْكَ صَلَاةُ الْمُنَافِقِ جَلَسَ يَرْقُبُ صَلَاةَ الْعَصْرِ حَتّٰى اِذَا كَانَتْ بَيْنَ قَرْنَيِ الشَّيْطٰنِ قَامَ فَنَقَرَ اَرْبَعًا لَا يَذْكُرُ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ فِيْهَا اِلَّا قَلِيْلًا".

☆☆ علاء بیان کرتے ہیں' وہ حضرت انس بن مالک ؓ کی خدمت میں ان کے گھر حاضر ہوئے جو بصرہ میں تھا' وہ ظہر کی نماز ادا کر کے ان کے گھر گئے تھے اور حضرت انس ؓ کا گھر مسجد کے پڑوس میں تھا' وہ بیان کرتے ہیں' جب ہم ان کی خدمت میں حاضر ہوئے' تو انہوں نے دریافت کیا:

کیا تم لوگوں نے عصر کی نماز ادا کر لی ہے؟ ہم نے عرض کی: نہیں! ہم تو ابھی ظہر کی نماز پڑھ کے آ رہے ہیں' تو حضرت انس ؓ نے فرمایا: تم لوگ عصر کی نماز ادا کر لو۔ تو ہم لوگ اُٹھے اور ہم نے نماز ادا کر لی' جب ہم نماز ادا کر کے فارغ ہوئے' تو حضرت انس ؓ نے بتایا: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

"یہ منافق کا نماز پڑھنے کا طریقہ ہے' کہ وہ بیٹھا ہوا عصر کی نماز کو مؤخر کرتا رہتا ہے' یہاں تک کہ جب سورج شیطان کے دو سینگوں کے درمیان پہنچ جاتا ہے' تو وہ شخص اُٹھ کر چار مرتبہ (زمین پر سر مارتا ہے) اور وہ اس نماز میں اللہ تعالیٰ کا تھوڑا سا ذکر کرتا ہے"۔

511 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اَلَّذِيْ تَفُوْتُهُ صَلَاةُ الْعَصْرِ فَكَاَنَّمَا وُتِرَ اَهْلَهُ وَمَالَهُ".

☆☆ سالم اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر ؓ) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

510-اخرجه مسلم في المساجد و مواضع الصلاة، باب استحباب التبكير بالعصر (الحديث 195) و اخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب في وقت صلاة العصر (الحديث 413) . واخرجه الترمذي في الصلاة، باب ما جاء في تعجيل العصر (الحديث 160) . تحفة الاشراف (1122) .

511-اخرجه مسلم في المساجد و مواضع الصلاة، باب التغليظ في تفويت صلاة العصر (الحديث 201) . و اخرجه ابن ماجه في الصلاة، باب المحافظة على صلاة العصر (الحديث 685) . تحفة الاشراف (6829) .

"جس شخص کی عصر کی نماز قضاء ہو جائے گویا کہ اس کے اہل خانہ اس کا مال واسباب (سب) ضائع ہو گئے"۔

511B - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ - رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا - اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اَلَّذِىْ تَفُوْتُهُ صَلَاةُ الْعَصْرِ فَكَاَنَّمَا وُتِرَ اَهْلَهُ وَمَالَهُ".

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:
"جس شخص کی عصر کی نماز فوت ہو جائے گویا کہ اس کے اہل خانہ اور اس کا مال ضائع ہو گئے"۔

10 - باب اٰخِرِ وَقْتِ الْعَصْرِ .

باب: عصر کی نماز کا آخری وقت

512 - اَخْبَرَنَا يُوْسُفُ بْنُ وَاضِحٍ قَالَ حَدَّثَنَا قُدَامَةُ - يَعْنِى ابْنَ شِهَابٍ - عَنْ بُرْدٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ اَبِىْ رَبَاحٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ جِبْرِيْلَ اَتَى النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُهُ مَوَاقِيْتَ الصَّلَاةِ فَتَقَدَّمَ جِبْرِيْلُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَلْفَهُ وَالنَّاسُ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى الظُّهْرَ حِيْنَ زَالَتِ الشَّمْسُ وَاَتَاهُ حِيْنَ كَانَ الظِّلُّ مِثْلَ شَخْصِهٖ فَصَنَعَ كَمَا صَنَعَ فَتَقَدَّمَ جِبْرِيْلُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَلْفَهُ وَالنَّاسُ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى الْعَصْرَ ثُمَّ اَتَاهُ حِيْنَ وَجَبَتِ الشَّمْسُ فَتَقَدَّمَ جِبْرِيْلُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَلْفَهُ وَالنَّاسُ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ ثُمَّ اَتَاهُ حِيْنَ غَابَ الشَّفَقُ فَتَقَدَّمَ جِبْرِيْلُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَلْفَهُ وَالنَّاسُ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى الْعِشَاءَ ثُمَّ اَتَاهُ حِيْنَ انْشَقَّ الْفَجْرُ فَتَقَدَّمَ جِبْرِيْلُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَلْفَهُ وَالنَّاسُ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى الْغَدَاةَ ثُمَّ اَتَاهُ الْيَوْمَ الثَّانِىَ حِيْنَ كَانَ ظِلُّ الرَّجُلِ مِثْلَ شَخْصِهٖ فَصَنَعَ مِثْلَ مَا صَنَعَ بِالْاَمْسِ فَصَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ اَتَاهُ حِيْنَ كَانَ ظِلُّ الرَّجُلِ مِثْلَ شَخْصَيْهِ فَصَنَعَ كَمَا صَنَعَ بِالْاَمْسِ فَصَلَّى الْعَصْرَ ثُمَّ اَتَاهُ حِيْنَ وَجَبَتِ الشَّمْسُ فَصَنَعَ كَمَا صَنَعَ بِالْاَمْسِ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ فَنِمْنَا ثُمَّ قُمْنَا ثُمَّ نِمْنَا ثُمَّ قُمْنَا فَاَتَاهُ فَصَنَعَ كَمَا صَنَعَ بِالْاَمْسِ فَصَلَّى الْعِشَاءَ ثُمَّ اَتَاهُ حِيْنَ امْتَدَّ الْفَجْرُ وَاَصْبَحَ وَالنُّجُوْمُ بَادِيَةٌ مُشْتَبِكَةٌ فَصَنَعَ كَمَا صَنَعَ بِالْاَمْسِ فَصَلَّى الْغَدَاةَ ثُمَّ قَالَ "مَا بَيْنَ هَاتَيْنِ الصَّلَاتَيْنِ وَقْتٌ".

☆☆ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت جبریل علیہ السلام نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تاکہ آپ ﷺ کو نمازوں کے اوقات کے بارے میں آگاہ کریں۔ حضرت جبریل علیہ السلام آگے ہوئے اور نبی اکرم ﷺ نے ان کی اقتداء میں نماز ادا کی جبکہ لوگوں نے نبی اکرم ﷺ کی اقتداء میں نماز ادا کی۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے ظہر کی نماز اس وقت ادا کی جب سورج ڈھل گیا تھا' پھر وہ اس وقت نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے جب ہر انسان کا سایہ اس کی ایک مثل

512-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (2401) .

ہو جاتا ہے' پھر انہوں نے ایسا ہی کیا جیسے پہلے کیا تھا' یعنی حضرت جبریل علیہ السلام آگے کھڑے ہوئے' نبی اکرم ﷺ ان کے پیچھے کھڑے ہوئے اور لوگوں نے نبی اکرم ﷺ کی اقتداء میں نماز ادا کی' حضرت جبریل علیہ السلام نے عصر کی نماز ادا کی' پھر وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں اس وقت حاضر ہوئے جب سورج غروب ہو چکا تھا' حضرت جبریل علیہ السلام آگے ہوئے' نبی اکرم ﷺ ان کے پیچھے تھے اور لوگ نبی اکرم ﷺ کی اقتداء میں نماز ادا کر رہے تھے' پھر انہوں نے مغرب کی نماز ادا کی' پھر وہ اس وقت نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے جب شفق غروب ہو چکی تھی' حضرت جبریل علیہ السلام آگے ہوئے' نبی اکرم ﷺ ان کے پیچھے تھے اور لوگ نبی اکرم ﷺ کی پیروی کر رہے تھے' انہوں نے عشاء کی نماز ادا کی' پھر وہ نبی اکرم ﷺ کے پاس اس وقت حاضر ہوئے جب صبح صادق ہو چکی تھی' حضرت جبریل علیہ السلام آگے ہوئے' نبی اکرم ﷺ نے ان کے پیچھے نماز ادا کی اور لوگوں نے نبی اکرم ﷺ کی اقتداء میں نماز ادا کی' انہوں نے فجر کی نماز ادا کی۔

پھر وہ دوسرے دن اُس وقت آئے جب ہر شخص کا سایہ اس کی ایک مثل ہو جاتا ہے' تو انہوں نے ظہر کی نماز ادا کی۔

پھر وہ نبی اکرم ﷺ کے پاس اس وقت آئے جب ہر شخص کا سایہ اس کی دو مثل ہو جاتا ہے' تو انہوں نے ویسا ہی کیا جیسا گزشتہ دن کیا تھا اور عصر کی نماز ادا کی' پھر وہ نبی اکرم ﷺ کے پاس اس وقت آئے جب سورج غروب ہو چکا تھا اور اسی طرح کیا جس طرح گزشتہ دن کیا تھا اور مغرب کی نماز ادا کی' پھر ہم سو گئے' پھر ہم بیدار ہوئے' پھر ہم سو گئے' پھر بیدار ہو گئے' پھر وہ نبی اکرم ﷺ کے پاس آئے اور اس طرح کیا جس طرح گزشتہ دن کیا تھا اور انہوں نے عشاء کی نماز ادا کی (یعنی عشاء کی نماز رات گئے ادا کی)۔

پھر وہ نبی اکرم ﷺ کے پاس اُس وقت آئے جب صبح ہو چکی تھی اور ستارے ٹمٹما رہے تھے' انہوں نے اُسی طرح کیا' جس طرح گزشتہ دن کیا تھا اور صبح کی نماز ادا کی۔

پھر یہ بات بیان کی کہ ان دونوں نمازوں کے درمیان نماز کا وقت ہے۔

شرح

تمام فقہاء کے درمیان اس بات پر اتفاق پایا جاتا ہے' عصر کا آخری وقت سورج غروب ہونے سے کچھ پہلے ہے' ان حضرات کی دلیل نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان ہے:

"جو شخص سورج طلوع ہونے سے پہلے صبح کی نماز کی ایک رکعت کو پالیتا ہے' وہ صبح کی نماز کو پالیتا ہے' اور جو شخص سورج غروب ہونے سے پہلے عصر کی نماز کی ایک رکعت کو پالیتا ہے' وہ عصر کی نماز کو پالیتا ہے"۔

تاہم اکثر فقہاء اس بات کے قائل ہیں: جب سورج زرد ہو جائے یعنی اس کی دھوپ مدھم پڑ جائے' یعنی اس پر نگاہ جم سکتی ہو' اس وقت کے بعد عصر کی نماز ادا کرنا مکروہ ہے۔

اس کی دلیل نبی اکرم ﷺ کا وہ فرمان ہے' جسے امام نسائی نے بھی نقل کیا ہے' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

"یہ منافق کا نماز پڑھنے کا طریقہ ہے' کہ وہ بیٹھا ہوا عصر کی نماز کو مؤخر کرتا رہتا ہے' یہاں تک کہ جب سورج

شیطان کے دو سینگوں کے درمیان پہنچ جاتا ہے تو وہ شخص اٹھ کر چار مرتبہ (زمین پر سر مارتا ہے) اور وہ اس نماز میں اللہ تعالیٰ کا تھوڑا سا ذکر کرتا ہے"۔

11 - باب مَنْ اَدْرَكَ رَكْعَتَيْنِ مِنَ الْعَصْرِ .

باب: جو شخص عصر کی دو رکعات پالے (اس کا حکم)

513 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ سَمِعْتُ مَعْمَرًا عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ - رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ - عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ اَدْرَكَ رَكْعَتَيْنِ مِنْ صَلَاةِ الْعَصْرِ قَبْلَ اَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ اَوْ رَكْعَةً مِّنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ قَبْلَ اَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَقَدْ اَدْرَكَ" .

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"جو شخص سورج غروب ہونے سے پہلے عصر کی دو رکعات پالے یا سورج نکلنے سے پہلے فجر کی نماز کی ایک رکعت پالے اس نے اس نماز کو پالیا"۔

514 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ سَمِعْتُ مَعْمَرًا عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ اَدْرَكَ رَكْعَةً مِّنْ صَلَاةِ الْعَصْرِ قَبْلَ اَنْ تَغِيْبَ الشَّمْسُ اَوْ اَدْرَكَ رَكْعَةً مِّنَ الْفَجْرِ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ فَقَدْ اَدْرَكَ" .

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"جو شخص سورج غروب ہونے سے پہلے عصر کی ایک رکعت کو پالے یا سورج نکلنے سے پہلے فجر کی ایک رکعت کو پالے (اس نے اس نماز کو پالیا)۔

515 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيٰى عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اِذَا اَدْرَكَ اَحَدُكُمْ اَوَّلَ سَجْدَةٍ مِّنْ صَلَاةِ الْعَصْرِ قَبْلَ اَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَلْيُتِمَّ صَلَاتَهُ وَاِذَا اَدْرَكَ اَوَّلَ سَجْدَةٍ مِّنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ قَبْلَ اَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَلْيُتِمَّ صَلَاتَهُ" .

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"جب کوئی شخص سورج غروب ہونے سے پہلے عصر کی نماز کا پہلا سجدہ کر لے (یعنی ایک رکعت ادا کر لے) تو اسے چاہیے کہ اب وہ اس نماز کو مکمل کر لے اور جب کوئی شخص سورج نکلنے سے پہلے صبح کی نماز کے پہلے سجدے کو پالے

513- اخرجه مسلم في المساجد و مواضع الصلاة، باب من ادرك ركعة من الصلاة فقد ادرك تلك الصلاة (الحديث 165) . واخرجه ابوداؤد في الصلاة، باب في وقت صلاة العصر (الحديث 412) . تحفة الاشراف (13576) .

514- اخرجه مسلم في المساجد و مواضع الصلاة، باب من ادرك ركعة من الصلاة فقد ادرك تلك الصلاة (الحديث 163) بنحوه . واخرجه ابن ماجه في الصلاة، باب وقت الصلاة في العذر و الضرورة (الحديث 700م) بنحوه تحفة الاشراف (15274) .

515- اخرجه البخاري في مواقيت الصلاة، باب من ادرك ركعة من العصر قبل الغروب (الحديث 556) . تحفة الاشراف (15375) .

(یعنی ایک رکعت نماز ادا کر لے) تو وہ اپنی اس نماز کو مکمل کرے"۔

516 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ وَعَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيْدٍ وَعَنِ الْاَعْرَجِ يُحَدِّثُوْنَهُ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ اَدْرَكَ رَكْعَةً مِّنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ قَبْلَ اَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَقَدْ اَدْرَكَ الصُّبْحَ وَمَنْ اَدْرَكَ رَكْعَةً مِّنَ الْعَصْرِ قَبْلَ اَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَقَدْ اَدْرَكَ الْعَصْرَ" .

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

"جو شخص سورج نکلنے سے پہلے صبح کی نماز کی ایک رکعت کو پالے اس نے صبح کی نماز کو پالیا اور جو شخص سورج غروب ہونے سے پہلے عصر کی ایک رکعت کو پالے اس نے عصر کی نماز کو پالیا"۔

517 - اَخْبَرَنَا اَبُوْ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عَامِرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ نَصْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ جَدِّهِ مُعَاذٍ اَنَّهُ طَافَ مَعَ مُعَاذِ ابْنِ عَفْرَاءَ فَلَمْ يُصَلِّ فَقُلْتُ اَلَا تُصَلِّيْ فَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا صَلَاةَ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغِيْبَ الشَّمْسُ وَلَا بَعْدَ الصُّبْحِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ" .

★★ نصر بن عبدالرحمٰن اپنے دادا معاذ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: انہوں نے حضرت معاذ بن عفراء رضی اللہ عنہ کے ہمراہ طواف کیا تو حضرت معاذ بن عفراء رضی اللہ عنہ نے (طواف کی بعد والی مسنون) رکعات ادا نہیں کیں میں نے دریافت کیا: کیا آپ نماز نہیں پڑھیں گے؟ تو انہوں نے ارشاد فرمایا: کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

"عصر کی نماز کے بعد سورج غروب ہونے تک اور فجر کی نماز کے بعد سورج نکلنے تک کوئی نماز ادا نہیں کی جائے گی"۔

12 - باب اَوَّلِ وَقْتِ الْمَغْرِبِ .

باب: مغرب کی نماز کا ابتدائی وقت

518 - اَخْبَرَنِيْ عَمْرُو بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَخْلَدُ بْنُ يَزِيْدَ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلَهُ عَنْ وَقْتِ الصَّلَاةِ فَقَالَ "اَقِمْ مَعَنَا هٰذَيْنِ الْيَوْمَيْنِ" . فَاَمَرَ بِلَالًا فَاَقَامَ عِنْدَ الْفَجْرِ فَصَلَّى الْفَجْرَ ثُمَّ اَمَرَهُ حِيْنَ زَالَتِ الشَّمْسُ فَصَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ اَمَرَهُ حِيْنَ رَاَى الشَّمْسَ بَيْضَاءَ فَاَقَامَ الْعَصْرَ ثُمَّ اَمَرَهُ حِيْنَ وَقَعَ حَاجِبُ الشَّمْسِ فَاَقَامَ الْمَغْرِبَ ثُمَّ اَمَرَهُ حِيْنَ غَابَ الشَّفَقُ فَاَقَامَ الْعِشَاءَ ثُمَّ اَمَرَهُ مِنَ الْغَدِ فَنَوَّرَ بِالْفَجْرِ ثُمَّ اَبْرَدَ بِالظُّهْرِ وَاَنْعَمَ اَنْ يُبْرِدَ ثُمَّ صَلّٰى

516- اخرجه البخاري في مواقيت الصلاة، باب من ادرك من الفجر ركعة (الحديث 579) . واخرجه مسلم في المساجد ومواضع الصلاة، باب من ادرك ركعة من الصلاة فقد ادرك تلك الصلاة (الحديث 163) . واخرجه الترمذي في الصلاة، باب ما جاء فيمن ادرك ركعة من العصر قبل ان تغرب الشمس (الحديث 186) . واخرجه ابن ماجه في الصلاة، باب الصلاة في العذر و الضرورة (الحديث 699) . تحفة الاشراف (12206) .

517- انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (11374) .

518- اخرجه مسلم في المساجد و مواضع الصلاة، باب اوقات الصلوات الخمس (الحديث 176 و 177) بنحوه . و اخرجه الترمذي في الصلاة، باب (منه) (الحديث 152) . واخرجه ابن ماجه في الصلاة، ابواب مواقيت الصلاة (الحديث 667) بنحوه . تحفة الاشراف (1931) .

الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ بَيْضَاءُ وَاَخَّرَ عَنْ ذٰلِكَ ثُمَّ صَلَّى الْمَغْرِبَ قَبْلَ اَنْ يَّغِيبَ الشَّفَقُ ثُمَّ اَمَرَهٗ فَاَقَامَ الْعِشَاءَ حِيْنَ ذَهَبَ ثُلُثُ اللَّيْلِ فَصَلَّاهَا ثُمَّ قَالَ "اَيْنَ السَّائِلُ عَنْ وَقْتِ الصَّلَاةِ وَقْتُ صَلَاتِكُمْ مَا بَيْنَ مَا رَاَيْتُمْ".

★★ سلیمان بن بریدہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے آپ ﷺ سے نمازوں کے وقت کے بارے میں دریافت کیا، تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"تم ہمارے ساتھ دو دن رہو"۔

پھر نبی اکرم ﷺ نے حضرت بلال ؓ کو ہدایت کی، تو انہوں نے صبح صادق کے وقت اقامت کہی تو نبی اکرم ﷺ نے فجر کی نماز ادا کی۔

پھر جب سورج ڈھل گیا تو نبی اکرم ﷺ نے انہیں ہدایت کی (انہوں نے اذان دی) اور نبی اکرم ﷺ نے ظہر کی نماز ادا کر لی۔

پھر جب نبی اکرم ﷺ نے سورج کو چمکدار دیکھا تو آپ ﷺ نے انہیں ہدایت کی، انہوں نے اذان اور اقامت کہی تو نبی اکرم ﷺ نے عصر کی نماز ادا کر لی، پھر جب سورج غروب ہو گیا تو نبی اکرم ﷺ نے انہیں ہدایت کی (انہوں نے اذان اور اقامت کہی) تو نبی اکرم ﷺ نے مغرب کی نماز ادا کر لی، پھر جب شفق غروب ہو گئی تو نبی اکرم ﷺ نے انہیں ہدایت کی (انہوں نے اذان و اقامت کہی) تو نبی اکرم ﷺ نے عشاء کی نماز ادا کر لی۔ اگلے دن نبی اکرم ﷺ نے صبح روشن ہو جانے کے بعد انہیں ہدایت کی (تو انہوں نے اذان اور اقامت کہی اور نبی اکرم ﷺ نے نماز ادا کر لی) پھر نبی اکرم ﷺ نے ظہر کی نماز کو ٹھنڈے وقت میں ادا کیا اور اچھے خاصے ٹھنڈے وقت میں ادا کیا اور عصر کی نماز اس وقت ادا کی جب دھوپ ابھی چمکدار تھی، آپ ﷺ نے اسے تاخیر سے ادا کیا، پھر مغرب کی نماز آپ ﷺ نے شفق غروب ہونے سے پہلے ادا کر لی، پھر انہیں ہدایت کی تو انہوں نے عشاء کی نماز کے لیے اقامت اس وقت کہی جب ایک تہائی رات گزر چکی تھی، تو نبی اکرم ﷺ نے اس وقت یہ نماز ادا کی۔ پھر آپ ﷺ نے دریافت کیا: نمازوں کے وقت کے بارے میں دریافت کرنے والا شخص کہاں ہے؟ تم نے جو دیکھا ہے ان کے درمیان تمہاری نماز کا وقت ہے۔

شرح

اس بات پر تمام فقہاء کا اتفاق ہے کہ مغرب کا وقت سورج غروب ہونے کے بعد ہوتا ہے، یعنی جس وقت سورج کی ٹکیہ مکمل طور پر ڈوب چکی ہو۔

جمہور فقہاء کے نزدیک اس کا وقت شفق غروب ہونے تک رہتا ہے۔

احناف کے نزدیک سب سے زیادہ مغرب کی نماز کے بارے میں اس بات کی تاکید ہے کہ اسے ابتدائی وقت میں ادا کر لیا جائے۔

تاہم بعض دیگر روایات سے یہ بات ثابت ہے جب کسی شخص کو تیزی سے سفر کرنا مقصود ہو، یا کوئی اور ضرورت درپیش ہو تو

وہ مغرب کی نماز کو مؤخر کر کے اس کے آخری وقت میں اور عشاء کی نماز کو اس کے ابتدائی وقت میں ادا کر کے بظاہر دو نمازیں ایک ساتھ ادا کر لے گا۔

•••———•••———•••

13 - باب تَعْجِيلِ الْمَغْرِبِ.

باب: مغرب کی نماز جلدی ادا کرنا (سنت ہے)

519 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِي بِشْرٍ قَالَ سَمِعْتُ حَسَّانَ بْنَ بِلَالٍ عَنْ رَّجُلٍ مِّنْ اَسْلَمَ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُمْ كَانُوْا يُصَلُّوْنَ مَعَ نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَغْرِبَ ثُمَّ يَرْجِعُوْنَ اِلٰى اَهَالِيهِمْ اِلٰى اَقْصَى الْمَدِيْنَةِ يَرْمُوْنَ وَيُبْصِرُوْنَ مَوَاقِعَ سِهَامِهِمْ.

★★ حسان بن بلال، نبی اکرم ﷺ کے اصحاب میں سے اسلم قبیلے سے تعلق رکھنے والے ایک صاحب کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں: یہ لوگ نبی اکرم ﷺ کی اقتداء میں مغرب کی نماز ادا کر لینے کے بعد مدینہ منورہ کے نواحی علاقے میں موجود اپنے گھر پہنچ جایا کرتے تھے (اور ابھی اتنی روشنی باقی ہوتی تھی) کہ اگر وہ تیر پھینکتے تو تیر کے گرنے کی جگہ کو دیکھ سکتے تھے۔

14 - باب تَاْخِيرِ الْمَغْرِبِ.

باب: مغرب کی نماز تاخیر سے ادا کرنا

520 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ خَيْرِ بْنِ نُعَيْمٍ الْحَضْرَمِيِّ عَنِ ابْنِ هُبَيْرَةَ عَنْ اَبِي تَمِيمٍ الْجَيْشَانِيِّ عَنْ اَبِي بَصْرَةَ الْغِفَارِيِّ قَالَ صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَصْرَ بِالْمُخَمَّصِ قَالَ "اِنَّ هٰذِهِ الصَّلَاةَ عُرِضَتْ عَلٰى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَضَيَّعُوْهَا وَمَنْ حَافَظَ عَلَيْهَا كَانَ لَهٗ اَجْرُهٗ مَرَّتَيْنِ وَلَا صَلَاةَ بَعْدَهَا حَتّٰى يَطْلُعَ الشَّاهِدُ." وَالشَّاهِدُ النَّجْمُ.

★★ حضرت ابو بصرہ غفاری ؓ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے ہمیں عصر کی نماز "مخمص" کے مقام پر پڑھائی، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"یہ نماز تم سے پہلے لوگوں پر بھی پیش کی گئی تھی، لیکن انہوں نے اسے ضائع کر دیا (یعنی باقاعدگی سے ادا نہیں کیا) تو جو شخص اسے باقاعدگی سے ادا کرے گا، اسے دگنا اجر ملے گا اور اس نماز کے بعد کوئی نماز ادا نہیں کی جائے گی، جب تک "شاہد" نکل نہیں آتا"۔

راوی کہتے ہیں: یہاں شاہد سے مراد ستارہ ہے۔

519-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (15547) .

520-اخرجه مسلم في صلاة المسافرين و قصرها، باب الاوقات التي نهى عن الصلاة فيها (الحديث 292) . تحفة الاشراف (3445) .

الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ بَيْضَاءُ وَاَخَّرَ عَنْ ذٰلِكَ ثُمَّ صَلَّى الْمَغْرِبَ قَبْلَ اَنْ يَّغِيْبَ الشَّفَقُ ثُمَّ اَمَرَهُ فَاَقَامَ الْعِشَاءَ حِيْنَ ذَهَبَ ثُلُثُ اللَّيْلِ فَصَلَّاهَا ثُمَّ قَالَ "اَيْنَ السَّائِلُ عَنْ وَقْتِ الصَّلَاةِ وَقْتُ صَلَاتِكُمْ مَا بَيْنَ مَا رَاَيْتُمْ".

☆☆ سلیمان بن بریدہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' اس نے آپ ﷺ سے نمازوں کے وقت کے بارے میں دریافت کیا' تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"تم ہمارے ساتھ دو دن رہو"۔

پھر نبی اکرم ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو ہدایت کی' تو انہوں نے صبح صادق کے وقت اقامت کہی تو نبی اکرم ﷺ نے فجر کی نماز ادا کی۔

پھر جب سورج ڈھل گیا تو نبی اکرم ﷺ نے انہیں ہدایت کی (انہوں نے اذان دی) اور نبی اکرم ﷺ نے ظہر کی نماز ادا کر لی۔

پھر جب نبی اکرم ﷺ نے سورج کو چمکدار دیکھا تو آپ ﷺ نے انہیں ہدایت کی' انہوں نے اذان اور اقامت کہی تو نبی اکرم ﷺ نے عصر کی نماز ادا کر لی' پھر جب سورج غروب ہو گیا تو نبی اکرم ﷺ نے انہیں ہدایت کی (انہوں نے اذان اور اقامت کہی) تو نبی اکرم ﷺ نے مغرب کی نماز ادا کر لی' پھر جب شفق غروب ہو گئی تو نبی اکرم ﷺ نے انہیں ہدایت کی (انہوں نے اذان و اقامت کہی) تو نبی اکرم ﷺ نے عشاء کی نماز ادا کر لی۔ اگلے دن نبی اکرم ﷺ نے صبح روشن ہو جانے کے بعد انہیں ہدایت کی (تو انہوں نے اذان اور اقامت کہی اور نبی اکرم ﷺ نے نماز ادا کر لی) پھر نبی اکرم ﷺ نے ظہر کی نماز کو ٹھنڈے وقت میں ادا کیا اور اچھے خاصے ٹھنڈے وقت میں ادا کیا اور عصر کی نماز اس وقت ادا کی' جب دھوپ ابھی چمکدار تھی' آپ ﷺ نے اسے تاخیر سے ادا کیا' پھر مغرب کی نماز آپ ﷺ نے شفق غروب ہونے سے پہلے ادا کر لی' پھر انہیں ہدایت کی تو انہوں نے عشاء کی نماز کے لیے اقامت اس وقت کہی جب ایک تہائی رات گزر چکی تھی' تو نبی اکرم ﷺ نے اس وقت یہ نماز ادا کی۔ پھر آپ ﷺ نے دریافت کیا: نمازوں کے وقت کے بارے میں دریافت کرنے والا شخص کہاں ہے؟ تم نے جو دیکھا ہے ان کے درمیان تمہاری نماز کا وقت ہے۔

شرح

اس بات پر تمام فقہاء کا اتفاق ہے کہ مغرب کا وقت سورج غروب ہونے کے بعد ہوتا ہے' یعنی جس وقت سورج کی ٹکیہ مکمل طور پر ڈوب چکی ہو۔

جمہور فقہاء کے نزدیک اس کا وقت شفق غروب ہونے تک رہتا ہے۔

احناف کے نزدیک سب سے زیادہ مغرب کی نماز کے بارے میں اس بات کی تاکید ہے کہ اسے ابتدائی وقت میں ادا کر لیا جائے۔

تاہم بعض دیگر روایات سے یہ بات ثابت ہے جب کسی شخص کو تیزی سے سفر کرنا مقصود ہو' یا کوئی اور ضرورت درپیش ہو تو

وہ مغرب کی نماز کو مؤخر کر کے اس کے آخری وقت میں اور عشاء کی نماز کو اس کے ابتدائی وقت میں ادا کر کے بظاہر دو نمازیں ایک ساتھ ادا کر لے گا۔

•••———•••———•••

13 - باب تَعْجِيلِ الْمَغْرِبِ .

باب: مغرب کی نماز جلدی ادا کرنا (سنت ہے)

519 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِىْ بِشْرٍ قَالَ سَمِعْتُ حَسَّانَ بْنَ بِلَالٍ عَنْ رَّجُلٍ مِّنْ اَسْلَمَ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُمْ كَانُوْا يُصَلُّوْنَ مَعَ نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَغْرِبَ ثُمَّ يَرْجِعُوْنَ اِلٰى اَهَالِيْهِمْ اِلٰى اَقْصَى الْمَدِيْنَةِ يَرْمُوْنَ وَيُبْصِرُوْنَ مَوَاقِعَ سِهَامِهِمْ .

☆☆ حسان بن بلال' نبی اکرم ﷺ کے اصحاب میں سے اسلم قبیلے سے تعلق رکھنے والے ایک صاحب کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں: یہ لوگ نبی اکرم ﷺ کی اقتداء میں مغرب کی نماز ادا کر لینے کے بعد مدینہ منورہ کے نواحی علاقے میں موجود اپنے گھر پہنچ جایا کرتے تھے (اور ابھی اتنی روشنی باقی ہوتی تھی) کہ اگر وہ تیر پھینکتے تو تیر کے گرنے کی جگہ کو دیکھ سکتے تھے۔

14 - باب تَاْخِيْرِ الْمَغْرِبِ .

باب: مغرب کی نماز تاخیر سے ادا کرنا

520 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ خَيْرِ بْنِ نُعَيْمٍ الْحَضْرَمِيِّ عَنِ ابْنِ هُبَيْرَةَ عَنْ اَبِىْ تَمِيْمٍ الْجَيْشَانِيِّ عَنْ اَبِىْ بَصْرَةَ الْغِفَارِيِّ قَالَ صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَصْرَ بِالْمُخَمَّصِ قَالَ "اِنَّ هٰذِهِ الصَّلَاةَ عُرِضَتْ عَلٰى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَضَيَّعُوْهَا وَمَنْ حَافَظَ عَلَيْهَا كَانَ لَهٗ اَجْرُهٗ مَرَّتَيْنِ وَلَا صَلَاةَ بَعْدَهَا حَتّٰى يَطْلُعَ الشَّاهِدُ". وَالشَّاهِدُ النَّجْمُ .

☆☆ حضرت ابو بصرہ غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ہمیں عصر کی نماز "مخمص" کے مقام پر پڑھائی' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"یہ نماز تم سے پہلے لوگوں پر بھی پیش کی گئی تھی' لیکن انہوں نے اسے ضائع کر دیا (یعنی باقاعدگی سے ادا نہیں کیا) تو جو شخص اسے باقاعدگی سے ادا کرے گا' اسے دگنا اجر ملے گا اور اس نماز کے بعد کوئی نماز ادا نہیں کی جائے گی' جب تک "شاہد" نکل نہیں آتا"۔

راوی کہتے ہیں: یہاں شاہد سے مراد ستارہ ہے۔

519-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (15547) .

520-اخرجه مسلم في صلاة المسافرين و قصرها، باب الاوقات التي نهى عن الصلاة فيها (الحديث 292) . تحفة الاشراف (3445) .

15 - باب اٰخِرِ وَقْتِ الْمَغْرِبِ

باب: مغرب کا آخری وقت

521 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا اَيُّوْبَ الْاَزْدِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو - قَالَ شُعْبَةُ كَانَ قَتَادَةُ يَرْفَعُهُ اَحْيَانًا وَّاَحْيَانًا لَا يَرْفَعُهُ - قَالَ "وَقْتُ صَلَاةِ الظُّهْرِ مَا لَمْ تَحْضُرِ الْعَصْرُ وَوَقْتُ صَلَاةِ الْعَصْرِ مَا لَمْ تَصْفَرَّ الشَّمْسُ وَوَقْتُ الْمَغْرِبِ مَا لَمْ يَسْقُطْ نُوْرُ الشَّفَقِ وَوَقْتُ الْعِشَاءِ مَا لَمْ يَنْتَصِفِ اللَّيْلُ وَوَقْتُ الصُّبْحِ مَا لَمْ تَطْلُعِ الشَّمْسُ ."

★★ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بعض اوقات مرفوع حدیث کے طور پر نقل کی گئی ہے اور بعض اوقات مرفوع حدیث کے طور پر نقل نہیں کی گئی ہے۔

"ظہر کی نماز کا وقت اس وقت تک باقی رہتا ہے' جب تک عصر کی نماز کا وقت شروع نہیں ہو جاتا اور عصر کا وقت اس وقت تک باقی رہتا ہے' جب تک سورج زرد نہیں ہو جاتا' مغرب کا وقت اس وقت تک باقی رہتا ہے' جب تک شفق کا پھیلاؤ ختم نہیں ہو جاتا اور عشاء کا وقت اس وقت تک باقی رہتا ہے' جب تک نصف رات نہیں گزر جاتی اور فجر کا وقت اس وقت تک باقی رہتا ہے' جب تک سورج نکل نہیں آتا"۔

شرح

مغرب کی نماز کے آخری وقت کے بارے میں ہم اس سے پہلے یہ بات بیان کر چکے ہیں' کہ جمہور کے نزدیک اس کا آخری وقت وہ ہے' جب شفق غروب ہو جاتی ہے۔

شفق سے مراد کیا ہے؟ اس بارے میں فقہاء کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔

امام ابو یوسف' امام محمد' امام احمد بن حنبل اور امام شافعی کے نزدیک شفق سے مراد سرخی ہے۔

امام ابوحنیفہ کے نزدیک شفق سے مراد وہ سفیدی ہے جو سرخی کے بعد نمودار ہوتی ہے اور پھر اس کے بعد سیاہی آ جاتی ہے۔

مشہور روایات کے مطابق فقہائے مالکیہ کے نزدیک اور ایک روایت کے مطابق امام شافعی کے نزدیک مغرب کا وقت انتہائی مختصر ہوتا ہے' یعنی اتنی دیر تک ہوتا ہے جتنی دیر میں کوئی شخص ستر ڈھانپ کر' وضو کر کے' اذان اور اقامت کہہ کر' پانچ رکعات ادا کر سکتا ہو۔

اس سے مراد یہ ہے ان حضرات کے نزدیک مغرب کا وقت انتہائی تنگ ہوتا ہے' اس میں گنجائش اور وسعت نہیں ہوتی۔

ان حضرات نے اپنے مؤقف کی تائید میں یہ دلیل پیش کی ہے: جب حضرت جبرئیل نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے دو دن نبی اکرم ﷺ کو نمازیں پڑھائیں تو ان دونوں دنوں میں انہوں نے مغرب کی نماز ایک ہی وقت

521-اخرجه مسلم في المساجد و مواضع الصلاة، باب اوقات الصلوات الخمس (الحديث 171) . بمعناه و (الحديث 172) و (الحديث 173 و 174) . واخرجه ابوداؤد في الصلاة، باب ما جاء في المواقيت (الحديث 396) . تحفة الاشراف (8946) .

میں ادا کی تھی۔

تاہم ان حضرات کی اس دلیل کا یہ جواب دیا گیا ہے' اس سے مراد نماز کا مختار وقت ہے' یعنی جن اوقات میں نماز ادا کرنا فضیلت رکھتا ہے' جہاں تک جائز وقت کا تعلق ہے' جس کے بارے میں فقہاء کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے' اس کا اس روایت میں ذکر نہیں ہے۔

•••———•••———•••

522 - اَخْبَرَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ وَاَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ - وَاللَّفْظُ لَهُ - قَالَا حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ عَنْ بَدْرِ بْنِ عُثْمَانَ قَالَ اِمْلَاءً عَلَيَّ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ مُوْسٰى عَنْ اَبِيْهِ قَالَ اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَائِلٌ يَسْاَلُهُ عَنْ مَوَاقِيْتِ الصَّلَاةِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ شَيْئًا فَاَمَرَ بِلَالًا فَاَقَامَ بِالْفَجْرِ حِيْنَ انْشَقَّ ثُمَّ اَمَرَهُ فَاَقَامَ بِالظُّهْرِ حِيْنَ زَالَتِ الشَّمْسُ وَالْقَائِلُ يَقُوْلُ انْتَصَفَ النَّهَارُ وَهُوَ اَعْلَمُ ثُمَّ اَمَرَهُ فَاَقَامَ بِالْعَصْرِ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ ثُمَّ اَمَرَهُ فَاَقَامَ بِالْمَغْرِبِ حِيْنَ غَرَبَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ اَمَرَهُ فَاَقَامَ بِالْعِشَاءِ حِيْنَ غَابَ الشَّفَقُ ثُمَّ اَخَّرَ الْفَجْرَ مِنَ الْغَدِ حِيْنَ انْصَرَفَ وَالْقَائِلُ يَقُوْلُ طَلَعَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ اَخَّرَ الظُّهْرَ اِلٰى قَرِيْبٍ مِّنْ وَّقْتِ الْعَصْرِ بِالْاَمْسِ ثُمَّ اَخَّرَ الْعَصْرَ حَتّٰى انْصَرَفَ وَالْقَائِلُ يَقُوْلُ احْمَرَّتِ الشَّمْسُ ثُمَّ اَخَّرَ الْمَغْرِبَ حَتّٰى كَانَ عِنْدَ سُقُوْطِ الشَّفَقِ ثُمَّ اَخَّرَ الْعِشَاءَ اِلٰى ثُلُثِ اللَّيْلِ ثُمَّ قَالَ "اَلْوَقْتُ فِيْمَا بَيْنَ هٰذَيْنِ ."

★★ ابوبکر بن ابوموسیٰ اپنے والد (حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تاکہ آپ ﷺ سے نمازوں کے اوقات کے بارے میں دریافت کرے تو نبی اکرم ﷺ نے اُسے کوئی جواب نہیں دیا۔

نبی اکرم ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو ہدایت کی انہوں نے صبح صادق کے فوراً بعد صبح کی نماز کے لیے اقامت کہہ دی' پھر نبی اکرم ﷺ کی ہدایت کے تحت انہوں نے سورج ڈھلنے کے فوراً بعد ظہر کی نماز کے لیے اقامت کہہ دی' یہاں تک کہ آدمی اس وقت یہ سوچتا کہ کیا زوال کا وقت ہو چکا ہے (یا ابھی نہیں ہوا)' لیکن نبی اکرم ﷺ کو اس بارے میں زیادہ بہتر پتہ تھا' پھر نبی اکرم ﷺ کی ہدایت کے تحت انہوں نے عصر کی نماز کی اس وقت اقامت کہی' جب سورج ابھی بلند تھا' پھر نبی اکرم ﷺ کی ہدایت کے تحت انہوں نے مغرب کی نماز کے لیے اس وقت اقامت کہی جب سورج غروب ہو چکا تھا' پھر نبی اکرم ﷺ کی ہدایت کے تحت انہوں نے عشاء کی نماز کے لیے اس وقت اقامت کہی جب شفق غروب ہو چکی تھی۔ پھر اگلے دن نبی اکرم ﷺ نے فجر کی نماز کو اتنی تاخیر سے ادا کیا' کہ جب آپ ﷺ نماز پڑھ کر فارغ ہوئے' تو کوئی شخص یہ کہہ سکتا تھا کہ باہر سورج نکل چکا ہے' پھر ظہر کی نماز کو اتنی تاخیر سے ادا کیا' کہ وہ وقت قریب تھا کہ جب گزشتہ دن آپ ﷺ نے عصر کی نماز ادا کی تھی' پھر آپ ﷺ نے عصر کی نماز کو اتنی تاخیر سے ادا کیا' کہ جب آپ ﷺ نماز پڑھ کر فارغ ہوئے' تو آدمی یہ کہہ سکتا تھا کہ سورج

522-اخرجه مسلم في المساجد و مواضع الصلاة، باب اوقات الصلوات الخمس (الحديث 178) و (الحديث 179) . واخرجه ابوداؤد في الصلاة، باب ما جاء في المواقيت (الحديث 395) . تحفة الاشراف (9137) .

سرخ ہو چکا ہے' پھر آپ ﷺ نے مغرب کی نماز کو اتنی تاخیر سے ادا کیا' کہ شفق غروب ہونے والی تھی' پھر آپ ﷺ نے عشاء کی نماز کو ایک تہائی رات تک موخر کیا' پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''ان دونوں قسم کے اوقات کے درمیان میں (نماز کا وقت ہے)''۔

523 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ قَالَ حَدَّثَنَا خَارِجَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سُلَيْمَانَ بْنِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ حَدَّثَنِي الْحُسَيْنُ بْنُ بَشِيْرِ بْنِ سَلَّامٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ دَخَلْتُ اَنَا وَمُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ عَلٰى جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَنْصَارِيِّ فَقُلْنَا لَهُ اَخْبِرْنَا عَنْ صَلَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَاكَ زَمَنُ الْحَجَّاجِ بْنِ يُوْسُفَ . قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى الظُّهْرَ حِيْنَ زَالَتِ الشَّمْسُ وَكَانَ الْفَيْءُ قَدْرَ الشِّرَاكِ ثُمَّ صَلَّى الْعَصْرَ حِيْنَ كَانَ الْفَيْءُ قَدْرَ الشِّرَاكِ وَظِلِّ الرَّجُلِ ثُمَّ صَلَّى الْمَغْرِبَ حِيْنَ غَابَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ صَلَّى الْعِشَاءَ حِيْنَ غَابَ الشَّفَقُ ثُمَّ صَلَّى الْفَجْرَ حِيْنَ طَلَعَ الْفَجْرُ ثُمَّ صَلّٰى مِنَ الْغَدِ الظُّهْرَ حِيْنَ كَانَ الظِّلُّ طُوْلَ الرَّجُلِ ثُمَّ صَلَّى الْعَصْرَ حِيْنَ كَانَ ظِلُّ الرَّجُلِ مِثْلَيْهِ قَدْرَ مَا يَسِيْرُ الرَّاكِبُ سَيْرَ الْعَنَقِ اِلٰى ذِي الْحُلَيْفَةِ ثُمَّ صَلَّى الْمَغْرِبَ حِيْنَ غَابَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ صَلَّى الْعِشَاءَ اِلٰى ثُلُثِ اللَّيْلِ اَوْ نِصْفِ اللَّيْلِ - شَكَّ زَيْدٌ - ثُمَّ صَلَّى الْفَجْرَ فَاَسْفَرَ .

☆☆ حصین بن بشیر اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں اور امام محمد باقر رضی اللہ عنہ' حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے' ہم نے ان سے درخواست کی کہ آپ ہمیں نبی اکرم ﷺ کی نماز کے بارے میں بتائیں' یہ حجاج بن یوسف کے زمانے کی بات ہے' تو حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بتایا: نبی اکرم ﷺ تشریف لائے آپ ﷺ نے ظہر کی نماز اس وقت ادا کی جب سورج ڈھل چکا تھا اور کسی بھی چیز کا سایہ ایک تسمے کے برابر تھا (یعنی زوال کے فوراً بعد ادا کرلی) پھر آپ ﷺ نے عصر کی نماز اس وقت ادا کی جس وقت کسی چیز کا سایہ تسمے کے برابر اور آدمی کے پورے سائے کے برابر ہوتا ہے (یعنی ایک مثل ہونے پر ادا کی) پھر آپ ﷺ نے مغرب کی نماز اس وقت ادا کی' جب سورج غروب ہو گیا تھا اور عشاء کی نماز اس وقت ادا کی' جب شفق غروب ہو چکی تھی' پھر آپ ﷺ نے فجر کی نماز اس وقت ادا کی' جب صبح صادق ہو چکی تھی' پھر اگلے دن نبی اکرم ﷺ نے ظہر کی نماز اس وقت ادا کی' جب آدمی کا سایہ آدمی کے قد کے برابر ہوتا ہے (یعنی ایک مثل ہونے پر ادا کی)۔

پھر عصر کی نماز اس وقت ادا کی' جب آدمی کا سایہ اس کے دو مثل ہوتا ہے' یعنی اس وقت کہ آدمی اس کے بعد تیز رفتار سواری پر سوار ہو کر سورج غروب ہونے سے پہلے ذوالحلیفہ پہنچ سکتا تھا' پھر نبی اکرم ﷺ نے مغرب کی نماز اُس وقت ادا کی جب سورج غروب ہو گیا تھا' پھر آپ ﷺ نے عشاء کی نماز کو ایک تہائی رات تک یا شاید نصف رات تک (یہ شک زید نامی راوی کو ہے) تاخیر سے ادا کیا' پھر آپ ﷺ نے فجر کی نماز کو روشنی میں ادا کیا۔

523-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (2217) .

16 - باب كَرَاهِيَةِ النَّوْمِ بَعْدَ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ .

باب: مغرب کی نماز ادا کرنے کے بعد سونا مکروہ ہے

524 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا عَوْفٌ قَالَ حَدَّثَنِي سَيَّارُ بْنُ سَلَامَةَ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى اَبِيْ بَرْزَةَ فَسَاَلَهُ اَبِيْ كَيْفَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الْمَكْتُوْبَةَ قَالَ كَانَ يُصَلِّي الْهَجِيْرَ الَّتِيْ تَدْعُوْنَهَا الْاُوْلٰى حِيْنَ تَدْحَضُ الشَّمْسُ وَكَانَ يُصَلِّي الْعَصْرَ حِيْنَ يَرْجِعُ اَحَدُنَا اِلٰى رَحْلِهِ فِيْ اَقْصَى الْمَدِيْنَةِ وَالشَّمْسُ حَيَّةٌ وَنَسِيْتُ مَا قَالَ فِي الْمَغْرِبِ وَكَانَ يَسْتَحِبُّ اَنْ يُؤَخِّرَ الْعِشَاءَ الَّتِيْ تَدْعُوْنَهَا الْعَتَمَةَ وَكَانَ يَكْرَهُ النَّوْمَ قَبْلَهَا وَالْحَدِيْثَ بَعْدَهَا وَكَانَ يَنْفَتِلُ مِنْ صَلَاةِ الْغَدَاةِ حِيْنَ يَعْرِفُ الرَّجُلُ جَلِيْسَهُ وَكَانَ يَقْرَاُ بِالسِّتِّيْنَ اِلَى الْمِائَةِ .

☆☆ سیار بن سلامہ بیان کرتے ہیں' میں حضرت ابوبرزہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا' میرے والد نے ان سے دریافت کیا: نبی اکرم ﷺ فرض نماز کس وقت ادا کرتے تھے؟ تو انہوں نے جواب دیا: نبی اکرم ﷺ ظہر کی نماز جسے تم لوگ ''پہلی'' کہتے ہو' اس وقت ادا کرتے تھے جب سورج ڈھل جایا کرتا تھا' جبکہ عصر کی نماز اس وقت ادا کرتے تھے (کہ نماز ادا کر لینے کے بعد) جب ہم میں سے کوئی ایک شخص مدینہ منورہ کے نواحی علاقے میں موجود اپنی رہائش گاہ پر پہنچتا تھا تو سورج ابھی روشن ہوتا تھا۔

(راوی کہتے ہیں:) مغرب کی نماز کے بارے میں انہوں نے جو بتایا تھا' وہ میں بھول گیا ہوں۔

(پھر عشاء کے بارے میں انہوں نے یہ بتایا:) نبی اکرم ﷺ عشاء کی نماز کو جسے تم لوگ ''عتمہ'' کہتے ہو' اسے تاخیر سے ادا کرنا پسند کرتے تھے۔

نبی اکرم ﷺ اس سے پہلے سو جانے کو اور اس کے بعد بات چیت کرنے کو پسند نہیں کرتے تھے' جبکہ نبی اکرم ﷺ صبح کی نماز پڑھ کر جب فارغ ہوتے تھے' تو کوئی شخص اپنے ساتھ بیٹھے ہوئے شخص کو پہچان سکتا تھا' حالانکہ نبی اکرم ﷺ اس نماز میں ساٹھ سے لے کر ایک سو تک آیات تلاوت کیا کرتے تھے۔

17 - باب اَوَّلِ وَقْتِ الْعِشَاءِ .

باب: عشاء کی نماز کا ابتدائی وقت

524-اخرجه البخاري في مواقيت الصلاة، باب وقت العصر (الحديث 547)، و باب ما يكره من السمر بعد العشاء (الحديث 599)، و في الاذان، باب القراءة في الفجر (الحديث 771) . و اخرجه مسلم في المساجد و مواضع الصلاة، باب استحباب التبكير بالصبح في اول وقتها وهو التغليس و بيان قدر القراءة فيها (الحديث 235 و 236 و 237) . و اخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب في وقت صلاة النبي صلى الله عليه وسلم و كيف كان يصليها (الحديث 398)، و في الادب، باب النهي عن السمر بعد العشاء (الحديث 4889) مختصراً . و اخرجه النسائي في المواقيت، اول وقت الظهر (الحديث 494)، و ما يستحب من تاخير العشاء (الحديث 529) . و الحديث عند: البخاري في مواقيت الصلاة، باب وقت الظهر عند الزوال (الحديث 641) . و ابن ماجه في الصلاة، باب وقت صلاة الظهر (الحديث 674) . تحفة الاشراف (11605) .

525 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ اَنْبَانَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ حُسَيْنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ وَهْبُ بْنُ كَيْسَانَ قَالَ حَدَّثَنَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ جَآءَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ زَالَتِ الشَّمْسُ فَقَالَ قُمْ يَا مُحَمَّدُ فَصَلِّ الظُّهْرَ حِيْنَ مَالَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ مَكَثَ حَتّٰى اِذَا كَانَ فَيْءُ الرَّجُلِ مِثْلَهُ جَآءَهُ لِلْعَصْرِ فَقَالَ قُمْ يَا مُحَمَّدُ فَصَلِّ الْعَصْرَ . ثُمَّ مَكَثَ حَتّٰى اِذَا غَابَتِ الشَّمْسُ جَآءَهُ فَقَالَ قُمْ فَصَلِّ الْمَغْرِبَ فَقَامَ فَصَلَّاهَا حِيْنَ غَابَتِ الشَّمْسُ سَوَآءً ثُمَّ مَكَثَ حَتّٰى اِذَا ذَهَبَ الشَّفَقُ جَآءَهُ فَقَالَ قُمْ فَصَلِّ الْعِشَآءَ . فَقَامَ فَصَلَّاهَا ثُمَّ جَآءَهُ حِيْنَ سَطَعَ الْفَجْرُ فِي الصُّبْحِ فَقَالَ قُمْ يَا مُحَمَّدُ فَصَلِّ . فَقَامَ فَصَلَّى الصُّبْحَ ثُمَّ جَآءَهُ مِنَ الْغَدِ حِيْنَ كَانَ فَيْءُ الرَّجُلِ مِثْلَهُ فَقَالَ قُمْ يَا مُحَمَّدُ فَصَلِّ . فَصَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ جَآءَهُ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ حِيْنَ كَانَ فَيْءُ الرَّجُلِ مِثْلَيْهِ فَقَالَ قُمْ يَا مُحَمَّدُ فَصَلِّ . فَصَلَّى الْعَصْرَ ثُمَّ جَآءَهُ لِلْمَغْرِبِ حِيْنَ غَابَتِ الشَّمْسُ وَقْتًا وَّاحِدًا لَّمْ يَزُلْ عَنْهُ فَقَالَ قُمْ فَصَلِّ . فَصَلَّى الْمَغْرِبَ ثُمَّ جَآءَهُ لِلْعِشَآءِ حِيْنَ ذَهَبَ ثُلُثُ اللَّيْلِ الْاَوَّلُ فَقَالَ قُمْ فَصَلِّ . فَصَلَّى الْعِشَآءَ ثُمَّ جَآءَهُ لِلصُّبْحِ حِيْنَ اَسْفَرَ جِدًّا فَقَالَ قُمْ فَصَلِّ . فَصَلَّى الصُّبْحَ فَقَالَ "مَا بَيْنَ هٰذَيْنِ وَقْتٌ كُلُّهُ".

☆☆ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' حضرت جبریل علیہ السلام' نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں اس وقت حاضر ہوئے جب سورج ڈھل چکا تھا' وہ بولے: اے حضرت محمد ﷺ! اُٹھ جائیے اور ظہر کی نماز اس وقت ادا کیجیے جب سورج ڈھل جائے' پھر کچھ وقت گزر گیا' یہاں تک کہ ہر شخص کا سایہ اس کے ایک مثل ہو گیا تو وہ عصر کی نماز کے لیے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بولے: اے حضرت محمد ﷺ! اُٹھ جائیے اور عصر کی نماز ادا کر لیجیے' پھر کچھ وقت گزر گیا' یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا تو وہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بولے: اُٹھ جائیے! اور مغرب کی نماز ادا کیجیے' نبی اکرم ﷺ اُٹھے اور آپ ﷺ نے یہ نماز اس وقت ادا کی جب سورج مکمل طور پر غروب ہو چکا تھا' پھر اور کچھ وقت گزر گیا' یہاں تک کہ شفق بھی غروب ہو گئی تو حضرت جبریل علیہ السلام پھر نبی اکرم ﷺ کے پاس آئے اور بولے: اُٹھیے اور عشاء کی نماز ادا کر لیجیے' تو نبی اکرم ﷺ اُٹھے اور آپ ﷺ نے یہ نماز ادا کر لی' اور پھر وہ فجر کی نماز کے لیے آپ ﷺ کی خدمت میں اس وقت حاضر ہوئے' جب صبح صادق ہو چکی تھی' انہوں نے عرض کیا: اے حضرت محمد ﷺ! اُٹھ جائیے اور نماز ادا کر لیجیے۔ آپ ﷺ اُٹھے اور آپ ﷺ نے فجر کی نماز ادا کر لی۔ پھر اگلے دن دوپہر کے وقت وہ اس وقت آپ ﷺ کے پاس آئے جب ہر شخص کا سایہ اس کی ایک مثل ہو چکا تھا' انہوں نے عرض کی: حضرت محمد ﷺ! اُٹھ جائیے اور نماز ادا کر لیجیے! تو نبی اکرم ﷺ نے ظہر کی نماز ادا کر لی' پھر حضرت جبریل علیہ السلام نبی اکرم ﷺ کے پاس اس وقت آئے جب ہر شخص کا سایہ اس کے دو مثل ہو چکا ہوتا ہے' انہوں نے عرض کیا: اے حضرت محمد ﷺ! اُٹھ جائیے اور عصر کی نماز ادا کر لیجیے! تو نبی اکرم ﷺ نے عصر کی نماز ادا کر لی' پھر وہ مغرب کی نماز کے لیے اس وقت آپ ﷺ کے پاس آئے جب سورج غروب ہو چکا تھا' یعنی ایک ہی وقت تھا' انہوں نے اس میں

525-اخرجه الترمذي في الصلاة، باب ما جاء في مواقيت الصلاة عن النبي صلى الله عليه وسلم (الحديث 150) بمعناه . تحفة الاشراف (3128) .

کوئی کمی بیشی نہیں کی' انہوں نے عرض کی: اُٹھیے اور نماز ادا کیجیے! تو نبی اکرم ﷺ نے مغرب کی نماز ادا کر لی' وہ عشاء کی نماز کے لیے آپ ﷺ کے پاس اس وقت آئے جب ایک تہائی رات گزر چکی تھی' انہوں نے عرض کی: آپ ﷺ اُٹھ جائیے اور نماز ادا کر لیجیے! تو نبی اکرم ﷺ نے عشاء کی نماز ادا کر لی' پھر وہ فجر کی نماز کے لیے اس وقت آئے جب اچھی خاصی روشنی ہو چکی تھی' انہوں نے عرض کی: اُٹھیے اور نماز ادا کر لیجیے! تو نبی اکرم ﷺ نے صبح کی نماز ادا کر لی' پھر جبریل علیہ السلام نے بتایا: ان دونوں (ایام میں ادا کی جانے والی نمازوں) کے درمیان میں ان سب نمازوں کا وقت ہے۔

شرح

اس بات پر تمام فقہاء کا اتفاق ہے۔ جیسے ہی مغرب کا وقت شروع ہوتا ہے' اس کے فوراً بعد عشاء کا وقت شروع ہو جاتا

کیونکہ مغرب کے آخری وقت کے بارے میں فقہاء کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے' لہٰذا اس بنیاد پر عشاء کے ابتدائی وقت کے بارے میں بھی فقہاء کے درمیان اختلاف ہے۔

امام ابویوسف اور امام محمد کے نزدیک چونکہ شفق سے مراد سرخی ہے اور سرخی غروب ہونے کے فوراً بعد مغرب کا وقت ختم اور عشاء کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔

امام ابوحنیفہ کے نزدیک شفق سے مراد وہ سفیدی ہے جو سرخی کے بعد نمودار ہوتی ہے' لہٰذا امام ابوحنیفہ کے نزدیک وہ سرخی غروب ہونے تک مغرب کا وقت ختم نہیں ہوگا اور عشاء کا وقت شروع نہیں ہوگا۔

سرخی غروب ہونے کے بعد ظاہر ہونے والی یہ سفیدی تقریباً 10 منٹ تک باقی رہتی ہے۔

•••———•••———•••

18 - باب تَعْجِيلِ الْعِشَاءِ .

باب: عشاء کی نماز کو جلدی ادا کرنا

526 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ وَّمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَسَنٍ قَالَ قَدِمَ الْحَجَّاجُ فَسَاَلْنَا جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الظُّهْرَ بِالْهَاجِرَةِ وَالْعَصْرَ وَالشَّمْسُ بَيْضَاءُ نَقِيَّةٌ وَّالْمَغْرِبَ اِذَا وَجَبَتِ الشَّمْسُ وَالْعِشَآءَ اَحْيَانًا كَانَ اِذَا رَاٰهُمْ قَدِ اجْتَمَعُوْا عَجَّلَ وَاِذَا رَاٰهُمْ قَدْ اَبْطَئُوْا اَخَّرَ .

☆☆ محمد بن عمرو بیان کرتے ہیں' جب حجاج آیا (یعنی وہ گورنر بنا) تو ہم نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے دریافت

526-اخرجه البخاري في مواقيت الصلاة باب وقت المغرب (الحديث 560) بنحوه . و باب وقت العشاء اذا اجتمع الناس او تاخروا (الحديث 565) . و اخرجه مسلم في المساجد و مواضع الصلاة، باب استحباب التبكير بالصبح في اول وقتها و هو التغليس و بيان قدر القراءة فيها (الحديث 233 و 234) . واخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب في وقت صلاة النبي صلى الله عليه وسلم و كيف كان يصليها (الحديث 397)، تحفة الاشراف (2644) .

کیا' تو انہوں نے بتایا: نبی اکرم ﷺ ظہر کی نماز دوپہر کے وقت ادا کرلیا کرتے تھے' جبکہ عصر کی نماز اس وقت ادا کرتے تھے جب سورج ابھی روشن اور چمکدار ہوتا تھا' مغرب کی نماز اس وقت ادا کرتے تھے جب سورج غروب ہوجاتا تھا' جبکہ عشاء کی نماز میں بعض اوقات ایسا ہوتا کہ جب آپ ﷺ دیکھتے کہ لوگ اکٹھے ہوچکے ہیں' تو جلدی ادا کرلیتے اور جب آپ ﷺ یہ ملاحظہ فرماتے کہ ابھی لوگ اکٹھے نہیں ہوئے ہیں' تو آپ اسے تاخیر سے ادا کرلیتے۔

19 - باب الشَّفَقِ .

باب: شفق (کے بارے میں روایات)

527 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ رَقَبَةَ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ اِيَاسٍ عَنْ حَبِيْبِ بْنِ سَالِمٍ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ قَالَ اَنَا اَعْلَمُ النَّاسِ بِمِيقَاتِ هٰذِهِ الصَّلَاةِ عِشَاءِ الْاٰخِرَةِ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْهَا لِسُقُوْطِ الْقَمَرِ لِثَالِثَةٍ .

حضرت نعمان بن بشیر ؓ بیان کرتے ہیں' میں اس نماز یعنی عشاء کی نماز کے وقت کے بارے میں سب سے زیادہ علم رکھتا ہوں' نبی اکرم ﷺ یہ نماز اس وقت ادا کرتے تھے' جب تیسری رات کا چاند غروب ہوجاتا تھا۔

528 - اَخْبَرَنَا عُثْمَانُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا عَفَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ اَبِىْ بِشْرٍ عَنْ بَشِيْرِ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ حَبِيْبِ بْنِ سَالِمٍ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ قَالَ وَاللّٰهِ اِنِّىْ لَاَعْلَمُ النَّاسِ بِوَقْتِ هٰذِهِ الصَّلَاةِ صَلَاةِ الْعِشَاءِ الْاٰخِرَةِ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْهَا لِسُقُوْطِ الْقَمَرِ لِثَالِثَةٍ .

حضرت نعمان بن بشیر ؓ فرماتے ہیں: اللہ کی قسم! میں اس نماز' یعنی عشاء کی نماز کے وقت کے بارے میں سب سے زیادہ علم رکھتا ہوں۔

نبی اکرم ﷺ یہ نماز اس وقت ادا کیا کرتے تھے' جب تیسری رات کا چاند غروب ہوجاتا ہے۔

20 - باب مَا يُسْتَحَبُّ مِنْ تَاْخِيْرِ الْعِشَاءِ .

باب: عشاء کی نماز کو تاخیر سے ادا کرنا مستحب ہے

529 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ عَوْفٍ عَنْ سَيَّارِ بْنِ سَلَامَةَ قَالَ دَخَلْتُ اَنَا وَاَبِىْ عَلٰى اَبِىْ بَرْزَةَ الْاَسْلَمِيِّ فَقَالَ لَهٗ اَبِىْ اَخْبِرْنَا كَيْفَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّى الْمَكْتُوْبَةَ قَالَ كَانَ يُصَلِّى الْهَجِيْرَ الَّتِىْ تَدْعُوْنَهَا الْاُوْلٰى حِيْنَ تَدْحَضُ الشَّمْسُ وَكَانَ يُصَلِّى الْعَصْرَ ثُمَّ يَرْجِعُ اَحَدُنَا اِلٰى رَحْلِهٖ فِىْ

527-اخرجه ابوداؤد في الصلاة، باب في وقت العشاء الآخرة (الحديث 419) . واخرجه الترمذي في الصلاة، باب ما جاء في وقت صلاة العشاء الآخرة (الحديث 165 و 166) . و اخرجه النسائي في المواقيت، باب الشفق (528) . تحفة الاشراف (11614) .

528-تقدم في المواقيت، باب الشفق (527) .

529-تقدم في المواقيت، اول وقت الظهر (494) .

اَقْصَى الْمَدِيْنَةِ وَالشَّمْسُ حَيَّةٌ قَالَ وَنَسِيْتُ مَا قَالَ فِى الْمَغْرِبِ قَالَ وَكَانَ يَسْتَحِبُّ اَنْ تُؤَخِّرَ صَلَاةَ الْعِشَاءِ الَّتِىْ تَدْعُوْنَهَا الْعَتَمَةَ قَالَ وَكَانَ يَكْرَهُ النَّوْمَ قَبْلَهَا وَالْحَدِيْثَ بَعْدَهَا وَكَانَ يَنْفَتِلُ مِنْ صَلَاةِ الْغَدَاةِ حِيْنَ يَعْرِفُ الرَّجُلُ جَلِيْسَهٗ وَكَانَ يَقْرَاُ بِالسِّتِّيْنَ اِلَى الْمِائَةِ .

سیار بن سلامہ بیان کرتے ہیں' میں اور میرے والد حضرت ابو برزہ اسلمی ؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے' تو میرے والد نے ان سے کہا: آپ ہمیں بتائیں کہ نبی اکرم ﷺ فرض نماز کس وقت ادا کیا کرتے تھے؟ تو حضرت ابو برزہ ؓ نے بتایا:

نبی اکرم ﷺ ظہر کی نماز جسے تم لوگ "پہلی" کہتے ہو' اس وقت ادا کرتے تھے' جب سورج ڈھل جاتا تھا' آپ ﷺ عصر کی نماز اس وقت ادا کرتے تھے کہ نماز ادا کرلینے کے بعد اگر کوئی شخص مدینہ منورہ کے نواحی علاقے میں موجود اپنے گھر واپس جاتا تو سورج پھر بھی چمکدار ہوتا تھا۔

راوی کہتے ہیں: مغرب کی نماز کے بارے میں انہوں نے جو بات بیان کی تھی' وہ میں بھول چکا ہوں۔

انہوں نے یہ بھی بتایا: نبی اکرم ﷺ اس بات کو پسند کرتے تھے کہ عشاء کی نماز کو' جسے تم لوگ عتمہ کہتے ہو' اسے تاخیر سے ادا کیا جائے۔

انہوں نے یہ بات بھی بتائی کہ نبی اکرم ﷺ اس نماز سے پہلے سونے کو اور اس کے بعد بات چیت کرنے کو پسند نہیں کرتے تھے' جبکہ نبی اکرم ﷺ فجر کی نماز پڑھ کر جب فارغ ہوتے تھے' تو کوئی بھی شخص اپنے ساتھ بیٹھے ہوئے شخص کو (روشنی ہو جانے کی وجہ سے) پہچان سکتا تھا' نبی اکرم ﷺ اس نماز میں ساٹھ سے لے کر ایک سو آیات تک تلاوت کیا کرتے تھے۔

530 - اَخْبَرَنِىْ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْحَسَنِ وَيُوْسُفُ بْنُ سَعِيْدٍ - وَاللَّفْظُ لَهٗ - قَالَا حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ قُلْتُ لِعَطَاءٍ اَىُّ حِيْنٍ اَحَبُّ اِلَيْكَ اَنْ اُصَلِّىَ الْعَتَمَةَ اِمَامًا اَوْ خِلْوًا قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ اَعْتَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ بِالْعَتَمَةِ حَتّٰى رَقَدَ النَّاسُ وَاسْتَيْقَظُوْا وَرَقَدُوْا وَاسْتَيْقَظُوْا فَقَامَ عُمَرُ فَقَالَ الصَّلَاةَ الصَّلَاةَ قَالَ عَطَاءٌ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ خَرَجَ نَبِىُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَاَنِّىْ اَنْظُرُ اِلَيْهِ الْاٰنَ يَقْطُرُ رَاْسُهٗ مَاءً وَاضِعًا يَدَهٗ عَلٰى شِقِّ رَاْسِهٖ قَالَ وَاَشَارَ فَاسْتَثْبَتُّ عَطَاءً كَيْفَ وَضَعَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهٗ عَلٰى رَاْسِهٖ فَاَوْمَاَ اِلَىَّ كَمَا اَشَارَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَبَدَّدَ لِىْ عَطَاءٌ بَيْنَ اَصَابِعِهٖ بِشَىْءٍ مِّنْ تَبْدِيْدٍ ثُمَّ وَضَعَهَا فَانْتَهٰى اَطْرَافُ اَصَابِعِهٖ اِلٰى مُقَدَّمِ الرَّاْسِ ثُمَّ ضَمَّهَا يَمُرُّ بِهَا كَذٰلِكَ عَلَى الرَّاْسِ حَتّٰى مَسَّتْ اِبْهَامَاهُ طَرَفَ الْاُذُنِ مِمَّا يَلِى الْوَجْهَ ثُمَّ عَلَى الصُّدْغِ وَنَاحِيَةِ الْجَبِيْنِ لَا يَقْصُرُ وَلَا يَبْطُشُ شَيْئًا اِلَّا كَذٰلِكَ ثُمَّ قَالَ "لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰى اُمَّتِىْ لَاَمَرْتُهُمْ اَنْ لَّا يُصَلُّوْهَا اِلَّا هٰكَذَا".

530-اخرجه البخاري في مواقيت الصلاة، باب النوم قبل العشاء لمن غلب (الحديث 571)، و في التمني، باب ما يجوز من اللو (الحديث 7239) مختصراً . و اخرجه مسلم في المساجد و مواضع الصلاة، باب وقت العشاء و تاخيرها (الحديث 225) مطولاً . و اخرجه النسائي في المواقيت، ما يستحب من تاخير العشاء (الحديث 531) مختصراً . تحفة الاشراف (5915) .

★★ ابن جریج بیان کرتے ہیں: میں نے عطاء (بن ابی رباح) سے دریافت کیا: آپ کے نزدیک کون سا وقت زیادہ پسندیدہ ہے؛ جس میں میں عشاء کی نماز ادا کروں خواہ امام کے طور پر پڑھوں یا تنہا نماز ادا کروں؟ تو عطاء نے جواب دیا: میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: کہ ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کی نماز میں تاخیر کر دی (یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھانے تشریف نہیں لائے)' یہاں تک کہ لوگ سو گئے' وہ پھر بیدار ہوئے' پھر سو گئے (جب بہت زیادہ تاخیر ہو گئی) تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور انہوں نے (بلند آواز میں) "نماز' نماز" کہا۔

عطاء بیان کرتے ہیں' حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ بات بیان کی: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے' وہ منظر آج بھی میری نگاہ میں ہے' آپ کے سر مبارک سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک اپنے سر کے دائیں حصے پر رکھا ہوا تھا۔ عطاء نے بتایا: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اشارہ کر کے دکھایا (کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح ہاتھ رکھا ہوا تھا)۔

ابن جریج کہتے ہیں: میں نے عطاء سے دریافت کیا' کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک سر پر کیسے رکھا ہوا تھا؟ (یعنی آپ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو کیسے اشارہ کر کے دکھاتے ہوئے دیکھا ہے؟)

تو انہوں نے مجھے اشارہ کر کے دکھایا جس طرح حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اشارہ کر کے دکھایا تھا' عطاء نے اپنی انگلیوں کو کچھ کھلا رکھا' پھر انہیں سر پر رکھا اور انگلیوں کے کنارے کو سر کے اگلے حصے تک لے آئے' پھر انہیں ملا لیا' اور پھر انہیں اسی طرح سر پر پھیرتے رہے' یہاں تک کہ ان کے انگوٹھوں نے کان کے اس کنارے کو مس کیا جو چہرے کی سمت میں ہے' پھر انہوں نے اسے کنپٹی پر رکھا' پھر پیشانی کے کنارے پر رکھا' نہ انہوں نے کسی حصے کو تھاما نہ کسی کو نچوڑا' صرف اسی طرح کیا۔

(راوی بیان کرتے ہیں' پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:)

"اگر مجھے اپنی امت کے مشقت میں مبتلا ہونے کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں ان لوگوں کو یہ ہدایت کرتا کہ اس نماز کو اسی وقت میں ادا کریں"۔

531 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ الْمَكِّيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَّعَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اَخَّرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِشَآءَ ذَاتَ لَيْلَةٍ حَتّٰى ذَهَبَ مِنَ اللَّيْلِ فَقَامَ عُمَرُ - رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ - فَنَادَى الصَّلَاةَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ رَقَدَ النِّسَآءُ وَالْوِلْدَانُ . فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمَآءُ يَقْطُرُ مِنْ رَّاْسِهٖ وَهُوَ يَقُوْلُ "اِنَّهُ الْوَقْتُ لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰى اُمَّتِيْ ".

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' ایک رات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کی نماز تاخیر سے ادا کی' یہاں تک کہ رات کا ایک بڑا حصہ رخصت ہو گیا' پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور انہوں نے بلند آواز میں کہا: یا رسول اللہ! نماز (کا وقت جا رہا ہے) خواتین اور بچے سو چکے ہیں' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے' جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک سے پانی

531-تقدم في المواقيت، يستحب من تاخير العشاء (530) .

کے قطرے ٹپک رہے تھے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا: یہی (اس نماز کا) وقت ہے' اگر مجھے اپنی اُمت کے مشقت میں مبتلا ہونے کا اندیشہ نہ ہوتا (تو میں انہیں یہ نماز اسی وقت میں ادا کرنے کی ہدایت کرتا)۔

532 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُؤَخِّرُ الْعِشَآءَ الْاٰخِرَةَ .

★★ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کی نماز کو تاخیر سے ادا کیا کرتے تھے۔

533 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰى اُمَّتِيْ لَاَمَرْتُهُمْ بِتَاْخِيْرِ الْعِشَاءِ وَبِالسِّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ ".

★★ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

"اگر مجھے اپنی اُمت کے مشقت میں مبتلا ہونے کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں انہیں عشاء کی نماز تاخیر سے ادا کرنے اور ہر نماز کے وقت (مسواک کرنے) کا حکم دیتا۔

21 - باب اٰخِرِ وَقْتِ الْعِشَاءِ .

باب: عشاء کی نماز کا آخری وقت (کیا ہے؟)

534 - اَخْبَرَنِيْ عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ حِمْيَرَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عَبْلَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَاَخْبَرَنِيْ عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنْ شُعَيْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اَعْتَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً بِالْعَتَمَةِ فَنَادَاهُ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ نَامَ النِّسَآءُ وَالصِّبْيَانُ . فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ "مَا يَنْتَظِرُهَا غَيْرُكُمْ ." وَلَمْ يَكُنْ يُصَلّٰى يَوْمَئِذٍ اِلَّا بِالْمَدِيْنَةِ ثُمَّ قَالَ "صَلُّوْهَا فِيْمَا بَيْنَ اَنْ يَّغِيْبَ الشَّفَقُ اِلٰى ثُلُثِ اللَّيْلِ ." وَاللَّفْظُ لِابْنِ حِمْيَرَ .

★★ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' کہ ایک رات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کی نماز میں تاخیر کر دی (یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھانے کے لیے تشریف نہیں لائے) تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بلند آواز میں ندا کی: خواتین اور بچے سو چکے ہیں' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (اپنے حجرۂ مبارک سے مسجد نبوی میں) تشریف لائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"(اس وقت) تمہارے علاوہ اور کوئی بھی اس نماز کا انتظار نہیں کر رہا ہے"۔

532-اخرجه مسلم في المساجد و مواضع الصلاة، باب وقت العشاء و تاخيرها (الحديث 226) . تحفة الاشراف (2170) .

533-اخرجه ابوداؤد في الطهارة، باب السواك (الحديث 46) . و اخرجه ابن ماجه في الصلاة، باب وقت العشاء (الحديث 690) مختصراً و الحديث عند: مسلم في الطهارة، باب السواك (الحديث 42) . تحفة الاشراف (13673) .

534-اخرجه البخاري في الاذان، باب وضوء الصبيان، و متى يجب عليهم الغسل و الطهور و حضورهم الجماعة و العيدين و الجنائز و صفوفهم (الحديث 862)، و باب خروج النساء الى المساجد بالليل و الغلس (الحديث 864) . تحفة الاشراف (16405 و 16469) .

(سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:) یہ اس زمانے کی بات ہے جب صرف مدینہ منورہ میں ہی نماز ادا کی جاتی تھی۔

پھر نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"تم لوگ اس نماز کو شفق غروب ہو جانے سے لے کر ایک تہائی رات گزرنے کے درمیانی وقت میں ادا کر لیا کرو"۔

روایت کے یہ الفاظ ابن حمیر نامی راوی کے ہیں۔

شرح

اس بات پر فقہاء کے درمیان اتفاق پایا جاتا ہے عشاء کا آخری وقت صبح صادق ہونے سے کچھ پہلے تک ہے۔

تاہم عشاء کے مستحب وقت کے بارے میں رائے یہ ہے کہ اسے ایک تہائی یا نصف رات گزرنے سے پہلے ادا کر لیا جائے۔ اس کی دلیل حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے وہ حدیث ہے جس کے مطابق نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

"اگر مجھے اپنی امت کے مشقت میں مبتلا ہونے کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں انہیں یہ ہدایت کرتا کہ وہ عشاء کی نماز کو تہائی رات یا نصف رات تک مؤخر کریں"۔

اسی طرح امام نسائی نے یہاں جو روایات نقل کی ہیں: ان سے یہی بات ثابت ہوتی ہے نبی اکرم ﷺ نے عشاء کی نماز کو کچھ تاخیر سے ادا کرنے کو مستحب قرار دیا ہے۔

•••———•••———•••

535 - أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ ح وَأَخْبَرَنِي يُوسُفُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي الْمُغِيرَةُ بْنُ حَكِيمٍ عَنْ أُمِّ كُلْثُومٍ ابْنَةِ أَبِي بَكْرٍ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ قَالَتْ أَعْتَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ حَتَّى ذَهَبَ عَامَّةُ اللَّيْلِ وَحَتَّى نَامَ أَهْلُ الْمَسْجِدِ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى وَقَالَ "إِنَّهُ لَوَقْتُهَا لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي".

★★ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ایک رات نبی اکرم ﷺ نے عشاء کی نماز میں تاخیر کر دی یہاں تک کہ رات کا اکثر حصہ گزر گیا یہاں تک کہ مسجد میں موجود لوگ سو گئے پھر آپ ﷺ تشریف لائے اور آپ ﷺ نے نماز ادا کی۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اگر مجھے اپنی اُمت کے مشقت میں مبتلا ہونے کا اندیشہ نہ ہوتا تو اس نماز کا وقت یہی ہے"۔

536 - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَنْبَأَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ مَكَثْنَا ذَاتَ لَيْلَةٍ نَنْتَظِرُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعِشَاءِ الْآخِرَةِ فَخَرَجَ عَلَيْنَا حِينَ ذَهَبَ ثُلُثُ اللَّيْلِ أَوْ

535-اخرجه مسلم في المساجد و مواضع الصلاة، باب وقت العشاء و تاخيرها (الحديث219) . تحفة الاشراف (17984) .

536-اخرجه مسلم في المساجد و مواضع الصلاة، باب وقت العشاء و تاخيرها (الحديث 220) . واخرجه ابوداؤد في الصلاة، باب في وقت العشاء الآخرة (الحديث 420) . تحفة الاشراف (7649) .

بَعْدَهُ فَقَالَ حِينَ خَرَجَ "إِنَّكُمْ تَنْتَظِرُونَ صَلَاةً مَا يَنْتَظِرُهَا أَهْلُ دِينٍ غَيْرُكُمْ وَلَوْلَا أَنْ يَثْقُلَ عَلَى أُمَّتِي لَصَلَّيْتُ بِهِمْ هَذِهِ السَّاعَةَ". ثُمَّ أَمَرَ الْمُؤَذِّنَ فَأَقَامَ ثُمَّ صَلَّى.

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک رات ہم نبی اکرم ﷺ کا عشاء کی نماز کے لیے انتظار کرتے رہے جب ایک تہائی رات گزر گئی یا شاید اس کے بھی بعد کا وقت تھا اس وقت آپ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے جب تشریف لائے تو اس وقت آپ ﷺ نے فرمایا:

"تم لوگ ایک ایسی نماز کا انتظار کر رہے ہو کہ تمہارے علاوہ اور کوئی بھی دیندار اس کا انتظار نہیں کر رہا اگر یہ بات میری اُمت کے لیے مشکل کا باعث نہ ہوتی تو میں اسی وقت میں یہ نماز پڑھاتا"۔

پھر نبی اکرم ﷺ نے مؤذن کو اقامت کی ہدایت کی اس نے اقامت کہی تو نبی اکرم ﷺ نے نماز پڑھائی۔

537 - أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ مُوسَى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا دَاوُدُ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الْمَغْرِبِ ثُمَّ لَمْ يَخْرُجْ إِلَيْنَا حَتَّى ذَهَبَ شَطْرُ اللَّيْلِ فَخَرَجَ فَصَلَّى بِهِمْ ثُمَّ قَالَ "إِنَّ النَّاسَ قَدْ صَلَّوْا وَنَامُوا وَأَنْتُمْ لَمْ تَزَالُوا فِي صَلَاةٍ مَا انْتَظَرْتُمُ الصَّلَاةَ وَلَوْلَا ضَعْفُ الضَّعِيفِ وَسُقْمُ السَّقِيمِ لَأَمَرْتُ بِهَذِهِ الصَّلَاةِ أَنْ تُؤَخَّرَ إِلَى شَطْرِ اللَّيْلِ".

★★ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ نے ہمیں مغرب کی نماز پڑھا دی (پھر آپ ﷺ گھر تشریف لے گئے) پھر آپ ﷺ ہمارے پاس تشریف نہیں لائے یہاں تک کہ نصف رات گزر گئی پھر آپ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے آپ نے لوگوں کو نماز پڑھائی پھر ارشاد فرمایا:

کچھ لوگ نماز ادا کر کے سو بھی چکے ہیں اور تم لوگ جب سے نماز کا انتظار کر رہے ہو تم نماز کی حالت میں شمار ہوئے ہو اگر کمزور لوگوں کی کمزوری اور بیمار لوگوں کی بیماری کا خیال نہ ہو تو میں اس نماز کے بارے میں یہ حکم دوں کہ اسے نصف رات تک مؤخر کر دیا جائے۔

538 - أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ح وَأَنْبَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَا حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ قَالَ سُئِلَ أَنَسٌ هَلِ اتَّخَذَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمًا قَالَ نَعَمْ أَخَّرَ لَيْلَةً صَلَاةَ الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ إِلَى قَرِيبٍ مِنْ شَطْرِ اللَّيْلِ فَلَمَّا أَنْ صَلَّى أَقْبَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ ثُمَّ قَالَ "إِنَّكُمْ لَنْ تَزَالُوا فِي صَلَاةٍ مَا انْتَظَرْتُمُوهَا". قَالَ أَنَسٌ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى وَبِيصِ خَاتَمِهِ. فِي حَدِيثِ عَلِيٍّ إِلَى شَطْرِ اللَّيْلِ.

537-اخرجه ابوداؤد في الصلاة، باب في وقت العشاء الاخرة (الحديث 422) . واخرجه ابن ماجه في الصلاة، باب وقت صلاة العشاء (الحديث 693) . تحفة الاشراف (4314) .

538-اخرجه البخاري في الاذان، باب من جلس في المسجد ينتظر الصلاة، و فضل المساجد (الحديث 661) . اخرجه ابن ماجه في الصلاة، باب وقت صلاة العشاء (الحديث 692) . تحفة الاشراف (578 و 635) .

★★ حمید نامی راوی بیان کرتے ہیں: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا: کیا نبی اکرم ﷺ نے انگوٹھی پہنی ہے؟ تو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: جی ہاں! ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ نے عشاء کی نماز کو نصف رات کے قریب تک مؤخر کر دیا پھر جب آپ ﷺ نے نماز ادا کر لی تو آپ ﷺ نے اپنا چہرہ مبارک ہماری طرف کیا' اور فرمایا:

"جب سے تم اس نماز کا انتظار کر رہے ہو تم نماز کی حالت میں شمار ہو گے"۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آپ ﷺ کی انگوٹھی کی چمک کا منظر آج بھی میری نگاہ میں ہے۔

علی بن حجر نامی کی روایت میں "نصف رات تک" الفاظ ہیں (یعنی انہوں نے نصف رات کے قریب تک کے الفاظ نقل نہیں کیے ہیں)۔

22 - باب الرُّخْصَةِ فِي اَنْ يُقَالَ لِلْعِشَاءِ الْعَتَمَةُ .

عشاء کی نماز کو "عتمہ" کہنے کی اجازت ہے

539 - اَخْبَرَنَا عُتْبَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَرَاْتُ عَلٰى مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ وَّالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي النِّدَاءِ وَالصَّفِّ الْاَوَّلِ ثُمَّ لَمْ يَجِدُوْا اِلَّا اَنْ يَّسْتَهِمُوْا عَلَيْهِ لَاسْتَهَمُوْا وَلَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي التَّهْجِيْرِ لَاسْتَبَقُوْا اِلَيْهِ وَلَوْ عَلِمُوْا مَا فِي الْعَتَمَةِ وَالصُّبْحِ لَاَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا".

★★ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

"اگر لوگوں کو یہ پتہ چل جائے کہ اذان اور پہلی صف میں شامل ہونے کی کتنی فضیلت ہے اور پھر وہ صرف قرعہ اندازی کے ذریعے اس میں شریک ہو سکتے ہوں' تو وہ اس کے لیے قرعہ اندازی بھی کر لیں گے' اگر لوگوں کو یہ پتہ چل جائے کہ نماز کے لیے جلدی جانے کی کیا فضیلت ہے' تو وہ اس کی طرف ضرور جائیں گے' اگر انہیں یہ پتہ چل جائے کہ عشاء کی نماز اور صبح کی نماز (باجماعت ادا کرنے کی کتنی فضیلت ہے) تو وہ اس میں ضرور شریک ہوں' خواہ انہیں گھسٹ کر آنا پڑے"۔

23 - باب الْكَرَاهِيَةِ فِي ذٰلِكَ .

عشاء کو "عتمہ" کہنے کا مکروہ ہونا

540 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ - هُوَ الْحَفَرِيُّ - عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ

539-اخرجه البخاري في الاذان، باب الاستهام في الاذان (الحديث 615)، و باب فضل التهجير الى الظهر (الحديث 654)، و باب الصف الاول (الحديث 721)، و في الشهادات، باب القرعة في المشكلات (الحديث 2689) . واخرجه مسلم في الصلاة، باب تسوية الصفوف و اقامتها و فضل الاول فالاول منها و الازدحام على الصف الاول و المسابقة اليها و تقديم اولي الفضل و تقريبهم من الامام (الحديث 129) . واخرجه النسائي في الاذان، الاستهام على التاذين (الحديث 670) . والحديث عند: الترمذي في الصلاة، باب ما جاء في فضل الصف الاول (الحديث 225) . تحفة الاشراف (12570) .

لَبِيْدٍ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا تَغْلِبَنَّكُمُ الْاَعْرَابُ عَلٰى اسْمِ صَلَاتِكُمْ هٰذِهٖ فَاِنَّهُمْ يُعْتِمُوْنَ عَلَى الْاِبِلِ وَاِنَّهَا الْعِشَاءُ".

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

"دیہاتی لوگ تمہاری اس نماز کے حوالے سے تم پر غالب نہ آ جائیں' کیونکہ وہ لوگ اونٹوں کے حوالے سے اس میں تاخیر کر دیتے ہیں' اس لیے وہ لوگ اسے "عتمہ" کہتے ہیں' لیکن یہ عشاء ہے"۔

شرح

اس حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے امام جلال الدین سیوطی نے یہ بات تحریر کی ہے:

شیخ عزالدین بن عبدالسلام فرماتے ہیں' عام رواج یہی ہے جب کوئی معظم شخص جب کسی چیز کا کوئی نام تجویز کرے تو پھر اس نام کو چھوڑ کر کسی دوسرے نام کو اختیار کرنا مناسب نہیں ہے کیونکہ اس صورت میں اس عظیم ہستی کی شان میں تنقیص لازم آتی ہے۔ اور اس عظیم ہستی کے طرزِ عمل سے روگردانی لازم آتی ہے۔ اور دوسرے کے عمل کو ترجیح دینا لازم آتا ہے۔ اور یہ بات اللہ تعالیٰ کی شان کے لائق نہیں ہے۔ (کہ اس کے مقرر کردہ نام کو تبدیل کر کے دوسرا نام اختیار کر لیا جائے)۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اس نماز کا نام "عشاء" ذکر کیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَمِنْ بَعْدِ صَلٰوةِ الْعِشَآءِ" (النور: ۵۸)

"اور عشاء کی نماز کے بعد" [1]

اس سے پہلے امام نسائی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت نقل کی ہے' اس میں نبی اکرم ﷺ نے عشاء کی نماز کے لیے لفظ "عتمہ" استعمال کیا ہے۔

اس پر بحث کرتے ہوئے علامہ ابن عبدالبر اندلسی فرماتے ہیں: اس روایت سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ عشاء کی نماز کو عتمہ کہا جا سکتا ہے۔ تاہم یہ روایت اس روایت کے معارض ہو گی جو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے منقول ہے۔ جس کے مطابق نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

"دیہاتی لوگ تمہاری اس نماز کے حوالے سے تم پر غالب نہ آ جائیں' کیونکہ وہ لوگ اونٹوں کے حوالے سے اس میں تاخیر کر دیتے ہیں' اس لیے وہ لوگ اسے "عتمہ" کہتے ہیں' لیکن یہ عشاء ہے"۔

علامہ ابن عبدالبر فرماتے ہیں: اس دوسری حدیث کے طرق اتنے زیادہ نہیں ہیں جتنے زیادہ طرق اس روایت کے ہیں جس

540-اخرجه مسلم في المساجد و مواضع الصلاة، باب وقت العشاء و تاخيرها (الحديث 228و229) . واخرجه ابو داؤد في الادب، باب في صلاة العتمة (الحديث 4984) . واخرجه ابن ماجه في الصلاة، باب النهي ان يقال صلاة العتمة (الحديث 704) . تحفة الاشراف (8582) .

[1] حاشیہ سیوطی بر روایت مذکورہ

میں عشاء کے لیے لفظ عتمہ استعمال ہوا ہے۔

کتاب وسنت سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اس نماز کے لیے یہ دونوں نام استعمال کرنا جائز ہے۔ اور ہمارے علم کے مطابق فقہاء کے درمیان اس حوالے سے کوئی اختلاف نہیں پایا جاتا[1]۔

امام بخاری نے بھی اپنی صحیح میں اس روایت کو نقل کیا ہے۔ انہوں نے اس کے لیے ترجمۃ الباب قائم کیا ہے۔ جس میں اس بات کا تذکرہ کیا ہے کہ بعض اہل علم کے نزدیک عشاء کی نماز کو عتمہ کہا جا سکتا ہے۔

اس پر بحث کرتے ہوئے علامہ بدرالدین محمود عینی تحریر کرتے ہیں: اس سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ عشاء کی نماز کو عتمہ کہا جا سکتا ہے۔

اگر آپ یہ کہیں کہ نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے اس کی ممانعت ثابت ہے' تو ہم یہ جواب دیں گے: نبی اکرم ﷺ نے اس نام کے استعمال کے جواز کو بیان کرنے کے لیے اس لفظ کو استعمال کیا تھا۔ اور جہاں نبی اکرم ﷺ نے اس کی ممانعت کی ہے وہ تحریم کے لیے نہیں ہے۔

پھر ایک پہلو یہ بھی ہے: یہاں لفظ عتمہ استعمال کرنے میں ایک مصلحت پائی جاتی ہے' وہ یہ ہے: عرب اپنے محاورے میں مغرب کی نماز کو عشاء کہتے تھے۔ اگر نبی اکرم ﷺ یہاں عشاء کا لفظ استعمال کرتے تو وہ لوگ اس سے مراد مغرب کی نماز لیتے۔ اور اس صورت میں مفہوم واضح نہیں ہو پاتا۔ اور مطلب فوت ہو جاتا۔ اسی لیے نبی اکرم ﷺ نے لفظ عتمہ استعمال کیا جس کے بارے میں عام افراد کو کوئی شک نہیں ہوتا تھا[2]۔

•••———•••———•••

541 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِىْ لَبِيْدٍ عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ عَلَى الْمِنْبَرِ "لَا تَغْلِبَنَّكُمُ الْاَعْرَابُ عَلٰى اسْمِ صَلَاتِكُمْ اَلَا اِنَّهَا الْعِشَاءُ".

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' میں نے نبی اکرم ﷺ کو منبر پر یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: "دیہاتی لوگ تمہاری اس نماز کے نام کے حوالے سے تم پر غالب نہ آ جائیں' یاد رکھنا یہ عشاء ہے"۔

24 - باب اَوَّلِ وَقْتِ الصُّبْحِ

باب: فجر کی نماز کا ابتدائی وقت

542 - اَخْبَرَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ هَارُوْنَ قَالَ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ

[1] الاستذکار لابن عبدالبر اندلسی [2] عمدۃ القاری' کتاب الاذان' باب الاستہام فی الاذان

541-تقدم في المواقيت، الكراهية في ذلك (540) .

542-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (2627) .

حُسَيْنٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصُّبْحَ حِيْنَ تَبَيَّنَ لَهُ الصُّبْحُ.

☆☆ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے صبح کی نماز اس وقت ادا کی جب صبح واضح ہو چکی تھی (یعنی روشن ہو چکی تھی)۔

شرح

اس بات پر فقہاء کا اتفاق ہے کہ فجر کا وقت صبح صادق سے شروع ہوتا ہے اور سورج نکلنے تک باقی رہتا ہے۔ صبح صادق سے مراد وہ سفیدی ہے جو افق میں نمودار ہوتی ہے اور چوڑائی کی سمت پھیل جاتی ہے۔ اس کے مقابلے میں صبح کاذب ہوتی ہے۔ اس سے مراد وہ روشنی ہے جو لمبائی کی سمت میں آسمان کے درمیان میں پھیلتی ہے۔ جو بھیڑیے کی دم کی مانند ہوتی ہے۔ اس کے بعد دوبارہ تاریکی آ جاتی ہے۔ پہلی قسم یعنی صبح صادق کے ساتھ تمام شرعی احکام کا تعلق ہے' جن میں روزے کا شروع ہونا' صبح کی نماز کا وقت شروع ہونا' عشاء کی نماز کا وقت ختم ہونا' وغیرہ شامل ہیں۔ ان احکام کا دوسری قسم یعنی صبح کاذب کے ساتھ کوئی واسطہ نہیں ہے۔

•••———•••———•••

543 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَجُلًا اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلَهُ عَنْ وَقْتِ صَلَاةِ الْغَدَاةِ فَلَمَّا اَصْبَحْنَا مِنَ الْغَدِ اَمَرَ حِيْنَ انْشَقَّ الْفَجْرُ اَنْ تُقَامَ الصَّلَاةُ فَصَلّٰى بِنَا فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْغَدِ اَسْفَرَ ثُمَّ اَمَرَ فَاُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ فَصَلّٰى بِنَا ثُمَّ قَالَ "اَيْنَ السَّائِلُ عَنْ وَقْتِ الصَّلَاةِ مَا بَيْنَ هٰذَيْنِ وَقْتٌ".

☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ سے فجر کی نماز کے وقت کے بارے میں دریافت کیا' تو اگلے دن صبح نبی اکرم ﷺ نے صبح صادق کے فوراً بعد نماز کے لیے اقامت کہنے کا حکم دے دیا' پھر آپ ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی' اس سے اگلے دن جب روشنی ہو گئی تو آپ ﷺ کے حکم کے تحت اقامت کہی گئی اور آپ ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی' پھر آپ ﷺ نے دریافت کیا: نماز کے وقت کے بارے میں سوال کرنے والا شخص کہاں ہے؟ (آپ ﷺ نے اسے بتایا:) ان دو (اوقات) کے درمیان (فجر کی نماز کا) وقت ہے۔

25 - باب التَّغْلِيْسِ فِى الْحَضَرِ.

باب: حضر کی حالت میں اندھیرے میں (فجر کی نماز) ادا کرنا

544 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اِنْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلّٰى

543-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (592) .

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيُصَلِّي الصُّبْحَ فَيَنْصَرِفُ النِّسَاءُ مُتَلَفِّعَاتٍ بِمُرُوطِهِنَّ مَا يُعْرَفْنَ مِنَ الْغَلَسِ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' کہ نبی اکرم ﷺ صبح کی نماز ادا کر لیتے اور پھر خواتین چادریں لپیٹ کر واپس آ جاتی تھیں' لیکن اندھیرے کی وجہ سے انہیں پہچانا نہیں جا سکتا تھا۔

شرح

یہاں امام نسائی نے جو روایات نقل کی ہیں ان سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ نبی اکرم ﷺ فجر کی نماز اندھیرے میں ہی ادا کر لیتے تھے۔

امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل اور جمہور اسی بات کے قائل ہیں۔

تاہم امام ابوحنیفہ اس بات کے قائل ہیں کہ فجر کی نماز کو روشن کر کے پڑھنا زیادہ فضیلت رکھتا ہے اور اس کی دلیل وہ روایات ہیں جو آگے چل کر امام نسائی نے نقل کی ہیں۔

امام سرخسی تحریر کرتے ہیں ہمارے نزدیک فجر کی نماز کو روشن کر کے پڑھنا اندھیرے میں پڑھنے کے مقابلے میں زیادہ فضیلت رکھتا ہے جبکہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اسے اندھیرے میں ادا کرنا زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔

امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بات ذکر کی ہے اگر آدمی یہ چاہتا ہو کہ فجر کی نماز میں طویل قرأت کرے تو اس کے لئے افضل یہ ہے کہ وہ اندھیرے میں نماز کا آغاز کرے اور روشنی میں اسے ختم کرے۔

لیکن اگر طویل قرأت کرنے کا عزم نہ ہو تو پھر اندھیرے میں ادا کرنے کے مقابلے میں روشنی میں ادا کرنا زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے منقول حدیث کو دلیل کے طور پر پیش کیا ہے وہ بیان کرتی ہیں۔

''جب خواتین نبی اکرم ﷺ کی اقتداء میں نماز ادا کرنے کے بعد واپس جاتی تھیں تو انہوں نے چادریں اوڑھی ہوئی ہوتی تھیں۔ اندھیرے کی زیادتی کی وجہ سے انہیں پہچانا نہیں جا سکتا تھا۔''

اسی طرح حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی اکرم ﷺ فجر کی نماز ادا کر لیتے تھے اور اندھیرے کی زیادتی کی وجہ سے کوئی شخص اپنے پہلو میں بیٹھے ہوئے شخص کو نہیں پہچان پاتا تھا۔

اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اس میں عبادت کی ادائیگی میں جلدی کرنے کا اظہار ہوتا ہے اور یہ بات پسندیدہ ہے کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

''اپنے پروردگار کی مغفرت کی طرف تیزی سے جاؤ۔'' (آل عمران:133)

544-اخرجه البخاري في الاذان، باب انتظار الناس قيام الامام العالم (الحديث 867) و اخرجه مسلم في المساجد و مواضع الصلاة، باب استحباب التبكير بالصبح في اول وقتها و هو التغليس و بيان قدر القراءة فيها (الحديث 232) . و اخرجه ابوداؤد في الصلاة، باب في وقت الصبح (الحديث 423) . واخرجه الترمذي في الصلاة، باب ما جاء في التغليس بالفجر (الحديث 153) . تحفة الاشراف (17931) .

ہماری دلیل حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول یہ حدیث ہے نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے۔

''فجر کی نماز کو روشن کر کے ادا کرو کیونکہ یہ زیادہ اجر کا باعث ہے۔''

اسی طرح حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول حدیث میں یہ بات منقول ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے۔

''فجر کو روشن کرو۔''

راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں۔

''صبح کی نماز کو روشن کر کے پڑھو تمہارے لئے اس میں برکت ہوگی۔''

(امام سرخسی فرماتے ہیں) اس کی وجہ یہ بھی ہے کہ روشنی میں نماز ادا کرنے کی صورت میں جماعت میں اضافہ ہو جاتا ہے جبکہ اندھیرے میں نماز ادا کرنے کی صورت میں جماعت میں تعداد کم ہوگی اور جو چیز جماعت میں اضافے کا باعث ہو وہ افضل ہوتی ہے۔

اس کی دوسری دلیل یہ ہے کہ نماز ادا کر لینے کے بعد سورج نکلنے تک نماز کی جگہ پر ٹھہرے رہنا مستحب ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے۔

''جو شخص فجر کی نماز ادا کر لینے کے بعد سورج نکلنے تک اپنی جگہ پر ٹھہرا رہے گویا کہ اس نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے چار غلام آزاد کئے۔''

جب آدمی روشنی میں اس نماز کو ادا کرے تو پھر اس فضیلت کا خیال رکھنے میں زیادہ احتیاط پائی جائے گی۔

اس کے برعکس اگر اندھیرے میں نماز ادا کر لی جائے تو پھر اس پر عمل کرنا مشکل ہو جائے گا۔

جہاں تک سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے منقول حدیث کا تعلق ہے' تو صحیح روایات میں یہ بات ثابت ہے نبی اکرم ﷺ فجر کی نماز روشنی میں ادا کیا کرتے تھے۔

''حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے نبی اکرم ﷺ کو کبھی نہیں دیکھا کہ آپ ﷺ نے کسی بھی نماز کو اس کے مخصوص وقت سے پہلے ادا کیا ہو البتہ عرفہ کے دن فجر کی نماز آپ ﷺ نے (اس کے مخصوص وقت سے پہلے ادا کر لی تھی) آپ ﷺ نے اسے اس دن اندھیرے میں ادا کر لیا تھا۔''

یہ اس بات کی دلیل ہے کہ نبی اکرم ﷺ کا عام معمول یہی تھا کہ آپ ﷺ فجر کی نماز روشنی میں ادا کیا کرتے تھے۔

جہاں تک اندھیرے میں نماز پڑھنے کے ثابت ہونے کا تعلق ہے' تو شاید وہ کسی عذر کی وجہ سے ہوگا یا شاید نبی اکرم ﷺ نے سفر پر روانہ ہونا ہوگا یا یہ اس زمانے کی بات ہوگی جب خواتین باجماعت نماز میں شریک ہوا کرتی تھیں اور پھر یہ حکم منسوخ ہو گیا اور انہیں گھر میں ٹھہرنے کا حکم دیا گیا۔[1]

545- اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنَّ

---

[1] مبسوط سرخسی' جلد اوّل صفحہ 285 مطبوعہ دارالکتب العلمیہ

النِّسَاءُ يُصَلِّيْنَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصُّبْحَ مُتَلَفِّعَاتٍ بِمُرُوْطِهِنَّ فَيَرْجِعْنَ فَمَا يَعْرِفُهُنَّ اَحَدٌ مِّنَ الْغَلَسِ .

☆☆ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: کہ خواتین نبی اکرم ﷺ کی اقتداء میں فجر کی نماز ادا کرتی تھیں انہوں نے اپنی چادریں لپیٹی ہوئی ہوتی تھیں جب وہ واپس جاتی تھیں تو اندھیرے کی وجہ سے کوئی انہیں پہچان نہیں سکتا تھا۔

26 - باب التَّغْلِيسِ فِي السَّفَرِ .

باب: سفر کے دوران اندھیرے میں (فجر کی نماز ادا کرنا)

546 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ صَلَّى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ خَيْبَرَ صَلَاةَ الصُّبْحِ بِغَلَسٍ وَّهُوَ قَرِيْبٌ مِّنْهُمْ فَاَغَارَ عَلَيْهِمْ وَقَالَ "اللّٰهُ اَكْبَرُ خَرِبَتْ خَيْبَرُ - مَرَّتَيْنِ - اِنَّا اِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ ".

☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے فتح خیبر کے دن صبح کی نماز اندھیرے میں ادا کی آپ ﷺ اس وقت خیبر کے قریب تھے پھر آپ ﷺ نے ان پر حملہ کر دیا اور ارشاد فرمایا: اللہ اکبر! خیبر برباد ہو گیا۔ یہ بات آپ ﷺ نے دو مرتبہ ارشاد فرمائی (پھر فرمایا:) جب ہم کسی قوم کے میدان میں اترتے ہیں تو ان لوگوں کی حالت بہت بری ہوتی ہے جنہیں ڈرایا گیا تھا۔

27 - باب الْاِسْفَارِ .

باب: فجر کی نماز کو روشنی میں ادا کرنا

547 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَاصِمُ بْنُ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ عَنْ مَحْمُوْدِ بْنِ لَبِيْدٍ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اَسْفِرُوْا بِالْفَجْرِ ".

☆☆ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:
"فجر کی نماز روشنی میں ادا کیا کرو"۔

548 - اَخْبَرَنِيْ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ يَعْقُوْبَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ مَرْيَمَ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُوْ غَسَّانَ قَالَ حَدَّثَنِيْ زَيْدُ بْنُ

545-اخرجه مسلم في المساجد و مواضع الصلاة، باب استحباب التبكير بالصبح في اول وقتها و هو التغليس و بيان قدر القراءة فيها (الحديث 230) بنحوه . و اخرجه ابن ماجه في الصلاة، باب وقت صلاة الفجر (الحديث 669) . تحفة الاشراف (16442) .

546-اخرجه البخاري في الخوف، باب التبكير و الغلس بالصبح، و الصلاة عند الاغارة و الحرب (الحديث 947) مطولاً . تحفة الاشراف (301) .

547-اخرجه ابوداؤد في الصلاة، باب في وقت الصبح (الحديث 424) بمعناه مطولاً . و اخرجه الترمذي في الصلاة باب ما جاء في الاسفار بالفجر (الحديث 154) مطولاً . و اخرجه ابن ماجه في الصلاة، باب وقت صلاة الفجر (الحديث 672) . بمعناه مطولاً . تحفة الاشراف (3582) .

548-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (15670) .

عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ عَنْ مَحْمُوْدِ بْنِ لَبِيْدٍ عَنْ رِجَالٍ مِّنْ قَوْمِهِ مِنَ الْاَنْصَارِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَا اَسْفَرْتُمْ بِالْفَجْرِ فَاِنَّهُ اَعْظَمُ بِالْاَجْرِ ".

☆☆ محمود بن لبید اپنی قوم سے تعلق رکھنے والے ایک انصاری کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:
"فجر کی نماز کو تم لوگ جو روشنی میں ادا کرتے ہو تو یہ چیز اجر میں اضافے کا باعث ہے"۔

28 - باب مَنْ اَدْرَكَ رَكْعَةً مِّنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ .

باب: جو شخص فجر کی نماز کی ایک رکعت کو پالے

549 - اَخْبَرَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُحَمَّدٍ وَّمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى - وَاللَّفْظُ لَهُ - قَالَا حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ الْاَعْرَجُ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ اَدْرَكَ سَجْدَةً مِّنَ الصُّبْحِ قَبْلَ اَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَقَدْ اَدْرَكَهَا وَمَنْ اَدْرَكَ سَجْدَةً مِّنَ الْعَصْرِ قَبْلَ اَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَقَدْ اَدْرَكَهَا ".

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں:
"جو شخص سورج نکلنے سے پہلے فجر کی نماز کے ایک سجدے کو پالے تو اس نے اس نماز کو پالیا اور جو شخص سورج غروب ہونے سے پہلے عصر کی نماز کے ایک سجدے کو پالیا تو اس نے اس نماز کو پالیا۔

شرح

اس بات پر فقہاء کے مابین اتفاق پایا جاتا ہے کہ اگر کوئی شخص سورج غروب ہونے سے پہلے عصر کی نماز کی ایک رکعت کو پا لیتا ہے تو اس نے اس نماز کو پالیا لیکن اگر کوئی شخص سورج نکلنے سے پہلے فجر کی ایک رکعت کو پالیتا ہے تو کیا وہ فجر کی نماز کو بھی پا لیتا ہے؟

اکثر فقہاء اسی بات کے قائل ہیں کہ ایسا شخص فجر کی نماز کو بھی پالیتا ہے تاہم احناف اس بات کے قائل ہیں کہ جو شخص سورج نکلنے سے پہلے فجر کی صرف ایک رکعت ادا کر سکا ہو وہ فجر کی نماز کو پانے والا شمار نہیں ہوگا۔

550 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ عَدِيٍّ قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يُوْنُسَ بْنِ يَزِيْدَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ اَدْرَكَ رَكْعَةً مِّنَ الْفَجْرِ قَبْلَ اَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَقَدْ اَدْرَكَهَا وَمَنْ اَدْرَكَ رَكْعَةً مِّنَ الْعَصْرِ قَبْلَ اَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَقَدْ اَدْرَكَهَا ".

549-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (13937) .

550-اخرجه مسلم في المساجد و مواضع الصلاة، باب من ادرك ركعة من الصلاة فقد ادرك تلك الصلاة (الحديث 164) . و اخرجه ابن ماجه في الصلاة، باب وقت الصلاة في العذر و الضرورة (الحديث 700) . تحفة الاشراف (16705) .

★★ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتی ہیں:

"جو شخص سورج نکلنے سے پہلے فجر کی ایک رکعت کو پالے اس نے اس نماز کو پالیا اور جو شخص سورج غروب ہونے سے پہلے عصر کی ایک رکعت کو پالے اس نے اس (نماز) کو پالیا"۔

29 - باب آخِرِ وَقْتِ الصُّبْحِ .

باب: فجر کی نماز کا آخری وقت

551 - أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَا حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي صَدَقَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الظُّهْرَ إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ وَيُصَلِّي الْعَصْرَ بَيْنَ صَلَاتَيْكُمْ هَاتَيْنِ وَيُصَلِّي الْمَغْرِبَ إِذَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ وَيُصَلِّي الْعِشَاءَ إِذَا غَابَ الشَّفَقُ - ثُمَّ قَالَ عَلَى إِثْرِهِ - وَيُصَلِّي الصُّبْحَ إِلَى أَنْ يَنْفَسِحَ الْبَصَرُ .

★★ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ ظہر کی نماز اس وقت ادا کرتے تھے جب سورج ڈھل جاتا تھا' آپ ﷺ عصر کی نماز تمہاری ان دو نمازوں کے درمیانی وقت میں پڑھتے تھے اور مغرب کی نماز اس وقت ادا کرتے تھے جب سورج غروب ہو جاتا تھا اور عشاء کی نماز اس وقت پڑھتے تھے' جب شفق غروب ہو جاتی تھی۔

پھر اس کے بعد انہوں نے یہ بات بیان کی: آپ صبح کی نماز اس وقت ادا کرتے تھے' جب دیکھنے کی قوت کھل جاتی تھی (یعنی روشنی ہو چکی ہوتی تھی)۔

شرح

اس بات پر فقہاء کے مابین اتفاق پایا جاتا ہے کہ فجر کی نماز کا آخری وقت سورج نکلنے سے چند لمحے پہلے تک ہے۔

30 - باب مَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِنَ الصَّلَاةِ .

باب: جب کوئی شخص کسی نماز کی ایک رکعت کو (اس کے وقت میں) پالے

552 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ . أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ أَدْرَكَ مِنَ الصَّلَاةِ رَكْعَةً فَقَدْ أَدْرَكَ الصَّلَاةَ ."

★★ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

"جو شخص نماز کی ایک رکعت کو (اس نماز کے وقت میں) پالیتا ہے اس نے اس نماز کو پالیا"۔

551-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (259) .

552-اخرجه البخاري في مواقيت الصلاة، باب من ادرك من الصلاة ركعة (الحديث 580) . واخرجه مسلم في المساجد و مواضع الصلاة باب من ادرك ركعة من الصلاة فقد ادرك تلك الصلاة (الحديث 161 و 162) . واخرجه ابوداؤد في الصلاة، باب من ادرك من الجمعة ركعة (الحديث 1121) . تحفة الاشراف (15243) .

553 - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِدْرِيسَ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ أَدْرَكَ مِنَ الصَّلَاةِ رَكْعَةً فَقَدْ أَدْرَكَهَا ."

★★ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"جو شخص کسی نماز کی ایک رکعت کو (اس نماز کے وقت میں) پالے اس نے اس نماز کو پالیا"۔

554 - أَخْبَرَنِي يَزِيدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الصَّمَدِ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ الْعَطَّارُ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ - وَهُوَ ابْنُ سَمَاعَةَ - عَنْ مُوسَى بْنِ أَعْيَنَ عَنْ أَبِي عَمْرٍو الْأَوْزَاعِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ أَدْرَكَ مِنَ الصَّلَاةِ رَكْعَةً فَقَدْ أَدْرَكَ الصَّلَاةَ ."

★★ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

"جو شخص کسی نماز کی ایک رکعت کو (اس نماز کے مخصوص وقت میں) پالے اس نے اس نماز کو پالیا"۔

555 - أَخْبَرَنِي شُعَيْبُ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ إِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الْمُغِيرَةِ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ أَدْرَكَ مِنَ الصَّلَاةِ رَكْعَةً فَقَدْ أَدْرَكَهَا ."

★★ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' کہ نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

"جو شخص کسی نماز کی ایک رکعت کو (اس نماز کے مخصوص وقت میں) پالے اس نے اس نماز کو پالیا"۔

556 - أَخْبَرَنِي مُوسَى بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ إِسْمَاعِيلَ بْنِ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ عَنْ يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِنَ الْجُمُعَةِ أَوْ غَيْرِهَا فَقَدْ تَمَّتْ صَلَاتُهُ ."

★★ سالم اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"جو شخص جمعہ کی نماز کی ایک رکعت کو پالے یا کسی بھی دوسری نماز کی ایک رکعت کو پالے' تو اس کی نماز مکمل ہوگی"۔

557 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ التِّرْمِذِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ عَنْ

553-اخرجه مسلم في المساجد و مواضع الصلاة، باب من ادرك ركعة من الصلاة فقد ادرك تلك الصلاة (الحديث 162) . تحفة الاشراف (15214) .

554-اخرجه مسلم في المساجد و مواضع الصلاة، باب من ادرك ركعة من الصلاة فقد ادرك تلك الصلاة (الحديث 162م) . تحفة الاشراف (15201) .

555-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (13195) .

556-اخرجه النسائي في المواقيت، من ادرك ركعة من الصلاة (الحديث 557) مرسلاً . و اخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب ما جاء فيمن ادرك من الجمعة ركعة (الحديث 1123) بنحوه . تحفة الاشراف (7001) .

557-تقدم في المواقيت، من ادرك ركعة من الصلاة (الحديث 556) .

سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ اَدْرَكَ رَكْعَةً مِّنْ صَلَاةٍ مِّنَ الصَّلَوَاتِ فَقَدْ اَدْرَكَهَا اِلَّا اَنَّهُ يَقْضِيْ مَا فَاتَهُ ." (حدیث قولی: مرسل صحیح)

★★ سالم بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

"جو شخص کسی بھی نماز کی ایک رکعت کو پالے اس نے اس نماز کو پالیا' البتہ جو رکعات اس کی رہ گئی ہوں وہ انہیں ادا کر لے"۔

31 - باب السَّاعَاتِ الَّتِيْ نُهِيَ عَنِ الصَّلَاةِ فِيْهَا .

باب: ان اوقات کا تذکرہ جن میں نماز ادا کرنا منع ہے

558 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ الصُّنَابِحِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "الشَّمْسُ تَطْلُعُ وَمَعَهَا قَرْنُ الشَّيْطٰنِ فَاِذَا ارْتَفَعَتْ فَارَقَهَا فَاِذَا اسْتَوَتْ قَارَنَهَا فَاِذَا زَالَتْ فَارَقَهَا فَاِذَا دَنَتْ لِلْغُرُوْبِ قَارَنَهَا فَاِذَا غَرَبَتْ فَارَقَهَا ." وَنَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّلَاةِ فِيْ تِلْكَ السَّاعَاتِ .

★★ حضرت عبداللہ صنابحی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

"جب سورج طلوع ہوتا ہے' تو اس کے ساتھ شیطان کا سینگ بھی ہوتا ہے' جب وہ بلند ہو جاتا ہے' تو وہ سینگ اس سے الگ ہو جاتا ہے' جب سورج عین درمیان میں آتا ہے' تو وہ سینگ پھر اس سے مل جاتا ہے' جب وہ ڈھل جاتا ہے' تو وہ پھر اس سے جدا ہو جاتا ہے' جب سورج غروب ہونے کے قریب ہوتا ہے' تو وہ سینگ پھر اس سے مل جاتا ہے' پھر جب سورج غروب ہو جاتا ہے' تو وہ سینگ اس سے الگ ہو جاتا ہے"۔

(راوی بیان کرتے ہیں:) نبی اکرم ﷺ نے ان (تینوں) اوقات میں نماز ادا کرنے سے منع کیا ہے۔

شرح

احادیث میں یہ بات مذکور ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے پانچ اوقات میں نماز ادا کرنے سے منع کیا ہے۔

(i) صبح کی نماز ادا کر لینے کے بعد سورج کے بلند ہو جانے تک' یہاں سورج بلند ہونے سے مراد یہ ہے کہ دیکھنے والا یہ سمجھے کہ وہ سطح زمین سے تقریباً ایک نیزے جتنا اونچا ہو چکا ہے۔

(ii) دوسرا وقت وہ ہے جب سورج طلوع ہو رہا ہو' یہاں تک کہ وہ بلند ہو جائے۔ تاہم دیگر احادیث سے یہ بات ثابت ہے کہ اس وقت میں اس دن کی فجر کی نماز ادا کی جا سکتی ہے' بشرطیکہ سورج نکلنے سے پہلے آدمی ایک رکعت پا چکا ہو لیکن اگر اس نے سورج نکلنے سے پہلے ایک رکعت نہیں پائی تو اس کے لئے بہتر یہی ہے کہ وہ اب اس نماز کو مؤخر کر دے اور جب سورج اچھی

558-اخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب ما جاء في الساعات التي تكره فيها الصلاة (الحديث 1253) بنحوه . تحفة الاشراف (9678) .

طرح بلند ہو جائے اس وقت اس نماز کو ادا کر لے۔

(iii) زوال کا وقت یعنی وہ وقت جب سورج عین آسمان کے درمیان میں ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ مغرب کی طرف ڈھل جائے اور ظہر کا وقت شروع ہو جائے۔

(iv) اس وقت جب سورج زرد ہو جاتا ہے یہاں تک کہ وہ غروب ہو جائے۔

(v) عصر کی نماز ادا کر لینے کے بعد سورج کے غروب ہونے تک کوئی بھی دوسری نماز ادا نہیں کرنی چاہیے تاہم اگر کسی شخص نے اس دن کی عصر کی نماز ادا نہیں کی تھی اور اسے اس بات کا یقین ہے کہ وہ سورج غروب ہونے سے پہلے اس کی ایک رکعت ادا کر لے گا تو پھر وہ اس وقت وہ عصر کی نماز ادا کر سکتا ہے۔

اگلے ابواب میں امام نسائی نے اسی حکم سے متعلق مختلف روایات نقل کی ہیں۔

جہاں تک تین اوقات کا تعلق ہے یعنی سورج کے نکلنے اس کے غروب ہونے اور زوال کے وقت کا تعلق ہے' تو احناف کے نزدیک ان اوقات میں کوئی بھی نماز ادا کرنا مکروہ تحریمی ہے اور یہ حکم مطلق ہے خواہ وہ فرض نماز ہو یا نفل نماز ہو یا واجب نماز ہو۔ خواہ یا اپنے ذمے واجب ہونے والی کوئی نماز ہو یا نماز جنازہ ہو یا سجدہ تلاوت ہو یا سجدہ سہو ہو۔

تاہم معتمد اور صحیح قول کے مطابق جمعے کے دن کا حکم مختلف ہوگا۔

اسی طرح غروب کے وقت اس دن کی عصر کی نماز ادا کی جا سکتی ہے۔

جہاں تک باقی دو قسم کے اوقات کا تعلق ہے یعنی فجر کی نماز کے بعد سے لے کر سورج نکلنے تک اور عصر کی نماز کے بعد سے لے کر سورج غروب ہونے تک تو ان اوقات میں نفل نماز ادا کرنا بھی مکروہ تحریمی ہے۔ خواہ فجر کی نماز کی یا عصر کی نماز کی سنتیں ہی کیوں نہ ہوں۔

اگر آدمی نے وہ سنتیں نماز سے پہلے ادا نہیں کی تھیں تو ان اوقات میں بھی ادا نہیں کرے گا۔ اسی طرح ان اوقات میں تحیۃ المسجد یا نذر کی نماز یا طواف کی دو رکعات ادا نہیں کی جا سکتی ہیں۔ اسی طرح سجدہ سہو بھی ادا نہیں کیا جا سکتا ہے۔

ان اوقات کا بیان جن میں نماز ادا کرنا جائز نہیں ہوتا یا مکروہ ہوتا ہے

مسئلہ: تین گھڑیاں ایسی ہیں جن میں فرض نماز ادا کرنا' نماز جنازہ ادا کرنا اور سجدۂ تلاوت کرنا جائز نہیں ہے:

(i) اس وقت جب سورج طلوع ہو رہا ہو' یہاں تک کہ بلند ہو جائے۔

(ii) جب سورج نصف النہار تک پہنچ چکا ہو' یہاں تک کہ وہ ڈھل جائے

(iii) جب سورج سرخ ہو چکا ہو' یہاں تک کہ وہ غروب ہو جائے۔ البتہ اس وقت میں اس دن کی عصر کی نماز (اگر ادا نہ کی ہو) تو ادا کی جا سکتی ہے' کیونکہ اسے سورج غروب ہونے کے وقت ادا کرنا بھی جائز ہے۔ (قاضی خان)

مسئلہ: شیخ ابوبکر محمد بن فضل نے یہ بات بیان کی ہے کہ جب تک انسان سورج کی ٹکیہ پر نظر جمائے رکھتا ہے' اس وقت تک

سورج طلوع ہوتا ہوا شمار ہوگا۔ (خلاصہ)

مسئلہ: نماز جنازہ اور سجدۂ تلاوت کے بارے میں حکم اس وقت ہوگا، جب وہ کسی مباح وقت میں لازم ہوئے تھے اور پھر انہیں اس مکروہ وقت تک مؤخر کر دیا گیا تو پھر قطعی طور پر اس وقت میں ادا کرنا جائز نہیں ہوگا، لیکن یہ دونوں اگر اسی وقت میں لازم ہوئے اور اسی وقت میں ادا کر لیے گئے تو یہ جائز ہوگا، کیونکہ یہ جس طرح ناقص طور پر واجب ہوئے تھے، اسی طرح ناقص طور پر ادا ہو گئے ہیں۔ (سراج الوہاج، کافی، تبیین)

مسئلہ: تاہم سجدۂ تلاوت کے بارے میں یہ بات افضل ہے کہ اسے مؤخر کر دیا جائے لیکن نماز جنازہ میں تاخیر مکروہ ہے۔ (تبیین)

مسئلہ: ان اوقات میں فرض یا واجب قضا نمازوں کو ادا کرنا بھی جائز نہیں ہے۔ (کافی)

مسئلہ: ان اوقات میں نوافل ادا کیے جا سکتے ہیں، تاہم یہ مکروہ ہے۔ (کافی، شرح طحاوی)

مسئلہ: یہاں تک کہ اگر کوئی شخص سورج طلوع ہونے کے وقت یا غروب ہونے کے وقت نفل ادا کرنا شروع کرتا ہے اور پھر قہقہہ لگا کر ہنس پڑتا ہے، تو اب اس پر وضو کرنا لازم ہوگا (یعنی اس کی نماز بھی ٹوٹ جائے گی اور وضو بھی ٹوٹ جائے گا)۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص اس دن کی عصر کی نماز کے علاوہ کوئی اور فرض نماز سورج غروب ہونے کے قریب ادا کرتا ہے اور پھر نماز کے دوران قہقہہ لگا لیتا ہے، تو اس کا وضو نہیں ٹوٹے گا۔ (قاضی خان)

مسئلہ: ایسے شخص پر اس نماز کو ختم کرنا اور غیر مکروہ وقت میں اسے دوبارہ ادا کرنا لازم ہوگا، یہ بات ظاہر الروایہ میں ہے، تاہم وہ اگر اسی وقت میں اسے مکمل کر لیتا ہے، تو اس کے ذمے لازم چیز ادا ہو جائے گی۔ (فتح القدیر)

مسئلہ: تاہم ایسے شخص نے غلط حرکت کی ہے، لیکن اس پر کوئی ادائیگی (یعنی تاوان یا کفارہ) لازم نہیں ہوگا۔ (شرح طحاوی)

مسئلہ: اگر کوئی شخص مکروہ وقت میں نماز کی قضا کرتا ہے، تو یہ جائز ہے، لیکن اس نے غلط کیا۔ (محیط سرخسی)

مسئلہ: اگر کوئی شخص یہ نذر مان لیتا ہے کہ وہ مکروہ وقت میں نماز ادا کرے گا اور پھر اس مکروہ وقت میں نماز ادا کر لیتا ہے، تو نماز درست ہوگی، لیکن وہ شخص گناہگار ہوگا اور اس شخص پر یہ لازم ہوگا کہ وہ غیر مکروہ وقت میں اسے ادا کرے۔ (بحرالرائق)

مسئلہ: لیکن اگر کسی شخص نے مطلق نذر مانی تھی یا غیر مکروہ وقت میں نماز ادا کرنے کی نذر مانی تھی تو پھر مکروہ اوقات میں نماز ادا کرنا اس کے لیے جائز نہیں ہوگا۔ (شرح منیۃ المصلی از ابن امیر الحاج)

مسئلہ: نو اوقات ایسے ہیں جن میں نوافل ادا کرنا اور ان کا سا حکم رکھنے والی نمازیں ادا کرنا مکروہ ہے لیکن فرض ادا کرنا مکروہ نہیں ہے۔ (نہایہ، کفایہ)

مسئلہ: لہٰذا ان اوقات میں قضا نماز ادا کرنا، نماز جنازہ پڑھنا، سجدۂ تلاوت کرنا جائز ہے۔ (قاضی خان)

مسئلہ: ان میں سے ایک وقت صبح صادق ہو جانے کے بعد سے لے کر فجر کی نماز ادا کرنے سے پہلے تک کا وقت ہے۔ (نہایہ، کفایہ)

مسئلہ: فجر کی دو سنتوں کے علاوہ اور کوئی بھی نفل نماز اس وقت میں ادا کرنا مکروہ ہے۔

مسئلہ: جو شخص رات کے آخری حصے میں نوافل ادا کر رہا تھا اور اس نے ابھی ایک رکعت ہی ادا کی تھی کہ صبح صادق ہو گئی تو اب اس کے لیے افضل یہ ہے کہ وہ اس نماز کو مکمل کر لے کیونکہ اب اس نماز کا صبح صادق کے بعد نفل کے طور پر ادا ہونا قصد کے اعتبار سے نہیں ہے، تاہم یہ دونوں رکعات فجر کی سنتوں کے قائم مقام نہیں بن سکیں گی۔ (سراج الوہاج، تبیین)

مسئلہ: لیکن اگر اس نے چار نفل پڑھنے شروع کیے تھے تو صبح صادق ہو جانے کے بعد ادا کیے جانے والی دو رکعات فجر کی سنتوں کے قائم مقام بن جائیں گی، یہی قول مختار ہے۔ (خزانۃ الفتاوی)

مسئلہ: ان میں سے ایک وقت فجر کی نماز ادا کرنے کے بعد سے لے کر سورج نکلنے سے پہلے کا وقت ہے۔ (نہایہ، کفایہ)

مسئلہ: اگر کسی شخص کی فجر کی سنتیں فاسد ہو جاتی ہیں، پھر وہ فجر کی نماز کے بعد ان کی قضا ادا کرتا ہے، تو یہ جائز نہیں ہوگا۔ (محیط سرخسی)

مسئلہ: ان میں سے ایک وقت عصر کے بعد سے لے کر سورج متغیر ہونے سے پہلے کا وقت ہے۔ (نہایہ، کفایہ)

مسئلہ: اگر کوئی شخص کوئی نفل نماز مستحب وقت میں شروع کرتا ہے، پھر اسے فاسد کر دیتا ہے اور پھر اس نفل نماز کو عصر کی نماز پڑھ لینے کے بعد اور سورج غروب ہونے سے پہلے ادا کرتا ہے، تو یہ جائز نہیں ہوگا۔ (محیط سرخسی)

مسئلہ: ان میں سے ایک وقت سورج غروب ہونے کے بعد سے لے کر مغرب کی نماز ادا کرنے سے پہلے کا وقت ہے۔

مسئلہ: ایک وقت جمعہ کے دن اقامت کا وقت ہے۔

مسئلہ: دیگر اوقات جمعہ، عیدین، کسوف، استسقاء کے خطبے کے اوقات ہیں۔ (نہایہ، کفایہ)

مسئلہ: حج کے خطبے کے وقت یا نکاح کے خطبے کے وقت نوافل ادا کرنا مکروہ ہے۔ (شرح منیۃ المصلی از ابن امیر الحاج)

مسئلہ: جمعہ کے دن جب امام خطبہ دینے کے لیے آ جائے، اس وقت نوافل ادا کرنا مکروہ ہے۔ (منیۃ المصلی)

مسئلہ: جب کسی شخص نے جمعے سے پہلے چار رکعات ادا کرنا شروع کیں اور پھر امام خطبہ دینے کے لیے آ گیا تو وہ شخص ان چار رکعات کو پورا کرے گا، صحیح قول یہ ہے اور امام صدر استاد حسام الدین اسی کی طرف مائل ہیں۔ (ظہیریہ)

مسئلہ: جب نماز کے لیے اقامت کہی جا چکی ہو، تو اس وقت نفل ادا کرنا مکروہ ہے، البتہ فجر کی سنتوں کا حکم مختلف ہے، اگر اسے باجماعت نماز فوت ہونے کا اندیشہ نہ ہو، تو وہ ان سنتوں کو ادا کرے گا۔

مسئلہ: عیدین سے پہلے نوافل ادا کرنا مطلق طور پر مکروہ ہے جبکہ عیدین کے بعد مسجد میں نوافل ادا کرنا مکروہ ہے، گھر میں ادا کرنا مکروہ نہیں ہے۔

مسئلہ: عرفہ اور مزدلفہ میں دو نمازیں ایک ساتھ ادا کرنے کے درمیان نوافل ادا کرنا مکروہ ہے۔ (بحرالرائق)

مسئلہ: جب کسی فرض نماز کا تھوڑا سا وقت باقی رہ گیا ہو، تو اس وقت اس کی فرض نماز کے علاوہ کوئی بھی نماز ادا کرنا مکروہ ہے۔ (شرح منیۃ المصلی از ابن امیر الحاج)

مسئلہ: جس وقت پیشاب یا پاخانہ کا زور ہو یا جب کھانا سامنے آ چکا ہو اور بھوک شدید لگی ہوئی ہو اس وقت نماز ادا کرنا مکروہ ہے۔

مسئلہ: ایسا کوئی بھی وقت جس میں کوئی ایسا سبب پایا جا رہا ہو جس کی وجہ سے انسان کی توجہ نماز کی طرف مبذول نہ ہو سکے اور اس کے خشوع و خضوع میں خلل آ رہا ہو تو ایسے وقت میں نماز ادا کرنا بھی مکروہ ہے خواہ کوئی بھی سبب ہو۔

مسئلہ: عشاء کی نماز کو نصف رات گزر جانے کے بعد ادا کرنا مکروہ ہے۔ (بحر الرائق)

•••———•••———•••

559 - أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ مُوسَى بْنِ عُلَيِّ بْنِ رَبَاحٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ سَمِعْتُ عُقْبَةَ بْنَ عَامِرٍ الْجُهَنِيَّ يَقُولُ ثَلَاثُ سَاعَاتٍ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَانَا أَنْ نُصَلِّيَ فِيهِنَّ أَوْ نَقْبُرَ فِيهِنَّ مَوْتَانَا حِينَ تَطْلُعُ الشَّمْسُ بَازِغَةً حَتّٰى تَرْتَفِعَ وَحِينَ يَقُومُ قَائِمُ الظَّهِيرَةِ حَتّٰى تَمِيلَ وَحِينَ تَضَيَّفُ الشَّمْسُ لِلْغُرُوبِ حَتّٰى تَغْرُبَ .

★★ حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: تین اوقات ایسے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ہمیں ان میں نماز ادا کرنے سے منع کیا ہے اور ان میں اپنے مُردوں کو دفن کرنے سے منع کیا ہے: اس وقت جب سورج نکلنے والا ہو یہاں تک کہ بلند ہو جائے' اس وقت جب کہ ٹھیک درمیان میں پہنچ جائے یہاں تک کہ وہ (مغرب کی طرف) ڈھل جائے اور اس وقت جب وہ غروب ہونے والا ہو یہاں تک کہ وہ غروب ہو جائے۔

32 - باب النَّهْيِ عَنِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصُّبْحِ .

باب: فجر کی نماز کے بعد (نفل) نماز ادا کرنے کی ممانعت

560 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغْرُبَ الشَّمْسُ وَعَنِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ .

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے عصر کی نماز کے بعد سورج غروب ہونے تک اور فجر کی نماز کے بعد سورج نکلنے تک (نفل) نماز ادا کرنے سے منع کیا ہے۔

561 - أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ أَنْبَأَنَا مَنْصُورٌ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الْعَالِيَةِ عَنِ ابْنِ

559-اخرجه مسلم في صلاة المسافرين و قصرها، باب الاوقات التي نهي عن الصلاة فيها (الحديث 293) . واخرجه ابوداؤد في الجنائز، باب الدفن عند طلوع الشمس و عند غروبها (الحديث 3192) . و اخرجه الترمذي في الجنائز، باب ما جاء في كراهية الصلاة على الجنازة عند طلوع الشمس و عند غروبها (الحديث 1030) . واخرجه النسائي في المواقيت، النهي عن الصلاة نصف النهار (الحديث 564) و في الجنائز، الساعات التي نهي عن اقبار الموتى فيهن (الحديث 2012) . واخرجه ابن ماجه في الجنائز، باب ما جاء في الاوقات التي لا يصلى فيها على الميت و لا يدفن (الحديث 1519) . تحفة الاشراف (9939) .

560-اخرجه مسلم في صلاة المسافرين و قصرها، باب الاوقات التي نهي عن الصلاة فيها (الحديث 285) . تحفة الاشراف (13966) .

عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ غَيْرَ وَاحِدٍ مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ عُمَرُ - وَكَانَ مِنْ أَحَبِّهِمْ إِلَيَّ - أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْفَجْرِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَعَنِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغْرُبَ الشَّمْسُ .

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں نے کئی صحابہ کرام کے حوالے سے' جن میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی شامل ہیں اور وہ میرے نزدیک ان سب میں سب سے زیادہ پسندیدہ شخصیت کے مالک ہیں' یہ بات سنی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فجر کی نماز کے بعد سورج نکلنے تک اور عصر کی نماز کے بعد سورج غروب ہونے تک (کوئی بھی نفل نماز) ادا کرنے سے منع کیا ہے۔

33 - باب النَّهْيِ عَنِ الصَّلَاةِ عِنْدَ طُلُوعِ الشَّمْسِ .

باب: سورج نکلنے کے وقت نماز ادا کرنے کی ممانعت

562 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا يَتَحَرَّ أَحَدُكُمْ فَيُصَلِّيَ عِنْدَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَعِنْدَ غُرُوبِهَا" .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: کوئی بھی شخص (کسی وجہ کے بغیر) جان بوجھ کر سورج نکلنے کے وقت یا سورج غروب ہونے کے وقت نماز ادا نہ کرے۔

563 - أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ أَنْبَأَنَا خَالِدٌ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى أَنْ يُصَلّٰى مَعَ طُلُوعِ الشَّمْسِ أَوْ غُرُوبِهَا .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے سورج نکلنے کے وقت اور سورج غروب ہونے کے وقت نماز ادا کرنے سے منع کیا ہے۔

34 - باب النَّهْيِ عَنِ الصَّلَاةِ نِصْفَ النَّهَارِ .

باب: زوال کے وقت نماز ادا کرنے کی ممانعت

564 - أَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ - وَهُوَ ابْنُ حَبِيبٍ - عَنْ مُوسَى بْنِ عُلَيٍّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ

561-اخرجه البخاري في مواقيت الصلاة، باب الصلاة بعد الفجر حتى ترتفع الشمس (الحديث 581) بنحوه . و اخرجه مسلم في صلاة المسافرين و قصرها، باب الاوقات التي نهي عن الصلاة فيها (الحديث 286 و 287) . و اخرجه ابوداؤد في الصلاة، باب من رخص فيهما اذا كانت الشمس مرتفعة (الحديث 1276) بنحوه . و اخرجه الترمذي في الصلاة، باب ما جاء في كراهية الصلاة بعد العصر و بعد الفجر (الحديث 183) . و اخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب النهي عن الصلاة بعد الفجر و بعد العصر (الحديث 1250) بنحوه . تحفة الاشراف (10492) .

562-اخرجه البخاري في مواقيت الصلاة، باب لا يتحرى الصلاة قبل غروب الشمس (الحديث 585) . واخرجه مسلم في صلاة المسافرين و قصرها، باب الاوقات التي نهي عن الصلاة فيها (الحديث 289) . تحفة الاشراف (8375) .

563-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (7886) .

سَمِعْتُ عُقْبَةَ بْنَ عَامِرٍ يَقُولُ ثَلَاثُ سَاعَاتٍ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَانَا أَنْ نُصَلِّيَ فِيهِنَّ أَوْ نَقْبُرَ فِيهِنَّ مَوْتَانَا حِينَ تَطْلُعُ الشَّمْسُ بَازِغَةً حَتّٰى تَرْتَفِعَ وَحِينَ يَقُومُ قَائِمُ الظَّهِيرَةِ حَتّٰى تَمِيلَ وَحِينَ تَضَيَّفُ لِلْغُرُوبِ حَتّٰى تَغْرُبَ .

★★ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: تین اوقات ایسے ہیں' جن میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نماز ادا کرنے اور ان اوقات کے دوران اپنے مردوں کو دفن کرنے سے منع کیا ہے۔

سورج نکلنے کے وقت' یہاں تک کہ وہ بلند ہو جائے۔ عین زوال کے وقت' یہاں تک کہ وہ (مغرب کی جانب) ڈھل جائے اور سورج غروب ہونے کے قریب' یہاں تک کہ وہ غروب ہو جائے۔

35 - بَابُ النَّهْيِ عَنِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْعَصْرِ .

باب: عصر کی نماز کے بعد (نفل) نماز ادا کرنے کی ممانعت

565 - أَخْبَرَنَا مُجَاهِدُ بْنُ مُوسٰى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ ضَمْرَةَ بْنِ سَعِيدٍ سَمِعَ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُولُ نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتَّى الطُّلُوعِ وَعَنِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتَّى الْغُرُوبِ .

★★ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی نماز کے بعد سورج نکلنے تک اور عصر کی نماز کے بعد سورج غروب ہونے تک کوئی بھی (نفل) نماز ادا کرنے سے منع کیا ہے۔

566 - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَخْلَدٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ "لَا صَلَاةَ بَعْدَ الْفَجْرِ حَتّٰى تَبْزُغَ الشَّمْسُ وَلَا صَلَاةَ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغْرُبَ الشَّمْسُ ".

★★ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

''فجر کی نماز کے بعد کوئی نماز ادا نہ کی جائے گی' یہاں تک کہ سورج (طلوع ہونے کے بعد) روشن ہو جائے اور عصر کی نماز کے بعد کوئی بھی نماز ادا نہ کی جائے گی' یہاں تک کہ سورج غروب ہو جائے''۔

567 - أَخْبَرَنِي مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ نَمِرٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَحْوِهِ .

564-تقدم في المواقيت، الساعات التي نهى عن الصلاة فيها (الحديث 559) .

565-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (4084) .

566-اخرجه البخاري في مواقيت الصلاة، باب لا يتحرى الصلاة قبل غروب الشمس (الحديث 586) بنحوه . و اخرجه مسلم في صلاة المسافرين و قصرها ، باب الاوقات التي نهى عن الصلاة فيها (الحديث 288) . تحفة الاشراف (4155) .

567-تقدم في المواقيت، النهي عن الصلاة بعد العصر (الحديث 566) .

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

568 - أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامِ بْنِ حُجَيْرٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْعَصْرِ .

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کی نماز کے بعد (نفل) نماز ادا کرنے سے منع کیا ہے۔

569 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ الْمُخَرِّمِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ عَنْبَسَةَ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَوْهَمَ عُمَرُ - رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ - إِنَّمَا نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا تَتَحَرَّوْا بِصَلَاتِكُمْ طُلُوعَ الشَّمْسِ وَلَا غُرُوبَهَا فَإِنَّهَا تَطْلُعُ بَيْنَ قَرْنَيْ شَيْطَانٍ ".

★★ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: (اس مسئلے کے بارے میں) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو غلط فہمی ہوئی ہے' کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع کرتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا ہے:

''تم لوگ قصد کے ساتھ (یعنی کسی عذر کے بغیر) سورج نکلنے کے وقت یا سورج غروب ہونے کے وقت نماز ادا نہ کیا کرو' کیونکہ وہ شیطان کے دو سینگوں کے درمیان نکلتا ہے''۔

570 - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "إِذَا طَلَعَ حَاجِبُ الشَّمْسِ فَأَخِّرُوا الصَّلَاةَ حَتّٰى تُشْرِقَ وَإِذَا غَابَ حَاجِبُ الشَّمْسِ فَأَخِّرُوا الصَّلَاةَ حَتّٰى تَغْرُبَ ".

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''سورج کا کنارہ نکل آئے' تو نماز کو مؤخر کر دو' یہاں تک کہ وہ روشن ہو جائے اور جب سورج کا کنارہ ڈوب جائے' تو نماز کو مؤخر کر دو' یہاں تک کہ وہ غروب ہو جائے''۔

571 - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ أَنْبَأَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو يَحْيٰى سُلَيْمُ بْنُ عَامِرٍ وَضَمْرَةُ بْنُ حَبِيبٍ وَأَبُو طَلْحَةَ نُعَيْمُ بْنُ زِيَادٍ قَالُوا سَمِعْنَا أَبَا أُمَامَةَ الْبَاهِلِيَّ يَقُولُ سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ عَبَسَةَ يَقُولُ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ هَلْ مِنْ سَاعَةٍ أَقْرَبُ مِنَ الْأُخْرٰى أَوْ هَلْ مِنْ سَاعَةٍ يُبْتَغٰى ذِكْرُهَا قَالَ "نَعَمْ إِنَّ أَقْرَبَ مَا يَكُونُ الرَّبُّ عَزَّ وَجَلَّ مِنَ الْعَبْدِ جَوْفُ اللَّيْلِ الْآخِرِ فَإِنْ

568-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (5761) .

569-اخرجه مسلم في صلاة المسافرين و قصرها، باب لا تتحروا بصلاتكم طلوع الشمس ولا غروبها (الحديث 295) مختصراً . تحفة الاشراف (16158) .

570-اخرجه البخاري في مواقيت الصلاة، باب الصلاة بعد الفجر حتى ترتفع الشمس (الحديث 583) بنحوه، و في بدء الخلق، باب صفة ابليس و جنوده (الحديث 3272) بنحوه . و اخرجه مسلم في صلاة المسافرين و قصرها، باب الاوقات التي نهى عن الصلاة فيها (الحديث 290 و 291) بنحوه . تحفة الاشراف (7322) .

571-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (10761) .

اسْتَطَعْتَ اَنْ تَكُوْنَ مِمَّنْ يَّذْكُرُ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ فِيْ تِلْكَ السَّاعَةِ فَكُنْ فَاِنَّ الصَّلَاةَ مَحْضُوْرَةٌ مَّشْهُوْدَةٌ اِلٰى طُلُوْعِ الشَّمْسِ فَاِنَّهَا تَطْلُعُ بَيْنَ قَرْنَيِ الشَّيْطٰنِ وَهِيَ سَاعَةُ صَلَاةِ الْكُفَّارِ فَدَعِ الصَّلَاةَ حَتّٰى تَرْتَفِعَ قِيْدَ رُمْحٍ وَّيَذْهَبَ شُعَاعُهَا ثُمَّ الصَّلَاةُ مَحْضُوْرَةٌ مَّشْهُوْدَةٌ حَتّٰى تَعْتَدِلَ الشَّمْسُ اعْتِدَالَ الرُّمْحِ بِنِصْفِ النَّهَارِ فَاِنَّهَا سَاعَةٌ تُفْتَحُ فِيْهَا اَبْوَابُ جَهَنَّمَ وَتُسْجَرُ فَدَعِ الصَّلَاةَ حَتّٰى يَفِيْءَ الْفَيْءُ ثُمَّ الصَّلَاةُ مَحْضُوْرَةٌ مَّشْهُوْدَةٌ حَتّٰى تَغِيْبَ الشَّمْسُ فَاِنَّهَا تَغِيْبُ بَيْنَ قَرْنَيْ شَيْطَانٍ وَّهِيَ صَلَاةُ الْكُفَّارِ۔"

☆☆ حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے عرض کی: یارسول اللہ! کیا کوئی ایسا وقت بھی ہے' جو دوسرا کی بہ نسبت زیادہ قربت کا باعث ہو' کیا کوئی ایسا وقت بھی ہے' جس میں ذکر کرنے کو زیادہ پسند کیا گیا ہو؟ تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جی ہاں! اللہ تعالیٰ نصف رات کے وقت اپنے بندے کے سب سے زیادہ قریب ہوتا ہے' اگر تم سے ہو سکے' تو تم ان لوگوں میں شامل ہو جاؤ جو اس وقت میں اللہ کا ذکر کرتے ہیں' کیونکہ (فجر کی) نماز ایسی ہے' جس میں فرشتوں کی حاضری ہوتی ہے' وہ وہاں موجود ہوتے ہیں' یہاں تک کہ سورج نکل آتا ہے' سورج شیطان کے دو سینگوں کے درمیان طلوع ہوتا ہے اور یہ وہ وقت ہے' جس میں کفار نماز ادا کرتے ہیں' تو تم نماز کو ترک کر دو' یہاں تک کہ سورج ایک نیزے جتنا بلند ہو جائے اور اس کی روشنی پھیل جائے' پھر جو نماز ہوتی ہے اس میں فرشتے موجود ہوتے ہیں' اس کے بارے میں گواہی بھی دی جاتی ہے' یہاں تک کہ جب سورج نصف النہار کے وقت نیزے کی طرح بالکل سیدھا ہو جائے' تو یہ وہ وقت ہے' جس میں جہنم کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور اسے بھڑکایا جاتا ہے' تو تم ایسے وقت میں نماز ادا نہ کرو' یہاں تک کہ سایہ ڈھل جائے' پھر نماز ادا کی جاتی ہے' تو اس میں فرشتے موجود ہوتے ہیں اور اس کے بارے میں گواہی بھی دی جاتی ہے' یہاں تک کہ سورج جب غروب ہوتا ہے' تو وہ شیطان کے دو سینگوں کے درمیان غروب ہوتا ہے اور اس وقت کفار نماز ادا کرتے ہیں۔

36 - باب الرُّخْصَةِ فِي الصَّلَاةِ بَعْدَ الْعَصْرِ .

باب: عصر کے بعد نماز ادا کرنے کی اجازت

572 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَّنْصُوْرٍ عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ عَنْ وَّهْبِ بْنِ الْاَجْدَعِ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْعَصْرِ اِلَّا اَنْ تَكُوْنَ الشَّمْسُ بَيْضَاءَ نَقِيَّةً مُّرْتَفِعَةً .

☆☆ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے عصر کی نماز کے بعد نماز ادا کرنے سے منع کیا ہے' البتہ سورج روشن' چمکدار اور بلند ہو' تو (نماز ادا کی جا سکتی ہے)۔

572-اخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب الصلاة بعد العصر (الحديث 1274) مختصراً . تحفة الاشراف (10310) .

شرح اس حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے علامہ ابوالحسن سندھی فرماتے ہیں کئی اہل علم نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ یہ نبی اکرم ﷺ کی خصوصیت ہے کیونکہ ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ کی ظہر کے بعد والی دو رکعات رہ گئی تھیں تو آپ ﷺ نے عصر کے بعد انہیں ادا کیا تھا اور آپ ﷺ انہیں باقاعدگی کے ساتھ ادا کیا کرتے تھے۔

قضا ہونے والی چیز کو لازمی طور پر ادا کرنا قطعی طور پر نبی اکرم ﷺ کے ساتھ مخصوص ہے جبکہ بعض حضرات نے عصر کی نماز کے بعد کسی سبب کی وجہ سے نماز ادا کرنے کو جائز قرار دیا ہے اور انہوں نے اپنے موقف کی تائید میں اس حدیث کو پیش کیا ہے۔

573 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ هِشَامٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَبِيْ قَالَ قَالَتْ عَآئِشَةُ مَا تَرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السَّجْدَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ عِنْدِيْ قَطُّ .

☆☆ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' کہ نبی اکرم ﷺ نے میرے ہاں عصر کی نماز کے بعد کی دو رکعات کبھی ترک نہیں کی ہیں۔

574 - اَخْبَرَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مُّغِيْرَةَ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ قَالَ قَالَتْ عَآئِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا مَا دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ الْعَصْرِ اِلَّا صَلَّاهُمَا .

☆☆ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' کہ نبی اکرم ﷺ عصر کے بعد جب کبھی میرے ہاں تشریف لاتے تھے تو آپ ﷺ ان دو رکعات کو ادا کیا کرتے تھے۔

575 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ اَبِيْ اِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ مَسْرُوْقًا وَّالْاَسْوَدَ قَالَا نَشْهَدُ عَلٰى عَآئِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَانَ عِنْدِيْ بَعْدَ الْعَصْرِ صَلَّاهُمَا .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' کہ نبی اکرم ﷺ عصر کی نماز کے بعد جب بھی میرے ہاں ہوتے تو ان دو رکعات کو ادا کیا کرتے تھے۔

576 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ اَبِيْ اِسْحَاقَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْاَسْوَدِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ صَلَاتَانِ مَا تَرَكَهُمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَيْتِيْ سِرًّا وَّلَا عَلَانِيَةً رَكْعَتَانِ

573-اخرجه البخاري في مواقيت الصلاة، باب ما يصلى بعد العصر من الفوائت و نحوها (الحديث 591) . تحفة الاشراف (17311) .

574-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (15978) .

575-اخرجه البخاري في مواقيت الصلاة، باب ما يصلى بعد العصر من الفوائت و نحوها (الحديث 593) بنحوه واخرجه مسلم في صلاة المسافرين و قصرها، باب معرفة الركعتين اللتين كان يصليهما النبي صلى الله عليه وسلم بعد العصر (الحديث 301) بنحوه . و اخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب الصلاة بعد الفجر (الحديث 1279) بنحوه . تحفة الاشراف (16028) .

576-اخرجه البخاري في مواقيت الصلاة، باب ما يصلى بعد العصر من الفوائت و نحوها (الحديث 592) . و اخرجه مسلم في صلاة المسافرين و قصرها، باب معرفة الركعتين اللتين كان يصليهما النبي صلى الله عليه وسلم بعد العصر (الحديث 300) . تحفة الاشراف (16009) .

قَبْلَ الْفَجْرِ وَرَكْعَتَانِ بَعْدَ الْعَصْرِ .

☆☆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' کہ دو نمازیں ایسی ہیں' کہ جنہیں میرے گھر میں نبی اکرم ﷺ نے نہ تو خفیہ طور پر اور نہ ہی اعلانیہ طور پر کبھی ترک کیا ہے' ان میں سے دو رکعات فجر سے پہلے کی ہیں اور دو رکعات عصر کے بعد کی ہیں۔

577 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِي حَرْمَلَةَ عَنْ اَبِي سَلَمَةَ اَنَّهُ سَاَلَ عَائِشَةَ عَنِ السَّجْدَتَيْنِ اللَّتَيْنِ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيهِمَا بَعْدَ الْعَصْرِ فَقَالَتْ اِنَّهُ كَانَ يُصَلِّيهِمَا قَبْلَ الْعَصْرِ ثُمَّ اِنَّهُ شُغِلَ عَنْهُمَا اَوْ نَسِيَهُمَا فَصَلَّاهُمَا بَعْدَ الْعَصْرِ وَكَانَ اِذَا صَلّٰى صَلَاةً اَثْبَتَهَا .

☆☆ ابوسلمہ بیان کرتے ہیں' انہوں نے سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ان دو رکعات کے بارے میں دریافت کیا جو نبی اکرم ﷺ عصر کے بعد ان کے ہاں ادا کیا کرتے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا: نبی اکرم ﷺ انہیں عصر سے پہلے ادا کیا کرتے تھے' پھر اگر آپ ﷺ کسی مصروفیت کی وجہ سے انہیں ادا نہیں کر پاتے تھے یا انہیں بھول جاتے تھے' تو عصر کے بعد انہیں ادا کر لیتے تھے' آپ ﷺ جب بھی کوئی نفل نماز ادا کرنا شروع کرتے تھے' تو اُسے باقاعدگی سے ادا کیا کرتے تھے۔

578 - اَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ قَالَ سَمِعْتُ مَعْمَرًا عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِي كَثِيرٍ عَنْ اَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى فِي بَيْتِهَا بَعْدَ الْعَصْرِ رَكْعَتَيْنِ مَرَّةً وَاحِدَةً وَاَنَّهَا ذَكَرَتْ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ "هُمَا رَكْعَتَانِ كُنْتُ اُصَلِّيهِمَا بَعْدَ الظُّهْرِ فَشُغِلْتُ عَنْهُمَا حَتّٰى صَلَّيْتُ الْعَصْرَ".

☆☆ سیّدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' کہ ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ نے ان کے گھر میں عصر کے بعد دو رکعات ادا کیں۔ سیّدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا نے اس حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے کچھ بات کی تو نبی اکرم ﷺ نے بتایا: یہ وہ دو رکعات ہیں جو میں ظہر کے بعد ادا کیا کرتا تھا' لیکن میں مصروفیت کی وجہ سے عصر تک ان دو رکعات کو ادا نہیں کر سکا تھا (وہ میں نے اب ادا کی ہیں)۔

579 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ قَالَ اَنْبَاَنَا وَكِيعٌ قَالَ حَدَّثَنَا طَلْحَةُ بْنُ يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ شُغِلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْعَصْرِ فَصَلَّاهُمَا بَعْدَ الْعَصْرِ .

☆☆ سیّدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' کہ ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ عصر سے پہلے کی دو رکعات مصروفیت کی وجہ سے پہلے ادا نہیں کر سکے تھے' تو آپ ﷺ نے عصر کے بعد انہیں ادا کیا تھا۔

577-اخرجه مسلم في صلاة المسافرين و قصرها، باب معرفة الركعتين اللتين كان يصليها النبي صلى الله عليه وسلم بعد العصر (الحديث 298) . تحفة الاشراف (17752) .

578-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (18242) .

579-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (18193) .

37 - باب الرُّخْصَةِ فِي الصَّلَاةِ قَبْلَ غُرُوبِ الشَّمْسِ .

باب: سورج غروب ہونے سے پہلے نماز ادا کرنے کی اجازت

580 - اَخْبَرَنَا عُثْمَانُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ قَالَ اَنْبَاَنَا اَبِي قَالَ حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ حُدَيْرٍ قَالَ سَاَلْتُ لَاحِقًا عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ غُرُوبِ الشَّمْسِ فَقَالَ كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الزُّبَيْرِ يُصَلِّيهِمَا فَاَرْسَلَ اِلَيْهِ مُعَاوِيَةُ مَا هَاتَانِ الرَّكْعَتَانِ عِنْدَ غُرُوبِ الشَّمْسِ فَاضْطَرَّ الْحَدِيثَ اِلٰى اُمِّ سَلَمَةَ فَقَالَتْ اُمُّ سَلَمَةَ اِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْعَصْرِ فَشُغِلَ عَنْهُمَا فَرَكَعَهُمَا حِينَ غَابَتِ الشَّمْسُ فَلَمْ اَرَهُ يُصَلِّيهِمَا قَبْلُ وَلَا بَعْدُ .

☆☆ عبیداللہ بن معاذ بیان کرتے ہیں' میرے والد نے مجھے یہ بات بتائی ہے' کہ عمران بن حدیر نے ہمیں یہ بات بیان کی ہے' کہ ایک مرتبہ میں نے سورج غروب ہونے سے پہلے ان دو رکعات کو (عصر کے فرض کے بعد) ادا کرنے کے بارے میں دریافت کیا' تو انہوں نے بتایا: حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ ان دو رکعات کو ادا کیا کرتے تھے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے انہیں پیغام بھیج کر دریافت کیا' کہ سورج غروب ہونے کے قریب یہ کون سی دو رکعات ہیں؟ تو حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے سیّدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے یہ بات بیان کی کہ سیّدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات بیان کی ہے: نبی اکرم ﷺ عصر سے پہلے دو رکعات ادا کیا کرتے تھے لیکن اگر کسی مصروفیت کی وجہ سے انہیں ادا نہیں کر پاتے تھے' تو آپ ﷺ سورج غروب ہونے کے قریب انہیں ادا کر لیتے تھے۔

(سیّدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:) تاہم میں نے اس ایک موقع کے علاوہ اس سے پہلے یا اس کے بعد کبھی بھی آپ ﷺ کو یہ دو رکعات ادا کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔

38 - باب الرُّخْصَةِ فِي الصَّلَاةِ قَبْلَ الْمَغْرِبِ .

باب: مغرب کی نماز سے پہلے نوافل ادا کرنے کی اجازت

581 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُفَيْلٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عِيسٰى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ مُضَرَ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ يَزِيدَ بْنِ اَبِي حَبِيبٍ اَنَّ اَبَا الْخَيْرِ حَدَّثَهُ اَنَّ اَبَا تَمِيمٍ الْجَيْشَانِيَّ قَامَ لِيَرْكَعَ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْمَغْرِبِ فَقُلْتُ لِعُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ انْظُرْ اِلٰى هٰذَا اَيَّ صَلَاةٍ يُصَلِّي فَالْتَفَتَ اِلَيْهِ فَرَآهُ فَقَالَ هٰذِهِ صَلَاةٌ كُنَّا نُصَلِّيهَا عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

☆☆ شیخ ابوخیر بیان کرتے ہیں' ابوتمیم جیشانی مغرب کی نماز سے پہلے دو نوافل ادا کرنے کے لیے کھڑے ہوئے' تو

580-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (18224) .

581-اخرجه البخاري في التهجد، باب الصلاة قبل المغرب (الحديث 1184) بمعناه . تحفة الاشراف (9961) .

میں نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے کہا: آپ ان کی طرف دیکھئے! یہ کون سی نماز پڑھ رہے ہیں؟ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے ان کی طرف متوجہ ہو کر جب انہیں دیکھا تو بولے: یہ وہ نماز ہے جو ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں ادا کیا کرتے تھے۔

شرح

احناف اور مالکیوں کے نزدیک مغرب کی نماز سے پہلے نوافل ادا کرنا مکروہ ہے کیونکہ منقول روایات میں مغرب کی نماز کو جلد ادا کرنے کی ترغیب موجود ہے اور اگر کوئی شخص مغرب کی نماز سے پہلے نوافل ادا کرنے لگ جائے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ وہ مغرب کی نماز کو مؤخر کر رہا ہے حالانکہ مغرب کی نماز کو جلدی ادا کر لینا مستحب ہے۔

مشہور قول کے مطابق شوافع اس بات کے قائل ہیں مغرب کی نماز سے پہلے دو رکعات نماز ادا کرنا مستحب ہے اور یہ غیر مؤکدہ سنت ہے۔

جبکہ حنابلہ یہ کہتے ہیں یہ دو رکعات ادا کرنا جائز ہے' تاہم یہ سنت نہیں ہے۔

لیکن ایک روایت کے مطابق امام شافعی رضی اللہ عنہ کے نزدیک مغرب کے وقت میں گنجائش نہیں پائی جاتی ہے۔ آدمی جتنی دیر میں ستر کو ڈھانپ کر وضو کر کے پانچ رکعات ادا کر سکتا ہے مغرب کا وقت صرف اتنا ہوتا ہے' تو اس قول کے مطابق امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بھی مغرب کے فرائض سے پہلے نوافل ادا کرنا درست نہیں ہوگا۔

39 - باب الصَّلَاةِ بَعْدَ طُلُوْعِ الْفَجْرِ .

باب: صبح صادق ہو جانے کے بعد (سنتیں) ادا کرنا

582 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَكَمِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ زَيْدِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ سَمِعْتُ نَافِعًا يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ حَفْصَةَ اَنَّهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ لَا يُصَلِّي اِلَّا رَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما' سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' وہ کہتے ہیں' کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صبح صادق ہو جانے کے بعد صرف دو مختصر رکعات (یعنی فجر کی دو سنتیں) ادا کیا کرتے تھے۔

582-اخرجه البخاري في الاذان، باب الاذان بعد الفجر (الحديث 618) بمعناه، و في التهجد، باب التطوع بعد المكتوبة (الحديث 1173) بمعناه، و باب الركعتان قبل الظهر (الحديث 1181) بمعناه . و اخرجه مسلم في صلاة المسافرين و قصرها، باب استحباب ركعتي سنة الفجر، و الحث عليهما و تخفيفهما و المحافظة عليهما و بيان ما يستحب ان يقرا فيهما (الحديث 87) بمعناه و (الحديث 88) و (الحديث 89) بمعناه . و اخرجه الترمذي في الصلاة، باب ما جاء انه يصليهما في البيت (الحديث 433) بمعناه مختصرًا، و اخرجه النسائي في قيام الليل و تطوع النهار، باب وقت ركعتي الفجر (الحديث 1759) بمعناه، و باب وقت ركعتي الفجر و ذكر الاختلاف على نافع (الحديث 1775) و اخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب ما جاء في الركعتين قبل الفجر (الحديث 1145) بمعناه . تحفة الاشراف (15801) .

40 - باب اِبَاحَةِ الصَّلَاةِ اِلٰى اَنْ يُصَلَّى الصُّبْحُ .

باب: فجر کی نماز ادا کرنے سے پہلے تک (نفل) نماز ادا کرنا مباح ہے

583 - اَخْبَرَنِي الْحَسَنُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ بْنِ سُلَيْمَانَ وَاَيُّوْبُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَا حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ اَيُّوْبُ حَدَّثَنَا وَقَالَ حَسَنٌ اَخْبَرَنِي شُعْبَةُ عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ طَلْقٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْبَيْلَمَانِيِّ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ قَالَ اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ اَسْلَمَ مَعَكَ قَالَ "حُرٌّ وَعَبْدٌ" . قُلْتُ هَلْ مِنْ سَاعَةٍ اَقْرَبُ اِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ اُخْرٰى قَالَ "نَعَمْ جَوْفُ اللَّيْلِ الْاٰخِرُ فَصَلِّ مَا بَدَا لَكَ حَتّٰى تُصَلِّيَ الصُّبْحَ ثُمَّ انْتَهِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَمَا دَامَتْ ." وَقَالَ اَيُّوْبُ فَمَا دَامَتْ "كَاَنَّهَا حَجَفَةٌ حَتّٰى تَنْتَشِرَ ثُمَّ صَلِّ مَا بَدَا لَكَ حَتّٰى يَقُوْمَ الْعَمُوْدُ عَلٰى ظِلِّهِ ثُمَّ انْتَهِ حَتّٰى تَزُوْلَ الشَّمْسُ فَاِنَّ جَهَنَّمَ تُسْجَرُ نِصْفَ النَّهَارِ ثُمَّ صَلِّ مَا بَدَا لَكَ حَتّٰى تُصَلِّيَ الْعَصْرَ ثُمَّ انْتَهِ حَتّٰى تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَاِنَّهَا تَغْرُبُ بَيْنَ قَرْنَيْ شَيْطَانٍ وَتَطْلُعُ بَيْنَ قَرْنَيْ شَيْطَانٍ ".

☆☆ حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا' میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! آپ کے ساتھ کن لوگوں نے اسلام قبول کیا ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"ایک آزاد شخص نے اور ایک غلام شخص نے"۔

میں نے دریافت کیا: کیا کوئی ایسا وقت بھی ہے' جس میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں' دوسرے کسی وقت کے مقابلے میں' زیادہ قرب حاصل ہوتا ہے؟ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جی ہاں! نصف رات کا وقت' تم صبح کی نماز ادا کرنے سے پہلے تک جتنے چاہے نوافل ادا کر لو پھر تم نماز پڑھنا شروع کرو' یہاں تک کہ سورج طلوع ہو جائے اور اس کی یہ حالت ہو"۔

ایوب نامی راوی نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں: بات بیان کی ہے' کہ اس کی یہ حالت ہو کہ گویا وہ ڈھال کی طرح ہے' یہاں تک کہ اس کی روشنی پھیل جائے' پھر تم جتنی چاہو نماز ادا کرتے رہو' یہاں تک کہ ستون اپنے سائے پر آ جائے (یعنی عین نصف النہار کا وقت ہو جائے) پھر تم نماز ادا کرنے سے رُک جاؤ' یہاں تک کہ سورج ڈھل جائے' کیونکہ نصف النہار کے وقت جہنم کو بھڑکایا جاتا ہے' پھر تمہیں جتنا مناسب محسوس ہو' تم نماز ادا کرتے رہو' یہاں تک کہ عصر کی نماز ادا کر لو' تو پھر نماز ادا نہ کرو' یہاں تک کہ سورج غروب ہو جائے' کیونکہ یہ شیطان کے دو سینگوں کے درمیان غروب ہوتا ہے اور شیطان کے دو سینگوں کے درمیان طلوع ہوتا ہے"۔

583-اخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب ما جاء في الساعات التي تكره فيها الصلاة (الحديث 1251) . و الحديث عند: ابن ماجه في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب ما جاء في اي ساعات الليل افضل (الحديث 1364) . تحفة الاشراف (10762) .

41 - باب اِبَاحَةِ الصَّلَاةِ فِي السَّاعَاتِ كُلِّهَا بِمَكَّةَ .

باب: مکہ میں تمام اوقات میں نماز ادا کرنا جائز ہے

584 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ سَمِعْتُ مِنْ اَبِي الزُّبَيْرِ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ بَابَاهُ يُحَدِّثُ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "يَا بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ لَا تَمْنَعُوا اَحَدًا طَافَ بِهٰذَا الْبَيْتِ وَصَلّٰى اَيَّةَ سَاعَةٍ شَاءَ مِنْ لَيْلٍ اَوْ نَهَارٍ ."

☆☆ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے بنو عبد مناف! تم کسی شخص کو اس گھر کا طواف کرنے اور نماز ادا کرنے سے نہ روکنا' خواہ وہ رات یا دن کا کوئی بھی حصہ ہو۔

شرح

علامہ ابن عبدالبر اندلسی تحریر کرتے ہیں: بعض فقہاء اس بات کے قائل ہیں۔ سورج طلوع ہونے کے وقت صبح کی نماز ادا کر لینے کے بعد سے (سورج طلوع ہونے سے پہلے تک) عصر کی نماز کے بعد سے سورج غروب ہونے کے قریب تک اور زوال کے وقت کوئی بھی نماز ادا نہیں کی جاسکتی البتہ اس دن کی عصر کی نماز کا حکم مختلف ہے (کہ وہ سورج غروب ہونے کے قریب ادا کی جاسکتی ہے)

امام ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب اسی بات کے قائل ہیں جیسا کہ ان کے حوالے سے ہم یہ بات پہلے بھی بیان کر چکے ہیں۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ یہ فرماتے ہیں: جو شخص عصر کی نماز کے بعد بیت اللہ کا طواف کرتا ہے وہ طواف کے بعد والی دو رکعات کو مؤخر کر دے گا یہاں تک کہ جب سورج غروب ہو جائے گا (پھر وہ ان رکعات کو ادا کرے گا)

اسی طرح جو شخص صبح کی نماز کے بعد طواف کرتا ہے وہ ان دو رکعات کو سورج نکلنے سے پہلے ادا نہیں کرے گا۔

امام ابوحنیفہ یہ کہتے ہیں: وہ ان دو رکعات کو ادا کرے گا البتہ وہ شخص سورج طلوع ہونے کے قریب، سورج غروب ہونے کے قریب یا عین زوال کے وقت ان دو رکعات کو ادا نہیں کر سکتا۔

امام مالک کے بعض اصحاب کے نزدیک طواف کی یہ رکعات صبح کی نماز کے بعد ادا کی جاسکتی ہیں' لیکن عصر کی نماز کے بعد ادا نہیں کی جاسکتیں۔[1]

584-اخرجه ابوداؤد في المناسك (الحج)، باب الطواف بعد العصر (الحديث 1894) . و اخرجه الترمذي في الحج، باب ما جاء في الصلاة بعد العصر و بعد الصبح لمن يطوف (الحديث 868) . و اخرجه النسائي في مناسك الحج، اباحة الطواف في كل الاوقات (الحديث 2924) . واخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب ما جاء في الرخصة في الصلاة بمكة في كل وقت (الحديث 1254) . تحفة الاشراف (3187) .

[1] الاستذکار از ابن عبدالبر' کتاب وقوت الصلوٰۃ' باب النہی عن الصلوٰۃ بعد الصبح والعصر

42 - باب الْوَقْتِ الَّذِي يَجْمَعُ فِيهِ الْمُسَافِرُ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ .

باب: اس وقت کا تذکرہ جس میں مسافر شخص ظہر اور عصر کی نماز اکٹھی ادا کرے

585 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا مُفَضَّلٌ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا ارْتَحَلَ قَبْلَ اَنْ تَزِيغَ الشَّمْسُ اَخَّرَ الظُّهْرَ اِلٰى وَقْتِ الْعَصْرِ ثُمَّ نَزَلَ فَجَمَعَ بَيْنَهُمَا فَاِنْ زَاغَتِ الشَّمْسُ قَبْلَ اَنْ يَرْتَحِلَ صَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ رَكِبَ .

☆☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر سورج ڈھلنے سے پہلے سفر شروع کرنا ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز کو عصر کی نماز کے وقت تک مؤخر کر دیتے' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سواری سے اترتے اور دونوں کو ایک ساتھ ادا کر لیتے' اگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روانہ ہونے سے پہلے سورج ڈھل چکا ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز پڑھنے کے بعد پھر سوار ہوتے تھے۔

شرح

احناف کے نزدیک نمازیں ایک ساتھ ادا کرنے کا مطلب یہ ہے کہ جب انسان کو کوئی ایسی ضرورت پیش ہو کہ جس میں وہ نماز مستحب وقت میں ادا نہ کر سکتا ہو تو عذر کی وجہ سے وہ پہلی نماز کو اس کے آخری وقت میں ادا کرے گا اور دوسری نماز کو اس کے ابتدائی وقت میں ادا کرے گا کیونکہ قرآن کی یہ نص ہے۔

"بے شک اہل ایمان پر نماز مخصوص اوقات میں لازم کی گئی ہے۔"

اس لئے اس آیت کے پیش نظر کسی بھی ایک نماز کو کسی دوسری نماز کے وقت میں ادا نہیں کیا جاسکتا۔

آگے آنے والی کئی روایات میں امام نسائی نے یہی حکم بیان کیا ہے۔

586 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ الْمَكِّيِّ عَنْ اَبِي الطُّفَيْلِ عَامِرِ بْنِ وَاثِلَةَ اَنَّ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ اَخْبَرَهُ اَنَّهُمْ خَرَجُوا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ تَبُوكَ فَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْمَعُ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَالْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ فَاَخَّرَ الصَّلَاةَ يَوْمًا ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ جَمِيعًا ثُمَّ دَخَلَ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ .

585-اخرجه البخاري في تقصير الصلاة، باب ما يوخر الظهر الى العصر اذا ارتحل قبل ان تزيغ الشمس (الحديث 1111)، و باب اذا ارتحل بعد ما زاغت الشمس صلى الظهر ثم ركب (الحديث 1112) . واخرجه مسلم في صلاة المسافرين و قصرها، باب جواز الجمع بين الصلاتين في السفر (الحديث 46 و47 و48) . و اخرجه مسلم في صلاة، باب الجمع بين الصلاتين (الحديث 1218 و1219) . واخرجه النسائي في المواقيت، الوقت الذي يجمع فيه المسافر بين المغرب و العشاء (الحديث 593) بنحوه . تحفة الاشراف (1515) .

586-اخرجه مسلم في صلاة المسافرين و قصرها، باب جواز الجمع بين الصلاتين في السفر (الحديث 52 و53) بنحوه مختصراً . و اخرجه ابوداؤد في الصلاة، باب الجمع بين الصلاتين (الحديث 1206 و1208) . واخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب الجمع بين الصلاتين في السفر (الحديث 1070) بنحوه مختصراً . تحفة الاشراف (11320) .

☆☆ ابوطفیل عامر بن واثلہ بیان کرتے ہیں' حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے انہیں بتایا ہے' کہ وہ لوگ غزوۂ تبوک کے موقع پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ روانہ ہوئے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر اور عصر' مغرب اور عشاء کی نمازوں کو ایک ساتھ ادا کیا' ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کو مؤخر کیا' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور آپ نے ظہر اور عصر کی نماز ایک ساتھ ادا کی' پھر آپ اندر تشریف لے گئے' پھر واپس تشریف لائے' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب اور عشاء کی نماز ایک ساتھ ادا کی۔

43 - باب بَيَانِ ذٰلِكَ .

باب: اس کی وضاحت

587 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بَزِيعٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا كَثِيْرُ بْنُ قَارَوَنْدَا قَالَ سَاَلْتُ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ صَلَاةِ اَبِيْهِ فِي السَّفَرِ وَسَاَلْنَاهُ هَلْ كَانَ يَجْمَعُ بَيْنَ شَيْءٍ مِّنْ صَلَاتِهِ فِي سَفَرِهِ فَذَكَرَ اَنَّ صَفِيَّةَ بِنْتَ اَبِيْ عُبَيْدٍ كَانَتْ تَحْتَهُ فَكَتَبَتْ اِلَيْهِ وَهُوَ فِيْ زَرَّاعَةٍ لَّهُ اِنِّيْ فِيْ اٰخِرِ يَوْمٍ مِّنْ اَيَّامِ الدُّنْيَا وَاَوَّلِ يَوْمٍ مِّنَ الْاٰخِرَةِ . فَرَكِبَ فَاَسْرَعَ السَّيْرَ اِلَيْهَا حَتّٰى اِذَا حَانَتْ صَلَاةُ الظُّهْرِ قَالَ لَهُ الْمُؤَذِّنُ الصَّلَاةَ يَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ . فَلَمْ يَلْتَفِتْ حَتّٰى اِذَا كَانَ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ نَزَلَ فَقَالَ اَقِمْ فَاِذَا سَلَّمْتُ فَاَقِمْ . فَصَلّٰى ثُمَّ رَكِبَ حَتّٰى غَابَتِ الشَّمْسُ قَالَ لَهُ الْمُؤَذِّنُ الصَّلَاةَ . فَقَالَ كَفِعْلِكَ فِيْ صَلَاةِ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ . ثُمَّ سَارَ حَتّٰى اِذَا اشْتَبَكَتِ النُّجُوْمُ نَزَلَ ثُمَّ قَالَ لِلْمُؤَذِّنِ اَقِمْ فَاِذَا سَلَّمْتُ فَاَقِمْ . فَصَلّٰى ثُمَّ انْصَرَفَ فَالْتَفَتَ اِلَيْنَا فَقَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْاَمْرُ الَّذِيْ يَخَافُ فَوْتَهُ فَلْيُصَلِّ هٰذِهِ الصَّلَاةَ ".

☆☆ کثیر نامی راوی بیان کرتے ہیں' میں نے (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کے صاحب زادے سالم سے ان کے والد کی سفر کے دوران نماز کے بارے میں دریافت کیا' ہم نے ان سے یہ بھی دریافت کیا' کہ کیا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سفر کے دوران نمازیں ایک ساتھ ادا کیا کرتے تھے؟ تو انہوں نے یہ بات بیان کی:

صفیہ بنت ابوعبید ان کی اہلیہ تھیں' انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو پیغام بھجوایا' جبکہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس وقت اپنی زرعی زمینوں پر موجود تھے' (پیغام یہ تھا) کہ آج دنیا میں میرا آخری دن ہے اور آخرت کے لیے آج پہلا دن ہے (یعنی میں مرنے والی ہوں) تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سوار ہوئے اور انہوں نے تیزی سے سفر کیا تاکہ وہ صفیہ بنت ابوعبید تک پہنچ سکیں' اسی دوران ظہر کی نماز کا وقت ہو گیا' مؤذن نے ان سے کہا: اے ابوعبدالرحمٰن! نماز کا وقت ہو گیا ہے' لیکن انہوں نے کوئی توجہ نہیں دی' یہاں تک کہ دونوں نمازوں (یعنی ظہر اور عصر) کے وقت کے درمیان وہ سواری سے اترے اور بولے: تم اقامت کہو' جب میں سلام پھیر لوں' تو تم پھر اقامت کہنا' انہوں نے نماز ادا کی اور پھر سوار ہو گئے' یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا تو مؤذن نے ان سے کہا: نماز کا وقت ہو گیا ہے' تو انہوں نے فرمایا: جس طرح تم نے ظہر اور عصر کی نماز میں کیا تھا' اسی طرح

587-انفرد به النسائي، وسياتي في المواقيت، الوقت الذي يجمع فيه المسافر بين المغرب و العشاء (الحديث 596) . تحفة الاشراف (6795) .

کرنا' پھر وہ چلتے رہے' یہاں تک کہ بہت سے ستارے نمودار ہو گئے' تو وہ سواری سے اترے اور انہوں نے مؤذن سے کہا: تم اقامت کہہ دو' جب میں سلام پھیر دوں گا تو پھر تم اقامت کہنا' انہوں نے نماز ادا کی' نماز پڑھ کر فارغ ہوئے' تو انہوں نے ہماری طرف توجہ کی تو بولے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

"جب کسی شخص کو کسی ایسی صورتِ حال کا سامنا ہو کہ اُسے اس کام کے ضائع ہو جانے کا اندیشہ ہو' تو وہ اس طرح نماز ادا کرے"۔

44 - باب الْوَقْتِ الَّذِيْ يَجْمَعُ فِيْهِ الْمُقِيْمُ .

باب: اس وقت کا بیان جس میں مقیم شخص دو نمازیں ایک ساتھ ادا کر سکتا ہے۔

588 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِيْنَةِ ثَمَانِيًا جَمِيْعًا وَّسَبْعًا جَمِيْعًا اَخَّرَ الظُّهْرَ وَعَجَّلَ الْعَصْرَ وَاَخَّرَ الْمَغْرِبَ وَعَجَّلَ الْعِشَاءَ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں مدینہ منورہ میں آٹھ رکعات ایک ساتھ اور سات رکعات ایک ساتھ (یعنی ظہر اور عصر' مغرب اور عشاء کی نماز میں ایک ساتھ) ادا کی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز کو مؤخر کر دیا تھا اور عصر کی نماز کو جلدی ادا کر لیا تھا جبکہ مغرب کی نماز کو مؤخر کر دیا تھا اور عشاء کی نماز کو جلدی ادا کر لیا تھا۔

589 - اَخْبَرَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ خُشَيْشُ بْنُ اَصْرَمَ قَالَ حَدَّثَنَا حَبَّانُ بْنُ هِلَالٍ حَدَّثَنَا حَبِيْبٌ - وَهُوَ ابْنُ اَبِيْ حَبِيْبٍ - عَنْ عَمْرِو بْنِ هَرِمٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهُ صَلّٰى بِالْبَصْرَةِ الْاُوْلٰى وَالْعَصْرَ لَيْسَ بَيْنَهُمَا شَيْءٌ وَّالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ لَيْسَ بَيْنَهُمَا شَيْءٌ فَعَلَ ذٰلِكَ مِنْ شُغْلٍ وَّزَعَمَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَنَّهُ صَلّٰى مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِيْنَةِ الْاُوْلٰى وَالْعَصْرَ ثَمَانَ سَجَدَاتٍ لَّيْسَ بَيْنَهُمَا شَيْءٌ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے بارے میں یہ بات منقول ہے: انہوں نے بصرہ میں ظہر اور عصر کی نماز ایک ساتھ ادا کی ہے' ان کے درمیان کوئی (نفل) ادا نہیں کیے' پھر مغرب اور عشاء کی نماز ایک ساتھ ادا کی' ان کے درمیان (کوئی نفل

588-اخرجه البخاري في مواقيت الصلاة، باب تاخير الظهر الى العصر (الحديث 543) مختصراً . و اخرجه مسلم في صلاة المسافرين و قصرها، باب الجمع بين الصلاتين في الحضر (الحديث 55و56) مختصراً . و اخرجه ابوداؤد في الصلاة، باب الجمع بين الصلاتين (الحديث 1214) مختصراً . و اخرجه النسائي في المواقيت، الوقت الذي يجمع فيه المقيم (الحديث 589) مختصرًا، و الحديث عند : البخاري في مواقيت الصلاة، باب وقت المغرب (الحديث 562)، و في التهجد، باب من لم يتطوع بعد المكتوبة (الحديث 1174) . والنسائي في المواقيت، الجمع بين الصلاتين في الحضر (الحديث 602) تحفة الاشراف (5377) .

589-اخرجه البخاري في مواقيت الصلاة، باب تاخير الظهر الى العصر (الحديث 543)، و باب وقت المغرب (الحديث 562) مختصرًا، وفي التهجد، باب من لم يتطوع بعد المكتوبة (الحديث 1174) . واخرجه مسلم في صلاة المسافرين و قصرها، باب الجمع بين الصلاتين في الحضر (الحديث 55و56) . واخرجه ابوداؤد في الصلاة، باب الجمع بين الصلاتين (الحديث 1214) . تحفة الاشراف (الحديث 5377) .

نماز) ادا نہیں کی انہوں نے اپنی مصروفیت کی وجہ سے ایسا کیا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ بات بیان کی کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کی اقتداء میں ظہر اور عصر کی آٹھ رکعات ایک ساتھ ادا کی تھیں' ان کے درمیان کوئی نماز نہیں تھی (یعنی کوئی نفل نماز ادا نہیں کی تھی)۔

45 - باب الْوَقْتِ الَّذِیْ یَجْمَعُ فِیْهِ الْمُسَافِرُ بَیْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ .

باب: اس وقت کا بیان جس میں مسافر شخص مغرب اور عشاء کی نماز ایک ساتھ ادا کرے گا

590 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا سُفْیَانُ عَنِ ابْنِ اَبِیْ نَجِیْحٍ عَنْ اِسْمَاعِیْلَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ شَیْخٌ مِّنْ قُرَیْشٍ - قَالَ صَحِبْتُ ابْنَ عُمَرَ اِلَی الْحِمٰی فَلَمَّا غَرَبَتِ الشَّمْسُ هِبْتُ اَنْ اَقُوْلَ لَهُ الصَّلَاةَ فَسَارَ حَتّٰی ذَهَبَ بَیَاضُ الْاُفُقِ وَفَحْمَةُ الْعِشَاءِ ثُمَّ نَزَلَ فَصَلَّی الْمَغْرِبَ ثَلَاثَ رَكَعَاتٍ ثُمَّ صَلّٰی رَكْعَتَیْنِ عَلٰی اِثْرِهَا ثُمَّ قَالَ هٰكَذَا رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَفْعَلُ .

☆☆ اسماعیل بن عبدالرحمٰن قریش سے تعلق رکھنے والے ایک عمر رسیدہ شخص کا یہ بیان نقل کرتے ہیں:

میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ چراگاہ کی طرف گیا' جب سورج غروب ہوگیا تو مجھے ان سے یہ کہتے ہوئے جھجک محسوس ہوئی کہ نماز کا وقت ہو چکا ہے' وہ چلتے رہے' یہاں تک کہ افق کی سفیدی بھی رخصت ہوگئی اور رات کی ابتدائی سیاہی بھی رخصت ہوگئی' تو وہ سواری سے اترے اور انہوں نے مغرب کی نماز کی تین رکعات ادا کیں اور پھر اس کے فوراً بعد (عشاء کی) دو رکعات ادا کیں' پھر انہوں نے یہ بات بیان کی کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو ایسا ہی کرتے دیکھا ہے۔

591 - اَخْبَرَنِیْ عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا بَقِیَّةُ عَنِ ابْنِ اَبِیْ حَمْزَةَ ح وَاَنْبَاَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُغِیْرَةِ قَالَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنْ شُعَیْبٍ عَنِ الزُّهْرِیِّ قَالَ اَخْبَرَنِیْ سَالِمٌ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَعْجَلَهُ السَّیْرُ فِی السَّفَرِ یُؤَخِّرُ صَلَاةَ الْمَغْرِبِ حَتّٰی یَجْمَعَ بَیْنَهَا وَبَیْنَ الْعِشَاءِ .

☆☆ سالم اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا ہے' کہ جب آپ ﷺ نے تیزی سے سفر کرنا ہوتا تھا تو آپ ﷺ مغرب کی نماز کو مؤخر کر دیتے تھے' یہاں تک کہ اُسے اور عشاء کی نماز کو ایک ساتھ ادا کرتے تھے۔

592 - اَخْبَرَنَا الْمُؤَمَّلُ بْنُ اِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ یَحْیَی بْنُ مُحَمَّدٍ الْجَارِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِیْزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ عَنْ اَبِی الزُّبَیْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ غَابَتِ الشَّمْسُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ فَجَمَعَ بَیْنَ الصَّلَاتَیْنِ بِسَرِفَ .

590-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (6649) .

591-اخرجه البخاري في تقصير الصلاة، باب يصلي المغرب ثلاثاً في السفر (الحديث 1091) و باب هل يؤذن او يقيم اذا جمع بين المغرب و العشاء (الحديث 1109) مطولاً . تحفة الاشراف (6844) .

592-اخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب الجمع بين الصلاتين (الحديث 1215) . تحفة الاشراف (2937) .

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' جب سورج غروب ہوگیا' نبی اکرم ﷺ اس وقت مکہ میں موجود تھے' تو آپ ﷺ نے "سرف" کے مقام پر دو نمازیں ایک ساتھ ادا کیں۔

593 - اَخْبَرَنِیْ عَمْرُو بْنُ سَوَّادِ بْنِ الْاَسْوَدِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَابِرُ بْنُ اِسْمَاعِیْلَ عَنْ عُقَیْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَنَسٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ كَانَ اِذَا عَجِلَ بِهِ السَّیْرُ یُؤَخِّرُ الظُّهْرَ اِلٰی وَقْتِ الْعَصْرِ فَیَجْمَعُ بَیْنَهُمَا وَیُؤَخِّرُ الْمَغْرِبَ حَتّٰی یَجْمَعَ بَیْنَهَا وَبَیْنَ الْعِشَاءِ حِیْنَ یَغِیْبُ الشَّفَقُ .

☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ' نبی اکرم ﷺ کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: جب آپ ﷺ نے تیزی سے سفر کرنا ہوتا تو آپ ﷺ ظہر کی نماز کو عصر کے وقت تک مؤخر کر دیتے تھے' اور ان دونوں نمازوں کو ایک ساتھ ادا کیا کرتے تھے' پھر آپ ﷺ مغرب کی نماز کو مؤخر کر دیتے تھے' یہاں تک کہ اسے اور عشاء کی نماز کو اس وقت ادا کرتے تھے' جب شفق غروب ہو چکی ہوتی تھی۔

594 - اَخْبَرَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِیْدُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ جَابِرٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ نَافِعٌ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ فِیْ سَفَرٍ یُرِیْدُ اَرْضًا لَهٗ فَاَتَاهُ اٰتٍ فَقَالَ اِنَّ صَفِیَّةَ بِنْتَ اَبِیْ عُبَیْدٍ لَمَا بِهَا فَانْظُرْ اَنْ تُدْرِكَهَا . فَخَرَجَ مُسْرِعًا وَمَعَهٗ رَجُلٌ مِّنْ قُرَیْشٍ یُسَایِرُهٗ وَغَابَتِ الشَّمْسُ فَلَمْ یُصَلِّ الصَّلَاةَ وَكَانَ عَهْدِیْ بِهٖ وَهُوَ یُحَافِظُ عَلَی الصَّلَاةِ فَلَمَّا اَبْطَاَ قُلْتُ الصَّلَاةَ یَرْحَمُكَ اللّٰهُ . فَالْتَفَتَ اِلَیَّ وَمَضٰی حَتّٰی اِذَا كَانَ فِیْ اٰخِرِ الشَّفَقِ نَزَلَ فَصَلَّی الْمَغْرِبَ ثُمَّ اَقَامَ الْعِشَاءَ وَقَدْ تَوَارَی الشَّفَقُ فَصَلّٰی بِنَا ثُمَّ اَقْبَلَ عَلَیْنَا فَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا عَجِلَ بِهِ السَّیْرُ صَنَعَ هٰكَذَا .

☆☆ نافع بیان کرتے ہیں' میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ سفر کر رہا تھا' وہ اپنی زمین کی طرف جا رہے تھے' ایک شخص ان کے پاس آیا اور انہیں یہ بتایا (کہ ان کی اہلیہ) صفیہ بنت ابوعبید کی طبیعت بہت خراب ہے' آپ کوشش کریں کہ ان تک پہنچ جائیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما تیزی سے روانہ ہوئے' ان کے ساتھ قریش سے تعلق رکھنے والا ایک فرد بھی تھا' جو ان کے ساتھ سفر کر رہا تھا' (سفر کے دوران) سورج غروب ہوگیا' لیکن انہوں نے مغرب کی نماز ادا نہیں کی' میں بڑے عرصے سے ان کے ساتھ تھا' وہ نماز بڑی باقاعدگی سے ادا کیا کرتے تھے' جب انہوں نے اس میں تاخیر کی' تو میں نے ان سے کہا: جناب! اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے! نماز کا وقت ہوگیا ہے۔ انہوں نے میری طرف توجہ کی' لیکن کوئی جواب نہیں دیا اور چلتے رہے' یہاں تک کہ جب شفق غروب ہونے کا وقت قریب آ گیا تو وہ سواری سے اترے' انہوں نے مغرب کی نماز ادا کی' پھر انہوں نے عشاء کے

593-اخرجه مسلم في صلاة المسافرين و قصرها، باب جواز الجمع بين الصلاتين في السفر (الحديث 48) . واخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب الجمع بين الصلاتين (الحديث 1219) . والحديث عند: تقدم في المواقيت، الوقت الذي يجمع فيه المسافر بين الظهر و العصر (الحديث 585) . تحفة الاشراف (1515) .

594-اخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب الجمع بين الصلاتين (الحديث 1213) بمعناه . تحفة الاشراف (7759) .

لیے اقامت کہی تھی کہ شفق بھی غروب ہو گئی تو انہوں نے ہمیں وہ نماز بھی پڑھا دی پھر وہ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: نبی اکرم ﷺ نے جب تیزی سے سفر کرنا ہوتا تھا تو آپ ﷺ ایسا ہی کیا کرتے تھے۔

595 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا الْعَطَّافُ عَنْ نَافِعٍ قَالَ أَقْبَلْنَا مَعَ ابْنِ عُمَرَ مِنْ مَكَّةَ فَلَمَّا كَانَ تِلْكَ اللَّيْلَةُ سَارَ بِنَا حَتَّى أَمْسَيْنَا فَظَنَنَّا أَنَّهُ نَسِيَ الصَّلَاةَ فَقُلْنَا لَهُ الصَّلَاةَ . فَسَكَتَ وَسَارَ حَتَّى كَادَ الشَّفَقُ أَنْ يَغِيبَ ثُمَّ نَزَلَ فَصَلَّى وَغَابَ الشَّفَقُ فَصَلَّى الْعِشَاءَ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا فَقَالَ هَكَذَا كُنَّا نَصْنَعُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا جَدَّ بِهِ السَّيْرُ .

★★ نافع بیان کرتے ہیں: ہم لوگ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ مکہ سے آ رہے تھے جب وہ رات آئی تو انہوں نے ہمارے ساتھ تیزی سے سفر کرنا شروع کر دیا' یہاں تک کہ شام ہو گئی ہم نے یہ گمان کیا کہ شاید وہ نماز بھول گئے ہیں' ہم نے ان سے کہا: جناب! نماز کا وقت ہو گیا ہے۔ وہ خاموش رہے اور چلتے رہے' یہاں تک کہ جب شفق غروب ہونے کے قریب تھی تو وہ سواری سے اترے اور انہوں نے مغرب کی نماز ادا کی' پھر شفق غروب ہو گئی تو انہوں نے عشاء کی نماز ادا کی' پھر ہماری طرف متوجہ ہوئے اور بولے: ہم نے نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ اسی طرح کیا تھا (اس وقت) جب نبی اکرم ﷺ نے تیزی سے سفر کرنا ہوتا تھا۔

596 - أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ شُمَيْلٍ قَالَ حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ قَارَوَنْدَا قَالَ سَأَلْنَا سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ الصَّلَاةِ فِي السَّفَرِ فَقُلْنَا أَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ يَجْمَعُ بَيْنَ شَيْءٍ مِنَ الصَّلَوَاتِ فِي السَّفَرِ فَقَالَ لَا إِلَّا بِجَمْعٍ ثُمَّ أَتَيْتُهُ فَقَالَ كَانَتْ عِنْدَهُ صَفِيَّةُ فَأَرْسَلَتْ إِلَيْهِ أَنِّي فِي آخِرِ يَوْمٍ مِنَ الدُّنْيَا وَأَوَّلِ يَوْمٍ مِنَ الْآخِرَةِ . فَرَكِبَ وَأَنَا مَعَهُ فَأَسْرَعَ السَّيْرَ حَتَّى حَانَتِ الصَّلَاةُ فَقَالَ لَهُ الْمُؤَذِّنُ الصَّلَاةَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ . فَسَارَ حَتَّى إِذَا كَانَ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ نَزَلَ فَقَالَ لِلْمُؤَذِّنِ أَقِمْ فَإِذَا سَلَّمْتُ مِنَ الظُّهْرِ فَأَقِمْ مَكَانَكَ . فَأَقَامَ فَصَلَّى الظُّهْرَ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ أَقَامَ مَكَانَهُ فَصَلَّى الْعَصْرَ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكِبَ فَأَسْرَعَ السَّيْرَ حَتَّى غَابَتِ الشَّمْسُ فَقَالَ لَهُ الْمُؤَذِّنُ الصَّلَاةَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ . فَقَالَ كَفِعْلِكَ الْأَوَّلِ . فَسَارَ حَتَّى إِذَا اشْتَبَكَتِ النُّجُومُ نَزَلَ فَقَالَ أَقِمْ فَإِذَا سَلَّمْتُ فَأَقِمْ . فَصَلَّى الْمَغْرِبَ ثَلَاثًا ثُمَّ أَقَامَ مَكَانَهُ فَصَلَّى الْعِشَاءَ الْآخِرَةَ ثُمَّ سَلَّمَ وَاحِدَةً تِلْقَاءَ وَجْهِهِ ثُمَّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمْ أَمْرٌ يَخْشَى فَوْتَهُ فَلْيُصَلِّ هَذِهِ الصَّلَاةَ" .

★★ کثیر نامی راوی بیان کرتے ہیں: ہم نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے صاحبزادے سالم سے سفر کے دوران نماز پڑھنے کے بارے میں دریافت کیا' ہم نے کہا: کیا حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سفر کے دوران دو نمازیں ایک ساتھ ادا کر لیا کرتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا: نہیں! وہ صرف مزدلفہ میں ایسا کیا کرتے تھے۔

(راوی کہتے ہیں:) پھر میں ان کے پاس آیا تو انہوں نے بتایا: حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی اہلیہ صفیہ نے انہیں یہ پیغام بھجوایا

595-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (8231) .

596-تقدم في المواقيت، بيان ذلك (الحديث 587) .

کہ میں اس وقت دنیاوی زندگی کے آخری دن میں ہوں اور آخرت کے پہلے دن میں ہوں (یعنی میں مرنے والی ہوں) تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سوار ہوئے' میں بھی ان کے ساتھ تھا' انہوں نے تیزی سے سفر کیا' یہاں تک کہ نماز کا وقت ہو گیا تو مؤذن نے ان سے کہا: اے ابوعبدالرحمٰن! نماز کا وقت ہو گیا ہے' لیکن وہ چلتے رہے' یہاں تک کہ دو نمازوں کے وقت کے درمیان میں سواری سے اترے' انہوں نے مؤذن سے کہا: تم اقامت کہو' پھر جب میں ظہر کی نماز پڑھ کر سلام پھیروں گا تو تم پھر اسی جگہ اقامت کہہ دینا' اس نے اقامت کہی تو انہوں نے ظہر کی دو رکعات ادا کیں' جب انہوں نے سلام پھیرا تو مؤذن نے پھر اقامت کہی' انہوں نے وہیں عصر کی نماز کی دو رکعات بھی ادا کر لیں' پھر سوار ہوئے اور تیزی سے چلتے رہے' یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا' مؤذن نے ان سے کہا: اے ابوعبدالرحمٰن! نماز کا وقت ہو گیا ہے' تو انہوں نے فرمایا: تم نے پہلے کی طرح کرنا ہے' پھر وہ چلتے رہے' یہاں تک کہ بہت سے ستارے جگمگانے لگے تو وہ سواری سے اترے اور بولے: تم اقامت کہو جب میں سلام پھیروں گا تو تم پھر اقامت کہنا۔ پھر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے مغرب کی تین رکعات ادا کیں' پھر مؤذن نے اقامت اسی جگہ پر کہی' انہوں نے عشاء کی نماز بھی ادا کی' پھر انہوں نے ایک مرتبہ سامنے کی طرف سلام پھیرا' پھر انہوں نے یہ بات بیان کی کہ نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

"جب کسی شخص کو کوئی ایسا ضروری کام ہو' جس کے فوت ہو جانے کا اندیشہ ہو' تو وہ اس طرح نماز ادا کر لے"۔

46 - باب الْحَالِ الَّتِي يُجْمَعُ فِيهَا بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ .

باب: اس حالت کا بیان جس میں دو نمازیں ایک ساتھ ادا کی جا سکتی ہیں

597 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا جَدَّ بِهِ السَّيْرُ جَمَعَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے جب تیزی سے سفر کرنا ہوتا تھا تو آپ ﷺ مغرب اور عشاء کی نماز ایک ساتھ ادا کرتے تھے۔

598 - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَنْبَأَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا جَدَّ بِهِ السَّيْرُ أَوْ حَزَبَهُ أَمْرٌ جَمَعَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے جب تیزی سے سفر کرنا ہوتا تھا یا آپ ﷺ کو کوئی انتہائی ضرورت پیش آ جاتی تھی تو آپ ﷺ مغرب اور عشاء کی نماز ایک ساتھ ادا کر لیتے تھے۔

597-اخرجه مسلم في صلاة المسافرين وقصرها، باب جواز الجمع بين الصلاتين في السفر (الحديث 42) . تحفة الاشراف (8383) .

598-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (8505) .

599 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ أَنْبَأَنَا سُفْيَانُ قَالَ سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَالِمٌ عَنْ أَبِيهِ قَالَ

رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا جَدَّ بِهِ السَّيْرُ جَمَعَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ ۔

☆☆ سالم اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا ہے کہ جب آپ ﷺ نے تیزی سے سفر کرنا ہوتا تھا تو آپ ﷺ مغرب اور عشاء کی نماز ایک ساتھ ادا کر لیا کرتے تھے۔

47 - باب الْجَمْعِ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ فِي الْحَضَرِ ۔

باب: حضر کی حالت میں دو نمازیں ایک ساتھ ادا کرنا

600 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ صَلَّى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ جَمِيْعًا وَّالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ جَمِيْعًا مِّنْ غَيْرِ خَوْفٍ وَّلَا سَفَرٍ ۔

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ظہر اور عصر کی نماز ایک ساتھ ادا کی تھی نیز مغرب اور عشاء کی نماز ایک ساتھ ادا کی تھی اور کسی خوف کے بغیر اور سفر کی حالت کے علاوہ ادا کی تھی۔

601 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ اَبِي رِزْمَةَ - وَاسْمُهُ غَزْوَانُ - قَالَ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوْسٰى عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ حَبِيْبِ بْنِ اَبِي ثَابِتٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي بِالْمَدِيْنَةِ يَجْمَعُ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَالْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ مِنْ غَيْرِ خَوْفٍ وَّلَا مَطَرٍ ۔ قِيْلَ لَهُ لِمَ قَالَ لِئَلَّا يَكُوْنَ عَلٰى اُمَّتِهِ حَرَجٌ ۔

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے مدینہ منورہ میں دو نمازیں ایک ساتھ ادا کی تھیں' آپ ﷺ نے ظہر اور عصر ایک ساتھ ادا کی تھیں اور مغرب اور عشاء ایک ساتھ ادا کی تھیں اور کسی خوف کے بغیر اور بارش کے موسم کے علاوہ (اکٹھی ادا کی تھیں)۔

ان سے دریافت کیا گیا: ایسا کس لیے کیا تھا؟ تو انہوں نے جواب دیا: اس لیے تاکہ آپ ﷺ کی اُمت پر کوئی تنگی نہ ہو۔

602 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ اَبِي الشَّعْثَاءِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ صَلَّيْتُ وَرَاءَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَمَانِيًا جَمِيْعًا وَّسَبْعًا جَمِيْعًا ۔

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' میں نے نبی اکرم ﷺ کی اقتداء میں آٹھ رکعات ایک ساتھ (یعنی ظہر اور عصر کی نماز ایک ساتھ) اور سات رکعات ایک ساتھ (یعنی مغرب اور عشاء کی ایک ساتھ) ادا کی ہیں۔

599-اخرجه البخاري في تقصير الصلاة، باب الجمع في السفر بين المغرب و العشاء (الحديث 1106) . و اخرجه مسلم في صلاة المسافرين و قصرها، باب جواز الجمع بين الصلاتين في السفر (الحديث 44) . تحفة الاشراف (6822) .

600-اخرجه مسلم في صلاة المسافرين و قصرها، باب الجمع بين الصلاتين في الحضر (الحديث 49 و50) . والحديث عند: مسلم في صلاة المسافرين و قصرها، باب الجمع بين الصلاتين في الحضر (الحديث 51) . واخرجه ابوداؤد في الصلاة، باب الجمع بين الصلاتين (الحديث 1210) . تحفة الاشراف (5608) .

601-اخرجه مسلم في صلاة المسافرين و قصرها، باب الجمع بين الصلاتين في الحضر (الحديث 54) . واخرجه ابوداؤد في الصلاة، باب الجمع بين الصلاتين (الحديث 1211) . واخرجه الترمذي في الصلاة، باب ما جاء في الجمع بين الصلاتين في الحضر (الحديث 187) . تحفة الاشراف (5474) .

602-تقدم في المواقيت، الوقت الذي يجمع فيه المقيم (الحديث 588) .

48 - باب الْجَمْعِ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ بِعَرَفَةَ ۔

باب: عرفہ میں ظہر اور عصر کی نماز ایک ساتھ ادا کرنا

603 - اَخْبَرَنِي اِبْرَاهِيْمُ بْنُ هَارُوْنَ قَالَ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَارَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى اَتٰى عَرَفَةَ فَوَجَدَ الْقُبَّةَ قَدْ ضُرِبَتْ لَهُ بِنَمِرَةَ فَنَزَلَ بِهَا حَتّٰى اِذَا زَاغَتِ الشَّمْسُ اَمَرَ بِالْقَصْوَاءِ فَرُحِلَتْ لَهُ حَتّٰى اِذَا انْتَهٰى اِلٰى بَطْنِ الْوَادِيْ خَطَبَ النَّاسَ ثُمَّ اَذَّنَ بِلَالٌ ثُمَّ اَقَامَ فَصَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ اَقَامَ فَصَلَّى الْعَصْرَ وَلَمْ يُصَلِّ بَيْنَهُمَا شَيْئًا ۔

☆☆ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ روانہ ہوئے' آپ ﷺ عرفہ تشریف لے آئے' آپ ﷺ اس خیمے تک پہنچے جو وادئ نمرہ میں آپ ﷺ کے لیے نصب کیا گیا تھا' وہاں آپ ﷺ سواری سے اترے' یہاں تک کہ جب سورج ڈھل گیا تو آپ ﷺ کے حکم کے تحت آپ کی اونٹنی قصواء پر پالان رکھی گئی (آپ ﷺ وہاں سے روانہ ہوئے) یہاں تک کہ وادی کے درمیان میں آ گئے' پھر آپ ﷺ نے لوگوں کو خطبہ دیا' پھر حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دی' پھر انہوں نے اقامت کہی' پھر نبی اکرم ﷺ نے ظہر کی نماز ادا کی' پھر حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اقامت کہی تو نبی اکرم ﷺ نے عصر کی نماز ادا کی' نبی اکرم ﷺ نے ان دونوں کے درمیان کوئی اور نماز ادا نہیں کی۔

49 - باب الْجَمْعِ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِالْمُزْدَلِفَةِ ۔

باب: مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کی نماز ایک ساتھ ادا کرنا

604 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ مَالِكٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ اَنَّ اَبَا اَيُّوْبَ الْاَنْصَارِيَّ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ صَلّٰى مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ بِالْمُزْدَلِفَةِ جَمِيْعًا ۔

☆☆ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' انہوں نے حجۃ الوداع کے موقع پر نبی اکرم ﷺ کی اقتداء میں مزدلفہ میں' مغرب اور عشاء کی نمازیں ایک ساتھ ادا کی تھیں۔

603-انفرد به النسائي، و سياتي في الاذان، الاذان لمن يجمع بين الصلاتين في وقت الاولى منهما (الحديث 654) . تحفة الاشراف (2629) .

604-اخرجه البخاري في الحج، باب من جمع بينهما و لم يتطوع (الحديث 1674) بنحوه، و في المغازي، باب حجة الوداع (الحديث 4414) . واخرجه مسلم في الحج، باب الافاضة من عرفات الى المزدلفة، و استحباب صلاتي المغرب والعشاء جميعًا بالمزدلفة في هذه الليلة (الحديث 285) . واخرجه النسائي في مناسك الحج، الجمع بين الصلاتين بالمزدلفة (الحديث 3026) بنحوه مختصراً . و اخرجه ابن ماجه في المناسك، باب الجمع بين الصلاتين بجمع (الحديث 3020) . تحفة الاشراف (3465) .

شرح

اس بات پر فقہاء کے مابین اتفاق پایا جاتا ہے کہ حاجی شخص مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کی نماز ایک ساتھ ادا کرے گا، تاہم ان دونوں نمازوں کو ایک ساتھ ادا کرنے کے طریقے کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے۔

فقہائے احناف اور سفیان ثوری ؒ اس بات کے قائل ہیں حاجی شخص عرفہ میں ایک اذان اور دو اقامتوں کے ساتھ دو نمازیں ظہر و عصر ایک ساتھ ادا کر سکتا ہے جبکہ مزدلفہ میں ایک اذان اور ایک اقامت کے ساتھ مغرب اور عشاء کی نماز ایک ساتھ ادا کرے گا۔

اگر کوئی شخص ان دونوں کے درمیان کوئی نفل نماز ادا کر لیتا ہے' تو وہ عشاء کی نماز کے لئے نئے سرے سے اقامت کہے گا۔
امام مالک ؒ فرماتے ہیں: عرفہ میں حاجی ہر نماز کے لئے اذان اور اقامت کہے گا۔ اس طرح مزدلفہ میں بھی ایسا ہی کرے گا۔
امام شافعی ؒ فرماتے ہیں حاجی شخص عرفہ میں ایک اذان اور دو اقامت کے ساتھ ظہر اور عصر کی نمازیں ایک ساتھ ادا کرے گا جبکہ مزدلفہ میں صرف دو اقامتوں کے ساتھ مغرب اور عشاء کی نمازیں ایک ساتھ ادا کرے گا۔

605 - اَخْبَرَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ اِسْمَاعِيْلَ بْنِ اَبِىْ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اِسْحَاقَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ كُنْتُ مَعَ ابْنِ عُمَرَ حَيْثُ اَفَاضَ مِنْ عَرَفَاتٍ فَلَمَّا اَتٰى جَمْعًا جَمَعَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ فَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ هٰذَا الْمَكَانِ مِثْلَ هٰذَا .

☆☆ سعید بن جبیر بیان کرتے ہیں' میں اس وقت حضرت عبداللہ بن عمر ؓ کے ساتھ تھا' جب وہ عرفات سے روانہ ہوئے' وہ مزدلفہ پہنچے تو انہوں نے مغرب اور عشاء کی نمازیں ایک ساتھ ادا کی' جب وہ نماز پڑھ کر فارغ ہوئے' تو انہوں نے بتایا: اس جگہ پر نبی اکرم ﷺ نے بھی ایسا ہی کیا تھا۔

606 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ مَالِكٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الْمَغْرِبَ وَالْعِشَآءَ بِالْمُزْدَلِفَةِ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر ؓ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کی نمازیں ایک ساتھ ادا کی تھی۔

607 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ عُمَارَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ

605-تقدم في الصلاة، باب صلاة المغرب (480) .
606-اخرجه مسلم في الحج، باب الافاضة من عرفات الى المزدلفة، و استحباب صلاتي المغرب و العشاء جميعًا بالمزدلفة في هذه الليلة (الحديث 286) . واخرجه ابوداؤد في المناسك (الحج)، باب الصلاة بجمع (الحديث 1926) . تحفة الاشراف (6914) .
607-اخرجه البخاري في الحج، باب متى يصلي الفجر بجمع (الحديث 1682) بنحوه . و اخرجه مسلم في الحج، باب استحباب زيادة التغليس بصلاة الصبح يوم النحر بالمزدلفة، و المبالغة فيه بعد تحقق طلوع الفجر (الحديث 292) بنحوه . و ابوداؤد في المناسك (الحج)، باب الصلاة بجمع (الحديث 1934) بنحوه . و اخرجه النسائي في مناسك الحج، الجمع بين الظهر و العصر بعرفة (الحديث 3010) مختصراً . و الجمع بين الصلاتين بالمزدلفة (3027) مختصراً . و الوقت الذي يصلي فيه الصبح بالمزدلفة (الحديث 3038) . تحفة الاشراف (9384) .

قَالَ مَا رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمَعَ بَيْنَ صَلَاتَيْنِ اِلَّا بِجَمْعٍ وَّصَلَّى الصُّبْحَ يَوْمَئِذٍ قَبْلَ وَقْتِهَا .

☆☆ حضرت عبداللہ ؓ (بن مسعود) بیان کرتے ہیں' میں نے نبی اکرم ﷺ کو کبھی دو نمازیں ایک ساتھ ادا کرتے ہوئے نہیں دیکھا' صرف مزدلفہ میں آپ ﷺ نے دو نمازیں ایک ساتھ ادا کی تھیں اور اس دن آپ ﷺ نے فجر کی نماز اس کے (عام معمول کے) وقت سے پہلے ادا کی۔

50 - باب كَيْفَ الْجَمْعُ .

باب: دو نمازیں ایک ساتھ ادا کرنے کا طریقہ

608 - اَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ عُقْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ اَبِىْ حَرْمَلَةَ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ وَّكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْدَفَهُ مِنْ عَرَفَةَ فَلَمَّا اَتَى الشِّعْبَ نَزَلَ فَبَالَ وَلَمْ يَقُلْ اَهْرَاقَ الْمَآءَ قَالَ فَصَبَبْتُ عَلَيْهِ مِنْ اِدَاوَةٍ فَتَوَضَّاَ وُضُوْءًا خَفِيْفًا . فَقُلْتُ لَهُ الصَّلَاةَ . فَقَالَ "الصَّلَاةُ اَمَامَكَ ." فَلَمَّا اَتَى الْمُزْدَلِفَةَ صَلَّى الْمَغْرِبَ ثُمَّ نَزَعُوْا رِحَالَهُمْ ثُمَّ صَلَّى الْعِشَاءَ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس ؓ' حضرت اسامہ بن زید ؓ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے عرفہ سے روانہ ہونے کے وقت حضرت اسامہ ؓ کو اپنے پیچھے بٹھا لیا تھا' (حضرت اسامہ ؓ بیان کرتے ہیں:) جب نبی اکرم ﷺ گھاٹی کے پاس آئے' تو آپ سواری سے اترے وہاں آپ ﷺ نے پیشاب کیا (یہاں راوی نے پانی بہانے کے الفاظ استعمال نہیں کیے ہیں)۔ حضرت اسامہ ؓ کہتے ہیں' کہ میں نے برتن میں سے آپ ﷺ پر پانی بہایا تو آپ ﷺ نے مختصر سا وضو کیا' میں نے آپ ﷺ کی خدمت میں عرض کی: نماز! (آپ یہیں ادا کریں گے؟) تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: نماز آگے ہوگی' جب آپ ﷺ مزدلفہ تشریف لائے' تو وہاں آپ ﷺ نے مغرب کی نماز ادا کی پھر لوگوں نے اپنے پالان (سواریوں سے اتار لیے) پھر نبی اکرم ﷺ نے عشاء کی نماز ادا کی۔

51 - باب فَضْلِ الصَّلَاةِ لِمَوَاقِيْتِهَا .

باب: نمازوں کو ان کے مخصوص اوقات میں ادا کرنے کی فضیلت

609 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَخْبَرَنِى الْوَلِيْدُ بْنُ الْعَيْزَارِ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا عَمْرٍو الشَّيْبَانِيَّ يَقُوْلُ حَدَّثَنَا صَاحِبُ هٰذِهِ الدَّارِ وَاَشَارَ اِلٰى دَارِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ

608-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (97) .
609-اخرجه البخاري في مواقيت الصلاة، باب فضل الصلاة لوقتها (الحديث 527)، و في الجهاد والسير، باب فضل الجهاد والسير (الحديث 2782)، و في الادب، باب البر و الصلة (الحديث 5970)، و في التوحيد، باب و سمى النبي صلى الله عليه وسلم الصلاة عملًا (الحديث 7534) . واخرجه مسلم في الايمان، باب بيان كون الايمان بالله تعالىٰ افضل الاعمال (الحديث 137و 138و 139 و140) . واخرجه الترمذي في الصلاة، باب ما جاء في الوقت الاول من الفضل (الحديث 173) . و اخرجه النسائي في المواقيت ، فضل الصلاة لمواقيتها (الحديث 610) . تحفة الاشراف (9232) .

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّ الْعَمَلِ اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى قَالَ "الصَّلَاةُ عَلٰى وَقْتِهَا وَبِرُّ الْوَالِدَيْنِ وَالْجِهَادُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ".

☆☆ شیخ ابوعمرو شیبانی بیان کرتے ہیں اُس گھر کے مالک (انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے گھر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے یہ بات بیان کی) نے ہمیں یہ حدیث سنائی ہے وہ بیان کرتے ہیں میں نے نبی اکرم ﷺ سے سوال کیا: کون سا عمل اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے؟ تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"نماز کو اس کے وقت پر ادا کرنا' والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرنا اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنا"۔

610 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ النَّخَعِيُّ سَمِعَهُ مِنْ اَبِيْ عَمْرٍو عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّ الْعَمَلِ اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ "اِقَامُ الصَّلَاةِ لِوَقْتِهَا وَبِرُّ الْوَالِدَيْنِ وَالْجِهَادُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ".

☆☆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے نبی اکرم ﷺ سے سوال کیا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک کون سا عمل سب سے زیادہ پسندیدہ ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"نماز کو اس کے وقت پر ادا کرنا"۔

611 - اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيْمٍ وَّعَمْرُو بْنُ يَزِيْدَ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْتَشِرِ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهُ كَانَ فِيْ مَسْجِدِ عَمْرِو بْنِ شُرَحْبِيْلَ فَاُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ فَجَعَلُوْا يَنْتَظِرُوْنَهُ فَقَالَ اِنِّيْ كُنْتُ اُوْتِرُ . قَالَ وَسُئِلَ عَبْدُ اللّٰهِ هَلْ بَعْدَ الْاَذَانِ وِتْرٌ قَالَ نَعَمْ وَبَعْدَ الْاِقَامَةِ وَحَدَّثَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ نَامَ عَنِ الصَّلَاةِ حَتّٰى طَلَعَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ صَلّٰى . وَاللَّفْظُ لِيَحْيٰى .

☆☆ ابراہیم بن محمد اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: وہ عمرو بن شرحبیل کی مسجد میں موجود تھے' نماز کے لیے اقامت کہی گئی' لوگ ان کا انتظار کرنے لگے (جب وہ آئے' تو انہوں نے وضاحت) میں وتر ادا کر رہا تھا۔

راوی کہتے ہیں: حضرت عبداللہ سے سوال کیا گیا' کہ کیا اذان کے بعد وتر ادا کیے جا سکتے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں!

(انہوں نے مزید وضاحت کی:) اقامت کے بعد بھی ادا کیے جا سکتے ہیں' پھر انہوں نے نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے یہ بات بیان کی کہ آپ ﷺ نماز ادا کرنے سے پہلے سو گئے تھے' یہاں تک کہ سورج نکل آیا تو نبی اکرم ﷺ نے سورج نکلنے کے بعد نماز ادا کی تھی۔

روایت کے یہ الفاظ یحییٰ نامی راوی کے ہیں

610-تقدم في المواقيت، فضل الصلاة لمواقيتها (الحديث 609) .

611-انفرد به النسائي، و سياتي في قيام الليل و تطوع النهار، الوتر بعد الاذان (الحديث 1684) . تحفة الاشراف (9481) .

52 - باب فِيْمَنْ نَسِيَ صَلَاةً .

باب: جو شخص نماز پڑھنا بھول جائے' اُسے کیا کرنا چاہیے؟

612 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ نَسِيَ صَلَاةً فَلْيُصَلِّهَا اِذَا ذَكَرَهَا".

☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' کہ نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

"جو شخص نماز بھول جائے وہ اسے اُسی وقت ادا کرے جب اسے وہ یاد آ جائے"۔

شرح

جب کوئی شخص کسی نماز کو اس کے مخصوص شرعی وقت میں کسی شرعی عذر کی وجہ سے ادا نہیں کر پاتا تو اسے کوئی گناہ نہیں ہوگا۔

شرعی عذر میں دشمن کا خوف، دائی کے لئے بچے کی موت کا خوف یا بچے کی ماں کا خوف وغیرہ جیسی صورت حال شامل ہے۔

اس کی دلیل یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے غزوہ خندق کے موقع پر نمازوں کو تاخیر سے ادا کیا تھا۔ اس کا تذکرہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول حدیث میں ہے۔

جب کوئی شخص کسی نماز کو اس کے مخصوص وقت پر ادا نہ کر پائے تو اس پر اس کی قضا کرنا لازم ہوگا اور کوئی شخص جان بوجھ کر اسے ترک کرتا ہے' تو وہ گناہ گار ہوگا۔ اس پر قضاء پڑھنا بھی لازم ہوگا۔

اس لئے جو شخص نیند کی وجہ سے یا بھولنے کی وجہ سے نماز ادا نہ کر سکا ہو اس کی نماز قضا ہو گئی ہے اور اس پر اس کی قضا ادا کرنا لازم ہوگا۔

فوت شدہ نمازوں کو قضاء کرنا

قضا کا لازم ہونا

مسئلہ: ہر وہ نماز جو اپنے وقت میں واجب ہو جانے کے بعد اُس وقت میں ادا نہ کی جا سکے' اُس کی قضاء لازم ہو گی خواہ آدمی نے جان بوجھ کر اُسے چھوڑا ہو یا بھول کر چھوڑ دیا ہو' خواہ اس کی وجہ سویا رہنا ہو یا کوئی اور ہو' خواہ فوت شدہ نمازوں کی تعداد زیادہ ہو یا ان کی تعداد کم ہو' البتہ مجنون شخص پر اُس کی جنون کی حالت کے دوران قضاء ہونے والی نمازوں کی قضاء لازم نہیں ہو گی کیونکہ اس صورت میں اُس کی عقل رخصت ہو چکی تھی' اسی طرح مرتد شخص کے مرتد رہنے کے زمانے کے دوران فوت ہو جانے والی نمازوں کی قضاء اُس پر لازم نہیں ہو گی' اسی طرح جو مسلمان دارالحرب میں اسلام قبول کرتا ہے اور ایک مدت تک وہ

612-اخرجه مسلم في المساجد و مواضع الصلاة، باب قضاء الصلاة الفائتة و استحباب تعجيل قضائها (الحديث 314) . واخرجه الترمذي في الصلاة، باب ما جاء في الرجل ينسى الصلاة (الحديث 178) . واخرجه ابن ماجه في الصلاة، باب من نام عن الصلاة او نسيها (الحديث 696) . تحفة الاشراف (1430) .

اسلام کی تعلیمات سے آگاہ نہیں ہوتا اور اُسے یہ نہیں پتہ چلتا کہ اُس پر نماز فرض ہو چکی ہے (تو جب تک) اُسے علم نہیں ہوا اُس سے پہلے کی نمازوں کی قضاء اُس پر لازم نہیں ہوگی' اسی طرح بے ہوش شخص پر فوت شدہ نمازوں کی قضاء لازم نہیں ہوگی' جو بیمار اشارے کے ذریعے نماز ادا نہیں کرسکتا' اس بیماری کے دوران اُس کی جو نمازیں رہ جاتی ہیں اُن کی قضاء لازم نہیں ہوگی' لیکن اس کے لیے یہ بات شرط ہے کی اُس کی یہ حالت ایک دن اور ایک رات سے زیادہ ہونی چاہیے۔

قضاء میں ترتیب کا حکم

مسئلہ: اس بارے میں حکم یہ ہے کہ فوت شدہ نماز کو اُسی طریقے سے ادا کیا جائے گا جس صورت میں وہ فوت ہوئی تھی' البتہ عذر اور ضرورت کا حکم مختلف ہے' اس لیے مسافر سفر کے دوران' حضر میں قضاء ہونے والی نمازوں کی پوری چار رکعات پڑھے گا اور مقیم اقامت کے دوران' سفر کے دوران فوت ہونے والی نمازوں کی دو رکعات ادا کرے گا۔

مسئلہ: فرض نماز کی قضاء فرض ہے' واجب کی واجب ہے اور سنت کی سنت ہے۔

مسئلہ: قضاء نماز کے لیے کوئی متعین وقت نہیں ہے' بلکہ تمام اوقات میں انہیں ادا کیا جاسکتا ہے' البتہ تین اوقات میں ادا نہیں کیا جاسکتا۔ سورج نکلنے کے وقت' زوال کے وقت اور سورج غروب ہونے کے وقت کیونکہ ان اوقات میں کوئی بھی نماز ادا کرنا جائز نہیں ہے۔ (بحرالرائق)

مسئلہ: ایک شخص نے نماز ادا کی' پھر وہ مرتد ہوگیا' پھر اُس نے اُسی نماز کے وقت کے دوران دوبارہ اسلام قبول کرلیا تو وہ اُس نماز کو دوبارہ ادا کرے گا۔ (کافی)

مسئلہ: بچہ عشاء کی نماز پڑھ کر سویا' پھر اُسے احتلام ہوگیا اور صبح صادق ہونے سے پہلے اُسے اس بارے میں پتہ چل گیا تو اب وہ عشاء کی نماز کی قضاء کرے گا' اس کے برعکس اگر بچی صبح صادق ہونے سے پہلے حیض کے ذریعے بالغ ہو جاتی ہے' تو اب اُس پر عشاء کی قضاء لازم نہیں ہوگی' اس کی وجہ یہ ہے کہ حیض جب وجوب پر طاری ہوتا ہے' تو وجوب کو ساقط کر دیتا ہے' تو جب وہ وجوب کے ساتھ ملا ہوا ہو تو پھر تو اُسے بدرجہ اولیٰ روک دینا چاہیے' لیکن اگر وہ بچی سال کے اعتبار سے بالغ ہوتی ہے' تو اب اُس پر عشاء کی نماز لازم ہوگی۔

مسئلہ: لیکن احتلام کی وجہ سے بالغ ہونے والے لڑکے کو اگر صبح صادق سے پہلے احتلام کا پتہ نہیں چلتا تو ایک قول کے مطابق وہ پھر بھی عشاء کی قضاء کرے گا۔ (محیط سرخسی)

مسئلہ: یہی قول مختار ہے۔ (قاضی خان)

باجماعت قضاء میں جہر کا حکم

مسئلہ: اگر قضاء شدہ نماز کو باجماعت ادا کیا جاتا ہے اور قضاء ہونے والی نماز جہری تھی تو امام کو چاہیے کہ وہ بلند آواز میں قرأت کرے' لیکن جب کوئی شخص تنہا قضاء نماز ادا کرتا ہے' تو اب اُسے اختیار ہے' اگر وہ چاہے' تو بلند آواز میں قرأت کرے اور اگر چاہے' تو پست آواز میں قرأت کرے' تاہم بلند آواز میں قرأت کرنا زیادہ فضیلت رکھتا ہے' جیسا کہ وہ نماز اگر اُس کے

مخصوص وقت میں ادا کی جاتی تو جہری نماز میں بلند آواز میں قرأت زیادہ فضیلت رکھتی' لیکن جن نمازوں میں پست آواز میں قرأت کی جاتی ہے' وہ لازمی طور پر پست آواز میں قرأت کرے گا۔ امام کے لیے بھی یہی حکم ہے۔ (ظہیریہ)

مسئلہ: فوت شدہ نماز اور وقتی نماز کے درمیان ترتیب کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ (کافی)

مسئلہ: یہاں تک کہ فوت شدہ نماز کو قضاء کرنے سے پہلے اُس وقت کی نماز ادا کرنا جائز نہیں ہوگا۔ (محیط سرخسی)

مسئلہ: فرض اور وتر کے درمیان بھی یہی حکم ہوگا۔ (شرح وقایہ)

مسئلہ: یہاں تک کہ اگر کوئی شخص فجر کی نماز ادا کر لیتا ہے' اُسے یہ بات یاد ہے کہ اُس نے وتر ادا نہیں کیے ہیں' تو اُس کی (فجر کی) نماز امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک فاسد ہو جائے گی۔

مسئلہ: اگر نوافل ادا کرنے کے دوران اُسے فوت شدہ نماز یاد آ جاتی ہے' تو اُس کے نوافل فاسد نہیں ہوں گے' کیونکہ نوافل میں ترتیب کا خیال رکھنا قیاس کے خلاف حکم کے طور پر واجب ہے' اس لیے کوئی دوسری صورت اس کے ساتھ لاحق نہیں ہوگی۔ (محیط سرخسی)

مسئلہ: بھولنے کی وجہ سے ترتیب کا حکم ساقط ہو جاتا ہے اور اُس صورت میں بھی ساقط ہو جاتا ہے' جس میں بھولنے کا مفہوم پایا جاتا ہے۔ (مضمرات)

مسئلہ: اگر کوئی شخص کسی فوت شدہ نماز کو بھول جاتا ہے اور اُس وقت کی نماز ادا کر لیتا ہے' پھر اُسے فوت شدہ نماز یاد آ جاتی ہے' تو اُس وقت کی نماز ادا شمار ہوگی۔ (قاضی خان)

مسئلہ: اگر جمعہ کی نماز ادا کرنے والے شخص کو یہ بات یاد آتی ہے کہ اُس کے ذمے تو فجر کی نماز بھی باقی ہے' تو اگر صورتِ حال ایسی ہو کہ اگر وہ جمعے کی نماز کو چھوڑ کر فجر کی نماز ادا کرنے میں مشغول ہوتا ہے' تو جمعے کی نماز فوت ہو جائے گی' لیکن جمعے کا وقت باقی رہے گا تو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک وہ جمعے کو درمیان میں چھوڑ دے گا اور فجر کی نماز ادا کرنے کے بعد پھر ظہر کی نماز ادا کرے گا۔

مسئلہ: جبکہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک وہ جمعے کی نماز کو مکمل کرے گا اور اگر صورتِ حال ایسی ہو کہ اگر وہ فجر کی قضاء ادا کرلے تو بعد میں امام کے ساتھ جمعہ بھی پڑھ سکتا ہے' تو پھر اس بات پر اتفاق ہے کہ وہ پہلے فجر کی نماز ادا کرے گا اور اگر صورتِ حال ایسی ہو کہ اگر وہ جمعہ درمیان میں چھوڑ کر فجر کی پڑھنی شروع کر دیتا ہے' تو وقت بھی نکل جائے گا تو اس بات پر بھی اتفاق ہے کہ پھر وہ جمعے کی نماز ادا کرلے گا' اُس کے بعد فجر کی نماز ادا کرے گا۔ (سراج الوہاج)

وقت کی تنگی کا حکم

مسئلہ: وقت کی تنگی کی وجہ سے ترتیب کا حکم ساقط ہو جاتا ہے۔ (محیط سرخسی)

مسئلہ: وقت کے تنگ ہونے کی وضاحت یہ ہے کہ اتنا وقت باقی رہ گیا ہو' جس میں اُس وقت کی نماز اور فوت شدہ نماز دونوں کو ایک ساتھ ادا نہ کیا جا سکے۔ (تبیین)

مسئلہ: ان نمازوں کو ادا کرتے ہوئے ترتیب کا خیال رکھا جائے گا' اگرچہ وقتی نماز کو افضل طریقے سے ادا نہ کیا جاسکے' جیسے وقت اتنا تنگ ہے کہ اُس میں وقتی نماز کو صرف مختصر طور پر تھوڑی قرأت کرکے ادا کیا جاسکتا ہے' تو ترتیب کا خیال رکھنا ضروری ہوگا اور کم از کم جس طریقے سے نماز ادا ہوجاتی ہے' اُس کے مطابق نماز کو ادا کرلیا جائے گا۔ (تمرتاشی)

مسئلہ: وقت کی تنگی کا اعتبار نماز شروع کرنے کے وقت ہوگا۔ (تبیین)

مسئلہ: اگر قضاء شدہ نمازیں ایک سے زیادہ ہوں اور موجودہ نماز کے وقت میں صرف اتنی گنجائش ہو کہ اُس وقت کے فرض کے ساتھ قضاء شدہ نمازوں میں سے کوئی ایک پڑھی جاسکتی ہے' ساری نہیں پڑھی جاسکتیں تو جب تک اُس ایک نماز کو نہیں پڑھے گا' اُس وقت تک اُس وقت کی نماز جائز نہیں ہوگی' لہٰذا اگر فجر کے وقت اُسے یاد آتا ہے کہ عشاء اور وتر کی نماز رہ گئی تھی اور اُس وقت صرف پانچ رکعات ادا کرنے کی گنجائش ہو' تو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے مطابق وہ شخص پہلے وتر کی قضاء پڑھے گا اور پھر فجر کی نماز پڑھ لے گا' اُس کے بعد سورج طلوع ہونے کے بعد عشاء کی قضاء کرے گا۔ اسی طرح اگر عصر کے وقت یہ یاد آیا کہ اُس نے فجر اور ظہر کی نماز نہیں پڑھی تھی اور اُس وقت صرف آٹھ رکعات ادا کرنے کی گنجائش ہو' تو اُسے چاہیے کہ پہلے ظہر کی قضاء کرے' پھر عصر کی نماز پڑھ لے اور اگر اُس وقت چھ رکعات سے زیادہ کی گنجائش نہ ہو' تو اُسے چاہیے کہ پہلے فجر کی نماز ادا کرلے اور پھر اُس کے بعد عصر کی نماز پڑھ لے' ظہر کی نماز کو بعد میں قضاء کرے۔ (قاضی خان)

مسئلہ: عصر کی نماز کے بارے میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک آخری وقت کا اعتبار ہوگا۔

(تبیین)

مسئلہ: اگر عصر کا صرف اتنا مستحب وقت باقی ہو جس میں ظہر ادا کرنے کی گنجائش نہ ہو' تو اس بات پر اتفاق ہے کہ ترتیب کا حکم ساقط ہوجائے گا۔ (تبیین)

مسئلہ: وقت کے تنگ ہونے کی وجہ سے جب ترتیب ساقط ہوجائے تو وقت گزر جانے کے بعد صحیح قول کے مطابق ترتیب کا حکم دوبارہ واپس نہیں آتا' یہی وجہ ہے کہ اگر وقت کی نماز پڑھنے کے دوران وقت گزر گیا تو صحیح قول کے مطابق وہ نماز فاسد نہیں ہوگی اور صحیح قول کے مطابق وہ نماز ادا شمار ہوگی' قضاء شمار نہیں ہوگی۔ (زاہدی)

مسئلہ: قضاء نماز کو بھول جانے کی صورت میں جب تک آدمی اُسے بھولا رہتا ہے' اُس وقت تک ترتیب کا حکم ظاہر نہیں ہوتا اور جب قضاء نماز یاد آجاتی ہے' تو ترتیب بھی لازم ہوجاتی ہے۔ (تاتارخانیہ)

تعداد میں اضافے کی وجہ سے ترتیب کا حکم ساقط ہونا

مسئلہ: جب قضاء نمازوں کی تعداد زیادہ ہوجائے تو ترتیب کا حکم ساقط ہوجاتا ہے۔ (محیط سرخسی)

مسئلہ: زیادہ ہونے کی حد یہ ہے کہ انسان کی چھ نمازیں قضاء ہوچکی ہوں اور چھٹی نماز کا وقت بھی ختم ہوجائے جبکہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ روایت منقول ہے کہ چھٹی نماز کا وقت جیسے ہی شروع ہوگا تو ترتیب کا حکم ساقط ہوجائے گا' تاہم پہلا قول صحیح ہے۔ (ہدایہ)

مسئلہ: اس بارے میں اس بات کا اعتبار ہوگا کہ مسلسل چھ نمازیں قضاء ہوجاتی ہیں' اگرچہ بعد میں وہ نمازیں اپنے اوقات میں ادا کرتا رہے۔ بعض فقہاء اس بات کے قائل ہیں کہ چھ متفرق نمازیں بھی جمع ہوجائیں تو بھی ترتیب کا حکم باقی رہے گا' اس اختلاف کا فائدہ اس صورت میں ظاہر ہوگا جب کوئی شخص تین نمازیں چھوڑ دیتا ہے' مثال کے طور پر ایک دن کی ظہر کی' ایک دن کی عصر کی اور ایک دن کی مغرب کی نماز نہیں پڑھتا اور یہ پتہ نہیں ہے کہ اُن میں سے کون سی نماز پہلے ہے' تو پہلے قول کے مطابق ترتیب ساقط ہوجائے گی کیونکہ قضاء نمازوں کے درمیان میں بہت سا وقت ہے جبکہ دوسرے قول کے مطابق ترتیب ساقط نہیں ہوگی' کیونکہ اس قول کے مطابق چھ نمازیں اکٹھی ہونی چاہئیں' صرف اسی بات کا اعتبار کیا جائے گا تاہم پہلا قول صحیح ہے۔

(تبیین)

مسئلہ: کئی نمازیں ہوجانے کی وجہ سے جس طرح ادا میں ترتیب ساقط ہوجاتی ہے' اسی طرح قضاء میں بھی ترتیب ساقط ہوجائے گی' اس کی مثال یہ ہے کہ اگر کسی شخص نے ایک مہینے کی نمازیں نہیں پڑھیں اور وہ قضاء کرتے ہوئے پہلے صرف فجر کی تیس نمازیں پڑھ لیتا ہے' پھر ظہر کی نماز تیس مرتبہ پڑھتا ہے' تو یہ صحیح ہوگا۔ (محیط سرخسی)

مسئلہ: جب کسی شخص کی کئی نمازیں قضاء ہوچکی تھیں' پھر وہ انہیں ادا کرتا رہا یہاں تک کہ چھ سے کم نمازیں باقی رہ گئیں' تو صحیح قول کے مطابق ترتیب کا حکم واپس نہیں آتا۔ (خلاصہ)

فوت شدہ نمازوں کی دو اقسام

مسئلہ: فوت شدہ نمازوں کی دو قسمیں ہیں: قدیم اور جدید (یعنی پرانی اور نئی)۔

مسئلہ: اس بات پر اتفاق ہے کہ نئی قضاء شدہ نمازوں میں ترتیب کا حکم ساقط ہوجائے گا' البتہ پرانی نمازوں میں مشائخ کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے' اس کی مثال یہ ہے کہ کوئی شخص ایک مہینے کی نمازیں چھوڑ دیتا ہے' پھر وہ باقاعدگی سے نماز پڑھنا شروع کردیتا ہے' لیکن اُن نمازوں کی قضاء ادا نہیں کرتا' پھر اُس کی ایک نماز رہ جاتی ہے' تو اب اُسے نئی قضاء ہونے والی نماز یاد ہے' اس کے باوجود اگر وہ پرانی قضاء نماز پڑھ لیتا ہے' تو بعض فقہاء کے نزدیک یہ نماز جائز ہی نہیں ہوگی جبکہ بعض فقہاء کے نزدیک جائز ہوگی اور فتویٰ بھی اسی بات پر ہے۔ (کافی)

مسئلہ: اگر کسی شخص کو قضاء نماز یاد آجاتی ہے اور وہ قضاء ادا کرنے کی قدرت بھی رکھتا ہے لیکن اس کے باوجود ادا نہیں کرتا تو ایسا کرنا مکروہ ہے' کیونکہ جس وقت قضاء نماز یاد آتی ہے' اُسی وقت اُسے ادا کرنے کا حکم ہے' اس بات پر اتفاق ہے کہ کسی بھی نماز کو اُس کے وقت سے مؤخر کرنا حرام ہے۔ (محیط)

مسئلہ: اگر کسی شخص کی کوئی نماز قضاء نہیں ہوئی اور وہ احتیاط کے طور پر قضاء نمازیں بھی ساتھ ادا کرتا رہتا ہے' تو اگر تو وہ اس نیت سے ادا کرتا ہے کہ سابقہ نمازوں میں جو کمی رہ گئی تھی یا جو کراہت رہ گئی تھی' اُس کی وجہ سے یہ بہتر ہوجائے تو ٹھیک ہے' لیکن اگر وہ اس طرح نہیں کرتا تو پھر اُسے قضاء نہیں کرنی چاہیے اور ان نمازوں کو فجر یا عصر کے بعد ادا نہیں کرنا چاہیے۔ (مضمرات)

مسئلہ: قضاء نماز کی تمام رکعات میں سورۂ فاتحہ' ایک سورت کے ساتھ پڑھے گا۔ (ظہیریہ)

مسئلہ: جو شخص نمازوں کی قضاء ادا کرتا ہے وہ وتر کی بھی قضاء ادا کرے گا۔

مسئلہ: قضاء نماز پڑھنا نفل ادا کرنے سے زیادہ بہتر ہے تاہم مشہور سنتیں چاشت کی نماز صلوٰۃ التسبیح اور وہ نمازیں جن کا تذکرہ احادیث میں ہے انہیں نفل کی نیت سے پڑھا جائے گا اس کے علاوہ تمام نمازوں کو قضاء کی نیت سے پڑھا جائے گا۔ (مضمرات)

مسئلہ: قضاء نماز مسجد میں ادا نہیں کرنی چاہیے بلکہ اُسے اپنے گھر میں پڑھنا چاہیے۔ (الوجیز از کردری)

دوسرے کے حصے کی قضاء نمازیں پڑھنے کا حکم؟

مسئلہ: اگر باپ اپنے بیٹے کو یہ حکم دیتا ہے کہ تم میری طرف سے نمازوں اور روزوں کی قضاء کر لو تو ہمارے نزدیک یہ جائز نہیں ہے۔ (تاتارخانیہ)

مسئلہ: اگر کوئی شخص فوت ہو جائے اور اُس کے ذمے قضاء نمازیں ہوں اور وہ اپنی نمازوں کا کفارہ ادا کرنے کی وصیت کر دے تو اُس کے ایک تہائی مال میں سے ہر نماز کے عوض میں اناج کا نصف صاع اور ہر وتر کے عوض میں بھی نصف صاع دیا جائے گا اسی طرح ہر روزے کے عوض میں نصف صاع دیا جائے گا اگر اُس نے کوئی ترکہ نہیں چھوڑا تو اُس کے ورثاء نصف صاع گیہوں کا کسی مسکین کو دیں گے پھر وہ مسکین اُس کے ورثاء کو دیدے گا پھر وہ مسکین کو دیں گے اور اسی طرح (حیلے کے طور پر) اپنا کفارہ پورا کر لیں گے۔ (خلاصہ)

مسئلہ: اگر ورثاء کو وصیت نہیں کی گئی تھی لیکن کسی وارث نے اپنی طرف سے میت کے ساتھ بھلائی کرنا چاہی تو ایسا کرنا جائز ہے۔

مسئلہ: جو شخص جان بوجھ کر نماز ادا نہ کرتا ہو اُس کو قتل نہیں کیا جائے گا۔ (کافی)

•••———•••———•••

53 - باب فِيمَنْ نَامَ عَنْ صَلَاةٍ .

باب: جو شخص نماز کے وقت سوتا رہ جائے (اُسے کیا کرنا چاہیے؟)

613 - اَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ عَنْ يَزِيدَ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ الْاَحْوَلُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ سُئِلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الرَّجُلِ يَرْقُدُ عَنِ الصَّلَاةِ اَوْ يَغْفُلُ عَنْهَا قَالَ "كَفَّارَتُهَا اَنْ يُصَلِّيَهَا اِذَا ذَكَرَهَا".

★★ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسے شخص کے بارے میں دریافت کیا گیا جو نماز کے وقت سویا رہ جاتا ہے یا نماز سے غافل رہتا ہے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اس کا کفارہ یہی ہے' کہ جیسے ہی اُسے وہ یاد آئے اسے ادا کر لے"۔

613- اخرجه ابن ماجه في الصلاة، باب من نام عن الصلاة او نسيها (الحديث 695) . تحفة الاشراف (1151) .

614 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رَبَاحٍ عَنْ اَبِي قَتَادَةَ قَالَ ذَكَرُوا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَوْمَهُمْ عَنِ الصَّلَاةِ فَقَالَ "اِنَّهُ لَيْسَ فِي النَّوْمِ تَفْرِيطٌ اِنَّمَا التَّفْرِيطُ فِي الْيَقَظَةِ فَاِذَا نَسِيَ اَحَدُكُمْ صَلَاةً اَوْ نَامَ عَنْهَا فَلْيُصَلِّهَا اِذَا ذَكَرَهَا".

★★ عبداللہ بن رباح نے حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ بات نقل کی ہے' کہ صحابہ کرام نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس بات کا تذکرہ کیا' کہ (بعض اوقات) وہ لوگ نماز کے وقت سوئے رہ جاتے ہیں' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"نیند میں کوتاہی نہیں ہوتی' کوتاہی بیداری کے عالم میں ہوتی ہے' جب کوئی شخص نماز پڑھنا بھول جائے یا نماز کے وقت سویا رہ جائے' تو جیسے ہی اُسے نماز یاد آئے' وہ اُسے ادا کر لے"۔

615 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ - وَهُوَ ابْنُ الْمُبَارَكِ - عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ الْمُغِيرَةِ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رَبَاحٍ عَنْ اَبِي قَتَادَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَيْسَ فِي النَّوْمِ تَفْرِيطٌ اِنَّمَا التَّفْرِيطُ فِيمَنْ لَمْ يُصَلِّ الصَّلَاةَ حَتّٰى يَجِيءَ وَقْتُ الصَّلَاةِ الْاُخْرٰى حِينَ يَنْتَبِهُ لَهَا".

★★ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

"نیند کے دوران کوتاہی نہیں ہوتی' کوتاہی اس شخص کی ہوتی ہے' جو نماز ادا نہیں کرتا' یہاں تک کہ اگلی نماز کا وقت آ جاتا ہے حالانکہ وہ بیدار ہوتا ہے"۔

54 - باب اِعَادَةِ مَا نَامَ عَنْهُ مِنَ الصَّلَاةِ لِوَقْتِهَا مِنَ الْغَدِ .

باب: جو شخص نماز کے وقت سویا رہ جائے' اس کا اگلے دن' اسی نماز کے وقت میں' اس نماز کو ادا کرنا

616 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رَبَاحٍ عَنْ اَبِي قَتَادَةَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا نَامُوا عَنِ الصَّلَاةِ حَتّٰى طَلَعَتِ الشَّمْسُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "فَلْيُصَلِّهَا اَحَدُكُمْ مِنَ الْغَدِ لِوَقْتِهَا".

★★ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نماز کے وقت سوئے رہ گئے' یہاں تک کہ سورج نکل آیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"آدمی کو چاہیے کہ ایسی صورت حال میں وہ اگلے دن اسی نماز کے مخصوص وقت میں اُسے ادا کرے"۔

617 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى بْنُ وَاصِلِ بْنِ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا يَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْحَاقَ عَنْ

614- اخرجه ابو داوُد في الصلاة، باب في من نام عن الصلاة او نسيها (الحديث 441) مختصراً . و اخرجه الترمذي في الصلاة، باب ما جاء في النوم عن الصلاة (الحديث 177) . و اخرجه النسائي في المواقيت فيمن نام عن صلاة (الحديث 615) . تحفة الاشراف (16085) .

615- تقدم في المواقيت، فيمن نام عن صلاة (الحديث 614) .

616- انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (12093) .

617- انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (13243) .

الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِذَا نَسِيْتَ الصَّلَاةَ فَصَلِّ اِذَا ذَكَرْتَ فَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَقُوْلُ (اَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِيْ) ." قَالَ عَبْدُ الْاَعْلٰى حَدَّثَنَا بِهِ يَعْلٰى مُخْتَصَرًا .

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' کہ نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''جب تم نماز کو بھول جاؤ تو جیسے ہی تمہیں یاد آئے' تو تم قضاء کرلو' کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

''میرے ذکر کے لیے تم نماز کو قائم کرو''۔

عبدالاعلیٰ نامی راوی نے یہ بات بیان کی ہے' کہ یعلیٰ نامی راوی نے بعض اوقات اس روایت کو مختصر طور پر نقل کیا ہے۔

618 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ سَوَّادِ بْنِ الْاَسْوَدِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَنْبَاَنَا يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ نَسِيَ صَلَاةً فَلْيُصَلِّهَا اِذَا ذَكَرَهَا فَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَالَ (اَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِيْ) ."

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''جو شخص کوئی نماز بھول جائے' تو جیسے ہی اسے وہ نماز یاد آئے وہ اسے ادا کرے' کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

''میرے ذکر کے لیے نماز قائم کرو''۔

619 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ نَسِيَ صَلَاةً فَلْيُصَلِّهَا اِذَا ذَكَرَهَا فَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَقُوْلُ (اَقِمِ الصَّلَاةَ لِلذِّكْرٰى) ." قُلْتُ لِلزُّهْرِيِّ هٰكَذَا قَرَاَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ .

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' کہ نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''جو شخص کوئی نماز بھول جائے' تو جیسے ہی اسے وہ یاد آئے' وہ اس نماز کو ادا کرلے' کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

''میرے ذکر کے لیے نماز قائم کرو''۔

راوی کہتے ہیں: (میں نے اپنے استاد زہری سے دریافت کیا:) نبی اکرم ﷺ نے اسے اسی طرح تلاوت کیا تھا؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں!

55 - باب كَيْفَ يُقْضَى الْفَائِتُ مِنَ الصَّلَاةِ .

باب: فوت شدہ نمازوں کو کیسے ادا کیا جائے؟

620 - اَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ اَبِي الْاَحْوَصِ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ اَبِيْ مَرْيَمَ عَنْ اَبِيْهِ

618-انفرد به النسائي، وسياتي في المواقيت، اعادة ما نام عنه من الصلاة لوقتها من الغد (الحديث 619) . تحفة الاشراف (13373) .

619-تقدم في المواقيت، اعادة ما نام عنه من الصلاة لوقتها من الغد (الحديث 618) .

620-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (11201) .

قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ فَاَسْرَيْنَا لَيْلَةً فَلَمَّا كَانَ فِيْ وَجْهِ الصُّبْحِ نَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَامَ وَنَامَ النَّاسُ فَلَمْ نَسْتَيْقِظْ اِلَّا بِالشَّمْسِ قَدْ طَلَعَتْ عَلَيْنَا فَاَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُؤَذِّنَ فَاَذَّنَ ثُمَّ صَلَّى الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ ثُمَّ اَمَرَهُ فَاَقَامَ فَصَلّٰى بِالنَّاسِ ثُمَّ حَدَّثَنَا بِمَا هُوَ كَائِنٌ حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ .

★★ برید بن ابومریم اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ہم لوگ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ایک سفر کر رہے تھے' ہم رات کے وقت بھی سفر کرتے رہے' جب صبح قریب ہوئی تو نبی اکرم ﷺ نے پڑاؤ کرلیا' آپ ﷺ سو گئے' لوگ بھی سو گئے' آپ ﷺ سورج کی وجہ سے بیدار ہوئے جو ہم پر طلوع ہو چکا تھا' تو نبی اکرم ﷺ نے مؤذن کو حکم دیا' اس نے اذان دی' پھر نبی اکرم ﷺ نے فجر سے پہلے کی دو رکعات (یعنی دو سنتیں) ادا کی' پھر آپ ﷺ کے حکم کے تحت مؤذن نے اقامت کہی تو نبی اکرم ﷺ نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔

اس کے بعد نبی اکرم ﷺ نے ہمیں بتایا: قیامت قائم ہونے تک کیا کچھ ہوگا۔

621 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ هِشَامٍ الدَّسْتَوَائِيِّ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ اَبِيْ عُبَيْدَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحُبِسْنَا عَنْ صَلَاةِ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَالْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ فَاشْتَدَّ ذٰلِكَ عَلَيَّ فَقُلْتُ فِيْ نَفْسِيْ نَحْنُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَاَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلَالًا فَاَقَامَ فَصَلّٰى بِنَا الظُّهْرَ ثُمَّ اَقَامَ فَصَلّٰى بِنَا الْعَصْرَ ثُمَّ اَقَامَ فَصَلّٰى بِنَا الْمَغْرِبَ ثُمَّ اَقَامَ فَصَلّٰى بِنَا الْعِشَاءَ ثُمَّ طَافَ عَلَيْنَا فَقَالَ "مَا عَلَى الْاَرْضِ عِصَابَةٌ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ غَيْرُكُمْ ."

★★ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ہم لوگ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ تھے' ہم ظہر' عصر' مغرب اور عشاء کی نماز ادا نہیں کر سکے' مجھے اس سے بہت تکلیف ہوئی' میں نے دل میں سوچا کہ ہم نبی اکرم ﷺ کے ساتھ اللہ کی راہ میں (جہاد کر رہے ہیں) پھر نبی اکرم ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا تو انہوں نے اقامت کہی تو نبی اکرم ﷺ نے ہمیں ظہر کی نماز پڑھائی' پھر انہوں نے اقامت کہی تو نبی اکرم ﷺ نے ہمیں عصر کی نماز پڑھائی' پھر انہوں نے اقامت کہی تو نبی اکرم ﷺ نے ہمیں مغرب کی نماز پڑھائی' پھر انہوں نے اقامت کہی تو نبی اکرم ﷺ نے ہمیں عشاء کی نماز پڑھائی' پھر آپ ﷺ نے ہماری طرف متوجہ ہو کر ارشاد فرمایا:

''اس وقت روئے زمین پر تمہارے علاوہ اور کوئی گروہ اللہ کا ذکر کرنے والا نہیں ہے''۔

622 - اَخْبَرَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ يَزِيْدَ بْنِ كَيْسَانَ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ حَازِمٍ عَنْ اَبِيْ

621-اخرجه الترمذي في الطهارة، باب ما جاء في الرجل تفوته الصلوات بايهن يبدا (الحديث 179) مختصرًا واخرجه النسائي في الاذان، الاجتزاء لذلك كله باذان واحد، و الاقامة لكل واحدة منهما (الحديث 661) مختصراً . و الاكتفاء بالاقامة لكل صلاة (الحديث 662)، تحفة الاشراف (9633) .

هُرَيْرَةَ قَالَ عَرَّسْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ نَسْتَيْقِظْ حَتّٰى طَلَعَتِ الشَّمْسُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لِيَاْخُذْ كُلُّ رَجُلٍ بِرَاْسِ رَاحِلَتِهٖ فَاِنَّ هٰذَا مَنْزِلٌ حَضَرَنَا فِيْهِ الشَّيْطٰنُ". قَالَ فَفَعَلْنَا فَدَعَا بِالْمَاءِ فَتَوَضَّاَ ثُمَّ صَلّٰى سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ اُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ فَصَلَّى الْغَدَاةَ.

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ ہم نے نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ (سفر کے دوران) رات کے وقت پڑاؤ کیا' ہم بیدار نہیں ہوئے' یہاں تک کہ سورج نکل آیا۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"ہر شخص اپنی سواری کی لگام کو پکڑے (چل پڑے) کیونکہ یہ ایک ایسا پڑاؤ ہے' جس میں شیطان ہمارے پاس آ گیا تھا۔ راوی کہتے ہیں: ہم نے ایسا ہی کیا۔ پھر (نبی اکرم ﷺ نے کچھ آگے جا کر) پانی منگوایا۔ آپ ﷺ نے وضو کیا' پھر آپ ﷺ نے دو رکعات نماز ادا کی' پھر نماز کے لیے اقامت کہی گئی' پھر نبی اکرم ﷺ نے فجر کی نماز ادا کی"۔

623 - اَخْبَرَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ خُشَيْشُ بْنُ اَصْرَمَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِيْ سَفَرٍ لَّهٗ "مَنْ يَّكْلَؤُنَا اللَّيْلَةَ لَا نَرْقُدُ عَنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ". قَالَ بِلَالٌ اَنَا. فَاسْتَقْبَلَ مَطْلَعَ الشَّمْسِ فَضُرِبَ عَلٰى اٰذَانِهِمْ حَتّٰى اَيْقَظَهُمْ حَرُّ الشَّمْسِ فَقَامُوْا فَقَالَ "تَوَضَّئُوْا". ثُمَّ اَذَّنَ بِلَالٌ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ وَصَلَّوْا رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ ثُمَّ صَلَّوُا الْفَجْرَ.

☆☆ نافع بن جبیر اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے سفر کے دوران ارشاد فرمایا:

"آج رات کون ہماری نگرانی کرے گا؟ ایسا نہ ہو کہ ہم فجر کی نماز کے وقت سوئے رہ جائیں' تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کی: میں کروں گا! وہ سورج کے طلوع ہونے کی سمت رخ کر کے بیٹھ گئے۔ پھر سب لوگ سوئے رہ گئے' یہاں تک کہ سورج کی تپش نے انہیں بیدار کیا' پھر وہ لوگ اُٹھے۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم لوگ وضو کرو۔ پھر حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دی' پھر نبی اکرم ﷺ نے فجر کی دو سنتیں ادا کیں۔ صحابہ کرام نے بھی فجر کی دو سنتیں ادا کیں (پھر سب لوگوں نے فجر کی نماز) ادا کی۔

624 - اَخْبَرَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَبَّانُ بْنُ هِلَالٍ حَدَّثَنَا حَبِيْبٌ عَنْ عَمْرِو بْنِ هَرِمٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اَدْلَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ عَرَّسَ فَلَمْ يَسْتَيْقِظْ حَتّٰى طَلَعَتِ الشَّمْسُ اَوْ بَعْضُهَا فَلَمْ يُصَلِّ حَتَّى ارْتَفَعَتِ الشَّمْسُ فَصَلّٰى وَهِيَ صَلَاةُ الْوُسْطٰى.

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' ایک دفعہ نبی اکرم ﷺ رات کے وقت سفر کرتے رہے' یہاں

622-اخرجه مسلم في المساجد مواضع الصلاة، باب قضاء الصلاة الفائتة و استحباب تعجيل قضائها (الحديث 310) . تحفة الاشراف (13444) .

623-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (3201) .

624-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (5388) .

تک کہ رات کے آخری حصے میں آپ ﷺ نے پڑاؤ کیا' (سب لوگ سو گئے) اور اس وقت بیدار ہوئے جب سورج نکل چکا تھا' یا اس کا کچھ حصہ نکل چکا تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے نماز ادا نہیں کی' یہاں تک کہ سورج بلند ہو گیا' پھر آپ ﷺ نے نماز ادا کی۔ (حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: شاید نبی اکرم ﷺ نے یہ فرمایا:) یہی درمیانی نماز ہے' (جس کا ذکر قرآن میں ہے)۔

7- کِتَابُ الْاَذَانِ

اذان (کے بارے میں روایات)

امام نسائی نے اس کتاب "اذان (کے بارے میں روایات)" میں 42 تراجم ابواب اور 61 روایات نقل کی ہیں جبکہ مکررات کو حذف کردیا جائے تو روایات کی تعداد 40 ہوگی۔

1- باب بَدْءِ الْاَذَانِ .

باب: اذان کا آغاز (کیسے ہوا)

625 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ وَاِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْحَسَنِ قَالَا حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِيْ نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ كَانَ الْمُسْلِمُوْنَ حِيْنَ قَدِمُوا الْمَدِيْنَةَ يَجْتَمِعُوْنَ فَيَتَحَيَّنُوْنَ الصَّلَاةَ وَلَيْسَ يُنَادِيْ بِهَا اَحَدٌ فَتَكَلَّمُوْا يَوْمًا فِيْ ذٰلِكَ فَقَالَ بَعْضُهُمْ اتَّخِذُوْا نَاقُوْسًا مِثْلَ نَاقُوْسِ النَّصَارٰى . وَقَالَ بَعْضُهُمْ بَلْ قَرْنًا مِثْلَ قَرْنِ الْيَهُوْدِ . فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَوَلَا تَبْعَثُوْنَ رَجُلًا يُنَادِيْ بِالصَّلَاةِ . فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "يَا بِلَالُ قُمْ فَنَادِ بِالصَّلَاةِ ."

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے یہ بات بیان کی ہے' کہ مسلمان جب مدینہ منورہ آئے' تو وہ لوگ اکٹھے ہوجایا کرتے تھے' وہ لوگ نماز کے وقت کا اندازہ لگایا کرتے تھے' لیکن کوئی اعلان کر کے انہیں نہیں بلاتا تھا۔ ایک دن وہ اس بارے میں بات چیت کر رہے تھے۔ تو ان میں سے کسی نے مشورہ دیا' کہ تم لوگ عیسائیوں کے ناقوس کی طرح "ناقوس" بجانا شروع کر دو' بعض نے کہا بلکہ یہودیوں کے قرن کی طرح "قرن" بجانا شروع کر دو۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ بولے: تم لوگ ایک شخص کو کیوں نہیں مقرر کرتے جو نماز کے لیے اعلان کر دیا کرے۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اے بلال! تم اٹھو اور نماز کے لیے اعلان کرو (یعنی اذان دو)"۔

شرح

لفظ اذان کا لغوی معنی "اطلاع دینا" ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے۔

"اللہ تعالی اور اس کے رسول کی طرف سے لوگوں کے لئے یہ اطلاع ہے۔" (التوبہ: آیت 3)

625- اخرجه البخاري في الاذان، باب بدء الاذان (الحديث 604) . واخرجه مسلم في الصلاة، باب بدء الاذان (الحديث 1) . واخرجه الترمذي في الصلاة، باب ما جاء في بدء الاذان (الحديث 190) . تحفة الاشراف (7775) .

اسی طرح ارشاد باری تعالی ہے۔

"لوگوں میں حج کا اعلان کر دو۔" (الحج: آیت 27)

یعنی لوگوں کو اس کے بارے میں بتا دو۔

شرعی طور پر اذان سے مراد مخصوص الفاظ کا استعمال کرنا ہے تاکہ اس کے ذریعے فرض نماز کے وقت کا پتہ چل سکے یا یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ مخصوص الفاظ کے ذریعے نماز کے وقت کے بارے میں اطلاع دینا ہے۔

قرآن وسنت اور اجماع کے ذریعے اذان کی مشروعیت ثابت ہوجاتی ہے۔ اس میں بہت زیادہ فضیلت اور بہت زیادہ اجر وثواب پایا جاتا ہے۔

قرآن میں اس کا تذکرہ سورہ المائدہ میں ہے۔

"اور جب تم نماز کے لئے پکارو۔" (المائدہ: آیت 58)

سنت میں بہت سی احادیث منقول ہیں۔ جیسا کہ صحیحین میں یہ حدیث منقول ہے جسے امام نسائی نے بھی نقل کیا ہے۔

"جب نماز کا وقت ہوجائے تم میں سے کوئی ایک شخص اذان دے اور جو شخص تم میں سب سے بڑا ہو وہ تمہاری امامت کرے۔"

جیسا کہ اذان کے آغاز کے بارے میں امام نسائی نے بھی یہاں یہ روایت نقل کی ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ مشورہ دیا تھا کہ نماز کے وقت اعلان کر دینا چاہیے۔

اسی طرح حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ بات منقول ہے کہ انہوں نے خواب میں اذان دینے کا طریقہ دیکھا تھا تاہم اس سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ صرف خواب کی بنیاد پر اذان دینے کا حکم لازم ہوگیا بلکہ وحی کا نزول بھی اس کی موافقت میں ہوا تھا۔

خواب میں اذان دینے کا طریقہ پہلے سن ہجری میں دیکھا گیا تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تائید کر دی تھی۔ اس کے بعد مسلمانوں میں اس کا رواج ہوگیا۔

اذان کی فضیلت بہت سی احادیث سے ثابت ہے جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے۔

"اذان دینے والے شخص کی آواز جو کوئی جن یا انسان یا جو بھی چیز سنتی ہے وہ قیامت کے دن اس شخص کے حق میں گواہی دے گی۔"

اسی طرح ایک اور حدیث میں یہ بات منقول ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا ہے۔

"قیامت کے دن اذان دینے والوں کی گردنیں سب سے لمبی ہوں گی (یعنی وہ بلند قامت ہوں گے یعنی انہیں بلند مرتبہ حاصل ہوگا)۔"

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اقامت کے ہمراہ اذان دینا اور حنابلہ کے نزدیک صرف اذان دینا' امامت کرنے سے زیادہ

فضیلت رکھتا ہے۔

جبکہ احناف اس بات کے قائل ہیں۔ اقامت کہنا اور امامت کرنا' اذان دینے سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے نبی اکرم ﷺ اور آپ ﷺ کے خلفاء باقاعدگی کے ساتھ امامت کے فرائض سرانجام دیتے رہے ہیں۔ انہوں نے اذان دینے کا فریضہ سرانجام نہیں دیا۔

جمہور کے نزدیک اذان دینا اور اقامت کہنا سنت مؤکدہ ہے اور یہ حکم مردوں کے لئے ہے اور ہر اس مسجد کے لئے ہے جہاں جماعت کے ساتھ پانچوں نمازیں ادا کی جاتی ہیں اور یہ اذان اور اقامت پانچوں نمازوں کے لئے بھی دی جائے گی اور جمعے کی نماز کے لئے بھی دی جائے گی۔

ان کے علاوہ اور کسی نماز کے لئے اذان نہیں دی جاسکتی۔ جیسے نماز عید، نماز کسوف، نماز تراویح اور نماز جنازہ کے لئے اذان نہیں دی جائے گی۔

ان نمازوں کی ادائیگی کے وقت یہ اعلان دیا جائے گا "باجماعت نماز ہونے لگی ہے" کیونکہ بخاری اور مسلم کی احادیث سے یہی بات ثابت ہے کہ جب نبی اکرم ﷺ نے سورج گرہن کی نماز ادا کی تھی اس وقت یہ اعلان کیا گیا تھا۔

اذان کا اور اقامت کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ فرض نماز کا وقت شروع ہونے کے بارے میں اطلاع دی جائے۔

اس لئے نفل نماز کے لئے یا نذر والی نماز کے لئے اذان دینا سنت نہیں ہے۔

شوافع اور مالکیہ اس بات کے قائل ہیں خواتین کے لئے اذان دینے کا حکم نہیں ہے۔ تاہم اگر وہ باجماعت نماز ادا کرتی ہیں تو ان کے لئے اقامت کہنا مستحب ہے۔

اس ممنوعیت کی وجہ یہ ہے کہ اگر کوئی خاتون اذان دینے کے لئے اپنی آواز بلند کرے گی تو اس کے نتیجے میں فتنہ پھیلنے کا اندیشہ ہے۔

احناف اس بات کے قائل ہیں: اذان دینے کی طرح اقامت کہنا بھی خواتین کے لئے مکروہ ہے' جیسا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں یہ بات منقول ہے۔ ان حضرات نے خواتین کے لئے اقامت کہنے کو بھی مکروہ قرار دیا ہے۔

اس کی دوسری وجہ یہ ہے: خواتین کی حالت اس بات کی لائق ہے کہ اسے پردے میں رکھا جائے اور ان کا آواز بلند کرنا حرام ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک معتمد قول یہ ہے کہ منفرد شخص کے لئے بھی اذان دینا اور اقامت کہنا مستحب ہے' خواہ وہ ادا نماز ادا کر رہا ہو۔ یا قضاء نماز ادا کر رہا ہو۔ خواہ اس نے اپنے محلے کی مسجد میں اذان کی آواز سنی ہو یا نہ سنی ہو۔

تاہم اذان دیتے وقت آواز اس وقت بلند کی جائے گی جب وہ مسجد میں دی جائے۔ جہاں جماعت کے ساتھ نماز ہوتی ہے۔

قضا نماز کے لئے اذان دینا امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قدیم مذہب ہے اور یہی اظہر ہے جیسا کہ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے واضح کیا ہے۔

احناف اس بات کے قائل ہیں: قضا نماز ادا کرنے والا شخص فوت شدہ نماز کے لئے اذان بھی دے گا اور اقامت بھی کہے گا کیونکہ وہ اس وقت کی نماز کی مانند ہے۔

اگر کسی شخص کی کئی نمازیں فوت ہو چکی ہوں تو وہ پہلی نماز کے لئے اذان دے گا اور اقامت کہے گا۔ اس کے بعد والی نمازوں کے بارے میں اسے اختیار ہوگا اگر وہ چاہے' تو ان میں سے ہر ایک کے لئے اذان بھی دے اور اقامت بھی کہے اور یہی بہتر ہے۔

اذان سے متعلق احکام

اذان کا طریقہ اور مؤذن کے احوال

اذان سنتِ مؤکدہ ہے

مسئلہ: فرض نمازیں باجماعت ادا کرنے کے لیے اذان دینا سنت ہے۔ (قاضی خان)

مسئلہ: ایک قول کے مطابق یہ واجب ہے' تاہم صحیح قول یہ ہے کہ یہ سنت مؤکدہ ہے۔ (کافی)

مسئلہ: عام مشائخ نے اسی قول پر فتویٰ دیا ہے۔ (محیط)

مسئلہ: اقامت کا حکم بھی اذان کی مانند ہے' یہ فرض نمازوں کے لیے سنت ہے۔ (بحرالرائق)

مسئلہ: پانچ فرض نمازوں اور جمعہ کی نماز کے علاوہ کسی بھی نماز جیسے سنت' وتر' نفل' تراویح' عیدین کے لیے نہ تو اذان دی جائے گی اور نہ ہی اقامت کہی جائے گی۔ (محیط)

مسئلہ: جس نماز کی نذر مانی ہو' نماز جنازہ' نماز استسقاء' چاشت کی نماز اور نماز حاجت کے لیے بھی اذان نہیں دی جائے گی اور اقامت بھی نہیں کہی جائے گی۔ (تبیین)

مسئلہ: نماز کسوف اور نماز خسوف کا بھی یہی حکم ہے۔ (عینی شرح کنز)

خواتین اذان نہیں دے سکتیں

مسئلہ: خواتین کو اذان دینے یا اقامت کہنے کی اجازت نہیں ہوگی' اگر وہ باجماعت نماز ادا کرتی ہیں' تو اذان اور اقامت کے بغیر ادا کریں گی اور اگر وہ اذان بھی دے دیتی ہیں اور اقامت بھی کہہ دیتی ہیں' تو ان کی نماز درست ہوگی' لیکن یہ حرکت غلط ہوگی۔ (خلاصہ)

مسئلہ: مسافر شخص اور مقیم شخص پر اپنے گھر میں (یا رہائشی جگہ پر) اذان دینا اور اقامت کہنا مستحب ہے۔

مسئلہ: نماز کا وقت شروع ہونے سے پہلے اذان دینا درست نہیں ہے' البتہ صبح کی نماز کا حکم مختلف ہے' اس بات پر اتفاق پایا

جاتا ہے۔

مسئلہ: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک صبح کی نماز میں بھی وقت شروع ہونے سے پہلے اذان نہیں دی جا سکتی؛ اگر مؤذن پہلے اذان دے دیتا ہے تو وقت شروع ہونے کے بعد دوبارہ اذان دی جائے گی۔ (شرح مجمع البحرین از ابن الملک)

مسئلہ: فتویٰ بھی اسی پر ہے۔ (تاتارخانیہ)

مسئلہ: علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ وقت سے پہلے اقامت کہنا جائز نہیں ہے۔ (محیط)

مسئلہ: اگر مؤذن کے اقامت کہنے کے بعد امام آتا ہے یا مؤذن کے اقامت کہنے کے بعد امام فجر کی سنتیں ادا کرتا ہے تو دوبارہ اقامت کہنا لازم نہیں ہوگا۔ (قنیہ)

اذان دینے کا اہل کون ہے؟

مسئلہ: اذان دینے کی اہلیت اس شخص میں ہوگی جو قبلہ کی معرفت رکھتا ہو اور نمازوں کے اوقات سے واقف ہو۔ (قاضی خان)

مسئلہ: مناسب یہ ہے کہ مؤذن کوئی ایسا شخص ہو جو عاقل ہو، نیک ہو، پرہیزگار ہو، سنت کا عالم ہو۔ (نہایہ)

مسئلہ: مؤذن کو ایسا ہونا چاہیے کہ وہ بارعب ہو، لوگوں کی خبرگیری کرتا ہو اور جماعت میں شریک نہ ہونے والوں پر سختی کرتا ہو۔ (قنیہ)

مسئلہ: مؤذن کو ایسا ہونا چاہیے جو باقاعدگی کے ساتھ اذان دیتا ہو۔ (البدائع، تاتارخانیہ)

مسئلہ: مؤذن ایسا ہونا چاہیے جو اذان کے اجر و ثواب کا اُمیدوار ہو۔ (نہر الفائق)

مسئلہ: زیادہ بہتر یہ ہے کہ وہ مؤذن نماز میں امام بھی ہو۔ (سراج الدرایہ)

مسئلہ: افضل یہ ہے کہ مؤذن مقیم ہونا چاہیے۔ (کافی)

مسئلہ: اگر ایک شخص اذان دے دیتا ہے اور دوسرا اقامت کہہ دیتا ہے، تو اگر پہلا شخص موجود نہ ہو تو یہ جائز ہے اور کسی کراہت کے بغیر جائز ہے، اگر پہلا شخص موجود ہو اور دوسرے شخص کے اقامت کہنے کو وہ ناپسند کرے تو پھر دوسرے شخص کا اقامت کہنا مکروہ ہوگا، لیکن اگر مؤذن اس سے راضی ہو تو پھر ہمارے نزدیک مکروہ نہیں ہوگا۔ (محیط)

مسئلہ: عقلمند نابالغ بچے کی اذان کسی کراہت کے بغیر درست ہوتی ہے، یہ بات ظاہر الروایہ میں ہے، تاہم بالغ شخص کا اذان دینا افضل ہے۔

مسئلہ: ایسا بچہ جو سمجھ بوجھ نہیں رکھتا، اگر وہ اذان دے تو یہ اذان جائز نہیں ہوگی اور اسے دوبارہ دُہرایا جائے گا، پاگل شخص کا بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ: عورت کا اذان دینا مکروہ ہے اور استحباب کے طور پر اسے دوبارہ دیا جائے گا۔ (کافی)

مسئلہ: فاسق شخص کا اذان دینا مکروہ ہے، لیکن وہ دوبارہ نہیں دی جائے گی۔ (ذخیرہ)

مسئلہ: جنبی شخص کا اذان دینا اور اقامت کہنا مکروہ ہے، اس بات پر اتفاق ہے، زیادہ مناسب یہ ہے کہ اذان دوبارہ دی جائے، لیکن اقامت دوبارہ نہ کہی جائے۔ ظاہر الروایہ کے مطابق بے وضو شخص کا اذان دینا مکروہ نہیں ہے۔ (کافی) یہی قول صحیح ہے۔ (جوہرہ نیرہ)

مسئلہ: بے وضو شخص کا اقامت کہنا مکروہ ہے، تاہم اس اقامت کو دُہرایا نہیں جائے گا۔ (محیط سرخسی)

مسئلہ: بیٹھ کر اذان دینا مکروہ ہے، لیکن اگر کوئی شخص اپنے لیے بیٹھ کر اذان دیتا ہے، تو کوئی حرج نہیں ہے، اسی طرح اگر کوئی مسافر سواری پر سوار رہتے ہوئے اذان دے دیتا ہے، تو یہ بھی مکروہ نہیں ہے، تاہم اقامت کہنے کے لیے وہ سواری سے نیچے اترے گا۔ (قاضی خان، خلاصہ)

مسئلہ: غلام، دیہاتی شخص، جنگل میں رہنے والے شخص، زنا کے نتیجے میں پیدا ہونے والے شخص، نابینا شخص اور جو شخص بعض اذانیں دیتا ہے، بعض اذانیں نہیں دیتا ہے، ان کا اذان دینا کسی کراہت کے بغیر جائز ہے، تاہم اگر ان کے علاوہ کوئی دوسرا شخص اذان دے تو یہ زیادہ بہتر ہے۔ (محیط)

مسئلہ: جب نابینا شخص کے ساتھ کوئی ایسا فرد بھی موجود ہو جو اسے نمازوں کے اوقات سے آگاہ کر سکے تو ایسے نابینا شخص کی اذان دینے اور بینا شخص کے اذان دینے کا حکم برابر ہے۔ (نہایہ)

مسئلہ: اذان دیے بغیر اور اقامت کہے بغیر مسجد میں باجماعت نماز ادا کرنا مکروہ ہے۔

مسافر کا اذان دینا

مسئلہ: مسافر کے لیے اذان اور اقامت کو ترک کرنا مکروہ ہے، خواہ وہ اکیلا ہی ہو۔ (مبسوط)

لیکن اگر مسافر صرف اقامت کو ترک کرتا ہے، تو یہ جائز ہے، تاہم مکروہ ہوگا۔ (شرح طحاوی)

اگر وہ اذان دیدے اور اقامت کہہ دے تو یہ زیادہ بہتر ہے، اسی طرح اگر وہ اقامت کہہ دے اور اذان نہ دے تو بھی یہی حکم ہے۔ (مبسوط)

مسئلہ: اگر کسی مسجد میں اذان ہونے کے بعد باجماعت نماز ادا ہو چکی ہو، تو اب اس مسجد میں دوبارہ اذان دینا اور باجماعت نماز ادا کرنا مکروہ ہے، لیکن اگر کچھ افراد نے مسجد میں پہلے ہی اقامت کہہ کر باجماعت نماز ادا کر لی لیکن مسجد کے مؤذن اور امام نے بعد میں آ کر باجماعت نماز ادا کی تو یہ بعد والی جماعت مستحب ہوگی اور پہلی مکروہ شمار ہوگی۔ (مضمرات)

مسئلہ: اگر کسی مسجد میں کوئی مؤذن یا امام مقرر نہ ہو اور لوگ گروہ در گروہ وہاں آ کر باجماعت نماز ادا کرتے ہوں تو افضل یہ ہے کہ ہر فریق الگ سے اذان دے کر اور اقامت کہہ کر نماز پڑھے گا۔ (قاضی خان)

مسئلہ: جس شخص کی کوئی نماز قضاء ہو جائے اور پھر وہ اس کو ادا کرنا چاہے، تو اس کے لیے اذان اور اقامت کہے گا، خواہ اکیلا پڑھ رہا ہو یا لوگ باجماعت ہوں۔ (محیط)

مسئلہ: لیکن اگر بہت سی نمازیں قضا ہو چکی ہوں، تو پہلی نماز کے وقت اذان بھی دی جائے گی اور اقامت بھی کہی جائے گی؛

باقی نمازوں میں اختیار ہے اگر چاہے تو اذان اور اقامت دونوں کہہ دے اور چاہے تو صرف اقامت کہہ دے۔ (ہدایہ)

مسئلہ: اگر وہ قضا نمازیں ایک ساتھ ادا کرتے وقت ہر ایک کے ساتھ اذان بھی کہتا ہے اور اقامت بھی کہتا ہے تو یہ زیادہ بہتر ہوگا' تاکہ قضا بھی ادا کے مطابق ہی ادا ہو جائے۔ (کافی' مبسوط)

مسئلہ: یہ اختیار اس وقت ہے جب وہ ایک ہی مرتبہ میں تمام یا زیادہ قضا نمازیں ایک ساتھ ادا کرتا ہے' لیکن اگر وہ ان قضا نمازوں کو الگ الگ ادا کرتا ہے' تو پھر ان کے لیے اذان اور اقامت دونوں کہے جائیں گے۔ (بحرالرائق)

مسئلہ: ہمارے نزدیک اصول یہ ہے کہ ہر فرض نماز ادا کرنے کے لیے اذان بھی دی جائے گی اور اقامت بھی کہی جائے گی' خواہ آدمی اکیلا پڑھے یا جماعت کے ساتھ پڑھے' ادا پڑھ رہا ہو یا قضا کر رہا ہو' البتہ جمعہ کے دن اگر کوئی شخص شہر میں رہتے ہوئے ظہر کی نماز پڑھنا چاہے' تو اس کے لیے اذان دینا اور اقامت کہنا مکروہ ہوگا۔ (تبیین)

مسئلہ: عرفہ اور مزدلفہ میں جب دو نمازیں ایک ساتھ ادا کی جاتی ہیں' تو پہلی نماز کے لیے اذان بھی دی جائے گی اور اقامت بھی کہی جائے گی' لیکن دوسری نماز کے لیے صرف اقامت کہی جائے گی' اذان نہیں دی جائے گی۔

•••——•••——•••

2 - باب تَثْنِيَةِ الْاَذَانِ .

باب: اذان کے کلمات کو دو مرتبہ کہنا

626 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ اَبِىْ قِلَابَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ بِلَالًا اَنْ يَّشْفَعَ الْاَذَانَ وَاَنْ يُّوْتِرَ الْاِقَامَةَ .

☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو یہ ہدایت کی کہ وہ اذان کے کلمات دو دو مرتبہ کہیں اور اقامت کے کلمات' ایک ایک مرتبہ کہیں۔

627 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنِىْ اَبُوْ جَعْفَرٍ عَنْ اَبِى الْمُثَنّٰى عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ الْاَذَانُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثْنٰى مَثْنٰى وَالْاِقَامَةُ مَرَّةً مَرَّةً اِلَّا اَنَّكَ تَقُوْلُ قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں اذان کے کلمات دو دو مرتبہ کہے

626-اخرجه البخاري في الاذان ، باب بدء الاذان (الحديث 603)، و باب الاذان مثنى مثنى (الحديث 605) و (الحديث 606) مطولاً، و باب الاقامة واحدة الا قوله (قد قامت الصلاة) . (الحديث 607) ، و في احاديث الانبياء، باب ما ذكر عن بني اسرائيل (الحديث 3457). واخرجه مسلم في الصلاة، باب الامر بشفع الاذان و ايتار الاقامة (الحديث 2 و 3 و 4 و 5) . واخرجه ابوداؤد في الصلاة، باب في الاقامة (الحديث 508 و 509) . واخرجه الترمذي في الصلاة، باب ما جاء في افراد الاقامة (الحديث 193) . واخرجه ابن ماجه في الاذان والسنة فيها، باب افراد الاقامة (الحديث 729 و 730) . تحفة الاشراف (943) .

627-اخرجه ابوداؤد في الصلاة، باب في الاقامة (الحديث 510 و 511) بمعناه مطولاً . و اخرجه النسائي في الاذان، كيف الاقامة (الحديث 667) مطولاً . تحفة الاشراف (7455) .

جاتے تھے اور اقامت کے کلمات ایک ایک مرتبہ کہے جاتے تھے' البتہ تم قد قامت الصلوٰۃ دو مرتبہ کہو گے۔

3 - باب خَفْضِ الصَّوْتِ فِى التَّرْجِيعِ فِى الْاَذَانِ .

باب: اذان میں ترجیع کرتے ہوئے آواز نیچی رکھنا

628 - اَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ مُعَاذٍ قَالَ حَدَّثَنِىْ اِبْرَاهِيْمُ - وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ اَبِىْ مَحْذُوْرَةَ - قَالَ حَدَّثَنِىْ اَبِىْ عَبْدُ الْعَزِيْزِ وَجَدِّىْ عَبْدُ الْمَلِكِ عَنْ اَبِىْ مَحْذُوْرَةَ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَقْعَدَهٗ فَاَلْقٰى عَلَيْهِ الْاَذَانَ حَرْفًا حَرْفًا قَالَ اِبْرَاهِيْمُ هُوَ مِثْلُ اَذَانِنَا هٰذَا . قُلْتُ لَهٗ اَعِدْ عَلَىَّ . قَالَ اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مَرَّتَيْنِ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ قَالَ - بِصَوْتٍ دُوْنَ ذٰلِكَ الصَّوْتِ يُسْمِعُ مَنْ حَوْلَهٗ - اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مَرَّتَيْنِ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ مَرَّتَيْنِ حَىَّ عَلَى الصَّلَاةِ مَرَّتَيْنِ حَىَّ عَلَى الْفَلَاحِ مَرَّتَيْنِ اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ .

☆☆ حضرت ابومحذورہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بٹھایا اور اذان کے کلمات ایک ایک کر کے انہیں سکھائے۔

ابراہیم نامی راوی بیان کرتے ہیں' یہ ہماری اذان کی مانند کلمات ہیں۔

راوی بیان کرتے ہیں' (میں نے اپنے استاد) ابراہیم سے کہا کہ آپ وہ مجھے کہہ کر سنائیں' تو انہوں نے پڑھا:

اللہ اکبر' اللہ اکبر' اشھد ان لا الہ الا اللہ ۔ دو مرتبہ

اشھد ان محمد رسول اللہ ۔ دو مرتبہ

پھر انہوں نے پہلے سے پست آواز میں کہ جس کو صرف ان کے آس پاس کے افراد سن سکیں' یہ پڑھا:

اشھد ان لا الہ الا اللہ ۔ دو مرتبہ۔ اشھد ان محمد رسول اللہ ۔ دو مرتبہ

حی علی الصلوٰۃ دو مرتبہ۔ حی علی الفلاح دو مرتبہ۔ اللہ اکبر اللہ اکبر دو مرتبہ اور لا الہ الا اللہ (ایک مرتبہ)

شرح

جہاں تک اذان میں ترجیع کا تعلق ہے' تو اس بارے میں فقہاء کے مابین اختلاف پایا جاتا ہے۔ ترجیع سے مراد یہ ہے' کلمہ شہادت پڑھتے وقت بلند آواز میں انہیں ادا کرنے سے پہلے انہیں پہلے پست آواز میں ادا کیا جائے۔

628-اخرجه ابوداؤد في الصلاة، باب كيف الاذان (الحديث 500 و 501 و 503 و 505) . واخرجه الترمذي في الصلاة، باب ما جاء في الترجيع في الاذان (الحديث 191) مختصراً . و اخرجه النسائي في الاذان، كيف الاذان (الحديث 231) مطولاً . واخرجه ابن ماجه في الاذان و السنة فيها، باب الترجيع في الاذان (الحديث 708) مطولاً . و الحديث عند : مسلم في الصلاة، باب صفة الاذان (الحديث 6) . و ابي داؤد في الصلاة، باب كيف الاذان (الحديث 502 و 504) . والترمذي في الصلاة، باب ما جاء في الترجيع في الاذان (الحديث 192) . والنسائي في الاذان، كم الاذان من كلمة (الحديث 629)، و كيف الاذان (الحديث 630)، و الاذان في السفر (الحديث 632) . ابن ماجه في الاذان و السنة فيها، باب الترجيع في الاذان (الحديث 709) . تحفة الاشراف (12169) .

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ایسا کیا جائے گا' جبکہ احناف اور حنابلہ کے نزدیک یہ عمل اختیار نہیں کیا جائے گا۔

تاہم حنابلہ اس بات کے قائل ہیں: اگر کوئی شخص ترجیع پر عمل کر لیتا ہے' تو ایسا کرنا مکروہ نہیں ہوگا۔

4 - باب كَمِ الْاَذَانُ مِنْ كَلِمَةٍ ۔

باب: اذان میں کتنے کلمات ہیں؟

629 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ هَمَّامِ بْنِ يَحْيٰى عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا مَكْحُوْلٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُحَيْرِيْزٍ عَنْ اَبِيْ مَحْذُوْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "الْاَذَانُ تِسْعَ عَشْرَةَ كَلِمَةً وَّالْاِقَامَةُ سَبْعَ عَشْرَةَ كَلِمَةً". ثُمَّ عَدَّهَا اَبُوْ مَحْذُوْرَةَ تِسْعَ عَشْرَةَ كَلِمَةً وَّسَبْعَ عَشْرَةَ .

☆☆ حضرت ابومحذورہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اذان میں انیس کلمات ہیں' اور اقامت میں سترہ کلمات ہیں"۔

پھر اس کے بعد حضرت ابومحذورہ رضی اللہ عنہ نے انیس کلمات اور سترہ کلمات گنتی کروائے۔

شرح

احناف اس بات کے قائل ہیں اور مختار قول کے مطابق حنابلہ کا بھی یہی موقف ہے۔ اذان میں پندرہ کلمات ہیں' جن میں ترجیع نہیں ہوگی جیسا کہ حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث میں یہ بات مذکور ہے۔

اکثر فقہاء اس بات کے قائل ہیں: اذان کے کلمات میں آخری حرف کو ساکن پڑھا جائے گا۔

اذان اور اقامت کے کلمات اور انہیں ادا کرنے کا طریقہ

مسئلہ: اذان میں ۱۵ کلمات ہیں اور آخری کلمہ لا الٰہ الا اللہ ہے۔ (قاضی خان)

مسئلہ: اذان کے کلمات یہ ہیں:

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ (زاہدی)

مسئلہ: اقامت میں ۱۷ کلمات ہیں' جن میں سے ۱۵ کلمات اذان والے ہیں اور دو کلمات قد قامت الصلوٰۃ کو دو مرتبہ پڑھنا ہے۔ (قاضی خان)

مسئلہ: فجر کی اذان میں حی علی الفلاح کے بعد الصلوٰۃ خیر من النوم دو مرتبہ پڑھا جائے گا۔ (کافی)

629- تقدم في الاذان، خفض الصوت في الترجيع في الاذان (الحديث 628) .

مسئلہ: عربی کے علاوہ اور کسی بھی زبان میں اذان نہیں دی جا سکتی۔ (قاضی خان)

اذان واقامت کے آداب

مسئلہ: سنت یہ ہے کہ اذان اور اقامت کے کلمات بلند آواز میں ادا کیے جائیں گے' آواز دونوں میں بلند ہوگی لیکن اقامت میں اذان کی بہ نسبت پست آواز ہوگی۔ (نہایہ' بدائع)

مسئلہ: مسجد کے منارے پر یا مسجد سے باہر اذان دی جائے گی' مسجد کے اندر اذان نہ دی جائے گی۔ (قاضی خان)

مسئلہ: سنت یہ ہے کہ بلند جگہ پر کھڑے ہو کر اذان دی جائے تاکہ آواز زیادہ دور تک جا سکے۔ (بحر الرائق)

مسئلہ: مؤذن کے لیے طاقت سے زیادہ آواز بلند کرنا مکروہ ہے۔ (مضمرات)

مسئلہ: اقامت زمین پر کھڑے ہو کر کہی جائے گی۔ (قنیہ)

مسئلہ: مسجد کے اندر اقامت کہی جائے گی۔ (بحر الرائق)

مسئلہ: اذان میں ترجیع نہیں ہوتی۔ ترجیع سے مراد یہ ہے کہ پہلے اشہد ان لا الٰہ الا اللّٰہ اور اشہد ان محمدٌ رسول اللّٰہ کے کلمات دو مرتبہ پست آواز میں کہے جائیں اور پھر دوسری مرتبہ یہ کلمات بلند آواز میں کہے جائیں' اس طرح شہادت کے یہ دونوں کلمات دو' دو مرتبہ ہوں گے' یعنی یہ کلمہ شہادت ۴ مرتبہ ادا کیا جائے گا' دو مرتبہ پست آواز میں اور دو مرتبہ بلند آواز میں۔ (کفایہ)

مسئلہ: اذان کے الفاظ رُک رُک کر ادا کیے جائیں گے اور اقامت کے الفاظ توقف کے بغیر ادا کر لیے جائیں گے' یہ طریقہ مستحب ہے۔ (ہدایہ)

مسئلہ: اگر کوئی شخص ان دونوں کے کلمات رُک رُک کر کہتا ہے یا دونوں کے کلمات رُکے بغیر ادا کر لیتا ہے یا اقامت کے کلمات رُک کر ادا کرتا ہے اور اذان کے کلمات توقف کے بغیر ادا کرتا ہے' تو یہ جائز ہے۔ (کافی)

مسئلہ: تاہم بعض فقہاء نے اسے مکروہ قرار دیا ہے' یہی قول درست ہے۔ (فتح القدیر)

مسئلہ: رُک رُک کر اذان دینے کا طریقہ یہ ہے کہ اللہ اکبر اللہ اکبر کہنے کے بعد ذرا سی دیر ٹھہر جائے' پھر دوسری مرتبہ یہ کلمات کہے' اسی طرح اذان ختم ہونے تک دو' دو کلمات کے درمیان توقف کرتا رہے۔ (تاتارخانیہ)

مسئلہ: اذان دیتے ہوئے ہر کلمے پر چند لمحے کے لیے سکون کر لے' لیکن اقامت کے دوران سکون کی نیت کرے۔ (تبیین)

مسئلہ: اگر کوئی شخص اذان یا اقامت کہتے ہوئے چند کلمات کو دوسرے کلمات سے پہلے ادا کر لیتا ہے' تو اصول یہ ہے کہ جس کلمے کو اس کے مخصوص مقام سے پہلے ادا کیا گیا ہے' وہ شمار ہی نہیں ہوگا اور اسے اس کے مخصوص مقام پر دوبارہ ادا کیا جائے گا۔ اگر کوئی شخص دوبارہ ادا نہیں کرتا تو اس کے بعد ادا کی جانے والی نماز درست ہوگی۔ (محیط)

مسئلہ: اذان اور اقامت قبلہ کی طرف رخ کر کے کہی جانی چاہیے' اگر ایسا نہیں کیا جاتا تو یہ جائز ہے لیکن مکروہ ہوگا۔ (ہدایہ)

مسئلہ: حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح کہتے ہوئے اپنا منہ دائیں طرف اور بائیں طرف پھیرا جائے گا اور پاؤں اپنی جگہ پر قائم رہیں گے' خواہ آدمی اکیلا نماز ادا کر رہا ہو یا باجماعت نماز ادا کر رہا ہو۔ (محیط)

مسئلہ: حی علی الصلوٰۃ کے کلمات دائیں طرف رخ کر کے ادا کیے جائیں گے اور حی علی الفلاح کے کلمات بائیں طرف رخ کر کے ادا کیے جائیں گے' جبکہ بعض فقہاء نے یہ بات کہی ہے کہ حی علی الصلوٰۃ کو پہلے دائیں طرف کہا جائے گا' پھر بائیں طرف کہا جائے گا' اسی طرح حی علی الفلاح کو پہلے دائیں طرف کہا جائے گا اور پھر بائیں طرف کہا جائے گا' تاہم پہلا قول صحیح ہے۔ (تبیین)

مسئلہ: اگر اذان دینے کی جگہ یعنی منارہ وسیع ہو' تو اس میں مؤذن چل پھر بھی سکتا ہے' یہ بہتر ہوگا (تا کہ اذان کے کلمات کی آواز زیادہ دور تک چلی جائے)۔ (بدائع)

مسئلہ: تاہم یہ حکم اس وقت ہوگا کہ جب ایک ہی جگہ کھڑے ہو کر اذان دینے کے نتیجے اعلان زیادہ دور تک نہ جا رہا ہو۔ (شرح نقایہ از شیخ ابوالمکارم)

مسئلہ: اگر صرف دائیں بائیں منہ پھیر لینے سے اعلان پورا ہو جاتا ہے' تو اسی پر اکتفا کیا جائے گا' پاؤں کو اپنی جگہ سے نہیں ہٹایا جائے گا۔

خوبصورت آواز میں اذان دینا

مسئلہ: راگ کے انداز میں گاتے ہوئے اذان کہنا' جس کے نتیجے میں کلمات تبدیل ہو جائیں' یہ مکروہ ہے۔ (شرح مجمع از ابن الملک)

مسئلہ: لیکن ایسی خوش آوازی میں اذان کہنا جس میں لحن نہ ہو' یہ بہتر ہے۔ (سراجیہ' شرح الوقایہ)

مسئلہ: اذان دیتے وقت دونوں انگلیاں کانوں میں رکھی جا سکتی ہیں لیکن اگر نہ رکھا جائے تو یہ بہتر ہے' یہ اصلی سنت نہیں ہے کیونکہ اسے صرف اس لیے مقرر کیا گیا ہے تا کہ زیادہ دور تک آواز جا سکے' اسی طرح اگر دونوں ہاتھ کان پر رکھ لیے جائیں تو یہ بھی بہتر ہے۔ (تبیین)

مسئلہ: کانوں میں انگلیاں رکھنے کا حکم اذان میں ہے' اقامت میں نہیں ہے۔ (قنیہ)

مسئلہ: متاخرین فقہاء کے نزدیک مغرب کی نماز کے علاوہ ہر نماز میں تھویب (یعنی جماعت کھڑی ہونے کا اعلان کرنا) بہتر ہے۔ (شرح نقایہ از شیخ ابوالمکارم)

مسئلہ: ہر شہر میں تھویب کا دستور مختلف ہے' اس لیے ہر علاقے کے رواج کے مطابق تھویب کہی جائے گی' فجر کی اذان کے اتنی دیر بعد تھویب کہی جائے گی جتنی دیر میں ۲۰ آیات کی تلاوت کہی جا سکتی ہے اور پھر اتنی ہی دیر کے بعد اقامت کہہ دی جائے گی۔ (تبیین)

مسئلہ: اذان اور اقامت کو ایک ساتھ ملانا بالاتفاق مکروہ ہے۔ (سراج الدرایہ)

مسئلہ: مؤذن کے لیے یہ بات مناسب ہے کہ جس نماز میں فرائض سے پہلے سنتیں یا نوافل ادا کیے جاتے ہیں' ان سنتوں اور نوافل کو اذان اور اقامت کے درمیان ادا کر لے۔ (محیط)

مسئلہ: اگر وہ ان سنتوں یا نوافل کو ادا نہیں کرتا تو اذان اور اقامت کے درمیان کچھ دیر کے لیے بیٹھ جائے۔

مسئلہ: مغرب کے وقت کے بارے میں بھی فقہاء کا اتفاق ہے کہ اذان اور اقامت کے درمیان فصل ضروری ہے۔ (عنایہ)

مسئلہ: تاہم اس فصل کی مقدار کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے' امام ابوحنیفہ ؒ کے نزدیک اتنی فصل مستحب ہے جتنی دیر میں تین چھوٹی آیات یا ایک بڑی آیت کی تلاوت کی جا سکتی ہے' مؤذن اتنی دیر تک خاموش رہے گا' اس کے بعد مغرب کی نماز کی اقامت کہہ دے گا' جبکہ امام ابویوسف ؒ اور امام محمد ؒ کے نزدیک حکم یہ ہے کہ دونوں خطبوں کے درمیان جتنی دیر کے لیے بیٹھا جاتا ہے' اتنا وقفہ کیا جائے گا۔

مسئلہ: امام حلوانی ؒ نے یہ بات تحریر کی ہے کہ اختلاف صرف اس بارے میں ہے کہ مغرب کی اذان دینے کے بعد کھڑا رہنا افضل ہے یا بیٹھ جانا افضل ہے۔ امام ابوحنیفہ ؒ اس بات کے قائل ہیں کہ اگر مؤذن بیٹھ جاتا ہے اور پھر کھڑے ہو کر اقامت کہنا شروع کر دیتا ہے' تو یہ بھی جائز ہے' تاہم افضل یہ ہے کہ وہ نہ بیٹھے' اسی طرح اگر مؤذن کھڑا رہتا ہے' تو امام ابویوسف ؒ اور امام محمد ؒ کے نزدیک جائز ہے' لیکن ان کے نزدیک افضل یہ ہے کہ وہ بیٹھ جائے۔ (نہایہ)

اذان واقامت کے درمیان دعا مانگنا

مسئلہ: اذان اور اقامت کے درمیانی وقت میں دعا مانگنا مستحب ہے۔ (سراج الوہاج)

مسئلہ: اذان کو ابتدائی وقت میں کہنا چاہیے اور اقامت درمیانی وقت میں کہنی چاہیے' تا کہ وضو کرنے والا وضو کر کے' نوافل پڑھنے والا نوافل ادا کر کے اور قضائے حاجت کرنے والا اپنی ضرورت سے فارغ ہو جائیں۔ (تاتارخانیہ)

مسئلہ: جو شخص اقامت کے وقت مسجد میں موجود ہو' اس کے لیے کھڑے ہو کر اقامت کا انتظار کرنا مکروہ ہے' وہ بیٹھ جائے گا' جب مؤذن حی علی الفلاح کہے گا تو اس وقت وہ شخص کھڑا ہوگا۔ (مضمرات)

مسئلہ: جب مؤذن امام نہ ہو' امام اور نمازی مسجد کے اندر موجود ہوں تو جس وقت مؤذن اقامت کہتے ہوئے حی علی الفلاح کہے گا' اس وقت امام اور نمازی کھڑے ہوں گے' تینوں فقہاء اسی بات کے قائل ہیں اور یہی قول صحیح ہے' لیکن اگر اس وقت امام مسجد سے باہر تھا تو اگر وہ صف کی طرف سے مسجد میں داخل ہوتا ہے' تو جس صف میں وہ داخل ہوگا' وہ صف کھڑی ہو جائے گی۔

مسئلہ: شمس الائمہ حلوانی اور سرخسی نے اسی کو اختیار کیا ہے۔

مسئلہ: اگر امام مسجد میں سامنے کی طرف سے آتا ہے' تو امام کو دیکھتے ساتھ ہی سب لوگ کھڑے ہو جائیں گے' اگر امام ہی اقامت کہہ رہا ہو اور اقامت مسجد کے اندر کہہ رہا ہو' تو جب تک وہ اقامت سے فارغ نہیں ہوگا' نمازی کھڑے نہیں ہوں گے' لیکن اگر وہ مسجد کے باہر اقامت کہتا ہے' تو مشائخ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جب تک امام مسجد میں داخل نہیں ہوتا' مسجد میں

نمازی کھڑے نہیں ہوں گے۔

اذان کا جواب دینا واجب ہے

مسئلہ: اسی مسئلے سے متعلق ایک حکم یہ بھی ہے کہ اذان کا جواب دینا سننے والے پر واجب ہے اور جواب دینے کا طریقہ یہ ہے کہ مؤذن جو الفاظ کہتا ہے' سننے والا بھی وہی الفاظ کہے گا' البتہ حی علی الصلوٰۃ کے جواب میں لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم پڑھے گا اور حی علی الفلاح کے جواب میں ماشاء اللہ کان مالم یشاء لم یکن کہے گا۔ (محیط سرخسی)

مسئلہ: یہی قول صحیح ہے۔

مسئلہ: اسی طرح الصلوٰۃ خیر من النوم کے جواب میں سننے والا صدقت وبررت کہے گا۔ (محیط سرخسی)

مسئلہ: جب کوئی شخص چل رہا ہو اور اسی دوران اذان کی آواز آ جائے تو بہتر یہ ہے کہ وہ تھوڑی دیر کے لیے ٹھہر جائے اور اذان کا جواب دے۔ (قنیہ)

مسئلہ: اقامت کا جواب دینا مستحب ہے۔ (فتح القدیر)

مسئلہ: اقامت کہنے والا جب قد قامت الصلوٰۃ کہے گا تو سننے والا یہ الفاظ کہے گا: اقامہا اللہ وادامہا ما دامت السموات والارض (اللہ تعالیٰ اس نماز کو اس وقت تک قائم ودائم رکھے جب تک آسمان اور زمین قائم ودائم ہیں)۔

مسئلہ: باقی کلمات میں اسی طرح جواب دے گا' جس طرح اذان کا جواب دیتا ہے۔ (فتاویٰ غرائب)

مسئلہ: اذان اور اقامت کا جواب دیتے وقت آدمی کوئی بات چیت نہ کرے اور قرآن کی تلاوت نہ کرے' صرف ان کا جواب دینے کے علاوہ اور کوئی کام نہ کرے' اگر کوئی شخص اس وقت قرآن کی تلاوت کر رہا ہو' تو تلاوت کو چھوڑ کر اذان اور اقامت کو سنے اور اس کا جواب دینے میں مشغول ہو۔ (بدائع الصنائع)

مسئلہ: اگر کوئی شخص اقامت کے وقت دعا مانگ رہا ہو' تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (خلاصہ)

مسئلہ: اگر ایک مسجد میں کئی مؤذن مقرر ہیں اور وہ آگے پیچھے آتے ہیں' تو جو پہلے آئے گا تو اسی کا حق ہوگا کہ وہ اذان دے۔ (کفایہ)

•••——•••——•••

5 - باب كَيْفَ الْاَذَانُ

باب: اذان کس طرح دی جائے گی؟

630 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِىْ اَبِىْ عَنْ عَامِرٍ الْاَحْوَلِ عَنْ مَكْحُوْلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُحَيْرِيْزٍ عَنْ اَبِىْ مَحْذُوْرَةَ قَالَ عَلَّمَنِىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْاَذَانَ فَقَالَ

630-تقدم في الاذان، خفض الصوت في الترجيع في الاذان (الحديث 628) .

"اَللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ثُمَّ يَعُوْدُ فَيَقُوْلُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ".

★★ حضرت ابومحذورہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اذان دینے کا طریقہ تعلیم دیا تھا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ

(پھر انہوں نے اسے دہرایا اور کہا:) اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ

حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

شرح

تمام فقہاء کا اس بات پر اتفاق پایا جاتا ہے کہ انہی کلمات کے ذریعے اذان دی جائے گی جو معروف ہیں اور جو منقول بھی ہیں اور یہ تواتر کے ساتھ منقول ہیں ان میں کوئی اضافہ یا کوئی کمی نہیں کی جائے گی۔

اذان کے کلمات دو دو مرتبہ ادا کیے جائیں گے۔

اسی طرح تمام فقہاء کا اس بات پر بھی اتفاق ہے کہ تثویب بھی کی جائے گی یعنی فجر کی اذان میں "حی علی الفلاح" کہنے کے بعد "الصلوٰۃ خیر من النوم" دو مرتبہ پڑھا جائے گا۔

کیونکہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول حدیث سے یہ بات ثابت ہے۔

اسی طرح حضرت ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول حدیث میں بھی یہ بات منقول ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فجر کی اذان میں تثویب کہنے کا حکم دیا تھا۔

631 - اَخْبَرَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْحَسَنِ وَيُوْسُفُ بْنُ سَعِيْدٍ - وَاللَّفْظُ لَهُ - قَالَا حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ حَدَّثَنِىْ عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ اَبِىْ مَحْذُوْرَةَ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مُحَيْرِيْزٍ اَخْبَرَهُ - وَكَانَ يَتِيْمًا فِىْ حَجْرِ اَبِىْ مَحْذُوْرَةَ حَتّٰى جَهَّزَهُ اِلَى الشَّامِ - قَالَ قُلْتُ لِاَبِىْ مَحْذُوْرَةَ اِنِّىْ خَارِجٌ اِلَى الشَّامِ وَاَخْشٰى اَنْ اُسْاَلَ عَنْ تَاْذِيْنِكَ فَاَخْبَرَنِىْ اَنَّ اَبَا مَحْذُوْرَةَ قَالَ لَهُ خَرَجْتُ فِىْ نَفَرٍ فَكُنَّا بِبَعْضِ طَرِيْقِ حُنَيْنٍ مَقْفَلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ حُنَيْنٍ فَلَقِيَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ بَعْضِ الطَّرِيْقِ فَاَذَّنَ مُؤَذِّنُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى

631-تقدم في الاذان، خفض الصوت في الترجيع في الاذان (الحديث 628) .

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالصَّلَاةِ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَمِعْنَا صَوْتَ الْمُؤَذِّنِ وَنَحْنُ عَنْهُ مُتَنَكِّبُوْنَ فَظَلِلْنَا نَحْكِيْهِ وَنَهْزَاُ بِهٖ فَسَمِعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّوْتَ فَاَرْسَلَ اِلَيْنَا حَتّٰى وَقَفْنَا بَيْنَ يَدَيْهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَيُّكُمُ الَّذِىْ سَمِعْتُ صَوْتَهٗ قَدِ ارْتَفَعَ." فَاَشَارَ الْقَوْمُ اِلَىَّ وَصَدَقُوْا فَاَرْسَلَهُمْ كُلَّهُمْ وَحَبَسَنِىْ فَقَالَ "قُمْ فَاَذِّنْ بِالصَّلَاةِ." فَقُمْتُ فَاَلْقٰى عَلَىَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ التَّاْذِيْنَ هُوَ بِنَفْسِهٖ قَالَ "قُلِ اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ." ثُمَّ قَالَ "ارْجِعْ فَامْدُدْ صَوْتَكَ." ثُمَّ قَالَ "قُلْ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ حَىَّ عَلَى الصَّلَاةِ حَىَّ عَلَى الصَّلَاةِ حَىَّ عَلَى الْفَلَاحِ حَىَّ عَلَى الْفَلَاحِ اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ." ثُمَّ دَعَانِىْ حِيْنَ قَضَيْتُ التَّاْذِيْنَ فَاَعْطَانِىْ صُرَّةً فِيْهَا شَىْءٌ مِّنْ فِضَّةٍ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مُرْنِىْ بِالتَّاْذِيْنِ بِمَكَّةَ فَقَالَ "قَدْ اَمَرْتُكَ بِهٖ." فَقَدِمْتُ عَلٰى عَتَّابِ بْنِ اَسِيْدٍ عَامِلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ فَاَذَّنْتُ مَعَهٗ بِالصَّلَاةِ عَنْ اَمْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

☆☆ عبداللہ بن محیریز نے یہ بات بیان کی ہے: یہ صاحب جب یتیم تھے' اس وقت حضرت ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کے زیرِ پرورش رہے تھے۔ حضرت ابومحذورہ رضی اللہ عنہ نے انہیں ساز وسامان کے ہمراہ شام بھیجا۔ یہ کہتے ہیں' کہ میں نے حضرت ابومحذورہ رضی اللہ عنہ سے کہا: میں شام جانے والا ہوں۔ مجھے یہ اندیشہ ہے' کہ مجھ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اذان دینے کے بارے میں دریافت کیا جائے گا' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اس بارے میں بتا دیں' حضرت ابومحذورہ رضی اللہ عنہ نے ان صاحب کو بتایا:

میں کچھ لوگوں کے ساتھ جا رہا تھا' ہم حنین کی طرف جا رہے تھے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت حنین سے واپس تشریف لا رہے تھے' راستے میں کسی جگہ ہمارا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سامنا ہوا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مؤذن نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اذان دی' ہم نے مؤذن کی آواز (دور سے) سنی اور اس سے اعراض کیا' پھر ہم نے اس کا مذاق اُڑانے کے طور پر اس کے کلمات کو دُہرانا شروع کیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آواز سن لی' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بلایا تو ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لا کر کھڑا کر دیا گیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا:

تم میں سے کس شخص کی آواز کو میں نے سنا ہے' اس کی آواز بلند تھی' تو (میرے ساتھیوں نے) میری طرف اشارہ کیا' انہوں نے ٹھیک ہی کہا تھا' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب کو جانے کے لیے کہا اور مجھے روک لیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تم اُٹھو اور نماز کے لیے اذان دو' میں کھڑا ہوا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اذان کے کلمات بذاتِ خود سکھائے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم یہ پڑھو:

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ.

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اب ان کلمات کو دہراؤ اور اپنی آواز کو کھینچو' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم یہ پڑھو:

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ حَىَّ عَلَى الصَّلَاةِ حَىَّ عَلَى الصَّلَاةِ حَىَّ عَلَى الْفَلَاحِ حَىَّ عَلَى الْفَلَاحِ اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

جب میں نے اذان مکمل کر لی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلایا' اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک تھیلی دی' جس میں کچھ چاندی موجود تھی' میں نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے مکہ میں اذان دینے کی اجازت دیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے تمہیں اس کی اجازت دی۔

راوی بیان کرتے ہیں' پھر میں حضرت عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ کے پاس آیا' جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مکہ کے گورنر تھے' تو میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے تحت نماز کے لیے اذان دینا شروع کی۔

6 - باب. الْاَذَانِ فِى السَّفَرِ.

باب: سفر کے دوران اذان دینا

632 - اَخْبَرَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْحَسَنِ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ السَّائِبِ قَالَ اَخْبَرَنِىْ اَبِىْ وَاُمُّ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ اَبِىْ مَحْذُوْرَةَ عَنْ اَبِىْ مَحْذُوْرَةَ قَالَ لَمَّا خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ حُنَيْنٍ خَرَجْتُ عَاشِرَ عَشَرَةٍ مِّنْ اَهْلِ مَكَّةَ نَطْلُبُهُمْ فَسَمِعْنَاهُمْ يُؤَذِّنُوْنَ بِالصَّلَاةِ فَقُمْنَا نُؤَذِّنُ نَسْتَهْزِءُ بِهِمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "قَدْ سَمِعْتُ فِىْ هٰؤُلَاءِ تَاْذِيْنَ اِنْسَانٍ حَسَنِ الصَّوْتِ." فَاَرْسَلَ اِلَيْنَا فَاَذَّنَّا رَجُلٌ رَجُلٌ وَّكُنْتُ اٰخِرَهُمْ فَقَالَ حِيْنَ اَذَّنْتُ "تَعَالَ." فَاَجْلَسَنِىْ بَيْنَ يَدَيْهِ فَمَسَحَ عَلٰى نَاصِيَتِىْ وَبَرَّكَ عَلَىَّ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ قَالَ "اذْهَبْ فَاَذِّنْ عِنْدَ الْبَيْتِ الْحَرَامِ." قُلْتُ كَيْفَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَعَلَّمَنِىْ كَمَا تُؤَذِّنُوْنَ الْاٰنَ بِهَا "اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ حَىَّ عَلَى الصَّلَاةِ حَىَّ عَلَى الصَّلَاةِ حَىَّ عَلَى الْفَلَاحِ حَىَّ عَلَى الْفَلَاحِ الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ." فِى الْاُوْلٰى مِنَ الصُّبْحِ قَالَ وَعَلَّمَنِى الْاِقَامَةَ مَرَّتَيْنِ "اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ حَىَّ عَلَى الصَّلَاةِ حَىَّ عَلَى الصَّلَاةِ حَىَّ عَلَى الْفَلَاحِ حَىَّ عَلَى الْفَلَاحِ قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ." قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِىْ عُثْمَانُ هٰذَا الْخَبَرَ كُلَّهٗ عَنْ اَبِيْهِ وَعَنْ اُمِّ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ اَبِىْ مَحْذُوْرَةَ اَنَّهُمَا سَمِعَا ذٰلِكَ مِنْ اَبِىْ مَحْذُوْرَةَ.

☆☆ حضرت ابومحذورہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حنین سے روانہ ہوئے' تو میں بھی مکہ سے تعلق رکھنے

632-تقدم في الاذان، خفض الصوف في الترجيع في الاذان (الحديث 628).

والے نوافراد کے ہمراہ روانہ ہوا۔ ہم ان لوگوں کے پیچھے تھے ہم نے ان لوگوں کو اذان دیتے ہوئے سنا تو ہم اُٹھ کر مذاق اُڑانے کے طور پر اذان دینے لگے' نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میں نے ایک اچھی آواز والے شخص کی اذان دینے کی آواز سنی ہے آپ ﷺ نے ہمیں بلوایا تو ہمیں ایک ایک کر کے اذان دینے کا کہا' میں ان سب سے آخر میں تھا' جب میں نے اذان دی تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم آگے آجاؤ' پھر آپ ﷺ نے مجھے اپنے سامنے بٹھایا' آپ ﷺ نے میری پیشانی پر ہاتھ پھیرا اور تین مرتبہ میرے لیے برکت کی دعا کی' پھر ارشاد فرمایا: تم جاؤ اور بیت الحرام کے قریب اذان دیا کرو' میں نے عرض کی: یارسول اللہ! کیسے دیا کروں؟ (راوی کہتے ہیں:) تو نبی اکرم ﷺ نے مجھے اسی طریقے سے اذان کے کلمات سکھائے' جس طرح تم لوگ آج کل اذان دیتے ہو۔ (جو درج ذیل ہیں:)

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ

فجر کی پہلی اذان میں یہ کلمات کہنے ہیں:

اَلصَّلَاةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ اَلصَّلَاةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ ۔ ''نماز نیند سے بہتر ہے''۔

راوی کہتے ہیں' کہ نبی اکرم ﷺ نے مجھے اقامت کے کلمات بھی سکھائے' جو دو مرتبہ تھے (وہ درج ذیل ہیں:)

''اَللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

7 - باب اَذَانِ الْمُنْفَرِدِيْنَ فِي السَّفَرِ .

باب: جب دو آدمی سفر کر رہے ہوں' تو ان کا اذان دینا

633 - اَخْبَرَنَا حَاجِبُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ وَكِيعٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ عَنْ اَبِي قِلَابَةَ عَنْ مَالِكِ بْنِ

633-اخرجه البخاري في الاذان، باب الاذان للمسافر اذا كانوا جماعة والاقامة و كذلك بعرفة و جمع (الحديث 630)، و في الجهاد، باب سفر الاثنين (الحديث 2848) . واخرجه مسلم في المساجد و مواضع الصلاة، باب من احق بالامامة (الحديث 293) . واخرجه الترمذي في الصلاة، باب ما جاء في الاذان في السفر (الحديث 205) . واكرجه النسائي في الامامة، تقديم ذوي السن (الحديث 780) و اخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة، باب من احق بالامامة (الحديث 979) والحديث عند: البخاري في الاذان، باب من قال: ليؤذن في السفر مؤذن واحد (الحديث 628) مطولاً، وباب الاذان للمسافر اذا كانوا جماعة و الاقامة (الحديث 231) مطولاً، وباب اثنان فما فوقهما جماعة (الحديث 658)، وباب اذا استووا في القراءة فليؤمهم اكبرهم (الحديث 685) مطولاً و باب المكث بين السجدتين (الحديث 819) و في الادب، باب رحمة الناس و البهائم (الحديث 6008) مطولاً، و في اخبار الآحاد (الحديث 7246) مطولاً . و مسلم في المساجد و مواضع الصلاة، باب من احق بالامامة (الحديث 292) مطولاً . و ابي داؤد في الصلاة، باب من احق بالامامة (الحديث 589) و النسائي في الاذان، اجتزاء المرء باذان غيره في الحضر (الحديث 634)، و اقامة كل واحد لنفسه (الحديث 668) . تحفة الاشراف (11182) .

الْحُوَيْرِثِ قَالَ اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا وَابْنُ عَمٍّ لِّي وَقَالَ مَرَّةً اُخْرٰى اَنَا وَصَاحِبٌ لِّي فَقَالَ ''اِذَا سَافَرْتُمَا فَاَذِّنَا وَاَقِيْمَا وَلْيَؤُمَّكُمَا اَكْبَرُكُمَا''.

☆☆ حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' میں اور میرا چچازاد بھائی (ہم دونوں حاضر ہوئے)۔

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: میں اور میرے ساتھ میرا ایک دوست تھا تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جب تم سفر کر رہے ہو' تو تم اذان دو اور اقامت کہو اور تم دونوں میں جو عمر میں بڑا ہے' وہ تمہاری امامت کرے''۔

8 - باب اجْتِزَاءِ الْمَرْءِ بِاَذَانِ غَيْرِهٖ فِي الْحَضَرِ .

باب: حضر کے دوران کسی بھی ایک شخص کا اذان دینا دوسروں کے لیے کافی ہوگا ۔

634 - اَخْبَرَنِيْ زِيَادُ بْنُ اَيُّوبَ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنَا اَيُّوبُ عَنْ اَبِي قِلَابَةَ عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ قَالَ اَتَيْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ شَبَبَةٌ مُّتَقَارِبُوْنَ فَاَقَمْنَا عِنْدَهٗ عِشْرِيْنَ لَيْلَةً وَّكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَحِيْمًا رَّفِيْقًا فَظَنَّ اَنَّا قَدِ اشْتَقْنَا اِلٰى اَهْلِنَا فَسَاَلَنَا عَمَّنْ تَرَكْنَاهُ مِنْ اَهْلِنَا فَاَخْبَرْنَاهُ فَقَالَ ''ارْجِعُوْا اِلٰى اَهْلِيْكُمْ فَاَقِيْمُوْا عِنْدَهُمْ وَعَلِّمُوْهُمْ وَمُرُوْهُمْ اِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَلْيُؤَذِّنْ لَكُمْ اَحَدُكُمْ وَلْيَؤُمَّكُمْ اَكْبَرُكُمْ''.

☆☆ حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ہم لوگ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے' ہم جوان لوگ تھے' ہماری عمریں ایک دوسرے کے قریب تھیں' ہم آپ ﷺ کے ہاں بیس دن ٹھہرے' نبی اکرم ﷺ بڑے مہربان اور نرم دل تھے' آپ ﷺ کو اندازہ ہو گیا' کہ ہمیں اپنے گھر والوں کی کمی محسوس ہو رہی ہے' آپ ﷺ نے ہم سے دریافت کیا' کہ ہم اپنے گھر والوں کے لیے کیا چھوڑ کر آئے ہیں' ہم نے آپ ﷺ کو اس بارے میں بتایا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اب تم اپنے گھر واپس چلے جاؤ' وہاں قیام کرنا' ان لوگوں کو تعلیم دینا' انہیں حکم دینا جب نماز کا وقت آجائے' تو تم میں سے کوئی ایک شخص تمہارے لیے اذان دے اور جو شخص عمر میں تم سب سے بڑا ہو وہ تمہاری امامت کرے۔

635 - اَخْبَرَنِيْ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ يَعْقُوْبَ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَيُّوبَ عَنْ اَبِي قِلَابَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ سَلِمَةَ فَقَالَ لِيْ اَبُوْ قِلَابَةَ هُوَ حَيٌّ اَفَلَا تَلْقَاهُ . قَالَ اَيُّوْبُ فَلَقِيْتُهٗ فَسَاَلْتُهٗ فَقَالَ لَمَّا كَانَ وَقْعَةُ الْفَتْحِ بَادَرَ كُلُّ قَوْمٍ بِاِسْلَامِهِمْ فَذَهَبَ اَبِيْ بِاِسْلَامِ اَهْلِ حِوَائِنَا فَلَمَّا قَدِمَ اسْتَقْبَلْنَاهُ فَقَالَ جِئْتُكُمْ وَاللّٰهِ مِنْ عِنْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَقًّا فَقَالَ ''صَلُّوْا صَلَاةَ كَذَا فِيْ حِيْنِ كَذَا وَصَلَاةَ كَذَا فِيْ حِيْنِ كَذَا

634-تقدم في الاذان، باب اذان المنفردين في السفر (الحديث 633) .

635-اخرجه البخاري في المغازي، باب . 53 . (الحديث 4302) مطولاً . و الحديث عند: ابي داؤد في الصلاة، باب من احق بالامامة (الحديث 585 و 586 و 587) و النسائي في القبلة، الصلاة في الازار (الحديث 766)، و في الامامة، امامة الغلام قبل ان يحتلم (الحديث 788) . تحفة الاشراف (4565) .

فَإِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَلْيُؤَذِّنْ لَكُمْ أَحَدُكُمْ وَلْيَؤُمَّكُمْ أَكْثَرُكُمْ قُرْآنًا ".

☆☆ حضرت عمرو بن سلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' جب مکہ فتح ہو گیا تو ہر قوم نے اسلام قبول کرنے میں جلدی کی' میرے والد بھی اپنی بستی کے لوگوں کے ہمراہ اسلام قبول کرنے کے لیے چلے گئے' جب وہ واپس آئے' تو ہم نے ان کا استقبال کیا۔ میرے والد نے بتایا: اللہ کی قسم! میں اللہ کے سچے رسول کے پاس سے آ رہا ہوں' انہوں نے یہ فرمایا ہے' کہ تم نے فلاں نماز فلاں وقت میں ادا کرنی ہے' فلاں نماز فلاں وقت میں ادا کرنی ہے۔

(اور یہ بھی فرمایا ہے) جب نماز کا وقت ہو جائے' تو تم میں سے کوئی ایک شخص اذان دے اور تمہاری امامت وہ شخص کرے جسے قرآن سب سے زیادہ آتا ہو۔

9 - باب الْمُؤَذِّنَيْنِ لِلْمَسْجِدِ الْوَاحِدِ .

باب: ایک ہی مسجد میں دو مؤذن مقرر کرنا

636 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "إِنَّ بِلَالًا يُؤَذِّنُ بِلَيْلٍ فَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يُنَادِيَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ ".

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"بلال رات میں ہی (یعنی صبح صادق ہونے سے پہلے ہی) اذان دے دیتا ہے' تو تم لوگ (سحری میں) اس وقت تک کھاتے پیتے رہا کرو' جب تک ابن اُم مکتوم اذان نہیں دیتا"۔

637 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "إِنَّ بِلَالًا يُؤَذِّنُ بِلَيْلٍ فَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى تَسْمَعُوا تَأْذِينَ ابْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ ".

☆☆ سالم اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"بلال رات میں ہی (یعنی صبح صادق سے پہلے ہی) اذان دے دیتا ہے' تو تم لوگ (سحری میں) اس وقت تک کھاتے پیتے رہا کرو جب تک ابن اُم مکتوم کی اذان نہیں سن لیتے"۔

10 - باب هَلْ يُؤَذِّنَانِ جَمِيعًا أَوْ فُرَادَى .

باب: کیا دونوں مؤذن ایک ساتھ اذان دیں گے؟ یا الگ' الگ دیں گے؟

638 - أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا حَفْصٌ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ

636-اخرجه البخاري في الاذان، باب الاذان بعد الفجر (الحديث 620) . تحفة الاشراف (7237) .

637-اخرجه مسلم في الصيام، باب بيان ان الدخول في الصوم يحصل بطلوع الفجر، و ان له الاكل و غيره حتى يطلع الفجر، و بيان صفة الفجر الذي تتعلق به الاحكام من الدخول في الصوم، و دخول وقت صلاة الصبح و غير ذلك (الحديث 36) . و اخرجه الترمذي في الصلاة، باب ما جاء في الاذان بالليل (الحديث 203) . تحفة الاشراف (6909) .

رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "إِذَا أَذَّنَ بِلَالٌ فَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يُؤَذِّنَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ ". قَالَتْ وَلَمْ يَكُنْ بَيْنَهُمَا إِلَّا أَنْ يَنْزِلَ هَذَا وَيَصْعَدَ هَذَا .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جب بلال اذان دے رہا ہو' تو تم لوگ کھاتے پیتے رہا کرو' یہاں تک کہ ابن اُم مکتوم اذان دے (تو کھانے پینے سے رُک جایا کرو)"۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' کہ ان دونوں کی اذان کے درمیان صرف اتنا فرق ہوتا تھا کہ وہ نیچے اتر رہے ہوتے تھے اور یہ چڑھ رہے ہوتے تھے۔

639 - أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ هُشَيْمٍ قَالَ أَنْبَأَنَا مَنْصُورٌ عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَمَّتِهِ أَنَّهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "إِذَا أَذَّنَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ فَكُلُوا وَاشْرَبُوا وَإِذَا أَذَّنَ بِلَالٌ فَلَا تَأْكُلُوا وَلَا تَشْرَبُوا ".

☆☆ سیدہ انیسہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جب ابن اُم مکتوم اذان دے رہا ہو' تو اس وقت تم کھا پی لیا کرو اور جب بلال اذان دے تو تم اس وقت کچھ کھایا پیا نہ کرو"۔

(اس روایت میں شاید راوی کو وہم ہوا ہے۔)

11 - باب الْأَذَانِ فِي غَيْرِ وَقْتِ الصَّلَاةِ

باب: نماز کے وقت سے پہلے ہی اذان دے دینا

640 - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَنْبَأَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "إِنَّ بِلَالًا يُؤَذِّنُ بِلَيْلٍ لِيُوقِظَ نَائِمَكُمْ وَلِيَرْجِعَ قَائِمَكُمْ وَلَيْسَ أَنْ

638-اخرجه البخاري في الاذان، باب الاذان قبل الفجر (الحديث 622 و 623) مختصراً، و في الصوم، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم (لا يمنعكم من سحوركم اذان بلال) (الحديث 1918 و 1919) . و اخرجه مسلم في الصيام، باب بيان ان الدخول في الصوم يحصل بطلوع الفجر، وان له الاكل وغيره حتى يطلع الفجر، و بيان صفة الفجر الذي تتعلق به الاحكام من الدخول في الصوم و دخول وقت صلاة الصبح و غير ذلك (الحديث 38) . والحديث عند: مسلم في الصلاة، باب استحباب اتخاذ موذنين للمسجد الواحد (الحديث 27) . تحفة الاشراف (17535) .

639-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (15783) .

640-اخرجه البخاري في الاذان، باب الاذان قبل الفجر (الحديث 621) مطولاً، و في الطلاق، باب الاشارة في الطلاق و الامور (الحديث 5298) مطولاً، و في اخبار الاحاد (الحديث 7247) مطولاً . و اخرجه مسلم في الصيام، باب بيان ان الدخول في الصوم يحصل بطلوع الفجر، وان له الاكل وغيره حتى يطلع الفجر و بيان صفة الفجر تتعلق به الاحكام من الدخول في الصوم و دخول وقت صلاة الصبح، و غير ذلك (الحديث 39 و 40) مطولاً . و اخرجه ابو داؤد في الصوم، باب وقت السحور (الحديث 2347) مطولاً . و اخرجه النسائي في الصيام، كيف الفجر (الحديث 2169) و اخرجه ابن ماجه في الصيام، باب ما جاء في تاخير السحور (الحديث 1696) مطولاً . تحفة الاشراف (9375) .

يَقُوْلَ هٰكَذَا ." يَعْنِىْ فِى الصُّبْحِ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''بلال رات میں ہی اذان دے دیتا ہے تاکہ سوئے ہوئے شخص کو بیدار کر دے اور نوافل ادا کرنے والا (سحری کرنے کے لیے اپنے گھر) واپس چلا جائے''۔

(راوی بیان کرتے ہیں:) نبی اکرم ﷺ نے صبح صادق کے بارے میں فرمایا تھا: وہ اس طرح ظاہر نہیں ہوتی۔

شرح

امام ابوجعفر طحاوی رحمۃ اللہ علیہ تحریر کرتے ہیں۔ امام بوحنیفہ، امام محمد اور سفیان ثوری اس بات کے قائل ہیں۔ فجر کی اذان اس وقت تک نہیں دی جاسکتی جب تک صبح صادق نہیں ہو جاتی۔

جبکہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اس بات کے قائل ہیں: فجر کی اذان صبح صادق ہونے سے پہلے دی جاسکتی ہے۔

12 - باب وَقْتِ اَذَانِ الصُّبْحِ .

باب: فجر کی اذان کا وقت

641 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ قَالَ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ سَائِلًا سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ وَقْتِ الصُّبْحِ فَاَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلَالًا فَاَذَّنَ حِيْنَ طَلَعَ الْفَجْرُ فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْغَدِ اَخَّرَ الْفَجْرَ حَتّٰى اَسْفَرَ ثُمَّ اَمَرَهٗ فَاَقَامَ فَصَلّٰى ثُمَّ قَالَ "هٰذَا وَقْتُ الصَّلَاةِ ."

☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک شخص نے نبی اکرم ﷺ سے فجر کی نماز کے بارے میں دریافت کیا تو نبی اکرم ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو یہ حکم دیا' کہ جیسے ہی صبح صادق ہو جائے' وہ اذان دیدیں۔ پھر اگلے دن نبی اکرم ﷺ نے فجر کی نماز کو موخر کر دیا' یہاں تک کہ روشنی ہو گئی' پھر آپ ﷺ نے حکم دیا تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اقامت کہی اور نبی اکرم ﷺ نے نماز ادا کی۔

پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''یہ نماز کا وقت ہے''۔

13 - باب كَيْفَ يَصْنَعُ الْمُؤَذِّنُ فِىْ اَذَانِهٖ .

باب: مؤذن اذان دیتے ہوئے کیا کرے؟

642 - اَخْبَرَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَوْنِ بْنِ اَبِىْ جُحَيْفَةَ عَنْ اَبِيْهِ

641-انفردبه النسائي . تحفة الاشراف (815) .

642-اخرجه البخاري في الاذان، باب هل يتتبع المؤذن فاه هاهنا و هاهنا، و هل يلتفت في الاذان (الحديث 634) بمعناه . تحفة الاشراف (11807) .

قَالَ اَتَيْتُ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ بِلَالٌ فَاَذَّنَ فَجَعَلَ يَقُوْلُ فِىْ اَذَانِهٖ هٰكَذَا يَنْحَرِفُ يَمِيْنًا وَّشِمَالًا .

☆☆ عون بن ابوجحیفہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' حضرت بلال رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے اذان دینا شروع کی تو اذان کے دوران انہوں نے اس طرح کیا' یعنی دائیں اور بائیں طرف گھومے تھے۔

شرح

امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ تحریر کرتے ہیں فقہائے احناف اس بات کے قائل ہیں: اذان میں کلمہ شہادت پڑھتے وقت قبلہ کی طرف رخ کیا جائے گا۔

تاہم ''حی علی الصلوٰۃ'' ''حی علی الفلاح'' کہتے وقت اپنے سر کو دائیں طرف اور بائیں طرف پھیرا جائے گا اور اگر کوئی شخص اپنے منارے میں گھوم جاتا ہے' تو یہ بہتر ہے۔

سفیان ثوری بھی اسی بات کے قائل ہیں۔ تاہم انہوں نے منارے میں گھومنے کا تذکرہ نہیں کیا۔

امام مالک سے یہ سوال کیا گیا: کیا اذان دینے والا شخص گھوم سکتا ہے؟ تو انہوں نے اس بات کا انکار کیا اور فرمایا: میں اسے درست نہیں سمجھتا۔ یہ روایت ابن قاسم کی ہے۔

ابن قاسم یہ کہتے ہیں: امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں مجھ تک یہ روایت بھی پہنچی ہے۔ انہوں نے یہ فرمایا ہے: اگر وہ منارے میں اس لئے گھومتا ہے تاکہ زیادہ لوگوں تک آواز پہنچائے تو ٹھیک ہے' ورنہ درست نہیں ہوگا۔

لیث بن سعد فرماتے ہیں: مؤذن جہاں اذان دے رہا ہے وہ وہیں کھڑا رہے گا۔ جب تک کہ وہ اپنی اذان سے مکمل طور پر فارغ نہیں ہو جاتا۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ یہ فرماتے ہیں: مؤذن ''حی علی الصلوٰۃ'' اور ''حی علی الفلاح'' کہتے وقت اپنے سر کو دائیں اور بائیں طرف گھمائے گا تاہم اس کے پاؤں اپنی جگہ پر موجود رہیں گے۔

14 - باب رَفْعِ الصَّوْتِ بِالْاَذَانِ .

باب: بلند آواز میں اذان دینا

643 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ الْقَاسِمِ عَنْ مَالِكٍ قَالَ قَالَ حَدَّثَنِىْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِىْ صَعْصَعَةَ الْاَنْصَارِىُّ الْمَازِنِىُّ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهٗ اَخْبَرَهٗ اَنَّ اَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِىَّ قَالَ لَهٗ اِنِّىْ اَرَاكَ تُحِبُّ الْغَنَمَ وَالْبَادِيَةَ فَاِذَا كُنْتَ فِىْ غَنَمِكَ اَوْ بَادِيَتِكَ فَاَذَّنْتَ بِالصَّلَاةِ فَارْفَعْ صَوْتَكَ فَاِنَّهٗ لَا يَسْمَعُ مَدٰى

643-اخرجه البخاري في الاذان، باب رفع الصوت بالنداء (الحديث 609)، و في التوحيد، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم : الماهر بالقرآن مع سفرة الكرام البررة، و زينوا القرآن باصواتكم (الحديث 7548) . واخرجه ابن ماجه في الاذان و السنة فيها، باب فضل الاذان و ثواب المؤذنين (الحديث 723) . تحفة الاشراف (4105) .

صَوْتِ الْمُؤَذِّنِ جِنٌّ وَّلَا اِنْسٌ وَّلَا شَیْءٌ اِلَّا شَهِدَ لَهٗ یَوْمَ الْقِیَامَةِ ۔ قَالَ اَبُوْ سَعِیْدٍ سَمِعْتُهٗ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ۔

☆☆ عبدالرحمٰن بن عبداللہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: میں دیکھ رہا ہوں کہ تم بکریوں اور جنگل میں (یعنی آبادی سے باہر) رہنا پسند کرتے ہو تو جب تم اپنی بکریوں میں ہو تو (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں:) جنگل میں ہو تو تم نماز کے لیے اذان دو اور بلند آواز میں دو' کیونکہ مؤذن کی آواز جہاں تک جاتی ہے' وہاں جو بھی جن' انسان یا جو بھی چیز اس آواز کو سنتی ہے' تو قیامت کے دن وہ اس مؤذن کے حق میں گواہی دے گی۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بتایا ہے' کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی یہ بات سنی ہے۔

644 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِیْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ وَّمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰی قَالَا حَدَّثَنَا یَزِیْدُ - یَعْنِی ابْنَ زُرَیْعٍ - قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُّوْسَی بْنِ اَبِیْ عُثْمَانَ عَنْ اَبِیْ یَحْیٰی عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ سَمِعَهٗ مِنْ فَمِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ "الْمُؤَذِّنُ یُغْفَرُ لَهٗ بِمَدِّ صَوْتِهٖ وَیَشْهَدُ لَهٗ كُلُّ رَطْبٍ وَّیَابِسٍ" ۔

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی یہ بات سنی ہے:
"مؤذن کی آواز کے حساب سے اس کی مغفرت ہو جاتی ہے اور ہر خشک اور تر چیز اس کے حق میں گواہی دیتی ہے"۔

645 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ الْكُوْفِیِّ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ اَنَّ نَبِیَّ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی الصَّفِّ الْمُقَدَّمِ وَالْمُؤَذِّنُ یُغْفَرُ لَهٗ بِمَدِّ صَوْتِهٖ وَیُصَدِّقُهٗ مَنْ سَمِعَهٗ مِنْ رَّطْبٍ وَّیَابِسٍ وَّلَهٗ مِثْلُ اَجْرِ مَنْ صَلّٰی مَعَهٗ" ۔

☆☆ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:
"اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے پہلی صف والوں پر رحمت نازل کرتے ہیں اور مؤذن کی آواز کے حساب سے اس کی مغفرت ہو جاتی ہے اور جو بھی خشک یا تر چیز اس کی آواز کو سنتی ہے' اس کی تصدیق کرتی ہے اور جو شخص اس اذان کو سن کر نماز ادا کرتا ہے' اس شخص کی مانند اجر بھی (مؤذن کو ملتا ہے)۔

15 - باب التَّثْوِیْبِ فِیْ اَذَانِ الْفَجْرِ ۔

فجر کی اذان میں "تثویب" (سنت ہے)

646 - اَخْبَرَنَا سُوَیْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ سُفْیَانَ عَنْ اَبِیْ جَعْفَرٍ عَنْ اَبِیْ سَلْمَانَ عَنْ اَبِیْ

644-اخرجه ابوداؤد في الصلاة، باب رفع الصوت بالاذان (الحديث 515) مطولاً . و اخرجه ابن ماجه في الاذان و السنة فيها، باب فضل الاذان و ثواب المؤذنين (الحديث 724) مطولاً . تحفة الاشراف (15466) .
645-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (1888) .
646-انفرد به النسائي . سياتي في الاذان، التثويب في اذان الفجر (الحديث 647) . تحفة الاشراف (12170) .

مَحْذُوْرَةَ قَالَ كُنْتُ اُؤَذِّنُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَكُنْتُ اَقُوْلُ فِیْ اَذَانِ الْفَجْرِ الْاَوَّلِ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ الصَّلَاةُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ الصَّلَاةُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ۔

☆☆ حضرت ابومحذورہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اذان دیا کرتا تھا اور میں فجر کی اذان میں یہ کہتا تھا:
حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ الصَّلَاةُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ الصَّلَاةُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

شرح

تمام فقہاء کا اس بات پر اتفاق پایا جاتا ہے کہ فجر کی اذان میں تثویب کہی جائے گی یعنی "حی علی الفلاح" کے بعد "الصلوٰۃ خیر من النوم" کے الفاظ دو مرتبہ کہے جائیں گے۔

647 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِیٍّ قَالَ حَدَّثَنَا یَحْیٰی وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْیَانُ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهٗ ۔
قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَلَیْسَ بِاَبِیْ جَعْفَرٍ الْفَرَّاءِ ۔

☆☆ یہی روایت دیگر اسناد کے ہمراہ بھی منقول ہے۔
امام نسائی بیان کرتے ہیں: ابوجعفر نامی راوی ابوجعفر الفراء نہیں ہے۔

16 - باب اٰخِرِ الْاَذَانِ ۔

باب: اذان کا اختتام

648 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْدَانَ بْنِ عِیْسٰی قَالَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ اَعْیَنَ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَیْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ بِلَالٍ قَالَ اٰخِرُ الْاَذَانِ اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ۔

☆☆ حضرت بلال رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' کہ اذان کا اختتام اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ پر ہوتا ہے۔

649 - اَخْبَرَنَا سُوَیْدٌ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ سُفْیَانَ عَنْ مَّنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ قَالَ كَانَ اٰخِرُ اَذَانِ بِلَالٍ اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ۔ (حدیث مرسل)

☆☆ اسود بیان کرتے ہیں' حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی اذان کا اختتام اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ پر ہوتا تھا۔

650 - اَخْبَرَنَا سُوَیْدٌ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ سُفْیَانَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ مِثْلَ ذٰلِكَ ۔

☆☆ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ اسود سے منقول ہے۔

651 - اَخْبَرَنَا سُوَیْدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ یُّوْنُسَ بْنِ اَبِیْ اِسْحَاقَ عَنْ مُّحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ

647-تقدم في الاذان، التثويب في اذان الفجر (الحديث 646) .
648-انفرد به النسائي، و سياتي في الاذان، آخر الاذان (الحديث 649و 650) . تحفة الاشراف (2031) .
649-تقدم في الاذان، آخر الاذان (الحديث 648) .
650-تقدم في الاذان، آخر الاذان (الحديث 648) .

اَلْاَسْوَدُ بْنُ يَزِيْدَ عَنْ اَبِيْ مَحْذُوْرَةَ اَنَّ اٰخِرَ الْاَذَانِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ .

☆☆ اسود بن یزید' حضرت ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: اذان کا اختتام لا الہ الا اللہ پر ہوتا ہے۔

17 - باب الْاَذَانِ فِي التَّخَلُّفِ عَنْ شُهُوْدِ الْجَمَاعَةِ فِي اللَّيْلَةِ الْمَطِيْرَةِ .

باب: جب رات کے وقت بارش ہو رہی ہو' تو اذان کے دوران جماعت میں شریک نہ ہونے کا اعلان کرنا

652 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ اَوْسٍ يَقُوْلُ اَنْبَاَنَا رَجُلٌ مِّنْ ثَقِيْفٍ اَنَّهُ سَمِعَ مُنَادِيَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْنِيْ فِيْ لَيْلَةٍ مَطِيْرَةٍ فِي السَّفَرِ يَقُوْلُ حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ صَلُّوْا فِيْ رِحَالِكُمْ .

☆☆ عمرو بن اوس' ثقیف قبیلے سے تعلق رکھنے والے ایک شخص کے حوالے سے یہ بات بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کی طرف سے اعلان کرنے والے شخص کو سنا' یعنی سفر کے دوران بارش والی رات میں (نبی اکرم ﷺ کے مؤذن نے یہ اعلان کیا:) حی علی الصلوٰۃ' حی علی الفلاح' کے بعد کہا: صلوا فی رحالکم تم لوگ اپنی رہائش کی جگہ پر ہی نماز ادا کرلو۔

653 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ اَذَّنَ بِالصَّلَاةِ فِيْ لَيْلَةٍ ذَاتِ بَرْدٍ وَّرِيْحٍ فَقَالَ اَلَا صَلُّوْا فِي الرِّحَالِ فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَاْمُرُ الْمُؤَذِّنَ اِذَا كَانَتْ لَيْلَةٌ بَارِدَةٌ ذَاتُ مَطَرٍ يَقُوْلُ اَلَا صَلُّوْا فِي الرِّحَالِ .

☆☆ نافع بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ رات کے وقت جب سردی بھی زیادہ تھی اور ہوا بھی چل رہی تھی۔
حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے نماز کے لیے اذان دیتے ہوئے یہ کلمات کہے' اپنی رہائش گاہ پر ہی نماز ادا کرلو۔
(بعد میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے وضاحت کی) جب رات کے وقت سردی زیادہ ہوتی تھی اور بارش ہو رہی ہوتی تھی' تو نبی اکرم ﷺ مؤذن کو یہ کلمات کہنے کی ہدایت کرتے تھے:
"اپنی رہائش گاہ پر ہی نماز ادا کرلو"۔

18 - باب الْاَذَانِ لِمَنْ يَّجْمَعُ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ فِيْ وَقْتِ الْاُوْلٰى مِنْهُمَا .

باب: جو شخص دو نمازیں ایک ساتھ پہلی نماز کے وقت میں ادا کر رہا ہو' اس کا اذان دینا

651-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (12171) .
652-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (15706) .
653-اخرجه البخاري في الاذان، باب الرخصة في المطر و العلة ان يصلي في رحله (الحديث 666) . واخرجه مسلم في صلاة المسافرين و قصرها، باب الصلاة في الرحال في المطر (الحديث 22) . واخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب التخلف عن الجماعة في الليلة الباردة او الليلة المطيرة (الحديث 1063) . تحفة الاشراف (8342) .

654 - اَخْبَرَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ هَارُوْنَ قَالَ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ قَالَ اَنْبَاَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَارَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى اَتٰى عَرَفَةَ فَوَجَدَ الْقُبَّةَ قَدْ ضُرِبَتْ لَهُ بِنَمِرَةَ فَنَزَلَ بِهَا حَتّٰى اِذَا زَاغَتِ الشَّمْسُ اَمَرَ بِالْقَصْوَاءِ فَرُحِلَتْ لَهُ حَتّٰى اِذَا انْتَهٰى اِلٰى بَطْنِ الْوَادِيْ خَطَبَ النَّاسَ ثُمَّ اَذَّنَ بِلَالٌ ثُمَّ اَقَامَ فَصَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ اَقَامَ فَصَلَّى الْعَصْرَ وَلَمْ يُصَلِّ بَيْنَهُمَا شَيْئًا .

☆☆ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اپنے والد امام محمد الباقر رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے یہ بات بیان کی کہ نبی اکرم ﷺ روانہ ہوئے اور عرفہ تشریف لے آئے' وہاں آپ ﷺ کو خیمہ نظر آیا جو وادی نمرہ میں آپ ﷺ کے لیے لگایا گیا تھا' آپ ﷺ نے وہاں پڑاؤ کیا' یہاں تک کہ جب سورج ڈھل گیا تو آپ ﷺ کے حکم کے تحت آپ ﷺ کی اونٹنی قصواء پر پالان رکھ دیا گیا۔
آپ ﷺ وہاں سے وادی کے درمیان پہنچے۔ آپ ﷺ نے لوگوں کو خطبہ دیا' پھر حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دی' پھر انہوں نے اقامت کہی تو نبی اکرم ﷺ نے ظہر کی نماز ادا کی' پھر حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اقامت کہی تو نبی اکرم ﷺ نے عصر کی نماز ادا کی' آپ ﷺ نے ان دو نمازوں کے درمیان کوئی نماز ادا نہیں کی۔

19 - باب الْاَذَانِ لِمَنْ جَمَعَ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ بَعْدَ ذَهَابِ وَقْتِ الْاُوْلٰى مِنْهُمَا .

باب: جو شخص پہلی نماز کا وقت گزر جانے کے بعد' دو نمازیں ایک ساتھ ادا کرے
اس کا (ان نمازوں کے لیے) اذان دینا

655 - اَخْبَرَنِيْ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ هَارُوْنَ قَالَ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ دَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى انْتَهٰى اِلَى الْمُزْدَلِفَةِ فَصَلّٰى بِهَا الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ بِاَذَانٍ وَّاِقَامَتَيْنِ وَلَمْ يُصَلِّ بَيْنَهُمَا شَيْئًا .

☆☆ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اپنے والد (امام باقر رضی اللہ عنہ) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے یہ بات بیان کی ہے:
"نبی اکرم ﷺ وہاں سے روانہ ہوئے' یہاں تک کہ مزدلفہ تشریف لے آئے' وہاں آپ ﷺ نے مغرب اور عشاء کی نمازیں ایک اذان اور دو اقامتوں کے ہمراہ ادا کی' آپ ﷺ نے ان دونوں نمازوں کے علاوہ کوئی اور نماز ادا نہیں کی"۔

656 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا شَرِيْكٌ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ

654-تقدم في المواقيت، اللجمع بين الظهر و العصر بعرفة (الحديث 603) .
655-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (2630) .
656-تقدم في الصلاة، باب صلاة المغرب (الحديث 480) .

كُنَّا مَعَهُ بِجَمْعٍ فَاَذَّنَ ثُمَّ اَقَامَ فَصَلّٰى بِنَا الْمَغْرِبَ ثُمَّ قَالَ الصَّلَاةَ . فَصَلّٰى بِنَا الْعِشَاءَ رَكْعَتَيْنِ فَقُلْتُ مَا هٰذِهِ الصَّلَاةُ قَالَ هٰكَذَا صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ هٰذَا الْمَكَانِ .

☆☆ سعید بن جبیر' حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: ہم لوگ ان کے ہمراہ مزدلفہ میں موجود تھے' انہوں نے اذان دی' پھر اقامت کہی' پھر مغرب کی نماز پڑھائی' پھر انہوں نے فرمایا: نماز (ہونے لگی ہے) پھر انہوں نے ہمیں عشاء کی دو رکعات پڑھائیں' میں نے دریافت کیا: یہ کون سی نماز ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: اس جگہ پر میں نے نبی اکرم ﷺ کی اقتداء میں اسی طرح نماز ادا کی ہے۔

20- باب الْاِقَامَةِ لِمَنْ جَمَعَ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ .

باب: جو شخص دو نمازیں ایک ساتھ ادا کرے' اس کا اقامت کہنا

657 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ وَسَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ اَنَّهُ صَلَّى الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ بِجَمْعٍ بِاِقَامَةٍ وَّاحِدَةٍ ثُمَّ حَدَّثَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهُ صَنَعَ مِثْلَ ذٰلِكَ وَحَدَّثَ ابْنُ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَنَعَ مِثْلَ ذٰلِكَ .

☆☆ سعید بن جبیر کے بارے میں یہ بات منقول ہے: انہوں نے مزدلفہ میں ایک اقامت کے ساتھ مغرب اور عشاء کی نماز ادا کی' پھر انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں یہ بات بیان کی کہ انہوں نے بھی ایسا ہی کیا تھا' اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے یہ بات بیان کی تھی کہ نبی اکرم ﷺ نے بھی ایسا ہی کیا تھا۔

658 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ - وَهُوَ ابْنُ اَبِيْ خَالِدٍ - قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ اِسْحَاقَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهُ صَلّٰى مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِجَمْعٍ بِاِقَامَةٍ وَّاحِدَةٍ .

☆☆ سعید بن جبیر' حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: انہوں نے نبی اکرم ﷺ کی اقتداء میں مزدلفہ میں ایک اقامت کے ساتھ (دو نمازیں ایک ساتھ ادا کی تھیں)۔

659 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ وَّكِيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ ذِئْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمَعَ بَيْنَهُمَا بِالْمُزْدَلِفَةِ صَلّٰى كُلَّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُمَا بِاِقَامَةٍ وَّلَمْ يَتَطَوَّعْ قَبْلَ وَاحِدَةٍ مِّنْهُمَا وَلَا بَعْدُ .

657-تقدم في الصلاة، باب صلاة المغرب (الحديث 480) .

658-تقدم في الصلاة، باب صلاة المغرب (الحديث 480) .

659-اخرجه البخاري في الحج، باب من جمع بينهما و لم يتطوع (الحديث 1673) بنحوه . و اخرجه ابوداؤد في المناسك (الحج)، باب الصلاة بجمع (الحديث 1927 و1928) بنحوه . و اخرجه النسائي في مناسك الحج، الجمع بين الصلاتين بالمزدلفة (الحديث 3028) . تحفة الاشراف (6923) .

☆☆ سالم اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے مزدلفہ میں دو نمازوں کو ایک ساتھ ادا کیا تھا' آپ ﷺ نے ان میں سے ہر ایک نماز الگ اقامت کے ساتھ پڑھی تھی' آپ ﷺ نے ان دونوں میں سے کسی بھی نماز سے پہلے یا اس کے بعد کوئی (نفل نماز) ادا نہیں کی تھی۔

21- باب الْاَذَانِ لِلْفَائِتِ مِنَ الصَّلَوَاتِ .

باب: قضاء نماز ادا کرنے کے لیے اذان دینا

660 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ ذِئْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ اَبِيْ سَعِيْدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ شَغَلَنَا الْمُشْرِكُوْنَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ عَنْ صَلَاةِ الظُّهْرِ حَتّٰى غَرَبَتِ الشَّمْسُ وَذٰلِكَ قَبْلَ اَنْ يَّنْزِلَ فِي الْقِتَالِ مَا نَزَلَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ (وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ) فَاَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلَالًا فَاَقَامَ لِصَلَاةِ الظُّهْرِ فَصَلَّاهَا كَمَا كَانَ يُصَلِّيْهَا لِوَقْتِهَا ثُمَّ اَقَامَ لِلْعَصْرِ فَصَلَّاهَا كَمَا كَانَ يُصَلِّيْهَا لِوَقْتِهَا ثُمَّ اَذَّنَ لِلْمَغْرِبِ فَصَلَّاهَا كَمَا كَانَ يُصَلِّيْهَا لِوَقْتِهَا .

☆☆ عبدالرحمٰن بن ابوسعید اپنے والد (حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: غزوۂ خندق کے دن مشرکین نے ہمیں ظہر (کے وقت کے بعد کوئی) نماز ادا کرنے کا موقع نہیں دیا' یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا' یہ جنگ کے دوران اللہ تعالیٰ کا حکم نازل ہونے سے پہلے کا واقعہ ہے' بعد میں اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل کر دیا تھا:

"جنگ کے دوران مسلمانوں کی مدد کے لیے اللہ تعالیٰ کافی ہے"۔

(شام کے وقت) نبی اکرم ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا' انہوں نے ظہر کی نماز کے لیے اقامت کہی تو نبی اکرم ﷺ نے اس نماز کو اسی طرح ادا کیا۔ جس طرح آپ ﷺ اسے اس کے مخصوص وقت میں ادا کرتے تھے' پھر حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے عصر کے لیے اقامت کہی تو نبی اکرم ﷺ نے اس نماز کو بھی اسی طرح ادا کیا' جس طرح آپ ﷺ اسے اس کے مخصوص وقت میں ادا کرتے تھے' پھر حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے مغرب کے لیے اذان دی تو نبی اکرم ﷺ نے اس نماز کو اسی طرح ادا کیا' جس طرح آپ ﷺ اُسے اس کے مخصوص وقت میں ادا کرتے تھے۔

22- باب الْاِجْتِزَاءِ لِذٰلِكَ كُلِّهِ بِاَذَانٍ وَّاحِدٍ وَّالْاِقَامَةِ لِكُلِّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُمَا

باب: اس طرح کی صورتِ حال میں ان تمام نمازوں کے لیے صرف ایک اذان دینا اور ہر نماز کے لیے الگ سے اقامت کہنا بھی جائز ہے

661 - اَخْبَرَنَا هَنَّادٌ عَنْ هُشَيْمٍ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ نَّافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ اَبِيْ عُبَيْدَةَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ اِنَّ

660-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (4126) .

661-تقدم في المواقيت، كيف يقضي الفائت من الصلاة (الحديث 621) .

المشركين شغلوا النبي صلى الله عليه وسلم عن أربع صلوات يوم الخندق فأمر بلالا فأذن ثم أقام فصلى الظهر ثم أقام فصلى العصر ثم أقام فصلى المغرب ثم أقام فصلى العشاء.

☆☆ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' مشرکین نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو غزوۂ خندق کے دن چار نمازیں ادا کرنے کا موقع نہیں دیا' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا' انہوں نے اذان دی' پھر اقامت کہی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز ادا کی' پھر انہوں نے اقامت کہی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کی نماز ادا کی' پھر انہوں نے اقامت کہی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب کی نماز ادا کی' پھر انہوں نے اقامت کہی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کی نماز ادا کی۔

23 - باب الاكتفاء بالإقامة لكل صلاة.

باب: ہر نماز کے لیے صرف اقامت پر اکتفاء کرنا

662 - أخبرنا القاسم بن زكريا بن دينار قال حدثنا حسين بن علي عن زائدة قال حدثنا سعيد بن أبي عروبة قال حدثنا هشام أن أبا الزبير المكي حدثهم عن نافع بن جبير أن أبا عبيدة بن عبد الله بن مسعود حدثهم أن عبد الله بن مسعود قال كنا في غزوة فحبسنا المشركون عن صلاة الظهر والعصر والمغرب والعشاء فلما انصرف المشركون أمر رسول الله صلى الله عليه وسلم مناديا فأقام لصلاة الظهر فصلينا وأقام لصلاة العصر فصلينا وأقام لصلاة المغرب فصلينا وأقام لصلاة العشاء فصلينا ثم طاف علينا فقال "ما على الأرض عصابة يذكرون الله عز وجل غيركم".

☆☆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ہم ایک جنگ میں شریک تھے' مشرکین نے ہمیں ظہر' عصر' مغرب اور عشاء کی نماز ادا نہیں کرنے دی۔ جب مشرکین واپس چلے گئے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مؤذن کو حکم دیا' اس نے ظہر کی نماز کے لیے اقامت کہی' ہم نے نماز ادا کر لی' پھر اس نے عصر کی نماز کے لیے اقامت کہی تو ہم نے نماز ادا کر لی' پھر اس نے مغرب کی نماز کے لیے اقامت کہی' ہم نے مغرب کی نماز ادا کر لی' پھر اس نے عشاء کی نماز کے لیے اقامت کہی' ہم نے وہ نماز ادا کر لی' پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہماری طرف متوجہ ہوئے اور ارشاد فرمایا:

"اس وقت روئے زمین پر تمہارے علاوہ اور کوئی ایسا گروہ نہیں ہے' جو اللہ کا ذکر کرتا ہو"۔

24 - باب الإقامة لمن نسي ركعة من صلاة.

باب: جو شخص نماز کی ایک رکعت کو بھول جائے' اس کے لیے اقامت کہنے کا حکم

663 - أخبرنا قتيبة قال حدثنا الليث عن يزيد بن أبي حبيب أن سويد بن قيس حدثه عن معاوية بن

662-تقدم في المواقيت، كيف يقضي الفائت من الصلاة (الحديث 621).

663-اخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب اذا صلى خمسًا (الحديث 1023) . تحفة الاشراف (11376) .

حديج أن رسول الله صلى الله عليه وسلم صلى يوما فسلم وقد بقيت من الصلاة ركعة فأدركه رجل فقال نسيت من الصلاة ركعة فدخل المسجد وأمر بلالا فأقام الصلاة فصلى للناس ركعة فأخبرت بذلك الناس فقالوا لي أتعرف الرجل قلت لا إلا أن أراه فمر بي فقلت هذا هو. قالوا هذا طلحة بن عبيد الله.

☆☆ حضرت معاویہ بن حدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ادا کی' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیر دیا حالانکہ نماز کی ایک رکعت باقی تھی' ایک شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے عرض کی: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں ایک رکعت بھول گئے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا' انہوں نے نماز کے لیے اقامت کہی' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو ایک رکعت نماز پڑھائی۔

راوی بیان کرتے ہیں' میں نے لوگوں کو یہ حدیث سنائی تو انہوں نے مجھ سے پوچھا: کیا آپ ان صاحب کو پہچانتے ہیں (جنہوں نے جا کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جا کر یہ کہا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک رکعت ادا کرنا بھول گئے ہیں) میں نے جواب دیا: نہیں! (البتہ اگر میں اسے دیکھوں گا' تو پہچان لوں گا) پھر وہ صاحب میرے پاس سے گزرے تو میں نے کہا: یہ وہ صاحب ہیں' تو لوگوں نے بتایا: یہ حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ ہیں۔

25 - باب أذان الراعي.

باب: چرواہے کا اذان دینا

664 - أخبرنا إسحاق بن منصور قال أنبأنا عبد الرحمن عن شعبة عن الحكم عن ابن أبي ليلى عن عبد الله بن ربيعة أنه كان مع رسول الله صلى الله عليه وسلم في سفر فسمع صوت رجل يؤذن حتى إذا بلغ أشهد أن محمدا رسول الله - قال الحكم لم أسمع هذا عن ابن أبي ليلى - قال رسول الله صلى الله عليه وسلم "إن هذا لراعي غنم أو رجل عازب عن أهله". فهبط الوادي فإذا هو براعي غنم وإذا هو بشاة ميتة فقال "أترون هذه هينة على أهلها". قالوا نعم. قال "الدنيا أهون على الله من هذه على أهلها".

☆☆ حضرت عبداللہ بن ربیعہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ وہ سفر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو اذان دیتے ہوئے سنا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (جواب کے طور پر) اس کے کلمات کو دہرایا' پھر ارشاد فرمایا:

"یہ شخص یا تو ریوڑ کا چرواہا ہو گا یا اپنے گھر والوں سے دور رہ رہا ہو گا"۔

جب لوگوں نے اس معاملے کی تحقیق کی تو وہ بکریوں کا چرواہا تھا۔ (اس روایت کے الفاظ کچھ مختلف بھی نقل ہوئے ہیں)۔ (راوی کہتے ہیں) وہاں ایک مردار بکری بھی تھی' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: تمہارا کیا خیال ہے؟ کیا یہ اپنے مالک کے نزدیک بے حیثیت ہے؟ لوگوں نے عرض کی: جی ہاں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جتنی یہ اپنے مالک کے نزدیک بے حیثیت ہے' دنیا اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس سے زیادہ بے حیثیت ہے۔

664-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (5251) .

26 - باب الْاَذَانِ لِمَنْ يُصَلِّي وَحْدَهُ .

باب: تنہا نماز ادا کرنے والے شخص کا اذان دینا

665 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ اَنَّ اَبَا عُشَّانَةَ الْمَعَافِرِيَّ حَدَّثَهُ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "يَعْجَبُ رَبُّكَ مِنْ رَاعِيْ غَنَمٍ فِيْ رَاْسِ شَظِيَّةِ الْجَبَلِ يُؤَذِّنُ بِالصَّلَاةِ وَيُصَلِّي فَيَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ انْظُرُوْا اِلٰى عَبْدِيْ هٰذَا يُؤَذِّنُ وَيُقِيْمُ الصَّلَاةَ يَخَافُ مِنِّيْ قَدْ غَفَرْتُ لِعَبْدِيْ وَاَدْخَلْتُهُ الْجَنَّةَ ."

☆☆ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

"تمہارا پروردگار بکریوں کے اس چرواہے سے بہت خوش ہوتا ہے' جو کسی پہاڑ کی چوٹی پر ہوتا ہے اور نماز کے لیے اذان دیتا ہے اور پھر نماز ادا کرتا ہے"۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"میرے اس بندے کو دیکھو جو اذان دے کر نماز ادا کر رہا ہے' یہ ایسے اس لیے کر رہا ہے' کیونکہ یہ مجھ سے ڈرتا ہے' میں نے اپنے بندے کی مغفرت کر دی اور میں اسے جنت میں داخل کروں گا"۔

27 - باب الْاِقَامَةِ لِمَنْ يُصَلِّي وَحْدَهُ .

باب: تنہا نماز ادا کرنے والے شخص کا اقامت کہنا

666 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا اِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عَلِيِّ بْنِ يَحْيَى بْنِ خَلَّادِ بْنِ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ الزُّرَقِيُّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ عَنْ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَا هُوَ جَالِسٌ فِيْ صَفِّ الصَّلَاةِ الْحَدِيْثَ .

☆☆ حضرت رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز کی صف میں تشریف فرما تھے (اس کے بعد آگے پوری حدیث ہے)۔

665-اخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب الاذان في السفر (الحديث 1203) تحفة الاشراف (9919) .

666-اخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب صلاة من لا يقيم صلبه في الركوع و السجود (الحديث 861) . اخرجه الترمذي في الصلاة، باب ما جاء في وصف الصلاة (الحديث 302) مطولاً . و الحديث عند: ابي ابو داؤد في الصلاة، باب صلاة من لا يقيم صلبه في الركوع و السجود (الحديث 857 و 858 و 859 و 860) . والنسائي في التطبيق، باب الرخصة في ترك الذكر في الركوع (الحديث 1052)، و باب الرخصة في ترك الذكر في السجود (الحديث 1135) و في السهو، باب اقل ما يجزي من عمل الصلاة (الحديث 1312 و 1313) . و ابن ماجه في الطهارة و سننها، باب ما جاء في الوضوء على ما امر الله تعالىٰ (الحديث 460) . تحفة الاشراف (3604) .

28 - باب كَيْفَ الْاِقَامَةُ .

باب: اقامت کس طرح کہی جائے؟

667 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ تَمِيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنْ شُعْبَةَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا جَعْفَرٍ مُؤَذِّنَ مَسْجِدِ الْعُرْيَانِ عَنْ اَبِي الْمُثَنّٰى مُؤَذِّنِ مَسْجِدِ الْجَامِعِ قَالَ سَاَلْتُ ابْنَ عُمَرَ عَنِ الْاَذَانِ فَقَالَ كَانَ الْاَذَانُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثْنٰى مَثْنٰى وَالْاِقَامَةُ مَرَّةً مَرَّةً اِلَّا اَنَّكَ اِذَا قُلْتَ قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ قَالَهَا مَرَّتَيْنِ فَاِذَا سَمِعْنَا قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ تَوَضَّاْنَا ثُمَّ خَرَجْنَا اِلَى الصَّلَاةِ .

☆☆ ابو مثنیٰ بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے اذان کے بارے میں دریافت کیا' تو انہوں نے جواب دیا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں اذان کے کلمات دو' دو مرتبہ کہے جاتے تھے اور اقامت کے کلمات ایک' ایک مرتبہ کہے جاتے تھے۔

البتہ جب تم "قد قامت الصلوٰۃ" پڑھو گے تو اسے دو مرتبہ پڑھو گے۔

جب ہم "قد قامت الصلوٰۃ" کے الفاظ سنتے تھے' تو ہم وضو کر کے نماز کے لیے نکلتے تھے۔

29 - باب اِقَامَةِ كُلِّ وَاحِدٍ لِنَفْسِهِ .

باب: (جب کچھ لوگ موجود ہوں) تو ہر شخص کا اپنے لیے اقامت کہنا

668 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا اِسْمَاعِيْلُ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ عَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ قَالَ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلِصَاحِبٍ لِيْ "اِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَاَذِّنَا ثُمَّ اَقِيْمَا ثُمَّ لِيَؤُمَّكُمَا اَحَدُكُمَا ."

☆☆ حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اور میرے ساتھی سے یہ فرمایا تھا: جب نماز کا وقت ہو جائے' تو تم دونوں اذان دو اور تم دونوں اقامت کہو پھر تم دونوں میں سے کوئی ایک تمہاری امامت کروا دے۔

30 - باب فَضْلِ التَّاْذِيْنِ .

باب: اذان دینے کی فضیلت

669 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلَاةِ اَدْبَرَ الشَّيْطٰنُ وَلَهُ ضُرَاطٌ حَتّٰى لَا يَسْمَعَ التَّاْذِيْنَ فَاِذَا قُضِيَ النِّدَاءُ اَقْبَلَ حَتّٰى اِذَا

667-تقدم في الاذان، تثنية الاذان (الحديث 627) .

668-تقدم في الاذان، باب اذان المنفردين في السفر (الحديث 633) .

669-اخرجه البخاري في الاذان، باب فضل التاذين (الحديث 608) . واخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب رفع الصوت بالاذان (الحديث 516) . تحفة الاشراف (13818) .

ثُوِّبَ بِالصَّلَاةِ اَدْبَرَ حَتّٰى اِذَا قُضِيَ التَّثْوِيْبُ اَقْبَلَ حَتّٰى يَخْطِرَ بَيْنَ الْمَرْءِ وَنَفْسِهٖ يَقُوْلُ اذْكُرْ كَذَا اذْكُرْ كَذَا لِمَا لَمْ يَكُنْ يَذْكُرُ حَتّٰى يَظَلَّ الْمَرْءُ اِنْ يَدْرِيْ كَمْ صَلّٰى".

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جب نماز کے لیے اذان دی جاتی ہے' تو شیطان پیٹھ پھیر کر بھاگتا ہے' اس کی ہوا خارج ہو رہی ہوتی ہے اور وہ اتنی دور چلا جاتا ہے جہاں تک اذان کی آواز نہ آ سکتی ہو' پھر جب اذان مکمل ہو جاتی ہے' تو وہ آ جاتا ہے' پھر جب نماز کے لیے اقامت کہی جاتی ہے' تو وہ پھر چلا جاتا ہے' یہاں تک کہ جب اقامت ختم ہو جاتی ہے' تو وہ پھر آ جاتا ہے اور آدمی کے ذہن میں طرح طرح کے خیالات پیدا کرنا شروع کر دیتا ہے اور کہتا ہے: فلاں چیز کو یاد کرو' فلاں چیز کو یاد کرو' یعنی ان چیزوں کو یاد کرواتا ہے' جو آدمی کو یاد نہیں ہوتی ہیں' یہاں تک کہ آدمی کی یہ حالت ہو جاتی ہے' کہ اُسے یہ بھی پتا نہیں چلتا کہ اس نے کتنی رکعات ادا کی ہیں"۔

31 - بَابُ الْاِسْتِهَامِ عَلَى التَّاْذِيْنِ .

باب: اذان دینے کے لیے قرعہ اندازی کرنا

670 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي النِّدَاءِ وَالصَّفِّ الْاَوَّلِ ثُمَّ لَمْ يَجِدُوْا اِلَّا اَنْ يَّسْتَهِمُوْا عَلَيْهِ لَاسْتَهَمُوْا عَلَيْهِ وَلَوْ يَعْلَمُوْنَ مَا فِي التَّهْجِيْرِ لَاسْتَبَقُوْا اِلَيْهِ وَلَوْ عَلِمُوْا مَا فِي الْعَتَمَةِ وَالصُّبْحِ لَاَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا".

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

"اگر لوگوں کو یہ پتہ چل جائے کہ اذان دینے اور پہلی صف میں شامل ہونے کا کیا اجر وثواب ہے' پھر انہیں صرف قرعہ اندازی کے ذریعے اس کا موقع مل سکتا ہو' تو وہ اس کے لیے قرعہ اندازی بھی کر لیں گے' اگر انہیں یہ پتہ چل جائے کہ نماز کے لیے جانے کا کیا اجر وثواب ہے' تو وہ تیزی سے اس کی طرف جائیں گے' اگر انہیں یہ پتہ چل جائے کہ عشاء اور فجر کی نماز (باجماعت ادا کرنے) کا کیا اجر وثواب ہے' تو وہ ضرور اس میں شریک ہوں گے' خواہ انہیں گھسٹ کر آنا پڑے"۔

شرح

فرض نماز ادا کرنے والے شخص کے لئے اقامت کہنا سنت مؤکدہ ہے۔ خواہ وہ اس وقت کی نماز ادا کر رہا ہو یا فوت شدہ نماز ادا کر رہا ہو' خواہ کوئی شخص تنہا نماز ادا کر رہا ہو' یا کچھ لوگ باجماعت نماز ادا کر رہے ہوں۔

مالکیوں اور شوافع کے نزدیک یہ حکم مردوں اور خواتین دونوں کے لئے ہے۔ جب کہ حنابلہ اور احناف اس بات کے قائل

670-تقدم في المواقيت، الرخصة ان يقال للعشاء العتمة (الحديث 539).

ہیں: خواتین اذان نہیں کہیں گی اور اقامت بھی نہیں کہیں گی۔

فقہاء کے مابین اقامت کے بارے میں تین حوالے سے اختلاف پایا جاتا ہے۔

احناف اس بات کے قائل ہیں: اقامت کے کلمات دو دو مرتبہ ادا کئے جائیں گے' جبکہ تکبیر کے کلمات چار مرتبہ ادا کئے جائیں گے اور اس کی مثال اذان کی طرح ہے۔

البتہ اقامت میں "حي على الفلاح" کہنے کے بعد "قد قامت الصلاة" کا جملہ دو مرتبہ ادا کیا جائے گا۔

اس اعتبار سے احناف کے نزدیک اقامت کے کلمات سترہ ہیں۔

مختلف روایات سے بھی یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اقامت کے کلمات سترہ ہیں۔

فقہائے مالکیہ اس بات کے قائل ہیں: اقامت کے کلمات دس ہیں۔ وہ اس بات کے قائل ہیں "قد قامت الصلاة" کو ایک مرتبہ ادا کیا جائے گا۔

ان حضرات کی دلیل حضرت انس رضی اللہ عنہ کا یہ قول ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو یہ ہدایت کی تھی کہ وہ اذان کے کلمات جفت تعداد میں اور اقامت کے کلمات طاق تعداد میں ادا کریں۔

شوافع اور حنابلہ اس بات کے قائل ہیں۔ اقامت کے کلمات گیارہ ہیں۔ تمام کلمات کو ایک' ایک مرتبہ ادا کیا جائے گا۔

البتہ "قد قامت الصلاة" کے الفاظ دو مرتبہ ادا کئے جائیں گے۔

انہوں نے اپنے مؤقف کی تائید میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے منقول حدیث پیش کی ہے' جس میں اس بات کا تذکرہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں اقامت کے کلمات ایک' ایک مرتبہ ادا کئے جاتے تھے' تاہم "قد قامت الصلاة" کو دو مرتبہ پڑھا جاتا تھا۔

اقامت کے تمام احکام وہی ہیں' جو اذان کے احکام ہیں' تاہم اس میں مزید کچھ احکام پائے جاتے ہیں۔

اقامت کے بارے میں مستحب یہ ہے کہ اسے تیزی کے ساتھ ادا کیا جائے گا اور مذاہب اربعہ کے نزدیک مستحب یہی ہے کہ جس شخص نے اذان دی ہو وہی اقامت بھی کہے تاکہ سنت کی پیروی ہو جائے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔

"جو شخص اذان دیتا ہے وہی اقامت کہے"۔

حنابلہ کے نزدیک یہ بات مستحب ہے' جس جگہ اذان دی گئی تھی اقامت بھی وہیں کہی جائے' کیونکہ اقامت کا بنیادی مقصد بھی اطلاع دینا ہے۔

اس لئے یہ بھی اسی جگہ پر شروع ہو گی جہاں اذان دی گئی تھی۔

32 - بَابُ اتِّخَاذِ الْمُؤَذِّنِ الَّذِيْ لَا يَاْخُذُ عَلٰى اَذَانِهٖ اَجْرًا .

باب: ایسے مؤذن کو مقرر کرنا' جو اذان دینے کا معاوضہ وصول نہ کرتا ہو

671 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا عَفَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ الْجُرَيْرِيُّ عَنْ اَبِي الْعَلَاءِ عَنْ مُطَرِّفٍ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ اَبِي الْعَاصِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اجْعَلْنِي اِمَامَ قَوْمِي . فَقَالَ "اَنْتَ اِمَامُهُمْ وَاقْتَدِ بِاَضْعَفِهِمْ وَاتَّخِذْ مُؤَذِّنًا لَا يَاْخُذُ عَلٰى اَذَانِهِ اَجْرًا ".

☆☆ حضرت عثمان بن ابوالعاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ مجھے میری قوم کا امام مقرر کر دیجئے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"تم ان کے امام ہو' تم ان میں سے ضعیف لوگوں کا خیال رکھنا اور ایسے شخص کو مؤذن بنانا جو اذان دینے کا معاوضہ نہ لیتا ہو"۔

33 - باب الْقَوْلِ مِثْلَ مَا يَقُوْلُ الْمُؤَذِّنُ .

باب: مؤذن جو کہتا ہو اس کی مانند کلمات کہنا

672 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ اَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اِذَا سَمِعْتُمُ النِّدَاءَ فَقُوْلُوْا مِثْلَ مَا يَقُوْلُ الْمُؤَذِّنُ ".

☆☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

"جب تم اذان سنو تو اس کی مانند کلمات کہو جو مؤذن کہتا ہے"۔

شرح

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان منقول ہے کہ "مؤذن جو کہتا ہے تم بھی اس کی مانند کہو"۔

علامہ ابن عبدالبر فرماتے ہیں: علماء نے اس کے مفہوم کے بارے میں اختلاف کیا ہے۔

بعض علماء اس بات کے قائل ہیں: جو شخص اذان سنتا ہے وہ اسی کی مانند کلمات کہے گا۔ جو مؤذن کہتا ہے اور اذان کے آغاز سے لے کر اختتام تک وہی کلمات دہرائے گا جو مؤذن نے کہے تھے۔

ان حضرات نے اس حدیث کے ظاہر کو اپنی دلیل کے طور پر پیش کیا ہے اور اس کے عموم سے استدلال کیا ہے۔

سیدہ اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب میرے پاس موجود ہوتے ہوئے مؤذن کو سنتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہی

671-اخرجه ابوداؤد في الصلاة، باب اخذ الاجر على التاذين (الحديث 531) . والحديث عند: ابن ماجه في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب من ام قومًا فليخفف (الحديث 987) . تحفة الاشراف (9770) .

672-اخرجه البخاري في الاذان، باب ما يقول اذا سمع المنادي (الحديث 611) . و اخرجه مسلم في الصلاة، باب استحباب القول مثل قول المؤذن لمن سمعه ثم يصلي على النبي صلى الله عليه وسلم ثم يسال الله له الوسيلة (الحديث 10) . واخرجه ابوداؤد في الصلاة، باب ما يقول اذا سمع المؤذن (الحديث 522) . و اخرجه الترمذي في الصلاة، باب ما جاء ما يقول الرجل اذا اذن المؤذن (الحديث 208) . واخرجه ابن ماجه في الاذان و السنة فيها، باب ما يقال اذا اذن المؤذن (الحديث 720) . تحفة الاشراف (4150) .

کلمات کہا کرتے تھے جو مؤذن کہہ رہا ہوتا تھا یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو جاتے۔

اسی طرح بعض دیگر روایات میں یہی بات منقول ہے کہ جو کلمات مؤذن کہتا ہے اس کی مانند کلمات کہے جائیں گے۔

جبکہ بعض اہل علم اس بات کے قائل ہیں کہ مؤذن جو کہتا ہے' اسی کی مانند کلمات کہے جائیں گے البتہ "حی علی الصلاۃ" اور "حی علی الفلاح" کے جواب میں "لاحول ولاقوۃ الا باللہ" پڑھا جائے گا۔

ان حضرات نے اپنے مؤقف کی تائید میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول حدیث کو پیش کیا ہے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول حدیث کو پیش کیا ہے۔

تاہم حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول روایت کے الفاظ میں اضطراب پایا جاتا ہے۔

34 - باب ثَوَابِ ذٰلِكَ .

باب: (اذان کا جواب دینے) کا اجر وثواب

673 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ اَنَّ بُكَيْرَ بْنَ الْاَشَجِّ حَدَّثَهُ اَنَّ عَلِيَّ بْنَ خَالِدٍ الزُّرَقِيَّ حَدَّثَهُ اَنَّ النَّضْرَ بْنَ سُفْيَانَ حَدَّثَهُ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ بِلَالٌ يُنَادِي فَلَمَّا سَكَتَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ قَالَ مِثْلَ هٰذَا يَقِيْنًا دَخَلَ الْجَنَّةَ ".

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے' حضرت بلال رضی اللہ عنہ اذان دینے کے لیے کھڑے ہوئے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جو شخص اس کی مانند کلمات کہتا ہے (یعنی اذان کا جواب دیتا ہے) وہ جنت میں داخل ہوگا"۔

35 - باب الْقَوْلِ مِثْلَ مَا يَتَشَهَّدُ الْمُؤَذِّنُ .

باب: مؤذن شہادت کے جو کلمات پڑھتا ہے' اس کی مانند کلمات پڑھنا

674 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مُجَمِّعِ بْنِ يَحْيَى الْاَنْصَارِيِّ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ اَبِي اُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ فَاَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ فَقَالَ اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ فَكَبَّرَ اثْنَتَيْنِ فَقَالَ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَتَشَهَّدَ اثْنَتَيْنِ فَقَالَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ فَتَشَهَّدَ اثْنَتَيْنِ ثُمَّ قَالَ حَدَّثَنِي هٰكَذَا مُعَاوِيَةُ بْنُ اَبِي سُفْيَانَ عَنْ قَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

☆☆ مجمع بن یحییٰ انصاری بیان کرتے ہیں' میں حضرت ابوامامہ بن سہل رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا' مؤذن نے اذان

673-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (14641) .

674-اخرجه البخاري في الجمعة، باب يجيب الامام على المنبر اذا سمع النداء (الحديث 914) بمعناه . و اخرجه النسائي في الاذان، القول مثل ما يتشهد المؤذن (الحديث 675) . تحفة الاشراف (11400) .

دی' اس نے اللہ اکبر اللہ اکبر کہا تو حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ نے بھی دو مرتبہ تکبیر کہی' مؤذن نے اشھد ان لا الٰہ الا اللہ کہا تو حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ نے بھی کلمہ شہادت دو مرتبہ پڑھا۔ مؤذن نے اشھد ان محمد رسول اللہ کہا تو حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ نے بھی یہ کلمہ دو مرتبہ پڑھا' پھر انہوں نے یہ بات بیان کی کہ حضرت معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث مجھے اسی طرح بیان کی ہے اور یہ نبی اکرم ﷺ کے فرمان کے طور پر بیان کی ہے۔

675 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مِسْعَرٍ عَنْ مُجَمِّعٍ عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ بْنِ سَهْلٍ قَالَ سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ - رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ - يَقُوْلُ سَمِعْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَمِعَ الْمُؤَذِّنَ فَقَالَ مِثْلَ مَا قَالَ .

☆☆ ایک اور سند کے ساتھ یہ بات منقول ہے۔ حضرت ابوامامہ بن سہل رضی اللہ عنہ نے فرمایا' کہ میں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے' وہ فرماتے ہیں' کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو سنا ہے:

آپ ﷺ نے مؤذن کو سنا تو اس کی مانند کلمات کہے' جو مؤذن نے کہے تھے۔

36 - باب الْقَوْلِ اِذَا قَالَ الْمُؤَذِّنُ حَیَّ عَلَى الصَّلَاةِ حَیَّ عَلَى الْفَلَاحِ .

باب: جب مؤذن حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح پڑھے تو کیا' کہا جائے؟

676 - اَخْبَرَنَا مُجَاهِدُ بْنُ مُوْسٰى وَاِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْحَسَنِ الْمِقْسَمِیُّ قَالَا حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِیْ عَمْرُو بْنُ يَحْيٰى اَنَّ عِيْسَى بْنَ عُمَرَ اَخْبَرَهُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَلْقَمَةَ بْنِ وَقَّاصٍ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَقَّاصٍ قَالَ اِنِّیْ عِنْدَ مُعَاوِيَةَ اِذْ اَذَّنَ مُؤَذِّنُهُ فَقَالَ مُعَاوِيَةُ كَمَا قَالَ الْمُؤَذِّنُ حَتّٰى اِذَا قَالَ حَیَّ عَلَى الصَّلَاةِ قَالَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ فَلَمَّا قَالَ حَیَّ عَلَى الْفَلَاحِ قَالَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَقَالَ بَعْدَ ذٰلِكَ مَا قَالَ الْمُؤَذِّنُ ثُمَّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مِثْلَ ذٰلِكَ .

☆☆ علقمہ بن وقاص کہتے ہیں' کہ میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس موجود تھا' اسی دوران ان کے مؤذن نے اذان دی تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے وہی کلمات کہے' جو مؤذن نے کہے تھے' جب مؤذن نے حی علی الصلوۃ کہا تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے لاحول ولا قوۃ الا باللہ پڑھا۔

جب مؤذن نے حی علی الفلاح کہا تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے لاحول ولا قوۃ الا باللہ پڑھا۔

اس کے بعد انہوں نے وہی کلمات پڑھے جو مؤذن نے کہے تھے۔

پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے بتایا: میں نے نبی اکرم ﷺ کو اس کی مانند کہتے ہوئے (یعنی اذان کا جواب دیتے ہوئے) سنا ہے۔

675-تقدم في الاذان ، القول مثل ما يتشهد المؤذن (الحديث 674) .

676-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (11431) .

37 - باب الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ الْاَذَانِ .

باب: اذان کے بعد نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجنا

677 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ حَيْوَةَ بْنِ شُرَيْحٍ اَنَّ كَعْبَ بْنَ عَلْقَمَةَ سَمِعَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ جُبَيْرٍ مَوْلٰى نَافِعِ بْنِ عَمْرٍو الْقُرَشِیِّ يُحَدِّثُ اَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "اِذَا سَمِعْتُمُ الْمُؤَذِّنَ فَقُوْلُوْا مِثْلَ مَا يَقُوْلُ وَصَلُّوْا عَلَیَّ فَاِنَّهُ مَنْ صَلّٰى عَلَیَّ صَلَاةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ عَشْرًا ثُمَّ سَلُوا اللّٰهَ لِیَ الْوَسِيْلَةَ فَاِنَّهَا مَنْزِلَةٌ فِی الْجَنَّةِ لَا تَنْبَغِیْ اِلَّا لِعَبْدٍ مِّنْ عِبَادِ اللّٰهِ اَرْجُوْ اَنْ اَكُوْنَ اَنَا هُوَ فَمَنْ سَاَلَ لِیَ الْوَسِيْلَةَ حَلَّتْ لَهُ الشَّفَاعَةُ ".

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

"جب تم مؤذن کو (اذان دیتے ہوئے) سنو تو اُسی کی مانند کلمات کہو' جو وہ کہتا ہے (اور پھر اذان ختم ہو جانے کے بعد) تم مجھ پر درود بھیجو' کیونکہ جو شخص ایک مرتبہ مجھ پر درود بھیجتا ہے' اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمت نازل کرتا ہے' پھر تم اللہ تعالیٰ سے میرے لیے وسیلے کی دعا کرو' چونکہ یہ جنت میں ایک مخصوص مقام ہے' جو اللہ تعالیٰ کے کسی ایک ہی بندے کو ملے گا اور مجھے یہ پوری اُمید ہے' کہ وہ ایک بندہ میں ہوں گا' جو شخص میرے لیے وسیلہ کی دعا کرے گا' اس کے لیے (میری) شفاعت حلال ہو جائے (یعنی اُسے میری شفاعت نصیب ہوگی)۔

شرح

ڈاکٹر وہبہ زحیلی تحریر کرتے ہیں:

اذان کے بعد نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجنا مستحب ہے۔ شوافع اور حنابلہ کے نزدیک اذان کہنے سے فارغ ہونے کے بعد درود شریف پڑھنا سنت ہے اور یہ مؤذن اور اذان سننے والے شخص' دونوں کے لئے سنت ہے' جیسا کہ آگے آنے والی حدیث میں اس بات کا تذکرہ موجود ہے۔

اذان کے بعد نبی اکرم ﷺ پر مؤذن کے باقاعدہ بلند آواز میں درود پڑھنے کا رواج صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں ہوا تھا۔

فقہاء نے اسے "بدعت حسنہ" قرار دیا ہے۔

677-اخرجه مسلم في الصلاة، باب استحباب القول مثل قول المؤذن لمن سمعه ثم يصلي على النبي صلى الله عليه وسلم ثم يسال الله له الوسيلة (الحديث 11) و اخرجه ابوداؤد في الصلاة، باب ما يقول اذا سمع المؤذن (الحديث 523) . واخرجه الترمذي في المناقب، باب فضل النبي صلى الله عليه وسلم (الحديث 3614) . تحفة الاشراف (8871) .

38 - باب الدُّعَاءِ عِنْدَ الْاَذَانِ .

باب: اذان کے وقت دعا کرنا

678 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنِ اللَّيْثِ عَنِ الْحُكَيْمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ قَالَ حِيْنَ يَسْمَعُ الْمُؤَذِّنَ وَاَنَا اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِمُحَمَّدٍ رَسُوْلًا وَّبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا غُفِرَ لَهُ ذَنْبُهُ ".

☆☆ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''جو شخص اذان سن کر یہ کلمات پڑھے:

''میں بھی اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے' وہی ایک معبود ہے' اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں' میں اللہ تعالیٰ کے پروردگار ہونے' حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہونے' اسلام کے دین ہونے سے راضی ہوں (یعنی ان پر ایمان رکھتا ہوں)''۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

''تو اس شخص کے گناہوں کی مغفرت کر دی جائے گی''۔

679 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَيَّاشٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ قَالَ حِيْنَ يَسْمَعُ النِّدَاءَ اللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلَاةِ الْقَائِمَةِ اٰتِ مُحَمَّدًا الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ الْمَقَامَ الْمَحْمُوْدَ الَّذِيْ وَعَدْتَهُ اِلَّا حَلَّتْ لَهُ شَفَاعَتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ".

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''جو شخص اذان سننے کے بعد یہ دعا مانگے:

''اے اللہ! اے اس کامل دعوت اور اس کے نتیجے میں کھڑے ہونے والی نماز کے پروردگار! تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ اور فضیلت عطاء فرما! اور انہیں اس مقامِ محمود پر پہنچا دے! جس کا تو نے ان کے ساتھ وعدہ کیا ہے''۔

(نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:)

678-اخرجه مسلم في الصلاة، باب استحباب القول مثل قول المؤذن لمن سمعه ثم يصلي على النبي صلى الله عليه وسلم ثم يسال الله له الوسيلة (الحديث 13) . و اخرجه ابوداؤد في الصلاة، باب ما يقول اذا سمع المؤذن (الحديث 525) . واخرجه الترمذي في الصلاة، باب ما جاء ما يقول الرجل اذا اذن المؤذن من الدعاء (الحديث 210) . واخرجه ابن ماجه في الاذان و السنة فيها، باب ما يقال اذا اذن المؤذن (الحديث 721) . تحفة الاشراف (3877) .

679-اخرجه البخاري في الاذان، باب الدعاء عند النداء (الحديث 614)، و في التفسير، باب (عسى ان يبعثك ربك مقامًا محمودًا) (الحديث 4719) . و اخرجه ابوداؤد في الصلاة، باب ما جاء في الدعاء عند الاذان (الحديث 529) . واخرجه الترمذي في الصلاة، باب منه آخر (الحديث 211) . واخرجه ابن ماجه في الاذان و السنة فيها، باب ما يقال اذا اذن المؤذن (الحديث 722) . تحفة الاشراف (3046) .

''ایسے شخص کے لیے قیامت کے دن میری شفاعت حلال ہو جائے گی (یعنی اسے میری شفاعت نصیب ہوگی)''۔

شرح

اذان کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کے بعد دعا مانگنا بھی سنت ہے۔ تاہم اس دعا کے کلمات کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ مختلف راویوں نے الفاظ کی کمی وبیشی کے ہمراہ یہ دعا نقل کی ہے۔

39 - باب الصَّلَاةِ بَيْنَ الْاَذَانِ وَالْاِقَامَةِ .

باب: اذان اور اقامت کے درمیان نماز ادا کرنا

680 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ يَحْيٰى عَنْ كَهْمَسٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بُرَيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "بَيْنَ كُلِّ اَذَانَيْنِ صَلَاةٌ بَيْنَ كُلِّ اَذَانَيْنِ صَلَاةٌ بَيْنَ كُلِّ اَذَانَيْنِ صَلَاةٌ لِّمَنْ شَاءَ ".

☆☆ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''ہر دو اذانوں (یعنی اذان اور اقامت) کے درمیان نماز ادا کی جائے گی۔ ہر دو اذانوں (یعنی اذان اور اقامت) کے درمیان نماز ادا کی جائے گی۔ ہر دو اذانوں (یعنی اذان اور اقامت) کے درمیان نماز ادا کی جائے گی''۔

(یہ حکم اس شخص کے لیے ہے) جو (اس دوران نماز ادا کرنا) چاہے۔

شرح

یہاں امام نسائی نے جو ترجمۃ الباب نقل کیا ہے اس سے مراد یہ ہے کہ اذان ہو جانے کے بعد باجماعت نماز ہونے سے پہلے سنتیں ادا کی جاتی ہیں۔ ان میں سنت مؤکدہ اور غیر مؤکدہ دونوں شامل ہیں۔

حدیث کے الفاظ ''جو چاہے'' کی وضاحت کرتے ہوئے علامہ ابوالحسن سندھی فرماتے ہیں: یہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یہ سنتیں ادا کرنا واجب نہیں ہے اور متن کے الفاظ میں ''دو اذانوں'' سے مراد ''اذان اور اقامت'' ہے جیسا کہ مصنف نے ترجمۃ الباب میں اسی بات کی طرف اشارہ کیا ہے۔

تاہم یہ حدیث اور اس جیسی دیگر احادیث اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ مغرب کی نماز سے پہلے دو رکعات ادا کرنا جائز ہے۔ بلکہ انہیں ادا کرنا مستحب ہے۔ باقی اللہ بہتر جانتا ہے۔

تاہم علامہ ابوالحسن سندھی کا یہ قول ہے محل نظر ہے کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب کی نماز جلدی ادا کرنے کی ترغیب دی

680-اخرجه البخاري في الاذان ، باب كم بين الاذان و الاقامة و من ينتظر الاقامة (الحديث 624)، و باب بين كل اذانين صلاة لمن شاء (الحديث 627) . و اخرجه مسلم في صلاة المسافرين و قصرها، باب بين كل اذانين صلاة (الحديث 304) . واخرجه ابوداؤد في الصلاة، باب الصلاة قبل المغرب (الحديث 1283) . واخرجه الترمذي في الصلاة، باب ما جاء في الصلاة قبل المغرب (الحديث 185) مختصرًا . و اخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة، باب ما جاء في الركعتين قبل المغرب (الحديث 1162) . تحفة الاشراف (9658) .

ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایک قول کے مطابق امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک مغرب کا وقت صرف اتنا ہوتا ہے جتنی دیر میں پانچ رکعات ادا کی جاسکیں لہٰذا اس حدیث کے حکم میں مغرب کی نماز شامل نہیں ہوگی۔

نیز نبی اکرم ﷺ کے بارے میں بھی کوئی ایسی روایت نہیں ہے جس سے یہ ثابت ہو کہ نبی اکرم ﷺ مغرب کی اذان ہو جانے کے بعد سنتیں ادا کیا کرتے تھے حالانکہ نبی اکرم ﷺ نوافل کا سب سے زیادہ اہتمام کرتے تھے۔

681 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا اَبُوْ عَامِرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَامِرٍ الْاَنْصَارِيِّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ الْمُؤَذِّنُ اِذَا اَذَّنَ قَامَ نَاسٌ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَبْتَدِرُوْنَ السَّوَارِيَ يُصَلُّوْنَ حَتّٰى يَخْرُجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُمْ كَذٰلِكَ وَيُصَلُّوْنَ قَبْلَ الْمَغْرِبِ وَلَمْ يَكُنْ بَيْنَ الْاَذَانِ وَالْاِقَامَةِ شَيْءٌ ۔

☆☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں (نبی اکرم ﷺ کے زمانۂ اقدس میں) جب مؤذن اذان دے دیتا تھا تو نبی اکرم ﷺ کے اصحاب میں سے بعض حضرات اُٹھ کر تیزی سے ستون کی طرف لپکتے تھے اور نماز ادا کر لیتے تھے یہاں تک کہ جب نبی اکرم ﷺ تشریف لے آتے تھے تو وہ لوگ اسی طرح نماز ادا کر رہے ہوتے تھے۔

یہ لوگ مغرب سے پہلے بھی (نفل) ادا کر لیا کرتے تھے حالانکہ اس وقت اذان اور اقامت کے درمیان زیادہ فرق نہیں ہوتا تھا۔

40 - باب التَّشْدِيْدِ فِي الْخُرُوْجِ مِنَ الْمَسْجِدِ بَعْدَ الْاَذَانِ ۔

باب: اذان کے بعد مسجد سے باہر جانے کی شدید مذمت

682 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ اَشْعَثَ بْنِ اَبِي الشَّعْثَاءِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ رَاَيْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ وَمَرَّ رَجُلٌ فِي الْمَسْجِدِ بَعْدَ النِّدَاءِ حَتّٰى قَطَعَهُ فَقَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ اَمَّا هٰذَا فَقَدْ عَصَى اَبَا الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔

☆☆ اشعث بن ابوشعثاء اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: مجھے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات یاد ہے کہ ایک مرتبہ ایک شخص اذان ہو جانے کے بعد مسجد سے باہر چلا گیا تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس شخص نے حضرت ابوالقاسم ﷺ کی نافرمانی کی ہے۔

681-اخرجه البخاري في الاذان، باب كم بين الاذان و الاقامة، و من ينتظر الاقامة (الحديث 625) . والحديث عند: البخاري في الصلاة، باب الصلاة الى الاسطوانة (الحديث 503) . تحفة الاشراف (1112) .

682-اخرجه مسلم في المساجد و مواضع الصلاة، باب النهي عن الخروج من المسجد اذا اذن المؤذن (الحديث 258 و 259) بنحوه . و اخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب الخروج من المسجد بعد الاذان (الحديث 536) بنحوه . و اخرجه الترمذي في الصلاة، باب ما جاء في كراهية الخروج من المسجد بعد الاذان (الحديث 204) بنحوه . و اخرجه النسائي في الاذان، التشديد في الخروج من المسجد بعد الاذان (الحديث 683) . و اخرجه ابن ماجه في الاذان و السنة فيها، باب اذا اذن و انت في المسجد فلا تخرج (الحديث 733) بنحوه . تحفة الاشراف (13477) .

شرح: اذان ہو جانے کے بعد با جماعت نماز ہونے سے پہلے مسجد سے باہر جانا مکروہ ہے البتہ کسی عذر کی وجہ سے باہر جایا جا سکتا ہے۔ اس کی دلیل یہی مذکور بالا روایت ہے جسے امام نسائی نے یہاں نقل کیا ہے اور اس بارے میں فقہاء کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے۔

683 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ حَكِيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ عَنْ اَبِي عُمَيْسٍ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُوْ صَخْرَةَ عَنْ اَبِي الشَّعْثَاءِ قَالَ خَرَجَ رَجُلٌ مِّنَ الْمَسْجِدِ بَعْدَ مَا نُوْدِيَ بِالصَّلَاةِ فَقَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ اَمَّا هٰذَا فَقَدْ عَصٰى اَبَا الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔

☆☆ ابوشعثاء بیان کرتے ہیں: ایک شخص اذان ہو جانے کے بعد مسجد سے باہر چلا گیا تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "اس شخص نے حضرت ابوالقاسم ﷺ کی نافرمانی کی ہے"۔

41 - باب اِيْذَانِ الْمُؤَذِّنِيْنَ الْاَئِمَّةَ بِالصَّلَاةِ ۔

باب: مؤذن کا امام کو نماز کی اطلاع دینا (یا نماز کے لیے بلانا)

684 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِي ابْنُ اَبِي ذِئْبٍ وَيُوْنُسُ وَعَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ اَنَّ ابْنَ شِهَابٍ اَخْبَرَهُمْ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فِيْمَا بَيْنَ اَنْ يَفْرُغَ مِنْ صَلَاةِ الْعِشَاءِ اِلَى الْفَجْرِ اِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً يُسَلِّمُ بَيْنَ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ وَيُوْتِرُ بِوَاحِدَةٍ وَيَسْجُدُ سَجْدَةً قَدْرَ مَا يَقْرَاُ اَحَدُكُمْ خَمْسِيْنَ اٰيَةً ثُمَّ يَرْفَعُ رَاْسَهُ فَاِذَا سَكَتَ الْمُؤَذِّنُ مِنْ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَتَبَيَّنَ لَهُ الْفَجْرُ رَكَعَ رَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ ثُمَّ اضْطَجَعَ عَلٰى شِقِّهِ الْاَيْمَنِ حَتّٰى يَاْتِيَهُ الْمُؤَذِّنُ بِالْاِقَامَةِ فَيَخْرُجُ مَعَهُ وَبَعْضُهُمْ يَزِيْدُ عَلٰى بَعْضٍ فِي الْحَدِيْثِ ۔

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: کہ نبی اکرم ﷺ عشاء کی نماز کے بعد سے لے کر صبح صادق ہونے تک گیارہ رکعات ادا کیا کرتے تھے آپ ﷺ ہر دو رکعات کے بعد سلام پھیرتے تھے اور ایک رکعت کے ذریعے تمام نماز کو طاق کر لیتے تھے پھر آپ ﷺ سجدہ کرتے تھے جو اتنا طویل ہوتا تھا' جتنی دیر میں کوئی شخص پچاس آیات تلاوت کر سکتا ہے' پھر آپ ﷺ اپنا سر مبارک اُٹھا لیتے تھے۔ جب مؤذن فجر کی نماز کے لیے اذان دے کر خاموش ہوتا اور صبح صادق ہو چکی ہوتی' تو نبی اکرم ﷺ دو مختصر رکعات (یعنی فجر کی دو سنتیں) ادا کرتے تھے۔ پھر آپ ﷺ دائیں پہلو کے بل لیٹ جایا کرتے تھے' یہاں

683-تقدم في الاذان، التشديد في الخروج من المسجد بعد الاذان (الحديث 682) .

684-اخرجه مسلم في صلاة المسافرين و قصرها، باب صلاة الليل وعدد ركعات النبي صلى الله عليه وسلم في الليل، و ان الوتر ركعة و ان الركعة صلاة صحيحة (الحديث 122) . واخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب في صلاة الليل (الحديث 1337) . و الحديث عند: النسائي في السهو، باب السجود بعد الفراغ من الصلاة (الحديث 1327) . تحفة الاشراف (16573) .

تک کہ اقامت کے وقت مؤذن آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا تو آپ ﷺ اس کے ساتھ تشریف لے جایا کرتے تھے۔

(امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں:) اس روایت کو نقل کرتے ہوئے بعض راویوں نے دوسرے راویوں کے مقابلے میں زیادہ الفاظ نقل کیے ہیں۔

684 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ عَنْ شُعَيْبٍ عَنِ اللَّيْثِ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنِ ابْنِ اَبِي هِلَالٍ عَنْ مَخْرَمَةَ بْنِ سُلَيْمَانَ اَنَّ كُرَيْبًا مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ اَخْبَرَهُ قَالَ سَاَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ قُلْتُ كَيْفَ كَانَتْ صَلَاةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاللَّيْلِ فَوَصَفَ اَنَّهُ صَلَّى اِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً بِالْوِتْرِ ثُمَّ نَامَ حَتّٰى اسْتَثْقَلَ فَرَاَيْتُهُ يَنْفُخُ وَاَتَاهُ بِلَالٌ فَقَالَ الصَّلَاةَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ . فَقَامَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ وَصَلّٰى بِالنَّاسِ وَلَمْ يَتَوَضَّاْ .

☆☆ کریب بیان کرتے ہیں، میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے سوال کیا، میں نے پوچھا کہ نبی اکرم ﷺ رات کے وقت کس طرح نوافل ادا کیا کرتے تھے؟ تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ بات بیان کی کہ نبی اکرم ﷺ گیارہ رکعات ادا کیا کرتے تھے جو وتر سمیت ہوتی تھیں، پھر آپ ﷺ سو جایا کرتے تھے، پھر جب آپ ﷺ کا وزن بڑھ گیا تو میں نے آپ ﷺ کو خراٹے لیتے ہوئے بھی دیکھا۔ ایک مرتبہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے پاس آئے، انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! نماز کا وقت ہو گیا ہے، تو نبی اکرم ﷺ اٹھے، آپ ﷺ نے دو رکعات نماز ادا کی، پھر آپ ﷺ نے لوگوں کو (فجر کی) نماز پڑھائی، لیکن آپ ﷺ نے (نیند سے بیدار ہونے پر از سر نو) وضو نہیں کیا۔

42 - بَابُ اِقَامَةِ الْمُؤَذِّنِ عِنْدَ خُرُوْجِ الْاِمَامِ .

باب: امام کے آنے پر مؤذن کا اقامت کہنا

686 - اَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوْسٰى عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِي كَثِيْرٍ عَنْ

685-اخرجه البخاري في الوضوء، باب قراءة القرآن بعد الحدث وغيره (الحديث 183) مطولاً، و في الاذان، باب اذا قام الرجل عن يسار الامام فحوله الامام الى يمينه لم تفسد صلاتهما (الحديث 698)، و في الوتر، باب ما جاء في الوتر (الحديث 992) مطولاً، و في العمل في الصلاة، باب استعانة اليد في الصلاة اذا كان من امر الصلاة (الحديث 1198) مطولاً، و في التفسير، باب (ربنا انك من تدخل النار فقد اخزيته، و ما للظالمين من انصار) (الحديث 4571) مطولاً، و باب (ربنا اننا سمعنا مناديًا ينادي للايمان) (الحديث 4572) مطولاً. واخرجه مسلم في صلاة المسافرين و قصرها، باب الدعاء في صلاة الليل وقيامه، (الحديث 182 و183) مطولاً، و (الحديث 184) بنحوه . واخرجه ابوداؤد في الصلاة، باب في صلاة الليل وقيامه، (الحديث 1367) مطولاً . واخرجه الترمذي في الشمائل، باب ما جاء في عبادة رسول الله صلى الله عليه وسلم (الحديث 252) مطولاً واخرجه النسائي في قيام الليل و تطوع النهار باب ذكر ما يستفتح به القيام (الحديث 1619) واخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب ما جاء في كم يصلي بالليل (الحديث 1363) مطولاً . و الحديث عند: البخاري في التفسير، باب (الذين يذكرون الله قيامًا و قعودًا و على جنوبهم و يتفكرون في خلق السماوات والارض) (الحديث 4570) . و مسلم في صلاة المسافرين و قصرها، باب الدعاء في صلاة الليل وقيامه (الحديث 185) . تحفة الاشراف (6362) .

686-اخرجه البخاري في الاذان، باب متى يقوم الناس اذا راوا الامام عند الاقامة (الحديث 637)، و باب لا يسعى الى الصلاة مستعجلاً و ليقم بالسكينة و الوقار (الحديث 638)، و في الجمعة، باب المشي الى الجمعة (الحديث 909) . واخرجه مسلم في المساجد و مواضع الصلاة، باب متى يقوم الناس للصلاة، (الحديث 156) . و اخرجه ابوداؤد في الصلاة، باب في الصلاة تقام و لم يات الامام ينتظرونه قعودًا (الحديث 539 و540) . واخرجه الترمذي في الصلاة، باب كراهية ان ينتظر الناس الامام و هم قيام عند افتتاح الصلاة (الحديث 592) . و اخرجه النسائي في الامامة، قيام الناس اذا راوا الامام (الحديث 789) تحفة الاشراف (12106) .

عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِي قَتَادَةَ عَنْ اَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِذَا اُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ فَلَا تَقُوْمُوْا حَتّٰى تَرَوْنِي خَرَجْتُ".

☆☆ عبداللہ بن ابوقتادہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

"جب نماز کے لیے اقامت کہہ دی جائے، تو اس وقت تک کھڑے نہ ہو جب تک تم مجھے آتے ہوئے نہ دیکھ لو"۔

شرح

ڈاکٹر وہبہ زحیلی تحریر کرتے ہیں جب اقامت ہو تو نمازی نماز کے لئے کھڑے نہیں ہوں گے۔

جب تک امام کھڑا نہیں ہوتا یا امام آ نہیں جاتا۔ اس کی دلیل نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان ہے۔

"جب نماز کے لئے اقامت کہی جائے تو تم لوگ اس وقت تک کھڑے نہ ہو جب تک مجھے دیکھ نہ لو"۔

جہاں تک مقتدیوں کے نماز کے لئے کھڑے ہونے کے وقت کے تعین کا تعلق ہے۔

تو مالکیہ نے یہ بات کہی ہے: نمازی کے لئے اقامت کے وقت کھڑا ہونا جائز ہے، چاہے اس کے آغاز میں کھڑا ہو، یا بعد میں کھڑا ہو۔

لہٰذا اس کے لئے کسی حالت کے تعین کی ضرورت نہیں ہوگی، بلکہ لوگوں کی طاقت کا اندازہ لگایا جائے گا، کیونکہ کچھ لوگ بھاری بھرکم ہوتے ہیں کچھ کمزور ہوتے ہیں۔

جبکہ احناف اس بات کے قائل ہیں: نمازی "حی علی الفلاح" کے وقت کھڑے ہوں گے اور امام کے کھڑے ہو جانے کے بعد کھڑے ہوں گے۔

حنابلہ اس بات کے قائل ہیں: نمازیوں کے لئے یہ بات مستحب ہے، جب مؤذن "قد قامت الصلاۃ" کہے، تو وہ اس وقت کھڑے ہوں کیونکہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت منقول ہے کہ وہ اس وقت کھڑے ہوئے تھے جب مؤذن نے "قد قامت الصلاۃ" کہا تھا۔

شوافع اس بات کے قائل ہیں: مستحب یہ ہے، نماز اقامت ہو جانے کے بعد کھڑا ہو یہ اس وقت ہے جب امام نمازی کے ساتھ مسجد میں موجود ہو اور نمازی کے لئے یہ بات ممکن ہو کہ وہ تیزی سے کھڑا ہو سکتا ہو اس طرح کہ وہ تکبیر تحریمہ میں شامل ہونے کی فضیلت حاصل کر سکتا ہو۔

اگر ایسا نہ ہو اس سے پہلے ہی کھڑا ہو جائے گا ایسی صورت میں جب کہ وہ تکبیر تحریمہ میں شریک ہو سکتا ہو۔

8- کِتَابُ الْمَسَاجِدِ

مساجد (کے بارے میں روایات)

امام نسائی نے اس کتاب "مساجد (کے بارے میں روایات)" میں 46 تراجم ابواب اور 53 روایات نقل کی ہیں، جبکہ مکررات کو حذف کر دیا جائے تو روایات کی تعداد 49 ہوگی۔

1- باب الْفَضْلِ فِي بِنَاءِ الْمَسَاجِدِ

باب: مسجد تعمیر کرنے کی فضیلت

687 - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ عَنْ بَحِيرٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ عَنْ كَثِيرِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ بَنَى مَسْجِدًا يُذْكَرُ اللَّهُ فِيهِ بَنَى اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ".

★★ حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:
"جو شخص ایسی مسجد تعمیر کرتا ہے، جس میں اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے (یعنی نماز ادا کی جاتی ہے) تو اللہ تعالیٰ اس شخص کے لیے جنت میں گھر بنا دیتا ہے"۔

شرح

اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے علامہ ابوالحسن سندھی فرماتے ہیں: یہاں یہ جملہ علت بیان کرنے کے لئے ہے گویا کہ یہ کہا جا رہا ہے کہ جو شخص اللہ کا گھر اس لئے بناتا ہے کہ تاکہ اس میں اللہ کا ذکر کیا جائے تو اس صورت میں اس کا مفہوم یوں ہوگا کہ اللہ کی رضا کے حصول کے لئے گھر بناتا ہے اسے یہ فضیلت حاصل ہوگی۔

اللہ تعالیٰ کی طرف گھر بنانے کی نسبت مجازی اعتبار سے ہے کیونکہ تعمیر کرنے کو مجازی طور پر تخلیق کرنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ تاہم اس کی نسبت حقیقی ہے۔

ابن جوزی کہتے ہیں: جو شخص مسجد پر اپنا نام تحریر کر دیتا ہے یعنی اس مسجد پر جس کو اس نے تعمیر کیا ہے، تو وہ شخص مخلص نہیں ہوتا ہے۔

687- انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (10767) .

2- باب الْمُبَاهَاةِ فِي الْمَسَاجِدِ

باب: مساجد (کی تعمیر میں) ایک دوسرے کے مقابلے میں فخر کا اظہار کرنا

688 - أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ أَنْبَأَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ أَنْ يَتَبَاهَى النَّاسُ فِي الْمَسَاجِدِ".

★★ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:
"قیامت کی نشانیوں میں یہ بات بھی شامل ہے، کہ لوگ مساجد کی تعمیر میں (ایک دوسرے کے مقابلے میں) فخر کا اظہار کریں گے"۔

3- باب ذِكْرِ أَيِّ مَسْجِدٍ وُضِعَ أَوَّلاً

باب: اس بات کا تذکرہ کہ کون سی مسجد سب سے پہلے بنائی گئی تھی؟

689 - أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ كُنْتُ أَقْرَأُ عَلَى أَبِي الْقُرْآنَ فِي السِّكَّةِ فَإِذَا قَرَأْتُ السَّجْدَةَ سَجَدَ فَقُلْتُ يَا أَبَتِ أَتَسْجُدُ فِي الطَّرِيقِ فَقَالَ إِنِّي سَمِعْتُ أَبَا ذَرٍّ يَقُولُ سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ مَسْجِدٍ وُضِعَ أَوَّلاً قَالَ "الْمَسْجِدُ الْحَرَامُ". قُلْتُ ثُمَّ أَيٌّ قَالَ "الْمَسْجِدُ الْأَقْصَى". قُلْتُ وَكَمْ بَيْنَهُمَا قَالَ "أَرْبَعُونَ عَامًا وَالْأَرْضُ لَكَ مَسْجِدٌ فَحَيْثُمَا أَدْرَكْتَ الصَّلَاةَ فَصَلِّ".

★★ ابراہیم نامی راوی بیان کرتے ہیں، میں گلی میں اپنے والد کے سامنے قرآن کی تلاوت کر رہا تھا، جب میں نے سجدے سے متعلق آیت تلاوت کی تو انہوں نے سجدۂ تلاوت کیا، میں نے دریافت کیا: اے ابا جان! کیا آپ راستے میں سجدہ کر رہے ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا: میں نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے، کہ وہ بیان کرتے ہیں، میں نے نبی اکرم ﷺ سے سوال کیا: کون سی مسجد سب سے پہلے بنائی گئی تھی؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: مسجد الحرام، میں نے دریافت کیا: پھر کون سی بنائی گئی؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: مسجد اقصیٰ، میں نے دریافت کیا: ان دونوں کے درمیان کتنا وقفہ ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: چالیس سال کا۔

(پھر آپ ﷺ نے فرمایا:)

688- اخرجه ابوداؤد في الصلاة، باب في بناء المساجد (الحديث 449) . واخرجه ابن ماجه في المساجد و الجماعات، باب تشييد المساجد (الحديث 739) . تحفة الاشراف (951) .

689- اخرجه البخاري في الانبياء، باب . 1 . (الحديث 3366)، وباب قول الله تعالى: (ووهبنا لداود سليمان، نعم العبد انه اواب) (الحديث 3425) . واخرجه مسلم في المساجد و مواضع الصلاة، (الحديث 1 و2) . واخرجه النسائي في التفسير: سورة آل عمران، قوله تعالى: (ان اول بيت وضع للناس) (الحديث 89) . واخرجه ابن ماجه في المساجد و الجماعات، باب اي مسجد وضع اول (الحديث 753) . تحفة الاشراف (11994) .

"تمہارے لیے تمام روئے زمین مسجد ہے (یعنی نماز ادا کرنے کے قابل ہے) تمہیں جہاں بھی نماز کا وقت آ جائے تو تم وہاں نماز ادا کرلو"۔

شرح

اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: قرطبی نے یہ بات بیان کی ہے: اس میں اشکال پایا جاتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ مسجد حرام کی تعمیر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کی تھی اور یہ بات قرآن کی نص سے ثابت ہے جبکہ مسجد اقصیٰ کو حضرت سلیمان علیہ السلام نے تعمیر کیا تھا۔

اس طرح امام نسائی نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے اس بارے میں حدیث نقل کی ہے جس کی سند صحیح ہے جبکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے درمیان طویل عرصہ ہے۔

اہل تاریخ اس بات کے قائل ہیں: یہ عرصہ ایک ہزار سال سے زیادہ پر محیط ہے۔

قرطبی کہتے ہیں: یہ اشکال اس طرح ختم ہوسکتا ہے کہ یہ کہا جائے: آیت اور حدیث اس بات پر دلالت نہیں کرتی کہ صرف حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام نے ہی ان مساجد کی تعمیر کی تھی۔ اس کی وجہ پہلے بیان کر چکے ہیں بلکہ ان دونوں حضرات نے ان مساجد کی تعمیر کی تجدید کی تھی کیونکہ ان دونوں مساجد کی بنیاد ان دونوں حضرات کے علاوہ کسی دوسرے نے رکھی تھی۔

یہ روایت بھی منقول ہے کہ سب سے پہلے خانہ کعبہ کی تعمیر حضرت آدم علیہ السلام نے کی تھی۔ اس بنیاد پر ایسا ہونا ممکن ہوگا کہ ان کی اولاد میں سے کسی شخص نے چالیس سال گزرنے کے بعد بیت المقدس کی تعمیر کا آغاز کیا ہو۔

(سیوطی کہتے ہیں) بلکہ میں یہ کہتا ہوں: حضرت آدم علیہ السلام نے بذاتِ خود بیت المقدس کی تعمیر کی تھی۔

حافظ ابن حجر عسقلانی نے اپنی کتاب "التیجان" میں یہ بات تحریر کی ہے۔ ابن ہشام یہ کہتے ہیں: جب حضرت آدم علیہ السلام نے خانہ کعبہ کی تعمیر مکمل کر لی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں یہ حکم دیا کہ وہ بیت المقدس کی طرف روانہ ہوں اور وہاں اس کی تعمیر کریں تو حضرت آدم علیہ السلام نے بیت المقدس کی تعمیر بھی کی تھی اور وہاں قربانی کی تھی۔

اس حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے علامہ ابوالحسن سندھی فرماتے ہیں: علماء نے یہ بات بیان کی ہے: یہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مسجد حرام تعمیر کرنا اور مسجد اقصیٰ کو حضرت سلیمان علیہ السلام کا تعمیر کرنا مراد نہیں ہے کیونکہ ان دونوں انبیاء کرام کے درمیان طویل مدت پائی جاتی ہے اور اس میں کوئی شک بھی نہیں بلکہ یہاں ان دونوں مساجد کی وہ تعمیر مراد ہے جو ان دونوں حضرات کی تعمیر سے پہلے ہوئی تھی۔

4 - باب فَضْلِ الصَّلَاةِ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ.

باب: مسجد حرام میں نماز ادا کرنے کی فضیلت

690 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ اِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَعْبَدِ بْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ مَيْمُونَةَ

زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ مَنْ صَلّٰى فِي مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "الصَّلَاةُ فِيْهِ اَفْضَلُ مِنْ اَلْفِ صَلَاةٍ فِيْمَا سِوَاهُ اِلَّا مَسْجِدَ الْكَعْبَةِ".

☆☆ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: کہ جو شخص نبی اکرم ﷺ کی مسجد میں نماز ادا کرتا ہے تو میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

"اس میں نماز ادا کرنا کسی بھی دوسری جگہ پر نماز ادا کرنے کے مقابلے میں ایک ہزار گنا زیادہ فضیلت رکھتا ہے البتہ خانہ کعبہ والی مسجد کا حکم مختلف ہے (یعنی اس میں نماز ادا کرنے کا ثواب زیادہ ہے)"۔

شرح

اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے امام سیوطی فرماتے ہیں: امام نووی نے یہ بات تحریر کی ہے: اِن استثناء سے مراد کیا ہے؟ اس بارے میں علماء کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے کیونکہ علماء کے مابین اس بارے میں بھی اختلاف پایا جاتا ہے کہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں سے افضل کون سا ہے؟ اور اسی بنیاد پر یہ اختلاف بھی پایا جاتا ہے تو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس سے مراد یہ ہے کہ مسجد حرام کا حکم مختلف ہے۔

کیونکہ مسجد حرام میں نماز ادا کرنا میری اس مسجد میں نماز ادا کرنے سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے جب کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اس بات کے قائل ہیں۔ اس سے مراد یہ ہے کہ مسجد حرام کا حکم مختلف ہے کیونکہ میری اس مسجد میں نماز ادا کرنا مسجد حرام میں نماز ادا کرنے سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔

لیکن یہ فضیلت ایک ہزار گنا سے کم ہے۔

5 - باب الصَّلَاةِ فِي الْكَعْبَةِ.

باب: خانہ کعبہ کے اندر نماز ادا کرنا

691 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

690- اخرجه مسلم في الحج، باب فضل الصلاة بمسجدي مكة و المدينة (الحديث 510) مطولاً . و اخرجه النسائي في مناسك الحج، فضل الصلاة في المسجد الحرام (الحديث 2898) تحفة الاشراف (18057) .

691- اخرجه البخاري في الصلاة، باب قول الله تعالى: (واتخذوا من مقام ابراهيم مصلى) (الحديث 397) بمعناه، و باب الابواب و الغلق للكعبة و المساجد (الحديث 468) بنحوه، و باب الصلاة بين السواري في غير جماعة (الحديث 504) بنحوه، و (الحديث 505) مطولاً، و باب 97 . (الحديث 506) بمعناه . و في التهجد، باب ما جاء في التطوع مثنى مثنى (الحديث 1167) بنحوه، و في الحج، باب اغلاق البيت (الحديث 1598)، و باب الصلاة في الكعبة (الحديث 1599) بمعناه، و في الجهاد، باب الردف على الحمار (الحديث 2988) بنحوه مطولاً، و في المغازي، باب دخول النبي صلى الله عليه وسلم من اعلى مكة (الحديث 4289) بنحوه مطولاً، و باب حجة الوداع (الحديث 4400) بنحوه مطولاً . و اخرجه مسلم في الحج، باب استحباب دخول الكعبة للحاج وغيره و الصلاة فيها و الدعاء في نواحيها كلها (الحديث 388 و 389 و 390 و 391 و 392 و 393 و 394) . و اخرجه ابو داؤد في المناسك (الحج)، باب الصلاة في الكعبة (الحديث 2023 و 2034 و 2035) بنحوه . و اخرجه النسائي في القبلة، مقدار ذلك (الحديث 748) بنحوه مطولاً، و في مناسك الحج، دخول البيت (الحديث 2905 و 2906)، و موضع الصلاة في البيت (الحديث 2907 و 2908) و اخرجه ابن ماجه في المناسك، باب دخول الكعبة (الحديث 3063) بنحوه . تحفة الاشراف (2037) .

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَيْتَ هُوَ وَأُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ وَبِلَالٌ وَعُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ فَأَغْلَقُوا عَلَيْهِمْ فَلَمَّا فَتَحَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُنْتُ أَوَّلَ مَنْ وَلَجَ فَلَقِيتُ بِلَالًا فَسَأَلْتُهُ هَلْ صَلَّى فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ صَلَّى بَيْنَ الْعَمُودَيْنِ الْيَمَانِيَيْنِ.

☆☆ سالم اپنے والد حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ کے اندر تشریف لے گئے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم' حضرت اسامہ بن زید' حضرت بلال اور حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہم (اندر گئے تھے) ان حضرات نے دروازہ بند کرلیا' پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دروازہ کھولا' تو سب سے پہلے میں اندر داخل ہوا' میری ملاقات حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے ہوئی' میں نے ان سے سوال کیا: کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اندر نماز ادا کی ہے؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو یمانی ستونوں کے درمیان نماز ادا کی ہے۔

شرح

فقہاء کے نزدیک خانہ کعبہ کے اندر نماز ادا کرنا درست ہے۔

احناف اس بات کے قائل ہیں: خانہ کعبہ کے اندر نماز ادا کرنا درست ہے۔ خواہ فرض نماز ہو یا نفل نماز ہو خانہ کعبہ کے اندر نماز ادا کی جائے یا اس کی سطح کے اوپر نماز ادا کی جائے تنہا نماز ادا کی جائے یا جماعت کے ساتھ ادا کی جائے۔ اگرچہ سامنے سترہ نہ بھی رکھا جائے۔

تاہم احناف کے نزدیک خانہ کعبہ کی چھت کے اُوپر نماز ادا کرنا مکروہ ہے کیونکہ اس میں بے ادبی کا پہلو پایا جاتا ہے اور خانہ کعبہ کی جو تعظیم مطلوب ہے اس کو ترک کرنا لازم آتا ہے۔ ویسے بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع کیا ہے۔

6 - باب فَضْلِ الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى وَالصَّلَاةِ فِيهِ.

باب: مسجد اقصیٰ اور اس میں نماز ادا کرنے کی فضیلت

692 - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو مُسْهِرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ يَزِيدَ عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ عَنِ ابْنِ الدَّيْلَمِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "أَنَّ سُلَيْمَانَ بْنَ دَاوُدَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا بَنَى بَيْتَ الْمَقْدِسِ سَأَلَ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ خِلَالًا ثَلَاثَةً سَأَلَ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ حُكْمًا يُصَادِفُ حُكْمَهُ فَأُوتِيَهُ وَسَأَلَ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ مُلْكًا لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ مِنْ بَعْدِهِ فَأُوتِيَهُ وَسَأَلَ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ حِينَ فَرَغَ مِنْ بِنَاءِ الْمَسْجِدِ أَنْ لَا يَأْتِيَهُ أَحَدٌ لَا يَنْهَزُهُ إِلَّا الصَّلَاةُ فِيهِ أَنْ يُخْرِجَهُ مِنْ خَطِيئَتِهِ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ".

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

692- اخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب ما جاء في الصلاة في مسجد بيت المقدس (الحديث 1408) بنحوه . تحفة الاشراف (8844) .

"جب حضرت سلیمان علیہ السلام نے بیت المقدس کی تعمیر شروع کی تو انہوں نے اللہ تعالیٰ سے تین چیزوں کا سوال کیا' ایک یہ کہ وہ ایسا فیصلہ کریں جو اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق ہو' یہ چیز انہیں عطاء کردی گئی۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے ایسی بادشاہی مانگی جو ان کے بعد کسی کو نہ مل سکے' تو یہ چیز بھی انہیں عطاء کردی گئی۔ جب وہ مسجد کی تعمیر سے فارغ ہوئے' تو انہوں نے اللہ تعالیٰ سے یہ دعا مانگی:

"جو شخص یہاں' صرف اس مسجد میں نماز ادا کرنے کی نیت سے' آئے گا' اللہ تعالیٰ اُسے اس کے گناہوں سے اس طرح پاک کردے' جیسے وہ اس دن تھا جیسے اس کی ماں نے اُسے جنم دیا تھا"۔

شرح

مسجد اقصیٰ فلسطین کے شہر یروشلم میں ہے۔ یہ سابقہ انبیاء کا قبلہ ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی سولہ یا سترہ ماہ تک مسجد اقصیٰ کی طرف رُخ کر کے نماز ادا کی تھی۔ مسجد اقصیٰ کو بیت المقدس بھی کہا جاتا ہے۔

اس مسجد کی تعمیر تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے کی تھی جیسا کہ اس سے پہلے ہم حدیث 689 کی شرح میں یہ بات بیان کر چکے ہیں۔

7 - باب فَضْلِ مَسْجِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالصَّلَاةِ فِيهِ.

باب: مسجد نبوی کی فضیلت اور اس میں نماز ادا کرنے کی فضیلت

693 - أَخْبَرَنَا كَثِيرُ بْنُ عُبَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ عَنِ الزُّبَيْدِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَأَبِي عَبْدِ اللَّهِ الْأَغَرِّ مَوْلَى الْجُهَنِيِّينَ وَكَانَا مِنْ أَصْحَابِ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُمَا سَمِعَا أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ صَلَاةٌ فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفْضَلُ مِنْ أَلْفِ صَلَاةٍ فِيمَا سِوَاهُ مِنَ الْمَسَاجِدِ إِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آخِرُ الْأَنْبِيَاءِ وَمَسْجِدُهُ آخِرُ الْمَسَاجِدِ. قَالَ أَبُو سَلَمَةَ وَأَبُو عَبْدِ اللَّهِ لَمْ نَشُكَّ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ كَانَ يَقُولُ عَنْ حَدِيثِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَنَعَنَا أَنْ نَسْتَثْبِتَ أَبَا هُرَيْرَةَ فِي ذَلِكَ الْحَدِيثِ حَتَّى إِذَا تُوُفِّيَ أَبُو هُرَيْرَةَ ذَكَرْنَا ذَلِكَ وَتَلَاوَمْنَا أَنْ لَا نَكُونَ كَلَّمْنَا أَبَا هُرَيْرَةَ فِي ذَلِكَ حَتَّى يُسْنِدَهُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ كَانَ سَمِعَهُ مِنْهُ فَبَيْنَا نَحْنُ عَلَى ذَلِكَ جَالَسَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ قَارِظٍ فَذَكَرْنَا ذَلِكَ الْحَدِيثَ وَالَّذِي فَرَّطْنَا فِيهِ مِنْ نَصِّ أَبِي هُرَيْرَةَ فَقَالَ لَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَشْهَدُ أَنِّي سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

693- اخرجه البخاري في فضل الصلاة في مسجد مكة و المدينة باب [illegible] الصلاة في مسجد مكة و المدينة (الحديث 1190) مختصراً . و اخرجه مسلم في الحج، باب فضل الصلاة بمسجدي مكة و المدينة (الحديث 507)، و (الحديث 508) مختصراً . و اخرجه الترمذي في الصلاة، باب ما جاء في اي المساجد افضل (الحديث 325) مختصراً . و اخرجه النسائي في مناسك الحج، فضل الصلاة في المسجد الحرام (الحديث 2899) مختصراً . و اخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب ما جاء في فضل الصلاة في المسجد الحرام و مسجد النبي صلى الله عليه وسلم (الحديث 1404) مختصراً . تحفة الاشراف (13464 و 13551) .

"فَاِنِّیْ اٰخِرُ الْاَنْبِیَاءِ وَاِنَّهٗ اٰخِرُ الْمَسَاجِدِ."

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ کی مسجد میں نماز ادا کرنا باقی کسی بھی جگہ پر ایک ہزار نمازیں ادا کرنے سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے' مسجد حرام کا حکم مختلف ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے' کہ نبی اکرم ﷺ سب سے آخری نبی ہیں اور آپ ﷺ کی مسجد سب سے آخری مسجد ہے (یعنی جو کسی نبی کی طرف منسوب ہو)۔

ابوسلمہ اور ابوعبداللہ نامی راوی بیان کرتے ہیں' ہمیں اس بارے میں کوئی شک نہیں ہے' کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کی حدیث کے طور پر یہ بات بیان کیا کرتے تھے' لیکن ہم حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس حدیث کے بارے میں تحقیق نہیں کر سکے' یہاں تک کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا' جب ہمیں یہ بات یاد آئی تو ہم نے اس بارے میں خود کو ملامت کی کہ ہم نے اس بارے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بات چیت کیوں نہیں کی تا کہ وہ اس حدیث کی سند نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے بیان کر دیتے' اگر انہوں نے یہ بات نبی اکرم ﷺ کی زبانی سنی ہوتی۔

ایک مرتبہ ہم عبداللہ بن ابراہیم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے' ہم نے اس حدیث کا تذکرہ کیا اور اس بارے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے صراحت حاصل کرنے کے حوالے سے ہم سے جو کوتاہی ہوئی تھی' اس کا تذکرہ کیا' تو عبداللہ بن ابراہیم نے ہمیں بتایا: میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے' کہ نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

"میں سب سے آخری نبی ہوں اور یہ سب سے آخری مسجد ہے (جو کسی نبی کی طرف منسوب ہو گی)"۔

شرح

اس حدیث میں نبی اکرم ﷺ کی مسجد کی فضیلت کا بیان ہے کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے یہ بات بیان کی ہے۔

مسجد نبوی میں ایک نماز ادا کرنا دیگر کسی بھی جگہ پر ایک ہزار نمازیں ادا کرنے سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔

تاہم نبی اکرم ﷺ نے یہاں ایک ہزار سے زیادہ کی حد بندی کوئی نہیں کی ہے اور اللہ تعالیٰ کا فضل بے شمار ہے۔

یہاں دوسری بات یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمانا کہ یہ آخری مسجد ہے اس سے مراد یہ ہے کہ یہ وہ آخری مسجد ہے جسے کسی نبی نے تعمیر کیا ہو۔

علامہ ابوالحسن سندھی فرماتے ہیں: اس سے مراد یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ان تین مساجد میں سے آخری یعنی تیسری مسجد ہے جس میں نماز ادا کرنا اضافی فضیلت رکھتا ہے۔

ایک احتمال یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ مسجد سب سے آخر تک برقرار رہے گی۔

694 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ بَكْرٍ عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيْمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ قَالَ

694-اخرجه البخاري في فضل الصلاة في مسجد مكة و المدينة، باب فضل ما بين القبر و المنبر (الحديث 1195) . واخرجه مسلم في الحج، باب ما بين القبر و المنبر روضة من رياض الجنة (الحديث 500 و 501) . تحفة الاشراف (5300) .

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَا بَيْنَ بَيْتِیْ وَمِنْبَرِیْ رَوْضَةٌ مِّنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ".

☆☆ حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

"میرے گھر اور میرے منبر کی درمیانی جگہ جنت کا ایک باغ ہے"۔

شرح

اس حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے علامہ ابن عبدالبر تحریر کرتے ہیں علماء نے نبی اکرم ﷺ کے اس فرمان کے مفہوم کے بارے میں اختلاف کیا ہے۔ بعض علماء اس بات کے قائل ہیں: اس سے مراد یہ ہے کہ قیامت کے دن اس حصے کو اٹھایا جائے گا اور اسے جنت کا باغ بنا دیا جائے گا۔

جبکہ بعض حضرات نے یہ بات بیان کی ہے: کہ یہ الفاظ مجاز کے طور پر استعمال ہوئے ہیں۔

جن حضرات نے ان الفاظ کو مجاز کے طور پر مراد لیا ہے ان کی مراد یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ اور دیگر لوگ یہاں تشریف فرما ہوتے تھے۔ قرآن کی تعلیم لوگ حاصل کیا کرتے تھے۔ دین اور ایمان کی تعلیم حاصل کیا کرتے تھے۔ اس لئے نبی اکرم ﷺ نے اس جگہ کو باغ کے ساتھ تشبیہ دی ہے کیونکہ لوگ یہاں آ کر علمی خوشہ چینی کرتے ہیں اور نبی اکرم ﷺ نے اس کی نسبت جنت کی طرف کی ہے بالکل اسی طرح جس طرح آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے۔

"جنت تلواروں کے سائے کے نیچے ہے"۔

یعنی جو شخص یہ عمل کرے گا وہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔

اسی طرح حدیث میں یہ بات بھی منقول ہے "ماں جنت کا ایک دروازہ ہے"۔

تو نبی اکرم ﷺ کی یہاں مراد یہ ہے کہ ماں کی فرمانبرداری انسان کو جنت کی طرف لے جاتی ہے۔

روایت کے یہ الفاظ "میرے گھر" سے مراد تمام ازواجِ مطہرات کے گھر نہیں ہیں بلکہ اس سے مراد سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا گھر ہے جہاں نبی اکرم ﷺ کی قبر مبارک بھی بنی اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:

"منبر اور عائشہ کے گھر کے درمیان کی جگہ جنت کا ایک باغ ہے"۔

اس روایت کو امام طبرانی نے معجم اوسط میں نقل کیا ہے۔

یہ بات علامہ ابن حجر نے بیان کی ہے۔

695 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمَّارٍ الدُّهْنِیِّ عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اِنَّ قَوَائِمَ مِنْبَرِیْ هٰذَا رَوَاتِبُ فِی الْجَنَّةِ".

☆☆ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' کہ نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

695-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (18235) .

"میرے اس منبر کے پائے جنت میں گڑے ہوئے ہیں"۔

شرح

علامہ ابوالحسن سندھی فرماتے ہیں: لفظ رواتب لفظ راتبہ کی جمع ہے۔ جو لفظ رتب سے ماخوذ ہے، جس کا مطلب نصب ہونا ہے۔ اور حدیث کا مطلب یہ ہے: اس مقام پر جو زمین کا حصہ ہے جہاں یہ منبر موجود ہے وہ حصہ جنت سے تعلق رکھتا ہے، گویا منبر کے یہ پائے جنت میں گڑے ہوئے ہیں۔ یا یہ مفہوم ہو سکتا ہے کہ انہیں جنت میں منتقل کر دیا جائے گا۔

••••——••••——••••

8 - باب ذِكْرِ الْمَسْجِدِ الَّذِي أُسِّسَ عَلَى التَّقْوَى .

باب: اس مسجد کا تذکرہ جس کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی ہے

696 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ اَبِي اَنَسٍ عَنِ ابْنِ اَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنْ اَبِيهِ قَالَ تَمَارَى رَجُلَانِ فِي الْمَسْجِدِ الَّذِي اُسِّسَ عَلَى التَّقْوَى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ فَقَالَ رَجُلٌ هُوَ مَسْجِدُ قُبَاءٍ وَقَالَ الْآخَرُ هُوَ مَسْجِدُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "هُوَ مَسْجِدِي هٰذَا" .

★★ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے اپنے والد کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں: دو آدمیوں کے درمیان اس مسجد کے بارے میں بحث ہوگئی، جس کی بنیاد پہلے دن سے تقویٰ پر رکھی گئی تھی (جس کا ذکر قرآن میں ہے)۔ اس شخص نے کہا: یہ مسجد قبا ہے۔ دوسرے شخص نے کہا: اس سے مراد مسجد نبوی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس سے مراد میری یہ مسجد ہے۔

شرح

اس روایت میں سورہ توبہ کی آیت 19 کے مراد اور مفہوم کا تعین ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"وہ مسجد کہ پہلے ہی دن جس کی بنیاد پرہیزگاری پر رکھی گئی وہ اس بات کی زیادہ حقدار ہے کہ تم اس میں قیام کرو"۔

اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے امام جلال الدین سیوطی تحریر کرتے ہیں۔ امام نووی فرماتے ہیں: یہ حدیث اس بارے میں نص ہے کہ وہ مسجد جس کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی اور جس کا ذکر قرآن میں ہے۔ اس سے مراد مسجد نبوی ہے۔ اور اس کے ذریعے ان حضرات کی تردید ہو جاتی ہے جو بعض مفسرین نے یہ بات بیان کی ہے۔ اس سے مراد مسجد قبا ہے۔ شیخ عراقی نے شرح ترمذی میں یہ بات تحریر کی ہے۔ احادیث میں بعض ایسی روایات بھی منقول ہیں جو اس بات پر دلالت

696-اخرجه مسلم في الحج، باب بيان ان المسجد الذي اسس على التقوى هو مسجد النبي صلى الله عليه وسلم بالمدينة (الحديث 514) بمعناه . واخرجه الترمذي في تفسير القرآن، باب (ومن سورة التوبة) (الحديث 3099) . واخرجه النسائي في التفسير: سورة التوبة، قوله تعالى: (لمسجد اسس على التقوى من اول يوم احق ان تقوم فيه) (الحديث 248) . تحفة الاشراف (4118) .

کرتی ہیں اس سے مراد مسجد قبا ہے، تاہم یہ حدیث ترجیح رکھتی ہے اور زیادہ صریح ہے۔

ابن عطیہ کہتے ہیں: اس واقعے کے ساتھ جو تفصیل زیادہ مناسبت رکھتی ہے وہ یہی ہے کہ اس سے مراد مسجد قبا ہو۔

عراقی کہتے ہیں: لیکن ابن عطیہ کو علم حدیث میں مہارت حاصل نہیں تھی۔ (جس کی وجہ سے انہوں نے یہ رائے دی تھی)

9 - باب فَضْلِ مَسْجِدِ قُبَاءٍ وَّالصَّلَاةِ فِيهِ .

باب: مسجد قبا اور اس میں نماز ادا کرنے کی فضیلت

697 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْتِي قُبَاءً رَاكِبًا وَّمَاشِيًا .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (بعض اوقات) سوار ہو کر اور (بعض اوقات) پیدل مسجد قبا تشریف لایا کرتے تھے۔

شرح

قبا ایک بستی کا نام ہے یہاں انصار کے گھرانے آباد تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معمول مبارک تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بعض اوقات سوار ہو کر اور کبھی پیدل بھی قبا تشریف لے جایا کرتے تھے۔

698 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا مُجَمِّعُ بْنُ يَعْقُوبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سُلَيْمَانَ الْكِرْمَانِيِّ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا اُمَامَةَ بْنَ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ قَالَ قَالَ اَبِي قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ خَرَجَ حَتّٰى يَاْتِيَ هٰذَا الْمَسْجِدَ مَسْجِدَ قُبَاءٍ فَصَلّٰى فِيهِ كَانَ لَهٗ عِدْلَ عُمْرَةٍ" .

★★ حضرت ابوامامہ بن سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میرے والد نے یہ بات بیان کی ہے، کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

"جو شخص (اپنے گھر سے) نکلے اور اس مسجد تک آئے (یعنی) مسجد قبا تک آئے اور وہاں نماز ادا کرے تو اسے عمرہ کرنے کے برابر ثواب ملتا ہے"۔

شرح

اس حدیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد قباء کی فضیلت بیان کی ہے: کہ مسجد قباء میں بطور خاص جا کر نماز ادا کرنا عمرے کے برابر اجر و ثواب رکھتا ہے۔

علامہ ابوالحسن سندھی فرماتے ہیں: یہاں روایت میں استعمال ہونے والے لفظ "عدل" میں عین پر زیر بھی پڑھی جا سکتی ہے۔

697-اخرجه مسلم في الحج، باب فضل مسجد قباء، و فضل الصلاة فيه و زيارته (الحديث 518) . تحفة الأشراف (7239) .

698-اخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب ما جاء في الصلاة في مسجد قباء (الحديث 1412) بنحوه . تحفة الاشراف (4657) .

اور زبر بھی پڑھی جا سکتی ہے اور اس کا مطلب مثل (مانند ہونا) ہے۔

ایک قول کے مطابق اگر عین پر زبر پڑھی جائے تو اس سے مراد وہ چیز ہوگی جو اس کی جنس سے تعلق رکھتی ہو اور اس کی مانند ہو اور اگر عین پر زیر پڑھی جائے تو اس سے مراد وہ چیز ہوگی جو اس کی مانند ہو لیکن اس کی جنس سے تعلق نہ رکھتی ہو۔

اور ایک قول کے مطابق اس کے برعکس مفہوم ہوگا تاہم زیادہ مناسب یہ ہے کہ اگر زبر پڑھی جائے تو اس سے مراد وہ چیز ہوگی جو حسی اعتبار سے اس کے مشابہ ہو اور اگر اس پر زبر پڑھی جائے تو اس سے مراد وہ چیز ہوگی جو معنوی اعتبار سے اس کے مساوی ہو۔

اس حدیث سے اس بات کا حکم ثابت ہو جاتا ہے کہ مسجد حرام، مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ کے علاوہ مسجد قبا کی زیارت کے لئے بھی جایا جا سکتا ہے اور وہاں جا کر نماز ادا کرنا اضافی فضیلت کا باعث بنتا ہے۔

اس روایت کے ذریعے ان حضرات کے نظریے کی تردید ہو جاتی ہے جو اس بات کے قائل ہیں: تین مساجد کے علاوہ اور کسی بھی مسجد کی طرف سفر نہیں کیا جا سکتا۔ اور کسی بھی جگہ کی طرف سفر نہیں کیا جا سکتا۔

جیسا کہ اگلی روایت میں یہی بات منقول ہے اور پھر وہ حضرات اس روایت کی بنیاد پر یہ فتویٰ دیتے ہیں نعوذ باللہ نبی اکرم ﷺ کے روضہ مبارک کی زیارت کی نیت سے مدینہ منورہ کی طرف سفر کرنا معصیت ہوگا حالانکہ یہ بات بالکل غلط ہے۔

10 - باب مَا تُشَدُّ الرِّحَالُ اِلَيْهِ مِنَ الْمَسَاجِدِ

باب: تین مساجد کی طرف سفر کیا جا سکتا ہے

699 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ اِلَّا اِلٰى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ مَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَسْجِدِيْ هٰذَا وَمَسْجِدِ الْاَقْصٰى".

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''صرف تین مساجد کی طرف سفر کیا جا سکتا ہے: مسجد حرام، میری یہ مسجد اور مسجد اقصیٰ''۔

شرح

اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے امام سیوطی نے یہ بات تحریر کی ہے۔ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں:

یہاں نفی کا لفظ استعمال کیا گیا ہے لیکن مراد ممانعت ہے۔ یعنی ان تین مساجد کے علاوہ کسی اور مسجد کی طرف سفر نہیں کیا جا سکتا۔ روایت کے متن میں استعمال ہونے والے رحال لفظ ''رحل'' کی جمع ہے اور رحل اونٹ کے لئے وہی حیثیت رکھتی ہے جو

699-اخرجه البخاري في فضل الصلاة في مسجد مكة و المدينة، باب فضل الصلاة في مسجد مكة و المدينة (الحديث 1189) . واخرجه مسلم في الحج، باب لا تشد الرحال الا الى ثلاثة مساجد (الحديث 511) . واخرجه ابو داؤد في المناسك (الحج)، باب في اتيان المدينة (الحديث 2033) . تحفة الاشراف (13130) .

گھوڑے کے لئے زین حیثیت رکھتی ہے (یعنی یہ اونٹ کے پالان کو کہا جاتا ہے) اور پالان باندھنے کو سفر کرنے کے کنایہ کے لئے استعمال کیا جاتا ہے کیونکہ یہ اس کے لئے لازم ہے۔

اسی حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے علامہ ابوالحسن سندھی نے یہ بات بیان کی ہے: کہ مساجد میں سے صرف تین مساجد کی طرف سفر کیا جا سکتا ہے جہاں تک علم کے حصول، علماء اور نیک لوگوں کی زیارت یا تجارت وغیرہ کی غرض سے کئے جانے والے سفر کا تعلق ہے تو وہ اس ممانعت کے حکم میں داخل نہیں ہوگا۔ اسی طرح سفر کئے بغیر دوسری مساجد کی زیارت کرنا بھی اس میں داخل نہیں ہوگا۔ جیسے اہل مدینہ مسجد قباء کی زیارت کے لئے جا سکتے ہیں۔ تو یہ چیز ممانعت کے حکم میں داخل نہیں ہوگی۔ باقی اللہ بہتر جانتا ہے۔

اس روایت کی بنیاد پر شیخ تقی الدین ابن تیمیہ نے یہ فتویٰ دیا تھا کہ نبی اکرم ﷺ کے روضہ مبارک کی زیارت کی نیت سے مدینہ منورہ کا سفر نہیں کیا جا سکتا لیکن علماء نے ان کے اس فتویٰ کو قبول نہیں کیا' بلکہ بڑی شدومد کے ساتھ ان کے اس موقف کی تردید کی گئی۔

ہمارے زمانے میں سعودی عرب میں چونکہ شیخ ابن تیمیہ کے نظریات کے قائلین سرکاری عہدوں پر فائز ہیں۔ اس لئے وہاں بڑی شدت کے ساتھ اس بات کی ممانعت کی جاتی ہے کہ کوئی مسلمان نبی اکرم ﷺ کے روضہ مبارک کی طرف رخ کر کے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے یا نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں ہدیہ درود وسلام پیش کرے۔ اس بارے میں سعودی عرب کے مفتی اعظم سے لے کر مسجد نبوی کے انتظامی امور سے متعلق افراد تک سب ایک ہی رنگ میں رنگے ہوئے نظر آتے ہیں۔ ان کو دیکھ کر ہمارے یہاں کے کچھ مہربان بھی سوال اٹھاتے نظر آتے ہیں' آیا مسجد نبوی میں حاضر ہونے کے بعد روضہ مبارک کی طرف رخ کر کے دعا مانگی جا سکتی ہے؟ یا نہیں مانگی جا سکتی؟ ہدیہ درود وسلام پیش کیا جا سکتا ہے؟ یا نہیں کیا جا سکتا؟

ہمارے سامنے جب اس طرح کا کوئی سوال رکھا جائے تو ہم یہ گزارش کرتے ہیں' سعودی عرب کا مفتی اعظم بلاشبہ ریاست کے سب سے بڑے مذہبی منصب پر فائز ہے اور اسے سعودی بادشاہوں تک رسائی حاصل ہے۔ اسلامی تعلیمات کی تبلیغ واشاعت کرتے ہوئے وہ سب سے زیادہ زور اس بات پر دیتا ہے کہ مسلمانوں کو شرک اور بدعت سے اجتناب کرنا چاہئے اور پھر وہ اپنے گمان میں یہ سمجھتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے روضہ مبارک پر سلام پیش کرنے کے لئے جانا بھی اس شرک یا بدعت میں شامل ہے۔ مسلمانوں کو اس سے روکنے کے لئے پوری کوششیں کی جاتی ہیں۔

یہاں ہم صرف ایک سوال اٹھانا چاہتے ہیں۔ وہ یہ کہ جب پاکستانی حکومت کا کوئی بڑا نمائندہ یعنی صدر یا وزیراعظم مسجد نبوی کی زیارت کے لئے جاتے ہیں تو پھر ان کے لئے روضہ مبارک کی جالیاں کیوں کھول دی جاتی ہیں؟

اگر روضہ مبارک کی طرف رخ کر کے دعا مانگنا یا درود شریف پیش کرنا شرک یا بدعت کے زمرے میں آتا ہے' تو پھر مختلف ممالک کے صدور اور وزراء اعظم اور بادشاہوں اور سرکاری عمائدین کو اس کی اجازت کیوں دی جاتی ہے؟

کیونکہ جو عمل شرک یا بدعت ہے وہ کسی ملک کے صدر یا بادشاہ کے لئے بھی شرک یا بدعت ہوگا اور عام مسلمان کے لئے بھی

شرک یا بدعت ہوگا۔ سعودی عرب کا مفتی اعظم، مسجد نبوی کے انتظامیہ اس شرک یا بدعت کو خاموشی سے کیوں برداشت کرتے ہیں اور اگر یہ شرک اور بدعت نہیں ہے' تو پھر وہ کیوں عام مسلمانوں پر شرک یا بدعت کا الزام عائد کرتے ہیں؟

11 - باب اِتِّخَاذِ الْبِيَعِ مَسَاجِدَ .

باب: گرجا کو مسجد بنالینا

700 - اَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ مُلَازِمٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بَدْرٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ طَلْقٍ عَنْ اَبِيْهِ طَلْقِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ خَرَجْنَا وَفْدًا اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَايَعْنَاهُ وَصَلَّيْنَا مَعَهُ وَاَخْبَرْنَاهُ اَنَّ بِاَرْضِنَا بِيعَةً لَنَا فَاسْتَوْهَبْنَاهُ مِنْ فَضْلِ طَهُوْرِهٖ فَدَعَا بِمَاءٍ فَتَوَضَّاَ وَتَمَضْمَضَ ثُمَّ صَبَّهٗ فِيْ اِدَاوَةٍ وَاَمَرَنَا فَقَالَ "اخْرُجُوْا فَاِذَا اَتَيْتُمْ اَرْضَكُمْ فَاكْسِرُوْا بِيعَتَكُمْ وَانْضَحُوْا مَكَانَهَا بِهٰذَا الْمَاءِ وَاتَّخِذُوْهَا مَسْجِدًا". قُلْنَا اِنَّ الْبَلَدَ بَعِيْدٌ وَالْحَرَّ شَدِيْدٌ وَالْمَاءَ يَنْشُفُ . فَقَالَ "مُدُّوْهُ مِنَ الْمَاءِ فَاِنَّهٗ لَا يَزِيْدُهٗ اِلَّا طِيْبًا". فَخَرَجْنَا حَتّٰى قَدِمْنَا بَلَدَنَا فَكَسَرْنَا بِيعَتَنَا ثُمَّ نَضَحْنَا مَكَانَهَا وَاتَّخَذْنَاهَا مَسْجِدًا فَنَادَيْنَا فِيْهِ بِالْاَذَانِ . قَالَ وَالرَّاهِبُ رَجُلٌ مِّنْ طَيِّئٍ فَلَمَّا سَمِعَ الْاَذَانَ قَالَ دَعْوَةُ حَقٍّ . ثُمَّ اسْتَقْبَلَ تَلْعَةً مِّنْ تِلَاعِنَا فَلَمْ نَرَهُ بَعْدُ .

★★ حضرت طلق بن علی ؓ بیان کرتے ہیں' ہم لوگ وفد کی شکل میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے' ہم نے آپ ﷺ کے دست اقدس پر اسلام قبول کیا' آپ ﷺ کی اقتداء میں نمازیں ادا کیں' ہم نے آپ ﷺ کو بتایا: ہمارے علاقے میں ایک گرجا ہے' ہم نے آپ ﷺ سے یہ گزارش بھی کی کہ آپ ﷺ اپنے وضو کا بچا ہوا کچھ پانی بھی ہمیں عنایت کریں' تو آپ ﷺ نے پانی منگوایا' اس کے ذریعے وضو کیا' آپ ﷺ نے کلی کر کے وہ پانی ایک برتن میں انڈیل دیا' پھر آپ ﷺ نے ہمیں ہدایت کی کہ تم لوگ چلے جاؤ' جب تم اپنے علاقے میں پہنچو تو اس گرجا کو توڑ دینا اور اس گرجا کی جگہ پر اس پانی کا چھڑکاؤ کرنا' پھر اس جگہ مسجد بنالینا۔ ہم نے عرض کی: ہمارا علاقہ بہت دور ہے اور گرمی بہت زیادہ ہے (وہاں پہنچنے تک) پانی خشک ہو جائے گا۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس میں دوسرا پانی ملا لینا' چونکہ اس کے نتیجے میں اس کی پاکیزگی میں اضافہ ہی ہوگا۔ (راوی کہتے ہیں:) پھر ہم وہاں سے روانہ ہوئے اور اپنے شہر آ گئے۔ ہم نے اس گرجا کو توڑ دیا' پھر ہم نے اس کی جگہ وہ پانی چھڑکا اور اس جگہ مسجد بنالی۔ وہاں ہم نے اذان دی' وہاں کا راہب "طے" قبیلے سے تعلق رکھنے والا ایک شخص تھا' جب اس نے اذان سنی تو وہ بولا: یہ حق کی دعوت ہے۔ پھر وہ ہمارے علاقے کے ایک ٹیلے کی طرف چلا گیا' اس کے بعد وہ ہمیں کبھی نظر نہیں آیا۔

شرح

امام بخاری نے بھی اپنی صحیح میں یہ ترجمۃ الباب قائم کیا ہے' جس میں انہوں نے یہ الفاظ استعمال کیے ہیں۔ "گرجے میں

700-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (5028) .

نماز ادا کرنا"

اس ترجمۃ الباب کی وضاحت کرتے ہوئے علامہ عینی تحریر کرتے ہیں اس سے مراد یہ ہے کہ یہ باب اس حکم کے بیان میں ہے کہ گرجے میں یا یہودیوں کی عبادت گاہ کنیسہ میں نماز ادا کرنے کا حکم کیا ہے۔

علامہ عینی نے اس موضوع پر تفصیل سے بحث کرتے ہوئے یہ بات بیان کی ہے۔ ہمارے نزدیک گرجا میں نماز ادا کرنا مستحسن نہیں ہے۔ جبکہ حضرت عمر ؓ نے ارشاد فرمایا تھا کہ ہم تصویروں کی وجہ سے تمہارے گرجے میں داخل نہیں ہوں گے۔

اس کے بعد علامہ عینی نے حضرت عمر ؓ کے اس واقعے کے بارے میں حوالہ جات نقل کیے ہیں۔ اس کے علاوہ ایک اور روایت بھی نقل کی ہے جو انہوں نے ابن ابی شیبہ کے حوالے سے نقل کی ہے جس میں یہ بات منقول ہے۔ اہل نجران نے حضرت عمر ؓ کو خط لکھا اور یہ بات بیان کی کہ پورے علاقے میں سب سے بہترین اور صاف ستھری جگہ گرجا ہے' تو حضرت عمر ؓ نے فرمایا اسے پانی اور بیری کے پتوں کے ذریعے دھو کر وہاں نماز ادا کر لیا کرو۔

اس کے علاوہ علامہ عینی نے حضرت ابن عباس ؓ کے بارے میں یہ بات نقل کی ہے وہ گرجا میں نماز ادا کر لیتے تھے البتہ اگر کسی گرجا میں تصویریں لگی ہوں تو وہاں نماز ادا نہیں کرتے تھے۔[1]

12 - باب نَبْشِ الْقُبُوْرِ وَاتِّخَاذِ اَرْضِهَا مَسْجِدًا .

باب: قبروں کو اکھیڑ کر اس زمین پر مسجد بنالینا

701 - اَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ اَبِي التَّيَّاحِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ لَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَزَلَ فِيْ عُرْضِ الْمَدِيْنَةِ فِيْ حَيٍّ يُقَالُ لَهُمْ بَنُوْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ فَاَقَامَ فِيْهِمْ اَرْبَعَ عَشْرَةَ لَيْلَةً ثُمَّ اَرْسَلَ اِلٰى مَلَاٍ مِّنْ بَنِي النَّجَّارِ فَجَاءُوْا مُتَقَلِّدِيْ سُيُوْفِهِمْ كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ وَاَبُوْ بَكْرٍ - رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ - رَدِيْفُهٗ وَمَلَاٌ مِّنْ بَنِي النَّجَّارِ حَوْلَهٗ حَتّٰى اَلْقٰى بِفِنَاءِ اَبِيْ اَيُّوْبَ وَكَانَ يُصَلِّيْ حَيْثُ اَدْرَكَتْهُ الصَّلَاةُ فَيُصَلِّيْ فِيْ مَرَابِضِ الْغَنَمِ ثُمَّ اُمِرَ بِالْمَسْجِدِ فَاَرْسَلَ اِلٰى مَلَاٍ مِّنْ بَنِي النَّجَّارِ فَجَاءُوْا فَقَالَ "يَا بَنِي النَّجَّارِ ثَامِنُوْنِيْ بِحَائِطِكُمْ هٰذَا". قَالُوْا وَاللّٰهِ لَا نَطْلُبُ ثَمَنَهٗ اِلَّا اِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ .

[1] عمدۃ القاری' کتاب نماز کا بیان' باب گرجا میں نماز ادا کرنا

701-اخرجه البخاري في الصلاة، باب هل تنبش قبور مشركي الجاهلية و يتخذ مكانها مساجد (الحديث 428)، و في فضائل المدينة، باب حرم المدينة (الحديث 1868) مختصراً، و في مناقب الانصار، باب مقدم النبي صلى الله عليه وسلم واصحابه المدينة (الحديث 3932) . واخرجه مسلم في المساجد و مواضع الصلاة، باب ابتناء مسجد النبي صلى الله عليه وسلم (الحديث 9) . واخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب في بناء المسجد (الحديث 453 و 454) . واخرجه ابن ماجه في المساجد و الجماعات، باب اين يجوز بناء المساجد (الحديث 742) بمعناه . والحديث عند: البخاري في البيوع، باب صاحب السلعة احق بالسوم (الحديث 2106)، و في الوصايا، باب اذا وقف جماعة ارضا مشاعًا فهو جائز (الحديث 2771)، و باب وقف الارض للمسجد (الحديث 2774)، وباب اذا قال الواقف لا نطلب ثمنه الا الى الله فهو جائز (الحديث 2779) . تحفة الاشراف (1691) .

قَالَ اَنَسٌ وَكَانَتْ فِيهِ قُبُورُ الْمُشْرِكِينَ وَكَانَتْ فِيهِ خَرِبٌ وَكَانَ فِيهِ نَخْلٌ فَاَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقُبُورِ الْمُشْرِكِينَ فَنُبِشَتْ وَبِالنَّخْلِ فَقُطِعَتْ وَبِالْخَرِبِ فَسُوِّيَتْ فَصَفُّوا النَّخْلَ قِبْلَةَ الْمَسْجِدِ وَجَعَلُوا عِضَادَتَيْهِ الْحِجَارَةَ وَجَعَلُوا يَنْقُلُونَ الصَّخْرَ وَهُمْ يَرْتَجِزُونَ وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَهُمْ وَهُمْ يَقُولُونَ اَللّٰهُمَّ لَا خَيْرَ اِلَّا خَيْرُ الْاٰخِرَةِ فَانْصُرِ الْاَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَةَ

★★ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب نبی اکرم ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ ﷺ مدینہ منورہ کے ایک کنارے پر آباد ایک قبیلے میں پڑاؤ کیا' جس کا نام بنوعمرو بن عوف تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے وہاں چودہ دن گزارے پھر آپ ﷺ نے بونجار کے افراد کی طرف پیغام بھیجا' وہ لوگ اپنی تلواریں گلے میں لٹکا کر آگئے (حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:) نبی اکرم ﷺ کی تشریف آوری کا منظر آج بھی میری نگاہ میں ہے۔

آپ ﷺ اپنی سواری پر سوار تھے' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ' آپ ﷺ کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے جبکہ بونجار کے افراد آپ ﷺ کے اردگرد تھے' یہاں تک کہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے ہاں قیام کیا' پہلے نبی اکرم ﷺ کا یہ معمول تھا کہ جہاں نماز کا وقت ہو جاتا تھا' وہیں نماز ادا کرلیا کرتے تھے' یہاں تک کہ آپ ﷺ بکریوں کے باڑے میں بھی نماز ادا کر لیتے تھے۔ پھر آپ ﷺ نے مسجد کی تعمیر کا حکم دیا۔ آپ ﷺ نے بونجار کے افراد کو بلایا' وہ لوگ آئے' تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اے بونجار! اپنا یہ باغ مجھے فروخت کر دو! انہوں نے عرض کی: اللہ کی قسم! ہم آپ ﷺ سے اس کی قیمت حاصل نہیں کرنا چاہتے' یہ اللہ کے نام پر (ہماری طرف سے وقف ہے)''۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: اس باغ میں مشرکین کی قبریں تھیں' کسی عمارت کے کھنڈرات تھے اور کھجور کے درخت تھے' تو نبی اکرم ﷺ کے حکم کے تحت مشرکین کی قبروں کو اکھاڑ دیا گیا' کھجور کے درختوں کو کاٹ دیا گیا اور کھنڈرات کو برابر کر دیا گیا (یعنی منہدم کر دیا گیا)۔

صحابہ کرام نے قبلہ کی سمت میں مسجد (کی دیوار) میں کھجور کے تنوں کو ایک صف کے اندر لگا دیا' جبکہ دونوں اطراف میں پتھر سے بنی ہوئی دیواریں بنائیں۔ یہ حضرات پتھر منتقل کرتے ہوئے رجز کے طور پر یہ اشعار پڑھتے تھے۔ نبی اکرم ﷺ بھی ان کے ساتھ تھے' یہ لوگ یہ پڑھتے تھے:

''اے اللہ! بھلائی صرف آخرت کی بھلائی ہے' تو انصار اور مہاجرین کی مدد کر''۔

شرح

امام بخاری نے اپنی صحیح میں ایک ترجمۃ الباب یہ نقل کیا ہے' ''کیا زمانہ جاہلیت کے مشرکین کی قبروں کو اکھاڑ کے اس جگہ مساجد بنائی جا سکتی ہیں؟''

اس کی وضاحت کرتے ہوئے علامہ عینی نے یہ بات تحریر کی ہے کہ ترجمۃ الباب سے یہ بات ظاہر ہو جاتی ہے کہ مشرکین کی

قبروں کو اکھاڑنا جائز ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کا کوئی احترام نہیں ہے اور اس ترجمۃ الباب سے بالواسطہ طور پر یہ بات بھی ثابت ہو جاتی ہے کہ مشرکین کے علاوہ کسی اور کی قبر کو اکھاڑنا جائز نہیں ہوگا خواہ وہ انبیاء کی ہوں یا عام مسلمانوں کی ہوں کیونکہ اس صورت میں ان کی اہانت لازم ہوگی اور یہ جائز نہیں ہے کیونکہ مسلمان کا احترام زندگی یا موت کسی بھی حال میں ختم نہیں ہوتا۔

اس کے بعد علامہ عینی نے آگے چل کر یہ بات بھی تحریر کی ہے۔ آپ یہ بات جان لیں علماء کا اس بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے کہ آیا قبرستان میں نماز ادا کرنا جائز ہے یا نہیں؟ تو امام احمد بن حنبل کے نزدیک قبرستان میں نماز پڑھنا حرام ہے۔ انہوں نے اس بارے میں کوئی فرق نہیں کیا ہے کہ قبر کو پاٹ دیا گیا ہو یا پاٹا نہ گیا ہو اور اس میں بھی کوئی فرق نہیں ہے کہ آدمی نے نجاست سے بچنے کے لئے یا اس کے علاوہ کسی اور مقصد کے لئے قبرستان کی زمین پر کوئی کپڑا وغیرہ بچھا دیا ہو اور اس میں بھی کوئی فرق نہیں ہوگا کہ آدمی عین قبروں کے درمیان میں نماز ادا کر رہا ہو یا قبرستان میں ایسی جگہ نماز ادا کر رہا ہو جو قبروں سے ہٹ کر ہو جیسے اس پر ہو یا بلند جگہ ہو۔

فقیہ ابوثور فرماتے ہیں: حمام اور قبرستان میں نماز ادا نہیں کی جا سکتی۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک قبرستان میں نماز ادا کرنا مکروہ ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اکھاڑی گئی قبر اور اکھاڑے بغیر قبر میں فرق کیا ہے۔[1]

13 - باب النَّهْيِ عَنِ اتِّخَاذِ الْقُبُورِ مَسَاجِدَ .

باب: قبروں کو مسجد بنانے کی ممانعت

702 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مَعْمَرٍ وَيُونُسَ قَالَا قَالَ الزُّهْرِيُّ اَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ عَائِشَةَ وَابْنَ عَبَّاسٍ قَالَا لَمَّا نُزِلَ بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَطَفِقَ يَطْرَحُ خَمِيصَةً لَهُ عَلَى وَجْهِهِ فَاِذَا اغْتَمَّ كَشَفَهَا عَنْ وَجْهِهِ قَالَ وَهُوَ كَذٰلِكَ "لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى اتَّخَذُوا قُبُورَ اَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ ."

★★ سیدہ عائشہ صدیقہ اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم یہ بات روایت کرتے ہیں' کہ جب نبی اکرم ﷺ مرض الموت میں مبتلا ہوئے' تو آپ ﷺ اپنی چادر مبارک اپنے چہرے پر لے لیتے' پھر جب اُلجھن محسوس ہوتی' تو اُسے چہرے سے ہٹا لیتے' اسی دوران آپ ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی:

[1] عمدۃ القاری' کتاب نماز کا بیان - باب: کیا مشرکین کی قبریں اکھاڑی جا سکتی ہیں؟

702-اخرجه البخاري في الصلاة، باب . 55 . (الحديث 436)، و في احاديث الانبياء، باب ما ذكر عن بني اسرائيل (الحديث 3454)، و في المغازي، باب مرض النبي صلى الله عليه وسلم و وفاته (الحديث 4444)، و في اللباس، باب الاكسية و الخمائص (الحديث 5816) . و اخرجه مسلم في المساجد و مواضع الصلاة، باب النهي عن بناء المساجد على القبور و اتخاذ الصور فيها و النهي عن اتخاذ القبور مساجد (الحديث 22) . تحفة الاشراف (5842 و 16310) .

''اللہ تعالیٰ یہودیوں اور عیسائیوں پر لعنت کرے کہ ان لوگوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مسجد بنالیا تھا''۔

شرح

اس حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے علامہ سیوطی یہ بات تحریر کرتے ہیں اس حدیث پر یہ اشکال پیش ہوتا ہے کہ اس حدیث میں عیسائیوں کا بھی تذکرہ ہے حالانکہ ان کے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تو انتقال ہی نہیں ہوا تو اس کا جواب یہ دیا گیا ہے ہوسکتا ہے کہ اس سے مراد انبیائے کرام اور ان کے اکابر پیروکار بھی ہوں اور صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر کرنے پر اکتفا کیا گیا ہو۔ اس کی تائید صحیح مسلم کی اس روایت سے بھی ہوتی ہے۔

''کہ وہ لوگ اپنے انبیاء اور نیک لوگوں کی قبروں کو مسجد بنالیتے تھے''۔

یا یہ ہوسکتا ہے کہ قبروں کو مسجد بنانے کا یہ عمل یہودیوں کی طرف سے بدعت کے طور پر ہو اور عیسائیوں کی طرف سے ان کی پیروی کے طور پر ہو۔

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ عیسائی ان تمام انبیاء کی قبروں کی تعظیم کیا کرتے تھے جن کی یہودی تعظیم کیا کرتے تھے۔

703 - اَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ قَالَ حَدَّثَنِي اَبِي عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ اُمَّ حَبِيبَةَ وَاُمَّ سَلَمَةَ ذَكَرَتَا كَنِيسَةً رَاَتَاهَا بِالْحَبَشَةِ فِيهَا تَصَاوِيرُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِنَّ اُولٰٓئِكَ اِذَا كَانَ فِيهِمُ الرَّجُلُ الصَّالِحُ فَمَاتَ بَنَوْا عَلٰى قَبْرِهٖ مَسْجِدًا وَّصَوَّرُوْا تِيكَ الصُّوَرَ اُولٰٓئِكَ شِرَارُ الْخَلْقِ عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ".

☆☆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' کہ سیّدہ اُم حبیبہ اور سیّدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہما نے ایک کنیسہ کا ذکر کیا' جو ان دونوں خواتین نے حبشہ میں دیکھا تھا' اس میں تصویریں بھی لگی ہوئی تھیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی:

''وہ لوگ ایسے تھے کہ جب ان کے درمیان کوئی نیک آدمی فوت ہو جاتا تھا تو یہ لوگ اس کی قبر پر مسجد بنا دیتے تھے اور ان کی اس طرح کی تصویریں بنالیا کرتے تھے۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں یہ لوگ بدترین مخلوق ہوں گے''۔

14 - باب اَلْفَضْلِ فِي اِتْيَانِ الْمَسَاجِدِ .

باب: مساجد کی طرف آنے کی فضیلت

704 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِي ذِئْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَسْوَدُ بْنُ الْعَلَاءِ بْنِ

703-اخرجه البخاري في الصلاة، باب هل تنبش قبور مشركي الجاهلية و يتخذ مكانها مساجد (الحديث 427)، وفي مناقب الانصار، باب هجرة الحبشة (الحديث 3873) . واخرجه مسلم في المساجد و مواضع الصلاة، باب النهي عن بناء المساجد على القبور و اتخاذ الصور فيها و النهي عن اتخاذ القبور مساجد (الحديث16) . تحفة الاشراف (17306) .

704-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (14947) .

جَارِيَةَ الثَّقَفِيُّ عَنْ اَبِي سَلَمَةَ - هُوَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ - عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "حِينَ يَخْرُجُ الرَّجُلُ مِنْ بَيْتِهٖ اِلٰى مَسْجِدِهٖ فَرِجْلٌ تُكْتَبُ حَسَنَةً وَّرِجْلٌ تَمْحُو سَيِّئَةً".

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''جب بندہ مسجد جانے کے لیے گھر سے نکلتا ہے' تو ایک قدم پر اس کے لیے ایک نیکی لکھی جاتی ہے اور ایک قدم پر اس کے ایک گناہ کو مٹا دیا جاتا ہے''۔

15 - باب النَّهْيِ عَنْ مَّنْعِ النِّسَآءِ مَنْ اِتْيَانِهِنَّ الْمَسَاجِدَ

باب: خواتین کو مسجد میں آنے سے روکنے کی ممانعت

705 - حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ قَالَ اَنْبَاَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِذَا اسْتَاْذَنَتِ امْرَاَةُ اَحَدِكُمْ اِلَى الْمَسْجِدِ فَلَا يَمْنَعْهَا".

☆☆ سالم اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''جب کسی شخص کی بیوی اس سے مسجد جانے کی اجازت مانگے تو وہ اُسے نہ روکے''۔

شرح

علامہ ابوالحسن سندھی اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں: حدیث کا حکم مقید ہے جیسا کہ دیگر احادیث سے اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ جب عورت نے خوشبو نہ لگائی ہو اور زیب و زینت اختیار نہ کی ہو اس وقت وہ مسجد جا سکتی ہے ورنہ اس کا شوہر اسے مسجد جانے کے لئے اجازت نہیں دے گا لیکن جب کوئی عورت جائز طریقے کے ساتھ مسجد جانے کے لئے گھر سے نکلتی ہے تو اس کی اجازت دی جائے گی۔

اور خواتین کے لئے بھی یہ بات مناسب ہے کہ انہیں کوشش یہی کرنی چاہئے کہ وہ گھر میں نماز ادا کریں کیونکہ ان کا گھر میں نماز ادا کرنا زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔

لیکن جب کوئی عورت شرعی طریقے سے گھر سے پردہ کر کے مسجد کے لئے نکلتی ہے' تو پھر مناسب یہ ہے کہ اس کا شوہر اسے منع نہ کرے۔

جن فقہاء نے خواتین کے لئے مسجد جانے کی ممانعت کا فتویٰ دیا ہے انہوں نے زمانے کے حالات کے پیش نظر یہ فتویٰ دیا ہے۔

705-اخرجه البخاري في النكاح، باب استئذان المراة زوجها في الخروج الى المسجد وغيره (الحديث 5238) . و اخرجه مسلم في الصلاة، باب خروج النساء الى المساجد اذا لم يترتب عليه فتنة و انها لا تخرج مطيبة (الحديث 134) . تحفة الاشراف (6823) .

16 - باب مَنْ يُمْنَعُ مِنَ الْمَسْجِدِ

باب: کس شخص کو مسجد میں آنے سے روکا جائے گا؟

706 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَطَاءٌ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ اَكَلَ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ ." قَالَ اَوَّلَ يَوْمٍ "الثُّوْمِ ." ثُمَّ قَالَ "الثُّوْمِ وَالْبَصَلِ وَالْكُرَّاثِ فَلَا يَقْرَبْنَا فِيْ مَسَاجِدِنَا فَاِنَّ الْمَلٰٓئِكَةَ تَتَاَذّٰى مِمَّا يَتَاَذّٰى مِنْهُ الْاِنْسُ ."

★★ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

"جو شخص اس درخت میں سے کچھ کھالیتا ہے"۔

(راوی کہتے ہیں:) پہلے دن انہوں نے لہسن کا ذکر کیا' پھر انہوں نے لہسن' پیاز اور گندنا کا ذکر کیا (یعنی یہ راوی کے الفاظ ہیں)۔

"تو ایسا شخص ہماری مساجد کے قریب نہ آئے' کیونکہ جس چیز سے انسانوں کو اذیت محسوس ہوتی ہے' اس سے فرشتوں کو بھی اذیت محسوس ہوتی ہے"۔

شرح

جس شخص نے لہسن یا پیاز یا گندنہ یا اس طرح کی کوئی اور بودار چیز کھائی ہو اور اس کی بو اس شخص کے منہ میں باقی ہو اس کے لئے یہ بات مکروہ ہے کہ وہ کسی ضرورت کے بغیر مسجد میں داخل ہو۔

اس کی دلیل وہ روایات ہیں جن میں نبی اکرم ﷺ نے اس طرح کے پھل کھا کر مسجد میں آنے سے منع کیا ہے۔

احناف کے نزدیک ایسی صورت حال میں اس شخص کا مسجد میں آنا مکروہ تحریمی ہے' تاہم مالکیوں کے نزدیک ایسا کرنا مطلق طور پر حرام ہے۔

17 - باب مَنْ يُخْرَجُ مِنَ الْمَسْجِدِ

باب: کس شخص کو مسجد سے نکال دیا جائے گا؟

707 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ سَالِمِ

706-اخرجه البخاري في الاذان، باب ما جاء في الثوم النيء و البصل و الكراث (الحديث 854) مختصراً . واخرجه مسلم في المساجد و مواضع الصلاة، باب نهي من اكل ثومًا او بصلًا او كراثًا او نحوها (الحديث 74) و (الحديث 75) مختصراً . واخرجه الترمذي في الاطعمة باب ما جاء في كراهية اكل الثوم و البصل (الحديث 1806) . تحفة الاشراف (2447) .

707-اخرجه مسلم في المساجد ومواضع الصلاة، باب نهي من اكل ثومًا او بصلًا او كراثًا او نحوها (الحديث 78) مطولاً . واخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب من اكل الثوم فلا يقربن المسجد (الحديث 1014)، و في الاطعمة، باب اكل الثوم و البصل و الكراث (الحديث 3363) . والحديث عند: مسلم في الفرائض، باب ميراث الكلالة (الحديث 9) . والنسائي في التفسير: سورة النساء، قوله تعالىٰ: (يستفتونك قل الله يفتيكم في الكلالة) (الحديث 155) و ابن ماجه في الفرائض، باب الكلالة (الحديث 2726) . تحفة الاشراف (10646) .

بْنِ اَبِی الْجَعْدِ عَنْ مَعْدَانَ بْنِ اَبِیْ طَلْحَةَ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ اِنَّكُمْ اَيُّهَا النَّاسُ تَاْكُلُوْنَ مِنْ شَجَرَتَيْنِ مَا اُرَاهُمَا اِلَّا خَبِيْثَتَيْنِ هٰذَا الْبَصَلُ وَالثُّوْمُ وَلَقَدْ رَاَيْتُ نَبِیَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا وَجَدَ رِيْحَهُمَا مِنَ الرَّجُلِ اَمَرَ بِهٖ فَاُخْرِجَ اِلَى الْبَقِيْعِ فَمَنْ اَكَلَهُمَا فَلْيُمِتْهُمَا طَبْخًا .

★★ معدان بن ابوطلحہ بیان کرتے ہیں' حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

"تم لوگ ان دو درختوں کا پھل کھالیتے ہو' جبکہ میں ان دونوں کو خبیث سمجھتا ہوں' وہ پیاز اور لہسن ہے"۔

مجھے نبی اکرم ﷺ کے بارے میں یہ بات یاد ہے' کہ جب آپ ﷺ کو کسی شخص سے اس کی بو محسوس ہوتی تھی' تو آپ ﷺ کے حکم کے تحت اس شخص کو مسجد سے نکال کے بقیع بھیج دیا جاتا تھا تو جو شخص ان دونوں کو کھاتا ہے (یا کھانا چاہتا ہے) وہ انہیں اچھی طرح پکا کر ان کی بو زائل کردے۔

18 - باب ضَرْبِ الْخِبَاءِ فِي الْمَسَاجِدِ

باب: مسجد میں خیمہ لگانا

708 - اَخْبَرَنَا اَبُوْ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَرَادَ اَنْ يَّعْتَكِفَ صَلَّى الصُّبْحَ ثُمَّ دَخَلَ فِي الْمَكَانِ الَّذِیْ يُرِيْدُ اَنْ يَّعْتَكِفَ فِيْهِ فَاَرَادَ اَنْ يَّعْتَكِفَ الْعَشْرَ الْاَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ فَاَمَرَ فَضُرِبَ لَهٗ خِبَاءٌ وَّاَمَرَتْ حَفْصَةُ فَضُرِبَ لَهَا خِبَاءٌ فَلَمَّا رَاَتْ زَيْنَبُ خِبَائَهَا اَمَرَتْ فَضُرِبَ لَهَا خِبَاءٌ فَلَمَّا رَاٰى ذٰلِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "آلْبِرَّ تُرِدْنَ ." فَلَمْ يَعْتَكِفْ فِيْ رَمَضَانَ وَاعْتَكَفَ عَشْرًا مِّنْ شَوَّالٍ .

★★ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' کہ نبی اکرم ﷺ نے جب اعتکاف کرنا ہوتا تھا تو آپ ﷺ فجر کی نماز پڑھنے کے بعد اس جگہ تشریف لے جایا کرتے تھے جہاں آپ ﷺ نے اعتکاف میں بیٹھنا ہوتا ہے۔ ایک دفعہ آپ ﷺ نے رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف کرنے کا ارادہ کیا' تو آپ ﷺ کے حکم کے تحت آپ ﷺ کے لیے خیمہ لگا دیا گیا' پھر سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کی ہدایت کے تحت ان کے لیے بھی ایک خیمہ لگا دیا گیا' جب سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے خیمے کو دیکھا تو ان کے حکم کے تحت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے لیے بھی ایک خیمہ لگا دیا گیا۔ جب نبی اکرم ﷺ نے (اپنی ازواج کے ان خیموں) کو ملاحظہ فرمایا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"کیا اس کے ذریعے انہوں نے نیکی کا ارادہ کیا ہے؟"

708-اخرجه البخاري في الاعتكاف، باب اعتكاف النساء (الحديث 2033)، و باب الاخبية في المسجد (الحديث 2034) مختصرًا، و باب الاعتكاف في شوال (الحديث 2041) بنحوه، و باب من اراد ان يعتكف ثم بدا له ان يخرج (الحديث 2045) بنحوه . واخرجه مسلم في الاعتكاف، باب متى يدخل من اراد الاعتكاف في معتكفه (الحديث 6) بنحوه . واخرجه ابو داؤد في الصوم، باب الاعتكاف (الحديث 2464) بنحوه . و اخرجه ابن ماجه في الصيام، باب ما جاء فيمن يبتدیء الاعتكاف، وقضاء الاعتكاف (الحديث 1771) . والحديث عند: الترمذي في الصوم، باب ما جاء في الاعتكاف (الحديث 791) . تحفة الاشراف (17930) .

(سیدہ عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں:) نبی اکرم ﷺ نے اس رمضان میں اعتکاف نہیں کیا' بلکہ آپ ﷺ نے شوال میں ایک عشرے کا اعتکاف کیا۔

709 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اُصِيبَ سَعْدٌ يَوْمَ الْخَنْدَقِ رَمَاهُ رَجُلٌ مِّنْ قُرَيْشٍ رَمْيَةً فِي الْاَكْحَلِ فَضَرَبَ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْمَةً فِي الْمَسْجِدِ لِيَعُوْدَهُ مِنْ قَرِيْبٍ .

★★ سیدہ عائشہ صدیقہ ؓ بیان کرتی ہیں' کہ غزوۂ خندق کے موقع پر حضرت سعد ؓ (بن معاذ) زخمی ہو گئے انہیں قریش کے ایک فرد نے بازو کی مخصوص رگ پر تیر مارا تھا' تو نبی اکرم ﷺ نے ان کے لیے مسجد میں خیمہ لگوا دیا تاکہ قریب سے ہی ان کی عیادت کرلیا کریں۔

19 - باب اِدْخَالِ الصِّبْيَانِ الْمَسَاجِدَ

باب: بچوں کو مسجد میں لے کر آنا

710 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ سَعِيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ الزُّرَقِيِّ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا قَتَادَةَ يَقُوْلُ بَيْنَا نَحْنُ جُلُوْسٌ فِي الْمَسْجِدِ اِذْ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْمِلُ اُمَامَةَ بِنْتَ اَبِي الْعَاصِ بْنِ الرَّبِيْعِ وَاُمُّهَا زَيْنَبُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ صَبِيَّةٌ يَحْمِلُهَا فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ عَلٰى عَاتِقِهِ يَضَعُهَا اِذَا رَكَعَ وَيُعِيْدُهَا اِذَا قَامَ حَتّٰى قَضٰى صَلَاتَهُ يَفْعَلُ ذٰلِكَ بِهَا .

★★ حضرت ابوقتادہ ؓ بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ ہم لوگ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اسی دوران نبی اکرم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے' آپ ﷺ نے حضرت ابوالعاص بن ربیع ؓ کی صاحبزادی سیدہ امامہ ؓ کو اٹھایا ہوا تھا ان کی

709-اخرجه البخاري في الصلاة، باب الخيمة في المسجد للمرضى و غيرهم (الحديث 463) مطولاً، وفي المغازي، باب مرجع النبي صلى الله عليه وسلم من الاحزاب و مخرجه الى بني و محاصرته اياهم (الحديث 4122) مطولاً . و اخرجه مسلم في الجهاد و السير، باب جواز قتال من نقض العهد و جواز انزال اهل الحصن على حكم حاكم عدل اهل للحكم (الحديث 65) مطولاً . و اخرجه ابوداؤد في الجنائز، باب في العيادة مراراً (الحديث 3101) . والحديث عند: البخاري في مناقب الانصار، باب هجرة النبي صلى الله عليه وسلم و اصحابه الى المدينة (الحديث 3901) ، و في المغازي، باب مرجع النبي صلى الله عليه وسلم من الاحزاب و مخرجه الى بني قريظة و محاصرته اياهم (الحديث 4117) . تحفة الاشراف (16978) .

710-اخرجه البخاري في الادب، باب رحمة الولد و تقبيله و معانقته (الحديث 5996) مختصراً . و اخرجه مسلم في المساجد و مواضع الصلاة، باب جواز حمل الصبيان في الصلاة (الحديث 42 و 43) بمعناه . و اخرجه ابوداؤد في الصلاة، باب العمل في الصلاة (الحديث 918 و الحديث 919 و 920) بمعناه . و اخرجه النسائي في الامامة . ما يجوز للامام من العمل في الصلاة (الحديث 826)، و في السهو، حمل الصبايا في الصلاة و وضعهن في الصلاة (الحديث 1204) . و الحديث عند: البخاري في الصلاة، باب اذا حمل جارية صغيرة على عنقه في الصلاة (الحديث 516) . و مسلم في المساجد و مواضع الصلاة، باب جواز حمل الصبيان في الصلاة (الحديث 41) . و ابي داؤد في الصلاة، باب العمل في الصلاة (الحديث 917) . و النسائي في السهو، حمل الصبايا في الصلاة و وضعهن في الصلاة (الحديث 1203) تحفة الاشراف (12124) .

والدہ سیدہ زینب ؓ نبی اکرم ﷺ کی صاحبزادی تھیں (یعنی وہ خود نبی اکرم ﷺ کی نواسی تھیں) وہ چھوٹی سی بچی تھی' نبی اکرم ﷺ نے انہیں اٹھایا ہوا تھا' جب نبی اکرم ﷺ نے نماز ادا کرنا شروع کی تو آپ ﷺ نے انہیں اپنے کندھے پر اٹھالیا' جب آپ ﷺ رکوع میں گئے' تو آپ ﷺ نے انہیں نیچے اتار دیا' پھر جب آپ ﷺ دوبارہ کھڑے ہوئے' تو آپ ﷺ نے انہیں پھر اٹھالیا' یہاں تک کہ آپ ﷺ نے اسی طرح اپنی نماز مکمل ادا کی۔

شرح

حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے علامہ سیوطی تحریر کرتے ہیں سیدہ اُمامہ ؓ کے والد حضرت ابوالعاص ؒ کا نام لقیط تھا جبکہ ان کے نام کے بارے میں دیگر اقوال بھی موجود ہیں۔ انہوں نے فتح مکہ سے پہلے اسلام قبول کیا تھا اور ہجرت کر کے مدینہ منورہ حاضر ہوئے تھے۔ نبی اکرم ﷺ نے اپنی صاحبزادی (اور حضرت ابوالعاص ؓ کی اہلیہ) سیدہ زینب ؓ کے نکاح کو برقرار رکھا تھا اور سیدہ زینب ؓ نے ان کی زوجیت میں ہی انتقال فرمایا۔

نبی اکرم ﷺ نے ان کی مصاہرت (یعنی دامادی کے رشتے کی) بڑی تعریف کی ہے۔

حضرت ابوالعاص ؓ کا انتقال حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے عہد خلافت میں ہوا تھا۔

اس حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے علامہ نووی ؒ نے یہ بات بیان کی ہے۔ بعض مالکیہ نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ یہ حدیث منسوخ ہے۔

بعض مالکی اس بات کے قائل ہیں: یہ نبی اکرم ﷺ کی خصوصیت ہے جبکہ بعض نے یہ کہا ہے یہ ضرورت کے پیش نظر تھا لیکن یہ تمام دعوے درست نہیں ہیں اور قابل قبول بھی نہیں ہیں۔ ان میں سے کسی ایک کے لئے دلیل بھی موجود نہیں ہے اور حدیث میں ایسی کوئی بات مذکور نہیں ہے جو شریعت کے قواعد کے خلاف ہو۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ انسان پاک ہوتا ہے اس کے پیٹ میں جو کچھ موجود ہے وہ معاف ہے۔ بچوں کے کپڑے اور ان کے جسم کو بھی طہارت پر محمول کیا جائے گا جب تک اس بات کا یقین نہیں ہو جاتا کہ ان پر نجاست لگی ہوئی ہے۔

اور نماز کے دوران کوئی عمل کر لینے سے نماز باطل نہیں ہو جاتی ہے جبکہ وہ عمل تھوڑا ہو یا متفرق طور پر کیا گیا ہو۔

شرعی دلائل سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے اور نبی اکرم ﷺ نے ایسا عمل اس لئے کیا ہے تاکہ جواز کو بیان کیا جا سکے۔

20 - باب رَبْطِ الْاَسِيْرِ بِسَارِيَةِ الْمَسْجِدِ

باب: قیدی کو مسجد کے ستون کے ساتھ باندھنا

711 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ سَعِيْدٍ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْلًا قِبَلَ نَجْدٍ فَجَائَتْ بِرَجُلٍ مِّنْ بَنِيْ حَنِيْفَةَ يُقَالُ لَهُ ثُمَامَةُ بْنُ اُثَالٍ سَيِّدُ اَهْلِ الْيَمَامَةِ فَرُبِطَ بِسَارِيَةٍ مِّنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ . مُخْتَصَرٌ .

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے نجد کی سمت ایک چھوٹی مہم بھجوائی تو وہ لوگ بنو حنیفہ سے تعلق رکھنے والے ایک شخص کو پکڑ کر لائے' جس کا نام ثمامہ بن اثال تھا' جو اہل یمامہ کا سردار تھے' تو اُسے مسجد کے ستون کے ساتھ باندھ دیا گیا۔

(امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں:) یہ روایت مختصر ہے۔

21 - باب اِدْخَالِ الْبَعِيرِ الْمَسْجِدَ

باب: اونٹ کو مسجد میں لے کے آنا

712 - اَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَافَ فِیْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ عَلٰی بَعِيْرٍ يَسْتَلِمُ الرُّكْنَ بِمِحْجَنٍ.

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر اونٹ پر بیٹھ کر (بیت اللہ) کا طواف کیا تھا' آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ میں موجود چھڑی کے ذریعے حجر اسود کا استلام کیا تھا۔

شرح

اس حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے علامہ سیوطی نے یہ بات بیان کی ہے۔ حافظ ابن حجر نے یہ بات بیان کی ہے: نبی اکرم ﷺ نے ایسا اس لئے کیا تھا کیونکہ اس کی ضرورت تھی تاکہ لوگ آپ ﷺ سے مناسک کا طریقہ کار سیکھ لیں۔

یہی وجہ ہے کہ بعض اہل علم نے اس طرز عمل کو نبی اکرم ﷺ کی خصوصیت میں شمار کیا ہے اور اس بات کا بھی احتمال موجود ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی سواری پر کسی قسم کی گندگی نہ لگی ہوئی ہو۔ اس لئے اس پر دوسرے کو قیاس نہیں کیا جاسکتا۔

اسی حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے علامہ ابوالحسن سندھی نے یہ بات بیان کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فرمان

''انہیں چاہئے کہ وہ طواف کریں۔''

میں انسانوں کو طواف کرنے کا حکم دیا ہے۔

711-اخرجه البخاري في الصلاة، باب الاغتسال اذا اسلم و ربط الاسير ايضًا في المسجد (الحديث 462) مطولاً، و باب دخول المشرك المسجد (الحديث 369)، و في الخصومات، باب التوثق عن تخشى معرته (الحديث 2422) مطولاً، وباب الربط و الحبس في الحرم (الحديث 2423)، و في المغازي، باب و فد بني حنيفة، وحديث ثمامة بن اثال (الحديث 4372) مطولاً . واخرجه مسلم في الجهاد والسير، باب ربط الاسير، باب ربط الاسير و حبسه و جواز المن عليه (الحديث 59) مطولاً . واخرجه ابوداؤد في الجهاد، باب في الاسير يوثق (الحديث 2679) مطولاً . و الحديث عند: النسائي في الطهارة، تقديم غسل الكافر اذا اراد ان يسلم (الحديث 189) . تحفة الاشراف (13007) .

712-اخرجه البخاري في الحج، باب استلام الركن بالمحجن (الحديث 1607) . و اخرجه مسلم في الحج، باب جواز الطواف على بعير وغيره، و استلام الحجر بمحجن و نحوه للراكب (الحديث 253) . واخرجه النسائي في مناسك الحج، استلام الركن بالمحجن (الحديث 2954) . اخرجه ابن ماجه في المناسك، باب من استلم الركن بمحجنه (الحديث 2948) . تحفة الاشراف (5837) .

اس لئے جانور کا طواف کرنا انسان کا نائب نہیں ہوسکتا البتہ ضرورت کے پیش نظر انسان کسی چیز پر سوار ہو کر طواف کرسکتا ہے۔

22 - باب النَّهْيِ عَنِ الْبَيْعِ وَالشِّرَاءِ فِی الْمَسْجِدِ وَعَنِ التَّحَلُّقِ قَبْلَ صَلَاةِ الْجُمُعَةِ

باب: مسجد میں خرید وفروخت کی ممانعت اور جمعہ کی نماز سے پہلے حلقہ بنا کر (بیٹھنے کی ممانعت)

713 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَخْبَرَنِیْ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ التَّحَلُّقِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ قَبْلَ الصَّلَاةِ وَعَنِ الشِّرَاءِ وَالْبَيْعِ فِی الْمَسْجِدِ.

★★ عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے' اپنے دادا (حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے جمعہ کے دن نماز (جمعہ سے پہلے) حلقہ بنا کر بیٹھنے سے اور مسجد میں خرید وفروخت کرنے سے منع کیا ہے۔

شرح

احناف اور مالکیوں کے نزدیک مسجد میں خرید وفروخت کرنا مکروہ ہے۔

اور حنابلہ کے نزدیک ایسا کرنا حرام ہے۔

اگر کوئی شخص مسجد میں خرید وفروخت کر لیتا ہے' تو وہ معاہدہ باطل ہوگا۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مسجد میں کوئی چیز مانگنا مکروہ ہے۔

مالکیوں اور حنابلہ نے بھی اسے مکروہ قرار دیا ہے' تاہم ایسے شخص کو دینا جائز ہے۔

جبکہ احناف اس بات کے قائل ہیں: مسجد میں کوئی چیز مانگنا حرام ہے اور مسجد میں کسی مانگنے والے کو کوئی چیز دینا مکروہ ہے۔

23 - باب النَّهْيِ عَنْ تَنَاشُدِ الْاَشْعَارِ فِی الْمَسْجِدِ

باب: مسجد میں شعر سنانے کی ممانعت

714 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ تَنَاشُدِ الْاَشْعَارِ فِی الْمَسْجِدِ.

713-اخرجه ابوداؤد في الصلاة، باب التحلق يوم الجمعة قبل الصلاة (الحديث 1079) مطولاً . واخرجه الترمذي في الصلاة، باب ما جاء في كراهية البيع و الشراء و انشاد الضالة و الشعر في المسجد (الحديث 322) مطولاً . و اخرجه ابن ماجه في المساجد و الجماعات، باب ما يكره في المساجد (الحديث 749) مختصرًا، و في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب ما جاء في الحلق يوم الجمعة قبل الصلاة و الاحتباء و الامام يخطب (الحديث 1133) مختصراً . و الحديث عند : النسائي في المساجد، النهي عن تناشد الاشعار في المسجد (الحديث 714) ابن ماجه في المساجد و الجماعات، باب النهي عن انشاد الضوال في المسجد (الحديث 766) . تحفة الاشراف (8796) .

☆☆ عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے مسجد میں اشعار پڑھنے سے منع کیا ہے۔

شرح

مسجد میں آپس کے لین دین کے بارے میں بحث کرنا مسجد میں آواز بلند کرنا گمشدہ چیز کا اعلان کرنا کرائے پر لینے دینے کے معاملات طے کرنا اور دیگر معاہدہ جات وغیرہ کرنا مکروہ ہے۔

یہاں امام نسائی نے مسجد میں اشعار سنانے کی ممانعت کے بارے میں روایت نقل کی ہے۔ اس باب میں انہوں نے وضاحت کر دی ہے کہ اس سے مراد دنیاوی اشعار ہیں کیونکہ اگلی حدیث میں یہ بات مذکور ہے کہ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ مسجد میں بیٹھ کر نبی اکرم ﷺ کی شان اور فضیلت میں کہے گئے اشعار سنایا کرتے تھے۔ یعنی نعت کے اشعار سنایا کرتے تھے۔ اس سے علماء نے یہ مسئلہ اخذ کیا ہے۔ دینی قسم کے اشعار مسجد میں سنائے جا سکتے ہیں البتہ دنیاوی قسم کے اشعار سنانا ممنوع ہوگا کیونکہ یہ بات مسجد کے آداب کے خلاف ہے۔

24 - باب الرُّخْصَةِ فِيْ اِنْشَادِ الشِّعْرِ الْحَسَنِ فِي الْمَسْجِدِ

باب: مسجد میں اچھے اشعار پڑھنے کی اجازت

715 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ مَرَّ عُمَرُ بِحَسَّانَ بْنِ ثَابِتٍ وَّهُوَ يُنْشِدُ فِي الْمَسْجِدِ فَلَحَظَ اِلَيْهِ فَقَالَ قَدْ اَنْشَدْتُ وَفِيْهِ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِّنْكَ ثُمَّ الْتَفَتَ اِلٰى اَبِيْ هُرَيْرَةَ فَقَالَ اَسَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "اَجِبْ عَنِّي اَللّٰهُمَّ اَيِّدْهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ." قَالَ اللّٰهُمَّ نَعَمْ.

☆☆ سعید بن مسیب بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ' حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے تو حضرت حسان رضی اللہ عنہ مسجد میں لوگوں کو شعر سنا رہے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس پر ناراضگی کا اظہار کیا' تو حضرت حسان رضی اللہ عنہ بولے: میں نے اسی مسجد میں اشعار سنائے ہیں جبکہ اس وقت یہاں وہ ہستی موجود تھی جو آپ سے بہتر تھی' پھر حسان رضی اللہ عنہ نے

714-اخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب التحلق يوم الجمعة قبل الصلاة (الحديث 1079) بنحوه مطولاً . و اخرجه الترمذي في الصلاة، باب ما جاء في كراهية البيع و الشراء وانشاد الضالة و الشعر في المسجد (الحديث 322) مطولاً . و اخرجه ابن ما جه في المساجد و الجماعات، باب ما يكره في المساجد (الحديث 749) مطولاً . و الحديث عند: النسائي في المساجد، النهي عن البيع و الشراء في المسجد و عن التحلق قبل صلاة الجمعة (الحديث 713) . وابن ماجه في المساجد و الجماعات، باب النهي عن انشاد الضوال في المسجد (الحديث 776)، و في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب ما جاء في الحلق يوم الجمعة قبل الصلاة و الاحتباء و الامام يخطب (الحديث 1133) . تحفة الاشراف (8796) .

715-اخرجه البخاري في بدء الخلق، باب ذكر الملائكة (الحديث 3212 . واخرجه مسلم في فضائل الصحابة، باب فضائل حسان بن ثابت رضي الله عنه (الحديث 151) . واخرجه ابو داؤد في الادب، باب ما جاء في الشعر (الحديث 5013 و 5014) مختصراً . و الحديث عند: البخاري في الصلاة،باب الشعر في المسجد (الحديث 453)، و في الادب، باب هجاء المشركين (الحديث 6152) . و مسلم في فضائل الصحابة، باب فضائل حسان بن ثابت رضي الله عنه (الحديث 152) . تحفة الاشراف (3402) .

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی طرف رخ کیا اور بولے: آپ نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

"(اے حسان!) تم میری طرف سے (کفار کو) جواب دو' اے اللہ! تو روح القدس کے ذریعے اس کی مدد کر"۔

تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: اللہ جانتا ہے' ایسا ہی ہے۔

شرح

ڈاکٹر وہبہ زحیلی تحریر کرتے ہیں: مسجد میں شعر سنانے میں کوئی حرج نہیں ہے جب کہ وہ اشعار نبی اکرم ﷺ کی تعریف کے لئے ہوں اسلام یا حکمت کے بارے میں ہوں یا زہد یا اس قسم کے بھلائی کے کاموں کے بارے میں ہوں۔

اس کے بعد ڈاکٹر وہبہ زحیلی نے وہی روایت نقل کی ہے جسے امام نسائی نے یہاں سعید بن میتب کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

جہاں تک مذموم شاعری کا تعلق ہے جیسے وہ شاعری جو کسی مسلمان کے ہجو پر مشتمل ہو یا اس میں شراب وغیرہ کی تعریف کی گئی ہو یا خواتین کا تذکرہ ہو یا کسی ظالم کی مدح سرائی کی گئی ہو یا کسی ممنوعہ کام کے ارتکاب پر فخر کا اظہار کیا گیا ہو یا اس طرح کی دیگر شاعری تو یہ حرام ہوگی۔

25 - باب النَّهْيِ عَنْ اِنْشَادِ الضَّالَّةِ فِي الْمَسْجِدِ

باب: مسجد میں گمشدہ چیز کا اعلان کرنے کی ممانعت

716 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ عَبْدِ الرَّحِيْمِ قَالَ حَدَّثَنِيْ زَيْدُ بْنُ اَبِيْ اُنَيْسَةَ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ يَّنْشُدُ ضَالَّةً فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا وَجَدْتَ".

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ ایک شخص آیا' اس نے مسجد میں گمشدہ چیز کا اعلان کرنا شروع کیا' تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمہیں وہ چیز نہ ملے۔

26 - باب اِظْهَارِ السِّلَاحِ فِي الْمَسْجِدِ

باب: مسجد میں اسلحہ ظاہر کرنا

717 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْمِسْوَرِ الزُّهْرِيُّ - بَصْرِيٌّ - وَمُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ

716-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (2742) .

717-اخرجه البخاري في الصلاة ، باب ياخذ بنصول النبل اذا مر في المسجد (الحديث 451)، و في الفتن، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم (من حمل علينا السلاح فليس منا) (الحديث 7073) . واخرجه مسلم في البر و الصلة و الاداب، باب امر من مر بسلاح في مسجد او سوق او غيرهما من المواضع الجامعة للناس ان يمسك بنصالها (الحديث 120) . واخرجه ابن ماجه في الادب، باب من كان معه سهام فلياخذ بنصالها (الحديث 3777) . تحفة الاشراف (2527) .

قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ قُلْتُ لِعَمْرٍو اَسَمِعْتَ جَابِرًا يَقُولُ مَرَّ رَجُلٌ بِسِهَامٍ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "خُذْ بِنِصَالِهَا ." قَالَ نَعَمْ .

☆☆ سفیان بیان کرتے ہیں' میں نے عمرو سے دریافت کیا' کیا آپ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے ایک شخص تیر لے کر مسجد سے گزرا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا:

"تم اسے پھل کی طرف سے پکڑ کر رکھو"۔

تو انہوں نے جواب دیا: جی ہاں!

شرح

ڈاکٹر وہبہ زحیلی تحریر کرتے ہیں' سنت یہ ہے کہ جو شخص مسجد میں داخل ہو اور اس کے پاس ہتھیار موجود ہوں تو وہ اس ہتھیار کو پھل کی طرف سے پکڑے جیسے تیر کا پھل' نیزے کا سرا وغیرہ

اس کی دلیل وہی حدیث ہے جو حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے امام نسائی نے یہاں نقل کی ہے۔

27 - باب تَشْبِيكِ الْاَصَابِعِ فِي الْمَسْجِدِ

باب: مسجد میں انگلیاں ایک دوسرے میں داخل کرنا

718 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ قَالَ اَنْبَاَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ اِبْرَاهِيمَ عَنِ الْاَسْوَدِ قَالَ دَخَلْتُ اَنَا وَعَلْقَمَةُ عَلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ فَقَالَ لَنَا اَصَلَّى هٰؤُلَاءِ قُلْنَا لَا . قَالَ قُومُوا فَصَلُّوا . فَذَهَبْنَا لِنَقُومَ خَلْفَهُ فَجَعَلَ اَحَدَنَا عَنْ يَمِينِهِ وَالْاٰخَرَ عَنْ شِمَالِهِ فَصَلّٰى بِغَيْرِ اَذَانٍ وَّلَا اِقَامَةٍ فَجَعَلَ اِذَا رَكَعَ شَبَّكَ بَيْنَ اَصَابِعِهِ وَجَعَلَهَا بَيْنَ رُكْبَتَيْهِ وَقَالَ هٰكَذَا رَاَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَ .

☆☆ اسود بیان کرتے ہیں' میں اور علقمہ' حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے' تو انہوں نے دریافت کیا: کیا ان لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے؟ ہم نے جواب دیا: جی نہیں! تو انہوں نے فرمایا: تم لوگ کھڑے ہو جاؤ' ہم ان کے پیچھے کھڑے ہونے لگے تو انہوں نے ہم میں سے ایک کو دائیں طرف کھڑا کر دیا اور دوسرے کو بائیں طرف کھڑا کر دیا اور کسی اذان اور اقامت کے بغیر نماز پڑھانا شروع کر دی' جب وہ رکوع میں گئے' تو انہوں نے انگلیاں ایک دوسرے میں داخل کیں اور انہیں دونوں گھٹنوں کے درمیان رکھ لیا اور یہ بات بیان کی کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا ہی کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

شرح

ڈاکٹر وہبہ زحیلی تحریر کرتے ہیں: مسجد میں گدی کے بل چت لیٹ جانا جائز ہے۔ اسی طرح ایک پاؤں دوسرے پر رکھ لینا

718- اخرجه مسلم في المساجد و مواضع الصلاة، باب الندب الى وضع الايدي على الركب في الركوع و نسخ التطبيق (الحديث 26 و 27) مطولاً . و اخرجه النسائي في التطبيق، باب التطبيق (الحديث 1028) تحفة الاشراف (9164) .

بھی جائز ہے' کیونکہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی احادیث میں یہ بات ثابت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تمام کام کیے ہیں۔

719 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ قَالَ اَنْبَاَنَا النَّضْرُ قَالَ اَنْبَاَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ اِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ وَالْاَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ فَذَكَرَ نَحْوَهُ .

☆☆ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

28 - باب الْاِسْتِلْقَاءِ فِي الْمَسْجِدِ

باب: مسجد میں چت لیٹنا

720 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ عَنْ عَمِّهِ اَنَّهُ رَاَى رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَلْقِيًا فِي الْمَسْجِدِ وَاضِعًا اِحْدَى رِجْلَيْهِ عَلَى الْاُخْرٰى .

☆☆ عباد بن تمیم اپنے چچا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد میں چت لیٹے ہوئے دیکھا ہے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ایک پاؤں مبارک دوسرے پاؤں مبارک کے اوپر رکھا ہوا تھا۔

29 - باب النَّوْمِ فِي الْمَسْجِدِ

باب: مسجد میں سونے (کا حکم)

721 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهُ كَانَ يَنَامُ وَهُوَ شَابٌّ عَزَبٌ لَا اَهْلَ لَهُ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَسْجِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں یہ بات منقول ہے: وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں مسجد نبوی میں ہی سو جایا کرتے تھے' اس وقت وہ جوان تھے اور غیر شادی شدہ تھے' ان کا گھر بار نہیں تھا۔

شرح

جہاں تک مسجد میں سونے کا تعلق ہے' تو شوافع کے نزدیک اس میں کوئی کراہت نہیں ہے کیونکہ صحیحین میں یہ روایت منقول

719- اخرجه مسلم في المساجد، باب الندب الى وضع الايدي على الركب في الركوع و نسخ التطبيق (الحديث 26 و 27) مطولا . و اخرجه ابوداؤد في الصلاة، باب وضع اليدين على الركبتين (الحديث 868) بنحوه . و اخرجه النسائي في التطبيق، باب التطبيق (الحديث 1028 و 1029) . تحفة الاشراف (9164 و 9165) .

720- اخرجه البخاري في الصلاة، باب الاستلقاء في المسجد و مد الرجل (الحديث 475)، و في الادب، باب الاستلقاء و وضع الرجل على الاخرى (الحديث 5969) بنحوه . و في الاستئذان، باب الاستلقاء الحديث (6287) . واخرجه مسلم في اللباس و الزينة، باب في اباحة الاستلقاء ووضع احدى الرجلين على الاخرى (الحديث 75 و 76) . واخرجه ابوداؤد في الادب، باب في الرجل يضع احدى رجليه على الاخرى (الحديث 4866) . واخرجه الترمذي في الادب، باب ما جاء في وضع احدى الرجلين على الاخرى مستلقيًا (الحديث 2765) . تحفة الاشراف (5298) .

721- اخرجه البخاري في الصلاة، باب نوم الرجل في المسجد (الحديث 440) . تحفة الاشراف (8173) .

ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ایسا کیا کرتے تھے۔

اسی طرح اصحاب صفہ کے بارے میں بھی یہ بات منقول ہے کہ یہ لوگ مسجد میں سو جایا کرتے تھے۔

عرینہ قبیلے کے لوگوں کے بارے میں یہ بات منقول ہے کہ وہ مسجد میں سوتے تھے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت صفوان بن امیہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ روایات منقول ہیں' یہ مسجد میں سو گئے تھے۔

ان کے علاوہ دیگر حضرات کے بارے میں بھی یہ بات منقول ہے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ یہ فرماتے ہیں: اجنبی (یعنی باہر سے آنے والے) لوگوں کے لئے اس میں کوئی حرج نہیں ہے شہر کے رہنے والوں کے لئے میں اس بات کو پسند نہیں کروں گا۔

احناف اس بات کے قائل ہیں: مسجد میں سونا مکروہ ہے البتہ اجنبی شخص کو اور اعتکاف کرنے والے شخص کو اس کی اجازت ہوگی۔

امام احمد بن حنبل اور امام اسحاق بن راہویہ کہتے ہیں: اگر کوئی شخص مسافر ہو یا مسافر کے ساتھ مشابہت رکھتا ہو تو حرج نہیں ہے لیکن اگر کوئی شخص مسجد کو رہائش گاہ بنالے یا قیلولہ کرنے کی جگہ بنالے تو یہ درست نہیں ہوگا۔

30 - باب الْبُصَاقِ فِي الْمَسْجِدِ

باب: مسجد میں تھوک پھینکنا

722 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "الْبُصَاقُ فِي الْمَسْجِدِ خَطِيئَةٌ وَّكَفَّارَتُهَا دَفْنُهَا".

★★ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''مسجد میں تھوک پھینکنا گناہ ہے اور اس کا کفارہ یہ ہے' کہ اُسے دفن کر دیا جائے''۔

31 - باب النَّهْيِ عَنْ اَنْ يَّتَنَخَّمَ الرَّجُلُ فِيْ قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ

باب: مسجد میں قبلہ کی سمت میں تھوکنے کی ممانعت

723 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى بُصَاقًا فِيْ جِدَارِ الْقِبْلَةِ فَحَكَّهُ ثُمَّ اَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ "اِذَا كَانَ اَحَدُكُمْ يُصَلِّيْ فَلَا يَبْصُقَنَّ قِبَلَ وَجْهِهٖ فَاِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ

722-اخرجه مسلم في المساجد و مواضع الصلاة، باب النهي عن البصاق في المسجد في الصلاة و غيرها (الحديث 55) . اخرجه ابوداؤد في الصلاة، باب في كراهية البزاق في المسجد (الحديث 475) . واخرجه الترمذي في الصلاة، باب ما جاء في كراهية البزاق في المسجد (الحديث 572) . تحفة الاشراف (1428) .

723-اخرجه البخاري في الصلاة، باب حك البزاق باليد من المسجد (الحديث 406) . واخرجه مسلم في المساجد و مواضع الصلاة، باب النهي عن البصاق في المسجد في الصلاة وغيرها (الحديث 50) . تحفة الاشراف (8366) .

بَلَ وَجْهِهٖ اِذَا صَلّٰی".

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ نے قبلہ کی سمت والی دیوار پر تھوک لگا ہوا دیکھا تو آپ ﷺ نے اسے صاف کر دیا' پھر آپ ﷺ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور ارشاد فرمایا:

''جب کوئی شخص نماز ادا کر رہا ہو' تو وہ اپنے سامنے کی سمت میں ہرگز نہ تھوکے' کیونکہ جب انسان نماز ادا کر رہا ہوتا ہے' اللہ تعالیٰ اس کے سامنے کی سمت میں موجود ہوتا ہے''۔

32 - باب ذِكْرِ نَهْيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اَنْ يَّبْصُقَ الرَّجُلُ بَيْنَ يَدَيْهِ اَوْ عَنْ يَّمِيْنِهٖ وَهُوَ فِيْ صَلَاتِهٖ

باب: نبی اکرم ﷺ کی اس ممانعت کا تذکرہ کہ آدمی نماز کے دوران اپنے سامنے یا اپنے دائیں طرف تھوکے

724 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى نُخَامَةً فِيْ قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ فَحَكَّهَا بِحَصَاةٍ وَّنَهٰى اَنْ يَّبْصُقَ الرَّجُلُ بَيْنَ يَدَيْهِ اَوْ عَنْ يَّمِيْنِهٖ وَقَالَ "يَبْصُقُ عَنْ يَّسَارِهٖ اَوْ تَحْتَ قَدَمِهِ الْيُسْرٰى".

★★ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ نے مسجد کی قبلہ کی سمت بلغم لگا ہوا ملاحظہ فرمایا تو آپ ﷺ نے کنکری کے ذریعے اُسے صاف کیا اور اس بات سے منع کر دیا' کہ کوئی شخص (نماز کے دوران) اپنے سامنے کی طرف یا دائیں طرف تھوکے' آپ ﷺ نے فرمایا: آدمی اپنے بائیں طرف تھوک لے یا اپنے بائیں پاؤں کے نیچے تھوکے۔

33 - باب الرُّخْصَةِ لِلْمُصَلِّيْ اَنْ يَّبْصُقَ خَلْفَهٗ اَوْ تِلْقَاءَ شِمَالِهٖ

باب: نمازی کے لیے اس بات کی اجازت ہے' کہ وہ اپنے پیچھے یا اپنے بائیں جانب تھوک سکتا ہے

725 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَنْصُوْرٌ عَنْ رِبْعِيٍّ عَنْ طَارِقِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْمُحَارِبِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِذَا كُنْتَ تُصَلِّيْ فَلَا تَبْزُقَنَّ بَيْنَ يَدَيْكَ وَلَا عَنْ يَّمِيْنِكَ وَابْصُقْ خَلْفَكَ اَوْ تِلْقَاءَ شِمَالِكَ اِنْ كَانَ فَارِغًا وَّاِلَّا فَهٰكَذَا". وَبَزَقَ تَحْتَ رِجْلِهٖ وَدَلَكَهٗ.

724-اخرجه البخاري في الصلاة، باب حك المخاط بالحصى من المسجد (الحديث 408 و409) بنحوه، وباب لا يبصق عن يمينه في الصلاة (الحديث 410 و411) بنحوه، و باب ليبزق عن يساره او تحت قدمه اليسرى (الحديث 114) . واخرجه مسلم في المساجد و مواضع الصلاة، باب النهي عن البصاق في المسجد في الصلاة وغيرها (الحديث 52). واخرجه ابن ماجه في المساجد و الجماعات، باب كراهية النخامة في المسجد (الحديث 761) . تحفة الاشراف (3997) .

725-اخرجه ابوداؤد في الصلاة، باب في كراهية البزاق في المسجد (الحديث 478) بمعناه . واخرجه الترمذي في الصلاة، باب ما جاء في كراهية البزاق في المسجد (الحديث 571) مختصراً . و اخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب المصلي يتنخم (الحديث 1021) مختصراً . تحفة الاشراف (4987) .

★★ حضرت طارق بن عبداللہ محاربی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

"جب تم نماز ادا کر رہے ہو' تو تم لوگ اپنے سامنے کی طرف یا اپنے دائیں طرف نہ تھوکو! بلکہ اپنے پیچھے کی طرف یا اپنے بائیں طرف تھوکو' اگر تم ایسا کر سکتے ہو' اگر نہیں کر سکتے تو پھر یوں کر لو۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بائیں پاؤں کے نیچے تھوکا اور اُسے رگڑ دیا"۔

34 - باب بِاَیِّ الرِّجْلَیْنِ یَدْلُكُ بُصَاقَهُ

باب: کون سے پاؤں کے ذریعے آدمی اپنے تھوک کو رگڑے گا؟

726 - اَخْبَرَنَا سُوَیْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ سَعِیْدِ الْجُرَیْرِیِّ عَنْ اَبِی الْعَلَاءِ بْنِ الشِّخِّیْرِ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تَنَخَّعَ فَدَلَكَهُ بِرِجْلِهِ الْیُسْرٰی ۔

★★ ابوعلاء بن شخیر اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تھوک پھینکا اور اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بائیں پاؤں کے ذریعے مل دیا۔

35 - باب تَخْلِیْقِ الْمَسَاجِدِ

باب: مسجد میں خوشبو استعمال کرنا

727 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ قَالَ حَدَّثَنَا عَائِذُ بْنُ حَبِیْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حُمَیْدٌ الطَّوِیْلُ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ رَاٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نُخَامَةً فِیْ قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ فَغَضِبَ حَتّٰی احْمَرَّ وَجْهُهُ فَقَامَتِ امْرَاَةٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَحَكَّتْهَا وَجَعَلَتْ مَكَانَهَا خَلُوْقًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ "مَا اَحْسَنَ هٰذَا" ۔

★★ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں قبلہ کی سمت میں تھوک پڑا ہوا دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہو گئے' یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ مبارک سرخ ہو گیا' ایک انصاری خاتون اُٹھیں اور اس نے اُسے صاف کیا' اور اس کی جگہ خوشبو لگا دی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس نے کتنا اچھا کیا ہے۔

36 - باب الْقَوْلِ عِنْدَ دُخُوْلِ الْمَسْجِدِ وَعِنْدَ الْخُرُوْجِ مِنْهُ

باب: مسجد میں داخل ہونے کے وقت اور باہر آنے کی دعا

728 - اَخْبَرَنَا سُلَیْمَانُ بْنُ عُبَیْدِ اللّٰهِ الْغَیْلَانِیُّ - بَصْرِیٌّ - قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَامِرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَیْمَانُ عَنْ

726-اخرجه مسلم في المساجد و مواضع الصلاة، باب النهي عن البصاق في المسجد في الصلاة وغيرها (الحديث 59) . واخرجه ابوداؤد في الصلاة، باب في كراهية البزاق في المسجد (الحديث 483) بمعناه . و الحديث عند مسلم في المساجد و مواضع الصلاة، باب النهي عن البصاق في المسجد في الصلاة و غيرها (الحديث 58) . و ابي داؤد في الصلاة باب في كراهية البزاق في المسجد (الحديث 482) . تحفة الاشراف (5348) .

727-اخرجه ابن ماجه في المساجد و الجماعات، باب كراهية النخامة في المسجد (الحديث 762) . تحفة الاشراف (698) .

رَبِیْعَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ سَعِیْدٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا حُمَیْدٍ وَّاَبَا اُسَیْدٍ یَقُوْلَانِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ "اِذَا دَخَلَ اَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلْیَقُلِ اللّٰهُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ وَاِذَا خَرَجَ فَلْیَقُلِ اللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ" ۔

★★ حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابواُسید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

"جب کوئی شخص مسجد میں داخل ہو' تو یہ پڑھے:

اے اللہ! تو میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے"۔

(جب وہ مسجد سے باہر آئے) تو یہ پڑھے:

"اے اللہ! میں تجھ سے تیرے فضل کا سوال کرتا ہوں"۔

37 - باب الْاَمْرِ بِالصَّلَاةِ قَبْلَ الْجُلُوْسِ فِیْهِ

باب: مسجد میں آنے کے بعد وہاں بیٹھنے سے پہلے نماز ادا کرنے کا حکم

729 - اَخْبَرَنَا قُتَیْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَیْرِ عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَیْمٍ عَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اِذَا دَخَلَ اَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلْیَرْكَعْ رَكْعَتَیْنِ قَبْلَ اَنْ یَّجْلِسَ" ۔

★★ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

"جب کوئی شخص مسجد میں آ جائے' تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعات (تحیۃ المسجد) ادا کرے"۔

شرح

مسجد میں داخل ہونے کے بعد جو نوافل ادا کیے جاتے ہیں انہیں "تحیۃ المسجد" کہا جاتا ہے۔ اس کے حکم کی وضاحت کرتے ہوئے امام موفق الدین ابن قدامہ حنبلی تحریر کرتے ہیں جو شخص مسجد میں داخل ہو اس کے لئے سنت یہ ہے کہ وہ بیٹھنے سے پہلے دو رکعات ادا کر لے اور یہ ادا کرنے سے پہلے وہ نہ بیٹھے' اس کی دلیل وہ روایت ہے جو حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول ہے۔

(یہ روایت امام نسائی نے یہاں نقل کی ہے)

728-اخرجه مسلم في صلاة المسافرين و قصرها، باب ما يقول اذا دخل المسجد (الحديث 68) . واخرجه ابوداؤد في الصلاة، باب فيما يقوله الرجل عند دخوله المسجد (الحديث 465) . واخرجه ابن ماجه في المساجد و الجماعات، باب الدعاء عند دخول المسجد (الحديث 772) . تحفة الاشراف (11196) .

729-اخرجه البخاري في الصلاة، باب اذا دخل المسجد فليركع ركعتين (الحديث 444)، و في التهجد، باب ما جاء في التطوع مثنى مثنى (الحديث 1163) . واخرجه مسلم في صلاة المسافرين و قصرها، باب استحباب تحية المسجد بركعتين و كراهة الجلوس قبل صلاتهما و انها مشروعة في جميع الاوقات (الحديث 69) و (الحديث 70) مطولاً . واخرجه ابوداؤد في الصلاة، باب ما جاء في الصلاة عند دخول المسجد (الحديث 467 و 468) . واخرجه الترمذي في الصلاة، باب ما جاء اذا دخل احدكم المسجد فليركع ركعتين (الحديث 316) . واخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب من دخل المسجد فلا يجلس حتى يركع (الحديث 1013) . تحفة الاشراف (12123) .

یہ روایت متفق علیہ ہے اور اگر کوئی شخص نماز ادا کرنے سے پہلے بیٹھ جاتا ہے تو سنت یہی ہے کہ وہ پھر اٹھ کر نماز ادا کرے۔

اس کی دلیل وہ روایت ہے جس کو امام مسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

وہ بیان کرتے ہیں حضرت سلیک غطفانی رضی اللہ عنہ (مسجد کے اندر) آئے تو نبی اکرم ﷺ اس وقت خطبہ دے رہے تھے۔ آپ نے ارشاد فرمایا:

"اے سلیک رضی اللہ عنہ تم اٹھو اور دو رکعات نماز ادا کرلو اور انہیں مختصر ادا کرنا" [1]

38 - باب الرُّخْصَةِ فِي الْجُلُوسِ فِيهِ وَالْخُرُوجِ مِنْهُ بِغَيْرِ صَلَاةٍ

باب: (مسجد میں آنے کے بعد نماز پڑھے بغیر بیٹھنے کی اور نماز سے پہلے ہی) مسجد سے باہر چلے جانے کی اجازت

730 - اَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَاَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ كَعْبٍ قَالَ سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ يُحَدِّثُ حَدِيثَهُ حِينَ تَخَلَّفَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ قَالَ وَصَبَّحَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَادِمًا وَكَانَ اِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ بَدَاَ بِالْمَسْجِدِ فَرَكَعَ فِيهِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ جَلَسَ لِلنَّاسِ فَلَمَّا فَعَلَ ذٰلِكَ جَائَهُ الْمُخَلَّفُونَ فَطَفِقُوا يَعْتَذِرُونَ اِلَيْهِ وَيَحْلِفُونَ لَهُ وَكَانُوا بِضْعًا وَثَمَانِينَ رَجُلًا فَقَبِلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَانِيَتَهُمْ وَبَايَعَهُمْ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمْ وَوَكَلَ سَرَائِرَهُمْ اِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ حَتّٰى جِئْتُ فَلَمَّا سَلَّمْتُ تَبَسَّمَ تَبَسُّمَ الْمُغْضَبِ ثُمَّ قَالَ "تَعَالَ". فَجِئْتُ حَتّٰى جَلَسْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَقَالَ لِي "مَا خَلَّفَكَ اَلَمْ تَكُنِ ابْتَعْتَ ظَهْرَكَ". فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اِنِّي وَاللّٰهِ لَوْ جَلَسْتُ عِنْدَ غَيْرِكَ مِنْ اَهْلِ الدُّنْيَا لَرَاَيْتُ اَنِّي سَاَخْرُجُ مِنْ سَخَطِهِ وَلَقَدْ اُعْطِيتُ جَدَلًا وَلٰكِنْ وَاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمْتُ لَئِنْ حَدَّثْتُكَ الْيَوْمَ حَدِيثَ كَذِبٍ لِتَرْضٰى بِهِ عَنِّي لَيُوشِكُ اَنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يُسْخِطُكَ عَلَيَّ وَلَئِنْ حَدَّثْتُكَ حَدِيثَ صِدْقٍ تَجِدُ عَلَيَّ فِيهِ اِنِّي لَاَرْجُو فِيهِ عَفْوَ اللّٰهِ وَاللّٰهِ مَا كُنْتُ قَطُّ اَقْوٰى وَلَا اَيْسَرَ مِنِّي حِينَ تَخَلَّفْتُ عَنْكَ. فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَمَّا هٰذَا فَقَدْ صَدَقَ فَقُمْ حَتّٰى يَقْضِيَ اللّٰهُ فِيكَ". فَقُمْتُ فَمَضَيْتُ. مُخْتَصَرٌ.

☆☆ عبداللہ بن کعب بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: انہوں نے غزوۂ تبوک کے موقعے پر نبی اکرم ﷺ سے پیچھے رہ جانے کا واقعہ بیان کیا تھا، وہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ صبح کے وقت تشریف لائے، آپ ﷺ کا یہ معمول تھا کہ جب آپ سفر سے واپس تشریف لاتے تھے، تو سب سے پہلے مسجد آتے تھے، وہاں دو رکعت نماز ادا کرتے تھے، پھر آپ ﷺ لوگوں سے ملاقات کے لیے بیٹھ جایا کرتے تھے، جب آپ ﷺ نے ایسا ہی کیا، تو پیچھے رہ جانے والے لوگ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور وہ نبی اکرم ﷺ کے سامنے مختلف طرح کے عذر پیش کرنے لگے اور آپ ﷺ کے سامنے قسمیں اٹھانے لگے، ان کی تعداد اسی سے کچھ زیادہ تھی۔ نبی اکرم ﷺ نے ان کے بیان کو قبول کیا، ان سے بیعت لی اور ان کے لیے مغفرت کی دعا کی جبکہ ان کے پوشیدہ معاملے کو اللہ کے سپرد کر دیا، یہاں تک کہ جب میں آیا اور میں نے آپ ﷺ کو سلام کیا، تو نبی اکرم ﷺ مسکرائے، یوں جیسے کوئی ناراض شخص مسکراتا ہے۔ پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم آگے آ جاؤ! میں آگے حاضر ہوا، یہاں تک کہ میں آپ ﷺ کے سامنے بیٹھ گیا، آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: تم کیوں پیچھے رہ گئے تھے، تم نے تو اپنا سواری کا اونٹ خرید نہیں لیا تھا؟ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! اللہ کی قسم! اگر میں آپ ﷺ کی بجائے کسی اور دنیادار شخص کے پاس بیٹھا ہوا ہوتا تو مجھے پتا ہے کہ میں اس کی ناراضگی سے کیسے بچ سکتا تھا، کیونکہ مجھے گفتگو کا فن عطاء کیا گیا ہے، لیکن اللہ کی قسم! مجھے اس بات کا علم ہے، کہ اگر آج میں نے آپ ﷺ کے ساتھ جھوٹی بات کی تاکہ اس کے ذریعے آپ ﷺ مجھ سے راضی ہو جائیں، تو عنقریب اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو مجھ سے ناراض کر دے گا، اگر میں نے آپ ﷺ کے سامنے سچی بات کی تو آپ ﷺ کو مجھ سے ناراضگی محسوس ہوگی، مجھے اس کے بارے میں اُمید ہے، کہ اللہ تعالیٰ معاف کر دے گا، اللہ کی قسم! آپ ﷺ سے پیچھے رہنے کے وقت میں جتنا طاقتور تھا اور جتنا خوشحال تھا اتنا (طاقتور اور خوشحال) میں کبھی نہیں ہوا۔

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جہاں تک اس شخص کا تعلق ہے، تو اس نے سچ کہا ہے، تم اُٹھ جاؤ، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تمہارے بارے میں فیصلہ کر دے"۔

تو میں اُٹھ گیا اور وہاں سے چلا گیا۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: یہ روایت مختصر ہے۔

39 - باب صَلَاةِ الَّذِي يَمُرُّ عَلَى الْمَسْجِدِ

باب: مسجد کے پاس سے گزرنے والے شخص کا نماز ادا کرنا

731 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ بْنِ اَعْيَنَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنِ ابْنِ اَبِي هِلَالٍ قَالَ اَخْبَرَنِي مَرْوَانُ بْنُ عُثْمَانَ اَنَّ عُبَيْدَ بْنَ حُنَيْنٍ اَخْبَرَهُ عَنْ اَبِي سَعِيدِ بْنِ

---

[1] المغنی لابن قدامہ کتاب الصلوٰۃ باب تحیۃ المسجد

730-اخرجه البخاري في الجهاد، باب الصلاة اذا قدم من سفر (الحديث 3088) . و مسلم في صلاة المسافرين و قصرها، باب استحباب الركعتين في المسجد لمن قدم من سفر اول قدومه (الحديث 74) . و ابي داؤد في الجهاد، باب في اعطاء البشير (الحديث 2773 و2781) . تحفة الاشراف (11132) .

731-اخرجه النسائي في التفسير: سورة البقرة، قوله تعالى: (قد نرى تقلب وجهك في السماء فلنولينك قبلة ترضاها) (الحديث 26) مطولاً . تحفة الاشراف (12048) .

الْمُعَلّٰى قَالَ كُنَّا نَغْدُو إِلَى السُّوقِ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَمُرُّ عَلَى الْمَسْجِدِ فَنُصَلِّي فِيهِ .

★★ حضرت ابوسعید بن معلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ہم لوگ نبی اکرم ﷺ کے زمانۂ اقدس میں بازار جاتے ہوئے مسجد کے پاس سے گزرتے تھے' تو اس میں نماز ادا کر لیتے تھے۔

40 - باب التَّرْغِيبِ فِي الْجُلُوسِ فِي الْمَسْجِدِ وَانْتِظَارِ الصَّلَاةِ

باب: مسجد میں بیٹھنے اور نماز ادا کرنے کی ترغیب

732 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "إِنَّ الْمَلَائِكَةَ تُصَلِّي عَلٰى أَحَدِكُمْ مَا دَامَ فِي مُصَلَّاهُ الَّذِي صَلّٰى فِيهِ مَا لَمْ يُحْدِثْ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُ اللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ".

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:
"فرشتے اس شخص کے لیے دعائے رحمت کرتے رہتے ہیں' جب تک آدمی اس جگہ پر بیٹھا رہتا ہے جہاں اس نے نماز ادا کی تھی' جب تک وہ بے وضو نہیں ہو جاتا (وہ فرشتے یہ دعا کرتے ہیں:) اے اللہ! اس کی مغفرت کر دے! اے اللہ! اس پر رحم کر دے"۔

733 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ مُضَرَ عَنْ عَيَّاشِ بْنِ عُقْبَةَ أَنَّ يَحْيَى بْنَ مَيْمُونٍ حَدَّثَهُ قَالَ سَمِعْتُ سَهْلًا السَّاعِدِيَّ - رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ - يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ "مَنْ كَانَ فِي الْمَسْجِدِ يَنْتَظِرُ الصَّلَاةَ فَهُوَ فِي الصَّلَاةِ".

★★ حضرت سہل ساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:
"جو شخص مسجد میں بیٹھ کر نماز کا انتظار کر رہا ہو' تو وہ نماز کی حالت میں شمار ہوتا ہے"۔

41 - باب ذِكْرِ نَهْيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّلَاةِ فِي أَعْطَانِ الْإِبِلِ

باب: اونٹوں کے باڑے میں نماز ادا کرنے کی ممانعت

734 - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ أَشْعَثَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الصَّلَاةِ فِي أَعْطَانِ الْإِبِلِ .

732-اخرجه البخاري في الصلاة، باب الحدث في المسجد (الحديث 445)، و في الاذان، باب من جلس في المسجد ينتظر الصلاة و فضل المساجد (الحديث 659) . واخرجه ابوداؤد في الصلاة، باب في فضل القعود في المسجد (الحديث 469) . تحفة الاشراف (13816) .

733-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (4808) .

734-اخرجه ابن ماجه في المساجد و الجماعات، باب الصلاة في اعطان الابل و مراح الغنم (الحديث 769) بنحوه مطولاً . تحفة الاشراف (9651) .

★★ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے اونٹوں کے باڑے میں نماز ادا کرنے سے منع کیا ہے۔

شرح

امام ابوجعفر طحاوی بیان کرتے ہیں: ہمارے اصحاب (یعنی فقہائے احناف) کے نزدیک اس حوالے سے کوئی اختلاف نہیں ہے کہ اُونٹوں کے باڑے میں نماز ادا کرنا جائز ہے۔ اسے مکروہ اس لئے قرار دیا گیا ہے کیونکہ یہ اندیشہ ہوتا ہے کہ کہیں کوئی اونٹ ٹانگ نہ مار دے۔

امام اوزاعی نے اونٹوں کے باڑے میں نماز ادا کرنے کو مکروہ قرار دیا ہے۔ اگرچہ وہاں کپڑا بچھا دیا گیا ہو تاہم ان کے نزدیک بکریوں اور گائے کے باڑے میں نماز ادا کی جا سکتی ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اونٹوں کے باڑے میں نماز ادا نہیں کی جائے گی اگر کوئی شخص نماز ادا کر لیتا ہے اور وہاں نجاست موجود نہ ہو تو اس شخص کی نماز درست ہوگی۔

نبی اکرم ﷺ کے بارے میں یہ روایت نقل کی گئی ہے آپ ﷺ نے اونٹوں کے باڑے میں نماز ادا کرنے سے منع کیا ہے اور بکریوں کے باڑے میں نماز ادا کرنے کو مباح قرار دیا ہے۔

(امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) یہ اس اندیشے کے پیش نظر ہے کہ کوئی اُونٹ ٹانگ نہ مار دے' کیونکہ اگر یہ نجاست کی وجہ سے ہوتا تو اس حوالے سے اونٹوں کے باڑے اور بکریوں کے باڑے میں کوئی فرق نہیں ہے۔

42 - باب الرُّخْصَةِ فِي ذٰلِكَ

باب: اس بارے میں اجازت (کا بیان)

735 - أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ حَدَّثَنَا سَيَّارٌ عَنْ يَزِيدَ الْفَقِيرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "جُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ مَسْجِدًا وَطَهُورًا أَيْنَمَا أَدْرَكَ رَجُلٌ مِنْ أُمَّتِي الصَّلَاةَ صَلّٰى".

★★ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:
"میرے لیے تمام روئے زمین کو نماز ادا کرنے کی جگہ اور طہارت کے حصول کا ذریعہ بنا دیا گیا ہے' میری اُمت کے جس بھی شخص کو جہاں بھی نماز کا وقت ہو جائے' وہ وہاں نماز ادا کر لے"۔

ل مختصر اختلاف العلماء ابوجعفر طحاوی ملخص

735-تقدم في الغسل و التيمم، باب التيمم بالصعيد (الحديث 430) .

43 - باب الصَّلاَةِ عَلَى الْحَصِيرِ

باب: چٹائی پر نماز ادا کرنا

736 - اَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْاُمَوِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِي قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ اِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِي طَلْحَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ اُمَّ سُلَيْمٍ سَاَلَتْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّاتِيَهَا فَيُصَلِّيَ فِي بَيْتِهَا فَتَتَّخِذَهُ مُصَلًّى فَاَتَاهَا فَعَمَدَتْ اِلَى حَصِيرٍ فَنَضَحَتْهُ بِمَاءٍ فَصَلّٰى عَلَيْهِ وَصَلَّوْا مَعَهُ .

☆☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' سیدہ اُم سلیم رضی اللہ عنہا نے نبی اکرم ﷺ سے یہ گزارش کی کہ آپ ﷺ ان کے ہاں تشریف لائیں اوران کے گھر میں نماز ادا کریں تا کہ سیدہ اُم سلیم رضی اللہ عنہا اس جگہ کو جائے نماز بنالیں۔ نبی اکرم ﷺ ان کے گھر تشریف لائے' تو سیدہ اُم سلیم رضی اللہ عنہا نے ایک چٹائی کو لیا' انہوں نے اس پر پانی چھڑکا تو نبی اکرم ﷺ نے اس پر نماز ادا کی اور (گھر والوں نے) نبی کریم ﷺ کی اقتداء میں نماز ادا کی۔

44 - باب الصَّلاَةِ عَلَى الْخُمْرَةِ

باب: چھوٹے کپڑے پر نماز ادا کرنا

737 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ - يَعْنِي الشَّيْبَانِيَّ - عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَدَّادٍ عَنْ مَيْمُونَةَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي عَلَى الْخُمْرَةِ .

☆☆ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' کہ نبی اکرم ﷺ چھوٹے کپڑے پر بھی نماز ادا کرلیا کرتے تھے۔

45 - باب الصَّلاَةِ عَلَى الْمِنْبَرِ

باب: منبر پر نماز ادا کرنا

738 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنِي اَبُو حَازِمِ بْنُ دِينَارٍ اَنَّ رِجَالًا اَتَوْا سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ السَّاعِدِيَّ وَقَدِ امْتَرَوْا فِي الْمِنْبَرِ مِمَّ عُودُهُ فَسَاَلُوهُ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ وَاللّٰهِ اِنِّي لَاَعْرِفُ مِمَّ هُوَ وَلَقَدْ رَاَيْتُهُ اَوَّلَ يَوْمٍ وُضِعَ وَاَوَّلَ يَوْمٍ جَلَسَ عَلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْسَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى فُلَانَةَ امْرَاَةٍ قَدْ سَمَّاهَا سَهْلٌ "اَنْ مُرِي غُلَامَكِ النَّجَّارَ اَنْ يَعْمَلَ لِي اَعْوَادًا اَجْلِسُ عَلَيْهِنَّ اِذَا كَلَّمْتُ النَّاسَ ." فَاَمَرَتْهُ فَعَمِلَهَا مِنْ طَرْفَاءِ الْغَابَةِ ثُمَّ جَاءَ بِهَا فَاَرْسَلَتْ اِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

736-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (220) .

737-اخرجه البخاري في الصلاة، باب الصلاة على الخمرة (الحديث 381) . واخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب الصلاة على الخمرة (الحديث 1028) . تحفة الاشراف (18062) .

738-اخرجه البخاري في الجمعة، باب الخطبة على المنبر (الحديث 917) . واخرجه مسلم في المساجد و مواضع الصلاة، باب جواز الخطوة و الخطوتين في الصلاة، (الحديث 45) . و اخرجه ابوداؤد في الصلاة، باب في اتخاذ المنبر (الحديث 1080) . تحفة الاشراف (4775) .

وَسَلَّمَ فَاَمَرَ بِهَا فَوُضِعَتْ هَا هُنَا ثُمَّ رَاَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَقِيَ فَصَلّٰى عَلَيْهَا وَكَبَّرَ وَهُوَ عَلَيْهَا ثُمَّ رَكَعَ وَهُوَ عَلَيْهَا ثُمَّ نَزَلَ الْقَهْقَرٰى فَسَجَدَ فِي اَصْلِ الْمِنْبَرِ ثُمَّ عَادَ فَلَمَّا فَرَغَ اَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ "يَا اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَا صَنَعْتُ هٰذَا لِتَاْتَمُّوا بِي وَلِتَعَلَّمُوا صَلَاتِي".

☆☆ ابوحازم بیان کرتے ہیں' کچھ لوگ حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے' یہ لوگ نبی اکرم ﷺ کے منبر کے بارے میں بحث کر رہے تھے کہ اسے کون سی لکڑی سے بنایا گیا تھا؟ انہوں نے حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے اس بارے میں دریافت کیا' تو حضرت سہل رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں اس بات سے بخوبی واقف ہوں کہ وہ کون سی لکڑی سے بنا تھا' اور مجھے وہ دن یاد ہے' جب پہلے دن اسے رکھا گیا تھا اور جب پہلے دن نبی اکرم ﷺ اس پر تشریف فرما ہوئے تھے' نبی اکرم ﷺ نے فلاں خاتون کو پیغام بھجوایا تھا۔

(راوی کہتے ہیں:) حضرت سہل رضی اللہ عنہ نے اس خاتون کا نام بھی بیان کیا تھا' (نبی اکرم ﷺ نے یہ پیغام بھجوایا تھا کہ) تم اپنے بڑھئی غلام سے یہ کہو کہ وہ ہمارے لیے لکڑیاں جوڑ کر ایسی چیز بنا دے جس پر میں بیٹھ جایا کروں' اس وقت جب میں نے لوگوں کو مخاطب کرنا ہوتا ہے۔ تو اس خاتون نے اس غلام کو حکم دیا تو اس غلام نے جنگل کی لکڑیوں کے ذریعے اسے بنا دیا' وہ اسے لے کے آیا' تو اسے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں بھجوا دیا گیا' نبی اکرم ﷺ کے حکم کے تحت اُسے یہاں رکھا گیا' پھر میں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا کہ آپ اس پر چڑھے' آپ ﷺ نے اس پر نماز ادا کی' آپ نے تکبیر کہی جبکہ آپ ﷺ اس پر ہی موجود تھے' پھر آپ ﷺ رکوع میں چلے گئے جبکہ آپ منبر پر ہی موجود تھے' پھر آپ ﷺ اُلٹے قدموں نیچے اترے اور آپ نے اس منبر کی بنیاد کے قریب سجدہ کیا' پھر آپ ﷺ دوبارہ اس پر چڑھ گئے' جب آپ نماز پڑھ کر فارغ ہوئے' تو آپ ﷺ نے لوگوں کی طرف رخ کیا اور فرمایا:

"اے لوگو! میں نے ایسا اس لیے کیا ہے تا کہ تم میری پیروی کرو اور میری نماز کے طریقے کو سیکھ جاؤ"۔

شرح

امام بخاری نے بھی یہ حدیث اپنی "صحیح" میں تحریر کی ہے۔ اس کے احکام کی وضاحت کرتے ہوئے حافظ بدرالدین محمود عینی تحریر کرتے ہیں: اس سے ایک مسئلہ تو یہ ثابت ہوتا ہے جس پر ترجمۃ الباب بھی دلالت کرتا ہے اور وہ منبر پر نماز ادا کرنا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے منبر پر اپنے نماز ادا کرنے اور مقتدیوں سے اپنے آپ کے بلند ہونے کی علت یہ بیان کی ہے: تا کہ لوگ آپ ﷺ کی پیروی کریں اور آپ ﷺ انہیں تعلیم دیں جب امام مقتدیوں سے بلند ہو تو یہ چیز مکروہ ہے۔ البتہ ضرورت کے پیش نظر ایسا کیا جا سکتا ہے جیسا کہ مذکورہ بالا صورتِ حال تھی۔

(جس کا حدیث میں ذکر ہے)

ایسی صورت میں یہ مستحب ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور لیث بن سعد نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

امام مالک اور امام شافعی سے اس کی ممانعت کی روایت بھی منقول ہے۔

امام اوزاعی نے بھی اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

ابن حزم نے امام ابوحنیفہ کے بارے میں یہ بات نقل کی ہے کہ انہوں نے اس سے منع کیا ہے' تاہم یہ روایت درست نہیں ہے بلکہ امام ابوحنیفہ کا مذہب یہ ہے کہ ایسی نماز کراہت کے ساتھ جائز ہوگی۔

فقہائے احناف نے امام ابوحنیفہ کے حوالے سے اس کے جواز کا قول بھی نقل کیا ہے۔ اس وقت جب امام اتنا بلند ہو جتنا انسان کا قد ہوتا ہے جبکہ امام مالک سے ایک روایت یہ بھی نقل کی گئی ہے کہ اگر امام تھوڑا سا بلند ہوتا ہے' تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

اس روایت سے یہ مسئلہ بھی ثابت ہو جاتا ہے کہ نماز کے دوران تھوڑا سا چل لینے سے نماز فاسد نہیں ہوتی ہے۔

"محیط برہانی" کے مصنف نے یہ بات تحریر کی ہے۔ نماز کے دوران ایک قدم چلنے سے نماز نہیں ٹوٹتی لیکن دو یا اس سے زیادہ قدم چلنے سے ٹوٹ جاتی ہے۔

لیکن اگر ان کے اس قول کو درست تسلیم کر لیا جائے تو مناسب تو یہ ہوگا کہ یہ نماز بھی ٹوٹ گئی ہوتی (جس طریقے کے ساتھ نبی اکرم ﷺ منبر سے نیچے تشریف لائے تھے)

اس لیے ہم یہ کہتے ہیں' جب کسی مصلحت کے پیش نظر نماز کے دوران چلا جائے تو مناسب یہ ہے کہ نماز نہ ٹوٹے اور یہ مکروہ بھی نہ ہو۔

جس طرح اس مسئلے میں ہے کہ جب کوئی شخص کسی صف میں اکیلا کھڑا ہوا ہو' تو اسے اس بات کا حق حاصل ہوگا کہ وہ اگلی صف میں سے کسی کو پیچھے کھینچ لے اور وہ دونوں صف میں کھڑے ہو جائیں۔

اب جس شخص کو پکڑ کر پیچھے لایا گیا ہے اس کی نماز فاسد نہیں ہوگی اگرچہ وہ ایک یا دو قدم چل چکا ہو۔[1]

46 - باب الصَّلَاةِ عَلَى الْحِمَارِ

باب: گدھے پر نماز ادا کرنا

739 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيٰى عَنْ سَعِيْدِ بْنِ يَسَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي عَلٰى حِمَارٍ وَّهُوَ مُتَوَجِّهٌ اِلٰى خَيْبَرَ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر بیان کرتے ہیں' میں نے نبی اکرم ﷺ کو گدھے پر نماز ادا کرتے ہوئے دیکھا' اس کا رخ اس وقت خیبر کی طرف تھا۔

---

1 عمدۃ القاری، کتاب نماز کے احکام، باب سطح، منبر اور لکڑی پر نماز ادا کرنا

739-اخرجه مسلم في صلاة المسافرين و قصرها، باب جواز صلاة النافلة على الدابة في السفر حيث توجهت (الحديث 35) . واخرجه ابوداؤد في الصلاة، باب التطوع على الراحلة والوتر (الحديث 1226) . تحفة الاشراف (7086) .

شرح

اکثر فقہاء اس بات کے قائل ہیں: سواری پر فرض یا واجب نماز ادا نہیں کی جا سکتی۔ اس میں واجب کی تمام اقسام شامل ہوں گی جن میں وتر، نذر کی نماز، نماز جنازہ وغیرہ شامل ہیں' انہیں کسی عذر کے بغیر سواری پر ادا نہیں کیا جا سکتا البتہ نفل اور سنتیں سواری پر ادا کی جا سکتی ہیں۔ صرف فجر کی سنتیں سواری پر ادا نہیں کی جا سکتیں۔

740 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ قَيْسٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ عَنْ يَحْيٰى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّهُ رَاٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي عَلٰى حِمَارٍ وَّهُوَ رَاكِبٌ اِلٰى خَيْبَرَ وَالْقِبْلَةُ خَلْفَهُ .

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ لَا نَعْلَمُ اَحَدًا تَابَعَ عَمْرَو بْنَ يَحْيٰى عَلٰى قَوْلِهٖ يُصَلِّي عَلٰى حِمَارٍ وَّحَدِيْثُ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ اَنَسٍ الصَّوَابُ مَوْقُوْفٌ وَّاللّٰهُ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى اَعْلَمُ .

☆☆ حضرت انس بن مالک بیان کرتے ہیں' انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو گدھے پر نماز ادا کرتے ہوئے دیکھا ہے' آپ ﷺ اس وقت خیبر کی طرف جا رہے تھے اور قبلہ آپ ﷺ کی پشت کی طرف تھا۔

امام نسائی بیان کرتے ہیں: ہمارے علم کے مطابق کسی بھی راوی نے گدھے پر نماز ادا کرنے کے الفاظ کے بارے میں عمرو بن یحییٰ نامی راوی کی متابعت نہیں کی ہے' اور یحییٰ بن سعید نے حضرت انس کے حوالے سے جو روایت نقل کی ہے' وہ موقوف ہے' باقی اللہ بہتر جانتا ہے۔

740-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (1665) .

9 - كِتَابُ الْقِبْلَةِ

قبلہ (کے بارے میں روایات)

امام نسائی نے اس کتاب "قبلہ (کے بارے میں روایات)" میں 25 تراجم ابواب اور 34 روایات نقل کی ہیں' جبکہ مکررات کو حذف کر دیا جائے تو روایات کی تعداد 23 ہوگی۔

1 - باب اسْتِقْبَالِ الْقِبْلَةِ

باب: قبلہ کی طرف رخ کرنا

741 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِيلَ بْنِ اِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ يُوسُفَ الْاَزْرَقُ عَنْ زَكَرِيَّا بْنِ اَبِي زَائِدَةَ عَنْ اَبِي اِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ قَدِمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ فَصَلَّى نَحْوَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ سِتَّةَ عَشَرَ شَهْرًا ثُمَّ وُجِّهَ اِلَى الْكَعْبَةِ فَمَرَّ رَجُلٌ قَدْ كَانَ صَلَّى مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى قَوْمٍ مِنَ الْاَنْصَارِ فَقَالَ اَشْهَدُ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ وُجِّهَ اِلَى الْكَعْبَةِ. فَانْحَرَفُوا اِلَى الْكَعْبَةِ.

☆☆ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے اور آپ ﷺ سولہ ماہ تک بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نمازیں ادا کرتے رہے' پھر آپ ﷺ کا رخ کعبہ کی طرف کر دیا گیا' ایک شخص جس نے نبی اکرم ﷺ کی اقتداء میں نماز ادا کی تھی' وہ کچھ انصاریوں کے پاس سے گزرا اور بولا: میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ نبی اکرم ﷺ کا رخ خانہ کعبہ کی طرف کر دیا گیا ہے' تو وہ لوگ خانہ کعبہ کی طرف مڑ گئے۔

شرح

تمام فقہاء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ نماز کے درست ہونے کے لئے قبلہ کی طرف رُخ کرنا شرط ہے۔ اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے۔

"تم جہاں کہیں بھی ہو تو تم اپنے چہرے کو مسجد حرام کی طرف پھیر لو۔" (البقرۃ: آیت 150)

البتہ دو صورتوں میں اس کا حکم نہیں ہے۔ ایک یہ ہے کہ جب خوف شدید ہو اس وقت (قبلہ کی طرف رُخ کئے بغیر بھی نماز

741-تقدم في الصلاة، باب فرض القبلة (الحديث 488) .

ادا کی جاسکتی ہے)

اور دوسری صورت یہ ہے کہ مسافر نفل نماز سواری پر ادا کر سکتا ہے۔ خواہ اس کا رُخ کسی بھی سمت میں ہو۔

فقہائے مالکیہ اور فقہائے احناف نے استقبال قبلہ کے لئے یہ بات شرط کے طور پر بیان کی ہے: کہ آدمی دشمن اور درندے سے امن کی حالت میں ہو اور اسے قبلہ کی طرف رُخ کرنے کی قدرت حاصل ہو اس لئے جب دشمن یا درندے کی طرف سے خوف ہو۔ اس صورت میں قبلے کی طرف رُخ کرنا واجب نہیں ہوگا۔

اسی طرح جس شخص کے لئے قبلہ کی طرف رُخ کرنے کی قدرت نہ ہو جیسے کوئی شخص بندھا ہوا ہو یا ایسا بیمار ہو جس کا رخ قبلہ کی طرف نہ کیا جاسکتا ہو اور کوئی پھیرنے والا بھی وہاں موجود نہ ہو تو وہ جس سمت میں بھی رُخ کر کے نماز ادا کر سکتا ہو اسی طرح رُخ کر کے نماز ادا کر لے گا کیونکہ اب عذر متحقق ہو گیا ہے۔

علماء کا اس بات پر اتفاق ہے جو شخص براہِ راست خانہ کعبہ کو دیکھ رہا ہو اس کے لئے عین خانہ کعبہ کی طرف رُخ کرنا فرض ہے۔

حنابلہ کے نزدیک مکہ کے رہنے والے تمام لوگوں کے لئے عین خانہ کعبہ کی طرف رُخ کرنا لازم ہے خواہ ان کے اور خانہ کعبہ کے درمیان دیواریں اور عمارات موجود ہوں۔

لیکن جو شخص خانہ کعبہ کو دیکھ نہیں رہا اس کے لئے جمہور کے نزدیک یہ ضروری ہے کہ وہ خانہ کعبہ کی جہت کی طرف رُخ کرلے۔ تاہم اس بارے میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی رائے کچھ مختلف ہے۔

2 - باب الْحَالِ الَّتِي يَجُوزُ عَلَيْهَا اسْتِقْبَالُ غَيْرِ الْقِبْلَةِ

باب: اس حالت کا بیان جس میں قبلہ کی بجائے دوسری طرف رخ کرنا بھی جائز ہے

742 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي عَلَى رَاحِلَتِهِ فِي السَّفَرِ حَيْثُمَا تَوَجَّهَتْ بِهِ.

قَالَ مَالِكٌ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِينَارٍ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ.

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ سفر کے دوران اپنی سواری پر ہی (نفل) نماز ادا کر لیتے تھے خواہ اس کا رخ کسی بھی سمت میں ہو۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں' عبداللہ بن دینار نے یہ بات بیان کی ہے' کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی ایسا ہی کر لیا کرتے تھے۔

شرح

اس سے پہلے ہم حدیث 739 میں اس کی وضاحت کر چکے ہیں۔ فقہاء کے نزدیک سواری پر فرض اور واجب نماز ادا نہیں

742-تقدم في الصلاة، باب الحال يجوز فيها استقبال غير القبلة (الحديث 491) .

کی جاسکتی جبکہ فجر کی سنتیں بھی ادا نہیں کی جاسکتیں۔ تاہم نفل نماز اور سنتیں ادا کی جاسکتی ہیں۔

743 - اَخْبَرَنَا عِيْسَى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ عَلَى الرَّاحِلَةِ قِبَلَ اَيِّ وَجْهٍ تَوَجَّهَ بِهٖ وَيُوْتِرُ عَلَيْهَا غَيْرَ اَنَّهٗ لَا يُصَلِّيْ عَلَيْهَا الْمَكْتُوْبَةَ .

☆☆ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ (بن عمر) بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سواری پر ہی نفل نماز ادا کر لیتے تھے' خواہ اس کا رخ کسی بھی سمت میں ہو' آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر وتر ادا کر لیتے تھے' البتہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر فرض نماز ادا نہیں کرتے تھے۔

3 - باب اسْتِبَانَةِ الْخَطَاِ بَعْدَ الْاِجْتِهَادِ

باب: قبلہ کی سمت کے بارے میں اجتہاد کرنے کے بعد غلطی ظاہر ہونا

744 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ بَيْنَمَا النَّاسُ بِقُبَاءٍ فِيْ صَلَاةِ الصُّبْحِ جَاءَهُمْ اٰتٍ فَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اللَّيْلَةَ قُرْاٰنٌ وَّقَدْ اُمِرَ اَنْ يَّسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ . فَاسْتَقْبِلُوْهَا وَكَانَتْ وُجُوْهُهُمْ اِلَى الشَّامِ فَاسْتَدَارُوْا اِلَى الْكَعْبَةِ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' کچھ لوگ قبا میں فجر کی نماز ادا کر رہے تھے' ایک شخص ان کے پاس آیا اور بولا: گزشتہ رات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر حکم نازل ہوا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ حکم دیا گیا ہے' کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قبلہ (یعنی خانہ کعبہ) کی طرف رخ کر لیں' تو تم لوگ اس کی طرف رخ کر لو۔

(راوی کہتے ہیں:) اس وقت ان لوگوں کے چہرے شام کی طرف تھے' تو وہ اُلٹے گھوم کر خانہ کعبہ کی طرف ہو گئے۔

شرح

اس حدیث میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ اگر کوئی شخص لاعلمی کی وجہ سے یا قبلے کی سمت کا پتہ نہ ہونے کی وجہ سے اپنے اجتہاد کے ذریعے کسی ایک طرف سمت قبلہ کا تعین کر کے اس طرف رُخ کر کے نماز ادا کر رہا ہو پھر نماز کے دوران اسے پتہ چل جائے کہ قبلہ کا رُخ دوسری طرف ہے' تو وہ دوسری طرف رُخ کر سکتا ہے۔

4 - باب سُتْرَةِ الْمُصَلِّيْ

باب: نمازی کے سترہ کا حکم

745 - اَخْبَرَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ الدُّوْرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيْدَ قَالَ حَدَّثَنَا حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ عَنْ

743-تقدم في الصلاة، باب الحال يجوز فيها استقبال غير القبلة (الحديث 489) .

744-تقدم في الصلاة، باب استبانة الخطا بعد الاجتهاد (الحديث 492) .

745-اخرجه مسلم في الصلاة، باب سترة المصلي (الحديث 243 و244) . تحفة الاشراف (16395) .

اَبِي الْاَسْوَدِ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ عَنْ سُتْرَةِ الْمُصَلِّيْ فَقَالَ "مِثْلُ مُؤْخِرَةِ الرَّحْلِ".

☆☆ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' کہ غزوۂ تبوک کے موقع پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نمازی کے سترہ کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وہ پالان کی پچھلی لکڑی کے برابر ہونا چاہیے۔

شرح

سترہ کے بارے میں فقہاء کے مابین اختلاف پایا جاتا ہے۔

فقہائے مالکیہ اور فقہائے احناف اس بات کے قائل ہیں: امام کے لئے اور تنہا نماز ادا کرنے والے شخص کے لئے یہ بات مستحب ہے کہ وہ نماز ادا کرنے کے دوران اپنے آگے سترہ رکھ لیں۔ اس وقت جب انہیں اس بات کا اندیشہ ہو کہ ان کے آگے سے کوئی گزر سکتا ہے' یہ حکم فرض اور نفل دونوں نمازوں کے لئے ہے اور امام اور تنہا نماز ادا کرنے والے شخص دونوں کے لئے ہے۔

جہاں تک مقتدی کا تعلق ہے' تو امام کا سترہ ہی مقتدی کا سترہ شمار ہوگا کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ میں کھلے میدان میں نماز ادا کی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نماز ایک نیزے کی طرف رُخ کر کے ادا کی تھی۔ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقتدیوں کے لئے الگ سے کوئی سترہ نہیں تھا۔

جب نمازی کو اس بات کا غالب گمان ہو کہ کوئی شخص اس کے آگے سے نہیں گزرے گا اور وہ اپنے سامنے سترہ نہیں لگاتا تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں۔

جو شخص کھلی جگہ پر نماز ادا کر رہا ہو اس کے لئے یہ بات مستحب ہے کہ وہ اپنے سامنے کوئی چیز گاڑے جیسے لکڑی یا اس طرح کی اور کوئی چیز اس میں اس چیز کو گاڑنے کا اعتبار ہوگا ویسے ہی رکھنے کا اعتبار نہیں ہوگا۔ اسی طرح نشان کے طور پر کوئی لکیر کھینچنا بھی سترہ شمار نہیں ہوگا کیونکہ اصل مقصد یہ ہے کہ آدمی اور آگے سے گزرنے والے شخص کے درمیان کوئی رکاوٹ ہونی چاہئے اور زمین پر وہ چیز رکھ دینے یا لکیر کھینچ لینے سے یہ مقصد حاصل نہیں ہو پائے گا۔

شافعی اور حنبلی فقہاء اس بات کے قائل ہیں: یہ بات مستحب ہے کہ وہ سترہ کی طرف رُخ کر کے نماز ادا کرے خواہ وہ مسجد میں نماز ادا کر رہا ہو یا گھر میں نماز ادا کر رہا ہو۔ اسے چاہئے کہ وہ دیوار یا ستون کی طرف رُخ کر کے نماز ادا کرے۔

اسی طرح اگر وہ کھلی جگہ پر ہو تو اپنے سامنے کسی عصا کو گاڑے یا نیزے کو گاڑے یا اونٹ کو چوڑائی کی سمت میں بٹھا لے یا اس کے پالان کو رکھ لے۔

اگر اسے یہ چیزیں دستیاب نہیں ہیں تو وہ اپنے سامنے کی طرف لکیر لگا لے گا یا وہ آگے کی طرف چوڑائی کی سمت میں کوئی چیز بچھا لے گا۔ جیسا کہ فقہائے شوافع نے یہ بات ذکر کی ہے۔

746 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ اَنْبَاَنَا نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَ يَرْكُزُ الْحَرْبَةَ ثُمَّ يُصَلِّي اِلَيْهَا.

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما، نبی اکرم ﷺ کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: آپ ﷺ نیزہ گاڑ دیا کرتے تھے اور پھر اس کی طرف رخ کر کے نماز ادا کر لیتے تھے۔

5 - باب الْاَمْرِ بِالدُّنُوِّ مِنَ السُّتْرَةِ

باب: سترہ کے قریب کھڑے ہو کر نماز ادا کرنے کا حکم

747 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ وَاِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ اَبِيْ حَثْمَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِذَا صَلّٰى اَحَدُكُمْ اِلٰى سُتْرَةٍ فَلْيَدْنُ مِنْهَا لَا يَقْطَعُ الشَّيْطٰنُ عَلَيْهِ صَلَاتَهُ".

☆☆ حضرت سہل بن ابوحثمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

"جب کوئی شخص سترہ کی طرف رخ کر کے نماز ادا کر رہا ہو، تو اس کے قریب رہے تا کہ شیطان اس کی نماز کو منقطع نہ کرے (شاید اس سے یہ مراد ہے، کہ کوئی شخص آدمی اور سترے کے درمیان میں سے گزر نہ جائے)"۔

6 - باب مِقْدَارِ ذٰلِكَ

باب: اس کی مقدار کا بیان

748 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ الْكَعْبَةَ هُوَ وَاُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ وَبِلَالٌ وَعُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ الْحَجَبِيُّ فَاَغْلَقَهَا عَلَيْهِ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ فَسَاَلْتُ بِلَالًا حِيْنَ خَرَجَ مَاذَا صَنَعَ

746-اخرجه البخاري في الصلاة، باب الصلاة الى الحربة (الحديث 498) تحفة الاشراف (8172) .

747-اخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب الدنو من السترة (الحديث 695) . تحفة الاشراف (4648) .

748-اخرجه البخاري في الصلاة، باب . 97 . (الحديث 505 و 506) ، و في الحج، باب الصلاة في الكعبة (الحديث 1599) بمعناه . و اخرجه ابو داؤد في المناسك (الحج)، باب الصلاة في الكعبة (الحديث 2024) . والحديث عند: البخاري في الصلاة، باب قول الله تعالى: (واتخذوا من مقام ابراهيم مصلى) (الحديث 397) ، وباب الابواب و الغلق للكعبة و المساجد (الحديث 468)، وباب الصلاة بين السواري في غير جماعة (الحديث 504 و505)، و في التهجد، باب ما جاء في التطوع مثنى مثنى (الحديث 1167) ، و في الحج، باب اغلاق البيت و يصلي في اي نواحي البيت شاء (الحديث 1598)، و في الجهاد، باب الردف على الحمار (الحديث 2988)، و في المغازي، باب دخول النبي صلى الله عليه وسلم من اعلى مكة (الحديث 4289) تعليقاً و باب حجة الوداع (الحديث 4400) . و مسلم في الحج، باب استحباب دخول الكعبة للحاج وغيره للصلاة فيها والدعاء في نواحيها كلها (الحديث 388 و389 و 390 و 391 و 392 و 393 و 394) . و ابي داؤد في المناسك الحج، باب الصلاة في الكعبة (الحديث 2023 و2025) . و النسائي في المساجد ، الصلاة في الكعبة (الحديث 691)، و في مناسك الحج، دخول البيت (الحديث 2905 و2906) و موضع الصلاة في البيت (الحديث 2907 و 2908) . وابن ماجه في المناسك، باب دخول الكعبة (الحديث 3063) تحفة الاشراف (2037 و8331) .

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ جَعَلَ عَمُوْدًا عَنْ يَسَارِهِ وَعَمُوْدَيْنِ عَنْ يَمِيْنِهِ وَثَلَاثَةَ اَعْمِدَةٍ وَرَاءَهُ - وَكَانَ الْبَيْتُ يَوْمَئِذٍ عَلٰى سِتَّةِ اَعْمِدَةٍ - ثُمَّ صَلّٰى وَجَعَلَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجِدَارِ نَحْوًا مِنْ ثَلَاثَةِ اَذْرُعٍ.

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ خانہ کعبہ کے اندر تشریف لے گئے، آپ ﷺ کے ساتھ حضرت اسامہ بن زید، حضرت بلال، حضرت عثمان بن طلحہ حجبی رضی اللہ عنہم تھے اس دروازے کو بند کر دیا گیا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: جب نبی اکرم ﷺ باہر تشریف لائے، تو میں نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا: نبی اکرم ﷺ نے (اندر) کیا کیا تھا؟ تو انہوں نے بتایا: نبی اکرم ﷺ نے ایک ستون کو اپنے بائیں طرف رکھا تھا اور دو ستونوں کو اپنے دائیں طرف رکھا تھا اور تین ستون آپ ﷺ کے پیچھے کی طرف تھے۔

(راوی بیان کرتے ہیں:) اس وقت خانہ کعبہ میں چھ ستون ہوا کرتے تھے۔

(حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے بتایا:) پھر نبی اکرم ﷺ نے نماز ادا کی جبکہ نبی اکرم ﷺ اور دیوار کے درمیان تقریباً تین ہاتھ کا فاصلہ تھا۔

شرح

سترہ کی مقدار کے بارے میں بھی فقہاء کے مابین اختلاف پایا جاتا ہے۔

احناف اس بات کے قائل ہیں: سترہ کی کم از کم مقدار یہ ہے کہ وہ ایک بالشت لمبا ہونا چاہیے اور ایک انگلی جتنا موٹا ہونا چاہیے۔

7 - باب ذِكْرِ مَا يَقْطَعُ الصَّلَاةَ وَمَا لَا يَقْطَعُ اِذَا لَمْ يَكُنْ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّيْ سُتْرَةٌ

باب: اس بات کا تذکرہ کہ کون سی چیز نماز کو توڑ دیتی ہے اور کون سی چیز نماز کو نہیں، توڑتی ہے جبکہ نمازی کے سامنے سترہ موجود نہ ہو؟

749 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ اَنْبَاَنَا يَزِيْدُ قَالَ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الصَّامِتِ عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِذَا كَانَ اَحَدُكُمْ قَائِمًا يُصَلِّيْ فَاِنَّهُ يَسْتُرُهُ اِذَا كَانَ بَيْنَ يَدَيْهِ مِثْلُ اٰخِرَةِ الرَّحْلِ فَاِنْ لَمْ يَكُنْ بَيْنَ يَدَيْهِ مِثْلُ اٰخِرَةِ الرَّحْلِ فَاِنَّهُ يَقْطَعُ صَلَاتَهُ الْمَرْاَةُ وَالْحِمَارُ وَالْكَلْبُ الْاَسْوَدُ". قُلْتُ مَا بَالُ الْاَسْوَدِ مِنَ الْاَصْفَرِ مِنَ الْاَحْمَرِ فَقَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا سَاَلْتَنِيْ فَقَالَ "اَلْكَلْبُ الْاَسْوَدُ شَيْطَانٌ".

☆☆ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

749-اخرجه مسلم في الصلاة، باب قدر ما يستر المصلي (الحديث 265) . واخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب ما يقطع الصلاة (الحديث 702) بنحوه . و اخرجه الترمذي في الصلاة، باب ما جاء انه لا يقطع الصلاة الا الكلب و الحمار و المراة (الحديث 338) . واخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب ما يقطع الصلاة (الحديث 952) مختصراً . و الحديث عند: ابن ماجه في الصيد، باب صيد كلب المجوس و الكلب الاسود البهيم (الحديث 3210) . تحفة الاشراف (11939) .

"جب کوئی شخص نماز ادا کرنے لگے تو اگر اس کے سامنے پالان کے پیچھے والی لکڑی کے برابر کوئی چیز موجود ہو تو وہ اسے سترہ بنالے اگر اس کے سامنے پالان کی پیچھے والی لکڑی کی مانند کوئی چیز نہ ہو تو پھر عورت' گدھا اور سیاہ کتا اس کے (آگے سے گزر کر) اس کی نماز کو توڑ دیں گے۔

(راوی بیان کرتے ہیں:) میں نے دریافت کیا: سیاہ کتے کا کیوں ذکر کیا گیا' زرد یا سرخ کتے کا ذکر کیوں نہیں کیا گیا؟ تو حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے بھی نبی اکرم ﷺ سے اسی طرح سوال کیا جس طرح تم نے مجھ سے سوال کیا ہے' تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا:

"سیاہ کتا شیطان ہوتا ہے"۔

شرح

اس بات پر مذاہب اربعہ میں اتفاق پایا جاتا ہے کہ نمازی کے آگے سے گزرنے کی وجہ سے نماز نہیں ٹوٹتی ہے اور وہ باطل نہیں ہوتی ہے۔ تاہم اگر نمازی گزرنے والے شخص کو روکنے کی کوشش نہیں کرتا تو اس سے نماز میں کمی آجاتی ہے۔

تاہم امام احمد بن حنبل سے یہ روایت منقول ہے کہ کوئی بھی چیز نماز کو نہیں توڑتی ہے۔ البتہ اگر سیاہ کتا نمازی کے آگے سے گزر جائے تو (اس کا حکم مختلف ہے یعنی اس کے نمازی کے آگے سے گزر جانے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے)

اہل ظاہر نے یہ فتویٰ دیا ہے کہ خاتون' کتے یا گدھے کے نمازی کے آگے سے گزرنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔

750 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنِي شُعْبَةُ وَهِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ قُلْتُ لِجَابِرِ بْنِ زَيْدٍ مَا يَقْطَعُ الصَّلَاةَ قَالَ كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقُولُ الْمَرْاَةُ الْحَائِضُ وَالْكَلْبُ . قَالَ يَحْيَى رَفَعَهُ شُعْبَةُ .

☆☆ قتادہ بیان کرتے ہیں' میں نے جابر بن زید سے دریافت کیا: کون سی چیز نماز کو توڑ دیتی ہے' تو انہوں نے بتایا: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما یہ فرمایا کرتے تھے: حیض والی عورت اور کتا (نمازی سے آگے سے گزر کر نماز کو توڑ دیتے ہیں)۔

یحییٰ بن سعید بیان کرتے ہیں' شعبہ نامی راوی نے اسے مرفوع حدیث کے طور پر نقل کیا ہے۔

751 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ عَنْ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ قَالَ اَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جِئْتُ اَنَا وَالْفَضْلُ عَلَى اَتَانٍ لَنَا وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي بِالنَّاسِ بِعَرَفَةَ ثُمَّ ذَكَرَ كَلِمَةً مَعْنَاهَا فَمَرَرْنَا عَلَى بَعْضِ الصَّفِّ فَنَزَلْنَا وَتَرَكْنَاهَا تَرْتَعُ فَلَمْ يَقُلْ لَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا .

750-اخرجه ابوداؤد في الصلاة، باب ما يقطع الصلاة (الحديث 703) . و اخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب ما يقطع الصلاة (الحديث 949) . تحفة الاشراف (5379) .

751-اخرجه البخاري في العلم، باب متى يصح سماع الصغير (الحديث 76) بنحوه، و في الصلاة، باب سترة الامام سترة من خلفه (الحديث 493)، و في الاذان، باب وضوء الصبيان (الحديث 861) بنحوه، و في جزاء الصيد، باب حج الصبيان (الحديث 1857)، و في المغازي، باب حجة الوداع (الحديث 4412) بنحوه . و اخرجه مسلم في الصلاة، باب سترة المصلي (الحديث 254 و 255 و 256 و 257) بنحوه واخرجه ابوداؤد في الصلاة، باب من قال الحمار لا يقطع الصلاة (الحديث 715) بنحوه . واخرجه الترمذي في الصلاة، باب ما جاء لا يقطع الصلاة شيء (الحديث 337) بنحوه . واخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب ما يقطع الصلاة (الحديث 947) بنحوه . تحفة الاشراف (5734) .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' میں اور حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما ایک گدھی پر سوار ہو کر آئے' نبی اکرم ﷺ اس وقت عرفہ میں لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے' پھر انہوں نے ایک بات ذکر کی' جس کا مطلب یہ تھا کہ ہم ایک صف کے کچھ حصے کے آگے سے گزرے اور ہم اس سے اتر گئے' ہم نے اسے چرنے کے لیے چھوڑ دیا نبی اکرم ﷺ نے اس حوالے سے ہمیں کچھ بھی نہیں کہا۔

752 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ عَبَّاسِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنِ الْفَضْلِ بْنِ الْعَبَّاسِ قَالَ زَارَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبَّاسًا فِي بَادِيَةٍ لَنَا وَلَنَا كُلَيْبَةٌ وَحِمَارَةٌ تَرْعَى فَصَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَصْرَ وَهُمَا بَيْنَ يَدَيْهِ فَلَمْ يُزْجَرَا وَلَمْ يُؤَخَّرَا .

☆☆ عباس بن عبیداللہ' حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ' حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے ملنے کے لیے ہماری زرعی زمین پر تشریف لائے' ہمارے پاس ایک چھوٹی سی کتیا تھی اور ایک گدھی تھی' جو چر رہی تھی' نبی اکرم ﷺ نے عصر کی نماز ادا کی تو وہ دونوں آپ ﷺ کے سامنے تھیں' لیکن ان دونوں کو جھڑکا بھی نہیں گیا اور پیچھے بھی نہیں کیا گیا۔

753 - اَخْبَرَنَا اَبُو الْاَشْعَثِ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ اَنَّ الْحَكَمَ اَخْبَرَهُ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ الْجَزَّارِ يُحَدِّثُ عَنْ صُهَيْبٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يُحَدِّثُ اَنَّهُ مَرَّ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ وَغُلَامٌ مِّنْ بَنِي هَاشِمٍ عَلَى حِمَارٍ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُصَلِّي فَنَزَلُوا وَدَخَلُوا مَعَهُ فَصَلَّوْا وَلَمْ يَنْصَرِفْ فَجَاءَتْ جَارِيَتَانِ تَسْعَيَانِ مِنْ بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَاَخَذَتَا بِرُكْبَتَيْهِ فَفَرَعَ بَيْنَهُمَا وَلَمْ يَنْصَرِفْ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ وہ نبی اکرم ﷺ کے سامنے سے گزرے' ان کے ساتھ بنو ہاشم کے ایک نوجوان تھے' یہ دونوں گدھے پر سوار تھے' یہ نبی اکرم ﷺ کے سامنے سے گزرے' نبی اکرم ﷺ اس وقت نماز ادا کر رہے تھے' یہ لوگ اپنے جانور سے اترے اور نماز میں شریک ہو گئے' ابھی آپ ﷺ نے نماز مکمل نہیں کی تھی کہ بنو عبدالمطلب سے تعلق رکھنے والی دو بچیاں بھاگتی ہوئی آئیں اور انہوں نے نبی اکرم ﷺ کے گھٹنوں کو پکڑ لیا' نبی اکرم ﷺ نے انہیں الگ کیا' لیکن آپ ﷺ نے نماز کو ختم نہیں کیا (یعنی نماز جاری رکھی)۔

754 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ اِبْرَاهِيمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كُنْتُ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُصَلِّي فَاِذَا

752-اخرجه ابوداؤد في الصلاة، باب من قال: الكلب لا يقطع الصلاة (الحديث 718) بنحوه تحفة الاشراف (11045) .

753-اخرجه ابوداؤد في الصلاة، باب من قال: الحمار لا يقطع الصلاة (الحديث 716 و 717) بنحوه . تحفة الاشراف (5687) .

754-اخرجه البخاري في الصلاة، باب الصلاة الى السرير (الحديث 508) بنحوه . واخرجه مسلم في الصلاة، باب الاعتراض بين يدي المصلي (الحديث 271) بنحوه . تحفة الاشراف (15987) .

اَرَدْتُ اَنْ اَقُوْمَ كَرِهْتُ اَنْ اَقُوْمَ - فَاَمُرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ - انْسَلَلْتُ انْسِلَالًا .

★★ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' کہ میں نبی اکرم ﷺ کے سامنے موجود ہوتی تھی' آپ نماز ادا کر رہے ہوتے تھے' جب میں نے اٹھنا ہوتا تھا تو مجھے یہ بات پسند نہیں آتی تھی کہ میں اٹھوں اور آپ ﷺ کے سامنے سے گزروں اس لیے میں ایک طرف سے ہو کر اٹھتی تھی۔

8 - باب التَّشْدِيْدِ فِى الْمُرُوْرِ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّى وَبَيْنَ سُتْرَتِهٖ

باب: نمازی اور اس کے سترے کے درمیان میں سے گزرنے کی شدید مذمت

755 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ اَبِى النَّضْرِ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيْدٍ اَنَّ زَيْدَ بْنَ خَالِدٍ اَرْسَلَهٗ اِلٰى اَبِىْ جُهَيْمٍ يَسْاَلُهٗ مَاذَا سَمِعَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِى الْمَارِّ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّى فَقَالَ اَبُوْ جُهَيْمٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَوْ يَعْلَمُ الْمَارُّ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّى مَاذَا عَلَيْهِ لَكَانَ اَنْ يَقِفَ اَرْبَعِيْنَ خَيْرًا لَّهٗ مِنْ اَنْ يَمُرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ ."

★★ بشر بن سعید بیان کرتے ہیں' حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ نے انہیں حضرت ابوجہیم رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا' تاکہ ان سے اس بارے میں دریافت کرے کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو نمازی کے آگے سے گزرنے والے شخص کے بارے میں کیا ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے' تو حضرت ابوجہیم رضی اللہ عنہ نے بتایا: نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

"اگر نمازی کے آگے سے گزرنے والے شخص کو یہ پتہ چل جائے کہ اس کو کتنا گناہ ہوگا' تو اس کا چالیس (دن' مہینے یا سال) ٹھہرے رہنا اُس کے لیے اس سے زیادہ بہتر ہوگا کہ وہ نمازی کے آگے سے گزر جائے"۔

شرح

نبی اکرم ﷺ نے نمازی کے آگے سے گزرنے سے سختی سے منع کیا ہے اور اکثر علماء اس بات کے قائل ہیں: نمازی کو اس بات کا حق حاصل ہے کہ اگر کوئی شخص اس کے آگے سے گزرنے کی کوشش کرتا ہے' تو نمازی اس کو روک دے کیونکہ احادیث سے یہ بات ثابت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے یہی حکم دیا ہے کہ اگر کوئی شخص نمازی کے آگے سے گزرنا چاہے اور نمازی اسے روک دے اور وہ شخص نہ مانے تو نمازی کو چاہیے کہ اس شخص کے ساتھ جھگڑا کرے۔

756 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِىْ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ

755-اخرجه البخاري في الصلاة، باب الم المار بين يدي المصلي (الحديث 510) . واكرجه مسلم في الصلاة، باب منع المار بين يدي المصلي (الحديث 261) . واخرجه ابوداؤد في الصلاة، باب ما ينهي عنه من المرور بين يدي المصلي (الحديث 701) . واكرجه الترمذي في الصلاة، باب ما جاء في كراهية المرور بين يدي المصلي (الحديث 336) . و اخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب المرور بين يدي المصلي (الحديث 945) بنحوه . تحفة الاشراف (11884) .

756-اخرجه مسلم في الصلاة، باب منع المار بين يدي المصلي (الحديث 258) . واخرجه ابوداؤد في الصلاة، باب ما يؤمر المصلي ان يدرء عن الممر بين يديه (الحديث 697) و (الحديث 698) مطولاً . و اخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب ادرا ما استطعت (الحديث 954) بنحوه مطولاً . تحفة الاشراف (4117) .

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اِذَا كَانَ اَحَدُكُمْ يُصَلِّى فَلَا يَدَعْ اَحَدًا اَنْ يَمُرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ فَاِنْ اَبٰى فَلْيُقَاتِلْهُ ."

★★ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

"جب کوئی شخص نماز ادا کر رہا ہو' تو وہ کسی کو بھی اپنے سامنے سے نہ گزرنے دے' اگر وہ دوسرا شخص نہیں مانتا تو وہ اس کے ساتھ جھگڑا کرے"۔

9 - باب الرُّخْصَةِ فِىْ ذٰلِكَ

باب: اس بارے میں رخصت کا بیان

757 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ جُرَيْجٍ عَنْ كَثِيْرِ بْنِ كَثِيْرٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَافَ بِالْبَيْتِ سَبْعًا ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ بِحِذَائِهٖ فِىْ حَاشِيَةِ الْمَقَامِ وَلَيْسَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الطُّوَّافِ اَحَدٌ .

★★ کثیر بن کثیر اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نے بیت اللہ کا سات مرتبہ طواف کیا' پھر آپ ﷺ نے مقام ابراہیم کے کنارے پر دو رکعات نماز ادا کی' اس وقت آپ کے اور طواف کرنے والوں کے درمیان کوئی چیز نہیں تھی۔

10 - باب الرُّخْصَةِ فِى الصَّلَاةِ خَلْفَ النَّائِمِ

باب: سوئے ہوئے شخص کی طرف رُخ کر کے نماز ادا کرنے کی اجازت

758 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِىْ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّىْ مِنَ اللَّيْلِ وَاَنَا رَاقِدَةٌ مُعْتَرِضَةٌ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ عَلٰى فِرَاشِهٖ فَاِذَا اَرَادَ اَنْ يُّوْتِرَ اَيْقَظَنِىْ فَاَوْتَرْتُ .

★★ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' کہ نبی اکرم ﷺ رات کے وقت نماز ادا کر لیا کرتے تھے' جبکہ میں آپ ﷺ کے سامنے چوڑائی کی سمت میں' نبی اکرم ﷺ اور قبلہ کے درمیان' آپ ﷺ کے بستر پر لیٹی ہوئی ہوتی تھی' جب آپ ﷺ وتر ادا کرنے لگتے تو مجھے بیدار کر دیتے تھے تو میں بھی وتر ادا کر لیتی تھی۔

شرح

اس بات پر فقہاء کا اتفاق ہے کہ ایسے شخص کی طرف رخ کر کے نماز ادا کرنا مکروہ ہے' جس کا رُخ نمازی کی طرف ہو۔

757-اخرجه ابوداؤد في المناسك (الحج)، باب في مكة (الحديث 2016) بمعناه . واخرجه النسائي في مناسك الحج، اين يصلي ركعتي الطواف (الحديث 2959) واكرجه ابن ماجه في المناسك، باب الركعتين بعد الطواف (الحديث 2958) . تحفة الاشراف (11285) .

758-اخرجه البخاري في الصلاة، باب الصلاة خلف النائم (الحديث 512)، و في الوتر، باب ايقاظ النبي صلى الله عليه وسلم اهله بالوتر (الحديث 997) . تحفة الاشراف (17312) .

اس کی وجہ یہ ہے کہ اس صورت میں اس شخص کو سجدہ کرنے کے ساتھ مشابہت لازم آتی ہے اور یہ عمل احناف کے نزدیک مکروہ تحریمی ہے۔

11 - باب النَّهْيِ عَنِ الصَّلَاةِ إِلَى الْقَبْرِ

باب: قبر کی طرف رخ کر کے نماز ادا کرنے کی ممانعت

759 - أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ عَنِ ابْنِ جَابِرٍ عَنْ بُسْرِ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْأَسْقَعِ عَنْ أَبِي مَرْثَدٍ الْغَنَوِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا تُصَلُّوا إِلَى الْقُبُورِ وَلَا تَجْلِسُوا عَلَيْهَا".

★★ حضرت ابومرثد غنوی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

"قبروں کی طرف رخ کر کے نماز ادا نہ کیا کرو' اور ان پر بیٹھا بھی نہ کرو"۔

شرح

اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے علامہ ابوالحسن سندھی فرماتے ہیں: اس سے مراد یہ ہے' قبر کی طرف رخ کرنے میں قبر کی عبادت کے ساتھ مشابہت لازم آتی ہے اور قبر پر بیٹھنے سے مراد بظاہر تو یہی ہے کہ اس پر بیٹھا جائے جیسا کہ بیٹھنے کا متعارف معنی ہے۔

ایک قول کے مطابق اس سے مراد قضائے حاجت کرنے کا کنایہ ہے۔ باقی اللہ بہتر جانتا ہے۔

12 - باب الصَّلَاةِ إِلَى ثَوْبٍ فِيهِ تَصَاوِيرُ

باب: ایسے کپڑے کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنے کا حکم جس میں تصویریں موجود ہوں

760 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى الصَّنْعَانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ قَالَ سَمِعْتُ الْقَاسِمَ يُحَدِّثُ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ فِي بَيْتِي ثَوْبٌ فِيهِ تَصَاوِيرُ فَجَعَلْتُهُ إِلَى سَهْوَةٍ فِي الْبَيْتِ فَكَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي إِلَيْهِ ثُمَّ قَالَ "يَا عَائِشَةُ أَخِّرِيهِ عَنِّي". فَنَزَعْتُهُ فَجَعَلْتُهُ وَسَائِدَ.

★★ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' کہ میرے گھر میں ایک کپڑا تھا' جس میں تصویریں بنی ہوئی تھیں' میں نے اسے گھر میں موجود طاق کے سامنے لٹکا دیا۔ نبی اکرم ﷺ اس کی طرف رخ کر کے نماز ادا کرنے لگے۔ پھر آپ ﷺ نے

759- اخرجه مسلم في الجنائز، النهي عن الجلوس على القبر و الصلاة عليه (الحديث 97 و 98) . واخرجه ابوداؤد في الجنائز، باب في كراهية القعود على القبر (الحديث 3229) . واخرجه الترمذي في الجنائز، باب ما جاء في كراهية المشي على القبور و الجلوس عليها و الصلاة فيها (الحديث 1050 و 1051) . تحفة الاشراف (11169) .

760- اخرجه مسلم في اللباس و الزينة، باب تحريم تصوير صورة الحيوان، و تحريم اتخاذ ما فيه صورة غير ممتهنة بالفرش و نحوه و ان الملائكة عليهم السلام لا يدخلون بيتا فيه صورة و لا كلب (الحديث 93) . واخرجه النسائي في الزينة، التصاوير (الحديث 5369) . تحفة الاشراف (17494) .

ارشاد فرمایا:

"اے عائشہ! اسے میرے سامنے سے ہٹا دو" تو میں نے اسے ہٹا دیا اور میں نے اس کا تکیہ بنا لیا۔

شرح

اس بات پر اتفاق ہے کہ کسی تصویر کی طرف رخ کر کے نماز ادا کرنا مکروہ ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ تصویروں کی بھی عبادت کی جاتی ہے' تو اس صورت میں تصویروں کی عبادت کے ساتھ مشابہت لازم آئے گی۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اگر سامنے کی طرف تصویر لگی ہوئی ہو تو نمازی کی نظر اس پر پڑے گی' جس کے نتیجے میں اس کے خیالات میں انتشار آئے گا اور وہ اپنی نماز سے غافل ہو جائے گا۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ بات مکروہ ہے کہ قبلہ کی طرف میں کوئی بھی چیز لگی ہوئی ہو' خواہ وہ قرآن مجید ہو یا اس کے علاوہ کوئی اور چیز ہو۔

البتہ اگر انہیں زمین پر رکھا گیا ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے جبکہ احناف اس بات کے قائل ہیں: اس میں کوئی حرج نہیں ہے اگر کوئی شخص نماز ادا کر رہا ہو اور اس کے سامنے مصحف (یعنی قرآن مجید) لٹکا ہوا ہو یا کوئی تلوار لٹکی ہوئی ہو۔

اس کی وجہ یہ ہے: ان دونوں کی عبادت نہیں کی جاتی ہے۔

تاہم اگر کوئی شخص کسی ایسے بچھونے پر نماز ادا کر رہا ہو' جس پر تصویریں بنی ہوئی ہیں' تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ کیونکہ اس صورت میں تصویروں کی اہانت لازم آتی ہے۔

13 - باب الْمُصَلِّي يَكُونُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْإِمَامِ سُتْرَةٌ

باب: جب امام اور نمازی کے درمیان سترہ موجود ہو' تو اس کا حکم

761 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَصِيرَةٌ يَبْسُطُهَا بِالنَّهَارِ وَيَحْتَجِرُهَا بِاللَّيْلِ فَيُصَلِّي فِيهَا فَفَطِنَ لَهُ النَّاسُ فَصَلَّوْا بِصَلَاتِهِ وَبَيْنَهُ وَبَيْنَهُمُ الْحَصِيرَةُ فَقَالَ "اكْلَفُوا مِنَ الْعَمَلِ مَا تُطِيقُونَ فَإِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ لَا يَمَلُّ حَتَّى تَمَلُّوا وَإِنَّ أَحَبَّ الْأَعْمَالِ إِلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ أَدْوَمُهُ وَإِنْ قَلَّ". ثُمَّ تَرَكَ مُصَلَّاهُ ذٰلِكَ فَمَا عَادَ لَهُ حَتَّى قَبَضَهُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ وَكَانَ إِذَا عَمِلَ عَمَلًا أَثْبَتَهُ.

★★ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' کہ نبی اکرم ﷺ کی ایک مخصوص چٹائی تھی' جسے آپ ﷺ دن کے وقت

761- اخرجه البخاري في الاذان، باب صلاة الليل (الحديث 730) مختصراً . و في اللباس، باب الجلوس على الحصير و نحوه (الحديث 5861) . واخرجه مسلم في صلاة المسافرين و قصرها، باب فضيلة العمل الدائم من قيام الليل و غيره (الحديث 215) . واخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب ما يستر المصلي (الحديث 942) مختصراً . و الحديث عند: ابي داؤد في الصلاة، باب ما يؤمر به من القصد في الصلاة (الحديث 1368) . تحفة الاشراف (17720) .

بچھالیا کرتے تھے اور رات کے وقت اس کا پردہ بنالیا کرتے تھے اور آپ ﷺ اس کی اوٹ میں نماز ادا کیا کرتے تھے لوگوں کو اس بات کا پتہ چل گیا تو وہ نبی اکرم ﷺ کی اقتداء میں نماز ادا کرنے لگے' حالانکہ نبی اکرم ﷺ اور ان لوگوں کے درمیان چٹائی (کا پردہ) حائل تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اتنا ہی عمل اپنے اوپر لازم کرو جس کی تم طاقت رکھتے ہو' کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فضل تم سے اس وقت تک منقطع نہیں ہوتا' جب تک تم لوگ اکتاہٹ کا شکار نہیں ہو جاتے' اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے پسندیدہ عمل وہ ہے جسے باقاعدگی کے ساتھ ادا کیا جائے' اگرچہ وہ تھوڑا ہو''۔

پھر نبی اکرم ﷺ نے نماز کی اس مخصوص جگہ کو ترک کر دیا اور آپ ﷺ دوبارہ وہاں تشریف نہیں لے گئے' یہاں تک کہ آپ ﷺ کا وصال ہو گیا۔

(سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:) نبی اکرم ﷺ کا یہ معمول تھا کہ آپ ﷺ جب کوئی کام کرتے تھے' تو اُسے باقاعدگی سے کیا کرتے تھے۔

14 - باب الصَّلَاةِ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ

باب: ایک ہی کپڑے میں نماز ادا کرنا

762 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ سَائِلًا سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّلَاةِ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ فَقَالَ "اَوَلِكُلِّكُمْ ثَوْبَانِ".

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک شخص نے نبی اکرم ﷺ سے ایک ہی کپڑے میں نماز ادا کرنے کے بارے میں دریافت کیا' تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''کیا تم میں سے ہر ایک کے پاس دو کپڑے ہوتے ہیں؟''۔

شرح

اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے علامہ ابوالحسن سندھی فرماتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے سائل کا انکار کرتے ہوئے یہ بات ارشاد فرمائی ہے۔ یہ بات واضح ہے کہ کسی بھی عقل مند کو ایک کپڑے میں نماز ادا کرنے کے جواز میں شک نہیں ہونا چاہیے۔

البتہ علماء نے یہ بات ذکر کی ہے: اگر آدمی کو میسر ہوں تو دو کپڑے پہن کر نماز ادا کرے' لیکن یہ دوسرا معاملہ ہے' باقی اللہ بہتر جانتا ہے۔

762-اخرجه البخاري في الصلاة، باب الصلاة في الثوب الواحد ملتحفًا به (الحديث 358)، واخرجه مسلم في الصلاة، باب الصلاة في ثوب واحد وصفة لبسه (الحديث 275) . واخرجه ابوداؤد في الصلاة، باب جماع ابواب ما يصلي فيه (الحديث 625) . تحفة الاشراف (13231) .

جس لباس میں نماز جائز ہو جاتی ہے وہ ایسا لباس ہے' جس کے ذریعے شرم گاہ کو ڈھانپا جا سکے۔

تاہم فضیلت اس امر میں ہے' آدمی دو یا اس سے زیادہ کپڑے پہن کر نماز ادا کرے' کیونکہ اس صورت میں ستر کی زیادہ پردہ پوشی ہو جاتی ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات منقول ہے۔ انہوں نے یہ فرمایا تھا:

''جب اللہ تعالیٰ کشادگی عطا کر دے تو تم بھی کشادگی کو اختیار کرو' آدمی کو چاہیے کہ اچھے کپڑے پہنے آدمی تہبند اور چادر، تہبند اور قمیص، تہبند اور قبا، شلوار اور چادر، شلوار اور قمیص، شلوار اور قبا، پاجامہ اور قمیص میں نماز ادا کرے۔

763 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عُمَرَ بْنِ اَبِي سَلَمَةَ اَنَّهُ رَاَى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فِي ثَوْبٍ وَّاحِدٍ فِي بَيْتِ اُمِّ سَلَمَةَ وَاضِعًا طَرَفَيْهِ عَلٰى عَاتِقَيْهِ .

★★ حضرت عمر بن ابوسلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے نبی اکرم ﷺ کو سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں ایک کپڑے میں نماز ادا کرتے ہوئے دیکھا ہے' نبی اکرم ﷺ نے اس کے کنارے مخالف سمت میں اپنے کندھوں پر رکھے ہوئے تھے۔

15 - باب الصَّلَاةِ فِي قَمِيصٍ وَّاحِدٍ

باب: ایک ہی قمیص میں نماز ادا کرنا

764 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا الْعَطَّافُ عَنْ مُوسَى بْنِ اِبْرَاهِيمَ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّي لَاَكُوْنُ فِي الصَّيْدِ وَلَيْسَ عَلَيَّ اِلَّا الْقَمِيصُ اَفَاُصَلِّي فِيْهِ قَالَ "وَزُرَّهُ عَلَيْكَ وَلَوْ بِشَوْكَةٍ".

★★ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے عرض کی: یارسول اللہ! میں شکار کے لیے گیا ہوتا ہوں' اس وقت میں نے صرف ایک قمیص پہنی ہوتی ہے' کیا میں اس میں نماز ادا کر لیا کروں؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''تم اس کے گریبان کو ٹانک لیا کرو' خواہ کانٹے کے ذریعے ہی ایسا کرو''۔

16 - باب الصَّلَاةِ فِي الْاِزَارِ

باب: صرف تہبند میں نماز ادا کرنا

764 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنِي اَبُوْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ كَانَ رِجَالٌ يُصَلُّوْنَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَاقِدِيْنَ اُزُرَهُمْ كَهَيْئَةِ الصِّبْيَانِ فَقِيلَ لِلنِّسَاءِ لَا

763-اخرجه البخاري في الصلاة، باب الصلاة في الثوب الواحد ملتحفًا به (الحديث 354) مختصرًا و (الحديث 355 و356) . واخرجه مسلم في الصلاة، باب الصلاة في ثوب واحد وصفة لبسه (الحديث 278 و279) . واخرجه الترمذي في الصلاة، باب ما جاء في الثوب الواحد (الحديث 339) مختصراً . و اخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب الصلاة في الثوب الواحد (الحديث 1049) . تحفة الاشراف (10684) .

764-اخرجه ابوداؤد في الصلاة، باب في الرجل يصلي في قميص واحد (الحديث 632) . تحفة الاشراف (4533) .

تَرْفَعْنَ رُءُوسَكُنَّ حَتّٰى يَسْتَوِيَ الرِّجَالُ جُلُوسًا .

★★ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' کچھ لوگ نبی اکرم ﷺ کی اقتداء میں نماز ادا کیا کرتے تھے اور انہوں نے بچوں کی طرح اپنے تہبند باندھے ہوئے ہوتے تھے' تو خواتین کو یہ حکم دیا گیا تھا کہ وہ اپنا سر اُس وقت تک نہ اٹھائیں جب تک مرد سیدھے ہو کر نہیں بیٹھ جاتے۔

766 - اَخْبَرَنَا شُعَيْبُ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ قَالَ اَنْبَانَا عَاصِمٌ عَنْ عَمْرِو بْنِ سَلِمَةَ قَالَ لَمَّا رَجَعَ قَوْمِيْ مِنْ عِنْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوْا اِنَّهٗ قَالَ "لِيَؤُمَّكُمْ اَكْثَرُكُمْ قِرَاءَةً لِّلْقُرْاٰنِ". قَالَ فَدَعَوْنِيْ فَعَلَّمُوْنِي الرُّكُوْعَ وَالسُّجُوْدَ فَكُنْتُ اُصَلِّيْ بِهِمْ وَكَانَتْ عَلَيَّ بُرْدَةٌ مَفْتُوْقَةٌ فَكَانُوْا يَقُوْلُوْنَ لِاَبِيْ اَلَا تُغَطِّيْ عَنَّا اسْتَ ابْنِكَ .

★★ حضرت عمرو بن سلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' جب میری قوم کے افراد نبی اکرم ﷺ کے پاس سے واپس آئے تو انہوں نے بتایا: نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''تمہاری امامت وہ شخص کرے گا' جسے سب سے زیادہ قرآن آتا ہو''۔

راوی کہتے ہیں: پھر ان لوگوں نے مجھے بلایا اور انہوں نے مجھے رکوع اور سجدے کا طریقہ تعلیم دیا تو میں نے ان لوگوں کو نماز پڑھانا شروع کر دی' میرے جسم پر جو چادر تھی' وہ پھٹی ہوئی تھی' تو لوگوں نے میرے والد سے کہا: تم اپنے بیٹے کی سرین کو ڈھانپو گے نہیں؟

17 - باب صَلَاةِ الرَّجُلِ فِيْ ثَوْبٍ بَعْضُهٗ عَلٰى امْرَاَتِهٖ

باب: آدمی کا ایسے کپڑے پر نماز ادا کرنا جس کا کچھ حصہ اس کی بیوی پر ہو

767 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَانَا وَكِيْعٌ قَالَ حَدَّثَنَا طَلْحَةُ بْنُ يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ بِاللَّيْلِ وَاَنَا اِلٰى جَنْبِهٖ وَاَنَا حَائِضٌ وَعَلَيَّ مِرْطٌ بَعْضُهٗ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

★★ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' کہ نبی اکرم ﷺ رات کے وقت نماز ادا کیا کرتے تھے' میں

765-اخرجه البخاري في الصلاة، باب اذا كان الثوب ضيقًا (الحديث 362)، و في الاذان، باب عقد الثياب و شدها (الحديث 814) و في العمل في الصلاة، باب اذا قيل للمصلي تقدم او انتظر فانتظر فلا باس (الحديث 1215) . واخرجه مسلم في الصلاة، باب امر النساء المصليات وراء الرجال ان لا يرفعن رووسهن من السجود حتى يرفع الرجال (الحديث 133) . واخرجه ابوداوُد في الصلاة، باب الرجل يعقد الثوب في قفاه ثم يصلي (الحديث 630) . تحفة الاشراف (4681) .

766-اخرجه البخاري في المغازي، باب 53 . (الحديث 4302) مطولًا واخرجه ابوداوُد في الصلاة، باب من احق بالامامة (الحديث 585 و586 و587) والحديث عند: النسائي في الاذان، اجتزاء المرء باذان غيره في الحضر (الحديث 635)، و في الامامة، امامة الغلام قبل ان يحتلم (الحديث 788) . تحفة الاشراف (4565) .

767-اخرجه مسلم في الصلاة، باب الاعتراض بين يدي المصلي (الحديث 274) . واخرجه ابوداوُد في الطهارة، باب في الرخصة في ذلك (الحديث 370) . واخرجه ابن ماجه في الطهارة و سننها، باب في الصلاة في ثوب الحائض (الحديث 652) . تحفة الاشراف (16308) .

آپ ﷺ کے پہلو میں ہوتی تھی' میں اس وقت حیض کی حالت میں ہوتی تھی اور مجھ پر ایسی چادر ہوتی تھی جس کا کچھ حصہ نبی اکرم ﷺ پر ہوتا تھا۔

18 - باب صَلَاةِ الرَّجُلِ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ لَيْسَ عَلٰى عَاتِقِهٖ مِنْهُ شَيْءٌ

باب: آدمی کا ایسے ایک کپڑے میں نماز ادا کرنا کہ اس کے کندھے پر کوئی بھی چیز موجود نہ ہو

768 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا يُصَلِّيَنَّ اَحَدُكُمْ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ لَيْسَ عَلٰى عَاتِقِهٖ مِنْهُ شَيْءٌ".

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''کوئی بھی شخص صرف ایک کپڑا پہن کر اس طرح سے نماز ادا نہ کرے کہ اس کے کندھے پر اس کا کچھ بھی حصہ نہ ہو''۔

19 - باب الصَّلَاةِ فِي الْحَرِيْرِ

باب: ریشمی کپڑا پہن کر نماز ادا کرنا

769 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ وَعِيْسَى بْنُ حَمَّادٍ زُغْبَةُ عَنِ اللَّيْثِ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ حَبِيْبٍ عَنْ اَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ اُهْدِيَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرُّوْجُ حَرِيْرٍ فَلَبِسَهٗ ثُمَّ صَلّٰى فِيْهِ ثُمَّ انْصَرَفَ فَنَزَعَهٗ نَزْعًا شَدِيْدًا كَالْكَارِهِ لَهٗ ثُمَّ قَالَ "لَا يَنْبَغِيْ هٰذَا لِلْمُتَّقِيْنَ".

★★ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ کو ریشم سے بنی ہوئی ''قبا'' تحفے کے طور پر پیش کی گئی' آپ ﷺ نے اسے پہنا اور آپ ﷺ نے وہ پہن کر نماز ادا کی۔ جب آپ ﷺ نماز پڑھ کر فارغ ہوئے' تو آپ ﷺ نے ناپسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے اُسے سختی سے اتار دیا' پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''یہ پرہیزگاروں کے لیے مناسب نہیں ہے''۔

شرح

علامہ ابوالحسن سندھی فرماتے ہیں: اس روایت میں نبی اکرم ﷺ کے ریشم پہننے کا جو ذکر ہے' یہ ریشم کی حرمت کے حکم کے نازل ہونے سے پہلے کا واقعہ ہے۔

768-اخرجه مسلم في الصلاة، باب الصلاة في ثوب واحد و صفة لبسه (الحديث 277) . و اخرجه ابوداوُد في الصلاة، باب جماع ابواب ما يصلي فيه (الحديث 626) بنحوه . تحفة الاشراف (13678) .

769-اخرجه البخاري في الصلاة، باب من صلى في فروج حرير ثم نزعه (الحديث 375)، و في اللباس، باب القباء و فروج حرير و هو القباء (الحديث 5801) . واخرجه مسلم في اللباس و الزينة، باب تحريم استعمال اناء الذهب و الفضة على الرجال و النساء و خاتم الذهب و الحرير على الرجل و اباحته للنساء و اباحة العلم و نحوه للرجل ما لم يزد على اربع اصابع (الحديث 23) . تحفة الاشراف (9959) .

20 - باب الرُّخْصَةِ فِى الصَّلَاةِ فِى خَمِيصَةٍ لَّهَا اَعْلَامٌ

باب: ایسی چادر لپیٹ کر نماز ادا کرنا جس پر نقش ونگار بنے ہوئے ہوں

770 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى فِى خَمِيصَةٍ لَّهَا اَعْلَامٌ ثُمَّ قَالَ "شَغَلَتْنِىْ اَعْلَامُ هٰذِهٖ اذْهَبُوْا بِهَا اِلٰى اَبِىْ جَهْمٍ وَّائْتُوْنِىْ بِاَنْبِجَانِيَّتِهٖ".

★★ سیدہ عائشہ صدیقہ ﷞ بیان کرتی ہیں' کہ نبی اکرم ﷺ نے ایسی چادر لپیٹ کر نماز ادا کی جس پر نقش ونگار بنے ہوئے تھے' پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اس کے نقش ونگار نے میری توجہ منتشر کردی تھی' تم یہ جا کر ابوجہم کو دے دو اور اس کی انجانی چادر میرے پاس لے آؤ''۔

شرح

اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے امام سیوطی فرماتے ہیں۔ حضرت ابوجہم ﷜ کا نام عامر تھا اور ایک قول کے مطابق عبید بن حذیفہ تھا۔ روایت میں استعمال ہونے والے لفظ انجانی چادر کی نسبت انجان نامی جگہ کی طرف ہے یہ ایسی چادر تھی جو اون سے بنائی گئی تھی اور اس پر کوئی نقش ونگار وغیرہ نہیں بنے ہوئے تھے اور یہ ذرا کم موٹی تھی۔ نبی اکرم ﷺ نے اپنی پہلی چادر حضرت ابوجہم ﷜ کی طرف اس لئے بھجوادی تھی کیونکہ حضرت ابوجہم ﷜ نے ہی وہ چادر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں ہدیے کے طور پر پیش کی تھی۔

اور ان سے نبی اکرم ﷺ نے انجانی چادر اس لئے منگوائی تھی تا کہ یہ نہ سمجھا جائے کہ نبی اکرم ﷺ نے ان کا تحفہ مسترد کر دیا ہے۔

21 - باب الصَّلَاةِ فِى الثِّيَابِ الْحُمْرِ

باب: سرخ کپڑے پہن کر نماز ادا کرنا

771 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَوْنِ بْنِ اَبِىْ جُحَيْفَةَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ فِىْ حُلَّةٍ حَمْرَاءَ فَرَكَزَ عَنَزَةً فَصَلّٰى اِلَيْهَا يَمُرُّ مِنْ وَّرَائِهَا الْكَلْبُ وَالْمَرْاَةُ وَالْحِمَارُ.

770-اخرجه البخاري في الاذان، باب الالتفات في الصلاة (الحديث 752) . واخرجه مسلم في المساجد و مواضع الصلاة، باب كراهة الصلاة، في ثوب له اعلام (الحديث 61) . واخرجه ابوداؤد في الصلاة، باب النظر في الصلاة (الحديث 914)، و في اللباس، باب من كرهه (الحديث 4053) . واخرجه ابن ماجه في اللباس، باب لباس رسول الله صلى الله عليه وسلم (الحديث 3550) . تحفة الأشراف (16434).

771-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (11808) .

★★ عون بن ابوجحیفہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ سرخ رنگ کا حلہ پہن کر نکلے' آپ نے نیزہ گاڑھا اور اس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنا شروع کی' اُس نیزے کے دوسری طرف سے کتے' خواتین اور گدھے بھی گزر رہے تھے۔

شرح

جس لباس کو پہن کر نماز ادا کرنا حرام ہے اس کی دو قسمیں ہیں:

پہلی قسم وہ ہے جو مردوں اور خواتین دونوں کے لئے عام ہے۔

اس کی بھی دو قسمیں ہیں۔ ایک وہ جو نجس ہو یعنی وہ کپڑا جو نجس ہو۔

ایسے کپڑے میں نماز ادا کرنا درست نہیں ہوتا اور ایسے کپڑے پر نماز ادا کرنا بھی درست نہیں ہوتا۔ کیونکہ نجاست سے پاک ہونا نماز کے درست ہونے کے لئے شرط ہے۔

دوسری قسم وہ ہے کہ جس کپڑے کو غصب کیا گیا ہو ایسے کپڑے میں حنابلہ کے نزدیک نماز ادا کرنا درست نہیں ہے' تاہم جمہور کے نزدیک ایسے کپڑے کو پہن کر نماز ادا کرنا درست ہے۔

لباس کی دوسری قسم جو مردوں کے لئے حرام ہے۔ عورتوں کے لئے حلال ہے اس میں ریشمی لباس' سونے کے ذریعے بنا گیا لباس شامل ہیں۔ مرد کے لئے اسے بچھا کر اس پر نماز ادا کرنا اور اسے پہننا حرام ہے۔

اس بارے میں فقہاء کے مابین کوئی اختلاف نہیں ہے کہ مردوں کے لئے ریشم پہننا حرام ہے البتہ کسی عارضے یا عذر کی وجہ سے اسے استعمال کیا جا سکتا ہے۔

22 - باب الصَّلَاةِ فِى الشِّعَارِ

باب: بڑی چادر میں نماز ادا کرنا

772 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَابِرُ بْنُ صُبْحٍ قَالَ سَمِعْتُ خِلَاسَ بْنَ عَمْرٍو يَقُوْلُ سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَقُوْلُ كُنْتُ اَنَا وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبُو الْقَاسِمِ فِى الشِّعَارِ الْوَاحِدِ وَاَنَا حَائِضٌ طَامِثٌ فَاِنْ اَصَابَهُ مِنِّىْ شَىْءٌ غَسَلَ مَا اَصَابَهُ لَمْ يَعْدُهُ اِلٰى غَيْرِهٖ وَصَلّٰى فِيْهِ ثُمَّ يَعُوْدُ مَعِىْ فَاِنْ اَصَابَهُ مِنِّىْ شَىْءٌ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ لَمْ يَعْدُهُ اِلٰى غَيْرِهٖ.

★★ حضرت عائشہ صدیقہ ﷞ بیان کرتی ہیں' کہ میں اور نبی اکرم ﷺ ایک بڑی چادر میں ہوتے تھے' حالانکہ میں اس وقت حیض کی حالت میں ہوتی تھی' اگر آپ ﷺ کو مجھ سے کوئی چیز لگ جاتی' تو آپ ﷺ اس جگہ کو دھو لیتے تھے جہاں وہ چیز لگی ہوتی تھی۔ آپ ﷺ اس کے علاوہ (چادر کے) کسی دوسرے حصے کو نہیں دھوتے تھے اور آپ ﷺ اسی میں نماز ادا کر

772-تقدم في الطهارة، باب مضاجعة الحائض (الحديث 283) .

لیتے تھے' پھر آپ ﷺ میرے قریب ہو جاتے تھے' پھر اگر آپ ﷺ کو مجھ سے کوئی چیز لگ جاتی' تو پھر آپ ﷺ ایسا ہی کیا کرتے تھے' لیکن (جہاں وہ چیز لگی ہوتی تھی) اس کے علاوہ (حصے کو نہیں دھوتے تھے)۔

23 - باب الصَّلَاةِ فِي الْخُفَّيْنِ

باب: موزوں میں نماز ادا کرنا

773 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ هَمَّامٍ قَالَ رَاَيْتُ جَرِيْرًا بَالَ ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ فَتَوَضَّاَ وَمَسَحَ عَلٰى خُفَّيْهِ ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى فَسُئِلَ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَنَعَ مِثْلَ هٰذَا .

☆☆ ہمام بیان کرتے ہیں' میں نے حضرت جریر رضی اللہ عنہ کو دیکھا' انہوں نے پیشاب کیا' پھر انہوں نے پانی منگوایا' پھر انہوں نے وضو کرتے ہوئے موزوں پر مسح کر لیا' پھر کھڑے ہو کر نماز ادا کرنے لگے' ان سے اس بارے میں دریافت کیا' تو انہوں نے جواب دیا: میں نے نبی اکرم ﷺ کو بھی اسی طرح کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

شرح

اس حدیث میں اس بات کا تذکرہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے موزے پہن کر نماز ادا کی تھی۔ فقہاء کے مابین اس حوالے سے کوئی اختلاف نہیں پایا جاتا کہ موزے پہن کر نماز ادا کرنا جائز ہے۔

24 - باب الصَّلَاةِ فِي النَّعْلَيْنِ

باب: جوتے پہن کر نماز ادا کرنا

774 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ زُرَيْعٍ وَغَسَّانَ بْنِ مُضَرَ قَالَا حَدَّثَنَا اَبُوْ مَسْلَمَةَ - وَاسْمُهُ سَعِيْدُ بْنُ يَزِيْدَ بَصْرِيٌّ - ثِقَةٌ قَالَ سَاَلْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ اَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فِي النَّعْلَيْنِ قَالَ نَعَمْ .

☆☆ سعید بن یزید بصری بیان کرتے ہیں' میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سوال کیا: کیا نبی اکرم ﷺ جوتے پہن کر نماز ادا کر لیتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں!

773-اخرجه البخاري في الصلاة، باب الصلاة في الخفاف (الحديث 387) . والحديث عند: مسلم في الطهارة، باب المسح على الخفين (الحديث 72) . والترمذي في الطهارة، باب في المسح على الخفين (الحديث 93) . و النسائي في الطهارة، باب المسح على الخفين (الحديث 118) . و ابن ماجه في الطهارة، و سننها، باب ما جاء في المسح على الخفين (الحديث 543) . تحفة الاشراف (3235) .

774-اخرجه البخاري في الصلاة، باب الصلاة في النعال (الحديث 386)، و في اللباس، باب النعال السبتية وغيرها (الحديث 5850). واخرجه مسلم في المساجد و مواضع الصلاة، باب جواز الصلاة في النعلين (الحديث 60) . و اخرجه الترمذي في الصلاة، باب ما جاء في الصلاة في النعال (الحديث 400) . تحفة الاشراف (866) .

شرح

علامہ بدرالدین محمود عینی فرماتے ہیں: علامہ ابن بطال نے یہ بات بیان کی ہے۔ اس سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ علماء کے نزدیک اگر جوتوں میں نجاست نہ لگی ہوئی ہو تو انہیں پہن کر نماز ادا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور اگر جوتوں میں نجاست لگی ہوئی ہو تو آدمی انہیں پونچھ لے اور ان جوتوں میں نماز ادا کر لے۔

علماء نے جوتے کو نجاست سے پاک کرنے کے بارے میں اختلاف کیا ہے کہ اگر کوئی شخص تر نجاست پر پاؤں رکھ دے تو یہ بات جائز ہے کہ وہ اس جوتے کو مٹی کے ذریعے پونچھ لے اور نماز ادا کر لے۔

امام مالک اور امام ابوحنیفہ اس بات کے قائل ہیں: تر نجاست کو صرف پانی کے ذریعے ہی دھویا جا سکتا ہے' لیکن اگر وہ نجاست خشک ہو تو اسے پونچھ کر صاف کرنا جائز ہے۔

جبکہ امام شافعی فرماتے ہیں: ایسا صرف پانی کے ذریعے کیا جا سکتا ہے خواہ وہ موزے پر لگی ہوئی ہو، جوتے پر لگی ہوئی ہو یا ان کے علاوہ کسی اور چیز پر لگی ہوئی ہو۔

شیخ ابن دقیق العید فرماتے ہیں: جوتے میں نماز ادا کرنا رخصت ہے یہ مستحب نہیں ہے۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ چیز نماز کے اصل مقصود میں شامل ہے۔

(عینی فرماتے ہیں) میں یہ کہتا ہوں' یہ مستحب کیوں نہیں ہو گا؟ بلکہ ایسا کرنا تو سنت ہے کیونکہ امام ابوداؤد نے اپنی "سنن" میں یہ بات نقل کی ہے۔

"یعلیٰ بن شداد اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے، یہودیوں کی مخالفت کرو کیونکہ وہ لوگ جوتے پہن کر نماز ادا نہیں کرتے ہیں اور موزوں میں نماز ادا نہیں کرتے ہیں۔"

امام حاکم نے بھی اس روایت کو نقل کیا ہے۔

اس اعتبار سے یہودیوں کی مخالفت کے ارادے کے تحت ایسا کرنا مستحب ہو گا تاہم ایسا کرنا سنت نہیں ہے کیونکہ جوتے پہن کر نماز ادا کرنا بذاتِ خود مقصود نہیں ہے۔

اسی طرح امام ابوداؤد نے عمرو بن شعیب کے حوالے سے ان کے والد کے حوالے سے ان کے دادا کا یہ بیان نقل کیا ہے۔

"میں نے نبی اکرم ﷺ کو ننگے پاؤں (نماز ادا کرتے ہوئے) بھی دیکھا ہے اور جوتا پہن کر بھی دیکھا ہے۔"

تو یہ چیز اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ جوتے پہن کر نماز ادا کرنا کسی کراہت کے بغیر جائز ہے۔

امام غزالی نے "احیاء العلوم" میں اہل علم کا یہ بیان نقل کیا ہے' جوتے پہن کر نماز ادا کرنا زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔[1]

---

[1] عمدۃ القاری کتاب: نماز کا بیان! باب: موزوں میں نماز ادا کرنا

25 - باب اَيْنَ يَضَعُ الْإِمَامُ نَعْلَيْهِ اِذَا صَلَّى بِالنَّاسِ

باب: جب امام لوگوں کو نماز پڑھا رہا ہو اس وقت وہ اپنے جوتے کہاں رکھے گا؟

775 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيدٍ وَشُعَيْبُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ يَحْيٰى عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِىْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سُفْيَانَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ السَّائِبِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى يَوْمَ الْفَتْحِ فَوَضَعَ نَعْلَيْهِ عَنْ يَسَارِهٖ .

★★ حضرت عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے موقع پر نماز ادا کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے جوتے اپنے بائیں طرف رکھے۔

775-اخرجه ابوداؤد في الصلاة، باب الصلاة في النعل (الحديث 648) . واخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب ما جاء اين توضع النعل اذا خلعت في الصلاة (الحديث 1431) . تحفة الاشراف (5314) .

10 - كِتَابُ الْإِمَامَةِ

امامت (سے متعلق روایات)

امام نسائی نے اس کتاب ''امامت (سے متعلق روایات)'' میں 65 تراجم ابواب اور 98 روایات نقل کی ہیں' جبکہ تکرارات کو حذف کردیا جائے تو روایات کی تعداد 64 ہوگی۔

1 - باب ذِكْرِ الْإِمَامَةِ وَالْجَمَاعَةِ اِمَامَةِ اَهْلِ الْعِلْمِ وَالْفَضْلِ

امامت اور جماعت کا تذکرہ' اہلِ علم وفضل کا امامت کرنا

776 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ وَهَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ حُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ زِرٍّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ لَمَّا قُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتِ الْاَنْصَارُ مِنَّا اَمِيرٌ وَّمِنْكُمْ اَمِيرٌ . فَاَتَاهُمْ عُمَرُ فَقَالَ اَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ اَمَرَ اَبَا بَكْرٍ اَنْ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ فَاَيُّكُمْ تَطِيبُ نَفْسُهٗ اَنْ يَتَقَدَّمَ اَبَا بَكْرٍ قَالُوْا نَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ نَتَقَدَّمَ اَبَا بَكْرٍ .

★★ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو انصار نے یہ کہا: ایک امیر ہم میں سے ہوگا اور ایک امیر آپ لوگوں میں سے ہوگا' تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان لوگوں کے پاس آئے اور بولے: کیا تم لوگوں کو اس بات کا علم نہیں ہے' کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو یہ ہدایت کی تھی کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں' تو تم میں سے کس کو یہ بات اچھی لگے گی کہ وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے آگے نکل جائے' تو انصار نے کہا: ہم اس بات سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں' کہ ہم حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے آگے بڑھنے کی کوشش کریں۔

شرح

ہر وہ شخص جس کی اقتدا کی جاتی ہے بھلائی یا برائی میں جس کی پیروی کی جاتی ہو وہ امام ہوتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

''اور ہم نے ان میں سے آئمہ بنائے جو ہمارے حکم کے تحت رہنمائی کرتے تھے۔'' (الانبیاء:21)

776-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (10587) .

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے۔
"اور ہم نے انہیں امام بنایا ہے جو جہنم کی طرف بلاتے ہیں۔"
شریعت اسلامیہ کی روشنی میں امامت کی دو قسمیں ہیں:
امامت کبریٰ، اس سے مراد مسلمانوں کا خلیفہ ہونا ہے اور امامت صغریٰ اس سے مراد مسلمانوں کا نماز میں پیشوا ہونا ہے۔
کسی بھی شخص کے امام ہونے کے لئے درج ذیل شرائط پائی جاتی ہیں۔
(i) پہلی شرط یہ ہے کہ امام کو مسلمان ہونا چاہئے۔
اس لئے اس بات پر اتفاق ہے کہ کسی بھی کافر کی امامت میں نماز ادا نہیں ہو سکتی۔
(ii) دوسری شرط امام کا عاقل ہونا ہے کیونکہ پاگل شخص کی نماز بذات خود درست نہیں ہوگی۔
(iii) تیسری شرط یہ ہے کہ بالغ ہونا چاہئے کوئی بھی نابالغ سمجھدار شخص امامت نہیں کر سکتا فرض نماز ہو یا نفل نماز یہ حکم احناف کے نزدیک ہے۔
مالکیہ اور حنابلہ کے نزدیک نابالغ فرض نماز میں امامت نہیں کر سکتا' نوافل میں امامت کر سکتا ہے۔
ایسا بچہ جو ابھی بالغ نہ ہوا ہو لیکن سمجھدار ہو اس کی اقتداء میں بالغ شخص نماز ادا کر سکتا ہے۔
(iv) چوتھی شرط امام کا مذکر ہونا ہے۔ اس لئے کوئی بھی عورت کسی مرد کی امام نہیں بن سکتی۔ اسی طرح کوئی ہیجڑا کسی مرد کا امام نہیں بن سکتا۔ فرض اور نفل کے بارے میں یہی حکم ہے۔
(v) امامت کے لئے پانچویں شرط یہ ہے کہ وہ حدث اور نجاست سے پاک ہو۔
(vi) امام کے لئے چھٹی شرط یہ ہے کہ وہ اچھے طریقے سے قرأت کر سکتا ہو' ارکان اچھے طریقے سے ادا کر سکتا ہو۔
اس لئے جو شخص قرآن اچھے طریقے سے پڑھ سکتا ہو وہ ایسے شخص کی اقتداء میں نماز نہیں پڑھ سکتا جو قرآن اچھے طریقے سے نہیں پڑھ سکتا۔
(vii) ساتویں شرط یہ ہے کہ امام کسی دوسرے کا مقتدی نہ ہو۔
(viii) آٹھویں شرط حنابلہ اور احناف کے نزدیک ہے کہ امام میں کوئی عذر نہیں ہونا چاہئے جیسے اس کی نکسیر نہ جاری رہتی ہو یا اسے پیشاب کے قطرے آنے کی بیماری نہ ہو۔ جس شخص کو کوئی عذر لاحق ہو وہ اپنے جیسے عذر والے لوگوں کی امامت کر سکتا ہے لیکن تندرست شخص کی امامت نہیں کر سکتا ہے۔
(ix) نویں شرط یہ ہے کہ امام کی زبان درست ہونی چاہئے یعنی وہ حروف کو صحیح طور پر ادا کر سکتا ہو اس لئے توتلے شخص کی امامت احناف کے نزدیک درست نہیں ہے۔
امام نسائی نے یہاں جو روایت نقل کی ہے اس سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ جو شخص علم یا فضیلت کا مالک ہو وہ امامت کا زیادہ حقدار ہوگا۔ اس کی مزید جزئیات ہم آگے چل کر بیان کریں گے۔

امامت کے احکام

جماعت کے احکام

مسئلہ: جماعت سنت مؤکدہ ہے' متون میں اسی طرح تحریر ہے۔ (خلاصہ' محیط' محیط سرخسی)
مسئلہ: "الغایہ" نامی کتاب میں یہ بات تحریر ہے: بہت سے مشائخ نے اسے واجب قرار دیا ہے جبکہ "المفید" نامی کتاب میں یہ بات تحریر ہے' اسے سنت اس لیے کہا جاتا ہے کیونکہ اس کا وجوب سنت سے ثابت ہے۔
مسئلہ: باجماعت نماز ادا کرنا بالغ' عاقل' آزاد اور جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنے کی قدرت رکھنے والے مردوں پر لازم ہے۔ (بدائع)
مسئلہ: جب کسی شخص کی باجماعت نماز فوت ہو جاتی ہے' تو اب اس پر یہ بات لازم نہیں ہوگی کہ وہ کسی دوسری مسجد کو تلاش کرے وہاں جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنے کی کوشش کرے' اس بارے میں ہمارے فقہاء کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے' تاہم اگر وہ کسی دوسری مسجد میں جا کر ان لوگوں کے ساتھ باجماعت نماز ادا کر لے تو یہ بہتر ہے اور اگر وہ اپنے قبیلے (یعنی محلے) کی مسجد میں نماز ادا کر لے تو یہ بھی بہتر ہے۔
مسئلہ: امام قدوری رحمہ اللہ نے یہ بات ذکر کی ہے کہ ایسی صورت میں وہ اپنے گھر والوں کو اکٹھا کرے اور انہیں نماز پڑھا دے۔
مسئلہ: عذر کی وجہ سے جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنا ساقط ہو جاتا ہے' اس لیے بیمار' لنگڑے' اپاہج' جس شخص کا دایاں ہاتھ اور بایاں پاؤں کٹا ہوا ہو' یا اس کے برعکس کٹے ہوئے ہوں یا صرف پاؤں کٹے ہوئے ہوں یا جو شخص فالج کی بیماری کی وجہ سے چل نہ سکتا ہو یا بہت عمر رسیدہ ہونے کی وجہ سے جا نہ سکتا ہو یا نابینا ہو' تو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک ان پر باجماعت نماز ادا کرنا واجب نہیں ہے۔
مسئلہ: صحیح قول کے مطابق بارش' کیچڑ' سردی' بہت زیادہ تاریکی کی وجہ سے بھی جماعت کا حکم ساقط ہو جاتا ہے۔ (تبیین)
مسئلہ: اندھیری رات میں اگر تیز ہوا چل رہی ہو' تو بھی جماعت کا حکم ساقط ہو جاتا ہے' تاہم دن کے وقت یہ عذر نہیں ہوگا۔
مسئلہ: اسی طرح اگر کسی شخص کو پیشاب یا پاخانہ کی شدید حاجت ہو' تو جماعت ساقط ہو جائے گی۔
مسئلہ: اگر کسی شخص کو یہ اندیشہ ہو کہ اگر وہ جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنے کے لیے گھر سے باہر نکلا تو قرض خواہ اسے قید کروا دے گا یا کسی شخص نے سفر کے لیے روانہ ہونا ہے اور جماعت بھی کھڑی ہو گئی ہے اور اس شخص کو یہ اندیشہ ہو کہ اگر اس نے جماعت کے ساتھ نماز ادا کی تو قافلہ رخصت ہو جائے گا یا کوئی شخص کسی بیمار کی خدمت کر رہا تھا (اور جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے سے بیمار کو نقصان ہونے کا اندیشہ ہو) یا اپنے مال کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہو یا جب کھانا سامنے موجود ہو اور شدید بھوک لگی ہوئی ہو' تو ان سب صورتوں میں جماعت کا حکم ساقط ہو جاتا ہے۔ (سراج الوہاج)

مسئلہ: جمعہ کی نماز کے علاوہ ہر نماز میں جب ایک سے زیادہ آدمی موجود ہوں تو جماعت کے ساتھ نماز ادا کی جاسکتی ہے' خواہ امام کے ہمراہ ایک سمجھ دار (نابالغ) لڑکا ہی کیوں نہ ہو۔ (سراجیہ)

مسئلہ: لوگوں کو اہتمام کے ساتھ بلا کر نفل نماز باجماعت ادا کرنا مکروہ ہے۔

2 - باب الصَّلَاةِ مَعَ اَئِمَّةِ الْجَوْرِ

باب: ظالم حکمرانوں کی اقتداء میں نماز ادا کرنا

777 - اَخْبَرَنَا زِيَادُ بْنُ اَيُّوْبَ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ ابْنُ عُلَيَّةَ قَالَ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ عَنْ اَبِى الْعَالِيَةِ الْبَرَّاءِ قَالَ اَخَّرَ زِيَادٌ الصَّلَاةَ فَاَتَانِى ابْنُ صَامِتٍ فَاَلْقَيْتُ لَهُ كُرْسِيًّا فَجَلَسَ عَلَيْهِ فَذَكَرْتُ لَهُ صُنْعَ زِيَادٍ فَعَضَّ عَلٰى شَفَتِهِ وَضَرَبَ عَلٰى فَخِذِىْ وَقَالَ اِنِّىْ سَاَلْتُ اَبَا ذَرٍّ كَمَا سَاَلْتَنِىْ فَضَرَبَ فَخِذِىْ كَمَا ضَرَبْتُ فَخِذَكَ وَقَالَ اِنِّىْ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا سَاَلْتَنِىْ فَضَرَبَ فَخِذِىْ كَمَا ضَرَبْتُ فَخِذَكَ فَقَالَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ "صَلِّ الصَّلَاةَ لِوَقْتِهَا فَاِنْ اَدْرَكْتَ مَعَهُمْ فَصَلِّ وَلَا تَقُلْ اِنِّىْ صَلَّيْتُ فَلَا اُصَلِّىْ".

★★ ابوالعالیہ بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ زیاد (نامی گورنر) نے نماز تاخیر سے ادا کی۔ ابن صامت میرے پاس تشریف لائے' میں نے ان کے لیے کرسی رکھی' وہ اس پر تشریف فرما ہوئے' میں نے ان کے سامنے زیاد کے طرزِ عمل کا تذکرہ کیا' تو انہوں نے ہونٹ کاٹتے ہوئے میرے زانو پر ہاتھ مارا اور بولے: میں نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے اس طرح کا سوال کیا تھا جس طرح کا تم نے مجھ سے کیا ہے' تو انہوں نے بھی میرے زانو پر اسی طرح ہاتھ مارا تھا' جس طرح میں نے تمہارے زانو پر ہاتھ مارا ہے۔ اور حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے یہ بات بیان کی تھی' میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی سوال کیا تھا' جو سوال تم نے مجھ سے کیا ہے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے زانو پر اسی طرح ہاتھ مارا تھا' جس طرح میں نے تمہارے زانو پر ہاتھ مارا ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا:

"تم نماز کو اس کے وقت پر ادا کرلو' اگر تم اس نماز کو (ظالم حکمرانوں) کے ساتھ پاتے ہو' تو پھر دوبارہ اسے ادا کرلو' یہ نہ کہنا کہ میں نماز پڑھ چکا ہوں' اس لیے اب نہیں پڑھوں گا"۔

778 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ زِرٍّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَعَلَّكُمْ سَتُدْرِكُوْنَ اَقْوَامًا يُصَلُّوْنَ الصَّلَاةَ لِغَيْرِ وَقْتِهَا فَاِنْ اَدْرَكْتُمُوْهُمْ فَصَلُّوا الصَّلَاةَ لِوَقْتِهَا وَصَلُّوْا مَعَهُمْ وَاجْعَلُوْهَا سُبْحَةً".

777-اخرجه مسلم في المساجد و مواضع الصلاة، باب كراهية تاخير الصلاة عن وقتها المختار و ما يفعله الماموم اذا اخرها الامام (الحديث 241 و242 و 244) . واخرجه النسائي في الامامة، اعادة الصلاة بعد ذهاب وقتها مع الجماعة (الحديث 858) تحفة الاشراف (11948) .

778-اخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب ما جاء فيما اذا اخروا الصلاة عن وقتها (الحديث 1255) . تحفة الاشراف (9211) .

★★ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

"عنقریب تمہارا ایسے لوگوں سے واسطہ پڑے گا جو نماز کو اس کے مخصوص وقت پر ادا نہیں کریں گے' اگر تم ان لوگوں کو پالو تو تم نماز کو اس کے مخصوص وقت میں ادا کرلینا اور پھر ان لوگوں (یعنی سرکاری اماموں' یا حکمرانوں) کے ساتھ بھی نماز ادا کرلینا اور اسے نفل قرار دینا"۔

شرح

اس بات کا تذکرہ کہ کون شخص امامت کرسکتا ہے؟

مسئلہ: مرغینانی فرماتے ہیں کہ خواہشِ نفس کے پیروکار اور بدعتی شخص کی اقتداء میں نماز ادا کرنا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ: رافضی' جہمی' قدری' مشبہہ اور قرآن کے مخلوق ہونے کے قائل شخص کی اقتداء میں نماز ادا کرنا بھی جائز نہیں ہے۔

مسئلہ: اس تمام گفتگو کا حاصل یہ ہے کہ اگر کسی بدعقیدہ شخص کا عقیدہ ایسا ہو کہ جس کے قائل کی تکفیر نہ کی جاتی ہو' تو اس کی اقتداء میں نماز ادا کرنا کراہیت کے ساتھ جائز ہوگا' ورنہ جائز نہیں ہوگا۔ (تبیین' خلاصہ) یہی قول صحیح ہے۔ (بدائع)

مسئلہ: جو شخص معراج کا انکار کرتا ہے' تو اس بات کا جائزہ لیا جائے گا' اگر وہ مکہ مکرمہ سے بیت المقدس تک کے سفر کا انکار کرتا ہے' تو وہ کافر ہوگا اور اگر وہ بیت المقدس سے آگے (آسمانوں تک) معراج کا انکار کرتا ہے' تو اس کی تکفیر نہیں کی جائے گی۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص کسی بدعتی یا فاسق کے پیچھے نماز ادا کرلیتا ہے' تو اسے باجماعت نماز ادا کرنے کا ثواب مل جائے گا لیکن اتنا ثواب حاصل نہیں ہوگا جو کسی پرہیزگار (صحیح العقیدہ) شخص کی اقتداء میں نماز پڑھنے سے حاصل ہوتا۔ (خلاصہ)

مسئلہ: تیمم کر کے نماز ادا کرنے والے کا وضو کر کے نماز ادا کرنے والوں کی امامت کرنا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جائز ہے۔ (ہدایہ)

مسئلہ: شیخ الاسلام نے یہ بات بیان کی ہے کہ یہ اختلاف اس وقت ہوگا جب وضو کر کے نماز ادا کرنے والوں کے پاس پانی موجود نہ ہو کیونکہ اگر ان کے پاس پانی موجود ہوگا تو پھر تیمم کرنے والا شخص ان وضو کرنے والوں کی امامت نہیں کرسکے گا۔ (نہایہ)

مسئلہ: وضو کر کے نماز ادا کرنے والے کا' تیمم کر کے نماز ادا کرنے والے کی اقتداء میں نمازِ جنازہ ادا کرنا کسی اختلاف کے بغیر جائز ہے۔ (خلاصہ)

مسئلہ: ایک معذور دوسرے معذور کی اقتداء کرسکتا ہے' اگر ان دونوں کا عذر ایک ہو' لیکن اگر دونوں کا عذر مختلف ہو' تو پھر یہ جائز نہیں ہوگا۔ (تبیین)

مسئلہ: اس اصول کے پیشِ نظر جس شخص کو ہوا بکثرت خارج ہونے کی بیماری ہو' وہ اس شخص کی اقتداء نہیں کرسکے گا جسے پیشاب کے قطرے نکلنے کی بیماری ہو۔ (بحرالرائق)

مسئلہ: البتہ کوئی پاک شخص ایسے شخص کی اقتداء نہیں کرے گا' جسے پیشاب کے قطرے آنے کی بیماری ہو' اسی طرح پاک عورتیں استحاضہ کا شکار عورت کی اقتداء میں نماز ادا نہیں کریں گی۔ (زاہدی)

مسئلہ: جو شخص وضو کے دوران پاؤں دھوتا ہے' وہ اس شخص کی اقتداء میں نماز ادا کر سکتا ہے' جس نے وضو کے دوران موزے پر مسح کیا ہو یا پٹی پر مسح کیا ہو۔

مسئلہ: اشارے کے ساتھ نماز ادا کرنے والا شخص اس شخص کی امامت کر سکتا ہے جو اشارے کے ساتھ نماز ادا کر رہا ہو' اسی طرح برہنہ شخص اس شخص کی امامت کر سکتا ہے جو برہنہ ہو۔ (خلاصہ)

مسئلہ: افضل یہ ہے کہ برہنہ لوگ الگ الگ بیٹھ کر اشارے کے ساتھ نماز ادا کریں گے' لیکن اگر وہ باجماعت نماز ادا کرتے ہیں' تو ان کا امام درمیان میں کھڑا ہو گا۔ (جوہرہ نیرہ)

مسئلہ: خواتین کا باجماعت نماز ادا کرنا مکروہ ہے۔ (جوہرہ نیرہ' سراج الوہاج)

مسئلہ: کھڑے ہو کر نماز ادا کرنے والا شخص اس شخص کی اقتداء میں نماز ادا کر سکتا ہے جو بیٹھ کر نماز ادا کر رہا ہو' لیکن رکوع اور سجدہ کرتا ہو' لیکن جو شخص رکوع اور سجدہ کرتا ہے' وہ اس شخص کی اقتداء نہیں کر سکتا جو صرف اشارے کے ساتھ رکوع اور سجدہ کرتا ہے۔ (قاضی خان)

مسئلہ: دیہاتی' نابینا' غلام' زنا کے نتیجے میں پیدا ہونے والے شخص اور فاسق کی امامت جائز ہے۔ (خلاصہ)

مسئلہ: تاہم مکروہ ہے' متون میں یہی بات تحریر ہے۔

مسئلہ: مرد خواتین کی امامت کر سکتا ہے لیکن اس کے لیے یہ بات شرط ہے کہ خلوت نہ ہو' اگر خلوت ہو اور امام ان سب خواتین کا یا ان میں سے کچھ خواتین کا محرم ہو' تو جائز ہو گا' تاہم پھر بھی یہ مکروہ ہے۔ (نہایہ بحوالہ شرح طحاوی)

مسئلہ: جمعہ کی نماز میں عورت مرد کی اقتداء میں نماز ادا کر سکتی ہے' اگرچہ مرد نے اس کی امامت کی نیت نہ کی ہو' اسی طرح عیدین کی نماز میں بھی اقتداء کر سکتی ہے۔ (خلاصہ)

مسئلہ: خاتون کا صرف خواتین کی امامت کرنا مکروہ ہے خواہ فرض نماز ہو یا نفل نماز ہو' البتہ جنازے کی نماز کا حکم مختلف ہو گا۔ (نہایہ)

مسئلہ: اگر صرف خواتین باجماعت نماز ادا کر رہی ہوں تو ان کی امام ان کے درمیان میں کھڑی ہو' تاہم امام کے درمیان میں کھڑی ہونے کے باوجود کراہت زائل نہیں ہو گی اور اگر امام آگے کھڑی ہو جاتی ہے' تو نماز فاسد نہیں ہو گی۔ (جوہرہ نیرہ)

مسئلہ: خواتین کے لیے افضل یہ ہے کہ وہ تنہا نماز ادا کریں۔ (خلاصہ)

مسئلہ: توتلہ شخص اگر بعض حروف کی ادائیگی پر قادر نہ ہو' تو اس کی امامت درست نہیں ہو گی' البتہ وہ اپنے جیسے دیگر توتلے افراد کی امامت کر سکتا ہے' اس وقت جب حاضرین میں کوئی ایسا شخص موجود نہ ہو جو ان حروف کو صحیح طریقے سے ادا کر سکتا ہو' اگر حاضرین میں کوئی ایسا شخص موجود ہو' تو امام سمیت تمام مقتدیوں کی نماز فاسد ہو گی۔

مسئلہ: جو شخص قرآن میں صحیح مقام پر وقف نہ کر سکتا ہو' اسے امامت نہیں کرنی چاہیے' اسی طرح جو شخص قرآن کی تلاوت کے دوران بہت زیادہ کھنکھارتا ہو' یا جس سے "ت" یا "ف" مشکل سے ادا ہوتی ہو' ایسے شخص کو بھی امامت نہیں کرنی چاہیے۔

مسئلہ: جو شخص مشقت کے ساتھ حروف کی ادائیگی کرتا ہے' لیکن جب وہ حروف ادا کرتا ہے' تو صحیح ادا کرتا ہے' ایسے شخص کی امامت مکروہ نہیں ہو گی۔ (محیط)

مسئلہ: اگر قاری کسی ان پڑھ (جسے قرآن صحیح پڑھنا نہ آتا ہو) کی اقتداء میں نماز شروع کر دے تو اس کی نماز شروع ہی نہیں ہو گی' یہاں تک کہ اس نے ان پڑھ کی اقتداء میں نفل نماز شروع کی اور بعد میں توڑ دی تو بعد میں اس پر قضاء واجب نہیں ہو گی۔

مسئلہ: اگر کوئی فاسق شخص جمعہ کی نماز کی امامت کرتا ہے اور لوگ اسے روکنے سے عاجز ہیں' تو بعض فقہاء کے قول کے مطابق جمعہ کی نماز میں اسی کی اقتداء کر لی جائے گی' اس کی امامت کی وجہ سے جمعہ کو ترک نہیں کیا جائے گا' البتہ جمعہ کی نماز کے علاوہ باقی تمام نمازیں کسی دوسرے امام کی اقتداء میں ادا کی جائیں گی' اس فاسق کی اقتداء میں نماز ادا کرنا جائز نہیں ہو گا۔ (ظہیریہ)

مسئلہ: جب کوئی شخص امامت کرتا ہو اور اس کے مقتدی اسے ناپسند کرتے ہوں تو اگر لوگوں کی ناپسندیدگی کی وجہ اس شخص کا کوئی قصور ہے' تو ایسے شخص کا امام بننا مکروہ ہو گا' لیکن اگر وہی شخص امامت کا زیادہ مستحق ہے (اور لوگ ذاتی طور پر اسے پسند نہیں کرتے) تو مکروہ نہیں ہو گا۔ (محیط)

مسئلہ: امام کے لیے طویل نماز ادا کرنا مکروہ ہے۔ (تبیین)

مسئلہ: امام کو چاہیے کہ وہ مسنون مقدار سے زیادہ قرأت نہ کرے اور جماعت میں شریک افراد کی حالت کی رعایت کرے۔ (جوہرہ نیرہ)

3 - باب مَنْ اَحَقُّ بِالْاِمَامَةِ

باب: امامت کا سب سے زیادہ حقدار کون ہے؟

779 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ اَنْبَاَنَا فُضَيْلُ بْنُ عِيَاضٍ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِسْمَاعِيلَ بْنِ رَجَاءٍ عَنْ اَوْسِ بْنِ ضَمْعَجٍ عَنْ اَبِي مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "يَؤُمُّ الْقَوْمَ اَقْرَؤُهُمْ لِكِتَابِ اللّٰهِ فَاِنْ كَانُوْا فِي الْقِرَاءَةِ سَوَاءً فَاَقْدَمُهُمْ فِي الْهِجْرَةِ فَاِنْ كَانُوْا فِي الْهِجْرَةِ سَوَاءً فَاَعْلَمُهُمْ بِالسُّنَّةِ فَاِنْ كَانُوْا فِي السُّنَّةِ سَوَاءً فَاَقْدَمُهُمْ سِنًّا وَلَا تَؤُمَّ الرَّجُلَ فِي سُلْطَانِهٖ وَلَا تَقْعُدْ عَلٰى تَكْرِمَتِهٖ اِلَّا اَنْ يَّاْذَنَ لَكَ".

779-اخرجه مسلم في المساجد و مواضع الصلاة، باب من احق بالامامة (الحديث 290 و 291) . واخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب من احق بالامامة (الحديث 582 و 583 و 584) . واخرجه الترمذي في الصلاة، باب ما جاء في احق بالامامة (الحديث 235) . واخرجه النسائي في الامامة، اجتماع القوم و فيهم الوالي (الحديث 782) مختصرًا واخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب من احق بالامامة (الحديث 980) . تحفة الاشراف (9976) .

☆☆ حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''لوگوں کی امامت وہ شخص کرے گا جو اللہ کی کتاب کا زیادہ علم رکھتا ہو (یعنی زیادہ آیات کا حافظ ہو) اگر وہ لوگ قرأت میں برابر ہوں' تو جس شخص نے ان میں پہلے ہجرت کی ہو' اگر وہ لوگ ہجرت کے حوالے سے بھی ایک جیسی حیثیت کے مالک ہوں' تو جو شخص سنت کا زیادہ علم رکھتا ہو' اگر سنت کے علم کے حوالے سے بھی وہ لوگ برابر کی حیثیت رکھتے ہوں' تو جس شخص کی عمر زیادہ ہو' تم کسی دوسرے شخص کی سربراہی کے علاقے میں اس کی اجازت کے بغیر اس کی امامت نہ کرنا اور نہ ہی اس کے بیٹھنے کی مخصوص جگہ پر بیٹھنا''۔

شرح

احناف اس بات کے قائل ہیں: امامت کا سب سے زیادہ حق دار وہ شخص ہے' جو نماز کے درست ہونے یا فاسد ہونے کے بارے میں زیادہ فقہی احکام کا علم رکھتا ہو۔ مزید یہ کہ وہ ظاہری گناہوں سے اجتناب کرتا ہو اور اسے فرض مقدار کے برابر قرآن آتا ہو یعنی اتنا قرآن آتا ہو' جس کی تلاوت کے ذریعے نماز ادا کرنا درست ہو۔

اس کے بعد وہ جو قرأت میں تلاوت اور تجوید اچھے طریقے سے کر سکتا ہو۔

اس کے بعد وہ شخص جو زیادہ پرہیزگار ہو یعنی مشتبہ چیزوں سے بچتا ہو۔

اس کے بعد وہ شخص جس کی عمر زیادہ ہو کیونکہ اس میں زیادہ خشوع وخضوع پایا جائے گا۔

اس کے بعد وہ شخص جس کے اخلاق زیادہ اچھے ہوں یعنی اسے لوگ پسند کرتے ہوں۔

اس کے بعد وہ شخص جو تہجد کی نماز باقاعدگی سے ادا کرتا ہو۔

اس کے بعد وہ شخص جو نسب کے اعتبار سے شرف رکھتا ہو پھر وہ شخص جو ظاہری لباس کے اعتبار سے جامہ زیب ہو۔

اگر مختلف لوگ ان تمام حوالوں سے برابر کی حیثیت رکھتے ہوں تو پھر ان کے درمیان قرعہ اندازی کی جائے گی یا پھر حاضرین کو یہ اختیار ہوگا وہ کسی ایک کو امام منتخب کر لیں۔ اگر لوگوں کے درمیان اختلاف ہو جائے تو جس شخص کے حق میں زیادہ لوگ ہوں اسے امام بنالیا جائے۔

امام نسائی نے آگے جو روایات نقل کی ہیں ان میں سے زیادہ تر کی تشریح اسی شرح میں آجائے گی۔

امامت کا زیادہ حقدار کون ہے؟

مسئلہ: امامت کا سب سے زیادہ حقدار وہ شخص ہوگا جو نماز کے احکام کے بارے میں زیادہ واقفیت رکھتا ہو۔ (مضمرات' بحرالرائق)

مسئلہ: یہ حکم اس وقت ہوگا کہ جب وہ اتنی قرأت جانتا ہو کہ سنت طریقے کے مطابق قرأت کر سکے۔ (تبیین)

مسئلہ: اس کے لیے یہ بات بھی شرط ہوگی کہ اس کی دینی حیثیت پر کوئی الزام موجود نہ ہو۔ (نقایہ' نہایہ)

مسئلہ: ایک شرط یہ بھی ہے کہ وہ شخص ظاہری گناہوں سے بچتا ہو' خواہ کوئی دوسرا شخص اس سے زیادہ پرہیزگار ہی کیوں نہ ہو۔ (محیط زاہدی)

مسئلہ: اگر کسی شخص کو نماز سے متعلق مسائل کا علم ہو' اگرچہ وہ اس کے علاوہ دیگر علوم نہ جانتا ہو' تو وہی شخص اس کا زیادہ مستحق ہوگا۔ (خلاصہ)

مسئلہ: اگر نماز کے احکام کے حوالے سے دو آدمیوں کا علم برابر ہو' تو جس شخص کو علم قرأت میں زیادہ مہارت ہو' یعنی وہ وقف کی جگہ وقف کرتا ہو' وصل کی جگہ وصل کرتا ہو' شد کی جگہ شد کرتا ہو' تخفیف کی جگہ تخفیف کرتا ہو' وہ زیادہ مستحق ہوگا۔ (کفایہ)

مسئلہ: اگر اس حوالے سے بھی برابر ہوں' تو جو زیادہ پرہیزگار ہے' وہ زیادہ مستحق ہوگا۔

مسئلہ: اگر دو آدمی اس حوالے سے بھی برابر ہوں تو جو شخص زیادہ عمر والا ہے' وہ زیادہ مستحق ہوگا۔ (ہدایہ)

مسئلہ: اگر وہ دونوں اس حوالے سے بھی برابر ہوں تو جس کا اخلاق اچھا ہو' وہ زیادہ مستحق ہوگا' اگر وہ دونوں اس حوالے سے بھی برابر ہوں تو جس کا حسب زیادہ بہتر ہوگا وہ زیادہ مستحق ہوگا' اگر وہ دونوں اس حوالے سے بھی برابر ہوں تو جو زیادہ خوبصورت ہے' وہ زیادہ مستحق ہوگا۔ (فتح القدیر)

مسئلہ: یہاں خوبصورت ہونے سے مراد یہ ہے کہ جو شخص رات کے وقت زیادہ نوافل ادا کرتا ہو۔ (کافی)

مسئلہ: اگر وہ دونوں اس حوالے سے بھی برابر ہوں تو جو شخص نسب کے اعتبار سے بہتر ہو' وہ مستحق ہوگا۔ (فتح القدیر)

مسئلہ: لہٰذا جو شخص زیادہ کامل ہوگا وہی زیادہ فضیلت رکھتا ہوگا' کیونکہ جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنے کا اصل مقصد یہ ہے کہ جماعت میں زیادہ سے زیادہ افراد شریک ہوں اور ایسے افراد کی طرف لوگوں کی رغبت زیادہ ہوتی ہے۔ (تبیین)

مسئلہ: اگر گھر میں باجماعت نماز ادا کی جا رہی ہو اور مہمان بھی آئے ہوئے ہوں تو گھر کا مالک امامت کا زیادہ مستحق ہوگا' لیکن اگر کوئی بادشاہ' قاضی (یا عالم) گھر آیا ہوا ہو' تو اس کی تعظیم کے لیے اسے مصلّی امامت پر آگے کر دیا جائے تو یہ افضل ہوگا۔

مسئلہ: اگر کسی گھر میں کرائے دار بھی ہو اور مالک مکان بھی ہو اور مہمان بھی موجود ہوں تو جماعت کی اجازت دینے کا حق کرایہ دار کو حاصل ہوگا اور اسی سے اجازت طلب کی جائے گی۔ (تاتارخانیہ)

مسئلہ: اسی طرح اگر کسی شخص نے کسی دوسرے کو مکان مستعار دیا تو مستعار دینے والے کے مقابلے میں مستعار لینے والا شخص زیادہ حقدار ہوگا۔ (سراج الوہاج)

مسئلہ: اگر مسجد میں کوئی ایسا شخص آجائے جو اس مسجد کے امام سے زیادہ فضیلت رکھتا ہو تو بھی اس مسجد کا امام نماز پڑھانے کا زیادہ حقدار ہوگا۔ (قنیہ)

مسئلہ: اگر محلے میں صرف ایک ہی شخص امامت کے لائق ہو' تو اس پر امامت کرنا لازم نہیں ہوگا اور اگر وہ امامت نہیں کرتا تو گنہگار نہیں ہوگا۔ (قنیہ)

4- باب تَقْدِيمِ ذَوِي السِّنِّ

باب: عمر رسیدہ شخص (کو امامت کے لیے آگے کرنا)

780 - اَخْبَرَنَا حَاجِبُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْمَنْبِجِيُّ عَنْ وَكِيعٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ عَنْ اَبِي قِلَابَةَ عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ قَالَ اَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا وَابْنُ عَمٍّ لِي - وَقَالَ مَرَّةً اَنَا وَصَاحِبٌ لِي - فَقَالَ "اِذَا سَافَرْتُمَا فَاَذِّنَا وَاَقِيمَا وَلْيَؤُمَّكُمَا اَكْبَرُكُمَا".

☆☆ حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں اور میرا ایک چچازاد نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ (راوی نے ایک مرتبہ یہ الفاظ نقل کیے ہیں:) میرا ایک ساتھی۔

تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جب تم دونوں سفر کرو تو تم دونوں اذان دو' تم دونوں اقامت کہو اور تم دونوں میں سے امامت وہ شخص کرے جس کی عمر زیادہ ہے"۔

5- باب اجْتِمَاعِ الْقَوْمِ فِي مَوْضِعٍ هُمْ فِيهِ سَوَاءٌ

باب: کچھ لوگوں کا ایسی جگہ پر جمع ہونا جہاں وہ برابر کی حیثیت رکھتے ہوں

781 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ يَحْيَى عَنْ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ اَبِي نَضْرَةَ عَنْ اَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اِذَا كَانُوا ثَلَاثَةً فَلْيَؤُمَّهُمْ اَحَدُهُمْ وَاَحَقُّهُمْ بِالْاِمَامَةِ اَقْرَؤُهُمْ".

☆☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ' نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"جب تین لوگ موجود ہوں' تو ان میں سے ایک ان کی امامت کرے اور ان میں سے امامت کا زیادہ حقدار شخص وہ ہوگا جو قرآن کا زیادہ علم رکھتا ہو (یعنی زیادہ آیات کا حافظ ہو)"۔

6- باب اجْتِمَاعِ الْقَوْمِ وَفِيهِمُ الْوَالِي

باب: لوگوں کا اکٹھے ہونا' جبکہ ان کے درمیان والی (حکمران' سردار یا محلے کا مخصوص امام) موجود ہو

782 - اَخْبَرَنَا اِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدٍ التَّيْمِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ اِسْمَاعِيلَ بْنِ رَجَاءٍ عَنْ اَوْسِ بْنِ ضَمْعَجٍ عَنْ اَبِي مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا يُؤَمُّ الرَّجُلُ فِي سُلْطَانِهِ وَلَا يُجْلَسُ عَلَى تَكْرِمَتِهِ اِلَّا بِاِذْنِهِ".

780-تقدم في الاذان، باب اذان المنفردين في السفر (الحديث 633) .

781-اخرجه مسلم في المساجد و مواضع الصلاة، باب من احق بالامامة (الحديث 289) . و اخرجه النسائي في الامامة، الجماعة اذا كانوا ثلاثة (الحديث 839) . تحفة الاشراف (4372) .

782-تقدم في الامامة، من احق بالامامة (الحديث 779) .

☆☆ حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

"کوئی بھی شخص کسی دوسرے شخص کی سربراہی میں اس کی اجازت کے بغیر امامت نہ کرے اور اس کے بیٹھنے کی مخصوص جگہ پر نہ بیٹھے"۔

7- باب اِذَا تَقَدَّمَ الرَّجُلُ مِنَ الرَّعِيَّةِ ثُمَّ جَاءَ الْوَالِي هَلْ يَتَاَخَّرُ

باب: جب رعایا میں سے کوئی شخص آگے ہو کر نماز پڑھانا شروع کر دے اور پھر والی بھی آ جائے تو کیا وہ (رعایا کا فرد) پیچھے ہٹ جائے گا؟

783 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ - وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ - عَنْ اَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلَغَهُ اَنَّ بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ كَانَ بَيْنَهُمْ شَيْءٌ فَخَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُصْلِحَ بَيْنَهُمْ فِي اُنَاسٍ مَعَهُ فَحُبِسَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَانَتِ الْاُولَى فَجَاءَ بِلَالٌ اِلَى اَبِي بَكْرٍ فَقَالَ يَا اَبَا بَكْرٍ اِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ حُبِسَ وَقَدْ حَانَتِ الصَّلَاةُ فَهَلْ لَكَ اَنْ تَؤُمَّ النَّاسَ قَالَ نَعَمْ اِنْ شِئْتَ . فَاَقَامَ بِلَالٌ وَتَقَدَّمَ اَبُو بَكْرٍ فَكَبَّرَ بِالنَّاسِ وَجَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْشِي فِي الصُّفُوفِ حَتّٰى قَامَ فِي الصَّفِّ وَاَخَذَ النَّاسُ فِي التَّصْفِيقِ وَكَانَ اَبُو بَكْرٍ لَا يَلْتَفِتُ فِي صَلَاتِهِ فَلَمَّا اَكْثَرَ النَّاسُ الْتَفَتَ فَاِذَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَشَارَ اِلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْمُرُهُ اَنْ يُصَلِّيَ فَرَفَعَ اَبُو بَكْرٍ يَدَيْهِ فَحَمِدَ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ وَرَجَعَ الْقَهْقَرٰى وَرَاءَهُ حَتّٰى قَامَ فِي الصَّفِّ فَتَقَدَّمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى بِالنَّاسِ فَلَمَّا فَرَغَ اَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ "يَا اَيُّهَا النَّاسُ مَا لَكُمْ حِينَ نَابَكُمْ شَيْءٌ فِي الصَّلَاةِ اَخَذْتُمْ فِي التَّصْفِيقِ اِنَّمَا التَّصْفِيقُ لِلنِّسَاءِ مَنْ نَابَهُ شَيْءٌ فِي صَلَاتِهِ فَلْيَقُلْ سُبْحَانَ اللّٰهِ فَاِنَّهُ لَا يَسْمَعُهُ اَحَدٌ حِينَ يَقُولُ سُبْحَانَ اللّٰهِ اِلَّا الْتَفَتَ اِلَيْهِ يَا اَبَا بَكْرٍ مَا مَنَعَكَ اَنْ تُصَلِّيَ لِلنَّاسِ حِينَ اَشَرْتُ اِلَيْكَ". قَالَ اَبُو بَكْرٍ مَا كَانَ يَنْبَغِي لِابْنِ اَبِي قُحَافَةَ اَنْ يُصَلِّيَ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

☆☆ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ کو یہ اطلاع ملی کہ بنو عمرو بن عوف کے درمیان لڑائی ہونے والی ہے' تو نبی اکرم ﷺ ان کے درمیان صلح کروانے کے لیے تشریف لے گئے' آپ کے ساتھ کچھ دیگر افراد بھی تھے' نبی اکرم ﷺ وہاں خاصی دیر مصروف رہے' نماز کا وقت ہو گیا تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور بولے: اے حضرت ابوبکر! نبی اکرم ﷺ تو تشریف نہیں لا سکے ہیں' نماز کا وقت ہو چکا ہے' کیا آپ لوگوں کو نماز پڑھائیں گے؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: ٹھیک ہے! اگر تم یہ چاہتے ہو (تو میں نماز پڑھا دیتا ہوں) پھر حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اقامت کہی' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آگے بڑھے' انہوں نے لوگوں کے لیے تکبیر کہہ دی' اسی دوران نبی اکرم ﷺ صفوں کے درمیان

783-اخرجه البخاري في السهو، باب الاشارة في الصلاة (الحديث 1234) . و اخرجه مسلم في الصلاة، باب تقديم الجماعة من يصلي بهم اذا تاخر الامام و لم يخافوا مفسدة بالتقديم (الحديث 102) . تحفة الاشراف (4776) .

میں سے چلتے ہوئے تشریف لے آئے یہاں تک کہ آپ ﷺ پہلی صف میں کھڑے ہو گئے لوگوں نے تالیاں بجانا شروع کر دیں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نماز کے دوران اِدھر اُدھر توجہ نہیں کرتے تھے جب لوگوں نے بکثرت تالیاں بجائیں تو انہوں نے توجہ کی تو نبی اکرم ﷺ موجود تھے نبی اکرم ﷺ نے انہیں اشارے کے ذریعے حکم دیا کہ وہ نماز پڑھاتے رہیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے دونوں ہاتھ بلند کیے اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کی اور اُلٹے قدموں پیچھے آ گئے یہاں تک کہ وہ صف میں آ کر کھڑے ہو گئے اور نبی اکرم ﷺ آگے بڑھ گئے۔ آپ ﷺ نے لوگوں کو نماز پڑھائی جب آپ ﷺ نماز پڑھ کر فارغ ہوئے تو آپ ﷺ نے لوگوں کی طرف توجہ کی اور آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اے لوگو! جب تمہیں نماز کے دوران ضرورت پیش آ گئی تھی تو تم نے تالیاں بجانی کیوں شروع کر دی تھیں؟ تالیاں بجانے کا حکم تو خواتین کے لیے ہے جب نماز کے دوران کسی شخص کو ضرورت پیش آ جائے تو وہ سبحان اللہ کہہ دے کیونکہ جب کوئی شخص (یعنی امام) سبحان اللہ کی آواز سنے تو وہ اس کی طرف متوجہ ہو جائے گا' اے ابوبکر! جب میں نے تمہیں اشارہ کیا تھا تو تم نے لوگوں کو نماز کیوں نہیں پڑھائی؟

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: ابوقحافہ کے بیٹے کی یہ مجال نہیں ہے کہ وہ اللہ کے رسول ﷺ کے آگے نماز پڑھائے۔

8 - بَابُ صَلَاةِ الْإِمَامِ خَلْفَ رَجُلٍ مِّنْ رَّعِيَّتِهِ

باب: امام کا اپنی رعایا کے کسی فرد کے پیچھے نماز ادا کرنا

784 - أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسٍ قَالَ آخِرُ صَلَاةٍ صَلَّاهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ الْقَوْمِ صَلَّى فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ مُتَوَشِّحًا خَلْفَ أَبِي بَكْرٍ.

★★ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے آخری نماز جو باجماعت ادا کی تھی اس میں آپ ﷺ نے ایک ہی کپڑا پہنا ہوا تھا جسے آپ ﷺ نے توشیح کے طور پر لپیٹا ہوا تھا آپ ﷺ نے وہ نماز حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں ادا کی تھی۔

785 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ عِيسَى - صَاحِبُ الْبَصْرِيِّ - قَالَ سَمِعْتُ شُعْبَةَ يَذْكُرُ عَنْ نُعَيْمِ بْنِ أَبِي هِنْدٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ أَبَا بَكْرٍ صَلَّى لِلنَّاسِ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الصَّفِّ.

★★ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو نماز پڑھائی جبکہ نبی اکرم ﷺ صف میں موجود تھے۔

784- انفرد به النسائی . تحفة الاشراف (594) .

785- اخرجه الترمذی فی الصلاة، باب منه (الحديث 362) بنحوه . تحفة الاشراف (17612) .

9 - بَابُ إِمَامَةِ الزَّائِرِ

باب: ملاقات کے لیے آنے والے شخص کا امامت کرنا

786 - أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ أَنْبَأَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ أَبَانَ بْنِ يَزِيدَ قَالَ حَدَّثَنَا بُدَيْلُ بْنُ مَيْسَرَةَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو عَطِيَّةَ مَوْلًى لَنَا عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ "إِذَا زَارَ أَحَدُكُمْ قَوْمًا فَلَا يُصَلِّيَنَّ بِهِمْ".

★★ حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: "جب کوئی شخص کچھ لوگوں سے ملاقات کے لیے جائے تو وہ ان کی امامت ہرگز نہ کرے"۔

10 - بَابُ إِمَامَةِ الْأَعْمَى

باب: نابینا شخص کا امامت کرنا

787 - أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْنٌ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ ح قَالَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ مَحْمُودِ بْنِ الرَّبِيعِ أَنَّ عِتْبَانَ بْنَ مَالِكٍ كَانَ يَؤُمُّ قَوْمَهُ وَهُوَ أَعْمَى وَأَنَّهُ قَالَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهَا تَكُونُ الظُّلْمَةُ وَالْمَطَرُ وَالسَّيْلُ وَأَنَا رَجُلٌ ضَرِيرُ الْبَصَرِ فَصَلِّ يَا رَسُولَ اللَّهِ فِي بَيْتِي مَكَانًا أَتَّخِذُهُ مُصَلًّى. فَجَاءَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "أَيْنَ تُحِبُّ أَنْ أُصَلِّيَ لَكَ". فَأَشَارَ إِلَى مَكَانٍ مِنَ الْبَيْتِ فَصَلَّى فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

★★ محمود بن ربیع بیان کرتے ہیں حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ اپنی قوم کے افراد کی امامت کرتے تھے وہ نابینا تھے انہوں نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں عرض کی کہ بعض اوقات تاریکی زیادہ ہوتی ہے یا بارش ہو رہی ہوتی ہے یا پانی بہہ رہا

786- اخرجه ابو داؤد فی الصلاة، باب امامة الزائر (الحديث 596) مطولاً . و اخرجه الترمذی فی الصلاة، باب ما جاء فيمن زار قوما لا يصلي بهم (الحديث 356) مطولاً . تحفة الاشراف (11186) .

787- اخرجه البخاری فی الصلاة، باب المساجد فی البيوت (الحديث 425) مطولاً، و فی الاذان، باب الرخصة فی المطر و العلة ان يصلي فی رحله (الحديث 667) و باب من لم يرد السلام علی الامام و اكتفی بتسليم الصلاة (الحديث 840) بنحوه، و فی التهجد، باب صلاة النوافل جماعة (الحديث 1185 و 1186) مطولاً، و فی الاطعمة، باب الخزيرة (الحديث 540) مطولاً، و اخرجه مسلم فی الايمان، باب الدليل علی ان من مات علی التوحيد دخل الجنة (الحديث 54 و 55) مطولاً، و فی المساجد و مواضع الصلاة، باب الرخصة فی التخلف عن الجماعة بعذر (الحديث 263 و 264 و 265) مطولاً . و اخرجه النسائی فی السهو، تسليم المأموم حين يسلم الامام (الحديث 1326) مطولاً . و اخرجه ابن ماجه فی المساجد و الجماعات، باب المساجد فی الدور (الحديث 754) مطولاً . و الحديث عند البخاری فی الصلاة، باب اذا دخل بيتا يصلي حيث شاء او حيث امر ولا يتجسس (الحديث 424)، و فی الاذان، باب اذا زار الامام قوما فامهم (الحديث 686)، و باب يسلم حين يسلم الامام (الحديث 838)، و باب من لم يرد السلام علی الامام و اكتفی بتسليم الصلاة (الحديث 839)، و فی المغازی، باب 12 (الحديث 4009 و 4010) و فی الرقاق، باب العمل الذی يبتغی به وجه الله (الحديث 6423)، و فی استتابة المرتدين و المعاندين و قتالهم (الحديث 2938) . و النسائی فی الامامة، الجماعة للنافلة (الحديث 843) تحفة الاشراف (9750) .

ہوتا ہے تو میری نظر کمزور ہے (اس لیے میں مسجد تک نہیں جا پاتا) یا رسول اللہ! آپ ﷺ میرے گھر میں کسی جگہ نماز ادا کر لیجیے تاکہ میں اس جگہ کو اپنے لیے جائے نماز بنا لوں۔ نبی اکرم ﷺ ان کے ہاں تشریف لائے' آپ ﷺ نے دریافت کیا: تم کہاں یہ پسند کرتے ہو کہ میں وہاں تمہارے لیے نماز ادا کر لوں؟ انہوں نے اپنے گھر کی ایک مخصوص جگہ کی طرف اشارہ کیا تو نبی اکرم ﷺ نے اس جگہ نماز ادا کی۔

شرح

احناف، مالکیوں اور حنابلہ کے نزدیک نابینا کی امامت مکروہ تنزیہی ہے کیونکہ وہ صحیح طریقے سے نجاست سے نہیں بچ سکتا تاہم احناف نے ایک صورت کا استثناء کیا ہے وہ یہ کہ اگر وہ نابینا تمام حاضرین سے زیادہ علم رکھتا ہو تو پھر وہ امامت کا زیادہ حقدار ہوگا۔

شوافع نے کسی کراہت کے بغیر نابینا شخص کی امامت کو درست قرار دیا ہے کیونکہ نابینا شخص میں خشوع وخضوع زیادہ پایا جاتا ہے۔

11 - باب اِمَامَةِ الْغُلَامِ قَبْلَ اَنْ يَّحْتَلِمَ

باب: بچے کا بالغ ہونے سے پہلے امامت کرنا

788 - اَخْبَرَنَا مُوْسٰى بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمَسْرُوْقِیُّ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ اَيُّوْبَ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَمْرُو بْنُ سَلِمَةَ الْجَرْمِيُّ قَالَ كَانَ يَمُرُّ عَلَيْنَا الرُّكْبَانُ فَنَتَعَلَّمُ مِنْهُمُ الْقُرْاٰنَ فَاَتٰى اَبِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "لِيَؤُمَّكُمْ اَكْثَرُكُمْ قُرْاٰنًا". فَجَاءَ اَبِي فَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لِيَؤُمَّكُمْ اَكْثَرُكُمْ قُرْاٰنًا". فَنَظَرُوْا فَكُنْتُ اَكْثَرَهُمْ قُرْاٰنًا فَكُنْتُ اَؤُمُّهُمْ وَاَنَا ابْنُ ثَمَانِ سِنِيْنَ.

☆☆ حضرت عمرو بن سلمہ جرمی بیان کرتے ہیں' ہمارے علاقے سے قافلے گزرا کرتے تھے' تو میں نے ان سے قرآن سیکھ لیا تھا' (فتح مکہ کے بعد) میرے والد نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے' تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"تم لوگوں کی امامت وہ شخص کرے گا' جس کو زیادہ قرآن آتا ہو"۔

میرے والد (ہمارے علاقے میں) واپس آئے اور یہ بات بیان کی کہ نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

"تمہاری امامت وہ شخص کرے گا جو تم میں سب سے زیادہ قرآن کا علم رکھتا ہو"۔

جب لوگوں نے اس بارے میں تحقیق کی تو مجھے سب سے زیادہ قرآن کی آیات یاد تھیں' تو میں نے ان لوگوں کی امامت شروع کر دی' حالانکہ اس وقت میری عمر آٹھ سال تھی۔

788-اخرجه البخاري في المغازي، باب 53 . (الحديث 4302) مطولاً . و اخرجه ابوداؤد في الصلاة، باب من احق بالا مامة (الحديث 585 و 586 و 587) بنحوه . و اخرجه النسائي في القبلة، الصلاة في الازار (الحديث 766) بنحوه . و الحديث عند: النسائي في الاذان، اجتزاء المرء باذان غيره في الحضر (الحديث 635) . تحفة الاشراف (4565) .

شرح

احناف کے نزدیک کوئی نابالغ بچہ بالغ افراد کی امامت نہیں کر سکتا۔ فرض نماز میں بھی نہیں اور نفل میں بھی نہیں' جبکہ مالکیوں اور حنابلہ کے نزدیک فرض نماز میں نابالغ امامت نہیں کر سکتا۔ نفل نماز میں، جیسے نماز تراویح، نماز کسوف میں اسے امام بنایا جا سکتا ہے۔

جبکہ شوافع کے نزدیک اگر نابالغ بچہ سمجھدار ہو تو اس کی اقتداء میں نماز ادا کرنا جائز ہے۔

12 - باب قِيَامِ النَّاسِ اِذَا رَاَوُا الْاِمَامَ

باب: لوگوں کا امام کو دیکھ کر کھڑے ہونا

789 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ اَبِي عَبْدِ اللّٰهِ وَحَجَّاجُ بْنُ اَبِي عُثْمَانَ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِي كَثِيْرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِي قَتَادَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلَاةِ فَلَا تَقُوْمُوْا حَتّٰى تَرَوْنِيْ".

☆☆ عبداللہ بن ابوقتادہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

"جب اقامت کہہ دی جائے' تو تم اس وقت تک کھڑے نہ ہو جب تک مجھے دیکھ نہیں لیتے"۔

13 - باب الْاِمَامِ تَعْرِضُ لَهُ الْحَاجَةُ بَعْدَ الْاِقَامَةِ

باب: اگر امام کو اقامت کہنے کے بعد کوئی کام پیش آ جائے

790 - اَخْبَرَنَا زِيَادُ بْنُ اَيُّوْبَ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ عَنْ اَنَسٍ قَالَ اُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَجِيٌّ لِرَجُلٍ فَمَا قَامَ اِلَى الصَّلَاةِ حَتّٰى نَامَ الْقَوْمُ.

☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ نماز کے لیے اقامت کہہ دی گئی' لیکن نبی اکرم ﷺ پست آواز میں ایک صاحب کے ساتھ گفتگو کرتے رہے' آپ ﷺ (کی گفتگو اتنی طویل تھی) کہ آپ ﷺ نماز کے لیے اس وقت کھڑے ہوئے جب لوگ (درمیان میں) سو چکے تھے۔

14 - باب الْاِمَامِ يَذْكُرُ بَعْدَ قِيَامِهِ فِيْ مُصَلَّاهُ اَنَّهُ عَلٰى غَيْرِ طَهَارَةٍ

باب: اگر امام کو اپنی جائے نماز پر کھڑے ہونے کے بعد یہ بات یاد آئے کہ وہ پاک نہیں ہے

791 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيْدِ بْنِ كَثِيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ عَنِ الزُّبَيْدِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ

789-تقدم في الاذان، اقامة المؤذن عند خروج الامام (الحديث 686) .

790-اخرجه مسلم في الحيض ، باب الدليل على ان نوم الجالس لا ينقض الوضوء (الحديث 123) . تحفة الاشراف (1003) .

وَالْوَلِيدُ عَنِ الْاَوْزَاعِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِي سَلَمَةَ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ اُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَصَفَّ النَّاسُ صُفُوفَهُمْ وَخَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى اِذَا قَامَ فِي مُصَلَّاهُ ذَكَرَ اَنَّهُ لَمْ يَغْتَسِلْ فَقَالَ لِلنَّاسِ "مَكَانَكُمْ". ثُمَّ رَجَعَ اِلٰى بَيْتِهِ فَخَرَجَ عَلَيْنَا يَنْطِفُ رَاْسُهُ فَاغْتَسَلَ وَنَحْنُ صُفُوفٌ.

★★ حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ نماز کے لیے اقامت کہہ لی گئی' لوگوں نے صفیں درست کرلیں' پھر نبی اکرم ﷺ تشریف لائے اور اپنی جائے نماز پر آ کر کھڑے ہوگئے' پھر آپ ﷺ کو یہ بات یاد آئی کہ آپ ﷺ نے تو غسل ہی نہیں کیا' آپ ﷺ نے لوگوں سے فرمایا: پھر آپ ﷺ اپنے گھر واپس تشریف لے گئے' پھر آپ ہمارے پاس تشریف لائے' تو آپ کے سر سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے۔

آپ ﷺ نے غسل کیا تھا' ہم لوگ (اس دوران) صفوں میں ہی موجود رہے۔

15 - باب اسْتِخْلَافِ الْإِمَامِ اِذَا غَابَ

باب: جب امام خود موجود نہ ہو' تو اس کا کسی کو اپنا نائب مقرر کرنا

792 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ ثُمَّ ذَكَرَ كَلِمَةً مَعْنَاهَا قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو حَازِمٍ قَالَ سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ كَانَ قِتَالٌ بَيْنَ بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ اَتَاهُمْ لِيُصْلِحَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ قَالَ لِبِلَالٍ "يَا بِلَالُ اِذَا حَضَرَ الْعَصْرُ وَلَمْ آتِ فَمُرْ اَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ". فَلَمَّا حَضَرَتْ اَذَّنَ بِلَالٌ ثُمَّ اَقَامَ فَقَالَ لِاَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ تَقَدَّمْ. فَتَقَدَّمَ اَبُو بَكْرٍ فَدَخَلَ فِي الصَّلَاةِ ثُمَّ جَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ يَشُقُّ النَّاسَ حَتّٰى قَامَ خَلْفَ اَبِي بَكْرٍ وَصَفَّحَ الْقَوْمُ وَكَانَ اَبُو بَكْرٍ اِذَا دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ لَمْ يَلْتَفِتْ فَلَمَّا رَاَى اَبُو بَكْرٍ التَّصْفِيحَ لَا يُمْسَكُ عَنْهُ الْتَفَتَ فَاَوْمَاَ اِلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ فَحَمِدَ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ عَلٰى قَوْلِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهُ امْضِهْ ثُمَّ مَشٰى اَبُو بَكْرٍ الْقَهْقَرٰى عَلٰى عَقِبَيْهِ فَتَاَخَّرَ فَلَمَّا رَاَى ذٰلِكَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَقَدَّمَ فَصَلَّى بِالنَّاسِ فَلَمَّا قَضٰى صَلَاتَهُ قَالَ "يَا اَبَا بَكْرٍ مَا مَنَعَكَ اِذْ اَوْمَاْتُ اِلَيْكَ اَنْ لَا تَكُونَ مَضَيْتَ". فَقَالَ لَمْ يَكُنْ لِابْنِ اَبِي قُحَافَةَ اَنْ يَؤُمَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. وَقَالَ لِلنَّاسِ "اِذَا نَابَكُمْ شَيْءٌ فَلْيُسَبِّحِ الرِّجَالُ وَلْيُصَفِّحِ النِّسَاءُ".

★★ حضرت سہل بن سعد ساعدی ؓ بیان کرتے ہیں: بنو عمرو بن عوف کے درمیان جھگڑا ہوگیا' اس بات کی اطلاع

791-اخرجه البخاري في الاذان، باب هل يخرج من المسجد لعلة (الحديث 639) بنحوه، و باب اذا قال الامام (مكانكم) حتى رجع انتظروه (الحديث 640) بنحوه . و اخرجه مسلم في المساجد و مواضع الصلاة، متى يقوم الناس للصلاة (الحديث 158) بنحوه . و اخرجه ابو داؤد في الطهارة، باب في الجنب يصلي بالقوم و هو ناس (الحديث 235) و الحديث عند: مسلم في المساجد و مواضع الصلاة، متى يقوم الناس للصلاة (الحديث 159) . و ابي داؤد في الصلاة باب في الصلاة تقام ولم يات الامام ينتظرونه قعودًا (الحديث 541) . تحفة الاشراف (15200) .

792-اخرجه ابو داؤد في الصلاة باب التصفيق في الصلاة (الحديث 941) مختصراً . والحديث عند : البخاري في الاحكام، باب الامام ياتي قومًا فيصلح بينهم (الحديث 7190) . تحفة الاشراف (4669) .

نبی اکرم ﷺ کو ملی تو آپ ﷺ نے ظہر کی نماز پڑھائی اور پھر ان کے درمیان صلح کروانے کے لیے ان کی طرف تشریف لے جانے لگے' آپ ﷺ نے حضرت بلال ؓ سے فرمایا:

"اے بلال! جب عصر کا وقت ہو جائے اور میں نہ آؤں' تو تم ابوبکر سے کہنا کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھا دے"۔

جب نماز کا وقت ہوا تو حضرت بلال ؓ نے اذان دی' پھر انہوں نے اقامت کہی اور حضرت ابوبکر ؓ سے کہا کہ آپ آگے ہوں۔ حضرت ابوبکر ؓ آگے ہوئے' انہوں نے نماز شروع کر دی' اسی دوران نبی اکرم ﷺ تشریف لے آئے' آپ صفوں میں سے گزرتے ہوئے حضرت ابوبکر ؓ کے پیچھے آ کر کھڑے ہوگئے' لوگوں نے تالیاں بجانی شروع کر دیں۔ حضرت ابوبکر ؓ جب نماز شروع کرتے تھے' تو اِدھر اُدھر توجہ نہیں دیتے تھے' جب حضرت ابوبکر ؓ کو زیادہ تالیاں محسوس ہوئیں' تو انہوں نے توجہ کی (انہیں نبی اکرم ﷺ نظر آ گئے) نبی اکرم ﷺ نے اپنے دست اقدس کے ذریعے انہیں اشارہ کیا (کہ تم نماز پڑھاتے رہو) حضرت ابوبکر ؓ نے اس بات پر اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کی کہ نبی اکرم ﷺ نے ان سے یہ فرمایا ہے' کہ تم نماز پڑھاتے رہو' پھر حضرت ابوبکر ؓ اُلٹے قدموں چلتے ہوئے پیچھے ہوگئے' جب نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ملاحظہ کی تو آپ ﷺ آگے بڑھ گئے اور آپ ﷺ نے لوگوں کو نماز پڑھائی' جب آپ ﷺ نے نماز مکمل کی تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اے ابوبکر! جب میں نے تمہیں اشارہ کیا تھا تو تم نے کیوں نماز جاری نہیں رکھی؟

حضرت ابوبکر ؓ نے عرض کی: ابوقحافہ کے بیٹے کی یہ مجال نہیں ہے' کہ وہ اللہ کے رسول کی امامت کرے' پھر نبی اکرم ﷺ نے لوگوں سے ارشاد فرمایا:

"جب تمہیں کوئی ضرورت پیش آئے' تو مرد سبحان اللہ کہیں اور خواتین تالیاں بجائیں گی"۔

16 - باب الْاِئْتِمَامِ بِالْاِمَامِ

باب: امام کی پیروی کرنا

793 - اَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَقَطَ مِنْ فَرَسٍ عَلٰى شِقِّهِ الْاَيْمَنِ فَدَخَلُوا عَلَيْهِ يَعُودُونَهُ فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَلَمَّا قَضَى الصَّلَاةَ قَالَ "اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ فَاِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوا وَاِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوا وَاِذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوا وَاِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُولُوا رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ".

★★ حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ دائیں پہلو کے بل گھوڑے سے گر گئے' صحابہ کرام آپ ﷺ کی عیادت کرنے کے لیے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے' نماز کا وقت ہوگیا (نبی اکرم ﷺ نے نماز

793-اخرجه البخاري في الاذان، باب يهوي بالتكبير حين يسجد (الحديث 705) مطولاً . واخرجه مسلم مطولاً، باب ائتمام المأموم بالامام (الحديث 771) مطولاً . و اخرجه النسائي في التطبيق، باب ما يقول المأموم (الحديث 1060) واخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب ما جاء في انما جعل الامام ليؤتم به (الحديث 1238) مطولاً . تحفة الاشراف (1485) .

پڑھائی) جب آپ ﷺ نے نماز مکمل کر لی تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"امام کو اس لیے مقرر کیا گیا ہے تاکہ اس کی پیروی کی جائے' جب وہ رکوع میں جائے' تو تم بھی رکوع میں جاؤ' جب وہ سر اُٹھائے' تو تم بھی سر اُٹھاؤ' جب وہ سجدے میں جائے' تو تم بھی سجدے میں جاؤ اور جب وہ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ پڑھے تو تم لوگ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ پڑھو"۔

شرح

کن چیزوں میں امام کی متابعت کی جائے گی اور کن چیزوں میں امام کی متابعت نہیں کی جائے گی؟

مسئلہ: پانچ چیزیں ایسی ہیں کہ اگر امام انہیں ترک کر دیتا ہے' تو مقتدی بھی امام کی متابعت کرتے ہوئے اسے ترک کر دے گا۔

مسئلہ: نمازِ عید کی اضافی تکبیریں' پہلا قعدہ' سجدہ تلاوت' سجدہ سہو' دعائے قنوت' اگر رکوع کے فوت ہونے کا اندیشہ ہو۔ (الجوہرۃ النیرۃ)

مسئلہ: لیکن رکوع کے فوت ہونے کا اندیشہ نہ ہو' تو وہ مقتدی دعائے قنوت پڑھنے کے بعد رکوع میں جائے گا۔ (غلاصہ)

مسئلہ: چار چیزیں ایسی ہیں کہ اگر امام جان بوجھ کر انہیں ترک کر دیتا ہے' تو مقتدی امام کی پیروی نہیں کرے گا۔

مسئلہ: اگر امام جان بوجھ کر نماز میں کوئی اضافی سجدہ کر لیتا ہے یا پانچویں رکعت کے لیے کھڑا ہو جاتا ہے۔ (الجوہرۃ النیرۃ)

مسئلہ: اگر امام پانچویں رکعت میں سجدہ کرنے سے پہلے بیٹھ گیا اور پھر بعد میں سلام پھیرا' تو مقتدی بھی اس کے ساتھ سلام پھیر دے گا' لیکن اگر امام پانچویں رکعت کے سجدے میں چلا گیا' تو مقتدی اسی وقت سلام پھیر دے گا۔

مسئلہ: ۹ چیزیں ایسی ہیں کہ اگر امام انہیں ترک کر دے' تو مقتدی انہیں ادا کرے گا۔

مسئلہ: تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین کرنا' ثناء پڑھنا' اگر امام سورۂ فاتحہ کی تلاوت شروع کر چکا ہو' یا کسی دوسری سورت کی تلاوت شروع کر چکا ہو' تو امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس وقت مقتدی ثناء نہیں پڑھے گا' جبکہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کی رائے مختلف ہے۔

مسئلہ: اسی طرح اگر امام رکوع یا سجدے میں جانے کی تکبیر چھوڑ دیتا ہے یا رکوع یا سجدے میں تسبیح نہیں پڑھتا یا سمع اللہ لمن حمدہ کہنا ترک کر دیتا ہے یا تشہد نہیں پڑھتا یا سلام پھیرتے وقت سلام کے الفاظ استعمال نہیں کرتا یا تشریق کی تکبیریں نہیں کہتا' تو مقتدی انہیں ادا کرے گا۔

17 - بَابُ الْإِئْتِمَامِ بِمَنْ يَأْتَمُّ بِالْإِمَامِ

باب: اس شخص کی پیروی کرنا جو امام کی پیروی کر رہا ہو

794 - أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ أَنْبَأَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ حَيَّانَ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ أَبِي

سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى فِي أَصْحَابِهِ تَأَخُّرًا فَقَالَ تَقَدَّمُوا فَأْتَمُّوا بِي وَلْيَأْتَمَّ بِكُمْ مَنْ بَعْدَكُمْ وَلَا يَزَالُ قَوْمٌ يَتَأَخَّرُونَ حَتَّى يُؤَخِّرَهُمُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ .

★★ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے اپنے بعض اصحاب کو دیکھا' وہ پیچھے تھے' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"تم لوگ آگے جاؤ اور میری پیروی کرو اور جو تم سے پیچھے ہیں' وہ تمہاری پیروی کریں' جو لوگ پیچھے ہٹنے کی کوشش کریں گے اللہ تعالیٰ انہیں پیچھے کر دے گا"۔

795 - أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ أَنْبَأَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ نَحْوَهُ .

★★ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

796 - أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو دَاوُدَ قَالَ أَنْبَأَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُوسَى بْنِ أَبِي عَائِشَةَ قَالَ سَمِعْتُ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يُحَدِّثُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ أَبَا بَكْرٍ أَنْ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ قَالَتْ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ يَدَيْ أَبِي بَكْرٍ فَصَلَّى قَاعِدًا وَأَبُو بَكْرٍ يُصَلِّي بِالنَّاسِ وَالنَّاسُ خَلْفَ أَبِي بَكْرٍ .

★★ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' کہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو یہ حکم دیا' کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' کہ نبی اکرم ﷺ' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے آگے موجود تھے اور بیٹھ کر نماز ادا کر رہے تھے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے' لوگ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پیچھے موجود تھے۔

شرح

بیمار شخص کی نماز کے احکام

مسئلہ: جب کوئی بیمار کھڑا ہونے کے قابل نہ ہو' تو وہ بیٹھ کر نماز ادا کرے گا اور بیٹھ کر ہی رکوع اور سجدہ کرے گا۔ (ہدایہ)

مسئلہ: قابل نہ ہونے سے مراد یہ ہے کہ کھڑا ہونے کے نتیجے میں اُسے ضرر لاحق ہو' فتویٰ اسی قول پر ہے۔ (معراج الدرایہ)

مسئلہ: اگر کھڑا ہونے کی وجہ سے بیماری میں اضافے' صحت میں تاخیر یا چکر آنے کی شکایت ہو' تو بھی یہی حکم ہوگا۔ (تبیین)

مسئلہ: اگر کھڑے ہونے سے جسم کے کسی بھی حصے میں درد محسوس ہوتا ہے' تو بھی یہی حکم ہوگا۔

794- اخرجه مسلم في الصلاة باب تسوية الصفوف و اقامتها و فضل الاول فالاول منها و الازدحام على الصف الاول و المسابقة اليها و تقديم اولي الفضل و تقريبهم من الامام (الحديث 130) . و اخرجه ابو داؤد في الصلاة باب صف النساء و كراهية التأخر عن الصف الاول (الحديث 680) . و اخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها باب من يستحب ان يلي الامام (الحديث 978) . تحفة الاشراف (4309) .

795- اخرجه مسلم في الصلاة باب تسوية الصفوف و اقامتها و فضل الاول فالاول منها و الازدحام على الصف الاول و المسابقة اليها و تقديم اولي الفضل و تقريبهم من الامام (الحديث 130م) . تحفة الاشراف (4331) .

796- انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (16319) .

مسئلہ: لیکن اگر تھوڑی تکلیف ہو' تو پھر قیام کو ترک کرنا جائز نہیں ہوگا۔ (کافی)

کچھ دیر کے لیے قیام کے قابل ہونے کا حکم

مسئلہ: اگر کوئی شخص تھوڑی دیر کے لیے کھڑا ہو سکتا ہے' تو جتنی دیر تک وہ کھڑا ہو سکتا ہے' اتنی دیر قیام کرے گا' اُس کے بعد بیٹھ جائے گا۔

مسئلہ: شمس الائمہ حلوانی کے نزدیک یہی حکم ہے' وہ فرماتے ہیں: ایسا شخص اگر قیام کو چھوڑ دے گا تو اُس کے بارے میں مجھے یہ اندیشہ ہے کہ اُس کی نماز درست نہیں ہوگی۔ (خلاصہ)

مسئلہ: اگر کوئی شخص سہارا لے کر کھڑا ہونے پر قادر ہو' تو صحیح یہ ہے کہ وہ سہارا لے کر کھڑا ہو جائے گا' اُس کے لیے بیٹھنا جائز نہیں ہوگا' خواہ وہ سہارا عصا کے سہارے ہو' یا اپنے خادم کے سہارے ہو۔ (تبیین)

مسئلہ: کوئی ایسا بیمار ہے جو اپنے گھر میں کھڑا ہو کر نماز ادا کر سکتا ہے لیکن اگر گھر سے باہر نکلے تو کھڑا نہیں ہو سکے گا تو اس کے بارے میں مشائخ کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے' مختار یہی ہے کہ وہ شخص اپنے گھر میں ہی کھڑا ہو کر نماز ادا کرے' فتویٰ بھی اسی بات پر ہے۔ (مضمرات)

مسئلہ: جب کوئی شخص بیماری کی وجہ سے بیٹھ کر نماز ادا کرتا ہے' تو وہ کس طرح نماز ادا کرے گا؟ اس بارے میں صحیح قول یہ ہے کہ جس طرح بیٹھنا اُس کے لیے آسان ہوگا' اُسی طرح بیٹھ جائے گا۔ (سراج الوہاج)

مسئلہ: یہی قول صحیح ہے۔ (عینی شرح ہدایہ)

بیٹھ کر نماز ادا کرنے کے احکام

مسئلہ: اگر وہ بیمار سیدھا بیٹھنے پر قادر نہ ہو اور کسی دیوار یا آدمی کا سہارا لے کر بیٹھنے پر قادر ہو' تو اُس پر لازم ہے کہ وہ اس طرح سہارا لے کر بیٹھ کر نماز ادا کرلے۔

مسئلہ: مختار قول کے مطابق ایسے شخص کے لیے لیٹ کر نماز ادا کرنا جائز نہیں ہے۔ (تبیین)

مسئلہ: جب کوئی شخص قیام نہیں کر سکتا' رکوع نہیں کر سکتا' سجدہ نہیں کر سکتا' لیکن بیٹھ سکتا ہے' تو وہ بیٹھ کر اشارے کے ساتھ نماز ادا کرلے گا۔

مسئلہ: اور سجدہ کرتے ہوئے رکوع کے مقابلے میں اپنے سر کو زیادہ جھکا دے گا۔ (قاضی خان)

مسئلہ: اگر وہ شخص رکوع اور سجدہ برابر کرتا ہے' تو نماز صحیح نہیں ہوگی۔ (بحرالرائق)

مسئلہ: اگر کوئی شخص قیام کر سکتا ہے لیکن رکوع اور سجدہ نہیں کر سکتا تو اُس کے لیے مستحب یہ ہے کہ وہ بیٹھ کر اشارے کے ساتھ نماز ادا کرے۔

مسئلہ: اگر وہ کھڑا ہو کر اشارے کے ساتھ نماز ادا کر لیتا ہے' تو ہمارے نزدیک یہ جائز ہے۔ (قاضی خان)

مسئلہ: اشارے کے ساتھ نماز ادا کرنے والا شخص سجدۂ سہو بھی اشارے کے ساتھ ہی کرے گا۔ (محیط)

مسئلہ: اشارے سے نماز ادا کرنے والے شخص کے سامنے کوئی لکڑی یا تکیہ وغیرہ رکھنا مکروہ ہے۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص رکوع اور سجدے میں سر نہیں جھکا سکتا اور لکڑی اُس کی پیشانی سے لگا دی جائے تو نماز درست نہیں ہوگی' یہی قول صحیح ہے۔

مسئلہ: لیکن اگر تکیہ زمین پر رکھا ہوا ور وہ شخص اُس پر سجدہ کرتا ہے' تو نماز جائز ہوگی۔ (خلاصہ)

بیٹھ کر نماز ادا کرنے پر قادر نہ ہونا

مسئلہ: جب کوئی شخص بیٹھ کر بھی نماز ادا کرنے پر قادر نہ ہو' تو وہ دونوں پاؤں قبلہ کی طرف کرلے گا اور اشارے کے ساتھ رکوع اور سجدہ کرے گا۔

مسئلہ: مناسب یہ ہوگا کہ اُس کے سر کے نیچے ایک تکیہ رکھ دیا جائے' تاکہ بیٹھنے کے مشابہ ہو جائے اور رکوع اور سجدے کا اشارہ اچھی طرح سے کر سکے۔

مسئلہ: اگر وہ شخص پہلو کے بل لیٹ کر قبلہ کی طرف منہ کر کے اشارے کے ساتھ نماز ادا کرتا ہے' تو یہ بھی جائز ہے۔ تاہم پہلی صورت زیادہ بہتر ہے۔ (کافی)

مسئلہ: اگر وہ شخص دائیں کروٹ لیٹنے پر قادر نہ ہو' تو بائیں کروٹ کے بل لیٹ جائے گا۔ (سراج الوہاج)

مسئلہ: تندرست آدمی نے نماز ادا کرنے کے لیے کھڑے ہو کر نماز ادا کرنا شروع کی' پھر اُسے کوئی ایسی بیماری لاحق ہوگئی جس کے نتیجے میں وہ قیام نہیں کر سکتا تو اب وہ بیٹھ کر نماز ادا کرے گا اور بیٹھ کر رکوع اور سجدہ کرے گا۔

مسئلہ: اگر رکوع اور سجدہ کرنے پر بھی قادر نہیں ہے' تو بیٹھ کر اشارے کے ذریعے نماز ادا کرے گا اور اگر بیٹھنے پر بھی قادر نہیں ہے' تو لیٹ کر اشارے کے ذریعے نماز ادا کرلے گا۔ (تبیین)

مسئلہ: جب کوئی شخص بیٹھ کر رکوع اور سجدے کے ہمراہ نماز ادا کر رہا ہو اور نماز کے دوران ہی وہ تندرست ہو جائے تو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک وہ باقی نماز کھڑے ہو کر ادا کرے گا۔

مسئلہ: لیکن اگر وہ تھوڑی نماز اشارے کے ساتھ ادا کر چکا ہو اور پھر رکوع اور سجدہ کرنے پر قادر ہو' تو اس بات پر اتفاق ہے کہ وہ از سر نو نماز ادا کرے گا۔ (ہدایہ)

مسئلہ: یہ حکم اُس وقت ہے کہ جب اُسے یہ قدرت اُس وقت حاصل ہوتی ہے جب وہ اشارے کے ذریعے رکوع اور سجدہ کر چکا تھا' لیکن اگر اُس نے اشارے کے ذریعے صرف نماز کا آغاز کیا تھا اور پہلی رکعت کا رکوع یا سجدہ نہیں کیا تھا تو اب وہ اُسی نماز کو آگے جاری رکھ سکتا ہے۔ (جوہرہ نیرہ)

مسئلہ: اگر بیمار شخص سر کا اشارہ کرنے سے بھی عاجز ہو' تو ظاہر الروایہ کے مطابق اُس سے نماز کی فرضیت ساقط ہو جائے گی۔

آنکھ یا بھنوؤں کے ذریعے اشارے کا اعتبار نہیں ہوگا

مسئلہ: آنکھ یا بھنوؤں کے اشارے کا کوئی اعتبار نہیں ہوگا' مگر جب اس شخص کی صحت بہتر ہو جاتی ہے تو کیا اس پہلی نمازوں کی قضاء لازم ہوگی؟ اس بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے' بعض فقہاء نے یہ بات کہی ہے کہ اگر ایک دن اور ایک رات سے زیادہ عرصے تک یہ حالت برقرار رہتی ہے' تو قضاء لازم نہیں ہوگی اور اگر اس سے کم عرصے تک برقرار رہتی ہے تو قضاء لازم ہوگی اور اس کا حکم بے ہوشی کی مانند ہوگا' یہی قول صحیح ہے۔ (قاضی خان)

مسئلہ: فتویٰ بھی اسی پر ہے۔ (ظہیریہ)

مسئلہ: اگر وہ شخص ایسی بیماری کے دوران ہی انتقال کر جاتا ہے' تو اس پر وہ نمازیں لازم نہیں ہوں گی اور ان نمازوں کا فدیہ بھی لازم نہیں ہوگا۔ (محیط)

مسئلہ: "تجرید" نامی کتاب میں یہ بات تحریر ہے کہ بیمار شخص نماز میں تندرست آدمی کی طرح قرأت کرے گا' تسبیح پڑھے گا' تشہد پڑھے گا' اگر وہ اس قابل نہ ہو' تو وہ نماز کو ترک کر دے گا۔ (تاتارخانیہ)

مسئلہ: اگر کوئی شخص مسلسل پانچ نمازوں کے اوقات تک بے ہوش رہتا ہے' تو وہ ان نمازوں کی بعد میں قضاء کرے گا' لیکن اگر اس سے زیادہ وقت گزر جائے تو پھر وہ قضاء نہیں کرے گا۔ جنون کا حکم بھی بے ہوشی کی مانند ہے۔

•••———•••———•••

797 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ فَضَالَةَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى - يَعْنِى ابْنَ يَحْيٰى - قَالَ حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حُمَيْدِ الرُّؤَاسِىُّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِى الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ وَاَبُوْ بَكْرٍ خَلْفَهُ فَاِذَا كَبَّرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَبَّرَ اَبُوْ بَكْرٍ يُسْمِعُنَا .

★★ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ظہر کی نماز پڑھائی' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے موجود تھے' جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر کہتے تھے' تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بلند آواز میں تکبیر کہہ کر ہمیں سناتے تھے۔

18 - باب مَوْقِفِ الْاِمَامِ اِذَا كَانُوْا ثَلَاثَةً وَّالْاِخْتِلَافِ فِىْ ذٰلِكَ

باب: جب تین افراد موجود ہوں' تو امام کے کھڑے ہونے کی جگہ (کون سی ہوگی؟)

اس بارے میں اختلاف کا بیان

798 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ الْكُوْفِىُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ فُضَيْلٍ عَنْ هَارُوْنَ بْنِ عَنْتَرَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْاَسْوَدِ عَنِ الْاَسْوَدِ وَعَلْقَمَةَ قَالَا دَخَلْنَا عَلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بِنِصْفِ النَّهَارِ فَقَالَ اِنَّهُ سَيَكُوْنُ اُمَرَاءُ يَشْتَغِلُوْنَ عَنْ وَقْتِ الصَّلَاةِ فَصَلُّوْا لِوَقْتِهَا . ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى بَيْنِىْ وَبَيْنَهُ فَقَالَ هٰكَذَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَ .

797- اخرجه مسلم في الصلاة باب الصلاة باب الصيام المأموم بالامام (الحديث 85) . تحفة الاشراف (2786) .

798- اخرجه ابوداؤد في الصلاة باب اذا كانوا ثلاثة كيف يقومون (الحديث 613) مختصرا . تحفة الاشراف (9173) .

★★ اسود اور علقمہ بیان کرتے ہیں' ہم لوگ دوپہر کے وقت حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے' تو انہوں نے فرمایا: عنقریب ایسے حکمران آ جائیں گے جو نماز کو تاخیر سے ادا کیا کریں گے' تو تم لوگ نماز کو اس کے وقت پر ادا کیا کرنا۔ پھر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور انہوں نے میرے اور میرے ساتھی کے درمیان کھڑے ہو کر نماز ادا کی۔ اور یہ بات بیان کی کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ایسا ہی کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

شرح

باجماعت نماز ادا کرنے کا ایک منظم طریقہ ہے جو سنت سے ثابت ہے وہ طریقہ یہ ہے کہ امام آگے کھڑا ہوگا اور مقتدی اس کے پیچھے کھڑے ہوں گے۔ خواہ وہ مقتدی مرد ہوں یا خواتین ہوں۔

صرف ایک صورت میں حکم مختلف ہے وہ یہ کہ اگر کچھ لوگ برہنہ حالت میں ہوں اور انہوں نے باجماعت نماز ادا کرنا ہو تو ان کا امام ان کے درمیان میں کھڑا ہوگا۔ یہ حکم حنابلہ کے نزدیک واجب ہے جبکہ دیگر فقہاء کے نزدیک مستحب ہے۔

اگر امام کے ہمراہ ایک فرد ہو تو مستحب یہ ہے کہ وہ امام کے دائیں طرف کھڑا ہوگا اور امام سے کچھ پیچھے کھڑا ہوگا۔

جمہور کے نزدیک اس ایک مقتدی کا امام کے برابر کھڑے ہونا' امام کے بائیں طرف کھڑے ہونا یا امام کے پیچھے کھڑے ہونا مکروہ ہوگا کیونکہ یہ طریقہ سنت کے خلاف ہے۔ البتہ اگر کوئی شخص اس طرح کھڑے ہو کر نماز ادا کر لیتا ہے' تو اس کی نماز درست ہوگی۔ فاسد نہیں ہوگی البتہ حنابلہ کی رائے اس بارے میں مختلف ہے۔

اگر امام کی اقتداء میں ایک مرد اور ایک خاتون ہوں تو مرد امام کے دائیں طرف کھڑا ہوگا اور خاتون اس مرد کے پیچھے کھڑی ہوگی۔

اگر امام کے ساتھ دو مرد ہوں تو وہ دونوں امام کے پیچھے کھڑے ہوں گے۔ اس بارے میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی رائے مختلف ہے کیونکہ ان کے نزدیک اس صورت میں امام ان دونوں کے درمیان میں کھڑا ہوگا۔

اگر امام کی اقتداء میں کچھ مرد کچھ بچے کچھ لڑکے اور کچھ خواتین ہوں تو امام کے پیچھے پہلے مردوں کی صف ہوگی پھر بچوں کی پھر لڑکوں کی اور پھر خواتین کی ہوگی۔

799 - اَخْبَرَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ قَالَ حَدَّثَنَا اَفْلَحُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا بُرَيْدَةُ بْنُ سُفْيَانَ بْنِ فَرْوَةَ الْاَسْلَمِىُّ عَنْ غُلَامٍ لِّجَدِّهِ يُقَالُ لَهُ مَسْعُوْدٌ فَقَالَ مَرَّ بِىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبُوْ بَكْرٍ فَقَالَ لِىْ اَبُوْ بَكْرٍ يَا مَسْعُوْدُ ائْتِ اَبَا تَمِيْمٍ - يَعْنِىْ مَوْلَاهُ - فَقُلْ لَهُ يَحْمِلُنَا عَلٰى بَعِيْرٍ وَّيَبْعَثُ اِلَيْنَا بِزَادٍ وَّدَلِيْلٍ يَّدُلُّنَا . فَجِئْتُ اِلٰى مَوْلَاىَ فَاَخْبَرْتُهُ فَبَعَثَ مَعِىْ بِبَعِيْرٍ وَّوَطْبٍ مِّنْ لَبَنٍ فَجَعَلْتُ اٰخُذُ بِهِمْ فِىْ اِخْفَاءِ الطَّرِيْقِ وَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّىْ وَقَامَ اَبُوْ بَكْرٍ عَنْ يَّمِيْنِهِ وَقَدْ عَرَفْتُ الْاِسْلَامَ وَاَنَا مَعَهُمَا فَجِئْتُ فَقُمْتُ خَلْفَهُمَا فَدَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ صَدْرِ اَبِىْ بَكْرٍ فَقُمْنَا

799- انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (11264) .

خَلْفَهٗ .

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بُرَيْدَةُ هٰذَا لَيْسَ بِالْقَوِيِّ فِي الْحَدِيْثِ .

★★ بریدہ بن سفیان اپنے دادا کے غلام کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ان کا نام مسعود تھا' وہ صاحب بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ میرے پاس سے گزرے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا: اے مسعود! تم ابوتمیم کے پاس جاؤ' یعنی اپنے آقا کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ وہ ہمیں سواری کے لیے اونٹ دے اور ہماری طرف زادِ سفر اور رہنمائی کرنے والا ایک شخص بھی بھیج دے جو ہماری رہنمائی کر سکے۔ مسعود بیان کرتے ہیں' میں اپنے آقا کے پاس آیا اور میں نے انہیں اس بارے میں بتایا تو اس نے میرے ساتھ ایک اونٹ اور دودھ کا ایک مشکیزہ بھیج دیا۔ میں ان حضرات کو ساتھ لے کر خفیہ راستے پر چلتا رہا' نماز کا وقت ہو گیا' نبی اکرم ﷺ نماز پڑھنے کے لیے کھڑے ہوئے' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے دائیں طرف کھڑے ہو گئے' مجھے اسلامی تعلیمات کا علم تھا اور میں ان دونوں کے ساتھ ہی تھا' اس لیے میں آگے ہوا اور ان دونوں کے پیچھے کھڑا ہو گیا تو نبی اکرم ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو پیچھے کر دیا اور ہم لوگ نبی اکرم ﷺ کے پیچھے کھڑے ہو گئے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں' اس روایت کا راوی بریدہ مستند نہیں ہے۔

شرح

امام اور مقتدی کے کھڑے ہونے کی جگہ کے احکام

مسئلہ: اگر امام کے ہمراہ ایک شخص ہو یا ایک قریب البلوغ لڑکا ہو جو نماز کے احکام کو سمجھتا ہو' تو امام اسے اپنے دائیں طرف کھڑا کرے گا' مختار قول یہی ہے۔ (محیط)

مسئلہ: اگر امام اسے اپنے بائیں طرف کھڑا کر لیتا ہے' تو بھی جائز ہے' لیکن ایسا کرنا بُرا ہو گا۔ (محیط سرخسی)

مسئلہ: اگر امام اسے اپنے پیچھے کھڑا کر لے تو بھی جائز ہو گا' تاہم بعض فقہاء نے اسے مکروہ کہا ہے اور یہی قول صحیح ہے۔ (بدائع)

مسئلہ: اگر امام کے ہمراہ دو مقتدی ہوں تو وہ دونوں اس کے پیچھے کھڑے ہوں گے' اگر امام کے ہمراہ ایک مرد ہو اور ایک قریب البلوغ لڑکا ہو' تو وہ بھی اس کے پیچھے کھڑے ہوں گے۔

مسئلہ: اگر امام کی اقتداء میں ایک مرد اور ایک عورت ہو' تو مرد امام کے دائیں طرف کھڑا ہو گا اور خاتون امام کے پیچھے کھڑی ہو گی۔

مسئلہ: اگر امام کے ہمراہ دو مرد اور ایک خاتون ہوں تو دونوں مرد امام کے پیچھے کھڑے ہوں گے اور خاتون ان کے پیچھے کھڑی ہو گی۔

مسئلہ: اگر امام کے ہمراہ صرف دو مرد ہوں تو امام ان کے درمیان کھڑا ہو جائے تو وہ نماز جائز ہو گی۔

مسئلہ: امام کے بعد مردوں کی صف ہو گی' مردوں کے بعد لڑکوں کی صف ہو گی' لڑکوں کے بعد ہیجڑوں کی صف ہو گی۔ ان

کے بعد خواتین کی صف ہو گی اور ان کے بعد قریب البلوغ لڑکیوں کی صف ہو گی۔

مسئلہ: خواتین کا باجماعت نماز میں شریک ہونا مکروہ ہے' البتہ عمر رسیدہ خواتین فجر' مغرب اور عشاء کی نماز باجماعت میں شریک ہو سکتی ہیں' لیکن ہمارے زمانے کی صورتِ حال کے مطابق کسی بھی نماز میں کسی بھی خاتون کا مسجد میں آنا مکروہ ہے۔ (کافی)

مسئلہ: یہی قول مختار ہے۔ (تبیین)

مسئلہ: امام کو چاہیے کہ صف کے بالکل درمیان کے مقابلے میں کھڑا ہو' اگر امام دائیں طرف ہو جاتا ہے یا بائیں طرف ہو جاتا ہے' تو سنت کے خلاف ہونے کی وجہ سے ایسا کرنا بُرا ہو گا۔ (تبیین)

مسئلہ: امام کے عین پیچھے وہ شخص کھڑا ہونا چاہیے' جو مقتدیوں میں سب سے افضل ہو۔ (شرح طحاوی)

مسئلہ: دوسری صف کے مقابلے میں پہلی صف میں کھڑا ہونا اور تیسری صف کے مقابلے میں دوسری صف میں کھڑا ہونا زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔

مسئلہ: مقتدی کے لیے افضل یہ ہے کہ وہ امام کے قریب ترین کھڑا ہو' اگر مختلف مقامات امام کے قریب ترین ہوں تو دائیں طرف والے حصے کو زیادہ فضیلت حاصل ہو گی۔ (محیط)

مسئلہ: باجماعت نماز میں اگر کوئی عورت مرد کے برابر آ کر کھڑی ہو جاتی ہے' تو اس کے نتیجے میں مرد کی نماز فاسد ہو جائے گی' لیکن اس کے لیے کچھ شرائط ہیں۔ پہلی شرط یہ ہے کہ وہ عورت صحبت کے قابل ہو' یہاں تک کہ کوئی ایسی لڑکی ہو جو نماز کے احکام کو سمجھتی ہو' لیکن کم عمری کی وجہ سے اس کی طرف رغبت نہ ہوتی ہو' تو اگر وہ نماز میں مرد کے ساتھ آ کر کھڑی ہو جاتی ہے' تو نماز فاسد نہیں ہو گی۔ (کافی)

مسئلہ: دوسری شرط یہ ہے کہ وہ نماز رکوع اور سجدے والی ہونی چاہیے' اگرچہ مرد اور عورت دونوں اشارے کے ساتھ ہی نماز ادا کر رہے ہوں۔

مسئلہ: تیسری شرط یہ ہے کہ مرد اور خاتون تکبیر تحریمہ کے اعتبار سے نماز میں شریک ہوں۔

مسئلہ: چوتھی شرط یہ ہے کہ وہ دونوں ایک ہی جگہ پر کھڑے ہوں یہاں تک کہ اگر مرد چبوترے پر ہو' عورت زمین پر ہو اور وہ چبوترا ایک عام انسان کے قد جتنا اونچا ہو' تو مرد کی نماز فاسد نہیں ہو گی۔

مسئلہ: پانچویں شرط یہ ہے کہ مرد اور عورت کے درمیان کوئی چیز حائل نہیں ہونی چاہیے' اگر ان دونوں کے درمیان ستون حائل ہو جاتا ہے' تو مرد کی نماز فاسد نہیں ہو گی۔

مسئلہ: درمیان میں حائل ہونے والی چیز کی مقدار وہ ہو گی جسے سترے کے طور پر استعمال کیا جا سکتا ہو۔

مسئلہ: چھٹی شرط یہ ہے کہ عورت ایسی ہونی چاہیے جس کی نماز صحیح ہوتی ہے' اس اعتبار سے اگر کوئی پاگل عورت مرد کے ساتھ آ کر کھڑی ہو جاتی ہے' تو مرد کی نماز فاسد نہیں ہو گی۔ (کافی)

مسئلہ: ساتویں شرط یہ ہے کہ امام نے خواتین کو نماز پڑھانے کی نیت کی ہو۔

مسئلہ: اس کے لیے یہ بھی شرط ہے کہ وہ عورت ایک پورے رکن کی ادائیگی کے دوران مرد کے ساتھ کھڑی رہی ہو۔

مسئلہ: ایک یہ بات بھی شرط ہے کہ ان دونوں کی نماز پڑھنے کی جہت ایک ہونی چاہیے' یہاں تک کہ اگر ان کی جہت مختلف ہو تو نماز فاسد نہیں ہوگی۔

مسئلہ: جہت کا یہ اختلاف صرف دو صورتوں میں ہو سکتا ہے' ایک یہ کہ وہ دونوں خانہ کعبہ کے اندر نماز پڑھ رہے ہوں (دونوں نے مخالف سمت کا رخ کیا ہوا ہو) دوسری صورت یہ ہے کہ وہ دونوں اندھیرے میں نماز پڑھ رہے ہوں اور دونوں نے اپنی رائے کے ساتھ مختلف جہت کو قبلہ مقرر کیا ہو۔

مسئلہ: یہاں یہ اصول یاد رکھنا چاہیے کہ اس حکم میں تمام خواتین شامل ہوں گی خواہ مرد کے ساتھ آ کر کھڑے ہونے والی اجنبی عورت ہو یا محرم ہو یا اس کی بیوی ہو یا کم عمر لڑکی ہو' جس کی طرف رغبت کی جاتی ہو یا بوڑھی عورت ہی کیوں نہ ہو' جس میں مردوں کو دلچسپی نہیں ہوتی ہے۔ (کتاب)

مسئلہ: خاتون کے ساتھ آ کر کھڑے ہونے سے صرف تین قسم کے مردوں کی نماز فاسد ہوتی ہے' ایک وہ جو اس کے دائیں طرف کھڑا ہو' ایک وہ جو اس کے بائیں طرف کھڑا ہو' ایک وہ جو اس کے پیچھے کھڑا ہو' اس کے علاوہ اور کسی کی نماز فاسد نہیں ہوتی۔ (تبیین)

مسئلہ: فتویٰ اسی پر ہے۔ (تاتارخانیہ)

19 - باب إِذَا كَانُوا ثَلَاثَةً وَامْرَأَةً

باب: جب تین آدمی اور ایک خاتون موجود ہوں' تو کھڑے ہونے کی ترتیب کیا ہوگی؟

800 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ جَدَّتَهُ مُلَيْكَةَ دَعَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِطَعَامٍ قَدْ صَنَعَتْهُ لَهُ فَأَكَلَ مِنْهُ ثُمَّ قَالَ "قُومُوا فَلأُصَلِّيَ لَكُمْ". قَالَ أَنَسٌ فَقُمْتُ إِلَى حَصِيرٍ لَنَا قَدِ اسْوَدَّ مِنْ طُولِ مَا لُبِسَ فَنَضَحْتُهُ بِمَاءٍ فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَفَفْتُ أَنَا وَالْيَتِيمُ وَرَاءَهُ وَالْعَجُوزُ مِنْ وَرَائِنَا فَصَلَّى لَنَا رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ انْصَرَفَ.

★★ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ان کی دادی (یا نانی) سیدہ ملیکہ رضی اللہ عنہا نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کھانے کی دعوت کی' جو انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تیار کیا تھا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ کھانا کھایا' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اٹھو! تاکہ میں تم لوگوں کو نماز پڑھاؤں"۔

800- اخرجه البخاري في الصلاة، باب الصلاة على الحصير (الحديث 380)، و في الاذان، باب وضوء الصبيان (الحديث 860). و اخرجه مسلم في المساجد و مواضع الصلاة، باب جواز الجماعة في النافلة و الصلاة على حصير و خمرة و ثوب و غيرها من الطاهرات (الحديث 266). و اخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب اذا كانوا ثلاثة كيف يقومون (الحديث 612). و اخرجه الترمذي في الصلاة، باب ما جاء في الرجل يصلي و معه الرجال و النساء (الحديث 234). تحفة الاشراف (197).

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں اٹھ کر چٹائی کے پاس آیا' جو طویل استعمال کی وجہ سے سیاہ ہو چکی تھی' میں نے اس پر پانی چھڑکا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے' میں اور یتیم (لڑکا) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے کھڑے ہو گئے' جبکہ بوڑھی خاتون ہمارے پیچھے کھڑی ہوئیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں دو رکعات نماز پڑھائی' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے۔

20 - باب إِذَا كَانُوا رَجُلَيْنِ وَامْرَأَتَيْنِ

باب: جب دو آدمی اور دو خواتین موجود ہوں (تو ان کا نماز پڑھنے کا طریقہ کیا ہوگا؟)

801 - أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ أَنْبَأَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ الْمُغِيرَةِ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا هُوَ إِلاَّ أَنَا وَأُمِّي وَالْيَتِيمُ وَأُمُّ حَرَامٍ خَالَتِي فَقَالَ "قُومُوا فَلأُصَلِّيَ بِكُمْ". قَالَ فِي غَيْرِ وَقْتِ صَلاَةٍ. قَالَ فَصَلَّى بِنَا.

★★ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ہاں تشریف لائے' وہاں اس وقت میں تھا' میری والدہ تھیں' ایک یتیم لڑکا تھا اور سیدہ اُم حرام رضی اللہ عنہا تھیں' جو میری خالہ تھیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"تم لوگ کھڑے ہو جاؤ تاکہ میں تمہیں نماز پڑھاؤں"۔

راوی کہتے ہیں: اس وقت نماز کا وقت نہیں تھا۔

راوی کہتے ہیں: پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نماز پڑھائی (یعنی نفل) نماز پڑھائی۔

802 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مُخْتَارٍ يُحَدِّثُ عَنْ مُوسَى بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّهُ كَانَ هُوَ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأُمُّهُ وَخَالَتُهُ فَصَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ أَنَسًا عَنْ يَمِينِهِ وَأُمَّهُ وَخَالَتَهُ خَلْفَهُمَا.

★★ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ وہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم' ان کی والدہ اور ان کی خالہ (گھر میں موجود تھے) تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو اپنے دائیں طرف کھڑا کر لیا' جبکہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ اور ان کی خالہ ان دونوں حضرات کے پیچھے کھڑی ہو گئیں۔

21 - باب مَوْقِفِ الإِمَامِ إِذَا كَانَ مَعَهُ صَبِيٌّ وَامْرَأَةٌ

باب: جب امام کے ہمراہ ایک بچہ اور ایک خاتون ہو' تو وہ کہاں کھڑا ہوگا؟

801- اخرجه مسلم في المساجد و مواضع الصلاة، باب جواز الجماعة في النافلة و الصلاة على حصير و خمرة و ثوب و غيرها من الطاهرات (الحديث 268) مطولاً. و الحديث عند: مسلم في فضائل الصحابة، باب من فضائل انس بن مالك رضي الله عنه (الحديث 142). تحفة الاشراف (409).

802- اخرجه مسلم في المساجد و مواضع الصلاة، باب جواز الجماعة في النافلة و الصلاة على حصير و خمرة و ثوب و غيرها من الطاهرات (الحديث 269) بنحوه. و اخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب الرجلين يؤم احدهما صاحبه كيف يقومان (الحديث 609) بنحوه مختصراً. و اخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب الاثنان جماعة (الحديث 975) بنحوه مختصراً. و اخرجه النسائي في الامامة، موقف الامام اذا كان معه صبي و امرأة (الحديث 804) بنحوه مختصراً. تحفة الاشراف (1609).

803 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي زِيَادٌ أَنَّ قَزَعَةَ مَوْلًى لِعَبْدِ قَيْسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ عِكْرِمَةَ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ صَلَّيْتُ إِلَى جَنْبِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَائِشَةُ خَلْفَنَا تُصَلِّي مَعَنَا وَأَنَا إِلَى جَنْبِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُصَلِّي مَعَهُ .

★★ حضرت عبداللہ بن عباس ﷺ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کے پہلو میں نماز ادا کی، سیدہ عائشہ ﷺ ہمارے پیچھے تھیں، وہ بھی ہمارے ساتھ نماز ادا کر رہی تھیں، میں نبی اکرم ﷺ کے پہلو میں کھڑا تھا، میں نے آپ ﷺ کی اقتداء میں نماز ادا کی۔

804 - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُخْتَارِ عَنْ مُوسَى بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ صَلَّى بِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِامْرَأَةٍ مِنْ أَهْلِي فَأَقَامَنِي عَنْ يَمِينِهِ وَالْمَرْأَةُ خَلْفَنَا .

★★ حضرت انس ﷺ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ نے مجھے اور ہمارے گھر کی ایک خاتون کو نماز پڑھائی، آپ ﷺ نے مجھے اپنے دائیں طرف کھڑا کر لیا اور وہ خاتون ہمارے پیچھے کھڑی ہوئی تھیں۔

22 - باب مَوْقِفِ الْإِمَامِ وَالْمَأْمُومُ صَبِيٌّ

باب: جب مقتدی بچہ ہو تو امام کس جگہ کھڑا ہوگا؟

805 - أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بِتُّ عِنْدَ خَالَتِي مَيْمُونَةَ فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ فَقُمْتُ عَنْ شِمَالِهِ فَقَالَ بِي هَكَذَا فَأَخَذَ بِرَأْسِي فَأَقَامَنِي عَنْ يَمِينِهِ .

★★ حضرت عبداللہ بن عباس ﷺ بیان کرتے ہیں: ایک رات میں اپنی خالہ سیدہ میمونہ ﷺ کے ہاں ٹھہرا ہوا تھا، نبی اکرم ﷺ رات کے وقت نماز ادا کرنے کے لیے اٹھے تو میں آپ ﷺ کے بائیں طرف آ کر کھڑا ہو گیا، آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: اس طرح، پھر میرا سر پکڑا اور مجھے اپنے دائیں طرف کھڑا کر لیا۔

23 - باب مَنْ يَلِي الْإِمَامَ ثُمَّ الَّذِي يَلِيهِ

باب: امام کے پیچھے اس کے قریب کون ہوگا اور پھر اس کے بعد کون ہوگا؟

806 - أَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُ مَنَاكِبَنَا فِي الصَّلَاةِ وَيَقُولُ "لَا تَخْتَلِفُوا فَتَخْتَلِفَ

803-انفرد به النسائي و سيأتي في الامامة، الجماعة اذا كانوا ثلاثة رجل و صبي و امرأة (الحديث 840) . تحفة الاشراف (6206) .

804-تقدم في الامامة ، اذا كانوا رجلين و امرأتين (الحديث 802) .

805-اخرجه البخاري في الاذان، باب اذا لم ينو الامام ان يؤم ثم جاء قوم فامهم (الحديث 699) . تحفة الاشراف (5529) .

قُلُوبُكُمْ لِيَلِيَنِّي مِنْكُمْ أُولُو الْأَحْلَامِ وَالنُّهَى ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ " . قَالَ أَبُو مَسْعُودٍ فَأَنْتُمُ الْيَوْمَ أَشَدُّ اخْتِلَافًا .

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَبُو مَعْمَرٍ اسْمُهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَخْبَرَةَ .

★★ حضرت ابومسعود ﷺ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نماز شروع ہونے سے پہلے ہمارے کندھوں پر ہاتھ پھیرتے ہوئے یہ فرمایا کرتے تھے: تم لوگ اختلاف نہ کرو (یعنی آگے پیچھے کھڑے نہ ہو) ورنہ تمہارے دلوں میں اختلاف آ جائے گا اور تم میں سے سمجھدار اور تجربہ کار لوگ میرے قریب کھڑے ہوں اور اس کے بعد (کے مرتبے کے لوگ) ان کے پیچھے کھڑے ہوں پھر اس کے بعد کے لوگ ان کے پیچھے کھڑے ہوں۔

حضرت ابومسعود ﷺ بیان کرتے ہیں: آج تم لوگوں کے درمیان شدید ترین اختلافات پائے جاتے ہیں۔

امام نسائی ﷫ بیان کرتے ہیں: ابومعمر نامی راوی کا نام عبداللہ بن سخبرہ ہے۔

شرح

اس حدیث سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ امام کی اقتداء میں امام کے قریب وہ لوگ ہونے چاہئیں جو زیادہ سمجھدار اور تجربہ کار ہوں۔ روایت کے متن میں استعمال ہونے والا لفظ "احلام" لفظ "حلم" کی جمع ہے جس کا مطلب عقل ہے۔ اسی طرح لفظ "النہی" لفظ "نہیۃ" کی جمع ہے اور اس کا معنی بھی عقل ہے۔

ایک قول کے مطابق اس سے مراد یہ ہے: میرے قریب مرد کھڑے ہوں پھر اس کے بعد قریب البلوغ لڑکے پھر ان کے بعد خواتین کی صف ہو۔

807 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ بْنِ عَلِيِّ بْنِ مُقَدَّمٍ قَالَ حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ أَخْبَرَنِي التَّيْمِيُّ عَنْ أَبِي مِجْلَزٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ عُبَادٍ قَالَ بَيْنَا أَنَا فِي الْمَسْجِدِ فِي الصَّفِّ الْمُقَدَّمِ فَجَبَذَنِي رَجُلٌ مِنْ خَلْفِي جَبْذَةً فَنَحَّانِي وَقَامَ مَقَامِي فَوَاللَّهِ مَا عَقَلْتُ صَلَاتِي فَلَمَّا انْصَرَفَ فَإِذَا هُوَ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ فَقَالَ يَا فَتَى لَا يَسُؤْكَ اللَّهُ إِنَّ هَذَا عَهْدٌ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْنَا أَنْ نَلِيَهُ ثُمَّ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ فَقَالَ هَلَكَ أَهْلُ الْعُقَدِ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ وَاللَّهِ مَا عَلَيْهِمْ آسَى وَلَكِنْ آسَى عَلَى مَنْ أَضَلُّوا . قُلْتُ يَا أَبَا يَعْقُوبَ مَا يَعْنِي بِأَهْلِ الْعُقَدِ قَالَ الْأُمَرَاءُ .

★★ قیس بن عباد بیان کرتے ہیں: میں مسجد میں آگے والی صف میں موجود تھا، میرے پیچھے موجود ایک شخص نے مجھے

806-اخرجه مسلم في الصلاة، باب تسوية الصفوف و اقامتها و فضل الاول فالاول منها و الازدحام على الصف الاول و المسابقة اليها و تقديم اولي الفضل و تقريبهم من الامام (الحديث 122) . و اخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب من يستحب ان يلي الامام في الصف و كراهية التأخر (الحديث 674) مختصراً . و اخرجه النسائي في الامامة ما يقول الامام اذا تقدم في تسوية الصفوف (الحديث 811) . و اخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب من يستحب ان يلي الامام (الحديث 976) . تحفة الاشراف (9994) .

807-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (72) .

زور سے کھینچا اور مجھے پیچھے ہٹا کر خود اس جگہ کھڑا ہو گیا' اللہ کی قسم! اپنی نماز کی وجہ سے مجھے سمجھ نہیں آ سکی۔ جب اس شخص نے نماز مکمل کی تو وہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ تھے' انہوں نے فرمایا:

اے لڑکے! اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ کچھ برا نہ کرے' یہ نبی اکرم ﷺ کی ہمیں ہدایت تھی کہ ہم آپ ﷺ کے قریب کھڑے ہوں' پھر انہوں نے قبلہ کی طرف رخ کیا اور بولے: رب کعبہ کی قسم! اہل عقد ہلاکت کا شکار ہو گئے۔ یہ جملہ انہوں نے تین مرتبہ ارشاد فرمایا' پھر بولے: اللہ کی قسم! ان لوگوں پر کوئی افسوس نہیں ہے' افسوس ان لوگوں پر ہے' جنہیں ان لوگوں نے گمراہ کیا۔

راوی کہتے ہیں: میں نے دریافت کیا' کہ اے ابو یعقوب! اہل عقد سے مراد کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا: حکمران۔

24 - باب اِقَامَةِ الصُّفُوفِ قَبْلَ خُرُوجِ الْاِمَامِ

باب: امام کے آنے سے پہلے صفیں درست کرنا

808 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِى اَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ اُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَقُمْنَا فَعُدِّلَتِ الصُّفُوفُ قَبْلَ اَنْ يَخْرُجَ اِلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَتَانَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى اِذَا قَامَ فِى مُصَلَّاهُ قَبْلَ اَنْ يُكَبِّرَ فَانْصَرَفَ فَقَالَ لَنَا "مَكَانَكُمْ". فَلَمْ نَزَلْ قِيَامًا نَنْتَظِرُهُ حَتّٰى خَرَجَ اِلَيْنَا قَدِ اغْتَسَلَ يَنْطِفُ رَاْسُهُ مَاءً فَكَبَّرَ وَصَلّٰى.

★★ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نماز کے لیے اقامت کہہ دی گئی' ہم لوگ کھڑے ہو گئے' صفیں ٹھیک کر لی گئیں' نبی اکرم ﷺ کے ہمارے پاس تشریف لانے سے پہلے ایسا ہو گیا' پھر نبی اکرم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے آپ ﷺ اپنی جائے نماز پر کھڑے ہوئے' لیکن تکبیر کہنے سے پہلے آپ ﷺ واپس چلے گئے' آپ ﷺ نے ہم سے فرمایا: تم لوگ اپنی جگہ پر رہنا! تو ہم کھڑے ہو کر ہی آپ ﷺ کا انتظار کرتے رہے' یہاں تک کہ آپ ﷺ پھر ہمارے پاس تشریف لائے' آپ ﷺ نے غسل کیا تھا اور آپ ﷺ کے سر سے پانی کے قطرے گر رہے تھے۔ پھر آپ ﷺ نے تکبیر کہی اور نماز پڑھانا شروع کی۔

25 - باب كَيْفَ يُقَوِّمُ الْاِمَامُ الصُّفُوفَ

باب: امام صفیں کس طرح درست کروائے؟

809 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ اَنْبَاَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ سِمَاكٍ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَوِّمُ الصُّفُوفَ كَمَا تُقَوَّمُ الْقِدَاحُ فَاَبْصَرَ رَجُلًا خَارِجًا صَدْرُهُ مِنَ الصَّفِّ فَلَقَدْ رَاَيْتُ

808-اخرجه البخاري في الغسل، باب اذا ذكر في المسجد انه جنب خرج كما هو ولا يتيمم (الحديث 275) . واخرجه مسلم في المساجد و مواضع الصلاة، باب متى يقوم الامام (الحديث 167) . واخرجه ابوداؤد في الطهارة، باب في الجنب يصلي بالقوم و هو ناس (الحديث 235) بنحوه . تحفة الاشراف (15309) .

النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ "لَتُقِيمُنَّ صُفُوفَكُمْ اَوْ لَيُخَالِفَنَّ اللّٰهُ بَيْنَ وُجُوهِكُمْ".

★★ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ اس طرح صفیں درست کروایا کرتے تھے' جس طرح تیر کو سیدھا کیا جاتا ہے۔ ایک مرتبہ آپ ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا جس کا سینہ صف سے آگے نکلا ہوا تھا تو یہ منظر آج بھی میری نگاہ میں ہے' کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"تم لوگ یا تو صفیں ٹھیک رکھو گے یا اللہ تعالیٰ تمہارے درمیان اختلاف پیدا کر دے گا"۔

شرح

امام کے لئے یہ بات مستحب ہے کہ وہ صفیں درست کرنے، آدمیوں کے درمیان خالی جگہ پر کرنے اور کندھے برابر رکھنے کی ہدایت کرے۔

810 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْسَجَةَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَخَلَّلُ الصُّفُوفَ مِنْ نَاحِيَةٍ اِلٰى نَاحِيَةٍ يَمْسَحُ مَنَاكِبَنَا وَصُدُورَنَا وَيَقُولُ "لَا تَخْتَلِفُوا فَتَخْتَلِفَ قُلُوبُكُمْ". وَكَانَ يَقُولُ "اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى الصُّفُوفِ الْمُتَقَدِّمَةِ".

★★ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک صفیں درست کروایا کرتے تھے۔ آپ ﷺ ہمارے کندھوں اور سینوں پر ہاتھ پھیرتے تھے اور ارشاد فرماتے تھے: اختلاف نہ کرو (یعنی آگے پیچھے نہ کھڑے ہو)' ورنہ تمہارے دلوں میں اختلاف آ جائے گا)

آپ ﷺ یہ بھی فرماتے تھے: اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے آگے والی صفوں پر رحمت نازل کرتے ہیں۔

26 - باب مَا يَقُولُ الْاِمَامُ اِذَا تَقَدَّمَ فِى تَسْوِيَةِ الصُّفُوفِ

باب: جب امام صفیں درست کرنے کے لیے آگے بڑھے تو اُس وقت کیا' کہے؟

811 - اَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ الْعَسْكَرِىُّ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ اَبِى مَعْمَرٍ عَنْ اَبِى مَسْعُودٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُ عَوَاتِقَنَا وَيَقُولُ "اسْتَوُوا وَلَا تَخْتَلِفُوا فَتَخْتَلِفَ قُلُوبُكُمْ وَلِيَلِيَنِّى مِنْكُمْ اُولُو الْاَحْلَامِ وَالنُّهٰى ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ".

809-اخرجه مسلم في الصلاة، باب تسوية الصفوف و اقامتها و فضل الاول فالاول منها و الازدحام على الصف الاول و المسابقة اليها و تقديم اولي الفضل و تقريبهم من الامام (الحديث 128) . واخرجه ابوداؤد في الصلاة، باب تسوية الصفوف (الحديث 663) بنحوه . و اخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب اقامة الصفوف (الحديث 994) بنحوه . و الحديث عند: ابي داؤد في الصلاة، باب تسوية الصفوف (الحديث 665) . والترمذي في الصلاة، باب ما جاء في اقامة الصف (الحديث 227) تحفة الاشراف (11620) .

810-اخرجه ابوداؤد في الصلاة، باب تسوية الصفوف (الحديث 664) بنحوه . تحفة الاشراف (1776) .

811-تقدم في الامامة، من يلي الامام ثم الذي يليه (الحديث 806) .

☆☆ حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ ہمارے کندھوں پر ہاتھ پھیرتے تھے اور ارشاد فرمایا کرتے تھے: سیدھے رہو' اختلاف نہ کرو (یعنی آگے پیچھے کھڑے نہ ہو) ورنہ تمہارے دلوں میں اختلاف آ جائے گا اور تم میں سے سمجھدار اور تجربہ کار لوگ میرے قریب کھڑے ہوں' اس کے بعد ان سے کم مرتبے کے لوگ ہوں' اس کے بعد ان سے کم مرتبے کے لوگ ہوں۔

27 - باب كَمْ مَرَّةٍ يَقُولُ اسْتَوُوا

باب: کتنی مرتبہ یہ کہا جائے گا: "سیدھے ہو جاؤ"

812 - اَخْبَرَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا بَهْزُ بْنُ اَسَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ "اسْتَوُوا اسْتَوُوا اسْتَوُوا فَوَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ اِنِّیْ لَاَرَاكُمْ مِنْ خَلْفِیْ كَمَا اَرَاكُمْ مِنْ بَيْنِ يَدَیَّ".

☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ فرمایا کرتے تھے:

"سیدھے ہو جاؤ' سیدھے ہو جاؤ' سیدھے ہو جاؤ' اس ذات کی قسم! جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے' میں اپنے پیچھے بھی تمہیں اُسی طرح دیکھ لیتا ہوں جس طرح میں تمہیں اپنے سامنے دیکھ سکتا ہوں"۔

28 - باب حَثِّ الْاِمَامِ عَلٰى رَصِّ الصُّفُوفِ وَالْمُقَارَبَةِ بَيْنَهَا

باب: امام کا صفوں کو ملانے اور ایک دوسرے کے قریب رکھنے کی ترغیب دینا

813 - اَخْبَرَنَا عَلِیُّ بْنُ حُجْرٍ اَنْبَاَنَا اِسْمَاعِيْلُ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ اَنَسٍ - رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ - قَالَ اَقْبَلَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِوَجْهِهٖ حِيْنَ قَامَ اِلَى الصَّلَاةِ قَبْلَ اَنْ يُكَبِّرَ فَقَالَ "اَقِيْمُوْا صُفُوْفَكُمْ وَتَرَاصُّوْا فَاِنِّیْ اَرَاكُمْ مِنْ وَّرَاءِ ظَهْرِیْ".

☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ جب نماز پڑھنے کے لیے کھڑے ہوئے' تو تکبیر کہنے سے پہلے آپ ﷺ نے ہماری طرف رخ کیا اور ارشاد فرمایا:

"صفیں قائم رکھو' انہیں ملا کے رکھو' کیونکہ میں اپنی پشت کے پیچھے بھی تمہیں دیکھ لیتا ہوں"۔

814 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ الْمُخَرِّمِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبَانُ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اَنَسٌ اَنَّ نَبِیَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "رَاصُّوْا صُفُوْفَكُمْ وَقَارِبُوْا بَيْنَهَا وَحَاذُوْا بِالْاَعْنَاقِ فَوَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ اِنِّیْ لَاَرَى الشَّيَاطِيْنَ تَدْخُلُ مِنْ خَلَلِ الصَّفِّ كَاَنَّهَا الْحَذَفُ".

812- انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (381) .

813- انفرد به النسائي و سيأتي في الامارة، الجماعة للفائت من الصلاة (الحديث 844) . تحفة الاشراف (595) .

814- اخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب تسوية الصفوف (الحديث 667) . تحفة الاشراف (1132) .

☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

"صفوں کو ملا کر رکھو اور ایک دوسرے کے قریب قریب رہو' گردنوں کو برابر رکھو' اس ذات کی قسم! جس کے دستِ قدرت میں محمد ﷺ کی جان ہے' میں شیاطین کو دیکھتا ہوں کہ وہ صف کے درمیان موجود خالی جگہ میں داخل ہو جاتے ہیں' یوں جیسے وہ چھوٹی بکریاں (یعنی بکری کے بچے) ہوں"۔

815 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا الْفُضَيْلُ بْنُ عِيَاضٍ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنِ الْمُسَيَّبِ بْنِ رَافِعٍ عَنْ تَمِيْمِ بْنِ طَرَفَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ خَرَجَ اِلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "اَلَا تَصُفُّوْنَ كَمَا تَصُفُّ الْمَلَائِكَةُ عِنْدَ رَبِّهِمْ". قَالُوْا وَكَيْفَ تَصُفُّ الْمَلَائِكَةُ عِنْدَ رَبِّهِمْ قَالَ "يُتِمُّوْنَ الصَّفَّ الْاَوَّلَ ثُمَّ يَتَرَاصُّوْنَ فِی الصَّفِّ".

☆☆ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ ہماری طرف تشریف لائے' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"تم لوگ اس طرح صف قائم کیوں نہیں کرتے' جس طرح فرشتے اپنے پروردگار کی بارگاہ میں صف قائم کرتے ہیں"۔

لوگوں نے عرض کی: فرشتے اپنے پروردگار کی بارگاہ میں کس طرح صف بناتے ہیں؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"وہ پہلی صف کو مکمل کرتے ہیں' پھر دوسری صف اس کے قریب بناتے ہیں"۔

29 - باب فَضْلِ الصَّفِّ الْاَوَّلِ عَلَى الثَّانِی

باب: پہلی اور دوسری صف (میں شامل ہونے) کی فضیلت

816 - اَخْبَرَنِیْ يَحْيَى بْنُ عُثْمَانَ الْحِمْصِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ عَنْ بَحِيْرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّیْ عَلَى الصَّفِّ الْاَوَّلِ ثَلَاثًا وَّعَلَى الثَّانِیْ وَاحِدَةً.

☆☆ حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم ﷺ کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: آپ ﷺ پہلی صف والوں کے لیے تین مرتبہ دعائے رحمت کرتے تھے اور دوسری صف والوں کے لیے ایک مرتبہ دعائے رحمت کرتے تھے۔

30 - باب الصَّفِّ الْمُؤَخَّرِ

باب: آخری صف (کے بارے میں روایت)

815- اخرجه مسلم في الصلاة، باب الامر بالسكون في الصلاة و النهي عن الاشارة باليد و رفعها عند السلام و اتمام الصفوف و التراص فيها و الامر بالاجتماع (الحديث 119) مطولاً . و اخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب تسوية الصفوف (الحديث 661) . و اخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب اقامة الصفوف (الحديث 992) . تحفة الاشراف (2127) .

816- اخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة، السنة فيها، باب فضل الصف المقدم (الحديث 996) بمعناه . تحفة الاشراف (9884) .

817 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ عَنْ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اَتِمُّوا الصَّفَّ الْاَوَّلَ ثُمَّ الَّذِيْ يَلِيْهِ وَاِنْ كَانَ نَقْصٌ فَلْيَكُنْ فِي الصَّفِّ الْمُؤَخَّرِ".

★★ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

"پہلی صف کو مکمل کرو' پھر اس کے بعد والی (صفوں کو مکمل کرو) اگر کوئی کمی ہو' تو وہ آخری صف میں ہونی چاہیے"۔

31 - باب مَنْ وَّصَلَ صَفًّا

باب: جو شخص صف کو ملاتا ہے (اس کی فضیلت)

818 - اَخْبَرَنَا عِيْسَى بْنُ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ مَثْرُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ عَنْ اَبِي الزَّاهِرِيَّةِ عَنْ كَثِيْرِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ وَّصَلَ صَفًّا وَّصَلَهُ اللّٰهُ وَمَنْ قَطَعَ صَفًّا قَطَعَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ".

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

"جو شخص صف کو ملاتا ہے' اللہ تعالیٰ اسے ملاتا ہے اور جو شخص صف کو توڑ دیتا ہے' اللہ تعالیٰ اسے توڑ دیتا ہے"۔

32 - باب ذِكْرِ خَيْرِ صُفُوْفِ النِّسَآءِ وَشَرِّ صُفُوْفِ الرِّجَالِ

باب: خواتین کی سب سے زیادہ بہتر اور مردوں کی سب سے کم بہتر صف کا تذکرہ

819 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "خَيْرُ صُفُوْفِ الرِّجَالِ اَوَّلُهَا وَشَرُّهَا اٰخِرُهَا وَخَيْرُ صُفُوْفِ النِّسَآءِ اٰخِرُهَا وَشَرُّهَا اَوَّلُهَا".

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

"مردوں کی سب سے بہترین صف سب سے پہلی صف ہوتی ہے اور سب سے کم بہتر صف سب سے آخری ہوتی ہے' جبکہ خواتین کی سب سے بہتر صف سب سے آخری ہوتی ہے اور سب سے کم بہتر سب سے پہلی ہوتی ہے"۔

شرح

علامہ ابوالحسن سندھی فرماتے ہیں: حدیث کے الفاظ میں "سب سے بہتر" سے مراد وہ صف ہے' جس میں زیادہ اجر پایا جاتا ہے اور "کم بہتر" سے مراد وہ صف ہے' جس میں کم اجر پایا جاتا ہے۔

817-اخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب تسوية الصفوف (الحديث 671) . تحفة الاشراف (1195) .

818-اخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب تسوية الصفوف (الحديث 666) . مطولاً تحفة الاشراف (7380) .

819-اخرجه مسلم في الصلاة، باب تسوية الصفوف و اقامتها و فضل الاول فالاول منها والازدحام على الصف الاول و المسابقة اليها و تقديم اولي الفضل و تقريبهم من الامام (الحديث 132) . تحفة الاشراف (12596) .

33 - باب الصَّفِّ بَيْنَ السَّوَارِي

باب: ستونوں کے درمیان صف قائم کرنا

820 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ يَحْيَى بْنِ هَانِءٍ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيْدِ بْنِ مَحْمُوْدٍ قَالَ كُنَّا مَعَ اَنَسٍ فَصَلَّيْنَا مَعَ اَمِيْرٍ مِّنَ الْاُمَرَاءِ فَدَفَعُوْنَا حَتّٰى قُمْنَا وَصَلَّيْنَا بَيْنَ السَّارِيَتَيْنِ فَجَعَلَ اَنَسٌ يَتَاَخَّرُ وَقَالَ قَدْ كُنَّا نَتَّقِيْ هٰذَا عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

★★ عبدالحمید بن محمود بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ ہم لوگ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے' ہم نے ایک حکمران کے پیچھے نماز ادا کی' لوگوں نے ہمیں پرے کر دیا' یہاں تک کہ ہم کھڑے ہوئے اور ہم نے دو ستونوں کے درمیان نماز ادا کی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ پیچھے ہٹے اور فرمایا: نبی اکرم ﷺ کے زمانۂ اقدس میں ہم اس سے بچا کرتے تھے۔

شرح

اس روایت کی بنیاد پر بعض فقہاء نے ستونوں کے درمیان کھڑے ہونے کو مکروہ قرار دیا ہے۔

ان چیزوں کا بیان جو اقتداء کے درست ہونے میں رکاوٹ بنتی ہیں یا رکاوٹ نہیں بنتی ہیں

مسئلہ: اقتداء میں تین چیزیں رکاوٹ بنتی ہیں' ان میں سے پہلی چیز عام راستہ ہے' جس پر سے (سامان کی) گاڑیاں اور سامان سے لدے ہوئے اونٹ گزرتے ہیں۔ (شرح طحاوی)

مسئلہ: اگر امام اور مقتدی کے درمیان ایسا راستہ ہو' جس پر سے (سامان کی لدی ہوئی) گاڑیاں اور (سامان سے لدے ہوئے) جانور نہیں گزر سکتے' تو وہ راستہ اقتداء میں رکاوٹ نہیں ہوگا۔ (قاضی خان)

مسئلہ: یہ حکم اس وقت ہوگا' جب اس راستے پر بھی صفیں نہ بنی ہوئی ہوں' لیکن اگر صفیں بنی ہوئی ہوں' تو اقتداء میں بڑا راستہ بھی رکاوٹ نہیں ہوگا۔

مسئلہ: اگر امام سڑک پر کھڑا ہوا ہے اور سڑک کی لمبائی کی سمت میں لوگ اس کے پیچھے صفیں بنا کر کھڑے ہوئے ہیں' تو اگر امام اور اس کے پیچھے موجود صف میں اتنا فاصلہ نہیں ہے کہ درمیان میں سے گاڑی گزر سکے تو نماز جائز ہوگی اور یہی حکم پیچھے کی تمام صفوں کے بارے میں ہوگا' یعنی دو صفوں کے درمیان اتنا فاصلہ نہیں ہونا چاہیے کہ ان کے درمیان میں سے گاڑی گزر جائے۔ (قاضی خان)

مسئلہ: جنگل (یا ویرانے) میں اگر دو صفوں کے درمیان اتنا فاصلہ آ جائے جو دو صفوں کے برابر ہو' تو یہ اقتداء میں رکاوٹ بنے گا۔

مسئلہ: لیکن عیدگاہ میں اگر دو صفوں کے برابر یا اس سے زیادہ فاصلہ آ جاتا ہے' تو یہ اقتداء میں رکاوٹ نہیں بنے گا۔

820-اخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب الصفوف بين السواري (الحديث 673) بنحوه مختصراً . واخرجه الترمذي في الصلاة، باب ما جاء في كراهية الصف بين السواري (الحديث 229) بنحوه . تحفة الاشراف (980) .

مسئلہ: جنازگاہ میں اس صورت حال کے حکم کے بارے میں فقہاء کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔

مسئلہ: نوازل کے بیان کے مطابق جنازگاہ بھی مسجد کے حکم میں شمار ہوگی۔ (خلاصہ)

مسئلہ: دوسری رکاوٹ بڑی نہر ہے جسے پل کے بغیر پار کرنا ممکن نہ ہو۔ (شرح طحاوی)

مسئلہ: لیکن اگر نہر پر پل موجود ہو اور اس پر بھی صفیں کھڑی ہوئی ہوں تو اب نہر کے دوسری طرف موجود افراد کے لیے اقتداء میں رکاوٹ نہیں ہوگی۔

مسئلہ: تیسری رکاوٹ خواتین کی پوری صف کا (مقتدی اور امام) کے درمیان آ جانا ہے۔

مسئلہ: اگر مقتدی اور امام کے درمیان خواتین کی پوری صف موجود ہو تو خواتین کی اس صف سے پیچھے والے مردوں کی نماز استحسان کے اعتبار سے فاسد ہوگی۔

34 - باب الْمَكَانِ الَّذِي يُسْتَحَبُّ مِنَ الصَّفِّ

باب: صف میں کون سی جگہ کھڑے ہونا مستحب ہے؟

821 - أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ أَنْبَأَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ مِسْعَرٍ عَنْ ثَابِتِ بْنِ عُبَيْدٍ عَنِ ابْنِ الْبَرَاءِ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ كُنَّا إِذَا صَلَّيْنَا خَلْفَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْبَبْتُ أَنْ أَكُونَ عَنْ يَمِينِهِ ۔

★★ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم لوگ جب نبی اکرم ﷺ کی اقتداء میں نماز ادا کرتے تھے تو ہماری یہ خواہش ہوتی تھی کہ ہم آپ ﷺ کے دائیں طرف کھڑے ہوں۔

35 - باب مَا عَلَى الْإِمَامِ مِنَ التَّخْفِيفِ

باب: امام پر لازم ہے کہ وہ مختصر نماز ادا کرے

822 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ بِالنَّاسِ فَلْيُخَفِّفْ فَإِنَّ فِيهِمُ السَّقِيمَ وَالضَّعِيفَ وَالْكَبِيرَ فَإِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ لِنَفْسِهِ فَلْيُطَوِّلْ مَا شَاءَ" ۔

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"جب کوئی شخص لوگوں کو نماز پڑھا رہا ہو تو مختصر نماز پڑھائے کیونکہ لوگوں میں بیمار، کمزور اور عمر رسیدہ افراد بھی ہوتے ہیں، البتہ جب کوئی شخص اکیلا نماز ادا کر رہا ہو تو جتنا اس کا جی چاہے طویل نماز ادا کرے"۔

821- اخرجه مسلم في صلاة المسافرين و قصرها، باب استحباب يمين الامام (الحديث 62) مطولاً و اخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب الامام ينحرف بعد التسليم (الحديث 615)۔ و اخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب فضل ميمنة الصف (الحديث 1006) نحوه، تحفة الاشراف (1789)۔

822- اخرجه البخاري في الاذان، باب اذا صلى لنفسه فليطول ما شاء (الحديث 703)۔ و اخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب في تخفيف الصلاة (الحديث 794)۔ تحفة الاشراف (13815)۔

شرح

امام کے لئے اس بات کو مستحب قرار دیا گیا ہے کہ وہ لوگوں کی حالت کی رعایت کرتے ہوئے نماز میں اتنی طویل قرأت نہ کرے کہ جس کی وجہ سے کچھ لوگ اکتاہٹ کا شکار ہو جائیں تاہم اگر امام کو یہ اطمینان ہو کہ لوگ طویل قرأت کرنے سے اکتاہٹ کا شکار نہیں ہوں گے تو وہ طویل قرأت بھی کر سکتا ہے جیسا کہ اگلے باب کی روایت میں یہی بات موجود ہے۔

نبی اکرم ﷺ طویل سورت کی قرأت بھی کر لیا کرتے تھے۔

823 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ أَخَفَّ النَّاسِ صَلَاةً فِي تَمَامٍ ۔

★★ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ مکمل لیکن سب سے مختصر نماز ادا کرتے تھے۔

824 - أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "إِنِّي لَأَقُومُ فِي الصَّلَاةِ فَأَسْمَعُ بُكَاءَ الصَّبِيِّ فَأُوجِزُ فِي صَلَاتِي كَرَاهِيَةَ أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمِّهِ" ۔

★★ عبداللہ بن ابوقتادہ اپنے والد کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"میں نماز پڑھ رہا ہوتا ہوں پھر مجھے کسی بچے کے رونے کی آواز آتی ہے تو میں اپنی نماز کو مختصر کر دیتا ہوں اس بات کو ناپسند کرتے ہوئے کہ میں اس کی والدہ کو مشقت کا شکار کر دوں"۔

36 - باب الرُّخْصَةِ لِلْإِمَامِ فِي التَّطْوِيلِ

باب: امام کے لیے طویل نماز پڑھانے کی اجازت

825 - أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي الْحَارِثُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُ بِالتَّخْفِيفِ وَيَؤُمُّنَا بِالصَّافَّاتِ ۔

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ مختصر نماز پڑھانے کا حکم دیتے تھے اور آپ ﷺ ہمیں نماز پڑھاتے ہوئے سورۃ الصّٰفّٰت کی تلاوت کرتے تھے۔

823- اخرجه مسلم في الصلاة، باب امر الائمة بتخفيف الصلاة في تمام (الحديث 189)۔ و اخرجه الترمذي في الصلاة، باب ما جاء اذا ام احدكم الناس فليخفف (الحديث 237)۔ تحفة الاشراف (1432)۔

824- اخرجه البخاري في الاذان، باب من اخف الصلاة عند بكاء الصبي (الحديث 707)، و باب انتظار الناس قيام الامام العالم (الحديث 868)۔ و اخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب تخفيف الصلاة للامر يحدث (الحديث 789)۔ و اخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب الامام يخفف الصلاة اذا حدث امر (الحديث 991)۔ تحفة الاشراف (12110)۔

825- انفرد به النسائي۔ تحفة الاشراف (6749)۔

37 - باب مَا يَجُوزُ لِلْإِمَامِ مِنَ الْعَمَلِ فِي الصَّلَاةِ

باب: نماز کے دوران امام کے لیے کس حد تک کوئی عمل کرنا جائز ہے؟

826 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ الزُّرَقِيِّ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَؤُمُّ النَّاسَ وَهُوَ حَامِلٌ أُمَامَةَ بِنْتَ أَبِي الْعَاصِ عَلَى عَاتِقِهِ فَإِذَا رَكَعَ وَضَعَهَا وَإِذَا رَفَعَ مِنْ سُجُودِهِ أَعَادَهَا.

☆☆ حضرت ابوقتادہ ؓ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے، آپ ﷺ نے حضرت ابوالعاص ؓ کی صاحبزادی سیدہ امامہ ؓ (جو نبی اکرم ﷺ کی نواسی تھیں) کو اپنے کندھے پر اٹھایا ہوا تھا، جب آپ ﷺ رکوع میں گئے تو آپ ﷺ نے انہیں نیچے کھڑا کر دیا، جب آپ ﷺ نے سجدے سے سر اٹھایا تو انہیں دوبارہ اٹھا لیا۔

38 - باب مُبَادَرَةِ الْإِمَامِ

باب: امام سے پہلے (کوئی رکن ادا کرنا)

827 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "أَلَا يَخْشَى الَّذِي يَرْفَعُ رَأْسَهُ قَبْلَ الْإِمَامِ أَنْ يُحَوِّلَ اللَّهُ رَأْسَهُ رَأْسَ حِمَارٍ".

☆☆ حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

"جو شخص امام سے پہلے (رکوع یا سجدے سے) سر اٹھا لیتا ہے کیا وہ اس بات سے نہیں ڈرتا کہ اللہ تعالیٰ اس کے سر کو گدھے کا سر بنا دے"۔

شرح

احناف اس بات کے قائل ہیں۔ نماز کے فرائض میں امام کی متابعت کرنا فرض ہے۔ واجبات میں متابعت کرنا واجب ہے اور سنتوں میں متابعت کرنا سنت ہے اس لئے اگر کوئی شخص امام کے ساتھ رکوع کو ترک کر دیتا ہے یعنی امام سے پہلے رکوع کر لیتا ہے یا اس کے بعد رکوع کرتا ہے امام کے ساتھ رکوع نہیں کرتا۔

امام سے پہلے سجدہ کر لیتا ہے یا اس کے بعد سجدہ کرتا ہے۔ امام کے ساتھ سجدہ نہیں کرتا تو اس کی وہ رکعت لغو ہو جائے گی: جس میں متابعت نہیں پائی گئی ہے اور امام کے سلام پھیرنے کے بعد اس شخص پر یہ بات واجب ہوگی وہ اس ایک رکعت کی قضا

826-تقدم في المساجد ، ادخال الصبيان المساجد (الحديث 710) .

827-اخرجه مسلم في الصلاة، باب تحريم سبق الامام بركوع او سجود و نحوهما . (الحديث 114) . واخرجه الترمذي في الصلاة، باب ما جاء من التشديد في الذي يرفع راسه قبل الامام (الحديث 582) . واخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب النهي ان يسبق الامام بالركوع و السجود (الحديث 961) . تحفة الاشراف (14362) .

کرے ورنہ اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔

اگر کوئی شخص دعائے قنوت میں امام کی متابعت ترک کر دیتا ہے تو وہ گناہ گار ہوگا کیونکہ اس نے ایک واجب کو ترک کیا ہے اور اگر کوئی شخص رکوع کی تسبیحات میں متابعت کو ترک کر دیتا ہے تو وہ سنت کو ترک کرنے والا شمار ہوگا۔

اس حدیث میں یہ الفاظ استعمال ہوئے ہیں: "اللہ تعالیٰ اس کے سر کو گدھے کے سر کی طرح بنا دے"۔ اس کی وضاحت کرتے ہوئے امام سیوطی نے یہ بات بیان کی ہے: اس کے مفہوم کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ راجح قول یہی ہے کہ اس سے ظاہری مفہوم مراد ہے۔

تاہم ایک قول کے مطابق اس سے مراد مجازی طور پر بے وقوفی اور حماقت ہے۔

828 - أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ قَالَ أَنْبَأَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ يَزِيدَ يَخْطُبُ قَالَ حَدَّثَنَا الْبَرَاءُ وَكَانَ غَيْرَ كَذُوبٍ أَنَّهُمْ كَانُوا إِذَا صَلَّوْا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ قَامُوا قِيَامًا حَتَّى يَرَوْهُ سَاجِدًا ثُمَّ سَجَدُوا.

☆☆ حضرت براء بن عازب ؓ بیان کرتے ہیں: لوگ نبی اکرم ﷺ کی اقتداء میں نماز ادا کرتے تھے جب نبی اکرم ﷺ رکوع سے سر اٹھاتے تو لوگ اس وقت تک کھڑے رہتے تھے جب تک وہ آپ ﷺ کو سجدے میں نہیں دیکھ لیتے تھے پھر وہ لوگ سجدے میں جایا کرتے تھے۔

829 - أَخْبَرَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ يُونُسَ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ حِطَّانَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ صَلَّى بِنَا أَبُو مُوسَى فَلَمَّا كَانَ فِي الْقَعْدَةِ دَخَلَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ فَقَالَ أُقِرَّتِ الصَّلَاةُ بِالْبِرِّ وَالزَّكَاةِ. فَلَمَّا سَلَّمَ أَبُو مُوسَى أَقْبَلَ عَلَى الْقَوْمِ فَقَالَ أَيُّكُمُ الْقَائِلُ هَذِهِ الْكَلِمَةَ فَأَرَمَّ الْقَوْمُ. قَالَ يَا حِطَّانُ لَعَلَّكَ قُلْتَهَا قَالَ لَا وَقَدْ خَشِيتُ أَنْ تَبْكَعَنِي بِهَا فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُعَلِّمُنَا صَلَاتَنَا وَسُنَّتَنَا فَقَالَ "إِنَّمَا الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ فَإِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوا وَإِذَا قَالَ (غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ) فَقُولُوا آمِينَ يُجِبْكُمُ اللَّهُ وَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوا وَإِذَا رَفَعَ فَقَالَ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُولُوا رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ يَسْمَعِ اللَّهُ لَكُمْ وَإِذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوا وَإِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوا فَإِنَّ الْإِمَامَ يَسْجُدُ قَبْلَكُمْ وَيَرْفَعُ قَبْلَكُمْ". قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "فَتِلْكَ بِتِلْكَ".

828-اخرجه البخاري في الاذان، باب متى يسجد من خلف الامام (الحديث 690) بنحوه، و باب رفع البصر الى الامام في الصلاة (الحديث 747)، و باب السجود على سبعة اعظم (الحديث 811) بنحوه . واخرجه مسلم في الصلاة، باب متابعة الامام والعمل بعده (الحديث 197 و198) بنحوه . واخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب ما يؤمر به المأموم من اتباع الامام (الحديث 620) . واخرجه الترمذي في الصلاة، باب ما جاء في كراهية ان يبادر الامام بالركوع و السجود (الحديث 281) بنحوه . تحفة الاشراف (1772) .

829-اخرجه مسلم في الصلاة، باب التشهد في الصلاة (الحديث 62 و63 و 64) مطولاً . واخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب التشهد (الحديث 972 و973) مطولاً . و اخرجه النسائي في الافتتاح، باب قوله ربنا ولك الحمد (الحديث 1063) و نوع آخر من التشهد (الحديث 1172) و في السهو، نوع آخر من التشهد (الحديث 1279) و اخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب اذا قرا الامام فانصتوا (الحديث 847) مختصراً و الحديث عند: ابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب ما جاء في التشهد (الحديث 901) . تحفة الاشراف (8987) .

★★ حطان بن عبداللہ بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ حضرت ابوموسیٰ اشعری ؓ نے ہمیں نماز پڑھائی' جب وہ تشہد میں
تھے' اس وقت ایک شخص اندر آیا اور بولا: نماز کو نیکی اور زکوۃ کے ساتھ ملا دیا ہے۔ جب حضرت ابوموسیٰ اشعری ؓ نے سلام
پھیرا تو آپ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور دریافت کیا:
یہ کلمہ کس شخص نے کہا ہے؟ تو لوگ خاموش رہے۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری ؓ نے فرمایا: اے حطان! شاید تم نے یہ کلمہ کہا
ہے' تو حطان نے کہا: نہیں! حطان کہتے ہیں' کہ مجھے یہ اندیشہ تھا کہ شاید وہ اس حوالے سے مجھ پر ناراضگی کا اظہار کریں گے
حضرت ابوموسیٰ اشعری ؓ نے فرمایا: نبی اکرم ﷺ ہمیں نماز پڑھنے کے طریقے اور آداب کی تعلیم دیا کرتے تھے۔ آپ ﷺ
نے ارشاد فرمایا:

"امام اس لیے ہوتا ہے تاکہ اس کی پیروی کی جائے' جب وہ تکبیر کہے' تو تم بھی تکبیر کہو' جب وہ غیر المغضوب
علیھم ولا الضالین کہے' تو تم لوگ آمین کہو۔
اللہ تعالیٰ تمہاری دعا کو قبول کرے گا' جب وہ رکوع میں جائے' تو تم لوگ بھی رکوع میں چلے جاؤ' جب وہ سر اٹھائے
اور سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ پڑھے تو تم لوگ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ پڑھو اللہ تعالیٰ تمہاری اس بات کو سن لے گا' جب وہ
سجدے میں جائے گا' تو تم لوگ بھی سجدے میں چلے جاؤ' جب وہ سر اٹھائے' تو تم لوگ بھی اٹھ جاؤ' امام کو تم سے
پہلے سجدے میں جانا چاہیے اور تم سے پہلے اٹھنا چاہیے"۔
نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"یہ اس کے بدلے میں ہو جائے گا"۔

39 - باب خُرُوْجِ الرَّجُلِ مِنْ صَلَاةِ الْإِمَامِ وَفَرَاغِهٖ مِنْ صَلَاتِهٖ فِيْ نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ

باب: کسی شخص کا امام کی نماز سے الگ ہو کر مسجد کے کونے میں اکیلے نماز ادا کر لینا

830 - اَخْبَرَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ وَّاَبِيْ صَالِحٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ وَقَدْ اُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ فَدَخَلَ الْمَسْجِدَ فَصَلّٰى خَلْفَ مُعَاذٍ فَطَوَّلَ بِهِمْ فَانْصَرَفَ الرَّجُلُ فَصَلّٰى فِيْ نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ ثُمَّ انْطَلَقَ فَلَمَّا قَضٰى مُعَاذٌ الصَّلَاةَ قِيْلَ لَهٗ اِنَّ فُلَانًا فَعَلَ كَذَا وَكَذَا . فَقَالَ مُعَاذٌ لَئِنْ اَصْبَحْتُ لَاَذْكُرَنَّ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . فَاَتٰى مُعَاذٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهٗ فَاَرْسَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَيْهِ فَقَالَ "مَا حَمَلَكَ عَلَى الَّذِيْ صَنَعْتَ ." فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عَمِلْتُ عَلٰى نَاضِحِيْ مِنَ النَّهَارِ فَجِئْتُ وَقَدْ اُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ فَدَخَلْتُ الْمَسْجِدَ

830-اخرجه البخاري في الاذان، باب من شكا امامه اذا طول (الحديث 705) بمعناه مختصرًا و اخرجه النسائي في الافتتاح، القراءة في المغرب بسبح اسم ربك الاعلى (الحديث 893) مختصراً . والحديث عند: النسائي في الافتتاح، القراءة في العشاء الآخرة بسبح اسم ربك الا على (الحديث 996) . تحفة الاشراف (2582) .

فَدَخَلْتُ مَعَهٗ فِي الصَّلَاةِ فَقَرَاَ سُوْرَةَ كَذَا وَكَذَا فَطَوَّلَ فَانْصَرَفْتُ فَصَلَّيْتُ فِيْ نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ . فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَفَتَّانٌ يَا مُعَاذُ اَفَتَّانٌ يَا مُعَاذُ اَفَتَّانٌ يَا مُعَاذُ ".

★★ حضرت جابر ؓ بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ ایک انصاری آیا' نماز کھڑی ہو چکی تھی' وہ شخص مسجد میں آیا اس نے
حضرت معاذ ؓ کی اقتداء میں نماز ادا کرنا شروع کی۔ حضرت معاذ ؓ نے طویل قرأت شروع کر دی' وہ شخص پیچھے ہٹا تو اس
نے مسجد کے کونے میں نماز ادا کی اور چلا گیا۔ جب حضرت معاذ ؓ نے نماز مکمل کی تو ان سے کہا گیا: فلاں شخص نے اس طرح
کیا ہے۔ تو حضرت معاذ ؓ نے فرمایا:
میں نبی اکرم ﷺ کے سامنے اس بات کا تذکرہ ضرور کروں گا۔
پھر حضرت معاذ ؓ' نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے' اور آپ کے سامنے اس بات کا تذکرہ کیا' تو نبی
اکرم ﷺ نے اس شخص کو بلوایا اور دریافت کیا: تم نے ایسا کیوں کیا؟ اس نے عرض کی: یارسول اللہ! میں سارا دن اونٹ کے
ذریعے پانی لاتا رہا ہوں' پھر میں آیا' اس وقت نماز کھڑی ہو چکی تھی' میں مسجد میں آیا' میں ان کی اقتداء میں نماز میں شریک ہوا تو
انہوں نے فلاں فلاں سورت پڑھنی شروع کر دی اور نماز لمبی کر دی' تو میں اس سے پیچھے ہٹا' میں نے مسجد کے کونے میں نماز ادا
کی (اور چلا گیا) تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:
اے معاذ! کیا تم آزمائش میں مبتلا کرنا چاہتے ہو!
اے معاذ! کیا تم آزمائش میں مبتلا کرنا چاہتے ہو!
اے معاذ! کیا تم آزمائش میں مبتلا کرنا چاہتے ہو!

40 - باب الْاِئْتِمَامِ بِالْاِمَامِ يُصَلِّيْ قَاعِدًا

باب: ایسے امام کی پیروی کا حکم جو بیٹھ کر نماز ادا کر رہا ہو

831 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكِبَ فَرَسًا فَصُرِعَ عَنْهُ فَجُحِشَ شِقُّهُ الْاَيْمَنُ فَصَلّٰى صَلَاةً مِّنَ الصَّلَوَاتِ وَهُوَ قَاعِدٌ فَصَلَّيْنَا وَرَآءَهٗ قُعُوْدًا فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ "اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهٖ فَاِذَا صَلّٰى قَائِمًا فَصَلُّوْا قِيَامًا وَّاِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوْا وَاِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَقُوْلُوْا رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ وَاِذَا صَلّٰى جَالِسًا فَصَلُّوْا جُلُوْسًا اَجْمَعُوْنَ ".

★★ حضرت انس بن مالک ؓ بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ گھوڑے پر سوار ہوئے' تو اس سے گر گئے'
جس کے نتیجے میں آپ ﷺ کے دائیں پہلو پر چوٹ آئی' تو آپ ﷺ نے کچھ نمازیں بیٹھ کر ادا کیں' ہم نے آپ کی اقتداء
میں نماز ادا کی اور بیٹھ گئے' جب آپ ﷺ نماز پڑھ کر فارغ ہوئے' تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

831-اخرجه البخاري في الاذان، باب انما جعل الامام ليؤتم به (الحديث 689) . واخرجه مسلم في الصلاة، باب ائتمام المأموم بالامام (الحديث 80 . واخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب الامام يصلي من قعود (الحديث 601) . تحفة الاشراف (1529) .

"امام کو اس لیے مقرر کیا گیا ہے تاکہ اس کی پیروی کی جائے جب وہ کھڑا ہو کر نماز ادا کرے تو تم لوگ بھی کھڑے ہو کر نماز ادا کرو جب وہ رکوع میں جائے تو تم لوگ بھی رکوع میں جاؤ جب وہ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ پڑھے تو تم لوگ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ پڑھو جب وہ بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم لوگ بھی بیٹھ کر نماز ادا کرو"۔

832 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا ثَقُلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَ بِلَالٌ يُؤْذِنُهُ بِالصَّلَاةِ فَقَالَ "مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ". قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ رَجُلٌ أَسِيفٌ وَإِنَّهُ مَتَى يَقُومُ فِي مَقَامِكَ لَا يُسْمِعُ النَّاسَ فَلَوْ أَمَرْتَ عُمَرَ. فَقَالَ "مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ". فَقُلْتُ لِحَفْصَةَ قُولِي لَهُ فَقَالَتْ لَهُ. فَقَالَ "إِنَّكُنَّ لَأَنْتُنَّ صَوَاحِبَاتُ يُوسُفَ مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ". قَالَتْ فَأَمَرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلَمَّا دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ وَجَدَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ نَفْسِهِ خِفَّةً. قَالَتْ. فَقَامَ يُهَادَى بَيْنَ رَجُلَيْنِ وَرِجْلَاهُ تَخُطَّانِ فِي الْأَرْضِ فَلَمَّا دَخَلَ الْمَسْجِدَ سَمِعَ أَبُو بَكْرٍ حِسَّهُ فَذَهَبَ لِيَتَأَخَّرَ فَأَوْمَأَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ قُمْ كَمَا أَنْتَ قَالَتْ فَجَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى قَامَ عَنْ يَسَارِ أَبِي بَكْرٍ جَالِسًا فَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي بِالنَّاسِ جَالِسًا وَأَبُو بَكْرٍ قَائِمًا يَقْتَدِي أَبُو بَكْرٍ بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ يَقْتَدُونَ بِصَلَاةِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ.

★★ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: کہ جب نبی اکرم ﷺ کی طبیعت زیادہ خراب ہو گئی حضرت بلال رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کو نماز کے لیے بلانے آئے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ابوبکر سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھا دے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: کہ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نرم دل کے آدمی ہیں جب وہ آپ ﷺ کی جگہ پر کھڑے ہوں گے تو بلند آواز میں قرأت نہیں کر سکیں گے اگر آپ ﷺ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حکم دیں تو یہ مناسب ہوگا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

ابوبکر سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھا دے۔ (سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں:) میں نے حفصہ سے کہا: تم نبی اکرم ﷺ سے کہو! سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے نبی اکرم ﷺ سے یہ کہا: تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"تم لوگ حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانے کی خواتین کی طرح ہو ابوبکر سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے"۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو یہ کہا گیا جب انہوں نے نماز شروع کی تو نبی اکرم ﷺ کو اپنی طبیعت میں بہتری محسوس ہوئی۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: کہ نبی اکرم ﷺ دو آدمیوں کے درمیان سہارا لے کر چلتے

832- اخرجه البخاري في الاذان، باب حد المريض ان يشهد الجماعة (الحديث 664)، وباب من اسمع الناس تكبير الامام (الحديث 712 و713). واخرجه مسلم في الصلاة، باب استخلاف الامام اذا عرض له عذر من مرض و سفر و غيرهما من يصلي بالناس و ان من صلى خلف امام جالس لعجزه عن القيام لزمه القيام اذا قدر عليه ونسخ القعود خلف القاعد في حق من قدر على القيام (الحديث 95 و96). واخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب ما جاء في صلاة رسول الله صلى الله عليه وسلم في مرضه (الحديث 1232). تحفة الاشراف (15945).

ہوئے آپ ﷺ کے پاؤں زمین پر گھسٹ رہے تھے جب آپ ﷺ مسجد میں تشریف لائے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو آپ ﷺ کی آہٹ محسوس ہوئی وہ پیچھے ہٹنے لگے تو نبی اکرم ﷺ نے انہیں اشارہ کیا کہ تم اسی طرح کھڑے رہو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: کہ پھر نبی اکرم ﷺ تشریف لائے اور حضرت ابوبکر کے بائیں طرف آ کر بیٹھ گئے تو نبی اکرم ﷺ بیٹھ کر لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے جبکہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے تھے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کی پیروی کر رہے تھے اور لوگ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی نماز کی پیروی کر رہے تھے۔

833 - أَخْبَرَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ الْعَنْبَرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا زَائِدَةُ عَنْ مُوسَى بْنِ أَبِي عَائِشَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ فَقُلْتُ أَلَا تُحَدِّثِينِي عَنْ مَرَضِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. قَالَتْ لَمَّا ثَقُلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "أَصَلَّى النَّاسُ". فَقُلْنَا لَا هُمْ يَنْتَظِرُونَكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ. فَقَالَ "ضَعُوا لِي مَاءً فِي الْمِخْضَبِ". فَفَعَلْنَا فَاغْتَسَلَ ثُمَّ ذَهَبَ لِيَنُوءَ فَأُغْمِيَ عَلَيْهِ ثُمَّ أَفَاقَ فَقَالَ "أَصَلَّى النَّاسُ". قُلْنَا لَا هُمْ يَنْتَظِرُونَكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ. فَقَالَ "ضَعُوا لِي مَاءً فِي الْمِخْضَبِ". فَفَعَلْنَا فَاغْتَسَلَ ثُمَّ ذَهَبَ لِيَنُوءَ فَأُغْمِيَ عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ فِي الثَّالِثَةِ مِثْلَ قَوْلِهِ قَالَتْ وَالنَّاسُ عُكُوفٌ فِي الْمَسْجِدِ يَنْتَظِرُونَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِصَلَاةِ الْعِشَاءِ فَأَرْسَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ "أَنْ صَلِّ بِالنَّاسِ". فَجَاءَهُ الرَّسُولُ فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُكَ أَنْ تُصَلِّيَ بِالنَّاسِ وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ رَجُلًا رَقِيقًا فَقَالَ يَا عُمَرُ صَلِّ بِالنَّاسِ. فَقَالَ أَنْتَ أَحَقُّ بِذٰلِكَ. فَصَلَّى بِهِمْ أَبُو بَكْرٍ تِلْكَ الْأَيَّامَ ثُمَّ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَدَ مِنْ نَفْسِهِ خِفَّةً فَجَاءَ يُهَادَى بَيْنَ رَجُلَيْنِ أَحَدُهُمَا الْعَبَّاسُ لِصَلَاةِ الظُّهْرِ فَلَمَّا رَآهُ أَبُو بَكْرٍ ذَهَبَ لِيَتَأَخَّرَ فَأَوْمَأَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ لَا يَتَأَخَّرَ وَأَمَرَهُمَا فَأَجْلَسَاهُ إِلَى جَنْبِهِ فَجَعَلَ أَبُو بَكْرٍ يُصَلِّي قَائِمًا وَالنَّاسُ يُصَلُّونَ بِصَلَاةِ أَبِي بَكْرٍ وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي قَاعِدًا. فَدَخَلْتُ عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَقُلْتُ أَلَا أَعْرِضُ عَلَيْكَ مَا حَدَّثَتْنِي عَائِشَةُ عَنْ مَرَضِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ. فَحَدَّثْتُهُ فَمَا أَنْكَرَ مِنْهُ شَيْئًا غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ أَسَمَّتْ لَكَ الرَّجُلَ الَّذِي كَانَ مَعَ الْعَبَّاسِ قُلْتُ لَا. قَالَ هُوَ عَلِيٌّ كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهُ.

★★ عبیداللہ بن عبداللہ بیان کرتے ہیں: میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے کہا: کیا آپ مجھے نبی اکرم ﷺ کی بیماری کے بارے میں نہیں بتائیں گی؟ تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا: جب نبی اکرم ﷺ کی بیماری شدید ہو گئی تو آپ ﷺ نے دریافت کیا: کیا لوگوں نے نماز ادا کر لی ہے؟ ہم نے عرض کی: جی نہیں! یا رسول اللہ! وہ آپ ﷺ کا انتظار کر رہے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میرے لیے ایک بڑے برتن میں پانی رکھو۔ (سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:) ہم نے ایسا ہی

831- اخرجه البخاري في الاذان، باب انما جعل الامام ليؤتم به (الحديث 687). واخرجه مسلم في الصلاة، باب استخلاف الامام اذا عرض له عذر من مرض و سفر و غيرهما من يصلي بالناس و ان من صلى خلف امام جالس لعجزه عن القيام لزمه القيام اذا قدر عليه و نسخ القعود خلف القاعد في حق من قدر على القيام (الحديث 90). تحفة الاشراف (16317).

کیا۔ نبی اکرم ﷺ نے اس سے غسل کیا پھر آپ ﷺ اٹھنے لگے تو آپ ﷺ پر غشی کی کیفیت طاری ہو گئی پھر آپ ﷺ کو افاقہ محسوس ہوا تو آپ ﷺ نے دریافت کیا: کیا لوگوں نے نماز ادا کر لی ہے؟ ہم نے عرض کی: جی نہیں! یا رسول اللہ! وہ آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میرے لیے کسی بڑے برتن میں پانی رکھو پھر ہم نے ایسا ہی کیا آپ ﷺ نے اس کے ذریعے غسل کیا پھر جب آپ ﷺ اٹھنے لگے تو پھر آپ پر بے ہوشی کی کیفیت طاری ہو گئی۔ پھر تیسری مرتبہ آپ ﷺ نے اسی طرح فرمایا۔ سیدہ عائشہ ؓ کہتی ہیں: کہ لوگ مسجد میں بیٹھے ہوئے نبی اکرم ﷺ کا عشاء کی نماز کے لیے انتظار کر رہے تھے نبی اکرم ﷺ نے حضرت ابوبکر ؓ کو پیغام بھجوایا کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھا دیں؛ قاصد ان کے پاس آیا اور بولا: نبی اکرم ﷺ نے یہ حکم دیا ہے کہ آپ لوگوں کو نماز پڑھا دیں۔ (سیدہ عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں:) حضرت ابوبکر ؓ نرم دل آدمی تھے انہوں نے فرمایا کہ اے عمر! تم لوگوں کو نماز پڑھاؤ۔ تو انہوں نے عرض کی: آپ اس کے زیادہ حقدار ہیں ان دنوں میں حضرت ابوبکر ؓ نے ہی لوگوں کو نماز پڑھائی۔ ایک دن نبی اکرم ﷺ کو طبیعت میں بہتری محسوس ہوئی تو آپ ﷺ دو آدمیوں کا سہارا لے کر تشریف لے گئے ان دو میں سے ایک حضرت عباس ؓ تھے۔ نبی اکرم ﷺ ظہر کی نماز کے لیے تشریف لے گئے تھے۔ حضرت ابوبکر ؓ نے آپ ﷺ کو دیکھا تو وہ پیچھے ہٹنے لگے نبی اکرم ﷺ نے انہیں اشارہ کیا کہ وہ پیچھے نہ ہٹیں۔ آپ ﷺ نے ان دونوں صاحبان کو ہدایت کی کہ آپ ﷺ کو حضرت ابوبکر ؓ کے پہلو میں بٹھا دیں تو حضرت ابوبکر ؓ کھڑے ہو کر نماز پڑھتے رہے اور لوگ حضرت ابوبکر ؓ کی نماز کی پیروی میں نماز ادا کرتے رہے جبکہ نبی اکرم ﷺ نے بیٹھ کر نماز ادا کی (اور حضرت ابوبکر ؓ نے نبی اکرم ﷺ کی پیروی میں نماز ادا کی)۔

راوی کہتے ہیں: بعد میں میں حضرت عبداللہ بن عباس ؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے کہا: کیا میں آپ کو وہ حدیث سناؤں جو سیدہ عائشہ ؓ نے نبی اکرم ﷺ کی بیماری کے بارے میں مجھے سنائی تھی؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں! تو میں نے انہیں یہ حدیث سنائی تو انہوں نے اس کی کسی بھی بات کا انکار نہیں کیا البتہ انہوں نے یہ دریافت کیا: کہ سیدہ عائشہ ؓ نے اُن صاحب کا نام تمہارے سامنے لیا تھا؟ جو حضرت عباس ؓ کے ساتھ تھے؟ میں نے جواب دیا: جی نہیں! تو انہوں نے جواب دیا: وہ حضرت علی ؓ تھے۔

41 - باب اخْتِلافِ نِيَّةِ الْإِمَامِ وَالْمَأْمُومِ

باب: امام اور مقتدی کی نیت میں اختلاف کا حکم

834 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ كَانَ مُعَاذٌ يُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَى قَوْمِهِ يَؤُمُّهُمْ فَأَخَّرَ ذَاتَ لَيْلَةٍ الصَّلَاةَ وَصَلَّى مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى قَوْمِهِ يَؤُمُّهُمْ فَقَرَأَ سُورَةَ الْبَقَرَةِ فَلَمَّا سَمِعَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ تَأَخَّرَ فَصَلَّى ثُمَّ

834- اخرجه مسلم في الصلاة، باب القراءة في العشاء (الحديث 178) . واخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب امامة من يصلي بقوم وقد صلى تلك الصلاة (الحديث 600) مختصراً، و باب في تخفيف الصلاة (الحديث 790) . تحفة الاشراف (2532) .

خَرَجَ فَقَالُوا: أَنَافَقْتَ يَا فُلَانُ. فَقَالَ وَاللَّهِ مَا نَافَقْتُ وَلَآتِيَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأُخْبِرُهُ. فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ مُعَاذًا يُصَلِّي مَعَكَ ثُمَّ يَأْتِينَا فَيَؤُمُّنَا وَإِنَّكَ أَخَّرْتَ الصَّلَاةَ الْبَارِحَةَ فَصَلَّى مَعَكَ ثُمَّ رَجَعَ فَأَمَّنَا فَاسْتَفْتَحَ بِسُورَةِ الْبَقَرَةِ فَلَمَّا سَمِعْتُ ذَلِكَ تَأَخَّرْتُ فَصَلَّيْتُ وَإِنَّمَا نَحْنُ أَصْحَابُ نَوَاضِحَ نَعْمَلُ بِأَيْدِينَا. فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا مُعَاذُ أَفَتَّانٌ أَنْتَ اقْرَأْ بِسُورَةِ كَذَا وَسُورَةِ كَذَا.

★★ حضرت جابر بن عبداللہ ؓ بیان کرتے ہیں: حضرت معاذ ؓ نبی اکرم ﷺ کی اقتداء میں نماز ادا کرتے تھے پھر وہ اپنی قوم میں واپس جاتے تھے اور ان لوگوں کو نماز پڑھایا کرتے تھے۔

ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ نے عشاء کی نماز تاخیر سے ادا کی؛ حضرت معاذ ؓ نے نبی اکرم ﷺ کی اقتداء میں نماز ادا کی؛ پھر وہ اپنی قوم میں واپس گئے اور انہیں نماز پڑھانا شروع کی انہوں نے سورۃ البقرہ پڑھنی شروع کر دی؛ ان کے پیچھے موجود افراد میں سے ایک شخص نے یہ سنا تو پیچھے ہٹا اس نے اکیلے نماز ادا کی اور چلا گیا۔ لوگوں نے کہا: اے فلاں! کیا تم منافق ہو گئے ہو۔ تو وہ شخص بولا: اللہ کی قسم! میں منافق نہیں ہوا؛ میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں ضرور جاؤں گا اور آپ ﷺ کو اس بارے میں بتاؤں گا۔ وہ شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے عرض کی: یا رسول اللہ! حضرت معاذ نے آپ ﷺ کی اقتداء میں نماز ادا کی؛ پھر وہ ہمارے پاس آئے اور ہمیں نماز پڑھانا شروع کی؛ گزشتہ رات آپ ﷺ نے نماز تاخیر سے ادا کی تھی؛ حضرت معاذ نے آپ ﷺ کی اقتداء میں نماز ادا کی پھر یہ واپس آئے؛ انہوں نے ہمیں نماز پڑھانا شروع کی اور سورۃ البقرہ پڑھنی شروع کر دی؛ میں نے یہ سنا تو میں پیچھے ہٹا؛ میں نے اکیلے نماز ادا کر لی؛ ہم لوگ کھیتوں میں محنت مزدوری کرنے والے لوگ ہیں (ہم سے اتنا طویل قیام نہیں ہوتا)۔ تو نبی اکرم ﷺ نے حضرت معاذ ؓ سے فرمایا: اے معاذ! کیا تم آزمائش میں مبتلا کرنا چاہتے ہو؟ تم فلاں فلاں سورت پڑھ لیا کرو۔

شرح

اس بارے میں فقہاء کے مابین اختلاف پایا جاتا ہے۔

احناف اس بات کے قائل ہیں: امام اور مقتدی کی نماز میں اتحاد ہونا چاہئے اور اس اتحاد کی صورت یہ ہے مقتدی کے لئے یہ بات ممکن ہو کہ وہ اسی نماز میں شامل ہو سکے جس نماز کی نیت امام نے کی تھی۔

اسی طرح امام کی نماز مقتدی کو متضمن ہو سکے۔

اس اعتبار سے فرض نماز ادا کرنے والا نفل نماز ادا کرنے والے کی اقتداء میں نماز ادا نہیں کر سکتا؛ کیونکہ اقتداء کرتے ہوئے بنا کی جاتی ہے اور فرضیت کی صفت امام کے حق میں موجود نہیں ہے۔ اس لئے معدوم چیز پر بنا درست نہیں ہو گی۔

اسی طرح جو شخص کوئی ایک فرض نماز ادا کر رہا ہے وہ دوسری فرض نماز ادا کرنے والے کی اقتداء میں نماز ادا نہیں کر سکتا کیونکہ اقتداء میں شرکت اور موافقت پائی جاتی ہے۔ اس اعتبار سے جب فعل اور صفت کے اندر متحد ہونا ضروری ہوگا۔

اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ اقتدا میں تکبیر تحریمہ کی بناء تکبیر تحریمہ پر کی جاتی ہے۔

تاہم نفل نماز ادا کرنے والا شخص فرض نماز ادا کرنے والے کی اقتدا میں نماز ادا کرسکتا ہے' کیونکہ اس صورت میں کمزور چیز کی بناء قوی چیز پر کی گئی ہے اور یہ جائز ہے۔

تاہم صحیح قول کے مطابق تراویح میں ایسا نہیں ہوسکتا یعنی کوئی تراویح کی نماز ادا کرنے والا کسی فرض نماز ادا کرنے والے کی اقتدا نہیں کرسکتا کیونکہ یہ ایک مخصوص طرز اور طریقے کی سنت ہے اس لئے اس میں اس مخصوص طرز اور طریقے کی رعایت کی جائے گی۔

835 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ اَشْعَثَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ اَبِىْ بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ صَلّٰى صَلَاةَ الْخَوْفِ فَصَلّٰى بِالَّذِيْنَ خَلْفَهُ رَكْعَتَيْنِ وَبِالَّذِيْنَ جَاءُوْا رَكْعَتَيْنِ فَكَانَتْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْبَعًا وَّلِهٰؤُلَاءِ رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ .

☆☆ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز خوف پڑھاتے ہوئے اپنے پیچھے موجود افراد کو دو رکعات پڑھائیں' پھر ان کے بعد جو لوگ آئے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بھی دو رکعات پڑھائیں' اس طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی چار رکعات ہوگئیں اور ان سب لوگوں نے دو دو رکعات ادا کیں۔

42 - باب فَضْلِ الْجَمَاعَةِ

باب: باجماعت نماز ادا کرنے کی فضیلت

836 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "صَلَاةُ الْجَمَاعَةِ تَفْضُلُ عَلٰى صَلَاةِ الْفَذِّ بِسَبْعٍ وَّعِشْرِيْنَ دَرَجَةً ".

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''باجماعت نماز ادا کرنا تنہا نماز ادا کرنے پر ستائیس گنا زیادہ فضیلت رکھتا ہے''۔

شرح

باجماعت نماز ادا کرنا تنہا نماز ادا کرنے سے فضیلت رکھتا ہے۔ اس بارے میں مختلف روایات منقول ہیں جن میں باجماعت نماز ادا کرنے کی فضیلت کا تذکرہ ہے۔ ایک روایت لفظی اختلاف کے ساتھ امام نسائی نے یہاں نقل کی ہے جبکہ ایک اور روایت میں یہ بات منقول ہے۔

835-اخرجه ابوداؤد في الصلاة، باب من قال: يصلي بكل طائفة ركعتين (الحديث 1248) بنحوه مطولاً . و اخرجه النسائي في صلاة الخوف (حديث 1550 و 1554) . تحفة الاشراف (11663) .

836-اخرجه البخاري في الاذان، باب فضل صلاة الجماعة (الحديث 645) . واخرجه مسلم في المساجد و مواضع الصلاة، باب فضل صلاة الجماعة و بيان التشديد في التخلف عنها (الحديث 249) . تحفة الاشراف (8367) .

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

''جو شخص اس بات کو پسند کرتا ہو کہ کل جب وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہو تو مسلمان حاضر ہو تو اسے چاہئے کہ وہ نمازوں کی حفاظت کرے' جیسے ہی ان کے لئے اذان دی جائے تو وہ (باجماعت نماز ادا کرنے کے لئے چل پڑے) کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی کے لئے ہدایت سے متعلق کچھ سنتیں مقرر کی ہیں اور یہ نمازیں (باجماعت ادا کرنا) ان ہدایت والی سنتوں میں شامل ہے۔ اگر تم اپنے گھروں میں نماز ادا کرتے ہو جس طرح باجماعت نماز میں شریک نہ ہونے والے شخص نے اپنے گھر میں نماز ادا کی ہے' تو تم لوگ اپنے نبی کی سنت کو ترک کردو گے اور اگر تم اپنے نبی کی سنت کو ترک کردو گے' تو تم گمراہ ہو جاؤ گے' جو شخص بھی وضو کرتے ہوئے اچھی طرح وضو کرے اور کسی مسجد کی طرف جائے تو اللہ تعالیٰ اس کے ہر ایک قدم کے عوض میں' جو وہ شخص اٹھاتا ہے' اسے ایک نیکی عطا کرتا ہے۔ اس کی وجہ سے اس کے ایک درجے کو بلند کرتا ہے اور اس کے ایک گناہ کو مٹا دیتا ہے۔

مجھے اپنے بارے میں یہ بات یاد ہے' ہم لوگ جماعت سے پیچھے رہ جانے والے کو طے شدہ منافق سمجھتے تھے اور ایسا بھی ہوا کہ کسی شخص کو دو آدمیوں کے درمیان سہارا دے کر لایا گیا اور صف میں لا کر کھڑا کیا گیا۔''[1]

اسی طرح باجماعت نماز ادا کرنا قیامت کے دن مسلمان کے لئے نور کے حصول کا باعث ہوگا کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے۔

''تاریکیوں میں مسجد کی طرف چل کے جانے والوں کو قیامت کے دن مکمل نور کی خوشخبری دے دو۔''[2]

باجماعت نماز کا حکم

احناف اور مالکیہ اس بات کے قائل ہیں۔ جمعہ کے علاوہ دیگر تمام فرض نمازوں کو باجماعت ادا کرنا سنت مؤکدہ ہے اور یہ حکم ان مردوں کے لئے ہے جو عاقل ہوں اور کسی حرج کے بغیر مسجد تک آنے کی قدرت رکھتے ہوں۔

اس اعتبار سے خواتین، بچوں، پاگلوں، غلاموں، لنگڑوں، بیماروں، انتہائی بوڑھے افراد وغیرہ پر باجماعت نماز ادا کرنا لازم نہیں ہوگا۔

اس عمل کو سنت اس لئے قرار دیا گیا ہے کیونکہ امام نسائی نے یہاں جو روایت نقل کی ہے اس میں باجماعت نماز ادا کرنے کی زیادہ فضیلت کا تذکرہ ہے۔

یہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ باجماعت نماز ادا کرنا مستحب اُمور سے تعلق رکھتا ہے اور گویا کہ یہ ایک ایسا کام ہے جو واجب نماز سے اضافی ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کا یہ مطلب بنتا ہے کہ جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنا تنہا نماز ادا کرنے سے زیادہ کامل ہوتا ہے اور کمال وہ چیز ہوتی ہے جو اصل اجزاء سے اضافی ہوتی ہے۔

[1] صحیح مسلم، ابوداؤد، بحوالہ الفقہ الاسلامی وادلتہ [2] سنن ابوداؤد، جامع ترمذی، بحوالہ الفقہ الاسلامی وادلتہ

فقہائے شوافع اس بات کے قائل ہیں: باجماعت نماز ادا کرنا آزاد اور مقیم مردوں کے لئے فرض کفایہ ہے تا کہ باجماعت نماز ادا کرنے کے شعار کو باقی رکھا جاسکے اور یہ ہر چھوٹے اور بڑے شہر میں باقی رہے گا یہاں تک کہ اگر کسی بستی کے لوگ اجتماعی طور پر باجماعت نماز ادا نہیں کرتے تو ان سے جنگ کی جائے گی۔

حنابلہ اس بات کے قائل ہیں: باجماعت نماز ادا کرنا واجب ہے۔

837 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِى هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "صَلَاةُ الْجَمَاعَةِ اَفْضَلُ مِنْ صَلَاةِ اَحَدِكُمْ وَحْدَهُ خَمْسًا وَّعِشْرِيْنَ جُزْءًا".

★★ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

"باجماعت نماز ادا کرنا کسی شخص کے تنہا نماز ادا کرنے سے پچیس گنا زیادہ فضیلت رکھتا ہے"۔

838 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَمَّارٍ قَالَ حَدَّثَنِى الْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "صَلَاةُ الْجَمَاعَةِ تَزِيْدُ عَلٰى صَلَاةِ الْفَذِّ خَمْسًا وَّعِشْرِيْنَ دَرَجَةً".

★★ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتی ہیں:

"باجماعت نماز ادا کرنا تنہا نماز ادا کرنے پر پچیس گنا فضیلت رکھتا ہے"۔

43 - باب الْجَمَاعَةُ اِذَا كَانُوْا ثَلَاثَةً

باب: جب تین آدمی موجود ہوں' تو جماعت کے ساتھ نماز ادا کی جائے

839 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِى نَضْرَةَ عَنْ اَبِى سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِذَا كَانُوْا ثَلَاثَةً فَلْيَؤُمَّهُمْ اَحَدُهُمْ وَاَحَقُّهُمْ بِالْاِمَامَةِ اَقْرَؤُهُمْ".

★★ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

"جب تین آدمی موجود ہوں' تو ان میں سے ایک ان کی امامت کرے اور ان میں سے امامت کا زیادہ حقدار وہ شخص ہوگا جو زیادہ آیات کا حافظ ہو"۔

44 - باب الْجَمَاعَةُ اِذَا كَانُوْا ثَلَاثَةً رَجُلٌ وَّصَبِيٌّ وَّامْرَاَةٌ

باب: جب تین افراد میں سے ایک مرد' ایک بچہ اور ایک خاتون ہو' تو ان کی جماعت کا حکم

837-اخرجه مسلم في المساجد و مواضع الصلاة، باب فضل صلاة الجماعة و بيان التشديد في التخلف عنها (الحديث 245) . واخرجه الترمذي في الصلاة، باب ما جاء في فضل الجماعة (الحديث 216) تحفة الاشراف (13239) .

838-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (17471) .

839-تقدم في الامامة، اجتماع القوم في موضع هم فيه سواء (الحديث 781) .

840 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِى زِيَادٌ اَنَّ قَزَعَةَ مَوْلًى لِعَبْدِ الْقَيْسِ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ سَمِعَ عِكْرِمَةَ قَالَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ صَلَّيْتُ اِلٰى جَنْبِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَائِشَةُ خَلْفَنَا تُصَلِّى مَعَنَا وَاَنَا اِلٰى جَنْبِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُصَلِّى مَعَهُ.

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں نماز ادا کی' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ہمارے پیچھے موجود تھیں' وہ بھی ہمارے ساتھ نماز پڑھ رہی تھیں اور میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں کھڑا ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز ادا کر رہا تھا۔

45 - باب الْجَمَاعَةُ اِذَا كَانُوْا اثْنَيْنِ

باب: جب دو افراد ہوں' تو باجماعت نماز ادا کرنے کا حکم

841 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ اَبِى سُلَيْمَانَ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُمْتُ عَنْ يَّسَارِهٖ فَاَخَذَنِى بِيَدِهِ الْيُسْرٰى فَاَقَامَنِى عَنْ يَّمِيْنِهٖ.

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز ادا کی' میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بائیں طرف کھڑا ہو گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بائیں ہاتھ کے ذریعے مجھے پکڑا اور مجھے اپنے دائیں طرف کھڑا کر لیا۔

842 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ اَبِى اِسْحَاقَ اَنَّهُ اَخْبَرَهُمْ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِى بَصِيْرٍ عَنْ اَبِيْهِ - قَالَ شُعْبَةُ وَقَالَ اَبُوْ اِسْحَاقَ وَقَدْ سَمِعْتُهُ مِنْهُ وَمِنْ اَبِيْهِ - قَالَ سَمِعْتُ اُبَىَّ بْنَ كَعْبٍ يَّقُوْلُ صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا صَلَاةَ الصُّبْحِ فَقَالَ "اَشَهِدَ فُلَانٌ الصَّلَاةَ". قَالُوْا لَا. قَالَ "فَفُلَانٌ". قَالُوْا لَا. قَالَ "اِنَّ هَاتَيْنِ الصَّلَاتَيْنِ مِنْ اَثْقَلِ الصَّلَاةِ عَلَى الْمُنَافِقِيْنَ وَلَوْ يَعْلَمُوْنَ مَا فِيْهِمَا لَاَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا وَّالصَّفُّ الْاَوَّلُ عَلٰى مِثْلِ صَفِّ الْمَلَائِكَةِ وَلَوْ تَعْلَمُوْنَ فَضِيْلَتَهُ لَابْتَدَرْتُمُوْهُ وَصَلَاةُ الرَّجُلِ مَعَ الرَّجُلِ اَزْكٰى مِنْ صَلَاتِهٖ وَحْدَهُ وَصَلَاةُ الرَّجُلِ مَعَ الرَّجُلَيْنِ اَزْكٰى مِنْ صَلَاتِهٖ مَعَ الرَّجُلِ وَمَا كَانُوْا اَكْثَرَ فَهُوَ اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ".

★★ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی نماز ادا کی' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: کیا فلاں شخص نماز میں شریک ہوا ہے؟ لوگوں نے عرض کی: جی نہیں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: فلاں شخص

840-تقدم في الامامة، موقف الامام اذا كان معه صبي و امراة (الحديث 803) .

841-اخرجه مسلم في صلاة المسافرين و قصرها، باب الدعاء في صلاة الليل و قيامه (الحديث 193) مطولاً . و اخرجه ابوداؤد في الصلاة، باب الرجلين يوم احدهما صاحبه كيف يقومان (الحديث 610) مطولاً . تحفة الاشراف (5908) .

842-اخرجه ابوداؤد في الصلاة، باب فضل صلاة الجماعة (الحديث 554) . والحديث عند: ابن ماجه في المساجد و الجماعات، باب فضل الصلاة في جماعة (الحديث 790) . تحفة الاشراف (36) .

شریک ہوا ہے؟ لوگوں نے عرض کی: جی نہیں! آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"یہ دو نمازیں (یعنی فجر اور عشاء کی نماز) منافقین پر بھاری ہوتی ہیں' اگر انہیں یہ پتا ہو کہ ان دونوں کا اجر و ثواب کیا ہے' تو وہ ان دونوں میں شریک ہوں خواہ انہیں گھسٹ کر آنا پڑے۔

(باجماعت نماز میں) پہلی صف فرشتوں کی صف کی مانند ہوتی ہے' اگر تمہیں اس کی فضیلت کا پتا چل جائے' تو تم جلدی اس تک پہنچنے کی کوشش کرو' کسی شخص کا کسی دوسرے کے ساتھ مل کر نماز ادا کر لینا' اس کے اکیلے نماز ادا کرنے سے زیادہ بہتر ہے' اور ایک شخص کا دو آدمیوں کے ساتھ مل کر نماز پڑھنا ایک شخص کے ساتھ مل کر نماز پڑھنے سے زیادہ بہتر ہے' اگر وہ اس سے زیادہ ہوں' تو یہ چیز اللہ تعالیٰ کے ہاں زیادہ پسندیدہ ہے (یعنی جماعت میں جتنے افراد زیادہ ہوں گے' اتنی ہی زیادہ فضیلت حاصل ہو گی)"۔

46- باب الْجَمَاعَةُ لِلنَّافِلَةِ

باب: باجماعت نوافل ادا کرنا

843- أَخْبَرَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ أَنْبَأَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ مَحْمُودٍ عَنْ عِتْبَانَ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ السُّيُولَ لَتَحُولُ بَيْنِي وَبَيْنَ مَسْجِدِ قَوْمِي فَأُحِبُّ أَنْ تَأْتِيَنِي فَتُصَلِّيَ فِي مَكَانٍ مِنْ بَيْتِي أَتَّخِذُهُ مَسْجِدًا. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "سَنَفْعَلُ". فَلَمَّا دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "أَيْنَ تُرِيدُ". فَأَشَرْتُ إِلَى نَاحِيَةٍ مِنَ الْبَيْتِ فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَفَفْنَا خَلْفَهُ فَصَلَّى بِنَا رَكْعَتَيْنِ.

★★ محمود بن ربیع بیان کرتے ہیں' حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ! جب سیلابی پانی آتا ہے' تو میرے اور میرے محلے (کی مسجد) کے درمیان حائل ہو جاتا ہے' میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ ﷺ میرے ہاں تشریف لائیں اور میرے گھر میں کسی جگہ نماز ادا کریں' تاکہ میں اسی جگہ کو نماز کے لیے مخصوص کر لوں۔ تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہم ایسا کریں گے۔ پھر نبی اکرم ﷺ ان کے ہاں تشریف لائے' تو دریافت کیا: تم کہاں چاہتے ہو (کہ وہاں میں نماز ادا کروں) انہوں نے مکان کے ایک گوشے کی طرف اشارہ کیا' نبی اکرم ﷺ وہاں کھڑے ہوئے' ہم نے آپ ﷺ کے پیچھے صف بنالی

843-اخرجه البخاري في الصلاة، باب اذا دخل بيتا يصلي حيث شاء او حيث امر و لا يتجسس (الحديث 424) مختصراً، و باب المساجد في البيوت (الحديث 425) مطولاً، و باب اذا زاد الامام قوما فامهم (الحديث 686) مختصراً، و باب من لم يرد السلام على الامام واكتفى بتسليم الامام (الحديث 839 و 840)، و في التهجد، باب صلاة النوافل جماعة (الحديث 1185 و 1186) مطولاً، و في الاطعمة، باب الخزيرة (الحديث 5401) مطولاً. و اخرجه مسلم في المساجد و مواضع الصلاة، باب الرخصة في التخلف عن الجماعة بعذر (الحديث 263 و 264 و 265) مطولاً. و اخرجه النسائي في السهو، تسليم المأموم حين يسلم الامام (الحديث 1326). و اخرجه ابن ماجه في المساجد و الجماعات، باب المساجد في الدور (الحديث 754) مطولاً. والحديث عند: البخاري في الاذان، باب يسلم حين يسلم الامام (الحديث 838)، و باب الرخصة في المطر و العلة ان يصلي في رحله (الحديث 667)، و في المغازي، باب 12. (الحديث 4009 و 4010)، و في الرقاق، باب العمل الذي يبتغى به وجه الله (الحديث 6423)، و في استتابة المرتدين و المعاندين و قتالهم (الحديث 6938). و مسلم في الايمان، باب الدليل على ان من مات على التوحيد دخل الجنة قطعًا (الحديث 54 و 55). و النسائي في الامامة، امامة الاعمى (الحديث 787). تحفة الاشراف (9750).

آپ ﷺ نے ہمیں دو رکعات نماز پڑھائی۔

47- باب الْجَمَاعَةُ لِلْفَائِتِ مِنَ الصَّلَاةِ

باب: قضاء نماز کو باجماعت ادا کرنا

844- أَنْبَأَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ أَنْبَأَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ أَقْبَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِوَجْهِهِ حِينَ قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ قَبْلَ أَنْ يُكَبِّرَ فَقَالَ "أَقِيمُوا صُفُوفَكُمْ وَتَرَاصُّوا فَإِنِّي أَرَاكُمْ مِنْ وَرَاءِ ظَهْرِي".

★★ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ جب نماز پڑھانے کے لیے کھڑے ہوتے تھے' تو آپ ﷺ تکبیر کہنے سے پہلے ہماری طرف رخ کر کے ارشاد فرماتے تھے:

"اپنی صفیں درست رکھو' ان کے درمیان فاصلہ کم رکھو' کیونکہ میں اپنی پشت کے پیچھے بھی تمہیں دیکھ لیتا ہوں"۔

845- أَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو زُبَيْدٍ - وَاسْمُهُ عَبْثَرُ بْنُ الْقَاسِمِ - عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ قَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ لَوْ عَرَّسْتَ بِنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ. قَالَ "إِنِّي أَخَافُ أَنْ تَنَامُوا عَنِ الصَّلَاةِ". قَالَ بِلَالٌ أَنَا أَحْفَظُكُمْ. فَاضْطَجَعُوا فَنَامُوا وَأَسْنَدَ بِلَالٌ ظَهْرَهُ إِلَى رَاحِلَتِهِ فَاسْتَيْقَظَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ طَلَعَ حَاجِبُ الشَّمْسِ فَقَالَ "يَا بِلَالُ أَيْنَ مَا قُلْتَ". قَالَ مَا أُلْقِيَتْ عَلَيَّ نَوْمَةٌ مِثْلُهَا قَطُّ. قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ قَبَضَ أَرْوَاحَكُمْ حِينَ شَاءَ فَرَدَّهَا حِينَ شَاءَ قُمْ يَا بِلَالُ فَآذِنِ النَّاسَ بِالصَّلَاةِ". فَقَامَ بِلَالٌ فَأَذَّنَ فَتَوَضَّئُوا - يَعْنِي حِينَ ارْتَفَعَتِ الشَّمْسُ - ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى بِهِمْ.

★★ عبداللہ بن ابوقتادہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ہم لوگ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ تھے۔ اسی دوران حاضرین میں سے کسی نے گزارش کی: یارسول اللہ! اگر آپ ﷺ رات کے وقت پڑاؤ کر لیں' تو مناسب ہو گا' تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

"مجھے یہ اندیشہ ہے' کہ تم لوگ نماز کے وقت سوئے رہ جاؤ گے"۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کی: میں آپ لوگوں کی حفاظت کروں گا (یعنی نماز کے وقت کا خیال رکھوں گا) تو سب لوگ لیٹ گئے اور سو گئے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے پالان کے ساتھ اپنی پشت لگائی اور (وہ بھی سو گئے) نبی اکرم ﷺ جب بیدار ہوئے' تو اس وقت سورج نکل چکا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے بلال! تم نے جو کہا تھا وہ کیا ہوا؟ تو انہوں نے عرض کی: ایسی گہری نیند

844-انفرد به النسائي. تحفة الاشراف (...) في الامامة، حث الامام على رص الصفوف و المقاربة بينها (الحديث 813).

845-اخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب في من نام عن الصلاة او نسيها (الحديث 439 و 440). والحديث عند: البخاري في الصلاة، باب الاذان بعد ذهاب الوقت (الحديث 595)، و في التوحيد، باب في المشيئة والارادة (الحديث 7471). تحفة الاشراف (12096).

مجھے کبھی نہیں آئی۔ پھر نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جب چاہا' اس نے تمہاری ارواح کو قبض کر لیا اور جب چاہا انہیں واپس کر دیا' اے بلال! تم اٹھو اور لوگوں کی نماز کے لیے اذان دو۔ تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے' انہوں نے اذان دی' لوگوں نے وضو کیا' یعنی اس وقت جب سورج بلند ہو چکا تھا' اس وقت نبی اکرم ﷺ کھڑے ہوئے اور آپ ﷺ نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔

48 - باب التَّشْدِيدِ فِي تَرْكِ الْجَمَاعَةِ

باب: جماعت میں شریک نہ ہونے کی شدید مذمت

846 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ زَائِدَةَ بْنِ قُدَامَةَ قَالَ حَدَّثَنَا السَّائِبُ بْنُ حُبَيْشٍ الْكَلَاعِيُّ عَنْ مَعْدَانَ بْنِ اَبِي طَلْحَةَ الْيَعْمَرِيِّ قَالَ قَالَ لِي اَبُو الدَّرْدَاءِ اَيْنَ مَسْكَنُكَ قُلْتُ فِي قَرْيَةٍ دُوَيْنَ حِمْصَ . فَقَالَ اَبُو الدَّرْدَاءِ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "مَا مِنْ ثَلَاثَةٍ فِي قَرْيَةٍ وَّلَا بَدْوٍ لَا تُقَامُ فِيْهِمُ الصَّلَاةُ اِلَّا قَدِ اسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطٰنُ فَعَلَيْكُمْ بِالْجَمَاعَةِ فَاِنَّمَا يَاْكُلُ الذِّئْبُ الْقَاصِيَةَ ." قَالَ السَّائِبُ يَعْنِي بِالْجَمَاعَةِ الْجَمَاعَةَ فِي الصَّلَاةِ .

☆☆ معدان بن ابوطلحہ یعمری بیان کرتے ہیں' حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے مجھ سے دریافت کیا' کہ تم کہاں رہتے ہو؟ میں نے جواب دیا: حمص کے قریب ایک گاؤں میں' تو حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

''جس بستی میں یا جس جنگل میں تین افراد رہتے ہوں اور وہاں نماز قائم نہ کی جائے' تو شیطان ان لوگوں پر غالب آ جاتا ہے' اس لیے تم پر باجماعت نماز ادا کرنا لازم ہے' کیونکہ بھیڑیا اس بکری کو کھالیتا ہے' جو الگ ہوتی ہے''۔

سائب نامی راوی نے یہ بات بیان کی ہے' کہ یہاں جماعت سے مراد باجماعت نماز ادا کرنا ہے۔

49 - باب التَّشْدِيدِ فِي التَّخَلُّفِ عَنِ الْجَمَاعَةِ

باب: جماعت میں شریک نہ ہونے کی شدید مذمت

847 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهٖ لَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ اٰمُرَ بِحَطَبٍ فَيُحْطَبَ ثُمَّ اٰمُرَ بِالصَّلَاةِ فَيُؤَذَّنَ لَهَا ثُمَّ اٰمُرَ رَجُلًا فَيَؤُمَّ النَّاسَ ثُمَّ اُخَالِفَ اِلٰى رِجَالٍ فَاُحَرِّقَ عَلَيْهِمْ بُيُوْتَهُمْ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهٖ لَوْ يَعْلَمُ اَحَدُهُمْ اَنَّهٗ يَجِدُ عَظْمًا سَمِيْنًا اَوْ مِرْمَاتَيْنِ حَسَنَتَيْنِ لَشَهِدَ الْعِشَاءَ ."

846-اخرجه ابوداؤد في الصلاة، باب في التشديد في ترك الجماعة (الحديث 547) . تحفة الاشراف (10967) .

847-اخرجه البخاري في الاذان، باب وجوب صلاة الجماعة (الحديث 644) و في الاحكام، باب اخراج الخصوم و اهل الريب من البيوت بعد المعرفة (الحديث 7224) . تحفة الاشراف (13832) .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''اس ذات کی قسم! جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے' میں نے ارادہ کیا' کہ میں لکڑیاں جمع کرنے کا حکم دوں' وہ اکٹھی ہو جائیں' تو پھر میں نماز کے لیے حکم دوں' اس کے لیے اذان دی جائے' پھر میں کسی شخص کو کہوں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے اور پھر میں ان لوگوں کے پاس جاؤں (جو جماعت میں شریک نہیں ہوئے) اور ان کے گھروں کو آگ لگا دوں' اس ذات کی قسم! جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے' اگر انہیں یہ پتا ہو کہ انہیں گوشت سے بھرپور کوئی ہڈی مل جائے گی' یا دو اچھی قسم کے پائے مل جائیں گے تو وہ عشاء کی نماز (باجماعت) میں ضرور شریک ہوں''۔

50 - باب الْمُحَافَظَةِ عَلَى الصَّلَوَاتِ حَيْثُ يُنَادٰى بِهِنَّ

باب: ایسی جگہ باقاعدگی کے ساتھ نمازیں ادا کرنا' جہاں سے ان نمازوں کے لیے بلایا جاتا ہے

848 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنِ الْمَسْعُوْدِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْاَقْمَرِ عَنْ اَبِي الْاَحْوَصِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ مَنْ سَرَّهٗ اَنْ يَّلْقَى اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ غَدًا مُسْلِمًا فَلْيُحَافِظْ عَلٰى هٰؤُلَاءِ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ حَيْثُ يُنَادٰى بِهِنَّ فَاِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ شَرَعَ لِنَبِيِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُنَنَ الْهُدٰى وَاِنَّهُنَّ مِنْ سُنَنِ الْهُدٰى وَاِنِّي لَا اَحْسَبُ مِنْكُمْ اَحَدًا اِلَّا لَهٗ مَسْجِدٌ يُصَلِّي فِيْهِ فِي بَيْتِهٖ فَلَوْ صَلَّيْتُمْ فِي بُيُوْتِكُمْ وَتَرَكْتُمْ مَسَاجِدَكُمْ لَتَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ وَلَوْ تَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ لَضَلَلْتُمْ وَمَا مِنْ عَبْدٍ مُّسْلِمٍ يَتَوَضَّاُ فَيُحْسِنُ الْوُضُوْءَ ثُمَّ يَمْشِي اِلٰى صَلَاةٍ اِلَّا كَتَبَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لَهٗ بِكُلِّ خُطْوَةٍ يَخْطُوْهَا حَسَنَةً اَوْ يَرْفَعُ لَهٗ بِهَا دَرَجَةً اَوْ يُكَفِّرُ عَنْهُ بِهَا خَطِيْئَةً وَّلَقَدْ رَاَيْتُنَا نُقَارِبُ بَيْنَ الْخُطَا وَلَقَدْ رَاَيْتُنَا وَمَا يَتَخَلَّفُ عَنْهَا اِلَّا مُنَافِقٌ مَّعْلُوْمٌ نِفَاقُهٗ وَلَقَدْ رَاَيْتُ الرَّجُلَ يُهَادٰى بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ حَتّٰى يُقَامَ فِي الصَّفِّ .

☆☆ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ (بن مسعود) بیان کرتے ہیں' جو شخص یہ بات پسند کرتا ہو کہ کل جب وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہو' تو اس وقت وہ مسلمان شمار ہو' اُسے ان پانچ نمازوں کو باقاعدگی کے ساتھ وہاں ادا کرنا چاہیے جہاں سے ان کے لیے بلایا جاتا ہے (یعنی مسجد میں باجماعت ادا کرنا چاہیے)۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کے لیے ہدایت سے متعلق طریقے مقرر کیے ہیں' اور یہ (نمازیں) ہدایت کے ان طریقوں میں شامل ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر کوئی شخص اپنے لیے نماز کی جگہ مخصوص کر لیتا ہے' اور اپنے گھر میں اس مخصوص جگہ پر نماز ادا کرتا ہے' تو اگر تم اپنے گھروں میں نماز ادا کرو گے' اور مسجدوں کو چھوڑ دو گے تو تم اپنے نبی کی سنت کو ترک کرنے والے شمار ہو گے' اگر تم اپنے نبی ﷺ کی سنت کو ترک کر دو گے تو تم لوگ گمراہی کا شکار ہو جاؤ گے' جو بندہ مسلم وضو کرتا ہے اور اچھی

848-اخرجه مسلم في المساجد و مواضع الصلاة، باب صلاة الجماعة من سنن الهدى (الحديث 257) . واخرجه ابوداؤد في الصلاة، باب التشديد في ترك الجماعة (الحديث 550) مختصراً تحفة الاشراف (9502) .

طرح وضو کرتا ہے' پھر وہ نماز ادا کرنے کے لیے (مسجد کی طرف) جاتا ہے' تو اللہ تعالیٰ اس کے اُٹھنے والے ہر قدم کے عوض
اسے ایک نیکی نصیب کرتا ہے یا اس کا ایک درجہ بلند کرتا ہے' یا اس کا ایک گناہ معاف کر دیتا ہے۔ مجھے اپنے (یعنی صحابہ کرام) کے بارے میں یہ بات یاد ہے' کہ ہم لوگ چھوٹے چھوٹے قدم اُٹھایا کرتے تھے (تاکہ ہمارے قدم زیادہ شمار ہوں) اور مجھے یہ بھی یاد ہے ہم یہ سمجھتے تھے کہ باجماعت نماز سے وہی شخص پیچھے رہتا تھا جس کا منافق ہونا متعین ہو' مجھے ایک شخص کے بارے میں یہ بات یاد ہے' کہ وہ دو آدمیوں کے درمیان سہارا لے کر (باجماعت نماز میں شریک ہونے کے لیے) آیا تھا' یہاں تک کہ اسے صف میں کھڑا کر دیا گیا۔

849 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْاَصَمِّ عَنْ عَمِّهٖ يَزِيْدَ بْنِ الْاَصَمِّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ جَآءَ اَعْمٰى اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّهٗ لَيْسَ لِيْ قَآئِدٌ يَقُوْدُنِيْ اِلَى الصَّلَاةِ فَسَاَلَهٗ اَنْ يُرَخِّصَ لَهٗ اَنْ يُصَلِّيَ فِيْ بَيْتِهٖ فَاَذِنَ لَهٗ فَلَمَّا وَلّٰى دَعَاهُ قَالَ لَهٗ "اَتَسْمَعُ النِّدَاءَ بِالصَّلَاةِ ." قَالَ نَعَمْ . قَالَ "فَاَجِبْ ".

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ ایک نابینا شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کی: میرے ساتھ مجھے (مسجد) لے کر جانے والا کوئی شخص نہیں ہے' جو نماز کے لیے مجھے ساتھ لے جایا کرے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' اُس شخص نے نبی اکرم ﷺ سے یہ اجازت مانگی کہ آپ ﷺ اسے یہ اجازت دیں کہ وہ اپنے گھر میں ہی نماز ادا کر لیا کریں' نبی اکرم ﷺ نے اسے اجازت دے دی' جب وہ مڑ کر واپس جانے لگے' نبی اکرم ﷺ نے اسے بلایا اور اُس سے دریافت کیا' کہ کیا تمہیں اذان کی آواز آتی ہے؟ اس نے عرض کی: جی ہاں! نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: پھر تم اس کا جواب دو (یعنی باجماعت نماز میں شریک ہوا کرو)۔

850 - اَخْبَرَنَا هَارُوْنُ بْنُ زَيْدِ بْنِ اَبِي الزَّرْقَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ح وَاَخْبَرَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنَا قَاسِمُ بْنُ يَزِيْدَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَابِسٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ لَيْلٰى عَنِ ابْنِ اُمِّ مَكْتُوْمٍ اَنَّهٗ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ الْمَدِيْنَةَ كَثِيْرَةُ الْهَوَامِّ وَالسِّبَاعِ . قَالَ "هَلْ تَسْمَعُ حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ ." قَالَ نَعَمْ . قَالَ "فَحَيَّ هَلًا ." وَلَمْ يُرَخِّصْ لَهٗ .

☆☆ حضرت ابن اُم مکتوم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! مدینہ منورہ میں کیڑے مکوڑے اور درندے زیادہ ہوتے ہیں (اس لیے میرے لیے مسجد تک آنا مشکل ہوتا ہے) تو نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: کیا تمہیں حی علی الصلوٰۃ' حی علی الفلاح (یعنی اذان کے کلمات) سنائی دیتے ہیں' انہوں نے عرض کی: جی ہاں! نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: پھر تم ان کی طرف آیا کرو۔

849-اخرجه مسلم في المساجد و مواضع الصلاة، باب يجب اتيان المسجد على من سمع النداء (الحديث 255) . تحفة الاشراف (14822) .

850-اخرجه ابوداؤد في الصلاة، باب في التشديد في ترك الجماعة (الحديث 553) . تحفة الاشراف (10787) .

(راوی کہتے ہیں:) نبی اکرم ﷺ نے انہیں اس بات کی اجازت نہیں دی۔

51 - باب الْعُذْرِ فِيْ تَرْكِ الْجَمَاعَةِ

باب: جماعت میں شریک نہ ہونے کا عذر

851 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ اَرْقَمَ كَانَ يَؤُمُّ اَصْحَابَهٗ فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ يَوْمًا فَذَهَبَ لِحَاجَتِهٖ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "اِذَا وَجَدَ اَحَدُكُمُ الْغَائِطَ فَلْيَبْدَاْ بِهٖ قَبْلَ الصَّلَاةِ ".

☆☆ ہشام بن عروہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن ارقم رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں کی امامت کیا کرتے تھے' ایک دن نماز کا وقت ہوا' تو وہ قضائے حاجت کے لیے چلے گئے' جب واپس آئے' تو فرمایا: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

"جب کسی شخص کو قضائے حاجت کی ضرورت محسوس ہو' تو نماز سے پہلے وہ اس سے فارغ ہو جائے"۔

852 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِذَا حَضَرَ الْعَشَاءُ وَاُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ فَابْدَءُوْا بِالْعَشَاءِ ".

☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

"جب کسی شخص کے لیے کھانا آ جائے اور نماز کا وقت بھی ہو چکا ہو' تو پہلے کھانا کھا لو"۔

853 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِي الْمَلِيْحِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحُنَيْنٍ فَاَصَابَنَا مَطَرٌ فَنَادٰى مُنَادِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ صَلُّوْا فِيْ رِحَالِكُمْ .

☆☆ ابوملیح اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ہم لوگ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ حنین میں موجود تھے' وہاں بارش شروع ہو گئی تو نبی اکرم ﷺ کی طرف سے ایک شخص نے یہ اعلان کیا' کہ تم لوگ اپنی رہائش کی جگہ پر ہی (یعنی جہاں تم نے پڑاؤ کیا ہوا ہے) وہاں نماز ادا کر لو۔

851-اخرجه ابوداؤد في الطهارة، باب ايصلي الرجل و هو حاقن (الحديث 88) مطولاً . و اخرجه الترمذي في الطهارة، باب ما جاء اذا اقيمت الصلاة و وجد احدكم الخلاء فليبدا بالخلاء (الحديث 142) مطولاً . واخرجه ابن ماجه في الطهارة و سننها، باب ما جاء في النهي للحاقن ان يصلي (الحديث 616) . تحفة الاشراف (5141) .

852-اخرجه مسلم في المساجد و مواضع الصلاة، باب كراهة الصلاة بحضرة الطعام الذي يريد اكله في الحال و كراهة الصلاة مع مدافعة الاخبثين (الحديث 64) . واخرجه الترمذي في الصلاة، باب ما جاء اذا حضر العشاء و اقيمت الصلاة فابدءوا بالعشاء (الحديث 353) . واخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب اذا حضرت الصلاة و وضع العشاء (الحديث 933) . تحفة الاشراف (1486) .

853-اخرجه ابوداؤد في الصلاة، باب الجمعة في اليوم المطير (الحديث 1057) و (الحديث 1059) بمعناه مطولاً . و الحديث عند: ابي داؤد في الصلاة، باب الجمعة في اليوم المطير (الحديث 1058) . تحفة الاشراف (133) .

52 - باب حَدِّ اِدْرَاكِ الْجَمَاعَةِ

باب: جماعت کو پانے کی حد کیا ہے؟

854 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ طَحْلَاءَ عَنْ مُحْصِنِ بْنِ عَلِيٍّ الْفِهْرِيِّ عَنْ عَوْفِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ تَوَضَّاَ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ خَرَجَ عَامِدًا اِلَى الْمَسْجِدِ فَوَجَدَ النَّاسَ قَدْ صَلَّوْا كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ مِثْلَ اَجْرِ مَنْ حَضَرَهَا وَلَا يَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَيْئًا".

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"جو شخص وضو کرتا ہے اور اچھی طرح وضو کرتا ہے' پھر وہ نماز کی ادائیگی کے لیے مسجد کی طرف چل پڑتا ہے اور لوگوں کو پاتا ہے' کہ وہ نماز پڑھ چکے ہیں' تو اللہ تعالیٰ اس شخص کو نماز میں شریک ہونے والوں کی مانند اجر دے گا اور ان لوگوں کے اجر میں کوئی کمی نہیں ہوگی"۔

855 - اَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ اَنَّ الْحُكَيْمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ الْقُرَشِيَّ حَدَّثَهٗ اَنَّ نَافِعَ بْنَ جُبَيْرٍ وَعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ اَبِيْ سَلَمَةَ حَدَّثَاهُ اَنَّ مُعَاذَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَهُمَا عَنْ حُمْرَانَ مَوْلٰى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "مَنْ تَوَضَّاَ لِلصَّلَاةِ فَاَسْبَغَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ مَشٰى اِلَى الصَّلَاةِ الْمَكْتُوْبَةِ فَصَلَّاهَا مَعَ النَّاسِ اَوْ مَعَ الْجَمَاعَةِ اَوْ فِي الْمَسْجِدِ غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ ذُنُوْبَهٗ".

★★ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

"جو شخص نماز کے لیے وضو کرتے ہوئے اچھی طرح وضو کرے پھر وہ فرض نماز ادا کرنے کے لیے چل کر جائے اور لوگوں کے ساتھ اُسے ادا کرے (راوی کو شک ہے' شاید یہ الفاظ ہیں:) جماعت کے ساتھ ادا کرے' یا شاید یہ الفاظ ہیں: مسجد میں ادا کرے' تو اللہ تعالیٰ اُس کے گناہوں کی مغفرت کر دیتا ہے"۔

53 - باب اِعَادَةِ الصَّلَاةِ مَعَ الْجَمَاعَةِ بَعْدَ صَلَاةِ الرَّجُلِ لِنَفْسِهٖ

باب: آدمی کا تنہا نماز ادا کر لینے کے بعد اسی نماز کو جماعت کے ساتھ پڑھنا

856 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ رَجُلٍ مِّنْ بَنِي الدِّيْلِ يُقَالُ لَهٗ بُسْرُ بْنُ مِحْجَنٍ عَنْ

854-اخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب فيمن خرج يريد الصلاة فسبق بها (الحديث 564) . تحفة الاشراف (14281) .

855-اخرجه مسلم في الطهارة، باب فضل الوضوء والصلاة عقبه (الحديث 13) . والحديث عند: البخاري في الرقاق باب قول الله تعالى: {يا ايها الناس ان وعد الله حق فلا تغرنكم الحياة الدنيا و لا يغرنكم بالله الغرور . ان الشيطان لكم عدو فاتخذوه عدواً . انما يدعو حزبه ليكونوا من اصحاب السعير} (الحديث 6433) . تحفة الاشراف (9797) .

مِحْجَنٍ اَنَّهٗ كَانَ فِيْ مَجْلِسٍ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاُذِّنَ بِالصَّلَاةِ - فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ رَجَعَ وَمِحْجَنٌ فِيْ مَجْلِسِهٖ - فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَا مَنَعَكَ اَنْ تُصَلِّيَ اَلَسْتَ بِرَجُلٍ مُسْلِمٍ". قَالَ بَلٰى وَلٰكِنِّيْ كُنْتُ قَدْ صَلَّيْتُ فِيْ اَهْلِيْ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِذَا جِئْتَ فَصَلِّ مَعَ النَّاسِ وَاِنْ كُنْتَ قَدْ صَلَّيْتَ".

★★ حضرت محجن رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ وہ نبی اکرم ﷺ کی محفل میں موجود تھے' نماز کے لیے اذان ہوئی' نبی اکرم ﷺ اُٹھے (اور نماز ادا کرنے کے لیے) تشریف لے گئے' جب آپ ﷺ واپس تشریف لائے' تو حضرت محجن رضی اللہ عنہ اسی جگہ بیٹھے ہوئے تھے۔ نبی اکرم ﷺ نے ان سے دریافت کیا: تم نے نماز کیوں نہیں پڑھی' کیا تم مسلمان نہیں ہو؟ انہوں نے عرض کی: جی ہاں! لیکن میں اپنے گھر میں نماز پڑھ چکا تھا' نبی اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا: جب تم آؤ تو لوگوں کے ساتھ بھی نماز ادا کر لیا کرو' اگرچہ تم پہلے ہی اسے ادا کر چکے ہو۔

شرح

فقہاء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جو شخص تنہا نماز ادا کر چکا ہو اگر وہ بعد میں اسی نماز کو جماعت کے ساتھ پالیتا ہے' تو اس کے لئے جائز ہے کہ وہ اس نماز کو جماعت کے ساتھ بھی ادا کرلے اور اس کی یہ بعد والی نماز اس کے حق میں نفل بن جائے گی۔

54 - باب اِعَادَةِ الْفَجْرِ مَعَ الْجَمَاعَةِ لِمَنْ صَلّٰى وَحْدَهٗ

باب: جو شخص تنہا فجر کی نماز ادا کر چکا ہو' اس کا جماعت کے ساتھ اس نماز کو دوبارہ پڑھنا

857 - اَخْبَرَنَا زِيَادُ بْنُ اَيُّوْبَ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْلَى بْنُ عَطَاءٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَابِرُ بْنُ يَزِيْدَ بْنِ الْاَسْوَدِ الْعَامِرِيُّ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ شَهِدْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الْفَجْرِ فِيْ مَسْجِدِ الْخَيْفِ فَلَمَّا قَضٰى صَلَاتَهٗ اِذَا هُوَ بِرَجُلَيْنِ فِيْ اٰخِرِ الْقَوْمِ لَمْ يُصَلِّيَا مَعَهٗ قَالَ "عَلَيَّ بِهِمَا". فَاُتِيَ بِهِمَا تُرْعَدُ فَرَائِصُهُمَا فَقَالَ "مَا مَنَعَكُمَا اَنْ تُصَلِّيَا مَعَنَا". قَالَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا قَدْ صَلَّيْنَا فِيْ رِحَالِنَا. قَالَ "فَلَا تَفْعَلَا اِذَا صَلَّيْتُمَا فِيْ رِحَالِكُمَا ثُمَّ اَتَيْتُمَا مَسْجِدَ جَمَاعَةٍ فَصَلِّيَا مَعَهُمْ فَاِنَّهَا لَكُمَا نَافِلَةٌ".

★★ جابر بن یزید اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں مسجد خیف میں نبی اکرم ﷺ کی اقتداء میں فجر کی نماز میں شریک ہوا' جب آپ ﷺ نے اپنی نماز مکمل کر لی تو وہاں حاضرین کے پیچھے دو افراد موجود تھے' جنہوں نے آپ ﷺ کی اقتداء میں نماز ادا نہیں کی تھی' نبی اکرم ﷺ نے حکم دیا' کہ انہیں میرے پاس لاؤ' انہیں آپ ﷺ کی خدمت میں لایا گیا تو وہ دونوں کانپ رہے تھے' نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: تم نے ہمارے ساتھ نماز کیوں نہیں پڑھی ہے؟ انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ!

856-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (11219) .

857-اخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب فيمن صلى في منزله ثم ادرك الجماعة يصلي معهم (الحديث 575 و576) بمعناه . واخرجه الترمذي في الصلاة، باب ماجاء في الرجل يصلي وحده ثم يدرك الجماعة (الحديث 219) . تحفة الاشراف (11822) .

ہم نے اپنے پڑاؤ کی جگہ پر ہی نماز ادا کر لی تھی۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایسا نہ کرو جب تم اپنے پڑاؤ کی جگہ پر نماز ادا کر چکے ہو پھر تم باجماعت نماز والی مسجد میں آؤ تو تم لوگوں کے ساتھ بھی نماز ادا کر لیا کرو یہ نماز تم دونوں کے لیے نفل بن جائے گی۔

55 - باب اِعَادَةِ الصَّلَاةِ بَعْدَ ذَهَابِ وَقْتِهَا مَعَ الْجَمَاعَةِ

باب: نماز کا وقت رخصت ہو جانے کے بعد اُسے باجماعت ادا کرنا

858 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى وَمُحَمَّدُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ صُدْرَانَ - وَاللَّفْظُ لَهٗ - عَنْ خَالِدِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ بُدَيْلٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا الْعَالِيَةِ يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الصَّامِتِ عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَضَرَبَ فَخِذِيْ "كَيْفَ اَنْتَ اِذَا بَقِيْتَ فِيْ قَوْمٍ يُؤَخِّرُوْنَ الصَّلَاةَ عَنْ وَقْتِهَا ." قَالَ مَا تَاْمُرُ قَالَ "صَلِّ الصَّلَاةَ لِوَقْتِهَا ثُمَّ اذْهَبْ لِحَاجَتِكَ فَاِنْ اُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ وَاَنْتَ فِي الْمَسْجِدِ فَصَلِّ ."

☆☆ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے فرمایا' آپ نے میرے زانو پر ہاتھ مارا (اور پھر فرمایا:) اس وقت تمہاری کیا حالت ہوگی جب تم ایسے لوگوں کے درمیان باقی رہ جاؤ گے جو نمازوں کو تاخیر سے ادا کریں گے۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: آپ ﷺ مجھے کیا حکم دیتے ہیں؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم نماز کو اس کے مخصوص وقت میں ادا کر لو پھر اپنے کام کے لیے چلے جاؤ' پھر اگر نماز کے لیے اقامت کہی جائے اور تم مسجد میں موجود ہو تو تم (جماعت کے ساتھ) نماز ادا کر لو۔

56 - باب سُقُوْطِ الصَّلَاةِ عَمَّنْ صَلّٰى مَعَ الْاِمَامِ فِي الْمَسْجِدِ جَمَاعَةً

باب: جو شخص مسجد میں جماعت کے ساتھ امام کی اقتداء میں نماز ادا کر لے اُس سے نماز ساقط ہو جاتی ہے

859 - اَخْبَرَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُحَمَّدٍ التَّيْمِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ حُسَيْنٍ الْمُعَلِّمِ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ سُلَيْمَانَ مَوْلٰى مَيْمُوْنَةَ قَالَ رَاَيْتُ ابْنَ عُمَرَ جَالِسًا عَلَى الْبَلَاطِ وَالنَّاسُ يُصَلُّوْنَ قُلْتُ يَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ مَا لَكَ لَا تُصَلِّيْ قَالَ اِنِّيْ قَدْ صَلَّيْتُ اِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "لَا تُعَادُ الصَّلَاةُ فِيْ يَوْمٍ مَرَّتَيْنِ ."

☆☆ سلیمان' جو سیّدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے غلام ہیں' وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو بلاط میں بیٹھے ہوئے دیکھا' لوگ اس وقت کوئی نماز پڑھ رہے تھے' میں نے دریافت کیا: اے ابوعبدالرحمٰن! کیا وجہ ہے کہ آپ نماز نہیں ادا کر رہے ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا: میں نے نماز ادا کر لی ہے اور میں نے نبی اکرم ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے' کہ ایک ہی دن میں ایک نماز کو دو مرتبہ ادا نہیں کیا جا سکتا۔

858-تقدم في الامامة، الصلاة مع الجور (الحديث 777) .

859-اخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب فيمن صلى في منزله ثم ادرك الجماعة يصلي معهم (الحديث 579) . تحفة الاشراف (7094) .

57 - باب السَّعْيِ اِلَى الصَّلَاةِ

باب: نماز کے لیے تیزی سے جانا

860 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الزُّهْرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِذَا اَتَيْتُمُ الصَّلَاةَ فَلَا تَاْتُوْهَا وَاَنْتُمْ تَسْعَوْنَ وَاْتُوْهَا تَمْشُوْنَ وَعَلَيْكُمُ السَّكِيْنَةُ فَمَا اَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوْا وَمَا فَاتَكُمْ فَاقْضُوْا ."

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

"جب تم نماز کے لیے آؤ تو دوڑتے ہوئے نہ آؤ بلکہ چلتے ہوئے آؤ' تم پر سکون لازم ہے' جو حصہ تمہیں مل جائے اسے ادا کر لو اور جو گزر چکا ہو' اُسے بعد میں پورا کر لو"۔

شرح

مسبوق اور لاحق شخص کے احکام

مسئلہ: مسبوق اس شخص کو کہا جاتا ہے جو پہلی رکعت میں امام کے ساتھ شریک نہ ہوا ہو۔ (بحرالرائق)

مسئلہ: مسبوق کے لیے ایک حکم یہ ہے کہ اگر وہ ایسی رکعت میں شریک ہوا ہے' جس میں امام بلند آواز میں قرأت کر رہا ہو' تو اس وقت وہ ثناء نہیں پڑھے گا۔ (خلاصہ)

مسئلہ: اس بارے میں یہ حکم برابر ہے کہ وہ امام کے قریب کھڑا ہوا ہے یا امام سے دور ہے یا امام کی آواز اس تک نہیں آ رہی ہے۔ (خلاصہ)

مسئلہ: ایسا شخص جب بعد میں اپنی نماز قضاء کرنے کے لیے کھڑا ہوگا تو اس وقت ثناء بھی پڑھ لے گا اور اعوذ باللہ بھی پڑھ لے گا۔ (قاضی خان' خلاصہ' ظہیریہ)

مسئلہ: لیکن اگر امام بلند آواز میں قرأت نہ کر رہا ہو' تو مقتدی اسی وقت ثناء پڑھ لے۔ (خلاصہ)

مسئلہ: اس بارے میں دوسرا حکم یہ ہے کہ مسبوق شخص پہلے امام کے ساتھ نماز ادا کرے گا' اس کے بعد جو نماز پہلے گزر چکی تھی اُسے قضاء کرے گا۔ (محیط سرخسی)

مسئلہ: اگر کوئی شخص پہلی گزری ہوئی نماز کو پہلے پڑھ لے' اور بعد میں امام کے ساتھ شامل ہو' تو بعض فقہاء کے قول کے مطابق اس شخص کی نماز فاسد ہوگی اور یہی قول درست ہے۔

مسئلہ: تیسرا حکم یہ ہے کہ تشہد کی مقدار کے بعد امام کے سلام پھیرنے سے پہلے مسبوق کو کھڑا نہیں ہونا چاہیے۔

مسئلہ: ایک حکم یہ ہے کہ امام کے سلام پھیرنے کے بعد مسبوق اس وقت تک اپنی رہ جانے والی نماز ادا کرنے کے لیے

860-اخرجه مسلم في المساجد و مواضع الصلاة، باب استحباب اتيان الصلاة بوقار و سكينة و النهي عن اتيانها سعيا (الحديث 151) . واخرجه الترمذي في الصلاة، باب ما جاء في المشي الى المسجد (الحديث 329) . تحفة الاشراف (13137) .

کھڑا نہ ہو جب تک اتنا وقت نہیں گزر جاتا کہ اگر امام پر سجدۂ سہو لازم ہوتا تو وہ سجدہ سہو کر لیتا۔

مسئلہ: اس حوالے سے ایک حکم یہ ہے کہ آخری تشہد میں مسبوق امام کی متابعت کرے گا' لیکن تشہد پڑھ لینے کے بعد دعا نہیں مانگے گا۔

مسئلہ: اگر وہ دعا نہیں مانگے گا تو پھر وہ کیا کرے گا' اس بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے' بعض حضرات نے یہ بات بیان کی ہے کہ اشہد ان لا الہ الا اللہ مقتدی بار بار پڑھتا رہے گا' یہی قول مختار ہے۔ (غیاثیہ)

مسئلہ: اس حوالے سے ایک حکم یہ ہے کہ اگر مسبوق بھول کر امام کے ساتھ یا امام سے پہلے سلام پھیر دیتا ہے' تو اس پر سجدۂ سہو لازم نہیں ہوگا لیکن اگر وہ امام کے بعد سلام پھیرتا ہے' تو سجدۂ سہو لازم ہوگا۔ (ظہیریہ)

مسئلہ: لیکن اگر مسبوق جان بوجھ کر امام کے ساتھ سلام پھیر دیتا ہے' یہ سوچ کر کہ اسے امام کے ساتھ سلام پھیر دینا چاہیے' اس صورت میں اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ (ظہیریہ)

مسئلہ: مسبوق شخص کے لیے ایک حکم یہ ہے کہ جو نماز وہ پڑھ رہا ہے' قرأت کے حق میں وہ اس کی پہلی نماز ہے اور تشہد کے حق میں وہ اس کی آخری نماز ہے' اس لیے اگر وہ مغرب کی تیسری رکعت میں امام کے ساتھ شریک ہوا' بعد میں جب وہ پہلے رہ جانے والی دو رکعات ادا کرے گا تو ان دونوں کے درمیان قعدہ کرے گا اور ان دونوں میں سورۂ فاتحہ بھی پڑھے گا اور اس کے ساتھ دوسری سورت بھی پڑھے گا' اگر وہ ان دونوں رکعات میں سے کسی ایک میں قرأت کو ترک کر دیتا ہے' تو نماز فاسد ہو جائے گی۔

مسئلہ: اس حوالے سے ایک حکم یہ ہے کہ مسبوق شخص جب اپنی نماز ادا کرے گا تو وہ تنہا نماز ادا کرنے والے کی مانند شمار ہو گا' البتہ چار احکام میں اس کا حکم منفرد شخص کی مانند نہیں ہوگا۔

مسئلہ: پہلا مسئلہ یہ ہے کہ وہ کسی کی اقتداء نہیں کر سکتا اور کوئی اس کی اقتداء نہیں کر سکتا' یہاں تک کہ اگر کوئی ایک مسبوق دوسرے مسبوق کی اقتداء کر لیتا ہے' تو اقتداء کرنے والے کی نماز فاسد ہو جائے گی' جس کی اقتداء کی گئی ہے اس کی نماز درست ہو جائے گی۔ (بحرالرائق)

مسئلہ: دوسرا حکم یہ مختلف ہے کہ اگر مسبوق شخص نئے سرے سے نماز شروع کرنے کے لیے تکبیر کہتا ہے' تو اس کی نماز از سر نو شروع ہو جائے گی اور پچھلی نماز منقطع ہو جائے گی' لیکن منفرد کا یہ حکم نہیں ہے۔

مسئلہ: تیسرا اختلاف یہ ہے کہ اگر مسبوق اپنی نماز قضاء کرنے کے لیے کھڑا ہوتا ہے اور مسبوق کے نماز میں شامل ہونے سے پہلے امام پر سہو کے دو سجدے لازم ہو چکے تھے اور نماز کے آخر میں امام نے وہ سجدۂ سہو کیا تو مسبوق ان سجدوں میں شریک ہو گا' لیکن تنہا نماز ادا کرنے والا کسی دوسرے کے سہو کی وجہ سے سجدۂ سہو نہیں کرتا۔

مسئلہ: چوتھا حکم یہ مختلف ہے کہ مسبوق شخص تشریق کی تکبیریں کہتا ہے جبکہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک تنہا نماز ادا کرنے والا شخص تشریق کی تکبیریں نہیں کہتا۔ (فتح القدیر' بحرالرائق)

مسئلہ: مسبوق کے لیے ایک حکم یہ ہے کہ وہ سہو میں امام کی پیروی کرے گا لیکن سلام پھیرنے میں تکبیر کہنے میں اور تلبیہ پڑھنے میں امام کی متابعت نہیں کرے گا' اگر وہ سلام پھیرنے اور تلبیہ پڑھنے میں امام کی متابعت کر لیتا ہے' تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔

مسئلہ: لیکن اگر وہ تکبیر کہنے میں امام کی متابعت کرتا ہے اور اسے یہ پتہ ہے کہ وہ مسبوق ہے' تو اس کی نماز فاسد نہیں ہوگی' شمس الائمہ سرخسی اسی بات کے قائل ہیں۔ (ظہیریہ)

مسئلہ: یہاں تکبیر سے مراد تشریق کی تکبیر کہنا ہے۔ (بحرالرائق)

مسئلہ: اسی حوالے سے ایک حکم یہ ہے کہ اگر امام کو سجدۂ تلاوت یاد آ جاتا ہے اور وہ اسے ادا کرنا چاہتا ہے' تو اگر مسبوق نے اپنی رکعت کا سجدہ نہیں کیا تھا تو وہ اسے چھوڑ دے گا اور امام کی متابعت کرے گا اور امام کے ساتھ سجدۂ تلاوت کرے گا' پھر اپنی نماز قضاء کرنے کے لیے کھڑا ہوگا' اگر ایسی صورت میں مقتدی نہیں لوٹتا ہے' تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔

مسئلہ: لاحق اس شخص کو کہا جاتا ہے جو نماز کے آغاز میں امام کے ساتھ شامل ہو لیکن اس کی باقی نماز فوت ہو جائے' خواہ وہ نیند کی وجہ سے ہو' وضو ٹوٹ جانے کی وجہ سے ہو' ہجوم زیادہ ہونے کی وجہ سے ہو' نماز خوف کا پہلا گروہ بھی لاحق شمار ہوگا۔

مسئلہ: لاحق شخص امام کی اقتداء میں ہوتا ہے' اس لیے وہ قرأت نہیں کرے گا' سجدۂ سہو نہیں کرے گا۔ (الوجیز از کردری)

مسئلہ: اگر امام سجدۂ سہو کرتا ہے تو لاحق اپنی باقی نماز ادا کرنے سے پہلے اس کی متابعت نہیں کر سکے گا جبکہ مسبوق کا حکم اس کے برخلاف ہے۔

مسئلہ: چھ احکام ایسے ہیں جن میں مسبوق اور لاحق کا حکم مختلف ہے۔

مسئلہ: اگر عورت برابر آ کر کھڑی ہو جائے' نماز میں قرأت کرنا' سجدۂ سہو میں شامل ہونا' امام کا پہلا قعدہ چھوڑ دینا' سلام کی جگہ امام کا ہنس دینا' امام کا مسافر ہونا اور اس دوران اقامت کی نیت کر لینا' مسبوق کا اپنی نماز میں ایک رکعت میں سجدہ کر لینا۔

امام اور مقتدی کے درمیان اختلاف سے متعلق چند ذیلی مسائل

مسئلہ: اگر امام اور مقتدیوں میں اختلاف ہو جائے' مقتدی یہ کہیں کہ آپ نے تین رکعات ادا کی ہیں اور امام یہ کہے کہ میں چار رکعات ادا کر چکا ہوں تو اگر امام کو اپنی بات کا یقین ہو' تو وہ اپنی نماز کو نہیں دہرائے گا' اگر یقین نہ ہو تو دوبارہ ادا کرے گا۔

مسئلہ: اگر مقتدیوں میں باہم اختلاف ہو' کچھ کہہ رہے ہوں کہ تین رکعات ادا کی ہیں اور کچھ کہہ رہے ہوں کہ چار رکعات ادا کی ہیں اور امام ان دونوں میں سے کسی ایک فریق کے ساتھ ہو' تو جس فریق کے ساتھ امام ہوگا' اس کے قول کو اختیار کیا جائے گا اگرچہ وہ فریق ایک ہی شخص ہو۔ (خلاصہ)

مسئلہ: اگر امام کے ساتھ کوئی بھی شخص نہیں ہے اور امام دوبارہ اس نماز کو ادا کرتا ہے اور وہ سب لوگ دوبارہ اس کی اقتداء میں نماز ادا کر لیتے ہیں' تو ان کی اقتداء صحیح ہوگی۔ (محیط)

مسئلہ: اگر مقتدیوں میں سے ایک شخص کو یقین ہو کہ امام نے تین رکعات ادا کی ہیں اور دوسرے کو یہ یقین ہو کہ امام نے

چار رکعات ادا کی ہیں لیکن باقی سب لوگ شک وشبہ میں مبتلا ہوں تو امام اور باقی لوگوں پر کوئی چیز لازم نہیں ہوگی۔ (فتاویٰ)

مسئلہ: جس شخص کو نماز پوری ہونے کا یقین ہو اُس پر دوبارہ نماز ادا کرنا لازم نہیں ہوگا۔ (محیط)

58 - باب الْإِسْرَاعِ إِلَى الصَّلَاةِ مِنْ غَيْرِ سَعْيٍ

باب: دوڑے بغیر تیزی سے نماز کے لیے جانا

861 - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ سَوَّادِ بْنِ الْأَسْوَدِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ أَنْبَأَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَنْبَأَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ مَنْبُوذٍ عَنِ الْفَضْلِ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي رَافِعٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّى الْعَصْرَ ذَهَبَ إِلَى بَنِي عَبْدِ الْأَشْهَلِ فَيَتَحَدَّثُ عِنْدَهُمْ حَتَّى يَنْحَدِرَ لِلْمَغْرِبِ. قَالَ أَبُو رَافِعٍ فَبَيْنَمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسْرِعُ إِلَى الْمَغْرِبِ مَرَرْنَا بِالْبَقِيعِ فَقَالَ "أُفٍّ لَكَ أُفٍّ لَكَ". قَالَ فَكَبُرَ ذَلِكَ فِي ذَرْعِي فَاسْتَأْخَرْتُ وَظَنَنْتُ أَنَّهُ يُرِيدُنِي فَقَالَ "مَا لَكَ امْشِ". فَقُلْتُ أَحْدَثْتُ حَدَثًا. قَالَ "مَا ذَاكَ". قُلْتُ أَفَّفْتَ بِي. قَالَ "لَا وَلَكِنَّ هَذَا فُلَانٌ بَعَثْتُهُ سَاعِيًا عَلَى بَنِي فُلَانٍ فَغَلَّ نَمِرَةً فَدُرِّعَ الْآنَ مِثْلَهَا مِنْ نَارٍ".

★★ حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کی نماز ادا کی اور بنو عبدالاشہل کے محلے میں تشریف لے گئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ہاں بات چیت کرتے رہے یہاں تک کہ مغرب کی نماز کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف واپس آئے۔ حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مغرب کے لیے تیزی سے آ رہے تھے جب ہم بقیع کے (میدان کے) پاس سے گزرے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تم پر افسوس ہے! تم پر افسوس ہے!

تو حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: کہ یہ بات میرے لیے بڑی پریشانی کا باعث ہوئی میں کچھ پیچھے ہو گیا میں نے یہ خیال کیا کہ شاید آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے بارے میں یہ کلمات ارشاد فرمائے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: تمہیں کیا ہوا ہے؟ چلو میں نے عرض کی: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: کیا؟ میں نے عرض کی: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے بارے میں یہ فرمایا ہے: کہ تم پر افسوس ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں! یہ الفاظ فلاں شخص کے بارے میں ہیں جسے میں نے بنو فلاں سے وصولی کرنے کے لیے مقرر کیا تھا تو اس نے ایک چادر کی خیانت کی ہے تو اب وہ چادر آگ کی زرہ کے طور پر اسے پہنائی گئی ہے۔

862 - أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي مَنْبُوذٌ - رَجُلٌ مِنْ آلِ أَبِي رَافِعٍ - عَنِ الْفَضْلِ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ عَنْ أَبِي رَافِعٍ نَحْوَهُ. (ک)

★★ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

861-انفرد به النسائي. و سيأتي في الامامة الاسراع الى الصلاة من غير سعي (الحديث 862) . تحفة الاشراف (12028) .

862-تقدم في الامامة الاسراع الى الصلاة من غير سعي (الحديث 861) .

59 - باب التَّهْجِيرِ إِلَى الصَّلَاةِ

باب: نماز ادا کرنے کے لیے جلدی جانا

863 - أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُغِيرَةِ قَالَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ عَنْ شُعَيْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَأَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْأَغَرُّ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ حَدَّثَهُمَا. أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "إِنَّمَا مَثَلُ الْمُهَجِّرِ إِلَى الصَّلَاةِ كَمَثَلِ الَّذِي يُهْدِي الْبَدَنَةَ ثُمَّ الَّذِي عَلَى إِثْرِهِ كَالَّذِي يُهْدِي الْبَقَرَةَ ثُمَّ الَّذِي عَلَى إِثْرِهِ كَالَّذِي يُهْدِي الْكَبْشَ ثُمَّ الَّذِي عَلَى إِثْرِهِ كَالَّذِي يُهْدِي الدَّجَاجَةَ ثُمَّ الَّذِي عَلَى إِثْرِهِ كَالَّذِي يُهْدِي الْبَيْضَةَ".

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

"نماز کے لیے جلدی جانے والا شخص اس طرح ہے جیسے کوئی شخص اونٹ صدقہ کرتا ہے پھر اس کے بعد جانے والا اس طرح ہے جیسے کوئی گائے صدقہ کرتا ہے پھر اس کے بعد جانے والا اس طرح ہے جیسے کوئی دنبہ صدقہ کرتا ہے پھر اس کے بعد جانے والا اس طرح ہے جیسے کوئی مرغی صدقہ کرتا ہے پھر اس کے بعد جانے والا اس طرح ہے جیسے وہ انڈا صدقہ کرتا ہے"۔

60 - باب مَا يُكْرَهُ مِنَ الصَّلَاةِ عِنْدَ الْإِقَامَةِ

باب: اقامت کے وقت نماز ادا کرنا مکروہ ہے

864 - أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ أَنْبَأَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ زَكَرِيَّا قَالَ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ قَالَ سَمِعْتُ عَطَاءَ بْنَ يَسَارٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَلَا صَلَاةَ إِلَّا الْمَكْتُوبَةَ".

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

"جب اقامت کہہ دی جائے تو فرض نماز کے علاوہ اور کوئی نماز ادا نہیں کی جائے گی"۔

865 - أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَكَمِ وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ وَرْقَاءَ بْنِ عُمَرَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "إِذَا أُقِيمَتِ

863-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (13473 و 15182) .

864-اخرجه مسلم في صلاة المسافرين و قصرها، باب كراهة الشروع في نافلة بعد شروع المؤذن (الحديث 63 و 64) . و اخرجه ابوداؤد في الصلاة، باب اذا ادرك الامام ولم يصل ركعتي الفجر (الحديث 1266) . و اخرجه الترمذي في الصلاة، باب ما جاء اذا اقيمت الصلاة فلا صلاة الا المكتوبة (الحديث 421) . و اخرجه النسائي في الامامة، ما يكره من الصلاة عند الاقامة (الحديث 865) . و اخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب ما جاء في اذا اقيمت الصلاة فلا صلاة الا المكتوبة (الحديث 1151) . تحفة الاشراف (14228) .

865-تقدم في الامامة، ما يكره من الصلاة عند الاقامة (الحديث 864) .

الصَّلَاةُ فَلَا صَلَاةَ إِلَّا الْمَكْتُوبَةُ".

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"جب نماز کے لیے اقامت کہہ دی جائے تو فرض نماز کے علاوہ اور کوئی نماز ادا نہیں کی جائے گی"۔

866 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ بُحَيْنَةَ قَالَ اُقِيْمَتْ صَلَاةُ الصُّبْحِ فَرَاٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا يُّصَلِّيْ وَالْمُؤَذِّنُ يُقِيْمُ فَقَالَ "اَتُصَلِّي الصُّبْحَ اَرْبَعًا".

حضرت ابن بحینہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: فجر کی نماز کے لیے اقامت کہہ دی گئی' نبی اکرم ﷺ نے ایک شخص کو نماز ادا کرتے ہوئے دیکھا جبکہ مؤذن اس وقت اقامت کہہ رہا تھا تو نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: کیا تم صبح کی نماز میں چار رکعات پڑھو گے؟

61 - باب فِيْمَنْ يُّصَلِّيْ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ وَالْاِمَامُ فِي الصَّلَاةِ

باب: جو شخص فجر کی سنتیں اس وقت ادا کرے جبکہ امام باجماعت نماز شروع کر چکا ہو

867 - اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيْبِ بْنِ عَرَبِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَرْجِسَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ صَلَاةِ الصُّبْحِ فَرَكَعَ الرَّكْعَتَيْنِ ثُمَّ دَخَلَ فَلَمَّا قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاتَهُ قَالَ "يَا فُلَانُ اَيُّهُمَا صَلَاتُكَ الَّتِيْ صَلَّيْتَ مَعَنَا اَوِ الَّتِيْ صَلَّيْتَ لِنَفْسِكَ".

حضرت عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک شخص آیا' نبی اکرم ﷺ اس وقت فجر کی نماز پڑھا رہے تھے اس شخص نے دو رکعات ادا کیں' پھر اس کے بعد باجماعت نماز میں شریک ہوا' جب نبی اکرم ﷺ نے نماز مکمل کر لی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"اے فلاں! تمہاری نماز کون سی والی تھی' وہ جو تم نے ہمارے ساتھ ادا کی ہے' یا پھر وہ جو تم نے اکیلے ادا کی ہے"۔

62 - باب الْمُنْفَرِدِ خَلْفَ الصَّفِّ

باب: صف کے پیچھے کسی شخص کا اکیلے کھڑے ہو کر (باجماعت نماز ادا کرنا)

866-اخرجه البخاري في الاذان، باب اذا اقيمت الصلاة فلا صلاة الا المكتوبة (الحديث 663) بنحوه . و اخرجه مسلم في صلاة المسافرين و قصرها، باب كراهة الشروع في نافلة بعد شروع المؤذن (الحديث 65) بنحوه . واخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب ما جاء في اذا اقيمت الصلاة فلا صلاة الا المكتوبة (الحديث 1153) بنحوه . تحفة الاشراف (9155) .

867-اخرجه مسلم في صلاة المسافرين و قصرها، باب كراهة الشروع في نافلة بعد شروع المؤذن (الحديث 67) . واخرجه ابوداؤد في الصلاة، باب اذا ادرك الامام ولم يصل ركعتي الفجر (الحديث 1265) . واخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب ما جاء في اذا اقيمت الصلاة فلا صلاة الا المكتوبة (الحديث 1152) . تحفة الاشراف (5319) .

868 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنِيْ اِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسًا - رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ - قَالَ اَتَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَيْتِنَا فَصَلَّيْتُ اَنَا وَيَتِيْمٌ لَنَا خَلْفَهُ وَصَلَّتْ اُمُّ سُلَيْمٍ خَلْفَنَا.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے' میں نے اور ہمارے ہاں رہنے والے یتیم لڑکے نے آپ ﷺ کے پیچھے نماز ادا کی' جبکہ سیدہ اُم سلیم رضی اللہ عنہا نے ہمارے پیچھے نماز ادا کی۔

869 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا نُوْحٌ - يَعْنِي ابْنَ قَيْسٍ - عَنِ ابْنِ مَالِكٍ - وَهُوَ عَمْرٌو - عَنْ اَبِي الْجَوْزَاءِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَتِ امْرَاَةٌ تُصَلِّيْ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَسْنَاءُ مِنْ اَحْسَنِ النَّاسِ - قَالَ فَكَانَ بَعْضُ الْقَوْمِ يَتَقَدَّمُ فِي الصَّفِّ الْاَوَّلِ لِئَلَّا يَرَاهَا وَيَسْتَاْخِرُ بَعْضُهُمْ حَتّٰى يَكُوْنَ فِي الصَّفِّ الْمُؤَخَّرِ فَاِذَا رَكَعَ نَظَرَ مِنْ تَحْتِ اِبْطِهِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ (وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِيْنَ مِنْكُمْ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَاْخِرِيْنَ).

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ کی اقتداء میں نماز ادا کرتے والی ایک خاتون بہت خوبصورت تھیں (آپ ﷺ کی اقتداء میں نماز ادا کرنے والے مردوں میں سے) بعض افراد اہتمام کے ساتھ اگلی صفوں میں شریک ہوتے تھے' تاکہ اس کو دیکھ ہی نہ سکیں' جبکہ بعض لوگ اہتمام کے ساتھ پچھلی صف میں شامل ہوتے تھے تاکہ جب وہ سب سے آخر والی صف میں موجود ہوں گے تو جب رکوع میں جائیں گے تو اپنی بغل کے نیچے سے اُسے دیکھ لیں گے' تو اس بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

"اور ہم تم میں سے آگے ہونے والوں کے بارے میں بھی علم رکھتے ہیں اور پیچھے رہنے والوں کے بارے میں بھی علم رکھتے ہیں"۔

63 - باب الرُّكُوْعِ دُوْنَ الصَّفِّ

باب: صف میں شامل ہونے سے پہلے رکوع میں چلے جانا

870 - اَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ زِيَادٍ الْاَعْلَمِ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ اَنَّ اَبَا بَكْرَةَ حَدَّثَهُ اَنَّهُ دَخَلَ الْمَسْجِدَ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاكِعٌ فَرَكَعَ دُوْنَ الصَّفِّ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "زَادَكَ اللّٰهُ حِرْصًا وَّلَا تَعُدْ".

868-اخرجه البخاري في الاذان، باب المراة وحدها تكون صفا (الحديث 727) . وباب صلاة النساء خلف الرجال (الحديث 871) . تحفة الاشراف (172) .

869-اخرجه الترمذي في تفسير القرآن، باب (ومن سورة الحجر) (الحديث 3122) واخرجه النسائي في التفسير: سورة الحجر، قوله تعالى: (ولقد علمنا المستقدمين منكم و لقد علمنا المستاخرين) (الحديث 293) و اخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب الخشوع في الصلاة (الحديث 1046) تحفة الاشراف (5364) .

870-اخرجه البخاري في الاذان، باب اذا ركع دون الصف (الحديث 783) بنحوه و اخرجه ابوداؤد في الصلاة، باب الرجل يركع دون الصف (الحديث 683 و684) . تحفة الاشراف (11659) .

☆☆ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ وہ مسجد میں داخل ہوئے' نبی اکرم ﷺ اس وقت رکوع میں تھے تو وہ صف تک پہنچنے سے پہلے ہی رکوع میں چلے گئے (بعد میں) نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:
''اللہ تعالیٰ (نیکی کے بارے میں) تمہاری حرص میں اضافہ کرے' لیکن تم آئندہ ایسا نہ کرنا''۔

شرح

فرض میں شامل ہونے کے احکام

مسئلہ: اگر کوئی شخص فجر یا مغرب کی فرض نماز کی ایک رکعت ادا کر چکا ہو اور اسی دوران جماعت شروع ہو جاتی ہے' تو وہ اس اُس ایک رکعت کو توڑ کر جماعت میں شریک ہو جائے گا۔

مسئلہ: اگر دوسری رکعت ادا کر رہا ہو' تو اگر دوسری رکعت کا سجدہ نہیں کیا تو اُسے بھی توڑ کر جماعت میں شریک ہو جائے گا' لیکن اگر دوسری رکعت کا سجدہ کر چکا ہے' تو پھر اُسے نہیں توڑے گا بلکہ اُس نماز کو مکمل کرے گا اور بعد میں امام کے ساتھ شریک نہیں ہوگا کیونکہ صبح کی نماز کے بعد نفل نماز ادا کرنا مکروہ ہے' جبکہ مغرب کی نماز میں یہ حکم اس لیے نہیں ہے کیونکہ نفل طاق ہو جائیں گے' جو ہو نہیں سکتے ہیں یا پھر وہ چار رکعات پڑھ لے گا اور اس صورت میں امام کی مخالفت ہو جائے گی' کیونکہ امام نے تو تین رکعات ادا کی ہیں۔ (تبیین)

مسئلہ: لیکن اگر کوئی شخص ایسی صورتِ حال میں باجماعت نمازِ مغرب میں شریک ہو جاتا ہے' تو وہ چار رکعات پوری کرے گا' کیونکہ اس طرح سنت کی موافقت ہو جائے گی اور سنت کی موافقت امام کی موافقت سے زیادہ ضروری ہے۔ (کافی)

مسئلہ: اس طرح کی صورتِ حال میں اگر وہ شخص امام کے ساتھ سلام بھی پھیر لیتا ہے' تو اُس کی نماز فاسد ہو جائے گی' اب اُس پر چار رکعات قضاء کرنا لازم ہوگا۔

مسئلہ: جو شخص ظہر کی نماز کی ایک رکعت ادا کر چکا ہو اور اسی دوران جماعت کھڑی ہو جائے تو وہ ایک رکعت اور پڑھ کر امام کے ساتھ شریک ہو جائے' لیکن اگر اُس نے پہلی رکعت میں سجدہ نہیں کیا تھا تو اُس کو توڑ کر امام کے ساتھ شریک ہو جائے' یہی صحیح ہے۔ (ہدایہ)

مسئلہ: یہاں جماعت قائم ہونے سے مراد امام کا نماز شروع کرنا ہے' مؤذن کا اقامت کہنا نہیں ہے۔

مسئلہ: جو شخص ظہر کی ایک رکعت امام کے ساتھ ادا کرتا ہے' تمام فقہاء کے نزدیک اُس شخص نے ظہر کی نماز باجماعت ادا نہیں کی' تاہم تمام فقہاء کے نزدیک وہ جماعت کی فضیلت کو پالے گا اور اگر کوئی شخص تین رکعات امام کے ساتھ ادا کرتا ہے' تو اس پر اتفاق ہے' اُس نے ظہر کی نماز امام کے ساتھ ادا کی۔ (سراج الوہاج)

مسئلہ: اگر کوئی شخص نفل نماز شروع کرتا ہے اور اس دوران فرض کی جماعت کھڑی ہو جاتی ہے' تو جو دوگانہ پڑھ رہا تھا' اُسے مکمل کرلے' اُس میں اضافہ نہ کرے۔ (محیط سرخسی)

مسئلہ: اگر کوئی شخص ظہر یا جمعہ کی سنتیں ادا کر رہا تھا اور ظہر کی جماعت کھڑی ہو گئی یا جمعے کا خطبہ شروع ہو گیا تو دو رکعات ادا

کرنے کے بعد نماز کو ختم کر دے' یہ قول امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے' جبکہ بعض حضرات نے یہ کہا ہے کہ وہ اُس نماز کو پورا کرے گا۔ (ہدایہ) یہی قول صحیح ہے۔ (محیط سرخسی)

مسئلہ: یہی صحیح ہے۔ (سراج الوہاج)

فجر کی سنتیں اور نماز باجماعت کا حکم

مسئلہ: جو شخص امام کو فجر کی باجماعت نماز ادا کرتے ہوئے پائے اور اُس شخص نے ابھی فجر کی سنتیں ادا نہ کی ہوں تو اگر اُسے یہ اندیشہ ہو کہ ایک رکعت فوت ہو جائے گی اور دوسری رکعت امام کے ساتھ مل جائے گی تو وہ جماعت سے ذرا ہٹ کر فجر کی دو سنتیں ادا کرنے کے بعد نماز باجماعت میں شریک ہو' لیکن اگر اُسے امام کی اقتداء میں دونوں رکعات کے فوت ہو جانے کا اندیشہ ہو' تو وہ پھر سنتیں نہیں پڑھے گا اور امام کے ساتھ شریک ہو جائے گا۔ (ہدایہ)

مسئلہ: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ سے ایک قول یہ بھی منقول ہے کہ اگر اُس شخص کو قعدہ میں شامل ہونے کی توقع ہو' تو وہ سنتیں پڑھ لے' کیونکہ ان دونوں حضرات کے نزدیک تشہد میں شامل ہونا' رکعت میں شامل ہونے کے برابر ہے۔ (کفایہ)

مسئلہ: جب کوئی شخص مسجد میں داخل ہو اور اذان ہو چکی ہو' تو وہ اب نماز پڑھے بغیر مسجد سے باہر نہ جائے' اگر جاتا ہے' تو ایسا کرنا مکروہ ہوگا' لیکن اگر وہ خود کسی دوسری مسجد کا مؤذن یا امام ہے اور اُس کے وہاں موجود نہ ہونے کی وجہ سے لوگوں کو پریشانی ہوگی تو اس وجہ سے مسجد سے باہر جانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ: یہ حکم بھی اُس شخص کے لیے ہے' جس نے ابھی وہ نماز ادا نہ کی ہو' اگر وہ شخص پہلے ہی اُس نماز کو ادا کر چکا ہو' تو عشاء اور ظہر کی نماز میں جب تک مؤذن اقامت نہیں کہتا' اُس سے پہلے مسجد سے باہر جانے میں کوئی حرج نہیں ہے' لیکن اگر مؤذن اقامت کہہ دیتا ہے' تو اب مسجد سے باہر نہیں جائے گا اور نفل کی نیت کے ساتھ ان نمازوں میں شامل ہو جائے گا' جبکہ عصر' مغرب اور فجر کی نمازوں کے بارے میں حکم یہ ہے کہ وہ مسجد سے باہر چلا جائے گا۔

اگر وہ مسجد میں رہتا ہے اور جماعت کے ساتھ شریک نہیں ہوتا تو یہ مکروہ ہوگا۔ (محیط سرخسی)

امام کو رکوع کی حالت میں پانا

مسئلہ: اگر کوئی شخص امام کو رکوع کی حالت میں پاتا ہے اور ابھی یہ تکبیر کہہ کر کھڑا ہی ہوا تھا کہ اسی دوران امام نے رکوع سے سر اُٹھا لیا تو اس شخص کو وہ رکعت نہیں ملی۔ (ہدایہ)

مسئلہ: اگر کوئی شخص مسجد میں داخل ہوتا ہے اور امام اُس وقت رکوع کی حالت میں ہوتا ہے' تو ہمارے بعض مشائخ نے کہا ہے کہ اُس شخص کو چاہیے کہ وہ تکبیر کہہ کر رکوع میں چلا جائے اور پھر چلتا ہوا صف میں آ کر شامل ہو جائے' تاکہ اُس کی ایک رکعت فوت نہ ہو' ہمارے نزدیک اگر کوئی شخص مسلسل تین قدم ایک ساتھ چلتا ہے' تو اُس کی نماز باطل ہو جائے گی ورنہ مکروہ ہوگی' تاہم اکثر مشائخ کا قول یہ ہے کہ وہ تکبیر نہیں کہے گا تاکہ اُسے نماز کے دوران چلنا نہ پڑے۔

مسئلہ: تمام فقہاء کا اس بات پر اتفاق پایا جاتا ہے کہ جب کوئی شخص امام کو قیام کی حالت میں پالے اور اسی دوران تکبیر کہہ دے پھر امام رکوع میں چلا جائے لیکن وہ شخص امام کے ساتھ رکوع نہ کرے اور امام کے رکوع کر لینے کے بعد وہ شخص رکوع کر جائے تو اس شخص کو وہ رکعت مل جائے گی اسی طرح تمام فقہاء کا اس بات پر بھی اتفاق ہے کہ اگر کوئی شخص قومہ میں امام کے ساتھ شامل ہوتا تو اُسے وہ رکعت نہیں ملے گی۔ (بحرالرائق)

مسئلہ: جب کوئی شخص امام کو رکوع میں پالے تو وہ کھڑے ہو کر تکبیر تحریمہ کہے اگر اُسے یہ گمان ہو کہ وہ رکوع میں شامل ہو سکتا ہے تو پہلے ثناء بھی پڑھ لے اور اگر عید کی نماز ہو تو اس میں پہلے تکبیریں بھی کہے لیکن اگر اُسے یہ اندیشہ ہو کہ رکوع فوت ہو جائے گا تو رکوع میں چلا جائے اور رکوع کے درمیان ہی عید کی تکبیریں کہہ دے۔ (کافی)

مسئلہ: جب کوئی شخص کسی مسجد میں داخل ہوتا ہے اور وہاں نماز ہو چکی ہو تو اگر نماز کا وقت باقی ہو تو فرض سے پہلے جو چاہے نوافل ادا کر لے اس میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن اگر وقت تنگ ہے تو فرض سے پہلے کوئی نفل ادا نہیں کرے گا مگر ظہر اور فجر کی سنتیں ادا کرے گا۔ اولیٰ یہ ہے کہ ان سنتوں کو کسی صورت میں بھی نہ چھوڑا جائے خواہ فرض نماز جماعت کے ساتھ ادا کی ہو یا ادا نہ کی ہو لیکن اگر فرض کا وقت ختم ہو جانے کا اندیشہ ہو تو پھر انہیں چھوڑ دے گا۔ (کفایہ)

•••———•••———•••

871 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو أُسَامَةَ قَالَ حَدَّثَنِي الْوَلِيدُ بْنُ كَثِيرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ صَلَّى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا ثُمَّ انْصَرَفَ فَقَالَ "يَا فُلَانُ أَلَا تُحْسِنُ صَلَاتَكَ أَلَا يَنْظُرُ الْمُصَلِّي كَيْفَ يُصَلِّي لِنَفْسِهِ إِنِّي أُبْصِرُ مِنْ وَرَائِي كَمَا أُبْصِرُ بَيْنَ يَدَيَّ".

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ نے نماز ادا کی جب آپ ﷺ اس سے فارغ ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے فلاں! کیا تم اپنی نماز کو بہتر نہیں کرنا چاہو گے نمازی کو اس بات کا جائزہ لینا چاہیے کہ وہ کس طرح ادا کر رہا ہے کیونکہ میں اپنے پیچھے بھی اسی طرح دیکھ لیتا ہوں جس طرح میں اپنے آگے دیکھتا ہوں۔

84 - باب الصَّلَاةِ بَعْدَ الظُّهْرِ

باب: ظہر کے بعد (سنت یا نفل) نماز ادا کرنا

872 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي قَبْلَ الظُّهْرِ رَكْعَتَيْنِ وَبَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ وَكَانَ يُصَلِّي بَعْدَ الْمَغْرِبِ رَكْعَتَيْنِ فِي بَيْتِهِ وَبَعْدَ الْعِشَاءِ رَكْعَتَيْنِ

871-اخرجه مسلم في الصلاة ، باب الامر بتحسين الصلاة و اتمامها و الخشوع فيها (الحديث 108) . تحفة الاشراف (14334) .

872-اخرجه البخاري في الجمعة، باب الصلاة بعد الجمعة و قبلها (الحديث 937) . واخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب تفريع ابواب التطوع و ركعات السنة (الحديث 1252) . والحديث عند: مسلم في الجمعة باب الصلاة بعد الجمعة (الحديث 71) . والمصنف في الجمعة صلاة الامام بعد الجمعة (الحديث 1426)، و في الجمعة من الكبرى، الصلاة بعد الجمعة (الحديث 87) تحفة الاشراف (8343) .

وَكَانَ لَا يُصَلِّي بَعْدَ الْجُمُعَةِ حَتَّى يَنْصَرِفَ فَيُصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ.

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ ظہر سے پہلے دو رکعات (سنت) ادا کیا کرتے تھے اور اس کے بعد بھی دو رکعات (سنت) ادا کیا کرتے تھے آپ ﷺ مغرب کے بعد دو رکعات (سنت) اپنے گھر میں ادا کرتے تھے عشاء کے بعد دو رکعات (سنت) ادا کیا کرتے تھے آپ ﷺ جمعہ کے بعد مسجد میں کوئی نماز ادا نہیں کرتے تھے یہاں تک کہ آپ ﷺ واپس تشریف لے جاتے (اور اپنے گھر میں) دو رکعات (سنت) ادا کیا کرتے تھے۔

85 - باب الصَّلَاةِ قَبْلَ الْعَصْرِ وَذِكْرِ اخْتِلَافِ النَّاقِلِينَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ فِي ذٰلِكَ

باب: عصر سے پہلے (سنت) نماز ادا کرنا

ابواسحاق کے حوالے سے اس روایت کو نقل کرنے میں نقل کرنے والوں میں اختلاف کا تذکرہ

873 - أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ قَالَ سَأَلْنَا عَلِيًّا عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَيُّكُمْ يُطِيقُ ذٰلِكَ قُلْنَا إِنْ لَمْ نُطِقْهُ سَمِعْنَا. قَالَ كَانَ إِذَا كَانَتِ الشَّمْسُ مِنْ هَاهُنَا كَهَيْئَتِهَا مِنْ هَاهُنَا عِنْدَ الْعَصْرِ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ فَإِذَا كَانَتْ مِنْ هَاهُنَا كَهَيْئَتِهَا مِنْ هَاهُنَا عِنْدَ الظُّهْرِ صَلَّى أَرْبَعًا وَيُصَلِّي قَبْلَ الظُّهْرِ أَرْبَعًا وَبَعْدَهَا ثِنْتَيْنِ وَيُصَلِّي قَبْلَ الْعَصْرِ أَرْبَعًا يَفْصِلُ بَيْنَ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ بِتَسْلِيمٍ عَلَى الْمَلَائِكَةِ الْمُقَرَّبِينَ وَالنَّبِيِّينَ وَمَنْ تَبِعَهُمْ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُسْلِمِينَ.

★★ عاصم بن ضمرہ بیان کرتے ہیں ہم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نبی اکرم ﷺ کی نماز کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا: تم میں سے کون اس کی طاقت رکھتا ہے؟ ہم نے عرض کی: ہم اس کی طاقت تو نہیں رکھتے لیکن ہم اس کے بارے میں سن تو سکتے ہیں تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا:

جب سورج اس طرف سے یوں ہوتا تھا جیسے عصر کے وقت اس طرف یوں ہوتا ہے تو نبی اکرم ﷺ اس وقت دو رکعات ادا کیا کرتے تھے پھر جب سورج اس طرف سے یوں ہوتا تھا جو ظہر کے وقت اس طرف یوں ہوتا ہے تو آپ ﷺ اس وقت چار رکعات ادا کیا کرتے تھے آپ ﷺ ظہر سے پہلے چار رکعات ادا کرتے تھے اس کے بعد دو رکعات ادا کرتے تھے عصر سے پہلے چار رکعات ادا کرتے تھے اور ان کے درمیان میں ایک مرتبہ سلام پھیر کر فصل کرتے تھے وہ سلام آپ ﷺ مقرب فرشتوں انبیاء کرام اور ان کی پیروی کرنے والے اہل ایمان اور مسلمانوں پر بھیجا کرتے تھے۔

شرح

اس حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے علامہ ابوالحسن سندھی فرماتے ہیں: حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مراد یہ ہے کہ جب سورج

873-اخرجه الترمذي في الصلاة، باب كيف كان تطوع النبي صلى الله عليه وسلم بالنهار (الحديث 598 و599) . واخرجه النسائي في الامامة، الصلاة قبل العصر و ذكر اختلاف الناقلين عن ابي اسحاق في ذلك (الحديث 874) بنحوه مختصراً . و اخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة، باب ما جاء فيما يستحب من التطوع بالنهار (الحديث 1161) بنحوه مطولاً . تحفة الاشراف (10137) .

مشرق کی سمت میں اتنا ہوتا تھا' جتنا عصر کے وقت مغرب کی سمت میں ہوتا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مراد یہ تھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم چاشت کے وقت دو رکعات نماز ادا کیا کرتے تھے اور زوال سے کچھ پہلے چار رکعات ادا کیا کرتے تھے۔ اس نماز کا نام "نماز اوابین" تھا۔

یہاں فرشتوں پر سلام بھیجنے سے مراد تشہد پڑھنا ہے جیسا کہ اسحاق بن ابراہیم نے یہ بات نقل کی ہے۔

874 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا حُصَيْنُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِىْ اِسْحَاقَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ قَالَ سَاَلْتُ عَلِىَّ بْنَ اَبِىْ طَالِبٍ عَنْ صَلَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِى النَّهَارِ قَبْلَ الْمَكْتُوْبَةِ قَالَ مَنْ يُّطِيْقُ ذٰلِكَ ثُمَّ اَخْبَرَنَا قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّىْ حِيْنَ تَزِيْغُ الشَّمْسُ رَكْعَتَيْنِ وَقَبْلَ نِصْفِ النَّهَارِ اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ يَّجْعَلُ التَّسْلِيْمَ فِىْ اٰخِرِهٖ .

☆☆ عاصم بن ضمرہ بیان کرتے ہیں' میں نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دن کی نماز کے بارے میں دریافت کیا' جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرض سے پہلے ادا کرتے تھے' تو انہوں نے فرمایا: کون اس کی طاقت رکھتا ہے؟ پھر انہوں نے بتایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سورج بلند ہو جانے کے بعد دو رکعات نماز ادا کرتے تھے' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نصف النہار سے پہلے چار رکعات ادا کرتے تھے' ان کے آخر میں سلام پھیرا کرتے تھے۔

874-تقدم في الامامة، الصلاة قبل العصر وذكر اختلاف الناقلين عن ابي اسحاق في ذلك (الحديث 873) .

11 - كِتَابُ الْاِفْتِتَاحِ

(نماز کے) آغاز (کے بارے میں روایات)

امام نسائی نے اس کتاب "(نماز کے) آغاز (کے بارے میں روایات)" میں 89 تراجم ابواب اور 152 روایات نقل کی ہیں' جبکہ مکررات کو حذف کر دیا جائے تو روایات کی تعداد 91 ہوگی۔

1 - باب الْعَمَلِ فِى افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ

باب: نماز کے آغاز کا طریقہ

875 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِىُّ بْنُ عَيَّاشٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِىِّ قَالَ حَدَّثَنِىْ سَالِمٌ ح وَاَخْبَرَنِىْ اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُغِيْرَةِ قَالَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ - هُوَ ابْنُ سَعِيْدٍ - عَنْ شُعَيْبٍ عَنْ مُحَمَّدٍ - وَهُوَ الزُّهْرِىُّ - قَالَ اَخْبَرَنِىْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا افْتَتَحَ التَّكْبِيْرَ فِى الصَّلَاةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حِيْنَ يُكَبِّرُ حَتّٰى يَجْعَلَهُمَا حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ وَاِذَا كَبَّرَ لِلرُّكُوْعِ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ اِذَا قَالَ "سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ ." فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ وَقَالَ "رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ ." وَلَا يَفْعَلُ ذٰلِكَ حِيْنَ يَسْجُدُ وَلَا حِيْنَ يَرْفَعُ رَاْسَهٗ مِنَ السُّجُوْدِ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' مجھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ بات یاد ہے' کہ نماز کے آغاز میں جب آپ نے تکبیر کہی تو آپ نے اپنے دونوں ہاتھوں کو بلند کیا' اُس وقت جب آپ نے تکبیر کہی تھی اور انہیں دونوں کندھوں کے برابر لے آئے' جب آپ نے رکوع میں جانے کے لیے تکبیر کہی تو پھر آپ نے ایسا ہی کیا' پھر آپ نے سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہا تو پھر ایسا ہی کیا' پھر آپ نے رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ پڑھا پھر جب آپ سجدے میں گئے' تو آپ نے ایسا نہیں کیا اور نہ ہی اس وقت ایسا کیا جب آپ نے سجدے سے سر اُٹھایا تھا۔

شرح

نماز کے آغاز میں تکبیر تحریمہ کہنا امام ابوحنیفہ کے نزدیک شرط ہے' جبکہ امام مالک' امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے نزدیک یہ نماز

875-اخرجه البخاري في الاذان، باب الى اين يرفع يديه (الحديث 738) . تحفة الاشراف (6841) .

کارکن ہے۔
جمہور فقہاء نے اسے واجب قرار دیا ہے' جبکہ بعض اہل علم کے نزدیک یہ سنت ہے۔
امام مالک سے یہ روایت نقل کی گئی ہے' اگر کوئی مقتدی تکبیر تحریمہ کہنا بھول جاتا ہے' تو جب وہ رکوع میں جانے کے لیے تکبیر کہے گا' تو یہ تکبیر اس کے لیے تکبیر تحریمہ کی جگہ کفایت کر جائے گی۔
فقہائے حنابلہ اور مالکیہ کے نزدیک نماز کے آغاز میں صرف "اللہ اکبر" کہا جا سکتا ہے۔
امام شافعی اس بات کے قائل ہیں: نماز کے آغاز میں "اللہ الاکبر" بھی کہا جا سکتا ہے۔
اس بارے میں امام ابوحنیفہ کا موقف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کسی بھی ایسے اسم کے ساتھ نماز کا آغاز کیا جا سکتا ہے جو تعظیم پر مشتمل ہو جیسے اللہ عظیم، اللہ کبیر، اللہ جلیل۔

نماز کی شرائط کے احکام

مسئلہ: نماز کی شرائط ہمارے نزدیک سات ہیں:
احداث سے پاک ہونا' انجاس سے پاک ہونا' ستر عورت ہونا' قبلہ کی طرف رخ ہونا' (نماز کا) وقت ہونا' نیت کرنا' تکبیر تحریمہ کہنا۔ (زاہدی)

طہارت اور ستر عورت کے احکام

مسئلہ: نمازی کے جسم' لباس اور نماز ادا کرنے کی جگہ کا نجاست سے پاک ہونا واجب ہے۔ (زاہدی)
مسئلہ: یہ حکم اس وقت ہے جب اتنی نجاست لگی ہوئی ہو کہ نماز کے لیے مانع ہو اور اس نجاست کو دور کرنے میں اس نجاست سے بڑھ کر کوئی خرابی موجود نہ ہو' یہاں تک کہ اگر اس طرح کی صورت حال در پیش ہو جائے کہ لوگوں کے سامنے ستر کھولے بغیر اس نجاست کو دور نہیں کیا جا سکتا تو اس نجاست کے ہمراہ ہی نماز ادا کر لی جائے گی' ایسی صورت میں اگر کوئی شخص نجاست دور کرنے کے لیے لوگوں کے سامنے ستر کھول لیتا ہے' تو فاسق ہو گا۔ (بحر الرائق)
مسئلہ: نجاست میں جسم کے ظاہری حصے کا اعتبار کیا جائے گا' اس لیے اگر کوئی شخص آنکھوں میں کوئی نجس سرمہ لگا لیتا ہے' تو اب اس کے لیے آنکھوں کا دھونا واجب نہیں ہو گا۔ (سراج الوہاج)
مسئلہ: اگر غلیظ نجاست درہم کی مقدار سے زیادہ ہو' تو اسے دھونا فرض ہے اور ایسی نجاست کے ہمراہ نماز ادا کرنا باطل ہے' لیکن اگر وہ درہم کی مقدار کے برابر ہو' تو اسے دھونا واجب ہو گا' اس کے ساتھ نماز ادا کرنا جائز ہو گا اور اگر وہ درہم کی مقدار سے کم ہو' تو اسے دھونا سنت ہو گا۔
مسئلہ: اگر خفیف نجاست ہو اور زیادہ نہ ہو' تو یہ نماز کے جواز میں رکاوٹ نہیں بنتی ہے۔ (مضمرات)

ستر کے احکام

مسئلہ: نماز کے صحیح ہونے کے لیے ستر کو ڈھانپنا شرط ہے' اگر آدمی اس پر قدرت رکھتا ہو۔ (محیط سرخسی)
مسئلہ: مرد کا ستر ناف کے نیچے سے لے کر گھٹنوں کے نیچے تک ہے۔
مسئلہ: ہمارے تینوں آئمہ کے نزدیک مرد کی ناف ستر میں شامل نہیں ہو گی اور تمام فقہاء کے نزدیک گھٹنے ستر میں شامل ہوں گے۔ (محیط سرخسی)
مسئلہ: آزاد عورت کے چہرے' دونوں ہاتھوں اور دونوں پاؤں کے علاوہ پورا جسم ستر ہے' یہ بات متون میں تحریر ہے' عورت کے سر کے بال ستر شمار ہوں گے' جو بال لٹکے ہوئے ہوتے ہیں' ان کے بارے میں دو روایات ہیں' صحیح قول کے مطابق وہ بھی ستر میں شمار ہوں گے۔ (خلاصہ)
مسئلہ: کنیز کا ستر وہی ہے جو مرد کا ستر ہوتا ہے' البتہ اس کا پیٹ اور اس کی پیٹھ بھی ستر میں شامل ہوں گے۔
مسئلہ: کنیز کے حکم میں کنیزوں کی تمام اقسام شامل ہوں گی' جن میں اُم ولد' مدبرہ' مکاتبہ وغیرہ شامل ہیں۔ (تبیین)
مسئلہ: جو لڑکی قریب البلوغ ہو' اگر وہ سر پر کوئی چیز لیے بغیر نماز پڑھ لے تو استحسان کے پیش نظر اس کی نماز درست قرار دی جائے گی۔ (محیط سرخسی)
مسئلہ: نماز پڑھتے ہوئے اپنے ستر کو دوسروں سے چھپانا بالاتفاق فرض ہے' البتہ اپنے آپ سے چھپانا اکثر مشائخ کے نزدیک فرض نہیں ہے' اس لیے اگر کوئی شخص صرف قمیص پہن کر نماز ادا کر لیتا ہے' تہبند یا شلوار نہیں پہنتا اور وہ قمیص ایسی ہو کہ گریبان میں دیکھنے سے ستر نظر نہ آتا ہو' تو اکثر مشائخ کے نزدیک نماز فاسد نہیں ہو گی' اگر کوئی شخص اندھیری جگہ پر برہنہ ہو کر نماز ادا کرتا ہے اور اس کے پاس کپڑا بھی موجود ہو' تو اس بات پر اتفاق ہے کہ اس کی نماز درست نہیں ہو گی۔ (سراج الوہاج)
مسئلہ: ایسے باریک کپڑے کو پہن کر نماز ادا کرنا جس میں سے بدن نظر آتا ہو' ایسی نماز جائز نہیں ہو گی۔ (تبیین)

قابل ستر حصے کا کھل جانا

مسئلہ: قابل ستر حصے میں سے اگر تھوڑا سا حصہ کھول جائے تو وہ معاف ہے' کیونکہ اگر معاف نہ کیا جائے تو اس میں حرج پایا جائے گا' لیکن اگر زیادہ حصہ کھل جائے تو پھر وہ معاف نہیں ہو گا' کیونکہ اس میں حرج بھی نہیں ہو گا اور تھوڑے حصے سے مراد چوتھائی حصے یا اس سے کم حصے کا کھل جانا ہے۔ (محیط)
مسئلہ: اگر کسی شخص کا نماز کے دوران ستر کھل جاتا ہے اور وہ کسی توقف کے بغیر اسی وقت چھپا لیتا ہے' تو اس بات پر اتفاق ہے کہ اس کی نماز جائز ہو گی' لیکن اگر کوئی شخص کھلے ہوئے ستر کے ساتھ ایک رکن ادا کر لیتا ہے' تو اس بات پر اتفاق ہے کہ اس کی نماز فاسد ہو جائے گی' اسی طرح اگر وہ شخص کھلے ہوئے ستر کے ساتھ اتنی دیر ٹھہرا رہتا ہے' جتنی دیر میں کوئی رکن ادا ہوتا ہے' تو امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک نماز فاسد ہو جائے گی اور امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک نماز فاسد نہیں ہو گی' البتہ اس مسئلے کے حوالے سے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے کوئی تصریح منقول نہیں ہے۔ (شرح نقایہ از الشیخ ابو المکارم)

مسئلہ: کوئی کنیز اوڑھنی (یعنی سر کی چادر) کے بغیر نماز ادا کر رہی تھی اور نماز کے دوران ہی وہ آزاد ہو گئی تو اگر وہ اسی وقت تھوڑے عمل کے ذریعے سر پر چادر نہیں لیتی تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ (محیط سرخسی)

مسئلہ: تھوڑے عمل سے مراد یہ ہے کہ ایک ہاتھ کے ذریعے وہ عمل کیا جائے۔ (سراج الوہاج)

مسئلہ: جس شخص کو جسم ڈھانپنے کے لیے کوئی کپڑا نہیں ملتا' وہ بیٹھ کر نماز ادا کرے گا اور اشارے کے ساتھ رکوع اور سجدہ کرے گا' اگر وہ کھڑا ہو کر نماز ادا کرتا ہے' تو رکوع اور سجدہ کرے گا' تاہم پہلا طریقہ افضل ہے۔ (کافی)

مسئلہ: اس بارے میں دن اور رات' گھر اور جنگل سب کا حکم برابر ہے۔ (بحر الرائق)

مسئلہ: اسی طرح کسی شخص کے پاس کپڑا موجود نہیں تھا اور اس کے پاس کوئی ایسا شخص موجود تھا' جس کے پاس لباس ہو تو وہ برہنہ نماز ادا کرے گا اور اگر کسی کو نماز کے درمیان کپڑا مل جاتا ہے' تو وہ از سر نو نماز ادا کرے گا۔ (تاتارخانیہ)

مسئلہ: اسی طرح اگر کپڑا ملنے کی اُمید ہو' تو نماز کو اس وقت تک مؤخر کر دے گا جب تک اس کے فوت ہونے کا اندیشہ نہ ہو' یہ بالکل اسی طرح ہے جیسے اگر کسی شخص کو نماز ادا کرنے کے لیے پاک جگہ نہیں ملتی' لیکن پاک جگہ ملنے کی اُمید ہو' تو وہ اتنی دیر تک مؤخر کرے گا کہ نماز کے فوت ہونے کا اندیشہ نہ ہو۔ (قنیہ)

مسئلہ: اگر مرد ریشمی کپڑا پہن کر نماز پڑھتا ہے' تو اس کی نماز جائز نہیں ہوگی' البتہ اگر اس ریشمی کپڑے کے علاوہ اور کوئی کپڑا نہ ہو' تو پھر برہنہ پڑھنے کی بجائے وہی کپڑا پہن کر نماز پڑھ لی جائے گی۔ (فتح القدیر)

مسئلہ: مرد کے لیے یہ بات مستحب ہے کہ وہ تین کپڑے پہن کر نماز ادا کرے' ازار (یعنی تہبند' شلوار یا پاجامہ)' قمیص' عمامہ' البتہ اگر مرد ایک ہی کپڑے کے ذریعے پورا جسم ڈھانپ کر نماز پڑھ لیتا ہے' تو کسی کراہت کے بغیر جائز ہوگا' اسی طرح اگر صرف ازار (یعنی پاجامہ' شلوار یا تہبند) پہن کر پڑھ لیتا ہے' تو یہ بھی جائز ہوگا' لیکن ایسا کرنا مکروہ ہوگا۔

مسئلہ: عورت کے لیے بھی یہ بات مستحب ہے کہ وہ تین کپڑے پہن کر نماز ادا کرے' قمیص' ازار (یعنی شلوار' پاجامہ یا تہبند) اور سر پر لینے والی چادر۔ (خلاصہ)

ستر ڈھانپنے والے کپڑے کے پاک ہونے کے احکام

مسئلہ: اگر کسی شخص کو کوئی ایسا کپڑا ملتا ہے' جس کا چوتھائی حصہ پاک تھا اور پھر وہ برہنہ ہو کر نماز ادا کر لیتا ہے' تو یہ جائز نہیں ہوگا' لیکن اگر ایسی صورتِ حال ہو کہ کپڑا چوتھائی حصے سے کم پاک تھا' یا پورے کا پورا نجس تھا تو اب آدمی کو اختیار ہوگا' اگر وہ چاہے' تو بیٹھ کر برہنہ ہو کر اشارے کے ساتھ نماز ادا کرے' یا اس کپڑے کو پہن کر رکوع اور سجدے کے ساتھ نماز ادا کرے اور یہی افضل ہے۔ (کافی)

مسئلہ: اسی طرح اگر کسی کو مردار جانور کی کھال ملتی ہے' جس کی دباغت نہیں ہوئی تھی اور اس کھال کے علاوہ ستر ڈھانپنے کے لیے اور کوئی بھی چیز نہیں ہے' تو اس کھال کے ذریعے ستر کو ڈھانپنا جائز نہیں ہوگا اور اسے پہن کر نماز پڑھنا جائز نہیں ہوگا۔

(سراج الوہاج)

مسئلہ: اگر دو مختلف قسم کے کپڑے مل جاتے ہیں' جن میں سے ہر ایک میں درہم کی مقدار سے زیادہ نجاست لگی ہوئی ہے تو بہتر یہ ہے کہ وہ کپڑا پہن کر نماز ادا کرے' جس میں دونوں میں سے کم نجاست لگی ہوئی ہو۔ (خلاصہ)

مسئلہ: اس بارے میں اصول یہ ہے کہ جب کوئی شخص دو مختلف طرح کی مصیبتوں میں مبتلا ہو جائے اور وہ دونوں برابر کی حیثیت رکھتے ہیں' تو پھر آدمی کو اختیار ہے کہ ان میں سے کسی بھی ایک کو اختیار کرے' لیکن اگر ان دونوں میں کچھ اختلاف ہو' تو آسان کو اختیار کرنا چاہیے۔ (بحر الرائق)

مسئلہ: اگر کسی شخص کے کپڑے پر غلیظ نجاست درہم کی مقدار سے زیادہ لگی ہوئی تھی اور اسے یہ نہیں پتہ چل سکا کہ یہ کب لگی تھی؟ تو اس بات پر اتفاق ہے کہ وہ سابقہ کسی بھی نماز کا اعادہ نہیں کرے گا' یہی قول صحیح ہے۔ (محیط سرخسی' جوہرہ نیرہ)

قبلہ کی طرف رخ کرنا

مسئلہ: فرض اور نفل نماز' سجدۂ تلاوت اور نمازِ جنازہ قبلہ کی طرف رخ کیے بغیر ادا نہیں کیے جا سکتے۔ (سراج الوہاج)

مسئلہ: فقہاء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ مکہ میں رہنے والے شخص کا عین خانہ کعبہ کی طرف رخ کرنا لازم ہے۔ (قاضی خان) اس میں اس حوالے سے کوئی فرق نہیں ہوگا کہ نماز ادا کرنے والے شخص اور خانہ کعبہ کے درمیان کوئی دیوار حائل ہے یا نہیں ہے۔ (تبیین)

مسئلہ: یہاں تک کہ مکہ میں رہنے والا کوئی شخص اگر اپنے گھر میں نماز ادا کرتا ہے' تو وہ اس طرح ادا کرے گا کہ اگر درمیان میں سے دیواروں اور رکاوٹوں کو ہٹا دیا جائے تو خانہ کعبہ کا کوئی نہ کوئی جز اس کے منہ کے عین سامنے ہونا چاہیے۔ (کافی)

مسئلہ: تاہم اگر کوئی شخص صرف حطیم کی طرف رخ کر کے نماز ادا کرلے تو نماز جائز نہیں ہوگی۔ (محیط)

جہتِ قبلہ کا حکم

مسئلہ: جو شخص مکہ سے باہر رہتا ہو' تو اس کا قبلہ خانہ کعبہ کی جہت ہوگی' اکثر مشائخ اسی بات کے قائل ہیں۔ (تبیین)

مسئلہ: خانہ کعبہ کی جہت مختلف شہروں میں بنی ہوئی محرابوں کے ذریعے پتہ چل سکتی ہے جو صحابہ کرام اور تابعین نے بنوائی تھیں اس لیے ہم پر ان کی پیروی کرنا واجب ہے' اگر کسی بستی میں ایسی کوئی عمارت نہ ہو' تو وہاں کے لوگوں سے سمتِ قبلہ معلوم کی جائے گی' جبکہ دریاؤں اور جنگلات (یعنی ویرانوں) میں ستاروں کی مدد سے قبلہ کی سمت معلوم کی جائے گی۔ (قاضی خان)

مسئلہ: (مکہ کے باہر کے علاقوں کے رہنے والوں کے لیے) خانہ کعبہ کی جہت کی طرف منہ کرنے کا اعتبار ہوگا' عمارت کا اعتبار نہیں ہوگا۔

مسئلہ: (اسی اصول کی بنیاد پر یہ کہا جاتا ہے کہ) گہرے کنویں' پہاڑ پر' اونچے ٹیلے پر اور خانہ کعبہ کی چھت پر نماز ادا کرنا جائز ہے' کیونکہ خانہ کعبہ کے عین اوپر ساتویں آسمان تک اور عین نیچے ساتویں زمین تک جہتِ قبلہ شمار ہوگی۔ (مضمرات)

مسئلہ: اگر کوئی شخص خانہ کعبہ کے اندر یا اس کی چھت پر نماز ادا کرتا ہے' وہ جس طرف بھی منہ کر کے نماز پڑھے گا' نماز جائز ہوگی' اگر کوئی شخص خانہ کعبہ کی دیوار پر کھڑا ہو کر نماز پڑھتا ہے' تو اب اس کا رخ قبلہ کی چھت کی طرف ہونا چاہیے' ورنہ نماز جائز

نہیں ہوگی۔(محیط)

مسئلہ: اگر کوئی بیمار صاحب فراش ہے اور قبلہ کی طرف رخ نہیں کرسکتا اور اس کے پاس کوئی ایسا شخص بھی موجود نہیں ہے جو اس کا رخ قبلہ کی طرف کرواسکے تو وہ جدھر جی چاہے اُدھر منہ کر کے نماز ادا کرلے (بلکہ جدھر آسانی ہو اُدھر منہ کر کے نماز ادا کر لے)۔(خلاصہ)

مسئلہ: اسی طرح منہ پھیرنے والا شخص موجود ہے لیکن منہ پھیرنے کے نتیجے میں بیمار کو نقصان ہوگا تو بھی یہی حکم ہوگا۔ (ظہیریہ)

مسئلہ: اسی طرح اگر کسی شخص کو قبلہ کی طرف رخ کرنے میں کسی قسم کے نقصان کا خوف ہو تو جس جہت کی طرف بھی منہ کر کے وہ نماز ادا کرسکتا ہو اسی طرف منہ کر کے نماز ادا کرلے گا۔(ہدایہ)

مسئلہ: خواہ یہ اندیشہ دشمن کا خوف ہو کسی درندے کا ہو یا چور کا ہو اسی طرح اگر کوئی شخص دریا میں لکڑی پر تیر رہا ہو اور اسے یہ اندیشہ ہو کہ اگر قبلہ کی طرف رخ کیا تو ڈوب جائے گا تو بھی یہی حکم ہے۔(تبیین)

مسئلہ: اگر کوئی شخص کسی عذر کے ساتھ کوئی فرض نماز یا عذر کے بغیر نفل نماز سواری پر بیٹھ کر ادا کر رہا ہو تو اس کے لیے یہ جائز ہے کہ سواری کا رخ جس بھی سمت میں ہو اُدھر ہی منہ کر کے نماز ادا کرلے۔(منیۃ المصلی)

مسئلہ: کشتی میں نماز ادا کرنے والے شخص کے لیے یہ حکم ہے کہ وہ فرض یا نفل نماز قبلہ کی طرف رخ کر کے ادا کرے گا' کشتی میں یہ حکم نہیں ہے کہ اس کا رخ جس سمت میں بھی ہے' اُدھر ہی منہ کر کے نماز ادا کرلی جائے۔(خلاصہ)

مسئلہ: یہاں تک کہ اگر کشتی گھوم جاتی ہے اور وہ شخص نماز ادا کر رہا ہو تو کشتی کے گھومنے کے ساتھ ہی وہ نماز کے دوران ہی وہ قبلہ کی طرف منہ کرلے گا۔(شرح منیۃ المصلی از ابن امیر الحاج)

سمتِ قبلہ مشتبہ ہونا

مسئلہ: اگر قبلہ کے بارے میں شبہ ہو جاتا ہے اور کوئی ایسا شخص سامنے موجود نہیں جس سے اس کے بارے میں پوچھا جا سکے تو خود اندازہ لگا کر قبلہ مقرر کر کے اس کی طرف منہ کر کے نماز ادا کرلی جائے گی۔(ہدایہ)

مسئلہ: اگر نماز ادا کرلینے کے بعد پتہ چلتا ہے کہ اس کا گمان غلط تھا تو اب وہ اس نماز کو دوبارہ ادا نہیں کرے گا لیکن اگر نماز کے دوران پتہ چل جاتا ہے' تو پھر وہ نماز کے دوران ہی قبلہ کی طرف منہ کرلے گا اور باقی نماز قبلہ کی طرف منہ کر کے ادا کرے گا۔(زاہدی)

مسئلہ: لیکن اگر کوئی ایسا شخص ساتھ موجود ہو' جس سے قبلہ کے بارے میں پتہ کیا جاسکتا ہو تو اب اپنے اندازے کے ساتھ کسی طرف رخ کر کے نماز ادا کرنا جائز نہیں ہوگا۔(تبیین)

مسئلہ: اس طرح کی صورتِ حال میں اگر اس شخص سے پوچھے بغیر اپنے اندازے کے ساتھ نماز ادا کرلی تو اگر قبلہ کی طرف رخ کر کے ادا کی تھی تو نماز درست ہوگی اور اگر قبلہ کی طرف رخ کر کے ادا نہیں کی تھی تو نماز درست نہیں ہوگی۔(منیۃ المصلی' شرح طحاوی)

مسئلہ: کسی شخص کے پاس ہونے کی حد یہ ہے کہ اگر بلند آواز میں اسے پکارا جائے تو وہ شخص یہ بات سن لے۔(جوہرہ نیرہ)

مسئلہ: اگر کوئی شخص ویرانے میں سفر کر رہا تھا' اسے قبلہ کی سمت کے بارے میں شبہ ہو گیا' دو آدمیوں نے اسے اطلاع دی کہ قبلہ فلاں طرف ہے' تو اگر وہ دونوں بھی مسافر ہوں تو پھر ان کے قول پر توجہ نہیں دی جائے گی' لیکن اگر وہ اس جگہ کے رہنے والے ہوں تو اگر ان کا قول مانے بغیر نماز ادا کرلی تو یہ درست نہیں ہوگا۔(خلاصہ)

مسئلہ: ایک شخص نے اپنے اندازے کے ذریعے ایک سمت کو قبلہ تصور کیا' لیکن بعد میں دوسری سمت کی طرف رخ کر کے نماز ادا کرلی تو اب اس پر لازم ہوگا کہ وہ اس نماز کو دوبارہ ادا کرے' اگرچہ دوسری طرف ادا کی جانے والی نماز قبلہ کی طرف رخ کر کے ہی ادا کی گئی ہو۔(منیۃ المصلی)

مسئلہ: اسی طرح کی صورتِ حال میں کسی شخص نے کسی ایک سمت میں رخ کر کے نماز ادا کرنا شروع کی' نماز کے دوران اسے شک ہو گیا کہ شاید قبلہ اس طرف نہیں ہے' تو وہ اسی طرح نماز ادا کرتا رہے گا' لیکن جب اسے یقین ہو جائے کہ قبلہ اس طرف نہیں ہے' تو پھر وہ دوبارہ نماز ادا کرے گا' ایک شخص ویرانے میں قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز ادا کر رہا تھا' اس کے پیچھے آ کر ایک دوسرے شخص نے اندازہ لگائے بغیر محض امام کی اقتداء میں اسی طرف رخ کر کے نماز ادا کرلی تو اگر امام نے قبلہ کی طرف رخ کر کے ہی نماز ادا کی تھی تو دونوں کی نماز ہو جائے گی ورنہ امام کی نماز ہوگی اور مقتدی کی نہ ہوگی۔(خلاصہ)

نیت کے احکام

مسئلہ: نیت سے مراد نماز میں داخل ہونے کا ارادہ ہے اور اس کے لیے یہ بات شرط ہے کہ انسان کے ذہن میں یہ بات ہو کہ وہ کون سی نماز ادا کر رہا ہے اور اس کی صورت یہ ہوگی کہ اگر اس سے پوچھا جائے کہ تم کون سی نماز پڑھنے لگے ہو؟ تو وہ سوچے سمجھے بغیر فوراً جواب دیدے' اگر وہ تامل کیے بغیر جواب نہیں دے سکتا تو نماز جائز نہیں ہوگی' اس بارے میں زبان سے الفاظ ادا کرنے کا کوئی اعتبار نہیں ہوگا' اگر کوئی شخص زبان کے ساتھ الفاظ استعمال کرلیتا ہے' اور وہ دل کے ارادے کے ساتھ اکٹھے ہو جائیں تو بہتر ہے۔(کافی)

مسئلہ: لیکن جس شخص کا ذہن منتشر ہو اس کے لیے زبان سے کہنا کافی ہوگا۔(زاہدی)

مسئلہ: نفل' سنت اور تراویح کے لیے محض نیت کرلینا کافی ہے۔(تبیین)

مسئلہ: نماز تراویح ادا کرتے وقت تراویح یا اس وقت کی سنت یا رات کے نوافل کی نیت کرے۔(منیۃ المصلی)

مسئلہ: سنت ادا کرتے ہوئے احتیاط یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی پیروی میں نماز ادا کرنے کی نیت کرے۔(ذخیرہ)

مسئلہ: اس بات پر اتفاق ہے کہ فرض اور واجب نماز صرف نماز کی نیت کرنے سے جائز نہیں ہوتی ہیں۔(غیاثیہ)

مسئلہ: اس کے دل میں یہ یقین ہونا چاہیے کہ وہ آج کے دن کی ہی ظہر یا آج کے دن کی ہی عصر یا اس وقت کی فرض نماز ادا کر رہا ہے۔

مسئلہ: نماز جنازہ میں یہ نیت کی جائے گی کہ نماز اللہ تعالیٰ کے لیے ہے اور دعا اس میت کے لیے ہے۔

مسئلہ: عید کی نماز میں نماز عید کی اور وتر کی نماز میں وتر کی نماز کی نیت کی جائے گی۔ (زاہدی)

مسئلہ: وتر کی نماز میں یہ نیت نہیں کی جائے گی کہ یہ واجب ہے کیونکہ اس کے وجوب میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ (تبیین)

مسئلہ: اس طرح نذر کی نماز ادا کرتے ہوئے اور طواف کے بعد کی دو رکعات ادا کرتے ہوئے تعیین شرط ہے۔ (بحرالرائق)

مسئلہ: رکعات کی تعداد کی نیت شرط نہیں ہے۔ (شرح الوقایہ)

مسئلہ: اس لیے اگر کوئی شخص پانچ رکعات کی نیت کرتا ہے اور چار رکعات کے بعد بیٹھ جاتا ہے' تو یہ جائز ہوگا اور پانچویں رکعت کی نیت لغو شمار ہوگی۔ (شرح منیۃ المصلی از ابن امیر الحاج)

مسئلہ: نیت کرتے وقت کعبہ کی طرف رخ کرنا شرط نہیں ہے' یہی قول صحیح ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔ (مضمرات)

مسئلہ: قضاء نماز ادا کرتے وقت بھی تعیین شرط ہے۔ (فتح القدیر)

مسئلہ: دل میں ظہر کی نیت کی تھی اور زبان سے عصر نکل گیا تو یہ جائز ہوگا۔ (قنیہ)

مسئلہ: تنہا نماز ادا کرنے والے شخص کو تین چیزوں کی نیت ضرور کرنی چاہیے' ایک یہ کہ وہ اللہ تعالیٰ کے لیے نماز پڑھ رہا ہے' دوسرا اس بات کا تعین کر لے کہ وہ کون سی نماز پڑھ رہا ہے؟ اور تیسرا قبلہ کی طرف رخ کرنے کی نیت کر لے' تاکہ سب کے نزدیک نماز جائز ہو جائے۔ (خلاصہ)

مسئلہ: امام کی نیت بھی وہی ہوگی جو تنہا نماز ادا کرنے والے کی ہوتی ہے' اس کے لیے امامت کی نیت کرنا شرط نہیں ہے' یہاں تک کہ اگر کوئی شخص یہ نیت کرے کہ میں فلاں شخص کی امامت نہیں کروں گا اور وہ شخص اس کے پیچھے آ کر نماز ادا کر لے تو نماز جائز ہوگی۔ (قاضی خان)

مسئلہ: البتہ مقتدی امام کی اقتداء کرنے کی بھی نیت کرے گا' کیونکہ نیت کے بغیر اقتداء درست نہیں ہوگی۔ (قاضی خان)

مسئلہ: اگر مقتدی یہی نیت کرتا ہے کہ میں وہی نماز شروع کر رہا ہوں جو امام پڑھ رہا ہے یا میں امام کی نماز کی پیروی کر رہا ہوں تو یہ بھی جائز ہے۔ (معراج الدرایہ)

مسئلہ: اس بات پر فقہاء کا اتفاق ہے کہ نیت نماز کے آغاز میں نماز کے ساتھ ہی ہونی چاہیے۔ (قاضی خان)

مسئلہ: ریاکاری کا فرض نماز کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ (خلاصہ)

مسئلہ: اگر کوئی شخص صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے فرض نماز پڑھنا شروع کرتا ہے اور پھر اس کے دل میں ریا داخل ہو جاتی ہے' تو اس کی نماز اسی طرح ادا ہوگی جس طرح شروع کی تھی' ریاکاری سے مراد یہ ہوتی ہے کہ جب آدمی اکیلا ہو' تو نماز ادا نہ کرے اور جب لوگوں کے سامنے ہو' تو ان کو دکھانے کے لیے نماز ادا کرے' لیکن جو شخص لوگوں کے سامنے اچھی طرح سے نماز ادا کرتا ہے اور اکیلے میں اچھی طرح سے نماز ادا نہیں کرتا ہے' تو اسے نماز پڑھنے کا ثواب مل جائے گا' اچھی طرح سے نماز پڑھنے کا ثواب نہیں ملے گا۔ (مضمرات)

•••———•••———•••

2 - باب رَفْعِ الْيَدَيْنِ قَبْلَ التَّكْبِيرِ

باب: تکبیر کہنے سے پہلے رفع یدین کرنا

876 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِىْ سَالِمٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ اِلَى الصَّلَاةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى تَكُوْنَا حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ ثُمَّ يُكَبِّرُ - قَالَ - وَكَانَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ حِيْنَ يُكَبِّرُ لِلرُّكُوْعِ وَيَفْعَلُ ذٰلِكَ حِيْنَ يَرْفَعُ رَاْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ وَيَقُوْلُ "سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ ." وَلَا يَفْعَلُ ذٰلِكَ فِى السُّجُوْدِ .

★★ سالم' حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: مجھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ بات یاد ہے' کہ جب آپ نماز پڑھنے کے لیے کھڑے ہوئے' تو آپ نے رفع یدین کیا' یہاں تک کہ دونوں ہاتھ کندھوں تک اُٹھائے' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تکبیر کہی۔ راوی کہتے ہیں' کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب رکوع میں جانے کے لیے تکبیر کہی تو بھی ایسا ہی کیا' جب آپ نے رکوع سے سر اُٹھایا تو بھی ایسا ہی کیا' پھر آپ نے سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہا' لیکن آپ نے سجدے میں (یعنی دونوں سجدوں کے دوران) ایسا نہیں کیا۔

شرح

نماز کا طریقہ

نماز کے فرائض

مسئلہ: نماز کا ایک فرض تکبیر تحریمہ ہے اور یہ ہمارے نزدیک شرط ہے' اگر کوئی شخص فرض نماز کے لیے تکبیر تحریمہ کہہ دیتا ہے' تو اب اسے اختیار ہوگا کہ وہ اس کے ذریعے نفل ادا کر لے۔ (ہدایہ) تاہم ایسا کرنا مکروہ ہوگا' کیونکہ فرض سے باہر جانے کا جو شروع طریقہ تھا' اس شخص نے اسے ترک کر دیا ہے۔

مسئلہ: اس بات پر اتفاق ہے کہ ایک فرض کی تکبیر تحریمہ کے ذریعے دوسرا فرض ادا نہیں کیا جا سکتا' اسی طرح نفل کی تکبیر تحریمہ کے ذریعے فرض نماز ادا نہیں کی جا سکتی۔ (سراج الوہاج)

مسئلہ: تکبیر تحریمہ کہنے کے وقت انسان کے جسم پر نجاست لگی ہوئی تھی' تکبیر تحریمہ کے کہنے کے ساتھ ہی اسے صاف کر دیا یا ستر کھلا ہوا تھا' ساتھ ہی اسے ڈھانپ لیا یا زوال کا وقت ہونے والا تھا' تکبیر تحریمہ کہنے کے ساتھ ہی زوال کا وقت ہو گیا یا تکبیر تحریمہ کہنے سے پہلے قبلہ کی طرف رخ نہیں تھا اور کہنے کے فوراً بعد قبلہ کی طرف رخ کر لیا تو یہ نماز جائز ہوگی۔ (بحرالرائق)

مسئلہ: اگر نماز کو سبحان اللہ یا لا الٰہ الا اللہ کے ذریعے شروع کرے تو صحیح ہے' تاہم زیادہ بہتر یہ ہے کہ تکبیر کہہ کر شروع کیا

876-اخرجه مسلم في الصلاة، باب استحباب رفع اليدين حذو المنكبين مع تكبيرة الاحرام و الركوع و في الرفع من الركوع و انه لا يفعله اذا رفع من السجود (الحديث 23) . والحديث عند: البخاري في الاذان، باب رفع اليدين اذا كبر و اذا ركع واذا رفع (الحديث 736) . تحفة الاشراف (6979) .

جائے۔ (تبیین)

مسئلہ: تکبیر کے بغیر نماز شروع کرنے کے بارے میں مشائخ میں اختلاف پایا جاتا ہے' بعض حضرات نے اسے مکروہ قرار دیا ہے اور یہی قول صحیح ہے۔ (ذخیرہ' محیط' ظہیریہ)

مسئلہ: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اصول یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے وہ اسماء جو صرف تعظیم کے لیے ہیں' ان سے نماز کا آغاز کرنا جائز ہے' جیسے اللّٰہ' الٰہ' سبحان اللّٰہ' لا الٰہ الا اللّٰہ۔ (تبیین)

مسئلہ: الحمد للّٰہ اور تبارک اللّٰہ کا بھی یہی حکم ہے۔ (محیط)

مسئلہ: اسی طرح اگر اللّٰہ اجل یا اللّٰہ اعظم یا الرحمٰن اکبر کہا تو امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جائز ہوگا' لیکن اگر اللہ تعالیٰ کا اسم صفت ذکر کیا جاتا ہے اور اسم ذات ذکر نہیں کیا جاتا تو اس بات پر اتفاق ہے کہ نماز درست نہیں ہوگی۔ (جوہرہ نیرہ' سراج الوہاج)

مسئلہ: اگر آغاز میں اللّٰھم کہہ دیا تو نماز شروع ہوگی۔ (خلاصہ' قاضی خان)

مسئلہ: اگر صرف اللہ تعالیٰ کا نام ذکر کیا اور صفت کا تذکرہ نہ کیا جیسے اللّٰہ کہہ دیا یا الرحمٰن کہہ یا یا رب کہہ دیا اور مزید کچھ نہ کہا تو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نماز شروع ہو جائے گی۔ (تبیین)

مسئلہ: پھر اس بارے میں فقہاء کا اختلاف پایا جاتا ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک صرف ان اسماء کے ذریعے نماز شروع کی جاسکتی ہے جو اسماء اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ مخصوص ہیں' جن اسماء میں مشترک ہونے کا مفہوم پایا جاتا ہے' ان کے ذریعے نماز شروع نہیں کی جاسکتی' تاہم صحیح قول یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہر اسم کے ذریعے نماز شروع ہو جاتی ہے' یہ بات کرخی نے بھی ذکر کی ہے اور مرغینانی نے بھی اسی پر فتویٰ دیا ہے۔ (زاہدی)

مسئلہ: اگر کوئی شخص یہ کہتا ہے کہ اللّٰھم اغفرلی (اے اللہ! تو میری مغفرت کردے) تو اس کی نماز شروع تصور نہیں ہوگی' کیونکہ یہاں خالص تعظیم نہیں پائی جاتی بلکہ بندے کی ضرورت بھی ساتھ ملی ہوئی ہے۔ (محیط سرخسی)

مسئلہ: اسی طرح استغفر اللّٰہ' اعوذ باللّٰہ' انا للّٰہ' لاحول ولا قوۃ الا باللّٰہ' ماشاء اللّٰہ کہا تو نماز شروع نہیں ہو گی۔ (محیط)

مسئلہ: اگر تعجب کے اظہار کے طور پر اللّٰہ اکبر کہا اور تعظیم کا ارادہ نہیں کیا یا مؤذن کے جواب میں اللّٰہ اکبر کہا تو اس کے ذریعے نماز شروع نہیں ہوگی' اگرچہ نماز کی نیت کر چکا ہو۔ (تاتارخانیہ)

مسئلہ: اگر بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم پڑھ لی تو نماز شروع نہیں ہوگی۔ (تبیین)

مسئلہ: نماز اس وقت شروع شمار ہوگی' جب کھڑے ہو کر تکبیر کہی جائے یا ایسی حالت میں کہی جائے کہ جب انسان رکوع کی بہ نسبت قیام کے قریب ہو۔ (زاہدی)

مسئلہ: اگر کوئی شخص بیٹھ کر تکبیر کہہ دے اور پھر کھڑا ہو جائے تو نماز شروع نہیں ہوگی' البتہ نفل کا حکم مختلف ہے کیونکہ اگر آدمی

کو قیام کی قدرت ہو' پھر بھی وہ بیٹھ کر نفل شروع کرسکتا ہے۔ (محیط سرخسی)

مسئلہ: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مقتدی کو امام کی تحریمہ کے ساتھ ہی تکبیر تحریمہ کہہ دینی چاہیے' جبکہ امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مقتدی کو امام کے تکبیر تحریمہ کہنے کے بعد تکبیر تحریمہ کہنی چاہیے اور فتویٰ ان دونوں کے قول پر ہے۔

مسئلہ: مقتدی نے امام کو رکوع میں پایا اور لفظ اللّٰہ قیام کی حالت میں کہا اور لفظ اکبر رکوع میں جاکر کہا تو نماز شروع نہیں ہو گی۔

مسئلہ: اگر مقتدی نے امام کو رکوع میں پایا اور کھڑے ہو کر تکبیر کہی' لیکن ارادہ یہ کیا کہ رکوع کی تکبیر کہہ رہا ہے' تو بھی نماز جائز ہوگی اور نیت لغو ہو جائے گی۔

مسئلہ: ان میں سے ایک فرض' قیام کرنا ہے' فرض اور وتر کی نماز میں قیام فرض ہے۔ (جوہرہ نیرہ' سراج الوہاج)

مسئلہ: اتنی تھوڑی سی دیر کے لیے کھڑے ہونا جسے قیام کہا جاسکتا ہو' اس کے ذریعے یہ فرض ادا ہو جاتا ہے۔ (کافی)

مسئلہ: کھڑے ہونے کا طریقہ یہ ہوگا کہ اگر کوئی شخص اپنے ہاتھ لمبے کرے تو وہ گھٹنوں تک نہ پہنچ سکیں اور کسی عذر کے بغیر ایک پاؤں پہ کھڑے ہونا مکروہ ہے' البتہ نماز جائز ہوگی' البتہ عذر ہو تو مکروہ نہیں ہوگا۔ (جوہرہ نیرہ' سراج الوہاج)

مسئلہ: ان میں سے ایک فرض' قرأت کرنا ہے' یہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک فرض ہے اور ایک آیت کی تلاوت کے ذریعے ادا ہو جاتا ہے خواہ وہ آیت چھوٹی ہو۔ (محیط' خلاصہ)

مسئلہ: یہی قول صحیح ہے۔ (تاتارخانیہ)

مسئلہ: تاہم صرف ایک چھوٹی آیت کی تلاوت پر اکتفاء کرنے والا گناہگار ہوگا۔ (وقایہ)

مسئلہ: پھر امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جب کوئی شخص چھوٹی آیت تلاوت کردے جو چند کلمات پر یا دو کلمات پر مشتمل ہو' جیسے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

ثُمَّ قُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ۝ ثُمَّ نَظَرَ ۝ (المدثر: ۲۰-۲۱)

تو اس کے جواز میں مشائخ کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے۔

مسئلہ: لیکن اگر کوئی شخص کوئی ایسی آیت تلاوت کرتا ہے جو صرف ایک کلمے پر مشتمل ہو' جیسے لفظ مدھامتان' یا کوئی آیت ایک حرف پر مشتمل ہو' جیسے ص' ن' ق۔

مسئلہ: تو اس مسئلے کے بارے میں فقہاء کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے' صحیح یہ ہے کہ ایسا کرنا جائز نہیں ہے۔

(شرح مجمع از ابن الملک' ظہیریہ' سراج الوہاج' فتح القدیر)

مسئلہ: جب کوئی شخص دو رکعات میں ایک طویل آیت کی تلاوت کرے' جیسے آیۃ الکرسی یا قرض کے لین دین سے متعلق (سورۃ البقرہ کی آیت) اس کا کچھ حصہ ایک رکعت میں پڑھ لے' باقی حصہ دوسری رکعت میں پڑھ لے تو تمام فقہاء کے نزدیک ایسا کرنا جائز ہے۔ (محیط)

مسئلہ: یہی قول صحیح ہے۔ (کافی منیۃ المصلی)

مسئلہ: جہاں تک قرأت کی حد کا تعلق ہے تو ہم یہ کہتے ہیں کہ حروف کو صحیح ادا کرنا ایک ایسا حکم ہے جو بہت ضروری ہے اگر کوئی شخص حروف زبان کے ذریعے صحیح ادا کرتا ہے لیکن اسے خود اس کی آواز نہیں آتی تو یہ جائز نہیں ہوگا' عام مشائخ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔ (محیط)

مسئلہ: یہی قول مختار ہے۔ (سراجیہ) یہی صحیح ہے۔ (نقایہ)

مسئلہ: ذبح کرتے وقت تسمیہ پڑھنے' قسم اُٹھاتے وقت استثناء کرنے' طلاق دینے' غلام آزاد کرنے' ایلاء کرنے اور خرید و فروخت میں بھی اس اصول کے مطابق حکم بیان کیا جائے گا۔

مسئلہ: خواہ وہ دو رکعات والی نماز ہو' تین رکعات والی ہو یا چار رکعات والی ہو' خواہ یہ دونوں رکعات پہلی دو رکعات ہوں' آخر والی دو ہوں یا دو مختلف رکعات ہوں۔ (شرح نقایہ از شیخ ابوالمکارم)

مسئلہ: یہاں تک کہ اگر کوئی شخص ان میں سے کسی ایک رکعت میں بھی قرأت نہیں کرتا یا ایک رکعت میں قرأت کر لیتا ہے تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ (شمنی شرح نقایہ)

مسئلہ: وتر اور نوافل کی تمام رکعات میں قرأت کی جائے گی۔ (محیط)

مسئلہ: اگر کوئی شخص نیند کے دوران قرأت کر لیتا ہے' تو صحیح قول کے مطابق یہ جائز نہیں ہوگا۔ (ظہیریہ)

مسئلہ: کسی عذر کے بغیر فارسی میں تلاوت کرنا جائز نہیں ہوگا' یہ حکم امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ہے اور اسی کے مطابق فتویٰ دیا جاتا ہے۔ (شرح نقایہ از الشیخ ابوالمکارم)

مسئلہ: جبکہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک فارسی یا کسی بھی زبان میں تلاوت کرنا جائز ہوگا' یہی قول صحیح ہے' تاہم ایک روایت کے مطابق امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے صاحبین کے قول کی طرف رجوع کر لیا تھا' اسی بات پر اعتماد بھی ہے۔ (ہدایہ)

مسئلہ: کتاب التحقیق میں یہ بات تحریر ہے کہ عام محققین کے نزدیک یہی قول مختار ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔

(شرح نقایہ از شیخ ابوالمکارم)

مسئلہ: اور یہی قول صحیح ہے۔ (مجمع البحرین)

مسئلہ: ان میں سے ایک فرض رکوع کرنا ہے' رکوع میں اتنی مقدار واجب ہے' جس پر لفظ رکوع کا اطلاق کیا جا سکے اور وہ اس حد تک پہنچ جائے کہ بعد میں جب اپنے دونوں ہاتھ ہلائے تو وہ گھٹنوں تک پہنچ سکیں۔ (سراج الوہاج)

مسئلہ: اگر کوئی شخص قیام سے سجدے میں چلا جاتا ہے اور سنت پر عمل نہیں کرتا' یعنی وہ اونٹ کے بیٹھنے کی طرح سیدھا ہی جھک جاتا ہے' تو یہ جھکنا رکوع کی جگہ جائز ہوگا۔

مسئلہ: اگر کسی کبڑے شخص کی پیٹھ پہلے ہی رکوع کی حد تک جھکی ہوئی ہو' تو وہ رکوع کرنے کے لیے صرف سر کی طرف سے اشارہ کرے گا۔ (خلاصہ' تجنیس)

مسئلہ: رکوع کا وقت قرأت سے فارغ ہونے کے بعد ہے' یہی قول صحیح ہے۔ (محیط)

مسئلہ: نماز کا ایک فرض سجدہ کرنا ہے' دوسرا سجدہ بھی پہلے سجدے کی مانند فرض ہے' اس پر اُمت کا اجماع ہے۔ (زاہدی)

مسئلہ: سجدہ کرنے کا مکمل سنت طریقہ یہ ہے کہ آدمی اپنی پیشانی اور ناک دونوں کو زمین پر رکھے۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص ان دونوں میں سے کسی ایک کو زمین پر رکھتا ہے' تو اگر کسی عذر کی وجہ سے ہو' تو یہ مکروہ نہیں ہوگا' لیکن اگر کسی عذر کے بغیر ہو' تو اگر اس نے اپنی پیشانی رکھی اور ناک نہ رکھی تو اس بات پر اتفاق ہے کہ یہ جائز ہے' تاہم مکروہ ہے' لیکن اگر اس کے برعکس ہو (یعنی صرف ناک رکھی اور پیشانی نہیں رکھی) تو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہی حکم ہے' جبکہ صاحبین کے نزدیک ایسا کرنا جائز نہیں ہوگا اور فتویٰ بھی اسی بات پر ہے۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص اپنا رخسار یا اپنی ٹھوڑی زمین پر رکھ لیتا ہے' تو یہ جائز نہیں ہوگا' نہ ہی عذر کی حالت میں جائز ہوگا' نہ ہی عذر کے بغیر جائز ہوگا' البتہ اگر کوئی شخص معذور ہو' تو وہ اشارے کے ذریعے سجدہ کرے گا' اس طرح سے سجدہ نہیں کرے گا۔

(خزانۃ المفتیین)

مسئلہ: اگر کوئی شخص گھاس' بھس' روئی' بچھونے' برف پر سجدہ کرتا ہے' تو اگر اس کی پیشانی اور ناک اس پر ٹھہر جاتے ہیں اور اسے ان کی سختی محسوس ہوتی ہے' تو یہ جائز ہوگا' اگر نہیں ٹھہرتے تو جائز نہیں ہوگا۔

مسئلہ: اگر سجدے کی جگہ' نمازی کے پاؤں کی جگہ سے' کھڑی ہوئی ایک یا دو اینٹوں کے برابر بلند ہو' تو سجدہ جائز ہوگا' اگر اس سے زیادہ بلند ہو' تو سجدہ جائز نہیں ہوگا۔ (زاہدی)

مسئلہ: اینٹ کی حد ایک چوتھائی ذراع (یعنی انگلی سے لے کر کہنی تک کے فاصلے کا چوتھا حصہ) ہے۔ (سراج الوہاج)

مسئلہ: اگر کوئی شخص سجدے میں ہاتھوں اور گھٹنوں کو زمین پر نہیں رکھتا تو اس بات پر اتفاق ہے کہ نماز جائز ہوگی۔ (سراج الوہاج)

مسئلہ: اگر کوئی شخص سجدہ کرتے وقت دونوں پاؤں زمین پر نہیں رکھتا تو یہ جائز نہیں ہوگا اور اگر کسی عذر کے بغیر ایک پاؤں رکھتا ہے' تو کراہت کے ساتھ یہ جائز ہوگا۔ (شرح منیۃ المصلی از ابن امیر الحاج)

مسئلہ: پاؤں رکھنے کا مطلب انگلی رکھنا ہے' اگرچہ ایک ہی انگلی ہو' اگر کسی شخص نے پاؤں کا تلوا رکھ دیا اور انگلیاں نہ رکھیں یعنی جگہ کی تنگی کی وجہ سے ایسا کیا تو اگر ایک پاؤں رکھ لیا تو نماز جائز ہوگی' یہ بالکل اسی طرح ہے جس طرح کھڑا ہونے والا شخص ایک پاؤں پر نماز ادا کرتا ہے۔ (خلاصہ)

مسئلہ: نماز کا ایک فرض آخری قعدہ ہے جو تشہد کی مقدار کے برابر ہوتا ہے۔ (تبیین)

مسئلہ: تشہد کے الفاظ التحیات سے لے کر عبدہٗ ورسولہٗ تک ہیں' یہی قول صحیح ہے۔

مسئلہ: اگر مقتدی امام سے پہلے یہ کلمات پڑھ کر فارغ ہو جائے اور کلام کرلے تو اس کی نماز پوری شمار ہوگی۔ (جوہرہ نیرہ)

مسئلہ: فرض اور نفل دونوں نمازوں میں آخری قعدہ فرض ہے' اگر کوئی شخص دو رکعات ادا کر رہا تھا اور ان کے آخر میں بیٹھا نہیں' کھڑا ہو گیا اور چل پڑا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ (خلاصہ)

مسئلہ: اپنے اختیار سے نماز سے باہر نکلنا فرض نہیں ہے' یہی قول صحیح ہے۔ (تبیین' عینی شرح کنز)

نماز کے واجبات کے احکام

مسئلہ: تین یا چار رکعات والی فرض نماز کی ابتدائی دو رکعات میں فرض قرأت کرنا واجب ہے' یہاں تک کہ اگر کوئی شخص چار رکعات والی نماز کی آخری دو رکعات میں قرأت کرلے' لیکن پہلی دو رکعات میں قرأت نہ کرے' یا پہلی دو میں سے کسی ایک میں قرأت کرلے' اور آخری دو میں سے کسی ایک میں قرأت کرلے' اور وہ بھول کر ایسا کرے' تو اس پر سجدۂ سہو کرنا واجب ہوگا۔ (بحرالرائق)

مسئلہ: پہلی دو رکعات میں سورۂ فاتحہ پڑھنا اور سورۂ فاتحہ کے بعد' اس کے ساتھ کوئی سورت ملانا' یا کسی سورت کے قائم مقام تین چھوٹی' یا ایک بڑی آیت کی تلاوت کرنا' بھی واجب ہے۔ (نہرالفائق)

مسئلہ: نفل اور وتر کی تمام رکعات میں قرأت کرنا واجب ہے۔ (بحرالرائق)

مسئلہ: سورۂ فاتحہ کو دوسری سورت سے پہلے پڑھنا واجب ہے۔ (نہرالفائق)

مسئلہ: اگر کوئی شخص پہلی یا دوسری سورت میں سورۂ فاتحہ پڑھنی بھول جاتا ہے اور بعد والی سورت پڑھ لیتا ہے پھر اسے یاد آتا ہے' تو وہ پہلے سورۃ الفاتحہ پڑھے گا اور اس کے بعد دوسری سورت پڑھے گا۔ ظاہر الروایہ میں یہی حکم ہے۔ (محیط)

مسئلہ: اگر کوئی شخص عشاء کی پہلی دو رکعات میں دوسری سورت پڑھ لیتا ہے' لیکن سورۂ فاتحہ نہیں پڑھتا تو اب وہ آخری دو رکعات میں سورۃ الفاتحہ کا اعادہ نہیں کرے گا۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص ان دو رکعات میں سورۃ الفاتحہ پڑھ لیتا ہے لیکن دوسری سورت نہیں پڑھتا تو وہ آخری دو رکعات میں سورۂ فاتحہ بھی پڑھے گا اور اس کے ساتھ کوئی دوسری سورت بھی پڑھے گا اور انہیں بلند آواز میں پڑھے گا' صحیح قول یہی ہے۔ (ہدایہ)

مسئلہ: یہ بات بھی واجب ہے کہ پہلی دو رکعات میں سورۂ فاتحہ کو ایک ہی مرتبہ پڑھا جائے گا' اس سے زیادہ مرتبہ نہیں پڑھا جائے گا۔ (منیۃ المصلی)

مسئلہ: اگر کوئی شخص پہلی دو رکعات میں' یا پہلی دو میں سے کسی ایک رکعت میں' سورۂ فاتحہ کو دو مرتبہ پڑھ لیتا ہے' تو اس پر سجدۂ سہو کرنا لازم ہوگا' لیکن اگر کوئی شخص سورۂ فاتحہ پڑھنے کے بعد کوئی دوسری سورت پڑھ لے پھر سورۂ فاتحہ پڑھ لے' تو اس پر سجدۂ سہو لازم نہیں ہوگا۔ (ظہیریہ' تجنیس' زاہدی)

مسئلہ: (اصول یہ ہے) نماز میں ہر رکعت میں دوبارہ کیے جانے والے ہر فعل جیسے سجدے' اور پوری نماز میں دوبارہ کیے جانے والے ہر فعل یعنی رکعات کی تعداد میں' ترتیب کا خیال رکھنا واجب ہے' یہاں تک کہ اگر کوئی شخص پہلی رکعت میں ایک سجدہ بھول جاتا ہے اور نماز کے آخر میں وہ سجدہ کر لیتا ہے' تو یہ جائز ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ مسبوق شخص امام کے فارغ ہونے کے بعد جو نماز ادا کرتا ہے' ہمارے نزدیک اس کی وہ رکعت پہلی شمار ہوتی ہے' اگر ترتیب کو فرض قرار دیا جاتا' تو اس مسبوق کی وہ رکعت

آخری رکعت شمار ہوتی۔

مسئلہ: (اصول یہ ہے) جو افعال ہر رکعت میں مکرر نہیں ہوتے ہیں جیسے قیام کرنا' رکوع کرنا یا جو افعال پوری نماز میں مکرر نہیں ہوتے ہیں' جیسے آخری قعدہ۔ ان میں ترتیب فرض ہے' یہاں تک کہ اگر کوئی شخص قیام کرنے سے پہلے رکوع کر لیتا ہے یا رکوع کرنے سے پہلے سجدہ کر لیتا ہے' تو یہ جائز نہیں ہوگا۔ (محیط)

مسئلہ: اس بات پر فقہاء کا اتفاق ہے کہ رکوع کے بعد قومہ کرتے ہوئے اعتدال کرنا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک واجب نہیں ہے۔ (ظہیریہ)

مسئلہ: اسی طرح دو سجدوں کے درمیان بیٹھتے وقت اطمینان سے بیٹھنا بھی واجب نہیں ہے۔ (کافی)

مسئلہ: رکوع کے بعد قوموں میں اعتدال کرنا اور دونوں سجدوں کے درمیان اطمینان سے بیٹھنا ایک روایت کے مطابق صاحبین کے نزدیک واجب ہے۔ (ظہیریہ) اور یہی قول صحیح ہے۔ (شرح منیۃ المصلی از ابن امیر الحاج)

مسئلہ: ارکان کی تعدیل سے مراد یہ ہے کہ اعضاء کو اتنی پرسکون حالت میں رکھا جائے کہ جوڑ اپنی جگہ پر آ جائیں اور اس کی کم از کم مقدار ایک مرتبہ سبحان اللہ کہنے کے برابر ہے۔ (عینی شرح کنز' نہرالفائق)

مسئلہ: تشہد کی مقدار کے برابر پہلا قعدہ کرنا واجب ہے' اس وقت جب آدمی چار رکعات یا تین رکعات والی نماز میں دوسری رکعت کا دوسرا سجدہ کرنے کے بعد بیٹھتا ہے' یہی قول صحیح ہے۔ (ظہیریہ)

مسئلہ: آخری قعدہ میں تشہد پڑھنا واجب ہے' اسی طرح پہلے قعدہ میں بھی (واجب ہے) یہی قول صحیح ہے۔ (سراج الوہاج)

مسئلہ: یہی قول زیادہ بہتر ہے۔ (محیط سرخسی)

مسئلہ: تشہد کے کلمات یہ ہیں:

اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّیِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِیْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

"ہر طرح کی زبانی' جسمانی اور مالی عبادات اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہیں' اے نبی! آپ پر سلام ہو' اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور اس کی برکتیں نازل ہوں' ہم پر اور اللہ تعالیٰ کے تمام نیک بندوں پر بھی سلام ہو' میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے اور میں اس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں"۔ (زاہدی)

مسئلہ: یہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول تشہد کے کلمات ہیں اور انہیں اختیار کرنا زیادہ بہتر ہے' اس تشہد کے مقابلے میں جو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے منقول ہے۔ (ہدایہ)

مسئلہ: یہ بات ضروری ہے کہ آدمی تشہد کے ان کلمات کو اپنی طرف سے ادا کرنے کا ارادہ کرلے' یعنی وہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں اپنی گزارش پیش کر رہا ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر' اپنے آپ پر اور اللہ کے نیک بندوں پر سلام بھیج رہا ہے۔ (زاہدی)

مسئلہ: (سلام پھیرتے وقت) لفظ سلام بولنا واجب ہے۔ (کنز)

مسئلہ: وتر کی نماز میں دعائے قنوت پڑھنا اور عیدین کی تکبیرات بھی واجب ہیں' یہی قول صحیح ہے' یہاں تک کہ انہیں ترک کرنے پر سجدۂ سہو واجب ہو جائے گا' جن نمازوں میں بلند آواز میں قرأت کی جاتی ہیں' ان میں بلند آواز میں قرأت کرنا اور جن میں پست آواز میں قرأت کی جاتی ہے' ان میں پست آواز میں قرأت کرنا واجب ہے۔ (تبیین)

مسئلہ: اگر کوئی شخص امامت کر رہا ہو' تو فجر کی دونوں رکعات میں' جبکہ مغرب اور عشاء کی پہلی دو رکعات میں بلند آواز میں قرأت کرے گا اور آخری رکعات میں پست آواز میں قرأت کرے گا۔ (زاہدی)

مسئلہ: امام ظہر اور عصر کی نماز میں پست آواز میں قرأت کرے گا' خواہ عرفہ میں موجود ہو۔

مسئلہ: جمعہ اور عیدین کی نماز میں امام بلند آواز میں قرأت کرے گا۔ (ہدایہ)

مسئلہ: امام تراویح کی نماز اور ان کے بعد ادا کیے جانے والے وتر کی نماز میں بلند آواز میں قرأت کرے گا۔

مسئلہ: جب کوئی شخص تنہا نماز ادا کر رہا ہو' تو اگر وہ کوئی ایسی نماز ہو' جس میں پست آواز میں قرأت کی جاتی ہے' تو وہ لازمی طور پر اس میں پست آواز میں قرأت کرے گا' یہی قول صحیح ہے' لیکن اگر وہ کوئی ایسی نماز ہے' جس میں بلند آواز میں قرأت کی جاتی ہے' تو اب آدمی کو اختیار ہے (اگر وہ چاہے' تو بلند آواز میں کرلے اگر چاہے' تو پست آواز میں کرلے)' تاہم بلند آواز میں قرأت کرنا زیادہ فضیلت رکھتا ہے لیکن اتنی بلند آواز نہیں کی جائے گی' جتنی امام کی ہوتی ہے کیونکہ وہ شخص کسی دوسرے کو قرأت نہیں سنانا چاہتا۔ (تبیین)

مسئلہ: امام بلند آواز میں قرأت کرتے وقت اپنے آپ کو مشقت کا شکار نہ کرے۔ (بحر الرائق)

مسئلہ: اگر امام لوگوں کی ضرورت سے زیادہ بلند آواز کر لیتا ہے' تو یہ بُرا ہے کیونکہ امام کے آواز بلند کرنے کا مقصد صرف لوگوں کو قرأت سنانا ہے تاکہ وہ اسکی قرأت میں غور و فکر کریں تاکہ انہیں حضوریٔ قلب نصیب ہو۔ (سراج الوہاج)

مسئلہ: اگر ذکر (یعنی تکبیر کہنا) نماز کے لیے واجب ہو' تو اسے بلند آواز میں کہا جائے گا جیسے نماز کے آغاز میں کہی جانے والی تکبیر اور اگر وہ فرض نہ ہو' بلکہ اسے علامت کے لیے مقرر کیا گیا ہو' تو بھی اسے بلند آواز میں کہا جائے گا' جیسے جھکتے وقت اور اُٹھتے وقت ایک حالت سے دوسری حالت میں منتقل ہوتے وقت کہی جانے والی تکبیرات ہیں' یہ اس وقت ہے جب آدمی امامت کر رہا ہو جہاں تک تنہا نماز ادا کرنے والے شخص کا تعلق ہے یا امام کی اقتداء میں نماز ادا کرنے والے شخص کا تعلق ہے' تو وہ بلند آواز میں یہ تکبیرات نہیں کہیں گے۔

مسئلہ: اگر تکبیرات بعض نمازوں کے ساتھ مخصوص ہوں' جیسے عیدین کی تکبیرات ہیں' تو انہیں بلند آواز میں کہا جائے گا' قنوت کا بھی یہی حکم ہے' اہلِ عراق کا یہی مذہب ہے اور صاحب ہدایہ نے اس بات کو اختیار کیا ہے کہ اسے پست آواز میں کہا جائے گا' اس کے علاوہ جتنا بھی ذکر ہے' اسے بلند آواز میں نہیں کیا جائے گا جیسے تشہد کے کلمات پڑھنا' آمین کہنا (رکوع اور سجدے میں) تسبیح پڑھنا۔ (بحر الرائق)

مسئلہ: دن کے نوافل ادا کرتے وقت لازمی طور پر پست آواز میں قرأت کی جائے گی اور رات کے نوافل میں آدمی کو اختیار ہے (اگر چاہے' تو بلند آواز میں قرأت کرے' اگر چاہے' تو پست آواز میں کرے)۔ (زاہدی)

مسئلہ: آواز کے بلند ہونے اور پست ہونے کی حد کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے' فقیہہ ابوجعفر اور شیخ ابوبکر محمد بن فضل یہ کہتے ہیں: بلند آواز ہونے کی کم از کم مقدار یہ ہے کہ کوئی دوسرا شخص بھی اسے سن سکے اور پست آواز ہونے کی کم از کم مقدار یہ ہے کہ آدمی خود اسے سن سکے' اسی قول پر اعتماد کیا گیا ہے۔ (محیط) یہی قول صحیح ہے۔ (وقایہ' نقایہ) اکثر مشائخ نے اسی کو اختیار کیا ہے۔ (زاہدی)

نماز کی سنتیں' اس کے آداب' اس کا طریقہ

'نماز کی سنتیں' تکبیر تحریمہ کے لیے رفع یدین کرنا' انگلیوں کو کھولنا' تکبیر کہتے وقت امام کا آواز بلند کرنا' ثناء پڑھنا' تعوذ پڑھنا' تسمیہ پڑھنا' پست آواز میں آمین کہنا' دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھنا' رکوع میں جانے کے لیے تکبیر کہنا' رکوع میں تین مرتبہ تسبیح پڑھنا' دونوں ہاتھوں کے ذریعے گھٹنوں کو تھامنا' انگلیوں کو کشادہ رکھنا' سجدہ میں جاتے ہوئے تکبیر کہنا اور سجدہ سے اُٹھتے وقت بھی تکبیر کہنا' سجدہ سے فی نفسہٖ اُٹھنا بھی سنت ہے' سجدہ میں تین مرتبہ تسبیح پڑھنا دونوں ہاتھ دونوں گھٹنے زمین پر رکھنا' بیٹھتے وقت بائیں پاؤں کر بچھانا اور دائیں پاؤں کو کھڑا کر لینا' قومہ کرنا' دو سجدوں کے درمیان بیٹھنا۔ (بحر الرائق)

مسئلہ: اسی طرح ان کے دوران (یعنی قومہ اور جلسہ کے دوران) اطمینان کرنا بھی سنت ہے' جو ایک مرتبہ سبحان اللہ کہنے (یا ایک مرتبہ تسبیح پڑھنے) کے برابر ہوگا۔ (شرح منیہ از ابن امیر الحاج)

مسئلہ: نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجنا اور دعا مانگنا (بھی سنت ہیں) نماز کے آداب میں یہ بات شامل ہے کہ آدمی قیام کے دوران سجدے کی جگہ پر نظر رکھے' رکوع کے دوران پاؤں کے اوپر والے حصے کی طرف نظر رکھے' سجدہ کرتے ہوئے ناک کے سرے پر نظر رکھے' قعدہ کے دوران اپنی گود میں نظر رکھے اور سلام پھیرتے وقت دائیں کندھے پر اور دوسری مرتبہ سلام پھیرتے وقت بائیں کندھے پر نظر رکھے' نماز کے دوران جمائی آ جائے تو اپنے منہ کو بند رکھے' تکبیر کہتے وقت دونوں ہتھیلیاں آستینوں سے باہر رکھے اور جہاں تک ممکن ہو کھانسی روکنے کی کوشش کرے۔ (بحر الرائق)

•••———•••———•••

3 - باب رَفْعِ الْيَدَيْنِ حَذْوَ الْمَنْكِبَيْنِ

باب: دونوں ہاتھ کندھوں تک اُٹھانا

877 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

877-اخرجه البخاري في الاذان، باب رفع اليدين في التكبيرة الاولى مع الافتتاح سواء (الحديث 735) . واخرجه النسائي في التطبيق، باب رفع اليدين حذو المنكبين عند الرفع من الركوع (الحديث 1056)، وباب ما يقول الامام اذا رفع راسه من الركوع (الحديث 1058) . تحفة الاشراف (6915) .

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ وَإِذَا رَكَعَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ رَفَعَهُمَا كَذٰلِكَ وَقَالَ "سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ ." وَكَانَ لَا يَفْعَلُ ذٰلِكَ فِي السُّجُودِ .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ جب نماز کا آغاز کرتے تھے' تو دونوں ہاتھ کندھوں تک اُٹھایا کرتے تھے' پھر جب آپ رکوع میں جاتے تھے اور رکوع سے سر اُٹھاتے تھے' تو بھی ان دونوں کو اسی طرح اُٹھایا کرتے تھے اور سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ (اللہ تعالیٰ نے اُس کی بات کو سن لیا جس نے اُس کی حمد کی' اے ہمارے پروردگار! ہر طرح کی حمد تیرے لیے مخصوص ہے) پڑھا۔

نبی اکرم ﷺ نے سجدوں کے درمیان ایسا نہیں کیا۔

شرح

امام ابن قدامہ حنبلی تحریر کرتے ہیں: ہمارے علم کے نزدیک اس بات میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ نماز کے آغاز میں رفع یدین کرنا مستحب ہے۔

- اس کے بعد ابن قدامہ نے اس کی دلیل نقل کی ہے اس کے بعد وہ بیان کرتے ہیں۔

نمازی کو اس بارے میں اختیار کہ وہ دونوں ہاتھ کانوں کی لو تک بلند کرے یا کندھوں کے مقابل تک بلند کرلے۔

اس اختیار کی وجہ یہ ہے کہ یہ دونوں صورتیں نبی اکرم ﷺ سے منقول ہیں۔

کندھوں تک ہاتھ اٹھانے کی حدیث حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

امام شافعی اور اسحاق بن راہویہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

جبکہ کانوں کی لو تک ہاتھ بلند کرنے کی حدیث حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ اور حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

اس کے بعد ابن قدامہ نے یہ دونوں روایات نقل کی ہیں پھر وہ بیان کرتے ہیں: اکثر اہل علم نے حضرت ابووائل اور حضرت مالک بن حویرث کے حوالے سے منقول حدیث پر عمل کیا ہے' تاہم امام احمد بن حنبل پہلی حدیث کی طرف زیادہ مائل ہیں۔

یہ دونوں طرح کی روایات امام نسائی نے اگلے ابواب میں نقل کردی ہیں۔

ڈاکٹر وہبہ زحیلی تحریر کرتے ہیں: مالکیوں کے علاوہ دیگر تمام جمہور اس بات کے قائل ہیں: تکبیر تحریمہ کہہ دینے کے بعد سنت یہ ہے کہ نمازی اپنا دایاں ہاتھ اپنے بائیں ہتھیلی اور کلائی کی پشت پر رکھے۔

اس کی دلیل حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول یہ حدیث ہے۔

4 - باب رَفْعِ الْيَدَيْنِ حِيَالَ الْأُذُنَيْنِ

باب: دونوں کانوں کے برابر رفع یدین کرنا

878 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ اَبِي اِسْحَاقَ عَنْ عَبْدِ الْجَبَّارِ بْنِ وَائِلٍ عَنْ اَبِيهِ قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى حَاذَتَا اُذُنَيْهِ ثُمَّ يَقْرَاُ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْهَا قَالَ "آمِينَ ." يَرْفَعُ بِهَا صَوْتَهُ .

★★ عبدالجبار بن وائل اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کی اقتداء میں نماز ادا کی' جب آپ نے نماز کا آغاز کیا' تو تکبیر کہی اور رفع یدین کیا' یہاں تک کہ آپ نے دونوں ہاتھ کانوں تک اُٹھا لیے' پھر آپ نے سورۂ فاتحہ پڑھنی شروع کی' جب آپ سورۂ فاتحہ پڑھ کر فارغ ہوئے' تو آپ نے بلند آواز میں آمین کہا۔

879 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ نَصْرَ بْنَ عَاصِمٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ وَكَانَ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا صَلّٰى رَفَعَ يَدَيْهِ حِينَ يُكَبِّرُ حِيَالَ اُذُنَيْهِ وَاِذَا اَرَادَ اَنْ يَرْكَعَ وَاِذَا رَفَعَ رَاْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ .

★★ حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ جو نبی اکرم ﷺ کے اصحاب میں شامل ہیں' وہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نماز پڑھتے ہوئے جب تکبیر کہتے تھے' تو رفع یدین کرتے ہوئے دونوں ہاتھ دونوں کانوں تک بلند کیا کرتے تھے' پھر جب آپ رکوع میں جاتے تھے اور جب رکوع سے سر اُٹھاتے تھے (اس وقت بھی اسی طرح رفع یدین کرتے تھے)۔

880 - اَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ عَنِ ابْنِ اَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ نَصْرِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ قَالَ رَاَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ رَفَعَ يَدَيْهِ وَحِينَ رَكَعَ وَحِينَ رَفَعَ رَاْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ حَتّٰى حَاذَتَا فُرُوعَ اُذُنَيْهِ .

878-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (11763) .

879-اخرجه مسلم في الصلاة، باب استحباب رفع اليدين حذو المنكبين مع تكبيرة الاحرام و الركوع وفي الرفع من الركوع و انه لا يفعله اذا رفع من السجود (الحديث 25 و 26) . واخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب من ذكر انه يرفع يديه اذا قام من الثنتين (الحديث 745) بنحوه . واخرجه النسائي في الافتتاح ، رفع اليدين حيال الاذنين (الحديث 880) و رفع اليدين للركوع حذاء فروع الاذنين (الحديث 1023) . وفي التطبيق، باب رفع اليدين حذو فروع الاذنين عند الرفع من الركوع (الحديث 1055)، و باب رفع اليدين للسجود (الحديث 1084) . و اخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب رفع اليدين اذا ركع و اذا رفع راسه من الركوع (الحديث 809) بنحوه . و الحديث عند: النسائي في التطبيق، باب رفع اليدين عند الرفع من السجدة الاولى (الحديث 1142) . تحفة الاشراف (11184) .

880-تقدم في الافتتاح، رفع اليدين حيال الاذنين (الحديث 879) .

☆☆ حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا جب آپ نے نماز کا آغاز کیا
تو آپ نے دونوں ہاتھ بلند کیے، پھر جب آپ ﷺ رکوع میں گئے اور جب آپ نے رکوع سے سر اُٹھایا تو بھی رفع یدین کیا
دونوں ہاتھ کانوں کی لَو تک بلند کیے۔

5 - باب مَوْضِعِ الْإِبْهَامَيْنِ عِنْدَ الرَّفْعِ

باب: رفع یدین کے وقت انگوٹھا رکھنے کی جگہ

881 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا فِطْرُ بْنُ خَلِيفَةَ عَنْ عَبْدِ الْجَبَّارِ بْنِ وَائِلٍ عَنْ اَبِيهِ اَنَّهُ رَاَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى تَكَادَ اِبْهَامَاهُ تُحَاذِيْ شَحْمَةَ اُذُنَيْهِ .

☆☆ عبدالجبار بن وائل اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا کہ نماز کے آغاز میں نبی اکرم ﷺ نے رفع یدین کیا' تو آپ کے دونوں انگوٹھے آپ کے کانوں کی لَو کے برابر تھے۔

6 - باب رَفْعِ الْيَدَيْنِ مَدًّا

باب: رفع یدین میں ہاتھوں کو بلند کرنا

882 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ ذِئْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ سَمْعَانَ قَالَ جَآءَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ اِلٰى مَسْجِدِ بَنِيْ زُرَيْقٍ فَقَالَ ثَلَاثٌ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْمَلُ بِهِنَّ تَرَكَهُنَّ النَّاسُ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي الصَّلَاةِ مَدًّا وَّيَسْكُتُ هُنَيْهَةً وَّيُكَبِّرُ اِذَا سَجَدَ وَاِذَا رَفَعَ .

☆☆ سعید بن سمعان بیان کرتے ہیں' حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بنوزراع کی مسجد میں تشریف لائے اور بولے: تین چیزیں ایسی ہیں' جن پر نبی اکرم ﷺ عمل کیا کرتے تھے' لیکن اب لوگوں نے انہیں ترک کر دیا ہے: نماز کے دوران ہاتھوں کو اچھی طرح بلند کرنا اور (تکبیر کہنے کے بعد) تھوڑی دیر کے لیے خاموشی اختیار کرنا اور سجدے میں جاتے ہوئے اور سجدے سے اُٹھتے ہوئے تکبیر کہنا۔

7 - باب فَرْضِ التَّكْبِيْرَةِ الْاُوْلٰى

باب: پہلی تکبیر کا فرض ہونا

883 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ

881-اخرجه ابوداؤد في الصلاة، باب رفع اليدين في الصلاة (الحديث 737) بنحوه . تحفة الاشراف (11759) .

882-اخرجه ابوداؤد في الصلاة، باب من لم يذكر الرفع عند الركوع (الحديث 753) مختصراً . و اخرجه الترمذي في الصلاة، ما جاء في نشر الاصابع عند التكبير (الحديث 240) مختصراً . تحفة الاشراف (13081) .

اَبِيْ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَدَخَلَ رَجُلٌ فَصَلّٰى ثُمَّ جَآءَ فَسَلَّمَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَدَّ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ "ارْجِعْ فَصَلِّ فَاِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ ." فَرَجَعَ فَصَلّٰى كَمَا صَلّٰى ثُمَّ جَآءَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "وَعَلَيْكَ السَّلَامُ ارْجِعْ فَصَلِّ فَاِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ ." فَعَلَ ذٰلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَقَالَ الرَّجُلُ وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا اُحْسِنُ غَيْرَ هٰذَا فَعَلِّمْنِيْ . قَالَ "اِذَا قُمْتَ اِلَى الصَّلَاةِ فَكَبِّرْ ثُمَّ اقْرَاْ مَا تَيَسَّرَ مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ثُمَّ ارْكَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ رَاكِعًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَعْتَدِلَ قَائِمًا ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ جَالِسًا ثُمَّ افْعَلْ ذٰلِكَ فِيْ صَلَاتِكَ كُلِّهَا ."

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ مسجد میں تشریف لائے' پھر ایک شخص آیا اس نے نماز ادا کرنا شروع کی (نماز پڑھ کر) وہ آیا اور نبی اکرم ﷺ کو سلام کیا' نبی اکرم ﷺ نے اس کے سلام کا جواب دیا اور فرمایا: تم واپس جا کر نماز ادا کرو' کیونکہ تم نے نماز ادا نہیں کی۔ وہ شخص واپس گیا' اس نے اسی طرح نماز ادا کی جس طرح پہلے ادا کی تھی' پھر وہ نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا' نبی اکرم ﷺ کو سلام کیا' نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تمہیں بھی سلام ہو! تم واپس جا کر نماز ادا کرو' کیونکہ تم نے نماز ادا نہیں کی۔ اس طرح اس شخص نے تین مرتبہ کیا' پھر اس شخص نے عرض کی: اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ہمراہ مبعوث کیا ہے! میں اس سے زیادہ اچھے طریقے سے نماز ادا نہیں کر سکتا' آپ ﷺ اس کا طریقہ مجھے تعلیم کریں۔

تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جب تم نماز کے لیے کھڑے ہو' تو سب سے پہلے تکبیر کہو' پھر تمہیں قرآن کا جو حصہ یاد ہو' اس کی قرأت کر لو' پھر رکوع میں جاؤ اور اطمینان سے رکوع کرو' پھر اپنے سر کو اُٹھاؤ اور سیدھے کھڑے ہو جاؤ' پھر سجدے میں جاؤ اور اطمینان سے سجدہ کرو' پھر اُٹھو' اطمینان سے بیٹھ جاؤ' اسی طرح پوری نماز ادا کر لو''۔

شرح

نماز کا طریقہ

مسئلہ: جب کوئی شخص نماز پڑھنا چاہے' تو پہلے وہ تکبیر کہتے ہوئے دونوں ہاتھ کانوں تک بلند کرے' یہاں تک کہ اس کے انگوٹھے کانوں کی لَو کے برابر آ جائیں اور اس کی انگلیوں کے کنارے کانوں کے کناروں کے برابر آ جائیں۔ (تبیین)

مسئلہ: آدمی تکبیر کہتے وقت اپنے سر کو جھکائے گا نہیں۔ (خلاصہ)

مسئلہ: فقیہہ ابوجعفر کہتے ہیں: آدمی کی ہتھیلیوں کا رخ قبلہ کی طرف ہو گا' اس کی انگلیاں کھلی ہوئی ہوں گی اور جب وہ اتنی

883-اخرجه البخاري في الاذان، باب وجوب القراءة للامام في الصلوات كلها في الحضر و السفر و ما يجهر فيها و ما يخافت (الحديث 757)، و باب امر النبي صلى الله عليه وسلم الذي لا يتم ركوعه بالاعادة (الحديث 793) . و اخرجه مسلم في الصلاة، باب و جوب قراءة الفاتحة في كل ركعة و انه اذا لم يحسن الفاتحة ولا امكنه تعلمها قرا ما تيسر له من غيرها (الحديث 45) . واخرجه ابوداؤد في الصلاة، باب صلاة من لا يقيم صلبه في الركوع و السجود . (الحديث 856) . و اخرجه الترمذي في الصلاة، باب ما جاء في وصف الصلاة (الحديث 303) . والحديث عند: البخاري في الاستئذان، باب من رد فقال : عليك السلام (الحديث 6252) . تحفة الاشراف (14304) .

بلند ہو جائیں کہ اس کے انگوٹھے کانوں کی لَو کے برابر ہو جائیں تو وہ تکبیر کہہ دے گا۔ شمس الائمہ فرماتے ہیں: عام مشائخ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔ (محیط)

مسئلہ: تکبیر کہنے سے پہلے ہاتھ بلند کیے جائیں گے' یہی قول صحیح ہے۔ (ہدایہ)

مسئلہ: دعائے قنوت کے وقت کہی جانے والی تکبیر اور عیدین کی نماز کی تکبیرات کا بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ: ان تکبیروں کے علاوہ رفع یدین نہیں کیا جائے گا۔ (اختیار شرح مختار)

مسئلہ: اگر کوئی شخص ان کے علاوہ (دیگر مقامات پر) رفع یدین کر لیتا ہے' تو ہمارے نزدیک اس کی نماز فاسد نہیں ہوگی' یہی قول صحیح ہے۔ (سراج الوہاج)

مسئلہ: خاتون اپنے کندھوں تک ہاتھ بلند کرے گی' یہی قول صحیح ہے۔ (ہدایہ' تبیین)

مسئلہ: جب آدمی دونوں ہاتھ بلند کرے گا تو اس کی انگلیاں مکمل طور پر ملی ہوئی بھی نہیں ہوں گی اور مکمل طور پر کھلی ہوئی بھی نہیں ہوں گی بلکہ وہ انہیں عام حالت کے مطابق چھوڑ دے گا جو مکمل بند ہونے اور مکمل کھلی ہونے کے درمیان کی ہوتی ہے۔ (نہایہ)

مسئلہ: یہی قول معتمد ہے۔ (محیط)

مسئلہ: اگر کوئی شخص تکبیر کہتا ہے اور رفع یدین نہیں کرتا' یہاں تک کہ تکبیر سے فارغ ہو جاتا ہے' تو اب وہ رفع یدین نہیں کرے گا۔

مسئلہ: اگر تکبیر کہنے کے دوران اسے یہ بات یاد آ جاتی ہے' تو رفع یدین کرے گا' اگر مسنون مقام تک ہاتھ بلند کرنا اس کے لیے ممکن نہ ہو' تو جہاں تک ممکن ہو' وہاں تک ہاتھ اُٹھائے گا' اگر دونوں ہاتھوں میں سے صرف ایک ہاتھ کو اُٹھانا اس کے لیے ممکن ہو' تو اسے ہی اُٹھا لے گا' اگر اس شخص کے لیے یہ بات ممکن ہی نہ ہو کہ وہ مسنون مقام تک رفع یدین کرے' لیکن اس کے لیے ممکن ہو کہ وہ اس سے اوپر تک ہاتھ اُٹھا سکتا ہے' تو وہ اسی طرح رفع یدین کرے گا۔ (تبیین)

مسئلہ: المبسوط میں یہ بات تحریر ہے کہ اگر کوئی شخص لفظ ''اللہ'' کے ''الف'' کو کھینچ لیتا ہے' تو وہ نماز شروع کرنے والا شمار نہیں ہوگا بلکہ اس کے کافر ہو جانے کا اندیشہ ہے' اگر وہ جان بوجھ کر ایسا کرتا ہے' اسی طرح اگر کوئی شخص ''اکبر'' کے ''الف'' کو کھینچ لیتا یا اس کی ''ب'' کو کھینچ لیتا ہے' تو بھی وہ نماز شروع کرنے والا شمار نہیں ہوگا' اگر کوئی شخص لفظ ''اللہ'' کی آخر میں آنے والی ''ہ'' کو کھینچ لیتا ہے' تو یہ لغوی طور پر غلط ہے' اسی طرح اگر کوئی شخص ''اکبر'' کی ''ر'' کو کھینچ لیتا ہے' تو بھی یہی حکم ہے' البتہ لفظ ''اللہ'' کے ''لام'' کو کھینچنا درست ہے جبکہ لفظ ''اللہ'' کے ''ہ'' پر جزم پڑھنا غلط ہے۔ (فتح القدیر)

مسئلہ: اس کے بعد آدمی اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھ لے گا' جب وہ تکبیر سے فارغ ہوگا' محیط میں امام خواہر زادہ کے حوالے سے اسی طرح منقول ہے۔ (نہایہ)

مسئلہ: عورت اپنے ہاتھ اپنے سینے پر رکھے گی۔ (منیہ)

مسئلہ: ہر وہ قیام جس میں کوئی مسنون ذکر ہوتا ہے' اس میں سنت یہی ہے کہ ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر رکھا جائے گا' جیسے ثناء پڑھتے ہوئے' قنوت پڑھتے ہوئے' نماز جنازہ پڑھتے ہوئے اور ہر وہ ایسا قیام جس میں مسنون ذکر نہیں ہوتا جیسے عیدین کی تکبیرات کے درمیان کا قیام ہے' اس میں سنت یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں کو کھلا چھوڑ دیا جائے۔ (نہایہ)

مسئلہ: یہی قول صحیح ہے۔ (ہدایہ)

مسئلہ: شمس الائمہ سرخسی' صدر کبیر برہان الائمہ اور صدر شہید حسام الدین نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔ (محیط)

مسئلہ: اس بات پر اتفاق ہے کہ رکوع کے قومہ کے دوران آدمی اپنے ہاتھ کھلے رکھے گا' یہاں ذکر انتقال کی حالت میں سنت کے طور پر ہے' قومہ کے لیے نہیں ہے۔ (شرح نقایہ از الشیخ ابوالمکارم)

مسئلہ: اکثر مشائخ نے (ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ پر رکھتے وقت) محض ہاتھ رکھنے اور مکمل پکڑنے کے درمیانی درجے کو مستحسن قرار دیا ہے۔ (خلاصہ)

مسئلہ: اس کا طریقہ یہ ہوگا کہ آدمی اپنی دائیں ہتھیلی کے اندرونی حصے کو بائیں ہتھیلی کے اوپر والے حصے پر رکھے گا اور شہادت کی انگلی اور سب سے چھوٹی انگلی کے ذریعے کلائی کو پکڑے گا' جبکہ باقی انگلیوں کو کلائی پر کھلا رہنے دے گا' قیام کے دوران آدمی کے دونوں پاؤں کے درمیان چار انگلی کے برابر فاصلہ ہونا چاہیے۔ (خلاصہ)

مسئلہ: اس کے بعد آدمی ثناء پڑھے گا:

سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ

''تو پاک ہے' اے اللہ! ہر طرح کی حمد تیرے لیے مخصوص ہے' تیرا اسم برکت والا ہے' تیری بزرگی عظیم ہے' تیرے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے''۔ (الہدایہ)

مسئلہ: خواہ آدمی امامت کر رہا ہو' خواہ اقتداء میں نماز ادا کر رہا ہو' خواہ تنہا نماز ادا کر رہا ہو (وہ ثناء پڑھے گا)۔ (تاتارخانیہ)

مسئلہ: کتاب الاصل (یعنی مبسوط امام محمد) اور نوادر میں لفظ جل ثناؤک مذکور نہیں ہے۔ (محیط)

مسئلہ: اس لیے آدمی فرض نماز میں یہ کلمات ادا نہیں کرے گا' تکبیر تحریمہ کہنے کے بعد یا ثناء پڑھنے کے بعد ترجیع نہ کرے۔ (شرح نقایہ از الشیخ ابوالمکارم)

مسئلہ: بہتر یہ ہے کہ تکبیر سے پہلے بھی ترجیع نہ کرے تاکہ وہ نیت کے ساتھ نہ مل جائے' یہی قول صحیح ہے۔ (ہدایہ)

مسئلہ: ترجیع سے مراد یہ کلمات پڑھنا ہے:

اِنِّىْ وَجَّهْتُ وَجْهِىَ لِلَّذِىْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ٥

''میں نے اپنا رخ اس ذات کی طرف کر دیا' جس نے آسمان اور زمین کو درست طریقے سے پیدا کیا ہے اور میں مشرک نہیں ہوں''۔

اس کے بعد آدمی تعوذ پڑھے گا' اس کا طریقہ یہ ہے کہ آدمی یہ پڑھے گا:

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

''میں مردود شیطان (کے شر) سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں''۔

یہی الفاظ مختار ہیں۔ (خلاصہ)

مسئلہ: اسی کے مطابق فتویٰ دیا گیا ہے۔ (زاہدی)

مسئلہ: سنت یہ ہے کہ اسے پست آواز میں پڑھا جائے گا' ہمارے علماء کے نزدیک مذہب یہی ہے۔ (ذخیرہ)

مسئلہ: یہ تعوذ قرأت سے متعلق ہے' ثناء سے متعلق نہیں ہے' یہ حکم امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ہے' کیونکہ وجہ ہے کہ مسبوق شخص جب باقی رہ جانے والی رکعات ادا کرنے کے لیے کھڑا ہوگا تو وہ اسے پڑھے گا' لیکن مقتدی اسے نہیں پڑھے گا' عیدین کی (پہلی رکعت میں) عید کی تین تکبیرات کہہ دینے کے بعد تعوذ پڑھا جائے گا۔ (ہدایہ)

مسئلہ: اکثر متون میں بھی یہی تحریر ہے۔

مسئلہ: تعوذ صرف نماز کے آغاز میں پڑھا جائے گا' بعد میں نہیں پڑھا جائے گا' اگر کوئی شخص نماز کا آغاز کرتا ہے اور تعوذ پڑھنا بھول جاتا' یہاں تک کہ سورۂ فاتحہ پڑھنی شروع کر دیتا ہے' تو اب بعد میں وہ تعوذ نہیں پڑھے گا۔ (خلاصہ)

مسئلہ: پھر آدمی بسم اللہ پڑھے گا اور اسے پست آواز میں پڑھے گا' یہ قرآن کی ایک آیت ہے جو سورتوں کے درمیان فصل کرنے کے لیے نازل ہوئی ہے۔ (ظہیریہ)

مسئلہ: اس کے (یعنی بسم اللہ کے) ذریعے قرأت کا فرض ادا نہیں ہوگا۔ (جوہرہ نیرہ)

مسئلہ: امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے مطابق ہر رکعت کے آغاز میں بسم اللہ پڑھی جائے گی۔ (محیط)

مسئلہ: سورۂ فاتحہ اور بعد والی سورت کے درمیان بسم اللہ نہیں پڑھی جائے گی۔ (وقایہ' نقایہ) یہی قول صحیح ہے۔ (بدائع الصنائع' جوہرہ نیرہ)

مسئلہ: (پھر بسم اللہ کے بعد) آدمی سورۂ فاتحہ کی تلاوت کرے گا۔ (سراج الوہاج)

مسئلہ: جب سورۂ فاتحہ پڑھ کر فارغ ہوگا تو آمین کہے گا اور اس میں سنت یہ ہے کہ پست آواز میں آمین کہے۔ (محیط)

مسئلہ: تنہا نماز ادا کرنے والے شخص اور امام کا حکم برابر ہے' مقتدی کا بھی یہی حکم ہے۔ (زاہدی)

مسئلہ: آمین کہنے میں دو لغت ہیں' ایک مد کے ساتھ ہے اور ایک کسر کے ساتھ ہے اور اس کا مطلب ہے: تو اس دعا کو قبول کر لے۔

مسئلہ: آمین کہتے ہوئے (میم پر) شد پڑھنا انتہائی فحش غلطی ہے' اگر کوئی شخص آمین کو مد کے ساتھ کہتا ہے اور پھر میم پر شد پڑھتا ہے' تو اس کی نماز فاسد نہیں ہوگی' اسی بات پر فتویٰ ہے' اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ قرآن میں موجود ہے۔ (تبیین)

مسئلہ: جن نمازوں میں پست آواز میں قرأت کی جاتی ہے' جیسے ظہر یا عصر کی نماز ہے' تو اس میں اگر کوئی مقتدی امام کی زبانی ولا الضالین سن لیتا ہے' تو بعض مشائخ اس بات کے قائل ہیں کہ آمین نہیں کہے گا جبکہ شیخ ابوجعفر ہندوانی نے یہ بات کہی

ہے کہ مقتدی آمین کہے گا۔ (محیط)

مسئلہ: جمعہ اور عیدین کی نماز میں اگر مقتدی دوسرے مقتدیوں کی زبانی آمین سن لیتا ہے' تو امام ظہیر الدین کے قول کے مطابق وہ بھی آمین کہہ دے گا۔ (سراج الوہاج)

مسئلہ: سورۂ فاتحہ کے ساتھ کوئی ایک سورت یا تین (چھوٹی) آیات ملائی جائیں گی۔ (شرح منیہ از ابن امیر الحاج)

مسئلہ: ایک بڑی آیت' تین چھوٹی آیات کے قائم مقام ہو جاتی ہے۔ (تبیین)

رکوع کا طریقہ

مسئلہ: جب آدمی قرأت کر کے فارغ ہو جائے گا' اس وقت رکوع میں چلا جائے گا یعنی قیام سے رکوع میں جائے گا' یہی قول صحیح ہے۔ (خلاصہ)

مسئلہ: الجامع الصغیر میں یہ بات تحریر ہے کہ آدمی جھکتے ہوئے تکبیر کہے گا۔ (ہدایہ)

مسئلہ: امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہی قول صحیح ہے۔ (معراج الدرایہ)

مسئلہ: تکبیر کا آغاز جھکنے کے ساتھ ہونا چاہیے اور تکبیر کا اختتام بھی جھکنے سے فراغت کے ساتھ ہونا چاہیے' یعنی اس وقت جب انسان مکمل طور پر رکوع میں چلا گیا ہوتا ہے۔ (محیط)

مسئلہ: امام رکوع وغیرہ میں جانے کے لیے جو تکبیر کہے گا' وہ بلند آواز میں کہے گا۔ ظاہر الروایہ سے یہی بات ثابت ہوتی ہے۔ (تاتارخانیہ)

مسئلہ: تکبیر میں اللہ اکبر کہتے ہوئے ''ر'' پر جزم کرے گا۔ (نہایہ)

مسئلہ: رکوع کے دوران اپنے دونوں ہاتھوں کو دونوں گھٹنوں پر رکھے گا۔ (ہدایہ' بدائع)

مسئلہ: گھٹنوں پر ہاتھ رکھ کر دونوں انگلیاں کھلی رکھی جائیں گی' نماز میں اسی وقت میں انگلیوں کو مکمل طور پر کشادہ رکھنا مستحب ہے' جبکہ سجدے میں انگلیوں کو مکمل طور پر بند رکھنا مستحب ہے' ان کے علاوہ یہ حکم کسی بھی موقع کے لیے نہیں ہے' باقی تمام مقامات پر انگلیوں کو اپنی درمیانی حالت میں رکھا جائے گا۔ (ہدایہ)

مسئلہ: رکوع کے دوران پشت اس طرح سیدھی ہونی چاہیے کہ اس پر اگر پانی کا پیالہ رکھا جائے تو وہ ٹھہر جائے' رکوع میں سر کو جھکایا بھی نہیں جائے گا اور اُٹھایا بھی نہیں جائے گا' یعنی سر انسان کی پشت کے برابر مکمل سیدھا ہونا چاہیے۔ (خلاصہ)

مسئلہ: رکوع کے دوران گھٹنوں کو کمان کی طرح جھکانا مکروہ ہے' تاہم خاتون رکوع کے دوران زیادہ جھک جائے گی اور اپنے ہاتھوں کو پر سہارا نہیں دے گی اور انگلیوں کو کھولے گی نہیں' بلکہ بند رکھے گی' البتہ گھٹنوں پر رکھ لے گی اور گھٹنوں کو جھکائے رکھے گی اور بازو کو جسم سے علیحدہ نہیں کرے گی۔ (زاہدی)

مسئلہ: رکوع میں سبحان ربی العظیم تین مرتبہ پڑھا جائے گا' یہ اس کی کم از کم مقدار ہے' اگر کوئی شخص رکوع میں بالکل بھی تسبیح نہیں پڑھتا یا صرف ایک مرتبہ پڑھ لیتا ہے' تو یہ جائز ہے' تاہم ایسا کرنا مکروہ ہوگا۔

مسئلہ: جب آدمی اطمینان سے رکوع کرلے گا تو اس کے بعد سر اُٹھائے گا' اگر اطمینان کے ساتھ نہیں کرے گا تو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے مطابق اس کی نماز درست ہوگی۔ (خلاصہ)

مسئلہ: اگر امام ہے' تو اس بات پر اتفاق ہے کہ وہ سمع اللّٰه لمن حمده پڑھے گا اور اگر مقتدی ہے تو اس بات پر اتفاق ہے کہ وہ ربنا لك الحمد پڑھے گا' سمع الله لمن حمده نہیں پڑھے گا' لیکن اگر وہ شخص تنہا نماز ادا کر رہا ہے' تو ترجیح قول کے مطابق اس کے لیے بہتر یہ ہے کہ وہ دونوں کلمات پڑھ لے۔ (محیط)

مسئلہ: اس کا طریقہ یہ ہوگا کہ جب آدمی اُٹھ رہا ہوگا' اس وقت سمع اللّٰه لمن حمده کہے گا اور جب بالکل سیدھا کھڑا ہوگا تو ربنا لك الحمد کہہ دے گا۔ (زاہدی)

مسئلہ: جب آدمی سیدھا کھڑا ہو جائے گا تو تکبیر کہتے ہوئے سجدے میں چلا جائے گا۔ (ہدایہ)

مسئلہ: سجدے میں تین مرتبہ سبحان ربی الاعلٰی پڑھا جائے گا' یہ اس کی کم از کم مقدار ہے۔ (محیط)

مسئلہ: رکوع اور سجدے کی تسبیح کو تین سے زیادہ مرتبہ پڑھنا مستحب ہے' لیکن طاق تعداد پر ختم کرنا چاہیے۔ (ہدایہ)

مسئلہ: کم از کم تین مرتبہ تسبیح پڑھنی چاہیے' درمیانی مقدار پانچ مرتبہ ہے اور زیادہ سے زیادہ سات مرتبہ ہے' لیکن اگر آدمی امامت کر رہا ہو تو اس وقت اسے زیادہ تسبیح نہیں پڑھنی چاہیے تاکہ مقتدی دل گرفتہ نہ ہو جائیں۔ (ہدایہ)

سجدہ کرنے کا طریقہ

مسئلہ: فقہاء نے یہ بات بیان کی ہے کہ جب آدمی سجدہ کرنے کا ارادہ کرے گا تو پہلے زمین پر وہ اعضاء رکھے جائیں گے جو زمین کے قریب ہوتے ہیں' اس لیے پہلے گھٹنے رکھے جائیں گے' پھر دونوں ہاتھ رکھے جائیں گے' پھر ناک رکھا جائے گا' پھر پیشانی رکھی جائے گی اور جب آدمی سجدے سے اُٹھے گا' اس وقت پہلے پیشانی اُٹھائے گا' پھر ناک اُٹھائے گا' پھر دونوں ہاتھ اُٹھائے گا' پھر گھٹنے اُٹھائے گا۔

مسئلہ: فقہاء نے یہ بات بیان کی ہے کہ یہ حکم اس وقت ہے جب آدمی ننگے پاؤں ہو' لیکن جب اس نے موزے پہنے ہوئے ہوں تو پہلے گھٹنے نہیں رکھے گا' بلکہ دونوں ہاتھ گھٹنوں سے پہلے رکھے گا اور دائیں ہاتھ کو پہلے رکھے گا۔ (تبیین)

مسئلہ: سجدہ کرتے وقت دونوں ہاتھوں کو کانوں کے مقابل میں رکھا جائے گا اور انگلیوں کا رخ قبلہ کی طرف ہوگا' پاؤں کی انگلیوں کا بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ: (سجدے میں) آدمی دونوں ہتھیلیوں پر سہارا رکھے گا اور اپنے دونوں بازو دونوں پہلوؤں سے جدا رکھے گا اور بازو کو زمین پر بچھائے گا نہیں۔ (خلاصہ)

مسئلہ: سجدے میں آدمی اپنے پیٹ کو زانو سے الگ رکھے گا۔ (ہدایہ)

خاتون کا سجدہ کرنے کا طریقہ

مسئلہ: رکوع اور سجدے کے دوران خاتون اپنے اعضاء کو ملا کر رکھے گی' انہیں الگ الگ نہیں کرے گی اور سجدہ میں دونوں

پاؤں کے سہارے سجدہ کرے گی اور اپنے پیٹ کو زانو کے ساتھ ملا کر رکھے گی۔ (خلاصہ)

مسئلہ: کنیز کا حکم بھی آزاد عورت کی مانند ہے' البتہ تکبیر تحریمہ کہتے وقت وہ مرد کی طرح کانوں تک ہاتھ اُٹھائے گی۔ (سراج الوہاج)

مسئلہ: پھر آدمی (سجدے سے اپنے سر کو) اُٹھاتے ہوئے تکبیر کہے گا' اس میں سنت یہ ہے کہ آدمی اپنا سر اُٹھائے اور سیدھا ہو کر بیٹھ جائے' اس بیٹھنے کے دوران کوئی ذکر مسنون نہیں ہے' یہ حکم ہمارے (احناف) کے نزدیک ہے۔ (جوہرہ نیرہ)

مسئلہ: اگر کوئی شخص بالکل سیدھا ہو کر نہیں بیٹھتا اور دوسرے سجدے میں چلا جاتا ہے' تو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ایسا کرنا جائز ہے۔ (الہدایہ)

مسئلہ: سجدے سے سر اُٹھانا رکن نہیں ہے بلکہ رکن صرف ایک سجدے سے دوسرے سجدے کی طرف منتقل ہونا ہے' کیونکہ اس کے بغیر دوسرا سجدہ ادا نہیں ہو سکتا اور ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف منتقل اسی وقت ہوا جا سکتا ہے جب سر اُٹھا لیا جائے' اس لیے سجدے سے سر اُٹھانا آدمی پر لازم ہوگا۔

مسئلہ: کم از کم کتنی مقدار میں سر اُٹھانا لازم ہے' اس کے بارے میں فقہاء کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے' امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اس بات کے قائل ہیں کہ اگر وہ شخص بیٹھنے کے قریب ہو' تو جائز ہوگا اور اگر زمین کے قریب ہوا تو جائز نہیں ہوگا۔ (تبیین) یہی قول صحیح ہے۔ (ہدایہ)

مسئلہ: امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے یہ روایت نقل کی گئی ہے کہ جب کوئی شخص اتنا سر اُٹھالے کہ اسے سر اُٹھانے والا قرار دیا جا سکے تو دوسرا سجدہ کرنا جائز ہوگا' محیط میں اسی قول کو صحیح قرار دیا گیا ہے۔ (تبیین)

مسئلہ: یہی قول صحیح ہے۔ (بدائع الصنائع)

مسئلہ: پھر آدمی تکبیر کہتے ہوئے دوسرے سجدے میں چلا جائے گا اور اس میں بھی پہلے سجدہ کی مانند تکبیر پڑھے گا۔ (محیط)

مسئلہ: جب سجدے سے فارغ ہو جائے گا تو اپنے پنجوں کے بل اُٹھ جائے گا اور دونوں ہاتھوں کے ذریعے سہارا نہیں لے گا بلکہ گھٹنوں پر سہارا لے گا۔ (محیط)

مسئلہ: جس شخص کو کوئی عذر لاحق نہ ہو' اس کا سہارا نہ لینا ہمارے نزدیک مستحب ہے جیسا کہ مشہور کتب میں سے اکثر سے یہی بات ثابت ہوتی ہے۔ (بحرالرائق)

مسئلہ: اگر کوئی شخص بیٹھ جائے یا زمین پر دونوں ہاتھوں کے ذریعے سہارا لے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے جیسا کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی مذہب ہے۔ (ظہیریہ)

مسئلہ: دوسری رکعت بھی اسی طرح ادا کرے گا جس طرح پہلی رکعت کی تھی' البتہ دوسری رکعت میں ثناء اور تعوذ نہیں پڑھے گا۔ (قدوری)

مسئلہ: جب دوسری رکعت کے دوسرے سجدے سے سر اُٹھائے گا تو بائیں پاؤں کو بچھا کر اس پر بیٹھے گا اور دائیں پاؤں کو

کھڑا کرے گا' دائیں پاؤں کی انگلیاں قبلہ کی طرف ہونی چاہئیں اور دونوں ہاتھ زانوں پر انگلیاں کھول کر رکھے گا۔ (ہدایہ)

مسئلہ: اس حالت میں آدمی اپنے گھٹنوں کو نہیں پکڑے گا۔ (خلاصہ)

مسئلہ: خاتون بیٹھتے وقت اپنی سُرین کے بل بیٹھے گی اور دونوں پاؤں دائیں طرف نکال لے گی۔ (ہدایہ)

تشہد کا طریقہ

مسئلہ: تشہد میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول تشہد کے کلمات پڑھے جائیں گے۔ (کافی)

مسئلہ: ان میں کوئی اضافہ نہیں کیا جائے گا۔ (محیط سرخسی)

مسئلہ: جب آدمی اشھد ان لا الہ الا اللہ پڑھے گا تو شہادت کی انگلی کے ذریعے اشارہ کرے گا' اشارہ کرنے کا حکم مختار ہے۔ (خلاصہ) فتویٰ بھی اسی پر ہے۔ (مضمرات)

مسئلہ: بعض مشائخ نے اشارہ کرنے کو جائز قرار نہیں دیا ہے اور اسے مکروہ کہا ہے۔ (تبیین)

مسئلہ: (چار یا تین رکعات والی نماز میں) تشہد پڑھنے کے بعد آدمی کھڑا ہو جائے گا۔ (محیط)

مسئلہ: قعدہ سے اُٹھتے ہوئے بھی آدمی پنجوں کے بل کھڑا ہوگا' بقیہ دو رکعات بھی اسی طرح ادا کرے گا جیسے پہلی دو رکعات ادا کی تھیں۔ (محیط)

مسئلہ: البتہ آخری دو رکعات میں صرف سورۂ فاتحہ کی تلاوت کی جائے گی' اس میں اضافہ کرنا مکروہ ہے' اگر کوئی شخص آخری دو رکعات کے دوران قرأت بھی نہیں کرتا اور تسبیح بھی نہیں پڑھتا تو کوئی حرج نہیں ہے' اگر کوئی شخص بھول کر قرأت نہیں کرتا تو اس پر سجدۂ سہو لازم نہیں ہوگا' البتہ قرأت کرنا زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔ (ذخیرہ)

مسئلہ: اسی قول پر اعتماد ہے۔ (قاضی خان) یہی قول درست ہے۔ (محیط) صحیح اور ظاہر الروایہ کے مطابق بھی یہی حکم ہے۔ (بدائع الصنائع) خاموش رہنا مکروہ ہے۔ (خلاصہ)

مسئلہ: دوسرے قعدہ میں بھی اسی طرح بیٹھا جائے گا' جس طرح پہلے قعدہ میں بیٹھا گیا تھا۔

درود شریف پڑھنے کا حکم

مسئلہ: تشہد پڑھنے کے بعد آدمی درود شریف پڑھے گا۔ (محیط)

مسئلہ: امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے درود کا طریقہ دریافت کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ آدمی یہ پڑھے گا:

"اے اللہ! تو حضرت محمد اور حضرت محمد کی آل پر درود نازل کر جیسے تو نے حضرت ابراہیم اور حضرت ابراہیم کی آل پر درود نازل کیا' اے اللہ! تو حضرت محمد اور حضرت محمد کی آل پر برکت نازل فرما' جس طرح تو نے حضرت ابراہیم اور حضرت ابراہیم کی آل پر برکت نازل فرمائی' بے شک تو لائقِ حمد اور بزرگی کا مالک ہے"۔

مسئلہ: بعض فقہاء نے یہ بات بیان کی ہے: (درود پڑھتے ہوئے) یہ الفاظ کہنا مکروہ ہے:

"اے اللہ! تو حضرت محمد پر رحم کر"۔

مسئلہ: تاہم صحیح قول کے مطابق ان الفاظ کو استعمال کرنا مکروہ نہیں ہے۔ (تبیین)

(نماز کے آخر میں) دعا مانگنا

مسئلہ: جب نمازی درود پڑھ کر فارغ ہو جائے گا تو اپنے لیے' اپنے والدین کے لیے' تمام مسلمان مردوں اور خواتین کے لیے مغفرت کی دعا کرے گا۔ (خلاصہ)

مسئلہ: دعا کرتے ہوئے اپنے علاوہ دوسرے مسلمانوں کے لیے بھی دعا کرنی چاہیے' صرف اپنی ذات کو مخصوص نہ کیا جائے' سنت یہی ہے۔ (تبیین)

مسئلہ: آدمی یہ دعا بھی مانگ سکتا ہے:

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝

"اے ہمارے پروردگار! تو ہمیں دنیا میں بھلائی عطا کر اور آخرت میں بھی بھلائی عطاء کر اور اے ہمارے پروردگار! ہمیں جہنم کے عذاب سے بچالے"۔

مسئلہ: آدمی اس طرح سے دعا نہیں مانگے گا' جس طرح لوگوں کے ساتھ بات چیت کی جاتی ہے یا ایسی دعا نہیں مانگے گا جو آدمیوں سے مانگا جا سکتا ہے' جیسے یہ کہا جائے کہ فلاں خاتون کے ساتھ میری شادی کروا دے کیونکہ یہ انسانوں کے ساتھ کرنے والی باتیں ہیں' لیکن جو چیزیں انسانوں سے مانگنا محال ہیں' وہ دعا مانگی جا سکتی ہے' جیسے یہ کہے:

"اے اللہ! تو میری مغفرت کر دے"۔

مسئلہ: (تشہد کے آخر میں) مانگی جانے والی مسنون دعائیں احادیث سے جو دعائیں ثابت ہیں' ان میں سے ایک دعا وہ ہے جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی: آپ مجھے کوئی ایسی دعا سکھائیں جو میں نماز کے دوران مانگا کروں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم یہ پڑھا کرو:

"اے اللہ! میں نے اپنے اوپر بہت زیادہ ظلم کیا ہے اور گناہوں کی مغفرت صرف تو ہی کر سکتا ہے' لہٰذا تو اپنی بارگاہ سے میری مغفرت کر دے اور مجھ پر رحم کر! کیونکہ تو مغفرت کرنے والا رحم کرنے والا ہے"۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جو دعا مانگا کرتے تھے' وہ بھی مسنون دعاؤں میں شامل ہوگی' جس کے کلمات یہ ہیں:

"اے اللہ! میں تجھ سے ہر طرح کی بھلائی کا سوال کرتا ہوں' خواہ وہ میرے علم میں ہو یا میرے علم میں نہ ہو اور میں ہر طرح کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں' خواہ وہ میرے علم میں ہو یا میرے علم میں نہ ہو"۔ (نہایہ)

مسئلہ: مستحب یہ ہے کہ نماز پڑھنے والا نماز کے آخر میں جو دعا مانگتا ہے' اس کے بعد یہ پڑھے:

"اے میرے پروردگار! تو مجھے اور میری ذریت کو نماز قائم کرنے والا بنا دے' اے ہمارے پروردگار! تو اس دعا کو قبول کر لے' اے ہمارے پروردگار! تو میری' میرے والدین کی اور تمام اہلِ ایمان کی قیامت کے دن مغفرت کر دینا"۔ (تاتارخانیہ)

سلام پھیرنے کا طریقہ

مسئلہ: اس کے بعد آدمی دونوں طرف سلام پھیر دے گا' پہلے دائیں طرف پھیرے گا' پھر بائیں طرف پھیرے گا' دونوں طرف سلام پھیرتے ہوئے منہ کو اتنا موڑا جائے گا (کہ پیچھے بیٹھے ہوئے شخص کو) اس کے رخسار کی سفیدی نظر آ جائے۔ (تحفہ شرح نقایہ از شیخ ابوالمکارم)

مسئلہ: سلام پھیرتے وقت السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہا جائے گا۔ (محیط)

مسئلہ: مختار قول یہ ہے کہ لفظ سلام کو "الف لام" کے ہمراہ کہا جائے گا۔

مسئلہ: ہمارے نزدیک سلام پھیرتے وقت لفظ برکاتہٗ نہیں کہا جائے گا اور ہمارے نزدیک سنت یہ ہے کہ پہلے سلام کے مقابلے میں دوسرے میں آواز کو پست رکھا جائے گا۔ (محیط)

مسئلہ: اگر کوئی شخص صرف دائیں طرف سلام پھیرنے کے بعد کھڑا ہو جاتا ہے' تو اگر اس نے کسی کے ساتھ سلام نہیں کیا' اپنی جگہ سے اُٹھ کر کہیں اور نہیں گیا تو بیٹھ کر دوسرا سلام پھیر دے گا۔ (تاتارخانیہ)

مسئلہ: صحیح قول یہ ہے کہ جب آدمی ایک مرتبہ سلام پھیرنے کے بعد قبلہ کی طرف سے منہ پھیر لے تو پھر دوسرا سلام نہیں پھیرے گا۔ (قنیہ)

مسئلہ: سلام پھیرتے وقت محافظ فرشتوں اور اس طرف موجود مسلمانوں پر سلام بھیجنے کی نیت کی جائے گی۔ (زاہدی)

مسئلہ: ظہر' مغرب اور عشاء کی نماز کا سلام پھیرنے کے بعد وہاں بیٹھ کر توقف کرنا مکروہ ہے' سلام پھیرنے کے فوراً بعد امام کو سنت ادا کرنے کے لیے کھڑا ہو جانا چاہیے لیکن جہاں فرض نماز ادا کی ہے' وہاں سنتیں ادا نہ کی جائیں بلکہ دائیں طرف یا بائیں طرف یا پیچھے کو ہٹ کر ادا کی جائیں' اگر آدمی چاہے' تو گھر جا کر بھی سنتیں ادا کر سکتا ہے لیکن اگر کوئی شخص تنہا نماز ادا کر رہا ہو یا وہ مقتدی ہو' تو وہ نماز پڑھ لینے کے بعد وہیں بیٹھ کر دعا مانگ سکتا ہے' اسی طرح وہ فرض ادا کرنے کے بعد اگر اسی جگہ کھڑا ہو جاتا ہے یا پیچھے ہٹ جاتا ہے یا دائیں بائیں ہو جاتا ہے' تو یہ جائز ہے اور ان سب صورتوں کا حکم برابر ہو گا۔

مسئلہ: جن نمازوں کے بعد سنتیں ادا نہیں کی جاتی ہیں' یعنی فجر اور عصر کی نماز ان کے بارے میں حکم یہ ہے کہ اسی جگہ پر قبلہ کی طرف رخ کر کے بیٹھے رہنا مکروہ ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے اس طرزِ عمل کو بدعت قرار دیا ہے' اس وقت آدمی کو اختیار ہے' اگر وہ چاہے' تو وہاں سے اُٹھ کر چلا جائے' اگر چاہے' تو اپنی محراب میں سورج نکلنے تک بیٹھا رہے۔ یہی افضل ہے۔

مسئلہ: اگر لوگ موجود ہوں تو ان کی طرف رخ کر کے بیٹھا جائے گا' اگر لوگ موجود نہیں ہیں' تو پھر دائیں طرف یا بائیں طرف میں سے کسی ایک طرف رخ کر لیا جائے گا' اس بارے میں سردی اور گرمی کا حکم ایک ہی جیسا ہے۔ (خلاصہ)

مسئلہ: ظہر' عصر اور مغرب کی نماز سے فارغ ہونے کے فوراً بعد امام کو سنتیں ادا کرنی شروع کر دینی چاہئیں (اگر اس وقت دعا مانگنا ہے) تو طویل دعا نہیں مانگنی چاہیے۔ (تاتارخانیہ)

•••———•••———•••

8- باب الْقَوْلِ الَّذِیْ یُفْتَتَحُ بِهِ الصَّلاةُ

باب: وہ جملہ جس کے ذریعے نماز کا آغاز کیا جائے

884 - اَخْبَرَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ اَبِیْ عَبْدِ الرَّحِیْمِ قَالَ حَدَّثَنِیْ زَیْدٌ - هُوَ ابْنُ اَبِیْ اُنَیْسَةَ - عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ عَوْنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَامَ رَجُلٌ خَلْفَ نَبِیِّ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِیْرًا وَّالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِیْرًا وَّسُبْحَانَ اللّٰهِ بُكْرَةً وَّاَصِیْلاً . فَقَالَ نَبِیُّ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ صَاحِبُ الْكَلِمَةِ" فَقَالَ رَجُلٌ اَنَا یَا نَبِیَّ اللّٰهِ . فَقَالَ "لَقَدِ ابْتَدَرَهَا اثْنَا عَشَرَ مَلَكًا" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' ایک شخص نبی اکرم ﷺ کے پیچھے کھڑا ہوا تو اس نے یہ پڑھا:

"اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے' عظیم ہے' تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہیں جو انتہائی زیادہ ہوں اور صبح شام اللہ تعالیٰ کی پاکی (ہم بیان کرتے ہیں)"۔

(نبی اکرم ﷺ نے نماز سے فارغ ہونے کے بعد) دریافت کیا: یہ کلمہ کس شخص نے پڑھا تھا؟ تو اس شخص نے عرض کی: یا نبی اللہ! میں نے' نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: بارہ فرشتے تیزی سے اس کی طرف لپکے تھے۔

885 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ شُجَاعٍ الْمَرُّوْذِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِیْلُ عَنْ حَجَّاجٍ عَنْ اَبِی الزُّبَیْرِ عَنْ عَوْنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ بَیْنَمَا نَحْنُ نُصَلِّیْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ اللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِیْرًا وَّالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِیْرًا وَّسُبْحَانَ اللّٰهِ بُكْرَةً وَّاَصِیْلاً . فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ "مَنِ الْقَائِلُ كَلِمَةَ كَذَا وَكَذَا" . فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ اَنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ . قَالَ "عَجِبْتُ لَهَا" . وَذَكَرَ كَلِمَةً مَعْنَاهَا "فُتِحَتْ لَهَا اَبْوَابُ السَّمَاءِ" . قَالَ ابْنُ عُمَرَ مَا تَرَكْتُهُ مُنْذُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُهُ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ ہم نبی اکرم ﷺ کی اقتداء میں نماز ادا کر رہے تھے' تو حاضرین میں سے ایک شخص نے بلند آواز میں یہ پڑھا:

"اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے اور عظیم ہے' ہر طرح کی حمد اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہے' جو زیادہ ہو اور ہم صبح و شام اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتے ہیں"۔

(نبی اکرم ﷺ نے نماز سے فارغ ہونے کے بعد) دریافت کیا: فلاں کلمہ کس نے پڑھا تھا؟ تو حاضرین میں سے ایک صاحب بولے: یارسول اللہ! میں نے' تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: مجھے یہ بہت اچھا لگا' پھر آپ نے ایک کلمہ ارشاد فرمایا جس کا مفہوم یہ تھا کہ اس کلمے کے لیے آسمان کے دروازے کھول دیے گئے۔

884-اخرجه مسلم في المساجد و مواضع الصلاة، باب ما يقال بين تكبيرة الاحرام و القراءة (الحديث 150) . واخرجه الترمذي في الدعوات، باب دعاء ام سلمة (الحديث 3592) . واخرجه النسائي في الافتتاح، القول الذي يفتتح به الصلاة (الحديث 885) . تحفة الاشراف (7369) .

885-تقدم في الافتتاح، القول الذي يفتتح به الصلاة (الحديث 884) .

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: جب سے نبی اکرم ﷺ کی زبانی میں نے یہ بات سنی ہے اس کے بعد میں نے ان کلمات کو پڑھنا کبھی ترک نہیں کیا۔

9 - باب وَضْعِ الْيَمِينِ عَلَى الشِّمَالِ فِي الصَّلَاةِ

باب: نماز کے دوران دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھنا

886 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ مُوسَى بْنِ عُمَيْرٍ الْعَنْبَرِيِّ وَقَيْسِ بْنِ سُلَيْمٍ الْعَنْبَرِيِّ قَالَا حَدَّثَنَا عَلْقَمَةُ بْنُ وَائِلٍ عَنْ اَبِيهِ قَالَ رَاَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَانَ قَائِمًا فِي الصَّلَاةِ قَبَضَ بِيَمِينِهِ عَلَى شِمَالِهِ .

☆☆ علقمہ بن وائل اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: مجھے نبی اکرم ﷺ کے بارے میں یہ بات یاد ہے کہ جب آپ نماز میں قیام کرتے تھے تو آپ ﷺ اپنے دائیں ہاتھ کے ذریعے اپنے بائیں ہاتھ کو پکڑ لیتے تھے۔

10 - باب فِي الْاِمَامِ اِذَا رَاَى الرَّجُلَ قَدْ وَضَعَ شِمَالَهُ عَلَى يَمِينِهِ

باب: جب امام کسی ایسے شخص کو دیکھے جس نے اپنا بایاں ہاتھ دائیں ہاتھ پر رکھا ہوا ہو

887 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ اَبِي زَيْنَبَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا عُثْمَانَ يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ رَآنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ وَضَعْتُ شِمَالِي عَلَى يَمِينِي فِي الصَّلَاةِ فَاَخَذَ بِيَمِينِي فَوَضَعَهَا عَلَى شِمَالِي .

☆☆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ نے مجھے دیکھا کہ میں نے اپنا بایاں ہاتھ نماز کے دوران دائیں ہاتھ پر رکھا ہوا تھا، تو آپ نے میرے دائیں ہاتھ کو پکڑ کر اُسے میرے بائیں ہاتھ کے اوپر رکھ دیا۔

11 - باب مَوْضِعِ الْيَمِينِ مِنَ الشِّمَالِ فِي الصَّلَاةِ

باب: نماز کے دوران دائیں ہاتھ کو بائیں پر رکھنے کی جگہ

888 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ زَائِدَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ كُلَيْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي اَبِي اَنَّ وَائِلَ بْنَ حُجْرٍ اَخْبَرَهُ قَالَ قُلْتُ لَاَنْظُرَنَّ اِلَى صَلَاةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ

886-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (11778) .

887-اخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب وضع اليمنى على اليسرى في الصلاة (الحديث 755) بنحوه . و اخرجه الترمذي في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب وضع اليمين على الشمال في الصلاة (الحديث 811) . تحفة الاشراف (9378) .

888-اخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب رفع اليدين في الصلاة (الحديث 727) بمعناه . و الحديث عند: ابي داؤد في الصلاة، باب رفع اليدين في الصلاة (الحديث 726) . والنسائي في التطبيق، باب مكان اليدين من السجود (الحديث 1101)، و في السهو، موضع المرفقين (الحديث 1264)، وباب قبض الثنتين من اصابع اليد اليمنى و عقد الوسطى والابهام منها (الحديث 1267) . وابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب رفع اليدين اذا ركع، و اذا رفع راسه من الركوع (الحديث 867) . تحفة الاشراف (11781) .

يُصَلِّي فَنَظَرْتُ اِلَيْهِ فَقَامَ فَكَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى حَاذَتَا بِاُذُنَيْهِ ثُمَّ وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلَى كَفِّهِ الْيُسْرٰى وَالرُّسْغِ وَالسَّاعِدِ فَلَمَّا اَرَادَ اَنْ يَرْكَعَ رَفَعَ يَدَيْهِ مِثْلَهَا - قَالَ - وَوَضَعَ يَدَيْهِ عَلَى رُكْبَتَيْهِ ثُمَّ لَمَّا رَفَعَ رَاْسَهُ رَفَعَ يَدَيْهِ مِثْلَهَا ثُمَّ سَجَدَ فَجَعَلَ كَفَّيْهِ بِحِذَاءِ اُذُنَيْهِ ثُمَّ قَعَدَ وَافْتَرَشَ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى وَوَضَعَ كَفَّهُ الْيُسْرٰى عَلَى فَخِذِهِ وَرُكْبَتِهِ الْيُسْرٰى وَجَعَلَ حَدَّ مِرْفَقِهِ الْاَيْمَنِ عَلَى فَخِذِهِ الْيُمْنٰى ثُمَّ قَبَضَ اثْنَتَيْنِ مِنْ اَصَابِعِهِ وَحَلَّقَ حَلْقَةً ثُمَّ رَفَعَ اِصْبَعَهُ فَرَاَيْتُهُ يُحَرِّكُهَا يَدْعُو بِهَا .

☆☆ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے سوچا کہ اب میں ضرور نبی اکرم ﷺ کی نماز کا جائزہ لوں گا کہ آپ کس طرح نماز ادا کرتے ہیں، میں نے آپ ﷺ کی طرف دیکھنا شروع کیا، آپ کھڑے ہوئے، آپ نے تکبیر کہی، آپ نے رفع یدین کیا، یہاں تک کہ دونوں ہاتھوں کو کانوں تک بلند کیا، پھر آپ ﷺ نے اپنا دایاں دستِ مبارک بائیں ہتھیلی پر رکھا یعنی بائیں کلائی پر اور جوڑ پر رکھا، پھر جب آپ ﷺ رکوع میں جانے لگے تو آپ نے اسی طرح رفع یدین کیا پھر آپ نے اپنے دونوں ہاتھ اپنے دونوں گھٹنوں پر رکھے، جب آپ نے رکوع سے سر اُٹھایا تو پھر اسی طرح رفع یدین کیا، پھر آپ ﷺ سجدے میں چلے گئے اور آپ نے اپنی دونوں ہتھیلیاں اپنے کانوں کے برابر میں رکھیں، پھر آپ ﷺ بیٹھ گئے اور آپ ﷺ نے اپنے بائیں پاؤں کو بچھا لیا اور بائیں ہتھیلی کو بائیں زانوں پر اور بائیں گھٹنے پر رکھا، پھر آپ ﷺ نے دائیں ہتھیلی کو دائیں زانوں پر رکھا، پھر آپ نے اپنی انگلیوں میں سے دو انگلیوں کو بند کیا، اُن کا حلقہ بنایا اور پھر آپ نے ایک انگلی کو بلند کیا، میں نے دیکھا کہ آپ اُس کو حرکت دیتے ہوئے دعا مانگ رہے تھے۔

12 - باب النَّهْيِ عَنِ التَّخَصُّرِ فِي الصَّلَاةِ

باب: نماز کے دوران کمر پر ہاتھ رکھنے کی ممانعت

889 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ قَالَ اَنْبَاَنَا جَرِيرٌ عَنْ هِشَامٍ ح وَاَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنْ هِشَامٍ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى اَنْ يُصَلِّيَ الرَّجُلُ مُخْتَصِرًا .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے اس بات سے منع کیا ہے کہ کوئی شخص نماز پڑھتے ہوئے کمر پر ہاتھ رکھے۔

شرح

احناف کے نزدیک نماز کے دوران پہلو پر ہاتھ رکھنا مکروہِ تحریمی ہے اور نماز کے علاوہ اس طرح سے ہاتھ رکھنا مکروہ تنزیہی ہے۔

889-اخرجه مسلم في المساجد و مواضع الصلاة، باب كراهة الاختصار في الصلاة (الحديث 46) . تحفة الاشراف (14516 و 14532) .

دیگر فقہاء نے بھی اسے مکروہ قرار دیا ہے۔

890 - اَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ حَبِيْبٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ زِيَادِ بْنِ صُبَيْحٍ قَالَ صَلَّيْتُ اِلٰى جَنْبِ ابْنِ عُمَرَ فَوَضَعْتُ يَدِىْ عَلٰى خَصْرِىْ فَقَالَ لِىْ هٰكَذَا ضَرْبَةً بِيَدِهٖ فَلَمَّا صَلَّيْتُ قُلْتُ لِرَجُلٍ مَنْ هٰذَا قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ . قُلْتُ يَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ مَا رَابَكَ مِنِّىْ قَالَ اِنَّ هٰذَا الصَّلْبُ وَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَانَا عَنْهُ .

★★ زیاد بن صبیح بیان کرتے ہیں' میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پہلو میں نماز ادا کرتے ہوئے اپنی کمر پر ہاتھ رکھا (تو انہوں نے مجھے اشارے کے ذریعے بتایا: اس طرح ہاتھ رکھو) جب میں نے نماز ادا کرلی تو میں نے دریافت کیا: یہ کون صاحب ہیں؟ تو لوگوں نے بتایا: یہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہیں' میں نے کہا: اے ابوعبدالرحمٰن! آپ کو میری کون سی بات غلط لگی تھی؟ تو انہوں نے فرمایا: یہ مصلوب کرنے کا طریقہ ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس سے منع کیا ہے۔

13 - باب الصَّفِّ بَيْنَ الْقَدَمَيْنِ فِى الصَّلَاةِ

باب: نماز پڑھتے ہوئے دونوں پاؤں کو برابر رکھنا

891 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيَانَ بْنِ سَعِيْدٍ الثَّوْرِيِّ عَنْ مَيْسَرَةَ عَنِ الْمِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ اَبِىْ عُبَيْدَةَ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ رَاٰى رَجُلًا يُصَلِّىْ قَدْ صَفَّ بَيْنَ قَدَمَيْهِ فَقَالَ خَالَفَ السُّنَّةَ وَلَوْ رَاوَحَ بَيْنَهُمَا كَانَ اَفْضَلَ .

★★ ابوعبیدہ بیان کرتے ہیں' حضرت عبداللہ نے ایک شخص کو دیکھا جو نماز ادا کر رہا تھا' اس نے اپنے دونوں پاؤں سیدھے کیے ہوئے تھے' تو حضرت عبداللہ بولے: اس شخص نے سنت کی خلاف ورزی کی ہے' اگر یہ اُن دونوں کو آرام دیتا تو یہ زیادہ فضیلت رکھتا۔

شرح

احناف کے نزدیک قیام کے دوران دونوں قدموں کے درمیان چار انگلیوں کے برابر کشادگی رکھنا سنت ہے' کیونکہ اس میں زیادہ خشوع وخضوع پایا جاتا ہے' جبکہ شوافع اس بات کے قائل ہیں۔ دونوں قدموں کے درمیان ایک بالشت کا فرق ہونا چاہئے۔

فقہاء کے نزدیک کسی عذر کے بغیر دونوں قدموں کو ملا لینا مکروہ ہے۔

مالکیوں اور حنابلہ کی یہ رائے ہے کہ دونوں قدموں میں کشادگی ہونا مستحب ہے اور اس کی صورت یہ ہوگی' وہ درمیانی حالت میں ہوں نہ بالکل ملے ہوئے ہوں نہ زیادہ کھلے ہوئے ہوں' جسے عام عرف میں برا سمجھا جاتا ہو۔

890-اخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب في التخصر و الاقعاء (الحديث 903) مختصراً . تحفة الاشراف (6724) .

891-انفرد به النسائي، و سياتي في الافتتاح، الصف بين القدمين في الصلاة (الحديث 892) . تحفة الاشراف (9631) .

892 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ شُعْبَةَ قَالَ اَخْبَرَنِىْ مَيْسَرَةُ بْنُ حَبِيْبٍ قَالَ سَمِعْتُ الْمِنْهَالَ بْنَ عَمْرٍو يُحَدِّثُ عَنْ اَبِىْ عُبَيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّهٗ رَاٰى رَجُلًا يُصَلِّىْ قَدْ صَفَّ بَيْنَ قَدَمَيْهِ فَقَالَ اَخْطَاَ السُّنَّةَ وَلَوْ رَاوَحَ بَيْنَهُمَا كَانَ اَعْجَبَ اِلَىَّ .

★★ حضرت عبداللہ کے بارے میں یہ بات منقول ہے: ایک مرتبہ انہوں نے ایک شخص کو دیکھا جو نماز ادا کر رہا تھا' اس نے اپنے دونوں پاؤں پر بوجھ ڈالا ہوا تھا تو حضرت عبداللہ بولے: اس شخص نے سنت کی خلاف ورزی کی ہے' اگر یہ ان دونوں کو آرام پہنچاتا تو یہ میرے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہوتا۔

14 - باب سُكُوْتِ الْاِمَامِ بَعْدَ افْتِتَاحِهِ الصَّلَاةَ

باب: امام کا نماز شروع کر لینے کے بعد کچھ دیر کے لیے سکوت اختیار کرنا

893 - اَخْبَرَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ عَنْ اَبِىْ زُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ جَرِيْرٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ لَهٗ سَكْتَةٌ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ .

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کا آغاز کرتے تھے' تو کچھ دیر کے لیے خاموش ہوتے تھے۔

15 - باب الدُّعَاءِ بَيْنَ التَّكْبِيْرَةِ وَالْقِرَاءَةِ

باب: تکبیر تحریمہ اور قرأت کے درمیان میں دعا کرنا

894 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا جَرِيْرٌ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ عَنْ اَبِىْ زُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ جَرِيْرٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ سَكَتَ هُنَيْهَةً فَقُلْتُ بِاَبِىْ اَنْتَ وَاُمِّىْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا تَقُوْلُ فِىْ سُكُوْتِكَ بَيْنَ التَّكْبِيْرِ وَالْقِرَاءَةِ قَالَ "اَقُوْلُ اللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِىْ وَبَيْنَ خَطَايَاىَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ اللّٰهُمَّ نَقِّنِىْ مِنْ خَطَايَاىَ كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْاَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ اللّٰهُمَّ اغْسِلْنِىْ مِنْ خَطَايَاىَ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ ."

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کا آغاز کرتے تھے' تو تھوڑی دیر کے لیے خاموش رہتے تھے' میں نے آپ کی خدمت میں عرض کی: یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں' آپ تکبیر تحریمہ اور قرأت کے درمیان خاموشی میں کیا پڑھتے ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں یہ پڑھتا ہوں:

892-تقدم في الافتتاح، الصف بين القدمين في الصلاة (الحديث 891) .

893-تقدم في الطهارة، باب الوضوء بالثلج (الحديث 60) .

894-تقدم في الطهارة، باب الوضوء بالثلج (الحديث 60) .

"اے اللہ! میرے اور میری خطاؤں کے درمیان اتنا فاصلہ پیدا کردے جتنا تو نے مشرق اور مغرب کے درمیان رکھا ہے' اے اللہ! مجھے خطاؤں سے اس طرح پاک کردے' جس طرح سفید کپڑے کو میل سے صاف کردیا جاتا ہے' اے اللہ! میری خطاؤں کو پانی' برف اور اولوں کے ذریعے دھودے"۔

شرح

ڈاکٹر وہبہ زُحیلی تحریر کرتے ہیں: فقہائے مالکیہ کے نزدیک نماز کے آغاز میں دعا یعنی (ثناء) پڑھنا مکروہ ہے۔ وہ کہتے ہیں: نمازی تکبیر کہنے کے فوراً بعد قرأت شروع کردے گا۔

اس کی دلیل حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول وہ روایت ہے جو متفق علیہ ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

"نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نماز کا آغاز "الحمد لله رب العلمين" سے کرتے تھے"۔

جمہور اس بات کے قائل ہیں: نماز کے آغاز میں دعا پڑھنا یعنی (ثناء) پڑھنا سنت ہے۔

یہ پہلی رکعت میں تکبیر تحریمہ کے بعد پڑھی جائے گی۔

اس دعا میں مختلف الفاظ یعنی مختلف دعائیں منقول ہیں تاہم احناف اور حنابلہ کے نزدیک مختار دعا یہ ہے۔

"سبحانك اللهم وبحمدك"

اس دعا کو امام نسائی نے آگے چل کر حدیث (898) میں نقل کیا ہے۔

شوافع کے نزدیک مختار یہ ہے کہ آدمی یہ دعا مانگے۔

"میں نے اپنا رُخ اس ذات کی طرف کرلیا ہے"۔

امام نسائی نے اس دعا کو حدیث (896) کے تحت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

علامہ بدرالدین محمود عینی یہ کہتے ہیں: متعدد احادیث سے یہ بات ثابت ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے آغاز میں

"سبحانك اللهم وبحمدك"

پڑھا کرتے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نماز کے آغاز میں پڑھی جانے والی جو دُعا منقول ہے وہ ابتدائی زمانے پر محمول ہوگی یا نفل نماز پر محمول ہوگی اور سنن نسائی میں اس بات کی تصریح موجود ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نفل نماز کے آغاز میں اس دعا کو پڑھا کرتے تھے۔

سنن نسائی میں یہ حدیث (897) کے تحت محمد بن مسلمہ کے حوالے سے منقول ہے۔ اس کے آغاز میں یہ الفاظ ہیں۔

"نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب نفل نماز ادا کرنے کے لئے کھڑے ہوتے تھے تو یہ دعا پڑھتے تھے۔"

اس دعا کے بارے میں علامہ ابن قدامہ حنبلی فرماتے ہیں: حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول اس حدیث کے بارے میں بعض علماء نے یہ بات بیان کی ہے یہ تہجد کی نماز کے بارے میں ہے اور پھر اس عمل کو ترک کردیا گیا۔

ہمارے علم کے مطابق اب کوئی بھی شخص نماز کے آغاز میں اس دعا کو نہیں پڑھتا ہے۔

نماز کو صرف پہلی دعا "سبحانک اللہم" سے ہی شروع کیا جائے گا۔

یہاں امام نسائی نے بعض دیگر دعائیں بھی نقل کی ہیں جن میں کچھ لفظی اختلاف بھی پایا جاتا ہے۔

امام احمد بن حنبل کے نزدیک نماز کو "سبحانک اللہم" کی بجائے دوسری دعا سے بھی شروع کیا جاسکتا ہے۔

جبکہ احناف اس بات کے قائل ہیں: نفل نماز میں ثنا کے ساتھ

"میں نے اپنا رُخ اس ذات کی طرف کرلیا ہے"

والی دعا بھی پڑھی جاسکتی ہے۔

تاہم نمازِ جنازہ میں صرف "سبحانک اللھم" ہی پڑھی جائے گی۔

احناف اور حنابلہ اس بات کے قائل ہیں: جب امام جہری نماز میں یا غیر جہری نماز میں قرأت شروع کردے تو اب مقتدی کو اس بات کی اجازت نہیں ہوگی کہ وہ ثناء پڑھے۔ خواہ وہ مسبوق ہو یا مدرک ہو یا لاحق ہو۔

شوافع اس بات کے قائل ہیں: نماز کے آغاز میں "سبحانک اللھم" کی بجائے "سبحان اللہ والحمد للہ واللہ اکبر" بھی پڑھا جا سکتا ہے۔

"الله اكبر كبيرا و الحمد لله كثيرا و سبحان الله و بحمده بكرة واصيلا" بھی پڑھا جاسکتا ہے۔

(اس کے علاوہ) "اے اللہ! میرے اور میری خطاؤں کے درمیان اتنا فاصلہ کردے۔"

دعا بھی پڑھی جاسکتی ہے۔

یہ دعا امام نسائی نے یہاں حدیث (894) کے تحت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کی ہے۔

تنہا شخص کے لئے یہ بات مستحب ہے کہ وہ ان تمام دعاؤں کو نماز کے آغاز میں پڑھ لے یہ حکم شوافع کے نزدیک ہے۔

اور اگر امام ایسا ہو کہ جس کے طویل قرأت کرنے سے مقتدی راضی ہوں' تو پھر وہ بھی دعاؤں میں اضافہ کرسکتا ہے۔

شوافع کے نزدیک فرض نماز اور نفل نماز کے آغاز میں تنہا نماز ادا کرنے والے شخص امام یا مقتدی کے لئے

"میں نے اپنا رُخ اس ذات کی طرف کرلیا۔"

دعا پڑھنا مستحب ہے۔

16 - باب نَوْعٌ اٰخَرُ مِنَ الدُّعَاءِ بَيْنَ التَّكْبِيْرِ وَالْقِرَاْءَةِ

باب: تکبیر تحریمہ اور قرأت کے درمیان دوسری دعا

895 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُرَيْحُ بْنُ يَزِيْدَ الْحَضْرَمِيُّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ شُعَيْبُ بْنُ

895-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (3048) .

اَبِیْ حَمْزَةَ قَالَ اَخْبَرَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا
اسْتَفْتَحَ الصَّلَاةَ كَبَّرَ ثُمَّ قَالَ "اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْيَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ
اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ اللّٰهُمَّ اهْدِنِیْ لِاَحْسَنِ الْاَعْمَالِ وَاَحْسَنِ الْاَخْلَاقِ لَا يَهْدِیْ لِاَحْسَنِهَا اِلَّا اَنْتَ وَقِنِیْ
سَيِّءَ الْاَعْمَالِ وَسَيِّءَ الْاَخْلَاقِ لَا يَقِیْ سَيِّئَهَا اِلَّا اَنْتَ ".

☆☆ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کا آغاز کرتے تھے' تو آپ تکبیر کہتے تھے' پھر یہ پڑھتے تھے:

"بے شک میری نماز' میری قربانی' میری زندگی اور میری موت اللہ تعالیٰ کے لیے ہے' جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے' اس کا کوئی شریک نہیں ہے' مجھے اسی بات کا حکم دیا گیا ہے اور میں مسلمان ہوں' اے اللہ! مجھے اچھے اعمال کی ہدایت نصیب کر اور اچھے اخلاق کی ہدایت نصیب کر' کیونکہ اچھے اعمال اور اخلاق کی ہدایت صرف تو ہی نصیب کر سکتا ہے اور مجھے بُرے اعمال اور بُرے اخلاق سے بچا دے' کیونکہ بُرے اعمال اور بُرے اخلاق سے صرف تو ہی بچا سکتا ہے"۔

17 - باب نَوْعٌ اٰخَرُ مِنَ الذِّكْرِ وَالدُّعَاءِ بَيْنَ التَّكْبِيْرِ وَالْقِرَاءَةِ

باب: تکبیر تحریمہ اور قرأت کے درمیان ذکر اور دعا کی ایک اور قسم

896 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِیٍّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِیٍّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ اَبِیْ سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنِیْ عَمِّی الْمَاجِشُوْنُ بْنُ اَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْاَعْرَجِ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ رَافِعٍ عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا اسْتَفْتَحَ الصَّلَاةَ كَبَّرَ ثُمَّ قَالَ "وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْيَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ اللّٰهُمَّ اَنْتَ الْمَلِكُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَنَا عَبْدُكَ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ وَاعْتَرَفْتُ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْ لِیْ ذُنُوْبِیْ جَمِيْعًا لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ وَاهْدِنِیْ لِاَحْسَنِ الْاَخْلَاقِ لَا يَهْدِیْ لِاَحْسَنِهَا اِلَّا اَنْتَ وَاصْرِفْ عَنِّیْ سَيِّئَهَا لَا يَصْرِفُ عَنِّیْ سَيِّئَهَا اِلَّا اَنْتَ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ كُلُّهٗ فِیْ يَدَيْكَ وَالشَّرُّ لَيْسَ اِلَيْكَ اَنَا بِكَ وَاِلَيْكَ تَبَارَكْتَ وَتَعَالَيْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ ".

896-اخرجه مسلم في صلاة المسافرين و قصرها، باب الدعاء في صلاة الليل وقيامه (الحديث 202) مطولاً و اخرجه ابوداؤد في الصلاة، باب ما يستفتح به الصلاة من الدعاء (الحديث 760 و 761) مطولاً . و اخرجه الترمذي في الدعوات، باب منه (الحديث 3423) مطولاً . والحديث عند مسلم في صلاة المسافرين و قصرها، باب الدعاء في صلاة الليل وقيامه (الحديث 201)، و ابي داؤد في الصلاة، باب من ذكر انه يرفع يديه اذا قام من الثنتين (الحديث 744)، وباب ما يقول الرجل اذا سلم (الحديث 1509) . و الترمذي في الصلاة، باب ما يقول الرجل اذا رفع راسه من الركوع (الحديث 266)، و في الدعوات ، باب منه (الحديث 3421 و3422) . والنسائي في التطبيق، نوع آخر منه (الحديث 1049)، و نوع آخر (الحديث 1125) . وابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب رفع اليدين اذا ركع و اذا رفع راسه عن الركوع (الحديث 864)، و باب سجود القرآن (الحديث 1054) . تحفة الاشراف (10228) .

☆☆ حضرت علی رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کا آغاز کرتے تھے' تو تکبیر کہتے تھے' پھر یہ پڑھتے تھے:

"میں نے اپنا چہرہ اس ذات کی طرف پھیر لیا ہے' جس نے آسمان و زمین کو صحیح طور پر پیدا کیا ہے اور میں مشرک نہیں ہوں' بے شک میری نماز' میری قربانی' میری زندگی اور میری موت اللہ تعالیٰ کے لیے ہے' جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے' اس کا کوئی شریک نہیں ہے' مجھے اسی بات کا حکم دیا گیا ہے اور میں مسلمان ہوں' اے اللہ! تو بادشاہ ہے تیرے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے' میں تیرا بندہ ہوں' میں نے اپنے اوپر ظلم کیا ہے' میں اپنے گناہ کا اعتراف کرتا ہوں' تو میرے سارے گناہوں کی مغفرت کر دے' بے شک گناہوں کی مغفرت صرف تو ہی کر سکتا ہے اور اچھے اخلاق کی طرف میری رہنمائی کر' کیونکہ اچھے اخلاق کی طرف صرف تو ہی رہنمائی کر سکتا ہے اور مجھ سے بُرے اخلاق کو دور کر دے' کیونکہ بُرے اخلاق کو صرف تو ہی دور کر سکتا ہے' میں حاضر ہوں' سعادت مندی تیری طرف سے ہی حاصل ہو سکتی ہے اور ہر طرح کی بھلائی تیرے دست قدرت میں ہے' شر تیری طرف نہیں جا سکتا' میں تیری مدد سے ہوں اور تیری ہی طرف لوٹوں گا' تو برکت والا ہے' بلند و برتر ہے' میں تجھ سے مغفرت طلب کرتا ہوں اور تیری بارگاہ میں' توبہ کرتا ہوں"۔

897 - اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ عُثْمَانَ الْحِمْصِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ حِمْيَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ اَبِیْ حَمْزَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ وَذَكَرَ اٰخَرَ قَبْلَهٗ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ هُرْمُزَ الْاَعْرَجِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مَسْلَمَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا قَامَ يُصَلِّیْ تَطَوُّعًا قَالَ "اللّٰهُ اَكْبَرُ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْيَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ اللّٰهُمَّ اَنْتَ الْمَلِكُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ ." ثُمَّ يَقْرَاُ .

☆☆ محمد بن مسلمہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب نفل نماز ادا کرنے کے لیے کھڑے ہوتے تھے' تو یہ پڑھا کرتے تھے:

"اللہ تعالیٰ کی ذات سب سے بڑی ہے' میں ہر طرح کے باطل دین سے روگرداں ہوتے ہوئے' مسلمان ہوتے ہوئے اپنا چہرہ اس ذات کی طرف پھیرتا ہوں' جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے' میں مشرک نہیں ہوں' میری نماز' میری قربانی' میری زندگی اور میری موت اللہ تعالیٰ کے لیے ہے' جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے' اس کا کوئی شریک نہیں ہے' مجھے اسی بات کا حکم دیا گیا ہے اور میں سب سے پہلا مسلمان ہوں' اے اللہ! تو بادشاہ ہے تیرے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے' تو پاک ہے' حمد تیرے لیے مخصوص ہے"۔

اس کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تلاوت کا آغاز کیا کرتے تھے۔

897-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (11230) .

18 - باب نَوْعٌ اٰخَرُ مِنَ الذِّكْرِ بَيْنَ افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ وَبَيْنَ الْقِرَاءَةِ

باب: نماز کے آغاز اور قرأت کے درمیان ذکر کی ایک اور قسم

898 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ فَضَالَةَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَنْبَاَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ اَبِى الْمُتَوَكِّلِ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ قَالَ "سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ تَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ."

☆☆ حضرت ابوسعید خدری ؓ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ جب نماز کا آغاز کرتے تھے' تو یہ پڑھتے تھے:

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ تَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ

''تو پاک ہے اے اللہ! حمد تیرے لیے مخصوص ہے' تیرا نام برکت والا ہے' تیری بزرگی بلند و برتر ہے' تیرے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے''۔

899 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ قَالَ حَدَّثَنِىْ جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ اَبِى الْمُتَوَكِّلِ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ قَالَ "سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ."

☆☆ حضرت ابوسعید خدری ؓ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ جب نماز کا آغاز کرتے تھے' تو یہ پڑھتے تھے:

''تو پاک ہے اے اللہ! حمد تیرے لیے مخصوص ہے' تیرا نام برکت والا ہے' تیری بزرگی بلند و برتر ہے اور تیرے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے''۔

19 - باب نَوْعٌ اٰخَرُ مِنَ الذِّكْرِ بَعْدَ التَّكْبِيْرِ

باب: تکبیر تحریمہ کے بعد ذکر کی ایک اور قسم

900 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ وَّقَتَادَةَ وَحُمَيْدٍ عَنْ اَنَسٍ اَنَّهٗ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّىْ بِنَا اِذْ جَآءَ رَجُلٌ فَدَخَلَ الْمَسْجِدَ وَقَدْ حَفَزَهُ النَّفَسُ فَقَالَ اللّٰهُ اَكْبَرُ الْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيْهِ . فَلَمَّا قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاتَهٗ قَالَ "اَيُّكُمُ الَّذِىْ تَكَلَّمَ بِكَلِمَاتٍ" فَاَرَمَّ الْقَوْمُ قَالَ "اِنَّهٗ لَمْ يَقُلْ بَاْسًا ." قَالَ اَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ جِئْتُ وَقَدْ حَفَزَنِى

898-اخرجه ابوداؤد في الصلاة، باب من راى الاستفتاح بسبحانك اللهم و بحمدك (الحديث 775) مطولاً . و اخرجه الترمذي في الصلاة باب ما يقول عند افتتاح الصلاة (الحديث 242) مطولاً . و اخرجه النسائي في الافتتاح، نوع آخر من الذكر بين افتتاح الصلاة و بين القراءة (الحديث 899) . واخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب افتتاح الصلاة (الحديث 804) . تحفة الاشراف (4252) .

899-تقدم في الافتتاح، نوع آخر من الذكر بين افتتاح الصلاة و بين القراءة (الحديث 898) .

900-اخرجه ابوداؤد في الصلاة، باب ما يستفتح به الصلاة من الدعاء (الحديث 763) . والحديث عند: مسلم في المساجد ومواضع الصلاة، باب ما يقال بين تكبيرة الاحرام و القراءة (الحديث 149) . تحفة الاشراف (313) .

النَّفَسُ فَقُلْتُهَا . قَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَقَدْ رَاَيْتُ اثْنَىْ عَشَرَ مَلَكًا يَبْتَدِرُوْنَهَا اَيُّهُمْ يَرْفَعُهَا ."

☆☆ حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ ہمیں نماز پڑھا رہے تھے' اسی دوران ایک شخص آیا' وہ مسجد میں داخل ہوا' اس کا سانس پھولا ہوا تھا' اُس نے یہ پڑھا:

''اللہ کی ذات سب سے بڑی ہے' ہر طرح کی حمد اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہے' ایسی حمد جو زیادہ ہو' پاکیزہ ہو' اس میں برکت موجود ہو''۔

جب نبی اکرم ﷺ نے اپنی نماز مکمل کی تو دریافت کیا: کس شخص نے وہ کلمات کہے تھے؟ تو لوگ خاموش رہے' نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اس شخص نے کوئی غلط بات نہیں کی ہے' اس شخص نے عرض کی: میں نے' یارسول اللہ! دراصل میں آیا تھا تو میرا سانس پھولا ہوا تھا' اس لیے میں نے یہ کلمات کہے تھے' تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں نے ۱۲ فرشتوں کو دیکھا کہ وہ تیزی سے ان کلمات کی طرف لپکے تھے کہ اُن میں سے کون انہیں اوپر لے کر جاتا ہے۔

20 - باب الْبُدَاءَةِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ قَبْلَ السُّوْرَةِ

باب: سورت کی تلاوت سے پہلے سورۂ فاتحہ کے ذریعے (قرأت کا) آغاز کرنا

901 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ - رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا - يَسْتَفْتِحُوْنَ الْقِرَاءَةَ بِ (الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ)

☆☆ حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ' حضرت ابوبکر اور حضرت عمر ؓ قرأت کا آغاز الحمد للہ رب العالمین پڑھ کر کرتے تھے۔

شرح

ہم اس سے پہلے یہ بات بیان کر چکے ہیں' اس حدیث کی بنیاد پر امام مالک اس بات کے قائل ہیں: نماز کے آغاز میں تکبیر تحریمہ کہنے کے بعد ثناء یا کوئی اور دعا نہیں پڑھی جائے گی بلکہ نمازی قرأت شروع کر دے گا۔

انہوں نے اس حدیث کو دلیل کے طور پر پیش کیا ہے' تاہم جمہور اس بات کے قائل ہیں: حضرت انس ؓ کی مراد یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ، حضرت ابوبکر ؓ اور حضرت عمر ؓ بلند آواز میں قرأت کا آغاز ''الحمد للّٰه رب العلمين'' سے کرتے تھے وہ بلند آواز میں تعوذ یا تسمیہ نہیں پڑھتے تھے۔

902 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الزُّهْرِىُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَ اَبِىْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ - رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا - فَافْتَتَحُوْا بِ

901-اخرجه الترمذي في الصلاة، باب ما جاء في افتتاح القراءة به (الحمد لله رب العالمين) (الحديث 246) . واخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيه، باب افتتاح القراءة (الحديث 813) تحفة الاشراف (1435) .

902-اخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب افتتاح القراءة (الحديث 813) . تحفة الاشراف (1142) .

(الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ)

☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ، حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں نماز ادا کی ہے یہ حضرات الحمد للہ رب العالمین کے ذریعے (قرأت) کا آغاز کرتے تھے۔

21 - باب قِرَاءَةِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

باب: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ پڑھنا

903 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنِ الْمُخْتَارِ بْنِ فُلْفُلٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ بَيْنَمَا ذَاتَ يَوْمٍ بَيْنَ اَظْهُرِنَا - يُرِيدُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - اِذْ اَغْفٰى اِغْفَاءَةً ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَهُ مُتَبَسِّمًا فَقُلْنَا لَهُ مَا اَضْحَكَكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ "نَزَلَتْ عَلَيَّ اٰنِفًا سُورَةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ (اِنَّا اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ)". ثُمَّ قَالَ "هَلْ تَدْرُونَ مَا الْكَوْثَرُ". قُلْنَا اللّٰهُ وَرَسُولُهُ اَعْلَمُ. قَالَ "فَاِنَّهُ نَهْرٌ وَعَدَنِيهِ رَبِّي فِي الْجَنَّةِ اٰنِيَتُهُ اَكْثَرُ مِنْ عَدَدِ الْكَوَاكِبِ تَرِدُهُ عَلَيَّ اُمَّتِي فَيُخْتَلَجُ الْعَبْدُ مِنْهُمْ فَاَقُولُ يَا رَبِّ اِنَّهُ مِنْ اُمَّتِي. فَيَقُولُ لِي اِنَّكَ لَا تَدْرِي مَا اَحْدَثَ بَعْدَكَ".

☆☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ ہمارے درمیان موجود تھے اسی دوران آپ پر غنودگی کی کیفیت طاری ہوئی پھر آپ ﷺ نے اپنا سر مبارک اُٹھایا تو آپ مسکرا رہے تھے ہم نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ کس بات پر مسکرا رہے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ابھی میرے اوپر ایک سورت نازل ہوئی ہے۔

(اس کے الفاظ یہ ہیں:)

"اللہ تعالیٰ کے نام سے برکت حاصل کرتے ہوئے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے بے شک ہم نے تمہیں کوثر عطاء کی ہے تو تم اپنے پروردگار کے لیے نماز ادا کرو اور قربانی کرو بے شک تمہارا دشمن بے نام ونشان ہو جائے گا"۔

پھر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کیا تم لوگ جانتے ہو کہ کوثر سے مراد کیا ہے؟ ہم نے عرض کی: اللہ اور اس کا رسول زیادہ بہتر جانتے ہیں؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ جنت میں موجود ایک نہر ہے جس کا میرے پروردگار نے مجھ سے وعدہ کیا ہے اس کے برتن آسمان کے ستاروں سے زیادہ ہیں میری اُمت کے لوگ اس تک آئیں گے تو اُن میں سے ایک شخص کو اس کے پاس نہیں آنے دیا جائے گا تو میں عرض کروں گا: اے میرے پروردگار! یہ تو میری اُمت کا ایک فرد ہے تو وہ مجھ سے فرمائے گا: کیا تم نہیں جانتے کہ اس نے تمہارے بعد کون سی نئی چیز کا آغاز کیا تھا؟

903-اخرجه مسلم في الصلاة، باب حجة من قال: البسملة آية من اول كل سورة سوى براءة (الحديث 53) . واخرجه ابوداؤد في الصلاة، باب من لم ير بالجهر ببسم الله الرحمن الرحيم (الحديث 784) مختصراً، و في السنة، باب في الحوض (الحديث 4747) مختصراً . و الحديث عند: مسلم في الفضائل، باب اثبات حوض نبينا صلى الله عليه وسلم و صفاته (الحديث 40) . تحفة الاشراف (1575) .

شرح

اگلی چند روایات نماز کے آغاز میں تلاوت سے پہلے تعوذ یا تسمیہ پڑھنے کے بارے میں ہیں۔

فقہائے مالکیہ اس بات کے قائل ہیں: سورہ فاتحہ سے پہلے تعوذ اور تسمیہ پڑھنا مکروہ ہے۔

ان کی دلیل حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول وہی حدیث ہے جو اس سے پہلے ذکر کی جاچکی ہے۔

تسمیہ یعنی بسم اللہ کے بارے میں احناف اور حنابلہ اس بات کے قائل ہیں: اسے پست آواز میں پڑھا جائے گا۔

جبکہ شوافع اس بات کے قائل ہیں: بسم اللہ کو بلند آواز میں پڑھا جائے گا۔

جبکہ مالکیوں کے نزدیک تعوذ اور تسمیہ پڑھنا سرے سے مکروہ ہے۔

جبکہ تعوذ کے بارے میں تمام فقہاء اس بات کے قائل ہیں: اسے پست آواز میں پڑھا جائے گا۔

اکثر فقہاء کے نزدیک تعوذ میں یہ کلمات پڑھے جائیں گے۔

"اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم"

"میں مردود شیطان سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں"۔

امام احمد بن حنبل کے بارے میں یہ بات منقول ہے وہ یہ پڑھا کرتے تھے۔

"اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطن الرجیم"

"میں سننے والے اور علم رکھنے والے اللہ کی مردود شیطان سے پناہ مانگتا ہوں"۔

904 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ عَنْ شُعَيْبٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنِ ابْنِ اَبِي هِلَالٍ عَنْ نُعَيْمٍ الْمُجْمِرِ قَالَ صَلَّيْتُ وَرَاءَ اَبِي هُرَيْرَةَ فَقَرَاَ (بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ) الرَّحِيمِ ثُمَّ قَرَاَ بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ حَتّٰى اِذَا بَلَغَ (غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ) فَقَالَ اٰمِينَ. فَقَالَ النَّاسُ اٰمِينَ. وَيَقُولُ كُلَّمَا سَجَدَ اللّٰهُ اَكْبَرُ وَاِذَا قَامَ مِنَ الْجُلُوسِ فِي الِاثْنَتَيْنِ قَالَ اللّٰهُ اَكْبَرُ وَاِذَا سَلَّمَ قَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ اِنِّي لَاَشْبَهُكُمْ صَلَاةً بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

☆☆ سعید بن ابوہلال، نعیم مجمر کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ایک مرتبہ میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں نماز ادا کی تو انہوں نے پہلے بسم اللہ پڑھی پھر سورۂ فاتحہ پڑھی جب ولا الضالین پڑھا تو آمین کہا لوگوں نے بھی آمین کہا جب بھی وہ سجدے میں گئے تو انہوں نے اللہ اکبر کہا اور جب وہ دو رکعت پڑھنے کے بعد قعدہ کرکے اُٹھے تو اُس وقت بھی انہوں نے اللہ اکبر کہا پھر جب انہوں نے سلام پھیرا تو بولے: اس ذات کی قسم! جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے! میں تم سب کے مقابلے میں زیادہ بہتر طور پر نبی اکرم ﷺ کے نماز کے طریقے کے مطابق نماز ادا کرتا ہوں۔

904-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (14646) .

22 - باب تَرْكِ الْجَهْرِ بِ (بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ)

باب: بلند آواز میں بسم اللہ نہ پڑھنا

905 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ شَقِيقٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ أَنْبَأَنَا أَبُو حَمْزَةَ عَنْ مَنْصُورِ بْنِ زَاذَانَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ صَلّٰى بِنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يُسْمِعْنَا قِرَاءَةَ (بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ) وَصَلّٰى بِنَا أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ فَلَمْ نَسْمَعْهَا مِنْهُمَا .

★★ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی تو ہمیں آپ کے بسم اللہ پڑھنے کی آواز سنائی نہیں دی۔

اسی طرح حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے بھی ہمیں نماز پڑھائی ہے لیکن ان کی زبانی بھی ہم نے بلند آواز میں بسم اللہ نہیں سنی۔

906 - أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيدٍ أَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ قَالَ حَدَّثَنِي عُقْبَةُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ وَابْنُ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ - فَلَمْ أَسْمَعْ أَحَدًا مِنْهُمْ يَجْهَرُ بِ (بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ) .

★★ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ، حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کی اقتداء میں نماز ادا کی ہے تو میں نے ان میں سے کسی ایک کو بھی بلند آواز میں بسم اللہ پڑھتے ہوئے نہیں سنا۔

907 - أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ غِيَاثٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو نَعَامَةَ الْحَنَفِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُغَفَّلٍ إِذَا سَمِعَ أَحَدَنَا يَقْرَأُ (بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ) يَقُولُ صَلَّيْتُ خَلْفَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَخَلْفَ أَبِي بَكْرٍ وَخَلْفَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَمَا سَمِعْتُ أَحَدًا مِنْهُمْ قَرَأَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ .

★★ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے بیان کرتے ہیں: حضرت عبداللہ جب کسی شخص کو بلند آواز میں بسم اللہ پڑھتے ہوئے سنتے تھے تو فرمایا کرتے تھے: میں نے نبی اکرم ﷺ، حضرت ابوبکر، حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی اقتداء میں نماز ادا کی ہے میں نے ان میں سے کسی ایک کو بھی بسم اللہ (بلند آواز میں) پڑھتے ہوئے نہیں سنا۔

905- انفرد به النسائي . تحفة الأشراف (1605) .

906- اخرجه البخاري في الأذان، باب ما يقول بعد التكبير (الحديث 473) بمعناه . واخرجه مسلم في الصلاة، باب حجة من قال لا يجهر بالبسملة (الحديث 50 و 51) . تحفة الأشراف (1218 و 1257) .

907- اخرجه الترمذي في الصلاة، باب ما جاء في ترك الجهر ب (بسم الله الرحمن الرحيم) (الحديث 244) بنحوه . و اخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب افتتاح القراءة (الحديث 815) بنحوه . تحفة الأشراف (9667) .

23 - باب تَرْكِ قِرَاءَةِ (بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ) فِي فَاتِحَةِ الْكِتَابِ

باب: سورۂ فاتحہ پڑھتے ہوئے بسم اللہ کی تلاوت نہ کرنا

908 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا السَّائِبِ مَوْلَى هِشَامِ بْنِ زُهْرَةَ يَقُولُ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ صَلّٰى صَلَاةً لَمْ يَقْرَأْ فِيهَا بِأُمِّ الْقُرْآنِ فَهِيَ خِدَاجٌ هِيَ خِدَاجٌ هِيَ خِدَاجٌ " غَيْرُ تَمَامٍ . فَقُلْتُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ إِنِّي أَحْيَانًا أَكُونُ وَرَاءَ الْإِمَامِ . فَغَمَزَ ذِرَاعِي وَقَالَ اقْرَأْ بِهَا يَا فَارِسِيُّ فِي نَفْسِكَ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ "يَقُولُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ قَسَمْتُ الصَّلَاةَ بَيْنِي وَبَيْنَ عَبْدِي نِصْفَيْنِ فَنِصْفُهَا لِي وَنِصْفُهَا لِعَبْدِي وَلِعَبْدِي مَا سَأَلَ" . قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اقْرَءُوا يَقُولُ الْعَبْدُ (الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ) يَقُولُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ حَمِدَنِي عَبْدِي . يَقُولُ الْعَبْدُ (الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ) يَقُولُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ أَثْنَى عَلَيَّ عَبْدِي . يَقُولُ الْعَبْدُ (مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ) يَقُولُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ مَجَّدَنِي عَبْدِي . يَقُولُ الْعَبْدُ (إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ) فَهٰذِهِ الْآيَةُ بَيْنِي وَبَيْنَ عَبْدِي وَلِعَبْدِي مَا سَأَلَ . يَقُولُ الْعَبْدُ (اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ) فَهٰؤُلَاءِ لِعَبْدِي وَلِعَبْدِي مَا سَأَلَ " .

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

"جو شخص نماز ادا کرتے ہوئے اس میں سورۂ فاتحہ نہیں پڑھتا تو اس کی وہ نماز نامکمل ہوتی ہے وہ نامکمل ہوتی ہے وہ نامکمل ہوتی ہے پوری نہیں ہوتی"۔

راوی کہتے ہیں: کہ میں نے دریافت کیا: اے ابوہریرہ! بعض اوقات میں امام کی اقتداء میں ہوتا ہوں تو انہوں نے میری کلائی پر ٹہوکا دیتے ہوئے فرمایا: اے فارسی! تم اس وقت اپنے ذہن میں اسے پڑھ لیا کرو۔ کیونکہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ بات ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"میں نے نماز کو اپنے اور اپنے بندے کے درمیان دو حصوں میں تقسیم کر لیا ہے اس کا نصف حصہ میرے لیے ہے اور نصف حصہ میرے بندے کے لیے ہے اور میرا بندہ جو مانگے گا وہ اسے ملے گا"۔

نبی اکرم ﷺ (یا شاید حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں: تم لوگ تلاوت کر کے دیکھو! بندہ کہتا ہے: ہر طرح کی حمد اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

908- اخرجه مسلم في الصلاة، باب وجوب قراءة الفاتحة في كل ركعة وانه اذا لم يحسن الفاتحة ولا امكنه تعلمها قرأ ما تيسر له من غيرها (الحديث 39 و 40 و 41) . واخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب من ترك القراءة في صلاته بفاتحة الكتاب (الحديث 821) واخرجه الترمذي في تفسير القرآن، باب (ومن سورة فاتحة الكتاب) (الحديث 2953) . واخرجه النسائي في فضائل القرآن، فضل فاتحة الكتاب (الحديث 37)، وفي التفسير: فاتحة الكتاب (الحديث 2) . والحديث عند ابن ماجه في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب القراءة خلف الامام (الحديث 838) . تحفة الاشراف (14935) .

تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''میرے بندے نے میری حمد بیان کی ہے''۔

بندہ کہتا ہے:

''وہ بڑا مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے''۔

تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''میرے بندے نے میری تعریف کی ہے''۔

بندہ پڑھتا ہے:

''وہ قیامت کے دن کا مالک ہے''۔

تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''میرے بندے نے میری بزرگی کا تذکرہ کیا ہے''۔

پھر بندہ کہتا ہے:

''ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں' تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں''۔

تو یہ آیت میرے اور میرے بندے کے درمیان ہے اور میرا بندہ جو مانگتا ہے وہ اُسے ملے گا۔

پھر میرا بندہ کہتا ہے:

''تو ہمیں سیدھے راستے پر ثابت قدم رکھ' اُن لوگوں کے راستے پر جن پر تو نے اپنا انعام کیا ہے نہ کہ اُن لوگوں کے راستے پر جن پر غضب کیا گیا یا جو گمراہ ہوئے''۔

(اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:) ''یہ حصہ میرے بندے کے لیے ہے اور میرے بندے نے جو مانگا ہے وہ اُسے ملے گا''۔

24 - باب اِيجَابِ قِرَاَةِ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ فِى الصَّلَاةِ

باب: نماز کے دوران سورۂ فاتحہ کی تلاوت کرنا واجب ہے

909 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ مَحْمُودِ بْنِ الرَّبِيعِ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ".

☆☆ حضرت عبادہ بن سہل رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: اس شخص کی نماز نہیں ہوتی جو سورۂ فاتحہ نہیں

909-اخرجه البخاري في الاذان، باب وجوب القراءة للامام و المأموم في الصلوات كلها في الحضر و السفر، و ما يجهر فيها و ما يخافت (الحديث 756) . واخرجه مسلم في الصلاة، باب وجوب قراءة الفاتحة في كل ركعة و انه اذا لم يحسن الفاتحة ولا امكنه تعلمها قرا ما تيسر له من غيرها (الحديث 34 و 35 و 36 و 37) . واخرجه ابوداؤد في الصلاة، باب من ترك القراءة في صلاته بفاتحة الكتاب (الحديث 822) . واخرجه الترمذي في الصلاة، باب ما جاء انه لا صلاة الا بفاتحة الكتاب (الحديث 247) . واخرجه النسائي في الافتتاح ايجاب قراءة فاتحة الكتاب في الصلاة (الحديث 910) . الحديث واخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة فيها، باب القراءة خلف الامام (الحديث 837) تحفة الاشراف (5110) .

پڑھتا۔

شرح

اسی روایت کو امام بخاری نے بھی اپنی ''صحیح'' میں نقل کیا ہے۔ اس کی تشریح کرتے ہوئے علامہ محمود عینی تحریر کرتے ہیں:

عبداللہ بن مبارک، مالک، شافعی، اوزاعی، احمد، اسحاق بن راہویہ، ابوثور اور داؤد ظاہری نے اس حدیث سے یہ استدلال کیا ہے کہ تمام نمازوں میں امام کی اقتدا میں بھی سورہ فاتحہ پڑھنا واجب ہے۔

شیخ ابن العربی نے یہ بات تحریر کی ہے: ہمارے علماء (یعنی فقہائے مالکیہ) کے اس بارے میں تین اقوال ہیں۔

(i) جب امام پست آواز میں قرأت کر رہا ہو اس وقت مقتدی امام کی اقتداء میں سورہ فاتحہ پڑھ لے۔

(ii) ابن وہب اور اشہب اس بات کے قائل ہیں: مقتدی سورہ فاتحہ نہیں پڑھے گا۔

(iii) محمد بن عبدالحکم اس بات کے قائل ہیں: مقتدی امام کی اقتدا میں سورہ فاتحہ پڑھے گا لیکن اگر وہ نہیں پڑھتا تو بھی کافی ہے۔

اس قول کے اعتبار سے ان کے نزدیک سورہ فاتحہ پڑھنا مستحب ہے۔

ابن العربی کہتے ہیں: میرے نزدیک زیادہ صحیح یہ ہے کہ امام جن نمازوں میں پست آواز میں قرأت کرتا ہو ان میں امام کی اقتدا میں سورہ فاتحہ پڑھنا واجب ہے۔

سفیان ثوری، ایک روایت کے مطابق امام اوزاعی، ایک روایت کے مطابق امام احمد بن حنبل، ان کے علاوہ امام ابوحنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد اس بات کے قائل ہیں: مقتدی امام کی اقتدا میں قرآن کی تلاوت نہیں کرے گا' نہ سورہ فاتحہ کی' نہ کسی اور سورہ کی' خواہ امام بلند آواز میں قرأت کر رہا ہو' خواہ وہ پست آواز میں کر رہا ہو۔

سعید بن مسیب اور تابعین کی ایک جماعت اسی بات کی قائل ہے۔

نماز کے واجبات

مسئلہ: نماز کے واجبات درج ذیل ہیں:

سورۂ فاتحہ اور ایک سورت کی تلاوت

اُن میں سے ایک واجب سورۂ فاتحہ اور اُس کے ساتھ کسی ایک سورت کی تلاوت ہے۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص نماز کی پہلی دو رکعات میں یا پہلی دو رکعات کی کسی ایک رکعت میں سورۂ فاتحہ ترک کر دیتا ہے' تو اُس پر سجدۂ سہو لازم ہو گا لیکن اگر وہ سورۂ فاتحہ کے اکثر حصے کی تلاوت کر لیتا ہے اور تھوڑا حصہ بھول جاتا ہے' تو سجدۂ سہو لازم نہیں ہو گا۔ اگر سورۂ فاتحہ کا تھوڑا حصہ پڑھا اور زیادہ حصہ بھول گیا تو سجدۂ سہو لازم ہو گا خواہ امامت کر رہا ہو یا تنہا نماز ادا کر رہا ہو۔ (قاضی خان)

مسئلہ: اگر کوئی شخص آخری دو رکعات میں سورۂ فاتحہ نہیں پڑھتا تو اگر وہ فرض نماز ادا کر رہا تھا تو سجدۂ سہو واجب نہیں ہو گا'

اگر وتر یا نفل نماز ادا کر رہا تھا تو سجدۂ سہو واجب ہوگا۔ (بحرالرائق)

مسئلہ: اگر کوئی شخص پہلی دو رکعات میں سورۂ فاتحہ دو مرتبہ پڑھ لیتا ہے' تو سجدۂ سہو واجب ہو جائے گا' اس کے برعکس اگر بعد والی سورت کو دو مرتبہ پڑھ لیتا ہے' تو سجدۂ سہو واجب نہیں ہوگا۔

مسئلہ: اسی طرح اگر کوئی شخص آخری دو رکعات میں سورۂ فاتحہ دو مرتبہ پڑھ لیتا ہے' تو سجدۂ سہو واجب نہیں ہوگا۔ (تبیین)

مسئلہ: اگر کوئی شخص پہلی دو رکعات میں سورۂ فاتحہ پڑھ لیتا ہے' لیکن اُس کے ساتھ کوئی سورت نہیں پڑھتا تو اُس پر سجدۂ سہو واجب ہوگا۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص رکوع یا سجدے میں یا تشہد میں قرأت کرتا ہے' تو سجدۂ سہو واجب ہو جائے گا' یہ حکم اُس وقت ہوگا جب قرأت پہلے کرلے' اور تشہد کے کلمات بعد میں پڑھے' لیکن اگر تشہد کے کلمات پہلے پڑھ لیتا ہے اور قرأت بعد میں کرتا ہے' تو سجدۂ سہو واجب نہیں ہوگا۔ (محیط سرخسی)

مسئلہ: اگر کسی شخص نے نماز میں کوئی ایک سورت پڑھنے کا ارادہ کیا' لیکن بھول کر دوسری سورت پڑھ دی تو سجدۂ سہو واجب نہیں ہوگا۔ (قاضی خان)

مسئلہ: نماز کا ایک واجب یہ ہے کہ پہلی دو رکعات میں قرأت کو متعین کیا جائے۔ (بحرالرائق)

نماز میں مکرر افعال میں ترتیب واجب ہے

مسئلہ: نماز کا ایک واجب یہ ہے جو افعال تکرار کے ساتھ ہوتے ہیں' اُن میں ترتیب کا خیال رکھنا چاہیے۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص کسی ایک رکعت میں ایک سجدہ چھوڑ دیتا ہے' اُسے نماز کے آخر میں یاد آتا ہے' تو وہ اُس وقت اُس سجدہ کو کرے گا لیکن اُس پر سجدۂ سہو بھی لازم ہو جائے گا کیونکہ یہاں سجدے میں ترتیب فوت ہو گئی تھی' لیکن اس سے پہلے وہ جتنے ارکان ادا کر چکا تھا' اُن کو دوبارہ ادا کرنا واجب نہیں ہوگا۔

مسئلہ: اسی طرح اگر کسی نے قرأت کرنے سے پہلے رکوع کر لیا تو سجدۂ سہو لازم ہو جائے گا' رکوع کا اعتبار نہیں ہوگا بلکہ قرأت کرنے کے بعد رکوع کرنا ہوگا۔ (بحرالرائق)

مسئلہ: نماز کا ایک واجب ارکان کو اعتدال کے ساتھ ادا کرنا ہے' یعنی رکوع اور سجدہ اطمینان سے کرنا ہے' اگر کوئی شخص اسے ترک کر دیتا ہے' تو سجدۂ سہو واجب ہونے کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے' کیونکہ اس عمل کے واجب یا سنت ہونے کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے' صحیح مذہب یہ ہے کہ ایسا کرنا واجب ہے اور اگر کوئی شخص بھول کر اسے ترک کر دیتا ہے' تو اُس پر سجدۂ سہو واجب ہوگا' بدائع میں اسی قول کو صحیح قرار دیا گیا ہے۔ (بحرالرائق)

قعدہ اور تشہد کا حکم

مسئلہ: نماز کا ایک واجب پہلا قعدہ ہے' اگر کوئی شخص اسے ترک کر دیتا ہے' تو سجدۂ سہو واجب ہو جائے گا۔ (تبیین)

مسئلہ: نماز کا ایک واجب تشہد ہے' اگر کوئی شخص پہلے قعدہ میں یا دوسرے قعدہ میں تشہد نہیں پڑھتا تو سجدۂ سہو واجب ہوگا'

اسی طرح اگر تشہد کا کچھ حصہ پڑھ لیا اور کچھ نہیں پڑھا تو بھی سجدۂ سہو واجب ہوگا۔ (تبیین)

مسئلہ: خواہ وہ فرض نماز ادا کر رہا ہو یا نفل نماز ادا کر رہا ہو۔ (بحرالرائق)

مسئلہ: اگر کوئی شخص پہلے قعدہ میں دو مرتبہ تشہد پڑھ لیتا ہے' تو سجدۂ سہو واجب ہو جائے گا' اسی طرح اگر پہلے قعدہ میں تشہد میں اضافہ کر کے درود بھی پڑھ لیتا ہے' تو بھی سجدۂ سہو واجب ہو جائے گا۔ (تبیین)

مسئلہ: فتویٰ اسی پر ہے۔ (مضمرات)

مسئلہ: اگر کوئی شخص دوسرے قعدہ میں دو مرتبہ تشہد پڑھتا ہے' تو سجدۂ سہو واجب نہیں ہوگا۔ (تبیین)

مسئلہ: اگر کوئی شخص تشہد پڑھنا بھول جاتا ہے اور سلام پھیر دیتا ہے' پھر اُسے یاد آتا ہے' تو دوبارہ تشہد پڑھے گا۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے مطابق اُس وقت سجدۂ سہو واجب ہوگا۔ (محیط)

بھول کر کھڑے ہونے یا بیٹھ جانے کا حکم

مسئلہ: اگر کوئی شخص کھڑے ہونے کی جگہ بیٹھ گیا یا بیٹھنے کی جگہ کھڑا ہو گیا تو وہ امام ہو یا تنہا نماز پڑھ رہا ہو' اُس پر سجدۂ سہو واجب ہوگا۔

مسئلہ: یہاں کھڑے ہونے سے مراد مکمل کھڑے ہو جانا ہے یا کھڑے ہونے کے قریب ہونا ہے' کیونکہ جب آدمی کھڑا ہونے کے قریب ہوگا تو وہ دوبارہ قعدہ کی طرف نہیں جا سکے گا۔ (قاضی خان)

مسئلہ: اگر وہ کھڑے ہونے کے قریب ہو اور واپس قعدہ میں چلا جائے تو صحیح قول کے مطابق اُس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ (تبیین)

مسئلہ: لیکن اگر وہ کھڑے ہونے کے قریب نہیں تھا تو بیٹھ جائے گا اور اُس پر سجدۂ سہو واجب نہیں ہوگا۔ (قاضی خان)

مسئلہ: یہی قول صحیح ہے۔ (ہدایہ' تبیین)

قنوت واجب ہے

مسئلہ: نماز کا ایک واجب قنوت ہے' اگر کوئی شخص قنوت کو چھوڑ دیتا ہے' تو سجدۂ سہو واجب ہو جائے گا' قنوت کا چھوڑنا اُس وقت ہوگا جب آدمی رکوع سے سر اُٹھا لے لیکن اگر آدمی نے قرأت کے بعد اور قنوت سے پہلے والی تکبیر ترک کر دی تو بھی سجدۂ سہو لازم ہو جائے گا کیونکہ وہ بھی عید کی تکبیر کی طرح واجب ہوتی ہے۔ (تبیین)

مسئلہ: نماز کے واجبات میں سے ایک چیز عیدین کی نماز کی تکبیریں ہیں۔ (بدائع الصنائع)

مسئلہ: اگر کوئی شخص ان تکبیروں کو چھوڑ دیتا ہے' ان میں کمی کر دیتا ہے یا ان میں اضافہ کر دیتا ہے یا ان کو ان کے مخصوص موقع پر ادا نہیں کرتا تو سجدۂ سہو واجب ہو جائے گا۔ (بحرالرائق)

مسئلہ: فرض' نفل' جمعہ اور عیدین میں سہو کا حکم ایک ہی ہے' تاہم مشائخ نے یہ بات بیان کی ہے کہ جمعہ اور عیدین کی نماز میں سہو کا سجدہ نہیں کرنا چاہیے' کیونکہ لوگ آزمائش میں مبتلا ہو جائیں گے۔ (مضمرات بحوالہ محیط)

باجماعت نماز میں جہری یا سری قرأت واجب ہے

مسئلہ: نماز کا ایک واجب بلند آواز میں قرأت کرنا یا پست آواز میں قرأت کرنا ہے' اگر پست آواز کی جگہ بلند آواز میں قرأت کر لی یا بلند آواز کی جگہ پست آواز میں قرأت کر لی تو سجدۂ سہو واجب ہو جائے گا' تاہم اس بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے' کس قدر آواز کو بلند یا پست کرنے سے سجدۂ سہو واجب ہوگا۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص تنہا نماز ادا کر رہا ہو' تو آواز کو پست یا بلند کرنے سے سجدۂ سہو واجب نہیں ہوگا کیونکہ آواز کا پست یا بلند کرنا باجماعت نماز کی خصوصیت ہے۔ (تبیین)

مسئلہ: اگر کوئی شخص (باجماعت نماز کے دوران) بلند آواز میں تعوذ' تسمیہ یا آمین کہتا ہے' تو بھی سجدۂ سہو واجب ہو جائے گا۔ (قاضی خان)

•••———•••———•••

910 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ مَّعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ مَّحْمُوْدِ بْنِ الرَّبِيْعِ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَاْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَصَاعِدًا".

☆☆ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''اُس شخص کی نماز نہیں ہوتی جو سورۂ فاتحہ نہیں پڑھتا اور اس کے بعد (مزید کسی سورت کی) تلاوت نہیں کرتا۔

25 - باب فَضْلِ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ

باب: سورۂ فاتحہ کی فضیلت

911 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ الْمُخَرِّمِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اٰدَمَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ عَمَّارِ بْنِ رُزَيْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عِيْسٰى عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بَيْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهُ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِذْ سَمِعَ نَقِيْضًا فَوْقَهُ فَرَفَعَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ بَصَرَهُ اِلَى السَّمَآءِ فَقَالَ هٰذَا بَابٌ قَدْ فُتِحَ مِنَ السَّمَآءِ مَا فُتِحَ قَطُّ. قَالَ فَنَزَلَ مِنْهُ مَلَكٌ فَاَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَبْشِرْ بِنُوْرَيْنِ اُوْتِيْتَهُمَا لَمْ يُؤْتَهُمَا نَبِيٌّ قَبْلَكَ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَخَوَاتِيْمِ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ لَمْ تَقْرَاْ حَرْفًا مِّنْهُمَا اِلَّا اُعْطِيْتَهُ.

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حضرت جبریل علیہ السلام موجود تھے' اسی دوران نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اوپر کی طرف سے کوئی آواز سنی تو حضرت جبریل علیہ السلام نے سر اُٹھا کر آسمان کی طرف دیکھا اور

910-تقدم في الافتتاح، ايجاب قراءة فاتحة الكتاب في الصلاة (الحديث 909) .

911-اخرجه مسلم في صلاة المسافرين و قصرها، باب فضل الفاتحة و خواتيم سورة البقرة و الحث على قراءة الآيتين من آخر البقرة (الحديث 254) . تحفة الاشراف (5541) .

بولے: یہ آسمان کا وہ دروازہ ہے' جو اس سے پہلے کبھی نہیں کھولا گیا' پھر اُس دروازے میں سے ایک فرشتہ نازل ہوا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور بولا: آپ کو دو طرح کے نور کی خوشخبری ہے (یعنی مبارک ہو) جو آپ کو دیئے گئے ہیں' یہ آپ سے پہلے کسی بھی نبی کو نہیں دیئے گئے' یہ سورۂ فاتحہ (مکمل) اور سورۂ بقرہ کی آخری آیات ہیں۔ (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:) ''تم اُن میں سے جس حرف کو بھی پڑھو گے میں وہ تمہیں عطاء کر دوں گا''۔

26 - باب تَاْوِيْلِ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ (وَلَقَدْ اٰتَيْنَاكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ)

باب: اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی تفسیر:

''اور ہم نے تمہیں دو مرتبہ پڑھی جانے والی سات آیات اور قرآنِ عظیم عطاء کیا ہے''

912 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ سَمِعْتُ حَفْصَ بْنَ عَاصِمٍ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُعَلّٰى اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِهٖ وَهُوَ يُصَلِّيْ فَدَعَاهُ - قَالَ - فَصَلَّيْتُ ثُمَّ اَتَيْتُهُ فَقَالَ "مَا مَنَعَكَ اَنْ تُجِيْبَنِيْ" قَالَ كُنْتُ اُصَلِّيْ . قَالَ "اَلَمْ يَقُلِ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ (يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ) اَلَا اُعَلِّمُكَ اَعْظَمَ سُوْرَةٍ قَبْلَ اَنْ اَخْرُجَ مِنَ الْمَسْجِدِ ." قَالَ فَذَهَبَ لِيَخْرُجَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَوْلَكَ . قَالَ "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ هِيَ السَّبْعُ الْمَثَانِيْ الَّذِيْ اُوْتِيْتُ وَالْقُرْاٰنُ الْعَظِيْمُ ".

☆☆ حضرت ابوسعید بن معلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس سے گزرے' وہ اس وقت نماز ادا کر رہے تھے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بلایا۔ راوی کہتے ہیں' کہ جب میں نے نماز مکمل کر لی تو آپ کی خدمت میں حاضر ہوا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: تم پہلے میرے پاس کیوں نہیں آئے؟ میں نے عرض کی: میں اُس وقت نماز ادا کر رہا تھا' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا اللہ تعالیٰ نے یہ بات ارشاد نہیں فرمائی ہے:

''اے ایمان والو! اللہ اور اس کا رسول جب تمہیں بلائیں' تو تم اُن کی بات کا جواب دو''۔

پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

میں اپنے مسجد میں نکلنے سے پہلے تمہیں ایک عظیم سورت کے بارے میں بتاؤں گا۔

912-اخرجه البخاري في التفسير، باب ما جاء في فاتحة الكتاب (الحديث 4474)، و باب (يا ايها الذين آمنوا استجيبوا الله و للرسول اذا دعاكم لما يحييكم و اعلموا ان الله يحول بين المرء و قلبه و انه اليه تحشرون) (الحديث 4647)، وباب (ولقد آتيناك سبعًا من المثاني و القرآن العظيم (الحديث 4703)، و في فضائل القرآن، باب فضل فاتحة الكتاب (الحديث 5006) . واخرجه ابوداؤد في الصلاة، باب فاتحة الكتاب (الحديث 1458) واخرجه النسائي في فضائل القرآن، فضل فاتحة الكتاب (الحديث 35)، و في التفسير : فاتحة الكتاب (الحديث 1)، و سورة الحجر، قوله تعالىٰ: (ولقد اتينك سبعًا من المثاني) (الحديث 295) واخرجه ابن ماجه في الادب، باب ثواب القرآن (الحديث 3785) مختصراً . تحفة الاشراف (12047) .

راوی کہتے ہیں' کہ پھر نبی اکرم ﷺ جب باہر تشریف لے جانے لگے تو میں نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ نے تو یہ ارشاد فرمایا تھا (میں تمہیں ایک عظیم سورت کے بارے میں بتاؤں گا)' تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہ الحمد للہ رب العٰلمین ہے' یہی دومرتبہ پڑھی جانے والی، سات آیات ہیں جو مجھے عطاء کی گئی ہیں اور ان کے ساتھ قرآنِ عظیم بھی عطاء کیا گیا ہے۔

913 - اَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوْسٰى عَنْ عَبْدِ الْحَمِيْدِ بْنِ جَعْفَرٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فِي التَّوْرَاةِ وَلَا فِي الْاِنْجِيْلِ مِثْلَ اُمِّ الْقُرْاٰنِ وَهِيَ السَّبْعُ الْمَثَانِيْ وَهِيَ مَقْسُوْمَةٌ بَيْنِيْ وَبَيْنَ عَبْدِيْ وَلِعَبْدِيْ مَا سَاَلَ ."

☆☆ حضرت ابوہریرہ ؓ' حضرت ابی بن کعب ؓ کا یہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''اللہ تعالیٰ نے تورات اور انجیل میں سورۂ فاتحہ کی مانند کوئی چیز نازل نہیں کی' یہی دومرتبہ پڑھی جانے والی سات آیات ہیں اور (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے) یہ میرے درمیان اور میرے بندے کے درمیان تقسیم ہوگئی ہیں اور میرا بندہ جو مانگے گا وہ اُسے ملے گا''۔

914 - اَخْبَرَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اُوْتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِي السَّبْعَ الطُّوَلَ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس ؓ فرماتے ہیں' کہ نبی اکرم ﷺ کو سبع مثانی یعنی سات طویل سورتیں عطاء کی گئی ہیں۔

915 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَرِيْكٌ عَنْ اَبِيْ اِسْحَاقَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِيْ قَوْلِهٖ عَزَّ وَجَلَّ (سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ) قَالَ السَّبْعُ الطُّوَلُ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس ؓ کے بارے میں یہ بات منقول ہے: اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

''دومرتبہ پڑھی جانے والی سات''۔

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ فرماتے ہیں' کہ اس سے مراد سبع طوال (یعنی سات طویل سورتیں) ہیں۔

27 - باب تَرْكِ الْقِرَاْةِ خَلْفَ الْاِمَامِ فِيْمَا لَمْ يَجْهَرْ فِيْهِ

باب: امام جس نماز میں بلند آواز میں قرأت نہیں کرتا' اس میں امام کی اقتداء میں قرأت نہ کرنا

913-اخرجه الترمذي في تفسير القرآن، باب (ومن سورة الحجر) (الحديث 3125) . تحفة الاشراف (77) .

914-اخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب من قال : هي الطول (الحديث 1459) مطولاً . تحفة الاشراف (5617) .

915-اخرجه النسائي في التفسير: سورة الحجر، قوله تعالى: (ولقد اتينك سبعًا من المثاني) (الحديث 296) . تحفة الاشراف (5590) .

916 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ زُرَارَةَ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ فَقَرَاَ رَجُلٌ خَلْفَهٗ (سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى) فَلَمَّا صَلّٰى قَالَ مَنْ قَرَاَ (سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى) . قَالَ رَجُلٌ اَنَا . قَالَ "قَدْ عَلِمْتُ اَنَّ بَعْضَكُمْ قَدْ خَالَجَنِيْهَا ."

☆☆ حضرت عمران بن حصین ؓ بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ نے ظہر کی نماز ادا کی' آپ کی اقتداء میں ایک شخص نے سورۃ الاعلیٰ کی تلاوت کی' جب نبی اکرم ﷺ نے نماز ادا کر لی تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کس شخص نے سورۃ الاعلیٰ کی تلاوت کی تھی؟ اس شخص نے عرض کی: میں نے' نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: مجھے یہ اندازہ ہوگیا تھا کہ تم میں سے کوئی ایک شخص میری قرأت میں رکاوٹ پیدا کر رہا ہے۔

917 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ زُرَارَةَ بْنِ اَوْفٰى عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى صَلَاةَ الظُّهْرِ اَوِ الْعَصْرِ وَرَجُلٌ يَقْرَاُ خَلْفَهٗ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ "اَيُّكُمْ قَرَاَ بِـ (سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى) فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ اَنَا وَلَمْ اُرِدْ بِهَا اِلَّا الْخَيْرَ . فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "قَدْ عَرَفْتُ اَنَّ بَعْضَكُمْ قَدْ خَالَجَنِيْهَا ."

☆☆ حضرت عمران بن حصین ؓ بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ نے ظہر کی یا شاید عصر کی نماز ادا کی' آپ کی اقتداء میں ایک شخص نے قرأت کی' جب نبی اکرم ﷺ نماز پڑھ کر فارغ ہوئے' تو دریافت کیا: کون شخص سورۃ الاعلیٰ کی تلاوت کر رہا تھا؟ تو حاضرین میں سے ایک صاحب بولے: میں' میں نے اس کے ذریعے صرف نیکی کا ارادہ کیا تھا' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: مجھے اندازہ ہوگیا تھا کہ تم میں سے کوئی ایک شخص میری قرأت میں رکاوٹ پیدا کر رہا ہے۔

28 - باب تَرْكِ الْقِرَاْةِ خَلْفَ الْاِمَامِ فِيْمَا جَهَرَ بِهٖ

باب: امام جس نماز میں بلند آواز میں قرأت کرتا ہے' اس میں امام کے پیچھے قرأت نہ کرنا

918 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ اُكَيْمَةَ اللَّيْثِيِّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْصَرَفَ مِنْ صَلَاةٍ جَهَرَ فِيْهَا بِالْقِرَاْةِ فَقَالَ "هَلْ قَرَاَ مَعِيَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ اٰنِفًا ." قَالَ رَجُلٌ نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ . قَالَ "اِنِّيْ اَقُوْلُ مَا لِيْ اُنَازَعُ الْقُرْاٰنَ ." قَالَ فَانْتَهَى النَّاسُ عَنِ الْقِرَاْةِ فِيْمَا جَهَرَ فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْقِرَاْةِ مِنَ الصَّلَاةِ حِيْنَ سَمِعُوْا ذٰلِكَ .

916-اخرجه مسلم في الصلاة، باب نهي الماموم عن جهره بالقراءة خلف امامه (الحديث 47 و 48 و 49) واخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب من راى القراءة اذا لم يجهر الامام بقراءته (الحديث 828 و829) . واخرجه النسائي في الافتتاح، ترك القرائة خلف الامام فيما لم يجهر فيه (الحديث 917)، و في قيام الليل و تطوع النهار، ذكر الاختلاف على شعبة عن قتادة في هذا (الحديث 1743) تحفة الاشراف (10825) .

917-تقديم في الافتتاح، ترك القراءة خلف الامام فيما لم يجهر فيه (الحديث 916) .

918-اخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب من ترك القراءة في صلاته بفاتحة الكتاب (الحديث 826 و 827) واخرجه الترمذي في الصلاة، باب ما جاء في ترك القراءة خلف الامام اذا جهر الامام بالقراءة (الحديث 312) . واخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب اذا قرا الامام فانصتوا (الحديث 848 و849) . تحفة الاشراف (14264) .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ نماز پڑھا کر فارغ ہوئے جس میں آپ نے بلند آواز میں قرأت کی تھی' پھر آپ نے دریافت کیا: کیا میرے ساتھ تم میں سے کسی شخص نے قرأت کی تھی؟ ایک شخص نے عرض کی: جی ہاں! یارسول اللہ! نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں بھی یہ سوچ رہا تھا کہ میرے ساتھ قرآن کی تلاوت میں کوئی مقابلہ کر رہا ہے؟

راوی کہتے ہیں: جب لوگوں نے یہ بات سنی تو وہ اس کے بعد ان نمازوں میں قرأت کرنے سے باز آ گئے' جن میں نبی اکرم ﷺ بلند آواز میں قرأت کیا کرتے تھے۔

29 - باب قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ خَلْفَ الْإِمَامِ فِيمَا جَهَرَ بِهِ الْإِمَامُ

باب: امام جس نماز میں بلند آواز میں قرأت کرتا ہے' اس میں امام کی اقتداء میں سورۂ فاتحہ پڑھنا

919 - أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ عَنْ صَدَقَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَاقِدٍ عَنْ حَرَامِ بْنِ حَكِيمٍ عَنْ نَافِعِ بْنِ مَحْمُودِ بْنِ رَبِيعَةَ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْضَ الصَّلَوَاتِ الَّتِي يُجْهَرُ فِيهَا بِالْقِرَاءَةِ فَقَالَ "لَا يَقْرَأَنَّ أَحَدٌ مِنْكُمْ إِذَا جَهَرْتُ بِالْقِرَاءَةِ إِلَّا بِأُمِّ الْقُرْآنِ".

☆☆ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ہمیں ایک نماز پڑھائی' جس میں آپ نے بلند آواز میں قرأت کی' پھر آپ نے ارشاد فرمایا: جب میں بلند آواز میں قرأت کروں' تو کوئی بھی شخص ہرگز تلاوت نہ کرے البتہ سورۂ فاتحہ پڑھ لیا کرے۔

30 - باب تَأْوِيلِ قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ

(وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ)

باب: اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی تفسیر "اور جب قرآن کی تلاوت کی جائے' تو اسے غور سے سنو اور خاموش رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے"

920 - أَخْبَرَنَا الْجَارُودُ بْنُ مُعَاذٍ التِّرْمِذِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ فَإِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوا وَإِذَا قَرَأَ فَأَنْصِتُوا وَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُولُوا اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ".

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

919-اخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب من ترك القراءة في صلاته بفاتحة الكتاب (الحديث 824) مطولاً . تحفة الاشراف (5116) .

920-اخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب الامام يصلي من قعود (الحديث 604) . واخرجه النسائي في الافتتاح، تاويل قوله عزوجل: (واذا قرئ القرآن فاستمعوا له و انصتوا لعلكم ترحمون) (الحديث 921) . واخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب اذا قرا الامام فانصتوا (الحديث 846) مطولاً . تحفة الاشراف (12317) .

"امام کو اس لیے مقرر کیا گیا ہے تاکہ اس کی پیروی کی جائے' جب وہ تکبیر کہے' تو تم بھی تکبیر کہو' جب وہ قرأت کرے تو تم خاموش رہو' جب وہ سمع اللہ لمن حمدہ پڑھے تو تم اللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ پڑھو۔

921 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَعْدٍ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَجْلَانَ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "إِنَّمَا الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ فَإِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوا وَإِذَا قَرَأَ فَأَنْصِتُوا".

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ كَانَ الْمُخَرِّمِيُّ يَقُولُ هُوَ ثِقَةٌ يَعْنِي مُحَمَّدَ بْنَ سَعْدٍ الْأَنْصَارِيَّ.

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

"امام کو اس لیے مقرر کیا گیا ہے تاکہ اس کی پیروی کی جائے' جب وہ تکبیر کہے' تو تم بھی تکبیر کہو' جب وہ تلاوت کرے تو تم لوگ خاموش رہو"۔

امام ابوعبدالرحمٰن نسائی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: مخرمی نے یہ بات بیان کی ہے' کہ یہ راوی ثقہ ہے' ان کی مراد محمد بن سعد انصاری نامی راوی ہے۔

31 - باب اكْتِفَاءِ الْمَأْمُومِ بِقِرَاءَةِ الْإِمَامِ

باب: مقتدی کا امام کی قرأت پر اکتفاء کرنا

922 - أَخْبَرَنِي هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو الزَّاهِرِيَّةِ قَالَ حَدَّثَنِي كَثِيرُ بْنُ مُرَّةَ الْحَضْرَمِيُّ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ سَمِعَهُ يَقُولُ سُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفِي كُلِّ صَلَاةٍ قِرَاءَةٌ قَالَ "نَعَمْ". قَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ وَجَبَتْ هَذِهِ. فَالْتَفَتَ إِلَيَّ وَكُنْتُ أَقْرَبَ الْقَوْمِ مِنْهُ فَقَالَ مَا أَرَى الْإِمَامَ إِذَا أَمَّ الْقَوْمَ إِلَّا قَدْ كَفَاهُمْ.

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ هَذَا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَأٌ إِنَّمَا هُوَ قَوْلُ أَبِي الدَّرْدَاءِ وَلَمْ يَقْرَأْ هَذَا مَعَ الْكِتَابِ.

☆☆ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ سے سوال کیا گیا: کیا ہر نماز میں قرأت کی جائے گی؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جی ہاں! تو ایک انصاری نے عرض کی: یہ تو واجب ہو گئی' تو نبی اکرم ﷺ میری طرف متوجہ ہوئے' میں اس وقت آپ ﷺ کے سب سے زیادہ قریب بیٹھا ہوا تھا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"میں یہ سمجھتا ہوں کہ جب امام لوگوں کی امامت کر رہا ہو' تو وہی لوگوں کے لیے کافی ہوتا ہے"۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: اس بات کا نبی اکرم ﷺ سے منسوب ہونا غلط ہے' یہ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کا قول ہے'

921-تقدم في الافتتاح، تاويل قوله عزوجل: (واذا قرئ القرآن فاستمعوا له و انصتوا لعلكم ترحمون) (الحديث 920) .

922-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (10959) .

اور اسے کتاب کے ساتھ نہیں پڑھا جائے گا۔

32 - باب مَا يُجْزِءُ مِنَ الْقِرَأَةِ لِمَنْ لَا يُحْسِنُ الْقُرْآنَ

باب: جو شخص اچھی طرح سے قرآن کی تلاوت نہ کر سکتا ہو اس کے لیے کس حد تک تلاوت کرنا کافی ہے؟

923 - اَخْبَرَنَا يُوْسُفُ بْنُ عِيْسٰى وَمَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ عَنِ الْفَضْلِ بْنِ مُوْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ السَّكْسَكِيِّ عَنِ ابْنِ اَبِيْ اَوْفٰى قَالَ جَآءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنِّيْ لَا اَسْتَطِيْعُ اَنْ اٰخُذَ شَيْئًا مِنَ الْقُرْاٰنِ فَعَلِّمْنِيْ شَيْئًا يُجْزِئُنِيْ مِنَ الْقُرْاٰنِ. فَقَالَ "قُلْ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ."

☆☆ حضرت عبداللہ بن ابواوفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور بولا: میں قرآن کا کچھ بھی حصہ یاد رکھنے کی صلاحیت نہیں رکھتا' تو آپ مجھے ایسی چیز کی تعلیم دے دیں جو قرآن کی جگہ میرے لیے کافی ہو؟ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم یہ پڑھ لیا کرو:

سبحان الله والحمد لله ولا اله الا الله والله اكبر ولا حول ولا قوة الا بالله.

(اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے ہر طرح کی حمد اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہے' اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے' اللہ سب سے بڑا ہے اور اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔)

شرح

احناف اس بات کے قائل ہیں: نماز کے دوران قیام کی حالت میں یا قیام کی جگہ پر قرأت کرنا فرض ہے۔

وتر اور نفل کی تمام رکعات میں یہ فرض ہے جبکہ فرض نماز کی ابتدائی دو رکعات میں فرض ہے اور یہ حکم امام اور تنہا نماز ادا کرنے والے شخص کے لئے ہے جبکہ امام کی اقتدا میں نماز ادا کرنے والے شخص کے لئے امام کا تلاوت کر لینا کافی ہوگا۔ اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے۔

''قرآن میں سے جو بھی میسر ہو اس کی تلاوت کر لو۔''

امام ابوحنیفہ کے نزدیک اس کے لازم ہونے کی کم از کم مقدار ایک آیت ہے جو چھ حروف کے برابر ہو۔

جبکہ صاحبین کے نزدیک تین چھوٹی آیات کو تلاوت کرنا یا ایک لمبی آیت کو تلاوت کرنا' جو تین چھوٹی آیات کے برابر ہو' یہ فرض ہے۔

قرأت کی غلطیاں

مسئلہ: قرأت کی ایک غلطی یہ ہے کہ آدمی کلمے کے ایک حرف کو دوسرے کلمے کے ساتھ ملا دے' اس میں بعض صورتیں ایسی

923-اخرجه ابوداؤد في الصلاة، باب ما يجزي الامي و الاعجمي من القراءة (الحديث 832) مطولاً . تحفة الاشراف (5150) .

ہیں کہ جن کے نتیجے میں نماز فاسد نہیں ہوتی۔ (خلاصہ)

مسئلہ: قرأت کی ایک غلطی یہ ہے کہ آدمی ایک حرف کی جگہ دوسرا حرف پڑھ لے' جیسے ان المسلمین کی جگہ ان المسلمون پڑھ لے تو بھی نماز فاسد نہیں ہوتی' لیکن اگر معنی تبدیل ہو جاتے ہیں' تو اگر تو وہ دو ایسے حروف تھے جنہیں آسانی سے جدا کیا جا سکتا تھا (یعنی جو قریب المخرج تھے) جیسے ''ط'' اور ''ص''، یعنی کسی نے صالحات کو طالحات پڑھ دیا تو تمام فقہاء کے نزدیک نماز فاسد ہو جائے گی۔

مسئلہ: لیکن اگر وہ دونوں حروف ایسے ہوں کہ انتہائی مشقت کے ساتھ ہی ان دونوں کے درمیان فرق کیا جا سکتا ہے جیسے ''ض' س' ظ' ت'' اس کے بارے میں مشائخ کا اختلاف پایا جاتا ہے' اکثر کا یہی قول ہے کہ ایسی غلطی کے نتیجے میں نماز فاسد نہیں ہوگی۔ (قاضی خان)

مسئلہ: بعض مشائخ نے یہ بات بیان کی ہے کہ جو شخص جان بوجھ کر ایسا کرتا ہے' تو نماز فاسد ہو جائے گی لیکن اگر زبان سے اس طرح کا تلفظ نکل جاتا ہے یا کوئی شخص ان کے درمیان تمیز نہیں کر سکتا تو نماز فاسد نہیں ہوگی۔ (الوجیز از کردری)

مسئلہ: ان میں سے ایک غلطی یہ ہے کہ آدمی کسی حرف کو حذف کر دے' اگر کوئی شخص ایجاز اور ترخیم کے طور پر ایسا کرتا ہے اور معنی تبدیل نہیں ہوتے ہیں' تو نماز فاسد نہیں ہوگی' اگر معنی تبدیل ہوتے ہیں' تو عام مشائخ کے نزدیک نماز فاسد ہو جائے گی۔ (محیط)

مسئلہ: ان میں سے ایک غلطی یہ ہے کہ کسی حرف کا اضافہ کر دیا جائے' اگر کوئی شخص کسی حرف کو بڑھا دیتا ہے اور معنی تبدیل نہیں ہوتے تو عام مشائخ کے نزدیک نماز فاسد نہیں ہوگی۔ (خلاصہ)

مسئلہ: لیکن اگر معنی تبدیل ہو جاتے ہیں' تو نماز فاسد ہو جائے گی۔

مسئلہ: قرأت کی ایک غلطی یہ ہے کہ آدمی ایک کلمے کو چھوڑ کر اس کی جگہ پر دوسرے کلمے کا اضافہ کر دے۔ اگر کوئی شخص ایک کلمے کو چھوڑ کر دوسرا کلمہ ایسا ادا کرتا ہے کہ جس سے مفہوم تبدیل نہیں ہوتا اور قرآن میں دوسری جگہ اس قسم کا کوئی لفظ ہے جیسے کوئی شخص علیم کی جگہ حکیم پڑھ دیتا ہے' تو نماز فاسد نہیں ہوگی' اگر کوئی لفظ قرآن میں نہ ہو لیکن اس کے مفہوم کے قریب ہو جیسے کوئی شخص لفظ توابین کی تیابین پڑھ لیتا ہے' تو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے مطابق نماز فاسد نہیں ہوگی جبکہ امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نماز فاسد ہو جائے گی۔

مسئلہ: اگر وہ لفظ قرآن میں نہ ہو اور دونوں کلمات کا مفہوم بھی قریب نہ ہو اور وہ کوئی ایسا کلمہ جو تسبیح یا تحمید یا ذکر کے لیے استعمال نہیں ہوتا تو اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ ایسے شخص کی نماز فاسد ہو جائے گی' لیکن اگر وہ لفظ قرآن میں موجود ہو اور دونوں کلمات کے معنی قریب نہ ہوں یا کوئی ایسا کلمہ ہو یا کہ جس کے ذریعے لفظ کا مفہوم بدل گیا ہو' جس تبدیلی کے اعتقاد کے نتیجے میں کفر لازم آتا ہو' تو عام مشائخ کے نزدیک فاسد ہو جائے گی' اگر قرأت کرتے وقت کسی چیز کی غلط نسبت کر دی' جس کی طرف وہ منسوب نہیں ہے' تو اگر جس چیز کی طرف نسبت کی گئی ہے' وہ قرآن میں نہیں ہے' تو اس بات پر اتفاق ہے کہ نماز

کے نزدیک نماز فاسد نہیں ہوگی اور فاسد ہو جائے گی اور اگر کسی ایسی چیز کی طرف نسبت کی گئی جو قرآن میں ہے' تو امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نماز فاسد نہیں ہوگی اور عام مشائخ اسی بات کے قائل ہیں۔ (الوجیز از کردری)

مسئلہ: ایک غلطی یہ ہے کہ آدمی کسی ایسے کلمے کا اضافہ کردے جو کسی دوسرے کلمے کے عوض میں نہ ہو' تو اگر اس اضافی کلمے کے ذریعے معنی تبدیل ہو جاتے ہیں اور وہ کلمہ قرآن میں کسی دوسری جگہ موجود ہے یا موجود نہیں ہے' تو اس بات پر اتفاق ہے کہ نماز فاسد ہو جائے گی۔

مسئلہ: لیکن اگر معنی تبدیل نہیں ہوتے تو اگر وہ کلمہ قرآن میں دوسری جگہ موجود ہے' تو اس بات پر اتفاق ہے کہ نماز فاسد نہیں ہوگی لیکن اگر وہ کلمہ قرآن میں کسی جگہ موجود نہیں ہے' تو عام مشائخ کے نزدیک نماز فاسد نہیں ہوگی۔

مسئلہ: ان میں سے ایک غلطی یہ ہے کہ آدمی کسی ایک حرف یا کلمے کو مکرر پڑھ لے' اگر حرف کو مکرر پڑھتا ہے اور کسی خفیف حرف کا اظہار ہو گیا تو نماز فاسد نہیں ہوگی' لیکن اگر کسی حرف کا اضافہ ہو گیا تو نماز فاسد ہو جائے گی' اسی طرح اگر کسی کلمے کو مکرر پڑھ لیا اور معنی تبدیل نہ ہوئے تو نماز فاسد نہیں ہوگی اور اگر تبدیل ہو گئے تو صحیح قول کے مطابق نماز فاسد ہو جائے گی۔ (ظہیریہ)

مسئلہ: قرأت کی ایک غلطی یہ ہے کہ آدمی قرأت کرتے وقت کسی ایک لفظ کو دوسرے سے آگے کردے یا پیچھے کردے اگر معنی تبدیل نہیں ہوتے تو نماز فاسد نہیں ہوگی اور اگر معنی تبدیل ہو جاتے ہیں' تو نماز فاسد ہو جائے گی' اکثر مشائخ اسی بات کے قائل ہیں۔ (ظہیریہ)

مسئلہ: قرأت کی ایک غلطی یہ ہے کہ کسی ایک آیت کو دوسری آیت کی جگہ تلاوت کر دیا جائے۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص ایک آیت پوری تلاوت کرنے کے بعد وقف کرتا ہے' پھر دوسری آیت مکمل پڑھ لیتا ہے یا دوسری آیت کا کچھ حصہ پڑھتا ہے' تو نماز فاسد نہیں ہوگی۔

مسئلہ: لیکن اگر کوئی شخص پہلی آیت پڑھنے کے بعد وقف نہیں کرتا اور اس کے ساتھ ہی دوسری آیت کو ملا دیتا ہے' تو اگر معنی تبدیل نہیں ہوتے تو نماز فاسد نہیں ہوگی' لیکن اگر معنی تبدیل ہو جاتے ہیں' تو تمام علماء کے نزدیک نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ یہی قول صحیح ہے۔

مسئلہ: قرأت کی ایک غلطی یہ ہے کہ وقف' وصل اور ابتداء کسی ایسے مقام پر کر لی جائے' جہاں اس کا موقع محل نہ ہو' ایسا کرنے کے نتیجے میں اگر معنی میں زیادہ تغیر وارد نہیں ہوتا تو نماز درست ہوگی' لیکن اگر تغیر ہو جاتا ہے' تو نماز فاسد ہو جائے گی۔

مسئلہ: ایک غلطی یہ ہے کہ آدمی اعراب پڑھتے ہوئے غلطی کر جائے' اگر یہ کوئی ایسی غلطی ہے جس کے نتیجے میں معنی تبدیل نہیں ہوتے تو اس بات پر اتفاق ہے کہ اس سے نماز فاسد نہیں ہوگی' لیکن اگر معنی بہت زیادہ تبدیل ہو جاتے ہیں اور ایسے مفہوم سامنے آتے ہیں کہ اگر اس کو درست مان لیا جائے تو کفر لازم آئے اور اگر غلطی سے ایسا پڑھ لیا تو متقدمین کے نزدیک نماز فاسد ہو جائے گی جبکہ متاخرین کے نزدیک اس بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ شمس الائمہ حلوانی سمیت بہت سے متاخرین کے نزدیک ایسی صورت میں نماز فاسد نہیں ہوگی' تاہم متقدمین کے قول میں زیادہ احتیاط پائی جاتی ہے' لیکن متاخرین کے قول میں

زیادہ سہولت پائی جاتی ہے کیونکہ ایک عام شخص اعراب میں تمیز نہیں کرسکتا۔ (قاضی خان)

مسئلہ: قرأت کی ایک غلطی یہ ہے کہ آدمی شد یا مد کو اس کے مقام سے چھوڑ دے تو مختار قول کے مطابق ایسی صورت میں نماز فاسد نہیں ہوگی' تاہم کئی مشائخ نے یہ اصول بیان کیا ہے کہ اگر اس کو چھوڑنے کے نتیجے میں معنی تبدیل نہیں ہوتے ہیں' تو نماز فاسد نہیں ہوگی لیکن اگر معنی تبدیل ہو جاتے ہیں' تو نماز فاسد ہو جائے گی' ان میں سے ایک غلطی یہ ہے کہ آدمی کسی جگہ پر ادغام کو ترک کردے یا کسی ایسی جگہ ادغام کردے جہاں ادغام نہیں ہونا چاہیے تھا تو اگر اس ادغام کے نتیجے میں عبارت بگڑ جاتی ہے اور کلمہ کا مفہوم سمجھ میں نہیں آتا تو نماز فاسد ہو جائے گی لیکن اگر ادغام کے نتیجے میں کلمہ کا مفہوم تبدیل نہیں ہوتا اور وہی مفہوم سمجھ آتا ہے جو ادغام کے بغیر سمجھ آرہا تھا تو نماز فاسد نہیں ہوگی۔

مسئلہ: قرأت کی ایک غلطی ہے کسی ایک ایسے مقام پر امالہ کرنا ہے جو اس کا موقع نہیں ہوتا' ایسا کرنے کے نتیجے میں نماز فاسد نہیں ہوتی۔ (محیط)

مسئلہ: قرأت کی ایک غلطی یہ ہے کہ قرآن کی اس طرح سے تلاوت کی جائے' جو قرآن کی اس تلاوت کے مطابق نہیں' جسے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے جمع کیا تھا۔ اس کے بارے میں حکم یہ ہے کہ اگر کوئی شخص ایسی تلاوت کر لیتا ہے' جو قرآن کی مشہور قرأت کے مطابق نہیں ہے اور اس کے ذریعے مفہوم بھی ادا نہیں ہوتا تو اگر اسے دعا یا ثناء کے طور پر نہیں پڑھا گیا (بلکہ تلاوت کے طور پر پڑھا گیا) تو اس بات پر اتفاق ہے کہ نماز فاسد ہو جائے گی۔

مسئلہ: قرأت کی ایک غلطی یہ ہے کہ کوئی شخص پورا کلمہ نہ پڑھے' اگر کوئی شخص کسی کلمے کا تھوڑا سا حصہ پڑھ لیتا ہے' اسے پورا نہیں کرتا ہے یا سانس پھولنے کی وجہ سے یا باقی کلمہ بھول جانے کی وجہ سے کسی کلمے کو ترک کر دیتا ہے' پھر یاد آ جائے تو اسے پڑھ لیتا ہے' تو اس بارے میں مشائخ کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔

مسئلہ: قرآن کی قرأت کرتے ہوئے ایک بڑی غلطی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اسماء یا اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب افعال میں مذکر کے صیغے کی بجائے مؤنث کا صیغہ پڑھ لیا جائے' تو اس بارے میں بھی فقہاء کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔ (محیط)

•••———•••———•••

33 - باب جَهْرِ الْإِمَامِ بِآمِينَ

باب: امام کا بلند آواز میں آمین کہنا

924 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ عَنِ الزُّبَيْدِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ اَبِي سَلَمَةَ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِذَا اَمَّنَ الْقَارِئُ فَاَمِّنُوْا فَاِنَّ الْمَلَائِكَةَ تُؤَمِّنُ فَمَنْ وَّافَقَ تَاْمِيْنُهُ تَاْمِيْنَ الْمَلَائِكَةِ غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ".

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

924-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (15266) .

جس شخص کا آمین کہنا' فرشتوں کے آمین کہنے کے ساتھ ہو' اللہ تعالیٰ اس شخص کے گزشتہ گناہوں کو بخش دیتا ہے''۔

925 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اِذَا اَمَّنَ الْقَارِئُ فَاَمِّنُوْا فَاِنَّ الْمَلَآئِكَةَ تُؤَمِّنُ فَمَنْ وَّافَقَ تَاْمِيْنُهُ تَاْمِيْنَ الْمَلَآئِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ".

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''جب امام آمین کہے' تو تم لوگ بھی آمین کہو' کیونکہ فرشتے بھی آمین کہتے ہیں' جس شخص کا آمین کہنا فرشتوں کے آمین کہنے کے ساتھ ہو' اس شخص کے گزشتہ گناہوں کو بخش دیا جاتا ہے''۔

926 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنِىْ مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا "قَالَ الْاِمَامُ (غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ) فَقُوْلُوْا اٰمِيْنَ فَاِنَّ الْمَلَآئِكَةَ تَقُوْلُ اٰمِيْنَ وَاِنَّ الْاِمَامَ يَقُوْلُ اٰمِيْنَ فَمَنْ وَّافَقَ تَاْمِيْنُهُ تَاْمِيْنَ الْمَلَآئِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ".

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''جب امام غیر المغضوب علیھم ولا الضالین پڑھے تو تم لوگ آمین کہو' کیونکہ فرشتے بھی آمین کہتے ہیں اور امام بھی آمین کہتا ہے' اور جس شخص کا آمین کہنا فرشتوں کے آمین کہنے کے ساتھ ہو' اس شخص کے گزشتہ گناہوں کو بخش دیا جاتا ہے''۔

927 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدٍ وَّاَبِىْ سَلَمَةَ اَنَّهُمَا اَخْبَرَاهُ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اِذَا اَمَّنَ الْاِمَامُ فَاَمِّنُوْا فَاِنَّهُ مَنْ وَّافَقَ تَاْمِيْنُهُ تَاْمِيْنَ الْمَلَآئِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ".

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''جب امام آمین کہے' تو تم لوگ بھی آمین کہو' کیونکہ جس شخص کا آمین کہنا فرشتوں کے آمین کہنے کے ساتھ ہوتا ہے' اس شخص کے گزشتہ گناہوں کو بخش دیا جاتا ہے''۔

925-اخرجه البخاري في الدعوات، باب التامين (الحديث 6402) . واخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها و باب الجهر بآمين (الحديث 851) . تحفة الاشراف (13136) .

926-اخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب الجهر بآمين (الحديث 852) بنحوه مختصراً . تحفة الاشراف (13287) .

927-اخرجه البخاري في الاذان، باب جهر الامام بالتامين (الحديث 780) . واخرجه مسلم في الصلاة، باب التسميع و التحميد و التامين (الحديث 72) . واخرجه ابوداؤد في الصلاة، باب التامين وراء الامام (الحديث 936) . واخرجه الترمذي في الصلاة، ما جاء في فضل التامين (الحديث 250). وتحفة الاشراف (13230) .

34 - باب الْاَمْرِ بِالتَّاْمِيْنِ خَلْفَ الْاِمَامِ

باب: امام کے پیچھے موجود شخص کو آمین کہنے کا حکم

928 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ اَبِىْ صَالِحٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ - رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ - اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اِذَا قَالَ الْاِمَامُ (غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ) فَقُوْلُوْا اٰمِيْنَ فَاِنَّهُ مَنْ وَّافَقَ قَوْلُهُ قَوْلَ الْمَلَآئِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ".

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''جب امام غیر المغضوب علیھم ولا الضالین پڑھے تو تم لوگ آمین کہو' کیونکہ جس شخص کا یہ قول فرشتوں کے کہنے کے ساتھ ہو گا' اس شخص کے گزشتہ گناہوں کو بخش دیا جائے گا''۔

35 - باب فَضْلِ التَّاْمِيْنِ

باب: آمین کہنے کی فضیلت

929 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ اَبِى الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اِذَا قَالَ اَحَدُكُمْ اٰمِيْنَ وَقَالَتِ الْمَلَآئِكَةُ فِى السَّمَآءِ اٰمِيْنَ فَوَافَقَتْ اِحْدَاهُمَا الْاُخْرٰى غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ".

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''جب کوئی شخص آمین کہتا ہے' تو آسمان میں موجود فرشتے بھی آمین کہتے ہیں اور جب اِن دونوں کا آمین کہنا ایک دوسرے کے ساتھ ہوتا ہے' تو اس شخص کے گزشتہ گناہوں کو بخش دیا جاتا ہے''۔

شرح

نماز کے دوران سورہ فاتحہ کے اختتام پر ''آمین'' کہنا سنت ہے۔ خواہ نمازی امام ہو' مقتدی ہو' یا تنہا نماز ادا کر رہا ہو۔

''آمین'' کا مطلب ہے ''تو دعا کو قبول کر لے''۔

احناف اور مالکیوں کے نزدیک آمین پست آواز میں کہی جائے گی جبکہ شوافع اور حنابلہ کے نزدیک سری نماز میں پست آواز میں کہی جائے گی اور جہری نماز میں بلند آواز میں کہی جائے گی۔

امام کے آمین کہنے کے ساتھ مقتدی بھی آمین کہے گا۔

928-اخرجه البخاري في الاذان، باب جهر الماموم بالتامين (الحديث 782)، و في التفسير، باب (غير المغضوب عليهم ولا الضالين) (الحديث 4475) . واخرجه ابوداؤد في الصلاة، باب التامين وراء الامام (الحديث 935) . تحفة الاشراف (12576) .

929-اخرجه البخاري في الاذان، باب فضل التامين (الحديث 781) تحفة الاشراف (13826) .

حنابلہ اس بات کے قائل ہیں: اگر امام آمین کہنا بھول جاتا ہے' تو مقتدی بلند آواز میں آمین کہے گا' تا کہ امام کو یاد کروائے اور پھر امام بھی آمین کہہ دے گا۔ اس کی وجہ یہ ہے: یہ قولی سنت ہے جب امام اسے چھوڑ دے گا تو مقتدی اسے بجالائے گا' اس کی مثال استعاذہ کی طرح ہو جائے گی لیکن اگر امام نے اسے پست آواز میں کہا تو مقتدی اسے بلند آواز میں کہے گا۔

(یہ حکم حنابلہ کے نزدیک ہے)

اگر کوئی نمازی بھول کر یا جان بوجھ کر آمین نہیں کہتا اور اگلی سورت کی قرأت شروع کر دیتا ہے' تو اب وہ آمین نہیں کہے گا' کیونکہ اس سنت کا مخصوص مقام فوت ہو گیا ہے۔

پست آواز میں آمین کہنے کے بارے میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ قول ہے۔

''امام چار چیزیں پست آواز میں کہے گا تعوذ، تسمیہ، تامین (یعنی آمین کہنا) اور تحمید (یعنی ''ربنالك الحمد'' کہنا)''۔

اس روایت کو ابن ابی شیبہ نے اپنی سند کے ساتھ نقل کیا ہے۔

شوافع اور حنابلہ کی اپنے موقف کی تائید میں دلیل حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول یہ روایت ہے:

''جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ''ولا الضالین'' تلاوت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آمین کہا یہاں تک کہ پہلی صف میں موجود لوگوں تک اس کی آواز آئی''۔

36 - باب قَوْلِ الْمَأْمُومِ اِذَا عَطَسَ خَلْفَ الْاِمَامِ

باب: جب کوئی شخص امام کی اقتداء میں چھینکے تو وہ کیا پڑھے؟

930 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا رِفَاعَةُ بْنُ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ عَنْ عَمِّ اَبِيهِ مُعَاذِ بْنِ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ عَنْ اَبِيهِ قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَطَسْتُ فَقُلْتُ الْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ مُبَارَكًا عَلَيْهِ كَمَا يُحِبُّ رَبُّنَا وَيَرْضَى . فَلَمَّا صَلَّى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْصَرَفَ فَقَالَ "مَنِ الْمُتَكَلِّمُ فِي الصَّلَاةِ ." فَلَمْ يُكَلِّمْهُ اَحَدٌ ثُمَّ قَالَهَا الثَّانِيَةَ "مَنِ الْمُتَكَلِّمُ فِي الصَّلَاةِ ." فَقَالَ رِفَاعَةُ بْنُ رَافِعِ بْنِ عَفْرَاءَ اَنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ . قَالَ "كَيْفَ قُلْتَ ." قَالَ قُلْتُ الْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ مُبَارَكًا عَلَيْهِ كَمَا يُحِبُّ رَبُّنَا وَيَرْضَى . فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَقَدِ ابْتَدَرَهَا بِضْعَةٌ وَثَلَاثُونَ مَلَكًا اَيُّهُمْ يَصْعَدُ بِهَا ."

☆☆ حضرت معاذ بن رفاعہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز ادا کی مجھے چھینک آئی تو میں نے یہ پڑھا:

''ہر طرح کی حمد اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہے' ایسی حمد جو زیادہ ہو' پاکیزہ ہو' اس میں برکت موجود ہو' اس پر برکت

930- اخرجه ابوداؤد في الصلاة، باب ما يستفتح به الصلاة من الدعاء (الحديث 773) . واخرجه الترمذي في الصلاة، باب ما جاء في الرجل يعطس في الصلاة، (الحديث 404) . تحفة الاشراف (3606) .

نازل کی گئی ہو' اسی طرح جس طرح سے ہمارے پروردگار کو پسند ہو' جس سے ہمارا پروردگار راضی ہو''۔

جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز مکمل کی تو آپ نے فرمایا: نماز کے دوران کس شخص نے کلام کیا تھا؟ تو کسی شخص نے بھی آپ کو جواب نہیں دیا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری مرتبہ دریافت کیا: نماز کے دوران کلام کرنے والا شخص کون ہے؟ تو حضرت رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ نے عرض کی: میں ہوں' یا رسول اللہ! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نے کیا پڑھا تھا؟ وہ کہتے ہیں: میں نے یہ پڑھا تھا:

''ہر طرح کی حمد اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہے' ایسی حمد جو زیادہ ہو' پاکیزہ ہو' اس میں برکت موجود ہو' اس پر برکت نازل ہو' اسی طرح جس طرح ہمارے پروردگار کو پسند ہو اور وہ اس سے راضی ہو''۔

تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم! جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے' تیس سے زیادہ فرشتے تیزی سے اس کی طرف لپکے تھے تا کہ ان میں سے کون اس دعا کو ساتھ لے کر اوپر جاتا ہے۔

شرح

کون سی چیز نماز کو فاسد کر دیتی ہے اور کون سی چیز نماز میں مکروہ ہے

وہ چیزیں جو نماز کو فاسد کر دیتی ہیں

مسئلہ: نماز کو فاسد کرنے والی چیزیں دو قسم کی ہیں: قول اور فعل۔

پہلی قسم: اقوال کے احکام

مسئلہ: جب کوئی شخص نماز کے دوران جان بوجھ کر یا بھول کر غلطی سے یا قصد کے ساتھ' تھوڑا یا زیادہ کلام کرے اور وہ یہ کلام اپنی نماز کو درست کرنے کے لیے کرے جیسے امام نے قعدہ میں بیٹھنا تھا' لیکن اس جگہ وہ کھڑا ہو گیا تو مقتدیوں نے اسے کہا: بیٹھ جائیں' یا امام نے کھڑے ہونا تھا اور وہ بیٹھ گیا تو مقتدی نے کہا: کھڑے ہو جائیں' خواہ آدمی کا کلام لوگوں کی عام بات چیت کے حوالے سے ہو' ان سب صورتوں میں ہمارے نزدیک وہ شخص از سر نو نماز ادا کرے گا۔ (محیط)

مسئلہ: یہ سب احکام اس صورت میں ہوں گے' جب وہ قعدہ میں تشہد کی مقدار بیٹھنے سے پہلے کلام کر لیتا ہے۔ (قاضی خان)

مسئلہ: یہ حکم اس صورت میں ہو گا جب وہ کوئی ایسا کلام کرے جسے سنا جا سکتا ہے' اگر وہ خود بھی اسے سن لیتا ہے' تو بھی نماز فاسد ہو جائے گی۔ (محیط)

مسئلہ: لیکن اگر وہ خود بھی سن نہیں پاتا تو نماز فاسد نہیں ہو گی۔ (زاہدی)

مسئلہ: اگر کوئی شخص نماز کے دوران سو جاتا ہے اور سوئے ہوئے کلام کر لیتا ہے' تو بھی نماز فاسد ہو جائے گی۔ (محیط)

مسئلہ: اگر کوئی شخص نماز کے دوران جان بوجھ کر سلام پھیر دیتا ہے' تو نماز فاسد ہو جائے گی۔

مسئلہ: اگر وہ نماز کے دوران کسی کو سلام کرتا ہے (یا سلام کا جواب دیتا ہے) تو بھی نماز فاسد ہو جائے گی۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص چھینکا اور نماز پڑھنے والے نے چھینک کا جواب دیتے ہوئے یرحمک اللہ کہا تو نماز فاسد ہو جائے گی'

اگر نماز پڑھنے کے دوران کسی شخص کو حکم دینے کے لیے یا کسی کو کسی کام سے منع کرنے کے لیے قرآن کے کچھ الفاظ پڑھے یا اللہ کا ذکر کیا تو بھی نماز فاسد ہو جائے گی لیکن اگر کوئی شخص اس کی نماز میں خلل ڈالنے کا ارادہ کر رہا ہو اور اسے تنبیہ کرنے کا ارادہ کیا تو نماز فاسد نہیں ہوگی۔ (تہذیب)

مسئلہ: اگر امام سے غلطی ہو جاتی ہے اور مقتدی نے اسے تنبیہ کرنے کے لیے سبحان اللہ کہہ دیا تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ: اگر مقتدی اپنے امام کے علاوہ کسی اور کو لقمہ دے دیتا ہے تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ (محیط سرخسی)

مسئلہ: صرف ایک مرتبہ لقمہ دینے سے بھی نماز فاسد ہو جاتی ہے یہی قول صحیح ہے۔ (قاضی خان)

مسئلہ: کسی دوسرے شخص نے نمازی کو لقمہ دیا اور نمازی نے اس لقمے کو قبول کر لیا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ (منیۃ المصلی)

مسئلہ: اگر نماز کے دوران کوئی خوشی کی خبر سنی اور اس پر الحمد للہ کہہ دیا اور اس کے جواب کا ارادہ کیا تو نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر جواب کا ارادہ نہیں کیا یا یہ ظاہر کرنا چاہا کہ میں ابھی نماز پڑھ رہا ہوں تو اس بات پر اتفاق ہے کہ نماز فاسد نہیں ہوگی۔ (محیط سرخسی)

مسئلہ: اس نوعیت کے دیگر تمام کلمات کا بھی یہی حکم ہے یعنی اگر جواب کا ارادہ کیا جائے گا تو نماز فاسد ہو جائے گی ورنہ نہیں ہوگی۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص نماز کے دوران کوئی ایسا شعر پڑھ لے جس کے الفاظ ہو بہو قرآن میں موجود ہوں تو اگر شعر کا ارادہ کیا ہے تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ (محیط سرخسی)

مسئلہ: اگر کوئی شخص نماز کے دوران شعر موزوں کر دیتا ہے یا کوئی جملہ موزوں کر لیتا ہے لیکن زبان سے ادا نہیں کرتا تو نماز فاسد نہیں ہوگی لیکن ایسا کرنا انتہائی غلط ہے۔ (منیۃ المصلی)

مسئلہ: اسی طرح نماز کے دوران کسی شرعی مسئلے کو سوچنا کسی حدیث شعر خطبے یا مسئلے کو یاد کرنا مکروہ ہے تاہم نماز فاسد نہیں ہوگی۔

مسئلہ: اگر کسی شخص نے نماز کے دوران لفظ "نعم" استعمال کیا اور یہ لفظ اس کا تکیہ کلام نہیں ہے تو نماز فاسد نہیں ہوگی کیونکہ اس صورت میں وہ لفظ (قرآن کا حصہ شمار کیا جائے گا) لیکن اگر یہ اس کا تکیہ کلام ہو تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ (محیط سرخسی)

مسئلہ: اگر کوئی شخص نماز کے دوران کوئی ایسی دعا مانگ لے جس کا سوال بندوں سے کرنا ناممکن ہے تو نماز فاسد نہیں ہوگی لیکن اگر کوئی ایسی دعا مانگی جو بندوں سے بھی مانگی جا سکتی ہے تو صحیح قول کے مطابق نماز فاسد ہو جائے گی کیونکہ اس صورت میں یہ الفاظ عام گفتگو کی مانند شمار ہوں گے۔

مسئلہ: حج کرنے والا شخص نماز کے دوران لبیک کہہ دیتا ہے تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ (خلاصہ)

مسئلہ: اگر ایام تشریق کے دوران اللہ اکبر نماز کے دوران کہہ دیا تو نماز فاسد نہیں ہوگی۔ (قاضی خان)

مسئلہ: نماز کے دوران اذان کا جواب دیا تو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نماز فاسد ہو جائے گی۔ (محیط)

مسئلہ: اگر نماز کے دوران درد یا مصیبت یا تکلیف کی وجہ سے آہ اوئی ہائے کہا تو نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر اپنے گناہوں کے خیال سے یا جہنم کا ذکر سنتے ہوئے آہ نکلی تو نماز فاسد نہیں ہوگی۔

مسئلہ: اگر نماز کے دوران جانور کو تنبیہ کرنے کے لیے آواز نکالی تو نماز فاسد ہو جائے گی۔

مسئلہ: اگر نماز کے دوران قرآن کو دیکھ کر تلاوت کی تو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نماز فاسد ہو جائے گی جبکہ صاحبین کے نزدیک فاسد نہیں ہوگی۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل یہ ہے کہ قرآن کو اٹھانا اس کے ورق کو الٹنا اور اس کو دیکھ کر پڑھنا عمل کثیر ہے اس سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ اگر کسی شخص کے سامنے قرآن رحل پر پڑا ہوا ہو اور وہ اسے اٹھاتا نہیں ہے اور اس کا ورق الٹتا نہیں ہے یا سامنے محراب پر قرآن کی آیت لکھی ہوئی تھی اور وہ انہیں دیکھ کر پڑھ لیتا ہے تو نماز فاسد نہیں ہوگی۔

دوسری قسم ان افعال کا تذکرہ جن کے ذریعے نماز فاسد ہو جاتی ہے

مسئلہ: کثیر عمل کے ذریعے نماز فاسد ہو جاتی ہے قلیل عمل کے ذریعے نماز فاسد نہیں ہوتی ہے۔ (محیط سرخسی)

مسئلہ: قلیل اور کثیر عمل کے درمیان کیا فرق ہے اس کے بارے میں تین اقوال پائے جاتے ہیں۔

مسئلہ: پہلا قول یہ ہے کہ عام عادت میں جو کام دونوں ہاتھوں سے کیا جاتا ہے وہ کثیر عمل ہے خواہ آدمی اس کام کو ایک ہی ہاتھ کے ذریعے کر لے جیسے عمامہ باندھنا کرتہ پہننا پاجامہ پہننا کمان سے تیر چھوڑنا لیکن عام عادت میں جو کام ایک ہاتھ سے کیا جاتا ہے وہ قلیل عمل ہوگا خواہ آدمی دونوں ہاتھوں کے ذریعے وہ کام کرے۔ (تبیین)

مسئلہ: قلیل عمل جو ایک ہاتھ سے کیا جاتا ہے وہ اس وقت تک قلیل شمار ہوگا جب اسے ایک ہی مرتبہ کیا جائے اگر اسے بار بار کیا جائے گا تو وہ بھی کثیر عمل بن جائے گا۔ (قاضی خان)

مسئلہ: اس بارے میں دوسرا قول یہ ہے کہ نماز پڑھنے والا جس عمل کو قلیل سمجھتا ہے وہ قلیل ہوگا اور جسے وہ کثیر سمجھتا ہے وہ کثیر ہوگا یہ قول امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے موقف کے قریب ترین ہے۔

مسئلہ: تیسرا قول یہ ہے کہ دور سے دیکھنے والا اگر اسے دیکھ کر یہ سمجھے کہ یہ شخص نماز ادا نہیں کر رہا تو وہ کثیر عمل ہوگا اور اس کے ذریعے نماز فاسد ہو جائے گی لیکن اگر دور سے دیکھنے والے کو شک محسوس ہوتا ہو تو پھر نماز فاسد نہیں ہوگی یہی قول صحیح ہے اور اسی کو فقہاء نے اختیار کیا ہے۔ (تبیین محیط سرخسی قاضی خان خلاصہ)

مسئلہ: نماز کے دوران بھول کر کچھ کھا پی لینے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ (قاضی خان)

مسئلہ: لیکن اگر کسی شخص کے دانتوں میں کچھ پھنسا ہوا تھا اور اس نے اسے نگل لیا تو اگر وہ چنے سے کم تھا تو نماز فاسد نہیں ہوگی مکروہ ہو جائے گی اگر چنے کے برابر تھا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ (سراج الوہاج تبیین بدائع شرح طحاوی)

مسئلہ: اگر کسی کے دانتوں میں سے خون نکلا اور اس نے اسے نگل لیا تو اگر تھوک خون پر غالب تھا تو نماز فاسد نہیں ہوگی۔

(سراج الوہاج)

مسئلہ: نماز کے دوران منہ بھر کرتے کرنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے' نماز فاسد نہیں ہوتی' یعنی اس صورت میں بنا رکی جا سکتی ہے' لیکن اگر منہ بھرنے سے کم تے کی تھی تو وضو بھی نہیں ٹوٹے گا اور نماز بھی نہیں فاسد ہوگی۔

مسئلہ: اگر منہ بھر کے تے آئی اور اس نے اسے نگل لیا کہ وہ اسے اُگلنے پر قادر تھا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ (قاضی خان)

مسئلہ: اگر کوئی شخص جان بوجھ کرتے کرے' اور وہ منہ بھر کر نہ ہو' تو نماز فاسد نہیں ہوگی' لیکن اگر منہ بھر کر ہو' تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ (محیط)

مسئلہ: اگر نماز کے دوران قبلہ کی سمت میں کوئی شخص چل پڑا اور وہ لاحق نہیں ہے اور مسجد سے باہر بھی نہیں نکلا تو نماز فاسد نہیں ہوگی۔

مسئلہ: میدان میں یہ حکم ہے کہ جب تک وہ صفوں سے آگے نہیں نکلا' اس وقت تک فاسد نہیں ہوگی۔ (منیہ)

مسئلہ: لیکن اگر اس نے چلتے وقت قبلہ کی طرف پیٹھ کر لی تو نماز فاسد ہو جائے گی' لیکن اگر کوئی شخص ایک نماز کے دوران ایک صف کی مقدار کے برابر چلا تو نماز فاسد نہیں ہوگی لیکن اگر دو صفوں کی مقدار کے برابر چلا تو نماز فاسد ہو جائے گی' لیکن یہ شرط ہے کہ کوئی مسلسل ایسا چلے لیکن اگر کوئی شخص ایک صف کی مقدار چلنے کے بعد ذرا ٹھہر کر پھر اگلی صف کی مقدار چل لے تو نماز فاسد نہیں ہوگی۔ (قاضی خان)

مسئلہ: اگر (سواری پر نوافل ادا کرتے ہوئے) دونوں پاؤں کے ذریعے گدھے کو ہانکا تو نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر ایک پاؤں کے ذریعے ہانکا تو نماز فاسد نہیں ہوگی۔ (خلاصہ)

•••——•••——•••

931 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَخْلَدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ اَبِي اِسْحَاقَ عَنْ اَبِيهِ عَنْ عَبْدِ الْجَبَّارِ بْنِ وَائِلٍ عَنْ اَبِيهِ قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا كَبَّرَ رَفَعَ يَدَيْهِ اَسْفَلَ مِنْ اُذُنَيْهِ فَلَمَّا قَرَاَ (غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ) قَالَ "آمِينَ". فَسَمِعْتُهُ وَاَنَا خَلْفَهُ . قَالَ فَسَمِعَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا يَقُولُ الْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ فَلَمَّا سَلَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ صَلَاتِهِ قَالَ "مَنْ صَاحِبُ الْكَلِمَةِ فِي الصَّلَاةِ". فَقَالَ الرَّجُلُ اَنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَمَا اَرَدْتُ بِهَا بَاْسًا . قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَقَدِ ابْتَدَرَهَا اثْنَا عَشَرَ مَلَكًا فَمَا نَهْنَهَهَا شَيْءٌ دُونَ الْعَرْشِ".

☆☆ عبدالجبار بن وائل اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کی اقتداء میں نماز ادا کی' جب آپ نے تکبیر کہی تو رفع یدین کیا اور اپنے ہاتھوں کو کانوں سے ذرا نیچے تک بلند کیا' پھر آپ نے جب غیر المغضوب علیهم ولا الضالین پڑھا تو آمین کہا' میں نے بھی اس آواز کو سنا' میں آپ کے پیچھے موجود تھا' پھر نبی اکرم ﷺ نے ایک شخص کو سنا جو یہ پڑھ رہا تھا:

931-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (11764) .

"ہر طرح کی حمد اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہے' ایسی حمد جو زیادہ ہو' پاکیزہ ہو' اس میں برکت موجود ہو"۔

جب نبی اکرم ﷺ نے اس نماز کا سلام پھیرا تو آپ ﷺ نے دریافت کیا: ابھی نماز کے دوران وہ کلمات پڑھنے والا شخص کون ہے؟ تو ایک شخص نے عرض کی: یارسول اللہ! وہ میں ہوں' میں نے اس کے ذریعے کسی غلطی کا ارادہ نہیں کیا تھا' تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: بارہ فرشتے تیزی سے اس کی طرف لپکے تھے اور ان کلمات کے لیے عرش سے پہلے کوئی رکاوٹ نہیں ہے (یعنی یہ سیدھے عرش تک پہنچ گئے)۔

37 - باب جَامِعِ مَا جَاءَ فِي الْقُرْآنِ

باب: قرآن کے بارے میں منقول روایات کا مجموعہ

932 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ قَالَ اَنْبَاَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَاَلَ الْحَارِثُ بْنُ هِشَامٍ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ يَاْتِيكَ الْوَحْيُ قَالَ "فِي مِثْلِ صَلْصَلَةِ الْجَرَسِ فَيَفْصِمُ عَنِّي وَقَدْ وَعَيْتُ وَهُوَ اَشَدُّهُ عَلَيَّ وَاَحْيَانًا يَاْتِينِي فِي مِثْلِ صُورَةِ الْفَتَى فَيَنْبِذُهُ اِلَيَّ".

(۹۳۲) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' کہ حضرت حارث بن ہشام رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ سے دریافت کیا: آپ پر وحی کس طرح آتی ہے؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: گھنٹی کی آواز کی طرح آتی ہے' جب یہ کیفیت مجھ سے ختم ہوتی ہے' تو میں فرشتے کی زبانی سنی ہوئی بات کو یاد کر لیتا ہوں اور یہ کیفیت میرے لیے سب سے زیادہ شدید ہوتی ہے' بعض اوقات فرشتہ میرے پاس کسی نوجوان کی شکل میں آتا ہے اور وہ وحی کو مجھ تک پہنچا دیتا ہے۔

933 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ الْحَارِثَ بْنَ هِشَامٍ سَاَلَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ يَاْتِيكَ الْوَحْيُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَحْيَانًا يَاْتِينِي فِي مِثْلِ صَلْصَلَةِ الْجَرَسِ وَهُوَ اَشَدُّهُ عَلَيَّ فَيَفْصِمُ عَنِّي وَقَدْ وَعَيْتُ مَا قَالَ وَاَحْيَانًا يَتَمَثَّلُ لِيَ الْمَلَكُ رَجُلًا فَيُكَلِّمُنِي فَاَعِي مَا يَقُولُ". قَالَتْ عَائِشَةُ وَلَقَدْ رَاَيْتُهُ يَنْزِلُ عَلَيْهِ فِي الْيَوْمِ الشَّدِيدِ الْبَرْدِ فَيَفْصِمُ عَنْهُ وَاِنَّ جَبِينَهُ لَيَتَفَصَّدُ عَرَقًا .

☆☆ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' کہ حضرت حارث بن ہشام رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ سے دریافت کیا: آپ پر وحی کیسے نازل ہوتی ہے؟ تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: بعض اوقات وہ میرے پاس گھنٹی کی آواز کی شکل میں آتی ہے اور یہ کیفیت میرے لیے سب سے زیادہ شدید ہوتی ہے' جب یہ کیفیت ختم ہوتی ہے' تو فرشتے نے جو کہا ہوتا ہے میں وہ یاد کر لیتا ہوں' بعض

932-اخرجه مسلم في الفضائل باب عرق النبي صلى الله عليه وسلم في البرد و حين ياتيه الوحي (الحديث 87) . واخرجه النسائي في فضائل القرآن، كيف نزول القرآن (الحديث 4) . تحفة الإشراف (16924) .

933-اخرجه البخاري في بدء الوحي، باب . 2 . (الحديث 2) . واخرجه الترمذي في المناقب، باب ما جاء كيف كان ينزل الوحي على النبي صلى الله عليه وسلم (الحديث 3634) . واخرجه النسائي في التفسير: سورة النساء قوله جل ثناؤه (انا اوحينا اليك كما اوحينا الى نوح)(الحديث 148) . تحفة الاشراف (17152) .

اوقات فرشتہ میرے سامنے آدمی کی شکل میں آتا ہے' وہ میرے ساتھ کلام کرتا ہے' تو میں اس کی کہی ہوئی بات کو محفوظ کر لیتا ہوں۔

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ ایک شدید سردی کے دن آپ پر وحی نازل ہوئی' جب آپ کی وہ کیفیت ختم ہوئی تو آپ کی مبارک پیشانی پر پسینہ پھوٹ رہا تھا۔

934 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ مُوسَى بْنِ اَبِيْ عَائِشَةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ (لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ) قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَالِجُ مِنَ التَّنْزِيلِ شِدَّةً وَّكَانَ يُحَرِّكُ شَفَتَيْهِ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ (لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ) قَالَ جَمْعَهُ فِيْ صَدْرِكَ ثُمَّ تَقْرَاَهُ (فَاِذَا قَرَاْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ) قَالَ فَاسْتَمِعْ لَهُ وَاَنْصِتْ فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَتَاهُ جِبْرِيْلُ اسْتَمَعَ فَاِذَا انْطَلَقَ قَرَاَهُ كَمَا اَقْرَاَهُ ۔

☆☆ سعید بن جبیر' حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ قول نقل کرتے ہیں' جو اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں ہے:

''تم اس کے لیے اپنی زبان کو حرکت نہ دو تا کہ تم جلدی سے اسے حاصل کر لو اس کا جمع کرنا اور اس کا پڑھنا ہمارے ذمے ہے''۔

(حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن کے نزول کے وقت شدت کا سامنا کرنا پڑتا تھا' آپ اپنے ہونٹوں کو حرکت دیا کرتے تھے' اس لیے اللہ تعالیٰ نے یہ بات ارشاد فرمائی:

''تم اس کے لیے اپنی زبان کو حرکت نہ دو تا کہ اسے جلدی سے حاصل کر لو اس کا جمع کرنا اور اس کا تلاوت کرنا ہمارے ذمے ہے''۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں' کہ اس کے جمع کرنے سے مراد یہ ہے' کہ اس کو آپ کے سینے میں جمع کرنا اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس کو تلاوت کرنا۔

(ارشادِ باری تعالیٰ ہے:) ''اور جب ہم اس کی تلاوت کریں' تو تم اس پڑھے ہوئے کی پیروی کرو''۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں' کہ اس سے مراد یہ ہے' کہ تم خاموشی سے اسے غور سے سنو۔

(حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:) اس کے بعد جب حضرت جبریل علیہ السلام' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غور سے ان کی تلاوت کو سن لیا کرتے تھے' جب وہ چلے جاتے تھے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس تلاوت کو

934-اخرجه البخاري في بدء الوحي . باب . 4(الحديث 5)، و في التفسير ، باب (لاتحرك به لسانك لتعجل به) (الحديث 4927) مختصراً وباب (ان علينا جمعه و قرآنه) (الحديث 4928) مختصرًا، و باب (فاذا قرآناه فاتبع قرآنه) (الحديث 4929) بنحوه، و في فضائل القرآن، باب الترتل في القراءة (الحديث 5044) بنحوه، و في التوحيد ، باب قول الله تعالىٰ: (لاتحرك به لسانك) (الحديث 7524) واخرجه مسلم في الصلاة، باب الاستماع للقراءة (الحديث 147 و 148) . واخرجه الترمذي في تفسير القرآن، باب (ومن سورة القيامة) (الحديث 3329) مختصراً . تحفة الاشراف (5637) .

اسی طرح پڑھ لیا کرتے تھے جس طرح حضرت جبریل علیہ السلام نے اسے آپ کے سامنے پڑھا تھا۔

935 - اَخْبَرَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنِ ابْنِ مَخْرَمَةَ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ - رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ - قَالَ سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ يَقْرَاُ سُوْرَةَ الْفُرْقَانِ فَقَرَاَ فِيْهَا حُرُوْفًا لَمْ يَكُنْ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَقْرَاَنِيْهَا قُلْتُ مَنْ اَقْرَاَكَ هٰذِهِ السُّوْرَةَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . قُلْتُ كَذَبْتَ مَا هٰكَذَا اَقْرَاَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخَذْتُ بِيَدِهِ اَقُوْدُهُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّكَ اَقْرَاْتَنِيْ سُوْرَةَ الْفُرْقَانِ وَاِنِّيْ سَمِعْتُ هٰذَا يَقْرَاُ فِيْهَا حُرُوْفًا لَمْ تَكُنْ اَقْرَاْتَنِيْهَا . فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِقْرَاْ يَا هِشَامُ" . فَقَرَاَ كَمَا كَانَ يَقْرَاُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "هٰكَذَا اُنْزِلَتْ" . ثُمَّ قَالَ "اِقْرَاْ يَا عُمَرُ" . فَقَرَاْتُ فَقَالَ "هٰكَذَا اُنْزِلَتْ" . ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِنَّ الْقُرْآنَ اُنْزِلَ عَلٰى سَبْعَةِ اَحْرُفٍ" .

☆☆ عروہ' ابن مخرمہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے یہ بات بیان کی ہے' کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت ہشام بن حکیم رضی اللہ عنہ کو سورۂ فرقان کی تلاوت کرتے ہوئے سنا' انہوں نے بعض مقامات پر تلاوت اس سے مختلف طریقے سے کی جس طریقے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے وہ سورت سکھائی تھی۔ میں نے دریافت کیا: تمہیں یہ سورت کس نے سکھائی ہے؟ انہوں نے جواب دیا: اللہ کے رسول نے' میں نے کہا: تم نے غلط کہا ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو تمہیں اس طرح تلاوت نہیں سکھائی ہوگی' پھر میں نے ان کا ہاتھ پکڑا اور انہیں کھینچتا ہوا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گیا' میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! آپ نے مجھے سورۂ فرقان سکھائی ہے اور میں نے اسے بعض مقامات پر اس سے مختلف طریقے سے تلاوت کرتے ہوئے سنا ہے' جس طرح آپ نے مجھے تلاوت نہیں سکھائی ہے۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے ہشام! تم تلاوت کرو' انہوں نے اسی طرح تلاوت کی جس طرح وہ پہلے کر رہے تھے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ اسی طرح نازل ہوئی ہے' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے عمر! اب تم تلاوت کرو! حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں' کہ میں نے تلاوت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ اسی طرح نازل ہوئی ہے' پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قرآن سات حروف پر نازل ہوا ہے۔

936 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدٍ الْقَارِيِّ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ - رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ - يَقُوْلُ سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ حَكِيْمٍ يَقْرَاُ سُوْرَةَ الْفُرْقَانِ عَلٰى غَيْرِ مَا اَقْرَؤُهَا

935-اخرجه البخاري في الخصومات، باب كلام الخصوم بعضهم في بعض (الحديث 2419) بنحوه، وفي فضائل القرآن، باب انزل القرآن على سبعة احرف (الحديث 4992)، و باب من لم ير باسًا ان يقول سورة البقرة، و سورة كذا وكذا (الحديث 5041) و في استتابة المرتدين و المعاندين و قتالهم، باب ما جاء في المتاولين (الحديث 6936)، و في التوحيد، باب قول الله تعالىٰ: (فاقرا وا ما تيسر منه) (الحديث 7550) . واخرجه مسلم في صلاة المسافرين و قصرها، باب بيان ان القرآن على سبعة احرف و بيان معناه (الحديث 270 و 271) . واخرجه ابوداؤد في الصلاة، باب انزل القرآن على سبعة احرف (الحديث 1475) . واخرجه الترمذي في القراءات، باب ما جاء انزل القرآن على سبعة احرف (الحديث 2943) . و اخرجه النسائي في الافتتاح، جامع ما جاء في القرآن (الحديث 936 و 937) . تحفة الاشراف (10591 و 10642) .

936-تقدم في الافتتاح، جامع ما جاء في القرآن (الحديث 935) .

علیه وكان رسول الله صلى الله عليه وسلم اقرانيها فكدت ان اعجل عليه ثم امهلته حتى انصرف ثم لببته بردائه فجئت به الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقلت يا رسول الله اني سمعت هذا يقرا سورة الفرقان على غير ما اقرانيها. فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم "اقرا". فقرا القراءة التي سمعته يقرا فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم "هكذا انزلت". ثم قال لي "اقرا". فقرات فقال "هكذا انزلت ان هذا القرآن انزل على سبعة احرف (فاقرءوا ما تيسر منه)".

★★ عبدالرحمٰن بن عبدالقاری بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: ایک مرتبہ میں نے ہشام بن حکیم رضی اللہ عنہ کو سورۂ فرقان کی تلاوت کرتے ہوئے سنا جو اس طریقے سے مختلف تھی جس طریقے سے میں اس کی تلاوت کرتا تھا' جبکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود مجھے اس طریقے کی تعلیم دی تھی' پہلے تو میں تیزی سے ان پر حملہ کرنے لگا لیکن پھر میں نے انہیں مہلت دی' جب وہ نماز پڑھ کر فارغ ہوئے' تو میں ان کی چادر پکڑ کر انہیں کھینچتا ہوا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گیا' میں نے عرض کی: یارسول اللہ! میں نے انہیں سورۂ فرقان کی تلاوت اس طریقے سے مختلف طور پر کرتے ہوئے سنا ہے' جس طریقے سے آپ نے مجھے سورۂ فرقان پڑھنی سکھائی ہے۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: تم تلاوت کرو! انہوں نے اسی طریقے سے تلاوت کی جس طرح میں نے انہیں قرأت کرتے ہوئے سنا تھا' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ اسی طرح نازل ہوئی ہے' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: اب تم تلاوت کرو' میں نے تلاوت کی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ اسی طرح نازل ہوئی ہے۔ (پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:) یہ قرآن سات حروف پر نازل ہوا ہے' تمہیں ان میں سے جو طریقہ آسان لگے اس کے مطابق تلاوت کرلیا کرو۔

937- اخبرنا يونس بن عبد الاعلى قال حدثنا ابن وهب قال اخبرني يونس عن ابن شهاب قال اخبرني عروة بن الزبير ان المسور بن مخرمة وعبد الرحمن بن عبد القاري اخبراه انهما سمعا عمر بن الخطاب يقول سمعت هشام بن حكيم يقرا سورة الفرقان في حياة رسول الله صلى الله عليه وسلم فاستمعت لقراءته فاذا هو يقرؤها على حروف كثيرة لم يقرئنيها رسول الله صلى الله عليه وسلم فكدت اساوره في الصلاة فتصبرت حتى سلم فلما سلم لببته بردائه فقلت من اقراك هذه السورة التي سمعتك تقرؤها فقال اقرانيها رسول الله صلى الله عليه وسلم. فقلت كذبت. فوالله ان رسول الله صلى الله عليه وسلم هو اقراني هذه السورة التي سمعتك تقرؤها فانطلقت به اقوده الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقلت يا رسول الله اني سمعت هذا يقرا سورة الفرقان على حروف لم تقرئنيها وانت اقراتني سورة الفرقان. فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم "ارسله يا عمر اقرا يا هشام". فقرا عليه القراءة التي سمعته يقرؤها قال رسول الله صلى الله عليه وسلم "هكذا انزلت". ثم قال رسول الله صلى الله عليه

937-تقدم في الافتتاح، جامع ما جاء في القرآن (الحديث 935).

وسلم "اقرا يا عمر". فقرات القراءة التي اقراني قال رسول الله صلى الله عليه وسلم "هكذا انزلت". ثم قال رسول الله صلى الله عليه وسلم "ان هذا القرآن انزل على سبعة احرف (فاقرءوا ما تيسر منه)".

★★ عروہ بن زبیر بیان کرتے ہیں' کہ مسور بن مخرمہ اور عبدالرحمٰن بن عبدالقاری نے انہیں یہ بات بیان کی ہے کہ ان دونوں حضرات نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے' وہ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ میں نے حضرت ہشام بن حکیم رضی اللہ عنہ کو سورۂ فرقان کی تلاوت کرتے ہوئے سنا' یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری زندگی کی بات ہے' جب میں نے غور سے ان کی تلاوت کو سنا تو وہ کئی مقامات پر اس طرح تلاوت کر رہے تھے کہ جس طریقے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہ سورت نہیں پڑھائی تھی۔ پہلے تو میں ان کی نماز کے دوران ہی ان پر حملہ کرنے لگا' لیکن پھر میں نے صبر سے کام لیا' جب انہوں نے سلام پھیر دیا تو میں نے ان کی چادر سے انہیں پکڑا اور دریافت کیا: تمہیں یہ سورت کس نے پڑھنی سکھائی ہے' جسے میں نے ابھی تمہیں تلاوت کرتے ہوئے سنا ہے' تو وہ بولے: یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے پڑھنی سکھائی ہے' میں نے کہا کہ تم غلط کہہ رہے ہو' اللہ کی قسم! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود مجھے یہ سورت پڑھنی سکھائی ہے' جس کی تم تلاوت کر رہے تھے اور وہ اس سے مختلف ہے' جو تم تلاوت کر رہے تھے۔ پھر میں انہیں لے کر کھینچتا ہوا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور عرض کی: یارسول اللہ! میں نے اسے سورۂ فرقان کی تلاوت ایسے طریقے سے کرتے ہوئے سنا ہے' جس طریقے سے آپ نے مجھے نہیں پڑھایا' حالانکہ آپ نے خود مجھے سورۂ فرقان پڑھنی سکھائی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے عمر! تم اسے چھوڑ دو! اے ہشام! تم اس کی تلاوت شروع کرو' انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اسی طرح تلاوت شروع کی' جس طرح میں نے انہیں پڑھتے ہوئے سنا تھا' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ اسی طرح نازل ہوئی ہے' پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عمر! تم تلاوت کرو' میں نے اسی طریقے کے مطابق قرأت شروع کی جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے سکھایا تھا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ اسی طرح نازل ہوئی ہے' پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ قرآن سات حروف پر نازل ہوا ہے' اس میں سے جو تمہیں آسان لگے اس کے مطابق تلاوت کرلو۔

938- اخبرنا محمد بن بشار قال حدثنا محمد بن جعفر غندر قال حدثنا شعبة عن الحكم عن مجاهد عن ابن ابي ليلى عن ابي بن كعب ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان عند اضاة بني غفار فاتاه جبريل عليه السلام فقال ان الله عز وجل يامرك ان تقرئ امتك القرآن على حرف. قال "اسال الله معافاته ومغفرته وان امتي لا تطيق ذلك". ثم اتاه الثانية فقال ان الله عز وجل يامرك ان تقرئ امتك القرآن على حرفين قال "اسال الله معافاته ومغفرته وان امتي لا تطيق ذلك". ثم جاءه الثالثة فقال ان الله عز وجل يامرك ان تقرئ امتك القرآن على ثلاثة احرف. قال "اسال الله معافاته ومغفرته وان امتي لا تطيق ذلك". ثم جاءه الرابعة فقال ان الله عز وجل يامرك ان تقرئ امتك القرآن على سبعة احرف فايما حرف قرءوا عليه فقد اصابوا.

938-اخرجه مسلم في صلاة المسافرين و قصرها، باب بيان ان القرآن على سبعة احرف و بيان معناه (الحديث 273) بمعناه و (الحديث 274). و اخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب انزل القرآن على سبعة احرف (الحديث 1478) مختصراً. تحفة الاشراف (60).

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ هٰذَا الْحَدِيْثُ خُوْلِفَ فِيْهِ الْحَكَمُ خَالَفَهُ مَنْصُوْرُ بْنُ الْمُعْتَمِرِ رَوَاهُ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ مُرْسَلًا ۔

☆☆ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ بنو غفار کے تالاب کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اسی دوران حضرت جبریل علیہ السلام آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ پیغام دیا' کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ حکم دیا ہے' کہ آپ اپنی اُمت کو ایک لغت میں قرآن کی تعلیم دیں' تو نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی: میں اللہ تعالیٰ سے معافی اور مغفرت کا سوال کرتا ہوں' کیونکہ میری اُمت اس کی طاقت نہیں رکھے گی۔ حضرت جبریل علیہ السلام دوبارہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اللہ تعالیٰ کا یہ پیغام دیا' کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا ہے' کہ آپ اپنی اُمت کو دو لغت میں قرآن پاک کی تلاوت کرنا سکھائیں' تو نبی اکرم ﷺ نے عرض کی: میں اللہ تعالیٰ سے اس کی معافی اور مغفرت کا سوال کرتا ہوں' میری اُمت اس کی بھی طاقت نہیں رکھ سکے گی۔ پھر حضرت جبریل علیہ السلام تیسری مرتبہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اللہ تعالیٰ کا یہ پیغام دیا' کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ حکم دیا ہے' کہ آپ اپنی اُمت کو تین لغات میں قرآن کی تلاوت کرنا سکھائیں' تو نبی اکرم ﷺ نے عرض کی: میں اللہ تعالیٰ سے اس کی معافی اور مغفرت کا سوال کرتا ہوں' میری اُمت اس کی بھی طاقت نہیں رکھے گی۔ پھر حضرت جبریل علیہ السلام چوتھی مرتبہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اللہ تعالیٰ کا یہ پیغام دیا' کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ حکم دیا ہے' کہ آپ اپنی اُمت کو سات لغات میں قرآن کی تلاوت سکھائیں' وہ ان میں سے جس لغت کے مطابق بھی تلاوت کریں گے وہ صحیح پڑھنے والے شمار ہوں گے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: حکم نامی راوی سے اس روایت کو نقل کرنے میں اختلاف کیا گیا ہے' منصور نامی راوی نے ان کے برعکس روایت نقل کی ہے۔

مجاہد نامی راوی نے اسے عبید بن عمیر کے حوالے سے مرسل روایت کے طور پر نقل کیا ہے۔

939 - اَخْبَرَنِیْ عَمْرُو بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ جَعْفَرِ بْنُ نُفَيْلٍ قَالَ قَرَاْتُ عَلٰى مَعْقِلِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ خَالِدٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ اَقْرَاَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُوْرَةً فَبَيْنَا اَنَا فِی الْمَسْجِدِ جَالِسٌ اِذْ سَمِعْتُ رَجُلًا يَقْرَؤُهَا يُخَالِفُ قِرَاءَتِیْ فَقُلْتُ لَهٗ مَنْ عَلَّمَكَ هٰذِهِ السُّوْرَةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔ فَقُلْتُ لَا تُفَارِقْنِیْ حَتّٰى نَاْتِیَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَتَيْتُهٗ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ هٰذَا خَالَفَ قِرَاءَتِیْ فِی السُّوْرَةِ الَّتِیْ عَلَّمْتَنِیْ ۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اقْرَاْ يَا اُبَیُّ" ۔ فَقَرَاْتُهَا فَقَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَحْسَنْتَ" ۔ ثُمَّ قَالَ لِلرَّجُلِ "اقْرَاْ" ۔ فَقَرَاَ فَخَالَفَ قِرَاءَتِیْ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَحْسَنْتَ" ۔ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "يَا اُبَیُّ اِنَّهٗ اُنْزِلَ الْقُرْاٰنُ عَلٰى سَبْعَةِ اَحْرُفٍ كُلُّهُنَّ شَافٍ كَافٍ" ۔

939-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (46) .

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ مَعْقِلُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ لَيْسَ بِذٰلِكَ الْقَوِیِّ ۔

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما' حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے مجھے ایک سورت پڑھنا سکھائی' میں مسجد میں بیٹھا تھا' اسی دوران میں نے ایک شخص کو وہی سورت تلاوت کرتے ہوئے سنا جو اس طریقے سے مختلف تھی جو میرا پڑھنے کا طریقہ تھا۔ میں نے اس سے دریافت کیا' کہ تمہیں یہ سورت کس نے سکھائی ہے؟ تو اس نے جواب دیا: اللہ کے رسول نے' میں نے کہا: تم اُس وقت تک مجھ سے جدا نہیں ہو گے جب تک ہم نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر نہیں ہو جاتے' پھر میں اسے لے کر نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا' میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! یہ شخص اس سورت کی تلاوت میں مجھ سے مختلف قرأت کر رہا ہے' جو سورت آپ نے مجھے تعلیم دی ہے' نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اے ابی! تم تلاوت کرو! میں نے اس سورت کو تلاوت کیا' تو نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے فرمایا: تم نے ٹھیک قرأت کی ہے' پھر نبی اکرم ﷺ نے اس شخص سے کہا: اب تم تلاوت کرو! اس شخص نے بھی قرأت کی اور اس نے بعض مقامات پر میری قرأت سے مختلف قرأت کی تو نبی اکرم ﷺ نے اس سے فرمایا: تم نے بھی ٹھیک تلاوت کی ہے' پھر نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے ابی! قرآن کو سات حروف پر نازل کیا گیا ہے' یہ سارے کے سارے شافی و کافی ہیں۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: اس روایت کا راوی معقل بن عبداللہ زیادہ مستند نہیں ہے۔

940 - اَخْبَرَنِیْ يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ اَنَسٍ عَنْ اُبَیٍّ قَالَ مَا حَاكَ فِیْ صَدْرِیْ مُنْذُ اَسْلَمْتُ اِلَّا اَنِّیْ قَرَاْتُ اٰيَةً وَّقَرَاَهَا اٰخَرُ غَيْرَ قِرَاءَتِیْ فَقُلْتُ اَقْرَاَنِيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔

وَقَالَ الْاٰخَرُ اَقْرَاَنِيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔ فَاَتَيْتُ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا نَبِیَّ اللّٰهِ اَقْرَاْتَنِیْ اٰيَةَ كَذَا وَكَذَا قَالَ "نَعَمْ" ۔ وَقَالَ الْاٰخَرُ اَلَمْ تُقْرِئْنِیْ اٰيَةَ كَذَا وَكَذَا قَالَ "نَعَمْ اِنَّ جِبْرِيْلَ وَمِيْكَائِيْلَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ اَتَيَانِیْ فَقَعَدَ جِبْرِيْلُ عَنْ يَّمِيْنِیْ وَمِيْكَائِيْلُ عَنْ يَّسَارِیْ فَقَالَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ اقْرَاِ الْقُرْاٰنَ عَلٰى حَرْفٍ ۔ قَالَ مِيْكَائِيْلُ اسْتَزِدْهُ اسْتَزِدْهُ حَتّٰى بَلَغَ سَبْعَةَ اَحْرُفٍ فَكُلُّ حَرْفٍ شَافٍ كَافٍ" ۔

☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ' حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: جب سے میں نے اسلام قبول کیا ہے' مجھے کسی اُلجھن کا سامنا نہیں کرنا پڑا' صرف ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ میں نے ایک آیت تلاوت کی اور ایک دوسرے شخص نے اسی آیت کو مختلف طریقے سے تلاوت کیا' تو میں نے یہ کہا کہ نبی اکرم ﷺ نے مجھے خود اس کی تلاوت سکھائی ہے' اس شخص نے کہا کہ نبی اکرم ﷺ نے مجھے بھی اس کی تلاوت سکھائی ہے۔ (حضرت ابی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:) میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے عرض کی: اے اللہ کے نبی! آپ نے مجھے فلاں فلاں آیت خود پڑھنا سکھائی ہے' نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جی ہاں! اس دوسرے شخص نے کہا: کیا آپ ﷺ نے مجھے یہ آیت اسی طرح سے پڑھنا نہیں سکھائی ہے' نبی اکرم ﷺ نے

940-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (8) .

جواب دیا: جی ہاں! جبریل اور میکائیل یہ دونوں میرے پاس آئے تھے' جبریل میرے دائیں طرف بیٹھ گئے اور میکائیل میرے بائیں طرف بیٹھ گئے' پھر جبریل نے کہا کہ آپ ﷺ حرف پر قرآن کی تلاوت کیجئے' تو میکائیل نے کہا: اس میں اضافہ کریں' اس میں اضافہ کریں' یہاں تک کہ سات مختلف طرح کی قرأت ہو گئیں' ان میں سے قرأت کا ہر ایک طریقہ کافی وشافی ہے۔

941 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَثَلُ صَاحِبِ الْقُرْاٰنِ كَمَثَلِ صَاحِبِ الْاِبِلِ الْمُعَقَّلَةِ اِذَا عَاهَدَ عَلَيْهَا اَمْسَكَهَا وَاِنْ اَطْلَقَهَا ذَهَبَتْ "۔

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

"قرآن کو حفظ کرنے والے کی مثال بندھے ہوئے اونٹ کی طرح ہے' کہ جب تک وہ اس کی نگرانی کرے گا' اس وقت تک اسے روکے رکھے گا اور جب اسے چھوڑ دے گا' تو وہ چلا جائے گا"۔

942 - اَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اَبِىْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "بِئْسَمَا لِاَحَدِهِمْ اَنْ يَّقُوْلَ نَسِيْتُ اٰيَةَ كَيْتَ وَكَيْتَ بَلْ هُوَ نُسِّيَ اسْتَذْكِرُوا الْقُرْاٰنَ فَاِنَّهُ اَسْرَعُ تَفَصِّيًا مِّنْ صُدُوْرِ الرِّجَالِ مِنَ النَّعَمِ مِنْ عُقُلِهِ "۔

☆☆ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ (بن مسعود)' نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"کسی شخص کا یہ کہنا بہت برا ہے' کہ میں فلاں آیت بھول گیا' بلکہ وہ اسے بھلا دی گئی ہے' تم قرآن کو یاد کرتے رہا کرو (یعنی اس کا دور کرتے رہا کرو)' کیونکہ یہ انسان کے سینے سے اس سے زیادہ تیزی سے نکلتا ہے' جتنی تیزی سے کوئی جانور اپنی رسی سے نکلتا ہے"۔

38 - باب الْقِرَاْءَةِ فِىْ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ

باب: فجر کی دو رکعات میں تلاوت

943 - اَخْبَرَنِىْ عِمْرَانُ بْنُ يَزِيْدَ قَالَ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْفَزَارِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ حَكِيْمٍ قَالَ اَخْبَرَنِىْ سَعِيْدُ بْنُ يَسَارٍ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ اَخْبَرَهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْرَاُ فِىْ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ فِى الْاُوْلٰى مِنْهُمَا الْاٰيَةَ الَّتِىْ فِى الْبَقَرَةِ (قُوْلُوْا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا اُنْزِلَ اِلَيْنَا) اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ وَفِى الْاُخْرٰى (اٰمَنَّا بِاللّٰهِ

941-اخرجه البخاري في فضائل القرآن، باب استذكار القرآن و تعاهده (الحديث 5031) . واخرجه مسلم في صلاة المسافرين و قصرها، باب الامر بتعهد القرآن، و كراهة قول نسيت آية كذا و جواز قول انسيتها (الحديث 226) . تحفة الاشراف (8368) .

942-اخرجه البخاري في فضائل القرآن، باب استذكار القرآن و تعاهده (الحديث 5032)، و باب نسيان القرآن و هل يقول نسيت آية كذا و كذا (الحديث 5039) مختصراً . و اخرجه مسلم في صلاة المسافرين و قصرها، باب الامر بتعهد القرآن و كراهة قول نسيت آية كذا و جواز قول انسيتها (الحديث 228) . و اخرجه الترمذي في القراء ات ، باب 100 . (الحديث 2942) . تحفة الاشراف (9295) .

943-اخرجه مسلم في صلاة المسافرين و قصرها، باب استحباب ركعتي سنة الفجر و الحث عليهما و تخفيفهما و المحافظة عليهما و بيان ما يستحب ان يقرا فيهما (الحديث 99 و 100) . واخرجه ابوداؤد في الصلاة، باب في تخفيفهما (الحديث 1259) . و اخرجه النسائي في التفسير: سورة المائدة، قوله تعالى: (امنا و اشهد باننا مسلمون) (الحديث 178) . تحفة الاشراف (5669) .

وَاشْهَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ) .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ فجر کی دو رکعات میں تلاوت کیا کرتے تھے' آپ ﷺ ان میں سے پہلی رکعت میں وہ آیت پڑھتے تھے جو سورۃ البقرہ میں ہے: "قُوْلُوْا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا اُنْزِلَ اِلَيْنَا" (آپ ﷺ اسے آخر تک تلاوت کیا کرتے تھے) جبکہ دوسری رکعت میں "اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَاشْهَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ" کی تلاوت کرتے تھے۔

39 - باب الْقِرَاْءَةِ فِىْ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ بِ (قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ) وَ (قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ)

باب: فجر کی دو (سنت) رکعات میں سورۃ الکافرون اور سورۃ الاخلاص کی تلاوت کرنا

944 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ دُحَيْمٌ قَالَ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ كَيْسَانَ عَنْ اَبِىْ حَازِمٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَاَ فِىْ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ (قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ) وَ (قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ)

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے فجر کی دو رکعات میں سورۃ الکافرون اور سورۃ الاخلاص کی تلاوت کی تھی۔

40 - باب تَخْفِيْفِ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ

باب: فجر کی دو (سنت) رکعات کو مختصر ادا کرنا

945 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا جَرِيْرٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اِنْ كُنْتُ لَاَرٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّىْ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ فَيُخَفِّفُهُمَا حَتّٰى اَقُوْلَ اَقَرَاَ فِيْهِمَا بِاُمِّ الْكِتَابِ

☆☆ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' کہ مجھے اچھی طرح یاد ہے' کہ نبی اکرم ﷺ فجر کی دو (سنت) رکعات ادا کرتے ہوئے انہیں بہت مختصر پڑھتے تھے' یہاں تک کہ میں یہ سوچا کرتی تھی کہ آپ ﷺ نے ان میں سورۂ فاتحہ بھی پڑھی ہے (یا نہیں پڑھی)۔

944-اخرجه مسلم في صلاة المسافرين و قصرها، باب استحباب ركعتي سنة الفجر و الحث عليهما و تخفيفهما و المحافظة عليهما و بيان ما يستحب ان يقرا فيهما (الحديث 98) . واخرجه ابوداؤد في الصلاة، باب في تخفيفهما (الحديث 1256) . واخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب ما جاء فيما يقرا في الركعتين قبل الفجر (الحديث 1148) . تحفة الاشراف (13438) .

945-اخرجه البخاري في التهجد، باب ما يقرا في ركعتي الفجر (الحديث 1171) . واخرجه مسلم في صلاة المسافرين و قصرها، باب استحباب ركعتي سنة الفجر و الحث عليهما و تخفيفهما و المحافظ عليهما و بيان ما يستحب ان يقرا فيهما (الحديث 92 و93) . واخرجه ابوداؤد في الصلاة، باب في تخفيفهما (الحديث 1255) بنحوه . تحفة الاشراف (17913) .

41- باب الْقِرَأَةِ فِي الصُّبْحِ بِالرُّومِ

باب: صبح کی نماز میں سورۃ الروم کی تلاوت کرنا

946 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ اَنْبَاَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ شَبِيبٍ اَبِي رَوْحٍ عَنْ رَجُلٍ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ صَلَّى صَلَاةَ الصُّبْحِ فَقَرَاَ الرُّومَ فَالْتَبَسَ عَلَيْهِ فَلَمَّا صَلَّى قَالَ "مَا بَالُ اَقْوَامٍ يُصَلُّونَ مَعَنَا لَا يُحْسِنُونَ الطُّهُورَ فَاِنَّمَا يَلْبِسُ عَلَيْنَا الْقُرْآنَ اُولٰئِكَ".

☆☆ شبیب بن ابی روح ایک صحابی کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: آپ ﷺ نے صبح کی نماز ادا کی تو آپ نے سورۃ الروم کی تلاوت کی ایک مقام پر آپ ﷺ کو شبہ لاحق ہوا' جب آپ ﷺ نے نماز ادا کرلی تو ارشاد فرمایا: کیا وجہ ہے' کہ جو لوگ ہمارے ساتھ نماز ادا کرتے ہیں' وہ اچھی طرح وضو نہیں کرتے ہیں' انہیں لوگوں کی وجہ سے ہمیں مشابہہ لگ گیا۔

42- باب الْقِرَأَةِ فِي الصُّبْحِ بِالسِّتِّينَ اِلَى الْمِائَةِ

باب: صبح کی نماز میں ساٹھ سے سو آیات کی تلاوت کرنا

947 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِيلَ بْنِ اِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ قَالَ اَنْبَاَنَا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ عَنْ سَيَّارٍ - يَعْنِي ابْنَ سَلَامَةَ - عَنْ اَبِي بَرْزَةَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْرَاُ فِي صَلَاةِ الْغَدَاةِ بِالسِّتِّينَ اِلَى الْمِائَةِ.

☆☆ حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ صبح کی نماز میں ساٹھ سے لے کر سو آیات کی تلاوت کیا کرتے تھے۔

شرح

قرأت کرنے کے احکام

قرأت کرنے کا سنت طریقہ

مسئلہ: اگر کوئی شخص سفر کر رہا ہو اور اضطرار کی حالت میں ہو' یعنی دشمن کا خوف ہو یا تیزی سے سفر کرنا مقصود ہو' تو سنت یہ ہے کہ سورۂ فاتحہ کے ساتھ کوئی سی بھی سورت پڑھی جا سکتی ہے' اگر کسی شخص کو حضر (یعنی مقیم ہونے کی حالت میں) اضطرار لاحق ہو

946-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (15594) .

947-اخرجه مسلم في الصلاة، باب القراءة في الصبح (الحديث 172) . واخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب القراءة في صلاة الفجر (الحديث 818) . تحفة الاشراف (11607) .

جاتا ہے' یعنی نماز کا وقت ختم ہونے والا ہے اور اسے اپنی جان یا مال کے حوالے سے کوئی اندیشہ ہے' تو سنت یہی ہے کہ اس قدر تلاوت کی جائے کہ جس کے نتیجے میں نماز کا وقت بھی ختم نہ ہو جائے یا جو خوف ہے اس میں کسی نقصان کے ہونے کا اندیشہ نہ ہو۔ (زاہدی)

مسئلہ: جب سفر کے دوران اختیار کی حالت ہو جائے' نماز کا وقت بھی باقی ہو اور کسی قسم کا خوف بھی نہ ہو اور سفر کی جلدی بھی نہ ہو' تو سنت یہ ہے کہ فجر کی نماز میں سورۂ البروج یا اس کی مانند کسی سورت کی تلاوت کی جائے تاکہ نماز کے دوران قرأت کرنے کے سنت طریقے کا بھی خیال رکھا جا سکے اور سفر کی تخفیف پر بھی عمل ہو سکے۔ (شرح منیۃ المصلی از ابن امیر الحاج)

مسئلہ: حضر کے بارے میں سنت یہ ہے کہ فجر کی دونوں رکعات میں سورۂ فاتحہ کے علاوہ چالیس سے لے کر پچاس آیات تک تلاوت کی جائے۔

مسئلہ: الجامع الصغیر میں یہ بات تحریر ہے کہ ظہر کی نماز میں بھی اتنی ہی قرأت کرنی چاہیے' تاہم مبسوط میں یہ بات تحریر ہے کہ اس سے کم کرنی چاہیے۔

مسئلہ: عصر اور عشاء کی نماز میں سورۂ فاتحہ کے علاوہ بیس آیات تک کی تلاوت کرنی چاہیے۔

مسئلہ: جبکہ مغرب کی نماز میں ہر رکعت میں چھوٹی سورت کی تلاوت کرنی چاہیے۔ (محیط)

مسئلہ: فقہاء نے اس بات کو مستحسن قرار دیا ہے کہ حضر کے دوران فجر اور ظہر کی نماز میں طوالِ مفصل کی تلاوت کی جائے جبکہ عصر اور عشاء کی نماز میں اوساطِ مفصل کی تلاوت کی جائے جبکہ مغرب کی نماز میں چھوٹی سورتوں کی تلاوت کی جائے۔ (وقایہ)

مسئلہ: طوالِ مفصل سورۃ الحجرات سے سورۃ البروج تک ہیں' اوساطِ مفصل سورۃ البروج سے سورۃ البینہ تک ہیں' جبکہ سورۃ البینہ سے لے کر قرآن کے آخر تک سورتیں قرآن کی چھوٹی سورتیں شمار ہوتی ہیں۔ (محیط' وقایہ' منیۃ المصلی)

مسئلہ: وتر کی نماز میں سورۃ الفاتحہ کے علاوہ اور کوئی سورت متعین نہیں ہے' آدمی کے لیے جو آسان ہو' اس سورت کی تلاوت کرلے۔

مسئلہ: تاہم نبی اکرم ﷺ کے بارے میں یہ بات منقول ہے کہ آپ وتر کی نماز میں سورۃ الاعلیٰ' (دوسری رکعت میں) سورۃ الکافرون (اور تیسری رکعت میں) سورۃ اخلاص کی تلاوت کرتے تھے' اس لیے آدمی کے لیے یہ بات مستحب ہے کہ تبرک کے حصول کے لیے بعض اوقات اس طریقے سے تلاوت کرلیا کرے' تاہم دوسری سورتوں کی بھی تلاوت کرلیا کرے' تاکہ قرآن کے دوسرے حصے کو ترک کر دینا لازم نہ آئے۔ (تہذیب)

مسئلہ: مستحب قرأت سے زیادہ قرأت کرنا نہیں چاہیے تاکہ باجماعت نماز ادا کرنے والے لوگ پریشانی کا شکار نہ ہوں۔ (مضمرات)

مسئلہ: فجر کی پہلی رکعت میں دوسری رکعت کے مقابلے میں لمبی قرأت کرنا مسنون ہے' اس بات پر اتفاق ہے۔

(زاہدی' معراج الدرایہ)

مسئلہ: بعض فقہاء نے اس کی یہ وضاحت کی ہے کہ دونوں رکعات میں جتنی قرأت کرنی ہے اس کا دوتہائی حصہ پہلی رکعت میں ادا کیا جائے اور ایک تہائی حصہ دوسری رکعت میں تلاوت کیا جائے جبکہ شرح طحاوی میں یہ بات مذکور ہے کہ پہلی رکعت میں تیس آیات تک تلاوت کرنی چاہیے اور دوسری رکعت میں دس سے لے کر بیس آیات کی تلاوت کرنی چاہیے۔ (محیط)

مسئلہ: نماز کے لیے کسی ایک سورت کو متعین کر لینا مکروہ ہے۔ (طحاوی)

مسئلہ: اسبیجابی فرماتے ہیں: یہ حکم اس وقت ہوگا جب کوئی شخص لازم سمجھتے ہوئے کسی ایک متعین سورت کی تلاوت کرے اور کسی دوسری سورت کی تلاوت کرنے کو مکروہ سمجھتا ہو لیکن اگر کوئی شخص آسانی کے لیے کسی سورت کو مقرر کر لیتا ہے یا نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے منقول سنت کے مطابق کسی سورت کی تلاوت کرتا ہے' تو اس میں کوئی کراہت نہیں ہے' لیکن اس کے لیے بھی یہ بات شرط ہے کہ بعض اوقات دوسری آیات کی بھی تلاوت کر لینی چاہیے۔ (تبیین)

مسئلہ: افضل یہ ہے کہ فرض نماز میں ہر رکعت میں سورۃ الفاتحہ کے بعد کسی مکمل سورت کی تلاوت کی جائے' البتہ اگر کوئی شخص دو رکعات میں ایک مکمل سورت کی تلاوت کر لیتا ہے' تو یہ بھی جائز ہے۔ (خلاصہ)

مسئلہ: اگر کوئی شخص ایک رکعت میں کسی سورت کا آخری حصہ پڑھ لیتا ہے اور دوسری رکعت میں کوئی چھوٹی سورت مکمل پڑھ لیتا ہے' تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (تاتارخانیہ)

مسئلہ: اگر کوئی شخص ایک رکعت میں دو سورتیں تلاوت کرتا ہے' تو اگر ان دونوں کے درمیان ایک یا چند ایک سورتوں کا فصل ہو' تو ایسا کرنا مکروہ ہوگا' لیکن اگر زیادہ سورتوں کا فصل ہو' تو مکروہ نہیں ہوگا اور اگر درمیان میں کسی ایسی ایک سورت کا فصل ہو جو زیادہ بڑی ہے' تو بھی مکروہ نہیں ہوگا۔

•••——•••——•••

43 - باب الْقِرَاءَةِ فِي الصُّبْحِ بِ (ق)

باب: صبح کی نماز میں سورۃ "ق" کی تلاوت کرنا

948 - اَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ يَزِيدَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِي الرِّجَالِ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ اُمِّ هِشَامٍ بِنْتِ حَارِثَةَ بْنِ النُّعْمَانِ قَالَتْ مَا اَخَذْتُ (ق وَالْقُرْآنِ الْمَجِيدِ) اِلَّا مِنْ وَّرَاءِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي بِهَا فِي الصُّبْحِ.

☆☆ سیدہ اُم ہشام بنت حارثہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' کہ میں نے سورۂ ق' نبی اکرم ﷺ کی اقتداء میں نماز پڑھتے ہوئے (آپ کی تلاوت سن کر) سیکھی ہے' نبی اکرم ﷺ صبح کی نماز میں اسے تلاوت کیا کرتے تھے۔

949 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى - وَاللَّفْظُ لَهُ - قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ شُعْبَةَ

948-انفرد به النسائي . (و الحديث عند: مسلم في الجمعة، باب تخفيف الصلاة و الخطبة (الحديث 50 و 51 و 52) . و ابي داؤد في الصلاة، باب الرجل يخطب على قوس (الحديث 1100 و 1102 و 1103) . و النسائي في الجمعة، باب القراءة في الخطبة (الحديث 1410) . تحفة الاشراف (18363) .

عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ قَالَ سَمِعْتُ عَمِّي يَقُولُ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصُّبْحَ فَقَرَاَ فِي اِحْدَى الرَّكْعَتَيْنِ (وَالنَّخْلَ بَاسِقَاتٍ لَّهَا طَلْعٌ نَضِيدٌ) قَالَ شُعْبَةُ فَلَقِيتُهُ فِي السُّوقِ فِي الزِّحَامِ فَقَالَ (ق) .

☆☆ زیاد بن علاقہ بیان کرتے ہیں' میں نے اپنے چچا کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: (وہ کہتے ہیں:) میں نے نبی اکرم ﷺ کی اقتداء میں صبح کی نماز ادا کی تو آپ ﷺ نے ایک رکعت میں "والنخل باسقات لها طلع نضيد" کی تلاوت کی۔

شعبہ نامی راوی بیان کرتے ہیں' بعد میں میری ملاقات بازار میں ہجوم کے دوران ان سے ہوئی تو انہوں نے بتایا: نبی اکرم ﷺ نے سورۂ "ق" کی تلاوت کی تھی۔

44 - باب الْقِرَاءَةِ فِي الصُّبْحِ بِ (اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ)

باب: صبح فجر کی نماز میں سورۂ تکویر کی تلاوت کرنا

950 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبَانَ الْبَلْخِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعُ بْنُ الْجَرَّاحِ عَنْ مِسْعَرٍ وَّالْمَسْعُودِيِّ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ سُرَيْعٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَاُ فِي الْفَجْرِ (اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ) .

☆☆ حضرت عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے نبی اکرم ﷺ کو فجر کی نماز میں سورۂ تکویر کی تلاوت کرتے ہوئے سنا ہے۔

45 - باب الْقِرَاءَةِ فِي الصُّبْحِ بِالْمُعَوِّذَتَيْنِ

باب: فجر کی نماز میں معوذتین کی تلاوت کرنا

951 - اَخْبَرَنَا مُوسَى بْنُ حِزَامٍ التِّرْمِذِيُّ وَهَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ - وَاللَّفْظُ لَهُ - قَالَا حَدَّثَنَا اَبُو اُسَامَةَ قَالَ اَخْبَرَنِي سُفْيَانُ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ عَنْ اَبِيهِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ اَنَّهُ سَاَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُعَوِّذَتَيْنِ قَالَ عُقْبَةُ فَاَمَّنَا بِهِمَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ .

☆☆ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے معوذتین کے بارے میں دریافت کیا۔ حضرت عقبہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ہمیں فجر کی نماز پڑھاتے ہوئے اس میں ان دونوں سورتوں کی تلاوت کی۔

949-اخرجه مسلم في الصلاة، باب القراءة في الصبح (الحديث 166 و 167) بنحوه . و اخرجه الترمذي في الصلاة، باب ما جاء في القراءة في صلاة الصبح (الحديث 306) بنحوه . و اخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب القراءة في صلاة الفجر (الحديث 816) بنحوه . و الحديث عند: مسلم في الصلاة، باب القراءة في الصبح (الحديث 165) . تحفة الاشراف (11087) .

950-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (10722) .

951-انفرد به النسائي، و سياتي في الاستعاذة، (الحديث 5449) . تحفة الاشراف (9915) .

"نبی اکرم نے سورۂ ص میں سجدۂ تلاوت کیا تھا"۔

امام شافعی اور امام احمد بن حنبل کے نزدیک سورۂ ص میں سجدۂ تلاوت نہیں ہے۔

سجدۂ تلاوت کے مقامات

مسئلہ: قرآن میں چودہ سجدہ ہائے تلاوت ہیں:

(۱) سورۂ اعراف کے آخر میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان:

إِنَّ الَّذِينَ عِندَ رَبِّكَ لَا يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِهِ وَيُسَبِّحُونَهُ وَلَهُ يَسْجُدُونَ ۝ (الاعراف:۲۰۶)

(۲) سورۂ رعد میں اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں:

وَلِلَّهِ يَسْجُدُ مَن فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ طَوْعًا وَكَرْهًا وَظِلٰلُهُم بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ ۝ (الرعد:۱۵)

(۳) سورۂ نحل میں اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں:

يَخَافُونَ رَبَّهُم مِّن فَوْقِهِمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ ۝ (النحل:۵۰)

(۴) سورۂ بنی اسرائیل میں اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں:

وَيَخِرُّونَ لِلْأَذْقَانِ يَبْكُونَ وَيَزِيدُهُمْ خُشُوعًا ۝ (الاسراء:۱۰۹)

(۵) سورۂ مریم میں اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں:

أُولٰئِكَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِم مِّنَ النَّبِيِّينَ مِن ذُرِّيَّةِ آدَمَ وَمِمَّنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوحٍ وَمِن ذُرِّيَّةِ إِبْرٰهِيمَ وَإِسْرَائِيلَ وَمِمَّنْ هَدَيْنَا وَاجْتَبَيْنَا ۚ إِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيٰتُ الرَّحْمٰنِ خَرُّوا سُجَّدًا وَبُكِيًّا ۝ (سورۂ مریم:۵۸)

(۶) سورۂ حج کے آغاز میں اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں:

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يَسْجُدُ لَهُ مَن فِي السَّمٰوٰتِ وَمَن فِي الْأَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُومُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَابُّ وَكَثِيرٌ مِّنَ النَّاسِ ۖ وَكَثِيرٌ حَقَّ عَلَيْهِ الْعَذَابُ ۗ وَمَن يُهِنِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِن مُّكْرِمٍ ۚ إِنَّ اللَّهَ يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ ۝ (الحج:۱۸)

(۷) سورۂ فرقان میں اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں:

وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اسْجُدُوا لِلرَّحْمٰنِ قَالُوا وَمَا الرَّحْمٰنُ أَنَسْجُدُ لِمَا تَأْمُرُنَا وَزَادَهُمْ نُفُورًا ۝ (الفرقان:۶۰)

(۸) سورۂ نمل میں اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں:

أَلَّا يَسْجُدُوا لِلَّهِ الَّذِي يُخْرِجُ الْخَبْءَ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُخْفُونَ وَمَا تُعْلِنُونَ ۝ (النمل:۲۵)

(۹) سورۂ الم تنزیل میں اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں:

إِنَّمَا يُؤْمِنُ بِآيٰتِنَا الَّذِينَ إِذَا ذُكِّرُوا بِهَا خَرُّوا سُجَّدًا وَسَبَّحُوا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ ۝ (السجدہ:۱۵)

(۱۰) سورۂ ص میں اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں:

قَالَ لَقَدْ ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نَعْجَتِكَ إِلَىٰ نِعَاجِهِ ۖ وَإِنَّ كَثِيرًا مِّنَ الْخُلَطَاءِ لَيَبْغِي بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَقَلِيلٌ مَّا هُمْ ۗ وَظَنَّ دَاوُودُ أَنَّمَا فَتَنّٰهُ فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهُ وَخَرَّ رَاكِعًا وَأَنَابَ ۝ (ص:۲۴)

(۱۱) حٰم السجدہ میں اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں:

فَإِنِ اسْتَكْبَرُوا فَالَّذِينَ عِندَ رَبِّكَ يُسَبِّحُونَ لَهُ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُمْ لَا يَسْأَمُونَ ۝ (فصلت:۳۸)

(۱۲) سورۂ نجم میں اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں:

فَاسْجُدُوا لِلَّهِ وَاعْبُدُوا ۝ (النجم:۶۲)

(۱۳) سورۂ انشقاق میں اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں:

وَإِذَا قُرِئَ عَلَيْهِمُ الْقُرْآنُ لَا يَسْجُدُونَ ۝ (الانشقاق:۲۱)

(۱۴) سورۂ علق میں اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں:

كَلَّا ۖ لَا تُطِعْهُ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِب ۝ (العلق:۱۹) (عینی)

سجدۂ تلاوت کا وجوب

مسئلہ: ان مقامات پر سجدۂ تلاوت کرنا واجب ہے' تلاوت کرنے والے پر بھی واجب ہے اور سننے والے پر بھی واجب ہے' خواہ وہ قصد کے ساتھ قرآن کی تلاوت سن رہا ہو یا قصد نہ ہو۔ (ہدایہ)

مسئلہ: کوئی شخص آیت سجدہ تلاوت کرتا ہے' تو محض ہونٹوں کو حرکت دینے کی وجہ سے سجدہ لازم نہیں ہوگا' سجدہ اُس وقت لازم ہوگا جب حروف کی ادائیگی صحیح ہو اور آواز بھی باہر آئے' جسے وہ شخص خود سن سکے یا کوئی شخص اُس کے منہ کے قریب کان کر کے اُس سے سن سکے۔ (قاضی خان)

مسئلہ: اگر کوئی شخص سجدے سے متعلق آیت پڑھتا ہے لیکن مکمل نہیں پڑھتا تو وہ سجدۂ تلاوت نہیں کرے گا اور اگر وہ سجدے سے متعلق لفظ پڑھتا ہے' تو بھی سجدہ نہیں کرے گا' البتہ اگر وہ سجدے سے متعلق لفظ سمیت سجدے والی نصف آیت تلاوت کر لیتا ہے' تو اُس پر سجدہ واجب ہوگا۔

مسئلہ: سجدے کے واجب ہونے کے بارے میں بنیادی اصول یہ ہے کہ جس شخص پر نماز واجب ہوتی ہے' اُس پر سجدۂ تلاوت بھی واجب ہوگا۔ (خلاصہ)

مسئلہ: اس اصول کے تحت کافر شخص' پاگل شخص' نابالغ بچہ' حیض یا نفاس والی عورت آیت سجدہ پڑھ لیتے ہیں' تو اُن پر سجدہ تلاوت لازم نہیں ہوگا۔

مسئلہ: یا اگر یہ لوگ آیت سجدہ سن لیں تو بھی ان پر سجدہ لازم نہیں ہوگا۔

مسئلہ: بے وضو یا جنبی شخص اگر آیت سجدہ تلاوت کرے یا سنے تو اُس پر سجدہ کرنا لازم ہوگا۔

مسئلہ: بیمار شخص کا بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ: اگر امام آیتِ سجدہ تلاوت کرے گا تو وہ سجدہ کرے گا اور اُس کے ساتھ مقتدی بھی سجدہ کریں گے خواہ اُنہیں تلاوت کی آواز آئی ہو یا نہ آئی ہو' خواہ امام نے جہری نماز میں یہ آیت تلاوت کی ہو یا سرّی نماز میں یہ آیت تلاوت کی ہو' تاہم مستحب یہ ہے کہ پست آواز میں ادا کی جانے والی نماز میں آیتِ سجدہ تلاوت نہیں کرنی چاہیے۔

مسئلہ: اسی طرح اگر کوئی ایسا شخص امام کی زبانی آیت سجدہ سن لیتا ہے جو نماز میں اُس کا مقتدی نہیں تھا تو اُس پر بھی سجدۂ تلاوت لازم ہوگا۔ (جوہرہ نیرہ)

مسئلہ: اگر کوئی شخص نماز میں آیتِ سجدہ کی تلاوت کرتا ہے' تو اگر وہ آیت سورت کے درمیان میں ہے' تو افضل یہ ہے کہ اُسی وقت سجدے میں چلا جائے' پھر کھڑا ہو' پھر سورت کو مکمل کرے' پھر رکوع میں جائے لیکن اگر وہ اُس وقت سجدہ نہیں کرتا اور رکوع میں چلا جاتا ہے اور رکوع میں سجدۂ تلاوت کی نیت کر لیتا ہے' تو قیاس کے اعتبار سے ایسا کرنا جائز ہے اور ہم نے اسی کو اختیار کیا ہے۔

مسئلہ: لیکن اگر آیتِ سجدہ تلاوت کرنے کے بعد وہ شخص رکوع میں بھی نہیں گیا اور سجدے میں بھی نہیں گیا اور سورت کو مکمل تلاوت کر لیا' پھر رکوع میں گیا تو اب سجدۂ تلاوت کی نیت کافی نہیں ہوگی اور اُس رکوع کی وجہ سے سجدۂ تلاوت کا حکم ساقط نہیں ہوگا۔

مسئلہ: نماز ادا کرنے والا کوئی شخص کسی دوسرے شخص کی زبانی (جو اُس کا امام نہیں ہے) آیتِ سجدہ سنتا ہے اور پھر تلاوت کرنے والے کے ہمراہ سجدۂ تلاوت کر لیتا ہے' تو اگر نمازی نے اُس شخص کی متابعت کا ارادہ کیا تھا تو اُس کی نماز فاسد ہو جائے گی لیکن جب کوئی شخص نماز نہ پڑھ رہا ہو' وہ کسی دوسرے کی زبانی سجدۂ تلاوت سنے تو اُس کے لیے یہ بات مستحب ہے کہ تلاوت کرنے والے کے ہمراہ ہی سجدۂ تلاوت کرے اور اُس سے پہلے سر نہ اُٹھائے۔ (خلاصہ)

آیتِ سجدہ کی تلاوت میں تکرار کا حکم

مسئلہ: اگر ایک ہی محفل میں ایک ہی آیت کو بار بار تلاوت کیا جائے تو ایک ہی مرتبہ سجدۂ تلاوت کرنا کافی ہوگا' اگر آیت ایک ہو اور محفل مختلف ہو یا محفل ایک ہو اور آیت سجدہ مختلف ہوں تو پھر ایک سجدہ کافی نہیں بلکہ ہر مرتبہ الگ سجدہ ہوگا۔ (محیط)

مسئلہ: اگر سجدۂ تلاوت والی آیت سننے والے شخص کی محفل تبدیل ہو گئی اور پڑھنے والے کی تبدیل نہ ہوئی تو سننے والے پر دوبارہ سجدہ کرنا لازم ہوگا اور اگر پڑھنے والے کی تبدیل ہو گئی' سننے والے کی نہیں تو پڑھنے والے پر دوبارہ سجدہ کرنا لازم ہوگا۔

مسئلہ: اکثر مشائخ کے قول کے مطابق سننے والے پر دوبارہ سجدہ کرنا لازم نہیں ہوگا' اسی کو ہم نے اختیار کیا ہے۔ (عتابیہ)

مسئلہ: ایک ہی حالت میں بہت دیر تک رہنے' ایک لقمہ کھا لینے' ایک مرتبہ پانی پی لینے' کھڑا ہو جانے' دو ایک قدم چل لینے' گھر یا مسجد کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک جانے سے محفل تبدیل شمار ہوگی' لیکن اگر کوئی شخص جامع مسجد کے ایک کونے سے دوسرے کونے میں چلا جاتا ہے' تو دوبارہ سجدہ کرنا واجب نہیں ہوگا' اس بارے میں اصول یہ ہے کہ جہاں تک امام کی اقتداء میں نماز ادا کی جا سکتی ہے' وہ ایک ہی مقام سمجھا جائے گا۔

مسئلہ: ایک ہی محفل کے دوران کوئی آدمی تسبیح پڑھنا شروع کر دیتا ہے" لا الٰہ الا اللّٰہ" پڑھنا شروع کر دیتا ہے' تلاوت کرنا شروع کر دیتا ہے' تو محفل تبدیل شمار نہیں ہوگی۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص ایک رکعت میں آیت سجدہ تلاوت کرتا ہے اور سجدہ کر لیتا ہے' پھر اُسی رکعت میں اُسے دوبارہ پڑھ لیتا ہے' تو دوبارہ سجدہ واجب نہیں ہوگا۔ (محیط سرخسی)

مسئلہ: کوئی شخص پہلی رکعت میں ایک آیت سجدۂ تلاوت کرتا ہے' اُس پر سجدہ بھی کر لیتا ہے' پھر دوسری تیسری رکعت میں اُسی آیت کو دوبارہ پڑھتا ہے' تو اُس پر سجدہ واجب نہیں ہوگا' یہی قول صحیح ہے۔ (خلاصہ)

مسئلہ: کوئی شخص نماز کے دوران اگر آیت سجدہ تلاوت کرتا ہے اور سجدہ بھی کر لیتا ہے' پھر سلام پھیرنے کے بعد اُسی جگہ پر بیٹھ کر وہی آیت دوبارہ پڑھتا ہے' تو ظاہر الروایت کے مطابق وہ شخص دوبارہ سجدہ کرے گا۔

سجدۂ سہو کا طریقہ

مسئلہ: مستحب یہ ہے کہ جب آدمی سجدۂ تلاوت کرنے لگے تو پہلے کھڑا ہو' پھر سجدۂ تلاوت کرے اور سجدہ کرنے کے بعد دوبارہ کھڑا ہو جائے' پھر اُس کے بعد بیٹھے۔ (ظہیریہ)

مسئلہ: جب سجدہ تلاوت کا ارادہ کرے گا تو پہلے دل میں اُس کی نیت کرے گا اور زبان سے یہ کہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے لیے سجدۂ تلاوت کر رہا ہوں' پھر "اللہ اکبر" کہہ کر (سجدے میں چلا جائے)۔ (سراج الوہاج)

مسئلہ: سجدۂ تلاوت کو فوراً کرنا لازم نہیں ہے بلکہ اگر بعد میں کسی وقت ادا کیا جائے تو بھی ادا ہی شمار ہوگا' قضاء شمار نہیں ہوگا۔ (تاتارخانیہ)

مسئلہ: تاہم یہ حکم اُس سجدے کا ہے جو نماز کے علاوہ تلاوت کرنے کے نتیجے میں لازم ہوتا ہے' جو سجدہ نماز کے دوران لازم ہوتا ہے' اُس میں اگر تاخیر کی جائے یہاں تک کہ اگر اُس کے بعد کچھ اور قرأت بھی کر لی جائے تو وہ قضاء شمار ہوگا اور آدمی گناہ گار ہوگا۔ (بحرالرائق)

مسئلہ: کوئی شخص قرآن کی تلاوت سن رہا تھا' اُس کے پاس ایسے لوگ بیٹھے ہوئے تھے جن کے بارے میں یہ گمان ہے کہ وہ باوضو ہوں گے اور اس آیت کو سن کر سجدۂ تلاوت کر لیں گے' یہ بات اُن کے لیے پریشانی کا باعث نہیں ہوگی تو اُسے چاہیے کہ آیت سجدہ بلند آواز میں تلاوت کرے' لیکن اگر اُسے یہ گمان ہو کہ وہ لوگ بے وضو ہوں گے اور یہ گمان ہو کہ وہ لوگ اُس آیتِ سجدہ کی تلاوت سننے کے باوجود سجدہ تلاوت نہیں کریں گے یا سجدہ کر لیں گے' لیکن یہ اُن کے لیے مشقت کا باعث ہوگا تو پھر قاری کو چاہیے کہ پست آواز میں آیتِ سجدہ کی تلاوت کرے۔ (خلاصہ)

مسئلہ: یہ بات مکروہ ہے کہ کسی سورت کی تلاوت کرتے ہوئے آیت سجدہ کو چھوڑ دیا جائے۔

سجدۂ شکر کے احکام

مسئلہ: اسی سے متعلق ایک مسئلہ سجدۂ شکر کا ہے۔

امام ابوحنیفہ سجدۂ شکر کے قائل نہیں ہیں' اُن کے نزدیک سجدۂ شکر کرنا مکروہ ہے اور اس پر ثواب نہیں ملتا' اسے ترک کرنا

زیادہ بہتر ہے جبکہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ عبادت ہے اور اس پر ثواب ملتا ہے۔

سجدۂ شکر کا طریقہ

مسئلہ: ان دونوں حضرات کے نزدیک سجدۂ شکر ادا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ جب کسی شخص کو کوئی نعمت میسر ہو یا اللہ تعالیٰ اُسے کوئی فرزند عطاء کرے یا کوئی گمشدہ چیز مل جائے یا کوئی مصیبت دور ہو جائے یا بیمار شخص کو شفاء نصیب ہو جائے یا کوئی غائب شدہ شخص واپس آ جائے تو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے قبلہ کی طرف رُخ کر کے شکر کے طور پر سجدے میں چلا جائے اس میں اللہ تعالیٰ کی حمد و تسبیح بیان کرے پھر دوسری تکبیر کہہ کر سر اُٹھالے جس طرح سجدۂ تلاوت کیا جاتا ہے۔ (سراج الوہاج)

مسئلہ: لوگوں کو سجدۂ شکر کرنے سے منع نہیں کیا جائے گا کیونکہ اس میں عاجزی اور عبادت کا مفہوم پایا جاتا ہے اور فتویٰ بھی اسی پر ہے۔ (تاتارخانیہ)

مسئلہ: جن اوقات میں نفل نماز ادا کرنا مکروہ ہے اُن اوقات میں سجدۂ شکر کرنا بھی مکروہ ہے۔ (قنیہ)

•••———•••———•••

49 - بَابُ السُّجُوْدِ فِیْ (وَالنَّجْمِ)

باب: سورۃ النجم میں سجدۂ تلاوت

957 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ مَيْمُوْنِ بْنِ مِهْرَانَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ حَنْبَلٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيمُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا رَبَاحٌ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ خَالِدٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ اَبِیْ وَدَاعَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَرَاَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ سُوْرَةَ النَّجْمِ فَسَجَدَ وَسَجَدَ مَنْ عِنْدَهُ فَرَفَعْتُ رَاْسِیْ وَاَبَيْتُ اَنْ اَسْجُدَ وَلَمْ يَكُنْ يَوْمَئِذٍ اَسْلَمَ الْمُطَّلِبُ.

☆☆ جعفر بن مطلب اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے مکہ مکرمہ میں سورۃ النجم کو تلاوت کیا تو آپ ﷺ سجدے میں چلے گئے اور آپ کے پاس موجود لوگ بھی سجدے میں چلے گئے (میں بھی اس وقت وہاں موجود تھا) لیکن میں نے اپنا سر اُٹھائے رکھا اور سجدہ کرنے سے انکار کر دیا۔

(راوی کہتے ہیں:) اس وقت حضرت مطلب رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول نہیں کیا تھا۔

شرح

سجدۂ تلاوت کے احکام

اس سے متعلق احکام چند اصولوں پر مبنی ہیں

مسئلہ: اس بارے میں ایک اصول یہ ہے کہ جب سجدے کو اس کے مخصوص مقام پر ادا کر لیا جائے تو وہ نیت کے بغیر ادا ہو

957- اخرجه النسائي . تحفة الاشراف (11287) .

جاتا ہے اور اُسے اس کے مخصوص موقع پر ادا نہ کیا جائے تو پھر بعد میں وہ نیت کے بغیر درست نہیں ہوتا' سجدہ اپنے موقع و محل سے اس وقت الگ شمار ہوتا ہے' جب اس سجدے اور اس کے موقع و محل کے درمیان ایک مکمل رکعت کا فاصلہ آ جائے۔

مسئلہ: اس بارے میں ایک اصول یہ ہے کہ جب کسی چیز کے بارے میں یہ شک ہو کہ وہ واجب ہے یا بدعت ہے' تو احتیاط کے پیش نظر اسے ادا کر لیا جائے گا' لیکن اگر اس بارے میں شک ہو کہ وہ سنت ہے یا بدعت ہے' تو پھر اُسے چھوڑ دیا جائے گا۔

ان میں ایک اصول یہ ہے کہ آدمی اس بارے میں غور کرے گا' تو جتنے سجدے رہ گئے تھے اور جتنے ادا ہوئے تھے' ان میں سے کم کون سے ہیں اور پھر اُسی سے حساب لگایا جائے گا' کیونکہ تھوڑے کے ذریعے حساب کرنا آسان ہوتا ہے۔

(محیط سرخسی' ظہیریہ)

•••———•••———•••

958 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَاَ النَّجْمَ فَسَجَدَ فِيْهَا.

☆☆ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ (بن مسعود) بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے سورۃ النجم کی تلاوت کرتے ہوئے اس میں سجدۂ تلاوت کیا تھا۔

50 - بَابُ تَرْكِ السُّجُوْدِ فِی النَّجْمِ

باب: سورۃ النجم میں سجدۂ تلاوت نہ کرنا

959 - اَخْبَرَنَا عَلِیُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا اِسْمَاعِيلُ - وَهُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ - عَنْ يَزِيْدَ بْنِ خُصَيْفَةَ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قُسَيْطٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ اَنَّهُ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ سَاَلَ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ عَنِ الْقِرَاءَةِ مَعَ الْاِمَامِ فَقَالَ لَا قِرَاءَةَ مَعَ الْاِمَامِ فِیْ شَیْءٍ وَّزَعَمَ اَنَّهُ قَرَاَ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰی) فَلَمْ يَسْجُدْ.

☆☆ عطاء بن یسار بیان کرتے ہیں' انہوں نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے امام کی اقتداء میں تلاوت کرنے کے بارے میں دریافت کیا' تو حضرت زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: امام کی اقتداء کے دوران کوئی بھی چیز تلاوت نہیں کی جائے گی۔

958- اخرجه البخاري في سجود القرآن، باب ما جاء في سجود القرآن و سنتها (الحديث 1067) مطولاً، و باب سجدة النجم (الحديث 1070) مطولاً . و في مناقب الانصار، باب ما لقي النبي صلى الله عليه وسلم و اصحابه من المشركين بمكة (الحديث 3853) مطولاً، و في المغازي، باب قتل ابي جهل (الحديث 3972) مطولاً، و في التفسير، باب (فاسجدوا لله و اعبدوا) (الحديث 4863) مطولاً . و اخرجه مسلم في المساجد و مواضع الصلاة، باب سجود التلاوة (الحديث 105) مطولاً . و اخرجه ابوداؤد في الصلاة، باب من راى فيها السجود (الحديث 1406) مطولاً . تحفة الاشراف (9180) .

959- اخرجه البخاري في سجود القرآن، باب من قرا السجدة و لم يسجد (الحديث 1072 و 1073) مختصراً . و اخرجه مسلم في المساجد و مواضع الصلاة، باب سجود التلاوة (الحديث 106) . واخرجه ابوداؤد في الصلاة، باب من لم ير السجود في المفصل (الحديث 1404) مختصراً . و اخرجه الترمذي في الصلاة، باب من لم يسجد فيه (الحديث 576) مختصراً . تحفة الاشراف (3733) .

حضرت زید رضی اللہ عنہ نے یہ بات بھی بیان کی کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کے سامنے سورۃ النجم کی تلاوت کی تھی لیکن انہوں نے (یا نبی اکرم ﷺ نے) سجدۂ تلاوت نہیں کیا تھا۔

شرح

سورۂ نجم کا سجدۂ تلاوت امام مالک کے نزدیک ثابت نہیں ہے جبکہ امام ابوحنیفہ اور امام شافعی کے نزدیک سورۂ نجم میں سجدہ کیا جائے گا۔ امام احمد بن حنبل بھی اسی بات کے قائل ہیں۔

51 - باب السُّجُودِ فِي (إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ)

باب: سورۃ الانشقاق میں سجدۂ تلاوت

960 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَرَأَ بِهِمْ (إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ) فَسَجَدَ فِيهَا فَلَمَّا انْصَرَفَ أَخْبَرَهُمْ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَجَدَ فِيهَا.

★★ ابوسلمہ بن عبدالرحمان بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ان کے سامنے سورۃ الانشقاق کی تلاوت کی تو اس میں سجدۂ تلاوت کیا' جب وہ اس سے فارغ ہوئے' تو ان لوگوں کو بتایا: نبی اکرم ﷺ نے بھی اس (سورت) میں سجدہ کیا ہے۔

شرح

سورۂ انشقاق کا سجدۂ تلاوت امام مالک کے نزدیک ثابت نہیں ہے جبکہ امام ابوحنیفہ اور امام شافعی کے نزدیک سورۂ انشقاق میں سجدہ کیا جائے گا۔ امام احمد بن حنبل بھی اسی بات کے قائل ہیں۔

961 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ قَالَ أَنْبَأَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ عَيَّاشٍ عَنِ ابْنِ قَيْسٍ - وَهُوَ مُحَمَّدٌ - عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَجَدَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي (إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ).

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے سورۃ الانشقاق میں سجدۂ تلاوت کیا ہے۔

962 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَجَدْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي (إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ) وَ (اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ)

960-اخرجه مسلم في المساجد و مواضع الصلاة، باب سجود التلاوة (الحديث 107) . تحفة الاشراف (14969) .

961-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (14989) .

962-اخرجه الترمذي في الصلاة، باب ما جاء في السجدة في (اقرا باسم ربك الذي خلق) و (اذا السماء انشقت) (الحديث 574) . واخرجه النسائي في الافتتاح، باب السجود في اذا السماء انشقت (الحديث 963) . واخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب عدد سجود القرآن (الحديث 1059) مختصراً . تحفة الاشراف (14865) .

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ہم نے نبی اکرم ﷺ کی اقتداء میں سورۃ الانشقاق اور سورۃ العلق میں سجدۂ تلاوت کیا ہے۔

963 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مِثْلَهُ.

★★ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

964 - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا قُرَّةُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَجَدَ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا - فِي (إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ) وَمَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنْهُمَا.

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' حضرت ابوبکر' حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے سورۃ الانشقاق میں سجدۂ تلاوت کیا ہے اور جو ہستی ان دونوں سے بہتر ہے (یعنی نبی اکرم ﷺ نے بھی سورۃ الانشقاق میں سجدۂ تلاوت کیا ہے)۔

52 - باب السُّجُودِ فِي (اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ)

باب: سورۃ العلق میں سجدۂ تلاوت

965 - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَنْبَأَنَا الْمُعْتَمِرُ عَنْ قُرَّةَ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَجَدَ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا - وَمَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنْهُمَا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي (إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ) وَ (اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ).

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما اور ان دونوں سے بہتر ہستی (یعنی نبی اکرم ﷺ) نے سورۃ الانشقاق اور سورۃ العلق میں سجدۂ تلاوت کیا ہے۔

شرح

سورۂ العلق کا سجدۂ تلاوت امام مالک کے نزدیک ثابت نہیں ہے جبکہ امام ابوحنیفہ اور امام شافعی کے نزدیک سورۂ العلق میں سجدہ کیا جائے گا۔ امام احمد بن حنبل بھی اسی بات کے قائل ہیں۔

966 - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَنْبَأَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَيُّوبَ بْنِ مُوسَى عَنْ عَطَاءِ بْنِ مِينَاءَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَوَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَيُّوبَ بْنِ مُوسَى عَنْ عَطَاءِ بْنِ مِينَاءَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَجَدْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ

963-تقدم في الافتتاح، باب السجود في اذا السماء انشقت (الحديث 962) .

964-انفرد به النسائي، و سياتي في الافتتاح، السجود في اقرا باسم ربك (الحديث 965) . تحفة الاشراف (14501) .

965-تقدم في الافتتاح، باب السجود في اذا السماء انشقت (الحديث 964) .

966-اخرجه مسلم في المساجد و مواضع الصلاة، باب سجود التلاوة (الحديث 108) . واخرجه ابوداؤد في الصلاة، باب السجود في (اذا السماء انشقت) و (اقرا) (الحديث 1407) . واخرجه الترمذي في الصلاة، باب ما جاء في السجدة في (اقرا باسم ربك الذي خلق) و (اذا السماء انشقت) (الحديث 573) . واخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب عدد سجود القرآن (الحديث 1058) . تحفة الاشراف (14206) .

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي (اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ) وَ (اقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ)

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کی اقتداء میں سورۃ الانشقاق اور سورۃ العلق میں سجدۂ تلاوت کیا ہے۔

53 - باب السُّجُوْدِ فِی الْفَرِيْضَةِ

باب: فرض نمازوں میں سجدۂ تلاوت

967 - اَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ عَنْ سُلَيْمٍ - وَهُوَ ابْنُ اَخْضَرَ - عَنِ التَّيْمِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي بَكْرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْمُزَنِيُّ عَنْ اَبِي رَافِعٍ قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ اَبِي هُرَيْرَةَ صَلَاةَ الْعِشَاءِ - يَعْنِي الْعَتَمَةَ - فَقَرَاَ سُوْرَةَ (اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ) فَسَجَدَ فِيهَا فَلَمَّا فَرَغَ قُلْتُ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ هٰذِهٖ - يَعْنِي سَجْدَةً - مَا كُنَّا نَسْجُدُهَا. قَالَ سَجَدَ بِهَا اَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا خَلْفَهٗ فَلَا اَزَالُ اَسْجُدُ بِهَا حَتّٰى اَلْقٰى اَبَا الْقَاسِمِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

☆☆ ابورافع بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں عشاء کی نماز ادا کی' انہوں نے سورۃ الانشقاق کی تلاوت کی اور اس میں سجدۂ تلاوت بھی کیا' جب وہ نماز پڑھ کر فارغ ہوئے' تو میں نے کہا: اے حضرت ابوہریرہ! یہ کیا ہے؟

(راوی کہتے ہیں: یعنی ہم لوگ اس سورت میں سجدۂ تلاوت نہیں کرتے تھے) تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضرت ابوالقاسم ﷺ نے (اس سورت کی تلاوت میں) سجدۂ تلاوت کیا ہے' جبکہ میں آپ کی اقتداء میں نماز ادا کررہا تھا' اس لیے میں اس میں سجدۂ تلاوت کرتا رہوں گا' یہاں تک کہ میں حضرت ابوالقاسم ﷺ سے جاملوں۔

54 - باب قِرَاءَةِ النَّهَارِ

باب: دن (کی نمازوں) میں قرأت (کا طریقہ)

968 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ رَقَبَةَ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ كُلُّ صَلَاةٍ يُقْرَاُ فِيْهَا فَمَا اَسْمَعَنَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَسْمَعْنَاكُمْ وَمَا اَخْفَاهَا اَخْفَيْنَا مِنْكُمْ.

☆☆ عطاء بیان کرتے ہیں' حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہر نماز میں تلاوت کی جاتی ہے' تو جن نمازوں میں نبی اکرم ﷺ نے بلند آواز میں تلاوت کی ہے' ہم ان نمازوں میں بلند آواز میں تلاوت کرتے ہیں اور جن نمازوں میں نبی اکرم ﷺ نے پست آواز میں تلاوت کی ہے' ہم ان نمازوں میں پست آواز میں تلاوت کرتے ہیں۔

967- اخرجه البخاري في الاذان، باب الجهر في العشاء (الحديث 766) بنحوه، و باب القراءة في العشاء بالسجدة (الحديث 768) بنحوه، و في سجود القرآن، باب من قرا السجدة في الصلاة فسجد بها (الحديث 1078) بنحوه. و اخرجه مسلم في المساجد و مواضع الصلاة، باب سجود التلاوة (الحديث 110) بنحوه. و اخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب من راى فيها السجود (الحديث 1408) بنحوه. تحفة الاشراف (14649).

968- انفرد به النسائي. تحفة الاشراف (14177).

969 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ اَنْبَاَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ فِي كُلِّ صَلَاةٍ قِرَاءَةٌ فَمَا اَسْمَعَنَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَسْمَعْنَاكُمْ وَمَا اَخْفَاهَا اَخْفَيْنَا مِنْكُمْ.

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہر نماز میں قرأت ہوتی ہے' جن نمازوں میں نبی اکرم ﷺ نے بلند آواز میں قرأت کی ہے' ہم ان نمازوں میں بلند آواز میں قرأت کرتے ہیں اور جن نمازوں میں نبی اکرم ﷺ نے پست آواز میں قرأت کی ہے' ہم ان نمازوں میں پست آواز میں قرأت کرتے ہیں۔

55 - باب الْقِرَاءَةِ فِي الظُّهْرِ

باب: ظہر کی نماز میں تلاوت کرنا

970 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ صُدْرَانَ قَالَ حَدَّثَنَا سَلْمُ بْنُ قُتَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْبَرِيْدِ عَنْ اَبِي اِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ كُنَّا نُصَلِّي خَلْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ فَنَسْمَعُ مِنْهُ الْاٰيَةَ بَعْدَ الْاٰيَاتِ مِنْ سُوْرَةِ لُقْمَانَ وَالذّٰرِيٰتِ.

☆☆ حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم لوگ نبی اکرم ﷺ کی اقتداء میں ظہر کی نماز ادا کیا کرتے تھے' تو بعض اوقات ہمیں سورۃ الرحمٰن یا سورۃ الذاریات کی بعض آیات کی تلاوت کے بعد کسی ایک آیت کی آواز آجاتی تھی (اس کا مطلب یہ ہے' کہ نبی اکرم ﷺ سورۃ الذاریات یا سورۃ الرحمٰن تلاوت کررہے ہوتے تھے اور پست آواز میں قرأت کرتے تھے' لیکن بعض اوقات کوئی ایک آیت بلند آواز میں بھی تلاوت کرلیتے تھے)۔

971 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ شُجَاعٍ الْمَرُّوْذِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عُبَيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُبَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا بَكْرِ بْنَ النَّضْرِ قَالَ كُنَّا بِالطَّفِّ عِنْدَ اَنَسٍ فَصَلّٰى بِهِمُ الظُّهْرَ فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ اِنِّي صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الظُّهْرِ فَقَرَاَ لَنَا بِهَاتَيْنِ السُّوْرَتَيْنِ فِي الرَّكْعَتَيْنِ بِـ (سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى) وَ (هَلْ اَتٰكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ).

☆☆ ابوبکر بن نضر بیان کرتے ہیں: ہم لوگ "طف" کے مقام پر حضرت انس رضی اللہ عنہ کے پاس موجود تھے' انہوں نے لوگوں کو ظہر کی نماز پڑھائی' جب وہ نماز پڑھ کر فارغ ہوئے' تو وہ بولے: میں نے نبی اکرم ﷺ کی اقتداء میں ظہر کی نماز ادا کی' تو آپ ﷺ نے ان دو رکعات میں یہی دو سورتیں تلاوت فرمائی تھیں: سورۃ الاعلیٰ اور سورۃ الغاشیہ۔

969- اخرجه البخاري في الاذان، باب القراءة في الفجر (الحديث 772) مطولاً. و اخرجه مسلم في الصلاة، باب وجوب قراءة الفاتحة في كل ركعة و انه اذا لم يحسن الفاتحة و لا امكنه تعلمها قرا ما تيسر له من غيرها (الحديث 43) مطولاً. تحفة الاشراف (14190).

970- اخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب الجهر بالآية احياناً في صلاة الظهر و العصر (الحديث 830). تحفة الاشراف (1891).

971- انفرد به النسائي. تحفة الاشراف (1714).

56 - باب تَطْوِيلِ الْقِيَامِ فِي الرَّكْعَةِ الأُولَى مِنْ صَلاَةِ الظُّهْرِ

باب: ظہر کی نماز میں پہلی رکعت میں طویل قیام کرنا

972 - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ عَطِيَّةَ بْنِ قَيْسٍ عَنْ قَزَعَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ لَقَدْ كَانَتْ صَلاَةُ الظُّهْرِ تُقَامُ فَيَذْهَبُ الذَّاهِبُ إِلَى الْبَقِيعِ فَيَقْضِي حَاجَتَهُ ثُمَّ يَتَوَضَّأُ ثُمَّ يَجِيءُ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الرَّكْعَةِ الأُولَى يُطَوِّلُهَا .

★★ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ظہر کی نماز شروع ہو جاتی' پھر کوئی شخص بقیع تک جاتا' وہاں قضائے حاجت کرتا' پھر وضو کر کے آ جاتا' اور نبی اکرم ﷺ ابھی پہلی رکعت ہی پڑھ رہے ہوتے تھے' یعنی آپ ﷺ طویل رکعت ادا کرتے تھے۔

973 - أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ دُرُسْتَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْمَاعِيلَ - وَهُوَ الْقَنَّادُ - قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِي قَتَادَةَ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَ يُصَلِّي بِنَا الظُّهْرَ فَيَقْرَأُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الأُولَيَيْنِ يُسْمِعُنَا الآيَةَ كَذَلِكَ وَكَانَ يُطِيلُ الرَّكْعَةَ فِي صَلاَةِ الظُّهْرِ وَالرَّكْعَةَ الأُولَى يَعْنِي فِي صَلاَةِ الصُّبْحِ .

★★ عبداللہ بن ابوقتادہ اپنے والد کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: (حضرت ابوقتادہ فرماتے ہیں:) نبی اکرم ﷺ ہمیں ظہر کی نماز پڑھا رہے تھے' آپ ﷺ نے پہلی دو رکعات میں تلاوت کرتے ہوئے کوئی ایک آیت بلند آواز میں بھی پڑھ دی' نبی اکرم ﷺ ظہر کی نماز میں طویل رکعت ادا کرتے تھے اور آپ ﷺ پہلی رکعت کو طویل ادا کرتے تھے۔

(راوی کہتے ہیں:) یعنی صبح کی نماز میں آپ ﷺ طویل رکعت ادا کرتے تھے۔

57 - باب إِسْمَاعِ الإِمَامِ الآيَةَ فِي الظُّهْرِ

باب: ظہر کی نماز میں امام کا کوئی ایک آیت بلند آواز میں پڑھنا

974 - أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ يَزِيدَ بْنِ خَالِدِ بْنِ مُسْلِمٍ - يُعْرَفُ بِابْنِ أَبِي جَمِيلٍ الدِّمَشْقِيُّ - قَالَ حَدَّثَنَا

972- اخرجه مسلم في الصلاة، باب القراءة في الظهر و العصر (الحديث 161) و (الحديث 162) بنحوه مطولاً . و اخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب القراءة في الظهر و العصر (الحديث 825) بنحوه . تحفة الاشراف (4282) .

973- اخرجه البخاري في الاذان، باب القراءة في الظهر (الحديث 759) مطولاً، و باب القراءة في العصر (الحديث 762) مختصراً، و باب يقرأ في الاخريين بفاتحة الكتاب (الحديث 776) مطولاً، و باب اذا اسمع الامام الآية (الحديث 778) بنحوه، و باب يطول في الركعة الاولى (الحديث 779) بنحوه . و اخرجه مسلم في الصلاة، باب القراءة في الظهر و العصر (الحديث 154) . و اخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب ما جاء في القراءة في الظهر (798 – 799 و 800) . و اخرجه النسائي في الافتتاح، باب اسماع الامام الآية في الظهر (الحديث 974)، و تقصير القيام في الركعة الثانية من الظهر (الحديث 975)، و القراءة في الركعتين الاوليين من صلاة الظهر (الحديث 976)، و القراءة في الركعتين الاوليين من صلاة العصر (الحديث 977) . و الحديث عند: مسلم في الصلاة، باب القراءة في الظهر و العصر (الحديث 155) و ابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب الجهر بالآية احياناً في صلاة الظهر و العصر (829) . تحفة الاشراف (12108) .

974- تقدم في الافتتاح، تطويل القيام في الركعة الاولى من صلاة الظهر (الحديث 973).

إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَمَاعَةَ قَالَ حَدَّثَنَا الأَوْزَاعِيُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْرَأُ بِأُمِّ الْقُرْآنِ وَسُورَتَيْنِ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الأُولَيَيْنِ مِنْ صَلاَةِ الظُّهْرِ وَصَلاَةِ الْعَصْرِ وَيُسْمِعُنَا الآيَةَ أَحْيَانًا وَكَانَ يُطِيلُ فِي الرَّكْعَةِ الأُولَى .

★★ عبداللہ بن ابوقتادہ بیان کرتے ہیں: میرے والد نے مجھے یہ بات بتائی ہے کہ نبی اکرم ﷺ ظہر کی نماز میں اور عصر کی نماز میں پہلی دو رکعات میں سورۃ الفاتحہ اور اس کے ساتھ کسی ایک سورت کی تلاوت کیا کرتے تھے اور بعض اوقات آپ ﷺ کوئی ایک آیت بلند آواز میں بھی تلاوت کر لیا کرتے تھے' نبی اکرم ﷺ (ان نمازوں میں) پہلی رکعت طویل ادا کرتے تھے۔

58 - باب تَقْصِيرِ الْقِيَامِ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ مِنَ الظُّهْرِ

باب: ظہر کی نماز کی دوسری رکعت میں مختصر قیام کرنا

975 - أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي قَتَادَةَ أَنَّ أَبَاهُ أَخْبَرَهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ بِنَا فِي الرَّكْعَتَيْنِ الأُولَيَيْنِ مِنْ صَلاَةِ الظُّهْرِ وَيُسْمِعُنَا الآيَةَ أَحْيَانًا وَيُطَوِّلُ فِي الأُولَى وَيُقَصِّرُ فِي الثَّانِيَةِ وَكَانَ يَفْعَلُ ذَلِكَ فِي صَلاَةِ الصُّبْحِ يُطَوِّلُ فِي الأُولَى وَيُقَصِّرُ فِي الثَّانِيَةِ وَكَانَ يَقْرَأُ بِنَا فِي الرَّكْعَتَيْنِ الأُولَيَيْنِ مِنْ صَلاَةِ الْعَصْرِ يُطَوِّلُ الأُولَى وَيُقَصِّرُ الثَّانِيَةَ .

★★ عبداللہ بن ابوقتادہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ ہمیں ظہر کی ابتدائی دو رکعات پڑھاتے ہوئے بعض اوقات کوئی ایک آیت بلند آواز میں بھی تلاوت کر لیتے تھے' آپ پہلی رکعت طویل ادا کرتے تھے اور دوسری رکعت مختصر ادا کرتے تھے' صبح کی نماز میں بھی آپ ایسا ہی کیا کرتے تھے' پہلی رکعت طویل ادا کرتے تھے اور دوسری رکعت (پہلی رکعت کے مقابلے میں) مختصر ادا کرتے تھے۔

عصر کی نماز کی پہلی دو رکعات میں آپ ﷺ تلاوت کیا کرتے تھے' اس میں پہلی رکعت طویل ادا کرتے تھے اور دوسری رکعت (پہلی کے مقابلے میں) مختصر ادا کرتے تھے۔

975- اخرجه البخاري في الاذان، باب القراءة في الظهر (الحديث 759)، و باب يطول في الركعة الاولى (الحديث 779) مختصراً، و اخرجه مسلم في الصلاة، باب القراءة في الظهر و العصر (الحديث 154) . و اخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب ما جاء في القراءة في الظهر (الحديث 798 و 789 و 800) . و اخرجه النسائي في الافتتاح، القراءة في الركعتين الاوليين من صلاة العصر (الحديث 977) . و الحديث عند: البخاري في الاذان، باب القراءة في العصر (الحديث 762)، و باب يقرأ في الاخريين بفاتحة الكتاب (الحديث 776)، و باب اذا اسمع الامام الآية (الحديث 778) . و مسلم في الصلاة، باب القراءة في الظهر و العصر (الحديث 155) . و النسائي في الافتتاح، تطويل القيام في الركعة الاولى من صلاة الظهر (الحديث 973)، و باب اسماع الامام الآية في الظهر (الحديث 974)، و القراءة في الركعتين الاوليين من صلاة الظهر (الحديث 976) . و ابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب الجهر بالآية احياناً في صلاة الظهر و العصر (الحديث 829) . تحفة الاشراف (12108) .

59 - باب الْقِرَاْءَةِ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ مِنْ صَلَاةِ الظُّهْرِ

باب: ظہر کی نماز کی پہلی دو رکعات میں تلاوت

976 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبَانُ بْنُ يَزِيْدَ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَاُ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْاُوْلَيَيْنِ بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ وَسُوْرَتَيْنِ وَفِي الْاُخْرَيَيْنِ بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ وَكَانَ يُسْمِعُنَا الْاٰيَةَ اَحْيَانًا وَّكَانَ يُطِيْلُ اَوَّلَ رَكْعَةٍ مِّنْ صَلَاةِ الظُّهْرِ .

☆☆ عبداللہ بن ابوقتادہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ ظہر اور عصر کی نماز میں پہلی دو رکعات میں سورۃ الفاتحہ کے ساتھ دو سورتیں (یعنی ہر رکعت میں ایک سورت) پڑھا کرتے تھے جبکہ آخری دو رکعات میں صرف سورۃ الفاتحہ پڑھا کرتے تھے۔ آپ ﷺ بعض اوقات کوئی ایک آیت بلند آواز میں بھی تلاوت کر لیتے تھے ظہر کی نماز کی پہلی رکعت کو (باقی رکعات کے مقابلے میں) آپ ﷺ طویل ادا کرتے تھے۔

60 - باب الْقِرَاْءَةِ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ مِنْ صَلَاةِ الْعَصْرِ

باب: عصر کی نماز کی پہلی دو رکعات میں تلاوت

977 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عَدِيّ عَنْ حَجَّاجٍ الصَّوَّافِ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِيْهِ وَعَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَاُ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْاُوْلَيَيْنِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُوْرَتَيْنِ وَيُسْمِعُنَا الْاٰيَةَ اَحْيَانًا وَّكَانَ يُطِيْلُ الرَّكْعَةَ الْاُوْلٰى فِي الظُّهْرِ وَيُقَصِّرُ فِي الثَّانِيَةِ وَكَذٰلِكَ فِي الصُّبْحِ .

☆☆ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ ظہر اور عصر کی نماز کی پہلی دو رکعات میں سورۃ الفاتحہ کے ساتھ دو سورتیں (یعنی ہر رکعت میں ایک سورت) تلاوت کیا کرتے تھے۔ بعض اوقات آپ ﷺ کوئی ایک آیت بلند آواز میں بھی تلاوت کر لیتے تھے' آپ ﷺ ظہر کی نماز کی پہلی رکعت کو طویل ادا کرتے تھے اور دوسری رکعت کچھ مختصر ادا کرتے تھے' صبح کی نماز میں بھی آپ ﷺ کا یہی طریقہ تھا۔

976-اخرجه البخاري في الاذان، باب القراءة في الظهر (الحديث 759)، و باب القراءة في العصر (الحديث 762) مختصرًا، و باب يقرا في الآخريين بفاتحة الكتاب (الحديث 776)، و باب اذا اسمع الامام الآية (الحديث 778) . و اخرجه مسلم في الصلاة، باب القراءة في الظهر و العصر (الحديث 154 و 155) . واخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب ما جاء في القراءة في الظهر (الحديث 798 و 799 و 800) . واخرجه النسائي في الافتتاح، باب اسماع الامام الآية في الظهر (الحديث 974) . و القراءة في الركعتين الاوليين من صلاة العصر (الحديث 977) . والحديث عند: البخاري في الاذان، باب يطول في الركعة الاولى (الحديث 779) . والنسائي في الافتتاح، تطويل القيام في الركعة الاولى من صلاة الظهر (الحديث 973)، و تقصير القيام في الركعة الثانية من الظهر (الحديث 975) . و ابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب الجهر بالآية احيانًا في صلاة الظهر و العصر (الحديث 829) . تحفة الاشراف (12108) .

977-تقدم في الافتتاح، القراءة في الركعتين الاوليين من صلاة الظهر (الحديث 976) .

978 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْرَاُ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ بِالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ وَنَحْوِهِمَا .

☆☆ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ ظہر اور عصر کی نماز میں سورۃ البروج اور سورۃ الطارق اور ان کے جیسی دوسری سورتوں کی تلاوت کیا کرتے تھے۔

979 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَاُ فِي الظُّهْرِ (وَاللَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى) وَفِي الْعَصْرِ نَحْوَ ذٰلِكَ وَفِي الصُّبْحِ بِاَطْوَلَ مِنْ ذٰلِكَ .

☆☆ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ ظہر کی نماز میں سورۃ اللیل کی تلاوت کرتے تھے اور عصر کی نماز میں اس کی مانند سورت کی تلاوت کیا کرتے تھے جبکہ فجر کی نماز میں آپ ﷺ اس سے طویل سورت پڑھا کرتے تھے۔

61 - باب تَخْفِيْفِ الْقِيَامِ وَالْقِرَاْءَةِ

باب: مختصر قیام کرنا اور مختصر قرأت کرنا

980 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا الْعَطَّافُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ قَالَ دَخَلْنَا عَلٰى اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ فَقَالَ صَلَّيْتُمْ قُلْنَا نَعَمْ . قَالَ يَا جَارِيَةُ هَلُمِّيْ لِيْ وَضُوْءًا مَا صَلَّيْتُ وَرَاءَ اِمَامٍ اَشْبَهَ صَلَاةً بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اِمَامِكُمْ هٰذَا . قَالَ زَيْدٌ وَّكَانَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ يُتِمُّ الرُّكُوْعَ وَالسُّجُوْدَ وَيُخَفِّفُ الْقِيَامَ وَالْقُعُوْدَ .

☆☆ زید بن اسلم بیان کرتے ہیں' ہم لوگ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے' تو انہوں نے دریافت کیا: تم لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے؟ ہم نے جواب دیا: جی ہاں! تو انہوں نے فرمایا: اے لڑکی! وضو کا پانی لے آؤ! (پھر انہوں نے فرمایا:) میں نے تمہارے اس امام (یعنی عمر بن عبدالعزیز) سے زیادہ بہتر طور پر نبی اکرم ﷺ کے طریقے کے مطابق نماز ادا کرتے ہوئے اور کسی کو نہیں دیکھا (یعنی اس زمانے میں ایسے کسی شخص کو نہیں دیکھا)۔

زید بن اسلم بیان کرتے ہیں' عمر بن عبدالعزیز رکوع و سجود مکمل ادا کیا کرتے تھے جبکہ قیام اور قعدہ مختصر ادا کیا کرتے تھے۔

981 - اَخْبَرَنَا هَارُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ فُدَيْكٍ عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ

978-اخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب قدر القراءة في صلاة الظهر و العصر (الحديث 805) . واخرجه الترمذي في الصلاة، باب ما جاء في القراءة في الظهر و العصر (الحديث 307) . تحفة الاشراف (2147) .

979-اخرجه مسلم في الصلاة، باب القراءة في الصبح (الحديث 170) . و اخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب قدر القراءة في صلاة الظهر و العصر (الحديث 806) بنحوه . والحديث عند: مسلم في الصلاة، باب القراءة في الصبح (الحديث 171)، و في المساجد و مواضع الصلاة، باب استحباب تقديم الظهر في اول الوقت في غير شدة الحر (الحديث 188) . و ابن ماجه في الصلاة، باب وقت صلاة الظهر (الحديث 673) . تحفة الاشراف (2179 و 2185) .

980-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (840) .

اللّٰهِ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ مَا صَلَّيْتُ وَرَاءَ اَحَدٍ اَشْبَهَ صَلَاةً بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ فُلَانٍ . قَالَ سُلَيْمَانُ كَانَ يُطِيْلُ الرَّكْعَتَيْنِ الْاُوْلَيَيْنِ مِنَ الظُّهْرِ وَيُخَفِّفُ الْاُخْرَيَيْنِ وَيُخَفِّفُ الْعَصْرَ وَيَقْرَاُ فِى الْمَغْرِبِ بِقِصَارِ الْمُفَصَّلِ وَيَقْرَاُ فِى الْعِشَاءِ بِوَسَطِ الْمُفَصَّلِ وَيَقْرَاُ فِى الصُّبْحِ بِطُوَلِ الْمُفَصَّلِ .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے جن لوگوں کے پیچھے بھی نماز ادا کی ہے' ان میں فلاں شخص سب سے زیادہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے کے مطابق نماز ادا کرتا ہے۔

سلیمان نامی راوی بیان کرتے ہیں' وہ امام صاحب ظہر کی ابتدائی رکعات طویل ادا کیا کرتے تھے اور آخری دو رکعات نسبتاً مختصر ادا کرتے تھے' عصر کی نماز کو مختصر ادا کرتے تھے اور مغرب کی نماز میں قصار مفصل کی تلاوت کیا کرتے تھے جبکہ عشاء کی نماز میں اوساط مفصل کی تلاوت کرتے تھے اور فجر کی نماز میں طوال مفصل کی تلاوت کرتے تھے۔

62 - باب الْقِرَاَةِ فِى الْمَغْرِبِ بِقِصَارِ الْمُفَصَّلِ

باب: مغرب کی نماز میں قصار مفصل کی تلاوت کرنا

982 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْحَارِثِ عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْاَشَجِّ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ مَا صَلَّيْتُ وَرَاءَ اَحَدٍ اَشْبَهَ صَلَاةً بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ فُلَانٍ . فَصَلَّيْنَا وَرَاءَ ذٰلِكَ الْاِنْسَانِ وَكَانَ يُطِيْلُ الْاُوْلَيَيْنِ مِنَ الظُّهْرِ وَيُخَفِّفُ فِى الْاُخْرَيَيْنِ وَيُخَفِّفُ فِى الْعَصْرِ وَيَقْرَاُ فِى الْمَغْرِبِ بِقِصَارِ الْمُفَصَّلِ وَيَقْرَاُ فِى الْعِشَاءِ بِالشَّمْسِ وَضُحَاهَا وَاَشْبَاهِهَا وَيَقْرَاُ فِى الصُّبْحِ بِسُوْرَتَيْنِ طَوِيْلَتَيْنِ .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے جن لوگوں کی بھی اقتداء میں نماز ادا کی ہے' ان میں فلاں شخص سب سے زیادہ بہتر طور پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے کے مطابق نماز ادا کرتا ہے۔

(راوی کہتے ہیں:) ہم نے ان صاحب کے پیچھے نماز ادا کی تو وہ ظہر کی ابتدائی دو رکعات طویل ادا کرتے تھے اور آخری دو رکعات مختصر ادا کرتے تھے' وہ عصر کی نماز مختصر ادا کرتے تھے اور مغرب کی نماز میں قصار مفصل کی تلاوت کرتے تھے جبکہ عشاء کی نماز میں سورۃ الشمس اور اس جیسی دوسری سورتوں کی تلاوت کرتے تھے جبکہ صبح کی نماز میں دو طویل سورتوں کی تلاوت کیا کرتے تھے۔

981-اخرجه النسائي في الافتتاح، باب القراءة في المغرب بقصار المفصل (الحديث 982) . واخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب القراءة في الظهر و العصر (الحديث 827) مختصراً . تحفة الاشراف (13484) .

982-تقدم في الافتتاح، تخفيف القيام و القراءة (الحديث 981) . والحديث عند: ابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب القراءة في الظهر و العصر (الحديث 827) . تحفة الاشراف (13484) .

63 - باب الْقِرَاَةِ فِى الْمَغْرِبِ بِ (سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى)

باب: مغرب کی نماز میں سورۃ الاعلیٰ کی تلاوت کرنا

983 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ مَرَّ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ بِنَاضِحَيْنِ عَلٰى مُعَاذٍ وَّهُوَ يُصَلِّى الْمَغْرِبَ فَافْتَتَحَ بِسُوْرَةِ الْبَقَرَةِ فَصَلَّى الرَّجُلُ ثُمَّ ذَهَبَ فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "اَفَتَّانٌ يَا مُعَاذُ اَفَتَّانٌ يَا مُعَاذُ اَلَا قَرَاْتَ بِ (سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى) وَالشَّمْسِ وَضُحَاهَا وَنَحْوِهِمَا ."

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک انصاری دو اونٹنیوں کے ساتھ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرا' وہ اس وقت مغرب کی نماز پڑھا رہے تھے' انہوں نے سورۃ البقرہ پڑھنی شروع کر دی' اس شخص نے (اکیلے) نماز ادا کی اور چلا گیا' اس بات کی اطلاع نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ملی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے معاذ! کیا تم آزمائش میں مبتلا کرنا چاہتے ہو' تم نے سورۃ الاعلیٰ' سورۃ الشمس اور اس جیسی دوسری سورتوں کی تلاوت کیوں نہیں کی؟

64 - باب الْقِرَاَةِ فِى الْمَغْرِبِ بِالْمُرْسَلَاتِ

باب: مغرب کی نماز میں سورۃ المرسلات کی تلاوت کرنا

984 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ اَبِىْ سَلَمَةَ الْمَاجِشُوْنُ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ اَنَسٍ عَنْ اُمِّ الْفَضْلِ بِنْتِ الْحَارِثِ قَالَتْ صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ بَيْتِهِ الْمَغْرِبَ فَقَرَاَ الْمُرْسَلَاتِ مَا صَلّٰى بَعْدَهَا صَلَاةً حَتّٰى قُبِضَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

☆☆ سیدہ اُم فضل بنت حارث رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے گھر میں ہمیں مغرب کی نماز پڑھائی' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں سورۃ المرسلات کی تلاوت کی' اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی نماز ادا نہیں کی' یہاں تک کہ آپ کا وصال ہو گیا (علامہ سندھی کہتے ہیں: یعنی اس کے بعد آپ نے لوگوں کو کوئی نماز نہیں پڑھائی)

985 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِىِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ اُمِّهِ اَنَّهَا سَمِعَتِ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَاُ فِى الْمَغْرِبِ بِالْمُرْسَلَاتِ .

983-اخرجه البخاري في الاذان ، باب من شكا امامه اذا طول (الحديث 705) . والنسائي في الامامة، خروج الرجل من صلاة الامام و فراغة من صلاته في ناحية المسجد (الحديث 830)؛ و في الافتتاح، القراءة في العشاء الآخرة بسبح اسم ربك الا على (الحديث 996) . تحفة الاشراف (2582) .

984-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (18050) .

985-اخرجه البخاري في الاذان، باب القراءة في المغرب (الحديث 763) مطولاً، و في المغازي، باب مرض النبي صلى الله عليه وسلم ووفاته (الحديث 4429) . و اخرجه مسلم في الصلاة، باب القراءة في الصبح (الحديث 173) مطولاً واخرجه ابوداوٗد في الصلاة، باب قدر القراءة في المغرب (الحديث 810) مطولاً . و اخرجه الترمذي في الصلاة، باب ما جاء في القراءة في المغرب (الحديث 308) بنحوه مطولاً . و اخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب القراءة في صلاة المغرب (الحديث 831) . تحفة الاشراف (18052) .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اپنی والدہ (سیّدہ اُم فضل رضی اللہ عنہا) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو مغرب کی نماز میں سورۃ المرسلات کی تلاوت کرتے ہوئے سنا ہے۔

65 - باب الْقِرَاَةِ فِی الْمَغْرِبِ بِالطُّوْرِ

باب: مغرب کی نماز میں سورۃ الطّور کی تلاوت کرنا

986 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَاُ فِي الْمَغْرِبِ بِالطُّوْرِ .

☆☆ محمد بن جبیر اپنے والد حضرت جبیر بن مطعم ؓ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو مغرب کی نماز میں سورۃ الطّور کی تلاوت کرتے ہوئے سنا ہے۔

66 - باب الْقِرَاَةِ فِی الْمَغْرِبِ بِ (حم) الدُّخَانِ

باب: مغرب کی نماز میں سورۃ الدخان کی تلاوت کرنا

987 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ الْمُقْرِءُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ قَالَ حَدَّثَنَا حَيْوَةُ وَذَكَرَ اٰخَرَ قَالَا حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ رَبِيْعَةَ اَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ هُرْمُزَ حَدَّثَهُ اَنَّ مُعَاوِيَةَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ حَدَّثَهُ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ حَدَّثَهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَاَ فِيْ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ بِ (حم) الدُّخَانِ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عتبہ ؓ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے مغرب کی نماز میں سورۃ الدخان کی تلاوت کی تھی۔

67 - باب الْقِرَاَةِ فِی الْمَغْرِبِ بِ (المص)

باب: مغرب کی نماز میں سورہ المص کی تلاوت کرنا

988 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ اَبِي الْاَسْوَدِ اَنَّهُ سَمِعَ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ يُحَدِّثُ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ اَنَّهُ قَالَ لِمَرْوَانَ يَا اَبَا عَبْدِ الْمَلِكِ اَتَقْرَاُ فِي الْمَغْرِبِ بِ (قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ) وَ (اِنَّا اَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ) قَالَ نَعَمْ . قَالَ فَمَحْلُوْفَةٌ لَقَدْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَاُ فِيْهَا

986-اخرجه البخاري في الاذان، باب الجهر في المغرب (الحديث 765)، و في الجهاد، باب فداء المشركين (الحديث 3050)، و في المغازي، باب: 12 . (الحديث 4023)، وفي التفسير، باب: 1 . (الحديث 4854) مطولاً . و اخرجه مسلم في الصلاة، باب القراءة في الصبح (الحديث 174) . واخرجه ابوداؤد في الصلاة، باب قدر القراءة في المغرب (الحديث 811) . واخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب القراءة في صلاة المغرب (الحديث 832) . تحفة الاشراف (3189) .

987-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (6579) .

988-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (3732) .

بِاَطْوَلِ الطُّوْلَيَيْنِ (المص) .

☆☆ عروہ بن زبیر' حضرت زید بن ثابت ؓ کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: انہوں نے مروان سے کہا ہے' اے ابوعبدالملک! کیا تم مغرب کی نماز میں سورۃ الاخلاص اور سورۃ الکوثر کی تلاوت کرتے ہو؟ اس نے جواب دیا: جی ہاں! تو حضرت زید ؓ نے فرمایا: اس بات پر قسم اُٹھائی جاسکتی ہے' مجھے نبی اکرم ﷺ کے بارے میں یہ بات اچھی طرح یاد ہے' کہ آپ ﷺ مغرب کی نماز میں ایک طویل سورت المص پڑھا کرتے تھے۔

989 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ اَبِيْ مُلَيْكَةَ اَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ اَنَّ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ اَخْبَرَهُ اَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ قَالَ مَا لِيْ اَرَاكَ تَقْرَاُ فِي الْمَغْرِبِ بِقِصَارِ السُّوَرِ وَقَدْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَاُ فِيْهَا بِاَطْوَلِ الطُّوْلَيَيْنِ قُلْتُ يَا اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ مَا اَطْوَلُ الطُّوْلَيَيْنِ قَالَ الْاَعْرَافُ .

☆☆ عروہ بن زبیر بیان کرتے ہیں' مروان بن حکم نے انہیں بتایا: حضرت زید بن ثابت ؓ نے فرمایا: کیا وجہ ہے کہ میں دیکھتا ہوں کہ تم مغرب کی نماز میں چھوٹی چھوٹی سورتیں پڑھتے ہو جبکہ نبی اکرم ﷺ کے بارے میں مجھے یہ بات یاد ہے کہ آپ ﷺ اس نماز میں طویل سورتیں پڑھا کرتے تھے' تو میں نے کہا: اے ابوعبداللہ! طویل سورت کون سی ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: سورۃ الاعراف۔

990 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ وَاَبُوْ حَيْوَةَ عَنِ ابْنِ اَبِيْ حَمْزَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَاَ فِيْ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ بِسُوْرَةِ الْاَعْرَافِ فَرَّقَهَا فِيْ رَكْعَتَيْنِ .

☆☆ ہشام بن عروہ اپنے والد کے حوالے سے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ مغرب کی نماز میں سورۃ الاعراف کی تلاوت کرتے تھے آپ ﷺ دو رکعات میں اس سورت کو تلاوت کر لیتے تھے۔

68 - باب الْقِرَاَةِ فِی الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ

باب: مغرب کے بعد دو رکعت (سنت) ادا کرنا

991 - اَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ سَهْلٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُو الْجَوَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا عَمَّارُ بْنُ رُزَيْقٍ عَنْ اَبِيْ اِسْحَاقَ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ مُهَاجِرٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ رَمَقْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِشْرِيْنَ مَرَّةً يَقْرَاُ

989-اخرجه البخاري في الاذان، باب القراءة في المغرب (الحديث 764) مختصراً . و اخرجه ابوداؤد في الصلاة، باب قدر القراءة في المغرب (الحديث 812) بنحوه . تحفة الاشراف (3738) .

990-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (16959) .

991-انفرد به النسائي . و الحديث عند الترمذي في الصلاة، باب ما جاء في تخفيف ركعتي الفجر و ما كان النبي صلى الله عليه وسلم يقرا فيهما (الحديث 417) . وابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب ما جاء فيما يقرا في الركعتين قبل الفجر (الحديث 1149) . تحفة الاشراف (7388) .

فِي الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ وَفِي الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ (قُلْ يَاۤيُّهَا الْكَافِرُوْنَ) وَ (قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ).

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' میں نے بیس سے زیادہ مرتبہ یہ بات نوٹ کی ہے' کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مغرب کے بعد والی دو رکعات (سنت) میں اور فجر سے پہلے والی دو رکعات (سنت) میں سورۃ الکافرون اور سورۃ الاخلاص کی تلاوت کیا کرتے تھے۔

69 - باب الْفَضْلِ فِي قِرَاَةِ (قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ)

باب: سورۂ الاخلاص تلاوت کرنے کی فضیلت

992 - اَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِي هِلَالٍ اَنَّ اَبَا الرِّجَالِ مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَهُ عَنْ اُمِّهِ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ رَجُلًا عَلٰى سَرِيَّةٍ فَكَانَ يَقْرَاُ لِاَصْحَابِهِ فِي صَلَاتِهِمْ فَيَخْتِمُ بِ (قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ) فَلَمَّا رَجَعُوْا ذَكَرُوْا ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "سَلُوْهُ لِاَيِّ شَيْءٍ فَعَلَ ذٰلِكَ". فَسَاَلُوْهُ فَقَالَ لِاَنَّهَا صِفَةُ الرَّحْمٰنِ عَزَّ وَجَلَّ فَاَنَا اُحِبُّ اَنْ اَقْرَاَ بِهَا. قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَخْبِرُوْهُ اَنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يُحِبُّهُ".

☆☆ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو ایک مہم کا امیر بنا کر بھیجا' وہ شخص اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھایا کرتا تھا اور آخر میں سورۃ الاخلاص ضرور پڑھتا تھا' جب یہ لوگ واپس آئے' تو انہوں نے اس بات کا تذکرہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم لوگ اس سے پوچھو کہ وہ ایسا کیوں کرتا ہے؟ لوگوں نے اس سے پوچھا تو اس نے جواب دیا: اس کی وجہ یہ ہے' کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی صفات بیان کی گئی ہیں' تو مجھے یہ بات پسند ہے' کہ میں اس کی تلاوت کیا کروں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم لوگ اسے بتا دو کہ اللہ تعالیٰ بھی اس سے محبت کرتا ہے۔

993 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ حُنَيْنٍ مَوْلٰى اٰلِ زَيْدِ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ اَقْبَلْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَمِعَ رَجُلًا يَقْرَاُ (قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُ كُفُوًا اَحَدٌ) فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "وَجَبَتْ". فَسَاَلْتُهُ مَاذَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ "الْجَنَّةُ".

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آرہا تھا' آپ نے ایک شخص کو سورۃ الاخلاص تلاوت کرتے ہوئے سنا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: واجب ہوگئی ہے' میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا: یارسول اللہ کیا چیز واجب ہوگئی ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: (اس تلاوت کرنے والے شخص کے لیے) جنت (واجب ہوگئی ہے)۔

992-اخرجه البخاري في التوحيد، باب ما جاء في دعاء النبي صلى الله عليه وسلم امته الى توحيد الله تبارك و تعالى (الحديث 7375). و اخرجه مسلم في صلاة المسافرين و قصرها، باب فضل قراءة قل هو الله احد (الحديث 263) . تحفة الاشراف (17914) .

993-اخرجه الترمذي في فضائل القرآن، ما جاء في سورة الاخلاص (الحديث 2897). تحفة الاشراف (14127) .

994 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِي صَعْصَعَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ اَنَّ رَجُلًا سَمِعَ رَجُلًا يَقْرَاُ (قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ) يُرَدِّدُهَا فَلَمَّا اَصْبَحَ جَاءَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ اِنَّهَا لَتَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْاٰنِ".

☆☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک شخص نے دوسرے شخص کو بار بار سورۃ الاخلاص تلاوت کرتے ہوئے سنا' اگلے دن وہ شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کے سامنے اس بات کا تذکرہ کیا' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس ذات کی قسم! جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے' یہ (سورۃ الاخلاص) ایک تہائی قرآن کے برابر ہے۔

995 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا زَائِدَةُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ عَنْ رَبِيْعِ بْنِ خُثَيْمٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ عَنِ ابْنِ اَبِي لَيْلٰى عَنِ امْرَاَةٍ عَنْ اَبِي اَيُّوْبَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "(قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ) ثُلُثُ الْقُرْاٰنِ".

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ مَا اَعْرِفُ اِسْنَادًا اَطْوَلَ مِنْ هٰذَا.

☆☆ عبدالرحمٰن بن ابولیلیٰ ایک خاتون کے حوالے سے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''سورۃ الاخلاص ایک تہائی قرآن کے برابر ہے''۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: میرے علم کے مطابق یہ سب سے طویل سند ہے۔

70 - باب الْقِرَاَةِ فِي الْعِشَاءِ الْاٰخِرَةِ بِ (سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى)

باب: عشاء کی نماز میں سورۃ الاعلیٰ کی تلاوت کرنا

996 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَامَ مُعَاذٌ فَصَلَّى الْعِشَاءَ الْاٰخِرَةَ فَطَوَّلَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَفَتَّانٌ يَا مُعَاذُ اَفَتَّانٌ يَا مُعَاذُ اَيْنَ كُنْتَ عَنْ

994-اخرجه البخاري في فضائل القرآن، باب فضل (قل هو الله احد) (الحديث 5013) . و في الايمان و النذور . باب كيف كانت يمين النبي صلى الله عليه وسلم (الحديث 6643)، و في التوحيد، باب ما جاء في دعاء النبي صلى الله عليه وسلم امته الى توحيد الله تبارك و تعالى (الحديث 7374) . واخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب في سورة الصمد (الحديث 1461) . واخرجه النسائي في عمل اليوم و الليلة، ما يستحب للانسان ان يقرا كل ليلة (الحديث 698) . تحفة الاشراف (4104) .

995-اخرجه الترمذي في فضائل القرآن، باب ما جاء في سورة الاخلاص (الحديث 2896) بمعناه . واخرجه النسائي في عمل اليوم و الليلة، ما يستحب للانسان ان يقرا كل ليلة (الحديث 681) . تحفة الاشراف (3502) .

996-اخرجه البخاري في الاذان، باب من شكا امامه اذا طول (الحديث 705) بنحوه مطولاً . و الحديث عند: النسائي في الامامة، خروج الرجل من صلاة الامام و فراغه من صلاته في ناحية المسجد (الحديث 830)، وفي الافتتاح، القراءة في المغرب ب (سبح اسم ربك الاعلى) (الحديث 983) . تحفة الاشراف (2582) .

(سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى) وَالضُّحٰى وَ (اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ) ."

☆☆ حضرت جابر ؓ بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ حضرت معاذ ؓ کھڑے ہوئے انہوں نے عشاء کی نماز پڑھانا شروع کی تو اس میں طویل قرأت کی (بعد میں اس بات کا تذکرہ نبی اکرم ﷺ سے کیا گیا) تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے معاذ! کیا تم لوگوں کو آزمائش میں مبتلا کرنا چاہتے ہو؟ اے معاذ! کیا تم لوگوں کو آزمائش میں مبتلا کرنا چاہتے ہو! تم سورۃ الاعلیٰ سورۃ الضحیٰ اور سورۃ الانفطار کی تلاوت کیوں نہیں کرتے؟

71 - باب الْقِرَاْءَةِ فِى الْعِشَاءِ الْاٰخِرَةِ بِالشَّمْسِ وَضُحَاهَا

باب: عشاء کی نماز میں سورۃ الشمس کی تلاوت کرنا

997 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ اَبِى الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ صَلّٰى مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ لِاَصْحَابِهِ الْعِشَاءَ فَطَوَّلَ عَلَيْهِمْ فَانْصَرَفَ رَجُلٌ مِّنَّا فَاُخْبِرَ مُعَاذٌ عَنْهُ فَقَالَ اِنَّهُ مُنَافِقٌ . فَلَمَّا بَلَغَ ذٰلِكَ الرَّجُلَ دَخَلَ عَلَى النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَهُ بِمَا قَالَ مُعَاذٌ . فَقَالَ لَهُ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَتُرِيْدُ اَنْ تَكُوْنَ فَتَّانًا يَا مُعَاذُ اِذَا اَمَمْتَ النَّاسَ فَاقْرَاْ بِالشَّمْسِ وَضُحَاهَا وَ (سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى) وَ (وَاللَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى) وَ (اقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ) ."

☆☆ حضرت جابر ؓ بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ حضرت معاذ ؓ اپنے ساتھیوں کو عشاء کی نماز پڑھا رہے تھے انہوں نے اس میں طویل قرأت کی تو پیچھے نماز ادا کرنے والوں میں سے ایک شخص نماز چھوڑ کر چلا گیا' جب حضرت معاذ ؓ کو اس شخص کے بارے میں بتایا گیا تو حضرت معاذ ؓ نے فرمایا: وہ شخص منافق ہے' جب اس بات کی خبر اس شخص کو ملی تو وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور حضرت معاذ ؓ نے جو کچھ کہا تھا' اس کے بارے میں آپ ﷺ کو بتایا تو نبی اکرم ﷺ نے حضرت معاذ ؓ سے فرمایا: اے معاذ! کیا تم آزمائش میں مبتلا کرنا چاہتے ہو! جب تم لوگوں کو نماز پڑھایا کرو تو سورۃ الشمس' سورۃ الاعلیٰ' سورۃ اللیل اور سورۃ العلق کی تلاوت کیا کرو۔

998 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ شَقِيْقٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِىْ قَالَ اَنْبَاَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ وَاقِدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْرَاُ فِىْ صَلَاةِ الْعِشَاءِ الْاٰخِرَةِ بِالشَّمْسِ وَضُحَاهَا وَاَشْبَاهِهَا مِنَ السُّوَرِ .

☆☆ عبداللہ بن بریدہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ عشاء کی نماز میں سورۃ الشمس اور اس جیسی دیگر سورتوں کی تلاوت کیا کرتے تھے۔

997-اخرجه مسلم في الصلاة، باب القراءة في العشاء (الحديث :179) . و اخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب من ام قومًا فليخفف (الحديث 986) . تحفة الاشراف (2912) .

998-اخرجه الترمذي في الصلاة، باب ما جاء في القراءة في صلاة العشاء (الحديث 309) . تحفة الاشراف (1962) .

72 - باب الْقِرَاْءَةِ فِيْهَا بِالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ

باب: سورۃ التین کی تلاوت کرنا

999 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَتَمَةَ فَقَرَاَ فِيْهَا بِالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ .

☆☆ حضرت براء بن عازب ؓ بیان کرتے ہیں' میں نے نبی اکرم ﷺ کی اقتداء میں عشاء کی نماز ادا کی تو آپ ﷺ نے سورۃ التین کی تلاوت کی۔

73 - باب الْقِرَاْءَةِ فِى الرَّكْعَةِ الْاُوْلٰى مِنْ صَلَاةِ الْعِشَاءِ الْاٰخِرَةِ

باب: عشاء کی نماز کی پہلی رکعت میں (کون سی سورت) تلاوت کرنا سنت ہے؟

1000 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ سَفَرٍ فَقَرَاَ فِى الْعِشَاءِ فِى الرَّكْعَةِ الْاُوْلٰى بِالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ .

☆☆ حضرت براء بن عازب ؓ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے سفر کے دوران عشاء کی نماز کی پہلی رکعت میں سورۃ التین کی تلاوت کی تھی۔

74 - باب الرُّكُوْدِ فِى الرَّكْعَتَيْنِ الْاُوْلَيَيْنِ

باب: (نماز کی) پہلی دو رکعات میں طویل قیام کرنا

1001 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنِىْ اَبُوْ عَوْنٍ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ سَمُرَةَ يَقُوْلُ قَالَ عُمَرُ لِسَعْدٍ قَدْ شَكَاكَ النَّاسُ فِىْ كُلِّ شَىْءٍ حَتّٰى فِى الصَّلَاةِ . فَقَالَ سَعْدٌ

999-اخرجه البخاري في الاذان، باب الجهر في العشاء (الحديث 767) بنحوه، و باب القراءة في العشاء (الحديث 769) بنحوه، و في التفسير، سورة (والتين) باب 1 . (الحديث 4952) بنحوه، و في التوحيد، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم : الماهر بالقرآن مع سفرة الكرام البررة، و زينوا القرآن باصواتكم (الحديث 7546) بنحوه . واخرجه مسلم في الصلاة، باب القراءة في العشاء (الحديث 176) و (الحديث 175 و 177) بنحوه . واخرجه ابوداؤد في الصلاة، باب قصر قراءة الصلاة في السفر (الحديث 1221) بنحوه . و اخرجه الترمذي في الصلاة، باب ما جاء في القراءة في صلاة العشاء (الحديث 1000) و اخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة والسنة فيها ، باب القراءة في صلاة العشاء (الحديث 834 و 835) بنحوه . تحفة الاشراف (1791) .

1000-تقدم في الافتتاح، القراءة فيها بالتين و الزيتون (الحديث 999) .

1001-اخرجه البخاري في الاذان، باب وجوب القراءة للامام و المأموم في الصلوات كلها في الحضر و السفر و ما يجهر فيها و ما يخافت (الحديث 755) بنحوه مطولًا و (الحديث 758) بنحوه، مختصرًا . و باب يطول في الاولين و يحذف في الآخرين (الحديث 770) بنحوه . واخرجه مسلم في الصلاة، باب القراءة في الظهر و العصر (الحديث 158 و 159 و 160) . واخرجه النسائي في الافتتاح، الركود في الركعتين الاولين (الحديث 1002) بنحوه . واخرجه ابوداؤد في الصلاة، باب تخفيف الآخرين (الحديث 803) بنحوه . تحفة الاشراف (3847) .

اَتَّئِدُ فِی الْاُولَیَیْنِ وَاَحْذِفُ فِی الْاُخْرَیَیْنِ وَمَا اٰلُو مَا اقْتَدَیْتُ بِهٖ مِنْ صَلَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ . قَالَ ذَاكَ الظَّنُّ بِكَ .

☆☆ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ (بن ابی وقاص) سے کہا: (جبکہ وہ ایک شہر کے گورنر تھے) لوگوں نے ہر معاملے میں تمہاری شکایت کی' یہاں تک کہ نماز کے بارے میں بھی کی ہے' تو حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: میں (نماز کی) ابتدائی دو رکعات میں طویل قیام کرتا ہوں اور آخری دو رکعات میں مختصر قیام کرتا ہوں اور اس حوالے سے نبی اکرم ﷺ کے نماز کے طریقے کی پیروی کرنے میں کسی کوتاہی کا مرتکب نہیں ہوتا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تمہارے بارے میں یہی گمان تھا۔

1002 - اَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ اِسْمَاعِیْلَ بْنِ اِبْرَاهِیْمَ ابْنِ عُلَیَّةَ اَبُو الْحَسَنِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِیْ عَنْ دَاوُدَ الطَّائِیِّ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَیْرٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ وَقَعَ نَاسٌ مِّنْ اَهْلِ الْكُوْفَةِ فِیْ سَعْدٍ عِنْدَ عُمَرَ فَقَالُوْا وَاللّٰهِ مَا یُحْسِنُ الصَّلَاةَ . فَقَالَ اَمَّا اَنَا فَاُصَلِّیْ بِهِمْ صَلَاةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا اَخْرِمُ عَنْهَا اَرْكُدُ فِی الْاُوْلَیَیْنِ وَاَحْذِفُ فِی الْاُخْرَیَیْنِ . قَالَ ذَاكَ الظَّنُّ بِكَ .

☆☆ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے کوفہ کے کچھ لوگوں نے (کوفہ کے گورنر) حضرت سعد رضی اللہ عنہ (بن ابی وقاص) کے بارے میں کچھ شکایت کی' انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! وہ ہمیں نماز ٹھیک نہیں پڑھاتے ہیں۔ (اس کا جواب دیتے ہوئے) حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں ان لوگوں کو نبی اکرم ﷺ کی نماز کے طریقے کے مطابق نماز پڑھاتا ہوں' اس میں کوئی کمی بیشی نہیں کرتا' میں ابتدائی دو رکعات طویل ادا کرتا ہوں اور آخری دو رکعات مختصر ادا کرتا ہوں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تمہارے بارے میں یہی گمان ہے۔

75 - باب قِرَاءَةِ سُوْرَتَیْنِ فِیْ رَكْعَةٍ

باب: ایک ہی رکعت میں دو سورتیں ادا کرنا (بھی سنت ہے)

1003 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا عِیْسَی بْنُ یُوْنُسَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ شَقِیْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ اِنِّیْ لَاَعْرِفُ النَّظَائِرَ الَّتِیْ كَانَ یَقْرَاُ بِهِنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عِشْرِیْنَ سُوْرَةً فِیْ عَشْرِ رَكَعَاتٍ ثُمَّ اَخَذَ بِیَدِ عَلْقَمَةَ فَدَخَلَ ثُمَّ خَرَجَ اِلَیْنَا عَلْقَمَةُ فَسَاَلْنَاهُ فَاَخْبَرَنَا بِهِنَّ .

☆☆ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ (بن مسعود) فرماتے ہیں' کہ مجھے ایک جیسی وہ سورتیں یاد ہیں' کہ نبی اکرم ﷺ دس رکعات میں ان بیس سورتوں کی تلاوت کیا کرتے تھے (یعنی ہر رکعت میں دو سورتیں پڑھا کرتے تھے)۔

1002-تقدم في الافتتاح، الركود في الركعتين الاولیین (1001) .

1003-اخرجه البخاري في فضائل القرآن، باب تاليف القرآن (الحديث 4996) بنحوه مطولاً . واخرجه مسلم في صلاة المسافرين وقصرها، باب ترتيل القراءة و اجتناب الهذ، و هو الافراط السرعة و اباحة سورتين فاكثر في ركعة (الحديث 275و276 و 277) بنحوه مطولاً . و اخرجه الترمذي في الصلاة، باب ما ذكر في قراءة سورتين في ركعة (الحديث 602) بنحوه مطولاً . تحفة الاشراف (9248) .

پھر اس کے بعد حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے علقمہ کا ہاتھ پکڑا اور اندر تشریف لے گئے' بعد میں علقمہ باہر آئے' تو ہم نے ان سے اس بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے ہمیں ان سورتوں کے بارے میں بتایا۔

1004 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِیْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا وَائِلٍ یَقُوْلُ قَالَ رَجُلٌ عِنْدَ عَبْدِ اللّٰهِ قَرَاْتُ الْمُفَصَّلَ فِیْ رَكْعَةٍ . قَالَ هَذًّا كَهَذِّ الشِّعْرِ لَقَدْ عَرَفْتُ النَّظَائِرَ الَّتِیْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقْرُنُ بَیْنَهُنَّ . فَذَكَرَ عِشْرِیْنَ سُوْرَةً مِّنَ الْمُفَصَّلِ سُوْرَتَیْنِ سُوْرَتَیْنِ فِیْ رَكْعَةٍ .

☆☆ ابووائل بیان کرتے ہیں' حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے ایک شخص نے کہا: میں نے ایک رکعت میں مفصل سورت کی تلاوت کی تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ تو تیزی سے شعر پڑھنے کی طرح ہو گیا' انہیں (حجم کے اعتبار سے ایک دوسرے کے قریب) وہ سورتیں' یاد ہیں' جنہیں نبی اکرم ﷺ ملا کر پڑھا کرتے تھے۔ (راوی کہتے ہیں:) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے مفصل سورتوں سے تعلق رکھنے والی بیس سورتوں کا تذکرہ کیا' ان میں دو' دو سورتیں نبی اکرم ﷺ ایک رکعت میں ادا کیا کرتے تھے۔

1005 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَجَاءٍ قَالَ اَنْبَاَنَا اِسْرَآئِیْلُ عَنْ اَبِیْ حَصِیْنٍ عَنْ یَحْیَی بْنِ وَثَّابٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ وَاَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ اِنِّیْ قَرَاْتُ اللَّیْلَةَ الْمُفَصَّلَ فِیْ رَكْعَةٍ . فَقَالَ هَذًّا كَهَذِّ الشِّعْرِ لٰكِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَانَ یَقْرَاُ النَّظَائِرَ عِشْرِیْنَ سُوْرَةً مِّنَ الْمُفَصَّلِ مِنْ اٰلِ حٰمٓ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات نقل کی گئی ہے' کہ ایک مرتبہ ایک شخص ان کے پاس آیا اور بولا: میں نے گزشتہ رات ایک رکعت میں مفصل سورتیں تلاوت کی ہیں' تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ تو تیزی سے شعر پڑھنے کی مانند ہو گیا' نبی اکرم ﷺ تو ایک دوسرے کے قریب (یعنی حجم کے اعتبار سے ایک دوسرے کے قریب) بیس سورتیں (دس رکعات میں) ادا کیا کرتے تھے' یہ وہ سورتیں ہیں جو حم سے شروع ہوتی ہیں۔

76 - باب قِرَاءَةِ بَعْضِ السُّوْرَةِ

باب: سورت کے کچھ حصے کی تلاوت کرنا

1006 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰی قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَیْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ

1004-اخرجه البخاري في الاذان، باب الجمع بين السورتين في الركعة (الحديث 775) . واخرجه مسلم في صلاة المسافرين و قصرها، باب ترتيل القراءة، و اجتناب الهذ و هو الافراط في السرعة و اباحة سورتين فاكثر في ركعة (الحديث 279) . تحفة الاشراف (9288) .

1005-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (9586) .

1006-اخرجه البخاري في الاذان، باب الجمع بين السورتين في الركعة و القراءة بالخواتيم و بسورة قبل سورة و باول سورة (الحديث 774) معلقاً . و اخرجه مسلم في الصلاة، باب القراءة في الصبح (الحديث 163) . واخرجه ابوداؤد في الصلاة، باب الصلاة في النعل (الحديث 649) . و اخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب القراءة في صلاة الفجر (الحديث 820) بنحوه مختصراً تحفة الاشراف (5313) .

عَبَّادٍ حَدِيثًا رَفَعَهُ إِلَى ابْنِ سُفْيَانَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ السَّائِبِ قَالَ حَضَرْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْفَتْحِ فَصَلَّى فِي قُبُلِ الْكَعْبَةِ فَخَلَعَ نَعْلَيْهِ فَوَضَعَهُمَا عَنْ يَسَارِهِ فَافْتَتَحَ بِسُورَةِ الْمُؤْمِنِينَ فَلَمَّا جَاءَ ذِكْرُ مُوسَى أَوْ عِيسَى - عَلَيْهِمَا السَّلَامُ - أَخَذَتْهُ سَعْلَةٌ فَرَكَعَ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں فتح مکہ کے دن میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خانہ کعبہ کے سامنے نماز ادا کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے جوتے اتار کر انہیں بائیں طرف رکھ دیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۃ المؤمنون کی تلاوت شروع کی جب حضرت موسیٰ یا حضرت عیسیٰ علیہما السلام کا ذکر آیا تو اس وقت آپ کو کھانسی آ گئی اور آپ رکوع میں چلے گئے۔

77 - باب تَعَوُّذِ الْقَارِءِ إِذَا مَرَّ بِآيَةِ عَذَابٍ

باب: جب تلاوت کرنے والا شخص عذاب سے متعلق کسی آیت کو پڑھے تو (عذاب سے) پناہ مانگے

1007 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ وَابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنِ الْمُسْتَوْرِدِ بْنِ الْأَحْنَفِ عَنْ صِلَةَ بْنِ زُفَرَ عَنْ حُذَيْفَةَ أَنَّهُ صَلَّى إِلَى جَنْبِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً فَقَرَأَ فَكَانَ إِذَا مَرَّ بِآيَةِ عَذَابٍ وَقَفَ وَتَعَوَّذَ وَإِذَا مَرَّ بِآيَةِ رَحْمَةٍ وَقَفَ فَدَعَا وَكَانَ يَقُولُ فِي رُكُوعِهِ "سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ ." وَفِي سُجُودِهِ "سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى ."

☆☆ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک رات انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں (نفل) نماز ادا کی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تلاوت کرتے ہوئے جب عذاب سے متعلق کوئی آیت تلاوت کرتے تو وہاں ٹھہر کر عذاب سے اللہ کی پناہ مانگتے اور جب رحمت سے متعلق کوئی آیت تلاوت کرتے تو وہاں ٹھہر کر اس رحمت کی دعا کیا کرتے تھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رکوع میں سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ پڑھتے تھے اور سجدے میں سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى پڑھتے تھے۔

78 - باب مَسْأَلَةِ الْقَارِءِ إِذَا مَرَّ بِآيَةِ رَحْمَةٍ

باب: جب تلاوت کرنے والا شخص رحمت سے متعلق کسی آیت کو پڑھے

تو اس رحمت کو مانگے (یعنی اس کے حصول کی دعا کرے)

1007-اخرجه مسلم في صلاة المسافرين و قصرها، باب استحباب تطويل القراءة في صلاة الليل (الحديث 203) . و اخرجه ابوداؤد في الصلاة، باب ما يقول الرجل في ركوعه و سجوده (الحديث 871) بنحوه . و اخرجه الترمذي في الصلاة، باب ما جاء في التسبيح في الركوع و السجود (الحديث 262 و 263) . واخرجه النسائي في الافتتاح، مسالة القارىء اذا مر بآية رحمة (الحديث 1008)، و في التطبيق، نوع آخر (الحديث 1132) مطولًا، و في قيام الليل و تطوع النهار، باب تسوية القيام و الركوع و القيام بعد الركوع والسجود و الجلوس بين السجدتين في صلاة الليل (الحديث 1663) . واخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب ما جاء في القراءة في صلاة الليل (الحديث 1351) . و الحديث عند: النسائي في التطبيق، باب الذكر في الركوع (الحديث 1045) . وابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب ما يقول بين السجدتين (الحديث 897) . تحفة الاشراف (3351) .

1008 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ آدَمَ عَنْ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ يَزِيدَ عَنْ حُذَيْفَةَ وَالْأَعْمَشِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنِ الْمُسْتَوْرِدِ بْنِ الْأَحْنَفِ عَنْ صِلَةَ بْنِ زُفَرَ عَنْ حُذَيْفَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ الْبَقَرَةَ وَآلَ عِمْرَانَ وَالنِّسَاءَ فِي رَكْعَةٍ لَا يَمُرُّ بِآيَةِ رَحْمَةٍ إِلَّا سَأَلَ وَلَا بِآيَةِ عَذَابٍ إِلَّا اسْتَجَارَ .

☆☆ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۃ البقرہ سورۃ آل عمران سورۃ النساء ایک ہی رکعت میں تلاوت کر لیں جب آپ رحمت کے مضمون سے متعلق کوئی آیت تلاوت کرتے تو اس رحمت کے حصول کی دعا کرتے تھے اور جب عذاب کے مضمون سے متعلق کوئی آیت تلاوت کرتے تھے تو اس عذاب سے بچنے کی دعا کرتے تھے۔

79 - باب تَرْدِيدِ الْآيَةِ

باب: ایک ہی آیت کو بار بار تلاوت کرنا

1009 - أَخْبَرَنَا نُوحُ بْنُ حَبِيبٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا قُدَامَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَتْنِي جَسْرَةُ بِنْتُ دَجَاجَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ أَبَا ذَرٍّ يَقُولُ قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى أَصْبَحَ بِآيَةٍ وَالْآيَةُ (إِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ) .

☆☆ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ (نوافل ادا کرتے ہوئے) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی آیت کو بار بار صبح تک تلاوت کرتے رہے وہ آیت یہ تھی:

"اگر تو ان کو عذاب دے تو یہ تیرے بندے ہیں اگر تو ان کی مغفرت کردے تو تُو غالب اور حکمت والا ہے"۔ (المائدہ:۱۱۸)

80 - باب قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ (وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا)

باب: ارشادِ باری تعالیٰ ہے: "اور تم اپنی نماز میں آواز زیادہ بلند بھی نہ کرو اور بالکل پست بھی نہ رکھو"

1010 - أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ وَيَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو بِشْرٍ

1008-تقدم في الافتتاح، تعوذ القارىء اذا مر بآية عذاب (الحديث 1007) . والحديث عند: النسائي في قيام الليل و تطوع النهار، باب تسوية القيام و الركوع و القيام بعد الركوع والسجود و الجلوس بين السجدتين في صلاة الليل (الحديث 1664) . تحفة الاشراف (3351 و 3358) .

1009-اخرجه النسائي في التفسير: سورة المائدة ، قوله تعالى: (ان تعذبهم فانهم عبادك) (الحديث 181) واخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب ما جاء في القراءة في صلاة الليل (الحديث 1350) . تحفة الاشراف (12012) .

1010-اخرجه البخاري في التفسير، باب (ولا تجهر بصلاتك و لا تخافت بها) (الحديث 4722)، و في التوحيد، باب قول الله تعالى: (انزله بعلمه و الملائكة يشهدون) (الحديث 7490)؛ وباب قول الله تعالى: (واسروا قولكم او اجهروا به انه عليم بذات الصدور . الا يعلم من خلق و هو اللطيف الخبير) (الحديث 7525)، وباب قول النبي صلى الله عليه وسلم: الماهر بالقرآن مع سفرة الكرام البررة و زينوا القرآن باصواتكم (الحديث 7547) مختصراً . و اخرجه مسلم في الصلاة، باب التوسط في القراءة في الصلاة الجهرية بين الجهر والاسرار اذا خاف من الجهر مفسدة (الحديث 145) . واخرجه الترمذي في تفسير القرآن، باب (ومن سورة بني اسرائيل) (الحديث 3145 و 3146) . واخرجه النسائي في الافتتاح، قول عزوجل: (ولا تجهر بصلاتك ولا تخافت بها) (الحديث 1011) و في التفسير: سورة الاسراء، قوله تعالى: (ولا تجهر بصلاتك) (الحديث 320) . تحفة الاشراف (5451) .

جَعْفَرُ بْنُ اَبِي وَحْشِيَّةَ - وَهُوَ ابْنُ اِيَاسٍ - عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهٖ عَزَّ وَجَلَّ (وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا) قَالَ نَزَلَتْ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُخْتَفٍ بِمَكَّةَ فَكَانَ اِذَا صَلّٰى بِاَصْحَابِهٖ رَفَعَ صَوْتَهٗ - وَقَالَ ابْنُ مَنِيعٍ يَجْهَرُ بِالْقُرْاٰنِ - وَكَانَ الْمُشْرِكُوْنَ اِذَا سَمِعُوْا صَوْتَهٗ سَبُّوا الْقُرْاٰنَ وَمَنْ اَنْزَلَهٗ وَمَنْ جَآءَ بِهٖ فَقَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لِنَبِيِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ) اَيْ بِقِرَائَتِكَ فَيَسْمَعَ الْمُشْرِكُوْنَ فَيَسُبُّوا الْقُرْاٰنَ (وَلَا تُخَافِتْ بِهَا) عَنْ اَصْحَابِكَ فَلَا يَسْمَعُوْا (وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا) . (حدیث قولی)

☆☆ سعید بن جبیر' حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں قول نقل کرتے ہیں:

''اورتم اپنی نماز میں آواز زیادہ بلند بھی نہ کرو اور بالکل پست بھی نہ رکھو''۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' جب یہ آیت نازل ہوئی' اس وقت نبی اکرم ﷺ مکہ مکرمہ میں روپوشی کی زندگی گزار رہے تھے' جب آپ ﷺ اپنے اصحاب کو نماز پڑھاتے تھے' تو بلند آواز میں نماز پڑھایا کرتے تھے۔ یہاں روایت کے الفاظ میں کچھ اختلاف ہے۔ جب مشرکین آپ ﷺ کی آواز سنتے تھے' تو وہ قرآن کو بُرا کہتے تھے اور اسے نازل کرنے والے کو اور اسے لے کر آنے والے کو بُرا کہتے تھے' تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو یہ حکم دیا' کہ تم اپنی آواز کو زیادہ بلند نہ کرو یعنی قرأت کرتے ہوئے اس کو اتنا بلند نہ کرو کہ مشرکین اسے سن لیں' اور اس کے جواب میں قرآن کو بُرا کہیں اور نہ ہی اپنی آواز کو اتنا پست رکھو کہ وہ تمہارے اصحاب تک بھی نہ پہنچ سکے اور وہ اسے سن ہی نہ سکیں' بلکہ تم درمیان کا راستہ اختیار کرو۔

1011 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ اِيَاسٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْفَعُ صَوْتَهٗ بِالْقُرْاٰنِ وَكَانَ الْمُشْرِكُوْنَ اِذَا سَمِعُوْا صَوْتَهٗ سَبُّوا الْقُرْاٰنَ وَمَنْ جَآءَ بِهٖ فَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْفِضُ صَوْتَهٗ بِالْقُرْاٰنِ مَا كَانَ يَسْمَعُهٗ اَصْحَابُهٗ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ (وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا) ." (حدیث قولی)

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ قرآن کی تلاوت کرتے ہوئے آواز بلند کرلیا کرتے تھے' مشرکین جب آپ کی آواز کو سنتے تھے' تو وہ قرآن کو بُرا کہتے تھے اور اُسے لانے والے کو بُرا کہتے تھے' تو نبی اکرم ﷺ نے قرآن کی تلاوت کرتے ہوئے اپنی آواز پست رکھنا شروع کردیا تو آپ کے اصحاب کو بھی یہ تلاوت سنائی نہیں دیتی تھی' اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں یہ آیت نازل کی:

''اورتم اپنی آواز کو بلند بھی نہ کرو اور اس کو بالکل پست بھی نہ رکھو بلکہ درمیان کا راستہ اختیار کرو''۔

81 - باب رَفْعِ الصَّوْتِ بِالْقُرْاٰنِ

باب: بلند آواز میں تلاوت کرنا

1012 - اَخْبَرَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ الدَّوْرَقِيُّ عَنْ وَكِيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ عَنْ اَبِي الْعَلَاءِ عَنْ يَحْيَى بْنِ

1011-تقدم في الافتتاح، قوله عزوجل : (ولا تجهر بصلاتك و لا تخافت بها) (الحديث 1010) .

جَعْدَةَ عَنْ اُمِّ هَانِئٍ قَالَتْ كُنْتُ اَسْمَعُ قِرَاءَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا عَلٰى عَرِيْشِيْ .

☆☆ سیدہ اُم ہانی رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' کہ میں نبی اکرم ﷺ کی تلاوت کی آواز سن لیا کرتی تھی' حالانکہ میں اپنے گھر میں ہوتی تھی۔

82 - باب مَدِّ الصَّوْتِ بِالْقِرَاءَةِ

باب: تلاوت کرتے ہوئے آواز کو کھینچنا (یعنی لفظ لمبے کر کے ادا کرنا)

1013 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَاَلْتُ اَنَسًا كَيْفَ كَانَتْ قِرَاءَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَ يَمُدُّ صَوْتَهٗ مَدًّا .

☆☆ قتادہ بیان کرتے ہیں' میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا' کہ نبی اکرم ﷺ کا قرأت کا طریقہ کیا تھا؟ تو انہوں نے جواب دیا: نبی اکرم ﷺ آواز کو کھینچا کرتے تھے (یعنی لفظ لمبے کر کے ادا کیا کرتے تھے)۔

83 - باب تَزْيِيْنِ الْقُرْاٰنِ بِالصَّوْتِ

باب: قرآن کو آواز کے ذریعے آراستہ کرنا

1014 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْسَجَةَ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "زَيِّنُوا الْقُرْاٰنَ بِاَصْوَاتِكُمْ ".

☆☆ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''قرآن کو اپنی آوازوں کے ذریعے آراستہ کرو''۔

1015 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنِيْ طَلْحَةُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْسَجَةَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "زَيِّنُوا الْقُرْاٰنَ بِاَصْوَاتِكُمْ ." قَالَ ابْنُ عَوْسَجَةَ كُنْتُ نَسِيْتُ هٰذِهٖ "زَيِّنُوا الْقُرْاٰنَ ." حَتّٰى ذَكَّرَنِيْهِ الضَّحَّاكُ بْنُ مُزَاحِمٍ .

☆☆ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

1012-اخرجه الترمذي في الشمائل ، باب ما جاء في قراءة رسول الله صلى الله عليه وسلم (الحديث 301) . واخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب ما جاء في القراءة في صلاة الليل (الحديث 1349) . تحفة الاشراف (18016) .

1013-اخرجه البخاري في فضائل القرآن، باب مد القراءة (الحديث 5045) . واخرجه ابوداؤد في الصلاة، باب استحباب الترتيل في القراءة (الحديث 1465) . واخرجه الترمذي في الشمائل، باب ما جاء في قراءة رسول الله صلى الله عليه وسلم (الحديث 298) . واخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب ما جاء في القراءة في صلاة الليل (الحديث 1353) . تحفة الاشراف (1145) .

1014-اخرجه ابوداؤد في الصلاة، باب استحباب الترتيل في القراءة (الحديث 1468) . واخرجه النسائي في الإفتتاح، تزيين القرآن بالصوت (الحديث 1015) بنحوه . واخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب في حسن الصوت بالقرآن (الحديث 1342) . تحفة الاشراف (1775) .

1015-تقدم في الافتتاح . تزيين القرآن بالصوت (الحديث 1014) .

"قرآن کو اپنی آوازوں کے ذریعے آراستہ کرو"۔

اس روایت کے ایک راوی عبدالرحمٰن بن عوسجہ بیان کرتے ہیں' میں یہ حدیث بھول گیا تھا کہ تم قرآن کو آراستہ کرو' یہاں تک کہ ضحاک بن مزاحم نے مجھے یہ یاد کروائی۔

1016 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زُنْبُورٍ الْمَكِّيُّ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِي حَازِمٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِيمَ عَنْ اَبِي سَلَمَةَ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ "مَا اَذِنَ اللّٰهُ لِشَيْءٍ مَا اَذِنَ لِنَبِيٍّ حَسَنِ الصَّوْتِ يَتَغَنّٰى بِالْقُرْاٰنِ يَجْهَرُ بِهِ".

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

"اللہ تعالیٰ کسی بھی بات کو اتنی توجہ سے نہیں سنتا جتنی توجہ سے وہ اچھی آواز میں نبی کی تلاوت کو سنتا ہے' جو قرآن کو خوبصورت آواز میں بلند آواز میں تلاوت کرتا ہے"۔

1017 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِي سَلَمَةَ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَا اَذِنَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لِشَيْءٍ يَعْنِي اَذَنَهُ لِنَبِيٍّ يَتَغَنّٰى بِالْقُرْاٰنِ".

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

"اللہ تعالیٰ کسی بھی چیز کو اتنی توجہ سے نہیں سنتا جتنی توجہ سے وہ اس نبی کو سنتا ہے' جو اچھے انداز میں قرآن کی تلاوت کر رہا ہو"۔

1018 - اَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ اَنَّ ابْنَ شِهَابٍ اَخْبَرَهُ اَنَّ اَبَا سَلَمَةَ اَخْبَرَهُ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ حَدَّثَهُ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعَ قِرَاءَةَ اَبِي مُوسٰى فَقَالَ "لَقَدْ اُوتِيَ مِزْمَارًا مِنْ مَزَامِيرِ اٰلِ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ".

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی قرأت سنی تو فرمایا: اسے حضرت داؤد علیہ السلام کے خاندان کی سی خوش الحانی عطاء کی گئی ہے۔

1019 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِرَاءَةَ اَبِي مُوسٰى فَقَالَ "لَقَدْ اُوتِيَ هٰذَا مِنْ مَزَامِيرِ اٰلِ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ".

1016-اخرجه البخاري في التوحيد، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم: الماهر بالقرآن مع سفرة الكرام البررة و زينوا القرآن باصواتكم (الحديث 7544) . واخرجه مسلم في صلاة المسافرين و قصرها، باب استحباب تحسين الصوت بالقرآن (الحديث 233) . واخرجه ابوداؤد في الصلاة، باب استحباب الترتيل في القراءة (الحديث 1473) . تحفة الاشراف (14997) .

1017-اخرجه البخاري في فضائل القرآن، باب من لم يتغن بالقرآن (الحديث 5024) . واخرجه مسلم في صلاة المسافرين و قصرها، باب استحباب تحسين الصوت بالقرآن (الحديث 232) . تحفة الاشراف (15144) .

1018-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (15231) .

1019-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (16456) .

☆☆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی قرأت سنی تو ارشاد فرمایا: اسے حضرت داؤد علیہ السلام کے خاندان کی سی خوش الحانی عطاء کی گئی ہے۔

1020 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِرَاءَةَ اَبِي مُوسٰى فَقَالَ "لَقَدْ اُوتِيَ هٰذَا مِزْمَارًا مِنْ مَزَامِيرِ اٰلِ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ".

☆☆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی قرأت سنی تو ارشاد فرمایا: اسے حضرت داؤد علیہ السلام کے خاندان کی سی خوش الحانی عطاء کی گئی ہے۔

1021 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ يَعْلَى بْنِ مَمْلَكٍ اَنَّهُ سَاَلَ اُمَّ سَلَمَةَ عَنْ قِرَاءَةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَلَاتِهِ قَالَتْ مَا لَكُمْ وَصَلَاتَهُ ثُمَّ نَعَتَتْ فَاِذَا هِيَ تَنْعَتُ قِرَاءَتَهُ مُفَسَّرَةً حَرْفًا حَرْفًا. (حدیث فعلی)

☆☆ یعلیٰ بن مملک بیان کرتے ہیں' انہوں نے سیّدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قرأت کرنے اور نماز ادا کرنے کے طریقے کے بارے میں دریافت کیا' تو سیّدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: تمہاری نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز سے کیا نسبت؟ پھر سیّدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت کا تذکرہ کرتے ہوئے یہ بات بیان کی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت واضح ہوتی تھی' ہر حرف الگ' الگ ہوتا تھا۔

84 - باب التَّكْبِيرِ لِلرُّكُوعِ

باب: رکوع میں جانے کے لیے تکبیر کہنا

1022 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ حِينَ اسْتَخْلَفَهُ مَرْوَانُ عَلَى الْمَدِينَةِ كَانَ اِذَا قَامَ اِلَى الصَّلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ كَبَّرَ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَرْكَعُ فَاِذَا رَفَعَ رَاْسَهُ مِنَ الرَّكْعَةِ قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَهْوِي سَاجِدًا ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَقُومُ مِنَ الثِّنْتَيْنِ بَعْدَ التَّشَهُّدِ يَفْعَلُ مِثْلَ ذٰلِكَ حَتّٰى يَقْضِيَ صَلَاتَهُ فَاِذَا قَضٰى صَلَاتَهُ وَسَلَّمَ اَقْبَلَ عَلٰى اَهْلِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ اِنِّي لَاَشْبَهُكُمْ صَلَاةً بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. (حدیث موقوف' مرفوع حکمی)

1020-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (16672) .

1021-اخرجه ابوداؤد في الصلاة، باب استحباب الترتيل في القراءة (الحديث 1466) مطولاً . و اخرجه الترمذي في فضائل القرآن، باب ما جاء كيف كان قراءة النبي صلى الله عليه وسلم (الحديث 2923) مطولًا و اخرجه النسائي في قيام الليل و تطوع النهار باب ذكر صلاة رسول الله صلى الله عليه وسلم بالليل (الحديث 1628) . تحفة الاشراف (18226) .

1022-اخرجه مسلم في الصلاة، باب اثبات التكبير في كل خفض و رفع في الصلاة الا رفعه من الركوع فيقول فيه : سمع الله لمن حمده (الحديث 30) . تحفة الاشراف (15326) .

☆☆ ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں' جب مروان نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں اپنا نائب (گورنر) مقرر کیا' تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرض نماز پڑھاتے ہوئے آغاز میں تکبیر کہتے تھے' پھر جب وہ رکوع میں جانے لگتے تھے' اس وقت تکبیر کہتے تھے' پھر جب رکوع سے سر اُٹھاتے تھے' تو سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ (اللہ تعالیٰ نے اس کو سن لیا جس نے اس کی حمد بیان کی' اے ہمارے پروردگار! ہر طرح کی حمد تیرے لیے مخصوص ہے) پھر وہ سجدے میں جانے کے لیے جب جھکتے تھے' تو تکبیر کہتے تھے' پھر جب دو رکعات کے بعد تشہد کے بعد کھڑے ہوتے تھے' اس وقت بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے' یہاں تک کہ اپنی نماز مکمل کر لیتے تھے' انہوں نے اپنی نماز مکمل کرنے کے بعد جب سلام پھیرا تو اہلِ مسجد کی طرف منہ کر کے بولے: اس ذات کی قسم! جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے! میں تم سب کے مقابلے میں زیادہ بہتر طور پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے طریقے کے مطابق نماز ادا کرتا ہوں۔

85 - باب رَفْعِ الْيَدَيْنِ لِلرُّكُوْعِ حِذَاءَ فُرُوْعِ الْاُذُنَيْنِ

باب: رکوع میں جاتے ہوئے دونوں ہاتھ کانوں کی لَو تک بلند کرنا

1023 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا اِسْمَاعِيْلُ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ نَصْرِ بْنِ عَاصِمٍ اللَّيْثِيِّ عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ اِذَا كَبَّرَ وَاِذَا رَكَعَ وَاِذَا رَفَعَ رَاْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ حَتّٰى بَلَغَتَا فُرُوْعَ اُذُنَيْهِ ۔

☆☆ حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تکبیر تحریمہ کہتے ہوئے رکوع میں جاتے ہوئے' رکوع سے سر اُٹھاتے ہوئے رفع یدین کرتے دیکھا ہے' آپ ان دونوں کو کانوں کی لَو تک اُٹھایا کرتے تھے۔

86 - باب رَفْعِ الْيَدَيْنِ لِلرُّكُوْعِ حِذَاءَ الْمَنْكِبَيْنِ

باب: رکوع میں جاتے ہوئے کندھوں تک رفع یدین کرنا (سنت ہے)

1024 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِيَ مَنْكِبَيْهِ وَاِذَا رَكَعَ وَاِذَا رَفَعَ رَاْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ ۔

☆☆ سالم اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: مجھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ بات یاد ہے' کہ جب آپ نماز کا آغاز کرتے تھے' تو رفع یدین کرتے تھے' یہاں تک کہ وہ ان دونوں کو کندھوں تک اُٹھایا کرتے

1023-تقدم في الافتتاح، رفع اليدين حيال الاذنين (الحديث 879) .

1024-اخرجه مسلم في الصلاة، باب استحباب رفع اليدين حذو المنكبين مع تكبيرة الاحرام و الركوع و في الرفع من الركوع و انه لا يفعله اذا رفع من السجود (الحديث 21) . واخرجه ابوداؤد في الصلاة، باب رفع اليدين في الصلاة (الحديث 721) . واخرجه الترمذي في الصلاة، باب ما جاء في رفع اليدين عند الركوع (الحديث 255) . واخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب رفع اليدين اذا ركع و اذا رفع راسه من الركوع (الحديث 858) . و الحديث عند : النسائي في التطبيق، ترك ذلك بين السجدتين (الحديث 1143) . تحفة الاشراف (6816) .

تھے' پھر جب آپ رکوع میں جاتے تھے اور رکوع سے سر اُٹھاتے تھے (تو بھی اسی طرح رفع یدین کرتے تھے)۔

87 - باب تَرْكِ ذٰلِكَ

باب: اس کو (یعنی رکوع میں جاتے وقت رفع یدین کو) ترک کرنا

1025 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِصَلَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَقَامَ فَرَفَعَ يَدَيْهِ اَوَّلَ مَرَّةٍ ثُمَّ لَمْ يُعِدْ ۔

☆☆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' کیا میں تم لوگوں کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز کے طریقے کے بارے میں بتاؤں! راوی کہتے ہیں' کہ پھر وہ کھڑے ہوئے اور انہوں نے صرف نماز کے آغاز میں رفع یدین کیا' دوبارہ نہیں کیا۔

88 - باب اِقَامَةِ الصُّلْبِ فِي الرُّكُوْعِ

باب: رکوع کے دوران پشت کو سیدھا رکھنا

1026 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا الْفُضَيْلُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ اَبِي مَعْمَرٍ عَنْ اَبِي مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا تُجْزِءُ صَلَاةٌ لَا يُقِيْمُ الرَّجُلُ فِيْهَا صُلْبَهٗ فِي الرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ ."

☆☆ حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

"ایسی نماز درست نہیں ہوتی جس میں آدمی رکوع اور سجدے کے دوران اپنی پشت کو سیدھا نہیں رکھتا ہے"۔

89 - باب الْاِعْتِدَالِ فِي الرُّكُوْعِ

باب: رکوع کے دوران اعتدال کرنا

1027 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِي عَرُوْبَةَ وَحَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اعْتَدِلُوْا فِي الرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ وَلَا

1025-اخرجه ابوداؤد في الصلاة، باب من لم يذكر الرفع عند الركوع (الحديث 748 و751) بمعناه . و اخرجه الترمذي في الصلاة، باب ما جاء ان النبي صلى الله عليه وسلم لم يرفع الا في اول مرة (الحديث 257) . واخرجه النسائي في التطبيق، الرخصة في ترك ذلك (الحديث 1057) . تحفة الاشراف (9468) .

1026-اخرجه ابوداؤد في الصلاة، باب صلاة من لا يقيم صلبه في الركوع و السجود (الحديث 855) . واخرجه الترمذي في الصلاة، باب ما جاء فيمن لا يقيم صلبه في الركوع و السجود (الحديث 265) . واخرجه النسائي في التطبيق، باب اقامة الصلب في السجود (الحديث 1110) . واخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب الركوع في الصلاة (الحديث 870) . تحفة الاشراف (9995) .

1027-انفرد به النسائي . والحديث عند : النسائي في التطبيق، باب الاعتدال في السجود (الحديث 1109)، وباب الامر باتمام السجود (الحديث 1116) . وابن ماجه في اقامة الصلاة، والسنة فيها، باب الاعتدال في السجود (الحديث 892) . تحفة الاشراف، (1161 و 1197) :

یَبْسُطْ اَحَدُکُمْ ذِرَاعَیْہِ کَالْکَلْبِ ۔"

☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''رکوع اور سجدوں میں اعتدال کیا کرو اور کوئی شخص کتے کی طرح اپنے بازو نہ بچھائے''۔

شرح

علامہ ابوالحسن سندھی فرماتے ہیں: یہاں رکوع میں اعتدال سے مراد اُٹھنے اور جھکنے میں میانہ روی اختیار کرنا ہے۔ اسی طرح سجدے میں میانہ روی یہ ہے کہ انسان اعضاء کو بچھانے یا انہیں سمیٹنے کا درمیانی طریقہ اختیار کرے یعنی اس کی دونوں ہتھیلیاں زمین پر ہوں دونوں کہنیاں زمین پر نہ لگی ہوں۔ اور اس کا پیٹ زانوں سے الگ ہو۔

کتے کی طرح بازو بچھانے سے مراد یہ ہے: انسان دونوں ہتھیلیوں کے ساتھ دونوں کہنیاں بھی زمین پر بچھالے۔

نماز (کے بارے میں روایات)

شرح سنن نسائی جلد اوّل جزء دوم

(نمازوں کے) اوقات کے بارے میں روایات

مساجد (کے بارے میں روایات)

قبلہ (کے بارے میں روایات)

امامت (سے متعلق روایات)

(نماز کے) آغاز (کے بارے میں روایات)

1- كِتَابُ الطَّهَارَةِ

طہارت کے بارے میں روایات

امام نسائی نے اس کتاب "طہارت کے بارے میں روایات" میں 204 تراجم ابواب اور 323 روایات نقل کی ہیں جبکہ مکررات کو حذف کر دیا جائے تو روایات کی تعداد 189 ہوگی۔

لفظ کتاب کا لغوی مطلب "جمع کرنا" ہے۔ اسی سے لفظ کتیبہ ماخوذ ہے جو فوجی دستے کو کہتے ہیں' علم فقہ اور حدیث کے ماہرین جب ایک موضوع سے متعلق روایات یا مسائل کسی ایک باب میں جمع کرتے ہیں' تو اس کے آغاز میں لفظ کتاب (بمعنی مجموعہ) کی اس موضوع کی طرف اضافت کے ساتھ باب کی سرخی تحریر کر دیتے ہیں' جیسے کتاب الایمان سے مراد وہ باب جس میں ایمان کے بارے میں روایات منقول ہیں' کتاب الطہارۃ سے مراد وہ باب جس میں طہارت سے متعلق روایات یا احکام موجود ہوں۔

محدثین اور فقہاء کی "کتاب" ہمارے اُردو کے عام محاورے کے اعتبار سے "باب" کا ہم معنی ہوتا ہے۔ پھر اسے ذیلی اقسام میں تقسیم کیا جاتا ہے' عام طور پر اس کے لیے لفظ "فصل" استعمال کیا جاتا ہے۔

محدثین کا یہ اسلوب ہے کہ وہ عام طور پر کوئی روایت نقل کرنے سے پہلے چند الفاظ میں اس کی ذیلی سرخی قائم کرتے ہیں' اسے "ترجمۃ الباب" کہا جاتا ہے۔

یہ بات پیش نظر رہنی چاہیے کہ علم حدیث کے متداول زیادہ تر مجموعے تیسری اور چوتھی صدی ہجری میں مرتب کیے گئے ہیں' اس زمانے میں اسلامی معاشرے میں خواندگی کی شرح' اور درس و تدریس کا رسمی طریقہ ہمارے آج کے ترقی یافتہ زمانے سے بالکل مختلف تھا۔ کتابوں کے قلمی نسخے نقل کیے جاتے تھے اور عام طور پر' عام قاری کو "مطالعہ" کے لیے مواد دستیاب نہیں ہوتا تھا' کسی بھی فن کے روایتی طلباء ہی اس فن کی کسی ایک کتاب کا نسخہ نقل کرتے تھے اور اسی کتاب کا استاد سے درس لے لیتے تھے۔ یہی وجہ ہے مختلف اسلامی علوم وفنون کے بنیادی مآخذ زیادہ تر قاعدوں کی شکل میں ہیں جنہیں اہلِ علم کے محاورے میں "متون" کہا جاتا ہے۔

حدیث کی درس و تدریس کا معاملہ کچھ مختلف ہوتا تھا' عام طور پر کوئی محدث اپنے شاگردوں کے سامنے اپنی سند کے ساتھ کوئی حدیث بیان کر دیتا تھا' اس میں زیادہ تر اپنی یادداشت پر اعتماد کیا جاتا تھا اور طلباء اس

ترتیب

12 - كِتَابُ التَّطْبِيقِ

شرح نسائی شریف

جلد 2

تصنیف

امام ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب نسائی

شرح

استاذ العلماء علامہ محمد لیاقت علی رضوی دامت برکاتہم العالیہ

طالب دعا زوہیب حسن عطاری

شبیر برادرز

اردو بازار لاہور

خوشخبری

مسلک اہلسنت و جماعت کے عقائد و
نظریات۔۔۔
بد مذہبوں کے باطلہ عقائد اور ان
کے رد۔۔۔
اہلسنت پر کئے جانے والے
اعتراضات کے جوابات پر مشتمل
کتب و رسائل، آڈیو ویڈیو بیانات اور
والپیپر حاصل کرنے کے لئے
تحقیقات چینل ٹیلیگرام جوائن کریں
https://t.me/tehqiqat

15 - كِتَابُ تَقْصِيرِ الصَّلٰوةِ فِي السَّفَرِ

16 - كِتَابُ الْكُسُوفِ

15 - كِتَابُ تَقْصِيرِ الصَّلٰوةِ فِي السَّفَرِ

16 - كِتَابُ الْكُسُوف

سنن نسائی جلد دوم جز چہارم

17 - كِتَابُ الْاِسْتِسْقَاءِ

18 - كِتَابُ صَلَاةِ الْخَوْفِ

19 - كِتَابُ صَلَاةِ الْعِيدَيْنِ

21 - كِتَابُ الْجَنَائِزِ

12 - كِتَابُ التَّطْبِيْقِ

تطبیق (کے بارے میں روایات)

(تطبیق سے مراد رکوع کے دوران دونوں ہاتھ ملا کر گھٹنوں کے درمیان رکھنا ہے)

امام نسائی نے اس کتاب ''تطبیق (کے بارے میں روایات)'' میں 106 تراجم ابواب اور 149 روایات نقل کی ہیں' جبکہ مکررات کو حذف کر دیا جائے تو روایات کی تعداد 60 ہوگی۔

1 - باب

باب: تطبیق سے متعلق روایات

1028 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ اِبْرَاهِيْمَ يُحَدِّثُ عَنْ عَلْقَمَةَ وَالْاَسْوَدِ اَنَّهُمَا كَانَا مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ فِيْ بَيْتِهٖ فَقَالَ اَصَلّٰى هٰؤُلَاءِ قُلْنَا نَعَمْ . فَاَمَّهُمَا وَقَامَ بَيْنَهُمَا بِغَيْرِ اَذَانٍ وَّلَا اِقَامَةٍ . قَالَ اِذَا كُنْتُمْ ثَلَاثَةً فَاصْنَعُوْا هٰكَذَا وَاِذَا كُنْتُمْ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَلْيَؤُمَّكُمْ اَحَدُكُمْ وَلْيَفْرِشْ كَفَّيْهِ عَلٰى فَخِذَيْهِ فَكَاَنَّمَا اَنْظُرُ اِلَى اخْتِلَافِ اَصَابِعِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

☆☆ علقمہ اور اسود بیان کرتے ہیں' ان دونوں حضرات نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ ان کے گھر میں نماز ادا کی' حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا: کیا یہ سب لوگ نماز ادا کر چکے ہیں' ہم نے جواب دیا: جی ہاں! تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے ان دونوں حضرات کو نماز پڑھائی اور ان دونوں کے درمیان کھڑے ہوئے' انہوں نے نماز سے پہلے کوئی اذان نہیں دی' کوئی اقامت نہیں کی۔ پھر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب تم تین افراد ہو' تو اسی طرح کیا کرو اور جب تم تین سے زیادہ ہو' تو تم

1028-تقدم في المساجد، تشبيك الاصابع في المسجد (الحديث 718) .

نوٹ: ہمارے سامنے ''سنن نسائی'' کا جو نسخہ موجود ہے' یہ دارالمعرفہ بیروت لبنان سے شائع ہوا ہے اور مکتب تحقیق التراث الاسلامی کے محققین نے اس نسخے کی تحقیق کی ہے۔ انہوں نے حاشیے میں اس بات کی وضاحت کی ہے: تطبیق کے باب کو ہم نے ''کتاب'' کے طور پر اس لئے نقل کیا ہے' کیونکہ المعجم المفہرس لالفاظ الحدیث النبوی، مفتاح کنوز السنۃ، تیسیر المنفعۃ مفتاح کنوز السنۃ، والمعجم المفہرس لالفاظ الحدیث النبوی میں یہ اسی طرح مرقوم ہے۔

اور اس غلطی کی وجہ یہ ہے: مطبع میمنیہ مصر میں 1312ھ میں شائع ہونے والی ''سنن نسائی'' کے نسخے میں اس باب کو کتاب التطبیق ہی تحریر کیا گیا ہے' یہ اس نسخے کی پہلی جلد کے صفحہ نمبر 158 پر ہے۔

میں سے ایک شخص تمہاری امامت کرے اور اسے چاہیے کہ وہ اپنی دونوں ہتھیلیاں اپنے زانوں پر رکھے' نبی اکرم ﷺ کی انگلیوں کے درمیان کشادگی کا منظر گویا آج بھی میری نگاہ میں ہے۔

شرح

امام نسائی ؒ نے اس باب کا عنوان "تطبیق" تجویز کیا ہے۔ تطبیق سے مراد یہ ہے: آدمی جب رکوع میں جائے تو اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو اکٹھا کر کے انہیں دونوں گھٹنوں کے درمیان رکھ لے اور تشہد میں بھی اس طرح کر لے۔

یہ بات علامہ ابوالحسن سندھی ؒ نے اپنے حاشیے میں تحریر کی ہے' وہ فرماتے ہیں: اس بات پر اتفاق ہے' یہ حکم منسوخ ہے جیسا کہ مصنف یعنی امام نسائی ؒ نے بھی آگے چل کر یہی بات بیان کی ہے۔

علامہ سندھی فرماتے ہیں: میں نے جو بات ذکر کی ہے' یہ اس بات کا مقتضا ہے' جو اس کتاب میں ذکر ہونے والی روایت سے ظاہر رہا ہے۔

لیکن یہ بات بھی ظاہر ہوتی ہے' اس میں اختصار پایا جاتا ہے' کیونکہ مسلم شریف میں یہی روایت ذرا تفصیل کے ساتھ منقول ہے۔

...——...——...

1029 - اَخْبَرَنِیْ اَحْمَدُ بْنُ سَعِیْدِ الرِّبَاطِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ اَنْبَاَنَا عَمْرٌو - وَهُوَ ابْنُ اَبِیْ قَیْسٍ - عَنِ الزُّبَیْرِ بْنِ عَدِیٍّ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ وَعَلْقَمَةَ قَالَا صَلَّیْنَا مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ فِیْ بَیْتِهٖ فَقَامَ بَیْنَنَا فَوَضَعْنَا اَیْدِیَنَا عَلٰی رُكَبِنَا فَنَزَعَهَا فَخَالَفَ بَیْنَ اَصَابِعِنَا وَقَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَفْعَلُهٗ .

☆☆ ابراہیم نخعی' اسود اور علقمہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' یہ دونوں حضرات بیان کرتے ہیں' ہم نے حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ کی اقتداء میں ان کے گھر میں نماز ادا کی' وہ ہمارے درمیان کھڑے ہو گئے' ہم نے (رکوع کے دوران) اپنے دونوں ہاتھ اپنے گھٹنوں پر رکھے تو انہوں نے ان ہاتھوں کو وہاں سے اُٹھایا' ہماری انگلیوں کو ایک دوسرے کے اندر رکھوایا اور بولے: میں نے نبی اکرم ﷺ کو اسی طرح کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

1030 - اَخْبَرَنَا نُوْحُ بْنُ حَبِیْبٍ قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ اِدْرِیْسَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَیْبٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ عَلَّمَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الصَّلَاةَ فَقَامَ فَكَبَّرَ فَلَمَّا اَرَادَ اَنْ یَّرْكَعَ طَبَّقَ یَدَیْهِ بَیْنَ رُكْبَتَیْهِ وَرَكَعَ فَبَلَغَ ذٰلِكَ سَعْدًا فَقَالَ صَدَقَ اَخِیْ قَدْ كُنَّا نَفْعَلُ هٰذَا ثُمَّ اُمِرْنَا بِهٰذَا یَعْنِی الْاِمْسَاكَ بِالرُّكَبِ .

☆☆ عبدالرحمٰن بن اسود' علقمہ کے حوالے سے حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ

1029-تقدم في المساجد، تشبيك الاصابع في المسجد (الحديث 719) .

1030-اخرجه ابوداؤد في الصلاة، باب من ذكر انه يرفع يديه اذا قام من الثنتين (الحديث 747) . تحفة الاشراف (9469) .

نے ہمیں نماز پڑھنے کا طریقہ تعلیم دیا' آپ کھڑے ہوئے' آپ نے تکبیر کہی' جب آپ ﷺ رکوع میں جانے لگے تو آپ نے دونوں ہاتھ ملائے اور دونوں گھٹنوں کے درمیان رکھ دیئے اور رکوع کیا۔

(راوی کہتے ہیں:) جب اس بات کی اطلاع حضرت سعد ؓ (بن ابی وقاص) کو ملی' تو وہ بولے: میرے بھائی (حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ) نے سچ کہا ہے' پہلے ہم اسی طرح کیا کرتے تھے' لیکن پھر ہمیں اس بات کا حکم دے دیا گیا۔

(راوی کہتے ہیں:) یعنی گھٹنوں پر ہاتھ رکھنے کا حکم دیا گیا۔

2 - باب نَسْخِ ذٰلِكَ

باب: اس بات (یعنی تطبیق کا) منسوخ ہونا

1031 - اَخْبَرَنَا قُتَیْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ اَبِیْ یَعْفُوْرٍ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ صَلَّیْتُ اِلٰی جَنْبِ اَبِیْ وَجَعَلْتُ یَدَیَّ بَیْنَ رُكْبَتَیَّ فَقَالَ لِیْ اضْرِبْ بِكَفَّیْكَ عَلٰی رُكْبَتَیْكَ . قَالَ ثُمَّ فَعَلْتُ ذٰلِكَ مَرَّةً اُخْرٰی فَضَرَبَ یَدَیَّ وَقَالَ اِنَّا قَدْ نُهِیْنَا عَنْ هٰذَا وَاُمِرْنَا اَنْ نَضْرِبَ بِالْاَكُفِّ عَلَی الرُّكَبِ .

☆☆ مصعب بن سعد بیان کرتے ہیں' میں نے اپنے والد کے پہلو میں نماز ادا کی' میں نے اپنے دونوں ہاتھ (رکوع کے دوران) اپنے گھٹنوں کے درمیان رکھے تو انہوں نے مجھ سے فرمایا: تم اپنے دونوں ہاتھ اپنے گھٹنوں پر رکھو۔ راوی کہتے ہیں: اس کے بعد پھر میں نے ایک مرتبہ ایسا ہی کیا (یعنی دونوں ہاتھ گھٹنوں کے درمیان رکھے) تو انہوں نے میرے ہاتھوں پر مارا اور فرمایا: ہمیں اس بات سے منع کر دیا گیا اور ہمیں یہ حکم دیا گیا' کہ ہم (رکوع کے دوران) اپنے ہاتھ گھٹنوں پر رکھیں۔

شرح

تمام فقہاء کا اس بات پر اتفاق ہے: رکوع کے دوران تطبیق کا حکم منسوخ ہے۔

مشہور حنبلی فقیہ امام موفق الدین حنبلی تحریر کرتے ہیں: اسلاف میں سے بعض حضرات تطبیق کے قائل ہیں اور اس کا طریقہ یہ ہے' نمازی اپنی ایک ہتھیلی کو دوسری پر رکھے اور پھر رکوع کے دوران دونوں ہاتھ اپنے گھٹنوں کے درمیان رکھے۔

ابتدائے اسلام میں ایسا ہوتا تھا مگر پھر یہ حکم منسوخ ہو گیا۔

اس کے بعد ابن قدامہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ کے حوالے سے یہ روایت نقل کی ہے' جسے امام نسائی ؒ نے بھی یہاں نقل کیا ہے۔

مشہور حنفی فقیہ امام ابوجعفر طحاوی نے اپنی کتاب "شرح معانی الآثار" کتاب الصلوۃ میں رکوع میں تطبیق کے موضوع پر ایک

10-اخرجه البخاري في الاذان، باب وضع الاكف على الركب في الركوع (الحديث 790) بمعناه . واخرجه مسلم في المساجد و مواضع الصلاة، باب الندب الى وضع الايدي على الركب في الركوع و نسخ التطبيق (الحديث 29 و 30 و 31) . واخرجه ابوداؤد في الصلاة، باب وضع اليدين على الركبتين (الحديث 867) بنحوه . واخرجه النسائي في التطبيق، نسخ ذلك (الحديث 1032) . واخرجه الترمذي في الصلاة، باب ما جاء في وضع اليدين على الركبتين في الركوع (الحديث 259) مختصرًا . و اخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب وضع اليدين على الركبتين (الحديث 873) بنحوه مختصرًا . تحفة الاشراف (3929) .

باقاعدہ باب تحریر کیا ہے۔ انہوں نے سب سے پہلے علقمہ اور اسود کے حوالے سے وہی حدیث نقل کی ہے' جو اس سے پہلے امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ ذکر کر چکے ہیں۔ اس کے بعد انہوں نے اس روایت کے مختلف طرق بیان کیے ہیں۔

پھر انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے وہ روایت نقل کی ہے' جو موقوف ہے اور جسے اگلے باب میں امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے۔

جس میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ قول منقول ہے: تمہارے لئے یہ چیز سنت قرار دی گئی ہے' تم گھٹنوں کو تھام کے رکھو۔

اس کے بعد امام طحاوی نے مختلف روایات نقل کی ہیں' جس میں یہ بات مذکور ہے' صحابہ کرام رکوع کرتے ہوئے گھٹنوں کو پکڑا کرتے تھے۔ وہ تطبیق نہیں کیا کرتے تھے۔

ان روایات کو نقل کرنے کے بعد امام طحاوی تحریر کرتے ہیں۔

ہم نے جو کچھ ذکر کیا ہے اس سے یہ بات ثابت ہوجاتی ہے' تطبیق کا حکم منسوخ ہے۔•

1032 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ اِسْمَاعِيْلَ بْنِ اَبِيْ خَالِدٍ عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ عَدِيٍّ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ رَكَعْتُ فَطَبَّقْتُ فَقَالَ اَبِيْ اِنَّ هٰذَا شَيْءٌ كُنَّا نَفْعَلُهُ ثُمَّ ارْتَفَعْنَا اِلَى الرُّكَبِ

☆☆ مصعب بن سعد بیان کرتے ہیں' میں رکوع میں گیا' میں نے تطبیق کی تو میرے والد نے فرمایا: یہ طریقہ ہم پہلے استعمال کیا کرتے تھے پھر ہمیں گھٹنوں کی طرف بلند ہوگئے۔ (یعنی ہم نے گھٹنوں پر ہاتھ رکھنا شروع کر دیا)۔

3 - باب الْاِمْسَاكِ بِالرُّكَبِ فِي الرُّكُوْعِ

باب: رکوع کے دوران گھٹنے کو تھامنا (یعنی گھٹنے پر ہاتھ رکھنا)

1033 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ اَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عُمَرَ قَالَ سُنَّتْ لَكُمُ الرُّكَبُ فَاَمْسِكُوْا بِالرُّكَبِ .

☆☆ ابوعبدالرحمٰن' حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تمہارے لیے گھٹنوں (کو پکڑنے کو) مسنون قرار دیا گیا ہے' تو تم لوگ گھٹنوں کو پکڑا کرو۔

شرح

اس باب کا عنوان امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ تجویز کیا ہے' رکوع کے دوران گھٹنوں کو پکڑنا چاہئے' کیونکہ سابقہ ابواب میں امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے تطبیق کے بارے میں روایات نقل کی تھیں اور تطبیق کا حکم منسوخ ہونے کے بارے میں اس باب میں انہوں نے

• (شرح معانی الآثار' کتاب نماز کا بیان' باب: رکوع میں تطبیق کا حکم)

1032-تقدم فی التطبیق، نسخ ذلك (الحديث 1031) .

1033-اخرجه الترمذی فی الصلاة، باب ما جاء فی وضع اليدين على الركبتين فی الركوع (الحديث 258) . واخرجه النسائی فی التطبیق، الامساك بالركب فی الركوع (الحديث 1034) بنحوه . تحفة الاشراف (10482) .

رکوع کا صحیح طریقہ بیان کیا ہے۔ رکوع کا صحیح طریقہ یہ ہے' انسان رکوع میں گھٹنے کو پکڑے گا اس حوالے سے انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ایک "موقوف" روایت دلیل کے طور پر پیش کی ہے' جس کو انہوں نے دو مختلف اسناد کے ساتھ یہاں نقل کیا ہے۔

1034 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ اَبِيْ حَصِيْنٍ عَنْ اَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ قَالَ قَالَ عُمَرُ اِنَّمَا السُّنَّةُ الْاَخْذُ بِالرُّكَبِ .

☆☆ ابوعبدالرحمٰن سلمی بیان کرتے ہیں' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: (رکوع کے دوران) سنت یہ ہے' گھٹنوں کو پکڑا جائے۔

4 - باب مَوَاضِعِ الرَّاحَتَيْنِ فِي الرُّكُوْعِ

باب: رکوع کے دوران ہتھیلیاں رکھنے کی جگہ

1035 - اَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ فِيْ حَدِيْثِهِ عَنْ اَبِي الْاَحْوَصِ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ سَالِمٍ قَالَ اَتَيْنَا اَبَا مَسْعُوْدٍ فَقُلْنَا لَهُ حَدِّثْنَا عَنْ صَلَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . فَقَامَ بَيْنَ اَيْدِيْنَا وَكَبَّرَ فَلَمَّا رَكَعَ وَضَعَ رَاحَتَيْهِ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ وَجَعَلَ اَصَابِعَهُ اَسْفَلَ مِنْ ذٰلِكَ وَجَافٰى بِمِرْفَقَيْهِ حَتّٰى اسْتَوٰى كُلُّ شَيْءٍ مِّنْهُ ثُمَّ قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقَامَ حَتّٰى اسْتَوٰى كُلُّ شَيْءٍ مِّنْهُ .

☆☆ سالم بیان کرتے ہیں' ہم لوگ حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے' ہم نے ان سے کہا کہ آپ ہمیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے طریقے کے بارے میں بتائیں' وہ ہمارے سامنے کھڑے ہوگئے انہوں نے تکبیر کہی جب وہ رکوع میں گئے' تو انہوں نے اپنی دونوں ہتھیلیاں اپنے گھٹنوں پر رکھیں اور اپنی انگلیاں گھٹنوں سے نیچے رکھیں اور اپنی دونوں کہنیاں (پہلو سے) دور رکھیں' یہاں تک کہ ہر عضو بالکل سیدھا ہوگیا' پھر وہ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہتے ہوئے کھڑے ہوگئے اور ان کا ہر عضو بالکل سیدھا ہوگیا (یعنی وہ اطمینان سے رکوع میں گئے اور اطمینان سے کھڑے ہوگئے)۔

5 - باب مَوَاضِعِ اَصَابِعِ الْيَدَيْنِ فِي الرُّكُوْعِ

باب: رکوع کے دوران ہاتھوں کی انگلیاں رکھنے کی جگہ

1036 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الرَّهَاوِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ سَالِمٍ اَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَمْرٍو قَالَ اَلَا اُصَلِّيْ لَكُمْ كَمَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ فَقُلْنَا بَلٰى .

1034-تقدم فی التطبیق، الامساك بالركب فی الركوع (الحديث 1033) .

1035-اخرجه ابوداؤد فی الصلاة، باب صلاة من لا يقيم صلبه فی الركوع و السجود (الحديث 863) مطولاً . و اخرجه النسائی فی التطبیق، باب مواضع اصابع اليدين فی الركوع (الحديث 1036) مطولاً و الحديث عند: النسائی فی التطبیق، باب التجافی الركوع (الحديث 1037) . تحفة الاشراف (9985) .

1036-تقدم فی التطبیق، باب مواضع الراحتين فی الركوع (الحديث 1035) .

فَقَامَ فَلَمَّا رَكَعَ وَضَعَ رَاحَتَيْهِ عَلَى رُكْبَتَيْهِ وَجَعَلَ أَصَابِعَهُ مِنْ وَرَاءِ رُكْبَتَيْهِ وَجَافَى إِبْطَيْهِ حَتَّى اسْتَقَرَّ كُلُّ شَيْءٍ مِنْهُ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَقَامَ حَتَّى اسْتَوَى كُلُّ شَيْءٍ مِنْهُ ثُمَّ سَجَدَ فَجَافَى إِبْطَيْهِ حَتَّى اسْتَقَرَّ كُلُّ شَيْءٍ مِنْهُ ثُمَّ قَعَدَ حَتَّى اسْتَقَرَّ كُلُّ شَيْءٍ مِنْهُ ثُمَّ سَجَدَ حَتَّى اسْتَقَرَّ كُلُّ شَيْءٍ مِنْهُ ثُمَّ صَنَعَ كَذَلِكَ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ ثُمَّ قَالَ هَكَذَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي وَهَكَذَا كَانَ يُصَلِّي بِنَا .

☆☆ ابوعبداللہ سالم حضرت عقبہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: انہوں نے فرمایا: کیا میں تم لوگوں کو اسی طرح سے نماز ادا کر کے نہ دکھاؤں جس طرح میں نے نبی اکرم ﷺ کو نماز ادا کرتے ہوئے دیکھا ہے؟

(راوی کہتے ہیں:) ہم نے جواب دیا: جی ہاں! تو وہ کھڑے ہوئے' جب وہ رکوع میں گئے' تو انہوں نے اپنے دونوں ہاتھ اپنے گھٹنوں پر رکھے اور اپنی انگلیاں گھٹنوں سے نیچے رکھیں' انہوں نے اپنی بغلوں کو کشادہ رکھا (یعنی کہنیوں کو پہلو سے دور رکھا)' یہاں تک کہ ان کا ہر عضو اپنی جگہ پر آ گیا' پھر انہوں نے اپنا سر اُٹھایا اور کھڑے ہوئے' یہاں تک کہ ان کا ہر عضو اپنی جگہ پر آ گیا' پھر جب وہ سجدے میں گئے' تو انہوں نے اپنی بغلوں کو کشادہ رکھا (یعنی کہنی پہلو سے دور رکھی)' یہاں تک کہ ان کا ہر عضو اپنی جگہ پر ٹھہر گیا' پھر وہ سجدے میں گئے' یہاں تک کہ ان کا ہر عضو اپنی جگہ پر ٹھہر گیا' پھر انہوں نے چار رکعات کو اسی طرح ادا کیا' پھر وہ بولے: میں نے نبی اکرم ﷺ کو اسی طرح نماز ادا کرتے ہوئے دیکھا ہے' نبی اکرم ﷺ ہمیں اسی طرح نماز پڑھایا کرتے تھے۔

شرح

یہ اور اس کے ساتھ آگے آنے والے ابواب کے تحت نقل ہونے والی روایات میں رکوع کرنے کا طریقہ بیان کیا گیا ہے۔ اس لئے ہم مختصر طور پر رکوع کے احکام بیان کریں گے۔

رکوع کرنا' نماز میں فرض ہے

رکوع کا لغوی مطلب جھک جانا ہے' جبکہ شرعی طور پر اس سے مراد سر اور پشت کو ایک ساتھ طریقے سے جھکانا ہے' آدمی کے دونوں ہاتھ اس کے گھٹنوں تک پہنچ جائیں۔ اس کی کم از کم مقدار یہ ہے' آدمی اتنا جھک جائے کہ اس کے دونوں ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ جائیں اور اس کی کامل ترین مقدار یہ ہے' انسان کی کمر اور گردن اس طرح سے سیدھی ہو کہ وہ ایک تختہ ہے۔

رکوع کے دوران دونوں ہاتھ گھٹنوں پر رکھنا سنت ہے۔ اس طرح کہ انگلیاں درمیانے طور پر نہ بالکل بند ہوں' نہ بالکل کھلی ہوئی ہوں۔

رکوع کے دوران آدمی نہ اپنے سر کو اوپر کی طرف کرے گا' نہ نیچے کی طرف' اس دوران اپنی کہنیاں اپنے پہلو سے الگ رکھے گا۔ تاہم یہ حکم مردوں کے لئے ہے' خواتین کے لئے حکم یہ ہے' وہ خود کو سمیٹ کر رکوع کریں گی۔

رکوع کے فرض ہونے کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے۔

"اے ایمان والو! رکوع کرو۔" (الحج: 77)

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں ترجمۃ الباب میں ہاتھوں کی انگلیوں کا ذکر کیا ہے' جبکہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "صحیح" میں ہتھیلیاں گھٹنوں پر رکھنے کا ذکر کیا ہے۔

اس کی وضاحت کرتے ہیں علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بات تحریر کی ہے: سفیان ثوری، امام اوزاعی، ابن سیرین، حسن بصری، امام ابوحنیفہ، امام شافعی، امام احمد بن حنبل (رحمۃ اللہ علیہم)، ان کے اصحاب یہ سب حضرات (صحیح بخاری میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول) حدیث کی بنیاد پر یہ کہتے ہیں: نمازی جب رکوع کرے گا' تو اس وقت اپنے ہاتھوں کے ذریعے اپنے گھٹنے کو پکڑے گا اور اپنی انگلیوں کو کشادہ رکھے گا۔*

•••——•••——•••

6 - باب التَّجَافِي فِي الرُّكُوعِ

باب: رکوع کے دوران (کہنیوں کو پہلو سے) پرے رکھنا

1037 - أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنِ ابْنِ عُلَيَّةَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ سَالِمٍ الْبَرَّادِ قَالَ قَالَ أَبُو مَسْعُودٍ أَلَا أُرِيكُمْ كَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي قُلْنَا بَلَى . فَقَامَ فَكَبَّرَ فَلَمَّا رَكَعَ جَافَى بَيْنَ إِبْطَيْهِ حَتَّى لَمَّا اسْتَقَرَّ كُلُّ شَيْءٍ مِنْهُ رَفَعَ رَأْسَهُ فَصَلَّى أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ هَكَذَا وَقَالَ هَكَذَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي .

☆☆ سالم براد بیان کرتے ہیں' حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا میں تم لوگوں کو دکھاؤں؟ نبی اکرم ﷺ کس طرح نماز ادا کیا کرتے تھے؟ ہم نے جواب دیا: جی ہاں! حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے' انہوں نے تکبیر کہی' جب وہ رکوع میں گئے تو انہوں نے اپنی دونوں بغلوں کو الگ رکھا (یعنی کہنی کو پہلو سے دور رکھا)' یہاں تک کہ ان کا ہر عضو اپنی جگہ پر ٹھہر گیا (یعنی انہوں نے اطمینان سے رکوع کیا) پھر انہوں نے اپنا سر اُٹھایا اور اسی طرح چار رکعات ادا کیں' انہوں نے فرمایا: میں نے اسی طرح نبی اکرم ﷺ کو نماز ادا کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

7 - باب الْاِعْتِدَالِ فِي الرُّكُوعِ

باب: رکوع میں اعتدال کرنا

1038 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَكَعَ اعْتَدَلَ فَلَمْ يَنْصِبْ

* عمدۃ القاری کتاب نماز کے طریقے کے ابواب، باب رکوع کے دوران ہتھیلیوں کو گھٹنوں پر رکھنا۔

1037-تقدم في التطبيق، باب مواضع الراحتين في الركوع (الحديث 1035) .

رَأْسَهُ وَلَمْ يُقْنِعْهُ وَوَضَعَ يَدَيْهِ عَلَى رُكْبَتَيْهِ .

☆☆ حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب رکوع میں جاتے تھے' تو اعتدال کیا کرتے تھے یعنی آپ اپنے سر کو نہ اوپر اُٹھاتے تھے' اور نہ ہی بالکل جھکا دیتے تھے' اور آپ اپنے دونوں ہاتھ اپنے گھٹنوں پر رکھا کرتے تھے۔

شرح

امام نسائی رحمہ اللہ نے یہاں جو روایت نقل کی ہے اس سے ملتی جلتی ایک روایت امام ابن ابی شیبہ نے بھی اپنی ''مصنف'' میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے نقل کی ہے، وہ بیان کرتی ہیں۔

''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب رکوع میں جاتے تھے' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سر کو اوپر کی طرف اٹھاتے نہیں تھے' اور نیچے کی طرف جھکاتے بھی نہیں تھے بلکہ سر کو درمیانی حالت میں رکھتے تھے۔''

•••———•••———•••

8 - باب النَّهْيِ عَنِ الْقِرَآءَةِ فِي الرُّكُوعِ

باب: رکوع کے دوران قرأت کرنے کی ممانعت

1039 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ مَسْعَدَةَ عَنْ اَشْعَثَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبِيْدَةَ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ نَهَانِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْقَسِّيِّ وَالْحَرِيْرِ وَخَاتَمِ الذَّهَبِ وَاَنْ اَقْرَاَ وَاَنَا رَاكِعٌ وَقَالَ مَرَّةً اُخْرٰى وَاَنْ اَقْرَاَ رَاكِعًا .

☆☆ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے قسی (مخصوص قسم کا ریشمی کپڑا) ریشم' سونے کی انگوٹھی (پہننے) سے منع کیا ہے اور اس بات سے منع کیا ہے' میں رکوع کے دوران قرأت کروں۔

راوی نے ایک مرتبہ الفاظ کچھ مختلف نقل کیے ہیں۔

شرح

اس بات پر تمام فقہاء کا اتفاق ہے' رکوع کے دوران قرأت کرنا ممنوع ہے' کیونکہ رکوع کا مخصوص محل تسبیح کرنا اور ذکر اذکار کرنا ہے۔

1038-اخرجه البخاري في الاذان، باب سنة الجلوس في التشهد (الحديث 828) مسندا مطولا . و اخرجه الترمذي في الصلاة، باب (منه) (الحديث 304 و 305) مطولا . و اخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب اتمام الصلاة (الحديث 1061) مطولا . و الحديث عند: ابي داؤد في الصلاة، باب من ذكر التورك في الرابعة (الحديث 963 و 964 و 965) . و النسائي في التطبيق، باب فتح اصابع الرجلين في السجود (الحديث 1100)، و في السهو، باب رفع اليدين في القيام الى الركعتين الأخريين (الحديث 1180)، و باب صفة الجلوس في الركعة التي يقضى فيها الصلاة (الحديث 1261) . و ابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيه، باب افتتاح الصلاة (الحديث 803)، و باب رفع اليدين اذا ركع و اذا رفع راسه من الركوع (الحديث 862) . تحفة الاشراف (11897) .

1039-انفرد به النسائي و سيأتي في الزينة، حديث عبيدة (الحديث 5198 و 5199 و 5200) تحفة الاشراف (10238 و 19001) .

1040 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حُنَيْنٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ نَهَانِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ خَاتَمِ الذَّهَبِ وَعَنِ الْقِرَآءَةِ رَاكِعًا وَّعَنِ الْقَسِّيِّ وَالْمُعَصْفَرِ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما' حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے سونے کی انگوٹھی پہننے' رکوع کے دوران قرأت کرنے اور قسی اور معصفر (مخصوص قسم کے دو کپڑے) استعمال کرنے سے منع کیا ہے۔

1041 - اَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ دَاوٗدَ الْمُنْكَدِرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ فُدَيْكٍ عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ حُنَيْنٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ نَهَانِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا اَقُوْلُ نَهَاكُمْ عَنْ تَخَتُّمِ الذَّهَبِ وَعَنْ لُبْسِ الْقَسِّيِّ وَعَنْ لُبْسِ الْمُفَدَّمِ وَالْمُعَصْفَرِ وَعَنِ الْقِرَآءَةِ فِي الرُّكُوْعِ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما' حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اس بات سے منع کیا ہے' میں یہ نہیں کہتا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تم لوگوں کو اس بات سے منع کیا ہے' (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے) سونے کی انگوٹھی پہننے' قسی لباس پہننے' مفدم لباس پہننے' معصفر لباس پہننے اور رکوع کے دوران قرأت کرنے سے منع کیا ہے۔

1042 - اَخْبَرَنَا عِيْسَى بْنُ حَمَّادٍ زُغْبَةُ عَنِ اللَّيْثِ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ حَبِيْبٍ اَنَّ اِبْرَاهِيْمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حُنَيْنٍ حَدَّثَهُ اَنَّ اَبَاهُ حَدَّثَهُ اَنَّهُ سَمِعَ عَلِيًّا يَقُوْلُ نَهَانِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ خَاتَمِ الذَّهَبِ وَعَنْ لَبُوْسِ الْقَسِّيِّ وَالْمُعَصْفَرِ وَقِرَآءَةِ الْقُرْاٰنِ وَاَنَا رَاكِعٌ .

☆☆ ابراہیم بن عبداللہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے سونے کی انگوٹھی پہننے' قسی اور معصفر لباس پہننے اور رکوع کے دوران قرأت کرنے سے منع کیا ہے۔

1043 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حُنَيْنٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ نَهَانِي

1040-اخرجه مسلم في الصلاة، باب النهي عن قراءة القرآن في الركوع و السجود (الحديث 212 و 213) مختصرا . و اخرجه النسائي في التطبيق، النهي عن القراءة في الركوع (الحديث 1041) مطولا . و باب النهي عن القراءة في السجود (الحديث 1117) مطولا . و في الزينة، خاتم الذهب (الحديث 5187 و 5188)، و النهي عن لبس خاتم الذهب (الحديث 5282) تحفة الاشراف (10194) .

1041-تقدم في التطبيق، النهي عن القراءة في الركوع (الحديث 1040) .

1042-اخرجه مسلم في الصلاة، باب النهي عن قراءة القرآن من الركوع و السجود (الحديث 210 و 211 و 213) مختصرا . و في اللباس و الزينة، باب النهي عن لبس الرجل الثوب المعصفر (الحديث 29 و 30 و 31) . و اخرجه ابو داؤد في اللباس، باب من كرهه (الحديث 4044 و 4045 و 4046) . و اخرجه الترمذي في الصلاة، باب ما جاء في النهي عن القراءة في الركوع و السجود (الحديث 264)، و في اللباس، باب ما جاء في كراهية خاتم الذهب (الحديث 1737) . و اخرجه النسائي في التطبيق، النهي عن القراءة في الركوع (الحديث [illegible]) و باب النهي عن القراءة في السجود (الحديث 1118)، و في الزينة، خاتم الذهب (الحديث 5189 و 5190 و 5193 و [illegible]) على يحيى بن ابي كثير فيه (الحديث 5195 و 5196 و 5197)، والنهي عن لبس خاتم الذهب (الحديث 5283 و 5284 [illegible]) و 5287)، و ذكر النهي عن لبس المعصفر (الحديث 5333) . والحديث عند: الترمذي في اللباس، باب ما جاء في كراهية [illegible] (الحديث 1725)، و النسائي في الزينة، خاتم الذهب (الحديث 5192) . و ابن ماجه في اللباس، باب كراهية المعصفر [illegible] 3602)، و باب النهي عن خاتم الذهب (الحديث 3642) تحفة الاشراف (10179) .

1043-تقدم في التطبيق، النهي عن القراءة في السجود (1042) .

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ لُبْسِ الْقَسِّيِّ وَالْمُعَصْفَرِ وَعَنْ تَخَتُّمِ الذَّهَبِ وَعَنِ الْقِرَاءَةِ فِي الرُّكُوْعِ .

★★ ابراہیم بن عبداللہ اپنے والد کے حوالے سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے قسی اور معصفر پہننے' سونے کی انگوٹھی پہننے اور رکوع میں قرأت کرنے سے منع کیا ہے۔

9 - باب تَعْظِيْمِ الرَّبِّ فِي الرُّكُوْعِ

باب: رکوع کے دوران پروردگار کی عظمت کا اعتراف کرنا

1044 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ سُحَيْمٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَعْبَدِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَشَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السِّتَارَةَ وَالنَّاسُ صُفُوْفٌ خَلْفَ اَبِيْ بَكْرٍ - رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ - فَقَالَ "اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّهُ لَمْ يَبْقَ مِنْ مُبَشِّرَاتِ النُّبُوَّةِ اِلَّا الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ يَرَاهَا الْمُسْلِمُ اَوْ تُرٰى لَهُ - ثُمَّ قَالَ - اَلَا اِنِّيْ نُهِيْتُ اَنْ اَقْرَاَ رَاكِعًا اَوْ سَاجِدًا فَاَمَّا الرُّكُوْعُ فَعَظِّمُوْا فِيْهِ الرَّبَّ وَاَمَّا السُّجُوْدُ فَاجْتَهِدُوْا فِي الدُّعَاءِ فَقَمِنٌ اَنْ يُسْتَجَابَ لَكُمْ ."

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پردہ ہٹایا' لوگ اُس وقت صفوں میں کھڑے ہو کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں نماز ادا کر رہے تھے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے لوگو! نبوت کے مبشرات میں سے اب صرف سچے خواب ہی باقی رہ گئے ہیں' جنہیں کوئی مسلمان دیکھتا ہے' یا جو اسے دکھائے جاتے ہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھے اس بات سے منع کیا گیا ہے' میں رکوع یا سجدے کی حالت میں قرأت کروں' جہاں تک رکوع کا تعلق ہے' تو تم اس میں اپنے پروردگار کی عظمت کا اعتراف کرو (یعنی سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ پڑھو) اور جہاں تک سجدے کا تعلق ہے' تو تم اس میں بھرپور طریقے سے دعا مانگو کیونکہ وہ اس لائق ہے' اسے قبول کیا جائے۔

شرح

اس حدیث میں' اور اس کے بعد آنے والے ابواب کے بعد نقل ہونے والی احادیث میں اس بات کا تذکرہ ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رکوع کے دوران مختلف الفاظ میں اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کیا کرتے تھے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح بخاری میں رکوع کے دوران دعا مانگنے کے بارے میں ایک باب قائم کیا ہے جس میں منقول حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے حافظ بدرالدین محمود عینی تحریر کرتے ہیں:

سجدہ کے دوران اور رکوع کے دوران ذکر کرنا سنت ہے' تاہم اس کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے۔

امام شافعی، امام احمد بن حنبل، اسحاق بن راہویہ، داؤد ظاہری (رحمۃ اللہ علیہم) اس بات کے قائل ہیں' جن دعاؤں کا تذکرہ

1044-اخرجه مسلم في الصلاة، باب النهي عن قراءة القرآن في الركوع و السجود (الحديث 207) . واخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب في الدعاء في الركوع و السجود (الحديث 876) . واخرجه النسائي في التطبيق، باب الامر بالاجتهاد في الدعاء في السجود (الحديث 1119) بنحوه . والحديث عند : ابن ماجه في تعبير الرؤيا، باب الرؤيا الصالحة يراها المسلم او ترى له (الحديث 3899) . تحفة الاشراف (5812) .

احادیث میں مذکور ہے نمازی ان میں سے جو چاہے دعا پڑھ سکتا ہے خواہ آدمی فرض نماز ادا کر رہا ہو یا نفل نماز ادا کر رہا ہو۔

رکوع اور سجدے کے دوران جو تسبیحات پڑھی جاتی ہیں ان کے شرعی حکم میں بھی فقہائے کے مابین اختلاف پایا جاتا ہے:

امام مالک، امام ابوحنیفہ اور امام شافعی (رحمۃ اللہ علیہم) کے نزدیک ان تسبیحات کو پڑھنا سنت ہے' اگر کوئی ان کو ترک کر دیتا ہے' تو وہ گناہ گار نہیں ہوگا اور اس شخص کی نماز درست ہوگی خواہ وہ شخص بھول کر ان تسبیحات کو ترک کر دیتا ہے یا جان بوجھ کر انہیں ترک کرتا ہے' تاہم ان تسبیحات کو جان بوجھ کر ترک کرنا مکروہ ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور اسحاق بن راہویہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ان تسبیحات کو پڑھنا واجب ہے' اگر کوئی شخص جان بوجھ کر انہیں ترک کر دیتا ہے' تو اس کی نماز باطل ہوگی۔ اگر اس نے بھول کر انہیں ترک کیا ہو' نماز باطل نہیں ہوگی۔

اگلی روایات میں امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے وہ الفاظ نقل کئے ہیں' جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رکوع کے دوران دعا کے طور پر پڑھتے تھے یا تسبیح کے طور پر پڑھا کرتے تھے۔

•••——•••——•••

10 - باب الذِّكْرِ فِي الرُّكُوْعِ

باب: رکوع کے دوران ذکر کرنا

1045 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنِ الْمُسْتَوْرِدِ بْنِ الْاَحْنَفِ عَنْ صِلَةَ بْنِ زُفَرَ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَكَعَ فَقَالَ فِيْ رُكُوْعِهٖ "سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ ." وَفِيْ سُجُوْدِهٖ "سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى ."

★★ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز ادا کی' جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع میں گئے' تو آپ نے رکوع میں سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ پڑھا اور سجدے میں سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى پڑھا۔

11 - باب نَوْعٌ اٰخَرُ مِنَ الذِّكْرِ فِي الرُّكُوْعِ

باب: رکوع کے دوران ایک دوسری قسم کا ذکر

1046 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ وَّيَزِيْدُ قَالَا حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اَبِيْ

• عمدۃ القاری، نماز کے طریقے کے متعلق ابواب، رکوع کے دوران دعا مانگنا۔

1045-تقدم في الافتتاح، تعوذ القارىء اذا مر بآية عذاب (الحديث 1007) .

1046-اخرجه البخاري في الاذان، باب الدعاء في الركوع (الحديث 794)، و باب التسبيح و الدعاء في السجود (الحديث 817)، وفي المغازي، باب . 51 . (الحديث 4293)، و في التفسير، سورة (اذا جاء نصر الله) وباب . 2 . (الحديث 4968) . واخرجه مسلم في الصلاة، باب ما يقال في الركوع و السجود (الحديث 217) . واخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب في الدعاء في الركوع و السجود (الحديث 877) . واخرجه النسائي في التطبيق، نوع آخر (الحديث 1121)، و نوع آخر (الحديث 1122) . واخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب التسبيح في الركوع والسجود (الحديث 889) . والحديث عند : البخاري في التفسير، سورة (اذا جاء نصر الله) باب . 1 . (الحديث 4967) . ومسلم في الصلاة، باب ما يقال في الركوع و السجود (الحديث 218 و 219) . تحفة الاشراف (17635) .

الضُّحٰی عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكْثِرُ اَنْ يَّقُوْلَ فِیْ رُكُوْعِهٖ وَسُجُوْدِهٖ "سُبْحَانَكَ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ".

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ ؓ بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ اپنے رکوع اور سجدے کے دوران بکثرت یہ دعا پڑھا کرتے تھے:

"تو پاک ہے (اے) ہمارے پروردگار! ہر طرح کی حمد تیرے لیے مخصوص ہے اے اللہ! تو میری مغفرت کر دے"۔

12 - باب نَوْعٌ اٰخَرُ مِنْهُ

باب: ایک اور قسم کا ذکر

1047 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَنْبَاَنِیْ قَتَادَةُ عَنْ مُطَرِّفٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِیْ رُكُوْعِهٖ "سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوْحِ".

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ ؓ بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ رکوع میں یہ پڑھا کرتے تھے:

"وہ ذات انتہائی پاک ہے انتہائی مقدس ہے جو فرشتوں اور روح الامین کا پروردگار ہے"۔

13 - باب نَوْعٌ اٰخَرُ مِنَ الذِّكْرِ فِی الرُّكُوْعِ

باب: رکوع کے دوران ذکر کی ایک اور قسم

1048 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُوْرٍ - يَعْنِی النَّسَائِیَّ - قَالَ حَدَّثَنَا اٰدَمُ بْنُ اَبِیْ اِيَاسٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ مُعَاوِيَةَ - يَعْنِی ابْنَ صَالِحٍ - عَنْ اَبِیْ قَيْسٍ الْكِنْدِیِّ - وَهُوَ عَمْرُو بْنُ قَيْسٍ - قَالَ سَمِعْتُ عَاصِمَ بْنَ حُمَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ عَوْفَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ قُمْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً فَلَمَّا رَكَعَ مَكَثَ قَدْرَ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ يَقُوْلُ فِیْ رُكُوْعِهٖ "سُبْحَانَ ذِی الْجَبَرُوْتِ وَالْمَلَكُوْتِ وَالْكِبْرِيَاءِ وَالْعَظَمَةِ".

☆☆ حضرت عوف بن مالک ؓ بیان کرتے ہیں: ایک رات میں نبی اکرم ﷺ کی اقتداء میں کھڑا ہو گیا، جب آپ رکوع میں گئے تو آپ اتنی دیر رکوع میں ٹھہرے رہے جتنی دیر میں سورۃ البقرۃ تلاوت کی جا سکتی ہے، آپ ﷺ رکوع کے دوران یہ پڑھتے رہے:

"پاک ہے وہ ذات! جو غلبے، بادشاہی، کبریائی اور عظمت کی مالک ہے"۔

1047- اخرجه مسلم في الصلاة، باب ما يقال في الركوع و السجود (الحديث 223 و 224). و اخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب ما يقول الرجل في ركوعه و سجوده (الحديث 872) و اخرجه النسائي في التطبيق، نوع آخر (الحديث 1133). تحفة الاشراف (17664).

1048- اخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب ما يقول الرجل في ركوعه و سجوده (الحديث 873) مطولاً. و اخرجه الترمذي في الشمائل، باب ما جاء في عبادة رسول الله صلى الله عليه وسلم (الحديث 296) مطولاً. و اخرجه النسائي في التطبيق، نوع آخر (الحديث 1131) مطولاً. تحفة الاشراف (10912).

14 - باب نَوْعٌ اٰخَرُ مِنْهُ

باب: اس کی ایک اور قسم

1049 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِیٍّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِیٍّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ اَبِیْ سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَمِّیَ الْمَاجِشُوْنُ بْنُ اَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْاَعْرَجِ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ رَافِعٍ عَنْ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا رَكَعَ قَالَ "اللّٰهُمَّ لَكَ رَكَعْتُ وَلَكَ اَسْلَمْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ خَشَعَ لَكَ سَمْعِیْ وَبَصَرِیْ وَعِظَامِیْ وَمُخِّیْ وَعَصَبِیْ".

☆☆ حضرت علی بن ابوطالب ؓ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ جب رکوع میں جاتے تھے تو یہ پڑھتے تھے:

"اے اللہ! میں نے تیرے لیے رکوع کیا ہے، میں تیرا فرمانبردار ہوا ہوں، میں نے تجھ پر ایمان رکھا ہے، میری سماعت، میری بصارت، میری ہڈیاں، میرا گودا اور میرے پٹھے تیرے سامنے جھکے ہوئے ہیں"۔

15 - باب نَوْعٌ اٰخَرُ

باب: ایک اور قسم کا تذکرہ

1050 - اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ عُثْمَانَ الْحِمْصِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ حَيْوَةَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا رَكَعَ قَالَ "اللّٰهُمَّ لَكَ رَكَعْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَلَكَ اَسْلَمْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ اَنْتَ رَبِّیْ خَشَعَ سَمْعِیْ وَبَصَرِیْ وَدَمِیْ وَلَحْمِیْ وَعَظْمِیْ وَعَصَبِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ".

☆☆ حضرت جابر بن عبداللہ ؓ نبی اکرم ﷺ کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: جب آپ ﷺ رکوع میں جاتے تو یہ پڑھا کرتے تھے:

"اے اللہ! میں نے تیرے لیے رکوع کیا ہے، میں تجھ پر ایمان لایا ہوں، میں نے تیرے سامنے سر جھکایا ہے، میں تجھ پر توکل کرتا ہوں، تو میرا پروردگار ہے، میری سماعت، میری بصارت، میرا خون، میرا گوشت، میری ہڈیاں اور میرے پٹھے تمام جہانوں کے پروردگار "اللہ" کے سامنے جھکے ہوئے ہیں"۔

1049- اخرجه مسلم في صلاة المسافرين و قصرها، باب الدعاء في صلاة الليل و قيامه (الحديث 201 و 202) مطولاً. و اخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب ما يستفتح به الصلاة من الدعاء (الحديث 760 و 761) مطولاً. و اخرجه الترمذي في الدعوات، باب (منه) (الحديث 3421 و 3422 و 3423). و اخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب سجود القرآن (الحديث 1054) مختصراً. و الحديث عند ابي داؤد في الصلاة، باب من ذكر انه يرفع يديه اذا قام من الثنتين (الحديث 744)، و باب ما يقول الرجل اذا سلم (الحديث 1509). و النسائي في الافتتاح، نوع آخر من الذكر و الدعاء بين التكبير و القراءة (896)، و في التطبيق، نوع آخر (الحديث 1125). و ابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب رفع اليدين اذا ركع و اذا رفع رأسه من الركوع (الحديث 864). تحفة الاشراف (10228).

1050- انفرد به النسائي. تحفة الاشراف (3049).

1051 - اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ عُثْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ حِمْيَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ وَذَكَرَ اٰخَرَ قَبْلَهُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْاَعْرَجِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مَسْلَمَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا قَامَ يُصَلِّيْ تَطَوُّعًا يَقُوْلُ اِذَا رَكَعَ "اَللّٰهُمَّ لَكَ رَكَعْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَلَكَ اَسْلَمْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ اَنْتَ رَبِّيْ خَشَعَ سَمْعِيْ وَبَصَرِيْ وَلَحْمِيْ وَدَمِيْ وَمُخِّيْ وَعَصَبِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ".

☆☆ حضرت محمد بن مسلمہ ؓ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ جب نفل نماز ادا کرنے کے لیے کھڑے ہوتے تھے تو رکوع میں یہ پڑھا کرتے تھے:

"اے اللہ! میں نے تیرے لیے رکوع کیا ہے' تجھ پر ایمان لایا ہوں' تیری فرمانبرداری اختیار کی ہے' میں تجھ پر توکل کرتا ہوں' تو میرا پروردگار ہے' میری سماعت' میری بصارت' میرا گوشت' میرا خون' میرا گودا' میرے پٹھے اللہ تعالیٰ کے سامنے جھکے ہوئے ہیں' جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے"۔

16 - باب الرُّخْصَةِ فِيْ تَرْكِ الذِّكْرِ فِي الرُّكُوْعِ

باب: رکوع کے دوران ذکر کو ترک کرنے کی اجازت

1052 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ مُضَرَ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ يَحْيَى الزُّرَقِيِّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَمِّهِ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ وَكَانَ بَدْرِيًّا قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْ دَخَلَ رَجُلٌ الْمَسْجِدَ فَصَلّٰى وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْمُقُهُ وَلَا يَشْعُرُ ثُمَّ انْصَرَفَ فَاَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَرَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ ثُمَّ قَالَ "ارْجِعْ فَصَلِّ فَاِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ". قَالَ لَا اَدْرِيْ فِي الثَّانِيَةِ اَوْ فِي الثَّالِثَةِ قَالَ وَالَّذِيْ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ لَقَدْ جَهِدْتُ فَعَلِّمْنِيْ وَاَرِنِيْ. قَالَ "اِذَا اَرَدْتَ الصَّلَاةَ فَتَوَضَّاْ فَاَحْسِنِ الْوُضُوْءَ ثُمَّ قُمْ فَاسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ ثُمَّ كَبِّرْ ثُمَّ اقْرَاْ ثُمَّ ارْكَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ رَاكِعًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَعْتَدِلَ قَائِمًا ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ثُمَّ ارْفَعْ رَاْسَكَ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ قَاعِدًا ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا فَاِذَا صَنَعْتَ ذٰلِكَ فَقَدْ قَضَيْتَ صَلَاتَكَ وَمَا انْتَقَصْتَ مِنْ ذٰلِكَ فَاِنَّمَا تَنْقُصُهُ مِنْ صَلَاتِكَ".

☆☆ علی بن یحییٰ اپنے والد کے حوالے سے ان کے چچا حضرت رفاعہ بن رافع ؓ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' یہ بدری صحابی ہیں' وہ بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ ہم نبی اکرم ﷺ کے ساتھ موجود تھے' اسی دوران ایک شخص مسجد میں داخل ہوا' اس نے

1051-انفرد بہ النسائی . والحدیث عند النسائی فی الافتتاح، نوع آخر من الذکر و الدعاء بین التکبیر و القراءة (الحدیث 897)، وفی التطبیق، نوع آخر (الحدیث 1127) . تحفة الاشراف (11230) .

1052-اخرجہ ابوداؤد فی الصلاة، باب صلاة من لا یقیم صلبہ فی الرکوع و السجود (الحدیث 857 و 858 و 859 و 860 و 861) . واخرجہ الترمذی فی الصلاة، باب ما جاء فی وصف الصلاة (الحدیث 302) . واخرجہ النسائی فی التطبیق، باب الرخصة فی ترک الذکر فی السجود (الحدیث 1135)، وفی السہو، باب اقل ما یجزی من عمل الصلاة (الحدیث 1312) . و الحدیث عند النسائی فی الاذان، الاقامة لمن یصلی وحدہ (الحدیث 666) . و ابن ماجہ فی الطہارة و سننہا، باب ما جاء فی الوضوء علی ما امر اللہ تعالیٰ (الحدیث 460) . تحفة الاشراف (3604) .

نماز ادا کی' نبی اکرم ﷺ اس کا جائزہ لے رہے تھے' لیکن اسے اس بات کا اندازہ نہیں تھا' جب وہ نماز پڑھ کر فارغ ہوا تو نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا اور آپ کو سلام کیا' نبی اکرم ﷺ نے اسے سلام کا جواب دیا اور ارشاد فرمایا: تم واپس جاؤ اور (دوبارہ) نماز ادا کرو' کیونکہ تم نے (صحیح طریقے سے) نماز ادا نہیں کی ہے۔ (ایسا دو یا تین مرتبہ ہوا) راوی کہتے ہیں: مجھے نہیں معلوم دوسری یا شاید تیسری مرتبہ اس شخص نے عرض کی: اس ذات کی قسم! جس نے آپ پر کتاب نازل کی ہے' میں نے تو اپنی طرف سے پوری کوشش کی ہے' تو آپ مجھے تعلیم دیں اور مجھے سکھائیں (کہ میں کیسے نماز ادا کروں؟) نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم نماز کا ارادہ کرو تو پہلے وضو کرو اور اچھی طرح سے وضو کرو' پھر تم کھڑے ہو کر قبلہ کی طرف رخ کرلو' پھر تکبیر کہو' پھر قرأت کرو' پھر رکوع کرو اور اطمینان سے رکوع کرو' پھر اپنے سر کو اٹھاؤ اور سیدھے کھڑے ہو جاؤ' پھر سجدے میں جاؤ اور اطمینان سے سجدہ کرو' پھر اپنے سر کو اٹھاؤ اور اطمینان سے بیٹھ جاؤ' پھر سجدے میں جاؤ اور اطمینان سے سجدہ کرو' جب تم ایسا کرلو گے تم اپنی نماز مکمل ادا کرلو گے' اگر تم اس میں کمی کرتے ہو' تو اسی حساب سے تمہاری نماز میں کمی ہو جائے گی۔

17 - باب الْاَمْرِ بِاِتْمَامِ الرُّكُوْعِ

باب: رکوع پورا کرنے کا حکم

1053 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسًا يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اَتِمُّوا الرُّكُوْعَ وَالسُّجُوْدَ اِذَا رَكَعْتُمْ وَسَجَدْتُمْ".

☆☆ حضرت انس ؓ' نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"جب تم لوگ رکوع میں جاؤ اور سجدہ کرو' تو رکوع و سجود مکمل کیا کرو"۔

شرح

اس حدیث میں رکوع اور سجدے کو مکمل کرنے کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس سے مراد یہ ہے' انسان اطمینان کے ساتھ رکوع اور سجدہ کرے جلد بازی میں انہیں ادا نہ کرے۔

رکوع اور سجدے کو اطمینان اور اعتدال کے ساتھ ادا کرنا امام ابوحنیفہ اور امام محمد ؒ کے نزدیک واجب ہے۔

امام ابویوسف اور امام شافعی ؒ اس بات کے قائل ہیں' ایک تسبیح کی مقدار کے برابر یعنی ایک مرتبہ "سبحان اللہ" کہنے میں جتنا وقت لگتا ہے اتنی دیر تک اطمینان اور اعتدال کے ساتھ رکوع اور سجدہ کرنا فرض ہے۔

لیکن اگر کوئی شخص اس اطمینان کو ترک کر دیتا ہے' تو امام ابوحنیفہ اور امام محمد ؒ کے نزدیک اس کی نماز جائز ہوگی' لیکن امام ابویوسف اور امام شافعی ؒ کے نزدیک نماز جائز نہیں ہوگی۔

امام ابویوسف اور امام شافعی ؒ کی دلیل وہ روایت ہے' جس میں نبی اکرم ﷺ نے ایک شخص کو تیزی سے نماز ادا کرنے

1053-انفرد بہ النسائی . تحفة الاشراف (1292) .

پر نماز دہرانے کا حکم دیا تھا۔

اس کے جواب میں احناف یہ دلیل پیش کرتے ہیں: رکوع اور سجدے کا فرض ہونا قرآن کی نص سے ثابت ہے قرآن نے مطلق طور پر رکوع کرنے یا سجدہ کرنے کا حکم دیا ہے۔ جبکہ تیزی کے ساتھ نماز ادا کرنے والے کو دوبارہ نماز پڑھنے کا حکم دینا خبر واحد سے ثابت ہے اور اصول یہ ہے: خبر واحد کے ذریعے قرآن کے مطلق حکم کو مقید نہیں کیا جا سکتا۔ اس لئے ہم اصل رکوع اور سجدے کو فرض قرار دیں گے' تاہم حدیث کے مطابق فتویٰ دیتے ہوئے اطمینان سے رکوع اور سجدہ کرنے کو واجب قرار دیں گے۔

•••———•••———•••

18 - باب رَفْعِ الْيَدَيْنِ عِنْدَ الرَّفْعِ مِنَ الرُّكُوعِ

باب: رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین کرنا

1054 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ قَيْسِ بْنِ سُلَيْمٍ الْعَنْبَرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَلْقَمَةُ بْنُ وَائِلٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَاَيْتُهُ يَرْفَعُ يَدَيْهِ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ وَاِذَا رَكَعَ وَاِذَا قَالَ "سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ" هٰكَذَا وَاَشَارَ قَيْسٌ اِلٰى نَحْوِ الْاُذُنَيْنِ.

☆☆ علقمہ بن وائل بیان کرتے ہیں: میرے والد (حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ) نے مجھے یہ حدیث بیان کی ہے: وہ فرماتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کی اقتداء میں نماز ادا کی تو میں نے آپ کو نماز کے آغاز میں' رکوع میں جاتے ہوئے اور اس وقت جب آپ ﷺ نے سمع اللہ لمن حمدہ پڑھا (ان تمام مقامات پر) اس طرح سے رفع یدین کرتے ہوئے دیکھا۔

قیس نامی راوی نے اپنے کانوں کی طرف اشارہ کرکے یہ روایت بیان کی ہے۔

شرح

رکوع سے اٹھنے کے بعد رفع یدین کرنا احناف کے نزدیک منسوخ ہے۔

علامہ ابن عبدالبر اندلسی تحریر کرتے ہیں: ابن القاسم نے امام مالک رحمہ اللہ کے بارے میں یہ روایت نقل کی ہے: ان کے نزدیک نماز کے آغاز میں تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین کیا جائے گا' اس کے علاوہ رفع یدین نہیں کیا جائے گا۔

وہ فرماتے ہیں: امام مالک رحمہ اللہ نماز میں رفع یدین کرنے کو ضعیف سمجھتے تھے۔

وہ یہ فرماتے تھے: اگرچہ تکبیر تحریمہ میں ہی کیوں نہ ہو (یعنی یہ بھی ضعیف ہے)

اہل کوفہ' امام ابوحنیفہ' سفیان ثوری' حسن بن حی اور کوفہ کے تمام فقہاء' خواہ وہ پہلے زمانوں کے ہوں یا بعد کے ہوں' سب اسی بات کے قائل ہیں' حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے اصحاب اور ان کے پیروکاروں کا بھی یہی موقف ہے۔

(ابن عبدالبر کہتے ہیں) شیخ ابوعبداللہ محمد بن نصر مروزی بیان کرتے ہیں: میرے علم کے مطابق کوئی بھی شہر ایسا نہیں ہے

1054- تفرد به النسائي. تحفة الاشراف (1177[illegible]).

جہاں کے رہنے والے تمام افراد نے نماز کے دوران جھکتے وقت یا اٹھتے وقت رفع یدین کو ترک کر دیا ہو۔ صرف اہل کوفہ ایسے ہیں (یعنی کوفہ میں کوئی بھی شخص رفع یدین نہیں کرتا تھا)

وہ سب لوگ صرف تکبیر تحریمہ میں رفع یدین کرتے تھے۔

اس کے بعد آگے چل کر علامہ ابن عبدالبر اندلسی تحریر کرتے ہیں: ابن قاسم نے امام مالک رحمہ اللہ کے حوالے سے جو روایت نقل کی ہے' اس کی دلیل حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے حوالے سے اور حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کے بارے میں منقول یہ حدیث ہے' نبی اکرم ﷺ نماز کے آغاز میں تکبیر تحریمہ کے وقت ایک ہی مرتبہ رفع یدین کرتے تھے۔ مزید نہیں کرتے تھے' لیکن محدثین میں سے اکثریت امام شافعی کے مسلک کے مطابق رکوع سے اٹھنے کے بعد رفع یدین کرنے کی قائل ہے۔

اسی لئے امام نسائی رحمہ اللہ نے یہاں اگلے کچھ ابواب اسی موضوع سے متعلق بیان کئے ہیں۔

آگے چل کر حدیث (1057) کے تحت امام نسائی رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ بات نقل کی ہے' انہوں نے نبی اکرم ﷺ کے طریقے کے مطابق نماز ادا کر کے دکھاتے ہوئے صرف ایک مرتبہ رفع یدین کیا تھا۔

•••———•••———•••

19 - باب رَفْعِ الْيَدَيْنِ حَذْوَ فُرُوْعِ الْاُذُنَيْنِ عِنْدَ الرَّفْعِ مِنَ الرُّكُوْعِ

باب: رکوع سے اُٹھنے کے وقت کانوں کی لوتک رفع یدین کرنا

1055 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ - وَهُوَ ابْنُ زُرَيْعٍ - قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ نَصْرِ بْنِ عَاصِمٍ اَنَّهُ حَدَّثَهُمْ عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ اَنَّهُ رَاَى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ اِذَا رَكَعَ وَاِذَا رَفَعَ رَاْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ حَتّٰى يُحَاذِيَ بِهِمَا فُرُوْعَ اُذُنَيْهِ.

☆☆ حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے سر اُٹھاتے وقت رفع یدین کرتے ہوئے دیکھا ہے' آپ ﷺ دونوں ہاتھوں کو کانوں کی لوتک بلند کیا کرتے تھے۔

20 - باب رَفْعِ الْيَدَيْنِ حَذْوَ الْمَنْكِبَيْنِ عِنْدَ الرَّفْعِ مِنَ الرُّكُوْعِ

باب: رکوع سے اُٹھنے کے وقت کندھوں تک رفع یدین کرنا

1056 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ اِذَا دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ وَاِذَا رَفَعَ رَاْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ وَاِذَا قَالَ "سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ" قَالَ "رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ".

1055- تقدم في الافتتاح، رفع اليدين حيال الاذنين (الحديث 879).

1056- تقدم في الافتتاح، رفع اليدين حذو المنكبين (الحديث 877).

وَكَانَ لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ.

★★ سالم اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ جب نماز شروع کرتے تھے تو دونوں کندھوں تک رفع یدین کیا کرتے تھے پھر جب آپ رکوع سے سر اٹھاتے تھے تو بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے پھر جب سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہتے تھے تو پہلے رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ کہتے تھے (پھر رفع یدین کرتے تھے) تاہم آپ ﷺ دو سجدوں کے درمیان رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

21 - باب الرُّخْصَةِ فِيْ تَرْكِ ذٰلِكَ

باب: رفع یدین نہ کرنے کی رخصت

1057 - اَخْبَرَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ الْمَرْوَزِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّهٗ قَالَ اَلَا اُصَلِّيْ بِكُمْ صَلَاةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى فَلَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ اِلَّا مَرَّةً وَّاحِدَةً.

★★ علقمہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا میں تم لوگوں کو نبی اکرم ﷺ کی نماز کے طریقے کے مطابق نماز پڑھاؤں؟ (راوی بیان کرتے ہیں:) انہوں نے نماز پڑھائی تو صرف ایک مرتبہ (یعنی نماز کے آغاز میں) رفع یدین کیا۔

22 - باب مَا يَقُوْلُ الْاِمَامُ اِذَا رَفَعَ رَاْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ

باب: جب امام رکوع سے سر اٹھائے تو کیا کرے؟

1058 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ وَاِذَا كَبَّرَ لِلرُّكُوْعِ وَاِذَا رَفَعَ رَاْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ رَفَعَهُمَا كَذٰلِكَ اَيْضًا وَّقَالَ "سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ." وَكَانَ لَا يَفْعَلُ ذٰلِكَ فِي السُّجُوْدِ.

★★ سالم حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: جب نبی اکرم ﷺ نماز کا آغاز کرتے تھے تو اپنے دونوں ہاتھ کندھوں تک بلند کیا کرتے تھے پھر جب آپ رکوع میں جانے کے لیے تکبیر کہتے تھے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تھے تو بھی اسی طرح رفع یدین کرتے تھے اور سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ، رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ (اللہ تعالیٰ نے اس کو سن لیا جس نے اس کی حمد بیان کی اے ہمارے پروردگار! حمد تیرے لیے مخصوص ہے) پڑھتے تھے تاہم آپ ﷺ سجدوں کے درمیان ایسا نہیں کرتے تھے (یعنی رفع یدین نہیں کرتے تھے)۔

1057-تقدم فی الافتتاح، ترك ذلك (الحديث 1025). 1058-تقدم فی الافتتاح، رفع اليدين حذو المنكبين (الحديث 877).

شرح

احناف کے نزدیک امام "سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ" بلند آواز میں پڑھے گا، جبکہ "رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ" پست آواز میں پڑھے گا۔

مشہور روایت کے مطابق حنابلہ کا بھی یہی مذہب ہے۔

تنہا نماز ادا کرنے والا شخص بھی یہ دونوں کلمات پڑھے گا۔

تاہم مقتدی کے بارے میں حنابلہ اس بات کے قائل ہیں اور معتمد قول کے مطابق احناف بھی اس بات کے قائل ہیں وہ "رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ" پڑھے وہ "سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ" نہیں پڑھے گا۔

جبکہ شوافع کے نزدیک سنت یہ ہے ہر نمازی "سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ" اور "رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ" دونوں پڑھے گا خواہ آدمی تنہا نماز ادا کر رہا ہو خواہ کسی کی امامت کر رہا ہو خواہ کسی کا مقتدی ہو۔

اگلے آنے والے ابواب میں امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی موضوع سے متعلق روایات نقل کی ہیں۔

•••———•••———•••

1059 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا رَفَعَ رَاْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ قَالَ "اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ."

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ جب رکوع سے سر اٹھاتے تھے تو یہ پڑھتے تھے:
"اے اللہ! اے ہمارے پروردگار! حمد تیرے لیے مخصوص ہے"۔

23 - باب مَا يَقُوْلُ الْمَاْمُوْمُ

باب: (رکوع سے سر اٹھاتے وقت) مقتدی کیا پڑھے گا؟

1060 - اَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَقَطَ مِنْ فَرَسٍ عَلٰى شِقِّهِ الْاَيْمَنِ فَدَخَلُوْا عَلَيْهِ يَعُوْدُوْنَهٗ فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَلَمَّا قَضَى الصَّلَاةَ قَالَ "اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهٖ فَاِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوْا وَاِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوْا وَاِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَقُوْلُوْا رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ."

★★ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ گھوڑے سے دائیں پہلو کے بل گر پڑے (جس سے آپ کو چوٹ آئی اور آپ صاحب فراش ہو گئے) لوگ آپ کی عیادت کرنے کے لیے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے

1059-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (15295) .

1060-تقدم فی الامامة ، الائتمام بالامام (الحديث 793) .

نماز کا وقت ہو گیا (نبی اکرم ﷺ نے لوگوں کو نماز پڑھائی) جب آپ ﷺ نے نماز مکمل کر لی تو ارشاد فرمایا: امام کو اس لیے مقرر کیا گیا ہے تاکہ اس کی پیروی کی جائے جب وہ رکوع میں جائے تو تم بھی رکوع میں جاؤ جب وہ رکوع سے سر اٹھائے تو تم بھی رکوع سے سر اٹھاؤ جب وہ سمع اللہ لمن حمدہ پڑھے تو تم لوگ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ پڑھو۔

1061 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ الْقَاسِمِ عَنْ مَالِكٍ قَالَ حَدَّثَنِي نُعَيْمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ يَحْيَى الزُّرَقِيِّ عَنْ اَبِيهِ عَنْ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ قَالَ كُنَّا يَوْمًا نُصَلِّي وَرَاءَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَفَعَ رَاْسَهُ مِنَ الرَّكْعَةِ قَالَ "سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ" . قَالَ رَجُلٌ وَرَاءَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ . فَلَمَّا انْصَرَفَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنِ الْمُتَكَلِّمُ آنِفًا" . فَقَالَ الرَّجُلُ اَنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ . قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَقَدْ رَاَيْتُ بِضْعَةً وَثَلَاثِينَ مَلَكًا يَبْتَدِرُونَهَا اَيُّهُمْ يَكْتُبُهَا اَوَّلًا" .

☆☆ حضرت رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک دن ہم نے نبی اکرم ﷺ کی اقتداء میں نماز ادا کی جب آپ نے رکوع کے بعد سر اٹھایا تو سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ پڑھا آپ کی اقتداء میں نماز پڑھنے والوں میں سے ایک شخص نے یہ کلمات پڑھے

"اے ہمارے پروردگار! حمد تیرے لیے مخصوص ہے ایسی حمد جو بہت زیادہ ہو جو پاکیزہ ہو جس میں برکت موجود ہو۔"

جب نبی اکرم ﷺ نے نماز مکمل کی تو دریافت کیا: یہ جملہ ابھی کس نے کہا تھا؟ اس شخص نے عرض کی: یارسول اللہ! میں نے کہا تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں نے تیس سے زیادہ فرشتوں کو دیکھا کہ وہ تیزی سے اس کی طرف لپکے تھے تاکہ اسے پہلے نوٹ کریں۔

24 - باب قَوْلِهِ "رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ" .

باب: (نمازی کا) رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ پڑھنا

1062 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ اَبِي صَالِحٍ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اِذَا قَالَ الْاِمَامُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُولُوا رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ فَاِنَّ مَنْ وَافَقَ قَوْلُهُ قَوْلَ الْمَلَائِكَةِ

1061- اخرجه البخاري في الاذان، باب 126 (الحديث 799). واخرجه ابوداؤد في الصلاة، باب ما يستفتح به الصلاة من الدعاء (الحديث 770). تحفة الاشراف (3605).

1062- اخرجه البخاري في الاذان، باب فضل اللهم ربنا لك الحمد (الحديث 796)، و في بدء الخلق باب اذا قال احدكم (آمين) و الملائكة في السماء فوافقت احداهما الاخرى غفر له ما تقدم من ذنبه (الحديث 3228). واخرجه مسلم في الصلاة، باب التسميع و التحميد و التامين (الحديث 71). واخرجه ابوداؤد في الصلاة، باب ما يقول اذا رفع راسه من الركوع (الحديث 848). واخرجه الترمذي في الصلاة، ... آخر (الحديث 267). والحديث عند النسائي في التفسير فاتحة الكتاب، قوله جل ثناؤه (غير المغضوب عليهم ولا الضالين) (الحديث 8). تحفة الاشراف (12568).

غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ ."

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

"جب امام سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ پڑھے تو تم رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ پڑھو کیونکہ جس شخص کا یہ جملہ پڑھنا فرشتوں کے جملہ پڑھنے کے ساتھ ہوگا' اس شخص کے گزشتہ گناہوں کو بخش دیا جائے گا"۔

شرح

ڈاکٹر وہبہ زحیلی تحریر کرتے ہیں: احناف کے نزدیک "اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ" پڑھنا زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔ اس سے کم فضیلت "رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ" کو حاصل ہے۔ اس کے بعد "رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ" ہے۔

جبکہ حنابلہ اور مالکیہ کے نزدیک "رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ" پڑھا جائے گا۔

جبکہ شوافع کے نزدیک "رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ" زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔

•••———•••———•••

1063 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ يُونُسَ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ حِطَّانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّهُ حَدَّثَهُ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا مُوسٰى قَالَ اِنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَنَا وَبَيَّنَ لَنَا سُنَّتَنَا وَعَلَّمَنَا صَلَاتَنَا فَقَالَ "اِذَا صَلَّيْتُمْ فَاَقِيمُوا صُفُوفَكُمْ ثُمَّ لِيَؤُمَّكُمْ اَحَدُكُمْ فَاِذَا كَبَّرَ الْاِمَامُ فَكَبِّرُوا وَاِذَا قَرَاَ (غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ) فَقُولُوا آمِينَ يُجِبْكُمُ اللّٰهُ وَاِذَا كَبَّرَ وَرَكَعَ فَكَبِّرُوا وَارْكَعُوا فَاِنَّ الْاِمَامَ يَرْكَعُ قَبْلَكُمْ وَيَرْفَعُ قَبْلَكُمْ ." قَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "فَتِلْكَ بِتِلْكَ وَاِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُولُوا اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ يَسْمَعِ اللّٰهُ لَكُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ قَالَ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَاِذَا كَبَّرَ وَسَجَدَ فَكَبِّرُوا وَاسْجُدُوا فَاِنَّ الْاِمَامَ يَسْجُدُ قَبْلَكُمْ وَيَرْفَعُ قَبْلَكُمْ قَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "فَتِلْكَ بِتِلْكَ فَاِذَا كَانَ عِنْدَ الْقَعْدَةِ فَلْيَكُنْ مِنْ اَوَّلِ قَوْلِ اَحَدِكُمُ التَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ لِلّٰهِ سَلَامٌ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ سَلَامٌ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِينَ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ سَبْعُ كَلِمَاتٍ وَهِيَ تَحِيَّةُ الصَّلَاةِ ."

☆☆ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ نے ہمیں خطبہ دیتے ہوئے ہمارے سامنے سنتیں بیان کیں اور ہمیں نماز پڑھنے کا طریقہ تعلیم دیا' آپ نے ارشاد فرمایا: جب تم نماز پڑھنے لگو تو اپنی صفیں قائم کر لو' پھر تم میں سے کوئی ایک شخص تمہاری امامت کرے' جب امام تکبیر کہہ دے تو تم لوگ بھی تکبیر کہو اور جب وہ غیر المغضوب علیہم ولا الضالین پڑھے تو تم لوگ آمین کہو' اللہ تعالیٰ تمہاری دعا کو قبول کر لے گا' پھر جب وہ تکبیر کہتے ہوئے رکوع میں چلا جائے' تو تم لوگ بھی تکبیر کہتے ہوئے رکوع میں چلے جاؤ' امام کو تم سے پہلے رکوع میں جانا چاہیے اور تم سے پہلے (رکوع سے سر کو) اٹھانا

1063-تقدم في الامامة، مبادرة الامام (الحديث 829) .

پھر جب امام سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہے تو تم اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا ہو جائے گا پھر یہ اُس کے عوض میں ہو جائے گا
چاہیے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: پھر یہ اُس کے عوض میں ہو جائے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی زبانی یہ بات کہی:
وَلَكَ الْحَمْدُ کہو اللہ تمہاری (بیان کردہ حمد) کو سن لے گا' کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی زبانی یہ بات کہی:
''جو شخص اس کی حمد کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے سن لیتا ہے''۔
پھر جب امام تکبیر کہتے ہوئے سجدے میں چلا جائے' تو تم بھی تکبیر کہتے ہوئے سجدے میں چلے جاؤ' امام کو تم سے پہلے
سجدے میں جانا چاہیے اور تم سے پہلے (سجدے سے) سر کو اٹھانا چاہیے۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ اس کے مقابلے میں
ہو جائے گا' پھر جب تم بیٹھ جاؤ تو سب سے پہلے تم یہ پڑھو
''ہر طرح کی پاکیزہ جسمانی اور زبانی عبادات اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں' اے نبی! آپ پر سلام ہو' اللہ تعالیٰ کی رحمتیں
اور برکتیں نازل ہوں' ہم پر اور اللہ تعالیٰ کے تمام نیک بندوں پر بھی سلام نازل ہو' میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں
کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے' صرف وہی ایک معبود ہے اور میں اس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ
حضرت محمد اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں''۔
یہ سات کلمات ہیں اور یہ نماز کا سلام ہے (یعنی اس کے بعد سلام پھیر دیا جائے گا)

25 - باب قَدْرِ الْقِيَامِ بَيْنَ الرَّفْعِ مِنَ الرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ

باب: رکوع سے سر اُٹھانے کے بعد اور سجدے (سے پہلے) درمیان میں قیام کی مقدار

1064 - اَخْبَرَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ قَالَ اَنْبَاَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِىْ لَيْلٰى عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ رُكُوْعُهٗ وَاِذَا رَفَعَ رَاْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ وَسُجُوْدُهٗ وَمَا بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ قَرِيْبًا مِّنَ السَّوَاءِ .

☆☆ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ کا رکوع اور آپ کا رکوع سے سر اُٹھا کر (کھڑے ہونا) آپ کا سجدہ کرنا اور آپ کا دو سجدوں کے درمیان بیٹھنا تقریباً ایک جتنا ہوتا تھا۔

شرح

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند سے جو روایت یہاں نقل کی ہے یہی روایت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ''صحیح بخاری'' میں دو مقام پر نقل کی ہے۔

1064- اخرجه البخاري في الاذان، باب حد اتمام الركوع و الاعتدال فيه والاطمانينة (الحديث 792)، وباب الاطمانينة حين يرفع راسه من الركوع (الحديث 801) . واخرجه مسلم في الصلاة، باب اعتدال اركان الصلاة و تخفيفها في تمام (الحديث 193 و 194) مطولاً . و اخرجه ابوداؤد في الصلاة، باب طول القيام من الركوع و بين السجدتين (الحديث 854) بنحوه . واخرجه الترمذي في الصلاة، باب ما جاء في اقامة الصلب اذا رفع راسه من الركوع و السجود (الحديث 279 و 280) . واخرجه النسائي في التطبيق، قدر الجلوس بين السجدتين (الحديث 1147) وفي السهو، جلسة الامام بين التسليم و الانصراف (الحديث 1331) بنحوه . و الحديث عند البخاري في الاذان، باب المكث بين السجدتين (الحديث 820) . وابي داؤد في الصلاة، باب طول القيام من الركوع و بين السجدتين (الحديث 852) . تحفة الاشراف (1781) .

اس کی شرح کرتے ہوئے علامہ ابن بطال رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بات تحریر کی ہے:
''مہلب کہتے ہیں اس حدیث میں رکوع، سجدہ، جلسہ کی جو صفات بیان کی گئی ہیں یہ با جماعت نماز کی کامل ترین صفت کے طور پر ہے' البتہ جو شخص تنہا نماز ادا کر رہا ہو اس کے لئے یہ بات جائز ہوگی کہ وہ رکوع اور سجدے کو قیام سے دگنا لمبا کر دے۔ اس بارے میں کم از کم مقدار یہ ہے' آدمی رکوع کے درمیان اپنے ہاتھوں کو اپنے گھٹنے پر جما لے۔''•

•••———•••———•••

26 - باب مَا يَقُوْلُ فِيْ قِيَامِهٖ ذٰلِكَ

باب: (رکوع سے) کھڑے ہونے پر آدمی کیا پڑھے؟

1065 - اَخْبَرَنَا اَبُوْ دَاوُدَ سُلَيْمَانُ بْنُ سَيْفٍ الْحَرَّانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عَامِرٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ عَنْ قَيْسِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا قَالَ "سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ ." قَالَ "اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمٰوَاتِ وَمِلْءَ الْاَرْضِ وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ ."

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ جب سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ پڑھتے تھے تو پھر یہ پڑھا کرتے تھے:
''اے اللہ! اے ہمارے پروردگار! حمد تیرے لیے مخصوص ہے' جو اتنی ہو جو آسمانوں اور زمین کو بھر دے اور اس کے بعد جس چیز کو تو چاہے اسے بھی بھر دے (یعنی بے حد وشمار حمد تیرے لیے مخصوص ہے)''۔

شرح

امام شافعی اور اسحاق بن راہویہ رحمۃ اللہ علیہ نے ''سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ ، رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ'' پڑھنے کے بعد اس طرح کے اذکار کو نماز کے دوران پڑھنے کو مستحب قرار دیا ہے۔ خواہ آدمی فرض نماز ادا کر رہا ہو یا نفل نماز ادا کر رہا ہو۔
تاہم فقہائے احناف کے نزدیک رکوع سے اٹھنے کے بعد قیام کے دوران ''سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ اور رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ'' کے علاوہ کوئی اور دعا یا ذکر پڑھنا مستحب نہیں ہے۔
احناف نے اس طرح کی روایات کو نوافل پر محمول کیا ہے اور نوافل میں اس طرح کا عمل کیا جا سکتا ہے۔

•••———•••———•••

1066 - اَخْبَرَنِىْ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اَبِىْ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ

• شرح ابن بطال رحمۃ اللہ علیہ کتاب نماز کے طریقے سے متعلق ابواب، باب رکوع کو پورا کرنے کی حد اور اس میں اعتدال اور اطمینان کے بارے میں روایت۔

1065- اخرجه مسلم في الصلاة، باب ما يقول اذا رفع راسه من الركوع (الحديث 206) تحفة الاشراف (5954) .

1066- انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (5642) .

نَافِعٍ عَنْ وُهَيْبِ بْنِ مِينَاسٍ الْعَدَنِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا اَرَادَ السُّجُودَ بَعْدَ الرَّكْعَةِ يَقُولُ "اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمٰوَاتِ وَمِلْءَ الْاَرْضِ وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ".

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ جب سجدہ میں جانے کا ارادہ کرتے تھے اور رکوع کر لیتے تھے تو پھر یہ پڑھتے تھے (یعنی رکوع کے بعد قیام کی حالت میں یہ پڑھتے تھے)

''اے اللہ! اے ہمارے پروردگار! حمد تیرے لیے مخصوص ہے اتنی کہ جو آسمانوں کو بھر دے اور اتنی جو زمین کو بھر دے اور اس کے بعد جس چیز کو تو چاہے اسے بھر دے (یعنی جو بے حد و شمار ہو)''۔

1067 - اَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ هِشَامٍ اَبُو اُمَيَّةَ الْحَرَّانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مَخْلَدٌ عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ عَطِيَّةَ بْنِ قَيْسٍ عَنْ قَزَعَةَ بْنِ يَحْيٰى عَنْ اَبِي سَعِيدٍ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ حِينَ يَقُولُ "سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمٰوَاتِ وَمِلْءَ الْاَرْضِ وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ اَهْلَ الثَّنَاءِ وَالْمَجْدِ خَيْرُ مَا قَالَ الْعَبْدُ وَكُلُّنَا لَكَ عَبْدٌ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ".

☆☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ (رکوع سے سر اٹھانے کے بعد) سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ پڑھنے کے بعد یہ پڑھتے تھے

''اے ہمارے پروردگار! حمد تیرے لیے مخصوص ہے جو اتنی ہو جو آسمانوں کو بھر دے اور زمین کو بھر دے اور اس کے بعد جو چیز تو چاہے اسے بھر دے' تو تعریف اور بزرگی کے لائق ہے' سب سے بہترین بات وہ ہے' جو تیرے ایک بندے نے کہی ہے' ویسے ہم سب تیرے ہی بندے ہیں (وہ بات یہ ہے) جسے تو عطا کر دے اسے کوئی رد کرنے والا نہیں ہے اور تیرے مقابلے میں کسی کوشش کرنے والے کی کوشش اسے فائدہ نہیں دے سکتی''۔

1068 - اَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ اَبِي حَمْزَةَ عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِي عَبْسٍ عَنْ حُذَيْفَةَ اَنَّهُ صَلَّى مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَسَمِعَهُ حِينَ كَبَّرَ قَالَ "اللّٰهُ اَكْبَرُ ذَا الْجَبَرُوتِ وَالْمَلَكُوتِ وَالْكِبْرِيَاءِ وَالْعَظَمَةِ". وَكَانَ يَقُولُ فِي رُكُوعِهِ "سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ". وَاِذَا رَفَعَ رَاْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ قَالَ "لِرَبِّيَ الْحَمْدُ لِرَبِّيَ الْحَمْدُ". وَفِي سُجُودِهِ "سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى". وَبَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ "رَبِّ اغْفِرْ لِي رَبِّ اغْفِرْ لِي". وَكَانَ قِيَامُهُ وَرُكُوعُهُ. وَاِذَا رَفَعَ رَاْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ وَسُجُودُهُ وَمَا بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ قَرِيبًا مِنَ السَّوَاءِ.

1067- اخرجه مسلم في الصلاة، باب ما يقول اذا رفع راسه من الركوع (الحديث 205). واخرجه ابو داؤد في الصلاة باب ما يقول اذا رفع راسه من الركوع (الحديث 847). تحفة الاشراف (4281).

1068- اخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب ما يقول الرجل في ركوعه و سجوده (الحديث 874) مطولاً. و اخرجه الترمذي في الشمائل، باب ما جاء في عبادة رسول الله صلى الله عليه وسلم (الحديث 260) مطولاً. و اخرجه النسائي في التطبيق، باب الدعاء بين السجدتين (الحديث 1144). تحفة الاشراف (3395).

☆☆ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ انہوں نے رات کے وقت نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ نماز ادا کی تو انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو سنا' جب آپ ﷺ نے تکبیر کہی تو یہ کلمات کہے:

''اللہ تعالیٰ کی ذات سب سے بڑی ہے' جو قوت' بادشاہی' کبریائی اور عظمت سے متصف ہے''۔

پھر نبی اکرم ﷺ نے رکوع میں سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ پڑھا۔

پھر جب آپ ﷺ نے رکوع سے سر اٹھایا تو یہ پڑھا:

''میرے پروردگار کے لیے ہر طرح کی حمد مخصوص ہے' میرے پروردگار کے لیے ہر طرح کی حمد مخصوص ہے''۔

پھر آپ ﷺ نے سجدے میں سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى پڑھا اور دو سجدوں کے درمیان یہ پڑھا

''اے میرے پروردگار! تو میری مغفرت کر دے! اے میرے پروردگار! تو میری مغفرت کر دے!''۔

نبی اکرم ﷺ کا قیام کرنا' آپ کا رکوع کرنا' آپ کا رکوع سے سر اٹھا کر (کھڑے ہونا) آپ کا سجدہ کرنا اور آپ کا دو سجدوں کے درمیان (بیٹھنا) تقریباً ایک جتنا تھا۔

27 - باب الْقُنُوتِ بَعْدَ الرُّكُوعِ

باب: رکوع کے بعد دعائے قنوت پڑھنا

1069 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ عَنْ اَبِي مِجْلَزٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَنَتَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهْرًا بَعْدَ الرُّكُوعِ يَدْعُو عَلٰى رِعْلٍ وَذَكْوَانَ وَعُصَيَّةَ عَصَتِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ.

☆☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ایک ماہ تک رکوع کے بعد دعائے قنوت پڑھی تھی' جس میں آپ نے رعل' ذکوان' عصیہ قبیلے کے خلاف دعائے ضرر کی تھی۔

شرح

آگے چل کر حدیث 1074 کے تحت امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ایک روایت نقل کی ہے یہی روایت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ''صحیح'' میں نقل کی ہے۔

اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے حافظ بدرالدین محمود عینی نے یہ بات تحریر کی ہے:

اس حدیث کو ان فقہاء نے دلیل کے طور پر پیش کیا ہے' جو یہ کہتے ہیں ظہر' عشاء اور فجر کی نمازوں میں دعائے قنوت پڑھنا مستحب ہے۔

1069- اخرجه البخاري في المغازي، باب غزوة الرجيع و رعل و ذكوان و بئر معونة (الحديث 3094). واخرجه مسلم في المساجد و مواضع الصلاة، باب استحباب القنوت في جميع الصلاة اذا نزلت بالمسلمين نازلة (الحديث 299). والحديث عند البخاري في الوتر، باب القنوت قبل الركوع و بعده (الحديث 1003). تحفة الاشراف (1650).

اور اہل ظاہر اس بات کے قائل ہیں' تمام نمازوں میں دعائے قنوت پڑھنا مستحسن ہے۔

امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل اور امام اسحاق بن راہویہ رحمہم اللہ اس بات کے قائل ہیں' فجر کی نماز میں رکوع کے بعد دعائے قنوت پڑھی جائے گی۔

شیخ ابن المنذر نے یہ بات بیان کی ہے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے اسی طرح منقول ہے۔

امام مالک رحمہ اللہ اور ایک روایت کے مطابق امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اس بات کے قائل ہیں دعائے قنوت کو رکوع سے پہلے پڑھا جائے گا۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اس بات کے قائل ہیں دعائے قنوت صرف وتر کی نماز میں پڑھی جاسکتی ہے۔

شیخ ابن المنذر فرماتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ، حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کے بارے میں اسی طرح منقول ہے۔

تابعین میں سے حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ، عبیدہ سلمانی، حمید عبداللہ بن مبارک بھی اسی بات کے قائل ہیں۔

شیخ ابن المنذر نے یہ بات بھی بیان کی ہے بعض فقہاء کے نزدیک اس بارے میں نمازی کو اختیار ہوگا اگر وہ چاہے' تو رکوع سے پہلے دعائے قنوت پڑھ لے' اگر چاہے' تو رکوع کے بعد پڑھ لے یہ قول امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے منقول ہے۔ *

•••———•••———•••

28 - باب الْقُنُوتِ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ

باب: فجر کی نماز میں قنوتِ نازلہ پڑھنا

1070 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ سُئِلَ هَلْ قَنَتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ قَالَ نَعَمْ . فَقِيلَ لَهُ قَبْلَ الرُّكُوعِ أَوْ بَعْدَهُ قَالَ بَعْدَ الرُّكُوعِ .

☆☆ ابن سیرین بیان کرتے ہیں' حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا تھا: کیا نبی اکرم ﷺ نے فجر کی نماز میں قنوتِ نازلہ پڑھی ہے؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں! حضرت انس رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا: رکوع سے پہلے یا اس کے بعد؟ تو انہوں نے فرمایا: رکوع کے بعد۔

* مدۃ تحقیق کتاب ... کے طریقے سے تحقیق ... باب ... [illegible]

1070- اخرجه البخاري في الوتر، باب القنوت قبل الركوع وبعده (الحديث 1001) بنحوه . واخرجه مسلم في المساجد و مواضع الصلاة، باب استحباب القنوت في جميع الصلاة اذا نزلت بالمسلمين نازلة (الحديث 298) مختصراً . واخرجه ابوداؤد في الصلاة، باب القنوت في الصلوات (الحديث 1444) . والحديث عند ابن ماجه في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب ما جاء في القنوت قبل الركوع و بعده (الحديث 1184) . تحفة الاشراف (1453) .

1071 - أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ قَالَ حَدَّثَنِي بَعْضُ مَنْ صَلَّى مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الصُّبْحِ فَلَمَّا قَالَ "سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ ." فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ قَامَ هُنَيْهَةً .

☆☆ ابن سیرین بیان کرتے ہیں' ایک ایسے صاحب جنہوں نے نبی اکرم ﷺ کی اقتداء میں فجر کی نماز ادا کی ہے' انہوں نے مجھے یہ بات بتائی ہے' جب نبی اکرم ﷺ نے دوسری رکعت میں سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ پڑھ لیا تو آپ تھوڑی دیر کھڑے رہے تھے (یعنی اس دوران قنوتِ نازلہ پڑھتے رہے تھے)۔

1072 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَفِظْنَاهُ مِنَ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ لَمَّا رَفَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأْسَهُ مِنَ الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ مِنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ قَالَ "اللَّهُمَّ أَنْجِ الْوَلِيدَ بْنَ الْوَلِيدِ وَسَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ وَعَيَّاشَ بْنَ أَبِي رَبِيعَةَ وَالْمُسْتَضْعَفِينَ بِمَكَّةَ اللَّهُمَّ اشْدُدْ وَطْأَتَكَ عَلَى مُضَرَ وَاجْعَلْهَا عَلَيْهِمْ سِنِينَ كَسِنِي يُوسُفَ ."

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے فجر کی نماز میں دوسری رکعت کے بعد جب اپنے سر کو اٹھایا تو یہ دعا مانگی:

"اے اللہ! ولید بن ولید' سلمہ بن ہشام' عیاش بن ابوربیعہ اور مکہ میں موجود کمزور (مسلمانوں) کو نجات نصیب کر!

اے اللہ! مضر قبیلے پر اپنی سختی نازل کردے اور ان پر حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانے کی سی قحط سالی نازل کردے"۔

1073 - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ عَنِ ابْنِ أَبِي حَمْزَةَ قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَأَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ كَانَ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَدْعُو فِي الصَّلَاةِ حِينَ يَقُولُ "سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ ." ثُمَّ يَقُولُ وَهُوَ قَائِمٌ قَبْلَ أَنْ يَسْجُدَ "اللَّهُمَّ أَنْجِ الْوَلِيدَ بْنَ الْوَلِيدِ وَسَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ وَعَيَّاشَ بْنَ أَبِي رَبِيعَةَ وَالْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اللَّهُمَّ اشْدُدْ وَطْأَتَكَ عَلَى مُضَرَ وَاجْعَلْهَا عَلَيْهِمْ كَسِنِي يُوسُفَ ." ثُمَّ يَقُولُ "اللَّهُ أَكْبَرُ ." فَيَسْجُدُ وَضَاحِيَةُ مُضَرَ يَوْمَئِذٍ مُخَالِفُونَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے نماز کے دوران (کفار کے خلاف) دعائے ضرر کی تھی' اس وقت جب آپ ﷺ نے سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ پڑھ لیا تو پھر آپ نے سجدے میں جانے سے پہلے قیام کی حالت میں یہ دعا مانگی:

1071- اخرجه ابوداؤد في الصلاة، باب القنوت في الصلوات (الحديث 1446)، تحفة الاشراف (15667) .

1072- اخرجه مسلم في المساجد و مواضع الصلاة، باب استحباب القنوت في جميع الصلاة، اذا نزلت بالمسلمين نازلة (الحديث 294) . واخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب ما جاء في القنوت في صلاة الفجر (الحديث 1244) . والحديث عند البخاري في الادب، باب تسمية الوليد (الحديث 6200) . تحفة الاشراف (13132) .

1073- اخرجه البخاري في الاذان، باب يهوي بالتكبير حين يسجد (الحديث 803) مطولاً . تحفة الاشراف (13155) .

''اے اللہ! ولید بن ولید سلمہ بن ہشام عیاش بن ابوربیعہ اور کمزور مسلمانوں کو نجات نصیب کر دے! اے اللہ! مضر قبیلے پر اپنی سختی نازل کر دے اور ان پر حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانے کی سی قحط سالی نازل کر دے''۔

پھر آپ نے اللہ اکبر کہا اور سجدے میں چلے گئے۔

(راوی کہتے ہیں) اس وقت مضر قبیلے کے افراد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالف تھے۔

29 - باب الْقُنُوْتِ فِیْ صَلَاةِ الظُّهْرِ

باب: ظہر کی نماز میں قنوتِ نازلہ پڑھنا

1074 - اَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ سَلْمٍ الْبَلْخِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا النَّضْرُ قَالَ اَنْبَاَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيٰى عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ لَاُقَرِّبَنَّ لَكُمْ صَلَاةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . قَالَ فَكَانَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ يَقْنُتُ فِى الرَّكْعَةِ الْاٰخِرَةِ مِنْ صَلَاةِ الظُّهْرِ . وَصَلَاةِ الْعِشَاءِ الْاٰخِرَةِ وَصَلَاةِ الصُّبْحِ بَعْدَ مَا يَقُوْلُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَيَدْعُوْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَيَلْعَنُ الْكَفَرَةَ .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں تمہارے سامنے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے طریقے کے مطابق نماز پڑھ کر دکھاتا ہوں۔ راوی کہتے ہیں: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ظہر کی نماز کی دوسری رکعت میں قنوتِ نازلہ پڑھی' پھر عشاء کی نماز میں بھی اور صبح کی نماز میں بھی (دوسری رکعت میں) سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہنے کے بعد قنوتِ نازلہ پڑھی' اس میں انہوں نے اہلِ ایمان کے لیے دعا کی اور کفار پر لعنت کی۔

30 - باب الْقُنُوْتِ فِیْ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ

باب: مغرب کی نماز میں قنوتِ نازلہ پڑھنا

1075 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْيَانَ وَشُعْبَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ ح وَاَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ شُعْبَةَ وَسُفْيَانَ قَالَا حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ عَنِ ابْنِ اَبِىْ لَيْلٰى عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْنُتُ فِى الصُّبْحِ وَالْمَغْرِبِ .
وَقَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

☆☆ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فجر اور مغرب کی نماز میں قنوتِ نازلہ پڑھتے تھے۔

1074- اخرجه البخاري في الاذان، باب 126 (الحديث 797) بنحوه . و اخرجه مسلم في المساجد و مواضع الصلاة، باب استحباب القنوت في جميع الصلاة اذا نزلت بالمسلمين نازلة (الحديث 296) بنحوه . واخرجه ابوداؤد في الصلاة، باب القنوت في الصلوات (الحديث 1440). تحفة الاشراف (15421) .

1075- اخرجه مسلم في المساجد و مواضع الصلاة، باب استحباب القنوت في جميع الصلاة اذا نزلت بالمسلمين نازلة (الحديث 305 و 306) . واخرجه ابوداؤد في الصلاة، باب القنوت في الصلوات (الحديث 1441) . واخرجه الترمذي في الصلاة، باب ما جاء في القنوت في صلاة الفجر (الحديث 401) . تحفة الاشراف (1782) .

ایک راوی نے لفظ ''نبی'' کی جگہ لفظ ''رسول اللہ'' نقل کیا ہے۔

31 - باب اللَّعْنِ فِی الْقُنُوْتِ

باب: قنوتِ نازلہ میں (کفار پر) لعنت کرنا

1076 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ وَهِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَنَتَ شَهْرًا - قَالَ شُعْبَةُ لَعَنَ رِجَالًا وَقَالَ هِشَامٌ يَدْعُوْ عَلٰى اَحْيَاءٍ مِّنْ اَحْيَاءِ الْعَرَبِ - ثُمَّ تَرَكَهٗ بَعْدَ الرُّكُوْعِ . هٰذَا قَوْلُ هِشَامٍ وَقَالَ شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَنَتَ شَهْرًا يَلْعَنُ رِعْلًا وَّذَكْوَانَ وَلِحْيَانَ .

☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ماہ تک قنوتِ نازلہ پڑھی ہے۔

شعبہ نامی راوی نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ افراد پر لعنت کی تھی۔

ہشام نامی راوی نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عربوں کے کچھ قبیلوں کے خلاف دعائے ضرر کی تھی' یہ عمل آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع کے بعد کیا تھا' لیکن پھر آپ نے اسے ترک کر دیا تھا۔

یہ الفاظ ہشام نامی راوی کے ہیں۔

جبکہ شعبہ نامی راوی نے قتادہ کے حوالے سے حضرت انس رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کیا ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ماہ تک قنوتِ نازلہ پڑھی تھی' جس میں آپ رعل' ذکوان اور لحیان قبیلے (کے افراد) پر لعنت کرتے رہے۔

32 - باب لَعْنِ الْمُنَافِقِيْنَ فِی الْقُنُوْتِ

باب: قنوتِ نازلہ میں منافقین پر لعنت کرنا

1077 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ رَفَعَ رَاْسَهٗ مِنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ مِنَ الرَّكْعَةِ الْاٰخِرَةِ قَالَ "اللّٰهُمَّ الْعَنْ فُلَانًا وَّفُلَانًا ." يَدْعُوْ عَلٰى اُنَاسٍ مِّنَ الْمُنَافِقِيْنَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ (لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ اَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَاِنَّهُمْ ظَالِمُوْنَ) .

1076- اخرجه البخاري في المغازي، غزوة الرجيع و رعل و ذكوان و بئر معونة (الحديث 4089) واخرجه مسلم في المساجد . ومواضع الصلاة، باب استحباب القنوت في جميع الصلاة اذا نزلت بالمسلمين نازلة (الحديث 303 و 304) و اخرجه النسائي في التطبيق، ترك القنوت (الحديث 1078) . واخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة، والسنة فيها، باب ما جاء في القنوت في صلاة الفجر (الحديث 1243) . تحفة الاشراف (1273 و 1354) .

1077- اخرجه النسائي في التفسير: سورة آل عمران، قوله تعالى: (ليس لك من الامر شيء)(الحديث 95 و 96) والحديث عند البخاري في المغازي، باب (ليس لك من الامر شيء او يتوب عليهم او يعذبهم فانهم ظالمون) (الحديث 4069)، و باب (ليس لك من الامر شيء) (الحديث 4559)، و في الاعتصام بالكتاب و السنة، باب قول الله تعالى: (ليس لك من الامر شيء)(الحديث 7346) . تحفة الاشراف (6940) .

سالم اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں. انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو سنا' اس وقت جب نبی اکرم ﷺ نے فجر کی نماز میں دوسری رکعت میں (رکوع سے) سر اُٹھایا' نبی اکرم ﷺ نے یہ دعا مانگی:

''اے اللہ! فلاں پر لعنت کر اور فلاں پر لعنت کر''۔

(راوی کہتے ہیں:) نبی اکرم ﷺ نے چند منافقین کے لیے دعائے ضرر کی تھی اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل کیا:

''تمہارا اس معاملے کے ساتھ کوئی واسطہ نہیں ہے' اللہ تعالیٰ انہیں توبہ کی توفیق دے یا انہیں عذاب دے' بیشک وہ لوگ ظالم ہیں''۔

33 - باب تَرْكِ الْقُنُوْتِ

باب: قنوتِ نازلہ پڑھنے کو ترک کرنا

1078 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَنَتَ شَهْرًا يَدْعُوْ عَلٰى حَيٍّ مِنْ اَحْيَاءِ الْعَرَبِ ثُمَّ تَرَكَهُ .

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ایک ماہ تک قنوتِ نازلہ پڑھی' جس میں آپ عربوں کے قبیلے کے خلاف دعائے ضرر کرتے رہے' پھر آپ ﷺ نے اس کو ترک کر دیا۔

1079 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ خَلَفٍ - وَهُوَ ابْنُ خَلِيْفَةَ - عَنْ اَبِيْ مَالِكٍ الْاَشْجَعِيِّ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَقْنُتْ وَصَلَّيْتُ خَلْفَ اَبِيْ بَكْرٍ فَلَمْ يَقْنُتْ وَصَلَّيْتُ خَلْفَ عُمَرَ فَلَمْ يَقْنُتْ وَصَلَّيْتُ خَلْفَ عُثْمَانَ فَلَمْ يَقْنُتْ وَصَلَّيْتُ خَلْفَ عَلِيٍّ فَلَمْ يَقْنُتْ ثُمَّ قَالَ يَا بُنَيَّ اِنَّهَا بِدْعَةٌ .

حضرت ابو مالک اشجعی اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں. میں نے نبی اکرم ﷺ کی اقتداء میں نماز ادا کی ہے' لیکن آپ ﷺ نے نماز میں قنوتِ نازلہ نہیں پڑھی' پھر میں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں نماز ادا کی' انہوں نے بھی قنوتِ نازلہ نہیں پڑھی' پھر میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں نماز ادا کی' انہوں نے بھی قنوتِ نازلہ نہیں پڑھی' حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں نماز ادا کی' انہوں نے بھی قنوتِ نازلہ نہیں پڑھی' میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں نماز ادا کی' انہوں نے بھی قنوتِ نازلہ نہیں پڑھی۔

پھر انہوں نے فرمایا: اے میرے بیٹے! یہ بدعت ہے۔

34 - باب تَبْرِيْدِ الْحَصٰى لِلسُّجُوْدِ عَلَيْهِ

باب: کنکریوں کو ٹھنڈا کرنا' تاکہ ان پر سجدہ کیا جا سکے

1078-تقدم في التطبيق، باب اللعن في القنوت (1076) .

1079-اخرجه الترمذي في الصلاة، باب ما جاء في ترك القنوت (الحديث 402 و 403) بمعناه . واخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب ما جاء في القنوت في صلاة الفجر (الحديث 1241) بمعناه . تحفة الاشراف (4976) .

1080 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبَّادٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنَّا نُصَلِّيْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ فَاٰخُذُ قَبْضَةً مِنْ حَصًى فِيْ كَفِّيْ اُبَرِّدُهُ ثُمَّ اُحَوِّلُهُ فِيْ كَفِّي الْاٰخَرِ فَاِذَا سَجَدْتُ وَضَعْتُهُ لِجَبْهَتِيْ .

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ہم لوگ نبی اکرم ﷺ کی اقتداء میں ظہر کی نماز ادا کیا کرتے تھے' تو میں مٹھی بھر کنکریاں اپنی ہتھیلی میں لیتا تھا اور انہیں ٹھنڈا کرتا تھا' پھر میں انہیں دوسری ہتھیلی پر رکھتا تھا (پھر میں انہیں اپنے سجدے کی جگہ پر رکھ دیتا تھا) جب میں سجدے میں جاتا تو میں ان پر اپنی پیشانی رکھتا تھا۔

35 - باب التَّكْبِيْرِ لِلسُّجُوْدِ

باب: سجدے میں جانے کے لیے تکبیر کہنا

1081 - اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيْبِ بْنِ عَرَبِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ غَيْلَانَ بْنِ جَرِيْرٍ عَنْ مُطَرِّفٍ قَالَ صَلَّيْتُ اَنَا وَعِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ خَلْفَ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ فَكَانَ اِذَا سَجَدَ كَبَّرَ وَاِذَا رَفَعَ رَاْسَهُ مِنَ السُّجُوْدِ كَبَّرَ وَاِذَا نَهَضَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ كَبَّرَ فَلَمَّا قَضٰى صَلَاتَهُ اَخَذَ عِمْرَانُ بِيَدِيْ فَقَالَ لَقَدْ ذَكَّرَنِيْ هٰذَا - قَالَ كَلِمَةً يَعْنِيْ - صَلَاةَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

مطرف بیان کرتے ہیں' میں نے اور حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں نماز ادا کی' جب وہ سجدے میں گئے تو انہوں نے تکبیر کہی' جب انہوں نے سجدے سے سر اُٹھایا تو بھی تکبیر کہی' جب وہ دو رکعات ادا کرنے کے بعد کھڑے ہوئے' تو بھی تکبیر کہی' جب انہوں نے اپنی نماز مکمل کر لی تو حضرت عمران رضی اللہ عنہ نے میرا ہاتھ پکڑا اور بولے: انہوں نے مجھے یہ بات یاد دلا دی ہے۔

راوی کہتے ہیں: انہوں نے یہاں ایک کلمہ ذکر کیا تھا' جس کا مطلب یہ تھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نماز پڑھانے کے طریقے نے نبی اکرم ﷺ کے نماز پڑھانے کے طریقے کی یاد دلا دی ہے۔

شرح

سجدے میں جاتے وقت اور سجدے سے سر اٹھاتے وقت تکبیر کہنا احادیث سے ثابت ہے۔

بعض روایات سے یہ بات ثابت ہے' نبی اکرم ﷺ نماز میں جھکتے وقت اور اُٹھتے وقت ہر مرتبہ تکبیر نہیں' تے تھے۔ جیسا کہ ایک روایت امام ابن ابی شیبہ نے سعید بن عبدالرحمٰن کے حوالے سے ان کے والد کے حوالے سے نقل کی ہے۔

1080-اخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب في وقت صلاة الظهر (الحديث 399) . تحفة الاشراف (2252) .

1081-اخرجه البخاري في الاذان، باب اتمام التكبير في السجود (الحديث 786)، و باب يكبر و هو ينهض من السجدتين (الحديث 826) . واخرجه مسلم في الصلاة، باب اثبات التكبير في كل خفض و رفع في الصلاة، الا رفعه من الركوع فيقول فيه سمع الله لمن حمده (الحديث 33) . واخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب تمام التكبير (الحديث 835) . واخرجه النسائي في السهو، التكبير اذا قام من الركعتين (الحديث 1179) مختصرًا . تحفة الاشراف (10848) .

تاہم اکثر روایات میں یہ بات ثابت ہے نبی اکرم ﷺ نماز کے دوران جھکتے وقت اور اٹھتے وقت تکبیر کہا کرتے تھے البتہ رکوع سے اٹھتے وقت آپ "سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ" کہا کرتے تھے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی نے یہ بات بیان کی ہے۔ مطرف نامی راوی نے یہ بات بیان کی ہے: ایک مرتبہ میں نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا ان تکبیرات کو سب سے پہلے کس نے ترک کیا تھا؟ تو انہوں نے جواب دیا: حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے جب وہ بوڑھے اور کمزور ہو گئے تو انہوں نے انہیں ترک کر دیا۔

(راوی کہتے ہیں:) یہ بھی ہو سکتا ہے انہوں نے بلند آواز میں تکبیر کہنا ترک کیا ہو۔

جبکہ امام طبرانی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ہی یہ بات نقل کی ہے سب سے پہلے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے تکبیرات کو ترک کیا تھا۔

ابوعبید نامی راوی نے یہ بات بیان کی ہے: سب سے پہلے زیاد نامی (حکمران) نے تکبیرات کو ترک کیا تھا۔

اس کے بعد آگے چل کر حافظ ابن حجر نے یہ بات بیان کی ہے: بعض اہل علم نے یہ وضاحت کی ہے ان حضرات نے بلند آواز میں تکبیر کہنے کو ترک کیا تھا البتہ وہ آہستہ آواز میں تکبیر کہا کرتے تھے۔

اس موضوع پر بحث کرتے ہوئے حافظ بدرالدین محمود عینی نے یہ بات تحریر کی ہے:

بنیادی اصول یہ ہے: نماز کے دوران ہر مرتبہ جھکتے وقت اور اٹھتے وقت تکبیر کہی جائے گی۔

نبی اکرم ﷺ صحابہ کرام اور تابعین کے بارے میں جو یہ بات منقول ہے: وہ بعض اوقات نماز کے ایک رُکن سے دوسرے رُکن کی طرف منتقل ہوتے وقت تکبیر نہیں کہتے تھے تو اس کی وجہ شاید یہ ہوگی تاکہ یہ واضح ہو جائے کہ ان تکبیرات کو کہنا لازم نہیں ہے اور ان کو ترک کرنا جائز ہے یا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ روایت کرنے والے فرد نے ان تکبیرات کو نہ سنا ہو اور یہ بیان کر دیا ہو کہ انہوں نے یہ تکبیرات کہی ہی نہیں تھیں۔

(فتح الباری، عمدۃ القاری، کتاب! نماز کے طریقے سے متعلق ابواب، باب: رکوع میں جاتے وقت تکبیر کو مکمل پڑھنے سے متعلق احادیث' کی شرح میں یہ بیان منقول ہے)

1082 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاذٌ وَّيَحْيٰى قَالَا حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ حَدَّثَنِي اَبُوْ اِسْحَاقَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَلْقَمَةَ وَالْاَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكَبِّرُ فِيْ كُلِّ خَفْضٍ وَّرَفْعٍ وَّيُسَلِّمُ عَنْ يَّمِيْنِهٖ وَعَنْ يَّسَارِهٖ وَكَانَ اَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ - رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا - يَفْعَلَانِهٖ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ (نماز کے دوران) ہر مرتبہ جھکتے ہوئے اور ہر مرتبہ

1082-اخرجه البخاري في الصلاة، باب ما جاء في التكبير عند الركوع و السجود (الحديث 253) بنحوه . و اخرجه النسائي في التطبيق، باب التكبير عند الرفع من السجود (الحديث 1141)، وباب التكبير للسجود (الحديث 1148) بنحوه، و في السهو، كيف السلام على اليمين (الحديث 1318) . تحفة الاشراف (9174) .

اٹھتے ہوئے تکبیر کہا کرتے تھے آپ ﷺ دائیں طرف اور بائیں طرف (یعنی دونوں طرف) سلام پھیرا کرتے تھے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے۔

36 - باب كَيْفَ يَخِرُّ لِلسُّجُوْدِ

باب: سجدے کے لیے کیسے جھکا جائے؟

1083 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ اَبِيْ بِشْرٍ قَالَ سَمِعْتُ يُوْسُفَ - وَهُوَ ابْنُ مَاهِكٍ - يُحَدِّثُ عَنْ حَكِيْمٍ قَالَ بَايَعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ لَّا اَخِرَّ اِلَّا قَائِمًا .

☆☆ حضرت حکیم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نبی اکرم ﷺ کے دست اقدس پر اس بات کی بیعت کی تھی کہ میں (سجدے میں جانے کے لیے) اس وقت جھکوں گا' جب سیدھا کھڑا ہو چکا ہوں گا۔

شرح

علامہ ابوالحسن سندھی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے یہ بات بیان کرتے ہیں: حدیث کے متن میں استعمال ہونے والا لفظ "اخر" لفظ خرور سے ماخوذ ہے جس کا مطلب گرنا ہے' یعنی میں سجدے میں اسی وقت جھکوں گا' جب میں کھڑا ہوں گا یعنی میں پہلے رکوع سے کھڑا ہوں گا پھر اس کے بعد سجدے کے لئے جھکوں گا۔

میں رکوع میں سے ہی سجدے کی طرف نہیں جھک جاؤں گا۔

اس لفظ کا یہ وہ مفہوم ہے' جو مصنف نے سمجھا ہے' تاہم ایک قول کے مطابق اس کا مطلب یہ ہے: میں مرتے دم تک اسلام پر ثابت قدم رہوں گا۔*

37 - باب رَفْعِ الْيَدَيْنِ لِلسُّجُوْدِ

باب: سجدے میں جانے سے پہلے رفع یدین کرنا

1084 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ نَّصْرِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ مَّالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ اَنَّهٗ رَاَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَفَعَ يَدَيْهِ فِيْ صَلَاتِهٖ وَاِذَا رَكَعَ وَاِذَا رَفَعَ رَاْسَهٗ مِنَ

* حاشیہ سندھی بر روایت مذکورہ۔

1083-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (3437) .

1084-انفرد به النسائي . والحديث عند: مسلم في الصلاة، باب استحباب رفع اليدين حذو المنكبين مع تكبيرة الاحرام و الركوع و في الرفع من الركوع و انه لا يفعله اذا رفع من السجود (الحديث 25 و 26) . و ابي داؤد في الصلاة، باب من ذكر انه يرفع يديه اذا قام من الثنتين (الحديث 745) . والنسائي في الافتتاح، رفع اليدين حيال الاذنين (الحديث 879 و 880)، و رفع اليدين للركوع حذاء فروع الاذنين (الحديث 1023) و في التطبيق، باب رفع اليدين حذو فروع الاذنين عند الرفع من الركوع (الحديث 1055)، و باب رفع اليدين للسجود (الحديث 1085 و 1086) . و ابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب رفع اليدين اذا ركع و اذا رفع راسه من الركوع (859) . تحفة الاشراف (11184) .

الرُّكُوْعِ وَاِذَا سَجَدَ وَاِذَا رَفَعَ رَاْسَهُ مِنَ السُّجُوْدِ حَتّٰى يُحَاذِيَ بِهِمَا فُرُوْعَ اُذُنَيْهِ .

☆☆ حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو نماز کے دوران رکوع میں جاتے ہوئے اور رکوع سے سر اُٹھاتے ہوئے' سجدے میں جاتے ہوئے اور سجدے سے سر اُٹھاتے ہوئے رفع یدین کرتے دیکھا ہے آپ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھوں کو کانوں کی لو تک بلند کیا تھا۔

شرح

اکثر فقہاء اس بات کے قائل ہیں: سجدے میں جاتے وقت یا دو سجدوں کے درمیان رفع یدین کرنے کا حکم منسوخ ہے۔

علامہ ابن رُشد نے یہ بات تحریر کی ہے: بعض محدثین اس بات کے قائل ہیں' سجدے میں جاتے وقت اور دو سجدوں کے درمیان میں اٹھتے وقت بھی رفع یدین کیا جائے گا۔

لیکن خود مصنف بھی شاید اس بات کے قائل ہیں' رفع یدین کرنے کا حکم منسوخ ہے جیسا کہ اگلے ترجمۃ الباب میں انہوں نے اسی بات کا ذکر کیا ہے اور اس کے بعد اس موضوع کی تائید میں حدیث بھی نقل کی ہے۔

•••———•••———•••

1085 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ نَصْرِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ اَنَّهُ رَاَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَفَعَ يَدَيْهِ فَذَكَرَ مِثْلَهُ .

☆☆ ایک سند کے ساتھ یہ بات منقول ہے: انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو رفع یدین کرتے دیکھا ہے' اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے۔

1086 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ نَصْرِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ فَذَكَرَ نَحْوَهُ وَزَادَ فِيْهِ وَاِذَا رَكَعَ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ وَاِذَا رَفَعَ رَاْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ وَاِذَا رَفَعَ رَاْسَهُ مِنَ السُّجُوْدِ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ .

☆☆ ایک اور سند کے ساتھ یہ الفاظ منقول ہیں' حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ جب نماز کا آغاز کرتے تھے' اس کے بعد انہوں نے حسب سابق حدیث نقل کی ہے' تاہم اس میں یہ الفاظ زائد ہیں:

''پھر جب آپ ﷺ رکوع میں جاتے تو بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے' اور جب رکوع سے سر اُٹھاتے تو بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے' جب سجدے سے سر اُٹھاتے تھے تو بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے''۔

1085-تقدم فی التطبیق، باب رفع الیدین للسجود (الحدیث 1084) .

1086-تقدم فی التطبیق، باب رفع الیدین للسجود (الحدیث 1084) .

38 - باب تَرْكِ رَفْعِ الْيَدَيْنِ عِنْدَ السُّجُوْدِ

باب: سجدے میں جاتے ہوئے رفع یدین نہ کرنا

1087 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ الْكُوْفِيُّ الْمُحَارِبِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ وَاِذَا رَكَعَ وَاِذَا رَفَعَ وَكَانَ لَا يَفْعَلُ ذٰلِكَ فِي السُّجُوْدِ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نماز کے آغاز میں رفع یدین کرتے تھے' جب رکوع میں جاتے تھے اس وقت رفع یدین کرتے تھے' اور جب رکوع سے سر اُٹھاتے تھے اس وقت بھی رفع یدین کرتے تھے' آپ ﷺ سجدوں میں (یعنی سجدوں کے درمیان) ایسا نہیں کیا کرتے تھے۔

39 - باب اَوَّلِ مَا يَصِلُ اِلَى الْاَرْضِ مِنَ الْاِنْسَانِ فِيْ سُجُوْدِهِ

باب: سجدے میں جاتے ہوئے انسان کے جسم کا کون سا حصہ پہلے زمین سے لگنا چاہیے؟

1088 - اَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عِيْسَى الْقُوْمَسِيُّ الْبِسْطَامِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ - وَهُوَ ابْنُ هَارُوْنَ - قَالَ اَنْبَاَنَا شَرِيْكٌ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سَجَدَ وَضَعَ رُكْبَتَيْهِ قَبْلَ يَدَيْهِ وَاِذَا نَهَضَ رَفَعَ يَدَيْهِ قَبْلَ رُكْبَتَيْهِ .

☆☆ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا' جب آپ ﷺ سجدے میں جانے لگے تو آپ ﷺ نے دونوں ہاتھوں سے پہلے گھٹنے (زمین پر) رکھے اور جب آپ ﷺ اُٹھنے لگے تو آپ ﷺ نے دونوں ہاتھ گھٹنوں سے پہلے (زمین پر سے) اُٹھائے۔

شرح

یہاں امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے جو روایت نقل کی ہے اس سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ آدمی کو سجدے میں جاتے ہوئے پہلے گھٹنے رکھنے چاہئیں پھر اس کے بعد ہاتھ رکھنے چاہئیں۔

امام ابوحنیفہ، امام شافعی اور ایک روایت کے مطابق امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اسی طریقے کے قائل ہیں اور اکثر صحابہ کرام کے بارے میں بھی اسی طرح منقول ہے۔

•••———•••———•••

1087-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (6962) .

1088-اخرجه ابوداؤد في الصلاة، باب اكيف يضع ركبتيه قبل يديه (الحديث 838) . واخرجه الترمذي في الصلاة، باب ما جاء في وضع الركبتين قبل اليدين في السجود (الحديث 268) . واخرجه النسائي في التطبيق، باب رفع اليدين عن الارض قبل الركبتين (الحديث 1153) . واخرجه ابن ماجه في الصلاة و السنة فيها، باب السجود (الحديث 882) . تحفة الاشراف (11780) .

اس کی شرح لکھتے ہوئے علامہ ابن بطال رحمۃ اللہ علیہ تحریر کرتے ہیں:

''فقہاء کا اس بات پر اتفاق پایا جاتا ہے کہ پیشانی پر سجدہ کرنا فرض ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما، عطاء بن ابی رباح، طاؤس، حسن بصری، ابن سیرین، قاسم بن محمد، سالم بن عبداللہ، امام شعبی اور ابن شہاب زہری اس بات کے قائل ہیں: جب کوئی شخص پیشانی پر سجدہ کر لیتا ہے اور اس کی ناک زمین پر نہیں لگتی، تو یہ اس کے لئے کافی ہوگا۔

امام مالک، امام ابو یوسف، امام محمد اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی بات کے قائل ہیں۔

ان حضرات کے نزدیک مستحب یہ ہے: پیشانی کے ساتھ ناک پر بھی سجدہ کیا جائے۔

(ابن بطال رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں) امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اس بات کے قائل ہیں اگر کوئی شخص نماز پڑھتے وقت پیشانی زمین پر نہیں رکھتا اور صرف ناک پر سجدہ کر لیتا ہے، تو یہ بھی کافی ہوگا۔

ابن سیرین، طاؤس، ابن القاسم بھی اسی بات کے قائل ہیں۔

ابراہیم نخعی، عکرمہ، عبدالرحمٰن بن ابو لیلیٰ اور سعید بن جبیر اسی بات کے قائل ہیں: پیشانی اور ناک دونوں پر سجدہ کرنا فرض ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی بات کے قائل ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے بارے میں یہ بات منقول ہے وہ فرماتے ہیں: جو شخص ناک زمین پر نہیں رکھتا اس نے سجدہ نہیں کیا۔

ایک روایت کے مطابق امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اس بات کے قائل ہیں: ان سات اعضاء پر سجدہ کرنا فرض ہے اور جو شخص ان میں سے بعض اعضاء پر سجدہ کر لیتا ہے۔ (تمام اعضاء پر سجدہ نہیں کرتا) اس کا سجدہ ادا نہیں ہوگا۔

42 - باب تَفْسِيرِ ذٰلِكَ

باب: اس کی وضاحت کا بیان

1093 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا بَكْرٌ عَنِ ابْنِ الْهَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "اِذَا سَجَدَ الْعَبْدُ سَجَدَ مِنْهُ سَبْعَةُ اٰرَابٍ وَجْهُهُ وَكَفَّاهُ وَرُكْبَتَاهُ وَقَدَمَاهُ".

☆☆ حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات ارشاد فرماتے ہوئے

سنا ہے:

1093-اخرجه مسلم في الصلاة، باب اعضاء السجود والنهي عن كف الشعر والثوب و عقص الراس في الصلاة (الحديث 491) . واخرجه ابوداؤد في الصلاة، باب اعضاء السجود (الحديث 891) . و اخرجه الترمذي في الصلاة، باب ما جاء في السجود على سبعة اعضاء (الحديث 272) . واخرجه النسائي في التطبيق، باب السجود على القدمين (الحديث 1098) و اخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة، والسنة فيها، باب السجود (الحديث 885) . تحفة الاشراف (5126) .

''جب بندہ سجدہ کرتا ہے، تو اس کے ساتھ سات اعضاء سجدہ کرتے ہیں: اس کا چہرہ، اس کی دونوں ہتھیلیاں، اس کے دونوں گھٹنے اور اس کے دونوں پاؤں''۔

43 - باب السُّجُوْدِ عَلَى الْجَبِيْنِ

باب: پیشانی پر سجدہ کرنا

1094 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْهَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ بَصُرَتْ عَيْنَايَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى جَبِيْنِهِ وَاَنْفِهِ اَثَرُ الْمَاءِ وَالطِّيْنِ مِنْ صُبْحِ لَيْلَةِ اِحْدٰى وَعِشْرِيْنَ . مُخْتَصَرٌ .

☆☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے اپنی ان دونوں آنکھوں کے ساتھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی مبارک اور ناک مبارک پر پانی اور مٹی کا نشان اکیسویں رات کی صبح دیکھا تھا۔

(امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:) یہ روایت مختصر ہے۔

44 - باب السُّجُوْدِ عَلَى الْاَنْفِ

باب: ناک پر سجدہ کرنا

1095 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ وَيُوْنُسُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنِ ابْنِ وَهْبٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ طَاوُسٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ

1094-اخرجه البخاري في الاذان، باب هل يصلي الامام بمن حضر؟ و هل يخطب يوم الجمعة في المطر (الحديث 669) بنحوه، و باب السجود على الانف و السجود على الطين (الحديث 813) بنحوه مطولًا . و باب من لم يمسح جبهته و انفه حتى صلى (الحديث 836) بنحوه، و في فضل ليلة القدر، باب التماس ليلة القدر في السبع الاواخر (الحديث 2016) بنحوه مطولًا، و باب تحرى ليلة القدر في الوتر من العشر الاواخر (الحديث 2018) مطولًا، و في الاعتكاف، باب الاعتكاف في العشر الاواخر والاعتكاف في المساجد كلها (الحديث 2027) مطولًا، و باب الاعتكاف و خروج النبي صلى الله عليه وسلم صبيحة عشرين (الحديث 2036) بنحوه مطولًا، وباب من خرج من اعتكافه عن الصبح (الحديث 2040) بنحوه مطولًا . واخرجه مسلم في الصيام، باب فضل ليلة القدر و الحث على طلبها و بيان محلها و ارجى اوقات طلبها (الحديث 213 و 214 و 215 و 216) بنحوه مطولًا . واخرجه ابوداؤد في الصلاة، باب السجود على الانف و الجبهة (الحديث 894 و 395) بنحوه، و باب السجود على الانف (الحديث 911) بنحوه، و باب فيمن قال ليلة احدى وعشرين (الحديث 1382) مطولًا . واخرجه النسائي في السهو، باب ترك مسح الجبهة بعد التسليم (الحديث 1355) بنحوه مطولًا . والحديث عند : ابن ماجه في الصيام، باب في ليلة القدر (الحديث 1766)، و باب الاعتكاف في خيمة المسجد (الحديث 1775) . تحفة الاشراف (4419) .

1095-اخرجه البخاري في الاذان، باب السجود على الانف (الحديث 812) . واخرجه مسلم في الصلاة، باب اعضاء السجود و النهي عن كف الشعر و الثوب و عقص الراس في الصلاة (الحديث 230 و 231) . واخرجه النسائي في التطبيق، السجود على اليدين (الحديث 1096)، وباب السجود على الركبتين (الحديث 1097) بنحوه . واخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب السجود (الحديث 884) بنحوه . والحديث عند: مسلم في الصلاة، باب اعضاء السجود والنهي عن كف الشعر و الثوب و عقص الراس في الصلاة (الحديث 229) . تحفة الاشراف (5708) .

... رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اُمِرْتُ اَنْ اَسْجُدَ عَلٰى سَبْعَةٍ - لَا اَكُفَّ الشَّعْرَ وَلَا الثِّيَابَ - الْجَبْهَةِ وَالْاَنْفِ وَالْيَدَيْنِ وَالرُّكْبَتَيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ".

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: "مجھے اس بات کا حکم دیا گیا ہے میں سات اعضاء پر سجدہ کروں (اور نماز کے دوران) میں اپنے بالوں یا کپڑے کو سمیٹوں نہیں (وہ سات اعضاء یہ ہیں) پیشانی، ناک، دونوں ہاتھ، دونوں گھٹنے اور دونوں پاؤں"۔

45 - باب السُّجُوْدِ عَلَى الْيَدَيْنِ

باب: دونوں ہاتھوں پر سجدہ کرنا

1096 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُوْرٍ النَّسَائِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا الْمُعَلَّى بْنُ اَسَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ طَاوُسٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اُمِرْتُ اَنْ اَسْجُدَ عَلٰى سَبْعَةِ اَعْظُمٍ عَلَى الْجَبْهَةِ وَاَشَارَ بِيَدِهِ عَلَى الْاَنْفِ وَالْيَدَيْنِ وَالرُّكْبَتَيْنِ وَاَطْرَافِ الْقَدَمَيْنِ".

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: "مجھے اس بات کا حکم دیا گیا ہے میں سات ہڈیوں پر سجدہ کروں، پیشانی [illegible] ناک کی طرف اشارہ کیا، دونوں ہاتھ، دونوں گھٹنے اور دونوں پاؤں کے [illegible]"۔

46 - باب السُّجُوْدِ عَلَى الرُّكْبَتَيْنِ

باب: گھٹنوں پر سجدہ کرنا

1097 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ الْمَكِّيُّ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ [illegible] قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اُمِرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَسْجُدَ عَلٰى [illegible] وَنُهِيَ اَنْ يَكُفَّ الشَّعْرَ وَالثِّيَابَ - عَلٰى يَدَيْهِ وَرُكْبَتَيْهِ وَاَطْرَافِ اَصَابِعِهِ . قَالَ سُفْيَانُ قَالَ لَنَا ابْنُ طَاوُسٍ [illegible] عَلٰى جَبْهَتِهِ وَاَمَرَّهَا عَلٰى اَنْفِهِ . قَالَ هٰذَا وَاحِدٌ وَاللَّفْظُ لِمُحَمَّدٍ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کا [illegible] سجدہ کریں اور آپ کو اس بات سے منع کیا گیا تھا کہ آپ (نماز کے دوران) اپنے [illegible] پر سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا تھا) دونوں ہاتھ، دونوں گھٹنے اور (پاؤں کی انگلیوں کے) [illegible]۔

سفیان نامی راوی نے یہ بات بیان کی ہے: طاؤس کے صاحبزادے [illegible]

1096- اخرجه ابن خزيمة ... السجود على الانف (1095)

1097- اخرجه في ... السجود على الانف (1095)

اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ اپنی پیشانی پر رکھے اور انہیں پھیرتے ہوئے ناک تک لے آئے۔

پھر آپ نے ارشاد فرمایا: یہ ایک ہی (عضو) ہے۔

روایت کے یہ الفاظ محمد بن منصور نامی راوی کے ہیں۔

47 - باب السُّجُوْدِ عَلَى الْقَدَمَيْنِ

باب: دونوں پاؤں پر سجدہ کرنا

1098 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ عَنْ شُعَيْبٍ عَنِ اللَّيْثِ قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ الْهَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ عَنْ عَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "اِذَا سَجَدَ الْعَبْدُ سَجَدَ مَعَهُ سَبْعَةُ اٰرَابٍ وَجْهُهُ وَكَفَّاهُ وَرُكْبَتَاهُ وَقَدَمَاهُ".

☆☆ حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: "جب بندہ سجدہ کرتا ہے تو اس کے ساتھ اس کے سات اعضاء سجدہ کرتے ہیں اس کا چہرہ، اس کی دونوں ہتھیلیاں، دونوں گھٹنے اور دونوں پاؤں"۔

48 - باب نَصْبِ الْقَدَمَيْنِ فِي السُّجُوْدِ

باب: سجدے کے دوران دونوں پاؤں کھڑے کرنا

1099 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ فَقَدْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَانْتَهَيْتُ اِلَيْهِ وَهُوَ سَاجِدٌ وَقَدَمَاهُ مَنْصُوْبَتَانِ وَهُوَ يَقُوْلُ "اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوْبَتِكَ وَبِكَ مِنْكَ لَا اُحْصِيْ ثَنَاءً عَلَيْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ".

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ایک رات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اپنے پاس محسوس نہیں ہوئے تو میں آپ کی طرف بڑھی تو آپ سجدے کی حالت میں تھے آپ کے دونوں پاؤں کھڑے ہوئے تھے آپ یہ [illegible]

"اے اللہ! میں تیری رضا کی تیرے سزا دینے سے تیری معافی کی پناہ مانگتا ہوں اور تیری [illegible] میں تیری ثناء بیان نہیں کرسکتا تو ویسا ہی ہے جیسے تو نے خود اپنی ثناء بیان کی ہے"۔

[illegible]

[illegible]

49 - باب فَتْخِ اَصَابِعِ الرِّجْلَيْنِ فِي السُّجُوْدِ

باب: سجدے کے دوران پاؤں کی انگلیوں کو موڑ دینا

1100 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيْدِ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عَطَاءٍ عَنْ اَبِيْ حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَهْوٰى اِلَى الْاَرْضِ سَاجِدًا جَافٰى عَضُدَيْهِ عَنْ اِبْطَيْهِ وَفَتَخَ اَصَابِعَ رِجْلَيْهِ . مُخْتَصَرٌ .

★★ حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سجدے میں جانے کے لیے جب زمین کی طرف جھکتے تھے' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دونوں بازوؤں کو بغلوں سے الگ رکھتے تھے' اور پاؤں کی انگلیوں کو موڑ دیتے تھے۔

(امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں:) یہ روایت مختصر ہے۔

50 - باب مَكَانِ الْيَدَيْنِ مِنَ السُّجُوْدِ

باب: سجدے کے دوران دونوں ہاتھ رکھنے کی جگہ

1101 - اَخْبَرَنِيْ اَحْمَدُ بْنُ نَاصِحٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اِدْرِيْسَ قَالَ سَمِعْتُ عَاصِمَ بْنَ كُلَيْبٍ يَذْكُرُ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ قَدِمْتُ الْمَدِيْنَةَ فَقُلْتُ لَاَنْظُرَنَّ اِلٰى صَلَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى رَاَيْتُ اِبْهَامَيْهِ قَرِيْبًا مِّنْ اُذُنَيْهِ فَلَمَّا اَرَادَ اَنْ يَّرْكَعَ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَهُ فَقَالَ "سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ". ثُمَّ كَبَّرَ وَسَجَدَ فَكَانَتْ يَدَاهُ مِنْ اُذُنَيْهِ عَلَى الْمَوْضِعِ الَّذِيْ اسْتَقْبَلَ بِهِمَا الصَّلَاةَ .

★★ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں مدینہ منورہ آیا' میں نے سوچا کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا جائزہ لوں گا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تکبیر کہی' آپ نے دونوں ہاتھ بلند کیے' یہاں تک کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں انگوٹھوں کو آپ کے کانوں کے قریب دیکھا' پھر جب آپ رکوع میں جانے لگے تو آپ نے تکبیر کہی اور رفع یدین کیا' پھر جب آپ نے رکوع سے سر اٹھایا تو آپ نے سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہا' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تکبیر کہی اور سجدہ میں چلے گئے' آپ کے دونوں ہاتھ آپ کے کانوں کے اسی طرح قریب تھے' جس طرح اس وقت تھے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کا آغاز کیا تھا۔

1100-اخرجه ابوداؤد في الصلاة، باب من ذكر التورك في الرابعة (الحديث 963 و 964 و 965) مطولا . و اخرجه الترمذي في الصلاة، باب (منه) (الحديث 304 و 305) مطولا . واخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب اتمام الصلاة (الحديث 1061) مطولا . والحديث عند البخاري في الاذان، باب سنة الجلوس في التشهد (الحديث 828) . والنسائي في الافتتاح، باب الاعتدال في الركوع (الحديث 1038)، و في السهو، باب رفع اليدين في القيام الى الركعتين الأخريين (الحديث 1180)، وباب صفة الجلوس في الركعة التي يقضي فيها الصلاة (الحديث 1261) . وابن ماجه في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب افتتاح الصلاة (الحديث 803)، وباب رفع اليدين اذا ركع و اذا رفع راسه من الركوع (الحديث 862) . تحفة الاشراف (11897) .

1101-تقدم في الافتتاح، باب موضع اليمين من الشمال في الصلاة (الحديث 888) .

51 - باب النَّهْيِ عَنْ بَسْطِ الذِّرَاعَيْنِ فِي السُّجُوْدِ

باب: سجدے کے دوران بازوؤں کو بچھانے کی ممانعت

1102 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ - وَهُوَ ابْنُ هَارُوْنَ - قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الْعَلَاءِ - وَاسْمُهُ اَيُّوْبُ بْنُ اَبِيْ مِسْكِيْنٍ - عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا يَفْتَرِشْ اَحَدُكُمْ ذِرَاعَيْهِ فِي السُّجُوْدِ افْتِرَاشَ الْكَلْبِ".

★★ حضرت انس رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"کوئی بھی شخص سجدے کے دوران اپنے بازوؤں کو کتے کی طرح نہ بچھائے"۔

شرح

یہاں کتے کی طرح بازو بچھانے سے مراد یہ ہے: آدمی ہتھیلیوں کے ساتھ کہنیوں کو بھی زمین پر رکھ لے۔

سجدہ کرنے کا طریقہ یہ ہے: انسان کی ہتھیلیاں زمین پر ہوں اس کی کہنیاں زمین سے بلند ہوں گی اور پہلو سے الگ ہوں گی۔

مختلف روایات میں یہ بات مذکور ہے کہ مردوں کے لئے حکم یہی ہے کہ وہ سجدے کے دوران اپنے بازو کشادہ رکھیں یعنی پہلوؤں سے الگ رکھیں۔

ترجمۃ الباب میں امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے "سجدہ کرنے کا طریقہ" عنوان بیان کیا ہے۔

احناف کے نزدیک سجدہ کرنے کا طریقہ یہ ہے: آدمی سجدے میں جاتے وقت پہلے گھٹنے زمین پر رکھے گا۔ اس کے بعد دونوں ہاتھ زمین پر رکھے گا پھر پیشانی زمین پر رکھے گا۔

پیشانی اور ناک دونوں زمین پر رکھے جائیں گے سجدے کے دوران چہرے کو دونوں ہتھیلیوں کے درمیان رکھا جائے گا۔ آدمی کے ہاتھوں کی انگلیاں نہ مکمل طور پر کھلی ہوں گی نہ مکمل طور پر بند ہوں گی اور ان کا رُخ قبلے کی طرف ہوگا۔

سجدے کے دوران آدمی کے زانوں پیٹ سے دور ہوں گے اور دونوں کہنیاں پہلوؤں سے الگ ہوں گی اور زمین سے بلند ہوں گی۔

اگلے آنے والے ابواب میں امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے انہی احکام کو بیان کیا ہے۔

●●●———●●●———●●●

52 - باب صِفَةِ السُّجُوْدِ

باب: سجدہ کرنے کا طریقہ

1102-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (1143) .

1103 - أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ الْمَرْوَزِيُّ قَالَ أَنْبَأَنَا شَرِيكٌ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ وَصَفَ لَنَا الْبَرَاءُ السُّجُودَ فَوَضَعَ يَدَيْهِ بِالأَرْضِ وَرَفَعَ عَجِيزَتَهُ وَقَالَ هَكَذَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُ.

★★ ابو اسحاق نامی راوی نے یہ بات بیان کی ہے: ایک مرتبہ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے ہمارے سامنے سجدے کا طریقہ ذکر کیا تو انہوں نے اپنے دونوں ہاتھ زمین پر رکھے اور اپنی سرین کو بلند کیا اور بولے: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح (سجدہ) کرتے دیکھا ہے۔

1104 - أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ الْمَرْوَزِيُّ قَالَ أَنْبَأَنَا ابْنُ شُمَيْلٍ - هُوَ النَّضْرُ - قَالَ أَنْبَأَنَا يُونُسُ بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا صَلَّى جَخَّى.

★★ حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز ادا کرتے تھے تو بازوؤں کو پہلو سے الگ رکھتے تھے۔

1105 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا بَكْرٌ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ عَنِ الأَعْرَجِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَالِكٍ ابْنِ بُحَيْنَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا صَلَّى فَرَّجَ بَيْنَ يَدَيْهِ حَتَّى يَبْدُوَ بَيَاضُ إِبْطَيْهِ.

★★ حضرت عبداللہ بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز ادا کرتے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دونوں بازوؤں کو کشادہ رکھتے تھے یہاں تک کہ آپ کی بغلوں کی سفیدی ظاہر ہو جاتی تھی۔

1106 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بَزِيعٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ عِمْرَانَ عَنْ أَبِي مِجْلَزٍ عَنْ بَشِيرِ بْنِ نَهِيكٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ لَوْ كُنْتُ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لأَبْصَرْتُ إِبْطَيْهِ. قَالَ أَبُو مِجْلَزٍ كَأَنَّهُ قَالَ ذَلِكَ لأَنَّهُ فِي صَلاَةٍ.

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں اگر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بالکل سامنے ہوتا تو میں آپ کی بغلوں کو دیکھ سکتا تھا۔

ابومجلز نامی راوی نے یہ بات بیان کی ہے: انہوں نے یہ الفاظ اس لیے استعمال کیے ہیں کیونکہ وہ اس وقت نماز کی حالت میں ہوتے تھے۔

1107 - أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ أَنْبَأَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ قَيْسٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ

1103- اخرجه ابوداؤد في الصلاة، باب صفة السجود (الحديث 896). تحفة الاشراف (1864).

1104- انفرد به النسائي. تحفة الاشراف (1902).

1105- اخرجه البخاري في الصلاة، باب يبدي ضبعيه و يجافي في السجود (الحديث 390)، و في الاذان، باب يبدي ضبعيه و يجافي في السجود (الحديث 807)، و في المناقب، باب صفة النبي صلى الله عليه وسلم (الحديث 3564). و اخرجه مسلم في الصلاة، باب ما يجمع صفة الصلاة و ما يفتتح به و يختم به و صفة الركوع و الاعتدال منه و السجود و الاعتدال منه و التشهد بعد كل ركعتين من الرباعية و صفة الجلوس بين السجدتين و في التشهد الاول (الحديث 235 و 236). تحفة الاشراف (9157).

1106- اخرجه ابوداؤد في الصلاة، باب من ذكر انه يرفع يديه اذا قام من الثنتين (الحديث 746) بنحوه. تحفة الاشراف (12215).

1107- اخرجه الترمذي في الصلاة، باب ما جاء في التجافي في السجود (الحديث 274). و اخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب السجود (الحديث 881) مطولاً. تحفة الاشراف (5142).

بْنِ أَقْرَمَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كُنْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكُنْتُ أَرَى عُفْرَةَ إِبْطَيْهِ إِذَا سَجَدَ.

★★ عبید اللہ بن عبداللہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا، آپ سجدے میں گئے تو میں نے آپ کی بغلوں کی سفیدی دیکھی۔

53 - باب التَّجَافِي فِي السُّجُودِ

باب: سجدے کے دوران دونوں بازوؤں کو پہلو سے الگ رکھنا

1108 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ - وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الأَصَمِّ - عَنْ عَمِّهِ يَزِيدَ - وَهُوَ ابْنُ الأَصَمِّ - عَنْ مَيْمُونَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا سَجَدَ جَافَى يَدَيْهِ حَتَّى لَوْ أَنَّ بَهْمَةً أَرَادَتْ أَنْ تَمُرَّ تَحْتَ يَدَيْهِ مَرَّتْ.

★★ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدے میں جاتے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دونوں بازو (پہلو سے) الگ رکھتے تھے یہاں تک کہ اگر کوئی بکری کا بچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بازوؤں کے نیچے سے گزرنا چاہتا تو وہ گزر سکتا تھا۔

54 - باب الاِعْتِدَالِ فِي السُّجُودِ

باب: سجدے میں اعتدال اختیار کرنا

1109 - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَنْبَأَنَا عَبْدَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ ح وَأَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ عَنْ خَالِدٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اعْتَدِلُوا فِي السُّجُودِ وَلاَ يَبْسُطْ أَحَدُكُمْ ذِرَاعَيْهِ انْبِسَاطَ الْكَلْبِ". اللَّفْظُ لإِسْحَاقَ.

★★ حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"سجدے میں اعتدال اختیار کرو اور کوئی بھی شخص اپنے بازوؤں کو اس طرح نہ بچھائے جس طرح کتا اپنے بازو بچھاتا ہے"۔

روایت کے یہ الفاظ اسحاق نامی راوی سے منقول ہیں۔

شرح

سجدے کے دوران اعتدال سے مراد وہی صورت ہے جو رکوع میں اعتدال سے مراد ہوتی ہے جس کا تذکرہ پہلے ہو چکا ہے

1108- اخرجه مسلم في الصلاة، باب ما يجمع صفة الصلاة و ما يفتتح به و يختم به و صفة الركوع و الاعتدال منه و السجود و الاعتدال منه و التشهد بعد كل ركعتين من الرباعية و صفة الجلوس بين السجدتين و في التشهد الاول (الحديث 237) و (الحديث 238 و 239). و اخرجه ابوداؤد في الصلاة، صفة السجود (الحديث 898). و اخرجه النسائي في التطبيق، باب كيف الجلوس بين السجدتين (الحديث 1146) بنحوه. و اخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب السجود (الحديث 880). تحفة الاشراف (18083).

1109- تقدم في الافتتاح، الاعتدال في الركوع (الحديث 1027).

پہلے کر چکے ہیں۔

•••——•••——•••

55 - باب اِقَامَةِ الصُّلْبِ فِي السُّجُوْدِ

باب: سجدے کے دوران کمر کو سیدھا رکھنا

1110 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ الْمَرْوَزِيُّ قَالَ اَنْبَاَنَا عِيْسٰى - وَهُوَ ابْنُ يُوْنُسَ - عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ عُمَارَةَ عَنْ اَبِيْ مَعْمَرٍ عَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا تُجْزِءُ صَلَاةٌ لَا يُقِيْمُ الرَّجُلُ فِيْهَا صُلْبَهٗ فِي الرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ."

☆☆ حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''وہ نماز درست نہیں ہوتی جس میں آدمی رکوع اور سجدے کے دوران اپنی کمر کو سیدھا نہیں رکھتا''۔

56 - باب النَّهْيِ عَنْ نَقْرَةِ الْغُرَابِ

باب: کوے کی طرح چونچ مارنے کی ممانعت

1111 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ عَنْ شُعَيْبٍ عَنِ اللَّيْثِ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنِ ابْنِ اَبِيْ هِلَالٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ تَمِيْمَ بْنَ مَحْمُوْدٍ اَخْبَرَهٗ اَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ شِبْلٍ اَخْبَرَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ ثَلَاثٍ عَنْ نَقْرَةِ الْغُرَابِ وَافْتِرَاشِ السَّبُعِ وَاَنْ يُوْطِنَ الرَّجُلُ الْمَقَامَ لِلصَّلَاةِ كَمَا يُوْطِنُ الْبَعِيْرُ.

☆☆ حضرت عبدالرحمٰن بن شبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین چیزوں سے منع کیا ہے: کوے کی طرح چونچ مارنے سے' درندوں کی طرح (بازو بچھا کر) بیٹھنے سے اور اس بات سے کہ آدمی مسجد میں اپنے نماز پڑھنے کے لیے ایک جگہ کو یوں مخصوص کر لے' جس طرح اونٹ بیٹھنے کی جگہ مخصوص کر لیتا ہے۔

57 - باب النَّهْيِ عَنْ كَفِّ الشَّعْرِ فِي السُّجُوْدِ

باب: سجدے کے دوران بال سمیٹنے کی ممانعت

1112 - اَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ الْبَصْرِيُّ عَنْ يَزِيْدَ - وَهُوَ ابْنُ زُرَيْعٍ - قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ وَرَوْحٌ - يَعْنِي ابْنَ الْقَاسِمِ - عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اُمِرْتُ

1110-تقدم في الافتتاح، اقامة الصلب في الركوع (الحديث 1026) .

1111-اخرجه ابوداؤد في الصلاة، باب صلاة من لا يقيم صلبه في الركوع و السجود (الحديث 862) . واخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب ما جاء في توطين المكان في المسجد يصلي فيه (الحديث 1429) . تحفة الاشراف (9701) .

[illegible] عن كف [illegible] السجود (الحديث [illegible])

اَنْ اَسْجُدَ عَلٰى سَبْعَةٍ وَّلَا اَكُفَّ شَعْرًا وَّلَا ثَوْبًا."

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''مجھے اس بات کا حکم دیا گیا ہے' میں سات اعضاء پر سجدہ کروں اور (نماز کے دوران) بال اور کپڑے نہ سمیٹوں''۔

شرح

یہی روایت ذرا سے لفظی اور سند کے اختلاف کے ساتھ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ''صحیح'' میں بھی نقل کی ہے وہاں اس کی شرح کرتے ہوئے حافظ بدرالدین عینی تحریر کرتے ہیں:

اس حدیث میں اس بات کا تذکرہ کیا گیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کا حکم دیا گیا تھا کہ آپ (نماز کے دوران) بالوں کو موڑیں گے نہیں اور کپڑوں کو موڑیں گے نہیں۔

(علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں) اس حدیث سے یہ بات پتہ چل جاتی ہے کہ نماز کے دوران بالوں اور کپڑوں کو موڑنا مکروہ ہے۔

ظاہر حدیث کا تقاضا یہی ہے کہ ایسا کرنا صرف نماز کے دوران مکروہ ہوگا۔

قاضی عیاض نے اس کی تردید کرتے ہوئے یہ بات بیان کی ہے: یہ بات جمہور کے خلاف ہے۔

جمہور اس بات کے قائل ہیں' نماز میں یا نماز کے علاوہ ہر حال میں ایسا کرنا مکروہ ہے' تاہم اس بات پر اتفاق ہے کہ ایسا عمل کرنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی ہے۔

تلویح میں یہ ذکر ہے کہ ایسا کرنا مکروہ تنزیہی ہے' اگر کوئی شخص اسی حالت میں نماز پڑھ لیتا ہے' تو اس نے اچھا عمل نہیں کیا تاہم اس کی نماز ہو جائے گی۔

علامہ ابن تین فرماتے ہیں: ایسا کرنا (نماز کے دوران بالوں اور کپڑوں کو نہ موڑنا) مستحب کے طور پر ہے۔

اگر کسی شخص نے ایسا کیا ہوا ہو اور اسی دوران جماعت کھڑی ہو جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے کہ وہ شخص اسی طرح نماز ادا کر لے۔

•••——•••——•••

58 - باب مَثَلِ الَّذِيْ يُصَلِّيْ وَرَاْسُهٗ مَعْقُوْصٌ

باب: اس شخص کی مثال جو اپنے سر پر بالوں کا جوڑا بنا کر نماز ادا کرتا ہے

1113 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ سَوَّادِ بْنِ الْاَسْوَدِ بْنِ عَمْرٍو السَّرْحِيُّ - مِنْ وَّلَدِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ سَرْحٍ - قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ اَنَّ بُكَيْرًا حَدَّثَهٗ اَنَّ كُرَيْبًا مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ حَدَّثَهٗ عَنْ

1113-اخرجه مسلم في الصلاة، باب اعضاء السجود والنهي عن كف الشعر و الثوب و عقص الراس في الصلاة (الحديث 232) . واخرجه ابوداؤد في الصلاة، باب الرجل يصلي عاقصًا شعره (الحديث 647) . تحفة الاشراف (6339) .

عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهُ رَاٰى عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الْحَارِثِ يُصَلِّىْ وَرَاْسُهٗ مَعْقُوْصٌ مِّنْ وَّرَآئِهٖ فَقَامَ فَجَعَلَ يَحُلُّهٗ فَلَمَّا انْصَرَفَ اَقْبَلَ اِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ مَا لَكَ وَرَاْسِىْ قَالَ اِنِّىْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "اِنَّمَا مَثَلُ هٰذَا مَثَلُ الَّذِىْ يُصَلِّىْ وَهُوَ مَكْتُوْفٌ".

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے بارے میں یہ بات منقول ہے: ایک دفعہ انہوں نے عبداللہ بن حارث کو نماز ادا کرتے ہوئے دیکھا' انہوں نے اپنے بالوں کا جوڑا پیچھے کی طرف بنایا ہوا ہے' تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اٹھے اور انہوں نے اس جوڑے کو کھول دیا' جب عبداللہ بن حارث نے نماز مکمل کی' تو وہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آئے اور بولے: آپ کا میرے سر کے ساتھ کیا واسطہ ہے؟ تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

"اس کی مثال اسی طرح ہے' جس طرح نماز ادا کرتے ہوئے کسی کے ہاتھ کندھے پر باندھے ہوئے ہوں"۔

59 - باب النَّهْيِ عَنْ كَفِّ الثِّيَابِ فِي السُّجُوْدِ

باب: سجدے کے دوران کپڑے کو سمیٹنے کی ممانعت

1114 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ الْمَكِّىُّ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَمْرٍو عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اُمِرَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّسْجُدَ عَلٰى سَبْعَةِ اَعْظُمٍ وَّنُهِىَ اَنْ يَّكُفَّ الشَّعْرَ وَالثِّيَابَ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ کو اس بات کا حکم دیا گیا تھا کہ آپ ﷺ سات اعضاء پر سجدہ کریں اور آپ ﷺ کو اس بات سے منع کیا گیا تھا کہ آپ ﷺ (نماز کے دوران) بال اور کپڑے سمیٹیں۔

60 - باب السُّجُوْدِ عَلَى الثِّيَابِ

باب: کپڑوں پر سجدہ کرنا

1115 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ خَالِدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ - هُوَ السُّلَمِىُّ - قَالَ حَدَّثَنِىْ غَالِبٌ الْقَطَّانُ عَنْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْمُزَنِىِّ عَنْ اَنَسٍ قَالَ كُنَّا اِذَا صَلَّيْنَا خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالظَّهَائِرِ سَجَدْنَا عَلٰى ثِيَابِنَا اتِّقَاءَ الْحَرِّ .

1114-تقدم في التطبيق، باب على كم السجود (الحديث 1092) .

1115-اخرجه البخاري في الصلاة، باب السجود على الثوب في شدة الحر (الحديث 385) بنحوه، و في مواقيت الصلاة، باب وقت الظهر عند الزوال (الحديث 542)، و في العمل في الصلاة، باب بسط الثوب في الصلاة للسجود (الحديث 1208) بنحوه . و اخرجه مسلم في المساجد و مواضع الصلاة، باب استحباب تقديم الظهر في اول الوقت في غير شدة الحر (الحديث 191) بنحوه . و اخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب الرجل يسجد على ثوبه (الحديث 660) بنحوه . و اخرجه الترمذي في الصلاة، باب ما ذكر من الرخصة في السجود على الثوب في الحر و البرد (الحديث 584) . و اخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب السجود على الثياب في الحر و البرد (الحديث 1033) بنحوه . تحفة الاشراف (250) .

☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ہم جب نبی اکرم ﷺ کی اقتداء میں ظہر کی نماز ادا کرتے تھے' تو گرمی سے بچنے کے لیے اپنے کپڑے پر سجدہ کیا کرتے تھے۔

61 - باب الْاَمْرِ بِاِتْمَامِ السُّجُوْدِ

باب: سجدہ مکمل ادا کرنے کا حکم

1116 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدَةُ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اَتِمُّوا الرُّكُوْعَ وَالسُّجُوْدَ فَوَاللّٰهِ اِنِّىْ لَاَرَاكُمْ مِنْ خَلْفِ ظَهْرِىْ فِىْ رُكُوْعِكُمْ وَسُجُوْدِكُمْ".

☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ' نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"رکوع اور سجود پورے ادا کیا کرو' اللہ کی قسم! میں اپنی پشت کے پیچھے تمہارے رکوع اور سجود کو دیکھ لیتا ہوں"۔

شرح

سجدے کو مکمل کرنے کے حکم کے بارے میں ہم اس سے پہلے یہ بات ذکر کر چکے ہیں' امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اس بات کے قائل ہیں۔ قرآن نے صرف رکوع کرنے اور صرف سجدہ کرنے کا حکم دیا ہے۔

اس اعتبار سے مطلق طور پر رکوع کرنا اور سجدہ کرنا فرض ہوگا۔

تاہم حدیث میں کیونکہ اطمینان کے ساتھ رکوع و سجود کرنے کی شدید تاکید ہے۔ اس لئے اسے واجب قرار دیا جائے گا۔

اور حکم یہ ہے: اگر نماز کے دوران کسی واجب کو ترک کر دیا جاتا ہے' تو وہ نماز کامل نہیں ہوتی لیکن ادا ہو جاتی ہے۔

اس کے برعکس اگر نماز میں کسی فرض کو ترک کر دیا جائے تو پھر نماز ادا نہیں ہوتی اور اس کو دوبارہ ادا کرنا لازم ہوتا ہے۔

•••———•••———•••

62 - باب النَّهْيِ عَنِ الْقِرَاَةِ فِي السُّجُوْدِ

باب: سجدے کے دوران قرأت کرنے کی ممانعت

1117 - اَخْبَرَنَا اَبُوْ دَاؤُدَ سُلَيْمَانُ بْنُ سَيْفٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَلِيٍّ الْحَنَفِىُّ وَعُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ قَالَ اَبُوْ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا وَقَالَ عُثْمَانُ اَنْبَاَنَا دَاؤُدُ بْنُ قَيْسٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حُنَيْنٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ

1116-انفرد به النسائي، و الحديث عند: النسائي في الافتتاح، والاعتدال في الركوع (الحديث 1027)، و في التطبيق باب الاعتدال في السجود (الحديث 1109) . و ابن ماجه في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب الاعتدال في السجود (الحديث 892) . تحفة الاشراف (1197) .

1117-اخرجه مسلم في الصلاة، باب النهي عن قراءة القرآن في الركوع و السجود (الحديث 212 و 213) مختصرًا . و اخرجه النسائي في الزينة، خاتم الذهب (الحديث 5172) . والحديث عند: النسائي في التطبيق، النهي عن القراءة في الركوع . (الحديث 1140 و 1141) و في الزينة، خاتم الذهب (الحديث 5171). تحفة الاشراف (10194) .

اَبِيْ طَالِبٍ - رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ - قَالَ نَهَانِيْ حِبِّيْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ثَلَاثٍ - لَا اَقُوْلُ نَهَى النَّاسَ - نَهَانِيْ عَنْ تَخَتُّمِ الذَّهَبِ وَعَنْ لُبْسِ الْقَسِّيِّ وَعَنِ الْمُعَصْفَرِ الْمُفَدَّمَةِ وَلَا اَقْرَاُ سَاجِدًا وَّلَا رَاكِعًا ".

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس ؓ، حضرت علی بن ابوطالب ؓ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میرے محبوب (یعنی نبی اکرم ﷺ) نے مجھے تین چیزوں سے منع کیا ہے میں یہ نہیں کہتا کہ نبی اکرم ﷺ نے لوگوں کو اس سے منع کیا ہے نبی اکرم ﷺ نے مجھے سونے کی انگوٹھی پہننے، قسی اور معصفر مفدم پہننے سے منع کیا ہے (اور یہ ہدایت کی ہے) میں رکوع اور سجدے کی حالت میں تلاوت نہ کروں۔

شرح

رکوع اور سجدے کی حالت میں قرأت کرنے کی ممانعت ہے۔

اس بات پر تمام فقہاء کا اتفاق ہے کہ نماز کے دوران رکوع اور سجدے میں قرآن کی تلاوت کی ممانعت پر تمام علماء کا اتفاق ہے کیونکہ اس بارے میں حضرت علی ؓ کے حوالے سے حدیث موجود ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے۔ علامہ ابن رشد تحریر کرتے ہیں: رکوع اور سجدے میں قرآن کی تلاوت کی ممانعت پر تمام علماء کا اتفاق ہے

"جبرائیل نے مجھے اس بات سے منع کر دیا ہے کہ میں رکوع کی حالت میں یا سجدے کی حالت میں قرآن کی تلاوت کروں۔"

امام طبری فرماتے ہیں: یہ حدیث مستند ہے۔ فقہاء نے اسی مسلک کو اختیار کیا ہے۔

بعض تابعین نے رکوع اور سجدے کے دوران قرآن کی تلاوت کو جائز قرار دیا ہے۔

امام بخاری ؒ بھی اسی بات کے قائل ہیں کیونکہ ان کے نزدیک یہ حدیث (جس میں رکوع کے دوران یا سجدے کے دوران تلاوت کی ممانعت ہے) یہ روایت مستند نہیں ہے باقی اللہ بہتر جانتا ہے۔

•••———•••———•••

1118 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُوْنُسَ ح وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ اَبَاهُ حَدَّثَهُ اَنَّهُ سَمِعَ عَلِيًّا قَالَ نَهَانِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ اَقْرَاَ رَاكِعًا اَوْ سَاجِدًا .

1118-اخرجه مسلم في الصلاة، باب النهي عن قراءة القرآن في الركوع و السجود (الحديث 209 و 210 و 211) ، وفي اللباس و الزينة، باب النهي عن لبس الرجل الثوب المعصفر (الحديث 31) . واخرجه ابوداؤد في اللباس ، باب من كرهه (الحديث 4045 و 4046) . واخرجه الترمذي في اللباس، باب ما جاء في كراهية خاتم الذهب (الحديث 1737) . واخرجه النسائي في الزينة، خاتم الذهب (5187) . والحديث عند: مسلم في الصلاة، باب النهي عن قراءة القرآن في الركوع و السجود (الحديث 213)، و في اللباس و الزينة، باب النهي عن لبس الرجل الثوب المعصفر (الحديث 29 و 30) . و ابي داؤد في اللباس، باب من كرهه (الحديث 4044) . والترمذي في الصلاة، باب ما جاء في النهي عن القراءة في الركوع و السجود (الحديث 264)، و في اللباس، باب في كراهية المعصفر للرجال (الحديث 1725) . والنسائي في التطبيق، النهي عن القراءة في الركوع (الحديث 1042 و 1043)، و في الزينة ، خاتم الذهب (5177 و 5178 و 5180 و 5181 و 5182)، والاختلاف على يحيى بن ابي كثير فيه (5183 و 5184 و 5185)، و النهي عن لبس خاتم الذهب (5272 و 5273 و 5274 و 5275)، و ذكر النهي عن لبس المعصفر (الحديث 5321) . وابن ماجه في اللباس، باب كراهية المعصفر للرجال (الحديث 3602)، وباب النهي عن خاتم الذهب (الحديث 3642) . تحفة الاشراف (10179) .

☆☆ حضرت علی ؓ ارشاد فرماتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے مجھے اس بات سے منع کیا ہے میں رکوع یا سجدے کی حالت میں تلاوت کروں۔

63 - باب الْاَمْرِ بِالْاِجْتِهَادِ فِي الدُّعَاءِ فِي السُّجُوْدِ

باب: سجدے کے دوران اہتمام سے دعا مانگنے کا حکم

1119 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ الْمَرْوَزِيُّ قَالَ اَنْبَاَنَا اِسْمَاعِيْلُ - هُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ - قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ سُحَيْمٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَعْبَدِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَشَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السِّتْرَ وَرَاْسُهُ مَعْصُوْبٌ فِيْ مَرَضِهِ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ فَقَالَ "اللّٰهُمَّ قَدْ بَلَّغْتُ - ثَلَاثَ مَرَّاتٍ - اِنَّهُ لَمْ يَبْقَ مِنْ مُبَشِّرَاتِ النُّبُوَّةِ اِلَّا الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ يَرَاهَا الْعَبْدُ اَوْ تُرٰى لَهُ اَلَا وَاِنِّيْ قَدْ نُهِيْتُ عَنِ الْقِرَاءَةِ فِي الرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ فَاِذَا رَكَعْتُمْ فَعَظِّمُوْا رَبَّكُمْ وَاِذَا سَجَدْتُمْ فَاجْتَهِدُوْا فِي الدُّعَاءِ فَاِنَّهُ قَمِنٌ اَنْ يُّسْتَجَابَ لَكُمْ ".

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس ؓ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے پردہ ہٹایا، آپ کے سر مبارک پر پٹی بندھی ہوئی تھی، یہ اسی بیماری کا واقعہ ہے، جس کے دوران آپ کا وصال ہوگیا، نبی اکرم ﷺ نے دعا مانگی:

"اے اللہ! میں نے تبلیغ کر دی ہے"۔

یہ الفاظ آپ نے تین مرتبہ استعمال کیے۔

(پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:) نبوت کے مبشرات میں سے اب صرف سچے خواب باقی رہ گئے ہیں، جنہیں کوئی بندہ دیکھتا ہے۔ (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں:) جو انہیں دکھائے جاتے ہیں۔

(نبی اکرم ﷺ نے مزید ارشاد فرمایا:) یاد رکھنا! مجھے رکوع اور سجدے کے دوران قرأت کرنے سے منع کیا گیا ہے، جب تم رکوع کرو تو اپنے پروردگار کی عظمت کا اعتراف کرو (یعنی (سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ پڑھو) اور جب تم سجدہ کرو تو اس میں تم اہتمام کے ساتھ دعا مانگو کیونکہ وہ اس لائق ہوگی کہ اسے قبول کر لیا جائے۔

شرح

احناف اس بات کے قائل ہیں: نمازی رکوع کے دوران اور سجدے کے دوران صرف مخصوص تسبیحات پڑھ سکتا ہے یہ حکم فرض نماز کے بارے میں ہے۔

احادیث میں جو یہ مذکور ہے کہ نبی اکرم ﷺ رکوع یا سجدے کے دوران مختلف دعائیں پڑھا کرتے تھے تو وہ نفل نماز پر محمول ہوگا۔

1119-تقدم في التطبيق، تعظيم الرب في الركوع (الحديث 1044) .

جبکہ فقہاء کے نزدیک سجدے کے دوران دعا مانگنا مستحب ہے۔ خواہ وہ دینی امور سے متعلق ہو یا دنیاوی یا اُخروی امور سے متعلق ہو خواہ آدمی اپنے حق میں دعا کرے یا اپنے علاوہ کسی اور کے حق میں دعا کرے خواہ بطور خاص کسی کے لئے دعا کرے یا عمومی طور پر کسی حد بندی کے بغیر دعا کرے۔

حنابلہ اس بات کے قائل ہیں: سجدے کے دوران صرف ماثور دعائیں اور اذکار پڑھے جا سکتے ہیں۔

جبکہ شوافع اس بات کے قائل ہیں: سجدے کے دوران دعا مانگنے کے بارے میں شدید تاکید پائی جاتی ہے۔ اس لئے اہتمام کے ساتھ آدمی کو سجدے کے دوران دعا مانگنی چاہیے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں اگلے ابواب میں مختلف روایات نقل کی ہیں جن میں یہ بات مذکور ہے کہ نبی اکرم ﷺ کن الفاظ میں سجدے کے دوران دعا مانگا کرتے تھے۔

اس مسئلے پر بحث کرتے ہوئے علامہ ابن رشد کہتے ہیں: علماء کا اس بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے کہ آیا رکوع اور سجدے کے بارے میں کوئی متعین الفاظ ہیں جنہیں نمازی پڑھے گا یا کوئی متعین الفاظ نہیں ہیں؟

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اس بات کے قائل ہیں: اس حوالے سے کوئی متعین الفاظ نہیں ہیں۔

امام شافعی، امام ابوحنیفہ، امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہم اور ان کے علاوہ بعض فقہاء اس بات کے قائل ہیں: نمازی رکوع کے دوران تین مرتبہ "سبحان ربی العظیم" پڑھے گا اور سجدے میں تین مرتبہ "سبحان ربی الاعلٰی" پڑھے گا۔ جیسا کہ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول حدیث میں یہ بات مذکور ہے۔

سفیان ثوری کہتے ہیں: میرے نزدیک بہتر یہ ہے: امام سجدے کے دوران یا رکوع کے دوران پانچ مرتبہ ان کلمات کو پڑھے تاکہ مقتدی (اطمینان کے ساتھ) تین مرتبہ ان کلمات کو پڑھ لے۔

•••———•••———•••

64 - بَابُ الدُّعَاءِ فِي السُّجُوْدِ

باب: سجدے کے دوران دعا مانگنا

1120 - اَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ اَبِي الْاَحْوَصِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ مَسْرُوْقٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنْ اَبِي رِشْدِيْنَ - وَهُوَ كُرَيْبٌ - عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بِتُّ عِنْدَ خَالَتِيْ مَيْمُوْنَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ وَبَاتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَهَا فَرَاَيْتُهُ قَامَ لِحَاجَتِهٖ فَاَتَى الْقِرْبَةَ فَحَلَّ شِنَاقَهَا ثُمَّ تَوَضَّاَ وُضُوْءًا بَيْنَ الْوُضُوْءَيْنِ ثُمَّ اَتَى فِرَاشَهُ

1120- اخرجه البخاري في الدعوات، باب الدعاء اذا انتبه من الليل، الحديث (6316) مطولاً. و اخرجه مسلم في صلاة المسافرين و قصرها، باب الدعاء في صلاة الليل و قيامه، الحديث 187 و 188 و 189. و الحديث عند مسلم في الحيض، باب غسل الوجه و اليدين اذا استيقظ من النوم، الحديث 22، و في صلاة المسافرين و قصرها، باب الدعاء في صلاة الليل و قيامه، الحديث 191. و اخرجه ابو داؤد في الأدب، باب في النوم على طهارة (الحديث 5043) و الترمذي في الشمائل، باب ما جاء في صفة نوم رسول الله صلى الله عليه وسلم (الحديث 249). و ابن ماجه في الطهارة و سننها، باب وضوء النوم (الحديث 508). تحفة الأشراف (6352).

فَنَامَ ثُمَّ قَامَ قَوْمَةً اُخْرٰى فَاَتَى الْقِرْبَةَ فَحَلَّ شِنَاقَهَا ثُمَّ تَوَضَّاَ وُضُوْءًا هُوَ الْوُضُوْءُ ثُمَّ قَامَ يُصَلِّيْ وَكَانَ يَقُوْلُ فِيْ سُجُوْدِهٖ "اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِيْ قَلْبِيْ نُوْرًا وَّاجْعَلْ فِيْ سَمْعِيْ نُوْرًا وَّاجْعَلْ فِيْ بَصَرِيْ نُوْرًا وَّاجْعَلْ مِنْ تَحْتِيْ نُوْرًا وَّاجْعَلْ مِنْ فَوْقِيْ نُوْرًا وَّعَنْ يَّمِيْنِيْ نُوْرًا وَّعَنْ يَّسَارِيْ نُوْرًا وَّاجْعَلْ اَمَامِيْ نُوْرًا وَّاجْعَلْ خَلْفِيْ نُوْرًا وَّاَعْظِمْ لِيْ نُوْرًا." ثُمَّ نَامَ حَتّٰى نَفَخَ فَاَتَاهُ بِلَالٌ فَاَيْقَظَهُ لِلصَّلٰوةِ.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ میں رات کے وقت اپنی خالہ (اُم المؤمنین) سیدہ میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا کے ہاں ٹھہر گیا' اس رات نبی اکرم ﷺ بھی ان کے ہاں ٹھہرے ہوئے تھے' میں نے آپ ﷺ کو دیکھا کہ آپ قضائے حاجت کے لیے اُٹھے' پھر آپ مشکیزے کے پاس تشریف لائے اور آپ نے اس کا منہ کھولا اور پھر درمیانے درجے کا وضو کیا (یعنی تمام اعضاء کو تین' تین مرتبہ نہیں دھویا) پھر آپ ﷺ اپنے بستر پر تشریف لائے اور سو گئے' پھر آپ دوسری مرتبہ اُٹھے اور اس مشکیزے کے پاس تشریف لائے' آپ ﷺ نے اس کا منہ کھولا اور اس مرتبہ آپ نے پورا وضو کیا' پھر آپ کھڑے ہو کر نوافل ادا کرنے لگے۔ (ان نوافل کے دوران) آپ ﷺ اپنے سجدے میں یہ دعا پڑھتے رہے:

"اے اللہ! میرے دل میں نور کر دے' میری سماعت میں نور کر دے' میری بصارت میں نور کر دے' میرے نیچے نور کر دے' میرے اوپر نور کر دے' میرے دائیں طرف نور کر دے' میرے بائیں طرف نور کر دے' میرے سامنے نور کر دے' میرے پیچھے نور کر دے' میرے لیے نور کو بڑھا دے"۔

پھر نبی اکرم ﷺ سو گئے' یہاں تک کہ آپ ﷺ خراٹے لینے لگے۔

(صبح کے وقت) حضرت بلال رضی اللہ عنہ آپ ﷺ (کے دروازے پر) آئے اور آپ کو نماز کے لیے بیدار کیا۔

65 - بَابُ نَوْعٌ اٰخَرُ

باب: ایک دوسری قسم کی دعا

1121 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اَبِي الضُّحٰى عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِيْ رُكُوْعِهٖ وَسُجُوْدِهٖ "سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ." يَتَاَوَّلُ الْقُرْاٰنَ.

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ رکوع اور سجدے میں یہ دعا پڑھا کرتے تھے:

"تو پاک ہے اے اللہ! اے ہمارے پروردگار! حمد تیرے لیے ہے' اے اللہ! تو میری مغفرت کر دے"۔

(سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:) نبی اکرم ﷺ قرآن کے حکم پر عمل کرنے کے لیے ایسا کیا کرتے تھے۔

1121- تقدم في التطبيق، نوع آخر من الذكر في الركوع (الحديث 1046).

66 - باب نَوْعٌ اٰخَرُ

باب: دعا کی ایک اور قسم

1122 - اَخْبَرَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اَبِى الضُّحٰى عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِىْ رُكُوْعِهِ وَسُجُوْدِهِ "سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْلِىْ ." يَتَاَوَّلُ الْقُرْاٰنَ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ رکوع اور سجدہ میں یہ دعا پڑھا کرتے تھے:

"تو پاک ہے اے اللہ! اے ہمارے پروردگار! حمد تیرے لیے مخصوص ہے' اے اللہ! تو میری مغفرت کر دے"۔

(سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:) نبی اکرم ﷺ قرآن کے حکم پر عمل کرنے کے لیے ایسا کیا کرتے تھے۔

67 - باب نَوْعٌ اٰخَرُ

باب: دعا کی ایک اور قسم

1123 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ هِلَالِ بْنِ يِسَافٍ قَالَ قَالَتْ عَآئِشَةُ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهَا فَقَدْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَضْجَعِهِ فَجَعَلْتُ اَلْتَمِسُهُ وَظَنَنْتُ اَنَّهُ اَتٰى بَعْضَ جَوَارِيْهِ فَوَقَعَتْ يَدِىْ عَلَيْهِ وَهُوَ سَاجِدٌ وَهُوَ يَقُوْلُ "اللّٰهُمَّ اغْفِرْلِىْ مَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ ."

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ مجھے اپنے بستر پر محسوس نہیں ہوئے (اندھیرے کے دوران) میں نے آپ کو تلاش کرنے کی کوشش کی' مجھے یہ گمان ہوا کہ شاید آپ اپنی کسی کنیز کے پاس تشریف لے گئے ہیں' لیکن پھر میرا ہاتھ آپ ﷺ پر پڑا تو آپ اس وقت سجدے کی حالت میں تھے' اور یہ پڑھ رہے تھے:

"اے اللہ! جو کچھ میں نے خفیہ طور پر کیا اور جو کچھ اعلانیہ طور پر کیا ہے' ان کی مغفرت کر دے"۔

1124 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ هِلَالِ بْنِ يِسَافٍ عَنْ عَآئِشَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ فَقَدْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَظَنَنْتُ اَنَّهُ اَتٰى بَعْضَ جَوَارِيْهِ فَطَلَبْتُهُ فَاِذَا هُوَ سَاجِدٌ يَقُوْلُ "رَبِّ اغْفِرْلِىْ مَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ ."

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' ایک رات مجھے نبی اکرم ﷺ اپنے پاس محسوس نہیں ہوئے' تو میں نے یہ گمان کیا' کہ شاید آپ ﷺ اپنی کسی کنیز کے پاس تشریف لے گئے ہیں (اندھیرے کی وجہ سے) میں نے آپ کو تلاش کرنے کی کوشش کی تو آپ اس وقت سجدے کی حالت میں تھے' اور یہ کہہ رہے تھے:

1122-تقدم فی التطبیق، نوع آخر من الذکر فی الرکوع (الحدیث 1046) .

1123-انفرد به النسائی، و سیاتی فی التطبیق، نوع آخر (الحدیث 1124) . تحفة الاشراف (17678) .

"اے میرے پروردگار! تو میری مغفرت کر دے اور اس چیز کی جو میں نے پوشیدہ طور پر کی اور جو اعلانیہ طور پر کی"۔

68 - باب نَوْعٌ اٰخَرُ

باب: دعا کی ایک اور قسم

1125 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ - هُوَ ابْنُ مَهْدِيٍّ - قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ اَبِىْ سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنِىْ عَمِّى الْمَاجِشُوْنُ بْنُ اَبِىْ سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْاَعْرَجِ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِىْ رَافِعٍ عَنْ عَلِيٍّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا سَجَدَ يَقُوْلُ "اللّٰهُمَّ لَكَ سَجَدْتُ وَلَكَ اَسْلَمْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ سَجَدَ وَجْهِىْ لِلَّذِىْ خَلَقَهُ وَصَوَّرَهُ فَاَحْسَنَ صُوْرَتَهُ وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ تَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ ."

☆☆ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ سجدے میں جا کر یہ دعا مانگا کرتے تھے:

"اے اللہ! میں نے تیرے لیے سجدہ کیا اور میں تیرے سامنے جھک گیا' میں تجھ پر ایمان لایا' میرا چہرہ اس ذات کے سامنے سجدے کی حالت میں ہے' جس نے اسے پیدا کیا ہے' شکل وصورت عطا کی ہے اور اچھی شکل وصورت عطا کی ہے' اسے سماعت اور بصارت سے نوازا ہے' اللہ تعالیٰ کی ذات برکت والی ہے' جو سب سے بہترین خالق ہے"۔

69 - باب نَوْعٌ اٰخَرُ

باب: دعا کی ایک اور قسم

1126 - اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ عُثْمَانَ قَالَ اَنْبَاَنَا اَبُوْ حَيْوَةَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ اَبِىْ حَمْزَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ فِىْ سُجُوْدِهِ "اللّٰهُمَّ لَكَ سَجَدْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَلَكَ اَسْلَمْتُ وَاَنْتَ رَبِّىْ سَجَدَ وَجْهِىْ لِلَّذِىْ خَلَقَهُ وَصَوَّرَهُ وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ تَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ ."

☆☆ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم ﷺ کے بارے میں یہ بیان نقل کرتے ہیں: آپ سجدے میں یہ دعا مانگا کرتے تھے:

1124-تقدم فی التطبیق، نوع آخر (الحدیث 1123) .

1125-اخرجه مسلم فی صلاة المسافرین و قصرها، باب الدعاء فی صلاة اللیل و قیامه (الحدیث 201 و 202) مطولاً . واخرجه ابوداؤد فی الصلاة، باب ما یستفتح به الصلاة من الدعاء (الحدیث 760 و 761) . مطولاً . و اخرجه الترمذی فی الدعوات، باب منه (الحدیث 3421 و 3422 و 3423) . واخرجه ابن ماجه فی اقامة الصلاة والسنة فیها، باب سجود القرآن (الحدیث 1054) . والحدیث عند: ابی داؤد فی الصلاة، باب من ذکر انه یرفع یدیه اذا قام من الثنتین (الحدیث 744)، و باب ما یقول الرجل اذا سلم (الحدیث 1509) . والترمذی فی الصلاة، باب ما یقول الرجل اذا رفع راسه من الرکوع (الحدیث 266) . والنسائی فی الافتتاح، نوع آخر من الذکر و الدعاء بین التکبیر والقراءة (الحدیث 896) . وابن ماجه فی اقامة الصلاة والسنة فیها، باب رفع الیدین اذا رکع و اذا رفع راسه من الرکوع (الحدیث 864) . تحفة الاشراف (10228) .

1126-انفرد به النسائی . تحفة الاشراف (3050) .

''اے اللہ! میں نے تیرے لیے سجدہ کیا' میں تجھ پر ایمان لایا' میں تیرا فرمانبردار ہوا' تو میرا پروردگار ہے' میرا چہرہ اس ذات کے سامنے سجدے میں ہے' جس نے اسے پیدا کیا ہے' اسے شکل وصورت عطا کی ہے' اسے سماعت اور بصارت عطا کی ہے' برکت والی ہے' اللہ کی ذات' جو بہترین خالق ہے''۔

70 - باب نَوْعٌ اٰخَرُ

باب: دعا کی ایک اور قسم

1127 - اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ عُثْمَانَ قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ حِمْيَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ اَبِىْ حَمْزَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ وَذَكَرَ اٰخَرَ قَبْلَهُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ هُرْمُزَ الْاَعْرَجِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مَسْلَمَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ يُصَلِّىْ تَطَوُّعًا قَالَ اِذَا سَجَدَ "اَللّٰهُمَّ لَكَ سَجَدْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَلَكَ اَسْلَمْتُ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّىْ سَجَدَ وَجْهِىْ لِلَّذِىْ خَلَقَهُ وَصَوَّرَهُ وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ تَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ".

☆☆ حضرت محمد بن مسلمہ انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ رات کے وقت جب کھڑے ہو کر نوافل ادا کر رہے ہوتے تھے' تو آپ سجدے میں یہ دعا مانگا کرتے تھے:

''اے اللہ! میں نے تیرے لیے سجدہ کیا' میں تجھ پر ایمان لایا' میں تیرا فرمانبردار ہوا' اے اللہ! تو میرا پروردگار ہے' میرا چہرہ اس ذات کے سامنے سجدے میں ہے' جس نے اسے پیدا کیا ہے اور اسے شکل وصورت دی اور اسے سماعت اور بصارت سے نوازا ہے' تو اللہ تعالیٰ کی ذات برکت والی ہے جو بہترین خالق ہے''۔

71 - باب نَوْعٌ اٰخَرُ

باب: دعا کی ایک اور قسم

1128 - اَخْبَرَنَا سَوَّارُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَوَّارٍ الْقَاضِىْ وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ عَنْ عَبْدِ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ اَبِى الْعَالِيَةِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ فِىْ سُجُوْدِ الْقُرْاٰنِ بِاللَّيْلِ "سَجَدَ وَجْهِىْ لِلَّذِىْ خَلَقَهُ وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ بِحَوْلِهِ وَقُوَّتِهِ".

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ رات کے وقت سجدہ تلاوت میں یہ دعا مانگا کرتے تھے:

''میرا چہرہ اس ذات کے سامنے سجدے کی حالت میں ہے' جس نے اپنی قدرت وطاقت سے' اسے سماعت و بصارت سے نوازا ہے''۔

1127-انفرد به النسائي . والحديث عند النسائي في الافتتاح، نوع آخر من الذكر والدعاء بين التكبير والقراءة (الحديث 897)، ونوع آخر (الحديث 1051) . تحفة الاشراف (11230) .

1128-اخرجه ابوداؤد في الصلاة، باب ما يقول اذا سجد (الحديث 1414) . واخرجه الترمذي في الصلاة، باب ما يقول في سجود القرآن (الحديث 580)، وفي الدعوات، باب ما يقول في سجود القرآن (الحديث 3425) . تحفة الاشراف (16083) .

72 - باب نَوْعٌ اٰخَرُ

باب: دعا کی ایک اور قسم

1129 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا جَرِيْرٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ فَقَدْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَوَجَدْتُهُ وَهُوَ سَاجِدٌ وَصُدُوْرُ قَدَمَيْهِ نَحْوَ الْقِبْلَةِ فَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ "اَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَاَعُوْذُ بِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوْبَتِكَ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ لَا اُحْصِىْ ثَنَاءً عَلَيْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ".

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' ایک رات مجھے محسوس ہوا کہ نبی اکرم ﷺ میرے پاس نہیں ہیں (میں نے آپ کو تلاش کرنے کی کوشش کی) تو آپ ﷺ اس وقت سجدے کی حالت میں تھے' آپ کے پاؤں کا اگلا حصہ قبلہ کی سمت میں تھا۔

میں نے آپ کو یہ کہتے ہوئے سنا:

''(اے اللہ!) میں تیری ناراضگی کے مقابلے میں تیری رضا کی پناہ مانگتا ہوں' میں تیری سزا کے مقابلے میں تیری معافی کی پناہ مانگتا ہوں' میں تیری گرفت کے مقابلے میں تیری ذات کی پناہ مانگتا ہوں' میں تیری ثناء نہیں کر سکتا' تو ویسا ہی ہے' جیسے تو نے خود اپنی ذات کی ثنا کی ہے''۔

73 - باب نَوْعٌ اٰخَرُ

باب: دعا کی ایک اور قسم

1130 - اَخْبَرَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْحَسَنِ الْمِصِّيْصِىُّ الْمِقْسَمِىُّ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ اَخْبَرَنِىْ ابْنُ اَبِىْ مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ فَقَدْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَظَنَنْتُ اَنَّهُ ذَهَبَ اِلٰى بَعْضِ نِسَائِهِ فَتَحَسَّسْتُهُ فَاِذَا هُوَ رَاكِعٌ اَوْ سَاجِدٌ يَقُوْلُ "سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ". فَقُلْتُ بِاَبِىْ اَنْتَ وَاُمِّىْ اِنِّىْ لَفِىْ شَاْنٍ وَّاِنَّكَ لَفِىْ اٰخَرَ.

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' ایک رات نبی اکرم ﷺ مجھے اپنے پاس محسوس نہیں ہوئے' تو میں نے یہ گمان کیا' کہ شاید آپ ﷺ اپنی کسی دوسری زوجہ محترمہ کے پاس تشریف لے گئے ہیں' میں نے (اندھیرے کی وجہ سے) آپ کو تلاش کیا' تو آپ ﷺ رکوع کی حالت میں تھے (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) سجدے کی حالت میں تھے' اور پڑھ رہے تھے:

1129-اخرجه الترمذي في الدعوات، باب . 76 . (الحديث 3493) . تحفة الاشراف (17585) .

1130-اخرجه مسلم في الصلاة، باب ما يقال في الركوع والسجود (الحديث 221) . واخرجه النسائي في عشرة النساء، باب الغيرة (الحديث 3971 و 3972)، وهو في عشرة النساء من الكبرى، الغيرة (الحديث 23 و 24) . تحفة الاشراف (16256) .

"اے اللہ! حمد تیرے لیے مخصوص ہے تیرے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے"۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں (میں نے کہا کہ) میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں! میں کیا سوچ رہی تھی اور آپ کیا رہے ہیں۔

74 - باب نَوْعٌ اٰخَرُ

باب: دعا کی ایک اور قسم

1131 - اَخْبَرَنِیْ هَارُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ سَوَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا لَيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ قَيْسٍ الْكِنْدِيِّ اَنَّهُ سَمِعَ عَاصِمَ بْنَ حُمَيْدٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ عَوْفَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ قُمْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَدَاَ فَاسْتَاكَ وَتَوَضَّاَ ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى فَبَدَاَ فَاسْتَفْتَحَ مِنَ الْبَقَرَةِ لَا يَمُرُّ بِاٰيَةِ رَحْمَةٍ اِلَّا وَقَفَ وَسَاَلَ وَلَا يَمُرُّ بِاٰيَةِ عَذَابٍ اِلَّا وَقَفَ يَتَعَوَّذُ ثُمَّ رَكَعَ فَمَكَثَ رَاكِعًا بِقَدْرِ قِيَامِهٖ يَقُوْلُ فِیْ رُكُوْعِهٖ "سُبْحَانَ ذِی الْجَبَرُوْتِ وَالْمَلَكُوْتِ وَالْكِبْرِيَاءِ وَالْعَظَمَةِ ." ثُمَّ سَجَدَ بِقَدْرِ رُكُوْعِهٖ يَقُوْلُ فِیْ سُجُوْدِهٖ "سُبْحَانَ ذِی الْجَبَرُوْتِ وَالْمَلَكُوْتِ وَالْكِبْرِيَاءِ وَالْعَظَمَةِ ." ثُمَّ قَرَاَ اٰلَ عِمْرَانَ ثُمَّ سُوْرَةً ثُمَّ سُوْرَةً فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ .

☆☆ حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ کھڑا ہوا (یعنی نماز ادا کرنے کے لیے کھڑا ہوا) آپ نے پہلے مسواک کی' پھر وضو کیا' پھر کھڑے ہو کر نماز ادا کرنا شروع کی' نماز شروع کی تو آپ نے سورۃ البقرۃ پڑھنی شروع کی' آپ ﷺ رحمت کے موضوع پر جس آیت کی تلاوت کرتے تھے وہاں ٹھہر کر رحمت کے حصول کی دعا مانگا کرتے تھے' اور عذاب سے متعلق جس آیت کو تلاوت کرتے تھے' وہاں ٹھہر کر اس عذاب سے پناہ مانگتے تھے' پھر آپ رکوع میں چلے گئے اور آپ رکوع میں اتنی دیر ٹھہرے رہے جتنی دیر آپ نے قیام کیا تھا' آپ اپنے رکوع کے دوران یہ پڑھتے رہے:

"پاک ہے وہ ذات جو غلبہ' بادشاہی' کبریائی اور عظمت کی مالک ہے"۔

پھر آپ سجدے میں چلے گئے اور اتنی دیر سجدے میں رہے' جتنی دیر رکوع میں رہے تھے' سجدے میں آپ یہ پڑھتے رہے:

"پاک ہے وہ ذات جو غلبہ' بادشاہی' کبریائی اور عظمت کی مالک ہے"۔

(پھر اگلی رکعت میں) آپ نے سورۃ آل عمران کی تلاوت کی' پھر ایک اور سورت کی تلاوت کی' پھر ایک اور سورت کی تلاوت کی (اور ہر رکعت میں) آپ نے اسی طرح کیا (پھر اسی طرح طویل سجدہ اور طویل رکوع کیا)۔

75 - باب نَوْعٌ اٰخَرُ

باب: دعا کی ایک اور قسم

1131- اخرجه ابوداؤد فی الصلاة، باب ما يقول الرجل فی ركوعه و سجوده (الحديث 873) . واخرجه الترمذی فی الشمائل، باب ما جاء فی صوم رسول الله صلی الله عليه وسلم (الحديث 296) . والحديث عند: النسائی فی التطبيق، نوع آخر من الذكر فی الركوع (الحديث 1048) . تحفة الاشراف (10912) .

1132 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنِ الْمُسْتَوْرِدِ بْنِ الْاَحْنَفِ عَنْ صِلَةَ بْنِ زُفَرَ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَاسْتَفْتَحَ بِسُوْرَةِ الْبَقَرَةِ فَقَرَاَ بِمِائَةِ اٰيَةٍ لَمْ يَرْكَعْ فَمَضٰى قُلْتُ يَخْتِمُهَا فِی الرَّكْعَتَيْنِ فَمَضٰى قُلْتُ يَخْتِمُهَا ثُمَّ يَرْكَعُ فَمَضٰى حَتّٰى قَرَاَ سُوْرَةَ النِّسَاءِ ثُمَّ قَرَاَ سُوْرَةَ اٰلِ عِمْرَانَ ثُمَّ رَكَعَ نَحْوًا مِنْ قِيَامِهٖ يَقُوْلُ فِیْ رُكُوْعِهٖ "سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِيْمِ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِيْمِ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِيْمِ ." ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَهٗ فَقَالَ "سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ ." وَاَطَالَ الْقِيَامَ ثُمَّ سَجَدَ فَاَطَالَ السُّجُوْدَ يَقُوْلُ فِیْ سُجُوْدِهٖ "سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰى سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰى سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰى ." لَا يَمُرُّ بِاٰيَةِ تَخْوِيْفٍ اَوْ تَعْظِيْمٍ لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ اِلَّا ذَكَرَهٗ .

☆☆ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک رات میں نے نبی اکرم ﷺ کی اقتداء میں نماز ادا کی تو نبی اکرم ﷺ نے سورۃ البقرۃ پڑھنی شروع کی' آپ ﷺ نے تقریباً ایک سو آیات کی تلاوت کی' رکوع میں نہیں گئے' آپ مسلسل تلاوت کرتے رہے' میں نے یہ سوچا کہ شاید آپ دو رکعات میں سورت کو مکمل کر لیں گے' آپ قرأت کرتے رہے' میں نے سوچا کہ آپ ایک رکعت میں اسے پوری کر لیں گے اور پھر رکوع میں جائیں گے' لیکن آپ پھر قرأت کرتے رہے' یہاں تک کہ آپ ﷺ نے سورۃ البقرۃ کے بعد سورۃ النساء کی تلاوت کی' پھر سورۃ آل عمران کی تلاوت کی' پھر آپ رکوع میں چلے گئے' تو اتنا ہی لمبا رکوع کیا' جتنی دیر آپ نے قیام کیا تھا' آپ رکوع میں یہ پڑھتے رہے:

"پاک ہے میرا پروردگار جو عظیم ہے' پاک ہے میرا پروردگار جو عظیم ہے"۔

پھر آپ نے سر اُٹھایا اور یہ پڑھا:

"اللہ تعالیٰ نے اس کی بات سن لی جس نے اس کی حمد بیان کی' اے ہمارے پروردگار! ہر طرح کی حمد تیرے لیے مخصوص ہے"۔

نبی اکرم ﷺ نے خاصی دیر تک قیام کیا اور سجدے میں چلے گئے اور آپ نے طویل سجدہ کیا سجدے میں آپ نے یہ پڑھا:

"پاک ہے میرا پروردگار! جو بلند و برتر ہے' پاک ہے میرا پروردگار! جو بلند و برتر ہے' پاک ہے میرا پروردگار! جو بلند و برتر ہے"۔

(قیام کی حالت میں) آپ خوف سے متعلق جس آیت کی تلاوت کرتے تھے' یا اللہ تعالیٰ کی عظمت کے بارے میں جس آیت کی بھی تلاوت کرتے تھے' تو آپ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے تھے۔

76 - باب نَوْعٌ اٰخَرُ

باب: دعا کی ایک اور قسم

1132- تقدم فی الافتتاح، تعوذ القاری ء اذا مر بآية عذاب (الحديث 1007) .

1133 - اَخْبَرَنَا بُنْدَارٌ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ الْقَطَّانُ وَابْنُ اَبِيْ عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ قَالَا حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ مُطَرِّفٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِيْ رُكُوْعِهٖ وَسُجُوْدِهٖ "سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوْحِ".

☆☆ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رکوع اور سجدے میں یہ پڑھا کرتے تھے:
''انتہائی پاک' انتہائی صاف ستھری ہے وہ ذات جو فرشتوں اور روح کا پروردگار ہے''۔

77 - باب عَدَدِ التَّسْبِيْحِ فِي السُّجُوْدِ

باب: سجدے کے دوران تسبیح کی تعداد

1134 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ عُمَرَ بْنِ كَيْسَانَ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنْ وَهْبِ بْنِ مَانُوْسٍ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ جُبَيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ مَا رَاَيْتُ اَحَدًا اَشْبَهَ صَلَاةً بِصَلَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ هٰذَا الْفَتٰى - يَعْنِيْ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيْزِ - فَحَزَرْنَا فِيْ رُكُوْعِهٖ عَشْرَ تَسْبِيْحَاتٍ وَفِيْ سُجُوْدِهٖ عَشْرَ تَسْبِيْحَاتٍ.

☆☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے اس نوجوان کو سب سے زیادہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے مشابہہ نماز ادا کرتے ہوئے دیکھا ہے (حضرت انس رضی اللہ عنہ کی مراد عمر بن عبدالعزیز تھے)۔
(راوی کہتے ہیں:) ہم نے عمر بن عبدالعزیز کے رکوع کا جائزہ لیا تو وہ اس میں تقریباً دس مرتبہ تسبیح پڑھتے تھے' اسی طرح وہ سجدے میں بھی تقریباً دس مرتبہ تسبیح پڑھتے تھے۔

78 - باب الرُّخْصَةِ فِيْ تَرْكِ الذِّكْرِ فِي السُّجُوْدِ

باب: سجدے کے دوران ذکر نہ کرنے کی رخصت

1135 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ الْمُقْرِئُ اَبُوْ يَحْيٰى بِمَكَّةَ - وَهُوَ بَصْرِيٌّ - قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ طَلْحَةَ اَنَّ عَلِيَّ بْنَ يَحْيٰى بْنِ خَلَّادِ بْنِ مَالِكِ بْنِ رَافِعِ بْنِ

1133-اخرجه مسلم في الصلاة، باب ما يقال في الركوع و السجود (الحديث 223 و 224) . واخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب ما يقول الرجل في ركوعه، و سجوده (الحديث 872) . والحديث عند النسائي في التطبيق، نوع آخر منه (الحديث 1047) . تحفة الاشراف (17664)

1134-اخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب مقدار الركوع و السجود (الحديث 888) . تحفة الاشراف (859) .

1135-اخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب صلاة من لا يقيم صلبه في الركوع والسجود (الحديث 857 و 858 و 859 و 860 و 861) . واخرجه الترمذي في الصلاة، باب ما جاء في وصف الصلاة (الحديث 302) . واخرجه النسائي في التطبيق، باب الرخصة في ترك الذكر في الركوع (الحديث 1052)، وفي السهو، باب اقل ما يجزئ من عمل الصلاة (الحديث 1312 و 1313) . و الحديث عند النسائي في الاذان، الاقامة لمن يصلي وحده (الحديث 666) . وابن ماجه في الطهارة وسننها، باب ما جاء في الوضوء على ما امر الله تعالى (الحديث 460) تحفة الاشراف (3604)

مَالِكٍ حَدَّثَهٗ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَمِّهٖ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ قَالَ بَيْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ وَنَحْنُ حَوْلَهٗ اِذْ دَخَلَ رَجُلٌ فَاَتَى الْقِبْلَةَ فَصَلّٰى فَلَمَّا قَضٰى صَلَاتَهٗ جَاءَ فَسَلَّمَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَى الْقَوْمِ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "وَعَلَيْكَ اذْهَبْ فَصَلِّ فَاِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ". فَذَهَبَ فَصَلّٰى فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْمُقُ صَلَاتَهٗ وَلَا يَدْرِيْ مَا يَعِيْبُ مِنْهَا فَلَمَّا قَضٰى صَلَاتَهٗ جَاءَ فَسَلَّمَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَى الْقَوْمِ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "وَعَلَيْكَ اذْهَبْ فَصَلِّ فَاِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ". فَاَعَادَهَا مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلَاثًا فَقَالَ الرَّجُلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا عِبْتَ مِنْ صَلَاتِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِنَّهَا لَمْ تَتِمَّ صَلَاةُ اَحَدِكُمْ حَتّٰى يُسْبِغَ الْوُضُوْءَ كَمَا اَمَرَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فَيَغْسِلَ وَجْهَهٗ وَيَدَيْهِ اِلَى الْمِرْفَقَيْنِ وَيَمْسَحَ بِرَاْسِهٖ وَرِجْلَيْهِ اِلَى الْكَعْبَيْنِ ثُمَّ يُكَبِّرَ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ وَيَحْمَدَهٗ وَيُمَجِّدَهٗ". قَالَ هَمَّامٌ وَسَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ "وَيَحْمَدَ اللّٰهَ وَيُمَجِّدَهٗ وَيُكَبِّرَهٗ". قَالَ فَكِلَاهُمَا قَدْ سَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ قَالَ "وَيَقْرَاَ مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ مِمَّا عَلَّمَهُ اللّٰهُ وَاَذِنَ لَهٗ فِيْهِ ثُمَّ يُكَبِّرَ وَيَرْكَعَ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ مَفَاصِلُهٗ وَتَسْتَرْخِيَ ثُمَّ يَقُوْلَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ ثُمَّ يَسْتَوِيَ قَائِمًا حَتّٰى يُقِيْمَ صُلْبَهٗ ثُمَّ يُكَبِّرَ وَيَسْجُدَ حَتّٰى يُمَكِّنَ وَجْهَهٗ". وَقَدْ سَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ "جَبْهَتَهٗ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ مَفَاصِلُهٗ وَتَسْتَرْخِيَ وَيُكَبِّرَ فَيَرْفَعَ حَتّٰى يَسْتَوِيَ قَاعِدًا عَلٰى مَقْعَدَتِهٖ وَيُقِيْمَ صُلْبَهٗ ثُمَّ يُكَبِّرَ فَيَسْجُدَ حَتّٰى يُمَكِّنَ وَجْهَهٗ وَيَسْتَرْخِيَ فَاِذَا لَمْ يَفْعَلْ هٰكَذَا لَمْ تَتِمَّ صَلَاتُهٗ".

☆☆ حضرت رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے' تو ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آس پاس بیٹھے ہوئے تھے' اسی دوران ایک شخص وہاں آیا' اس نے قبلہ کی طرف رخ کیا اور نماز پڑھنا شروع کر دی' جب اس نے نماز مکمل کی تو وہ آیا اور اس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اور حاضرین کو سلام کیا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا: تم پر یہ لازم ہے' تم واپس جا کر دوبارہ نماز ادا کرو' کیونکہ تم نے (صحیح طورر) نماز ادا نہیں کی ہے' وہ شخص چلا گیا اور اس نے دوبارہ نماز ادا کی' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کی نماز کا جائزہ لیتے رہے' لیکن اس شخص کو یہ اندازہ نہیں ہو سکا کہ اس کی نماز میں غلطی کیا ہے؟ جب اس شخص نے اپنی نماز مکمل کی تو وہ آیا اور اس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اور حاضرین کو سلام کیا' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: تم پر لازم ہے' تم واپس جا کر نماز ادا کرو' کیونکہ تم نے (صحیح طریقے سے) نماز ادا نہیں کی ہے' تو اس شخص نے دو مرتبہ یا شاید تین مرتبہ اس نماز کو دُہرایا' پھر اس شخص نے عرض کی: یا رسول اللہ! آپ کو میری نماز میں کون سی چیز ٹھیک محسوس نہیں ہوئی؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کسی بھی شخص کی نماز اس وقت تک مکمل نہیں ہوتی' جب تک وہ اچھی طرح وضو نہیں کرتا' بالکل اسی طرح جیسے اللہ تعالیٰ نے اسے حکم دیا ہے' وہ اپنے چہرے کو' دونوں بازوؤں کو کہنیوں تک دھوتا نہیں ہے' اپنے سر کا مسح نہیں کرتا' اپنے دونوں پاؤں ٹخنوں تک دھوتا نہیں ہے' پھر وہ اللہ تعالیٰ کی حمد و کبریائی اور بزرگی بیان نہیں کرتا ہے۔

یہاں پر ہمام نامی راوی نے الفاظ کچھ مختلف نقل کیے ہیں' جس کا مطلب یہ ہے: پھر وہ اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرتا ہے' بزرگی کا تذکرہ کرتا ہے' اس کی کبریائی بیان کرتا ہے۔ (اس کے بعد تمام راویوں نے یہی الفاظ نقل کیے ہیں) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

پھر اس شخص کو جو قرآن آتا ہو جس کا علم اللہ تعالیٰ نے اسے عطاء کیا ہو وہ اس کی تلاوت کرے پھر وہ تکبیر کہتے ہوئے رکوع میں چلا جائے یہاں تک کہ اس کے تمام جوڑ مطمئن ہو جائیں اور ڈھیلے ہو جائیں پھر وہ شخص سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ پڑھے اور سیدھا کھڑا ہو جائے یہاں تک کہ اس کی پشت سیدھی ہو جائے پھر وہ تکبیر کہتے ہوئے سجدے میں چلا جائے یہاں تک کہ اپنے چہرے کو زمین پر رکھ دے۔

ایک راوی نے یہاں "چہرے" کی بجائے "پیشانی" کا لفظ استعمال کیا ہے (اس کے بعد حدیث کے یہ الفاظ ہیں) یہاں تک کہ اس کے جوڑ مطمئن ہو جائیں اور ڈھیلے ہو جائیں پھر وہ تکبیر کہتے ہوئے اپنے سر کو اٹھائے اور اپنی سرین کے بل سیدھا ہو کر بیٹھ جائے اس کی کمر بالکل سیدھی ہو پھر وہ تکبیر کہتے ہوئے دوبارہ سجدے میں جائے اپنے چہرے کو زمین پر رکھ دے یہاں تک کہ اس کے اعضاء ڈھیلے ہو جائیں۔

جو شخص ایسا نہیں کرتا اس کی نماز مکمل نہیں ہوتی۔

79 - باب اَقْرَبُ مَا يَكُوْنُ الْعَبْدُ مِنَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ

باب: انسان کس حالت میں اللہ تعالیٰ کے زیادہ قریب ہوتا ہے؟

1136 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرٍو - يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ - عَنْ عُمَارَةَ بْنِ غَزِيَّةَ عَنْ سُمَيٍّ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اَقْرَبُ مَا يَكُوْنُ الْعَبْدُ مِنْ رَّبِّهٖ عَزَّ وَجَلَّ وَهُوَ سَاجِدٌ فَاَكْثِرُوا الدُّعَاءَ".

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

"انسان اپنے پروردگار کے سب سے زیادہ قریب اس وقت ہوتا ہے' جب انسان سجدے کی حالت میں ہوتا ہے' تو سجدے کے دوران تم لوگ بکثرت دعا کیا کرو"۔

80 - باب فَضْلِ السُّجُوْدِ

باب: سجدہ کرنے کی فضیلت

1137 - اَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ عَنْ هِقْلِ بْنِ زِيَادٍ الدِّمَشْقِيِّ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنِيْ رَبِيْعَةُ بْنُ كَعْبٍ الْاَسْلَمِيُّ قَالَ كُنْتُ اٰتِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِوَضُوْئِهٖ وَبِحَاجَتِهٖ فَقَالَ "سَلْنِيْ". قُلْتُ مُرَافَقَتَكَ فِي الْجَنَّةِ. قَالَ "اَوَغَيْرَ ذٰلِكَ". قُلْتُ هُوَ ذَاكَ قَالَ "فَاَعِنِّيْ عَلٰى نَفْسِكَ بِكَثْرَةِ السُّجُوْدِ".

1136- اخرجه مسلم في الصلاة، باب ما يقال في الركوع و السجود (الحديث 215) . تحفة الاشراف (12565) .

1137- اخرجه مسلم في الصلاة، باب فضل السجود والحث عليه (الحديث 226) . واخرجه ابوداؤد في الصلاة، باب وقت قيام النبي صلى الله عليه وسلم من الليل (الحديث 1320) . و الحديث عند الترمذي في الدعوات، باب منه (الحديث 3416) . والنسائي في قيام الليل و تطوع النهار، باب ذكر ما يستفتح به القيام (الحديث 1617) . وابن ماجه في الدعاء باب مايدعو به اذا انتبه من الليل (الحديث 3879) . تحفة الاشراف (3603) .

☆☆ حضرت ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آپ کے وضو کے لیے اور قضائے حاجت کے لیے پانی لایا کرتا تھا' ایک مرتبہ آپ نے فرمایا: تم مجھ سے کچھ مانگو! میں نے عرض کی: میں جنت میں آپ کا ساتھ مانگتا ہوں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: کیا اس کے علاوہ اور کچھ بھی مانگنا ہے؟ میں نے عرض کی: یہی کافی ہے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: پھر تم بکثرت سجود کے ذریعے اپنی ذات کے بارے میں میری مدد کرو۔

شرح

اس حدیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ قابل غور ہیں۔

"تم مجھ سے سوال کرو یعنی مجھ سے مانگو"

اس کے جواب میں حضرت ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ عنہ کے یہ الفاظ قابل غور ہیں۔

"میں جنت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ چاہتا ہوں"

اس کے جواب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ سوال قابل غور ہے۔

"کیا اس کے علاوہ کچھ اور بھی؟"

اس حدیث میں اس بات کی صراحت موجود ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا تھا: "مجھ سے مانگو" اور یہ بھی صراحت موجود ہے کہ صحابی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنت مانگی تھی جو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے عظیم ترین نعمت ہے اور اس کے مقابلے میں پوری دنیا کے تمام مال واسباب کی کوئی حیثیت نہیں ہے' کیونکہ جنت کی تمام نعمتیں دائمی ہیں' جبکہ دنیا کے اندر ملنے والی ہر چیز عارضی ہوتی ہے۔

قابل غور بات یہ ہے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کا سوال کرنے پر حضرت ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ عنہ کو یہ نہیں فرمایا: یہ تم کیا شرک کر رہے ہو؟ تمہیں تو اللہ تعالیٰ سے جنت مانگنی چاہیے۔

اس کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا: تم اس کے علاوہ کچھ اور بھی مانگنا چاہتے ہو؟ یہ الفاظ اس بات پر دلالت کرتے ہیں' اگر حضرت ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ عنہ کچھ اور مانگتے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وہ بھی عطا کر سکتے تھے۔

یہاں آپ کے ذہن میں یہ سوال آ سکتا ہے کہ حضرت ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ عنہ نے کوئی اور سوال کیوں نہیں کیا؟ تو اس کی وجہ شاید یہ ہوگی کہ جنت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ اللہ تعالیٰ کی عظیم ترین نعمت ہے اور جب عظیم ترین نعمت مل جائے تو پھر انسان کو کسی کم مرتبے کی نعمت کی طرف توجہ کرنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی ہے۔

اس حدیث سے بالواسطہ طور پر یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ حضرت ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ عنہ ان حضرات میں سے ایک ہیں' جنہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا میں جنت کی بشارت دے دی تھی۔

•••——•••——•••

81 - باب ثَوَابِ مَنْ سَجَدَ لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ سَجْدَةً

باب: اس شخص کا ثواب جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے سجدہ کرتا ہے

1138 - اَخْبَرَنَا اَبُوْ عَمَّارٍ الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ قَالَ اَنْبَاَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي الْوَلِيْدُ بْنُ هِشَامٍ الْمُعَيْطِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي مَعْدَانُ بْنُ طَلْحَةَ الْيَعْمَرِيُّ قَالَ لَقِيْتُ ثَوْبَانَ مَوْلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ دُلَّنِيْ عَلٰى عَمَلٍ يَنْفَعُنِيْ اَوْ يُدْخِلُنِي الْجَنَّةَ فَسَكَتَ عَنِّيْ مَلِيًّا ثُمَّ الْتَفَتَ اِلَيَّ فَقَالَ عَلَيْكَ بِالسُّجُوْدِ فَاِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "مَا مِنْ عَبْدٍ يَسْجُدُ لِلّٰهِ سَجْدَةً اِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَةً وَّحَطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِيْئَةً". قَالَ مَعْدَانُ ثُمَّ لَقِيْتُ اَبَا الدَّرْدَاءِ فَسَاَلْتُهُ عَمَّا سَاَلْتُ ثَوْبَانَ فَقَالَ لِيْ عَلَيْكَ بِالسُّجُوْدِ فَاِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "مَا مِنْ عَبْدٍ يَسْجُدُ لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ سَجْدَةً اِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَةً وَّحَطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِيْئَةً".

☆☆ معدان بن طلحہ یعمری بیان کرتے ہیں: میری ملاقات نبی اکرم ﷺ کے غلام حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے ہوئی تو میں نے عرض کی: آپ کسی ایسے عمل کے بارے میں میری رہنمائی کریں جو مجھے نفع دے۔ (راوی کو یہ شک ہے) شاید یہ الفاظ ہیں: جو مجھے جنت میں داخل کر دے تو وہ کچھ دیر خاموش رہے اور پھر میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا: تم بکثرت سجود کیا کرو کیونکہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

"جو بندہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ایک سجدہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کے ایک درجے کو بلند کر دیتا ہے اور اس کے ایک گناہ کو ختم کر دیتا ہے"۔

معدان نامی راوی بیان کرتے ہیں: پھر میری ملاقات حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے ہوئی تو میں نے ان سے اسی چیز کے بارے میں دریافت کیا جو حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا تھا (یعنی کسی ایسے عمل کے بارے میں میری رہنمائی کیجئے جو مجھے جنت میں داخل کر دے) تو انہوں نے ارشاد فرمایا: تم سجدہ کرنے کا معمول بنا لو کیونکہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

"جو بندہ اللہ کی رضا کے لیے ایک سجدہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس ایک سجدے کی وجہ سے اس شخص کے ایک درجے کو بلند کر دیتا ہے اور اس کے ایک گناہ کو ختم کر دیتا ہے"۔

شرح

اس بات کا احتمال موجود ہے کہ روایت کے متن میں استعمال ہونے والے لفظ "اللہ تعالیٰ کے لئے سجدہ کرنے" سے ...

1138- اخرجه مسلم في الصلاة، باب فضل السجود و الحث عليه (الحديث 225) بنحوه مختصرًا . و اخرجه الترمذي في الصلاة، باب ما جاء في كثرة الركوع و السجود و فضله (الحديث 388 و 389) . واخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب ما جاء في طول القيام في الصلوات (الحديث 1423) بنحوه مختصرًا . تحفة الاشراف (2112 و 10965) .

نوافل ادا کرتا ہو۔

•••———•••———•••

82 - باب مَوْضِعِ السُّجُوْدِ

باب: سجدہ کرنے کی جگہ

1139 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ لُوَيْنٌ بِالْمَصِّيْصَةِ عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ مَعْمَرٍ وَّالنُّعْمَانِ بْنِ رَاشِدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا اِلٰى اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَاَبِيْ سَعِيْدٍ فَحَدَّثَ اَحَدُهُمَا حَدِيْثَ الشَّفَاعَةِ وَالْاٰخَرُ مُنْصِتٌ قَالَ فَتَاْتِي الْمَلَائِكَةُ فَتَشْفَعُ وَتَشْفَعُ الرُّسُلُ وَذَكَرَ الصِّرَاطَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "فَاَكُوْنُ اَوَّلَ مَنْ يُّجِيْزُ فَاِذَا فَرَغَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ مِنَ الْقَضَاءِ بَيْنَ خَلْقِهِ وَاَخْرَجَ مِنَ النَّارِ مَنْ يُّرِيْدُ اَنْ يُّخْرِجَ اَمَرَ اللّٰهُ الْمَلَائِكَةَ وَالرُّسُلَ اَنْ تَشْفَعَ فَيُعْرَفُوْنَ بِعَلَامَاتِهِمْ اِنَّ النَّارَ تَاْكُلُ كُلَّ شَيْءٍ مِّنِ ابْنِ اٰدَمَ اِلَّا مَوْضِعَ السُّجُوْدِ فَيُصَبُّ عَلَيْهِمْ مِنْ مَّاءِ الْجَنَّةِ فَيَنْبُتُوْنَ كَمَا تَنْبُتُ الْحِبَّةُ فِيْ حَمِيْلِ السَّيْلِ".

☆☆ عطاء بن یزید بیان کرتے ہیں: میں حضرت ابوہریرہ اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھا ہوا تھا' ان دونوں صاحبان میں سے ایک نے شفاعت سے متعلق حدیث بیان کی' جبکہ دوسرے صاحب خاموش تھے۔ (حدیث بیان کرنے والے صحابی نے بتایا:) پھر فرشتے آئیں گے اور وہ شفاعت کریں گے اور انبیاء کرام بھی شفاعت کریں گے' انہوں نے اس میں پل صراط کا بھی ذکر کیا' انہوں نے فرمایا: نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

"اس پل پر سے سب سے پہلے میں گزروں گا' جب اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کا فیصلہ کر دے گا اور پھر کچھ لوگوں جہنم سے نکالنا چاہے گا' تو اللہ تعالیٰ فرشتوں اور انبیاء کرام کو یہ حکم دے گا کہ وہ شفاعت کریں' تو ان (اہل جہنم کو) ان کی مخصوص نشانی کی وجہ سے پہچانا جائے گا' کیونکہ جہنم کی آگ ابن آدم کی ہر چیز کو کھا لے گی صرف سجدے کی جگہ کو نہیں کھا سکے گی' پھر ان لوگوں کو جہنم سے نکال کر جنت میں لایا جائے گا اور ان پر جنت کا پانی ڈالا جائے گا' تو وہ یوں پھوٹ پڑیں گے جس طرح سیلابی پانی کی گزرگاہ میں سے کوئی دانا (پھوٹ کر) پودا بن جاتا ہے"۔

شرح

یہاں سجدے کے مقام سے مراد وہ اعضاء ہیں' جو سجدے کے دوران زمین کے ساتھ لگتے ہیں اور یہ سات اعضاء ہیں: چہرہ جس میں پیشانی اور ناک دونوں شامل ہیں۔ دونوں ہاتھ دونوں گھٹنے اور دونوں پاؤں۔

•••———•••———•••

1139- اخرجه البخاري في الرقاق، باب الصراط جسر جهنم (الحديث 6573) مطولاً، وفي التوحيد، باب قول الله تعالى: (وجوه يومئذ ناضرة الى ربها ناظرة) (الحديث 7437) مطولاً . واخرجه مسلم في الايمان، باب معرفة طريق الرؤية (الحديث 299) مطولاً . تحفة الاشراف (14213) .

83 - باب هَلْ يَجُوْزُ اَنْ تَكُوْنَ سَجْدَةٌ اَطْوَلَ مِنْ سَجْدَةٍ

باب: کیا ایک سجدے کو دوسرے سجدے سے زیادہ طویل کرنا جائز ہے؟

1140 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَلَّامٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ قَالَ اَنْبَاَنَا جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِي يَعْقُوْبَ الْبَصْرِيُّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَدَّادٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي اِحْدٰى صَلَاتَيِ الْعِشَاءِ وَهُوَ حَامِلٌ حَسَنًا اَوْ حُسَيْنًا فَتَقَدَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَضَعَهُ ثُمَّ كَبَّرَ لِلصَّلَاةِ فَصَلّٰى فَسَجَدَ بَيْنَ ظَهْرَانَيْ صَلَاتِهِ سَجْدَةً اَطَالَهَا . قَالَ اَبِي فَرَفَعْتُ رَاْسِي وَاِذَا الصَّبِيُّ عَلٰى ظَهْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ سَاجِدٌ فَرَجَعْتُ اِلٰى سُجُوْدِي فَلَمَّا قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلَاةَ قَالَ النَّاسُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّكَ سَجَدْتَ بَيْنَ ظَهْرَانَيْ صَلَاتِكَ سَجْدَةً اَطَلْتَهَا حَتّٰى ظَنَنَّا اَنَّهُ قَدْ حَدَثَ اَمْرٌ اَوْ اَنَّهُ يُوْحٰى اِلَيْكَ . قَالَ "كُلُّ ذٰلِكَ لَمْ يَكُنْ وَّلٰكِنَّ ابْنِي ارْتَحَلَنِي فَكَرِهْتُ اَنْ اُعَجِّلَهُ حَتّٰى يَقْضِيَ حَاجَتَهُ ."

☆☆ عبداللہ بن شداد اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: شام کی دو نمازوں میں سے کسی ایک نماز میں نبی اکرم ﷺ ہمارے سامنے (یعنی مسجد میں) تشریف لائے' آپ ﷺ نے اس وقت حضرت حسن رضی اللہ عنہ یا شاید حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو اُٹھایا ہوا تھا' نبی اکرم ﷺ آگے بڑھے' آپ ﷺ نے انہیں (یعنی حضرت حسن رضی اللہ عنہ یا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو) ایک طرف کھڑا کیا اور نماز کے لیے تکبیر کہہ دی' پھر آپ ﷺ نے نماز ادا کرنا شروع کی' نماز کے دوران نبی اکرم ﷺ نے ایک سجدہ خاصا طویل کیا۔ راوی کہتے ہیں: میرے والد نے یہ بات بیان کی ہے: میں نے اپنا سر اُٹھا کر دیکھا تو وہ بچہ اس وقت نبی اکرم ﷺ کی پشت پر سوار تھا اور نبی اکرم ﷺ اس وقت سجدے کی حالت میں تھے' میں واپس سجدے میں چلا گیا' جب نبی اکرم ﷺ نے نماز مکمل کر لی تو لوگوں نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ نے نماز کے دوران ایک طویل سجدہ کیا' یہاں تک کہ ہم نے یہ گمان کیا' کہ شاید کوئی سانحہ لاحق ہو گیا ہے یا آپ کی طرف وحی نازل ہونا شروع ہو گئی ہے' تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ان میں سے کچھ بھی نہیں ہوا' بلکہ میرا یہ بچہ مجھ پر سوار ہو گیا تھا تو مجھے یہ بات اچھی نہیں لگی کہ جب تک یہ خود نیچے نہیں اترتا میں اسے پہلے نیچے اتار دوں۔

84 - باب التَّكْبِيْرِ عِنْدَ الرَّفْعِ مِنَ السُّجُوْدِ

باب: سجدے سے اُٹھتے وقت تکبیر کہنا

1141 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ وَّيَحْيَى بْنُ اٰدَمَ قَالَا حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ اَبِي اِسْحَاقَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْاَسْوَدِ عَنْ اَبِيْهِ وَعَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكَبِّرُ فِي كُلِّ خَفْضٍ وَّرَفْعٍ وَّقِيَامٍ وَّقُعُوْدٍ وَّيُسَلِّمُ عَنْ يَّمِيْنِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ "اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ ."

1140-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (4832) . 1141-تقدم في التطبيق، باب التكبير للسجود (الحديث 1082) .

حَتّٰى يُرٰى بَيَاضُ خَدِّهٖ . قَالَ وَرَاَيْتُ اَبَا بَكْرٍ وَّعُمَرَ - رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا - يَفْعَلَانِ ذٰلِكَ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' مجھے نبی اکرم ﷺ کے بارے میں یہ بات یاد ہے' آپ ﷺ نماز کے دوران ہر مرتبہ جھکتے ہوئے اور اُٹھتے ہوئے' قیام کرتے ہوئے اور بیٹھتے ہوئے تکبیر کہا کرتے تھے اور آپ دائیں طرف اور بائیں طرف سلام پھیرا کرتے تھے' اور السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہا کرتے تھے (سلام پھیرنے کے وقت) آپ کے رخسار مبارک کی سفیدی نظر آ جایا کرتی تھی۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ یہ بھی بیان کرتے ہیں' میں نے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو بھی ایسا کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

85 - باب رَفْعِ الْيَدَيْنِ عِنْدَ الرَّفْعِ مِنَ السَّجْدَةِ الْاُوْلٰى

باب: پہلے سجدے سے اُٹھتے ہوئے رفع یدین کرنا

1142 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِي اَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنْ نَّصْرِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ مَّالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ رَفَعَ يَدَيْهِ وَاِذَا رَكَعَ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ وَاِذَا رَفَعَ رَاْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ وَاِذَا رَفَعَ رَاْسَهُ مِنَ السُّجُوْدِ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ كُلَّهُ يَعْنِي رَفْعَ يَدَيْهِ .

☆☆ حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ جب نماز شروع کرتے تھے' تو رفع یدین کرتے تھے' جب رکوع میں جاتے تھے' تو بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے' جب رکوع سے سر اُٹھاتے تھے' تو بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے' اور جب سجدے سے سر اُٹھاتے تھے' تو بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے' (راوی کہتے ہیں:) یعنی ان تمام مواقع پر رفع یدین کیا کرتے تھے۔

86 - باب تَرْكِ ذٰلِكَ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ

باب: سجدوں کے درمیان رفع یدین نہ کرنا

1143 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ وَاِذَا رَكَعَ وَبَعْدَ الرُّكُوْعِ وَلَا يَرْفَعُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ .

☆☆ سالم اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ جب نماز کا آغاز کرتے

1142-تقدم في التطبيق، باب رفع اليدين للسجود (الحديث 1084) .

1143-اخرجه مسلم في الصلاة، باب استحباب رفع اليدين حذو المنكبين مع تكبيرة الاحرام و الركوع و في الرفع من الركوع و انه لا يفعله اذا رفع من السجود (الحديث 21) . واخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب رفع اليدين في الصلاة (الحديث 721) . و اخرجه الترمذي في الصلاة، باب ما جاء في رفع اليدين عند الركوع ، الحديث 255) . واخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب رفع اليدين اذا ركع و اذا رفع راسه من الركوع (الحديث 858) . و الحديث عند: النسائي في الافتتاح، باب رفع اليدين للركوع حذاء المنكبين (الحديث 1024) . تحفة الاشراف (6816) .

تھے تو تکبیر کہتے ہوئے رفع یدین کرتے تھے جب رکوع میں جاتے تھے رکوع کے بعد بھی (آپ رفع یدین کرتے تھے) تاہم آپ دو سجدوں کے درمیان رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

87 - باب الدُّعَاءِ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ

باب: دو سجدوں کے درمیان دعا مانگنا

1144 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ اَبِیْ حَمْزَةَ سَمِعَهُ يُحَدِّثُ عَنْ رَجُلٍ مِّنْ عَبْسٍ عَنْ حُذَيْفَةَ اَنَّهُ انْتَهٰى اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ اِلٰى جَنْبِهٖ فَقَالَ "اَللّٰهُ اَكْبَرُ ذُو الْمَلَكُوْتِ وَالْجَبَرُوْتِ وَالْكِبْرِيَاءِ وَالْعَظَمَةِ". ثُمَّ قَرَاَ بِالْبَقَرَةِ ثُمَّ رَكَعَ فَكَانَ رُكُوْعُهٗ نَحْوًا مِّنْ قِيَامِهٖ فَقَالَ فِیْ رُكُوْعِهٖ "سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِيْمِ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِيْمِ". وَقَالَ حِيْنَ رَفَعَ رَاْسَهٗ "لِرَبِّیَ الْحَمْدُ لِرَبِّیَ الْحَمْدُ". وَكَانَ يَقُوْلُ فِیْ سُجُوْدِهٖ "سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰى سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰى". وَكَانَ يَقُوْلُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ "رَبِّ اغْفِرْ لِیْ رَبِّ اغْفِرْ لِیْ".

★★ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کے پہلو میں کھڑے ہو گئے نبی اکرم ﷺ نے یہ کلمات پڑھے:

''اللہ تعالیٰ کی ذات سب سے بڑی ہے جو بادشاہی غلبہ کبریائی اور عظمت سے متصف ہے''۔

پھر نبی اکرم ﷺ نے سورۃ البقرہ کی تلاوت کی پھر آپ رکوع میں چلے گئے آپ ﷺ کا رکوع بھی آپ کے قیام جتنا تھا آپ ﷺ رکوع میں یہ پڑھتے رہے:

''پاک ہے میرا پروردگار جو عظیم ہے پاک ہے میرا پروردگار جو عظیم ہے''۔

جب آپ نے رکوع سے سر اُٹھایا تو آپ ﷺ نے یہ پڑھا:

''ہر طرح کی حمد میرے پروردگار کے لیے مخصوص ہے ہر طرح کی حمد میرے پروردگار کے لیے مخصوص ہے''۔

آپ ﷺ نے سجدے میں یہ پڑھا:

''پاک ہے میرا پروردگار جو بلند و برتر ہے پاک ہے میرا پروردگار جو بلند و برتر ہے''۔

نبی اکرم ﷺ دو سجدوں کے درمیان یہ پڑھتے رہے:

''اے میرے پروردگار! تو میری مغفرت کر دے! اے میرے پروردگار! تو میری مغفرت کر دے''۔

شرح

احناف کے نزدیک دونوں سجدوں کے درمیان دعا مانگنا سنت نہیں ہے بالکل اسی طرح جس طرح رکوع سے اٹھنے کے بعد دعا مانگنا سنت نہیں ہے۔

1144-انفرد به النسائی. انظر في "التطبيق، باب ما يقول في قيامه ذلك (الحديث 1068) .

اسی طرح فرض نماز میں رکوع اور سجدے کے دوران دعا مانگنا بھی مسنون نہیں ہے۔

رکوع یا سجدے کے دوران دعا مانگنے کے بارے میں جو روایات منقول ہیں احناف کے نزدیک اس سے مراد نفل نماز یا تہجد کی نماز ہے۔

فقہائے مالکیہ نے بھی سجدوں کے درمیان دعا مانگنے کو نماز کے واجبات میں شامل نہیں کیا جب کہ شوافع اور حنابلہ کے نزدیک دونوں سجدوں کے درمیان دعا مانگنا مشروع ہے بلکہ بعض حنابلہ نے اسے واجب قرار دیا ہے اور اس کے کم از کم الفاظ یہ ہیں' آدمی ایک مرتبہ کہے:

''اے میرے پروردگار تو میری مغفرت کر دے''

اور ان کے نزدیک اس کی کامل صورت کی کم از کم مقدار یہ ہے: آدمی تین مرتبہ یہ کلمات پڑھے۔

یہ بالکل اسی طرح ہے' جس طرح سجدے کی تسبیح میں کامل کی کم از کم مقدار تین مرتبہ پڑھنا ہے۔

اس بارے میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے روایات منقول ہیں جن میں سے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کو امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یہاں ذکر کیا ہے۔

88 - باب رَفْعِ الْيَدَيْنِ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ تِلْقَاءَ الْوَجْهِ

باب: دو سجدوں کے درمیان دونوں ہاتھوں کو چہرے کے بالکل سامنے تک اُٹھانا

1145 - اَخْبَرَنَا مُوْسٰى بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُوْسَى الْبَصْرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ كَثِيْرٍ اَبُوْ سَهْلٍ الْاَزْدِيُّ قَالَ صَلّٰى اِلٰى جَنْبِیْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ طَاوُسٍ بِمِنًى فِیْ مَسْجِدِ الْخَيْفِ فَكَانَ اِذَا سَجَدَ السَّجْدَةَ الْاُوْلٰى فَرَفَعَ رَاْسَهٗ مِنْهَا رَفَعَ يَدَيْهِ تِلْقَاءَ وَجْهِهٖ فَاَنْكَرْتُ اَنَا ذٰلِكَ فَقُلْتُ لِوُهَيْبِ بْنِ خَالِدٍ اِنَّ هٰذَا يَصْنَعُ شَيْئًا لَّمْ اَرَ اَحَدًا يَصْنَعُهٗ. فَقَالَ لَهٗ وُهَيْبٌ تَصْنَعُ شَيْئًا لَّمْ نَرَ اَحَدًا يَصْنَعُهٗ. فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ طَاوُسٍ رَاَيْتُ اَبِیْ يَصْنَعُهٗ وَقَالَ اَبِیْ رَاَيْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَصْنَعُهٗ وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُهٗ.

☆☆ ابوسہل نضر بن کثیر ازدی بیان کرتے ہیں' منیٰ میں ''مسجد خیف'' میں عبداللہ بن طاؤس نے میرے پہلو میں نماز ادا کی' جب پہلا سجدہ کرنے کے بعد انہوں نے سر اُٹھایا تو اپنے دونوں ہاتھ چہرے تک بلند کیے (اور دعا مانگی) مجھے یہ بات بہت عجیب محسوس ہوئی تو میں نے وہیب بن خالد سے کہا: انہوں نے ایک ایسی حرکت کی ہے' جو میں نے کسی اور کو کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ وہیب نے ان سے یہ بات کہی: آپ نے ایک ایسا کام کیا ہے' جو ہم نے کسی اور کو کرتے ہوئے نہیں دیکھا' تو عبداللہ بن طاؤس نے جواب دیا: میں نے اپنے والد (طاؤس) کو ایسا کرتے ہوئے دیکھا ہے اور میرے والد نے یہ بات بیان کی ہے' میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو ایسا کرتے ہوئے دیکھا ہے اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ بات بیان کی ہے' میں نے نبی اکرم ﷺ کو ایسا کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

1145-اخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب افتتاح الصلاة (الحديث 740) . تحفة الاشراف (5719) .

89 - باب كَيْفَ الْجُلُوْسُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ

باب: دو سجدوں کے درمیان کس طرح سے بیٹھا جائے؟

1146 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ دُحَيْمٌ قَالَ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْاَصَمِّ قَالَ حَدَّثَنِيْ يَزِيْدُ بْنُ الْاَصَمِّ عَنْ مَيْمُوْنَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سَجَدَ خَوّٰى بِيَدَيْهِ حَتّٰى يُرٰى وَضَحُ اِبْطَيْهِ مِنْ وَّرَائِهِ وَاِذَا قَعَدَ اطْمَاَنَّ عَلٰى فَخِذِهِ الْيُسْرٰى .

☆☆ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ جب سجدے میں جاتے تھے تو اپنے دونوں بازو (پہلو سے) دور رکھتے تھے یہاں تک کہ آپ کے پیچھے سے آپ کی بغلوں کی سفیدی نظر آجاتی تھی پھر جب آپ بیٹھتے تھے تو بائیں زانوں کے بل اطمینان سے بیٹھتے تھے۔

90 - باب قَدْرِ الْجُلُوْسِ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ

باب: دو سجدوں کے درمیان کتنی دیر بیٹھا جائے؟

1147 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ اَبُوْ قُدَامَةَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ شُعْبَةَ قَالَ حَدَّثَنِي الْحَكَمُ عَنِ ابْنِ اَبِيْ لَيْلٰى عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ كَانَ صَلَاةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُكُوْعُهٗ وَسُجُوْدُهٗ وَقِيَامُهٗ بَعْدَ مَا يَرْفَعُ رَاْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ وَبَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ قَرِيْبًا مِّنَ السَّوَاءِ .

☆☆ حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کی نماز میں آپ کا رکوع کرنا، آپ کا سجدہ کرنا، سجدے سے سر اٹھانے کے بعد قیام کرنا اور دو سجدوں کے درمیان بیٹھنا تقریباً ایک جتنا ہوتا تھا۔

91 - باب التَّكْبِيْرِ لِلسُّجُوْدِ

باب: سجدے میں جانے کے لیے تکبیر کہنا

1148 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ اَبِيْ اِسْحَاقَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْاَسْوَدِ عَنِ الْاَسْوَدِ وَعَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكَبِّرُ فِيْ كُلِّ رَفْعٍ وَّوَضْعٍ وَّقِيَامٍ وَّقُعُوْدٍ وَّاَبُوْ

1146-اخرجه مسلم في الصلاة، باب ما يجمع صفة الصلاة و ما يفتتح به و يختم به و صفة الركوع والاعتدال منه و السجود و الاعتدال منه و التشهد بعد كل ركعتين من الرباعية و صفة الجلوس بين السجدتين و في التشهد الاول (الحديث 238) . والحديث عند مسلم في صلاة، باب ما يجمع صفة الصلاة و ما يفتتح به و يختم به و صفة الركوع والاعتدال منه والسجود والاعتدال منه والتشهد بعد كل ركعتين من الرباعية و صفة الجلوس بين السجدتين و في التشهد الاول (الحديث 239) . وابي داؤد في الصلاة، باب صفة السجود (الحديث 898) . والنسائي في التطبيق، باب التجافي في السجود (الحديث 1108) و ابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها باب السجود (الحديث 880) . تحفة الاشراف (18083) .

1147-تقدم في التطبيق، قدر القيام بين الرفع من الركوع و السجود (الحديث 1064) .

1148-تقدم في التطبيق، باب التكبير للسجود (الحديث 1082) .

بَكْرٍ وَّعُمَرُ وَعُثْمَانُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ (نماز کے دوران) ہر مرتبہ اٹھتے ہوئے اور نیچے جاتے ہوئے تکبیر کہا کرتے تھے خواہ کھڑے ہونے کے لیے ہو یا بیٹھنے کے لیے۔

حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہم بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے۔

1149 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا حُجَيْنٌ - وَهُوَ ابْنُ الْمُثَنّٰى - قَالَ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ اِلَى الصَّلَاةِ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَقُوْمُ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَرْكَعُ ثُمَّ يَقُوْلُ "سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ ." حِيْنَ يَرْفَعُ صُلْبَهٗ مِنَ الرَّكْعَةِ ثُمَّ يَقُوْلُ وَهُوَ قَائِمٌ "رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ ." ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَهْوِيْ سَاجِدًا ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَرْفَعُ رَاْسَهٗ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَسْجُدُ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَرْفَعُ رَاْسَهٗ ثُمَّ يَفْعَلُ ذٰلِكَ فِي الصَّلَاةِ كُلِّهَا حَتّٰى يَقْضِيَهَا وَيُكَبِّرُ حِيْنَ يَقُوْمُ مِنَ الثِّنْتَيْنِ بَعْدَ الْجُلُوْسِ .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو جیسے ہی آپ ﷺ کھڑے ہوتے تو آپ ﷺ تکبیر کہتے، پھر جب آپ ﷺ رکوع میں جاتے تو آپ تکبیر کہتے، پھر آپ جب رکوع سے اپنی پشت کو اٹھاتے (یعنی کھڑے ہوتے) تو سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ پڑھتے، پھر قیام کی حالت میں ہی آپ ﷺ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ پڑھتے، پھر تکبیر کہتے ہوئے سجدہ میں چلے جاتے، پھر جب آپ سجدے سے سر اٹھاتے تو تکبیر کہتے، پھر جب دوبارہ سجدے میں جاتے تو تکبیر کہتے، پھر جب آپ دوبارہ سجدہ سے سر اٹھاتے تو تکبیر کہتے، آپ ﷺ پوری نماز میں اسی طرح کیا کرتے تھے یہاں تک کہ نماز کو مکمل کر لیتے تھے۔

دو رکعات پڑھنے کے بعد قعدہ پڑھنے کے بعد جب آپ ﷺ کھڑے ہوتے تو اس وقت بھی تکبیر کہتے تھے۔

92 - باب الْاِسْتِوَاءِ لِلْجُلُوْسِ عِنْدَ الرَّفْعِ مِنَ السَّجْدَتَيْنِ

باب: دو سجدوں کے بعد اٹھتے ہوئے پہلے سیدھا بیٹھنا

1150 - اَخْبَرَنَا زِيَادُ بْنُ اَيُّوْبَ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ عَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ قَالَ جَاءَنَا اَبُوْ سُلَيْمَانَ مَالِكُ بْنُ الْحُوَيْرِثِ اِلٰى مَسْجِدِنَا فَقَالَ اُرِيْدُ اَنْ اُرِيَكُمْ كَيْفَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

1149-اخرجه البخاري في الاذان، باب التكبير اذا قام من السجود (الحديث 789) . واخرجه مسلم في الصلاة، باب اثبات التكبير في كل خفض و رفع في الصلاة الا رفعه من الركوع فيقول فيه . سمع الله لمن حمده (الحديث 28 و 29) . والحديث عند: ابي داؤد في الصلاة، باب اتمام الصلاة (الحديث 738) . تحفة الاشراف (14862) .

1150-اخرجه البخاري في الاذان، باب من صلى بالناس و هو لا يريد الا ان يعلمهم صلاة النبي صلى الله عليه وسلم و سنته (الحديث 677) بنحوه، وباب الاطمانية حين يرفع راسه من الركوع (الحديث 802) بنحوه، وباب المكث بين السجدتين (الحديث 818) بمعناه، و باب كيف يعتمد على الارض اذا قام من الركعة (الحديث 824) بنحوه . و اخرجه ابو داوٗد في الصلاة، باب النهوض في الفرد (الحديث 842 و 843) . واخرجه النسائي في التطبيق، باب الاعتماد على الارض عند النهوض (الحديث 1152) . تحفة الاشراف (11185) .

''میں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا کہ جب آپ ﷺ سجدے میں گئے تو آپ ﷺ نے دونوں ہاتھوں سے پہلے دونوں گھٹنے (زمین پر رکھے) اور جب آپ ﷺ اٹھے تو آپ ﷺ نے دونوں گھٹنوں سے پہلے دونوں ہاتھ زمین سے اٹھائے ''۔

اس روایت کو چاروں سنن کے مصنفین نے نقل کیا ہے۔*

95 - باب التَّكْبِيْرِ لِلنُّهُوْضِ

باب: کھڑے ہوتے وقت تکبیر کہنا

1154 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ كَانَ يُصَلِّىْ بِهِمْ فَيُكَبِّرُ كُلَّمَا خَفَضَ وَرَفَعَ فَاِذَا انْصَرَفَ قَالَ وَاللّٰهِ اِنِّىْ لَاَشْبَهُكُمْ صَلَاةً بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

☆☆ ابوسلمہ بیان کرتے ہیں' حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے انہیں نماز پڑھائی اور ہر مرتبہ اُٹھتے ہوئے اور جھکتے ہوئے تکبیر کہی' جب انہوں نے نماز مکمل کر لی تو ارشاد فرمایا: میں نماز پڑھنے کے معاملے میں تم سب سے زیادہ نبی اکرم ﷺ سے مشابہت رکھتا ہوں۔

1155 - اَخْبَرَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ وَسَوَّارُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَوَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِىْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَعَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّهُمَا صَلَّيَا خَلْفَ اَبِىْ هُرَيْرَةَ - رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ - فَلَمَّا رَكَعَ كَبَّرَ فَلَمَّا رَفَعَ رَاْسَهُ قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ ثُمَّ سَجَدَ وَكَبَّرَ وَرَفَعَ رَاْسَهُ وَكَبَّرَ ثُمَّ كَبَّرَ حِيْنَ قَامَ مِنَ الرَّكْعَةِ ثُمَّ قَالَ وَالَّذِىْ نَفْسِىْ بِيَدِهٖ اِنِّىْ لَاَقْرَبُكُمْ شَبَهًا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا زَالَتْ هٰذِهٖ صَلَاتُهُ حَتّٰى فَارَقَ الدُّنْيَا . وَاللَّفْظُ لِسَوَّارٍ .

☆☆ ابوبکر بن عبدالرحمان اور ابوسلمہ بن عبدالرحمن بیان کرتے ہیں' ان دونوں حضرات نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں نماز ادا کی' جب وہ رکوع میں گئے تو انہوں نے تکبیر کہی' جب انہوں نے رکوع سے سر اُٹھایا تو سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ پڑھا' پھر جب وہ سجدے میں گئے' تو انہوں نے تکبیر پڑھی' پھر جب انہوں نے سجدے سے سر اٹھایا تو انہوں نے تکبیر کہی' پھر جب وہ ایک رکعت ادا کر لینے کے بعد کھڑے ہوئے' تو اس وقت بھی تکبیر کہی' نماز سے (فارغ ہو جانے کے بعد) انہوں نے ارشاد فرمایا: اس ذات کی قسم! جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے! میں تم سب سے زیادہ بہتر طور پر نبی اکرم ﷺ کی نماز کے طریقے کے مطابق نماز ادا کرتا ہوں' نبی اکرم ﷺ اسی طرح نماز ادا کرتے رہے' یہاں تک کہ آپ ﷺ اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔

---

* عمدة القاری شرح نور الایضاح' کتاب نماز کا بیان' فصل نماز کی سنتیں۔

1154- اخرجه البخاري في الاذان، باب اتمام التكبير في الركوع (الحديث 785) . واخرجه مسلم في الصلاة، باب اثبات التكبير في كل خفض و رفع في الصلاة، الا رفعه من الركوع فيقول فيه: سمع الله لمن حمده (الحديث 27) . تحفة الاشراف (15247) .

1155- اخرجه البخاري في الاذان، باب يهوي بالتكبير حين يسجد (الحديث 803) بنحوه مطولاً . واخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب تمام التكبير (الحديث 836) بنحوه مطولاً . تحفة الاشراف (14864) .

روایت کے یہ الفاظ سوار بن عبداللہ نامی راوی کے ہیں۔

96 - باب كَيْفَ الْجُلُوْسُ لِلتَّشَهُّدِ الْاَوَّلِ

باب: تشہد کے لیے کس طرح بیٹھا جائے؟

1156 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَحْيٰى عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهُ قَالَ اِنَّ مِنْ سُنَّةِ الصَّلَاةِ اَنْ تُضْجِعَ رِجْلَكَ الْيُسْرٰى وَتَنْصِبَ الْيُمْنٰى .

☆☆ عبداللہ بن عبداللہ اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نماز میں سنت یہ ہے' تم اپنے بائیں پاؤں کو بچھا لو اور دائیں پاؤں کو کھڑا کر لو۔

شرح

حافظ بدرالدین محمود عینی تحریر کرتے ہیں:

نمازی کے بیٹھنے کا مسنون طریقہ یہ ہے: نمازی اپنے دائیں پاؤں کو کھڑا کر لے گا اور بائیں پاؤں کو موڑ کر بیٹھے گا۔

تاہم نمازی کے بیٹھنے کے طریقے کے بارے میں فقہاء کے مابین اختلاف پایا جاتا ہے۔

امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک کا طریقہ یہ ہے: دائیں پاؤں کو کھڑا کر کے بائیں پاؤں کو موڑ کر بیٹھا جائے گا۔

پہلے اور دوسرے قعدہ' دونوں میں زمین پر بیٹھا جائے گا۔

امام مالک رحمہ اللہ کے حوالے سے جو تورک منقول ہے اس کا یہی طریقہ ہے۔

علامہ ابن عبدالبر نے یہ بات تحریر کی ہے: اس حوالے سے امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک مرد اور خواتین کا حکم برابر ہے۔

امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ اس بات کے قائل ہیں نمازی پہلے قعدہ میں اسی طرح بیٹھے گا' جبکہ دوسرے قعدہ میں وہ بائیں پاؤں پر بیٹھے گا اور دائیں پاؤں کو کھڑا کر لے گا۔*

احناف اس بات کے قائل ہیں: دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنے کی طرح تشہد میں بیٹھا جائے گا اور وہ طریقہ یہی ہے کہ آدمی دائیں پاؤں کو کھڑا کرے گا اور بائیں پاؤں کو بچھا لے گا۔

گویا کہ پہلے تشہد میں احناف شوافع اور حنابلہ ''افتراش'' کے قائل ہیں' جبکہ شوافع اور حنابلہ کے نزدیک دوسرے تشہد میں ''تورک'' کیا جائے گا اور پہلے اور دوسرے تشہد میں ''تورک'' کے طور پر بیٹھا جائے گا۔

•••——•••——•••

---

* عمدۃ القاری' کتاب: نماز کے طریقے سے متعلق ابواب' باب تشہد میں بیٹھنے کا طریقہ۔

1156- اخرجه البخاري في الاذان، باب سنة الجلوس في التشهد (الحديث 827) مطولاً . واخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب كيف الجلوس في التشهد (الحديث 958 و 959 و 960 و 961) و (962) بمعناه مختصرًا . و اخرجه النسائي في التطبيق، باب الاستقبال باطراف اصابع القدم القبلة عند القعود للتشهد (الحديث 1157) بنحوه . تحفة الاشراف (7269) .

97 - باب الاستقبال باطراف اصابع القدم القبلة عند القعود للتشهد

باب: تشہد میں بیٹھنے کے وقت پاؤں کی انگلیوں کے کنارے قبلہ کی طرف ہونے چاہئیں

1157 - اخبرنا الربيع بن سليمان بن داود قال حدثنا اسحاق بن بكر بن مضر قال حدثني ابي عن عمرو بن الحارث عن يحيى ان القاسم حدثه عن عبد الله - وهو ابن عبد الله بن عمر - عن ابيه قال من سنة الصلاة ان تنصب القدم اليمنى واستقباله باصابعها القبلة والجلوس على اليسرى .

★★ عبداللہ بن عبداللہ اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نماز میں سنت یہ ہے اپنے دائیں پاؤں کو کھڑا رکھو اور اس کی انگلیوں کا رخ قبلہ کی طرف ہونا چاہیے اور تم بائیں ٹانگ پر بیٹھو۔

98 - باب موضع اليدين عند الجلوس للتشهد الاول

باب: پہلے تشہد میں بیٹھنے کے وقت ہاتھ کون سی جگہ رکھے جائیں؟

1158 - اخبرنا محمد بن عبد الله بن يزيد المقرئ قال حدثنا سفيان قال حدثنا عاصم بن كليب عن ابيه عن وائل بن حجر قال اتيت رسول الله صلى الله عليه وسلم فرايته يرفع يديه اذا افتتح الصلاة حتى يحاذي منكبيه واذا اراد ان يركع واذا جلس في الركعتين اضجع اليسرى ونصب اليمنى ووضع يده اليمنى على فخذه اليمنى ونصب اصبعه للدعاء ووضع يده اليسرى على فخذه اليسرى . قال ثم اتيتهم من قابل فرايتهم يرفعون ايديهم في البرانس .

★★ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا' میں نے آپ کو نماز میں اور رکوع میں جانے کے وقت دونوں کندھوں تک رفع یدین کرتے ہوئے دیکھا' جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم دو رکعات ادا کرنے کے بعد بیٹھے تو آپ نے اپنے بائیں پاؤں کو بچھالیا اور دائیں پاؤں کو کھڑا رکھا' آپ نے اپنا دایاں ہاتھ دائیں زانوں پر رکھا اور دعا کے لیے اس کی انگلی کو کھڑا کرلیا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا بایاں ہاتھ بائیں زانوں پر رکھا تھا۔

راوی بیان کرتے ہیں: پھر اگلے سال جب میں ان حضرات کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے ان کو دیکھا' وہ لوگ اپنی چادروں کے اندر ہی رفع یدین کر رہے تھے۔

1157- انفرد به النسائي . والحديث عند البخاري في الاذان، باب سنة الجلوس في التشهد (الحديث 827) . وابي داؤد في الصلاة، باب كيف الجلوس في التشهد (الحديث 958 و 959 و 960 و 961 و 962) . والنسائي في التطبيق، باب كيف الجلوس للتشهد الاول (الحديث 1156) . تحفة الاشراف (7269) .

1158- اخرجه النسائي في السهو، باب قبلة الجلوس في الركعة التي يقضي فيها الصلاة (الحديث 1262) . والحديث عند ابي داؤد في الصلاة، باب رفع اليدين في الصلاة (الحديث 728) . تحفة الاشراف (11783) .

شرح

تشہد میں بیٹھنے کا طریقہ یہ ہے: آدمی اپنے دونوں ہاتھ اپنے زانوں اور گھٹنوں کے قریب رکھے گا۔ اس طرح کہ اس کی انگلیاں گھٹنوں کے سرے کے قریب ہوں۔

دونوں سجدوں کے درمیان آدمی انگلیوں کو کچھ کشادہ رکھے گا مکمل طور پر بند بھی نہیں کرے گا اور مکمل کھلا بھی نہیں رکھے گا۔

صحیح قول کے مطابق آدمی بیٹھتے ہوئے گھٹنوں کو نہیں پکڑے گا۔

شوافع اور حنابلہ کے نزدیک بھی یہی سنت ہے۔

تاہم مالکیوں کی رائے کچھ مختلف ہے۔

•••——•••——•••

99 - باب موضع البصر في التشهد

باب: تشہد کے دوران نظر رکھنے کی جگہ

1159 - اخبرنا علي بن حجر قال حدثنا اسماعيل - وهو ابن جعفر - عن مسلم بن ابي مريم عن علي بن عبد الرحمن المعافري عن عبد الله بن عمر انه راى رجلا يحرك الحصى بيده وهو في الصلاة فلما انصرف قال له عبد الله لا تحرك الحصى وانت في الصلاة فان ذلك من الشيطن ولكن اصنع كما كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصنع . قال وكيف كان يصنع قال فوضع يده اليمنى على فخذه اليمنى واشار باصبعه التي تلي الابهام في القبلة ورمى ببصره اليها او نحوها ثم قال هكذا رايت رسول الله صلى الله عليه وسلم يصنع .

★★ علی بن عبدالرحمان بیان کرتے ہیں' حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک شخص کو اپنے ہاتھ کے ذریعے کنکریوں کو الٹ پلٹ کرتے ہوئے دیکھا' جب اس شخص نے نماز مکمل کی تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اس سے کہا: جب تم نماز پڑھ رہے ہو' تو کنکریوں کو حرکت نہ دیا کرو' کیونکہ یہ شیطانی کام ہے' تم ویسے ہی کیا کرو جس طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کیا کرتے تھے۔ اس شخص نے دریافت کیا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کیا کیا کرتے تھے؟ تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنا دایاں ہاتھ دائیں زانوں پر رکھا اور انگوٹھے کے ساتھ والی انگلی کے ذریعے قبلہ کی طرف اشارہ کیا' انہوں نے اپنی نگاہ اس انگلی پر رکھی اور پھر یہ بات بیان کی: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا ہی کرتے دیکھا ہے۔

1159- انفرد به النسائي . والحديث عند: مسلم في المساجد و مواضع الصلاة، باب صفة الجلوس في الصلاة و كيفية وضع اليدين على الفخذين (الحديث 116) . وابي داؤد في الصلاة، باب الاشارة في التشهد (الحديث 987) . والنسائي في السهو، باب موضع الكفين (الحديث 1265)، وباب الاشارة بالاصبع من اليد اليمنى دون السبابة (الحديث 1266) . تحفة الاشراف (7351) .

100 - باب الْاِشَارَةِ بِالْاُصْبُعِ فِی التَّشَهُّدِ الْاَوَّلِ

باب: پہلے تشہد کے دوران انگلی کے ذریعے اشارہ کرنا

1160 - اَخْبَرَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى السِّجْزِيُّ - يُعْرَفُ بِخَيَّاطِ السُّنَّةِ نَزَلَ بِدِمَشْقَ اَحَدُ الثِّقَاتِ - قَالَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عِيسَى قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ حَدَّثَنَا مَخْرَمَةُ بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عَامِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ اَبِيهِ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا جَلَسَ فِي الثِّنْتَيْنِ اَوْ فِي الْاَرْبَعِ يَضَعُ يَدَيْهِ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ ثُمَّ اَشَارَ بِاُصْبُعِهِ.

★★ عامر بن عبداللہ اپنے والد (حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب دو رکعات پڑھنے کے بعد یا چار رکعت پڑھنے کے بعد قعدہ میں بیٹھتے تھے تو آپ اپنے دونوں ہاتھ گھٹنوں پر رکھتے تھے اور ایک انگلی کے ذریعے اشارہ کیا کرتے تھے۔

شرح

احناف کے نزدیک حکم یہ ہے: آدمی تشہد کے دوران شہادت کے کلمات پڑھتے ہوئے دائیں ہاتھ کی شہادت کی انگلی کے ذریعے اشارہ کرے گا۔

آدمی "لا الٰہ" پڑھتے وقت انگلی کو اٹھائے گا اور "الا اللہ" پڑھنے کے بعد اس انگلی کو دوبارہ نیچے رکھ دے گا تاکہ انگلی کو اٹھاتے وقت اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کے معبود ہونے کی نفی کی طرف اشارہ ہو اور انگلی کو رکھتے وقت اللہ تعالیٰ کے معبود ہونے کے اثبات کی طرف اشارہ ہو جائے۔

جبکہ فقہائے مالکیہ کے نزدیک تشہد کے شروع سے آدمی شہادت کی انگلی کے ذریعے درمیانے درجے کی حرکت کے ساتھ آدمی دائیں سے بائیں طرف اشارہ کرے گا۔

شوافع کے نزدیک بھی آدمی دائیں ہاتھ کی شہادت کی انگلی کے ذریعے اشارہ کرے گا لیکن یہ صرف "الا اللہ" پڑھتے وقت کرے گا اور انگلی کو حرکت نہیں دے گا۔

•••——•••——•••

101 - باب كَيْفَ التَّشَهُّدُ الْاَوَّلُ

باب: پہلے تشہد کا طریقہ

1161 - اَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ عَنِ الْاَشْجَعِيِّ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ اَبِي اِسْحَاقَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ عَلَّمَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ نَقُولَ اِذَا جَلَسْنَا فِي الرَّكْعَتَيْنِ "التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ

1160-انفرد به النسائي. تحفة الاشراف (5265).

وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِينَ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ".

★★ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ (بن مسعود) بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ تعلیم دی ہے: جب ہم دو رکعات پڑھنے کے بعد بیٹھ جائیں تو یہ پڑھیں:

"ہر طرح کی زبانی، جسمانی اور مالی عبادات اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہیں، اے نبی! آپ پر سلام ہو، اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور اس کی برکتیں نازل ہوں ہم پر اور اللہ تعالیٰ کے تمام نیک بندوں پر بھی سلام ہو، میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے اور میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ محمد، اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں"۔

شرح

نماز کے دوران تشہد میں کون سے کلمات پڑھے جائیں گے؟ اس حوالے سے فقہاء کے مابین اختلاف پایا جاتا ہے۔

جیسا کہ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے اگلے آنے والے ابواب میں تشہد کے مختلف کلمات نقل کئے ہیں۔

تشہد کے کلمات کے بارے میں تین روایات زیادہ مشہور ہیں۔

ایک روایت حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول ہے جس کے کلمات امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں مذکورہ بالا حدیث میں نقل کئے ہیں۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور اہل کوفہ کے نزدیک تشہد میں یہ کلمات پڑھنا بہتر ہے۔ دیگر فقہاء اور محدثین میں سے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور اکثر محدثین نے اسی کو ترجیح دی ہے۔

تشہد کے دوسرے کلمات حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے منقول ہیں، جنہیں امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے آگے چل کر نقل کیا ہے۔

تشہد کے ان کلمات کو امام شافعی اور ان کے اصحاب نے ترجیح دی ہے۔

تشہد کے تیسرے کلمات حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول ہیں، وہ لوگوں کو برسرِ منبر ان کی تعلیم دیا کرتے تھے۔

ان کلمات کو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے ترجیح دی ہے۔

•••——•••——•••

1162 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا اِسْحَاقَ يُحَدِّثُ

1161-اخرجه الترمذي في الصلاة، باب ما جاء في التشهد (الحديث 289). واخرجه النسائي في التطبيق، كيف التشهد الاول (الحديث 1165). واخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب ما جاء في التشهد (الحديث 899 م) مطولاً. تحفة الاشراف (9181).

1162-اخرجه ابوداؤد في الصلاة، باب التشهد (الحديث 969). واخرجه الترمذي في النكاح، باب ما جاء في خطبة النكاح (الحديث 1105) مطولاً. واخرجه النسائي في التطبيق، كيف التشهد الاول (الحديث 1163 و 1164). واخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب ما جاء في التشهد (الحديث 899م). تحفة الاشراف (9505).

عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنَّا لَا نَدْرِي مَا نَقُولُ فِي كُلِّ رَكْعَتَيْنِ غَيْرَ أَنْ نُسَبِّحَ وَنُكَبِّرَ وَنَحْمَدَ رَبَّنَا وَأَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُلِّمَ فَوَاتِحَ الْخَيْرِ وَخَوَاتِمَهُ فَقَالَ "إِذَا قَعَدْتُمْ فِي كُلِّ رَكْعَتَيْنِ فَقُولُوا التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِينَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ وَلْيَتَخَيَّرْ أَحَدُكُمْ مِنَ الدُّعَاءِ أَعْجَبَهُ إِلَيْهِ فَلْيَدْعُ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ".

★★ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ہمیں یہ نہیں پتہ تھا کہ ہم دو رکعات پڑھنے کے بعد کیا پڑھا کریں؟ ہم صرف تسبیح پڑھ لیتے تھے' تکبیر پڑھ لیتے تھے' اپنے پروردگار کی حمد بیان کر لیتے تھے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نیکی کے آغاز اور اس کے اختتام کے بارے میں آگاہ کیا۔ (یعنی عبادت کرنے کا طریقہ سکھایا) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جب تم دو رکعات پڑھنے کے بعد بیٹھ جاؤ تو یہ پڑھو

ہر طرح کی زبانی' جسمانی اور مالی عبادات اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہیں' اے نبی! آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام ہو' اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں آپ پر نازل ہوں اور اللہ تعالیٰ کے تمام نیک بندوں پر بھی سلام ہو' میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے اور میں اس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں''۔

اس کے بعد تمہیں اس بارے میں اختیار ہے' جو آدمی کو پسند ہو' وہ اللہ تعالیٰ سے مانگ لے۔

1163 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْثَرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ عَلَّمَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ التَّشَهُّدَ فِي الصَّلَاةِ وَالتَّشَهُّدَ فِي الْحَاجَةِ فَأَمَّا التَّشَهُّدُ فِي الصَّلَاةِ "التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِينَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ". إِلَى آخِرِ التَّشَهُّدِ.

★★ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ (بن مسعود) بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نماز کے دوران تشہد پڑھنے کا اور حاجت کے وقت تشہد پڑھنے کا طریقہ تعلیم دیا ہے۔

جہاں تک نماز کے دوران تشہد کا تعلق ہے (تو اس کے الفاظ یہ ہیں:)

''ہر طرح کی زبانی' جسمانی اور مالی عبادات اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہیں' اے نبی! آپ پر سلام ہو اور اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں آپ پر نازل ہوں اور اللہ تعالیٰ کے تمام نیک بندوں پر بھی سلام ہو' میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے اور میں اس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے

1163-تقدم في التطبيق، كيف التشهد الاول (الحديث 1162) .

بندے اور اس کے رسول ہیں''۔

1164 - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى - وَهُوَ ابْنُ آدَمَ - قَالَ سَمِعْتُ سُفْيَانَ يَتَشَهَّدُ بِهٰذَا فِي الْمَكْتُوبَةِ وَالتَّطَوُّعِ وَيَقُولُ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنَا مَنْصُورٌ وَحَمَّادٌ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

یہی روایت بعض دیگر اسناد کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

1165 - أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ أَنَّ زَيْدَ بْنَ أَبِي أُنَيْسَةَ الْجَزَرِيَّ حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَا إِسْحَاقَ حَدَّثَهُ عَنِ الْأَسْوَدِ وَعَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نَعْلَمُ شَيْئًا فَقَالَ لَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "قُولُوا فِي كُلِّ جَلْسَةٍ التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِينَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ".

★★ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے ہیں' ہمیں پہلے کسی چیز کا علم نہیں تھا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے یہ فرمایا' کہ جب تم قعدہ میں بیٹھا کرو تو یہ پڑھا کرو:

''ہر طرح کی زبانی' جسمانی اور مالی عبادات اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہیں' اے نبی! آپ پر سلام ہو' اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں' ہم پر اور اللہ تعالیٰ کے تمام نیک بندوں پر بھی سلام ہو' میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے اور میں اس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں''۔

1166 - أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ جَبَلَةَ الرَّافِقِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا الْعَلَاءُ بْنُ هِلَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ - وَهُوَ ابْنُ عَمْرٍو - عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي أُنَيْسَةَ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ قَيْسٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنَّا لَا نَدْرِي مَا نَقُولُ إِذَا صَلَّيْنَا فَعَلَّمَنَا نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَوَامِعَ الْكَلِمِ فَقَالَ لَنَا "قُولُوا التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِينَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ". قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ قَالَ زَيْدٌ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ لَقَدْ رَأَيْتُ ابْنَ مَسْعُودٍ يُعَلِّمُنَا هٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ كَمَا يُعَلِّمُنَا الْقُرْآنَ .

1164-اخرجه البخاري في الدعوات، باب الدعاء في الصلاة (الحديث 6328) . واخرجه مسلم في الصلاة، باب التشهد الاول (الحديث 55 و 56 و 57) . واخرجه النسائي في التطبيق، كيف التشهد الاول (الحديث 1168 و 1169)، وفي السهو، باب ايجاب التشهد (الحديث 1276) مطولاً . واخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب ما جاء في التشهد (الحديث 899م) . تحفة الاشراف (9242 و 9296) .

1165-تقدم في التطبيق، كيف التشهد الاول (الحديث 1161) .

1166-انفرد به النسائي، و سياتي في التطبيق، كيف التشهد الاول (الحديث 1167) . تحفة الاشراف (9413) .

★★ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم نہیں جانتے تھے نماز کے دوران (تشہد میں) ہمیں کیا پڑھنا چاہیے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں جامع کلمات سکھائے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا: تم یہ پڑھا کرو:

"ہر طرح کی جسمانی' زبانی اور مالی عبادات اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہیں' اے نبی! آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام ہو' اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں' ہم پر اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں پر بھی سلام ہو' میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے اور میں اس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں"۔

علقمہ بیان کرتے ہیں' حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ ہمیں ان کلمات کی تعلیم اسی طرح دیا کرتے تھے' جس طرح وہ ہمیں قرآن کی تعلیم دیا کرتے تھے۔

1167 - اَخْبَرَنِیْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدٍ الرَّقِّیُّ قَالَ حَدَّثَنَا حَارِثُ بْنُ عَطِیَّةَ - وَکَانَ مِنْ زُهَّادِ النَّاسِ - عَنْ هِشَامٍ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ کُنَّا اِذَا صَلَّیْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَقُوْلُ السَّلَامُ عَلَی اللّٰهِ السَّلَامُ عَلٰی جِبْرِیْلَ السَّلَامُ عَلٰی مِیْکَائِیْلَ . فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ "لَا تَقُوْلُوا السَّلَامُ عَلَی اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّلَامُ وَلٰکِنْ قُوْلُوا التَّحِیَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّیِّبَاتُ السَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهُ السَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِیْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِیْکَ لَهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ".

★★ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' پہلے جب ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز ادا کیا کرتے تھے (اس کے دوران) ہم یہ کہا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ پر سلام ہو' حضرت جبریل پر سلام ہو' حضرت میکائیل پر سلام ہو' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم یہ نہ کہا کرو کہ اللہ تعالیٰ پر سلام ہو' کیونکہ اللہ تعالیٰ خود سلامتی عطاء کرنے والا ہے' بلکہ تم یہ پڑھا کرو:

"ہر طرح کی زبانی' جسمانی اور مالی عبادات اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہیں' اے نبی! آپ پر سلام ہو' اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں' ہم پر اور اللہ تعالیٰ کے تمام نیک بندوں پر بھی سلام ہو' میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے' وہی ایک معبود ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور میں اس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے بندے اور رسول ہیں"۔

1168 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِیْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ - هُوَ الدَّسْتَوَائِیُّ - عَنْ حَمَّادٍ عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ کُنَّا نُصَلِّیْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَنَقُوْلُ السَّلَامُ عَلَی اللّٰهِ السَّلَامُ عَلٰی جِبْرِیْلَ السَّلَامُ عَلٰی مِیْکَائِیْلَ . فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ "لَا تَقُوْلُوا السَّلَامُ عَلَی اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّلَامُ وَلٰکِنْ قُوْلُوا التَّحِیَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّیِّبَاتُ السَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ

1167-تقدم فی التطبیق، کیف التشهد (الحدیث 1166) .

1168-تقدم فی التطبیق، کیف التشهد الاول (الحدیث 1164) .

اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهُ السَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِیْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ".

★★ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز ادا کرتے ہوئے یہ پڑھا کرتے تھے:

"اللہ تعالیٰ پر سلام ہو' حضرت جبریل پر سلام ہو! حضرت میکائیل پر سلام ہو!"

تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم لوگ یہ نہ کہو کہ اللہ تعالیٰ پر سلام ہو' کیونکہ اللہ تعالیٰ خود سلامتی عطاء کرنے والا ہے' بلکہ تم یہ پڑھو:

"ہر طرح کی زبانی' جسمانی اور مالی عبادات اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہیں' اے نبی! آپ پر سلام ہو' اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں' ہم پر اور اللہ تعالیٰ کے تمام نیک بندوں پر بھی سلام ہو' میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں اور میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں"۔

1169 - اَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ الْعَسْکَرِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَیْمَانَ وَمَنْصُوْرٍ وَحَمَّادٍ وَمُغِیْرَةَ وَاَبِیْ هَاشِمٍ عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِی التَّشَهُّدِ "التَّحِیَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّیِّبَاتُ السَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهُ السَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِیْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ".

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَبُوْ هَاشِمٍ غَرِیْبٌ .

★★ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ تشہد کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں (اس کے الفاظ یہ ہیں:)

"ہر طرح کی زبانی' جسمانی اور مالی عبادات اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہیں' اے نبی! آپ پر سلام ہو اور اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں' ہم پر اور اللہ تعالیٰ کے تمام نیک بندوں پر بھی سلام ہو' میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں اور میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں"۔

امام نسائی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: اس روایت کا ایک راوی ابوہاشم غریب ہے۔

1169-اخرجه البخاری فی الاذان، باب التشهد فی الآخرة (الحدیث 831) مطولاً، وباب ما یتخیر من الدعاء بعد التشهد (الحدیث 853) مطولاً، و فی الاستئذان، باب السلام اسم من اسماء الله تعالی (الحدیث 6230) مطولاً، و فی الدعوات، باب الدعاء فی الصلاة . (الحدیث 6328) مطولاً، و فی التوحید، باب قول الله تعالی (السلام المؤمن) (الحدیث 7381) مطولاً . واخرجه مسلم فی الصلاة، باب التشهد فی الصلاة (الحدیث 55 و 56 و 57 و 58) مطولاً . واخرجه ابوداؤد فی الصلاة، باب التشهد (الحدیث 968) مطولاً و اخرجه النسائی فی التطبیق، کیف التشهد الاول (الحدیث 1164 و 1168)، و فی السهو، باب ایجاب التشهد (الحدیث 1276) مطولاً، وباب کیف التشهد (الحدیث 1278)، و باب تخییر الدعاء بعد الصلاة علی النبی صلی الله علیه وسلم (الحدیث 1297) مطولاً . و اخرجه ابن ماجه فی اقامة الصلاة والسنة فیها، باب ما جاء فی التشهد (الحدیث 899) مطولاً . تحفة الاشراف (9242 و 9245 و 9293 و 9296 و 9314) .

1170 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَيْفٌ الْمَكِّيُّ قَالَ سَمِعْتُ مُجَاهِدًا يَقُوْلُ حَدَّثَنِي اَبُوْ مَعْمَرٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ يَقُوْلُ عَلَّمَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ التَّشَهُّدَ كَمَا يُعَلِّمُنَا السُّوْرَةَ مِنَ الْقُرْاٰنِ وَكَفُّهُ بَيْنَ يَدَيْهِ "التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ ".

★★ حضرت عبداللہ ؓ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ہمیں تشہد کے کلمات اسی طرح سکھائے تھے جس طرح آپ ﷺ ہمیں قرآن کی کسی سورت کی تعلیم دیا کرتے تھے آپ کی ہتھیلی اس وقت آپ ﷺ کے سامنے تھی (تشہد کے کلمات یہ ہیں)

''ہر طرح کی زبانی' مالی' جسمانی عبادات صرف اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہیں' اے نبی! آپ پر سلام ہو اور اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں' ہم پر اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں پر سلام ہو' میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے اور میں یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں''۔

102 - باب نَوْعٌ اٰخَرُ مِنَ التَّشَهُّدِ

باب: تشہد کی ایک دوسری قسم

1171 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ اَبُوْ قُدَامَةَ السَّرْخَسِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ حَدَّثَنِي قَتَادَةُ عَنْ يُوْنُسَ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ حِطَّانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ الْاَشْعَرِيَّ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَنَا فَعَلَّمَنَا سُنَّتَنَا وَبَيَّنَ لَنَا صَلَاتَنَا فَقَالَ "اَقِيْمُوْا صُفُوْفَكُمْ ثُمَّ لِيَؤُمَّكُمْ اَحَدُكُمْ فَاِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوْا وَاِذَا قَالَ (وَلَا الضَّآلِّيْنَ) فَقُوْلُوْا اٰمِيْنَ يُجِبْكُمُ اللّٰهُ وَاِذَا كَبَّرَ الْاِمَامُ وَرَكَعَ فَكَبِّرُوْا وَارْكَعُوْا فَاِنَّ الْاِمَامَ يَرْكَعُ قَبْلَكُمْ وَيَرْفَعُ قَبْلَكُمْ ". قَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "فَتِلْكَ بِتِلْكَ وَاِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَقُوْلُوْا رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ يَسْمَعِ اللّٰهُ لَكُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ ثُمَّ اِذَا كَبَّرَ الْاِمَامُ وَسَجَدَ فَكَبِّرُوْا وَاسْجُدُوْا فَاِنَّ الْاِمَامَ يَسْجُدُ قَبْلَكُمْ وَيَرْفَعُ قَبْلَكُمْ ". قَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

1170-اخرجه البخاري في الاستئذان، باب الاخذ باليد (الحديث 6265) مطولًا . واخرجه مسلم في الصلاة، باب التشهد في الصلاة (الحديث 59) . تحفة الاشراف (9338) .

1171-اخرجه مسلم في الصلاة، باب التشهد في الصلاة (الحديث 62 و 63 و 64) مطولًا و اخرجه ابوداؤد في الصلاة، باب التشهد (الحديث 972 و 973) مطولًا واخرجه النسائي في التطبيق، باب قوله ربنا ولك الحمد (الحديث 1063) مطولًا، و نوع آخر من التشهد (الحديث 1172) مختصرًا، و في السهو، نوع آخر من التشهد (الحديث 1279) . واخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، واخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب ما جاء في التشهد (الحديث 901) مختصرًا . و الحديث عند النسائي في الامامة، مبادرة الامام (الحديث 829) . وابن ماجه في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب اذا قرا الامام فانصتوا (الحديث 847) . تحفة الاشراف (8987) .

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "فَتِلْكَ بِتِلْكَ فَاِذَا كَانَ عِنْدَ الْقَعْدَةِ فَلْيَكُنْ مِنْ اَوَّلِ قَوْلِ اَحَدِكُمْ اَنْ يَقُوْلَ التَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ لِلّٰهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ ".

★★ حطان بن عبداللہ بیان کرتے ہیں' حضرت ابوموسیٰ اشعری ؓ نے یہ بات بیان کی ہے' نبی اکرم ﷺ نے ہمیں خطبہ دیتے ہوئے سنتوں کی تعلیم دی ہے' ہمارے سامنے نماز کا طریقہ بیان کیا' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم لوگ اپنی صفیں قائم کیا کرو اور تم میں سے کوئی ایک شخص تمہاری امامت کیا کرے' جب وہ تکبیر کہے' تو تم بھی تکبیر کہو جب وہ وَلَا الضَّآلِّيْنَ کہے' تو تم آمین کہو تو اللہ تعالیٰ تمہاری دعا کو قبول کرے گا' جب امام تکبیر کہتے ہوئے رکوع میں جائے' تو تم بھی تکبیر کہتے ہوئے رکوع میں جاؤ' امام کو تم سے پہلے رکوع میں جانا چاہیے اور تم سے پہلے رکوع سے اُٹھنا چاہیے' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ اس کے برابر ہو جائے گا' جب امام سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ پڑھے تو تم رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ پڑھو تو اللہ تعالیٰ تمہاری یہ دعا قبول کرے گا' کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی زبانی یہ بات بیان کی ہے' اللہ تعالیٰ اس شخص کی بات کو سن لیتا ہے' جو اس کی حمد بیان کرتا ہے' پھر جب امام تکبیر کہتے ہوئے سجدے میں چلا جائے' تو تم بھی تکبیر کہتے ہوئے سجدہ میں چلے جاؤ' امام کو تم سے پہلے سجدے میں جانا چاہیے اور تم سے پہلے سجدے سے اُٹھنا چاہیے۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ اس کے بدلے میں ہو جائے گا جب پہلا قعدہ آئے' تو اس میں تم نے سب سے پہلے یہ پڑھنا ہے:

''ہر طرح کی زبانی' جسمانی' مالی عبادات اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہیں' اے نبی! آپ پر سلام ہو' اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور اس کی برکتیں ہوں' ہم پر اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں پر سلام ہو' میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے اور میں اس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں''۔

(یہاں تشہد کے کلمات میں لفظ ''للّٰه'' ابتدائی کلمات کے بعد استعمال ہوا ہے' یہ فرق ہے' جو دوسرے تشہد میں مذکور نہیں ہے۔)

103 - باب نَوْعٌ اٰخَرُ مِنَ التَّشَهُّدِ

باب: تشہد کی ایک اور قسم

1172 - اَخْبَرَنَا اَبُو الْاَشْعَثِ اَحْمَدُ بْنُ الْمِقْدَامِ الْعِجْلِيُّ الْبَصْرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ قَالَ سَمِعْتُ اَبِيْ يُحَدِّثُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِيْ غَلَّابٍ - وَهُوَ يُوْنُسُ بْنُ جُبَيْرٍ - عَنْ حِطَّانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّهُمْ صَلَّوْا مَعَ اَبِيْ مُوْسٰى فَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اِذَا كَانَ عِنْدَ الْقَعْدَةِ فَلْيَكُنْ مِنْ اَوَّلِ قَوْلِ اَحَدِكُمُ التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ لِلّٰهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ ".

1172-تقدم في التطبيق نوع آخر من التشهد (الحديث 1171) .

★★ حطان بن عبداللہ بیان کرتے ہیں' ان لوگوں نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں نماز ادا کی' تو انہوں نے بیان کیا' کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے' جب قعدہ ہو' تو تمہیں پہلے یہ پڑھنا چاہیے:

"ہر طرح کی زبانی' جسمانی اور مالی عبادات اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہیں' اے نبی! آپ پر سلام ہو' اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں' ہم پر اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں پر بھی سلام ہو' میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے' وہی ایک معبود ہے' اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور میں اس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں' حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں"۔

104 - باب نَوْعٌ اٰخَرُ مِنَ التَّشَهُّدِ

باب: تشہد کی ایک اور قسم

1173 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ وَّطَاؤُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُنَا التَّشَهُّدَ كَمَا يُعَلِّمُنَا الْقُرْاٰنَ وَكَانَ يَقُوْلُ "اَلتَّحِيَّاتُ الْمُبَارَكَاتُ الصَّلَوَاتُ الطَّيِّبَاتُ لِلّٰهِ سَلَامٌ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ سَلَامٌ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ"۔

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں تشہد کی تعلیم اسی طرح دیا کرتے تھے' جس طرح آپ ہمیں قرآن کی تعلیم دیا کرتے تھے' آپ یہ پڑھتے تھے:

"برکت والی زبانی' جسمانی اور مالی عبادات اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہیں' اے نبی! آپ پر سلام ہو' اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور اس کی برکتیں نازل ہوں' ہم پر اور اللہ تعالیٰ کے تمام نیک بندوں پر بھی سلام ہو' میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور میں اس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے بندے اور رسول ہیں"۔

105 - باب نَوْعٌ اٰخَرُ مِنَ التَّشَهُّدِ

باب: تشہد کی ایک اور قسم

1174 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ قَالَ سَمِعْتُ اَيْمَنَ - وَهُوَ ابْنُ نَابِلٍ - يَقُوْلُ حَدَّثَنِيْ اَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُنَا التَّشَهُّدَ كَمَا يُعَلِّمُنَا السُّوْرَةَ مِنَ

1173- اخرجه مسلم في الصلاة، باب التشهد في الصلاة (الحديث 60 و 61)، واخرجه ابوداؤد في الصلاة، باب التشهد (الحديث 974)، واخرجه الترمذي في الصلاة، باب منه ايضا (الحديث 290)، واخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب ما جاء في التشهد (الحديث 900)، و الحديث عند النسائي في السهو، تعليم التشهد كتعليم السورة من القرآن (الحديث 1277)، تحفة الاشراف (5750).

1174- اخرجه النسائي في السهو، نوع آخر من التشهد (الحديث 1280) واخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب ما جاء في التشهد (الحديث 902)، تحفة الاشراف (2665).

الْقُرْاٰنِ "بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَسْاَلُ اللّٰهَ الْجَنَّةَ وَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ"۔

★★ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں تشہد کی تعلیم اسی طرح دیا کرتے تھے' جس طرح آپ ہمیں قرآن کی تعلیم دیا کرتے تھے (اس کے کلمات یہ ہیں)

"اللہ تعالیٰ کے نام سے برکت حاصل کرتے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی مدد سے (میں یہ کہتا ہوں:) ہر طرح کی زبانی' مالی اور جسمانی عبادات اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہیں' اے نبی! آپ پر سلام ہو' اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں' ہم پر اور اللہ تعالیٰ کے تمام نیک بندوں پر بھی سلام ہو' میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں' میں اس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے بندے اور رسول ہیں' میں اللہ تعالیٰ سے جنت کا سوال کرتا ہوں اور جہنم سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں"۔

106 - باب التَّخْفِيْفِ فِي التَّشَهُّدِ الْاَوَّلِ

باب: پہلے تشہد کو مختصراً پڑھنا

1175 - اَخْبَرَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ اَيُّوْبَ الطَّالْقَانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ عَنْ اَبِيْ عُبَيْدَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ كَاَنَّهٗ عَلَى الرَّضْفِ. قُلْتُ حَتّٰى يَقُوْمَ قَالَ ذٰلِكَ يُرِيْدُ.

★★ ابوعبیدہ بن عبداللہ اپنے والد (حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پہلی دو رکعات کے بعد جب تشہد کے لیے بیٹھتے تھے' تو ایسے لگتا تھا کہ آپ گرم پتھر پر بیٹھے ہیں (یعنی جلدی کھڑے ہو جایا کرتے تھے)۔

راوی بیان کرتے ہیں: میں نے اپنے استاد سے دریافت کیا: (کیا اس سے مراد یہ ہے؟) جلدی کھڑے ہو جایا کرتے تھے؟ تو استاد نے یہ جواب دیا: ان کی مراد یہی ہے۔

107 - باب تَرْكِ التَّشَهُّدِ الْاَوَّلِ

باب: پہلا تشہد نہ پڑھنا

1176 - اَخْبَرَنِيْ يَحْيَى بْنُ حَبِيْبِ بْنِ عَرَبِيٍّ الْبَصْرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ يَحْيٰى عَنْ عَبْدِ

1175- اخرجه ابوداؤد في الصلاة، باب تخفيف القعود (الحديث 995). واخرجه الترمذي في الصلاة، باب ما جاء في مقدار القعود في الركعتين الاوليين (الحديث 366). تحفة الاشراف (9609).

الرَّحْمٰنِ الْاَعْرَجِ عَنِ ابْنِ بُحَیْنَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰی فَقَامَ فِی الشَّفْعِ الَّذِیْ کَانَ یُرِیْدُ اَنْ یَّجْلِسَ فِیْهِ فَمَضٰی فِیْ صَلَاتِهٖ حَتّٰی اِذَا کَانَ فِیْ اٰخِرِ صَلَاتِهٖ سَجَدَ سَجْدَتَیْنِ قَبْلَ اَنْ یُّسَلِّمَ ثُمَّ سَلَّمَ.

★★ حضرت ابن بحینہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ نماز ادا کرتے ہوئے دو رکعات پڑھنے کے بعد جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹھنا تھا' اس وقت بیٹھے نہیں بلکہ کھڑے ہو گئے اور آپ نے اپنی نماز جاری رکھی' یہاں تک کہ آپ نے نماز کے آخر میں سجدہ سہو کیا' یہ آپ نے سلام پھیرنے سے پہلے کیا تھا' پھر آپ نے سلام پھیر دیا۔

شرح

حضرت ابن بحینہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول اس حدیث کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ''صحیح بخاری'' میں نقل کیا ہے۔

حافظ بدرالدین محمود عینی تحریر کرتے ہیں:

''اس حدیث میں یہ بات مذکور ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دو رکعات ادا کرنے کے بعد کھڑے ہو گئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم واپس قعدہ کی طرف نہیں آئے تھے تاہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد میں سجدہ سہو کر لیا تھا اس سے یہ بات ظاہر ہو جاتی ہے کہ دو رکعات کے بعد تشہد میں بیٹھنا فرض نہیں ہے واجب ہے' کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ سہو کیا تھا۔''

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں ترجمۃ الباب میں جو یہ عنوان قائم کیا ہے: جن فقہاء کے نزدیک پہلا تشہد واجب نہیں ہے۔ اس سے ان کی مراد یہ ہے: یہ فرض نہیں ہے بلکہ واجب ہے' کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ترک کرنے کی وجہ سے سجدہ سہو کیا تھا۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی بات کے قائل ہیں۔

ڈاکٹر وہبہ زحیلی نے یہ بات تحریر کی ہے:

پہلے تشہد کے مشروع ہونے پر فقہاء کا اتفاق ہے۔

تاہم جمہور کے نزدیک دونوں تشہد سنت ہیں' جبکہ احناف کے نزدیک یہ دونوں واجب ہیں۔ اس کی دلیل یہ ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا حکم دیا ہے اور اس کو ادا نہ کرنے پر سجدہ سہو کیا ہے۔

تاہم تشہد کے بارے میں احکام میں فقہاء کے مابین بعض جزوی اختلافات پائے جاتے ہیں' جس کا تذکرہ ڈاکٹر وہبہ زحیلی نے تفصیل کے ساتھ کیا ہے' جس کا یہ مقام متحمل نہیں ہو سکتا۔

•••——•••——•••

1176-اخرجه البخاري في الاذان، باب من لم ير التشهد الاول واجبًا (الحديث 829) بنحوه، و باب التشهد في الاولى (الحديث 830) بنحوه مختصرًا، و في السهو، باب ما جاء في السهو اذا قام من ركعتي الفريضة، (الحديث 1224 و 1225) بنحوه، وباب من يكبر في سجدتي السهو (الحديث 1230) و في الايمان و النذور، باب اذا حنث ناسيًا في الايمان (الحديث 6670) بنحوه . واخرجه مسلم في المساجد و مواضع الصلاة، باب السهو في الصلاة والسجود له (الحديث 85 و 86 و 87) . واخرجه ابوداؤد في الصلاة، باب من قام من ثنتين و لم يتشهد (الحديث 1034 و 1035) بنحوه . واخرجه الترمذي في الصلاة، باب ما جاء في سجدتي السهو قبل التسليم (الحديث 391) بنحوه . و اخرجه النسائي في التطبيق، باب ترك التشهد الاول (الحديث 1177)، وفي السهو، ما يفعل من قام من اثنتين ناسيًا و لم يتشهد (الحديث 1221 و 1222) وباب التكبير في سجدتي السهو (الحديث 1260) واخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب ما جاء فيمن قام من اثنتين ساهيا (الحديث 1206 و 1207) بنحوه . تحفة الاشراف (9154) .

1177 - اَخْبَرَنَا اَبُوْ دَاوُدَ سُلَیْمَانُ بْنُ سَیْفٍ قَالَ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِیْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ یَحْیَی بْنِ سَعِیْدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْاَعْرَجِ عَنِ ابْنِ بُحَیْنَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰی فَقَامَ فِی الرَّکْعَتَیْنِ فَسَبَّحُوْا فَمَضٰی فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ صَلَاتِهٖ سَجَدَ سَجْدَتَیْنِ ثُمَّ سَلَّمَ.

☆☆ حضرت ابن بحینہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز ادا کرتے ہوئے دو رکعات کے بعد تشہد میں بیٹھنے کی بجائے کھڑے ہو گئے' لوگوں نے سبحان اللہ کہہ کر آپ کو متوجہ کرنا چاہا' آپ نے اپنی نماز جاری رکھی' جب آپ نماز سے فارغ ہوئے' تو آپ نے دو مرتبہ سجدۂ سہو کیا اور پھر سلام پھیر دیا۔

1177-تقدم في التطبيق، باب ترك التشهد الاول (الحديث 1176) .

13 - كِتَابُ السَّهْوِ

سہو (کے بارے میں روایات)

امام نسائی نے اس کتاب ''سہو (کے بارے میں روایات)'' میں 105 تراجم ابواب اور 190 روایات نقل کی ہیں' جبکہ مکررات کو حذف کر دیا جائے تو روایات کی تعداد 87 ہوگی۔

1 - باب التَّكْبِيرِ إِذَا قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ

باب: دو رکعات کے بعد کھڑے ہوتے وقت تکبیر کہنا

1178 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْأَصَمِّ قَالَ سُئِلَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ عَنِ التَّكْبِيرِ فِي الصَّلَاةِ فَقَالَ يُكَبِّرُ إِذَا رَكَعَ وَإِذَا سَجَدَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السُّجُودِ وَإِذَا قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ . فَقَالَ حُطَيْمٌ عَمَّنْ تَحْفَظُ هٰذَا فَقَالَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ وَّعُمَرَ - رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا - ثُمَّ سَكَتَ . فَقَالَ لَهُ حُطَيْمٌ وَّعُثْمَانُ قَالَ وَعُثْمَانُ .

☆☆ عبدالرحمٰن بن اصم بیان کرتے ہیں' حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے نماز کے دوران تکبیر کہنے کے بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے فرمایا: جب آدمی رکوع میں جائے گا' جب سجدہ میں جائے گا' جب سجدے سے سر اُٹھائے گا' جب دو رکعات کے بعد کھڑا ہوگا (تو ان تمام مقامات پر) تکبیر کہے گا۔

حطیم نامی راوی نے دریافت کیا: یہ بات آپ کو کس حوالے سے یاد ہے؟ انہوں نے فرمایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم' حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یاد ہے' پھر حضرت انس رضی اللہ عنہ خاموش ہو گئے' تو حطیم نے ان سے کہا: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حوالے سے؟ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ (کے حوالے سے بھی یاد ہے)۔

شرح

اس ترجمۃ الباب کا بنیادی موضوع بھی یہی ہے کہ بنیادی اصول یہ ہے: رکوع سے اٹھنے کے علاوہ نماز کے دوران ہر مرتبہ

1178-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (987) .

جھکتے وقت اور اٹھتے وقت تکبیر کہنا سنت ہے۔

ہم اس سے پہلے اس بات کی وضاحت کر چکے ہیں' بعض روایات سے یہ بات ثابت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بعض اوقات یہ تکبیر نہیں کہا کرتے تھے تاہم جمہور نے ان روایات کو ترجیح دی ہے جن میں تکبیر کہنے کا اثبات موجود ہے۔

•••——•••——•••

1179 - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا غَيْلَانُ بْنُ جَرِيرٍ عَنْ مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ صَلَّى عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ فَكَانَ يُكَبِّرُ فِي كُلِّ خَفْضٍ وَّرَفْعٍ يُتِمُّ التَّكْبِيرَ . فَقَالَ عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ لَقَدْ ذَكَّرَنِي هٰذَا صَلَاةَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

☆☆ مطرف بن عبداللہ بیان کرتے ہیں' حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ جب نماز پڑھاتے تو ہر مرتبہ جھکتے ہوئے اور اٹھتے ہوئے تکبیر کہتے تھے' اور مکمل تکبیر کہتے تھے (نماز کے بعد) حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے یہ بات بیان کی: انہوں نے مجھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز پڑھانے (کا طریقہ) یاد دلا دیا ہے۔

2 - باب رَفْعِ الْيَدَيْنِ فِي الْقِيَامِ إِلَى الرَّكْعَتَيْنِ الْأُخْرَيَيْنِ

باب: آخری دو رکعات کے لیے اُٹھتے ہوئے رفع یدین کرنا

1180 - أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ - وَاللَّفْظُ لَهُ - قَالَا حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ سَمِعْتُهُ يُحَدِّثُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ مِنَ السَّجْدَتَيْنِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ كَمَا صَنَعَ حِيْنَ افْتَتَحَ الصَّلَاةَ .

☆☆ حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب دو رکعات کے بعد کھڑے ہوتے تھے' تو آپ تکبیر کہتے ہوئے دونوں کندھوں تک رفع یدین کرتے تھے' بالکل اسی طرح جس طرح آپ نماز کے آغاز میں ایسا کیا کرتے تھے۔

شرح

پہلا قعدہ کر لینے کے بعد آخری دو رکعات کے لئے اٹھتے وقت رفع یدین کرنا احناف کے نزدیک سنت نہیں اور ایک

1179-تقدم في التطبيق، باب التكبير للسجود (الحديث 1081) .

1180-اخرجه الترمذي في الصلاة، باب (منه) (الحديث 304 و 305) مطولًا . واخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب رفع اليدين اذا ركع واذا رفع راسه من الركوع (الحديث 862) مطولًا، وباب اتمام الصلاة (الحديث 1061) مطولًا . اخرجه البخاري في الاذان، باب سنة الجلوس في التشهد (الحديث 828) . و ابو داؤد في الصلاة، باب من ذكر التورك في الرابعة (الحديث 963 و 964 و 965) . والنسائي في التطبيق، باب الاعتدال في الركوع (الحديث 1038)، و باب فتح اصابع الرجلين في السجود (الحديث 1100)، وفي السهو، باب صفة الجلوس في الركعة التي يقضي فيها الصلاة (الحديث 1261) . وابن ماجه في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب افتتاح الصلاة (الحديث 803) تحفة الاشراف (11897) .

روایت کے مطابق امام مالک رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی بات کے قائل ہیں۔
کیونکہ احناف اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک صرف نماز کے آغاز میں تکبیر تحریمہ کہتے وقت رفع یدین کیا جائے گا البتہ امام شافعی نے رفع یدین والی احادیث کو ترجیح دی ہے۔
ان کے نزدیک دیگر مقامات کی طرح پہلا قعدہ پڑھنے کے بعد تیسری رکعت کے لئے اٹھتے وقت رفع یدین کیا جائے گا۔
احناف اس بات کے قائل ہیں: رفع یدین کے بارے میں جو بھی روایات منقول ہیں وہ تمام منسوخ ہیں اور نبی اکرم ﷺ کا آخری عمل یہی ہے کہ آپ ﷺ نے تکبیر تحریمہ کے علاوہ دیگر مقامات پر رفع یدین کو ترک کر دیا تھا۔
جیسا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ بات بیان کی ہے: میں نے نبی اکرم ﷺ، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں نماز ادا کی ہے۔ یہ حضرات صرف نماز کے آغاز میں رفع یدین کرتے تھے۔
یہ روایت ہم اس سے پہلے بھی ذکر کر چکے ہیں۔

•••———•••———•••

3 - باب رَفْعِ الْيَدَيْنِ لِلْقِيَامِ اِلَى الرَّكْعَتَيْنِ الْاُخْرَيَيْنِ حَذْوَ الْمَنْكِبَيْنِ

باب: آخری دو رکعات ادا کرنے کے لیے کھڑے ہونے کے وقت کندھوں تک رفع یدین کرنا

1181 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى الصَّنْعَانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ قَالَ سَمِعْتُ عُبَيْدَ اللّٰهِ - وَهُوَ ابْنُ عُمَرَ - عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ اِذَا دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ وَاِذَا اَرَادَ اَنْ يَّرْكَعَ وَاِذَا رَفَعَ رَاْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ وَاِذَا قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ يَرْفَعُ يَدَيْهِ كَذٰلِكَ حَذْوَ الْمَنْكِبَيْنِ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: آپ جب نماز شروع کرتے تھے جب رکوع میں جاتے تھے جب دو رکعات ادا کرنے کے بعد کھڑے ہوتے تھے تو اس وقت رفع یدین کیا کرتے تھے اور کندھوں تک ہاتھ اٹھایا کرتے تھے۔

شرح

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں ترجمۃ الباب میں رفع یدین کا تذکرہ کیا ہے یہ رفع یدین امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک سنت ہے۔
اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک رفع یدین کرتے ہوئے کندھوں تک ہاتھ اٹھائے جاتے ہیں۔ اس لئے یہ حکم امام شافعی کے نزدیک ہوگا۔
احناف کے نزدیک صرف نماز کے آغاز میں رفع یدین کیا جاتا ہے اور اس میں بھی دونوں کانوں کی لو تک ہاتھ بلند کئے جاتے ہیں۔

1181-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (6876) .

4 - باب رَفْعِ الْيَدَيْنِ وَحَمْدِ اللّٰهِ وَالثَّنَاءِ عَلَيْهِ فِي الصَّلَاةِ

باب: نماز کے دوران رفع یدین کرنا اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کرنا

1182 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بَزِيعٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ - وَهُوَ ابْنُ عُمَرَ - عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ انْطَلَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصْلِحُ بَيْنَ بَنِيْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَجَآءَ الْمُؤَذِّنُ اِلٰى اَبِيْ بَكْرٍ فَاَمَرَهٗ اَنْ يَّجْمَعَ النَّاسَ وَيَؤُمَّهُمْ فَجَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَقَ الصُّفُوْفَ حَتّٰى قَامَ فِي الصَّفِّ الْمُقَدَّمِ وَصَفَّحَ النَّاسُ بِاَبِيْ بَكْرٍ لِيُؤْذِنُوْهُ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ اَبُوْ بَكْرٍ لَّا يَلْتَفِتُ فِي الصَّلَاةِ فَلَمَّا اَكْثَرُوْا عَلِمَ اَنَّهٗ قَدْ نَابَهُمْ شَيْءٌ فِيْ صَلَاتِهِمْ فَالْتَفَتَ فَاِذَا هُوَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَوْمَاَ اِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَىْ كَمَا اَنْتَ فَرَفَعَ اَبُوْ بَكْرٍ يَدَيْهِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ لِقَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ رَجَعَ الْقَهْقَرٰى وَتَقَدَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ لِاَبِيْ بَكْرٍ "مَا مَنَعَكَ اِذْ اَوْمَاْتُ اِلَيْكَ اَنْ لَّا تُصَلِّيَ". فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مَا كَانَ يَنْبَغِيْ لِابْنِ اَبِيْ قُحَافَةَ اَنْ يَّؤُمَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . ثُمَّ قَالَ لِلنَّاسِ "مَا بَالُكُمْ صَفَّحْتُمْ اِنَّمَا التَّصْفِيْحُ لِلنِّسَآءِ ." ثُمَّ قَالَ "اِذَا نَابَكُمْ شَيْءٌ فِيْ صَلَاتِكُمْ فَسَبِّحُوْا ."

☆☆ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ بنو عمرو بن عوف کے درمیان صلح کروانے کے لیے تشریف لے گئے' اسی دوران نماز کا وقت ہو گیا' مؤذن حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور انہیں یہ کہا کہ وہ لوگوں کو اکٹھا کر کے انہیں نماز پڑھا دیں (انہوں نے نماز پڑھانی شروع کی) تو اسی دوران نبی اکرم ﷺ تشریف لے آئے' آپ صفوں کے درمیان میں سے گزرتے ہوئے پہلی صف میں آ گئے' لوگوں نے تالی بجا کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو متوجہ کرنے کی کوشش کی تاکہ انہیں نبی اکرم ﷺ کی آمد کے بارے میں بتا سکیں' لیکن حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نماز کے دوران اِدھر اُدھر توجہ نہیں کرتے تھے' جب تالیاں بکثرت بجنے لگیں' تو انہیں پتہ چل گیا' کہ نماز کے دوران کچھ مختلف ہوا ہے' جب انہوں نے توجہ کی تو وہاں نبی اکرم ﷺ موجود تھے' نبی اکرم ﷺ نے انہیں اشارہ کیا' کہ تم جس حالت میں ہو ویسے ہی رہو تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے دونوں ہاتھ بلند کر کے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کی' یعنی اس بات پر کہ نبی اکرم ﷺ نے جو ان سے فرمایا تھا (کہ تم اپنی جگہ پر رہو) پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اُلٹے قدموں پیچھے آ گئے' نبی اکرم ﷺ آگے ہو گئے' نبی اکرم ﷺ نے نماز ادا کی' جب آپ نے نماز ادا کر لی تو آپ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: جب میں نے تمہاری طرف اشارہ کیا تھا تو تم نے نماز کیوں نہیں پڑھائی؟ تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: ابوقحافہ کے بیٹے کی یہ مجال نہیں ہے' وہ اللہ کے رسول کی امامت کرے' پھر نبی اکرم ﷺ نے لوگوں سے

1182-اخرجه مسلم في الصلاة، باب تقدم الجماعة من يصلي بهم اذا تاخر الامام و لم يخافوا مفسدة بالتقديم (الحديث 102) . تحفة الاشراف (4733) .

یہ فرمایا: تم لوگوں نے تالیاں کیوں بجائیں؟ تالیاں بجانے کا حکم خواتین کے لیے ہے' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: جب نماز کے دوران ایسی کوئی ضرورت پیش آ جائے' تو تم سبحان اللہ کہہ دیا کرو۔

شرح

یہ روایت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ''موطا'' میں سے نقل کی ہے۔ اس کی شرح کرتے ہوئے علامہ ابن عبدالبر اندلسی تحریر کرتے ہیں:

اس روایت میں جس نماز کا ذکر ہے وہ عصر کی نماز تھی اور اذان دینے والے شخص حضرت بلال رضی اللہ عنہ تھے۔

اس حدیث سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ جب نماز کے اس کے مستحب وقت سے فوت ہو جانے کا اندیشہ ہو تو پھر امام کا انتظار نہیں کیا جائے گا اگرچہ امام زیادہ فضیلت ہی کیوں نہ رکھتا ہو۔

اس سے یہ بات بھی ثابت ہو جاتی ہے کہ اقامت کہنے کا حق مؤذن کو ہی ہوگا وہی اس کا زیادہ حقدار ہے۔

اس حدیث سے یہ بات بھی ثابت ہو جاتی ہے کہ اگر مرد نماز کے دوران تالی بجا دیتا ہے (یعنی امام کو متوجہ کرنے کے لیے ایسا کرتا ہے) تو اس کی نماز نہیں ٹوٹے گی کیونکہ ان حضرات کو دوبارہ نماز ادا کرنے کا حکم نہیں دیا گیا تھا۔ انہیں صرف یہ کہا گیا کہ اگر نماز کے دوران ضرورت پیش آ جائے تو پھر وہ ''سبحان اللہ'' کہہ دیا کریں۔

اس حدیث سے یہ بات بھی ثابت ہو جاتی ہے کہ آدمی کے فضائل میں یہ بات شامل ہے کہ وہ نماز کے دوران ادھر ادھر توجہ نہ کرے۔

کیونکہ اس میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی صفت کے طور پر یہ بات بیان کی گئی ہے۔

اور جب لوگوں نے زیادہ تالیاں بجائیں' تو پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ متوجہ ہوئے تھے۔

اس میں اس بات کی بھی دلیل موجود ہے نماز کے دوران کسی صورتحال کے پیش آنے پر مختصر سا التفات کرنا نماز کو فاسد نہیں کرتا کیونکہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو نماز دہرانے کا حکم نہیں دیا گیا تھا۔

اس سے یہ بات بھی ثابت ہو جاتی ہے کہ نماز کے دوران ہاتھ کے ساتھ اشارہ کرنے یا آنکھ کے ساتھ اشارہ کرنے سے نمازی کو کوئی نقصان نہیں ہوتا۔

اس حدیث سے یہ بات بھی ثابت ہو جاتی ہے نماز کے دوران حمد بیان کرنے کے لئے' شکر ادا کرنے کے لئے' دعا کرنے کے لئے یا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عاجزی وانکساری کا اظہار کرنے کے لئے دونوں ہاتھ بلند کرنے سے نماز کو کوئی نقصان نہیں ہوتا۔

جہاں تک نماز کے دوران حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پیچھے ہٹ جانے اور نبی اکرم ﷺ کے آگے بڑھ جانے کا تعلق ہے' تو اکثر علماء کے نزدیک یہ صرف نبی اکرم ﷺ کی خصوصیت ہے' کیونکہ تمام علماء اس بات پر متفق ہیں' ایک ہی نماز میں دو امام نہیں ہو سکتے۔ صرف ایک صورت ہو سکتی ہے' وہ یہ کہ امام کو کوئی حدث لاحق ہو جائے جس کے نتیجے میں امام کی نماز منقطع ہو جائے تو پھر

وہ کسی کو اپنا نائب بنا سکتا ہے۔

اس کے علاوہ اس روایت سے اور بھی بہت سے مسائل ثابت ہوتے ہیں جن کا تذکرہ علامہ ابن عبدالبر نے کیا ہے۔*

یہی حدیث امام مسلم نے بھی اپنی ''صحیح'' میں نقل کی ہے۔ اس کی وضاحت کرتے ہوئے امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث سے ثابت ہونے والے مختلف احکام بیان کئے ہیں جن میں سے ایک حکم یہ بھی ہے' وہ فرماتے ہیں:

اس حدیث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ جب کوئی (امام یا بزرگ) کسی تابع کو کوئی حکم دے جس متبوع سے یہ ظاہر ہو کہ متبوع اس تابع کی عزت افزائی کرنا چاہتا ہے' تو تابع کو اس بات کا حق حاصل ہوگا کہ وہ اس پر عمل نہ کرے کیونکہ اس صورت میں حکم کی مخالفت لازم نہیں آتی بلکہ یہ ادب' تواضع' عاجزی اور انکساری کے طور پر ہوگا۔

اس حدیث سے یہ بات بھی ثابت ہو جاتی ہے کہ اکابرین کے ساتھ رہتے ہوئے ادب اختیار کرنا چاہئے۔**

یہی حدیث امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی ''صحیح'' میں نقل کی ہے۔ اس کی شرح کرتے ہوئے حافظ بدرالدین محمود عینی نے یہ بات بھی بیان کی ہے:

اس سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے نماز کے دوران ''سبحان اللہ'' کہنا اور ''الحمد للہ'' کہنا جائز ہے' کیونکہ یہ چیز اللہ تعالیٰ کے ذکر سے تعلق رکھتی ہے۔

اگر کوئی شخص ''الحمد للہ'' کہتا ہے اور اس کے ذریعے چھینکنے والے کو جواب دینے کا ارادہ کرتا ہے' تو اس کی نماز فاسد ہونے کے بارے میں مشائخ کے دوران اختلاف پایا جاتا ہے۔

محیط برہانی میں یہ بات تحریر ہے کہ اگر چھینکنے والا شخص اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرتا ہے اور دل میں پڑھتا ہے زبان کو حرکت نہیں دیتا تو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے یہ روایت منقول ہے: اس کی نماز فاسد نہیں ہوگی' لیکن اگر وہ زبان کو حرکت دے دیتا ہے' تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔***

•••——•••——•••

5 - باب السَّلَامِ بِالْاَيْدِيْ فِي الصَّلَاةِ

باب: نماز کے دوران ہاتھ کے ذریعے سلام کرنا

1183 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْثَرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنِ الْمُسَيَّبِ بْنِ رَافِعٍ عَنْ تَمِيْمِ بْنِ طَرَفَةَ

* الاستذکار لابن عبدالبر، باجماعت نماز، باب ضرورت کے وقت نماز کے دوران ادھر ادھر توجہ کرنا یا تالی بجانا

** حاشیہ نووی صحیح مسلم، نماز کا بیان، باب، جب امام موجود نہ ہو تو جماعت کے حاضرین کا کسی شخص کو امامت کے لئے آگے کر دینا۔

*** عمدۃ القاری، کتاب اذان کا بیان، باب جو شخص لوگوں کی امامت کرنے لگے اور پھر پہلا امام آ جائے۔

1183- اخرجه مسلم في الصلاة، باب الامر بالسكون في الصلاة، والنهي عن الاشارة باليد و رفعها عند السلام و اتمام الصفوف الاول و التراص فيها و الامر بالاجتماع (الحديث 119) مطولاً . و اخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب النظر في الصلاة (الحديث 912) بنحوه، وباب في السلام (1000) . تحفة الاشراف (2128) .

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ رَافِعُو اَيْدِيْنَا فِي الصَّلَاةِ فَقَالَ "مَا بَالُهُمْ رَافِعِيْنَ اَيْدِيَهُمْ فِي الصَّلَاةِ كَاَنَّهَا اَذْنَابُ الْخَيْلِ الشُّمُسِ اسْكُنُوْا فِي الصَّلَاةِ".

★★ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے، ہم نے اس وقت نماز کے دوران ہاتھ اٹھائے ہوئے تھے نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا وجہ ہے ان لوگوں نے نماز کے دوران یوں ہاتھ اٹھائے ہوئے ہیں جیسے وہ بدکے ہوئے گھوڑے کی دم ہوتے ہیں، تم لوگ نماز کے دوران سکون سے رہا کرو۔

1184 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اٰدَمَ عَنْ مِسْعَرٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ ابْنِ الْقِبْطِيَّةِ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كُنَّا نُصَلِّي خَلْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنُسَلِّمُ بِاَيْدِيْنَا فَقَالَ "مَا بَالُ هٰؤُلَاءِ يُسَلِّمُوْنَ بِاَيْدِيْهِمْ كَاَنَّهَا اَذْنَابُ خَيْلٍ شُمُسٍ اَمَا يَكْفِي اَحَدَهُمْ اَنْ يَضَعَ يَدَهُ عَلٰى فَخِذِهِ ثُمَّ يَقُوْلَ السَّلَامُ عَلَيْكُمُ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ".

★★ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم پہلے نبی اکرم ﷺ کی اقتداء میں نماز ادا کرتے ہوئے اپنے ہاتھوں کے ذریعے سلام کیا کرتے تھے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کیا وجہ ہے یہ لوگ اپنے ہاتھوں کے ذریعے یوں سلام کرتے ہیں جیسے (وہ ہاتھ) بدکے ہوئے گھوڑوں کی دم ہیں، کیا ان کے لیے اتنا کافی نہیں ہے وہ اپنے ہاتھ اپنے دونوں زانوں پر رکھیں اور پھر السلام علیکم السلام علیکم کہہ دیں۔

6 - باب رَدِّ السَّلَامِ بِالْاِشَارَةِ فِي الصَّلَاةِ

باب: نماز کے دوران اشارے کے ذریعے سلام کا جواب دینا

1185 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ بُكَيْرٍ عَنْ نَابِلٍ صَاحِبِ الْعَبَاءِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ صُهَيْبٍ صَاحِبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَرَرْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُصَلِّي فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ عَلَيَّ اِشَارَةً وَلَا اَعْلَمُ اِلَّا اَنَّهُ قَالَ بِاِصْبَعِهِ.

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ کے صحابی حضرت صہیب رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں: ایک مرتبہ میں نبی اکرم ﷺ کے پاس سے گزرا آپ اس وقت نماز ادا کر رہے تھے، میں نے آپ کو سلام کیا، تو آپ نے اشارے کے ذریعے مجھے سلام کا جواب دیا۔

(راوی کہتے ہیں:) میرے علم کے مطابق آپ ﷺ نے انگلی کے ذریعے اشارہ کیا تھا۔

1184-اخرجه مسلم في الصلاة، باب الامر بالسكون في الصلاة و النهي عن الاشارة باليد و رفعها عند السلام و اتمام الصفوف الاول التراص فيها و الامر بالاجتماع (الحديث 120 و 121) . واخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب في السلام (الحديث 998 و 999)، واخرجه النسائي في السهو، باب موضع اليدين عند السلام (الحديث 1317) . وباب السلام باليدين (الحديث 1325) . تحفة الاشراف (2207) .

1185-اخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب رد السلام في الصلاة (الحديث 925) . واخرجه الترمذي في الصلاة، باب ما جاء في الاشارة في الصلاة (الحديث 367) . تحفة الاشراف (4966) .

شرح

امام ابوجعفر طحاوی بیان کرتے ہیں: ہمارے اصحاب (یعنی فقہائے احناف) فرماتے ہیں۔ جب آدمی (نماز کے دوران) کلام کے ذریعے سلام کا جواب دیدے تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی، لیکن اگر وہ اشارے کے ذریعے سلام کا جواب دیتا ہے، تو اس نے غلط حرکت کی ہے، تاہم اس کی نماز مکمل ہو جائے گی۔

سفیان ثوری فرماتے ہیں: آدمی سلام کا جواب نہیں دے گا، جب تک نماز ادا نہیں کر لیتا۔ جب وہ نماز ادا کر لے گا، تو سلام کا جواب دے گا۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: نمازی کو سلام کرنے اور نمازی کے اشارے کے ساتھ جواب دینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: نمازی نماز کے دوران اشارے کے ذریعے سلام کا جواب دے سکتا ہے۔*

اس کے بعد امام طحاوی نے دونوں قسم کے موقف کی تائید میں روایات نقل کی ہیں۔ بعض روایات ایسی ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے اشارے کے ذریعے نماز کے دوران سلام کا جواب دیا ہے، جبکہ بعض روایات سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ آپ ﷺ نے سلام کا جواب نہیں دیا تھا اور نماز مکمل کرنے کے بعد یہ وضاحت کی کہ چونکہ میں نماز ادا کر رہا تھا۔ اس لئے میں نے سلام کا جواب نہیں دیا تھا۔

ان میں سے ایک روایت حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بھی منقول ہے جس کو امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی باب میں نقل کیا ہے۔

احناف اس بات کے قائل ہیں: جن روایات میں یہ بات مذکور ہے نبی اکرم ﷺ نے سلام کا جواب نماز کے دوران اشارے کے ساتھ دے دیا تھا یا تو وہ ابتدائے زمانہ پر محمول ہوں گی یا پھر یہ ہو سکتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے جو اشارہ کیا تھا اس سے مراد نماز کے دوران سلام کا جواب دینا نہ ہو بلکہ نبی اکرم ﷺ سلام کرنے والے کو منع کر رہے ہوں۔

•••———•••———•••

1186 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ الْمَكِّيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ قَالَ قَالَ ابْنُ عُمَرَ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَسْجِدَ قُبَاءَ لِيُصَلِّيَ فِيْهِ فَدَخَلَ عَلَيْهِ رِجَالٌ يُسَلِّمُوْنَ عَلَيْهِ فَسَاَلْتُ صُهَيْبًا وَكَانَ مَعَهُ كَيْفَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ اِذَا سُلِّمَ عَلَيْهِ قَالَ كَانَ يُشِيْرُ بِيَدِهِ.

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ نماز ادا کرنے کے لیے مسجد قبا میں تشریف لے گئے (وہاں آپ نے نماز شروع کی) وہاں کچھ افراد بھی مسجد میں آ گئے تاکہ نبی اکرم ﷺ کو سلام کریں، اس وقت نبی اکرم ﷺ کے ساتھ حضرت صہیب رضی اللہ عنہ بھی تھے (بعد میں) میں نے حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا: نبی اکرم ﷺ کو سلام کیا گیا تھا

* مختصر اختلاف العلماء، جزء اوّل، مسئلہ: نماز کے دوران سلام کا جواب دینا۔

1186-اخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب المصلي يسلم عليه كيف يرد (الحديث 1017) . تحفة الاشراف (4967) .

تو آپ نے کیا کیا تھا؟ (کیونکہ آپ تو اس وقت نماز ادا کر رہے تھے) تو حضرت صہیب ؓ نے جواب دیا: نبی اکرم ﷺ نے ہاتھ کے ذریعے اشارہ کر کے (سلام کا جواب دیا تھا)۔

1187 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا وَهْبٌ - يَعْنِىْ ابْنَ جَرِيْرٍ - قَالَ حَدَّثَنَا اَبِىْ عَنْ قَيْسِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ اَنَّهُ سَلَّمَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُصَلِّىْ فَرَدَّ عَلَيْهِ.

☆☆ حضرت عمار بن یاسر ؓ بیان کرتے ہیں: انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو سلام کیا' نبی اکرم ﷺ اس وقت نماز ادا کر رہے تھے' لیکن نبی اکرم ﷺ نے انہیں سلام کا جواب دیا۔

1188 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ اَبِى الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ بَعَثَنِىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحَاجَةٍ ثُمَّ اَدْرَكْتُهُ وَهُوَ يُصَلِّىْ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَاَشَارَ اِلَىَّ فَلَمَّا فَرَغَ دَعَانِىْ فَقَالَ "اِنَّكَ سَلَّمْتَ عَلَىَّ اٰنِفًا وَاَنَا اُصَلِّىْ." وَاِنَّمَا هُوَ مُوَجَّهٌ يَوْمَئِذٍ اِلَى الْمَشْرِقِ

☆☆ حضرت جابر ؓ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ نے مجھے کسی کام سے بھیجا' میں جب واپس آیا' تو نبی اکرم ﷺ نماز ادا کر رہے تھے' میں نے آپ کو سلام کیا' تو آپ ﷺ نے مجھے اشارے کے ذریعے جواب دیا' جب آپ نماز پڑھ کر فارغ ہوئے' تو آپ ﷺ نے مجھے بلایا اور ارشاد فرمایا: ابھی جب تم نے مجھے سلام کیا تھا میں اس وقت نماز پڑھ رہا تھا۔

(راوی کہتے ہیں:) اس وقت آپ کا رخ مبارک مشرق کی طرف تھا (یعنی یہ کسی سفر کا واقعہ ہے)۔

1189 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ هَاشِمٍ الْبَعْلَبَكِّىُّ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ شَابُوْرٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ قَالَ اَخْبَرَنِىْ اَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ بَعَثَنِى النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَتَيْتُهُ وَهُوَ يَسِيْرُ مُشَرِّقًا اَوْ مُغَرِّبًا فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَاَشَارَ بِيَدِهٖ ثُمَّ سَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَاَشَارَ بِيَدِهٖ فَانْصَرَفْتُ فَنَادَانِىْ "يَا جَابِرُ." فَنَادَانِى النَّاسُ يَا جَابِرُ. فَاَتَيْتُهُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّىْ سَلَّمْتُ عَلَيْكَ فَلَمْ تَرُدَّ عَلَىَّ. فَقَالَ "اِنِّىْ كُنْتُ اُصَلِّىْ."

☆☆ حضرت جابر ؓ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے مجھے بھیجا' پھر میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ مشرق یا شاید مغرب کی طرف رخ کر کے سفر کر رہے تھے' پھر میں نے آپ ﷺ کو سلام کیا' تو آپ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے میری طرف اشارہ کیا' میں نے پھر آپ کو سلام کیا' تو آپ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے اشارہ کیا' میں وہاں سے واپس آ گیا' بعد میں نبی اکرم ﷺ نے مجھے آواز دی: اے جابر! لوگوں نے بھی مجھے آواز دی: جابر! میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں نے آپ کو سلام کیا تھا تو آپ ﷺ نے مجھے سلام کا جواب نہیں دیا' تو آپ ﷺ نے فرمایا: میں (اس وقت) نماز ادا کر رہا تھا۔

1187-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (10367) .

1188-اخرجه مسلم في المساجد و مواضع الصلاة، باب تحريم الكلام في الصلاة و نسخ ما كان من اباحته (الحديث 361) . واخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب المصلي يسلم عليه كيف يرد (الحديث 1018) . تحفة الاشراف (2913) .

1189-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (2898) .

7 - باب النَّهْىِ عَنْ مَسْحِ الْحَصٰى فِى الصَّلَاةِ

باب: نماز کے دوران کنکریوں پر ہاتھ پھیرنے کی ممانعت

1190 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ وَّالْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ - وَاللَّفْظُ لَهٗ - عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الزُّهْرِىِّ عَنْ اَبِى الْاَحْوَصِ عَنْ اَبِىْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِذَا قَامَ اَحَدُكُمْ فِى الصَّلَاةِ فَلَا يَمْسَحِ الْحَصٰى فَاِنَّ الرَّحْمَةَ تُوَاجِهُهٗ."

☆☆ حضرت ابوذر غفاری ؓ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

"جب کوئی شخص نماز پڑھ رہا ہو' تو وہ کنکریوں پر ہاتھ نہ پھیرے' کیونکہ رحمت اس کے بالمقابل ہوتی ہے"۔

شرح

امام نسائی ؒ نے یہاں جو روایت نقل کی ہے: روایت امام ترمذی نے بھی نقل کی ہے وہ فرماتے ہیں:

نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے یہ بات منقول ہے آپ ﷺ نے نماز کے دوران کنکریوں پر ہاتھ پھیرنے کو ناپسند قرار دیا ہے۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے اگر آدمی نے انتہائی ضروری ایسا کرنا ہو تو صرف ایک مرتبہ ایسا کر سکتا ہے گویا کہ نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے ایک مرتبہ کنکریوں پر ہاتھ پھیرنے کی رخصت ہے۔ اور اہل علم کے نزدیک اس روایت پر عمل کیا جاتا ہے۔

(جامع ترمذی، نماز سے متعلق ابواب، نماز کے دوران کنکریوں پر ہاتھ پھیرنے کے بارے میں جو منقول ہے)

امام ترمذی نے جس روایت کی طرف اشارہ کیا ہے اسے امام بخاری ؒ نے بھی اپنی "صحیح" میں نقل کیا ہے۔

اس پر بحث کرتے ہوئے حافظ بدرالدین محمود عینی تحریر کرتے ہیں:

اس حدیث سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ ایک مرتبہ کنکریوں پر ہاتھ پھیرنے کی اجازت ہے۔

جن حضرات نے اس کی اجازت دی ہے ان میں حضرت ابوذر غفاری ؓ، حضرت ابوہریرہ ؓ اور حضرت حذیفہ ؓ شامل ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ اور حضرت عبداللہ بن عمر ؓ نماز کے دوران یہ عمل کر لیا کرتے تھے۔

تابعین میں سے ابراہیم نخعی اور ابوصالح نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

خطابی نے اپنی کتاب "معالم السنن" میں اکثر علماء کے حوالے سے اس کے مکروہ ہونے کی روایت نقل کی ہے۔

1190-اخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب في مسح الحصى في الصلاة (الحديث 945) . واخرجه الترمذي في الصلاة، باب ما جاء في كراهية مسح الحصى في الصلاة (الحديث 379) . واخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب مسح الحصى في الصلاة (الحديث 1027) . تحفة الاشراف (11997) .

تابعین میں سے حسن بصری اور ان کے بعد جمہور علماء نے بھی اسے مکروہ قرار دیا ہے۔
صحابہ کرام میں سے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے اس کو مکروہ قرار دیا ہے۔
امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح صحیح مسلم میں یہ بات لکھی ہے۔ اس عمل کے مکروہ ہونے پر علماء کا اتفاق ہے کیونکہ یہ طرز عمل
تواضع کے منافی ہے اور یہ عمل کرنے کے نتیجے میں نمازی کی توجہ منتشر ہو جاتی ہے۔
(عینی کہتے ہیں) میں یہ کہتا ہوں: نووی کا یہ کہنا کہ اس بات پر اتفاق ہے یہ چیز محل نظر ہے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک
اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور وہ خود بھی نماز کے دوران یہ عمل کر لیا کرتے تھے۔
اسی طرح تلویح نامی کتاب میں اسلاف کی ایک جماعت سے یہ بات منقول ہے وہ حضرات نماز کے دوران سجدے کی جگہ
پر ایک مرتبہ ہاتھ پھیر کر کنکریاں ٹھیک کر لیا کرتے تھے۔
البتہ ایک مرتبہ سے زیادہ مرتبہ کرنے کو وہ لوگ مکروہ سمجھتے تھے۔
اہل ظاہر نے یہ فتویٰ دیا ہے کہ ایک مرتبہ سے زیادہ جو شخص ایسا کرتا ہے وہ حرام ہوگا۔*
حضرت معیقیب رضی اللہ عنہ کے حوالے سے جو روایت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کی ہے وہ روایت اگلے باب میں امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ
نے بھی نقل کر دی ہے۔

•••———•••———•••

8 - باب الرُّخْصَةِ فِيْهِ مَرَّةً

باب: ایک مرتبہ ایسا کرنے کی اجازت

1191 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنِ الْاَوْزَاعِيِّ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنِيْ مُعَيْقِيْبٌ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اِنْ كُنْتَ لَا بُدَّ فَاعِلًا فَمَرَّةً".

☆☆ حضرت معیقیب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:
"اگر تم نے ضروری ایسا کرنا ہو' تو ایک مرتبہ کر لو (یعنی ایک مرتبہ کنکریوں پر ہاتھ پھیر کر انہیں ٹھیک کیا جا سکتا ہے)۔

9 - باب النَّهْيِ عَنْ رَفْعِ الْبَصَرِ اِلَى السَّمَآءِ فِي الصَّلَاةِ

باب: نماز کے دوران آسمان کی طرف نگاہ اُٹھانے کی ممانعت

* عمدۃ القاری' نوافل کے بارے میں روایات' باب: نماز کے دوران کنکریوں پر ہاتھ پھیرنا

1191-اخرجه البخاري في العمل في الصلاة، باب مسح الحصى في الصلاة (الحديث 1207) بنحوه و اخرجه مسلم في المساجد و مواضع الصلاة، باب كراهة مسح الحصى و تسوية التراب في الصلاة (الحديث 47 و 48 و 49) بنحوه . و اخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب مسح الحصى في الصلاة (الحديث 1026) . تحفة الاشراف (11485) .

1192 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ وَشُعَيْبُ بْنُ يُوْسُفَ عَنْ يَحْيٰى - وَهُوَ ابْنُ سَعِيْدٍ الْقَطَّانُ - عَنِ ابْنِ اَبِيْ عَرُوْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَا بَالُ اَقْوَامٍ يَرْفَعُوْنَ اَبْصَارَهُمْ اِلَى السَّمَآءِ فِيْ صَلَاتِهِمْ". فَاشْتَدَّ قَوْلُهُ فِيْ ذٰلِكَ حَتّٰى قَالَ "لَيَنْتَهُنَّ عَنْ ذٰلِكَ اَوْ لَتُخْطَفَنَّ اَبْصَارُهُمْ".

☆☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:
"لوگوں کو کیا ہو گیا ہے' وہ نماز کے دوران آسمان کی طرف نگاہیں اُٹھا لیتے ہیں"۔
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بارے میں سختی کرتے ہوئے یہ بات ارشاد فرمائی:
"یا تو لوگ اس سے باز آ جائیں' یا ان کی بینائی رخصت ہو جائے گی"۔

شرح

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں جو روایت نقل کی ہے اسے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی "صحیح" میں نقل کیا ہے۔ اس کی وضاحت کرتے ہوئے صحیح بخاری کے شارح علامہ ابن بطال رحمۃ اللہ علیہ تحریر کرتے ہیں:
"فقہاء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ نماز کے دوران آسمان کی طرف نظر اٹھا کر دیکھنا مکروہ ہے۔"
ابن سیرین کہتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی پہلے نظر اٹھا کر دیکھ لیا کرتے تھے: یہ آیت نازل ہوگئی۔
"وہ لوگ جو اپنی نمازوں کے دوران عاجزی اختیار کرتے ہیں۔" (مومنون آیت 2)
اس آیت کے نازل ہو جانے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نظریں جھکا کر رکھا کرتے تھے۔
اس روایت کو امام حاکم نے اپنی "مستدرک" میں نقل کیا ہے۔
جسے علامہ ابن بطال رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں تحریر کیا ہے۔
اسی حکم کی وضاحت کرتے ہوئے حافظ بدر الدین محمود عینی تحریر کرتے ہیں: بالاتفاق نماز کے دوران آسمان کی طرف دیکھنا مکروہ ہے۔
ابن حزم ظاہری اس بات کے قائل ہیں ایسا کرنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ (علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں) لیکن یہ موقف درست نہیں ہے۔
نماز کے باہر دعا کرنے کے دوران آسمان کی طرف دیکھنے کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے۔*

•••———•••———•••

1193 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ

* صحیح بخاری، کتاب! نماز کے طریقے سے متعلق ابواب، باب: نماز کے دوران آسمان کی طرف نگاہ اٹھانا مع شرح از ابن بطال و علامہ عینی

1192-اخرجه البخاري في الاذان، باب رفع البصر الى السماء في الصلاة (الحديث 75) واخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب النظر في الصلاة (الحديث 913) . واخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب الخشوع في الصلاة (الحديث 1044) . تحفة الاشراف (1173) .

1193-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (15634) .

اَنَّ رَجُلاً مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَهُ اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "اِذَا كَانَ اَحَدُكُمْ فِي الصَّلَاةِ فَلَا يَرْفَعْ بَصَرَهُ اِلَى السَّمَاءِ اَنْ يُلْتَمَعَ بَصَرُهُ".

★★ عبیداللہ بن عبداللہ ایک صحابی کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں: انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

"جب کوئی شخص نماز پڑھ رہا ہو تو اس وقت وہ اپنی نگاہ کو آسمان کی طرف نہ اُٹھائے' کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کی بینائی رخصت ہو جائے"۔

10 - باب التَّشْدِيْدِ فِي الْاِلْتِفَاتِ فِي الصَّلَاةِ

باب: نماز کے دوران اِدھر اُدھر توجہ کرنے کی شدید مذمت

1194 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا الْاَحْوَصِ يُحَدِّثُنَا فِي مَجْلِسِ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَابْنُ الْمُسَيَّبِ جَالِسٌ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا ذَرٍّ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا يَزَالُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ مُقْبِلًا عَلَى الْعَبْدِ فِي صَلَاتِهِ مَا لَمْ يَلْتَفِتْ فَاِذَا صَرَفَ وَجْهَهُ انْصَرَفَ عَنْهُ".

☆☆ ابن شہاب زہری بیان کرتے ہیں' ابوالاحوص نے ہمیں سعید بن مسیب کی محفل میں یہ حدیث سنائی' جبکہ وہاں سعید بن مسیب بھی موجود تھے۔ ابوالاحوص نے یہ بات بیان کی ہے' انہوں نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کو یہ بات بیان کرتے ہوئے سنا ہے' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

"جب تک بندہ نماز ادا کرنے کے دوران اِدھر اُدھر توجہ نہیں کرتا' اس وقت تک اللہ تعالیٰ بندے کی طرف متوجہ رہتا ہے اور جب بندہ اپنا چہرہ گھما لیتا ہے (یعنی دائیں بائیں کرتا ہے) تو اللہ تعالیٰ اس سے توجہ ہٹا لیتا ہے"۔

شرح

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے اس باب میں دو روایات نقل کی ہیں۔ پہلی روایت حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول ہے' جبکہ دوسری روایت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے منقول ہے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی مختلف اسناد نقل کی ہیں اور اس بات کی وضاحت کی ہے۔ یہ روایت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے اپنے قول کے طور پر منقول ہے۔

اس حدیث پر بحث کرتے ہوئے حافظ بدرالدین محمود عینی نے یہ بات تحریر کی ہے:

"ابن بزیزہ کہتے ہیں اس عمل کو شیطان کا اُچک لینا اس لئے کہا گیا ہے' کیونکہ نماز کے اتنے حصے کے دوران اللہ تعالیٰ کی طرف سے نمازی کی توجہ منقطع ہو جاتی ہے"۔

1194-اخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب الالتفات في الصلاة (الحديث 909) . تحفة الاشراف (11998) .

اس بات پر اتفاق ہے کہ ایسا کرنا مکروہ تنزیہی ہے' تاہم بعض شوافع کے نزدیک ایسا کرنا حرام ہے۔*

•••———•••———•••

1195 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا زَائِدَةُ عَنْ اَشْعَثَ بْنِ اَبِي الشَّعْثَاءِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْاِلْتِفَاتِ فِي الصَّلَاةِ فَقَالَ "اخْتِلَاسٌ يَخْتَلِسُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الصَّلَاةِ".

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' میں نے نبی اکرم ﷺ سے نماز کے دوران اِدھر اُدھر دیکھنے کے بارے میں دریافت کیا' تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"یہ ایک اُچکنا ہے شیطان نماز کو (اس طرح) اُچک لیتا ہے"۔

1196 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ اَشْعَثَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ.

یہی روایت بعض دیگر اسناد کے حوالے سے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے۔

1197 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْرَائِيْلُ عَنْ اَشْعَثَ بْنِ اَبِي الشَّعْثَاءِ عَنْ اَبِي عَطِيَّةَ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ.

یہی روایت بعض دیگر اسناد کے حوالے سے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے۔

1198 - اَخْبَرَنَا هِلَالُ بْنُ الْعَلَاءِ بْنِ هِلَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْمُعَافَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ - وَهُوَ ابْنُ مَعْنٍ - عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ عُمَارَةَ عَنْ اَبِي عَطِيَّةَ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ اِنَّ الْاِلْتِفَاتَ فِي الصَّلَاةِ اخْتِلَاسٌ يَخْتَلِسُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الصَّلَاةِ.

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نماز کے دوران اِدھر اُدھر متوجہ ہونا ایک اُچکنا ہے' شیطان اس کے ذریعے نماز کو اُچک لیتا ہے۔

---

* عمدۃ القاری' کتاب: نماز سے متعلق ابواب' باب: نماز کے دوران اِدھر اُدھر توجہ کرنا

1195-اخرجه البخاري في الاذان، باب الالتفات في الصلاة (الحديث 751)، و في بدء الخلق، باب صفة ابليس وجنوده (الحديث 3291) . واخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب الالتفات في الصلاة (الحديث 910) . واخرجه الترمذي في الصلاة، باب ما ذكر في الالتفات في الصلاة (الحديث 590) . واخرجه النسائي في السهو، باب التشديد في الالتفات في الصلاة (الحديث 1191 و 1197)، و (الحديث 1198) موقوفاً . تحفة الاشراف (17661) .

1196-تقدم في السهو، باب التشديد في الالتفات في الصلاة (الحديث 1195) .

1197-تقدم في السهو، باب التشديد في الالتفات في الصلاة (الحديث 1195) .

1198-تقدم في السهو، باب التشديد في الالتفات في الصلاة (الحديث 1195) .

11 - باب الرُّخْصَةِ فِي الْإِلْتِفَاتِ فِي الصَّلَاةِ يَمِينًا وَّشِمَالًا

باب: نماز کے دوران دائیں بائیں متوجہ ہونے کی اجازت

1199 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ اَنَّهُ قَالَ اشْتَكَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّيْنَا وَرَاءَهُ وَهُوَ قَاعِدٌ وَّاَبُوْ بَكْرٍ يُكَبِّرُ يُسْمِعُ النَّاسَ تَكْبِيْرَهُ فَالْتَفَتَ اِلَيْنَا فَرَآنَا قِيَامًا فَاَشَارَ اِلَيْنَا فَقَعَدْنَا فَصَلَّيْنَا بِصَلَاتِهِ قُعُوْدًا فَلَمَّا سَلَّمَ قَالَ "اِنْ كُنْتُمْ اٰنِفًا تَفْعَلُوْنَ فِعْلَ فَارِسَ وَالرُّوْمِ يَقُوْمُوْنَ عَلٰى مُلُوْكِهِمْ وَهُمْ قُعُوْدٌ فَلَا تَفْعَلُوْا ائْتَمُّوْا بِاَئِمَّتِكُمْ اِنْ صَلّٰى قَائِمًا فَصَلُّوْا قِيَامًا وَّاِنْ صَلّٰى قَاعِدًا فَصَلُّوْا قُعُوْدًا".

★★ حضرت جابر ؓ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ بیمار ہو گئے ہم نے آپ کی اقتداء میں نماز ادا کی آپ بیٹھ کر نماز ادا کر رہے تھے جبکہ حضرت ابوبکر ؓ آپ کی تکبیر کی آواز لوگوں تک پہنچا رہے تھے نبی اکرم ﷺ نے ہماری طرف توجہ کی تو ہم اس وقت کھڑے ہوئے تھے تو آپ ﷺ نے ہمیں اشارہ کیا کہ ہم بیٹھ جائیں تو ہم نے آپ کی نماز کی پیروی کرتے ہوئے بیٹھ کر نماز ادا کی جب آپ ﷺ نے سلام پھیر دیا تو ارشاد فرمایا: تم لوگ ابھی جو کر رہے تھے یہ اہل ایران اور اہل روم کا طریقہ ہے وہ لوگ اپنے بادشاہوں کے لیے اسی طرح کھڑے رہتے ہیں جبکہ بادشاہ بیٹھے رہتے ہیں تم لوگ ایسا نہ کیا کرو تم لوگ اپنے امام کی پیروی کیا کرو اگر وہ کھڑا ہو کر نماز پڑھ رہا ہو تو تم لوگ بھی کھڑے ہو کر نماز ادا کرو اگر وہ بیٹھ کر نماز پڑھ رہا ہو تو تم بھی بیٹھ کر نماز ادا کرو۔

1200 - اَخْبَرَنَا اَبُوْ عَمَّارٍ الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوْسٰى عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ هِنْدٍ عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلْتَفِتُ فِيْ صَلَاتِهِ يَمِيْنًا وَّشِمَالًا وَّلَا يَلْوِيْ عُنُقَهُ خَلْفَ ظَهْرِهِ.

★★ حضرت عبداللہ بن عباس ؓ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نماز کے دوران دائیں اور بائیں طرف توجہ کر لیا کرتے تھے تاہم آپ اپنی گردن مبارک موڑ کر پیچھے کی طرف نہیں دیکھتے تھے۔

شرح

اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے علامہ ابوالحسن سندھی ؒ فرماتے ہیں: ایک قول کے مطابق یہ عمل نفل نماز کے دوران تھا اور اس میں اس بات کا بھی احتمال موجود ہے کہ فرض نماز میں بھی ایسا کر لیتے ہوں۔
حاصل کلام یہ ہے: نبی اکرم ﷺ کا التفات کرنا کسی مصلحت کے پیش نظر تھا اور اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ نبی اکرم ﷺ کو ہر وقت حضور قلب کی ایسی کیفیت حاصل تھی جو کامل طور پر اللہ تعالیٰ کی طرف ہی مبذول رہتی تھی۔ باقی حقیقت حال کے

1199-اخرجه مسلم في الصلاة، باب ائتمام المأموم بالامام (الحديث 84) . واخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب الامام يصلي من قعود (الحديث 606) مختصرًا . واخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب ما جاء في انما جعل الامام ليؤتم به (الحديث 1240) . تحفة الاشراف (2906) .

1200-اخرجه الترمذي في الصلاة، باب ماذكر في الالتفات في الصلاة (الحديث 587 و 588) بنحوه . تحفة الاشراف (6014) .

بارے میں اللہ تعالیٰ زیادہ بہتر جانتا ہے۔

•••———•••———•••

12 - باب قَتْلِ الْحَيَّةِ وَالْعَقْرَبِ فِي الصَّلَاةِ

باب: نماز کے دوران سانپ یا بچھو کو مار دینا

1201 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ سُفْيَانَ وَيَزِيْدَ - وَهُوَ ابْنُ زُرَيْعٍ - عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ ضَمْضَمِ بْنِ جَوْسٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَتْلِ الْاَسْوَدَيْنِ فِي الصَّلَاةِ.

★★ حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے نماز کے دوران دو سیاہ چیزیں (یعنی سانپ اور بچھو) مار دینے کا حکم دیا ہے۔

شرح

روایت کے متن میں استعمال ہونے والے لفظ "دو سیاہ چیزوں" کی وضاحت کرتے ہوئے علامہ ابوالحسن سندھی ؒ فرماتے ہیں: اس سے مراد سانپ اور بچھو ہیں۔ ان دونوں پر لفظ سیاہ کا اطلاق اس لئے کیا گیا ہے کیونکہ سانپ بچھو پر غالب ہوتا ہے یا اس کی وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ مدینہ منورہ کے بچھو سیاہی مائل ہوتے ہیں۔
اکثر حضرات نے اس روایت کی بنیاد پر نماز کے دوران ان جانوروں کو مار دینے کی رخصت کا نتیجہ اخذ کیا ہے کیونکہ ان کو مار دینے سے نماز فاسد نہیں ہوتی لیکن یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس رخصت کی بنیاد پر نماز کو فاسد کرنے کے گناہ کی نفی ہوتی ہے۔ جہاں تک نماز کے باقی رہنے کا تعلق ہے تو اس پر یہ رخصت دلالت نہیں کرتی ہے۔ باقی اللہ بہتر جانتا ہے۔

•••———•••———•••

1202 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ اَبُوْ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ - وَهُوَ ابْنُ اَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ - عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ يَحْيَى عَنْ ضَمْضَمٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ بِقَتْلِ الْاَسْوَدَيْنِ فِي الصَّلَاةِ.

★★ حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے نماز کے دوران دو سیاہ چیزیں مار دینے کا حکم دیا ہے (یعنی سانپ اور بچھو کو مارنے کا حکم دیا ہے)۔

1201-اخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب العمل في الصلاة (الحديث 921) بنحوه . واخرجه الترمذي في الصلاة، باب ما جاء في قتل الحية و العقرب في الصلاة (الحديث 390) و اخرجه النسائي في السهو، باب قتل الحية و العقرب في الصلاة (الحديث 1202) . واخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب ما جاء في قتل الحية و العقرب في الصلاة (الحديث 1245) . تحفة الاشراف (13513) .

1202-تقدم في السهو، باب قتل الحية و العقرب في الصلاة (الحديث 1201) .

13 - باب حَمْلِ الصَّبَايَا فِي الصَّلَاةِ وَوَضْعِهِنَّ فِي الصَّلَاةِ

باب: نماز کے دوران چھوٹے بچوں کو گود میں اُٹھالینا اور انہیں نیچے اتار لینا

1203 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ اَبِي قَتَادَةَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي وَهُوَ حَامِلٌ اُمَامَةَ فَاِذَا سَجَدَ وَضَعَهَا وَاِذَا قَامَ رَفَعَهَا.

★★ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ نماز ادا کر رہے تھے آپ نے (اپنی نواسی) سیدہ امامہ رضی اللہ عنہا کو گود میں اُٹھایا ہوا تھا' جب آپ سجدے میں گئے تو آپ نے انہیں نیچے اتار دیا' پھر جب آپ کھڑے ہوئے تو دوبارہ اُٹھالیا۔

1204 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ اَبِي سُلَيْمَانَ عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ اَبِي قَتَادَةَ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَؤُمُّ النَّاسَ وَهُوَ حَامِلٌ اُمَامَةَ بِنْتَ اَبِي الْعَاصِ عَلَى عَاتِقِهِ فَاِذَا رَكَعَ وَضَعَهَا فَاِذَا فَرَغَ مِنْ سُجُودِهِ اَعَادَهَا.

★★ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں مجھے نبی اکرم ﷺ کے بارے میں یہ بات یاد ہے: ایک مرتبہ آپ لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے' آپ ﷺ نے اس وقت حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی سیدہ امامہ (جو نبی اکرم ﷺ کی نواسی بھی تھیں) انہیں کندھے پر اُٹھایا ہوا تھا' جب آپ رکوع میں گئے تو آپ نے انہیں نیچے اتار دیا' جب سجدہ سے فارغ ہوئے (یعنی دوبارہ کھڑے ہوئے) تو ان کو دوبارہ اُٹھالیا۔

14 - باب الْمَشْيِ اَمَامَ الْقِبْلَةِ خُطًى يَسِيرَةً

باب: (نماز کے دوران) قبلہ کی سمت چند قدم چلنا

1205 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ وَرْدَانَ قَالَ حَدَّثَنَا بُرْدُ بْنُ سِنَانٍ اَبُو الْعَلَاءِ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتِ اسْتَفْتَحْتُ الْبَابَ وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي تَطَوُّعًا وَالْبَابُ عَلَى الْقِبْلَةِ فَمَشَى عَنْ يَمِينِهِ اَوْ عَنْ يَسَارِهِ فَفَتَحَ الْبَابَ ثُمَّ رَجَعَ اِلَى مُصَلَّاهُ.

★★ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نے دروازہ کھٹکھٹایا' نبی اکرم ﷺ اس وقت نفل نماز ادا کر رہے تھے' دروازہ چونکہ قبلہ کی سمت میں تھا' اس لیے آپ دائیں طرف سے یا بائیں طرف سے چلتے ہوئے آئے اور آپ نے دروازہ کھول دیا' پھر آپ واپس اپنی جائے نماز پر تشریف لے گئے۔

1203-تقدم (الحديث 710) .

1204-تقدم (الحديث 710) .

1205-اخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب العمل في الصلاة (الحديث 922) بنحوه . و اخرجه الترمذي في الصلاة، باب ذكر ما يجوز من المشي و العمل في صلاة التطوع (الحديث 601) بنحوه . تحفة الاشراف (16417) .

شرح

حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے حافظ بدرالدین محمود عینی تحریر کرتے ہیں:

یہ روایت اس صورتحال پر محمول ہوگی کہ نبی اکرم ﷺ دروازہ کھولنے کے لئے تین قدم سے کم چلے ہوں گے کیونکہ دروازہ آپ ﷺ کی جائے نماز کے قریب تھا نبی اکرم ﷺ نے ایک دست مبارک کے ساتھ دروازہ کھولا ہوگا۔

اس کی وجہ یہ ہے: نماز کے دوران مسلسل تین قدم چلنا دونوں ہاتھوں کے ساتھ دروازہ کھولنا عمل کثیر ہے اور عمل کثیر کے نتیجے میں نماز فاسد ہو جاتی ہے۔

ہمارے فقہاء نے یہ بات بیان کی ہے: اگر کوئی نمازی دروازہ بند کر دیتا ہے' تو اس سے نماز فاسد نہیں ہوگی۔ کھولتا ہے' تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی کیونکہ عام طور پر دروازہ کھولنے کے لئے دونوں ہاتھ استعمال کئے جاتے ہیں۔ اور یہ عمل کثیر ہے۔

یہاں تک کہ اگر کوئی شخص ایک دروازہ کھول دے تو اس کی نماز فاسد نہیں ہوگی۔*

15 - باب التَّصْفِيقِ فِي الصَّلَاةِ

باب: نماز کے دوران تالی بجانا

1206 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى - وَاللَّفْظُ لَهُ - قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِي سَلَمَةَ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "التَّسْبِيحُ لِلرِّجَالِ وَالتَّصْفِيقُ لِلنِّسَاءِ".
زَادَ ابْنُ الْمُثَنّٰى "فِي الصَّلَاةِ".

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"(امام کو متوجہ کرنے کے لیے) سبحان اللہ کہنے کا حکم مردوں کے لیے ہے اور تالی بجانے کا حکم عورتوں کے لیے ہے"۔

ابن مثنیٰ نامی راوی نے یہ الفاظ اضافی نقل کیے ہیں: "نماز کے دوران"۔

شرح

باجماعت نماز ادا کرتے ہوئے مقتدی کو اس بات کا حق حاصل ہے کہ وہ امام کو اس کے سہو کی طرف متوجہ کرے۔ اس حدیث میں یہی مسئلہ بیان ہوا ہے۔

* عمدۃ القاری

1206-اخرجه البخاري في العمل في الصلاة، باب التصفيق للنساء (الحديث 1203) . واخرجه مسلم في الصلاة، باب تسبيح الرجل و تصفيق المراة اذا نابهما شيء في الصلاة (الحديث 106) . واخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب التصفيق في الصلاة (الحديث 939) . واخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب التسبيح للرجال في الصلاة و التصفيق للنساء (الحديث 1034) . تحفة الاشراف (15141) .

اس مسئلے پر بحث کرتے ہوئے علامہ ابن رشد تحریر کرتے ہیں: علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ سنت یہ ہے: جب کوئی شخص (یعنی امام) نماز کے دوران بھول جائے تو "سبحان اللہ" کہہ کر اسے متوجہ کیا جائے گا اور یہ حکم مردوں کے لئے ہے کیونکہ حدیث میں یہ الفاظ ہیں۔

"کیا وجہ ہے؟ میں نے دیکھا کہ تم بکثرت تالیاں بجا رہے تھے۔"

"جس شخص کو نماز کے دوران کوئی ضرورت پیش آئے تو وہ "سبحان اللہ" کہہ دے گا تو اس کی طرف توجہ ہو جائے گی۔"

"تالی بجانے کا حکم خواتین کے لئے ہے۔"

تاہم خواتین کے لئے اس حوالے سے کیا حکم ہے؟ اس بارے میں فقہاء کے مابین اختلاف پایا جاتا ہے۔

امام مالک رحمہ اللہ اور فقہاء کی ایک جماعت اس بات کی قائل ہے کہ "سبحان اللہ" کہہ کر امام کو متوجہ کرنے کا حکم مردوں اور خواتین دونوں کے لئے ہے۔

جبکہ امام شافعی اور فقہاء کا ایک گروہ اس بات کا قائل ہے کہ مرد "سبحان اللہ" کہیں گے اور خواتین تالی بجائیں گی۔

......——......

1207 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَاَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّهُمَا سَمِعَا اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَلتَّسْبِيحُ لِلرِّجَالِ وَالتَّصْفِيقُ لِلنِّسَاءِ."

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

"نماز کے دوران (امام کو متوجہ کرنے کے لیے) سبحان اللہ کہنے کا حکم مردوں کے لیے ہے اور تالی بجانے کا حکم خواتین کے لیے ہے"۔

16 - باب التَّسْبِيحِ فِي الصَّلَاةِ

باب: نماز کے دوران سبحان اللہ کہنا

1208 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا الْفُضَيْلُ بْنُ عِيَاضٍ عَنِ الْاَعْمَشِ ح وَاَنْبَاَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ سُلَيْمَانَ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِي صَالِحٍ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَلتَّسْبِيحُ لِلرِّجَالِ وَالتَّصْفِيقُ لِلنِّسَاءِ."

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

* بدایۃ المجتہد: باب سجدہ سہو کے احکام، فصل سادس: کن الفاظ میں امام کی توجہ سہو کی طرف کروائی جائے گی؟

1207- اخرجه مسلم في الصلاة، باب تسبيح الرجل و تصفيق المراة اذا نابهما شيء في الصلاة (الحديث 106م). تحفة الاشراف (13349).

1208- انفرد به النسائي. تحفة الاشراف (12418).

"نماز کے دوران امام کو متوجہ کرنے کے لیے) سبحان اللہ کہنے کا حکم مردوں کے لیے ہے اور تالی بجانے کا حکم خواتین کے لیے ہے"۔

1209 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عَوْفٍ قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اَلتَّسْبِيحُ لِلرِّجَالِ وَالتَّصْفِيقُ لِلنِّسَاءِ."

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"نماز کے دوران امام کو متوجہ کرنے کے لیے) سبحان اللہ کہنے کا حکم مردوں کے لیے ہے اور تالی بجانے کا حکم عورتوں کے لیے ہے"۔

17 - باب التَّنَحْنُحِ فِي الصَّلَاةِ

باب: نماز کے دوران کھانسنا

1210 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْمُغِيرَةِ عَنِ الْحَارِثِ الْعُكْلِيِّ عَنْ اَبِي زُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ جَرِيرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُجَيٍّ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ كَانَ لِي مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاعَةٌ اٰتِيهِ فِيهَا فَاِذَا اَتَيْتُهُ اسْتَاْذَنْتُ اِنْ وَجَدْتُهُ يُصَلِّي فَتَنَحْنَحَ دَخَلْتُ وَاِنْ وَجَدْتُهُ فَارِغًا اَذِنَ لِي.

☆☆ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں ایک مخصوص وقت میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا، جب میں اس مخصوص وقت میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اندر آنے کی اجازت مانگتا تھا، اگر آپ اس وقت نماز پڑھ رہے ہوتے تو آپ کھنکھار دیتے تھے، تو میں اندر آجاتا تھا، اگر آپ ﷺ اس وقت نماز نہیں پڑھ رہے ہوتے تھے، تو مجھے (لفظی طور پر) اندر آنے کی اجازت دیتے تھے۔

شرح

فقہاء کے نزدیک نماز کو توڑنے والے اُمور پر بحث کرتے ہوئے ڈاکٹر وہبہ زحیلی تحریر کرتے ہیں:

کلام کرنے یعنی دو حروف ادا کرنے، اگرچہ ان کا مفہوم بھی پتہ نہ چل سکے، یا ایک حرف ادا کرنے، جس کے ساتھ اجنبی کو نماز کے بارے میں پتہ چل جائے، خواہ آدمی جان بوجھ کر ایسا کرے یا بھول چوک کر ایسا کرے (اس سے نماز ٹوٹ جاتی ہے)

اس کے بعد ڈاکٹر زحیلی نے اس مسئلے کی تائید میں روایات نقل کی ہیں۔

آگے چل کر وہ یہ بات تحریر کرتے ہیں: نماز کو توڑ دینے والے کلام میں کسی عذر کے بغیر کھنکھارنا بھی شامل ہے۔

آگے چل کر ڈاکٹر زحیلی تحریر کرتے ہیں: اگر کسی عذر کی وجہ سے کھنکھارا جائے جیسے کوئی شخص طبیعت میں بہتری محسوس

1209- انفرد به النسائي. تحفة الاشراف (14488).

1210- اخرجه النسائي في السهو، التنحنح في الصلاة (الحديث 1211) بنحوه. واخرجه ابن ماجه في الادب، باب الاستئذان (الحديث 3708) مختصرًا. تحفة الاشراف (10202).

کرے تو نماز فاسد نہیں ہوگی۔ جس طرح اس صورت میں فاسد نہیں ہوگی اگر کوئی شخص کسی صحیح غرض کی وجہ سے کھنکھارتا ہے جیسے آواز کو بہتر کرنے کے لئے یا امام کو کسی عمل کی طرف متوجہ کرنے کے لئے تو ان سب صورتوں میں صحیح قول کے مطابق نماز فاسد نہیں ہوگی۔ *

•••———•••———•••

1211 - اَخْبَرَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ عُبَیْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَیَّاشٍ عَنْ مُغِیْرَةَ عَنِ الْحَارِثِ الْعُکْلِیِّ عَنِ ابْنِ نُجَیٍّ قَالَ قَالَ عَلِیٌّ کَانَ لِیْ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَدْخَلَانِ مَدْخَلٌ بِاللَّیْلِ وَمَدْخَلٌ بِالنَّهَارِ فَکُنْتُ اِذَا دَخَلْتُ بِاللَّیْلِ تَنَحْنَحَ لِیْ .

☆☆ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کے میرے دو مخصوص وقت تھے ایک دن کا مخصوص وقت تھا اور ایک رات کا مخصوص وقت تھا' تو جب میں رات کے وقت آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا تو آپ کھنکھار کر (مجھے اندر آنے کی اجازت دیتے تھے)۔

1212 - اَخْبَرَنَا الْقَاسِمُ بْنُ زَکَرِیَّا بْنِ دِیْنَارٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ قَالَ حَدَّثَنِیْ شُرَحْبِیْلُ - یَعْنِیْ ابْنَ مُدْرِكٍ - قَالَ حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُجَیٍّ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ قَالَ لِیْ عَلِیٌّ کَانَتْ لِیْ مَنْزِلَةٌ مِّنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَمْ تَکُنْ لِاَحَدٍ مِّنَ الْخَلَائِقِ فَکُنْتُ اٰتِیْهِ کُلَّ سَحَرٍ فَاَقُوْلُ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللّٰهِ فَاِنْ تَنَحْنَحَ انْصَرَفْتُ اِلٰی اَهْلِیْ وَاِلَّا دَخَلْتُ عَلَیْهِ .

☆☆ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' مجھے نبی اکرم ﷺ کا جو قرب حاصل تھا' وہ مخلوق میں سے کسی اور کو حاصل نہیں تھا' میں روزانہ صبح کے وقت آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا اور یہ عرض کرتا تھا: اے نبی! آپ پر سلام ہو' اگر آپ کھنکھار دیتے تو میں اپنے گھر واپس چلا جاتا تھا' ورنہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاتا تھا۔

18 - باب الْبُکَاءِ فِی الصَّلَاةِ

باب: نماز کے دوران رونا

1213 - اَخْبَرَنَا سُوَیْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِیِّ عَنْ مُطَرِّفٍ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ اَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ یُصَلِّیْ وَلِجَوْفِهٖ اَزِیْزٌ کَاَزِیْزِ الْمِرْجَلِ یَعْنِیْ یَبْکِیْ .

☆☆ مطرف اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' آپ ﷺ اس وقت

* الفقہ الاسلامی: ساتویں فصل' نماز کے مبطلات اور مفسدات

1211-تقدم (الحدیث 1210) .

1212-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (10292) .

1213-اخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب البكاء في الصلاة (الحديث 904) بنحوه . واخرجه الترمذي في الشمائل، باب ما جاء في بكاء رسول الله صلى الله عليه وسلم (الحديث 305) . تحفة الاشراف (5347) .

نماز ادا کر رہے تھے' تو آپ ﷺ کے سینے سے یوں آواز آ رہی تھی جیسے ہنڈیا اُبلنے کی آواز آتی ہے۔

(راوی کہتے ہیں:) یعنی آپ ﷺ رو رہے تھے۔

19 - باب لَعْنِ اِبْلِیْسَ وَالتَّعَوُّذِ بِاللّٰهِ مِنْهُ فِی الصَّلَاةِ

باب: نماز کے دوران شیطان پر لعنت بھیجنا اور اس سے اللہ کی پناہ مانگنا

1214 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ عَنْ مُعَاوِیَةَ بْنِ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ رَبِیْعَةُ بْنُ یَزِیْدَ عَنْ اَبِیْ اِدْرِیْسَ الْخَوْلَانِیِّ عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُصَلِّیْ فَسَمِعْنَاهُ یَقُوْلُ "اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْكَ ." ثُمَّ قَالَ "اَلْعَنُكَ بِلَعْنَةِ اللّٰهِ ." ثَلَاثًا وَّبَسَطَ یَدَهٗ کَاَنَّهٗ یَتَنَاوَلُ شَیْئًا فَلَمَّا فَرَغَ مِنَ الصَّلَاةِ قُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ سَمِعْنَاكَ تَقُوْلُ فِی الصَّلَاةِ شَیْئًا لَّمْ نَسْمَعْكَ تَقُوْلُهٗ قَبْلَ ذٰلِكَ وَرَاَیْنَاكَ بَسَطْتَ یَدَكَ . قَالَ "اِنَّ عَدُوَّ اللّٰهِ اِبْلِیْسَ جَآءَ بِشِهَابٍ مِّنْ نَّارٍ لِیَجْعَلَهٗ فِیْ وَجْهِیْ فَقُلْتُ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ قُلْتُ اَلْعَنُكَ بِلَعْنَةِ اللّٰهِ فَلَمْ یَسْتَاْخِرْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ اَرَدْتُ اَنْ اٰخُذَهٗ وَاللّٰهِ لَوْلَا دَعْوَةُ اَخِیْنَا سُلَیْمَانَ لَاَصْبَحَ مُوْثَقًا بِهَا یَلْعَبُ بِهٖ وِلْدَانُ اَهْلِ الْمَدِیْنَةِ ."

☆☆ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نماز ادا کر رہے تھے' ہم نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

"میں تم سے (یعنی تمہارے شر سے) اللہ کی پناہ مانگتا ہوں"۔

پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"میں تم پر اللہ کی لعنت بھیجتا ہوں"۔

آپ نے یہ کلمات تین مرتبہ کہے' پھر آپ نے اپنے ہاتھ کو آگے بڑھایا' یوں جیسے آپ کوئی چیز پکڑنا چاہتے ہیں' جب آپ نماز پڑھ کر فارغ ہوئے' تو ہم نے عرض کی: یارسول اللہ! ہم نے آپ کو نماز کے دوران ایک ایسی بات کہتے ہوئے سنا ہے' جو اس سے پہلے ہم نے آپ کو کہتے ہوئے نہیں سنا اور ہم نے آپ کو دیکھا تھا کہ آپ ﷺ نے اپنا دست مبارک آگے بڑھایا تھا تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ کا دشمن شیطان ابھی آگ کے ایک انگارے کو ساتھ لے کر آیا تھا تاکہ وہ میرے چہرے پر لگائے' تو میں نے یہ پڑھا: میں تم سے (بچنے کے لیے) اللہ کی پناہ مانگتا ہوں (یہ تین مرتبہ پڑھا) پھر میں نے یہ کہا: میں تم پر اللہ کی لعنت بھیجتا ہوں' تین مرتبہ پڑھنے کے باوجود وہ پیچھے نہیں ہوا تو میں نے یہ ارادہ کیا' کہ میں اسے پکڑ لیتا ہوں' اللہ کی قسم! اگر میرے بھائی حضرت سلیمان (علیہ السلام) کی دعا نہ ہوتی' تو وہ یہاں بندھا ہوا ہوتا اور مدینہ منورہ کے بچے اس کے ساتھ کھیل رہے ہوتے۔

شرح

روایت کے یہ الفاظ "میں تم سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں" اس بات پر دلالت کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے نماز کے دوران

1214-اخرجه مسلم في الصلاة، باب جواز لعن الشيطان في اثناء الصلاة و التعوذ منه و جواز العمل القليل في الصلاة (الحديث 40) . تحفة الاشراف (10940) .

اس حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے علامہ ابوالحسن سندھی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ الفاظ اس بات کا فائدہ دیتے ہیں: شیطان کو مخاطب کیا تھا۔

اگر ... تو یہ ہو سکتا ہے کہ فقہاء نے اس ... کو مخاطب کرنے سے نماز نہیں ٹوٹتی ہے۔ ایسی صورت میں نماز ٹوٹ جاتی ہے۔

جبکہ فقہاء نے مطلق طور پر یہ بات بیان کی ہے: ... روایت کو اس زمانے پر محمول کیا ہو جب نماز کے دوران کلام کرنا جائز ہوتا تھا۔

یہی روایت امام مسلم نے اپنی "صحیح" میں نقل کی ہے۔ اس کی وضاحت کرتے ہوئے صحیح مسلم کے حاشیہ نگار امام نووی رحمۃ اللہ علیہ تحریر کرتے ہیں۔

قاضی فرماتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمانا۔

"میں تم پر اللہ کی لعنت کرتا ہوں یا میں تم سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں"۔

اس میں اس بات کی دلیل ہے کہ نماز کے دوران کسی دوسرے شخص کے لئے دعا بھی کی جاسکتی ہے اور کسی دوسرے شخص کے لئے دعائے ضرر بھی کی جاسکتی ہے (یعنی بددعا بھی دی جاسکتی ہے) اور خطاب کے صیغے کے ساتھ ایسا کیا جاسکتا ہے۔ اس بارے میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ابن شعبان کی رائے مختلف ہے۔ وہ یہ کہتے ہیں: اس سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔

(نووی فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: ہمارے اصحاب (یعنی شافعی فقہاء) بھی فرماتے ہیں: کسی دوسرے کے لئے خطاب کے صیغے کے ساتھ دعا کرنے کے نتیجے میں نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ جیسے کوئی شخص چھینکنے والے کو جواب دیتے ہوئے یہ کہے "اللہ تم پر رحم کرے" یا سلام کرنے والے کو جواب دیتے ہوئے یہ کہہ دے "تم پر بھی سلامتی ہو" یا اس کی مانند دوسرے کلمات کہے تو ان کے ساتھ نماز ٹوٹ جائے گی۔

اس سے پہلے کا باب (یعنی صحیح مسلم کے باب جس میں نماز کے دوران کلام کے حرام ہونے کے بارے میں روایات ہیں) جس میں نمازی کو سلام کا جواب دینے کے بارے میں روایات ہیں وہ بھی ہمارے اصحاب کے فتویٰ کی تائید کرتی ہیں۔

تو اس حدیث کی تاویل یہ کی جائے گی یا اسے اس صورتحال پر محمول کیا جائے گا کہ یہ واقعہ نماز کے دوران کلام کے حرام ہونے سے پہلے کا ہے یا کوئی دوسری تاویل کی جائے گی۔*

•••———•••———•••

* حاشیہ سندھی بر روایت مذکورہ وحاشیہ نووی علی صحیح مسلم

20 - باب الْكَلَامِ فِي الصَّلَاةِ

باب: نماز کے دوران گفتگو کرنا

1215 - اَخْبَرَنَا كَثِيْرُ بْنُ عُبَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ عَنِ الزُّبَيْدِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى الصَّلَاةِ وَقُمْنَا مَعَهُ فَقَالَ اَعْرَابِيٌّ وَّهُوَ فِي الصَّلَاةِ اللّٰهُمَّ ارْحَمْنِيْ وَمُحَمَّدًا وَّلَا تَرْحَمْ مَعَنَا اَحَدًا . فَلَمَّا سَلَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِلْاَعْرَابِيِّ "لَقَدْ تَحَجَّرْتَ وَاسِعًا ." يُرِيْدُ رَحْمَةَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ .

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نماز ادا کرنے کے لیے کھڑے ہو گئے' آپ ﷺ کی اقتداء میں ہم بھی کھڑے ہو گئے' ایک دیہاتی نے نماز کے دوران یہ کہا:

"اے اللہ! تو مجھ پر رحم کر اور حضرت محمد ﷺ پر رحم کر اور ہمارے ساتھ اور کسی پر رحم نہ کرنا"۔

جب نبی اکرم ﷺ نے سلام پھیرا تو آپ ﷺ نے اس دیہاتی سے فرمایا: تم نے ایک وسیع چیز کو محدود کر دیا ہے۔

نبی اکرم ﷺ کی مراد اللہ تعالیٰ کی رحمت تھی۔

شرح

اس بات پر فقہاء کا اتفاق ہے کہ ابتدائے اسلام میں نماز کے دوران کلام کر لینا جائز تھا اور بعد میں اس سے منع کر دیا گیا تاہم ایک ذیلی صورت کے بارے میں کلام کرنے کے حکم میں اختلاف پایا جاتا ہے وہ ذیلی صورت یہ ہے: اگر کوئی ایسا معاملہ ہو' جو نماز کی درستگی سے تعلق رکھتا ہو' اس کے بارے میں اگر کوئی مقتدی امام کے ساتھ کلام کرے' تو کیا نماز ٹوٹ جائے گی؟ یا نہیں ٹوٹے گی۔

فقہاء کے مابین اس اختلاف کی بنیادی وجہ یہ ہے: بعض روایات میں یہ بات مذکور ہے کہ ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ کو نماز کے دوران سہو ہو گیا' حضرت ذوالیدین رضی اللہ عنہ نے نماز ختم ہونے کے بعد آپ ﷺ کی توجہ اس بات کی طرف مبذول کروائی تو نبی اکرم ﷺ نے وہیں سجدہ سہو کر لیا۔

اگر نماز کے دوران کلام کرنا مفسد ہوتا تو نبی اکرم ﷺ حضرت ذوالیدین رضی اللہ عنہ کو کلام کرنے کی وجہ سے انہیں نماز دوبارہ ادا کرنے کا حکم دیتے۔

فقہاء میں سے امام مالک اور امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہما اس روایت کی بنیاد پر یہ کہتے ہیں: نماز کی مصلحت کے پیش نظر کلام کرنا جائز ہے' تاہم احناف نے اس کو بھی ممنوع قرار دیا ہے۔

احناف اس بات کے قائل ہیں: حضرت ذوالیدین رضی اللہ عنہ کا واقعہ ابتدائے زمانہ پر محمول ہو گا' جب نماز کے دوران کلام

1215- انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (15267) .

کرنے کی اجازت تھی جب نبی اکرم ﷺ نے صراحت کے ساتھ نماز میں کلام کرنے سے منع کر دیا تو اب اس کی اجازت باقی نہیں رہے گی۔

فقہائے احناف اس بات کے قائل ہیں آدمی نماز کے دوران جان بوجھ کر، بھول کر، ناواقفیت کی بنیاد پر غلطی سے زبردستی جس بھی صورت میں کلام کرے گا اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔

اس اعتبار سے یہاں متن میں ذکر ہونے والی روایت بھی ابتدائی زمانے پر محمول ہوگی۔ جب نماز کے دوران کلام کرنے کی اجازت تھی۔

•••———•••———•••

1216 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الزُّهْرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ اَحْفَظُهُ مِنَ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِي سَعِيدٌ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ اَعْرَابِيًّا دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَّ ارْحَمْنِي وَمُحَمَّدًا وَّلَا تَرْحَمْ مَعَنَا اَحَدًا . فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَقَدْ تَحَجَّرْتَ وَاسِعًا ."

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک دیہاتی مسجد میں داخل ہوا' اس نے دو رکعات نماز ادا کی اور یہ دعا کی۔

''اے اللہ! تو مجھ پر رحم کر اور حضرت محمد ﷺ پر رحم کر اور ہمارے ساتھ کسی اور پر رحم نہیں کرنا''۔

تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا

''تم نے ایک وسیع چیز کو تنگ کر دیا ہے''۔

1217 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ اَبِي كَثِيرٍ عَنْ هِلَالِ بْنِ اَبِي مَيْمُونَةَ قَالَ حَدَّثَنِي عَطَاءُ بْنُ يَسَارٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ الْحَكَمِ السُّلَمِيِّ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اِنَّا حَدِيثُ عَهْدٍ بِجَاهِلِيَّةٍ فَجَاءَ اللّٰهُ بِالْاِسْلَامِ وَاِنَّ رِجَالًا مِّنَّا يَتَطَيَّرُونَ . قَالَ "ذَاكَ شَيْءٌ يَجِدُونَهُ فِي صُدُورِهِمْ فَلَا يَصُدَّنَّهُمْ ." وَرِجَالٌ مِّنَّا يَاْتُونَ الْكُهَّانَ . قَالَ "فَلَا تَاْتُوهُمْ ." قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَرِجَالٌ مِّنَّا يَخُطُّونَ . قَالَ "كَانَ نَبِيٌّ مِّنَ الْاَنْبِيَاءِ يَخُطُّ فَمَنْ وَّافَقَ خَطَّهُ فَذَاكَ ." قَالَ وَبَيْنَا اَنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الصَّلَاةِ اِذْ عَطَسَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ فَقُلْتُ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ فَحَدَّقَنِي الْقَوْمُ بِاَبْصَارِهِمْ فَقُلْتُ وَاثُكْلَ اُمِّيَاهْ مَا لَكُمْ تَنْظُرُونَ اِلَيَّ قَالَ فَضَرَبَ الْقَوْمُ بِاَيْدِيهِمْ عَلٰى اَفْخَاذِهِمْ فَلَمَّا رَاَيْتُهُمْ يُسَكِّتُونِي

1216-اخرجه ابو داؤد في الطهارة، باب الارض يصيبها البول (الحديث 380) مطولًا . واخرجه الترمذي في الطهارة، باب ما جاء في البول يصيب الارض (الحديث 147) مطولًا . تحفة الاشراف (13139) .

1217-اخرجه مسلم في المساجد و مواضع الصلاة، باب تحريم الكلام في الصلاة و نسخ ما كان من اباحته (الحديث 33) . واخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب تشميت العاطس في الصلاة (الحديث 930) . والحديث عند: مسلم في السلام، باب تحريم الكهانة و اتيان (الحديث 121) . وابي داؤد في الايمان و النذور، باب في الرقبة المؤمنة (الحديث 3282)، و في الطب، باب في الخط و زجر الطير (الحديث 3909) . تحفة الاشراف (11378) .

لٰكِنِّي سَكَتُّ فَلَمَّا انْصَرَفَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَانِي بِاَبِي وَاُمِّي هُوَ مَا ضَرَبَنِي وَلَا كَهَرَنِي وَلَا سَبَّنِي مَا رَاَيْتُ مُعَلِّمًا قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ اَحْسَنَ تَعْلِيمًا مِّنْهُ قَالَ "اِنَّ صَلَاتَنَا هٰذِهٖ لَا يَصْلُحُ فِيهَا شَيْءٌ مِّنْ كَلَامِ النَّاسِ اِنَّمَا هُوَ التَّسْبِيحُ وَالتَّكْبِيرُ وَتِلَاوَةُ الْقُرْآنِ ." قَالَ ثُمَّ اطَّلَعْتُ اِلٰى غُنَيْمَةٍ لِّي تَرْعَاهَا جَارِيَةٌ لِّي فِي قِبَلِ اُحُدٍ وَّالْجَوَّانِيَّةِ وَاِنِّي اطَّلَعْتُ فَوَجَدْتُ الذِّئْبَ قَدْ ذَهَبَ مِنْهَا بِشَاةٍ وَّاَنَا رَجُلٌ مِّنْ بَنِي اٰدَمَ اٰسَفُ كَمَا يَاْسَفُونَ فَصَكَكْتُهَا صَكَّةً ثُمَّ انْصَرَفْتُ اِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرْتُهُ فَعَظَّمَ ذٰلِكَ عَلَيَّ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اَفَلَا اُعْتِقُهَا قَالَ "ادْعُهَا ." فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَيْنَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ ." قَالَتْ فِي السَّمَاءِ . قَالَ "فَمَنْ اَنَا ." قَالَتْ اَنْتَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .
قَالَ "اِنَّهَا مُؤْمِنَةٌ فَاَعْتِقْهَا ."

☆☆ حضرت معاویہ بن حکم سلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے عرض کی: یارسول اللہ! ہم لوگ زمانۂ جاہلیت کے قریب ہیں' پھر اللہ تعالیٰ نے اسلام کی دولت سے نوازا' ہم میں سے بعض لوگ پرندوں کے ذریعے فال حاصل کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ ایک ایسی چیز ہے' جو ان کی اپنی خام خیالی ہے' اس کا اثر کوئی نہیں ہوتا۔ (میں نے عرض کی:) ہم میں سے بعض لوگ ایسے ہیں' جو کاہنوں کے پاس بھی چلے جاتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم ان کے پاس نہ جاؤ' انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! ہم میں سے بعض لوگ لکیریں کھینچتے ہیں (یعنی علم رمل جانتے ہیں)۔ تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایک نبی بھی یہ علم جانتے تھے' تو جس شخص کی لکیر ان کے خط کے مطابق ہوتی ہے' اس کا نتیجہ ٹھیک ہو جاتا ہے۔

راوی بیان کرتے ہیں' میں نے نبی اکرم ﷺ کی اقتداء میں نماز ادا کی' نماز کے دوران حاضرین میں سے ایک صاحب کو چھینک آ گئی تو میں نے انہیں یرحمک اللہ کہہ دیا تو لوگوں نے مجھے گھور کر دیکھا' میں نے کہا: تمہاری ماں تمہیں روئے! تم مجھے اس طرح کیوں دیکھ رہے ہو؟ تو کچھ لوگوں نے اپنے ہاتھ اپنے زانوں پر مارے' جب میں نے انہیں دیکھا کہ وہ مجھے خاموش کرنے کے لیے ایسا کر رہے ہیں' تو میں خاموش ہو گیا' جب نبی اکرم ﷺ نے نماز مکمل کی تو آپ ﷺ نے مجھے بلایا' میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں! آپ ﷺ نے نہ مجھے مارا نہ جھڑکا نہ برا کہا' میں نے آپ ﷺ سے پہلے' اور آپ ﷺ کے بعد آپ ﷺ سے اچھا معلم کوئی نہیں دیکھا' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہماری یہ نماز جو ہے اس میں عام لوگوں کی طرح کی گفتگو ہونا مناسب نہیں ہے' اس میں تسبیح پڑھی جاتی ہے' تکبیر کہی جاتی ہے' قرآن کی تلاوت کی جاتی ہے۔

راوی کہتے ہیں: پھر میں اپنے بکریوں کے ریوڑ کے پاس چلا گیا جسے میری ایک کنیز اُحد پہاڑ اور جوانیہ کے آس پاس چرا رہی تھی' جب میں وہاں پہنچا تو مجھے پتہ چلا کہ اس ریوڑ میں سے ایک بکری کو کوئی بھیڑیا لے گیا ہے' میں بھی ایک انسان ہوں عام لوگوں کی طرح مجھے بھی غصہ آ جاتا ہے' میں نے اس کنیز کو تھپڑ امارا' پھر میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کو اس بارے میں بتایا تو آپ نے اس پر ناراضگی کا اظہار کیا' میں نے عرض کی: یارسول اللہ! کیا میں اسے آزاد نہ کر دوں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم اسے بلاؤ! نبی اکرم ﷺ نے اس کنیز سے دریافت کیا: اللہ تعالیٰ کہاں ہے؟ کنیز نے جواب دیا: آسمان میں' نبی

اکرم ﷺ نے دریافت کیا: میں کون ہوں؟ کنیز نے عرض کی: آپ اللہ کے رسول ہیں نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ مؤمن ہے تم اسے آزاد کردو۔

شرح

یہی روایت امام مسلم نے اپنی "صحیح" میں بھی نقل کی ہے وہاں اس کی شرح کرتے ہوئے امام نووی رحمۃ اللہ علیہ تحریر کرتے ہیں:
علماء نے یہ بات بیان کی ہے: جاہلیت سے مراد وہ زمانہ ہے جو شریعت کی آمد سے پہلے کا تھا لوگوں نے اس کا نام جاہلیت اس لئے رکھا تھا کیونکہ اس دوران بہت سی جاہلانہ رسمیں پائی جاتی تھیں۔
کاہنوں کے پاس جانے کی وضاحت کرتے ہوئے علماء نے یہ بات بیان کی ہے۔ کاہنوں کے پاس جانے سے اس لئے منع کیا گیا کیونکہ وہ لوگ غیب کے بارے میں بات کرتے ہیں ان کی پیشینگوئی بعض اوقات درست ثابت ہوتی ہے تو آدمی کے فتنے میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہے کیونکہ اس صورت میں وہ لوگوں کو بہت سے شرعی معاملات کے بارے میں غلط فہمی کا شکار کر دیں گے۔
مستند احادیث سے یہ بات ثابت ہے کہ کاہنوں کے پاس جانا منع ہے۔ ان کی باتوں کی تصدیق کرنا منع ہے۔
وہ لوگ جو مٹھائی وغیرہ دیتے ہیں وہ منع ہے اور اس کے حرام ہونے پر تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے۔
ایک جماعت نے ان تمام اُمور کے حرام ہونے کے بارے میں اجماع کا قول نقل کیا ہے: جس میں امام ابومحمد بغوی بھی شامل ہیں۔
بغوی فرماتے ہیں: اہل علم کا اس بات پر اتفاق ہے کہ (کاہن کی مٹھائی سے مراد اس کا معاوضہ ہے)
کہانت کروانے والا شخص اس سے جو چیز لیتا ہے وہ حرام ہے کیونکہ کہانت کا فعل باطل ہے اور معاوضہ لینا جائز نہیں ہے۔
خطابی کہتے ہیں حدیث میں یہ بات منقول ہے: (نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے)
"جو شخص کاہن کے پاس آتا ہے اور اس کی کہی ہوئی بات کی تصدیق کرتا ہے تو وہ اس چیز سے بری الذمہ ہو جاتا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ پر نازل کیا ہے۔"
عربوں میں مختلف قسم کے کاہن ہوتے تھے جو اس بات کے دعوے دار تھے کہ انہیں بہت ساری چیزوں کے بارے میں پتہ ہوتا ہے۔ ان میں سے بعض لوگ یہ کہتے تھے کہ ان کے پاس کوئی جن ہے جو انہیں مستقبل کی خبریں بتا دیتا ہے۔ ان میں سے بعض اس بات کے دعویدار تھے کہ انہیں فہم ایسی عطا کی گئی ہے جس کے ذریعے وہ مستقبل کے بارے میں جان لیتے ہیں۔ ان میں سے کچھ لوگ خود کو "عراف" کہتے تھے یہ وہ لوگ تھے جو یہ گمان کرتے تھے: وہ اسباب کے مقدمات کے ذریعے امور کی معرفت حاصل کر لیتے تھے اور ان مقدمات کے ذریعے اس معرفت پر استدلال کرتے تھے جیسے اس چیز کی معرفت فلاں چیز کس نے چوری کی ہے یا اس چیز کی معرفت کہ فلاں شخص نے اپنی بیوی پر جو الزام لگایا ہے اس کی حقیقت کیا ہے؟ اور اس طرح کے دیگر معاملات وغیرہ۔

بعض لوگ خود کو نجومی کہتے تھے۔ حدیث میں جو ممانعت ہے وہ ان سب لوگوں کے پاس جانے کے بارے میں ہے اور ان کی بات کی طرف رجوع کرنے یا ان کی بات کی تصدیق کرنے کے بارے میں ہے۔
(نووی کہتے ہیں) یہ سب خطابی کا کلام ہے اور یہ بہت بہترین گفتگو ہے۔
روایت کے یہ الفاظ جس شخص کی "لکیر اس کے موافق ہوتی ہے" اس پر بحث کرتے ہوئے امام نووی رحمۃ اللہ علیہ تحریر کرتے ہیں: اس کے مفہوم کے بارے میں علماء کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔ صحیح قول یہ ہے: اس کا مفہوم یہ ہے جس شخص کی لکیر اس کے موافق ہو تو اس کے لئے یہ عمل مباح ہوگا لیکن ہمارے پاس ایسا کوئی طریقہ نہیں ہے جس سے ہم اس کی موافقت کے بارے میں یقینی علم حاصل کر سکیں۔ اس لئے ہمارے لئے یہ مباح نہیں ہے۔
اور مقصد یہ ہے: ایسا کرنا بھی حرام ہے کیونکہ یہ مباح صرف اس صورت میں ہو سکتا ہے جب موافقت کا یقین ہو اور ہمارے پاس اس بارے میں کوئی یقین نہیں ہے۔
روایت کے متن میں استعمال ہونے والے لفظ "جوانیہ" کے تلفظ کے بارے میں امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے مختصر سی بحث کی ہے پھر اس بات کی وضاحت کی ہے یہ اُحد پہاڑ کے نزدیک مدینہ منورہ کے شمال میں ایک جگہ ہے۔
روایت کے یہ الفاظ (اللہ تعالیٰ) آسمان میں ہے۔ اس کی وضاحت کرتے ہوئے علامہ نووی فرماتے ہیں: یہ حصہ احادیث صفات سے تعلق رکھتا ہے اور صفات کے مسئلے کے بارے میں اہل علم کے دو گروہ ہیں جن کا تذکرہ کتاب الایمان میں کئی مرتبہ ہو چکا ہے۔ ایک گروہ اس بات کا قائل ہے ان صفات کے مفہوم پر غور و فکر کئے بغیر ایمان لایا جائے گا۔
اور اس بات کا اعتقاد رکھا جائے گا کہ اللہ تعالیٰ کی مانند اور کچھ نہیں ہو سکتا اور وہ مخلوق کے لئے مخصوص تمام چیزوں سے پاک ہے۔
دوسرا گروہ اس بات کا قائل ہے کہ اس کی ایسی تاویل کی جائے گی جو اللہ تعالیٰ کی شان کے لائق ہو۔*

•••———•••———•••

1218 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ اَبِىْ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنِى الْحَارِثُ بْنُ شُبَيْلٍ عَنْ اَبِىْ عَمْرٍو الشَّيْبَانِيِّ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ قَالَ كَانَ الرَّجُلُ يُكَلِّمُ صَاحِبَهٗ فِى الصَّلَاةِ بِالْحَاجَةِ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ (حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ

* حاشیہ نووی علی صحیح مسلم

1218-اخرجه البخاري في العمل في الصلاة، باب ما ينهى من الكلام في الصلاة (الحديث 1200)، وفي التفسير، باب (وقوموا لله قانتين) (الحديث 4534). واخرجه مسلم في المساجد و مواضع الصلاة، باب تحريم الكلام في الصلاة و نسخ ما كان من اباحته (الحديث 35). واخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب النهي عن الكلام في الصلاة (الحديث 949). واخرجه الترمذي في الصلاة، باب ما جاء في نسخ الكلام في الصلاة (الحديث 405)، و في تفسير القرآن، باب (ومن سورة البقرة) (الحديث 2986) مختصرًا. و اخرجه النسائي في التفسير: سورة البقرة، قوله جل ثناؤه (وقوموا لله قانتين) (الحديث 67). تحفة الاشراف (3661).

الْوُسْطٰى وَقُومُوا لِلّٰهِ قَانِتِينَ) فَأُمِرْنَا بِالسُّكُوتِ .

★★ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ کے زمانہ اقدس میں پہلے کوئی شخص نماز کے دوران اپنے ساتھی سے کسی کام کے بارے میں بات چیت کرلیا کرتا تھا' یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوگئی:

"نمازوں کی حفاظت کرو اور درمیانی نماز کی بھی اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں احترام کے ساتھ کھڑے رہو"۔

تو ہمیں خاموشی اختیار کرنے کا حکم دیا گیا۔

1219 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِي غَنِيَّةَ - وَاسْمُهُ يَحْيَى بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ - وَالْقَاسِمُ بْنُ يَزِيدَ الْجَرْمِيُّ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ عَدِيٍّ عَنْ كُلْثُومٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ - وَهٰذَا حَدِيثُ الْقَاسِمِ - قَالَ كُنْتُ آتِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُصَلِّي فَأُسَلِّمُ عَلَيْهِ فَيَرُدُّ عَلَيَّ فَأَتَيْتُهُ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ وَهُوَ يُصَلِّي فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ فَلَمَّا سَلَّمَ اَشَارَ اِلَى الْقَوْمِ فَقَالَ "اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ - يَعْنِي - اَحْدَثَ فِي الصَّلَاةِ اَنْ لَا تَكَلَّمُوا اِلَّا بِذِكْرِ اللّٰهِ وَمَا يَنْبَغِي لَكُمْ وَاَنْ تَقُومُوا لِلّٰهِ قَانِتِينَ".

★★ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' پہلے میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا اور آپ ﷺ اگر اس وقت نماز پڑھ رہے ہوتے تھے میں آپ کو سلام کرتا تھا تو آپ جواب دے دیا کرتے تھے' ایک مرتبہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا' میں نے آپ کو سلام کیا' آپ اس وقت نماز ادا کر رہے تھے' لیکن آپ ﷺ نے مجھے سلام کا جواب نہیں دیا' جب آپ ﷺ نے سلام پھیر دیا تو آپ نے حاضرین کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے نماز کے بارے میں یہ نیا حکم دیا ہے' تم لوگ نماز کے دوران صرف اللہ کا ذکر کرو اور تمہارے لیے مناسب یہ ہے' تم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں خاموش کھڑے رہو۔

شرح

یہ حدیث احناف کے اس موقف پر دلالت کرتی ہے کہ نماز کے دوران کلام کرنا مطلق طور پر منع ہے۔

•••——•••——•••

1220 - اَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ اَبِي وَائِلٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ كُنَّا نُسَلِّمُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَرُدُّ عَلَيْنَا السَّلَامَ حَتّٰى قَدِمْنَا مِنْ اَرْضِ الْحَبَشَةِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ فَاَخَذَنِي مَا قَرُبَ وَمَا بَعُدَ فَجَلَسْتُ حَتّٰى اِذَا قَضَى الصَّلَاةَ قَالَ "اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يُحْدِثُ مِنْ اَمْرِهِ مَا يَشَاءُ وَاِنَّهُ قَدْ اَحْدَثَ مِنْ اَمْرِهِ اَنْ لَا يُتَكَلَّمَ فِي الصَّلَاةِ".

★★ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' پہلے ہم نبی اکرم ﷺ کو (نماز کے دوران) سلام کیا کرتے تھے تو آپ سلام کا جواب دے دیا کرتے تھے' یہاں تک کہ ہم حبشہ کی سرزمین سے (مدینہ منورہ) آئے اور ہم نے آپ ﷺ کو

1219- انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (9543) .
1220- اخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب رد السلام في الصلاة (الحديث 924) . تحفة الاشراف (9272) .

سلام کیا' تو آپ ﷺ نے مجھے جواب نہیں دیا' میں اس پر بہت پریشان ہوا' میں وہیں بیٹھا رہا' یہاں تک کہ نبی اکرم ﷺ نے نماز مکمل کر لی تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ جو بھی چاہے نیا حکم دے سکتا ہے' اس نے اس حوالے سے نیا حکم یہ دیا ہے' نماز کے دوران کلام نہیں کیا جائے گا۔

21 - باب مَا يَفْعَلُ مَنْ قَامَ مِنَ اثْنَتَيْنِ نَاسِيًا وَّلَمْ يَتَشَهَّدْ

باب: جو شخص دو رکعات ادا کرنے کے بعد بھول کر کھڑا ہو جائے اور تشہد نہ پڑھے' وہ کیا کرے گا؟

1221 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْاَعْرَجِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ بُحَيْنَةَ قَالَ صَلّٰى لَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ قَامَ فَلَمْ يَجْلِسْ فَقَامَ النَّاسُ مَعَهُ فَلَمَّا قَضٰى صَلَاتَهُ وَنَظَرْنَا تَسْلِيمَهُ كَبَّرَ فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ قَبْلَ التَّسْلِيمِ ثُمَّ سَلَّمَ .

★★ حضرت عبداللہ بن بحینہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ نے ہمیں دو رکعات پڑھائیں اور پھر آپ کھڑے ہو گئے' آپ بیٹھے نہیں' آپ کے ہمراہ لوگ بھی کھڑے ہو گئے' جب آپ نے نماز مکمل کی اور ہم آپ کے سلام پھیرنے کے منتظر تھے' اس وقت آپ نے تکبیر کہتے ہوئے دو مرتبہ سجدۂ سہو کیا' پھر آپ ﷺ سلام پھیرنے سے پہلے بیٹھے رہے (یعنی تشہد کے کلمات پڑھتے رہے) پھر آپ نے سلام پھیرا۔

شرح

امام ابوجعفر طحاوی تحریر کرتے ہیں: ہمارے اصحاب (یعنی فقہائے احناف) نے یہ بات بیان کی ہے: جب کوئی شخص بیٹھنے کی جگہ کھڑا ہو جائے یا کھڑے ہونے کی جگہ بیٹھ جائے یا نماز کے دوران بھول کر سلام پھیر دے یا سورۂ فاتحہ پڑھنی ترک کر دے یا اسے مؤخر کر دے یا کوئی تشہد یا دعائے قنوت یا عیدین کی تکبیرات چھوڑ دے یا کوئی شخص امام تھا اور پست قرأت والی نماز میں اس نے بلند آواز میں قرأت کر لی یا بلند آواز والی میں پست آواز میں قرأت کر لی تو ان سب صورتوں میں اس نمازی پر سجدۂ سہو کرنا لازم ہوگا۔

اگر کوئی شخص نماز کے دوران اٹھتے وقت یا جھکتے وقت کی کوئی تکبیر چھوڑ دیتا ہے یا کوئی اور ذکر ترک کر دیتا ہے' جو مذکورہ بالا صورتوں کے علاوہ ہو تو ایسی صورت میں سجدۂ سہو لازم نہیں ہوگا۔*

سجدۂ سہو کے احکام

سجدۂ سہو کا حکم

مسئلہ: سجدۂ سہو کرنا واجب ہے۔ (تبیین)

1221- تقدم (الحديث 1176) .

* مختصر اختلاف العلماء (مسئلہ) کن صورتوں میں سجدۂ سہو لازم ہوتا ہے

مسئلہ: یہی قول صحیح ہے۔ (ہدایہ)

مسئلہ: سجدۂ سہو کرنا اُس وقت واجب ہوتا ہے جب وقت میں اس کی گنجائش ہو' اگر کسی شخص کے ذمے صبح کی نماز میں سجدۂ سہو کرنا لازم تھا اور اُس نے سجدۂ سہو نہیں کیا اور پہلا سلام پھیرنے کے فوراً بعد سورج نکل آیا تو سجدۂ سہو اُس سے ساقط ہو جائے گا۔

مسئلہ: اسی طرح اگر کوئی شخص عصر کے بعد قضاء نماز پڑھ رہا تھا اور اُس میں اُس سے سہو ہو گیا اور اُس کے سجدۂ سہو کرنے سے پہلے ہی سورج مدھم پڑ گیا تو اُس سے سجدۂ سہو ساقط ہو جائے گا۔

مسئلہ: نماز میں جس بھی چیز پر بناء کرنا ممنوع ہو' جب وہ صورتِ حال سلام پھیرنے کے بعد پائی جائے تو سجدۂ سہو ساقط ہو جائے گا۔ (بحرالرائق)

مسئلہ: سجدۂ سہو سلام پھیرنے کے بعد کیا جائے گا' وہ سہو نماز میں اضافے کی شکل میں ہو' یا کمی کی شکل میں ہو۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص سلام پھیرنے سے پہلے سجدۂ سہو کر لیتا ہے' تو ہمارے نزدیک جائز ہے' اصول کی روایت یہی ہے' تاہم وہ دو مرتبہ سلام پھیرے گا' یہی قول صحیح ہے۔ (ہدایہ)

مسئلہ: لیکن جمہور اس بات کے قائل ہیں' ایک طرف سلام پھیرنے کے بعد سجدۂ سہو کیا جائے گا اور اصل میں اسی کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ (کافی)

مسئلہ: (وہ ایک سلام) دائیں طرف پھیرا جائے گا۔ (زاہدی)

سجدۂ سہو کا طریقہ

مسئلہ: اس کا طریقہ یہ ہو گا کہ پہلا سلام پھیرنے کے بعد "اللہ اکبر" کہتے ہوئے آدمی سجدے میں چلا جائے گا' پھر اُس میں سجدے کی تسبیح پڑھے گا' پھر اسی طرح دوسرا سجدہ کرے گا' پھر اُس کے بعد تشہد کو دوبارہ پڑھے گا' پھر سلام پھیر دے گا۔ (محیط)

مسئلہ: تشہد کے قعدہ میں درود شریف بھی نہیں پڑھے گا اور دعا بھی نہیں مانگی جائے گی' یہی قول صحیح ہے' جبکہ بعض حضرات اس بات کے قائل ہیں' پہلے قعدہ میں یہ پڑھ لیا جائے گا۔ (تبیین)

مسئلہ: زیادہ احتیاط اس بات میں ہے کہ دونوں قعدوں میں اسے پڑھ لیا جائے۔ (قاضی خان)

مسئلہ: فرض اور نفل نماز میں سہو کا حکم برابر ہے۔ (محیط)

مسئلہ: فتاویٰ میں یہ بات تحریر ہے کہ سہو کے دونوں سجدوں کے بعد قعدہ کرنا نماز کا رُکن نہیں ہے اور سہو کے دو سجدے کرنے کے بعد قعدہ کا حکم اس لیے ہے' تاکہ نماز قعدہ پر ختم ہو' اگر کوئی شخص قعدہ کو چھوڑ کر کھڑا ہو جاتا ہے اور چلا جاتا ہے' تو اُس کی نماز فاسد نہیں ہو گی' حلوانی نے یہی کہا ہے۔ (سراج الوہاج)

نماز میں رہ جانے والے افعال کی اقسام واحکام

مسئلہ: اصول یہ ہے: نماز میں جو افعال رہ جاتے ہیں' اُن کی تین قسمیں ہیں: فرض' سنت' واجب۔

مسئلہ: اگر کوئی فرض چھوٹ جاتا ہے اور اُس کی قضاء ممکن ہو' تو قضاء کرے گا ورنہ نماز فاسد شمار ہو گی۔

مسئلہ: اگر کوئی سنت چھوٹ جاتی ہے' تو نماز فاسد نہیں ہو گی کیونکہ نماز فرائض کے ذریعے پوری ہو جاتی ہے اور وہ ادا ہو چکی ہے' اس لیے سنت ترک ہونے پر سجدۂ سہو کا حکم نہیں دیا جائے گا۔

مسئلہ: لیکن اگر کوئی واجب چھوٹ جاتا ہے' تو اگر وہ بھول کے رہ گیا تھا تو سجدۂ سہو کا حکم دیا جائے گا' اگر کسی شخص نے جان بوجھ کر کوئی واجب ترک کر دیا تو سجدۂ سہو کا حکم نہیں دیا جائے گا' بلکہ (وہ شخص از سر نو نماز پڑھے گا)۔ (تاتارخانیہ)

نماز کے دوران کسی واجب کو بھول کر چھوڑ دینے یا واجب میں تاخیر کرنے یا فرض میں تاخیر کرنے یا کسی فرض کو مقدم کرنے یا کسی فرض کو دوبارہ ادا کر لینے یا کسی واجب کو تبدیل کر لینے سے سجدۂ سہو لازم ہو جاتا ہے۔ (کافی)

مسئلہ: اگر کوئی شخص نماز کے دوران تعوذ' تسمیہ' ثناء' جھکنے یا اُٹھنے کے وقت کی تکبیریں ترک کر دیتا ہے' تو سجدۂ سہو واجب نہیں ہو گا۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص بھول کر بائیں طرف پہلے سلام پھیر دیتا تو سجدۂ سہو واجب نہیں ہو گا۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص بھول کر قومہ چھوڑ دیتا ہے' رکوع سے سیدھا ہی سجدے میں چلا جاتا ہے' تو قاضی خان میں یہ بات مذکور ہے: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اُس پر سجدۂ سہو واجب ہو گا۔ (فتح القدیر)

•••———•••———•••

1222 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ هُرْمُزَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ بُحَيْنَةَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَامَ فِي الصَّلَاةِ وَعَلَيْهِ جُلُوْسٌ فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ قَبْلَ التَّسْلِيْمِ ۔

☆☆ حضرت عبداللہ بن بحینہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: ایک مرتبہ نماز کے دوران جب آپ نے بیٹھنا تھا' آپ اس وقت کھڑے ہو گئے' پھر آپ نے سلام پھیرنے سے پہلے قعدہ کی حالت میں دو مرتبہ سجدۂ سہو کیا۔

22 - باب مَا يَفْعَلُ مَنْ سَلَّمَ مِنْ رَّكْعَتَيْنِ نَاسِيًا وَّتَكَلَّمَ

باب: جو شخص دو رکعات پڑھنے کے بعد بھول کر سلام پھیر لے' اور بات چیت بھی کرے' وہ کیا کرے گا؟

1223 - اَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ - وَهُوَ ابْنُ زُرَيْعٍ - قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ صَلّٰى بِنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِحْدٰى صَلَاتَيِ الْعَشِيِّ ۔ قَالَ قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ

1222-تقدم (الحديث 1176) .

تلاوت فرماتا ہے اور تمہیں پاک کرتا اور کتاب اور پختہ علم سکھاتا ہے اور تمہیں وہ تعلیم فرماتا ہے جس کا تمہیں علم نہ تھا۔تزکیہ کی تفسیر کرتے ہوئے علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں"أی یطھرھم من رذائل الأخلاق ودَنَس النفوس وأفعال الجاھلیة ویخرجھم من الظلمات إلی النور" ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں کو بُرے اخلاق ، باطنی میل، جاہلیت والے کاموں سے پاک کرتے ہیں اور انہیں (گمراہی کے)اندھیروں سے نکال کر(ہدایت کی)روشنی کی طرف لاتے ہیں۔

(تفسیر القرآن العظیم (ابن کثیر)،جلد1،صفحہ335،دار الکتب العلمیة، بیروت)

آج بھی اولیاء کرام اپنے مریدین کا تزکیہ کرکے ان کو راہ سلوک پر چلا رہے ہیں لیکن موجودہ دور میں ایسے لوگ بھی نظر آتے ہیں جن کو شریعت کی کوئی پاسداری نہیں سرعام شریعت کی خلاف ورزی کرتے ہیں اور لوگوں میں صوفی بنتے ہیں اور طریقت کو شریعت سے جدا سمجھ کر شریعت کی خلاف ورزی اور علماء کے خلاف بولتے ہیں۔ایسے جعلی پیروں کو اہل تصوف نے مُتَصَوِّفِین یعنی جعلی پیر کہا ہے کہ یہ دنیا و مال دولت کے لئے یہ روپ دھارتے ہیں اور طریقت کو بدنام کرتے ہیں۔

راقم الحروف نے دوران تعلیم یونیورسٹی میں ایک اسائنمنٹ جعلی پیروں پر تیار کی جس میں جعلی پیروں کی پہچان اور انکی شعبدہ بازی کو لکھا تا کہ لوگوں کی انکی پہچان ہوجائے اور ہمارے معاشرے میں ایک طبقہ ہے جو ان لوگوں کو دیکھ کر طریقت کا انکار کرتے ہیں وہ جان جائیں کہ جعلی پیروں کا عمل راہ طریقت کے خلاف ہے۔اس اسائنمنٹ کو استادِ محترم مفتی محمد قاسم قادری دامت برکاتہم العالیہ نے دیکھا تو لوگوں کی رہنمائی کے لئے چھپوانے کا ذہن دیا۔راقم نے یہ خیال کرتے ہوئے کہ جعلی پیروں کے ساتھ تصوف پر بھی لکھا جائے تا کہ کوئی تصوف کی حقیقت کا انکار نہ کرسکے اس لئے تصوف اور اسکی ضرورت و اہمیت،

اسلامی اور غیر اسلامی تصوف کا جائزہ، بیعت اور اسکی شرائط،اولیاء اللہ کی صفات،شان، تصرفات وغیرہ کے موضوعات کا مزید اضافہ کیا جائے تا کہ پڑھنے والا تصوف کو پوری طرح سمجھ جائے۔یوں یہ چند صفحوں کی اسائنمنٹ بفضلہ تعالیٰ ایک ضخیم کتاب بن گئی۔تقریبا سات سال پہلے اس کا پہلا ایڈیشن چھپا تھا۔اب دوسرا ایڈیشن چھپ رہا ہے۔

موجودہ دور میں تصوف کے ساتھ تین قسم کے لوگوں کا تعلق ہے: ایک وہ ہیں جو اس کو سرے سے مانتے ہی نہیں، دوسرا گروہ وہ ہے جو حقیقی طور پر پیری مریدی کے ساتھ وابستہ ہے اور تیسرا وہ گروہ ہے جو جعلی پیروصوفیوں کے روپ میں معاشرے کے ناسور بنے بیٹھے ہیں۔اس کتاب میں ان سب کو سامنے رکھ کر لکھا ہے کہ جو کوئی تصوف کا انکار کرنے والا ہو،راہِ سلوک پر چل رہا ہو،یا کسی جعلی پیر کے ہتھے چڑھا ہو وہ اگر اسے مکمل پڑھ لے گا تو ان شاء اللہ اسکی بہت راہنمائی ہوگی۔اس کتاب میں راقم نے یہی کوشش کی ہے کہ اختصار کے ساتھ لکھا جائے اور زیادہ حوالے دیئے جائیں۔

المتخصص فی الفقہ الاسلامی
ابو احمد محمد انس رضا قادری
06 ذوالقعدہ 1437ھ،10اگست 2016ء

وَلٰكِنِّيْ نَسِيْتُ - قَالَ - فَصَلّٰى بِنَا رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ فَانْطَلَقَ اِلٰى خَشَبَةٍ مَعْرُوْضَةٍ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ بِيَدِهٖ عَلَيْهَا كَاَنَّهٗ غَضْبَانُ وَخَرَجَتِ السَّرَعَانُ مِنْ اَبْوَابِ الْمَسْجِدِ فَقَالُوْا قُصِرَتِ الصَّلَاةُ وَفِي الْقَوْمِ اَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا - فَهَابَاهُ اَنْ يُّكَلِّمَاهُ وَفِي الْقَوْمِ رَجُلٌ فِيْ يَدَيْهِ طُوْلٌ قَالَ كَانَ يُسَمّٰى ذَا الْيَدَيْنِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنَسِيْتَ اَمْ قُصِرَتِ الصَّلَاةُ قَالَ "لَمْ اَنْسَ وَلَمْ تُقْصَرِ الصَّلَاةُ" . قَالَ وَقَالَ "اَكَمَا قَالَ ذُو الْيَدَيْنِ" . قَالُوْا نَعَمْ . فَجَاءَ فَصَلَّى الَّذِيْ كَانَ تَرَكَهٗ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ كَبَّرَ فَسَجَدَ مِثْلَ سُجُوْدِهٖ اَوْ اَطْوَلَ ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَهٗ وَكَبَّرَ ثُمَّ سَجَدَ مِثْلَ سُجُوْدِهٖ اَوْ اَطْوَلَ ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَهٗ ثُمَّ كَبَّرَ .

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ ہمیں فجر یا عشاء کی نماز پڑھا رہے تھے۔

راوی کہتے ہیں: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ بات بتائی تھی' لیکن مجھے یہ بات بھول گئی ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ہمیں دو رکعات پڑھانے کے بعد سلام پھیر دیا' پھر آپ مسجد میں رکھی ہوئی لکڑی کے پاس تشریف لے آئے' آپ نے غضب کی حالت میں اپنا دست مبارک اس پر رکھا' کچھ جلد باز لوگ مسجد کے دروازوں سے باہر چلے گئے اور یہ بولے: نماز مختصر ہوگئی ہے' حاضرین میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے' لیکن انہیں نبی اکرم ﷺ کو مخاطب کرنے کی جرأت نہ ہوئی' حاضرین میں ایک ایسے صاحب بھی موجود تھے جن کے ہاتھ کچھ لمبے تھے اور انہیں ذوالیدین کہا جاتا تھا' انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! کیا آپ بھول گئے ہیں' یا نماز مختصر ہوگئی ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: نہ تو میں بھولا ہوں اور نہ ہی نماز مختصر ہوئی ہے۔

راوی کہتے ہیں: پھر نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: کیا ذوالیدین ٹھیک کہہ رہا ہے؟ لوگوں نے عرض کی: جی ہاں! تو نبی اکرم ﷺ (مصلی پر) تشریف لائے اور جو رکعات باقی رہ گئی تھیں' وہ آپ ﷺ نے ادا کیں' پھر آپ نے سلام پھیرا' پھر آپ نے تکبیر کہی اور سجدے میں چلے گئے' جس طرح آپ عام سجدہ کیا کرتے تھے یا شاید اس سے طویل تھا' پھر آپ ﷺ نے اپنا سر مبارک اُٹھایا اور تکبیر کہی' پھر آپ تکبیر کہتے ہوئے سجدے میں چلے گئے' جس طرح آپ عام طور پر سجدہ کرتے تھے یا اس سے طویل سجدہ کیا' پھر آپ نے تکبیر کہتے ہوئے اپنا سر اُٹھالیا۔

•••———•••———•••

1224 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ الْقَاسِمِ عَنْ مَّالِكٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَيُّوْبُ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْصَرَفَ مِنَ اثْنَتَيْنِ فَقَالَ لَهٗ ذُو الْيَدَيْنِ اَقُصِرَتِ

1223-اخرجه البخاری فی الصلاة، باب تشبیك الاصابع فی المسجد و غیره (الحدیث 482) . واخرجه ابو داؤد فی الصلاة، باب السهو فی السجدتین (الحدیث 1011) . واخرجه النسائی فی السهو، ذکر الاختلاف علی ابی هریرة فی السجدتین (الحدیث 1234) مختصراً . و اخرجه ابن ماجه فی اقامة الصلاة و السنة فیها، باب فیمن سلم من ثنتین او ثلاث ساهیا (الحدیث 1214) بنحوه . تحفة الاشراف (14469) .

1224-اخرجه البخاری فی الاذان، باب هل یاخذ الامام اذا شك بقول الناس (الحدیث 714)، فی السهو، باب من لم یتشهد فی سجدتی السهو (الحدیث 1228)، و فی اخبار الاحاد، باب ما جاء فی اجازة خبر الواحد الصدوق فی الاذان و الصلاة و الصوم و الفرائض و الاحکام (الحدیث 7250) . و اخرجه ابو داؤد فی الصلاة باب السهو فی السجدتین 399 . تحفة الاشراف (14449) .

الصَّلَاةُ اَمْ نَسِيْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَصَدَقَ ذُو الْيَدَيْنِ" . فَقَالَ النَّاسُ نَعَمْ . فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى اثْنَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ كَبَّرَ فَسَجَدَ مِثْلَ سُجُوْدِهٖ اَوْ اَطْوَلَ ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَهٗ ثُمَّ سَجَدَ مِثْلَ سُجُوْدِهٖ اَوْ اَطْوَلَ ثُمَّ رَفَعَ .

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے دو رکعات پڑھنے کے بعد سلام پھیر دیا تو حضرت ذوالیدین رضی اللہ عنہ نے آپ کی خدمت میں عرض کی: یارسول اللہ! کیا نماز مختصر ہوگئی ہے یا آپ بھول گئے ہیں؟ نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: کیا ذوالیدین ٹھیک کہہ رہا ہے؟ لوگوں نے عرض کی: جی ہاں! تو نبی اکرم ﷺ کھڑے ہوئے' آپ ﷺ نے دو رکعات ادا کیں' پھر آپ نے سلام پھیرا اور پھر تکبیر کہتے ہوئے سجدہ میں چلے گئے اور آپ نے اپنے عام سجدوں کے برابر یا اس سے طویل سجدے کیے' پھر آپ ﷺ نے اپنا سر اُٹھایا اور پھر اپنے عام سجدوں کی مانند یا اس سے کچھ طویل سجدہ کیا' پھر آپ ﷺ نے (اپنا سر مبارک) اُٹھالیا۔

1225 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَّالِكٍ عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْحُصَيْنِ عَنْ اَبِيْ سُفْيَانَ مَوْلَى ابْنِ اَبِيْ اَحْمَدَ اَنَّهٗ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الْعَصْرِ فَسَلَّمَ فِيْ رَكْعَتَيْنِ فَقَامَ ذُو الْيَدَيْنِ فَقَالَ اَقُصِرَتِ الصَّلَاةُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَمْ نَسِيْتَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "كُلُّ ذٰلِكَ لَمْ يَكُنْ" . فَقَالَ قَدْ كَانَ بَعْضُ ذٰلِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ . فَاَقْبَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ "اَصَدَقَ ذُو الْيَدَيْنِ" . فَقَالُوْا نَعَمْ . فَاَتَمَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَقِيَ مِنَ الصَّلَاةِ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ بَعْدَ التَّسْلِيْمِ .

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ ہمیں عصر کی نماز پڑھا رہے تھے' آپ نے دو رکعات پڑھنے کے بعد سلام پھیر دیا تو حضرت ذوالیدین رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے' انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! کیا نماز مختصر ہو گئی ہے یا آپ بھول گئے ہیں؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: دونوں میں سے کچھ بھی نہیں ہوا' انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! دونوں میں سے کچھ ایک تو ہوا ہے' نبی اکرم ﷺ نے لوگوں کی طرف توجہ کی اور دریافت کیا: کیا ذوالیدین ٹھیک کہہ رہا ہے؟ لوگوں نے عرض کی: جی ہاں! تو نبی اکرم ﷺ نے باقی رہنے والی نماز مکمل کی اور پھر قعدہ کی حالت میں سلام پھیرنے کے بعد دو مرتبہ سجدۂ سہو کیا۔

1226 - اَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا بَهْزُ بْنُ اَسَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ اَنَّهٗ

1225-اخرجه مسلم فی المساجد و مواضع الصلاة، باب السهو فی الصلاة والسجود له (الحدیث 99) . تحفة الاشراف (14944) .

1226-اخرجه البخاری فی الاذان، باب هل یاخذ الامام اذا شك بقول الناس (الحدیث 715)، وفی السهو، باب اذا سلم فی رکعتین او فی ثلاث فسجد سجدتین مثل سجود الصلاة او اطول (الحدیث 1227) . واخرجه ابو داؤد فی الصلاة، باب السهو فی السجدتین (الحدیث 1014) مختصراً . تحفة الاشراف (14952) .

سَمِعَ اَبَا سَلَمَةَ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى صَلَاةَ الظُّهْرِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ فَقَالُوْا اَقُصِرَتِ الصَّلَاةُ فَقَامَ وَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ۔

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز دو رکعات ادا کرنے کے بعد سلام پھیر دیا لوگوں نے عرض کی: یارسول اللہ! کیا نماز مختصر ہوگئی ہے؟ تو آپ کھڑے ہوگئے اور آپ نے دو مزید رکعات ادا کرنے کے بعد سلام پھیرا اور پھر دو مرتبہ سجدۂ سہو کرلیا۔

1227 - اَخْبَرَنَا عِيْسَى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِي حَبِيْبٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ اَبِي اَنَسٍ عَنْ اَبِي سَلَمَةَ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى يَوْمًا فَسَلَّمَ فِي رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ انْصَرَفَ فَاَدْرَكَهُ ذُو الشِّمَالَيْنِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنُقِصَتِ الصَّلَاةُ اَمْ نَسِيْتَ فَقَالَ "لَمْ تُنْقَصِ الصَّلَاةُ وَلَمْ اَنْسَ". قَالَ بَلٰى وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ ۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَصَدَقَ ذُو الْيَدَيْنِ". قَالُوْا نَعَمْ ۔ فَصَلّٰى بِالنَّاسِ رَكْعَتَيْنِ ۔

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ادا کرتے ہوئے دو رکعات پڑھنے کے بعد سلام پھیر دیا' پھر جب آپ نماز پڑھ کر فارغ ہوئے' تو حضرت ذوالیدین رضی اللہ عنہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے' انہوں نے دریافت کیا: یارسول اللہ! کیا نماز مختصر ہوگئی ہے یا آپ بھول گئے ہیں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: نماز بھی مختصر نہیں ہوئی اور میں بھی نہیں بھولا ہوں' انہوں نے عرض کی: جی ہاں! اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے! (ایسا ہوا ہے) تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کی: کیا ذوالیدین ٹھیک کہہ رہا ہے؟ لوگوں نے عرض کی: جی ہاں! تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو (باقی رہ) جانے والی دو رکعات پڑھائیں۔

1228 - اَخْبَرَنَا هَارُوْنُ بْنُ مُوْسَى الْفَرْوِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي اَبُوْ ضَمْرَةَ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِي اَبُوْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ نَسِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمَ فِي سَجْدَتَيْنِ ۔ فَقَالَ لَهُ ذُو الشِّمَالَيْنِ اَقُصِرَتِ الصَّلَاةُ اَمْ نَسِيْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَصَدَقَ ذُو الْيَدَيْنِ". قَالُوْا نَعَمْ ۔ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَتَمَّ الصَّلَاةَ ۔

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ (نماز پڑھاتے ہوئے) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھول گئے اور آپ نے دو رکعات پڑھنے کے بعد سلام پھیر دیا تو حضرت ذوالشمالین نے آپ کی خدمت میں عرض کی: یارسول اللہ! کیا نماز مختصر ہوگئی ہے یا آپ بھول گئے ہیں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: کیا ذوالیدین ٹھیک کہہ رہا ہے؟ لوگوں نے عرض کی: جی ہاں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور آپ نے نماز مکمل کی۔

1229 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَنْبَاَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِي سَلَمَةَ

1227-انفرد بہ النسائی ۔ تحفة الاشراف (14991) ۔
1228-انفرد بہ النسائی ۔ تحفة الاشراف (15344) ۔

وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَاَبِي بَكْرِ بْنِ سُلَيْمَانَ بْنِ اَبِي حَثْمَةَ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ اَوِ الْعَصْرَ فَسَلَّمَ فِي رَكْعَتَيْنِ وَانْصَرَفَ ۔ فَقَالَ لَهُ ذُو الشِّمَالَيْنِ بْنُ عَمْرٍو اَنُقِصَتِ الصَّلَاةُ اَمْ نَسِيْتَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَا يَقُوْلُ ذُو الْيَدَيْنِ". فَقَالُوْا صَدَقَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ ۔ فَاَتَمَّ بِهِمُ الرَّكْعَتَيْنِ اللَّتَيْنِ نَقَصَ ۔

اَخْبَرَنَا اَبُوْ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ اَبَا بَكْرِ بْنَ سُلَيْمَانَ بْنِ اَبِي حَثْمَةَ

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر یا شاید عصر کی نماز ادا کی (یہاں پر شک راوی کو ہے) تو آپ نے دو رکعات پڑھنے کے بعد سلام پھیر دیا۔ حضرت ذوشمالین بن عمرو نے آپ کی خدمت میں عرض کی: یارسول اللہ! کیا نماز مختصر ہوگئی ہے یا آپ بھول گئے ہیں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ذوالیدین کیا کہہ رہا ہے؟ لوگوں نے عرض کی: یارسول اللہ! یہ ٹھیک کہہ رہا ہے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو باقی رہ جانے والی دو رکعات پڑھا کر نماز کو مکمل کیا۔

1230 - اَخْبَرَهُ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ فَقَالَ لَهُ ذُو الشِّمَالَيْنِ نَحْوَهُ ۔ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ اَخْبَرَنِي هٰذَا الْخَبَرَ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ ۔ قَالَ وَاَخْبَرَنِيْهِ اَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَاَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ وَعُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ۔

ایک اور سند کے حوالے سے یہ بات منقول ہے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعات نماز ادا کرنے کے بعد (سلام پھیر دیا) تو حضرت ذوالشمالین نے آپ کی خدمت میں عرض کی۔

یہی روایت بعض دیگر اسناد کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

23 - باب ذِكْرِ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى اَبِي هُرَيْرَةَ فِي السَّجْدَتَيْنِ

باب: دو سجدوں کے بارے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول روایت میں اختلاف (کا تذکرہ)

1231 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ قَالَ اَنْبَاَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدٍ وَاَبِي سَلَمَةَ وَاَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَابْنِ اَبِي حَثْمَةَ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّهُ قَالَ لَمْ يَسْجُدْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَئِذٍ قَبْلَ السَّلَامِ وَلَا بَعْدَهُ ۔

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ بات منقول ہے: انہوں نے یہ بات بیان کی ہے: اس دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ تو سلام پھیرنے سے پہلے اور نہ ہی سلام پھیرنے کے بعد (سجدۂ سہو) کیا تھا۔

1229-انفرد بہ النسائی ۔ تحفة الاشراف (14859) ۔
1230-اخرجہ ابو داؤد فی الصلاة، باب السهو فی السجدتین (الحدیث 1013) ۔ تحفة الاشراف (13180) ۔
1231-انفرد بہ النسائی ۔ تحفة الاشراف (13222) ۔

شرح

سجدہ سہو کب کیا جائے گا؟ اس بارے میں فقہاء کے اختلاف کی وضاحت کرتے ہوئے امام طحاوی تحریر کرتے ہیں:

ہمارے اصحاب (فقہائے احناف) اور سفیان ثوری کہتے ہیں: یہ سلام پھیرنے کے بعد کیے جائیں گے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: سہو نماز میں کسی کمی کے حوالے سے ہو تو سلام پھیرنے سے پہلے کیے جائیں اگر نماز میں کسی اضافے کے حوالے سے ہو تو سلام پھیرنے کے بعد کیے جائیں گے۔

طحاوی کہتے ہیں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے اس بارے میں کوئی اختلاف منقول نہیں ہے کہ یہ کسی اضافے کی وجہ سے ہوں یا کمی کی وجہ سے ہوں۔ سلام پھیرنے سے پہلے ہی کیے جائیں گے۔

امام شافعی اور امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہما اس بات کے قائل ہیں سجدہ سہو سلام پھیرنے سے پہلے کیا جائے گا۔*

•••——•••——•••

1232 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ سَوَّادِ بْنِ الْاَسْوَدِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ اَنْبَاَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِىْ حَبِيْبٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيْعَةَ عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَجَدَ يَوْمَ ذِى الْيَدَيْنِ سَجْدَتَيْنِ بَعْدَ السَّلَامِ .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' جس دن حضرت ذوالیدین نے (نبی اکرم ﷺ سے بھولنے کے بارے میں دریافت کیا تھا) اس دن نبی اکرم ﷺ نے سلام پھیرنے کے بعد دو سجدۂ سہو کیے تھے۔

1233 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ سَوَّادِ بْنِ الْاَسْوَدِ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ .

☆☆ یہی روایت ایک اور سند کے ساتھ بھی منقول ہے۔

1234 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيْدِ بْنِ كَثِيْرِ بْنِ دِيْنَارٍ قَالَ حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ وَحَدَّثَنِىْ ابْنُ عَوْنٍ وَّخَالِدُ الْحَذَّاءُ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَجَدَ فِىْ وَهْمِهِ بَعْدَ التَّسْلِيْمِ .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے (نماز) میں بھولنے پر سلام پھیرنے کے بعد سجدۂ سہو کیا تھا۔

1235 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ النَّيْسَابُوْرِىُّ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَنْصَارِىُّ قَالَ

* مختصر اختلاف العلماء، مسئلہ: سجدۂ سہو کے احکام

1232-انفرد بہ النسائی ۔ تحفۃ الاشراف (14159) ۔

1233-انفرد بہ النسائی ۔ تحفۃ الاشراف (14498) ۔

1234-تقدم (الحدیث 1223) ۔

اَشْعَثُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ خَالِدِ الْحَذَّاءِ عَنْ اَبِىْ قِلَابَةَ عَنْ اَبِى الْمُهَلَّبِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى بِهِمْ فَسَهَا فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ .

☆☆ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ان لوگوں کو نماز پڑھائی' آپ بھول گئے' پھر آپ ﷺ نے دو مرتبہ سجدۂ سہو کیا اور پھر سلام پھیرا۔

1236 - اَخْبَرَنَا اَبُو الْاَشْعَثِ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ الْحَذَّاءُ عَنْ اَبِىْ قِلَابَةَ عَنْ اَبِى الْمُهَلَّبِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ سَلَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ ثَلَاثِ رَكَعَاتٍ مِّنَ الْعَصْرِ فَدَخَلَ مَنْزِلَهُ فَقَامَ اِلَيْهِ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ الْخِرْبَاقُ فَقَالَ يَعْنِىْ نَقَصَتِ الصَّلَاةُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَخَرَجَ مُغْضَبًا يَجُرُّ رِدَائَهُ فَقَالَ "اَصَدَقَ ." قَالُوْا نَعَمْ . فَقَامَ فَصَلّٰى تِلْكَ الرَّكْعَةَ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْهَا ثُمَّ سَلَّمَ .

☆☆ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے عصر کی نماز میں تین رکعات پڑھنے کے بعد سلام پھیر دیا' پھر آپ اپنے گھر تشریف لے گئے' ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس شخص کا نام خرباق تھا' اس نے عرض کی: یارسول اللہ! کیا نماز کم ہو گئی ہے؟ نبی اکرم ﷺ غصے کے عالم میں اپنی چادر کو کھینچتے ہوئے باہر تشریف لائے اور دریافت کیا: کیا یہ ٹھیک کہہ رہا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا: جی ہاں! تو نبی اکرم ﷺ کھڑے ہوئے اور آپ نے ایک رکعت ادا کی' پھر آپ ﷺ نے سلام پھیرا' پھر دو مرتبہ سجدۂ سہو کیا' پھر آپ ﷺ نے سلام پھیرا۔

24 - باب اِتْمَامِ الْمُصَلِّىْ عَلٰى مَا ذَكَرَ اِذَا شَكَّ

باب: نمازی کو شک ہو جائے' تو جو چیز اسے یاد ہو' اس کی بنیاد پر نماز مکمل کر لے

1237 - اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيْبِ بْنِ عَرَبِىٍّ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اِذَا شَكَّ اَحَدُكُمْ فِىْ صَلَاتِهِ فَلْيُلْغِ الشَّكَّ وَلْيَبْنِ عَلَى الْيَقِيْنِ فَاِذَا اسْتَيْقَنَ بِالتَّمَامِ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ قَاعِدٌ فَاِنْ كَانَ صَلّٰى خَمْسًا شَفَعَتَا لَهُ صَلَاتَهُ وَاِنْ صَلّٰى اَرْبَعًا كَانَتَا تَرْغِيْمًا لِّلشَّيْطٰنِ ."

☆☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ' نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

1235-اخرجہ ابو داؤد فی الصلاۃ، باب سجدتی السھو فیھما تشھد و تسلیم (الحدیث 1039) ۔ واخرجہ الترمذی فی الصلاۃ، باب ما جاء فی التشھد فی سجدتی السھو (حدیث 395) ۔ تحفۃ الاشراف (10885) ۔

1236-اخرجہ مسلم فی المساجد و مواضع الصلاۃ، باب السھو فی الصلاۃ و السجود لہ (الحدیث 101 و 102) ۔ واخرجہ ابو داؤد فی الصلاۃ، باب السھو فی السجدتین (الحدیث 1018) ۔ واخرجہ النسائی فی السھو، السلام بعد سجدتی السھو (الحدیث 1330) و اخرجہ ابن ماجہ فی اقامۃ الصلاۃ والسنۃ فیھا، باب فیمن سلم من ثنتین اوثلاث ساھیًا (الحدیث 1215) ۔ تحفۃ الاشراف (10882) ۔

1237-اخرجہ مسلم فی المساجد و مواضع الصلاۃ، باب السھو فی الصلاۃ والسجود لہ (الحدیث 88) بنحوہ ۔ و اخرجہ ابو داؤد فی الصلاۃ، باب اذا شک فی الثنتین و الثلاث، (الحدیث 1024) و (الحدیث 1026 و 1027) بمعناہ مرسلًا ۔ واخرجہ النسائی فی السھو، باب اتمام المصلی علی ما ذکر اذا شک (الحدیث 1238) ۔ واخرجہ ابن ماجہ فی اقامۃ الصلاۃ و السنۃ فیھا، باب ما جاء فیمن شک فی صلاتہ فرجع الی الیقین (الحدیث 1210) ۔ تحفۃ الاشراف (4163) ۔

"جب کسی شخص کو اپنی نماز کے بارے میں شک ہو جائے' تو وہ شک کو بے بنیاد قرار دے اور یقین کو نماز کی بنیاد قرار دے جب اسے نماز مکمل ہونے کا یقین ہو جائے' تو پھر وہ دو مرتبہ سجدۂ سہو کرے' جبکہ وہ بیٹھا ہوا ہو' اگر اس نے پہلے پانچ رکعات ادا کی تھیں' تو یہ دو سجدے اس کی نماز کو جفت کر دیں گے' اگر اس نے پہلے چار رکعات ادا کی تھیں' تو یہ دو سجدے شیطان کی رسوائی کا باعث ہوں گے"۔

1238 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا حُجَيْنُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ - وَهُوَ ابْنُ اَبِىْ سَلَمَةَ - عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اِذَا لَمْ يَدْرِ اَحَدُكُمْ صَلّٰى ثَلَاثًا اَمْ اَرْبَعًا فَلْيُصَلِّ رَكْعَةً ثُمَّ يَسْجُدُ بَعْدَ ذٰلِكَ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ فَاِنْ كَانَ صَلّٰى خَمْسًا شَفَعَتَا لَهُ صَلَاتَهُ وَاِنْ صَلّٰى اَرْبَعًا كَانَتَا تَرْغِيْمًا لِّلشَّيْطٰنِ".

☆☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"جب کسی شخص کو یہ پتہ نہ چل سکے کہ اس نے تین رکعات ادا کی ہیں' یا چار رکعات ادا کی ہیں' تو وہ ایک رکعت ادا کرے آخر میں سجدۂ سہو کر لے' جبکہ وہ بیٹھا ہوا ہو' اگر اس نے پانچ رکعات ادا کی ہوں گی' تو یہ دو سجدے اس کی نماز کو جفت کر دیں گے' اگر اس نے چار ادا کی ہوں گی' تو یہ دونوں سجدے شیطان کی رسوائی کا باعث ہوں گے"۔

25 - باب التَّحَرِّی

باب: (نماز میں بھولنے کی صورت میں) تحری کرنا

1239 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اٰدَمَ قَالَ حَدَّثَنَا مُفَضَّلٌ - وَهُوَ ابْنُ مُهَلْهِلٍ - عَنْ مَّنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ يَرْفَعُهُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اِذَا شَكَّ اَحَدُكُمْ فِىْ صَلَاتِهٖ فَلْيَتَحَرَّ الَّذِىْ يَرٰى اَنَّهُ الصَّوَابُ فَيُتِمَّهُ ثُمَّ - يَعْنِىْ - يَسْجُدُ سَجْدَتَيْنِ".

وَلَمْ اَفْهَمْ بَعْضَ حُرُوْفِهٖ كَمَا اَرَدْتُ.

☆☆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ مرفوع حدیث کے طور پر یہ بات نقل کرتے ہیں: (نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:)

"جب کسی شخص کو اپنی نماز کے بارے میں شک ہو جائے' تو وہ اس بارے میں تحری کرے اور اس صورت کو دیکھے جو اسے ٹھیک محسوس ہوتی ہے' تو اس کی بنیاد پر نماز کو مکمل کر لے اور پھر دو مرتبہ سجدۂ سہو کر لے"۔

1238-تقدم (الحدیث 1237) .

1239-اخرجہ البخاری فی الصلاۃ، باب التوجہ نحو القبلۃ حیث کان (الحدیث 401) مطولاً و فی الایمان و النذور، باب اذا حنث ناسیاً فی الایمان (الحدیث 6671) بمعناہ مطولاً . و اخرجہ مسلم فی المساجد و مواضع الصلاۃ، باب السہو فی الصلاۃ و السجود لہ (الحدیث 89 و 90) مطولاً . و اخرجہ ابو داؤد فی الصلاۃ، باب اذا صلی خمساً (الحدیث 1020) مطولاً . و اخرجہ النسائی فی السہو، باب التحری (الحدیث 1240 و 1241 و 1242 و 1243) و اخرجہ ابن ماجہ فی اقامۃ الصلاۃ و السنۃ فیہا، باب ما جاء فیمن شک فی صلاتہ فتحری الصواب (الحدیث 1211) مطولاً، و (الحدیث 1212) . تحفۃ الاشراف (9451) .

اس روایت کے راوی کہتے ہیں: مجھے اس کے بعد کے الفاظ ٹھیک طرح سے سمجھ نہیں آ سکے تھے۔

شرح

انسان سے بھول چوک ہو جاتی ہے اگر کوئی شخص نماز کے دوران یہ بھول جاتا ہے کہ اس نے کتنی رکعات ادا کی ہیں؟ تو اس کے لئے حکم یہ ہے: وہ غالب گمان قائم کرنے کی کوشش کرے۔

اگر وہ کسی غالب گمان تک پہنچ جاتا ہے' تو اس کے مطابق نماز ادا کر لے' اگر غالب گمان اختیار کرنے میں ناکام رہتا ہے' تو کم از کم جتنی مقدار کی رکعات کو وہ درست سمجھتا ہے اس کے حساب سے وہ بقیہ نماز ادا کر لے اور آخر میں سجدہ سہو کر لے۔

سجدہ سہو کو نماز میں ہونے والی کمی کو پورا کرنے کے لئے مشروع کیا گیا ہے' تا کہ یہ دوبارہ نماز ادا کرنے کا فدیہ بن سکے تاہم اس کے لئے حکم یہ ہے: چھوڑا جانے والا عمل "فرض" نہیں ہونا چاہیے۔

اسی طرح نماز میں اگر کوئی اضافہ ہو جاتا ہے' تو اس صورت میں بھی سجدہ سہو کیا جا سکتا ہے' لیکن یہ سب اس صورت میں ہے کہ وہ کمی یا اضافہ بھول چوک کے نتیجے میں ہو۔

اگر کوئی شخص جان بوجھ کر نماز میں کوئی کمی یا بیشی کر لیتا ہے' یعنی کوئی ایسی کمی بیشی جو فرائض سے تعلق رکھتی ہے' تو اس صورت میں سجدہ سہو مشروع نہیں ہوگا۔ اس کی وجہ یہ ہے: بھول چوک کر کمی یا بیشی کرنے والا شخص معذور شمار ہوتا ہے' لیکن جان بوجھ کر کمی بیشی کرنے والے کو معذور شمار نہیں کیا جا سکتا۔ اس لئے اس کے حق میں سجدہ سہو بھی مشروع نہیں ہوگا۔

احناف اس بات کے قائل ہیں: نماز میں ہونے والی کمی و بیشی کے نتیجے میں سجدہ سہو کرنا واجب ہے اگر کوئی شخص سجدہ سہو ترک کر دیتا ہے' تو وہ گناہ گار ہوگا تاہم اس کی نماز باطل نہیں ہوگی۔ یاد رہے کہ یہ حکم اس صورت میں ہے کہ جب وہ کمی کسی واجب کے بارے میں ہو۔

اگر کوئی شخص کسی فرض کو بھول کر ترک کر دیتا ہے' تو اب اس کی نماز باطل ہو جائے گی اور اسے نئے سرے سے نماز پڑھنا ہو گی۔

احناف کے علاوہ باقی تمام فقہاء اس بات کے قائل ہیں' سجدہ سہو کرنا سنت ہے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے آگے جو روایات نقل کی ہیں ان میں سے زیادہ تر کا بنیادی موضوع یہی ہے کہ اگر نماز کے دوران سہو لاحق ہو جاتا ہے' تو سجدہ سہو کے ذریعے اس کی تلافی کی جا سکتی ہے۔

•••———•••———•••

1240 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ الْمُخَرِّمِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ مِسْعَرٍ عَنْ مَّنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِذَا شَكَّ اَحَدُكُمْ فِىْ صَلَاتِهٖ فَلْيَتَحَرَّ وَيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ بَعْدَ مَا يَفْرُغُ".

1240-تقدم (الحدیث 1239) .

نے ارشاد فرمایا:

☆☆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:
''جب کسی شخص کو اپنی نماز میں شک ہو جائے' تو وہ تحری کرے اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد دو مرتبہ سجدۂ سہو کرے''۔

1241 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ مِسْعَرٍ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَزَادَ اَوْ نَقَصَ فَلَمَّا سَلَّمَ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ حَدَثَ فِي الصَّلَاةِ شَيْءٌ قَالَ "لَوْ حَدَثَ فِي الصَّلَاةِ شَيْءٌ اَنْبَاْتُكُمُوْهُ وَلٰكِنِّيْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ اَنْسٰى كَمَا تَنْسَوْنَ فَاَيُّكُمْ مَا شَكَّ فِيْ صَلَاتِهِ فَلْيَنْظُرْ اَحْرٰى ذٰلِكَ اِلَى الصَّوَابِ فَلْيُتِمَّ عَلَيْهِ ثُمَّ لِيُسَلِّمْ وَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ"۔

☆☆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے نماز ادا کرتے ہوئے اس میں کچھ اضافہ کر دیا یا کچھ کمی کی' جب آپ نے سلام پھیر دیا تو ہم نے عرض کی: یارسول اللہ! کیا نماز کے بارے میں کوئی نیا حکم نازل ہوا ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر نماز کے بارے میں کوئی نیا حکم نازل ہوتا تو میں تمہیں آگاہ کر دیتا' لیکن میں بھی ایک انسان ہوں' میں بھی بھول جاتا ہوں' تو جب کسی شخص کو اپنی نماز کے بارے میں شک ہو جائے' تو وہ اس بات کا جائزہ لے کہ سب سے زیادہ مناسب صورتِ حال کیا ہے؟ جو صحیح ہونے کے قریب ہو پھر اس کی بنیاد پر وہ اپنی نماز کو مکمل کرلے اور سلام پھیرنے کے بعد دو مرتبہ سجدۂ سہو کرے۔

1242 - اَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ بْنِ سُلَيْمَانَ الْمُجَالِدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا الْفُضَيْلُ - يَعْنِيْ ابْنَ عِيَاضٍ - عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةً فَزَادَ فِيْهَا اَوْ نَقَصَ فَلَمَّا سَلَّمَ قُلْنَا يَا نَبِيَّ اللّٰهِ هَلْ حَدَثَ فِي الصَّلَاةِ شَيْءٌ قَالَ "وَمَا ذَاكَ"۔ فَذَكَرْنَا لَهُ الَّذِيْ فَعَلَ فَثَنٰى رِجْلَهُ فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ فَسَجَدَ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ ثُمَّ اَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ فَقَالَ "لَوْ حَدَثَ فِي الصَّلَاةِ شَيْءٌ لَاَنْبَاْتُكُمْ بِهِ"۔ ثُمَّ قَالَ "اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ اَنْسٰى كَمَا تَنْسَوْنَ فَاَيُّكُمْ شَكَّ فِيْ صَلَاتِهِ شَيْئًا فَلْيَتَحَرَّ الَّذِيْ يَرٰى اَنَّهُ صَوَابٌ ثُمَّ يُسَلِّمْ ثُمَّ يَسْجُدْ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ"۔

☆☆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ نے نماز ادا کرتے ہوئے ایک رکعت زیادہ ادا کر لی یا ایک کم ادا کی' جب آپ ﷺ نے سلام پھیرا تو ہم نے عرض کی: اے اللہ کے نبی! کیا نماز کے بارے میں کوئی نیا حکم نازل ہوا ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا ہوا؟ تو ہم نے آپ کے سامنے اس بات کا تذکرہ کیا' جو آپ نے کیا تھا تو نبی اکرم ﷺ نے اپنے پاؤں مبارک کو دوہرا کیا' قبلہ کی طرف رخ کیا اور دو مرتبہ سجدۂ سہو کر لیا' پھر آپ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور ارشاد فرمایا: اگر نماز کے بارے میں کوئی نیا حکم نازل ہوا ہوتا تو میں تمہیں اس کے بارے میں بتا دیتا' پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں بھی ایک انسان ہوں' میں بھی اسی طرح بھول جاتا ہوں جس طرح تم بھول جاتے ہو' تو جب کسی شخص کو اپنی نماز کے

1241-تقدم (الحديث 1239) .
1242 تقدم (الحديث 1239) .

بارے میں شک ہو جائے' تو وہ اس بات کا جائزہ لے کہ کون سی صورت درست ہوگی' پھر وہ (اس کے مطابق) نماز ادا کرنے کے بعد سلام پھیر کر سجدۂ سہو کر لے۔

1243 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ عَنْ شُعْبَةَ قَالَ كَتَبَ اِلَيَّ مَنْصُوْرٌ وَقَرَاْتُهُ عَلَيْهِ وَسَمِعْتُهُ يُحَدِّثُ رَجُلًا عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى صَلَاةَ الظُّهْرِ ثُمَّ اَقْبَلَ عَلَيْهِمْ بِوَجْهِهِ فَقَالُوْا اَحَدَثَ فِي الصَّلَاةِ حَدَثٌ قَالَ "وَمَا ذَاكَ"۔ فَاَخْبَرُوْهُ بِصَنِيْعِهِ فَثَنٰى رِجْلَهُ وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ اَقْبَلَ عَلَيْهِمْ بِوَجْهِهِ فَقَالَ "اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ اَنْسٰى كَمَا تَنْسَوْنَ فَاِذَا نَسِيْتُ فَذَكِّرُوْنِيْ"۔ وَقَالَ "لَوْ كَانَ حَدَثَ فِي الصَّلَاةِ حَدَثٌ اَنْبَاْتُكُمْ بِهِ"۔ وَقَالَ "اِذَا اَوْهَمَ اَحَدُكُمْ فِيْ صَلَاتِهِ فَلْيَتَحَرَّ اَقْرَبَ ذٰلِكَ مِنَ الصَّوَابِ ثُمَّ لِيُتِمَّ عَلَيْهِ ثُمَّ يَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ"۔

☆☆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ نے ظہر کی نماز ادا کی (اور اس میں ایک رکعت کم یا شاید ایک رکعت زیادہ ادا کی) نماز سے فارغ ہونے کے بعد جب آپ ﷺ نے لوگوں کی طرف رخ کیا' تو لوگوں نے عرض کی: یارسول اللہ! کیا نماز کے بارے میں کوئی نیا حکم نازل ہوا ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: کیا ہوا ہے؟ تو صحابہ کرام نے آپ کو آپ کے طرزِ عمل کے بارے میں بتایا (یعنی نماز میں جو کمی یا اضافہ ہو گیا تھا' اس کے بارے میں بتایا) تو نبی اکرم ﷺ نے اپنا پاؤں مبارک موڑا' قبلہ کی طرف رخ کیا اور دو مرتبہ سجدۂ سہو کرنے کے بعد سلام پھیر دیا' پھر آپ ﷺ نے لوگوں کی طرف رخ کیا اور ارشاد فرمایا: میں بھی ایک انسان ہوں' میں بھی اسی طرح بھول جاتا ہوں' جس طرح تم لوگ بھول جاتے ہو' تو جب میں بھول جاؤں' تو تم لوگ مجھے یاد کروا دیا کرو۔

نبی اکرم ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا: اگر نماز کے بارے میں کوئی نیا حکم نازل ہوا ہوتا تو میں تمہیں اس کے بارے میں بتا دیتا' جب کسی شخص کو اپنی نماز کے بارے میں وہم ہو جائے' تو وہ اس بات کا جائزہ لے کہ کون سی صورتِ حال درست ہونے کے زیادہ قریب ہے؟ پھر اس کی بنیاد پر وہ نماز کو مکمل کرے اور پھر دو مرتبہ سجدۂ سہو ادا کرے۔

1244 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ شُعْبَةَ عَنِ الْحَكَمِ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا وَائِلٍ يَقُوْلُ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ مَنْ اَوْهَمَ فِيْ صَلَاتِهِ فَلْيَتَحَرَّ الصَّوَابَ ثُمَّ يَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ بَعْدَ مَا يَفْرُغُ وَهُوَ جَالِسٌ۔

☆☆ ابووائل بیان کرتے ہیں' حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ بات بیان کی ہے' جس شخص کو اپنی نماز میں وہم ہو جائے' وہ درست صورت اختیار کرنے کی کوشش کرے' پھر نماز سے فارغ ہونے کے بعد جب وہ بیٹھا ہوا ہو' اس وقت وہ دو مرتبہ سجدۂ سہو کرے۔

1245 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ مِسْعَرٍ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ

1243-تقدم (الحديث 1239) .
1244-انفرد به النسائي ، و سياتي (الحديث 1245) . تحفة الاشراف (9241) .
1245-تقدم (الحديث 1244) .

مَنْ شَكَّ اَوْ اَوْهَمَ فَلْيَتَحَرَّ الصَّوَابَ ثُمَّ لِيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کسی شخص کو شک ہو جائے یا وہم ہو جائے تو وہ درست صورت اختیار کرنے کی کوشش کرے اور دو مرتبہ سجدۂ سہو کرے۔

1246 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ كَانُوْا يَقُوْلُوْنَ اِذَا اَوْهَمَ يَتَحَرَّى الصَّوَابَ ثُمَّ يَسْجُدُ سَجْدَتَيْنِ .

☆☆ ابراہیم نخعی بیان کرتے ہیں: علماء یہ فرماتے ہیں: جب کسی شخص کو نماز میں وہم ہو جائے تو وہ درست صورت اختیار کرنے کی کوشش کرے اور دو مرتبہ سجدۂ سہو کرے۔

1247 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُسَافِعٍ عَنْ عُتْبَةَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ شَكَّ فِیْ صَلَاتِهٖ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ بَعْدَ مَا يُسَلِّمُ ."

☆☆ حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

"جب کسی شخص کو اپنی نماز کے بارے میں شک ہو جائے تو وہ سلام پھیرنے کے بعد دو مرتبہ سجدۂ سہو کرے"۔

1248 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ هَاشِمٍ اَنْبَاَنَا الْوَلِيْدُ اَنْبَاَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُسَافِعٍ عَنْ عُتْبَةَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ شَكَّ فِیْ صَلَاتِهٖ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ بَعْدَ التَّسْلِيْمِ ."

☆☆ حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

"جس شخص کو اپنی نماز کے بارے میں شک ہو جائے تو وہ سلام پھیرنے کے بعد دو مرتبہ سجدۂ سہو کر لے"۔

1249 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِیْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُسَافِعٍ اَنَّ مُصْعَبَ بْنَ شَيْبَةَ اَخْبَرَهٗ عَنْ عُتْبَةَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ شَكَّ فِیْ صَلَاتِهٖ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ بَعْدَ مَا يُسَلِّمُ ."

☆☆ حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

"جب کسی شخص کو اپنی نماز کے بارے میں شک ہو جائے تو وہ سلام پھیرنے کے بعد دو مرتبہ سجدۂ سہو کر لے"۔

1250 - اَخْبَرَنَا هَارُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ وَرَوْحٌ - هُوَ ابْنُ عُبَادَةَ - عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ

1246-اخرجه ابن ابی شيبة فی الصلوات، فی الرجل يصلی فلا يدری زاد او نقص (26/2) . و قد فات الحافظ المزی فی كتاب تحفة الاشراف بمعرفة الاطراف هذا الحديث ، وكان عليه ان يضعه فی كتاب المراسيل، فيما ارسله ابراهيم بن يزيد النخعی (ج13/ ص136 - 142).

1247-اخرجه ابو داؤد فی الصلاة، باب من قال: بعد التسليم (الحديث 1033) . واخرجه النسائی فی السهو، باب التحری (الحديث 1248 و 1249 و 1250) . تحفة الاشراف (5224) .

1248-تقدم (الحديث 1247) .

1249-تقدم (الحديث 1247) .

اَخْبَرَنِیْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُسَافِعٍ اَنَّ مُصْعَبَ بْنَ شَيْبَةَ اَخْبَرَهٗ عَنْ عُتْبَةَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ شَكَّ فِیْ صَلَاتِهٖ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ ." قَالَ حَجَّاجٌ "بَعْدَ مَا يُسَلِّمُ ." وَقَالَ رَوْحٌ "وَهُوَ جَالِسٌ ."

☆☆ حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

"جب کسی شخص کو اپنی نماز کے بارے میں شک ہو جائے تو وہ دو مرتبہ سجدۂ سہو کر لے"۔

یہاں حجاج نامی راوی نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں: وہ سلام پھیرنے کے بعد ایسا کرے۔

جبکہ روح نامی راوی نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں: جب وہ بیٹھا ہوا ہو (اس وقت سجدۂ سہو کرے)۔

1251 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اِنَّ اَحَدَكُمْ اِذَا قَامَ يُصَلِّیْ جَائَهُ الشَّيْطٰنُ فَلَبَسَ عَلَيْهِ صَلَاتَهٗ حَتّٰى لَا يَدْرِیْ كَمْ صَلّٰى فَاِذَا وَجَدَ اَحَدُكُمْ ذٰلِكَ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ ."

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

"جب کوئی شخص نماز پڑھنے کے لیے کھڑا ہوتا ہے تو شیطان اس کے پاس آتا ہے اور اس کی نماز کو اس پر مشتبہ کر دیتا ہے یہاں تک کہ اسے یہ پتہ نہیں چلتا کہ اس نے کتنی رکعات ادا کی ہیں؟ جب کسی شخص کو اس طرح کی صورت حال کا سامنا ہو وہ جب بیٹھا ہوا ہو اس وقت سجدۂ سہو کرے (یعنی نماز کے آخر میں قعدہ کے دوران سجدۂ سہو کر لے)"۔

1252 - اَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ هِلَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ هِشَامٍ الدَّسْتَوَائِیِّ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِیْ كَثِيْرٍ عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلَاةِ اَدْبَرَ الشَّيْطٰنُ لَهٗ ضُرَاطٌ فَاِذَا قُضِیَ التَّثْوِيْبُ اَقْبَلَ حَتّٰى يَخْطُرَ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهٖ حَتّٰى لَا يَدْرِیْ كَمْ صَلّٰى فَاِذَا رَاٰى اَحَدُكُمْ ذٰلِكَ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ ."

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: جب نماز کے لیے اذان دی جاتی ہے تو شیطان چلا جاتا ہے اس کی ہوا خارج ہو رہی ہوتی ہے پھر جب تثویب (یعنی اقامت) مکمل ہوتی ہے تو وہ پھر آ جاتا ہے اور آدمی کے دل میں طرح طرح کے خیالات پیدا کرتا ہے یہاں تک کہ آدمی کو یہ بھی پتہ نہیں چلتا کہ اس نے کتنی نماز ادا کی ہے؟ تو جب کسی کو اس طرح کی صورت حال کا سامنا ہو تو (وہ نماز کے آخر میں) دو مرتبہ سجدۂ سہو کرے۔

1250-تقدم (الحديث 1247) .

1251-اخرجه البخاری فی السهو، باب السهو فی الفرض والتطوع (الحديث 1232) . واخرجه مسلم فی المساجد و مواضع الصلاة، باب السهو فی الصلاة و السجود له (الحديث 82) . واخرجه ابو داؤد فی الصلاة، باب من قال يتم علی اكبر ظنه (الحديث 1030) . تحفة الاشراف (15244) .

1252 اخرجه البخاری فی السهو، باب اذا لم يدر كم صلی - ثلاثًا او اربعًا - سجد سجدتين و هو جالس (الحديث 1231) . و اخرجه مسلم فی المساجد و مواضع الصلاة، باب السهو فی الصلاة و السجود له (الحديث 83) . تحفة الاشراف (15423) .

26 - باب مَا يَفْعَلُ مَنْ صَلّٰى خَمْسًا

باب: جو شخص پانچ رکعات ادا کر لیتا ہے وہ کیا کرے؟

1253 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ - وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنّٰى - قَالَا حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ شُعْبَةَ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ صَلّٰى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ خَمْسًا فَقِيْلَ لَهُ اَزِيْدَ فِي الصَّلَاةِ قَالَ "وَمَا ذَاكَ". قَالُوْا صَلَّيْتَ خَمْسًا. فَثَنٰى رِجْلَهُ وَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ.

☆☆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ نے ظہر کی نماز میں پانچ رکعات ادا کر لیں' تو آپ کی خدمت میں عرض کی گئی: کیا نماز میں اضافہ کر دیا گیا ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا ہوا؟ لوگوں نے بتایا: آپ ﷺ نے پانچ رکعات ادا کر لی ہیں' آپ ﷺ نے اپنا پاؤں مبارک موڑا اور دو مرتبہ سجدۂ سہو کر لیا۔

1254 - اَخْبَرَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيْمِ قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ شُمَيْلٍ قَالَ اَنْبَاَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ وَمُغِيْرَةَ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ صَلّٰى بِهِمُ الظُّهْرَ خَمْسًا فَقَالُوْا اِنَّكَ صَلَّيْتَ خَمْسًا. فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ بَعْدَ مَا سَلَّمَ وَهُوَ جَالِسٌ.

☆☆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ' نبی اکرم ﷺ کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: ایک دفعہ آپ ﷺ نے لوگوں کو ظہر کی نماز میں پانچ رکعات پڑھا دیں' لوگوں نے عرض کی: آپ ﷺ نے پانچ رکعات ادا کر لی ہیں' نبی اکرم ﷺ نے سلام پھیرنے کے بعد' جبکہ آپ بیٹھے ہوئے تھے' آپ نے دو مرتبہ سجدۂ سہو ادا کر لیا۔

1255 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ اٰدَمَ قَالَ حَدَّثَنَا مُفَضَّلُ بْنُ مُهَلْهِلٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ سُوَيْدٍ قَالَ صَلّٰى عَلْقَمَةُ خَمْسًا فَقِيْلَ لَهُ فَقَالَ مَا فَعَلْتُ. قُلْتُ بِرَاْسِيْ بَلٰى. قَالَ وَاَنْتَ يَا اَعْوَرُ فَقُلْتُ نَعَمْ. فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ حَدَّثَنَا عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ صَلّٰى خَمْسًا فَوَشْوَشَ الْقَوْمُ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ فَقَالُوْا لَهُ اَزِيْدَ فِي الصَّلَاةِ قَالَ "لَا". فَاَخْبَرُوْهُ فَثَنٰى رِجْلَهُ فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ قَالَ "اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ اَنْسٰى كَمَا تَنْسَوْنَ".

1253- اخرجه البخاري في الصلاة، باب ما جاء في القبلة (الحديث 404)، و في السهو، باب اذا صلى خمسًا (الحديث 1226)، و في اخبار الاحاد، باب ما جاء في اجازة خبر الواحد الصدوق في الاذان والصلاة و الصوم و الفرائض و الاحكام (الحديث 7249). و اخرجه مسلم في المساجد و مواضع الصلاة، باب السهو في الصلاة و السجود له (الحديث 91). و اخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب اذا صلى خمسًا (الحديث 1019). و اخرجه الترمذي في الصلاة، باب ما جاء في سجدتي السهو بعد السلام و الكلام (الحديث 392). و اخرجه النسائي في السهو، باب ما يفعل من صلى خمسًا (1254) و اخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب من صلى الظهر خمسًا و هو ساه (الحديث 1205). تحفة الاشراف (9411).

1254- تفرد به المصنف من طريق مغيرة بن مقسم تحفة الاشراف (9449).

1255- اخرجه مسلم في المساجد و مواضع الصلاة، باب السهو في الصلاة و السجود له (الحديث 92) بنحوه مطولًا. و اخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب اذا صلى خمسًا (الحديث 1022) مختصرًا. و اخرجه النسائي في السهو، باب ما يفعل من صلى خمسًا (الحديث 1257). تحفة الاشراف (9409).

☆☆ ابراہیم بن سوید بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ علقمہ نے پانچ رکعات پڑھا دیں' جب انہیں کہا گیا تو انہوں نے فرمایا: میں نے تو ایسا نہیں کیا' تو میں نے سر کے اشارے سے انہیں کہا کہ آپ نے ایسا ہی کیا ہے' انہوں نے دریافت کیا: اے اعور! (یہ لفظ نالائق کے طور پر استعمال ہوا ہے) کیا تم بھی یہی کہتے ہو؟ میں نے جواب دیا: جی ہاں! تو انہوں نے دو مرتبہ سجدۂ سہو کر لیا' پھر انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کے بارے میں یہ بات بیان کی: نبی اکرم ﷺ نے ایک مرتبہ پانچ رکعات ادا کر لی تھیں' تو حاضرین نے ایک دوسرے سے سرگوشیاں کیں' پھر انہوں نے آپ کی خدمت میں عرض کی: کیا نماز میں اضافہ ہو گیا ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: نہیں! پھر لوگوں نے آپ کو اس بارے میں بتایا تو آپ ﷺ نے اپنا پاؤں مبارک موڑا اور دو مرتبہ سجدۂ سہو کر لیا' پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں بھی ایک انسان ہوں' میں بھی اسی طرح بھول جاتا ہوں' جس طرح تم لوگ بھول جاتے ہو۔

1256 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ مَالِكِ بْنِ مِغْوَلٍ قَالَ سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ يَقُوْلُ سَهَا عَلْقَمَةُ بْنُ قَيْسٍ فِيْ صَلَاتِهِ فَذَكَرُوْا لَهُ بَعْدَ مَا تَكَلَّمَ فَقَالَ اَكَذٰلِكَ يَا اَعْوَرُ قَالَ نَعَمْ. فَحَلَّ حُبْوَتَهُ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ وَقَالَ هٰكَذَا فَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. قَالَ وَسَمِعْتُ الْحَكَمَ يَقُوْلُ كَانَ عَلْقَمَةُ صَلّٰى خَمْسًا.

☆☆ شعبی بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ نماز کے دوران علقمہ بن قیس کو سہو ہو گیا' لوگوں نے ان کے کلام کر لینے کے بعد ان سے یہ ذکر کیا' تو انہوں نے فرمایا: اے (اعور) کیا ایسا ہی ہے؟ اس نے جواب دیا: جی ہاں! تو علقمہ بن قیس سیدھے ہو کر بیٹھے اور دو مرتبہ سجدۂ سہو کر لیا اور بیان کیا: نبی اکرم ﷺ نے بھی ایسا ہی کیا تھا۔

راوی بیان کرتے ہیں' میں نے حکم نامی راوی کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے' علقمہ نے انہیں پانچ رکعات پڑھا دی تھیں۔

1257 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ اَنَّ عَلْقَمَةَ صَلّٰى خَمْسًا فَلَمَّا سَلَّمَ قَالَ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سُوَيْدٍ يَا اَبَا شِبْلٍ صَلَّيْتَ خَمْسًا. فَقَالَ اَكَذٰلِكَ يَا اَعْوَرُ فَسَجَدَ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ ثُمَّ قَالَ هٰكَذَا فَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

☆☆ ابراہیم بن سوید نامی راوی بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ علقمہ نے پانچ رکعات پڑھا دی تھیں' جب انہوں نے سلام پھیرا تو ابراہیم بن سوید نے کہا: اے ابوشبل! آپ نے پانچ رکعات ادا کی ہیں' انہوں نے فرمایا: اے اعور! کیا ایسا ہی ہے؟ (جب میں نے اثبات میں سر ہلایا) تو انہوں نے دو مرتبہ سجدۂ سہو کیا' پھر یہ بات بیان کی: نبی اکرم ﷺ نے (اس طرح کی صورت حال میں) ایسا ہی کیا تھا۔

1256- فات الحافظ المزي في كتابه تحفة الاشراف بمعرفة الاطراف هذا الحديث، و كان يمكن ان يضعه في موضع الحديث التالي، اي في مسند عبد الله بن مسعود (ج 7/ ص 94) حيث ان الحديث التالي غير مذكور فيه ابن مسعود كما ترى، و مع ذلك فقد ذكره المزي في هذا الموضع، و لعله و هم في ذكره الحديث التالي، و كان حقه ان يجعل هذين الحديثين في كتاب المراسيل، في مراسيل علقمة بن قيس النخعي (ج 13/ ص 314).

1257- تقدم (الحديث 1255).

1258 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ اَبِىْ بَكْرٍ النَّهْشَلِيِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْاَسْوَدِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى اِحْدٰى صَلَاتَيِ الْعَشِيِّ خَمْسًا فَقِيْلَ لَهٗ اَزِيْدَ فِى الصَّلَاةِ فَقَالَ "وَمَا ذَاكَ". قَالُوْا صَلَّيْتَ خَمْسًا. قَالَ "اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ اَنْسٰى كَمَا تَنْسَوْنَ وَاَذْكُرُ كَمَا تَذْكُرُوْنَ". فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ انْفَتَلَ.

☆☆ عبدالرحمٰن بن اسود اپنے والد کے حوالے سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے عشاء کی نماز میں پانچ رکعات پڑھا دیں' تو آپ کی خدمت میں عرض کی گئی: کیا نماز میں اضافہ ہو گیا ہے؟ آپ ﷺ نے دریافت کیا: کیا ہوا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا: آپ نے پانچ رکعات ادا کر لی ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں بھی ایک انسان ہوں' میں بھی اسی طرح بھول جاتا ہوں جس طرح تم لوگ بھول جاتے ہو اور اسی طرح یاد رکھتا ہوں' جس طرح تم لوگ یاد رکھتے ہو' پھر نبی اکرم ﷺ نے دو مرتبہ سجدۂ سہو کیا اور نماز ختم کی۔

27 - باب مَا يَفْعَلُ مَنْ نَسِىَ شَيْئًا مِّنْ صَلَاتِهٖ

باب: جب کوئی شخص نماز کے بارے میں بھول جائے' تو وہ کیا کرے؟

1259 - اَخْبَرَنَا الرَّبِيْعُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ اللَّيْثِ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يُوْسُفَ مَوْلٰى عُثْمَانَ عَنْ اَبِيْهِ يُوْسُفَ اَنَّ مُعَاوِيَةَ صَلّٰى اِمَامَهُمْ فَقَامَ فِى الصَّلَاةِ وَعَلَيْهِ جُلُوْسٌ فَسَبَّحَ النَّاسُ فَتَمَّ عَلٰى قِيَامِهٖ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ بَعْدَ اَنْ اَتَمَّ الصَّلَاةَ ثُمَّ قَعَدَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ اِنِّىْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "مَنْ نَسِىَ شَيْئًا مِّنْ صَلَاتِهٖ فَلْيَسْجُدْ مِثْلَ هَاتَيْنِ السَّجْدَتَيْنِ".

☆☆ محمد بن یوسف اپنے والد یوسف کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ایک مرتبہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو نماز پڑھاتے ہوئے جب بیٹھنا تھا تو وہ بیٹھنے کی بجائے کھڑے ہو گئے (لوگوں نے سبحان اللہ کہہ کر انہیں متوجہ کرنا چاہا)' لیکن وہ قیام کی حالت میں رہے (نماز مکمل کرنے کے بعد) جب وہ بیٹھے ہوئے تھے' تو انہوں نے دو مرتبہ سجدۂ سہو کر لیا' پھر وہ منبر پر بیٹھے اور یہ بات بیان کی: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

"جو شخص اپنی نماز میں کچھ بھول جائے وہ ان دو سجدوں کی مانند سجدہ کرے"۔

28 - باب التَّكْبِيْرِ فِىْ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ

باب: سجدۂ سہو کرتے ہوئے تکبیر کہنا

1260 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِىْ عَمْرٌو وَيُوْنُسُ وَاللَّيْثُ اَنَّ

1258-اخرجه مسلم فى المساجد و مواضع الصلاة، باب السهو فى الصلاة و السجود له (الحديث 93) . تحفة الاشراف (9171) .

1259-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (11452) .

ابْنَ شِهَابٍ اَخْبَرَهُمْ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْاَعْرَجِ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ بُحَيْنَةَ حَدَّثَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ فِى اثْنَتَيْنِ مِنَ الظُّهْرِ فَلَمْ يَجْلِسْ فَلَمَّا قَضٰى صَلَاتَهٗ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ كَبَّرَ فِىْ كُلِّ سَجْدَةٍ وَّهُوَ جَالِسٌ قَبْلَ اَنْ يُّسَلِّمَ وَسَجَدَهُمَا النَّاسُ مَعَهٗ مَكَانَ مَا نَسِىَ مِنَ الْجُلُوْسِ.

☆☆ حضرت عبداللہ بن بحینہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ ظہر کی نماز میں دو رکعات پڑھنے کے بعد کھڑے ہو گئے آپ بیٹھے نہیں' جب آپ نے نماز مکمل کر لی تو دو مرتبہ سجدۂ سہو کیا اور دونوں مرتبہ سجدہ کرتے ہوئے آپ نے تکبیر کہی' یہ سجدے آپ نے قعدہ کے دوران سلام پھیرنے سے پہلے کیے تھے' آپ کے ہمراہ لوگوں نے بھی یہ دو سجدے کیے' یہ اس کا عوض تھا' جو آپ بیٹھنا بھول گئے تھے۔

29 - باب صِفَةِ الْجُلُوْسِ فِى الرَّكْعَةِ الَّتِىْ يَقْضِىْ فِيْهَا الصَّلَاةَ

باب: جس رکعت کے ذریعے آدمی اپنی نماز کو مکمل کرتا ہے' اس کے بعد بیٹھنے کا طریقہ

1261 - اَخْبَرَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ الدَّوْرَقِىُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ بُنْدَارٌ - وَاللَّفْظُ لَهٗ - قَالَا حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيْدِ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنِىْ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ عَنْ اَبِىْ حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ كَانَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَانَ فِى الرَّكْعَتَيْنِ اللَّتَيْنِ تَنْقَضِىْ فِيْهِمَا الصَّلَاةُ اَخَّرَ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى وَقَعَدَ عَلٰى شِقِّهٖ مُتَوَرِّكًا ثُمَّ سَلَّمَ.

☆☆ حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ جب ان دو رکعات کو ادا کر لیتے تھے' جن کے ذریعے آپ اپنی نماز کو مکمل کرتے تھے' تو پھر آپ اپنے بائیں پاؤں کو پیچھے کر کے (یعنی دائیں پاؤں کے نیچے سے نکال کر) اس پہلو

1260-اخرجه البخارى فى الاذان، باب من لم ير التشهد الاول واجبًا (الحديث 829) بنحوه، فى السهو، باب ما جاء فى السهو اذا قام من ركعتى الفريضة (الحديث 1224) بنحوه، و باب من يكبر فى سجدتى السهو (الحديث 1230)، و فى الايمان و النذور، باب اذا حنث ناسيًا فى الايمان (الحديث 6670) بنحوه . واخرجه مسلم فى المساجد و مواضع الصلاة، باب السهو فى الصلاة و السجود له (الحديث 85 و 86) بنحوه . و اخرجه ابو داؤد فى الصلاة، باب من قام من ثنتين و لم يتشهد (الحديث 1034 و 1035) بنحوه . و اخرجه الترمذى فى الصلاة، باب ما جاء فى سجدتى السهو قبل التسليم (الحديث 391) . واخرجه النسائى فى السهو، ما يفعل من قام من اثنتين ناسيًا و لم يتشهد (الحديث 1221) بنحوه، و الحديث عند: البخارى فى الاذان، باب التشهد فى الاولى (الحديث 830)، و فى السهو، باب ما جاء فى السهو، باب ما جاء فى اذا قام من ركعتى الفريضة (الحديث 1225) . و مسلم فى المساجد و مواضع الصلاة، باب السهو فى الصلاة والسجود له (الحديث 87) . والنسائى فى التطبيق، باب ترك التشهد الاول (الحديث 1176 و 1177)، و فى السهو، ما يفعل من قام من اثنتين ناسيًا و لم يتشهد (الحديث 1222) و ابن ماجه فى اقامة الصلاة و السنة فيها، باب ما جاء فيمن قام من اثنتين ساهيًا (الحديث 1206 و 1207) . تحفة الاشراف (9154) .

1261-اخرجه البخارى فى الاذان، باب سنة الجلوس فى التشهد (الحديث 828) بمعناه مطولًا . و اخرجه ابو داؤد فى الصلاة، باب من ذكر التورك فى الرابعة (الحديث 963 و 965) بنحوه مطولًا . و اخرجه الترمذى فى الصلاة، باب (منه) (الحديث 304 و 305) مطولًا . و اخرجه ابن ماجه فى اقامة الصلاة والسنة فيها، باب اتمام الصلاة (الحديث 1061) مطولًا . والحديث عند: ابى داؤد فى الصلاة، باب من ذكر التورك فى الرابعة (الحديث 964) . والنسائى فى التطبيق، باب الاعتدال فى الركوع (الحديث 1038)، و باب فتح اصابع الرجلين فى السجود (الحديث 1100)، و فى السهو، باب رفع اليدين فى القيام الى الركعتين الآخريين (الحديث 1180) . وابن ماجه فى اقامة الصلاة و السنة فيها، باب افتتاح الصلاة (الحديث 803)، وباب رفع اليدين اذا ركع و اذا رفع راسه من الركوع (الحديث 862) . تحفة الاشراف (11897) .

کے بل تورک کے طور پر بیٹھتے تھے۔

شرح

نماز میں تشہد کے دوران بیٹھنے کے بارے میں دو طریقے منقول ہیں:

ایک طریقے کو "افتراش" کہا جاتا ہے۔ اس سے مراد یہ ہے: آدمی اپنا دایاں پاؤں کھڑا کر دے اور بائیں ٹانگ بچھا کر پنڈلی پر سیرین رکھ کر بیٹھ جائے۔

دوسرا طریقہ: "تورک" والا ہے اس سے مراد یہ ہے: آدمی دائیں پاؤں کو سیدھا کھڑا نہیں کرے گا' بلکہ ذرا ٹیڑھا کرے گا اور بائیں ٹانگ کو دائیں پنڈلی کے نیچے سے باہر کی طرف نکال لے گا۔

احناف اس بات کے قائل ہیں: پہلے تشہد اور دوسرے تشہد دونوں میں "افتراش" کے طور پر بیٹھنا سنت ہے۔

جبکہ شوافع اور حنابلہ اس بات کے قائل ہیں آخری تشہد میں' تورک کے طور پر بیٹھنا سنت ہے۔ ان کے نزدیک تورک سے مراد یہی ہے کہ بائیں ٹانگ کو دائیں پنڈلی کے نیچے سے گزار کر دائیں طرف باہر نکال دیا جائے۔

حنابلہ اس بات کے قائل ہیں' آخری تشہد میں' تورک اس وقت کیا جائے گا' جب نماز میں دو تشہد ہوں اس اعتبار سے فجر کی نماز میں حنابلہ کے نزدیک تورک نہیں کیا جائے گا۔*

•••———•••———•••

1262 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ وَّائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ وَاِذَا رَكَعَ وَاِذَا رَفَعَ رَاْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ وَاِذَا جَلَسَ اَضْجَعَ الْيُسْرٰى وَنَصَبَ الْيُمْنٰى وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُسْرٰى وَيَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُمْنٰى وَعَقَدَ ثِنْتَيْنِ الْوُسْطٰى وَالْاِبْهَامَ وَاَشَارَ ۔

☆☆ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز کے آغاز میں رکوع میں جاتے وقت رکوع سے سر اٹھانے کے وقت رفع یدین کرتے ہوئے دیکھا ہے' جب آپ بیٹھتے تھے' تو آپ اپنی دائیں ٹانگ کو بچھا دیتے تھے اور بائیں ٹانگ کو کھڑا رکھتے تھے' آپ اپنا بایاں ہاتھ بائیں زانو پر اور دایاں ہاتھ دائیں زانو پر رکھتے تھے' انگوٹھے اور درمیانی انگلیوں کے ذریعے حلقہ بنا کر (شہادت کی انگلی کے ذریعے) اشارہ کیا کرتے تھے۔

30 - باب مَوْضِعِ الذِّرَاعَيْنِ

باب: (قعدہ کے دوران) بازو رکھنے کی جگہ

1263 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ مَيْمُوْنٍ الرَّقِّيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ - وَهُوَ ابْنُ يُوْسُفَ الْفِرْيَابِيُّ - قَالَ

• ملخص الفقہ الاسلامی: چھٹی فصل: نماز کی سنتیں اور اس کا طریقہ

1262 تقدم فی التطبیق، باب موضع الیدین عند الجلوس للتشہد الاول (الحدیث 1158) .

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ وَّائِلِ بْنِ حُجْرٍ اَنَّهُ رَاَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَلَسَ فِي الصَّلَاةِ فَافْتَرَشَ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى وَوَضَعَ ذِرَاعَيْهِ عَلٰى فَخِذَيْهِ وَاَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ يَدْعُوْ بِهَا ۔

☆☆ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز کے دوران قعدہ کی حالت میں دیکھا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بائیں ٹانگ کو بچھا دیا تھا اور اپنے دونوں بازو اپنے زانو پر رکھے تھے' آپ نے شہادت کی انگلی کے ذریعے اشارہ کرتے ہوئے دعا مانگی تھی (یعنی تشہد کے کلمات پڑھے تھے)۔

31 - باب مَوْضِعِ الْمِرْفَقَيْنِ

باب: (قعدہ کے دوران) کہنیاں رکھنے کی جگہ

1264 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ اَنْبَاَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ قَالَ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ كُلَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ وَّائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ قُلْتُ لَاَنْظُرَنَّ اِلٰى صَلَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ يُصَلِّيْ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ فَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى حَاذَتَا اُذُنَيْهِ ثُمَّ اَخَذَ شِمَالَهُ بِيَمِيْنِهِ فَلَمَّا اَرَادَ اَنْ يَّرْكَعَ رَفَعَهُمَا مِثْلَ ذٰلِكَ وَوَضَعَ يَدَيْهِ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ فَلَمَّا رَفَعَ رَاْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ رَفَعَهُمَا مِثْلَ ذٰلِكَ فَلَمَّا سَجَدَ وَضَعَ رَاْسَهُ بِذٰلِكَ الْمَنْزِلِ مِنْ يَدَيْهِ ثُمَّ جَلَسَ فَافْتَرَشَ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُسْرٰى وَحَدَّ مِرْفَقَهُ الْاَيْمَنَ عَلٰى فَخِذِهِ الْيُمْنٰى وَقَبَضَ ثِنْتَيْنِ وَحَلَّقَ وَرَاَيْتُهُ يَقُوْلُ هٰكَذَا وَاَشَارَ بِشْرٌ بِالسَّبَّابَةِ مِنَ الْيُمْنٰى وَحَلَّقَ الْاِبْهَامَ وَالْوُسْطٰى ۔

☆☆ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا منظر آج بھی میری نگاہ میں ہے' آپ نے کس طرح نماز ادا کی تھی؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے تھے' آپ نے قبلہ کی طرف رخ کیا تھا' پھر آپ نے دونوں ہاتھ کانوں تک بلند کیے تھے' پھر آپ نے دائیں ہاتھ کے ذریعے بائیں ہاتھ (یعنی کلائی) کو پکڑ لیا تھا' پھر جب آپ رکوع میں جانے لگے تو آپ نے اسی طرح رفع یدین کیا' پھر آپ نے اپنے دونوں ہاتھ اپنے گھٹنوں پر رکھے' جب آپ نے رکوع سے سر اٹھایا تو اسی طرح رفع یدین کیا' جب آپ سجدے میں گئے' تو آپ نے اپنا سر زمین پر رکھا اور اپنے ہاتھوں کے مقابلے میں اسی جگہ پر رکھا (جہاں تک آپ نے رفع یدین کیا تھا' یعنی آپ کے دونوں ہاتھ چہرے کے مقابل میں تھے) پھر آپ تشریف فرما ہوئے' تو آپ نے اپنی بائیں ٹانگ کو بچھا لیا اور آپ نے اپنے بائیں ہاتھ کو بائیں زانو پر رکھا اور دائیں کہنی کو دائیں زانو پر رکھا' پھر آپ نے اپنی انگلیاں بند کر کے ان کے ذریعے حلقہ بنایا اور میں نے آپ کو اسی طرح اشارہ کرتے ہوئے دیکھا۔

بشر نامی راوی نے دائیں ہاتھ کی شہادت کی انگلی کے ذریعے اشارہ کیا' اور انگوٹھے اور بقیہ انگلیوں کے ذریعے حلقہ بنایا تھا۔

1263-اخرجہ الترمذی فی الصلاۃ، باب ما جاء کیف الجلوس فی التشہد (الحدیث 292) بنحوہ مختصراً ۔ تحفۃ الاشراف (11784) .

1264-تقدم فی الافتتاح، باب موضع الیمین من الشمال فی الصلاۃ (الحدیث 888) .

32 - باب مَوْضِعِ الْكَفَّيْنِ

باب: (قعدہ کے دوران) ہتھیلیاں رکھنے کی جگہ

1265 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ مُسْلِمِ بْنِ اَبِىْ مَرْيَمَ - شَيْخٌ مِّنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ - ثُمَّ لَقِيْتُ الشَّيْخَ فَقَالَ سَمِعْتُ عَلِىَّ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ يَقُوْلُ صَلَّيْتُ اِلٰى جَنْبِ ابْنِ عُمَرَ فَقَلَّبْتُ الْحَصٰى فَقَالَ لِىَ ابْنُ عُمَرَ لَا تُقَلِّبِ الْحَصٰى فَاِنَّ تَقْلِيْبَ الْحَصٰى مِنَ الشَّيْطٰنِ وَافْعَلْ كَمَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُ . قُلْتُ وَكَيْفَ رَاَيْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُ قَالَ هٰكَذَا وَنَصَبَ الْيُمْنٰى وَاَضْجَعَ الْيُسْرٰى وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُمْنٰى وَيَدَهُ الْيُسْرٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُسْرٰى وَاَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ .

☆☆ علی بن عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں' میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پہلو میں نماز ادا کی' میں نے (نماز کے دوران) کنکریوں کو الٹا پلٹا تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے مجھے فرمایا: تم (نماز کے دوران) کنکریاں نہ اُلٹایا کرو' کیونکہ (نماز کے دوران) کنکریاں الٹانا شیطانی کام ہے' تم ویسا ہی کیا کرو جیسا میں نے نبی اکرم ﷺ کو کرتے دیکھا ہے۔ (راوی کہتے ہیں:) میں نے دریافت کیا' کہ آپ نے نبی اکرم ﷺ کو کیا کرتے ہوئے دیکھا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: (اس طرح کرتے ہوئے) دیکھا ہے' نبی اکرم ﷺ نے اپنے دائیں پاؤں کو کھڑا کیا' بائیں ٹانگ کو بچھا دیا' بایاں ہاتھ بائیں زانو پر رکھا اور دایاں ہاتھ دائیں زانو پر رکھا اور شہادت کی انگلی کے ذریعے اشارہ کیا۔

شرح

اس روایت سے پہلے کی دو روایات اور اس کے بعد آگے آنے والی چند روایات کا بنیادی موضوع یہ ہے: جب آدمی نماز کے دوران تشہد میں بیٹھے گا اس وقت ہاتھ کے رکھنے کی صورت کیا ہوگی؟ اور تشہد میں کلمہ شہادت پڑھتے وقت اشارہ کیا جائے گا یا نہیں کیا جائے گا' اگر کیا جائے گا' تو کون سی انگلی کے ذریعے کیا جائے گا؟

اس موضوع پر بحث کرتے ہوئے مشہور حنبلی فقیہ شیخ ابن قدامہ تحریر کرتے ہیں:

(ماتن فرماتے ہیں:) پھر وہ شخص اپنی بائیں ہتھیلی بائیں زانوں پر رکھے گا اور دائیں ہتھیلی کو دائیں زانوں پر رکھے گا وہ اپنے انگوٹھے اور درمیانی انگلی (یعنی شہادت کی انگلی کے ساتھ والی انگلی) کے ذریعے حلقہ بنا کر شہادت کی انگلی کے ذریعے اشارہ کرے گا۔

(ابن قدامہ متن کے ان الفاظ کی وضاحت کرتے ہیں) ان میں یہ حکم بھی شامل ہے کہ نمازی کے لئے یہ بات مستحب ہے کہ جب وہ تشہد کے لئے بیٹھے گا' تو اپنا بایاں ہاتھ اپنے زانوں پر رکھے گا۔ اس طرح کہ اس کی انگلیاں کھلی ہوئی ہوں اور وہ ایک

1265-تقدم فی التطبیق، باب موضع البصر فی التشهد (الحديث 1159) .

دوسرے کے ساتھ ملی ہوئی ہوں۔ ان کا رخ قبلہ کی طرف ہونا چاہیے۔ اسی طرح وہ اپنا دایاں ہاتھ اپنے دائیں زانوں پر رکھے گا اور اس میں سب سے چھوٹی اور اس کے ساتھ والی انگلی کو سمیٹ لے گا اور انگوٹھے اور شہادت کے ساتھ والی درمیانی انگلی کے ذریعے حلقہ بنائے گا اور پھر شہادت کی انگلی کے ذریعے اشارہ کرے گا یہ وہ انگلی ہے' جو انگوٹھے کے ساتھ ہوتی ہے۔

اس کے بعد ابن قدامہ نے اس کی تائید میں روایات نقل کی ہیں جن میں سے چند ایک روایات کا تذکرہ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یہاں کر دیا ہے۔

•••——•••——•••

33 - باب قَبْضِ الْاَصَابِعِ مِنَ الْيَدِ الْيُمْنٰى دُوْنَ السَّبَّابَةِ

باب: (قعدہ کے دوران) شہادت کی انگلی کے علاوہ باقی سب انگلیوں کو سمیٹ لینا

1266 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ مَّالِكٍ عَنْ مُسْلِمِ بْنِ اَبِىْ مَرْيَمَ عَنْ عَلِىِّ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ رَآنِى ابْنُ عُمَرَ وَاَنَا اَعْبَثُ بِالْحَصٰى فِى الصَّلَاةِ فَلَمَّا انْصَرَفَ نَهَانِىْ وَقَالَ اصْنَعْ كَمَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ . قُلْتُ وَكَيْفَ كَانَ يَصْنَعُ قَالَ كَانَ اِذَا جَلَسَ فِى الصَّلَاةِ وَضَعَ كَفَّهُ الْيُمْنٰى عَلٰى فَخِذِهٖ وَقَبَضَ - يَعْنِىْ اَصَابِعَهٗ كُلَّهَا - وَاَشَارَ بِاُصْبُعِهِ الَّتِىْ تَلِى الْاِبْهَامَ وَوَضَعَ كَفَّهُ الْيُسْرٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُسْرٰى .

☆☆ علی بن عبدالرحمان بیان کرتے ہیں' حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے مجھے نماز کے دوران کنکریوں کو الٹ پلٹ کرتے ہوئے دیکھا' جب وہ نماز پڑھ کر فارغ ہوئے' تو انہوں نے مجھے ایسا کرنے سے منع کیا اور ارشاد فرمایا: تم ویسا ہی کیا کرو جس طرح نبی اکرم ﷺ کیا کرتے تھے' میں نے دریافت کیا: نبی اکرم ﷺ کس طرح کیا کرتے تھے؟ تو انہوں نے بتایا: نبی اکرم ﷺ نماز کے دوران جب قعدہ میں بیٹھتے تھے' تو آپ دائیں ہاتھ کو دائیں زانو پر رکھتے تھے' اور اسے سمیٹ لیتے تھے' یعنی اس کی انگلیوں کو سمیٹ لیتے تھے' اور پھر آپ انگوٹھے کے ساتھ والی انگلی یعنی (شہادت کی انگلی) کے ذریعے اشارہ کرتے تھے' جبکہ آپ اپنی بائیں ہتھیلی کو بائیں زانوں پر رکھتے تھے۔

34 - باب قَبْضِ الثِّنْتَيْنِ مِنْ اَصَابِعِ الْيَدِ الْيُمْنٰى وَعَقْدِ الْوُسْطٰى وَالْاِبْهَامِ مِنْهَا

باب: دائیں ہاتھ کی (چھوٹی) دو انگلیوں کو اور درمیانی انگلی اور انگوٹھے کے ذریعے حلقہ بنانا

1267 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ زَائِدَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ كُلَيْبٍ قَالَ حَدَّثَنِىْ اَبِىْ اَنَّ وَائِلَ بْنَ حُجْرٍ قَالَ قُلْتُ لَاَنْظُرَنَّ اِلٰى صَلَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ يُصَلِّىْ فَنَظَرْتُ اِلَيْهِ فَوَصَفَ قَالَ ثُمَّ قَعَدَ وَافْتَرَشَ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى وَوَضَعَ كَفَّهُ الْيُسْرٰى عَلٰى فَخِذِهٖ وَرُكْبَتِهِ الْيُسْرٰى

1266-تقدم فی التطبیق، باب موضع البصر فی التشهد (الحديث 1159) .

1267-تقدم فی الافتتاح، باب موضع اليمين من الشمال من الصلاة (الحديث 888) .

وَجَعَلَ حَدَّ مِرْفَقِهِ الْاَيْمَنِ عَلٰى فَخِذِهِ الْيُمْنٰى ثُمَّ قَبَضَ اثْنَتَيْنِ مِنْ اَصَابِعِهِ وَحَلَّقَ حَلْقَةً ثُمَّ رَفَعَ اُصْبُعَهُ فَرَاَيْتُهُ يُحَرِّكُهَا يَدْعُو بِهَا . مُخْتَصَرٌ .

☆☆ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے یہ سوچا' میں نبی اکرم ﷺ کی نماز کا ضرور جائزہ لوں گا کہ آپ کس طرح نماز ادا کرتے ہیں؟ میں نے آپ کا جائزہ لیا (پھر اس کے بعد اس روایت کو بیان کرتے ہوئے) حضرت وائل رضی اللہ عنہ نے یہ بات بیان کی ہے' پھر نبی اکرم ﷺ بیٹھ گئے' اپنی بائیں ٹانگ کو بچھا لیا' آپ نے اپنی بائیں ہتھیلی کو اپنے بائیں زانوں پر رکھا اور بائیں گھٹنے پر رکھا' جبکہ دائیں کہنی کو دائیں زانو پر رکھتے ہوئے آپ نے چھوٹی دو انگلیوں کو سمیٹ لیا اور پھر حلقہ بنا کر شہادت کی انگلی کو اُٹھایا' میں نے آپ کو اس انگلی کو حرکت دیتے ہوئے اور اس کے ہمراہ دعا مانگتے ہوئے دیکھا۔

(امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں:) یہ روایت مختصر ہے۔

35 - باب بَسْطِ الْيُسْرٰى عَلَى الرُّكْبَةِ

باب: دائیں بازو کو گھٹنے پر رکھنا

1268 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَنْبَاَنَا مَعْمَرٌ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا جَلَسَ فِي الصَّلَاةِ وَضَعَ يَدَيْهِ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ وَرَفَعَ اُصْبُعَهُ الَّتِيْ تَلِي الْاِبْهَامَ فَدَعَا بِهَا وَيَدُهُ الْيُسْرٰى عَلٰى رُكْبَتِهٖ بَاسِطُهَا عَلَيْهَا .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نماز کے دوران جب بیٹھتے تھے' تو آپ اپنے دونوں ہاتھ دونوں گھٹنوں پر رکھ لیتے تھے' آپ انگوٹھے کے ساتھ والی انگلی کو اُٹھاتے تھے' اور اس کے ہمراہ دعا کرتے تھے' جبکہ آپ کا بایاں ہاتھ آپ کے بائیں گھٹنے پر ہوتا تھا' آپ نے اسے بچھایا ہوا ہوتا تھا۔

1269 - اَخْبَرَنَا اَيُّوْبُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْوَزَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِيْ زِيَادٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُشِيْرُ بِاُصْبُعِهٖ اِذَا دَعَا وَلَا يُحَرِّكُهَا .

قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ وَّزَادَ عَمْرٌو قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَامِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهُ رَاَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُو كَذٰلِكَ وَيَتَحَامَلُ بِيَدِهِ الْيُسْرٰى عَلٰى رِجْلِهِ الْيُسْرٰى .

☆☆ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ دعا مانگتے ہوئے انگلی کے ذریعے اشارہ کرتے تھے' لیکن آپ اسے حرکت نہیں دیتے تھے۔

1268-اخرجه مسلم في المساجد و مواضع الصلاة، باب صفة الجلوس في الصلاة و كيفية وضع اليدين على الفخذين (الحديث 114)، واخرجه الترمذي في الصلاة، باب ما جاء في الاشارة في التشهد (الحديث 294) . واخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب الاشارة في التشهد (الحديث 913) . تحفة الاشراف (8128) .

1269-اخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب الاشارة في التشهد (الحديث 989 و 990) . تحفة الاشراف (5264) .

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو اس طرح دعا مانگتے ہوئے دیکھا ہے' آپ نے اپنا بایاں دستِ مبارک بائیں ٹانگ پر رکھا ہوا تھا۔

36 - باب الْاِشَارَةِ بِالْاُصْبُعِ فِي التَّشَهُّدِ

باب: تشہد میں انگلی کے ذریعے اشارہ کرنا

1270 - اَخْبَرَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمَّارٍ الْمَوْصِلِيُّ عَنِ الْمُعَافٰى عَنْ عِصَامِ بْنِ قُدَامَةَ عَنْ مَالِكٍ - وَهُوَ ابْنُ نُمَيْرٍ الْخُزَاعِيُّ - عَنْ اَبِيْهِ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاضِعًا يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُمْنٰى فِي الصَّلَاةِ وَيُشِيْرُ بِاُصْبُعِهٖ .

☆☆ مالک بن نمیر خزاعی اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو نماز کے دوران اپنا دایاں ہاتھ اپنے دائیں زانو پر رکھے دیکھا ہے' آپ اپنی انگلی کے ذریعے اشارہ کر رہے تھے۔

37 - باب النَّهْيِ عَنِ الْاِشَارَةِ بِاُصْبُعَيْنِ وَبِاَيِّ اُصْبُعٍ يُشِيْرُ

باب: دو انگلیوں کے ذریعے اشارہ کرنے کی ممانعت اور کون سی انگلی کے ذریعے اشارہ کیا جائے؟

1271 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ عِيْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَجْلَانَ عَنِ الْقَعْقَاعِ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَجُلًا كَانَ يَدْعُو بِاُصْبُعَيْهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَحِّدْ اَحِّدْ ."

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک شخص دو انگلیوں کے ذریعے (اشارہ کرتے ہوئے) دعا مانگ رہا تھا تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایک کے ذریعے کرو' ایک کے ذریعے کرو۔

شرح

اس بات پر تمام فقہاء کا اتفاق ہے کہ تشہد کے دوران کلمہ شہادت پڑھتے وقت اشارہ کرتے ہوئے ایک انگلی کے ذریعے اشارہ کیا جائے گا اور وہ شہادت کی انگلی ہے۔

•••——•••——•••

1272 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ الْمُخَرِّمِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ سَعْدٍ قَالَ مَرَّ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا اَدْعُوْ بِاَصَابِعِيْ فَقَالَ "اَحِّدْ اَحِّدْ ."

1270-اخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب الاشارة في التشهد (الحديث 991) بمعناه . و اخرجه النسائي في السهو، باب احناء السبابة في الاشارة (الحديث 1273) بمعناه . واخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة، باب الاشارة في التشهد (الحديث 911) . تحفة الاشراف (11710) .

1271-اخرجه الترمذي في الدعوات، باب . 105 . (الحديث 3557) . تحفة الاشراف (12865) .

1272-اخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب الدعاء (الحديث 1499) . تحفة الاشراف (3850) .

وَاَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ .

☆☆ حضرت سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس سے گزرے' میں اس وقت اپنی انگلیوں کے ذریعے اشارہ کرکے دعا مانگ رہا تھا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایک کے ذریعے کرو' ایک کے ذریعے کرو۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شہادت کی انگلی کی طرف اشارہ کیا۔

38 - باب اِحْنَاءِ السَّبَّابَةِ فِي الْاِشَارَةِ

باب: اشارہ کے دوران شہادت کی انگلی کو جھکا دینا

1273 - اَخْبَرَنِيْ اَحْمَدُ بْنُ يَحْيَى الصُّوفِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا عِصَامُ بْنُ قُدَامَةَ الْجَدَلِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكُ بْنُ نُمَيْرٍ الْخُزَاعِيُّ مِنْ اَهْلِ الْبَصْرَةِ اَنَّ اَبَاهُ حَدَّثَهُ اَنَّهُ رَاَى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاعِدًا فِي الصَّلَاةِ وَاضِعًا ذِرَاعَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُمْنٰى رَافِعًا اُصْبُعَهُ السَّبَّابَةَ قَدْ اَحْنَاهَا شَيْئًا وَّهُوَ يَدْعُو .

☆☆ حضرت مالک بن نمیر خزاعی بیان کرتے ہیں' ان کے والد نے انہیں یہ حدیث بتائی ہے' ان کے والد نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز کے دوران قعدہ کی حالت میں دیکھا ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دایاں ہاتھ اپنے دائیں زانو پر رکھا ہوا تھا' آپ نے اپنی شہادت کی انگلی کو اُٹھایا ہوا تھا' آپ نے پھر اسے کچھ نیچے کیا اور آپ دُعا مانگ رہے تھے۔

39 - باب مَوْضِعِ الْبَصَرِ عِنْدَ الْاِشَارَةِ وَتَحْرِيْكِ السَّبَّابَةِ

باب: اشارہ کے وقت نگاہ رکھنے کی جگہ اور انگلی کو حرکت دینا

1274 - اَخْبَرَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا قَعَدَ فِي التَّشَهُّدِ وَضَعَ كَفَّهُ الْيُسْرٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُسْرٰى وَاَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ لَا يُجَاوِزُ بَصَرُهُ اِشَارَتَهُ .

☆☆ عامر بن عبداللہ اپنے والد (حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب قعدہ میں تشریف فرما ہوتے تھے' تو آپ اپنا بایاں ہاتھ بائیں زانو پر رکھتے تھے' اور انگلی کے ذریعے اشارہ کرتے تھے' آپ کی نگاہ اس وقت اشارہ پر ہوتی تھی۔

شرح

نماز کے دوران نمازی کی نظر کہاں ہونی چاہیے؟ اس موضوع پر گفتگو کرتے ہوئے امام ابوجعفر طحاوی تحریر کرتے ہیں۔

1273-اخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب الاشارة في التشهد (الحديث 991) . والحديث عند: النسائي في السهو، باب الاشارة بالاصبع في التشهد (الحديث 1270) . وابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب الاشارة في التشهد (الحديث 911) . تحفة الاشراف (11710) .

1274-اخرجه مسلم في المساجد و مواضع الصلاة، باب صفة الجلوس في الصلاة و كيفية وضع اليدين على الفخذين (الحديث 112 و 113) مختصرًا . و اخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب الاشارة في التشهد (الحديث 988) مختصرًا . تحفة الاشراف (5263) .

ہمارے اصحاب (فقہائے احناف) کہتے ہیں، سفیان ثوری، حسن بن حی اور امام شافعی رحمہم اللہ اس بات کے قائل ہیں: مستحب یہ ہے: آدمی کی نظر اس کے سجدے کی جگہ ہونی چاہیے۔

جبکہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: آدمی کی نظر قبلہ کی سمت ہونی چاہیے۔

شریک بن عبداللہ فرماتے ہیں: قیام کے دوران سجدے کی جگہ پر ہونی چاہیے رکوع میں قدموں کی طرف ہونی چاہیے۔ سجدے کے دوران ناک پر ہونی چاہیے اور قعدہ کے دوران گود میں ہونی چاہیے۔*

•••———•••———•••

40 - باب النَّهْيِ عَنْ رَّفْعِ الْبَصَرِ اِلَى السَّمَآءِ عِنْدَ الدُّعَاءِ فِي الصَّلَاةِ

باب: نماز کے دوران دعا مانگتے ہوئے آسمان کی طرف نگاہ اُٹھانے کی ممانعت

1275 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِي اللَّيْثُ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيْعَةَ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَيَنْتَهِيَنَّ اَقْوَامٌ عَنْ رَّفْعِ اَبْصَارِهِمْ عِنْدَ الدُّعَاءِ فِي الصَّلَاةِ اِلَى السَّمَآءِ اَوْ لَتُخْطَفَنَّ اَبْصَارُهُمْ ."

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''نماز کے دوران لوگ دعا مانگتے وقت آسمان کی طرف نگاہ اُٹھانے سے باز آ جائیں ورنہ ان کی بینائی رخصت ہو جائے گی۔

شرح

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں جو روایت نقل کی ہے یہ روایت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ''صحیح'' میں بھی نقل کی ہے۔ اس کی شرح کرتے ہوئے صحیح بخاری کے شارح علامہ ابن بطال رحمۃ اللہ علیہ تحریر کرتے ہیں۔

''فقہاء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ نماز کے دوران آسمان کی طرف نظر اٹھا کر دیکھنا مکروہ ہے۔''

ابن سیرین نے یہ بات بیان کی ہے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پہلے آسمان کی طرف نظر اٹھا کر دیکھ لیتے تھے یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوگئی۔

''وہ لوگ اپنی نمازوں میں خشوع اختیار کرتے ہیں۔''

تو اس آیت کے نازل ہو جانے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا سر جھکا کر رکھتے تھے' اور آسمان کی طرف نہیں اٹھاتے تھے۔*

اسی حدیث کی شرح کرتے ہوئے حافظ بدرالدین محمود عینی نے یہ بات تحریر کی ہے: نماز کے دوران آسمان کی طرف نگاہ

* مختصر اختلاف العلماء (مسئلہ) نمازی کی نظر کہاں ہونی چاہیے

1275-اخرجه مسلم في الصلاة، باب النهي عن رفع البصر الى السماء في الصلاة (الحديث 118) . تحفة الاشراف (13631) .

* شرح ابن بطال رحمۃ اللہ علیہ کتاب: نماز کے طریقے سے متعلق ابواب، باب: نماز کے دوران آسمان کی طرف نگاہ اٹھانا

اٹھا کر دیکھنے کے مکروہ ہونے پر سب کا اتفاق ہے۔ بعض حضرات کے نزدیک اس صورت میں نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ تاہم ان کا یہ قول صحیح نہیں ہے۔ **

...—...—...

41- باب اِيجَابِ التَّشَهُّدِ

باب: تشہد کو واجب قرار دینا

1276 - اَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَبُوْ عُبَيْدِ اللّٰهِ الْمَخْزُومِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْاَعْمَشِ وَمَنْصُورٌ عَنْ شَقِيقِ بْنِ سَلَمَةَ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ كُنَّا نَقُولُ فِی الصَّلَاةِ قَبْلَ اَنْ يُفْرَضَ التَّشَهُّدُ السَّلَامُ عَلَى اللّٰهِ السَّلَامُ عَلٰى جِبْرِيلَ وَمِيكَائِيلَ . فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا تَقُولُوا هٰكَذَا فَاِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ هُوَ السَّلَامُ وَلٰكِنْ قُولُوا التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِينَ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ".

☆☆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، تشہد (کے کلمات) فرض ہونے سے پہلے ہم لوگ نماز میں یہ پڑھا کرتے تھے:

''اللہ تعالیٰ پر سلام ہو! حضرت جبریل پر سلام ہو! حضرت میکائیل پر سلام ہو!''۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اس طرح نہ پڑھو' کیونکہ اللہ تعالیٰ تو خود سلامتی عطاء کرنے والا ہے' تم اس طرح پڑھو:

''ہر طرح کی زبانی' جسمانی اور مالی عبادات اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہیں' اے نبی! آپ پر سلام ہو اور اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں' ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر بھی سلام ہو! میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور میں اس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے بندے اور رسول ہیں''۔

** عمدۃ القاری، کتاب الصلاۃ سے متعلق ابواب، باب: نماز کے دوران آسمان کی طرف نگاہ اٹھا کے دیکھنا۔

1276-اخرجه البخاری فی الاذان، باب التشهد فی الآخرة (الحديث 831)، و باب ما يتخير من الدعاء بعد التشهد (الحديث 835)، و فی الاستئذان، باب السلام اسم من اسماء الله تعالٰی (الحديث 6230)، و فی الدعوات، باب الدعاء فی الصلاة (الحديث 6328) و يخرجه مسلم فی الصلاة، باب التشهد فی الصلاة (الحديث 55 و 56 و 57 و 58) . واخرجه ابو داؤد فی الصلاة، باب التشهد (الحديث 968). واخرجه النسائی فی السهو، باب كيف التشهد (1278)، و باب تخيير الدعاء بعد الصلاة على النبی صلی الله عليه وسلم (الحديث 1297) واخرجه ابن ماجه فی اقامة الصلاة و السنة فيها، باب ما جاء فی التشهد (الحديث 899) والحديث عند: النسائی فی التطبيق كيف التشهد الاول (الحديث 1164 و 1169) . تحفة الاشراف (9245 و 9296) .

شرح

اس کے بعد آنے والی چند ایک روایات ''تشہد'' کے بارے میں ہیں۔

تشہد کے بارے میں حکم یہ ہے: تشہد کی مقدار میں قعدہ کرنا احناف کے نزدیک فرض ہے۔ خواہ آدمی اس دوران تشہد کے کلمات پڑھے یا تشہد کے کلمات نہ پڑھے۔

جبکہ آخری قعدہ کے دوران تشہد کے کلمات پڑھنا احناف کے نزدیک واجب ہے جیسا کہ علامہ حسن بن عمار شرنبلالی نے ''نور الایضاح'' میں نماز کے واجبات میں اس بات کا تذکرہ کیا ہے۔

اگلا مسئلہ یہ ہے: تشہد کے کلمات کا حکم کیا ہے؟

اس موضوع پر بحث کرتے ہوئے ابن قدامہ نے تشہد کے وہی کلمات نقل کئے ہیں' جو امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں اس حدیث میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کئے ہیں۔

ان کلمات کو نقل کرنے کے بعد ابن قدامہ تحریر کرتے ہیں:

یہ وہ تشہد ہے' جس کی تعلیم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو دی تھی۔

ہمارے امام (احمد بن حنبل) کے نزدیک تشہد کے یہی کلمات مختار ہیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور ان کے بعد آنے والے تابعین میں سے اکثر اہل علم کے نزدیک اسی کو اختیار کیا جائے گا۔ یہ بات امام ترمذی نے بیان کی ہے۔

سفیان ثوری، اسحاق بن راہویہ، امام ابوثور' اہل رائے یعنی (فقہائے احناف) اور مشرق کے رہنے والے اکثر حضرات اسی تشہد کے قائل ہیں۔

جبکہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک تشہد کے افضل ترین کلمات وہ ہیں' جو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول ہیں۔

اس کے بعد ابن قدامہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول تشہد کے کلمات کا ابتدائی حصہ نقل کرنے کے بعد یہ بات نقل کی ہے۔ اس کے بعد کے تمام کلمات حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول تشہد کی مانند ہیں۔

امام شافعی فرماتے ہیں: تشہد کے افضل ترین کلمات وہ ہیں' جو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے منقول ہیں۔

اس کے بعد ابن قدامہ نے اس کے الفاظ نقل کئے ہیں۔

اس کے بعد ابن قدامہ تحریر کرتے ہیں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول روایت ''متفق علیہ'' ہے اور اس کے بارے میں امام ترمذی نے یہ فرمایا: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول روایت دیگر حوالوں سے بھی منقول ہے۔

اور تشہد کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول یہ سب سے زیادہ مستند حدیث ہے۔

تشہد کے ان کلمات کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما، حضرت جابر رضی اللہ عنہ، حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بھی نقل کیا ہے اور اکثر اہل علم کا معمول اس کے مطابق ہے لہٰذا اس کو اختیار کرنا اور اس کو مقدم قرار دینا متعین ہو جائے گا۔

جہاں تک حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول روایت کا تعلق ہے' تو انہوں نے یہ روایت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے نقل نہیں کی ہے بلکہ یہ ان کا اپنا قول ہے اور اکثر اہل علم کا عمل اس کے برخلاف ہے' تو پھر اجماع کیسے ہو سکتا ہے؟*

•••———•••———•••

42 - باب تَعْلِيمِ التَّشَهُّدِ كَتَعْلِيمِ السُّورَةِ مِنَ الْقُرْآنِ

باب: تشہد (کے کلمات) کی اسی طرح تعلیم دینا جس طرح قرآن کی کسی سورت کی تعلیم دی جاتی ہے

1277 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اٰدَمَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُنَا التَّشَهُّدَ كَمَا يُعَلِّمُنَا السُّورَةَ مِنَ الْقُرْآنِ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشہد کے کلمات اسی طرح سکھایا کرتے تھے' جس طرح آپ ہمیں قرآن کی کوئی سورت سکھایا کرتے تھے۔

43 - باب كَيْفَ التَّشَهُّدُ

باب: تشہد (کس طرح) پڑھا جائے گا؟

1278 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا الْفُضَيْلُ - وَهُوَ ابْنُ عِيَاضٍ - عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ شَقِيقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ هُوَ السَّلَامُ فَاِذَا قَعَدَ اَحَدُكُمْ فَلْيَقُلِ التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ ثُمَّ لِيَتَخَيَّرْ بَعْدَ ذٰلِكَ مِنَ الْكَلَامِ مَا شَاءَ ."

☆☆ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ (بن مسعود) بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''اللہ تعالیٰ تو خود سلامتی عطا کرنے والا ہے' تو جب کوئی شخص (نماز کے دوران) قعدہ میں بیٹھے تو وہ یہ پڑھے:

''ہر طرح کی زبانی' جسمانی اور مالی عبادات اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہیں' اے نبی! آپ پر سلام ہو! اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں' ہم پر اور اللہ تعالیٰ کے تمام نیک بندوں پر بھی سلام ہو! میں یہ گواہی دیتا ہوں کہ اللہ

* المغنی لابن قدامہ! کتاب: نماز کا بیان' تشہد اور اس کے بارے میں روایات

1277-تقدم في التطبيق، نوع آخر من التشهد (الحديث 1173) .

1278-تقدم في التطبيق، كيف التشهد الاول (الحديث 1169) .

تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور اس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں''۔

(نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:) اس کے بعد آدمی کو اختیار ہے' وہ جو چاہے کلام کرے (یعنی جو چاہے دعا مانگ لے)۔

44 - باب نَوْعٌ اٰخَرُ مِنَ التَّشَهُّدِ

باب: تشہد کی ایک اور قسم

1279 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ قَتَادَةَ ح وَاَنْبَاَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ يُوْنُسَ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ حِطَّانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ الْاَشْعَرِيَّ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَنَا فَعَلَّمَنَا سُنَّتَنَا وَبَيَّنَ لَنَا صَلَاتَنَا فَقَالَ "اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلَاةِ فَاَقِيْمُوْا صُفُوْفَكُمْ ثُمَّ لِيَؤُمَّكُمْ اَحَدُكُمْ فَاِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوْا وَاِذَا قَالَ (وَلَا الضَّالِّيْنَ) فَقُوْلُوْا اٰمِيْنَ يُجِبْكُمُ اللّٰهُ ثُمَّ اِذَا كَبَّرَ وَرَكَعَ فَكَبِّرُوْا وَارْكَعُوْا فَاِنَّ الْاِمَامَ يَرْكَعُ قَبْلَكُمْ وَيَرْفَعُ قَبْلَكُمْ ." قَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "فَتِلْكَ بِتِلْكَ وَاِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُوْلُوْا اللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ فَاِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ ثُمَّ اِذَا كَبَّرَ وَسَجَدَ فَكَبِّرُوْا وَاسْجُدُوْا فَاِنَّ الْاِمَامَ يَسْجُدُ قَبْلَكُمْ وَيَرْفَعُ قَبْلَكُمْ ." قَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "فَتِلْكَ بِتِلْكَ وَاِذَا كَانَ عِنْدَ الْقَعْدَةِ فَلْيَكُنْ مِنْ قَوْلِ اَحَدِكُمْ اَنْ يَقُوْلَ التَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ لِلّٰهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ ."

☆☆ حطان بن عبداللہ بیان کرتے ہیں' حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے یہ بات بیان کی ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیتے ہوئے سنت کی تعلیم دی اور نماز کا طریقہ بیان کیا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم نماز کے لیے کھڑے ہو جاؤ تو اپنی صفیں درست کر لو' پھر کوئی ایک شخص تمہاری امامت کرے' جب وہ تکبیر کہے' تو تم بھی تکبیر کہو' جب وہ ''وَلَا الضَّآلِّيْنَ'' کہے' تو تم آمین کہو' اللہ تعالیٰ تمہاری دعا کو قبول کرے گا' جب وہ تکبیر کہتے ہوئے رکوع میں چلا جائے' تو تم بھی تکبیر کہتے ہوئے رکوع میں چلے جاؤ' امام کو تم سے پہلے رکوع میں جانا چاہیے اور تم سے پہلے اُٹھنا چاہیے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ اس کے بدلے میں ہو جائے گا۔ جب امام سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہے' تو تم رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ کہو۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی زبانی یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

1279-اخرجه مسلم في الصلاة، باب التشهد في الصلاة (الحديث 62 و 63 و 64) مطولاً . واخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب التشهد (الحديث 972 و 973) مطولاً . و اخرجه النسائي في التطبيق، باب قول ربنا ولك الحمد (الحديث 1063) مطولاً، و نوع آخر من التشهد (الحديث 1171) مطولاً، و نوع آخر من التشهد (الحديث 1172) مختصرًا . و اخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب ما جاء في التشهد (الحديث 901) مختصرًا . والحديث عند: النسائي في الامامة، مبادرة الامام (الحديث 829) . وابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب اذا قرا الامام فانصتوا (الحديث 847) . تحفة الاشراف (8987) .

''جو اس کی حمد بیان کرتا ہے' تو اللہ تعالیٰ اس کی حمد سن لیتا ہے''

پھر جب امام تکبیر کہتے ہوئے سجدہ میں چلا جائے' تم لوگ بھی تکبیر کہتے ہوئے سجدہ میں چلے جاؤ' امام کو تم سے پہلے سجدے میں جانا چاہیے اور تم سے پہلے سجدے سے سر اُٹھانا چاہیے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: یہ اس کے مقابلے میں ہوگا' پھر جب قعدہ کا وقت ہو' تو تم لوگ یہ پڑھو:

''ہر طرح کی زبانی' جسمانی اور مالی عبادات اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہیں' اے نبی! آپ پر سلام ہو! اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور اس کی برکتیں نازل ہوں' ہم پر اور اللہ تعالیٰ کے تمام نیک بندوں پر بھی سلام ہو' میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے اور اس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں''۔

45 - باب نَوْعٌ اٰخَرُ مِنَ التَّشَهُّدِ

باب: تشہد کی ایک اور قسم

1280 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَيْمَنُ بْنُ نَابِلٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُنَا التَّشَهُّدَ كَمَا يُعَلِّمُنَا السُّوْرَةَ مِنَ الْقُرْاٰنِ "بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَاَسْاَلُ اللّٰهَ الْجَنَّةَ وَاَعُوْذُ بِهٖ مِنَ النَّارِ."

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ لَا نَعْلَمُ اَحَدًا تَابَعَ اَيْمَنَ بْنَ نَابِلٍ عَلٰى هٰذِهِ الرِّوَايَةِ وَاَيْمَنُ عِنْدَنَا لَا بَاْسَ بِهٖ وَالْحَدِيْثُ خَطَاٌ وَّبِاللّٰهِ التَّوْفِيْقُ.

☆☆ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ ہمیں تشہد کے کلمات اسی طرح تعلیم دیا کرتے تھے جس طرح آپ ہمیں قرآن کی کوئی سورت تعلیم دیا کرتے تھے (وہ کلمات یہ ہیں:)

''اللہ تعالیٰ کے نام سے برکت حاصل کرتے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی مدد سے (میں یہ کہتا ہوں) کہ ہر طرح کی زبانی' جسمانی اور مالی عبادات اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہیں' اے نبی! آپ پر سلام ہو اور اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں' ہم پر اور اللہ تعالیٰ کے تمام نیک بندوں پر سلام ہو' میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے بندے اور رسول ہیں' میں اللہ تعالیٰ سے جنت کا سوال کرتا ہوں اور جہنم سے اس کی پناہ مانگتا ہوں''۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں' ہمارے علم کے مطابق کسی بھی شخص نے اس روایت میں ایمن بن نابل کی متابعت نہیں کی

1280-تقدم فی التطبیق، نوع آخر من التشہد (الحدیث 1174).

ہے' جبکہ ہمارے نزدیک ایمن نامی راوی میں کوئی حرج نہیں ہے' تاہم اس حدیث میں غلطی پائی جاتی ہے' باقی توفیق اللہ تعالیٰ کی مدد سے ہی حاصل ہوتی ہے۔

46 - باب السَّلَامِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب: نبی اکرم ﷺ پر سلام بھیجنا

1281 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَبْدِ الْحَكَمِ الْوَرَّاقُ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ مُعَاذٍ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ سَعِيْدٍ ح وَاَخْبَرَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ وَّعَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ زَاذَانَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِنَّ لِلّٰهِ مَلَائِكَةً سَيَّاحِيْنَ فِي الْاَرْضِ يُبَلِّغُوْنِيْ مِنْ اُمَّتِي السَّلَامَ."

☆☆ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے زمین میں سیر کرتے رہتے ہیں' جو میری اُمت کا سلام مجھ تک پہنچاتے ہیں''۔

شرح

اس روایت میں امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجنے کی فضیلت کا تذکرہ کرتے ہوئے یہ بات بیان کی ہے: اللہ تعالیٰ نے کچھ فرشتے اس کام کے لئے مخصوص کیے ہیں' جو زمین میں گھومتے پھرتے رہتے ہیں اور جب نبی اکرم ﷺ کی اُمت کا کوئی فرد آپ ﷺ کی خدمت میں ہدیہ درود وسلام پیش کرتا ہے' تو وہ فرشتے اس درود کو نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیتے ہیں۔

•••———•••———•••

47 - باب فَضْلِ التَّسْلِيْمِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب: نبی اکرم ﷺ پر سلام بھیجنے کی فضیلت

1282 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ الْكَوْسَجُ قَالَ اَنْبَاَنَا عَفَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ قَالَ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ قَالَ قَدِمَ عَلَيْنَا سُلَيْمَانُ مَوْلَى الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ زَمَنَ الْحَجَّاجِ فَحَدَّثَنَا عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ طَلْحَةَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَآءَ ذَاتَ يَوْمٍ وَّالْبُشْرٰى فِيْ وَجْهِهٖ فَقُلْنَا اِنَّا لَنَرَى الْبُشْرٰى فِيْ وَجْهِكَ. فَقَالَ "اِنَّهٗ اَتَانِي الْمَلَكُ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اِنَّ رَبَّكَ يَقُوْلُ اَمَا يُرْضِيْكَ اَنَّهٗ لَا يُصَلِّيْ عَلَيْكَ اَحَدٌ اِلَّا صَلَّيْتُ

1281-انفرد بہ النسائی۔ تحفۃ الاشراف (9204).

1282-انفرد بہ النسائی، و سیاتی فی السہو، باب الفضل فی الصلاۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم (الحدیث 1294). تحفۃ الاشراف (3777).

عَلَيْهِ عَشْرًا وَّلَا يُسَلِّمُ عَلَيْكَ اَحَدٌ اِلَّا سَلَّمْتُ عَلَيْهِ عَشْرًا".

☆☆ سائب نامی راوی بیان کرتے ہیں' حضرت امام حسن بن علی ؓ کے غلام سلیمان' حجاج کے زمانہ حکومت میں ہمارے پاس آئے اور انہوں نے عبداللہ بن ابوطلحہ کے حوالے سے' ان کے والد کے حوالے سے یہ بات بیان کی ہے' ایک دن نبی اکرم ﷺ تشریف لائے' تو آپ کے چہرے سے خوشی کے تاثرات عیاں تھے' ہم نے عرض کی: ہم آپ کے چہرے پر خوشی کے تاثرات دیکھ رہے ہیں' تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میرے پاس ایک فرشتہ آیا اور وہ بولا: اے حضرت محمد ﷺ! آپ کے پروردگار نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: کیا آپ اس بات سے راضی نہیں ہیں' جو شخص آپ ﷺ پر ایک مرتبہ درود بھیجے گا' میں اس پر دس رحمتیں نازل کروں گا اور جو شخص آپ پر ایک مرتبہ سلام بھیجے گا' میں اس پر دس مرتبہ سلام بھیجوں گا۔

•••———•••———•••

48 - باب التَّمْجِيْدِ وَالصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الصَّلَاةِ

باب: نماز کے دوران اللہ تعالیٰ کی عظمت و بڑائی بیان کرنا اور نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجنا

1283 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ حَيْوَةَ بْنِ شُرَيْحٍ عَنْ اَبِيْ هَانِءٍ اَنَّ اَبَا عَلِيٍّ الْجَنْبِيَّ حَدَّثَهُ اَنَّهُ سَمِعَ فَضَالَةَ بْنَ عُبَيْدٍ يَقُوْلُ سَمِعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا يَدْعُوْ فِيْ صَلَاتِهٖ لَمْ يُمَجِّدِ اللّٰهَ وَلَمْ يُصَلِّ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "عَجِلْتَ اَيُّهَا الْمُصَلِّيْ". ثُمَّ عَلَّمَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَمِعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا يُصَلِّيْ فَمَجَّدَ اللّٰهَ وَحَمِدَهٗ وَصَلّٰى عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اُدْعُ تُجَبْ وَسَلْ تُعْطَ".

☆☆ حضرت فضالہ بن عبید ؓ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ایک شخص کو نماز کے دوران دعا کرتے ہوئے سنا' اس نے اس دعا میں نہ تو اللہ تعالیٰ کی بزرگی بیان کی اور نہ ہی نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجا تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے نمازی! تم نے جلد بازی کا مظاہرہ کیا ہے' پھر نبی اکرم ﷺ نے لوگوں کو تعلیم دیا (کہ دعا کس طرح مانگی جاتی ہے)

ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ نے ایک شخص کو سنا' جس نے نماز پڑھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی بزرگی بیان کی' اس کی حمد بیان کی' پھر اس نے نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجا تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم دعا مانگو' تمہاری دعا قبول ہوگی' تم سوال کرو' تمہیں دیا جائے گا۔

شرح

اس روایت میں نماز کے دوران درود بھیجنے کا تذکرہ ہے۔

1283-اخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب الدعاء (الحديث 1481) بمعناه . واخرجه الترمذي في الدعوات، باب . 65 . (الحديث 3476) مطولاً . تحفة الاشراف (11031) .

نماز کے دوران درود شریف پڑھنے کا حکم کیا ہے؟ اس بارے میں فقہاء کے مابین اختلاف پایا جاتا ہے۔

احناف اس بات کے قائل ہیں: نماز کے دوران درود ابراہیمی پڑھنا سنت ہے۔

مالکیہ بھی اسی بات کے قائل ہیں' دوسرے قعدہ میں تشہد پڑھ لینے کے بعد نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجنا سنت ہے۔

شوافع اور حنابلہ اس بات کے قائل ہیں آخری تشہد میں نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجنا واجب ہے۔

جہاں تک نبی اکرم ﷺ کی آل پر درود بھیجنے کا تعلق ہے' تو وہ شوافع کے نزدیک سنت ہے۔

جبکہ حنابلہ کے نزدیک یہ بھی واجب ہے۔

اس بات پر تمام فقہاء کا اتفاق ہے کہ نبی اکرم ﷺ پر نماز کے دوران درود بھیجتے ہوئے درود ابراہیمی پڑھا جائے گا کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے خود ایک سوال کے جواب میں اسی کی ترغیب دی تھی۔

درود شریف کے الفاظ میں لفظی اختلاف کا تذکرہ نسائی نے یہاں مختلف روایات میں کر دیا ہے۔

•••———•••———•••

49 - باب الْاَمْرِ بِالصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب: نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجنے کا حکم

1284 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهٗ - عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ نُعَيْمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْمُجْمِرِ اَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ الْاَنْصَارِيَّ - وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَيْدٍ الَّذِيْ اُرِيَ النِّدَاءَ بِالصَّلَاةِ - اَخْبَرَهٗ عَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدٍ الْاَنْصَارِيِّ اَنَّهٗ قَالَ اَتَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مَجْلِسِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ فَقَالَ لَهٗ بَشِيْرُ بْنُ سَعْدٍ اَمَرَنَا اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اَنْ نُصَلِّيَ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَكَيْفَ نُصَلِّيْ عَلَيْكَ فَسَكَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى تَمَنَّيْنَا اَنَّهٗ لَمْ يَسْاَلْهُ ثُمَّ قَالَ "قُوْلُوا اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ فِي الْعَالَمِيْنَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ وَّالسَّلَامُ كَمَا عَلِمْتُمْ".

☆☆ حضرت ابومسعود انصاری ؓ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ' حضرت سعد بن عبادہ ؓ کی محفل میں ہمارے پاس تشریف لائے' تو حضرت بشیر بن سعد ؓ نے آپ کی خدمت میں عرض کی: یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے ہمیں آپ پر درود بھیجنے کا حکم دیا ہے' تو ہم آپ پر کیسے درود بھیجیں؟ تو نبی اکرم ﷺ خاموش رہے' یہاں تک کہ ہم نے یہ آرزو کی کہ ان صاحب نے آپ ﷺ سے یہ سوال نہ کیا ہوتا' تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم لوگ یہ پڑھا کرو:

"اے اللہ! تو حضرت محمد ﷺ اور حضرت محمد ﷺ کی آل پر درود نازل کر' جس طرح تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی

1284-اخرجه مسلم في الصلاة، باب الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم بعد التشهد (الحديث 65) . واخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب الصلاة على النبي صلى الله عليه و سلم بعد التشهد (الحديث 980 و 981) . واخرجه الترمذي في تفسير القرآن، باب (ومن سورة الاحزاب) (الحديث 3220) . تحفة الاشراف (10007) .

آل پر درود نازل کیا اور تو حضرت محمد ﷺ اور حضرت محمد ﷺ کی آل پر برکت نازل کر‘ جس طرح تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آل پر تمام جہانوں میں برکت نازل کی‘ بے شک تو لائق حمد اور بزرگی کا مالک ہے“۔

(نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:) سلام کا طریقہ تم جانتے ہو۔

50 - باب كَيْفَ الصَّلَاةُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب: نبی اکرم ﷺ پر کس طرح درود بھیجا جائے؟

1285 - اَخْبَرَنَا زِيَادُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيدِ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ بِشْرٍ عَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدٍ الْاَنْصَارِيِّ قَالَ قِيلَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُمِرْنَا اَنْ نُصَلِّيَ عَلَيْكَ وَنُسَلِّمَ اَمَّا السَّلَامُ فَقَدْ عَرَفْنَاهُ فَكَيْفَ نُصَلِّيْ عَلَيْكَ قَالَ "قُوْلُوا اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيمَ اللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيمَ ."

☆☆ حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں‘ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں عرض کی گئی: ہمیں حکم دیا گیا ہے‘ ہم آپ پر درود بھیجیں اور سلام بھیجیں‘ جہاں تک سلام بھیجنے کا تعلق ہے‘ تو اس کا تو ہمیں علم ہے‘ ہم آپ پر درود کس طرح بھیجیں؟ تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم یہ پڑھو:

”اے اللہ! تو حضرت محمد ﷺ پر درود نازل کر‘ جس طرح تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آل پر درود نازل کیا اور تو حضرت محمد ﷺ پر برکت نازل کر جس طرح تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آل پر برکت نازل کی“۔

51 - باب نَوْعٌ اٰخَرُ

باب: درود شریف کی ایک اور قسم

1286 - اَخْبَرَنَا الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ دِينَارٍ مِنْ كِتَابِهٖ قَالَ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ لَيْلٰى عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ قَالَ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ قَدْ عَرَفْنَاهُ فَكَيْفَ الصَّلَاةُ قَالَ "قُوْلُوا اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيمَ اِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ اللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيمَ اِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ ."

1285-انفرد به النسائي ۔ تحفة الاشراف (9998) .

1286-اخرجه البخاري في الانبياء، باب ۔ 10 ۔ (الحديث 3370) بنحوه، وفي التفسير، باب (ان الله و ملائكته يصلون على النبي، يا ايها الذين امنوا صلوا عليه و سلموا تسليما) (الحديث 4797)، و في الدعوات، باب الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم (الحديث 6357). واخرجه مسلم في الصلاة، باب الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم بعد التشهد (الحديث 66 و 67 و 68) ۔ واخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم بعد التشهد (الحديث 976 و 977 و 978) واخرجه الترمذي في الصلاة، باب ما جاء في صفة الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم (الحديث 483) ۔ واخرجه النسائي في السهو، نوع آخر (الحديث 1287 و 1288) ۔ و اخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم (الحديث 904) ۔ تحفة الاشراف (11113) .

قَالَ ابْنُ اَبِيْ لَيْلٰى وَنَحْنُ نَقُوْلُ وَعَلَيْنَا مَعَهُمْ .

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَنَا بِهٖ مِنْ كِتَابِهٖ وَهٰذَا خَطَاٌ .

☆☆ حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں‘ ہم نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ پر سلام بھیجنے کے طریقے کا تو ہمیں پتہ ہے‘ تو ہم درود کس طرح بھیجیں؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم یہ پڑھو:

”اے اللہ! تو حضرت محمد ﷺ پر درود نازل کر اور حضرت محمد ﷺ کی آل پر بھی درود نازل کر‘ جس طرح تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آل پر درود نازل کیا‘ بے شک تو لائق حمد اور بزرگی کا مالک ہے‘ اے اللہ! تو حضرت محمد ﷺ اور حضرت محمد ﷺ کی آل پر برکت نازل کر‘ جس طرح تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آل پر برکت نازل کی‘ بے شک تو لائق حمد اور بزرگی کا مالک ہے“۔

اس روایت کے ایک راوی عبدالرحمٰن بن ابولیلیٰ بیان کرتے ہیں‘ ہم یہ کہتے ہیں: ان کے ہمراہ ہمارے اوپر بھی (رحمت اور برکت) نازل کر۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں‘ راوی نے اپنی کتاب میں سے اس حدیث کو ہمارے سامنے بیان کیا ہے‘ لیکن اس میں غلطی ہے۔

1287 - اَخْبَرَنَا الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّا قَالَ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ لَيْلٰى عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ قَالَ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ قَدْ عَرَفْنَاهُ فَكَيْفَ الصَّلَاةُ عَلَيْكَ قَالَ "قُوْلُوا اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيمَ وَآلِ اِبْرَاهِيمَ اِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ وَّبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيمَ وَآلِ اِبْرَاهِيمَ اِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ ." قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ وَنَحْنُ نَقُوْلُ وَعَلَيْنَا مَعَهُمْ .

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَهٰذَا اَوْلٰى بِالصَّوَابِ مِنَ الَّذِيْ قَبْلَهٗ وَلَا نَعْلَمُ اَحَدًا قَالَ فِيهِ عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ غَيْرَ هٰذَا وَاللّٰهُ تَعَالٰى اَعْلَمُ .

☆☆ حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں‘ ہم نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ پر سلام بھیجنے کے طریقے کا تو ہمیں پتہ چل گیا ہے‘ آپ پر درود کس طرح بھیجیں؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم یہ پڑھو:

”اے اللہ! تو حضرت محمد ﷺ اور حضرت محمد ﷺ کی آل پر درود نازل کر‘ جس طرح تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آل پر درود نازل کیا‘ بے شک تو لائق حمد اور بزرگی کا مالک ہے‘ اے اللہ! تو حضرت محمد ﷺ اور حضرت محمد ﷺ کی آل پر برکت نازل کر‘ جس طرح تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آل پر برکت نازل کی‘ بے شک تو لائق حمد اور بزرگی کا مالک ہے“۔

1287-تقدم في السهو، نوع آخر (الحديث 1286) .

عبدالرحمٰن بن ابولیلیٰ بیان کرتے ہیں' ہم یہ کہتے ہیں: ان کے ہمراہ ہمارے اوپر بھی رحمت اور برکت نازل کر۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: یہ والی روایت پہلی روایت کے مقابلے میں زیادہ درست ہے اور ہمارے علم کے مطابق کسی نے بھی اس کی سند میں عمرو بن مرہ کا تذکرہ نہیں کیا (جیسا کہ سابقہ روایت کی سند میں کیا گیا ہے) باقی اللہ بہتر جانتا ہے۔

1288 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ شُعْبَةَ عَنِ الْحَكَمِ عَنِ ابْنِ اَبِي لَيْلٰى قَالَ قَالَ لِي كَعْبُ بْنُ عُجْرَةَ اَلَا اُهْدِي لَكَ هَدِيَّةً قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ عَرَفْنَا كَيْفَ السَّلَامُ عَلَيْكَ فَكَيْفَ نُصَلِّي عَلَيْكَ قَالَ "قُوْلُوا اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيمَ اِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ اللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيمَ اِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ ."

☆☆ عبدالرحمٰن بن ابولیلیٰ بیان کرتے ہیں' حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا: کیا میں تمہیں ایک تحفہ دوں؟ (وہ تحفہ یہ حدیث ہے:) ہم نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ پر سلام کیسے بھیجنا ہے' اس کا تو ہمیں پتہ چل گیا ہے' تو ہم آپ پر درود کیسے بھیجیں؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم یہ پڑھو:

"اے اللہ! تو حضرت محمد ﷺ اور حضرت محمد ﷺ کی آل پر درود نازل کر' جس طرح تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آل پر درود نازل کیا' بے شک تو لائق حمد اور بزرگی کا مالک ہے' اے اللہ! تو حضرت محمد ﷺ اور حضرت محمد ﷺ کی آل پر برکت نازل کر' جس طرح تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آل پر برکت نازل کی' بے شک تو لائق حمد اور بزرگی کا مالک ہے"۔

52 - باب نَوْعٌ اٰخَرُ

باب: درود شریف کی ایک اور قسم

1289 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ قَالَ اَنْبَاَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُجَمِّعُ بْنُ يَحْيٰى عَنْ عُثْمَانَ بْنِ مَوْهَبٍ عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ عَنْ اَبِيهِ قَالَ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ الصَّلَاةُ عَلَيْكَ قَالَ "قُوْلُوا اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيمَ وَآلِ اِبْرَاهِيمَ اِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ وَّبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيمَ وَآلِ اِبْرَاهِيمَ اِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ ."

☆☆ موسیٰ بن طلحہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ہم نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ پر درود کیسے بھیجا جائے؟ تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم لوگ یہ پڑھو:

"اے اللہ! تو حضرت محمد ﷺ پر اور حضرت محمد ﷺ کی آل پر درود نازل کر جس طرح تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آل پر درود نازل کیا ہے' بے شک تو لائق حمد اور بزرگی کا مالک ہے اور تو حضرت

1288-تقدم فی السهو، نوع آخر (الحديث 1286) .

1289-انفرد به النسائي، و سياتي في السهو، نوع آخر (الحديث 1290) . تحفة الاشراف (5014) .

محمد ﷺ اور حضرت محمد ﷺ کی آل پر برکت نازل کر' جس طرح تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آل پر برکت نازل کی' بے شک تو لائق حمد اور بزرگی کا مالک ہے"۔

1290 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَمِّي قَالَ حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ مَوْهَبٍ عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ عَنْ اَبِيهِ اَنَّ رَجُلًا اَتٰى نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كَيْفَ نُصَلِّي عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ قَالَ "قُوْلُوا اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيمَ اِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيمَ اِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ ."

☆☆ موسیٰ بن طلحہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ہم نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی: اے اللہ کے نبی! ہم آپ پر درود کس طرح بھیجیں؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم یہ پڑھو:

"اے اللہ! تو حضرت محمد ﷺ اور حضرت محمد ﷺ کی آل پر درود نازل کر' جس طرح تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر درود نازل کیا' بے شک تو لائق حمد اور بزرگی کا مالک ہے اور تو حضرت محمد ﷺ اور حضرت محمد ﷺ کی آل پر برکت نازل کر' جس طرح تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر برکت نازل کی تھی' بے شک تو لائق حمد اور بزرگی کا مالک ہے"۔

1291 - اَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ يَحْيٰى بْنِ سَعِيدٍ الْاُمَوِيُّ فِي حَدِيثِهِ عَنْ اَبِيهِ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ حَكِيمٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ قَالَ سَاَلْتُ زَيْدَ بْنَ خَارِجَةَ قَالَ اَنَا سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ صَلُّوا عَلَيَّ وَاجْتَهِدُوا فِي الدُّعَاءِ وَقُوْلُوا اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ ."

☆☆ موسیٰ بن طلحہ بیان کرتے ہیں' میں نے حضرت زید بن خارجہ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا' تو انہوں نے بتایا: میں نے نبی اکرم ﷺ سے اس بارے میں دریافت کیا تھا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا: تم لوگ مجھ پر درود بھیجو اور دعا مانگتے ہوئے اہتمام کرو اور یہ پڑھو:

"اے اللہ! تو حضرت محمد ﷺ اور حضرت محمد ﷺ کی آل پر درود نازل کر"۔

53 - باب نَوْعٌ اٰخَرُ

باب: درود شریف کی ایک اور قسم

1292 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا بَكْرٌ - وَهُوَ ابْنُ مُضَرَ - عَنِ ابْنِ الْهَادِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ خَبَّابٍ عَنْ اَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ قَدْ عَرَفْنَاهُ فَكَيْفَ الصَّلَاةُ عَلَيْكَ قَالَ "قُوْلُوا اللّٰهُمَّ صَلِّ

1290-تقدم في السهو، نوع آخر (الحديث 1289) .

1291-انفرد به النسائي، و اخرجه في عمل اليوم و الليلة، كيف الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم (الحديث 53) مختصرًا . تحفة الاشراف (3746) .

1292-اخرجه البخاري في التفسير، باب (ان الله و ملائكته يصلون على النبي يا ايها الذين امنوا صلوا عليه وسلموا تسليمًا (الحديث 4798)، وفي الدعوات، باب الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم (الحديث 6358) . واخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم (الحديث 903) . تحفة الاشراف (4093) .

عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ ."

☆☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ہم نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ پر سلام بھیجنے کا طریقہ ہمیں پتہ چل گیا ہے' ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کس طرح بھیجیں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم یہ پڑھو:

''اے اللہ! تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نازل کر جو تیرے بندے اور تیرے رسول ہیں' اسی طرح جس طرح تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر درود نازل کیا تھا اور تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پر برکت نازل کی' جس طرح تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر برکت نازل کی تھی''۔

54 - باب نَوْعٌ اٰخَرُ

باب: درود شریف کی ایک اور قسم

1293 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ مَّالِكٍ وَّالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ الزُّرَقِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَبُوْ حُمَيْدٍ السَّاعِدِيُّ اَنَّهُمْ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ نُصَلِّيْ عَلَيْكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "قُوْلُوا اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ ." فِيْ حَدِيْثِ الْحَارِثِ "كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ ." قَالَا جَمِيْعًا "كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ."

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنْبَاَنَا قُتَيْبَةُ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ مَرَّتَيْنِ وَلَعَلَّهُ اَنْ يَّكُوْنَ قَدْ سَقَطَ عَلَيْهِ مِنْهُ سَطْرٌ .

☆☆ حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' لوگوں نے عرض کی: یارسول اللہ! ہم آپ پر درود کس طرح بھیجیں؟ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم لوگ یہ پڑھو:

''اے اللہ! تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان کی ازواج اور ان کی ذریت پر درود نازل کر''۔

حارث نامی راوی کی روایت میں یہ الفاظ ہیں:

''جس طرح تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آل پر درود نازل کیا اور تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان کی ازواج اور ان کی ذریت پر برکت نازل کر''۔

اس کے بعد دونوں طرح کے راویوں نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں:

1293-اخرجه البخاري في الانبياء، باب 10 . (الحديث 3369)، و في الدعوات، باب هل يصلي على غير النبي صلى الله عليه وسلم (الحديث 6360) . واخرجه مسلم في الصلاة، باب الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم بعد التشهد (الحديث 69) . واخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم بعد التشهد (الحديث 979) . واخرجه النسائي في التفسير: سورة الانعام، بركة الذرية (الحديث 188) و اخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم (الحديث 905) . تحفة الاشراف (11896) .

''جس طرح تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آل پر برکت نازل کی' بے شک تو لائق حمد اور بزرگی کا مالک ہے''۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: قتیبہ نامی راوی نے یہ روایت دو مرتبہ ہمارے سامنے بیان کی ہے' ہوسکتا ہے' شاید انہوں نے نقل کرتے ہوئے کوتاہی کردی ہو۔

55 - باب الْفَضْلِ فِي الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کی فضیلت

1294 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ - يَعْنِي ابْنَ الْمُبَارَكِ - قَالَ اَنْبَاَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ سُلَيْمَانَ مَوْلَى الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ طَلْحَةَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَ ذَاتَ يَوْمٍ وَّالْبِشْرُ يُرٰى فِيْ وَجْهِهِ فَقَالَ "اِنَّهُ جَاءَنِيْ جِبْرِيْلُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَمَا يُرْضِيْكَ يَا مُحَمَّدُ اَنْ لَّا يُصَلِّيَ عَلَيْكَ اَحَدٌ مِّنْ اُمَّتِكَ اِلَّا صَلَّيْتُ عَلَيْهِ عَشْرًا وَّلَا يُسَلِّمَ عَلَيْكَ اَحَدٌ مِّنْ اُمَّتِكَ اِلَّا سَلَّمْتُ عَلَيْهِ عَشْرًا ."

☆☆ عبداللہ بن ابوطلحہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ایک دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے' تو آپ کے چہرے پر خوشی کے تاثرات نمایاں تھے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جبریل میرے پاس آئے اور بولے: (اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:) اے محمد! کیا تم اس بات سے راضی نہیں ہو کہ تمہاری اُمت کا جو فرد تم پر ایک مرتبہ درود بھیجے گا' میں اس پر دس مرتبہ درود بھیجوں گا اور تمہاری اُمت کا جو شخص تم پر ایک مرتبہ سلام بھیجے گا' میں اس پر دس مرتبہ سلام نازل کروں گا۔

1295 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنِ الْعَلَاءِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ وَاحِدَةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ عَشْرًا ."

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''جو شخص ایک مرتبہ مجھ پر درود بھیجتا ہے' اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمتیں نازل کرتا ہے''۔

1296 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ بْنُ اَبِيْ اِسْحَاقَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ اَبِيْ مَرْيَمَ قَالَ حَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ صَلَاةً وَّاحِدَةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ عَشْرَ صَلَوَاتٍ وَّحُطَّتْ عَنْهُ عَشْرُ خَطِيْئَاتٍ وَّرُفِعَتْ لَهٗ عَشْرُ دَرَجَاتٍ ."

☆☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

1294-تقدم في السهو لفضل التسليم على النبي صلى الله عليه وسلم (الحديث 1282) .

1295-اخرجه مسلم في الصلاة، باب الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم بعد التشهد (الحديث 70) . واخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب في الاستغفار (الحديث 1530) . واخرجه الترمذي في الصلاة، باب ما جاء في فضل الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم (الحديث 485) . تحفة الاشراف (13974) .

1296-اخرجه النسائي في عمل اليوم و الليلة، ما يقول اذا انتهى الى قوم فجلس اليهم (الحديث 362 و 363) . تحفة الاشراف (244) .

"جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل کرتا ہے اور اس کے دس گناہوں کو معاف کر دیتا ہے اور اس کے دس درجات کو بلند کرتا ہے"۔

56 - باب تَخْيِيرِ الدُّعَاءِ بَعْدَ الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب: نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجنے کے بعد دعا میں اختیار ہونا

1297 - اَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ وَعَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ - وَاللَّفْظُ لَهُ - قَالَا حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ الْاَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِي شَقِيقٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنَّا اِذَا جَلَسْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الصَّلَاةِ قُلْنَا السَّلَامُ عَلَى اللّٰهِ مِنْ عِبَادِهِ السَّلَامُ عَلٰى فُلَانٍ وَفُلَانٍ . فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا تَقُولُوا السَّلَامُ عَلَى اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّلَامُ وَلٰكِنْ اِذَا جَلَسَ اَحَدُكُمْ فَلْيَقُلِ التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِينَ فَاِنَّكُمْ اِذَا قُلْتُمْ ذٰلِكَ اَصَابَتْ كُلَّ عَبْدٍ صَالِحٍ فِي السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ ثُمَّ لِيَتَخَيَّرْ مِنَ الدُّعَاءِ بَعْدُ اَعْجَبَهُ اِلَيْهِ يَدْعُو بِهِ".

☆☆ حضرت عبداللہ ؓ بیان کرتے ہیں: ہم نبی اکرم ﷺ کی اقتداء میں نماز میں جب قعدہ کیا کرتے تھے تو ہم یہ کہتے تھے:

"اللہ تعالیٰ کے بندوں کی طرف سے اللہ تعالیٰ پر سلام ہو فلاں فلاں پر سلام ہو"۔

تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم یہ نہ کہو کہ اللہ تعالیٰ پر سلام ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ تو خود سلامتی عطاء کرنے والا ہے جب کوئی شخص قعدہ میں بیٹھا کرے تو یہ پڑھا کرے:

"ہر طرح کی زبانی' جسمانی اور مالی عبادات اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں اے نبی! آپ پر سلام ہو! اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور اس کی برکتیں نازل ہوں ہم پر اور اللہ کے تمام بندوں پر بھی سلام ہو"۔

جب تم یہ کہہ دو گے تو زمین اور آسمان میں موجود ہر نیک بندے تک یہ سلام پہنچ جائے گا (پھر تم یہ پڑھو:)

"میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے اور میں اس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں"۔

(پھر نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:) اس کے بعد دعا کے بارے میں آدمی کو اختیار ہے جو دعا اسے پسند ہو وہ اسے مانگ

1297-اخرجه البخاري في الاذان، باب ما يتخير من الدعاء بعد التشهد (الحديث 835)، و في الاستئذان، باب السلام اسم من اسماء الله تعالى (الحديث 6230) بنحوه . و اخرجه مسلم في الصلاة، باب التشهد في الصلاة (الحديث 58) بنحوه . و اخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب التشهد (الحديث 968) . و اخرجه النسائي في السهو، كيف التشهد (1278) مختصرًا . و الحديث عند: البخاري في الاذان، باب التشهد في الآخرة (الحديث 831) . و النسائي في التطبيق، كيف التشهد الاول (الحديث 1169)، و في السهو، باب ايجاب التشهد (الحديث 1276) . و ابن ماجه في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب ما جاء في التشهد (الحديث 899) . تحفة الاشراف (9245) .

57 - باب الذِّكْرِ بَعْدَ التَّشَهُّدِ

باب: تشہد کے بعد ذکر کرنا

1298 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ بْنُ وَكِيعِ بْنِ الْجَرَّاحِ اَخُو سُفْيَانَ بْنِ وَكِيعٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِي عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ عَمَّارٍ عَنْ اِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِي طَلْحَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ جَاءَتْ اُمُّ سُلَيْمٍ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ عَلِّمْنِي كَلِمَاتٍ اَدْعُو بِهِنَّ فِي صَلَاتِي . قَالَ "سَبِّحِي اللّٰهَ عَشْرًا وَاحْمَدِيهِ عَشْرًا وَكَبِّرِيهِ عَشْرًا ثُمَّ سَلِيهِ حَاجَتَكِ يَقُلْ نَعَمْ نَعَمْ".

☆☆ حضرت انس بن مالک ؓ بیان کرتے ہیں: حضرت اُم سلیم ؓ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں' انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ مجھے ایسے کلمات سکھائیں' جن کے ساتھ میں نماز میں دعا مانگا کروں' تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: دس دفعہ سبحان اللہ پڑھا کرو' دس مرتبہ الحمد للہ پڑھا کرو اور دس دفعہ اللہ اکبر پڑھا کرو۔ پھر تم اپنی ضرورت کا سوال کیا کرو' اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا: ٹھیک ہے ٹھیک ہے (یعنی تمہاری وہ ضرورت پوری ہوگی)۔

58 - باب الدُّعَاءِ بَعْدَ الذِّكْرِ

باب: ذکر کے بعد دعا کرنا

1299 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ خَلِيفَةَ عَنْ حَفْصِ بْنِ اَخِي اَنَسٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كُنْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسًا - يَعْنِي - وَرَجُلٌ قَائِمٌ يُصَلِّي فَلَمَّا رَكَعَ وَسَجَدَ وَتَشَهَّدَ دَعَا فَقَالَ فِي دُعَائِهِ اللّٰهُمَّ اِنِّي اَسْاَلُكَ بِاَنَّ لَكَ الْحَمْدَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ الْمَنَّانُ بَدِيعُ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ يَا حَيُّ يَا قَيُّومُ اِنِّي اَسْاَلُكَ . فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَصْحَابِهِ "تَدْرُونَ بِمَا دَعَا". قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُولُهُ اَعْلَمُ . قَالَ "وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَقَدْ دَعَا اللّٰهَ بِاسْمِهِ الْعَظِيمِ الَّذِي اِذَا دُعِيَ بِهِ اَجَابَ وَاِذَا سُئِلَ بِهِ اَعْطٰى".

☆☆ حضرت انس بن مالک ؓ بیان کرتے ہیں: میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا' جبکہ ایک آدمی کھڑا ہو کر نماز ادا کر رہا تھا' جب وہ رکوع میں گیا اور اس نے سجدہ کیا' پھر تشہد پڑھا تو اس نے اپنی دعا میں یہ کہا:

"اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں' ہر طرح کی حمد تیرے لیے مخصوص ہے اور تیرے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے' تو بہت زیادہ احسان کرنے والا ہے' تو آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والا ہے' اے جلال اور اکرام والی ذات! اے

1298-اخرجه الترمذي في الصلاة، باب ما جاء في صلاة التسبيح (الحديث 481) . تحفة الاشراف (185) .

1299-انفرد به النسائي . و الحديث عند: ابي داؤد في الصلاة، باب الدعاء (الحديث 1495) . تحفة الاشراف (551) .

زندہ! اے بذاتِ خود موجود! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں"۔

نبی اکرم ﷺ نے اپنے اصحاب سے دریافت کیا: کیا تم لوگ یہ بات جانتے ہو کہ اس شخص نے کس چیز کے وسیلے سے دعا مانگی ہے؟ اصحاب نے عرض کی: اللہ اور اس کا رسول زیادہ بہتر جانتے ہیں! نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس ذات کی قسم! جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے! اس نے اللہ تعالیٰ کے اس عظیم نام کے وسیلے سے دعا مانگی ہے' جب اس اسم کی برکت سے دعا مانگی جائے' تو اللہ تعالیٰ اسے قبول کرتا ہے اور جب اس کے وسیلے سے کچھ مانگا جائے' تو اللہ تعالیٰ عطاء کرتا ہے۔

شرح

نماز کے آخر میں تشہد اور درود شریف پڑھ لینے کے بعد دعا پڑھنے کے بارے میں احناف کے نزدیک حکم یہ ہے اس موقع پر وہ دعا مانگی جا سکتی ہے' جو قرآن میں مذکور ہے یا وہ دعا مانگی جا سکتی ہے' جو نبی اکرم ﷺ سے منقول ہے۔

احناف کے علاوہ دیگر آئمہ اس بات کے قائل ہیں' اس دوران دنیا اور آخرت کی بھلائی کی دعا مانگی جا سکتی ہے' تاہم نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے منقول دعا مانگنا زیادہ فضیلت رکھتا ہے اور مستحب یہ ہے: دعا میں عمومیت کو اختیار کیا جائے یعنی اپنے ساتھ دیگر مسلمانوں کے لئے بھی دعا کی جائے۔

اس صورت میں یہ دعا جلد قبول ہوتی ہے۔

نبی اکرم ﷺ سے مختلف طرح کی دعائیں منقول ہیں' جو آپ ﷺ نماز کے دوران مانگا کرتے تھے جن میں سے چند ایک کا تذکرہ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے اگلی روایات میں کیا ہے۔

احناف اس بات کے قائل ہیں: نماز کے دوران دعا مانگتے ہوئے ایسی دعا مانگنا جو لوگوں کے کلام کے ساتھ مشابہت رکھتی ہو جائز نہیں ہے۔ جیسے یہ دعا مانگنا۔

"اے اللہ! مجھے فلاں چیز عطا کر دے۔"

اسی طرح ایسی دعا مانگنا بھی جائز نہیں ہے جس کا حصول لوگوں سے ناممکن نہ ہو جیسے یہ کہنا

"اے اللہ! فلاں عورت سے میری شادی کر دے۔"

احناف کے نزدیک نماز کے دوران اس نوعیت کی دعا مانگنا مکروہ تحریمی ہے۔

احناف کے علاوہ دیگر تمام فقہاء اس بات کے قائل ہیں' انسان اس دوران جو چاہے وہ دعا مانگ سکتا ہے۔

•••——•••——•••

1300 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَزِيْدَ اَبُوْ بُرَيْدٍ الْبَصْرِيُّ عَنْ عَبْدِ الصَّمَدِ بْنِ عَبْدِ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ قَالَ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ الْمُعَلِّمُ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ حَنْظَلَةُ بْنُ عَلِيٍّ اَنَّ مِحْجَنَ بْنَ الْاَدْرَعِ حَدَّثَهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ الْمَسْجِدَ اِذَا رَجُلٌ قَدْ قَضٰى صَلَاتَهُ وَهُوَ يَتَشَهَّدُ فَقَالَ اللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ يَا اللّٰهُ

1300-اخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب ما يقول بعد التشهد (الحديث 985) . تحفة الاشراف (11218) .

بِاَنَّكَ الْوَاحِدُ الْاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِيْ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا اَحَدٌ اَنْ تَغْفِرَ لِيْ ذُنُوْبِيْ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ . فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "قَدْ غُفِرَ لَهُ ." ثَلَاثًا .

☆☆ محجن بن ادرع بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ مسجد میں داخل ہوئے' تو وہاں ایک شخص اپنی نماز مکمل کر رہا تھا اور تشہد پڑھ رہا تھا' اس نے دعا مانگی:

"اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں' اس وجہ سے کہ تو ایک ہے' یکتا ہے' بے نیاز ہے' جس نے کسی کو جنم نہیں دیا اور نہ ہی اسے جنم دیا گیا اور اس کا کوئی بھی ہم سر نہیں ہے (میں تجھ سے یہ سوال کرتا ہوں) تو میرے گناہوں کی مغفرت کر دے' بے شک تو بڑا مغفرت کرنے والا ہے"۔

تو نبی اکرم ﷺ نے تین مرتبہ یہ ارشاد فرمایا: اس کی مغفرت ہو گئی ہے۔

59 - باب نَوْعٌ اٰخَرُ مِنَ الدُّعَاءِ

باب: دعا کی ایک اور قسم

1301 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ حَبِيْبٍ عَنْ اَبِي الْخَيْرِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ اَبِيْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ - رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّهُ قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِّمْنِيْ دُعَاءً اَدْعُوْ بِهٖ فِيْ صَلَاتِيْ . قَالَ "قُلِ اللّٰهُمَّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ ظُلْمًا كَثِيْرًا وَّلَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْ لِيْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِيْ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ."

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: انہوں نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں عرض کی: آپ مجھے کوئی ایسی دعا سکھائیں جو میں نماز میں مانگا کروں تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم یہ مانگا کرو:

"اے اللہ! میں نے اپنے اوپر بہت زیادہ ظلم کیا اور گناہوں کی مغفرت صرف تو ہی کر سکتا ہے' تو اپنی بارگاہ سے مجھے مغفرت عطاء کر دے' مجھ پر رحم کر' بے شک تو مغفرت کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے"۔

60 - باب نَوْعٌ اٰخَرُ مِنَ الدُّعَاءِ

باب: دعا کی ایک اور قسم

1302 - اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ سَمِعْتُ حَيْوَةَ يُحَدِّثُ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ

1301-اخرجه البخاري في الاذان، باب الدعاء قبل السلام (الحديث 834)، و في الدعوات، باب الدعاء في الصلاة (الحديث 6326) . واخرجه مسلم في الذكر و الدعاء و التوبة والاستغفار، باب استحباب خفض الصوت بالذكر (الحديث 48) . واخرجه الترمذي في الدعوات، باب 97 . (الحديث 3531) . تحفة الاشراف (6606) .

1302-اخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب في الاستغفار (الحديث 1522) . تحفة الاشراف (11333) .

مُسْلِمٍ عَنْ اَبِیْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحُبُلِیِّ عَنِ الصُّنَابِحِیِّ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ اَخَذَ بِیَدِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "اِنِّیْ لَاُحِبُّكَ یَا مُعَاذُ ." فَقُلْتُ وَاَنَا اُحِبُّكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ . فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ "فَلَا تَدَعْ اَنْ تَقُوْلَ فِیْ كُلِّ صَلَاةٍ رَبِّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ ."

☆☆ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ تھاما اور ارشاد فرمایا: اے معاذ! میں تم سے محبت کرتا ہوں' میں نے عرض کی: یارسول اللہ! میں بھی آپ سے محبت کرتا ہوں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہر نماز کے بعد یہ کلمات کہنا نہ چھوڑنا:

''اے میرے پروردگار! تو اپنے ذکر کے لیے' اپنے شکر کے لیے اور اچھی طرح سے اپنی عبادت کرنے کے لیے میری مدد فرما''۔

61 - باب نَوْعٌ اٰخَرُ مِنَ الدُّعَاءِ

باب: دعا کی ایک اور قسم

1303 - اَخْبَرَنَا اَبُوْ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَیْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ سَعِیْدٍ الْجُرَیْرِیِّ عَنْ اَبِی الْعَلَاءِ عَنْ شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَانَ یَقُوْلُ فِیْ صَلَاتِهٖ "اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ الثَّبَاتَ فِی الْاَمْرِ وَالْعَزِیْمَةَ عَلَی الرُّشْدِ وَاَسْاَلُكَ شُكْرَ نِعْمَتِكَ وَحُسْنَ عِبَادَتِكَ وَاَسْاَلُكَ قَلْبًا سَلِیْمًا وَّلِسَانًا صَادِقًا وَّاَسْاَلُكَ مِنْ خَیْرِ مَا تَعْلَمُ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا تَعْلَمُ وَاَسْتَغْفِرُكَ لِمَا تَعْلَمُ ."

☆☆ حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں یہ دعا مانگا کرتے تھے:

''اے اللہ! میں تجھ سے معاملات میں ثابت قدمی اور ہدایت پر عزیمت کا سوال کرتا ہوں' میں تیری نعمت پر شکر کرنے اور اچھے طریقے سے تیری عبادت کرنے کا سوال کرتا ہوں' میں تجھ سے صحیح دل اور سچی زبان کا سوال کرتا ہوں' میں تجھ سے ہر اس چیز کی بھلائی کا سوال کرتا ہوں' جو تیرے علم میں ہے اور میں ہر اس چیز کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں جو تیرے علم میں ہے اور میں اس چیز سے تیری مغفرت طلب کرتا ہوں جو تیرے علم میں ہے''۔

62 - باب نَوْعٌ اٰخَرُ

باب: ایک اور قسم کی دعا

1304 - اَخْبَرَنَا یَحْیَی بْنُ حَبِیْبِ بْنِ عَرَبِیٍّ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَطَاءُ بْنُ السَّائِبِ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ صَلّٰی بِنَا عَمَّارُ بْنُ یَاسِرٍ صَلَاةً فَاَوْجَزَ فِیْهَا فَقَالَ لَهٗ بَعْضُ الْقَوْمِ لَقَدْ خَفَّفْتَ اَوْ اَوْجَزْتَ الصَّلَاةَ . فَقَالَ اَمَّا عَلٰی ذٰلِكَ فَقَدْ دَعَوْتُ فِیْهَا بِدَعَوَاتٍ سَمِعْتُهُنَّ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا قَامَ تَبِعَهٗ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ

1303-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (4829) . 1304-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (10349) .

هُوَ اُبَیٌّ غَیْرَ اَنَّهٗ كَنٰی عَنْ نَفْسِهٖ فَسَاَلَهٗ عَنِ الدُّعَاءِ ثُمَّ جَاءَ فَاَخْبَرَ بِهِ الْقَوْمَ "اَللّٰهُمَّ بِعِلْمِكَ الْغَیْبَ وَقُدْرَتِكَ عَلَی الْخَلْقِ اَحْیِنِیْ مَا عَلِمْتَ الْحَیَاةَ خَیْرًا لِّیْ وَتَوَفَّنِیْ اِذَا عَلِمْتَ الْوَفَاةَ خَیْرًا لِّیْ اَللّٰهُمَّ وَاَسْاَلُكَ خَشْیَتَكَ فِی الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ وَاَسْاَلُكَ كَلِمَةَ الْحَقِّ فِی الرِّضَا وَالْغَضَبِ وَاَسْاَلُكَ الْقَصْدَ فِی الْفَقْرِ وَالْغِنٰی وَاَسْاَلُكَ نَعِیْمًا لَا یَنْفَدُ وَاَسْاَلُكَ قُرَّةَ عَیْنٍ لَا تَنْقَطِعُ وَاَسْاَلُكَ الرِّضَاءَ بَعْدَ الْقَضَاءِ وَاَسْاَلُكَ بَرْدَ الْعَیْشِ بَعْدَ الْمَوْتِ وَاَسْاَلُكَ لَذَّةَ النَّظَرِ اِلٰی وَجْهِكَ وَالشَّوْقَ اِلٰی لِقَائِكَ فِیْ غَیْرِ ضَرَّاءَ مُضِرَّةٍ وَّلَا فِتْنَةٍ مُّضِلَّةٍ اَللّٰهُمَّ زَیِّنَّا بِزِیْنَةِ الْاِیْمَانِ وَاجْعَلْنَا هُدَاةً مُّهْتَدِیْنَ ."

☆☆ عطاء بن سائب اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے ہمیں نماز پڑھائی اور بہت مختصر نماز پڑھائی' بعض لوگوں نے کہا: آپ نے تو بڑی مختصر نماز پڑھائی ہے (یہاں ایک لفظ کے بارے میں راوی کو شک ہے) تو حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس کے باوجود میں نے اس میں کئی دعائیں پڑھ لی ہیں' جو میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی سنی ہیں۔

(راوی کہتے ہیں:) حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ اُٹھ کر چلے گئے' ان میں سے ایک صاحب بھی ان کے پیچھے گئے۔

(راوی کہتے ہیں:) جانے والے وہ فرد میرے والد تھے' لیکن انہوں نے اپنی ذات کا تذکرہ اشارے کے طور پر کیا' انہوں نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے اس دعا کے بارے میں دریافت کیا' پھر وہ آئے اور انہوں نے حاضرین کو بھی اس دعا کے بارے میں بتایا (دعا کے الفاظ یہ ہیں:)

''اے اللہ! میں غیب کے بارے میں تیرے علم اور مخلوق پر تیری قدرت کے وسیلے سے یہ دعا مانگتا ہوں کہ تو مجھے اس وقت تک زندہ رکھنا جب تک کے بارے میں تو یہ جانتا ہو کہ زندگی میرے لیے بہتر ہے اور مجھے اس وقت موت دے دینا' جب تو یہ علم رکھتا ہو کہ موت میرے لیے بہتر ہے' اے اللہ! میں تجھ سے غیب اور شہادت میں تیری خشیت کا سوال کرتا ہوں' میں رضامندی اور ناراضگی کے عالم میں حق بات کا تجھ سے سوال کرتا ہوں' میں خوشحالی یا غربت میں میانہ روی کا تجھ سے سوال کرتا ہوں' میں تجھ سے ایسی نعمتوں کا سوال کرتا ہوں جو ختم نہ ہوں اور میں تجھ سے آنکھوں کی ایسی ٹھنڈک کا سوال کرتا ہوں' جو ٹھنڈک منقطع نہ ہو' میں تیرا فیصلہ جاننے کے بعد اس پر راضی رہنے کا تجھ سے سوال کرتا ہوں اور میں مرنے کے بعد زندگی کی ٹھنڈک کا تجھ سے سوال کرتا ہوں' میں تیرے دیدار کی لذت کا تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری بارگاہ میں حاضری کے شوق کا تجھ سے سوال کرتا ہوں' جس میں نقصان پہنچانے والا کوئی ضرر نہ ہو اور گمراہ کرنے والا کوئی فتنہ نہ ہو' اے اللہ! تو ہمیں ایمان کی آرائش سے آراستہ کر دے اور ہمیں ہدایت یافتہ رہنمائی کرنے والا بنا دے''۔

1305 - اَخْبَرَنَا عُبَیْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاهِیْمَ بْنِ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَمِّیْ قَالَ حَدَّثَنَا شَرِیْكٌ عَنْ اَبِیْ

1305-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (10366) .

ھَاشِمٍ الْوَاسِطِيّ عَنْ اَبِیْ مِجْلَزٍ عَنْ قَیْسِ بْنِ عُبَادٍ قَالَ صَلّٰی عَمَّارُ بْنُ یَاسِرٍ بِالْقَوْمِ صَلَاةً اَخَفَّھَا فَكَاَنَّھُمْ اَنْكَرُوْھَا فَقَالَ اَلَمْ اُتِمَّ الرُّكُوْعَ وَالسُّجُوْدَ قَالُوْا بَلٰی . قَالَ اَمَا اِنِّیْ دَعَوْتُ فِیْھَا بِدُعَاءٍ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَدْعُوْ بِهٖ "اَللّٰھُمَّ بِعِلْمِكَ الْغَیْبَ وَقُدْرَتِكَ عَلَی الْخَلْقِ اَحْیِنِیْ مَا عَلِمْتَ الْحَیَاةَ خَیْرًا لِّیْ وَتَوَفَّنِیْ اِذَا عَلِمْتَ الْوَفَاةَ خَیْرًا لِّیْ وَاَسْاَلُكَ خَشْیَتَكَ فِی الْغَیْبِ وَالشَّھَادَةِ وَكَلِمَةَ الْاِخْلَاصِ فِی الرِّضَا وَالْغَضَبِ وَاَسْاَلُكَ نَعِیْمًا لَا یَنْفَدُ وَقُرَّةَ عَیْنٍ لَّا تَنْقَطِعُ وَاَسْاَلُكَ الرِّضَاءَ بِالْقَضَاءِ وَبَرْدَ الْعَیْشِ بَعْدَ الْمَوْتِ وَلَذَّةَ النَّظَرِ اِلٰی وَجْھِكَ وَالشَّوْقَ اِلٰی لِقَائِكَ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ ضَرَّاءَ مُضِرَّةٍ وَّفِتْنَةٍ مُّضِلَّةٍ اَللّٰھُمَّ زَیِّنَّا بِزِیْنَةِ الْاِیْمَانِ وَاجْعَلْنَا ھُدَاةً مُّھْتَدِیْنَ ."

☆☆ قیس بن عباد بیان کرتے ہیں' حضرت عمار بن یاسر ؓ نے حاضرین کو نماز پڑھائی' انہوں نے مختصر نماز ادا کی' لوگوں نے اس حوالے سے اعتراض کیا' تو انہوں نے فرمایا: کیا میں نے رکوع و سجود مکمل نہیں کیے' لوگوں نے جواب دیا: جی ہاں! تو انہوں نے فرمایا: میں نے تو اس میں وہ دعا بھی مانگی ہے' جو نبی اکرم ﷺ مانگا کرتے تھے (جس کے الفاظ یہ ہیں:)

"اے اللہ! غیب سے متعلق تیرے علم اور مخلوق پر تیری قدرت کے حوالے سے میں یہ دعا مانگتا ہوں کہ جب تک تو یہ سمجھے کہ زندگی میرے حق میں بہتر ہے' تو' تو مجھے زندہ رکھ اور جب تو یہ سمجھے کہ اب موت میرے لیے بہتر ہے' تو مجھے موت دے دینا' میں غیب اور شہادت ہر حالت میں تیری خشیت کا تجھ سے سوال کرتا ہوں' رضامندی اور ناراضگی کے عالم میں اخلاص کی بات کا تجھ سے سوال کرتا ہوں' میں تجھ سے ایسی نعمت مانگتا ہوں جو کبھی ختم نہ ہو اور آنکھوں کی ایسی ٹھنڈک مانگتا ہوں جو منقطع نہ ہو اور تیرا فیصلہ جاننے کے بعد تجھ سے راضی رہنے کا تجھ سے سوال کرتا ہوں اور مرنے کے بعد زندگی کی ٹھنڈک کا اور تیری ذات کے دیدار کی لذت کا اور تیری بارگاہ میں حاضری کے شوق کا تجھ سے سوال کرتا ہوں اور میں ہر نقصان پہنچانے والی تکلیف سے گمراہ کرنے والی آزمائش سے تیری پناہ مانگتا ہوں' اے اللہ! ہمیں ایمان کی آرائش سے آراستہ کر دے اور ہمیں ہدایت یافتہ رہنما بنا دے"۔

63 - باب التَّعَوُّذِ فِی الصَّلَاةِ

باب: نماز کے دوران پناہ مانگنا

1306 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاھِیْمَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِیْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ ھِلَالِ بْنِ یِسَافٍ عَنْ فَرْوَةَ بْنِ نَوْفَلٍ قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ حَدِّثِیْنِیْ بِشَیْءٍ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَدْعُوْ بِهٖ فِیْ صَلَاتِهٖ . فَقَالَتْ نَعَمْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ "اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا عَمِلْتُ وَمِنْ شَرِّ مَا لَمْ اَعْمَلْ ."

1306-انفرد به النسائي . والحديث عند: مسلم في الذكر و الدعاء و التوبة و الاستغفار (الحديث 65 و 66) . وابی داؤد في الصلاة، باب في الاستعاذة (الحديث 1550) . والنسائي في الاستعاذة، الاستعاذة من شر ما عمل و ذكر الاختلاف على هلال (الحديث 5540 و 5541)، و الاستعاذة من شر ما لم يعمل (الحديث 5542 و 5543) . وابن ماجه في الدعاء، باب ما تعوذ منه رسول الله صلى الله عليه وسلم (الحديث 3839) . تحفة الاشراف (17430) .

☆☆ فروہ بن نوفل بیان کرتے ہیں' میں نے سیّدہ عائشہ ؓ سے گزارش کی کہ مجھے کوئی ایسی بات بتائیں جو نبی اکرم ﷺ دعا کے طور پر نماز میں مانگتے تھے' تو انہوں نے فرمایا: ٹھیک ہے' نبی اکرم ﷺ یہ مانگا کرتے تھے:

"اے اللہ! میں نے جو عمل کیا ہے اس کے شر سے اور جو نہیں کیا اس کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں"۔

64 - باب نَوْعٌ اٰخَرُ

باب: دعا کی ایک اور قسم

1307 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَشْعَثَ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْھَا قَالَتْ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْ عَذَابِ الْقَبْرِ فَقَالَ "نَعَمْ عَذَابُ الْقَبْرِ حَقٌّ ." قَالَتْ عَائِشَةُ فَمَا رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُصَلِّیْ صَلَاةً بَعْدُ اِلَّا تَعَوَّذَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ .

☆☆ سیّدہ عائشہ صدیقہ ؓ بیان کرتی ہیں' میں نے نبی اکرم ﷺ سے قبر کے عذاب کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: جی ہاں! قبر کا عذاب حق ہے۔ سیّدہ عائشہ صدیقہ ؓ بیان کرتی ہیں' اس کے بعد میں نے ہمیشہ دیکھا کہ نبی اکرم ﷺ ہر نماز کے بعد قبر کے عذاب سے پناہ مانگا کرتے تھے۔

1308 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِیْ عَنْ شُعَیْبٍ عَنِ الزُّھْرِیِّ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَیْرِ اَنَّ عَائِشَةَ اَخْبَرَتْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَانَ یَدْعُوْ فِی الصَّلَاةِ "اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْیَا وَالْمَمَاتِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْمَاْثَمِ وَالْمَغْرَمِ ." فَقَالَ لَهٗ قَائِلٌ مَا اَكْثَرَ مَا تَسْتَعِیْذُ مِنَ الْمَغْرَمِ فَقَالَ "اِنَّ الرَّجُلَ اِذَا غَرِمَ حَدَّثَ فَكَذَبَ وَوَعَدَ فَاَخْلَفَ ."

☆☆ سیّدہ عائشہ صدیقہ ؓ بیان کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ نماز میں یہ دعا کرتے تھے:

"اے اللہ! میں قبر کے عذاب سے تیری پناہ مانگتا ہوں' میں دجال کی آزمائش سے تیری پناہ مانگتا ہوں' میں زندگی اور موت کی آزمائش سے تیری پناہ مانگتا ہوں' اے اللہ! میں گناہ اور قرض سے تیری پناہ مانگتا ہوں"۔

ایک صاحب نے آپ کی خدمت میں عرض کی: آپ قرض سے بہت زیادہ پناہ مانگتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: آدمی جب قرض لیتا ہے' تو بولتے ہوئے جھوٹ بول دیتا ہے' جب وعدہ کرتا ہے' تو اس کی خلاف ورزی کر لیتا ہے۔

1307-اخرجه البخاری فی الجنائز، باب ما جاء فی عذاب القبر (الحديث 1372) مطولًا . واخرجه مسلم فی المساجد ومواضع الصلاة، باب استحباب التعوذ من عذاب القبر، (الحديث 126) بنحوه مطولًا . تحفة الاشراف (17660) .

1308-اخرجه البخاری فی الاذان، باب الدعاء قبل السلام (الحديث 832)، و فی الاستقراض، باب من استعاذ من الدين (الحديث 2397) مختصرًا . واخرجه مسلم فی المساجد و مواضع الصلاة، باب ما يستعاذ منه فی الصلاة (الحديث 129) . واخرجه ابو داؤد فی الصلاة، باب الدعاء فی الصلاة (الحديث 880) . تحفة الاشراف (16463) .

1309 - اَخْبَرَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمَّارٍ الْمَوْصِلِیُّ عَنِ الْمُعَافٰی عَنِ الْاَوْزَاعِیِّ ح وَاَنْبَاَنَا عَلِیُّ بْنُ خَشْرَمٍ عَنْ عِیْسٰی بْنِ یُوْنُسَ - وَاللَّفْظُ لَهٗ - عَنِ الْاَوْزَاعِیِّ عَنْ حَسَّانَ بْنِ عَطِیَّةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَبِیْ عَائِشَةَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا هُرَیْرَةَ یَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ "اِذَا تَشَهَّدَ اَحَدُكُمْ فَلْیَتَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنْ اَرْبَعٍ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَفِتْنَةِ الْمَحْیَا وَالْمَمَاتِ وَمِنْ شَرِّ الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ ثُمَّ یَدْعُوْ لِنَفْسِهٖ بِمَا بَدَا لَهٗ".

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''جب کوئی شخص تشہد پڑھ رہا ہو' تو وہ چار چیزوں سے اللہ کی پناہ مانگے' جہنم کے عذاب سے قبر کے عذاب سے زندگی اور موت کی آزمائش سے اور دجال کے شر سے' اس کے بعد جو اپنے لیے مناسب سمجھے' وہ دعا کرے''۔

65 - باب نَوْعٌ اٰخَرُ مِنَ الذِّكْرِ بَعْدَ التَّشَهُّدِ

باب: تشہد کے بعد ذکر کی ایک اور قسم

1310 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِیٍّ قَالَ حَدَّثَنَا یَحْیٰی عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَانَ یَقُوْلُ فِیْ صَلَاتِهٖ بَعْدَ التَّشَهُّدِ

"اَحْسَنُ الْكَلَامِ كَلَامُ اللّٰهِ وَاَحْسَنُ الْهَدْیِ هَدْیُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ".

☆☆ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اپنے والد (امام محمد الباقر رضی اللہ عنہ) کے حوالے سے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں تشہد کے بعد یہ کلمات کہا کرتے تھے:

''سب سے بہترین کلام اللہ کا کلام ہے اور بہترین ہدایت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت ہے''۔

66 - باب تَطْفِیْفِ الصَّلَاةِ

باب: نماز میں (رکوع وسجود کرتے ہوئے) کمی کرنا

1311 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سُلَیْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا یَحْیٰی بْنُ اٰدَمَ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ - وَهُوَ ابْنُ مِغْوَلٍ - عَنْ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ عَنْ زَیْدِ بْنِ وَهْبٍ عَنْ حُذَیْفَةَ اَنَّهٗ رَاٰی رَجُلًا یُصَلِّیْ فَطَفَّفَ فَقَالَ لَهٗ حُذَیْفَةُ مُنْذُ كَمْ تُصَلِّیْ هٰذِهِ الصَّلَاةَ قَالَ مُنْذُ اَرْبَعِیْنَ عَامًا. قَالَ مَا صَلَّیْتَ مُنْذُ اَرْبَعِیْنَ سَنَةً وَلَوْ مِتَّ وَاَنْتَ تُصَلِّیْ هٰذِهِ الصَّلَاةَ لَمِتَّ عَلٰی غَیْرِ فِطْرَةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ اِنَّ الرَّجُلَ لَیُخَفِّفُ وَیُتِمُّ وَیُحْسِنُ.

☆☆ زید بن وہب' حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو

1309-اخرجه مسلم في المساجد و مواضع الصلاة، باب ما يستعاذ منه في الصلاة (الحديث 128 و 130) . واخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب ما يقول بعد التشهد (الحديث 983) . واخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب ما يقال في التشهد و الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم (الحديث 909) . تحفة الاشراف (14587) .

1310-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (2618) .

1311- اخرجه البخاري في الاذان، باب اذا لم يتم الركوع (الحديث 791) بمعناه مختصرًا . تحفة الاشراف (3329) .

نماز ادا کرتے ہوئے دیکھا وہ (رکوع وسجود) میں کمی کر رہا تھا تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اس سے دریافت کیا' کہ تم کتنے عرصے سے اس طرح نماز ادا کر رہے ہو؟ اس نے جواب دیا: چالیس سال سے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم نے ان چالیس سالوں میں کبھی بھی (صحیح طرح) نماز ادا نہیں کی' اگر تم اسی طریقے سے نماز ادا کرتے ہوئے فوت ہو گئے' تو تم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے خلاف عمل کرتے ہوئے فوت ہو گے۔

پھر انہوں نے فرمایا: آدمی نماز میں قرأت مختصر کر لے' لیکن اسے مکمل ادا کرے اور اچھی طرح سے ادا کرے (یہ نماز پڑھنے کا صحیح طریقہ ہے)۔

67 - باب اَقَلِّ مَا یُجْزِءُ مِنْ عَمَلِ الصَّلَاةِ

باب: کم از کم کتنے عمل کے ذریعے نماز ادا ہو جاتی ہے؟

1312 - اَخْبَرَنَا قُتَیْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّیْثُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ عَلِیٍّ - وَهُوَ ابْنُ یَحْیٰی - عَنْ اَبِیْهِ عَنْ عَمٍّ لَهٗ بَدْرِیٍّ اَنَّهٗ حَدَّثَهٗ اَنَّ رَجُلًا دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَصَلّٰی وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَرْمُقُهٗ وَنَحْنُ لَا نَشْعُرُ فَلَمَّا فَرَغَ اَقْبَلَ فَسَلَّمَ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "اِرْجِعْ فَصَلِّ فَاِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ". فَرَجَعَ فَصَلّٰی ثُمَّ اَقْبَلَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "اِرْجِعْ فَصَلِّ فَاِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ". مَرَّتَیْنِ اَوْ ثَلَاثًا. فَقَالَ لَهُ الرَّجُلُ وَالَّذِیْ اَكْرَمَكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَقَدْ جَهِدْتُ فَعَلِّمْنِیْ فَقَالَ "اِذَا قُمْتَ تُرِیْدُ الصَّلَاةَ فَتَوَضَّاْ فَاَحْسِنْ وُضُوْءَكَ ثُمَّ اسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ فَكَبِّرْ ثُمَّ اقْرَاْ ثُمَّ ارْكَعْ فَاطْمَئِنَّ رَاكِعًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰی تَعْتَدِلَ قَائِمًا ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰی تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰی تَطْمَئِنَّ قَاعِدًا ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰی تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ثُمَّ ارْفَعْ ثُمَّ افْعَلْ كَذٰلِكَ حَتّٰی تَفْرُغَ مِنْ صَلَاتِكَ".

☆☆ علی بن یحییٰ اپنے والد کے حوالے سے' ان کے چچا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' جو بدری صحابی ہیں۔ انہوں نے یہ بات بیان کی ہے' ایک شخص مسجد میں آیا' اس نے نماز ادا کی' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کی نماز کا جائزہ لیتے رہے' ہمیں اس بات کا احساس نہیں ہو سکا' جب وہ شخص نماز پڑھ کر فارغ ہوا تو اس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم واپس جاؤ اور دوبارہ نماز ادا کرو' کیونکہ تم نے (صحیح طرح سے) نماز ادا نہیں کی' وہ شخص واپس گیا' اس نے نماز ادا کی' پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آیا' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم واپس جاؤ اور (دوبارہ) نماز ادا کرو' کیونکہ تم نے (صحیح طرح سے) نماز ادا نہیں کی۔

1312-اخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب صلاة من لا يقيم صلبه في الركوع و السجود (الحديث 857 و 858 و 859 و 860 و 861) . واخرجه الترمذي في الصلاة، باب ما جاء في وصف الصلاة (الحديث 302) . واخرجه النسائي في التطبيق، باب الرخصة في ترك الذكر في الركوع (الحديث 1052)، وباب الرخصة في ترك الذكر في السجود (الحديث 1135)، و في السهو، باب اقل ما يجزيء من عمل الصلاة (الحديث 1313) . والحديث عند: النسائي في الاذان، الاقامة لمن يصلي وحده (الحديث 666) و ابن ماجه في الطهارة و سننها، باب ما جاء في الوضوء على ما امر الله تعالى (الحديث 460) . تحفة الاشراف (3604) .

(راوی کہتے ہیں:) ایسا دو مرتبہ یا شاید تین مرتبہ ہوا تو اس شخص نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں عرض کی: اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو عزت عطاء کی ہے' یارسول اللہ! میں نے اپنی پوری کوشش کی ہے' تو آپ مجھے سکھائیں (کہ میں کس طرح نماز ادا کروں؟) تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم نماز کے ارادے سے اُٹھنے لگو تو پہلے وضو کرو اور اچھی طرح سے وضو کرو' پھر قبلہ کی طرف رخ کر کے تکبیر کہو' قرأت کرو' پھر رکوع کرو اور اطمینان سے رکوع کرو' پھر سر کو اُٹھاؤ اور بالکل سیدھے کھڑے ہو جاؤ' پھر سجدہ میں جاؤ اور اطمینان سے سجدہ کرو اور پھر اُٹھو اور اطمینان سے بیٹھ جاؤ' پھر سجدہ میں جاؤ اور اطمینان سے سجدہ کرو' پھر اُٹھو اور پھر اسی طرح کرتے رہو' یہاں تک کہ اپنی نماز مکمل کر لو۔

1313 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ دَاوُدَ بْنِ قَيْسٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَلِيُّ بْنُ يَحْيَى بْنِ خَلَّادِ بْنِ رَافِعِ بْنِ مَالِكٍ الْاَنْصَارِيُّ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنْ عَمٍّ لَهُ بَدْرِيٍّ قَالَ كُنْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسًا فِي الْمَسْجِدِ فَدَخَلَ رَجُلٌ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ جَآءَ فَسَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْمُقُهُ فِيْ صَلَاتِهِ فَرَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ ثُمَّ قَالَ لَهُ "ارْجِعْ فَصَلِّ فَاِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ ." فَرَجَعَ فَصَلّٰى ثُمَّ جَآءَ فَسَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ ثُمَّ قَالَ "ارْجِعْ فَصَلِّ فَاِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ ." حَتّٰى كَانَ عِنْدَ الثَّالِثَةِ اَوِ الرَّابِعَةِ فَقَالَ وَالَّذِيْ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ لَقَدْ جَهِدْتُ وَحَرَصْتُ فَاَرِنِيْ وَعَلِّمْنِيْ . قَالَ "اِذَا اَرَدْتَ اَنْ تُصَلِّيَ فَتَوَضَّاْ فَاَحْسِنْ وُضُوْءَكَ ثُمَّ اسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ فَكَبِّرْ ثُمَّ اقْرَاْ ثُمَّ ارْكَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ رَاكِعًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَعْتَدِلَ قَائِمًا ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ قَاعِدًا ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ثُمَّ ارْفَعْ فَاِذَا اَتْمَمْتَ صَلَاتَكَ عَلٰى هٰذَا فَقَدْ تَمَّتْ وَمَا انْتَقَصْتَ مِنْ هٰذَا فَاِنَّمَا تَنْتَقِصُهُ مِنْ صَلَاتِكَ ."

☆☆ - علی بن یحییٰ اپنے والد کے حوالے سے ان کے چچا کا' جو ایک بدری صحابی ہیں' یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ مسجد میں بیٹھا ہوا تھا' ایک شخص اندر آیا' اس نے دو رکعات نماز ادا کی' پھر وہ آیا اور اس نے نبی اکرم ﷺ کو سلام کیا' نبی اکرم ﷺ اس کی نماز کا جائزہ لے رہے تھے' آپ ﷺ نے اسے سلام کا جواب دیا اور پھر ارشاد فرمایا: تم واپس جاؤ اور نماز ادا کرو' کیونکہ تم نے (صحیح طرح سے) نماز ادا نہیں کی ہے' وہ شخص واپس گیا' اس نے نماز ادا کی' پھر اس نے نبی اکرم ﷺ کو سلام کیا' نبی اکرم ﷺ نے سلام کا جواب دیا' پھر آپ نے ارشاد فرمایا: تم واپس جاؤ اور دوبارہ نماز ادا کرو' کیونکہ تم نے (صحیح طرح سے) نماز ادا نہیں کی ہے۔ (راوی کہتے ہیں:)' یہاں تک کہ تیسری یا چوتھی مرتبہ اس شخص نے عرض کی: اس ذات کی قسم جس نے آپ پر کتاب نازل کی ہے' میں نے اپنی پوری کوشش کی ہے اور میری یہ خواہش بھی تھی (کہ میں صحیح نماز ادا کر لوں) اب آپ مجھے دکھائیں اور آپ مجھے سکھائیں کہ (مجھے کس طرح نماز ادا کرنی چاہیے؟) نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم نماز ادا کرنے کا ارادہ کرو تو وضو کرو اور اچھی طرح وضو کرو' پھر قبلہ کی طرف رخ کرو اور پھر تکبیر کہتے ہوئے قرأت کرو' پھر

1313-تقدم في السهو، باب اقل يجزیء من عمل الصلاة (الحديث 1312) .

رکوع میں چلے جاؤ اور اطمینان سے رکوع کرو اور پھر سجدے میں جاؤ اور اطمینان سے سجدہ کرو اور پھر اُٹھو اور سیدھے بیٹھ جاؤ اور پھر سجدے میں جاؤ اور اطمینان سے سجدہ کرو' پھر اُٹھو جب تم اس طریقے سے اپنی نماز کو مکمل کرو گے تو نماز مکمل ہو جائے گی' اگر کوئی کمی کرو گے تو اس حساب سے تمہاری نماز میں کمی ہو جائے گی۔

1314 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ زُرَارَةَ بْنِ اَوْفٰى عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ قَالَ قُلْتُ يَا اُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْبِئِيْنِيْ عَنْ وِتْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . قَالَتْ كُنَّا نُعِدُّ لَهُ سِوَاكَهُ وَطَهُوْرَهُ فَيَبْعَثُهُ اللّٰهُ لِمَا شَآءَ اَنْ يَبْعَثَهُ مِنَ اللَّيْلِ فَيَتَسَوَّكُ وَيَتَوَضَّاُ وَيُصَلِّيْ ثَمَانِ رَكَعَاتٍ لَا يَجْلِسُ فِيْهِنَّ اِلَّا عِنْدَ الثَّامِنَةِ فَيَجْلِسُ فَيَذْكُرُ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ وَيَدْعُوْ ثُمَّ يُسَلِّمُ تَسْلِيْمًا يُسْمِعُنَا .

☆☆ سعد بن ہشام بیان کرتے ہیں' میں نے عرض کی: اے اُم المؤمنین! آپ مجھے نبی اکرم ﷺ کی وتر کی نماز کے بارے میں بتایئے! تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا: ہم نبی اکرم ﷺ کے لیے مسواک اور (وضو کا پانی) تیار کر کے رکھتے تھے' رات کے وقت جس وقت بھی اللہ تعالیٰ آپ کو بیدار کرتا' آپ بیدار ہو جاتے' پھر مسواک کرتے' وضو کرتے اور آٹھ رکعات ادا کیا کرتے تھے' آپ ﷺ ان کے درمیان قعدہ نہیں کرتے تھے' صرف آٹھویں رکعت کے بعد قعدہ میں بیٹھتے تھے' پھر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے تھے' پھر دعا کرتے تھے' پھر بلند آواز میں سلام پھیرا کرتے تھے۔

68 - باب السَّلَامِ

باب: سلام پھیرنا

1315 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ - يَعْنِي ابْنَ دَاوُدَ الْهَاشِمِيَّ - قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ - وَهُوَ ابْنُ سَعْدٍ - قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ - وَهُوَ ابْنُ الْمِسْوَرِ الْمَخْرَمِيُّ - عَنْ اِسْمَاعِيْلَ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَامِرُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُسَلِّمُ عَنْ يَمِيْنِهِ وَعَنْ يَسَارِهِ .

☆☆ عامر بن سعد اپنے والد (حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ) سے یہ روایت نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ دائیں طرف اور بائیں طرف سلام پھیرا کرتے تھے۔

شرح

آخری قعدے میں تشہد درود شریف اور دعا پڑھ لینے کے بعد نماز سے باہر آنے کے لئے پہلا سلام پھیرنا مالکیوں کے

1314-اخرجه النسائي في قيام الليل و تطوع النهار، كيف الوتر بتسع (الحديث 1719) . (الحديث 1720) مطولاً . واخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب ما جاء في الوتر بثلاث و خمس و سبع و تسع (الحديث 1191) بنحوه مطولاً . تحفة الاشراف (16107) .
1315-اخرجه مسلم في المساجد و مواضع الصلاة، باب السلام للتحليل من الصلاة عند فراغها و كيفيته (الحديث 119) بنحوه . واخرجه النسائي في السهو، باب السلام (الحديث 1316) . و اخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب التسليم (الحديث 915) . تحفة الاشراف (3866) .

نزدیک اور شوافع کے نزدیک فرض ہے۔

جبکہ حنابلہ کے نزدیک دونوں سلام پھیرنا فرض ہے۔

البتہ نماز جنازہ، نفل نماز، سجدۂ تلاوت اور سجدۂ شکر کا حکم مختلف ہے کیونکہ ان میں ایک سلام پھیر کر بھی نماز کو ختم کیا جا سکتا ہے۔ تاہم مالکیوں اور شوافع کے نزدیک پہلے سلام کے ذریعے نماز ختم ہو جاتی ہے۔

جبکہ حنابلہ کے نزدیک دوسرے سلام کے ذریعے نماز ختم ہوتی ہے۔

احناف اس بات کے قائل ہیں: نماز کے آخر میں سلام پھیرنا فرض نہیں ہے بلکہ یہ واجب ہے اور دونوں طرف سلام پھیرنا واجب ہے۔

تمام فقہاء کے نزدیک سنت یہ ہے: دائیں طرف اور بائیں طرف دونوں طرف منہ موڑ کر اس طرح سلام کیا جائے یہاں تک کہ پیچھے بیٹھے ہوئے شخص کو آدمی کے رُخسار کی سفیدی نظر آ جائے۔

جمہور اس بات کے قائل ہیں سلام پھیرتے وقت ''السلام علیکم ورحمۃ اللہ'' کہا جائے گا۔

مالکیوں کے نزدیک لفظ ''وبرکاتہ'' کا بھی اضافہ کیا جائے گا۔

شوافع اور حنابلہ اس بات کے قائل ہیں لفظ ''السلام علیکم'' قبلہ کی طرف رُخ کرتے ہوئے شروع کیا جائے اور پھر دائیں طرف منہ موڑتے ہوئے ''ورحمۃ اللہ'' کہتے ہوئے سلام کو مکمل کیا جائے گا۔

احناف اور حنابلہ کے نزدیک سنت یہ ہے: پہلا سلام بلند آواز میں پھیرا جائے گا اور دوسرا سلام پھیرتے وقت آواز نسبتاً پست رکھی جائے گی۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک سنت یہ ہے: مقتدی امام کی موافقت کرتے ہوئے سلام پھیر دے گا جس طرح سلام پھیرنے کے علاوہ نماز کے دیگر ارکان وانتقالات میں امام کی موافقت کرتا ہے۔

جبکہ امام ابویوسف، امام محمد اور امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک حکم یہ ہے: امام کے سلام پھیرنے کے بعد مقتدی سلام پھیرے گا۔

امام نسائی رحمہ اللہ نے آگے آنے والے ابواب میں جو روایات نقل کی ہیں وہ سلام پھیرنے کے موضوع سے متعلق ہیں۔ اس بارے میں فقہاء کی آراء اور ان کے اختلاف کا اجمالی تذکرہ ہم نے یہاں کر دیا ہے۔

•••———•••———•••

1316 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا اَبُوْ عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ الْمَخْرَمِيُّ عَنْ اِسْمَاعِيْلَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ سَعْدٍ قَالَ كُنْتُ اَرٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَلِّمُ عَنْ يَّمِيْنِهٖ وَعَنْ يَّسَارِهٖ حَتّٰى يُرٰى بَيَاضُ خَدِّهٖ .

1316-تقدم فی السهو، باب السلام (الحديث 1315) .

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ هٰذَا لَيْسَ بِهٖ بَاْسٌ وَّعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ نَجِيْحٍ وَّالِدُ عَلِيِّ بْنِ الْمَدِيْنِيِّ مَتْرُوْكُ الْحَدِيْثِ .

☆☆ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نبی اکرم ﷺ کو دائیں طرف اور بائیں طرف سلام پھیرتے ہوئے دیکھتا تھا یہاں تک کہ آپ کے رخسار مبارک کی سفیدی نظر آ جایا کرتی تھی۔

امام نسائی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: اس روایت کا راوی عبداللہ بن جعفر اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

جبکہ علی بن مدینی کے والد عبداللہ بن جعفر (نامی راوی) متروک الحدیث ہیں۔

69 - باب مَوْضِعِ الْيَدَيْنِ عِنْدَ السَّلَامِ

باب: سلام پھیرنے کے وقت ہاتھ رکھنے کی جگہ

1317 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ عَنْ مِسْعَرٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ ابْنِ الْقِبْطِيَّةِ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ سَمُرَةَ يَقُوْلُ كُنَّا اِذَا صَلَّيْنَا خَلْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْنَا السَّلَامُ عَلَيْكُمُ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ . وَاَشَارَ مِسْعَرٌ بِيَدِهٖ عَنْ يَّمِيْنِهٖ وَعَنْ شِمَالِهٖ فَقَالَ "مَا بَالُ هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ بِاَيْدِيْهِمْ كَاَنَّهَا اَذْنَابُ الْخَيْلِ الشُّمْسِ اَمَا يَكْفِيْ اَنْ يَّضَعَ يَدَهٗ عَلٰى فَخِذِهٖ ثُمَّ يُسَلِّمُ عَلٰى اَخِيْهِ عَنْ يَّمِيْنِهٖ وَعَنْ شِمَالِهٖ ."

☆☆ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب ہم نبی اکرم ﷺ کی اقتداء میں نماز ادا کیا کرتے تھے تو ہم السلام علیکم السلام علیکم کہا کرتے تھے۔

مسعر نامی راوی نے اپنے ہاتھ کے ذریعے دائیں طرف اور بائیں طرف اشارہ کر کے دکھایا (کہ اس طرح سلام کیا کرتے تھے)۔

تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے جو اپنے ہاتھوں کے ذریعے اس طرح اشارہ کرتے ہیں جیسے یہ بدکے ہوئے گھوڑوں کی دُم ہیں کیا اتنا کافی نہیں ہے وہ شخص اپنا ہاتھ اپنے زانو پر رہنے دے اور پھر دائیں طرف موجود اور بائیں طرف موجود اپنے بھائی کو سلام کرے۔

70 - باب كَيْفَ السَّلَامُ عَلَى الْيَمِيْنِ

باب: دائیں طرف سلام کس طرح پھیرا جائے؟

1318 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ مُعَاذٍ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ اَبِيْ اِسْحَاقَ عَنْ عَبْدِ

1317-تقدم فی السهو، باب السلام بالايدی فی الصلاة (الحديث 1184) .

1318-اخرجه النسائی فی التطبيق، باب التكبير عند الرفع من السجود (الحديث 1141) بنحوه . و الحديث عند: الترمذی فی الصلاة، باب ما جاء فی التكبير عند الركوع و السجود (الحديث 253) . والنسائی فی التطبيق، باب التكبير للسجود (الحديث 1082)، باب التكبير للسجود (1148) . تحفة الاشراف (9174) .

الرَّحْمٰنِ بْنِ الْاَسْوَدِ عَنِ الْاَسْوَدِ وَعَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكَبِّرُ فِي كُلِّ خَفْضٍ وَّرَفْعٍ وَّقِيَامٍ وَّقُعُوْدٍ وَّيُسَلِّمُ عَنْ يَّمِيْنِهٖ وَعَنْ شِمَالِهٖ "اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ ." حَتّٰى يُرٰى بَيَاضُ خَدِّهٖ وَرَاَيْتُ اَبَا بَكْرٍ وَّعُمَرَ - رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا - يَفْعَلَانِ ذٰلِكَ .

☆☆ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ (بن مسعود) بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو (نماز کے دوران) ہر مرتبہ جھکتے ہوئے اوپر اٹھتے ہوئے قیام کی حالت میں قعدہ میں جاتے ہوئے تکبیر کہتے ہوئے دیکھا ہے آپ دائیں طرف اور بائیں طرف سلام پھیرا کرتے تھے اور السلام علیکم ورحمۃ اللہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہا کرتے تھے یہاں تک کہ آپ کے رخسار مبارک کی سفیدی نظر آجایا کرتی تھی۔

(حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں) میں نے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو بھی ایسا ہی کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

1319 - اَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزَّعْفَرَانِيُّ عَنْ حَجَّاجٍ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ اَنْبَاَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيٰى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيٰى بْنِ حَبَّانَ عَنْ عَمِّهٖ وَاسِعِ بْنِ حَبَّانَ . اَنَّهٗ سَاَلَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ عَنْ صَلَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اللّٰهُ اَكْبَرُ كُلَّمَا وَضَعَ اللّٰهُ اَكْبَرُ كُلَّمَا رَفَعَ ثُمَّ يَقُوْلُ "اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ عَنْ يَّمِيْنِهٖ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ عَنْ يَّسَارِهٖ ."

☆☆ واسع بن حبان بیان کرتے ہیں: انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے بتایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر مرتبہ نیچے جاتے ہوئے اللہ اکبر کہتے تھے اور اٹھتے ہوئے بھی اللہ اکبر کہتے تھے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم (نماز کے آخر میں) دائیں طرف سلام پھیرتے ہوئے السلام علیکم ورحمۃ اللہ اور بائیں طرف سلام (سلام پھیرتے ہوئے) السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہتے تھے۔

71 - باب كَيْفَ السَّلَامُ عَلَى الشِّمَالِ

باب: بائیں طرف سلام کس طرح پھیرا جائے؟

1320 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ - يَعْنِي الدَّرَاوَرْدِيَّ - عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيٰى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيٰى بْنِ حَبَّانَ عَنْ عَمِّهٖ وَاسِعِ بْنِ حَبَّانَ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ اَخْبِرْنِيْ عَنْ صَلَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ كَانَتْ قَالَ فَذَكَرَ التَّكْبِيْرَ قَالَ يَعْنِيْ وَذَكَرَ "اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ عَنْ يَّمِيْنِهٖ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ عَنْ يَّسَارِهٖ ."

☆☆ واسع بن حبان بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ کہا: آپ مجھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز

1319-انفرد به النسائي، و سياتي في السهو، كيف السلام على الشمال (الحديث 1320) . تحفة الاشراف (8553) .

1320-تقدم في السهو، كيف السلام على اليمين (الحديث 1319) .

کے بارے میں بتائیں کہ وہ کیسی تھی؟

راوی بیان کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے تکبیر کا تذکرہ کیا اور سلام پھیرنے کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا: کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دائیں طرف سلام پھیرتے ہوئے السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہا کرتے تھے اور بائیں طرف سلام پھیرتے ہوئے السلام علیکم کہتے تھے۔

1321 - اَخْبَرَنَا زَيْدُ بْنُ اَخْزَمَ عَنِ ابْنِ دَاوُدَ - يَعْنِيْ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ دَاوُدَ الْخُرَيْبِيَّ - عَنْ عَلِيِّ بْنِ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ اِسْحَاقَ عَنْ اَبِي الْاَحْوَصِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى بَيَاضِ خَدِّهٖ عَنْ يَّمِيْنِهٖ "اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ ." وَعَنْ يَّسَارِهٖ "اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ ."

☆☆ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ فرماتے ہیں: آپ کے رخسار مبارک کی سفیدی کا منظر آج بھی میری نگاہ میں ہے آپ اپنے دائیں طرف سلام پھیرتے ہوئے السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہا کرتے تھے اور بائیں طرف سلام پھیرتے ہوئے السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہتے تھے۔

1322 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اٰدَمَ عَنْ عُمَرَ بْنِ عُبَيْدٍ عَنْ اَبِيْ اِسْحَاقَ عَنْ اَبِي الْاَحْوَصِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَلِّمُ عَنْ يَّمِيْنِهٖ حَتّٰى يَبْدُوَ بَيَاضُ خَدِّهٖ وَعَنْ يَّسَارِهٖ حَتّٰى يَبْدُوَ بَيَاضُ خَدِّهٖ .

☆☆ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دائیں جانب سلام پھیرتے تھے یہاں تک کہ آپ کے رخسار مبارک کی سفیدی ظاہر ہو جاتی تھی اور بائیں طرف سلام پھیرتے تھے یہاں تک کہ آپ کے رخسار مبارک کی سفیدی ظاہر ہو جاتی تھی (یعنی نظر آجاتی تھی)۔

1323 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ اَبِيْ اِسْحَاقَ عَنْ اَبِي الْاَحْوَصِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . اَنَّهٗ كَانَ يُسَلِّمُ عَنْ يَّمِيْنِهٖ وَعَنْ يَّسَارِهٖ "اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ ." حَتّٰى يُرٰى بَيَاضُ خَدِّهٖ مِنْ هَا هُنَا وَبَيَاضُ خَدِّهٖ مِنْ هَا هُنَا .

☆☆ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: آپ دائیں طرف اور بائیں طرف سلام پھیرتے ہوئے السلام علیکم ورحمۃ اللہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہا کرتے تھے یہاں تک کہ آپ کے رخسار مبارک کی سفیدی اس طرف بھی اور اس طرف بھی نظر آتی تھی۔

1324 - اَخْبَرَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ يَعْقُوْبَ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ شَقِيْقٍ قَالَ اَنْبَاَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ وَاقِدٍ

1321-اخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب في السلام (الحديث 996) بنحوه . واخرجه الترمذي في الصلاة، باب ما جاء في التسليم في الصلاة (الحديث 295) . واخرجه النسائي في السهو، كيف السلام على الشمال (1322) مختصراً، و (1323 و 1324) بنحوه . و اخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب التسليم (الحديث 914) بنحوه . تحفة الاشراف (9504) .

1322-تقدم في السهو، كيف السلام على الشمال (الحديث 1321) .

1323-تقدم في السهو، كيف السلام على الشمال (الحديث 1321) .

1324-تقدم في السهو، كيف السلام على الشمال (الحديث 1321) .

قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اِسْحَاقَ عَنْ عَلْقَمَةَ وَالْاَسْوَدِ وَاَبِي الْاَحْوَصِ قَالُوْا حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُسَلِّمُ عَنْ يَمِيْنِهٖ "اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ" . حَتّٰى يُرٰى بَيَاضُ خَدِّهِ الْاَيْمَنِ وَعَنْ يَسَارِهٖ "اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ" . حَتّٰى يُرٰى بَيَاضُ خَدِّهِ الْاَيْسَرِ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دائیں طرف سلام پھیرتے ہوئے السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہا کرتے تھے' یہاں تک کہ آپ کے دائیں رخسار کی سفیدی نظر آجاتی تھی اور جب بائیں طرف سلام پھیرتے تھے تو بھی السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہا کرتے تھے' یہاں تک کہ آپ کے بائیں رخسار کی سفیدی بھی دکھائی دیتی تھی۔

72 - باب السَّلَامِ بِالْيَدَيْنِ

باب: ہاتھوں کے ذریعے سلام کرنا

1325 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا اِسْرَائِيْلُ عَنْ فُرَاتٍ الْقَزَّازِ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ - وَهُوَ ابْنُ الْقِبْطِيَّةِ - عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكُنَّا اِذَا سَلَّمْنَا قُلْنَا بِاَيْدِيْنَا اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ - قَالَ - فَنَظَرَ اِلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "مَا شَاْنُكُمْ تُشِيْرُوْنَ بِاَيْدِيْكُمْ كَاَنَّهَا اَذْنَابُ خَيْلٍ شُمُسٍ اِذَا سَلَّمَ اَحَدُكُمْ فَلْيَلْتَفِتْ اِلٰى صَاحِبِهٖ وَلَا يُوْمِئْ بِيَدِهٖ" .

☆☆ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز ادا کی' جب ہم نے سلام پھیرا تو ہم نے ہاتھوں کے ذریعے (اشارہ کرتے ہوئے) السلام علیکم السلام علیکم کہا۔ راوی کہتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری طرف دیکھا تو ارشاد فرمایا: یہ کیا معاملہ ہے' تم ہاتھوں کے ذریعے اشارہ کر رہے ہو' یوں جیسے یہ سرکش گھوڑوں کی دُم ہوتے ہیں' جب کسی شخص نے سلام پھیرنا ہو' تو وہ اپنے ساتھی کی طرف منہ کرے اور ہاتھ کے ذریعے اشارہ نہ کرے۔

73 - باب تَسْلِيْمِ الْمَاْمُوْمِ حِيْنَ يُسَلِّمُ الْاِمَامُ

باب: مقتدی اسی وقت سلام پھیرے گا' جس وقت امام سلام پھیرے گا

1326 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ اَخْبَرَهٗ قَالَ اَخْبَرَنِيْ مَحْمُوْدُ بْنُ الرَّبِيْعِ قَالَ سَمِعْتُ عِتْبَانَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ كُنْتُ اُصَلِّيْ بِقَوْمِيْ بَنِيْ سَالِمٍ فَاَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ اِنِّيْ قَدْ اَنْكَرْتُ بَصَرِيْ وَاِنَّ السُّيُوْلَ تَحُوْلُ بَيْنِيْ وَبَيْنَ مَسْجِدِ قَوْمِيْ فَلَوَدِدْتُ اَنَّكَ جِئْتَ فَصَلَّيْتَ فِيْ بَيْتِيْ مَكَانًا اَتَّخِذُهٗ مَسْجِدًا . قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "سَاَفْعَلُ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ" . فَغَدَا عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبُوْ بَكْرٍ - رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ - مَعَهٗ بَعْدَ مَا اشْتَدَّ النَّهَارُ فَاسْتَاْذَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَذِنْتُ لَهٗ فَلَمْ يَجْلِسْ حَتّٰى قَالَ "اَيْنَ تُحِبُّ اَنْ اُصَلِّيَ مِنْ بَيْتِكَ" . فَاَشَرْتُ لَهٗ اِلَى الْمَكَانِ الَّذِيْ اُحِبُّ اَنْ يُصَلِّيَ فِيْهِ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَفَفْنَا خَلْفَهٗ ثُمَّ سَلَّمَ وَسَلَّمْنَا حِيْنَ سَلَّمَ .

☆☆ حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں اپنے قبیلے بنو سالم کو نماز پڑھایا کرتا تھا' میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا' میں نے عرض کی: میری نظر کمزور ہو گئی ہے' میرے (گھر) اور میرے محلے کی مسجد کے درمیان نالے بہتے ہیں' تو میری یہ خواہش ہے' آپ میرے گھر میں تشریف لائیں اور میرے گھر میں کسی جگہ نماز پڑھیں' تاکہ میں جگہ کو اپنی نماز ادا کرنے کے لیے مخصوص کر لوں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر اللہ نے چاہا تو میں ایسا کر لوں گا' اگلے دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے' آپ کے ساتھ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی تھے' اس وقت دن چڑھ چکا تھا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اندر آنے کی اجازت طلب کی' میں نے آپ کو اجازت پیش کی' آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما نہیں ہوئے اور فرمایا' کہ تم کہاں یہ پسند کرتے ہو کہ میں تمہارے گھر میں اس جگہ نماز ادا کروں؟ میں نے اس حصے کی طرف اشارہ کیا جہاں میری یہ خواہش تھی کہ آپ وہاں نماز ادا کریں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے' ہم نے آپ کے پیچھے صف بنالی' پھر آپ نے سلام پھیرا' جب آپ نے سلام پھیرا تو ہم نے بھی سلام پھیر دیا۔

74 - باب السُّجُوْدِ بَعْدَ الْفَرَاغِ مِنَ الصَّلَاةِ

باب: نماز سے فارغ ہونے کے بعد سجدہ کرنا

1327 - اَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ بْنِ حَمَّادِ بْنِ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِي ابْنُ اَبِيْ ذِئْبٍ وَعَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ وَيُوْنُسُ بْنُ يَزِيْدَ اَنَّ ابْنَ شِهَابٍ اَخْبَرَهُمْ عَنْ عُرْوَةَ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ فِيْمَا بَيْنَ اَنْ يَفْرُغَ مِنْ صَلَاةِ الْعِشَاءِ اِلَى الْفَجْرِ اِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً وَيُوْتِرُ بِوَاحِدَةٍ وَيَسْجُدُ سَجْدَةً قَدْرَ مَا يَقْرَاُ اَحَدُكُمْ خَمْسِيْنَ اٰيَةً قَبْلَ اَنْ يَرْفَعَ رَاْسَهٗ . وَبَعْضُهُمْ يَزِيْدُ عَلٰى بَعْضٍ فِي الْحَدِيْثِ . مُخْتَصَرٌ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کی نماز کے بعد سے فجر کی نماز تک کے درمیانی عرصے میں گیارہ رکعات ادا کیا کرتے تھے' آپ ایک رکعت کے ذریعے انہیں وتر بنالیا کرتے تھے' آپ بعض اوقات اتنا طویل

1325-تقدم في السهو، باب السلام بالايدي في الصلاة (الحديث 1184) .

1326-اخرجه البخاري في الاذان، باب اذا زار الامام قومًا فامهم (الحديث 686) مختصرًا، و باب يسلم حين يسلم الامام (الحديث 838) مختصرًا، وباب من لم يرد السلام على الامام و اكتفى بتسليم الصلاة (الحديث 839 و 840)، و في التهجد، باب صلاة النوافل جماعة (الحديث 1185 و 1186) مطولًا . و الحديث عند: البخاري في الصلاة، باب اذا دخل بيتًا يصلي حيث شاء او حيث امر ولا يتجسس (الحديث 424)، و باب المساجد في البيوت (الحديث 425)، و في الاذان، باب الرخصة في المطر و العلة ان يصلي في رحله (الحديث 667)، و في المغازي، باب 12 . (الحديث 4009 و 4010)، و في الاطعمة، باب الخزيرة (الحديث 5401)، و في الرقاق، باب العمل الذي يبتغى به وجه الله (الحديث 6423)، و في استتابة المرتدين و المعاندين و قتالهم، باب ما جاء في المتاولين (الحديث 6938) . ومسلم في الايمان، باب الدليل على ان من مات على التوحيد دخل الجنة قطعًا (الحديث 54 و 55)، و في المساجد ومواضع الصلاة، باب الرخصة في التخلف عن الجماعة بعذر (الحديث 263 و 264 و 265) . و النسائي في الامامة، امامة الاعمى (الحديث 787)، و الجماعة لنافلة (الحديث 843). وابن ماجه في المساجد و الجماعات، باب المساجد في الدور (الحديث 754) . تحفة الاشراف (9450) .

1327-تقدم في الاذان، ايذان المؤذنين الائمة بالصلاة (الحديث 684) .

سجدہ کیا کرتے تھے، جتنی دیر میں کوئی شخص پچاس آیتوں کی تلاوت کرتا ہے۔
(امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں:) بعض راویوں نے اس کے الفاظ میں کمی بیشی کی ہے۔ یہ روایت مختصر ہے۔

75 - باب سَجْدَتَيِ السَّهْوِ بَعْدَ السَّلاَمِ وَالْكَلاَمِ

باب: سلام پھیر لینے کے بعد اور کلام کرنے کے بعد سہو کے دو سجدے کرنا

1328 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اٰدَمَ عَنْ حَفْصٍ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَلَّمَ ثُمَّ تَكَلَّمَ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ .

☆☆ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے سلام پھیرا' پھر گفتگو کی' پھر دو مرتبہ سجدۂ سہو کیا۔

76 - باب السَّلاَمِ بَعْدَ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ

باب: سلام پھیرنے کے بعد سجدۂ سہو کرنا

1329 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ عَمَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا ضَمْضَمُ بْنُ جَوْسٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَلَّمَ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ وَهُوَ جَالِسٌ ثُمَّ سَلَّمَ . قَالَ ذَكَرَهُ فِيْ حَدِيْثِ ذِي الْيَدَيْنِ .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے سلام پھیر دیا' پھر آپ نے دو مرتبہ سجدۂ سہو کیا' جبکہ آپ بیٹھے ہوئے تھے' پھر آپ نے سلام پھیرا۔
امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: اس کا تذکرہ انہوں نے حضرت ذوالیدین رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کیا ہے۔

شرح

فقہاء کے مابین اس بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے کہ سجدہ سہو سلام پھیرنے سے پہلے کیا جاتا ہے یا سلام پھیرنے کے بعد کیا جاتا ہے؟
اس ترجمۃ الباب سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ سجدہ سہو کر لینے کے بعد سلام پھیرا جائے گا۔
احناف اس بات کے قائل ہیں: سجدہ سہو سلام پھیرنے کے بعد کیا جائے گا یعنی سجدہ سہو کرنے سے پہلے ایک طرف سلام پھیر دیا جائے گا۔
جبکہ شوافع اس بات کے قائل ہیں پہلے سجدہ سہو کیا جائے گا' اس کے بعد سلام پھیرا جائے گا۔
اس بارے میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا موقف یہ ہے: اگر نماز میں کسی کمی کی وجہ سے سجدہ سہو لازم ہوا تھا تو سلام پھیرنے سے

1328-اخرجه مسلم في المساجد و مواضع الصلاة، باب السهو في الصلاة و السجود له (الحديث 96) بمعناه مطولاً . و اخرجه الترمذي في الصلاة، باب ما جاء في سجدتي السهو بعد السلام و الكلام (الحديث 353) بنحوه . تحفة الاشراف (9426) .
1329-انفرد به النسائي . و الحديث عند: ابي داؤد في الصلاة، باب السهو في السجدتين (الحديث 1016) تحفة الاشراف (13514) .

پہلے سجدہ سہو کیا جائے گا' اگر نماز میں کسی اضافے کی وجہ سے سجدہ سہو ہوا تھا تو سلام پھیرنے کے بعد سجدہ سہو کیا جائے گا۔
امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا اس بارے میں موقف یہ ہے: نبی اکرم ﷺ نے جن صورتوں میں سلام پھیرنے سے پہلے سجدہ سہو کیا تھا ان صورتوں میں سلام پھیرنے سے پہلے سجدہ سہو کیا جائے گا اور جن صورتوں میں نبی اکرم ﷺ نے سلام پھیرنے کے بعد سجدہ سہو کیا تھا ان صورتوں میں سلام پھیرنے کے بعد سجدہ سہو کیا جائے گا۔
یہ بات مستحب ہے کہ نماز پڑھ لینے کے بعد امام اور مقتدی کچھ دیر بیٹھے رہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس حوالے سے ایک ترجمۃ الباب قائم کیا ہے جس کا عنوان انہوں نے یہ تجویز کیا ہے "سلام پھیرنے کے بعد امام کا لوگوں کی طرف رخ کرنا"
اس ترجمۃ الباب کے تحت انہوں نے سب سے پہلے حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت نقل کی ہے۔
"نبی اکرم ﷺ جب نماز ادا کر لیتے تھے' تو آپ ﷺ ہماری طرف رُخ مبارک کر لیتے تھے"۔
اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے علامہ ابن بطال رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بات تحریر کی ہے: حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہ بھی اسی طرح کیا کرتے تھے۔
علماء نے یہ بات بیان کی ہے: نبی اکرم ﷺ لوگوں کی طرف اس لئے رُخ کر لیا کرتے تھے تا کہ لوگ اس دوران آپ ﷺ سے مسائل وغیرہ دریافت کر لیں اس کی ایک حکمت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ آپ ﷺ قبلہ کی طرف پیٹھ کر لیتے تھے تا کہ مسجد میں داخل ہونے والا شخص یہ بات جان لے کہ اب آپ ﷺ نماز ادا نہیں کر رہے ہیں۔
اگر آپ ﷺ قبلہ کی طرف رُخ کر کے بیٹھے رہتے تو یہ احتمال موجود تھا کہ کوئی دیکھنے والا گمان کرتا کہ شاید آپ نماز ادا کر رہے ہیں۔
نماز ادا کر لینے کے بعد اپنی جگہ پر امام کے بیٹھے رہنے کے بارے میں فقہاء کے مابین ذیلی اختلافات پائے جاتے ہیں۔
امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس حوالے سے بھی ایک ترجمۃ الباب قائم کیا ہے جس کا عنوان یہ ہے۔
"سلام پھیرنے کے بعد امام کا اپنی جائے نماز پر ٹھہرے رہنا"
اس ترجمۃ الباب کی وضاحت کرتے ہوئے حافظ بدرالدین محمود عینی تحریر کرتے ہیں:
اس کا مطلب یہ ہے: یہ باب اس بیان میں ہے کہ آیا امام اپنی نماز کی جگہ پر نماز ادا کر لینے کے بعد ٹھہرا رہ سکتا ہے؟ یعنی وہ جگہ جہاں اس نے فرض نماز ادا کی تھی' تو سلام پھیرنے کے بعد وہاں ٹھہرا رہ سکتا ہے۔
اس سے مراد یہی ہے کہ نماز سے فارغ ہونے کے بعد کیا وہ وہاں ٹھہر سکتا ہے؟ اس کے وہاں ٹھہرنے کا حکم عام ہے۔ خواہ وہ کسی ذکر کرنے کے لئے ہو یا دعا کے لئے ہو یا کسی چیز کی تعلیم دینے کے لئے ہو یا نفل ادا کرنے کے لئے ہو۔
امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ترجمۃ الباب میں اس بات کی وضاحت نہیں کی ہے کہ یہ ٹھہرنا ان کے نزدیک مستحب ہے یا مکروہ ہے؟
تاہم اس بارے میں اسلاف کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے جس کا تذکرہ ہم آگے چل کر کریں گے۔

آگے چل کر اس موضوع پر گفتگو کرتے ہوئے حافظ عینی تحریر کرتے ہیں: علماء نے اس مسئلے کے بارے میں اختلاف کیا ہے۔

اکثر علماء جیسے کہ ابن بطال رحمۃ اللہ علیہ نے ان علماء کے بارے میں یہ بات نقل کی ہے۔ انہوں نے امام کے لئے اس طرح سے ٹھہرنے کو مکروہ قرار دیا ہے۔

اس وقت وہ امام مقرر شدہ ہو البتہ اگر کسی علت کی وجہ سے وہ کچھ دیر کے لئے ٹھہر جاتا ہے تو اس کا حکم مختلف ہوگا، جس طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایسا کیا ہے۔

ابن بطال رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ یہ کہتے ہیں ہر وہ نماز جس کے بعد نفل ادا کیے جاتے ہیں ان میں امام کھڑا ہو جائے گا اور جن نمازوں کے بعد نوافل ادا نہیں کیے جاتے ہیں جیسے عصر کی نماز یا صبح کی نماز ہے تو اس نماز میں امام کو اختیار ہے (یعنی اگر چاہے تو بیٹھا رہے اگر چاہے تو کھڑا ہو جائے)

پھر علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابن شیبہ کے حوالے سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سلام پھیرنے کے بعد اپنی جگہ پر اتنی دیر بیٹھتے تھے جتنی دیر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا پڑھتے تھے۔

''اے اللہ! تو سلامتی عطا کرنے والا ہے۔ سلامتی تجھ سے ہی حاصل کی جا سکتی ہے۔ اے جلال اور اکرام والی ذات! تو برکت والا ہے۔''

اسی طرح حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ بات بھی نقل کی ہے۔

''جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز مکمل کر لیتے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم تیزی سے منتقل ہوتے تھے یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر نوافل ادا کرنے لگتے تھے یا (وہاں سے اٹھ کر چلے جاتے تھے)''

(سعید بن جبیر کہتے ہیں) نماز مکمل کر لینے کے بعد امام (مدینہ منورہ کے حساب سے) مشرق یا مغرب کی رخ کر لے اور قبلہ کی طرف رُخ نہ کرے۔

اس کے علاوہ علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے اور کچھ آثار بھی نقل کیے ہیں، جس میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ قول بھی شامل ہے۔

''سلام پھیرنے کے بعد امام کا اس جگہ بیٹھے رہنا بدعت ہے۔''

(عینی مزید تحریر کرتے ہیں) فقہاء کی ایک جماعت اس بات کی قائل ہے کہ جب امام سلام پھیر دے تو کھڑا ہو جائے اور امام کی اقتداء میں جن لوگوں نے نماز ادا کی ان کے لئے یہ بات جائز ہے کہ وہ امام کے کھڑے ہونے سے پہلے ہی کھڑے ہو جائیں۔

•••———•••———•••

1330 - اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيْبِ بْنِ عَرَبِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ اَبِي الْمُهَلَّبِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى ثَلَاثًا ثُمَّ سَلَّمَ فَقَالَ الْخِرْبَاقُ اِنَّكَ صَلَّيْتَ ثَلَاثًا . فَصَلّٰى بِهِمُ الرَّكْعَةَ الْبَاقِيَةَ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ ثُمَّ سَلَّمَ .

☆☆ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین رکعات پڑھانے کے بعد سلام پھیر دیا۔ حضرت خرباق رضی اللہ عنہ نے عرض کی: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین رکعات ادا کی ہیں، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے باقی رہ جانے والی ایک رکعت ان لوگوں کو پڑھائی، پھر آپ نے سلام پھیرا، پھر دو مرتبہ سجدۂ سہو کیا۔

77 - باب جَلْسَةِ الْاِمَامِ بَيْنَ التَّسْلِيْمِ وَالْاِنْصِرَافِ

باب: سلام پھیرنے کے بعد اور اپنی جگہ سے اُٹھنے سے پہلے کچھ دیر بیٹھے رہنا

1331 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ هِلَالٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ لَيْلٰى عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ رَمَقْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ صَلَاتِهِ فَوَجَدْتُ قِيَامَهُ وَرَكْعَتَهُ وَاعْتِدَالَهُ بَعْدَ الرَّكْعَةِ فَسَجْدَتَهُ فَجَلْسَتَهُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ فَسَجْدَتَهُ فَجَلْسَتَهُ بَيْنَ التَّسْلِيْمِ وَالْاِنْصِرَافِ قَرِيْبًا مِّنَ السَّوَاءِ .

☆☆ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا غور سے جائزہ لیتا رہا تو مجھے پتہ چلا کہ آپ کا قیام، آپ کا رکوع کرنا، آپ کا کھڑے ہونا، آپ کا سجدہ کرنا، دو سجدوں کے درمیان آپ کا بیٹھنا اور آپ کا پھر سجدہ کرنا اور سلام پھیرنے کے بعد اور اپنی جگہ سے اُٹھنے سے پہلے بیٹھنا، یہ سب تقریباً ایک جتنے تھے۔

1332 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُوْنُسَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ اَخْبَرَتْنِيْ هِنْدُ بِنْتُ الْحَارِثِ الْفِرَاسِيَّةُ اَنَّ اُمَّ سَلَمَةَ اَخْبَرَتْهَا اَنَّ النِّسَاءَ فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُنَّ اِذَا سَلَّمْنَ مِنَ الصَّلَاةِ قُمْنَ وَثَبَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ صَلّٰى مِنَ الرِّجَالِ مَا شَاءَ اللّٰهُ فَاِذَا قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ الرِّجَالُ .

1330-تقدم في السهو، ذكر الاختلاف على ابي هريرة في السجدتين (الحديث 1236) .

1331-اخرجه مسلم في الصلاة، باب اعتدال اركان الصلاة و تخفيفها في تمام (الحديث 193) . واخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب طول القيام من الركوع و بين السجدتين (الحديث 854) . والحديث عند: البخاري في الاذان، باب حد اتمام الركوع و الاعتدال فيه والاطمانينة (الحديث 792)، وباب الاطمانينة حين يرفع راسه من الركوع (الحديث 801) وباب المكث بين السجدتين (الحديث 820) . ومسلم في الصلاة، باب اعتدال اركان الصلاة و تخفيفها في تمام (الحديث 194) . وابي داؤد في الصلاة، باب طول القيام من الركوع و بين السجدتين (الحديث 852) . والترمذي في الصلاة، باب ما جاء في اقامة الصلب اذا رفع راسه من الركوع و السجود (الحديث 279 و 280) . والنسائي في التطبيق، قدر القيام بين الرفع من الركوع و السجود (الحديث 1064)، و قدر الجلوس بين السجدتين (الحديث 1147) . تحفة الاشراف (1781) .

1332-اخرجه البخاري في الاذان، باب التسليم (الحديث 837) مختصرًا . و باب مكث الامام في مصلاه بعد السلام (الحديث 849) مختصرًا . باب انتظار الناس قيام الامام العالم (الحديث 866)، و باب صلاة النساء خلف الرجال (الحديث 870) مختصرًا . و اخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب انصراف النساء قبل الرجل من الصلاة (الحديث 1040) بنحوه مختصرًا . و اخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب الانصراف من الصلاة (الحديث 932) بنحوه مختصرًا . تحفة الاشراف (18289) .

☆☆ سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں خواتین (باجماعت نماز ادا کرنے کے بعد) سلام پھیرنے کے فوراً بعد اُٹھ جایا کرتی تھیں' جبکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی اقتداء میں نماز ادا کرنے والے مرد حضرات کچھ دیر بیٹھے رہتے تھے' جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جگہ سے اُٹھتے تھے' تو مرد حضرات بھی اُٹھ جایا کرتے تھے۔

78 - باب الْإِنْحِرَافِ بَعْدَ التَّسْلِيمِ

باب: سلام پھیرنے کے بعد منہ پھیر کر بیٹھنا

1333 - اَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنِي يَعْلَى بْنُ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ يَزِيْدَ بْنِ الْاَسْوَدِ عَنْ اَبِيهِ اَنَّهُ صَلّٰى مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الصُّبْحِ فَلَمَّا صَلّٰى انْحَرَفَ .

☆☆ جابر بن یزید اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں فجر کی نماز ادا کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کی طرف رخ کر کے تشریف فرما ہوئے۔

شرح

یہاں روایت کے متن میں استعمال ہونے والے لفظ ''انحراف'' سے مراد یہ ہے: قبلہ کی جہت سے اپنا رُخ موڑ لینا اور لوگوں کی طرف منہ کر لینا یا کسی دوسری طرف رُخ کر لینا اس کے حکم کی وضاحت ہم سابقہ حدیث کی شرح میں کر چکے ہیں۔

•••———•••———•••

79 - باب التَّكْبِيرِ بَعْدَ تَسْلِيمِ الْإِمَامِ

باب: امام کا سلام پھیرنے کے بعد تکبیر کہنا

1334 - اَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ الْعَسْكَرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اٰدَمَ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ اَبِيْ مَعْبَدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اِنَّمَا كُنْتُ اَعْلَمُ انْقِضَاءَ صَلَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالتَّكْبِيرِ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' مجھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز مکمل ہونے کا علم تکبیر (کی آواز سن کر) ہوتا تھا۔

شرح

اس حدیث میں یہ بات مذکور ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سلام پھیرنے کے بعد تکبیر کہا کرتے تھے۔ اس حدیث کی شرح کرتے

1333-اخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب الامام ينحرف بعد التسليم (الحديث 614) بنحوه . واخرجه الترمذي في الصلاة، باب ما جاء في الرجل يصلي وحده ثم يدرك الجماعة (الحديث 219) مطولا . تحفة الاشراف (11823) .

1334-اخرجه البخاري في الاذان، باب الذكر بعد الصلاة (الحديث 842) . واخرجه مسلم في المساجد و مواضع الصلاة، باب الذكر بعد الصلاة (الحديث 120 و 121) . واخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب التكبير بعد الصلاة (الحديث 1002) . تحفة الاشراف (6512) .

ہوئے امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ تحریر کرتے ہیں: امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ اس بات کی دلیل ہے' جیسا کہ بعض اسلاف نے یہ بات بیان کی ہے: فرض نماز ادا کر لینے کے بعد بلند آواز سے تکبیر کہنا اور ذکر کرنا مستحب ہے۔

متاخرین میں سے جن حضرات نے اسے مستحب قرار دیا ہے ان میں ابن حزم ظاہری بھی شامل ہیں۔

ابن بطال رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر حضرات نے یہ بات نقل کی ہے مذاہب متبوعہ کے اصحاب اور ان کے علاوہ دیگر فقہاء اس بات پر متفق ہیں' تکبیر کہتے ہوئے اور ذکر کرتے ہوئے بلند آواز کرنا مستحب نہیں ہے۔ امام شافعی نے اس روایت کو اس صورتحال پر محمول کیا ہے کہ صرف کچھ عرصے کے لئے بلند آواز میں ذکر کیا جاتا تھا تاکہ لوگوں کو ذکر کرنے کا طریقہ پتہ چل جائے اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ وہ لوگ ہمیشہ بلند آواز میں ہی ذکر کرتے رہیں۔

وہ فرماتے ہیں: امام اور مقتدی کو اس بارے میں اختیار ہے اگر چاہے' تو نماز سے فارغ ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے لیکن وہ پست آواز میں ایسا کرے گا لیکن اگر امام کوئی ایسا ہو کہ جس کے بارے میں اس بات کا احتمال ہو کہ اس سے علم حاصل کرنا چاہے' تو پھر وہ بلند آواز میں ذکر کرے گا یہاں تک کہ اسے پتہ چل جائے کہ لوگوں نے اس سے اس چیز کا علم حاصل کر لیا ہے' پھر وہ پست آواز میں ذکر کرنا شروع کر دے گا۔

امام شافعی نے اس روایت کو اس صورت پر محمول کیا ہے۔*

حنبلی فقیہ امام موفق الدین ابن قدامہ نے سلام پھیرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے اور دعا کرنے کو مستحب قرار دیا ہے۔

ہمارے زمانے میں نماز کے بعد بلند آواز میں ذکر کرنا اہل سنت کا علامتی شعار ہے اور اس شعار پر اہل سنت کے مخالفین کی طرف سے کچھ لے دے ہوتی ہے' تاہم علمائے اہل سنت نے اس موضوع پر تفصیل سے اپنی تحقیقات پیش کی ہیں' جنہیں یہاں نقل کرنا طوالت کا باعث ہوگا۔

مختصر یہ کہا جا سکتا ہے کہ نماز کے بعد بلند آواز سے ذکر کرنا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اور اس کی ممانعت کی کوئی دلیل موجود نہیں ہے۔ اس لئے اسے معمول کے طور پر اختیار کرنے پر طعن نہیں کیا جا سکتا۔

•••———•••———•••

80 - باب الْاَمْرِ بِقِرَاءَةِ الْمُعَوِّذَاتِ بَعْدَ التَّسْلِيمِ مِنَ الصَّلَاةِ

باب: نماز پڑھنے کے بعد معوذات پڑھنے کا حکم

1335 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنِ اللَّيْثِ عَنْ حُنَيْنِ بْنِ اَبِي حَكِيمٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ

* حاشیہ امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ بر روایت مذکورہ

1335-اخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب الستغفار (الحديث 1523) . واخرجه الترمذي في فضائل القرآن، باب ما جاء في المعوذتين (الحديث 2903) . تحفة الاشراف (9940) .

رَبَاحٍ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ اَمَرَنِىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ اَقْرَاَ الْمُعَوِّذَاتِ دُبُرَ كُلِّ صَلَاةٍ .

☆☆ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے مجھے ہدایت کی تھی کہ میں ہر نماز کے بعد معوذات پڑھا کروں۔

شرح

اس ترجمۃ الباب اور اس کے بعد آنے والے تراجم ابواب میں امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے جو روایات نقل کی ہیں وہ مختلف صحابہ کرام کے حوالے سے منقول ہیں اور ان سب کا موضوع یہ ہے: نبی اکرم ﷺ نماز ادا کرنے کے بعد کون سی تکبیر پڑھتے تھے؟! کن الفاظ میں دعا مانگا کرتے تھے؟ یا کون سے کلمات پڑھا کرتے تھے؟

جن میں اللہ تعالیٰ کا ذکر ہوتا تھا۔

نماز ادا کر لینے کے بعد اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا اور ماثور دعائیں مانگنا سنت ہے خواہ یہ فرض نماز کے فوراً بعد مانگی جائیں جب کہ اس کے بعد کوئی سنت ادا نہ کرنی ہو جیسے فجر یا عصر کی نماز ہے یا فرض نماز کے بعد سنتیں ادا کر لینے کے بعد یہ ذکر اذکار کیا جائے جیسے ظہر، مغرب اور عشاء کی نماز ہے۔

ان کلمات کی ایک قسم استغفار ہے۔

دوسری قسم دعا ہے۔

تیسری قسم تسبیح و تحمید ہے۔

چوتھی قسم قرآن کی مختلف سورتیں ہیں جن میں آیت الکرسی، سورہ اخلاص، معوذتین خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

اور اس کے علاوہ اپنی ذات اور تمام مسلمانوں کے لئے دعا کرنا شامل ہے۔

•••——•••——•••

81 - باب الْاِسْتِغْفَارِ بَعْدَ التَّسْلِيْمِ

باب: سلام پھیرنے کے بعد استغفار پڑھنا

1336 - اَخْبَرَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ عَنْ اَبِىْ عَمْرٍو الْاَوْزَاعِيِّ قَالَ حَدَّثَنِىْ شَدَّادُ اَبُوْ عَمَّارٍ اَنَّ اَبَا اَسْمَاءَ الرَّحَبِيَّ حَدَّثَهُ اَنَّهُ سَمِعَ ثَوْبَانَ مَوْلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَدِّثُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا انْصَرَفَ مِنْ صَلَاتِهِ اسْتَغْفَرَ ثَلَاثًا وَقَالَ "اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ ."

1336-اخرجه مسلم في المساجد و مواضع الصلاة، باب استحباب الذكر بعد الصلاة و بيان صفته (الحديث 135) . واخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب ما يقول الرجل اذا سلم (الحديث 1513) بنحوه . و اخرجه الترمذي في الصلاة، باب ما يقول اذا سلم من الصلاة (الحديث 300) . واخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب ما يقال بعد التسليم (الحديث 928) . تحفة الاشراف (2099) .

☆☆ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ جب نماز مکمل کر لیتے تھے' تو آپ ﷺ تین مرتبہ استغفار پڑھتے تھے اور یہ دعا پڑھتے تھے:

"اے اللہ! تو سلامتی عطاء کرنے والا ہے' سلامتی تجھ سے ہی حاصل ہو سکتی ہے' تو برکت والا ہے' اے جلال اور اکرام والی ذات"۔

82 - باب الذِّكْرِ بَعْدَ الْاِسْتِغْفَارِ

باب: استغفار کے بعد ذکر کرنا

1337 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى وَمُحَمَّدُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ صُدْرَانَ عَنْ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ عَائِشَةَ - رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا سَلَّمَ قَالَ "اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ ."

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ جب سلام پھیرتے تھے' تو یہ پڑھتے تھے:

"اے اللہ! تو سلامتی عطاء کرنے والا ہے' سلامتی تجھ ہی سے حاصل ہو سکتی ہے' اے جلال اور اکرام"۔

83 - باب التَّهْلِيْلِ بَعْدَ التَّسْلِيْمِ

باب: سلام پھیرنے کے بعد لا الہ الا اللہ پڑھنا

1338 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ شُجَاعٍ الْمَرُّوْذِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ ابْنُ عُلَيَّةَ عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ اَبِىْ عُثْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِىْ اَبُو الزُّبَيْرِ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ يُحَدِّثُ عَلٰى هٰذَا الْمِنْبَرِ وَهُوَ يَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سَلَّمَ يَقُوْلُ "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ لَا نَعْبُدُ اِلَّا اِيَّاهُ اَهْلَ النِّعْمَةِ وَالْفَضْلِ وَالثَّنَاءِ الْحَسَنِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ ."

☆☆ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے منبر پر یہ بات بیان کی: نبی اکرم ﷺ جب سلام پھیرتے تھے' تو یہ کلمات پڑھتے تھے:

1337-اخرجه مسلم في المساجد و مواضع الصلاة، باب استحباب الذكر بعد الصلاة و بيان صفته (الحديث 136) . واخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب ما يقول الرجل اذا سلم (الحديث 1512) . واخرجه الترمذي في الصلاة، باب ما يقول اذا سلم من الصلاة (الحديث 298) . واخرجه النسائي في اليوم و لليلة، باب ما يقول اذا قضى صلاته (الحديث 96) . و اخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب ما يقال بعد التسليم (الحديث 924) . تحفة الاشراف (16187) .

1338-اخرجه مسلم في المساجد و مواضع الصلاة، باب استحباب الذكر بعد الصلاة و بيان صفته (الحديث 140 و 141) بنحوه . و اخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب ما يقول الرجل اذا سلم (الحديث 1506 و 1507) . واخرجه النسائي في السهو، عدد التهليل و الذكر بعد التسليم (الحديث 1339)، و في عمل اليوم و الليلة، نوع آخر (الحديث 128) . تحفة الاشراف (5285) .

"اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے وہی ایک معبود ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے بادشاہی اسی کے لیے مخصوص ہے حمد اسی کے لیے مخصوص ہے اور وہ ہر شے پر قدرت رکھتا ہے اللہ تعالیٰ کی مدد اور مرضی کے بغیر کچھ نہیں ہو سکتا اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے ہم صرف اسی کی عبادت کرتے ہیں وہ نعمت عطاء کرنے والا ہے فضل کرنے والا ہے اور اچھی ثناء کے لائق ہے اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہم دین کو اسی کے لیے خالص کرتے ہیں خواہ یہ بات کفار کو پسند نہ آئے"۔

84 - باب عَدَدِ التَّهْلِيلِ وَالذِّكْرِ بَعْدَ التَّسْلِيمِ

باب: سلام پھیرنے کے بعد لا الہ الا اللہ پڑھنے اور ذکر کرنے کی تعداد

1339 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ قَالَ كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الزُّبَيْرِ يُهَلِّلُ فِي دُبُرِ الصَّلَاةِ يَقُولُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا نَعْبُدُ اِلَّا اِيَّاهُ لَهُ النِّعْمَةُ وَلَهُ الْفَضْلُ وَلَهُ الثَّنَاءُ الْحَسَنُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ . ثُمَّ يَقُولُ ابْنُ الزُّبَيْرِ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُهَلِّلُ بِهِنَّ فِي دُبُرِ الصَّلَاةِ .

☆☆ ابوزبیر بیان کرتے ہیں' حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نماز کے بعد ان کلمات کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی الوہیت کا اعتراف کیا کرتے تھے:

"اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے' وہی ایک معبود ہے' اس کا کوئی شریک نہیں ہے' بادشاہی اسی کے لیے مخصوص ہے' حمد اسی کے لیے مخصوص ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے' اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے' ہر طرح کی نعمت اسی کی عطاء کردہ ہے اور فضل اسی کی طرف سے حاصل ہوتا ہے اور اچھی تعریف اسی کے لیے مخصوص ہے' اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے (ہم دین کو اسی کے لیے خالص کرتے ہوئے) یہ اعتراف کرتے ہیں' چاہے یہ بات کافروں کو پسند نہ آئے"۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے بعد ان کلمات کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی الوہیت کا اعتراف کیا کرتے تھے۔

85 - باب نَوْعٌ اٰخَرُ مِنَ الْقَوْلِ عِنْدَ انْقِضَاءِ الصَّلَاةِ

باب: نماز کے اختتام پر ایک اور قسم کا کلمہ

1340 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ عَنْ سُفْيَانَ قَالَ سَمِعْتُهُ مِنْ عَبْدَةَ بْنِ اَبِي لُبَابَةَ وَسَمِعْتُهُ مِنْ عَبْدِ

1339-تقدم (الحديث 1338) .

الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ كِلَاهُمَا سَمِعَهُ مِنْ وَرَّادٍ كَاتِبِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ كَتَبَ مُعَاوِيَةُ اِلَى الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ اَخْبِرْنِي بِشَيْءٍ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . فَقَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَضَى الصَّلَاةَ قَالَ "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ اللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ ".

☆☆ وراد جو حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے سیکرٹری تھے' انہوں نے یہ بات بیان کی ہے' حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کو خط لکھا کہ آپ مجھے کسی ایسی چیز کے بارے میں بتائیں جو آپ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی سنی ہو؟ تو حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے بتایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز مکمل کر لیتے تھے' تو یہ پڑھتے تھے:

"اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے' وہی ایک معبود ہے' اس کا کوئی شریک نہیں ہے' بادشاہی اسی کے لیے مخصوص ہے' حمد اسی کے لیے مخصوص ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے' اے اللہ! جسے تو دے اسے کوئی روکنے والا نہیں ہے اور جسے تو نہ دے اسے کوئی دینے والا نہیں ہے اور تیری مرضی کے خلاف کوشش کرنے والی کی کوشش اس کے کسی کام نہیں آ سکتی"۔

1341 - اَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنِ الْمُسَيَّبِ اَبِي الْعَلَاءِ عَنْ وَرَّادٍ قَالَ كَتَبَ الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ اِلَى مُعَاوِيَةَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ دُبُرَ الصَّلَاةِ اِذَا سَلَّمَ "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ اللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ ".

☆☆ وراد بیان کرتے ہیں' حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو خط لکھا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز میں سلام پھیرنے کے بعد یہ پڑھا کرتے تھے:

"اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے' وہی ایک معبود ہے' اس کا کوئی شریک نہیں ہے' بادشاہی اسی کے لیے مخصوص ہے' حمد اس کے لیے مخصوص ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے' اے اللہ! جسے تو دے اسے کوئی روکنے والا نہیں ہے' جسے تو نہ دے اسے کوئی دینے والا نہیں ہے اور تیری مرضی کے مقابلے میں کوشش کرنے والے کی کوشش اس کے کسی کام نہیں آ سکتی"۔

1340-اخرجه البخاري في الاذان، باب الذكر بعد الصلاة (الحديث 844)، و في الدعوات، باب الدعاء بعد الصلاة (الحديث 6330)، و في الرقاق، باب ما يكره من قيل و قال (الحديث 6473) مختصرًا، و في القدر، باب لا مانع لما اعطى الله (الحديث 6615) مختصرًا . و في الاعتصام بالكتاب و السنة، باب ما يكره من كثرة السوال و من تكلف ما لا يعنيه (الحديث 7292) مطولًا . واخرجه مسلم في المساجد و مواضع الصلاة، باب استحباب الذكر بعد الصلاة و بيان صفته (الحديث 137 و 138) . واخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب ما يقول الرجل اذا سلم (الحديث 1505) . واخرجه النسائي في السهو، كم مرة يقول ذلك (الحديث 1342)، و في عمل اليوم والليلة، ما يقول عند انصرافه من الصلاة (الحديث 129) من نفس الطريق، و اخرجه النسائي في السهو، نوع آخر من القول عند انقضاء الصلاة (الحديث 1341) . تحفة الاشراف (11535) .

86 - بَاب كَمْ مَرَّةً يَقُوْلُ ذٰلِكَ

باب: ان کلمات کو کتنی مرتبہ پڑھا جائے؟

1342 - اَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ الْمُجَالِدِيُّ قَالَ اَنْبَاَنَا هُشَيْمٌ قَالَ اَنْبَاَنَا الْمُغِيْرَةُ وَذَكَرَ اٰخَرَ وَاَنْبَاَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ اَنْبَاَنَا غَيْرُ وَاحِدٍ مِّنْهُمُ الْمُغِيْرَةُ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ وَرَّادٍ كَاتِبِ الْمُغِيْرَةِ اَنَّ مُعَاوِيَةَ كَتَبَ اِلَى الْمُغِيْرَةِ اَنِ اكْتُبْ اِلَيَّ بِحَدِيْثٍ سَمِعْتَهُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَتَبَ اِلَيْهِ الْمُغِيْرَةُ اِنِّيْ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ عِنْدَ انْصِرَافِهِ مِنَ الصَّلَاةِ "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ." ثَلَاثَ مَرَّاتٍ .

☆☆ وراد جو حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے ایک سیکرٹری ہیں' وہ بیان کرتے ہیں' حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کو خط لکھا کہ آپ مجھے ایسی کوئی حدیث تحریر کر کے بھیجیں' جو آپ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی سنی ہو' تو حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے انہیں جوابی خط میں تحریر کیا: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز کے بعد یہ کلمات کو پڑھتے ہوئے سنا ہے:

"اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے' وہی ایک معبود ہے' اس کا کوئی شریک نہیں ہے' بادشاہی اسی کے لیے مخصوص ہے' حمد اسی کے لیے مخصوص ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے"۔

(راوی کہتے ہیں:) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کلمات کو تین مرتبہ پڑھا کرتے تھے۔

87 - بَاب نَوْعٌ اٰخَرُ مِنَ الذِّكْرِ بَعْدَ التَّسْلِيْمِ

باب: سلام پھیرنے کے بعد ذکر کی ایک اور قسم

1343 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْحَاقَ الصَّاغَانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ سَلَمَةَ الْخُزَاعِيُّ مَنْصُوْرُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ سُلَيْمَانَ - قَالَ اَبُوْ سَلَمَةَ وَكَانَ مِنَ الْخَائِفِيْنَ - عَنْ خَالِدِ بْنِ اَبِيْ عِمْرَانَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا جَلَسَ مَجْلِسًا اَوْ صَلّٰى تَكَلَّمَ بِكَلِمَاتٍ فَسَاَلَتْهُ عَائِشَةُ عَنِ الْكَلِمَاتِ فَقَالَ "اِنْ تَكَلَّمَ بِخَيْرٍ كَانَ طَابِعًا عَلَيْهِنَّ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَاِنْ تَكَلَّمَ بِغَيْرِ ذٰلِكَ كَانَ كَفَّارَةً لَهُ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ ."

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی محفل میں تشریف فرما ہوتے یا نماز ادا کر لیتے تو کچھ کلمات پڑھا کرتے تھے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کلمات کے بارے میں دریافت کیا' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: (آدمی نے اگر محفل کے دوران) کوئی اچھی بات کی ہوگی' تو یہ کلمات قیامت تک کے لیے محفوظ ہو جائیں گے جن پر مہر لگی ہوگی' اگر اس نے کوئی غلط بات کی ہوگی' تو یہ کلمات اس غلط بات کا کفارہ بن جائیں گے (وہ کلمات یہ ہیں:)

"تو پاک ہے اے اللہ! حمد تیرے لیے مخصوص ہے' میں تجھ سے مغفرت طلب کرتا ہوں اور میں تیری بارگاہ میں' توبہ کرتا ہوں"۔

88 - بَاب نَوْعٌ اٰخَرُ مِنَ الذِّكْرِ وَالدُّعَاءِ بَعْدَ التَّسْلِيْمِ

باب: سلام پھیرنے کے بعد ذکر کرنے اور دعا مانگنے کی ایک اور قسم

1344 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا قُدَامَةُ عَنْ جَسْرَةَ قَالَتْ حَدَّثَتْنِيْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ دَخَلَتْ عَلَيَّ امْرَاَةٌ مِّنَ الْيَهُوْدِ فَقَالَتْ اِنَّ عَذَابَ الْقَبْرِ مِنَ الْبَوْلِ . فَقُلْتُ كَذَبْتِ . فَقَالَتْ بَلٰى اِنَّا لَنَقْرِضُ مِنْهُ الْجِلْدَ وَالثَّوْبَ . فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى الصَّلَاةِ وَقَدِ ارْتَفَعَتْ اَصْوَاتُنَا فَقَالَ "مَا هٰذَا ." فَاَخْبَرْتُهُ بِمَا قَالَتْ فَقَالَ "صَدَقَتْ ." فَمَا صَلّٰى بَعْدَ يَوْمَئِذٍ صَلَاةً اِلَّا قَالَ فِيْ دُبُرِ الصَّلَاةِ "رَبَّ جِبْرِيْلَ وَمِيْكَائِيْلَ وَاِسْرَافِيْلَ اَعِذْنِيْ مِنْ حَرِّ النَّارِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ ."

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' ایک یہودی عورت میرے پاس آئی' اس نے یہ کہا: (پیشاب کے چھینٹوں کی وجہ سے) قبر میں عذاب ہوتا ہے' میں نے کہا: تم غلط کہہ رہی ہو' اس نے جواب دیا: ایسا ہی ہے (یعنی واقعی عذاب ہوتا ہے) (ہمارے ہاں' تو یہ رواج ہے' اگر کسی کپڑے یا چمڑے پر پیشاب کے چھینٹے پڑ جائیں) تو ہم قینچی کے ذریعے اس چمڑے یا کپڑے کو کاٹ دیتے ہیں۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت نماز ادا کرنے کے لیے تشریف لے گئے ہوئے تھے' جب ہماری آواز بلند ہوئی (تو آپ تشریف لائے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: کیا معاملہ ہے؟ میں نے آپ کو اس چیز کے بارے میں بتایا جو اس یہودی عورت نے کہا تھا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس نے ٹھیک کہا ہے۔

(سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:) اس کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی نماز ادا کیا کرتے تھے' تو نماز کے بعد یہ کلمات پڑھا کرتے تھے:

"اے جبریل' میکائیل' اسرافیل کے پروردگار! تو مجھے جہنم کی گرمی اور قبر کے عذاب سے محفوظ رکھنا"۔

1341-تقدم (الحديث 1340) .

1342-انفرد به النسائي، و خرجه في عمل اليوم الليلة، ما يقول عند انصرافه من الصلاة (الحديث 129) من نفس الطريق . و الحديث عند البخاري في الاذان، باب الذكر بعد الصلاة (الحديث 844)، و في الدعوات، باب الدعاء بعد الصلاة (الحديث 6330)، و في الرقاق، باب ما يكره من قيل و قال (الحديث 6473)، و في القدر، باب لا مانع لما اعطى الله (الحديث 6615)، و في الاعتصام بالكتاب و السنة، باب ما يكره من كثرة السوال و من تكلف ما لا يعنيه (الحديث 7292) . ومسلم في المساجد و مواضع الصلاة، باب استحباب الذكر بعد الصلاة و بيان صفته (الحديث 137 و 138) و ابي داؤد في الصلاة، باب ما يقول الرجل اذا سلم (الحديث 1505) . والنسائي في السهو، نوع آخر من القول عند انقضاء الصلاة (الحديث 1340 و 1341) . تحفة الاشراف (11535) .

1343-اخرجه النسائي في عمل اليوم و الليلة، ما يختم تلاوة القرآن (الحديث 308)، و ما يقول اذا جلس في مجلس كثر فيه لغطه (الحديث 400) . تحفة الاشراف (16335) .

1344-اخرجه النسائي في عمل اليوم الليلة، نوع آخر (الحديث 138) . تحفة الاشراف (17829) .

89 - باب نَوْعٌ اٰخَرُ مِنَ الدُّعَاءِ عِنْدَ الْاِنْصِرَافِ مِنَ الصَّلَاةِ

باب: نماز سے فارغ ہونے کے بعد دعا کی ایک اور قسم

1345 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ سَوَّادِ بْنِ الْاَسْوَدِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ حَفْصُ بْنُ مَيْسَرَةَ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ اَبِیْ مَرْوَانَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ كَعْبًا حَلَفَ لَهُ بِاللّٰهِ الَّذِیْ فَلَقَ الْبَحْرَ لِمُوسٰى اِنَّا لَنَجِدُ فِی التَّوْرَاةِ اَنَّ دَاوُدَ نَبِیَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا انْصَرَفَ مِنْ صَلَاتِهٖ قَالَ "اللّٰهُمَّ اَصْلِحْ لِیْ دِيْنِیَ الَّذِیْ جَعَلْتَهٗ لِیْ عِصْمَةً وَّاَصْلِحْ لِیْ دُنْيَایَ الَّتِیْ جَعَلْتَ فِيْهَا مَعَاشِیْ اللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَاَعُوْذُ بِعَفْوِكَ مِنْ نِقْمَتِكَ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ . قَالَ وَحَدَّثَنِیْ كَعْبٌ اَنَّ صُهَيْبًا حَدَّثَهٗ اَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُهُنَّ عِنْدَ انْصِرَافِهٖ مِنْ صَلَاتِهٖ .

☆☆ عطاء بن ابومروان اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے اللہ کے نام کی قسم اُٹھا کر یہ بات بیان کی: وہ اللہ جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے سمندر کو چیر دیا تھا (انہوں نے بتایا) ہم نے تورات میں یہ بات پڑھی ہے اللہ کے نبی حضرت داؤد علیہ السلام جب نماز مکمل کرتے تھے تو یہ پڑھا کرتے تھے:

"اے اللہ! تو میرے دین کو میرے لیے ٹھیک کر دے جسے تو نے میرے لیے (اپنے عذاب سے) بچاؤ کا ذریعہ بنایا ہے اور میرے لیے میری دنیا کو بھی ٹھیک کر دے جس میں تو نے مجھے زندہ رہنے (کا موقع دیا ہے) اے اللہ! میں تیری ناراضگی کے مقابلے میں تیری رضامندی کی تیری سزا کے مقابلے میں تیری معافی کی تیری گرفت کے مقابلے میں تیری ذات کی پناہ مانگتا ہوں جسے تو دے اسے کوئی روکنے والا نہیں ہے اور جسے تو نہ دے اسے کوئی دینے والا نہیں ہے اور تیری مرضی کے مقابلے میں کوشش کرنے والے کی کوئی کوشش اس کے کسی کام نہیں آ سکتی"۔

راوی بیان کرتے ہیں' حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے یہ بات بھی بیان کی ہے' حضرت صہیب رضی اللہ عنہ نے انہیں یہ بات بتائی تھی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہونے کے بعد یہ کلمات پڑھا کرتے تھے۔

90 - باب التَّعَوُّذِ فِیْ دُبُرِ الصَّلَاةِ

باب: نماز کے بعد پناہ مانگنے سے متعلق کلمات

1346 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِیٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُثْمَانَ الشَّحَّامِ عَنْ مُسْلِمِ بْنِ اَبِیْ بَكْرَةَ قَالَ كَانَ اَبِیْ يَقُوْلُ فِیْ دُبُرِ الصَّلَاةِ اللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْكُفْرِ وَالْفَقْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ فَكُنْتُ اَقُوْلُهُنَّ فَقَالَ اَبِیْ اَیْ بُنَیَّ

1345-اخرجه النسائي في عمل اليوم و الليلة، الاستعاذة في دبر الصلوات (الحديث 137) . و ما يقول اذا راى قرية يريد دخولها (الحديث 543 و 544 و 545 و 546 و 547) . تحفة الاشراف (4971) .

1346-انفرد به النسائي، و سياتي في الاستعاذة، الاستعاذة من الفقر (الحديث 5480) . تحفة الاشراف (11706) .

عَمَّنْ اَخَذْتَ هٰذَا قُلْتُ عَنْكَ . قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُهُنَّ فِیْ دُبُرِ الصَّلَاةِ .

☆☆ مسلم بن ابوبکرہ بیان کرتے ہیں' میرے والد نماز کے بعد یہ پڑھا کرتے تھے:

"اے اللہ! میں کفر' غربت' قبر کے عذاب سے تیری پناہ مانگتا ہوں"۔

(راوی کہتے ہیں:) میں نے بھی ان کلمات کو پڑھنا شروع کر دیا' ایک دن میرے والد نے مجھ سے دریافت کیا: اے میرے بیٹے! تم نے یہ کلمات کس سے سیکھے ہیں؟ میں نے جواب دیا: آپ سے' تو انہوں نے فرمایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے بعد یہ کلمات پڑھا کرتے تھے۔

91 - باب عَدَدِ التَّسْبِيْحِ بَعْدَ التَّسْلِيْمِ

باب: سلام پھیرنے کے بعد پڑھی جانے والی تسبیح کی تعداد

1347 - اَخْبَرَنَا يَحْيٰى بْنُ حَبِيْبِ بْنِ عَرَبِیٍّ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "خَلَّتَانِ لَا يُحْصِيْهِمَا رَجُلٌ مُسْلِمٌ اِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ وَهُمَا يَسِيْرٌ وَمَنْ يَعْمَلُ بِهِمَا قَلِيْلٌ ." قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "الصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ يُسَبِّحُ اَحَدُكُمْ فِیْ دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ عَشْرًا وَيَحْمَدُ عَشْرًا وَيُكَبِّرُ عَشْرًا فَهِیَ خَمْسُوْنَ وَمِائَةٌ فِی اللِّسَانِ وَاَلْفٌ وَخَمْسُمِائَةٍ فِی الْمِيْزَانِ ." وَاَنَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْقِدُهُنَّ بِيَدِهٖ "وَاِذَا اَوٰى اَحَدُكُمْ اِلٰى فِرَاشِهٖ اَوْ مَضْجَعِهٖ سَبَّحَ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ وَحَمِدَ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ وَكَبَّرَ اَرْبَعًا وَّثَلَاثِيْنَ فَهِیَ مِائَةٌ عَلَى اللِّسَانِ وَاَلْفٌ فِی الْمِيْزَانِ ." قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "فَاَيُّكُمْ يَعْمَلُ فِیْ كُلِّ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ اَلْفَيْنِ وَخَمْسَمِائَةِ سَيِّئَةٍ ." قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَكَيْفَ لَا نُحْصِيْهِمَا فَقَالَ "اِنَّ الشَّيْطٰنَ يَاْتِیْ اَحَدَكُمْ وَهُوَ فِیْ صَلَاتِهٖ فَيَقُوْلُ اذْكُرْ كَذَا اذْكُرْ كَذَا وَيَاْتِيْهِ عِنْدَ مَنَامِهٖ فَيُنِيْمُهٗ ."

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

"دو عادات ایسی ہیں' جنہیں جو بھی مسلمان باقاعدگی سے اختیار کرے گا وہ جنت میں داخل ہو جائے گا اور یہ دونوں کام بہت آسان ہیں' لیکن اس پر عمل کرنے والے لوگ بہت تھوڑے ہیں"۔

راوی بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"پانچ نمازوں میں سے ہر ایک نماز کے بعد دس مرتبہ سبحان اللہ پڑھنا' دس مرتبہ الحمدللہ پڑھنا اور دس مرتبہ اللہ اکبر پڑھنا' پانچ نمازوں کے بعد یہ زبان سے پڑھنے کے حوالے سے پچاس ہوں گے' لیکن میزان میں ایک ہزار پانچ سو ہوں گے"۔

1347-اخرجه ابو داؤد في الادب، باب في التسبيح عند النوم (5065) . واخرجه الترمذي في الدعوات، باب (منه) (الحديث 3410) . واخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب ما يقال بعد التسليم (الحديث 926) . تحفة الاشراف (8638) .

(راوی بیان کرتے ہیں:) میں نے نبی اکرم ﷺ کو اپنی انگلیوں پر انہیں شمار کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

(نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: دوسرا عمل یہ ہے) جب کوئی شخص اپنے بستر پر جائے تو وہ 33 مرتبہ سبحان اللہ 33 مرتبہ الحمد لله اور 34 مرتبہ اللہ اکبر پڑھے۔

زبان سے پڑھنے کے حوالے سے یہ ایک سو ہوں گے اور نامۂ اعمال میں یہ ایک ہزار ہوں گے۔

راوی بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کون ایسا شخص ہے جو روزانہ ایک ہزار پانچ سو گناہ کرتا ہے؟ عرض کی گئی: یارسول اللہ! ہم تو اتنی گنتی بھی نہیں کر سکتے تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: شیطان کسی شخص کے پاس آتا ہے جب وہ شخص نماز ادا کر رہا ہوتا ہے تو شیطان یہ کہتا ہے: تم فلاں چیز کو یاد کرو فلاں چیز کو یاد کرو اسی طرح جب آدمی سونے لگتا ہے پھر اس کے پاس آتا ہے اور اسے سلا دیتا ہے۔

92 - باب نَوْعٌ اٰخَرُ مِنْ عَدَدِ التَّسْبِيحِ

باب: تسبیح کی تعداد کے حوالے سے ایک اور روایت

1348 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ بْنِ سَمُرَةَ عَنْ اَسْبَاطٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ قَيْسٍ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ لَيْلٰى عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مُعَقِّبَاتٌ لَا يَخِيبُ قَائِلُهُنَّ يُسَبِّحُ اللّٰهَ فِيْ دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ وَيَحْمَدُهُ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ وَيُكَبِّرُهُ اَرْبَعًا وَّثَلَاثِيْنَ."

☆☆ حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

"(نماز کے) بعد پڑھے جانے والے کچھ اذکار ایسے ہیں، جنہیں پڑھنے والا شخص نقصان نہیں اٹھاتا، آدمی ہر نماز کے بعد 33 مرتبہ سبحان اللہ 33 مرتبہ الحمد لله اور 34 مرتبہ اللہ اکبر کہے۔

93 - باب نَوْعٌ اٰخَرُ مِنْ عَدَدِ التَّسْبِيحِ

باب: تسبیح کی تعداد کے حوالے سے ایک اور روایت

1349 - اَخْبَرَنَا مُوْسَى بْنُ حِزَامٍ التِّرْمِذِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اٰدَمَ عَنِ ابْنِ اِدْرِيْسَ عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ كَثِيْرِ بْنِ اَفْلَحَ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ اُمِرُوْا اَنْ يُسَبِّحُوْا دُبُرَ كُلِّ صَلَاةٍ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ وَيَحْمَدُوْا ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ وَيُكَبِّرُوْا اَرْبَعًا وَّثَلَاثِيْنَ فَاُتِيَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ فِيْ مَنَامِهٖ فَقِيْلَ لَهٗ اَمَرَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ تُسَبِّحُوْا دُبُرَ كُلِّ صَلَاةٍ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ وَتَحْمَدُوْا ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ وَتُكَبِّرُوْا اَرْبَعًا وَّثَلَاثِيْنَ

1348-اخرجه مسلم في المساجد و مواضع الصلاة، باب استحباب الذكر بعد الصلاة و بيان صفته (الحديث 144 و 145) بنحوه . واخرجه الترمذي في الدعوات، باب (منه) (الحديث 3412) . واخرجه النسائي في عمل اليوم و الليلة، ذكر حديث كعب بن عجرة في المعقبات (الحديث 155) و (الحديث 156) موقوفا . تحفة الاشراف (11115) .

1349-اخرجه النسائي في عمل اليوم و الليلة، نوع آخر (الحديث 157) . تحفة الاشراف (3736) .

قَالَ نَعَمْ . قَالَ فَاجْعَلُوْهَا خَمْسًا وَّعِشْرِيْنَ وَاجْعَلُوْا فِيْهَا التَّهْلِيْلَ فَلَمَّا اَصْبَحَ اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهٗ فَقَالَ "اجْعَلُوْهَا كَذٰلِكَ."

☆☆ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، صحابہ کرام کو یہ ہدایت کی گئی تھی کہ وہ ہر نماز کے بعد 33 مرتبہ سبحان اللہ 33 مرتبہ الحمد لله 34 مرتبہ اللہ اکبر کہیں۔

ایک انصاری نے خواب میں کسی شخص کو دیکھا، اس انصاری سے یہ کہا گیا، اللہ کے رسول نے تمہیں یہ حکم دیا ہے، تم لوگ ہر نماز کے بعد 33 مرتبہ سبحان اللہ 33 مرتبہ الحمد لله اور 34 مرتبہ اللہ اکبر کہا کرو؟ انصاری نے جواب دیا: جی ہاں! تو اس شخص نے (خواب میں) یہ کہا: تم ان کو 25، 25 مرتبہ کرلو اور ان میں لا الٰہ الا اللہ کو (25 مرتبہ پڑھنا) شامل کرلو۔

اگلے دن وہ انصاری نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس بات کا تذکرہ آپ کے سامنے کیا، تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم اسی طرح کرو (یعنی ان کلمات کو اسی طرح 25، 25 مرتبہ پڑھ لیا کرو)۔

1350 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْكَرِيْمِ اَبُوْ زُرْعَةَ الرَّازِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يُوْنُسَ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَلِيُّ بْنُ الْفُضَيْلِ بْنِ عِيَاضٍ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ اَبِيْ رَوَّادٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَجُلًا رَاٰى فِيْمَا يَرَى النَّائِمُ قِيْلَ لَهٗ بِاَيِّ شَيْءٍ اَمَرَكُمْ نَبِيُّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَمَرَنَا اَنْ نُسَبِّحَ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ وَنَحْمَدَ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ وَنُكَبِّرَ اَرْبَعًا وَّثَلَاثِيْنَ فَتِلْكَ مِائَةٌ . قَالَ سَبِّحُوْا خَمْسًا وَّعِشْرِيْنَ وَاحْمَدُوْا خَمْسًا وَّعِشْرِيْنَ وَكَبِّرُوْا خَمْسًا وَّعِشْرِيْنَ وَهَلِّلُوْا خَمْسًا وَّعِشْرِيْنَ فَتِلْكَ مِائَةٌ فَلَمَّا اَصْبَحَ ذَكَرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "افْعَلُوْا كَمَا قَالَ الْاَنْصَارِيُّ."

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، ایک مرتبہ ایک شخص نے خواب دیکھا، اس شخص سے خواب میں پوچھا گیا: تمہارے نبی نے تمہیں کس بات کی ہدایت کی ہے؟ اس شخص نے جواب دیا: انہوں نے ہمیں یہ حکم دیا ہے، ہم 33 مرتبہ سبحان اللہ 33 مرتبہ الحمد لله اور 34 مرتبہ اللہ اکبر پڑھیں، تو یہ ایک سو ہو جائیں گے۔ اس شخص نے (خواب میں) یہ کہا: تم لوگ 25 مرتبہ سبحان اللہ پڑھو، 25 مرتبہ الحمد لله پڑھو، 25 مرتبہ اللہ اکبر پڑھو اور 25 مرتبہ لا الٰہ الا اللہ پڑھو تو یہ بھی 100 ہو جائیں گے۔

اگلے دن اس شخص نے اس بات کا تذکرہ نبی اکرم ﷺ سے کیا، تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ انصاری جس طرح کہہ رہا ہے، تم لوگ اسی طرح کیا کرو۔

94 - باب نَوْعٌ اٰخَرُ مِنْ عَدَدِ التَّسْبِيحِ

باب: تسبیح کی تعداد کے حوالے سے ایک اور روایت

1351 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ مَوْلٰى اٰلِ طَلْحَةَ قَالَ سَمِعْتُ كُرَيْبًا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ جُوَيْرِيَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ

1350-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (7768) .

عَلَيْهَا وَهِيَ فِي الْمَسْجِدِ تَدْعُو ثُمَّ مَرَّ بِهَا قَرِيبًا مِنْ نِصْفِ النَّهَارِ فَقَالَ لَهَا "مَا زِلْتِ عَلٰى حَالِكِ". قَالَتْ نَعَمْ . قَالَ "اَلَا اُعَلِّمُكِ - يَعْنِي - كَلِمَاتٍ تَقُولِينَهُنَّ سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ خَلْقِهِ سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ خَلْقِهِ سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ خَلْقِهِ سُبْحَانَ اللّٰهِ رِضَا نَفْسِهِ سُبْحَانَ اللّٰهِ رِضَا نَفْسِهِ سُبْحَانَ اللّٰهِ رِضَا نَفْسِهِ سُبْحَانَ اللّٰهِ زِنَةَ عَرْشِهِ سُبْحَانَ اللّٰهِ زِنَةَ عَرْشِهِ سُبْحَانَ اللّٰهِ زِنَةَ عَرْشِهِ سُبْحَانَ اللّٰهِ مِدَادَ كَلِمَاتِهِ سُبْحَانَ اللّٰهِ مِدَادَ كَلِمَاتِهِ سُبْحَانَ اللّٰهِ مِدَادَ كَلِمَاتِهِ".

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ ان کے پاس سے گزرے، وہ اس وقت اپنی جائے نماز پر بیٹھی ہوئی وظیفہ پڑھ رہی تھیں، پھر دوپہر کے قریب نبی اکرم ﷺ ان کے پاس سے گزرے تو ان سے دریافت کیا: کیا تم اس وقت سے ابھی تک اسی حالت میں ہو؟ انہوں نے عرض کی: جی ہاں! نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمہیں نہ سکھاؤں! (راوی کہتے ہیں: یعنی ایسے کلمات نہ سکھاؤں) کہ جنہیں تم پڑھ لو (وہ کلمات یہ ہیں:)

"اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی تعداد کے برابر، میں اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتا ہوں، اس کی مخلوق کی تعداد کے برابر، میں اس کی پاکی بیان کرتا ہوں، اس کی مخلوق کی تعداد کے برابر، اس کی پاکی بیان کرتا ہوں، اس کی ذات کی رضامندی کے مطابق، میں اس کی پاکی بیان کرتا ہوں، اس کی ذات کی رضامندی کے مطابق، اس کی پاکی بیان کرتا ہوں، اس کی ذات کی رضامندی کے مطابق اس کی پاکی بیان کرتا ہوں، اس کے عرش کے وزن جتنی میں اس کی پاکی بیان کرتا ہوں، اس کے عرش کے وزن جتنی میں اس کی پاکی بیان کرتا ہوں، اس کے کلمات کی سیاہی جتنی میں اس کی پاکی بیان کرتا ہوں، اس کے کلمات کی سیاہی جتنی میں اس کی پاکی بیان کرتا ہوں"۔

95 - باب نَوْعٌ اٰخَرُ

باب: (تسبیح کی) ایک اور قسم

1352 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَتَّابٌ - هُوَ ابْنُ بَشِيرٍ - عَنْ خُصَيْفٍ عَنْ عِكْرِمَةَ وَمُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَاءَ الْفُقَرَاءُ اِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ اِنَّ الْاَغْنِيَاءَ يُصَلُّونَ كَمَا نُصَلِّي وَيَصُومُونَ كَمَا نَصُومُ وَلَهُمْ اَمْوَالٌ يَتَصَدَّقُونَ وَيُنْفِقُونَ . فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِذَا صَلَّيْتُمْ فَقُولُوا سُبْحَانَ اللّٰهِ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِينَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِينَ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِينَ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ عَشْرًا فَاِنَّكُمْ تُدْرِكُونَ بِذٰلِكَ مَنْ سَبَقَكُمْ وَتَسْبِقُونَ مَنْ بَعْدَكُمْ".

1351- اخرجه مسلم في الذكر و الدعاء و التوبة و الاستغفار، باب التسبيح اول النهار و عند النوم (الحديث 79) مختصرًا . واخرجه الترمذي في الدعوات، باب . 104 . (الحديث 3555) . واخرجه النسائي في عمل اليوم و الليلة، نوع آخر (الحديث 156) . واخرجه ابن ماجه في الادب، باب فضل التسبيح (الحديث 3808) تحفة الاشراف (15788) .

1352- اخرجه الترمذي في الصلاة، باب ما جاء في التسبيح في ادبار الصلاة (الحديث 410) . تحفة الاشراف (6068) .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، کچھ غریب لوگ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! امیر لوگ اسی طرح نماز ادا کرتے ہیں، جس طرح ہم نماز پڑھتے ہیں، وہ لوگ اسی طرح روزے رکھ لیتے ہیں، جس طرح ہم روزہ رکھتے ہیں، لیکن ان کے پاس مال موجود ہے، جسے وہ صدقہ کرتے ہیں، خرچ کرتے ہیں (جبکہ ہم ایسا نہیں کر سکتے تو ان کا اجر و ثواب ہم سے زیادہ ہو جاتا ہے) تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم نماز ادا کرو تو 33 مرتبہ سبحان اللہ، 33 مرتبہ الحمد للہ، 33 مرتبہ اللہ اکبر اور 10 مرتبہ لا الٰہ الا اللہ پڑھ لیا کرو۔

(نیکیاں کمانے کے حوالے سے) جو لوگ تم سے آگے نکل گئے ہیں، تم ان تک پہنچ جاؤ گے اور جو لوگ تم سے پیچھے ہیں، تم ان سے آگے نکل جاؤ گے۔

96 - باب نَوْعٌ اٰخَرُ

باب: تسبیح کی ایک اور قسم

1353 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَفْصِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ النَّيْسَابُورِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي اَبِي قَالَ حَدَّثَنِي اِبْرَاهِيمُ - يَعْنِي ابْنَ طَهْمَانَ - عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ الْحَجَّاجِ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ اَبِي عَلْقَمَةَ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ سَبَّحَ فِي دُبُرِ صَلَاةِ الْغَدَاةِ مِائَةَ تَسْبِيحَةٍ وَّهَلَّلَ مِائَةَ تَهْلِيلَةٍ غُفِرَتْ لَهُ ذُنُوبُهُ وَلَوْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ".

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

"جو شخص صبح کی نماز کے بعد 100 مرتبہ سبحان اللہ، 100 بار لا الٰہ الا اللہ پڑھتا ہے، اس شخص کے گناہوں کو بخش دیا جاتا ہے، اگرچہ وہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں"۔

97 - باب عَقْدِ التَّسْبِيحِ

باب: تسبیح (کے کلمات) کو شمار کرنا

1354 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى الصَّنْعَانِيُّ وَالْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الذَّارِعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - قَالَا حَدَّثَنَا عَثَّامُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ اَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ رَاَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْقِدُ التَّسْبِيحَ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں نے نبی اکرم ﷺ کو تسبیح (کے کلمات) کو شمار کرتے ہوئے

1353- اخرجه النسائي في عمل اليوم والليلة، والتسبيح و التكبير و التهليل و التحميد دبر الصلوات (الحديث 140) . تحفة الاشراف (15452) .

1354- اخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب التسبيح بالحصى (الحديث 1502) . واخرجه الترمذي في الدعوات، باب (منه) (الحديث 3411) . تحفة الاشراف (8637) .

دیکھا ہے۔

98 - باب تَرْكِ مَسْحِ الْجَبْهَةِ بَعْدَ التَّسْلِيمِ

باب: سلام پھیرنے کے بعد پیشانی پر ہاتھ نہ پھیرنا

1355 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا بَكْرٌ - وَهُوَ ابْنُ مُضَرَ - عَنِ ابْنِ الْهَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُجَاوِرُ فِى الْعَشْرِ الَّذِىْ فِىْ وَسَطِ الشَّهْرِ فَاِذَا كَانَ مِنْ حِيْنِ يَمْضِىْ عِشْرُوْنَ لَيْلَةً وَّيَسْتَقْبِلُ اِحْدٰى وَعِشْرِيْنَ يَرْجِعُ اِلٰى مَسْكَنِهٖ وَيَرْجِعُ مَنْ كَانَ يُجَاوِرُ مَعَهٗ ثُمَّ اِنَّهٗ اَقَامَ فِىْ شَهْرٍ جَاوَرَ فِيْهِ تِلْكَ اللَّيْلَةَ الَّتِىْ كَانَ يَرْجِعُ فِيْهَا فَخَطَبَ النَّاسَ فَاَمَرَهُمْ بِمَا شَآءَ اللّٰهُ ثُمَّ قَالَ "اِنِّىْ كُنْتُ اُجَاوِرُ هٰذِهِ الْعَشْرَ ثُمَّ بَدَا لِىْ اَنْ اُجَاوِرَ هٰذِهِ الْعَشْرَ الْاَوَاخِرَ فَمَنْ كَانَ اعْتَكَفَ مَعِىْ فَلْيَبِتْ فِىْ مُعْتَكَفِهٖ وَقَدْ رَاَيْتُ هٰذِهِ اللَّيْلَةَ فَاُنْسِيْتُهَا فَالْتَمِسُوْهَا فِى الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ فِىْ كُلِّ وِتْرٍ وَّقَدْ رَاَيْتُنِىْ اَسْجُدُ فِىْ مَآءٍ وَّطِيْنٍ ." قَالَ اَبُوْ سَعِيْدٍ مُطِرْنَا لَيْلَةَ اِحْدٰى وَعِشْرِيْنَ فَوَكَفَ الْمَسْجِدُ فِىْ مُصَلّٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَظَرْتُ اِلَيْهِ وَقَدِ انْصَرَفَ مِنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ وَوَجْهُهٗ مُبْتَلٌّ طِيْنًا وَّمَآءً .

☆☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مہینے کے درمیانی عشرے میں اعتکاف کیا کرتے تھے' جب ۲۰ دن گزر جاتے اور اکیسویں رات آتی' تو آپ اپنی رہائش گاہ واپس تشریف لے جایا کرتے اور آپ کے ہمراہ جس شخص نے بھی اعتکاف کیا ہوتا' وہ بھی واپس اپنے گھر چلا جایا کرتا تھا۔

ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اعتکاف کیا اور جس رات آپ نے واپس جانا تھا' اس رات آپ وہیں ٹھہرے رہے' آپ نے لوگوں کو خطبہ دیتے ہوئے انہیں ان چیزوں کی ہدایت کی جو اللہ کو منظور تھا' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں اس عشرے میں اعتکاف کیا کرتا تھا' اب مجھے یہ مناسب لگا ہے' میں اس آخری عشرے میں بھی اعتکاف کروں' جس شخص نے میرے ساتھ اعتکاف کرنا ہو' وہ میرے ساتھ اعتکاف کی جگہ پر بیٹھا رہے' میں اس رات (یعنی شب قدر) کو دیکھا' لیکن پھر وہ مجھے بھلادی گئی تو تم اسے آخری عشرے کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔ میں نے اس کے بارے میں (خواب میں دیکھا ہے) کہ میں اس (رات) میں پانی اور مٹی میں سجدہ کر رہا ہوں۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' اکیسویں رات بارش ہوگئی اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کی مخصوص جگہ پر سے مسجد کی چھت ٹپکتی رہی' جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی نماز پڑھ کر فارغ ہوئے' تو میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ کے چہرۂ مبارک پر مٹی اور پانی (کا نشان) موجود تھا۔

1355-تقدم فی التطبیق، السجود علی الجبین (الحدیث 1094) .

99 - باب قُعُوْدِ الْاِمَامِ فِىْ مُصَلَّاهُ بَعْدَ التَّسْلِيمِ

باب: سلام پھیرنے کے بعد امام کا اپنی جگہ پر بیٹھے رہنا

1356 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلَّى الْفَجْرَ قَعَدَ فِىْ مُصَلَّاهُ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ .

☆☆ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی نماز ادا کر لینے کے بعد سورج نکلنے تک اپنی جائے نماز پر بیٹھے رہتے تھے۔

1357 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اٰدَمَ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ وَّذَكَرَ اٰخَرَ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ قَالَ قُلْتُ لِجَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ كُنْتَ تُجَالِسُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلَّى الْفَجْرَ جَلَسَ فِىْ مُصَلَّاهُ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَيَتَحَدَّثُ اَصْحَابُهٗ يَذْكُرُوْنَ حَدِيْثَ الْجَاهِلِيَّةِ وَيُنْشِدُوْنَ الشِّعْرَ وَيَضْحَكُوْنَ وَيَتَبَسَّمُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

☆☆ سماک بن حرب بیان کرتے ہیں' میں نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھے رہا کرتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی نماز ادا کر لینے کے بعد سورج نکلنے تک اپنی جائے نماز پر تشریف فرما رہتے تھے' اس دوران آپ کے اصحاب بات چیت کرتے رہتے تھے' وہ زمانۂ جاہلیت کی باتیں' یاد کیا کرتے تھے شعر سنایا کرتے تھے' اور ہنسا کرتے تھے' لیکن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صرف مسکرایا کرتے تھے۔

100 - باب الْاِنْصِرَافِ مِنَ الصَّلَاةِ

باب: نماز کے بعد (اپنی جگہ سے) اُٹھنا

1358 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنِ السُّدِّيِّ قَالَ سَاَلْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ كَيْفَ اَنْصَرِفُ اِذَا صَلَّيْتُ عَنْ يَّمِيْنِىْ اَوْ عَنْ يَّسَارِىْ قَالَ اَمَّا اَنَا فَاَكْثَرُ مَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْصَرِفُ عَنْ يَّمِيْنِهٖ .

1356-اخرجه مسلم فی المساجد و مواضع الصلاة، باب فضل الجلوس فی مصلاه بعد الصبح وفضل المساجد (الحدیث 287) . واخرجه الترمذی فی الصلاة، باب ذکر ما یستحب من الجلوس فی المسجد بعد صلاة الصبح حتی تطلع الشمس (الحدیث 585) . تحفة الاشراف (2168) .

1357-اخرجه مسلم فی المساجد و مواضع الصلاة، باب فضل الجلوس فی مصلاه بعد الصبح و فضل المساجد (الحدیث 286) بنحوه، و فی الشمائل، باب تبسمه صلی الله علیه وسلم و حسن عشرته (الحدیث 69) بنحوه . و اخرجه ابو داؤد فی الصلاة، باب صلاة الضحی (الحدیث 1294) مختصراً . و اخرجه النسائی فی عمل الیوم و اللیلة، القعود فی المسجد بعد الصلاة و ذکر حدیث الجاهلیة (الحدیث 170) تحفة الاشراف (2155) .

1358-اخرجه مسلم فی صلاة المسافرین و قصرها، باب جواز الانصراف من الصلاة عن الیمین و الشمال (الحدیث 60) و (الحدیث 61) مختصراً . تحفة الاشراف (227) .

☆☆ سدی بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت انس بن مالک ؓ سے سوال کیا: جب میں نماز ادا کر لیتا ہوں تو میں کس طرف سے اُٹھوں؛ اپنے دائیں طرف سے یا اپنے بائیں طرف سے؟ تو حضرت انس ؓ نے جواب دیا: میں نے نبی اکرم ﷺ کو اکثر دائیں طرف سے اُٹھتے ہوئے دیکھا ہے۔

شرح

اس حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے علامہ ابوالحسن سندھی ؒ فرماتے ہیں: حضرت انس ؓ نے یہاں جو بات نقل کی ہے وہ ان کے اپنے مشاہدے سے تعلق رکھتی ہے۔

اس کے بعد اگلی روایت حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ کے حوالے سے منقول ہے۔ ان دونوں روایات میں تناقض نہیں پایا جاتا۔

اور ان دونوں حدیثوں سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ نبی اکرم ﷺ بعض اوقات دائیں طرف سے اٹھا کرتے تھے اور بعض اوقات بائیں طرف سے اٹھا کرتے تھے اور یہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ دونوں صورتیں جائز ہیں۔

جہاں تک حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ کے قول کا تعلق ہے تو انہوں نے اس چیز کو غلط قرار دیا ہے کہ کوئی شخص یہ اعتقاد رکھے کہ ان دونوں میں سے کسی بھی ایک متعین طرف سے اٹھنا واجب ہے۔

اور اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ یہ غلطی ہے۔

مناسب یہ ہے: آدمی اس طرف سے اٹھے جہاں سے اٹھنا اس کے لئے آسان ہو ویسے دائیں طرف سے اٹھنا زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔ تاہم اس کو واجب قرار نہیں دیا جائے گا۔

بظاہر یہ محسوس ہوتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ کو بائیں طرف سے اٹھنے کی ضرورت اکثر پیش آتی تھی کیونکہ آپ ﷺ کا گھر بائیں طرف تھا تو آپ ﷺ نے وہاں سے اٹھ کر گھر کی طرف جانا ہوتا تھا۔ اسی لئے آپ ﷺ اکثر اوقات بائیں طرف جایا کرتے تھے باقی اللہ بہتر جانتا ہے۔*

•••——•••——•••

1359 - أَخْبَرَنَا أَبُو حَفْصٍ عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ عُمَارَةَ عَنِ الْأَسْوَدِ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ لَا يَجْعَلَنَّ أَحَدُكُمْ لِلشَّيْطَانِ مِنْ نَفْسِهِ جُزْءًا يَرَى أَنَّ حَتْمًا عَلَيْهِ أَنْ لَا يَنْصَرِفَ إِلَّا عَنْ يَمِينِهِ لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْثَرَ انْصِرَافِهِ عَنْ يَسَارِهِ .

* حاشیہ سندھی بر روایت مذکورہ

1359-اخرجه البخاري في الاذان، باب الانفتال و الانصراف عن اليمين و الشمال (الحديث 852) بنحوه . و اخرجه مسلم في صلاة المسافرين و قصرها، باب جواز الانصراف من الصلاة عن اليمين و الشمال (الحديث 59) . و اخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب كيف الانصراف من الصلاة (الحديث 1042) بنحوه . و اخرجه ابن ماجه في الصلاة و السنة فيها، باب الانصراف من الصلاة (الحديث 930) . تحفة الاشراف (9177) .

☆☆ اسود روایت کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: کوئی بھی شخص اپنی ذات کے حوالے سے شیطان کا حصہ مقرر نہ کرے یعنی وہ اس چیز کو لازم نہ سمجھے کہ وہ صرف دائیں طرف سے ہی اُٹھ سکتا ہے' کیونکہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو کئی مرتبہ بائیں طرف سے اُٹھتے ہوئے دیکھا ہے۔

1360 - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَنْبَأَنَا بَقِيَّةُ قَالَ حَدَّثَنَا الزُّبَيْدِيُّ أَنَّ مَكْحُولًا حَدَّثَهُ أَنَّ مَسْرُوقَ بْنَ الْأَجْدَعِ حَدَّثَهُ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَشْرَبُ قَائِمًا وَقَاعِدًا وَيُصَلِّي حَافِيًا وَمُنْتَعِلًا وَيَنْصَرِفُ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ ؓ بیان کرتی ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو کھڑے ہو کر بھی پانی پیتے دیکھا ہے اور بیٹھ کر بھی پانی پیتے دیکھا ہے۔ آپ نے ننگے پاؤں بھی نماز ادا کی ہے اور جوتا پہن کر بھی ادا کی ہے۔ (نماز سے فارغ ہونے کے بعد) آپ دائیں طرف سے بھی اُٹھ جایا کرتے تھے' اور بائیں طرف سے بھی اُٹھ جایا کرتے تھے۔

101 - باب الْوَقْتِ الَّذِي يَنْصَرِفُ فِيهِ النِّسَاءُ مِنَ الصَّلَاةِ

باب: خواتین (باجماعت) نماز ادا کرنے کے بعد کس وقت اُٹھ جائیں گی؟

1361 - أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ قَالَ أَنْبَأَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النِّسَاءُ يُصَلِّينَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْفَجْرَ فَكَانَ إِذَا سَلَّمَ انْصَرَفْنَ مُتَلَفِّعَاتٍ بِمُرُوطِهِنَّ فَلَا يُعْرَفْنَ مِنَ الْغَلَسِ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ ؓ بیان کرتی ہیں: خواتین نبی اکرم ﷺ کی اقتداء میں نماز ادا کرتی تھیں' جیسے ہی آپ سلام پھیرتے تھے' تو خواتین اپنی چادریں لپیٹ کر واپس چلی جایا کرتی تھیں اور اندھیرے کی وجہ سے انہیں پہچانا نہیں جا سکتا تھا۔

102 - باب النَّهْيِ عَنْ مُبَادَرَةِ الْإِمَامِ بِالِانْصِرَافِ مِنَ الصَّلَاةِ

باب: امام سے پہلے نماز ختم کرنے کی ممانعت

1362 - أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنِ الْمُخْتَارِ بْنِ فُلْفُلٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ فَقَالَ "إِنِّي إِمَامُكُمْ فَلَا تُبَادِرُونِي بِالرُّكُوعِ وَلَا بِالسُّجُودِ وَلَا بِالْقِيَامِ وَلَا بِالِانْصِرَافِ فَإِنِّي أَرَاكُمْ مِنْ أَمَامِي وَمِنْ خَلْفِي" . ثُمَّ قَالَ "وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ رَأَيْتُمْ مَا رَأَيْتُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيلًا وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيرًا" . قُلْنَا مَا رَأَيْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ "رَأَيْتُ الْجَنَّةَ

1360-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (17652) .

1361-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (16521) .

1362-اخرجه مسلم في الصلاة، باب تحريم الامام بركوع او سجود و نحوهما (الحديث 112 و 113) . تحفة الاشراف (1577) .

وَالنَّارَ ."

☆☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نماز پڑھائی' پھر آپ ہماری طرف رخ کر کے بیٹھ گئے' آپ نے ارشاد فرمایا: میں تمہارا امام ہوں' تم مجھ سے پہلے رکوع میں نہ جاؤ' سجدے میں نہ جاؤ' کھڑے نہ ہو اور نماز ختم نہ کرو (یعنی سلام نہ پھیرو)' کیونکہ میں تمہیں اپنے آگے بھی اور پیچھے بھی دیکھ لیتا ہوں' پھر آپ نے ارشاد فرمایا: اس ذات کی قسم! جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے! جو چیز میں نے دیکھی ہے اگر تم دیکھ لو تو تم تھوڑا ہنسا کرو اور زیادہ رویا کرو۔ (راوی کہتے ہیں:) ہم نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ نے کیا دیکھا ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں نے جنت اور جہنم کو دیکھا ہے۔

103 - باب ثَوَابِ مَنْ صَلّٰى مَعَ الْاِمَامِ حَتّٰى يَنْصَرِفَ

باب: جو شخص امام کے نماز مکمل کرنے تک اس کے ساتھ نماز ادا کرتا رہے' اس کے اجر و ثواب کا تذکرہ

1363 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرٌ - وَهُوَ ابْنُ الْمُفَضَّلِ - قَالَ حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ اَبِىْ هِنْدٍ عَنِ الْوَلِيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ عَنْ اَبِىْ ذَرٍّ قَالَ صُمْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَمَضَانَ فَلَمْ يَقُمْ بِنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى بَقِىَ سَبْعٌ مِّنَ الشَّهْرِ فَقَامَ بِنَا حَتّٰى ذَهَبَ نَحْوٌ مِّنْ ثُلُثِ اللَّيْلِ ثُمَّ كَانَتْ سَادِسَةٌ فَلَمْ يَقُمْ بِنَا فَلَمَّا كَانَتِ الْخَامِسَةُ قَامَ بِنَا حَتّٰى ذَهَبَ نَحْوٌ مِّنْ شَطْرِ اللَّيْلِ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ نَفَّلْتَنَا قِيَامَ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ . قَالَ "اِنَّ الرَّجُلَ اِذَا صَلّٰى مَعَ الْاِمَامِ حَتّٰى يَنْصَرِفَ حُسِبَ لَهُ قِيَامُ لَيْلَةٍ ." قَالَ لَمْ كَانَتِ الرَّابِعَةُ فَلَمْ يَقُمْ بِنَا فَلَمَّا بَقِىَ ثُلُثٌ مِّنَ الشَّهْرِ اَرْسَلَ اِلٰى بَنَاتِهِ وَنِسَائِهِ وَحَشَدَ النَّاسَ فَقَامَ بِنَا حَتّٰى خَشِيْنَا اَنْ يَّفُوْتَنَا الْفَلَاحُ ثُمَّ لَمْ يَقُمْ بِنَا شَيْئًا مِّنَ الشَّهْرِ . قَالَ دَاوُدُ قُلْتُ مَا الْفَلَاحُ قَالَ السُّحُوْرُ .

☆☆ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ رمضان کے روزے رکھنا شروع کیے لیکن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں (تراویح کی) نماز نہیں پڑھائی' یہاں تک کہ مہینہ ختم ہونے میں سات دن باقی رہ گئے' تو آپ ہمیں تقریباً ایک تہائی رات گزرنے تک (تراویح کی نماز) پڑھاتے رہے' پھر جب چھ دن باقی رہ گئے (یعنی اگلی رات آئی) تو آپ نے ہمیں (تراویح کی) نماز نہیں پڑھائی' پھر جب پانچ دن باقی رہ گئے (یعنی اگلی رات آئی) تو آپ نے ہمیں (تراویح کی) نماز پڑھائی اور تقریباً نصف رات تک پڑھاتے رہے' ہم نے عرض کی: یارسول اللہ! اگر آپ اس رات میں مزید قیام کرتے (تو بڑی مہربانی ہوتی) تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب کوئی شخص امام کی اقتداء میں نماز ادا کر رہا ہو اور نماز ختم ہونے تک وہ امام کی اقتداء میں نماز ادا کرتا رہے' تو اس کے نامۂ اعمال میں اس پوری رات کا ثواب لکھ دیا جاتا ہے۔

1363-اخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب في قيام شهر رمضان (الحديث 1375) . واخرجه الترمذي في الصوم، باب ما جاء في قيام شهر رمضان (الحديث 806) . واخرجه النسائي في قيام الليل و تطوع النهار، باب قيام شهر رمضان (الحديث 1604) . واخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب ما جاء في قيام شهر رمضان (الحديث 1327) . تحفة الاشراف (11903) .

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' پھر جب چار راتیں باقی رہ گئیں (یعنی اگلی رات آئی) پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں (تراویح کی) نماز نہیں پڑھائی' جب مہینہ ختم ہونے میں تین دن باقی رہ گئے' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادیوں اور اپنی ازواج کو بھی بلوایا اور لوگوں کو بھی اکٹھا کیا' پھر آپ نے ہمیں (تراویح کی) نماز پڑھائی (اور اتنی دیر تک پڑھاتے رہے) کہ ہمیں یہ اندیشہ ہوا کہ شاید اب ہم سحری نہیں کر سکیں گے' اس کے بعد اس مہینے میں آپ نے ہمیں (کبھی بھی تراویح کی) نماز نہیں پڑھائی۔

داؤد نامی راوی بیان کرتے ہیں' میں نے اپنے استاد سے دریافت کیا: (اس حدیث میں) لفظ "فلاح" کا مطلب کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: سحری۔

104 - باب الرُّخْصَةِ لِلْاِمَامِ فِىْ تَخَطِّى رِقَابِ النَّاسِ

باب: امام کو اس بات کی اجازت ہے' وہ لوگوں کی گردنیں پھلانگ (کر آگے جا سکتا ہے)

1364 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ بَكَّارٍ الْحَرَّانِىُّ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ السَّرِىِّ عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعِيْدِ بْنِ اَبِىْ حُسَيْنٍ النَّوْفَلِىِّ عَنِ ابْنِ اَبِىْ مُلَيْكَةَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَصْرَ بِالْمَدِيْنَةِ ثُمَّ انْصَرَفَ يَتَخَطّٰى رِقَابَ النَّاسِ سَرِيْعًا حَتّٰى تَعَجَّبَ النَّاسُ لِسُرْعَتِهٖ فَتَبِعَهُ بَعْضُ اَصْحَابِهٖ فَدَخَلَ عَلٰى بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ ثُمَّ خَرَجَ فَقَالَ "اِنِّىْ ذَكَرْتُ وَاَنَا فِى الْعَصْرِ شَيْئًا مِّنْ تِبْرٍ كَانَ عِنْدَنَا فَكَرِهْتُ اَنْ يَّبِيْتَ عِنْدَنَا فَاَمَرْتُ بِقِسْمَتِهٖ ."

☆☆ حضرت عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے مدینہ منورہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں عصر کی نماز ادا کی جب آپ نماز پڑھ کر فارغ ہوئے' تو آپ تیزی سے چلتے ہوئے لوگوں کی گردنیں پھلانگتے ہوئے تشریف لے گئے' آپ کی تیزی پر بعض لوگ حیران بھی ہوئے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض اصحاب آپ کے پیچھے بھی گئے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ایک زوجہ محترمہ کے ہاں تشریف لے گئے' پھر آپ تشریف لائے' تو آپ نے ارشاد فرمایا: عصر کی نماز پڑھتے ہوئے مجھے یہ بات یاد آئی کہ میرے پاس کچھ سونا موجود ہے' تو مجھے یہ بات اچھی نہیں لگی کہ وہ رات بھر میرے ہاں رہے' تو اب میں نے اسے تقسیم کرنے کا حکم دے دیا ہے۔

105 - باب اِذَا قِيْلَ لِلرَّجُلِ هَلْ صَلَّيْتَ هَلْ يَقُوْلُ لَا

باب: جب کسی شخص سے دریافت کیا جائے کہ کیا تم نے نماز ادا کر لی ہے؟ تو کیا وہ "نہیں" کہہ سکتا ہے؟

1365 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ وَّمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَا حَدَّثَنَا خَالِدٌ - وَهُوَ ابْنُ الْحَارِثِ -

1364-اخرجه البخاري في الاذان، باب من صلى بالناس فذكر حاجة فتخطاهم (الحديث 851) بنحوه . و في العمل في الصلاة، باب يفكر الرجل الشيء في الصلاة (الحديث 1221)، و في الزكاة، باب من احب تعجيل الصدقة من يومها (الحديث 1430)، و في الاستئذان، باب من اسرع في مشيه لحاجة او قصد (الحديث 6275) . تحفة الاشراف (9906) .

عَنْ هِشَامٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَوْمَ الْخَنْدَقِ بَعْدَ مَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ جَعَلَ يَسُبُّ كُفَّارَ قُرَيْشٍ وَّقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا كِدْتُ اَنْ اُصَلِّيَ حَتّٰى كَادَتِ الشَّمْسُ تَغْرُبُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "فَوَاللّٰهِ مَا صَلَّيْتُهَا". فَنَزَلْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى بُطْحَانَ فَتَوَضَّاَ لِلصَّلَاةِ وَتَوَضَّاْنَا لَهَا فَصَلَّى الْعَصْرَ بَعْدَ مَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ صَلّٰى بَعْدَهَا الْمَغْرِبَ.

☆☆ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' غزوۂ خندق کے دن سورج غروب ہونے کے بعد حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کفار کو برا کہنا شروع کیا' انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! سورج غروب ہونے تک میں عصر نماز ادا نہیں کر پایا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ کی قسم! میں نے بھی اسے ادا نہیں کیا ہے۔

(راوی بیان کرتے ہیں:) پھر ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ بطحان آئے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے لیے وضو کیا' ہم نے بھی نماز کے لیے وضو کیا' پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سورج غروب ہونے کے بعد عصر کی نماز ادا کی' پھر اس کے بعد آپ نے مغرب کی نماز ادا کی۔

شرح

اس حدیث میں غزوہ خندق کا ذکر کیا گیا ہے' جس کا نام غزوہ احزاب بھی ہے۔ یہ غزوہ 4ھ میں پیش آیا تھا جس میں کفار کے ایک بڑے لشکر نے مسلمانوں پر حملہ کیا تھا۔

دشمن کی طرف سے حملے کے خوف کی شدت کی وجہ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم چار نمازیں نہیں ادا کر سکے تھے۔ جیسا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس بارے میں روایت منقول ہے' جسے امام ترمذی نے نقل کیا ہے۔

•••———•••———•••

1365-اخرجه البخاری فی مواقيت الصلاة، باب من صلى بالناس جماعة بعد ذهاب الوقت (الحديث 596)، باب قضاء الصلوات الاولى فالاولى (الحديث 598) مختصرًا، وفي الاذان، باب قول الرجل ما صلينا (الحديث 641)، و في الخوف، باب الصلاة عند مناهضة الحصون ولقاء العدو (الحديث 945)، و في المغازي، باب غزوة الخندق و هي الاحزاب (الحديث 4112) . واخرجه مسلم في المساجد و مواضع الصلاة، باب الدليل لمن قال الصلاة الوسطى هي صلاة العصر (الحديث 209) . واخرجه الترمذي في الصلاة، باب ما جاء في الرجل تفوته الصلوات بايتهن يبدا (الحديث 180) . تحفة الاشراف (3150) .

14 - كِتَابُ الْجُمُعَةِ

جمعہ (کے بارے میں روایات)

امام نسائی نے اس کتاب "جمعہ (کے بارے میں روایات)" میں 45 تراجم ابواب اور 65 روایات نقل کی ہیں' جبکہ مکررات کو حذف کر دیا جائے تو روایات کی تعداد 36 ہوگی۔

1 - باب اِيجَابِ الْجُمُعَةِ

باب: جمعہ کا واجب ہونا

1366 - اَخْبَرَنَا سَعِيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمَخْزُوْمِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَابْنُ طَاوُسٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "نَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ السَّابِقُوْنَ بَيْدَ اَنَّهُمْ اُوْتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِنَا وَاُوْتِيْنَاهُ مِنْ بَعْدِهِمْ وَهٰذَا الْيَوْمُ الَّذِيْ كَتَبَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَيْهِمْ فَاخْتَلَفُوْا فِيْهِ فَهَدَانَا اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لَهُ - يَعْنِيْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ - فَالنَّاسُ لَنَا فِيْهِ تَبَعٌ الْيَهُوْدُ غَدًا وَّالنَّصَارٰى بَعْدَ غَدٍ."

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

"ہم بعد والے بھی ہیں اور پہلے والے بھی ہیں' وہ اس طرح سے کہ اُن لوگوں کو پہلے کتاب دی گئی اور ہمیں ان کے بعد دی گئی (تو اس حساب سے ہم بعد والے ہیں) اور یہ دن جسے اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں پر لازم قرار دیا تھا تو اس دن کے بارے میں اُن لوگوں نے اختلاف کیا' تو اللہ تعالیٰ نے اس دن کے بارے میں ہماری رہنمائی کی۔ (راوی کہتے ہیں:) یعنی جمعہ کا دن۔ (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:) تو اس حوالے سے لوگ ہمارے پیروکار ہیں' یہودیوں کا دن کل کا ہے (یعنی ہفتہ کا دن ہے) اور عیسائیوں کا پرسوں کا ہے (یعنی اتوار کا دن ہے)"۔

1366-اخرجه البخاری فی الجمعة، باب هل على من لم يشهد الجمعة غسل من النساء و الصبيان و غيرهم (الحديث 896)، و في احاديث الانبياء، باب 54 . (الحديث 3486) . واخرجه مسلم في الجمعة، باب هداية هذه الامة ليوم الجمعة ، و باب الطيب و السواك يوم الجمعة (الحديث 9) (19/585م) . واخرجه النسائي في الجمعة من الكبرى، فضل يوم الجمعة (الحديث 1) . تحفة الاشراف (13522 و 13683) .

شرح

لفظ ''جمعہ'' کا لغوی معنی اکٹھا کرنا یا اکٹھے ہونا ہے۔ جمعہ کے دن کو جمعہ کیوں کہا جاتا ہے؟ اس کے بارے میں مختلف اقوال ہیں۔

بعض روایات سے یہ بات ثابت ہے کہ جمعہ کے دن کو جمعہ اس لئے کہا جاتا ہے' کیونکہ اس دن اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کے عنصر خاکی کی تخلیق کو مکمل کیا تھا۔

اس حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ تحریر کرتے ہیں: اس کا مطلب یہ ہے: ہم زمانے کے اعتبار سے آخری ہیں' لیکن قدر و منزلت کے اعتبار سے پہلے ہیں۔ مراد یہ ہے: یہ اُمت دنیا میں اپنے وجود کے اعتبار سے بعد میں ہے' یعنی سابقہ امتوں کے مقابلے میں بعد میں ہے' لیکن آخرت میں یہ ان سے سبقت لے جائے گی کیونکہ میدان حشر میں سب سے پہلے انہیں لایا جائے گا سب سے پہلے ان کا حساب ہوگا سب سے پہلے ان کے بارے میں فیصلہ کیا جائے گا۔ سب سے پہلے یہ لوگ جنت میں داخل ہوں گے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے حوالے منقول اگلی حدیث میں صراحت کے ساتھ یہ الفاظ ہیں۔

''اہل دنیا میں ہم بعد والے ہیں اور قیامت کے دن ہم پہلے ہوں گے جن کا فیصلہ دیگر مخلوقات سے پہلے کر دیا جائے گا۔''

روایت کے یہ الفاظ ''انہوں نے اس بارے میں اختلاف کیا'' کی وضاحت کرتے ہوئے امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ابن بطال رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں۔ اس سے یہ مراد ہرگز نہیں ہے کہ ان لوگوں پر جمعے کا دن بعینہٖ فرض کیا گیا تھا اور انہوں نے اسے ترک کر دیا۔ اس کی وجہ یہ ہے: جس شخص پر اللہ تعالیٰ کوئی چیز لازم کر دے تو کسی کے لئے بھی اس کو ترک کرنا جائز نہیں ہے۔ جبکہ وہ شخص مومن ہو اور یہ روایت اس بات پر دلالت کرتی ہے ویسے اللہ بہتر جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں پر جمعے کا دن فرض کیا تھا اور یہ بات ان کے اختیار پر چھوڑ دی تھی تاکہ وہ اس مخصوص دن میں اپنے شریعت کے کاموں کو قائم کریں۔ تو انہوں نے اس بارے میں اختلاف کیا کہ وہ کون سا دن ہونا چاہیے تو انہیں جمعے کے دن کی طرف ہدایت نہیں دی گئی۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بات کا امکان موجود ہے کہ انہیں صراحت کے ساتھ اس بات کا حکم دیا گیا ہو اور پھر انہوں نے اس بارے میں اختلاف کیا ہو کہ کیا یہ دن متعین طور پر ان پر لازم ہے یا انہیں اس بات کا اختیار ہے کہ وہ اس کی جگہ کوئی دوسرا دن متعین کر لیں۔ انہوں نے اس بارے میں اجتہاد کیا تو ان سے غلطی ہو گئی۔

ابن ابی حاتم نے سدی کے حوالے سے یہ بات نقل کی ہے' جو اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں ہے۔

''بے شک ہفتہ کا دن ان لوگوں پر مقرر کیا گیا ہے جنہوں نے اس کے بارے میں اختلاف کیا۔''

سدی فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے یہودیوں پر جمعے کا دن لازم قرار دیا تھا۔ وہ لوگ آئے اور انہوں نے عرض کی۔ اے حضرت موسیٰ علیہ السلام! اللہ تعالیٰ نے ہفتے کے دن کوئی چیز پیدا نہیں کی تھی۔ (اس لئے عبادت کا مخصوص دن ہفتہ ہونا چاہئے) تو آپ ہمارے لئے مقرر کر دیں' تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے وہ دن ان کے لئے مقرر کر دیا۔*

اس حدیث پر گفتگو کرتے ہوئے علامہ سندھی تحریر کرتے ہیں۔

روایت کے یہ الفاظ ''یہ دن'' اس سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر جمعے کا دن اور اس دن عبادت کرنا بعینہٖ فرض قرار دیا تھا۔ انہوں نے اپنے لئے یہ بات اختیار کی کہ اللہ تعالیٰ ان کے لئے اسے تبدیل کر کے ہفتے کا دن کر دے اور یہ دعا قبول ہوئی۔

اور ایسے لوگوں سے یہ بات بعید بھی نہیں ہے جنہوں نے اپنے نبی سے یہ فرمائش کر دی تھی کہ آپ ہمارے لئے ایک معبود بنا دیں۔

جمعہ کی نماز فرض عین ہے اور جو شخص اس کا منکر ہو اس کو کافر قرار دیا جائے گا کیونکہ جمعے کی نماز کی فرضیت قطعی دلیل کے ذریعے ثابت ہے اور جمعے کی نماز اپنی جگہ مستقل فرض کی حیثیت رکھتی ہے یہ ظہر کی نماز کا بدل نہیں ہے۔

جمعے کی نماز سب سے افضل نماز ہے اور جمعے کا دن سب سے افضل دن ہے۔ اس کے فضائل مختلف احادیث میں منقول ہیں جن میں سے چند ایک کا تذکرہ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یہاں کیا ہے۔

جمعے کی فرضیت کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے۔

''اے ایمان والو! جب جمعہ کے دن نماز کے لئے اذان دی جائے تو اللہ کے ذکر (یعنی نماز) کی طرف تیزی سے جاؤ۔'' (الجمعہ:9)

اسی طرح جمعے کی اہمیت احادیث سے بھی ثابت ہوتی ہے چند ایک روایات کا تذکرہ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے اگلے ابواب میں کیا ہے۔

جو شخص جمعے کی نماز ادا نہیں کرتا وہ شدید عقاب کا مستحب قرار پاتا ہے' کیونکہ جو لوگ جمعے کی نماز میں شریک نہیں ہوئے تھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بارے میں یہ ارشاد فرمایا تھا: ''میرا یہ جی چاہتا ہے کہ میں کسی شخص کو یہ ہدایت کروں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے اور میں جا کر ان لوگوں کو ان کے گھروں سمیت آگ لگا دوں جو جمعہ میں شریک نہیں ہوئے''۔

نمازِ جمعہ کے احکام

نمازِ جمعہ کا حکم اور اس کی شرائط

مسئلہ: جمعہ کی نماز فرضِ عین ہے۔ (تہذیب)

مسئلہ: اس کے لازم ہونے کے لیے نمازی میں کچھ شرائط ہونی چاہئیں' یعنی وہ آزاد ہو' مذکر ہو' مقیم ہو اور تندرست ہو۔ (کافی)

مسئلہ: اُسے چل کر جمعہ میں (شریک ہونے کے لیے) جانے کی قدرت بھی حاصل ہو۔ (بحرالرائق)

* سیوطی بروایت مذکورہ

مسئلہ: "بینا" ہونا بھی شرط ہے۔ (تمرتاشی)

مسئلہ: اسی لیے کسی غلام' مسافر' بیمار پر جمعہ لازم نہیں ہوگا۔ (محیط سرخسی)

مسئلہ: اس بات پر اتفاق ہے کہ لنگڑے شخص پر جمعہ واجب نہیں ہوگا۔ (محیط)

مسئلہ: اگر اُسے اُٹھا کر مسجد تک لے جانے والا کوئی شخص موجود ہو تو بھی اُس پر جمعہ واجب نہیں ہوگا۔ (زاہدی)

مسئلہ: نابینا شخص پر بھی جمعہ لازم نہیں ہوگا' خواہ اُس کا ہاتھ پکڑ کر مسجد لے جانے والا کوئی شخص موجود ہو۔ (سراجیہ)

مسئلہ: جو شخص بہت زیادہ عمر رسیدہ ہو چکا ہو اور وہ مسجد تک نہ جا سکتا ہو' اُس کا حکم بھی بیمار کی مانند ہوگا' اُس پر جمعہ لازم نہیں ہوگا۔

مسئلہ: اگر بارش بہت زیادہ برس رہی ہو یا کسی ظالم حکمران کا خوف ہو اور آدمی روپوشی کی زندگی گزار رہا ہو' تو اُس سے جمعہ ساقط ہو جائے گا۔ (فتح القدیر)

مسئلہ: آقا کو اس بات کی اجازت ہے کہ وہ اپنے غلام کو جمعہ' باجماعت نماز اور نمازِ عید میں شریک ہونے سے روک دے۔

مسئلہ: جس شخص پر جمعہ ادا کرنا فرض نہیں ہے' اگر وہ اُسے ادا کر لیتا ہے' تو اُس کا فرض ادا ہو جائے گا۔ (کنز)

مسئلہ: جمعہ لازم ہونے کے لیے چند ایسی شرائط بھی ہیں جن کا تعلق نمازی کی ذات کے ساتھ نہیں ہے۔

مسئلہ: اُن میں سے ایک شرط مصر (بڑے شہر) کا ہونا ہے۔ (کافی)

مسئلہ: ظاہر الروایہ کے مطابق مصر (بڑے شہر) سے مراد وہ جگہ ہے جہاں قاضی موجود ہو' جو حدود کو قائم کر سکتا ہو اور شرعی احکام کو جاری کر سکتا ہو اور اُس جگہ کی آبادی کم از کم منیٰ کے برابر ہو۔ (ظہیریہ' قاضی خان' خلاصہ' تاتارخانیہ)

مسئلہ: حدود قائم کرنے سے مراد یہ ہے: حدود قائم کرنے کی قدرت اسے حاصل ہونی چاہیے۔ (غیاثیہ)

مسئلہ: جس طرح شہر میں جمعہ ادا کرنا لازم ہے' اُسی طرح شہر کی قریبی آبادی میں بھی جمعہ ادا کیا جا سکتا ہے' اس سے مراد وہ آبادی ہے' جو مصلحت کے پیش نظر شہر سے متصل ہوتی ہے۔ (خلاصہ)

مسئلہ: دیہات کا رہنے والا شخص جب شہر میں آ جائے اور جمعے کے دن وہاں رہنے کی نیت کر لے تو اُس پر جمعہ پڑھنا لازم ہو جائے گا کیونکہ اُس دن کے اعتبار سے وہ شخص شہر کے رہنے والوں کے حکم میں شمار ہوگا' لیکن اگر وہ شہر میں آنے کے بعد یہ نیت کرتا ہے کہ وہ اُسی دن جمعے کا وقت شروع ہونے سے پہلے یا شروع ہو جانے کے بعد وہاں سے واپس چلا جائے گا' تو جمعہ پڑھنا واجب نہیں ہوگا' البتہ اگر وہ جمعہ پڑھ لے گا' تو اُسے اجر و ثواب حاصل ہوگا۔ (قاضی خان' تجنیس' محیط)

مسئلہ: جن لوگوں پر جمعہ پڑھنا واجب نہیں ہے' یعنی جو چھوٹے دیہاتوں اور ویرانوں میں رہتے ہیں' وہ جمعہ کے دن ظہر کی نماز باجماعت ادا کریں گے' اُس سے پہلے اذان دیں گے' اقامت بھی کہیں گے۔

مسئلہ: اگر جمعہ کے دن بارش بہت زیادہ ہو اور لوگ جمعہ میں شریک نہ ہو سکیں' تو یہ جائز ہے۔ (خلاصہ)

مسئلہ: جمعہ لازم ہونے کے لیے ایک شرط یہ ہے: حاکم موجود ہونا چاہیے خواہ وہ عادل ہو یا ظالم ہو۔ (تاتارخانیہ)

مسئلہ: یا پھر حاکم کی طرف سے کوئی امیر' قاضی یا خطیب مقرر ہونا چاہیے۔ (عینی شرح ہدایہ)

مسئلہ: جمعہ کی نماز کے لیے ایک شرط یہ ہے: ظہر کا وقت ہونا چاہیے' اگر جمعہ کی نماز پڑھنے کے دوران ظہر کا وقت ختم ہو جاتا ہے تو جمعے کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ (محیط)

خطبۂ جمعہ کے احکام

مسئلہ: اس حوالے سے ایک حکم نماز کا خطبہ ہے' اگر جمعہ کو خطبے کے بغیر پڑھا جاتا ہے یا وقت سے پہلے خطبہ پڑھ لیا جاتا ہے' تو یہ جائز نہیں ہوگا۔ (کافی)

مسئلہ: خطبہ میں کچھ چیزیں فرض ہیں اور کچھ سنتیں ہیں' خطبہ میں دو چیزیں فرض ہیں۔

مسئلہ: پہلا فرض وقت کا ہونا ہے اور وقت سے مراد زوال کے بعد کا وقت ہے اور نمازِ جمعہ سے پہلے کا وقت ہے' اس لیے اگر کوئی شخص زوال کا وقت شروع ہونے سے پہلے یا جمعہ کی نماز ادا کرنے کے بعد جمعہ کا خطبہ پڑھتا ہے' تو یہ جائز نہیں ہوگا۔ (عینی شرح کنز)

مسئلہ: اس کا دوسرا فرض یہ ہے: خطبے کے دوران اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا چاہیے۔ (بحرالرائق)

مسئلہ: اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے ذکر کے قصد سے خطبہ دینے کا ارادہ کرتے ہوئے صرف "الحمد للہ" یا "لا الٰہ الا اللہ" یا "سبحان اللہ" کہتا ہے' تو یہ بھی کافی ہوگا۔ (متون)

خطبہ کی سنتیں

مسئلہ: خطبہ میں پندرہ چیزیں سنت ہیں:

(i) طہارت ہونا' لہٰذا بے وضو یا جنبی شخص کے خطبہ جمعہ پڑھنا مکروہ ہوگا۔

(ii) کھڑے ہو کر خطبہ پڑھنا۔ (بحرالرائق)

اگر کوئی شخص بیٹھ کر یا لیٹ کر خطبہ پڑھتا ہے' تو یہ جائز ہوگا۔

(iii) لوگوں کی طرف رخ کرنا۔

(iv) خطبہ شروع کرنے سے پہلے دل میں اعوذ باللہ پڑھنا۔

(v) خطبے کی آواز لوگوں تک پہنچانا' اگر لوگوں تک آواز نہیں پہنچتی' تو یہ بھی جائز ہوگا۔

(vi) خطبے کا آغاز الحمد للہ سے کرنا۔

(vii) اللہ تعالیٰ کی شان کے مطابق اُس کی حمد و ثناء بیان کرنا۔

(viii) نبی اکرم ﷺ پر درود و سلام بھیجنا۔

(ix) کلمہ شہادت پڑھنا۔

(x) (حاضرین کو) وعظ و نصیحت کرنا۔

(xi) قرآن کے بعض حصے کی تلاوت کرنا۔

اگر کوئی شخص خطبے کے دوران قرآن کے کسی بھی حصے کی تلاوت نہیں کرتا تو یہ انتہائی غلط حرکت ہوگی۔

(xii) دوسرے خطبے کے دوران اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء دوبارہ بیان کرنا اور نبی اکرم ﷺ پر دوبارہ درود بھیجنا۔

(xiii) مسلمان مرد وخواتین کے لیے دعائے خیر کرنا۔

(xiv) مختصر خطبہ دینا' یعنی اتنا خطبہ ہو جو طوال مفصل سے تعلق رکھنے والی کسی ایک سورت کی تلاوت کے برابر ہو' اس سے زیادہ طویل خطبہ دینا مکروہ ہے۔

(xv) دونوں خطبوں کے درمیان بیٹھ جانا۔ (بحرالرائق)

مسئلہ: دونوں خطبوں کے درمیان تین آیات کی تلاوت کے برابر بیٹھا جائے گا۔ (سراج الوہاج)

مسئلہ: شمس الائمہ سرخسی فرماتے ہیں: دونوں خطبوں کے درمیان اتنی دیر بیٹھا جائے گا جتنی دیر میں آرام کے ساتھ بیٹھنے کے بعد تمام اعضاء اپنی اپنی جگہ پر ٹھہر جائیں' اس سے زیادہ دیر نہ بیٹھا جائے اور پھر آدمی کھڑا ہو جائے۔ (تاتارخانیہ)

مسئلہ: شمس الائمہ کے قول کو مختار قرار دیا گیا ہے۔ (غیاثیہ)

مسئلہ: صحیح قول کے مطابق دونوں خطبوں کے درمیان بیٹھنے کو ترک کرنا انتہائی غلط ہے۔ (قنیہ)

مسئلہ: خطبہ دینے سے پہلے (منبر) پر بیٹھنا سنت ہے۔ (عینی شرح کنز)

مسئلہ: خطبہ دینے والے شخص کے لیے یہ بات شرط ہے کہ وہ جمعہ کی نماز کی امامت کی صلاحیت رکھتا ہو۔ (زاہدی)

مسئلہ: خطبہ دینے والے کے لیے یہ بات سنت ہے کہ وہ نبی اکرم ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے منبر پر کھڑا ہو کر خطبہ دے اور اُس کے لیے یہ بات مستحب ہے کہ بلند آواز میں خطبہ دے' البتہ پہلے خطبے کی بہ نسبت دوسرے خطبے میں آواز کو پست رکھا جائے گا۔ (بحرالرائق)

مسئلہ: دوسرے خطبے کا آغاز ''الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ'' سے کیا جائے گا اور اس خطبے کے دوران چاروں خلفائے راشدین اور نبی اکرم ﷺ کے دونوں چچا (یعنی حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ) کا ذکر کیا جائے گا۔

مسئلہ: یہ مستحسن ہے اور شروع سے معمول چلا آرہا ہے۔ (تجنیس)

مسئلہ: خطبہ دینے کے دوران کوئی بھی دوسرا کام کرنا مکروہ ہے' البتہ نیکی کا حکم دیا جا سکتا ہے۔ (فتح القدیر)

خطبہ سننے کے احکام

مسئلہ: جس وقت امام خطبہ پڑھنے کے لیے آجاتا ہے' اُس وقت تک نمازی نہ نماز پڑھیں گے اور نہ کوئی کلام کریں گے۔ صاحبین یہ کہتے ہیں: امام کے آجانے کے بعد اور خطبہ شروع کرنے سے پہلے یا خطبہ ختم کر لینے کے بعد اور نماز شروع کرنے سے پہلے کلام کرنے اور نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (کافی)

مسئلہ: اس بارے میں ہر کلام کا حکم برابر ہوگا' خواہ آدمی آپس میں بات چیت کرے' سبحان اللہ پڑھے' چھینک کا جواب دے' یا سلام کا جواب دے۔ (سراج الوہاج)

مسئلہ: جس شخص تک امام کی آواز نہیں آرہی' اُس کے لیے بھی خاموش رہنا ضروری ہے۔ (تبیین)

مسئلہ: جو چیزیں نماز کے دوران حرام ہوتی ہیں' وہ خطبہ کے دوران بھی حرام ہوں گی' اس لیے امام خطبہ دینے کے دوران کچھ کھا پی نہیں سکتا۔

مسئلہ: نمازیوں کے لیے یہ بات مستحب ہے کہ وہ خطبہ سنتے وقت امام کی طرف رخ کر لیں۔ (خلاصہ)

مسئلہ: اکثر مشائخ اسی بات کے قائل ہیں' پورا خطبہ سننا واجب ہے اور خطبے کے دوران امام کے قریب ہونا دور ہونے سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔ (محیط)

مسئلہ: تاہم امام کے قریب ہونے کے لیے لوگوں کی گردنیں پھلانگ کر آگے نہیں جایا جائے گا۔

مسئلہ: خطبہ سننے کے دوران گھٹنے اوپر اٹھا کر چارزانوں ہو کر جس طرح سے چاہے بیٹھا جا سکتا ہے' البتہ نماز میں قعدہ کی طرح بیٹھنا مستحب ہے۔ (معراج الدرایہ' مضمرات)

مسئلہ: اگر کوئی شخص نوافل ادا کر رہا ہو اور اس دوران امام خطبہ شروع کر دے تو اگر اُس نے ایک سجدہ نہیں کیا تھا تو نماز کو ختم کر دے' اگر سجدہ کر چکا ہو تو دو رکعات مکمل کرنے کے بعد نماز ختم کرے۔ (قنیہ)

نمازِ جمعہ کے لیے چار افراد کی موجودگی شرط ہے

مسئلہ: جمعہ کے صحیح ہونے کے لیے ایک شرط یہ ہے: امام کے علاوہ کم از کم تین آدمی موجود ہونے چاہئیں۔ (تبیین)

مسئلہ: تاہم اس میں یہ شرط نہیں ہے کہ خطبہ کے وقت بھی وہ سب لوگ موجود ہوں۔ (فتح القدیر)

مسئلہ: جمعہ کی نماز باجماعت میں شریک ہونے والے ان کم از کم افراد کے لیے یہ بات شرط ہے کہ وہ بھی امام بننے کی صلاحیت رکھتے ہوں' اس اعتبار سے اگر خواتین یا نابالغ لڑکے موجود ہوں' تو جمعہ ادا کرنا جائز نہیں ہوگا۔ (جوہرہ نیرہ)

مسئلہ: لیکن اگر امام کے علاوہ تین افراد میں سے کوئی غلام ہو یا مسافر ہو یا بیمار ہو یا گونگا ہو' تو جمعہ صحیح ہوگا۔ (محیط سرخسی)

مسئلہ: جمعہ کے صحیح ہونے کی ایک شرط یہ ہے: اُس میں شرکت کا اذنِ عام ہونا چاہیے' یعنی مسجد کے دروازے ہر ایک کے لیے کھلے ہوئے ہوں اور سب لوگوں کو اندر آنے کی اجازت ہو' اگر کچھ لوگ مسجد میں آنے کے بعد دروازہ بند کر لیں اور باہر سے آنے والوں کو روک دیں' تو اس طرح جمعہ ادا کرنا جائز نہیں ہوگا۔

مسئلہ: جب کسی شخص کو کوئی عذر لاحق نہ ہو اور وہ جمعہ سے پہلے ظہر کی نماز ادا کر لے تو ایسا کرنا مکروہ ہوگا۔ (کنز)

مسئلہ: بیمار شخص' مسافر شخص اور قیدی کے لیے یہ بات مستحب ہے کہ وہ امام کے جمعہ سے فارغ ہونے تک ظہر کی نماز ادا نہ کریں لیکن اگر وہ تاخیر نہیں کرتے اور ادا کر لیتے ہیں' تو صحیح قول کے مطابق ایسا کرنا مکروہ ہوگا۔ (وجیز کردری)

مسئلہ: اگر کوئی شخص اس طرح کی صورتِ حال میں ظہر کی نماز ادا کر چکا ہو' پھر وہ جمعہ میں شریک ہونے کے لیے چلا جائے اور جمعہ کی نماز باجماعت ادا کر لے تو ظہر کی نماز باطل شمار ہوگی' خواہ وہ شخص معذور ہی کیوں نہ ہو' جیسے مسافر' بیمار یا غلام۔

مسئلہ: لیکن اگر وہ جمعہ کی نماز میں شریک نہیں ہو پاتا تو اس بات کا جائزہ لیا جائے گا کہ جب وہ گھر سے نکلا تھا تو اُس وقت امام جمعہ کی نماز پڑھ کر فارغ ہو چکا تھا یا نہیں ہوا تھا' اگر امام اُس وقت جمعہ کی نماز پڑھ کے فارغ ہو چکا ہو' تو اس بات پر اتفاق ہے کہ اُس کی ظہر کی نماز باطل نہیں ہوگی' لیکن جب وہ گھر سے نکلا تھا' اگر اُس وقت امام جمعہ کی نماز ادا کر رہا تھا تو اُس کی ظہر کی نماز امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک باطل ہوگی' جبکہ صاحبین کی رائے مختلف ہے۔

مسئلہ: لیکن اس صورتِ حال میں اگر وہ شخص جمعہ کے ارادے سے نہیں نکلا تھا تو اس بات پر اتفاق ہے کہ اُس کی ظہر کی نماز باطل نہیں ہوگی۔ (کافی)

مسئلہ: جمعہ کے دن پہلی اذان ہونے کے ساتھ ہی خرید وفروخت کو چھوڑ دینا اور جمعے کی نماز کی تیاری کرنا واجب ہے' جبکہ امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ اس بات کے قائل ہیں' دوسری اذان کے وقت نمازِ جمعہ کے لیے چل کر جانا واجب ہوگا اور خرید وفروخت حرام ہو گی۔

مسئلہ: جب خطیب منبر پر بیٹھ چکا ہو' تو اُس کے سامنے اذان دی جائے گی اور اُس کا خطبہ مکمل ہونے کے بعد اقامت کہی جائے گی' یہی طریقہ معمول چلا آ رہا ہے۔ (بحرالرائق)

مسئلہ: جمعے کی نماز کی دو رکعات ہیں' ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ اور اُس کے ساتھ کوئی ایک سورت پڑھی جائے گی اور جمعے کی نماز میں بلند آواز میں قرأت کی جائے گی۔ (محیط سرخسی)

مسئلہ: جمعہ کی نماز میں شریک ہونے سے پہلے تیل لگانا اور خوشبو استعمال کرنا مستحب ہے' اگر میسر ہو جائیں' تو صاف ستھرے سفید کپڑے پہننا مستحب ہے اور جمعہ کی نماز میں پہلی صف میں بیٹھنا مستحب ہے۔ (معراج الدرایہ)

•••——•••——•••

1367 - اَخْبَرَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ عَنْ اَبِىْ مَالِكٍ الْاَشْجَعِيِّ عَنْ اَبِىْ حَازِمٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ وَعَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَضَلَّ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عَنِ الْجُمُعَةِ مَنْ كَانَ قَبْلَنَا فَكَانَ لِلْيَهُوْدِ يَوْمُ السَّبْتِ وَكَانَ لِلنَّصَارٰى يَوْمُ الْاَحَدِ فَجَآءَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ بِنَا فَهَدَانَا لِيَوْمِ الْجُمُعَةِ فَجَعَلَ الْجُمُعَةَ وَالسَّبْتَ وَالْاَحَدَ وَكَذٰلِكَ هُمْ لَنَا تَبَعٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَنَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ مِنْ اَهْلِ الدُّنْيَا وَالْاَوَّلُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْمَقْضِيُّ لَهُمْ قَبْلَ الْخَلَائِقِ ."

☆☆ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''اللہ تعالیٰ نے جمعہ کے حوالے سے ہم سے پہلے لوگوں کو گمراہی میں رہنے دیا' یہودیوں کا مخصوص دن ہفتے کا دن ہے اور عیسائیوں کا مخصوص دن اتوار کا دن ہے' پھر اللہ تعالیٰ ہمیں لے آیا' تو اس نے جمعے کے دن کے بارے میں

1367-اخرجه مسلم فى الجمعة، باب هداية هذه الامة ليوم الجمعة (الحديث 22 و 23) . فى الايمان، باب ادنى اهل الجنة منزلة فيها (الحديث 329) . واخرجه النسائى فى الجمعة من الكبرى، فضل يوم الجمعة (الحديث 3) و اخرجه ابن ماجه فى اقامة الصلاة و السنة فيها، باب فى فرض الجمعة (الحديث 1083) . تحفة الاشراف (3311) .

ہماری رہنمائی کی تو اس نے جمعہ' ہفتہ اور اتوار کو (مختلف مذاہب میں مخصوص مذہبی دن) بنا دیا۔ قیامت کے دن بھی وہ لوگ اسی طرح ہمارے پیروکار ہوں گے' ہم دنیا میں آنے کے حوالے سے بعد والے ہیں' لیکن قیامت کے دن پہلے والے ہوں گے کہ ہمارا حساب ساری مخلوق سے پہلے ہو جائے گا۔

شرح

جمعے کی فرضیت کے بارے میں امام دارقطنی نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے یہ بات نقل کی ہے نبی اکرم ﷺ نے ہجرت کرنے سے پہلے جمعے کی نماز کے لئے اذان دلوائی تھی لیکن آپ مکہ میں جمعہ ادا نہیں کر سکے تھے' تو آپ نے حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو (مدینہ منورہ) خط لکھا تو حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے جمعہ قائم کیا پھر نبی اکرم ﷺ مدینہ منورہ تشریف لے آئے۔

حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ نے زوال کے بعد جمعے کی نماز پڑھائی تھی۔

حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو جمعے کی نماز کے لئے اکٹھا کیا تھا۔ حضرت مصعب رضی اللہ عنہ کیونکہ باہر سے آئے تھے۔ وہ ان لوگوں کو نماز پڑھایا کرتے تھے۔ قرآن کی تلاوت سکھایا کرتے تھے۔ اسلامی احکام کی تعلیم دیا کرتے تھے' اور انہیں قاری صاحب کہا جاتا تھا تو حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو بلایا تھا اور حضرت مصعب نے انہیں نماز پڑھائی تھی۔

1367B - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْمُعَافٰى عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ طَهْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ اِنَّ اَوَّلَ جُمُعَةٍ جُمِعَتْ بَعْدَ جُمُعَةٍ جُمِعَتْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ جُمُعَةٌ بِجُوَاثَا بِالْبَحْرَيْنِ قَرْيَةٌ لِعَبْدِ الْقَيْسِ .

☆☆ حضرت ابوہریرہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم نے مکہ میں جو جمعہ کی نمازیں ادا کی تھیں ان کے بعد سب سے پہلے بحرین کے علاقے ''جواثی'' میں جمعہ قائم ہوا تھا۔ جو عبدالقیس قبیلے کی بستی تھی۔

2 - باب التَّشْدِيْدِ فِى التَّخَلُّفِ عَنِ الْجُمُعَةِ

باب: جمعہ میں شریک نہ ہونے کی شدید مذمت

1368 - اَخْبَرَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ عَبِيْدَةَ بْنِ سُفْيَانَ الْحَضْرَمِيِّ عَنْ اَبِى الْجَعْدِ الضَّمْرِيِّ وَكَانَتْ لَهُ صُحْبَةٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ تَرَكَ ثَلَاثَ جُمَعٍ تَهَاوُنًا بِهَا طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قَلْبِهِ ."

☆☆ حضرت ابوجعد ضمری رضی اللہ عنہ یہ نبی اکرم ﷺ کے صحابی ہیں' یہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جو شخص جمعہ

1367م-اخرجه النسائى فى الجمعة من الكبرى، اول جمعة جمعت (الحديث 4) تحفة الاشراف (14360) .

1368-اخرجه ابو داؤد فى الصلاة، باب التشديد فى ترك الجمعة (الحديث 1052) و اخرجه الترمذى فى الصلاة، باب ما جاء فى ترك الجمعة من غير عذر (الحديث 500) و اخرجه النسائى فى الجمعة من الكبرى، التشديد فى التخلف عن الجمعة (الحديث 5) واخرجه ابن ماجه فى اقامة الصلاة و السنة فيها، باب فيمن ترك الجمعة من غير عذر (الحديث 1125) . تحفة الاشراف (11883) .

کو کم حیثیت سمجھتے ہوئے تین جمعے ترک کر دیتا ہے' اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر لگا دیتا ہے۔

شرح

اس حدیث میں اس بات کی شدید مذمت بیان کی گئی ہے کہ اگر کوئی شخص جمعے کی نماز ادا نہیں کرتا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس شخص کے دل پر مہر لگا دی جاتی ہے اور اس شخص کا دل بتدریج غافل ہوتا چلا جاتا ہے۔

•••——•••——•••

1368B - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ سَوَّادٍ قَالَ اَنْبَانَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَنْبَانَا ابْنُ اَبِي ذِئْبٍ عَنْ اَسِيدِ بْنِ اَبِي اَسِيدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِي قَتَادَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ - رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ - اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ تَرَكَ الْجُمُعَةَ ثَلَاثًا مِنْ غَيْرِ ضَرُورَةٍ طَبَعَ اللّٰهُ عَلَى قَلْبِهِ".

☆☆ حضرت جابر بن عبداللہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جو شخص بلا ضرورت تین جمعے ترک کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر لگا دیتا ہے۔

1369 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَبَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبَانُ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اَبِي كَثِيرٍ عَنِ الْحَضْرَمِيِّ بْنِ لَاحِقٍ عَنْ زَيْدٍ عَنْ اَبِي سَلَّامٍ عَنِ الْحَكَمِ بْنِ مِينَاءَ اَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ وَابْنَ عُمَرَ يُحَدِّثَانِ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَهُوَ عَلَى اَعْوَادِ مِنْبَرِهِ "لَيَنْتَهِيَنَّ اَقْوَامٌ عَنْ وَدْعِهِمُ الْجُمُعَاتِ اَوْ لَيَخْتِمَنَّ اللّٰهُ عَلَى قُلُوبِهِمْ وَلَيَكُونُنَّ مِنَ الْغَافِلِينَ".

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس ؓ اور حضرت عبداللہ بن عمر ؓ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے اپنے منبر پر یہ ارشاد فرمایا تھا:

"لوگ جمعے کی نماز ترک کرنے سے یا تو باز آ جائیں گے یا پھر اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر مہر لگا دے گا' اور وہ لوگ غافل لوگوں میں شامل ہو جائیں گے"۔

1370 - اَخْبَرَنِي مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ حَدَّثَنِي الْمُفَضَّلُ بْنُ فَضَالَةَ عَنْ عَيَّاشِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ الْاَشَجِّ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ حَفْصَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "رَوَاحُ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلَى كُلِّ مُحْتَلِمٍ".

1368م-اخرجه النسائي في الجمعة من الكبرى، التشديد في التخلف عن الجمعة (الحديث 6) و اخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب فيمن ترك الجمعة من غير عذر (الحديث 1126) تحفة الاشراف (2363).

1369-اخرجه مسلم في الجمعة، باب التغليظ في ترك الجمعة (الحديث 40) واخرجه النسائي في الجمعة من الكبرى، التشديد في التخلف عن الجمعة (الحديث 7). واخرجه ابن ماجه في المساجد و الجماعات، باب التغليظ في التخلف عن الجماعة (الحديث 794). تحفة الاشراف (6696).

1370-اخرجه ابو داؤد في الطهارة، باب في الغسل يوم الجمعة (الحديث 342) واخرجه النسائي في الجمعة من الكبرى، التشديد في التخلف عن الجمعة (الحديث 8). تحفة الاشراف (15806).

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر ؓ' نبی اکرم ﷺ کی زوجہ سیدہ حفصہ ؓ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

"جمعہ کی نماز ادا کرنے کے لیے جانا ہر بالغ شخص پر لازم ہے"

شرح

اس روایت میں استعمال ہونے والے لفظ "محتلم" سے مراد بالغ ہے۔

•••——•••——•••

3 - باب كَفَّارَةِ مَنْ تَرَكَ الْجُمُعَةَ مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ

باب: جو شخص کسی عذر کے بغیر جمعہ ترک کر دیتا ہے' اس کا کفارہ (کیا ہوگا؟)

1371 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ قُدَامَةَ بْنِ وَبَرَةَ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ تَرَكَ الْجُمُعَةَ مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ فَلْيَتَصَدَّقْ بِدِينَارٍ فَاِنْ لَمْ يَجِدْ فَبِنِصْفِ دِينَارٍ".

☆☆ حضرت سمرہ بن جندب ؓ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

"جو شخص کسی عذر کے بغیر جمعہ ترک کر دیتا ہے' اسے ایک دینار صدقہ کرنا چاہیے' اگر اس کے پاس وہ نہ ہو' تو اسے نصف دینار صدقہ کرنا چاہیے"۔

شرح

اس حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے علامہ ابوالحسن سندھی ؒ فرماتے ہیں: ایک دینار صدقہ دینے کی ترغیب دینے کی وجہ یہ ہے: نیکیاں گناہوں کو ختم کر دیتی ہیں اور بظاہر یہی محسوس ہوتا ہے کہ یہاں حکم استحباب کے لئے ہے۔

یہی وجہ ہے کہ آدمی کو اس بات کا اختیار دیا گیا ہے کہ وہ ایک درہم صدقہ کرے یا نصف درہم صدقہ کرے۔

(یاد رہے کہ متن میں ایک دینار یا نصف دینار کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں لیکن علامہ سندھی نے اسی طرح تحریر کیا ہے)

تاہم اس کے ساتھ اس شخص کے لئے توبہ کرنا بھی ضروری ہوگا کیونکہ توبہ ہی اس کے گناہ کو ختم کرے گی' باقی اللہ بہتر جانتا ہے۔*

1371-اخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب كفارة من تركها (الحديث 1053) و (الحديث 1054) بمعناه مرسلًا واخرجه النسائي في الجمعة من الكبرى، كفارة من ترك الجمعة من غير عذر (الحديث 9). تحفة الاشراف (4631).

1371م-اخرجه النسائي في الجمعة من الكبرى، كفارة من ترك الجمعة من غير عذر (الحديث 10) واخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب فيمن ترك الجمعة من غير عذر (الحديث 1128). تحفة الاشراف (4599).

* حاشیہ سندھی بر روایت مذکورہ 1371

4 - باب ذِكْرِ فَضْلِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ

باب: جمعہ کے دن کی فضیلت کا تذکرہ

1372 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ الْاَعْرَجُ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "خَيْرُ يَوْمٍ طَلَعَتْ فِيْهِ الشَّمْسُ يَوْمُ الْجُمُعَةِ فِيْهِ خُلِقَ اٰدَمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَفِيْهِ اُدْخِلَ الْجَنَّةَ وَفِيْهِ اُخْرِجَ مِنْهَا ."

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''جن دنوں میں سورج طلوع ہوتا ہے ان سب دنوں میں جمعے کا دن سب سے بہترین ہے' اسی دن حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا' اسی دن انہیں' جنت میں داخل کیا گیا اور اسی دن انہیں وہاں سے نکالا گیا''۔

شرح

اس حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ تحریر کرتے ہیں' اس حدیث سے بعض حضرات نے یہ استدلال کیا ہے کہ جمعہ کا دن عرفہ کے دن سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے اور شیخ ابن العربی نے جزم کے ساتھ یہ بات بیان کی ہے: اور ہمارے نزدیک بھی یہی صورت ہے۔

دوسرا قول یہ ہے: عرفہ کا دن زیادہ فضیلت رکھتا ہے اور یہ قول زیادہ مستند ہے۔

قرطبی فرماتے ہیں: جمعے کا دن تمام دنوں سے زیادہ فضیلت رکھنے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اسے کسی متعین دن کی طرف واپس کیا جائے اس کی وجہ یہ ہے: اپنی ذات کے اعتبار سے تمام دن برابر کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ان کو کسی دوسرے دن کے مقابلے میں اپنی ذاتی خصوصیات کی علت حاصل ہوتی ہے' جو ایک زائد امر ہے' جو اس کے اپنے وجود سے زائد ہے۔

جمعہ کا دن وہ ہے' جو عبادات کی جنس کے لئے مخصوص کیا گیا ہے۔ جس میں جمعے کی نماز ادا کی جاتی ہے۔ لوگ اکٹھے ہوتے ہیں' جس کے دواعی ہیں اور اس میں لوگ دعائیں مانگتے ہیں' جن میں ان کی حالت اسی طرح ہو جاتی ہے جس طرح عرفہ کے دن کی ہوتی ہے' تاکہ بعض دوسرے لوگوں کے ساتھ مل کر بعض لوگوں کی دعا بھی قبول ہو جائے۔

اور بعض لوگوں کے ہمراہ دیگر لوگوں کی بھی مغفرت ہو جائے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے۔

''جمعہ غریبوں کا حج ہے''۔

یعنی ان لوگوں کو اس دن میں وہ کچھ حاصل ہو جاتا ہے' جو اہل عرفہ کو حاصل ہوتا ہے۔

پھر یہ پہلو بھی ہے کہ فرشتے اس دن (مسجد میں حاضر ہوتے ہیں) اور نماز پڑھنے والوں کے ثواب کو تحریر کرتے ہیں۔ اسی لئے اس دن کو ''حاضری کا دن'' کہا جاتا ہے۔

1372- اخرجه مسلم في الجمعة، باب فضل يوم الجمعة (الحديث 17) والنسائي في الجمعة في الجمعة من الكبرى، فضل يوم الجمعة (الحديث 11) . تحفة الاشراف (13959) .

پھر اس دن میں عارف لوگوں کے قلوب کو زیادہ الطاف' اضافی انوار و تجلیات حاصل ہوتے ہیں اسی لئے اس دن کو ''یوم المزید'' کہا جاتا ہے۔

پھر یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اس دن میں بطور خاص ایک مخصوص گھڑی رکھی ہے' جو صرف اس دن میں ہوتی ہے۔

پھر یہ پہلو بھی ہے کہ اس دن میں کئی عظیم اُمور رونما ہوئے یعنی اسی دن میں حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش ہوئی جو تمام بشریت کی اصل ہیں کیونکہ ان کی اولاد میں سے انبیاء، اولیاء اور نیک لوگ پیدا ہوئے پھر اسی دن انہیں جنت سے باہر لے جایا گیا کیونکہ اس باہر نکلنے کی وجہ سے ہی اللہ تعالیٰ کی معرفت اور اس کی بندگی کا اظہار انسانوں کی طرف سے ہوا۔ یہ اس کے احترام یا مخالفت کے ہمراہ تھا۔ اسی دن میں حضرت آدم علیہ السلام کا انتقال ہوا کیونکہ اسی مرنے کی وجہ سے انسان کو اجر حاصل ہوتا ہے۔ اور وہ اپنی جائے امان کی طرف پہنچ جاتا ہے۔ اور اپنے مستقل ٹھکانے کی طرف واپس چلا جاتا ہے جہاں سے نکل کر وہ واپس آیا تھا۔

جو شخص ان تمام معنی کو سمجھنے کی کوشش کرے گا وہ اس دن کی فضیلت اور اس کی خصوصیت کو جان لے گا۔

•••———•••———•••

1372B - اَخْبَرَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ اَنْبَاَنَا نُوْحٌ عَنْ خَالِدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ - رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ - عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ تَرَكَ الْجُمُعَةَ مُتَعَمِّدًا فَعَلَيْهِ دِيْنَارٌ فَاِنْ لَّمْ يَجِدْ فَبِنِصْفِ دِيْنَارٍ ." وَفِيْ مَوْضِعٍ اٰخَرَ لَيْسَ فِيْهِ مُتَعَمِّدًا .

☆☆ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''جو شخص جان بوجھ کر جمعہ ترک کر دے اس پر ایک دینا یا نصف دینار کی ادائیگی لازم ہوگی۔ ایک مقام پر (یعنی ایک روایت کے مطابق) لفظ ''جان بوجھ کر'' منقول نہیں ہے۔

5 - باب اِكْثَارِ الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

باب: جمعہ کے دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر بکثرت درود بھیجنے (کی ترغیب)

1373 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ الْجُعْفِيُّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ بْنِ جَابِرٍ عَنْ اَبِي الْاَشْعَثِ الصَّنْعَانِيِّ عَنْ اَوْسِ بْنِ اَوْسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اِنَّ مِنْ اَفْضَلِ اَيَّامِكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِيْهِ خُلِقَ اٰدَمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَفِيْهِ قُبِضَ وَفِيْهِ النَّفْخَةُ وَفِيْهِ الصَّعْقَةُ فَاَكْثِرُوْا عَلَيَّ مِنَ الصَّلَاةِ فَاِنَّ صَلَاتَكُمْ مَعْرُوْضَةٌ عَلَيَّ ." قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَكَيْفَ تُعْرَضُ صَلَاتُنَا عَلَيْكَ وَقَدْ اَرَمْتَ اَيْ يَقُوْلُوْنَ قَدْ بَلِيْتَ .

1373- اخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب فضل يوم الجمعة و ليلة الجمعة (الحديث 1047) ، و باب في الاستغفار (الحديث 1531) مختصرًا . واخرجه النسائي في الجمعة من الكبرى، الامر باكثار الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم في يوم الجمعة (الحديث 12) . واخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب في فضل الجمعة (الحديث 1085)، وفي الجنائز، باب ذكر وفاته و دفنه صلى الله عليه وسلم (الحديث 1636) . تحفة الاشراف (1736) .

قَالَ "اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ حَرَّمَ عَلَى الْاَرْضِ اَنْ تَاْكُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ".

☆☆ حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''تمہارے دنوں میں سب سے زیادہ فضیلت جمعے کے دن کو حاصل ہے' اسی دن حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا' اسی دن اُن کا انتقال ہوا' اسی دن صور پھونکا جائے گا اور اسی دن قیامت آئے گی' تو تم اس دن (مجھ پر) بکثرت درود بھیجا کرو' کیونکہ تمہارا درود میرے سامنے پیش کیا جاتا ہے''۔

لوگوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہمارا درود آپ کی خدمت میں کیسے پیش کیا جائے گا' جبکہ آپ تو بوسیدہ ہو چکے ہوں گے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے زمین پر یہ بات حرام کر دی ہے' وہ انبیاء کے اجسام کو کھالے۔

شرح

اس حدیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے دن درود پاک کی کثرت کرنے کی ترغیب دی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعے کے دن کو سب سے افضل دن قرار دیا ہے اور اس بات کی وضاحت کی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش اسی دن ہوئی تھی اور ان کا انتقال بھی اسی دن ہوا تھا۔ حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش کا تذکرہ سابقہ روایت میں بھی ہے' تاہم ان کا انتقال بھی اسی دن ہوا تھا' یہ اس روایت میں مذکور ہے۔

اس میں مزید یہ وضاحت ہے کہ اسی دن صور پھونکا جائے گا اور قیامت آئے گی۔ اس کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کی وضاحت کی ہے کہ تمہارا درود شریف میرے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔ اس سے پہلے امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کر چکے ہیں' اللہ تعالیٰ کے کچھ مخصوص فرشتے ہیں' جو زمین میں گھومتے پھرتے رہتے ہیں اور وہ میری اُمت کی طرف سے سلام مجھ تک پہنچاتے ہیں۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ روایت حدیث 1281 کے تحت نقل کی ہے۔

یہاں اس بات کی وضاحت ہے کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات بیان کی تو لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ! درود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کیسے پیش کیا جائے گا؟ جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بوسیدہ ہو چکے ہوں گے۔ اس کی وضاحت کرتے ہوئے علامہ ابوالحسن سندھی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بات بیان کی ہے: یہاں بوسیدہ ہونے سے مراد مر جانا ہے اور یہ لفظ کنایہ کے طور پر استعمال ہوا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر یہ چیز حرام قرار دی ہے' تو یہ اس بات کا کنایہ ہے' انبیائے کرام اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں۔

•••———•••———•••

6 - باب الْاَمْرِ بِالسِّوَاكِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

باب: جمعہ کے دن مسواک کرنے کا حکم

• حاشیہ سندھی برروایت مذکورہ

1374 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ اَنَّ سَعِيْدَ بْنَ اَبِيْ هِلَالٍ وَّبُكَيْرَ بْنَ الْاَشَجِّ حَدَّثَاهُ عَنْ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "الْغُسْلُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلٰى كُلِّ مُحْتَلِمٍ وَّالسِّوَاكُ وَيَمَسُّ مِنَ الطِّيْبِ مَا قَدَرَ عَلَيْهِ". اِلَّا اَنَّ بُكَيْرًا لَّمْ يَذْكُرْ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ وَقَالَ فِي الطِّيْبِ "وَلَوْ مِنْ طِيْبِ الْمَرْاَةِ".

☆☆ عبدالرحمٰن بن ابوسعید اپنے والد (حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''جمعہ کے دن غسل کرنا ہر بالغ شخص پر لازم ہے اور مسواک کرنا اور جس قدر مل سکے خوشبو استعمال کرنا (بھی اس کے لیے مستحب ہے)''۔

یہاں بکیر نامی راوی نے عبدالرحمٰن نامی راوی کا تذکرہ نہیں کیا اور روایت میں یہ الفاظ نقل کیے ہیں:

''(آدمی کو) خوشبو لگانی چاہیے' خواہ خواتین کی مخصوص خوشبو لگائے''۔

شرح

اس حدیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعے کے دن کے آداب بیان کرتے ہوئے اس میں مسواک کا تذکرہ بھی کیا ہے۔

ویسے بنیادی طور پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کی ترغیب دی ہے کہ ہر نماز کے وقت مسواک کرنی چاہیے جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان منقول ہے۔

''اگر مجھے اپنی اُمت کے مشقت میں مبتلا ہونے کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں انہیں ہر نماز کے وقت مسواک کرنے کی ہدایت کرتا۔''

تو اس عمومی حدیث میں جمعہ کی نماز بھی شامل ہوگی' لیکن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں بطور خاص جمعہ کے دن مزید اہتمام کے ساتھ مسواک کرنے کی ہدایت بھی کی ہے۔

اس کی وجہ یہ ہے: جمعے کا دن وہ دن ہے' جسے (یوم مشہود) کہا جاتا ہے۔ یعنی اس دن فرشتے بھی حاضر ہوتے ہیں۔

دیگر روایات سے یہ بات ثابت ہے کہ فرشتے بیٹھ کر امام کا خطبہ سنتے ہیں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے۔

''جس شخص نے لہسن یا کوئی اور بدبودار چیز کھائی ہوئی ہو وہ مسجد میں نہ آئے کیونکہ جس چیز سے انسانوں کو تکلیف محسوس ہوتی ہے اس سے فرشتوں کو بھی اذیت ہوتی ہے''

1374-اخرجه مسلم في الجمعة، باب الطيب و السواك يوم الجمعة (الحديث 7). و اخرجه ابو داؤد في الطهارة، باب في الغسل يوم الجمعة (الحديث 344). واخرجه النسائي في الجمعة، باب الهيأة للجمعة (الحديث 1382)، و في الجمعة من الكبرى، السواك يوم الجمعة (الحديث 13)، و الهيئة للجمعة (الحديث 34). والحديث عزاه المزي في تحفة الاشراف للبخاري (880 تعليقًا) عقيب حديث شعبة عن ابي بكر بن المنكدر عن عمرو بن سليم عن ابي سعيد. ورواه الليث عن خالد عن ابن ابي هلال عن ابي بكر بن المنكدر عن عمرو بن سليم، عن عبد الرحمن بن ابي سعيد عن ابيه به. وتعقبه الحافظ في الفتح (365/2) بقوله: لم اقف على هذا التعليق في شيء من النسخ التي وقعت لنا من الصحيح، ولا ذكره ابو مسعود ولا خلف. تحفة الاشراف (4116).

تو کیونکہ جمعہ کے دن فرشتے بکثرت حاضر ہوتے ہیں اس لئے نبی اکرم ﷺ نے بطور خاص جمعہ کے دن مسواک کرنے کی ترغیب دی ہے' تاکہ اگر کسی شخص کے منہ میں کسی چیز کی بو ہو تو وہ زائل ہو جائے۔"

•••———•••———•••

7 - باب الْاَمْرِ بِالْغُسْلِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

باب: جمعہ کے دن غسل کرنے کا حکم

1375 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اِذَا جَآءَ اَحَدُكُمُ الْجُمُعَةَ فَلْيَغْتَسِلْ ."

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''جب کوئی شخص جمعہ پڑھنے کے لیے آئے' تو اسے پہلے غسل کر لینا چاہیے''۔

8 - باب اِيجَابِ الْغُسْلِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

باب: جمعہ کے دن غسل واجب ہونا

1376 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "غُسْلُ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلٰى كُلِّ مُحْتَلِمٍ ."

☆☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''جمعہ کے دن غسل کرنا ہر بالغ شخص پر لازم ہے''۔

1377 - اَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ اَبِىْ هِنْدٍ عَنْ اَبِى الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "عَلٰى كُلِّ رَجُلٍ مُسْلِمٍ فِىْ كُلِّ سَبْعَةِ اَيَّامٍ غُسْلُ يَوْمٍ وَهُوَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ ."

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

1375-اخرجه البخارى فى الجمعة، باب فضل الغسل يوم الجمعة (الحديث 877) . واخرجه النسائى فى الجمعة من الكبرى، الغسل يوم الجمعة (الحديث 22) تحفة الاشراف (8381) .

1376-اخرجه البخارى فى الاذان، باب وضوء الصبيان و متى يجب عليهم الغسل و الطهور و حضورهم الجماعة و العيدين و الجنائز و صفوفهم (الحديث 857)، باب هل على من لم يشهد الجمعة غسل من النساء و الصبيان وغيرهم (الحديث 895)، و فى الشهادات، باب بلوغ الصبيان وشهادتهم (الحديث 2665) . واخرجه مسلم فى الجمعة، باب وجوب غسل الجمعة على كل بالغ من الرجال وبيان ما امروا به (الحديث 5) . واخرجه ابو داؤد فى الطهارة، باب فى الغسل يوم الجمعة (الحديث 341) . واخرجه النسائى فى الجمعة من الكبرى، ايجاب الغسل للجمعة (الحديث 26) واخرجه ابن ماجه فى اقامة الصلاة و السنة فيها، باب ما جاء فى الغسل يوم الجمعة (الحديث 1089) . تحفة الاشراف (4161) .

1377-اخرجه النسائى فى الجمعة الكبرى، ايجاب الغسل للجمعة (الحديث 27) . تحفة الاشراف (2706) .

''ہر مسلمان شخص پر ہفتے میں ایک دن غسل کرنا لازم ہے اور یہ جمعے کا دن ہے''۔

9 - باب الرُّخْصَةِ فِىْ تَرْكِ الْغُسْلِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

باب: جمعہ کے دن غسل نہ کرنے کی رخصت

1378 - اَخْبَرَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ خَالِدٍ عَنِ الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْعَلَاءِ اَنَّهُ سَمِعَ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدِ بْنِ اَبِىْ بَكْرٍ اَنَّهُمْ ذَكَرُوْا غُسْلَ يَوْمِ الْجُمُعَةِ عِنْدَ عَائِشَةَ فَقَالَتْ اِنَّمَا كَانَ النَّاسُ يَسْكُنُوْنَ الْعَالِيَةَ فَيَحْضُرُوْنَ الْجُمُعَةَ وَبِهِمْ وَسَخٌ فَاِذَا اَصَابَهُمُ الرَّوْحُ سَطَعَتْ اَرْوَاحُهُمْ فَيَتَاَذَّى بِهَا النَّاسُ فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "اَوَلَا يَغْتَسِلُوْنَ ."

☆☆ قاسم بن محمد بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ کچھ لوگوں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے غسل کرنے کا تذکرہ کیا' تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: پہلے لوگ نواحی علاقوں میں رہا کرتے تھے' جب وہ جمعہ کے لیے آیا کرتے تھے' تو ان کے جسم پر میل لگا ہوتا تھا' جب ہوا ان سے ٹکراتی تھی' تو ان کی بو پھیل جایا کرتی تھی' جس کی وجہ سے بعض لوگوں کو اذیت ہوتی تھی' اس بات کا ذکر نبی اکرم ﷺ سے کیا گیا تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: وہ لوگ غسل کیوں نہیں کر لیتے۔

1379 - اَخْبَرَنَا اَبُو الْاَشْعَثِ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ تَوَضَّاَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَبِهَا وَنِعْمَتْ وَمَنِ اغْتَسَلَ فَالْغُسْلُ اَفْضَلُ ."

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحَسَنُ عَنْ سَمُرَةَ كِتَابًا وَلَمْ يَسْمَعِ الْحَسَنُ مِنْ سَمُرَةَ اِلَّا حَدِيْثَ الْعَقِيْقَةِ وَاللّٰهُ تَعَالٰى اَعْلَمُ .

☆☆ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ (بن جندب) بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''جو شخص جمعہ کے دن وضو کر لے' تو یہ کافی ہے اور ٹھیک ہے' لیکن اگر وہ شخص غسل کر لے' تو غسل کرنا زیادہ فضیلت رکھتا ہے''۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: حسن بصری نے حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے تحریری روایات نقل کی ہیں (ویسے حسن بصری نے حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے صرف عقیقہ کے بارے میں منقول حدیث سنی ہے' باقی اللہ بہتر جانتا ہے)

10 - باب فَضْلِ غُسْلِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ

باب: جمعہ کے دن غسل کرنے کی فضیلت

1378-اخرجه النسائى فى الجمعة الكبرى، الرخصة فى ترك الغسل يوم الجمعة (الحديث 29) . تحفة الاشراف (1/469) .

1379-اخرجه ابو داؤد فى الطهارة، باب فى الرخصة فى ترك الغسل يوم الجمعة (الحديث 354) . واخرجه الترمذى فى الصلاة، باب ما جاء فى الوضوء يوم الجمعة (الحديث 497) . واخرجه النسائى فى الجمعة من الكبرى، الرخصة فى ترك الغسل يوم الجمعة (الحديث 30) تحفة الاشراف (4587) .

1380 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُوْرٍ وَّهَارُوْنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ بَكَّارِ بْنِ بِلَالٍ - وَاللَّفْظُ لَهٗ - قَالَا حَدَّثَنَا اَبُوْ مُسْهِرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ عَنْ يَحْيَى بْنِ الْحَارِثِ عَنْ اَبِى الْاَشْعَثِ الصَّنْعَانِيِّ عَنْ اَوْسِ بْنِ اَوْسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ غَسَّلَ وَاغْتَسَلَ وَغَدَا وَابْتَكَرَ وَدَنَا مِنَ الْاِمَامِ وَلَمْ يَلْغُ كَانَ لَهٗ بِكُلِّ خُطْوَةٍ عَمَلُ سَنَةٍ صِيَامُهَا وَقِيَامُهَا ."

☆☆ حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''جمعہ کے دن جو شخص غسل کرے صاف کپڑے پہنے نماز کے لیے جلدی چلا جائے امام کے قریب بیٹھے اور کوئی لغو حرکت نہ کرے تو اسے ہر ایک قدم کے عوض ایک سال کے روزوں اور نوافل کا ثواب ملتا ہے''۔

شرح

اس روایت میں جمعہ کے دن غسل کرنے کی فضیلت کا تذکرہ ہے۔

جمہور علماء کے نزدیک جمعہ کے دن غسل کرنا سنت ہے جبکہ فقہائے مالکیہ کے نزدیک جمعہ کے دن غسل کرنا مستحب ہے۔

اگرچہ ایک روایت میں یہ بات مذکور ہے کہ جمعہ کے دن غسل کرنا ہر بالغ شخص پر واجب ہے لیکن یہاں لفظ واجب کو سنت ہونے پر محمول کیا گیا ہے۔

کیونکہ ایک اور حدیث میں یہ بات مذکور ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔

''جو شخص جمعہ کے دن وضو کر لیتا ہے تو یہ بھی اچھا ہے لیکن جو شخص غسل کر لے تو غسل کرنا زیادہ فضیلت رکھتا ہے''۔

روایت کے یہ الفاظ اس بات پر دلالت کرتے ہیں جمعہ کے دن غسل کرنا مستحب ہے کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی ترغیب دی ہے اور یہ حدیث قولی سے ثابت ہے اس لئے اسے سنت قرار دیا جائے۔

•••———•••———•••

11 - باب الْهَيْئَةِ لِلْجُمُعَةِ

باب: جمعہ کے لیے (جانے کی) ہئیت کا تذکرہ

1381 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَاٰى حُلَّةً فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوِ اشْتَرَيْتَ هٰذِهٖ فَلَبِسْتَهَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَلِلْوَفْدِ اِذَا قَدِمُوْا عَلَيْكَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِنَّمَا يَلْبَسُ هٰذِهٖ مَنْ لَا خَلَاقَ لَهٗ فِى الْاٰخِرَةِ ." ثُمَّ جَآءَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهَا حُلَلٌ فَاَعْطٰى

1380-اخرجه ابو داؤد فى الطهارة، باب فى الغسل يوم الجمعة (الحديث 345 و 346) . واخرجه الترمذى فى الصلاة، باب ماجاء فى فضل الغسل يوم الجمعة (الحديث 496) . واخرجه النسائى فى الجمعة، فضل المشى الى الجمعة (الحديث 1383) . وباب الفضل فى الدنو من الامام (الحديث 1397)، و فى الجمعة من الكبرى، فضل الغسل (الحديث 31)، وفضل المشى الى الجمعة (الحديث 35)، والدنو من الامام يوم الجمعة (الحديث 66 و 67)، وفضل الانصات و ترك اللغو (الحديث 73) و اخرجه ابن ماجه فى اقامة الصلاة و السنة فيها، باب ما جاء فى الغسل يوم الجمعة (الحديث 1087) . تحفة الاشراف (1735) .

عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ مِنْهَا حُلَّةً فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَسَوْتَنِيْهَا وَقَدْ قُلْتَ فِىْ حُلَّةِ عُطَارِدٍ مَا قُلْتَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَمْ اَكْسُكَهَا لِتَلْبَسَهَا ." فَكَسَاهَا عُمَرُ اَخًا لَّهٗ مُشْرِكًا بِمَكَّةَ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک حلہ (فروخت ہوتے ہوئے) دیکھا تو عرض کی: یارسول اللہ! اگر آپ اسے خرید لیں اور جمعہ کے دن یا جب وفود آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں اس دن اسے پہن لیا کریں (تو یہ مناسب ہوگا)۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اسے وہ شخص پہنے گا جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہوگا۔

(راوی بیان کرتے ہیں:) پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اسی طرح کے کچھ حلے پیش کیے گئے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں سے ایک حلہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بھی عطاء کر دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ! یہ آپ مجھے پہننے کے لیے دے رہے ہیں حالانکہ آپ نے عطارد (نامی تاجر) کے حلے کے بارے میں فلاں بات ارشاد فرمائی تھی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ میں تمہیں پہننے کے لیے نہیں دے رہا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وہ حلہ اپنے ایک مشرک بھائی کو پہننے کے لیے بھجوا دیا جو مکہ میں رہتا تھا۔

شرح

اس حدیث سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ جمعہ کے دن اہتمام کے ساتھ صاف ستھرا لباس پہننا چاہئے اور اس میں بطور خاص امام کے لئے اس بات کی زیادہ تاکید ہے کیونکہ اسے لوگوں کو خطاب کرنا ہوتا ہے۔ اس لئے اس کا لباس باقی لوگوں کی بہ نسبت صاف اور بہتر ہونا چاہئے۔

•••———•••———•••

1382 - اَخْبَرَنِىْ هَارُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ سَوَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِىْ بَكْرِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ اَنَّ عَمْرَو بْنَ سُلَيْمٍ اَخْبَرَهٗ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِىْ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اِنَّ الْغُسْلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ عَلٰى كُلِّ مُحْتَلِمٍ وَّالسِّوَاكَ وَاَنْ يَّمَسَّ مِنَ الطِّيْبِ مَا قَدَرَ عَلَيْهِ ."

☆☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''جمعہ کے دن غسل کرنا ہر بالغ شخص پر لازم ہے مسواک کرنا اور جس شخص کو میسر ہو اس کے لیے خوشبو لگانا (بھی لازم ہے)''۔

1381-اخرجه البخارى فى الجمعة ، باب يلبس احسن ما يجد (الحديث 886) ، و فى الهبة ، باب هدية ما يكره لبسها (الحديث 2612) . واخرجه مسلم فى اللباس و الزينة، باب تحريم استعمال اناء الذهب و الفضة على الرجل و النساء و خاتم الذهب و الحرير على الرجل و اباحته للنساء و اباحة العلم و نحوه للرجل ما لم يزد على اربع اصابع (الحديث 6)، واخرجه ابو داؤد فى الصلاة، باب اللبس للجمعة (الحديث 1076) . واخرجه النسائى فى الجمعة من الكبرى، الهيئة للجمعة (الحديث 32) . تحفة الاشراف (8335) .

1382-تقدم (الحديث 1374) .

12 - باب فَضْلِ الْمَشْيِ اِلَى الْجُمُعَةِ

باب: نمازِ جمعہ کے لیے چل کر جانے کی فضیلت

1383 - اَخْبَرَنِىْ عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيْدِ بْنِ كَثِيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ بْنِ جَابِرٍ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا الْاَشْعَثِ حَدَّثَهُ اَنَّهُ سَمِعَ اَوْسَ بْنَ اَوْسٍ صَاحِبَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنِ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَغَسَّلَ وَغَدَا وَابْتَكَرَ وَمَشٰى وَلَمْ يَرْكَبْ وَدَنَا مِنَ الْاِمَامِ وَاَنْصَتَ وَلَمْ يَلْغُ كَانَ لَهُ بِكُلِّ خُطْوَةٍ عَمَلُ سَنَةٍ ."

☆☆ حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں' وہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''جو شخص جمعہ کے دن غسل کر کے صاف کپڑے پہنے اور نماز ادا کرنے کے لیے جلدی چلا جائے اور پیدل چل کر جائے' سوار ہو کر نہ جائے' وہ امام کے قریب جا کر بیٹھے اور خاموش رہے' کوئی لغو حرکت نہ کرے تو اسے ہر ایک قدم کے قدم کے عوض میں ایک سال کے (نفلی اعمال) کا ثواب ملتا ہے۔

شرح

اس حدیث میں جمعہ کے دن جمعہ کی نماز ادا کرنے کے لئے جانے کی فضیلت موجود ہے' تاہم اس میں ذیلی طور پر جمعے کے دیگر آداب کا بھی تذکرہ کر دیا گیا ہے۔ جس میں پہلا ادب یہ ہے: جمعہ کے دن غسل کرنا چاہئے۔

دوسرا ادب یہ ہے: انسان کو جلدی جمعہ پڑھنے کے لئے چلے جانا چاہئے۔

تیسرا ادب یہ ہے: جمعہ کی نماز ادا کرنے کے لئے پیدل جانا چاہئے سوار ہو کر نہیں جانا چاہئے۔

چوتھا ادب یہ ہے: امام کے قریب ہو کر بیٹھنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

پانچواں ادب یہ ہے: خاموش رہ کر خطبہ سننا چاہئے۔

چھٹا ادب یہ ہے: اس دوران یعنی مسجد میں آ جانے کے بعد جمعہ کی نماز ادا کرنے تک کوئی لغو حرکت نہیں کرنی چاہئے۔

•••———•••———•••

13 - باب التَّبْكِيْرِ اِلَى الْجُمُعَةِ

باب: جمعہ کی نماز کے لیے جلدی جانے (کی ترغیب)

1384 - اَخْبَرَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ نَصْرٍ عَنْ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ الْاَغَرِّ اَبِىْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اِذَا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ قَعَدَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ عَلٰٓى اَبْوَابِ

1383- تقدم (الحديث 1380) .

الْمَسْجِدِ فَكَتَبُوْا مَنْ جَآءَ اِلَى الْجُمُعَةِ فَاِذَا خَرَجَ الْاِمَامُ طَوَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ الصُّحُفَ ." قَالَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَلْمُهَجِّرُ اِلَى الْجُمُعَةِ كَالْمُهْدِىْ بَدَنَةً ثُمَّ كَالْمُهْدِىْ بَقَرَةً ثُمَّ كَالْمُهْدِىْ شَاةً ثُمَّ كَالْمُهْدِىْ بَطَّةً ثُمَّ كَالْمُهْدِىْ دَجَاجَةً ثُمَّ كَالْمُهْدِىْ بَيْضَةً ."

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''جب جمعہ کا دن آتا ہے' تو فرشتے مسجد کے دروازوں پر بیٹھ جاتے ہیں اور وہ جمعہ کے لیے آنے والے افراد (کے نام) نوٹ کرتے ہیں' پھر جب امام آ جاتا ہے' تو فرشتے اپنے صحیفے لپیٹ لیتے ہیں''۔

(راوی بیان کرتے ہیں:) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''جمعہ کے دن جلدی جانے والا شخص اس طرح ہے' جیسے کوئی شخص اونٹ قربان کر دے یا (صدقہ کر دے) پھر اس کے بعد والا شخص اس طرح ہے' جیسے کوئی شخص گائے قربان کر دے یا (صدقہ کر دے) پھر اس کے بعد والا شخص اس طرح ہے' جیسے کوئی شخص بکری قربان کر دے یا (صدقہ کر دے) پھر اس کے بعد والا شخص اس طرح ہے' جیسے وہ بطخ قربان کر دے (یا صدقہ کر دے) پھر اس کے بعد والا اس طرح ہے' جیسے وہ مرغی (قربان کر دے یا) صدقہ کر دے' پھر اس کے بعد والا شخص اس طرح ہے' جیسے کوئی شخص انڈا صدقہ کر دے۔

شرح

اس روایت میں اس بات کی تاکید موجود ہے کہ انسان کو جمعہ کے دن جمعہ کی نماز ادا کرنے کے لئے جلدی مسجد میں چلے جانا چاہئے۔

اس حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بات تحریر کی ہے: حافظ ابونعیم نے اپنی کتاب ''الحلیہ'' میں یہ روایت نقل کی ہے۔

''جمعہ کے دن اللہ تعالیٰ فرشتوں کو نور کے صحیفوں اور نور کے قلموں کے ہمراہ بھیجتا ہے''۔

حافظ ابن حجر کہتے ہیں یہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ اس دن مسجد کے باہر آنے والے وہ فرشتے حفاظت کے لئے مقرر فرشتوں کے علاوہ ہوتے ہیں۔

روایت کے یہ الفاظ ''جب امام آ جاتا ہے' تو فرشتے اپنے صحیفے لپیٹ لیتے ہیں۔''

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں: اس سے مراد یہ ہے: فرشتے وہ والے صحیفے لپیٹتے ہیں' جس میں جمعے کے لئے جلدی آنے سے متعلق فضیلت درج ہوتی ہے۔ خطبہ سننے یا نماز میں شامل ہونے یا ذکر کرنے یا دعا مانگنے یا خشوع وخضوع وغیرہ سے متعلق صحیفے نہیں لپیٹے جاتے ہیں کیونکہ حفاظت پر مامور فرشتے (یعنی کراماً کاتبین) ان چیزوں کو نوٹ کرتے ہیں۔

1384- اخرجه البخاری فی الجمعة، باب الاستماع الی الخطبة (الحديث 929)، و فی بدء الخلق، باب ذكر الملائكة (الحديث 3211) مختصرًا . و اخرجه مسلم فی الجمعة، باب فضل التهجير يوم الجمعة (الحديث 24) . واخرجه النسائی فی الجمعة من الكبری، قعود الملائكة يوم الجمعة علی باب المسجد و التبكير الی الجمعة و الفضل فی ذلك (الحديث 39 و 40) . تحفة الاشراف (13465) .

1385 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِذَا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ كَانَ عَلٰى كُلِّ بَابٍ مِّنْ اَبْوَابِ الْمَسْجِدِ مَلَآئِكَةٌ يَكْتُبُوْنَ النَّاسَ عَلٰى مَنَازِلِهِمُ الْاَوَّلَ فَالْاَوَّلَ فَاِذَا خَرَجَ الْاِمَامُ طُوِيَتِ الصُّحُفُ وَاسْتَمَعُوا الْخُطْبَةَ فَالْمُهَجِّرُ اِلَى الصَّلٰوةِ كَالْمُهْدِيْ بَدَنَةً ثُمَّ الَّذِيْ يَلِيْهِ كَالْمُهْدِيْ بَقَرَةً ثُمَّ الَّذِيْ يَلِيْهِ كَالْمُهْدِيْ كَبْشًا". حَتّٰى ذَكَرَ الدَّجَاجَةَ وَالْبَيْضَةَ.

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں انہیں نبی اکرم ﷺ کے اس فرمان کا پتہ چلا ہے:

''جمعہ کے دن مسجد کے ہر دروازے پر فرشتے بیٹھ جاتے ہیں اور لوگوں کی آمد کے حساب سے ان کے نام نوٹ کرتے ہیں جو پہلے آتا ہے (اس کا نام پہلے لکھا جاتا ہے) پھر جب امام آ جاتا تو وہ صحیفے لپیٹ لیے جاتے ہیں اور وہ فرشتے غور سے خطبہ سنتے ہیں' تو جمعہ کی نماز کے لیے جلدی جانے والا شخص اس طرح ہے' جیسے کوئی اونٹ قربان کرے (یا صدقہ کرے) پھر اس کے بعد والا گائے قربان کرنے والے (یا صدقہ کرنے والے) کی مانند' پھر اس کے بعد والا دنبہ قربان کرنے والے (یا صدقہ کرنے والے) کی مانند ہے۔ (راوی کہتے ہیں:) یہاں تک کہ نبی اکرم ﷺ نے مرغی اور انڈے کا بھی تذکرہ کیا۔

1386 - اَخْبَرَنَا الرَّبِيْعُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ اللَّيْثِ قَالَ اَنْبَاَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "تَقْعُدُ الْمَلَآئِكَةُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ عَلٰى اَبْوَابِ الْمَسْجِدِ يَكْتُبُوْنَ النَّاسَ عَلٰى مَنَازِلِهِمْ فَالنَّاسُ فِيْهِ كَرَجُلٍ قَدَّمَ بَدَنَةً وَّكَرَجُلٍ قَدَّمَ بَقَرَةً وَّكَرَجُلٍ قَدَّمَ شَاةً وَّكَرَجُلٍ قَدَّمَ دَجَاجَةً وَّكَرَجُلٍ قَدَّمَ عُصْفُوْرًا وَّكَرَجُلٍ قَدَّمَ بَيْضَةً".

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''جمعہ کے دن فرشتے مسجد کے دروازوں پر بیٹھ جاتے ہیں اور لوگوں کی آمد کے حساب سے ان کے نام نوٹ کرتے رہتے ہیں' تو اس حوالے سے لوگوں کی مثال اس طرح ہے' جیسے کوئی شخص اونٹ قربان کرے یا کوئی شخص گائے قربان کرے یا کوئی شخص بکری قربان کرے یا کوئی شخص مرغی قربان کرے یا کوئی شخص چڑیا قربان کرے یا کوئی شخص انڈا صدقہ کر دے''۔

1385- اخرجه مسلم في الجمعة، باب فضل التهجير يوم الجمعة (الحديث 24 م) . واخرجه النسائي في الجمعة من الكبرى، قعود الملائكة يوم الجمعة على باب المسجد و التبكير الى الجمعة و الفضل في ذلك (الحديث 41) . واخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب ما جاء في التهجير الى الجمعة (الحديث 1092) . تحفة الاشراف (13138) .

سيوطي 1386-(فالناس فيه كرجل قدم بدنة و كرجل قدم بدنة) كرر المتقرب به مرتين في الجميع للاشارة الى ان الاتي في اول ساعة وفي آخرها شتركان في مسمى البدنة مثلا و يتفاوتان في صفاتها .

سندي 1386- قوله (كرجل قدم بدنة) التكرار في الجمع للاشارة الى ان الاجر المذكور موزع على ساعات فالآتي في اول كل ساعة و آخرها يشتركان في نوع ذلك الآجر كالتصدق بالبدنة مثلا و ان تفاوتا من حيث الصفات فالآتي في اول تلك الساعة كالمعطي للبدنة السمينة ومن بعده كالمتصدق بما دون ذلك و الله تعالى اعلم .

14 - باب وَقْتِ الْجُمُعَةِ

باب: جمعہ (کی نماز) کا وقت

1387 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَّالِكٍ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنِ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ غُسْلَ الْجَنَابَةِ ثُمَّ رَاحَ فَكَاَنَّمَا قَرَّبَ بَدَنَةً وَّمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الثَّانِيَةِ فَكَاَنَّمَا قَرَّبَ بَقَرَةً وَّمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الثَّالِثَةِ فَكَاَنَّمَا قَرَّبَ كَبْشًا وَّمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الرَّابِعَةِ فَكَاَنَّمَا قَرَّبَ دَجَاجَةً وَّمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الْخَامِسَةِ فَكَاَنَّمَا قَرَّبَ بَيْضَةً فَاِذَا خَرَجَ الْاِمَامُ حَضَرَتِ الْمَلَآئِكَةُ يَسْتَمِعُوْنَ الذِّكْرَ".

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' جو شخص غسل جنابت کی طرح غسل کر کے نماز کے لیے چلا جائے' تو گویا اس نے اونٹ قربان کیا (یا صدقہ کیا) جو شخص دوسری گھڑی میں جاتا ہے گویا اس نے گائے صدقہ کی' جو شخص تیسری گھڑی میں جاتا ہے گویا اس نے دنبہ صدقہ کیا' جو شخص چوتھی گھڑی میں جاتا ہے گویا اس نے مرغی صدقہ کی' جو شخص پانچویں گھڑی میں جاتا ہے' گویا اس نے انڈا صدقہ کیا' پھر جب امام آ جاتا ہے' تو فرشتے (خطبہ سننے کے لیے) حاضر ہو جاتے ہیں اور غور سے خطبہ سنتے ہیں۔

1388 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ سَوَّادِ بْنِ الْاَسْوَدِ بْنِ عَمْرٍو وَّالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَآءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهٗ - عَنِ ابْنِ وَهْبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنِ الْجُلَاحِ مَوْلٰى عَبْدِ الْعَزِيْزِ اَنَّ اَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَهٗ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "يَوْمُ الْجُمُعَةِ اثْنَتَا عَشْرَةَ سَاعَةً لَا يُوْجَدُ فِيْهَا عَبْدٌ مُّسْلِمٌ يَّسْاَلُ اللّٰهَ شَيْئًا اِلَّا اٰتَاهُ اِيَّاهُ فَالْتَمِسُوْهَا اٰخِرَ سَاعَةٍ بَعْدَ الْعَصْرِ".

☆☆ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''جمعہ کے دن ۱۲ گھڑیاں ہوتی ہیں' ان میں جو بھی مسلمان بندہ اللہ تعالیٰ سے جو بھی چیز مانگ رہا ہو تو اللہ تعالیٰ وہ چیز اسے عطاء کر دیتا ہے' تم (اس مخصوص گھڑی کو) عصر کے بعد آخری ساعت میں تلاش کرو''۔

1389 - اَخْبَرَنِيْ هَارُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ اٰدَمَ قَالَ حَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ عَيَّاشٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنَّا نُصَلِّيْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْجُمُعَةَ

1387- اخرجه البخاري في الجمعة، باب فضل الجمعة (الحديث 881) . واخرجه مسلم في الجمعة، باب الطيب و السواك يوم الجمعة (الحديث 10) . واخرجه ابو داؤد في الطهارة، باب في الغسل يوم الجمعة (الحديث 351) . واخرجه النسائي في الجمعة من الكبرى، وقت الجمعة (الحديث 43) و اخرجه الترمذي في الصلاة، باب ما جاء في التبكير الى الجمعة (الحديث 499) . تحفة الاشراف (12569) .

1388- اخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب الاجابة اية ساعة هي في يوم الجمعة (الحديث 1048) . واخرجه النسائي في الجمعة من الكبرى، وقت الجمعة (الحديث 44) . تحفة الاشراف (3157) .

1389- اخرجه مسلم في الجمعة، باب صلاة الجمعة حين تزول الشمس (الحديث 28 و 29) . واخرجه النسائي في الجمعة من الكبرى، وقت الجمعة (الحديث 45) . تحفة الاشراف (2602) .

ثُمَّ نَرْجِعُ فَنُرِيحُ نَوَاضِحَنَا ۔ قُلْتُ اَيَّةَ سَاعَةٍ قَالَ زَوَالُ الشَّمْسِ ۔

☆☆ امام جعفر صادق ؓ اپنے والد (امام محمد الباقر ؓ) کے حوالے سے حضرت جابر بن عبداللہ ؓ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کی اقتداء میں ہم لوگ جمعہ کی نماز ادا کیا کرتے تھے پھر جب ہم واپس جاتے تھے تو اس وقت باغ میں پانی دینے والے اونٹوں کو آرام دیا کرتے تھے۔

(راوی ؓ بیان کرتے ہیں:) میں نے دریافت کیا: یہ کون سا وقت ہوتا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: یہ زوال کا وقت ہوتا تھا۔

1390 - اَخْبَرَنَا شُعَيْبُ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ يَعْلَى بْنِ الْحَارِثِ قَالَ سَمِعْتُ اِيَاسَ بْنَ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ كُنَّا نُصَلِّيْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْجُمُعَةَ ثُمَّ نَرْجِعُ وَلَيْسَ لِلْحِيطَانِ فَيْءٌ يُسْتَظَلُّ بِهِ ۔

☆☆ ایاس بن سلمہ اپنے والد حضرت سلمہ بن اکوع ؓ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ہم لوگ نبی اکرم ﷺ کی اقتداء میں جب جمعہ کی نماز ادا کر کے واپس جاتے تھے تو دیواروں کا سایہ نہیں ہوتا تھا کہ اس سایہ میں آیا جا سکے۔

شرح

اکثر فقہاء اس بات کے قائل ہیں: جمعے کی نماز کا وقت وہی ہے جو ظہر کی نماز کا وقت ہے یعنی یہ زوال کے بعد شروع ہوتا ہے اور اس وقت تک باقی رہتا ہے جب تک ظہر کا وقت باقی رہتا ہے جو اکثر فقہاء کے نزدیک ایک مثل ہے جبکہ امام ابوحنیفہ ؒ کے نزدیک دو مثل ہے۔

جمہور کے نزدیک زوال سے پہلے جمعہ ادا کرنا درست نہیں ہے تاہم حنابلہ کی رائے اس بارے میں مختلف ہے وہ یہ کہتے ہیں زوال سے کچھ پہلے بھی جمعے کی نماز ادا کی جا سکتی ہے اور اس کا ابتدائی وقت وہ ہے جو عید کی نماز کا ابتدائی وقت ہے۔

امام احمد بن حنبل ؒ نے اپنے موقف کی تائید عبداللہ کے حوالے سے یہ بات نقل کی ہے: انہوں نے حضرت عمر ؓ حضرت ابوبکر ؓ کی اقتدا میں نماز جمعہ ادا کی۔ حضرت عثمان غنی ؓ کی اقتدا میں نماز جمعہ ادا کی تو یہ حضرات نصف النہار ہونے تک خطبے اور نماز سے فارغ ہو جایا کرتے تھے۔

لیکن جمہور کی دلیل یہ ہے: نبی اکرم ﷺ کے بارے میں یہی بات ثابت ہے کہ آپ ﷺ جمعے کی نماز اس وقت ادا کرتے تھے جب سورج مغرب کی جانب ڈھل جاتا تھا۔

آپ ﷺ کے بعد خلفائے راشدین کا بھی یہی معمول رہا۔

1390-اخرجه البخاری فی المغازی، باب غزوة الحديبية (الحديث 4168) . واخرجه مسلم فی الجمعة، باب صلاة الجمعة حين تزول الشمس (الحديث 31 و 32) بنحوه . و اخرجه ابو داؤد فی الصلاة، باب فی وقت الجمعة (الحديث 1085) واخرجه النسائی فی الجمعة من الكبری، وقت الجمعة (الحديث 46) . واخرجه ابن ماجه فی اقامة الصلاة والسنة فيها، باب ما جاء فی وقت الجمعة (الحديث 1100) . تحفة الاشراف (4512) .

جمہور کی دوسری دلیل یہ ہے: جمعہ اور ظہر یہ دونوں فرض ہیں اور ان دونوں کا وقت ایک ہی ہے۔ ان کے وقت میں کوئی اختلاف نہیں ہے تو جب ظہر کا وقت زوال کے بعد شروع ہوتا ہے تو جمعے کا بھی یہی وقت ہونا چاہیے۔

•••——•••——•••

15 - باب الْاَذَانِ لِلْجُمُعَةِ

باب: (جمعہ کی نماز کے لیے) اذان دینا

1391 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِي السَّائِبُ بْنُ يَزِيْدَ اَنَّ الْاَذَانَ كَانَ اَوَّلُ حِيْنَ يَجْلِسُ الْاِمَامُ عَلَى الْمِنْبَرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ فَلَمَّا كَانَ فِيْ خِلَافَةِ عُثْمَانَ وَكَثُرَ النَّاسُ اَمَرَ عُثْمَانُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ بِالْاَذَانِ الثَّالِثِ فَاُذِّنَ بِهٖ عَلَى الزَّوْرَاءِ فَثَبَتَ الْاَمْرُ عَلٰى ذٰلِكَ ۔

☆☆ سائب بن یزید بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ کے زمانہ اقدس میں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر ؓ کے دورِ خلافت میں جب امام منبر پر بیٹھ جاتا تھا تو اس وقت پہلی اذان دی جاتی تھی جب حضرت عثمان ؓ کا عہد خلافت آیا اور لوگوں کی آبادی زیادہ ہو گئی تو حضرت عثمان ؓ نے جمعہ کے دن تیسری اذان دینے کا حکم دیا تو زوراء کے مقام پر یہ اذان دی گئی۔

اس کے بعد یہی معمول رائج ہو گیا۔

شرح

امام نسائی ؒ نے یہاں جو روایت نقل کی ہے یہی روایت امام بخاری ؒ نے بھی اپنی ''صحیح'' میں نقل کی ہے۔ اس روایت میں سائب بن یزید نے یہ بات بیان کی ہے: نبی اکرم ﷺ کے زمانہ اقدس میں جمعہ کی اذان اس وقت دی جاتی تھی جس وقت آپ ﷺ منبر پر تشریف فرما ہو جایا کرتے تھے۔

حضرت ابوبکر ؓ اور حضرت عمر ؓ کے عہد میں بھی یہی معمول رہا۔

حضرت عثمان غنی ؓ کے عہد خلافت میں لوگوں کی تعداد زیادہ ہو گئی تو حضرت عثمان غنی ؓ نے تیسری اذان دلوائی۔

یہاں تیسری اذان سے مراد جمعہ کی دوسری اذان ہے اور اسے تیسری اس لئے کہا گیا ہے کیونکہ عربوں کے محاورے میں اذان

1391-اخرجه البخاری فی الجمعة، باب الاذان يوم الجمعة (الحديث 912)، وباب المؤذن الواحد يوم الجمعة (الحديث 913) بنحوه، وباب الجلوس على المنبر عند التاذين (الحديث 915) بنحوه، وباب التاذين عند الخطبة (الحديث 916) . و اخرجه ابو داؤد فی الصلاة، باب النداء يوم الجمعة (الحديث 1087 و 1088 و 1089 و 1090) . واخرجه الترمذی فی الصلاة، باب ما جاء فی اذان الجمعة (الحديث 516) بنحوه . و اخرجه النسائی فی الجمعة، باب الاذان للجمعة (الحديث 1392 و 1393) بنحوه، وفی الجمعة من الكبری، الاذان يوم الجمعة (الحديث 48 و 49 و 50) . واخرجه ابن ماجه فی اقامة الصلاة والسنة فيها، باب ما جاء فی الاذان يوم الجمعة (الحديث 1135) بنحوه . تحفة الاشراف (3799) .

اورا قامت دونوں کواذان کہہ دیا جاتا ہے' جیسا کہ نبی اکرم ﷺ کی حدیث میں بھی یہ بات منقول ہے: دواذانوں یعنی (اذان اورا قامت) کے درمیان نماز ادا کی جاسکتی ہے۔

تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اصل میں دوسری اذان کا اضافہ کیا تھا۔

یہ روایت ان مہربانوں کے لئے لمحہ فکریہ ہے' جواس بات کے قائل ہیں' جو کام نبی اکرم ﷺ نے نہیں کیا ہے وہ مطلق طور پر بدعت ہے۔

اس پر یہ کہا جاتا ہے نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے۔

''تم پر میری سنت اور خلفائے راشدین کی سنت کی پیروی کرنا لازم ہے۔''

لیکن سوال یہ ہے: شارع نبی اکرم ﷺ کی ذات ہے نبی اکرم ﷺ کے علاوہ اور کوئی فرد شارع نہیں ہو سکتا۔ نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اپنے تمام مقام ومرتبہ کے باوجود شارع نہیں بن سکتے تو اگر ان کے لئے اس بات کی اجازت موجود ہے کہ وہ کسی ایسے عمل کو معمول کے طور پر باقاعدگی سے اختیار کر سکتے ہیں' جسے معمول کے طور پر نبی اکرم ﷺ نے اختیار نہیں کیا تو بعد میں آنے والوں کے لئے یہ ممانعت کہاں سے ثابت ہوئی؟

اس بارے میں بنیادی اصول یہ ہے: جس چیز کو شریعت نے فرض، واجب یا سنت قرار دیا ہے وہ فرض واجب یا سنت قرار دی جائے گی اور جس کو حرام، مکروہ تحریمی یا مکروہ تنزیہی قرار دیا ہے وہ دلیل کی بناء پر حرام، مکروہ تحریمی یا مکروہ تنزیہی ہوگی اور جو کام اپنی اصل کے اعتبار سے مستحب ہوتا ہے اسے مستحب قرار دیا جائے اگرچہ اس کو معمول کے طور پر اختیار کر لیا جائے۔

•••———•••———•••

1392 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِىْ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ السَّائِبَ بْنَ يَزِيْدَ اَخْبَرَهُ قَالَ اِنَّمَا اَمَرَ بِالتَّاْذِيْنِ الثَّالِثِ عُثْمَانُ حِيْنَ كَثُرَ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ وَلَمْ يَكُنْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرُ مُؤَذِّنٍ وَّاحِدٍ وَّكَانَ التَّاْذِيْنُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ حِيْنَ يَجْلِسُ الْاِمَامُ .

☆☆ حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' تیسری اذان کا آغاز حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حکم کے تحت ہوا تھا' جب اہل مدینہ کی آبادی زیادہ ہوگئی تھی' نبی اکرم ﷺ کا مؤذن تو ایک ہی ہوا کرتا تھا اور جمعہ کے دن (پہلی اذان) اس وقت دی جاتی تھی جب امام (منبر پر) بیٹھ جاتا تھا۔

1393 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ كَانَ بِلَالٌ يُؤَذِّنُ اِذَا جَلَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَاِذَا نَزَلَ اَقَامَ ثُمَّ كَانَ كَذٰلِكَ فِىْ زَمَنِ اَبِىْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا .

☆☆ حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' حضرت بلال رضی اللہ عنہ جمعہ کے دن اس وقت اذان دیتے تھے جب

1392-تقدم (الحديث 1391) .

1393-تقدم (الحديث 1391) .

نبی اکرم ﷺ منبر پر تشریف فرما ہو جاتے تھے' جب آپ ﷺ منبر سے نیچے اترتے تھے' تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ اقامت کہہ دیتے تھے۔ اس کے بعد حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے زمانہ میں بھی ایسا ہی ہوتا رہا۔

16 - باب الصَّلَاةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ لِمَنْ جَآءَ وَقَدْ خَرَجَ الْاِمَامُ

باب: جمعہ کے دن جو شخص امام کے آجانے کے بعد (مسجد میں) آئے' اس کا (تحیۃ المسجد) کی نماز ادا کرنا

1394 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اِذَا جَآءَ اَحَدُكُمْ وَقَدْ خَرَجَ الْاِمَامُ فَلْيُصَلِّ رَكْعَتَيْنِ ." قَالَ شُعْبَةُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ .

☆☆ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''(جمعہ کے دن) جب کوئی شخص (مسجد میں) آئے حالانکہ امام آچکا ہو' تو اس شخص کو دو رکعات (تحیۃ المسجد) ادا کر لینی چاہیے''۔

شعبہ نامی راوی نے روایت کے الفاظ میں ''جمعہ کے دن'' کے الفاظ نقل کیے ہیں۔

شرح

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول اس روایت کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی ''صحیح'' میں نقل کیا ہے۔

وہاں اس کی وضاحت کرتے ہوئے صحیح بخاری کے شارح علامہ ابن بطال رحمۃ اللہ علیہ تحریر کرتے ہیں:

''اس حدیث کے مفہوم کے بارے میں فقہاء کے مابین اختلاف پایا جاتا ہے فقہاء کے ایک گروہ نے اس کے ظاہر کے مطابق اس کا مفہوم بیان کیا ہے۔''

وہ یہ کہتے ہیں: جب کوئی شخص ایسے وقت میں مسجد میں آئے جب امام خطبہ دے رہا ہو تو اس شخص کو چاہیے کہ مختصر طور پر دو رکعات ادا کر لے یہ ایک ایسی سنت ہے' جو معمول ہے۔

حسن بصری اور مکحول اسی بات کے قائل ہیں۔

امام شافعی، امام احمد بن حنبل، اسحاق بن راہویہ، ابوثور اور اصحاب ظواہر کا بھی یہی مذہب ہے۔

امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں' جو شخص اپنے گھر میں دو رکعات ادا کر چکا ہو بعد میں وہ مسجد میں آئے اور امام اس وقت خطبہ دے رہا ہو تو اس شخص کو چاہیے کہ وہ بیٹھ جائے لیکن اگر اس نے اپنے گھر میں دو رکعات نماز ادا نہیں کی تھی' تو اسے مسجد میں آنے کے بعد دو رکعات نماز ادا کر لینی چاہیے کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے جس شخص کو یہ ہدایت کی تھی اس نے گھر میں دو رکعت نماز ادا

1394-اخرجه البخاري في التهجد، باب ما جاء في التطوع مثنى مثنى (الحديث 1166) . واخرجه مسلم في الجمعة، باب التحية و الامام يخطب (الحديث 57) . واخرجه النسائي في الجمعة من الكبرى، الصلاة يوم الجمعة وقد خرج الامام (الحديث 51) . تحفة الاشراف (2549) .

نہیں کی تھی۔ اس لئے نبی اکرم ﷺ نے اسے حکم دیا تھا کہ وہ دو رکعات نماز ادا کر لے۔

اس حوالے سے تیسرا قول شیخ ابومجلز کا ہے' وہ یہ کہتے ہیں اگر آپ چاہیں' تو دو رکعات ادا کر لیں اور آپ چاہیں' تو (دو رکعات ادا کیے بغیر) بیٹھ جائیں۔

چوتھا قول جمہور کا ہے' جو اس بات کے قائل ہیں' جب آپ مسجد میں آئیں اور امام اس وقت خطبہ دے رہا ہو' تو آپ بیٹھ جائیں گے دو رکعات نماز ادا نہیں کریں گے۔

صحابہ کرام میں سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ، حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اسی بات کے قائل ہیں۔

تابعین میں سے عطاء بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ، ابراہیم نخعی، ابن سیرین، قاضی شریح، عروہ بن زبیر اور سعید بن مسیب بھی اسی بات کے قائل ہیں۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور لیث بن سعد کا بھی یہی موقف ہے۔

اس کے بعد ابن بطال رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں یہ روایات نقل کی ہیں' ان حضرات کے نزدیک جب امام خطبہ دے رہا ہو اس وقت نماز ادا نہیں کی جائے گی۔

یہاں یہ سوال پیدا ہو سکتا ہے: اگر خطبے کے دوران نماز ادا کرنا منع ہے' تو نبی اکرم ﷺ نے اس شخص کو نماز ادا کرنے کا حکم کیوں دیا تھا؟

جمہور نے اس کی وجہ یہ بیان کی ہے: اس شخص نے پھٹے پرانے کپڑے پہنے ہوئے تھے' اور نبی اکرم ﷺ نے یہ ارادہ کیا کہ لوگ اس کی ظاہری ہیئت کو دیکھ کر اس کو صدقہ و خیرات کر دیں۔*

•••———•••———•••

17 - باب مَقَامِ الْإِمَامِ فِي الْخُطْبَةِ

باب: امام کے خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہونے کی جگہ

1395 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ سَوَّادِ بْنِ الْاَسْوَدِ قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ اَنَّ اَبَا الزُّبَيْرِ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا خَطَبَ يَسْتَنِدُ اِلٰى جِذْعِ نَخْلَةٍ مِنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ فَلَمَّا صُنِعَ الْمِنْبَرُ وَاسْتَوَى عَلَيْهِ اضْطَرَبَتْ تِلْكَ السَّارِيَةُ كَحَنِيْنِ النَّاقَةِ حَتّٰى سَمِعَهَا اَهْلُ الْمَسْجِدِ حَتّٰى نَزَلَ اِلَيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاعْتَنَقَهَا فَسَكَتَتْ.

* شرح ابن بطال، کتاب جمعہ کا بیان، باب! جب امام کسی شخص کو دیکھے کہ وہ آیا ہے اور امام اس وقت خطبہ دے رہا ہو تو امام اسے دو رکعت ادا کرنے کی ہدایت کرے

1395- اخرجه النسائي في الجمعة من الكبرى، مقام الامام في الخطبة (الحديث 54) . تحفة الاشراف (2877) .

☆☆ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ جب خطبہ دیتے تھے' تو پہلے کھجور کے تنے سے ٹیک لگاتے تھے' جو مسجد کا ایک ستون بھی تھا' جب منبر بنوا دیا گیا تو نبی اکرم ﷺ اس پر تشریف فرما ہوئے' تو وہ ستون مضطرب ہو گیا اور اونٹنی کی طرح بلبلانے لگا' یہاں تک کہ مسجد میں موجود افراد نے اس کی آواز کو سنا' نبی اکرم ﷺ منبر سے اتر کر اس کے پاس گئے آپ نے اسے اپنے ساتھ لپٹا لیا تو وہ خاموش ہو گیا۔

شرح

اس حدیث میں اس بات کا بیان موجود ہے کہ جب نبی اکرم ﷺ کے لئے منبر شریف نہیں تیار کیا گیا تھا تو اس سے پہلے آپ ﷺ کھجور کے ایک تنے کے ساتھ ٹیک لگا کر خطبہ دیا کرتے تھے' اور اس میں یہ بات مذکور ہے کہ جب آپ ﷺ کا منبر بنا لیا گیا اور آپ ﷺ اس پر تشریف فرما ہوئے تو کھجور کا وہ تنا آپ ﷺ کی جدائی میں رونے لگا یہاں تک کہ اہل مسجد نے بھی اس کی آواز سنی نبی اکرم ﷺ اس کے پاس تشریف لے گئے آپ ﷺ نے اسے اپنے ساتھ چمٹا لیا تو وہ خاموش ہو گیا۔

یہ بات نبی اکرم ﷺ کا معجزہ ہے کہ کھجور کا تنا آپ کے فراق میں رونے لگ پڑا تھا۔

ویسے بھی ایک روایت میں آپ ﷺ کا یہ فرمان منقول ہے۔

"سرکش جنوں اور انسانوں کے علاوہ ہر چیز یہ بات جانتی ہے کہ میں اللہ کا نبی ہوں۔"

•••———•••———•••

18 - باب قِيَامِ الْإِمَامِ فِي الْخُطْبَةِ

باب: امام کا کھڑے ہو کر خطبہ دینا

1396 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَكَمِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ اَبِيْ عُبَيْدَةَ عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ قَالَ دَخَلَ الْمَسْجِدَ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اُمِّ الْحَكَمِ يَخْطُبُ قَاعِدًا فَقَالَ انْظُرُوْا اِلٰى هٰذَا يَخْطُبُ قَاعِدًا وَقَدْ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ (وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوًا انْفَضُّوْا اِلَيْهَا وَتَرَكُوْكَ قَائِمًا) .

☆☆ حضرت ابوعبیدہ بیان کرتے ہیں' حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ مسجد میں داخل ہوئے' اس وقت عبدالرحمٰن بن ام حکم بیٹھ کر خطبہ دے رہا تھا تو حضرت کعب رضی اللہ عنہ بولے: اس کو دیکھو ذرا! یہ بیٹھ کر خطبہ دے رہا ہے' جبکہ اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا ہے:

"اور جب ان لوگوں نے تجارت کی چیز اور دلچسپی کی چیز کو دیکھا تو اس کی طرف چلے گئے اور تمہیں کھڑا چھوڑ دیا"۔

(اس آیت میں' تو اس بات کا تذکرہ ہے' نبی اکرم ﷺ کھڑے ہو کر خطبہ دے رہے تھے)

1396- اخرجه مسلم في الجمعة، باب في قوله تعالٰى (واذا راوا تجارة او لهوًا انفضوا اليها و تركوك قائمًا) (الحديث 39) . واخرجه النسائي في الجمعة من الكبرى، قيام الامام في الخطبة (الحديث 55) . تحفة الاشراف (11120) .

شرح

اس بات پر فقہا کا اتفاق ہے کہ جمعہ کی نماز کے لئے خطبہ ہونا شرط ہے۔ تاہم خطبہ کی شرائط کے بارے میں فقہا کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔

جمعہ کی نماز کے لئے خطبہ نماز سے پہلے دیا جاتا ہے اس کی مقدار اتنی ہونی چاہئے جتنی دیر میں طوال مفصل سے تعلق رکھنے والی کسی سورت کی تلاوت کی جاسکتی ہے۔ دو خطبے دیے جائیں گے اور ان کے درمیان میں امام بیٹھ جائے گا۔ یہ بیٹھنا تین آیات کی تلاوت کے برابر ہوگا۔ دونوں خطبے بلند آواز میں دیئے جائیں گے۔

تاہم دوسرے خطبے میں آواز نسبتاً پست رکھی جائے گی امام کھڑا ہو کر خطبہ دے گا۔ اس کا رخ لوگوں کی طرف ہوگا۔ باوضو اور پاک حالت میں خطبہ دے گا۔ ستر عورت ڈھانپا ہوا ہوگا۔ یہ خطبہ دینا لازم ہے اگرچہ جمعے کے دن تمام حاضرین بہرے ہوں یا سوئے ہوئے ہوں۔

اگر امام بیٹھ کر خطبہ دے دیتا ہے یا بے وضو حالت میں خطبہ دے دیتا ہے تو ایسا کرنا جائز ہوگا کیونکہ مقصد حاصل ہوگیا جو وعظ ونصیحت کرنا تھا تاہم ایسا کرنا مکروہ ہوگا کیونکہ یہ موروث طریقے اور سنت کے خلاف ہے۔

روایت کے متن میں حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ نے اپنے موقف کی تائید میں سورۃ جمعہ کی جو آیت پیش کی ہے اس میں یہ الفاظ ان کی دلیل ہیں۔

''اور انہوں نے تمہیں کھڑا ہوا چھوڑ دیا۔''

یعنی وہ لوگ جب اٹھ کر وہاں سے چلے گئے اس وقت نبی اکرم ﷺ قیام کی حالت میں خطبہ دے رہے تھے۔ احادیث سے بھی یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ہمیشہ کھڑے ہو کر ہی خطبہ دیا ہے۔ بیٹھ کر خطبہ دینا آپ سے ثابت نہیں ہے۔

•••———•••———•••

19 - باب الْفَضْلِ فِي الدُّنُوِّ مِنَ الْإِمَامِ

باب: امام کے قریب بیٹھنے کی فضیلت

1397 - اَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْوَاحِدِ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ الْحَارِثِ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِى الْاَشْعَثِ الصَّنْعَانِيِّ عَنْ اَوْسِ بْنِ اَوْسٍ الثَّقَفِيِّ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ غَسَّلَ وَاغْتَسَلَ وَابْتَكَرَ وَغَدَا وَدَنَا مِنَ الْإِمَامِ وَاَنْصَتَ ثُمَّ لَمْ يَلْغُ كَانَ لَهٗ بِكُلِّ خُطْوَةٍ كَاَجْرِ سَنَةٍ صِيَامِهَا وَقِيَامِهَا ."

☆☆ حضرت اوس بن اوس ثقفی رضی اللہ عنہ، نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

1397-تقدم (الحديث 1380) .

''جو شخص (جمعہ کے دن) غسل کر کے صاف ستھرے کپڑے پہن کر جلدی نماز کے لیے چلا جاتا ہے اور امام کے قریب جا کر بیٹھتا ہے اور خاموش رہتا ہے اور کوئی لغو حرکت نہیں کرتا تو اسے ہر ایک قدم کے عوض میں ایک سال کے نفلی روزوں اور نماز کا ثواب ملتا ہے''۔

شرح

اس روایت میں جمعہ کے دن کے آداب کا تذکرہ کیا گیا ہے اور ان آداب میں یہ بات بھی شامل ہے کہ انسان جمعہ کے دن، غسل کر کے جلدی مسجد میں چلا جائے اور امام کے قریب بیٹھنے کی کوشش کرے تاکہ زیادہ توجہ اور غور کے ساتھ امام کا خطبہ سن سکے۔

•••———•••———•••

20 - باب النَّهْيِ عَنْ تَخَطِّي رِقَابِ النَّاسِ وَالْإِمَامُ عَلَى الْمِنْبَرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

باب: جمعہ کے دن جب امام منبر پر موجود ہو تو لوگوں کی گردنیں پھلانگ کر جانے کی ممانعت

1398 - اَخْبَرَنَا وَهْبُ بْنُ بَيَانٍ قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ بْنَ صَالِحٍ عَنْ اَبِى الزَّاهِرِيَّةِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا اِلٰى جَانِبِهٖ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَالَ جَآءَ رَجُلٌ يَّتَخَطّٰى رِقَابَ النَّاسِ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَىِ اجْلِسْ فَقَدْ اٰذَيْتَ ."

☆☆ ابوزاہریہ حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: ایک جمعہ کے دن میں ان کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا تو انہوں نے بتایا: ایک دفعہ ایک شخص لوگوں کی گردنیں پھلانگتا ہوا آیا' تو نبی اکرم ﷺ نے اس سے فرمایا: اے آدمی! تم بیٹھ جاؤ! تم اذیت دے رہے ہو۔

شرح

سابقہ روایت میں یہ بات بیان کی گئی تھی کہ جمعہ کے دن جلدی غسل کر کے مسجد میں جانا مرغوب ہے اور امام کے قریب بیٹھنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ اس روایت میں یہ بات بیان کی گئی ہے کہ امام کے قریب جانے کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ بعد میں آنے والا شخص پہلے سے آنے والے لوگوں کی گردنیں پھلانگ کر انہیں ایذاء پہنچا کر امام کے قریب بیٹھنے کی کوشش کرے بلکہ آگے بیٹھنے کا حق ان لوگوں کا ہے' جو جلدی آ جائیں بعد میں آنے والے شخص کے لئے حکم یہ ہے: وہ پیچھے بیٹھ جائے۔

نماز جمعہ کے آداب میں یہ بات شامل ہے کہ خاموشی کے ساتھ غور سے امام کا خطبہ سنا جائے جمعہ کے دن جمعے کی نماز کے دوران کوئی بھی لغو حرکت کرنے سے منع کیا گیا ہے لغو سے مراد وہ کام ہوتا ہے' جو بے فائدہ ہو اور جو صحیح کام کے خلاف ہو۔

لغو کام میں یہ بات بھی شامل ہے کہ جب امام خطبہ دے رہا ہو اس وقت کوئی شخص بات چیت شروع کردے اور دوسرا شخص

1398-اخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب تخطي رقاب الناس يوم الجمعة (الحديث 1118) . واخرجه النسائي في الجمعة من الكبرى، النهي عن تخطي رقاب الناس و الامام على المنبر يوم الجمعة (الحديث 68) . تحفة الاشراف (5188) .

اسے ٹوکتے ہوئے یہ کہہ دے: تم خاموش رہو۔

اکثر فقہاء کے نزدیک جمعے کے خطبے کو خاموشی سے سننا واجب ہے اور اس کی دلیل وہ روایات ہیں' جو امام نسائی رحمہ اللہ نے یہاں اس حوالے سے نقل کی ہیں۔

اگر کوئی شخص امام کے خطبے کے دوران کلام کرتا ہے' تو وہ ایک غلط حرکت کا ارتکاب کرتا ہے' لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اس کی جمعے کی نماز فاسد ہو جاتی ہے۔

•••——•••——•••

21 - باب الصَّلَاةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ لِمَنْ جَآءَ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ

باب: جب کوئی شخص جمعہ کے دن اس وقت آئے جب امام خطبہ دے رہا ہو' تو اس شخص کا نماز ادا کرنا

1399 - اَخْبَرَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْحَسَنِ وَيُوْسُفُ بْنُ سَعِيْدٍ - وَاللَّفْظُ لَهُ - قَالَا حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِىْ عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ اَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ جَآءَ رَجُلٌ وَّالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَالَ لَهُ "اَرَكَعْتَ رَكْعَتَيْنِ." قَالَ لَا. قَالَ "فَارْكَعْ".

☆☆ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص آیا' اس وقت نبی اکرم ﷺ جمعہ کے دن منبر پر خطبہ دے رہے تھے' نبی اکرم ﷺ نے اس شخص سے دریافت کیا: تم نے دو رکعات نماز پڑھ لی ہے؟ اس نے عرض کی: جی نہیں! نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: پھر تم پڑھ لو۔

22 - باب الْاِنْصَاتِ لِلْخُطْبَةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

باب: جمعہ کے دن خاموشی سے خطبہ سننے کے لیے کہنا

1400 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ قَالَ لِصَاحِبِهِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْاِمَامُ يَخْطُبُ اَنْصِتْ فَقَدْ لَغَا".

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''جو شخص جمعہ کے دن اپنے ساتھی سے امام کے خطبے کے دوران یہ کہے: تم خاموش رہو' تو اس شخص نے بھی لغو حرکت کی''۔

1401 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنِىْ اَبِىْ عَنْ جَدِّىْ قَالَ حَدَّثَنِىْ عُقَيْلٌ

1399-اخرجه مسلم فى الجمعة، باب التحية والامام يخطب (الحديث 56) . تحفة الاشراف (2557) .

1400-اخرجه البخارى فى الجمعة، باب الانصات يوم الجمعة و الامام يخطب (الحديث 394) . واخرجه مسلم فى الجمعة، باب فى الانصات يوم الجمعة فى الخطبة (الحديث 11) . واخرجه الترمذى فى الصلاة، باب ما جاء فى كراهية الكلام والامام يخطب (الحديث 512) . واخرجه النسائى فى الجمعة، باب الانصات للخطبة يوم الجمعة (الحديث 1401)، و فى الجمعة من الكبرى، الانصات للخطبة (الحديث 70 و 71) . تحفة الاشراف (13206) .

عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ قَارِظٍ وَّعَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّهُمَا حَدَّثَاهُ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "اِذَا قُلْتَ لِصَاحِبِكَ اَنْصِتْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْاِمَامُ يَخْطُبُ فَقَدْ لَغَوْتَ".

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

''جب تم نے جمعہ کے دن اپنے ساتھی سے یہ کہا کہ تم خاموش رہو' جبکہ امام اُس وقت خطبہ دے رہا ہو' تو تم نے لغو حرکت کی''۔

23 - باب فَضْلِ الْاِنْصَاتِ وَتَرْكِ اللَّغْوِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

باب: جمعہ کے دن خاموش رہنے کی فضیلت اور لغو حرکت کو ترک کرنا

1402 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اَبِىْ مَعْشَرٍ زِيَادِ بْنِ كُلَيْبٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنِ الْقَرْثَعِ الضَّبِّيِّ - وَكَانَ مِنَ الْقُرَّاءِ الْاَوَّلِيْنَ - عَنْ سَلْمَانَ قَالَ قَالَ لِىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَا مِنْ رَّجُلٍ يَّتَطَهَّرُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ كَمَا اُمِرَ ثُمَّ يَخْرُجُ مِنْ بَيْتِهٖ حَتّٰى يَاْتِىَ الْجُمُعَةَ وَيُنْصِتُ حَتّٰى يَقْضِىَ صَلَاتَهٗ اِلَّا كَانَ كَفَّارَةً لِّمَا قَبْلَهٗ مِنَ الْجُمُعَةِ".

☆☆ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے فرمایا:

''جو شخص جمعہ کے دن اسی طرح پاک صاف ہوتا ہے' جس طرح اسے حکم دیا گیا ہے' پھر وہ اپنے گھر سے نکلتا ہے' یہاں تک کہ جمعہ کی نماز کے لیے آتا ہے اور خاموش رہتا ہے' یہاں تک کہ اپنی نماز کو مکمل کر لیتا ہے' تو یہ چیز اس کے سابقہ جمعہ سے لے کر اس جمعے تک کے گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہے''۔

24 - باب كَيْفِيَّةِ الْخُطْبَةِ

باب: خطبہ دینے کا طریقہ

1403 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا اِسْحَاقَ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِىْ عُبَيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "عَلَّمَنَا خُطْبَةَ الْحَاجَةِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَسَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِىَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ثُمَّ يَقْرَاُ ثَلَاثَ اٰيَاتٍ

1401-تقدم (الحديث 1400) .

1402-اخرجه النسائى فى الجمعة من الكبرى، فضل الانصات و ترك اللغو (الحديث 72) . تحفة الاشراف (4508) .

1403-اخرجه ابو داؤد فى النكاح، باب فى خطبة النكاح (الحديث 2118) . واخرجه النسائى فى عمل اليوم و الليلة، ما يستحب من الكلام عند الحاجة (الحديث 491 و 492)، و فى الجمعة من الكبرى، كيف الخطبة (الحديث 61) . تحفة الاشراف (9618) .

(يَاَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهٖ وَلَا تَمُوتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُسْلِمُوْنَ) (يَاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَاءً وَّاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِىْ تَسَاءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا) (يَاَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا) ."

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَبُوْ عُبَيْدَةَ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ اَبِيْهِ شَيْئًا وَّلَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ وَّلَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ .

☆☆ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطبہ حاجت (یعنی نکاح کا خطبہ) دینے کا طریقہ تعلیم دیا تھا (جس کے الفاظ یہ ہیں:)

"ہر طرح کی حمد اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہے' ہم اسی سے مدد طلب کرتے ہیں' اسی سے مغفرت طلب کرتے' ہم اپنے نفوس کے شر اور اپنے اعمال کی بُرائی سے اس کی پناہ مانگتے ہیں' جسے اللہ تعالیٰ ہدایت نصیب کر دے' اسے کوئی گمراہ نہیں کر سکتا اور جسے وہ گمراہ رہنے دے' اسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا' میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے' میں اس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں"۔

اس کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین آیات تلاوت کیں:

"اے ایمان والو! تم اللہ سے اتنا ڈرو جس طرح اس سے ڈرنے کا حق ہے اور جب تم مرنے لگو تو تم مسلمان ہونا"۔

"اے لوگو! تم اپنے اس پروردگار سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا ہے اور اس نے اس جان سے اس کا جوڑا بنایا اور پھر ان دونوں کے ذریعے بہت سے مردوں اور خواتین کو پھیلا دیا' اس اللہ سے ڈرو جس کے وسیلے سے تم ایک دوسرے سے مانگتے ہو اور رشتہ داری (کے حقوق) کا خیال رکھنے کے (حوالے سے بھی ڈرو) بے شک اللہ تعالیٰ تمہارا نگران ہے"۔

"اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور سچی بات کہو"۔

امام نسائی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: ابوعبیدہ نامی راوی نے اپنے والد (حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) سے کوئی حدیث نہیں سنی ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے عبدالرحمٰن نے بھی اپنے والد سے کوئی حدیث نہیں سنی ہے۔ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے عبدالجبار نے بھی اپنے والد سے کوئی حدیث نہیں سنی ہے۔

شرح

یہاں روایت کے متن میں استعمال ہونے والے لفظ "خطبہ حاجت" سے مراد نکاح کے وقت دیا جانے والا خطبہ ہے۔ جمعہ کے خطبے کے بارے میں یہ بات مستحب ہے کہ امام اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے۔ حاضرین کو وعظ ونصیحت

کرے قرآنی آیات اور احادیث سنائے۔ اس کے علاوہ انہیں وعظ ونصیحت کرے، انہیں نیکی کے کام کرنے کی ترغیب دے۔ برائی سے بچنے کی تلقین کرے وغیرہ

اہل سنت کے معمولات میں یہ بات شامل ہے کہ وہ جمعہ کے خطبہ میں چاروں خلفاء راشدین، خاتون جنت سیدہ فاطمہ زہرا، حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ، حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ، حضرت عباس رضی اللہ عنہ، حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا نام لے کر اور دیگر تمام مہاجرین اور انصار اور قیامت تک آنے والے ان کے تمام پیروکاروں کے لئے عمومی طور پر دعا کرتے ہیں' جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کے تابع کے طور پر ہوتی ہے۔

•••——•••——•••

25 - باب حَضِّ الْاِمَامِ فِىْ خُطْبَتِهٖ عَلَى الْغُسْلِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

باب: امام کا خطبہ دیتے ہوئے جمعہ کے دن غسل کرنے کی ترغیب دینا

1404 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ خَطَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "اِذَا رَاحَ اَحَدُكُمْ اِلَى الْجُمُعَةِ فَلْيَغْتَسِلْ ."

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا' آپ نے فرمایا: جب کوئی شخص جمعہ کے لیے آئے تو وہ غسل کر لے۔

شرح

اس حدیث سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ جمعہ کے دن خطبہ دیتے ہوئے امام لوگوں کو شرعی مسائل سے آگاہ کرے گا۔ اس کے علاوہ معمولات حیات میں مستحبات کو اختیار کرنے کی بھی تلقین کرے گا۔

•••——•••——•••

1405 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ نَشِيْطٍ اَنَّهٗ سَاَلَ ابْنَ شِهَابٍ عَنِ الْغُسْلِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَالَ سُنَّةٌ وَّقَدْ حَدَّثَنِىْ بِهٖ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَكَلَّمَ بِهَا عَلَى الْمِنْبَرِ .

☆☆ ابراہیم بن نشیط بیان کرتے ہیں' انہوں نے ابن شہاب سے جمعہ کے دن غسل کے بارے میں دریافت کیا' تو انہوں نے جواب دیا: یہ سنت ہے' سالم بن عبداللہ نے اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ) کے حوالے سے یہ حدیث مجھے سنائی ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر اس بارے میں گفتگو کی تھی۔

1406 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ

1404- اخرجه النسائي في الجمعة من الكبرى، الغسل يوم الجمعة (الحديث 23) . تحفة الاشراف (7650) .

1405- انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (6805) . .

عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انَّهُ قَالَ وَهُوَ قَائِمٌ عَلَى الْمِنْبَرِ "مَنْ جَآءَ مِنْكُمُ الْجُمُعَةَ فَلْيَغْتَسِلْ".

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ مَا اَعْلَمُ اَحَدًا تَابَعَ اللَّيْثَ عَلٰى هٰذَا الْاِسْنَادِ غَيْرَ ابْنِ جُرَيْجٍ وَّاَصْحَابُ الزُّهْرِيِّ يَقُوْلُوْنَ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْهِ بَدَلَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ.

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ منبر پر کھڑے ہوئے تھے' جب آپ نے ارشاد فرمایا:

"جو شخص جمعہ کے لیے آئے' اسے غسل کر لینا چاہیے"۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: میرے علم کے مطابق کسی بھی راوی نے اس روایت میں لیث کی متابعت نہیں کی ہے صرف ابن جریر نے ایسا کیا ہے' جبکہ امام زہری کے شاگردوں نے اسے سالم بن عبداللہ کے حوالے سے' ان کے والد سے نقل کیا ہے انہوں نے اسے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے صاحبزادے عبداللہ کے حوالے سے نقل نہیں کیا ہے۔

26 - باب حَثِّ الْاِمَامِ عَلَى الصَّدَقَةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِيْ خُطْبَتِهٖ

باب: جمعہ کے دن امام کا خطبے کے دوران صدقہ کرنے کی ترغیب دینا

1407 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا سَعِيْدِ الْخُدْرِيَّ يَقُوْلُ جَآءَ رَجُلٌ يَّوْمَ الْجُمُعَةِ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ بِهَيْئَةٍ بَذَّةٍ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَصَلَّيْتَ". قَالَ لَا. قَالَ "صَلِّ رَكْعَتَيْنِ". وَحَثَّ النَّاسَ عَلَى الصَّدَقَةِ فَاَلْقَوْا ثِيَابًا فَاَعْطَاهُ مِنْهَا ثَوْبَيْنِ فَلَمَّا كَانَتِ الْجُمُعَةُ الثَّانِيَةُ جَآءَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ فَحَثَّ النَّاسَ عَلَى الصَّدَقَةِ - قَالَ - فَاَلْقٰى اَحَدَ ثَوْبَيْهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "جَآءَ هٰذَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ بِهَيْئَةٍ بَذَّةٍ فَاَمَرْتُ النَّاسَ بِالصَّدَقَةِ فَاَلْقَوْا ثِيَابًا فَاَمَرْتُ لَهٗ مِنْهَا بِثَوْبَيْنِ ثُمَّ جَآءَ الْاٰنَ فَاَمَرْتُ النَّاسَ بِالصَّدَقَةِ فَاَلْقٰى اَحَدَهُمَا". فَانْتَهَرَهٗ وَقَالَ "خُذْ ثَوْبَكَ".

☆☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' جمعہ کے دن ایک شخص آیا' نبی اکرم ﷺ اس وقت خطبہ دے رہے تھے' اس شخص کی ظاہری حالت سے تنگدستی عیاں تھی۔ نبی اکرم ﷺ نے اس سے دریافت کیا: کیا تم نے نماز ادا کر لی ہے؟ اس نے عرض کی: جی نہیں! نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم دو رکعات ادا کر لو' پھر نبی اکرم ﷺ نے صدقہ و خیرات کرنے کی ترغیب دی' لوگوں نے اپنے کپڑے پیش کر دیئے' نبی اکرم ﷺ نے ان میں سے دو کپڑے اسے دیئے' جب اگلا جمعہ آیا' تو وہی شخص آیا' نبی اکرم ﷺ اس وقت خطبہ دے رہے تھے' نبی اکرم ﷺ نے صدقہ و خیرات کرنے کی ترغیب دی تو اس شخص نے اپنے دو کپڑوں

1406-اخرجه مسلم في الجمعة، (الحديث 2) . واخرجه الترمذي في الصلاة، باب ما جاء في الاغتسال يوم الجمعة (الحديث 493) . تحفة الاشراف (7270) .

1407-اخرجه الترمذي في الصلاة، باب ما جاء في الركعتين اذا جاء الرجل والامام يخطب (الحديث 511) . وابن ماجه في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب ما جاء فيمن دخل المسجد و الامام يخطب (الحديث 1113) . تحفة الاشراف (4272) .

میں سے ایک پیش کر دیا۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"یہ شخص پچھلے جمعہ تنگدستی کی حالت میں آیا تھا' میں نے لوگوں کو صدقہ کرنے کی ہدایت کی تھی' تو انہوں نے کپڑے پیش کر دیئے تھے' تو میرے حکم کے تحت ان کپڑوں میں سے دو کپڑے اسے دیئے گئے تھے' اب یہ آیا ہے اور میں نے لوگوں کو صدقہ کرنے کی ہدایت کی ہے' تو اس نے ان دونوں میں سے ایک کپڑے کو پیش کر دیا ہے"۔

(راوی کہتے ہیں:) نبی اکرم ﷺ نے اس شخص کو ڈانٹا اور فرمایا:

"تم اپنا کپڑا واپس لے لو"۔

شرح

اس روایت سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ جمعہ کے دن مسلمانوں کی فلاح و بہبود کے لئے کسی کام کے صدقہ و خیرات کرنے کی تلقین کی جا سکتی ہے اور امام کے لئے یہ بات مستحب ہے کہ وہ خطبے کے دوران ایسا کرے کیونکہ وہ خطبے کے دوران یہ بات کرے گا' تو لوگ زیادہ توجہ سے اس کی بات سنیں گے اور اس پر عمل پیرا ہونے کی کوشش کریں گے۔

•••——•••——•••

27 - باب مُخَاطَبَةِ الْاِمَامِ رَعِيَّتَهٗ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ

باب: امام جب منبر پر موجود ہو' اس وقت اس کا حاضرین کو مخاطب کرنا

1408 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ بَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اِذْ جَآءَ رَجُلٌ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "صَلَّيْتَ". قَالَ لَا. قَالَ "قُمْ فَارْكَعْ".

☆☆ حضرت جابر بن عبداللہ بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ جمعہ کے دن خطبہ دے رہے تھے' اسی دوران ایک شخص آیا' تو نبی اکرم ﷺ نے اس سے دریافت کیا: کیا تم نے نماز ادا کر لی ہے؟ اس نے عرض کی: جی نہیں! نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اُٹھو اور نماز پڑھ لو۔

شرح

اس روایت میں یہ بات مذکور ہے کہ اگر امام خطبہ دینے کے دوران کسی کو مخاطب کرتا ہے' تو یہ بات جائز ہے اور اس سے بالواسطہ طور پر یہ بات بھی ثابت ہو جاتی ہے کہ اگر امام نے کسی شخص کو مخاطب کیا ہو تو وہ شخص آگے سے جواب بھی دے سکتا ہے۔

1408-اخرجه البخاري في الجمعة، باب اذا راى الامام رجلا جاء و هو يخطب امره ان يصلي ركعتين (الحديث 930) . واخرجه مسلم في الجمعة، باب التحية و الامام يخطب (الحديث 54) . واخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب اذا دخل الرجل والامام يخطب (الحديث 1115) . واخرجه الترمذي في الصلاة، باب ما جاء في الركعتين اذا جاء الرجل والامام يخطب (الحديث 510) . واخرجه النسائي في السنن الكبرى، الكلام في الخطبة (الحديث 62) . تحفة الاشراف (2511) .

1409 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُوْسٰى اِسْرَآئِيْلُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ سَمِعْتُ الْحَسَنَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ اَبَا بَكْرَةَ يَقُوْلُ لَقَدْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَالْحَسَنُ مَعَهُ وَهُوَ يُقْبِلُ عَلَى النَّاسِ مَرَّةً وَّعَلَيْهِ مَرَّةً وَّيَقُوْلُ "اِنَّ ابْنِیْ هٰذَا سَيِّدٌ وَّلَعَلَّ اللّٰهَ اَنْ يُّصْلِحَ بِهٖ بَيْنَ فِئَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ عَظِيْمَتَيْنِ".

☆☆ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' مجھے یہ بات یاد ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما تھے' حضرت حسن رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ تھے' ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے تھے' ایک مرتبہ ان کی طرف دیکھتے تھے' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرا یہ بیٹا سردار ہے' اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں کے درمیان صلح فرما دے گا۔

شرح

اس حدیث کا بنیادی موضوع حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا اظہار ہے اور ان کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان بالکل سچ ثابت ہوا' جب حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھ ایک بڑی جماعت ہونے کے باوجود حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں خلافت سے دست برداری اختیار کی جس کے نتیجے میں مسلمانوں کے دو بڑے گروہ ایک دوسرے سے برسرِ پیکار ہونے سے بچ گئے۔

•••———•••———•••

28 - باب الْقِرَاَةِ فِى الْخُطْبَةِ

باب: خطبہ کے دوران قرآن کی تلاوت کرنا

1410 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا هَارُوْنُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِیٌّ - وَهُوَ ابْنُ الْمُبَارَكِ - عَنْ يَّحْيٰى عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنِ ابْنَةِ حَارِثَةَ بْنِ النُّعْمَانِ قَالَتْ حَفِظْتُ (ق وَالْقُرْآنِ الْمَجِيدِ) مِنْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ .

☆☆ حضرت حارثہ بن نعمان کی صاحب زادی بیان کرتی ہیں' میں نے سورۂ قٓ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی سن کر یاد کی ہے' آپ جمعہ کے دن منبر پر اسے تلاوت کیا کرتے تھے۔

شرح

اس حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بات تحریر کی ہے: علامہ نے یہ بات بیان کی ہے' سورۂ قٓ کو خطبے کے دوران پڑھنے کی وجہ یہ ہے: اس کے مضامین موت، مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے وغیرہ پر مشتمل ہیں۔ اس میں وعظ کا طریقہ انتہائی زبردست ہے اور اس میں زجر و توبیخ بھی نہایت تاکیدی ہے۔

•••———•••———•••

29 - باب الْاِشَارَةِ فِى الْخُطْبَةِ

باب: جمعہ کے دن خطبہ کے دوران اشارہ کرنا

1411 - اَخْبَرَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ حُصَيْنٍ اَنَّ بِشْرَ بْنَ مَرْوَانَ رَفَعَ يَدَيْهِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ عَلَى الْمِنْبَرِ فَسَبَّهٗ عُمَارَةُ بْنُ رُوَيْبَةَ الثَّقَفِیُّ وَقَالَ مَا زَادَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى هٰذَا وَاَشَارَ بِاُصْبُعِهِ السَّبَّابَةِ .

☆☆ حصین نامی راوی بیان کرتے ہیں' بشر بن مروان نے جمعہ کے دن منبر پر موجود رہتے ہوئے اپنے دونوں ہاتھ اشارے کے لیے بلند کیے تو حضرت عمارہ بن رویبہ ثقفی رضی اللہ عنہ نے اسے بُرا کہتے ہوئے فرمایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے زیادہ کچھ نہیں کیا تھا' انہوں نے اپنی شہادت کی انگلی کے ذریعے اشارہ کرتے ہوئے یہ بات کہی تھی۔

شرح

اس حدیث سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ امام جمعہ کے دن خطبہ دیتے ہوئے انگلی کے ساتھ اشارہ کر سکتا ہے' لیکن اسے چاہیے کہ صرف شہادت کی انگلی کے ذریعے اشارہ کرے پورے ہاتھ کے ساتھ یا ایک سے زائد انگلیوں کے ساتھ اشارہ کرنا خلافِ سنت ہے۔

•••———•••———•••

30 - باب نُزُوْلِ الْاِمَامِ عَنِ الْمِنْبَرِ قَبْلَ فَرَاغِهٖ مِنَ الْخُطْبَةِ وَقَطْعِهٖ كَلَامَهٗ وَرُجُوْعِهٖ اِلَيْهِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

باب: جمعہ کے دن امام کا خطبہ مکمل کرنے سے پہلے منبر سے نیچے آنا

1409-اخرجه البخاری فی الصلح، باب قول النبی صلی الله علیه وسلم للحسن بن علی رضی الله عنهما: (ابنی هذا سید و لعل الله ان یصلح به بین فئتین عظیمتین) (الحدیث 2704) مطولاً، و فی المناقب، باب علامات النبوة فی الاسلام (الحدیث 3629)، و فی فضائل الصحابة، باب مناقب الحسن و الحسین رضی الله عنهما (الحدیث 3746)، و فی الفتن، باب قول النبی صلی الله علیه وسلم للحسن بن علی: (ان ابنی هذا لسید و لعل الله ان یصلح به بین فئتین من المسلمین) (الحدیث 7109) مطولاً . و اخرجه ابو داؤد فی السنة، باب ما یدل علی ترک الکلام فی الفتنة (الحدیث 4662) . واخرجه الترمذی فی المناقب، باب مناقب الحسن و الحسین علیهما السلام (الحدیث 3773) . واخرجه النسائی فی عمل الیوم واللیلة، ذکر اختلاف الاخبار فی قول القائل سیدنا، و سیدی (الحدیث 251 و 252 و 253)، و (الحدیث 254 و 255) مرسلاً . تحفة الاشراف (11658) .

1410-اخرجه مسلم فی الجمعة، باب تخفیف الصلاة والخطبة (الحدیث 50 و 51 و 52) . اخرجه ابو داؤد فی الصلاة، باب الرجل یخطب علی قوس (الحدیث 1100 و 1102 و 1103) . واخرجه النسائی فی الجمعة من الکبری، القراء ة فی الخطبة (الحدیث 63) . والحدیث عند النسائی فی الافتتاح، القراء ة فی الصبح بقاف (الحدیث 948) . تحفة الاشراف (18363) .

1411-اخرجه مسلم فی الجمعة، باب تخفیف الصلاة و الخطبة (الحدیث 53) بنحوه . واخرجه ابو داؤد فی الصلاة، باب رفع الیدین علی المنبر (الحدیث 1104) بنحوه . و اخرجه الترمذی فی الصلاة، باب ما جاء فی کراهیة رفع الایدی علی المنبر (الحدیث 515) بنحوه و اخرجه النسائی فی الجمعة من الکبری، القراء ة فی الخطبة (الحدیث 65) . تحفة الاشراف (10377) .

اپنی گفتگو کو منقطع کرنا اور واپس منبر پر چلے جانا

1412 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ قَالَ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوْسٰى عَنْ حُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ فَجَآءَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ - رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا - وَعَلَيْهِمَا قَمِيْصَانِ اَحْمَرَانِ يَعْثُرَانِ فِيْهِمَا فَنَزَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَطَعَ كَلَامَهُ فَحَمَلَهُمَا ثُمَّ عَادَ اِلَى الْمِنْبَرِ ثُمَّ قَالَ "صَدَقَ اللّٰهُ (اِنَّمَا اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ) رَاَيْتُ هٰذَيْنِ يَعْثُرَانِ فِيْ قَمِيْصَيْهِمَا فَلَمْ اَصْبِرْ حَتّٰى قَطَعْتُ كَلَامِيْ فَحَمَلْتُهُمَا".

☆☆ عبداللہ بن بریدہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ خطبہ دے رہے تھے اسی دوران حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما آ گئے ان دونوں حضرات نے سرخ رنگ کی قمیصیں پہنی ہوئی تھیں' یہ دونوں حضرات لڑکھڑا رہے تھے نبی اکرم ﷺ منبر سے نیچے اُترے' آپ نے اپنی گفتگو کو منقطع کیا اور ان دونوں کو اُٹھا لیا' آپ دوبارہ منبر پر تشریف فرما ہوئے پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے:

''تمہارے اموال اور تمہاری اولاد آزمائش ہیں''۔

میں نے ان دونوں کو اپنی قمیصوں میں لڑکھڑاتے ہوئے دیکھا تو مجھ سے رہا نہیں گیا اور میں نے اپنی گفتگو منقطع کی اور ان دونوں کو اُٹھا لیا۔

شرح

اس روایت سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ نبی اکرم ﷺ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ انتہائی محبت کیا کرتے تھے' ان کو آتا ہوا دیکھ کر آپ نے اپنی گفتگو درمیان میں روک دی اور منبر شریف سے نیچے تشریف لا کر ان کو گود میں اٹھا لیا۔

بعض دیگر روایات سے یہ بات ثابت ہے کہ ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ سجدہ میں تھے کہ اسی دوران حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ آپ کی پشت پر سوار ہو گئے تو نبی اکرم ﷺ نے اپنا سجدہ طویل کر دیا۔

یہ روایت امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ اس سے پہلے نقل کر چکے ہیں۔

•••———•••———•••

31 - باب مَا يُسْتَحَبُّ مِنْ تَقْصِيْرِ الْخُطْبَةِ

باب: مختصر خطبہ دینا مستحب ہے

1412-اخرجه ابوداؤد في الصلاة، باب الامام يقطع الخطبة للامر يحدث (الحديث 1109) . واخرجه النسائي في صلاة العيدين، نزول الامام عن المنبر قبل فراغة من الخطبة (الحديث 1584) واخرجه الترمذي في المناقب، باب مناقب الحسن و الحسين عليهما السلام (الحديث 3774) . تحفة الاشراف (1958) .

1413 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ غَزْوَانَ قَالَ اَنْبَاَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوْسٰى عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ عُقَيْلٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ اَبِيْ اَوْفٰى يَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكْثِرُ الذِّكْرَ وَيُقِلُّ اللَّغْوَ وَيُطِيْلُ الصَّلَاةَ وَيُقَصِّرُ الْخُطْبَةَ وَلَا يَاْنَفُ اَنْ يَّمْشِيَ مَعَ الْاَرْمَلَةِ وَالْمِسْكِيْنِ فَيَقْضِيَ لَهُ الْحَاجَةَ.

☆☆ حضرت عبداللہ بن ابواوفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ بکثرت ذکر کیا کرتے تھے' اور لغو باتیں نہیں کیا کرتے تھے' آپ طویل نماز ادا کرتے تھے' اور مختصر خطبہ دیتے تھے' آپ کو اس بارے میں کوئی ہچکچاہٹ نہیں ہوتی تھی کہ آپ کسی بیوہ عورت کے ساتھ یا کسی غریب آدمی کے ساتھ چل کر جائیں اور اس کی ضرورت پوری کر دیں۔

شرح

اس روایت میں صحابی رسول حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ کی صفات کا تذکرہ کیا ہے' جس میں پہلی خصوصیت یہ ہے: نبی اکرم ﷺ بکثرت اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا کرتے تھے۔

دوسری خصوصیت آپ کی یہ بیان کی گئی ہے کہ آپ لغو کاموں سے اجتناب کرتے تھے۔ تیسری خصوصیت یہ کہ آپ طویل نماز ادا کیا کرتے تھے۔ چوتھی خصوصیت یہ بیان کی گئی ہے کہ آپ مختصر خطبہ دیا کرتے تھے یعنی آپ کا خطبہ اتنا زیادہ طویل نہیں ہوتا تھا۔ کہ حاضرین اکتاہٹ کا شکار ہو جائیں۔ اس روایت کے ان الفاظ میں ان آئمہ کے لئے بطور خاص نصیحت ہے' جو طویل خطبہ دیتے ہیں جمعہ کے دن لمبی تقریریں کرتے ہیں اور پھر اس پر اکتفاء نہیں کرتے بلکہ سلام پھیرنے کے بعد اور دعا مانگنے سے پہلے بھی مختصری تقریر جھاڑ دیتے ہیں۔

روایت میں نبی اکرم ﷺ کی اگلی خصوصیت یہ بیان کی گئی ہے کہ آپ بیوہ خواتین یا غریب لوگوں کے ساتھ چل کر ان کی ضرورت پوری کر دیا کرتے تھے یعنی آپ غریبوں اور بیواؤں کا خیال رکھا کرتے تھے' اگر ان کی کسی ضرورت کی تکمیل کے لئے آپ کو بہ نفس نفیس چل کر جانا پڑتا تو تشریف لے جایا کرتے تھے۔

•••———•••———•••

32 - باب كَمْ يَخْطُبُ

باب: کتنی مرتبہ خطبہ دیا جائے گا؟

1414 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَرِيْكٌ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ جَالَسْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا رَاَيْتُهُ يَخْطُبُ اِلَّا قَائِمًا وَّيَجْلِسُ ثُمَّ يَقُوْمُ فَيَخْطُبُ الْخُطْبَةَ الْاٰخِرَةَ.

☆☆ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر رہا ہوں' میں نے آپ کو

1413-اخرجه النسائي في الجمعة من الكبرى، الفصل بين الخطبتين في الجلوس (الحديث 59) تحفة الاشراف (5183) .

1414-اخرجه النسائي في الجمعة من الكبرى، كم يخطب (الحديث 56) . تحفة الاشراف (2177) .

ہمیشہ کھڑے ہو کر خطبہ دیتے ہوئے دیکھا ہے' آپ (درمیان میں) بیٹھ جاتے تھے' پھر آپ کھڑے ہو کر دوسرا خطبہ دیا کرتے تھے۔

33 - باب الْفَصْلِ بَيْنَ الْخُطْبَتَيْنِ بِالْجُلُوسِ

باب: دو خطبوں کے درمیان بیٹھ کر وقفہ کیا جائے گا

1415 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَخْطُبُ الْخُطْبَتَيْنِ وَهُوَ قَائِمٌ وَّكَانَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمَا بِجُلُوْسٍ.

☆☆ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دو خطبے دیا کرتے تھے' آپ کھڑے ہو کر خطبہ دیتے تھے اور ان دونوں کے درمیان بیٹھ کر وقفہ کرتے تھے۔

34 - باب السُّكُوْتِ فِي الْقَعْدَةِ بَيْنَ الْخُطْبَتَيْنِ

باب: دو خطبوں کے درمیان بیٹھتے وقت خاموش رہنا

1416 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بَزِيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ - يَعْنِي ابْنَ زُرَيْعٍ - قَالَ حَدَّثَنَا اِسْرَآئِيْلُ قَالَ حَدَّثَنَا سِمَاكٌ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ قَائِمًا ثُمَّ يَقْعُدُ قِعْدَةً لَا يَتَكَلَّمُ ثُمَّ يَقُوْمُ فَيَخْطُبُ خُطْبَةً اُخْرٰى فَمَنْ حَدَّثَكُمْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَخْطُبُ قَاعِدًا فَقَدْ كَذَبَ.

☆☆ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جمعہ کے دن کھڑے ہو کر خطبہ دیتے ہوئے دیکھا ہے' پھر آپ بیٹھ گئے' پھر آپ نے دوسرا خطبہ ارشاد فرمایا' جو شخص تمہیں یہ بات بتائے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ کر خطبہ دیا کرتے تھے' تو وہ شخص جھوٹ بولتا ہے۔

35 - باب الْقِرَاَةِ فِي الْخُطْبَةِ الثَّانِيَةِ وَالذِّكْرِ فِيْهَا

باب: دوسرے خطبے کے دوران تلاوت کرنا اور ذکر و اذکار کرنا

1417 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ قَائِمًا ثُمَّ يَجْلِسُ ثُمَّ يَقُوْمُ وَيَقْرَاُ اٰيَاتٍ وَّيَذْكُرُ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ وَكَانَتْ

1415-اخرجه البخاري في الجمعة، باب القعدة بين الخطبتين يوم الجمعة (الحديث 928) بنحوه مختصرًا . و اخرجه النسائي في الجمعة من الكبرى، الفصل بين الخطبتين في الجلوس (الحديث 57) و اخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب ما جاء في الخطبة يوم الجمعة (الحديث 1103) بنحوه . تحفة الاشراف (7812) .

1416-انفرد به النسائي . والحديث عند: النسائي في الجمعة من الكبرى، الفصل بين الخطبتين في الجلوس (الحديث 58) تحفة الاشراف (2141) .

خُطْبَتُهُ قَصْدًا وَّصَلَاتُهُ قَصْدًا.

☆☆ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر خطبہ دیا کرتے تھے' پھر آپ تشریف فرما ہو جاتے تھے' پھر دوبارہ کھڑے ہو جاتے تھے' آپ اس میں کچھ آیات کی تلاوت کیا کرتے تھے' اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا کرتے تھے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ بھی درمیانی ہوتا تھا اور آپ کی نماز بھی درمیانی ہوتی تھی (یعنی نہ ہی زیادہ طویل ہوتا تھا اور نہ زیادہ مختصر ہوتا تھا)۔

36 - باب الْكَلَامِ وَالْقِيَامِ بَعْدَ النُّزُوْلِ عَنِ الْمِنْبَرِ

باب: منبر سے نیچے آ جانے کے بعد بات چیت کرنا اور کھڑے رہنا

1418 - اَخْبَرَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ مَيْمُوْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْفِرْيَابِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْزِلُ عَنِ الْمِنْبَرِ فَيَعْرِضُ لَهُ الرَّجُلُ فَيُكَلِّمُهُ فَيَقُوْمُ مَعَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى يَقْضِيَ حَاجَتَهُ ثُمَّ يَتَقَدَّمُ اِلٰى مُصَلَّاهُ فَيُصَلِّيْ.

☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے نیچے اترے تو ایک شخص آپ کے قریب ہوا' اس نے آپ کے ساتھ کچھ بات چیت کی' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے ساتھ کھڑے رہے' یہاں تک کہ اس شخص کی ضرورت پوری ہو گئی تو آپ جائے نماز کی طرف آگے بڑھے اور نماز پڑھائی۔

شرح

اس روایت میں یہ بات مذکور ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ منبر سے نیچے تشریف لانے کے بعد کسی صاحب کے ساتھ بات چیت میں مشغول رہے۔ اس کے بعد آپ اپنی جائے نماز کی طرف بڑھے اور لوگوں کو نماز پڑھائی۔

ہمارے زمانے میں لوگوں کی جو کیفیت اور حالت ہے۔ اس کے پیش نظر امام کے لئے مناسب یہی ہے کہ وہ جیسے ہی اپنا خطبہ ختم کرے اس کے فوراً بعد نماز پڑھا دے اور نماز پڑھانے میں تاخیر نہ کرے کیونکہ یہ چیز لوگوں کے لئے الجھن کا باعث بنتی ہے۔ لوگ تو اس بات سے بھی تکلیف محسوس کرتے ہیں' اگر کوئی امام اپنے خطبے کو طویل کر دے اور مقررہ وقت پر جماعت شروع نہ کروائے۔

•••——•••——•••

1417-اخرجه البخاري في صلاة العيدين ، القراءة في الخطبة الثانية و الذكر فيها (الحديث 1583) . واخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب الرجل يخطب على قوس (الحديث 1101) . واخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب ما جاء في الخطبة يوم الجمعة (الحديث 1106) . تحفة الاشراف (2163) .

1418-اخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب الامام يتكلم بعدما ينزل من المنبر (الحديث 1120) بنحوه . واخرجه الترمذي في الصلاة، باب ما جاء في الكلام بعد نزول الامام من المنبر (الحديث 517) مختصرًا . و اخرجه النسائي في الجمعة من الكبرى، الكلام و الوقوف بعد النزول عن المنبر (الحديث 74) واخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب ما جاء في الكلام بعد نزول الامام عن المنبر (الحديث 1117) مختصرًا . تحفة الاشراف (260) .

37 - باب عَدَدِ صَلَاةِ الْجُمُعَةِ

باب: جمعہ کی نماز (میں رکعات کی تعداد)

1419 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَرِيْكٌ عَنْ زُبَيْدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ لَيْلٰى قَالَ قَالَ عُمَرُ صَلَاةُ الْجُمُعَةِ رَكْعَتَانِ وَصَلَاةُ الْفِطْرِ رَكْعَتَانِ وَصَلَاةُ الْاَضْحٰى رَكْعَتَانِ وَصَلَاةُ السَّفَرِ رَكْعَتَانِ تَمَامٌ غَيْرُ قَصْرٍ عَلٰى لِسَانِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِيْ لَيْلٰى لَمْ يَسْمَعْ مِنْ عُمَرَ .

☆☆ عبدالرحمٰن بن ابولیلیٰ بیان کرتے ہیں' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے' جمعہ کی نماز میں دو رکعات ہیں' عید الفطر کی نماز میں دو رکعات ہیں' عید الاضحیٰ کی نماز میں دو رکعات ہیں' سفر کے دوران (قصر نماز میں) دو رکعات ہوتی ہیں' یہ مکمل ہیں' ان میں کوئی کمی نہیں ہے' یہ بات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی (پتہ چلی) ہے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: عبدالرحمٰن بن ابولیلیٰ نامی راوی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کوئی حدیث نہیں سنی ہے۔

شرح

تمام فقہاء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جمعہ کی نماز میں دو رکعت ادا کی جاتی ہیں۔ اس بارے میں ان کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے۔

•••——•••——•••

38 - باب الْقِرَاءَةِ فِيْ صَلَاةِ الْجُمُعَةِ بِسُوْرَةِ الْجُمُعَةِ وَالْمُنَافِقِيْنَ

باب: جمعہ کی نماز میں سورۂ جمعہ اور سورۃ المنافقون کی تلاوت کرنا

1420 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلَى الصَّنْعَانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَخْبَرَنِيْ مُخَوَّلٌ قَالَ سَمِعْتُ مُسْلِمًا الْبَطِيْنَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْرَاُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِيْ صَلَاةِ الصُّبْحِ (الم تَنْزِيْلُ) وَ (هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ) وَفِيْ صَلَاةِ الْجُمُعَةِ

1419-اخرجه النسائي في تقصير الصلاة في السفر ، 1 ، (الحديث 1439)، و في صلاة العيدين، عدد صلاة العيدين (الحديث 1565). واخرجه النسائي في الجمعة من الكبرى، عدد صلاة الجمعة (الحديث 75) . واخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب تقصير الصلاة في السفر (الحديث 1063) بنحوه . تحفة الاشراف (10596) .

1420-اخرجه مسلم في الجمعة، باب ما يقرا يوم الجمعة (الحديث 64) . واخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب ما يقرأ في صلاة الصبح يوم الجمعة (الحديث 1075) . واخرجه النسائي في الجمعة من الكبرى، القراءة في صلاة الجمعة بسورة الجمعة و المنافقين (الحديث 78) والحديث عند: ابي داؤد في الصلاة، باب ما يقرا في صلاة الصبح يوم الجمعة (الحديث 1074) . والترمذي في الصلاة، باب ما جاء في ما يقرا به في صلاة الصبح يوم الجمعة (الحديث 520) . والنسائي في الافتتاح، القراءة في الصبح يوم الجمعة (الحديث 955) . وابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب القراءة في صلاة الفجر يوم الجمعة (الحديث 821) . تحفة الاشراف (5613) .

بِسُوْرَةِ الْجُمُعَةِ وَالْمُنَافِقِيْنَ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن فجر کی نماز میں الم تنزیل اور سورۃ الدھر تلاوت کرتے تھے جبکہ جمعہ کی نماز میں سورۂ جمعہ اور سورۃ المنافقون کی تلاوت کرتے تھے۔

39 - باب الْقِرَاءَةِ فِيْ صَلَاةِ الْجُمُعَةِ بِ (سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى) وَ (هَلْ اَتَاكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ)

باب: جمعہ کی نماز میں سورۃ الاعلیٰ اور سورۃ الغاشیہ کی تلاوت کرنا

1421 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ شُعْبَةَ قَالَ اَخْبَرَنِيْ مَعْبَدُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ عُقْبَةَ عَنْ سَمُرَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَاُ فِيْ صَلَاةِ الْجُمُعَةِ بِ (سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى) وَ (هَلْ اَتَاكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ) .

☆☆ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کی نماز میں سورۃ الاعلیٰ اور سورۃ الغاشیہ کی تلاوت کرتے تھے۔

شرح

امام قدوری رحمۃ اللہ علیہ تحریر کرتے ہیں' جمعے کی دونوں رکعت میں کسی متعین سورت کی تلاوت لازم نہیں ہے۔

اس کی وضاحت کرتے ہوئے قدوری کے شارح علامہ ابوبکر زبیدی فرماتے ہیں: امام شافعی یہ فرماتے ہیں: یہ بات مستحب ہے کہ جمعہ کی پہلی رکعت میں سورۂ جمعہ اور دوسری رکعت میں سورۂ منافقین کی تلاوت کی جائے۔

•••——•••——•••

40 - باب ذِكْرِ الْاِخْتِلَافِ عَلَى النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ فِي الْقِرَاءَةِ فِيْ صَلَاةِ الْجُمُعَةِ

باب: جمعہ کی نماز میں قرأت کے بارے میں حضرت نعمان بن بشیر کے حوالے سے منقول اختلاف

1422 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ ضَمْرَةَ بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ الضَّحَّاكَ بْنَ قَيْسٍ سَاَلَ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيْرٍ مَاذَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَاُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ عَلٰى اِثْرِ سُوْرَةِ الْجُمُعَةِ قَالَ كَانَ يَقْرَاُ (هَلْ اَتَاكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ) .

☆☆ ضحاک بن قیس بیان کرتے ہیں' میں نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کی نماز

1421-اخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب ما يقرا به في الجمعة (الحديث 1125) . تحفة الاشراف (4615) .

1422-اخرجه مسلم في الجمعة ، باب ما يقرا في صلاة الجمعة (الحديث 63) بنحوه . واخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب ما يقرا به في الجمعة (الحديث 1123) . واخرجه النسائي في الجمعة من الكبرى ، القراءة في صلاة الجمعة بسورة الجمعة والمنافقين (الحديث 79) واخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب ما جاء في القراءة في الصلاة يوم الجمعة (الحديث 1119) بنحوه . تحفة الاشراف (11634) .

میں سورۂ جمعہ کے بعد کون سی سورت کی تلاوت کرتے تھے؟ تو انہوں نے فرمایا: سورۃ الغاشیہ کی۔

1423 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰی قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ شُعْبَةَ اَنَّ اِبْرَاهِيْمَ بْنَ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْتَشِرِ اَخْبَرَهُ قَالَ سَمِعْتُ اَبِيْ يُحَدِّثُ عَنْ حَبِيْبِ بْنِ سَالِمٍ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَاُ فِى الْجُمُعَةِ بِ (سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى) وَ (هَلْ اَتَاكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ) وَرُبَّمَا اجْتَمَعَ الْعِيْدُ وَالْجُمُعَةُ فَيَقْرَاُ بِهِمَا فِيْهِمَا جَمِيْعًا .

☆☆ حضرت نعمان بن بشیر بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ جمعہ کی نماز میں سورۃ الاعلیٰ اور سورۃ الغاشیہ کی تلاوت کیا کرتے تھے۔

بعض اوقات ایک ہی دن عید بھی آ گئی اور جمعہ بھی آ گیا تو نبی اکرم ﷺ ان دو نمازوں میں انہی دو سورتوں کی تلاوت کیا کرتے تھے۔

41 - باب مَنْ اَدْرَكَ رَكْعَةً مِّنْ صَلَاةِ الْجُمُعَةِ

باب: جو شخص جمعہ کی نماز کی ایک رکعت کو پالے

1424 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ وَمُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنْ سُفْيَانَ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ اَدْرَكَ مِنْ صَلَاةِ الْجُمُعَةِ رَكْعَةً فَقَدْ اَدْرَكَ".

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''جو شخص جمعہ کی نماز کی ایک رکعت کو پالے' اس نے اس نماز کو پالیا''۔

شرح

امام قدوری رحمۃ اللہ علیہ تحریر کرتے ہیں' جو شخص جمعہ کے دن امام کو پائے کہ وہ نماز ادا کر رہا ہے' تو جتنی بھی نماز اسے امام کے ساتھ ملتی ہے اسے ادا کرلے اور باقی رہ جانے والی نماز بعد میں ادا کرلے۔

اس کی شرح کرتے ہوئے شیخ ابوبکر زبیدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جب یہ مسبوق شخص کھڑا ہوگا تاکہ باقی نماز ادا کرلے تو

1423-اخرجه مسلم في الجمعة، باب ما يقرا في صلاة الجمعة (الحديث 62) . واخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب ما يقرا به في الجمعة (الحديث 1122) . واخرجه الترمذي في الصلاة، باب ما جاء في القراءة في العيدين (الحديث 533) . واخرجه النسائي في صلاة العيدين، باب القراءة في العيدين (بسبح اسم ربك الاعلى) و (هل اتاك حديث الغاشية) (الحديث 1567)، واجتماع العيدين و شهودهما (الحديث 1589)، وفي الجمعة من الكبرى، القراءة في صلاة الجمعة ب (سبح اسم ربك الاعلى) و (هل اتاك حديث الغاشية) (الحديث 81) واخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب ما جاء في القراءة في صلاة العيدين (1281) . تحفة الاشراف (11612) .

1424-اخرجه مسلم في المساجد و مواضع الصلاة، باب من ادرك ركعة من الصلاة فقد ادرك تلك الصلاة (الحديث 162) بنحوه . واخرجه الترمذي في الصلاة، باب ما جاء فيمن ادرك من الجمعة ركعة (الحديث 524) بنحوه . واخرجه النسائي في الجمعة من الكبرى، من ادرك من الجمعة ركعة (الحديث 82) واخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب ما جاء فيمن ادرك من الجمعة ركعة (الحديث 1122) نحوه . تحفة الاشراف (15143) .

اسے اس بات کا اختیار ہوگا کہ اگر وہ چاہے' تو بلند آواز میں قرأت کرے اور چاہے' تو پست آواز میں قرأت کرے۔

امام قدوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اگر وہ شخص امام کو تشہد کی حالت میں پاتا ہے یا سجدۂ سہو کی حالت میں پاتا ہے' تو پھر بھی جمعہ کی نماز میں شامل ہوسکتا ہے۔

شیخ ابوبکر زبیدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں' یہ حکم امام ابوحنیفہ اور امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہما کے نزدیک درست ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے: امام جمعے کی نماز اور عیدین کی نماز میں سجدۂ سہو کر سکتا ہے' تاہم متاخرین کے نزدیک مختار قول یہ ہے: امام کو جمعہ اور عیدین کی نماز میں سجدۂ سہو نہیں کرنا چاہیے تاکہ جاہل لوگ یہ نہ سمجھیں کہ نماز میں سجدے زیادہ ہو گئے ہیں۔

(لیکن ہمارے زمانے میں اب ایسی صورت حال نہیں ہے)

امام قدوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بات بیان کی ہے: اگر مقتدی امام کے ساتھ دوسری رکعت کے اکثر حصے کو پالیتا' تو وہ جمعے کی نماز کو ادا کرلے گا۔

شیخ ابوبکر زبیدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں' اس سے مراد یہ ہے: اگر وہ امام کو رکوع میں جانے سے پہلے یعنی دوسری رکعت کے رکوع میں جانے سے پہلے پالیتا ہے یا رکوع کی حالت میں پاتا ہے' تو وہ ادا کرلے گا۔

امام قدوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: (امام محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) اگر وہ دوسری رکعت اس سے کم پاتا ہے (اس کی وضاحت کرتے ہوئے زبیدی کہتے ہیں) یعنی وہ امام کو ایسی حالت میں پاتا ہے کہ اس نے دوسری رکعت کے رکوع سے سر اٹھا لیا ہو تو پھر وہ ظہر کی نماز ادا کرے گا یعنی بعد میں چار رکعت ادا کرلے گا تاہم اس بات پر اتفاق ہے کہ وہ جمعہ کی نیت سے انہیں ادا کرے گا۔[1]

•••——•••——•••

42 - باب عَدَدِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْجُمُعَةِ فِى الْمَسْجِدِ

باب: جمعہ کی نماز کے بعد مسجد میں (ادا کی جانے والی) رکعات کی تعداد

1425 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا جَرِيْرٌ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِذَا صَلّٰى اَحَدُكُمُ الْجُمُعَةَ فَلْيُصَلِّ بَعْدَهَا اَرْبَعًا".

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''جب کوئی شخص جمعہ کی نماز ادا کرلے' تو اس کے بعد چار رکعات ادا کیا کرے''۔

[1] جوہرہ نیرہ کتاب نماز کا بیان باب نماز جمعہ کے احکام صفحہ 230 مطبوعہ دار الکتب العلمیہ جلد اول

1425-اخرجه مسلم في الجمعة، باب الصلاة بعد الجمعة (الحديث 69) بمعناه . واخرجه النسائي في الجمعة من الكبرى، الصلاة بعد الجمعة (الحديث 84) . تحفة الاشراف (12597) .

<u>شرح</u>

امام ابوبکر بن علی زبیدی فرماتے ہیں: جمعہ کی نماز کے بعد چار رکعت سنت ادا کی جائیں جس کے آخر میں سلام پھیرا جائے گا۔

امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ سے یہ روایت منقول ہے جمعہ کی نماز کے بعد چھ رکعت ادا کی جائیں گی۔ پہلے چار رکعت ادا کی جائیں گی پھر دو رکعت ادا کی جائیں گی۔ ایک قول یہ ہے: پہلے دو رکعت ادا کی جائیں گی پھر چار رکعت ادا کی جائیں گی۔

جمعہ کی نماز سے پہلے جو چار رکعت ادا کی جاتی ہیں اس میں آدمی یہ نیت کرے گا کہ میں جمعہ کی سنتیں ادا کر رہا ہوں اور یہ نیت نہیں کرے گا کہ میں ظہر کی سنتیں ادا کر رہا ہوں۔ اسی طرح وہ جمعہ کی نماز کے بعد ادا کی جانے والی سنتوں میں بھی یہی کہے گا۔ یہ بالکل اسی طرح ہے جس طرح جمعہ کے فرائض میں وہ یہ نیت کرتا ہے کہ میں جمعہ کے فرض ادا کر رہا ہوں۔ وہ یہ نہیں کہتا کہ میں ظہر کے فرض ادا کر رہا ہوں۔ اس کی وجہ یہ ہے: سنتیں فرض کے تابع ہوتی ہیں۔ باقی اللہ بہتر جانتا ہے۔ *

•••———•••———•••

43 - باب صَلَاةِ الْإِمَامِ بَعْدَ الْجُمُعَةِ

باب: جمعہ کی نماز کے بعد امام کا نماز ادا کرنا

1426 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يُصَلِّيْ بَعْدَ الْجُمُعَةِ حَتّٰى يَنْصَرِفَ فَيُصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کی نماز پڑھ لینے کے بعد اپنے گھر تشریف لے جاتے تھے اور وہاں دو رکعات ادا کیا کرتے تھے۔

1427 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ بَعْدَ الْجُمُعَةِ رَكْعَتَيْنِ فِيْ بَيْتِهِ .

☆☆ سالم اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کی نماز کے بعد اپنے گھر میں دو رکعات ادا کیا کرتے تھے۔

44 - باب اِطَالَةِ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْجُمُعَةِ

باب: جمعہ کی نماز کے بعد دو طویل رکعات ادا کرنا

* جوہرنیرہ کتاب نماز کا بیان باب جمعہ کے احکام جلد اول صفحہ 232)

1426-تقدم (الحديث 872) .

1427-اخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب الصلاة بعد الجمعة (الحديث 1132) . تحفة الاشراف (6948) .

1428 - اَخْبَرَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ يَزِيْدَ - وَهُوَ ابْنُ هَارُوْنَ - قَالَ اَنْبَاَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهُ كَانَ يُصَلِّيْ بَعْدَ الْجُمُعَةِ رَكْعَتَيْنِ يُطِيْلُ فِيْهِمَا وَيَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُهُ .

☆☆ نافع' حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: وہ جمعہ کی نماز کے بعد دو رکعات ادا کرتے تھے اور انہیں طویل ادا کرتے تھے' اور یہ بات بیان کرتے تھے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے۔

45 - باب ذِكْرِ السَّاعَةِ الَّتِيْ يُسْتَجَابُ فِيْهَا الدُّعَاءُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

باب: جمعہ کے دن میں موجود اس مخصوص گھڑی کا تذکرہ جس میں دعا مستجاب ہوتی ہے

1429 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا بَكْرٌ - يَعْنِيْ ابْنَ مُضَرَ - عَنِ ابْنِ الْهَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ اَتَيْتُ الطُّوْرَ فَوَجَدْتُ ثَمَّ كَعْبًا فَمَكَثْتُ اَنَا وَهُوَ يَوْمًا اُحَدِّثُهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيُحَدِّثُنِيْ عَنِ التَّوْرَاةِ فَقُلْتُ لَهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "خَيْرُ يَوْمٍ طَلَعَتْ فِيْهِ الشَّمْسُ يَوْمُ الْجُمُعَةِ فِيْهِ خُلِقَ اٰدَمُ وَفِيْهِ اُهْبِطَ وَفِيْهِ تِيْبَ عَلَيْهِ وَفِيْهِ قُبِضَ وَفِيْهِ تَقُوْمُ السَّاعَةُ مَا عَلَى الْاَرْضِ مِنْ دَابَّةٍ اِلَّا وَهِيَ تُصْبِحُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ مُصِيْخَةً حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ شَفَقًا مِّنَ السَّاعَةِ اِلَّا ابْنَ اٰدَمَ وَفِيْهِ سَاعَةٌ لَا يُصَادِفُهَا مُؤْمِنٌ وَّهُوَ فِي الصَّلَاةِ يَسْاَلُ اللّٰهَ فِيْهَا شَيْئًا اِلَّا اَعْطَاهُ اِيَّاهُ ." فَقَالَ كَعْبٌ ذٰلِكَ يَوْمٌ فِيْ كُلِّ سَنَةٍ . فَقُلْتُ بَلْ هِيَ فِيْ كُلِّ جُمُعَةٍ . فَقَرَاَ كَعْبٌ التَّوْرَاةَ ثُمَّ قَالَ صَدَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ فِيْ كُلِّ جُمُعَةٍ . فَخَرَجْتُ فَلَقِيْتُ بَصْرَةَ بْنَ اَبِيْ بَصْرَةَ الْغِفَارِيَّ فَقَالَ مِنْ اَيْنَ جِئْتَ قُلْتُ مِنَ الطُّوْرِ . قَالَ لَوْ لَقِيْتُكَ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَاْتِيَهُ لَمْ تَاْتِهِ . قُلْتُ لَهُ وَلِمَ قَالَ اِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "لَا تُعْمَلُ الْمَطِيُّ اِلَّا اِلٰى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَسْجِدِيْ وَمَسْجِدِ بَيْتِ الْمَقْدِسِ ." فَلَقِيْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ سَلَامٍ فَقُلْتُ لَوْ رَاَيْتَنِيْ خَرَجْتُ اِلَى الطُّوْرِ فَلَقِيْتُ كَعْبًا فَمَكَثْتُ اَنَا وَهُوَ يَوْمًا اُحَدِّثُهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيُحَدِّثُنِيْ عَنِ التَّوْرَاةِ فَقُلْتُ لَهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "خَيْرُ يَوْمٍ طَلَعَتْ فِيْهِ الشَّمْسُ يَوْمُ الْجُمُعَةِ فِيْهِ خُلِقَ اٰدَمُ وَفِيْهِ اُهْبِطَ وَفِيْهِ تِيْبَ عَلَيْهِ وَفِيْهِ قُبِضَ وَفِيْهِ تَقُوْمُ السَّاعَةُ مَا عَلَى الْاَرْضِ مِنْ دَابَّةٍ اِلَّا وَهِيَ تُصْبِحُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ مُصِيْخَةً حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ شَفَقًا مِّنَ السَّاعَةِ اِلَّا ابْنَ اٰدَمَ وَفِيْهِ سَاعَةٌ لَا يُصَادِفُهَا عَبْدٌ مُؤْمِنٌ وَّهُوَ فِي الصَّلَاةِ يَسْاَلُ اللّٰهَ شَيْئًا اِلَّا اَعْطَاهُ اِيَّاهُ ." قَالَ كَعْبٌ ذٰلِكَ يَوْمٌ فِيْ كُلِّ سَنَةٍ . فَقَالَ

1428-اخرجه النسائي في الجمعة من الكبرى، الصلاة بعد الجمعة (الحديث 88) و اخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب الصلاة بعد الجمعة (الحديث 1127 و 1128) . تحفة الاشراف (7548) .

1429-اخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب فضل يوم الجمعة (الحديث 1046) مختصرًا . و اخرجه الترمذي في الصلاة، باب ما جاء في الساعة التي ترجى في يوم الجمعة (الحديث 491) مختصرًا و اخرجه النسائي في الجمعة من الكبرى، ساعة الاجابة في يوم الجمعة الحديث 93) تحفة الاشراف (15000) .

عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ كَذَبَ كَعْبٌ . قُلْتُ ثُمَّ قَرَاَ كَعْبٌ فَقَالَ صَدَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ فِيْ كُلِّ جُمُعَةٍ . فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ صَدَقَ كَعْبٌ اِنِّیْ لَاَعْلَمُ تِلْكَ السَّاعَةَ فَقُلْتُ يَا اَخِیْ حَدِّثْنِیْ بِهَا . قَالَ هِيَ اٰخِرُ سَاعَةٍ مِّنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ قَبْلَ اَنْ تَغِيْبَ الشَّمْسُ فَقُلْتُ اَلَيْسَ قَدْ سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "لَا يُصَادِفُهَا مُؤْمِنٌ وَّهُوَ فِي الصَّلَاةِ ." وَلَيْسَتْ تِلْكَ السَّاعَةُ صَلَاةٌ قَالَ اَلَيْسَ قَدْ سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "مَنْ صَلّٰى وَجَلَسَ يَنْتَظِرُ الصَّلَاةَ لَمْ يَزَلْ فِيْ صَلَاتِهٖ حَتّٰى تَاْتِيَهُ الصَّلَاةُ الَّتِیْ تُلَاقِيْهَا". قُلْتُ بَلٰى . قَالَ فَهُوَ كَذٰلِكَ .

☆☆ ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن' حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں کوہ طور کے پاس آیا تو میری ملاقات حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے ہوگئی' میں اور وہ ایک دن تک ساتھ رہے' میں ان کے سامنے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث بیان کرتا رہا' وہ مجھے تورات کے بارے میں معلومات فراہم کرتے رہے' میں نے ان سے کہا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

"سب سے بہتر دن جس میں سورج نکلتا ہے وہ جمعہ کا دن ہے' اسی دن میں حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا' اسی دن میں انہیں زمین پر نازل کیا گیا' اسی دن میں ان کی توبہ قبول کی گئی' اسی دن میں ان کا انتقال ہوا' اسی دن میں قیامت قائم ہوگی' زمین پر رہنے والا ہر جانور جمعہ کے دن قیامت کے خوف سے پوری طرح تیار رہتا ہے' یہاں تک کہ سورج نکل آئے (تو ثابت ہو جاتا ہے' آج قیامت نہیں آئے گی) اس دن میں ایک مخصوص گھڑی ہے' بندۂ مومن اگر اس وقت میں نماز ادا کر رہا ہو تو اس دوران اللہ تعالیٰ سے جو بھی چیز مانگے گا' اللہ تعالیٰ وہ چیز اسے عطا کر دیتا ہے"۔

تو حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے کہا: ایسا دن سال میں ایک مرتبہ آتا ہے' تو میں نے کہا: یہ ہر جمعہ میں ہوتا ہے۔

پھر حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے تورات پڑھنا شروع کی' پھر وہ بولے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا ہے' یہ ہر جمعہ میں ہوتا ہے۔

میں وہاں سے روانہ ہوا' پھر میری ملاقات حضرت بصرہ بن اُبی بصرہ غفاری سے ہوئی' انہوں نے دریافت کیا: آپ کہاں سے آ رہے ہیں؟ میں نے جواب دیا: کوہ طور سے' انہوں نے فرمایا: اگر میری آپ سے ملاقات آپ کے وہاں جانے سے پہلے ہوگئی ہوتی' تو آپ وہاں نہ جاتے' میں نے ان سے دریافت کیا: وہ کیوں؟ انہوں نے جواب دیا: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

"سفر صرف تین مساجد کی طرف کیا جا سکتا ہے: مسجد حرام' میری یہ مسجد اور مسجد بیت المقدس"۔

(حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:) پھر میری ملاقات حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے ہوئی تو میں نے کہا: کاش! آپ کو پتہ چلتا کہ میں کوہ طور گیا تھا' وہاں میری ملاقات حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے ہوئی تھی' میں اور وہ ایک دن ساتھ رہے تھے' میں انہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث سناتا رہا اور وہ مجھے تورات کے بارے میں بتاتے رہے' میں نے ان سے کہا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

"سب سے بہتر دن جس میں سورج طلوع ہوتا ہے وہ جمعہ کا دن ہے' اسی دن میں حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا' اسی دن میں انہیں زمین پر اتارا گیا' اسی دن میں ان کی توبہ قبول ہوئی' اسی دن میں ان کا انتقال ہوا اور اسی دن میں قیامت قائم ہوگی' زمین پر رہنے والا ہر جانور جمعہ کے دن قیامت کے خوف سے پوری طرح تیار رہتا ہے' یہاں تک کہ سورج نکل آئے' تو واضح ہو جاتا ہے' آج قیامت نہیں آئے گی' البتہ آدم کا بیٹا (یعنی انسان) ایسا نہیں کرتا"۔

(نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے:) "اس دن میں ایک گھڑی ایسی ہے' اگر بندۂ مومن اس وقت میں نماز ادا کر رہا ہو تو بندہ اللہ تعالیٰ سے جو چیز بھی مانگتا ہے' اللہ تعالیٰ اسے وہ عطاء کرتا ہے"۔

اس پر حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ دن پورے سال میں ایک مرتبہ آتا ہے۔

تو حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا: کعب نے غلط کہا ہے۔

(حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:) میں نے بتایا: پھر حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے تورات کی تلاوت کی تو یہ بتایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا ہے' یہ گھڑی ہر جمعہ کے دن میں ہوتی ہے۔ تو حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا: کعب نے ٹھیک ہے' مجھے اس گھڑی کے بارے میں علم ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں' کہ میں نے کہا: اے میرے بھائی! آپ مجھے اس کے بارے میں بتائیں! تو حضرت عبداللہ نے فرمایا: وہ جمعہ کے دن کی آخری گھڑی ہے' جو سورج غروب ہونے سے پہلے ہوتی ہے۔

(حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:) میں نے کہا کہ کیا آپ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے نہیں سنا؟ بندۂ مومن اگر اس گھڑی میں نماز ادا کر رہا ہو (تو دعا قبول ہوتی ہے) حالانکہ آپ جس گھڑی کا تذکرہ کر رہے ہیں' اس میں نماز ادا نہیں کی جا سکتی۔

تو حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا آپ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے نہیں سنا:

"جو شخص نماز ادا کر لینے کے بعد (اگلی) نماز کے انتظار میں رہتا ہے' وہ نماز کی حالت میں شمار ہوتا ہے' یہاں تک کہ وہ اگلی نماز کو ادا کر لے"۔

(حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:) میں نے جواب دیا: جی ہاں! تو انہوں نے فرمایا: یہ بھی اسی طرح ہے۔

1430 - اَخْبَرَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ رَبَاحٍ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِیْ سَعِيْدٌ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اِنَّ فِي الْجُمُعَةِ سَاعَةً لَا يُوَافِقُهَا عَبْدٌ مُّسْلِمٌ يَسْاَلُ اللّٰهَ فِيْهَا شَيْئًا اِلَّا اَعْطَاهُ اِيَّاهُ ."

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"جمعہ کے دن میں ایک گھڑی ایسی ہے' مسلمان بندہ اس میں اللہ تعالیٰ سے جو بھی چیز مانگتا ہے' اللہ تعالیٰ وہ چیز اسے عطاء

1430-اخرجه النسائی فی عمل اليوم و الليلة، ما يستحب من الاستغفار يوم الجمعة (الحديث 472)، و فی الجمعة من الكبرى، ساعة الاجابة يوم الجمعة (الحديث 92) تحفة الاشراف (13307) .

کردیتا ہے''۔

1431 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ قَالَ اَنْبَاَنَا اِسْمَاعِيلُ عَنْ اَيُّوبَ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ اَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِنَّ فِی الْجُمُعَةِ سَاعَةً لَا يُوَافِقُهَا عَبْدٌ مُّسْلِمٌ قَائِمٌ يُصَلِّیْ يَسْاَلُ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ شَيْئًا اِلَّا اَعْطَاهُ اِيَّاهُ." قُلْنَا يُقَلِّلُهَا يُزَهِّدُهَا .

قَالَ اَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ لَا نَعْلَمُ اَحَدًا حَدَّثَ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ غَيْرَ رَبَاحٍ عَنْ مَّعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِیِّ اِلَّا اَيُّوبَ بْنَ سُوَيْدٍ فَاِنَّهٗ حَدَّثَ بِهٖ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ سَعِيْدٍ وَّاَبِیْ سَلَمَةَ وَاَيُّوبُ بْنُ سُوَيْدٍ مَتْرُوْكُ الْحَدِيْثِ .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' حضرت ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''جمعہ کے دن میں ایک گھڑی ایسی ہے' مسلمان بندہ اگر اس میں کھڑا ہو کر نماز ادا کر رہا ہو' تو وہ اللہ تعالیٰ سے جو چیز بھی مانگتا ہے' اللہ تعالیٰ وہ چیز اسے عطاء کر دیتا ہے''۔

(راوی کہتے ہیں:) ہم نے اس بارے میں عرض کی' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بتایا: یہ گھڑی بہت ہی مختصر اور تھوڑے سے وقت پر مشتمل ہوتی ہے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: ہمارے علم کے مطابق اس حدیث کو معمر کے حوالے سے زہری سے صرف رباح نامی راوی نے نقل کیا ہے' البتہ ایوب بن سوید نامی راوی نے اسے یونس کے حوالے سے زہری کے حوالے سے سعید اور ابوسلمہ سے نقل کیا ہے۔

لیکن ایوب بن سوید نامی راوی ''متروک الحدیث'' ہے۔

شرح

جمعہ کے دن کی وہ مخصوص ساعت جس میں دعا قبول ہو جاتی ہے اس کے بارے میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی "صحیح" میں ایک حدیث نقل کی ہے' جو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

اس پر بحث کرتے ہوئے حافظ بدر الدین محمود عینی تحریر کرتے ہیں: ساعت کا حقیقی مطلب ایک دن اور رات کے چوبیسویں جزء پر ہوتا ہے اور کبھی اس کا اطلاق زمانہ کے ایک جزء پر ہوتا ہے جس کی کوئی متعین مقدار نہیں ہے اور کبھی ساعت کا اطلاق ایک لمحے پر ہوتا ہے۔

اس بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے کہ وہ ساعت اب بھی باقی ہے یا اسے اٹھا لیا گیا ہے؟

صحیح قول یہ ہے: وہ ساعت اب بھی باقی ہے اور ہر ہفتے کے دن موجود ہوتی ہے۔

اس کے بعد علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے اس ساعت کے بارے میں مختلف اقوال نقل کیے ہیں اور مختلف روایات نقل کی ہیں جنہیں یہاں ذکر کرنا طوالت کا باعث ہوگا۔

1431-اخرجه البخاري في الدعوات، باب الدعاء في الساعة التي في يوم الجمعة (الحديث 6400) . واخرجه مسلم في الجمعة، باب في الساعة التي في يوم الجمعة (الحديث 14) . واخرجه النسائي في النعوت من الكبرى، ساعة الاجابة في يوم الجمعة (الحديث 83) . تحفة الاشراف (14406) .

مشہور صوفی حضرت سیدی دباغ رحمۃ اللہ علیہ نے اس ساعت کے بارے میں کچھ ملفوظات ارشاد فرمائے ہیں' جنہیں تبرک کے طور پر ہم یہاں نقل کر رہے ہیں۔

"جمعہ کے دن میں موجود قبولیت کی مخصوص گھڑی حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے موجود تھی مگر اس کی پہچان صرف امت محمدیہ کو عطا کی گئی۔ یہ ساعت جب یہود کے سامنے پیش کی گئی تو انہوں نے ہفتے کے دن کو اختیار کیا جبکہ عیسائیوں نے اتوار کا دن اختیار کیا اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں اسے پانے کی توفیق عطا کی۔

احمد بن مبارک کہتے ہیں' میں نے حضرت سے اس مخصوص ساعت کا سبب دریافت کیا تو آپ نے جواب دیا' جب اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء کو پیدا کر لیا۔ اس وقت جمعہ کی آخری ساعت تھی۔ تمام مخلوقات نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کی کہ وہ اپنی نعمتیں ان پر جاری رکھے اور انہیں وہ چیزیں عطا کرے جو مخلوقات کی بقا اور بہبود کا باعث ہوں۔

اگر کوئی شخص جمعہ کی اس مخصوص ساعت پر مطلع ہو جائے تو اسے چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دنیا و آخرت کی بھلائی کا سوال کرے کیونکہ اس وقت تمام مخلوقات نے یہی دعا کی تھی اس لئے جس کی دعا اس مقبول ساعت کے موافق ہوگی اس کی قبولیت کا اثر جلد ظاہر ہوگا۔ اس مخصوص ساعت کی مدت بہت مختصر ہوتی ہے ایک انسان جتنی دیر میں رکوع کر کے دوبارہ اطمینان کے ساتھ کھڑا ہوتا ہے۔ اتنا ہی دورانیہ اس مخصوص ساعت کا ہوتا ہے۔ یہ ساعت بھی منتقل ہوتی رہتی ہے البتہ ہوتی صرف جمعہ کے دن میں ہے۔ کبھی زوال سے پہلے ہوتی ہے' کبھی عین زوال کے وقت ہوتی ہے اور کبھی زوال کے بعد سے لے کر غروب آفتاب تک کے درمیانی وقت میں موجود ہوتی ہے۔ 6 ماہ تک یہ زوال سے پہلے ہوتی ہے اور اگلے 6 ماہ زوال کے بعد ہوتی ہے۔

ایک مرتبہ سیدی عبدالعزیز دباغ نے ارشاد فرمایا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں یہ ساعت اس وقت موجود ہوتی تھی جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے اور یہ زوال کا وقت ہوتا تھا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے عہد حکومت میں یہ ساعت منتقل ہو گئی اور زوال کے بعد ہوتی تھی۔ خطبے کا وقت اس سے خالی ہو گیا حالانکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی مخصوص ساعت کے حصول کے لئے خطبہ جمعہ میں لوگوں کی حاضری ضروری قرار دی تھی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا کھڑے ہو کر عاجزی وانکساری کے ہمراہ خطبہ دینا ایسا عمل ہے جس کی ہمسری کوئی نہیں کر سکتا۔ اس وقت' جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوا کرتے تھے' کو نہایت عظیم شرف اور نور حاصل ہے لہٰذا یہ مخصوص وقت جمعہ کی مخصوص گھڑی کے برابر بلکہ اس سے بھی بہتر ہوتا ہے لہٰذا جس شخص کو جمعہ کی وہ مخصوص ساعت نصیب نہ ہوتی لیکن وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبے کو پا لیتا تو اس کی برکتوں سے فیضیاب ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبے کے مخصوص وقت کو منتقل کرنے کا حکم نہیں دیا حالانکہ جمعہ کی مخصوص ساعت منتقل ہوتی رہتی ہے اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کی سہولت کے لئے جمعہ کے خطبے کے لئے مخصوص وقت مقرر کر دیا کیونکہ جمعہ کی مخصوص ساعت ایک راز ہے جس سے مخصوص لوگ ہی آگاہ ہو سکتے

ہیں جبکہ خطبے کا وقت متعین ہے جس سے ہر شخص آگاہ ہے اور اس کی فضیلت سے فیض یاب ہوسکتا ہے لہٰذا جو شخص زوال کے وقت نماز جمعہ نہیں ادا کرتا بلکہ تاخیر کے ساتھ جمعہ کی نماز ادا کرنے کا عادی ہو تو سمجھ لو اس نے جمعہ کی مخصوص ساعت کا فیض حاصل کرنے میں کوتاہی کی ہے کیونکہ جمعہ کی مخصوص ساعت کا علم ہونے میں شک وشبہ ہے جبکہ زوال کے وقت سنت نبوی کے مطابق خطبہ سننا ایک یقینی امر ہے اس لئے شک کی بنیاد پر یقینی چیز کو ضائع نہیں کیا جاسکتا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ پر کاربند رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ایک اہم عقدے کا حل

احمد بن مبارک کہتے ہیں' میں نے دریافت کیا' ہم مراکش میں رہتے ہیں۔ جب ہم زوال کے وقت خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوں گے تو ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق رکھنے والی خطبے کی مخصوص ساعت سے فیض یاب نہیں ہوسکتے کیونکہ مدینہ منورہ میں زوال کا وقت ہم سے پہلے گزر جاتا ہے اس لئے یوں ہوسکتا ہے کہ ہم اپنے مقامی وقت کے اعتبار سے زوال سے پہلے اس ساعت کو تلاش کریں لیکن اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ ہمیں جمعہ کی نماز زوال سے پہلے ادا کرنا پڑے گی اور یہ جائز نہیں ہے۔ اس مشکل کا کیا حل ہے؟ سیدی عبدالعزیز دباغ نے جواب دیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق ساعت کا مخصوص فیض مطلقاً زوال کے وقت کے ساتھ مخصوص ہوگا اس کے لئے کسی مخصوص مقام کے زوال کا اعتبار نہیں ہوگا جیسا کہ سورج کے طلوع وغروب سے متعلق احکام میں ہر مقام کے مخصوص طلوع وغروب کا اعتبار کیا جاتا ہے جیسے ہم فجر کی نماز اپنے خطے کے مخصوص وقت کے اعتبار سے پڑھتے ہیں یا روزہ اپنے خطے میں غروب آفتاب کی مناسبت سے افطار کرتے ہیں اس میں مدینہ منورہ کے طلوع وغروب کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا۔ اسی طرح زوال کا حکم بھی ہمارے خطے میں سورج کی حرکت سے متعلق ہوگا۔

مخصوص ساعت کی منتقلی

احمد بن مبارک کہتے ہیں' میں نے عرض کی جمعہ کی ساعت کے منتقل ہونے کے بارے میں ہماری رہنمائی فرمائیں نیز اس بات کی بھی وضاحت کریں کہ یہ بتدریج کیوں منتقل ہوتی ہے؟ کیا وجہ ہے کہ پہلے یہ ساعت جمعے کی آخری ساعتوں میں ہوتی تھی۔ پھر پیچھے ہٹتے ہٹتے زوال تک آ پہنچی اور پھر اور پیچھے جا کر جمعہ کے دن کے آغاز تک پہنچ گئی یہاں تک کہ دوبارہ منتقل ہوکر پہلی صورت کے مطابق جمعہ کے دن کی آخری ساعت کی طرف منتقل ہو جاتی ہے۔ حالانکہ تقدیر کا تقاضہ یہ ہے کہ اس گھڑی میں کوئی تبدیلی نہ ہو جیسے رات کا تیسرا پہر کبھی منتقل نہیں ہوتا اور یہی وہ وقت جس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی تھی۔ مزید برآں جمعہ کی ساعت کا وقت بہت مختصر ہوتا ہے اس کے برعکس زوال سے لے کر غروب آفتاب تک یا طلوع آفتاب سے لے کر زوال تک کا وقت 6 ساعتوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ سیدی عبدالعزیز دباغ نے جواب دیا تمہارے سوال کا تفصیلی جواب دینا حکمت کے منافی ہے۔

احمد بن مبارک کہتے ہیں۔ اب میں ان احادیث کو ذکر کروں گا جن میں حضرت کے بیان کی تائید ہوتی ہے۔ حضرت نے فرمایا تھا کہ صرف نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو جمعہ کی ساعت حاصل کرنے کی توفیق عطا کی گئی ہے۔ اس کی دلیل نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث ہے جسے امام مسلم نے صحیح مسلم میں روایت کیا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

نحن الآخرون الأولون يوم القيامة' ونحن اوّل من يدخل الجنة بيدأنهم اوتوا الكتاب من قبلنا واوتيناه من بعدهم' فاختلفوا فهدانا الله لما اختلفوا فيه من الحق فهذا يومهم الذى اختلفوا فيه هدانا الله له قال يوم الجمعة فاليوم لنا وغدا لليهود و بعد غد للنصارى

(صحیح مسلم'۲:۵۸۵'رقم:۸۵۵)

''ہم سب سے بعد میں آنے والے لوگ ہیں لیکن قیامت کے دن سب سے پہلے ہوں گے ہم دوسری تمام امتوں سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔ انہیں ہم سے پہلے کتاب ملی اور ہمیں ان کے بعد مگر انہوں نے اختلاف کیا اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں حقیقت کی راہ دکھائی جس کے بارے میں انہوں نے اختلاف کیا چنانچہ دن کے بارے میں ان کے درمیان اختلاف ہوا تو اللہ تعالیٰ نے ہماری رہنمائی کی کہ وہ جمعہ کا دن ہے لہٰذا جمعہ ہمارا ہے ہفتہ یہود کا اور اتوار عیسائیوں کا (مخصوص دن ہے)''

سیدی دباغ نے بتایا تھا کہ جمعہ کے دن کی مخصوص ساعت نہایت مختصر ہوتی ہے اور منتقل ہوتی رہتی ہے اس کی دلیل سنن ابوداؤد میں موجود وہ روایت ہے جو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے راویت کی گئی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

''خير يوم طلعت فيه الشمس يوم الجمعة' فيه خلق آدم و فيه اهبط و فيه تيب عليه و فيه مات و فيه تقوم الساعة' ومامن دابة الا وهى مسيخة يوم الجمعة من حين تصبح حتى تطلع الشمس شفقا من الساعة الا الجن والانس وفيه ساعة لا يصادفها عبد مسلم وهو يصلى يسال الله حاجة الا اعطاه اياه'' (سنن ابوداؤد'۱:۲۷۴'رقم:۱۰۴۶)

''سب سے بہترین دن جمعہ کا دن ہے اسی دن حضرت آدم علیہ السلام پیدا ہوئے اسی دن انہیں زمین پر اتارا گیا۔ اسی دن ان کی توبہ قبول ہوئی اسی دن ان کا انتقال ہوا اور اسی دن قیامت قائم ہوگی۔ روئے زمین پر موجود ہر جانور جمعہ کے دن قیامت کے خوف سے چیختا چلاتا ہے۔ صرف انسان اور جنات ایسا نہیں کرتے۔ اس دن میں ایک ساعت ایسی بھی ہے کہ اگر اس گھڑی میں کوئی بندۂ مومن نماز پڑھ کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کرے تو اللہ تعالیٰ اس دعا کو ضرور قبول کرتا ہے''

امام مسلم اپنی ''صحیح'' میں یہ الفاظ روایت کرتے ہیں۔

فيه خلق آدم و فيه ادخل الجنة وفيه اخرج منها (صحیح مسلم'۲:۵۸۵'رقم:۸۵۴)

(اس دن آدم پیدا ہوئے اسی دن جنت میں داخل کیے گئے اور اسی دن جنت سے نکالے گئے)

اور اس مخصوص ساعت کے بارے میں یہ الفاظ نقل کیے۔

وهی ساعة خفيفة (صحیح مسلم ۲:۵۸۴، رقم: ۸۵۲) (وہ مختصری گھڑی ہے)۔

اور پھر یہ فرمایا۔

لا يوافقها مسلم قائم يصلي (ایضاً)

''جو شخص اس گھڑی میں نماز میں مشغول ہو جائے''

امام مسلم حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

هي ما بين ان يجلس الامام الى ان تقضى الصلاة (صحیح مسلم ۲:۵۸۴، رقم: ۸۵۳)

''جتنی دیر میں امام قعدہ اخیرہ پڑھتا ہے (اسی قدر یہ ساعت مختصر ہوتی ہے)''

ایک مشہور محدث عبدالحق فرماتے ہیں کہ یہ حضرت ابوموسیٰ اشعری کا اپنا قول ہے اور اس حدیث کے راوی مخرمہ مشکوک حیثیت رکھتے ہیں۔

امام ابوداؤد حضرت جابر بن عبداللہ انصاری کے حوالے سے روایت کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

يوم الجمعة ثنتا عشرة ساعة' لا يوجد مسلم يسال الله تعالٰى شيئا الا آتاه الله عزوجل فالتمسوها آخر ساعة بعد العصر (سنن ابوداؤد ۱:۲۷۵، رقم: ۱۰۴۸)

''جمعہ کے دن میں کل بارہ ساعات ہوتی ہیں ان کے دوران جو مسلمان جو بھی دعا کرتا ہے۔ وہ دعا قبول ہوتی ہے تاہم تمہیں اس دن عصر کے بعد آخری ساعت میں دعا کرنی چاہیے''

عبدالحق نامی محدث کہتے ہیں اس روایت کی سند میں بھی ایک مشکوک راوی موجود ہے۔

امام ابن عبدالبر حضرت ابوہریرہ کے حوالے سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

ان الساعة التي يتحرى فيها الدعاء يوم الجمعة هي آخر ساعة من الجمعة

''جمعہ کے دن دعا کی قبولیت کے لئے جس ساعت کو تلاش کیا جاتا ہے وہ جمعہ کے دن کی آخری ساعت ہے''

(التمہید لابن عبدالبر ۲۳:۴۳)

محدث عبدالحق نے اپنی تصنیف ''الاحکام الکبریٰ'' اور امام ابن حجر نے اپنی تصنیف ''فتح الباری'' میں اس بارے میں اکتالیس مختلف اقوال ان کے دلائل اور جوابات نقل کیے ہیں اور ان دلائل پر نقد و تبصرہ بھی کیا ہے۔ میں نے کیونکہ یہ تمام بحث پڑھ رکھی تھی اس لئے اس موضوع پر تفصیل سے حضرت کی گفتگو سنی اور ان میں سے بعض امور یہاں ذکر کر دیئے اللہ تعالیٰ ہمیں ان سے فائدہ حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے''*۔

•••——•••——•••

* الابریز من کلام سیدی عبدالعزیز' تیسرا باب' انسان کی ذات اور اعمال میں داخل ہو جانے والی نجاستوں کا بیان

15 - كِتَابُ تَقْصِيرِ الصَّلٰوةِ فِي السَّفَرِ

سفر کے دوران قصر نماز ادا کرنے (کے بارے میں روایات)

امام نسائی نے اس کتاب ''سفر کے دوران نمازِ قصر (کے بارے میں روایات)'' میں 5 تراجم ابواب اور 25 روایات نقل کی ہیں' جبکہ مکررات کو حذف کر دیا جائے تو روایات کی تعداد 11 ہوگی۔

1 - باب

بلاعنوان

1432 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اِدْرِيْسَ قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ اَبِىْ عَمَّارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بَابَيْهِ عَنْ يَعْلَى بْنِ اُمَيَّةَ قَالَ قُلْتُ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ (لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ اِنْ خِفْتُمْ اَنْ يَّفْتِنَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا) فَقَدْ اَمِنَ النَّاسُ . فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَجِبْتُ مِمَّا عَجِبْتَ مِنْهُ فَسَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ "صَدَقَةٌ تَصَدَّقَ اللّٰهُ بِهَا عَلَيْكُمْ فَاقْبَلُوْا صَدَقَتَهٗ" .

☆☆ حضرت یعلیٰ بن امیہ بیان کرتے ہیں' میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے کہا (ارشادِ باری تعالیٰ ہے:)

''تم پر نمازِ قصر کرنے میں کوئی گناہ نہیں ہے' اگر تمہیں یہ اندیشہ ہو کہ کفار تمہیں آزمائش میں مبتلا کر دیں گے''۔

لیکن اب تو لوگ امن کی حالت میں آ گئے ہیں' تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جس بات پر تم نے حیرانگی کا اظہار کیا ہے' اس بات پر میں بھی حیران ہوا تھا' میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں دریافت کیا' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''یہ مہربانی ہے' جو اللہ تعالیٰ نے تم پر کی ہے تو تم اس کی مہربانی کو قبول کرو''۔

شرح

نماز کو قصر کرنے سے مراد چار رکعات والی نماز کو مختصر کر کے دو رکعات ادا کرنا ہے۔

نماز کو قصر کرنے کے حکم پر بحث کرتے ہوئے حافظ ابن حجر عسقلانی تحریر کرتے ہیں:

1432- اخرجه مسلم في صلاة المسافرين وقصرها، باب صلاة المسافرين و قصرها (الحديث 4) . واخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب صلاة المسافر (الحديث 1199 و 1200) بنحوه . و اخرجه الترمذي في تفسير القرآن، باب (ومن سورة النساء) (الحديث 3034) . واخرجه النسائي في التفسير: سورة النساء، قوله عزوجل (فليس عليكم جناح ان تقصروا من الصلاة) (الحديث 140) واخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب تقصير الصلاة في السفر (الحديث 1065) تحفة الاشراف (10659) .

شیخ ابن المنذر اور دیگر حضرات نے یہ بات بیان کی ہے۔ اس بات پر اجماع ہے کہ فجر کی نماز اور مغرب کی نماز کو قصر نہیں کیا جائے گا۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جمہور اس بات کے قائل ہیں' ہر مباح سفر کے دوران نماز کو قصر کرنا جائز ہے۔

اسلاف میں سے بعض حضرات کا یہ موقف ہے کہ قصر کے لئے یہ بات شرط ہے کہ سفر کے دوران خوف کی صورت ہونی چاہیے۔

بعض اسلاف اس بات کے قائل ہیں' وہ سفر حج' عمرے یا جہاد کے لئے ہونا چاہیے۔

بعض حضرات اس بات کے قائل ہیں' وہ سفر اطاعت یعنی نیکی کے کام پر مشتمل ہونا چاہیے۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کا یہ موقف ہے کہ ہر سفر میں نماز قصر کی جائے گی خواہ وہ سفر اطاعت یعنی نیکی کے کام پر مشتمل ہو یا معصیت پر مشتمل ہو۔

علماء نے یہ بات بیان کی ہے: ابتدائے اسلام میں ظہر اور عصر کی نماز میں بھی دو دو رکعات ہوتی تھیں اور عشاء اور فجر کی نماز میں دو دو رکعات ہوتی تھیں۔

یہ روایت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے بھی منقول ہے۔

پھر جب تحویل قبلہ کا حکم نازل ہوا تو نبی اکرم ﷺ کو ظہر' عصر اور عشاء کی نماز میں چار رکعات ادا کرنے کا حکم دیا گیا۔

فجر کی نماز میں اضافہ اس لئے نہیں کیا گیا کیونکہ اس میں طویل قرأت کی جاتی ہے اور مغرب کی نماز میں اضافہ اس لئے نہیں کیا گیا کیونکہ وہ دن کی طاق رکعات والی نماز ہے۔ پھر سورۃ النساء آیت: 101 کا حکم نازل ہوا تو اس میں تخفیف کر دی گئی۔

یعنی جب کوئی شخص زمین میں سفر کر رہا ہو تو وہ نماز کو قصر کر سکتا ہے۔

اکثر روایات کے مطابق سن 4 ھ میں نماز کو قصر کرنے کا حکم نازل ہوا جبکہ بعض روایات کے مطابق یہ حکم دوسرے سن ہجری میں نازل ہوا اور بعض روایات کے مطابق ہجرت کے بعد چالیس دن گزرنے کے بعد یہ حکم نازل ہوا۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ ہجرت کے ایک سال بعد نازل ہوا تھا۔

سفر کے دوران نماز کو قصر کرنے کے جائز ہونے کے حکم کا ثبوت قرآن کی اس آیت سے ملتا ہے۔

''جب تم زمین میں سفر کرو تو تم پر کوئی گناہ نہیں ہے کہ تم نماز کو قصر کر لو اگر تمہیں یہ اندیشہ ہو کہ کافر لوگ تمہیں آزمائش میں مبتلا کر دیں گے۔'' (سورۃ النساء: آیت: 101)

تاہم یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ قصر کرنا جائز ہے خواہ خوف کی حالت ہو یا امن کی حالت ہو۔ آیت میں قصر کے حکم کو خوف کے ساتھ اس لئے معلق کیا گیا ہے' تاکہ اس وقت کی صورتحال کے حساب سے حکم بیان کیا جائے کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے اکثر اوقات جو اسفار کیے ہیں ان میں دشمن کی طرف سے حملہ کرنے کا خوف ہوتا ہے۔

• فتح الباری' کتاب تقصیر الصلاۃ

احادیث سے بھی قصر کے جواز کا ثبوت ملتا ہے جیسا کہ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں اس باب میں کئی روایات نقل کی ہیں جن میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت منقول ہے: انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے اس بارے میں سوال کیا تھا تو نبی اکرم ﷺ نے انہیں یہ جواب دیا تھا کہ یہ ایک صدقہ ہے' جو اللہ تعالیٰ نے عطا کیا ہے تم اسے قبول کر لو۔

تمام اہل علم کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جب کوئی شخص ایسا سفر کرے' جس میں نماز کو قصر کرنا جائز ہو تو اس سفر کے دوران نماز کو قصر کیا جا سکتا ہے۔

مسافر کی نماز کے احکام

مسافت کی کم از کم حد

مسئلہ: مسافت کی وہ کم از کم حد جس کے ذریعے احکام تبدیل ہو جاتے ہیں' وہ تین دن کا سفر ہے۔ (تبیین)

مسئلہ: سفر کی وجہ سے جو احکام تبدیل ہو جاتے ہیں' وہ یہ ہیں: نماز قصر ہو جاتی ہے' روزہ چھوڑنا جائز ہو جاتا ہے' موزوں پر مسح کی مدت تین دن تک چلی جاتی ہے' جمعہ' عیدین' قربانی کا وجوب ساقط ہو جاتا ہے۔

مسئلہ: آزاد عورت کے لیے محرم کے بغیر سفر پر جانا حرام ہے۔ (عتابیہ)

مسئلہ: یہاں سفر کرنے سے مراد درمیانی درجے کا سفر ہے۔ (سراجیہ)

مسئلہ: اس سے مراد سال کے چھوٹے دنوں میں اونٹ پر یا پیدل سفر کرنا ہے۔ (تبیین)

مسئلہ: کیا پورا دن یعنی شام ہونے تک سفر کرنے کو شرط قرار دیا جائے گا؟ اس بارے میں فقہاء کے مابین اختلاف پایا جاتا ہے۔

مسئلہ: صحیح یہ ہے: ایسا کرنا شرط نہیں ہے۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص صبح کے وقت چل پڑے اور زوال تک چلتا رہے اور ایک مرحلہ طے کر لے پھر پڑاؤ کرے' وہاں رات بسر کرے' پھر دوسرے دن صبح چل پڑے' پھر تیسرے دن بھی اسی طرح کرے تو وہ شخص مسافر شمار ہوگا۔ (سراج الوہاج)

مسئلہ: اس حوالے سے فرسخوں کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔ (ہدایہ)

مسئلہ: خشکی کے سفر کا سمندری سفر میں' سمندری سفر کا خشکی کے سفر میں اعتبار نہیں ہوگا' بلکہ ہر سفر اُس کی مخصوص رفتار کا اعتبار کیا جائے گا جو اُس کی حالت کے لائق ہوگی۔ (جوہرہ نیرہ)

سفر کے راستے کے اعتبار کا حکم

مسئلہ: مدت کا اعتبار اُس راستے سے کیا جائے گا' جس راستے پر وہ سفر کر رہا ہے۔ (بحرالرائق)

مسئلہ: مثال کے طور پر اگر کوئی شخص کسی ایک شہر جانا چاہتا ہے اور اُس شہر کو جانے کے دو راستے ہیں۔ ایک راستہ تین دنوں

میں طے ہوتا ہے اور دوسرا اس سے کم عرصے میں طے ہو جاتا ہے' تو اگر وہ شخص دور کے راستے سے جا رہا ہے' تو ہمارے نزدیک وہ مسافر شمار ہوگا۔ (قاضی خان)

مسئلہ: اگر وہ قریب کے راستے کی طرف سے جاتا ہے' تو وہ شخص پوری نماز ادا کرے گا۔

مسئلہ: اگر کسی جگہ جانے کے دو راستے ہیں اور ایک پانی کا راستہ ہے' جو تین دن میں طے ہوتا ہے' دوسرا خشکی کا راستہ ہے' جو دو دن میں مکمل ہو جاتا ہے' تو اگر وہ پانی کے راستے سے جائے گا' تو قصر نماز ادا کرے گا' اگر خشکی کے راستے سے جائے گا' تو قصر نماز نہیں ادا کرے گا۔

دریائی سفر کا حکم

مسئلہ: دریائی سفر میں تین ایسے دنوں کی حالت کا اعتبار کیا جائے گا' جس میں ہوا معتدل ہوتی ہے' نہ بہت تیز ہوتی ہے' نہ بالکل بند ہوتی ہے۔

مسئلہ: اسی طرح پہاڑ میں بھی وہاں کی عام رفتار کا اعتبار کیا جائے گا کہ تین دن میں کتنی مسافت طے کی جاسکتی ہے؟ اگرچہ اُتنی مسافت ہموار زمین پر تین دن سے کم عرصے میں طے کی جاسکتی ہو۔

مسئلہ: عام عادت کے مطابق جس مسافت کو تین دن میں طے کیا جاتا ہے' اگر کوئی شخص تیز رفتار گھوڑے پر سوار ہو کر لے دنوں میں دو دن یا اس سے کم عرصے میں اپنی منزل تک پہنچ جاتا ہے' تو بھی وہ قصر نماز ادا کرلے گا۔ (جوہرہ نیرہ)

مسئلہ: چار رکعات والی نماز میں دو رکعات پڑھنا مسافر پر فرض ہوگا۔ (ہدایہ)

مسئلہ: ہمارے نزدیک قصر نماز پڑھنا واجب ہے۔ (خلاصہ)

مسئلہ: اگر مسافر شخص چار رکعات ادا کر لیتا ہے اور دوسری رکعت کے بعد تشہد کی مقدار میں قعدہ میں بیٹھا رہتا ہے' تو نماز جائز ہوگی اور آخری دو رکعات نفل شمار ہوں گی' تاہم اُس نے غلط کیا ہے' کیونکہ سلام میں تاخیر ہوگئی ہے' لیکن اگر وہ دوسری رکعت کے بعد تشہد کی مقدار میں نہیں بیٹھا تو اُس کی نماز باطل شمار ہوگی۔ (ہدایہ)

مسئلہ: اسی طرح اگر وہ پہلی دو رکعات میں سے کسی ایک میں یا دونوں میں قرأت نہیں کرتا ہے' تو ہمارے نزدیک نماز فاسد ہوگی۔ (تاتارخانیہ)

مسئلہ: سفر کا حکم ہر قسم کے مسافر کے لیے ہوگا' خواہ نیکی کے کام کے لیے سفر کر رہا ہو یا گناہ کے کام کے لیے سفر کر رہا ہو۔ (محیط)

مسئلہ: اسی طرح سوار ہو کر سفر کرنے اور پیدل چلنے والے کا حکم بھی برابر ہوگا۔ (تہذیب)

سنتوں میں قصر نہ ہونا

مسئلہ: سنتوں میں قصر نہیں کی جائے گی۔ (محیط سرخسی)

مسئلہ: بعض فقہاء نے مسافر کے لیے سنتوں کو چھوڑ دینا جائز قرار دیا ہے اور مختار یہ ہے: اگر خوف کی حالت ہو' تو سنتیں ادا نہ کرے' اگر امن کی حالت ہو' تو سنتیں ادا کرے۔ (الوجیز از کردری)

مسئلہ: امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بات بیان کی ہے: جب آدمی اپنے شہر کی حدود سے باہر نکل جائے اور شہر کے مکانات پیچھے رہ جائیں اُس وقت سے قصر پڑھنا شروع کردے گا۔ (محیط)

مسئلہ: یہی مختار ہے۔ (غیاثیہ) اسی پر فتویٰ ہے۔ (تاتارخانیہ)

مسئلہ: صحیح قول یہ ہے: شہر کی آبادی سے نکلنے کا اعتبار ہوگا' دوسری کسی آبادی کا اعتبار نہیں ہوگا۔

مسئلہ: البتہ اگر ایک یا ایک سے زیادہ گاؤں شہر کی حدود کے ساتھ ملے ہوئے ہوں' تو اُن سے بھی نکلنے کا اعتبار کیا جائے گا۔

مسئلہ: اسی طرح شہر کے کنارے پر جو گاؤں ساتھ ملا ہوا ہے' اُس سے باہر نکلنے کے بعد نماز قصر کی جائے گی۔

مسئلہ: اسی طرح آدمی جب سفر سے واپس آئے گا' تو جب تک آبادی میں داخل نہیں ہوگا' اُس وقت تک پوری نماز نہیں ادا کرے گا۔

مسئلہ: جب تک آدمی شہر سے باہر نہیں چلا جاتا' اُس وقت تک صرف نیت کرنے کی وجہ سے مسافر شمار نہیں ہوگا' لیکن نیت کرنے کی وجہ سے مقیم شمار ہوگا۔ (محیط سرخسی)

سفر کے قصد کا شرط ہونا

مسئلہ: مسافر شخص کو یہ رخصت اُس وقت حاصل ہوگی جب وہ تین منزل (کی مسافت) کے سفر کا قصد کرے' اگر وہ اس کا قصد نہیں کرتا تو خواہ وہ پوری دنیا کا چکر لگا کے آجائے' اُسے سفر کی رخصت حاصل نہیں ہوگی جیسے کسی مفرور کا پیچھا کرتے ہوئے یا کسی مقروض کے پیچھے جاتے ہوئے آدمی مسلسل چلتا جائے' لیکن تین دن کی مسافت کا سفر کرنے کا قصد نہ ہو' تو سفر کی رخصت ثابت نہیں ہوگی۔

مسئلہ: قصر کی رخصت ثابت ہونے کے لیے گمان کا غالب ہونا کافی ہے' یقین شرط نہیں ہے' یعنی اگر غالب گمان یہ ہے: اتنی دور جاؤں گا جتنا سفر تین دن میں طے ہوتا ہے' تو وہ نماز قصر کرلے گا۔ (تبیین)

مسئلہ: جب تک آدمی کسی شہر یا گاؤں میں پندرہ دن یا اس سے زیادہ مقیم رہنے کی نیت نہیں کرتا' اُس وقت تک اُس پر سفر کے احکام لاگو رہیں گے۔ (ہدایہ)

مسئلہ: یہ حکم اُس وقت ہوگا' جب آدمی تین دن کی مسافت طے کر چکا ہو' اگر اُس نے تین دن کی مسافت طے نہ کی ہو اور واپس جانے کا ارادہ کرتا ہے یا اقامت کی نیت کر لیتا ہے (تو حکم مختلف ہوگا)۔

مسئلہ: پہلی شرط یہ ہے: آدمی سفر کا سلسلہ موقوف کردے' اگر کوئی شخص اقامت کی نیت کرلے لیکن مسلسل سفر کرتا رہے' تو نیت درست نہیں ہوگی۔

ٹھہرنے کی نیت کا شرط ہونا

مسئلہ: دوسری شرط یہ ہے: جس جگہ ٹھہرنے کی نیت کی ہے' وہ جگہ ٹھہرنے کے لائق ہونی چاہیے۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص جنگل یا دریا یا جزیرے پر ٹھہرنے کی نیت کر لیتا ہے' تو یہ درست نہیں ہو گا۔

مسئلہ: تیسری شرط یہ ہے: ایک ہی جگہ پر ٹھہرنے کی نیت کی ہو۔

مسئلہ: چوتھی شرط یہ ہے: مسلسل پندرہ دن یا اُس سے زیادہ عرصے تک ٹھہرنے کی نیت کی ہو۔

مسئلہ: پانچویں شرط یہ ہے: نیت کرتے ہوئے اُس کی رائے مستقل ہونی چاہیے۔ (معراج الدرایہ)

مسئلہ: شمس الائمہ حلوانی نے یہ بات بیان کی ہے: اگر مسلمان کا لشکر کسی جگہ جا رہا ہے' اُس کے ساتھ اُن کے سائبان اور چھوٹے بڑے خیمے وغیرہ ہیں اور راستے میں کسی جنگل میں وہ کسی جگہ پڑاؤ کر لیتے ہیں اور وہاں پندرہ دن تک ٹھہرنے کا قصد کرتے ہیں' تو بھی وہ مقیم شمار نہیں ہوں گے' کیونکہ اُن کے ساتھ سفر کا سامان مقیم ہونے کی علامت نہیں ہے۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص کسی جگہ پر پندرہ دن سے کم عرصے تک ٹھہرنے کی نیت کر لیتا ہے' تو وہ قصر نماز ادا کرے گا۔ (ہدایہ)

مسئلہ: اگر کوئی شخص کسی شہر میں کئی برس تک اسی نیت سے رہتا ہے کہ جیسے ہی اُس کا کام ہو گیا' وہ یہاں سے چلا جائے گا اور پندرہ دن کی نیت نہیں کرتا تو وہ قصر نماز ہی ادا کرے گا۔ (تہذیب)

مسئلہ: اگر کوئی شخص دو مختلف مقامات پر پندرہ دن یا اس سے زیادہ عرصے تک ٹھہرنے کی نیت کرتا ہے' تو اگر وہ دونوں مقام مستقل طور پر الگ' الگ ہوں' تو وہ شخص مقیم نہیں ہو گا' جیسے مکہ اور مدینہ ہے یا کوفہ اور حیرہ ہے۔

مسئلہ: لیکن اگر وہ دونوں مقامات ایسے ہوں کہ اُن میں سے ایک مقام دوسرے مقام کا تابع ہو' اور دوسرے مقام کے لوگوں پر جمعہ واجب نہ ہوتا ہو' تو پھر وہ مقیم ہو جائے گا۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص دو بستیوں میں پندرہ دن اس طرح رہنے کی نیت کرتا ہے کہ دن کے وقت ایک بستی میں رہوں گا اور رات کے وقت دوسری بستی میں رہوں گا' تو جب وہ رات کے قیام والی بستی میں داخل ہو گا' تو مقیم شمار ہو گا۔ (محیط سرخسی)

مسئلہ: کتاب ''خلاصہ'' میں یہ بات تحریر ہے کہ حج پر جانے والے لوگ اگر حج کے پہلے عشرے میں مکہ پہنچ جاتے ہیں اور وہاں پندرہ دن قیام کی نیت کرتے ہیں' تو اُن کی اس نیت کا اعتبار نہیں ہو گا کیونکہ اُنہیں' تو حج کے لیے عرفات جانا پڑے گا اور اس طرح اُن کی شرط پوری نہیں ہو گی۔

عیسیٰ بن ابان ﷫ کا واقعہ

یہ حکایت بیان کی گئی ہے کہ عیسیٰ بن ابان نے علم فقہ اسی وجہ سے سیکھنا شروع کیا تھا' وہ پہلے علم حدیث کی طلب میں مشغول تھے' وہ بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ میں ذوالحج کے پہلے عشرے میں اپنے ایک دوست کے ساتھ مکہ پہنچ گیا' میں نے وہاں پورا ایک مہینہ قیام کرنے کا ارادہ کر لیا اور پوری نماز پڑھنی شروع کر دی۔ امام ابوحنیفہ ﷫ کے ایک شاگرد سے میری ملاقات ہوئی تو اُس نے مجھے کہا کہ تم غلط کر رہے ہو کیونکہ تمہیں' تو درمیان میں منیٰ اور عرفات بھی جانا پڑے گا' پھر جب میں منیٰ سے واپس آیا تو میرے ساتھی نے سفر کرنے کا ارادہ کیا' میں نے بھی اُس کے ساتھ جانے کا ارادہ کیا اور قصر نماز پڑھنا شروع کر دی' پھر میری ملاقات امام ابوحنیفہ ﷫ کے اُسی شاگرد سے ہوئی تو اُس نے کہا: تم غلط کر رہے ہو' کیونکہ اب تو تم مکہ میں مقیم ہو' جب تک تم یہاں سے باہر نہیں جاؤ گے' اُس وقت تک مسافر شمار نہیں ہو گے' اُس وقت میں نے دل میں سوچا کہ میں نے تو ایک ہی مسئلے میں دو مرتبہ غلطی کر لی ہے' تو اُس کے بعد میں امام محمد ﷫ کی مجلسِ درس میں شریک ہوا اور علمِ فقہ سیکھنا شروع کیا۔ (بحرالرائق)

مسئلہ: اگر مسافر شخص نماز کے وقت میں' نماز کے دوران اقامت کی نیت کر لیتا ہے' تو وہ پوری نماز ادا کرے گا خواہ وہ تنہا نماز ادا کر رہا ہو' مقتدی ہو' مسبوق ہو' مدرک ہو' لیکن اگر وہ لاحق ہو اور اُس نے امام کے فارغ ہونے کے بعد اقامت کی نیت کی ہے' تو اب پوری نماز ادا کرے گا' لیکن اگر اُس نے امام کے فارغ ہونے سے پہلے اقامت کی نیت کر لی تو اگر لاحق نے اقامت کی نیت کے بعد کلام کر لیا اور نماز کا وقت ابھی باقی ہے' تو وہ چار رکعات ادا کرے گا' اگر نماز کا وقت ختم ہو چکا ہے' تو دو رکعات ادا کرے گا۔ (محیط سرخسی)

مسئلہ: اسی طرح اگر وہ نماز پڑھ رہا تھا اور اسی دوران نماز کا وقت ختم ہو گیا' پھر اُس نے اقامت کی نیت کی تو اب اُس پر چار فرض ادا کرنا لازم نہیں ہو گا۔ (خلاصہ)

مسئلہ: اگر مسافر مقیم کی اقتداء میں نماز ادا کرتا ہے' تو پوری چار رکعات ادا کرتے ہیں۔

مسئلہ: اگر مسافر مقیم لوگوں کی امامت کرتا ہے' تو وہ دو رکعات پڑھ کر سلام پھیر دے گا اور مقتدی اپنی نماز ادا کرے گا۔ (ہدایہ)

مسئلہ: امام کے لیے یہ بات مستحب ہے کہ وہ سلام پھیرنے کے بعد یہ کہہ دے کہ تم لوگ اپنی نمازیں پوری کر لو' میں' تو مسافر ہوں۔ (ہدایہ)

مسئلہ: جمعے کے دن زوال سے پہلے یا زوال کے بعد سفر کے لیے نکلنا مکروہ نہیں ہے' اگر آدمی کو یہ پتہ ہو کہ میں جمعے کا وقت گزر جانے کے بعد اپنے شہر سے نکلوں گا' تو اُس کے لیے جمعے کی نماز ادا کرنا واجب ہے۔ اور جمعہ ادا کرنے سے پہلے روانہ ہونا مکروہ ہے۔ (محیط سرخسی)

عورت محرم کے بغیر سفر نہیں کر سکتی

مسئلہ: کوئی بھی عورت محرم کے بغیر تین دن سے زیادہ کا سفر نہیں کر سکتی۔

مسئلہ: نابالغ لڑکا اور جس شخص کی ذہنی حالت ٹھیک نہ ہو' وہ محرم شمار نہیں ہوں گے' لیکن ایسا عمر رسیدہ شخص جس کا ذہن صحیح کام کرتا ہو' وہ محرم شمار ہو گا۔ (محیط)

مسئلہ: مسافر شخص جب اپنے شہر میں داخل ہو جائے گا' تو اب چاہے اُس نے اقامت کی نیت نہ کی ہو' پھر بھی وہ پوری نماز ادا کرے گا' خواہ وہ اپنے ذاتی اختیار سے اپنے شہر میں آیا ہو یا کسی ضرورت کی وجہ سے وہاں آیا ہو۔ (جوہرہ نیرہ)

وطن کی اقسام

مسئلہ: اکثر مشائخ اس بات کے قائل ہیں' وطن کی تین قسمیں ہیں' ایک وطن اصلی' اس سے مراد آدمی کے پیدا ہونے کی جگہ ہے یا وہ جگہ ہے جہاں اُس کے بیوی بچے رہتے ہوں۔

مسئلہ: دوسرا وطنِ سفر' اس سے مراد وطنِ اقامت ہے' یہ وہ وطن ہے جہاں مسافر پندرہ دن یا اس سے زیادہ دن رہنے کی نیت کرتا ہے۔

مسئلہ: تیسرا وطنِ سکونت' یہ وہ شہر ہے جہاں مسافر شخص پندرہ دن سے کم عرصے تک ٹھہرنے کی نیت کرتا ہے' لیکن محققین اس بات کے قائل ہیں' وطن کی دو قسمیں ہیں: وطنِ اصلی اور وطنِ اقامت۔

مسئلہ: ان حضرات کے نزدیک وطنِ سکونت کا کوئی اعتبار نہیں ہے' یہی قول صحیح ہے۔ (کفایہ)

مسئلہ: (اصول یہ ہے) ایک وطنِ اصلی' دوسرے وطنِ اصلی کے ذریعے باطل ہو جاتا ہے۔

مسئلہ: جب کوئی شخص اپنی بیوی سمیت پہلے شہر سے دوسرے شہر منتقل ہو جاتا ہے' تو (دوسرا شہر اُس کا وطنِ اصلی بن جائے گا)۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص اپنی بیوی سمیت دوسرے شہر میں منتقل نہیں ہوتا لیکن دوسرے شہر میں دوسری شادی کر لیتا ہے' تو پہلے وطن کا وطنِ اصلی ہونا باطل نہیں ہوگا اور وہ شخص دونوں شہروں میں پوری نماز ادا کرے گا۔

مسئلہ: وطنِ اصلی سفر کرنے یا وطنِ اقامت کی وجہ سے باطل نہیں ہوتا ہے۔

مسئلہ: لیکن وطنِ اقامت سفر کرنے یا وطنِ اصلی کی وجہ سے باطل ہو جاتا ہے۔ (تبیین)

مسئلہ: اگر کوئی شخص اپنے وطنِ اصلی سے اپنے بیوی بچوں اور ساز و سامان سمیت کسی دوسرے شہر منتقل ہو جاتا ہے' لیکن پہلے شہر میں اُس کا گھر اُس کی زمین ابھی باقی ہے' تو ایک قول کے مطابق پہلا شہر بھی اُس کے وطنِ اصلی کے طور پر باقی رہے گا' امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب میں بھی اسی کی طرف اشارہ موجود ہے۔ (زاہدی)

مسئلہ: وطنِ اصلی کے لیے یہ بات شرط نہیں' اُس سے پہلے آدمی سفر کر چکا ہو کیونکہ اس بات پر تو اتفاق ہے کہ وہ ہی اصل وطن ہے۔ (محیط)

مسئلہ: لیکن وطنِ اقامت مقرر کرنے کے لیے کیا اس بات کو شرط قرار دیا جائے گا کہ آدمی اس سے پہلے سفر کر چکا ہو' اس بارے میں دو روایات منقول ہیں۔

مسئلہ: ایک روایت کے مطابق وطنِ اقامت تین دن کے سفر کے بعد مقرر ہو سکتا ہے اور دوسرا قول یہ ہے: تین دن کے سفر سے پہلے بھی مقرر کیا جا سکتا ہے' یعنی اگرچہ اُس کے اہلِ خانہ یا وطنِ اصلی کے درمیان تین دن سے کم مدت کا فاصلہ ہو' تو بھی وطنِ اقامت اختیار کیا جا سکتا ہے (بشرطیکہ آگے سفر کرنا مقصود ہو)۔

مسئلہ: ظاہر الروایۃ میں یہی مذکور ہے۔ (بحر الرائق' شرح منیہ از ابن امیر الحاج)

آبادی سے باہر سواری پر نوافل ادا کرنا

مسئلہ: شہر (کی آبادی) کے باہر جانور پر سوار ہو کر نوافل ادا کرنا جائز ہے' جانور کا رُخ جس بھی سمت میں ہوگا' اُسی طرف اشارے کے ذریعے نماز ادا کر لی جائے گی۔ (محیط سرخسی)

مسئلہ: جانور کا رُخ جس سمت میں ہے اُس کی بجائے کسی دوسری طرف رُخ کر کے نماز ادا کی گئی تو یہ نماز درست نہیں ہوگی۔ (سراج الوہاج)

مسئلہ: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک شہر کے اندر سواری پر سوار ہو کر نماز ادا کرنا جائز نہیں ہے۔ (محیط سرخسی)

مسئلہ: صحیح قول کے مطابق شہر سے باہر نکل جانے کے بعد (شرعی مدتِ سفر تک کا سفر کرنے والا) مسافر اور غیر مسافر برابر کی حیثیت رکھتے ہیں' یہاں تک کہ اگر کوئی شخص شہر کی آبادی سے باہر اپنی زمین پر جاتا ہے' تو وہاں جاتے ہوئے راستے میں نوافل سواری پر ادا کر سکتا ہے۔ (محیط سرخسی)

مسئلہ: سواری پر نماز ادا کرنے کا طریقہ یہ ہے: اشارے کے ذریعے نماز ادا کی جائے گی۔ (خلاصہ)

مسئلہ: زین پر بیٹھنے کے بعد آدمی تلاوت کرے گا' رکوع اور سجدہ (اشارے کے ساتھ) کرے گا' تشہد پڑھے گا اور سلام پھیرے گا۔ (تاتارخانیہ)

مسئلہ: سجدہ کرتے ہوئے رکوع کے مقابلے میں سر کو زیادہ جھکایا جائے گا' تاہم کسی چیز پر سر کو رکھا نہیں جائے گا' خواہ جانور چل رہا ہو یا کھڑا ہوا ہو۔ (خلاصہ)

مسئلہ: سواری پر نماز ادا کرنے کے حوالے سے سنت مؤکدہ کا حکم بھی نفل نماز کی مانند ہے' یعنی اسے سواری پر ادا کیا جا سکتا ہے۔ (تبیین)

عذر کے بغیر فرض نماز سواری پر ادا نہیں کی جا سکتی

مسئلہ: کسی عذر کے بغیر فرض نماز کو سواری پر ادا نہیں کیا جا سکتا۔ (قاضی خان)

مسئلہ: واجب نمازوں کا بھی یہی حکم ہے' جیسے وتر اور نذر کی نماز یا جس نماز کو شروع کیا گیا اور پھر فاسد کر دیا گیا یا جنازے کی نماز' ان سب کو کسی عذر کے بغیر سواری پر ادا کرنا جائز نہیں ہے۔ (عینی شرح کنز)

مسئلہ: اس حوالے سے ایک عذر یہ بھی ہے کہ جب جانور سے اُترنے کے نتیجے میں آدمی کو اپنے جانور یا مال' یا جانور یا چور' یا درندے یا دشمن وغیرہ کا اندیشہ ہو یا جانور کے بارے میں یہ گمان ہو کہ اگر سواری سے اُترا تو کسی دوسرے کی مدد کے بغیر اُس پر سوار نہیں ہو سکے گا یا کوئی شخص عمر رسیدہ ہو اور کمزور ہونے کی وجہ سے خود اُس پر سوار نہ ہو سکتا ہو اور وہاں سوار کرانے والا کوئی دوسرا شخص بھی موجود نہ ہو یا زمین میں ہر طرف کیچڑ ہو' وہاں کوئی خشک جگہ نہ ہو' جہاں نماز ادا کی جا سکے تو بھی یہی حکم ہوگا۔ (محیط)

مسئلہ: ان تمام قسم کے عذروں کے نتیجے میں آدمی سواری پر نماز ادا کر لے گا اور جب سواری سے اُترنا اُس کے لیے ممکن ہو گا اُس وقت اُس نماز کو دُہرانا اُس کے لیے لازم نہیں ہوگا۔ (سراج الوہاج)

مسئلہ: اگر معذور شخص کے لیے جانور کو روکنا ممکن ہو تو اپنی سواری کو روک کر اشارے کے ذریعے نماز ادا کرے گا اگر وہ روکے بغیر نماز ادا کرتا ہے تو نماز درست نہیں ہو گی۔

کشتی پر نماز ادا کرنے کا حکم

مسئلہ: کشتی پر نماز ادا کرنے کے بارے میں مستحب یہ ہے: اگر ممکن ہو تو کشتی سے باہر نکل کر فرض نماز ادا کی جائے۔ (مبسوط سرخسی)

مسئلہ: اگر کشتی چل رہی ہو اور آدمی قیام پر قدرت رکھتا ہو اور بیٹھ کر نماز ادا کرے تو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک کراہت کے ساتھ ایسا کرنا جائز ہے جبکہ امام ابویوسف رحمہ اللہ اور امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک ایسا کرنا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ: لیکن اگر کشتی بندھی ہوئی ہو چل نہ رہی ہو تو بیٹھ کر نماز ادا کرنا بالاتفاق جائز نہیں ہو گا۔ (تہذیب)

مسئلہ: اگر کشتی میں سفر کے دوران ایسی حالت ہو کہ اگر وہ شخص کھڑا ہو کر نماز ادا کرے گا تو اُسے چکر وغیرہ کی شکایت ہو جائے گی تو اس بات پر اتفاق ہے کہ بیٹھ کر نماز ادا کی جائے گی۔ (خلاصہ)

مسئلہ: کشتی میں نماز شروع کرتے وقت قبلہ کی طرف رُخ کرنا لازم ہے۔ (کافی)

مسئلہ: جب کشتی گھوم جائے گی تو نماز ادا کرنے والا بھی قبلہ کی طرف اپنا رُخ کر لے گا اگر قبلہ کی طرف رُخ کرنے پر قدرت رکھنے کے باوجود اپنا رُخ قبلہ کی طرف نہیں کرتا تو نماز جائز نہیں ہو گی۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص کشتی میں رکوع اور سجدہ کرنے پر قادر ہے اور پھر اشارے کے ذریعے نماز ادا کر لیتا ہے تو اس بات پر اتفاق ہے کہ ایسا کرنا جائز نہیں ہو گا۔ (مضمرات)

•••———•••———•••

1433 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِىْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اُمَيَّةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ خَالِدٍ اَنَّهُ قَالَ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اِنَّا نَجِدُ صَلَاةَ الْحَضَرِ وَصَلَاةَ الْخَوْفِ فِى الْقُرْآنِ وَلَا نَجِدُ صَلَاةَ السَّفَرِ فِى الْقُرْآنِ . فَقَالَ لَهُ ابْنُ عُمَرَ يَا ابْنَ اَخِىْ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ بَعَثَ اِلَيْنَا مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا نَعْلَمُ شَيْئًا وَّاِنَّمَا نَفْعَلُ كَمَا رَاَيْنَا مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُ .

☆☆ امیہ بن عبداللہ بیان کرتے ہیں' انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا: ہمیں حضر اور خوف کی حالت میں ادا کی جانے والی نماز کا ذکر تو قرآن میں ملتا ہے' لیکن سفر کی نماز کا ذکر ہمیں قرآن میں نہیں ملتا' تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے انہیں جواب دیا: اے میرے بھتیجے! اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کو ہماری طرف مبعوث کیا' تو ہمیں کسی بھی چیز کا علم نہیں تھا' ہم تو ویسا ہی کرتے تھے جیسے ہم نے حضرت محمد ﷺ کو کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

1434 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ مَنْصُوْرِ بْنِ زَاذَانَ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ

1433-تقدم (الحديث 456) .

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ مِنْ مَّكَّةَ اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَا يَخَافُ اِلَّا رَبَّ الْعَالَمِيْنَ يُصَلِّىْ رَكْعَتَيْنِ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ مکہ سے روانہ ہو کر مدینہ کی طرف چلے' آپ کو صرف تمام جہانوں کے پروردگار کا خوف تھا' لیکن آپ نے (اس سفر کے دوران) دو رکعات نماز ادا کی (یعنی قصر نماز ادا کی)۔

1435 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كُنَّا نَسِيْرُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةِ لَا نَخَافُ اِلَّا اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ نُصَلِّىْ رَكْعَتَيْنِ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' ہم اس روز نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ مکہ اور مدینہ کے درمیان سفر کر رہے تھے' اور ہمیں صرف اللہ تعالیٰ کا خوف تھا (یعنی دشمن کا کوئی خوف نہیں تھا)' لیکن ہم نے دو رکعات نماز ادا کی۔

1436 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ خُمَيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ حَبِيْبَ بْنَ عُبَيْدٍ يُحَدِّثُ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ عَنِ ابْنِ السِّمْطِ قَالَ رَاَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يُصَلِّىْ بِذِى الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْنِ فَسَاَلْتُهُ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ اِنَّمَا اَفْعَلُ كَمَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُ .

☆☆ ابن سمط بیان کرتے ہیں' میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ذوالحلیفہ میں دو رکعات نماز ادا کرتے ہوئے دیکھا' میں نے ان سے اس بارے میں دریافت کیا' تو انہوں نے فرمایا: میں نے ویسا ہی کیا ہے' جس طرح میں نے نبی اکرم ﷺ کو کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

1437 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِىْ اِسْحَاقَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمَدِيْنَةِ اِلٰى مَكَّةَ فَلَمْ يَزَلْ يَقْصُرُ حَتّٰى رَجَعَ فَاَقَامَ بِهَا عَشْرًا .

☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ مدینہ منورہ سے مکہ کی طرف روانہ ہوا تو نبی اکرم ﷺ سفر کے دوران قصر نماز ادا کرتے رہے' یہاں تک کہ آپ واپس مدینہ منورہ تشریف لے آئے' آپ نے مکہ میں دس دن قیام کیا تھا۔

1438 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ شَقِيْقٍ قَالَ اَبِىْ اَنْبَاَنَا اَبُوْ حَمْزَةَ - وَهُوَ السُّكَّرِىُّ - عَنْ

1435-اخرجه الترمذي في الصلاة، باب ما جاء في التقصير في السفر (الحديث 547) و سياتي في الذي بعده (الحديث 1435) . تحفة الاشراف (6436) .

1436-تقدم (الحديث 1434) .

1436-اخرجه مسلم في صلاة المسافرين و قصرها، باب صلاة المسافرين و قصرها (الحديث 13 و 14) . تحفة الاشراف (10462) .

1437-اخرجه البخاري في تقصير الصلاة، باب ما جاء في التقصير الصلاة (الحديث 1081) بنحوه، و في المغازي، باب مقام النبي صلى الله عليه وسلم بمكة زمن الفتح (الحديث 4297) مختصراً . و اخرجه مسلم في صلاة المسافرين و قصرها، باب صلاة المسافرين و قصرها (الحديث 15) بنحوه . و اخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب متى يتم المسافر (الحديث 1233) بنحوه . و اخرجه الترمذي في الصلاة، باب ما جاء في كم تقصر الصلاة (الحديث 548) بنحوه . و سياتي (الحديث 1451) و اخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب كم يقصر الصلاة المسافر اذا اقام ببلدة (الحديث 1077) . تحفة الاشراف (1652) .

1438-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (9458) .

مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي السَّفَرِ رَكْعَتَيْنِ وَمَعَ اَبِي بَكْرٍ رَكْعَتَيْنِ وَمَعَ عُمَرَ رَكْعَتَيْنِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ۔

☆☆ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ (بن مسعود) بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کی اقتداء میں سفر کے دوران دو رکعات ادا کی ہیں' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں بھی دو رکعات ادا کی ہیں' حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں بھی دو رکعات ادا کی ہیں۔

1439 - اَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ عَنْ سُفْيَانَ - وَهُوَ ابْنُ حَبِيْبٍ - عَنْ شُعْبَةَ عَنْ زُبَيْدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِي لَيْلٰى عَنْ عُمَرَ قَالَ صَلَاةُ الْجُمُعَةِ رَكْعَتَانِ وَالْفِطْرِ رَكْعَتَانِ وَالنَّحْرِ رَكْعَتَانِ وَالسَّفَرِ رَكْعَتَانِ تَمَامٌ غَيْرُ قَصْرٍ عَلٰى لِسَانِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔

☆☆ حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ قول نقل کیا ہے' جمعہ کی دو رکعات ہیں' عیدالفطر کی دو رکعات ہیں' عیدالاضحیٰ کی نماز کی دو رکعات ہیں اور سفر کے دوران دو رکعات ہوتے ہیں' یہ مکمل ہیں' ان میں کوئی کمی نہیں ہے' یہ بات نبی اکرم ﷺ کی زبانی ثابت ہے۔

1440 - اَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنِي اَبُو عَبْدِ الرَّحِيْمِ قَالَ حَدَّثَنِي زَيْدٌ عَنْ اَيُّوْبَ - وَهُوَ ابْنُ عَائِذٍ - عَنْ بُكَيْرِ بْنِ الْاَخْنَسِ عَنْ مُجَاهِدٍ اَبِي الْحَجَّاجِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ فُرِضَتْ صَلَاةُ الْحَضَرِ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْبَعًا وَصَلَاةُ السَّفَرِ رَكْعَتَيْنِ وَصَلَاةُ الْخَوْفِ رَكْعَةً ۔

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' پہلے حضر کی حالت میں نماز تمہارے نبی کی زبانی چار رکعات فرض قرار دی گئی' پھر سفر کے دوران دو رکعات ہوگئی اور خوف کی حالت میں ایک رکعت ہوگئی۔

1441 - اَخْبَرَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ مَاهَانَ قَالَ حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ مَالِكٍ عَنْ اَيُّوْبَ بْنِ عَائِذٍ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ الْاَخْنَسِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ فَرَضَ الصَّلَاةَ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْحَضَرِ اَرْبَعًا وَفِي السَّفَرِ رَكْعَتَيْنِ وَفِي الْخَوْفِ رَكْعَةً ۔

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' اللہ تعالیٰ نے نماز میں' تمہارے نبی کی زبانی حضر کی حالت میں چار رکعات فرض کی ہیں اور سفر کی حالت میں دو رکعات فرض کی ہیں اور خوف کی حالت میں ایک رکعت فرض کی ہے۔

2 - باب الصَّلَاةِ بِمَكَّةَ

باب: مکہ مکرمہ میں نماز ادا کرنا

1439-تقدم (الحديث 1419) ۔

1440-تقدم (الحديث 455) ۔

1441-تقدم (الحديث 455) ۔

1442 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى فِي حَدِيْثِهِ عَنْ خَالِدِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ مُوْسٰى - وَهُوَ ابْنُ سَلَمَةَ - قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ كَيْفَ اُصَلِّي بِمَكَّةَ اِذَا لَمْ اُصَلِّ فِي جَمَاعَةٍ قَالَ رَكْعَتَيْنِ سُنَّةَ اَبِي الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔

☆☆ موسیٰ بن سلمہ بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا: مجھے مکہ میں کس طرح نماز ادا کرنا چاہیے' جب میں باجماعت نماز ادا نہیں کرتا؟ تو انہوں نے فرمایا: دو رکعات' جو حضرت ابوالقاسم ﷺ کی سنت ہے۔

شرح

قصر نماز کے بارے میں ایک اہم حکم یہ ہے: آیا نماز کو قصر کرنے کا حکم ایک رخصت ہے یا یہ عزیمت ہے' جو لازم ہے؟

دوسرے لفظوں میں آپ یہ بھی کہہ سکتے ہیں' کیا مسافر اس بات کا پابند ہے کہ شرعی طور پر وہ قصر نماز ہی ادا کرے گا یا پھر اسے اس بات کا اختیار ہے کہ اگر وہ چاہے' تو قصر نماز ادا کرلے یا اگر چاہے' تو مکمل نماز ادا کرلے۔

پھر یہ پہلو بھی ہے کہ ان دونوں میں سے کون سا عمل زیادہ فضیلت رکھتا ہے قصر کرنا یا مکمل نماز ادا کرنا؟

اس بارے میں فقہاء کے اقوال مختلف ہیں۔ ایک قول کے مطابق قصر کرنا فرض ہے۔

ایک قول کے مطابق سنت ہے اور ایک قول کے مطابق یہ رخصت ہے اور اس بارے میں مسافر کو اختیار ہوگا۔

احناف اس بات کے قائل ہیں: قصر کا حکم عزیمت ہے اور لازم ہے۔

مسافر شخص پر یہ بات لازم ہے کہ وہ چار رکعات والی نماز کی دو رکعات ادا کرے جس طرح وہ چار رکعات والی نماز کی آٹھ رکعات ادا نہیں کرسکتا۔ اسی طرح وہ سفر کے دوران چار رکعات کی بجائے دو رکعات نہیں ادا کرسکتا۔

جان بوجھ کر دو رکعات سے زیادہ ادا کرنا اس کے لئے جائز نہیں ہوگا۔

اگر وہ بھول کر دو رکعات سے زیادہ ادا کرلیتا ہے' تو اس پر سجدہ سہو کرنا لازم ہوجائے گا۔

مالکیوں کے مشہور موقف کے مطابق نماز کو قصر کرنا سنت مؤکدہ ہے۔

کیونکہ نبی اکرم ﷺ کے طرز عمل سے یہی بات ثابت ہے آپ ﷺ کے بارے میں مستند طور پر یہ بات منقول نہیں ہے کہ کبھی آپ ﷺ نے سفر کے دوران مکمل نماز ادا کی ہو۔

شوافع اور حنابلہ اس بات کے قائل ہیں' قصر کا حکم رخصت ہے جس میں آدمی کو اختیار ہوتا ہے مسافر کو اس بات کا اختیار حاصل ہوگا اگر وہ چاہے' تو مکمل نماز ادا کرلے اگر چاہے' تو قصر کرلے تاہم مکمل نماز ادا کرنے کے مقابلے میں قصر کرنا حنابلہ کے نزدیک مطلق طور پر افضل ہے' کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے باقاعدگی سے ایسا ہی کیا ہے اور آپ ﷺ کے بعد خلفائے راشدین نے بھی یہی طرز عمل اختیار کیا ہے۔

•••——•••——•••

1442-اخرجه مسلم في صلاة المسافرين و قصرها، باب صلاة المسافرين و قصرها (الحديث 7) . و سياتي (الحديث 1443) بنحوه . تحفة الاشراف (6504) .

1443 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِیْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا یَزِیْدُ بْنُ زُرَیْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِیْدٌ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَۃُ عَنْ مُوْسَی بْنِ سَلَمَۃَ حَدَّثَہُمْ اَنَّہٗ سَاَلَ ابْنَ عَبَّاسٍ قُلْتُ تَفُوْتُنِی الصَّلَاۃُ فِیْ جَمَاعَۃٍ وَّاَنَا بِالْبَطْحَاءِ مَا تَرٰی اَنْ اُصَلِّیَ قَالَ رَکْعَتَیْنِ سُنَّۃَ اَبِی الْقَاسِمِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ .

☆☆ موسیٰ بن سلمہ بیان کرتے ہیں' انہوں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے سوال کیا' وہ کہتے ہیں: میں نے دریافت کیا: اگر میں باجماعت نماز ادا نہیں کر پاتا اور میں مکہ میں موجود ہوں' تو آپ کی رائے میں مجھے کس طرح نماز ادا کرنی چاہیے؟ انہوں نے جواب دیا: دو رکعات' جو حضرت ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔

3 - باب الصَّلَاۃِ بِمِنًی

باب: منیٰ میں نماز ادا کرنا

1444 - اَخْبَرَنَا قُتَیْبَۃُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ عَنْ حَارِثَۃَ بْنِ وَھْبٍ الْخُزَاعِیِّ قَالَ صَلَّیْتُ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِمِنًی اٰمَنَ مَا کَانَ النَّاسُ وَاَکْثَرَہٗ رَکْعَتَیْنِ .

☆☆ حضرت حارثہ بن وہب خزاعی بیان کرتے ہیں' میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں دو رکعات ادا کی تھیں حالانکہ اس وقت لوگ مکمل طور پر امن کی حالت میں تھے اور ان کی تعداد بھی بہت زیادہ تھی۔

شرح

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں جو ترجمۃ الباب قائم کیا ہے وہی ترجمۃ الباب امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی "صحیح" میں قائم کیا ہے۔ اس ترجمۃ الباب کے بعد جو روایات نقل کی گئی ہیں ان کا بنیادی موضوع یہ ہے: اہل مکہ حج کرنے کے لئے جب منیٰ جاتے ہیں' تو کیا وہ منیٰ میں قصر نماز ادا کریں گے؟

اس موضوع پر بحث کرتے ہوئے صحیح بخاری کے شارح علامہ ابن بطال رحمۃ اللہ علیہ تحریر کرتے ہیں:

"علماء کا اس بات پر اتفاق پایا جاتا ہے کہ حج کرنے والا شخص جب مکہ آئے گا' تو وہ مکہ' منیٰ اور تمام مشاہد میں قصر نماز ادا کرے گا کیونکہ وہ شخص سفر کی حالت میں ہے۔"

مکہ صرف ان لوگوں کے لئے وطن اقامت ہے' جو مکہ کے رہائشی ہوں یا بعد میں مکہ میں رہائش اختیار کرنے کا ارادہ کر چکے ہوں اور مہاجرین پر کیونکہ مکہ میں رہائش ترک کرنے کو لازم کر دیا گیا۔ اسی لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں اقامت کی نیت نہیں کی تھی اور منیٰ میں بھی اقامت کی نیت نہیں کی تھی۔

1443- تقدم (الحدیث 1442) .

1444- اخرجہ البخاری فی تقصیر الصلاۃ، باب الصلاۃ بمنی (الحدیث 1083) بنحوہ، و فی الحج، باب الصلاۃ بمنی (الحدیث 1656) بنحوہ . و اخرجہ مسلم فی صلاۃ المسافرین و قصرھا، باب قصر الصلاۃ بمنی (الحدیث 20) و (الحدیث 21) بنحوہ . و اخرجہ ابو داؤد فی المناسک، باب القصر لاھل مکۃ (الحدیث 1965) بنحوہ . و اخرجہ الترمذی فی الحج، باب ما جاء فی تقصیر الصلاۃ بمنی (الحدیث 882) . و اخرجہ النسائی فی تقصیر الصلاۃ فی السفر، باب الصلاۃ بمنی (الحدیث 1445) تحفۃ الاشراف (3284) .

مکہ میں رہنے والا شخص منیٰ میں کس طرح نماز ادا کرے گا؟ اس بارے میں فقہاء کے مابین اختلاف پایا جاتا ہے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اس بات کے قائل ہیں وہ شخص مکہ میں پوری نماز ادا کرے گا اور منیٰ میں قصر نماز ادا کرے گا۔

اسی طرح منیٰ کے رہنے والے لوگ منیٰ میں پوری نماز ادا کریں گے جبکہ مکہ اور میدان عرفات میں وہ قصر نماز ادا کریں گے۔

صرف ان مقامات کو ان احکام کے ساتھ مخصوص کیا گیا ہے' کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب عرفات میں قصر نماز ادا کی تھی' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفات کے علاوہ کسی اور کو متمیز نہیں کیا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا تھا: اے اہل مکہ! تم لوگ پوری نماز ادا کرنا۔

حالانکہ وہ ایسی صورتحال تھی کہ جس میں اس بات کی وضاحت کر دینی چاہیے تھی۔

اسی طرح حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بھی اپنے عہد خلافت میں یہ فرمایا تھا: اے اہل مکہ! تم لوگ اپنی نماز پوری کر لو کیونکہ ہم تو مسافر لوگ ہیں۔

مکہ کا رہنے والا شخص منیٰ میں قصر کرے گا یہ قول حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما، سالم، قاسم بن محمد، طاؤس رحمہم اللہ سے منقول ہے۔

امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی بات کے قائل ہیں۔

فقہاء کا دوسرا گروہ اس بات کا قائل ہے مکہ کے رہنے والے لوگ منیٰ اور عرفات میں نماز کو قصر نہیں کریں گے کیونکہ مکہ اور منیٰ کے درمیان اتنی مسافت نہیں ہے جس کی وجہ سے قصر کرنا جائز ہو جاتا ہے۔

عطاء اور ابن شہاب زہری رحمہما اللہ سے یہی بات منقول ہے۔

سفیان ثوری امام ابوحنیفہ، امام شافعی، امام احمد بن حنبل اور فقیہ ابوثور رحمہم اللہ اسی بات کے قائل ہیں۔

•••———•••———•••

1445 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِیٍّ قَالَ حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ سَعِیْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَۃُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اِسْحَاقَ ح وَاَنْبَاَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِیٍّ قَالَ حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ سَعِیْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ قَالَ اَخْبَرَنِیْ اَبُوْ اِسْحَاقَ عَنْ حَارِثَۃَ بْنِ وَھْبٍ قَالَ صَلّٰی بِنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِمِنًی اَکْثَرَ مَا کَانَ النَّاسُ وَاٰمَنَہٗ رَکْعَتَیْنِ .

☆☆ حضرت حارثہ بن وہب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں منیٰ میں دو رکعات پڑھائی تھیں حالانکہ اس وقت لوگوں کی تعداد بھی زیادہ تھی اور وہ امن کی حالت میں بھی تھے۔

1446 - اَخْبَرَنَا قُتَیْبَۃُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّیْثُ عَنْ بُکَیْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ اَبِیْ سُلَیْمٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ اَنَّہٗ قَالَ صَلَّیْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِمِنًی وَّمَعَ اَبِیْ بَکْرٍ وَّعُمَرَ رَکْعَتَیْنِ وَمَعَ عُثْمَانَ

1445- تقدم (الحدیث 1444) .

1446- انفرد بہ النسائی . تحفۃ الاشراف (1472) .

رَكْعَتَيْنِ صَدْرًا مِّنْ اِمَارَتِهٖ .

☆☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے منٰی میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ' حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں دو رکعات ادا کی ہیں (منٰی میں) حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت کے ابتدائی دور میں' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں بھی دو رکعات ادا کی ہیں۔

1447 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ عَنِ الْاَعْمَشِ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ يَزِيْدَ ح وَاَنْبَاَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اٰدَمَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ - رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ - قَالَ صَلَّيْتُ بِمِنًى مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَتَيْنِ .

☆☆ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ (بن مسعود) بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں منٰی میں دو رکعات ادا کی ہیں۔

1448 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ قَالَ حَدَّثَنَا عِيْسٰى عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ صَلّٰى عُثْمَانُ بِمِنًى اَرْبَعًا حَتّٰى بَلَغَ ذٰلِكَ عَبْدَ اللّٰهِ فَقَالَ لَقَدْ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَتَيْنِ .

☆☆ عبدالرحمٰن بن یزید بیان کرتے ہیں: حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ منٰی میں چار رکعات ادا کرتے تھے' جب اس بات کی اطلاع حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو ملی تو انہوں نے فرمایا: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں یہاں دو رکعات ادا کی ہیں۔

1449 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ اَنْبَاَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِنًى رَكْعَتَيْنِ وَمَعَ اَبِيْ بَكْرٍ - رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ - رَكْعَتَيْنِ وَمَعَ عُمَرَ - رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ - رَكْعَتَيْنِ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں منٰی میں دو رکعات ادا کی ہیں' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں دو رکعات ادا کی ہیں' حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں بھی دو رکعات ادا کی ہیں۔

1450 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ

1447-اخرجه البخاري في تقصير الصلاة، باب الصلاة بمنى (الحديث 1084) مطولاً، و في الحج، باب الصلاة بمنى (الحديث 1657) مطولاً . واخرجه مسلم في صلاة المسافرين و قصرها، باب قصر الصلاة بمنى (الحديث 19) مطولاً واخرجه ابو داؤد في المناسك (الحج) باب الصلاة بمنى (الحديث 1960) مطولاً . و سيأتي (الحديث 1448) . تحفة الاشراف (9383) .

1448-تقدم (الحديث 1447) .

1449-اخرجه البخاري في تقصير الصلاة، باب الصلاة بمنى (الحديث 1082) بنحوه مطولاً . و اخرجه مسلم في صلاة المسافرين و قصرها، باب قصر الصلاة بمنى (الحديث 17) بنحوه مطولاً . تحفة الاشراف (8151) .

1450-اخرجه البخاري في الحج، باب الصلاة بمنى (الحديث 1655) . تحفة الاشراف (7307) .

بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِنًى رَكْعَتَيْنِ وَصَلَّاهَا اَبُوْ بَكْرٍ رَكْعَتَيْنِ وَصَلَّاهَا عُمَرُ رَكْعَتَيْنِ وَصَلَّاهَا عُثْمَانُ صَدْرًا مِّنْ خِلَافَتِهٖ .

☆☆ عبیداللہ بن عبداللہ اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے منٰی میں دو رکعات ادا کی ہیں' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی یہاں دو رکعات ادا کی تھیں' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی یہاں دو رکعات ادا کی تھیں اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے ابتدائی دور میں بھی یہاں دو رکعات ادا کی تھیں۔

شرح

اس روایت میں یہ بات مذکور ہے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے ابتدائی سالوں میں اسی طرح نماز ادا کی تھی۔

اس سے مراد یہ ہے: حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اپنے عہد خلافت کے ابتدائی سالوں میں منٰی میں دو رکعات ادا کرتے رہے' لیکن بعد میں انہوں نے چار رکعات ادا کرنا شروع کر دیں۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے قول کے طور پر ان کے الفاظ میں یہ بات نقل کی ہے: پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ مکمل نماز ادا کرنے لگے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے بعد میں منٰی میں چار رکعات ادا کرنا کیوں شروع کر دی تھیں؟ اس بارے میں مختلف اقوال پائے جاتے ہیں۔

علامہ ابن بطال رحمۃ اللہ علیہ یہ کہتے ہیں: اس کا صحیح جواب یہ ہے: حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اس بات کے قائل تھے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر کے دوران مسافر کو یہ اختیار دیا ہے کہ اگر وہ چاہے' تو مکمل نماز ادا کرے' اگر چاہے' تو قصر نماز ادا کر لے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خود قصر نماز اس لئے ادا کرتے تھے تاکہ اُمت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرے اور اسے سفر کے دوران چار رکعات ادا کرنے کی مشقت کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمت کے لئے آسانی کو اختیار کیا تھا جب کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اپنے لئے شدت کو اختیار کیا۔•

•••———•••———•••

4 - باب الْمَقَامِ الَّذِيْ يُقْصَرُ بِمِثْلِهِ الصَّلَاةُ

باب: اس جگہ کا تذکرہ جہاں نماز قصر کر دی جاتی ہے

1451 - اَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ قَالَ اَنْبَاَنَا يَحْيَى بْنُ اَبِيْ اِسْحَاقَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمَدِيْنَةِ اِلٰى مَكَّةَ فَكَانَ يُصَلِّيْ بِنَا رَكْعَتَيْنِ حَتّٰى رَجَعْنَا .

• شرح ابن بطال، جلد سوم، صفحہ: 71

1451-تقدم في تقصير الصلاة في السفر . 1 . (الحديث 1437) .

قُلْتُ هَلْ اَقَامَ بِمَكَّةَ قَالَ نَعَمْ اَقَمْنَا بِهَا عَشْرًا .

☆☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ مدینہ منورہ سے مکہ جانے کے لیے روانہ ہوئے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دو رکعات پڑھاتے رہے یہاں تک کہ ہم واپس (مدینہ منورہ) آ گئے۔

راوی کہتے ہیں: میں نے دریافت کیا: کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں قیام کیا تھا؟ تو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: جی ہاں! ہم نے وہاں دس دن قیام کیا تھا۔

شرح

جتنا سفر کر لینے کے بعد نماز کو قصر کرنا واجب ہے اس کی مقدار کے بارے میں فقہاء کے مابین اختلاف پایا جاتا ہے۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے اصحاب اس بات کے قائل ہیں: تین دن کی مسافت کے بعد نماز کو قصر کیا جاتا ہے اور اس سے مراد درمیانی رفتار سے پیدل چلنا یا اونٹ پر سوار ہو کر چلنا ہے اور اس سے مراد مسلسل چلنا نہیں ہے بلکہ مطلب یہ ہے: آدمی دن کے وقت سفر کرے اور رات کے وقت آرام کرے یا جیسے بھی روایتی طور پر درمیان میں وقفہ کیا جاتا ہے۔ اس طرح سے وہ سفر کر لے۔

تین دن کی اس مسافت کے قائلین میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ شامل ہیں۔ اس کے علاوہ امام شعبی ابراہیم نخعی، سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر بہت سے فقہاء بھی اسی بات کے قائل ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی اسی طرح کی روایت نقل کی گئی ہے۔

اس مسافت کے بارے میں دیگر فقہاء کے اقوال مختلف ہیں۔

•••———•••———•••

1452 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْاَسْوَدِ الْبَصْرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَبِيعَةَ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ اَبِي حَبِيبٍ عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَقَامَ بِمَكَّةَ خَمْسَةَ عَشَرَ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ میں پندرہ دن قیام کیا تھا اور آپ دو دو رکعت نماز ادا کرتے رہے۔

1453 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ زَنْجَوَيْهِ عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِي اِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدٍ اَنَّ حُمَيْدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَخْبَرَهُ اَنَّ السَّائِبَ بْنَ يَزِيدَ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ سَمِعَ الْعَلَاءَ بْنَ

1452-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (5832) .

1453-اخرجه البخاري في مناقب الانصار، باب اقامة المهاجر بمكة بعد قضاء نسكه (الحديث 3933) بمعناه . واخرجه مسلم في الحج، باب جواز الاقامة بمكة للمهاجر منها بعد فراغ الحج و العمرة ثلاثة ايام بلا زيادة (الحديث 441 و 442 و 443 و 444) بنحوه . واخرجه الترمذي في الحج، باب ما جاء ان يمكث المهاجر بمكة بعد الصدر ثلاثا (الحديث 949) بنحوه . و سياتي (الحديث 1454) . واخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب كم يقصر الصلاة المسافر اذا اقام ببلدة (الحديث 1073) بمعناه . تحفة الاشراف (11008) .

الْحَضْرَمِيَّ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "يَمْكُثُ الْمُهَاجِرُ بَعْدَ قَضَاءِ نُسُكِهِ ثَلَاثًا" .

☆☆ حضرت علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

"باہر سے آیا ہوا آدمی حج کے مناسک ادا کر لینے کے بعد تین دن یہاں ٹھہر سکتا ہے"۔

1454 - اَخْبَرَنَا اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ الْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ فِي حَدِيْثِهِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حُمَيْدٍ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ الْحَضْرَمِيِّ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "يَمْكُثُ الْمُهَاجِرُ بِمَكَّةَ بَعْدَ نُسُكِهِ ثَلَاثًا" .

☆☆ حضرت علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

"باہر سے آیا ہوا شخص حج کے مناسک ادا کرنے کے بعد مکہ میں تین دن ٹھہر سکتا ہے"۔

1455 - اَخْبَرَنِي اَحْمَدُ بْنُ يَحْيَى الصُّوفِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْعَلَاءُ بْنُ زُهَيْرٍ الْاَزْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا اعْتَمَرَتْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمَدِيْنَةِ اِلٰى مَكَّةَ حَتّٰى اِذَا قَدِمَتْ مَكَّةَ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بِاَبِيْ اَنْتَ وَاُمِّيْ قَصَرْتَ وَاَتْمَمْتُ وَاَفْطَرْتَ وَصُمْتُ . قَالَ "اَحْسَنْتِ يَا عَائِشَةُ" . وَمَا عَابَ عَلَيَّ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ عمرے کے ارادے سے مدینہ منورہ سے مکہ گئیں جب وہ مکہ پہنچیں تو انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں! آپ نے قصر نماز ادا کی ہے جبکہ میں نے مکمل نماز ادا کی ہے آپ نے روزہ نہیں رکھا ہے جبکہ میں نے روزہ رکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عائشہ! تم نے اچھا کیا ہے۔

(سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حوالے سے مجھ پر کوئی اعتراض نہیں کیا۔

5 - باب تَرْكِ التَّطَوُّعِ فِي السَّفَرِ

باب: سفر کے دوران نوافل ادا نہ کرنا

1456 - اَخْبَرَنِي اَحْمَدُ بْنُ يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْعَلَاءُ بْنُ زُهَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا وَبَرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ لَا يَزِيْدُ فِي السَّفَرِ عَلٰى رَكْعَتَيْنِ لَا يُصَلِّي قَبْلَهَا وَلَا بَعْدَهَا . فَقِيْلَ لَهُ مَا هٰذَا قَالَ هٰكَذَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ .

☆☆ وبرہ بن عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سفر کے دوران صرف دو رکعات ادا کیا کرتے تھے

1454-تقدم (الحديث 1453) .

1455-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (16298) .

1456-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (8556) .

وہ ان سے پہلے یا ان کے بعد کوئی نماز ادا نہیں کرتے تھے۔

ایک مرتبہ ان سے کہا گیا: ایسا کیوں ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: میں نے نبی اکرم ﷺ کو ایسا ہی کرتے دیکھا ہے۔

شرح

اس روایت کا بنیادی موضوع یہ ہے: کیا سفر کے دوران نوافل یعنی سنتیں ادا کی جا سکتی ہیں یا نہیں ادا کی جا سکتیں؟

اس بارے میں اہل علم کے مابین اختلاف پایا جاتا ہے۔

نبی اکرم ﷺ کے بعض اصحاب اس بات کے قائل ہیں' سفر کے دوران نوافل ادا کرنے چاہئیں۔

امام احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ رحمہما اللہ بھی اسی بات کے قائل ہیں۔

جن حضرات نے سفر کے دوران نوافل ادا کرنے کو درست قرار نہیں دیا۔ انہوں نے رخصت کو قبول کیا ہے۔

تاہم جو نوافل ادا کرے اس کے لئے زیادہ فضیلت ہے اور اکثر اہل علم سفر کے دوران نوافل ادا کرنے کو اختیار کرتے ہیں۔

اس بارے میں زیادہ محتاط قول یہ ہے: جب آدمی سفر کر رہا ہو اس وقت نوافل ترک کر دے اور جب پڑاؤ کیا ہوا ہو اس وقت نوافل ادا کر لے تاکہ سفر کسی رکاوٹ کے بغیر جاری رہے اور جب آدمی پڑاؤ کئے ہوئے ہو اگر اس وقت اگر اس کی گنجائش موجود ہو تو وہ فرائض کے ساتھ سنتیں بھی ادا کر سکتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں یہ بات منقول ہے: وہ سفر کے دوران صرف فرض نماز ادا کرتے تھے۔ (یعنی اپنی سواری سے اتر کر) فرض نماز ادا کرتے تھے ورنہ تو وہ سواری پر نوافل ادا کر لیا کرتے تھے۔

وہ ان فرائض کے ساتھ کوئی اور نفل یا سنتیں ادا نہیں کرتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے علاوہ امام زین العابدین، سعید بن مسیب اور سعید بن جبیر (رحمہم اللہ) کے بارے میں یہی بات منقول ہے: یہ حضرات فرض نماز سے پہلے یا اس کے بعد نماز سے متعلق سنتیں ادا نہیں کرتے تھے البتہ ویسے سفر کے دوران سواری پر نوافل ادا کر لیا کرتے تھے۔

•••———•••———•••

1457 - اَخْبَرَنِيْ نُوْحُ بْنُ حَبِيْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عِيْسَى بْنُ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ قَالَ كُنْتُ مَعَ ابْنِ عُمَرَ فِيْ سَفَرٍ فَصَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ انْصَرَفَ اِلٰى طِنْفِسَةٍ لَّهُ فَرَاٰى قَوْمًا يُسَبِّحُوْنَ قَالَ مَا يَصْنَعُ هٰؤُلَاءِ قُلْتُ يُسَبِّحُوْنَ . قَالَ لَوْ كُنْتُ مُصَلِّيًا قَبْلَهَا اَوْ بَعْدَهَا لَاَتْمَمْتُهَا صَحِبْتُ

1457-اخرجه البخاري في تقصير الصلاة، باب من لم يتطوع في السفر دبر الصلاة و قبلها (الحديث 1101) بمعناه مختصرًا و (الحديث 1102) مختصرًا . واخرجه مسلم في صلاة المسافرين و قصرها، باب صلاة المسافرين و قصرها (الحديث 8) مطولًا و (الحديث 9) بمعناه مختصرًا . واخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب التطوع في السفر (الحديث 1223) مطولًا . واخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب التطوع في السفر (الحديث 1071) مطولًا . تحفة الاشراف (6693) .

رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَ لَا يَزِيْدُ فِي السَّفَرِ عَلَى الرَّكْعَتَيْنِ وَاَبَا بَكْرٍ حَتّٰى قُبِضَ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ - كَذٰلِكَ .

☆☆ حفص بن عاصم بیان کرتے ہیں' میرے والد نے مجھے یہ بات بتائی ہے' ایک مرتبہ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ سفر کر رہا تھا' انہوں نے ظہر اور عصر کی نماز میں دو' دو رکعات ادا کی تھیں' اس کے بعد وہ اپنی چٹائی کی طرف چلے گئے' انہوں نے لوگوں کو نوافل ادا کرتے ہوئے دیکھا تو فرمایا: یہ لوگ کیا کر رہے ہیں؟ میں نے جواب دیا: یہ نوافل ادا کر رہے ہیں' تو انہوں نے فرمایا: اگر میں نے نماز سے پہلے یا اس کے بعد کوئی اور نماز پڑھنی ہوتی' تو اسے ہی مکمل کر لیتا' میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ رہا ہوں' نبی اکرم ﷺ سفر کے دوران دو رکعات سے زیادہ اور کچھ ادا نہیں کرتے تھے' اسی طرح میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی رہا ہوں' یہاں تک کہ اُن کا انتقال ہو گیا' پھر حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کے ساتھ بھی رہا ہوں (وہ لوگ بھی اسی طرح کیا کرتے تھے)۔

16 - کِتَابُ الْكُسُوْفِ

گرہن (کے وقت ادا کی جانے والی نماز کے بارے میں روایات)

امام نسائی نے اس کتاب ''کسوف (کے بارے میں روایات)'' میں 25 تراجم ابواب اور 44 روایات نقل کی ہیں' جبکہ مکررات کو حذف کر دیا جائے تو روایات کی تعداد 14 ہوگی۔

1 - باب كُسُوفِ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ

باب: سورج اور چاند گرہن ہونا

1458 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ يُونُسَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ اَبِىْ بَكْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ اٰيَتَانِ مِنْ اٰيَاتِ اللّٰهِ تَعَالٰى لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ وَّلَا لِحَيَاتِهٖ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يُخَوِّفُ بِهِمَا عِبَادَهُ ."

☆☆ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی دو نشانیاں ہیں' یہ کسی شخص کے جینے یا مرنے کی وجہ سے گرہن نہیں ہوتے ہیں' بلکہ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے اپنے بندوں کو ڈراتا ہے''۔

شرح

اس کتاب (یعنی باب) میں امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے نمازِ کسوف سے متعلق روایات نقل کی ہیں۔

عام طور پر یہ کہا جاتا ہے' سورج گرہن کے لئے لفظ ''کسوف'' اور چاند گرہن کے لئے لفظ ''خسوف'' استعمال ہوتا ہے' تاہم مجازی طور پر گرہن کا مفہوم واضح کرنے کے لئے یہ دونوں الفاظ ایک دوسرے کی جگہ استعمال ہو جاتے ہیں۔

یہاں روایت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ ''سورج اور چاند دونوں اللہ تعالیٰ کی دو نشانیاں ہیں۔''

ان الفاظ کی وضاحت کرتے ہوئے امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے حاشیے میں یہ بات تحریر کی ہے: علامہ زرکشی فرماتے ہیں: اس سے مراد یہ ہے: ان دونوں کو گرہن لگ جانا اللہ تعالیٰ کی دو نشانیاں ہیں۔

1458-اخرجه البخاری فی الکسوف، باب الصلاة فی کسوف الشمس (الحدیث 1040) بنحوه مطولاً، وباب قول النبی صلی الله علیه وسلم (یخوف الله عباده بالکسوف) (الحدیث 1048)، وباب الصلاة فی کسوف القمر (الحدیث 1062) مختصراً، و(الحدیث 1063) مطولاً، وفی اللباس، باب من جر ازاره من غیر خیلاء (الحدیث 5785) بنحوه مطولاً . و سیاتی (الحدیث 1462)، و نوع آخر (الحدیث 1490 و 1491) والامر بالدعاء فی الکسوف (الحدیث 1501) تحفة الاشراف (11661) .

اس کی وجہ یہ ہے' اس حدیث کا پس منظر یہی چیز ہے' جبکہ علامہ کرمانی نے یہ بات بیان کی ہے' یہ دونوں قربِ قیامت کی علامات ہیں' یا اللہ تعالیٰ کے عذاب کی علامات ہیں' یا یہ دونوں اللہ تعالیٰ کی قدرت کے تحت مسخر ہیں اور اس کے حکم کے پابند ہیں۔

سورج اور چاند کو گرہن لگنا اللہ تعالیٰ کی دو نشانیاں اس اعتبار سے بھی ہو سکتی ہیں' اللہ تعالیٰ اگر چاہے' تو ان کی روشنی کو ختم کر دے۔ ''اگر سورج کی روشنی ختم ہو جائے' تو اہل دنیا روئے زمین پر رہنے کے قابل نہیں رہیں گے۔

سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی دو نشانیاں اس اعتبار سے بھی ہیں' دنیا میں رہنے والے تمام افراد کا تصرف صرف کرہ ارض پر ہے' وہ آسمان میں موجود سیاروں کے بارے میں تصرف نہیں کر سکتے اور دنیا کے رہنے والے لوگ آسمان پر موجود سیاروں میں سے صرف سورج اور چاند کو زیادہ واضح اور زیادہ قریب سے دیکھ سکتے ہیں۔

تو ان دونوں کو بطور خاص اللہ تعالیٰ کی نشانی قرار دیا گیا یعنی یہ دونوں اللہ تعالیٰ کے حکم کے پابند ہیں' جب اللہ تعالیٰ کی مرضی ہو' انہیں گرہن لگ سکتا ہے۔ ان کی روشنی کم ہو سکتی ہے۔

نمازِ کسوف کے احکام

نمازِ کسوف کا طریقہ

مسئلہ: نمازِ کسوف ادا کرنا سنت ہے۔ (ذخیرہ)

مسئلہ: اس بات پر فقہاء کا اتفاق ہے کہ یہ نماز باجماعت ادا کی جائے گی' تاہم اس کے ادا کرنے کے طریقے کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے۔

مسئلہ: ہمارے علماء نے یہ بات بیان کی ہے: آدمی دو رکعات نماز ادا کرے گا' ان میں سے ہر رکعت میں ایک مرتبہ رکوع کرے گا اور دو مرتبہ سجدہ کرے گا' جیسا کہ عام نمازوں میں کیا جاتا ہے اور ان دونوں رکعات میں وہ اپنی پسند کے مطابق تلاوت کرے گا۔ (محیط)

مسئلہ: افضل یہ ہے: ان دونوں رکعات میں قرأت طویل کی جائے۔ (کافی)

مسئلہ: نماز ادا کر لینے کے بعد آدمی دعا مانگتا رہے گا' یہاں تک کہ سورج مکمل طور پر روشن ہو جائے۔ (سراج الوہاج)

مسئلہ: طویل قرأت کرنا اور مختصر دعا مانگنا یا طویل دعا مانگنا اور مختصر قرأت کرنا' جب ان دونوں میں سے ایک مختصر ہو' تو دوسرے کو لمبا کر لیا جائے۔ (جوہرہ نیرہ)

مسئلہ: یہ نماز باجماعت صرف وہی امام پڑھا سکتا ہے' جو جمعے کی نماز پڑھاتا ہے۔

مسئلہ: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک سورج گرہن کی نماز میں بلند آواز میں قرأت نہیں کی جائے گی۔ (محیط)

مسئلہ: سورج گرہن کی نماز سے پہلے یا بعد میں خطبہ نہیں دیا جائے گا۔ (محیط)

مسئلہ: یہ نماز عیدگاہ یا جامع مسجد میں ادا کی جائے گی' اگر اس کے علاوہ کہیں اور ادا کر لی جاتی ہے' تو یہ بھی جائز ہے' تاہم

عیدگاہ یا جامع مسجد میں ادا کرنا زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔

مسئلہ: اگر لوگ اپنے گھر میں انفرادی طور پر یہ نماز ادا کر لیتے ہیں' تو یہ بھی جائز ہے' اگر سب لوگ اکٹھے ہو کر باجماعت نماز ادا نہیں کرتے بلکہ صرف دعا مانگتے ہیں' تو یہ بھی جائز ہے۔ (خزانۃ المفتیین)

مسئلہ: دعا مانگنے کے لیے امام منبر پر نہیں چڑھے گا۔ (تاتارخانیہ)

مسئلہ: اس دعا کے بارے میں امام کو اختیار ہو گا وہ چاہے' تو قبلہ کی طرف رخ کر کے بیٹھ کے دعا مانگے' چاہے' تو کھڑا ہو کر دعا مانگے' چاہے لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر دعا مانگے اور لوگ اُس کی دعا کے جواب میں آمین کہتے رہیں گے۔

مسئلہ: اگر گرہن کے دوران نماز ادا نہیں کی تھی یہاں تک کہ سورج روشن ہو گیا تو پھر اس نماز کو ادا نہیں کیا جائے گا' لیکن اگر کچھ گرہن ختم ہوا تھا اور کچھ باقی تھا تو اُس وقت نماز شروع کرنا جائز ہو گا۔

مسئلہ: اگر گرہن کے دوران سورج غروب ہو جاتا ہے' تو دعا کے سلسلے کو موقوف کر کے مغرب کی نماز ادا کی جائے گی۔

مسئلہ: اگر گرہن کے وقت جنازہ بھی آ جاتا ہے' تو نمازِ جنازہ پہلے ادا کی جائے گی۔

مسئلہ: اگر کسی ایسے وقت میں گرہن ہوتا ہے جن اوقات میں نماز ادا کرنا ممنوع ہے' تو پھر سورج گرہن کی نماز ادا نہیں ادا کی جائے گی۔ (جوہرہ نیرہ)

چاند گرہن کی نماز

مسئلہ: اسی سے متعلق چاند گرہن کے وقت ادا کی جانے والی نماز کے احکام ہیں۔

مسئلہ: چاند گرہن کے وقت دو رکعات الگ' الگ یعنی (انفرادی طور پر) ادا کریں گے۔ (محیط سرخسی)

مسئلہ: اسی طرح جب کوئی شدید قسم کی صورتِ حال درپیش ہو' جیسے آندھی آئی ہو یا بہت تیز ہوا چل رہی ہو یا شدید بارش ہو یا برف گر رہی ہو یا اس کا سلسلہ موقوف نہ ہو رہا ہو یا آسمان سرخ ہو جائے یا دن کے وقت تاریکی چھا جائے یا کوئی وبائی بیماری پھوٹ پڑے تو بھی یہی حکم ہو گا۔ (سراجیہ)

مسئلہ: زلزلہ آ جائے' بجلی کی کڑک آ جائے' ستارہ ٹوٹتا ہوا محسوس ہو' رات کے وقت ہولناک روشنی پھیل جائے' دشمن کے غالب آنے کا خوف ہو یا اس قسم کی کوئی بھی مشکل صورتِ حال ہو' تو اس طرح سے نماز ادا کی جائے گی اور دو رکعات ادا کی جائیں گی۔ (تبیین)

مسئلہ: ''بدائع'' میں یہ بات تحریر ہے کہ اس نماز کو گھر میں انفرادی طور پر ادا کیا جائے گا۔ (بحرالرائق)

•••———•••———•••

2 - باب التَّسْبِيحِ وَالتَّكْبِيرِ وَالدُّعَاءِ عِنْدَ كُسُوفِ الشَّمْسِ

سورج گرہن کے وقت تسبیح' تکبیر پڑھنا اور دعا مانگنا

1459 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ هِشَامٍ - وَهُوَ الْمُغِيْرَةُ بْنُ سَلَمَةَ - قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ مَسْعُوْدٍ الْجُرَيْرِيُّ عَنْ حَيَّانَ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَمُرَةَ قَالَ بَيْنَا اَنَا اَتَرَامٰى بِاَسْهُمٍ لِّيْ بِالْمَدِيْنَةِ اِذِ انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ فَجَمَعْتُ اَسْهُمِيْ وَقُلْتُ لَاَنْظُرَنَّ مَا اَحْدَثَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ كُسُوْفِ الشَّمْسِ فَاَتَيْتُهُ مِمَّا يَلِيْ ظَهْرَهُ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَجَعَلَ يُسَبِّحُ وَيُكَبِّرُ وَيَدْعُوْ حَتّٰى حُسِرَ عَنْهَا - قَالَ - ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ وَاَرْبَعَ سَجَدَاتٍ .

☆☆ حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ میں مدینہ منورہ میں تیر اندازی کر رہا تھا' اسی دوران سورج گرہن ہو گیا' میں نے اپنے تیر سمیٹے اور یہ سوچا کہ میں آج اس بات کا جائزہ لوں گا کہ سورج گرہن کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کیا حکم دیتے ہیں' میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اُس طرف سے آیا جس طرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت مبارک تھی' آپ صلی اللہ علیہ وسلم اُس وقت مسجد میں موجود تھے' آپ تسبیح اور تکبیر پڑھ رہے تھے' اور دعا مانگ رہے تھے' یہاں تک کہ گرہن ختم ہو گیا۔

راوی بیان کرتے ہیں: پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعات نماز ادا کی' جس میں چار مرتبہ سجدہ کیا۔

شرح

حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول یہ روایت امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ''صحیح'' میں نقل کی ہے۔ اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بات تحریر کی ہے: امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس روایت میں اشکال پایا جاتا ہے' کیونکہ اس سے بظاہر یہ محسوس ہوتا کہ سورج روشن ہو جانے کے بعد نماز کسوف شروع ہوتی تھی حالانکہ ایسا نہیں ہے' کیونکہ سورج روشن ہو جانے کے بعد اس نماز کا آغاز کرنا درست نہیں ہے۔

اس لئے اس روایت کو اس صورتحال پر محمول کیا جائے گا کہ حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز کی حالت میں پایا تھا جیسا کہ دیگر حوالے سے منقول روایت میں اس کی صراحت موجود ہے۔

پھر راوی نے تمام باتوں کو ایک ہی ساتھ بیان کر دیا ہے' جس میں نماز پڑھنے، دعا مانگنے، تسبیح پڑھنے اور تکبیر کہنے کا تذکرہ کر دیا۔

•••———•••———•••

1459- اخرجه مسلم في الكسوف، باب ذكر النداء بصلاة الكسوف (الصلاة جامعة) (الحديث 25 و 26 و 27) بنحوه . واخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب من قال: يركع ركعتين (الحديث 1195) بنحوه . تحفة الاشراف (9696) .

* سیوطی بروایت مذکورہ

3 - باب الْاَمْرِ بِالصَّلَاةِ عِنْدَ كُسُوفِ الشَّمْسِ

باب: سورج گرہن کے وقت نماز ادا کرنے کا حکم

1460 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ اَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْقَاسِمِ حَدَّثَهُ عَنْ اَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ وَّلَا لِحَيَاتِهِ وَلٰكِنَّهُمَا اٰيَتَانِ مِنْ اٰيَاتِ اللّٰهِ تَعَالٰى فَاِذَا رَاَيْتُمُوهُمَا فَصَلُّوا ."

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''سورج اور چاند کسی شخص کے مرنے' یا پیدا ہونے کی وجہ سے گرہن نہیں ہوتے بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کی دو نشانیاں ہیں' جب تم ان دونوں کو دیکھو تو نماز ادا کرو''۔

شرح

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ یہ روایت پہلے بھی نقل کر چکے ہیں تاہم یہاں انہوں نے اس کا ترجمۃ الباب یہ قائم کیا ہے' جب سورج گرہن ہو اس وقت نماز ادا کرنے کا حکم دیا جائے گا۔

یاد رہے' جمہور کے نزدیک سورج گرہن کے وقت نماز ادا کرنا سنت ہے۔

احناف اور مالکیوں کے نزدیک یہ سنت موکدہ ہے۔

نماز کسوف حضر یا سفر دونوں حالتوں میں مشروع کی گئی ہے اور اس کا حکم مردوں اور خواتین سب کے لئے ہے' یعنی ہر وہ شخص اس کا مخاطب ہے' جو پانچ فرض نمازیں ادا کرتا ہے۔

صحیح قول کے مطابق یہ نماز واجب نہیں ہے اور یہ نماز اذان اور اقامت کے بغیر ادا کی جائے گی اس کے بارے میں سنت یہ ہے' اسے باجماعت ادا کیا جائے اور مستحب یہ ہے' اس کے لئے اعلان کر دیا جائے کہ ''نماز ہونے لگی ہے'' اس کی وجہ یہ ہے' جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کسوف ادا کی تھی۔ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان کروایا تھا۔

احناف اس بات کے قائل ہیں: نماز کسوف میں دو رکعات ادا کی جائیں گی' جس طرح نماز عید یا نماز جمعہ یا دو رکعات نفل والی کوئی بھی نماز ادا کی جاتی ہے۔

نماز کسوف سے پہلے یا بعد میں خطبہ نہیں دیا جائے گا۔ اس سے پہلے اذان نہیں دی جائے گی اقامت نہیں کہی جائے گی۔

اس میں ہر رکعت میں ایک مرتبہ رکوع کیا جائے گا اور دو سجدے کئے جائیں گے۔

1460-اخرجه البخاری فی الکسوف ، باب الصلاة فی کسوف الشمس (الحدیث 1042)، و فی بدء الخلق، باب صفة الشمس و القمر (الحدیث 3201) . واخرجه مسلم فی الکسوف، باب ذکر النداء بصلاة الکسوف (الصلاة جامعة) (الحدیث 28) . تحفة الاشراف (7373) .

جبکہ دیگر فقہاء اس بات کے قائل ہیں نماز کسوف میں دو رکعات ادا کی جائیں گی۔ ہر ایک رکعت میں دو مرتبہ قیام کیا جائے گا۔ دو مرتبہ قرأت کی جائے گی دو مرتبہ رکوع کیا جائے گا دو سجدے کیے جائیں گے۔

اس کا مسنون طریقہ یا کامل ترین طریقہ یہ ہے' پہلے قیام میں سورہ فاتحہ پڑھنے کے بعد سورہ بقرہ یا اس کی طرح کی کوئی لمبی سورت پڑھی جائے اور دوسرے قیام میں سورہ فاتحہ کے بعد اس سے کوئی چھوٹی سورت پڑھی جائے جو دو سو آیات پر مشتمل ہو۔ تیسرے قیام میں سورہ فاتحہ کے بعد اس سے کم چھوٹی سورت پڑھی جائے جو تقریباً ڈیڑھ سو آیات پر مشتمل ہو جیسے سورہ نساء ہے اور چوتھے قیام میں سورہ فاتحہ کے بعد اس سے چھوٹی سورت پڑھی جائے جو تقریباً ایک سو آیات پر مشتمل ہو جیسے سورہ مائدہ ہے۔

•••———•••———•••

4 - باب الْاَمْرِ بِالصَّلَاةِ عِنْدَ كُسُوفِ الْقَمَرِ

باب: چاند گرہن کے وقت نماز ادا کرنے کا حکم

1461 - اَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ اِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنِي قَيْسٌ عَنْ اَبِي مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ وَّلٰكِنَّهُمَا اٰيَتَانِ مِنْ اٰيَاتِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فَاِذَا رَاَيْتُمُوهُمَا فَصَلُّوا ."

☆☆ حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''سورج اور چاند کسی شخص کے مرنے کی وجہ سے گرہن نہیں ہوتے' بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کی دو نشانیاں ہیں' جب تم انہیں دیکھو تو نماز ادا کرو''۔

شرح

چاند گرہن کے وقت پڑھی جانے والی نماز کے بارے میں علماء کے نظریات کی وضاحت کرتے ہوئے علامہ ابن رشد تحریر کرتے ہیں: اس کے بارے میں علماء کے مابین اختلاف پایا جاتا ہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اس بات کے قائل ہیں سورج کی طرح چاند گرہن کی نماز بھی باجماعت ادا کی جائے گی۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ داؤد ظاہری اور اہل علم کی ایک جماعت اسی بات کی قائل ہے۔

• فقہ الاسلامی، پانچویں بحث: نماز کسوف اور نماز خسوف کے احکام

1461-اخرجه البخاری فی الکسوف، باب الصلاة فی کسوف الشمس (الحدیث 1041)، وباب لا تنکسف الشمس لموت احد و لا لحیاته (الحدیث 1057)، و فی بدء الخلق ، باب صفة الشمس و القمر (الحدیث 3204) . واخرجه مسلم فی الکسوف ، باب ذکر النداء لصلاة کسوف (الصلاة جامعة) (الحدیث 21 و 22 و 23) . واخرجه ابن ماجه فی اقامة الصلاة و السنة فیها، باب ما جاء فی لصلاة الکسوف (الحدیث 1261) . تحفة الاشراف (10003) .

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اس بات کے قائل ہیں چاند گرہن کی نماز با جماعت ادا نہیں کی جائے بلکہ لوگ انفرادی طور پر دوسری نفل نمازوں کی طرح دو رکعات نماز ادا کریں گے۔•

•••———•••———•••

5 - باب الْاَمْرِ بِالصَّلَاةِ عِنْدَ الْكُسُوفِ حَتّٰى تَنْجَلِيَ

باب: گرہن کے وقت اُس وقت تک نماز ادا کرنے کا حکم' جب تک وہ روشن نہ ہو جائے

1462 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَامِلٍ الْمَرْوَزِيُّ عَنْ هُشَيْمٍ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ اٰيَتَانِ مِنْ اٰيَاتِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَاِنَّهُمَا لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ وَّلَا لِحَيَاتِهٖ فَاِذَا رَاَيْتُمُوْهُمَا فَصَلُّوْا حَتّٰى تَنْجَلِيَ".

☆☆ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی دو نشانیاں ہیں' یہ دونوں کسی شخص کے مرنے یا کسی کی پیدائش کی وجہ سے گرہن نہیں ہوتے ہیں' جب تم انہیں دیکھو تو اس وقت تک نماز ادا کرتے رہو' جب تک گرہن ختم نہیں ہو جاتا''۔

1463 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ وَّمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَا حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَشْعَثُ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ قَالَ كُنَّا جُلُوْسًا مَّعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَسَفَتِ الشَّمْسُ فَوَثَبَ يَجُرُّ ثَوْبَهٗ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ حَتّٰى انْجَلَتْ.

☆☆ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ہم لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ اسی دوران سورج گرہن ہو گیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کپڑوں کو گھسیٹتے ہوئے تیزی سے اُٹھے اور دو رکعات ادا کیں' یہاں تک کہ گرہن ختم ہو گیا۔

6 - باب الْاَمْرِ بِالنِّدَاءِ لِصَلَاةِ الْكُسُوْفِ

باب: گرہن کے وقت ادا کی جانے والی نماز کے بارے میں اعلان کرنا

1464 - اَخْبَرَنِيْ عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ عَنِ الْاَوْزَاعِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ

• بدایۃ المجتہد، باب نمبر 6، نماز کسوف کے احکام

1462-اخرجه البخاري في الكسوف، باب الصلاة في كسوف الشمس (الحديث 1040) بنحوه، و باب الصلاة في كسوف القمر (الحديث 1063) بنحوه مطولاً، وفي اللباس، باب من جر ازاره من غير خيلاء (الحديث 5785) بنحوه مطولاً و اخرجه النسائي في الكسوف، باب الامر بالصلاة عند الكسوف حتى تنجلي (الحديث 1463). بمعناه و نوع آخر (الحديث 1490) مطولاً، و (الحديث 1491) مختصراً، والامر بالدعاء في الكسوف (الحديث 1501) بنحوه مطولاً. والحديث عند: البخاري في الكسوف، وباب قول النبي صلى الله عليه وسلم يخوف الله عباده بالكسوف (الحديث 1048)، و باب الصلاة في كسوف القمر (الحديث 1062). والنسائي في الكسوف، كسوف الشمس والقمر (الحديث 1458). تحفة الاشراف (11661).

1463-تقدم (الحديث 1462).

عَائِشَةَ قَالَتْ خَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُنَادِيًا يُنَادِيْ اَنَّ الصَّلَاةَ جَامِعَةً فَاجْتَمَعُوْا وَاصْطَفُّوْا فَصَلّٰى بِهِمْ اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ فِيْ رَكْعَتَيْنِ وَاَرْبَعَ سَجَدَاتٍ.

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدِ مبارک میں سورج گرہن ہو گیا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان کرنے والے کو یہ اعلان کرنے کی ہدایت کی: باجماعت نماز ہونے لگی ہے۔ تو لوگ اکٹھے ہو گئے' انہوں نے صفیں قائم کر لیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دو رکعات نماز پڑھائی' جن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار مرتبہ رکوع کیا اور چار مرتبہ سجدہ کیا۔

شرح

اکثر فقہاء اسی بات کے قائل ہیں' نماز کسوف ادا کرنے کے لئے اعلان کروانا مستحب ہے۔ بلکہ اسے سنت کہنا زیادہ مناسب ہوگا کیونکہ اس حدیث سے یہ بات ثابت ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نماز کے لئے اعلان کروایا تھا۔

•••———•••———•••

7 - باب الصُّفُوْفِ فِيْ صَلَاةِ الْكُسُوْفِ

باب: نمازِ کسوف کے دوران صفیں قائم کرنا

1465 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدِ بْنِ خَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ اَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ كَسَفَتِ الشَّمْسُ فِيْ حَيَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى الْمَسْجِدِ فَقَامَ فَكَبَّرَ وَصَفَّ النَّاسُ وَرَاءَهٗ فَاسْتَكْمَلَ اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ وَّاَرْبَعَ سَجَدَاتٍ وَّانْجَلَتِ الشَّمْسُ قَبْلَ اَنْ يَّنْصَرِفَ.

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ مبارکہ میں سورج گرہن ہو گیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تکبیر کہی' لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے صفیں قائم کر لیں' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چار رکوع اور چار سجدے مکمل ادا کیے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز کو پورا کرنے سے پہلے ہی سورج گرہن ختم ہو چکا تھا۔

شرح

اس ترجمۃ الباب کے ذریعے شاید امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں' نماز کسوف کو باجماعت ادا کیا جائے گا اور جمہور فقہاء اسی بات کے قائل ہیں' نماز کسوف باجماعت ادا کی جائے گی۔ صرف چاند گرہن کی نماز کے بارے میں فقہاء کے مابین اختلاف پایا جاتا ہے۔

1464-اخرجه البخاري في الكسوف، باب الجهر بالقراءة في الكسوف (الحديث 1066) بنحوه. واخرجه مسلم في الكسوف، باب صلاة الكسوف (الحديث 4). والنسائي (الحديث 1472) تحفة الاشراف (16511).

1465-انفرد به النسائي. تحفة الاشراف (16487).

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اسے انفرادی طور پر پڑھا جائے گا۔

•••———•••———•••

8 - باب كَيْفَ صَلَاةُ الْكُسُوفِ

باب: گرہن سے متعلق نماز کس طرح ادا کی جائے؟

1466 - اَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ عَنْ اِسْمَاعِيلَ ابْنِ عُلَيَّةَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ حَبِيبِ بْنِ اَبِي ثَابِتٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى عِنْدَ كُسُوفِ الشَّمْسِ ثَمَانِيَ رَكَعَاتٍ وَّاَرْبَعَ سَجَدَاتٍ . وَعَنْ عَطَاءٍ مِثْلُ ذٰلِكَ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سورج گرہن کے وقت آٹھ رکوع اور چار سجدوں کے ساتھ نماز ادا کی۔

عطاء کے حوالے سے بھی اسی کی مانند منقول ہے۔

شرح

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کسوف کس طریقے کے ساتھ ادا کی تھی؟ اس بارے میں روایات کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے اور ان روایات کی بناء پر فقہاء کے مابین بھی اختلاف ہے ان روایات کے لفظی اختلاف کی نشاندہی امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں اس ترجمۃ الباب اور اگلے ابواب میں کی ہے۔

اس ترجمۃ الباب کے تحت حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے منقول روایات ہیں۔ اگلے ترجمۃ الباب میں اس بات کی وضاحت ہے' حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے کچھ لفظی اختلاف بھی منقول ہے۔

آگے کے تراجم ابواب میں امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے اس بات کی وضاحت کی ہے' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے بھی نماز کسوف کا طریقہ منقول ہے' جس میں کچھ اختلاف پایا جاتا ہے۔

آگے کے تراجم ابواب میں زیادہ تر روایات اسی حوالے سے ہیں۔

•••———•••———•••

1467 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى عَنْ يَحْيٰى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنَا حَبِيبُ بْنُ اَبِي ثَابِتٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ صَلّٰى فِي كُسُوفٍ فَقَرَاَ ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ قَرَاَ ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ قَرَاَ ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ قَرَاَ ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ سَجَدَ وَالْاُخْرٰى مِثْلُهَا .

1466- اخرجه مسلم في الكسوف، باب ذكر من قال انه ركع ثمان ركعات في اربع سجدات (الحديث 18) بنحوه، و (الحديث 19) بمعناه. واخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب من قال: اربع ركعات (الحديث 1183) بمعناه. وسياتي (الحديث 1467) بمعناه. واخرجه الترمذي في الصلاة، باب ما جاء في صلاة الكسوف (الحديث 560). تحفة الاشراف (5697).

1467- تقدم في الكسوف، كيف صلاة الكسوف (الحديث 1469).

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: آپ نے گرہن کے وقت نماز ادا کی تھی' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں قرأت کی' پھر رکوع میں چلے گئے' پھر قرأت کی' پھر رکوع میں چلے گئے' پھر قرأت شروع کر دی' پھر رکوع میں چلے گئے' پھر قرأت شروع کر دی' پھر رکوع میں چلے گئے' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدے میں چلے گئے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری رکعت بھی اسی طرح ادا کی۔

9 - باب نَوْعٌ اٰخَرُ مِنْ صَلَاةِ الْكُسُوفِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

باب: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے منقول نمازِ کسوف کا ایک اور طریقہ

1468 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ عَنِ ابْنِ نَمِرٍ - وَهُوَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ نَمِرٍ - عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ كَثِيرِ بْنِ عَبَّاسٍ ح وَاَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ عَنِ الْاَوْزَاعِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِي كَثِيرُ بْنُ عَبَّاسٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى يَوْمَ كَسَفَتِ الشَّمْسُ اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ فِي رَكْعَتَيْنِ وَاَرْبَعَ سَجَدَاتٍ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' ایک دن سورج گرہن ہوا تھا' اس دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعات ادا کی تھیں' جن میں چار رکوع کیے تھے' اور چار سجدے کیے تھے۔

10 - باب نَوْعٌ اٰخَرُ مِنْ صَلَاةِ الْكُسُوفِ

باب: نمازِ کسوف کا ایک اور طریقہ

1469 - اَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ قَالَ اَخْبَرَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ سَمِعْتُ عُبَيْدَ بْنَ عُمَيْرٍ يُحَدِّثُ قَالَ حَدَّثَنِي مَنْ اُصَدِّقُ فَظَنَنْتُ اَنَّهُ يُرِيدُ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ كَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ بِالنَّاسِ قِيَامًا شَدِيدًا يَقُومُ بِالنَّاسِ ثُمَّ يَرْكَعُ ثُمَّ يَقُومُ ثُمَّ يَرْكَعُ ثُمَّ يَقُومُ ثُمَّ يَرْكَعُ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ ثَلَاثُ رَكَعَاتٍ رَكَعَ الثَّالِثَةَ ثُمَّ سَجَدَ حَتّٰى اِنَّ رِجَالًا يَوْمَئِذٍ يُغْشٰى عَلَيْهِمْ حَتّٰى اِنَّ سِجَالَ الْمَاءِ لَتُصَبُّ عَلَيْهِمْ مِمَّا قَامَ بِهِمْ يَقُولُ اِذَا رَكَعَ "اللّٰهُ اَكْبَرُ ." وَاِذَا رَفَعَ رَاْسَهُ "سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ ." فَلَمْ يَنْصَرِفْ حَتّٰى تَجَلَّتِ الشَّمْسُ فَقَامَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ وَقَالَ "اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ وَّلَا لِحَيَاتِهِ وَلٰكِنْ اٰيَتَانِ مِنْ اٰيَاتِ اللّٰهِ يُخَوِّفُكُمْ بِهِمَا فَاِذَا كَسَفَا فَافْزَعُوا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ حَتّٰى يَنْجَلِيَا ."

1468- اخرجه البخاري في الكسوف، باب خطبة الامام في الكسوف (الحديث 1046) مطولاً. واخرجه مسلم في الكسوف، باب صلاة الكسوف (الحديث 5). واخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب من قال اربع ركعات (الحديث 1181) بمعناه مطولاً. تحفة الاشراف (6335).

1469- اخرجه مسلم في الكسوف، باب صلاة الكسوف (الحديث 6) بنحوه. واخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب صلاة الكسوف (الحديث 1177). تحفة الاشراف (16323).

☆☆ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے یہ بات منقول ہے: وہ بیان کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ کے زمانۂ اقدس میں سورج گرہن ہوگیا' آپ ﷺ نے لوگوں کو نماز پڑھانا شروع کی' جس میں آپ ﷺ نے طویل قیام کیا' پہلے آپ ﷺ لوگوں کو نماز پڑھاتے ہوئے قیام کی حالت میں رہے' پھر رکوع میں چلے گئے' پھر قیام کی حالت میں آ گئے' پھر رکوع میں چلے گئے' پھر قیام کی حالت میں آ گئے' پھر رکوع میں چلے گئے' نبی اکرم ﷺ نے دو رکعات ادا کیں' اس میں سے ہر ایک رکعت میں تین مرتبہ رکوع کیا' تیسری مرتبہ رکوع کرنے کے بعد آپ سجدے میں چلے گئے' اُس دن لوگوں کی یہ حالت تھی کہ بعض افراد پر مدہوشی کی کیفیت طاری تھی اور اُن پر پانی کے ڈول بہائے گئے' اس کی وجہ یہ تھی کہ نبی اکرم ﷺ نے اُن لوگوں کو اتنا طویل قیام کروایا تھا' آپ ﷺ رکوع میں جاتے ہوئے "اللہ اکبر" کہتے تھے' اور جب رکوع سے سر اُٹھاتے تھے' تو "سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ" پڑھتے تھے' آپ ﷺ نے اُس وقت تک سلام نہیں پھیرا' جب تک سورج روشن نہیں ہوگیا (سلام پھیرنے کے بعد) آپ ﷺ کھڑے ہوئے' آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کی اور ارشاد فرمایا:

"سورج اور چاند یہ دونوں کسی کے مرنے کی وجہ سے یا کسی کی پیدائش کی وجہ سے گرہن نہیں ہوتے بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کی دو نشانیاں ہیں' جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ تمہیں ڈراتا ہے' تو جب یہ دونوں گرہن ہو جائیں' تو تم اللہ کے ذکر کی پناہ میں آ جاؤ' یہاں تک کہ یہ دونوں صاف ہو جائیں"۔

1470 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنْ قَتَادَةَ فِيْ صَلَاةِ الْاٰيَاتِ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَآئِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى سِتَّ رَكَعَاتٍ فِيْ اَرْبَعِ سَجَدَاتٍ . قُلْتُ لِمُعَاذٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا شَكَّ وَلَا مِرْيَةَ .

☆☆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ نے (دو رکعات ادا کی تھیں) جن میں چھ مرتبہ رکوع کیا تھا اور چار سجدے کیے تھے۔

راوی کہتے ہیں: میں نے اپنے استاد (معاذ بن ہشام) سے دریافت کیا: کیا یہ بات نبی اکرم ﷺ سے منقول ہے؟ انہوں نے جواب دیا: کسی شک وشبے کے بغیر (یہ بات نبی اکرم ﷺ سے منقول ہے)۔

11 - باب نَوْعٌ اٰخَرُ مِنْهُ عَنْ عَآئِشَةَ

باب: سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے منقول (نمازِ کسوف) کی ایک اور قسم

1471 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ

1470-اخرجه مسلم في الكسوف، باب صلاة الكسوف (الحديث 7)، تحفة الاشراف (16325) .

1471-اخرجه البخاري في الكسوف، باب خطبة الامام في الكسوف (الحديث 1046)، و في العمل في الصلاة، باب اذا انفلتت الدابة في الصلاة (الحديث 1212) بنحوه مختصرًا . و اخرجه مسلم في الكسوف، باب صلاة الكسوف (الحديث 3) . واخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب من قال اربع ركعات (الحديث 1180) مختصرًا . واخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب ما جاء في صلاة الكسوف (الحديث 1263) مختصرًا . تحفة الاشراف (16692) .

عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ خَسَفَتِ الشَّمْسُ فِيْ حَيَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ فَكَبَّرَ وَصَفَّ النَّاسُ وَرَآءَهُ فَاقْتَرَاَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِرَآءَةً طَوِيْلَةً ثُمَّ كَبَّرَ فَرَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَهُ فَقَالَ "سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ ." ثُمَّ قَامَ فَاقْتَرَاَ قِرَآءَةً طَوِيْلَةً هِيَ اَدْنٰى مِنَ الْقِرَآءَةِ الْاُوْلٰى ثُمَّ كَبَّرَ فَرَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا هُوَ اَدْنٰى مِنَ الرُّكُوْعِ الْاَوَّلِ ثُمَّ قَالَ "سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ ." ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ فَعَلَ فِي الرَّكْعَةِ الْاُخْرٰى مِثْلَ ذٰلِكَ فَاسْتَكْمَلَ اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ وَّاَرْبَعَ سَجَدَاتٍ وَّانْجَلَتِ الشَّمْسُ قَبْلَ اَنْ يَّنْصَرِفَ ثُمَّ قَامَ فَخَطَبَ النَّاسَ فَاَثْنٰى عَلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ بِمَا هُوَ اَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ "اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ اٰيَتَانِ مِنْ اٰيَاتِ اللّٰهِ تَعَالٰى لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ وَّلَا لِحَيَاتِهِ فَاِذَا رَاَيْتُمُوْهُمَا فَصَلُّوْا حَتّٰى يُفْرَجَ عَنْكُمْ ." وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "رَاَيْتُ فِيْ مَقَامِيْ هٰذَا كُلَّ شَيْءٍ وُّعِدْتُّمْ لَقَدْ رَاَيْتُمُوْنِيْ اَرَدْتُّ اَنْ اٰخُذَ قِطْفًا مِّنَ الْجَنَّةِ حِيْنَ رَاَيْتُمُوْنِيْ جَعَلْتُ اَتَقَدَّمُ وَلَقَدْ رَاَيْتُ جَهَنَّمَ يَحْطِمُ بَعْضُهَا بَعْضًا حِيْنَ رَاَيْتُمُوْنِيْ تَاَخَّرْتُ وَرَاَيْتُ فِيْهَا ابْنَ لُحَيٍّ وَّهُوَ الَّذِيْ سَيَّبَ السَّوَآئِبَ ."

☆☆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ کی ظاہری حیات میں سورج گرہن ہوگیا' آپ ﷺ کھڑے ہوئے' آپ ﷺ نے تکبیر کہی' لوگوں نے آپ کے پیچھے صف قائم کر لی' نبی اکرم ﷺ نے طویل قرأت کی' پھر آپ ﷺ نے تکبیر کہی اور رکوع میں چلے گئے اور طویل رکوع کیا' پھر آپ ﷺ نے اپنا سر مبارک اُٹھایا اور "سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ" پڑھا' پھر آپ ﷺ کھڑے ہو گئے اور آپ ﷺ نے طویل قرأت کی' لیکن یہ پہلی والی قرأت سے کچھ کم تھی' آپ ﷺ تکبیر کہتے ہوئے رکوع میں چلے گئے اور طویل رکوع کیا' لیکن یہ پہلے والے رکوع سے کچھ کم تھا' پھر آپ ﷺ نے "سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ" کہا (اور کھڑے ہو گئے) پھر آپ ﷺ سجدے میں چلے گئے' پھر آپ ﷺ نے دوسری رکعت بھی اس طرح ادا کی تو اس طرح نبی اکرم ﷺ نے چار مرتبہ رکوع کیا اور چار مرتبہ سجدہ کیا' آپ ﷺ کے نماز مکمل کرنے سے پہلے سورج روشن ہوگیا' پھر آپ ﷺ کھڑے ہوئے' آپ ﷺ نے لوگوں کو خطبہ دیا' اللہ تعالیٰ کی شان کے مطابق اُس کی حمد وثناء بیان کی' پھر ارشاد فرمایا: سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی دو نشانیاں ہیں' یہ کسی کے مرنے کی وجہ سے یا کسی کی پیدائش کی وجہ سے گرہن نہیں ہوتے ہیں' جب تم انہیں (گرہن کی حالت میں) دیکھو تو نماز ادا کرو' یہاں تک کہ (وہ گرہن) ختم ہو جائے۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں نے یہاں کھڑے ہوئے ہی ہر چیز دیکھ لی ہے' جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے' ابھی تم نے مجھے دیکھا تھا کہ میں نے جنت میں سے ایک خوشہ توڑنے کا ارادہ کیا تھا' اُس وقت جب تم نے مجھے آگے ہوتے ہوئے دیکھا تھا' پھر میں نے جہنم کو بھی دیکھا کہ اُس کا ایک حصہ دوسرے حصے کو کھا رہا ہے' یہ اُس وقت ہوا' جب تم نے مجھے پیچھے ہٹتے ہوئے دیکھا تھا۔ میں نے جہنم میں ابن لحی کو دیکھا (یہ الفاظ شاید سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ہیں) یہ وہ شخص ہے' جس نے سب سے پہلے بتوں کے نام پر جانور چھوڑنے کی رسم کا آغاز کیا تھا۔

1472 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنِ الْاَوْزَاعِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنُوْدِيَ الصَّلَاةُ جَامِعَةً فَاجْتَمَعَ النَّاسُ فَصَلّٰى بِهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ فِيْ رَكْعَتَيْنِ وَاَرْبَعَ سَجَدَاتٍ .

☆☆ سیّدہ عائشہ صدیقہ ﷞ بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ کے زمانۂ اقدس میں سورج گرہن ہوگیا تو یہ اعلان کیا گیا: نماز باجماعت ہونے لگی ہے' تو لوگ اکٹھے ہوگئے' نبی اکرم ﷺ نے اُن لوگوں کو دو رکعات پڑھائیں اور اُن میں چار مرتبہ رکوع کیا اور چار مرتبہ سجدہ کیا۔

1473 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَسَفَتِ الشَّمْسُ فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّاسِ فَقَامَ فَاَطَالَ الْقِيَامَ ثُمَّ رَكَعَ فَاَطَالَ الرُّكُوْعَ ثُمَّ قَامَ فَاَطَالَ الْقِيَامَ وَهُوَ دُوْنَ الْقِيَامِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ فَاَطَالَ الرُّكُوْعَ وَهُوَ دُوْنَ الرُّكُوْعِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَفَعَ فَسَجَدَ ثُمَّ فَعَلَ ذٰلِكَ فِي الرَّكْعَةِ الْاُخْرٰى مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ انْصَرَفَ وَقَدْ تَجَلَّتِ الشَّمْسُ فَخَطَبَ النَّاسَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ "اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ اٰيَتَانِ مِنْ اٰيَاتِ اللّٰهِ لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ وَّلَا لِحَيَاتِهٖ فَاِذَا رَاَيْتُمْ ذٰلِكَ فَادْعُوا اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ وَكَبِّرُوْا وَتَصَدَّقُوْا ." ثُمَّ قَالَ "يَا اُمَّةَ مُحَمَّدٍ مَا مِنْ اَحَدٍ اَغْيَرُ مِنَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ اَنْ يَّزْنِيَ عَبْدُهٗ اَوْ تَزْنِيَ اَمَتُهٗ يَا اُمَّةَ مُحَمَّدٍ وَّاللّٰهِ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا وَّلَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا ."

☆☆ سیّدہ عائشہ صدیقہ ﷞ بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کے زمانۂ اقدس میں سورج گرہن ہوگیا' تو نبی اکرم ﷺ نے لوگوں کو نماز پڑھائی' آپ ﷺ کھڑے ہوئے' آپ ﷺ نے طویل قیام کیا' پھر آپ رکوع میں گئے' تو طویل رکوع کیا' پھر آپ ﷺ کھڑے ہوگئے اور طویل قیام کیا' لیکن یہ پہلے قیام سے کم تھا' پھر آپ ﷺ رکوع میں چلے گئے اور طویل رکوع کیا' لیکن یہ پہلے والے رکوع سے کم تھا' پھر آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور سجدے میں چلے گئے' پھر ایسا ہی آپ ﷺ نے دوسری رکعت میں کیا' پھر آپ ﷺ نے نماز مکمل کی تو سورج روشن ہو چکا تھا' پھر آپ ﷺ نے لوگوں کو خطبہ دیا' اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کی' پھر فرمایا: سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی دو نشانیاں ہیں' یہ کسی کے مرنے یا پیدا ہونے کی وجہ سے گرہن نہیں ہوتے ہیں' جب تم انہیں دیکھو تو اللہ تعالیٰ سے دعا کرو' اُس کی کبریائی کا تذکرہ کرو' صدقہ وخیرات کرو۔ پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اے محمد ﷺ کی اُمت! اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ اس بات پر ناراض ہوتا ہے' اُس کا کوئی بندہ یا کنیز زنا کا ارتکاب کرے' اے محمد ﷺ کی اُمت! اللہ کی قسم! جو میں جانتا ہوں' اگر تم لوگ وہ جان لو' تو تم تھوڑا ہنسو اور زیادہ رویا کرو''۔

1474 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ اَنَّ عَمْرَةَ

1472-تقدم في الكسوف، باب الامر النداء الصلاة الكسوف (الحديث 1464) .

1473-اخرجه البخاري في الكسوف، باب الصدقة في الكسوف (الحديث 1044) . واخرجه مسلم في الكسوف، باب صلاة الكسوف (الحديث 1) مطولاً . تحفة الاشراف (17148) .

حَدَّثَتْهُ اَنَّ عَائِشَةَ حَدَّثَتْهَا اَنَّ يَهُوْدِيَّةً اَتَتْهَا فَقَالَتْ اَجَارَكِ اللّٰهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ قَالَتْ عَائِشَةُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ النَّاسَ لَيُعَذَّبُوْنَ فِي الْقُبُوْرِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَائِذًا بِاللّٰهِ . قَالَتْ عَائِشَةُ اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ مَخْرَجًا فَخَسَفَتِ الشَّمْسُ فَخَرَجْنَا اِلَى الْحُجْرَةِ فَاجْتَمَعَ اِلَيْنَا نِسَاءٌ وَّاَقْبَلَ اِلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذٰلِكَ ضَحْوَةً فَقَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَهٗ فَقَامَ دُوْنَ الْقِيَامِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ دُوْنَ رُكُوْعِهٖ ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ قَامَ الثَّانِيَةَ فَصَنَعَ مِثْلَ ذٰلِكَ اِلَّا اَنَّ رُكُوْعَهٗ وَقِيَامَهٗ دُوْنَ الرَّكْعَةِ الْاُوْلٰى ثُمَّ سَجَدَ وَتَجَلَّتِ الشَّمْسُ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَعَدَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ فِيْمَا يَقُوْلُ "اِنَّ النَّاسَ يُفْتَنُوْنَ فِيْ قُبُوْرِهِمْ كَفِتْنَةِ الدَّجَّالِ ." قَالَتْ عَائِشَةُ كُنَّا نَسْمَعُهٗ بَعْدَ ذٰلِكَ يَتَعَوَّذُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ .

☆☆ سیّدہ عائشہ صدیقہ ﷞ بیان کرتی ہیں' ایک یہودی عورت اُن کے پاس آئی اور بولی: اللہ تعالیٰ تمہیں قبر کے عذاب سے بچائے' تو سیّدہ عائشہ ﷞ نے عرض کی: یارسول اللہ! کیا لوگوں کو قبر میں عذاب دیا جائے گا؟ تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اس سے اللہ کی پناہ ہے۔ سیّدہ عائشہ ﷞ بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ باہر تشریف لے گئے' سورج گرہن ہو چکا تھا' ہم لوگ حجرہ کی طرف آئیں' وہاں خواتین اکٹھی ہو چکی تھیں' نبی اکرم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے' یہ چاشت کا وقت تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے (نمازِ کسوف ادا کرتے ہوئے) طویل قیام کیا' پھر آپ ﷺ رکوع میں گئے اور طویل رکوع کیا' پھر آپ ﷺ نے سر اُٹھایا اور کھڑے رہے' لیکن یہ پہلے قیام سے کم تھا' پھر آپ ﷺ رکوع میں چلے گئے' لیکن یہ پہلے رکوع سے کم تھا' پھر سجدے میں چلے گئے' پھر دوسری رکعت میں کھڑے ہوئے اور ایسا ہی کیا۔ البتہ آپ ﷺ کا رکوع اور آپ ﷺ کا قیام پہلی رکعت سے کچھ کم تھے' پھر آپ ﷺ سجدے میں چلے گئے' پھر سورج روشن ہوگیا' جب آپ ﷺ نے نماز مکمل کی تو آپ ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوئے' آپ ﷺ نے اس دوران گفتگو میں یہ بات بھی ذکر کی کہ لوگوں کو قبر میں آزمائش میں مبتلا کیا جائے گا' جو دجال کی آزمائش کی طرح (انتہائی مشکل) ہوگی۔

سیّدہ عائشہ ﷞ بیان کرتی ہیں' اُس کے بعد ہم نے نبی اکرم ﷺ کو ہمیشہ قبر کے عذاب سے پناہ مانگتے ہوئے سنا ہے۔

12 - باب نَوْعٌ اٰخَرُ

(نمازِ کسوف کے طریقے کی) ایک اور قسم

1475 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ - هُوَ الْاَنْصَارِيُّ - قَالَ سَمِعْتُ عَمْرَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَقُوْلُ جَاءَتْنِيْ يَهُوْدِيَّةٌ تَسْاَلُنِيْ فَقَالَتْ اَعَاذَكِ اللّٰهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ . فَلَمَّا جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيُعَذَّبُ النَّاسُ فِي الْقُبُوْرِ فَقَالَ عَائِذًا بِاللّٰهِ

1474-اخرجه البخاري في الكسوف، باب التعوذ من عذاب القبر في الكسوف (الحديث 1049 و 1050) بنحوه، و باب صلاة الكسوف في المسجد (الحديث 1055) . واخرجه مسلم في الكسوف، باب ذكر عذاب القبر في صلاة الخوف (الحديث 8) مختصراً و سياتي (الحديث 1475) و (1498)، مختصراً . تحفة الاشراف (17936) .

1475-تقدم (الحديث 1477) .

فَرَكِبَ مَرْكَبًا - يَعْنِي - وَانْخَسَفَتِ الشَّمْسُ فَكُنْتُ بَيْنَ الْحُجَرِ مَعَ نِسْوَةٍ فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَّرْكَبِهٖ فَاَتٰى مُصَلَّاهُ فَصَلّٰى بِالنَّاسِ فَقَامَ فَاَطَالَ الْقِيَامَ ثُمَّ رَكَعَ فَاَطَالَ الرُّكُوْعَ ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَهٗ فَاَطَالَ الْقِيَامَ ثُمَّ رَكَعَ فَاَطَالَ الرُّكُوْعَ ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَهٗ فَاَطَالَ الْقِيَامَ ثُمَّ سَجَدَ فَاَطَالَ السُّجُوْدَ ثُمَّ قَامَ قِيَامًا اَيْسَرَ مِنْ قِيَامِهِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ اَيْسَرَ مِنْ رُكُوْعِهِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَهٗ فَقَامَ اَيْسَرَ مِنْ قِيَامِهِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ اَيْسَرَ مِنْ رُكُوْعِهِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَهٗ فَقَامَ اَيْسَرَ مِنْ قِيَامِهِ الْاَوَّلِ فَكَانَتْ اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ وَّاَرْبَعَ سَجَدَاتٍ وَّانْجَلَتِ الشَّمْسُ فَقَالَ "اِنَّكُمْ تُفْتَنُوْنَ فِي الْقُبُوْرِ كَفِتْنَةِ الدَّجَّالِ ." قَالَتْ عَائِشَةُ فَسَمِعْتُهٗ بَعْدَ ذٰلِكَ يَتَعَوَّذُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ایک یہودی عورت میرے پاس آئی اُس نے مجھ سے کوئی چیز مانگی پھر وہ بولی: اللہ تعالیٰ تمہیں قبر کے عذاب سے بچائے جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو میں نے عرض کی: یارسول اللہ! کیا لوگوں کو قبر میں عذاب دیا جائے گا؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس سے اللہ کی پناہ ہے پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہوئے (یعنی کہیں تشریف لے گئے) اسی دوران سورج گرہن ہوگیا میں اپنی حجرے میں خواتین کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سواری پر تشریف لائے اور اپنی نماز ادا کرنے کی جگہ پر آئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی آپ نے قیام کیا اور طویل قیام کیا اور پھر رکوع میں چلے گئے تو طویل رکوع کیا پھر رکوع سے سر اُٹھایا تو طویل قیام کیا پھر رکوع میں چلے گئے اور طویل رکوع کیا پھر سر اُٹھایا اور طویل قیام کیا پھر سجدے میں چلے گئے اور طویل سجدے کیے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قیام پہلے والے قیام سے کم تھا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع میں چلے گئے جو پہلے رکوع سے کچھ کم تھا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر اٹھایا اور پہلے قیام سے کچھ کم قیام کیا پھر رکوع میں چلے گئے اور پہلے رکوع سے کچھ کم رکوع کیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر مبارک اُٹھایا اور قیام کیا لیکن یہ پہلے قیام سے کچھ کم تھا اس طرح چار مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع کیا اور چار مرتبہ سجدہ کیا (اسی دوران) سورج روشن ہوگیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"تم لوگوں کو دجال کی آزمائش کی مانند قبروں میں آزمائش میں مبتلا کیا جائے گا"۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: اُس کے بعد میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمیشہ قبر کے عذاب سے پناہ مانگتے ہوئے سنا۔

1476 - اَخْبَرَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيْمِ قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى فِيْ كُسُوْفٍ فِيْ صُفَّةِ زَمْزَمَ اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ فِيْ اَرْبَعِ سَجَدَاتٍ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے زم زم کے چبوترے میں نمازِ کسوف ادا کی تھی جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار رکوع کیے تھے اور چار مرتبہ سجدہ کیا تھا۔

1477 - اَخْبَرَنَا اَبُوْ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَلِيٍّ الْحَنَفِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ صَاحِبُ الدَّسْتَوَائِيِّ عَنْ اَبِي

1476-اخرجه البخاري في الكسوف، باب الركعة الاولى في الكسوف اطول (الحديث 1064) بنحوه . تحفة الاشراف (17939) .

1477-اخرجه مسلم في الكسوف، باب ماعرض على النبي صلى الله عليه وسلم في صلاة الكسوف من امر الجنة و النار (الحديث 9) مطولًا . واخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب من قال: اربع ركعات (الحديث 1179) مختصرًا . تحفة الاشراف (2976) .

الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ يَوْمٍ شَدِيْدِ الْحَرِّ فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاَصْحَابِهٖ فَاَطَالَ الْقِيَامَ حَتّٰى جَعَلُوْا يَخِرُّوْنَ ثُمَّ رَكَعَ فَاَطَالَ ثُمَّ رَفَعَ فَاَطَالَ ثُمَّ رَكَعَ فَاَطَالَ ثُمَّ رَفَعَ فَاَطَالَ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ قَامَ فَصَنَعَ نَحْوًا مِّنْ ذٰلِكَ وَجَعَلَ يَتَقَدَّمُ ثُمَّ جَعَلَ يَتَاَخَّرُ فَكَانَتْ اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ وَّاَرْبَعَ سَجَدَاتٍ كَانُوْا يَقُوْلُوْنَ اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَخْسِفَانِ اِلَّا لِمَوْتِ عَظِيْمٍ مِّنْ عُظَمَائِهِمْ وَاِنَّهُمَا اٰيَتَانِ مِنْ اٰيَاتِ اللّٰهِ يُرِيْكُمُوْهُمَا فَاِذَا انْخَسَفَتْ فَصَلُّوْا حَتّٰى تَنْجَلِيَ .

☆☆ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں شدید گرمی کے دن سورج گرہن ہوگیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو نماز پڑھائی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے طویل قیام کیا یہاں تک کہ لوگ بے ہوش ہو کر گرنے کے قریب ہوگئے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع میں چلے گئے اور طویل رکوع کیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر اُٹھایا اور طویل قیام کیا پھر رکوع میں چلے گئے اور طویل رکوع کیا پھر سر اُٹھایا اور طویل قیام کیا پھر دو مرتبہ سجدہ کیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوگئے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی کی مانند (دوسری رکعت) ادا کی۔ نماز کے دوران آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے کچھ آگے کی طرف ہوئے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ پیچھے کی طرف ہوئے اس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار مرتبہ رکوع کیا اور چار مرتبہ سجدہ کیا۔ لوگ یہ کہا کرتے تھے: سورج اور چاند صرف کسی بڑے آدمی کے انتقال کی وجہ سے گرہن ہوتے ہیں۔ (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:)

"یہ دونوں اللہ کی نشانیاں ہیں جو اللہ تعالیٰ تمہیں دکھاتا ہے تو جب یہ گرہن ہو جائیں تو تم نماز ادا کرتے رہو یہاں تک کہ گرہن ختم ہو جائے"۔

13 - باب نَوْعٌ اٰخَرُ

باب: (نمازِ کسوف) کی ایک اور قسم

1478 - اَخْبَرَنِيْ مَحْمُوْدُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ مَرْوَانَ قَالَ حَدَّثَنِيْ مُعَاوِيَةُ بْنُ سَلَّامٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ خَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَمَرَ فَنُوْدِيَ الصَّلَاةُ جَامِعَةٌ فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّاسِ رَكْعَتَيْنِ وَسَجْدَةً ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ وَسَجْدَةً . قَالَتْ عَائِشَةُ مَا رَكَعْتُ رُكُوْعًا قَطُّ وَلَا سَجَدْتُ سُجُوْدًا قَطُّ كَانَ اَطْوَلَ مِنْهُ . خَالَفَهٗ مُحَمَّدُ بْنُ حِمْيَرٍ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں سورج گرہن ہوگیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے تحت یہ اعلان کیا گیا باجماعت نماز ہونے لگی ہے پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو نماز پڑھائی جس میں دو مرتبہ رکوع کیا اور ایک مرتبہ سجدہ کیا پھر آپ کھڑے ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مرتبہ رکوع کیا اور ایک مرتبہ سجدہ کیا۔

1478-اخرجه البخاري في الكسوف، باب طول السجود في الكسوف (الحديث 1051) . وباب النداء بالصلاة جامعة في الكسوف (الحديث 1045) . واخرجه مسلم في الكسوف، باب ذكر النداء بصلاة الكسوف (الصلاة جامعة) (الحديث 20) . تحفة الاشراف (8963) .

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نے زندگی میں کبھی بھی اس سے زیادہ طویل رکوع اور اس سے زیادہ طویل سجدہ نہیں کیا۔

محمد بن حمیر نامی نے اس کے برعکس روایت نقل کی ہے (جو درج ذیل ہے)۔

1479 - أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ عُثْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ حِمْيَرٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ سَلَّامٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي طُعْمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ كَسَفَتِ الشَّمْسُ فَرَكَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَتَيْنِ وَسَجْدَتَيْنِ ثُمَّ قَامَ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ وَسَجْدَتَيْنِ ثُمَّ جُلِّيَ عَنِ الشَّمْسِ. وَكَانَتْ عَائِشَةُ تَقُولُ مَا سَجَدَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُجُودًا وَلَا رَكَعَ رُكُوعًا أَطْوَلَ مِنْهُ. خَالَفَهُ عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ.

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' سورج گرہن ہو گیا' نبی اکرم ﷺ نے دو مرتبہ رکوع کیا اور دو مرتبہ سجدہ کیا' پھر آپ ﷺ کھڑے ہو گئے' آپ ﷺ نے دو مرتبہ رکوع کیا اور دو مرتبہ سجدہ کیا' پھر سورج روشن ہو گیا۔

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: نبی اکرم ﷺ نے کبھی اس سے زیادہ طویل سجدہ اور اس سے زیادہ طویل رکوع نہیں کیا۔

علی بن مبارک نامی راوی نے اس سے مختلف روایت نقل کی ہے (جو درج ذیل ہے)۔

1480 - أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ إِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو زَيْدٍ سَعِيدُ بْنُ الرَّبِيعِ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو حَفْصَةَ مَوْلَى عَائِشَةَ أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهُ لَمَّا كَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ وَأَمَرَ فَنُودِيَ أَنَّ الصَّلَاةَ جَامِعَةٌ فَقَامَ فَأَطَالَ الْقِيَامَ فِي صَلَاتِهِ. قَالَتْ عَائِشَةُ فَحَسِبْتُ قَرَأَ سُورَةَ الْبَقَرَةِ ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوعَ ثُمَّ قَالَ "سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ". ثُمَّ قَامَ مِثْلَ مَا قَامَ وَلَمْ يَسْجُدْ ثُمَّ رَكَعَ فَسَجَدَ ثُمَّ قَامَ فَصَنَعَ مِثْلَ مَا صَنَعَ رَكْعَتَيْنِ وَسَجْدَةً ثُمَّ جَلَسَ وَجُلِّيَ عَنِ الشَّمْسِ.

☆☆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ کے زمانۂ اقدس میں جب سورج گرہن ہو گیا تو آپ ﷺ نے وضو کیا' آپ ﷺ کے حکم کے تحت یہ اعلان کیا گیا' باجماعت نماز ہونے لگی ہے' آپ ﷺ کھڑے ہوئے تو آپ ﷺ نے نماز کے دوران طویل قیام کیا۔

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نے حساب لگایا' کہ آپ ﷺ نے سورۃ البقرۃ کی تلاوت کی ہو گی' پھر آپ ﷺ رکوع میں چلے گئے اور آپ نے طویل رکوع کیا' پھر آپ ﷺ نے "سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ" پڑھا' پھر آپ ﷺ کھڑے ہو گئے اور اتنی دیر کھڑے رہے جتنی دیر پہلے قیام کیا تھا' پھر آپ ﷺ سجدے میں نہیں گئے بلکہ رکوع میں چلے گئے' پھر اس کے بعد آپ ﷺ نے سجدہ کیا' پھر آپ ﷺ کھڑے ہوئے (یعنی دوسری رکعت میں کھڑے ہوئے) پھر آپ ﷺ نے ویسا ہی کیا جیسے (پہلی رکعت میں) کیا تھا' یعنی دو مرتبہ رکوع کیا اور ایک مرتبہ سجدہ کیا' پھر آپ قعدہ میں بیٹھ گئے' یہاں تک کہ سورج صاف ہو گیا۔

1479-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (8965) .

1480-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (17698) .

14 - باب نَوْعٌ اٰخَرُ

باب: نمازِ کسوف کا ایک اور طریقہ

1481 - أَخْبَرَنَا هِلَالُ بْنُ بِشْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي السَّائِبُ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو حَدَّثَهُ قَالَ انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الصَّلَاةِ وَقَامَ الَّذِينَ مَعَهُ فَقَامَ قِيَامًا فَأَطَالَ الْقِيَامَ ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوعَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ وَسَجَدَ فَأَطَالَ السُّجُودَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ وَجَلَسَ فَأَطَالَ الْجُلُوسَ ثُمَّ سَجَدَ فَأَطَالَ السُّجُودَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ وَقَامَ فَصَنَعَ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ مِثْلَ مَا صَنَعَ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى مِنَ الْقِيَامِ وَالرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ وَالْجُلُوسِ فَجَعَلَ يَنْفُخُ فِي آخِرِ سُجُودِهِ مِنَ الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ وَيَبْكِي وَيَقُولُ "لَمْ تَعِدْنِي هَذَا وَأَنَا فِيهِمْ لَمْ تَعِدْنِي هَذَا وَنَحْنُ نَسْتَغْفِرُكَ". ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ وَانْجَلَتِ الشَّمْسُ فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَطَبَ النَّاسَ فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ "إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ فَإِذَا رَأَيْتُمْ كُسُوفَ أَحَدِهِمَا فَاسْعَوْا إِلَى ذِكْرِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَقَدْ أُدْنِيَتِ الْجَنَّةُ مِنِّي حَتَّى لَوْ بَسَطْتُ يَدِي لَتَعَاطَيْتُ مِنْ قُطُوفِهَا وَلَقَدْ أُدْنِيَتِ النَّارُ مِنِّي حَتَّى لَقَدْ جَعَلْتُ أَتَّقِيهَا خَشْيَةَ أَنْ تَغْشَاكُمْ حَتَّى رَأَيْتُ فِيهَا امْرَأَةً مِنْ حِمْيَرَ تُعَذَّبُ فِي هِرَّةٍ رَبَطَتْهَا فَلَمْ تَدَعْهَا تَأْكُلُ مِنْ خَشَاشِ الْأَرْضِ فَلَا هِيَ أَطْعَمَتْهَا وَلَا هِيَ سَقَتْهَا حَتَّى مَاتَتْ فَلَقَدْ رَأَيْتُهَا تَنْهَشُهَا إِذَا أَقْبَلَتْ وَإِذَا وَلَّتْ تَنْهَشُ أَلْيَتَهَا وَحَتَّى رَأَيْتُ فِيهَا صَاحِبَ السِّبْتِيَّتَيْنِ أَخَا بَنِي الدَّعْدَاعِ يُدْفَعُ بِعَصًا ذَاتِ شُعْبَتَيْنِ فِي النَّارِ وَحَتَّى رَأَيْتُ فِيهَا صَاحِبَ الْمِحْجَنِ الَّذِي كَانَ يَسْرِقُ الْحَاجَّ بِمِحْجَنِهِ مُتَّكِئًا عَلَى مِحْجَنِهِ فِي النَّارِ يَقُولُ أَنَا سَارِقُ الْمِحْجَنِ".

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ کے زمانۂ اقدس میں سورج گرہن ہو گیا تو نبی اکرم ﷺ نماز ادا کرنے کے لیے کھڑے ہوئے' آپ ﷺ کے ساتھ لوگ بھی کھڑے ہو گئے' تو آپ ﷺ نے طویل قیام کیا۔

پھر آپ ﷺ رکوع میں چلے گئے اور طویل رکوع کیا' پھر آپ ﷺ نے سر مبارک اُٹھایا' پھر سجدے میں چلے گئے اور طویل سجدہ کیا' پھر آپ ﷺ نے سر مبارک اُٹھایا اور بیٹھ گئے اور کافی دیر بیٹھے رہے' پھر سجدے میں چلے گئے اور طویل سجدہ کیا اور پھر سر مبارک اُٹھایا اور کھڑے ہو گئے' پھر آپ ﷺ نے دوسری رکعت بھی اسی طرح ادا کی' جس طرح آپ ﷺ نے پہلی رکعت میں قیام کیا تھا اور رکوع کیا تھا اور سجدہ کیا تھا' پھر آپ ﷺ بیٹھ گئے' دوسری رکعت میں دوسرے سجدے کے دوران آپ ﷺ نے پھونک ماری اور گریہ وزاری شروع کر دی اور یہ کہنے لگے: (اے اللہ!) تو نے مجھ سے اس چیز کا وعدہ تو نہیں لیا تھا جبکہ میں ان لوگوں کے درمیان موجود ہوں' تو نے مجھ سے اس چیز کا وعدہ تو نہیں کیا تھا' ہم تجھ سے مغفرت طلب کرتے ہیں۔

1481-اخرجه ابو داؤد في الكسوف، باب من قال يركع ركعتين (الحديث 1194) بمعناه و اخرجه الترمذي في الشمائل، باب ما جاء في بكاء رسول الله صلى الله عليه وسلم (الحديث 307) بمعناه مختصرًا . و سياتي (الحديث 1495) مختصرًا . تحفة الاشراف (8639) .

پھر نبی اکرم ﷺ نے اپنا سر مبارک اُٹھایا تو سورج روشن ہو چکا تھا' پھر نبی اکرم ﷺ کھڑے ہوئے' آپ ﷺ نے لوگوں کو خطبہ دیا اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کی اور یہ بات ارشاد فرمائی:

بے شک سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی دو نشانیاں ہیں' تو جب تم اُن کو گرہن کی حالت میں دیکھو تو تیزی سے اللہ کے ذکر کی طرف جاؤ' اُس ذات کی قسم! جس کے قبضۂ قدرت میں محمد ﷺ کی جان ہے! ابھی جنت کو میرے قریب کیا گیا' یہاں تک کہ اگر میں اپنا ہاتھ بڑھاتا تو میں اُس میں سے (پھلوں کا) کوئی خوشہ حاصل کر سکتا تھا۔ اور جہنم کو بھی میرے قریب کیا گیا' یہاں تک کہ میں نے اس سے بچنے کی کوشش کی' اس اندیشے کے تحت کہ کہیں یہ تم پر نہ چھا جائے' میں نے اُس میں حمیر قبیلے سے تعلق رکھنے والی عورت کو دیکھا جسے ایک بلی کی وجہ سے عذاب دیا جا رہا تھا' اُس عورت نے اُس بلی کو باندھ دیا تھا' اُسے چھوڑا نہیں تھا کہ وہ کچھ کھا پی لیتی اور وہ خود اُسے کھانے کے لیے بھی کچھ نہیں دیتی تھی اور پینے کے لیے بھی کچھ نہیں دیتی تھی' یہاں تک کہ وہ بلی مر گئی' میں نے دیکھا کہ جب وہ عورت آتی تھی' تو وہ بلی اُسے نوچتی تھی اور جب وہ عورت مڑ کر جاتی تھی' تو وہ بلی اُس کی سرین کو نوچتی تھی' میں نے جہنم میں دو دانتوں والے شخص کو بھی دیکھا جس کا تعلق بنو دعداع سے تھا' اسے ایسے عصاء کے ذریعے مارا جا رہا تھا جس کی دو شاخیں تھیں' میں نے جہنم میں لاٹھی والے شخص کو بھی دیکھا جو اپنی لاٹھی کے ذریعے حاجیوں کی چیزیں چوری کر لیا کرتا تھا' وہ جہنم میں اپنی لاٹھی کے سہارے (کھڑا ہوا تھا) اور یہ کہہ رہا تھا: میں لاٹھی کے ذریعے چوری کرنے والا ہوں۔

1482 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْعَظِيْمِ قَالَ حَدَّثَنِیْ اِبْرَاهِيْمُ سَبَلَانُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ عَبَّادِ الْمُهَلَّبِیُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ كَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ فَصَلّٰی لِلنَّاسِ فَاَطَالَ الْقِيَامَ ثُمَّ رَكَعَ فَاَطَالَ الرُّكُوْعَ ثُمَّ قَامَ فَاَطَالَ الْقِيَامَ وَهُوَ دُوْنَ الْقِيَامِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ فَاَطَالَ الرُّكُوْعَ وَهُوَ دُوْنَ الرُّكُوْعِ الْاَوَّلِ ثُمَّ سَجَدَ فَاَطَالَ السُّجُوْدَ ثُمَّ رَفَعَ ثُمَّ سَجَدَ فَاَطَالَ السُّجُوْدَ وَهُوَ دُوْنَ السُّجُوْدِ الْاَوَّلِ ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰی رَكْعَتَيْنِ وَفَعَلَ فِيْهِمَا مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ يَفْعَلُ فِيْهِمَا مِثْلَ ذٰلِكَ حَتّٰی فَرَغَ مِنْ صَلَاتِهٖ ثُمَّ قَالَ "اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ اٰيَتَانِ مِنْ اٰيَاتِ اللّٰهِ وَاِنَّهُمَا لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ وَّلَا لِحَيَاتِهٖ فَاِذَا رَاَيْتُمْ ذٰلِكَ فَافْزَعُوْا اِلٰی ذِكْرِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَاِلَی الصَّلَاةِ".

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ کے زمانۂ اقدس میں سورج گرہن ہو گیا' آپ ﷺ کھڑے ہوئے' آپ ﷺ نے لوگوں کو نماز پڑھائی' آپ نے طویل قیام کیا' پھر آپ رکوع میں گئے' تو طویل رکوع کیا۔

پھر آپ ﷺ کھڑے ہو گئے اور طویل قیام کیا' لیکن یہ پہلے والے قیام سے کم تھا' پھر آپ ﷺ رکوع میں چلے گئے' طویل رکوع کیا' لیکن یہ پہلے والے رکوع سے کم تھا' پھر آپ ﷺ سجدے میں چلے گئے اور طویل سجدہ کیا' پھر آپ ﷺ نے اپنا سر مبارک اُٹھایا' پھر سجدے میں چلے گئے اور طویل سجدہ کیا' لیکن یہ پہلے سجدے سے کم تھا پھر آپ ﷺ کھڑے ہو گئے' آپ نے دو مرتبہ رکوع کیا اور اُن میں ویسا ہی کیا' یعنی پہلا رکوع دوسرے رکوع کے مقابلے میں (طویل تھا) پھر آپ ﷺ نے دو

1482-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (15033) .

سجدے کیا' اُن میں بھی ویسا ہی کیا (یعنی پہلا سجدہ دوسرے سجدے سے طویل تھا)' یہاں تک کہ جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے' تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی دو نشانیاں ہیں' یہ کسی کے مرنے یا کسی کی پیدائش کی وجہ سے گرہن نہیں ہوتے ہیں' جب تم انہیں (گرہن کی حالت میں دیکھو) تو اللہ کے ذکر کی طرف تیزی سے جاؤ"۔

15 - باب نَوْعٌ اٰخَرُ

باب: نمازِ کسوف کی ایک اور قسم

1483 - اَخْبَرَنَا هِلَالُ بْنُ الْعَلَاءِ بْنِ هِلَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عَيَّاشٍ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَسْوَدُ بْنُ قَيْسٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ ثَعْلَبَةُ بْنُ عِبَادٍ الْعَبْدِیُّ مِنْ اَهْلِ الْبَصْرَةِ اَنَّهٗ شَهِدَ خُطْبَةً يَوْمًا لِسَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ فَذَكَرَ فِیْ خُطْبَتِهٖ حَدِيْثًا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَمُرَةُ بْنُ جُنْدُبٍ بَيْنَا اَنَا يَوْمًا وَّغُلَامٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ نَرْمِیْ غَرَضَيْنِ لَنَا عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰی اِذَا كَانَتِ الشَّمْسُ قِيْدَ رُمْحَيْنِ اَوْ ثَلَاثَةٍ فِیْ عَيْنِ النَّاظِرِ مِنَ الْاُفُقِ اسْوَدَّتْ فَقَالَ اَحَدُنَا لِصَاحِبِهِ انْطَلِقْ بِنَا اِلَی الْمَسْجِدِ فَوَاللّٰهِ لَيُحْدِثَنَّ شَاْنُ هٰذِهِ الشَّمْسِ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ اُمَّتِهٖ حَدَثًا - قَالَ - فَدَفَعْنَا اِلَی الْمَسْجِدِ - قَالَ - فَوَافَيْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ خَرَجَ اِلَی النَّاسِ - قَالَ - فَاسْتَقْدَمَ فَصَلّٰی فَقَامَ كَاَطْوَلِ قِيَامٍ قَامَ بِنَا فِیْ صَلَاةٍ قَطُّ مَا نَسْمَعُ لَهٗ صَوْتًا ثُمَّ رَكَعَ بِنَا كَاَطْوَلِ رُكُوْعٍ مَا رَكَعَ بِنَا فِیْ صَلَاةٍ قَطُّ مَا نَسْمَعُ لَهٗ صَوْتًا ثُمَّ سَجَدَ بِنَا كَاَطْوَلِ سُجُوْدٍ مَا سَجَدَ بِنَا فِیْ صَلَاةٍ قَطُّ لَا نَسْمَعُ لَهٗ صَوْتًا ثُمَّ فَعَلَ ذٰلِكَ فِی الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ مِثْلَ ذٰلِكَ - قَالَ - فَوَافَقَ تَجَلِّی الشَّمْسِ جُلُوْسَهٗ فِی الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ فَسَلَّمَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰی عَلَيْهِ وَشَهِدَ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَشَهِدَ اَنَّهٗ عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ . مُخْتَصَرٌ .

☆☆ ثعلبہ بن عباد عبدی جن کا تعلق بصرہ سے ہے' وہ بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ اُنہیں حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کے خطبے میں شرکت کی تو حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ نے اپنے خطبے کے دوران نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے ایک حدیث ذکر کی' حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے بتایا: ایک دن میں اور ایک انصاری نوجوان' نبی اکرم ﷺ کے زمانۂ اقدس میں' تیر اندازی کر رہے تھے' یہاں تک کہ سورج کی یہ حالت ہو گئی کہ اُفق کی طرف دیکھنے والے کو دو یا تین نیزوں کے برابر سیاہ محسوس ہوا تو ہم میں سے ایک نے دوسرے سے کہا: ہم مسجد چلتے ہیں' اللہ کی قسم! سورج کی یہ حالت نبی اکرم ﷺ کی اُمت کے بارے میں کوئی نئی چیز سامنے لائے گی۔ راوی کہتے ہیں: ہم مسجد چلے گئے' جب ہم وہاں پہنچے تو اس وقت نبی اکرم ﷺ چند لوگوں کے پاس تشریف لائے۔ راوی کہتے ہیں: نبی اکرم ﷺ آگے ہوئے' آپ ﷺ نے نماز پڑھانی شروع کی' قیام کیا اور یہ سب سے طویل قیام تھا جو

[1] اخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب من قال: اربع ركعات (الحديث 1184) بنحوه . واخرجه الترمذي في الصلاة، باب ما جاء في صفة القراءة في الكسوف (الحديث 562) . والنسائي (الحديث 1494)، و (الحديث 1500) . وابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب ما جاء في صلاة الكسوف (الحديث 1264) . تحفة الاشراف (4573) .

آپ ﷺ نے ہمیں نماز پڑھاتے ہوئے کیا تھا' ہم نے اس میں آپ ﷺ کی آواز نہیں سنی' پھر آپ ﷺ رکوع میں چلے گئے اور یہ طویل ترین رکوع تھا' جو آپ ﷺ نے کسی بھی نماز کے دوران ہمیں رکوع کروایا تھا' ہمیں اس میں بھی آپ ﷺ کی آواز سنائی نہیں دی' پھر آپ ﷺ نے ہمیں سجدہ کروایا تو آپ ﷺ نے ہمیں جتنی بھی نمازیں پڑھائی تھیں' اُن میں سے یہ سب سے طویل ترین سجدہ تھا' ہمیں آپ ﷺ کی آواز سنائی نہیں دی' پھر آپ ﷺ نے دوسری رکعت بھی اسی طرح ادا کی' جب نبی اکرم ﷺ دو رکعات پڑھنے کے بعد قعدہ میں بیٹھے ہوئے تھے' اسی دوران سورج روشن ہو گیا' نبی اکرم ﷺ نے سلام پھیرا' اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کی اور اس بات کی گواہی دی کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے اور اس بات کی بھی گواہی دی کہ آپ ﷺ اللہ کے بندے اور اُس کے رسول ہیں۔

(امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں:) یہ روایت مختصر ہے۔

16 - باب نَوْعٌ اٰخَرُ

باب: نمازِ کسوف کی ایک اور قسم

1484 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ قَالَ انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ يَجُرُّ ثَوْبَهٗ فَزِعًا حَتّٰى اَتَى الْمَسْجِدَ فَلَمْ يَزَلْ يُصَلِّيْ بِنَا حَتَّى انْجَلَتْ فَلَمَّا انْجَلَتْ قَالَ "اِنَّ نَاسًا يَزْعُمُوْنَ اَنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَنْكَسِفَانِ اِلَّا لِمَوْتِ عَظِيْمٍ مِّنَ الْعُظَمَآءِ وَلَيْسَ كَذٰلِكَ اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ وَّلَا لِحَيَاتِهٖ وَلٰكِنَّهُمَا اٰيَتَانِ مِنْ اٰيَاتِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ اِذَا بَدَا لِشَيْءٍ مِّنْ خَلْقِهٖ خَشَعَ لَهٗ فَاِذَا رَاَيْتُمْ ذٰلِكَ فَصَلُّوْا كَاَحْدَثِ صَلَاةٍ صَلَّيْتُمُوْهَا مِنَ الْمَكْتُوْبَةِ".

☆☆ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ کے زمانۂ اقدس میں سورج گرہن ہو گیا' آپ ﷺ خوف کے عالم میں اپنے کپڑے کو گھسیٹتے ہوئے تشریف لائے اور مسجد آ گئے' آپ ﷺ نے ہمیں نماز پڑھانا شروع کی' یہاں تک کہ سورج روشن ہو گیا' جب سورج روشن ہو گیا تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''کچھ لوگ یہ سمجھتے ہیں' سورج اور چاند کسی بڑے آدمی کے مرنے کی وجہ سے گرہن ہوتے ہیں' ایسا نہیں ہے' سورج اور چاند کسی شخص کے مرنے یا کسی کی پیدائش کی وجہ سے گرہن نہیں ہوتے ہیں' بلکہ یہ دونوں اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں' اللہ تعالیٰ جب اپنی کسی مخلوق کے سامنے اپنی (تجلی) ظاہر کرتا ہے' تو وہ مخلوق اُس کے سامنے جھک جاتی ہے' تو جب تم ایسا دیکھو تو نماز ادا کرو' جو اُس قریبی نماز کی مانند ہو' جو تم نے فرض ادا کی تھی۔

1485 - وَاَخْبَرَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ يَعْقُوْبَ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ اَنَّ جَدَّهٗ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ الْوَازِعِ حَدَّثَهٗ

1484-اخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب من قال: يركع ركعتين (الحديث 1193) مختصرًا وسياتي (الحديث 1487 و 1488) . واخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب ماجاء في صلاة الكسوف (الحديث 1262) . تحفة الاشراف (11631) .

قَالَ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ السَّخْتِيَانِيُّ عَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ قَبِيْصَةَ بْنِ مُخَارِقٍ الْهِلَالِيِّ قَالَ كَسَفَتِ الشَّمْسُ وَنَحْنُ اِذْ ذَاكَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِيْنَةِ فَخَرَجَ فَزِعًا يَجُرُّ ثَوْبَهٗ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ اَطَالَهُمَا فَوَافَقَ انْصِرَافُهُ انْجِلَاءَ الشَّمْسِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ "اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ اٰيَتَانِ مِنْ اٰيَاتِ اللّٰهِ وَاِنَّهُمَا لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ وَّلَا لِحَيَاتِهٖ فَاِذَا رَاَيْتُمْ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَصَلُّوْا كَاَحْدَثِ صَلَاةٍ مَكْتُوْبَةٍ صَلَّيْتُمُوْهَا".

☆☆ حضرت قبیصہ بن مخارق ہلالی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' سورج گرہن ہو گیا' ہم اُس وقت نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ مدینہ منورہ میں موجود تھے' آپ ﷺ اپنی چادر کو گھسیٹتے ہوئے تشریف لائے' آپ ﷺ نے دو رکعات نماز ادا کی' آپ ﷺ نے طویل رکعات ادا کیں' آپ ﷺ کے نماز مکمل کرنے تک سورج روشن ہو چکا تھا' پھر آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کی اور یہ بات ارشاد فرمائی:

''بے شک سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی دو نشانیاں ہیں' یہ کسی شخص کے مرنے کی وجہ سے یا کسی کی پیدائش کی وجہ سے گرہن نہیں ہوتے ہیں' جب تم اس طرح کی صورتِ حال دیکھو تو اُس نماز کی مانند نماز ادا کرو' جو تم نے فرض نماز اُس کے قریب ادا کی تھی''۔

1486 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاذٌ - وَهُوَ ابْنُ هِشَامٍ - قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ قَبِيْصَةَ الْهِلَالِيِّ اَنَّ الشَّمْسَ انْخَسَفَتْ فَصَلّٰى نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَتَيْنِ حَتَّى انْجَلَتْ ثُمَّ قَالَ "اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَنْخَسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ وَّلٰكِنَّهُمَا خَلْقَانِ مِنْ خَلْقِهٖ وَاِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يُحْدِثُ فِيْ خَلْقِهٖ مَا شَآءَ وَاِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ اِذَا تَجَلّٰى لِشَيْءٍ مِّنْ خَلْقِهٖ يَخْشَعُ لَهٗ فَاَيُّهُمَا حَدَثَ فَصَلُّوْا حَتّٰى يَنْجَلِيَ اَوْ يُحْدِثَ اللّٰهُ اَمْرًا".

☆☆ حضرت قبیصہ ہلالی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ سورج گرہن ہو گیا تو نبی اکرم ﷺ نے دو' دو رکعات ادا کیں' یہاں تک کہ گرہن ختم ہو گیا' پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''سورج اور چاند کسی شخص کے مرنے کی وجہ سے گرہن نہیں ہوتے ہیں' بلکہ یہ دونوں اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں سے جسے چاہے اس میں نئی چیز پیدا کر سکتا ہے' بے شک اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں سے کسی چیز کے سامنے جب تجلی ظاہر کرتا ہے' تو وہ چیز اس کے سامنے عاجزی کا اظہار کرتی ہے' تو ان دونوں میں سے کسی ایک میں جب یہ صورتِ حال سامنے آئے' تو تم لوگ نماز ادا کرو' یہاں تک کہ وہ گرہن ختم ہو جائے یا پھر اللہ تعالیٰ اس بارے میں کوئی نیا حکم نازل کر دے''۔

1487 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى عَنْ مُعَاذِ بْنِ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ

1485-اخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب من قال: اربع ركعات (الحديث 1185 و 1186) و سياتي (الحديث 1486) تحفة الاشراف (11065) .

1486-تقدم (الحديث 1485) ..

1487-تقدم (الحديث 1484) .

صَلَّيْتُمُوْهَا ".

☆☆ حضرت نعمان بن بشیر ؓ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''جب سورج اور چاند گرہن ہو جائے' تو نماز ادا کرتے رہو جو اس نماز کی مانند ہو' جو تم نے قریب ترین ادا کی تھی''۔

شرح

روایت کے یہ الفاظ کہ تم نے اس سے قریب ترین'' جو فرض نماز ادا کی تھی اس کی مانند نماز ادا کر لو'' تو اس کی وضاحت کرتے ہوئے علامہ سندھی نے یہ بات بیان کی ہے: اس سے یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ نماز کسوف کے وقت کا جائزہ لیا جائے گا۔

اس کی وجہ یہ ہے: اس نماز کو اس صورت میں ادا کیا جائے گا کہ آدمی نے اس سے پہلے جو فرض نماز ادا کی تھی اس سے یہ بات بھی لازم آ جاتی ہے کہ نماز کسوف کی رکعات کی تعداد اس نماز کے اعتبار سے ہوگی جو اس سے پہلے ادا کی تھی اور رکوع ایک ہی ہوگا۔ اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ لوگوں پر اس پر عمل کرنا لازم ہے۔

اگر یہ بات تسلیم کر لی جائے کہ نبی اکرم ﷺ نے دو رکوع کے ساتھ نماز کسوف ادا کی تھی' تو اس حدیث میں تو نبی اکرم ﷺ نے حکم دیا ہے' جبکہ دو رکوع والی نماز نبی اکرم ﷺ کا فعل ہے اس لئے آپ اس پر غور کریں۔ *

•••———•••———•••

1488 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ حَكِيمٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ صَالِحٍ عَنْ عَاصِمٍ الْاَحْوَلِ عَنْ اَبِىْ قِلَابَةَ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى حِيْنَ انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ مِثْلَ صَلَاتِنَا يَرْكَعُ وَيَسْجُدُ .

☆☆ حضرت نعمان بن بشیر ؓ بیان کرتے ہیں' جب سورج گرہن ہوا تو نبی اکرم ﷺ نے ہماری عام نماز کی طرح نماز ادا کی' جس میں آپ ﷺ نے رکوع بھی کیا اور سجدہ بھی کیا۔

1489 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِىْ اَبِىْ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ خَرَجَ يَوْمًا مُسْتَعْجِلًا اِلَى الْمَسْجِدِ وَقَدِ انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ فَصَلّٰى حَتّٰى انْجَلَتْ ثُمَّ قَالَ "اِنَّ اَهْلَ الْجَاهِلِيَّةِ كَانُوْا يَقُوْلُوْنَ اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَنْخَسِفَانِ اِلَّا لِمَوْتِ عَظِيْمٍ مِّنْ عُظَمَآءِ اَهْلِ الْاَرْضِ وَاِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَنْخَسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ وَّلَا لِحَيَاتِهٖ وَلٰكِنَّهُمَا خَلِيْقَتَانِ مِنْ خَلْقِهٖ يُحْدِثُ اللّٰهُ فِىْ خَلْقِهٖ مَا يَشَاءُ فَاَيُّهُمَا انْخَسَفَ فَصَلُّوْا حَتّٰى يَنْجَلِىَ اَوْ يُحْدِثَ اللّٰهُ اَمْرًا" .

* حاشیہ سندھی بر روایت مذکورہ

1488-تقدم (الحديث 1484) .

1489-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (11615) .

☆☆ حضرت نعمان بن بشیر ؓ' نبی اکرم ﷺ کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: ایک دن آپ ﷺ نے تیزی کے ساتھ مسجد تشریف لائے' سورج گرہن ہو چکا تھا' نبی اکرم ﷺ نماز ادا کرتے رہے' یہاں تک کہ گرہن ختم ہو گیا' پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''زمانہ جاہلیت کے لوگ یہ سمجھا کرتے تھے' سورج اور چاند زمین کے کسی بڑے آدمی کے مرنے کی وجہ سے ہی گرہن ہوتے ہیں (لیکن حقیقت یہ ہے' سورج اور چاند کسی شخص کے مرنے کی وجہ سے یا کسی شخص کی پیدائش کی وجہ سے گرہن نہیں ہوتے ہیں' بلکہ یہ دونوں اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں' اور اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں جو چاہے' نئی چیز پیدا کر دیتا ہے' تو ان دونوں میں سے جسے بھی گرہن لگے تو تم نماز ادا کرتے رہو' یہاں تک کہ وہ ختم ہو جائے یا پھر اللہ تعالیٰ کوئی نیا حکم دیدے''۔

1490 - اَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ اَبِىْ بَكْرَةَ قَالَ كُنَّا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَانْكَسَفَتِ الشَّمْسُ فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجُرُّ رِدَآءَهٗ حَتّٰى انْتَهٰى اِلَى الْمَسْجِدِ وَثَابَ اِلَيْهِ النَّاسُ فَصَلّٰى بِنَا رَكْعَتَيْنِ فَلَمَّا انْكَشَفَتِ الشَّمْسُ قَالَ "اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ اٰيَتَانِ مِنْ اٰيَاتِ اللّٰهِ يُخَوِّفُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ بِهِمَا عِبَادَهٗ وَاِنَّهُمَا لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ وَّلَا لِحَيَاتِهٖ فَاِذَا رَاَيْتُمْ ذٰلِكَ فَصَلُّوْا حَتّٰى يُكْشَفَ مَا بِكُمْ" . وَذٰلِكَ اَنَّ ابْنًا لَّهٗ مَاتَ يُقَالُ لَهٗ اِبْرَاهِيْمُ فَقَالَ لَهٗ نَاسٌ فِىْ ذٰلِكَ .

☆☆ حضرت ابوبکرہ ؓ بیان کرتے ہیں' ہم لوگ نبی اکرم ﷺ کے پاس موجود تھے' سورج گرہن ہو گیا' نبی اکرم ﷺ اپنی چادر کو کھینچتے ہوئے باہر نکلے' اور مسجد تشریف لے آئے' لوگ آپ ﷺ کے اردگرد اکٹھے ہو گئے' آپ ﷺ نے ہمیں دو رکعات نماز پڑھائی' سورج روشن ہو گیا' تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی دو نشانیاں ہیں' اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے اپنے بندوں میں خوف پیدا کرتا ہے اور یہ دونوں کسی شخص کے مرنے کی وجہ سے یا کسی شخص کی پیدائش کی وجہ سے گرہن نہیں ہوتے ہیں' جب تم انہیں اس حالت میں دیکھو تو تم نماز ادا کرتے رہو' یہاں تک کہ یہ چیز ختم ہو جائے''۔

(راوی بیان کرتے ہیں:) اس کی وجہ یہ تھی کہ نبی اکرم ﷺ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم ؓ کا وصال ہو گیا تھا تو لوگوں نے کہا: یہ گرہن اس وجہ سے ہوا ہے۔

1491 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ اَشْعَثَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ اَبِىْ بَكْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ

1490-اخرجه البخاري في الكسوف، باب الصلاة في كسوف الشمس (الحديث 1040) مختصرًا، وباب الصلاة في كسوف القمر (الحديث 1063)، في اللباس، باب من جر ازاره من غير خيلاء (الحديث 5785) . و اخرجه النسائي في الكسوف، باب الامر بالصلاة عند الكسوف حتى تنجلي (الحديث 1462 و 1463) . مختصرًا، والامر بالدعاء في الكسوف (الحديث 1501)، و نو آخر (الحديث 1491) . والحديث عند: البخاري في الكسوف، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم (يخوف الله عباده بالكسوف) (الحديث 1048) . والنسائي في الكسوف، كسوف الشمس و القمر (الحديث 1458) . تحفة الاشراف (11661) .

1491-تقدم (الحديث 1490) .

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ مِثْلَ صَلَاتِكُمْ هٰذِهِ وَذَكَرَ كُسُوفَ الشَّمْسِ .

☆☆ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے تمہاری نماز کی مانند نماز ادا کی تھی' (راوی کہتے ہیں:) انہوں نے سورج گرہن کا ذکر کرتے ہوئے یہ بات بیان کی۔

17 - باب قَدْرِ الْقِرَاءَةِ فِیْ صَلَاةِ الْكُسُوفِ

باب: نمازِ کسوف میں قرأت کی مقدار (کیا ہو گی؟)

1492 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ الْقَاسِمِ عَنْ مَالِكٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ زَيْدُ بْنُ اَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ خَسَفَتِ الشَّمْسُ فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ مَعَهُ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا قَرَاَ نَحْوًا مِّنْ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ - قَالَ - ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيْلًا ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا وَّهُوَ دُوْنَ الْقِيَامِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيْلًا وَّهُوَ دُوْنَ الرُّكُوْعِ الْاَوَّلِ ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ قَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا وَّهُوَ دُوْنَ الْقِيَامِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيْلًا وَّهُوَ دُوْنَ الرُّكُوْعِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا وَّهُوَ دُوْنَ الْقِيَامِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيْلًا وَّهُوَ دُوْنَ الرُّكُوْعِ الْاَوَّلِ ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ انْصَرَفَ وَقَدْ تَجَلَّتِ الشَّمْسُ فَقَالَ "اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ اٰيَتَانِ مِنْ اٰيَاتِ اللّٰهِ لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ وَّلَا لِحَيَاتِهٖ فَاِذَا رَاَيْتُمْ ذٰلِكَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ". قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ رَاَيْنَاكَ تَنَاوَلْتَ شَيْئًا فِیْ مَقَامِكَ هٰذَا ثُمَّ رَاَيْنَاكَ تَكَعْكَعْتَ . قَالَ "اِنِّیْ رَاَيْتُ الْجَنَّةَ اَوْ اُرِيْتُ الْجَنَّةَ فَتَنَاوَلْتُ مِنْهَا عُنْقُوْدًا وَّلَوْ اَخَذْتُهٗ لَاَكَلْتُمْ مِنْهُ مَا بَقِيَتِ الدُّنْيَا وَرَاَيْتُ النَّارَ فَلَمْ اَرَ كَالْيَوْمِ مَنْظَرًا قَطُّ وَرَاَيْتُ اَكْثَرَ اَهْلِهَا النِّسَآءَ". قَالُوْا لِمَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ "بِكُفْرِهِنَّ". قِيْلَ يَكْفُرْنَ بِاللّٰهِ قَالَ "يَكْفُرْنَ الْعَشِيْرَ وَيَكْفُرْنَ الْاِحْسَانَ لَوْ اَحْسَنْتَ اِلٰی اِحْدَاهُنَّ الدَّهْرَ ثُمَّ رَاَتْ مِنْكَ شَيْئًا قَالَتْ مَا رَاَيْتُ مِنْكَ خَيْرًا قَطُّ".

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' سورج گرہن ہو گیا' نبی اکرم ﷺ نے نماز ادا کی' آپ ﷺ کی اقتداء میں لوگوں نے بھی نماز ادا کی' نبی اکرم ﷺ نے قیام کرتے ہوئے طویل قیام کیا' آپ ﷺ نے تقریباً سورۃ البقرۃ کے برابر تلاوت کی۔ راوی کہتے ہیں: پھر آپ ﷺ رکوع میں چلے گئے اور طویل رکوع کیا' پھر آپ ﷺ نے اپنا سر مبارک اُٹھایا اور کھڑے ہو گئے اور طویل قیام کیا' لیکن یہ پہلے قیام سے کچھ کم تھا' پھر آپ ﷺ نے طویل رکوع کیا' لیکن یہ پہلے رکوع سے کم تھا' پھر آپ ﷺ سجدے میں چلے گئے' پھر آپ ﷺ نے (دوسری رکعت میں) قیام کیا' جو طویل قیام تھا' لیکن پہلے قیام سے کم تھا' پھر آپ ﷺ نے طویل رکوع کیا' لیکن یہ پہلے رکوع سے کم تھا' پھر آپ ﷺ کھڑے ہو گئے اور آپ ﷺ نے طویل قیام

1492-اخرجه البخاری فی الكسوف، باب صلاة الكسوف جماعة (الحديث 1052)، و فی النكاح، باب كفر ان العشير (الحديث 5197). و اخرجه مسلم فی الكسوف، باب ما عرض علی النبی صلی الله عليه وسلم فی صلاة الكسوف من الجنة والنار (الحديث 17). واخرجه ابو داؤد فی الصلاة، باب القراءة فی صلاة الكسوف (الحديث 1189) مختصراً. و اخرجه البخاری كذلك فی الايمان، باب كفران العشير كفر دون كفر (الحديث 29)، و فی الصلاة، باب من صلی و قدامه تنور او نار اوشیء مما يعبد فاراد به الله (الحديث 431)، و فی الاذان، باب رفع البصر الی الامام فی الصلاة (الحديث 748)، و فی بدء الخلق، باب صفة الشمس و القمر (الحديث 3202). تحفة الاشراف (5977).

کیا اور یہ پہلے قیام سے کم تھا' پھر آپ ﷺ نے طویل رکوع کیا' لیکن یہ پہلے رکوع سے کم تھا' پھر آپ ﷺ سجدے میں چلے گئے' پھر آپ ﷺ نے نماز مکمل کی تو اس دوران گرہن ختم ہو چکا تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی دو نشانیاں ہیں' جو کسی شخص کے مرنے کی وجہ سے یا کسی شخص کی پیدائش کی وجہ سے گرہن نہیں ہوتے ہیں' اس لیے جب تم انہیں اس حال میں دیکھو تو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو"۔

لوگوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہم نے (نماز ادا کرنے کے دوران) آپ ﷺ کو دیکھا کہ اپنی جگہ سے آپ ﷺ کچھ لینے کے لیے آگے بڑھے تھے' پھر ہم نے آپ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ کچھ پیچھے ہٹے تھے۔

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"میں نے جنت کو دیکھا تھا (راوی کو شک ہے' شاید یہ الفاظ ہیں:) مجھے جنت دکھائی گئی تو میں اس میں سے ایک گچھے کو پکڑنے لگا تھا' اگر میں اس کو پکڑ لیتا تو تم لوگ رہتی دنیا تک اُسے کھاتے رہتے' پھر میں نے جہنم کو دیکھا' میں نے اس جیسا ہولناک منظر کبھی نہیں دیکھا' میں نے دیکھا کہ اس میں اکثریت خواتین کی تھی"۔

لوگوں نے عرض کی: یارسول اللہ! اس کی وجہ کیا ہے؟

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اس کی وجہ ان کا کفر ہے۔

عرض کی گئی: کیا وہ اللہ تعالیٰ کا انکار کرتی ہیں؟

تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: وہ شوہر کی ناشکری کرتی ہیں' اگر تم ایک عرصے تک ان میں سے کسی ایک کے ساتھ اچھا سلوک کرتے رہو اور پھر وہ تمہاری طرف سے کوئی ناگوار چیز دیکھے تو یہی کہے گی: مجھے تو تمہاری طرف سے کبھی بھلائی دیکھنے کو نہیں ملی۔

18 - باب الْجَهْرِ بِالْقِرَاءَةِ فِیْ صَلَاةِ الْكُسُوفِ

باب: نمازِ کسوف میں بلند آواز میں قرأت کرنا

1493 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا الْوَلِيْدُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ نَمِرٍ اَنَّهٗ سَمِعَ الزُّهْرِیَّ يُحَدِّثُ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ صَلّٰى اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ فِیْ اَرْبَعِ سَجَدَاتٍ وَجَهَرَ فِيْهَا بِالْقِرَاءَةِ كُلَّمَا رَفَعَ رَاْسَهٗ قَالَ "سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ".

☆☆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا' نبی اکرم ﷺ کے بارے میں یہ بات نقل کرتی ہیں:

نبی اکرم ﷺ نے (سورج گرہن کی نماز میں) چار مرتبہ رکوع کیا تھا اور چار مرتبہ سجدہ کیا تھا' آپ ﷺ نے بلند آواز میں قرأت کی تھی' جب بھی آپ ﷺ (رکوع سے) سر اُٹھاتے تھے تو سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ پڑھتے تھے۔

1493-اخرجه البخاری فی الكسوف، باب الجهر بالقراءة فی الكسوف (الحديث 1065) بنحوه . و اخرجه مسلم فی الكسوف، باب صلاة الكسوف (الحديث 5) . واخرجه ابو داؤد فی الصلاة، باب ينادی فيها بالصلاة (الحديث 1190) والنسائی فی الكسوف، باب التشهد و التسليم فی صلاة الكسوف (الحديث 1496) مطولاً . تحفة الاشراف (16528).

شرح

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اس بات کے قائل ہیں نمازِ کسوف میں امام پست آواز میں قرأت کرے گا۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ بھی اس بات کے قائل ہیں۔ ان حضرات کی ایک دلیل تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول روایات ہیں۔ جن میں یہ بات منقول ہے' ہمیں نبی اکرم ﷺ کی قرأت کی آواز سنائی نہیں دی۔

ان حضرات کی دوسری دلیل یہ ہے' سورج گرہن دن کے وقت ہی ہوسکتا ہے' تو دن کے وقت جو نمازیں ادا کی جاتی ہیں ان میں پست آواز میں قرأت کی جاتی ہے اس لئے سورج گرہن کی نماز میں بھی پست آواز میں قرأت کی جائے گی۔

چاند گرہن کی نماز کے بارے میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا موقف یہ ہے' آدمی تنہا یہ نماز ادا کرے گا۔

جبکہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اسے باجماعت ادا کیا جائے گا اور کیونکہ یہ رات کی نماز ہے اس لئے یہ رات کی نمازوں کے ساتھ مشابہ ہوگی اور اس میں بلند آواز میں قرأت کی جائے گی۔

امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ، امام محمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اس بات کے قائل ہیں' سورج گرہن کی نماز میں امام بلند آواز میں قرأت کرے گا۔

•••———•••———•••

19 - باب تَرْكِ الْجَهْرِ فِيهَا بِالْقِرَاءَةِ

باب: سورج گرہن کی نماز میں بلند آواز میں قرأت نہ کرنا

1494 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّادٍ - رَجُلٌ مِّنْ بَنِىْ عَبْدِ الْقَيْسِ - عَنْ سَمُرَةَ . اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى بِهِمْ فِىْ كُسُوْفِ الشَّمْسِ لَا نَسْمَعُ لَهٗ صَوْتًا .

☆☆ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ان لوگوں کو سورج گرہن کی نماز پڑھائی تھی' وہ کہتے ہیں: ہمیں آپ ﷺ کی آواز سنائی نہیں دی تھی' (یعنی نبی اکرم ﷺ نے بلند آواز میں قرأت نہیں کی تھی)۔

20 - باب الْقَوْلِ فِى السُّجُوْدِ فِىْ صَلَاةِ الْكُسُوْفِ

باب: نمازِ کسوف میں سجدے کی حالت میں کیا پڑھا جائے؟

1495 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْمِسْوَرِ الزُّهْرِىُّ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ

1494-تقدم (الحديث 1483) .

1495-تقدم (الحديث 1481) .

عطاء بن السَّائِبِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ كَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَطَالَ الْقِيَامَ ثُمَّ رَكَعَ فَاَطَالَ الرُّكُوْعَ ثُمَّ رَفَعَ فَاَطَالَ - قَالَ [illegible] وَاَحْسَبُهٗ قَالَ فِى السُّجُوْدِ نَحْوَ ذٰلِكَ - وَجَعَلَ يَبْكِىْ فِىْ سُجُوْدِهٖ وَيَنْفُخُ وَيَقُوْلُ "رَبِّ لَمْ تَعِدْنِىْ هٰذَا وَاَنَا اَسْتَغْفِرُكَ لَمْ تَعِدْنِىْ هٰذَا وَاَنَا فِيْهِمْ" . فَلَمَّا صَلّٰى قَالَ "عُرِضَتْ عَلَىَّ الْجَنَّةُ حَتّٰى لَوْ مَدَدْتُ يَدِىْ تَنَاوَلْتُ مِنْ قُطُوْفِهَا وَعُرِضَتْ عَلَىَّ النَّارُ فَجَعَلْتُ اَنْفُخُ خَشْيَةَ اَنْ يَغْشَاكُمْ حَرُّهَا وَرَاَيْتُ فِيْهَا سَارِقَ بَدَنَتَىْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَاَيْتُ فِيْهَا اَخَا بَنِىْ دُعْدُعٍ سَارِقَ الْحَجِيْجِ فَاِذَا فُطِنَ لَهٗ قَالَ هٰذَا عَمَلُ الْمِحْجَنِ وَرَاَيْتُ فِيْهَا امْرَاَةً طَوِيْلَةً سَوْدَاءَ تُعَذَّبُ فِىْ هِرَّةٍ رَبَطَتْهَا فَلَمْ تُطْعِمْهَا وَلَمْ تَسْقِهَا وَلَمْ تَدَعْهَا تَاْكُلُ مِنْ خَشَاشِ الْاَرْضِ حَتّٰى مَاتَتْ وَاِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ وَّلَا لِحَيَاتِهٖ وَلٰكِنَّهُمَا اٰيَتَانِ مِنْ اٰيَاتِ اللّٰهِ فَاِذَا انْكَسَفَتْ اِحْدَاهُمَا - اَوْ قَالَ فَعَلَ اَحَدُهُمَا شَيْئًا مِّنْ ذٰلِكَ - فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ کے زمانۂ اقدس میں سورج گرہن ہوگیا' نبی اکرم ﷺ نے نماز پڑھائی' آپ ﷺ نے طویل قیام کیا' پھر آپ ﷺ رکوع میں گئے' تو طویل رکوع کیا' پھر آپ ﷺ نے سر اٹھایا' پھر آپ ﷺ کافی دیر کھڑے رہے۔

شعبہ کہتے ہیں: میرے استاد نے سجدے کے بارے میں بھی شاید اسی کی مانند الفاظ نقل کیے تھے۔ (راوی کہتے ہیں:) پھر نبی اکرم ﷺ سجدے کے دوران روتے رہے اور آپ ﷺ کی گہری سانسوں کی آواز آتی رہی' آپ ﷺ یہ کہہ رہے تھے:

"اے میرے پروردگار! کیا تو نے مجھ سے یہ وعدہ نہیں کیا تھا کہ جب تک میں تجھ سے مغفرت طلب کرتا رہوں گا' کیا تو نے مجھ سے یہ وعدہ نہیں کیا تھا کہ جب تک میں ان کے درمیان موجود ہوں' (تو انہیں عذاب نہیں دے گا)۔

(یعنی اللہ تعالیٰ نے یہ وعدہ کیا تھا کہ جب تک نبی اکرم ﷺ اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرتے رہیں گے اور جب تک آپ لوگوں کے درمیان موجود رہیں گے' اس وقت تک لوگوں پر اللہ کا عذاب نازل نہیں ہوگا)

جب نبی اکرم ﷺ نے نماز ادا کرلی تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

میرے سامنے جنت پیش کی گئی تھی' یہاں تک کہ اگر میں اپنے ہاتھ کو بڑھاتا تو اس کے گچھے کو حاصل کرلیتا اور میرے سامنے جہنم بھی پیش کی گئی تھی اور میں نے اس پر پھونک مارنی شروع کردی' اس اندیشے کے تحت کہ اس کی تپش تمہیں اپنی لپیٹ میں نہ لے' میں نے جہنم میں اس شخص کو دیکھا جس نے اللہ کے رسول کے قربانی کے دو اونٹ چوری کیے تھے' میں نے جہنم میں بنو ساعدہ کے اس شخص کو دیکھا جو حاجیوں کا سامان چوری کیا کرتا تھا' جب وہ پکڑا گیا تو بولا: یہ تو لاٹھی کا کام ہے' میں نے اس میں سیاہ رنگ کی ایک طویل عورت کو بھی دیکھا' اسے ایک بلی کی وجہ سے عذاب دیا جارہا تھا' اس نے اس بلی کو باندھ دیا تھا' وہ اُسے کھانے کے لیے بھی کچھ نہیں دیتی تھی اور پینے کے لیے بھی کچھ نہیں دیتی تھی اور اس بلی کو کھولتی بھی نہیں تھی کہ وہ خود ہی کچھ کھا پی لیتی' یہاں تک کہ اس حالت میں وہ بلی

مرگئی۔ (نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:)

''سورج اور چاند کسی شخص کے مرنے کی وجہ سے یا کسی شخص کی پیدائش کی وجہ سے گرہن نہیں ہوتے ہیں بلکہ یہ دونوں اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں' جب ان میں سے کسی ایک کو گرہن ہو جائے (راوی کو شک ہے' شاید یہ الفاظ ہیں:) جب ان میں سے کسی ایک کو ایسا ہو جائے' تو تم اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرف تیزی سے آؤ''۔

21 - باب التَّشَهُّدِ وَالتَّسْلِيمِ فِي صَلَاةِ الْكُسُوفِ

باب: نمازِ کسوف میں تشہد پڑھنا اور سلام پھیرنا

1496 - اَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيدِ بْنِ كَثِيرٍ عَنِ الْوَلِيدِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ نَمِرٍ اَنَّهُ سَاَلَ الزُّهْرِيَّ عَنْ سُنَّةِ صَلَاةِ الْكُسُوفِ فَقَالَ اَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَسَفَتِ الشَّمْسُ فَاَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا فَنَادَى اَنَّ الصَّلَاةَ جَامِعَةٌ فَاجْتَمَعَ النَّاسُ فَصَلَّى بِهِمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَبَّرَ ثُمَّ قَرَاَ قِرَاءَةً طَوِيلَةً ثُمَّ كَبَّرَ فَرَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا مِثْلَ قِيَامِهِ اَوْ اَطْوَلَ ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَهُ وَقَالَ "سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ" . ثُمَّ قَرَاَ قِرَاءَةً طَوِيلَةً هِيَ اَدْنَى مِنَ الْقِرَاءَةِ الْاُولَى ثُمَّ كَبَّرَ فَرَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا هُوَ اَدْنَى مِنَ الرُّكُوعِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَهُ فَقَالَ "سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ" . ثُمَّ كَبَّرَ فَسَجَدَ سُجُودًا طَوِيلًا مِثْلَ رُكُوعِهِ اَوْ اَطْوَلَ ثُمَّ كَبَّرَ فَرَفَعَ رَاْسَهُ ثُمَّ كَبَّرَ فَسَجَدَ ثُمَّ كَبَّرَ فَقَامَ فَقَرَاَ قِرَاءَةً طَوِيلَةً هِيَ اَدْنَى مِنَ الْاُولَى ثُمَّ كَبَّرَ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا هُوَ اَدْنَى مِنَ الرُّكُوعِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَهُ فَقَالَ "سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ" . ثُمَّ قَرَاَ قِرَاءَةً طَوِيلَةً وَهِيَ اَدْنَى مِنَ الْقِرَاءَةِ الْاُولَى فِي الْقِيَامِ الثَّانِي ثُمَّ كَبَّرَ فَرَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا دُونَ الرُّكُوعِ الْاَوَّلِ ثُمَّ كَبَّرَ فَرَفَعَ رَاْسَهُ فَقَالَ "سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ" . ثُمَّ كَبَّرَ فَسَجَدَ اَدْنَى مِنْ سُجُودِهِ الْاَوَّلِ ثُمَّ تَشَهَّدَ ثُمَّ سَلَّمَ فَقَامَ فِيهِمْ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ "اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَنْخَسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ وَّلَا لِحَيَاتِهِ وَلٰكِنَّهُمَا اٰيَتَانِ مِنْ اٰيَاتِ اللّٰهِ فَاَيُّهُمَا خُسِفَ بِهِ اَوْ بِاَحَدِهِمَا فَافْزَعُوا اِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ بِذِكْرِ الصَّلَاةِ" .

☆☆ عبدالرحمٰن بن نمر بیان کرتے ہیں: انہوں نے زہری سے نمازِ کسوف کے سنت طریقے کے بارے میں دریافت کیا' تو زہری نے جواب دیا: عروہ بن زبیر نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے یہ بات نقل کی ہے۔

(ایک مرتبہ) سورج گرہن ہو گیا' تو نبی اکرم ﷺ کے حکم کے تحت ایک شخص نے یہ اعلان کیا: باجماعت نماز ہونے لگی ہے' لوگ اکٹھے ہو گئے' نبی اکرم ﷺ نے لوگوں کو نماز پڑھائی' آپ ﷺ نے تکبیر کہی اور طویل قرأت کی' پھر آپ ﷺ نے تکبیر کہی اور طویل رکوع کیا' جو آپ ﷺ کے قیام کی مانند تھا' یا اس سے کچھ زیادہ لمبا تھا' آپ ﷺ نے اپنا سر مبارک اُٹھایا اور سَمِعَ اللّٰهُ

1496-انفرد به النسائي . والحديث عند: البخاري في الكسوف، باب الجهر بالقراءة في الكسوف (الحديث 1065) . و مسلم في الكسوف، باب صلاة الكسوف (الحديث 5) . و ابي داؤد في الصلاة، باب ينادي فيها بالصلاة (الحديث 1190) . و النسائي في الكسوف، باب الجهر بالقراءة في صلاة الكسوف (الحديث 1493) . تحفة الاشراف (16528) .

لِمَنْ حَمِدَهٗ پڑھا' پھر آپ ﷺ نے طویل قرأت کی' لیکن یہ پہلی قرأت سے کم تھی' پھر آپ ﷺ نے تکبیر کہی اور طویل رکوع کیا' لیکن یہ پہلے رکوع سے کچھ کم تھا' پھر آپ ﷺ نے سر اُٹھایا اور سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہا' پھر آپ ﷺ نے تکبیر کہی اور طویل سجدہ کیا' جو آپ ﷺ کے رکوع کی مانند تھا' یا اس سے کچھ طویل تھا۔ پھر آپ ﷺ نے تکبیر کہی اور اپنا سر مبارک اُٹھایا' پھر آپ ﷺ تکبیر کہتے ہوئے سجدے میں چلے گئے' پھر آپ ﷺ نے تکبیر کہی اور آپ ﷺ کھڑے ہو گئے' آپ ﷺ نے طویل قرأت کی' لیکن یہ پہلے والی قرأت سے کم تھی' پھر آپ ﷺ نے تکبیر کہی اور طویل رکوع کیا' لیکن یہ پہلے والے رکوع سے کم تھا' پھر آپ ﷺ نے اپنا سر مبارک اُٹھایا اور سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ پڑھا' پھر آپ ﷺ نے طویل قرأت کی' یہ دوسری رکعت کے قیام کے دوران پہلے جو قرأت کی تھی' اس سے کچھ کم تھی۔ پھر آپ ﷺ نے تکبیر کہی اور طویل رکوع کیا' لیکن یہ پہلے والے رکوع سے کچھ کم تھا' پھر آپ ﷺ نے تکبیر کہی اور اپنا سر مبارک اُٹھایا اور سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہا' پھر آپ ﷺ نے تکبیر کہی اور سجدے میں چلے گئے' لیکن یہ پہلے سجدے سے کچھ کم تھا' پھر آپ ﷺ نے تشہد پڑھا' پھر آپ ﷺ نے سلام پھیر دیا۔

پھر آپ ﷺ لوگوں کے سامنے کھڑے ہوئے' آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کی اور پھر ارشاد فرمایا:

''سورج اور چاند کسی شخص کے مرنے کی وجہ سے یا کسی کی پیدائش کی وجہ سے گرہن نہیں ہوتے ہیں' بلکہ یہ دونوں اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں' ان میں سے جس کسی کو گرہن لگ جائے (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں:) ان میں سے کسی ایک کو گرہن لگ جائے' تو تم نماز کی شکل میں اللہ تعالیٰ کی طرف تیزی سے جاؤ''۔

1497 - اَخْبَرَنِي اِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ حَدَّثَنَا مُوسٰى بْنُ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ عَنِ ابْنِ اَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِي بَكْرٍ قَالَتْ صَلّٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْكُسُوفِ فَقَامَ فَاَطَالَ الْقِيَامَ ثُمَّ رَكَعَ فَاَطَالَ الرُّكُوعَ ثُمَّ رَفَعَ فَاَطَالَ الْقِيَامَ ثُمَّ رَكَعَ فَاَطَالَ الرُّكُوعَ ثُمَّ رَفَعَ ثُمَّ سَجَدَ فَاَطَالَ السُّجُودَ ثُمَّ رَفَعَ ثُمَّ سَجَدَ فَاَطَالَ السُّجُودَ ثُمَّ قَامَ فَاَطَالَ الْقِيَامَ ثُمَّ رَكَعَ فَاَطَالَ الرُّكُوعَ ثُمَّ رَفَعَ فَاَطَالَ الْقِيَامَ ثُمَّ رَكَعَ فَاَطَالَ الرُّكُوعَ ثُمَّ رَفَعَ ثُمَّ سَجَدَ فَاَطَالَ السُّجُودَ ثُمَّ رَفَعَ ثُمَّ سَجَدَ فَاَطَالَ السُّجُودَ ثُمَّ رَفَعَ ثُمَّ انْصَرَفَ .

☆☆ سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما بیان کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ نے نمازِ کسوف ادا کرتے ہوئے قیام کیا' تو طویل قیام کیا' پھر آپ ﷺ رکوع میں گئے' تو طویل رکوع کیا' پھر آپ ﷺ نے سر مبارک اُٹھایا اور طویل قیام کیا' پھر رکوع میں گئے اور طویل رکوع کیا' پھر سر مبارک اُٹھایا' پھر آپ ﷺ سجدے میں چلے گئے اور طویل سجدہ کیا' پھر آپ ﷺ نے اپنا سر مبارک اُٹھایا' پھر آپ ﷺ سجدے میں چلے گئے اور طویل سجدہ کیا' پھر آپ ﷺ کھڑے ہوئے' آپ نے طویل قیام کیا' پھر آپ رکوع میں چلے گئے' پھر آپ ﷺ نے طویل رکوع کیا' پھر آپ نے سر اُٹھایا اور طویل قیام کیا' پھر رکوع میں گئے اور طویل رکوع کیا' پھر آپ ﷺ نے سر مبارک اُٹھایا' پھر آپ ﷺ سجدے میں چلے گئے اور طویل سجدہ کیا' پھر آپ ﷺ نے سر مبارک اُٹھایا' پھر

1497-اخرجه البخاري في الاذان، باب . 90 . (الحديث 745) مطولا في المساقاة، باب فضل سقي الماء (الحديث 2364) . واخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب ما جاء في صلاة الكسوف (الحديث 1265) مطولاً . تحفة الاشراف (15717) .

آپ سجدے میں چلے گئے اور طویل سجدہ کیا' پھر آپ ﷺ نے سر مبارک اُٹھایا' پھر آپ ﷺ نے نماز مکمل کر لی۔

22 - باب الْقُعُوْدِ عَلَى الْمِنبَرِ بَعْدَ صَلَاةِ الْكُسُوفِ

باب: نمازِ کسوف ادا کرنے کے بعد منبر پر بیٹھنا

1498 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ اَنَّ عَمْرَةَ حَدَّثَتْهُ اَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ مَخْرَجًا فَخُسِفَ بِالشَّمْسِ فَخَرَجْنَا اِلَى الْحُجْرَةِ فَاجْتَمَعَ اِلَيْنَا نِسَاءٌ وَّاَقْبَلَ اِلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذٰلِكَ ضَحْوَةً فَقَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيْلًا ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَهُ فَقَامَ دُوْنَ الْقِيَامِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ دُوْنَ رُكُوْعِهِ ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ قَامَ الثَّانِيَةَ فَصَنَعَ مِثْلَ ذٰلِكَ اِلَّا اَنَّ قِيَامَهُ وَرُكُوعَهُ دُوْنَ الرَّكْعَةِ الْاُوْلٰى ثُمَّ سَجَدَ وَتَجَلَّتِ الشَّمْسُ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَعَدَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ فِيْمَا يَقُوْلُ "اِنَّ النَّاسَ يُفْتَنُوْنَ فِيْ قُبُوْرِهِمْ كَفِتْنَةِ الدَّجَّالِ" . مُخْتَصَرٌ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ باہر تشریف لے گئے' سورج گرہن ہو گیا' تو ہم لوگ حجرہ کی طرف آ ئیں' میرے پاس خواتین اکٹھی ہو گئیں' نبی اکرم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے' یہ چاشت کا وقت تھا' نمازِ کسوف ادا کرتے ہوئے' آپ ﷺ نے طویل قیام کیا' پھر آپ ﷺ رکوع میں گئے' تو طویل رکوع کیا' پھر آپ ﷺ نے اپنا سر مبارک اُٹھایا اور کھڑے ہو گئے' لیکن یہ پہلے قیام سے کم تھا' پھر آپ ﷺ رکوع میں چلے گئے' لیکن یہ پہلے رکوع سے کچھ کم تھا' پھر آپ ﷺ سجدے میں چلے گئے' پھر آپ دوسری رکعت کے لیے کھڑے ہوئے' تو آپ ﷺ نے اسی طرح ادا کی' البتہ آپ ﷺ کا قیام اور آپ ﷺ کا رکوع پہلی رکعت کے مقابلے میں کچھ کم تھا' پھر آپ ﷺ سجدے میں چلے گئے' تو اس دوران گرہن ختم ہو گیا' جب آپ ﷺ نے نماز مکمل کی تو آپ ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور اس دوران جو آپ ﷺ نے گفتگو کی' اس میں آپ ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی:

"لوگوں کو قبروں میں آزمائش میں مبتلا کیا جائے گا' جو دجال کی آزمائش کی طرح (انتہائی سخت) ہو گی"۔

(امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں:) یہ روایت مختصر ہے۔

23 - باب كَيْفَ الْخُطْبَةُ فِي الْكُسُوفِ

باب: نمازِ کسوف میں خطبہ کس طرح دیا جائے گا؟

1499 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ فَصَلّٰى فَاَطَالَ الْقِيَامَ جِدًّا ثُمَّ رَكَعَ فَاَطَالَ الرُّكُوعَ جِدًّا ثُمَّ رَفَعَ فَاَطَالَ الْقِيَامَ جِدًّا وَّهُوَ دُوْنَ الْقِيَامِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ فَاَطَالَ الرُّكُوعَ وَهُوَ دُوْنَ

1498-تقدم (الحديث 1474) . 1499-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (17092) .

الرُّكُوْعِ الْاَوَّلِ ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَهُ فَاَطَالَ الْقِيَامَ وَهُوَ دُوْنَ الْقِيَامِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ فَاَطَالَ الرُّكُوعَ وَهُوَ دُوْنَ الرُّكُوْعِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَفَعَ فَاَطَالَ الْقِيَامَ وَهُوَ دُوْنَ الْقِيَامِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ فَاَطَالَ الرُّكُوعَ وَهُوَ دُوْنَ الرُّكُوْعِ الْاَوَّلِ ثُمَّ سَجَدَ فَفَرَغَ مِنْ صَلَاتِهِ وَقَدْ جُلِّيَ عَنِ الشَّمْسِ فَخَطَبَ النَّاسَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ "اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ وَّلَا لِحَيَاتِهِ فَاِذَا رَاَيْتُمْ ذٰلِكَ فَصَلُّوْا وَتَصَدَّقُوْا وَاذْكُرُوا اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ" . وَقَالَ "يَا اُمَّةَ مُحَمَّدٍ اِنَّهُ لَيْسَ اَحَدٌ اَغْيَرَ مِنَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ اَنْ يَّزْنِيَ عَبْدُهُ اَوْ اَمَتُهُ يَا اُمَّةَ مُحَمَّدٍ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا وَّلَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا" .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ کے زمانہ اقدس میں سورج گرہن ہو گیا' آپ ﷺ کھڑے ہو گئے' آپ نے نماز ادا کرتے ہوئے طویل قیام کیا' پھر آپ رکوع میں گئے' تو انتہائی طویل رکوع کیا' پھر آپ ﷺ نے اپنا سر اُٹھایا اور انتہائی طویل قیام کیا' لیکن یہ پہلے قیام سے کم تھا' پھر آپ ﷺ رکوع میں گئے اور طویل رکوع کیا' لیکن یہ پہلے رکوع سے کم تھا' پھر آپ ﷺ سجدے میں چلے گئے پھر آپ ﷺ نے اپنا سر مبارک اُٹھایا اور طویل قیام کیا' لیکن یہ پہلے قیام سے کم تھا' پھر آپ ﷺ رکوع میں چلے گئے اور طویل رکوع کیا' لیکن یہ پہلے رکوع سے کم تھا' پھر آپ ﷺ نے اپنا سر مبارک اُٹھایا اور طویل قیام کیا' لیکن یہ پہلے قیام سے کم تھا' پھر آپ ﷺ رکوع میں چلے گئے اور (پھر آپ ﷺ نے) طویل رکوع کیا لیکن یہ پہلے رکوع سے کم تھا' پھر آپ ﷺ سجدے میں چلے گئے' پھر آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے' تو اسی دوران سورج روشن ہو چکا تھا' نبی اکرم ﷺ نے لوگوں کو خطبہ دیا' اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کی' پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"بے شک سورج اور چاند یہ دونوں کسی شخص کے مرنے یا کسی کی پیدائش کی وجہ سے گرہن نہیں ہوتے ہیں' جب تم انہیں گرہن کی حالت میں دیکھو تو نماز ادا کرو' اور صدقہ کرو اور اللہ کا ذکر کرو"۔

نبی اکرم ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا:

"اے محمد ﷺ کی اُمت! اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ غصہ اس بات پر آتا ہے' اس کا کوئی بندہ یا اس کی کوئی کنیز زنا کا ارتکاب کرے' اے محمد ﷺ کی امت! جو میں جانتا ہوں' اگر تم لوگ جان لو تو تم تھوڑا ہنسا کرو اور زیادہ رویا کرو"۔

شرح

احادیث سے یہ بات ثابت ہے' نبی اکرم ﷺ کے زمانہِ اقدس میں جب سورج گرہن ہوا تو آپ ﷺ نے نمازِ کسوف ادا کی۔ نماز سے فارغ ہونے تک سورج روشن ہو چکا تھا تو آپ ﷺ نے نماز سے فارغ ہونے کے بعد لوگوں کو خطبہ دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کرتے ہوئے یہ بات بیان کی۔

"سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی دو نشانیاں ہیں یہ کسی کے پیدا ہونے یا کسی کے مرنے کی وجہ سے گرہن نہیں ہوتے"۔

اس روایت کی بنیاد پر فقہاء کی ایک جماعت اس بات کی قائل ہے' نبی اکرم ﷺ نے نماز سے فارغ ہونے کے بعد خطبہ

دیا تھا اس لیے اس نماز کے بعد خطبہ دینا سنت ہے جس طرح نمازِ عیدین یا نماز استسقاء میں خطبہ دینا سنت ہے۔

فقہاء کا دوسرا گروہ اس بات کا قائل ہے۔ یہ خطبہ نبی اکرم ﷺ نے بطورِ خاص صرف اسی موقع پر دیا تھا تاکہ لوگوں کی یہ غلط فہمی دور ہو جائے کہ نبی اکرم ﷺ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم ؓ کے انتقال کی وجہ سے سورج گرہن ہوا ہے۔

نبی اکرم ﷺ کا یہ مقصد ہرگز نہیں تھا کہ سورج گرہن کی نماز کے ساتھ خطبہ بھی دیا جائے گا۔

احناف اور حنابلہ اس بات کے قائل ہیں نمازِ کسوف کے لئے خطبہ نہیں دیا جائے گا۔

فقہائے مالکیہ اس بات کے قائل ہیں نمازِ کسوف کے لئے خطبہ شرط نہیں ہے تاہم نماز ادا کر لینے کے بعد مستحب یہ ہے امام وعظ و نصیحت کرے جس میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کرے۔

نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجے وہ ایسا اس لئے کرے گا کیونکہ ایسا کرنا نبی اکرم ﷺ سے ثابت ہے۔

شوافع اس بات کے قائل ہیں سورج گرہن اور چاند گرہن دونوں کی نمازوں کے بعد عید اور جمعہ کی طرح خطبہ دینا امام پر لازم ہے اور یہ خطبہ رکن کی حیثیت رکھتا ہے۔

•••———•••———•••

500 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ الْحَفَرِيُّ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ ثَعْلَبَةَ بْنِ عِبَادٍ عَنْ سَمُرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ حِيْنَ انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ فَقَالَ "اَمَّا بَعْدُ"۔

☆☆ حضرت سمرہ ؓ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے سورج گرہن کے وقت خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: اما بعد!

24 - باب الْاَمْرِ بِالدُّعَاءِ فِي الْكُسُوْفِ

باب: گرہن کے وقت دعا مانگنے کا حکم

1501 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ - وَهُوَ ابْنُ زُرَيْعٍ - قَالَ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ قَالَ كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَانْكَسَفَتِ الشَّمْسُ فَقَامَ اِلَى الْمَسْجِدِ يَجُرُّ رِدَائَهُ مِنَ الْعَجَلَةِ فَقَامَ اِلَيْهِ النَّاسُ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ كَمَا يُصَلُّوْنَ فَلَمَّا انْجَلَتْ خَطَبَنَا فَقَالَ "اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ اٰيَتَانِ مِنْ اٰيَاتِ اللّٰهِ يُخَوِّفُ بِهِمَا عِبَادَهُ وَاِنَّهُمَا لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ فَاِذَا رَاَيْتُمْ كُسُوْفَ اَحَدِهِمَا فَصَلُّوْا وَادْعُوْا حَتّٰى يَنْكَشِفَ مَا بِكُمْ"۔

1500-اخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب من قال اربع ركعات (الحديث 1184) . والحديث عند: الترمذي في الصلاة، باب ما جاء في صلاة القراءة في الكسوف (الحديث 562) . والنسائي في الكسوف، نوع آخر (الحديث 1483)، و ترك الجهر فيها بالقراءة (الحديث 1494) . وابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب ما جاء في صلاة الكسوف (الحديث 1264) . تحفة الاشراف (4573) .

1501-اخرجه البخاري في الكسوف، باب الصلاة في كسوف الشمس (الحديث 1040)، و باب الصلاة في كسوف القمر (الحديث 1063) مطولاً، و في اللباس، باب من جر ازارة من غير خيلاء (الحديث 5785) بنحوه . و الحديث عند: البخاري في الكسوف، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم (يخوف الله عبادة بالكسوف) (الحديث 1048)، وباب الصلاة في كسوف القمر (الحديث 1062) . والنسائي في الكسوف، كسوف الشمس و القمر (الحديث 1458)، و باب الامر بالصلاة عند الكسوف حتى تنجلي (الحديث 1462)، و نوع آخر (الحديث 1490 و 1491) . تحفة الاشراف (11661) .

☆☆ حضرت ابوبکرہ ؓ بیان کرتے ہیں ہم لوگ نبی اکرم ﷺ کے پاس موجود تھے اسی دوران سورج گرہن ہو گیا نبی اکرم ﷺ مسجد کی طرف تشریف لے گئے آپ ﷺ نے اپنی چادر کو کھینچتے ہوئے تیزی سے تشریف لے گئے لوگ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے نبی اکرم ﷺ نے دو رکعات نماز پڑھائی جس طرح عام طور پر نماز ادا کی جاتی ہے جب سورج روشن ہو گیا تو آپ ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا اور ارشاد فرمایا:

"بے شک سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی دو نشانیاں ہیں اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے اپنے بندوں کو خوف دلاتا ہے اور یہ دونوں کسی کے مرنے کی وجہ سے گرہن نہیں ہوتے ہیں جب تم ان دونوں میں سے کسی کو گرہن کی حالت میں دیکھو تو نماز ادا کرو اور دعا مانگتے رہو یہاں تک کہ یہ صورتِ حال ختم ہو جائے"۔

شرح

تمام فقہاء اس بات پر متفق ہیں جس وقت سورج گرہن یا چاند گرہن ہو تو ایسی صورتِ حال میں یہ بات مستحب ہے اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جائے اس سے دعائیں مانگی جائیں توبہ و استغفار کیا جائے، صدقہ و خیرات کیا جائے۔ ہر وہ نیک کام کیا جائے جس کے نتیجے میں انسان کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مزید مقام و مرتبہ حاصل ہوتا ہے۔

•••———•••———•••

25 - باب الْاَمْرِ بِالْاِسْتِغْفَارِ فِي الْكُسُوْفِ

باب: گرہن کی حالت میں استغفار کرنے کا حکم

1502 - اَخْبَرَنَا مُوْسٰى بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمَسْرُوْقِيُّ عَنْ اَبِيْ اُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ اَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ خَسَفَتِ الشَّمْسُ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَزِعًا يَخْشٰى اَنْ تَكُوْنَ السَّاعَةُ فَقَامَ حَتّٰى اَتَى الْمَسْجِدَ فَقَامَ يُصَلِّيْ بِاَطْوَلِ قِيَامٍ وَّرُكُوْعٍ وَّسُجُوْدٍ مَا رَاَيْتُهُ يَفْعَلُهُ فِيْ صَلَاتِهٖ قَطُّ ثُمَّ قَالَ "اِنَّ هٰذِهِ الْاٰيَاتِ الَّتِيْ يُرْسِلُ اللّٰهُ لَا تَكُوْنُ لِمَوْتِ اَحَدٍ وَّلَا لِحَيَاتِهٖ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يُرْسِلُهَا يُخَوِّفُ بِهَا عِبَادَهُ فَاِذَا رَاَيْتُمْ مِنْهَا شَيْئًا فَافْزَعُوْا اِلٰى ذِكْرِهٖ وَدُعَائِهٖ وَاسْتِغْفَارِهٖ"۔

☆☆ حضرت ابوموسیٰ اشعری ؓ بیان کرتے ہیں سورج گرہن ہو گیا نبی اکرم ﷺ خوف کے عالم میں کھڑے ہوئے آپ ﷺ کو یہ اندیشہ تھا کہ شاید قیامت آنے والی ہے آپ ﷺ کھڑے ہوئے آپ مسجد میں تشریف لائے آپ ﷺ نے کھڑے ہو کر نماز ادا کی اور اس میں طویل ترین قیام رکوع اور سجدہ کیا میں نے آپ ﷺ کو نماز کے دوران اتنا (طویل رکوع و قیام وغیرہ کرتے ہوئے) کبھی نہیں دیکھا تھا۔

پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

1502-اخرجه البخاري في الكسوف، باب الذكر في الكسوف (الحديث 1059) . واخرجه مسلم في الكسوف ، باب ذكر النداء بصلاة الكسوف (الصلاة جامعة) (الحديث 24) . تحفة الاشراف (9045) .

''یہ دو نشانیاں ہیں' جو اللہ تعالیٰ بھیجتا ہے' یہ کسی کے مرنے کی وجہ سے یا کسی کی پیدائش کی وجہ سے ظاہر نہیں ہوتی ہیں' بلکہ اللہ تعالیٰ انہیں اس لیے بھیجتا ہے' ان کے ذریعے اپنے بندوں کو خوف دلائے' تو جب تم اس طرح کی کوئی چیز دیکھو تو اللہ تعالیٰ کے ذکر' اس سے دعا مانگنے اور اس سے استغفار طلب کرنے کی طرف تیزی سے جاؤ''۔

شرح

یہاں امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے جو روایت نقل کی ہے وہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول ہے' جس میں یہ الفاظ ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس بات سے خوفزدہ ہو گئے تھے کہ ''شاید قیامت آنے والی ہے''

یہ روایت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی ''صحیح'' میں نقل کی ہے اس کی شرح کرتے ہوئے صحیح بخاری کے شارح حافظ بدر الدین محمود عینی رحمۃ اللہ علیہ تحریر کرتے ہیں:

''اس روایت میں یہ بات مذکور ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم گھبرا کر اٹھ کھڑے ہوئے اس بات سے خوفزدہ ہوتے ہوئے کہ قیامت آنے والی ہے۔''

اس بارے میں علامہ کرمانی نے یہ بات بیان کی ہے' راوی نے یہ بات مثال کے طور پر بیان کی ہے: گویا' کہ راوی نے یہ کہنا چاہا ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس شخص کی طرح گھبرا کر کھڑے ہوئے جسے یہ ڈر ہوتا ہے کہ قیامت آگئی ہے ورنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کا یقینی علم تھا کہ جب تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان موجود ہیں۔ اس وقت تک قیامت نہیں آئے گی اور اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ یہ وعدہ کیا ہوا ہے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو تمام ادیان پر غالب کرے گا۔

(اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بھی معلوم تھا) کہ کتاب کی مدت ابھی پوری نہیں ہوئی۔ *

امام کرمانی رحمۃ اللہ علیہ کے جو الفاظ حافظ بدر الدین محمود عینی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیے ہیں' وہی الفاظ حافظ جلال الدین سیوطی نے بھی اس حدیث کے حاشیے میں تحریر کیے ہیں۔

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ مزید تحریر کرتے ہیں: امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس روایت پر یہ اشکال پیش آ سکتا ہے' قیامت کے آنے سے پہلے بہت سے اُمور ہیں' جن کا واقع ہونا ضروری ہے اور وہ ابھی واقع نہیں ہوئے تھے جیسے سورج کا مغرب کی طرف سے نکلنا، دابۃ الارض کا نکلنا، آگ کا نکلنا، دجال کا ظہور، ترکوں کے ساتھ جنگ ہونا اور اس جیسے بہت سے دیگر امور ہیں' جن کا قیامت سے پہلے واقع ہونا ضروری ہے' جیسے شام، عراق اور مصر اور ان کے علاوہ دیگر علاقوں کا فتح ہونا ہے۔

کسریٰ کے خزانوں کا اللہ کی راہ میں خرچ ہونا ہے خارجیوں کے ساتھ جنگ ہے اور اس کے علاوہ اور بہت سے اُمور ہیں۔ جن کا تذکرہ مستند احادیث میں مذکور ہے۔

(نووی کہتے ہیں) اس اشکال کے مختلف جوابات دیے جا سکتے ہیں۔

اس کا ایک جواب یہ ہو سکتا ہے' سورج گرہن کا یہ واقعہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان امور کا علم ہونے سے پہلے پیش آیا ہوگا۔

* عمدۃ القاری، کتاب: نماز کسوف کے بارے میں روایات، باب کسوف کی حالت میں ذکر کرنا

دوسرا جواب یہ ہو سکتا ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس بات سے خوفزدہ ہو گئے ہوں گے کہ شاید قیامت سے پہلے پیش آنے والے واقعات میں سے کسی ایک کا ظہور ہو گیا ہے۔

تیسرا جواب یہ ہو سکتا ہے' راوی نے یہ گمان کیا' کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اندیشہ ہوا کہ شاید قیامت آنے والی ہے' لیکن راوی کے گمان سے یہ لازم نہیں آتا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو واقعی یہ اندیشہ ہوا ہوگا' بلکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جلدی میں اہتمام کے ساتھ نماز ادا کرنے کے لیے نکلے تھے۔

گرہن ہونے کی وجہ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بارے میں جلدی کی تھی اور یہ بھی ہو سکتا ہے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اندیشہ ہو کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو عقوبت کی ایک قسم سمجھا ہو۔ تو راوی نے اس کے برخلاف سمجھ لیا اس لئے راوی کے گمان کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔

•••———•••———•••

* حاشیہ سیوطی بر روایت مذکورہ

جلد دوم
جزو چہارم

شرح سنن نسائی شریف

تصنیف
امام ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب نسائی

ترجمہ
ابو العلاء محمد محی الدین جہانگیر
ادام اللہ تعالیٰ معالیہ وبارک ایامہ ولیالیہ

شرح
استاذ العلماء علامہ
محمد لیاقت علی رضوی

شبیر برادرز
زبیدہ سنٹر ۴۰، اردو بازار لاہور
فون: 042-37246006
شبیر برادرز اردو بازار لاہور

شرح سنن نسائی شریف
تصنیف
امام ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب نسائی
ترجمہ
ابو العلاء محمد محی الدین جہانگیر
ادام اللہ تعالیٰ معالیہ وبارک ایامہ ولیالیہ
شرح
استاذ العلماء علامہ
محمد لیاقت علی رضوی
شبیر برادرز
زبیدہ سنٹر ۴۰، اردو بازار لاہور
فون: 042-37246006

17 - كِتَابُ الْاِسْتِسْقَاءِ

بارش کے نزول (کی دعا یا نماز) کے بارے میں روایات

امام نسائی نے اس کتاب ''استقاء (کے بارے میں روایات)'' میں 18 تراجم ابواب اور 24 روایات نقل کی ہیں' جبکہ مکررات کو حذف کر دیا جائے تو روایات کی تعداد 8 ہو گی۔

1 - باب مَتَى يَسْتَسْقِي الْإِمَامُ

باب: امام کس وقت بارش کے نزول (کے لیے دعا مانگے گا یا نماز پڑھے گا؟)

1503 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ مَالِكٍ عَنْ شَرِيْكِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ نَمِرٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلَكَتِ الْمَوَاشِي وَانْقَطَعَتِ السُّبُلُ فَادْعُ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ . فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمُطِرْنَا مِنَ الْجُمُعَةِ اِلَى الْجُمُعَةِ فَجَآءَ رَجُلٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تَهَدَّمَتِ الْبُيُوْتُ وَانْقَطَعَتِ السُّبُلُ وَهَلَكَتِ الْمَوَاشِي . فَقَالَ "اَللّٰهُمَّ عَلٰى رُءُوْسِ الْجِبَالِ وَالْاٰكَامِ وَبُطُوْنِ الْاَوْدِيَةِ وَمَنَابِتِ الشَّجَرِ" . فَانْجَابَتْ عَنِ الْمَدِيْنَةِ انْجِيَابَ الثَّوْبِ .

☆☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا' اس نے عرض کی: یا رسول اللہ! مویشی ہلاک ہو گئے ہیں' راستے منقطع ہو گئے ہیں' آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی' اس جمعے سے لے کر اگلے جمعے تک بارش نازل ہوتی رہی' پھر ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا' اس نے عرض کی: یا رسول اللہ! گھر گر رہے ہیں' راستے منقطع ہو رہے ہیں' مویشی ہلاکت کا شکار ہو رہے ہیں۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی:

''اے اللہ! چھوٹے بڑے پہاڑوں پر بارش نازل ہو' وادیوں اور جنگلوں میں بارش نازل ہو''۔

(راوی بیان کرتے ہیں:) تو مدینہ منورہ سے بادل یوں چھٹ گیا جیسے کپڑا پھٹ جاتا ہے۔

1503- اخرجه البخاری فی الاستقاء، باب الاستقاء فی المسجد الجامع (الحديث 1013) بنحوه مطولاً، و باب الاستسقاء فی خطبة الجمعة غير مستقبل القبلة (الحديث 1014) بنحوه مطولاً، و باب من اكتفى بصلاة الجمعة فی الاستسقاء (الحديث 1016) و باب الدعا اذا تقطعت السبل من كثرة المطر (الحديث 1017)، و باب اذا استشفعوا الى الامام ليستقى لهم لم يردهم (الحديث 1019) . واخرجه مسلم فی صلاة الاستسقاء، باب الدعاء فی الاستسقاء (الحديث 8) بنحوه مطولاً . واخرجه ابو داؤد فی الصلاة، باب رفع اليدين فی الاستسقاء (الحديث 1175) بنحوه . و سياتی (الحديث 1514)، وذكر الدعاء (الحديث 1517) . تحفة الاشراف (906) .

شرح

لفظ ''استقاء'' کا لغوی معنی سیرابی کو طلب کرنا ہے۔

شرعی طور پر استقاء سے مراد بندوں کی ضرورت کے وقت اللہ تعالیٰ سے بارش مانگنا ہے۔

عام طور پر یہ نماز اس وقت ادا کی جاتی ہے' جب بارش کی شدید ضرورت ہو جیسا کہ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں جو حدیث نقل کی ہے اس میں بھی یہی بات مذکور ہے' اس شخص نے عرض کی ''یا رسول اللہ! مویشی ہلاک ہو رہے ہیں اور راستے منقطع ہو رہے ہیں۔''

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی شرح کرتے ہوئے یہ بات بیان کی ہے۔ مویشیوں کے ہلاک ہونے سے یہ مراد ہے' وہ چارے کی کمی کی وجہ سے سفر کرنے کے قابل نہیں رہے ہیں اور راستے کے منقطع ہونے سے مراد یہ ہے' راستے میں انہیں کہیں کوئی چارہ نہیں مل سکتا جس کے ذریعے مویشیوں کو خوراک فراہم کر کے سفر کرنے کے قابل کیا جاسکے۔

نمازِ استقاء کے احکام

نمازِ استقاء کا حکم

مسئلہ: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نمازِ استقاء باجماعت ادا کرنا سنت نہیں ہے۔ (ہدایہ)

مسئلہ: اس میں خطبہ بھی نہیں دیا جائے گا' صرف بارش کے نزول کے لیے دعا مانگی جائے گی اور مغفرت کی دعا مانگی جائے گی' البتہ اگر لوگ انفرادی طور پر نوافل ادا کر لیتے ہیں' تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (ذخیرہ)

مسئلہ: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نمازِ استقاء میں چادر اُلٹانے کا حکم بھی نہیں ہے۔ (تبیین)

مسئلہ: امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک امام (عیدگاہ کی طرف) نمازِ استقاء ادا کرنے کے لیے جائے گا' دو رکعات نماز ادا کرے گا' دونوں رکعات میں بلند آواز میں قرأت کرے گا۔ (مضمرات)

مسئلہ: افضل یہ ہے: پہلی رکعت میں سورۃ الاعلیٰ اور دوسری رکعت میں سورۃ الغاشیہ کی تلاوت کرے۔ (عینی شرح ہدایہ)

نمازِ استقاء کا خطبہ

مسئلہ: نماز کے بعد امام دو خطبے پڑھے گا' لیکن وہ زمین پر بیٹھ کر لوگوں کی طرف رخ کر کے خطبہ دے گا' منبر پر نہیں بیٹھے گا' ان دونوں خطبوں کے درمیان جلسہ کرے گا' اگر امام چاہے' تو ایک ہی خطبہ بھی دے سکتا ہے' وہ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے گا' اُس کی تسبیح بیان کرے گا' مسلمان مرد و خواتین کے لیے مغفرت کی دعا مانگے گا اور اس دوران اپنی کمان کا سہارا لیے رہے گا اور تھوڑا سا خطبہ دینے کے بعد اپنی چادر کو اُلٹا دے گا۔ (مضمرات)

مسئلہ: نمازِ استقاء ادا کرنے کے بعد چادر اُلٹانے کا طریقہ یہ ہے: اگر وہ چادر چوکور ہو' تو اُس کے نیچے والے حصے کو اوپر کر دیا جائے گا' اگر وہ گول ہو' تو دائیں طرف والے حصے کو بائیں طرف کر دیا جائے گا۔ بائیں کو دائیں طرف کر دیا جائے گا'

تاہم حاضرین (یعنی مقتدی) اپنی چادریں نہیں اُلٹائیں گے۔

مسئلہ: خطبہ سے فارغ ہونے کے بعد امام لوگوں کی طرف پشت کر کے قبلہ کی طرف منہ کر لے گا اور اپنی چادر کو اُلٹا دے گا' اس کے بعد پھر کھڑا ہو کر بارش کے نزول کے لیے دعا کرے گا۔

مسئلہ: جب کہ حاضرین خطبے اور دعا کے دوران قبلہ کی طرف منہ کر کے بیٹھے رہیں گے' امام دعا مانگتے وقت مسلمانوں کی مغفرت کے لیے دعا کرے گا' لوگ از سرِنو توبہ کریں اور مغفرت کی دعا کریں گے۔ اگر امام دعا کرنے کے دوران اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اُٹھا لے تو یہ بہتر ہے' اگر ہاتھ نہیں اُٹھاتا تو شہادت کی اُنگلی کے ذریعے اشارہ کر لے یہ بھی بہتر ہے۔ اسی طرح لوگ بھی اپنے ہاتھ اُٹھائیں گے کیونکہ دعا میں ہاتھ پھیلانا سنت ہے۔ (مضمرات)

مسئلہ: نمازِ استقاء کا خطبہ سننے کے دوران سب لوگ خاموش رہیں گے۔ (محیط)

مسئلہ: مستحب یہ ہے: امام لگاتار تین دن تک نمازِ استقاء ادا کرنے کے لیے جاتا رہے۔

مسئلہ: نمازِ استقاء کے دوران لوگ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عاجزی و انکساری اور تواضع کا اظہار کریں گے' سروں کو جھکائے رکھیں گے اور نمازِ استقاء ادا کرنے کے لیے جانے سے پہلے صدقہ کریں گے۔ (ظہیریہ)

•••——•••——•••

2 - باب خُرُوْجِ الْاِمَامِ اِلَى الْمُصَلّٰى لِلْاِسْتِسْقَاءِ

باب: نمازِ استقاء ادا کرنے کے لیے امام کا عیدگاہ کی طرف جانا

1504 - اَخْبَرَنِىْ مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا الْمَسْعُوْدِىُّ عَنْ اَبِىْ بَكْرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيْمٍ - قَالَ سُفْيَانُ فَسَاَلْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ اَبِىْ بَكْرٍ فَقَالَ سَمِعْتُهُ مِنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيْمٍ يُحَدِّثُ اَبِىْ - اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ زَيْدٍ الَّذِىْ اُرِىَ النِّدَاءَ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ اِلَى الْمُصَلّٰى يَسْتَسْقِىْ فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَقَلَبَ رِدَائَهُ وَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ .

1504-اخرجه البخاري في الاستسقاء، باب تحويل الرداء في الاستسقاء (الحديث 1012)، و باب الاستسقاء في المصلى (الحديث 1027)، و باب استقبال القبلة في الاستسقاء (الحديث 1028) بنحوه واخرجه مسلم في الاستسقاء، (الحديث 1 و 2 و 3) . واخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب في اى وقت يحول رداءة اذا استسقى (الحديث 1166 و 1167) . واخرجه النسائي في الاستسقاء، باب الجهر بالقراءة في صلاة الاستسقاء (الحديث 1521) . واخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب ما جاء في صلاة الاستسقاء (الحديث 1267) . والحديث عند: البخاري في الاستسقاء ، باب الاستسقاء و خروج النبي صلى الله عليه وسلم في الاستسقاء (الحديث 105)، و باب تحويل الرداء في الاستسقاء (الحديث 1011)، و باب الدعا في الاستسقاء قائمًا (الحديث 1023)، وباب الجهر بالقراءة في الاستسقاء (الحديث 1024)، وباب كيف حول النبي صلى الله عليه وسلم ظهره الى الناس (الحديث 1025)، وباب صلاة الاستسقاء ركعتين (الحديث 1026) . و مسلم في صلاة الاستسقاء، (الحديث 4) . و ابي داؤد في الصلاة، باب في اى وقت يحول رداءة اذا استسقى (الحديث 1161 و 1162 و 1163 و 1164) . والترمذي في الصلاة، باب ما جاء في صلاة الاستسقاء (الحديث 556) و سياتي (الحديث 1506)، و تحويل الامام ظهره الى الناس عند الدعاء في الاستسقاء (الحديث 1508)، و تقليب الامام الرداء عند الاستسقاء (الحديث 1509)، و متى يحول الامام رداءه (1510)، و رفع الامام يده (الحديث 1511)، و باب الصلاة بعد الدعاء (الحديث 1518)، و كم صلاة الاستسقاء (الحديث 1519) . تحفة الاشراف (5297) .

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ هٰذَا غَلَطٌ مِّنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَيْدٍ الَّذِىْ اُرِىَ النِّدَاءَ هُوَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَيْدِ بْنِ عَبْدِ رَبِّهٖ وَهٰذَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَيْدِ بْنِ عَاصِمٍ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ جنہیں خواب میں اذان دینے کا طریقہ سکھایا گیا تھا' وہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ بارش کے نزول کے لیے دعا مانگنے کے لیے عیدگاہ تشریف لے گئے' آپ ﷺ نے قبلہ کی طرف رخ کیا' آپ ﷺ نے اپنی چادر کو اُلٹا دیا' آپ ﷺ نے دو رکعات نماز ادا کی۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: سفیان بن عیینہ نے اس میں غلطی کی ہے' کیونکہ جن صحابی کو خواب میں اذان دینے کا طریقہ سکھایا گیا تھا' وہ حضرت عبداللہ بن زید بن عبدربہ ہیں' جبکہ (جس صحابی نے یہ روایت نقل کی ہے) یہ حضرت عبداللہ بن زید بن عاصم ہیں۔

شرح

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اس بات کے قائل ہیں' بارش کے نزول کے لئے باجماعت نماز ادا کرنا سنت سے ثابت نہیں ہے اگر لوگوں نے نماز ادا کرنی ہو تو وہ انفرادی طور پر ادا کرلیں گے اور یہ نماز کسی کراہت کے بغیر جائز ہوگی کیونکہ یہ مطلق طور پر نفل کی شکل میں ہوگی۔

بارش کے نزول کے لئے دعا مانگی جاتی ہے اور استغفار کیا جاتا ہے' کیونکہ یہ دُعا اور استغفار ہی بارش کے حصول کا ذریعہ اور سبب ہیں۔

اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے۔

''تم اپنے پروردگار سے مغفرت طلب کرو وہ بہت زیادہ مغفرت کرنے والا ہے۔ وہ تم پر موسلا دھار بارش نازل کرے گا۔'' (سورہ نوح: آیت:10)

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف یہ بات منسوب کی گئی ہے وہ کہتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے بارش کے نزول کے لئے دعا مانگی تھی بارش کے نزول کے لئے نماز ادا کرنا آپ ﷺ سے ثابت نہیں ہے۔

احناف میں سے امام زیلعی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بات بیان کی ہے: نبی اکرم ﷺ کا نمازِ استسقاء ادا کرنا مستند طور پر ثابت ہے۔

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سمیت جمہور فقہاء اس بات کے قائل ہیں۔ نماز استسقاء ادا کرنا سنت مؤکدہ ہے۔ خواہ حضر کے دوران ادا کی جائے یا سفر کے دوران ادا کی جائے۔

اور یہ اس وقت ادا کی جائے گی جب بارش کے نزول کی ضرورت ہو اور یہ بات نبی اکرم ﷺ اور آپ ﷺ کے خلفاء کی سنت سے ثابت ہے۔

اگر بارش کے نزول میں تاخیر ہو جاتی ہے' تو اسے دوسرے دن، تیسرے دن یا اس کے بعد بھی ادا کیا جا سکتا ہے۔

نماز استسقاء کا سنت ہونا کئی احادیث سے ثابت ہے' جن میں سے کئی روایات امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں نقل کی ہیں۔

3 - باب الْحَالِ الَّتِىْ يُسْتَحَبُّ لِلْاِمَامِ اَنْ يَّكُوْنَ عَلَيْهَا اِذَا خَرَجَ

باب: جب امام (بارش کی دعا مانگنے کے لیے) باہر نکلے' اس وقت اس کے لیے کون سی حالت اختیار کرنا مستحب ہے

1505 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ وَّمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ هِشَامِ بْنِ اِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كِنَانَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ اَرْسَلَنِىْ فُلَانٌ اِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ اَسْاَلُهٗ عَنْ صَلَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِى الْاِسْتِسْقَاءِ فَقَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَضَرِّعًا مُّتَوَاضِعًا مُّتَبَذِّلًا فَلَمْ يَخْطُبْ نَحْوَ خُطْبَتِكُمْ هٰذِهٖ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ .

☆☆ ہشام بن اسحاق بن عبداللہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: فلاں صاحب نے مجھے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں بھیجا تاکہ میں ان سے بارش کے نزول کے لیے دعا مانگتے وقت نبی اکرم ﷺ کے نماز پڑھنے کے بارے میں دریافت کروں' تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بتایا: نبی اکرم ﷺ عاجزی اور انکساری کا اظہار کرتے ہوئے (یہ نماز ادا کرنے کے لیے) تشریف لے گئے تھے' آپ ﷺ نے خطبہ نہیں دیا تھا جس طرح تم لوگ آج کل خطبہ دیتے ہو' آپ ﷺ نے دو رکعات نماز ادا کی تھی۔

شرح

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اس بات کے قائل ہیں۔ نماز استسقاء کے لئے خطبہ نہیں دیا جائے گا کیونکہ خطبہ جماعت کے تابع ہوتا ہے اور نماز استسقاء کو باجماعت ادا کرنا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک درست نہیں ہے بلکہ بارش کے نزول کے لئے دعا مانگی جائے گی اور استغفار کیا جائے گا۔

امام قبلہ کی طرف رُخ کر کے دعا مانگے گا اور استغفار کرے گا۔

اس بارے میں صاحبین کی رائے مختلف ہے۔ وہ یہ کہتے ہیں امام دو رکعات نمازِ استسقاء ادا کرنے کے بعد خطبہ بھی دے گا اور دعا مانگتے ہوئے حاضرین کی طرف رُخ نہیں کرے گا' بلکہ قبلہ کی طرف رُخ کرے گا۔

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ اس بات کے قائل ہیں' امام ایک ہی خطبہ دے گا' جبکہ امام محمد ﷺ اس بات کے قائل ہیں امام دو خطبے دے گا اور عید کے خطبوں کی طرح ان دونوں خطبوں کے درمیان تھوڑی دیر کے لئے بیٹھے گا تاہم خطبے کے زیادہ تر الفاظ استغفار پر مشتمل ہوں گے۔

جمہور اس بات کے قائل ہیں' نماز استسقاء ادا کرنے کے بعد امام عید کے خطبوں کی طرح خطبہ دے گا۔

1505-اخرجه ابو داؤد فى الصلاة، جماع صلاة الاستسقاء و تفريعها (الحديث 1165) بنحوه . واخرجه الترمذى فى الصلاة، باب ما جاء فى صلاة الاستسقاء (الحديث 558 و 559) مطولًا . و سياتى (الحديث 1507)، و كيف صلاة الاستسقاء (الحديث 1520) . واخرجه ابن ماجه فى اقامة الصلاة و السنة فيها، باب ما جاء فى صلاة الاستسقاء (الحديث 1266) . تحفة الاشراف (5359) .

یہ حکم فقہائے مالکیہ اور فقہائے شوافع کے نزدیک ہے۔

شوافع اس بات کے قائل ہیں نماز استسقاء ادا کرنے سے پہلے بھی خطبہ دیا جا سکتا ہے۔

مالکیہ اور شوافع اس بات کے بھی قائل ہیں' نماز استسقاء کے بعد دیئے جانے والے خطبے میں امام استغفار کے کلمات ان مقامات پر پڑھے گا جہاں عید کے خطبے میں وہ تکبیر پڑھتا ہے۔

مالکیوں کے نزدیک دونوں خطبوں میں استغفار کی کوئی حد نہیں ہے' جبکہ شوافع کے نزدیک پہلے خطبے میں نو مرتبہ استغفار پڑھا جائے گا اور دوسرے خطبے میں سات مرتبہ استغفار پڑھا جائے گا۔

تاہم امام کے لئے یہ بات مستحب ہے' وہ بکثرت استغفار پڑھے۔*

...——...——...

1506 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ غَزِيَّةَ عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَسْقٰى وَعَلَيْهِ خَمِيصَةٌ سَوْدَاءُ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے جب بارش کے نزول کے لیے دعا مانگی' اس وقت آپ ﷺ نے بڑی سیاہ چادر اوڑھی ہوئی تھی۔

4 - باب جُلُوسِ الْاِمَامِ عَلَى الْمِنْبَرِ لِلاسْتِسْقَاءِ

باب: امام کا منبر پر بیٹھ کر بارش کے نزول کے لیے دعا مانگنا

1507 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ اِسْمَاعِيلَ عَنْ هِشَامِ بْنِ اِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كِنَانَةَ عَنْ اَبِيهِ قَالَ سَاَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنْ صَلَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْاِسْتِسْقَاءِ فَقَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَبَذِّلًا مُتَوَاضِعًا مُتَضَرِّعًا فَجَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَلَمْ يَخْطُبْ خُطْبَتَكُمْ هٰذِهِ وَلٰكِنْ لَمْ يَزَلْ فِي الدُّعَاءِ وَالتَّضَرُّعِ وَالتَّكْبِيرِ وَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ كَمَا كَانَ يُصَلِّيْ فِي الْعِيدَيْنِ .

☆☆ ہشام بن اسحاق اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے نبی اکرم ﷺ کی اُس نماز کے بارے میں دریافت کیا جو بارش کے نزول کے لیے تھی' تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بتایا: نبی اکرم ﷺ عاجزی اور انکساری کا اظہار کرتے ہوئے تشریف لے گئے' آپ ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور آپ ﷺ نے تم لوگوں کی

* الفقه الاسلامي وادلته ملخص

1506-اخرجه ابو داؤد في الصلاة، جامع ابواب الصلاة الاستسقاء و تفريعها (الحديث 1164) مطولاً . و الحديث عند : تقدم في الاستسقاء، خروج الامام الى المصلى للاستسقاء (الحديث 1504) . تحفة الاشراف (5297) .

1507-اخرجه ابو داؤد في الصلاة، جماع ابواب صلاة الاستسقاء و تفريعها (الحديث 1165) . و الحديث عند: الترمذي في الصلاة، باب ما جاء في صلاة الاستسقاء (الحديث 558 و 559) و الحديث عند: النسائي في الاستسقاء، باب الحال التي يستحب للامام ان يكون عليها اذا خرج (الحديث 1505)، و كيف صلاة الاستسقاء (الحديث 1520) . وابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب ما جاء في صلاة الاستسقاء (الحديث 1266) . تحفة الاشراف (5359) .

طرح خطبہ نہیں دیا' بلکہ صرف دعا مانگتے رہے' (عاجزی) گریہ وزاری کرتے رہے' آپ ﷺ نے تکبیر کہی اور دو رکعات نماز ادا کی' جس طرح عید کی نماز ادا کی جاتی ہے۔

5 - باب تَحْوِيلِ الْاِمَامِ ظَهْرَهُ اِلَى النَّاسِ عِنْدَ الدُّعَاءِ فِي الْاِسْتِسْقَاءِ

باب: بارش کے نزول کی دعا مانگتے وقت امام کا اپنی پشت لوگوں کی طرف کرنا

1508 - اَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ عَنِ ابْنِ اَبِي ذِئْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ اَنَّ عَمَّهُ حَدَّثَهُ اَنَّهُ خَرَجَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَسْقِي فَحَوَّلَ رِدَاءَهُ وَحَوَّلَ لِلنَّاسِ ظَهْرَهُ وَدَعَا ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ فَقَرَاَ فَجَهَرَ .

☆☆ عباد بن تمیم اپنے چچا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: وہ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ بارش کے نزول کے لیے دعا مانگنے نکلے' تو نبی اکرم ﷺ نے اپنی چادر کو اُلٹا دیا اور آپ ﷺ نے لوگوں کی طرف اپنی پشت کر دی' پھر آپ ﷺ نے دعا مانگی' پھر آپ ﷺ نے دو رکعات نماز ادا کی' جس میں آپ ﷺ نے بلند آواز میں قرأت کی۔

6 - باب تَقْلِيبِ الْاِمَامِ الرِّدَاءَ عِنْدَ الْاِسْتِسْقَاءِ

باب: بارش کے نزول کی دعا مانگتے وقت امام کا اپنی چادر کو اُلٹا دینا

1509 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِي بَكْرٍ عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ عَنْ عَمِّهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَسْقٰى وَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ وَقَلَبَ رِدَاءَهُ .

☆☆ عباد بن تمیم اپنے چچا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے بارش کے نزول کے لیے دو رکعات نماز ادا کی (اور دعا مانگتے ہوئے) اپنی چادر کو اُلٹا دیا۔

1508-اخرجه البخاري في الاستسقاء، باب الجهر بالقراءة في الاستسقاء (الحديث 1024) بمعناه، و باب كيف حول النبي صلى الله عليه وسلم ظهره الى الناس (الحديث 1025)، و باب استقبال القبلة في الاستسقاء (الحديث 1028) بمعناه . و اخرجه مسلم في صلاة الاستسقاء، (الحديث 3 و 4) بنحوه . واخرجه ابو داؤد في الصلاة ، جماع ابواب صلاة الاستسقاء و تفريعها (الحديث 1161) بمعناه، و (الحديث 1162 و 1163 و 1166) بنحوه . واخرجه الترمذي في الصلاة، باب ما جاء في صلاة الاستسقاء (الحديث 556) بمعناه، و اخرجه النسائي في الاستسقاء، متى يحول الامام رداءه (الحديث 1510) بمعناه، و رفع الامام يده (الحديث 1511)، بمعناه، و باب الصلاة بعد الدعاء (الحديث 1518)، و كم صلاة الاستسقاء (الحديث 1519) بمعناه، و اخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب ما جاء في صلاة الاستسقاء (الحديث 1267) بمعناه . و الحديث عند: البخاري في الاستسقاء، باب الاستسقاء و خروج النبي صلى الله عليه وسلم في الاستسقاء (الحديث 1005)، و باب تحويل الرداء في الاستسقاء (الحديث 1011 و 1012)، و باب الدعاء في الاستسقاء قائماً (الحديث 1023)، و باب صلاة الاستسقاء ركعتين (الحديث 1026)، وباب الاستسقاء في المصلى (الحديث 1027) . و مسلم في صلاة الاستسقاء، (الحديث 1 و 2) . وابي داؤد في الصلاة، باب في اي وقت يحول رداءه اذا استسقى (الحديث 1164 و 1147) . و النسائي في الاستسقاء، خروج الامام الى المصلى للاستسقاء (الحديث 1504)، باب الحال التي يستحب للامام ان يكون عليها اذا اخروج (الحديث 1506)، و تقليب الامام الرداء عند الاستسقاء (الحديث 1509)، و باب الجهر بالقراءة في صلاة الاستسقاء (الحديث 1521) . تحفة الاشراف (5297) .

1509-تقدم (الحديث 1504) .

1513 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ خَالِدِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ هِلَالٍ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عُمَيْرٍ مَوْلٰى اَبِي اللَّحْمِ عَنْ اَبِي اللَّحْمِ اَنَّهُ رَاٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ اَحْجَارِ الزَّيْتِ يَسْتَسْقِيْ وَهُوَ مُقْنِعٌ بِكَفَّيْهِ يَدْعُوْ .

☆☆ حضرت ابی لحم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو ''احجارزیت'' کے قریب دیکھا' آپ ﷺ بارش کی دعا مانگ رہے تھے' دعا مانگتے ہوئے آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ بلند کیے ہوئے تھے۔

1514 - اَخْبَرَنَا عِيْسَى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيْدٍ - وَهُوَ الْمَقْبُرِيُّ - عَنْ شَرِيْكِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ نَمِرٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُوْلُ بَيْنَا نَحْنُ فِي الْمَسْجِدِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ النَّاسَ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تَقَطَّعَتِ السُّبُلُ وَهَلَكَتِ الْاَمْوَالُ وَاَجْدَبَ الْبِلَادُ فَادْعُ اللّٰهَ اَنْ يَسْقِيَنَا . فَرَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَيْهِ حِذَاءَ وَجْهِهِ فَقَالَ "اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا" . فَوَاللّٰهِ مَا نَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمِنْبَرِ حَتّٰى اُوْسِعْنَا مَطَرًا وَّاُمْطِرْنَا ذٰلِكَ الْيَوْمَ اِلَى الْجُمُعَةِ الْاُخْرٰى فَقَامَ رَجُلٌ - لَا اَدْرِيْ هُوَ الَّذِيْ قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَسْقِ لَنَا اَمْ لَا - فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ انْقَطَعَتِ السُّبُلُ وَهَلَكَتِ الْاَمْوَالُ مِنْ كَثْرَةِ الْمَاءِ فَادْعُ اللّٰهَ اَنْ يُمْسِكَ عَنَّا الْمَاءَ .

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا وَلٰكِنْ عَلَى الْجِبَالِ وَمَنَابِتِ الشَّجَرِ" . قَالَ وَاللّٰهِ مَا هُوَ اِلَّا اَنْ تَكَلَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذٰلِكَ تَمَزَّقَ السَّحَابُ حَتّٰى مَا نَرٰى مِنْهُ شَيْئًا .

☆☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ ہم جمعہ کے دن مسجد میں موجود تھے' نبی اکرم ﷺ لوگوں کو خطبہ دے رہے تھے' ایک شخص کھڑا ہوا' اس نے عرض کی: یارسول اللہ! راستے منقطع ہو چکے ہیں' مویشی ہلاکت کا شکار ہو چکے ہیں' علاقے خشک سالی کی لپیٹ میں ہیں' آپ ﷺ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ ہم پر بارش نازل کرے' تو نبی اکرم ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ اپنے چہرے کے سامنے تک بلند کر لیے اور دعا مانگی:

''اے اللہ! ہم پر بارش نازل کر!''

(راوی کہتے ہیں:) اللہ کی قسم! ابھی نبی اکرم ﷺ منبر سے نیچے تشریف نہیں لائے تھے' یہاں تک کہ ہم پر بارش نازل ہونا شروع ہوگئی اور اس دن سے لے کر اگلے جمعے تک مسلسل بارش ہوتی رہی (اگلے جمعے کے دن) ایک شخص کھڑا ہوا' مجھے نہیں معلوم

1513-اخرجه الترمذي في الصلاة، باب ما جاء في صلاة الاستسقاء (الحديث 557) . تحفة الاشراف (5) .

1514-اخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب رفع اليدين في الاستسقاء (1175) بنحوه . والحديث عند: البخاري في الاستسقاء، باب الاستسقاء في المسجد الجامع (الحديث 1013)، و باب الاستسقاء في خطبة الجمعة غير مستقبل القبلة (الحديث 1014)، وباب من اكتفى بصلاة الجمعة في الاستسقاء (الحديث 1016)، وباب الدعاء اذا تقطعت السبل من كثرة المطر (الحديث 1017)، وباب اذا استشفعوا الى الامام ليستسقي لهم لم يردهم (الحديث 1019) . ومسلم في صلاة الاستسقاء، باب الدعاء في الاستسقاء (الحديث 8) . والنسائي في الاستسقاء، متى يستسقي الامام (الحديث 1503)، و ذكر الدعاء (الحديث 1517) . تحفة الاشراف (906) .

یہ وہی شخص تھا جس نے نبی اکرم ﷺ سے یہ گزارش کی تھی کہ آپ ﷺ ہمارے لیے بارش کی دعا کیجئے یا یہ وہ نہیں تھا' اس شخص نے عرض کی: یارسول اللہ! راستے منقطع ہو چکے ہیں' پانی کی کثرت کی وجہ سے اموال (یعنی مویشی اور زمینیں) ہلاکت کا شکار ہو رہے ہیں' آپ ﷺ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ وہ بارش روک دے تو نبی اکرم ﷺ نے دعا کی:

''اے اللہ! ہمارے آس پاس کے علاقوں پر ہو' ہم پر نہ ہو بلکہ پہاڑوں پر اور جنگلوں پر ہو''۔

راوی کہتے ہیں: اللہ کی قسم! ابھی نبی اکرم ﷺ نے یہ کلمات ارشاد فرمائے تھے کہ اسی دوران بادل چھٹ گئے' یہاں تک کہ ہمیں اس میں سے کچھ بھی نظر نہیں آیا۔

10 - باب ذِكْرِ الدُّعَاءِ .

باب: دعا کا تذکرہ

1515 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ هِشَامٍ الْمُغِيْرَةُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ وُهَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا" .

☆☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے دعا کی تھی:

''اے اللہ! ہمیں سیراب کر دے! (یعنی ہم پر بارش نازل کر دے)''

1516 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ قَالَ سَمِعْتُ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ - وَهُوَ الْعُمَرِيُّ - عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَامَ اِلَيْهِ النَّاسُ فَصَاحُوْا فَقَالُوْا يَا نَبِيَّ اللّٰهِ قُحِطَتِ الْمَطَرُ وَهَلَكَتِ الْبَهَائِمُ فَادْعُ اللّٰهَ اَنْ يَسْقِيَنَا . قَالَ "اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا" .

قَالَ وَايْمُ اللّٰهِ مَا نَرٰى فِي السَّمَاءِ قَزَعَةً مِّنْ سَحَابٍ - قَالَ - فَاَنْشَاَتْ سَحَابَةٌ فَانْتَشَرَتْ ثُمَّ اِنَّهَا اُمْطِرَتْ فَنَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى وَانْصَرَفَ النَّاسُ فَلَمْ تَزَلْ تَمْطُرُ اِلٰى يَوْمِ الْجُمُعَةِ الْاُخْرٰى فَلَمَّا قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ صَاحُوْا اِلَيْهِ فَقَالُوْا يَا نَبِيَّ اللّٰهِ تَهَدَّمَتِ الْبُيُوْتُ وَتَقَطَّعَتِ السُّبُلُ فَادْعُ اللّٰهَ اَنْ يَحْبِسَهَا عَنَّا . فَتَبَسَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ "اَللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا" . فَتَقَشَّعَتْ عَنِ الْمَدِيْنَةِ فَجَعَلَتْ تَمْطُرُ حَوْلَهَا وَمَا تَمْطُرُ بِالْمَدِيْنَةِ قَطْرَةً فَنَظَرْتُ اِلَى الْمَدِيْنَةِ وَاِنَّهَا لَفِيْ مِثْلِ الْاِكْلِيْلِ .

☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ جمعہ کے دن خطبہ دے رہے تھے' کچھ لوگ آپ ﷺ کے

1515-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (1666) .

1516-اخرجه البخاري في الاستسقاء، باب الدعاء المطر (حوالينا لا علينا) (الحديث 1021) . واخرجه مسلم في صلاة الاستسقاء، باب رفع اليدين بالدعاء في الاستسقاء (الحديث 10) . تحفة الاشراف (456) .

سامنے کھڑے ہوئے اور انہوں نے بلند آواز میں چیخ و پکار کرتے ہوئے عرض کی: اے اللہ کے نبی! بارش کی وجہ سے قحط سالی آ گئی ہے' جانور ہلاک ہو رہے ہیں' آپ ﷺ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ وہ ہمیں سیراب کر دے' تو نبی اکرم ﷺ نے دعا کی:

''اے اللہ! ہمیں سیراب کر دے! اے اللہ! ہمیں سیراب کر دے''!

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: اللہ کی قسم! اس وقت ہمیں آسمان پر بادل کا کوئی ٹکڑا بھی نظر نہیں آ رہا تھا۔ راوی کہتے ہیں: پھر بادل نمودار ہوا' اور وہ پھیل گیا اور پھر بارش نازل ہونا شروع ہو گئی۔ نبی اکرم ﷺ منبر سے نیچے تشریف لے آئے' آپ ﷺ نے نماز ادا کی' پھر لوگ واپس چلے گئے' اس کے بعد اگلے جمعے تک مسلسل بارش ہوتی رہی' جب نبی اکرم ﷺ خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے' تو لوگ آپ ﷺ کی خدمت میں پھر عرض گزار ہوئے' انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! گھر گر رہے ہیں' راستے منقطع ہو گئے ہیں' آپ ﷺ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ وہ اس بارش کو روک دے' تو نبی اکرم ﷺ مسکرا دیئے آپ ﷺ نے دعا کی:

''اے اللہ! ہمارے آس پاس کے علاقوں پر ہو' ہم پر نہ ہو''۔

(راوی کہتے ہیں:) تو مدینہ منورہ سے بادل چھٹ گیا اور مدینہ منورہ کے آس پاس کے علاقوں پر بارش ہوتی رہی' مدینہ منورہ میں بارش کا ایک قطرہ بھی نہیں گرا' اس وقت مدینہ منورہ کو میں نے دیکھا کہ اس کی مثال تاج کی طرح تھی۔

شرح

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں جو روایت نقل کی ہے یہی روایت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی ''صحیح'' میں نقل کی ہے۔

اس حدیث سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے' اپنے سے بزرگ اور نیک لوگوں سے دعا کی درخواست کرنا اور اپنے دنیاوی معاملات یا پریشانیوں سے نجات کے لئے ان کے ذریعے دعا کروانا سنت سے ثابت ہے' کیونکہ نبی اکرم ﷺ کے سامنے ایسا کیا گیا اور نبی اکرم ﷺ نے اس سے منع نہیں کیا۔

اس حدیث میں ہمارے ان دوستوں کے لئے بطورِ خاص نصیحت موجود ہے' جو یہ کہتے ہیں: آدمی کو اپنی ضرورت کے وقت صرف' براہِ راست اللہ تعالیٰ سے ہی دعا مانگنی چاہئے۔

•••———•••———•••

1517 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَرِيكُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَجُلًا دَخَلَ الْمَسْجِدَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمٌ يَخْطُبُ فَاسْتَقْبَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ

1517-اخرجه البخاري في الاستسقاء، باب الاستسقاء في المسجد الجامع (الحديث 1013)، وباب الاستسقاء في خطبة الجمعة غير مستقبل القبلة (الحديث 1014) و اخرجه مسلم في صلاة الاستسقاء، باب الدعاء في الاستسقاء (الحديث 8) . و اخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب رفع اليدين في الاستسقاء (الحديث 1175) بنحوه . و اخرجه النسائي في الاستسقاء، كيف يرفع (الحديث 1514)، و الحديث عند: البخاري في الاستسقاء، باب من اكتفى بصلاة الجمعة في الاستسقاء (الحديث 1016)، باب الدعاء اذا تقطعت السبل من كثرة المطر (الحديث 1017)، وباب اذا استشفعوا الى الامام ليستسقي لهم لم يردهم (الحديث 1019) . والنسائي في الاستسقاء، متى يستسقي الامام (الحديث 1503) . تحفة الاشراف (906) .

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمًا وَّقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلَكَتِ الْاَمْوَالُ وَانْقَطَعَتِ السُّبُلُ فَادْعُ اللّٰهَ اَنْ يُغِيثَنَا . فَرَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَيْهِ ثُمَّ قَالَ "اَللّٰهُمَّ اَغِثْنَا اَللّٰهُمَّ اَغِثْنَا" . قَالَ اَنَسٌ وَّلَا وَاللّٰهِ مَا نَرٰى فِي السَّمَآءِ مِنْ سَحَابَةٍ وَّلَا قَزَعَةٍ وَّمَا بَيْنَنَا وَبَيْنَ سَلْعٍ مِّنْ بَيْتٍ وَّلَا دَارٍ فَطَلَعَتْ سَحَابَةٌ مِّثْلُ التُّرْسِ فَلَمَّا تَوَسَّطَتِ السَّمَآءَ انْتَشَرَتْ وَاَمْطَرَتْ . قَالَ اَنَسٌ وَّلَا وَاللّٰهِ مَا رَاَيْنَا الشَّمْسَ سَبْتًا . قَالَ ثُمَّ دَخَلَ رَجُلٌ مِّنْ ذٰلِكَ الْبَابِ فِي الْجُمُعَةِ الْمُقْبِلَةِ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمٌ يَّخْطُبُ فَاسْتَقْبَلَهُ قَائِمًا فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلَكَتِ الْاَمْوَالُ وَانْقَطَعَتِ السُّبُلُ فَادْعُ اللّٰهَ اَنْ يُّمْسِكَهَا عَنَّا . فَرَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَيْهِ فَقَالَ "اَللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا اَللّٰهُمَّ عَلَى الْاٰكَامِ وَالظِّرَابِ وَبُطُوْنِ الْاَوْدِيَةِ وَمَنَابِتِ الشَّجَرِ" . قَالَ فَاَقْلَعَتْ وَخَرَجْنَا نَمْشِي فِي الشَّمْسِ . قَالَ شَرِيكٌ سَاَلْتُ اَنَسًا اَهُوَ الرَّجُلُ الْاَوَّلُ قَالَ لَا .

☆☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ ایک شخص مسجد میں آیا' آپ ﷺ اس وقت کھڑے ہو کر خطبہ دے رہے تھے۔ وہ شخص نبی اکرم ﷺ کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا' اس نے عرض کی: یارسول اللہ! مویشی ہلاکت کا شکار ہو رہے ہیں' راستے منقطع ہو رہے ہیں' آپ ﷺ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ وہ ہم پر بارش نازل کرے۔ تو نبی اکرم ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ بلند کیے اور دعا مانگی:

''اے اللہ! ہم پر بارش نازل کر! اے اللہ! ہم پر بارش نازل کر!''

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: اللہ کی قسم! اس وقت ہمیں آسمان میں کوئی بادل بلکہ بادل کا کوئی ٹکڑا بھی نظر نہیں آ رہا تھا حالانکہ اس وقت یہ صورتِ حال تھی' ہمارے اور سلع پہاڑ کے درمیان کوئی گھر اور کوئی عمارت نہیں تھی (یعنی دور' دور تک بادل کے کوئی آثار نہیں تھے)۔

پھر ایک ڈھال جتنا بادل نمودار ہوا' جب وہ آسمان کے درمیان میں پہنچ گیا تو وہ پھیلنا شروع ہوا اور بارش شروع ہو گئی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: اللہ کی قسم! ہم نے پورا ہفتہ سورج کی شکل نہیں دیکھی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' پھر اگلے جمعے کے دن اُسی دروازے سے ایک شخص اندر آیا' نبی اکرم ﷺ اس وقت خطبہ دے رہے تھے' وہ شخص آپ ﷺ کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا' اس نے عرض کی: یا رسول اللہ! اموال ہلاکت کا شکار ہو رہے ہیں' راستے منقطع ہو رہے ہیں' آپ ﷺ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ وہ اس بارش کو ہم سے روک دے' تو آپ ﷺ نے دونوں ہاتھ بلند کیے اور دعا کی:

اے اللہ! ہمارے آس پاس کے علاقوں پر ہو' ہم پر نہ ہو۔ اے اللہ! چھوٹے بڑے پہاڑوں پر' وادیوں میں اور جنگلات میں بارش نازل ہو۔

راوی بیان کرتے ہیں: تو بادل چھٹ گیا اور ہم دھوپ میں چلتے ہوئے (مسجد سے) باہر نکلے۔

شریک نامی راوی بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا: کیا یہ وہ پہلے والا شخص تھا؟ انہوں نے جواب دیا: نہیں!

11 - باب الصَّلَاةِ بَعْدَ الدُّعَاءِ

باب: دعا مانگنے کے بعد نماز ادا کرنا

1518 - قَالَ الْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ عَنِ ابْنِ اَبِي ذِئْبٍ وَيُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِي عَبَّادُ بْنُ تَمِيمٍ اَنَّهُ سَمِعَ عَمَّهُ وَكَانَ مِنْ اَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا يَسْتَسْقِي فَحَوَّلَ اِلَى النَّاسِ ظَهْرَهُ يَدْعُو اللّٰهَ وَيَسْتَقْبِلُ الْقِبْلَةَ وَحَوَّلَ رِدَائَهُ ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ . قَالَ ابْنُ اَبِي ذِئْبٍ فِي الْحَدِيثِ وَقَرَاَ فِيهِمَا .

☆☆ عباد بن تمیم اپنے چچا جو نبی اکرم ﷺ کے صحابی ہیں ان کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ایک دن آپ ﷺ بارش کی دعا مانگنے کے لیے تشریف لے گئے آپ ﷺ نے لوگوں کی طرف اپنی پیٹھ کر لی آپ ﷺ نے قبلہ کی طرف اپنا رخ کیا اور اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے رہے آپ ﷺ نے اپنی چادر کو الٹا دیا تھا پھر آپ ﷺ نے دو رکعات نماز ادا کی۔

ایک راوی نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں: آپ ﷺ نے ان دو رکعات میں قرأت بھی کی۔

12 - باب كَمْ صَلَاةُ الْاِسْتِسْقَاءِ

باب: نمازِ استسقاء کی کتنی رکعات ہوں گی؟

1519 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ يَحْيَى عَنْ اَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَسْتَسْقِي فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن زید ﷺ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ بارش کے نزول کے لیے دعا مانگنے تشریف لے گئے آپ ﷺ نے دو رکعات نماز ادا کی اور قبلہ کی طرف رخ کر لیا۔

1518-اخرجه البخاري في الاستسقاء، باب الجهر بالقراءة في الاستسقاء (الحديث 1024)، وباب كيف حول النبي صلى الله عليه وسلم ظهره الى الناس (الحديث 1025) واخرجه مسلم في صلاة الاستسقاء، (الحديث 4) . واخرجه ابو داؤد في الصلاة، جماع ابواب صلاة الاستسقاء و تفريعها (الحديث 1162) . واخرجه النسائي في الاستسقاء، تحويل الامام ظهره الى الناس عند الدعاء في الاستسقاء (الحديث 1508)، و باب الجهر بالقراءة في صلاة الاستسقاء (الحديث 1521) بمعناه . و الحديث عند: البخاري في الاستسقاء، باب الاستسقاء و خروج النبي صلى الله عليه وسلم في الاستسقاء (الحديث 1005)، و باب تحويل الرداء في الاستسقاء (الحديث 1011 و 1012)، وباب الدعاء في الاستسقاء قائما (الحديث 1023)، و باب صلاة الاستسقاء ركعتين (الحديث 1026) و باب الاستسقاء في المصلى (الحديث 1027)، و باب استقبال القبلة في الاستسقاء (الحديث 1028) . ومسلم في صلاة الاستسقاء، (الحديث 1 و 2 و 3) . و ابي داؤد في الصلاة، جماع ابواب صلاة الاستسقاء و تفريعها (الحديث 1161 و 1163 و 1164)، و باب في اي وقت يحول رداء ه اذا استسقى (الحديث 1166 و 1167) . والترمذي في الصلاة، باب ما جاء في صلاة الاستسقاء (الحديث 556) . و النسائي في الاستسقاء، خروج الامام الى المصلى للاستسقاء (الحديث 1504)، وباب الحال التي يستحب للامام ان يكون عليها اذا خرج (الحديث 1506)، و تقليب الامام الرداء عند الاستسقاء (الحديث 1509)، و متى يحول الامام رداء ه (الحديث 1510)، و رفع الامام يده (الحديث 1511)، و كم صلاة الاستسقاء (الحديث 1519) . وابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب ما جاء في صلاة الاستسقاء (الحديث 1267) . تحفة الاشراف (5297) .

1519-تقدم (الحديث 1504) .

13 - باب كَيْفَ صَلَاةُ الْاِسْتِسْقَاءِ

باب: نمازِ استسقاء ادا کرنے کا طریقہ

1520 - اَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامِ بْنِ اِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كِنَانَةَ عَنْ اَبِيهِ قَالَ اَرْسَلَنِي اَمِيرٌ مِنَ الْاُمَرَاءِ اِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ اَسْاَلُهُ عَنِ الْاِسْتِسْقَاءِ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مَا مَنَعَهُ اَنْ يَسْاَلَنِي خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَوَاضِعًا مُتَبَذِّلًا مُتَخَشِّعًا مُتَضَرِّعًا فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ كَمَا يُصَلِّي فِي الْعِيدَيْنِ وَلَمْ يَخْطُبْ خُطْبَتَكُمْ هٰذِهِ .

☆☆ ہشام بن اسحاق اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ایک امیر نے مجھے حضرت عبداللہ بن عباس ﷺ کی خدمت میں بھیجا تاکہ میں اُن سے نمازِ استسقاء کے بارے میں دریافت کروں تو حضرت عبداللہ بن عباس ﷺ نے فرمایا: اس نے خود مجھ سے یہ سوال کیوں نہیں کیا؟ (پھر انہوں نے بتایا:) نبی اکرم ﷺ عاجزی اور انکساری کا اظہار کرتے ہوئے آہ و زاری کرتے ہوئے عام سے لباس میں تشریف لے گئے آپ ﷺ نے دو رکعات نماز ادا کی جس طرح عیدین میں نماز ادا کرتے ہیں اور آپ ﷺ نے تم لوگوں کی طرح خطبہ نہیں دیا۔

14 - باب الْجَهْرِ بِالْقِرَاءَةِ فِي صَلَاةِ الْاِسْتِسْقَاءِ

باب: نمازِ استسقاء میں بلند آواز میں قرأت کرنا

شرح

امام ابوحنیفہ ؒ کے علاوہ دیگر تمام فقہاء اس بات پر متفق ہیں نمازِ استسقاء میں دو رکعات باجماعت ادا کی جائیں گی اور یہ آبادی سے باہر عیدگاہ میں ادا کی جائیں گی۔ ان کے لئے اذان نہیں دی جائے گی۔ اقامت نہیں کہی جائے گی۔ البتہ یہ اعلان کیا جائے گا "باجماعت نماز ہونے لگی ہے"

اس کی وجہ یہ ہے نبی اکرم ﷺ نے یہ نماز آبادی سے باہر ہی پڑھائی تھی۔

ان دونوں رکعات میں نمازِ عید کی طرح بلند آواز میں قرأت کی جائے گی۔

امام شافعی ؒ اور احمد بن حنبل ؒ اسی بات کے قائل ہیں نمازِ عید کی طرح اس میں بھی اضافی تکبیریں کہی جائیں گی۔

امام ان دو رکعات میں قرآن کا جو بھی حصہ چاہے تلاوت کر سکتا ہے تاہم مالکیوں کے نزدیک اس نماز میں پہلی رکعت میں سورہ الاعلیٰ اور دوسری رکعت میں سورہ الشمس کی تلاوت کرنا افضل ہے جبکہ امام ابو یوسف ؒ امام محمد ؒ اور امام احمد بن

1520-اخرجه ابو داؤد في الصلاة، جماع صلاة الاستسقاء و تفريعها (الحديث 1165) بنحوه . و اخرجه الترمذي في الصلاة، باب ما جاء في صلاة الاستسقاء، (الحديث 558 و 559) . واخرجه النسائي في الاستسقاء، باب جلوس الامام على المنبر للاستسقاء (الحديث 1507) و اخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب ما جاء في صلاة الاستسقاء (الحديث 1266) . والحديث عند: النسائي في الاستسقاء، باب الحال التي يستحب للامام ان يكون عليها اذا خرج (الحديث 1505) . تحفة الاشراف (5359) .

حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نماز عید کی طرح ان دو رکعات میں بھی پہلی رکعت میں سورہ اعلیٰ اور دوسری میں سورہ غاشیہ کی تلاوت کرنا مستحب ہے جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے منقول روایت میں یہ بات مذکور ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دو سورتوں کی تلاوت کی تھی۔

شوافع اس بات کے قائل ہیں: پہلی رکعت میں سورہ قٓ اور دوسری رکعت میں سورہ القمر کی تلاوت کی جائے گی۔

نماز استسقاء کے لئے کوئی متعین وقت نہیں ہے یہ عید کے وقت کے ساتھ مخصوص نہیں ہے' تاہم یہ نماز ان اوقات میں ادا نہیں کی جاسکتی جن اوقات میں نماز ادا کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ اس بات پر تمام فقہاء کا اتفاق ہے۔

اس کی وجہ یہ ہے' اس نماز کو ادا کرنے کے لئے وقت کی گنجائش زیادہ ہے' تو پھر اسے کسی ممنوعہ وقت میں ادا کرنا درست نہیں ہوگا۔

سنت یہ ہے' اسے دن کے ابتدائی حصے میں نماز عید کے وقت میں ادا کرلیا جائے۔ نماز استسقاء کے لئے یہ بات مستحب ہے' نیکوکار اور دین دار لوگوں کو ساتھ لے کر جایا جائے کیونکہ ان کی دعا جلدی قبول ہوتی ہے اور روایات سے یہ بات ثابت ہے' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے وسیلے سے بارش کی دعا کی تھی۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت یزید بن اسود جواشی رضی اللہ عنہ کے وسیلے سے بارش کے لئے دعا کی تھی اور ضحاک بن قیس نے بھی ایک مرتبہ ان کے وسیلے سے بارش کے نزول کے لئے دعا کی تھی۔ اس لئے نیک لوگوں کے توسل سے دعا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔*

•••———•••———•••

1521 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اٰدَمَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ اَبِيْ ذِئْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيْمٍ عَنْ عَمِّهٖ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ فَاسْتَسْقٰى فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ جَهَرَ فِيْهِمَا بِالْقِرَاءَةِ .

---

* الفقہ الاسلامی وادلتہ ملخص

1521-اخرجه البخاري في الاستسقاء، باب الجهر بالقراءة في الاستسقاء (الحديث 1024)، وباب كيف حول النبي صلى الله عليه وسلم ظهره الى الناس (الحديث 1025) مطولًا، و اخرجه ابو داؤد في الصلاة، جماع ابواب صلاة الاستسقاء و تفريعها (الحديث 1161 و 1162) مطولًا. واخرجه الترمذي في الصلاة، باب ما جاء في صلاة الاستسقاء (الحديث 556) مطولًا . و اخرجه النسائي في الاستسقاء، تحويل الامام ظهره الى الناس عند الدعاء في الاستسقاء (1508) بنحوه، و باب الصلاة بعد الدعاء (1518) بمعناه، و الحديث عند: البخاري في الاستسقاء، باب الاستسقاء و خروج النبي صلى الله عليه وسلم في الاستسقاء (الحديث 1005)، و باب تحويل الرداء في الاستسقاء (الحديث 1011 و 1012)، وباب الدعاء في الاستسقاء قائمًا (الحديث 1023)، وباب صلاة الاستسقاء ركعتين (الحديث 1026)، وباب الاستسقاء في المصلى (الحديث 1027)، وباب استقبال القبلة في الاستسقاء (الحديث 1028)، و في الدعوات، باب الدعاء مستقبل القبلة (الحديث 6343). و مسلم في صلاة الاستسقاء (الحديث 1 و 2 و 3 و 4) . و ابي داؤد في الصلاة ، جماع ابواب صلاة الاستسقاء و تفريعها (الحديث 1163 و 1164)، و باب في اي وقت يحول رداءه اذا استسقى (الحديث 1166 و 1167) . و النسائي في الاستسقاء، خروج الامام الى المصلى للاستسقاء (الحديث 1504)، و باب الحال التي يستحب للامام ان يكون عليها اذا اخرج (الحديث 1506)، و تقليب الامام الرداء عند الاستسقاء (1509)، و متى يحول الامام رداءه (1510)، و رفع الامام يده (الحديث 1511)، و كم صلاة الاستسقاء (1519) . وابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب ما جاء في صلاة الاستسقاء (الحديث 1267) . تحفة الاشراف (5297) .

☆☆ عباد بن تمیم اپنے چچا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بارش کے نزول کے لیے دعا کی' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعات نماز ادا کی' جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلند آواز میں قرأت کی۔

شرح

مصنف نے اس حدیث کے ذریعے جو استدلال کیا ہے اس کی وضاحت ترجمۃ الباب میں کر دی ہے اور یہ استدلال بالکل واضح ہے' کیونکہ اس کے بعد نقل ہونے والی روایت سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ نماز استسقاء میں بلند آواز میں قرأت کرنا مستحب ہے۔

امام نووی نے ''شرح صحیح مسلم'' میں یہ بات تحریر کی ہے: علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ نماز استسقاء میں بلند آواز میں قرأت کی جائے گی اس طرح ابن بطال نے بھی نماز استسقاء میں بلند آواز میں قرأت کرنے کے مستحب ہونے پر اجماع کا قول نقل کیا ہے۔ باقی اللہ بہتر جانتا ہے۔

•••———•••———•••

15 - باب الْقَوْلِ عِنْدَ الْمَطَرِ

باب: بارش کے وقت پڑھی جانے والی دعا

1522 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مِسْعَرٍ عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ شُرَيْحٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا اُمْطِرَ قَالَ "اللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ صَيِّبًا نَافِعًا" .

☆☆ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: جب بارش نازل ہوتی تھی' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا مانگتے تھے:

''اے اللہ! اسے موسلا دھار اور نفع دینے والی بنا دے''۔

شرح

اس روایت میں یہ بات مذکور ہے کہ بارش کے نزول کے وقت کونسی دعا مانگنی چاہیے؟

دعا کے الفاظ میں پہلا لفظ ''صیب'' ہے یہ لفظ قرآن میں بھی استعمال ہوا ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ قول نقل کیا ہے: اس سے مراد ''بارش'' ہے'

جبکہ علامہ ابن حجر عسقلانی نے ''فتح الباری'' میں یہ بات بیان کی ہے: جمہور بھی اس بات کے قائل ہیں' اس سے مراد بارش ہے۔

جبکہ بعض حضرات کے نزدیک اس لفظ سے مراد بادل ہے اس صورت میں بارش پر اس کا اطلاق مجازی طور پر ہوگا۔

1522-اخرجه ابو داؤد في الادب، باب ما يقول اذا هاجت الريح (الحديث 5099) بنحوه مطولًا . واخرجه النسائي في عمل اليوم و الليلة، ما يقول اذا راى سحابًا مقبلًا (الحديث 914) مطولًا، وما يقول اذا كشفه الله (الحديث 915) مطولًا . و اخرجه ابن ماجه في الدعاء، باب ما يدعو به الرجل اذا راى السحاب و المطر (الحديث 3889) مطولًا . تحفة الاشراف (16146) .

اس کے بعد دعا کے الفاظ میں بارش کے لئے "نافع" استعمال ہوا ہے یعنی بارش ایسی ہونی چاہیے جس کے ساتھ فائدہ حاصل ہو نفع حاصل ہوتا ہے کیونکہ بعض اوقات بارشیں ایسی صورت بھی اختیار کر جاتی ہیں جس کے ذریعے لوگوں کو ضرر لاحق ہوتا ہے۔

امام نسائی نے سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے یہاں جو روایت نقل کی ہے یہ مختصر ہے۔
سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے تفصیلی روایت یہ منقول ہے۔
وہ بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب آسمان پر بادل آتا دیکھتے تو اپنے کام کو ترک کر دیتے تھے اگر نماز پڑھ رہے ہوتے تو اسے بھی ترک کر دیتے تھے پھر اگر اللہ تعالیٰ اس بادل کو ختم کر دیتا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرتے تھے اگر بارش شروع ہو جاتی تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا کرتے تھے۔
"اے اللہ تو اسے ایسی عطا بنا دے جو نفع دینے والی ہو"۔

ایک روایت میں یہ بات منقول ہے سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی بادل دیکھتے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کا رنگ تبدیل ہو جاتا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اندر باہر تشریف لے جاتے تھے ادھر سے ادھر آتے جاتے تھے لیکن جب بارش شروع ہو جاتی تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بے چینی ختم ہو جاتی ہے۔

سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں ایک مرتبہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس کیفیت کا تذکرہ کیا اور اس کی وجہ دریافت کی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمہیں کیا پتہ؟ ہو سکتا ہے یہ ویسا ہی ہو جس کے بارے میں ہود کی قوم نے کہا تھا:

"جب ان لوگوں نے بادل کو اپنی وادی کی طرف آتے ہوئے دیکھا تو بولے یہ بادل ہم پر بارش نازل کرے گا لیکن یہ تو وہ عذاب تھا جس کے جلد نازل کرنے کا تم نے تقاضا کیا تھا وہ ایسی ہوا تھی جس میں دردناک عذاب تھا"۔
(الاحقاف آیت 24)

•••———•••———•••

16 - باب كَرَاهِيَةِ الْإِسْتِمْطَارِ بِالْكَوْكَبِ

باب: ستاروں سے بارش طلب کرنے کا حرام ہونا؟؟

1523 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ سَوَّادِ بْنِ الْاَسْوَدِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ مَا اَنْعَمْتُ عَلٰى عِبَادِیْ مِنْ نِعْمَةٍ اِلَّا اَصْبَحَ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ بِهَا كَافِرِيْنَ يَقُوْلُوْنَ الْكَوْكَبُ بِالْكَوْكَبِ"

1523- اخرجه مسلم في الايمان، باب بيان كفر من قال مطرنا بالنوء (الحديث 126) . واخرجه النسائي في عمل اليوم والليلة، نوع آخر من القول عند المطر (الحديث 923) . تحفة الاشراف (14113) .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:
اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے میں جب اپنے بندوں پر کوئی نعمت نازل کرتا ہوں تو ان میں سے کچھ لوگ اس کا انکار کر دیتے ہیں اور وہ یہ کہتے ہیں: فلاں ستارے کی وجہ سے فلاں ستارے کی وجہ سے (یہ نعمت حاصل ہوئی ہے)۔

شرح
یہاں ترجمۃ الباب میں امام نسائی نے جو لفظ "کراہت" ذکر کیا ہے اس سے مراد "حرام ہونا" ہے کیونکہ اسلاف کا یہ معمول تھا کہ وہ لفظ کراہت کے ذریعے حرام ہونا مراد لیتے تھے۔
قرآن مجید میں بھی اللہ تعالیٰ نے حرام چیزوں کا ذکر کیا ہے جن میں شرک کسی کو قتل کرنے یتیم کا مال کھانے وغیرہ کا ذکر کرنے کے بعد ارشاد فرمایا۔
"ان میں ہر ایک چیز تمہارے پروردگار کے نزدیک مکروہ ہے"۔ (الاسراء آیت 38)
تو یہاں بھی مکروہ سے مراد حرام ہونا ہے البتہ متاخرین فقہاء اور اصولیین بعض اوقات لفظ کراہت کو مکروہ تنزیہی پر محمول کر لیتے ہیں۔
یہ حدیث حدیث قدسی ہے کیونکہ اس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے الفاظ نقل کیے ہیں۔
اس حدیث میں جو چیزیں ذکر کی گئی ہیں اس کی وجہ یہ ہے: زمانہ جاہلیت میں کچھ لوگ یہ سمجھتے تھے کہ فلاں ستارے کی وجہ سے بارش نازل ہوتی ہے ان میں سے کچھ لوگ یہ سمجھتے تھے کہ وہ ستارہ فی نفسہ بارش کے نزول میں اثر انداز ہوتا ہے اور بعض یہ سمجھتے تھے کہ یہ بارش کے نزول کی علامت ہے تو شریعت نے ان کے اس قول کو غلط قرار دیا اور اسے کفر قرار دیا ہے۔
اگر کوئی شخص یہ سمجھتا ہے کہ اس ستارے کی وجہ سے بارش ہوئی ہے تو ایسا سوچنا کفر ہے جس میں شرک کا مفہوم پایا جاتا ہے لیکن اگر کوئی شخص یہ سمجھتا ہے کہ تجربے سے یہ بات ثابت ہے کہ اگر فلاں ستارہ نمودار ہو جائے تو بارش ہو جایا کرتی ہے تو یہ چیز شرک نہیں ہوگی۔
البتہ اس طرز عمل پر کفر کا اطلاق کیا جا سکے گا اور اس سے مراد نعمت کا انکار ہوگا۔

•••———•••———•••

1524 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ مُطِرَ النَّاسُ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "اَلَمْ تَسْمَعُوْا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمُ اللَّيْلَةَ

1524- اخرجه البخاري في الاذان، باب يستقبل الامام الناس اذا سلم (الحديث 846) بمعناه، و في الاستسقاء، باب قول الله تعالى (و تجعلون رزقكم انكم تكذبون) (الحديث 1038) بمعناه، و في المغازي، باب غزوة الحديبية (الحديث 4147) بمعناه، واخرجه مسلم في الايمان، باب بيان كفر من قال مطرنا بالنوء (الحديث 125) بمعناه . واخرجه ابو داؤد في الطب، باب في النجوم (الحديث 3906) مختصرًا . و اخرجه النسائي في عمل اليوم و الليلة، نوع آخر من القول عند المطر (الحديث 924) . والحديث عند: البخاري في التوحيد، باب قول الله تعالى (يريدون ان يبدلوا كلام الله) (الحديث 7503) . تحفة الاشراف (3757) .

قَالَ مَا اَنْعَمْتُ عَلٰی عِبَادِیْ مِنْ نِعْمَةٍ اِلَّا اَصْبَحَ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ بِهَا كَافِرِيْنَ يَقُوْلُوْنَ مُطِرْنَا بِنَوْءِ كَذَا وَكَذَا فَاَمَّا مَنْ اٰمَنَ بِیْ وَحَمِدَنِیْ عَلٰی سُقْيَایَ فَذٰلِكَ الَّذِیْ اٰمَنَ بِیْ وَكَفَرَ بِالْكَوْكَبِ وَمَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِنَوْءِ كَذَا وَكَذَا فَذَاكَ الَّذِیْ كَفَرَ بِیْ وَاٰمَنَ بِالْكَوْكَبِ".

☆☆ حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ اقدس میں بارش نازل ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

کیا تم لوگوں نے نہیں سنا' تمہارے پروردگار نے گزشتہ رات کیا ارشاد فرمایا ہے؟ اس نے فرمایا ہے:

''میں اپنے بندوں پر جب بھی کوئی نعمت نازل کرتا ہوں' تو ان میں سے کچھ لوگ اس کا انکار کرتے ہوئے یہ کہتے ہیں: ہم پر فلاں اور فلاں ستارے کی وجہ سے بارش نازل ہوئی ہے' لیکن جو شخص مجھ پر ایمان رکھتا ہے' وہ میری حمد بیان کرتا ہے' کیونکہ میں نے انہیں سیراب کیا ہے' تو یہ وہ شخص ہے' جس نے مجھ پر ایمان رکھا اور ستارے کا انکار کیا اور جو شخص یہ کہتا ہے: فلاں اور فلاں ستارے کی وجہ سے ہم پر بارش نازل ہوئی ہے' تو یہ ایسا شخص ہے' جو میرا انکار کرتا ہے اور ستاروں پر ایمان رکھتا ہے''۔

1525 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْعَلَاءِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَمْرٍو عَنْ عَتَّابِ بْنِ حُنَيْنٍ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَوْ اَمْسَكَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ الْمَطَرَ عَنْ عِبَادِهٖ خَمْسَ سِنِيْنَ ثُمَّ اَرْسَلَهٗ لَاَصْبَحَتْ طَائِفَةٌ مِّنَ النَّاسِ كَافِرِيْنَ يَقُوْلُوْنَ سُقِيْنَا بِنَوْءِ الْمِجْدَحِ".

☆☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

اگر اللہ تعالیٰ پانچ سالوں تک اپنے بندوں پر بارش نازل نہ کرے اور پھر (پانچ سال گزرنے کے بعد) بارش نازل کرے تو کچھ لوگ کفر کرتے ہوئے یہ کہتے ہیں:

''ہم پر مجدح ستارے کی وجہ سے بارش نازل ہوئی ہے''۔

17 - باب مَسْاَلَةِ الْاِمَامِ رَفْعَ الْمَطَرِ اِذَا خَافَ ضَرَرَهٗ

باب: جب نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو' تو امام کا بارش ختم ہونے کی دعا مانگنا

1526 - اَخْبَرَنَا عَلِیُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قُحِطَ الْمَطَرُ عَامًا فَقَامَ بَعْضُ الْمُسْلِمِيْنَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ يَوْمِ جُمُعَةٍ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قُحِطَ الْمَطَرُ وَاَجْدَبَتِ الْاَرْضُ وَهَلَكَ الْمَالُ. قَالَ فَرَفَعَ يَدَيْهِ وَمَا نَرٰی فِی السَّمَآءِ سَحَابَةً فَمَدَّ يَدَيْهِ حَتّٰی رَاَيْتُ بَيَاضَ اِبْطَيْهِ يَسْتَسْقِی اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ - قَالَ - فَمَا صَلَّيْنَا الْجُمُعَةَ حَتّٰی اَهَمَّ الشَّابَّ الْقَرِيْبَ الدَّارِ الرُّجُوْعُ اِلٰی اَهْلِهٖ

1525-اخرجه النسائی فی عمل اليوم الليلة، نوع آخر من القول عند المطر (الحديث 925) . تحفة الاشراف (4148) .

1526-انفرد به النسائی . تحفة الاشراف (596) .

فَدَامَتْ جُمُعَةً فَلَمَّا كَانَتِ الْجُمُعَةُ الَّتِیْ تَلِيْهَا قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تَهَدَّمَتِ الْبُيُوْتُ وَاحْتَبَسَ الرُّكْبَانُ. قَالَ فَتَبَسَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِسُرْعَةِ مَلَالَةِ ابْنِ اٰدَمَ وَقَالَ بِيَدَيْهِ "اللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا". فَتَكَشَّطَتْ عَنِ الْمَدِيْنَةِ.

☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ سال بھر بارش نہ ہونے کی وجہ سے قحط نمودار ہو گیا تو ایک مسلمان نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جمعہ کے دن حاضر ہوا اور اس نے عرض کی: یارسول اللہ! بارش نہ ہونے کی وجہ سے قحط ہو گیا ہے اور زمین میں خشک سالی ہو گئی ہے' مویشی ہلاکت کا شکار ہو رہے ہیں۔

راوی کہتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ بلند کیے' اس وقت ہمیں آسمان میں بادل کا کوئی ٹکڑا دکھائی نہیں دے رہا تھا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھوں کو پھیلا دیا' یہاں تک کہ ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگی' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے بارش کے نزول کی دعا کی۔

راوی کہتے ہیں: ابھی ہم نے جمعے کی نماز ادا نہیں کی تھی (کہ اتنی تیز بارش ہونا شروع ہو گئی) کہ جس نوجوان کا گھر مسجد کے قریب تھا' اس کے لیے بھی اپنے گھر واپس جانا مشکل ہو گیا' پھر پورا ہفتہ بارش ہوتی رہی' یہاں تک کہ جب اگلا جمعہ آیا' تو لوگوں نے عرض کی: یارسول اللہ! گھر گر رہے ہیں اور سوار سفر کرنے کے قابل نہیں رہے ہیں۔

راوی کہتے ہیں: تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے اتنی تیزی سے ملول ہونے پر مسکرا دیئے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھوں کے ذریعے (دعا مانگتے ہوئے) کہا: اے اللہ! ہمارے آس پاس کے علاقوں پر ہو' ہم پر نہ ہو۔

(راوی کہتے ہیں:) تو مدینہ منورہ سے بادل چھٹ گیا۔

18 - باب رَفْعِ الْاِمَامِ يَدَيْهِ عِنْدَ مَسْاَلَةِ اِمْسَاكِ الْمَطَرِ

باب: بارش رُکنے کی دعا مانگتے وقت امام کا اپنے ہاتھ بلند کرنا

1527 - اَخْبَرَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ اَنْبَاَنَا اَبُوْ عَمْرٍو الْاَوْزَاعِیُّ عَنْ اِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ اَصَابَ النَّاسَ سَنَةٌ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ عَلَی الْمِنْبَرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَامَ اَعْرَابِیٌّ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلَكَ الْمَالُ وَجَاعَ الْعِيَالُ فَادْعُ اللّٰهَ لَنَا. فَرَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَيْهِ وَمَا نَرٰی فِی السَّمَآءِ قَزَعَةً وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ مَا وَضَعَهَا حَتّٰی ثَارَ سَحَابٌ اَمْثَالُ الْجِبَالِ ثُمَّ لَمْ يَنْزِلْ عَنْ مِنْبَرِهٖ حَتّٰی رَاَيْتُ الْمَطَرَ يَتَحَادَرُ عَلٰی لِحْيَتِهٖ فَمُطِرْنَا يَوْمَنَا ذٰلِكَ وَمِنَ الْغَدِ وَالَّذِیْ يَلِيْهِ حَتَّی الْجُمُعَةِ الْاُخْرٰی فَقَامَ ذٰلِكَ الْاَعْرَابِیُّ اَوْ قَالَ غَيْرُهٗ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تَهَدَّمَ الْبِنَاءُ وَغَرِقَ الْمَالُ فَادْعُ اللّٰهَ لَنَا. فَرَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَيْهِ

1527-اخرجه البخاری فی الجمعة، باب الاستسقاء فی الخطبة يوم الجمعة (الحديث 933)، و باب من تمطر فی المطر حتی يتحادر علی لحيته (الحديث 1033) . واخرجه مسلم صلاة الاستسقاء، باب الدعاء فی الاستسقاء (الحديث 9) بنحوه . والحديث عند البخاری فی الاستسقاء، باب ما قيل ان النبی صلی الله عليه وسلم لم يحول رداءه فی الاستسقاء يوم الجمعة (الحديث 1018) تحفة الاشراف (174) .

فَقَالَ "اللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا". فَمَا يُشِيرُ بِيَدِهِ إِلٰى نَاحِيَةٍ مِّنَ السَّحَابِ إِلَّا انْفَرَجَتْ حَتّٰى صَارَتِ الْمَدِينَةُ مِثْلَ الْجَوْبَةِ وَسَالَ الْوَادِيُ وَلَمْ يَجِئْ أَحَدٌ مِّنْ نَّاحِيَةٍ إِلَّا أَخْبَرَ بِالْجَوْدِ.

☆☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ کے زمانہ اقدس میں لوگوں کو قحط سالی لاحق ہوگئی ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ جمعہ کے دن منبر پر خطبہ دے رہے تھے' ایک دیہاتی کھڑا ہوا' اس نے عرض کی: یارسول اللہ! مویشی ہلاک ہوگئے ہیں' گھر والے بھوکے ہیں' آپ ﷺ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے۔

تو نبی اکرم ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ بلند کیے' اس وقت ہمیں آسمان میں بادل کا کوئی چھوٹا سا ٹکڑا بھی نظر نہیں آرہا تھا اس ذات کی قسم! جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! ابھی آپ ﷺ نے اپنے ہاتھوں کو نیچے نہیں کیا تھا کہ پہاڑوں کی مانند بادل نمودار ہوئے اور ابھی نبی اکرم ﷺ منبر سے نیچے تشریف نہیں لائے تھے کہ میں نے بارش کے قطرے آپ ﷺ کی داڑھی مبارک سے نیچے گرتے ہوئے دیکھے' پھر اس دن اس کے بعد والے دن اس سے اگلے دن' یہاں تک کہ اگلے جمعہ تک مسلسل بارش ہوتی رہی' پھر وہی دیہاتی یا کوئی اور شخص کھڑا ہوا اور اس نے عرض کی: یارسول اللہ! گھر گر رہے ہیں' جانور ڈوب رہے ہیں' آپ ﷺ اللہ تعالیٰ سے ہمارے لیے دعا کیجئے' تو نبی اکرم ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ بلند کیے اور یہ دعا کی:

''اے اللہ! ہمارے آس پاس کے علاقوں پر ہو' ہم پر نہ ہو''۔

(راوی بیان کرتے ہیں:) نبی اکرم ﷺ بادل کے جس کنارے کی طرف اشارہ کرتے تھے' وہ وہاں سے پھٹ جاتا تھا یہاں تک کہ مدینہ منورہ (کا آسمان) بادلوں سے خالی ہوگیا اور ندی بہتی رہی۔ آس پاس کے علاقوں سے جو شخص بھی آیا' اس نے زیادہ بارش کی ہی اطلاع دی۔

شرح

اس حدیث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ لوگ حاکم وقت یا کسی دینی شخصیت سے یہ درخواست کرسکتے ہیں کہ وہ ان کے لئے بارش کے نزول کی دعا کرے اس وقت جب لوگوں کو پریشانی اور قحط کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

اس سے یہ بات ثابت ہوجاتی ہے کہ ایسے نیک لوگ جن کی دعا کی قبولیت کی امید ہو ان سے دعا کی درخواست کی جاسکتی ہے۔

اس حدیث سے بالواسطہ طور پر یہ بات بھی ثابت ہو جاتی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ کے آداب کا خصوصی خیال رکھتے تھے کیونکہ ایک دیہاتی نے نبی اکرم ﷺ سے بارش کے نزول کی درخواست کی تھی۔ اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی اکرم ﷺ سے یہ درخواست نہیں کی تھی۔

اس سے نبی اکرم ﷺ کے معجزے کا بھی اظہار ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کی دعا کو فوراً شرف قبولیت عطا کیا اور اس دعا کا فوراً اثر بھی ظاہر ہوگیا۔

اس سے یہ بات بھی ثابت ہو جاتی ہے کہ ضرر کو دور کرنے کی دعا کرنا توکل کے منافی نہیں ہے اور اس سے یہ بات بھی ثابت ہو جاتی ہے کہ اگر بارش نہ ہو رہی ہو تو نمازِ استسقاء ادا کیے بغیر محض بارش کی دعا مانگنا بھی جائز ہے۔

18 - كِتَابُ صَلَاةِ الْخَوْفِ

نمازِ خوف سے متعلق روایات

امام نسائی نے اس کتاب ''نمازِ خوف (کے بارے میں روایات)'' میں 1 ترجمۃ الباب اور 37 روایات نقل کی ہیں' جبکہ مکررات کو حذف کردیا جائے تو روایات کی تعداد 7 ہوگی۔

1 - باب

باب: بلاعنوان

1528 - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَشْعَثِ بْنِ أَبِي الشَّعْثَاءِ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ ثَعْلَبَةَ بْنِ زَهْدَمٍ قَالَ كُنَّا مَعَ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ بِطَبَرِسْتَانَ وَمَعَنَا حُذَيْفَةُ بْنُ الْيَمَانِ فَقَالَ أَيُّكُمْ صَلّٰى مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الْخَوْفِ فَقَالَ حُذَيْفَةُ أَنَا فَوَصَفَ فَقَالَ صَلّٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الْخَوْفِ بِطَائِفَةٍ رَكْعَةً صَفٌّ خَلْفَهُ وَطَائِفَةٌ أُخْرٰى بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْعَدُوِّ فَصَلّٰى بِالطَّائِفَةِ الَّتِي تَلِيهِ رَكْعَةً ثُمَّ نَكَصَ هٰؤُلَاءِ إِلٰى مَصَافِّ أُولٰئِكَ وَجَاءَ أُولٰئِكَ فَصَلّٰى بِهِمْ رَكْعَةً.

☆☆ ثعلبہ بن زہدم بیان کرتے ہیں' ہم لوگ طبرستان میں سعید بن عاص کے ہمراہ موجود تھے' ہمارے ساتھ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ سعید نے دریافت کیا: آپ حضرات میں سے کسی نے نبی اکرم ﷺ کی اقتداء میں نمازِ خوف ادا کی ہے؟ تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: میں نے' پھر انہوں نے اس کا طریقہ بیان کرتے ہوئے یہ بات بیان کی:

نبی اکرم ﷺ نے ایک گروہ کو نمازِ خوف میں ایک رکعت پڑھائی تھی' اس گروہ نے آپ ﷺ کے پیچھے صف قائم کرلی تھی' جبکہ دوسرا گروہ آپ ﷺ کے اور دشمن کے درمیان میں تھا' جو گروہ آپ ﷺ کے پیچھے تھا' آپ ﷺ نے اسے ایک رکعت نماز پڑھائی' پھر یہ لوگ (دشمن کے مقابلے میں) چلے گئے اور وہ آگئے اور نبی اکرم ﷺ نے انہیں بھی ایک رکعت پڑھا دی۔

شرح

اس حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے امام جلال الدین سیوطی نے یہ بات تحریر کی ہے: امام نووی فرماتے ہیں: امام ابوداؤد

1528- اخرجه ابو داؤد فى الصلاة، باب من قال: يصلى بكل طائفة ركعة ولا يقضون (الحديث 1246) مختصراً وسياتى (الحديث 1529). تحفة الاشراف (3304).

اور دیگر محدثین نے نمازِ خوف کے مختلف طریقے بیان کیے ہیں' جو سولہ کے قریب صورتیں بنتی ہیں۔

خطابی نے یہ بات بیان کی ہے: نمازِ خوف کے مختلف طریقے ہیں' جنہیں نبی اکرم ﷺ نے مختلف اوقات میں مختلف طریقے سے ادا کیا ہے' تاہم ان میں سے ہر ایک طریقے میں نبی اکرم ﷺ نے اس چیز کا خیال رکھا ہے کہ نماز کی ادائیگی کے لئے اور دشمن سے حفاظت کے لئے کون سا طریقہ زیادہ مناسب ہوگا؟ تاہم ظاہری طریقہ کار کے اختلاف کے باوجود معنوی اعتبار سے نمازِ خوف کی ادائیگی متفق ہے۔

یہی وجہ ہے کہ امام احمد بن حنبل نے یہ بات بیان کی ہے: نمازِ خوف سے متعلق تمام تر احادیث مستند طور پر منقول ہیں اور یہ بات جائز ہے کہ ان میں سے مختلف مقامات پر خوف کی شدت کے اعتبار سے اس طریقے کو اختیار کیا گیا ہوگا' تو جو شخص ان میں سے کسی بھی ایک طریقے کے مطابق نماز ادا کر لیتا ہے' تو اس میں کوئی حرج نہیں ہوگا۔*

نمازِ خوف کے اس طریقے کے بارے میں ہم نے اپنی تصنیف ''شرح سنن دار قطنی'' میں روایات تفصیل سے نقل کی ہیں' جنہیں یہاں نقل کرنا فائدے سے خالی نہیں ہوگا۔

نمازِ خوف کے احکام

نمازِ خوف کی مشروعیت

مسئلہ: اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے زمانۂ اقدس میں نمازِ خوف مشروع تھی' لیکن آپ ﷺ کے زمانۂ اقدس کے بعد اس کا حکم باقی ہے؟ تو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس کی مشروعیت اب بھی باقی ہے اور یہی قول صحیح ہے۔ (زاد)

مسئلہ: جب خوف زیادہ ہو جائے تو امام اپنے گروہ کو دو حصوں میں تقسیم کر لے گا' ایک گروہ دشمن کے سامنے رہے گا اور دوسرا امام کی اقتداء میں آ جائے گا۔ (قدوری)

مسئلہ: خوف ہونے کا مطلب یہ ہے: دشمن مسلمانوں کے بالکل سامنے موجود ہو' اور یہ اندیشہ ہو کہ اگر سب لوگ باجماعت نماز ادا کرنے لگ جائیں' تو دشمن اُن پر حملہ کر دے گا۔ (جوہرہ نیرہ)

نمازِ خوف ادا کرنے کا طریقہ

مسئلہ: نمازِ خوف ادا کرنے کا طریقہ یہ ہے: اگر امام اور حاضرین سب مسافر ہیں اور لوگ امام کی اقتداء میں نماز پڑھنے میں جھگڑا نہیں کرتے' تو امام کے لیے افضل یہ ہے: انہیں دو گروہوں میں تقسیم کر دے' ایک گروہ کو یہ حکم دے کہ وہ دشمن کے مقابلے میں کھڑے رہیں اور دوسرے گروہ کے ساتھ پوری نماز ادا کرے' پھر جو گروہ دشمن کے مقابلے میں تھا' اُن میں سے کسی کو حکم دے کہ وہ اُن لوگوں کو پوری نماز پڑھائے۔

---

* سیوطی بر روایت مذکورہ

مسئلہ: لیکن اگر ہر فریق اُسی ایک امام کی اقتداء میں نماز پڑھنا چاہتا ہے' تو امام اپنے ساتھیوں کے دو گروہ بنائے گا' ایک دشمن کے مقابلے میں کھڑا رہے گا اور دوسرا امام کی اقتداء میں ایک رکعت ادا کرے گا' پھر یہ گروہ دشمن کے مقابل میں چلا جائے گا اور دوسرا گروہ دشمن کے گروہ کے مقابل سے امام کی اقتداء میں آ جائے گا۔ امام اتنی دیر بیٹھ کر اُن کا انتظار کرے گا' پھر وہ دوسرے گروہ کو بھی ایک رکعت پڑھا کر تشہد پڑھے گا اور سلام پھیر دے گا۔

مسئلہ: جن لوگوں نے امام کی اقتداء میں نماز ادا کی تھی' وہ سلام نہیں پھیریں گے بلکہ دشمن کے مقابلے میں چلے جائیں گے' پھر پہلا گروہ اپنی نماز کی جگہ پر آ کر ایک رکعت بغیر قرأت کے ادا کر لے گا' ایک رکعت ادا کرنے کے بعد تشہد کی مقدار میں قعدہ کرے گا اور پھر سلام پھیر دے گا اور پھر دشمن کے مقابلے میں چلا جائے گا۔

مسئلہ: دوسرا گروہ اپنی نماز کی جگہ پر آئے گا اور قرأت کے ساتھ ایک رکعت ادا کرے گا۔

مسئلہ: اگر امام اور اُس کے ساتھی دونوں مقیم ہوں' تو چار رکعات نماز ادا کریں گے' ایک گروہ دشمن کے مقابلے میں کھڑا رہے گا اور امام دوسرے گروہ کو دو رکعات نماز پڑھا کر تشہد کی مقدار کے برابر قعدہ کرے گا' پھر یہ گروہ دشمن کے مقابلے میں چلا جائے گا اور جو گروہ دشمن کے مقابلے میں تھا' وہ امام کی اقتداء میں آ جائے گا۔

مسئلہ: اس دوران امام اُن کے آنے کا انتظار کرتا رہے گا' پھر انہیں دو رکعات پڑھائے گا' پھر تشہد پڑھے گا اور سلام پھیر دے گا لیکن دوسرا گروہ سلام نہیں پھیرے گا' بلکہ دشمن کے مقابلے میں چلا جائے گا' پھر پہلے گروہ کے لوگ آ کر قرأت کے بغیر دو رکعات ادا کر کے سلام پھیر دیں گے اور دشمن کے مقابلے میں چلے جائیں گے اور پھر دوسرے گروہ کے لوگ آ کر دو رکعات قرأت کے ساتھ ادا کریں گے۔

مسئلہ: بنیادی اصول یہ ہے: نماز کے دوران ایسے وقت میں پھرنا جب نماز میں پھرنے کا موقع نہ ہو' یہ نماز کو توڑ دیتا ہے' لیکن کسی عمل کو اُس کے موقع پر چھوڑ دینا نماز کو فاسد نہیں کرتا ہے۔ (سراج الوہاج)

مغرب کی نماز' نمازِ خوف کے طور پر ادا کرنا

مسئلہ: مغرب کی نماز کو نمازِ خوف کے طور پر ادا کرتے ہوئے پہلا گروہ امام کی اقتداء میں دو رکعات ادا کرے گا اور دوسرا گروہ ایک رکعت ادا کرے گا۔

مسئلہ: اگر غلطی سے پہلے گروہ نے صرف ایک رکعت امام کی اقتداء میں ادا کر لی اور پھر چلے گئے' پھر دوسرے گروہ نے دو رکعات ادا کر لیں' تو سب لوگوں کی نماز فاسد ہو جائے گی۔

مسئلہ: اگر پہلے گروہ کے افراد نے ایک رکعت ادا کی' پھر وہ لوگ چلے گئے' دوسرے گروہ کے افراد نے ایک رکعت ادا کی اور وہ بھی چلے گئے' پھر پہلے گروہ نے آ کر تیسری رکعت ادا کر لی تو پہلے گروہ کی نماز فاسد ہو گئی اور دوسرے گروہ کی نماز جائز ہو گئی۔

مسئلہ: دوسرے گروہ کے افراد اپنی باقی رہ جانے والی رکعات میں سے ایک رکعت قرأت کے بغیر پڑھیں گے اور ایک

رکعت میں قرأت کریں گے۔

مسئلہ: اگر مغرب کی نماز میں امام اپنے ساتھیوں کے تین گروہ بنالیتا ہے اور ہر گروہ کو ایک رکعت پڑھاتا ہے تو پہلے گروہ کی نماز فاسد ہوگی جبکہ دوسرے اور تیسرے گروہ کی نماز جائز ہوگی۔

مسئلہ: دوسرے گروہ کے افراد دو رکعات قضاء کریں گے اور دوسری رکعت کو قرأت کے بغیر پڑھیں گے جبکہ تیسرے گروہ کے افراد دو رکعات قضاء کریں گے اور ان دونوں میں قرأت کریں گے۔ (جوہرہ نیرہ)

مسئلہ: خوف میں دشمن اور درندے دونوں کے خوف کا برابر کا حکم ہے۔ خوف کی وجہ سے نماز قصر نہیں ہوتی، لیکن نماز کے دوران چلنا جائز ہو جاتا ہے۔ (مضمرات)

نمازِ خوف کے دوران کوئی دوسرا عمل نہیں کیا جاسکتا

مسئلہ: نماز کے دوران دشمن کے ساتھ قتال نہیں کیا جائے گا' اگر نماز کے دوران لڑائی شروع ہو جاتی ہے' تو نماز باطل ہو جائے گی' اس کی وجہ یہ ہے: لڑائی کرنا نماز کے اعمال میں شامل نہیں ہے۔

مسئلہ: اسی طرح اگر کوئی شخص نماز سے واپس جاتے وقت گھوڑے پر سوار ہو گیا تو بھی نماز فاسد ہو جائے گی۔ (جوہرہ نیرہ)

مسئلہ: دریا میں تیرتے ہوئے یا پیدل چلتے وقت نماز ادا نہیں کی جاسکتی۔ (مضمرات)

مسئلہ: اگر کوئی شخص دشمن کے خوف سے بھاگ کر پیدل جا رہا تھا اور نماز کا وقت آ گیا' وہ نماز کے لیے ٹھہر نہیں سکتا تو ہمارے نزدیک حکم یہ ہے: وہ چلتے ہوئے نماز ادا نہیں کرے گا' بلکہ نماز کو مؤخر کر دے گا۔

مسئلہ: اگر نمازِ خوف کے دوران سہو ہو جاتا ہے' تو دو مرتبہ سجدۂ سہو کرنا واجب ہوگا۔ (محیط)

مسئلہ: اگر خوف اور بھی زیادہ سخت ہو' تو سب لوگ سواری پر الگ' الگ نماز ادا کر لیں گے' رکوع اور سجدہ اشارے سے کریں گے' اگر وہ اس دوران قبلہ کی طرف رخ نہیں کر سکتے تو جس طرف بھی اُن کا رخ ہے اُس طرف ہی منہ کر کے نماز ادا کر لیں گے۔ (ہدایہ)

مسئلہ: خوف کے سخت ہونے سے مراد یہ ہے: دشمن سواری سے اُترنے کی مہلت ہی نہ دے اور لڑائی شدید ہو چکی ہو۔ (جوہرہ نیرہ)

مسئلہ: سوار ہو کر باجماعت نماز ادا نہیں کی جاسکتی۔

مسئلہ: پیدل شخص اگر رکوع کرنے اور سجدہ کرنے پر قادر نہ ہو' تو اشارے کے ساتھ نماز ادا کر لے۔

مسئلہ: سوار اگر دشمن کے پیچھے کھڑا ہو' تو جانور پر نماز ادا نہیں کرے گا' لیکن اگر دشمن اُس کے پیچھے آ رہا ہو' تو جانور پر نماز ادا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (محیط)

مسئلہ: جو شخص سواری سے اتر کر نماز ادا کر سکتا ہو' اگر وہ سواری پر ہی نماز ادا کر لیتا ہے' تو ہمارے نزدیک اُس کی نماز فاسد ہوگی۔ (مضمرات)

مسئلہ: اگر نماز کے دوران خوف کی کیفیت ختم ہو گئی اور دشمن واپس چلا گیا تو نمازِ خوف کو مکمل کرنا جائز نہیں ہے' بلکہ باقی رہ جانے والی نماز کو امن کی حالت میں ادا کرنے والی نماز کی طرح پڑھا جائے گا اور دشمن کے چلے جانے کے بعد جو شخص قبلہ کی طرف سے منہ پھیر لے گا' اُس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔

مسئلہ: نمازِ جمعہ اور نمازِ عیدین کو بھی نمازِ خوف کے طور پر ادا کیا جاسکتا ہے۔

•••———•••———•••

1529 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَشْعَثُ بْنُ سُلَيْمٍ عَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ ثَعْلَبَةَ بْنِ زَهْدَمٍ قَالَ كُنَّا مَعَ سَعِيْدِ بْنِ الْعَاصِي بِطَبَرِسْتَانَ فَقَالَ اَيُّكُمْ صَلّٰى مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الْخَوْفِ فَقَالَ حُذَيْفَةُ اَنَا . فَقَامَ حُذَيْفَةُ فَصَفَّ النَّاسُ خَلْفَهُ صَفَّيْنِ صَفًّا خَلْفَهُ وَصَفًّا مُوَازِيَ الْعَدُوِّ فَصَلّٰى بِالَّذِيْ خَلْفَهُ رَكْعَةً ثُمَّ انْصَرَفَ هٰؤُلَاءِ اِلٰى مَكَانِ هٰؤُلَاءِ وَجَآءَ اُولٰٓئِكَ فَصَلّٰى بِهِمْ رَكْعَةً وَّلَمْ يَقْضُوْا .

☆☆ ثعلبہ بن زہدم بیان کرتے ہیں' ہم لوگ سعید بن عاصی کے ہمراہ طبرستان میں موجود تھے' انہوں نے دریافت کیا: آپ حضرات میں سے کس نے نبی اکرم ﷺ کی اقتداء میں نمازِ خوف ادا کی ہے؟ تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: میں نے۔ پھر حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے' لوگوں نے ان کے پیچھے دو صفیں قائم کر لیں' ایک صف ان کے پیچھے تھی اور دوسری صف دشمن کے مقابلے میں تھی' پھر جو لوگ ان کے پیچھے تھے' انہیں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ایک رکعت نماز پڑھائی' پھر یہ لوگ دوسرے لوگوں کی جگہ چلے گئے اور وہ لوگ آ گئے' تو انہیں بھی ایک رکعت پڑھائی' ان حضرات نے بعد میں اس کی قضاء نہیں کی۔

1530 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنِي الرُّكَيْنُ بْنُ الرَّبِيْعِ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ حَسَّانَ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ صَلَاةِ حُذَيْفَةَ .

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے' جو حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول ہے' اس میں بھی نمازِ خوف کا وہی طریقہ بیان کیا گیا ہے' جو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے۔

1531 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ الْاَخْنَسِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ فَرَضَ اللّٰهُ الصَّلَاةَ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْحَضَرِ اَرْبَعًا وَّفِي السَّفَرِ رَكْعَتَيْنِ وَفِي الْخَوْفِ رَكْعَةً .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی زبانی حضر کے دوران تم پر چار رکعات اور سفر کے دوران دو رکعات اور خوف کی حالت میں ایک رکعت فرض کی ہے۔

1529- الحديث (1528) .

1530- انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (3734) .

1531- تقدم (الحديث 455) .

1532 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنِي اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِي الْجَهْمِ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى بِذِيْ قَرَدٍ وَّصَفَّ النَّاسُ خَلْفَهُ صَفَّيْنِ صَفًّا خَلْفَهُ وَصَفًّا مُوَازِيَ الْعَدُوِّ فَصَلّٰى بِالَّذِيْنَ خَلْفَهُ رَكْعَةً ثُمَّ انْصَرَفَ هٰؤُلَاءِ اِلٰى مَكَانِ هٰؤُلَاءِ وَجَآءَ اُولٰٓئِكَ فَصَلّٰى بِهِمْ رَكْعَةً وَّلَمْ يَقْضُوْا .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ''ذی قرد'' کے مقام پر نماز ادا کی لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے دو صفیں بنا دیں' ایک صف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے کھڑی ہوگئی اور دوسری صف دشمن کے مقابلے میں کھڑی ہوگئی تو جو لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے کھڑے ہوگئے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ایک رکعت نماز پڑھائی' پھر یہ لوگ دوسرے لوگوں کی جگہ پر چلے گئے' اور وہ لوگ آ گئے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بھی ایک رکعت پڑھا دی' ان حضرات نے اس نماز کی قضا نہیں کی۔

1533 - اَخْبَرَنِيْ عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيدِ بْنِ كَثِيرٍ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنِ الزُّبَيْدِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ قَالَ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَامَ النَّاسُ مَعَهُ فَكَبَّرَ وَكَبَّرُوْا ثُمَّ رَكَعَ وَرَكَعَ اُنَاسٌ مِّنْهُمْ ثُمَّ سَجَدَ وَسَجَدُوْا ثُمَّ قَامَ اِلَى الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ فَتَاَخَّرَ الَّذِيْنَ سَجَدُوْا مَعَهُ وَحَرَسُوا اِخْوَانَهُمْ وَاَتَتِ الطَّائِفَةُ الْاُخْرٰى فَرَكَعُوْا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَجَدُوْا وَالنَّاسُ كُلُّهُمْ فِيْ صَلَاةٍ يُكَبِّرُوْنَ وَلٰكِنْ يَحْرُسُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے' لوگ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ کھڑے ہوگئے' پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تکبیر کہی' لوگوں نے بھی تکبیر کہی' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رکوع میں چلے گئے' تو کچھ لوگ رکوع میں چلے گئے' پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سجدے میں چلے گئے' تو وہ لوگ سجدے میں بھی چلے گئے' پھر جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دوسری رکعت کے لیے کھڑے ہوئے' تو جن لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ سجدہ کیا تھا' وہ لوگ پیچھے ہٹ گیا اور اپنے بھائیوں کی حفاظت کرنے لگے' اور دوسرا گروہ آ گیا۔ ان لوگوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ رکوع کیا اور سجدہ کیا' سب لوگوں نے ایک ہی نماز ادا کی وہ تکبیریں کہتے رہے' لیکن ایک دوسرے کی حفاظت بھی کرتے رہے۔

1534 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا عَمِّيْ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ عَنِ ابْنِ اِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنِيْ دَاوُدُ بْنُ الْحُصَيْنِ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَا كَانَتْ صَلَاةُ الْخَوْفِ اِلَّا سَجْدَتَيْنِ كَصَلَاةِ [illegible] كُمْ هٰؤُلَاءِ الْيَوْمَ خَلْفَ اَئِمَّتِكُمْ هٰؤُلَاءِ اِلَّا اَنَّهَا كَانَتْ عُقَبًا قَامَتْ طَائِفَةٌ مِّنْهُمْ وَهُمْ جَمِيْعًا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَجَدَتْ مَعَهُ طَائِفَةٌ مِّنْهُمْ ثُمَّ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَامُوْا مَعَهُ جَمِيْعًا ثُمَّ رَكَعَ وَرَكَعُوْا مَعَهُ جَمِيْعًا ثُمَّ سَجَدَ فَسَجَدَ مَعَهُ الَّذِيْنَ كَانُوْا قِيَامًا اَوَّلَ مَرَّةٍ فَلَمَّا جَلَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى

1532-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (5862) .

1533-اخرجه البخاري في الخوف، باب يحرس بعضهم بعضًا في صلاة الخوف (الحديث 944) بنحوه . تحفة الاشراف (5847) .

1534-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (6078) .

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْنَ سَجَدُوْا مَعَهُ فِيْ اٰخِرِ صَلَاتِهِمْ سَجَدَ الَّذِيْنَ كَانُوْا قِيَامًا لِاَنْفُسِهِمْ ثُمَّ جَلَسُوْا فَجَمَعَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالتَّسْلِيْمِ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نماز خوف میں دو سجدے یا دو رکعات ہوتی ہیں' جس طرح آج کل حکمرانوں کے پیچھے کھڑے ہونے والے سپاہی نماز ادا کرتے ہیں' البتہ آج کل یہ ہوتا ہے' کچھ سپاہی پیچھے کھڑے رہتے ہیں' جبکہ صحابہ کرام سارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز ادا کرتے تھے' ایک گروہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سجدہ کر لیتا تھا' پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوتے تھے' اور وہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھڑے ہوتے تھے' اور سب کھڑے رہتے تھے' پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رکوع میں جاتے تھے' اور لوگ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رکوع میں چلے جاتے تھے' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدے میں جاتے تھے' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وہ لوگ سجدے میں جاتے تھے جو پہلی مرتبہ قیام کی حالت میں رہے تھے' پھر جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہو جاتے تھے' تو جن لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دوسری رکعت میں شرکت کی تھی' وہ بھی بیٹھ جاتے تھے' اور اس دوران جو لوگ کھڑے ہوئے ہوتے تھے' وہ اپنی نماز خود مکمل کر لیتے تھے' پھر وہ بھی بیٹھ جایا کرتے تھے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان سب کے ساتھ ایک ہی مرتبہ سلام پھیرتے تھے۔

1535 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ صَالِحِ بْنِ خَوَّاتٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ اَبِيْ حَثْمَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى بِهِمْ صَلَاةَ الْخَوْفِ فَصَفَّ صَفًّا خَلْفَهُ وَصَفًّا مُّصَافُّوا الْعَدُوِّ فَصَلّٰى بِهِمْ رَكْعَةً ثُمَّ ذَهَبَ هٰؤُلَاءِ وَجَآءَ اُولٰٓئِكَ فَصَلّٰى بِهِمْ رَكْعَةً ثُمَّ قَامُوْا فَقَضَوْا رَكْعَةً رَّكْعَةً .

☆☆ حضرت سہل بن ابوحثمہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو نمازِ خوف پڑھائی' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صف اپنے پیچھے قائم کر لی اور ایک صف کو دشمن کے مقابلے میں کھڑا کر دیا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو ایک رکعت نماز پڑھائی' پھر یہ لوگ چلے گئے اور وہ لوگ آ گئے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بھی ایک رکعت نماز پڑھائی' پھر وہ لوگ کھڑے ہو گئے' انہوں نے اپنی اپنی ایک ایک رکعت ادا کر لی۔

1536 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَّالِكٍ عَنْ يَّزِيْدَ بْنِ رُوْمَانَ عَنْ صَالِحِ بْنِ خَوَّاتٍ عَمَّنْ صَلّٰى مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ

1535-اخرجه البخاري في المغازي، باب غزوة ذات الرقاع (الحديث 4129) بمعناه و (الحديث 4131) بمعناه مطولاً . و اخرجه مسلم في صلاة المسافرين و قصرها، باب صلاة الخوف (الحديث 309) بمعناه، (الحديث 310) بنحوه . و اخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب من قال: يقوم صف مع الامام و صف و جاه العدو فيصلي بالذين يلونه ركعة ثم يقوم قائمًا حتى يصلي الذين معه ركعة آخرى ثم ينصرفون فيصفون و جاه العدو و تجيء الطائفة الاخرى فيصلي بهم ركعة و يثبت جالسًا فيتمون لا نفسهم ركعة اخرى ثم يسلم بهم جميعًا (الحديث 1237) بمعناه، و باب من قال: اذا صلى ركعة و ثبت قائمًا اتموا لانفسهم ركعة ثم سلموا ثم انصرفوا فكانوا و جاه العدو و اختلف في السلام (الحديث 1238) بنحوه، و (الحديث 1239) بمعناه . و اخرجه الترمذي في الصلاة، باب ما جاء في صلاة الخوف (الحديث 565) بمعناه مطولاً . و سياتي (الحديث 1536) بنحوه، و (الحديث 1552) . و اخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب ما جاء في صلاة الخوف (الحديث 1259) بمعناه مطولاً . تحفة الاشراف (4645) .

1536-تقدم (الحديث 1535) .

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ ذَاتِ الرِّقَاعِ صَلَاةَ الْخَوْفِ اَنَّ طَائِفَةً صَفَّتْ مَعَهُ وَطَائِفَةً وُجَاهَ الْعَدُوِّ فَصَلّٰى بِالَّتِيْ مَعَهُ رَكْعَةً ثُمَّ ثَبَتَ قَائِمًا وَّاَتَمُّوْا لِاَنْفُسِهِمْ ثُمَّ انْصَرَفُوْا فَصَفُّوْا وُجَاهَ الْعَدُوِّ وَجَاءَتِ الطَّائِفَةُ الْاُخْرٰى فَصَلّٰى بِهِمُ الرَّكْعَةَ الَّتِيْ بَقِيَتْ مِنْ صَلَاتِهٖ ثُمَّ ثَبَتَ جَالِسًا وَّاَتَمُّوْا لِاَنْفُسِهِمْ ثُمَّ سَلَّمَ بِهِمْ ۔

☆☆ صالح بن خوات اس صحابی کے حوالے سے یہ روایت نقل کرتے ہیں' جنہوں نے غزوہ ذات الرقاع کے روز نبی اکرم ﷺ کی اقتداء میں نمازِ خوف ادا کی تھی (وہ صحابی بیان کرتے ہیں:) ایک گروہ نے آپ ﷺ کے ساتھ صف قائم کر لی تھی اور دوسرا گروہ دشمن کے مقابلے میں موجود رہا تھا' پھر جو لوگ آپ ﷺ کے پیچھے کھڑے ہو گئے تھے آپ ﷺ نے انہیں ایک رکعت نماز پڑھائی' پھر آپ ﷺ کھڑے رہے' ان لوگوں نے اپنی نماز مکمل کر لی' پھر وہ لوگ چلے گئے اور دشمن کے مقابلے میں انہوں نے صف بنالی' پھر دوسرا گروہ آیا' تو آپ ﷺ نے ان لوگوں کو وہ ایک رکعت پڑھائی جو آپ ﷺ کی نماز کی باقی رہ گئی تھی' پھر آپ ﷺ بیٹھے رہے' ان لوگوں نے اپنی نماز مکمل کی' پھر آپ ﷺ نے ان سب سمیت سلام پھیرا۔

1537 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى بِاِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ رَكْعَةً وَّالطَّائِفَةُ الْاُخْرٰى مُوَاجِهَةُ الْعَدُوِّ ثُمَّ انْطَلَقُوْا فَقَامُوْا فِيْ مَقَامِ اُولٰئِكَ وَجَاءَ اُولٰئِكَ فَصَلّٰى بِهِمْ رَكْعَةً اُخْرٰى ثُمَّ سَلَّمَ عَلَيْهِمْ فَقَامَ هٰؤُلَاءِ فَقَضَوْا رَكْعَتَهُمْ وَقَامَ هٰؤُلَاءِ فَقَضَوْا رَكْعَتَهُمْ ۔

☆☆ سالم اپنے والد حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ایک گروہ کو ایک رکعت پڑھائی' اس وقت دوسرا گروہ دشمن کے مقابلے میں تھا' پھر یہ لوگ چلے گئے اور ان دوسرے لوگوں کی جگہ جا کر کھڑے ہو گئے اور وہ لوگ آ گئے' نبی اکرم ﷺ نے انہیں دوسری رکعت پڑھائی' پھر آپ ﷺ نے ان سب سمیت سلام پھیرا' پھر یہ لوگ کھڑے ہوئے اور انہوں نے اپنی رہ جانے والی رکعت ادا کی' پھر وہ لوگ کھڑے ہوئے اور انہوں نے بھی اپنی باقی رہ جانے والی رکعت ادا کی۔

1538 - اَخْبَرَنِيْ كَثِيْرُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ بَقِيَّةَ عَنْ شُعَيْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ قَالَ حَدَّثَنِيْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ غَزَوْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِبَلَ نَجْدٍ فَوَازَيْنَا الْعَدُوَّ وَصَافَفْنَاهُمْ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ بِنَا فَقَامَتْ طَائِفَةٌ مِّنَّا مَعَهُ وَاَقْبَلَ طَائِفَةٌ عَلَى الْعَدُوِّ فَرَكَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ مَعَهُ رَكْعَةً وَّسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ انْصَرَفُوْا فَكَانُوْا مَكَانَ اُولٰئِكَ الَّذِيْنَ لَمْ يُصَلُّوْا وَجَاءَتِ الطَّائِفَةُ الَّتِيْ لَمْ تُصَلِّ فَرَكَعَ بِهِمْ رَكْعَةً وَّسَجْدَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ كُلُّ رَجُلٍ

1537-اخرجه البخاري في المغازي، باب غزوة ذات الرقاع (الحديث 4133) . واخرجه مسلم في صلاة المسافرين و قصرها، باب صلاة الخوف (الحديث 305) بنحوه . و اخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب من قال: يصلي بكل طائفة ركعة ثم يسلم فيقوم كل صف فيصلون لانفسهم ركعة (الحديث 1243) . و اخرجه الترمذي في الصلاة، باب ما جاء في صلاة الخوف (الحديث 564) . تحفة الاشراف (6931) .

1538-اخرجه البخاري في الخوف ، باب صلاة الخوف (الحديث 942) بنحوه و في المغازي ، باب غزوة ذات الرقاع (الحديث 4132) . تحفة الاشراف (6842) .

مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَرَكَعَ لِنَفْسِهٖ رَكْعَةً وَّسَجْدَتَيْنِ ۔

☆☆ سالم بن عبداللہ اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ نجد کی سمت میں ایک جنگی مہم میں شرکت کی' ہم لوگ دشمن کے مدمقابل آ گئے' ہم نے ان کے مقابلے میں صف قائم کر لی' نبی اکرم ﷺ ہمیں نماز پڑھانے کے لیے کھڑے ہوئے' ہم میں سے ایک گروہ آپ ﷺ کی اقتداء میں کھڑا ہو گیا اور دوسرا گروہ دشمن کے مدمقابل رہا۔ نبی اکرم ﷺ اور آپ ﷺ کے ساتھ نماز ادا کرنے والوں نے رکوع کیا' پھر آپ ﷺ نے دو مرتبہ سجدہ کیا' پھر یہ لوگ واپس آ گئے اور دوسرے لوگوں کی جگہ آ کر کھڑے ہو گئے' جنہوں نے ابھی نماز ادا نہیں کی تھی۔ پھر وہ لوگ آ گئے' جنہوں نے نماز ادا نہیں کی تھی۔ نبی اکرم ﷺ نے انہیں ایک رکوع اور دو سجدوں کے ساتھ (ایک رکعت پڑھائی) پھر نبی اکرم ﷺ نے سلام پھیر دیا اور مسلمانوں کا ہر فرد کھڑا ہو گیا اور اس نے ایک رکوع اور دو سجدے (یعنی باقی رہ جانے والی ایک رکعت) اکیلے ادا کی۔

1539 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحِيْمِ الْبَرْقِيُّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يُوْسُفَ قَالَ اَنْبَاَنَا سَعِيْدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ يُحَدِّثُ اَنَّهٗ صَلّٰى صَلَاةَ الْخَوْفِ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَبَّرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَفَّ خَلْفَهٗ طَائِفَةٌ مِّنَّا وَاَقْبَلَتْ طَائِفَةٌ عَلَى الْعَدُوِّ فَرَكَعَ بِهِمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَةً وَّسَجْدَتَيْنِ ثُمَّ انْصَرَفُوْا وَاَقْبَلُوْا عَلَى الْعَدُوِّ وَجَاءَتِ الطَّائِفَةُ الْاُخْرٰى فَصَلُّوْا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَفَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ قَامَ كُلُّ رَجُلٍ مِّنَ الطَّائِفَتَيْنِ فَصَلّٰى لِنَفْسِهٖ رَكْعَةً وَّسَجْدَتَيْنِ ۔

☆☆ ابن شہاب زہری بیان کرتے ہیں' حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے یہ بات بیان کی ہے' انہوں نے نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ نمازِ خوف ادا کی ہے' وہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے تکبیر کہی' ہم میں سے ایک گروہ آپ ﷺ کے پیچھے صف بنا کر کھڑا ہو گیا اور دوسرا گروہ دشمن کے مقابلے میں موجود رہا' نبی اکرم ﷺ نے ان لوگوں کو ایک رکوع اور دو سجدے (یعنی پوری ایک رکعت) پڑھائی' پھر یہ لوگ چلے گئے اور دشمن کے مقابلے میں آ گئے' اور پھر دوسرا گروہ آ گیا' نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ انہوں نے اسی طرح نماز ادا کی' پھر نبی اکرم ﷺ نے سلام پھیر دیا' پھر دونوں گروہوں کا ہر فرد کھڑا ہو گیا اور اس نے باقی رہ جانے والی اکیلے ایک رکعت ادا کی۔

1540 - اَخْبَرَنِيْ عِمْرَانُ بْنُ بَكَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ اَنْبَاَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنِ الْعَلَاءِ وَاَبِيْ اَيُّوْبَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الْخَوْفِ قَامَ فَكَبَّرَ فَصَلّٰى خَلْفَهٗ طَائِفَةٌ مِّنَّا وَطَائِفَةٌ مُّوَاجِهَةَ الْعَدُوِّ فَرَكَعَ بِهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَةً وَّسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ انْصَرَفُوْا وَلَمْ يُسَلِّمُوْا وَاَقْبَلُوْا عَلَى الْعَدُوِّ فَصَفُّوْا مَكَانَهُمْ وَجَاءَتِ الطَّائِفَةُ الْاُخْرٰى

1539-انفرد به النسائي . و سياتي (الحديث 1540) . تحفة الاشراف (7448) .

1540-تقدم (الحديث 1539) .

فَصَفُّوا خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى بِهِمْ رَكْعَةً وَّسَجْدَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ اَتَمَّ رَكْعَتَيْنِ وَاَرْبَعَ سَجْدَاتٍ ثُمَّ قَامَتِ الطَّائِفَتَانِ فَصَلّٰى كُلُّ اِنْسَانٍ مِّنْهُمْ لِنَفْسِهِ رَكْعَةً وَّسَجْدَتَيْنِ . قَالَ اَبُوْ بَكْرِ بْنُ السُّنِّيِّ الزُّهْرِيُّ سَمِعَ مِنِ ابْنِ عُمَرَ حَدِيْثَيْنِ وَلَمْ يَسْمَعْ هٰذَا مِنْهُ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز خوف پڑھائی' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے آپ نے تکبیر کہی' ہم میں سے ایک گروہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز ادا کی اور دوسرا گروہ دشمن کے مقابلے میں موجود رہا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ایک رکعت نماز پڑھائی' پھر وہ لوگ چلے گئے' ان لوگوں نے سلام نہیں پھیرا اور دشمن کے مقابلے میں آ گئے اور اس کے سامنے صف بنا کر کھڑے ہو گئے' پھر دوسرا گروہ آیا' ان لوگوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے صف بنائی' پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ایک رکعت نماز پڑھائی' پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیر دیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعات مکمل ادا کر لیں' پھر دونوں گروہ کھڑے ہوئے اور ان میں سے ہر ایک فرد نے الگ سے ایک رکعت ادا کی۔

شیخ ابوبکر بن سنی بیان کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ابن شہاب زہری نے دو احادیث کا سماع کیا ہے لیکن اس حدیث کا سماع نہیں کیا۔

1541 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى بْنُ وَاصِلِ بْنِ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اٰدَمَ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الْخَوْفِ فِيْ بَعْضِ اَيَّامِهِ فَقَامَتْ طَائِفَةٌ مَّعَهُ وَطَائِفَةٌ بِاِزَاءِ الْعَدُوِّ فَصَلّٰى بِالَّذِيْنَ مَعَهُ رَكْعَةً ثُمَّ ذَهَبُوْا وَجَآءَ الْاٰخَرُوْنَ فَصَلّٰى بِهِمْ رَكْعَةً ثُمَّ قَضَتِ الطَّائِفَتَانِ رَكْعَةً رَّكْعَةً .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جنگ کے دوران نماز خوف پڑھائی تھی تو ایک گروہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھڑا ہو گیا تھا' اور دوسرا دشمن کے مقابلے میں کھڑا رہا تھا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھ نماز ادا کرنے والوں کو ایک رکعت پڑھائی' پھر وہ لوگ چلے گئے اور دوسرے لوگ آ گئے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بھی ایک رکعت پڑھائی' پھر دونوں گروہوں نے باقی رہ جانے والی ایک' ایک رکعت ادا کر لی۔

1542 - اَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ فَضَالَةَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيْدَ الْمُقْرِءُ ح وَاَنْبَاَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ قَالَ حَدَّثَنَا حَيْوَةُ وَذَكَرَ اٰخَرَ قَالَا حَدَّثَنَا اَبُو الْاَسْوَدِ اَنَّهُ سَمِعَ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ يُحَدِّثُ عَنْ مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ اَنَّهُ سَاَلَ اَبَا هُرَيْرَةَ هَلْ صَلَّيْتَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الْخَوْفِ فَقَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ نَعَمْ . قَالَ مَتٰى قَالَ عَامَ غَزْوَةِ نَجْدٍ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِصَلَاةِ

1541-اخرجه مسلم في صلاة المسافرين و قصرها، باب صلاة الخوف (الحديث 306) . والحديث عند: البخاري في الخوف، باب صلاة الخوف رجالًا و ركبانًا (الحديث 943) . تحفة الاشراف (8456) .

1542-اخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب من قال: يكبرون جميعًا و ان كانوا مستدبري القبلة ثم يصلي بمن معه ركعة، ثم ياتون مصاف اصحابهم و يجيء الآخرون فيركعون لانفسهم ركعة ثم يصلي بهم ركعة ثم تقبل الطائفة التي كانت مقابل العدو فيصلون لا نفسهم ركعة و الامام قاعد ثم يسلم بهم كلهم جميعًا (الحديث 1240) . تحفة الاشراف (14606) .

الْعَصْرِ فَقَامَتْ مَعَهُ طَائِفَةٌ وَّطَائِفَةٌ اُخْرٰى مُقَابِلَ الْعَدُوِّ وَظُهُوْرُهُمْ اِلَى الْقِبْلَةِ فَكَبَّرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَبَّرُوْا جَمِيْعًا الَّذِيْنَ مَعَهُ وَالَّذِيْنَ يُقَابِلُوْنَ الْعَدُوَّ ثُمَّ رَكَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَةً وَّاحِدَةً وَّرَكَعَتْ مَعَهُ الطَّائِفَةُ الَّتِيْ تَلِيْهِ ثُمَّ سَجَدَ وَسَجَدَتِ الطَّائِفَةُ الَّتِيْ تَلِيْهِ وَالْاٰخَرُوْنَ قِيَامٌ مُّقَابِلَ الْعَدُوِّ ثُمَّ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَامَتِ الطَّائِفَةُ الَّتِيْ مَعَهُ فَذَهَبُوْا اِلَى الْعَدُوِّ فَقَابَلُوْهُمْ وَاَقْبَلَتِ الطَّائِفَةُ الَّتِيْ كَانَتْ مُقَابِلَ الْعَدُوِّ فَرَكَعُوْا وَسَجَدُوْا وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمٌ كَمَا هُوَ ثُمَّ قَامُوْا فَرَكَعَ النَّبِيُّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَةً اُخْرٰى وَرَكَعُوْا مَعَهُ وَسَجَدَ وَسَجَدُوْا مَعَهُ ثُمَّ اَقْبَلَتِ الطَّائِفَةُ الَّتِيْ كَانَتْ مُقَابِلَ الْعَدُوِّ فَرَكَعُوْا وَسَجَدُوْا وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاعِدٌ وَّمَنْ مَّعَهُ ثُمَّ كَانَ السَّلَامُ فَسَلَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَلَّمُوْا جَمِيْعًا فَكَانَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَتَانِ وَلِكُلِّ رَجُلٍ مِّنَ الطَّائِفَتَيْنِ رَكْعَتَانِ رَكْعَتَانِ .

☆☆ مروان بن حکم کے بارے میں یہ بات منقول ہے: ایک مرتبہ اس نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سوال کیا: کیا آپ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نمازِ خوف ادا کی ہے؟ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: جی ہاں! اس نے دریافت کیا: کب؟ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: غزوۂ نجد کے موقع پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز ادا کرنے کے لیے کھڑے ہوئے' ایک گروہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں کھڑا ہو گیا اور دوسرا دشمن کے مقابلے میں موجود رہا' ان کی پشت قبلہ کی طرف تھی' پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تکبیر کہی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز ادا کرنے والے سب افراد نے بھی تکبیر کہی اور جو لوگ دشمن کے سامنے موجود تھے انہوں نے بھی تکبیر کہی' پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رکوع میں چلے گئے' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز ادا کرنے والا رکوع میں چلا گیا' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدے میں چلے گئے' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز ادا کرنے والا گروہ سجدے میں چلا گیا' جبکہ دوسرے لوگ قیام کی حالت میں دشمن کے مدمقابل موجود تھے' پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نماز ادا کرنے والا گروہ بھی کھڑا ہو گیا' پھر یہ لوگ دشمن کے مدمقابل جا کر کھڑے ہو گئے اور دوسرا گروہ آ گیا جو پہلے دشمن کے مدمقابل کھڑا تھا' پھر ان لوگوں نے رکوع بھی کیا اور سجدہ بھی کیا' جبکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قیام کی حالت میں رہے' جیسے پہلے تھے' پھر جب وہ لوگ کھڑے ہوئے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی دوسری رکعت کے رکوع میں چلے گئے' وہ لوگ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں رکوع میں چلے گئے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سجدے میں گئے' تو وہ لوگ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سجدے میں چلے گئے' پھر وہ گروہ آیا جو دشمن کے مقابلے میں تھا' انہوں نے ایک مرتبہ رکوع کیا اور سجدے کیے' جبکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس دوران بیٹھے رہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز ادا کرنے والے لوگ بھی بیٹھے رہے' پھر جب سلام پھیرنے کا وقت آیا' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیرا اور ان سب لوگوں نے بھی سلام پھیرا' یوں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی دو رکعات ادا کیں اور دونوں گروہوں کے ہر ایک فرد نے بھی دو' دو رکعات ادا کیں۔

1543 - اَخْبَرَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيْمِ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ

(1543)اخرجه الترمذي في تفسير القرآن، باب (ومن سورة النساء) (الحديث 3035) . تحفة الاشراف (13566) .

عبيد الهنائي قال حدثنا عبد الله بن شقيق قال حدثنا ابو هريرة قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم نازلا بين ضجنان وعسفان محاصر المشركين فقال المشركون ان لهؤلاء صلاة هي احب اليهم من ابنائهم وابكارهم اجمعوا امركم ثم ميلوا عليهم ميلة واحدة فجاء جبريل عليه السلام فامره ان يقسم اصحابه نصفين فيصلي بطائفة منهم وطائفة مقبلون على عدوهم قد اخذوا حذرهم واسلحتهم فيصلي بهم ركعة ثم يتاخر هؤلاء ويتقدم اولئك فيصلي بهم ركعة تكون لهم مع النبي صلى الله عليه وسلم ركعة ركعة وللنبي صلى الله عليه وسلم ركعتان .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ضجنان اور عسفان کے درمیان ایک جگہ پڑاؤ کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین کا محاصرہ کیا ہوا تھا' مشرکین نے کہا: ان لوگوں کے نزدیک نماز ادا کرنا ان کی اولاد اور کنواری عورتوں سے بھی زیادہ محبوب ہے' اس لیے تم لوگ اپنی تیاری رکھو اور پھر ایک ہی مرتبہ ان پر حملہ کر دینا (یعنی اس وقت جب یہ لوگ نماز ادا کر رہے ہوں) تو جبریل علیہ السلام آئے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ کہا کہ آپ اپنے اصحاب کو دو گروہوں میں تقسیم کر دیں' ان میں سے ایک گروہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھائیں اور دوسرا گروہ دشمن کے مقابلے میں موجود رہے' وہ لوگ اپنی حفاظت کا سامان اور اپنا اسلحہ تیار رکھیں' آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں کو ایک رکعت پڑھائیں' پھر وہ لوگ پیچھے ہٹ جائیں اور دوسرے لوگ آگے آ جائیں' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں بھی ایک رکعت پڑھائیں' یوں ان لوگوں کی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں ایک رکعت ہوگی اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دو رکعات ہو جائیں گی۔

1544 - اخبرنا ابراهيم بن الحسن عن حجاج بن محمد عن شعبة عن الحكم عن يزيد الفقير عن جابر بن عبد الله ان رسول الله صلى الله عليه وسلم صلى بهم صلاة الخوف فقام صف بين يديه وصف خلفه صلى بالذين خلفه ركعة وسجدتين ثم تقدم هؤلاء حتى قاموا في مقام اصحابهم وجاء اولئك فقاموا مقام هؤلاء وصلى بهم رسول الله صلى الله عليه وسلم ركعة وسجدتين ثم سلم فكانت للنبي صلى الله عليه وسلم ركعتان ولهم ركعة .

☆☆ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں نمازِ خوف پڑھائی تو ایک صف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے کی طرف کھڑی ہوگئی اور ایک صف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے کی طرف کھڑی ہوگئی' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو نماز پڑھائی جو آپ کے پیچھے کی طرف تھے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ایک رکعت پڑھائی' پھر وہ لوگ آگے آ گئے' یہاں تک کہ اپنے ساتھیوں کی جگہ پر کھڑے ہو گئے' پھر یہ لوگ پیچھے چلے گئے اور اپنے ساتھیوں کی جگہ پر جا کر کھڑے ہو گئے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بھی ایک رکعت پڑھائی' پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیر دیا' یوں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دو رکعات ہو گئیں اور ان لوگوں کی ایک رکعت ہوئی۔

1545 - اخبرنا احمد بن المقدام قال حدثنا يزيد بن زريع قال حدثنا عبد الرحمن بن عبد الله

1544-انفرد به النسائي . و سياتي (الحديث 1545) بنحوه، تحفة الاشراف (3142) .

1545-تقدم (الحديث 1544) .

المسعودي قال اتاني يزيد الفقير انه سمع جابر بن عبد الله قال كنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم فاقيمت الصلاة فقام رسول الله صلى الله عليه وسلم وقامت خلفه طائفة وطائفة مواجهة العدو فصلى بالذين خلفه ركعة وسجد بهم سجدتين ثم انهم انطلقوا فقاموا مقام اولئك الذين كانوا في وجه العدو وجاءت تلك الطائفة فصلى بهم رسول الله صلى الله عليه وسلم ركعة وسجد بهم سجدتين ثم ان رسول الله صلى الله عليه وسلم سلم فسلم الذين خلفه وسلم اولئك .

☆☆ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ہم لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے' نماز کے لیے اقامت کہی گئی' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک گروہ کھڑا ہو گیا' جبکہ دوسرا گروہ دشمن کے مدمقابل کھڑا رہا' جو لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے کھڑے ہوئے تھے' آپ نے انہیں ایک رکعت نماز پڑھائی' پھر یہ لوگ چلے گئے اور اپنے ساتھیوں کی جگہ جا کر کھڑے ہو گئے' جو دشمنوں کے مدمقابل موجود تھے' پھر دوسرا گروہ آیا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بھی ایک رکعت نماز پڑھائی' پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیر دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے موجود لوگوں نے اور دوسرے لوگوں نے بھی سلام پھیر دیا۔

1546 - اخبرنا علي بن الحسين الدرهمي واسماعيل بن مسعود قالا حدثنا خالد قال حدثنا عبد الملك بن ابي سليمان عن عطاء عن جابر قال شهدنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم صلاة الخوف فقمنا خلفه صفين والعدو بيننا وبين القبلة فكبر رسول الله صلى الله عليه وسلم وكبرنا وركع وركعنا ورفع ورفعنا فلما انحدر للسجود سجد رسول الله صلى الله عليه وسلم والذين يلونه وقام الصف الثاني حين رفع رسول الله صلى الله عليه وسلم والصف الذين يلونه ثم سجد الصف الثاني حين رفع رسول الله صلى الله عليه وسلم في امكنتهم ثم تاخر الصف الذين كانوا يلون النبي صلى الله عليه وسلم وتقدم الصف الاخر فقام في مقامهم وقام هؤلاء في مقام الاخرين قياما وركع النبي صلى الله عليه وسلم وركعنا ثم رفع ورفعنا فلما انحدر للسجود سجد الذين يلونه والاخرون قيام فلما رفع رسول الله صلى الله عليه وسلم والذين يلونه سجد الاخرون ثم سلم .

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ہم لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نمازِ خوف میں شریک ہوئے تھے' ہم لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے دو صفیں بنا کر کھڑے ہو گئے تھے' دشمن ہمارے اور قبلہ کے درمیان میں تھا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تکبیر کہی تو ہم نے بھی تکبیر کہی' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رکوع میں گئے' تو ہم بھی رکوع میں گئے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر اُٹھایا تو ہم نے بھی سر اُٹھایا' جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ کرنے کے لیے جھکنے لگے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سجدے میں چلے گئے اور جو لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب کھڑے ہوئے تھے وہ لوگ بھی سجدے میں چلے گئے' لیکن دوسری صف بدستور کھڑی رہی' جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ والی صف نے سجدے سے سر اُٹھایا تو دوسری صف کے لوگ سجدے میں چلے گئے' انہوں نے اپنی جگہ پر ہی سجدہ کیا' پھر جو لوگ

1546-اخرجه مسلم في صلاة المسافرين و قصرها، باب صلاة الخوف (الحديث 307) بنحوه . تحفة الاشراف (2441) .

نبی اکرم ﷺ کے قریب کھڑے ہوئے تھے ان کی صف پیچھے ہٹ گئی اور پیچھے کی صف والے آگے آ گئے وہ ان کی جگہ پر کھڑے ہو گئے اور یہ لوگ ان کی جگہ پر کھڑے ہو گئے یہ قیام کی حالت میں تھے پھر نبی اکرم ﷺ رکوع میں گئے تو ہم نے بھی رکوع کیا پھر آپ ﷺ نے سر اُٹھایا تو ہم نے بھی سر اُٹھایا جب آپ ﷺ سجدے میں جانے کے لیے جھکنے لگے تو جو لوگ آپ ﷺ کے قریب کھڑے ہوئے تھے وہ سجدے میں چلے گئے اور جو لوگ پیچھے کھڑے تھے وہ قیام کی حالت میں رہے پھر جب نبی اکرم ﷺ نے اپنا سر مبارک اُٹھایا اور آپ ﷺ کے ساتھ نماز ادا کرنے والوں نے بھی سر اُٹھایا تو دوسرے گروہ والوں نے سجدہ کیا پھر نبی اکرم ﷺ نے سلام پھیر دیا۔

1547 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَخْلٍ وَّالْعَدُوُّ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ فَكَبَّرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَبَّرُوْا جَمِيْعًا ثُمَّ رَكَعَ فَرَكَعُوا جَمِيْعًا ثُمَّ سَجَدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالصَّفُّ الَّذِي يَلِيهِ وَالْاٰخَرُوْنَ قِيَامٌ يَحْرُسُوْنَهُمْ فَلَمَّا قَامُوْا سَجَدَ الْاٰخَرُوْنَ مَكَانَهُمُ الَّذِيْنَ كَانُوْا فِيْهِ ثُمَّ تَقَدَّمَ هٰؤُلَاءِ اِلٰى مَصَافِّ هٰؤُلَاءِ فَرَكَعَ فَرَكَعُوا جَمِيْعًا ثُمَّ رَفَعَ فَرَفَعُوا جَمِيْعًا ثُمَّ سَجَدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالصَّفُّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُ وَالْاٰخَرُوْنَ قِيَامٌ يَحْرُسُوْنَهُمْ فَلَمَّا سَجَدُوْا وَجَلَسُوا سَجَدَ الْاٰخَرُوْنَ مَكَانَهُمْ ثُمَّ سَلَّمَ . قَالَ جَابِرٌ كَمَا يَفْعَلُ اُمَرَاؤُكُمْ .

★★ حضرت جابر ؓ بیان کرتے ہیں: ہم لوگ نخل کے مقام پر نبی اکرم ﷺ کے ساتھ موجود تھے دشمن ہمارے اور قبلہ کے درمیان میں تھا نبی اکرم ﷺ نے تکبیر کہی تو سب لوگوں نے تکبیر کہی پھر آپ ﷺ رکوع میں گئے تو سب لوگ رکوع میں چلے گئے پھر جب نبی اکرم ﷺ سجدے میں گئے تو جو صف آپ ﷺ کے قریب موجود تھی وہ بھی سجدے میں چلی گئی لیکن دوسرے لوگ قیام کی حالت میں ان کی حفاظت کرتے رہے جب وہ لوگ اُٹھ گئے تو دوسری صف والوں نے اپنی جگہ پر ہی سجدہ کیا جہاں وہ موجود تھے پھر یہ لوگ دوسرے لوگوں کی صف کی جگہ پر آگے بڑھ آئے پھر نبی اکرم ﷺ نے رکوع کیا تو سب لوگوں نے رکوع کیا پھر آپ ﷺ نے سر اُٹھایا تو سب لوگوں نے سر اُٹھایا پھر نبی اکرم ﷺ اور آپ ﷺ کے قریب صف میں موجود افراد سجدے میں چلے گئے اور پیچھے والے لوگ قیام کی حالت میں ان کی حفاظت کرتے رہے جب ان لوگوں نے سجدہ کر لیا اور بیٹھ گئے تو دوسرے فریق نے اپنی اپنی جگہ پر سجدہ کیا پھر نبی اکرم ﷺ نے سلام پھیر دیا۔

حضرت جابر ؓ نے بیان کیا: یہ بالکل اسی طرح ہے جیسے تمہارے حکمران کرتے ہیں۔

1548 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُوْرٍ قَالَ سَمِعْتُ مُجَاهِدًا يُحَدِّثُ عَنْ اَبِي عَيَّاشٍ الزُّرَقِيِّ قَالَ شُعْبَةُ كَتَبَ بِهٖ اِلَيَّ وَقَرَأْتُهُ عَلَيْهِ وَسَمِعْتُهُ مِنْهُ يُحَدِّثُ وَلٰكِنِّيْ حَفِظْتُهُ قَالَ ابْنُ بَشَّارٍ فِي حَدِيْثِهٖ حِفْظِي مِنَ الْكِتَابِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ مُصَافَّ الْعَدُوِّ بِعُسْفَانَ وَعَلَى الْمُشْرِكِيْنَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ فَصَلّٰى بِهِمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ قَالَ

1547-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (2759) .

1548-اخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب صلاة الخوف (الحديث 1236) بنحوه و سيأتي (الحديث 1549) بنحوه . تحفة الاشراف (3784) .

الْمُشْرِكُوْنَ اِنَّ لَهُمْ صَلَاةً بَعْدَ هٰذِهٖ هِيَ اَحَبُّ اِلَيْهِمْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ وَاَبْنَائِهِمْ فَصَلّٰى بِهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَصْرَ فَصَفَّهُمْ صَفَّيْنِ خَلْفَهُ فَرَكَعَ بِهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمِيْعًا فَلَمَّا رَفَعُوا رُءُوْسَهُمْ سَجَدَ بِالصَّفِّ الَّذِي يَلِيهِ وَقَامَ الْاٰخَرُوْنَ فَلَمَّا رَفَعُوا رُءُوْسَهُمْ مِنَ السُّجُوْدِ سَجَدَ الصَّفُّ الْمُؤَخَّرُ بِرُكُوْعِهِمْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ تَاَخَّرَ الصَّفُّ الْمُقَدَّمُ وَتَقَدَّمَ الصَّفُّ الْمُؤَخَّرُ فَقَامَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ فِيْ مَقَامِ صَاحِبِهٖ ثُمَّ رَكَعَ بِهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمِيْعًا فَلَمَّا رَفَعُوا رُءُوْسَهُمْ مِنَ الرُّكُوْعِ سَجَدَ الصَّفُّ الَّذِي يَلِيهِ وَقَامَ الْاٰخَرُوْنَ فَلَمَّا فَرَغُوا مِنْ سُجُوْدِهِمْ سَجَدَ الْاٰخَرُوْنَ ثُمَّ سَلَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ .

★★ حضرت ابوعیاش زرقی بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے "عسفان" کے مقام پر دشمن کے مقابلے میں صف قائم کی تھی مشرکین کے سردار خالد بن ولید تھے۔ نبی اکرم ﷺ نے ان لوگوں کو ظہر کی نماز پڑھائی تو مشرکین نے کہا: اس نماز کے بعد یہ لوگ ایک اور نماز ادا کریں گے جو ان کے نزدیک ان کی اموال اور ان کی اولاد سے زیادہ محبوب ہے۔ (راوی کہتے ہیں:) نبی اکرم ﷺ نے ان لوگوں کو عصر کی نماز پڑھائی تو آپ ﷺ نے اپنے ساتھیوں کی دو صفیں قائم کر لیں جو آپ ﷺ کے پیچھے تھیں نبی اکرم ﷺ نے ان سب کو رکوع کروایا پھر جب ان لوگوں نے اپنے سر اُٹھائے تو جو صف آپ ﷺ کے پاس موجود تھی وہ سجدے میں چلی گئی اور دوسرے لوگ کھڑے رہے جب انہوں نے سجدے سے سر اُٹھایا تو پیچھے والی صف نے جس نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ رکوع کیا تھا اس نے سجدہ کیا پھر آگے کی صف والے پیچھے ہٹ گئے اور پیچھے کی صف والے آگے آ گئے اور ان میں سے ہر ایک فریق دوسرے فریق کی جگہ پر کھڑا ہو گیا پھر نبی اکرم ﷺ نے ان سب کے ساتھ رکوع کیا جب انہوں نے رکوع سے سر اُٹھایا تو جو صف نبی اکرم ﷺ کے قریب موجود تھی وہ سجدے میں چلی گئی اور دوسرے لوگ کھڑے رہے جب وہ لوگ سجدہ کر کے فارغ ہو گئے تو دوسرے لوگوں نے بھی سجدہ کیا پھر نبی اکرم ﷺ نے ان سب سمیت سلام پھیر دیا۔

1549 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ قَالَ حَدَّثَنَا مَنْصُوْرٌ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ اَبِي عَيَّاشٍ الزُّرَقِيِّ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعُسْفَانَ فَصَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الظُّهْرِ وَعَلَى الْمُشْرِكِيْنَ يَوْمَئِذٍ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ فَقَالَ الْمُشْرِكُوْنَ لَقَدْ اَصَبْنَا مِنْهُمْ غِرَّةً وَلَقَدْ اَصَبْنَا مِنْهُمْ غَفْلَةً . فَنَزَلَتْ - يَعْنِي صَلَاةَ الْخَوْفِ - بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ فَصَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الْعَصْرِ فَفَرَّقَنَا فِرْقَتَيْنِ فِرْقَةٌ تُصَلِّيْ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِرْقَةٌ يَحْرُسُوْنَهُ فَكَبَّرَ بِالَّذِيْنَ يَلُوْنَهُ وَالَّذِيْنَ يَحْرُسُوْنَهُمْ ثُمَّ رَكَعَ فَرَكَعَ هٰؤُلَاءِ وَاُولٰئِكَ جَمِيْعًا ثُمَّ سَجَدَ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُ وَتَاَخَّرَ هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُ وَتَقَدَّمَ الْاٰخَرُوْنَ فَسَجَدُوْا ثُمَّ قَامَ فَرَكَعَ بِهِمْ جَمِيْعًا الثَّانِيَةَ بِالَّذِيْنَ يَلُوْنَهُ وَبِالَّذِيْنَ يَحْرُسُوْنَهُ ثُمَّ سَجَدَ بِالَّذِيْنَ يَلُوْنَهُ ثُمَّ تَاَخَّرُوْا فَقَامُوْا فِيْ مَصَافِّ اَصْحَابِهِمْ وَتَقَدَّمَ الْاٰخَرُوْنَ فَسَجَدُوْا ثُمَّ سَلَّمَ عَلَيْهِمْ فَكَانَتْ لِكُلِّهِمْ رَكْعَتَانِ رَكْعَتَانِ مَعَ اِمَامِهِمْ وَصَلّٰى مَرَّةً بِاَرْضِ بَنِيْ سُلَيْمٍ .

1549-تقدم (الحديث 1548) .

☆☆ حضرت ابوعیاش زرقی بیان کرتے ہیں: ہم لوگ عسفان کے مقام پر نبی اکرم ﷺ کے ساتھ موجود تھے' نبی اکرم ﷺ نے ہمیں ظہر کی نماز پڑھائی' اس وقت مشرکین کے سردار خالد بن ولید تھے' مشرکین نے کہا: ان کی طرف سے غفلت کا ایک موقع ہمارے سامنے آیا ہے۔

(راوی کہتے ہیں:) تو حکم نازل ہو گیا' یعنی نمازِ خوف کے بارے میں حکم نازل ہو گیا' یہ ظہر اور عصر کے درمیان نازل ہوا تھا' تو نبی اکرم ﷺ نے ہمیں عصر کی نماز پڑھاتے ہوئے دو گروہوں میں تقسیم کر دیا' ایک گروہ نے نبی اکرم ﷺ کی اقتداء میں نماز ادا کی اور ایک گروہ آپ ﷺ کی حفاظت کرتا رہا' جو لوگ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ کھڑے ہوئے تھے' انہوں نے تکبیر کہی اور ان لوگوں نے بھی تکبیر کہی جو ان کی حفاظت کر رہے تھے' پھر نبی اکرم ﷺ رکوع میں گئے' تو یہ لوگ اور وہ لوگ سب رکوع میں چلے گئے' پھر جو لوگ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ نماز ادا کر رہے تھے وہ سجدے میں گئے اور پھر وہ لوگ پیچھے ہٹ گئے جو نبی اکرم ﷺ کی نماز کی اقتداء کر رہے تھے' اور دوسرے لوگ آگے آ گئے' پھر ان سب نے سجدہ کیا' پھر نبی اکرم ﷺ کھڑے ہوئے' آپ ﷺ نے ان سب کو دوسری رکعت پڑھائی' ان لوگوں کو بھی جو آپ ﷺ کے ساتھ کھڑے ہوئے تھے' اور ان لوگوں کو بھی جو ان کی حفاظت کر رہے تھے' پھر آپ ﷺ نے ان لوگوں کے ساتھ سجدہ کیا جو آپ ﷺ کے قریب کھڑے ہوئے تھے' پھر وہ لوگ پیچھے ہٹ گئے اور اپنے ساتھیوں کی جگہ جا کر کھڑے ہو گئے' وہ دوسرے لوگ آگے آ گئے' ان لوگوں نے بھی سجدہ کیا' پھر نبی اکرم ﷺ نے ان سب سمیت سلام پھیر دیا' یوں ان میں سے ہر ایک نے دو دو رکعات اپنے امام کے ہمراہ ادا کیں۔

(راوی کہتے ہیں:) ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ نے بنوسلیم کے علاقے میں بھی نمازِ خوف ادا کی تھی۔

1550 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى وَاِسْمَاعِيْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ - وَاللَّفْظُ لَهُ - قَالَا حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ اَشْعَثَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى بِالْقَوْمِ فِي الْخَوْفِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ صَلّٰى بِالْقَوْمِ الْاٰخَرِيْنَ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ فَصَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْبَعًا .

☆☆ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے نمازِ خوف میں حاضرین کو دو رکعات پڑھائی تھیں' پھر آپ ﷺ نے سلام پھیر دیا تھا' پھر آپ ﷺ نے دوسرے گروہ کو دو رکعات پڑھائی تھیں' پھر آپ ﷺ نے سلام پھیرا تھا' یوں نبی اکرم ﷺ نے چار رکعات نماز ادا کی تھی۔

1551 - اَخْبَرَنِيْ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ يَعْقُوْبَ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى بِطَائِفَةٍ مِّنْ اَصْحَابِهٖ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ صَلّٰى بِاٰخَرِيْنَ اَيْضًا رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ .

☆☆ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے اپنے اصحاب کے ایک گروہ کو دو رکعات پڑھائیں' پھر آپ ﷺ نے سلام پھیر دیا' پھر آپ نے دوسرے کو بھی دو رکعات پڑھائیں' پھر آپ ﷺ نے سلام پھیر دیا۔

1550-تقدم في الامامة، اختلاف نية الامام و المأموم (الحديث 835) .

1551-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (2224) .

1552 - اَخْبَرَنَا اَبُوْ حَفْصٍ عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ خَوَّاتٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ اَبِيْ حَثْمَةَ فِيْ صَلَاةِ الْخَوْفِ قَالَ يَقُوْمُ الْاِمَامُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ وَتَقُوْمُ طَائِفَةٌ مِّنْهُمْ مَعَهُ وَطَائِفَةٌ قِبَلَ الْعَدُوِّ وَوُجُوْهُهُمْ اِلَى الْعَدُوِّ فَيَرْكَعُ بِهِمْ رَكْعَةً وَيَرْكَعُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ وَيَسْجُدُوْنَ سَجْدَتَيْنِ فِيْ مَكَانِهِمْ وَيَذْهَبُوْنَ اِلٰى مَقَامِ اُولٰٓئِكَ وَيَجِيْءُ اُولٰٓئِكَ فَيَرْكَعُ بِهِمْ وَيَسْجُدُ بِهِمْ سَجْدَتَيْنِ فَهِيَ لَهٗ ثِنْتَانِ وَلَهُمْ وَاحِدَةٌ ثُمَّ يَرْكَعُوْنَ رَكْعَةً رَكْعَةً وَيَسْجُدُوْنَ سَجْدَتَيْنِ .

☆☆ حضرت سہل بن ابوحثمہ رضی اللہ عنہ نمازِ خوف کے بارے میں یہ بات بیان کرتے ہیں' امام قبلہ کی طرف رخ کر کے کھڑا ہو جائے گا اور لوگوں میں سے ایک گروہ اس کے ساتھ کھڑا ہو جائے گا' جبکہ دوسرا گروہ دشمن کے مقابلے میں رہے گا اور ان کا چہرہ دشمن کی طرف ہی رہے گا' پھر امام انہیں ایک رکوع کروائے گا' وہ لوگ بذاتِ خود رکوع کریں گے اور اپنی جگہ پر دو سجدے کر لیں گے' پھر یہ لوگ دوسرے لوگوں کی جگہ چلے جائیں گے اور وہ لوگ آ جائیں گے' پھر امام انہیں ایک رکعت پڑھائے گا اور انہیں دو سجدے کروائے گا' تو اس طرح امام کی دو رکعات ہو جائیں گی اور ان لوگوں کی ایک رکعت ہو جائے گی' پھر وہ لوگ ایک ایک رکوع کریں گے اور دو دو سجدے کریں گے (یعنی مزید ایک رکعت ادا کر لیں گے)۔

1553 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ حَدَّثَ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى بِاَصْحَابِهٖ صَلَاةَ الْخَوْفِ فَصَلَّتْ طَائِفَةٌ مَّعَهٗ وَطَائِفَةٌ وُجُوْهُهُمْ قِبَلَ الْعَدُوِّ فَصَلّٰى بِهِمْ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ قَامُوْا مَقَامَ الْاٰخَرِيْنَ وَجَآءَ الْاٰخَرُوْنَ فَصَلّٰى بِهِمْ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ .

☆☆ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے اپنے اصحاب کو نمازِ خوف پڑھائی تو ایک گروہ نے آپ ﷺ کے ساتھ نماز ادا کی جبکہ دوسرا گروہ دشمن کے مدمقابل موجود رہا۔ نبی اکرم ﷺ نے ان لوگوں کو دو رکعات نماز پڑھائیں' پھر وہ لوگ دوسرے لوگوں کی جگہ جا کر کھڑے ہو گئے اور دوسرے لوگ آ گئے' تو نبی اکرم ﷺ نے انہیں بھی دو رکعات پڑھائیں اور پھر آپ ﷺ نے سلام پھیر دیا۔

1554 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَشْعَثُ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ صَلّٰى صَلَاةَ الْخَوْفِ بِالَّذِيْنَ خَلْفَهٗ رَكْعَتَيْنِ وَالَّذِيْنَ جَاءُوْا بَعْدُ رَكْعَتَيْنِ فَكَانَتْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ وَّلِهٰٓؤُلَاءِ رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ .

☆☆ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم ﷺ کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے نمازِ خوف میں اپنے پیچھے نماز ادا کرنے والوں کو دو رکعات پڑھائیں' پھر بعد میں آنے والوں کو دو رکعات پڑھائیں' تو نبی اکرم ﷺ کی چار رکعات ہو گئیں' اور ان لوگوں کی دو دو رکعات ہوئیں۔

1552-تقدم (الحديث 1535) .

1553-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (2225) .

1554-تقدم في الامامة، اختلاف نية الامام و المأموم (الحديث 835) .

19 - كِتَابُ صَلَاةِ الْعِيدَيْنِ

عیدین کی نماز سے متعلق روایات

امام نسائی نے اس کتاب ''عیدین (کے بارے میں روایات)'' میں 36 تراجم ابواب اور 42 روایات نقل کی ہیں' جبکہ مکررات کو حذف کر دیا جائے تو روایات کی تعداد 20 ہوگی۔

1 - باب

باب: بلاعنوان

1555 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا اِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ لِاَهْلِ الْجَاهِلِيَّةِ يَوْمَانِ فِي كُلِّ سَنَةٍ يَلْعَبُونَ فِيهِمَا فَلَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ قَالَ "كَانَ لَكُمْ يَوْمَانِ تَلْعَبُونَ فِيهِمَا وَقَدْ اَبْدَلَكُمُ اللّٰهُ بِهِمَا خَيْرًا مِنْهُمَا يَوْمَ الْفِطْرِ وَيَوْمَ الْاَضْحٰى" .

☆☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' زمانہ جاہلیت میں لوگ سال میں دو دن تہوار کے طور پر منایا کرتے تھے' جب نبی اکرم ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے' تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''تمہارے بھی دو دن ہیں' جنہیں تم تہوار کے طور پر مناؤ گے۔ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کے عوض میں اس سے بہتر دن تمہیں عطاء کر دیے ہیں' ایک عید الفطر کا دن ہے اور ایک عید الاضحیٰ کا دن ہے''۔

شرح

عید کے دن کو ''عید'' کیوں کہا جاتا ہے؟ عید کا لغوی معنیٰ واپس آنا ہے' کیونکہ یہ ہر سال بار بار آتی ہے اس لئے اسے عید کہا جاتا ہے۔

ایک قول یہ ہے: اس کو عید اس لئے کہا جاتا ہے کہ کیونکہ یہ فرحت اور خوشی کے ساتھ بار بار آتی ہے۔

نماز عید کے حکم کے بارے میں فقہاء کے مابین اختلاف پایا جاتا ہے امام شافعی ان کے اصحاب اور جمہور اس بات کے قائل ہیں عید کی نماز سنت مؤکدہ ہے۔

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک عید کی نماز واجب ہے۔

1555-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (الحديث 593) .

عید کی نماز ہجرت کے پہلے سال شروع ہوئی تھی۔

نبی اکرم ﷺ کے بارے میں یہ بات تواتر سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ عید کی نماز ادا کیا کرتے تھے نبی اکرم ﷺ نے سب سے پہلے دوسرے سن ہجری میں عید الفطر کی نماز ادا کی تھی۔

بعض حنابلہ کے نزدیک عید کی نماز فرض کفایہ ہے اگر کچھ لوگ بھی عید کی نماز ادا کر لیتے ہیں' تو باقی سب کے ذمے سے اس کا لازم ہونا ساقط ہو جائے گا اور اس کا حکم نماز جنازہ کی مانند ہے۔

احناف اس بات کے قائل ہیں: جس شخص پر جمعے کی نماز ادا کرنا لازم ہوتا ہے اس پر عید کی نماز عید ادا کرنا بھی لازم ہوگا اور ان حضرات کی دلیل یہ ہے: نبی اکرم ﷺ نے باقاعدگی کے ساتھ اس نماز کو ادا کیا ہے۔

مالکیہ اور شوافع کے نزدیک یہ سنت مؤکدہ ہے اور تاکید کے اعتبار سے اس کا حکم وتر کی نماز کے بعد ہے۔

یہ حکم اس شخص کے لئے ہے جس پر جمعہ واجب ہوتا ہے' یعنی وہ شخص مرد ہو' بالغ ہو' آزاد ہو اور اس شہر میں مقیم ہو جہاں جمعہ کی نماز ہوتی ہے۔

مالکیوں کے نزدیک بچے' خاتون' غلام' مسافر شخص کے لیے نماز عید ادا کرنا مستحب نہیں ہے۔

احناف اس بات کے قائل ہیں: ہر وہ چیز جو جمعہ کے واجب ہونے کے لئے اور اس کے جائز ہونے کے لئے شرط ہے وہ عید کی نماز کے واجب اور جائز ہونے کے لئے شرط ہوگی۔

اس میں امام اور مقتدیوں کی تعداد' شہر اور وقت وغیرہ سب چیزیں شامل ہیں البتہ خطبے کا حکم مختلف ہے' کیونکہ عید کی نماز میں نماز ادا کرنے کے بعد خطبہ دینا سنت ہے' اگر کوئی شخص عید کی نماز کے بعد خطبہ نہیں دیتا عید کی نماز جائز ہوگی*۔

عیدین کی نماز کے احکام

یوم عید کے آداب

مسئلہ: صحیح قول کے مطابق عیدین کی نماز ادا کرنا واجب ہے۔ (محیط سرخسی)

مسئلہ: عید کے دن غسل کرنا' مسواک کرنا اور اچھے کپڑے پہننا مردوں کے لیے مستحب ہے۔ (قنیہ)

مسئلہ: اس دن انگوٹھی پہننا' خوشبو لگانا' صبح اُٹھ کر عیدگاہ جانا' صدقہ فطر نماز سے پہلے ادا کرنا' صبح کی نماز اپنے محلے کی مسجد (عیدگاہ) میں ادا کرنا اور پیدل عیدگاہ جانا اور دوسرے راستے سے واپس آنا مستحب ہے۔ (قنیہ)

مسئلہ: جمعہ یا عید کی نماز کے لیے سوار ہو کر جانے میں کوئی حرج نہیں ہے' تاہم جو شخص پیدل چل کر جا سکتا ہو' تو پیدل چلنا اُس کے لیے بہتر ہوگا۔ (ظہیریہ)

مسئلہ: یہ بات مستحب ہے کہ عیدگاہ جانے سے پہلے تین یا پانچ یا سات چھوہارے کھا لیے جائیں' اس سے کم بھی کھائے جا سکتے ہیں اور زیادہ بھی کھائے جا سکتے ہیں' لیکن طاق تعداد میں ہونے چاہئیں ورنہ کوئی بھی میٹھی چیز کھائی جا سکتی ہے۔ (عینی شرح کنز)

* الفقہ الاسلامی وادلتہ' چوتھی بحث عید کے احکام

مسئلہ: اگر کوئی شخص نماز کے لیے جانے سے پہلے کچھ نہیں کھاتا تو وہ گناہگار نہیں ہوگا' البتہ نماز ادا کرنے کے بعد بھی اگر مغرب تک کچھ نہیں کھاتا تو اس بارے میں اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا ڈر ہوگا۔

مسئلہ: عیدالاضحیٰ کا حکم بھی عیدالفطر کی مانند ہے' تاہم اس میں عید کی نماز ادا کرنے سے پہلے کچھ نہیں کھایا جائے گا۔ (قنیہ)

مسئلہ: عیدالاضحیٰ کے دن نمازِ عید ادا کرنے سے پہلے کچھ کھانے کے بارے میں دو طرح کی روایات منقول ہیں۔ مختار قول کے مطابق یہ مکروہ نہیں ہے' تاہم مستحب یہ ہے: عید کی نماز ادا کرنے سے پہلے کچھ نہ کھایا جائے۔ (تاتارخانیہ)

مسئلہ: اس بارے میں مستحب یہ ہے: عیدالاضحیٰ کے دن سب سے پہلے قربانی کا گوشت ہی کھایا جائے' جو اللہ تعالیٰ کی ضیافت ہے۔

مسئلہ: عید کی نماز ادا کرنے کے لیے عیدگاہ جانا سنت ہے' اگرچہ جامع مسجد میں بھی عید کی نماز ادا کرنے کی گنجائش موجود ہو' عام مشائخ اسی بات کے قائل ہیں۔ (مضمرات)

مسئلہ: عید کی نماز دو جگہ ادا کی جاسکتی ہے' لیکن تین جگہ عید کی نماز ادا کرنا امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جائز ہے' جبکہ امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جائز نہیں ہے۔ (محیط)

مسئلہ: عیدگاہ میں منبر رکھنے کے بارے میں فقہاء کے مابین اختلاف پایا جاتا ہے' بعض حضرات نے اسے مکروہ قرار دیا ہے اور بعض کے نزدیک مکروہ نہیں ہے۔ (قاضی خان)

مسئلہ: صحیح قول یہی ہے کہ ایسا کرنا مکروہ نہیں ہے۔ (غرائب)

عید کے دن تکبیر کہنا

مسئلہ: عیدالاضحیٰ کے دن عیدگاہ کی طرف جاتے ہوئے بلند آواز سے تکبیر کہی جائے اور عیدگاہ پہنچ کر تکبیر کا سلسلہ ختم کر دیا جائے۔

مسئلہ: عیدالفطر کے دن کے بارے میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مختار حکم یہ ہے: بلند آواز میں تکبیر نہیں کہی جائے گی۔ (غیاثیہ)

مسئلہ: پست آواز میں تکبیر کہنا مستحب ہے۔ (جوہرہ نیرہ)

مسئلہ: جس شخص پر جمعہ کی نماز واجب ہوتی ہے' اُس پر عید کی نماز ادا کرنا بھی واجب ہے۔ (ہدایہ)

مسئلہ: خطبہ کے علاوہ جو بھی جمعہ کی نماز کی شرائط ہیں' وہ سب عید کی نماز میں بھی شرائط ہوں گی۔ (خلاصہ)

مسئلہ: نمازِ عید میں نماز ادا کر لینے کے بعد خطبہ دینا سنت ہے' اگر خطبہ کے بغیر عید کی نماز ادا کر لی تو یہ جائز ہوگا' اگر نماز سے پہلے خطبہ دے دیا تو یہ بھی جائز ہوگا' تاہم مکروہ ہوگا۔ (محیط سرخسی)

مسئلہ: اگر پہلے خطبہ دے دیا جاتا ہے اور بعد میں نماز ادا کر لی جاتی ہے' تو اُس نماز کو دُہرایا نہیں جائے گا۔

مسئلہ: عید کی نماز ادا کر لینے کے بعد واپس گھر آ کر چار رکعات ادا کرنا مستحب ہے۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص عید کی نماز سے پہلے فجر کی قضاء نماز پڑھ لیتا ہے' تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ: اگر کسی شخص نے فجر کی نماز نہیں پڑھی تھی' تو عید کی نماز جائز ہوگی' اسی طرح سابقہ قضاء نمازوں میں سے کوئی بھی نماز عید کی نماز سے پہلے ادا کرنا جائز ہے' تاہم بعد میں پڑھنا زیادہ بہتر ہے۔ (تاتارخانیہ)

مسئلہ: عید کی نماز کا وقت سورج کے طلوع ہونے سے لے کر زوال تک باقی رہتا ہے۔ (سراجیہ' تبیین)

مسئلہ: افضل یہ ہے: عیدالاضحیٰ کی نماز جلدی ادا کر لی جائے اور عیدالفطر کی نماز تاخیر سے ادا کی جائے۔ (خلاصہ)

امام دو رکعات نماز پڑھائے گا' جس کے آغاز میں تکبیر کہنے کے بعد وہ ثناء پڑھے گا' پھر تین مرتبہ تکبیر کہے گا' پھر بلند آواز میں قرأت کرے گا' پھر رکوع میں جانے کے لیے تکبیر کہہ دے گا' دوسری رکعت میں کھڑا ہو کر سب سے پہلے وہ تلاوت کرے گا' پھر تین مرتبہ تکبیر کہے گا اور چوتھی تکبیر کہتے ہوئے رکوع میں چلا جائے گا۔

مسئلہ: عید کی نماز میں چھ اضافی تکبیریں ہیں۔

مسئلہ: ان میں سے پہلی تین تکبیریں پہلی رکعت میں ہیں اور باقی تین تکبیریں دوسری رکعت میں ہیں' جبکہ قیام کے دوران اصل تکبیریں تین ہیں۔ ایک نماز کے آغاز میں کہی جانے والی تکبیر اور دو وہ تکبیریں جو رکوع میں جانے کے لیے کہی جاتی ہیں' اس اعتبار سے یہ نو تکبیریں ہو جائیں گی۔

مسئلہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہی روایت منقول ہے اور ہمارے فقہاء نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔ (محیط سرخسی)

مسئلہ: ان اضافی تکبیروں میں ہاتھ اُٹھایا جائے گا اور دو تکبیروں کے درمیان تین مرتبہ سبحان اللہ کہنے کی مقدار میں خاموش رہا جائے گا۔ (تبیین)

مسئلہ: تکبیروں کے درمیان میں ہاتھ کو باندھا نہیں جائے گا' بلکہ کھلا رکھا جائے گا۔ (ظہیریہ)

مسئلہ: نمازِ عید کے بعد دو مرتبہ خطبہ دیا جائے گا۔ (جوہرہ نیرہ)

مسئلہ: ان دونوں کے درمیان میں تھوڑی سی دیر کے لیے بیٹھا جائے گا۔ (قاضی خان)

خطبۂ عید کے آداب

مسئلہ: عیدالفطر کے دن خطبے کے دوران تکبیر کہنا' تسبیح پڑھنا' لا الٰہ الا اللہ پڑھنا' الحمد للہ پڑھنا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا چاہیے۔ (تاتارخانیہ)

مسئلہ: مستحب یہ ہے: پہلے خطبے کے دوران مسلسل نو مرتبہ تکبیر کہی جائے گی' پھر دوسرے خطبے میں سات مرتبہ تکبیر کہی جائے۔ (زاہدی)

مسئلہ: خطبۂ عید کے دوران لوگوں کو صدقۂ فطر اور اس کے احکام بتائے جائیں گے' یعنی وہ کس پر واجب ہوتا ہے؟ کس کے لیے واجب ہوتا ہے؟ کب واجب ہوتا ہے؟ اور کس چیز سے واجب ہوتا ہے؟ اور کس قدر واجب ہوتا ہے؟ (جوہرہ نیرہ)

مسئلہ: عیدالاضحیٰ کے خطبے کے دوران تکبیر کہنے اور سبحان اللہ پڑھنے کے بعد وعظ ونصیحت کرتے ہوئے امام ذبح اور قربانی کے احکام بیان کرے گا۔ (تاتارخانیہ)

مسئلہ: خطبہ کے دوران جب امام تکبیر پڑھ رہا ہو تو حاضرین بھی اُس کے ساتھ تکبیر پڑھیں گے لیکن جب امام درود پڑھے گا' تو سننے والے دل میں درود پڑھیں گے۔ (تاتارخانیہ)

مسئلہ: اگر عید کی نماز کے دوران مقتدی اُس وقت پہنچتا ہے جب امام رکوع میں جا چکا ہو تو وہ نماز کے آغاز والی تکبیر کہے گا' اگر اس دوران وہ تکبیریں کہہ کر رکوع میں شامل ہو سکتا ہے' تو اس پر عمل کرے گا' ورنہ صرف تکبیر تحریمہ کہنے کے بعد رکوع میں چلا جائے گا۔ (سراج الوہاج)

مسئلہ: اگر کسی وجہ سے عیدالفطر کی نماز' عید کے دن ادا نہ کی جا سکی ہو' جیسے اَبر کی وجہ سے چاند کا پتہ نہیں چل سکا یا امام کو زوال کے بعد پتہ چلا یا زوال سے پہلے اُس وقت پتہ چلا کہ نماز کا وقت باقی نہیں رہا تھا تو امام دوسرے دن عید کی نماز ادا کرے گا' جو لوگ اُس کے ساتھ باجماعت نماز ادا کر لیں گے تو وہ ٹھیک ہیں' جو نہیں ادا کر سکیں گے وہ بعد میں اس نماز کو ادا نہیں کریں گے' خواہ اُس کا وقت گزر چکا ہو یا ابھی باقی ہو۔ (تبیین)

مسئلہ: لیکن اگر عیدالاضحیٰ کی نماز عید کے دن کسی عذر کی وجہ سے ادا نہ کی جا سکے تو دوسرے یا تیسرے دن اُسے ادا کیا جا سکتا ہے' اُس کے بعد ادا نہیں کیا جا سکتا۔ (جوہرہ نیرہ)

ایامِ تشریق کی تکبیروں سے متعلق احکام

اس بارے میں چار چیزوں پر بحث کی جاتی ہے' پہلی بات یہ ہے: عید کے موقع پر تکبیر کہنے کا حکم کیا ہے؟ دوسرا مسئلہ یہ ہے: کتنی مرتبہ تکبیر کہی جائے گی اور کیا پڑھا جائے گا؟ تیسرا مسئلہ یہ ہے: اس کی شرائط کیا ہیں؟ چوتھا مسئلہ یہ ہے: اس کا وقت کیا ہے؟

مسئلہ: ان تکبیروں کا حکم یہ ہے: ان کا پڑھنا واجب ہے اور انہیں پڑھنے کا طریقہ یہ ہے: ایک مرتبہ یہ کلمات پڑھے جائیں:

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ

''اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے' اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے' اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی اور معبود نہیں ہے' اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے' اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے' اور ہر طرح کی حمد اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہے''۔

مسئلہ: یہ پڑھنے کے لیے یہ بات شرط ہے کہ آدمی مقیم ہو' شہر میں موجود ہو اور فرض نماز مستحب جماعت کے ساتھ ادا کی ہو۔ (تبیین)

مسئلہ: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ تکبیریں کہنے کے لیے آزاد ہونا اور اس شہر میں حاکم کا موجود ہونا شرط نہیں ہے۔ (معراج الدرایہ)

مسئلہ: اس کا ابتدائی وقت وہ ہے کہ جب عرفہ کے دن فجر کی نماز ادا کر لی جائے تو اس تکبیر کو پڑھنا شروع کیا جائے گا اور

اس کا آخری وقت امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے مطابق ایامِ تشریق کے آخری دن عصر کی نماز کے بعد تک کا ہے' تمام علاقوں اور تمام زمانوں میں ان دونوں حضرات کے قول پر فتویٰ دیا جاتا ہے۔ (تبیین)

مسئلہ: اس بارے میں بہتر یہ ہے: سلام پھیرنے کے فوراً بعد تکبیر پڑھ لی جائے' یہاں تک کہ اگر کوئی شخص سلام پھیرنے کے بعد اور یہ تکبیریں پڑھنے سے پہلے' کلام کر لیتا ہے یا جان بوجھ کر وضو کو توڑ دیتا ہے' تو اُس سے تکبیریں ساقط ہو جائیں گی۔ (تہذیب)

مسئلہ: وتر کی نماز کے بعد اور عید کی نماز کے بعد یہ تکبیریں نہیں کہی جائیں گی۔ (خلاصہ)

•••———•••———•••

2 - باب الْخُرُوْجِ اِلَى الْعِيْدَيْنِ مِنَ الْغَدِ

باب: عید کے اگلے دن (نمازِ عید ادا کرنے کے لیے) نکلنا

1556 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ بِشْرٍ عَنْ اَبِىْ عُمَيْرِ بْنِ اَنَسٍ عَنْ عُمُوْمَةٍ لَهٗ اَنَّ قَوْمًا رَاَوُا الْهِلَالَ فَاَتَوُا النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَمَرَهُمْ اَنْ يُفْطِرُوْا بَعْدَ مَا ارْتَفَعَ النَّهَارُ وَاَنْ يَخْرُجُوْا اِلَى الْعِيْدِ مِنَ الْغَدِ.

☆☆ ابوعمیر بن انس اپنے چچاؤں کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: کچھ لوگوں نے پہلی کا چاند دیکھ لیا' وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دن چڑھ جانے کے بعد لوگوں کو روزہ توڑنے کا حکم دیا اور یہ ہدایت کی کہ وہ اگلے دن عید کی نماز ادا کرنے کے لیے جائیں گے۔

شرح

اہل علم کے درمیان اس بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے کہ جب رمضان کا چاند نظر آنے کے تیسویں دن کچھ لوگ یہ گواہی دیں کہ وہ لوگ گزشتہ رات عید کا چاند دیکھ چکے ہیں' تو بعض اہل علم کے نزدیک اگر وہ گواہی دینے والے لوگ عادل ہیں اور انہوں نے زوال سے پہلے گواہی دے دی تھی' تو امام اسی دن لوگوں کو عید کی نماز پڑھا دے گا' اگر وہ گواہی دینے والے لوگ عادل تھے لیکن انہوں نے زوال کے بعد گواہی دی تھی' تو اب لوگ اس دن زوال کے بعد عید کی نماز ادا نہیں کر سکتے اور نہ ہی اگلے دن ادا کر سکتے ہیں۔

یہ حکم امام شافعی اور فقیہ ابوثور کے نزدیک ہے۔

امام مالک سے بھی منقول ہے: انہوں نے یہ فرمایا ہے: عیدالفطر کے دن کے ابتدائی حصے کے گزرنے کے ساتھ ہی عید

1556-اخرجه ابو داؤد فى الصلاة، باب اذا لم يخرج الامام للعيد من يومه يخرج من الغد (الحديث 1157) بنحوه . و اخرجه ابن ماجه فى الصيام، باب ما جاء فى الشهادة على روية الهلال (الحديث 1653) بنحوه مطولاً . تحفة الاشراف (15603) .

رخصت ہو جاتی ہے تو جب عید الفطر کا دن رخصت ہو جائے گا' تو نماز عید کا مخصوص دن بھی رخصت ہو جائے گا۔

جبکہ فقہاء کا ایک گروہ اس بات کا قائل ہے کہ اگر زوال ہو جانے کے بعد چاند کی گواہی موصول ہوتی ہے' تو لوگ روزہ توڑ دیں گے اور اگلے دن جا کر عید کی نماز ادا کریں گے۔

امام اوزاعی اسی بات کے قائل ہیں سفیان ثوری امام احمد بن حنبل اور اسحٰق بن راہویہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔ اور امام نسائی نے یہاں جو روایت نقل کی ہے اس سے بھی یہی بات ثابت ہو جاتی ہے۔

•••———•••———•••

3 - باب خُرُوْجِ الْعَوَاتِقِ وَذَوَاتِ الْخُدُورِ فِى الْعِيدَيْنِ

باب: عیدین کی نماز (میں شرکت کے لیے) نوجوان اور پردہ دار خواتین کا جانا

1557 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيلُ عَنْ اَيُّوبَ عَنْ حَفْصَةَ قَالَتْ كَانَتْ اُمُّ عَطِيَّةَ لَا تَذْكُرُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا قَالَتْ بِاَبَا . فَقُلْتُ اَسَمِعْتِ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ كَذَا وَكَذَا فَقَالَتْ نَعَمْ بِاَبَا قَالَ "لِيَخْرُجِ الْعَوَاتِقُ وَذَوَاتُ الْخُدُورِ وَالْحُيَّضُ وَيَشْهَدْنَ الْعِيدَ وَدَعْوَةَ الْمُسْلِمِينَ وَلْيَعْتَزِلِ الْحُيَّضُ الْمُصَلّٰى" .

☆☆ حفصہ بنت سیرین بیان کرتی ہیں' سیدہ اُم عطیہ رضی اللہ عنہا جب بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ کرتی تھیں' تو یہ کہا کرتی تھیں: میرے والدان پر قربان ہوں! میں نے دریافت کیا: کیا آپ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس اس چیز کے بارے میں کچھ ذکر کرتے ہوئے سنا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: جی ہاں! میرے والدان پر قربان ہوں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

''نوجوان پردہ دار اور حیض والی عورتیں (عیدگاہ جانے کے لیے) نکلیں گی' وہ عید کی نماز اور مسلمانوں کی دعا میں شریک ہوں گی' البتہ حیض والی خواتین نماز کی جگہ سے الگ رہیں گی (یعنی وہ نماز میں شریک نہیں ہوں گی)''۔

4 - باب اعْتِزَالِ الْحُيَّضِ مُصَلَّى النَّاسِ

باب: حیض والی خواتین کا لوگوں کی نماز کی جگہ سے الگ رہنا

1558 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ لَقِيتُ اُمَّ عَطِيَّةَ فَقُلْتُ لَهَا هَلْ سَمِعْتِ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتْ اِذَا ذَكَرَتْهُ قَالَتْ بِاَبَا قَالَ "اَخْرِجُوا الْعَوَاتِقَ وَذَوَاتِ الْخُدُورِ فَيَشْهَدْنَ الْعِيدَ وَدَعْوَةَ الْمُسْلِمِينَ وَلْيَعْتَزِلِ الْحُيَّضُ مُصَلَّى النَّاسِ" .

1557-تقدم فی الحیض و الاستحاضة، باب شهود الحیض العیدین و دعوة المسلمین (الحدیث 388) .

1558-اخرجه البخاری فی العیدین، باب خروج النساء و الحیض الی المصلی (الحدیث 974) مختصرًا . و اخرجه مسلم فی صلاة العیدین باب ذکر اباحة خروج النساء فی العیدین الی المصلی و شهود الخطبة مفارقات للرجال (الحدیث 10) . و اخرجه ابو داؤد فی الصلاة، باب خروج النساء فی العید (الحدیث 1136 و 1137) بنحوه مطولًا . و اخرجه ابن ماجه فی اقامة الصلاة و السنة فیها، باب ما جاء فی خروج النساء فی العیدین (الحدیث 1308) . تحفة الاشراف (18095) .

☆☆ محمد بن سیرین بیان کرتے ہیں' میری ملاقات سیدہ اُم عطیہ رضی اللہ عنہا سے ہوئی تو میں نے ان سے دریافت کیا: کیا آپ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی کوئی بات سنی ہے؟ سیدہ اُم عطیہ رضی اللہ عنہا کا یہ معمول تھا کہ وہ جب بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ کرتی تھیں' تو یہ کہا کرتی تھیں: میرے والدان پر قربان ہوں! (انہوں نے بتایا:) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

''نوجوان اور پردہ دار خواتین عید کی نماز اور مسلمانوں کی اجتماعی دعا میں شریک ہوں گی' البتہ حیض والی خواتین نماز کی جگہ سے الگ رہیں گی (یعنی نماز میں شریک نہیں ہوں گی)''۔

5 - باب الزِّينَةِ لِلْعِيدَيْنِ

باب: عیدین کے لیے زیب و زینت اختیار کرنا

1559 - اَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِى يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ وَعَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيهِ قَالَ وَجَدَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ - رضى الله تعالى عنه - حُلَّةً مِنْ اِسْتَبْرَقٍ بِالسُّوقِ فَاَخَذَهَا فَاَتٰى بِهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ابْتَعْ هٰذِهِ فَتَجَمَّلْ بِهَا لِلْعِيدِ وَالْوَفْدِ . فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِنَّمَا هٰذِهِ لِبَاسُ مَنْ لَا خَلَاقَ لَهُ اَوْ اِنَّمَا يَلْبَسُ هٰذِهِ مَنْ لَا خَلَاقَ لَهُ" . فَلَبِثَ عُمَرُ مَا شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ اَرْسَلَ اِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِجُبَّةِ دِيبَاجٍ فَاَقْبَلَ بِهَا حَتّٰى جَاءَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قُلْتَ "اِنَّمَا هٰذِهِ لِبَاسُ مَنْ لَا خَلَاقَ لَهُ" . ثُمَّ اَرْسَلْتَ اِلَىَّ بِهٰذِهِ . فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "بِعْهَا وَتُصِبْ بِهَا حَاجَتَكَ" .

☆☆ سالم اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بازار میں استبرق (ریشم) سے بنا ہوا ایک حلہ دیکھا تو اسے لیا اور اسے لے کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے' انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ اسے خرید لیجئے اور عید کی نماز کے لیے اور وفود سے ملاقات کے وقت اسے زیب تن کر لیا کیجئے۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''یہ لباس اس شخص کا ہے' جس کا (آخرت میں) کوئی حصہ نہ ہو''۔

(راوی کو شک ہے' شاید یہ الفاظ ہیں:) اسے وہ شخص پہنے گا' جس کا (آخرت میں) کوئی حصہ نہ ہو۔

تو کچھ عرصہ گزر گیا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیباج سے بنا ہوا ایک جبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بھجوایا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ وہ جبہ لے کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی: یارسول اللہ! آپ نے تو یہ ارشاد فرمایا تھا: یہ اُس شخص کا لباس ہے' جس کا (آخرت میں) کوئی حصہ نہیں ہوتا' جبکہ اب آپ نے یہ مجھے بھجوا دیا ہے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تم اسے فروخت کر دو اور اس کی قیمت کے ذریعے اپنی ضروریات پوری کرو۔

1559-اخرجه مسلم فی اللباس و الزینة، باب تحریم استعمال اناء الذهب و الفضة علی الرجال و النساء و خاتم الذهب و الحریر علی الرجل و اباحته للنساء و اباحة العلم و نحوه للرجل ما لم یزد علی اربع اصابع (الحدیث 8) . واخرجه ابو داؤد فی الصلاة، باب اللبس للجمعة (الحدیث 1077) بنحوه و الحدیث عند: ابی داؤد فی اللباس، باب ما جاء فی لبس الحریر (الحدیث 4041) . تحفة الاشراف (6895) .

6 - باب الصَّلَاةِ قَبْلَ الْإِمَامِ يَوْمَ الْعِيدِ

باب: عید کے دن امام سے پہلے نماز ادا کرنا

1560 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الْاَشْعَثِ عَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ ثَعْلَبَةَ بْنِ زَهْدَمٍ اَنَّ عَلِيًّا اسْتَخْلَفَ اَبَا مَسْعُوْدٍ عَلَى النَّاسِ فَخَرَجَ يَوْمَ عِيْدٍ فَقَالَ يَا اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّهُ لَيْسَ مِنَ السُّنَّةِ اَنْ يُصَلَّى قَبْلَ الْاِمَامِ.

☆☆ ثعلبہ بن زہدم بیان کرتے ہیں' حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابومسعود انصاری کو اپنا نائب مقرر کیا' تو وہ عید کے دن نکلے اور بولے: اے لوگو! امام سے پہلے نماز ادا کرنا سنت نہیں ہے (یعنی سنت میں اس کی اجازت نہیں ہے)۔

شرح

نماز عید سے پہلے یا نماز عید کے بعد کوئی اور نفل نماز ادا کرنے کے بارے میں اہل علم کے مابین اختلاف پایا جاتا ہے' اہل علم کا ایک گروہ اس بات کا قائل ہے نماز عید سے پہلے یا اس کے بعد کوئی اور نماز ادا نہیں کی جائے گی اس موقف کے قائلین میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی شامل ہیں اور یہی موقف حضرت علی' حضرت عبداللہ بن مسعود' حضرت حذیفہ' حضرت عبداللہ بن ابواوفی اور حضرت جابر بن عبداللہ (رضی اللہ عنہم) سے منقول ہے۔

فقہاء کا ایک گروہ اس بات کا قائل ہے کہ عید کی نماز سے پہلے یا اس کے بعد کوئی اور نماز ادا کی جاسکتی ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ اس بات کے قائل ہیں' حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی اسی کی مانند روایت منقول ہے۔

حسن بصری کا بھی یہی موقف ہے۔

امام شافعی بھی اسی بات کے قائل ہیں۔

اس بارے میں تیسرا قول یہ ہے: عید کی نماز کے بعد نماز ادا کی جاسکتی ہے اس سے پہلے نماز ادا نہیں کی جاسکتی۔

یہ روایت حضرت ابومسعود کے حوالے سے منقول ہے جیسا کہ امام نسائی نے بھی یہاں روایت میں ان کے یہ الفاظ نقل کیے ہیں' انہوں نے امام کے نماز ادا کرنے سے پہلے نماز ادا کرنے سے منع کیا ہے۔

اسی طرح حضرت عبداللہ بن مسعود کے حوالے سے یہ بات منقول ہے: انہوں نے عید کی نماز کے بعد چار رکعات ادا کی تھی۔

جن حضرات کے نزدیک عید کی نماز کے بعد نماز ادا کی جاسکتی ہے اس سے پہلے کوئی اور نماز ادا نہیں کی جاسکتی ان میں علقمہ' اسود' مجاہد' ابن ابی لیلیٰ' ابراہیم نخعی شامل ہیں۔

1560-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (الحديث 9978) .

سفیان ثوری' امام اوزاعی' امام ابوحنیفہ بھی اسی بات کے قائل ہیں۔

اس بارے میں چوتھا قول یہ ہے: عیدگاہ میں عید سے پہلے یا اس کے بعد نماز ادا کرنا مکروہ ہے' البتہ عیدگاہ کے علاوہ (یعنی اپنے گھر میں) کوئی اور نماز ادا کی جاسکتی ہے یہ قول امام مالک کا ہے۔

•••———•••———•••

7 - باب تَرْكِ الْاَذَانِ لِلْعِيْدَيْنِ

باب: عیدین کی نماز کے لیے اذان نہ دینا

1561 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ اَبِيْ سُلَيْمَانَ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ صَلَّى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ عِيْدٍ قَبْلَ الْخُطْبَةِ بِغَيْرِ اَذَانٍ وَّلَا اِقَامَةٍ.

★★ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اذان اور اقامت کے بغیر خطبہ دینے سے پہلے ہمیں عید کی نماز پڑھائی تھی۔

شرح

اکثر فقہاء اس بات کے قائل ہیں' نماز عید کے لئے اذان نہیں دی جائے گی بلکہ امام مالک نے تو یہ فرمایا ہے یہ ایسی سنت ہے جس کے بارے میں ہمارے نزدیک کوئی اختلاف نہیں ہے۔

امام اوزاعی' امام مالک' امام ابوحنیفہ بھی اسی بات کے قائل ہیں۔

امام شافعی نے یہ بات بیان کی ہے: میں یہ سمجھتا ہوں کہ مؤذن کو یہ اعلان کر دینا چاہیے کہ نماز باجماعت ہونے لگی یا نماز ہونے لگی ہے۔

روایات میں یہ بات بھی مذکور ہے کہ عید کی نماز کے لئے اذان دینے کا آغاز حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے کیا تھا جبکہ ایک روایت کے مطابق حضرت معاویہ نے اس کا آغاز کیا تھا اور ایک قول یہ ہے: سب سے پہلے زیاد نامی حکمران نے اس کا آغاز کیا تھا۔

تاہم امام بخاری نے اپنی ''صحیح'' میں تعلیق کے طور پر یہ بات نقل کی ہے: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو یہ پیغام بھجوایا تھا کہ پہلے زمانے میں عید کی نماز کے لئے اذان نہیں دی جاتی تھی اور خطبہ نماز کے بعد ہوا کرتا تھا۔

امام شافعی نے اپنی سند کے ساتھ ابن شہاب زہری کا بیان نقل کیا ہے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عید کے موقع پر ان کو یہ ہدایت کرتے تھے: وہ یہ اعلان کریں ''نماز ہونے لگی ہے''۔

1561-اخرجه مسلم في صلاة العيدين، (الحديث 4) مطولاً . و سيأتي (الحديث 1574) مطولاً . و في عشرة النساء من الكبرى، ما ذكر في النساء (الحديث 373) . تحفة الاشراف (2440) .

8 - باب الْخُطْبَةِ يَوْمَ الْعِيدِ

باب: عید کے دن خطبہ دینا

1562 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا بَهْزٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَخْبَرَنِي زُبَيْدٌ قَالَ سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ يَقُولُ حَدَّثَنَا الْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ عِنْدَ سَارِيَةٍ مِنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ قَالَ خَطَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ النَّحْرِ فَقَالَ "اِنَّ اَوَّلَ مَا نَبْدَاُ بِهِ فِي يَوْمِنَا هٰذَا اَنْ نُصَلِّيَ ثُمَّ نَذْبَحَ فَمَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ فَقَدْ اَصَابَ سُنَّتَنَا وَمَنْ ذَبَحَ قَبْلَ ذٰلِكَ فَاِنَّمَا هُوَ لَحْمٌ يُقَدِّمُهُ لِاَهْلِهِ". فَذَبَحَ اَبُو بُرْدَةَ بْنُ نِيَارٍ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ عِنْدِي جَذَعَةٌ خَيْرٌ مِنْ مُسِنَّةٍ. قَالَ "اذْبَحْهَا وَلَنْ تُوفِيَ عَنْ اَحَدٍ بَعْدَكَ".

☆☆ امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے مسجد کے ایک ستون کے پاس ہمیں یہ حدیث سنائی' انہوں نے بتایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کے دن خطبہ دیا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

آج اس دن سب سے پہلے ہم نماز ادا کریں گے' پھر ہم قربانی کریں گے' جو شخص ایسا کرے گا وہ ہماری سنت کے مطابق عمل کرے گا اور جو شخص اس سے پہلے قربانی کرے گا وہ صرف گوشت ہوگا جو اس نے اپنے اہل خانہ کے لیے پہلے تیار کرلیا ہے۔

(راوی کہتے ہیں:) حضرت ابوبردہ بن نیار (نمازِ عید سے پہلے ہی) قربانی کر چکے تھے' انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میرے پاس ایک جذعہ ہے' جو "مسنہ" سے بہتر ہے (کیا میں اس کی قربانی کرلوں؟) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تم اسے ذبح کرلو' لیکن تمہارے بعد کسی کے لیے اس طرح سے (قربانی) ادا نہیں ہوگی۔

شرح

اس حدیث سے یہ بات ثابت ہوجاتی ہے کہ بڑی عید کے دن قربانی نمازِ عید ادا کرنے کے بعد ہوتی ہے اگر کوئی شخص نمازِ عید ادا کرنے سے پہلے قربانی کرلیتا ہے' تو نماز ادا کرنے کے بعد وہ دوبارہ قربانی کرے گا اس کی مزید تحقیق آگے چل کر قربانی سے متعلق باب میں آئے گی۔

1562-اخرجه البخاري في العيدين، باب سنة العيدين لا هل الاسلام (الحديث 951) مختصرًا . و باب الاكل يوم النحر (الحديث 955) مطولًا، وباب الخطبة بعد العيد (الحديث 965)، وباب التكبير الى العيد (الحديث 968)، وباب استقبال الامام الناس في خطبة العيد (الحديث 976)، و باب كلام الامام و الناس في خطبة العيد (الحديث 983) مطولًا، و باب سنة الاضحية (الحديث 5545) و باب الذبح بعد الصلاة (الحديث 5560)، وباب من ذبح قبل الصلاة اعاد (الحديث 5563) بنحوه . و اخرجه مسلم في الاضاحي باب وقتها (الحديث 4م و 7م و 8) بنحوه . واخرجه ابو داؤد في الضحايا، باب ما يجوز من السن في الضحايا (الحديث 2800) مطولًا . و اخرجه الترمذي في الاضاحي، باب ما جاء في الذبح بعد الصلاة (الحديث 1508) مطولًا . و سياتي (الحديث 1569) و حث الامام على الصدقة في الخطبة (الحديث 1580)، و في الضحايا، ذبح الضحية قبل الامام (الحديث 4406 و 4407) و الحديث عند: البخاري في الاضاحي، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم لابي بردة ضح بالجذع من المعز و لن تجزي عن احد بعدك (الحديث 5556)، و في الايمان و النذور، باب اذا حنث ناسيا في الايمان (الحديث 6673) . و مسلم في الاضاحي، باب وقتها (الحديث 4 و 5 و 6 و 7) . و ابي داؤد في الضحايا، باب ما يجوز من السن في الضحايا (الحديث 2801) . تحفة الاشراف (1769) .

یہ حدیث امام بخاری نے بھی اپنی "صحیح" میں نقل کی ہے وہاں اس حدیث کے فوائد ذکر کرتے ہوئے حافظ ابن حجر عسقلانی نے یہ بات بیان کی ہے۔ اس حدیث سے یہ بات ثابت ہوجاتی ہے کہ جب مفتی کے سامنے یہ بات ظاہر ہوجائے کہ سوال کرنے والے شخص میں سچ بولنے کی نشانی پائی جاتی ہے' تو اب مفتی کو اس کا حق حاصل ہوگا کہ وہ اس شخص کو سہولت فراہم کرے۔ یہاں تک کہ اگر ایک ہی مسئلے کے بارے میں دو آدمی اس سے مسئلہ دریافت کرتے ہیں' تو اس کے لئے یہ جائز ہے کہ ان میں سے ہر ایک کو اس کی حالت کے مطابق جواب دے"۔*

•••———•••———•••

9 - باب صَلَاةِ الْعِيدَيْنِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ

باب: خطبے سے پہلے عید کی نماز ادا کرنا

1563 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ - رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا - كَانُوا يُصَلُّونَ الْعِيدَيْنِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ.

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ خطبہ سے پہلے عید کی نماز ادا کیا کرتے تھے۔

شرح

اکثر اہل علم اس بات کے قائل ہیں' نمازِ عید کو خطبے سے پہلے ادا کیا جائے گا اور خطبہ نماز پڑھ لینے کے بعد دیا جائے گا حضرت ابوبکر صدیق' حضرت عمر' حضرت عثمان غنی' حضرت علی' حضرت مغیرہ بن شعبہ' حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت عبداللہ بن عباس (رضی اللہ عنہم) کے حوالے سے یہی بات منقول ہے۔

فقہاء میں سے سفیان ثوری' امام اوزاعی' امام شافعی' اسحٰق بن راہویہ اور فقہائے احناف بھی اسی بات کے قائل ہیں۔

البتہ حضرت عثمان غنی کے بارے میں ایک روایت یہ منقول ہے: جب انہوں نے دیکھا کہ لوگ نماز کے لئے نہیں پہنچ رہے' تو انہوں نے پہلے خطبہ دے دیا تھا اور اس کے بعد نماز ادا کی تھی۔

اسی طرح حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے بارے میں بھی یہ بات منقول ہے: انہوں نے نماز ادا کرنے سے پہلے خطبہ دیا تھا۔

اسی نوعیت کے ایک روایت مروان بن حکم سے بھی منقول ہے کہ اس نے نمازِ عید ادا کرنے سے پہلے خطبہ دے دیا تھا۔

تاہم بعد کے زمانوں کے تمام علماء اور فقہاء اس بات پر متفق ہیں' عید کی نماز کا خطبہ نمازِ عید ادا کرنے کے بعد دیا جائے گا۔

• فتح الباری باب' قربانی کے دن' 448/2 مطبوعہ دار المعرفہ بیروت

1563-اخرجه مسلم في صلاة العيدين، (الحديث 8) . تحفة الاشراف (8045) .

علامہ ابن قدامہ نے یہ بات نقل کی ہے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے بارے میں جو روایت نقل کی گئی ہے وہ روایت مستند طور پر ثابت نہیں ہے۔

•••——•••——•••

10 - باب صَلَاةِ الْعِيدَيْنِ إِلَى الْعَنَزَةِ

باب: نیزہ کی طرف رخ کر کے عید کی نماز ادا کرنا

1564 - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَنْبَأَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَنْبَأَنَا مَعْمَرٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُخْرِجُ الْعَنَزَةَ يَوْمَ الْفِطْرِ وَيَوْمَ الْأَضْحَى يُرْكِزُهَا فَيُصَلِّي إِلَيْهَا .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' عید الفطر کے دن اور عید الاضحیٰ کے دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نیزہ ساتھ لے جایا کرتے تھے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے گاڑ کر اس کی طرف رخ کر کے نماز ادا کرتے تھے۔

11 - باب عَدَدِ صَلَاةِ الْعِيدَيْنِ

باب: عید کی نماز میں (رکعات کی) تعداد

1565 - أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ مُوسَى قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ زُبَيْدٍ الْأَيَامِيِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى ذَكَرَهُ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ - قَالَ صَلَاةُ الْأَضْحَى رَكْعَتَانِ وَصَلَاةُ الْفِطْرِ رَكْعَتَانِ وَصَلَاةُ الْمُسَافِرِ رَكْعَتَانِ وَصَلَاةُ الْجُمُعَةِ رَكْعَتَانِ تَمَامٌ لَيْسَ بِقَصْرٍ عَلَى لِسَانِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

☆☆ عبدالرحمٰن بن ابویعلیٰ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات نقل کی ہے' وہ فرماتے ہیں: چاشت کی نماز میں دو رکعات ہوتی ہیں' عید الفطر کی نماز میں دو رکعات ہوتی ہیں' مسافر کی نماز میں دو رکعات ہوتی ہیں' جمعہ کی نماز کی دو رکعات ہوتی ہیں اور یہ مکمل ہوتی ہیں' یہ قصر نہیں ہوتیں' یہ بات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے ثابت ہے۔

12 - باب الْقِرَاءَةِ فِي الْعِيدَيْنِ بِ (ق) وَ (اقْتَرَبَتْ)

باب: عید کی نماز میں سورۂ قٓ اور سورۃ اقتربت کی تلاوت کرنا

1566 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ أَنْبَأَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنِي ضَمْرَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ خَرَجَ عُمَرُ - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ - يَوْمَ عِيدٍ فَسَأَلَ أَبَا وَاقِدٍ اللَّيْثِيَّ بِأَيِّ شَيْءٍ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

1564-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (7597) .

1565-تقدم في الجمعة، عدد صلاة الجمعة (الحديث 1419) .

وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي هٰذَا الْيَوْمِ فَقَالَ بِ (ق) وَ (اقْتَرَبَتْ) .

☆☆ عبیداللہ بن عبداللہ بیان کرتے ہیں' حضرت عمر رضی اللہ عنہ عید کے دن (عیدگاہ کی طرف) تشریف لے گئے' انہوں نے حضرت ابوواقد لیثی رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس دن کون سی سورت کی تلاوت کیا کرتے تھے؟ تو انہوں نے جواب دیا: سورۂ قٓ اور سورۃ اقتربت کی۔

13 - باب الْقِرَاءَةِ فِي الْعِيدَيْنِ بِ (سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى) وَ (هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ)

باب: عید کی نماز میں سورۃ الاعلیٰ اور سورۃ الغاشیہ کی تلاوت کرنا

1567 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْتَشِرِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ حَبِيبِ بْنِ سَالِمٍ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْرَأُ فِي الْعِيدَيْنِ وَيَوْمِ الْجُمُعَةِ بِ (سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى) وَ (هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ) وَرُبَّمَا اجْتَمَعَا فِي يَوْمٍ وَاحِدٍ فَيَقْرَأُ بِهِمَا .

☆☆ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عیدین اور جمعہ کی نماز میں سورۃ الاعلیٰ اور سورۃ الغاشیہ کی تلاوت کیا کرتے تھے' بعض اوقات ایسا بھی ہوا کہ یہ دونوں نمازیں ایک ہی دن آ گئیں' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں نمازوں میں انہی دو سورتوں کی تلاوت کی۔

14 - باب الْخُطْبَةِ فِي الْعِيدَيْنِ بَعْدَ الصَّلَاةِ

باب: عید کے موقع پر نمازِ عید کے بعد خطبہ دیا جائے گا

1568 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ سَمِعْتُ أَيُّوبَ يُخْبِرُ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ أَشْهَدُ أَنِّي شَهِدْتُ الْعِيدَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَدَأَ بِالصَّلَاةِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ ثُمَّ خَطَبَ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' میں گواہی دے کر یہ بات بیان کرتا ہوں کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

1566-اخرجه مسلم في صلاة العيدين، باب ما يقرا به في صلاة العيدين (الحديث 14 و 15) . واخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب ما يقرا في الاضحى و الفطر (الحديث 1154) . واخرجه الترمذي في الصلاة، باب ما جاء في القراءة في العيدين (الحديث 534 و 535) واخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب ما جاء في القراءة في صلاة العيدين (الحديث 1282) . تحفة الاشراف (15513) .

1567-تقدم في الجمعة، ذكر الاختلاف على النعمان بن بشير في القراءة في صلاة الجمعة (الحديث 1423) .

1568-اخرجه البخاري في الزكاة، باب العرض في الزكاة (الحديث 1449) بنحوه مطولا . و اخرجه مسلم في صلاة العيدين، (الحديث 2) بنحوه مطولا . و اخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب الخطبة يوم العيد (الحديث 1142 و 1143 و 1144) مطولا . واخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب ما جاء في صلاة العيدين (الحديث 1273) مطولا . و الحديث عند: البخاري في العلم، باب عظة الامام النساء و تعليمهن (الحديث 98) تحفة الاشراف (5883) .

کی اقتداء میں عید کی نماز میں شریک ہوا ہوں آپ ﷺ خطبہ دینے سے پہلے نماز پڑھتے تھے پھر خطبہ دیا کرتے تھے۔

1569 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ النَّحْرِ بَعْدَ الصَّلَاةِ .

★★ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے عیدالاضحیٰ کے دن نماز کے بعد ہمیں خطبہ دیا تھا۔

15 - باب التَّخْيِيرِ بَيْنَ الْجُلُوسِ فِي الْخُطْبَةِ لِلْعِيدَيْنِ

باب: عید کا خطبہ سننے کے لیے بیٹھنے کے بارے میں اختیار ہونا

1570 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ اَيُّوْبَ قَالَ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ السَّائِبِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الْعِيْدَ قَالَ "مَنْ اَحَبَّ اَنْ يَنْصَرِفَ فَلْيَنْصَرِفْ وَمَنْ اَحَبَّ اَنْ يُقِيْمَ لِلْخُطْبَةِ فَلْيُقِمْ" .

★★ حضرت عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے عید کی نماز ادا کرلی' پھر ارشاد فرمایا: "جو شخص جانا چاہتا ہو وہ چلا جائے اور جو شخص خطبے کے لیے ٹھہرنا چاہتا ہو وہ ٹھہر جائے"۔

16 - باب الزِّيْنَةِ لِلْخُطْبَةِ لِلْعِيدَيْنِ

باب: عید کے خطبے کے لیے (امام کا) زیب وزینت اختیار کرنا

1571 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ اِيَادٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ رِمْثَةَ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ وَعَلَيْهِ بُرْدَانِ اَخْضَرَانِ .

★★ حضرت ابورمثہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے نبی اکرم ﷺ کو خطبہ دیتے ہوئے دیکھا ہے' آپ ﷺ نے اس وقت سبز رنگ کی دو چادریں پہنی ہوئی تھیں۔

17 - باب الْخُطْبَةِ عَلَى الْبَعِيْرِ

باب: اونٹ پر بیٹھ کر خطبہ دینا

1572 - اَخْبَرَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ زَائِدَةَ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اِسْمَاعِيْلُ بْنُ اَبِيْ خَالِدٍ عَنْ

1569-تقدم (الحديث 1562) .

1570-اخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب الجلوس للخطبة (الحديث 1155) بنحوه . واخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب ما جاء في انتظار الخطبة بعد الصلاة (الحديث 1290) بنحوه . تحفة الاشراف (5315) .

1571-اخرجه ابو داؤد في اللباس، باب في الخضرة (الحديث 4065)، و في الترجل، باب في الخضاب (4206 و 4207)، في الديات، باب لا يؤخذ احد بجريرة اخيه او ابيه (الحديث 4495) . والترمذي في الادب، باب ما جاء في الثوب الاخضر (الحديث 2812) . وسيأتي (الحديث 5098 و 5099) و (الحديث 5334) تحفة الاشراف (12036) .

اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ كَاهِلٍ الْاَحْمَسِيِّ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ عَلٰى نَاقَةٍ وَحَبَشِيٌّ اٰخِذٌ بِخِطَامِ النَّاقَةِ .

★★ حضرت ابوکاہل احمسی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے نبی اکرم ﷺ کو اونٹنی پر بیٹھ کر خطبہ دیتے ہوئے دیکھا ہے' ایک حبشی نے آپ ﷺ کی اونٹنی کی مہار پکڑی ہوئی تھی۔

18 - باب قِيَامِ الْاِمَامِ فِي الْخُطْبَةِ

باب: خطبہ دیتے ہوئے امام کا کھڑے ہونا

1573 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سِمَاكٍ قَالَ سَاَلْتُ جَابِرًا اَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ قَائِمًا قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ قَائِمًا ثُمَّ يَقْعُدُ قَعْدَةً ثُمَّ يَقُوْمُ .

★★ سماک بیان کرتے ہیں' میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا: کیا نبی اکرم ﷺ کھڑے ہو کر خطبہ دیا کرتے تھے' انہوں نے جواب دیا: نبی اکرم ﷺ کھڑے ہو کر خطبہ دیتے تھے' پھر آپ ﷺ تھوڑی دیر کے لیے بیٹھتے تھے' پھر کھڑے ہو جاتے تھے۔

19 - باب قِيَامِ الْاِمَامِ فِي الْخُطْبَةِ مُتَوَكِّئًا عَلٰى اِنْسَانٍ

باب: امام کا خطبہ دیتے ہوئے کسی شخص کا سہارا لے کر کھڑا ہونا

1574 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ اَبِيْ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا عَطَاءٌ عَنْ جَابِرٍ قَالَ شَهِدْتُ الصَّلَاةَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ يَوْمِ عِيْدٍ فَبَدَاَ بِالصَّلَاةِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ بِغَيْرِ اَذَانٍ وَّلَا اِقَامَةٍ فَلَمَّا قَضَى الصَّلَاةَ قَامَ مُتَوَكِّئًا عَلٰى بِلَالٍ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ وَوَعَظَ النَّاسَ وَذَكَّرَهُمْ وَحَثَّهُمْ عَلٰى طَاعَتِهِ ثُمَّ مَالَ وَمَضٰى اِلَى النِّسَاءِ وَمَعَهُ بِلَالٌ فَاَمَرَهُنَّ بِتَقْوَى اللّٰهِ وَوَعَظَهُنَّ وَذَكَّرَهُنَّ وَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ حَثَّهُنَّ عَلٰى طَاعَتِهِ ثُمَّ قَالَ "تَصَدَّقْنَ فَاِنَّ اَكْثَرَكُنَّ حَطَبُ جَهَنَّمَ" . فَقَالَتِ امْرَاَةٌ مِّنْ سَفِلَةِ النِّسَاءِ سَفْعَاءُ الْخَدَّيْنِ بِمَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ "تُكْثِرْنَ الشَّكَاةَ وَتَكْفُرْنَ الْعَشِيْرَ" . فَجَعَلْنَ يَنْزِعْنَ قَلَائِدَهُنَّ وَاَقْرُطَهُنَّ وَخَوَاتِيْمَهُنَّ يَقْذِفْنَهُ فِيْ ثَوْبِ بِلَالٍ يَتَصَدَّقْنَ بِهِ .

★★ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' عید کے دن میں نبی اکرم ﷺ کی اقتداء میں نماز عید میں شریک ہوا'

1572-اخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب ما جاء في الخطبة في العيدين (الحديث 1284 و 1285) . تحفة الاشراف (12142) .

1573-اخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب ما جاء في الخطبة يوم الجمعة (الحديث 1105) . تحفة الاشراف (2184) .

1574-اخرجه مسلم في صلاة العيدين، (الحديث 4) . واخرجه النسائي في عشرة النساء من الكبرى، ما ذكر في النساء (الحديث 373) و الحديث عند: النسائي في صلاة العيدين، ترك الاذان للعيدين (الحديث 1561) . تحفة الاشراف (2440) .

آپ ﷺ نے خطبہ دینے سے پہلے اذان اور اقامت کے بغیر نماز ادا کی' جب آپ ﷺ نے نماز مکمل کر لی تو آپ ﷺ حضرت بلال ؓ سے ٹیک لگا کر کھڑے ہو گئے' آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کی' لوگوں کو وعظ ونصیحت کی' انہیں اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کی طرف راغب کیا' پھر آپ ﷺ وہاں سے مڑے اور خواتین کی طرف تشریف لے گئے' آپ ﷺ کے ساتھ حضرت بلال ؓ بھی تھے' آپ ﷺ نے ان خواتین کو اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کی ہدایت کی' انہیں وعظ ونصیحت کی۔ اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کی' پھر انہیں اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کی ترغیب دی' پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''(اے خواتین) تم لوگ صدقہ کیا کرو' کیونکہ تمہاری اکثریت جہنم کا ایندھن ہوگی''

تو کم تر خاندان کی ایک عورت نے' جس کے رخسار سیاہی مائل تھے' عرض کی: یارسول اللہ! اس کی وجہ کیا ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''تم لوگ شکایات بہت زیادہ کرتی ہو اور شوہر کی ناشکری کرتی ہو''۔

(راوی کہتے ہیں:) تو ان خواتین نے اپنے ہار' اپنی بالیاں اور اپنی انگوٹھیاں اتارنی شروع کر دیں اور انہیں حضرت بلال ؓ کے کپڑے میں ڈالنا شروع کر دیا' انہوں نے یہ چیزیں صدقہ کی تھیں۔

20 - باب اسْتِقْبَالِ الْإِمَامِ النَّاسَ بِوَجْهِهِ فِي الْخُطْبَةِ

باب: خطبے کے دوران امام کا لوگوں کی طرف رخ کرنا

1575 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ عَنْ دَاوُدَ عن عِيَاضِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَخْرُجُ يَوْمَ الْفِطْرِ وَيَوْمَ الْاَضْحَى اِلَى الْمُصَلَّى فَيُصَلِّي بِالنَّاسِ فَاِذَا جَلَسَ فِي الثَّانِيَةِ وَسَلَّمَ قَامَ فَاسْتَقْبَلَ النَّاسَ بِوَجْهِهِ وَالنَّاسُ جُلُوسٌ فَاِنْ كَانَتْ لَهُ حَاجَةٌ يُرِيدُ اَنْ يَبْعَثَ بَعْثًا ذَكَرَهُ لِلنَّاسِ وَاِلَّا اَمَرَ النَّاسَ بِالصَّدَقَةِ قَالَ "تَصَدَّقُوا" . ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَكَانَ مِنْ اَكْثَرِ مَنْ يَتَصَدَّقُ النِّسَاءُ .

☆☆ حضرت ابوسعید خدری ؓ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن عیدگاہ تشریف لے جاتے تھے' وہاں آپ ﷺ لوگوں کو نماز پڑھایا کرتے تھے' پھر جب آپ ﷺ دو رکعات ادا کرنے کے بعد بیٹھتے اور سلام پھیرتے تھے' تو پھر آپ ﷺ کھڑے ہو جاتے تھے' آپ ﷺ اپنا رخ لوگوں کی طرف کر لیتے تھے' لوگ بیٹھے ہوئے ہوتے تھے' اس وقت آپ ﷺ کو جو بھی ضرورت ہوتی تھی' مثلاً اگر آپ ﷺ نے کوئی مہم روانہ کرنی ہوتی تھی' تو لوگوں کے سامنے اس کا تذکرہ کر دیتے تھے' ورنہ آپ لوگوں کو صدقہ کرنے کا حکم دیتے تھے' آپ ﷺ تین مرتبہ فرماتے تھے:

1575-اخرجه البخاري في العيدين، باب الخروج إلى المصلى بغير منبر (الحديث 956) مطولًا . و اخرجه مسلم في صلاة العيدين (الحديث 9) مطولًا . واخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب ما جاء في الخطبة في العيدين (الحديث 1288) بنحوه . و الحديث عند : البخاري في الحيض، باب ترك الحائض الصوم (الحديث 304)، و في الزكاة، باب الزكاة على الاقارب (الحديث 1462)، و في الصوم، باب الحائض تترك الصوم والصلاة (الحديث 1951)، و في الشهادات، باب شهادة النساء (الحديث 2658) . و مسلم في الايمان، باب بيان نقصان الايمان بنقص الطاعات و بيان الطلاق لفظ الكفر على غير الكفر بالله ككفر النعمة و الحقوق (الحديث 80) . و سيأتي (الحديث 1578) . تحفة الاشراف (4271) .

''تم لوگ صدقہ کیا کرو''۔

(راوی کہتے ہیں:) تو خواتین زیادہ صدقہ کیا کرتی تھیں۔

21 - باب الْاِنْصَاتِ لِلْخُطْبَةِ

باب: خطبہ (سننے) کے لیے خاموش کروانا

1576 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اِذَا قُلْتَ لِصَاحِبِكَ اَنْصِتْ وَالْاِمَامُ يَخْطُبُ فَقَدْ لَغَوْتَ" .

☆☆ حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا ہے:

''جب تم اپنے ساتھی سے یہ کہو کہ تم خاموش رہو جبکہ امام اس وقت خطبہ دے رہا ہو' تو تم نے لغو حرکت کی''۔

22 - باب كَيْفَ الْخُطْبَةُ

باب: خطبے کی کیفیت

1577 - اَخْبَرَنَا عُتْبَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيهِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِي خُطْبَتِهِ يَحْمَدُ اللّٰهَ وَيُثْنِي عَلَيْهِ بِمَا هُوَ اَهْلُهُ ثُمَّ يَقُولُ "مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ اِنَّ اَصْدَقَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَاَحْسَنَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ وَشَرَّ الْاُمُورِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَكُلَّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ" . ثُمَّ يَقُولُ "بُعِثْتُ اَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ" . وَكَانَ اِذَا ذَكَرَ السَّاعَةَ احْمَرَّتْ وَجْنَتَاهُ وَعَلَا صَوْتُهُ وَاشْتَدَّ غَضَبُهُ كَاَنَّهُ نَذِيرُ جَيْشٍ يَقُولُ "صَبَّحَكُمْ مَسَّاكُمْ" . ثُمَّ قَالَ "مَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِاَهْلِهِ وَمَنْ تَرَكَ دَيْنًا اَوْ ضَيَاعًا فَاِلَيَّ اَوْ عَلَيَّ وَاَنَا اَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ" .

☆☆ حضرت جابر بن عبداللہ ؓ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ خطبہ دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی شان کے مطابق اس کی حمد وثناء بیان کرتے تھے' پھر یہ کہتے تھے:

جس شخص کو اللہ تعالیٰ ہدایت نصیب کر دے' اس شخص کو کوئی گمراہ نہیں کر سکتا اور جسے وہ گمراہ رہنے دے' اُسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا' بے شک سب سے سچی بات اللہ کی کتاب ہے' اور سب سے بہترین ہدایت' حضرت محمد ﷺ کی ہدایت ہے اور سب سے بُرا کام نیا پیدا شدہ ہے اور ہر نیا پیدا شدہ کام بدعت ہے' اور ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی جہنم میں لے جائے گی۔

1576-اخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب الكلام و الامام يخطب (الحديث 1112) . تحفة الاشراف (13240) .

1577-اخرجه مسلم في الجمعة، باب تخفيف الصلاة و الخطبة (الحديث 43 و 44 و 45) بنحوه . و اخرجه ابن ماجه في المقدمة، باب اجتناب البدع و الجدل (الحديث 45) بنحوه . تحفة الاشراف (2599) .

پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
''مجھے اور قیامت کو ان دو کی طرح بھیجا گیا ہے''۔
(راوی بیان کرتے ہیں:) جب نبی اکرم ﷺ قیامت کا تذکرہ کرتے تھے تو آپ ﷺ کے رخسار سرخ ہو جایا کرتے تھے آپ ﷺ کی آواز بلند ہو جاتی تھی اور آپ ﷺ کے مزاج میں شدت آ جاتی تھی یوں جیسے آپ ﷺ کسی (لشکر کے حملے) سے ڈرا رہے ہوں آپ ﷺ یہ فرماتے تھے (وہ صبح و شام میں کسی بھی وقت تم پر آ سکتی ہے)۔
پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
''جو شخص مال چھوڑ کر جاتا ہے وہ اس کے وارثوں کو ملے گا اور جو شخص قرض چھوڑ کر جاتا ہے یا بال بچے چھوڑ جاتا ہے (جن کے خرچ کا بندوبست نہ ہو) تو وہ میرے ذمے ہو گا یا ان کا ذمہ مجھ پر ہو گا' کیونکہ میں اہل ایمان (کا خیال رکھنے کے حوالے سے) سب سے زیادہ حق رکھتا ہوں''۔

شرح

اس روایت میں امام نسائی نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کے خطبہ عید کے الفاظ نقل کیے ہیں۔
اس سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ خطبے کے دوران اللہ تعالیٰ کی شان کے لائق اس کی حمد و ثناء بیان کرنی چاہیے۔
اس سے یہ بات بھی ثابت ہو جاتی ہے کہ کسی شخص کو ہدایت نصیب ہونا یا کسی شخص کا گمراہ رہ جانا اللہ تعالیٰ کے حکم کے تحت ہے۔ مخلوق میں سے کسی کو اس پر قدرت حاصل نہیں ہے۔
اس سے یہ بات بھی ثابت ہو جاتی ہے کہ اللہ کی کتاب سب سے بہترین اور سب سے عمدہ بات ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔
''بات کرنے میں اللہ تعالیٰ سے سچا اور کون ہے''۔ (سورۃ النساء 87)
ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے۔
''اللہ تعالیٰ نے سب سے بہترین بات نازل کی ہے''۔
اس سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ جو چیز شرعی طور پر بدعت ہو وہ اس بدعت کے مرتکب کو جہنم میں لے جا سکتی ہے اور جو شخص دین میں کسی بدعت کا آغاز کرتا ہے وہ اپنے آپ کو جہنم میں بھیجنے کے لئے تیار کر لیتا ہے۔
اس حدیث سے یہ بات بھی ثابت ہو جاتی ہے کہ قیامت قریب ہے اور نبی اکرم ﷺ کی بعثت قیامت کے قرب کی نشانیوں میں سے ایک ہے۔
اس روایت سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ نبی اکرم ﷺ ہر مومن کے نزدیک اس کی اپنی جان سے زیادہ قریبی اور محبوب ہیں۔

اس سے یہ بات بھی ثابت ہو جاتی ہے کہ نبی اکرم ﷺ اپنی امت کے افراد کے لئے ان امور کو بھی سرانجام دے دیتے تھے جو وہ لوگ خود سرانجام نہیں دے سکتے تھے جیسے اگر کوئی شخص قرض ادا نہیں کر پایا تھا اور اس کی ادائیگی سے عاجز ہو جاتا تھا تو نبی اکرم ﷺ اس کی طرف سے ادا کر دیتے تھے یا اگر کسی شخص کے فوت ہونے کے بعد اس کے اہل و عیال کی کفالت کے لئے ضروری نان و نفقہ نہیں ہوتا تھا تو نبی اکرم ﷺ اسے ادا کیا کرتے تھے۔
اس حدیث سے یہ بات بھی ثابت ہو جاتی ہے کہ ہر مومن پر یہ بات لازم ہے کہ وہ نبی اکرم ﷺ کو اپنی ذات سے مقدم سمجھے اور نبی اکرم ﷺ کی سنت سے روگردانی نہ کرے۔
حافظ ابن حجر عسقلانی بدعت کے موضوع پر گفتگو کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں: بدعت سے مراد وہ چیز ہے' جو نئی ہو اور جس کی شریعت میں کوئی اصل نہ ہو اسے شریعت کے عرف میں بدعت کا نام دیا گیا ہے۔
لیکن جس صورت کی کوئی اصل ہو جس پر شریعت دلالت کرتی ہو تو وہ بدعت نہیں ہو گی۔
اس اعتبار سے شرعی عرف کے مطابق جو بدعت ہے وہ قابل مذمت ہو گی لغوی بدعت قابل مذمت نہیں ہو گی۔
اس کی وجہ یہ ہے: لغت میں ہر نئی چیز کو' جس کی پہلے سے کوئی مثال موجود نہ ہو' اسے بدعت کہا جاتا ہے خواہ وہ قابل تعریف ہو یا قابل مذمت ہو۔
حافظ ابن حجر عسقلانی تحریر کرتے ہیں:
امام شافعی نے یہ بات بیان کی ہے: بدعت کی دو قسمیں ہیں۔ ایک بدعت قابل تعریف ہے اور ایک قابل مذمت ہے' جو بدعت سنت کے مطابق ہو وہ قابل تعریف ہو گی اور جو سنت کے مخالف ہو وہ قابل مذمت ہو گی یہ بات حافظ ابو نعیم نے اپنی سند کے ساتھ امام شافعی سے نقل کی ہے۔
اسی طرح امام بیہقی نے بھی امام شافعی کے ''مناقب'' سے متعلق کتاب میں یہ بات تحریر کی ہے امام شافعی فرماتے ہیں: نئے پیدا ہونے والے امور دو طرح کے ہوتے ہیں ایک وہ ہیں' جو نئے پیدا ہوتے ہیں اور کتاب یا سنت کے مخالف ہوتے ہیں یا آثار و اجماع کے مخالف ہوتے ہیں' تو یہ گمراہی والی بدعت ہے۔
لیکن بھلائی کے حوالے سے نئے پیدا ہونے والے امور' جو ان میں سے کسی ایک کے مخالف نہ ہوں' تو یہ قابل مذمت نہیں ہوں گے۔
حافظ ابن حجر مزید تحریر کرتے ہیں۔
بعض علماء نے بدعت کی پانچ قسمیں تحریر کی ہیں۔
آگے چل کر حافظ ابن حجر نے اس موضوع پر زیادہ تفصیل کے ساتھ بحث کی ہے۔*
علامہ عینی تحریر کرتے ہیں: لفظ ''مبتدع'' کا مطلب وہ شخص ہے' جو بدعت کا ارتکاب کرتا ہو' بدعت کا لغوی مطلب ہر وہ چیز

* فتح الباری' کتاب' کتاب و سنت کو مضبوطی سے تھامنا' باب نبی اکرم ﷺ کی سنتوں کی پیروی کرنا۔ 243/13 مطبوعہ دار المعرفہ بیروت

ہے جس کی پہلے سے کوئی مثال موجود نہ ہو جبکہ شرعی طور پر اس سے مراد ایسا نیا کام ہے جس کی اصل نبی اکرم ﷺ کے زمانے میں موجود نہ ہو اس کی دو قسمیں ہیں۔

وہ بدعت جو گمراہی ہوتی ہے یہ وہی ہے جس کا ذکر یہاں کیا گیا ہے ایک وہ بدعت ہے جو اچھی ہوتی ہے اس سے مراد وہ چیز ہے جسے اہل ایمان اچھا سمجھتے ہیں اور وہ چیز کتاب، سنت، اثر یا اجماع کی مخالف نہیں ہوتی۔ •

•••——•••——•••

23 - باب حَثِّ الْإِمَامِ عَلَى الصَّدَقَةِ فِي الْخُطْبَةِ

باب: خطبہ کے دوران امام کا صدقہ دینے کی ترغیب دینا

1578 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ قَيْسٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ عِيَاضٌ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَخْرُجُ يَوْمَ الْعِيْدِ فَيُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ يَخْطُبُ فَيَاْمُرُ بِالصَّدَقَةِ فَيَكُوْنُ اَكْثَرَ مَنْ يَتَصَدَّقُ النِّسَآءُ فَاِنْ كَانَتْ لَهٗ حَاجَةٌ اَوْ اَرَادَ اَنْ يَبْعَثَ بَعْثًا تَكَلَّمَ وَاِلَّا رَجَعَ .

☆☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ عید کے دن تشریف لے گئے، آپ ﷺ نے دو رکعات نماز پڑھائی، پھر آپ ﷺ نے خطبہ دیتے ہوئے صدقہ دینے کا حکم دیا تو صدقہ کرنے والوں میں اکثریت خواتین کی تھی (خطبہ کے دوران) اگر نبی اکرم ﷺ کو کوئی ضرورت ہوتی، آپ ﷺ نے کوئی مہم روانہ کرنی ہوتی، تو اس بارے میں گفتگو کر لیتے تھے (ورنہ واپس تشریف لے جاتے تھے)۔

1579 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ - وَهُوَ ابْنُ هَارُوْنَ - قَالَ اَنْبَاَنَا حُمَيْدٌ عَنِ الْحَسَنِ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ خَطَبَ بِالْبَصْرَةِ فَقَالَ اَدُّوْا زَكَاةَ صَوْمِكُمْ فَجَعَلَ النَّاسُ يَنْظُرُ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ فَقَالَ مَنْ هَا هُنَا مِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ قُوْمُوْا اِلٰى اِخْوَانِكُمْ فَعَلِّمُوْهُمْ فَاِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَضَ صَدَقَةَ الْفِطْرِ عَلَى الصَّغِيْرِ وَالْكَبِيْرِ وَالْحُرِّ وَالْعَبْدِ وَالذَّكَرِ وَالْاُنْثٰى نِصْفَ صَاعٍ مِّنْ بُرٍّ اَوْ صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ اَوْ شَعِيْرٍ .

☆☆ حسن بصری بیان کرتے ہیں، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بصرہ میں خطبہ دیا اور فرمایا: تم اپنے روزوں کی زکوٰۃ ادا کرو (یعنی صدقۂ فطر ادا کرو) تو لوگوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھنا شروع کر دیا۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے دریافت کیا: یہاں مدینہ منورہ کا رہنے والا کون شخص ہے؟ تم لوگ اپنے بھائیوں کے پاس کھڑے ہو جاؤ، اور انہیں اس کی تعلیم دو کیونکہ انہیں علم نہیں ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ہر چھوٹے بڑے، آزاد اور غلام، مذکر اور مؤنث پر صدقۂ فطر کے طور پر گندم کے نصف صاع یا کھجور یا جَو کے ایک صاع کی ادائیگی لازم قرار دی ہے۔

• عمدۃ القاری، کتاب اذان کا بیان، باب: فتنے والے شخص اور بدعتی کی امامت کا حکم

1578-تقدم (الحديث 1575) .

1579-اخرجه ابو داؤد في الزكاة، باب من روى نصف صاع من قمح (الحديث 1622) مطولاً . و سيأتي في الزكاة، مكيلة زكاة الفطر (الحديث 2507) . والحنطة (الحديث 2514) . تحفة الاشراف (5394) .

1580 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ النَّحْرِ بَعْدَ الصَّلَاةِ ثُمَّ قَالَ "مَنْ صَلّٰى صَلَاتَنَا وَنَسَكَ نُسُكَنَا فَقَدْ اَصَابَ النُّسُكَ وَمَنْ نَسَكَ قَبْلَ الصَّلَاةِ فَتِلْكَ شَاةُ لَحْمٍ" . فَقَالَ اَبُوْ بُرْدَةَ بْنُ نِيَارٍ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاللّٰهِ لَقَدْ نَسَكْتُ قَبْلَ اَنْ اَخْرُجَ اِلَى الصَّلَاةِ عَرَفْتُ اَنَّ الْيَوْمَ يَوْمُ اَكْلٍ وَّشُرْبٍ فَتَعَجَّلْتُ فَاَكَلْتُ وَاَطْعَمْتُ اَهْلِيْ وَجِيْرَانِيْ . فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "تِلْكَ شَاةُ لَحْمٍ" . قَالَ فَاِنَّ عِنْدِيْ جَذَعَةً خَيْرٌ مِّنْ شَاتَيْ لَحْمٍ فَهَلْ تُجْزِيْ عَنِّيْ قَالَ "نَعَمْ وَلَنْ تُجْزِيَ عَنْ اَحَدٍ بَعْدَكَ" .

☆☆ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، عید الاضحیٰ کے دن نماز کے بعد نبی اکرم ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

جس شخص نے ہماری یہ نماز ادا کر لی اور ہماری قربانی کی اس نے قربانی کو پا لیا اور جس شخص نے نماز سے پہلے قربانی کر لی، تو یہ صرف بکری کا گوشت ہوگا، تو حضرت ابوبردہ بن نیار نے عرض کی: یارسول اللہ! اللہ کی قسم! میں تو نماز کے لیے آنے سے پہلے قربانی کر چکا ہوں، میں تو یہ سمجھا تھا کہ آج کا دن کھانے پینے کا دن ہے اس لیے میں نے جلدی کی تاکہ میں اپنے اہل خانہ اور پڑوسیوں کو کھانے پینے کا سامان فراہم کروں۔

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

وہ صرف بکری کا گوشت ہے۔ تو حضرت ابوبردہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: میرے پاس ایک چھ ماہ کا دُنبہ ہے، جو دو بکریوں کے گوشت سے زیادہ بہتر ہے، تو کیا یہ میری طرف سے جائز ہوگا؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ہاں! لیکن یہ تمہارے بعد کسی کے لیے جائز نہیں ہوگا۔

24 - باب الْقَصْدِ فِي الْخُطْبَةِ

باب: خطبے میں میانہ روی اختیار کرنا

1581 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كُنْتُ اُصَلِّيْ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَتْ صَلَاتُهٗ قَصْدًا وَّخُطْبَتُهٗ قَصْدًا .

☆☆ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں نے نبی اکرم ﷺ کی اقتداء میں نماز ادا کی ہے، آپ ﷺ کی نماز بھی درمیانی ہوتی تھی، اور آپ ﷺ کا خطبہ بھی درمیانہ ہوتا تھا۔

1580-تقدم (الحديث 1562) .

1581-اخرجه مسلم في الجمعة، باب تخفيف الصلاة والخطبة (الحديث 41) . واخرجه الترمذي في الصلاة، باب ما جاء في قصد الخطبة (الحديث 507) . تحفة الاشراف (2167) .

25 - باب الْجُلُوسِ بَيْنَ الْخُطْبَتَيْنِ وَالسُّكُوتِ فِيهِ

باب: دو خطبوں کے درمیان بیٹھنا اور اس دوران خاموشی اختیار کرنا

1582 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو عَوَانَةَ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ رَاَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ قَائِمًا ثُمَّ يَقْعُدُ قَعْدَةً لَا يَتَكَلَّمُ فِيهَا ثُمَّ قَامَ فَخَطَبَ خُطْبَةً اُخْرٰى فَمَنْ خَبَّرَكَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ قَاعِدًا فَلَا تُصَدِّقْهُ .

★★ حضرت جابر بن سمرہ ؓ بیان کرتے ہیں' میں نے نبی اکرم ﷺ کو کھڑے ہو کر خطبہ دیتے ہوئے دیکھا ہے' پھر آپ تھوڑی دیر کے لیے بیٹھ گئے' لیکن آپ ﷺ نے اس دوران کوئی کلام نہیں کیا' پھر آپ ﷺ کھڑے ہو گئے اور آپ ﷺ نے دوسرا خطبہ ارشاد فرمایا۔

جو شخص تمہیں یہ بتائے کہ نبی اکرم ﷺ بیٹھ کر خطبہ دیتے تھے' تو تم اس کی بات کی تصدیق نہ کرنا۔

26 - باب الْقِرَاءَةِ فِي الْخُطْبَةِ الثَّانِيَةِ وَالذِّكْرِ فِيهَا

باب: دوسرے خطبے کے دوران قرأت کرنا اور ذکر کرنا

1583 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ قَائِمًا ثُمَّ يَجْلِسُ ثُمَّ يَقُومُ وَيَقْرَاُ اٰيَاتٍ وَيَذْكُرُ اللّٰهَ وَكَانَتْ خُطْبَتُهُ قَصْدًا وَصَلَاتُهُ قَصْدًا .

★★ حضرت جابر بن سمرہ ؓ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ کھڑے ہو کر خطبہ دیتے تھے' پھر آپ ﷺ تشریف فرما ہو جاتے تھے' پھر آپ ﷺ کھڑے ہو جاتے تھے' پھر اس دوران آیات کی تلاوت کرتے تھے' اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے تھے' تاہم آپ ﷺ کا خطبہ درمیانے درجے کا ہوتا تھا اور نماز بھی درمیانے درجے کی ہوتی تھی (یعنی نہ وہ بہت طویل ہوتے تھے اور نہ ہی بہت مختصر ہوتے تھے)۔

27 - باب نُزُولِ الْاِمَامِ عَنِ الْمِنْبَرِ قَبْلَ فَرَاغِهِ مِنَ الْخُطْبَةِ

باب: امام کا خطبے سے فارغ ہونے سے پہلے منبر سے نیچے آ جانا

1584 - اَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو تُمَيْلَةَ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيهِ قَالَ بَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَخْطُبُ اِذْ اَقْبَلَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ

1582-اخرجه ابو داؤد فی الصلاة، باب الخطبة قائما (الحديث 1095) . تحفة الاشراف (2197) .

1583-تقدم فی الجمعة، باب القراءة فی الخطبة الثانية و الذكر فيها (الحديث 1417) .

1584-تقدم فی الجمعة، باب نزول الامام عن المنبر قبل فراغه من الخطبة و قطعه كلامه و رجوعه اليه يوم الجمعة (الحديث 1412) .

عَلَيْهِمَا قَمِيصَانِ اَحْمَرَانِ يَمْشِيَانِ وَيَعْثُرَانِ فَنَزَلَ وَحَمَلَهُمَا فَقَالَ "صَدَقَ اللّٰهُ (اِنَّمَا اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ) رَاَيْتُ هٰذَيْنِ يَمْشِيَانِ وَيَعْثُرَانِ فِي قَمِيصَيْهِمَا فَلَمْ اَصْبِرْ حَتّٰى نَزَلْتُ فَحَمَلْتُهُمَا" .

★★ ابن بریدہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ اپنے منبر پر خطبہ دے رہے تھے' اسی دوران حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین ؓ آ گئے' ان دونوں حضرات نے سرخ رنگ کی قمیص پہنی ہوئی تھیں' یہ دونوں چلتے ہوئے اور لڑکھڑاتے ہوئے آ رہے تھے' تو نبی اکرم ﷺ منبر سے نیچے اُترے' آپ ﷺ نے ان دونوں کو اُٹھا لیا اور فرمایا:

بے شک اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے:

"بے شک تمہارے اموال اور تمہاری اولاد آزمائش ہیں"۔

میں نے ان دونوں کو آتے ہوئے دیکھا' یہ دونوں اپنی قمیصوں میں لڑکھڑا رہے تھے' تو مجھ سے صبر نہیں ہوا اور میں نیچے اتر آیا اور ان دونوں کو اُٹھا لیا۔

28 - باب مَوْعِظَةِ الْاِمَامِ النِّسَاءَ بَعْدَ الْفَرَاغِ مِنَ الْخُطْبَةِ وَحَثِّهِنَّ عَلَى الصَّدَقَةِ

باب: خطبے سے فارغ ہونے کے بعد امام کا خواتین کو وعظ و نصیحت کرنا اور انہیں صدقہ کرنے کی ترغیب دینا

1585 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَابِسٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ لَهُ رَجُلٌ شَهِدْتَ الْخُرُوجَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ وَلَوْلَا مَكَانِي مِنْهُ مَا شَهِدْتُهُ يَعْنِي مِنْ صِغَرِهِ اَتَى الْعَلَمَ الَّذِي عِنْدَ دَارِ كَثِيرِ بْنِ الصَّلْتِ فَصَلّٰى ثُمَّ خَطَبَ ثُمَّ اَتَى النِّسَاءَ فَوَعَظَهُنَّ وَذَكَّرَهُنَّ وَاَمَرَهُنَّ اَنْ يَتَصَدَّقْنَ فَجَعَلَتِ الْمَرْاَةُ تُهْوِي بِيَدِهَا اِلٰى حَلْقِهَا تُلْقِي فِي ثَوْبِ بِلَالٍ .

★★ حضرت عبداللہ بن عباس ؓ کے بارے میں یہ بات منقول ہے: ایک مرتبہ ایک شخص نے ان سے دریافت کیا: کیا آپ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ کسی غزوے میں شریک ہوئے ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا: جی ہاں! اگر مجھے نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں زیادہ قرب نصیب نہ ہوتا تو میں اس میں شریک نہ ہوتا تھا۔ (راوی کہتے ہیں: یعنی میں اپنی کم سنی کی وجہ سے شریک نہیں ہو سکتا تھا' پھر حضرت عبداللہ بن عباس ؓ نے بیان کیا)

نبی اکرم ﷺ اس جھنڈے کے پاس تشریف لائے جو کثیر بن صلت کے گھر کے پاس ہے' وہاں آپ ﷺ نے نماز ادا کی' پھر آپ ﷺ نے خطبہ دیا' پھر آپ ﷺ خواتین کے پاس تشریف لائے' آپ ﷺ نے انہیں وعظ و نصیحت کی اور انہیں صدقہ کرنے کی ہدایت کی تو خواتین نے اپنے ہاتھ اپنے ہاروں (یا بالیوں یا چوڑیوں) کی طرف بڑھائے' تو انہیں حضرت بلال ؓ

1585-اخرجه البخاری فی الاذان، باب وضوء الصبيان و متى يجب عليهم الغسل و الطهور و حضور هم الجماعة و العيدين و الجنائز و صفوفهم (الحديث 863)، و فی العيدين، باب خروج الصبيان الى المصلى (الحديث 975) . مختصراً، و باب العلم الذی بالمصلى (الحديث 977)، و فی النكاح، باب (والذين لم يبلغوا الحلم منكم) (الحديث 5249) . و كذا عند: البخاری فی الاعتصام بالكتاب و السنة، باب ما ذكر النبی صلى الله عليه وسلم و حض على اتفاق اهل العلم و ما اجتمع عليه الحرمان مكة و المدينة و ما كان بهما من مشاهد النبی صلى الله عليه وسلم و المهاجرين و الانصار و مصلى النبی صلى الله عليه وسلم و المنبر و القبر (الحديث 7325) . و ابی داؤد فی الصلاة، باب ترك الاذان فی العيد (الحديث 1146) . تحفة الاشراف (5816) .

کے کپڑے میں ڈالنے لگیں۔

29 - باب الصَّلَاةِ قَبْلَ الْعِيدَيْنِ وَبَعْدَهَا

باب: عید کی نماز سے پہلے یا اس کے بعد نماز ادا کرنے (کا حکم)

1586 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيدٍ الْاَشَجُّ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اِدْرِيسَ قَالَ اَنْبَاَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيٍّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمَ الْعِيدِ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ لَمْ يُصَلِّ قَبْلَهَا وَلَا بَعْدَهَا .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عید کے دن تشریف لے گئے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعات نماز ادا کی' لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پہلے یا اس کے بعد کوئی نماز ادا نہیں کی۔

30 - باب ذَبْحِ الْاِمَامِ يَوْمَ الْعِيدِ وَعَدَدِ مَا يَذْبَحُ

باب: امام کا عید کے دن قربانی کرنا اور قربانی کے جانوروں کی تعداد

1587 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ وَرْدَانَ عَنْ اَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ خَطَبَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ اَضْحٰى وَانْكَفَاَ اِلٰى كَبْشَيْنِ اَمْلَحَيْنِ فَذَبَحَهُمَا .

☆☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عیدالاضحیٰ کے دن ہمیں خطبہ دیا' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم دو مینڈھوں کی طرف متوجہ ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کو ذبح کر دیا۔

1588 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ عَنْ شُعَيْبٍ عَنِ اللَّيْثِ عَنْ كَثِيرِ بْنِ فَرْقَدٍ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ اَخْبَرَهُ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَذْبَحُ اَوْ يَنْحَرُ بِالْمُصَلّٰى .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عیدگاہ میں ذبح یا نحر کرتے تھے۔

31 - باب اجْتِمَاعِ الْعِيدَيْنِ وَشُهُودِهِمَا

باب: دو عیدیں ایک ساتھ آنا اور ان میں حاضری (کا حکم)

1589 - اَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ عَنْ جَرِيرٍ عَنْ اِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْتَشِرِ قُلْتُ عَنْ اَبِيهِ قَالَ نَعَمْ عَنْ حَبِيبِ بْنِ سَالِمٍ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَاُ فِي الْجُمُعَةِ وَالْعِيدِ بِ (سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى) وَ (هَلْ اَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ) وَاِذَا اجْتَمَعَ الْجُمُعَةُ وَالْعِيدُ فِي يَوْمٍ قَرَاَ بِهِمَا .

☆☆ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کی اور عید کی نماز میں سورۃ الاعلیٰ اور سورۃ الغاشیہ کی تلاوت کرتے تھے جب جمعہ اور عید ایک ہی دن آ جاتے' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان دونوں نمازوں میں ان دونوں سورتوں کی تلاوت کرتے تھے۔

شرح

یہاں ترجمۃ الباب میں امام نسائی نے عید کے دن اور جمعے کے دن کو "دو عیدیں" قرار دیا ہے۔

اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کے علاوہ جمعے کے دن پر بھی "عید" کا اطلاق کیا جا سکتا ہے۔

اس سے ہمارے ان مہربانوں کی اصلاح ہوتی ہے' جو اس بات کے قائل ہیں' عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کے علاوہ اور کسی بھی دن کو عید قرار نہیں دیا جا سکتا اور اپنے اس اصول کی بنیاد پر وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ولادت کے دن کو "عید" قرار دینے سے منع کرتے ہیں۔

اس کے بعد امام نسائی نے جو حدیث 1590 نقل کی ہے اس میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے یہ الفاظ ہیں' انہوں نے حضرت زید سے یہ دریافت کیا تھا۔ کیا آپ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دو عیدوں کی نماز میں شریک ہوئے ہیں' تو حضرت زید نے یہ جواب دیا تھا: جی ہاں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عید کی نماز دن کے ابتدائی حصے میں ادا کر لی تھی اور جمعے کی اجازت دے دی تھی۔

تو یہاں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے جمعے کے لئے لفظ "عید" استعمال کیا ہے۔

اسی طرح ایک روایت میں یہ بات بھی مذکور ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعے کے دن کو غریبوں کی عید کا دن قرار دیا ہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند کے ساتھ یہ بات نقل کی ہے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ جمعے کے دن یہ ارشاد فرمایا تھا: اے مسلمانوں کے گروہ! اللہ تعالیٰ نے اس دن کو تمہارے لئے عید قرار دیا ہے' تو تم لوگ غسل کیا کرو اور مسواک کرنا بھی تم پر لازم ہے۔

1586-اخرجه البخاري في العيدين، باب الخطبة بعد العيد (الحديث 964) مطولاً، وباب الصلاة قبل العيد و بعدها (الحديث 989)، وفي الزكاة، باب التحريض على الصدقة و الشفاعة فيها (الحديث 1431) مطولاً، وفي اللباس، باب القلائد و السخاب للنساء (الحديث 5881) مطولاً، و باب القرط للنساء (الحديث 5883) مطولاً . و اخرجه مسلم في صلاة العيدين، باب ترك الصلاة قبل العيد و بعدها في المصلى (الحديث 13) مطولاً . و اخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب الصلاة بعد صلاة العيد (الحديث 1159) مطولاً . واخرجه الترمذي في الصلاة، باب ما جاء لا صلاة قبل العيد ولا بعدها (الحديث 537) . واخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب ما جاء في الصلاة قبل صلاة العيد و بعدها (الحديث 1291) . تحفة الاشراف (5558) .

1587-اخرجه البخاري في الاضاحي، باب ما يشتهى من اللحم يوم النحر (الحديث 5549) مطولاً، و باب اضحية النبي صلى الله عليه وسلم بكبشين اقرنين (الحديث 5554)، و باب من ذبح قبل الصلاة اعاد (الحديث 5561) مطولاً . و اخرجه مسلم في الاضاحي، باب وقتها (الحديث 10 و 11 و 12) مطولاً . و سياتي في الضحايا، الكبش (الحديث 4400)، و ذبح الضحية قبل الامام (الحديث 4408) . و الحديث عند: البخاري في العيدين، باب الاكل يوم النحر (الحديث 954)، باب كلام الامام و الناس في خطبة العيد (الحديث 984)، وفي الاضاحي، باب سنة الاضحية (الحديث 5546) . وابن ماجه في الاضاحي، باب النهي عن ذبح الاضحية قبل الصلاة (الحديث 3151) تحفة الاشراف (1455) .

1588-اخرجه البخاري في العيدين، باب النحر و الذبح يوم النحر بالمصلى (الحديث 982)، و في الاضاحي، باب الاضحى و النحر بالمصلى (الحديث 5552) . و سياتي في الضحايا، ذبح الامام اضحيته بالمصلى (الحديث 4378) تحفة الاشراف (8261) .

1589-تقدم في الجمعة، ذكر الاختلاف على النعمان بن بشير في القراءة في صلاة الجمعة (الحديث 1423) .

یہ روایت ''مرسل'' ہے حدیث کے طور پر منقول ہے' تاہم امام بیہقی نے اس مرسل روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔

اگلی روایت جسے امام نسائی نے حضرت معاویہ اور حضرت زید بن ارقم کے بارے میں نقل کیا ہے اس روایت کو امام ابوداؤد نے اپنی ''سنن'' میں اور امام ابن ماجہ نے بھی اپنی ''سنن'' میں نقل کیا ہے جس کا حوالہ اگلی روایت کی تخریج میں موجود ہے۔

32 - باب الرُّخْصَةِ فِي التَّخَلُّفِ عَنِ الْجُمُعَةِ لِمَنْ شَهِدَ الْعِيدَ

باب: جو شخص عید کی نماز میں شریک ہو اس کے لیے جمعہ کی نماز میں شریک نہ ہونے کی اجازت

1590 - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ الْمُغِيرَةِ عَنْ إِيَاسِ بْنِ أَبِي رَمْلَةَ قَالَ سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ سَأَلَ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ أَشَهِدْتَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِيدَيْنِ قَالَ نَعَمْ صَلَّى الْعِيدَ مِنْ أَوَّلِ النَّهَارِ ثُمَّ رَخَّصَ فِي الْجُمُعَةِ.

☆☆ ایاس بن ابورملہ بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو سنا' انہوں نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا: کیا آپ نے نبی اکرم ﷺ کی اقتداء میں دو عیدوں (یعنی عید اور جمعے کی نماز میں ایک ہی دن) شرکت کی ہے؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں! نبی اکرم ﷺ نے دن کے ابتدائی حصے میں عید کی نماز ادا کی تھی' پھر جمعہ کی نماز کے بارے میں آپ ﷺ نے رخصت دے دی تھی۔

1591 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنِي وَهْبُ بْنُ كَيْسَانَ قَالَ اجْتَمَعَ عِيدَانِ عَلَى عَهْدِ ابْنِ الزُّبَيْرِ فَأَخَّرَ الْخُرُوجَ حَتَّى تَعَالَى النَّهَارُ ثُمَّ خَرَجَ فَخَطَبَ فَأَطَالَ الْخُطْبَةَ ثُمَّ نَزَلَ فَصَلَّى وَلَمْ يُصَلِّ لِلنَّاسِ يَوْمَئِذٍ الْجُمُعَةَ. فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ أَصَابَ السُّنَّةَ.

☆☆ وہب بن کیسان بیان کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن زبیر کے عہد حکومت میں دو عیدیں اکٹھی ہو گئیں (یعنی جمعے کے دن عید آ گئی) تو انہوں نے (عیدگاہ آنے میں) تاخیر کر دی' یہاں تک کہ دن اچھی طرح چڑھ گیا' اس وقت وہ تشریف لائے' انہوں نے خطبہ دیا اور طویل خطبہ دیا' پھر منبر سے نیچے اترے اور نماز ادا کی' اس دن لوگوں نے جمعہ کی نماز ادا نہیں کی۔
اس بات کا تذکرہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے کیا گیا تو وہ بولے: انہوں نے سنت کے مطابق عمل کیا ہے۔

33 - باب ضَرْبِ الدُّفِّ يَوْمَ الْعِيدِ

باب: عید کے دن دف بجانا

1592 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ

1590-اخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب اذا وافق يوم الجمعة يوم عيد (الحديث 1070) واخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب ما جاء فيما اذا اجتمع العيدان في يوم (الحديث 1310). تحفة الاشراف (3657).

1591-انفرد به النسائي. تحفة الاشراف (6538).

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا وَعِنْدَهَا جَارِيَتَانِ تَضْرِبَانِ بِدُفَّيْنِ فَانْتَهَرَهُمَا أَبُو بَكْرٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "دَعْهُنَّ فَإِنَّ لِكُلِّ قَوْمٍ عِيدًا".

☆☆ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ ان کے ہاں تشریف لائے' اس وقت ان کے ہاں دو بچیاں بیٹھی ہوئی تھیں جو دف بجا رہی تھیں' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انہیں ڈانٹا تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''انہیں چھوڑ دو' کیونکہ ہر قوم کا مخصوص تہوار ہوتا ہے''۔

34 - باب اللَّعِبِ بَيْنَ يَدَيِ الْإِمَامِ يَوْمَ الْعِيدِ

باب: عید کے دن امام کے سامنے کھیل کود کرنا

1593 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ آدَمَ عَنْ عَبْدَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جَاءَ السُّودَانُ يَلْعَبُونَ بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي يَوْمِ عِيدٍ فَدَعَانِي فَكُنْتُ أَطَّلِعُ إِلَيْهِمْ مِنْ فَوْقِ عَاتِقِهِ فَمَا زِلْتُ أَنْظُرُ إِلَيْهِمْ حَتَّى كُنْتُ أَنَا الَّتِي انْصَرَفْتُ.

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: کچھ حبشی لوگ آئے جو عید کے دن نبی اکرم ﷺ کے سامنے کرتب دکھا رہے تھے' نبی اکرم ﷺ نے مجھے بھی بلا لیا' میں نبی اکرم ﷺ کے کندھے پر سے انہیں جھانک کر دیکھتی رہی' میں مسلسل انہیں دیکھتی رہی' یہاں تک کہ میں خود ہی پیچھے ہٹ گئی۔

35 - باب اللَّعِبِ فِي الْمَسْجِدِ يَوْمَ الْعِيدِ وَنَظَرِ النِّسَاءِ إِلَى ذٰلِكَ

باب: عید کے دن مسجد میں کرتب دکھانا اور خواتین کا انہیں دیکھنا

1594 - أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتُرُنِي بِرِدَائِهِ وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَى الْحَبَشَةِ يَلْعَبُونَ فِي الْمَسْجِدِ حَتَّى أَكُونَ أَنَا أَسْأَمُ فَاقْدُرُوا قَدْرَ الْجَارِيَةِ الْحَدِيثَةِ السِّنِّ الْحَرِيصَةِ عَلَى اللَّهْوِ.

☆☆ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: مجھے نبی اکرم ﷺ کے بارے میں یہ بات یاد ہے' آپ ﷺ نے اپنی چادر کے ذریعے مجھے پردے میں کیا ہوا تھا اور میں حبشیوں کو دیکھ رہی تھی' جو مسجد میں کرتب دکھا رہے تھے' یہاں تک کہ میں اُکتا گئی' تم اندازہ لگا سکتے ہو کہ جس لڑکی کی عمر تھوڑی ہو' وہ کرتب دیکھنے کی کتنی خواہش مند ہو گی۔

شرح

یہ حدیث امام بخاری نے بھی اپنی ''صحیح'' میں نقل کی ہے وہاں اس کی شرح کرتے ہوئے حافظ ابن حجر عسقلانی نے یہ بات

1592-انفرد به النسائي. تحفة الاشراف (16669).

1593-انفرد به النسائي. تحفة الاشراف (17091).

1594-اخرجه البخاري في النكاح، باب نظر المراة الى الحبش و نحوهم من غير ريبة (الحديث 5236). تحفة الاشراف (16513).

تحریر کی ہے:

علامہ محب الدین طبری یہ فرماتے ہیں: روایت کے سیاق سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ ان لوگوں کا یہ معمول تھا کہ وہ ہر عید پر اپنے فن کا مظاہرہ کیا کرتے تھے اور امام ابن حبان کی روایت میں بھی مذکور ہے کہ جب بھی حبشہ کا وفد آتا تو وہ لوگ مسجد میں اپنے کرتبوں کا مظاہرہ کیا کرتے تھے۔

اس سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ انہیں ایسا کرنے کی اجازت تھی' اس وقت جب وہ لوگ آیا کرتے تھے اور ان دونوں میں کوئی منافات نہیں ہے کیونکہ اس بات کا احتمال موجود ہے کہ ایک مرتبہ وہ اس وقت آئے ہوں جب عید کا موقع ہو اور ان لوگوں کے رواج میں یہ بات شامل ہو کہ عید کے دن کرتب دکھانے ہیں تو انہوں نے ایسا کر لیا ہو جیسا کہ ان کا معمول تھا۔

اس کے بعد ان لوگوں نے ہر عید کے موقع پر ایسا کرنا شروع کر دیا اس کی تائید اس روایت بھی ہوتی ہے جسے امام ابوداؤد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

وہ بیان کرتے ہیں: جب نبی اکرم ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ ﷺ کے آنے کی خوشی میں حبشیوں نے کرتبوں کے مظاہرے کئے انہوں نے اپنے چھوٹے نیزوں کے ذریعے یہ مظاہرہ کیا تھا اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی تشریف آوری کا دن ان کے نزدیک عید کے دن سے زیادہ اہم تھا*۔

•••———•••———•••

1595 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ دَخَلَ عُمَرُ وَالْحَبَشَةُ يَلْعَبُوْنَ فِي الْمَسْجِدِ فَزَجَرَهُمْ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "دَعْهُمْ يَا عُمَرُ فَاِنَّمَا هُمْ بَنُوْ اَرْفِدَةَ".

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' حضرت عمر رضی اللہ عنہ (مسجد میں) تشریف لائے' اس وقت کچھ حبشی مسجد میں کرتب دکھا رہے تھے' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں ڈانٹا تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

''انہیں کرنے دو' اے عمر! یہ بنوارفدہ ہیں''۔

36 - باب الرُّخْصَةِ فِي الْاِسْتِمَاعِ اِلَى الْغِنَاءِ وَضَرْبِ الدُّفِّ يَوْمَ الْعِيْدِ

باب: عید کے دن غناء سننے اور دف بجانے کی اجازت

1596 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَفْصِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ قَالَ حَدَّثَنِيْ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ اَنَّهُ حَدَّثَهُ اَنَّ عَائِشَةَ حَدَّثَتْهُ اَنَّ اَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيْقَ دَخَلَ عَلَيْهَا وَعِنْدَهَا جَارِيَتَانِ

• فتح الباری' کتاب عیدین کا بیان' باب' عید کے دن کھیل کود اور جنگی کرتب دکھانا)

1595-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (13194) .

1596-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (16609) .

تَضْرِبَانِ بِالدُّفِّ وَتُغَنِّيَانِ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسَجًّى بِثَوْبِهٖ - وَقَالَ مَرَّةً اُخْرٰى مُتَسَجٍّ ثَوْبَهُ - فَكَشَفَ عَنْ وَّجْهِهٖ فَقَالَ "دَعْهُمَا يَا اَبَا بَكْرٍ اِنَّهَا اَيَّامُ عِيْدٍ". وَهُنَّ اَيَّامُ مِنًى وَّرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَئِذٍ بِالْمَدِيْنَةِ.

☆☆ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' ایک مرتبہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ان کے ہاں آئے' اس وقت ان کے پاس دو لڑکیاں بیٹھی ہوئی تھیں جو دف بجا رہی تھیں اور گانا گا رہی تھیں' نبی اکرم ﷺ نے اپنے چہرے پر چادر لی ہوئی تھی (یہاں روایت کے کچھ الفاظ نقل کرنے میں راویوں نے اختلاف کیا ہے) نبی اکرم ﷺ نے اپنے چہرے سے چادر کو ہٹایا اور فرمایا:

''ابوبکر! انہیں کرنے دو' کیونکہ یہ عید کے دن ہیں''۔

(سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:) یہ عیدالاضحیٰ کا موقع تھا اور نبی اکرم ﷺ اس وقت مدینہ منورہ میں تھے۔

شرح

اس ترجمۃ الباب میں امام نسائی نے یہ بات ذکر کی ہے کہ عید کے دن غنا سننے اور دف بجانے کی اجازت ہے۔

اس موضوع پر بحث کرتے ہوئے حافظ بدرالدین محمود عینی نے یہ بات تحریر کی ہے۔

سب سے پہلے غنا کے بارے میں کلام کیا جائے گا علامہ قرطبی نے یہ بات بیان کی ہے جہاں تک غنا کا تعلق ہے تو اس کے حرام ہونے میں کوئی اختلاف نہیں ہے کیونکہ یہ لہو ولعب سے تعلق رکھتا ہے جس کی مذمت کی گئی ہے اور اس بات پر اتفاق پایا جاتا ہے البتہ جو غنا حرام امور سے پاک ہو اس کی تھوڑی سے مقدار شادی یا عید وغیرہ یا اس جیسے دیگر مواقع پر جائز ہے۔ جبکہ امام ابو حنیفہ اس بات کے قائل ہیں کہ ایسا کرنا حرام ہے۔

اہل عراق نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے امام شافعی نے اسے مکروہ قرار دیا ہے اور مشہور قول کے مطابق امام مالک بھی اس بات کے قائل ہیں۔

(اس باب میں امام بخاری نے جو روایت نقل کی ہے) اس کے ذریعے صوفیاء کی ایک جماعت نے غنا اور اس کے سماع کے حلال ہونے پر استدلال کیا ہے' خواہ ہو آلے کے ساتھ ہو' یا آلے کے بغیر ہو' تاہم ان کی بات کی اس چیز سے تردید ہو سکتی ہے کہ کم سن بچیوں کا وہ گانا صرف جنگ کی خوبی' شجاعت کی خوبی بیان کرنے کے لئے تھا اور جنگ کے واقعات بیان کرنے کے لئے تھا' اس لئے نبی اکرم ﷺ نے انہیں اس کی اجازت دی تھی۔

جہاں تک اس گانے کا تعلق ہے جو ہمارے ہاں مشہور ہے ان لوگوں کے حوالے سے جن کا معمول گانا بجانا ہے تو یہ گانا ساکت شخص کو متحرک کر دیتا ہے اس میں بچوں' خواتین کی خوبیاں بیان کی جاتی ہیں' یا شراب وغیرہ کی تعریف کی جاتی ہے تو یہ وہ امور ہیں جو حرام ہیں ایسے گانے کے حرام ہونے میں کوئی اختلاف نہیں ہے*۔

•••———•••———•••

• عمدۃ القاری' کتاب عیدین کا بیان باب: عید کے دن جنگی کرتب دکھانا

20 - كِتَابُ قِيَامِ اللَّيْلِ وَتَطَوُّعِ النَّهَارِ

دن اور رات کے نوافل کے بارے میں روایات

امام نسائی نے اس کتاب "دن اور رات کے نوافل (کے بارے میں روایات)" میں 67 تراجم الابواب اور 219 روایات نقل کی ہیں' جبکہ مکررات کو حذف کردیا جائے تو روایات کی تعداد 65 ہوگی۔

1 - باب الْحَثِّ عَلَى الصَّلَاةِ فِي الْبُيُوتِ وَالْفَضْلِ فِي ذٰلِكَ

باب: گھروں میں نوافل ادا کرنے کی ترغیب اور اس کی فضیلت

1597 - أَخْبَرَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَسْمَاءَ قَالَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ بْنُ أَسْمَاءَ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ أَبِي هِشَامٍ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "صَلُّوا فِي بُيُوتِكُمْ وَلَا تَتَّخِذُوهَا قُبُورًا".

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

"اپنے گھروں میں نفل نماز ادا کرو اور انہیں قبرستان نہ بناؤ"۔

شرح

علماء نے یہ بات بیان کی ہے یہاں گھر میں جو نماز ادا کرنے کی ترغیب دی گئی ہے اس سے مراد نفل نماز ہے اس کی دلیل حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول وہ "مرفوع" روایت ہے جسے امام مسلم نے اپنی "صحیح" میں نقل کیا ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے۔

"جب کوئی شخص مسجد میں نماز ادا کرلے تو اسے چاہیے کہ اس کا کچھ حصہ اپنے گھر میں بھی رکھے"۔

قاضی عیاض نے اس کے بارے میں یہ کہا ہے: یہ حکم فرض نماز کے بارے میں ہے اور اس کا مفہوم یہ ہے کہ تم اپنی کوئی فرض نماز اپنے گھر میں ادا کرلیا کرو تاکہ وہ لوگ بھی تمہاری پیروی کرسکیں جو چل کر مسجد تک نہیں جاتے ہیں جیسے خواتین' غلام' بیمار لوگ وغیرہ۔

لیکن جمہور یہ کہتے ہیں: یہ حکم نفل نماز کے بارے میں ہے کیونکہ نفل نماز کو پوشیدہ طور پر ادا کرنے کا حکم ہے۔

1597-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (8520) .

جیسا کہ ایک حدیث میں بھی یہ بات مذکور ہے۔

"سب سے افضل نماز وہ ہے جو آپ آدمی اپنے گھر میں ادا کرتا ہے البتہ فرض نماز کا حکم مختلف ہے (کیونکہ وہ باجماعت مسجد میں ادا کی جاتی ہے)"۔

امام نووی نے بھی یہ بات تحریر کی ہے: صحیح یہ ہے کہ اس سے مراد نفل نماز ہے اور اس باب میں نقل ہونے والی تمام روایات اسی بات کا تقاضا کرتی ہے اس روایت کو فرض نماز پر محمول کرنا درست نہیں ہے۔

یہ بات حافظ ابن حجر عسقلانی نے نقل کی ہے۔

حافظ ابن حجر نے قاضی عیاض مالکی کا کلام نقل کرنے کے بعد یہ بات بیان کی ہے یہ مفہوم اگرچہ اس بات کا احتمال رکھتا ہے تاہم پہلا مفہوم راجح ہے*۔

اس حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے علامہ سیوطی نے یہ بات تحریر کی ہے: علامہ کرمانی یہ فرماتے ہیں: "قبرستان کی مانند" سے مراد یہ ہے کہ وہاں تم نماز ادا نہ کرو۔

علامہ ابن بطال نے یہ بات بیان کی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے اس گھر کو جس میں نماز ادا نہیں کی جاتی اسے قبر کے مشابہہ قرار دیا ہے۔ جس میں عبادت نہیں کی جاتی۔ اور سوئے ہوئے شخص کو میت کی مانند قرار دیا ہے' جس سے بھلائی کا عمل منقطع ہو چکا ہے۔

علامہ خطابی نے یہ بات بیان کی ہے اس روایت میں اس بات کی دلیل موجود ہے کہ قبرستان میں نماز ادا کرنا جائز نہیں ہے اور اس بات کا بھی احتمال موجود ہے کہ اس حدیث کا مفہوم یہ ہو کہ اپنے گھروں کو صرف سونے کی جگہ ہی نہ بنالو کہ وہاں نماز ہی ادا نہ کرو کیونکہ نیند موت کی بہن ہے۔

تاہم جن لوگوں نے اس کی یہ تاویل کی ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ مردوں کو گھروں میں دفن نہ کیا جائے تو اس تاویل کی کوئی حقیقت نہیں ہے کیونکہ نبی اکرم ﷺ کو آپ ﷺ کے گھر میں دفن کیا گیا تھا۔

علامہ کرمانی نے یہ بات بیان کی ہے نبی اکرم ﷺ کا اپنے گھر میں دفن ہونا' ہوسکتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی خصوصیات میں سے ہو' بطور خاص اس صورت میں جب کہ یہ روایت بھی منقول ہے کہ انبیائے کرام کو وہیں دفن کیا جاتا ہے جہاں ان کا انتقال ہوتا ہے*۔

نوافل (اور سنت نمازوں) کا بیان

سنت نمازوں کے احکام

مسئلہ: فجر کی نماز سے پہلے' ظہر' مغرب اور عشاء کی نماز کے بعد دو رکعات ادا کرنا سنت ہے۔ ظہر اور جمعہ سے پہلے جبکہ

* فتح الباری' ابواب المساجد' قبرستان میں نماز کا مکروہ ہونا
* حاشیہ سیوطی بر روایت مذکورہ

جمعہ کے بعد چار رکعات سنت ہیں' متون میں یہی بات تحریر ہے۔

مسئلہ: ہمارے نزدیک یہ چار رکعات ایک ہی سلام کے ساتھ ادا کی جائیں گی' اگر کوئی شخص انہیں دو سلاموں کے ساتھ ادا کر لیتا ہے' تو یہ سنت شمار نہیں ہوں گی۔

مسئلہ: ان میں سب سے زیادہ تاکید فجر کی دو سنتوں کی ہے' اُس کے بعد مغرب کی سنتوں کی ہے' پھر ظہر کے بعد کی دو سنتوں کی ہے' پھر عشاء کے بعد کی دو سنتوں کی ہے' پھر ظہر سے پہلے کی چار سنتوں کی ہے۔ (تبیین)

فجر کی سنتوں کے احکام

مسئلہ: جو شخص کھڑے ہونے کی استطاعت رکھتا ہو' اُس کے لیے بیٹھ کر فجر کی سنتیں ادا کرنا جائز نہیں ہے' اس لیے فقہاء نے فجر کی سنتوں کو واجب کے قریب بیان کیا ہے۔ (تاتارخانیہ)

مسئلہ: فجر کی سنتوں کو کسی عذر کے بغیر سواری پر ادا کرنا جائز نہیں ہے۔ (سراج الوہاج)

مسئلہ: سنت یہ ہے: فجر کی دو سنتوں میں پہلی رکعت میں سورۂ کافرون اور دوسری میں سورۂ اخلاص کی تلاوت کی جائے اور ان سنتوں کو فجر کے ابتدائی وقت میں اپنے گھر میں ہی ادا کر لیا جائے۔

مسئلہ: صبح صادق طلوع ہونے سے پہلے انہیں ادا کرنا جائز نہیں ہے' اگر سنتیں شروع کرنے کے ساتھ ہی صبح صادق ہو جاتی ہے' تو جائز ہوگا' لیکن اگر صبح صادق ہونے میں شک ہو' تو جائز نہیں ہوگا۔

مسئلہ: اگر صبح صادق ہو جانے کے بعد کوئی شخص فجر کی سنتیں دو مرتبہ ادا کر لیتا ہے' تو جو بعد میں پڑھی ہیں' وہ ہی سنت میں شمار ہوں گی' کیونکہ وہ فرض نماز کے قریب ہیں اور ان میں اور فرض نماز میں کوئی فاصل نہیں ہے' سنت کو فرض سے ملا ہوا ہونا چاہیے۔

مسئلہ: اگر فجر کی سنتیں فجر کے فرضوں کے ساتھ قضاء ہو جاتی ہیں' تو اُسی دن سورج نکلنے کے بعد سے لے کر زوال تک فرض اور سنتیں دونوں کی قضاء کی جائے گی' پھر اُس کے بعد سنتیں ساقط ہو جائیں گی۔ (محیط سرخسی)

مسئلہ: لیکن اگر کوئی شخص فجر کی سنتیں ادا نہیں کر پاتا اور فرض ادا کر لیتا ہے' تو امام ابوحنیفہ ؒ اور امام ابویوسف ؒ کے نزدیک وہ سنتوں کی قضاء نہیں کرے گا' جبکہ امام محمد ؒ کے نزدیک سنتوں کی قضاء کرے گا۔ (محیط سرخسی)

ظہر کی سنتوں کے احکام

مسئلہ: اگر کوئی شخص ظہر سے پہلے کی چار سنتیں ادا نہیں کر پاتا یعنی وہ امام کے ساتھ جماعت میں شریک ہو جاتا ہے اور اُس نے یہ چار سنتیں ادا نہیں کی ہیں' تو تمام فقہاء اس بات کے قائل ہیں' فرض سے فارغ ہونے کے بعد جب تک ظہر کا وقت باقی ہے' وہ انہیں پڑھ لے گا۔ (محیط)

مسئلہ: امام ابوحنیفہ ؒ اور امام ابویوسف ؒ کے نزدیک فرض کے بعد کی دو سنتیں پہلے ادا کی جائیں گی اور یہ چار سنتیں بعد میں ادا کی جائیں گی' جبکہ امام محمد ؒ کے نزدیک یہ چار سنتیں پہلے ادا کی جائیں گی اور فرض کے بعد کی دو سنتیں بعد میں ادا کی جائیں گی اور فتویٰ اسی پر ہے۔ (سراج الوہاج)

مسئلہ: جو شخص سنتوں کو حق نہ سمجھتے ہوئے انہیں چھوڑ دے' وہ کافر ہو جاتا ہے' کیونکہ اُس نے انہیں خفیف قرار دیا ہے۔

مسئلہ: لیکن جو شخص انہیں حق سمجھتا ہے اور پھر ادا نہیں کرتا' تو صحیح قول یہ ہے: وہ گناہ گار ہوگا' کیونکہ سنتیں ترک کرنے کے بارے میں وعید منقول ہے۔ (محیط سرخسی)

مسئلہ: اگر کوئی شخص ظہر کے پہلے کی چار سنتیں ادا کرتے ہوئے درمیان والے قعدے میں نہیں بیٹھا' تو استحسان کے پیش نظر اُس کی نماز جائز ہوگی۔ (محیط)

مسئلہ: امام محمد ؒ اس بات کے قائل ہیں' آدمی کو اس بارے میں اختیار ہے کہ وہ عصر سے پہلے یا عشاء کے بعد چار رکعت سنت پڑھے یا دو رکعت پڑھے' تاہم ان دونوں نمازوں میں چار رکعات پڑھنا افضل ہے۔ (کافی)

دیگر مسنون نمازیں

مسئلہ: ان نوافل میں سے ایک چاشت کی نماز ہے' جس کی کم از کم دو رکعات اور زیادہ سے زیادہ بارہ رکعات ہیں اور اس کا وقت سورج بلند ہونے سے لے کر زوال تک رہتا ہے۔

مسئلہ: ان نوافل میں ایک تحیۃ المسجد کی نماز ہے' جس کی دو رکعات ہوتی ہیں۔

مسئلہ: ان نوافل میں سے ایک وضو کے بعد ادا کی جانے والی دو رکعات (یعنی تحیۃ الوضوء) ہیں۔

مسئلہ: ان نوافل میں سے ایک استخارہ کی نماز ہے' جس کی دو رکعات ہوتی ہیں۔

مسئلہ: ان نوافل میں سے ایک نمازِ حاجت ہے' جس کی دو رکعات ہوتی ہیں۔

مسئلہ: ان نوافل میں سے ایک آخر شب کی نماز ہے (یعنی تہجد کی نماز ہے)۔ (بحر الرائق)

مسئلہ: نبی اکرم ﷺ تہجد میں کم از کم دو رکعات پڑھتے تھے' اور زیادہ سے زیادہ آٹھ رکعات ادا کیا کرتے تھے۔ (فتح القدیر)

صلوٰۃ التسبیح پڑھنے کا طریقہ

مسئلہ: صلوٰۃ التسبیح پڑھنے کا طریقہ یہ ہے: پہلی تکبیر کہنے کے بعد ثناء پڑھی جائے' پھر یہ کلمات "سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر" پندرہ مرتبہ پڑھا جائے' پھر تعوذ اور تسمیہ پڑھنے کے بعد سورۂ فاتحہ اور اُس کے ساتھ ایک اور سورت بھی تلاوت کی جائے' پھر ان کلمات کو دس مرتبہ پڑھا جائے' پھر رکوع میں دس مرتبہ پڑھا جائے' پھر رکوع سے اُٹھنے کے بعد دس مرتبہ پڑھا جائے' پھر سجدے میں دس مرتبہ پڑھا جائے' دونوں سجدوں کے درمیان دس مرتبہ پڑھا جائے' (پھر دوسرے سجدے میں دس مرتبہ پڑھا جائے) اسی طرح سے چار رکعات ادا کی جائیں گی۔

مسئلہ: حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے دریافت کیا گیا: کیا آپ کو اس بارے میں کوئی علم ہے کہ اس نماز میں کون سی سورت تلاوت کرنی چاہیے؟ اُنہوں نے جواب دیا: جی ہاں! سورۂ تکاثر' سورۂ عصر' سورۂ کافرون اور سورۂ اخلاص۔

مسئلہ: ایک قول کے مطابق صلوٰۃ التسبیح ظہر سے پہلے ادا کی جانی چاہیے۔ (مضمرات)

مسئلہ: دن کے نوافل ادا کرتے ہوئے ایک سلام کے ساتھ چار سے زیادہ رکعات ادا کرنا اور رات کے نوافل ادا کرتے ہوئے ایک سلام کے ساتھ آٹھ سے زیادہ رکعات ادا کرنا مکروہ ہے' تاہم دن اور رات دونوں میں زیادہ فضیلت اس بات کی ہے کہ چار رکعات ادا کی جائیں کیونکہ اس طرح تحریمہ دیر تک باقی رہتی ہے' اس لیے اس میں زیادہ مشقت ہوتی ہے' تو فضیلت بھی زیادہ ہونی چاہیے۔

مسئلہ: سنتیں اور نوافل گھر میں پڑھنا زیادہ فضیلت رکھتا ہے' کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''آدمی کی سب سے افضل نماز گھر میں ادا کی جانے والی نماز ہے' البتہ فرض نماز کا حکم مختلف ہے''۔

مسئلہ: علامہ حلوانی نے یہ بات ذکر کی ہے کہ افضل یہ ہے: سنت نماز کو اپنے گھر میں ادا کیا جائے' البتہ تراویح کی نماز مسجد میں ادا کی جائے گی' جبکہ بعض فقہاء نے یہ بات بیان کی ہے: سنتوں کو بھی گھر میں ادا کر لینا چاہیے' تاہم صحیح قول یہ ہے: اس بارے میں سب جگہیں برابر ہیں' کسی جگہ میں زیادہ فضیلت نہیں ہے' افضل نماز وہ ہے' جو ریا سے زیادہ دور ہو اور جس میں خشوع وخضوع زیادہ ہو۔ (النہایہ)

مسئلہ: ظہر سے پہلے' اور جمعہ سے پہلے' اور ظہر کے بعد جو چار رکعات ادا کی جاتی ہیں' اُن میں پہلے قعدہ میں درود نہیں پڑھا جائے گا۔ (زاہدی)

مسئلہ: جب آدمی تیسری رکعت میں کھڑا ہوگا' تو ثناء نہیں پڑھے گا' اس کے علاوہ جب بھی چار نوافل ادا کرے گا' تو پہلے قعدہ کے آخر میں درود بھی پڑھے گا اور تیسری رکعت کے آغاز میں ثناء بھی پڑھے گا۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص وضو کیے بغیر یا نجس کپڑے پہن کر نفل نماز پڑھنا شروع کرتا ہے' تو وہ اپنی نماز میں داخل ہی نہیں ہوا کیونکہ وہ نماز شروع ہی نہیں ہوئی تو اُس کی قضاء بھی لازم نہیں ہوگی۔ (محیط)

بیٹھ کر نوافل ادا کرنا

مسئلہ: جو شخص کھڑے ہونے کی قدرت رکھتا ہے' وہ اگر بیٹھ کر نفل نماز ادا کرتا ہے' تو ایسا کرنا بغیر کسی کراہت کے جائز ہے اور یہی قول صحیح ہے۔ (شرح مجمع البحرین از ابن الملک)

مسئلہ: جب کوئی شخص کھڑے ہو کر نفل نماز ادا کرنا شروع کرتا ہے اور پھر کسی عذر کے بغیر بیٹھ جاتا ہے' تو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک استحسان کے پیشِ نظر ایسا کرنا جائز ہے۔ (محیط)

مسئلہ: جب کوئی شخص کھڑے ہو کر نفل نماز ادا کرنا شروع کرتا ہے اور پھر تھکاوٹ کا شکار ہو جاتا ہے' تو اُس وقت اگر وہ عصا یا دیوار کے ذریعے سہارا لے لیتا ہے' تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (شرح جامع الصغیر از حسامی)

مسئلہ: اگر نفل نماز تھوڑی سی بیٹھ کر پڑھی' پھر وہ کھڑا ہو گیا اور باقی کھڑے ہو کر ادا کر لی تو تمام فقہاء کے نزدیک یہ جائز ہے۔ (محیط)

مسئلہ: ایسا کرنا مکروہ نہیں ہے۔ (محیط سرخسی)

مسئلہ: اگر کوئی شخص یہ نذر مانتا ہے کہ میں اللہ کے نام کی یہ نذر مان رہا ہوں کہ ایک دن نماز پڑھوں گا' تو اُس پر دو رکعات ادا کرنا لازم ہوگا۔ (قنیہ)

مسئلہ: اگر کوئی شخص یہ نذر مانتا ہے کہ وہ مہینہ بھر نمازیں ادا کرتا رہے گا' تو ایک مہینے میں جتنی فرض اور جتنی بھی وتر نمازیں ہیں' ان سب کی ادائیگی اُس پر لازم ہو جائے گی' البتہ ان نمازوں کی سنتیں لازم نہیں ہوں گی' تاہم اُس شخص کو چاہیے کہ وہ وتر اور مغرب کی نماز کی جگہ چار رکعات ادا کرے' کیونکہ نوافل تین رکعات ادا نہیں کیے جا سکتے۔ (بحر الرائق)

مسئلہ: جب کوئی شخص یہ نذر مانتا ہے کہ میں اللہ کے نام پر وضو کے بغیر دو رکعات ادا کروں گا' تو اُس پر کوئی بھی چیز لازم نہیں ہوگی۔ (سراج الوہاج)

•••——•••——•••

1598 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ سَمِعْتُ مُوْسَى بْنَ عُقْبَةَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا النَّضْرِ يُحَدِّثُ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اتَّخَذَ حُجْرَةً فِي الْمَسْجِدِ مِنْ حَصِيْرٍ فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْهَا لَيَالِيَ حَتّٰى اجْتَمَعَ اِلَيْهِ النَّاسُ ثُمَّ فَقَدُوْا صَوْتَهٗ لَيْلَةً فَظَنُّوْا اَنَّهٗ نَائِمٌ فَجَعَلَ بَعْضُهُمْ يَتَنَحْنَحُ لِيَخْرُجَ اِلَيْهِمْ فَقَالَ "مَا زَالَ بِكُمُ الَّذِيْ رَاَيْتُ مِنْ صَنِيْعِكُمْ حَتّٰى خَشِيْتُ اَنْ يُكْتَبَ عَلَيْكُمْ وَلَوْ كُتِبَ عَلَيْكُمْ مَا قُمْتُمْ بِهٖ فَصَلُّوْا اَيُّهَا النَّاسُ فِيْ بُيُوْتِكُمْ فَاِنَّ اَفْضَلَ صَلَاةِ الْمَرْءِ فِيْ بَيْتِهٖ اِلَّا الصَّلَاةَ الْمَكْتُوْبَةَ"۔

★★ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے مسجد میں چٹائی کے ساتھ ایک حجرہ بنا لیا تھا' نبی اکرم ﷺ وہاں چند راتوں تک نماز ادا کرتے رہے' یہاں تک کہ کچھ لوگ آپ ﷺ کی خدمت میں اکٹھے ہو گئے' پھر ایک دن انہیں رات کے وقت آپ ﷺ کی آواز محسوس نہیں ہوئی' انہوں نے یہ گمان کیا' کہ شاید آپ ﷺ سو گئے ہیں' تو ان میں سے بعض لوگوں نے کھنکارنا شروع کیا تاکہ آپ ﷺ ان کے پاس تشریف لے جائیں۔ (اگلے دن نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:)

تم لوگ جو کچھ کر رہے تھے وہ سب کچھ میرے سامنے تھا' لیکن مجھے یہ اندیشہ تھا کہ کہیں یہ نماز تم پر لازم قرار نہ دی جائے' اگر یہ تم پر لازم کر دی جاتی' تو تم اسے ادا نہیں کر سکتے تھے' لوگو! اپنے گھروں میں نماز ادا کیا کرو' کیونکہ آدمی کی سب سے افضل (نفل) نماز وہ ہے' جو وہ اپنے گھر میں ادا کرے' البتہ فرض نماز کا حکم مختلف ہے۔

1598-اخرجه البخاري في الاذان، باب صلاة الليل (الحديث 731) بنحوه، و في الادب، باب ما يجوز من الغضب و الشدة لامر الله تعالى (الحديث 6113) بنحوه، و في الاعتصام بالكتاب و السنة، باب ما يكره من كثرة السؤال و من تكلف ما لا يعنيه (الحديث 7290) . و اخرجه مسلم في صلاة المسافرين و قصرها، باب استحباب صلاة النافلة في بيته و جوازها في المسجد (الحديث 213) بنحوه . و اخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب صلاة الرجل التطوع في بيته (الحديث 1044) مختصراً، و باب فضل التطوع في البيت (الحديث 1447) . و اخرجه الترمذي في الصلاة، باب ما جاء في فضل صلاة التطوع في البيت (الحديث 450) مختصراً . تحفة الاشراف (3698) .

شرح

اس روایت سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کرام کو گھر میں نوافل ادا کرنے کی ترغیب دی تھی حالانکہ آپ ﷺ کی مسجد میں نماز ادا کرنا دیگر کسی بھی مقام پر ایک ہزار نمازیں ادا کرنے سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔

اس حدیث سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ نماز تراویح کو ادا کرنا مشروع ہے کیونکہ نبی اکرم ﷺ کے بعد اس حوالے سے یہ اندیشہ نہیں رہا کہ یہ بات لازم ہو جائے گی اسی لیے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں جمع کر دیا تھا۔

اس روایت سے بالواسطہ طور پر یہ بات بھی ثابت ہو جاتی ہے کہ جب مذہبی اعتبار سے کوئی بڑی شخصیت کوئی ایسا کام کرتی ہے جو اس کی عام عادت کے برخلاف ہو' یا جس کی وجہ سے اس کے پیروکاروں میں کوئی سوالیہ نشان پیدا ہو تو اسے چاہیے کہ اپنے پیروکاروں کے سامنے اس کام کا عذر یا حکمت بیان کر دے۔

اس حدیث سے یہ بات بھی ثابت ہو جاتی ہے کہ نبی اکرم ﷺ اپنی امت کے لئے انتہائی شفیق اور مہربان ہیں۔

اور اس حدیث سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ اگر کسی فساد کا اندیشہ ہو تو کسی مصلحت والے کام کو ترک کیا جا سکتا ہے۔

•••———•••———•••

1599 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ اَنْبَاَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ اَبِي الْوَزِيرِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى الْفِطْرِيُّ عَنْ سَعْدِ بْنِ اِسْحَاقَ بْنِ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ صَلَّى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الْمَغْرِبِ فِيْ مَسْجِدِ بَنِيْ عَبْدِ الْاَشْهَلِ فَلَمَّا صَلّٰى قَامَ نَاسٌ يَتَنَفَّلُوْنَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "عَلَيْكُمْ بِهٰذِهِ الصَّلَاةِ فِي الْبُيُوْتِ" .

☆☆ سعد بن اسحاق اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا (حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے مغرب کی نماز بنو عبدالاشہل کی مسجد میں ادا کی' جب آپ ﷺ نے نماز ادا کر لی تو کچھ لوگ کھڑے ہو کر نوافل ادا کرنے لگے تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''تم پر لازم ہے' یہ نماز تم اپنے گھروں میں ادا کرو''۔

2 - باب قِيَامِ اللَّيْلِ

باب: رات کے وقت نوافل ادا کرنا

1600 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ زُرَارَةَ عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ اَنَّهُ لَقِيَ ابْنَ عَبَّاسٍ فَسَاَلَهُ عَنِ الْوِتْرِ فَقَالَ اَلَا اُنَبِّئُكَ بِاَعْلَمِ اَهْلِ الْاَرْضِ بِوِتْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

1599-اخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب ركعتي المغرب اين تصليان (الحديث 1300) بنحوه . واخرجه الترمذي في الصلاة، باب ماذكر في الصلاة بعد المغرب انه في البيت افضل (الحديث 604) . تحفة الاشراف (11107) .

وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ . قَالَ عَائِشَةُ ائْتِهَا فَسَلْهَا ثُمَّ ارْجِعْ اِلَيَّ فَاَخْبِرْنِيْ بِرَدِّهَا عَلَيْكَ فَاَتَيْتُ عَلٰى حَكِيْمِ بْنِ اَفْلَحَ فَاسْتَلْحَقْتُهُ اِلَيْهَا فَقَالَ مَا اَنَا بِقَارِبِهَا اِنِّيْ نَهَيْتُهَا اَنْ تَقُوْلَ فِيْ هَاتَيْنِ الشِّيعَتَيْنِ شَيْئًا فَاَبَتْ فِيْهَا اِلَّا مُضِيًّا . فَاَقْسَمْتُ عَلَيْهِ فَجَآءَ مَعِيْ فَدَخَلَ عَلَيْهَا فَقَالَتْ لِحَكِيْمٍ مَنْ هٰذَا مَعَكَ قُلْتُ سَعْدُ بْنُ هِشَامٍ . قَالَتْ مَنْ هِشَامٌ قُلْتُ ابْنُ عَامِرٍ . فَتَرَحَّمَتْ عَلَيْهِ وَقَالَتْ نِعْمَ الْمَرْءُ كَانَ عَامِرًا . قَالَ يَا اُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْبِئِيْنِيْ عَنْ خُلُقِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . قَالَتْ اَلَيْسَ تَقْرَاُ الْقُرْآنَ قَالَ قُلْتُ بَلٰى . قَالَتْ فَاِنَّ خُلُقَ نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقُرْآنُ . فَهَمَمْتُ اَنْ اَقُوْمَ فَبَدَا لِيْ قِيَامُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا اُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْبِئِيْنِيْ عَنْ قِيَامِ نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . قَالَتْ اَلَيْسَ تَقْرَاُ هٰذِهِ السُّوْرَةَ (يَآاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ) قُلْتُ بَلٰى . قَالَتْ فَاِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ افْتَرَضَ قِيَامَ اللَّيْلِ فِيْ اَوَّلِ هٰذِهِ السُّوْرَةِ فَقَامَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابُهُ حَوْلًا حَتَّى انْتَفَخَتْ اَقْدَامُهُمْ وَاَمْسَكَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ خَاتِمَتَهَا اثْنَيْ عَشَرَ شَهْرًا ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ التَّخْفِيْفَ فِيْ اٰخِرِ هٰذِهِ السُّوْرَةِ فَصَارَ قِيَامُ اللَّيْلِ تَطَوُّعًا بَعْدَ اَنْ كَانَ فَرِيْضَةً فَهَمَمْتُ اَنْ اَقُوْمَ ثُمَّ بَدَا لِيْ وِتْرُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا اُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْبِئِيْنِيْ عَنْ وِتْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . قَالَتْ كُنَّا نُعِدُّ لَهُ سِوَاكَهُ وَطَهُوْرَهُ فَيَبْعَثُهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لِمَا شَآءَ اَنْ يَبْعَثَهُ مِنَ اللَّيْلِ فَيَتَسَوَّكُ وَيَتَوَضَّاُ وَيُصَلِّيْ ثَمَانِيَ رَكَعَاتٍ لَا يَجْلِسُ فِيْهِنَّ اِلَّا عِنْدَ الثَّامِنَةِ يَجْلِسُ فَيَذْكُرُ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ وَيَدْعُوْ ثُمَّ يُسَلِّمُ تَسْلِيْمًا يُسْمِعُنَا ثُمَّ يُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ بَعْدَ مَا يُسَلِّمُ ثُمَّ يُصَلِّيْ رَكْعَةً فَتِلْكَ اِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً يَا بُنَيَّ فَلَمَّا اَسَنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَخَذَ اللَّحْمَ اَوْتَرَ بِسَبْعٍ وَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ بَعْدَ مَا سَلَّمَ فَتِلْكَ تِسْعُ رَكَعَاتٍ يَا بُنَيَّ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلّٰى صَلَاةً اَحَبَّ اَنْ يَدُوْمَ عَلَيْهَا وَكَانَ اِذَا شَغَلَهُ عَنْ قِيَامِ اللَّيْلِ نَوْمٌ اَوْ مَرَضٌ اَوْ وَجَعٌ صَلّٰى مِنَ النَّهَارِ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً وَلَا اَعْلَمُ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَاَ الْقُرْآنَ كُلَّهُ فِيْ لَيْلَةٍ وَلَا قَامَ لَيْلَةً كَامِلَةً حَتَّى الصَّبَاحِ وَلَا صَامَ شَهْرًا كَامِلًا غَيْرَ رَمَضَانَ فَاَتَيْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ فَحَدَّثْتُهُ بِحَدِيْثِهَا فَقَالَ صَدَقَتْ اَمَا اِنِّيْ لَوْ كُنْتُ اَدْخُلُ عَلَيْهَا لَاَتَيْتُهَا حَتّٰى تُشَافِهَنِيْ مُشَافَهَةً .

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ كَذَا وَقَعَ فِيْ كِتَابِيْ وَلَا اَدْرِيْ مِمَّنِ الْخَطَاُ فِيْ مَوْضِعِ وِتْرِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ .

☆☆ سعد بن ہشام بیان کرتے ہیں' ان کی ملاقات حضرت عبداللہ بن عباس سے ہوئی تو انہوں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے وتر کی نماز کے بارے میں دریافت کیا' تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کیا میں تمہیں اس شخصیت

1600-اخرجه مسلم في صلاة المسافرين و قصرها، باب جامع صلاة الليل و من نام عنه او مرض (الحديث 139) بنحوه . واخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب في صلاة الليل (الحديث 1342 و 1343 و 1344 و 1345) بنحوه . و سياتي في قيام الليل و تطوع النهار، كيف الوتر بتسع (الحديث 1720) . تحفة الاشراف (16104) .

کے بارے میں نہ بتاؤں جو نبی اکرم ﷺ کی وتر کی نماز کے بارے میں روئے زمین پر سب سے زیادہ علم رکھتی ہے؟ تو سعد نے جواب دیا: جی ہاں! تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: وہ سیدہ عائشہ ہیں' تم ان کی خدمت میں جاؤ اور ان سے دریافت کرو' پھر واپس میرے پاس آ کر مجھے بتا دینا کہ انہوں نے تمہیں کیا جواب دیا ہے؟ میں حکیم بن افلح کے پاس آیا اور انہیں اپنے ساتھ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس جانے کے لیے کہا تو وہ بولے: میں تو ان کے ہاں نہیں جاؤں گا' کیونکہ میں نے انہیں منع کیا تھا کہ وہ ان دو گروہوں کے بارے میں کچھ نہ کہیں' لیکن انہوں نے اس بات کو نہیں مانا۔ (راوی کہتے ہیں:) میں نے حکیم کو قسم دی تو وہ میرے ساتھ چل پڑے۔ پھر وہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے' تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے حکیم سے دریافت کیا: تمہارے ساتھ کون ہے؟ میں نے جواب دیا: سعد بن ہشام' انہوں نے دریافت کیا: ہشام کون؟ میں نے جواب دیا: عامر کے صاحبزادے' تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کے لیے کلمۂ رحمت ادا کیا اور پھر بولیں: عامر بہت اچھے آدمی تھے۔ میں نے عرض کی: اے ام المومنین! آپ ہمیں نبی اکرم ﷺ کے اخلاق کے بارے میں بتائیں! تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے دریافت کیا: کیا تم قرآن نہیں پڑھتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں! پڑھتے ہیں' تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: نبی اکرم ﷺ کے اخلاق قرآن ہی ہے' پھر میں نے اُٹھنے کا ارادہ کیا' تو مجھے یاد آیا' کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کے رات کے نوافل کے بارے میں دریافت کرنا ہے' تو انہوں نے دریافت کیا:

اے اُم المومنین! آپ ﷺ مجھے نبی اکرم ﷺ کے نوافل کے بارے میں بتایئے! تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے دریافت کیا: کیا تم نے اس سورت کو نہیں پڑھا ہے؟ (اے چادر اوڑھنے والے!) تو میں نے جواب دیا: جی ہاں! تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اس سورت کی ابتداء میں رات کے نوافل فرض قرار دیئے ہیں' نبی اکرم ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحاب ایک سال تک ادا کرتے رہے' یہاں تک کہ ان لوگوں کے پاؤں ورم آلود ہو گئے' لیکن اللہ تعالیٰ نے بارہ ماہ تک اس حکم کو منسوخ نہ کیا' پھر اللہ تعالیٰ نے اس سورت کے آخر میں تخفیف کا حکم نازل کیا' تو اس کے بعد رات کے نوافل نفلی قرار پائے' حالانکہ یہ پہلے فرض تھے۔

(راوی کہتے ہیں:) پھر میں اُٹھنے لگا' تو مجھے یاد آیا' کہ نبی اکرم ﷺ کے وتر کے بارے میں دریافت کرنا ہے' میں نے عرض کی: اے اُم المومنین! آپ ہمیں نبی اکرم ﷺ کی وتر کی نماز کے بارے میں بتائیں' تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا: ہم نبی اکرم ﷺ کے لیے مسواک اوز وضو کا پانی رکھ دیتے تھے' جس وقت اللہ کو منظور ہوتا تھا' آپ ﷺ اس وقت رات کے وقت بیدار ہو جاتے تھے' پھر آپ ﷺ مسواک کرتے تھے' پھر وضو کرتے تھے' پھر آٹھ رکعات ادا کرتے تھے' آپ ﷺ ان کے درمیان قعدہ نہیں کرتے تھے' صرف آپ ﷺ آٹھویں رکعات کے بعد قعدے میں بیٹھتے تھے' پھر آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے تھے' اس سے دعا مانگتے تھے' پھر بلند آواز میں سلام پھیر دیتے تھے' پھر آپ ﷺ بیٹھ کر دو رکعات ادا کرتے تھے' یعنی سلام پھیرنے کے بعد (انہیں ادا کرتے تھے) پھر آپ ﷺ ایک رکعت ادا کرتے تھے' یوں یہ گیارہ رکعات بن جاتی تھیں' اے میرے بیٹے! جب نبی اکرم ﷺ کی عمر زیادہ ہو گئی اور آپ ﷺ کا وزن بڑھ گیا تو نبی اکرم ﷺ نے سات رکعات وتر ادا کرنا شروع کر دیں' ان کے آخر میں سلام پھیرنے کے بعد آپ ﷺ بیٹھ کر دو رکعات ادا کیا کرتے تھے' یوں یہ نو رکعات ہو جاتی تھیں۔

اے میرے بچے! نبی اکرم ﷺ جب کوئی نماز پڑھنا شروع کرتے تھے' تو آپ ﷺ کو یہ بات پسند تھی کہ آپ ﷺ اسے باقاعدگی کے ساتھ ادا کریں' اگر آپ ﷺ کسی مصروفیت کی وجہ سے یعنی نیند' بیماری یا کسی اور تکلیف کی وجہ سے رات کے وقت نوافل ادا نہیں کر پاتے تھے' تو آپ ﷺ دن کے وقت (ان کی جگہ) بارہ رکعات ادا کرتے تھے۔

میرے علم کے مطابق نبی اکرم ﷺ نے کبھی بھی ایک ہی رات میں سارا قرآن نہیں پڑھا' اور نہ ہی کبھی پوری رات صبح تک نوافل ادا کرتے رہے اور نہ ہی آپ ﷺ رمضان کے علاوہ (کسی اور مہینے میں) پورا مہینہ روزے رکھتے تھے۔ (راوی کہتے ہیں:) پھر میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوا اور انہیں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سنائی تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: انہوں نے سچ کہا ہے' اگر میں ان کی خدمت میں حاضر ہو سکتا تو میں ان کی خدمت میں حاضر ہوتا' تاکہ ان سے براہِ راست یہ حدیث سن لیتا۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: میری کتاب میں یہ اسی طرح تحریر ہے اور مجھے یہ علم نہیں ہے' اس روایت میں نبی اکرم ﷺ کے وتر ادا کرنے کے بارے میں کس جگہ کون سے راوی سے خطاء ہوئی ہے۔

شرح

اس روایت میں یہ بات مذکور ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے سائل کو سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے رجوع کرنے کی ہدایت کی تھی۔

اس سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ علماء کے لئے یہ بات مستحب ہے کہ جب ان سے کسی مسئلے کے بارے میں دریافت کیا جائے اور انہیں یہ بات پتہ ہو کہ کوئی دوسرا فرد زیادہ مناسب طریقے سے سوال کرنے والے کی رہنمائی کر سکتا ہے تو پھر سائل کو اس دوسرے عالم کی طرف بھیج دینا چاہیے کیونکہ دین خیر خواہی کا نام ہے۔

اس سے اپنی ذات کی طرف سے تواضع اور عاجزی کا بھی اظہار ہوتا ہے اور دوسرے کی فضیلت کے اعتراف کی شکل بھی سامنے آتی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی طرف سائل کی رہنمائی اس لئے کی تھی کیونکہ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نبی اکرم ﷺ کی زوجہ محترمہ ہیں اور وتر کی نماز' تہجد کی نماز کے ساتھ ادا کی جاتی ہے تو سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اس حوالے سے زیادہ علم رکھتی ہوں گی۔

اس روایت میں یہ بات مذکور ہے کہ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے سائل کے دادا جناب عامر کے لئے رحمت کے کلمات ادا کیے اور ان کی تعریف کی۔

امام مسلم کی روایت میں یہ بات زائد ہے قتادہ نامی راوی نے یہ بات بیان کی ہے کہ عامر نامی وہ صاحب غزوۂ احد میں شریک ہوئے تھے۔

تو سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے غزوۂ احد میں ان کے شہید ہونے کی وجہ سے ان کی تعریف کی تھی۔

روایت کے یہ الفاظ کہ جب نبی اکرم ﷺ بھاری بھر کم ہو گئے اس کی وضاحت کرتے ہوئے علامہ سندھی نے یہ بات بیان کی ہے آخری عمر میں نبی اکرم ﷺ صحت مند ہو گئے تھے شاید اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضری کی خوشی تھی اور آپ ﷺ تک آخرت سے متعلق بشارات آ چکی تھیں۔

امام نسائی نے روایت کے آخر میں جو یہ بیان کیا ہے کہ "میری تحریر میں یہ اسی طرح ہے' تاہم مجھے نہیں معلوم کہ نبی اکرم ﷺ کے وتر کے بارے میں غلطی کس سے ہوئی ہے"۔ اس سے مراد یہ ہے کہ امام نسائی کو یہ شک ہے کہ شاید اس روایت کو تحریر کرتے ہوئے ان سے کوئی غلطی ہو گئی تھی یا ہو سکتا ہے ان کے استاد کو بیان کرتے ہوئے غلطی ہوئی ہو یا ان سے پہلے کسی اور راوی کو بیان کرتے ہوئے غلطی ہوئی ہو' غلطی یہ ہے: روایت کے الفاظ میں آٹھ رکعات کا ذکر ہے' حالانکہ نبی اکرم ﷺ نو رکعات ادا کیا کرتے تھے۔ پھر سلام پھیرتے تھے۔

اس حدیث سے بالواسطہ طور پر یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ رات کے وقت نوافل ادا کرنا مشروع ہے اور صحابہ کرام نبی اکرم ﷺ کی عبادت کے طریقے کے بارے میں تحقیق سے کام لیا کرتے تھے تا کہ اس حوالے سے آپ کی پیروی کر سکیں۔

•••———•••———•••

3 - باب ثَوَابِ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا

باب: جو شخص رمضان میں ایمان کی حالت میں ثواب کی اُمید رکھتے ہوئے (تراویح) کی نماز ادا کرے گا' اس کا ثواب

1601 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ" .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

"جو شخص ایمان رکھتے ہوئے اور ثواب کی اُمید رکھتے ہوئے رمضان میں نوافل ادا کرے گا' اس شخص کے گزشتہ گناہوں کو بخش دیا جائے گا"۔

شرح

روایت کے یہ الفاظ کہ جو شخص ایمان کی حالت میں رمضان میں قیام کرتا ہے' اس کی وضاحت کرتے ہوئے علامہ سیوطی نے یہ بات تحریر کی ہے: امام نووی فرماتے ہیں: یعنی جو شخص اس بات کی تصدیق کرتے ہوئے کہ ایسا کرنا حق ہے اور یہ

1601-اخرجه البخاري في الايمان، باب تطوع قيام رمضان من الايمان (الحديث 37)، و في صلاة التراويح، باب فضل من قام رمضان (الحديث 2009) . واخرجه مسلم في صلاة المسافرين و قصرها، باب الترغيب في قيام رمضان و هو التراويح (الحديث 173) . واخرجه النسائي في قيام الليل و تطوع النهار، باب ثواب من قام رمضان ايمانًا و احتسابًا (الحديث 1602)، و في الصيام، ثواب من قام رمضان وصامه ايمانًا و احتسابًا و الاختلاف على الزهري في الخبر في ذلك (الحديث 2198 و 2199 و 2200)، و في الايمان و شرائعه، قيام رمضان (الحديث 5040 و 5041) . تحفة الاشراف (12277) .

اور احتساب سے مراد یہ ہے کہ وہ اللہ کی رضا کے حصول کے لئے نوافل ادا کرتا ہے' دکھاوے کے لئے ایسا نہیں کرتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بعض اوقات آدمی کوئی ایسا کام کرتا ہے جس کے بارے میں اس کا یہ اعتقاد ہوتا ہے' یہ عمل صحیح ہے لیکن وہ خلوص کے ساتھ اس عمل کو نہیں کرتا بلکہ ریاکاری یا خوف وغیرہ کی وجہ سے یہ عمل کرتا ہے*۔

1602 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ اَبُوْ بَكْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ اَسْمَآءَ قَالَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ مَالِكٍ قَالَ قَالَ الزُّهْرِيُّ اَخْبَرَنِيْ اَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَحُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ" .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

"جو شخص رمضان میں ایمان رکھتے ہوئے اور ثواب کی اُمید رکھتے ہوئے نوافل ادا کرے گا' اس کے گزشتہ گناہوں کی مغفرت کر دی جائے گی"۔

4 - باب قِيَامِ شَهْرِ رَمَضَانَ

باب: رمضان کے مہینے میں قیام کرنا

1603 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَآئِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى فِي الْمَسْجِدِ ذَاتَ لَيْلَةٍ وَّصَلّٰى بِصَلَاتِهٖ نَاسٌ ثُمَّ صَلّٰى مِنَ الْقَابِلَةِ وَكَثُرَ النَّاسُ ثُمَّ اجْتَمَعُوْا مِنَ اللَّيْلَةِ الثَّالِثَةِ اَوِ الرَّابِعَةِ فَلَمْ يَخْرُجْ اِلَيْهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا اَصْبَحَ قَالَ "قَدْ رَاَيْتُ الَّذِيْ صَنَعْتُمْ فَلَمْ يَمْنَعْنِيْ مِنَ الْخُرُوْجِ اِلَيْكُمْ اِلَّا اَنِّيْ خَشِيْتُ اَنْ يُّفْرَضَ عَلَيْكُمْ" . وَذٰلِكَ فِيْ رَمَضَانَ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' ایک رات نبی اکرم ﷺ نے مسجد میں نماز ادا کی' کچھ لوگوں نے آپ ﷺ کی اقتداء میں نماز ادا کی' پھر اگلی رات میں نبی اکرم ﷺ نے نماز ادا کی تو لوگوں کی تعداد زیادہ ہو گئی' پھر تیسری رات یا شاید چوتھی رات بہت سے لوگ اکٹھے ہو گئے' تو نبی اکرم ﷺ ان کے پاس تشریف نہیں لے گئے' اگلے دن آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"گزشتہ رات تم لوگوں نے جو کیا تھا وہ میں دیکھ رہا تھا' لیکن میں اس لیے تمہارے پاس نہیں آیا' کیونکہ مجھے یہ اندیشہ تھا کہ کہیں یہ نماز تم پر لازم نہ ہو جائے"۔ (راوی کہتے ہیں:) یہ رمضان کے مہینے کی بات ہے۔

* حاشیہ سیوطی بر روایت مذکورہ

1602-تقدم (الحديث 1601) .

1603-اخرجه البخاري في التهجد، باب تحريض النبي صلى الله عليه وسلم على صلاة الليل و النوافل من غير ايجاب (الحديث 1129) . واخرجه مسلم في صلاة المسافرين و قصرها، باب الترغيب في قيام رمضان و هو التراويح (الحديث 177) . و اخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب في قيام شهر رمضان (الحديث 1373) والحديث عند: البخاري في صلاة التراويح، باب فضل من قام رمضان (الحديث 2011) . تحفة الاشراف (16594) .

شرح

نمازِ تراویح کے احکام

نمازِ تراویح کا وقت

مسئلہ: نمازِ تراویح میں پانچ ترویحہ ہوتے ہیں' ہر ترویحہ میں چار رکعات ہوتی ہیں' جن میں دو مرتبہ سلام پھیرا جاتا ہے۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص باجماعت نمازِ تراویح ادا کرتے ہوئے پانچ سے زیادہ ترویحے ادا کر لے تو ہمارے نزدیک یہ مکروہ ہے۔ (خلاصہ)

مسئلہ: صحیح قول کے مطابق اس کا وقت عشاء کی نماز کے بعد سے لے کر صبح صادق سے پہلے وتر ادا کرنے سے پہلے تک ہے۔

مسئلہ: اگر بعد میں یہ ظاہر ہو جاتا ہے کہ آدمی نے عشاء کی نماز وضو کے بغیر پڑھ لی تھی' جبکہ تراویح اور وتر وضو کے ساتھ پڑھے ہیں' تو عشاء کی نماز کے ساتھ تراویح کی نماز بھی دوبارہ ادا کرے گا' البتہ وتر کی نماز دوبارہ ادا نہیں کرے گا کیونکہ تراویح کی نماز عشاء کی نماز کے تابع ہے' یہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا موقف ہے اور وتر کے بارے میں حکم کی وجہ یہ ہے: وتر اپنے وقت کے اعتبار سے عشاء کا تابع نہیں ہے بلکہ عشاء کی نماز کو اُس پر مقدم کیا جاتا ہے' یہ ترتیب کی وجہ سے واجب ہے اور بھولنے کی وجہ سے ترتیب کا حکم ساقط ہو جاتا ہے۔

مسئلہ: ہر دو ترویحوں کے درمیان ایک ترویحہ کی مقدار کے برابر بیٹھنا مستحب ہے۔ (کافی)

مسئلہ: دو ترویحوں کے درمیان بیٹھتے وقت لوگوں کو اس بارے میں اختیار ہوگا' وہ چاہیں' تو اُس دوران تسبیح پڑھتے رہیں' چاہیں' تو اُس دوران خاموش بیٹھے رہیں۔

مسئلہ: مکہ میں رہنے والے لوگ اس دوران طواف کر لیتے ہیں اور دو رکعات نماز ادا کر لیتے ہیں' جبکہ مدینہ منورہ کے لوگ اس دوران چار رکعات ادا کر لیتے ہیں۔ (تبیین)

مسئلہ: تراویح کی نماز کو نصف رات یا تہائی رات تک تاخیر سے ادا کرنا مستحب ہے' نصف رات کے بعد اسے ادا کرنے کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے' تاہم صحیح قول یہ ہے: ایسا کرنا مکروہ نہیں ہے۔

مسئلہ: تراویح کی نماز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے' جبکہ بعض حضرات نے یہ کہا ہے کہ یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی سنت ہے' تاہم پہلا قول صحیح ہے۔

مسئلہ: تراویح کی نماز مرد اور خواتین کے لیے سنت ہے۔ (زاہدی)

مسئلہ: ہمارے نزدیک تراویح کی نماز سنت ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے یہی روایت منقول ہے' بعض نے کہا ہے کہ یہ

مستحب ہے' تاہم پہلا قول صحیح ہے اور تراویح کی نماز کو باجماعت ادا کرنا سنت کفایہ ہے۔ (تبیین)

مسئلہ: یہی قول صحیح ہے۔ (محیط سرخسی)

مسئلہ: اگر کوئی شخص تنہا تراویح کی نماز ادا کر لیتا ہے' تو یہ بھی جائز ہے' اسی طرح خواتین اپنے گھر میں الگ' الگ تراویح کی نماز ادا کریں' تو یہ ادا ہو جائے گی۔ (معراج الدرایہ)

تراویح ترک کرنے کا حکم

مسئلہ: اگر مسجد کے تمام افراد تراویح کی نماز چھوڑ دیتے ہیں' تو اُنہوں نے غلط کیا اور وہ گناہگار شمار ہوں گے۔ (محیط سرخسی)

مسئلہ: لیکن اگر کوئی ایک شخص جماعت کو چھوڑ کر اپنے گھر میں نماز ادا کر لیتا ہے' تو اُس نے فضیلت کو ترک کیا ہے' اس میں برائی کا ارتکاب کرنے یا سنت کو ترک کرنے کا مفہوم نہیں آئے گا' البتہ اگر کوئی ایسا شخص ہو کہ جس کی لوگ اقتداء کرتے ہیں اور اُس کے آنے کی وجہ سے جماعت کی تعداد زیادہ ہو جاتی ہو' نہ آنے کی وجہ سے جماعت کی تعداد میں کمی آ جاتی ہو' تو ایسے شخص کے لیے جماعت کو چھوڑنا مناسب نہیں ہے۔ (سراج الوہاج)

مسئلہ: وتر کی نماز جماعت کے ساتھ صرف رمضان میں ادا کی جا سکتی ہے' اس بارے میں مسلمانوں کا اتفاق ہے۔ (تبیین)

مسئلہ: رمضان میں گھر میں وتر ادا کرنے کے مقابلے میں باجماعت وتر ادا کرنا زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔ (سراج الوہاج)

مسئلہ: اگر کوئی امام دو مساجد میں پوری تراویح کی نماز پڑھتا ہے' تو یہ جائز ہے۔ (محیط)

مسئلہ: اسی طرح اگر کوئی مقتدی دو مساجد میں تراویح کی پوری نماز ادا کرتا ہے' تو اس میں بھی کوئی مضائقہ نہیں ہے' تاہم اُسے یہ چاہیے کہ دوسری مسجد میں وتر کی نماز ادا نہ کرے۔

مسئلہ: اگر کسی مسجد میں تراویح کی نماز ہو چکی ہو اور بعد میں لوگ اُسے دوبارہ پڑھنے کا ارادہ کریں' تو وہ الگ' الگ ادا کریں گے۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص تنہا عشاء' تراویح اور وتر کی نماز ادا کر لیتا ہے' پھر اُس کے بعد لوگوں کی نمازِ تراویح میں امامت کرتا ہے' تو امام کے لیے ایسا کرنا مکروہ ہے' تاہم مقتدیوں کے لیے مکروہ نہیں ہوگا۔

مسئلہ: افضل یہ ہے: پوری تراویح کی نماز ایک ہی امام پڑھائے' لیکن اگر دو امام پڑھاتے ہیں' تو مستحب یہ ہے: ایک ترویحہ کے بعد امام تبدیل ہو۔

مسئلہ: یہ بھی جائز ہے کہ فرض نماز ایک شخص پڑھائے اور نمازِ تراویح دوسرا شخص پڑھائے' جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرض اور وتر کی امامت کیا کرتے تھے' جبکہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ تراویح کی امامت کیا کرتے تھے۔ (سراج الوہاج)

مسئلہ: اگر کوئی شخص امام کے ساتھ ایک یا دو ترویحہ ادا نہیں کر پایا اور پھر اُسے یہ اندیشہ ہو کہ اگر اُس نے ان ترویحوں کو ادا کرنے کی کوشش کی تو وتر کی باجماعت نماز چھوٹ جائے گی' تو اُسے چاہیے کہ پہلے جماعت کے ساتھ وتر کی نماز ادا کر لے' پھر جو ترویحہ رہ گئے تھے' اُنہیں ادا کر لے۔

مسئلہ: شیخ ظہیر الدین نے اسی پر فتویٰ دیا ہے۔ (خلاصہ)

مسئلہ: نمازِ تراویح ادا کرتے ہوئے قرأت اور ارکان کی ادائیگی میں جلدی کرنا مکروہ ہے۔ (سراجیہ)

مسئلہ: قرأت میں حروف کو جس قدر اچھی طرح ادا کیا جائے گا' اُتنا ہی بہتر ہے۔ (قاضی خان)

مسئلہ: ہمارے زمانے کے اعتبار سے افضل یہ ہے: اتنا پڑھا جائے' جس کی وجہ سے لوگ اپنی کاہلی کی وجہ سے بیزار نہ ہو جائیں کیونکہ جماعت میں زیادہ افراد کا ہونا قرأت زیادہ ہونے سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔ (محیط سرخسی)

تراویح میں چھوٹی سورتوں کی تلاوت

مسئلہ: بعض جگہوں میں یہ رواج ہے کہ لوگ ختمِ قرآن نہیں کرتے ہیں کیونکہ دینی کاموں میں سستی زیادہ ہو چکی ہے' اس لیے بعض لوگوں نے یہ چیز اختیار کی ہے کہ وہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص پڑھ لیتے ہیں اور بعض نے یہ طریقہ اختیار کیا ہے کہ وہ سورۂ الفیل سے لے کر قرآن کے آخر تک پڑھتے ہیں' ان دونوں طریقوں میں سے یہی طریقہ زیادہ بہتر ہے' کیونکہ اس طرح رکعات کی گنتی بھی نہیں بھولتی اور آدمی رکعات یاد رکھنے کی طرف بھی متوجہ نہیں ہوتا۔ (تجنیس)

مسئلہ: اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ کسی عذر کے بغیر تراویح کی نماز بیٹھ کر ادا کرنا مستحب نہیں ہے' البتہ اس کے جواز کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے' بعض حضرات نے اسے جائز قرار دیا ہے اور صحیح بھی یہی ہے' تاہم اس کا ثواب کھڑے ہو کر نماز ادا کرنے والے کے مقابلے میں نصف رہ جاتا ہے۔

مسئلہ: اگر نیند کا غلبہ ہو' تو تراویح کی نماز باجماعت ادا کرنا مکروہ ہوگا' آدمی کو چاہیے کہ نماز باجماعت سے الگ ہو جائے اور اُس وقت تک الگ رہے' جب تک اچھی طرح ہوشیار نہیں ہو جاتا' کیونکہ نیند کے ساتھ نماز ادا کرنے میں سستی اور غفلت پائی جاتی ہے اور قرآن میں غور و فکر نہیں ہو پاتا ہے۔ (قاضی خان)

•••——•••——•••

1604 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْفُضَيْلِ عَنْ دَاوُدَ بْنِ اَبِیْ هِنْدٍ عَنِ الْوَلِيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ صُمْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ رَمَضَانَ فَلَمْ يَقُمْ بِنَا حَتّٰى بَقِیَ سَبْعٌ مِّنَ الشَّهْرِ فَقَامَ بِنَا حَتّٰى ذَهَبَ ثُلُثُ اللَّيْلِ ثُمَّ لَمْ يَقُمْ بِنَا فِی السَّادِسَةِ فَقَامَ بِنَا فِی الْخَامِسَةِ حَتّٰى ذَهَبَ شَطْرُ اللَّيْلِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ نَفَّلْتَنَا بَقِيَّةَ لَيْلَتِنَا هٰذِهِ . قَالَ "اِنَّهٗ مَنْ قَامَ مَعَ الْاِمَامِ حَتّٰى يَنْصَرِفَ كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ قِيَامَ لَيْلَةٍ" . ثُمَّ لَمْ يُصَلِّ بِنَا وَلَمْ يَقُمْ حَتّٰى بَقِیَ ثَلَاثٌ مِّنَ الشَّهْرِ فَقَامَ بِنَا فِی الثَّالِثَةِ وَجَمَعَ اَهْلَهٗ وَنِسَائَهٗ حَتّٰى تَخَوَّفْنَا اَنْ يَفُوْتَنَا الْفَلَاحُ . قُلْتُ وَمَا الْفَلَاحُ قَالَ السُّحُوْرُ .

★★ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ہم نے رمضان کے مہینے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ روزے رکھے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں (تراویح) کی نماز نہیں پڑھائی' یہاں تک کہ جب مہینہ ختم ہونے میں سات دن باقی رہ گئے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

1604-تقدم فی السهو، باب ثواب من صلی مع الامام حتی ينصرف (الحديث 1363) .

نے ایک تہائی رات گزرنے کے بعد ہمیں تراویح کی نماز پڑھائی' پھر اگلی رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نماز نہیں پڑھائی' پھر اس سے اگلی رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نصف رات گزر جانے کے بعد ہمیں تراویح کی نماز پڑھائی' میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! اگر آپ باقی راتوں میں بھی ہمیں یہ نماز پڑھاتے رہیں (تو مناسب ہوگا) تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جو شخص امام کی اقتداء میں نماز ادا کر کے واپس چلا جائے' تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے پوری رات کے نوافل ادا کرنے کا ثواب لکھ دیتا ہے"۔

پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں تراویح کی نماز نہیں پڑھائی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نماز ادا نہیں کی' یہاں تک کہ مہینہ ختم ہونے میں تین دن باقی رہ گئے' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس رات ہمیں یہ نماز پڑھائی' اس رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اہل خانہ اپنی خواتین تک کو اکٹھا کر لیا' یہاں تک کہ ہمیں یہ اندیشہ ہوا کہ ہم سحری بھی نہیں کر سکیں گے۔

راوی کہتے ہیں: میں نے اپنے استاد سے پوچھا: (روایت کے متن میں استعمال ہونے والے لفظ) الفلاح سے مراد کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: سحری۔

1605 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ قَالَ اَخْبَرَنِیْ مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ نُعَيْمُ بْنُ زِيَادٍ اَبُوْ طَلْحَةَ قَالَ سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيْرٍ عَلٰى مِنْبَرِ حِمْصَ يَقُوْلُ قُمْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ شَهْرِ رَمَضَانَ لَيْلَةَ ثَلَاثٍ وَّعِشْرِيْنَ اِلٰى ثُلُثِ اللَّيْلِ الْاَوَّلِ ثُمَّ قُمْنَا مَعَهٗ لَيْلَةَ خَمْسٍ وَّعِشْرِيْنَ اِلٰى نِصْفِ اللَّيْلِ ثُمَّ قُمْنَا مَعَهٗ لَيْلَةَ سَبْعٍ وَّعِشْرِيْنَ حَتّٰى ظَنَنَّا اَنْ لَا نُدْرِكَ الْفَلَاحَ وَكَانُوْا يُسَمُّوْنَهُ السُّحُوْرَ .

★★ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے حمص کے منبر پر بیٹھ کر یہ بات بیان کی: ہم نے رمضان کے مہینے کی تیئسویں رات میں ایک تہائی رات تک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں تراویح کی نماز ادا کی' پھر ہم نے پچیسویں رات میں نصف رات تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز ادا کی' پھر ہم نے ستائیسویں رات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں (اتنی طویل) نماز ادا کی کہ ہمیں یہ گمان ہوا کہ شاید ہم "فلاح" بھی نہیں کر سکیں گے۔

(راوی کہتے ہیں:) وہ لوگ سحری کو یہ نام دیتے تھے۔

5 - باب التَّرْغِيْبِ فِیْ قِيَامِ اللَّيْلِ

باب: رات کے وقت نوافل ادا کرنے کی ترغیب دینا

1606 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَبِی الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِذَا نَامَ اَحَدُكُمْ عَقَدَ الشَّيْطٰنُ عَلٰى رَاْسِهٖ ثَلَاثَ عُقَدٍ

1605-انفرد به النسائی . تحفة الاشراف (11642) .

1606-اخرجه مسلم فی صلاة المسافرين و قصرها، باب ماروی فيمن نام الليل اجمع حتی اصبح (الحديث 207) . تحفة الاشراف (13687) .

يَضْرِبُ عَلٰى كُلِّ عُقْدَةٍ لَيْلًا طَوِيْلًا اَىِ ارْقُدْ فَاِنِ اسْتَيْقَظَ فَذَكَرَ اللّٰهَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ فَاِنْ تَوَضَّاَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ اُخْرٰى فَاِنْ صَلّٰى انْحَلَّتِ الْعُقَدُ كُلُّهَا فَيُصْبِحُ طَيِّبَ النَّفْسِ نَشِيْطًا وَّاِلَّا اَصْبَحَ خَبِيْثَ النَّفْسِ كَسْلَانَ".

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

جب کوئی شخص سو جاتا ہے' تو شیطان اس کے سر پر تین گرہیں لگا دیتا ہے' اور ہر گرہ لگاتے ہوئے یہ کہتا ہے: رات بہت لمبی ہے' سوئے رہو' اگر وہ بیدار ہو کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرلے' تو اس کی ایک گرہ کھل جاتی ہے' اگر وہ وضو کرلے' تو دوسری گرہ کھل جاتی ہے' اگر وہ نماز ادا کرنے لگے تو تمام گرہیں کھل جاتی ہیں اور اگلے دن اس شخص کا مزاج خوشگوار ہوتا ہے' اور وہ چاق و چوبند ہوتا ہے' ورنہ دوسری صورت میں انسان کا مزاج بھی خوشگوار نہیں ہوتا اور وہ سستی کا شکار بھی ہوتا ہے۔

شرح

اس حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے امام جلال الدین سیوطی نے یہ بات تحریر کی ہے: گرہ لگانے والا شخص یا تو ابلیس خود ہوتا ہے یا آدمی کے ساتھ رہنے والا شیطان ہوتا ہے یا اس کے علاوہ کوئی اور ہوتا ہے۔

امام بیضاوی فرماتے ہیں: یہاں پر تین کی قید اس لئے ہے کہ یہ تاکید کے لئے ہے یہ ہوسکتا ہے کہ یہ گرہ تین صورتوں میں کھلتی ہے۔ ذکر کرنے کی وجہ سے وضو کرنے کی وجہ سے اور نماز پڑھنے کی وجہ سے' تو گویا ان تینوں میں سے ہر ایک سے رکاوٹ کے لئے شیطان ایک گرہ لگاتا ہے یہ کہتے ہوئے کہ ابھی رات بہت لمبی ہے۔

یہاں روایت کے متن میں اس کے "سر پر" کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں حالانکہ صحیح بخاری کی روایت میں ہے کہ شیطان وہ گرہ آدمی کے سر کے پچھلے حصے پر یعنی گدی پر لگاتا ہے۔

روایت میں مطلق طور پر لفظ استعمال ہوا ہے کہ جب کوئی شخص سو جاتا ہے' تاہم دیگر روایات سے یہ بات ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے شیطان کے اثر سے محفوظ ہوتے ہیں۔ جیسے انبیائے کرام ہیں اور وہ لوگ نہیں جن کا ذکر قرآن نے یہ کہہ کر کیا:

"بے شک میرے کچھ بندے ایسے ہیں' جن پر تمہیں قابو حاصل نہیں ہوگا۔"

اسی طرح ایک روایت میں یہ بات مذکور ہے کہ جو شخص سوتے وقت آیت الکرسی پڑھ لیتا ہے وہ صبح تک شیطان سے محفوظ رہتا ہے اس کے فوائد علامہ ابن حجر نے فتح الباری میں بیان کئے ہیں۔

روایت میں یہ بات مذکور ہے کہ آدمی بیدار ہو کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے' تو اس بارے میں مناسب یہ ہے: آدمی وہ کلمات ادا کرے جو امام بخاری نے حضرت عبادہ بن صامت کے حوالے سے نقل کئے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ کلمات پڑھتے تھے اس وقت جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم رات کے وقت بیدار ہوتے تھے' آپ یہ پڑھتے تھے:

"اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے وہی ایک معبود ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ بادشاہی اسی کے لئے مخصوص ہے حمد اسی کے لئے مخصوص ہے اور وہ ہر شے پر قدرت رکھتا ہے۔ ہر طرح کی حمد اللہ تعالیٰ کے مخصوص ہے۔

اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے اور اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر کچھ نہیں ہوسکتا"۔

پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ پڑھتے تھے۔

"اے اللہ! تو میری مغفرت کردے"۔

جس شخص کی گرہ کھل جاتی ہے وہ صبح کے وقت چاق و چوبند اس لئے ہوتا ہے' کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسے اپنی اطاعت و فرمانبرداری کی جو توفیق عطا کی ہوتی ہے اس سے وہ خوش ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھ جو ثواب کا وعدہ کیا ہے اس کی وجہ سے خوش ہوتا ہے اور اس سے شیطان کی گرہ زائل ہو جاتی ہے اس وجہ سے خوش ہوتا ہے۔

اس حدیث پر بحث کرتے ہوئے علامہ ابن عبدالبر اندلسی نے یہ بات تحریر کی ہے: مذمت کے یہ الفاظ اس شخص کے ساتھ مخصوص ہیں جو رات کو نماز کے لئے اٹھتا نہیں ہے اور نماز کو قضاء کر دیتا ہے جہاں تک اس شخص کا تعلق ہے جس کی عادت یہ ہے: وہ فرض نماز ادا کرنے کے لئے اٹھتا بھی ہے یا رات کے وقت نوافل ادا کرتا رہتا ہے' لیکن پھر کسی دن اس کی آنکھ لگی رہ جاتی ہے اور وہ سویا رہ جاتا ہے' تو یہ بات ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے اس بات کا اجر عطا کرتا ہے اور نیند اس کے لئے صدقہ ہو جاتی ہے۔

اس حدیث سے یہ بات بھی ظاہر ہو جاتی ہے کہ شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے وہ اس بات کی پوری کوشش کرتا ہے کہ انسان اپنے پروردگار کا قرب حاصل نہ کر سکے وہ انسان کو اللہ کے ذکر سے اور نماز سے روکنے کی پوری کوشش کرتا ہے' لیکن اللہ کے ذکر میں' وضو کرنے میں اور نماز پڑھنے میں یہ فضیلت ہے کہ شیطان کی لگائی ہوئی گرہ ان اعمال کی وجہ سے کھل جاتی ہے اس سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ جو شخص شیطان کے شر سے بچنے کی کوشش کرتا ہے اللہ تعالیٰ کا انعام و اکرام اسے حاصل ہوتا ہے اور وہ ظاہری طور پر بھی خوش و خرم ہوتا ہے۔

•••——•••——•••

1607 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اَبِىْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ ذُكِرَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ نَامَ لَيْلَةً حَتّٰى اَصْبَحَ قَالَ "ذَاكَ رَجُلٌ بَالَ الشَّيْطٰنُ فِىْ اُذُنَيْهِ".

★★ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ (بن مسعود) بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک ایسے شخص کا ذکر کیا گیا' جو رات کے وقت سوتا ہے اور صبح تک سویا رہتا ہے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"یہ ایسا شخص ہے' جس کے کانوں میں شیطان نے پیشاب کر دیا ہے"۔

1608 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ قَالَ حَدَّثَنَا مَنْصُوْرٌ عَنْ اَبِىْ وَائِلٍ

1607-اخرجه البخاري في التهجد، باب اذا نام و لم يصل بال الشيطان في اذنه (الحديث 1144) بنحوه، و في بدء الخلق، باب صفة ابليس و جنوده (الحديث 3270) . واخرجه مسلم في صلاة المسافرين و قصرها، باب ماروى فيمن نام الليل اجمع حتى اصبح (الحديث 205) . واخرجه النسائي في قيام الليل و تطوع النهار، باب الترغيب في قيام الليل (الحديث 1608) . و اخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب ما جاء في قيام الليل (الحديث 1330) . تحفة الاشراف (9297) .

1608-اخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب قيام الليل (الحديث 1308) واخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب ما جاء فيمن ايقظ اهله من الليل (الحديث 1336) . تحفة الاشراف (12860) .

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ فُلَانًا نَامَ عَنِ الصَّلَاةِ الْبَارِحَةَ حَتّٰى اَصْبَحَ . قَالَ "ذَاكَ شَيْطَانٌ بَالَ فِيْ اُذُنَيْهِ" .

★★ حضرت عبداللہ ؓ (بن مسعود) بیان کرتے ہیں' ایک شخص نے عرض کی: یارسول اللہ! فلاں شخص فجر کی نماز کے وقت سویا رہتا ہے' یہاں تک کہ صبح ہو جاتی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"وہ ایسا شخص ہے' شیطان نے اس کے کانوں میں پیشاب کر دیا ہے"۔

1609 - اَخْبَرَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ قَالَ حَدَّثَنِي الْقَعْقَاعُ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "رَحِمَ اللّٰهُ رَجُلًا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلّٰى ثُمَّ اَيْقَظَ امْرَاَتَهُ فَصَلَّتْ فَاِنْ اَبَتْ نَضَحَ فِيْ وَجْهِهَا الْمَاءَ وَرَحِمَ اللّٰهُ امْرَاَةً قَامَتْ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلَّتْ ثُمَّ اَيْقَظَتْ زَوْجَهَا فَصَلّٰى فَاِنْ اَبٰى نَضَحَتْ فِيْ وَجْهِهِ الْمَاءَ" .

★★ حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

"اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم کرے جو رات کے وقت بیدار ہو کر نماز ادا کرتا ہے' پھر وہ اپنی بیوی کو بھی بیدار کرتا ہے' وہ بھی نماز ادا کرتی ہے' اگر وہ اس کی بات نہیں مانتی' تو وہ اس کے چہرے پر پانی چھڑک دیتا ہے' اللہ تعالیٰ اس عورت پر بھی رحم کرے جو رات کے وقت نماز ادا کرتی ہے' وہ اپنے شوہر کو بھی بیدار کرتی ہے' وہ بھی نماز ادا کر لیتا ہے' اگر وہ شوہر بیدار نہیں ہوتا تو وہ عورت اُس کے چہرے پر پانی چھڑک دیتی ہے۔

شرح

اس روایت کا پہلا بنیادی مضمون یہ ہے: اس میں رات کے وقت نوافل ادا کرنے کی ترغیب دی گئی ہے دوسرا مضمون یہ ہے: میاں بیوی کو ایک دوسرے کے ساتھ نیکی کے کام میں تعاون کرنا چاہیے اور ایک دوسرے کو اس کی ترغیب دیتے رہنا چاہیے۔ اس حدیث سے یہ بات بھی ثابت ہو جاتی ہے کہ سوئے ہوئے شخص کو نوافل کی ادائیگی کے لئے بیدار کرنا شرعاً ہے اور جو شخص کسی نیکی کے کام میں سستی کر رہا ہو تو اسے نیکی کے ارتکاب کی ترغیب دینی چاہیے۔

•••——•••——•••

1610 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ اَنَّ الْحُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ

1609-اخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب قيام الليل (الحديث 1308) و اخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب ما جاء فيمن ايقظ اهله من الليل (الحديث 1336) . تحفة الاشراف (12860) .

1610-اخرجه البخاري في التهجد، باب تحريض النبي صلى الله عليه وسلم على صلاة الليل و النوافل من غير ايجاب (الحديث 1127)، وفي التفسير، باب (وكان الانسان اكثر شيء جدلا) (الحديث 4724) مختصرًا . و في الاعتصام بالكتاب و السنة، باب (وكان الانسان اكثر شيء جدلا) (الحديث 7347)، و في التوحيد، باب في المشيئة و الارادة (الحديث 7465) . و اخرجه مسلم في صلاة المسافرين و قصرها، باب ما روي فيمن نام الليل اجمع حتى اصبح (الحديث 206) . و اخرجه النسائي في قيام الليل و تطوع النهار، باب الترغيب في قيام الليل (الحديث 1611) مطولًا، و في التفسير: سورة الكهف، قوله تعالى (وكان الانسان اكثر شيء جدلا) (الحديث 325) . تحفة الاشراف (10070) .

حَدَّثَهُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَرَقَهُ وَفَاطِمَةَ فَقَالَ "اَلَا تُصَلُّوْنَ" . قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّمَا اَنْفُسُنَا بِيَدِ اللّٰهِ فَاِذَا شَاءَ اَنْ يَبْعَثَهَا بَعَثَهَا فَانْصَرَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ قُلْتُ لَهُ ذٰلِكَ ثُمَّ سَمِعْتُهُ وَهُوَ مُدْبِرٌ يَضْرِبُ فَخِذَهُ وَيَقُوْلُ "(وَكَانَ الْاِنْسَانُ اَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا)" .

★★ امام زین العابدین ؓ' امام حسین ؓ کے حوالے سے حضرت علی ؓ کا یہ بیان نقل بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ ان کے اور سیدہ فاطمہ ؓ کے پاس تشریف لائے' آپ ﷺ نے دریافت کیا:

کیا تم لوگوں نے نماز ادا نہیں کی ہے؟ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! ہماری جانیں اللہ تعالیٰ کے دستِ قدرت میں ہیں' جب وہ انہیں زندہ کرنا چاہتا ہے' زندہ کر لیتا ہے' تو میری یہ گزارش سن کر نبی اکرم ﷺ وہاں سے تشریف لے گئے' جب آپ ﷺ واپس جا رہے تھے' تو میں نے آپ ﷺ کو سنا' آپ ﷺ نے اپنے زانو پر ہاتھ مارتے ہوئے فرمایا:

"انسان بحث بہت کرتا ہے"۔

شرح

یہ روایت امام ابن شہاب زہری نے امام زین العابدین کے حوالے سے امام حسین کے حوالے سے حضرت علی بن ابو طالب ؓ سے نقل کی ہے۔

اس روایت کی سند میں ایک خوبی یہ ہے: ایک بیٹے یعنی امام زین العابدین نے اپنے والد یعنی امام حسین ؓ کے حوالے سے اپنے دادا یعنی حضرت علی ؓ سے یہ روایت نقل کی ہے۔

اس روایت کی سند کی دوسری خوبی یہ ہے: اسے ایک صحابی یعنی حضرت امام حسین ؓ نے دوسرے صحابی یعنی حضرت علی ؓ سے نقل کیا ہے اور اسے ایک تابعی یعنی امام ابن شہاب زہری نے دوسرے تابعی یعنی امام زین العابدین سے نقل کیا ہے۔

اس حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے علامہ ابوالحسن سندھی نے یہ بات بیان کی ہے: نبی اکرم ﷺ نے حضرت علی ؓ کی دلیل کا اس حوالے سے انکار کیا تھا کہ انہوں نے مکلف ہونے کے احکام کے مقابلے میں تقدیر اور اللہ تعالیٰ کی مشیت کو دلیل کے طور پر پیش کیا تھا اور یہ قابل قبول نہیں ہے اور یہ دلیل اسی وقت دی جا سکتی ہے کہ جب کوئی شخص بحث اچھی کر سکتا ہو لیکن کیونکہ یہاں پر مکلف ہونے کا حکم استحباب کے طور پر تھا۔ وجوب کے طور پر نہیں تھا اسی لئے نبی اکرم ﷺ انہیں چھوڑ کر واپس تشریف لے گئے اگر یہ مکلف ہونے کا حکم وجوب کے طور پر ہوتا (یعنی فجر کی نماز کے لئے ہوتا) تو نبی اکرم ﷺ انہیں ان کے حال پر نہ چھوڑتے' باقی اللہ بہتر جانتا ہے۔*

امام نووی نے اس حدیث پر بحث کرتے ہوئے یہ بات تحریر کی ہے: مختار یہ ہے: نبی اکرم ﷺ نے حضرت علی ؓ کے جواب کی تیزی پر حیرانگی کا اظہار کرتے ہوئے یہ ردعمل ظاہر کیا تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے ان کے اس عذر کو قبول کر کے یہ ردعمل

* حاشیہ سندھی بر روایت مذکورہ

ظاہر نہیں کیا تھا۔ تاہم ایک قول یہ بھی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ان کے عذر کو قبول کرتے ہوئے یہ ردعمل ظاہر کیا تھا اور نبی اکرم ﷺ نے ان پر ناراضگی کا اظہار نہیں کیا تھا۔

علامہ ابن بطال نے اس موضوع پر بحث کرتے ہوئے مہلب کا یہ قول نقل کیا ہے: اس سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ امام کو اس بات کا حق حاصل نہیں ہے کہ وہ نوافل کے بارے میں شدت سے کام لے کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قول کو قبول کیا تھا' کیونکہ نفل نماز کی ادائیگی نہ کرنے کے حوالے سے یہ عذر قابل قبول تھا' لیکن اگر یہ فرض نماز کا معاملہ ہوتا تو نبی اکرم ﷺ اس عذر کو قبول نہ کرتے۔

•••———•••———•••

1611 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَمِّي قَالَ حَدَّثَنَا اَبِي عَنِ ابْنِ اِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنِي حَكِيْمُ بْنُ حَكِيْمِ بْنِ عَبَّادِ بْنِ حُنَيْفٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمِ بْنِ شِهَابٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ عَلِيِّ بْنِ اَبِي طَالِبٍ قَالَ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلٰى فَاطِمَةَ مِنَ اللَّيْلِ فَاَيْقَظَنَا لِلصَّلَاةِ ثُمَّ رَجَعَ اِلٰى بَيْتِهِ فَصَلّٰى هَوِيًّا مِّنَ اللَّيْلِ فَلَمْ يَسْمَعْ لَنَا حِسًّا فَرَجَعَ اِلَيْنَا فَاَيْقَظَنَا فَقَالَ "قُوْمَا فَصَلِّيَا". قَالَ فَجَلَسْتُ وَاَنَا اَعْرُكُ عَيْنِي وَاَقُوْلُ اِنَّا وَاللّٰهِ مَا نُصَلِّي اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا اِنَّمَا اَنْفُسُنَا بِيَدِ اللّٰهِ فَاِنْ شَاءَ اَنْ يَّبْعَثَنَا بَعَثَنَا. قَالَ فَوَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقُوْلُ وَيَضْرِبُ بِيَدِهِ عَلٰى فَخِذِهِ "مَا نُصَلِّي اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا (وَكَانَ الْاِنْسَانُ اَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا)".

★★ امام زین العابدین رضی اللہ عنہ اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں:

ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ رات کے وقت میرے اور فاطمہ کے پاس تشریف لائے اور آپ ﷺ نے ہمیں نماز کے لیے بیدار کیا' پھر آپ ﷺ اپنے گھر واپس تشریف لے گئے' آپ ﷺ رات دیر تک نماز ادا کرتے رہے' لیکن جب آپ ﷺ کو ہماری طرف سے کوئی آہٹ محسوس نہیں ہوئی تو آپ ﷺ واپس ہمارے پاس تشریف لائے' آپ ﷺ نے ہمیں بیدار کیا اور فرمایا:

"تم دونوں اُٹھ کر نماز ادا کرلو"۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں اُٹھ کر بیٹھ گیا اور آنکھیں ملنے لگا' میں نے عرض کی: اللہ کی قسم! ہم وہی نماز ادا کریں گے جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے نصیب میں لکھی ہو' ہماری جانیں اللہ تعالیٰ کے دست قدرت میں ہیں' جب وہ ہمیں بیدار کرنا چاہتا ہے' اس وقت ہمیں بیدار کر دیتا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ واپس تشریف لے جاتے ہوئے اپنے زانو پر ہاتھ مارتے ہوئے پڑھ رہے تھے:

ہم وہی نماز ادا کرتے ہیں' جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے نصیب میں لکھی ہوئی ہو' ویسے انسان بہت بحث کرتا ہے۔

1611- تقدم (الحديث 1610).

6 - باب فَضْلِ صَلَاةِ اللَّيْلِ

باب: رات کی نماز کی فضیلت

1612 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ اَبِي بِشْرٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ - هُوَ ابْنُ عَوْفٍ - عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَفْضَلُ الصِّيَامِ بَعْدَ شَهْرِ رَمَضَانَ شَهْرُ اللّٰهِ الْمُحَرَّمُ وَاَفْضَلُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْفَرِيْضَةِ صَلَاةُ اللَّيْلِ".

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

رمضان کے مہینے کے بعد' سب سے زیادہ فضیلت والے روزے اللہ تعالیٰ کے مہینے محرم کے روزے ہیں' اور فرض نماز کے بعد سب سے زیادہ فضیلت والی نماز رات کے وقت ادا کی جانے والی نماز ہے۔

شرح

اس حدیث پر بحث کرتے ہوئے امام نووی نے یہ بات تحریر کی ہے: اس روایت میں اس بات کی دلیل موجود ہے جس بات پر علماء کا اتفاق ہے کہ رات کے وقت کے نوافل دن کے نوافل کے مقابلے میں زیادہ فضیلت رکھتے ہیں۔

اس روایت سے بعض حضرات نے یہ استدلال کیا ہے کہ رات کے وقت کے نوافل دن کے وقت کی غیر مؤکدہ سنتوں سے زیادہ فضیلت رکھتے ہیں تاہم اکثر فقہاء اس بات کے قائل ہیں' دن کے وقت کی مؤکدہ یا غیر مؤکدہ سنتیں رات کے نوافل سے زیادہ فضیلت رکھتی ہیں اس کی وجہ یہ ہے: یہ سنتیں فرائض کے ساتھ مشابہت رکھتی ہیں۔ (نووی کہتے ہیں) تاہم پہلا قول قوی ہے اور احادیث سے زیادہ موافقت رکھتا ہے۔ باقی اللہ بہتر جانتا ہے۔

تاہم جمہور علماء اسی بات کے قائل ہیں' دن کے وقت ادا کی جانے والی مؤکدہ اور غیر مؤکدہ سنتیں زیادہ فضیلت رکھتی ہیں کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے اپنے اصحاب کو اس بات کی ترغیب دی تھی اور بعد میں بھی امت کا یہی معمول ہے کہ وہ دن کی سنتوں کو زیادہ اہتمام کے ساتھ ادا کرتے ہیں۔

•••———•••———•••

1613 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِي بِشْرٍ جَعْفَرِ بْنِ اَبِي وَحْشِيَّةَ اَنَّهُ سَمِعَ حُمَيْدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَفْضَلُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْفَرِيْضَةِ قِيَامُ اللَّيْلِ وَاَفْضَلُ الصِّيَامِ بَعْدَ رَمَضَانَ الْمُحَرَّمُ". اَرْسَلَهُ شُعْبَةُ بْنُ الْحَجَّاجِ.

1612- اخرجه مسلم في الصيام، باب فضل صوم المحرم (الحديث 202 و 203). واخرجه ابو داؤد في الصوم، باب صوم المحرم (الحديث 2429). واخرجه الترمذي في الصلاة، باب ما جاء في فضل صلاة الليل (الحديث 438). واخرجه النسائي في قيام الليل و تطوع النهار، باب فضل صلاة الليل (الحديث 1613). والحديث عند: ابن ماجه في الصيام، باب صيام اشهر الحرم (الحديث 1742). تحفة الاشراف (12292).

1613- تقدم في قيام الليل و تطوع النهار، باب فضل صلاة الليل (الحديث 1612).

★★ حمید بن عبدالرحمن بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:
فرض نماز کے بعد سب سے زیادہ فضیلت رات کے نوافل کو حاصل ہے اور رمضان کے بعد سب سے زیادہ فضیلت محرم کے روزوں کو حاصل ہے۔
شعبہ بن حجاج نامی راوی نے اس روایت کو مرسل حدیث کے طور پر نقل کیا ہے۔

7 - باب فَضْلِ صَلَاةِ اللَّيْلِ فِى السَّفَرِ

باب: سفر کے دوران رات کے وقت نوافل ادا کرنا

1614 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُوْرٍ قَالَ سَمِعْتُ رِبْعِيًّا عَنْ زَيْدِ بْنِ ظَبْيَانَ رَفَعَهُ اِلٰى اَبِىْ ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "ثَلَاثَةٌ يُحِبُّهُمُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ رَجُلٌ اَتٰى قَوْمًا فَسَاَلَهُمْ بِاللّٰهِ وَلَمْ يَسْاَلْهُمْ بِقَرَابَةٍ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُمْ فَمَنَعُوْهُ فَتَخَلَّفَهُمْ رَجُلٌ بِاَعْقَابِهِمْ فَاَعْطَاهُ سِرًّا لَا يَعْلَمُ بِعَطِيَّتِهِ اِلَّا اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ وَالَّذِىْ اَعْطَاهُ وَقَوْمٌ سَارُوْا لَيْلَتَهُمْ حَتّٰى اِذَا كَانَ النَّوْمُ اَحَبَّ اِلَيْهِمْ مِمَّا يُعْدَلُ بِهِ نَزَلُوْا فَوَضَعُوْا رُءُوْسَهُمْ فَقَامَ يَتَمَلَّقُنِىْ وَيَتْلُوْ اٰيَاتِىْ وَرَجُلٌ كَانَ فِىْ سَرِيَّةٍ فَلَقُوا الْعَدُوَّ فَانْهَزَمُوْا فَاَقْبَلَ بِصَدْرِهِ حَتّٰى يُقْتَلَ اَوْ يُفْتَحَ لَهُ"۔

★★ زید بن ظبیان، حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے مرفوع حدیث کے طور پر نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:
تین طرح کے لوگوں سے اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے۔
ایک شخص کچھ لوگوں کے پاس آتا ہے، اُن سے اللہ کے نام پر کچھ مانگتا ہے، وہ ان لوگوں سے اپنی رشتہ داری کے نام پر کچھ نہیں مانگتا، وہ لوگ اسے کچھ نہیں دیتے، ان لوگوں میں سے ایک شخص آتا ہے اور پوشیدہ طور پر اس مانگنے والے کو کچھ دے دیتا ہے، اس شخص کے عطیے کو صرف اللہ تعالیٰ جانتا ہے، یا وہ شخص جانتا ہے، جسے اس شخص نے وہ عطیہ دیا ہے۔ کچھ لوگ رات کے وقت سفر کر رہے ہوتے ہیں، یہاں تک کہ (تھکاوٹ کی وجہ سے) نیند ان کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب ہو، اس وقت وہ لوگ پڑاؤ کریں، اپنے سر رکھیں (اور سو جائیں) (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے) اس وقت کوئی شخص اُٹھ کر میری بارگاہ میں کھڑا ہو اور میری آیات کی تلاوت کرے (تو وہ میرے نزدیک سب سے زیادہ محبوب ہے) (تیسرا) وہ شخص ہے، جو کسی جنگی مہم میں ہو، وہ دشمن کے سامنے آ جائے، اس کے ساتھی شکست کھا کر پیچھے ہٹ جائیں، لیکن وہ سینہ تان کر آگے بڑھے، یہاں تک کہ اُسے شہید کر دیا جائے یا فتح نصیب کر دی جائے۔

1614-اخرجه الترمذى فى صفة الجنة، باب . 25 . (الحديث 2568) مطولاً . و اخرجه النسائى فى الزكاة، ثواب من يعطى (الحديث 2569) مطولاً . تحفة الاشراف (11913) .

8 - باب وَقْتِ الْقِيَامِ

باب: نوافل ادا کرنے کا وقت

1615 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ الْبَصْرِىُّ عَنْ بِشْرٍ - هُوَ ابْنُ الْمُفَضَّلِ - قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَشْعَثَ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ اَىُّ الْاَعْمَالِ اَحَبُّ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتِ الدَّائِمُ . قُلْتُ فَاَىَّ اللَّيْلِ كَانَ يَقُوْمُ قَالَتْ اِذَا سَمِعَ الصَّارِخَ .

★★ مسروق بیان کرتے ہیں: میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا: نبی اکرم ﷺ کے نزدیک کون سا عمل زیادہ پسندیدہ تھا؟ تو انہوں نے جواب دیا: جو باقاعدگی سے کیا جائے۔ میں نے دریافت کیا: نبی اکرم ﷺ رات کے کون سے حصے میں نوافل ادا کرتے تھے؟ تو انہوں نے جواب دیا: جب آپ ﷺ مرغ کی اذان سنتے تھے۔

شرح

روایت کے متن میں استعمال ہونے والے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے الفاظ ''دائمی'' سے مراد یہ ہے: جسے عمل کرنے والا شخص باقاعدگی کے ساتھ سرانجام دیتا رہے۔
علامہ قرطبی نے یہ بات بیان کی ہے: نبی اکرم ﷺ ہمیشہ ادا کیے جانے والے عمل کو اس لئے پسند فرماتے تھے کہ اس عمل کو انجام دینے والا شخص بھلائی کے کاموں سے لاتعلق نہیں ہوتا اور اس شخص سے ثواب اور اجر لاتعلق نہیں ہوتا۔ اس کے نامۂ اعمال میں ہمیشہ نیکی لکھی جاتی رہتی ہے اور اس کے اعمال جب اوپر جاتے ہیں، تو وہ نیکی کے ساتھ بھرے ہوئے اوپر جاتے ہیں اور دائمی طور پر عمل کرنے کے حوالے سے آدمی کو فرشتوں کے ساتھ مشابہت حاصل ہو جاتی ہے روایت کے متن کے یہ الفاظ کہ ''جب مرغ کے اذان دینے کی آواز سنتے'' اس وقت آپ ﷺ نوافل ادا کیا کرتے تھے۔
اس کے بارے میں علماء نے یہ بات بیان کی ہے: عام طور پر مرغ، نصف رات کے وقت اذان دیتا ہے اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے منقول روایت سے بھی اس بات کی تائید ہو جاتی ہے کہ نصف رات کے وقت یا اس سے کچھ پہلے یا اس کے کچھ بعد نبی اکرم ﷺ نوافل ادا کرنے کے لئے بیدار ہوئے تھے۔
لیکن علامہ ابن بطال نے یہ بات تحریر کی ہے: مرغ ایک تہائی رات گزرنے کے بعد بانگ دیتا ہے۔
تاہم بعض علماء نے یہ بات بیان کی ہے: مختلف علاقوں میں رات کے وقت مرغ کے بانگ دینے کا وقت مختلف ہوتا ہے۔
تاہم چونکہ اکثر علاقوں میں یہی رواج ہے کہ مرغ رات کے آخری حصے میں اذان دیتا ہے اس سے یہ بات ثابت ہو جاتی

1615-اخرجه البخارى فى التهجد، باب من نام عند السحر (الحديث 1132)، . فى الرقاق، باب القصد و المداومة على العمل (الحديث 6461) . واخرجه مسلم فى صلاة المسافرين و قصرها، باب صلاة الليل وعدد ركعات النبى صلى الله عليه وسلم فى الليل و ان الوتر ركعة و ان الركعة صلاة صحيحة (الحديث 131) . واخرجه ابو داؤد فى الصلاة، باب وقت قيام النبى صلى الله عليه وسلم من الليل (الحديث 1317) بنحوه . تحفة الاشراف (17659) .

ہے کہ نبی اکرم ﷺ عام طور پر رات کے آخری حصے میں ضرور نوافل ادا کیا کرتے تھے۔

•••———•••———•••

9 - باب ذِكْرِ مَا يُسْتَفْتَحُ بِهِ الْقِيَامُ

باب: کس چیز کے ذریعے رات کے نوافل کا آغاز کیا جائے

1616 - أَخْبَرَنَا عِصْمَةُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَزْهَرُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عَاصِمِ بْنِ حُمَيْدٍ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ بِمَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَفْتِحُ قِيَامَ اللَّيْلِ قَالَتْ لَقَدْ سَأَلْتَنِي عَنْ شَيْءٍ مَا سَأَلَنِي عَنْهُ أَحَدٌ قَبْلَكَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكَبِّرُ عَشْرًا وَيَحْمَدُ عَشْرًا وَيُسَبِّحُ عَشْرًا وَيُهَلِّلُ عَشْرًا وَيَسْتَغْفِرُ عَشْرًا وَيَقُولُ "اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَاهْدِنِي وَارْزُقْنِي وَعَافِنِي أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ ضِيقِ الْمَقَامِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ".

★★ عاصم بن حمید بیان کرتے ہیں: میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا: نبی اکرم ﷺ رات کے نوافل کا آغاز کس چیز سے کرتے تھے؟ تو انہوں نے بتایا: تم نے مجھ سے ایک ایسی چیز کے بارے میں دریافت کیا ہے: جس کے بارے میں تم سے پہلے مجھ سے کسی نے سوال نہیں کیا۔

نبی اکرم ﷺ پہلے دس مرتبہ اللہ اکبر کہتے تھے: دس مرتبہ الحمد للہ پڑھتے تھے: دس مرتبہ سبحان اللہ پڑھتے: دس مرتبہ لا الہ الا اللہ پڑھتے تھے: دس مرتبہ استغفار کا کلمہ پڑھتے تھے: پھر یہ پڑھتے تھے:

''اے اللہ! تو میری مغفرت کر دے: تو مجھے ہدایت پر ثابت قدم رکھ: تو مجھے رزق عطاء کر: تو مجھے عافیت نصیب کر: میں قیامت کے دن حالت کی تنگی سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں''۔

1617 - أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ أَنْبَأَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ مَعْمَرٍ وَالْأَوْزَاعِيِّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ كَعْبٍ الْأَسْلَمِيِّ قَالَ كُنْتُ أَبِيتُ عِنْدَ حُجْرَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكُنْتُ أَسْمَعُهُ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ يَقُولُ "سُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ". الْهَوِيَّ ثُمَّ يَقُولُ "سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ". الْهَوِيَّ.

★★ حضرت ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نبی اکرم ﷺ کے حجرہ مبارک کے پاس رات بسر کیا کرتا تھا: میں آپ ﷺ کو سنا کرتا تھا: جب آپ ﷺ رات کے وقت نوافل ادا کر رہے ہوتے تھے: تو یہ پڑھتے تھے:

''اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے: جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے''۔

1616-اخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب ما يستفتح به الصلاة من الدعاء (الحديث 766) . و اخرجه النسائي في الاستعاذة، الاستعاذة من ضيق المقام يوم القيامة (الحديث 5550) . واخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب ما جاء في الدعاء اذا قام الرجل من الليل (الحديث 1356) . تحفة الاشراف (16166) .

1617-انفرد به النسائي . والحديث عند: مسلم في صلاة، باب فضل السجود و الحث عليه (الحديث 226) . وابى داؤد في الصلاة، باب وقت قيام النبى صلى الله عليه وسلم من الليل (الحديث 1320) . و الترمذي في الدعوات، باب منه (الحديث 3416) . والنسائي في التطبيق، فضل السجود (الحديث 1137) . وابن ماجه في الدعاء، باب مايدعو به اذا انتبه من الليل (الحديث 3879) . تحفة الاشراف (3603) .

آپ ﷺ خاصی دیر تک یہ کلمات پڑھتے رہتے تھے پھر آپ ﷺ یہ پڑھتے تھے:

''اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے اور ہر طرح کی حمد اس کے لیے مخصوص ہے''۔

آپ ﷺ یہ کلمات بھی خاصی دیر تک پڑھتے تھے۔

1618 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَحْوَلِ - يَعْنِي سُلَيْمَانَ بْنَ أَبِي مُسْلِمٍ - عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ يَتَهَجَّدُ قَالَ "اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ قَيَّامُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ مَلِكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ حَقٌّ وَوَعْدُكَ حَقٌّ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ حَقٌّ وَالنَّبِيُّونَ حَقٌّ وَمُحَمَّدٌ حَقٌّ لَكَ أَسْلَمْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَبِكَ آمَنْتُ". ثُمَّ ذَكَرَ قُتَيْبَةُ كَلِمَةً مَعْنَاهَا "وَبِكَ خَاصَمْتُ وَإِلَيْكَ حَاكَمْتُ اغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ".

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ جب رات کے وقت تہجد کی نماز ادا کرنے کے لیے اٹھتے تھے تو یہ دعا مانگتے تھے:

''اے اللہ! حمد تیرے لیے مخصوص ہے: تو آسمانوں اور زمین کا نور ہے اور ان میں موجود ہر چیز کا نور ہے: حمد تیرے لیے ہے: تو آسمانوں اور زمین اور ان میں موجود سب چیزوں کو قائم رکھنے والا ہے: حمد تیرے لیے مخصوص ہیں: تو آسمانوں اور زمین اور اس میں موجود ہر چیز کا بادشاہ ہے: حمد تیرے لیے مخصوص ہیں: تو حق ہے: تیرا وعدہ حق ہے: جنت حق ہے: جہنم حق ہے: قیامت حق ہے: انبیاء حق ہیں: حضرت محمد ﷺ حق ہیں: میں تیرے سامنے جھک گیا: میں نے تجھ پر توکل کیا: تجھ پر ایمان رکھا''۔

اس کے بعد قتیبہ نامی راوی نے یہ کلمہ ذکر کیا ہے: جس کا مطلب یہ ہے:

''میں تیری ہی مدد سے (اپنے مخالفین سے) جھگڑا کرتا ہوں اور تجھے ہی ثالث بناتا ہوں: تو میری مغفرت کر دے ہر اس چیز کی جو میں پہلے کر چکا ہوں اور جو بعد میں کروں گا: جو میں نے اعلانیہ طور پر کیا: تو ہی آگے کرنے والا ہے: تو ہی پیچھے رکھنے والا ہے: تیرے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر کچھ نہیں ہو سکتا''۔

1619 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ أَنْبَأَنَا ابْنُ الْقَاسِمِ عَنْ مَالِكٍ قَالَ حَدَّثَنِي مَخْرَمَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ كُرَيْبٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ بَاتَ عِنْدَ مَيْمُونَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ - وَهِيَ خَالَتُهُ - فَاضْطَجَعَ فِي عَرْضِ

1618-اخرجه البخاري في التهجد، باب التهجد بالليل (الحديث 1120)، وفي الدعوات، باب الدعاء اذا انتبه من الليل (الحديث 6317) . واخرجه مسلم في صلاة المسافرين و قصرها ، باب الدعاء في صلاة الليل وقيامه (الحديث 199م) . واخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب ما جاء في الدعاء اذا قام الرجل من الليل (الحديث 1355م) و الحديث عند: البخاري في التوحيد، باب قول الله تعالى (وهو الذى خلق السماوات والارض بالحق) (الحديث 7385)، وباب قول الله تعالى (وجوه يومئذ ناضرة) (الحديث 7442)، وباب قول الله تعالى (يريدون ان يبدلوا كلام الله) (الحديث 7499) . تحفة الاشراف (5702) .

الْوِسَادَةِ وَاضْطَجَعَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَهْلُهُ فِىْ طُولِهَا فَنَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى اِذَا انْتَصَفَ اللَّيْلُ اَوْ قَبْلَهُ قَلِيْلًا اَوْ بَعْدَهُ قَلِيْلًا اسْتَيْقَظَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَلَسَ يَمْسَحُ النَّوْمَ عَنْ وَجْهِهِ بِيَدِهِ ثُمَّ قَرَاَ الْعَشْرَ الْاٰيَاتِ الْخَوَاتِيْمَ مِنْ سُوْرَةِ اٰلِ عِمْرَانَ ثُمَّ قَامَ اِلٰى شَنٍّ مُعَلَّقَةٍ فَتَوَضَّاَ مِنْهَا فَاَحْسَنَ وُضُوْئَهُ ثُمَّ قَامَ يُصَلِّىْ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ فَقُمْتُ فَصَنَعْتُ مِثْلَ مَا صَنَعَ ثُمَّ ذَهَبْتُ فَقُمْتُ اِلٰى جَنْبِهِ فَوَضَعَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى رَاْسِىْ وَاَخَذَ بِاُذُنِى الْيُمْنٰى يَفْتِلُهَا فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ اَوْتَرَ ثُمَّ اضْطَجَعَ حَتّٰى جَاءَهُ الْمُؤَذِّنُ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ وہ اُم المؤمنین سیّدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے ہاں رات کے وقت ٹھہر گئے جو ان کی خالہ بھی تھیں' تو وہ لیٹنے کی جگہ چوڑائی کی سمت میں لیٹ گئے' جبکہ نبی اکرم ﷺ اور آپ ﷺ کی اہلیہ لمبائی کی سمت میں لیٹ گئے تھے' نبی اکرم ﷺ سو گئے' یہاں تک کہ نصف رات کا وقت ہو گیا' یا شاید اس سے کچھ پہلے یا اس سے کچھ بعد (کا وقت ہوا) نبی اکرم ﷺ بیدار ہوئے' آپ ﷺ نے اپنے چہرۂ مبارک پر ہاتھ پھیرتے ہوئے نیند کے اثرات کو دور کیا' پھر آپ ﷺ نے سورۂ آل عمران کی آخری دس آیات کی تلاوت کی' پھر آپ ﷺ لٹکے ہوئے مشکیزے کی طرف بڑھے' آپ ﷺ نے اس میں سے وضو کیا اور اچھی طرح وضو کیا' پھر آپ ﷺ کھڑے ہو کر نماز ادا کرنے لگے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' میں اُٹھا اور میں نے بھی ویسا ہی کیا جس طرح نبی اکرم ﷺ نے کیا تھا' پھر میں آ کر آپ ﷺ کے پہلو میں کھڑا ہو گیا' نبی اکرم ﷺ نے اپنا دایاں دست مبارک میرے سر پر رکھا' میرے دائیں کان کو پکڑا اور اُسے ملنے لگے' نبی اکرم ﷺ نے پہلے دو رکعات ادا کیں' پھر دو رکعات ادا کیں' پھر دو رکعات ادا کیں' پھر دو رکعات ادا کیں' پھر دو رکعات ادا کیں' پھر آپ ﷺ نے وتر ادا کیے' پھر آپ ﷺ لیٹ گئے' یہاں تک کہ مؤذن آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔

(یعنی آپ ﷺ کو بلانے آیا) تو نبی اکرم ﷺ نے (فجر کی نماز کے لیے جانے سے پہلے) دو مختصر رکعات ادا کیں۔

1619-اخرجه البخاري في الوضوء، باب قراءة القرآن بعد الحدث وغيره (الحديث 183)، و في الوتر، باب ما جاء في الوتر (الحديث 992)، و في العمل في الصلاة، باب استعانة اليد في الصلاة اذا كان من امر الصلاة (الحديث 1198)، و في التفسير، باب (الذين يذكرون الله قياماً و قعوداً و على جنوبهم و يتفكرون في خلق السماوات و الارض) (الحديث 4570) بنحوه، و باب (ربنا انك من تدخل النار فقد اخزيته و ما للظالمين من انصار) (الحديث 4571)، وباب (ربنا اننا سمعنا منادياً ينادي للايمان) (الحديث 4572) . واخرجه مسلم في صلاة المسافرين و قصرها، باب الدعاء في صلاة الليل وقيامه (الحديث 182 و 183) . واخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب في صلاة الليل (الحديث 1367). واخرجه الترمذي في الشمائل، باب ما جاء في عبادة رسول الله صلى الله عليه وسلم (الحديث 252) واخرجه النسائي في التفسير: سورة آل عمران، قوله تعالى (ان في خلق السموات و الارض) (الحديث 107) واخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب ما جاء في كم يصلي بالليل (1363) . والحديث عند: البخاري في الاذان، باب اذا قام الرجل عن يسار الامام فحوله الامام الى يمينه لم تفسد صلاتهما (الحديث 698) . ومسلم في صلاة المسافرين و قصرها، باب الدعاء في صلاة الليل وقيامه (الحديث 184 و 185) . وابي داؤد في الصلاة، باب في صلاة الليل (الحديث 1364) . و تقدم في الاذان، ايذان المؤذنين الائمة بالصلاة (الحديث 685) . تحفة الاشراف (6362) .

شرح

اس روایت میں یہ بات مذکور ہے کہ جب نبی اکرم ﷺ نیند سے بیدار ہوئے تو آپ ﷺ نے سورۂ آل عمران کی دس آیات کی تلاوت کی تھی۔ اگرچہ انبیائے کرام کے حق میں نیند ناقض وضو نہیں ہوتی ہے' تاہم امام نووی نے یہ بات بیان کی ہے: اس سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ بے وضو شخص قرآن کی قرأت کر سکتا ہے اور اس بات پر اتفاق ہے کہ ایسا کرنا جائز ہے۔ البتہ جنبی شخص یا حیض والی عورت کے لئے قرآن کی تلاوت منع ہے۔

اس روایت سے یہ بات بھی ثابت ہو جاتی ہے کہ نیند سے بیدار ہونے کے وقت ان آیات کی تلاوت کرنا سنت ہے۔

علامہ ابن حجر عسقلانی نے "فتح الباری" میں یہ بات تحریر کی ہے: علامہ ابن بطال اور ان کے پیروکار نے یہ بات بیان کی ہے: اس میں اس بات کی دلیل موجود ہے کہ جن لوگوں نے بے وضو حالت میں قرآن کی تلاوت کو مکروہ قرار دیا ہے ان کا قول مسترد کیا جائے گا کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے نیند سے بیدار ہونے کے بعد اور وضو کرنے سے پہلے ان آیات کی تلاوت کی تھی لیکن شیخ ابن منیر اور دیگر حضرات نے اس بات پر ابن بطال کا تعاقب کرتے ہوئے یہ بات بیان کی ہے: اس سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ نیند نبی اکرم ﷺ کے حق میں ناقض وضو ہو حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ اور خود نبی اکرم ﷺ کا یہ ارشاد ہے۔

"میری آنکھیں سو جاتی ہیں لیکن میرا دل نہیں سوتا ہے"۔

جہاں تک بیدار ہونے کے بعد نبی اکرم ﷺ کے وضو کرنے کا تعلق ہے تو ہو سکتا ہے کہ آپ ﷺ نے از سر نو وضو تجدید کے طور پر کیا ہو یا بیدار ہونے کے بعد آپ کو حدث لاحق ہوا ہو۔ اس لئے آپ ﷺ نے وضو کیا ہو۔

ابن حجر کہتے ہیں: ابن بطال کے اس قول کی نسبت کے حوالے سے یہ بہترین اعتراض ہے۔

•••——•••——•••

10 - باب مَا يَفْعَلُ اِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ مِنَ السِّوَاكِ

باب: رات کے وقت بیدار ہونے پر مسواک کرنا

1620 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ وَّمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مَّنْصُوْرٍ وَّالْاَعْمَشِ وَّحُصَيْنٍ عَنْ اَبِىْ وَائِلٍ عَنْ حُذَيْفَةَ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ يَشُوْصُ فَاهُ بِالسِّوَاكِ .

☆☆ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ جب رات کے وقت بیدار ہوتے تھے' تو مسواک کے ذریعے اپنا منہ صاف کرتے تھے۔

1621 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حُصَيْنٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا

1620-تقدم في الطهارة، باب السواك اذا قام من الليل (الحديث 2) .

1621-تقدم في الطهارة، باب السواك اذا قام من الليل (الحديث 2) .

وَائِلٍ يُحَدِّثُ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ يَشُوْصُ فَاهُ بِالسِّوَاكِ .

☆☆ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ جب رات کے وقت بیدار ہوتے تھے تو مسواک کے ذریعے اپنا منہ صاف کرتے تھے۔

11 - باب ذِكْرِ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى اَبِىْ حَصِيْنٍ عُثْمَانَ بْنِ عَاصِمٍ فِىْ هٰذَا الْحَدِيْثِ

باب: اس روایت کے بارے میں ابوحصین عثمان بن عاصم نامی راوی کے حوالے سے نقل ہونے والے اختلاف کا تذکرہ

1622 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ اِسْحَاقَ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنْ اَبِىْ سِنَانٍ عَنْ اَبِىْ حَصِيْنٍ عَنْ شَقِيْقٍ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ كُنَّا نُؤْمَرُ بِالسِّوَاكِ اِذَا قُمْنَا مِنَ اللَّيْلِ .

☆☆ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ہمیں یہ حکم دیا گیا تھا کہ جب ہم رات کے وقت بیدار ہوں تو مسواک کیا کریں۔

1623 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ قَالَ اَنْبَاَنَا اِسْرَآئِيْلُ عَنْ اَبِىْ حَصِيْنٍ عَنْ شَقِيْقٍ قَالَ كُنَّا نُؤْمَرُ اِذَا قُمْنَا مِنَ اللَّيْلِ اَنْ نَشُوْصَ اَفْوَاهَنَا بِالسِّوَاكِ .

☆☆ شقیق بیان کرتے ہیں' ہمیں یہ حکم دیا گیا تھا کہ جب ہم رات کے وقت بیدار ہوں' تو اپنے منہ کو مسواک کے ذریعے صاف کریں۔

12 - باب بِاَىِّ شَىْءٍ تُسْتَفْتَحُ صَلَاةُ اللَّيْلِ

باب: رات کے نوافل کا آغاز کس چیز کے ذریعے کیا جائے گا؟

1624 - اَخْبَرَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيْمِ قَالَ اَنْبَاَنَا عُمَرُ بْنُ يُوْنُسَ قَالَ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ قَالَ حَدَّثَنِىْ يَحْيَى بْنُ اَبِىْ كَثِيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِىْ اَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ سَاَلْتُ عَائِشَةَ بِاَىِّ شَىْءٍ كَانَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْتَتِحُ صَلَاتَهُ قَالَتْ كَانَ اِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ افْتَتَحَ صَلَاتَهُ قَالَ "اللّٰهُمَّ رَبَّ جِبْرِيْلَ وَمِيْكَائِيْلَ وَاِسْرَافِيْلَ فَاطِرَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ اَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ

1622-تقدم فی الطهارة، باب السواك اذا قام من الليل (الحديث 2) . بمعناه .

1623-تقدم فی الطهارة، باب السواك اذا قام من الليل (الحديث 2) . بمعناه . قال الحافظ فی النكت الظراف (3336): سقط ذكر حذيفة عند النسائی من رواية اسرائيل وحده .

1624-اخرجه مسلم فی صلاة المسافرين و قصرها، باب الدعاء فی صلاة الليل و قيامه (الحديث 200) . و اخرجه ابو داؤد فی الصلاة، باب ما يستفتح به الصلاة من الدعاء (الحديث 767 و 768) . و اخرجه الترمذی فی الدعوات، باب ما جاء فی الدعاء عند افتتاح الصلاة بالليل (الحديث 3420) . و اخرجه ابن ماجه فی اقامة الصلاة والسنة فيها، باب ما جاء فی الدعاء اذا قام الرجل من الليل (الحديث 1357) . تحفة الاشراف (17779) .

يَخْتَلِفُوْنَ اللّٰهُمَّ اهْدِنِىْ لِمَا اخْتُلِفَ فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ اِنَّكَ تَهْدِىْ مَنْ تَشَاءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ" .

☆☆ ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں' میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا: نبی اکرم ﷺ کس چیز کے ذریعے اپنی (رات کے نفل) نماز کا آغاز کرتے تھے؟ تو انہوں نے بتایا: نبی اکرم ﷺ جب رات کے وقت (نوافل) ادا کرنے کے لیے کھڑے ہوتے تھے' تو سب سے پہلے آپ ﷺ نماز کے آغاز میں یہ پڑھتے تھے:

"اے اللہ! اے ابراہیم کے پروردگار! میکائیل کے' اسرافیل کے (پروردگار) آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والے' غیب اور شہادت کا علم رکھنے والے' تو اپنے بندوں کے درمیان اس چیز کے بارے میں فیصلہ کر دے گا' جس کے بارے میں وہ آپس میں اختلاف رکھتے ہیں' اے اللہ! جس بارے میں ان لوگوں کے درمیان اختلاف ہے' اس بارے میں مجھے حق پر ثابت قدم رکھنا' بے شک تو جس کی چاہے' سیدھے راستے کی طرف رہنمائی کر سکتا ہے"۔

شرح

اس روایت پر بحث کرتے ہوئے صحیح مسلم کے شارح امام نووی تحریر کرتے ہیں: علماء نے یہ بات بیان کی ہے: دعا کے الفاظ میں حضرت جبرائیل علیہ السلام اور حضرت میکائیل علیہ السلام اور حضرت اسرافیل علیہ السلام کا تذکرہ اس لیے بطور خاص کیا گیا ہے اگرچہ اللہ تعالیٰ تمام مخلوقات کا پروردگار ہے جیسا کہ قرآن وسنت سے یہ بات ثابت ہے' لیکن ان کا تذکرہ اس لئے کیا گیا ہے' کیونکہ جو بھی چیز عظیم المرتبت اور بلند شان کی مالک ہو اس کی طرف اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کی نسبت کی جائے گی۔ اس چیز کی طرف نہیں کی جائے گی جسے حقیر یا کم تر سمجھا جاتا ہو اسی لئے اللہ تعالیٰ کو آسمانوں اور زمین کا پروردگار' عظیم عرش کا پروردگار' فرشتوں اور روح کا پروردگار' مشرق اور مغرب کا پروردگار' لوگوں کا پروردگار' لوگوں کا بادشاہ کہا جا سکتا ہے۔ لوگوں کا معبود تمام جہانوں کا پروردگار' ہر شے کا پروردگار' انبیاء کا پروردگار' آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والا' آسمانوں اور زمین کا خالق' فرشتوں کو اپنا پیغام رساں بنانے والا وغیرہ کہا جا سکتا ہے' یعنی اللہ تعالیٰ کو اس صفت کے ساتھ ذکر کیا جا سکتا ہے' جو عظمت والی ہو' اللہ تعالیٰ کی اس صفت کو ان چیزوں کی طرف منسوب نہیں کیا جا سکتا جو حقیر یا کم تر ہوتی ہیں اسی لئے اللہ تعالیٰ کو حشرات کا پروردگار' بندروں اور خنزیر کو پیدا کرنے والا یا اس کی مانند منفرد طور پر کسی اور چیز کی طرف منسوب کر کے اللہ تعالیٰ کا اسم میں صفت ادا نہیں کیا جا سکتا بلکہ یہ کہا جائے گا کہ وہ تمام مخلوق کو پیدا کرنے والا ہے ہر شے کا پیدا کرنے والا ہے' تو اس صورت میں یہ چیزیں بھی اس عموم میں داخل ہو جائیں گی' باقی اللہ بہتر جانتا ہے۔*

•••——•••——•••

1625 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِىْ حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ اَنَّ رَجُلًا مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قُلْتُ وَاَنَا فِىْ سَفَرٍ مَعَ رَسُوْلِ

* شرح نووی علی صحیح مسلم' کتاب مسافروں کی نماز اور اس کی قصر کے احکام باب' نبی اکرم ﷺ کا رات کے وقت نوافل ادا کرنا اور دعا مانگنا

1625-انفرد به النسائی . تحفة الاشراف (15552) .

اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاللّٰہِ لَاَرْقُبَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِصَلَاۃٍ حَتّٰی اَرٰی فِعْلَہٗ فَلَمَّا صَلّٰی صَلَاۃَ الْعِشَاءِ - وَھِیَ الْعَتَمَۃُ - اضْطَجَعَ ھَوِیًّا مِّنَ اللَّیْلِ ثُمَّ اسْتَیْقَظَ فَنَظَرَ فِی الْاُفُقِ فَقَالَ (رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ ھٰذَا بَاطِلًا) حَتّٰی بَلَغَ (اِنَّکَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ) . ثُمَّ اَھْوٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلٰی فِرَاشِہٖ فَاسْتَلَّ مِنْہُ سِوَاکًا ثُمَّ اَفْرَغَ فِیْ قَدَحٍ مِّنْ اِدَاوَۃٍ عِنْدَہٗ مَاءً فَاسْتَنَّ ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰی حَتّٰی قُلْتُ قَدْ صَلّٰی قَدْرَ مَا نَامَ ثُمَّ اضْطَجَعَ حَتّٰی قُلْتُ قَدْ نَامَ قَدْرَ مَا صَلّٰی ثُمَّ اسْتَیْقَظَ فَفَعَلَ کَمَا فَعَلَ اَوَّلَ مَرَّۃٍ وَّقَالَ مِثْلَ مَا قَالَ فَفَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَبْلَ الْفَجْرِ .

★★ حمید بن عبدالرحمٰن ایک صحابی کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں' وہ صحابی بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ سفر کر رہا تھا' تو میں نے یہ سوچا کہ میں نبی اکرم ﷺ کی نماز کا ضرور جائزہ لوں گا' تاکہ آپ ﷺ کا طریقہ دیکھ سکوں' جب نبی اکرم ﷺ نے عشاء کی نماز ادا کر لی تو آپ ﷺ خاصی دیر لیٹے رہے' پھر آپ ﷺ بیدار ہوئے' آپ نے آسمان کی طرف دیکھا اور یہ کہا:

''اے ہمارے پروردگار! تو نے انہیں باطل پیدا نہیں کیا''۔

(آپ ﷺ نے یہ آیات یہاں تک تلاوت کی:)

''بے شک تو وعدے کی خلاف ورزی نہیں کرتا''۔

پھر نبی اکرم ﷺ اپنے بستر کی طرف جھکے' آپ ﷺ نے اس میں سے مسواک نکالی' پھر آپ ﷺ نے پانی کے برتن میں سے ایک پیالے میں پانی ڈالا' پھر آپ ﷺ نے مسواک کی' پھر آپ ﷺ کھڑے ہو کر نماز ادا کرنے لگے' یہاں تک کہ میں نے یہ اندازہ لگالیا' کہ آپ ﷺ اتنی دیر ہی نماز ادا کرتے رہے ہیں' جتنی دیر آپ ﷺ سوئے رہے تھے' پھر آپ ﷺ لیٹ گئے' یہاں تک کہ میں نے یہ اندازہ لگایا' کہ اب آپ ﷺ اتنی دیر سو گئے ہیں' جتنی دیر آپ ﷺ نماز ادا کرتے رہے تھے' پھر آپ ﷺ بیدار ہوئے' پھر آپ ﷺ نے ایسا ہی کیا' جس طرح آپ ﷺ نے پہلی مرتبہ کیا تھا اور اسی طرح کے کلمات پڑھے جو آپ ﷺ نے پہلی مرتبہ پڑھے تھے' صبح صادق ہونے سے پہلے نبی اکرم ﷺ نے تین مرتبہ ایسا کیا تھا' (یعنی نوافل بھی ادا کیے اور سو بھی گئے۔)

13 - باب ذِکْرِ صَلَاۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِاللَّیْلِ

باب: رات کے وقت نبی اکرم ﷺ کی (نفل) نماز کا تذکرہ

1626 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاھِیْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا یَزِیْدُ قَالَ اَنْبَاَنَا حُمَیْدٌ عَنْ اَنَسٍ قَالَ مَا کُنَّا نَشَاءُ اَنْ نَّرٰی رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی اللَّیْلِ مُصَلِّیًا اِلَّا رَاَیْنَاہُ وَلَا نَشَاءُ اَنْ نَّرَاہُ نَائِمًا اِلَّا رَاَیْنَاہُ .

★★ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' اگر ہم نبی اکرم ﷺ کو رات کے وقت نماز ادا کرتے ہوئے دیکھنا چاہتے تو

1626- انفرد بہ النسائی ۔ تحفۃ الاشراف (816) ۔

آپ ﷺ کو اس حالت میں بھی دیکھ سکتے تھے' اگر ہم آپ ﷺ کو رات کے وقت سوتے ہوئے دیکھنا چاہتے تھے' تو اس حالت میں بھی دیکھ سکتے تھے۔

1627 - اَخْبَرَنَا ھَارُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَیْجٍ عَنْ اَبِیْہِ اَخْبَرَنِی ابْنُ اَبِیْ مُلَیْکَۃَ اَنَّ یَعْلَی بْنَ مَمْلَکٍ اَخْبَرَہٗ اَنَّہٗ سَاَلَ اُمَّ سَلَمَۃَ عَنْ صَلَاۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ کَانَ یُصَلِّی الْعَتَمَۃَ ثُمَّ یُسَبِّحُ ثُمَّ یُصَلِّیْ بَعْدَھَا مَا شَاءَ اللّٰہُ مِنَ اللَّیْلِ ثُمَّ یَنْصَرِفُ فَیَرْقُدُ مِثْلَ مَا صَلّٰی ثُمَّ یَسْتَیْقِظُ مِنْ نَوْمِہٖ ذٰلِکَ فَیُصَلِّیْ مِثْلَ مَا نَامَ وَصَلَاتُہٗ تِلْکَ الْاٰخِرَۃُ تَکُوْنُ اِلَی الصُّبْحِ .

★★ یعلی بن مملک بیان کرتے ہیں' انہوں نے سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے نبی اکرم ﷺ کی (نفل) نماز کے بارے میں دریافت کیا' تو انہوں نے جواب دیا: نبی اکرم ﷺ عشاء کی نماز ادا کرتے تھے' پھر اس کے بعد آپ ﷺ تسبیح پڑھتے تھے' پھر اس کے بعد رات کے جس حصے تک اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا تھا' اس وقت تک نوافل ادا کرتے رہتے تھے' پھر آپ ﷺ انہیں ختم کر دیتے تھے' اور سو جاتے تھے' اور اتنی دیر سوئے رہتے تھے' جتنی دیر آپ ﷺ نے نماز ادا کی تھی' پھر آپ ﷺ نیند سے بیدار ہوتے تھے' پھر نماز ادا کرتے تھے جو اتنی دیر ادا کرتے رہتے تھے' جتنی دیر آپ ﷺ سوئے رہے تھے' اور آپ ﷺ کی یہ بعد والی نماز صبح صادق تک جاری رہتی تھی۔

1628 - اَخْبَرَنَا قُتَیْبَۃُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّیْثُ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُبَیْدِ اللّٰہِ بْنِ اَبِیْ مُلَیْکَۃَ عَنْ یَعْلَی بْنِ مَمْلَکٍ اَنَّہٗ سَاَلَ اُمَّ سَلَمَۃَ زَوْجَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ قِرَاءَ ۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَعَنْ صَلَاتِہٖ فَقَالَتْ مَا لَکُمْ وَصَلَاتَہٗ کَانَ یُصَلِّیْ ثُمَّ یَنَامُ قَدْرَ مَا صَلّٰی ثُمَّ یُصَلِّیْ قَدْرَ مَا نَامَ ثُمَّ یَنَامُ قَدْرَ مَا صَلّٰی حَتّٰی یُصْبِحَ - ثُمَّ نَعَتَتْ لَہٗ قِرَاءَ تَہٗ فَاِذَا ھِیَ تَنْعَتُ قِرَاءَ ۃً مُّفَسَّرَۃً حَرْفًا حَرْفًا .

★★ یعلی بن مملک بیان کرتے ہیں' انہوں نے نبی اکرم ﷺ کی زوجہ محترمہ سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے نبی اکرم ﷺ کی قرأت کرنے کے طریقے اور آپ ﷺ کے (نفل نماز ادا کرنے) کے بارے میں دریافت کیا' تو انہوں نے جواب دیا: تمہاری نبی اکرم ﷺ کی نماز سے کیا نسبت ہے؟ نبی اکرم ﷺ نماز ادا کرتے تھے' پھر آپ اتنی دیر کے لیے سو جاتے تھے جتنی دیر آپ ﷺ نے نماز ادا کی ہوتی تھی' پھر آپ ﷺ اتنی دیر نماز ادا کرتے رہتے تھے جتنی دیر آپ ﷺ سوئے رہے تھے' پھر آپ ﷺ سو جاتے تھے' اور اُتنی دیر سوئے رہتے تھے' جتنی دیر نماز ادا کرتے رہے تھے' یہاں تک کہ صبح ہو جاتی تھی۔

سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا نے نبی اکرم ﷺ کی قرأت کا تذکرہ کرتے ہوئے یہ بات بیان کی: نبی اکرم ﷺ کی قرأت میں ایک ایک حرف واضح ہوتا تھا۔

1627- اخرجہ ابو داؤد فی الصلاۃ، باب استحباب الترتیل فی القراء ۃ (الحدیث 1466) بنحوہ مطولاً ۔ و اخرجہ الترمذی فی فضائل القرآن، باب ماجاء کیف کان قراء ۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم (الحدیث 2923) بنحوہ مطولاً ۔ و اخرجہ الترمذی فی قیام اللیل و تطوع النھار، باب ذکر صلاۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باللیل (الحدیث 1628) بنحوہ ۔ النسائی فی الافتتاح، تزیین القرآن بالصوت (الحدیث 1021) ۔ تحفۃ الاشراف (18226) ۔

1628- تقدم فی قیام و تطوع النھار، باب ذکر صلاۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باللیل (الحدیث 1627) ۔

14 - باب ذِكْرِ صَلَاةِ نَبِيِّ اللّٰهِ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِاللَّيْلِ

باب: اللہ کے نبی حضرت داؤد علیہ السلام کی رات کی نماز کا تذکرہ

1629 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ اَوْسٍ اَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ يَقُولُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَحَبُّ الصِّيَامِ اِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ صِيَامُ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ يَصُوْمُ يَوْمًا وَّيُفْطِرُ يَوْمًا وَّاَحَبُّ الصَّلَاةِ اِلَى اللّٰهِ صَلَاةُ دَاوُدَ كَانَ يَنَامُ نِصْفَ اللَّيْلِ وَيَقُوْمُ ثُلُثَهُ وَيَنَامُ سُدُسَهُ".

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

اللہ تعالیٰ کے نزدیک رکھنے کا سب سے زیادہ پسندیدہ روزہ طریقہ حضرت داؤد علیہ السلام کا روزہ رکھنے کا طریقہ ہے' وہ ایک دن (نفلی) روزہ رکھتے تھے' اور ایک دن (نفلی) روزہ نہیں رکھتے تھے' اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے پسندیدہ (نفل) نماز حضرت داؤد علیہ السلام کی نماز ہے' وہ نصف رات تک سوئے رہتے تھے' پھر ایک تہائی رات تک نماز ادا کرتے تھے' اور پھر (آخری) چھٹے حصے میں سو جاتے تھے۔

شرح

حضرت داؤد علیہ السلام کے روزہ رکھنے کے طریقے کو اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ طریقہ اس لیے قرار دیا گیا ہے' کیونکہ اس طرح سے روزہ رکھنے والا شخص اپنی ذات کے حق کو بھی ادا کرتا ہے۔ اپنی بیوی کے حق کو بھی ادا کرتا ہے اور جس دن اس نے روزہ نہ رکھا ہو اس دن جو اس سے ملاقات کے لئے آتا ہے اس کے حق کو بھی ادا کر سکتا ہے۔ اس کے برعکس جو شخص مسلسل روزے رکھتا ہو وہ بعض حقوق میں خلل ڈالنے کا مرتکب ہو سکتا ہے۔

اس حدیث پر بحث کرتے ہوئے علامہ ابن منیر نے یہ بات بیان کی ہے: حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے رات اور دن کو تقسیم کیا ہوا تھا اس کا کچھ حصہ ان کے پروردگار کے حق کے لئے تھا کچھ حصہ ان کی اپنی ذات کے حق کے لئے تھا تاہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طریقہ کار کے مطابق روزے رکھنے کا التزام نہیں کیا اس کی وجہ یہی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کی مصلحت اور بہتری کے لئے کسی بھی معمول کو باقاعدگی کے ساتھ اختیار نہیں کیا کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں ہر طرح کے لوگ ہوں گے کچھ قوی ہوں گے کچھ کمزور ہوں گے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف اوقات میں کبھی کم اور کبھی زیادہ کر کے' نفلی عبادات سرانجام دی ہیں' تاکہ ان لوگوں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنا آسان ہو۔

1629-اخرجه البخاري في التهجد، باب من نام عند السحر (الحديث 1131)، وفي احاديث الانبياء، باب احب الصلاة الى الله صلاة داؤد واحب الصيام الى الله صيام داؤد (الحديث 3420) . واخرجه مسلم في الصيام، باب النهي عن صوم الدهر لمن تضرر به او فوت به حقا او لم يفطر العيدين و التشريق و بيان تفضيل صوم يوم و افطار يوم (الحديث 189 و 190) . واخرجه ابو داؤد في الصوم، باب في صوم يوم و فطر يوم (الحديث 2448) . واخرجه النسائي في الصيام، صوم نبي الله داؤد عليه السلام (الحديث 2343) واخرجه ابن ماجه في الصيام، باب ما جاء في صيام داؤد عليه السلام (الحديث 1712) . تحفة الاشراف (8897) .

امام بخاری اور دیگر محدثین نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان نقل کیا ہے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بعض اوقات کسی عمل کو ترک کر دیتے تھے۔ حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس عمل کو سرانجام دینا پسند ہوتا تھا' لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس اندیشے کے تحت اس عمل کو ترک کر دیتے تھے کہ لوگ بھی اس عمل کو اختیار کر لیں گے اور یہ ان پر لازم ہو جائے گا۔

ایک روایت میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے یہ الفاظ منقول ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس عمل کو پسند کرتے تھے' جس میں لوگوں کے لئے تخفیف کا پہلو پایا جاتا ہو۔

•••———•••———•••

15 - باب ذِكْرِ صَلَاةِ نَبِيِّ اللّٰهِ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَذِكْرِ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ فِيهِ

باب: اللہ کے نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نماز کا تذکرہ

اس بارے میں سلیمان نامی راوی سے نقل ہونے والے اختلاف کا تذکرہ

1630 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ اَنْبَاَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَتَيْتُ لَيْلَةَ اُسْرِيَ بِي عَلٰى مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ عِنْدَ الْكَثِيبِ الْاَحْمَرِ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي فِي قَبْرِهٖ .

☆☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

"معراج کی رات میں حضرت موسیٰ علیہ السلام (کی قبر) پر سے گزرا' جو ایک سرخ ٹیلے کے پاس ہے' وہ اپنی قبر میں کھڑے ہو کر نماز ادا کر رہے تھے"۔

شرح

اس روایت سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج رات کے وقت کروائی گئی تھی اس کا مطلب یہ ہے: حضرت موسیٰ علیہ السلام رات کے وقت اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے۔ معراج کے موضوع سے متعلق روایات میں یہ بات مذکور ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر کے پاس سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ہوا تھا اس وقت وہ اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے اس کے بعد جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیت المقدس تشریف لے گئے تو وہاں دیگر انبیائے کرام کے ساتھ حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی آپ کو خوش آمدید کہنے کے لئے موجود تھے۔ اس کے بعد جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آسمانوں پر تشریف لے گئے تو وہاں چھٹے آسمان پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ہوئی تھی اور اللہ تعالیٰ کے دیدار سے واپسی پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ دریافت کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر کتنی نمازیں فرض کی ہیں وغیرہ؟

1630-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (403) .

اس کی تفصیلات معراج سے متعلق روایات میں مذکور ہیں' تاہم ان روایات سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام ظاہری طور پر اس دنیا سے رخصت ہو جانے کے بعد اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں اور وہ اپنے جسم مثالی کے ساتھ ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہو سکتے ہیں اگرچہ ان کا اصل جسم مبارک ان کی قبر میں موجود ہوتا ہے۔

روایت کے الفاظ میں یہ بات صراحت کے ساتھ منقول ہے: حضرت موسیٰ علیہ السلام کھڑے ہو کر اپنی قبر میں نماز ادا کر رہے تھے۔ اور یہ چیز جسم کی خصوصیت ہے کیونکہ روح کو اس صفت کے ساتھ ذکر نہیں کیا جا سکتا چونکہ حدیث میں یہ بات مذکور ہے کہ وہ اپنی قبر میں کھڑے ہو کر نماز ادا کر رہے تھے' اگر یہ روح کی صفت ہوتی' تو پھر بطور خاص قبر کا ذکر کرنے کی ضرورت نہیں تھی بلکہ روح عالم ارواح میں اپنے معمولات سرانجام دیتی۔

یہ اور اس طرح کی دیگر روایات کی بنیاد پر جمہور اہلسنت انبیائے کرام کی حیات بعد الموت کے قائل ہیں۔

•••———•••———•••

1631 - اَخْبَرَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ وَثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اَتَيْتُ عَلٰى مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ عِنْدَ الْكَثِيْبِ الْاَحْمَرِ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّيْ" .

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ هٰذَا اَوْلٰى بِالصَّوَابِ عِنْدَنَا مِنْ حَدِيْثِ مُعَاذِ بْنِ خَالِدٍ وَّاللّٰهُ تَعَالٰى اَعْلَمُ .

☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''میں سرخ ٹیلے کے پاس موجود حضرت موسیٰ (کی قبر) کے پاس سے گزرا تو وہ کھڑے ہوئے نماز ادا کر رہے تھے''۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: ہمارے نزدیک معاذ بن خالد نامی راوی کے حوالے سے منقول روایت کے مقابلے میں یہ روایت زیادہ درست ہے' باقی اللہ بہتر جانتا ہے۔

1632 - اَخْبَرَنِيْ اَحْمَدُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَبَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ اَنْبَاَنَا ثَابِتٌ وَّسُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَرَرْتُ عَلٰى قَبْرِ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَهُوَ يُصَلِّيْ فِيْ قَبْرِهٖ" .

☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر کے پاس سے گزرا تو وہ اپنی قبر میں نماز ادا کر رہے تھے''۔

1633 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ قَالَ حَدَّثَنَا عِيْسٰى عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ

1631-اخرجه مسلم في الفضائل، باب من فضائل موسى صلى الله عليه وسلم (الحديث 164 و 165) . واخرجه النسائي في قيام الليل وتطوع النهار، ذكر صلاة نبي الله موسى كليم الله عليه السلام و ذكر الاختلاف على سليمان التيمي فيه (الحديث 1632 و 1633 و 1634) تحفة الاشراف (882) .

1632-تقدم في قيام الليل و تطوع النهار، ذكر صلاة نبي الله موسى كليم الله عليه السلام و ذكر الاختلاف على سليمان التيمي فيه (الحديث 1631) .

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَرَرْتُ لَيْلَةَ اُسْرِيَ بِيْ عَلٰى مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَهُوَ يُصَلِّيْ فِيْ قَبْرِهٖ" .

☆☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''معراج کی رات میں حضرت موسیٰ کے پاس سے گزرا تو وہ اپنی قبر میں نماز ادا کر رہے تھے''۔

1634 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ اُسْرِيَ بِهٖ مَرَّ عَلٰى مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَهُوَ يُصَلِّيْ فِيْ قَبْرِهٖ .

☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم معراج کی رات حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرے تو وہ اپنی قبر میں نماز ادا کر رہے تھے۔

1635 - اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيْبِ بْنِ عَرَبِيٍّ وَّاِسْمَاعِيْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ سَمِعْتُ اَبِيْ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسًا يَقُوْلُ اَخْبَرَنِيْ بَعْضُ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ اُسْرِيَ بِهٖ مَرَّ عَلٰى مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَهُوَ يُصَلِّيْ فِيْ قَبْرِهٖ .

☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک صحابی نے مجھے یہ بات بتائی ہے:

''معراج کی رات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے ہوا تو وہ اپنی قبر میں نماز ادا کر رہے تھے''۔

1636 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عَدِيٍّ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ اَنَسٍ عَنْ بَعْضِ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَيْلَةَ اُسْرِيَ بِيْ مَرَرْتُ عَلٰى مُوْسٰى وَهُوَ يُصَلِّيْ فِيْ قَبْرِهٖ" .

☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ ایک صحابی کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''جس رات مجھے معراج کروائی گئی' میرا گزر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے ہوا تو وہ اپنی قبر میں نماز ادا کر رہے تھے''۔

1633-تقدم في قيام الليل و تطوع النهار، ذكر صلاة نبي الله موسى كليم الله عليه السلام و ذكر الاختلاف على سليمان التيمي فيه (الحديث 1631) .

1634-تقدم في قيام الليل و تطوع النهار، ذكر صلاة نبي الله موسى كليم الله عليه السلام و ذكر الاختلاف على سليمان التيمي فيه (الحديث 1631) .

1635-انفرد به النسائي، و سياتي في قيام الليل و تطوع النهار، ذكر صلاة نبي الله موسى عليه السلام و ذكر الاختلاف على سليمان التيمي فيه (الحديث 1636) . تحفة الاشراف (15533) .

1636-تقدم في قيام الليل و تطوع النهار، ذكر صلاة نبي الله موسى كليم الله عليه السلام و ذكر الاختلاف على سليمان التيمي فيه (الحديث 1635) .

16 - باب اِحْيَاءِ اللَّيْلِ

باب: راتوں کو زندہ کرنا (یعنی رات کے وقت نوافل ادا کرنا)

1637 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيْدِ بْنِ كَثِيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ وَبَقِيَّةُ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ حَمْزَةَ قَالَ حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ قَالَ اَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ نَوْفَلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ خَبَّابِ بْنِ الْاَرَتِّ عَنْ اَبِيْهِ وَكَانَ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ رَاقَبَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّيْلَةَ كُلَّهَا حَتّٰى كَانَ مَعَ الْفَجْرِ فَلَمَّا سَلَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ صَلَاتِهِ جَائَهُ خَبَّابٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بِاَبِيْ اَنْتَ وَاُمِّيْ لَقَدْ صَلَّيْتَ اللَّيْلَةَ صَلَاةً مَا رَاَيْتُكَ صَلَّيْتَ نَحْوَهَا . فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَجَلْ اِنَّهَا صَلَاةُ رَغَبٍ وَرَهَبٍ سَاَلْتُ رَبِّيْ عَزَّ وَجَلَّ فِيْهَا ثَلَاثَ خِصَالٍ فَاَعْطَانِي اثْنَتَيْنِ وَمَنَعَنِي وَاحِدَةً سَاَلْتُ رَبِّيْ عَزَّ وَجَلَّ اَنْ لَا يُهْلِكَنَا بِمَا اَهْلَكَ بِهِ الْاُمَمَ قَبْلَنَا فَاَعْطَانِيْهَا وَسَاَلْتُ رَبِّيْ عَزَّ وَجَلَّ اَنْ لَا يُظْهِرَ عَلَيْنَا عَدُوًّا مِّنْ غَيْرِنَا فَاَعْطَانِيْهَا وَسَاَلْتُ رَبِّيْ اَنْ لَا يَلْبِسَنَا شِيَعًا فَمَنَعَنِيْهَا".

☆☆ عبداللہ بن خباب اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ان کے والد کو نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ غزوۂ بدر میں شرکت کا شرف حاصل ہے وہ بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ انہوں نے ساری رات نبی اکرم ﷺ کی طرف توجہ مبذول رکھی یہاں تک کہ صبح صادق کا وقت ہوگیا' جب نبی اکرم ﷺ نے نماز کے بعد سلام پھیرا تو حضرت خباب رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں! آپ ﷺ نے اس رات جو نماز ادا کی ہے' میں نے آپ ﷺ کو کبھی بھی اس طرح نماز ادا کرتے ہوئے نہیں دیکھا' تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جی ہاں! یہ امید اور خوف کی نماز تھی' میں نے اپنے پروردگار سے تین چیزوں کا سوال کیا تھا' اس نے دو چیزیں مجھے عطاء کردیں اور ایک چیز عطاء نہیں کی' میں نے اپنے پروردگار سے یہ دعا مانگی تھی کہ وہ ہمیں اس طرح سے ہلاکت کا شکار نہیں کرے گا' جس طرح اس نے ہم سے پہلی اُمتوں کو ہلاکت کا شکار کیا تھا تو اُس نے یہ چیز مجھے عطاء کردی' میں نے اپنے پروردگار سے یہ سوال کیا' کہ وہ دوسری قوم کے دشمن کو ہم پر غلبہ عطاء نہیں کرے گا' تو اس نے مجھے یہ چیز بھی عطاء کردی گئی' میں نے اپنے پروردگار سے یہ سوال کیا' کہ وہ ہمیں (یعنی مسلمانوں کو) گروہوں میں تقسیم نہیں کرے گا' تو اُس نے یہ بات قبول نہیں کی''۔

17 - باب الْاِخْتِلَافِ عَلٰى عَائِشَةَ فِيْ اِحْيَاءِ اللَّيْلِ

باب: رات کے نوافل کے بارے میں سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل ہونے والے اختلاف کا تذکرہ

1638 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَبِيْ يَعْفُوْرٍ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ

1637-اخرجه الترمذي في الفتن، باب ما جاء في سوال النبي صلى الله عليه وسلم ثلاثا في امته (الحديث 2175) . تحفة الاشراف (3516) .

قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا كَانَ اِذَا دَخَلَتِ الْعَشْرُ اَحْيَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّيْلَ وَاَيْقَظَ اَهْلَهُ وَشَدَّ الْمِئْزَرَ .

☆☆ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: جب (آخری عشرہ) آجاتا ہے تو نبی اکرم ﷺ رات بھر نوافل ادا کرتے رہتے تھے آپ ﷺ اپنی اہلیہ کو بھی بیدار کردیتے تھے اور کمرِ ہمت باندھ لیتے تھے۔

1639 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ اَبِيْ اِسْحَاقَ قَالَ اَتَيْتُ الْاَسْوَدَ بْنَ يَزِيْدَ وَكَانَ لِيْ اَخًا صَدِيْقًا فَقُلْتُ يَا اَبَا عَمْرٍو حَدِّثْنِيْ مَا حَدَّثَتْكَ بِهِ اُمُّ الْمُؤْمِنِيْنَ عَنْ صَلَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . قَالَ قَالَتْ كَانَ يَنَامُ اَوَّلَ اللَّيْلِ وَيُحْيِيْ اٰخِرَهُ .

☆☆ ابواسحاق بیان کرتے ہیں: میں اسود بن یزید کی خدمت میں حاضر ہوا' جو میرے بڑے مہربان دوست تھے' میں نے کہا: اے ابوعمرو! آپ مجھے وہ حدیث سنایئے جو اُم المومنین نے نبی اکرم ﷺ کی نماز کے بارے میں آپ کے سامنے بیان کی تھی تو انہوں نے بتایا: اُم المومنین نے یہ فرمایا تھا: نبی اکرم ﷺ رات کے ابتدائی حصے میں سوجاتے تھے' اور آخری حصے میں نوافل ادا کرتے تھے۔

1640 - اَخْبَرَنَا هَارُوْنُ بْنُ اِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ زُرَارَةَ بْنِ اَوْفٰى عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ لَا اَعْلَمُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَاَ الْقُرْاٰنَ كُلَّهُ فِيْ لَيْلَةٍ وَلَا قَامَ لَيْلَةً حَتَّى الصَّبَاحِ وَلَا صَامَ شَهْرًا كَامِلًا قَطُّ غَيْرَ رَمَضَانَ .

☆☆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میرے علم کے مطابق نبی اکرم ﷺ نے کبھی بھی ایک رات میں پورا قرآن نہیں پڑھا اور نہ ہی کبھی کسی رات میں صبح تک مسلسل نوافل ادا کرتے رہے ہیں اور نہ ہی آپ ﷺ نے رمضان کے علاوہ کسی اور مہینے میں پورا مہینہ روزے رکھے ہیں۔

1641 - اَخْبَرَنَا شُعَيْبُ بْنُ يُوْسُفَ عَنْ يَحْيٰى عَنْ هِشَامٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَبِيْ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا وَعِنْدَهَا امْرَاَةٌ فَقَالَ "مَنْ هٰذِهِ" . قَالَتْ فُلَانَةُ لَا تَنَامُ . فَذَكَرَتْ مِنْ صَلَاتِهَا فَقَالَ "مَهْ

1638-اخرجه البخاري في فضل ليلة القدر، باب العمل في العشر الاواخر من رمضان (الحديث 2024) . واخرجه مسلم في الاعتكاف، باب الاجتهاد في العشر الاواخر من شهر رمضان (الحديث 7) . واخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب في قيام شهر رمضان (الحديث 1376) . واخرجه ابن ماجه في الصيام، باب في فضل العشر الاواخر من شهر رمضان (الحديث 1768) . تحفة الاشراف (17637) .

1639-اخرجه مسلم في صلاة المسافرين و قصرها، باب صلاة الليل وعدد ركعات النبي صلى الله عليه وسلم في الليل وان الوتر ركعة و ان الركعة صلاة صحيحة (الحديث 129) مطولا . تحفة الاشراف (16020) .

1640-اخرجه النسائي في الصيام، ذكر اختلاف الفاظ الناقلين لخبر عائشة فيه (الحديث 2181)، وصوم النبي صلى الله عليه وسلم بابي هو و امي و ذكر اختلاف الناقلين لخبر في ذلك (الحديث 2347) . والحديث عند: ابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب في كم يستحب يختم القرآن (الحديث 1348) . تحفة الاشراف (16108) .

1641-اخرجه البخاري في الايمان، باب احب الدين الى الله ادومه (الحديث 43) . واخرجه مسلم في صلاة المسافرين وقصرها، باب امر من نعس في صلاته او استعجم عليه القرآن او الذكر بان يرقد او يقعد حتى يذهب عنه ذلك (الحديث 221) . واخرجه النسائي في الايمان و شرائعه، احب الدين الى الله عزوجل (الحديث 5050) تحفة الاشراف (17307) .

عَلَيْكُمْ بِمَا تُطِيقُونَ فَوَاللَّهِ لَا يَمَلُّ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ حَتَّى تَمَلُّوا وَلَكِنَّ أَحَبَّ الدِّينِ إِلَيْهِ مَا دَاوَمَ عَلَيْهِ صَاحِبُهُ".

☆☆ سیدہ عائشہ ﷞ بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ ان کے ہاں تشریف لائے' اس وقت ان کے پاس ایک خاتون بیٹھی تھیں' نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: یہ کون عورت ہے؟ سیدہ عائشہ ﷞ نے عرض کی: یہ فلاں عورت ہے' جو سوتی نہیں ہے' پھر سیدہ عائشہ ﷞ نے اس کی بکثرت نماز کا تذکرہ کیا' تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: احتیاط کرو' تم پر لازم ہے' تم اپنی طاقت کے مطابق (عبادت کرو) اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ کا فضل تم سے منقطع نہیں ہوتا' لیکن تم لوگ خود اکتاہٹ کا شکار ہو جاتے ہو' اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ عمل وہ ہے' جسے کرنے والا اُسے باقاعدگی سے سرانجام دے۔

1642 - أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ مُوسَى عَنْ عَبْدِ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَرَأَى حَبْلًا مَمْدُودًا بَيْنَ سَارِيَتَيْنِ فَقَالَ "مَا هَذَا الْحَبْلُ". فَقَالُوا لِزَيْنَبَ تُصَلِّي فَإِذَا فَتَرَتْ تَعَلَّقَتْ بِهِ. فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "حُلُّوهُ لِيُصَلِّ أَحَدُكُمْ نَشَاطَهُ فَإِذَا فَتَرَ فَلْيَقْعُدْ".

☆☆ حضرت انس بن مالک ﷜ بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ مسجد میں تشریف لائے' آپ ﷺ نے دو ستونوں کے درمیان ایک رسّی بندھی ہوئی دیکھی' آپ ﷺ نے دریافت کیا: یہ رسّی کس وجہ سے ہے؟ لوگوں نے عرض کی: یہ سیدہ زینب کی رسی ہے' وہ نماز ادا کرتی ہیں' جب ان کو نیند آنے لگتی ہے' تو وہ اس کے ساتھ لٹک جاتی ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اُسے کھول دو' کوئی بھی شخص اس وقت تک نماز ادا کرتا رہے' جب تک وہ چست رہتا ہے' جب وہ سست ہو جائے تو اُسے بیٹھ جانا چاہیے"۔

1643 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنْ سُفْيَانَ عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ قَالَ سَمِعْتُ الْمُغِيرَةَ بْنَ شُعْبَةَ يَقُولُ قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى تَوَرَّمَتْ قَدَمَاهُ فَقِيلَ لَهُ قَدْ غَفَرَ اللَّهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ . قَالَ "أَفَلَا أَكُونُ عَبْدًا شَكُورًا".

☆☆ حضرت مغیرہ بن شعبہ ﷜ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ قیام کرتے تھے' یہاں تک کہ آپ ﷺ کے پاؤں ورم آلود ہو جاتے تھے' آپ ﷺ کی خدمت میں عرض کی گئی: اللہ تعالیٰ نے تو آپ ﷺ کے گزشتہ اور آئندہ "ذنب" کی مغفرت کر دی ہے' تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"کیا میں شکرگزار بندہ نہ بنوں"۔

1642-اخرجه البخاری فی التهجد، باب ما يكره من التشديد فی العبادة (الحديث 1150) . واخرجه مسلم فی صلاة المسافرين و قصرها، باب امر من نعس فی صلاته او استعجم عليه القرآن او الذكر بان يرقد اويقعد حتی يذهب عنه ذلك (الحديث 219) . واخرجه ابن ماجه فی اقامة الصلاة و السنة فيها، باب ما جاء فی المصلی اذا نعس (الحديث 1371) . تحفة الاشراف (1033) .

1643-اخرجه البخاری فی التهجد، باب قيام النبی صلی الله عليه وسلم الليل (الحديث 1130)، و فی التفسير، باب (ليغفر لك الله ما تقدم من ذنبك و ما تاخر و يتم نعمته عليك و يهديك صراطًا مستقيمًا) (الحديث 4836)، و فی الرقاق، باب الصبر عن محارم الله (الحديث 6471) . و اخرجه مسلم فی صفات المنافقين و احكامهم، باب اكثار الاعمال و الاجتهاد فی العبادة (الحديث 79 و 80) . واخرجه الترمذی فی الصلاة، باب ما جاء فی الاجتهاد فی الصلاة (الحديث 412) . واخرجه ابن ماجه فی اقامة الصلاة و السنة فيها، باب ما جاء فی طول القيام فی الصلوات (الحديث 1419) . تحفة الاشراف (11498) .

1644 - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ مِهْرَانَ - وَكَانَ ثِقَةً - قَالَ حَدَّثَنَا النُّعْمَانُ بْنُ عَبْدِ السَّلَامِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي حَتَّى تَزْلَعَ يَعْنِي تَشَقَّقُ قَدَمَاهُ .

☆☆ حضرت ابوہریرہ ﷜ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نماز ادا کرتے رہتے تھے' یہاں تک کہ آپ ﷺ کے پاؤں سُن ہو جاتے تھے (یعنی ورم آلود ہو جاتے تھے)۔

18 - باب كَيْفَ يَفْعَلُ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ قَائِمًا وَذِكْرِ اخْتِلَافِ النَّاقِلِينَ عَنْ عَائِشَةَ فِي ذَلِكَ

باب: نبی اکرم ﷺ رات کے نوافل کا آغاز کیسے کرتے تھے؟

اس حوالے سے سیدہ عائشہ ﷞ سے نقل کرنے والوں کے اختلاف کا تذکرہ

1645 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ بُدَيْلٍ وَأَيُّوبَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَقِيقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي لَيْلًا طَوِيلًا فَإِذَا صَلَّى قَائِمًا رَكَعَ قَائِمًا وَإِذَا صَلَّى قَاعِدًا رَكَعَ قَاعِدًا .

☆☆ سیدہ عائشہ ﷞ بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ رات کے وقت طویل نماز ادا کیا کرتے تھے' جب آپ کھڑے ہو کر نماز ادا کر رہے ہوتے' تو رکوع میں بھی کھڑے ہو کر ہی جاتے تھے' اور جب بیٹھ کر نماز ادا کر رہے ہوتے تھے' تو بیٹھے ہوئے ہی رکوع میں چلے جاتے تھے۔

1646 - أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ قَالَ أَنْبَأَنَا وَكِيعٌ قَالَ حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَقِيقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي قَائِمًا وَقَاعِدًا فَإِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ قَائِمًا رَكَعَ قَائِمًا وَإِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ قَاعِدًا رَكَعَ قَاعِدًا .

☆☆ سیدہ عائشہ ﷞ بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ کھڑے ہو کر بھی نماز ادا کر لیتے تھے' اور بیٹھ کر بھی نماز ادا کر لیتے تھے' جب آپ ﷺ کھڑے ہو کر نماز کا آغاز کرتے تھے' تو رکوع میں بھی کھڑے ہو کر ہی جاتے تھے' اور جب آپ ﷺ بیٹھ کر

1644-انفرد به النسائی . تحفة الاشراف (14299) .

1645-اخرجه مسلم فی صلاة المسافرين و قصرها، باب جواز النافلة قائمًا و قاعدًا و فعل بعض الركعة قائمًا و بعضها قاعدًا (الحديث 106) . واخرجه ابو داؤد فی الصلاة، باب فی صلاة القاعد (الحديث 955) . تحفة الاشراف (16201) .

1646-اخرجه مسلم فی صلاة المسافرين، باب جواز النافلة قائمًا و قاعدًا و فعل بعض الركعة قائمًا و بعضها قاعدًا (الحديث 110) بنحوه . تحفة الاشراف (16222) .

نماز کا آغاز کرتے تھے تو رکوع میں بھی بیٹھ کر ہی جاتے تھے۔

1647 - اخبرنا محمد بن سلمة قال حدثنا ابن القاسم عن مالك قال حدثني عبد الله بن يزيد وابي النضر عن ابي سلمة عن عائشة ان النبي صلى الله عليه وسلم كان يصلي وهو جالس فيقرا وهو جالس فاذا بقي من قراءته قدر ما يكون ثلاثين او اربعين اية قام فقرا وهو قائم ثم ركع ثم سجد ثم يفعل في الركعة الثانية مثل ذلك .

☆☆ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ کر نماز ادا کرتے تھے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ کر ہی تلاوت کرتے تھے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتنی قرأت باقی رہ جاتی تھی جو تیس یا چالیس آیات کے برابر ہو' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو جاتے تھے' کھڑے ہو کر ان کی تلاوت کرتے' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع میں جاتے تھے' پھر سجدے میں جاتے تھے' پھر دوسری رکعت میں بھی اسی طرح کیا کرتے تھے۔

1648 - اخبرنا اسحاق بن ابراهيم قال انبانا عيسى بن يونس قال حدثنا هشام بن عروة عن ابيه عن عائشة قالت ما رايت رسول الله صلى الله عليه وسلم صلى جالسا حتى دخل في السن فكان يصلي وهو جالس يقرا فاذا غبر من السورة ثلاثون او اربعون اية قام فقرا بها ثم ركع .

☆☆ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' میں نے کبھی بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بیٹھ کر نماز ادا کرتے ہوئے نہیں دیکھا' یہاں تک کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر زیادہ ہو گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ کر بھی نماز ادا کر لیتے تھے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ کر تلاوت کیا کرتے تھے جب کسی سورت کی تیس یا چالیس آیات باقی رہ جاتی تھیں' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو جاتے تھے' اور کھڑے ہو کر انہیں پڑھتے تھے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع میں چلے جاتے تھے۔

1649 - اخبرنا زياد بن ايوب قال حدثنا ابن علية قال حدثنا الوليد بن ابي هشام عن ابي بكر بن محمد عن عمرة عن عائشة قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يقرا وهو قاعد فاذا اراد ان يركع قام قدر ما يقرا انسان اربعين اية .

☆☆ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ کر تلاوت کیا کرتے تھے' جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع میں جانا ہوتا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو جاتے تھے' اور اتنی دیر کھڑے رہتے تھے' جتنی دیر میں کوئی انسان چالیس آیات کی تلاوت کر لیتا ہے۔

1647-اخرجه البخاري في تقصير الصلاة، باب اذا صلى قاعدًا ثم صح او وجد خفة تمم ما بقي (الحديث 1119) . واخرجه مسلم في صلاة المسافرين و قصرها، باب جواز النافلة قائمًا وقاعدًا و فعل بعض الركعة قائمًا و بعضها قاعدًا (الحديث 112) . واخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب في صلاة القاعد (الحديث 954) . و اخرجه الترمذي في الصلاة، باب ما جاء في الرجل يتطوع جالسًا (الحديث 374) . تحفة الاشراف (17709) .

1648-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (17139) .

1649-اخرجه مسلم في صلاة المسافرين و قصرها، باب جواز النافلة قائمًا وقاعدًا و فعل بعض الركعة قائمًا و بعضها قاعدًا (الحديث 113) . واخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب في صلاة النافلة قاعدًا (الحديث 1226) . تحفة الاشراف (17950) .

1650 - اخبرنا عمرو بن علي عن عبد الاعلى قال حدثنا هشام عن الحسن عن سعد بن هشام بن عامر قال قدمت المدينة فدخلت على عائشة رضي الله عنها قالت من انت قلت انا سعد بن هشام بن عامر قالت رحم الله اباك . قلت اخبريني عن صلاة رسول الله صلى الله عليه وسلم . قالت ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان وكان . قلت اجل . قالت ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يصلي بالليل صلاة العشاء ثم ياوي الى فراشه فينام فاذا كان جوف الليل قام الى حاجته والى طهوره فتوضا ثم دخل المسجد فيصلي ثماني ركعات يخيل الي انه يسوي بينهن في القراءة والركوع والسجود ويوتر بركعة ثم يصلي ركعتين وهو جالس ثم يضع جنبه فربما جاء بلال فاذنه بالصلاة قبل ان يغفي وربما يغفي وربما شككت اغفى او لم يغف حتى يؤذنه بالصلاة فكانت تلك صلاة رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى اسن ولحم . فذكرت من لحمه ما شاء الله . قالت وكان النبي صلى الله عليه وسلم يصلي بالناس العشاء ثم ياوي الى فراشه فاذا كان جوف الليل قام الى طهوره والى حاجته فتوضا ثم يدخل المسجد فيصلي ست ركعات يخيل الي انه يسوي بينهن في القراءة والركوع والسجود ثم يوتر بركعة ثم يصلي ركعتين وهو جالس ثم يضع جنبه وربما جاء بلال فاذنه بالصلاة قبل ان يغفي وربما اغفى وربما شككت اغفى ام لا حتى يؤذنه بالصلاة قالت فما زالت تلك صلاة رسول الله صلى الله عليه وسلم .

☆☆ سعد بن ہشام بیان کرتے ہیں' میں مدینہ منورہ آیا' میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے دریافت کیا: تم کون ہو؟ میں نے عرض کی: میں سعد بن ہشام بن عامر ہوں' انہوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہارے والد پر رحم کرے' میں نے عرض کی: مجھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے بارے میں بتائیں' تو انہوں نے بتایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز اس طرح اور اس طرح ہوتی تھی' میں نے عرض کی: ٹھیک ہے! انہوں نے فرمایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رات کے وقت عشاء کی نماز ادا کرتے تھے' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بستر پر تشریف لا کر سو جاتے تھے' جب نصف رات کا وقت ہوتا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت کے لیے اُٹھتے تھے' پھر وضو کرتے تھے' اور اپنی جائے نماز پر تشریف لے جاتے تھے' اور آٹھ رکعات ادا کرتے تھے' مجھے یوں محسوس ہوتا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان تمام رکعات میں قرأت' رکوع اور سجدہ ایک برابر کرتے تھے' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک رکعت کے ذریعے اسے وتر کر لیتے تھے' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم دو رکعات ادا کرتے تھے' لیکن وہ بیٹھ کر ادا کرتے تھے' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم لیٹ جاتے تھے' بعض اوقات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سونے سے پہلے ہی بلال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز کے لیے بلانے آ جاتے تھے' بعض اوقات آپ صلی اللہ علیہ وسلم سو جایا کرتے تھے (اور بعد میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ آتے تھے) بعض اوقات مجھے یہ شک ہوتا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے ہیں' یا ابھی جاگ رہے ہیں' یہاں تک کہ بلال آپ کو نماز کے لیے بلانے آ جاتے تھے' تو یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی (رات کے وقت کی نفل) نماز تھی' یہاں تک کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر زیادہ ہو گئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم بھاری ہو گیا۔ پھر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وزن کے بارے میں

1650-اخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب في صلاة الليل (الحديث 1352) واخرجه النسائي في قيام الليل و تطوع النهار، كيف الوتر بتسع (الحديث 1721 و 1723) مختصرًا . تحفة الاشراف (16096) .

کوئی چیز بیان کی' پھر انہوں نے بتایا: نبی اکرم ﷺ لوگوں کو عشاء کی نماز پڑھاتے تھے' پھر اپنے بستر پر لیٹ جاتے تھے' جب نصف رات کا وقت ہوتا تھا تو آپ ﷺ اُٹھ کر قضائے حاجت کرتے تھے' وضو کرتے تھے' پھر جائے نماز پر تشریف لے آتے تھے' پھر چار رکعات ادا کرتے تھے' مجھے یوں لگتا تھا کہ شاید آپ ﷺ نے ان میں قرأت' رکوع اور سجدہ ایک جتنا کیا ہے' پھر ایک رکعت کے ذریعے اسے وتر کر لیتے تھے' پھر بیٹھ کر دو رکعات ادا کرتے تھے' پھر آپ ﷺ لیٹ جاتے تھے' بعض اوقات بلال آپ ﷺ کو نماز کے لیے بلا لیتے تھے اور ایسا نبی اکرم ﷺ کی آنکھ لگنے سے پہلے ہوتا تھا اور بعض اوقات نبی اکرم ﷺ سو رہے ہوتے تھے' بعض اوقات مجھے یہ شک ہوتا تھا کہ آپ ﷺ سوئے ہیں' یا نہیں سوئے ہیں' یہاں تک کہ بلال آپ ﷺ کو نماز کے لیے بلانے آ جاتے تھے۔

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: (رات کے وقت نفل) نماز ادا کرنے میں نبی اکرم ﷺ کا یہی طریقہ رہا ہے۔

19 - باب صَلَاةِ الْقَاعِدِ فِي النَّافِلَةِ وَذِكْرِ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى اَبِيْ اِسْحَاقَ فِيْ ذٰلِكَ

باب: نفل نماز بیٹھ کر ادا کرنا' اس حوالے سے ابواسحاق سے منقول اختلاف کا تذکرہ

1651 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ عَنْ حَدِيْثِ اَبِيْ عَاصِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ اَبِيْ زَائِدَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ اِسْحَاقَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْتَنِعُ مِنْ وَّجْهِيْ وَهُوَ صَائِمٌ وَمَا مَاتَ حَتّٰى كَانَ اَكْثَرُ صَلَاتِهٖ قَاعِدًا ثُمَّ ذَكَرَتْ كَلِمَةً مَّعْنَاهَا اِلَّا الْمَكْتُوْبَةَ وَكَانَ اَحَبُّ الْعَمَلِ اِلَيْهِ مَا دَامَ عَلَيْهِ الْاِنْسَانُ وَاِنْ كَانَ يَسِيْرًا . خَالَفَهُ يُوْنُسُ رَوَاهُ عَنْ اَبِيْ اِسْحَاقَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ .

★★ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ روزے کی حالت میں میرا بوسہ لے لیا کرتے تھے' اور وصال سے پہلے آپ ﷺ اکثر نفل نمازیں بیٹھ کر ادا کیا کرتے تھے۔ راوی کہتے ہیں: سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے وہاں ایک لفظ ذکر کیا' جس کا مطلب یہ بنتا تھا' آپ ﷺ فرض نمازیں بیٹھ کر ادا نہیں کرتے تھے۔

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ بھی بتایا: نبی اکرم ﷺ کے نزدیک پسندیدہ ترین عمل وہ تھا جسے انسان باقاعدگی سے سرانجام دے' اگرچہ وہ تھوڑا ہو۔

یونس نامی راوی نے اس روایت کو ابواسحاق کے حوالے سے اسود کے حوالے سے سیّدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے۔

شرح

نماز کے فرائض میں ایک فرض قیام ہے' لیکن یہ حکم فرض نماز کے لئے ہے نوافل کے بارے میں آدمی کو اس بات کی اجازت ہے کہ اگر وہ چاہے' تو انہیں بیٹھ کر بھی ادا کر سکتا ہے یہی وجہ ہے کہ اس باب میں نقل ہونے والی تمام روایات میں یہ بات مذکور ہے کہ نبی اکرم ﷺ نوافل بیٹھ کر ادا کر لیتے تھے تاہم فرض نماز کھڑے ہو کر ہی ادا کرتے تھے۔

•••——•••——•••

1651-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (16032) .

1652 - اَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ سَلْمٍ الْبَلْخِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا النَّضْرُ قَالَ اَنْبَاَنَا يُوْنُسُ عَنْ اَبِيْ اِسْحَاقَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ مَا قُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى كَانَ اَكْثَرُ صَلَاتِهٖ جَالِسًا اِلَّا الْمَكْتُوْبَةَ . خَالَفَهُ شُعْبَةُ وَسُفْيَانُ وَقَالَا عَنْ اَبِيْ اِسْحَاقَ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ .

★★ سیّدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' وصال سے پہلے نبی اکرم ﷺ اکثر (نفل) نمازیں بیٹھ کر ادا کرتے تھے' البتہ فرض نمازیں کھڑے ہو کر ادا کرتے تھے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ساتھ مختلف طور پر منقول ہے (جو درج ذیل ہے)۔

1653 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ اَبِيْ اِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا سَلَمَةَ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ مَا مَاتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى كَانَ اَكْثَرُ صَلَاتِهٖ قَاعِدًا اِلَّا الْفَرِيْضَةَ وَكَانَ اَحَبُّ الْعَمَلِ اِلَيْهِ اَدْوَمَهُ وَاِنْ قَلَّ .

★★ سیّدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ وصال سے پہلے اکثر (نفل) نمازیں بیٹھ کر ادا کرتے تھے' البتہ فرض (نمازیں) کھڑے ہو کر ادا کرتے تھے' آپ ﷺ کے نزدیک پسندیدہ عمل وہ تھا جو باقاعدگی سے کیا جائے' اگرچہ وہ تھوڑا ہو۔

1654 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَبِيْ اِسْحَاقَ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ مَا مَاتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى كَانَ اَكْثَرُ صَلَاتِهٖ قَاعِدًا اِلَّا الْمَكْتُوْبَةَ وَكَانَ اَحَبُّ الْعَمَلِ اِلَيْهِ مَا دَاوَمَ عَلَيْهِ وَاِنْ قَلَّ . خَالَفَهُ عُثْمَانُ بْنُ اَبِيْ سُلَيْمَانَ فَرَوَاهُ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ .

★★ سیّدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' اس ذات کی قسم! جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! نبی اکرم ﷺ وصال سے پہلے اکثر (نفل) نمازیں بیٹھ کر ادا کرتے تھے' البتہ فرض (کھڑے ہو کر ادا کرتے تھے) آپ ﷺ کے نزدیک پسندیدہ ترین عمل وہ تھا جسے آدمی باقاعدگی سے سرانجام دے' اگرچہ وہ تھوڑا ہو۔

عثمان بن ابوسلیمان نامی راوی نے اس روایت کو اپنی سند کے ساتھ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے (جو درج ذیل ہے)۔

1655 - اَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ حَجَّاجٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عُثْمَانُ بْنُ اَبِيْ سُلَيْمَانَ اَنَّ اَبَا سَلَمَةَ اَخْبَرَهُ اَنَّ عَائِشَةَ اَخْبَرَتْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَمُتْ حَتّٰى كَانَ يُصَلِّيْ كَثِيْرًا مِّنْ صَلَاتِهٖ

1652-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (18145) .

1653-اخرجه النسائي في قيام الليل و تطوع النهار، باب صلاة القاعد في النافلة و ذكر الاختلاف على ابي اسحق في ذلك (الحديث 1654) . واخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب في صلاة النافلة قاعدًا (الحديث 1225) بنحوه، و في الزهد، باب المداومة على العمل (الحديث 4237) . تحفة الاشراف (18236) .

1654-تقدم في قيام الليل و تطوع النهار، باب صلاة القاعد في النافلة و ذكر الاختلاف على ابي اسحق في ذلك (الحديث 1653) .

1655-اخرجه مسلم في صلاة المسافرين و قصرها، باب جواز النافلة قائمًا و قاعدًا و فعل بعض الركعة قائمًا و بعضها قاعدًا (الحديث 116) . واخرجه الترمذي في الشمائل، باب ما جاء في عبادة رسول الله صلى الله عليه وسلم (الحديث 266) . تحفة الاشراف (17734) .

وَهُوَ جَالِسٌ .

☆☆ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ وصال سے پہلے اکثر نمازیں بیٹھ کر ادا کرتے تھے (یعنی نفل نمازیں بیٹھ کر ادا کرتے تھے)۔

1656 - اَخْبَرَنَا اَبُو الْاَشْعَثِ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ زُرَيْعٍ قَالَ اَنْبَاَنَا الْجُرَيْرِيُّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَقِيْقٍ قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ هَلْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ وَهُوَ قَاعِدٌ قَالَتْ نَعَمْ بَعْدَ مَا حَطَمَهُ النَّاسُ .

☆☆ عبداللہ بن شقیق بیان کرتے ہیں' میں نے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا: کیا نبی اکرم ﷺ بیٹھ کر نماز ادا کر لیتے تھے' انہوں نے جواب دیا: جی ہاں! جب آپ ﷺ کی عمر زیادہ ہوگئی (تو آپ ﷺ نفل نمازیں بیٹھ کر ادا کر لیتے تھے)۔

1657 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ عَنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ اَبِيْ وَدَاعَةَ عَنْ حَفْصَةَ قَالَتْ مَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى فِيْ سُبْحَتِهٖ قَاعِدًا قَطُّ حَتّٰى كَانَ قَبْلَ وَفَاتِهٖ بِعَامٍ فَكَانَ يُصَلِّيْ قَاعِدًا يَقْرَاُ بِالسُّوْرَةِ فَيُرَتِّلُهَا حَتّٰى تَكُوْنَ اَطْوَلَ مِنْ اَطْوَلَ مِنْهَا .

☆☆ سیّدہ حفصہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' میں نے نبی اکرم ﷺ کو کبھی بھی بیٹھ کر نوافل ادا کرتے ہوئے نہیں دیکھا یہاں تک کہ آپ ﷺ کے وصال سے ایک سال پہلے آپ ﷺ نے بیٹھ کر نماز ادا کرنا شروع کر دی' آپ ﷺ اس میں سورت کی تلاوت کرتے تھے' اسے ٹھہر ٹھہر کر پڑھتے تھے' یہاں تک کہ وہ اپنے سے زیادہ لمبی سورت سے بھی زیادہ طویل محسوس ہوتی تھی۔

20 - باب فَضْلِ صَلَاةِ الْقَائِمِ عَلٰى صَلَاةِ الْقَاعِدِ

باب: بیٹھ کر نماز پڑھنے کے مقابلے میں کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کی فضیلت

1658 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنَا مَنْصُوْرٌ عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ عَنْ اَبِيْ يَحْيٰى عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ جَالِسًا فَقُلْتُ حُدِّثْتُ اَنَّكَ قُلْتَ "اِنَّ صَلَاةَ الْقَاعِدِ عَلَى النِّصْفِ مِنْ صَلَاةِ الْقَائِمِ" . وَاَنْتَ تُصَلِّيْ قَاعِدًا . قَالَ "اَجَلْ وَلٰكِنِّيْ لَسْتُ كَاَحَدٍ مِّنْكُمْ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے نبی اکرم ﷺ کو بیٹھ کر نماز ادا کرتے ہوئے دیکھا تو عرض کی: مجھے یہ بات بتائی گئی ہے' آپ ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا ہے:

1656-اخرجه مسلم في صلاة المسافرين و قصرها، باب جواز النافلة قائمًا وقاعدًا و فعل بعض الركعة قائمًا و بعضها قاعدًا (الحديث 115). تحفة الاشراف (16214) .

1657-اخرجه مسلم في صلاة المسافرين و قصرها، باب جواز النافلة قائمًا وقاعدًا و فعل بعض الركعة قائمًا و بعضها قاعدًا (الحديث 117). واخرجه الترمذي في الصلاة، باب ما جاء في الرجل يتطوع جالسًا (الحديث 373) . تحفة الاشراف (15812) .

1658-اخرجه مسلم في صلاة المسافرين و قصرها، باب جواز النافلة قائمًا وقاعدًا و فعل بعض الركعة قائمًا و بعضها قاعدًا (الحديث 120). و اخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب في صلاة القاعد (الحديث 950) تحفة الاشراف (8937) .

"بیٹھ کر نماز ادا کرنے والے کو کھڑے ہو کر نماز ادا کرنے والے کے مقابلے میں نصف (اجر وثواب) حاصل ہوتا ہے" جبکہ آپ ﷺ خود بیٹھ کر نماز ادا کر رہے ہیں۔

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہاں! (میں نے یہ بات کہی ہے)' لیکن میں تم میں سے کسی ایک کی مانند نہیں ہوں۔

شرح جن روایات میں بیٹھ کر نماز ادا کرنے کے مقابلے میں کھڑے ہو کر نماز ادا کرنے کی فضیلت کا تذکرہ ہے ان روایات کو علماء نے نوافل پر محمول کیا ہے۔ یعنی جو شخص نفل نماز بیٹھ کر ادا کرتا ہے حالانکہ اسے قیام کی قدرت حاصل ہو' تو اسے کھڑے ہو کر نوافل ادا کرنے والے کے مقابلے میں نصف ثواب ملتا ہے۔ جہاں تک فرض نماز کا تعلق ہے' تو اگر کوئی شخص قیام کی قدرت رکھتا ہو لیکن اس کے باوجود وہ بیٹھ کر فرض نماز ادا کرے تو اس کی نماز درست نہیں ہوگی بلکہ ایسا شخص گناہ گار ہوگا' بلکہ علماء نے تو یہ بات بیان کی ہے: اگر وہ شخص اس کو حلال سمجھتا ہو تو اس پر کفر کا فتویٰ عائد کیا جائے گا اور اس پر مرتدین کے احکام جاری ہوں گے یہ بالکل اسی طرح ہوگا جیسے کوئی شخص زناء یا سود کو حلال قرار دیدے لیکن اگر کوئی شخص فرض نماز اس لئے بیٹھ کر ادا کرتا ہے کہ وہ قیام کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتا' تو اس صورت میں اس شخص کو کھڑے ہو کر نماز ادا کرنے والے کی مانند اجر وثواب حاصل ہوگا' اس کے ثواب میں کوئی کمی نہیں ہوگی اس بات پر علماء کا اتفاق پایا جاتا ہے۔

•••——•••——•••

21 - باب فَضْلِ صَلَاةِ الْقَاعِدِ عَلٰى صَلَاةِ النَّائِمِ

باب: لیٹ کر نماز پڑھنے کے مقابلے میں بیٹھ کر نماز پڑھنے کی فضیلت

1659 - اَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ حَبِيْبٍ عَنْ حُسَيْنٍ الْمُعَلِّمِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ سَاَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الَّذِيْ يُصَلِّيْ قَاعِدًا قَالَ "مَنْ صَلّٰى قَائِمًا فَهُوَ اَفْضَلُ وَمَنْ صَلّٰى قَاعِدًا فَلَهٗ نِصْفُ اَجْرِ الْقَائِمِ وَمَنْ صَلّٰى نَائِمًا فَلَهٗ نِصْفُ اَجْرِ الْقَاعِدِ" .

☆☆ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے نبی اکرم ﷺ سے ایسے شخص کے بارے میں دریافت کیا جو بیٹھ کر نماز ادا کرتا ہے' تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

جو کھڑا ہو کر نماز ادا کرے گا' وہ زیادہ فضیلت رکھتا ہے' جو بیٹھ کر نماز پڑھے گا اُسے کھڑے ہونے والے کے مقابلے میں نصف اجر ملے گا اور جو شخص لیٹ کر نماز ادا کرے گا' اُس کو بیٹھ کر نماز پڑھنے والے کے مقابلے میں نصف اجر

1659-اخرجه البخاري في تقصير الصلاة، باب صلاة القاعد (الحديث 1115)، وباب صلاة القاعد بالايماء (الحديث 1116)، و باب اذا لم يطق قاعدًا صلى على جنب (الحديث 1117) بمعناه . و اخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب في صلاة القاعد (الحديث 951) . و اخرجه الترمذي في الصلاة، باب ما جاء ان صلاة القاعد على النصف من صلاة القائم (الحديث 371) . واخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب صلاة القاعد على النصف من صلاة القائم (الحديث 1231) تحفة الاشراف (10831) .

ملے گا۔

22 - باب كَيْفَ صَلَاةُ الْقَاعِدِ

باب: بیٹھ کر نماز کیسے ادا کی جائے گی؟

1660 - أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الْحَفَرِيُّ عَنْ حَفْصٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَقِيقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي مُتَرَبِّعًا ۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ لَا أَعْلَمُ أَحَدًا رَوَى هٰذَا الْحَدِيثَ غَيْرَ أَبِي دَاوُدَ وَهُوَ ثِقَةٌ وَلَا أَحْسَبُ هٰذَا الْحَدِيثَ إِلَّا خَطَأً وَاللَّهُ تَعَالَى أَعْلَمُ ۔

☆☆ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو چارزانو بیٹھ کر نماز ادا کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: میرے علم کے مطابق ابوداؤد نامی راوی کے علاوہ اور کسی نے بھی اس روایت کو نقل نہیں کیا ہے اور وہ راوی ثقہ ہے لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس روایت میں غلطی پائی جاتی ہے باقی اللہ بہتر جانتا ہے۔

23 - باب كَيْفَ الْقِرَاءَةُ بِاللَّيْلِ

باب: رات کے وقت (نوافل) کے دوران کس طرح سے قرأت کی جائے گی؟

1661 - أَخْبَرَنَا شُعَيْبُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَيْسٍ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ كَيْفَ كَانَتْ قِرَاءَةُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاللَّيْلِ يَجْهَرُ أَمْ يُسِرُّ قَالَتْ كُلُّ ذٰلِكَ قَدْ كَانَ يَفْعَلُ رُبَّمَا جَهَرَ وَرُبَّمَا أَسَرَّ ۔

☆☆ عبداللہ بن ابوقیس بیان کرتے ہیں: میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا: نبی اکرم ﷺ رات کے وقت (نوافل) ادا کرتے ہوئے کس طرح قرأت کرتے تھے؟ بلند آواز میں کرتے تھے یا پست آواز میں کرتے تھے؟ تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا: ہر طرح سے کر لیتے تھے، بعض اوقات آپ ﷺ بلند آواز میں کر لیتے تھے بعض اوقات پست آواز میں کرتے تھے۔

24 - باب فَضْلِ السِّرِّ عَلَى الْجَهْرِ

باب: بلند آواز کے مقابلے میں پست آواز میں قرأت کرنے کی فضیلت

1662 - أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ بَكَّارِ بْنِ بِلَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ - يَعْنِي ابْنَ سُمَيْعٍ - قَالَ حَدَّثَنَا زَيْدٌ يَعْنِي ابْنَ وَاقِدٍ عَنْ كَثِيرِ بْنِ مُرَّةَ أَنَّ عُقْبَةَ بْنَ عَامِرٍ حَدَّثَهُمْ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "إِنَّ

1660-انفرد به النسائي ۔ تحفة الاشراف (16206) ۔

1661-انفرد به النسائي ۔ تحفة الاشراف (16286) ۔

الَّذِي يَجْهَرُ بِالْقُرْآنِ كَالَّذِي يَجْهَرُ بِالصَّدَقَةِ وَالَّذِي يُسِرُّ بِالْقُرْآنِ كَالَّذِي يُسِرُّ بِالصَّدَقَةِ" ۔

☆☆ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:
"جو شخص بلند آواز میں قرآن کی تلاوت کرتا ہے اس کی مثال اعلانیہ طور پر صدقہ کرنے کی مانند ہے اور جو شخص پست آواز میں قرآن کی تلاوت کرتا ہے اس کی مثال خفیہ طور پر صدقہ کرنے والے کی مانند ہے"۔

25 - باب تَسْوِيَةِ الْقِيَامِ وَالرُّكُوعِ وَالْقِيَامِ بَعْدَ الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ وَالْجُلُوسِ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ فِي صَلَاةِ اللَّيْلِ ۔

باب: رات کے نوافل کے دوران قیام رکوع رکوع کے بعد کھڑے ہونے سجدہ کرنے اور دو سجدوں کے درمیان بیٹھنے میں برابری کرنا سنت ہے

1663 - أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنِ الْمُسْتَوْرِدِ بْنِ الْأَحْنَفِ عَنْ صِلَةَ بْنِ زُفَرَ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً فَافْتَتَحَ الْبَقَرَةَ فَقُلْتُ يَرْكَعُ عِنْدَ الْمِائَةِ فَمَضَى فَقُلْتُ يَرْكَعُ عِنْدَ الْمِائَتَيْنِ فَمَضَى فَقُلْتُ يُصَلِّي بِهَا فِي رَكْعَةٍ فَمَضَى فَافْتَتَحَ النِّسَاءَ فَقَرَأَهَا ثُمَّ افْتَتَحَ آلَ عِمْرَانَ فَقَرَأَهَا يَقْرَأُ مُتَرَسِّلًا إِذَا مَرَّ بِآيَةٍ فِيهَا تَسْبِيحٌ سَبَّحَ وَإِذَا مَرَّ بِسُؤَالٍ سَأَلَ وَإِذَا مَرَّ بِتَعَوُّذٍ تَعَوَّذَ ثُمَّ رَكَعَ فَقَالَ "سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ" . فَكَانَ رُكُوعُهُ نَحْوًا مِنْ قِيَامِهِ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ "سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ" . فَكَانَ قِيَامُهُ قَرِيبًا مِنْ رُكُوعِهِ ثُمَّ سَجَدَ فَجَعَلَ يَقُولُ "سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى" . فَكَانَ سُجُودُهُ قَرِيبًا مِنْ رُكُوعِهِ ۔

☆☆ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک رات میں نے نبی اکرم ﷺ کی اقتداء میں نماز ادا کی آپ ﷺ نے سورۃ البقرۃ تلاوت کرنی شروع کی میں نے یہ سوچا کہ شاید ایک سو آیات تلاوت کرنے کے بعد آپ ﷺ رکوع میں چلے جائیں گے لیکن آپ ﷺ تلاوت کرتے رہے میں نے سوچا کہ شاید دو سو آیات تلاوت کرنے کے بعد رکوع میں چلے جائیں گے لیکن آپ ﷺ تلاوت کرتے رہے میں نے سوچا کہ آپ ﷺ ایک رکعت میں پوری سورۃ البقرۃ پڑھیں گے لیکن آپ ﷺ تلاوت کرتے رہے پھر آپ ﷺ نے سورۃ النساء پڑھنی شروع کر دی آپ ﷺ نے اسے مکمل پڑھا پھر آپ ﷺ

1662-اخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب في رفع الصوت بالقراءة في صلاة الليل (الحديث 1333) بنحوه . و اخرجه الترمذي في فضائل القرآن، باب 20 . (الحديث 2919) بنحوه . و اخرجه النسائي في الزكاة، باب المسر بالصدقة (الحديث 2560) . تحفة الاشراف (9949) .

1663-اخرجه مسلم في صلاة المسافرين و قصرها، باب استحباب تطويل القراءة في صلاة الليل (الحديث 203) . و اخرجه النسائي في التطبيق، نوع آخر (الحديث 1132) بنحوه . و الحديث عند: ابي داؤد في الصلاة، باب ما يقول الرجل في ركوعه و سجوده (الحديث 871) . والترمذي في الصلاة، باب ما جاء في التسبيح في الركوع و السجود (الحديث 262 و 263) . والنسائي في الافتتاح، تعوذ القارىء اذا مر بآية عذاب (الحديث 1007)، و في التطبيق، باب الذكر في الركوع (الحديث 1045) و ابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب ما يقول بين السجدتين (الحديث 897)، وباب ما جاء في القراءة في صلاة الليل (الحديث 1351) . تحفة الاشراف (3351) .

نے سورۂ آل عمران پڑھنی شروع کر دی' پھر آپ ﷺ نے اس کی تلاوت کی' اسے ٹھہر ٹھہر کر پڑھا' جب آپ ﷺ کسی ایسی آیت کی تلاوت کرتے جس میں اللہ تعالیٰ کی پاکی کا تذکرہ ہوتا تو آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتے' جب کسی ایسی آیت کی تلاوت کرتے' جس میں کوئی چیز مانگنے کا تذکرہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ سے وہ چیز مانگتے تھے' جب کوئی ایسی آیت تلاوت کرتے جس میں کسی چیز سے پناہ مانگنے کا تذکرہ ہوتا تو اُس چیز سے پناہ مانگتے تھے' پھر آپ ﷺ رکوع میں چلے گئے اور آپ ﷺ نے سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ پڑھا' آپ ﷺ کا رکوع تقریباً اتنا ہی تھا' جتنا طویل آپ ﷺ نے قیام کیا تھا' پھر آپ ﷺ نے اپنا سر مبارک اُٹھایا اور سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ پڑھا' تو اب آپ ﷺ کا یہ قیام اتنا ہی طویل تھا جتنا طویل آپ نے رکوع کیا تھا' پھر آپ ﷺ سجدے میں چلے گئے اور سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى پڑھتے رہے' آپ ﷺ کا سجدہ تقریباً اتنا ہی طویل تھا جتنا آپ ﷺ نے رکوع کیا تھا۔

1664 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ قَالَ اَنْبَاَنَا النَّضْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمَرْوَزِيُّ - ثِقَةٌ - قَالَ حَدَّثَنَا الْعَلَاءُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ يَزِيدَ الْاَنْصَارِيِّ عَنْ حُذَيْفَةَ اَنَّهُ صَلّٰى مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَمَضَانَ فَرَكَعَ فَقَالَ فِي رُكُوْعِهِ "سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ" - مِثْلَ مَا كَانَ قَائِمًا ثُمَّ جَلَسَ يَقُوْلُ "رَبِّ اغْفِرْ لِيْ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ" - مِثْلَ مَا كَانَ قَائِمًا ثُمَّ سَجَدَ فَقَالَ "سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى" - مِثْلَ مَا كَانَ قَائِمًا فَمَا صَلّٰى اِلَّا اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ حَتّٰى جَآءَ بِلَالٌ اِلَى الْغَدَاةِ .

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ هٰذَا الْحَدِيْثُ عِنْدِيْ مُرْسَلٌ وَّطَلْحَةُ بْنُ يَزِيْدَ لَا اَعْلَمُهُ سَمِعَ مِنْ حُذَيْفَةَ شَيْئًا وَّغَيْرُ الْعَلَاءِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ عَنْ طَلْحَةَ عَنْ رَّجُلٍ عَنْ حُذَيْفَةَ .

☆☆ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ انہوں نے رمضان میں نبی اکرم ﷺ کی اقتداء میں نماز ادا کی' نبی اکرم ﷺ رکوع میں گئے' تو آپ ﷺ نے رکوع میں سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ پڑھا اور اتنی دیر پڑھتے رہے' جتنی دیر آپ ﷺ نے قیام کیا تھا' پھر آپ ﷺ بیٹھ گئے اور آپ ﷺ یہ دعا مانگتے رہے:

"اے میرے پروردگار! میری مغفرت کر دے! اے میرے پروردگار! میری مغفرت کر دے!" ۔

یہ دعا آپ ﷺ اتنی دیر تک مانگتے رہے' جتنی دیر آپ ﷺ نے قیام کیا تھا' پھر آپ ﷺ سجدے میں چلے گئے' تو آپ ﷺ نے سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى پڑھا اور اتنی دیر پڑھتے رہے' جتنی دیر آپ ﷺ نے قیام فرمایا تھا' نبی اکرم ﷺ نے (اس رات میں) چار رکعات ادا کیں' یہاں تک کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کو فجر کی نماز کے لیے بلانے آ گئے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: میرے نزدیک یہ روایت "مرسل" ہے' چونکہ میرے علم کے مطابق طلحہ بن یزید نامی راوی نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے کوئی حدیث نہیں سنی ہے۔

اس روایت کے راوی علاء بن مسیب کے علاوہ باقی تمام محدثین نے اس روایت کو طلحہ کے حوالے سے ایک شخص کے

1664-انفرد به النسائي . والحديث عند النسائي في الافتتاح، مسالة القارىء اذا مر بآية رحمة (الحديث 1008) . وابن ماجه في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب ما يقول بين السجدتين (الحديث 897) . تحفة الاشراف (3358) .

حوالے سے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔

26 - باب كَيْفَ صَلَاةُ اللَّيْلِ

باب: رات کی نماز کیسے ادا کی جائے گی؟

1665 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ وَّعَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَا حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ اَنَّهُ سَمِعَ عَلِيًّا الْاَزْدِيَّ اَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "صَلَاةُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ مَثْنٰى مَثْنٰى" .

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ هٰذَا الْحَدِيْثُ عِنْدِيْ خَطَاٌ وَّاللّٰهُ تَعَالٰى اَعْلَمُ .

☆☆ یعلیٰ بن عطاء بیان کرتے ہیں' انہوں نے علی ازدی کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا: انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہوئے سنا (نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:)

"رات کی نماز اور دن کی نماز دو' دو کر کے ادا کی جائے گی" (جہاں نفل نماز مراد ہے)۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: میرے نزدیک یہ روایت غلط ہے' باقی اللہ بہتر جانتا ہے۔

1666 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَّنْصُوْرٍ عَنْ حَبِيْبٍ عَنْ طَاوُسٍ قَالَ قَالَ ابْنُ عُمَرَ سَاَلَ رَجُلٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَلَاةِ اللَّيْلِ فَقَالَ "مَثْنٰى مَثْنٰى فَاِذَا خَشِيْتَ الصُّبْحَ فَوَاحِدَةٌ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' ایک شخص نے نبی اکرم ﷺ سے رات کی نماز کے بارے میں دریافت کیا' تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"وہ دو' دو کر کے ادا کی جائے گی' جب تمہیں صبح صادق (قریب ہونے) کا اندیشہ ہو' تو تم ایک رکعت ادا کر کے اُسے وتر کر لو"۔

1667 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ وَمُحَمَّدُ بْنُ صَدَقَةَ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ عَنِ الزُّبَيْدِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "صَلَاةُ اللَّيْلِ مَثْنٰى مَثْنٰى فَاِذَا خِفْتَ الصُّبْحَ فَاَوْتِرْ بِوَاحِدَةٍ" .

☆☆ سالم اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

1665-اخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب في صلاة النهار (الحديث 1295) . واخرجه الترمذي في الصلاة، باب ما جاء ان صلاة الليل و النهار مثنى مثنى (الحديث 597) . و اخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب ما جاء في صلاة الليل و النهار مثنى مثنى (الحديث 1322) . تحفة الاشراف (7349) .

1666-اخرجه مسلم في صلاة المسافرين و قصرها، باب صلاة الليل مثنى مثنى و الوتر ركعة من آخر الليل (الحديث 146) . و اخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب ما جاء في صلاة الليل ركعتين (الحديث 1320) . تحفة الاشراف (7099) .

1667-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (6930) .

''رات کی نماز دو دو کر کے ادا کی جائے گی' جب تمہیں (صبح صادق) کا اندیشہ ہو' تو تم ایک رکعت کے ذریعے انہیں وتر کرلو''۔

1668 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ اَبِىْ لَبِيْدٍ عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ يُسْاَلُ عَنْ صَلَاةِ اللَّيْلِ فَقَالَ "مَثْنٰى مَثْنٰى فَاِذَا خِفْتَ الصُّبْحَ فَاَوْتِرْ بِرَكْعَةٍ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' میں نے نبی اکرم ﷺ کو منبر پر ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے' آپ ﷺ سے رات کی نماز کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

''یہ دو دو کر کے ادا کی جائے گی اور جب تمہیں صبح (صادق قریب ہونے) کا خوف ہو' تو تم ایک رکعت کے ذریعے اُسے طاق کرلو''۔

1669 - اَخْبَرَنَا مُوْسٰى بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يُوْنُسَ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الْحُرِّ قَالَ حَدَّثَنَا نَافِعٌ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ اَخْبَرَهُمْ اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَلَاةِ اللَّيْلِ قَالَ "مَثْنٰى مَثْنٰى فَاِنْ خَشِىَ اَحَدُكُمُ الصُّبْحَ فَلْيُوْتِرْ بِوَاحِدَةٍ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' ایک شخص نے نبی اکرم ﷺ سے رات کی نماز کے بارے میں دریافت کیا' تو آپ ﷺ نے فرمایا:

''یہ دو دو کر کے ادا کی جائے گی اور جب کسی شخص کو صبح صادق قریب ہونے کا اندیشہ ہو' تو وہ ایک رکعت کے ذریعے اُسے طاق کرلے''۔

1670 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "صَلَاةُ اللَّيْلِ مَثْنٰى مَثْنٰى فَاِذَا خِفْتَ الصُّبْحَ فَاَوْتِرْ بِوَاحِدَةٍ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما' نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''رات کی نماز دو دو کر کے ادا کی جائے گی' جب تمہیں صبح صادق قریب ہونے کا اندیشہ ہو' تو تم ایک رکعت کے ذریعے اُسے طاق کرلو''۔

1671 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُغِيْرَةِ قَالَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ عَنْ شُعَيْبٍ عَنِ الزُّهْرِىِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَاَلَ رَجُلٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ صَلَاةُ اللَّيْلِ فَقَالَ "صَلَاةُ

1668-اخرجه النسائى فى قيام الليل و تطوع النهار، باب كيف الوتر بواحدة (الحديث 1694) واخرجه ابن ماجه فى اقامة الصلاة و السنة فيها، باب ما جاء فى صلاة الليل ركعتين (الحديث 1320) . تحفة الاشراف (8585) .

1669-انفرد به النسائى . تحفة الاشراف (7646) .

1670-اخرجه الترمذى فى الصلاة، باب ما جاء ان صلاة الليل مثنى مثنى (الحديث 437) مطولًا . و اخرجه ابن ماجه فى اقامة الصلاة والسنة فيها، باب ما جاء فى صلاة الليل ركعتين (الحديث 1319) مختصرًا . تحفة الاشراف (8288) .

اللَّيْلِ مَثْنٰى مَثْنٰى فَاِذَا خِفْتَ الصُّبْحَ فَاَوْتِرْ بِوَاحِدَةٍ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' ایک مسلمان نے نبی اکرم ﷺ سے سوال کیا: رات کی نماز کیسے ادا کی جائے گی؟ تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''رات کی نماز دو دو کر کے ادا کی جائے گی' اگر تمہیں صبح صادق قریب ہونے کا اندیشہ ہو' تو تم ایک رکعت کے ذریعے اُسے طاق کرلو''۔

1672 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَخِىْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَمِّهٖ قَالَ اَخْبَرَنِىْ حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ اَخْبَرَهٗ اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَلَاةِ اللَّيْلِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "صَلَاةُ اللَّيْلِ مَثْنٰى مَثْنٰى فَاِذَا خَشِيْتَ الصُّبْحَ فَاَوْتِرْ بِوَاحِدَةٍ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' ایک شخص نے نبی اکرم ﷺ سے رات کی نماز کے بارے میں دریافت کیا' تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''رات کی نماز دو دو کر کے ادا کی جائے گی' جب تمہیں صبح صادق قریب ہونے کا اندیشہ ہو' تو تم ایک رکعت کے ذریعے اُسے طاق کرلو''۔

1673 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ الْهَيْثَمِ قَالَ حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِىْ عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ اَنَّ ابْنَ شِهَابٍ حَدَّثَهٗ اَنَّ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ وَحُمَيْدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَاهُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ صَلَاةُ اللَّيْلِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "صَلَاةُ اللَّيْلِ مَثْنٰى مَثْنٰى فَاِذَا خِفْتَ الصُّبْحَ فَاَوْتِرْ بِوَاحِدَةٍ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' ایک شخص کھڑا ہوا' اس نے عرض کی: یارسول اللہ! رات کی نماز کیسے ادا کی جائے گی۔

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''رات کی نماز دو دو کر کے ادا کی جائے گی' اگر تمہیں صبح صادق قریب ہونے کا اندیشہ ہو' تو تم ایک رکعت کے ذریعے (اپنے نوافل کو) طاق کرلو''۔

1671-اخرجه البخارى فى التهجد، باب كيف صلاة النبى صلى الله عليه وسلم و كم كان النبى صلى الله عليه وسلم يصلى من الليل (الحديث 1137) . تحفة الاشراف (6843) .

1672-اخرجه مسلم فى صلاة المسافرين و قصرها، باب صلاة الليل مثنى مثنى و الوتر ركعة من آخر الليل (الحديث 147) . و اخرجه النسائى فى قيام الليل و تطوع النهار، باب كيف صلاة الليل (الحديث 1673) . تحفة الاشراف (6710) .

1673-تقدم فى قيام الليل و تطوع النهار، باب كيف صلاة الليل (الحديث 1672) .

27 - باب الْاَمْرِ بِالْوِتْرِ

باب: وتر (ادا کرنے) کا حکم

1674 - اَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ اَبِىْ بَكْرِ بْنِ عَيَّاشٍ عَنْ اَبِىْ اِسْحَاقَ عَنْ عَاصِمٍ - وَهُوَ ابْنُ ضَمْرَةَ - عَنْ عَلِيٍّ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اَوْتَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ "يَا اَهْلَ الْقُرْاٰنِ اَوْتِرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ وِتْرٌ يُحِبُّ الْوِتْرَ" .

☆☆ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وتر کی نماز ادا کی' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
"اے اہل قرآن! (یعنی ایمان والو!) وتر ادا کیا کرو' کیونکہ اللہ تعالیٰ وتر ہے اور وہ وتر کو پسند کرتا ہے"۔

شرح

وتر کی نماز کا بیان

وتر کا حکم

وتر کے بارے میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے تین طرح کی روایات منقول ہیں۔

مسئلہ: ایک روایت کے مطابق یہ فرض ہیں' دوسری روایت کے مطابق یہ سنت مؤکدہ ہیں اور تیسری روایت کے مطابق یہ واجب ہیں اور یہی اُن کا آخری قول ہے اور یہی قول صحیح ہے۔(محیط سرخسی)

مسئلہ: اگر وتر کی نماز سنت ہوتی اور عشاء کی نماز کے تابع ہوتی' تو اسے رات کے آخری حصے تک مؤخر کرنا مکروہ ہوتا' جس طرح عشاء کی سنتوں کو رات کے آخری حصے تک مؤخر کرنا مکروہ ہے۔(تبیین)

مسئلہ: جو شخص کھڑے ہو کر وتر ادا کرنے پر قادر ہو' اُس کے لیے بیٹھ کر وتر ادا کرنا یا کسی عذر کے بغیر سواری پر وتر ادا کرنا جائز نہیں ہے۔(محیط سرخسی)

وتر کی قضا لازم ہے

مسئلہ: اگر کوئی شخص بھول کر یا جان بوجھ کر اسے ترک کر دیتا ہے' تو اُس پر قضاء کرنا لازم ہوگا' خواہ کتنا ہی عرصہ کیوں نہ گزر چکا ہو۔

مسئلہ: اسی طرح وتر کی نماز وتر کی نیت کے بغیر ادا نہیں ہوتی۔(الکفایہ)

مسئلہ: وتر کی قضاء پڑھتے ہوئے دعائے قنوت بھی پڑھی جائے گی۔(محیط)

1674-اخرجه ابو داؤد فی الصلاة، باب استحباب الوتر (الحديث 1417) . واخرجه الترمذی فی الصلاة، باب ما جاء ان الوتر ليس بحتم (الحديث 453) مطولاً . واخرجه ابن ماجه فی اقامة الصلاة والسنة فيها، باب ما جاء فی الوتر (الحديث 1169) مطولاً والحديث عند الترمذی فی الصلاة، باب ما جاء ان الوتر ليس بحتم (الحديث 454) . والنسائی فی قيام الليل و تطوع النهار، باب الامر بالوتر (الحديث 1675) . تحفة الاشراف (10135) .

وتر کا مستحب وقت

مسئلہ: مستحب یہ ہے: وتر کی نماز کو رات کے آخری حصے تک مؤخر کر دیا جائے گا' جس طرح عشاء کی سنتوں کو اس وقت تک مؤخر کرنا مکروہ ہوتا ہے۔(تبیین)

مسئلہ: وتر کی تین رکعات ہیں' جن کے درمیان سلام پھیر کر فصل نہیں کیا جائے گا۔(الہدایہ)

مسئلہ: صحیح قول کے مطابق وتر میں دعائے قنوت پڑھنا واجب ہے۔(الجوہرہ النیرہ)

مسئلہ: جب آدمی تیسری رکعت میں قرأت کر کے فارغ ہوگا' تو وہ تکبیر کہے گا' پھر دونوں ہاتھ کانوں تک بلند کرے گا اور رکوع میں جانے سے پہلے دعائے قنوت پڑھے گا۔

مسئلہ: ایسا پورا سال کرے گا' قنوت میں قیام کی مقدار اتنی ہے' جتنی دیر میں سورۂ انشقاق کی تلاوت کی جاتی ہے۔(المحیط)

دعائے قنوت پڑھنا

مسئلہ: فقہاء کے درمیان اس مسئلے میں اختلاف پایا جاتا ہے کہ دعائے قنوت پڑھتے ہوئے ہاتھ کھلے چھوڑ دے گا یا اُنہیں باندھ لے گا۔ مختار یہ ہے: وہ اُنہیں باندھ لے گا۔(فتاویٰ قاضی خان)

مسئلہ: دعائے قنوت کے بارے میں مختار طریقہ یہ ہے: امام اور مقتدی اُسے پست آواز میں پڑھیں گے۔(النہایہ)

مسئلہ: تنہا نماز ادا کرنے والا شخص بھی اسے پست آواز میں پڑھے گا' یہی قول مختار ہے۔(شرح مجمع البحرین لابن الملک)

مسئلہ: قنوت میں کوئی متعین دعا لازم نہیں ہے۔(تبیین)

مسئلہ: تاہم زیادہ بہتر یہ ہے: آدمی یہ دعا پڑھے:

"اے اللہ! ہم تجھ سے مدد مانگتے ہیں"۔

اور اس کے بعد یہ دعا پڑھے:

"اے اللہ! جنہیں تُو نے ہدایت نصیب کی ہے' اُن میں مجھے بھی ہدایت نصیب کر دے"۔

جو شخص دعائے قنوت اچھی طرح سے نہیں پڑھ سکتا' وہ یہ پڑھ لے گا:

"اے اللہ! تو ہمیں دنیا میں بھی بھلائی عطاء کر اور آخرت میں بھی بھلائی عطاء کر اور ہمیں جہنم کے عذاب سے بچا لے"۔(محیط)

مسئلہ: یا پھر وہ یہ پڑھ لے گا:

"اے اللہ! ہماری مغفرت کر دے"۔

وہ ان کلمات کو تین مرتبہ دُہرائے گا۔ شیخ ابواللیث سمرقندی نے اسے اختیار کیا ہے۔(سراجیہ)

مسئلہ: اگر کوئی شخص دعائے قنوت پڑھنی بھول جاتا ہے اور اسے رکوع میں جا کر یہ بات یاد آتی ہے' تو صحیح یہ ہے: وہ رکوع میں دعا نہیں پڑھے گا اور واپس قیام کی طرف بھی نہیں جائے گا۔(تاتارخانیہ)

مسئلہ: اگر وہ شخص قیام کی طرف واپس چلا جاتا ہے اور دعائے قنوت پڑھتا ہے اور دوبارہ رکوع نہیں کرتا تو اُس کی نماز فاسد نہیں ہوگی۔ (بحرالرائق)

مسئلہ: قنوت میں نبی اکرم ﷺ پر درود نہیں بھیجا جائے گا' ہمارے مشائخ نے اسی کو اختیار کیا ہے۔ (ظہیریہ)

مسئلہ: وتر کی قنوت میں مقتدی امام کی متابعت کرے گا' اگر مقتدی کے فارغ ہونے سے پہلے ہی امام رکوع میں چلا جاتا ہے' تو مقتدی اُس کی پیروی کرتے ہوئے رکوع میں چلا جائے گا' اگر امام قنوت پڑھے بغیر رکوع میں چلا جاتا ہے اور مقتدی نے قنوت نہیں پڑھی تو اگر اُسے یہ اندیشہ ہو کہ رکوع فوت ہو جائے گا' تو وہ رکوع میں چلا جائے گا' اگر یہ اندیشہ نہ ہو تو قنوت پڑھنے کے بعد رکوع میں جائے گا۔ (خلاصہ)

وتر کے دوران شک لاحق ہونا

مسئلہ: اگر کسی شخص کو وتر کی نماز کے دوران یہ شک لاحق ہو جاتا ہے کہ وہ کون سی رکعت ادا کر رہا ہے؟ تو جس رکعت میں ہے اُس میں دعائے قنوت پڑھ کر قعدہ کرے گا پھر کھڑا ہو جائے گا اور اس کے بعد دو رکعتیں دو قعدوں کے ساتھ ادا کرے گا اور دونوں میں احتیاط کے پیشِ نظر قنوت پڑھ لے گا' ایک قول یہ بھی ہے کہ کسی بھی رکعت میں قنوت نہیں پڑھے گا' تاہم پہلا قول زیادہ درست ہے' کیونکہ قنوت واجب ہے اور جب کسی چیز کے واجب ہونے یا غلط ہونے کے بارے میں شک ہو جائے تو احتیاطاً اُسے ادا کر لینا چاہیے۔ (محیط سرخسی)

مسئلہ: مسبوق شخص کو چاہیے کہ امام کے ساتھ قنوت پڑھے' اُس کے بعد نہ پڑھے۔ (منیہ)

مسئلہ: اگر امام نے قنوت پڑھ لی تو جب اپنی باقی نماز ادا کر لے گا' اُس میں دعائے قنوت نہیں پڑھے گا۔ (محیط سرخسی)

مسئلہ: سب حضرات اسی بات کے قائل ہیں۔ (مضمرات)

مسئلہ: اگر کوئی شخص رکوع کی تیسری رکعت میں شریک ہوا اور اُس نے امام کے ساتھ قنوت نہیں پڑھی تو جب بعد میں وہ اپنی بقیہ نماز ادا کرے گا' تو قنوت نہیں پڑھے گا۔ (محیط)

مسئلہ: وتر کی نماز کے علاوہ اور کسی نماز میں قنوت نہیں پڑھی جائے گی' متون میں یہی بات تحریر ہے۔

مسئلہ: اگر آدمی کسی ایسے شخص کی اقتداء میں وتر ادا کرتا ہے' جو رکوع کے بعد قومہ کے دوران دعائے قنوت پڑھتا ہے حالانکہ مقتدی اس بات کا قائل نہیں ہے' تو وہ ایسی صورت میں امام کے مطابق عمل کرے گا۔ (قاضی خان)

مسئلہ: اگر امام فجر کی نماز میں قنوت پڑھتا ہے' تو مقتدی کو چاہیے کہ وہ خاموش رہے۔ (الہدایہ)

•••———•••———•••

1675 - اَخْبَرَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِیْلَ بْنِ اِبْرَاهِیْمَ عَنْ اَبِیْ نُعَیْمٍ عَنْ سُفْیَانَ عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ عَنْ عَاصِمِ

1675-اخرجه الترمذي في الصلاة، باب ما جاء ان الوتر ليس بحتم (الحديث 453) . مطولا و (الحديث 454) . واخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب ما جاء في الوتر (الحديث 1169) مطولاً . والحديث عند: ابي داؤد في الصلاة، باب استحباب الوتر (الحديث 1416) . والنسائي في قيام الليل و تطوع النهار، باب الامر بالوتر (الحديث 1674) . تحفة الاشراف (10135) .

بْنِ ضَمْرَةَ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ الْوِتْرُ لَيْسَ بِحَتْمٍ كَهَيْئَةِ الْمَكْتُوبَةِ وَلٰكِنَّهُ سُنَّةٌ سَنَّهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

☆☆ حضرت علی رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں: فرض نماز کی طرح وتر لازمی نہیں ہیں' بلکہ یہ سنت ہیں' جسے نبی اکرم ﷺ نے مقرر کیا ہے۔

28 - باب الْحَثِّ عَلَى الْوِتْرِ قَبْلَ النَّوْمِ

باب: سونے سے پہلے وتر ادا کرنے کی ترغیب

1676 - اَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ سَلْمٍ وَّمُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ شَقِيْقٍ عَنِ النَّضْرِ بْنِ شُمَيْلٍ قَالَ اَنْبَاَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِیْ شِمْرٍ عَنْ اَبِیْ عُثْمَانَ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ اَوْصَانِیْ خَلِيْلِیْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِثَلَاثٍ النَّوْمِ عَلٰى وِتْرٍ وَّصِيَامِ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ مِّنْ كُلِّ شَهْرٍ وَّرَكْعَتَيِ الضُّحٰى .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میرے خلیل (نبی اکرم ﷺ) نے مجھے تین چیزوں کی تلقین کی تھی:
''وتر ادا کرنے کے بعد سونا' ہر مہینے میں تین روزے رکھنا اور چاشت کے وقت دو رکعات ادا کرنا''۔

شرح

اس روایت میں جو یہ بات مذکور ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے سونے سے پہلے وتر کی نماز ادا کرنے کی ترغیب دی تھی۔ علماء نے اس کے بارے میں یہ بات بیان کی ہے: یہ اس شخص کے لئے ہے جس کو یہ اندیشہ ہو کہ وہ رات کے آخری حصے میں بیدار نہیں ہو سکے گا۔ البتہ جو شخص رات کے آخری حصے میں بیدار ہو کر نوافل ادا کرنے کا پابند ہو اس کے لئے اس بات کی اجازت ہے کہ وہ سو جائے اور رات کے آخری حصے میں وتر کی نماز ادا کرے' جس طرح نبی اکرم ﷺ رات کے آخری حصے میں وتر کی نماز ادا کرتے تھے۔ جس طرح نبی اکرم ﷺ کے آخری حصے میں نوافل ادا کرنے کی بعد وتر کی نماز ادا کیا کرتے تھے۔

اسی طرح حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ حدیث امام نسائی نے آگے چل کر حدیث نمبر 1682 کے تحت نقل کی ہے: نبی اکرم ﷺ سے وتر کی نماز کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
''صبح صادق سے کچھ پہلے وتر ادا کیا کرو''۔

امام ابوحنیفہ کے نزدیک وتر کی نماز ادا کرنا واجب ہے' جبکہ امام ابویوسف اور امام محمد کے نزدیک یہ ایسی سنت مؤکدہ ہے' جسے ترک کرنے کی اجازت کسی کے لئے نہیں تاہم یہ واجب بھی نہیں ہے۔

1676-اخرجه البخاري في التهجد، باب صلاة الضحى في الحضر (الحديث 1178) بنحوه، و في الصوم، باب صيام البيض (الحديث 1981) بنحوه . واخرجه مسلم في صلاة المسافرين و قصرها، باب استحباب صلاة الضحى وان اقلها ركعتان و اكملها ثمان ركعات واوسطها اربع ركعات اوست والحث على المحافظة عليها (الحديث 85) بنحوه . و اخرجه النسائي في قيام الليل وتطوع النهار، باب الحث على الوتر قبل النوم (الحديث 1677) . تحفة الاشراف (13618) .

امام مالک' سفیان ثوری اور لیث بن سعد نے اسے سنت قرار دیا ہے امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ نماز فرض نہیں ہے۔

•••———•••———•••

1677 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ثُمَّ ذَكَرَ كَلِمَةً مَعْنَاهَا عَنْ عُثْمَانَ الْجُرَيْرِيِّ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا عُثْمَانَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ اَوْصَانِيْ خَلِيْلِيْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِثَلَاثٍ الْوِتْرِ اَوَّلَ اللَّيْلِ وَرَكْعَتَيِ الْفَجْرِ وَصَوْمِ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ مِّنْ كُلِّ شَهْرٍ .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میرے خلیل (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم) نے مجھے تین چیزوں کی تلقین کی تھی: رات کے ابتدائی حصے میں وتر ادا کر لینا' فجر کی دو سنتیں ادا کرنا اور ہر مہینے تین روزے رکھنا۔

29 - باب نَهْيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْوِتْرَيْنِ فِيْ لَيْلَةٍ

باب: ایک ہی رات میں دو مرتبہ وتر کی نماز ادا کرنے کی ممانعت

1678 - اَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ مُلَازِمِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بَدْرٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ طَلْقٍ قَالَ زَارَنَا اَبِيْ طَلْقُ بْنُ عَلِيٍّ فِيْ يَوْمٍ مِّنْ رَمَضَانَ فَاَمْسَى بِنَا وَقَامَ بِنَا تِلْكَ اللَّيْلَةَ وَاَوْتَرَ بِنَا ثُمَّ انْحَدَرَ اِلَى مَسْجِدٍ فَصَلَّى بِاَصْحَابِهِ حَتّٰى بَقِيَ الْوِتْرُ ثُمَّ قَدَّمَ رَجُلًا فَقَالَ لَهُ اَوْتِرْ بِهِمْ فَاِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "لَا وِتْرَانِ فِيْ لَيْلَةٍ" .

☆☆ حضرت قیس بن طلق بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ رمضان کے ایک دن میرے والد حضرت طلق بن علی ہمارے ہاں تشریف لائے' وہ شام تک ہمارے ہاں رہے' اس رات کو انہوں نے ہمیں نماز پڑھائی' انہوں نے ہمیں وتر کی نماز بھی پڑھادی' پھر وہ مسجد کی طرف تشریف لے گئے' وہاں انہوں نے اپنے اصحاب کو نماز پڑھائی' یہاں تک کہ صرف وتر کی نماز باقی رہ گئی' پھر انہوں نے ایک شخص کو آگے کیا اور اُس سے فرمایا: تم انہیں وتر کی نماز پڑھادو' کیونکہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے' "ایک رات میں دو مرتبہ وتر ادا نہیں کیے جاسکتے"۔

30 - باب وَقْتِ الْوِتْرِ

باب: وتر (کی نماز) کا وقت

1679 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِيْ اِسْحَاقَ عَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ سَاَلْتُ عَائِشَةَ عَنْ صَلَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ كَانَ يَنَامُ اَوَّلَ اللَّيْلِ ثُمَّ يَقُوْمُ فَاِذَا كَانَ مِنَ السَّحَرِ اَوْتَرَ ثُمَّ اَتٰى فِرَاشَهُ فَاِذَا كَانَ لَهُ حَاجَةٌ اَلَمَّ بِاَهْلِهِ فَاِذَا سَمِعَ الْاَذَانَ وَثَبَ فَاِنْ كَانَ جُنُبًا اَفَاضَ عَلَيْهِ مِنَ الْمَاءِ وَاِلَّا تَوَضَّاَ ثُمَّ خَرَجَ اِلَى الصَّلَاةِ .

• مختصر اختلاف العلماء مسئلہ وتر کا واجب ہونا

1677-تقدم في قيام الليل وتطوع النهار، باب الحث على الوتر قبل النوم (الحديث 1676) .

1678-اخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب في نقض الوتر (الحديث 1439) . واخرجه الترمذي في الصلاة، باب ما جاء لا وتران في ليلة (الحديث 470) مختصرًا . تحفة الاشراف (5024) .

1679-اخرجه البخاري في التهجد، باب من نام اول الليل و احيى آخره (الحديث 1146) بمعناه . واخرجه الترمذي في الشمائل، باب ما جاء في عبادة رسول الله صلى الله عليه وسلم (الحديث 251) . تحفة الاشراف (16029) .

☆☆ اسود بن یزید بیان کرتے ہیں' میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے بارے میں دریافت کیا' تو انہوں نے فرمایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رات کے ابتدائی حصے میں سو جاتے تھے' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نوافل ادا کرتے رہتے تھے' یہاں تک کہ جب سحری کا وقت قریب ہوتا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم وتر ادا کر لیتے تھے' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بستر پر تشریف لے آتے تھے' اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ضرورت محسوس ہوتی' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اہلیہ کے ساتھ صحبت کر لیتے تھے' پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اذان کی آواز سنتے تو تیزی سے اٹھتے تھے۔ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم جنابت کی حالت میں ہوتے تو غسل کر لیتے تھے' ورنہ وضو کر کے نماز کے لیے تشریف لے جاتے تھے۔

شرح

وتر کے وقت کی دو صورتیں ہیں۔ ایک اس کا اصل وقت اور دوسرا اس کا مستحب وقت۔

جمہور کے نزدیک اس کا وقت عشاء کی نماز کے بعد سے شروع ہو کر صبح صادق تک رہتا ہے اس لئے عشاء کی نماز سے پہلے وتر ادا کرنا درست نہیں ہوگا۔ اگر کوئی شخص جان بوجھ کر یا بھول کر عشاء کی نماز سے پہلے وتر کی نماز ادا کر لیتا ہے' تو یہ وتر کی نماز شمار نہیں ہوگی۔

جمہور اس بات کے قائل ہیں' اگر کوئی شخص رات کے ابتدائی حصے میں وتر کی نماز ادا کر لیتا ہے' پھر اس کے بعد وہ نوافل ادا کرتا ہے تو وہ رات کے آخری حصے میں دوبارہ وتر کی نماز ادا نہیں کرے گا' کیونکہ ایک ہی رات میں دو مرتبہ وتر کی نماز ادا نہیں کی جاسکتی۔

•••———•••———•••

1680 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ اَبِيْ حَصِيْنٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ وَثَّابٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اَوْتَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اَوَّلِهِ وَآخِرِهِ وَاَوْسَطِهِ وَانْتَهٰى وِتْرُهُ اِلَى السَّحَرِ .

☆☆ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کے ابتدائی حصے میں بھی اور درمیانی حصے میں بھی (یعنی ہر حصے میں) وتر کی نماز ادا کی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وتر کی نماز کا آخری وقت صبح صادق کا وقت ہوتا تھا۔

1681 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ قَالَ مَنْ صَلّٰى مِنَ اللَّيْلِ فَلْيَجْعَلْ آخِرَ

1680-اخرجه مسلم في صلاة المسافرين و قصرها، باب صلاة الليل و عدد ركعات النبي صلى الله عليه وسلم في الليل و ان الوتر ركعة وان الركعة صلاة صحيحة (الحديث 137) . واخرجه الترمذي في الصلاة، باب ما جاء في الوتر من اول الليل و آخر (الحديث 456) . واخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب ما جاء في الوتر آخر الليل (الحديث 1185) . تحفة الاشراف (الحديث 17653) .

صَلَاتِهِ وِتْرًا فَإِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْمُرُ بِذٰلِكَ .

☆☆ نافع بیان کرتے ہیں' حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: جو شخص رات کے وقت نوافل ادا کرتا ہو اُسے اپنے نوافل کا اختتام وتر پر کرنا چاہیے' کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کا حکم دیا ہے۔

31 - باب الْاَمْرِ بِالْوِتْرِ قَبْلَ الصُّبْحِ

باب: صبح صادق ہونے سے پہلے وتر ادا کرنے کا حکم

1682 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ فَضَالَةَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا مُحَمَّدٌ - وَهُوَ ابْنُ الْمُبَارَكِ - قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ - وَهُوَ ابْنُ سَلَّامِ بْنِ اَبِيْ سَلَّامٍ - عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَبُوْ نَضْرَةَ الْعَوَقِيُّ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُوْلُ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْوِتْرِ فَقَالَ "اَوْتِرُوْا قَبْلَ الصُّبْحِ".

☆☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے وتر کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"صبح صادق ہونے سے پہلے وتر ادا کرلو"۔

1683 - اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ دُرُسْتَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اِسْمَاعِيْلَ الْقَنَّادُ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى - وَهُوَ ابْنُ اَبِيْ كَثِيْرٍ - عَنْ اَبِيْ نَضْرَةَ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اَوْتِرُوْا قَبْلَ الْفَجْرِ".

☆☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"صبح صادق ہونے سے پہلے وتر ادا کرلو"۔

32 - باب الْوِتْرِ بَعْدَ الْاَذَانِ

باب: (فجر کی) اذان کے بعد وتر ادا کرنا

1684 - اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْتَشِرِ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهُ كَانَ فِيْ مَسْجِدِ عَمْرِو بْنِ شُرَحْبِيْلَ فَاُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ فَجَعَلُوْا يَنْتَظِرُوْنَهُ فَجَاءَ فَقَالَ اِنِّيْ كُنْتُ اُوْتِرُ . قَالَ وَسُئِلَ عَبْدُ اللّٰهِ هَلْ بَعْدَ الْاَذَانِ وِتْرٌ قَالَ نَعَمْ وَبَعْدَ الْاِقَامَةِ . وَحَدَّثَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ نَامَ عَنِ الصَّلَاةِ حَتّٰى طَلَعَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ صَلّٰى .

☆☆ ابراہیم بن محمد اپنے والد کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: وہ عمرو بن شرحبیل کی مسجد میں موجود تھے' نماز کے لیے اقامت کہی گئی' لوگ ان کا انتظار کرنے لگے' وہ تشریف لائے' تو انہوں نے وضاحت کی کہ میں وتر کی نماز ادا کر رہا تھا۔ راوی بیان کرتے ہیں: حضرت عبداللہ سے دریافت کیا گیا' کیا اذان کے بعد بھی وتر ادا کیے جاسکتے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں! اقامت کے بعد بھی وتر ادا کیے جاسکتے ہیں۔

پھر انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ حدیث سنائی کہ ایک مرتبہ (فجر کی) نماز کے وقت سوئے رہ گئے تھے' یہاں تک کہ سورج نکل آیا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر (یعنی سورج نکلنے کے بعد) نماز ادا کی تھی۔

33 - باب الْوِتْرِ عَلَى الرَّاحِلَةِ

باب: سواری پر وتر ادا کرنا

1685 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ الْاَخْنَسِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُوْتِرُ عَلَى الرَّاحِلَةِ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سواری پر ہی وتر ادا کر لیتے تھے۔

شرح

امام ابوجعفر طحاوی تحریر کرتے ہیں: ہمارے فقہاء نے یہ بات بیان کی ہے۔ وتر کی نماز سواری پر ادا نہیں کی جاسکتی۔ امام مالک' سفیان ثوری' لیث بن سعد' امام اوزاعی' امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ یہ بیان کرتے ہیں' وتر کی نماز سواری پر ادا کی جاسکتی ہے خواہ سواری کا رخ کسی بھی سمت میں ہو' وہ یہ کہتے ہیں: سواری پر وتر کی نماز ادا کی جاسکتی ہے' البتہ فرض نماز اس طرح ادا نہیں کی جاسکتی۔

نافع نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا یہ بیان نقل کیا ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سواری پر نوافل ادا کر لیتے تھے' لیکن وتر کی نماز زمین پر ادا کیا کرتے تھے۔

مجاہد نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں یہ بات نقل کی ہے: وہ وتر کی نماز زمین پر ادا کیا کرتے تھے۔*

احناف اس بات کے قائل ہیں: وتر کی نماز میں تین رکعات ہیں ان کے درمیان سلام پھیر کر فصل نہیں کیا جائے گا' بلکہ تیسری رکعت کے آخر میں سلام پھیرا جائے گا۔ جس طرح مغرب کی نماز ادا کی جاتی ہے' یہاں تک کہ اگر کوئی شخص پہلے قعدہ کو بھول جاتا ہے' تو وہ دوبارہ قعدہ کی طرف نہیں جائے گا اگر وہ دوبارہ جائے گا' تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔

احناف کی دلیل سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے منقول یہ روایت ہے۔

1681-اخرجه مسلم في صلاة المسافرين و قصرها، باب صلاة الليل مثنى مثنى والوتر ركعة من آخر الليل (الحديث 150) . تحفة الاشراف (8297) .

1682-اخرجه مسلم في صلاة المسافرين و قصرها، باب صلاة الليل مثنى مثنى والوتر ركعة من آخر الليل (الحديث 160 و 161) . واخرجه الترمذي في الصلاة، باب ما جاء في مبادرة الصبح بالوتر (الحديث 468) . واخرجه النسائي في قيام الليل و تطوع النهار، باب الامر بالوتر قبل الصبح (الحديث 1683) . واخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب من نام عن وتر اونسيه (الحديث 1189) . تحفة الاشراف (4384) .

1683-تقدم في قيام الليل و تطوع النهار، باب الامر بالوتر قبل الصبح (الحديث 1682) .

1684-تقدم في المواقيت، فضل الصلاة لمواقيتها (الحديث 611) .

1685-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (7791) .

* مختصر اختلاف العلماء: مسئلہ سفر کے دوران سواری پر وتر ادا کرنے کا حکم

''نبی اکرم ﷺ تین رکعات وتر ادا کرتے تھے اور آپ ﷺ صرف ان کے آخر میں ہی سلام پھیرتے تھے''۔

وتر کی نماز کے بارے میں روایات میں بہت زیادہ لفظی اور معنوی اختلاف پایا جاتا ہے جسے امام نسائی نے آگے آنے والے ابواب میں تفصیل کے ساتھ نقل کیا ہے۔

علامہ ابن قدامہ حنبلی نے اس موضوع پر تفصیل سے بحث کی ہے۔ وہ تحریر کرتے ہیں: امام احمد بن حنبل نے یہ صراحت کی ہے کہ وتر کی ایک رکعت ہوتی ہے وہ یہ فرماتے ہیں: ہم ایک رکعت وتر کے قائل ہیں۔

یہ بات حضرت عثمان غنی ؓ، حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ، حضرت زید بن ثابت ؓ، حضرت عبداللہ بن عباس ؓ، حضرت عبداللہ بن عمر ؓ، حضرت عبداللہ بن زبیر ؓ، حضرت ابوموسیٰ اشعری ؓ، حضرت معاویہ ؓ، سیدہ عائشہ صدیقہ ؓ وغیرہ سے منقول ہے۔

سعید بن میسب، عطاء بن ابی رباح، امام مالک، امام اوزاعی، امام شافعی، اسحٰق بن راہویہ اور ابوثور اسی بات کے قائل ہیں۔*

وتر کے احکام پر بحث کرتے ہوئے علامہ ابن رشد تحریر کرتے ہیں۔ وتر کی نماز کے بارے میں پانچ حوالے سے علماء کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔ پہلا مسئلہ یہ ہے: وتر کی نماز کا حکم کیا ہے؟ دوسرا مسئلہ یہ ہے: وتر کی نماز کا طریقہ کیا ہے؟ تیسرا مسئلہ یہ ہے: وتر کی نماز کا وقت کیا ہے؟ چوتھا مسئلہ اس میں دعائے قنوت کا پڑھنا ہے؟

پانچواں مسئلہ سواری پر وتر کی نماز ادا کرنا ہے؟

جہاں تک وتر کی نماز کے حکم کا تعلق ہے تو اس سے پہلے ہم فرض نمازوں کی تعداد کے بارے میں بیان کر چکے ہیں۔

جہاں تک نماز وتر کے طریقے کا تعلق ہے تو اس بارے میں امام مالک یہ فرماتے ہیں: مستحب یہ ہے: وتر میں تین رکعات اس طرح ادا کی جائیں گی کہ ان کے درمیان میں ایک سلام کا فاصلہ ہو۔

امام ابوحنیفہ ؒ اس بات کے قائل ہیں، تینوں رکعات کو ایک ساتھ ادا کیا جائیگا اور ان کے درمیان سلام کا فاصلہ نہیں ہوگا۔

امام شافعی ؒ اس بات کے قائل ہیں، وتر کی ایک رکعت ہوگی۔

ان میں سے ہر ایک قول کو اسلاف اور تابعین کی تائید حاصل ہے اس اختلاف کا سبب یہ ہے: اس حوالے سے روایات میں اختلاف پایا جاتا ہے۔

سیدہ عائشہ صدیقہ ؓ بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ رات کے وقت گیارہ رکعات ادا کیا کرتے تھے جن میں سے ایک رکعت وتر ہوتی تھی۔

حضرت عبداللہ بن عمر ؓ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

* ملخص المغنی مسئلہ فصل، وتر کی ایک رکعت ہے، وتر کی رکعات کی تعداد اور ان کے درمیان سلام پھیرنے کا حکم

''رات کی نماز دو، دو کر کے ادا کی جائے گی جب تم دیکھو کہ صبح ہونے والی ہے تو تم ایک رکعت وتر پڑھ لو''۔

امام مسلم نے سیدہ عائشہ صدیقہ ؓ کے حوالے سے یہ روایت نقل کی ہے۔

''نبی اکرم ﷺ تیرہ رکعات ادا کیا کرتے تھے جن میں پانچ وتر ہوتے تھے آپ ﷺ ان میں سے صرف آخری رکعت میں قعدہ کیا کرتے تھے''۔

امام ابوداؤد نے حضرت ابوایوب انصاری ؓ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کیا ہے۔

''وتر ادا کرنا ہر مسلمان پر لازم ہے، جو شخص پانچ وتر ادا کرنا چاہے وہ ایسا کرے جو تین وتر ادا کرنا چاہے وہ ایسا کرے جو ایک رکعت وتر ادا کرنا چاہے وہ ایسا کرے''۔

امام ابوداؤد نے یہ روایت بھی نقل کی ہے نبی اکرم ﷺ سات، نو، پانچ رکعات وتر ادا کر لیا کرتے تھے۔

انہوں نے یہ روایت عبداللہ کے حوالے سے نقل کی ہے وہ کہتے ہیں میں نے سیدہ عائشہ صدیقہ ؓ سے دریافت کیا۔ نبی اکرم ﷺ وتر میں کتنی رکعات ادا کیا کرتے تھے؟ تو انہوں نے فرمایا: ''نبی اکرم ﷺ وتر کی نماز میں چار اور تین، چھ اور تین، آٹھ اور تین، دس اور تین (یعنی سات، نو، گیارہ، تیرہ رکعات) ادا کیا کرتے تھے نبی اکرم ﷺ سات سے کم اور تیرہ سے زیادہ وتر ادا نہیں کیا کرتے تھے''۔

حضرت عبداللہ بن عمر ؓ کی روایت کے یہ الفاظ ہیں نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

''مغرب دن کی نمازوں کا وتر ہے''۔*

•••———•••———•••

1686 - أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ الْحُرِّ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يُوتِرُ عَلَى بَعِيرِهِ وَيَذْكُرُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَفْعَلُ ذَلِكَ.

☆☆ نافع بیان کرتے ہیں، حضرت عبداللہ بن عمر ؓ اپنے اونٹ پر ہی وتر ادا کر لیتے تھے اور وہ اس بات کا تذکرہ کرتے تھے: نبی اکرم ﷺ بھی ایسا ہی کر لیا کرتے تھے۔

1687 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ قَالَ لِي ابْنُ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُوتِرُ عَلَى

* بدایۃ المجتہد، نماز وتر کے احکام

1686-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (7647) .

1687-اخرجه البخاري في الوتر، باب الوتر على الدابة (الحديث 999) مطولاً . و اخرجه مسلم في صلاة المسافرين و قصرها، باب جواز صلاة النافلة على الدابة في السفر حيث توجهت (الحديث 36) مطولاً . واخرجه الترمذي في الصلاة، باب ما جاء في الوتر على الراحلة (الحديث 472) مطولاً . واخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب ما جاء في الوتر على الراحلة (الحديث 1200) مطولاً . تحفة الاشراف (7085) .

التَّعْبِيرِ .

☆☆ سعید بن یسار بیان کرتے ہیں' حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے مجھ سے فرمایا: نبی اکرم ﷺ اونٹ پر وتر ادا کر لیتے تھے۔

34 - باب كَمِ الْوِتْرُ

باب: وتر کی تعداد کتنی ہے؟

1688 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ عَنْ أَبِي مِجْلَزٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "الْوِتْرُ رَكْعَةٌ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ رات کے آخری حصے میں ایک رکعت وتر ادا کرتے تھے۔

شرح

امام ابوجعفر طحاوی تحریر کرتے ہیں' ہمارے فقہاء نے یہ بات بیان کی ہے: وتر کی نماز میں تین رکعات ہوں گی اور ان کے صرف آخر میں سلام پھیرا جائے گا۔ اس میں رکوع میں جانے سے پہلے دعائے قنوت پڑھی جائے گی اور دعائے قنوت سے پہلے تکبیر کہتے ہوئے رفع یدین کیا جائے گا اور پھر دونوں ہاتھوں کو چھوڑ دیا جائے گا۔

امام ابویوسف سے یہ بات منقول ہے: وہ دعائے قنوت کے دوران دونوں ہاتھ بلند کر کے دعا مانگتے تھے۔

ابن قاسم نے امام مالک کا یہ قول نقل کیا ہے: وتر کی نماز کی تین رکعات ہیں ان میں دو رکعات پڑھنے کے بعد سلام پھیرا جائیگا۔

ابن وہب نے امام مالک کا یہ قول نقل کیا ہے: اگر کوئی شخص ایک وتر ادا کر لیتا ہے' تو ایسا کرنا اس کے لئے جائز ہے۔

ابن قاسم نے امام مالک کا یہ قول نقل کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں: میں رمضان میں یا رمضان کے علاوہ میں دعائے قنوت نہیں پڑھتا۔

ابن وہب نے امام مالک کا یہ قول نقل کیا ہے: اگر کوئی شخص ایک وتر ادا کر لیتا ہے' تو ایسا کرنا اس کے لئے جائز ہے۔

امام سفیان ثوری رحمہ اللہ کہتے ہیں: وتر کی تین رکعات ہیں' جن میں رکوع سے پہلے دعائے قنوت پڑھی جائے گی اگر تم چاہو تو ایک رکعت وتر بھی ادا کر سکتے ہو' اگر چاہو تو تین بھی ادا کر سکتے ہو اگر چاہو تو پانچ ادا کر لو' اگر چاہو تو سات ادا کر لو' اگر چاہو تو نو ادا کر لو۔ اگر چاہو تو گیارہ ادا کر لو' لیکن تم صرف اس کے آخر میں سلام پھیرو گے۔ *

1688-اخرجه مسلم في صلاة المسافرين و قصرها، باب صلاة الليل مثنى مثنى و الوتر ركعة من آخر الليل (الحديث 153 و 154 و 155) . واخرجه النسائي في قيام الليل و تطوع النهار، باب كم الوتر (الحديث 1689) . تحفة الاشراف (8558) .

• مختصر اختلاف العلماء مسئلہ وتر کا طریقہ

1689 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى وَمُحَمَّدٌ قَالاَ حَدَّثَنَا ثُمَّ ذَكَرَ كَلِمَةً مَعْنَاهَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي مِجْلَزٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "الْوِتْرُ رَكْعَةٌ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما' نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: وتر رات کے آخری حصے میں ایک رکعت ہے۔

1690 - أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَفَّانَ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَقِيقٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَجُلاً مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَلاَةِ اللَّيْلِ قَالَ "مَثْنَى مَثْنَى وَالْوِتْرُ رَكْعَةٌ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک دیہاتی نے نبی اکرم ﷺ سے رات کی نماز کے بارے میں دریافت کیا' تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اسے دو' دو کر کے ادا کیا جائے گا اور وتر رات کے آخری حصے میں ایک رکعت ہے"۔

35 - باب كَيْفَ الْوِتْرُ بِوَاحِدَةٍ

باب: ایک رکعت وتر کس طرح (ادا کی جائے گی؟)

1691 - أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "صَلاَةُ اللَّيْلِ مَثْنَى مَثْنَى فَإِذَا أَرَدْتَ أَنْ تَنْصَرِفَ فَارْكَعْ بِوَاحِدَةٍ تُوتِرُ لَكَ مَا قَدْ صَلَّيْتَ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما' نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: رات کی نماز دو' دو کر کے ادا کی جائے گی' جب تم اسے ختم کرنے کا ارادہ کرو' تو ایک رکعت ادا کر لو' تم نے جو بھی نماز ادا کی ہوگی' یہ اس کو وتر کر دے گی۔

1692 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ زِيَادٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "صَلاَةُ اللَّيْلِ مَثْنَى مَثْنَى وَالْوِتْرُ رَكْعَةٌ وَاحِدَةٌ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: رات کی نماز دو' دو کر کے ادا کی جائے گی اور وتر کی ایک رکعت ہوگی۔

1693 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنِ ابْنِ

1689-تقدم في قيام الليل و تطوع النهار، باب كم الوتر (الحديث 1688) .

1690-اخرجه مسلم في صلاة المسافرين و قصرها، باب صلاة الليل مثنى مثنى والوتر ركعة من آخر الليل (الحديث 148) مطولاً . و اخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب كم الوتر (الحديث 1421) . تحفة الاشراف (7267) .

1691-اخرجه البخاري في الوتر، باب ما جاء في الوتر (الحديث 993) . تحفة الاشراف (7374) .

1692-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (7657) .

الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَلَاةِ اللَّيْلِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "صَلَاةُ اللَّيْلِ مَثْنٰى مَثْنٰى فَاِذَا خَشِيَ اَحَدُكُمُ الصُّبْحَ صَلّٰى رَكْعَةً وَاحِدَةً تُوْتِرُ لَهٗ مَا قَدْ صَلّٰى".

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' ایک شخص نے نبی اکرم ﷺ سے رات کے نوافل کے بارے میں دریافت کیا' تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"رات کی نماز دو' دو کر کے ادا کی جائے گی' پھر جب کسی شخص کو صبح صادق قریب ہونے کا اندیشہ ہو' تو وہ ایک رکعت ادا کرے گا' یہ اس کی ادا کی ہوئی نماز کو وتر کر دے گی"۔

1694 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ فَضَالَةَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ - يَعْنِي ابْنَ الْمُبَارَكِ - قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ - وَهُوَ ابْنُ سَلَّامٍ - عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَنَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ سَمِعَهٗ يَقُوْلُ "صَلَاةُ اللَّيْلِ رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ فَاِذَا خِفْتُمُ الصُّبْحَ فَاَوْتِرُوْا بِوَاحِدَةٍ".

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما' نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"رات کی نماز دو' دو رکعت ادا کی جائے گی' جب تمہیں صبح صادق قریب ہونے کا اندیشہ ہو' تو ایک رکعت کے ذریعے اسے وتر کرلو"۔

1695 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّيْ مِنَ اللَّيْلِ اِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً يُوْتِرُ مِنْهَا بِوَاحِدَةٍ ثُمَّ يَضْطَجِعُ عَلٰى شِقِّهِ الْاَيْمَنِ .

☆☆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ رات کے وقت گیارہ رکعات ادا کرتے تھے' آپ ﷺ ایک رکعت کے ذریعے اُسے وتر کر لیتے تھے' پھر دائیں پہلو کے بل لیٹ جاتے تھے۔

1693-اخرجه البخاری فی الوتر، باب ما جاء فی الوتر (الحديث 990) . واخرجه مسلم فی صلاة المسافرين و قصرها، باب صلاة الليل مثنى مثنى والوتر ركعة من آخر الليل (الحديث 145) . واخرجه ابو داؤد فی الصلاة، باب صلاة الليل مثنى مثنى (الحديث 1326) . تحفة الاشراف (7225) .

1694-تقديم فی قيام الليل و تطوع النهار، باب كيف صلاة الليل (الحديث 1668) .

1695-اخرجه مسلم فی صلاة المسافرين و قصرها، باب صلاة الليل وعدد ركعات النبی صلى الله عليه وسلم فی الليل و ان الوتر ركعة و ان الركعة صلاة صحيحة (الحديث 121) . واخرجه ابو داؤد فی الصلاة، باب فی صلاة الليل (الحديث 1336) . و اخرجه الترمذی فی الصلاة، باب ما جاء فی وصف صلاة النبی صلى الله عليه وسلم بالليل (الحديث 440 و 441)، و فی الشمائل، باب ما جاء فی عبادة رسول الله صلى الله عليه وسلم (الحديث 258) . واخرجه النسائی فی قيام الليل و تطوع النهار، باب كيف الوتر باحدى عشرة ركعة (الحديث 1725) . تحفة الاشراف (16593) .

36 - باب كَيْفَ الْوَتْرُ بِثَلَاثٍ

باب: تین وتر کس طرح ادا کیے جائیں گے؟

1696 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهٗ - عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّهٗ اَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ سَاَلَ عَائِشَةَ اُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ كَيْفَ كَانَتْ صَلَاةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ رَمَضَانَ قَالَتْ مَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَزِيْدُ فِيْ رَمَضَانَ وَلَا غَيْرِهٖ عَلٰى اِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً يُصَلِّيْ اَرْبَعًا فَلَا تَسْاَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُوْلِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّيْ اَرْبَعًا فَلَا تَسْاَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُوْلِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّيْ ثَلَاثًا قَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَتَنَامُ قَبْلَ اَنْ تُوْتِرَ قَالَ "يَا عَائِشَةُ اِنَّ عَيْنِيْ تَنَامُ وَلَا يَنَامُ قَلْبِيْ".

☆☆ ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں' انہوں نے سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا: نبی اکرم ﷺ رمضان کے مہینے میں نوافل کس طرح ادا کرتے تھے؟ تو انہوں نے جواب دیا: نبی اکرم ﷺ رمضان کے مہینے میں اور رمضان کے مہینے کے علاوہ رات کے نوافل میں گیارہ رکعات سے زیادہ ادا نہیں کرتے تھے' آپ ﷺ پہلے چار رکعات ادا کرتے تھے' تم ان کی خوبصورتی اور طوالت کے بارے میں نہ پوچھو' پھر آپ ﷺ تین رکعات ادا کرتے تھے۔

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' میں نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ وتر ادا کیے بغیر سونے لگے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اے عائشہ! میری آنکھیں سو جاتی ہیں' لیکن میرا دل نہیں سوتا ہے"۔

1697 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ زُرَارَةَ بْنِ اَوْفٰى عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ اَنَّ عَائِشَةَ حَدَّثَتْهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يُسَلِّمُ فِيْ رَكْعَتَيِ الْوِتْرِ .

☆☆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ وتر کی دو رکعات ادا کرنے کے بعد سلام نہیں پھیرتے تھے۔

1696-اخرجه البخاری فی التهجد، باب قيام النبی صلى الله عليه وسلم بالليل فی رمضان وغيره (الحديث 1147)، و فی صلاة التراويح، باب فضل من قام رمضان (الحديث 2013)، و فی المناقب، باب كان النبی صلى الله عليه وسلم تنام عينه و لا ينام قلبه (الحديث 3569) . واخرجه مسلم فی صلاة المسافرين و قصرها، باب صلاة الليل وعدد ركعات النبی صلى الله عليه وسلم فی الليل و ان الوتر ركعة و ان الركعة صلاة صحيحة (الحديث 125) . و اخرجه ابو داؤد فی الصلاة، باب فی صلاة الليل (الحديث 1341) . واخرجه الترمذی فی الصلاة، باب ما جاء فی وصف صلاة النبی صلى الله عليه وسلم بالليل (الحديث 439) . تحفة الاشراف (17719) .

1697-انفرد به النسائی . تحفة الاشراف (16116) .

37 - باب ذِكْرِ اخْتِلاَفِ أَلْفَاظِ النَّاقِلِينَ لِخَبَرِ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ فِي الْوِتْرِ

وتر کے بارے میں حضرت ابی بن کعب کے حوالے سے منقول روایت کے الفاظ میں نقل کرنے والوں کے اختلاف کا تذکرہ

1698 - أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَخْلَدُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ زُبَيْدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبْزَى عَنْ أَبِيهِ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُوتِرُ بِثَلاَثِ رَكَعَاتٍ كَانَ يَقْرَأُ فِي الأُولَى بِ (سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الأَعْلَى) وَفِي الثَّانِيَةِ بِ (قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ) وَفِي الثَّالِثَةِ بِ (قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ) وَيَقْنُتُ قَبْلَ الرُّكُوعِ فَإِذَا فَرَغَ قَالَ عِنْدَ فَرَاغِهِ "سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ". ثَلاَثَ مَرَّاتٍ يُطِيلُ فِي آخِرِهِنَّ .

☆☆ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ تین رکعات وتر ادا کرتے تھے' آپ ﷺ پہلی رکعت میں سورۃ الاعلیٰ' دوسری رکعت میں سورۃ الکافرون اور تیسری میں سورۃ الاخلاص کی تلاوت کرتے تھے' آپ ﷺ رکوع میں جانے سے پہلے دعائے قنوت پڑھتے تھے' جب آپ ﷺ یہ نماز ادا کر لیتے تھے' تو فارغ ہونے کے وقت یہ کلمات تین مرتبہ پڑھتے تھے:

"پاک ہے وہ بادشاہ جو ہر عیب سے پاک ہے"۔

آپ ﷺ ان کلمات کو ان کے آخر میں طویل کر کے ادا کرتے تھے۔

1699 - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَنْبَأَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبْزَى عَنْ أَبِيهِ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الرَّكْعَةِ الأُولَى مِنَ الْوِتْرِ بِ (سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الأَعْلَى) وَفِي الثَّانِيَةِ بِ (قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ) وَفِي الثَّالِثَةِ بِ (قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ)

☆☆ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ وتر کی پہلی رکعت میں سورۃ الاعلیٰ' دوسری میں سورۃ الکافرون اور تیسری میں سورۃ الاخلاص کی تلاوت کرتے تھے۔

1700 - أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى قَالَ أَنْبَأَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ

1698-اخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب ما يقرأ في الوتر (الحديث 1423) بنحوه مختصرًا، وباب في الدعاء بعد الوتر (الحديث 1430) مختصرًا . واخرجه النسائي في قيام الليل و تطوع النهار، ذكر اختلاف الفاظ الناقلين لخبر ابي بن كعب في الوتر (الحديث 1699 و 1700)، و نوع آخر من القراءة في الوتر (الحديث 1728 و 1729) واخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب ما جاء فيما يقرأ في الوتر (الحديث 1171) مختصرًا . و باب ما جاء في القنوت قبل الركوع و بعده (الحديث 1182) مختصرًا . تحفة الاشراف (54 و 55) .

1699-تقدم في قيام الليل و تطوع النهار، ذكر اختلاف الفاظ الناقلين لخبر ابي ابن كعب في الوتر (الحديث 1698) .

1700-تقدم في قيام الليل و تطوع النهار، ذكر اختلاف الفاظ الناقلين لخبر ابي بن كعب في الوتر (الحديث 1698) .

قَتَادَةَ عَنْ عَزْرَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبْزَى عَنْ أَبِيهِ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْوِتْرِ بِ (سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الأَعْلَى) وَفِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ بِ (قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ) وَفِي الثَّالِثَةِ بِ (قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ) وَلاَ يُسَلِّمُ إِلاَّ فِي آخِرِهِنَّ وَيَقُولُ يَعْنِي بَعْدَ التَّسْلِيمِ "سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ". ثَلاَثًا .

☆☆ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ وتر کی پہلی رکعت میں سورۃ الاعلیٰ' دوسری رکعت میں سورۃ الکافرون اور تیسری رکعت میں سورۃ الاخلاص کی تلاوت کرتے تھے' آپ ﷺ صرف اس کے آخر میں سلام پھیرتے تھے اور سلام پھیرنے کے بعد تین مرتبہ یہ کلمات پڑھتے تھے:

سبحان الملك القدوس .

38 - باب ذِكْرِ الاخْتِلاَفِ عَلَى أَبِي إِسْحَاقَ فِي حَدِيثِ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي الْوِتْرِ

وتر کے بارے میں سعید بن جبیر کے حوالے سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل ہونے والی روایت میں ابواسحاق نامی راوی سے نقل کرنے میں راویوں کے اختلاف کا تذکرہ

1701 - أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عِيسَى قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ قَالَ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوتِرُ بِثَلاَثٍ يَقْرَأُ فِي الأُولَى بِ (سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الأَعْلَى) وَفِي الثَّانِيَةِ بِ (قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ) وَفِي الثَّالِثَةِ بِ (قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ) أَوْقَفَهُ زُهَيْرٌ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ تین رکعات وتر ادا کرتے تھے' پہلی رکعت میں سورۃ الاعلیٰ' دوسری رکعت میں سورۃ الکافرون اور تیسری میں سورۃ الاخلاص کی تلاوت کرتے تھے۔

زہیر نامی راوی نے اس روایت کو موقوف روایت کے طور پر نقل کیا ہے۔

1702 - أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ كَانَ يُوتِرُ بِثَلاَثٍ بِ (سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الأَعْلَى) وَ (قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ) وَ (قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ)

1701-اخرجه الترمذي في الصلاة، باب ما جاء فيما يقرأ به في الوتر (الحديث 462) بنحوه . واخرجه النسائي في قيام الليل و تطوع النهار، ذكر الاختلاف على ابي اسحاق في حديث سعيد بن جبير عن ابن عباس في الوتر (الحديث 1702) . و اخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب ما جاء فيما يقرأ في الوتر (1172) مختصرًا . تحفة الاشراف (5587) .

1702-تقدم في قيام الليل و تطوع النهار ، ذكر الاختلاف على ابي اسحق في حديث سعيد بن جبير عن ابن عباس في الوتر (الحديث 1701) .

☆☆ سعید بن جبیر' حضرت عبداللہ بن عباس ؓ کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: وہ وتر کی تین (رکعات میں) سورۃ الاعلیٰ' سورۃ الکافرون اور سورۃ الاخلاص کی تلاوت کیا کرتے تھے۔

39 - باب ذِكْرِ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى حَبِيْبِ بْنِ اَبِيْ ثَابِتٍ فِيْ حَدِيْثِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي الْوَتْرِ

وتر کے بارے میں حضرت عبداللہ بن عباس ؓ کی حدیث میں حبیب بن ابوثابت کے حوالے سے راویوں کے نقل کرنے میں اختلاف کا تذکرہ

1703 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ حَبِيْبِ بْنِ اَبِيْ ثَابِتٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَامَ مِنَ اللَّيْلِ فَاسْتَنَّ ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ نَامَ ثُمَّ قَامَ فَاسْتَنَّ ثُمَّ تَوَضَّاَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ حَتّٰى صَلّٰى سِتًّا ثُمَّ اَوْتَرَ بِثَلَاثٍ وَّصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ .

☆☆ محمد بن علی اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا (حضرت عبداللہ بن عباس ؓ) کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ رات کے وقت بیدار ہوئے' پھر آپ ﷺ نے مسواک کی' پھر آپ ﷺ نے دو رکعات نماز ادا کی' پھر آپ ﷺ سو گئے' پھر آپ ﷺ بیدار ہوئے' پھر آپ ﷺ نے مسواک کی' پھر آپ ﷺ نے وضو کیا' پھر آپ ﷺ نے دو رکعات نماز ادا کی' اسی طرح آپ ﷺ نے چھ رکعات ادا کیں' پھر آپ ﷺ نے تین رکعت وتر ادا کیے' پھر آپ ﷺ نے (فجر کی) دو رکعات ادا کیں۔

1704 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ حَبِيْبِ بْنِ اَبِيْ ثَابِتٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ فَتَوَضَّاَ وَاسْتَاكَ وَهُوَ يَقْرَاُ هٰذِهِ الْاٰيَةَ حَتّٰى فَرَغَ مِنْهَا (اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيَاتٍ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ) ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ عَادَ فَنَامَ حَتّٰى سَمِعْتُ نَفْخَهٗ ثُمَّ قَامَ فَتَوَضَّاَ وَاسْتَاكَ ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ نَامَ ثُمَّ قَامَ فَتَوَضَّاَ وَاسْتَاكَ وَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ وَاَوْتَرَ بِثَلَاثٍ .

☆☆ علی بن عبداللہ اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا (حضرت عبداللہ بن عباس ؓ) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نبی اکرم ﷺ کے پاس موجود تھا' آپ ﷺ بیدار ہوئے' آپ نے وضو کیا' پھر آپ ﷺ نے مسواک کی' آپ ﷺ نے یہ آیت مکمل تلاوت کی:

"بے شک آسمانوں اور زمین کی تخلیق' دن اور رات کے اختلاف میں' عقلمندوں کے لیے نشانیاں ہیں"۔

پھر نبی اکرم ﷺ نے دو رکعات نماز ادا کی' پھر آپ ﷺ لیٹ گئے اور سو گئے' یہاں تک کہ میں نے آپ ﷺ کے

1703-اخرجه مسلم فی صلاة المسافرین و قصرها، باب الدعاء فی صلاة اللیل و قیامه (الحدیث 191) مطولاً . واخرجه ابو داؤد فی الطهارة، باب السواك لمن قام من اللیل (الحدیث 58)، و فی الصلاة، باب فی صلاة اللیل (الحدیث 1353 و 1354) مطولاً . و اخرجه النسائی فی قیام اللیل و تطوع النهار، ذکر الاختلاف علی حبیب بن ابی ثابت فی حدیث ابن عباس فی الوتر (الحدیث 1704) . تحفة الاشراف (6287) .

1704-تقدم فی قیام اللیل و تطوع النهار، ذکر الاختلاف علی حبیب بن ابی ثابت فی حدیث ابن عباس فی الوتر (1703) .

خراٹے لینے کی آواز سنی' پھر آپ ﷺ بیدار ہوئے' آپ ﷺ نے وضو کیا' مسواک کی' پھر دو رکعات نماز ادا کی' پھر آپ ﷺ سو گئے' پھر آپ ﷺ بیدار ہوئے' پھر آپ ﷺ نے وضو کیا' مسواک کی' پھر آپ ﷺ نے دو رکعات ادا کیں' پھر آپ ﷺ نے تین وتر ادا کیے۔

1705 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَبَلَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرُ بْنُ مَخْلَدٍ - ثِقَةٌ - قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو عَنْ زَيْدٍ عَنْ حَبِيْبِ بْنِ اَبِيْ ثَابِتٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اسْتَيْقَظَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَنَّ وَسَاقَ الْحَدِيْثَ .

☆☆ ایک اور سند کے ساتھ یہ بات منقول ہے: حضرت عبداللہ بن عباس ؓ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ بیدار ہوئے آپ ﷺ نے مسواک کی (اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے)۔

1706 - اَخْبَرَنَا هَارُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اٰدَمَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرٍ النَّهْشَلِيُّ عَنْ حَبِيْبِ بْنِ اَبِيْ ثَابِتٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ الْجَزَّارِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ مِنَ اللَّيْلِ ثَمَانَ رَكَعَاتٍ وَّيُوْتِرُ بِثَلَاثٍ وَّيُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلَاةِ الْفَجْرِ . خَالَفَهٗ عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ فَرَوَاهُ عَنْ يَحْيَى بْنِ الْجَزَّارِ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس ؓ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ رات کے وقت آٹھ رکعات ادا کرتے تھے' پھر آپ ﷺ تین وتر ادا کرتے تھے' پھر فجر کی نماز سے پہلے دو رکعات (سنت) ادا کرتے تھے۔

عمرو بن مرہ نامی راوی نے اس سے مختلف روایت نقل کی ہے' انہوں نے اپنی سند کے ساتھ سیدہ اُم سلمہ ؓ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کے بارے میں روایت نقل کی ہے (جو درج ذیل ہے)۔

1707 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ الْجَزَّارِ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوْتِرُ بِثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً فَلَمَّا كَبِرَ وَضَعُفَ اَوْتَرَ بِتِسْعٍ . خَالَفَهٗ عُمَارَةُ بْنُ عُمَيْرٍ فَرَوَاهُ عَنْ يَحْيَى بْنِ الْجَزَّارِ عَنْ عَائِشَةَ .

☆☆ سیدہ اُم سلمہ ؓ بیان کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ تیرہ رکعات وتر ادا کرتے تھے' جب آپ ﷺ کی عمر زیادہ ہو گئی اور آپ ﷺ کمزور ہو گئے' تو آپ ﷺ نے نو رکعات وتر ادا کرنی شروع کر دیں۔

عمارہ بن عمیر نامی راوی نے اپنی سند کے ساتھ اس روایت کو سیدہ عائشہ ؓ کے حوالے سے نقل کیا ہے (جو درج ذیل ہے)۔

1705-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (6444) .

1706-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (6547) .

1707-اخرجه الترمذی فی الصلاة، باب ما جاء فی الوتر بسبع (الحدیث 457) . واخرجه النسائی فی قیام اللیل و تطوع النهار، باب الوتر بثلاث عشرة ركعة (الحدیث 1726) . تحفة الاشراف (18225) .

1708 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ الْجَزَّارِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ مِنَ اللَّيْلِ تِسْعًا فَلَمَّا اَسَنَّ وَثَقُلَ صَلّٰى سَبْعًا .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رات کے وقت نو رکعات ادا کرتے تھے' جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر زیادہ ہوگئی اور وزن بڑھ گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سات رکعات ادا کیا کرتے تھے۔

40 - باب ذِكْرِ الْاِخْتِلَافِ عَلَى الزُّهْرِيِّ فِيْ حَدِيْثِ اَبِيْ اَيُّوْبَ فِي الْوِتْرِ

باب: وتر کے بارے میں حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول روایت کے بارے میں زہری سے نقل کرنے والوں کے اختلاف کا تذکرہ

1709 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ قَالَ حَدَّثَنِيْ ضُبَارَةُ بْنُ اَبِي السَّلِيْلِ قَالَ حَدَّثَنِيْ دُوَيْدُ بْنُ نَافِعٍ قَالَ اَخْبَرَنِي ابْنُ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَطَاءُ بْنُ يَزِيْدَ عَنْ اَبِيْ اَيُّوْبَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "الْوِتْرُ حَقٌّ فَمَنْ شَاءَ اَوْتَرَ بِسَبْعٍ وَّمَنْ شَاءَ اَوْتَرَ بِخَمْسٍ وَّمَنْ شَاءَ اَوْتَرَ بِثَلَاثٍ وَّمَنْ شَاءَ اَوْتَرَ بِوَاحِدَةٍ" .

☆☆ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''وتر حق ہے' جو شخص چاہے وہ سات وتر ادا کرے اور جو شخص چاہے وہ پانچ وتر ادا کرے اور جو شخص چاہے وہ تین وتر ادا کرے اور جو شخص چاہے' وہ ایک وتر ادا کرے''۔

1710 - اَخْبَرَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيْدِ بْنِ مَزْيَدٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَبِيْ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَطَاءُ بْنُ يَزِيْدَ عَنْ اَبِيْ اَيُّوْبَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "الْوِتْرُ حَقٌّ فَمَنْ شَاءَ اَوْتَرَ بِخَمْسٍ وَّمَنْ شَاءَ اَوْتَرَ بِثَلَاثٍ وَّمَنْ شَاءَ اَوْتَرَ بِوَاحِدَةٍ" .

☆☆ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''وتر حق ہے' جو شخص چاہے وہ پانچ وتر ادا کرے' جو چاہے وہ تین وتر ادا کرے اور جو چاہے وہ ایک وتر ادا کرے''۔

1711 - اَخْبَرَنَا الرَّبِيْعُ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ مُعَيْدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَطَاءُ بْنُ يَزِيْدَ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا اَيُّوْبَ الْاَنْصَارِيَّ يَقُوْلُ الْوِتْرُ حَقٌّ فَمَنْ اَحَبَّ اَنْ يُّوْتِرَ بِخَمْسِ رَكَعَاتٍ فَلْيَفْعَلْ وَمَنْ اَحَبَّ اَنْ يُّوْتِرَ بِثَلَاثٍ فَلْيَفْعَلْ وَمَنْ اَحَبَّ اَنْ يُّوْتِرَ بِوَاحِدَةٍ فَلْيَفْعَلْ .

1708-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (17681) .

1709-اخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب كم الوتر (الحديث 1422) . و اخرجه النسائي في قيام الليل و تطوع النهار، باب ذكر الاختلاف على الزهري في حديث ابي ايوب في الوتر (الحديث 1710)، و (الحديث 1711 و 1712) موقوفًا و اخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب ما جاء في الوتر بثلاث و خمس و سبع و تسع (الحديث 1190) . تحفة الاشراف (3480) .

1710-تقدم (الحديث 1709) .

☆☆ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''وتر حق ہے' جو شخص پانچ رکعات وتر ادا کرنا چاہے' وہ ایسا کرے جو شخص تین رکعات وتر ادا کرنے کو پسند کرے' وہ ایسا کر لے' جو شخص ایک رکعت وتر ادا کرنے کو پسند کرے' وہ ایسا کر لے''۔

1712 - قَالَ الْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ اَبِيْ اَيُّوْبَ قَالَ مَنْ شَاءَ اَوْتَرَ بِسَبْعٍ وَّمَنْ شَاءَ اَوْتَرَ بِخَمْسٍ وَّمَنْ شَاءَ اَوْتَرَ بِثَلَاثٍ وَّمَنْ شَاءَ اَوْتَرَ بِوَاحِدَةٍ وَّمَنْ شَاءَ اَوْمَاَ اِيْمَاءً .

☆☆ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''جو شخص چاہے وہ سات وتر ادا کر لے' جو چاہے وہ پانچ وتر ادا کر لے' جو چاہے وہ تین وتر ادا کر لے' اور جو چاہے وہ ایک وتر ادا کر لے' اور جو چاہے وہ محض اشارہ کر لے''۔

41 - باب كَيْفَ الْوِتْرُ بِخَمْسٍ وَّذِكْرِ الْاِخْتِلَافِ عَلَى الْحَكَمِ فِيْ حَدِيْثِ الْوِتْرِ

باب: پانچ وتر کس طرح ادا کیے جائیں گے؟ وتر سے متعلق روایت میں حکم نامی راوی سے اختلاف کا تذکرہ

1713 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَّنْصُوْرٍ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ مِقْسَمٍ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوْتِرُ بِخَمْسٍ وَّبِسَبْعٍ لَّا يَفْصِلُ بَيْنَهَا بِسَلَامٍ وَّلَا بِكَلَامٍ .

☆☆ سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پانچ اور سات وتر ادا کرتے تھے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے درمیان سلام یا گفتگو کے ذریعے فصل پیدا نہیں کرتے تھے۔

1714 - اَخْبَرَنَا الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ دِيْنَارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ اِسْرَائِيْلَ عَنْ مَّنْصُوْرٍ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ مِقْسَمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوْتِرُ بِسَبْعٍ اَوْ بِخَمْسٍ وَّلَا يَفْصِلُ بَيْنَهُنَّ بِتَسْلِيْمٍ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما' سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پانچ وتر ادا کرتے تھے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے درمیان سلام پھیر کر فصل نہیں کرتے تھے۔

1715 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ يَّزِيْدَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ الْحُسَيْنِ عَنِ الْحَكَمِ

1711-تقدم (الحديث 1709) .

1712-تقدم (الحديث 1709) .

1713-اخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب ما جاء في الوتر بثلاث و خمس و سبع و تسع (الحديث 1192) . تحفة الاشراف (18214) .

1714-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (18181) .

مِقْسَمٍ قَالَ الْوِتْرُ سَبْعٌ فَلَا أَقَلَّ مِنْ خَمْسٍ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِإِبْرَاهِيمَ فَقَالَ عَمَّنْ ذَكَرَهُ قُلْتُ لَا أَدْرِي. قَالَ الْحَكَمُ فَحَجَجْتُ فَلَقِيتُ مِقْسَمًا فَقُلْتُ لَهُ عَمَّنْ قَالَ عَنِ الثِّقَةِ عَنْ عَائِشَةَ وَعَنْ مَيْمُونَةَ .

☆☆ مقسم فرماتے ہیں: وتر سات ہیں اور یہ پانچ سے کم نہیں ہیں۔

راوی بیان کرتے ہیں' میں نے اس بات کا تذکرہ ابراہیم سے کیا' تو انہوں نے دریافت کیا: مقسم نے کس حوالے سے یہ بات ذکر کی ہے؟ تو میں نے جواب دیا: مجھے نہیں معلوم۔

راوی بیان کرتے ہیں: پھر میں حج پر گیا' وہاں میری ملاقات مقسم سے ہوئی' میں نے ان سے دریافت کیا: کہ آپ نے کس کے حوالے سے وہ روایت نقل کی ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: میں نے ایک مستند راوی کے حوالے سے سیدہ عائشہ اور سیدہ میمونہ ؓ کے حوالے سے یہ بات نقل کی ہے۔

1716 - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ أَنْبَأَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُوتِرُ بِخَمْسٍ وَلَا يَجْلِسُ إِلَّا فِي آخِرِهِنَّ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ ؓ بیان کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ پانچ رکعت وتر ادا کرتے تھے' اور آپ ﷺ صرف ان کے آخر میں بیٹھتے تھے۔

42 - باب كَيْفَ الْوِتْرُ بِسَبْعٍ

باب: وتر کی سات رکعات کس طرح ادا کی جائیں گی؟

1717 - أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفَى عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا أَسَنَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَخَذَ اللَّحْمَ صَلَّى سَبْعَ رَكَعَاتٍ لَا يَقْعُدُ إِلَّا فِي آخِرِهِنَّ وَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ وَهُوَ قَاعِدٌ بَعْدَ مَا يُسَلِّمُ فَتِلْكَ تِسْعٌ يَا بُنَيَّ وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّى صَلَاةً أَحَبَّ أَنْ يُدَاوِمَ عَلَيْهَا . مُخْتَصَرٌ . خَالَفَهُ هِشَامٌ الدَّسْتَوَائِيُّ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ ؓ بیان کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ کی عمر جب زیادہ ہوگئی اور آپ ﷺ کا وزن بڑھ گیا تو آپ ﷺ سات رکعات ادا کرنے لگے' آپ ﷺ صرف ان کے آخر میں بیٹھتے تھے' پھر آپ ﷺ بیٹھ کر دو رکعات ادا کرتے تھے' یہ آپ ﷺ سلام پھیرنے کے بعد ادا کرتے تھے۔

اے میرے بیٹے! یوں یہ نو رکعات ہو جاتی ہیں' نبی اکرم ﷺ جب کوئی نماز ادا کرتے تھے' تو آپ ﷺ کے نزدیک پسندیدہ چیز یہ ہوتی تھی کہ آپ ﷺ اسے باقاعدگی سے ادا کریں۔

1715-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (17818) .

1716-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (16921) .

1717-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (16115) .

(امام نسائی ؒ بیان کرتے ہیں:) یہ روایت مختصر ہے' ہشام نامی راوی نے اس سے مختلف روایت نقل کی ہے (جو درج ذیل ہے)۔

1718 - أَخْبَرَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفَى عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَوْتَرَ بِتِسْعِ رَكَعَاتٍ لَمْ يَقْعُدْ إِلَّا فِي الثَّامِنَةِ فَيَحْمَدُ اللَّهَ وَيَذْكُرُهُ وَيَدْعُو ثُمَّ يَنْهَضُ وَلَا يُسَلِّمُ ثُمَّ يُصَلِّي التَّاسِعَةَ فَيَجْلِسُ فَيَذْكُرُ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ وَيَدْعُو ثُمَّ يُسَلِّمُ تَسْلِيمَةً يُسْمِعُنَا ثُمَّ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ فَلَمَّا كَبِرَ وَضَعُفَ أَوْتَرَ بِسَبْعِ رَكَعَاتٍ لَا يَقْعُدُ إِلَّا فِي السَّادِسَةِ ثُمَّ يَنْهَضُ وَلَا يُسَلِّمُ فَيُصَلِّي السَّابِعَةَ ثُمَّ يُسَلِّمُ تَسْلِيمَةً ثُمَّ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ ؓ بیان کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ جب نو رکعات وتر ادا کرتے تھے' تو آپ ﷺ آٹھ رکعات ادا کرنے کے بعد بیٹھتے تھے' پھر اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرتے تھے' اس کا ذکر کرتے تھے' اُس سے دعا مانگتے تھے' پھر آپ ﷺ اٹھ جاتے تھے' آپ ﷺ سلام نہیں پھیرتے تھے' پھر آپ ﷺ نویں رکعت ادا کرتے تھے' پھر بیٹھتے تھے' پھر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے تھے' اس سے دعا مانگتے تھے' پھر آپ ﷺ بلند آواز میں سلام پھیرتے تھے' اس کے بعد آپ ﷺ بیٹھ کر دو رکعات نماز ادا کرتے تھے' جب آپ ﷺ کی عمر زیادہ ہوگئی اور آپ ﷺ کمزور ہو گئے' تو آپ سات رکعات وتر ادا کرنے لگے' آپ ﷺ چھ رکعات ادا کرنے کے بعد بیٹھتے تھے' پھر کھڑے ہو جاتے تھے' تاہم سلام نہیں پھیرتے تھے' اور پھر آپ ﷺ سات رکعات ادا کرتے تھے' پھر سلام پھیرتے تھے' اس کے بعد آپ ﷺ بیٹھ کر دو رکعات ادا کرتے تھے۔

43 - باب كَيْفَ الْوِتْرُ بِتِسْعٍ

باب: نو رکعات وتر کیسے ادا کیے جائیں گے؟

1719 - أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنْ عَبْدَةَ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفَى عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنَّا نُعِدُّ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِوَاكَهُ وَطَهُورَهُ فَيَبْعَثُهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ لِمَا شَاءَ أَنْ يَبْعَثَهُ مِنَ اللَّيْلِ فَيَتَسَوَّكُ وَيَتَوَضَّأُ وَيُصَلِّي تِسْعَ رَكَعَاتٍ لَا يَجْلِسُ فِيهِنَّ إِلَّا عِنْدَ الثَّامِنَةِ وَيَحْمَدُ اللَّهَ وَيُصَلِّي عَلَى نَبِيِّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَدْعُو بَيْنَهُنَّ وَلَا يُسَلِّمُ تَسْلِيمًا ثُمَّ يُصَلِّي التَّاسِعَةَ وَيَقْعُدُ وَذَكَرَ كَلِمَةً نَحْوَهَا وَيَحْمَدُ اللَّهَ وَيُصَلِّي عَلَى نَبِيِّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَدْعُو ثُمَّ يُسَلِّمُ تَسْلِيمًا يُسْمِعُنَا ثُمَّ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ وَهُوَ قَاعِدٌ .

1718-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (16113 و 16114) .

1719-اخرجه النسائي في قيام الليل و تطوع النهار، كيف الوتر بتسع (الحديث 1720) مطولاً . واخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب ما جاء في الوتر بثلاث و خمس و سبع و تسع (الحديث 1191) . والحديث عند: النسائي في السهو، باب اقل ما يجزي من عمل الصلاة (الحديث 1314) . تحفة الاشراف (16107) .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ہم نبی اکرم ﷺ کے لیے مسواک' آپ ﷺ کے وضو کا پانی تیار کر کے رکھ دیتے تھے' پھر جب اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا تھا تو آپ ﷺ رات کے اس حصے میں بیدار ہو جاتے تھے' پھر آپ ﷺ مسواک کرتے تھے' پھر آپ ﷺ وضو کرتے تھے' پھر آپ ﷺ نو رکعات ادا کرتے تھے' آپ ﷺ ان کے درمیان قعدہ نہیں کرتے تھے' صرف آٹھویں رکعت کے بعد قعدہ کرتے تھے' پھر اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرتے تھے' پھر اُس کے نبی ﷺ پر درود بھیجتے تھے' آپ ﷺ ان کے درمیان دعا مانگتے تھے' لیکن سلام نہیں پھیرتے تھے' پھر آپ ﷺ نویں رکعت ادا کرنے کے بعد بیٹھ جاتے تھے (اس کے بعد راوی نے ایک کلمہ ذکر کیا ہے' جو اسی کی مانند ہے) پھر آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرتے تھے' پھر اس کے نبی ﷺ پر درود بھیجتے تھے' پھر دعا مانگتے تھے' پھر سلام پھیر دیتے تھے' اور بلند آواز میں پھیرتے تھے' پھر آپ ﷺ بیٹھ کر دو رکعات نماز ادا کر لیتے تھے۔

1720 - اَخْبَرَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ زُرَارَةَ بْنِ اَوْفٰى اَنَّ سَعْدَ بْنَ هِشَامِ بْنِ عَامِرٍ لَمَّا اَنْ قَدِمَ عَلَيْنَا اَخْبَرَنَا اَنَّهُ اَتَى ابْنَ عَبَّاسٍ فَسَاَلَهُ عَنْ وِتْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلَا اَدُلُّكَ اَوْ اَلَا اُنَبِّئُكَ بِاَعْلَمِ اَهْلِ الْاَرْضِ بِوِتْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . قُلْتُ مَنْ قَالَ عَائِشَةُ . فَاَتَيْنَاهَا فَسَلَّمْنَا عَلَيْهَا وَدَخَلْنَا فَسَاَلْنَاهَا فَقُلْتُ اَنْبِئِيْنِيْ عَنْ وِتْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . قَالَتْ كُنَّا نُعِدُّ لَهُ سِوَاكَهُ وَطَهُوْرَهُ فَيَبْعَثُهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ مَا شَاءَ اَنْ يَبْعَثَهُ مِنَ اللَّيْلِ فَيَتَسَوَّكُ وَيَتَوَضَّاُ ثُمَّ يُصَلِّيْ تِسْعَ رَكَعَاتٍ وَلَا يَقْعُدُ فِيْهِنَّ اِلَّا فِي الثَّامِنَةِ فَيَحْمَدُ اللّٰهَ وَيَذْكُرُهُ وَيَدْعُوْ ثُمَّ يَنْهَضُ وَلَا يُسَلِّمُ ثُمَّ يُصَلِّي التَّاسِعَةَ فَيَجْلِسُ فَيَحْمَدُ اللّٰهَ وَيَذْكُرُهُ وَيَدْعُوْ ثُمَّ يُسَلِّمُ تَسْلِيْمًا يُسْمِعُنَا ثُمَّ يُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ فَتِلْكَ اِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً يَا بُنَيَّ فَلَمَّا اَسَنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَخَذَ اللَّحْمَ اَوْتَرَ بِسَبْعٍ ثُمَّ يُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ بَعْدَ مَا يُسَلِّمُ فَتِلْكَ تِسْعًا اَيْ بُنَيَّ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلّٰى صَلَاةً اَحَبَّ اَنْ يُدَاوِمَ عَلَيْهَا .

☆☆ زرارہ بن اوفیٰ بیان کرتے ہیں' سعد بن ہشام جب ہمارے پاس تشریف لائے' انہوں نے ہمیں بتایا: ایک مرتبہ وہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے نبی اکرم ﷺ کی وتر کی نماز کے بارے میں دریافت کیا' تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کیا میں تمہاری رہنمائی نہ کروں (راوی کو شک ہے' شاید یہ الفاظ ہیں:) کیا میں تمہیں اس شخصیت کے بارے میں نہ بتاؤں' جو نبی اکرم ﷺ کی وتر کی نماز کے بارے میں تمام اہل زمین سے زیادہ علم رکھتی ہے' میں نے جواب دیا: وہ کون ہے؟ انہوں نے جواب دیا: وہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ہیں۔

(راوی کہتے ہیں:) ہم ان کی خدمت میں حاضر ہوئے' ہم نے انہیں سلام کیا' پھر ہم اندر آ گئے' ہم نے ان سے یہ دریافت کیا' میں نے عرض کی: آپ مجھے نبی اکرم ﷺ کی وتر کی نماز کے بارے میں بتائیں! تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا: ہم نبی

1720-تقدم في قيام الليل و تطوع النهار، باب قيام الليل (الحديث 1600)، و كيف الوتر بتسع (الحديث 1719) . تحفة الاشراف (16104 و 16107) .

اکرم ﷺ کے لیے مسواک اور وضو کا پانی تیار کر کے رکھ دیتے تھے' پھر جب اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا تھا' رات کے کسی حصے میں اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو بیدار کر دیتا تھا' آپ ﷺ مسواک کرتے' پھر وضو کرتے' پھر نو رکعات نماز ادا کرتے تھے' آپ ﷺ ان کے درمیان قعدہ نہیں کرتے تھے' صرف آٹھویں رکعت کے بعد قعدہ کرتے تھے' اس میں اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرتے تھے' اللہ کا ذکر کرتے تھے' اس سے دعا مانگتے تھے' پھر کھڑے ہو جاتے تھے' آپ ﷺ سلام نہیں پھیرتے تھے' پھر آپ ﷺ نویں رکعت ادا کرتے تھے' پھر آپ ﷺ بیٹھ جاتے تھے' پھر اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرتے تھے' اس کا ذکر کرتے تھے' اس سے دعا مانگتے تھے' پھر آپ ﷺ بلند آواز میں سلام پھیرتے تھے' اس کے بعد آپ ﷺ بیٹھ کر دو رکعات ادا کرتے تھے۔

یہ گیارہ رکعات ہو جائیں گی' اے میرے بیٹے! جب نبی اکرم ﷺ کی عمر زیادہ ہو گئی اور آپ ﷺ کا وزن بڑھ گیا تو آپ ﷺ سات رکعات وتر ادا کرنے لگے' پھر آپ ﷺ (ان کے بعد) دو رکعات بیٹھ کر ادا کر لیتے تھے اور یہ سلام پھیرنے کے بعد ادا کرتے تھے۔

یوں یہ نو رکعات ہو جائیں گی۔

اے میرے بیٹے! نبی اکرم ﷺ جب کوئی نماز پڑھنا شروع کرتے تھے' تو آپ ﷺ کو یہ بات پسند تھی کہ آپ ﷺ اسے باقاعدگی سے سرانجام دیں۔

1721 - اَخْبَرَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ اَخْبَرَنِيْ سَعْدُ بْنُ هِشَامٍ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهُ سَمِعَهَا تَقُوْلُ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُوْتِرُ بِتِسْعِ رَكَعَاتٍ ثُمَّ يُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ فَلَمَّا ضَعُفَ اَوْتَرَ بِسَبْعِ رَكَعَاتٍ ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: نبی اکرم ﷺ نو رکعات وتر ادا کرتے تھے' اس کے بعد آپ ﷺ بیٹھ کر دو رکعات ادا کرتے تھے' جب آپ ﷺ کمزور ہو گئے' تو آپ ﷺ سات رکعات وتر ادا کرنے لگے' پھر اس کے بعد آپ ﷺ دو رکعات ادا کرنے لگے تھے۔

1722 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُوْتِرُ بِتِسْعٍ وَيَرْكَعُ رَكْعَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ نو رکعات وتر ادا کرتے تھے' اس کے بعد آپ ﷺ بیٹھ کر دو رکعات ادا کرتے تھے۔

1723 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْخَلَنْجِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ سَعِيْدٍ - يَعْنِيْ مَوْلٰى بَنِيْ هَاشِمٍ - قَالَ حَدَّثَنَا

1721-تقدم في قيام الليل و تطوع النهار، كيف يفعل اذا افتتح الصلاة قائمًا و ذكر اختلاف الناقلين عن عائشة في ذلك (الحديث 1650) .

1722-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (16099) .

1723-تقدم في قيام الليل و تطوع النهار، كيف يفعل اذا افتتح الصلاة قائمًا و ذكر اختلاف الناقلين عن عائشة في ذلك (الحديث 1650) .

حُصَيْنُ بْنُ نَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ أَنَّهُ وَفَدَ عَلَى أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ عَائِشَةَ فَسَأَلَهَا عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ كَانَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ ثَمَانَ رَكَعَاتٍ وَيُوتِرُ بِالتَّاسِعَةِ وَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ ۔ مُخْتَصَرٌ ۔

☆☆ سعد بن ہشام بیان کرتے ہیں' وہ لوگ ایک وفد کی شکل میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے نبی اکرم ﷺ کی (رات کی نفل نماز) کے بارے میں دریافت کیا' تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا: نبی اکرم ﷺ آٹھ رکعات نوافل ادا کیا کرتے تھے' پھر نویں رکعت کے ذریعے اُسے وتر کر لیتے تھے' پھر آپ ﷺ بیٹھ کر دو رکعات ادا کیا کرتے تھے۔

(امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں:) یہ روایت مختصر ہے۔

1724 - أَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ عَنِ الْأَعْمَشِ أُرَاهُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ تِسْعَ رَكَعَاتٍ ۔

☆☆ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ رات کے وقت نو رکعات ادا کرتے تھے۔

44 - باب كَيْفَ الْوِتْرُ بِإِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً

باب: گیارہ رکعت وتر کس طرح ادا کیے جائیں گے؟

1725 - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً وَيُوتِرُ مِنْهَا بِوَاحِدَةٍ ثُمَّ يَضْطَجِعُ عَلَى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ ۔

☆☆ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ رات کے وقت گیارہ رکعات ادا کرتے تھے' آپ ﷺ ایک رکعت کے ذریعے انہیں وتر کرتے تھے' پھر آپ ﷺ بائیں پہلو کے بل لیٹ جایا کرتے تھے۔

45 - باب الْوِتْرِ بِثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً

باب: تیرہ رکعات وتر ادا کرنا

1726 - أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ الْجَزَّارِ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوتِرُ بِثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً فَلَمَّا كَبِرَ وَضَعُفَ

1724-اخرجه الترمذي في الصلاة، باب (منه) (الحديث 443 و 444) . واخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب ما جاء في كم يصلي بالليل (الحديث 1360) . تحفة الاشراف (1595) .

1725-تقدم في قيام الليل و تطوع النهار، باب كيف الوتر بواحدة (1695) .

1726-تقدم في قيام الليل و تطوع النهار، ذكر الاختلاف على حبيب بن ابي ثابت في حديث ابن عباس في الوتر (الحديث 1707) .

أَوْتَرَ بِتِسْعٍ ۔

☆☆ سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ تیرہ رکعات ادا کرتے تھے' جب آپ ﷺ کی عمر زیادہ ہوگئی اور آپ ﷺ کمزور ہو گئے' تو آپ ﷺ نو رکعات ادا کرنے لگے۔

46 - باب الْقِرَاءَةِ فِي الْوِتْرِ

باب: وتر کی نماز میں تلاوت

1727 - أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ عَنْ أَبِي مِجْلَزٍ أَنَّ أَبَا مُوسَى كَانَ بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ فَصَلَّى الْعِشَاءَ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى رَكْعَةً أَوْتَرَ بِهَا فَقَرَأَ فِيهَا بِمِائَةِ آيَةٍ مِنَ النِّسَاءِ ثُمَّ قَالَ مَا أَلَوْتُ أَنْ أَضَعَ قَدَمَيَّ حَيْثُ وَضَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدَمَيْهِ وَأَنَا أَقْرَأُ بِمَا قَرَأَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔

☆☆ ابومجلز بیان کرتے ہیں' حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ مکہ اور مدینہ کے درمیان تھے (یعنی سفر کر رہے تھے) انہوں نے عشاء کی نماز میں دو رکعات پڑھائیں' پھر انہوں نے کھڑے ہو کر ایک رکعت وتر ادا کیا' اس میں انہوں نے سورۂ نساء کی ایک سو آیات کی تلاوت کی' اس کے بعد انہوں نے فرمایا: میں نے اس حوالے سے کوئی کوتاہی نہیں کی کہ میں اپنے دونوں پاؤں وہیں رکھوں کہ جہاں نبی اکرم ﷺ نے اپنے قدمین شریفین رکھے تھے' اور میں اس میں وہی تلاوت کروں جو نبی اکرم ﷺ نے تلاوت کی تھی۔

47 - باب نَوْعٌ آخَرُ مِنَ الْقِرَاءَةِ فِي الْوِتْرِ

باب: وتر کی نماز میں تلاوت (کے بارے میں روایت) کی ایک اور قسم

1728 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ إِشْكَابَ النَّسَائِيُّ قَالَ أَنْبَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عُبَيْدَةَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ طَلْحَةَ عَنْ ذَرٍّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبْزَى عَنْ أَبِيهِ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْوِتْرِ بِ ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ وَ ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ وَ ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ فَإِذَا سَلَّمَ قَالَ "سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ" ۔ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ۔

☆☆ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ وتر کی نماز میں سورۃ الاعلیٰ' سورۃ الکافرون اور سورۃ الاخلاص کی تلاوت کرتے تھے' جب آپ ﷺ سلام پھیر دیتے تھے' تو تین مرتبہ یہ کلمات پڑھتے تھے:

"سبحان الملك القدوس" ۔

1727-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (9033) .

1728-تقدم (الحديث 1698) .

1729 - أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ الرَّازِيُّ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ زُبَيْدٍ وَطَلْحَةَ عَنْ ذَرٍّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبْزَى عَنْ أَبِيهِ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوتِرُ بِ (سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى) وَ (قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ) وَ (قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ)

خَالَفَهُمَا حُصَيْنٌ فَرَوَاهُ عَنْ ذَرٍّ عَنِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبْزَى عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

☆☆ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ وتر کی نماز میں سورۃ الاعلیٰ' سورۃ الکافرون اور سورۃ الاخلاص کی تلاوت کرتے تھے۔

حصین نامی راوی نے اس سے مختلف روایت نقل کی ہے' انہوں نے اپنی سند کے ساتھ نبی اکرم ﷺ سے یہ روایت نقل کی ہے (جو درج ذیل ہے)۔

1730 - أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ قَزَعَةَ عَنْ حُصَيْنِ بْنِ نُمَيْرٍ عَنْ حُصَيْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ ذَرٍّ عَنِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبْزَى عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْرَأُ فِي الْوِتْرِ بِ (سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى) وَ (قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ) وَ (قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ)

☆☆ عبدالرحمٰن بن ابزیٰ کے صاحبزادے اپنے والد کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ وتر کی نماز میں سورۃ الاعلیٰ' سورۃ الکافرون اور سورۃ الاخلاص کی تلاوت کرتے تھے۔

48 - باب ذِكْرِ الِاخْتِلَافِ عَلَى شُعْبَةَ فِيهِ

باب: اس روایت میں شعبہ سے نقل ہونے والے اختلاف کا تذکرہ

1731 - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَزِيدَ قَالَ حَدَّثَنَا بَهْزُ بْنُ أَسَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَلَمَةَ وَزُبَيْدٍ عَنْ ذَرٍّ عَنِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبْزَى عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُوتِرُ بِ (سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى) وَ (قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ) وَ (قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ) وَكَانَ يَقُولُ إِذَا سَلَّمَ "سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ". ثَلَاثًا وَيَرْفَعُ صَوْتَهُ بِالثَّالِثَةِ.

☆☆ عبدالرحمٰن بن ابزیٰ کے صاحبزادے اپنے والد کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ وتر کی

1729- تقدم (الحديث 1698) .

1730- انفرد به النسائي، و سياتي في قيام الليل و تطوع النهار، ذكر الاختلاف على شعبة فيه (الحديث 1731 و 1732 و 1733 و 1734 و 1735)، و ذكر الاختلاف على مالك بن مغول فيه (الحديث 1736)، و (الحديث 1737) مرسلاً، و (الحديث 1738)، و ذكر الاختلاف على شعبة عن قتادة في هذا الحديث (الحديث 1739 و 1740 و 1741)، والتسبيح بعد الفراغ من الوتر و ذكر الاختلاف على سفيان فيه (الحديث 1749 و 1750 و 1751 و 1752 و 1753) و (الحديث 1754) مرسلاً و اخرجه في عمل اليوم الليلة، ما يقول اذا فرغ من وتره (الحديث 730 و 731 و 732 و 733 و 736 و 737 و 738 و 739 و 742 و 743 و 744) . تحفة الاشراف (9683) .

1731- تقدم (الحديث 1730) .

نماز میں سورۃ الاعلیٰ' سورۃ الکافرون اور سورۃ الاخلاص کی تلاوت کرتے تھے' جب آپ ﷺ سلام پھیرتے تھے' تو تین مرتبہ یہ کلمات پڑھتے تھے:

"سبحان الملك القدوس".

تیسری مرتبہ آپ ﷺ یہ کلمہ بلند آواز میں پڑھتے تھے۔

1732 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي سَلَمَةُ وَزُبَيْدٌ عَنْ ذَرٍّ عَنِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبْزَى عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْرَأُ فِي الْوِتْرِ بِ (سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى) وَ (قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ) وَ (قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ) ثُمَّ يَقُولُ إِذَا سَلَّمَ "سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ". وَيَرْفَعُ بِـ سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ". صَوْتَهُ بِالثَّالِثَةِ.

رَوَاهُ مَنْصُورٌ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ وَلَمْ يَذْكُرْ ذَرًّا.

☆☆ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ (بن ابزیٰ) بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ وتر کی نماز میں سورۃ الاعلیٰ' سورۃ الکافرون اور سورۃ الاخلاص کی تلاوت کرتے تھے' جب آپ ﷺ سلام پھیرتے تھے' تو "سبحان الملك القدوس" پڑھتے تھے' اور تیسری مرتبہ پڑھتے ہوئے بلند آواز میں یہ کلمات پڑھتے تھے۔

یہی روایت ایک اور سند کے حوالے سے منقول ہے' تاہم اس کی سند ایک حوالے سے مختلف ہے۔

1733 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ عَنْ جَرِيرٍ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبْزَى عَنْ أَبِيهِ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوتِرُ بِ (سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى) وَ (قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ) وَ (قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ) وَكَانَ إِذَا سَلَّمَ وَفَرَغَ قَالَ "سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ". ثَلَاثًا طَوَّلَ فِي الثَّالِثَةِ.

رَوَاهُ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ عَنْ زُبَيْدٍ وَلَمْ يَذْكُرْ ذَرًّا.

☆☆ سعید بن عبدالرحمٰن اپنے والد کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ وتر کی نماز میں سورۃ الاعلیٰ' سورۃ الکافرون اور سورۃ الاخلاص کی تلاوت کرتے تھے' جب آپ ﷺ سلام پھیرتے اور فارغ ہو جاتے تو تین مرتبہ "سبحان الملك القدوس" پڑھتے تھے' تیسری مرتبہ آپ ﷺ اس کلمے کو طویل کرتے تھے (اس سے مراد یہ ہو سکتا ہے' آپ ﷺ تیسری مرتبہ بلند آواز میں اس کلمے کو پڑھتے تھے اور یہ بھی ہو سکتا ہے' اس کے کلمات کو کھینچ کر ادا کرتے تھے۔)

اس روایت کی ایک اور سند میں بھی اختلاف نقل کیا گیا ہے۔

1734 - أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ عَنْ زُبَيْدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبْزَى عَنْ أَبِيهِ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوتِرُ بِ

1732- تقدم (الحديث 1730) .

1733- تقدم (الحديث 1730) .

1734- تقدم (الحديث 1730) .

(سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى) وَ (قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ) وَ (قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ)
وَرَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ جُحَادَةَ عَنْ زُبَيْدٍ وَلَمْ يَذْكُرْ ذَرًّا .

☆☆ سعید بن عبدالرحمٰن اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ وتر کی نماز میں سورۃ الاعلیٰ سورۃ الکافرون اور سورۃ الاخلاص کی تلاوت کیا کرتے تھے۔

اس روایت کی سند میں بھی ایک مقام پر ایک راوی کا تذکرہ نہیں ہے۔

1735 - اَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جُحَادَةَ عَنْ زُبَيْدٍ عَنِ ابْنِ اَبْزٰى عَنْ اَبِيْهِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوْتِرُ بِ (سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى) وَ (قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ) وَ (قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ) فَاِذَا فَرَغَ مِنَ الصَّلَاةِ قَالَ "سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ" . ثَلَاثَ مَرَّاتٍ .

☆☆ ابزیٰ کے صاحبزادے اپنے والد کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ وتر کی نماز میں سورۃ الاعلیٰ سورۃ الکافرون اور سورۃ الاخلاص کی تلاوت کرتے تھے اس نماز سے فارغ ہونے کے بعد آپ ﷺ تین مرتبہ "سبحان الملك القدوس" پڑھتے تھے۔

49 - باب ذِكْرِ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى مَالِكِ بْنِ مِغْوَلٍ فِيْهِ

اس روایت میں مالک بن مغول سے نقل ہونے والے اختلاف کا تذکرہ

1736 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ حَرْبٍ عَنْ مَالِكٍ عَنْ زُبَيْدٍ عَنِ ابْنِ اَبْزٰى عَنْ اَبِيْهِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَاُ فِي الْوِتْرِ بِ (سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى) وَ (قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ) وَ (قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ) .

☆☆ ابن ابزیٰ اپنے والد کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ وتر کی نماز میں سورۃ الاعلیٰ سورۃ الکافرون اور سورۃ الاخلاص کی تلاوت کرتے تھے۔

1737 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اٰدَمَ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ زُبَيْدٍ عَنْ ذَرٍّ عَنِ ابْنِ اَبْزٰى مُرْسَلٌ . وَقَدْ رَوَاهُ عَطَاءُ بْنُ السَّائِبِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبْزٰى عَنْ اَبِيْهِ .

☆☆ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ مرسل روایت کے طور پر منقول ہے۔

1738 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الصَّبَّاحِ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ حَبِيْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ الْقَاسِمِ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبْزٰى عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْرَاُ فِي

1735-تقدم (الحديث 1730) .
1736-تقدم (الحديث 1730) .
1737-تقدم (الحديث 1730) .
1738-تقدم (الحديث 1730) .

الْوِتْرِ بِ (سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى) وَ (قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ) وَ (قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ)

☆☆ سعید بن عبدالرحمٰن اپنے والد کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ وتر کی نماز میں سورۃ الاعلیٰ سورۃ الکافرون اور سورۃ الاخلاص کی تلاوت کرتے تھے۔

50 - باب ذِكْرِ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ

قتادہ کے حوالے سے روایت کرنے میں شعبہ سے نقل ہونے والے اختلاف کا تذکرہ

1739 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ عَزْرَةَ يُحَدِّثُ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبْزٰى عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُوْتِرُ بِ (سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى) وَ (قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ) وَ (قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ) فَاِذَا فَرَغَ قَالَ "سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ" . ثَلَاثًا .

☆☆ سعید بن عبدالرحمٰن اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ وتر کی نماز میں سورۃ الاعلیٰ سورۃ الکافرون اور سورۃ الاخلاص کی تلاوت کرتے تھے جب آپ ﷺ یہ پڑھ کر فارغ ہوتے تو تین مرتبہ "سبحان الملك القدوس" پڑھتے تھے۔

1740 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ زُرَارَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبْزٰى عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُوْتِرُ بِ (سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى) وَ (قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ) وَ (قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ) فَاِذَا فَرَغَ قَالَ "سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ" . ثَلَاثًا وَيَمُدُّ فِي الثَّالِثَةِ .

☆☆ حضرت عبدالرحمٰن بن ابزیٰ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: آپ ﷺ وتر کی نماز میں سورۃ الاعلیٰ سورۃ الکافرون اور سورۃ الاخلاص کی تلاوت کرتے تھے جب آپ ﷺ یہ پڑھ کر فارغ ہو جاتے تو تین مرتبہ "سبحان الملك القدوس" پڑھتے تھے تیسری مرتبہ آپ ﷺ ان کلمات کو کھینچ کر ادا کرتے تھے (یعنی بلند آواز میں ادا کرتے تھے)۔

1741 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ يُحَدِّثُ عَنْ زُرَارَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبْزٰى اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُوْتِرُ بِ (سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى) خَالَفَهُمَا شَبَابَةُ فَرَوَاهُ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ زُرَارَةَ بْنِ اَوْفٰى عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ .

☆☆ حضرت عبدالرحمٰن بن ابزیٰ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ وتر کی نماز میں سورۃ الاعلیٰ کی تلاوت کرتے تھے۔

1739-تقدم (الحديث 1730) .
1740-تقدم (الحديث 1730) .
1741-تقدم (الحديث 1730) .

شبابہ نامی راوی نے اس سے مختلف روایت نقل کی ہے' انہوں نے اس روایت کو اپنی سند کے ساتھ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے (ان کی روایت درج ذیل ہے)۔

1742 - اَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ زُرَارَةَ بْنِ اَوْفٰى عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْتَرَ بِ (سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى) .

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ لَا اَعْلَمُ اَحَدًا تَابَعَ شَبَابَةَ عَلٰى هٰذَا الْحَدِيْثِ . خَالَفَهُ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ .

☆☆ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ وتر کی نماز میں سورۃ الاعلیٰ کی تلاوت کرتے تھے۔

امام نسائی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں' میرے علم کے مطابق کسی بھی راوی نے اس روایت میں شبابہ کی متابعت نہیں کی' جبکہ یحییٰ بن سعید نے اس سے مختلف روایت نقل کی ہے (جو درج ذیل ہے)۔

1743 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ زُرَارَةَ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ فَقَرَاَ رَجُلٌ بِ (سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى) فَلَمَّا صَلّٰى قَالَ "مَنْ قَرَاَ بِ (سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى)" . قَالَ رَجُلٌ اَنَا . قَالَ "قَدْ عَلِمْتُ اَنَّ بَعْضَهُمْ خَالَجَنِيْهَا" .

☆☆ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ظہر کی نماز ادا کی تو ایک شخص نے سورۃ الاعلیٰ کی تلاوت کی' جب نبی اکرم ﷺ نے نماز ادا کر لی تو آپ ﷺ نے دریافت کیا: کس شخص نے سورۃ الاعلیٰ کی تلاوت کی تھی؟ اس شخص نے عرض کی: میں نے! نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: مجھے اندازہ ہو گیا تھا کہ کوئی شخص اس حوالے سے میرے ساتھ مقابلہ کر رہا ہے (یعنی میری تلاوت کے ساتھ تلاوت کر رہا ہے)۔

51 - باب الدُّعَاءِ فِي الْوِتْرِ

باب: وتر میں دعا مانگنا

1744 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ اَبِيْ اِسْحَاقَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ اَبِي الْحَوْرَاءِ قَالَ قَالَ الْحَسَنُ عَلَّمَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلِمَاتٍ اَقُوْلُهُنَّ فِي الْوِتْرِ فِي الْقُنُوْتِ "اَللّٰهُمَّ اهْدِنِيْ فِيْمَنْ هَدَيْتَ وَعَافِنِيْ فِيْمَنْ عَافَيْتَ وَتَوَلَّنِيْ فِيْمَنْ تَوَلَّيْتَ وَبَارِكْ لِيْ فِيْمَا اَعْطَيْتَ وَقِنِيْ شَرَّ مَا قَضَيْتَ اِنَّكَ تَقْضِيْ وَلَا يُقْضٰى عَلَيْكَ وَاِنَّهُ لَا يَذِلُّ مَنْ وَّالَيْتَ تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ" .

☆☆ ابوحوراء بیان کرتے ہیں' حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے یہ بات بیان کی ہے: نبی اکرم ﷺ نے مجھے کچھ کلمات

1742-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (10826) .

1743-تقدم في الافتتاح، ترك القراءة خلف الامام فيما لم يجهر فيه (الحديث 916) .

1744-اخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب القنوت في الوتر (الحديث 1425 و 1426) . واخرجه الترمذي في الصلاة، باب ما جاء في القنوت في الوتر (الحديث 464) . واخرجه النسائي في قيام الليل و تطوع النهار، باب الدعاء في الوتر (الحديث 1745) . واخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب ما جاء في القنوت في الوتر (الحديث 1178) . تحفة الاشراف (3404) .

سکھائے تھے' کہ میں ان کلمات کو وتر کی نماز میں دعائے قنوت کے طور پر پڑھوں (وہ کلمات یہ ہیں:)

"اے اللہ! مجھے ہدایت پر ثابت قدم رکھتے ہوئے ان لوگوں میں شامل رکھنا جنہیں' تو نے ہدایت پر ثابت قدم رکھنا' مجھے عافیت نصیب کرتے ہوئے' ان لوگوں میں شامل رکھنا جنہیں' تو نے عافیت نصیب کی' میرا نگہبان ہوتے ہوئے مجھے ان لوگوں میں شامل رکھنا جن کا تو نگہبان بنا' جو تو مجھے عطاء کرے' اس میں میرے لیے برکت رکھنا اور جو تو نے فیصلہ کیا ہے' اس کے شر سے مجھے محفوظ رکھنا' بے شک تو ہی فیصلہ کر سکتا ہے' تیرے مقابلے میں فیصلہ نہیں کیا جا سکتا اور جس کا تو نگہبان ہو' اسے کوئی رسوا نہیں کر سکتا' اے ہمارے پروردگار! تو برکت والا ہے اور بلند و برتر ہے"۔

1745 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَالِمٍ عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَلِيٍّ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ عَلَّمَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ فِي الْوِتْرِ قَالَ "اَللّٰهُمَّ اهْدِنِيْ فِيْمَنْ هَدَيْتَ وَبَارِكْ لِيْ فِيْمَا اَعْطَيْتَ وَتَوَلَّنِيْ فِيْمَنْ تَوَلَّيْتَ وَقِنِيْ شَرَّ مَا قَضَيْتَ فَاِنَّكَ تَقْضِيْ وَلَا يُقْضٰى عَلَيْكَ وَاِنَّهُ لَا يَذِلُّ مَنْ وَّالَيْتَ تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ" .

☆☆ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے مجھے وتر میں (دعائے قنوت کے طور پر) یہ کلمات سکھائے تھے' آپ ﷺ نے فرمایا تھا: تم یہ پڑھو:

"اے اللہ! تو مجھے ہدایت پر ثابت قدم رکھتے ہوئے ان لوگوں میں شامل رکھ' جنہیں' تو نے ہدایت نصیب کی اور جو تو نے عطاء کیا ہے' اس میں میرے لیے برکت رکھ دے اور تو میرا نگہبان ہوتے ہوئے ان لوگوں میں شامل کر دے' جن کا تو نگہبان ہے' تو نے جو فیصلہ کیا ہے' اس کے شر سے مجھے محفوظ رکھنا' بے شک تو ہی فیصلہ کر سکتا ہے' تیرے مقابلے میں فیصلہ نہیں کیا جا سکتا اور جس کا تو نگہبان ہو' وہ رسوا نہیں ہو سکتا' تو برکت والا ہے' ہمارے پروردگار! اور تو بلند و برتر ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے نبی حضرت محمد ﷺ پر درود نازل کرے"۔

1746 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ وَّهِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَا حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عَمْرٍو الْفَزَارِيِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ فِيْ اٰخِرِ وِتْرِهٖ "اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوْبَتِكَ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ لَا اُحْصِيْ ثَنَاءً عَلَيْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ" .

☆☆ حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ وتر کے آخر میں یہ دعا مانگتے تھے:

"اے اللہ! میں تیری ناراضگی سے تیری رضامندی کی پناہ مانگتا ہوں' تیرے سزا دینے سے تیری معافی کی پناہ مانگتا

1745-تقدم في قيام الليل و تطرع النهار، باب الدعاء في الوتر (الحديث 1744) .

1746-اخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب القنوت في الوتر (الحديث 1427) . و اخرجه الترمذي في الدعوات، باب في دعاء الوتر (الحديث 3566) . واخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب ما جاء في القنوت في الوتر (الحديث 1179) . تحفة الاشراف (10207) .

ہوں اور میں تیری قدرت کے مقابلے میں تیری ہی پناہ مانگتا ہوں میں تیری ثناء کا شمار نہیں کر سکتا' تو ویسا ہی ہے جیسے تو نے خود اپنی ثناء بیان کی ہے''۔

52 - باب تَرْكِ رَفْعِ الْيَدَيْنِ فِي الدُّعَاءِ فِي الْوِتْرِ

باب: وتر کے دوران دعا مانگتے وقت رفع یدین نہ کرنا

1747 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي شَيْءٍ مِّنْ دُعَائِهِ اِلَّا فِي الْاِسْتِسْقَاءِ . قَالَ شُعْبَةُ فَقُلْتُ لِثَابِتٍ اَنْتَ سَمِعْتَهُ مِنْ اَنَسٍ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ . قُلْتُ سَمِعْتَهُ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ .

☆☆ حضرت انس ﷜ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ دعا مانگتے ہوئے دونوں ہاتھ بلند نہیں کرتے تھے' آپ ﷺ صرف استسقاء (بارش کے حصول کی دعا مانگتے ہوئے) ایسا کیا کرتے تھے۔

شعبہ نامی راوی بیان کرتے ہیں' میں نے اپنے استاد ثابت سے دریافت کیا' کیا آپ نے خود حضرت انس ﷜ کی زبانی یہ بات سنی ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: سبحان اللہ! میں نے پھر پوچھا: کیا آپ نے خود سنی ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: سبحان اللہ!

53 - باب قَدْرِ السَّجْدَةِ بَعْدَ الْوِتْرِ

باب: وتر کے بعد سجدہ کرنے کی مقدار

1748 - اَخْبَرَنَا يُوْسُفُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ حَدَّثَنَا لَيْثٌ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ اِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً فِيْمَا بَيْنَ اَنْ يَّفْرُغَ مِنْ صَلَاةِ الْعِشَاءِ اِلَى الْفَجْرِ بِاللَّيْلِ سِوٰى رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ وَيَسْجُدُ قَدْرَ مَا يَقْرَاُ اَحَدُكُمْ خَمْسِيْنَ اٰيَةً .

☆☆ حضرت عائشہ صدیقہ ﷝ بیان کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ عشاء کی نماز سے فارغ ہونے سے لے کر صبح صادق ہونے تک فجر کی دو رکعات کے علاوہ گیارہ رکعات ادا کیا کرتے تھے آپ ﷺ اتنی دیر سجدہ کیا کرتے تھے' جتنی دیر میں تم میں سے کوئی ایک شخص پچاس آیات کی تلاوت کر لیتا ہے۔

54 - باب التَّسْبِيحِ بَعْدَ الْفَرَاغِ مِنَ الْوِتْرِ وَذِكْرِ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى سُفْيَانَ فِيْهِ

باب: وتر سے فارغ ہونے کے بعد تسبیح' اس روایت کو سفیان کے حوالے سے نقل کرنے والے راویوں کے اختلاف کا تذکرہ

1749 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا قَاسِمٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ زُبَيْدٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ

1747-اخرجه مسلم في صلاة الاستسقاء، باب رفع اليدين بالدعاء في الاستسقاء (الحديث 5) . تحفة الاشراف (444) .

1748-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (16568) .

اَبْزٰى عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ كَانَ يُوْتِرُ بِ (سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى) وَ (قُلْ يٰاَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ) وَ (قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ) وَيَقُوْلُ بَعْدَ مَا يُسَلِّمُ "سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ" . ثَلَاثَ مَرَّاتٍ يَرْفَعُ بِهَا صَوْتَهُ .

☆☆ سعید بن عبدالرحمٰن اپنے والد کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: آپ ﷺ وتر کی نماز میں سورۃ الاعلیٰ' سورۃ الکافرون اور سورۃ الاخلاص کی تلاوت کرتے تھے' سلام پھیرنے کے بعد آپ ﷺ تین مرتبہ بلند آواز میں "سبحان الملك القدوس" پڑھتے تھے۔

1750 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَعَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ اَبِيْ سُلَيْمَانَ عَنْ زُبَيْدٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبْزٰى عَنْ اَبِيْهِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوْتِرُ بِ (سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى) وَ (قُلْ يٰاَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ) وَ (قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ) وَيَقُوْلُ بَعْدَ مَا يُسَلِّمُ "سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ" . ثَلَاثَ مَرَّاتٍ يَرْفَعُ بِهَا صَوْتَهُ . خَالَفَهُمَا اَبُوْ نُعَيْمٍ فَرَوَاهُ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ زُبَيْدٍ عَنْ ذَرٍّ عَنْ سَعِيْدٍ .

☆☆ سعید بن عبدالرحمٰن اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ وتر کی نماز میں سورۃ الاعلیٰ' سورۃ الکافرون اور سورۃ الاخلاص کی تلاوت کرتے تھے' سلام پھیرنے کے بعد آپ ﷺ تین مرتبہ بلند آواز میں "سبحان الملك القدوس" پڑھتے تھے۔

بعض راویوں نے اسے مختلف سند کے ساتھ نقل کیا ہے (وہ سند درج ذیل ہے)۔

1751 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ اَبِيْ نُعَيْمٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ زُبَيْدٍ عَنْ ذَرٍّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبْزٰى عَنْ اَبِيْهِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوْتِرُ بِ (سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى) وَ (قُلْ يٰاَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ) وَ (قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ) فَاِذَا اَرَادَ اَنْ يَّنْصَرِفَ قَالَ "سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ" . ثَلَاثًا يَرْفَعُ بِهَا صَوْتَهُ .

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَبُوْ نُعَيْمٍ اَثْبَتُ عِنْدَنَا مِنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُبَيْدٍ وَّمِنْ قَاسِمِ بْنِ يَزِيْدَ وَاَثْبَتُ اَصْحَابِ سُفْيَانَ عِنْدَنَا وَاللّٰهُ اَعْلَمُ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ الْقَطَّانُ ثُمَّ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ ثُمَّ وَكِيْعُ بْنُ الْجَرَّاحِ ثُمَّ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ ثُمَّ اَبُوْ نُعَيْمٍ ثُمَّ الْاَسْوَدُ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ . وَرَوَاهُ جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ زُبَيْدٍ فَقَالَ يَمُدُّ صَوْتَهُ فِي الثَّالِثَةِ وَيَرْفَعُ .

☆☆ سعید بن عبدالرحمٰن اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ سورۃ الاعلیٰ' سورۃ الکافرون اور سورۃ

1749-تقدم (الحديث 1731) .

1750-تقدم (الحديث 1731) .

1751-تقدم (الحديث 1731) .

الاخلاص کی تلاوت کرتے تھے' جب آپ ﷺ نماز پڑھ کر فارغ ہو جاتے تو تین مرتبہ بلند آواز میں ''سبحان الملک القدوس'' پڑھتے تھے۔

امام نسائی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: ابونعیم نامی راوی ہمارے نزدیک محمد بن عبید اور قاسم بن یزید کے مقابلے میں زیادہ مستند ہے۔

ہمارے نزدیک ''باقی اللہ بہتر جانتا ہے'' سفیان کے شاگردوں میں سب سے زیادہ مستند یحییٰ بن سعید قطان ہیں' پھر ان کے بعد عبداللہ بن مبارک ہیں' پھر ان کے بعد وکیع بن جراح ہیں' پھر عبدالرحمٰن بن مہدی ہیں' پھر ابونعیم ہیں' پھر اسود ہیں۔ (مستند ہونے کا یہ معیار) اس حدیث کے حوالے سے ہے' اس روایت کو جریر بن حازم نے زبید کے حوالے سے نقل کیا ہے اور اس میں یہ الفاظ ہیں:

''نبی اکرم ﷺ تیسری مرتبہ (ان کلمات کو ادا کرتے ہوئے) آواز بلند کرتے تھے''۔

1752 - اَخْبَرَنَا حَرَمِيُّ بْنُ يُونُسَ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِي قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ قَالَ سَمِعْتُ زُبَيْدًا يُحَدِّثُ عَنْ ذَرٍّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبْزٰى عَنْ اَبِيهِ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوتِرُ بِ (سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى) وَ (قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكَافِرُونَ) وَ (قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ) وَاِذَا سَلَّمَ قَالَ "سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ". ثَلَاثَ مَرَّاتٍ يَمُدُّ صَوْتَهُ فِي الثَّالِثَةِ ثُمَّ يَرْفَعُ.

☆☆ سعید بن عبدالرحمٰن اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ وتر کی نماز میں سورۃ الاعلیٰ' سورۃ الکافرون اور سورۃ الاخلاص کی تلاوت کرتے تھے' جب آپ ﷺ سلام پھیرتے تھے' تو تین مرتبہ ''سبحان الملک القدوس'' پڑھتے تھے اور تیسری مرتبہ آپ ﷺ اپنی آواز کو کھینچتے تھے' اور اُسے بلند کرتے تھے۔

1753 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عَزْرَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبْزٰى عَنْ اَبِيهِ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُوتِرُ بِ (سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى) وَ (قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكَافِرُونَ) وَ (قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ) وَاِذَا فَرَغَ قَالَ "سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ". اَرْسَلَهُ هِشَامٌ.

☆☆ سعید بن عبدالرحمٰن اپنے والد کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ وتر کی نماز میں سورۃ الاعلیٰ' سورۃ الکافرون اور سورۃ الاخلاص کی تلاوت کرتے تھے' جب آپ ﷺ نماز پڑھ کر فارغ ہوتے تو ''سبحان الملک القدوس'' پڑھتے تھے۔

ہشام نے اس روایت کو مرسل حدیث کے طور پر نقل کیا ہے۔

1754 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِيلَ بْنِ اِبْرَاهِيمَ عَنْ اَبِي عَامِرٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عَزْرَةَ عَنْ سَعِيدِ

1752-تقدم (الحديث 1731) .
1753-تقدم (الحديث 1731) .

بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبْزٰى اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُوتِرُ. وَسَاقَ الْحَدِيثَ.

یہ روایت امام محمد بن اسمٰعیل (شاید یہاں امام بخاری مراد ہیں) نے اپنی سند کے ساتھ سعید بن عبدالرحمٰن کے حوالے سے نقل کی ہے' نبی اکرم ﷺ نے وتر کی نماز ادا کی' اس کے بعد انہوں نے پوری حدیث نقل کی ہے۔

55 - باب اِبَاحَةِ الصَّلَاةِ بَيْنَ الْوِتْرِ وَبَيْنَ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ

باب: وتر کی نماز اور فجر کی دو رکعات (سنت) کے درمیان بھی نماز ادا کرنا مباح ہے

1755 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ فَضَالَةَ بْنِ اِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ - يَعْنِي ابْنَ الْمُبَارَكِ الصُّورِيَّ - قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ - يَعْنِي ابْنَ سَلَّامٍ - عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِي كَثِيرٍ قَالَ اَخْبَرَنِي اَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّهُ سَاَلَ عَائِشَةَ عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ اللَّيْلِ فَقَالَتْ كَانَ يُصَلِّي ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً تِسْعَ رَكَعَاتٍ قَائِمًا يُوتِرُ فِيهَا وَرَكْعَتَيْنِ جَالِسًا فَاِذَا اَرَادَ اَنْ يَرْكَعَ قَامَ فَرَكَعَ وَسَجَدَ وَيَفْعَلُ ذٰلِكَ بَعْدَ الْوِتْرِ فَاِذَا سَمِعَ نِدَاءَ الصُّبْحِ قَامَ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ.

☆☆ ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں' انہوں نے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے نبی اکرم ﷺ کی رات کی (نفل) نماز کے بارے میں دریافت کیا' سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا: نبی اکرم ﷺ تیرہ رکعات ادا کیا کرتے تھے' ان میں سے نو رکعات آپ ﷺ کھڑے ہو کر ادا کرتے تھے' پھر آپ ﷺ ایک رکعت کے ذریعے انہیں وتر کر لیتے تھے' پھر آپ ﷺ دو رکعات بیٹھ کر ادا کر لیتے تھے' لیکن جب آپ ﷺ رکوع میں جانے کا ارادہ کرتے تھے تو کھڑے ہو جاتے تھے' پھر رکوع میں جاتے تھے' پھر سجدے میں جاتے تھے' وتر کے بعد آپ ﷺ ایسا ہی کیا کرتے تھے' پھر جب آپ ﷺ صبح کی اذان سنتے تھے' تو کھڑے ہو کر دو مختصر رکعات (یعنی فجر کی دو سنتیں) ادا کر لیتے تھے۔

56 - باب الْمُحَافَظَةِ عَلَى الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ

باب: فجر سے پہلے دو رکعات (سنت) باقاعدگی سے ادا کرنا

1756 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيهِ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَدَعُ اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ قَبْلَ الظُّهْرِ وَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ. خَالَفَهُ عَامَّةُ اَصْحَابِ شُعْبَةَ مِمَّنْ رَوٰى هٰذَا الْحَدِيثَ فَلَمْ يَذْكُرُوا مَسْرُوقًا.

1754-تقدم (الحديث 1731) .
1755-اخرجه مسلم في صلاة المسافرين و قصرها، باب صلاة الليل وعدد ركعات النبي صلى الله عليه وسلم في الليل و ان الوتر ركعة و ان الركعة صلاة صحيحة (الحديث 126) بنحوه . واخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب في صلاة الليل (الحديث 1340) . واخرجه النسائي في قيام الليل و تطوع النهار، باب وقت ركعتي الفجر و ذكر الاختلاف على نافع (الحديث 1780) والحديث عند: النسائي في قيام الليل و تطوع النهار، باب وقت ركعتي الفجر و ذكر الاختلاف على نافع (الحديث 1779) . تحفة الاشراف (17781) .
1756-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (17633) .

☆☆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ ظہر سے پہلے کی چار رکعات اور فجر سے پہلے کی دو رکعات (سنت) کبھی ترک نہیں کرتے تھے۔

شعبہ کے اکثر شاگردوں نے اس سے مختلف روایت نقل کی ہے' انہوں نے اس کی سند میں ''مسروق'' نامی راوی کا ذکر نہیں کیا ہے۔

1757 - اَخْبَرَنِيْ اَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَكَمِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ مُحَمَّدٍ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَاهُ يُحَدِّثُ اَنَّهُ سَمِعَ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدَعُ اَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ وَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الصُّبْحِ .

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ هٰذَا الصَّوَابُ عِنْدَنَا وَحَدِيْثُ عُثْمَانَ بْنِ عُمَرَ خَطَاٌ وَّاللّٰهُ تَعَالٰى اَعْلَمُ .

☆☆ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ ظہر سے پہلے کی چار رکعات اور فجر سے پہلے کی دو رکعات ترک نہیں کرتے تھے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: ہمارے نزدیک یہ روایت درست ہے اور عثمان بن عمر کے حوالے سے منقول (سابقہ) روایت میں غلطی پائی جاتی ہے' باقی اللہ بہتر جانتا ہے۔

1758 - اَخْبَرَنَا هَارُوْنُ بْنُ اِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ زُرَارَةَ بْنِ اَوْفٰى عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "رَكْعَتَا الْفَجْرِ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا" .

☆☆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا' نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتی ہیں' فجر کی دو رکعات (سنت) دنیا اور اس میں موجود ہر چیز سے زیادہ بہتر ہیں۔

57 - باب وَقْتِ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ

باب: فجر کی دو رکعات (سنت) کا وقت

1759 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ حَفْصَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ كَانَ اِذَا نُوْدِيَ لِصَلَاةِ الصُّبْحِ رَكَعَ رَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ قَبْلَ اَنْ يَقُوْمَ اِلَى الصَّلَاةِ .

☆☆ سیّدہ حفصہ رضی اللہ عنہا' نبی اکرم ﷺ کے بارے میں یہ بات نقل کرتی ہیں' جب فجر کی نماز کے لیے اذان ہو جاتی تو نبی اکرم ﷺ نماز کے لیے تشریف لے جانے سے پہلے دو مختصر رکعات (سنت) ادا کر لیتے تھے۔

1757-اخرجه البخاري في التهجد، باب الركعتان قبل الظهر (الحديث 1182) بنحوه . و اخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب تفريع ابواب التطوع و ركعات السنة (الحديث 1253) . تحفة الاشراف (17599) .

1758-اخرجه مسلم في صلاة المسافرين و قصرها، باب استحباب ركعتي سنة الفجر والحث عليهما و تخفيفهما و المحافظة عليهما و بيان ما يستحب ان يقرا فيهما (الحديث 96 و 97) . واخرجه الترمذي في الصلاة، باب ما جاء في ركعتي الفجر من الفضل (الحديث 416). تحفة الاشراف (16106) .

1759-تقدم (الحديث 582) .

فجر کی نماز میں قرأت کے موضوع پر بحث کرتے ہوئے امام ابوجعفر طحاوی تحریر کرتے ہیں: حسن بن زیادہ نے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے۔ بعض اوقات میں فجر کی دو رکعات میں' قرآن کا ایک حزب پڑھ لیتا ہوں۔

امام طحاوی فرماتے ہیں: یہ وہ حکم ہے جس کے بارے میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ یا ان کے اصحاب میں سے کسی ایک سے کوئی اختلاف منقول نہیں ہے (یعنی فجر کی دو سنتوں میں طویل قرأت کی جا سکتی ہے)

امام ابن قاسم نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول نقل کیا ہے: میں فجر کی نماز میں صرف سورۂ فاتحہ پڑھتا ہوں جیسا کہ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بات نقل کی ہے۔ نبی اکرم ﷺ فجر کی دو سنتوں میں مختصر قرأت کرتے تھے۔ یہاں تک کہ میں یہ سوچا کرتی تھی کیا آپ ﷺ نے اس میں سورۂ فاتحہ بھی پڑھی ہے یا نہیں پڑھی ہے؟

ابن قاسم نے امام مالک کے حوالے سے یہ بات بھی نقل کی ہے: وہ فجر کی ایک رکعت میں سورۂ فاتحہ اور اس کے ساتھ قصار مفصل سے تعلق رکھنے والی ایک سورت پڑھا کرتے تھے۔

اگر کوئی شخص صرف سورۂ فاتحہ پڑھ لے تو یہ بھی اس کے لئے جائز ہوگا۔

ابن وہب نے امام مالک کے بارے میں روایت نقل کی ہے: وہ ان دو رکعات میں سورۂ فاتحہ بھی نہیں پڑھتے تھے۔

سفیان ثوری کہتے ہیں فجر کی ان دونوں سنتوں کو مختصر طور پر ادا کیا جائے گا۔ البتہ اگر کسی شخص کے رات کے نوافل کا کچھ حصہ رہ گیا ہو تو پھر اس میں کوئی حرج نہیں ہے وہ شخص ان کو طویل کر کے ادا کر لیتا ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: ان دو رکعات کو دو مختصر طور پر ادا کیا جائے گا۔

امام ابوجعفر طحاوی تحریر کرتے ہیں: حضرت جابر نے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کیا ہے۔

''سب سے افضل نماز وہ ہوتی ہے جس میں طویل قیام کیا جائے گا''۔*

•••———•••———•••

1760 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرٌو عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ اَخْبَرَتْنِيْ حَفْصَةُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا اَضَاءَ لَهُ الْفَجْرُ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' سیّدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے مجھے یہ بات بتائی ہے' جب صبح صادق ہو جاتی' تو نبی اکرم ﷺ دو رکعات (یعنی فجر کی سنتیں) ادا کرتے تھے۔

58 - باب الْاِضْطِجَاعِ بَعْدَ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ عَلَى الشِّقِّ الْاَيْمَنِ

باب: فجر کی دو رکعات (سنت) ادا کرنے کے بعد دائیں پہلو کے بل لیٹ جانا

* مختصر اختلاف العلماء' مسئلہ فجر دو رکعات) میں قرأت کرنے کا حکم

1760-تقدم (الحديث 582) .

1761 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَيَّاشٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سَكَتَ الْمُؤَذِّنُ بِالْاُوْلٰى مِنْ صَلَاةِ الْفَجْرِ قَامَ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ قَبْلَ صَلَاةِ الْفَجْرِ بَعْدَ اَنْ يَتَبَيَّنَ الْفَجْرُ ثُمَّ يَضْطَجِعُ عَلٰى شِقِّهِ الْاَيْمَنِ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' جب مؤذن فجر کی پہلی اذان دے کر فارغ ہوتا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اُٹھ کر دومختصر رکعات (سنت) ادا کرتے تھے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی نماز (یعنی فرض نماز) سے پہلے انہیں ادا کر لیتے تھے اور صبح صادق ہو جانے کے بعد انہیں ادا کرتے تھے' اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم دائیں پہلو کے بل لیٹ جایا کرتے تھے۔

59 - باب ذَمِّ مَنْ تَرَكَ قِيَامَ اللَّيْلِ

باب: جو شخص رات کے وقت نوافل ادا کرنا ترک کر دے' اُس کی مذمت

1762 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنِ الْاَوْزَاعِيِّ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا تَكُنْ مِثْلَ فُلَانٍ كَانَ يَقُوْمُ اللَّيْلَ فَتَرَكَ قِيَامَ اللَّيْلِ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا:

''تم فلاں شخص کی مانند نہ ہو جانا' جو پہلے رات کے وقت نوافل ادا کیا کرتا تھا اور پھر اُس نے رات کے وقت نوافل ادا کرنا ترک کر دیا''۔

1763 - اَخْبَرَنَا الْحَارِثُ بْنُ اَسَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ بَكْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي الْاَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ اَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْحَكَمِ بْنِ ثَوْبَانَ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا تَكُنْ يَا عَبْدَ اللّٰهِ مِثْلَ فُلَانٍ كَانَ يَقُوْمُ اللَّيْلَ فَتَرَكَ قِيَامَ اللَّيْلِ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اے عبداللہ! تم فلاں شخص کی مانند نہ ہو جانا جو پہلے رات کے وقت نوافل ادا کیا کرتا تھا' اور اب اس نے رات کے وقت نوافل ادا کرنا ترک کر دیا''۔

1761-اخرجه البخاری فی الاذان، باب من انتظر الاقامة (الحديث 626) . تحفة الاشراف (16465) .

1762-اخرجه البخاری فی التهجد، باب ما يكره من ترك قيام الليل لمن كان يقومه (الحديث 1152) واخرجه مسلم فی الصيام، باب النهی عن صوم الدهر لمن تضرر به اوفوت به حقًا اولم يفطر العيدين و التشريق و بيان تفضيل صوم يوم و افطار يوم (الحديث 185) . واخرجه النسائی فی قيام الليل و تطوع النهار، باب ذم من ترك قيام الليل (الحديث 1763) . واخرجه ابن ماجه فی اقامة الصلاة و السنة فيها، باب ما جاء فی قيام الليل (الحديث 1331) . تحفة الاشراف (8961) .

1763-تقدم فی قيام الليل و تطوع النهار، باب ذم من ترك قيام الليل (الحديث 1762) .

60 - باب وَقْتِ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ وَذِكْرِ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى نَافِعٍ

باب: فجر کی دو رکعات (کے بارے میں روایات)

اس حوالے سے نافع سے نقل ہونے والے اختلاف کا تذکرہ

1764 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ الْبَصْرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ قَرَاْتُ عَلٰى عَبْدِ الْحَمِيْدِ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ صَفِيَّةَ عَنْ حَفْصَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ كَانَ يُصَلِّيْ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ رَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ .

☆☆ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ بات نقل کرتی ہیں:

''آپ صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی دو رکعات (سنت مختصر) ادا کرتے تھے''۔

1765 - اَخْبَرَنَا شُعَيْبُ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ اَنْبَاَنَا شُعَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنِيْ نَافِعٌ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَتْنِيْ حَفْصَةُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَرْكَعُ رَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ بَيْنَ النِّدَاءِ وَالْاِقَامَةِ مِنْ صَلَاةِ الْفَجْرِ .

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ كِلَا الْحَدِيْثَيْنِ عِنْدَنَا خَطَاٌ وَّاللّٰهُ تَعَالٰى اَعْلَمُ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے مجھے یہ بات بتائی ہے:

''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی نماز کی اذان ہونے کے بعد سے لے کر اقامت کے درمیان میں دو مختصر رکعات (سنت) ادا کیا کرتے تھے''۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: ہمارے نزدیک ان دونوں روایات میں غلطی پائی جاتی ہے' باقی اللہ بہتر جانتا ہے۔

1766 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ حَفْصَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْكَعُ بَيْنَ النِّدَاءِ وَالصَّلَاةِ رَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما' سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی اذان اور نماز کے درمیان دو مختصر رکعات (سنت) ادا کیا کرتے تھے۔

1767 - اَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى - يَعْنِي ابْنَ حَمْزَةَ - قَالَ حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ عَنْ يَحْيٰى عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ قَالَ هُوَ وَنَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ حَفْصَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّيْ بَيْنَ النِّدَاءِ

1764-انفرد به النسائی . تحفة الاشراف (15819) .

1765-تقدم (الحديث 582) .

1766-تقدم (الحديث 582) .

1767-تقدم (الحديث 582) .

وَالْاِقَامَةِ رَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما' سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ اذان اور اقامت کے درمیان فجر کی دو مختصر رکعات (سنت) ادا کرتے تھے۔

1768 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِیْ كَثِيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ نَافِعٌ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ حَدَّثَهُ اَنَّ حَفْصَةَ حَدَّثَتْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّیْ رَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ بَيْنَ النِّدَاءِ وَالْاِقَامَةِ مِنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ .

☆☆ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ صبح کی نماز کی اذان اور اقامت کے درمیان دو مختصر رکعات ادا کرتے تھے۔

1769 - اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَهْضَمٍ قَالَ اِسْمَاعِيْلُ حَدَّثَنَا عَنْ عُمَرَ بْنِ نَافِعٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ اَخْبَرَتْنِیْ حَفْصَةُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّیْ قَبْلَ الصُّبْحِ رَكْعَتَيْنِ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے مجھے یہ بات بتائی ہے: نبی اکرم ﷺ صبح کی نماز سے پہلے دو رکعات ادا کرتے تھے۔

1770 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ قَالَ اَنْبَاَنَا اِسْحَاقُ بْنُ الْفُرَاتِ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَيُّوْبَ قَالَ حَدَّثَنِیْ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ اَنْبَاَنَا نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ حَفْصَةَ اَنَّهَا اَخْبَرَتْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا نُوْدِیَ لِصَلَاةِ الصُّبْحِ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ قَبْلَ صَلَاةِ الصُّبْحِ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما' سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں' انہوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو یہ بات بتائی ہے:
نبی اکرم ﷺ صبح کی اذان ہو جانے کے بعد صبح کی نماز سے پہلے دو رکعات (سنت) ادا کرتے تھے۔

1771 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اِسْحَاقَ عَنْ اَبِیْ عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ حَفْصَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنَّهَا اَخْبَرَتْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا سَكَتَ الْمُؤَذِّنُ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما' سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں:

1768-تقدم (الحديث 582) .
1769-تقدم (الحديث 582) .
1770-تقدم (الحديث 582) .
1771-تقدم (الحديث 582) .

نبی اکرم ﷺ مؤذن کے خاموش ہونے کے بعد دو مختصر رکعات ادا کر لیا کرتے تھے۔

1772 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ الْقَاسِمِ عَنْ مَالِكٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ حَفْصَةَ اُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ اَخْبَرَتْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا سَكَتَ الْمُؤَذِّنُ مِنَ الْاَذَانِ لِصَلَاةِ الصُّبْحِ وَبَدَا الصُّبْحُ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ قَبْلَ اَنْ تُقَامَ الصَّلَاةُ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' ام المؤمنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے انہیں یہ بات بتائی ہے:
جب مؤذن فجر کی نماز کے لیے اذان دے کر خاموش ہوتا اور صبح صادق ہو چکی ہوتی' تو نبی اکرم ﷺ نماز (باجماعت) قائم ہونے سے پہلے دو مختصر رکعات (سنت) ادا کرتے تھے۔

1773 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَتْنِیْ اُخْتِیْ حَفْصَةُ اَنَّهُ كَانَ يُصَلِّیْ قَبْلَ الْفَجْرِ رَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ .

☆☆ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میری بہن سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات بتائی ہے:
نبی اکرم ﷺ فجر کی نماز سے پہلے دو مختصر رکعات ادا کرتے تھے۔

1774 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِیْ قَالَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ بْنُ اَسْمَاءَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ حَفْصَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّیْ رَكْعَتَيْنِ اِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما' سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں:
نبی اکرم ﷺ صبح صادق ہو جانے کے بعد دو رکعات (سنت) ادا کرتے تھے۔

1775 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَكَمِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ زَيْدِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ سَمِعْتُ نَافِعًا عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ حَفْصَةَ اَنَّهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ لَا يُصَلِّیْ اِلَّا رَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما' سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں:
نبی اکرم ﷺ صبح صادق ہو جانے کے بعد صرف دو مختصر رکعات (سنت) ادا کرتے تھے۔

1776 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ حَفْصَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ كَانَ اِذَا نُوْدِیَ لِصَلَاةِ الصُّبْحِ رَكَعَ رَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ قَبْلَ اَنْ يَقُوْمَ اِلَى الصَّلَاةِ .
وَرَوٰی سَالِمٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ حَفْصَةَ .

1772-تقدم (الحديث 582) .
1773-تقدم (الحديث 582) .
1774-تقدم (الحديث 582) .
1775-تقدم (الحديث 582) .
1776-تقدم (الحديث 582) .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما' سیّدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں:

جب صبح کی نماز کے لیے اذان ہو جاتی تھی' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لیے تشریف لے جانے سے پہلے دو مختصر رکعات ادا کرتے تھے۔

سالم نے اس روایت کو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے سیّدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے (ان کی روایت درج ذیل ہے)۔

1777 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ قَالَ ابْنُ عُمَرَ اَخْبَرَتْنِي حَفْصَةُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَرْكَعُ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ وَذٰلِكَ بَعْدَ مَا يَطْلُعُ الْفَجْرُ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' سیّدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے مجھے یہ بات بتائی ہے:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فجر (کی فرض نماز) سے پہلے دو رکعات (سنت) ادا کرتے تھے' اور انہیں صبح صادق ہو جانے کے بعد ادا کرتے تھے۔

1778 - اَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عِيسٰى قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ اَخْبَرَتْنِي حَفْصَةُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا اَضَاءَ لَهُ الْفَجْرُ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ .

☆☆ سالم اپنے والد کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں: سیّدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے مجھے یہ بات بتائی ہے:

جب صبح صادق ہو جاتی تھی' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دو رکعات ادا کر لیتے تھے۔

1779 - اَخْبَرَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ عَنْ اَبِيْ عَمْرٍو عَنْ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنِي اَبُوْ سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ بَيْنَ النِّدَاءِ وَالْاِقَامَةِ مِنْ صَلَاةِ الْفَجْرِ .

☆☆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی نماز کی اذان اور اقامت کے درمیان دو مختصر رکعات (سنت) ادا کرتے تھے۔

1780 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ اَنَّهُ سَاَلَ عَائِشَةَ عَنْ صَلَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاللَّيْلِ قَالَتْ كَانَ يُصَلِّيْ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً

1777-تقدم (الحديث 582) .

1778-تقدم (الحديث 582) .

1779-تقدم (الحديث 1755) .

1780-تقدم (الحديث 1755) .

يُصَلِّيْ ثَمَانَ رَكَعَاتٍ ثُمَّ يُوْتِرُ ثُمَّ يُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ فَاِذَا اَرَادَ اَنْ يَرْكَعَ قَامَ فَرَكَعَ وَيُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ بَيْنَ الْاَذَانِ وَالْاِقَامَةِ فِيْ صَلَاةِ الصُّبْحِ .

☆☆ ابوسلمہ بیان کرتے ہیں' انہوں نے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رات کی (نفل) نماز کے بارے میں دریافت کیا' تو سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تیرہ رکعات ادا کیا کرتے تھے' پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم آٹھ رکعات ادا کرتے تھے' پھر ایک رکعت کے ذریعے انہیں طاق کر لیتے تھے' پھر بیٹھ کر دو رکعات ادا کرتے تھے' جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع میں جانے لگتے تھے' تو کھڑے ہو کر پھر رکوع میں جاتے تھے' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز کی اذان اور اقامت کے درمیان دو رکعات ادا کرتے تھے۔

1781 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَثَّامُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ حَبِيْبِ بْنِ اَبِيْ ثَابِتٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ اِذَا سَمِعَ الْاَذَانَ وَيُخَفِّفُهُمَا .

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ هٰذَا حَدِيْثٌ مُنْكَرٌ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب اذان سن لیتے تھے' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی دو رکعات (سنت) ادا کر لیتے تھے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں مختصر ادا کرتے تھے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: یہ روایت منکر ہے۔

1782 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَنْبَاَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِي السَّائِبُ بْنُ يَزِيْدَ اَنَّ شُرَيْحًا الْحَضْرَمِيَّ ذُكِرَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "ذَاكَ رَجُلٌ لَا يَتَوَسَّدُ الْقُرْاٰنَ" .

☆☆ سائب بن یزید بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے شریح حضرمی کا تذکرہ کیا گیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''وہ ایسا شخص ہے جو قرآن کا تکیہ نہیں بناتا''۔

61 - باب مَنْ كَانَ لَهُ صَلَاةٌ بِاللَّيْلِ فَغَلَبَهُ عَلَيْهَا النَّوْمُ

باب: جس شخص کا رات کے وقت (نفل) نماز ادا کرنے کا معمول ہو اور پھر کسی دن اُسے نیند آ جائے

1783 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ مَالِكٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ رَجُلٍ عِنْدَهُ رِضًا اَخْبَرَهُ اَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَخْبَرَتْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَا مِنِ امْرِئٍ تَكُوْنُ لَهُ

1781-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (5484) .

1782-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (3802) .

1783-اخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب من نوى القيام فنام (الحديث 1314) . و اخرجه النسائي في قيام الليل و تطوع النهار، اسم الرجل الرضي (الحديث 1784 و 1785) . تحفة الاشراف (16007) .

صَلَاةٌ بِلَيْلٍ فَغَلَبَهُ عَلَيْهَا نَوْمٌ اِلَّا كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ اَجْرَ صَلَاتِهِ وَكَانَ نَوْمُهُ صَدَقَةً عَلَيْهِ".

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:
جو شخص رات کے وقت (با قاعدگی سے) نوافل ادا کرتا ہو اور پھر کسی دن اُسے نیند آ جائے (اور وہ نوافل ادا نہ کر پائے) تو اللہ تعالیٰ اس شخص کو اُس کی مخصوص نماز کا اجر و ثواب عطاء کرتا ہے اور یہ نیند اُس کے لیے صدقہ ہو جاتی ہے۔

62 - باب اسْمِ الرَّجُلِ الرِّضَا

باب: آدمی کا نام رضا ہونا

1784 - اَخْبَرَنَا اَبُوْ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ جَعْفَرٍ الرَّازِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ كَانَتْ لَهُ صَلَاةٌ صَلَّاهَا مِنَ اللَّيْلِ فَنَامَ عَنْهَا كَانَ ذٰلِكَ صَدَقَةً تَصَدَّقَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَيْهِ وَكَتَبَ لَهُ اَجْرَ صَلَاتِهِ".

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:
جس شخص کا رات کے وقت نوافل ادا کرنے کا معمول ہو اور پھر کسی رات کو انہیں ادا کیے بغیر ہو جائے تو یہ ہو سکتا ہے' جو اللہ تعالیٰ نے اُسے کیا ہے اور اللہ تعالیٰ اُس کے لیے اس کی مخصوص نماز کا اجر نوٹ کر لے گا۔

1785 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اَبِىْ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ جَعْفَرٍ الرَّازِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَذَكَرَ نَحْوَهُ.
قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَبُوْ جَعْفَرٍ الرَّازِيُّ لَيْسَ بِالْقَوِيِّ فِى الْحَدِيْثِ.

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔
امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: اس روایت کا ایک راوی ابو جعفر رازی علم حدیث میں مستند حیثیت کا مالک نہیں ہے۔

63 - باب مَنْ اَتَى فِرَاشَهُ وَهُوَ يَنْوِى الْقِيَامَ فَنَامَ

باب: جو شخص اپنے بستر پر جائے اور اس کی نیت یہ ہو کہ وہ نوافل ادا کرے گا' لیکن پھر وہ سو جائے

1786 - اَخْبَرَنَا هَارُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ حَبِيْبِ بْنِ اَبِىْ ثَابِتٍ عَنْ عَبْدَةَ بْنِ اَبِىْ لُبَابَةَ عَنْ سُوَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ عَنْ اَبِى الدَّرْدَاءِ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ

1784-تقدم (الحديث 1783).

1785-تقدم (الحديث 1783).

1786-اخرجه النسائي في قيام الليل و تطوع النهار، باب من اتى فراشه و هو ينوى القيام فنام (1787) موقوفًا. واخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب ما جاء فيمن نام عن حزبه من الليل (الحديث 1344). تحفة الاشراف (10937).

اَتَى فِرَاشَهُ وَهُوَ يَنْوِى اَنْ يَقُوْمَ يُصَلِّىْ مِنَ اللَّيْلِ فَغَلَبَتْهُ عَيْنَاهُ حَتّٰى اَصْبَحَ كُتِبَ لَهُ مَا نَوٰى وَكَانَ نَوْمُهُ صَدَقَةً عَلَيْهِ مِنْ رَبِّهِ عَزَّ وَجَلَّ". خَالَفَهُ سُفْيَانُ.

☆☆ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' انہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کا پتا چلا ہے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:
جو شخص اپنے بستر پر آئے اور اس کی نیت یہ ہو کہ وہ رات کے وقت نوافل ادا کرے گا' لیکن پھر اس کی آنکھ لگ جائے یہاں تک کہ صبح ہو جائے (یعنی وہ رات بھر سوتا رہے) تو اس کے نامۂ اعمال میں وہ کچھ لکھا جائے گا جو اُس نے نیت کی تھی اور اس کی نیند اس کے لیے اس کے پروردگار کی طرف سے صدقہ ہو گی۔

1787 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ عَنْ عَبْدَةَ قَالَ سَمِعْتُ سُوَيْدَ بْنَ غَفَلَةَ عَنْ اَبِىْ ذَرٍّ وَّاَبِى الدَّرْدَاءِ مَوْقُوْفًا.

بعض راویوں نے اُسے مختلف روایت کے طور پر نقل کیا ہے' انہوں نے اپنی سند کے ساتھ اسے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے "موقوف" روایت کے طور پر نقل کیا ہے۔

64 - باب كَمْ يُصَلِّىْ مَنْ نَامَ عَنْ صَلَاةٍ اَوْ مَنَعَهُ وَجَعٌ

باب: جو شخص نماز کے وقت سویا رہ جائے یا تکلیف کی وجہ سے اُسے ادا نہ کر سکے' وہ کتنی رکعات ادا کرے گا؟

1788 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ زُرَارَةَ عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا لَمْ يُصَلِّ مِنَ اللَّيْلِ مَنَعَهُ مِنْ ذٰلِكَ نَوْمٌ اَوْ وَجَعٌ صَلّٰى مِنَ النَّهَارِ ثِنْتَىْ عَشْرَةَ رَكْعَةً.

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کے وقت (نفل) نماز ادا نہیں کر پاتے تھے' اور نیند کی وجہ سے یا کسی تکلیف کی وجہ سے اُسے ادا نہیں کر پاتے تھے' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم دن کے وقت بارہ رکعات ادا کرتے تھے۔

65 - باب مَتٰى يَقْضِىْ مَنْ نَامَ عَنْ حِزْبِهِ مِنَ اللَّيْلِ

باب: جس شخص کا رات کا مخصوص وظیفہ قضاء ہو جائے' وہ اس کی قضاء کب کرے گا؟

1789 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ صَفْوَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدِ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَرْوَانَ عَنْ

1787-تقدم (الحديث 1786).

1788-اخرجه مسلم في صلاة المسافرين و قصرها، باب جامع صلاة الليل و من نام عنه او مرض (الحديث 140) بنحوه. و اخرجه الترمذي في الصلاة، باب اذا نام عن صلاته بالليل صلى بالنهار (الحديث 445). تحفة الاشراف (16105).

1789-اخرجه مسلم في صلاة المسافرين و قصرها، باب جامع صلاة الليل و من نام عنه او مرض (الحديث 142). واخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب من نام عن حزبه (الحديث 1313). واخرجه الترمذي في الصلاة، باب ما ذكر فيمن فاته حزبه من الليل فقضاه بالنهار (الحديث 581). واخرجه النسائي في قيام الليل و تطوع النهار، باب متى يقضي من نام عن حزبه من الليل (الحديث 1790) و (1791 و 1792) موقوفًا. واخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب ما جاء فيمن نام عن حزبه من الليل (الحديث 1343). تحفة الاشراف (10592).

يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ السَّائِبَ بْنَ يَزِيْدَ وَعُبَيْدَ اللّٰهِ اَخْبَرَاهُ اَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَبْدِ الْقَارِيِّ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ نَامَ عَنْ حِزْبِهٖ اَوْ عَنْ شَيْءٍ مِّنْهُ فَقَرَاَهٗ فِيْمَا بَيْنَ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَصَلَاةِ الظُّهْرِ كُتِبَ لَهٗ كَاَنَّمَا قَرَاَهٗ مِنَ اللَّيْلِ".

☆☆ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

جو شخص اپنے معمول کے وظیفے کو یا اس کے کچھ حصے کو ادا کیے بغیر سو جائے' تو وہ اُسے فجر اور ظہر کی نماز کے درمیانی وقت میں ادا کرے تو اس کے نامہ اعمال میں یہ اُسی طرح نوٹ کیا جائے گا' جس طرح اُس نے اُسے رات کے وقت پڑھا ہے۔

1790 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَنْبَاَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ الْقَارِيِّ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ نَامَ عَنْ حِزْبِهٖ - اَوْ قَالَ جُزْئِهٖ - مِنَ اللَّيْلِ فَقَرَاَهٗ فِيْمَا بَيْنَ صَلَاةِ الصُّبْحِ اِلٰى صَلَاةِ الظُّهْرِ فَكَاَنَّمَا قَرَاَهٗ مِنَ اللَّيْلِ".

☆☆ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

کوئی شخص رات کے وقت اپنا مخصوص وظیفہ یا اس کا کچھ حصہ ادا کیے بغیر سو جائے' تو وہ اُسے فجر کی نماز سے لے کر ظہر کی نماز تک کے درمیانی وقفے میں پڑھ لے' تو یہ اسی طرح ہوگا کہ جیسے اُس نے رات کے وقت اُسے پڑھ لیا تھا۔

1791 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ مَالِكٍ عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْحُصَيْنِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدٍ الْقَارِيِّ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ مَنْ فَاتَهٗ حِزْبُهٗ مِنَ اللَّيْلِ فَقَرَاَهٗ حِيْنَ تَزُوْلُ الشَّمْسُ اِلٰى صَلَاةِ الظُّهْرِ فَاِنَّهٗ لَمْ يَفُتْهُ اَوْ كَاَنَّهٗ اَدْرَكَهٗ. رَوَاهُ حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ مَوْقُوْفًا.

☆☆ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جس شخص کا رات کا وظیفہ رہ جائے اور پھر وہ اُسے سورج ڈھلنے کے بعد سے لے کر ظہر کی نماز تک کے درمیانی عرصے میں پڑھ لے' تو اس کا وہ وظیفہ فوت نہیں ہوگا (راوی کو شک ہے' شاید یہ الفاظ ہیں:) گویا اُس نے اُس وظیفے کو پالیا۔

حمید بن عبدالرحمٰن نامی راوی نے اس روایت کو موقوف روایت کے طور پر نقل کیا ہے۔

1792 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عُمَرَ قَالَ مَنْ فَاتَهٗ وِرْدُهٗ مِنَ اللَّيْلِ فَلْيَقْرَاْهُ فِيْ صَلَاةٍ قَبْلَ الظُّهْرِ فَاِنَّهَا تَعْدِلُ صَلَاةَ اللَّيْلِ.

☆☆ حمید بن عبدالرحمٰن فرماتے ہیں: جس شخص کا رات کا مخصوص ورد فوت ہو جائے' تو وہ اُسے ظہر کی نماز سے پہلے پڑھ لے' تو یہ رات کے وقت نماز ادا کرنے کے برابر ہو جائے گا۔

1790-تقدم في قيام الليل و تطوع النهار، باب متى يقضي من نام عن حزبه من الليل (الحديث 1789).

1791-تقدم (الحديث 1789).

1792-تقدم (الحديث 1789).

66 - باب ثَوَابِ مَنْ صَلّٰى فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً سِوَى الْمَكْتُوْبَةِ وَذِكْرِ اخْتِلَافِ النَّاقِلِيْنَ فِيْهِ لِخَبَرِ اُمِّ حَبِيْبَةَ فِيْ ذٰلِكَ وَالْاِخْتِلَافِ عَلٰى عَطَاءٍ

باب: جو شخص فرض نماز کے علاوہ روزانہ بارہ رکعات (سنت) ادا کرے اس کا ثواب کیا ہوگا؟

اس روایت کو سیّدہ اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے نقل کرنے میں ناقلین کا اختلاف

اور عطاء کے حوالے سے نقل کرنے میں ان کا اختلاف

1793 - اَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مَنْصُوْرِ بْنِ جَعْفَرٍ النَّيْسَابُوْرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا مُغِيْرَةُ بْنُ زِيَادٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ ثَابَرَ عَلَى اثْنَتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ دَخَلَ الْجَنَّةَ اَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَهَا وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعِشَاءِ وَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ".

☆☆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

جو شخص روزانہ دن اور رات میں بارہ رکعات (سنت) باقاعدگی سے ادا کرتا رہے' وہ شخص جنت میں داخل ہو جائے گا' چار رکعات ظہر سے پہلے ہیں' دو رکعات اس کے بعد ہیں' دو رکعات مغرب کے بعد ہیں' دو رکعات عشاء کے بعد ہیں' دو رکعات فجر سے پہلے ہیں۔

شرح

اس حوالے سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ ظہر کے فرائض سے پہلے چار رکعات ادا کرنا سنتیں مؤکدہ ہے اور احناف اسی بات کے قائل ہیں' جبکہ امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ظہر سے پہلے دو رکعات سنت ادا کی جائیں گی انہوں نے اپنے مؤقف کی تائید میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے یہ بات نقل کی ہے وہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ظہر سے پہلے دو رکعات ادا کی ہیں اور ظہر کے بعد دو رکعات ادا کی ہیں۔ مغرب کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھر میں دو رکعات ادا کی ہیں اور عشاء کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھر میں دو رکعات ادا کی ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے یہ بات بھی بیان کی ہے' سیّدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے مجھے یہ بات بتائی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صبح صادق ہو جانے کے بعد دو مختصر رکعات (یعنی فجر کی دو سنتیں) ادا کیا کرتے تھے۔ یہ روایت (متفق علیہ) ہے۔

امام نسائی نے یہاں جو روایت نقل کی ہے اس سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ ظہر کے بعد دو رکعات ادا کرنا سنت ہے

1793-اخرجه الترمذي في الصلاة، باب ما جاء فيمن صلى في يوم و ليلة ثنتي عشرة ركعة من السنة و ماله فيه من الفضل (الحديث 414). واخرجه النسائي في قيام الليل و تطوع النهار، باب ثواب من صلى في اليوم و الليلة ثنتي عشرة ركعة سوى المكتوبة و ذكر اختلاف الناقلين فيه لخبر ام حبيبة في ذلك و الاختلاف على عطاء (الحديث 1794). واخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب ما جاء في ثنتي عشرة ركعة من السنة (الحديث 1140). تحفة الاشراف (17393).

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے منقول متفق علیہ روایت میں اور اس کے علاوہ دیگر روایات سے بھی یہی بات ثابت ہے۔

سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے منقول روایت اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے منقول روایت میں علماء نے تطبیق دینے کی کوشش کی ہے اور یہ بات بیان کی ہے: بعض اوقات نبی اکرم ﷺ ظہر سے پہلے دو رکعات ادا کیا کرتے تھے اور بعض اوقات چار رکعات ادا کیا کرتے تھے۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ جب نبی اکرم ﷺ اپنے گھر میں سنتوں کو ادا کرتے تھے تو چار رکعات ادا کرتے ہوں اور جب آپ ﷺ مسجد میں ادا کرتے ہوں' تو صرف دو رکعات ادا کرلیا کرتے تھے۔

امام ابن ماجہ نے سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے یہ بات نقل کی ہے۔

''نبی اکرم ﷺ ظہر سے پہلے چار رکعات ادا کیا کرتے تھے' جس میں آپ ﷺ طویل قیام کرتے تھے' اور اس میں بہت عمدہ رکوع اور سجود کیا کرتے تھے''۔

علماء کے درمیان اس بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے کہ نماز سے پہلے یا بعد میں جو سنتیں ادا کی جاتی ہیں' ان میں سب سے زیادہ فضیلت کسے حاصل ہے؟

ایک قول یہ ہے: سب سے زیادہ فضیلت فجر کی سنتوں کو حاصل ہے اس کے بعد مغرب کے بعد والی دو سنتوں کو حاصل ہے پھر ظہر اور عشاء کی سنتیں برابر کی حیثیت رکھتی ہیں۔ یہ حکم حنابلہ کے نزدیک ہے۔

جبکہ شوافع اس بات کے قائل ہیں: وتر کے بعد سب سے زیادہ فضیلت فجر کی دو رکعات کو ہے' پھر تمام سنتیں برابر کی حیثیت رکھتی ہیں' پھر تراویح کی نماز کو حیثیت حاصل ہے۔

ان سنتوں کی فضیلت میں ترتیب کے بارے میں احناف کے مختلف اقوال منقول ہیں۔

وتر کے بعد سب سے زیادہ فضیلت فجر کی دو رکعات سنت کو حاصل ہے پھر تمام سنتیں برابر کی حیثیت رکھتی ہیں۔ اس کے بعد تراویح کی نماز کو حیثیت حاصل ہے۔

ان سنتوں کی فضیلت میں ترتیب کے حوالے سے احناف کے مختلف اقوال منقول ہیں۔

بحرالرائق میں قنیہ کے حوالے سے یہ بات منقول ہے۔ فجر کی سنتوں کے بعد سب سے زیادہ تاکید کون سی سنتوں کو حاصل ہے۔ اس بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے ایک قول یہ ہے کہ تمام سنتوں کا حکم برابر ہے۔ تاہم صحیح قول یہ ہے کہ ظہر سے پہلے کی چار رکعات زیادہ مؤکد ہیں۔

''درمختار'' میں یہ بات تحریر ہے اس بات پر اتفاق ہے کہ سب سے زیادہ تاکید فجر کی سنتوں کے بارے میں ہے اور صحیح قول کے مطابق اس کے بعد سب سے زیادہ تاکید ظہر سے پہلے کی چار رکعات کے بارنے میں ہے اس کے بعد تمام سنتوں کا حکم برابر ہے۔ النہایہ میں اس قول کو صحیح قرار دیا گیا ہے۔ ''فتح القدیر'' میں اسے مستحسن قرار دیا گیا ہے۔

مالکیہ اس بات کے قائل ہیں: فجر کی سنتوں کی ترغیب زیادہ ہے جبکہ باقی تمام نوافل کی حیثیت رکھتی ہیں۔

1794 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ يَحْيٰى اِسْحَاقُ بْنُ سُلَيْمَانَ الرَّازِيُّ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ اَبِىْ رَبَاحٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ ثَابَرَ عَلٰى اثْنَتَىْ عَشْرَةَ رَكْعَةً بَنَى اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لَهٗ بَيْتًا فِى الْجَنَّةِ اَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الظُّهْرِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعِشَاءِ وَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ".

☆☆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا' نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتی ہیں:

جو شخص باقاعدگی کے ساتھ بارہ رکعات (روزانہ) ادا کرتا رہے' اللہ تعالیٰ اُس کے لیے جنت میں گھر بنا دے گا' چار رکعات ظہر سے پہلے ہیں' دو رکعات عصر کے بعد ہیں' دو رکعات مغرب کے بعد ہیں' دو رکعات عشاء کے بعد ہیں اور دو رکعات فجر سے پہلے ہیں۔

1795 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْدَانَ بْنِ عِيْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ اَعْيَنَ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْقِلٌ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ اَخْبَرَتْنِىْ اَنَّ اُمَّ حَبِيْبَةَ بِنْتَ اَبِىْ سُفْيَانَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "مَنْ رَكَعَ ثِنْتَىْ عَشْرَةَ رَكْعَةً فِىْ يَوْمِهٖ وَلَيْلَتِهٖ سِوَى الْمَكْتُوْبَةِ بَنَى اللّٰهُ لَهٗ بِهَا بَيْتًا فِى الْجَنَّةِ".

☆☆ سیّدہ اُم حبیبہ بنت ابوسفیان رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ بات ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: جو شخص روزانہ دن اور رات میں فرض نمازوں کے علاوہ بارہ رکعات (سنت) ادا کرتا ہے' اللہ تعالیٰ اُس کے لیے جنت میں گھر بنا دیتا ہے۔

1796 - اَخْبَرَنِىْ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْحَسَنِ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ قُلْتُ لِعَطَاءٍ بَلَغَنِىْ اَنَّكَ تَرْكَعُ قَبْلَ الْجُمُعَةِ اثْنَتَىْ عَشْرَةَ رَكْعَةً مَا بَلَغَكَ فِىْ ذٰلِكَ قَالَ اَخْبَرَتْ اُمُّ حَبِيْبَةَ عَنْبَسَةَ بْنَ اَبِىْ سُفْيَانَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ رَكَعَ اثْنَتَىْ عَشْرَةَ رَكْعَةً فِى الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ سِوَى الْمَكْتُوْبَةِ بَنَى اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لَهٗ بَيْتًا فِى الْجَنَّةِ".

☆☆ ابن جریج بیان کرتے ہیں' میں نے عطاء سے دریافت کیا: مجھ تک یہ روایت پہنچی ہے' آپ جمعہ سے پہلے بارہ رکعات ادا کرتے ہیں' اس بارے میں آپ تک کیا روایت پہنچی ہے؟ تو عطاء نے بتایا: مجھے یہ بات بتائی گئی ہے' سیّدہ اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے عنبسہ کو یہ بات بتائی کہ نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''جو شخص دن اور رات میں بارہ رکعات (سنت) فرض نماز کے علاوہ ادا کرتا ہے' اللہ تعالیٰ اُس کے لیے جنت میں گھر بنا دے گا''۔

1794-تقدم فی قیام اللیل و تطوع النھار، باب ثواب من صلی فی الیوم و اللیلۃ ثنتی عشرۃ رکعۃ سوی المکتوبۃ و ذکر اختلاف الناقلین فیہ الخبر ام حبیبۃ فی ذلک و الاختلاف علی عطاء (الحدیث 1793) .

1795-انفرد بہ النسائی . تحفۃ الاشراف (15873) .

1796-انفرد بہ النسائی، و سیاتی فی قیام اللیل و تطوع النھار، باب ثواب من صلی فی الیوم و اللیلۃ ثنتی عشرۃ رکعۃ سوی المکتوبۃ و ذکر اختلاف الناقلین فیہ لخبر ام حبیبۃ فی ذلک و الاختلاف علی عطاء (الحدیث 1797) . تحفۃ الاشراف (15859) .

1797 - اَخْبَرَنِیْ اَیُّوْبُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ اَنْبَاَنَا مُعَمَّرُ بْنُ سُلَیْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا زَیْدُ بْنُ حِبَّانَ عَنِ ابْنِ جُرَیْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ عَنْبَسَةَ بْنِ اَبِیْ سُفْیَانَ عَنْ اُمِّ حَبِیْبَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ "مَنْ صَلّٰی فِیْ یَوْمٍ ثِنْتَیْ عَشْرَةَ رَكْعَةً بَنَی اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لَهٗ بَیْتًا فِی الْجَنَّةِ".

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَطَاءٌ لَمْ یَسْمَعْهُ مِنْ عَنْبَسَةَ.

☆☆ حضرت عنبسہ بن ابوسفیان ؓ سیدہ اُم حبیبہ ؓ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

جو شخص روزانہ بارہ رکعات (سنت) ادا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اُس کے لیے جنت میں گھر بنا دیتا ہے۔

امام نسائی ؒ بیان کرتے ہیں: عطاء نے عنبسہ سے احادیث کا سماع نہیں کیا ہے۔

1798 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا زَیْدُ بْنُ حُبَابٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ سَعِیْدٍ الطَّائِفِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَطَاءُ بْنُ اَبِیْ رَبَاحٍ عَنْ یَعْلٰی بْنِ اُمَیَّةَ قَالَ قَدِمْتُ الطَّائِفَ فَدَخَلْتُ عَلٰی عَنْبَسَةَ بْنِ اَبِیْ سُفْیَانَ وَهُوَ بِالْمَوْتِ فَرَاَیْتُ مِنْهُ جَزَعًا فَقُلْتُ اِنَّكَ عَلٰی خَیْرٍ. فَقَالَ اَخْبَرَتْنِیْ اُخْتِیْ اُمُّ حَبِیْبَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ صَلّٰی ثِنْتَیْ عَشْرَةَ رَكْعَةً بِالنَّهَارِ اَوْ بِاللَّیْلِ بَنَی اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لَهٗ بَیْتًا فِی الْجَنَّةِ".

خَالَفَهُمْ اَبُوْ یُوْنُسَ الْقُشَیْرِیُّ.

☆☆ عطاء بن ابی رباح' یعلیٰ بن امیہ کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں: میں طائف آیا' وہاں میری ملاقات عنبسہ بن ابوسفیان سے ہوئی' وہ اُس وقت قریب الموت تھے میں نے انہیں گھبراہٹ کے عالم میں دیکھا تو میں نے کہا: آپ اچھی حالت میں ہیں' تو انہوں نے بتایا: میری بہن سیدہ اُم حبیبہ ؓ نے مجھے یہ بات بتائی ہے' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

جو شخص دن اور رات میں بارہ رکعات (سنت) ادا کرے گا' اللہ تعالیٰ اُس کے لیے جنت میں گھر بنا دے گا۔

ابویونس قشیری نے اس سے مختلف روایت نقل کی ہے (جو درج ذیل ہے)۔

1799 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمِ بْنِ نُعَیْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا حِبَّانُ وَمُحَمَّدُ بْنُ مَكِّیٍّ قَالَا اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ اَبِیْ یُوْنُسَ الْقُشَیْرِیِّ عَنِ ابْنِ اَبِیْ رَبَاحٍ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ حَدَّثَهٗ عَنْ اُمِّ حَبِیْبَةَ بِنْتِ اَبِیْ سُفْیَانَ قَالَتْ مَنْ صَلّٰی ثِنْتَیْ عَشْرَةَ رَكْعَةً فِیْ یَوْمٍ فَصَلّٰی قَبْلَ الظُّهْرِ بَنَی اللّٰهُ لَهٗ بَیْتًا فِی الْجَنَّةِ.

☆☆ سیدہ اُم حبیبہ بنت ابوسفیان ؓ فرماتی ہیں: جو شخص روزانہ بارہ رکعات (سنت) ادا کرے اور ظہر سے پہلے ادا کر

1797- تقدم في قيام الليل و تطوع النهار، باب ثواب من صلى في اليوم و الليلة ثنتي عشرة ركعة سوى المكتوبة و ذكر اختلاف الناقلين لخبر ام حبيبة في ذلك و الاختلاف على عطاء (الحديث 1796).

1798- انفرد به النسائي. تحفة الاشراف (15865).

1799- انفرد به النسائي. تحفة الاشراف (15852).

لے تو اللہ تعالیٰ اُس کے لیے جنت میں گھر بنا دے گا۔

1800 - اَخْبَرَنَا الرَّبِیْعُ بْنُ سُلَیْمَانَ قَالَ اَنْبَاَنَا اَبُو الْاَسْوَدِ قَالَ حَدَّثَنِیْ بَكْرُ بْنُ مُضَرَ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ الْهَمْدَانِیِّ عَنْ عَمْرِو بْنِ اَوْسٍ عَنْ عَنْبَسَةَ بْنِ اَبِیْ سُفْیَانَ عَنْ اُمِّ حَبِیْبَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اثْنَتَا عَشْرَةَ رَكْعَةً مَنْ صَلَّاهُنَّ بَنَی اللّٰهُ لَهٗ بَیْتًا فِی الْجَنَّةِ اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ قَبْلَ الظُّهْرِ وَرَكْعَتَیْنِ بَعْدَ الظُّهْرِ وَرَكْعَتَیْنِ قَبْلَ الْعَصْرِ وَرَكْعَتَیْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ وَرَكْعَتَیْنِ قَبْلَ صَلَاةِ الصُّبْحِ".

☆☆ حضرت عنبسہ بن ابوسفیان ؓ سیدہ اُم حبیبہ ؓ کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

جو شخص بارہ رکعات ادا کرے گا اللہ تعالیٰ اُس کے لیے جنت میں گھر بنا دے گا' چار رکعات ظہر سے پہلے ہیں' دو رکعات ظہر کے بعد ہیں' دو رکعات عصر سے پہلے ہیں' دو رکعات مغرب کے بعد ہیں اور دو رکعات فجر کی نماز سے پہلے ہیں۔

1801 - اَخْبَرَنَا اَبُو الْاَزْهَرِ اَحْمَدُ بْنُ الْاَزْهَرِ النَّیْسَابُوْرِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا یُوْنُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا فُلَیْحُ بْنُ سُلَیْمَانَ عَنْ سُهَیْلِ بْنِ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ عَنِ الْمُسَیَّبِ عَنْ عَنْبَسَةَ بْنِ اَبِیْ سُفْیَانَ عَنْ اُمِّ حَبِیْبَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ صَلّٰی اثْنَتَیْ عَشْرَةَ رَكْعَةً بَنَی اللّٰهُ لَهٗ بَیْتًا فِی الْجَنَّةِ اَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ وَاثْنَتَیْنِ بَعْدَهَا وَاثْنَتَیْنِ قَبْلَ الْعَصْرِ وَاثْنَتَیْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ وَاثْنَتَیْنِ قَبْلَ الصُّبْحِ".

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ فُلَیْحُ بْنُ سُلَیْمَانَ لَیْسَ بِالْقَوِیِّ.

☆☆ سیدہ اُم حبیبہ ؓ بیان کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

جو شخص بارہ رکعات ادا کرتا ہے' اللہ تعالیٰ اُس کے لیے جنت میں گھر بنا دے گا' چار رکعات ظہر سے پہلے ہیں' دو رکعات اس کے بعد ہیں' دو رکعات عصر سے پہلے ہیں' دو رکعات مغرب کے بعد ہیں' اور دو رکعات صبح کی نماز سے پہلے ہیں۔

امام نسائی ؒ بیان کرتے ہیں: (اس روایت کے ایک راوی) فلیح بن سلیمان قوی نہیں ہے۔

1802 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سُلَیْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَیْمٍ قَالَ اَنْبَاَنَا زُهَیْرٌ عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ عَنِ الْمُسَیَّبِ بْنِ رَافِعٍ عَنْ عَنْبَسَةَ اَخِیْ اُمِّ حَبِیْبَةَ عَنْ اُمِّ حَبِیْبَةَ قَالَتْ مَنْ صَلّٰی فِی الْیَوْمِ وَاللَّیْلَةِ ثِنْتَیْ عَشْرَةَ رَكْعَةً سِوٰی

1800- اخرجه مسلم في صلاة المسافرين و قصرها، باب فضل السنن الراتبة قبل الفرائض و بعدهن و بيان عددهن (الحديث 101 و 102 و 103) مختصرًا. و اخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب تفريع ابواب التطوع و ركعات السنة (الحديث 1250) مختصرًا. تحفة الاشراف (15860).

1801- اخرجه الترمذي في الصلاة، باب ما جاء فيمن صلى في يوم و ليلة ثنتي عشرة ركعة من السنة و ما له فيه من الفضل (الحديث 415). و اخرجه النسائي في قيام الليل و تطوع النهار، باب ثواب من صلى في اليوم و الليلة ثنتي عشرة ركعة سوى المكتوبة و ذكر اختلاف الناقلين فيه لخبر ام حبيبة في ذلك و الاختلاف على عطاء (الحديث 1802) موقوفًا، و الاختلاف على اسماعيل بن ابي خالد (الحديث 1803) مختصرًا، و (الحديث 1804) موقوفًا. و اخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب ما جاء في ثنتي عشرة ركعة من السنة (الحديث 1141) مختصرًا. تحفة الاشراف (15862).

1802- تقدم في قيام الليل و تطوع النهار، باب ثواب من صلى في اليوم و الليلة ثنتي عشرة ركعة سوى المكتوبة و ذكر اختلاف الناقلين فيه لخبر ام حبيبة في ذلك و الاختلاف على عطاء (الحديث 1801).

الْمَكْتُوبَةِ بُنِيَ لَهُ بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ أَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَهَا وَثِنْتَيْنِ قَبْلَ الْعَصْرِ وَثِنْتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ وَثِنْتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ .

☆☆ سیدہ اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: جو شخص دن اور رات میں بارہ رکعات' فرض نماز کے علاوہ ادا کرے گا' اس کے لیے جنت میں گھر بنا دیا جائے گا' چار رکعات ظہر سے پہلے ہیں' دو رکعات اس کے بعد ہیں' دو رکعات عصر سے پہلے' دو رکعات مغرب کے بعد ہیں اور دو رکعات فجر سے پہلے ہیں۔

67 - باب الْاِخْتِلَافِ عَلٰى اِسْمَاعِيلَ بْنِ اَبِىْ خَالِدٍ

باب: اسماعیل بن ابوخالد سے نقل ہونے والے اختلاف کا تذکرہ

1803 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِيلَ بْنِ اِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُوْنَ قَالَ اَنْبَاَنَا اِسْمَاعِيلُ عَنِ الْمُسَيَّبِ بْنِ رَافِعٍ عَنْ عَنْبَسَةَ بْنِ اَبِىْ سُفْيَانَ عَنْ اُمِّ حَبِيبَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ صَلّٰى فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ ثِنْتَىْ عَشْرَةَ رَكْعَةً بُنِيَ لَهُ بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ" .

☆☆ سیدہ اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتی ہیں:

جو شخص دن اور رات میں بارہ رکعات ادا کرے گا' اُس کے لیے جنت میں گھر بنا دیا جائے گا۔

1804 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيلُ عَنِ الْمُسَيَّبِ بْنِ رَافِعٍ عَنْ عَنْبَسَةَ بْنِ اَبِىْ سُفْيَانَ عَنْ اُمِّ حَبِيبَةَ قَالَتْ مَنْ صَلّٰى فِي اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ ثِنْتَىْ عَشْرَةَ رَكْعَةً سِوَى الْمَكْتُوبَةِ بُنِيَ لَهُ بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ .

☆☆ سیدہ اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' جو شخص رات اور دن میں فرض نماز کے علاوہ بارہ رکعات ادا کرے گا' اس کے لیے جنت میں گھر بنا دیا جائے گا۔

1805 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَكِّيٍّ وَحِبَّانُ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ اِسْمَاعِيلَ عَنِ الْمُسَيَّبِ بْنِ رَافِعٍ عَنْ اُمِّ حَبِيبَةَ قَالَتْ مَنْ صَلّٰى فِي يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ ثِنْتَىْ عَشْرَةَ رَكْعَةً سِوَى الْمَكْتُوبَةِ بَنَى اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ . لَمْ يَرْفَعْهُ حُصَيْنٌ وَاَدْخَلَ بَيْنَ عَنْبَسَةَ وَبَيْنَ الْمُسَيَّبِ ذَكْوَانَ .

☆☆ سیدہ اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: جو شخص دن اور رات میں فرض نماز کے علاوہ بارہ رکعات ادا کرے گا' اللہ تعالیٰ اُس کے لیے جنت میں گھر بنا دے گا۔

1803-تقدم في قيام الليل و تطوع النهار، باب ثواب من صلى في اليوم و الليلة ثنتى عشرة ركعة سوى المكتوبة و ذكر اختلاف الناقلين لخبر ام حبيبة في ذلك و الاختلاف على عطاء (الحديث 1801) .

1804-تقدم في قيام الليل و تطوع النهار، باب ثواب من صلى في اليوم و الليلة ثنتى عشرة ركعة سوى المكتوبة و ذكر اختلاف الناقلين لخبر ام حبيبة في ذلك و الاختلاف على عطاء (الحديث 1801) .

1805-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (15867) .

اس روایت کو مرفوع حدیث کے طور پر صرف حصین نامی راوی نے نقل کیا ہے' انہوں نے عنبسہ اور مسیب نامی راوی کے درمیان ذکوان نامی راوی کا بھی تذکرہ کیا ہے۔

1806 - اَخْبَرَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا وَهْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ حُصَيْنٍ عَنِ الْمُسَيَّبِ بْنِ رَافِعٍ عَنْ اَبِىْ صَالِحٍ ذَكْوَانَ قَالَ حَدَّثَنِىْ عَنْبَسَةُ بْنُ اَبِىْ سُفْيَانَ اَنَّ اُمَّ حَبِيبَةَ حَدَّثَتْهُ اَنَّهُ مَنْ صَلّٰى فِي يَوْمٍ ثِنْتَىْ عَشْرَةَ رَكْعَةً بُنِيَ لَهُ بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ .

☆☆ سیدہ اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں' جو شخص روزانہ بارہ رکعات (سنت) ادا کرتا ہے' اُس کے لیے جنت میں گھر بنا دیا جاتا ہے۔

1807 - اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ اَبِىْ صَالِحٍ عَنْ اُمِّ حَبِيبَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ صَلّٰى فِي يَوْمٍ ثِنْتَىْ عَشْرَةَ رَكْعَةً سِوَى الْفَرِيضَةِ بَنَى اللّٰهُ لَهُ اَوْ بُنِيَ لَهُ بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ" .

☆☆ سیدہ اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

جو شخص روزانہ فرض نماز کے علاوہ بارہ رکعات (سنت) ادا کرے گا' اللہ تعالیٰ اس کے لیے (راوی کو شک ہے' شاید یہ الفاظ ہیں:) اُس کے لیے جنت میں گھر بنا دیا جاتا ہے۔

1808 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُثَنّٰى عَنْ سُوَيْدِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ حَدَّثَنِىْ حَمَّادٌ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ اَبِىْ صَالِحٍ عَنْ اُمِّ حَبِيبَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ صَلّٰى ثِنْتَىْ عَشْرَةَ رَكْعَةً فِي يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ بَنَى اللّٰهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ" .

☆☆ سیدہ اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

جو شخص روزانہ بارہ رکعات ادا کرے گا' اللہ تعالیٰ اُس کے لیے جنت میں گھر بنا دے گا۔

1809 - اَخْبَرَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ قَالَ حَدَّثَنَا النَّضْرُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ اَبِىْ صَالِحٍ عَنْ اُمِّ حَبِيبَةَ قَالَتْ مَنْ صَلّٰى فِي يَوْمٍ اثْنَتَىْ عَشْرَةَ رَكْعَةً بُنِيَ لَهُ بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ .

☆☆ سیدہ اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: جو شخص روزانہ بارہ رکعات ادا کرے گا' اُس کے لیے جنت میں گھر بنا دیا جائے گا۔

1810 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ

1806-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (15857) .

1807-انفرد به النسائي، و سياتي في قيام الليل و تطوع و النهار، الاختلاف على اسماعيل بن ابي خالد (الحديث 1808)، و (الحديث 1809) موقوفًا . تحفة الاشراف (15849) .

1808-تقدم (الحديث 1807) .

1809-تقدم (الحديث 1807) .

سُلَيْمَانَ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ اَبِي صَالِحٍ عَنْ اَبِيهِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ صَلَّى فِي يَوْمٍ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً سِوَى الْفَرِيضَةِ بَنَى اللّٰهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ".

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ هٰذَا خَطَأٌ وَمُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ ضَعِيفٌ هُوَ ابْنُ الْاَصْبَهَانِيِّ وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ مِنْ اَوْجُهٍ سِوَى هٰذَا الْوَجْهِ بِغَيْرِ اللَّفْظِ الَّذِي تَقَدَّمَ ذِكْرُهُ.

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

جو شخص فرض نماز کے علاوہ روزانہ بارہ رکعات ادا کرے گا' اللہ تعالیٰ اُس کے لیے جنت میں گھر بنا دے گا۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: یہ غلط ہے' محمد بن سلیمان نامی راوی ضعیف ہے' یہ اصبہانی کا بیٹا ہے۔

یہی روایت دیگر حوالوں سے بھی منقول ہے اور مختلف الفاظ میں نقل ہوئی ہے' جن کا تذکرہ پہلے کیا جا چکا ہے۔

1811 - اَخْبَرَنِي يَزِيدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الصَّمَدِ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ الْعَطَّارُ قَالَ حَدَّثَنِي اِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَمَاعَةَ عَنْ مُوسَى بْنِ اَعْيَنَ عَنْ اَبِي عَمْرٍو الْاَوْزَاعِيِّ عَنْ حَسَّانَ بْنِ عَطِيَّةَ قَالَ لَمَّا نُزِلَ بِعَنْبَسَةَ جَعَلَ يَتَضَوَّرُ فَقِيلَ لَهُ فَقَالَ اَمَا اِنِّي سَمِعْتُ اُمَّ حَبِيبَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ "مَنْ رَكَعَ اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ قَبْلَ الظُّهْرِ وَاَرْبَعًا بَعْدَهَا حَرَّمَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لَحْمَهُ عَلَى النَّارِ". فَمَا تَرَكْتُهُنَّ مُنْذُ سَمِعْتُهُنَّ.

☆☆ حسان بن عطیہ بیان کرتے ہیں' جب عنبسہ کی موت کا وقت قریب آیا' تو وہ پریشان ہونے لگے' ان سے اس بارے میں دریافت کیا گیا تو وہ بولے: میں نے نبی اکرم ﷺ کی زوجہ محترمہ سیّدہ اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا کو نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے یہ حدیث بیان کرتے ہوئے سنا ہے' نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے:

جو شخص ظہر سے پہلے چار رکعات ادا کرے گا اور اس کے بعد چار رکعات ادا کرے گا' اللہ تعالیٰ اس کے گوشت کو آگ پر حرام قرار دے گا۔

عنبسہ کہتے ہیں: میں نے جب سے یہ حدیث سنی ہے' اس کے بعد میں نے کبھی بھی ان رکعات کو ترک نہیں کیا۔

1812 - اَخْبَرَنَا هِلَالُ بْنُ الْعَلَاءِ بْنِ هِلَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِي قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَبِي اُنَيْسَةَ قَالَ حَدَّثَنِي اَيُّوبُ - رَجُلٌ مِنْ اَهْلِ الشَّامِ - عَنِ الْقَاسِمِ الدِّمَشْقِيِّ عَنْ عَنْبَسَةَ بْنِ اَبِي سُفْيَانَ قَالَ اَخْبَرَتْنِي اُخْتِي اُمُّ حَبِيبَةَ زَوْجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ حَبِيبَهَا اَبَا الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخْبَرَهَا قَالَ "مَا مِنْ عَبْدٍ مُؤْمِنٍ يُصَلِّي اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ بَعْدَ الظُّهْرِ فَتَمَسُّ وَجْهَهُ النَّارُ اَبَدًا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ".

1810-اخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب ما جاء في ثنتي عشرة ركعة من السنة (الحديث 1142) مطولاً . تحفة الاشراف (12747) .

1811-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (15856) .

1812-اخرجه الترمذي في الصلاة، باب (منه آخر) (الحديث 328) بنحوه . تحفة الاشراف (15861) .

☆☆ عنبسہ بن ابوسفیان بیان کرتے ہیں' میری بہن سیّدہ اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا' نبی اکرم ﷺ کی زوجہ محترمہ بھی ہیں' انہوں نے مجھے یہ بات بتائی ہے' ان کی محبوب شخصیت حضرت ابوالقاسم (یعنی نبی اکرم ﷺ) نے انہیں یہ بات بتائی ہے:

جو بندہ ظہر کی نماز کے بعد چار رکعات ادا کرے گا' اگر اللہ نے چاہا تو جہنم کی آگ اُسے کبھی نہیں چھوئے گی۔

1813 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ نَاصِحٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُوسَى عَنْ مَكْحُولٍ عَنْ عَنْبَسَةَ بْنِ اَبِي سُفْيَانَ عَنْ اُمِّ حَبِيبَةَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ "مَنْ صَلَّى اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ قَبْلَ الظُّهْرِ وَاَرْبَعًا بَعْدَهَا حَرَّمَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَى النَّارِ".

☆☆ عنبسہ بن ابوسفیان' سیّدہ اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ یہ فرمایا کرتے تھے:

جو شخص ظہر سے پہلے چار رکعات ادا کرے گا اور اُس کے بعد چار رکعات ادا کرے گا' اللہ تعالیٰ اُسے جہنم پر حرام قرار دے گا۔

1814 - اَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ مَرْوَانَ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُوسَى عَنْ مَكْحُولٍ عَنْ عَنْبَسَةَ بْنِ اَبِي سُفْيَانَ عَنْ اُمِّ حَبِيبَةَ - قَالَ مَرْوَانُ وَكَانَ سَعِيدٌ اِذَا قُرِءَ عَلَيْهِ عَنْ اُمِّ حَبِيبَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَقَرَّ بِذٰلِكَ وَلَمْ يُنْكِرْهُ وَاِذَا حَدَّثَنَا بِهِ هُوَ لَمْ يَرْفَعْهُ - قَالَتْ مَنْ رَكَعَ اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ قَبْلَ الظُّهْرِ وَاَرْبَعًا بَعْدَهَا حَرَّمَهُ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ.

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ مَكْحُولٌ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ عَنْبَسَةَ شَيْئًا.

☆☆ عنبسہ بن ابوسفیان' سیّدہ اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں۔

اس روایت کے ایک راوی مروان کہتے ہیں: ہمارے استاد سعید کے سامنے جب یہ روایت مرفوع حدیث کے طور پر پیش کی جاتی تھی' تو وہ اس کی تائید کرتے تھے' اس کا انکار نہیں کرتے تھے' لیکن جب وہ خود اس حدیث کو بیان کرتے تھے' تو وہ اسے مرفوع حدیث کے طور پر بیان نہیں کرتے تھے (وہ یہ بیان کرتے تھے:)

سیّدہ اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: جو شخص ظہر سے پہلے چار رکعات ادا کرے اور اُس کے بعد چار رکعات ادا کرے تو اللہ تعالیٰ اُسے جہنم پر حرام قرار دیتا ہے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: مکحول نامی راوی نے عنبسہ سے کسی حدیث کا سماع نہیں کیا ہے۔

1815 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ قَالَ سَمِعْتُ سُلَيْمَانَ بْنَ مُوسَى يُحَدِّثُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَبِي سُفْيَانَ قَالَ لَمَّا نَزَلَ بِهِ الْمَوْتُ اَخَذَهُ اَمْرٌ شَدِيدٌ فَقَالَ حَدَّثَتْنِي

1813-اخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب الاربع قبل الظهر و بعدها (الحديث 1269) . واخرجه النسائي في قيام الليل و تطوع النهار، الاختلاف على اسماعيل بن ابي خالد (الحديث 1814) . تحفة الاشراف (15863) .

1814-تقدم في قيام الليل و تطوع النهار، الاختلاف على اسماعيل بن ابي خالد (الحديث 1813) .

1815-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (15866) .

أُخْتِي أُمُّ حَبِيبَةَ بِنْتُ أَبِي سُفْيَانَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ حَافَظَ عَلَى أَرْبَعِ رَكَعَاتٍ قَبْلَ الظُّهْرِ وَأَرْبَعٍ بَعْدَهَا حَرَّمَهُ اللَّهُ تَعَالَى عَلَى النَّارِ".

☆☆ سلیمان بن موسیٰ' محمد بن ابوسفیان کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: جب ان کی موت کا وقت قریب آیا تو وہ بہت پریشان ہو گئے' تو انہوں نے بتایا: میری بہن سیدہ اُم حبیبہ بنت ابوسفیان نے مجھے یہ حدیث سنائی ہے' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

جو شخص ظہر سے پہلے اور ظہر کے بعد چار رکعات باقاعدگی سے ادا کرتا رہے گا' اللہ تعالیٰ اسے جہنم پر حرام قرار دے گا۔

1816 - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو قُتَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الشُّعَيْثِيُّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَنْبَسَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ صَلَّى أَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ وَأَرْبَعًا بَعْدَهَا لَمْ تَمَسَّهُ النَّارُ".

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ هَذَا خَطَأٌ وَالصَّوَابُ حَدِيثُ مَرْوَانَ مِنْ حَدِيثِ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ.

☆☆ عنبسہ بن ابوسفیان' سیدہ اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

جو شخص ظہر سے پہلے چار رکعات ادا کرے گا اور اُس کے بعد چار رکعات ادا کرے گا' اُسے آگ نہیں چھوئے گی۔

امام نسائی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: یہ روایت غلط ہے' صحیح روایت وہ ہے' جو مروان کے حوالے سے سعید بن عبدالعزیز کے حوالے سے منقول ہے۔

1816-اخرجه الترمذي في الصلاة، باب (منه آخر) (الحديث 427) . واخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب ما جاء فيمن صلى قبل الظهر اربعًا و بعد ها اربعًا (الحديث 1160) . تحفة الاشراف (15858) .

21 - كِتَابُ الْجَنَائِزِ

جنائز کے بارے میں روایات

امام نسائی نے اس کتاب "جنائز (کے بارے میں روایات)" میں 121 تراجم ابواب اور 211 روایات نقل کی ہیں' جبکہ مکررات کو حذف کر دیا جائے تو روایات کی تعداد 156 ہوگی۔

1 - باب تَمَنِّي الْمَوْتِ .

باب: موت کی آرزو کرنا

1817 - أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا مَعْنٌ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا يَتَمَنَّيَنَّ أَحَدٌ مِنْكُمُ الْمَوْتَ إِمَّا مُحْسِنًا فَلَعَلَّهُ أَنْ يَزْدَادَ خَيْرًا وَإِمَّا مُسِيئًا فَلَعَلَّهُ أَنْ يَسْتَعْتِبَ".

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

کوئی بھی شخص موت کی آرزو ہرگز نہ کرے' کیونکہ اگر وہ نیک ہوگا' تو ہو سکتا ہے اس کی بھلائی میں اضافہ ہو جائے' اگر وہ گناہ گار ہو تو ہو سکتا ہے وہ (نیکی کی طرف) رجوع کر لے۔

شرح

اس حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے علامہ ابوالحسن سندھی نے یہ بات بیان کی ہے: یہاں پہ موت کی آرزو کرنے سے ممانعت کے الفاظ اگرچہ مطلق ہیں' لیکن اس سے مقید مفہوم مراد ہے جیسا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول حدیث میں یہ الفاظ ہیں۔ "جب آدمی کو اس کی جان یا مال میں کوئی نقصان لاحق ہو تو اس وجہ سے اسے موت کی آرزو نہیں کرنی چاہئے۔"

اس کی وجہ یہ ہے' اس طرح اللہ تعالیٰ کے فیصلے سے لاتعلقی کا اظہار کرنے کی صورت سامنے آتی ہے۔ وہ بھی ایک ایسے معاملے میں جو آدمی کے لئے دنیا میں (بظاہر) نقصان دہ ہوتا ہے' لیکن آخرت میں اس کے لئے فائدہ مند ہوتا ہے۔ تاہم اپنے دین میں فساد کے اندیشے کی وجہ سے موت کی آرزو کرنا مکروہ نہیں ہے۔

یہی روایت امام بخاری رحمہ اللہ نے صحیح بخاری میں کتاب المرضیٰ، باب تمنی المریض الموت میں نقل کی ہے۔ اس کی وضاحت

1817-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (14117) .

کرتے ہوئے حافظ بدرالدین محمود عینی نے یہ بات تحریر کی ہے:

اس میں بظاہر خطاب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ہے لیکن اس سے مراد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ان کے بعد آنے والے تمام مسلمان ہیں۔ اس روایت میں آزمائش کے نزول کے وقت موت کی آرزو کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

ایک قول یہ ہے یہ حکم منسوخ ہے۔ اس کی دلیل حضرت یوسف علیہ السلام کے یہ الفاظ ہیں جو سورۂ یوسف آیت (101) میں نقل کیے گئے ہیں۔

''تو مسلمان ہونے کی حالت میں مجھے موت دینا۔''

اس طرح حضرت سلیمان علیہ السلام کے یہ الفاظ ہیں۔ جو سورۂ اسریٰ آیت (80) میں نقل کیے گئے ہیں۔

''اور تو مجھے اپنی رحمت کے ساتھ اپنے نیک بندوں میں داخل کر دے۔''

اسی طرح امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ نقل کیے ہیں ''تو مجھے رفیق اعلیٰ کے ساتھ ملا دے۔''

اسی طرح یہ روایت بھی منقول ہے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے بھی موت کے لئے دعا مانگی تھی۔ اس کا جواب یہ دیا جا سکتا ہے ان سب حضرات نے یہ دعا اس وقت مانگی تھی۔ جب وہ موت کے قریب پہنچ چکے تھے اور اس سے مراد یہ ہے اے اللہ تو ہمیں ان لوگوں کے درجات تک پہنچا دے۔ *

•••———•••———•••

1818 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ قَالَ حَدَّثَنَا الزُّبَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ اَبِىْ عُبَيْدٍ مَوْلَى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا يَتَمَنَّيَنَّ اَحَدُكُمُ الْمَوْتَ اِمَّا مُحْسِنًا فَلَعَلَّهُ اَنْ يَعِيْشَ يَزْدَادُ خَيْرًا وَهُوَ خَيْرٌ لَهُ وَاِمَّا مُسِيْئًا فَلَعَلَّهُ اَنْ يَسْتَعْتِبَ".

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

کوئی بھی شخص موت کی آرزو نہ کرے اگر وہ نیک ہوگا تو ہو سکتا ہے اس کی بھلائی میں اضافہ ہو جائے اور یہ چیز اس کے لیے زیادہ بہتر ہوگی اگر وہ گناہ گار ہوگا تو ہو سکتا ہے وہ (نیکی کی طرف) لوٹ آئے۔

1819 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ - وَهُوَ ابْنُ زُرَيْعٍ - عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا يَتَمَنَّيَنَّ اَحَدُكُمُ الْمَوْتَ لِضُرٍّ نَزَلَ بِهٖ فِي الدُّنْيَا وَلٰكِنْ لِيَقُلِ اللّٰهُمَّ اَحْيِنِيْ مَا كَانَتِ الْحَيَاةُ خَيْرًا لِّيْ وَتَوَفَّنِيْ اِذَا كَانَتِ الْوَفَاةُ خَيْرًا لِّيْ".

☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

* عمدۃ القاری، کتاب المرضی، باب تمنی المریض الموت

1818-اخرجہ البخاری فی المرضی، باب تمنی المریض الموت (الحدیث 5673) مطولاً. و فی التمنی، باب ما یکرہ من التمنی (الحدیث 7235) تحفۃ الاشراف (12933).

1819-انفرد بہ النسائی . تحفۃ الاشراف (805).

کوئی بھی شخص کسی دنیاوی تکلیف کا سامنا کرنے پر موت کی آرزو ہرگز نہ کرے بلکہ وہ یہ کہے: اے اللہ! تو مجھے اس وقت تک زندہ رکھنا جب تک زندگی میرے حق میں بہتر ہو اور مجھے اس وقت موت دے دینا جب موت میرے حق میں بہتر ہو۔

1820 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ ح وَاَنْبَاَنَا عِمْرَانُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَلَا لَا يَتَمَنّٰى اَحَدُكُمُ الْمَوْتَ لِضُرٍّ نَزَلَ بِهٖ فَاِنْ كَانَ لَا بُدَّ مُتَمَنِّيًا الْمَوْتَ فَلْيَقُلِ اللّٰهُمَّ اَحْيِنِيْ مَا كَانَتِ الْحَيَاةُ خَيْرًا لِّيْ وَتَوَفَّنِيْ اِذَا كَانَتِ الْوَفَاةُ خَيْرًا لِّيْ".

☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

کوئی بھی شخص کسی تکلیف دہ صورتِ حال کا سامنا کرنے پر موت کی آرزو نہ کرے اگر اس نے موت کی آرزو ضرور ہی کرنی ہو تو یہ کہے:

''اے اللہ! جب تک زندگی میرے حق میں بہتر ہو اس وقت تک مجھے زندہ رکھنا اور جب موت میرے لیے بہتر ہو اس وقت مجھے موت دے دینا''۔

2 - باب الدُّعَاءِ بِالْمَوْتِ

باب: موت کے بارے میں دعا کرنا

1821 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَفْصِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ قَالَ حَدَّثَنِيْ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنِ الْحَجَّاجِ - وَهُوَ الْبَصْرِيُّ - عَنْ يُوْنُسَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا تَدْعُوْا بِالْمَوْتِ وَلَا تَتَمَنَّوْهُ فَمَنْ كَانَ دَاعِيًا لَا بُدَّ فَلْيَقُلِ اللّٰهُمَّ اَحْيِنِيْ مَا كَانَتِ الْحَيَاةُ خَيْرًا لِّيْ وَتَوَفَّنِيْ اِذَا كَانَتِ الْوَفَاةُ خَيْرًا لِّيْ".

☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

موت (کے حصول) کی دعا نہ کرو اور اس کی آرزو نہ کرو جس نے اس کے بارے میں ضرور دعا کرنی ہو وہ یہ دعا مانگے:

''اے اللہ! جب تک زندگی میرے حق میں بہتر ہو مجھے زندہ رکھنا اور جب موت میرے حق میں بہتر ہو مجھے موت دے دینا''۔

1822 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ قَيْسٌ قَالَ

1820-اخرجہ البخاری فی الدعوات، باب الدعاء بالموت و الحیاۃ (الحدیث 6351). واخرجہ مسلم فی الذکر و الدعاء و التوبۃ و الاستغفار، باب تمنی کراھۃ الموت لضر نزل بہ (الحدیث 10). واخرجہ ابو داؤد فی الجنائز، باب فی کراھیۃ تمنی الموت (الحدیث 3108) بنحوہ و اخرجہ الترمذی فی الجنائز، باب ما جاء فی النھی عن التمنی للموت (الحدیث 971). واخرجہ ابن ماجہ فی الزھد، باب ذکر الموت و الاستعداد لہ (الحدیث 4265). تحفۃ الاشراف (991 و 1037).

1821-انفرد بہ النسائی. تحفۃ الاشراف (496).

دَخَلْتُ عَلٰى خَبَّابٍ وَّقَدِ اكْتَوٰى فِىْ بَطْنِهٖ سَبْعًا وَّقَالَ لَوْلَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَانَا اَنْ نَّدْعُوَ بِالْمَوْتِ دَعَوْتُ بِهٖ ۔

☆☆ قیس بیان کرتے ہیں: میں حضرت خباب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا' انہوں نے اپنے پیٹ میں (علاج کے طور پر) سات داغ لگوائے تھے' انہوں نے ارشاد فرمایا:

اگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں موت کی دعا مانگنے سے منع نہ کیا ہوتا تو میں اس کی دعا مانگ لیتا۔

3 - باب كَثْرَةِ ذِكْرِ الْمَوْتِ .

باب: موت کا بکثرت ذکر کرنا

1823 - اَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ قَالَ اَنْبَاَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوْسٰى عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو ح وَاَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ قَالَ اَنْبَاَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَكْثِرُوْا ذِكْرَ هَاذِمِ اللَّذَّاتِ" .

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ مُحَمَّدُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ وَالِدُ اَبِىْ بَكْرِ بْنِ اَبِىْ شَيْبَةَ .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''لذتوں کو ختم کرنے والی چیز کو کثرت سے یاد کرو''۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: اس روایت کے راوی محمد بن ابراہیم' ابوبکر بن ابوشیبہ کے والد ہیں۔

شرح

یہاں روایت کے متن میں استعمال ہونے والا لفظ ''ہاذم'' سے مراد اس کو قطع کرنا اور کاٹ دینا ہے' یعنی موت ایک ایسی چیز ہے' جو لذت کو قطع کرتی ہے اور کاٹ دیتی ہے۔ اس کی ایک وجہ یہ ہو سکتی ہے' جب آدمی اس کو یاد کرتا ہے' تو دنیا کی رنگینیوں سے لاتعلق ہو جاتا ہے اور ایک وجہ یہ ہو سکتی ہے' جب موت آ جاتی ہے' تو اس وقت دنیاوی لذتوں میں سے کچھ بھی باقی نہیں رہتا۔ باقی اللہ بہتر جانتا ہے۔*

•••———•••———•••

1822-اخرجه البخارى فى المرضى، باب تمنى المريض الموت (الحديث 5672) مطولاً، و فى الدعوات، باب الدعاء بالموت و الحياة (الحديث 6349 و 6350)، و فى الرقاق، باب ما يحذر من زهرة الدنيا و التنافس فيها (الحديث 6430) مطولاً، و فى التمنى، باب ما يكره من التمنى (الحديث 7234) . واخرجه مسلم فى الذكر و الدعاء و التوبة و الاستغفار، باب تمنى كراهة الموت لضر نزل به (الحديث 12) . والحديث عند: البخارى فى الرقاق، باب ما يحذر من زهرة الدنيا والتنافس فيها (الحديث 6431) . تحفة الاشراف (3518) .

* حاشیہ سندی بر روایت 1823

1823-اخرجه الترمذى فى الزهد، باب ما جاء فى ذكر الموت (الحديث 2307) . واخرجه ابن ماجه فى الزهد، باب ذكر الموت والاستعداد له (الحديث 4258) . تحفة الاشراف (15080 و 15087) .

1824 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى عَنْ يَّحْيٰى عَنِ الْاَعْمَشِ قَالَ حَدَّثَنِىْ شَقِيْقٌ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "اِذَا حَضَرْتُمُ الْمَرِيْضَ فَقُوْلُوْا خَيْرًا فَاِنَّ الْمَلَائِكَةَ يُؤَمِّنُوْنَ عَلٰى مَا تَقُوْلُوْنَ" . فَلَمَّا مَاتَ اَبُوْ سَلَمَةَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ اَقُوْلُ قَالَ "قُوْلِى اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَلَهٗ وَاَعْقِبْنِىْ مِنْهُ عُقْبٰى حَسَنَةً" . فَاَعْقَبَنِى اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ مِنْهُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

☆☆ سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

جب تم کسی بیمار کے پاس جاؤ تو اس سے اچھی بات کہو' کیونکہ فرشتے تمہاری کہی ہوئی بات پر آمین کہتے ہیں۔

سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: جب (میرے سابقہ شوہر) حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا تو میں نے عرض کی: یارسول اللہ! اب میں کیا پڑھوں؟ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم یہ پڑھو:

''اے اللہ! تو ہماری مغفرت کر دے اور ان کی بھی مغفرت کر دے اور مجھے اس کی جگہ بہترین بدل عطاء کر دے''۔

(سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نے یہ دعا مانگ لی) تو اللہ تعالیٰ نے اُن کی جگہ مجھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عطاء کر دیئے۔

شرح

یہاں روایت کے متن میں استعمال ہونے والے یہ الفاظ ''تم بھلائی کی بات کہو' اس سے مراد یہ ہے' تم اس کے لئے بھلائی کی دعا کرو اس کے لئے شر کی دعا نہ کرو اور بھلائی کی دعا مانگنا مطلق کے اعتبار سے ہے اور یہاں امر کا صیغہ استحباب کے لئے استعمال ہوا ہے اور یہ بھی احتمال ہو سکتا ہے' مراد یہ ہو کہ تم ایسے موقع پر بری بات نہ کہو، لہٰذا اصل مقصد یہ ہو گا کہ بری بات کہنے سے منع کیا جائے' نہ کہ بھلائی کی بات کہنے کا حکم دینا، اصل مقصود ہو گا۔

•••———•••———•••

4 - باب تَلْقِيْنِ الْمَيِّتِ .

باب: قریب الموت شخص کو تلقین کرنا

1825 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ قَالَ حَدَّثَنَا عُمَارَةُ بْنُ غَزِيَّةَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ عُمَارَةَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا سَعِيْدٍ ح وَاَنْبَاَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ غَزِيَّةَ عَنْ يَّحْيٰى بْنِ عُمَارَةَ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَقِّنُوْا مَوْتَاكُمْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" .

1824-اخرجه مسلم فى الجنائز، باب ما يقال عند المريض و الميت (الحديث 6) . واخرجه ابو داؤد فى الجنائز، باب ما يستحب ان يقال عند الميت من الكلام (الحديث 3115) . واخرجه الترمذى فى الجنائز، باب ما جاء فى تلقين المريض عند الموت والدعاء له عنده (الحديث 977) . واخرجه النسائى فى عمل اليوم و الليلة، ما يقول اذا مات له ميت (الحديث 1069) و اخرجه ابن ماجه فى الجنائز، باب ما جاء فيما يقال عند المريض اذا حضر (الحديث 1447) . تحفة الاشراف (18162) .

1825-اخرجه مسلم فى الجنائز، باب تلقين الموتى: لا اله الا الله (الحديث 1) . واخرجه ابو داؤد فى الجنائز، باب فى التلقين (الحديث 3117) . واخرجه الترمذى فى الجنائز، باب ما جاء فى تلقين المريض عند الموت و الدعاء له عنده (الحديث 976) . واخرجه ابن ماجه فى الجنائز، باب ما جاء فى تلقين الميت لا اله الا الله (الحديث 1445) . تحفة الاشراف (4403) .

☆☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:
''اپنے قریب الموت افراد کو''لا الٰہ الا اللہ'' کی تلقین کرنا''۔

شرح

جو شخص مرنے کے قریب ہو اسے کلمہ شہادت کی تلقین کرنا مستحب ہے۔ اس سے مراد''لا الٰہ الا اللہ'' پڑھنا ہے' یعنی جو شخص میت کے قریب موجود ہو۔ وہ اس کلمے کو پڑھے گا۔ اس کی دلیل نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ فرمان ہے' جسے امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں نقل کیا ہے۔

ایک حدیث میں یہ الفاظ ہیں۔
''جو بھی مسلمان مرنے کے وقت کلمہ کو پڑھ لے تو یہ کلمہ اسے جہنم سے نجات دلوا دیتا ہے۔''
امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ' امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت نقل کی ہے (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے)
''جس شخص کا آخری کلام''لا الٰہ الا اللہ'' وہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔''
احناف اور مالکیہ اس بات کے قائل ہیں نزع کا عالم طاری ہونے سے پہلے دونوں شہادتوں کی تلقین کرنا مستحب ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے' پہلی شہادت دوسری کے بغیر قبول نہیں ہوگی۔
تمام فقہاء کا اس بات پر اتفاق ہے' شہادت کی یہ تلقین لطف اور مہربانی کے ساتھ کی جائے گی۔ اس کے ساتھ زبردستی نہیں کی جائے گی۔ اس کے ساتھ تکرار نہیں کی جائے گی اور اسے ایسا کرنے کا حکم نہیں دیا جائے گا تاکہ ایسا نہ ہو کہ وہ شخص سرکشی اختیار کر لے۔
اگر قریب المرگ شخص کلمہ شہادت پڑھ لینے کے بعد کوئی اور کلام کر لیتا ہے' تو اسے دوبارہ تلقین کی جائے گی۔ تاکہ اس کا آخری کلام''لا الٰہ الا اللہ'' ہو۔*

نزع سے متعلق احکام

مسئلہ: جب کسی شخص پر نزع کا عالم طاری ہو' تو اس شخص کا چہرہ دائیں پہلو کے بل' قبلہ کی طرف کر دینا چاہیے' ایسا کرنا سنت ہے۔ (الہدایہ)
مسئلہ: یہ حکم اس وقت ہے کہ جب ایسا کرنے کی صورت میں اس شخص کو مشقت نہ ہو' اگر اُسے تکلیف ہوتی ہو' تو اُسے اس کی حالت پر رہنے دیا جائے گا۔ (زاہدی)
مسئلہ: جان کنی کی علامت یہ ہے: دونوں پاؤں سست ہو جاتے ہیں' کھڑے نہیں رہتے ہیں' ناک ٹیڑھی ہو جاتی ہے' کنپٹیاں کھنچ جاتی ہیں۔

* الفقہ الاسلامی، پہلا مطلب: مرنے سے پہلے مسلمان سے کیا مطلوب ہے؟ (ملخص)

مسئلہ: اسی طرح چہرے کی کھال کھنچ جاتی ہے' اس میں نرمی محسوس نہیں ہوتی ہے۔ (سراج الوہاج)
مسئلہ: ایسے وقت میں اس شخص کو کلمہ شہادت پڑھنے کی تلقین کرنی چاہیے' تلقین کا طریقہ یہ ہے: نزع کے عالم میں اس کے زیرِ بلند آواز میں یہ کلمات پڑھے جائیں' جبکہ وہ شخص اس کو سن رہا ہو اور غرغرہ سے پہلے یہ عمل کرنا چاہیے:
''میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے اور میں اس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں''۔
یہ نہیں' نا چاہیے کہ تم پڑھو یا یہ کہنے کے لیے اصرار نہیں کرنا چاہیے۔
مسئلہ: کیونکہ اس بات کا اندیشہ موجود ہے کہ وہ شخص جواب میں جھڑک نہ دے' جب تلقین کے بعد وہ شخص اس کلمے کو پڑھ لیتا ہے' تو اب دوبارہ پڑھنے کے لیے نہیں' نا چاہیے' لیکن اگر وہ بعد میں کوئی اور کلام کر لیتا ہے' تو پھر دوبارہ تلقین کرنی چاہیے۔
مسئلہ: اس بات پر اتفاق ہے کہ تلقین مستحب ہے۔
مسئلہ: ظاہر روایت کے مطابق ہمارے نزدیک حکم یہ ہے: آدمی کے مر جانے کے بعد تلقین نہیں کی جاتی۔ (عینی)
مسئلہ: ہم دو طرح کی تلقین کرتے ہیں: مرنے کے قریب بھی اور دفن کے وقت بھی۔
مسئلہ: مستحب یہ ہے: تلقین کرنے والا کوئی ایسا شخص ہونا چاہیے جس کے بارے میں یہ گمان نہ ہو کہ اُسے مرنے والے کے مرنے پر خوشی ہو رہی ہوگی' بلکہ وہ شخص مرنے والے کے بارے میں نیک گمان رکھنے والا ہو۔ (سراج الوہاج)
مسئلہ: فقہاء نے یہ بات بیان کی ہے: اگر نزع کی شدت کے وقت کسی شخص سے کفریہ کلمات بھی سرزد ہو جاتے ہیں' تو اس کو کافر قرار نہیں دیا جائے گا' بلکہ اس کے ساتھ مسلمان مُردوں کا سا طرزِ عمل اختیار کیا جائے گا۔ (فتح القدیر)
مسئلہ: جب کسی شخص پر نزع کا عالم طاری ہو' اس وقت اس کے پاس نیک اور صالح لوگ موجود ہونے چاہئیں اور ایسے وقت میں اس کے پاس سورۂ یٰسین پڑھنا مستحب ہے۔ (شرح منیۃ المصلی از ابن امیر الحاج)
مسئلہ: نزع کے وقت قریب المرگ شخص کے پاس خوشبو رکھنی چاہیے۔ (زاہدی)
مسئلہ: اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے کہ اگر قریب المرگ شخص کے پاس حیض والی عورت یا جنبی شخص بیٹھ جاتے ہیں۔
مسئلہ: جب قریب المرگ شخص فوت ہو جاتا ہے' تو اس کی داڑھی کو باندھ دیا جائے' اس کی آنکھوں کو بند کر دیا جائے اور اس کی آنکھیں بند کرنے کا فریضہ وہ شخص سرانجام دے' جو اس کے رشتہ داروں میں سے اس پر سب سے زیادہ مہربان ہو' جہاں تک ممکن ہو سکے' اس کی آنکھیں آسانی سے بند کی جائیں اور اس کی داڑھی کو چوڑی پٹی کے ذریعے باندھ دیا جائے اور گرہ کو سر پر لگایا جائے۔ (جوہرہ نیرہ)
مسئلہ: میت کی آنکھیں بند کرنے والا شخص یہ کلمات پڑھے:
''اللہ تعالیٰ کے نام سے برکت حاصل کرتے ہوئے اور رسول اللہ کے دین پر (ایمان رکھتے ہوئے' میں یہ دعا کرتا ہوں:) اے اللہ! تو اس کا معاملہ اس پر آسان کر دے' اور بعد کی صورتِ حال میں بھی اس کے لیے سہولت پیدا

کردے اپنی بارگاہ میں حاضری کے ذریعے اسے سعادت مند کردے اور یہ جس دنیا کی طرف جارہا ہے اسے اس کے لیے اِس جہان سے بہتر کردے جہاں سے یہ جارہا ہے"۔ (تبیین)

مسئلہ: اس کے بعد اس کے جوڑ ڈھیلے کردے اس کے بازو سیدھے کردے ہتھیلیاں سیدھی کردے اس کے زانو پیٹ کی طرف کر کے سیدھا کردے دونوں پنڈلیوں کو زانو کی طرف سے سیدھا کردے۔ (جوہرہ نیرہ)

مسئلہ: مستحب یہ ہے: میت کا انتقال جن کپڑوں میں ہوا ہو وہ کپڑے اتار دیئے جائیں اور ایک کپڑے کے ذریعے اس کے پورے جسم کو ڈھانپ کر کسی بلند تختے یا پلنگ پر اُسے رکھا جائے تاکہ زمین کی نمی اس کے جسم تک پہنچ کر اس کو بودار نہ کردے نیز اس کے پیٹ پر لوہا یا تر مٹی رکھ دیں تاکہ وہ پھولے نہیں۔ (سراج الوہاج)

مسئلہ: یہ بات مستحب ہے کہ مرحوم کے پڑوسیوں اور اس کے دوستوں کو اطلاع دے دی جائے تاکہ وہ اس کی نمازِ جنازہ ادا کریں اور اس کے حق میں دعا کریں۔ (جوہرہ نیرہ)

مسئلہ: بازار میں باقاعدہ اعلان کرنے کو بعض حضرات نے مکروہ قرار دیا ہے تاہم صحیح قول یہ ہے: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (محیط سرخسی)

مسئلہ: مستحب یہ ہے: اس کے ذمے لازم قرض کو جلد ادا کر کے اسے بری الذمہ کر دیا جائے اسی طرح تجہیز و تکفین جلدی کرنی چاہیے تاخیر نہیں کرنی چاہیے اگر کسی شخص کا اچانک انتقال ہو گیا تو اُسے اتنی دیر تک رہنے دینا چاہیے کہ اس کی موت کا یقین ہو جائے۔ (جوہرہ نیرہ)

مسئلہ: مرحوم کو غسل دینے کے وقت اس کے پاس قرآن پاک پڑھنا مکروہ ہے۔ (تبیین)

مسئلہ: اگر کوئی عورت مرجاتی ہے اور اس کے پیٹ میں بچہ موجود ہے جس کے زندہ رہنے کا امکان ہے تو امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کا قول یہ ہے: مرحوم عورت کا پیٹ چیر کر بچے کو نکال لیا جائے گا کیونکہ اس کے علاوہ اور کوئی صورت نہیں ہے۔ (قاضی خان)

•••———•••———•••

1826 - اَخْبَرَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ يَعْقُوْبَ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَحْمَدُ بْنُ اِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا مَنْصُوْرُ ابْنُ صَفِيَّةَ عَنْ اُمِّهٖ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَقِّنُوْا هَلْكَاكُمْ قَوْلَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" .

☆☆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:
اپنے قریب الموت افراد کو "لا الٰہ الا اللہ" پڑھنے کی تلقین کرو۔

5 - باب عَلَامَةِ مَوْتِ الْمُؤْمِنِ .

باب: مؤمن کی موت کی (مخصوص) علامت

1826-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (17861) .

1827 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنِ الْمُثَنّٰى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَوْتُ الْمُؤْمِنِ بِعَرَقِ الْجَبِيْنِ" .

☆☆ عبداللہ بن بریدہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:
مؤمن کی موت' پیشانی پہ پسینے کے ہمراہ ہوتی ہے (یعنی مرنے کے وقت اس کی پیشانی پر پسینہ آیا ہوتا ہے)۔

شرح

اس حدیث کی شرح لکھتے ہوئے علامہ ابوالحسن سندھی فرماتے ہیں: اس سے مراد یہ ہے' مومن کو موت کی شدت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اس کے کچھ گناہ باقی ہوتے ہیں' تو موت کے وقت اس پر سختی کی جاتی ہے' تاکہ وہ گناہوں سے پاک ہو جائے۔ ایک قول یہ ہے' اس سے مراد یہ ہے' حیا کی وجہ سے مومن کو پسینہ آتا ہے' کیونکہ اس نے گناہوں کا ارتکاب کیا ہوتا ہے' لیکن جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے خوشخبری آتی ہے' تو اس وجہ سے وہ شرمندگی محسوس کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے حیا کرتے ہوئے اس کی پیشانی پر پسینہ آجاتا ہے ایک قول یہ ہے' اس میں یہ احتمال بھی ہو سکتا ہے' پسینے کا آنا ایک ایسی علامت ہو جو صرف مومن کی موت کے لیے مقرر کی گئی ہو۔ اگرچہ اس کی حقیقت سمجھ میں نہیں آسکتی*۔

1828 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا يُوْسُفُ بْنُ يَعْقُوْبَ قَالَ حَدَّثَنَا كَهْمَسٌ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "اَلْمُؤْمِنُ يَمُوْتُ بِعَرَقِ الْجَبِيْنِ" .

☆☆ ابن بریدہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:
مؤمن پیشانی پر پسینے کے ہمراہ فوت ہوتا ہے (یعنی مرتے وقت اس کی پیشانی پر پسینہ آیا ہوتا ہے)۔

6 - باب شِدَّةِ الْمَوْتِ .

باب: موت کی سختی (کا تذکرہ)

1829 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ الْهَادِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَاتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاِنَّهٗ لَبَيْنَ حَاقِنَتِيْ وَذَاقِنَتِيْ فَلَا اَكْرَهُ شِدَّةَ الْمَوْتِ لِاَحَدٍ اَبَدًا بَعْدَ مَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

☆☆ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' جس وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا' اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم (کا چہرہ مبارک) میری ٹھوڑی اور ہنسلی (کی ہڈی) کے درمیان تھا' میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اس عالم میں دیکھ لیا تو اب اس کے بعد کسی بھی

1827-اخرجه الترمذی فی الجنائز، باب ما جاء ان المومن يموت بعرق الجبين (الحديث 982) . واخرجه ابن ماجه فی الجنائز، باب ما جاء فی المومن يوجر فی النزع (الحديث 1452) . تحفة الاشراف (1992) .

* حاشیہ سندھی بر روایت مذکورہ

1828-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (1996) .

1829-اخرجه البخاری فی المغازي، باب مرض النبي صلی الله عليه وسلم و وفاته (الحديث 4446) . تحفة الاشراف (17531) .

شخص کے لیے موت کی شدت مجھے ناپسند نہیں ہوگی۔

شرح

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہاں موت کی جس شدت کا تذکرہ کیا ہے۔ اس کی مزید وضاحت ایک اور حدیث میں ہوتی ہے۔ جسے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ''صحیح'' میں نقل کیا ہے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ کے پاس ایک کوزہ رکھا ہوا تھا۔ آپ ﷺ اپنے دونوں دست مبارک پانی میں داخل کرتے تھے۔ پھر آپ ﷺ ان دونوں کو اپنے چہرۂ مبارک پر پھیرتے تھے' اور پھر یہ فرماتے تھے: اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے۔ بے شک موت کی مخصوص سختیاں ہوتی ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے اپنا ایک دست مبارک اٹھایا اور یہ فرمایا۔

''(میں) رفیق اعلیٰ (کو اختیار کرتا ہوں)''

یہاں تک کہ آپ ﷺ کی جان قبض ہوگئی اور آپ ﷺ کا دست مبارک ڈھلک گیا۔*

•••——•••——•••

7 - باب الْمَوْتِ يَوْمَ الْإِثْنَيْنِ .

باب: پیر کے دن انتقال کرنا

1830 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَنَسٍ قَالَ اٰخِرُ نَظْرَةٍ نَظَرْتُهَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَشَفَ السِّتَارَةَ وَالنَّاسُ صُفُوْفٌ خَلْفَ اَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَاَرَادَ اَبُوْ بَكْرٍ اَنْ يَّرْتَدَّ فَاَشَارَ اِلَيْهِمْ اَنِ امْكُثُوْا وَاَلْقَى السِّجْفَ وَتُوُفِّيَ مِنْ اٰخِرِ ذٰلِكَ الْيَوْمِ وَذٰلِكَ يَوْمُ الْاِثْنَيْنِ .

☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے نبی اکرم ﷺ کو آخری مرتبہ اس وقت دیکھا تھا' جب آپ ﷺ نے پردہ ہٹایا تھا اور لوگ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں صفیں بنا کر نماز ادا کر رہے تھے' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پیچھے ہٹنے لگے تو نبی اکرم ﷺ نے انہیں اشارہ فرمایا' کہ تم لوگ اپنی جگہ پر رہو' پھر آپ ﷺ نے پردہ گرا دیا' اسی دن کے آخری حصے میں آپ کا وصال ہوگیا' یہ پیر کا دن تھا۔

شرح

علامہ عینی نے یہ بات تحریر کی ہے: اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں ہے' نبی اکرم ﷺ کا وصال پیر کے دن ہوا تھا۔ امام

• صحیح بخاری، کتاب مغازی کا بیان، (نبی اکرم ﷺ کی بیماری اور آپ ﷺ کی وفات کا تذکرہ)

1830-اخرجه مسلم في الصلاة، باب استخلاف الامام اذا عرض له عذر من مرض و سفر و غيرهما من يصلي بالناس و ان من صلى خلف امام جالس لعجزه عن القيام لزمه القيام اذا قدر عليه و نسخ القعود خلف القاعد في حق من قدر على القيام (الحديث 99) بنحوه مطولًا . واخرجه الترمذي في الشمائل، باب ما جاء في وفاة رسول الله صلى الله عليه وسلم (الحديث 368) . واخرجه ابن ماجه في الجنائز، باب ما جاء في ذكر مرض رسول الله صلى الله عليه وسلم (الحديث 1624) . تحفة الاشراف (1487) .

حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے ایک روایت نقل کی ہے وہ بیان کرتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ کا وصال پیر کے دن ہوا تھا اور آپ ﷺ کو بدھ کی رات دفن کیا گیا' اس کے بعد علامہ عینی نے اس حوالے سے مختلف روایات نقل کی ہیں۔

آگے چل کر علامہ عینی تحریر کرتے ہیں: امام سہیلی رحمۃ اللہ علیہ نے ''الروض الانف'' میں یہ بات تحریر کی ہے: یہ بات ممکن نہیں ہے' نبی اکرم ﷺ کا وصال پیر کے دن ہوا ہو اور اس دن سن گیارہ ہجری کے ربیع الاول کے مہینے کی بارہ تاریخ ہو۔ اس کی وجہ یہ ہے' حجۃ الوداع کے موقع پر جو سن دس ہجری ۱۰ھ میں ہوا تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے جمعہ کے دن وقوف کیا تھا۔ اس اعتبار سے ذوالحج کا آغاز جمعرات کے دن سے ہوتا ہے۔ تو اب آپ مہینوں کا حساب کریں۔ جس مرضی مہینے کو مکمل بنائیں اور جس کو مرضی کم کریں' خواہ مکمل کرلیں کچھ کو کم کردیں۔ کسی بھی صورت میں یہ ممکن نہیں ہوسکتا کہ پیر کے دن بارہ ربیع الاول آ رہی ہو۔

(علامہ عینی نے اس کا یہ جواب دینے کی کوشش کی ہے) اس کا یہ جواب دیا جاسکتا ہے' یہاں مطالع کا اختلاف بھی ہوسکتا ہے یعنی اہل مکہ نے پہلی کا چاند جمعرات کی رات دیکھا ہو اور اہل مدینہ نے اسے جمعہ کی رات دیکھا ہو''۔*

•••——•••——•••

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ''صحیح'' میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے یہ روایت نقل کی ہے وہ بیان کرتی ہیں۔ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئی۔ انہوں نے دریافت کیا: تم لوگوں نے نبی اکرم ﷺ کو کتنا کفن دیا تھا؟ تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا: تین سفید سحولی کپڑوں میں، جس میں قمیص اور عمامہ نہیں تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا نبی اکرم ﷺ کا وصال کس دن ہوا تھا؟ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا، سوموار کے دن' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا: آج کون سا دن ہے؟ تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا، سوموار کا دن ہے' تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ مجھے امید ہے' آج رات تک (میرا انتقال ہو جائے گا) پھر انہوں نے اپنے جسم پر موجود کپڑوں کا جائزہ لیا جس میں وہ بیماری کے دن گزار رہے تھے' تو اس کپڑے پر زعفران کا نشان تھا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ اس کپڑے کو دھو دو اور اس کے ساتھ دو کپڑے شامل کر لینا۔ اور مجھے ان میں کفن دے دینا (سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں) میں نے عرض کی یہ تو پرانا ہو چکا ہے' تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، زندہ شخص مرحوم کے مقابلے میں نئے کپڑے کا زیادہ حقدار ہے' کیونکہ یہ (یعنی مردے کا کپڑا) تو جسم کی خرابی کے لئے ہوتا ہے' پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا انتقال اس وقت ہوا جب سوموار کی شام ہو چکی تھی اور انہیں صبح سے پہلے دفن کر دیا گیا**۔

اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے علامہ ابن بطال تحریر کرتے ہیں' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنی صاحبزادی سے یہ دریافت کیا تھا کہ نبی اکرم ﷺ کا وصال کس دن ہوا تھا؟ ان کا مقصد یہ تھا تاکہ انہیں بھی اسی دن انتقال کرنے کی برکت حاصل ہو جائے۔ شروع سے یہ معمول رہا ہے' صالحین کے کپڑوں اور ان کی ولادت یا وفات کے دن سے موافقت حاصل کرنے کی لوگ کوشش کیا کرتے تھے۔ انہیں اس چیز میں دلچسپی ہوتی تھی اور وہ اس کے آرزومند ہوتے تھے۔ اس لئے جس دن نبی اکرم ﷺ کا

* بخاری کتاب المغازی کا بیان باب: نبی اکرم ﷺ کی بیماری اور آپ ﷺ کی وفات

** بخاری کتاب جنائز کا بیان، باب سوموار کے دن انتقال کرنا

وصال ہوا تھا۔ اسی دن وصال کی آرزو کرنی چاہئے' اگر کوئی شخص پیر کے دن فوت نہیں ہوتا تو بھی اسے اس آرزو کی وجہ سے ثواب ضرور ملے گا۔ یہ بالکل اسی طرح ہے' جیسے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ کے ان آثار کی پیروی کیا کرتے تھے جن کی پیروی کرنا سنت اور عبادت نہیں تھا۔ تو وہ اسی جگہ کھڑے ہوا کرتے تھے جہاں نبی اکرم ﷺ کھڑے ہوا کرتے تھے۔ اسی جگہ سے اپنی اونٹنی کو لے جایا کرتے تھے۔ جس جگہ سے نبی اکرم ﷺ اپنی اونٹنی کو لے کر گئے تھے' تو ان تمام امور کو انجام دینا اگرچہ عبادت نہیں ہے' لیکن کیونکہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ سے محبت کی وجہ سے ایسا کیا کرتے تھے۔ نبی اکرم ﷺ کے آثار کی حفاظت کے لئے بھی ایسا کیا کرتے تھے' تو جو شخص نبی اکرم ﷺ کے ان آثار کی پیروی کرے گا جن کی پیروی کرنا لازم بھی نہیں ہے اور عبادت بھی نہیں ہے' تو وہ ان آثار کی بدرجہ اولیٰ پیروی کرے گا جن کی پیروی کرنا لازم بھی ہے اور عبادت بھی ہے*۔

8 - باب الْمَوْتِ بِغَيْرِ مَوْلِدِهٖ .

باب: اپنی جائے پیدائش کی بجائے کسی اور جگہ انتقال کرنا

1831 - اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ حُيَيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحُبُلِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ مَاتَ رَجُلٌ بِالْمَدِيْنَةِ مِمَّنْ وُلِدَ بِهَا فَصَلّٰى عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ "يَا لَيْتَهٗ مَاتَ بِغَيْرِ مَوْلِدِهٖ" . قَالُوْا وَلِمَ ذَاكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ "اِنَّ الرَّجُلَ اِذَا مَاتَ بِغَيْرِ مَوْلِدِهٖ قِيْسَ لَهٗ مِنْ مَوْلِدِهٖ اِلٰى مُنْقَطَعِ اَثَرِهٖ فِي الْجَنَّةِ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ مدینہ منورہ میں ایک ایسے شخص کا انتقال ہوا' جو وہیں پیدا ہوا تھا' نبی اکرم ﷺ نے اس کی نمازِ جنازہ ادا کی' پھر آپ نے ارشاد فرمایا:

کاش! یہ شخص اپنی جائے پیدائش کی بجائے کسی اور جگہ انتقال کرتا' لوگوں نے عرض کی: یارسول اللہ! وہ کیوں؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب کوئی شخص اپنی جائے پیدائش کی بجائے کسی اور جگہ پر فوت ہوتا ہے' تو جنت میں اسے اتنی جگہ دی جاتی ہے' جتنا اس کی جائے پیدائش اور انتقال کی جگہ کے درمیان فاصلہ ہے۔

شرح

اس کی وضاحت کرتے ہوئے علامہ ابوالحسن سندھی فرماتے ہیں: یہ احتمال ہوسکتا ہے' نبی اکرم ﷺ کی مراد یہ نہ ہو کہ کاش اس کا انتقال مدینہ منورہ کی بجائے کہیں اور ہوا کرتا، بلکہ نبی اکرم ﷺ کی مراد یہ ہو کہ یہ ہجرت کر کے مدینہ آیا تھا اور یہاں اجنبی تھا اور یہیں اس کا انتقال ہوگیا۔ اس کی وجہ یہ ہے' اپنی جائے پیدائش کی بجائے کسی اور جگہ پر انتقال کرنے میں وہ شخص بھی شامل ہوگا' جس کا انتقال مدینہ منورہ میں ہوگا' جیسا کہ یہ ممکن ہے' کوئی شخص مدینہ منورہ میں پیدا ہوا ہو اور اس کا انتقال مدینہ منورہ کی

• شرح ابن بطال

1831-اخرجه ابن ماجه في الجنائز، باب ما جاء فيمن مات غريباً (الحديث 1614) . تحفة الاشراف (8856) .

بجائے کسی اور جگہ ہو جائے۔ اسی طرح یہ بھی ممکن ہے' کوئی شخص مدینہ منورہ میں پیدا نہ ہوا ہو اور اس کا انتقال وہاں ہو جائے اس لئے اس آرزو کا اظہار اس صورت کی طرف ہوگا تاکہ یہ اس حدیث کا مخالف نہ ہو' جس میں مدینہ منورہ میں انتقال کرنے کی فضیلت کا تذکرہ ہے۔

•••———•••———•••

9 - باب مَا يُلْقٰى بِهِ الْمُؤْمِنُ مِنَ الْكَرَامَةِ عِنْدَ خُرُوْجِ نَفْسِهٖ .

باب: مؤمن کی' انتقال کے وقت' کس طرح سے عزت افزائی کی جاتی ہے؟

1832 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ قَسَامَةَ بْنِ زُهَيْرٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اِذَا حُضِرَ الْمُؤْمِنُ اَتَتْهُ مَلَائِكَةُ الرَّحْمَةِ بِحَرِيْرَةٍ بَيْضَاءَ فَيَقُوْلُوْنَ اخْرُجِيْ رَاضِيَةً مَرْضِيًّا عَنْكِ اِلٰى رَوْحِ اللّٰهِ وَرَيْحَانٍ وَرَبٍّ غَيْرِ غَضْبَانَ . فَتَخْرُجُ كَاَطْيَبِ رِيْحِ الْمِسْكِ حَتّٰى اِنَّهٗ لَيُنَاوِلُهٗ بَعْضُهُمْ بَعْضًا حَتّٰى يَاْتُوْنَ بِهٖ بَابَ السَّمَاءِ فَيَقُوْلُوْنَ مَا اَطْيَبَ هٰذِهِ الرِّيْحَ الَّتِيْ جَاءَتْكُمْ مِنَ الْاَرْضِ . فَيَاْتُوْنَ بِهٖ اَرْوَاحَ الْمُؤْمِنِيْنَ فَلَهُمْ اَشَدُّ فَرَحًا بِهٖ مِنْ اَحَدِكُمْ بِغَائِبِهٖ يَقْدَمُ عَلَيْهِ فَيَسْاَلُوْنَهٗ مَاذَا فَعَلَ فُلَانٌ مَاذَا فَعَلَ فُلَانٌ فَيَقُوْلُوْنَ دَعُوْهُ فَاِنَّهٗ كَانَ فِيْ غَمِّ الدُّنْيَا فَاِذَا قَالَ اَمَا اَتَاكُمْ قَالُوْا ذُهِبَ بِهٖ اِلٰى اُمِّهِ الْهَاوِيَةِ وَاِنَّ الْكَافِرَ اِذَا احْتُضِرَ اَتَتْهُ مَلَائِكَةُ الْعَذَابِ بِمِسْحٍ فَيَقُوْلُوْنَ اخْرُجِيْ سَاخِطَةً مَسْخُوْطًا عَلَيْكِ اِلٰى عَذَابِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ . فَتَخْرُجُ كَاَنْتَنِ رِيْحِ جِيْفَةٍ حَتّٰى يَاْتُوْنَ بِهٖ بَابَ الْاَرْضِ فَيَقُوْلُوْنَ مَا اَنْتَنَ هٰذِهِ الرِّيْحَ حَتّٰى يَاْتُوْنَ بِهٖ اَرْوَاحَ الْكُفَّارِ .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

جب مؤمن کا آخری وقت قریب آتا ہے' تو مؤمن کے لیے رحمت کے فرشتے سفید ریشم لے کر اُس کے پاس آتے ہیں اور اس سے کہتے ہیں: (اے روح!) تم اپنے جسم میں سے اس حالت میں سے نکلو کہ تم راضی ہو اور تم سے بھی (تمہارا پروردگار) راضی ہو اور اللہ تعالیٰ کی رحمت' مہربانی اور اس کی بارگاہ کی طرف جاؤ' اس حال میں کہ وہ (پروردگار) تم سے ناراض نہ ہو' تو جب وہ روح نکلتی ہے' تو اس وقت اس کی خوشبو بہترین مشک کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہوتی ہے' وہ فرشتے اس روح کو ایک دوسرے کو پکڑاتے ہیں' یہاں تک کہ وہ اسے لے کر آسمان والے دروازے تک آ جاتے ہیں' تو وہ آسمان والے کہتے ہیں: یہ خوشبو کتنی بہترین ہے' جسے تم زمین سے لے کر آئے ہو؟ پھر وہ فرشتے اس روح کو اہل ایمان کی ارواح کے پاس لے آتے ہیں' تو جیسے (طویل عرصے سے) غیر موجود شخص تمہارے پاس آتا ہے' اس وقت جو خوشی ہوتی ہے' اس سے زیادہ خوشی ان اہل ایمان کو (اس روح کے آنے) سے ہوتی ہے۔

1832-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (14290) .

پھر اہل ایمان کی ارواح اس سے دریافت کرتی ہیں: فلاں کا کیا حال ہے؟ فلاں کا کیا حال ہے؟ تو فرشتے اسے کہتے ہیں: اسے چھوڑ دو! کیونکہ ان باتوں کا تعلق تو دنیا کے غموں سے ہے' جبکہ وہ روح (ان مؤمنین کی ارواح سے) یہ پوچھتی ہے: کیا فلاں شخص تمہارے پاس نہیں آیا' تو وہ جواب دیتے ہیں: اسے اس کے اصل ٹھکانہ جہنم کی طرف لے جایا گیا ہے (اور وہ جہنم میں ہے)۔

جب کافر کا آخری وقت قریب آتا ہے' تو عذاب کے فرشتے جہنم اس کے پاس لے کر آتے ہیں اور کہتے ہیں: اے روح! تم اس حالت میں نکلو کہ تم ناراض ہو اور تم پر ناراضگی ہو اور اللہ کے عذاب کی طرف جاؤ' تو وہ جب نکلتی ہے' تو اس وقت اس کی بدبو کسی مردار کی سب سے شدید ترین بدبو سے بھی زیادہ بدبودار ہوتی ہے' یہاں تک کہ وہ فرشتے اسے لے کر زمین کے دروازے تک آتے ہیں' تو فرشتے ہیں: یہ کتنی زیادہ بدبودار ہے' یہاں تک کہ وہ اسے کفار کی ارواح کے پاس لے آتے ہیں۔

10 - باب فِيمَنْ اَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰهِ .

باب: اس شخص کا بیان جو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضری کو پسند کرتا ہے

1833 - اَخْبَرَنَا هَنَّادٌ عَنْ اَبِىْ زُبَيْدٍ - وَهُوَ عَبْثَرُ بْنُ الْقَاسِمِ - عَنْ مُطَرِّفٍ عَنْ عَامِرٍ عَنْ شُرَيْحِ بْنِ هَانِءٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ اَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰهِ اَحَبَّ اللّٰهُ لِقَائَهُ وَمَنْ كَرِهَ لِقَاءَ اللّٰهِ كَرِهَ اللّٰهُ لِقَائَهُ" . قَالَ شُرَيْحٌ فَاَتَيْتُ عَائِشَةَ فَقُلْتُ يَا اُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ يَذْكُرُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيْثًا اِنْ كَانَ كَذٰلِكَ فَقَدْ هَلَكْنَا . قَالَتْ وَمَا ذَاكَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ اَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰهِ اَحَبَّ اللّٰهُ لِقَائَهُ وَمَنْ كَرِهَ لِقَاءَ اللّٰهِ كَرِهَ اللّٰهُ لِقَائَهُ" . وَلٰكِنْ لَيْسَ مِنَّا اَحَدٌ اِلَّا وَهُوَ يَكْرَهُ الْمَوْتَ قَالَتْ قَدْ قَالَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَيْسَ بِالَّذِىْ تَذْهَبُ اِلَيْهِ وَلٰكِنْ اِذَا طَمَحَ الْبَصَرُ وَحَشْرَجَ الصَّدْرُ وَاقْشَعَرَّ الْجِلْدُ فَعِنْدَ ذٰلِكَ مَنْ اَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰهِ اَحَبَّ اللّٰهُ لِقَائَهُ وَمَنْ كَرِهَ لِقَاءَ اللّٰهِ كَرِهَ اللّٰهُ لِقَائَهُ .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:
جو شخص اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضری کو پسند کرتا ہے' اللہ تعالیٰ بھی اس کی حاضری کو پسند کرتا ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضری کو ناپسند کرتا ہے' اللہ تعالیٰ بھی اس کی حاضری کو ناپسند کرتا ہے۔

اس روایت کے راوی شریح بن ہانی بیان کرتے ہیں: میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا' میں نے عرض کی: اے اُم المؤمنین! میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے ایک حدیث ذکر کرتے ہوئے سنا ہے' اگر یہ ٹھیک ہے' تو پھر تو ہم ہلاکت کا شکار ہو گئے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے دریافت کیا: وہ کون سی حدیث ہے؟ تو انہوں نے بتایا:

1833-اخرجه مسلم في الذكر والدعاء والتوبة والاستغفار، باب من احب لقاء الله احب الله لقاء ه و من كره لقاء الله كره الله لقاء ه (الحديث 17) . تحفة الاشراف (13492) .

(حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ بات بیان کی ہے) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:
"جو شخص اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضری کو پسند کرتا ہے' اللہ تعالیٰ بھی اس کی حاضری کو پسند کرتا ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضری کو ناپسند کرتا ہے' اللہ تعالیٰ بھی اس کی حاضری کو ناپسند کرتا ہے"۔

(پھر میں نے کہا:) ہم میں سے ہر ایک شخص مرنے کو ناپسند کرتا ہے' تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے' لیکن اس کا وہ مفہوم نہیں ہے' جو تم سمجھ رہے ہو' بلکہ اس کا مطلب یہ ہے' جب نظر ایک جگہ پر ٹھہر جاتی ہے اور سانس رک رک کر آنے لگتی ہے اور جسم پر کپکپی طاری ہو جاتی ہے (یعنی جب نزع کا عالم طاری ہو جاتا ہے) اس وقت جو شخص اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضری کو پسند کرتا ہے' اللہ تعالیٰ بھی اس کی حاضری کو پسند کرتا ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضری کو پسند نہیں کرتا ہے' اللہ تعالیٰ بھی اس کی حاضری کو پسند نہیں کرتا ہے۔

1834 - اَخْبَرَنَا الْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ حَدَّثَنِىْ مَالِكٌ ح وَاَنْبَاَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا الْمُغِيْرَةُ عَنْ اَبِى الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اِذَا اَحَبَّ عَبْدِىْ لِقَائِىْ اَحْبَبْتُ لِقَائَهُ وَاِذَا كَرِهَ لِقَائِىْ كَرِهْتُ لِقَائَهُ" .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:
"جب میرا بندہ میری بارگاہ میں حاضری کو پسند کرتا ہے' تو میں بھی اس کی حاضری کو پسند کرتا ہوں اور جب وہ میری بارگاہ میں حاضری کو ناپسند کرتا ہے' تو میں بھی اس کی حاضری کو ناپسند کرتا ہوں"۔

1835 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسًا يُحَدِّثُ عَنْ عُبَادَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ اَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰهِ اَحَبَّ اللّٰهُ لِقَائَهُ وَمَنْ كَرِهَ لِقَاءَ اللّٰهِ كَرِهَ اللّٰهُ لِقَائَهُ" .

☆☆ حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:
"جو شخص اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضری کو پسند کرتا ہے' اللہ تعالیٰ بھی اس کی حاضری کو پسند کرتا ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضری کو ناپسند کرتا ہے' اللہ تعالیٰ بھی اس کی حاضری کو ناپسند کرتا ہے"۔

1836 - اَخْبَرَنَا اَبُو الْاَشْعَثِ قَالَ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ قَالَ سَمِعْتُ اَبِىْ يُحَدِّثُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ اَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰهِ اَحَبَّ اللّٰهُ لِقَائَهُ وَمَنْ

1834-اخرجه البخاري في التوحيد، باب قول الله تعالى: (يريدون ان يبدلوا كلام الله) (الحديث 7504) . تحفة الاشراف (13831 و 13908) .

1835-اخرجه البخاري في الرقاق، باب من احب لقاء الله احب الله لقاء ه (الحديث 6507) مطولاً . و اخرجه مسلم في الذكر و الدعاء والتوبة والاستغفار، باب من احب لقاء الله احب الله لقاء ه و من كره لقاء الله كره الله لقاء ه (الحديث 14) . واخرجه النسائي في الجنائز، فيمن احب لقاء الله (الحديث 1836) . واخرجه الترمذي في الجنائز، باب ما جاء فيمن احب لقاء الله احب الله لقاء ه (الحديث 1066)، و في الزهد، باب ما جاء من احب لقاء الله احب الله لقاء ه (الحديث 2309) . تحفة الاشراف (5070) .

1836-تقدم (الحديث 1835) .

كَرِهَ لِقَاءَ اللّٰهِ كَرِهَ اللّٰهُ لِقَائَهُ" .

☆☆ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''جو شخص اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضری کو پسند کرتا ہے' اللہ تعالیٰ بھی اس کی حاضری کو پسند کرتا ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضری کو ناپسند کرتا ہے' اللہ تعالیٰ بھی اس کی حاضری کو ناپسند کرتا ہے''۔

1837 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ ح وَاَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ عَنْ خَالِدِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ زُرَارَةَ عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ اَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰهِ اَحَبَّ اللّٰهُ لِقَائَهُ وَمَنْ كَرِهَ لِقَاءَ اللّٰهِ كَرِهَ اللّٰهُ لِقَائَهُ" . زَادَ عَمْرٌو فِيْ حَدِيْثِهِ فَقِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَرَاهِيَةُ لِقَاءِ اللّٰهِ كَرَاهِيَةُ الْمَوْتِ كُلُّنَا نَكْرَهُ الْمَوْتَ . قَالَ "ذَاكَ عِنْدَ مَوْتِهِ اِذَا بُشِّرَ بِرَحْمَةِ اللّٰهِ وَمَغْفِرَتِهِ اَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰهِ وَاَحَبَّ اللّٰهُ لِقَائَهُ وَاِذَا بُشِّرَ بِعَذَابِ اللّٰهِ كَرِهَ لِقَاءَ اللّٰهِ وَكَرِهَ اللّٰهُ لِقَائَهُ" .

☆☆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''جو شخص اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضری کو پسند کرتا ہے' اللہ تعالیٰ بھی اس کی حاضری کو پسند کرتا ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضری کو ناپسند کرتا ہے' اللہ تعالیٰ بھی اس کے حاضر ہونے کو ناپسند کرتا ہے''۔

عمرو نامی راوی نے اپنی حدیث میں مزید یہ الفاظ نقل کیے ہیں:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی گئی: یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضری کو ناپسند کرنے کا مطلب یہ ہے' آدمی موت کو ناپسند کرے حالانکہ ہم میں سے ہر ایک شخص موت کو ناپسند کرتا ہے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''یہ صورتِ حال آدمی کے مرنے کے قریب ہوتی ہے' جب اسے اللہ تعالیٰ کی رحمت اور مغفرت کی بشارت دی جاتی ہے' تو اس وقت وہ بندہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضری کو پسند کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ بھی اس کی حاضری کو پسند کرتا ہے' لیکن جب اسے (یعنی کسی کافر کو) اللہ تعالیٰ کے عذاب کے بارے میں بتایا جاتا ہے' تو اس وقت وہ بندہ اللہ کی بارگاہ میں حاضری کو پسند نہیں کرتا ہے' تو اللہ تعالیٰ بھی اس کی حاضری کو پسند نہیں کرتا ہے''۔

شرح

یہ حدیث امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی نقل کی ہے وہاں اس کی شرح کرتے ہوئے حافظ بدرالدین محمود عینی تحریر کرتے ہیں: علامہ خطابی نے یہ بات بیان کی ہے: اللہ تعالیٰ اس سے ملاقات (یعنی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضری) سے محبت کرنے سے مراد

1837-اخرجه البخاري في الرقاق، باب من احب لقاء الله احب الله لقاءه (الحديث 6507) تعليقًا . واخرجه مسلم في الذكر و الدعاء و التوبة و الاستغفار، باب من احب لقاء الله احب الله لقاءه و من كره لقاء الله كره الله لقاءه (الحديث 15) . واخرجه الترمذي في الجنائز، باب ما جاء فيمن احب لقاء الله احب الله لقاءه (الحديث 1067) . و اخرجه ابن ماجه في الزهد، باب ذكر الموت و الاستعداد له (الحديث 4264) . تحفة الاشراف (16103) .

...دنیا پر آخرت کو ترجیح دے اور دنیا میں طویل قیام کو پسند نہ کرے۔ بلکہ دنیا سے رخصت ہونے کے لئے ہر دم تیار ...اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضری کو ناپسند کرنے سے مراد اس کے برعکس صورت ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کا اپنے بندے ...ملاقات کو پسند کرنا' اس سے مراد یہ ہے' اللہ تعالیٰ اس کے بارے میں بھلائی کا ارادہ کرے اور اس کی اس چیز کی طرف ...بھلائی کرے اور اسے ناپسند کرنے سے مراد اس کی برعکس صورت حال ہے۔*

•••———•••———•••

11 - باب تَقْبِيلِ الْمَيِّتِ .

باب: میت کا بوسہ لینا (سنت ہے)

1838 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ اَبَا بَكْرٍ قَبَّلَ بَيْنَ عَيْنَيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مَيِّتٌ .

☆☆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد آپ کی دونوں آنکھوں کے درمیان (ماتھے پر) بوسہ دیا تھا۔

1839 - اَخْبَرَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَا حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنِيْ مُوْسَى بْنُ اَبِيْ عَائِشَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَّعَنْ عَائِشَةَ اَنَّ اَبَا بَكْرٍ قَبَّلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مَيِّتٌ .

☆☆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ کو بوسہ دیا ...تھا۔

1840 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ قَالَ مَعْمَرٌ وَّيُوْنُسُ قَالَ الزُّهْرِيُّ وَاَخْبَرَنِيْ اَبُوْ سَلَمَةَ اَنَّ عَائِشَةَ اَخْبَرَتْهُ اَنَّ اَبَا بَكْرٍ اَقْبَلَ عَلٰى فَرَسٍ مِّنْ مَّسْكَنِهِ بِالسُّنُحِ حَتّٰى نَزَلَ فَدَخَلَ الْمَسْجِدَ فَلَمْ يُكَلِّمِ النَّاسَ حَتّٰى دَخَلَ عَلٰى عَائِشَةَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسَجًّى بِبُرْدٍ حِبَرَةٍ فَكَشَفَ عَنْ وَّجْهِهِ ثُمَّ اَكَبَّ

* عمدۃ القاری، کتاب الرقاق، باب: جو شخص اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضری کو پسند کرے۔

1838-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (16745) .

1839-اخرجه البخاري في المغازي، باب مرض النبي صلى الله عليه وسلم و وفاته (الحديث 4455 و 4456 و 4457) و (الحديث 4458) مطولًا، و اخرجه الترمذي في الشمائل، باب ما جاء في وفاة رسول الله صلى الله عليه وسلم (الحديث 373) . واخرجه ابن ماجه في الجنائز، باب ما جاء في تقبيل الميت (الحديث 1457) . تحفة الاشراف (5860 و 16316) .

1840-اخرجه البخاري في الجنائز، باب الدخول على الميت بعد الموت اذا ادرج في اكفانه (الحديث 1241)، وفي فضائل الصحابة، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم (لو كنت متخذًا خليلًا) (الحديث 3667) بنحوه، و في المغازي، باب مرض النبي صلى الله عليه وسلم و وفاته (الحديث 4452) . واخرجه ابن ماجه في الجنائز، باب ذكر وفاته و دفنه صلى الله عليه وسلم (الحديث 1627) مطولًا . تحفة الاشراف (6631) .

عَلَيْهِ فَقَبَّلَهُ فَبَكَى ثُمَّ قَالَ بِأَبِي أَنْتَ وَاللَّهِ لَا يَجْمَعُ اللَّهُ عَلَيْكَ مَوْتَتَيْنِ أَبَدًا أَمَّا الْمَوْتَةُ الَّتِي كَتَبَ اللَّهُ عَلَيْكَ فَقَدْ مُتَّهَا .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ گھوڑے پر سوار ہو کر اپنی رہائش گاہ سے تشریف لائے' ان کی رہائش گاہ "سخ" کے مقام پر تھی' وہ سواری سے نیچے اترے' پھر مسجد میں تشریف لائے' انہوں نے کسی کے ساتھ بات نہیں کی' یہاں تک کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں تشریف لے آئے' نبی اکرم ﷺ کو اس وقت یمنی چادر کے ذریعے ڈھانپ دیا گیا تھا' انہوں نے نبی اکرم ﷺ کے چہرۂ مبارک سے چادر کو ہٹایا' پھر وہ آپ پر جھکے' آپ کو بوسہ لیا اور رونے لگے پھر انہوں نے عرض کی: میرے والد آپ پر قربان ہوں! اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ آپ پر دو مرتبہ موت کو جمع نہیں کرے گا' جہاں تک اس موت کا تعلق تھا جو اللہ تعالیٰ نے آپ کے مقدر میں لکھی تھی' وہ موت آپ کو آ گئی ہے۔

شرح

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں جو روایت نقل کی ہے۔ یہی روایت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی "صحیح" میں نقل کی ہے۔ وہاں اس کی شرح کرتے ہوئے علامہ ابن بطال فرماتے ہیں:

اس حدیث سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے' میت کے چہرے سے کپڑا ہٹانا جائز ہے' لیکن اس کے لئے یہ بات شرط ہوگی کہ اس میں کوئی ناگوار صورت حال سامنے نہ آتی ہو اور اس سے یہ بات بھی ثابت ہو جاتی ہے' میت کے چہرے کو بوسہ دیا جا سکتا ہے۔ امام عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند کے ساتھ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت نقل کی ہے۔ نبی اکرم ﷺ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ (کی میت) کے پاس تشریف لے گئے تھے۔ آپ ﷺ ان پر جھکے تھے' اور آپ ﷺ نے انہیں بوسہ دیا تھا۔ پھر آپ ﷺ رونے لگے یہاں تک کہ میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ کے آنسو آپ ﷺ کے رخساروں پر بہہ رہے تھے*۔

اس روایت میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے یہ الفاظ "میرے والد آپ ﷺ پر قربان ہوں۔ اللہ کی قسم: آپ ﷺ پر اللہ تعالیٰ دو موتوں کو کبھی بھی جمع نہیں کرے گا۔"

ان الفاظ پر بحث کرتے ہوئے حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بات تحریر کی ہے:

یہاں یہ اشکال پیش کیا جا سکتا ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے یہ الفاظ "اللہ تعالیٰ آپ پر دو موتیں جمع نہیں کرے گا۔"

اس کے متعدد جوابات ہیں۔ ایک جواب یہ ہے' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے اس قول کے ذریعے ان لوگوں کی تردید کی ہے' جو یہ سمجھتے تھے کہ نبی اکرم ﷺ عنقریب دوبارہ زندہ ہو کر لوگوں کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیں گے کیونکہ اگر یہ بات صحیح ہوتی' تو اس سے یہ لازم آئے گا کہ نبی اکرم ﷺ کو دوسری مرتبہ موت آئے گی' تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات اس سے بہت کریم ہے' وہ آپ ﷺ پر دو موتوں کو جمع کر دے جیسا کہ ان لوگوں کو دو مرتبہ موت آئی تھی جن کا ذکر قرآن مجید میں بھی ہے*۔

- شرح ابن بطال کتاب جنائز کا بیان باب: میت کے انتقال کے بعد میت کے پاس جانا جب اسے کفن میں لپیٹا جا چکا ہو
- فتح الباری، جنائز کا بیان، باب: انتقال کے بعد میت کے پاس جانا جب اسے کفن میں لپیٹا جا چکا ہو

12 - باب تَسْجِيَةِ الْمَيِّتِ .

باب: میت کو ڈھانپ دینا

1841 - أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ الْمُنْكَدِرِ يَقُولُ سَمِعْتُ جَابِرًا يَقُولُ جِيءَ بِأَبِي يَوْمَ أُحُدٍ وَقَدْ مُثِّلَ بِهِ فَوُضِعَ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ سُجِّيَ بِثَوْبٍ فَجَعَلْتُ أُرِيدُ أَنْ أَكْشِفَ عَنْهُ فَنَهَانِي قَوْمِي فَأَمَرَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرُفِعَ فَلَمَّا رُفِعَ سَمِعَ صَوْتَ بَاكِيَةٍ فَقَالَ "مَنْ هَذِهِ" . فَقَالُوا هَذِهِ بِنْتُ عَمْرٍو أَوْ أُخْتُ عَمْرٍو . قَالَ "فَلَا تَبْكِي - أَوْ فَلِمَ تَبْكِي - مَا زَالَتِ الْمَلَائِكَةُ تُظِلُّهُ بِأَجْنِحَتِهَا حَتَّى رُفِعَ" .

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میرے والد کو غزوۂ اُحد کے دن لایا گیا' ان کی میت کی بے حرمتی کی گئی تھی' انہیں نبی اکرم ﷺ کے سامنے رکھا گیا' ان پر کپڑا ڈالا گیا تھا میں نے ان پر سے کپڑا ہٹانا چاہا تو میری قوم کے افراد نے مجھے اس سے منع کر دیا' نبی اکرم ﷺ کے حکم کے تحت ان کی میت کو اُٹھا لیا گیا' جب ان کی میت کو اُٹھایا گیا تو نبی اکرم ﷺ نے کسی خاتون کے رونے کی آواز سنی' آپ نے دریافت کیا: یہ خاتون کون ہے؟ تو لوگوں نے عرض کی: یہ عمرو کی صاحبزادی ہے (راوی کو شک ہے' شاید یہ الفاظ ہیں:) عمرو کی بہن ہے' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

وہ نہ روئے۔ (راوی کو شک ہے' شاید یہ الفاظ ہیں:) وہ کیوں رو رہی ہے؟' کیونکہ اس کے اُٹھائے جانے تک فرشتوں نے مسلسل اپنے پروں کے ذریعے اس پر سایہ کیے رکھا ہے۔

شرح

میت کا انتقال ہو جانے کے بعد حکم یہ ہے' جو شخص میت کا سب سے زیادہ قریبی اور میت پر سب سے زیادہ مہربان ہو۔ وہ اس کی آنکھوں کو بند کر دے اور اس کی داڑھی یعنی اس کی ٹھوڑی کے نیچے سے پٹی باندھ کر اسے سر پر باندھ دے تاکہ میت کا منہ کھلا نہ رہ جائے۔ اس وقت میت کے پاس خوشبو وغیرہ رکھی جائے اور اس کے جوڑوں کو نرم کر دیا جائے۔ یعنی اس کے دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں سیدھے کر دیے جائیں۔ اس کی انگلیاں سیدھی کر دی جائیں تاکہ اس کا جسم بعد میں ٹیڑھی حالت میں اکڑ نہ جائے۔ اسی طرح میت کے پورے جسم پر کپڑا ڈال دیا جائے جو زیادہ موٹا نہ ہو۔ میت کے پیٹ پر کوئی وزنی سی چیز رکھ دی جائے تاکہ وہ پھول نہ جائے اور میت کو کسی چارپائی پر یا اس کی مانند کسی اونچی جگہ پر رکھا جائے۔ میت کو ایسی سمت میں لٹایا جائے کہ اس کا چہرہ قبلہ کی طرف ہو۔ اس کے دونوں ہاتھ اس کے پہلو میں رکھے جائیں انہیں سینے پر نہ رکھا جائے کیونکہ یہ کفار کا طریقہ ہے۔ میت کو تواضع کے طور پر یا محبت یا احترام کی وجہ سے بوسہ دینا جائز ہے' کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت عثمان بن

1841-اخرجه البخاري في الجنائز، باب . 34 . (الحديث 1293)، و في الجهاد باب ظل الملائكة على الشهيد (الحديث 2816) بنحوه . و اخرجه مسلم في فضائل الصحابة، باب من فضائل عبد الله بن عمرو بن حرام والد جابر رضي الله تعالى عنهما (الحديث 129)۔ تحفة الاشراف (3032) .

مظعون ؓ کو بوسہ دیا تھا۔ اسی طرح حضرت ابوبکر ؓ نے نبی اکرم ﷺ کے وصال کے بعد آپ ﷺ کو بوسہ دیا تھا*۔

•••———•••———•••

13 - باب فِي الْبُكَاءِ عَلَى الْمَيِّتِ .

باب: میت پر رونے (کا حکم)

1842 - اَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا حُضِرَتْ بِنْتٌ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَغِيْرَةٌ فَاَخَذَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضَمَّهَا اِلٰى صَدْرِهٖ ثُمَّ وَضَعَ يَدَهٗ عَلَيْهَا فَقَضَتْ وَهِيَ بَيْنَ يَدَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَكَتْ اُمُّ اَيْمَنَ فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "يَا اُمَّ اَيْمَنَ اَتَبْكِيْنَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَكِ" . فَقَالَتْ مَا لِيْ لَا اَبْكِيْ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبْكِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِنِّيْ لَسْتُ اَبْكِيْ وَلٰكِنَّهَا رَحْمَةٌ" . ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "الْمُؤْمِنُ بِخَيْرٍ عَلٰى كُلِّ حَالٍ تُنْزَعُ نَفْسُهٗ مِنْ بَيْنِ جَنْبَيْهِ وَهُوَ يَحْمَدُ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس ؓ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ کی چھوٹی صاحبزادی کا آخری وقت قریب آیا' تو نبی اکرم ﷺ نے انہیں پکڑا اور اپنے سینے کے ساتھ لگا لیا' پھر آپ نے اپنا دستِ مبارک ان پر رکھا تو ان کا انتقال ہو گیا' جبکہ وہ نبی اکرم ﷺ کے سامنے تھیں' سیدہ اُم ایمن نے رونا شروع کر دیا تو نبی اکرم ﷺ نے ان سے دریافت کیا: اے اُم ایمن! کیا تم رو رہی ہو جبکہ اللہ کے رسول تمہارے پاس موجود ہیں' انہوں نے عرض کی: میں کیوں نہ روؤں؟ جبکہ اللہ کے رسول خود رو رہے ہیں؟ تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

میں رو نہیں رہا بلکہ یہ رحمت ہے (جس کی وجہ سے آنسو نکل رہے ہیں)

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: مؤمن کی ہر حالت بہتر ہوتی ہے' یہاں تک کہ جب اس کی روح نکالی جا رہی ہوتی ہے' اس وقت بھی وہ اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کر رہا ہوتا ہے۔

شرح

اس بات پر اتفاق ہے' میت پر آواز بلند کیے بغیر یا کوئی برے الفاظ استعمال کیے بغیر رونا جائز ہے۔ خواہ میت کے دفن ہونے سے پہلے رویا جائے یا اس کے بعد رویا جائے۔

•••———•••———•••

1843 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ

* الفقہ اسلامی، باب قریب المرگ شخص کے لئے کیا چیز مستحب ہے

1842-اخرجه الترمذي في الشمائل، باب ما جاء في بكاء رسول الله صلى الله عليه وسلم (الحديث 308) . تحفة الاشراف (6156) .

فَاطِمَةَ بَكَتْ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ مَاتَ فَقَالَتْ يَا اَبَتَاهُ مِنْ رَبِّهٖ مَا اَدْنَاهُ يَا اَبَتَاهُ اِلٰى جِبْرِيْلَ نَنْعَاهُ يَا اَبَتَاهُ جَنَّةُ الْفِرْدَوْسِ مَاْوَاهُ .

☆☆ حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں' جب نبی اکرم ﷺ کا وصال ہوا تو سیدہ فاطمہ ؓ نے رونا شروع کیا اور وہ کہنے لگیں: اے ابا جان! آپ اپنے پروردگار کے کتنا قریب تھے' اے ابا جان! آپ کے وصال کی خبر ہم جبریل ؑ کو دیتے ہیں' اے ابا جان! جنت الفردوس آپ کا ٹھکانہ ہے۔

1844 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَزِيْدَ قَالَ حَدَّثَنَا بَهْزُ بْنُ اَسَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ اَبَاهُ قُتِلَ يَوْمَ اُحُدٍ - قَالَ - فَجَعَلْتُ اَكْشِفُ عَنْ وَجْهِهٖ وَاَبْكِيْ وَالنَّاسُ يَنْهَوْنِيْ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَنْهَانِيْ وَجَعَلَتْ عَمَّتِيْ تَبْكِيْهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا تَبْكِيْهِ مَا زَالَتِ الْمَلَائِكَةُ تُظِلُّهٗ بِاَجْنِحَتِهَا حَتّٰى رَفَعْتُمُوْهُ" .

☆☆ حضرت جابر ؓ بیان کرتے ہیں' غزوۂ اُحد کے موقع پر ان کے والد شہید ہو گئے' حضرت جابر ؓ کہتے ہیں: میں نے ان کے چہرے سے کپڑا اٹھانا چاہا' میں رو رہا تھا' لوگوں نے مجھے اس سے منع کیا' لیکن نبی اکرم ﷺ نے مجھے اس سے منع نہیں کیا' میری پھوپھی نے ان پر رونا شروع کیا' تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''تم اس پر نہ رو' کیونکہ جب تک تم اسے اُٹھا نہیں لیتے' تب تک فرشتے اپنے پروں کے ذریعے مسلسل اس پر سایہ کیے رکھیں گے''۔

14 - باب النَّهْيِ عَنِ الْبُكَاءِ عَلَى الْمَيِّتِ .

باب: میت پر رونے کی ممانعت

1845 - اَخْبَرَنَا عُتْبَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ قَالَ قَرَاْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَبْرِ بْنِ عَتِيْكٍ اَنَّ عَتِيْكَ بْنَ الْحَارِثِ وَهُوَ جَدُّ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَبُوْ اُمِّهٖ اَخْبَرَهٗ اَنَّ جَبْرَ بْنَ عَتِيْكٍ اَخْبَرَهٗ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَ يَعُوْدُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ ثَابِتٍ فَوَجَدَهٗ قَدْ غُلِبَ عَلَيْهِ فَصَاحَ بِهٖ فَلَمْ يُجِبْهُ فَاسْتَرْجَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ "قَدْ غُلِبْنَا عَلَيْكَ اَبَا الرَّبِيْعِ" . فَصِحْنَ النِّسَاءُ وَبَكَيْنَ فَجَعَلَ ابْنُ عَتِيْكٍ يُسَكِّتُهُنَّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "دَعْهُنَّ فَاِذَا وَجَبَ فَلَا تَبْكِيَنَّ بَاكِيَةٌ" . قَالُوْا وَمَا الْوُجُوْبُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ "الْمَوْتُ" . قَالَتِ ابْنَتُهٗ اِنْ كُنْتُ لَاَرْجُوْ اَنْ تَكُوْنَ شَهِيْدًا قَدْ كُنْتَ قَضَيْتَ جِهَازَكَ . قَالَ

1843-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (487) .

1844-اخرجه البخاري في الجنائز، باب الدخول على الميت بعد الموت اذا ادرج في اكفانه (الحديث 1244)، و في المغازي، باب من قتل من المسلمين يوم احد (الحديث 4080) مختصرًا . واخرجه مسلم في فضائل الصحابة، باب من فضائل عبد الله بن عمرو بن حرام والد جابر رضي الله تعالى عنهما (الحديث 130) . تحفة الاشراف (3044) .

1845-اخرجه ابو داؤد في الجنائز، باب في فضل من مات في الطاعون (الحديث 3111) . واخرجه النسائي في الجهاد، من خان غازيًا في اهله (الحديث 3194 و 3195) والحديث عند: ابن ماجه، باب ما يرجى فيه الشهادة (الحديث 2803) . تحفة الاشراف (3173) .

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "فَاِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ اَوْقَعَ اَجْرَهٗ عَلَيْهِ عَلٰى قَدْرِ نِيَّتِهٖ وَمَا تَعُدُّوْنَ الشَّهَادَةَ" . قَالُوا الْقَتْلُ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ . قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "الشَّهَادَةُ سَبْعٌ سِوَى الْقَتْلِ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ الْمَطْعُوْنُ شَهِيْدٌ وَّالْمَبْطُوْنُ شَهِيْدٌ وَّالْغَرِيْقُ شَهِيْدٌ وَّصَاحِبُ الْهَدْمِ شَهِيْدٌ وَّصَاحِبُ ذَاتِ الْجَنْبِ شَهِيْدٌ وَّصَاحِبُ الْحَرَقِ شَهِيْدٌ وَّالْمَرْاَةُ تَمُوْتُ بِجُمْعٍ شَهِيْدَةٌ" .

☆☆ حضرت جبر بن عتیک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ' حضرت عبداللہ بن ثابت رضی اللہ عنہ کی تیمارداری کرنے کے لیے تشریف لائے' تو آپ نے ان کو ایسی حالت میں پایا' کہ ان پر غشی طاری تھی' نبی اکرم ﷺ نے انہیں بلند آواز میں پکارا لیکن انہوں نے کوئی جواب نہیں دیا تو نبی اکرم ﷺ نے ''انا للہ وانا الیہ راجعون' پڑھا' آپ نے ارشاد فرمایا:

اے ابوربیع! تمہارے حوالے سے ہم مغلوب ہو گئے ہیں (یعنی اب ہمارے بس میں کچھ نہیں ہے)

تو کچھ خواتین چیخنے اور رونے لگیں' حضرت جابر بن عتیک رضی اللہ عنہ نے انہیں خاموش کروانا چاہا تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: انہیں کرنے دو' جب وہ لازم ہو جائے گی' پھر کوئی نہ روئے۔ صحابہ کرام نے عرض کی: یارسول اللہ! کیا چیز لازم ہو جائے گی؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: موت

ان صاحب کی صاحبزادی نے (اپنے والد کی میت کو مخاطب کرتے ہوئے) کہا: مجھے یہ اُمید ہے' آپ شہید شمار ہوں گے' کیونکہ آپ نے اپنے لیے زادِ راہ تیار کر لیا تھا تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ اس کی نیت کے مطابق اسے اجر و ثواب عطاء کرے گا' تم لوگ کس چیز کو شہادت شمار کرتے ہو' انہوں نے عرض کی: اللہ کی راہ میں قتل ہونے کو' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل ہونے کے علاوہ بھی شہادت کی سات صورتیں ہیں: طاعون کی وجہ سے مرنے والا شہید ہے' پیٹ کی بیماری سے مرنے والا شہید ہے' ڈوب کر مرنے والا شہید ہے' ملبے کے نیچے آ کر مرنے والا شہید ہے' دمہ کی بیماری میں مبتلا ہو کر مرنے والا شہید ہے' جل کر مرنے والا شہید ہے اور بچے کی پیدائش کے وقت مرنے والی عورت شہید ہے۔

1846 - اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ قَالَ مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ وَّحَدَّثَنِىْ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا اَتٰى نَعْىُ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ وَجَعْفَرِ بْنِ اَبِىْ طَالِبٍ وَّعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رَوَاحَةَ جَلَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْرَفُ فِيْهِ الْحُزْنُ وَاَنَا اَنْظُرُ مِنْ صِئْرِ الْبَابِ فَجَائَهٗ رَجُلٌ فَقَالَ اِنَّ نِسَاءَ جَعْفَرٍ يَّبْكِيْنَ . فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "انْطَلِقْ فَانْهَهُنَّ" . فَانْطَلَقَ ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ قَدْ نَهَيْتُهُنَّ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّنْتَهِيْنَ . فَقَالَ "انْطَلِقْ فَانْهَهُنَّ" . فَانْطَلَقَ ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ قَدْ نَهَيْتُهُنَّ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّنْتَهِيْنَ . قَالَ "فَانْطَلِقْ فَاحْثُ فِىْ اَفْوَاهِهِنَّ التُّرَابَ" . فَقَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ اَرْغَمَ اللّٰهُ اَنْفَ الْاَبْعَدِ اِنَّكَ وَاللّٰهِ مَا تَرَكْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا اَنْتَ بِفَاعِلٍ .

1846-اخرجه البخاری فی الجنائز ، باب ما ینهی من النوح و البكاء و الزجر عن ذلك (الحدیث 1305)، باب من جلس عند المصیبة یعرف فیه الحزن (الحدیث 1299) بنحوه، وفی المغازی، باب غزوة مؤتة من ارض الشام (الحدیث 4263) بنحوه . و اخرجه مسلم فی الجنائز، باب التشدید فی النیاحة (الحدیث 30) . والحدیث عند: ابی داؤد فی الجنائز، باب الجلوس عند المصیبة (الحدیث 3122) . تحفة الاشراف (17932) .

☆☆ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' جب حضرت زید بن حارثہ' حضرت جعفر بن ابوطالب اور حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم کے انتقال کی خبر آئی تو نبی اکرم ﷺ تشریف فرما ہوئے' شدید غم کے آثار آپ پر نمایاں تھے' میں نے دروازے کے سوراخ سے جھانک کر آپ کو دیکھا' ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی خواتین رو رہی ہیں' نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم جاؤ اور جا کر انہیں اس سے منع کرو' وہ شخص گیا پھر واپس آیا اور بولا: میں نے انہیں منع کیا ہے' لیکن وہ اس سے باز نہیں آئی ہیں' نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم جاؤ اور انہیں روکو' وہ شخص پھر چلا گیا' واپس آیا اور بولا: میں نے انہیں منع کیا ہے' لیکن وہ اس سے باز نہیں آ رہی ہیں' نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم جاؤ اور ان کے چہرے پر مٹی ڈال دو' سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں نے سوچا کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کی ناک خاک آلود کرے! اللہ کی قسم! نہ تو تم نبی اکرم ﷺ کو بیٹھے رہنے دے رہے ہو اور نہ ہی آپ ﷺ کے حکم پر عمل کر رہے ہو۔

1847 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "الْمَيِّتُ يُعَذَّبُ بِبُكَاءِ اَهْلِهٖ عَلَيْهِ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما' حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''میت کے گھر والوں کے اس پر رونے کی وجہ سے میت کو عذاب دیا جاتا ہے''۔

1848 - اَخْبَرَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ صُبَيْحٍ قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ سِيْرِيْنَ يَقُوْلُ ذُكِرَ عِنْدَ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ الْمَيِّتُ يُعَذَّبُ بِبُكَاءِ الْحَيِّ فَقَالَ عِمْرَانُ قَالَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

☆☆ محمد بن سیرین بیان کرتے ہیں' حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کے سامنے اس بات کا تذکرہ کیا گیا' کہ زندہ شخص کے رونے کی وجہ سے میت کو عذاب دیا جاتا ہے' تو حضرت عمران رضی اللہ عنہ نے بتایا: نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے۔

1849 - اَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ سَيْفٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِىْ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ قَالَ سَالِمٌ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ قَالَ عُمَرُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "يُعَذَّبُ الْمَيِّتُ بِبُكَاءِ اَهْلِهٖ عَلَيْهِ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''میت کے گھر والوں کے اس پر رونے کی وجہ سے میت کو عذاب دیا جاتا ہے''۔

1847-اخرجه مسلم فی الجنائز، باب المیت یعذب ببكاء اهله علیه (الحدیث 16) . تحفة الاشراف (10556) .

1848-انفرد به النسائی . تحفة الاشراف (10843) .

1849-اخرجه الترمذی فی الجنائز، باب ما جاء فی كراهیة البكاء علی المیت (الحدیث 1002) . تحفة الاشراف (10527) .

15 - باب النِّيَاحَةِ عَلَى الْمَيِّتِ .

باب: میت پر نوحہ کرنا

1850 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ مُطَرِّفٍ عَنْ حَكِيمِ بْنِ قَيْسٍ أَنَّ قَيْسَ بْنَ عَاصِمٍ قَالَ لَا تَنُوحُوا عَلَيَّ فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يُنَحْ عَلَيْهِ مُخْتَصَرٌ .

☆☆ قیس بن عاصم نے فرمایا: تم لوگ مجھ پر نوحہ نہ کرنا' کیونکہ نبی اکرم ﷺ پر نوحہ نہیں کیا گیا تھا۔
(امام نسائی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:) یہ روایت مختصر ہے۔

شرح

صحیح بخاری کے شارح علامہ ابن بطال تحریر کرتے ہیں۔

''نوحہ کرنا حرام ہے' کیونکہ یہ زمانہ جاہلیت کا طریقہ ہے' تم نے یہ بات ملاحظہ نہیں کی ہے؟ جب نبی اکرم ﷺ خواتین سے بیعت لیتے تھے' تو آپ ﷺ اس بات پر بھی بیعت لیتے تھے کہ وہ نوحہ نہیں کریں گی اور (امام بخاری رحمہ اللہ نے) جو بیان روایت نقل کی ہے۔ وہ اس بات پر دلالت کرتی ہے' خواتین کا میت پر رونا اس وقت ممنوع ہے' جب وہ نوحہ کریں۔

نوحہ کئے بغیر رونے کے جائز ہونے کی دلیل حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ قول ہے' ان کو رونے دو جب تک یہ بالوں پر خاک نہیں ڈالتی ہیں اور چلاتی نہیں ہیں' تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نوحہ کئے بغیر رونے کو مباح قرار دیا ہے۔

اسی طرح حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث میں یہ بات مذکور ہے' جس پر نوحہ کیا جائے۔ اسے عذاب دیا جائے گا۔ اس سے بالواسطہ طور پر یہ بات ثابت ہو جاتی ہے' نوحہ کئے بغیر رونے پر عذاب نہیں ہوگا۔*

••• ——— ••• ——— •••

1851 - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ قَالَ أَنْبَأَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذَ عَلَى النِّسَاءِ حِينَ بَايَعَهُنَّ أَنْ لَا يَنُحْنَ فَقُلْنَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ نِسَاءً أَسْعَدْنَنَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ أَفَنُسْعِدُهُنَّ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا إِسْعَادَ فِي الْإِسْلَامِ" .

☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے جب خواتین سے بیعت لی تھی' تو آپ نے ان سے یہ بیعت بھی لی تھی کہ وہ نوحہ نہیں کریں گی' تو ان خواتین نے عرض کی: یارسول اللہ! کچھ خواتین نے زمانہ جاہلیت میں اس حوالے سے ہمارا ساتھ دیا تھا تو کیا ہم بدلے کے طور پر ان کا ساتھ دے سکتی ہیں؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

1850-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (11101) .

* شرح ابن بطال جلد سوم صفحہ 278

1851-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (485) .

''اسلام میں اس نوعیت کا کوئی ساتھ نہیں ہے''۔

1852 - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ "الْمَيِّتُ يُعَذَّبُ فِي قَبْرِهِ بِالنِّيَاحَةِ عَلَيْهِ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما' حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:
''میت پر نوحہ کیے جانے کی وجہ سے میت کو قبر میں عذاب دیا جاتا ہے''۔

1853 - أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ أَنْبَأَنَا هُشَيْمٌ قَالَ أَنْبَأَنَا مَنْصُورٌ - هُوَ ابْنُ زَاذَانَ - عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ الْمَيِّتُ يُعَذَّبُ بِنِيَاحَةِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ . فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ أَرَأَيْتَ رَجُلًا مَاتَ بِخُرَاسَانَ وَنَاحَ أَهْلُهُ عَلَيْهِ هَا هُنَا أَكَانَ يُعَذَّبُ بِنِيَاحَةِ أَهْلِهِ قَالَ صَدَقَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَذَبْتَ أَنْتَ .

☆☆ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میت کے اہل خانہ کے اس پر نوحہ کرنے کی وجہ سے میت کو عذاب دیا جاتا ہے' ایک شخص نے ان سے کہا: آپ کا کیا خیال ہے؟ ایک شخص خراسان میں فوت ہو جاتا ہے اور اس کے اہل خانہ یہاں اس پر نوحہ کرتے ہیں' تو کیا اس کے اہل خانہ کے اس پر نوحہ کرنے پر اس کو عذاب دیا جائے گا؟ تو حضرت عمران رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کے رسول نے سچ فرمایا ہے اور تم جھوٹ بول رہے ہو۔

1854 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ آدَمَ عَنْ عَبْدَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "إِنَّ الْمَيِّتَ لَيُعَذَّبُ بِبُكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ" . فَذُكِرَ ذَلِكَ لِعَائِشَةَ فَقَالَتْ وَهَلَ إِنَّمَا مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى قَبْرٍ فَقَالَ "إِنَّ صَاحِبَ الْقَبْرِ لَيُعَذَّبُ وَإِنَّ أَهْلَهُ يَبْكُونَ عَلَيْهِ" . ثُمَّ قَرَأَتْ (وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَى) .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:
''میت کے اہل خانہ کے اس پر رونے کی وجہ سے میت کو عذاب دیا جاتا ہے''۔
(راوی کہتے ہیں:) اس بات کا تذکرہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کیا گیا تو وہ بولیں: انہیں غلط فہمی ہوئی ہے' نبی اکرم ﷺ ایک

1852-اخرجه البخاري في الجنائز، باب ما يكره من النياحة على الميت (الحديث 1292) و اخرجه مسلم في الجنائز، باب الميت يعذب ببكاء اهله عليه (الحديث 17) . واخرجه ابن ماجه في الجنائز، باب ما جاء في الميت يعذب بما نيح عليه (الحديث 1953) . تحفة الاشراف (10536) .

1853-انفرد به النسائي، والحديث عند: النسائي في الايمان و النذور، كفارة النذر (الحديث 3858) . تحفة الاشراف (10810) .

1854-اخرجه البخاري في المغازي، باب قتل ابي جهل (الحديث 3978) بنحوه . و اخرجه مسلم في الجنائز، باب الميت يعذب ببكاء اهله عليه (الحديث 25 و 26) بنحوه . و اخرجه ابو داؤد في الجنائز، باب في النوح (الحديث 3129) . والحديث عند: النسائي في الجنائز، ارواح المومنين و غيرهم (الحديث 2075) تحفة الاشراف (7324 و 16818) .

مرتبہ ایک قبر کے پاس سے گزرے تھے' آپ نے ارشاد فرمایا تھا: اس قبر والے کو عذاب ہو رہا ہے' حالانکہ اس کے اہل خانہ اس کے لیے رو رہے ہیں' پھر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ آیت تلاوت کی:

''کوئی شخص کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اُٹھائے گا''۔

1855 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِىْ بَكْرٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَمْرَةَ اَنَّهَا اَخْبَرَتْهُ اَنَّهَا سَمِعَتْ عَآئِشَةَ وَذُكِرَ لَهَا اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ اِنَّ الْمَيِّتَ لَيُعَذَّبُ بِبُكَآءِ الْحَيِّ عَلَيْهِ . قَالَتْ عَآئِشَةُ يَغْفِرُ اللّٰهُ لِاَبِىْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَمَا اِنَّهُ لَمْ يَكْذِبْ وَلٰكِنْ نَسِىَ اَوْ اَخْطَاَ اِنَّمَا مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى يَهُوْدِيَّةٍ يُبْكٰى عَلَيْهَا فَقَالَ "اِنَّهُمْ لَيَبْكُوْنَ عَلَيْهَا وَاِنَّهَا لَتُعَذَّبُ" .

☆☆ عمرہ بنت عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے اس بات کا تذکرہ کیا گیا' حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: زندہ شخص کے میت پر رونے کی وجہ سے میت کو عذاب دیا جاتا ہے' تو سیدہ عائشہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ابوعبدالرحمٰن (یعنی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کی مغفرت کرے' انہوں نے جھوٹ نہیں بولا ہے' لیکن وہ بھول گئے ہیں' یا ان سے غلطی ہوئی ہے (اصل واقعہ یہ ہے:) ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک یہودی خاتون کے پاس سے گزرے' جس پر رویا جا رہا تھا (یعنی اس کے اہل خانہ اس پر رو رہے تھے) تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''یہ لوگ اس پر رو رہے ہیں' حالانکہ اسے عذاب دیا جا رہا ہے''۔

1856 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ عَنْ سُفْيَانَ قَالَ قَصَّهُ لَنَا عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ اَبِىْ مُلَيْكَةَ يَقُوْلُ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَتْ عَآئِشَةُ اِنَّمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يَزِيْدُ الْكَافِرَ عَذَابًا بِبَعْضِ بُكَآءِ اَهْلِهِ عَلَيْهِ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات بیان کی ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''میت کے اہل خانہ کے اس پر رونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کافر کے عذاب میں اضافہ کر دیتا ہے''۔

1857 - اَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ مَنْصُوْرٍ الْبَلْخِىُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْوَرْدِ سَمِعْتُ ابْنَ اَبِىْ مُلَيْكَةَ يَقُوْلُ لَمَّا هَلَكَتْ اُمُّ اَبَانَ حَضَرْتُ مَعَ النَّاسِ فَجَلَسْتُ بَيْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ وَابْنِ عَبَّاسٍ فَبَكَيْنَ النِّسَآءُ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ اَلَا تَنْهٰى هٰٓؤُلَآءِ عَنِ الْبُكَآءِ فَاِنِّىْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "اِنَّ الْمَيِّتَ لَيُعَذَّبُ

1855-اخرجه مسلم فى الجنائز، باب الميت يعذب ببكاء اهله عليه (الحديث 27) . واخرجه الترمذى فى الجنائز، باب ما جاء فى الرخصة فى البكاء على الميت (الحديث 1006) . والحديث عند: البخارى فى الجنائز، باب قول النبى صلى الله عليه وسلم (يعذب الميت ببعض بكاء اهله عليه) (الحديث 1289) . تحفة الاشراف (17948) .

1856-اخرجه البخارى فى الجنائز، باب قول النبى صلى الله عليه وسلم (يعذب الميت ببعض بكاء اهله عليه) (الحديث 1286) مطولاً . و اخرجه مسلم فى الجنائز، باب الميت يعذب ببكاء اهله عليه (الحديث 22 و 23) مطولاً . تحفة الاشراف (7276 و 16227) .

1857-تقدم (الحديث 1856) .

بِبَعْضِ بُكَآءِ اَهْلِهِ عَلَيْهِ" . فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَدْ كَانَ عُمَرُ يَقُوْلُ بَعْضَ ذٰلِكَ خَرَجْتُ مَعَ عُمَرَ حَتّٰى اِذَا كُنَّا بِالْبَيْدَآءِ رَاٰى رَكْبًا تَحْتَ شَجَرَةٍ فَقَالَ انْظُرْ مَنِ الرَّكْبُ فَذَهَبْتُ فَاِذَا صُهَيْبٌ وَّاَهْلُهُ فَرَجَعْتُ اِلَيْهِ فَقُلْتُ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ هٰذَا صُهَيْبٌ وَّاَهْلُهُ . فَقَالَ عَلَىَّ بِصُهَيْبٍ . فَلَمَّا دَخَلْنَا الْمَدِيْنَةَ اُصِيْبَ عُمَرُ فَجَلَسَ صُهَيْبٌ يَبْكِىْ عِنْدَهُ يَقُوْلُ وَااُخَيَّاهُ وَااُخَيَّاهُ . فَقَالَ عُمَرُ يَا صُهَيْبُ لَا تَبْكِ فَاِنِّىْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "اِنَّ الْمَيِّتَ لَيُعَذَّبُ بِبَعْضِ بُكَآءِ اَهْلِهِ عَلَيْهِ" . قَالَ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِعَآئِشَةَ فَقَالَتْ اَمَا وَاللّٰهِ مَا تُحَدِّثُوْنَ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ كَاذِبَيْنِ مُكَذَّبَيْنِ وَلٰكِنَّ السَّمْعَ يُخْطِئُ وَاِنَّ لَكُمْ فِى الْقُرْاٰنِ لَمَا يَشْفِيْكُمْ (اَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى) وَلٰكِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اِنَّ اللّٰهَ لَيَزِيْدُ الْكَافِرَ عَذَابًا بِبُكَآءِ اَهْلِهِ عَلَيْهِ" .

☆☆ ابن ابوملیکہ بیان کرتے ہیں: جب ابان کی والدہ کا انتقال ہوا تو باقی لوگوں کے ساتھ میں بھی وہاں موجود تھا' میں حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم کے درمیان بیٹھا ہوا تھا' خواتین نے رونا شروع کیا' تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بولے: کیا تم انہیں رونے سے منع نہیں کرتے' میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

''میت کے اہل خانہ کے اس پر رونے کی وجہ سے میت کو عذاب دیا جاتا ہے''۔

تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بولے: حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی یہ بات کہا کرتے تھے' ایک مرتبہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ کہیں جا رہا تھا' جب ہم بیداء کے مقام پر پہنچے تو انہوں نے ایک درخت کے نیچے کچھ سواروں کو موجود دیکھا تو حکم دیا: جا کر دیکھو کہ یہ سوار کون لوگ ہیں؟ میں گیا تو وہ حضرت صہیب رضی اللہ عنہ اور ان کی اہلیہ تھے' میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس واپس آیا اور بتایا: اے امیر المؤمنین! یہ حضرت صہیب اور ان کی اہلیہ ہیں' تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: صہیب کو میرے پاس لے کر آؤ (پھر ہم ان کے ساتھ سفر کرتے ہوئے) جب ہم مدینہ منورہ میں داخل ہوئے' تو اسی دوران حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر حملہ ہو گیا تو حضرت صہیب ان کے پاس بیٹھ کر رونے لگے اور بولے: اے بھائی! ہائے میرے بھائی! تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ بولے: صہیب تم نہ روؤ' کیونکہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

''میت کے اہل خانہ کے اس پر رونے کی وجہ سے میت کو عذاب دیا جاتا ہے''۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بتایا: میں نے اس روایت کا تذکرہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کیا' تو انہوں نے فرمایا: اللہ کی قسم! تم یہ روایت کسی ایسے شخص کے حوالے سے بیان نہیں کر رہے ہو' جو جھوٹ بولتا ہے یا جس کو جھٹلایا جاتا ہے' لیکن تمہیں سننے میں یہ غلطی ہوئی ہے' تمہارے لیے قرآن میں ایسی دلیل موجود ہے' جو تمہاری تسلی کر سکتی ہے (وہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:)

''کوئی شخص کسی دوسرے کا وزن نہیں اُٹھائے گا''۔

(اصل حقیقت یہ ہے) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا تھا:

''کافر کے اہل خانہ کے اس پر رونے کے ذریعے اللہ تعالیٰ کافر کے عذاب میں اضافہ کر دیتا ہے''۔

16 - باب الرُّخْصَةِ فِي الْبُكَاءِ عَلَى الْمَيِّتِ .

باب: میت پر رونے کی اجازت

1858 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ - هُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ - عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَلْحَلَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ اَنَّ سَلَمَةَ بْنَ الْاَزْرَقِ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ مَاتَ مَيِّتٌ مِّنْ اٰلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاجْتَمَعَ النِّسَآءُ يَبْكِيْنَ عَلَيْهِ فَقَامَ عُمَرُ يَنْهَاهُنَّ وَيَطْرُدُهُنَّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "دَعْهُنَّ يَا عُمَرُ فَاِنَّ الْعَيْنَ دَامِعَةٌ وَّالْقَلْبَ مُصَابٌ وَّالْعَهْدَ قَرِيْبٌ" .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی آل میں سے کسی کا انتقال ہوگیا' کچھ خواتین اکٹھی ہوگئیں اور اس مرحوم پر رونے لگیں' حضرت عمر رضی اللہ عنہ اُٹھ کر انہیں منع کرنے لگے' انہیں پیچھے ہٹانے لگے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اے عمر! ان عورتوں کو رہنے دو' کیونکہ آنکھ روتی ہے اور دل کو تکلیف لاحق ہے اور عہد قریب ہے (اس سے مراد یہ بھی ہوسکتا ہے' زمانۂ جاہلیت گزرے زیادہ عرصہ نہیں ہوا تھا' اس لیے اس کی رسم کے تحت انہیں رونے دو اور اس کا یہ مطلب بھی ہوسکتا ہے' مرحوم کے انتقال کو زیادہ دیر نہیں گزری ہے' اس لیے غم کا اظہار لازمی ہے)۔

17 - باب دَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ .

باب: زمانۂ جاہلیت کی طرح چیخ و پکار کرنا

1859 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ قَالَ حَدَّثَنَا عِيْسٰى عَنِ الْاَعْمَشِ ح اَنْبَاَنَا الْحَسَنُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اِدْرِيْسَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَيْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُوْدَ وَشَقَّ الْجُيُوْبَ وَدَعَا بِدُعَاءِ الْجَاهِلِيَّةِ" .

وَاللَّفْظُ لِعَلِيٍّ وَّقَالَ الْحَسَنُ "بِدَعْوَى" .

☆☆ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ (بن مسعود) بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے' جو (مصیبت کے وقت) گال پیٹے' گریبان پھاڑے اور زمانۂ جاہلیت کی طرح کے کلمات کہے''۔

یہاں ایک راوی نے ایک لفظ مختلف بیان کیا ہے۔

1858-اخرجه ابن ماجه في الجنائز، باب ما جاء في البكاء على الميت (الحديث 1587) بنحوه . تحفة الاشراف (13475) .

1859-اخرجه البخاري في الجنائز، باب ليس منا من ضرب الخدود (الحديث 1297)، وباب ما ينهى من الويل و دعوى الجاهلية عند المصيبة (الحديث 1298)، و في المناقب، باب ما ينهى من دعوى الجاهلية (الحديث 3519) . واخرجه مسلم في الايمان، باب تحريم ضرب الخدود و شق الجيوب و الدعاء بدعوى الجاهلية (الحديث 165 و 166) . واخرجه ابن ماجه في الجنائز، باب ما جاء في النهي عن ضرب الخدود و شق الجيوب (الحديث 1584م) . تحفة الاشراف (9569) .

اسے آگے آنے والے ابواب میں امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو لفظوں کے اختلاف کے ساتھ نقل کیا ہے۔ یہی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی نقل کی ہے اس کی شرح کرتے ہوئے حافظ بدرالدین محمود عینی تحریر کرتے ہیں۔

روایت کے یہ الفاظ ''وہ ہم میں سے نہیں ہے'' اس سے مراد یہ ہے' وہ شخص ہماری سنت پر عمل کرنے والوں میں سے نہیں ہے اور ہماری نصیحت پر عمل کرنے والوں میں سے نہیں ہے۔

اس کا یہ مطلب نہیں ہے' وہ شخص دین سے مکمل طور پر خارج ہو جاتا ہے' کیونکہ اہل سنت کے نزدیک کوئی بھی شخص گناہ کا ارتکاب کرنے کی وجہ سے دین سے خارج نہیں ہوتا ہے' البتہ اگر کوئی شخص یہ عقیدہ رکھتا ہو کہ وہ گناہ حلال اور جائز ہے' تو پھر وہ شخص دین سے خارج ہو جائے گا۔

سفیان ثوری نے اس روایت کو اس کے ظاہر پر محمول کیا ہے۔ انہوں نے اس میں کوئی تاویل نہیں کی۔ اس کی وجہ یہ ہے' اس حدیث کو ظاہری مفہوم پر محمول کرنا زجر و توبیخ کے حوالے سے زیادہ مناسب ہے۔

اسی طرح وہ تمام روایات جن میں یہ الفاظ موجود ہیں۔ ''وہ ہم میں سے نہیں'' (ان کی بھی یہی تاویل کی جائے گی)۔

علامہ کرمانی نے یہ بات بیان کی ہے۔ یہ جملہ شدت سے منع کرنے کے لئے ہے' البتہ اگر کوئی شخص زمانۂ جاہلیت کی طرح چیخ و پکار کرتے ہوئے ایسے الفاظ بھی استعمال کرتا ہے' جو کفریہ ہوں یعنی وہ کسی حرام چیز کو حلال قرار دیدے یا اللہ تعالیٰ کے فیصلے اور اس کی مقرر کردہ تقدیر پر رضامندی کا اظہار نہ کرے تو اس وقت اس شخص کے اسلام کی حقیقی نفی کر دی جائے گی۔*

•••——•••——•••

18 - باب السَّلْقِ .

باب: آواز بلند کرنا

1860 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَوْفٍ عَنْ خَالِدٍ الْاَحْدَبِ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ مُحْرِزٍ قَالَ اُغْمِيَ عَلٰى اَبِيْ مُوْسٰى فَبَكَوْا عَلَيْهِ فَقَالَ اَبْرَاُ اِلَيْكُمْ كَمَا بَرِءَ اِلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ مِنَّا مَنْ حَلَقَ وَلَا خَرَقَ وَلَا سَلَقَ .

☆☆ صفوان نامی راوی بیان کرتے ہیں' حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ پر غشی طاری ہوئی' لوگوں نے ان پر رونا شروع کر دیا تو انہوں نے فرمایا: میں تم سے بری الذمہ ہونے کا اظہار کرتا ہوں' جس طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے بری الذمہ ہو گئے تھے (آپ نے فرمایا تھا:) اس شخص کا ہم سے کوئی تعلق نہیں ہے' جو (مصیبت نازل ہونے پر) سر منڈوا دیتا ہے یا گریبان پھاڑ

* عمدۃ القاری جلد 8 صفحہ 127

1860-اخرجه مسلم في الايمان، باب تحريم ضرب الخدود و شق الجيوب و الدعاء بدعوى الجاهلية (الحديث 167م) . تحفة الاشراف (9004) .

دیتا ہے یا آواز بلند کر لیتا ہے۔

19 - باب ضَرْبِ الْخُدُوْدِ .

باب: گال پیٹنا

1861 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنِيْ زُبَيْدٌ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَيْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُوْدَ وَشَقَّ الْجُيُوْبَ وَدَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ" .

☆☆ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ (بن مسعود) بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:
"اس شخص کا ہم سے کوئی تعلق نہیں ہے' جو (مصیبت نازل ہونے کے وقت) گال پیٹتا ہے' گریبان پھاڑتا ہے اور زمانۂ جاہلیت کی طرح کے کلمات کہتا ہے"۔

20 - باب الْحَلْقِ .

باب: سر منڈوانا

1862 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ حَكِيْمٍ قَالَ اَنْبَاَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عُمَيْسٍ عَنْ اَبِيْ صَخْرَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ وَاَبِيْ بُرْدَةَ قَالَا لَمَّا ثَقُلَ اَبُوْ مُوْسٰى اَقْبَلَتِ امْرَاَتُهُ تَصِيْحُ - قَالَا - فَاَفَاقَ فَقَالَ اَلَمْ اُخْبِرْكِ اَنِّيْ بَرِيْءٌ مِّمَّنْ بَرِءَ مِنْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَا وَكَانَ يُحَدِّثُهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اَنَا بَرِيْءٌ مِّمَّنْ حَلَقَ وَخَرَقَ وَسَلَقَ" .

☆☆ عبدالرحمٰن بن یزید اور ابوبردہ بیان کرتے ہیں: جب حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی طبیعت زیادہ خراب ہو گئی تو ان کی اہلیہ نے بلند آواز سے رونا شروع کیا' یہ دونوں راوی بیان کرتے ہیں' حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو بہتری محسوس ہوئی تو انہوں نے کہا: کیا میں نے تم سے یہ نہیں کہا تھا؟ میں اس سے بری الذمہ ہوں' جس سے نبی اکرم ﷺ نے بری الذمہ ہونے کا اظہار کیا ہے' یہ دونوں راوی یہ بات بیان کرتے ہیں: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے اس خاتون کو یہ حدیث سنائی تھی' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: میں ہر اس شخص سے لاتعلق ہوں جو (مصیبت نازل ہونے کے وقت) سر منڈوا دیتا ہے یا کپڑے پھاڑ دیتا ہے یا بلند آواز میں چیختا ہے۔

1861-اخرجه البخاری فی الجنائز، باب لیس منا من شق الجیوب (الحدیث 1294)، و فی المناقب، باب ما ینهی من دعوی الجاهلیة (الحدیث 3519) . واخرجه الترمذی فی الجنائز، باب ما جاء فی النهی عن ضرب الخدود وشق الجیوب عند المصیبة (الحدیث 999) و سیاتی (الحدیث 1863) . واخرجه ابن ماجه فی الجنائز، باب ما جاء فی النهی عن ضرب الخدود وشق الجیوب (الحدیث 1584) . تحفة الاشراف (9559) .

1862-اخرجه مسلم فی الایمان، باب تحریم ضرب الخدود الجیوب و الدعاء بدعوی الجاهلیة (الحدیث 167م) . واخرجه ابن ماجه فی الجنائز، باب ما جاء فی النهی عن ضرب الخدود و شق الجیوب (الحدیث 1586) . تحفة الاشراف (9020) .

21 - باب شَقِّ الْجُيُوْبِ .

باب: گریبان پھاڑنا

1863 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ زُبَيْدٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَيْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُوْدَ وَشَقَّ الْجُيُوْبَ وَدَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ" .

☆☆ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:
"وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے' جو گال پیٹتا ہے' گریبان پھاڑتا ہے اور زمانۂ جاہلیت کی طرح کے کلمات کہتا ہے"۔

1864 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَوْسٍ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى اَنَّهُ اُغْمِيَ عَلَيْهِ فَبَكَتْ اُمُّ وَلَدٍ لَّهُ فَلَمَّا اَفَاقَ قَالَ لَهَا اَمَا بَلَغَكِ مَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلْنَاهَا فَقَالَتْ قَالَ "لَيْسَ مِنَّا مَنْ سَلَقَ وَحَلَقَ وَخَرَقَ" .

☆☆ یزید بن اوس' حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات بیان کرتے ہیں:
ان پر غشی طاری ہوئی تو ان کی اُمِ ولد نے ان پر رونا شروع کر دیا' جب ان کو بہتری محسوس ہوئی تو انہوں نے اس خاتون سے کہا: کیا تم تک نبی اکرم ﷺ کا فرمان نہیں پہنچا ہے؟
راوی کہتے ہیں: ہم نے اس خاتون سے دریافت کیا' تو اس خاتون نے بتایا (نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے:) وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے' جو بلند آواز میں (غم کا اظہار کرتا ہے) سر منڈوا دیتا ہے یا کپڑے پھاڑ دیتا ہے۔

1865 - اَخْبَرَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اٰدَمَ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْرَآئِيْلُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَوْسٍ عَنْ اُمِّ عَبْدِ اللّٰهِ امْرَاَةِ اَبِيْ مُوْسٰى عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَيْسَ مِنَّا مَنْ حَلَقَ وَسَلَقَ وَخَرَقَ" .

☆☆ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی اہلیہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتی ہیں:
"وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے (جو غم کے عالم میں) سر منڈوا دیتا ہے یا آواز بلند کرتا ہے یا کپڑے پھاڑ دیتا ہے"۔

1866 - اَخْبَرَنَا هَنَّادٌ عَنْ اَبِيْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ سَهْمِ بْنِ مِنْجَابٍ عَنِ الْقَرْثَعِ قَالَ لَمَّا ثَقُلَ اَبُوْ مُوْسٰى صَاحَتِ امْرَاَتُهُ فَقَالَ اَمَا عَلِمْتِ مَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ بَلٰى .

1863-تقدم فی الجنائز، ضرب الخدود (الحدیث 1861) .

1864-اخرجه ابو داؤد فی الجنائز، باب فی النوح (الحدیث 3130) . وسیاتی (الحدیث 1866) . تحفة الاشراف (18334) .

1865-اخرجه مسلم فی الایمان، باب تحریم ضرب الخدود و شق الجیوب و الدعاء، بدعوی الجاهلیة (الحدیث 167م) . تحفة الاشراف (9153) .

ثُمَّ سَكَتَتْ فَقِيلَ لَهَا بَعْدَ ذٰلِكَ اَیُّ شَیْءٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ مَنْ حَلَقَ اَوْ سَلَقَ اَوْ خَرَقَ .

☆☆ قرثع بیان کرتے ہیں' جب حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی طبیعت زیادہ خراب ہوگئی تو ان کی اہلیہ نے بلند آواز میں رونا شروع کر دیا تو حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا تمہیں علم نہیں ہے' نبی اکرم ﷺ نے کیا بات ارشاد فرمائی ہے؟ اس خاتون نے جواب دیا: جی ہاں! پھر وہ خاتون خاموش ہوگئی' بعد میں اس خاتون سے دریافت کیا گیا: نبی اکرم ﷺ نے کیا بات ارشاد فرمائی ہے؟ تو اس خاتون نے بتایا: نبی اکرم ﷺ نے (غم کے عالم میں) سر منڈوانے والے' آواز بلند کرنے والے' اور کپڑے پھاڑنے والے پر لعنت کی ہے۔

22 - باب الْاَمْرِ بِالْاِحْتِسَابِ وَالصَّبْرِ عِنْدَ نُزُوْلِ الْمُصِيبَةِ .

باب: مصیبت کے نزول کے وقت ثواب کی اُمید رکھنے اور صبر کرنے کی ہدایت

1867 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ عَاصِمِ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنْ اَبِیْ عُثْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِیْ اُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ اَرْسَلَتْ بِنْتُ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَيْهِ اَنَّ ابْنًا لِّیْ قُبِضَ فَاْتِنَا . فَاَرْسَلَ يَقْرَاُ السَّلَامَ وَيَقُوْلُ "اِنَّ لِلّٰهِ مَا اَخَذَ وَلَهٗ مَا اَعْطٰى وَكُلُّ شَیْءٍ عِنْدَ اللّٰهِ بِاَجَلٍ مُّسَمًّى فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ" . فَاَرْسَلَتْ اِلَيْهِ تُقْسِمُ عَلَيْهِ لَيَاْتِيَنَّهَا فَقَامَ وَمَعَهٗ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ وَّاُبَیُّ بْنُ كَعْبٍ وَّزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَّرِجَالٌ فَرُفِعَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّبِیُّ وَنَفْسُهٗ تَقَعْقَعُ فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ فَقَالَ سَعْدٌ يَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا هٰذَا قَالَ "هٰذَا رَحْمَةٌ يَّجْعَلُهَا اللّٰهُ فِیْ قُلُوْبِ عِبَادِهٖ وَاِنَّمَا يَرْحَمُ اللّٰهُ مِنْ عِبَادِهِ الرُّحَمَآءَ" .

☆☆ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ کی صاحبزادی نے آپ کو پیغام بھجوایا' کہ میرا بیٹا فوت ہونے والا ہے' آپ ہمارے ہاں تشریف لائیں' تو نبی اکرم ﷺ نے انہیں جواب بھجواتے ہوئے سلام بھیجا اور فرمایا' کہ اللہ تعالیٰ جو چیز واپس لے' وہ اسی کی ملکیت ہے اور جو دے وہ بھی اسی کی ملکیت ہے' اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہر چیز کی ایک متعین مدت ہے' اس لیے تمہیں صبر سے کام لینا چاہیے اور ثواب کی اُمید رکھنی چاہیے تو صاحبزادی نے آپ کو جوابی پیغام میں قسم دیتے ہوئے یہ کہا کہ آپ ضرور ان کے ہاں تشریف لے جائیں' تو نبی اکرم ﷺ اُٹھے' آپ کے ساتھ حضرت سعد بن عبادہ' حضرت معاذ بن جبل' حضرت ابی بن کعب' حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہم اور بعض دیگر افراد بھی تھے' اس بچے کو نبی اکرم ﷺ کی

1866-تقدم (الحديث 1864) .

1867-اخرجه البخاری فی الجنائز، باب قول النبی صلی الله علیه وسلم (یعذب المیت ببعض بکاء اهله) (الحديث 1284)، و فی المرضی، باب عیادة الصبیان (الحديث 5655)، و فی القدر، باب (کان امر الله قدرًا مقدورًا) (الحديث 6602)، و فی الایمان و النذور، باب قول الله تعالٰی (و اقسموا بالله جهد ایمانهم) (الحديث 6655)، و فی التوحید، باب قول الله تبارك و تعالٰی (قل ادعوا الله او ادعوا الرحمن ایاما تدعو فله الاسماء الحسنی) (الحديث 7377)، و باب ما جاء فی قول الله تعالٰی (ان رحمة الله قریب من المحسنین) (الحديث 7448) . واخرجه مسلم فی الجنائز، باب البکاء علی المیت (الحديث 11) . واخرجه ابن ماجه فی الجنائز، باب ما جاء فی البکاء علی المیت (الحديث 1588) . والحديث عند: ابی داؤد فی الجنائز، باب فی البکاء علی المیت (الحديث 3125) . تحفة الاشراف (98) .

بت میں پیش کیا گیا تو اس وقت اس کی سانسیں اکھڑ رہی تھیں' نبی اکرم ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے' تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ! یہ کس وجہ سے ہیں؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"یہ وہ رحمت ہے' جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے دلوں میں ڈالی ہے اور اللہ تعالیٰ رحم کرنے والے بندوں پر ہی رحم کرتا ہے"۔

شرح

علماء نے یہ بات بیان کی ہے: صبر کی پسندیدہ صورت یہ ہے' جب انسان کو کسی مصیبت کا سامنا کرنا پڑے تو وہ اپنے پروردگار کے فیصلے پر راضی رہے اور اس کے حکم کو تسلیم کرے۔ جہاں تک غمگین ہونے یا آنکھوں سے آنسو جاری ہونے کا تعلق ہے تو اس عمل کی وجہ سے انسان صبر کرنے والوں کے مفہوم سے باہر نہیں نکلتا۔ جب تک اس کا یہ غم تجاوز کر کے شکوہ وشکایت اور آہ وزاری کی شکل اختیار نہیں کر لیتا۔ اس کی دلیل یہ ہے' نبی اکرم ﷺ اپنی صاحبزادی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے وصال پر روئے تھے۔ اسی طرح اپنے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کے وصال پر بھی آپ ﷺ آنسوؤں کے ساتھ روئے تھے۔ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں جو روایت نقل کی ہے اس سے یہ ثابت ہوتا ہے' نبی اکرم ﷺ اپنے ایک نواسے کے وصال پر بھی روئے تھے۔ اسی طرح دیگر روایات میں یہ بات مذکور ہے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی شہادت حضرت جعفر بن ابوطالب رضی اللہ عنہ کی شہادت اور حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کی شہادت پر بھی نبی اکرم ﷺ روئے تھے' تو یہ تمام روایات اس بات پر دلالت کرتی ہیں' کسی مصیبت کا سامنا کرنے پر غمگین ہونا اور آنسوؤں کا جاری ہونا صبر کے خلاف نہیں ہے۔*

•••———•••———•••

1868 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِیٍّ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسًا يَّقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "الصَّبْرُ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الْاُوْلٰى" .

☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

"صبر صدمے کے آغاز میں ہوتا ہے"۔

شرح

صبر کا لغوی معنی کسی چیز کو روکنا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

* ملخص از عمدۃ القاری جلد 8 صفحہ 140

1868-اخرجه البخاری فی الجنائز، باب قول الرجل للمراة عند القبر: اصبری (الحديث 1252) بمعناه، و باب زيارة القبور (الحديث 1283)، و باب الصبر عند الصدمة الاولی (الحديث 1302)، و فی الاحكام، باب ما ذكر ان النبی صلی الله علیه وسلم لم یكن له بواب (الحديث 7154) مطولاً . واخرجه ابو داؤد فی الجنائز، باب الصبر عند الصدمة (الحديث 3124) مطولاً . و اخرجه الترمذی فی الجنائز، باب ما جاء ان الصبر فی الصدمة الاولی (الحديث 988) . واخرجه النسائی فی عمل اليوم و الليلة، ما يقول اذا اصابته مصيبة (الحديث 1068) . تحفة الاشراف (439) .

''تم صبر سے کام لو بے شک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔'' (سورۃ انفال: آیت 46)

نبی اکرم ﷺ نے بھی یہ بات ارشاد فرمائی ہے۔

''صبر، روشنی ہے''

یہ روایت امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو مالک رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کی ہے۔

جس شخص کو مصیبت لاحق ہو یعنی جس شخص کا قریبی عزیز فوت ہو جائے اس کے لئے سنت یہ ہے وہ سب سے پہلے:

انا للہ و انا الیہ راجعون ○ (البقرۃ: آیت: 156)

''بے شک ہم اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہیں اور بے شک ہم نے اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے''۔

اسی طرح کسی قریبی عزیز کے انتقال کے وقت یہ دعا پڑھنا بھی احادیث سے ثابت ہے۔

''اے اللہ! تو میری اس مصیبت کا اجر عطا کر مجھے اس سے بہتر عطا کر دے۔''

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہاں جو روایت نقل کی ہے وہ مختصر ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ''صحیح'' میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت نقل کی ہے۔

نبی اکرم ﷺ ایک خاتون کے پاس سے گزرے تھے جو ایک قبر کے پاس بیٹھی ہوئی رو رہی تھی۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا تھا: تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور صبر سے کام لو۔ تو (اس نے آپ ﷺ کو نہ پہچاننے کی وجہ سے) یہ جواب دیا۔ آپ ﷺ اپنا کام کریں چونکہ آپ ﷺ کو اس مصیبت کا سامنا نہیں کرنا پڑا' (جو مجھے لاحق ہوئی ہے) وہ عورت نبی اکرم ﷺ کو جانتی نہیں تھی بعد میں اسے بتایا گیا یہ تو نبی اکرم ﷺ تھے' تو وہ نبی اکرم ﷺ کے دروازے پر آئی تو اسے وہاں کوئی دربان نظر نہیں آیا۔ اس نے عرض کی: میں آپ ﷺ کو پہچانتی نہیں تھی' تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''صبر' صدمے کے آغاز میں ہوتا ہے۔''

اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے حافظ بدر الدین محمود عینی نے یہ بات تحریر کی ہے:

اس خاتون کے نام کا پتہ نہیں چل سکا کہ اس کا نام کیا تھا اور صحیح مسلم میں یہ روایت منقول ہے' نبی اکرم ﷺ ایک ایسی خاتون کے پاس سے گزرے تھے جو اپنے بچے کی قبر کے پاس رو رہی تھی۔

نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمانا: ''کہ تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو'' اس کے بارے میں علامہ قرطبی نے یہ بات بیان کی ہے۔ اس سے یہ بات ظاہر ہو جاتی ہے' وہ خاتون اس وقت نوحہ کر رہی تھی۔ اس لئے نبی اکرم ﷺ نے اسے اللہ سے ڈرنے کا حکم دیا۔

علامہ خطابی نے یہ بات بیان کی ہے۔ اس حدیث کا مفہوم یہ ہے' جس صبر پر' صبر کرنے والے کی تعریف کی جائے وہ صبر ہے' جو مصیبت کا سامنا کرنے پر فوراً کیا جائے۔ ورنہ دن گزرنے کے بعد تو آدمی کو خود ہی صبر آ جاتا ہے۔

ایک قول یہ بھی ہے' آدمی کو مصیبت کی وجہ سے اجر نہیں ملتا کیونکہ وہ مصیبت اس کے بس میں نہیں ہوتی۔ آدمی کو اپنی نیت کی اچھائی اور عمدہ صبر کی وجہ سے اجر دیا جاتا ہے۔

علامہ ابن بطال نے یہ بات بیان کی ہے۔ نبی اکرم ﷺ یہ چاہتے تھے کہ اس عورت پر (قریبی عزیز کی) ہلاکت اور اجر سے محرومی دونوں اکٹھے نہ ہو جائیں۔

اس حدیث سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے' آدمی کو تواضع اور نرمی سے کام لینا چاہئے۔ بطور خاص جاہل لوگوں کے ساتھ اور جس شخص کو کوئی مصیبت لاحق ہوا اس کا مواخذہ نہیں کرنا چاہئے اور اس کا عذر قبول کر لینا چاہئے۔*

•••———•••———•••

1869 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اِيَاسٍ - وَهُوَ مُعَاوِيَةُ بْنُ قُرَّةَ - عَنْ اَبِيْهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَجُلًا اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ ابْنٌ لَّهٗ فَقَالَ لَهٗ "اَتُحِبُّهٗ". فَقَالَ اَحَبَّكَ اللّٰهُ كَمَا اُحِبُّهٗ. فَمَاتَ فَفَقَدَهٗ فَسَاَلَ عَنْهُ فَقَالَ "مَا يَسُرُّكَ اَنْ لَّا تَاْتِيَ بَابًا مِّنْ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ اِلَّا وَجَدْتَهٗ عِنْدَهٗ يَسْعٰى يَفْتَحُ لَكَ".

★★ معاویہ بن قرہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' اس کے ساتھ اس کا بیٹا بھی تھا' نبی اکرم ﷺ نے اس سے دریافت کیا: کیا تم اس سے محبت کرتے ہو؟ تو اس نے جواب دیا: جس طرح میں اس سے محبت کرتا ہوں' اس طرح اللہ تعالیٰ بھی آپ کو محبوب رکھے (یعنی وہ شخص اپنے بیٹے سے بہت زیادہ محبت کرتا تھا) پھر اس بچے کا انتقال ہو گیا' ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ نے اسے موجود نہیں پایا تو اس بچے کے بارے میں دریافت کیا (جب آپ کو اس بچے کے انتقال کی اطلاع دی گئی) تو آپ نے ارشاد فرمایا:

''کیا تمہیں یہ بات پسند نہیں ہے' تم جنت کے جس بھی دروازے پر آؤ تو اسے اسی دروازے پر پاؤ' وہ دوڑ کر آ کر تمہارے لیے دروازہ کھول دے (یعنی وہ بچہ بھی جنت میں گیا ہے اور تمہیں اس مصیبت پر صبر کرنے کی وجہ سے جنت نصیب ہوگی)۔

23 - باب ثَوَابِ مَنْ صَبَرَ وَاحْتَسَبَ

باب: جو شخص صبر کرے اور ثواب کی اُمید رکھے' اس کا اجر و ثواب

1870 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَنْبَاَنَا عُمَرُ بْنُ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ حُسَيْنٍ اَنَّ عَمْرَو بْنَ شُعَيْبٍ كَتَبَ اِلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ حُسَيْنٍ يُعَزِّيْهِ بِابْنٍ لَّهٗ هَلَكَ وَذَكَرَ فِيْ كِتَابِهٖ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَاهُ يُحَدِّثُ عَنْ جَدِّهٖ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِنَّ اللّٰهَ لَا يَرْضٰى لِعَبْدِهِ الْمُؤْمِنِ اِذَا ذَهَبَ بِصَفِيِّهٖ مِنْ اَهْلِ الْاَرْضِ فَصَبَرَ وَاحْتَسَبَ وَقَالَ مَا اُمِرَ بِهٖ بِثَوَابٍ دُوْنَ الْجَنَّةِ".

* عمدۃ القاری، کتاب جنائز کا بیان، باب: قبور کی زیارت

1869-انفرد به النسائي، و سياتي في الجنائز، في التعزية (الحديث 2087) تحفة الاشراف (11083) .

1870-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (8765) .

☆☆ عمرو بن شعیب کے بارے میں یہ بات منقول ہے: انہوں نے عبداللہ بن عبدالرحمٰن کو خط لکھا' جس میں ان کے صاحبزادے کے انتقال پر ان سے تعزیت کی' انہوں نے اپنے خط میں یہ بات تحریر کی کہ انہوں نے اپنے والد کو اپنے دادا حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہوئے سنا ہے:

''اللہ تعالیٰ جب اپنے کسی مسلمان بندے کی' اہل زمین میں سے پسندیدہ شخصیت کو لے جاتا ہے اور وہ بندہ صبر سے کام لیتا ہے اور ثواب کی اُمید رکھتا ہے' تو اللہ تعالیٰ ایسے بندے کو جنت سے کم ثواب دے کر راضی نہیں ہوتا (یعنی اس کا اجر وثواب جنت ہے)''۔

شرح

یہاں روایت کے متن میں استعمال ہونے والے لفظ ''بصفیہ'' سے مراد اس کی خاص محبوب چیز ہے اور اس سے مراد اولاد ہے اور حدیث کا مفہوم یہ ہے' جس شخص کی اولاد فوت ہو جائے اور وہ اس پر صبر سے کام لے تو اس کا بدلہ جنت ہے' یعنی وہ شخص جنت میں داخل ہوگا۔

•••——•••——•••

24 - باب ثَوَابِ مَنِ احْتَسَبَ ثَلَاثَةً مِّنْ صُلْبِهِ .

باب: جو شخص اپنے تین بچوں (کے انتقال پر صبر کرتے ہوئے) ثواب کی اُمید رکھے

1871 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنِيْ عَمْرٌو قَالَ حَدَّثَنِيْ بُكَيْرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ نَافِعٍ عَنْ حَفْصِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنِ احْتَسَبَ ثَلَاثَةً مِّنْ صُلْبِهِ دَخَلَ الْجَنَّةَ" . فَقَامَتِ امْرَاَةٌ فَقَالَتْ اَوِ اثْنَانِ قَالَ "اَوِ اثْنَانِ" . قَالَتِ الْمَرْاَةُ يَا لَيْتَنِيْ قُلْتُ وَاحِدًا .

☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''جو شخص اپنے تین بچوں (کی موت پر صبر سے کام لیتے ہوئے) ثواب کی اُمید رکھے' وہ شخص جنت میں چلا جائے گا' تو ایک خاتون کھڑی ہوئی اور اس نے عرض کی: اگر دو بچے ہوں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر دو ہوں' تو بھی (یہی اجر وثواب حاصل ہوتا ہے) وہ خاتون کہتی ہیں: کاش! میں اس وقت یہ کہہ دیتی ''اگر ایک ہو''۔

25 - باب مَنْ يُتَوَفّٰى لَهٗ ثَلَاثَةٌ .

باب: جس شخص کے تین بچے فوت ہو جائیں (اس کا اجر وثواب)

1872 - اَخْبَرَنَا يُوْسُفُ بْنُ حَمَّادٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

1871-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (549) .

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَا مِنْ مُّسْلِمٍ يُتَوَفّٰى لَهٗ ثَلَاثَةٌ مِّنَ الْوَلَدِ لَمْ يَبْلُغُوا الْحِنْثَ اِلَّا اَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ بِفَضْلِ رَحْمَتِهٖ اِيَّاهُمْ" .

☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''جس مسلمان کے تین بچے فوت ہو جائیں جو ابھی بالغ نہ ہوئے ہوں' تو اللہ تعالیٰ ان بچوں پر اپنی رحمت کے فضل کی وجہ سے اس شخص کو جنت میں داخل کر دے گا''۔

شرح

یہاں روایت کے متن میں استعمال ہونے والا لفظ ''الحنث'' سے مراد گناہ ہے اور انسان کا کوئی فعل اس وقت گناہ قرار دیا جاتا ہے' جب وہ بالغ ہو چکا ہو اس لئے اس کا مطلب یہ ہوگا کہ جس آدمی کے بچے ابھی بالغ نہ ہوئے ہوں اور اس سے پہلے ہی انتقال کر جائیں۔

حدیث میں نابالغ بچوں کے انتقال کی وجہ سے جنت میں داخلے کی بشارت اس لئے دی گئی ہے' کیونکہ نابالغ بچے کے ساتھ محبت' شفقت اور رحمت کی کیفیت زیادہ ہوتی ہے۔ اس کے مقابلے میں بالغ بچے پر شفقت اور رحمت کم ہوتی ہے۔

اس حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے علامہ ابوالحسن سندھی فرماتے ہیں: ''الحنث'' کا مطلب گناہ ہے اور یہاں مراد یہ ہے' وہ لوگ ابھی بالغ نہ ہوئے ہوں اس کا ظاہری مفہوم یہ ہے' یہ اجر صرف اس اولاد کے ساتھ خاص ہے' جو کم سنی میں ہی فوت ہو جاتی ہے۔

اور ایک قول یہ بھی ہے' یہ فضیلت اس بچے کے حق میں ثابت ہوتی ہے' جس کا خرچ والدین کے ذمے ہوتا ہے' تو بڑے بچے کے حق میں کیسے ثابت نہیں ہوگی؟ جس کے ساتھ والدین نے ایک طویل عرصہ گزارا ہوتا ہے اور انہیں اس سے فائدہ حاصل ہوا ہوتا ہے۔

حقوق کے حوالے سے وہ بچہ احکام کا پابند ہوتا ہے۔*

•••——•••——•••

1873 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ صَعْصَعَةَ بْنِ مُعَاوِيَةَ قَالَ لَقِيْتُ اَبَا ذَرٍّ قُلْتُ حَدِّثْنِيْ . قَالَ نَعَمْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَا مِنْ مُّسْلِمَيْنِ يَمُوْتُ بَيْنَهُمَا ثَلَاثَةُ اَوْلَادٍ لَّمْ يَبْلُغُوا الْحِنْثَ اِلَّا غَفَرَ اللّٰهُ لَهُمَا بِفَضْلِ رَحْمَتِهٖ اِيَّاهُمْ" .

☆☆ صعصعہ بن معاویہ بیان کرتے ہیں' میری ملاقات حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے ہوئی' میں نے کہا: مجھے کوئی

1872-اخرجه البخاري في الجنائز، باب فضل من مات له ولد فاحتسب (الحديث 1248) . واخرجه ابن ماجه في الجنائز، باب ما جاء في ثواب من اصيب بولده (الحديث 1605) . تحفة الاشراف (1036) .

* حاشیہ سندھی بر روایت مذکورہ

1873-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (11923) .

حدیث سنائیں! انہوں نے فرمایا: اچھا! نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''جن مسلمان (والدین) کے تین بچے بالغ ہونے سے پہلے فوت ہو جائیں' تو اللہ تعالیٰ ان بچوں پر اپنی رحمت کے فضل کی وجہ سے ان دونوں (ماں باپ) کی مغفرت کر دیتا ہے''۔

1874 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ مَّالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا يَمُوْتُ لِاَحَدٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ ثَلَاثَةٌ مِّنَ الْوَلَدِ فَتَمَسَّهُ النَّارُ اِلَّا تَحِلَّةَ الْقَسَمِ".

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''جس بھی مسلمان کے تین بچے فوت ہو جاتے ہیں' اسے جہنم (کی آگ) صرف قسم پوری کرنے کے لیے چھوئے گی''۔

شرح

اس حدیث پر بحث کرتے ہوئے حافظ بدرالدین محمود عینی تحریر کرتے ہیں: روایت کے یہ الفاظ کہ ''جس بھی مسلمان کے'' اس سے یہ ثابت ہو جاتا ہے' اسلام کی شرط ضروری ہے' کیونکہ کافر شخص کو اپنی اولاد کے انتقال کی وجہ سے نجات نصیب نہیں ہو گی۔ آدمی جہنم سے نجات ایمان کی وجہ سے اور گناہوں سے سلامتی کی وجہ سے پائے گا اور روایت کے الفاظ میں عموم پایا جاتا ہے اس میں مرد اور خواتین دونوں شامل ہوں گے۔

اس کے برعکس حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول ایک روایت میں صرف خواتین کا ذکر ہے۔

روایت کے یہ الفاظ ''قسم پورا کرنے کے لئے'' اس سے مراد یہ ہے' جس کے ذریعے قسم پوری ہو جائے اور یہ مثال اس وقت بیان کی جاتی ہے' جب کوئی معمولی سا اور تھوڑا سا کام کیا جائے اور یہ کام اس لئے کیا جاتا ہے' تاکہ آدمی نے اس کام کے حوالے سے جو قسم اٹھائی ہوئی تھی اس سے بری الذمہ ہو جائے اور یہاں قسم پوری ہو جانے سے مراد یہ ہے' اللہ تعالیٰ نے سورہ مریم آیت؟ 17 میں ارشاد فرمایا ہے۔

''تم میں سے ہر ایک اس پر وارد ہو گا''*

•••——•••——•••

1875 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ ابْنِ عُلَيَّةَ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَا حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ - وَهُوَ الْاَزْرَقُ - عَنْ عَوْفٍ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَا مِنْ مُسْلِمَيْنِ يَمُوْتُ بَيْنَهُمَا ثَلَاثَةُ اَوْلَادٍ لَّمْ يَبْلُغُوا الْحِنْثَ اِلَّا اَدْخَلَهُمَا اللّٰهُ بِفَضْلِ رَحْمَتِهِ اِيَّاهُمُ الْجَنَّةَ". قَالَ "يُقَالُ لَهُمُ

1874-اخرجه البخاری فی الایمان و النذور، باب قول الله تعالٰی (واقسموا بالله جهد ایمانهم) (الحديث 6656) . واخرجه مسلم فی البر و الصلة و الآداب، باب فضل من يموت له ولد فيحتسبه (الحديث 150) . واخرجه الترمذی فی الجنائز، باب ما جاء فی ثواب من قدم ولدا (الحديث 1060) . تحفة الاشراف (13234) .

* ملخص عمدۃ القاری، کتاب جنائز کا بیان، باب: جس شخص کی اولاد کا انتقال ہو جائے اور وہ ثواب کی امید رکھے اس کی فضیلت کا بیان

1875-انفرد به النسائی . تحفة الاشراف (14489) .

اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ فَيَقُوْلُوْنَ حَتّٰى يَدْخُلَ اٰبَاؤُنَا فَيُقَالُ اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ اَنْتُمْ وَاٰبَاؤُكُمْ".

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

جن دو مسلمانوں (یعنی مسلمان میاں بیوی) کے تین بچے بالغ ہونے سے پہلے فوت ہو جائیں' تو اللہ تعالیٰ ان بچوں پر اپنی رحمت کے فضل کی وجہ سے ان دونوں مسلمانوں کو جنت میں داخل کر دے گا۔

نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں: ان بچوں سے یہ کہا جائے گا کہ تم لوگ جنت میں چلے جاؤ' تو وہ جواب دیں گے: ہم اس وقت تک نہیں جائیں گے جب تک ہمارے ماں باپ بھی نہیں چلے جاتے' تو انہیں کہا جائے گا: تم اور تمہارے ماں باپ بھی جنت میں چلے جاؤ۔

26 - باب مَنْ قَدَّمَ ثَلَاثَةً .

باب: جس شخص کے تین بچے فوت ہو جائیں

1876 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ قَالَ اَنْبَاَنَا جَرِيْرٌ قَالَ حَدَّثَنِیْ طَلْقُ بْنُ مُعَاوِيَةَ وَحَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ طَلْقُ بْنُ مُعَاوِيَةَ عَنْ اَبِیْ زُرْعَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ جَاءَتِ امْرَاَةٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِابْنٍ لَّهَا يَشْتَكِیْ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَخَافُ عَلَيْهِ وَقَدْ قَدَّمْتُ ثَلَاثَةً . فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَقَدِ احْتَظَرْتِ بِحِظَارٍ شَدِيْدٍ مِّنَ النَّارِ".

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک خاتون اپنے بیٹے کے ساتھ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی' وہ بچہ بیمار تھا' اس خاتون نے عرض کی: یارسول اللہ! مجھے اس کے بارے میں اندیشہ ہے' کیونکہ میرے پہلے ہی تین بچے فوت ہو چکے ہیں' تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''تم نے جہنم سے بچاؤ کے لیے انتہائی مضبوط آڑ حاصل کر لی ہے''۔

شرح

یہاں حدیث کے متن میں استعمال ہونے والا لفظ ''حظار'' اس سے مراد وہ باڑ ہے' جو باغ کے اردگرد لگائی جاتی ہے' جس کے ذریعے باغ کی حفاظت کی جاتی ہے۔ اس سے مراد یہ ہے' تم نے ایک ایسی باڑ تیار کر لی ہے' جو تمہیں جہنم کی تپش سے بچائے گی۔

•••——•••——•••

27 - باب النَّعْیِ .

باب: موت کی اطلاع دینا

1876-اخرجه مسلم فی البر و الصلة و الآداب، باب فضل من يموت له ولد فيحتسبه (الحديث 155 و 156) . تحفة الاشراف (14891) .

1877 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ قَالَ اَنْبَاَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَى زَيْدًا وَّجَعْفَرًا قَبْلَ اَنْ يَّجِيْءَ خَبَرُهُمْ فَنَعَاهُمْ وَعَيْنَاهُ تَذْرِفَانِ .

☆☆ حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے حضرت زید ؓ اور حضرت جعفر ؓ کے شہید ہونے کی اطلاع آنے سے پہلے ہی ان کے انتقال کی خبر دے دی تھی' جب آپ نے لوگوں کو اس کی خبر دی تو اس وقت آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔

شرح

یہاں امام نسائی ؒ نے ترجمۃ الباب میں لفظ "النعی" استعمال کیا ہے۔ اس سے مراد یہ اعلان کرنا ہے' فلاں شخص کا انتقال ہو گیا ہے' تاکہ لوگ اس کے جنازے میں شریک ہو جائیں۔

حنابلہ کے علاوہ تمام فقہاء اس بات کے قائل ہیں' کسی بھی انسان کی موت کا اعلان کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ خواہ یہ اعلان نماز جنازہ ادا کرنے کے لئے کیا جائے یا اس کے علاوہ کیا جائے۔

ان حضرات کی دلیل وہ روایات ہیں' جو امام بخاری ؒ اور امام مسلم ؒ نے نقل کی ہیں' جس میں یہ مذکور ہے' نبی اکرم ﷺ نے اپنے اصحاب کو نجاشی کے انتقال کی اطلاع دی تھی۔ اسی طرح آپ ﷺ نے حضرت جعفر بن ابوطالب ؓ' حضرت زید بن حارثہ ؓ اور حضرت عبداللہ بن رواحہ ؓ کے شہید ہونے کی بھی اطلاع دی تھی۔

یہ روایات امام نسائی ؒ نے بھی یہاں نقل کی ہیں۔

بعض متاخرین احناف نے اسے مستحسن قرار دیا ہے اور یہی قول صحیح ہے' البتہ احادیث میں موت کا اعلان کرنے سے بھی منع کیا گیا ہے۔

اس روایت کو امام ترمذی ؒ نے "صحیح" قرار دیا ہے۔ اس سے مراد زمانہ جاہلیت کا مخصوص اعلان ہے' جس میں میت کی تعریف و توصیف کرتے ہوئے اس کی وفات کا اعلان کیا جاتا ہے۔ اس سے نبی اکرم ﷺ نے منع کیا ہے۔

حنابلہ یہ کہتے ہیں: موت کا اعلان کرنا مکروہ ہے' یعنی آدمی کسی اعلان کرنے والے کو بھیجے جو لوگوں میں یہ اعلان کر دے کہ فلاں شخص فوت ہو گیا ہے' تاکہ لوگ اس کے جنازے میں شریک ہو جائیں۔

اس روایت میں حضرت زید ؓ اور حضرت جعفر ؓ کی شہادت کی اطلاع ہے۔ یہ حضرات غزوہ موتہ میں شہید ہوئے تھے جو شام کے علاقے "بلقاء" میں پیش آیا تھا۔ یہ غزوہ 8ھ میں پیش آیا تھا۔

1877-اخرجه البخاری فی الجنائز، باب الرجل ينعى الى اهل الميت بنفسه (الحديث 1246) بمعناه، و فی الجهاد، باب تمنى الشهادة (الحديث 2798) بمعناه، وباب من تامر فی الحرب من غير امرة اذا خاف العدو (الحديث 3063) بمعناه، و فی المناقب، باب علامات النبوة فی الاسلام (الحديث 3630)، و فی فضائل الصحابة، باب مناقب خالد بن الوليد رضی الله عنه (الحديث 3757)، و فی المغازی، باب غزوة موتة من ارض الشام (الحديث 4262) . تحفة الاشراف (820) .

احادیث میں یہ بات مذکور ہے' نبی اکرم ﷺ نے ایک جنگی مہم روانہ کی تھی جس کا امیر حضرت زید بن حارثہ ؓ کو بنایا تھا۔

حضرت زید بن حارثہ ؓ نبی اکرم ﷺ کے آزاد کردہ غلام ہیں۔ آپ ﷺ نے ان کو اپنا "منہ بولا بیٹا" بھی بنالیا تھا۔

حضرت زید بن حارثہ ؓ کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے' یہ وہ واحد صحابی ہیں' جن کا ذکر قرآن میں ہے' سورہ احزاب آیت: 37 میں ہے' یعنی جن کا نام لے کر ذکر کیا گیا ہے۔

مہم روانہ کرتے وقت نبی اکرم ﷺ نے یہ ہدایت کی تھی کہ لشکر کے سپہ سالار زید بن حارثہ اگر وہ شہید ہو جائے' تو جعفر امیر ہوگا اگر وہ بھی شہید ہو جائے' تو عبداللہ بن رواحہ امیر ہوگا۔

حضرت جعفر ؓ نبی اکرم ﷺ کے چچا ابوطالب کے صاحبزادے تھے۔ انہیں "جعفر طیار" بھی کہا جاتا ہے' کیونکہ ان کی شہادت کے بعد اللہ تعالیٰ نے انہیں دو پر عطا کر دیئے تھے جن کے ہمراہ یہ جنت میں پرواز کرتے تھے۔ انہیں حبشہ اور مدینہ منورہ دونوں کی طرف ہجرت کا شرف حاصل ہے۔ حبشہ میں یہ مہاجرین کے سربراہ سمجھے جاتے تھے۔

تیسرے صحابی حضرت عبداللہ بن رواحہ ؓ کا تذکرہ اس حدیث میں نہیں ہے' تاہم دیگر روایات میں یہ بات مذکور ہے' حضرت جعفر طیار ؓ کے شہید ہونے کے بعد حضرت عبداللہ بن رواحہ ؓ مسلمانوں کے امیر بنے تھے۔ پھر وہ بھی شہید ہو گئے تو حضرت خالد بن ولید ؓ مسلمانوں کے امیر بنے اور اللہ تعالیٰ نے ان کو فتح عطا کر دی تھی۔

حضرت عبداللہ بن رواحہ ؓ کا تعلق انصار کے قبیلے خزرج سے ہے انہیں مکہ مکرمہ آ کر بیعت عقبہ میں نبی اکرم ﷺ کے دست اقدس پر اسلام قبول کرنے کا شرف حاصل ہے۔

•••———•••———•••

1878 - اَخْبَرَنَا اَبُوْ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِىْ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِىْ اَبُوْ سَلَمَةَ وَابْنُ الْمُسَيَّبِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ اَخْبَرَهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَى لَهُمُ النَّجَاشِيَّ صَاحِبَ الْحَبَشَةِ الْيَوْمَ الَّذِىْ مَاتَ فِيْهِ وَقَالَ "اسْتَغْفِرُوْا لِاَخِيْكُمْ" .

☆☆ حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے حبشہ کے حکمران نجاشی کے انتقال کی اطلاع صحابہ کرام کو اسی دن دے دی تھی' جس دن اس کا انتقال ہوا تھا' آپ نے فرمایا: تم اپنے بھائی کے لیے دعائے مغفرت کرو۔

شرح

اس روایت میں "نجاشی" کا تذکرہ ہے۔ "نجاشی" حبشہ کے حکمران کا علامتی نام ہوتا تھا جس "نجاشی" کا اس حدیث میں تذکرہ کیا گیا ہے اس کا اصل نام "اصحمہ" ہے۔ ایک روایت کے مطابق اس کا نام "صحمہ" تھا۔ ایک روایت کے مطابق اس کا نام "اصحہ" تھا۔ یہ تمام اُمور حافظ بدرالدین محمود عینی نے نقل کیے ہیں۔

علامہ عینی لکھتے ہیں: ابن سعد نے اپنی کتاب "طبقات" میں یہ بات تحریر کی ہے' جب نبی اکرم ﷺ حدیبیہ سے واپس

1878-اخرجه البخاری فی مناقب الانصار، باب موت النجاشی (الحديث 3880) . واخرجه مسلم فی الجنائز، باب فی التكبير على الجنازة (الحديث 63) . و النسائی (الحديث 2041) . تحفة الاشراف (13176) .

تشریف لائے یہ 6ھ کی بات ہے' تو آپ ﷺ نے 7ھ میں محرم کے مہینے میں حضرت عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ کے ہاتھ اپنا مکتوب گرامی نجاشی کو بھجوایا تو نجاشی نے اسے اپنی آنکھوں پہ رکھا اور خود اپنے تخت سے نیچے اتر آیا اور تواضع کے طور پر زمین پر بیٹھ گیا۔ اس کے بعد اس نے اسلام قبول کر لیا اور نبی اکرم ﷺ کو اس خط کا جواب بھیجا۔ اس نے حضرت جعفر بن ابو طالب رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا تھا۔ نجاشی کا انتقال 9ھ میں رجب کے مہینے میں ہوا۔ یہ اس وقت کی بات ہے' جب نبی اکرم ﷺ غزوۂ تبوک سے واپس تشریف لائے تھے۔

یہی روایت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی ''صحیح'' میں نقل کی ہے۔ وہاں اس کی وضاحت کرتے ہوئے علامہ عینی نے یہ بات تحریر کی ہے: اس سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے' ''نعی'' مباح ہے۔ اس سے مراد یہ اعلان ہو گا کہ فلاں شخص فوت ہو گیا ہے' تا کہ لوگ اس کے جنازے میں شریک ہو جائیں۔

بعض اہل علم نے یہ بات بیان کی ہے: اس میں کوئی حرج نہیں ہے' آدمی مرحوم کے رشتہ داروں اس کے دوستوں کو اس کی وفات کی اطلاع دیدے۔

ابراہیم نخعی سے یہ بات منقول ہے: اس میں کوئی حرج نہیں ہے' آدمی کے رشتہ داروں کو اس کی اطلاع دی جائے۔

آگے چل کر علامہ عینی تحریر کرتے ہیں: شیخ ابن صباغ فرماتے ہیں: ہمارے فقہاء نے یہ کہا ہے کسی کی وفات کا اعلان کرنا مکروہ ہے' البتہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے' اس کے دوستوں کو اطلاع دے دی جائے۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

جبکہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ یہ فرماتے ہیں: اس میں کوئی حرج نہیں ہے یہی روایت عبدری نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے نقل کی ہے۔*

•••———•••———•••

1879 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ فَضَالَةَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ هُوَ ابْنُ يَزِيْدَ الْمُقْرِءُ ح وَاَنْبَاَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ الْمُقْرِءُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِىْ قَالَ سَعِيْدٌ حَدَّثَنِىْ رَبِيْعَةُ بْنُ سَيْفٍ الْمَعَافِرِىُّ عَنْ اَبِىْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحُبُلِىِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ نَسِيْرُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْ بَصُرَ بِامْرَاَةٍ لَا تَظُنُّ اَنَّهُ عَرَفَهَا فَلَمَّا تَوَسَّطَ الطَّرِيْقَ وَقَفَ حَتّٰى انْتَهَتْ اِلَيْهِ فَاِذَا فَاطِمَةُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهَا "مَا اَخْرَجَكِ مِنْ بَيْتِكِ يَا فَاطِمَةُ" . قَالَتْ اَتَيْتُ اَهْلَ هٰذَا الْمَيِّتِ فَتَرَحَّمْتُ اِلَيْهِمْ وَعَزَّيْتُهُمْ بِمَيِّتِهِمْ . قَالَ "لَعَلَّكِ بَلَغْتِ مَعَهُمُ الْكُدٰى" . قَالَتْ مَعَاذَ اللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ بَلَغْتُهَا وَقَدْ سَمِعْتُكَ تَذْكُرُ فِىْ ذٰلِكَ مَا تَذْكُرُ . فَقَالَ لَهَا "لَوْ بَلَغْتِيْهَا مَعَهُمْ مَا رَاَيْتِ الْجَنَّةَ حَتّٰى يَرَاهَا جَدُّ اَبِيْكِ" .

* ملخص عمدة القاری، کتاب الجنائز، باب: آدمی کا میت کے اہل خانہ کو اس کی وفات کی اطلاع دینا

1879-اخرجه ابو داؤد فی الجنائز، باب فی التعزية (الحديث 3123) . تحفة الاشراف (8853) .

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ رَبِيْعَةُ ضَعِيْفٌ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ ہم نبی اکرم ﷺ کے ساتھ سفر کر رہے تھے' نبی اکرم ﷺ نے ایک خاتون کو دیکھا' اس خاتون کو یہ اندازہ نہیں ہوا کہ آپ نے اسے پہچان لیا' راستے کے درمیان میں پہنچ کر نبی اکرم ﷺ ٹھہر گئے' یہاں تک کہ وہ خاتون آپ کے پاس آئی تو وہ نبی اکرم ﷺ کی صاحب زادی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا تھیں' نبی اکرم ﷺ نے ان سے دریافت کیا: اے فاطمہ! تم اپنے گھر سے کیوں باہر آئی ہو؟ انہوں نے عرض کی: فلاں گھر میں فوتگی ہو گئی ہے' تو میں پسماندگان کے غم میں شریک ہونے کے لیے اور ان کے مرحوم کی تعزیت کرنے کے لیے ان کی طرف آئی تھی۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: شاید تم ان کے ساتھ کدیٰ (قبرستان) تک بھی گئی ہو گی' تو انہوں نے عرض کی: میں اس بات سے اللہ کی پناہ مانگتی ہوں کہ میں وہاں تک جاؤں جبکہ میں نے اس بارے میں آپ کا فرمان سنا ہوا ہے' نبی اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا: اگر تم ان کے ساتھ کدیٰ تک جاتی' تو تم اس وقت تک جنت کو نہ دیکھتی جب تک تمہارے باپ کا دادا اسے نہ دیکھتا۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: اس روایت کا راوی ربیعہ ضعیف ہے۔

شرح

اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: روایت کے متن میں استعمال ہونے والا لفظ ''کدیٰ'' لفظ ''کدیۃ'' کی جمع ہے اس سے مراد سخت زمین ہے اور ''النہایہ'' نامی کتاب میں یہ تحریر ہے۔ اس سے مراد قبرستان ہے' کیونکہ اہل مدینہ کا قبرستان سخت زمین پر تھا۔

نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمانا کہ اگر تم ان کے ساتھ وہاں تک جاتی' تو تم جنت کو اس وقت تک نہ دیکھتی جب تک تمہارے باپ کا دادا اسے نہ دیکھتا۔ میں (یعنی سیوطی) یہ کہتا ہوں اس میں اس مفہوم کی کوئی دلالت موجود نہیں ہے' جس کی وجہ سے لوگوں کو غلط فہمی ہوئی ہے' (کہ حضرت عبدالمطلب غیر مسلم ہیں) اس کی وجہ یہ ہے' اگر کوئی عورت جنازے کے ساتھ قبرستان چلی بھی جاتی ہے' تو یہ کوئی ایسا کفر نہیں ہے' جس کے نتیجے میں جہنم میں ہمیشہ رہنا لازم آ جائے جیسا کہ یہ بات واضح ہے۔

اس کا زیادہ سے زیادہ حکم یہ ہو سکتا ہے' آپ اسے کبیرہ گناہ میں شامل کر لیں جس کے ارتکاب کی وجہ سے گناہ کرنے والے کو عذاب دیا جاتا ہے' لیکن آخر کار وہ بھی جنت میں چلا جاتا ہے۔

جن روایات میں یہ بات مذکور ہے' کبیرہ گناہ کرنے والے لوگ جنت میں داخل نہیں ہوں گے۔ اہل سنت نے اس کی تاویل کی ہے اور اس سے مراد یہ ہے' جو لوگ ان سے پہلے جنت میں داخل ہو چکے ہیں۔ وہ ان کے ساتھ داخل نہیں ہوں گے یا یہ مفہوم ہو سکتا ہے' وہ عذاب کے بغیر جنت میں داخل نہیں ہوں گے تو یہاں جو حدیث موجود ہے۔ اس سے زیادہ سے زیادہ یہ ثابت ہوتا ہے' اگر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا ان لوگوں کے ساتھ قبرستان تک چلی جاتیں' تو اپنے سے پہلے لوگوں کے ساتھ جنت نہ جاتیں بلکہ اس سے پہلے انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے عتاب یا شدت یا جو بھی اللہ کو منظور تھا۔ اس کا سامنا کرنا پڑتا' پھر انہوں نے لازمی طور پر آخر کار جنت میں ضرور داخل ہونا تھا۔

اس مفہوم کے اعتبار سے حدیث کا مفہوم یہ ہو گا کہ تم نے جنت کو اس وقت تک نہیں دیکھنا تھا جب تک وہ وقت نہیں آ جاتا جس میں تمہارے والد کا دادا جنت میں داخل ہوتا پھر تم بھی جنت میں داخل ہوتیں اور اس اعتبار سے تمہارا جنت میں پہنچنا دوسرے لوگوں کے بعد ہوتا۔

(امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں) میں نے اپنے شیخ، شیخ الاسلام شرف الدین مناوی کو سنا ان سے جناب عبدالمطلب کے بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے فرمایا: وہ اہل فطرت میں سے ہیں، جن تک دعوت نہیں پہنچی تو ان کا حکم مذہب میں معروف ہے•۔

28 - باب غَسْلِ الْمَيِّتِ بِالْمَآءِ وَالسِّدْرِ .

باب: میت کو پانی اور بیری کے پتوں کے ذریعے غسل دینا

1880 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ اَنَّ اُمَّ عَطِيَّةَ الْاَنْصَارِيَّةَ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ تُوُفِّيَتِ ابْنَتُهُ فَقَالَ "اغْسِلْنَهَا ثَلَاثًا اَوْ خَمْسًا اَوْ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ اِنْ رَاَيْتُنَّ ذٰلِكَ بِمَاءٍ وَّسِدْرٍ وَّاجْعَلْنَ فِي الْاٰخِرَةِ كَافُوْرًا اَوْ شَيْئًا مِّنْ كَافُوْرٍ فَاِذَا فَرَغْتُنَّ فَاٰذِنَّنِيْ" . فَلَمَّا فَرَغْنَا اٰذَنَّاهُ فَاَعْطَانَا حَقْوَهُ وَقَالَ "اَشْعِرْنَهَا اِيَّاهُ" .

☆☆ سیدہ اُم عطیہ انصاریہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، نبی اکرم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے، یہ اس وقت کی بات ہے، جب آپ کی صاحبزادی کا انتقال ہوا تھا، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم اسے تین یا پانچ یا اس سے زیادہ مرتبہ اگر تم مناسب سمجھو پانی اور بیری کے پتوں کے ذریعے غسل دینا اور آخر میں اس میں کافور بھی شامل کر دینا۔ (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں:) تھوڑا سا کافور بھی شامل کر دینا، جب تم اس سے فارغ ہو جاؤ تو مجھے بتا دینا۔ وہ خاتون بیان کرتی ہیں: جب ہم اس سے فارغ ہوئے اور ہم نے آپ کو بتایا تو نبی اکرم ﷺ نے اپنی چادر ہمیں دی اور فرمایا: یہ چادر اس پر لپیٹ دو (اس طرح کہ اس کے جسم سے مس ہو)۔

شرح

میت کو غسل دینا فرض کفایہ ہے اس کی دلیل نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان ہے، جو آپ ﷺ نے اس شخص کے بارے میں فرمایا

• ملخص از حاشیہ سیوطی بر روایت مذکورہ

1880-اخرجه البخاري في الجنائز، باب غسل الميت ووضوئه بالماء والسدر (الحديث 1253) . وباب ما يستحب ان يغسل وترا (الحديث 1254)، وباب يجعل الكافور في الاخيرة (الحديث 1258) . واخرجه مسلم في الجنائز، باب في غسل الميت (الحديث 36 و 38). واخرجه ابو داؤد في الجنائز، باب كيف غسل الميت (الحديث 3142 و 3146) . و نسائي (الحديث 1885)، (الحديث 1886)، و الكافور في غسل الميت (الحديث 1889)، و الاشعار (الحديث 1892) . و اخرجه ابن ماجه في الجنائز، باب ما جاء في غسل الميت (الحديث 1458) . والحديث عند: البخاري في الجنائز، باب نقض شعر المراة (الحديث 1260) . وابن ماجه في الجنائز، باب ما جاء في غسل الميت (الحديث 1459) . تحفة الاشراف (18094) .

(جو شخص) حج کے دوران اپنے اونٹ سے گر کر فوت ہو گیا تھا۔

''اسے پانی اور بیری کے پتوں کے ذریعے غسل دو اور اسے اس کے دو کپڑوں میں کفن دے دو''۔

مسنون یہ ہے، جیسے ہی میت کے انتقال کا یقین ہو جائے اسے غسل دینے میں جلدی کی جائے اگر کسی میت کو غسل دینے سے پہلے دفن کر دیا جاتا ہے، تو قبر کو اکھاڑ کر اسے دوبارہ غسل دیا جائے گا۔

اگر کسی میت کا بعض حصہ ملتا ہے، تو اسے ہی غسل دے کر اس کی نماز جنازہ ادا کی جائے گی یہ حکم شوافع اور حنابلہ کے نزدیک ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی ایسا ہی کیا تھا۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ یہ فرماتے ہیں: اگر میت کے جسم کا اکثر حصہ ملے گا، تو اس کی نماز جنازہ ادا کی جائے گی ورنہ نہیں کی جائے گی۔

اگر پانی موجود نہ ہو تو تیمم میت کے غسل کا قائم مقام بن جائے گا۔

اسی طرح اگر غسل دینا ممکن نہ ہو تو بھی یہی حکم ہو گا جیسے اگر یہ اندیشہ ہو کہ میت کو غسل دیا تو اس کا جسم ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا اگر یہ اندیشہ نہ ہو تو پھر اس کے جسم پر پانی بہا دیا جائے گا۔

اس حدیث میں نبی اکرم ﷺ کی صاحبزادی کو غسل دینے کا تذکرہ ہے، یہ صاحبزادی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا تھیں، جن کے شوہر کا نام ابوالعاص بن ربیع تھا۔ ان کی ایک صاحبزادی بھی تھیں جن کا نام سیدہ امامہ رضی اللہ عنہا تھا جن کے بارے میں وہ روایت مذکور ہے، جس میں یہ منقول ہے، نبی اکرم ﷺ نماز پڑھنے کے دوران انہیں گود میں اٹھائے ہوئے تھے، جب آپ ﷺ سجدے میں گئے آپ ﷺ نے انہیں زمین پر کھڑا کر دیا جب دوبارہ کھڑے ہوئے، تو دوبارہ اٹھا لیا۔

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا انتقال 8ھ میں ہوا تھا۔

میت کو غسل اسی طرح دیا جاتا ہے، جس طرح غسل جنابت کیا جاتا ہے۔ اس میں ایک مرتبہ پورے جسم پر پانی پہنچانا واجب ہے اور یہ حکم نجاست کو زائل کر دینے کے بعد ہے۔ اس کے لئے یہ بات شرط ہے، پانی ایسا ہو، جس کے ذریعے طہارت حاصل کی جا سکتی ہو۔

میت کو غسل کے تختے پر لٹایا جائے گا۔ اس کی ناف سے لے کر گھٹنوں تک کے حصے پر پردہ رکھ دیا جائے گا۔

جمہور اس بات کے قائل ہیں، اس کے کپڑے اتار لئے جائیں گے جب کہ شوافع اس بات کے قائل ہیں، صرف اس کی قمیص اتاری جائے گی۔

غسل دینے والا شخص اپنے ہاتھ پر کوئی کپڑا لپیٹ کر اس کی شرم گاہ کو دھو دے گا پھر اس کے بعد اسے وضو کروائے گا۔

اس روایت کے یہ الفاظ: ''تم اسے تین یا پانچ یا اگر تم مناسب سمجھو تو اس سے زیادہ مرتبہ غسل دو''۔

اس سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے، ضرورت کے پیش نظر تین یا پانچ سے زیادہ مرتبہ بھی غسل دیا جا سکتا ہے، تاہم اسلامی احکام میں اس طرح کی صورت میں کیونکہ طاق تعداد کو مستحب قرار دیا گیا ہے۔ اس لئے بہتر یہی ہے، طاق تعداد میں غسل دیا جائے۔

نبی اکرم ﷺ کے یہ الفاظ "پانی اور بیری کے پتوں کے ذریعے ایسا کرو" اس کے ذریعے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ یہ ہے: میت کو غسل دیتے ہوئے پانی کے ساتھ بیری کے پتے بھی استعمال کئے جائیں۔

•••——•••——•••

29 - باب غَسْلِ الْمَيِّتِ بِالْحَمِيمِ .

باب: میت کو گرم پانی سے غسل دینا

1881 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ اَبِي حَبِيبٍ عَنْ اَبِي الْحَسَنِ مَوْلَى اُمِّ قَيْسٍ بِنْتِ مِحْصَنٍ عَنْ اُمِّ قَيْسٍ قَالَتْ تُوُفِّيَ ابْنِي فَجَزِعْتُ عَلَيْهِ فَقُلْتُ لِلَّذِي يَغْسِلُهُ لَا تَغْسِلِ ابْنِي بِالْمَاءِ الْبَارِدِ فَتَقْتُلَهُ . فَانْطَلَقَ عُكَّاشَةُ بْنُ مِحْصَنٍ اِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَهُ بِقَوْلِهَا فَتَبَسَّمَ ثُمَّ قَالَ "مَا قَالَتْ طَالَ عُمْرُهَا" . فَلَا نَعْلَمُ امْرَاَةً عُمِّرَتْ مَا عُمِّرَتْ .

☆☆ سیّدہ اُمِّ قیس بنت محصن رضی اللہ عنہا کے غلام ابوالحسن بیان کرتے ہیں: سیّدہ اُمِّ قیس رضی اللہ عنہا نے یہ بات بیان کی ہے: میرے بیٹے کا انتقال ہو گیا' میں اس پر گریہ وزاری کر رہی تھی' میں نے اسے غسل دینے والے شخص سے کہا: تم میرے بیٹے کو ٹھنڈے پانی سے غسل نہ دینا' ایسا نہ ہو کہ تم اسے مار ہی دو' بعد میں حضرت عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ' نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو اس خاتون کے ان الفاظ کے بارے میں بتایا تو نبی اکرم ﷺ مسکرا دیئے' پھر آپ نے ارشاد فرمایا: "اس کی عمر لمبی ہو' اُس نے: جملہ کیسا کہا ہے؟"

(راوی کہتے ہیں:) ہمارے علم کے مطابق کسی بھی خاتون کی عمر اتنی طویل نہیں ہوئی' جتنی سیّدہ اُمِّ قیس رضی اللہ عنہا کی ہوئی تھی (اور یہ نبی اکرم ﷺ کی دعا کی برکت کی وجہ سے تھا)۔

30 - باب نَقْضِ رَاْسِ الْمَيِّتِ

باب: میت کے بال کھول دینا

1882 - اَخْبَرَنَا يُوسُفُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ اَيُّوبُ سَمِعْتُ حَفْصَةَ تَقُولُ حَدَّثَتْنَا اُمُّ عَطِيَّةَ اَنَّهُنَّ جَعَلْنَ رَاْسَ ابْنَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةَ قُرُونٍ . قُلْتُ نَقَضْنَهُ وَجَعَلْنَهُ ثَلَاثَةَ قُرُونٍ قَالَتْ نَعَمْ .

☆☆ سیّدہ اُمِّ عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: انہوں نے نبی اکرم ﷺ کی صاحبزادی کی تین چوٹیاں بنا دی تھیں۔

1881-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (18346) .

1882-اخرجه البخاري في الجنائز، باب ما يستحب ان يغسل وترا (الحديث 1254) بمعناه مطولاً، و باب يجعل الكافور في الاخيرة (الحديث 1259) مختصرًا، وباب نقض شعر المراة (الحديث 1260) . واخرجه مسلم في الجنائز، باب في غسل و سياتي (الحديث 1891) مختصرًا . تحفة الاشراف (18116) .

(راوی خاتون بیان کرتی ہیں:) میں نے سیّدہ اُمِّ عطیہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا: آپ نے انہیں کھول کر ان کی تین چوٹیاں بنائی تھیں؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں!

شرح

احناف اور مالکیہ اس بات کے قائل ہیں' میت کے بال نہیں سنوارے جائیں گے اسی طرح اس کے بال کاٹے نہیں جائیں گے۔ اس کے ناخن نہیں تراشے جائیں گے۔ اس کے سر یا داڑھی کے بال نہیں کاٹے جائیں گے۔ اگر وہ مختون نہیں ہے' تو اس کا ختنہ نہیں کیا جائے گا۔ اس کی وجہ یہ ہے' یہ تمام کام زیب و زینت کے لئے ہوتے ہیں اور میت زیب و زینت سے بے نیاز ہوتی ہے۔ اس لئے ایسا کرنا مکروہ ہے۔ احناف کے نزدیک ایسا کرنا مکروہ تحریمی ہے۔

اگر کوئی شخص میت کے ناخن یا بال کاٹ لیتا ہے' تو وہ انہیں بھی کفن میں اس کے ساتھ رکھ دے گا اور یہی رائے بہتر ہے' جبکہ شوافع کی جدید رائے یہ ہے' میت کے بال اور داڑھی کو سنوارا جائے گا یہ عمل ایسی کنگھی کے ساتھ کیا جائے گا جس کے دندانے کشادہ ہوں۔

تاہم شوافع کے نزدیک ظاہر قول یہ ہے' میت کے سر کے بال اس کے ناخن، اس کی بغلوں کے بال، زیر ناف بال، مونچھوں کے بال کاٹنا مکروہ ہے اس کی وجہ یہ ہے' میت کے تمام اجزاء قابل احترام ہوتے ہیں۔

جہاں تک خاتون کا تعلق ہے' تو مالکیوں، احناف اور دیگر فقہاء کے نزدیک معتمد قول کے مطابق اس کے بالوں کی چٹیا بنا دی جائے گی۔*

•••——•••——•••

31 - باب مَيَامِنِ الْمَيِّتِ وَمَوَاضِعِ الْوُضُوءِ مِنْهُ .

باب: میت کے دائیں طرف کے اعضاء اور وضو کے مقامات کو دھونا

1883 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ حَنْبَلٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيلُ عَنْ خَالِدٍ عَنْ حَفْصَةَ عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي غُسْلِ ابْنَتِهِ "ابْدَاْنَ بِمَيَامِنِهَا وَمَوَاضِعِ الْوُضُوءِ مِنْهَا" .

☆☆ سیّدہ اُمِّ عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ نے اپنی صاحبزادی کو غسل دینے کے بارے میں یہ فرمایا تھا: تم اس کے دائیں طرف کے اعضاء کو اور وضو کے مقامات کو (پہلے) دھونا۔

---

* ملخص: الفقہ الاسلامی وادلتہ

1883-اخرجه البخاري في الوضوء، باب التيمن في الوضوء و الغسل (الحديث 167)، و في الجنائز، باب يبدا بميامن الميت (الحديث 1255)، وباب مواضع الوضوء من الميت (الحديث 1256) . واخرجه مسلم في الجنائز، باب في غسل الميت (الحديث 42 و 43) . واخرجه ابو داؤد في الجنائز، باب كيف غسل الميت (الحديث 3145) . واخرجه الترمذي في الجنائز، باب ما جاء في غسل الميت (الحديث 990) مطولاً . تحفة الاشراف (18124) .

32 - باب غَسْلِ الْمَيِّتِ وِتْرًا .

باب: میت کو طاق تعداد میں غسل دینا

1884 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ حَدَّثَتْنَا حَفْصَةُ عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ مَاتَتْ اِحْدٰى بَنَاتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَرْسَلَ اِلَيْنَا فَقَالَ "اغْسِلْنَهَا بِمَاءٍ وَّسِدْرٍ وَّاغْسِلْنَهَا وِتْرًا ثَلَاثًا اَوْ خَمْسًا اَوْ سَبْعًا اِنْ رَاَيْتُنَّ ذٰلِكِ وَاجْعَلْنَ فِي الْاٰخِرَةِ شَيْئًا مِّنْ كَافُوْرٍ فَاِذَا فَرَغْتُنَّ فَاٰذِنَّنِيْ" . فَلَمَّا فَرَغْنَا اٰذَنَّاهُ فَاَلْقٰى اِلَيْنَا حَقْوَهُ وَقَالَ "اَشْعِرْنَهَا اِيَّاهُ" . وَمَشَطْنَاهَا ثَلَاثَةَ قُرُوْنٍ وَّاَلْقَيْنَاهَا مِنْ خَلْفِهَا .

☆☆ سیدہ اُم عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک صاحبزادی کا انتقال ہوگیا' آپ نے ہمیں بلوایا اور فرمایا: تم اسے پانی اور بیری کے پتوں کے ذریعے غسل دو'تم اسے طاق تعداد میں غسل دینا' تین مرتبہ'پانچ مرتبہ یا سات مرتبہ اگر تم یہ مناسب سمجھو اور پھر آخر میں تھوڑا سا کافور بھی استعمال کر لینا' جب تم اس سے فارغ ہو جاؤ تو مجھے بتا دینا۔ خاتون کہتی ہیں: جب ہم اس سے فارغ ہوئے اور ہم نے آپ کو بتایا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چادر ہمیں دی اور فرمایا: اس چادر کو اس کے جسم پر لپیٹ دو (اس طرح کہ وہ جسم کے ساتھ مس ہو)۔

وہ خاتون بیان کرتی ہیں: ہم نے ان کے بال سنوار کران کی تین چوٹیاں بنائیں اور انہیں پیچھے کی طرف ڈال دیا۔

33 - باب غَسْلِ الْمَيِّتِ اَكْثَرَ مِنْ خَمْسٍ .

باب: میت کو پانچ سے زیادہ مرتبہ غسل دینا

1885 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ عَنْ يَزِيْدَ قَالَ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نَغْسِلُ ابْنَتَهُ فَقَالَ "اغْسِلْنَهَا ثَلَاثًا اَوْ خَمْسًا اَوْ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكِ اِنْ رَاَيْتُنَّ ذٰلِكِ بِمَاءٍ وَّسِدْرٍ وَّاجْعَلْنَ فِي الْاٰخِرَةِ كَافُوْرًا اَوْ شَيْئًا مِّنْ كَافُوْرٍ فَاِذَا فَرَغْتُنَّ فَاٰذِنَّنِيْ" . فَلَمَّا فَرَغْنَا اٰذَنَّاهُ فَاَلْقٰى اِلَيْنَا حَقْوَهُ وَقَالَ "اَشْعِرْنَهَا اِيَّاهُ" .

☆☆ سیدہ اُم عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے' ہم اس وقت آپ کی صاحبزادی کو غسل دینے لگی تھیں' آپ نے فرمایا: تم اسے تین یا پانچ مرتبہ غسل دینا' اگر مناسب سمجھو تو اسے زیادہ مرتبہ غسل دینا' اسے پانی اور بیری کے پتوں کے ذریعے (غسل دینا) اور آخر میں کافور بھی لگا دینا۔ (راوی کو شک ہے' شاید یہ الفاظ ہیں:) تھوڑا سا کافور بھی لگا دینا' جب تم اس سے فارغ ہو جاؤ تو مجھے اس بارے میں بتانا۔ وہ خاتون بیان کرتی ہیں: جب ہم فارغ ہوئے اور آپ کو بتایا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اپنی چادر دی اور فرمایا: تم یہ اس کے جسم پر لپیٹ دو۔

1884-اخرجه البخاري في الجنائز، باب يلقي شعر المرأة خلفها (الحديث 1263) . واخرجه مسلم في الجنائز، باب في غسل الميت (الحديث 41) . واخرجه الترمذي في الجنائز، باب ما جاء في غسل الميت (الحديث 990) . تحفة الاشراف (18135) .

1885-تقدم (الحديث 1880) .

34 - باب غَسْلِ الْمَيِّتِ اَكْثَرَ مِنْ سَبْعَةٍ .

باب: میت کو سات سے زیادہ مرتبہ غسل دینا

1886 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ تُوُفِّيَتْ اِحْدٰى بَنَاتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَرْسَلَ اِلَيْنَا فَقَالَ "اغْسِلْنَهَا ثَلَاثًا اَوْ خَمْسًا اَوْ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكِ اِنْ رَاَيْتُنَّ بِمَاءٍ وَّسِدْرٍ وَّاجْعَلْنَ فِي الْاٰخِرَةِ كَافُوْرًا اَوْ شَيْئًا مِّنْ كَافُوْرٍ فَاِذَا فَرَغْتُنَّ فَاٰذِنَّنِيْ" . فَلَمَّا فَرَغْنَا اٰذَنَّاهُ فَاَلْقٰى اِلَيْنَا حَقْوَهُ وَقَالَ "اَشْعِرْنَهَا اِيَّاهُ" .

☆☆ سیدہ اُم عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک صاحبزادی کا انتقال ہوگیا' آپ نے ہمیں پیغام بھیجا' آپ نے ارشاد فرمایا: تم اسے تین یا پانچ مرتبہ' اگر مناسب سمجھو تو اس سے زیادہ مرتبہ' پانی اور بیری کے پتوں کے ذریعے غسل دینا اور آخر میں کافور (راوی کو شک ہے' شاید یہ الفاظ ہیں:) تھوڑا سا کافور بھی لگا دینا' جب تم فارغ ہو جاؤ تو مجھے بتانا' جب ہم فارغ ہوئیں' ہم نے آپ کو بتایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چادر ہمیں دی اور فرمایا: یہ اس کے جسم پر لپیٹ دینا۔

1887 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ حَفْصَةَ عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ نَحْوَهُ غَيْرَ اَنَّهُ قَالَ "ثَلَاثًا اَوْ خَمْسًا اَوْ سَبْعًا اَوْ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكِ اِنْ رَاَيْتُنَّ ذٰلِكِ" .

ایک اور سند کے ساتھ یہی روایت سیدہ اُم عطیہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے منقول ہے' تاہم اس میں یہ الفاظ ہیں: تین یا پانچ یا سات مرتبہ' اگر تم مناسب سمجھو تو اس سے زیادہ مرتبہ (غسل دینا)۔

1888 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرٌ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ عَلْقَمَةَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ بَعْضِ اِخْوَتِهٖ عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ تُوُفِّيَتِ ابْنَةٌ لِّرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَمَرَنَا بِغَسْلِهَا فَقَالَ "اغْسِلْنَهَا ثَلَاثًا اَوْ خَمْسًا اَوْ سَبْعًا اَوْ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكِ اِنْ رَاَيْتُنَّ" . قَالَتْ قُلْتُ وِتْرًا قَالَ "نَعَمْ وَاجْعَلْنَ فِي الْاٰخِرَةِ كَافُوْرًا اَوْ شَيْئًا مِّنْ كَافُوْرٍ فَاِذَا فَرَغْتُنَّ فَاٰذِنَّنِيْ" . فَلَمَّا فَرَغْنَا اٰذَنَّاهُ فَاَعْطَانَا حَقْوَهُ وَقَالَ "اَشْعِرْنَهَا اِيَّاهُ" .

☆☆ سیدہ اُم عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک صاحبزادی کا انتقال ہوگیا' آپ نے ہمیں انہیں غسل دینے کا حکم دیا' آپ نے فرمایا: تم اسے تین یا پانچ یا سات یا اس سے زیادہ اگر مناسب سمجھو غسل دینا۔

سیدہ اُم عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' میں نے دریافت کیا: طاق تعداد میں دینا ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں! اور آخر میں کافور بھی لگا دینا (راوی کو یہ شک ہے' شاید یہ الفاظ ہیں:) تھوڑا سا کافور لگا دینا' جب تم فارغ ہو جاؤ تو مجھے بتانا' جب ہم لوگ فارغ

1886-تقدم (الحديث 1880) .

1887-اخرجه البخاري في الجنائز، باب ما يستحب ان يغسل وترا (الحديث 1254)، وباب من يجعل الكافور في الاخيرة (الحديث 1258) بنحوه . واخرجه مسلم في الجنائز، باب في غسل الميت (الحديث 39) . والحديث عند: ابن ماجه في الجنائز، باب ما جاء في غسل الميت (الحديث 1459) . تحفة الاشراف (18115) .

1888-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (18143) .

ہوئے ہم نے آپ کو بتایا تو آپ ﷺ نے ہمیں اپنی چادر دی اور فرمایا: یہ اس کے جسم پر لپیٹ دو۔

35 - باب الْكَافُوْرِ فِیْ غَسْلِ الْمَيِّتِ .

باب: میت کو غسل دیتے ہوئے کافور لگانا

1889 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ اَتَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نَغْسِلُ ابْنَتَهٗ فَقَالَ "اغْسِلْنَهَا ثَلَاثًا اَوْ خَمْسًا اَوْ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ اِنْ رَاَيْتُنَّ ذٰلِكَ بِمَاءٍ وَّسِدْرٍ وَّاجْعَلْنَ فِی الْاٰخِرَةِ كَافُوْرًا اَوْ شَيْئًا مِّنْ كَافُوْرٍ فَاِذَا فَرَغْتُنَّ فَاٰذِنَّنِیْ" . فَلَمَّا فَرَغْنَا اٰذَنَّاهُ فَاَلْقٰى اِلَيْنَا حَقْوَهٗ وَقَالَ "اَشْعِرْنَهَا اِيَّاهُ" . قَالَ اَوْ قَالَتْ حَفْصَةُ اغْسِلْنَهَا ثَلَاثًا اَوْ خَمْسًا اَوْ سَبْعًا . قَالَ وَقَالَتْ اُمُّ عَطِيَّةَ مَشَطْنَاهَا ثَلَاثَةَ قُرُوْنٍ .

☆☆ سیّدہ اُم عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے' ہم اس وقت آپ کی صاحبزادی کو غسل دینے لگی تھیں' آپ نے فرمایا: تم اسے تین یا پانچ مرتبہ' اگر تم مناسب سمجھو تو اس سے زیادہ مرتبہ پانی اور بیری کے پتوں کے ذریعے غسل دینا اور آخر میں کافور بھی لگا دینا (راوی کو شک ہے' شاید یہ الفاظ ہیں:) تھوڑا سا کافور لگا دینا' جب تم اس سے فارغ ہو جاؤ تو مجھے بتانا۔

(سیّدہ اُم عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:) جب اس سے ہم فارغ ہوئے اور ہم نے آپ کو اس بارے میں بتایا تو آپ نے اپنی چادر ہمیں دیتے ہوئے فرمایا: یہ اس کے جسم پر لپیٹ دینا۔

راوی کہتے ہیں: کیا حفصہ بنت سیرین نامی خاتون نے سیّدہ اُم عطیہ رضی اللہ عنہا سے اس روایت کو نقل کرتے ہوئے یہ الفاظ نقل کیے تھے:

تم اسے تین یا پانچ یا سات مرتبہ غسل دینا۔

راوی کہتے ہیں: سیّدہ اُم عطیہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات بھی بتائی تھی کہ ہم نے ان صاحبزادی کی تین چوٹیاں بنا دی تھیں۔

1890 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ اَخْبَرَتْنِیْ حَفْصَةُ عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ وَجَعَلْنَا رَاْسَهَا ثَلَاثَةَ قُرُوْنٍ .

ایک اور سند کے ساتھ سیّدہ اُم عطیہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں یہ بات منقول ہے: انہوں نے یہ بات بیان کی ہے: ہم نے ان کے بالوں کی تین چوٹیاں بنا دی تھیں۔

1891 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ اَيُّوْبَ وَقَالَتْ حَفْصَةُ عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ وَجَعَلْنَا رَاْسَهَا

1889-تقدم (الحديث 1880) .

1890-اخرجه مسلم في الجنائز، باب في غسل الميت (الحديث 37) . واخرجه ابو داؤد في الجنائز، باب كيف غسل الميت (الحديث 3143) . تحفة الاشراف (18133) .

1891-تقدم (الحديث 1882) .

ثَلَاثَةَ قُرُوْنٍ .

ایک اور سند کے ساتھ سیّدہ اُم عطیہ رضی اللہ عنہا کے یہ الفاظ منقول ہیں:

ہم نے ان کی تین چوٹیاں بنا دی تھیں۔

36 - باب الْاِشْعَارِ .

باب: کوئی کپڑا میت کے جسم پر لپیٹنا

1892 - اَخْبَرَنَا يُوْسُفُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ اَيُّوْبُ بْنُ اَبِیْ تَمِيْمَةَ اَنَّهٗ سَمِعَ مُحَمَّدَ بْنَ سِيْرِيْنَ يَقُوْلُ كَانَتْ اُمُّ عَطِيَّةَ امْرَاَةٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ قَدِمَتْ تُبَادِرُ ابْنًا لَّهَا فَلَمْ تُدْرِكْهُ حَدَّثَتْنَا قَالَتْ دَخَلَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْنَا وَنَحْنُ نَغْسِلُ ابْنَتَهٗ فَقَالَ "اغْسِلْنَهَا ثَلَاثًا اَوْ خَمْسًا اَوْ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ اِنْ رَاَيْتُنَّ بِمَاءٍ وَّسِدْرٍ وَّاجْعَلْنَ فِی الْاٰخِرَةِ كَافُوْرًا اَوْ شَيْئًا مِّنْ كَافُوْرٍ فَاِذَا فَرَغْتُنَّ فَاٰذِنَّنِیْ" . فَلَمَّا فَرَغْنَا اَلْقٰى اِلَيْنَا حَقْوَهٗ وَقَالَ "اَشْعِرْنَهَا اِيَّاهُ" . وَلَمْ يَزِدْ عَلٰى ذٰلِكَ . قَالَ لَا اَدْرِیْ اَیُّ بَنَاتِهٖ . قَالَ قُلْتُ مَا قَوْلُهٗ "اَشْعِرْنَهَا اِيَّاهُ" . اَتُؤَزِّرُ بِهٖ قَالَ لَا اُرَاهُ اِلَّا اَنْ يَّقُوْلَ الْفُفْنَهَا فِيْهِ .

☆☆ محمد بن سیرین بیان کرتے ہیں' سیّدہ اُم عطیہ رضی اللہ عنہا ایک انصاری خاتون تھیں' وہ اپنے بیٹے کی تلاش میں ہمارے ہاں تشریف لائیں' انہیں وہ بچہ نہیں ملا تو انہوں نے ہمیں یہ حدیث سنائی اور بولیں: نبی اکرم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے' ہم اس وقت آپ کی صاحبزادی کو غسل دینے لگی تھیں' آپ ﷺ نے فرمایا: تم اسے پانی اور بیری کے پتوں کے ذریعے تین یا پانچ مرتبہ' اگر تم مناسب سمجھو تو اس سے زیادہ مرتبہ غسل دینا اور آخر میں کافور بھی لگا دینا۔ (راوی کو شک ہے' شاید یہ الفاظ ہیں:) تھوڑا سا کافور بھی لگا دینا' جب تم فارغ ہو جاؤ تو مجھے بتانا۔

جب ہم فارغ ہوئے' تو آپ ﷺ نے اپنی چادر ہمیں دی اور فرمایا: یہ اس کے جسم پر لپیٹ دو۔

راوی کہتے ہیں: سیّدہ اُم عطیہ رضی اللہ عنہا نے صرف یہی الفاظ بیان کیے' اس سے زیادہ کوئی لفظ بیان نہیں کیا' مجھے یہ نہیں معلوم کہ وہ نبی اکرم ﷺ کی کون سی صاحبزادی تھیں۔

راوی کہتے ہیں: میں نے اپنے استاد سے پوچھا کہ اسے اس کے جسم پر لپیٹ دو' کا مطلب کیا ہے؟ کیا اس سے مراد یہ ہے' چادر کو تہبند کے طور پر اسے اوڑھا دو؟ تو استاد نے جواب دیا: نہیں! میرا یہ خیال ہے' اس سے مراد یہ ہے' تم اس چادر میں اسے لپیٹ دینا (یعنی لفافہ بنا دینا)۔

شرح

روایت کے یہ الفاظ کہ ''تم اسے اشعار کے طور پر پہنا دو'' شعار اس لباس کو کہا جاتا ہے' جو جسم کے ساتھ ملا ہوتا ہے مطلب

1892-تقدم (الحديث 1880) .

یہ ہے' کفن کے نیچے ان کے جسم کے ساتھ نبی اکرم ﷺ کی چادر مبارک مس ہو۔ علامہ عینی نے عمدۃ القاری میں اس حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے یہ بات تحریر کی ہے: اس کی وجہ یہی ہے' تاکہ انہیں نبی اکرم ﷺ کے آثار کا تبرک حاصل ہو جائے۔

اس سے یہ بات بالواسطہ طور پر ثابت ہو جاتی ہے' نبی اکرم ﷺ اور صالحین کے آثار سے تبرک حاصل کرنا شرعاً جائز ہے۔

•••———•••———•••

1893 - اَخْبَرَنَا شُعَيْبُ بْنُ يُوسُفَ النَّسَائِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ تُوُفِّيَ اِحْدٰى بَنَاتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "اغْسِلْنَهَا ثَلَاثًا اَوْ خَمْسًا اَوْ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ اِنْ رَاَيْتُنَّ ذٰلِكَ وَاغْسِلْنَهَا بِالسِّدْرِ وَالْمَاءِ وَاجْعَلْنَ فِي اٰخِرِ ذٰلِكَ كَافُورًا اَوْ شَيْئًا مِّنْ كَافُورٍ فَاِذَا فَرَغْتُنَّ فَاٰذِنَّنِي". قَالَتْ فَاٰذَنَّاهُ فَاَلْقٰى اِلَيْنَا حَقْوَهُ فَقَالَ "اَشْعِرْنَهَا اِيَّاهُ".

☆☆ سیدہ اُم عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ کی ایک صاحبزادی کا انتقال ہو گیا تو آپ نے فرمایا: اسے تین یا پانچ یا اگر تم مناسب سمجھو تو اس سے زیادہ مرتبہ غسل دینا' اسے بیری کے پتوں اور پانی کے ذریعے غسل دینا اور آخر میں کافور بھی لگا دینا۔ (راوی کو شک ہے' شاید یہ الفاظ ہیں:) تھوڑا سا کافور بھی لگا دینا' جب تم فارغ ہو جاؤ تو مجھے اس بارے میں بتانا۔ سیدہ اُم عطیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: ہم نے آپ کو بتایا تو آپ ﷺ نے اپنی چادر ہمیں دیتے ہوئے فرمایا: یہ اس کے جسم پر لپیٹ دینا۔

37 - باب الْاَمْرِ بِتَحْسِينِ الْكَفَنِ.

باب: (میت کو) اچھا کفن دینے کا حکم

1894 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدٍ الرَّقِّيُّ الْقَطَّانُ وَيُوسُفُ بْنُ سَعِيدٍ - وَاللَّفْظُ لَهُ - قَالَ اَنْبَاَنَا حَجَّاجٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِي اَبُو الزُّبَيْرِ اَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا يَقُولُ خَطَبَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ رَجُلًا مِّنْ اَصْحَابِهِ مَاتَ فَقُبِرَ لَيْلًا وَكُفِّنَ فِي كَفَنٍ غَيْرِ طَائِلٍ فَزَجَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُقْبَرَ اِنْسَانٌ لَيْلًا اِلَّا اَنْ يُضْطَرَّ اِلٰى ذٰلِكَ وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِذَا وَلِيَ اَحَدُكُمْ اَخَاهُ فَلْيُحَسِّنْ كَفَنَهُ".

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے خطبہ دیتے ہوئے اپنے ایک صحابی کا ذکر کیا' جن کا انتقال ہو گیا تھا اور انہیں رات کے وقت دفن کر دیا گیا تھا اور انہیں عام سا کفن دیا گیا تھا' نبی اکرم ﷺ نے اس بات پر ناراضگی کا اظہار کیا' کہ کسی شخص کو رات کے وقت دفن کر دیا جائے' البتہ اگر انتہائی مجبوری ہو' تو حکم مختلف ہے' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جب کوئی شخص اپنے بھائی کا ذمہ دار بنے تو اسے اچھا کفن پہنانا چاہیے''۔

1893-اخرجه البخاري في الجنائز، باب هل تكفن المراة في ازار الرجل (الحديث 1257) . تحفة الاشراف (18104) .

1894-اخرجه مسلم في الجنائز، باب في تحسين كفن الميت (الحديث 49) . واخرجه ابو داؤد في الجنائز، باب في الكفن (الحديث 3148) . وسياتي (الحديث 2013) تحفة الاشراف (2805) .

شرح

مسلمان کی میت کو کفن پہنانا تمام مسلمانوں پر فرض کفایہ ہے۔ اس کی دلیل نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان ہے' جو آپ ﷺ نے حالت احرام والے شخص کے بارے میں فرمایا تھا۔

''اسے اس کے انہی دو کپڑوں میں کفن دے دو''۔

کفن دفن کے تمام تر اخراجات میت کے ترکے میں سے ادا کیے جائیں گے اور انہیں قرض کی ادائیگی اور وصیت پوری کرنے سے مقدم رکھا جائے گا۔ اگر میت کا کوئی مال موجود نہ ہو تو جس شخص کے ذمے میت کی زندگی میں میت کا خرچ لازم تھا۔ اس پر اس کی ادائیگی لازم ہوگی۔

احناف کے نزدیک بیوی کو کفن دینا شوہر پر لازم ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے' بیوی کا خرچ اس کی زندگی میں شوہر کے ذمے ہوتا ہے۔ صحیح قول کے مطابق شوافع بھی اسی بات کے قائل ہیں۔ البتہ مالکیوں اور حنابلہ کے نزدیک بیوی کو کفن فراہم کرنا شوہر پر لازم نہیں ہوگا اور نہ ہی اس کے دفن وغیرہ کا خرچ فراہم کرنا لازم ہوگا۔ اس کی وجہ یہ ہے' خرچ وغیرہ کی ادائیگی اس وقت لازم ہوتی ہے' جب ان کے درمیان میاں بیوی کا تعلق ہو اور شوہر عورت سے تمتع کر سکتا ہو اور یہ چیز موت کی وجہ سے منقطع ہو گئی ہے۔ اس لئے عورت مرد کے لئے اجنبی عورت کی مانند ہو گی۔

میت کو غسل دینے کے بعد اس کو وہی کفن دیا جائے گا' جس کا پہننا اس کے لئے زندگی میں جائز تھا۔ اس لئے مرد کو ریشمی کپڑے میں کفن نہیں دیا جا سکتا۔ البتہ جمہور کے نزدیک عورت کا کفن ریشمی کپڑے کا ہو سکتا ہے۔ حنابلہ کے نزدیک عورت کا کفن بھی ریشمی کپڑے کا نہیں ہو سکتا۔

کفن کے لئے یہ بات بھی ضروری ہے' وہ پاک ہونا چاہیے۔ اس لئے اگر پاک کپڑے کا کفن دینا ممکن ہو تو پھر نجس کپڑے کا کفن دینا جائز نہیں ہوگا۔

حنابلہ کے نزدیک یہ بات واجب ہے' میت کو ایسا کفن دیا جائے جو وہ جمعہ اور عید کے موقع پر پہنا کرتا تھا۔ البتہ مالکیوں اور احناف کے نزدیک ایسا کرنا مستحب ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے' نبی اکرم ﷺ نے اچھا کفن دینے کی ہدایت کی ہے' تو اچھا کفن دینا حنابلہ کے نزدیک واجب ہے اور دیگر فقہاء کے نزدیک مستحب ہے۔

کفن کی کم از کم مقدار وہ ایک کپڑا ہے' جو پورے جسم کو ڈھانپ لے اور اس کی زیادہ سے زیادہ مقدار سات کپڑے ہیں۔ مرد کے لئے افضل یہ ہے' اسے تین کپڑوں کا کفن دیا جائے اور عورت کے لئے افضل یہ ہے' اسے پانچ کپڑوں کا کفن دیا جائے۔

احناف اس بات کے قائل ہیں: کفن کی تین قسمیں ہیں۔ (1) وہ کفن جو ضروری ہے (2) وہ کفن جو کفایت کر جاتا ہے (3) وہ کفن جو سنت ہے۔

آگے اس کی جزئیات میں فقہاء کے درمیان اختلافات پائے جاتے ہیں۔

•••———•••———•••

38 - باب اَیُّ الْکَفَنِ خَیْرٌ .

باب: کون سا کفن بہتر ہے؟

1895 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ اَنْبَانَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ اَبِي عَرُوبَةَ يُحَدِّثُ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ اَبِي قِلَابَةَ عَنْ اَبِي الْمُهَلَّبِ عَنْ سَمُرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اَلْبَسُوْا مِنْ ثِيَابِكُمُ الْبَيَاضَ فَاِنَّهَا اَطْهَرُ وَاَطْيَبُ وَكَفِّنُوْا فِيْهَا مَوْتَاكُمْ" .

☆☆ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"تم سفید کپڑے پہنا کرو' کیونکہ یہ زیادہ صاف اور زیادہ پاکیزہ ہوتے ہیں اور انہی میں اپنے مردوں کو کفن دو"۔

شرح

کفن میں یہ بات مستحب ہے' وہ سوتی ہو کیونکہ نبی اکرم ﷺ کو بھی سوتی کپڑے میں کفن دیا گیا تھا اور یہ بھی مستحب ہے' کفن کے کپڑے کا رنگ سفید ہونا چاہیے۔ یہ بھی مستحب ہے' عود وغیرہ کے ذریعے اسے دھونی دے دی جائے۔ یہ بھی مستحب ہے' کفن میں ایک سے زیادہ کپڑے استعمال کیے جائیں۔ تاہم مستحب یہ ہے' کفن کے کپڑوں کی تعداد طاق ہونی چاہیے تاکہ میت کی عزت افزائی بھی ہو اور اس کی پردہ پوشی بھی ہو۔ یہ بات بھی مستحب ہے' بے جا اسراف کے بغیر اچھا کفن دیا جائے' کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے اسی کی ہدایت کی ہے۔

•••———•••———•••

39 - باب كَفَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

باب: نبی اکرم ﷺ کے کفن (کا تذکرہ)

1896 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ قَالَ اَنْبَانَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُفِّنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ ثَلَاثَةِ اَثْوَابٍ سُحُوْلِيَّةٍ بِيْضٍ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ کو سحول کے بنے ہوئے تین سفید کپڑوں میں کفن دیا گیا تھا۔

شرح

روایت میں لفظ "سحولیہ" استعمال ہوا ہے یہ یمن کی ایک بستی "سحول" کی طرف منسوب ہے۔ یعنی یہ وہاں کا بُنا ہوا کپڑا تھا۔ طبقات ابن سعد میں یہ بات مذکور ہے' یہ کفن ایک تہبند ایک چادر اور ایک لفافے پر مشتمل تھا۔ یہ بات علامہ سیوطی نے اس روایت کے حاشیے میں بیان کی ہے۔

1895-انفرد به النسائي، وسياتي في الزينة،الامر بلبس البيض من الثياب (الحديث 5337) تحفة الاشراف (4640) .

1896-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (16670) .

امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے یہ روایت نقل کی ہے' نبی اکرم ﷺ کو تین نجرانی کپڑوں میں کفن دیا گیا تھا۔ جن میں سے دو کپڑے حلے کی شکل میں تھے' اور ایک وہ قمیص تھی جس میں آپ ﷺ کا وصال ہوا تھا۔

•••———•••———•••

1897 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُفِّنَ فِيْ ثَلَاثَةِ اَثْوَابٍ بِيْضٍ سُحُوْلِيَّةٍ لَيْسَ فِيْهَا قَمِيْصٌ وَّلَا عِمَامَةٌ .

☆☆ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ کو سحول کے بنے ہوئے تین سفید کپڑوں میں کفن دیا گیا تھا' ان میں قمیص اور عمامہ نہیں تھا۔

1898 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا حَفْصٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُفِّنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ ثَلَاثَةِ اَثْوَابٍ بِيْضٍ يَمَانِيَةٍ كُرْسُفٍ لَيْسَ فِيْهَا قَمِيْصٌ وَّلَا عِمَامَةٌ فَذُكِرَ لِعَائِشَةَ قَوْلُهُمْ فِيْ ثَوْبَيْنِ وَبُرْدٍ مِنْ حِبَرَةٍ فَقَالَتْ قَدْ اُتِيَ بِالْبُرْدِ وَلٰكِنَّهُمْ رَدُّوْهُ وَلَمْ يُكَفِّنُوْهُ فِيْهِ .

☆☆ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ کو تین سفید یمنی سوتی کپڑوں میں کفن دیا گیا تھا' ان میں قمیص اور عمامہ نہیں تھا۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے اس بات کا تذکرہ کیا گیا کہ بعض لوگ یہ کہتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کو دو کپڑوں اور ایک یمنی چادر میں کفن دیا گیا تھا تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: وہ چادر لائی گئی تھی' لیکن (کفن پہنانے والے افراد نے) اسے قبول نہیں کیا تھا اور اس میں آپ کو کفن نہیں دیا تھا۔

40 - باب الْقَمِيْصِ فِي الْكَفَنِ .

باب: کفن میں قمیص پہنانا

1899 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ لَمَّا مَاتَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اُبَيٍّ جَاءَ ابْنُهُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَعْطِنِيْ قَمِيْصَكَ حَتّٰى

1897-اخرجه البخاري في الجنائز، باب الكفن بلا عمامة (الحديث 1273) . تحفة الاشراف (17160) .

1898-اخرجه مسلم في الجنائز، باب في كفن الميت (الحديث 46م) . واخرجه ابو داؤد في الجنائز، باب في الكفن (الحديث 3152) . واخرجه الترمذي في الجنائز، باب ما جاء في كفن النبي صلى الله عليه وسلم (الحديث 996) و اخرجه ابن ماجه في الجنائز، باب ما جاء في كفن النبي صلى الله عليه وسلم (الحديث 1469) . تحفة الاشراف (16786) .

1899-اخرجه البخاري في الجنائز، باب الكفن في القميص الذي يكف او لا يكف و من كفن بغير قميص (الحديث 1269)، وفي اللباس، باب لبس القميص (الحديث 5796) . واخرجه مسلم في صفات المنافقين و احكامهم، (الحديث 4) . واخرجه الترمذي في تفسير القرآن، باب (ومن سورة التوبة) (الحديث 3098) . واخرجه النسائي في التفسير: سورة التوبة، قوله تعالى (استغفر لهم اولا تستغفر لهم) (الحديث 244) واخرجه ابن ماجه في الجنائز، باب في الصلاة على اهل القبلة (الحديث 1523) . تحفة الاشراف (8139) .

أُكَفِّنْهُ فِيهِ وَصَلِّ عَلَيْهِ وَاسْتَغْفِرْ لَهُ . فَأَعْطَاهُ قَمِيصَهُ ثُمَّ قَالَ "إِذَا فَرَغْتُمْ فَآذِنُونِي أُصَلِّي عَلَيْهِ" . فَجَذَبَهُ عُمَرُ وَقَالَ قَدْ نَهَاكَ اللّٰهُ أَنْ تُصَلِّيَ عَلَى الْمُنَافِقِينَ . فَقَالَ "أَنَا بَيْنَ خِيرَتَيْنِ" . قَالَ (اسْتَغْفِرْ لَهُمْ أَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ) فَصَلَّى عَلَيْهِ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالَى (وَلَا تُصَلِّ عَلَى أَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ أَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلَى قَبْرِهِ) فَتَرَكَ الصَّلَاةَ عَلَيْهِمْ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' جب عبداللہ بن اُبی کا انتقال ہوا تو اس کا بیٹا نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' اس نے عرض کی: آپ اپنی قمیص مجھے عطاء کیجئے تاکہ میں اس قمیص میں اپنے والد کو کفن دوں' آپ اس کی نمازِ جنازہ ادا کیجئے اور اس کے لیے دعائے مغفرت کیجئے۔ تو نبی اکرم ﷺ نے اپنی قمیص اسے عطاء کر دی' پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

جب تم فارغ ہو جاؤ تو مجھے بتا دینا' میں اس کی نمازِ جنازہ ادا کرلوں گا (نبی اکرم ﷺ اس کی نمازِ جنازہ ادا کرنے کے لیے جانے لگے) تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کا دامن تھام لیا اور عرض کی: اللہ تعالیٰ نے آپ کو منافقین کی نمازِ جنازہ ادا کرنے سے منع فرمایا ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: مجھے دونوں طرح کا اختیار ہے' اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے' "تم ان کے لیے مغفرت کی دعا کرو یا مغفرت کی دعا نہ کرو"۔
پھر نبی اکرم ﷺ نے اس کی نمازِ جنازہ ادا کی تو اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل کیا:
"اب تم ان (منافقین) میں سے کسی کے بھی مرنے پر ان کی نمازِ جنازہ ادا نہ کرنا اور نہ ہی اس کی قبر پر کھڑے ہونا"۔
تو نبی اکرم ﷺ نے منافقین کی نمازِ جنازہ ادا کرنا ترک کر دیا۔

شرح

اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بات تحریر کی ہے: حافظ ابن حجر نے یہ بات کہی ہے: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول روایت اس کے مخالف ہے' جس میں یہ بات منقول ہے۔
"نبی اکرم ﷺ عبداللہ بن ابی کی قبر کے پاس تشریف لائے اسے اس وقت قبر میں رکھا جا چکا تھا۔ آپ ﷺ وہاں پہ کھڑے ہوئے آپ ﷺ کے حکم کے تحت اسے قبر سے نکالا گیا۔ نبی اکرم ﷺ نے اس کی میت کو اپنے گھٹنوں پر رکھا اور اسے اپنی قمیص پہنائی۔"
ابن حجر کہتے ہیں ان دونوں روایات کو اس طرح جمع کیا جا سکتا ہے' پہلی روایت میں یہ بات مذکور ہو کہ نبی اکرم ﷺ نے ان کے صاحبزادے کو قمیص عطا کر دی تھی اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ نبی اکرم ﷺ نے اسے قبر سے نکالنے کے بعد قمیص پہنائی تھی' کیونکہ روایت کے متن میں استعمال ہونے والا "وَ" یہ ترتیب بیان کرنے کے لئے نہیں ہے۔ ہو سکتا ہے' راوی نے واقعہ ذکر کرتے ہوئے اس بات کا بھی تذکرہ کر دیا ہو کہ نبی اکرم ﷺ نے اسے اپنی قمیص بھی

پہننے کے لئے دی تھی۔ اور راوی کا یہ مقصد نہ ہو کہ ترتیب کے ساتھ ہی ایسا ہوا تھا۔
روایت کے یہ الفاظ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کو پکڑا اور عرض کی: اللہ تعالیٰ نے تو آپ ﷺ کو منافقین کی نماز جنازہ ادا کرنے سے منع کیا ہے۔ حافظ ابن حجر کہتے ہیں اس پر یہ اشکال نازل ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان تو بعد میں نازل ہوا ہے۔
"تم ان میں سے کسی ایک کی نماز جنازہ کبھی ادا نہ کرنا"
جیسا کہ اسی حدیث میں یہ بات منقول ہے' اللہ تعالیٰ نے پھر یہ آیت نازل کی تو نبی اکرم ﷺ نے ان لوگوں کی نماز جنازہ ادا کرنا ترک کر دی۔
ابن حجر کہتے ہیں اس کا جواب یہ دیا جا سکتا ہے' اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان "اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت نہیں کرے گا" اس سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ سمجھے تھے کہ اب ان کی نماز جنازہ ادا کرنا بھی ممنوع ہو چکا ہے' تو نبی اکرم ﷺ نے انہیں بتایا: ان کی نماز جنازہ ادا کرنا، ابھی ممنوع نہیں ہوا اور ابھی امید منقطع نہیں ہوئی ہے۔*
اسی روایت کی وضاحت کرتے ہوئے علامہ ابوالحسن سندھی نے یہ بات بیان کی ہے:
اگر آپ یہ سوال کریں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ کیسے سوچا جا سکتا ہے' وہ کوئی ایسی بات کہیں گے یا وہ کوئی ایسا گمان کریں گے جس سے یہ ثابت ہوتا ہو کہ نبی اکرم ﷺ شاید کسی ایسے کام کا ارتکاب کرنے والے ہیں' جس سے آپ ﷺ کو منع کر دیا گیا ہے' تو ہم اس کے جواب میں یہ کہہ سکتے ہیں شاید حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ سمجھا ہو کہ شاید نبی اکرم ﷺ بھول کر ایسا کر رہے ہیں' تو انہوں نے اس بات کا تذکرہ آپ ﷺ کے سامنے کر دیا اور یہ بھی ہو سکتا ہے' حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے یہ الفاظ: "کیا اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو منع نہیں کیا" یہ استفسار کے طور پر ہو اور سوال کرنے کے طور پر ہو جیسا کہ روایت کے الفاظ بھی اسی پر دلالت کرتے ہیں تاکہ یہ بات واضح ہو جائے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ سمجھے تھے کہ شاید ایسا کرنا منع ہے جہاں تک اس صورت حال کا تعلق ہے' جو بات اہل علم نے یہ سمجھا ہے' اس وقت ممانعت کا حکم آ چکا تھا کیونکہ نماز جنازہ دراصل میت کے لئے استغفار ہوتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ کو مشرکین کے لئے استغفار سے منع کر دیا گیا تھا۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ "نبی اور ایمان والوں کے لئے یہ بات مناسب نہیں ہے' وہ مشرکین کی مغفرت کے لئے دعا کریں۔"
تو یہ کوئی اشکال نہیں ہے' کیونکہ میت کا منافق ہونا اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ میت مشرک بھی ہو اور آیت سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے' یہ حکم مشرکین کے بارے میں تھا اور ممانعت کا تعلق انہی سے تھا۔ جہاں تک منافقین کا تعلق ہے' تو ان کے بارے میں یہ اختیار دیا گیا تھا پھر بعد میں ان کے لئے دعائے مغفرت کرنے کی ممانعت کا حکم نازل ہو گیا۔ باقی اللہ بہتر جانتا ہے**۔
یہی روایت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی "صحیح" میں نقل کی ہے۔ وہاں اس کی شرح کرتے ہوئے علامہ ابن ابطال نے یہ بات تحریر کی ہے:

* حاشیہ سیوطی برروایت مذکورہ

** حاشیہ سندھی برروایت مذکورہ

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے اصحاب نے اس حدیث سے یہ استدلال کیا ہے' کفن میں قمیص پہنانا جائز ہے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے اصحاب نے یہ بات بیان کی ہے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن ابی کو یہ قمیص اس لئے عطا کی تھی کیونکہ عبداللہ بن ابی نے غزوۂ بدر کے دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بھلائی کی تھی اور وہ یہ تھی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ اس وقت قیدیوں میں شامل تھے' اور ان کے پاس مناسب لباس نہیں تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پہننے کے لئے قمیص تلاش کی لیکن کیونکہ ان کا قد لمبا تھا۔ اس لئے کسی دوسرے کی قمیص انہیں پوری نہیں آ رہی تھی۔ اس وقت عبداللہ بن ابی نے اپنی قمیص پیش کی تھی جو انہیں پوری آ گئی تھی۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا بدلہ دینے کے لئے اپنی قمیص اسے عطا کی تھی۔•

کفن میں قمیص کے جائز ہونے کی ایک دلیل وہ روایت بھی ہے' جسے ہم حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے پہلے بھی نقل کر چکے ہیں' جو امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کی ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تین نجرانی کپڑوں میں کفن دیا گیا تھا۔ جن میں سے دو حلے کی شکل میں تھے' اور ایک وہ قمیص تھی جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تھا۔

•••——•••——•••

1900 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَمْرٍو قَالَ سَمِعْتُ جَابِرًا يَقُوْلُ اَتَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْرَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اُبَيٍّ وَّقَدْ وُضِعَ فِيْ حُفْرَتِهٖ فَوَقَفَ عَلَيْهِ فَاَمَرَ بِهٖ فَاُخْرِجَ لَهٗ فَوَضَعَهٗ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ وَاَلْبَسَهٗ قَمِيْصَهٗ وَنَفَثَ عَلَيْهِ مِنْ رِيْقِهٖ وَاللّٰهُ تَعَالٰى اَعْلَمُ .

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم' عبداللہ بن اُبی کی قبر کے پاس تشریف لائے' اس وقت اسے اس کی قبر میں رکھا جا چکا تھا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وہاں ٹھہرے' آپ کے حکم کے مطابق اسے قبر سے نکالا گیا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنے گھٹنے پر رکھا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قمیص اسے پہنائی' آپ نے اپنا لعاب اس پر لگایا۔ باقی اللہ بہتر جانتا ہے!

شرح

اس روایت میں یہ بات مذکور ہے' عبداللہ بن ابی کے دفن ہو جانے کے بعد اسے قبر سے نکالا گیا ہے۔ اس سے یہ استدلال کیا گیا ہے' کسی ضرورت یا مصلحت کی وجہ سے میت کو دفن کر دینے کے بعد اس کو قبر سے نکالا جا سکتا ہے۔

اس روایت میں یہ بات مذکور ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن ابی کو اپنی قمیص پہنائی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب دہن اس پر ڈالا تھا۔ اس سے یہ بات بالواسطہ طور پر ثابت ہو جاتی ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیروکار صالحین کے آثار سے

• شرح ابن بطال، کتاب الجنائز، باب اس قمیص میں کفن دینا جس کا حاشیہ سلا ہوا ہو

1900-اخرجه البخاری فی الجنائز، باب الكفن فی القميص الذی يكف او لا يكف و من كفن بغير قميص (الحديث 1270)، و باب هل يخرج الميت من القبر و اللحد و اللحد لعلة (الحديث 1350) مطولاً، و فی الجهاد، باب الكسوة للاسارى (الحديث 3008) بمعناه، وفی اللباس، باب لبس القميص (الحديث 5795) . واخرجه مسلم فی صفات المنافقين و احكامهم، (الحديث 2) . وسياتی (الحديث 1901)، و اخراج الميت من اللحد بعد ان يوضع فيه (الحديث 2018) . تحفة الاشراف (2531) .

تبرک حاصل کیا جا سکتا ہے۔

•••——•••——•••

1901 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الزُّهْرِيُّ الْبَصْرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو سَمِعَ جَابِرًا يَقُوْلُ وَكَانَ الْعَبَّاسُ بِالْمَدِيْنَةِ فَطَلَبَتِ الْاَنْصَارُ ثَوْبًا يَكْسُوْنَهٗ فَلَمْ يَجِدُوْا قَمِيْصًا يَصْلُحُ عَلَيْهِ اِلَّا قَمِيْصَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اُبَيٍّ فَكَسَوْهُ اِيَّاهُ .

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' حضرت عباس رضی اللہ عنہ (قیدی کے طور پر) مدینہ منورہ میں تھے' انصار نے انہیں پہننے کے لیے دینے کے لیے کپڑا تلاش کیا' تو انہیں کوئی قمیص نہیں ملی جو ان کے جسم پر پوری آ سکتی' صرف عبداللہ بن اُبی کی قمیص ایسی تھی جو ان کو پوری آ سکتی تھی' تو ان لوگوں نے اس کی قمیص حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو پہننے کے لیے دے دی (اس کے بدلے کے طور پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن اُبی کے مرنے پر اپنی قمیص اسے عطاء کی تھی)۔

1902 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنِ الْاَعْمَشِ ح وَاَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ سَعِيْدٍ الْقَطَّانُ قَالَ سَمِعْتُ الْاَعْمَشَ قَالَ سَمِعْتُ شَقِيْقًا قَالَ حَدَّثَنَا خَبَّابٌ قَالَ هَاجَرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبْتَغِي وَجْهَ اللّٰهِ تَعَالٰى فَوَجَبَ اَجْرُنَا عَلَى اللّٰهِ فَمِنَّا مَنْ مَاتَ لَمْ يَاْكُلْ مِنْ اَجْرِهٖ شَيْئًا مِنْهُمْ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ قُتِلَ يَوْمَ اُحُدٍ فَلَمْ نَجِدْ شَيْئًا نُكَفِّنُهٗ فِيْهِ اِلَّا نَمِرَةً كُنَّا اِذَا غَطَّيْنَا رَاْسَهٗ خَرَجَتْ رِجْلَاهُ وَاِذَا غَطَّيْنَا بِهَا رِجْلَيْهِ خَرَجَتْ رَاْسُهٗ فَاَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ نُغَطِّيَ بِهَا رَاْسَهٗ وَنَجْعَلَ عَلٰى رِجْلَيْهِ اِذْخِرًا وَّمِنَّا مَنْ اَيْنَعَتْ لَهٗ ثَمَرَتُهٗ فَهُوَ يَهْدِبُهَا . وَاللَّفْظُ لِاِسْمَاعِيْلَ .

☆☆ حضرت خباب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ہم نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کی تو ہمارا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمے لازم ہو گیا' ہم میں سے بعض لوگ ایسی حالت میں فوت ہوئے کہ انہوں نے اپنے اجر میں سے کچھ بھی حاصل نہیں کیا' ایسے لوگوں میں سے ایک حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ تھے جو غزوۂ اُحد کے دن شہید ہو گئے تھے' ہمیں انہیں کفن دینے کے لیے صرف ایک چادر ملی تھی' ہم اس چادر کے ذریعے ان کا سر ڈھانپتے تھے' تو ان کے پاؤں ظاہر ہو جاتے تھے' جب اس کے ذریعے ان کے پاؤں ڈھانپتے تھے' تو سر ظاہر ہو جاتا تھا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ حکم دیا' کہ ہم ان کا سر ڈھانپ دیں اور ان کے پاؤں پر ''اذخر'' گھاس رکھ دیں۔

ہم میں سے بعض افراد وہ ہیں' جن کا پھل پک چکا ہے اور وہ اسے چن رہے ہیں۔

1901-تقدم (الحديث 1900) .

1902-اخرجه البخاری فی الجنائز، باب اذا لم يجد كفناً الا ما يواری راسه او قدميه غطی راسه (الحديث 1276)، و فی مناقب الانصار، باب هجرة النبی صلی الله عليه وسلم واصحابه الی المدينة (الحديث 3897 و 3914)، و فی المغازی، باب غزوة احد (الحديث 4047)، وباب من قتل من المسلمين يوم احد (الحديث 4082)، و فی الرقاق، باب فضل الفقر (الحديث 6448) . واخرجه مسلم فی الجنائز، باب فی كفن الميت (الحديث 44) . واخرجه ابو داؤد فی الوصايا، باب ما جاء فی الدليل علی ان الكفن من جميع المال (الحديث 2876) . واخرجه الترمذی فی المناقب، باب فی مناقب مصعب بن عمير رضی الله عنه (الحديث 3853) . والحديث عند: البخاری فی الرقاق، باب ما يحذر من زهرة الدنيا و التنافس فيها (الحديث 6432) . تحفة الاشراف (3514) .

روایت کے یہ الفاظ اسماعیل نامی راوی کے ہیں۔

شرح

ہم اس سے پہلے یہ بات نقل کر چکے ہیں' احناف کے نزدیک کفن کی تین قسمیں ہیں۔ وہ کفن جو ضروری ہو وہ کفن جو کفایت کر جائے اور وہ کفن جو سنت ہے اس حدیث سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے' اگر سنت کے مطابق کفن فراہم کرنا ممکن نہ ہو تو پھر ضروری کفن دیا جائے گا۔ اس روایت میں حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کی شہادت اور انہیں چادر دیے جانے کا تذکرہ ہے اگرچہ اس حدیث کے شارحین نے وضاحت نہیں کی تاہم اس سے بالواسطہ طور پر یہ بات ثابت ہوتی ہے' میت کے جسم پر دو کپڑوں یعنی قمیص اور تہہ بند کے علاوہ لفافے کے طور پر جو چادر لپیٹی جاتی ہے وہ چھوٹی تھی جو حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے جسم پر پوری نہیں آ رہی تھی۔

•••———•••———•••

41 - باب كَيْفَ يُكَفَّنُ الْمُحْرِمُ إِذَا مَاتَ .

باب: جب احرام والا شخص فوت ہو جائے' تو اسے کیسے کفن دیا جائے گا؟

1903 - اَخْبَرَنَا عُتْبَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ بْنُ نَافِعٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اغْسِلُوا الْمُحْرِمَ فِيْ ثَوْبَيْهِ اللَّذَيْنِ اَحْرَمَ فِيْهِمَا وَاغْسِلُوْهُ بِمَاءٍ وَّسِدْرٍ وَّكَفِّنُوْهُ فِيْ ثَوْبَيْهِ وَلَا تُمِسُّوْهُ بِطِيْبٍ وَّلَا تُخَمِّرُوْا رَاْسَهُ فَاِنَّهُ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُحْرِمًا" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

احرام والے شخص کو اس کے انہی دو کپڑوں میں غسل دو جو اس نے احرام کے طور پر پہنے ہوئے تھے' اسے پانی اور بیری کے پتوں کے ذریعے غسل دینا' اسے انہی دو کپڑوں کا کفن دینا اور اسے خوشبو نہ لگانا اور اس کا سر نہ ڈھانپنا' کیونکہ وہ قیامت کے دن احرام کی حالت میں زندہ کیا جائے گا۔

شرح

حالت احرام والے شخص کے کفن کے بارے میں فقہاء کے اختلاف کی وضاحت کرتے ہوئے علامہ ابن رشد تحریر کرتے ہیں:

1903-اخرجه البخاری فی الجنائز، باب كيف يكفن المحرم (الحديث 1268) بنحوه، و فی جزاء الصيد، باب المحرم يموت بعرفة (الحديث 1849) . واخرجه مسلم فی الحج، باب ما يفعل بالمحرم اذا مات (الحديث 93 و 94 و 96 و 97و 98) . و اخرجه ابو داؤد فی الجنائز، باب المحرم يموت، كيف يصنع به (الحديث 3238 و 3239) . واخرجه الترمذی فی الحج، باب ما جاء فی المحرم يموت فی احرامه (الحديث 951) . وسيأتی (الحديث 2713)، (الحديث 2858) واخرجه ابن ماجه فی المناسك، باب المحرم يموت (الحديث 3084). تحفة الاشراف (5582) .

علماء کا اس بات پر اتفاق ہے' میت کے سر کو ڈھانپا جائے گا اور اسے خوشبو لگائی جائے گی۔ اگر کوئی شخص حالت احرام میں فوت ہو جاتا ہے' تو اس کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اس بات کے قائل ہیں' میت کا سر ڈھانپے جانے اور اس کو خوشبو لگانے میں حالت احرام والا شخص اور حالت احرام کے بغیر شخص دونوں برابر ہیں۔

جبکہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اس بات کے قائل ہیں' حالت احرام والے شخص کے سر کو ڈھانپا نہیں جائے گا اور اسے خوشبو نہیں لگائی جائے گی۔

ان فقہاء کے درمیان اختلاف کا سبب روایات کے عموم اور خصوص میں سامنے آنے والا تعارض ہے۔

خصوصی روایت وہ ہے' جو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے منقول ہے وہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص کو لایا گیا جس کا آخری وقت تھا۔ حالت احرام میں اس کا انتقال ہو گیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے اس کے انہی دو کپڑوں میں کفن دے دو اور اسے پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دو اور اس کے سر کو ڈھانپنا نہیں اور اس کو خوشبو نہیں لگانا کیونکہ یہ قیامت کے دن تلبیہ پڑھتے ہوئے زندہ ہو گا۔

جبکہ عمومی روایات وہ ہیں' جن میں میت کو غسل دینے کا مطلق طریقہ بیان ہوا ہے*۔

•••———•••———•••

42 - باب الْمِسْكِ .

باب: کستوری کے بارے میں روایات

1904 - اَخْبَرَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ وَشَبَابَةُ قَالَا حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ خُلَيْدِ بْنِ جَعْفَرٍ سَمِعَ اَبَا نَضْرَةَ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَطْيَبُ الطِّيْبِ الْمِسْكُ" .

☆☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

"سب سے بہترین خوشبو مشک ہے"۔

1905 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ الدِّرْهَمِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا اُمَيَّةُ بْنُ خَالِدٍ عَنِ الْمُسْتَمِرِّ بْنِ الرَّيَّانِ عَنْ اَبِيْ نَضْرَةَ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مِنْ خَيْرِ طِيْبِكُمُ الْمِسْكُ" .

☆☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

* بدایۃ المجتہد: باب: میت کی تکفین کے احکام

1904-اخرجه مسلم فی الالفاظ من الادب و غيرها، باب استعمال المسك و انه اطيب الطيب و كراهة رد الريحان و الطيب (18 و 19) مطولاً . و اخرجه الترمذی فی الجنائز، باب ما جاء فی المسك للميت (الحديث 991 و 992) . وسيأتی (الحديث 5134)، و (الحديث 5279). تحفة الاشراف (4311) .

1905-اخرجه ابو داؤد فی الجنائز، باب فی المسك للميت (الحديث 3158) . تحفة الاشراف (4381) .

''تمہاری خوشبوؤں میں سب سے بہتر مشک ہے''۔

43 - باب الْاِذْنِ بِالْجَنَازَةِ .

باب: جنازے کی اطلاع دینا

1906 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ فِىْ حَدِيْثِهٖ عَنْ مَّالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِىْ اُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ اَنَّهُ اَخْبَرَهُ اَنَّ مِسْكِيْنَةً مَّرِضَتْ فَاُخْبِرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَرَضِهَا وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُوْدُ الْمَسَاكِيْنَ وَيَسْاَلُ عَنْهُمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِذَا مَاتَتْ فَاٰذِنُوْنِىْ" فَاُخْرِجَ بِجَنَازَتِهَا لَيْلًا وَّكَرِهُوْا اَنْ يُّوْقِظُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا اَصْبَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُخْبِرَ بِالَّذِىْ كَانَ مِنْهَا فَقَالَ "اَلَمْ اٰمُرْكُمْ اَنْ تُؤْذِنُوْنِىْ بِهَا" . قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَرِهْنَا اَنْ نُّوْقِظَكَ لَيْلًا . فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى صَفَّ بِالنَّاسِ عَلٰى قَبْرِهَا وَكَبَّرَ اَرْبَعَ تَكْبِيْرَاتٍ .

☆☆ حضرت ابوامامہ بن سہل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک خاتون جو غریب تھی' وہ بیمار ہوگئی' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی بیماری کے بارے میں بتایا گیا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کی عیادت کے لیے تشریف لے جایا کرتے تھے اور ان کے حال احوال دریافت کرتے رہتے تھے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جب اس کا انتقال ہو جائے' تو مجھے بتا دینا' اس خاتون کا جنازہ رات کے وقت نکالا گیا' لوگوں نے اس وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بیدار کرنے کو پسند نہیں کیا' اگلے دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس خاتون کے بارے میں بتایا گیا تو آپ نے فرمایا: کیا میں نے تمہیں یہ حکم نہیں دیا تھا کہ تم مجھے اس بارے میں اطلاع دینا؟ لوگوں نے عرض کی: یارسول اللہ! ہمیں یہ بات اچھی نہیں لگی کہ ہم رات کے وقت آپ کو بیدار کریں۔

(راوی بیان کرتے ہیں:) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی قبر پر لوگوں کی صفیں بنوائیں (اور اس کی نمازِ جنازہ ادا کرتے ہوئے) اس میں چار تکبیریں کہیں۔

44 - باب السُّرْعَةِ بِالْجَنَازَةِ .

باب: جنازہ کو جلدی لے جانا

1907 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ اَبِىْ ذِئْبٍ عَنْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِىِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مِهْرَانَ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "اِذَا وُضِعَ الرَّجُلُ

1906-انفرد به النسائي، و سياتي في الجنائز، الصلاة على الجنازة بالليل (الحديث 1968) بنحوه، و عدد التكبير على الجنازة (الحديث 1980) تحفة الاشراف (137) .

1907-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (13623) .

الصَّالِحُ عَلٰى سَرِيْرِهٖ قَالَ قَدِّمُوْنِىْ قَدِّمُوْنِىْ وَاِذَا وُضِعَ الرَّجُلُ - يَعْنِى السُّوْءَ - عَلٰى سَرِيْرِهٖ قَالَ يَا وَيْلِىْ اَيْنَ تَذْهَبُوْنَ بِىْ"

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

''جب کسی نیک آدمی کو (جنازے کی) چارپائی پر رکھا جاتا ہے' تو وہ یہ کہتا ہے: مجھے جلدی لے جاؤ' مجھے جلدی لے جاؤ اور جب کسی ایسے شخص کو (یعنی برے شخص کو) اس کی چارپائی پر رکھا جاتا ہے' تو وہ کہتا ہے: ہائے بربادی! تم مجھے کہاں لے جا رہے ہو؟''

شرح

اس ترجمۃ الباب میں جنازے کو جلدی لے جانے کا جو ذکر کیا گیا ہے۔ اس سے مراد یہ نہیں ہے' جنازہ اٹھا کر بھاگ کر چلا جائے' کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ کچھ لوگوں کو بھاگ کر جنازہ لے جاتے ہوئے دیکھا تو ان سے فرمایا تھا:

''تمہیں سکون کے ساتھ چلنا چاہئے''۔

اس روایت کو امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند کے ساتھ نقل کیا ہے بلکہ اس سے مراد یہ ہے' میت کے انتقال کر جانے کے بعد اس کو غسل دینے' کفن دینے اور دفن کرنے میں زیادہ تاخیر نہیں کرنی چاہئے اور حکم یہی ہے' جنازہ اٹھا کر متوسط رفتار کے ساتھ جو عام رفتار سے ذرا سی تیز ہو اس طرح سے چلا جائے۔

امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بات تحریر کی ہے: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی بات کے قائل تھے۔

اس حدیث کی شرح لکھتے ہوئے امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بات تحریر کی ہے: اس روایت کے الفاظ سے تو یہ ظاہر ہوتا ہے' الفاظ کہنے والا میت کا جسم ہوتا ہے' جسے لوگوں نے کندھوں پر اٹھایا ہوا ہوتا ہے۔

جبکہ علامہ ابن بطال نے یہ بات بیان کی ہے' روح یہ بات کہتی ہے' تاہم ابن منیر نے ان کی تردید کرتے ہوئے یہ کہا ہے۔ اس میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے' اللہ تعالیٰ روح کو جسم کی طرف اس حالت میں واپس کردے تاکہ ایسی صورت میں بندہ مومن کی خوشخبری اور کافر کے افسوس میں اضافہ ہو جائے۔*

اسی حدیث کی تشریح کرتے ہوئے علامہ ابوالحسن سندھی نے یہ بات تحریر کی ہے: مردہ یہ سمجھ رہا ہوتا ہے' شاید لوگ اس کی بات سن رہے ہیں۔ اس لئے وہ لوگوں سے یہ بات کہتا ہے یا پھر یہ صورت ہو سکتی ہے' اللہ تعالیٰ اس کی زبان پر یہ الفاظ جاری کر دیتا ہو تاکہ اللہ کے رسول اس کے بارے میں یہ اطلاع دے دیں' تو فائدہ اس اطلاع کے نتیجے میں حاصل ہو گا' باقی اللہ بہتر جانتا ہے۔**

* حاشیہ سیوطی بر روایت مذکورہ

** حاشیہ سندھی بر روایت مذکورہ

1908 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِىْ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِىَّ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِذَا وُضِعَتِ الْجَنَازَةُ فَاحْتَمَلَهَا الرِّجَالُ عَلٰى اَعْنَاقِهِمْ فَاِنْ كَانَتْ صَالِحَةً قَالَتْ قَدِّمُوْنِىْ قَدِّمُوْنِىْ وَاِنْ كَانَتْ غَيْرَ صَالِحَةٍ قَالَتْ يَا وَيْلَهَا اِلٰى اَيْنَ تَذْهَبُوْنَ بِهَا يَسْمَعُ صَوْتَهَا كُلُّ شَىْءٍ اِلَّا الْاِنْسَانَ وَلَوْ سَمِعَهَا الْاِنْسَانُ لَصَعِقَ".

☆☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''جب جنازے کو رکھا جاتا ہے اور لوگ اسے اپنی گردنوں پر اُٹھا لیتے ہیں' تو اگر وہ نیک ہو' تو وہ یہ کہتا ہے: تم مجھے لے چلو' تم مجھے لے چلو' اگر نیک نہ ہو' تو یہ کہتا ہے: ہائے افسوس! تم مجھے کہاں لے جا رہے ہو؟ (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:) انسان کے علاوہ ہر چیز اس کی آواز سنتی ہے' اگر انسان اس کی آواز سن لے' تو بیہوش ہو جائے''۔

شرح

یہ روایت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ''صحیح'' میں بھی نقل کی ہے۔ وہاں اس کی شرح کرتے ہوئے حافظ ابن حجر عسقلانی تحریر کرتے ہیں:

روایت کے یہ الفاظ کہ ''جب جنازے کو رکھا جاتا ہے اور لوگ اسے اپنی گردن پر اٹھا لیتے ہیں'' یہ الفاظ اس بات کا احتمال رکھتے ہیں' اسے رکھنے سے مراد اسے کندھوں پر رکھنا مراد ہو۔ پہلا قول زیادہ مناسب ہے' کیونکہ روایت میں آگے چل کر یہ الفاظ آ رہے ہیں۔

''اگر وہ نیک ہو' تو یہ الفاظ میت کے بارے میں ہیں اور اس کی تائید اس روایت سے بھی ہوتی ہے' جو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے اس سے پہلے گزر چکی ہے' اس کی آواز کو ہر چیز سنتی ہے' تو یہ اس بات پر دلالت کرتی ہے' میت اپنی زبان کے ذریعے یہ الفاظ استعمال کرتی ہے۔ زبانِ حال سے یہ بات نہیں کی ہے۔

روایت کے یہ الفاظ کہ ''اگر انسان اس کی آواز سن لے تو وہ بے ہوش ہو جائے۔''

اس کے بارے میں سیوطی کہتے ہیں: یعنی وہ میت جس طریقے کے ساتھ چلا رہی ہوتی ہے اس کی شدت کو اگر انسان سن لے تو وہ بے ہوش ہو جائے۔

شیخ ابن بزیزہ کہتے ہیں یہ اس میت کے ساتھ مخصوص ہے' جو نیک نہ ہو کیونکہ جو نیک میت ہوتی ہے اس کی حالت تو لطف اور مہربانی کی ہوتی ہے اور اس کلام نرمی پر مبنی ہوتا ہے۔ اس لئے اس کا کلام سن کر بے ہوش ہونا مناسب نہیں ہوگا۔ حافظ ابن حجر نے یہ بات بیان کی ہے۔ اس بات کا احتمال موجود ہے' یہ بے ہوشی نیک آدمی کا کلام سن کر بھی ہو کیونکہ آدمی اس سے مانوس نہیں ہوتا۔*

•••——•••——•••

* ملخص از فتح الباری و حاشیہ سیوطی بر روایت مذکورہ

1908-اخرجه البخاري في الجنائز، باب حمل الرجال الجنازة دون النساء (الحديث 1314)، و باب قول الميت و هو على الجنازة قدموني (الحديث 1316)، و باب كلام الميت على الجنازة (الحديث 1380) . تحفة الاشراف (4287) .

1909 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِىِّ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اَسْرِعُوْا بِالْجَنَازَةِ فَاِنْ تَكُ صَالِحَةً فَخَيْرٌ تُقَدِّمُوْنَهَا اِلَيْهِ وَاِنْ تَكُ غَيْرَ ذٰلِكَ فَشَرٌّ تَضَعُوْنَهُ عَنْ رِقَابِكُمْ".

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ان تک یہ حدیث پہنچی ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''جنازے کو (دفن کے لیے) جلدی لے جاؤ' کیونکہ اگر وہ نیک ہوگا' تو یہ ایک بھلائی ہے' جسے تم آگے لے جاؤ گے' اگر وہ نیک نہیں ہوگا' تو یہ ایک بُرائی ہے' جسے تم اپنی گردنوں سے اتار دو گے''۔

1910 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ الزُّهْرِىِّ قَالَ حَدَّثَنِىْ اَبُوْ اُمَامَةَ بْنُ سَهْلٍ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "اَسْرِعُوْا بِالْجَنَازَةِ فَاِنْ كَانَتْ صَالِحَةً قَدَّمْتُمُوْهَا اِلَى الْخَيْرِ وَاِنْ كَانَتْ غَيْرَ ذٰلِكَ كَانَتْ شَرًّا تَضَعُوْنَهُ عَنْ رِقَابِكُمْ".

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: جنازے کو جلدی لے جاؤ' کیونکہ اگر وہ نیک ہوگا' تو تم اسے بھلائی کی طرف لے جاؤ گے' اگر وہ نیک نہیں ہوگا' تو یہ ایک بُرائی ہے' جسے تم اپنے گردنوں سے اتار دو گے۔

شرح

روایت کے یہ الفاظ ''جنازے کو تیزی سے لے جاؤ'' اس سے مراد یہ ہے اسے اٹھا کر قبر تک جلدی لے جاؤ۔

ایک قول یہ ہے' جلدی کرنے سے مراد یہ ہے' جنازہ تیار کرنے میں جلدی کرو۔ اگر پہلا معنی مراد لیا جائے' تو اس سے مراد یہ ہوگا کہ جنازہ لے کر چلتے ہوئے تیزی سے چلنا چاہیے۔

جبکہ علامہ قرطبی نے یہ بات بیان کی ہے' حدیث کا مقصود یہ ہے' میت کو دفن کرنے میں تاخیر سے کام نہیں لینا چاہیے کیونکہ میت کے دفن میں تاخیر مباہات اور غرور کی طرف لے جاتی ہے۔*

•••——•••——•••

1911 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ اَنْبَاَنَا عُيَيْنَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ جَوْشَنٍ قَالَ حَدَّثَنِىْ اَبِىْ قَالَ شَهِدْتُ جَنَازَةَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ وَخَرَجَ زِيَادٌ يَمْشِىْ بَيْنَ يَدَىِ السَّرِيْرِ فَجَعَلَ رِجَالٌ مِّنْ

1909-اخرجه البخاري في الجنائز، باب السرعة بالجنازة (الحديث 1315) . واخرجه مسلم في الجنائز، باب الاسراع بالجنازة (الحديث 50) . واخرجه ابو داؤد في الجنائز، باب الاسراع بالجنازة (الحديث 3181) . واخرجه الترمذي في الجنائز، باب ما جاء في الاسراع بالجنازة (الحديث 1015) . واخرجه ابن ماجه في الجنائز، باب ما جاء في شهود الجنائز (الحديث 1477) . تحفة الاشراف (13124) .

1910-اخرجه مسلم في الجنائز، باب الاسراع بالجنازة (الحديث 51) . تحفة الاشراف (12187) .

* حاشیہ سیوطی بر روایت مذکورہ

1911-اخرجه ابو داؤد في الجنائز، باب الاسراع بالجنازة (الحديث 3182 و 3183) بنحوه مختصرًا . و سياتي (الحديث 1912) مختصرًا . تحفة الاشراف (11695) .

اَهْلِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَمَوَالِيهِمْ يَسْتَقْبِلُوْنَ السَّرِيْرَ وَيَمْشُوْنَ عَلٰى اَعْقَابِهِمْ وَيَقُوْلُوْنَ رُوَيْدًا رُوَيْدًا بَارَكَ اللّٰهُ فِيكُمْ . فَكَانُوْا يَدِبُّوْنَ دَبِيبًا حَتّٰى اِذَا كُنَّا بِبَعْضِ طَرِيْقِ الْمِرْبَدِ لَحِقَنَا اَبُوْ بَكْرَةَ عَلٰى بَغْلَةٍ فَلَمَّا رَاَى الَّذِي يَصْنَعُوْنَ حَمَلَ عَلَيْهِمْ بِبَغْلَتِهِ وَاَهْوٰى اِلَيْهِمْ بِالسَّوْطِ وَقَالَ خَلُّوْا فَوَالَّذِي اَكْرَمَ وَجْهَ اَبِي الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ رَاَيْتُنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاِنَّا لَنَكَادُ نَرْمُلُ بِهَا رَمَلاً . فَانْبَسَطَ الْقَوْمُ .

☆☆ عیینہ بن عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں کہ میرے والد نے مجھے یہ بات بتائی ہے' میں حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ کے جنازے میں شریک ہوا' زیاد میت کے آگے آگے چلنے لگا' حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ کے اہل خانہ اور ان کے غلاموں نے جنازے کی چارپائی اُٹھائی اور اس کے پیچھے چلنے لگے اور ساتھ وہ یہ کہتے جا رہے تھے: آہستہ آہستہ چلو! اللہ تعالیٰ تمہیں برکت نصیب کرے! ابھی یہ لوگ آہستہ آہستہ جا رہے تھے' اور "مربد" کے راستے میں کسی جگہ پہنچے تھے کہ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ اپنے خچر پر سوار ہو کر ہمارے ساتھ آ کر مل گئے' جب انہوں نے ان لوگوں کا یہ طرز عمل دیکھا تو اپنا خچر ان پر چڑھا دیا اور اپنی لاٹھی ان کی طرف بڑھائی اور بولے: راستہ دو! اس ذات کی قسم جس نے حضرت ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کو عزت عطاء کی ہے! مجھے اپنے بارے میں یہ بات یاد ہے' جب ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسی جنازے میں شریک ہوتے تھے (تو اتنی تیزی سے چلتے تھے' کہ یوں محسوس ہوتا تھا) جیسے دوڑ رہے ہیں۔ (راوی کہتے ہیں:) تو لوگ اِدھر اُدھر بکھر گئے۔

شرح

جنازے کے ساتھ چلنے کا سنت طریقہ کیا ہے؟ اس بارے میں علماء کے مابین اختلاف پایا جاتا ہے۔

اہل مدینہ اس بات کے قائل ہیں' جنازے کے آگے چلنا سنت ہے۔

جبکہ اہل کوفہ اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اس بات کے قائل ہیں' جنازے کے پیچھے چلنا زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔ اختلاف کا سبب روایات میں اختلاف ہے۔ جنہیں ہر فریق نے اپنے اساتذہ کے حوالے سے روایت کیا ہے اور اس پر عمل کیا ہے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے "مرسل" روایت کے طور پر یہ بات نقل کی ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جنازے کے آگے چلا کرتے تھے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ' حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہی بات منقول ہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی بات کے قائل ہیں۔

اہل کوفہ اپنے موقف کی تائید میں وہ روایت نقل کرتے ہیں' جو حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول ہے۔

عبدالرحمٰن بن ابزی بیان کرتے ہیں: میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک جنازے میں جا رہا تھا۔ انہوں نے میرا ہاتھ تھاما ہوا تھا اور وہ جنازے کے پیچھے چل رہے تھے۔

جبکہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ جنازے کے آگے چل رہے تھے۔ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس بارے میں دریافت کیا' تو انہوں نے فرمایا: جنازے کے پیچھے چلنے والے کی فضیلت جنازے کے آگے چلنے والے پر وہی ہے' جو فرض نماز کی نفل نماز پر ہے۔

یہ دونوں حضرات بھی اس بات سے واقف ہیں' لیکن وہ لوگوں کی سہولت کے لئے آگے چل رہے ہیں"۔

اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ بات منقول ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے۔

"جنازے کو اپنے آگے رکھو اس کو اپنی نگاہوں کے سامنے رکھو کیونکہ اس طرح عبرت حاصل ہوتی ہے نصیحت ہوتی ہے اور یاد دہانی ہوتی ہے۔"

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: ہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جنازے کے ساتھ چلنے کے بارے میں دریافت کیا' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

"جنازہ متبوع ہوتا ہے وہ تابع نہیں ہوتا اور اس کے ساتھ وہ لوگ نہ ہوں جو اس کے آگے چلیں۔"

اسی طرح حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ بھی روایت منقول ہے وہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔

"سواری پر سوار شخص جنازے کے آگے چلے اور پیدل افراد جنازے سے پیچھے چلیں اور آگے چلیں اور دائیں اور بائیں چلیں' لیکن وہ اس کے قریب رہیں۔"

اسی طرح حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت منقول ہے' جس میں یہ الفاظ ہیں۔

"جنازے کے پیچھے چلو۔"

تو ان روایات کو اہل کوفہ نے پیش نظر رکھا ہے اور ان روایات کو مستند مانتے ہیں اور دیگر روایات کو ضعیف قرار دیتے ہیں*۔

•••———•••———•••

1912 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ عَنْ اِسْمَاعِيلَ وَهُشَيْمٍ عَنْ عُيَيْنَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيهِ عَنْ اَبِي بَكْرَةَ قَالَ لَقَدْ رَاَيْتُنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاِنَّا لَنَكَادُ نَرْمُلُ بِهَا رَمَلاً . وَاللَّفْظُ حَدِيثُ هُشَيْمٍ .

☆☆ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' مجھے اپنے بارے میں یہ بات یاد ہے' جب ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ (کسی جنازے میں شریک ہوتے تھے) تو تیز تیز چلتے تھے۔

روایت کے یہ الفاظ ہشیم نامی راوی کے ہیں۔

1913 - اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ دُرُسْتَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اِسْمَاعِيلَ عَنْ يَحْيَى اَنَّ اَبَا سَلَمَةَ حَدَّثَهُ عَنْ اَبِي سَعِيدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اِذَا مَرَّتْ بِكُمْ جَنَازَةٌ فَقُوْمُوْا فَمَنْ تَبِعَهَا فَلَا يَقْعُدْ حَتّٰى تُوضَعَ" .

☆☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

"جب کوئی جنازہ تمہارے پاس سے گزرے تو تم کھڑے ہو جاؤ اور جو شخص ان کے ساتھ جا رہا ہو' وہ اس وقت تک

---

* بدایۃ المجتہد: باب: جنازے کے ساتھ چلنا

1912-تقدم (الحديث 1911) .

1913-اخرجه البخاري في الجنائز، باب من تبع جنازة فلا يقعد حتى توضع عن مناكب الرجال فان قعد امر بالقيام (الحديث 1310) . واخرجه مسلم في الجنائز، باب القيام للجنازة (الحديث 77) . واخرجه الترمذي في الجنائز، باب ما جاء في القيام للجنازة (الحديث 1043) . والنسائي (الحديث 1916)، والجلوس قبل ان توضع الجنازة (الحديث 1997) . تحفة الاشراف (4420) .

نہ بیٹھے جب تک جنازے کو رکھ نہیں دیا جاتا"۔

45 - باب الْاَمْرِ بِالْقِيَامِ لِلْجَنَازَةِ .

باب: جنازے کے لیے قیام کرنے کا حکم

1914 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اِذَا رَاَى اَحَدُكُمُ الْجَنَازَةَ فَلَمْ يَكُنْ مَاشِيًا مَعَهَا فَلْيَقُمْ حَتّٰى تُخَلِّفَهُ اَوْ تُوضَعَ مِنْ قَبْلِ اَنْ تُخَلِّفَهُ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما' حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

جب کوئی شخص جنازہ دیکھے اور اس نے اس کے ساتھ چل کر نہ جانا ہو' تو وہ اس وقت تک کھڑا رہے' جب تک وہ جنازہ آگے نہیں چلا جاتا' یا اسے رکھ نہیں دیا جاتا۔

شرح

پہلے جو روایت گزر چکی ہے اس کی وضاحت کرتے ہوئے امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بات تحریر کی ہے:

قاضی عیاض نے یہ بات بیان کی ہے: اس مسئلے کے بارے میں لوگوں کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اس بات کے قائل ہیں' جنازے کو دیکھ کر کھڑے ہونے کا حکم منسوخ ہے' جبکہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ، اسحاق بن راہویہ رحمۃ اللہ علیہ، ابن حبیب رحمۃ اللہ علیہ، ابن ماجشون رحمۃ اللہ علیہ یہ دونوں حضرات مالکی ہیں، اس بات کے قائل ہیں آدمی کو اس بارے میں اختیار ہے۔

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بات بھی بیان کی ہے: فقہاء کا اس مسئلے میں اختلاف پایا جاتا ہے' جو شخص جنازے کے ساتھ جاتے ہوئے قبر تک پہنچ جائے اس کے کھڑے ہونے کے بارے میں کیا حکم ہے؟

تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اسلاف کی ایک جماعت اس بات کی قائل ہے' ایسی صورت میں آدمی اس وقت تک نہیں بیٹھے گا' جب تک جنازے کو رکھ نہیں دیا جاتا۔

ان حضرات نے یہ بات بیان کی ہے: منسوخ ہونے کا حکم اس صورت میں ہے' جب آدمی کے پاس سے جنازہ گزرے اور آدمی اسے دیکھ کر کھڑا ہو جائے۔

امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام محمد بن حسن رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

1914-اخرجه البخاری فی الجنائز، باب القيام للجنازة (الحديث 1307)، وباب متی يقعد اذا قام للجنازة (الحديث 1308) . واخرجه مسلم فی الجنائز، باب القيام للجنازة (الحديث 73 و 74 و 75) . واخرجه ابو داؤد فی الجنائز، باب القيام للجنازة (الحديث 3172) . واخرجه الترمذی فی الجنائز، باب ما جاء فی القيام للجنازة (الحديث 1042) . (الحديث 1915) . واخرجه ابن ماجه فی الجنائز، باب ما جاء فی القيام للجنازة (الحديث 1542) . تحفة الاشراف (5041) .

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ اس بات کے قائل ہیں۔ ہمارے مذہب میں مشہور قول یہ ہے' جنازے کے لئے قیام کرنا مستحب نہیں ہے بلکہ علماء نے یہ بات بیان کی ہے' یہ حکم منسوخ ہے۔ اس کی دلیل حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول حدیث ہے۔

جبکہ فقہاء شوافع میں سے متّبعین نے اس قول کو اختیار کیا ہے' ایسا کرنا مستحب ہے اور یہی بات مختار ہے۔

لہٰذا ایسی صورت میں اس بات کا حکم دینا استحباب کے لئے ہوگا اور بیٹھے رہنا جواز کو بیان کرنے کے لئے ہوگا۔ اس کو منسوخ قرار دینے کا دعویٰ درست نہیں ہوگا۔ اس کی وجہ یہ ہے' منسوخ ہونے کا حکم اس وقت عائد کیا جاتا ہے' جب دو متضاد روایات میں تطبیق دینا ممکن نہ ہو اور یہاں ایسی ناممکن صورتحال نہیں ہے۔*

•••———•••———•••

1915 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيهِ عَنْ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ الْعَدَوِيِّ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ "اِذَا رَاَيْتُمُ الْجَنَازَةَ فَقُومُوا حَتّٰى تُخَلِّفَكُمْ اَوْ تُوضَعَ" .

☆☆ سالم اپنے والد حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے حضرت عامر بن ربیعہ عدوی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"جب تم جنازہ دیکھو تو کھڑے ہو جاؤ' جب تک وہ آگے نہیں گزر جاتا یا اسے رکھ نہیں دیا جاتا"۔

1916 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيلُ عَنْ هِشَامٍ ح وَاَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيٰى عَنْ اَبِي سَلَمَةَ عَنْ اَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِذَا رَاَيْتُمُ الْجَنَازَةَ فَقُومُوا فَمَنْ تَبِعَهَا فَلَا يَقْعُدْ حَتّٰى تُوضَعَ" .

☆☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

"جب تم جنازہ دیکھو تو کھڑے ہو جاؤ' اس کے ساتھ جانے والا شخص اس وقت تک نہ بیٹھے جب تک اسے رکھ نہیں دیا جاتا"۔

1917 - اَخْبَرَنَا يُوسُفُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ وَاَبِي سَعِيدٍ قَالَا مَا رَاَيْنَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهِدَ جَنَازَةً قَطُّ فَجَلَسَ حَتّٰى تُوضَعَ .

☆☆ حضرت ابوہریرہ اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ہم نے ہمیشہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ اس وقت تک نہیں بیٹھے جب تک جنازے کو رکھ نہیں دیا گیا۔

1918 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ قَالَ اَبُو

* حاشیہ سیوطی بر روایت سابقہ

1915-تقدم (الحديث 1914) .

1916-تقدم (الحديث 1913) .

1917-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (4040) .

1918-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (4088) .

سَعِيْدٍ ح وَاَخْبَرَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ يَعْقُوْبَ بْنِ اِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ زَيْدٍ سَعِيْدُ بْنُ الرَّبِيْعِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِي السَّفَرِ قَالَ سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرُّوْا عَلَيْهِ بِجَنَازَةٍ فَقَامَ . وَقَالَ عَمْرٌو اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّتْ بِهٖ جَنَازَةٌ فَقَامَ .

☆☆ حضرت ابوسعید خدری ؓ بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ کچھ لوگ جنازہ لے کر نبی اکرم ﷺ کے پاس سے گزرے تو نبی اکرم ﷺ کھڑے ہو گئے۔

عمرو نامی راوی نے روایت میں یہ الفاظ نقل کیے ہیں: ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ کے پاس سے جنازہ گزرا تو آپ کھڑے ہو گئے۔

1919 - اَخْبَرَنِيْ اَيُّوْبُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْوَزَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ قَالَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ حَكِيْمٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ خَارِجَةُ بْنُ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ عَمِّهٖ يَزِيْدَ بْنِ ثَابِتٍ اَنَّهُمْ كَانُوْا جُلُوْسًا مَّعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَطَلَعَتْ جَنَازَةٌ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَامَ مَنْ مَعَهٗ فَلَمْ يَزَالُوْا قِيَامًا حَتّٰى نَفَذَتْ .

☆☆ حضرت یزید بن ثابت ؓ بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ وہ لوگ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے' اسی دوران ایک جنازہ آ گیا تو نبی اکرم ﷺ کھڑے ہو گئے' آپ کے ساتھ بیٹھے ہوئے افراد بھی کھڑے ہو گئے اور یہ لوگ اس وقت تک کھڑے رہے' جب تک وہ آگے نہیں چلا گیا۔

46 - باب الْقِيَامِ لِجَنَازَةِ اَهْلِ الشِّرْكِ .

باب: مشرکین کے جنازے کے لیے قیام کرنا

1920 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ لَيْلٰى قَالَ كَانَ سَهْلُ بْنُ حُنَيْفٍ وَّقَيْسُ بْنُ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ بِالْقَادِسِيَّةِ فَمُرَّ عَلَيْهِمَا بِجَنَازَةٍ فَقَامَا فَقِيْلَ لَهُمَا اِنَّهَا مِنْ اَهْلِ الْاَرْضِ . فَقَالَا مُرَّ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِجَنَازَةٍ فَقَامَ فَقِيْلَ لَهٗ اِنَّهٗ يَهُوْدِيٌّ . فَقَالَ "اَلَيْسَتْ نَفْسًا" .

☆☆ عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ بیان کرتے ہیں' حضرت سہل بن حنیف اور حضرت قیس بن سعد ''قادسیہ'' میں موجود تھے' وہاں ایک جنازہ گزرا تو یہ دونوں حضرات کھڑے ہو گئے' تو انہیں بتایا گیا' یہ ایک مقامی شخص (یعنی کسی غیر مسلم) کا جنازہ ہے' تو ان دونوں حضرات نے یہ بات بیان کی: ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ کے پاس سے ایک جنازہ گزرا تو آپ کھڑے ہو گئے (عرض کی گئی:) یہ ایک یہودی (کا جنازہ) ہے' تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''کیا یہ انسان نہیں ہے؟''

1919-انفرد به النسائي . تحفة الأشراف (11826) .

1920-اخرجه البخاري في الجنائز، باب من قام لجنازة يهودي (الحديث 1312)، و (1313) تعليقًا، و اخرجه مسلم في الجنائز، باب القيام للجنازة (الحديث 81) . تحفة الاشراف (4662) .

شرح

امام نسائی ؒ نے یہاں جو روایت نقل کی ہے اس میں بنیادی مسئلہ یہ ہے' ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ ایک یہودی کے جنازے کو دیکھ کر کھڑے ہو گئے' تو اب علماء کے درمیان اس مسئلے میں اختلاف پایا جاتا ہے' اگر کسی غیر مسلم کا جنازہ گزرتا ہے' تو کیا اس کے لئے بھی کھڑا ہوا جائے گا یا ایسا نہیں کیا جائے گا۔

اس مسئلے پر بحث کرتے ہوئے مشہور حنفی فقیہ امام ابوجعفر ؒ نے اپنی معروف کتاب ''شرح معانی الآثار'' کتاب الجنائز میں باب ''جب جنازہ کچھ لوگوں کے پاس سے گزرے تو کیا وہ اس کے لئے کھڑے ہوں گے یا نہیں کھڑے ہوں گے'' میں اس موضوع پر بحث کی ہے اور مختلف روایات نقل کی ہیں' جن سے یہ بات ثابت ہوتی ہے' نبی اکرم ﷺ نے جنازے کو دیکھ کر کھڑا ہونے کا حکم دیا ہے اور آپ ﷺ خود بھی جنازے کو دیکھ کر کھڑے ہو جایا کرتے تھے۔

اس کے بعد امام طحاوی ؒ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت علی بن ابوطالب ؓ کے حوالے سے یہ بات نقل کی ہے۔ ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ ایک جنازے کے لئے کھڑے ہو گئے یہاں تک کہ اسے رکھ دیا گیا۔ آپ ﷺ کے ساتھ لوگ بھی کھڑے ہو گئے۔ اس کے بعد آپ ﷺ جنازے کو دیکھ کر بیٹھے رہتے تھے' اور آپ ﷺ نے لوگوں کو بھی بیٹھے رہنے کی ہدایت کی۔

امام طحاوی ؒ نے ایک اور سند کے ساتھ حضرت علی ؓ کے یہ الفاظ نقل کئے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے پہلے ہمیں یہ ہدایت کی تھی کہ ہم جنازے کو دیکھ کر کھڑے ہو جایا کریں اس کے بعد نبی اکرم ﷺ بھی بیٹھے رہتے تھے' اور آپ ﷺ نے ہمیں بھی بیٹھے رہنے کی ہدایت کی۔

حضرت علی ؓ کے حوالے سے یہ روایت بھی منقول ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں: ہم نے نبی اکرم ﷺ کو جنازے کو دیکھ کر کھڑا ہوتے دیکھا تو ہم کھڑے ہوئے پھر ہم نے آپ کو بیٹھے ہوئے دیکھا تو ہم بیٹھے رہے۔

امام طحاوی ؒ کہتے ہیں ہم نے جو روایات نقل کی ہیں ان سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے' جنازے کو دیکھ کر کھڑے ہونے کا حکم پہلے تھا پھر یہ حکم منسوخ ہو گیا۔*

•••———•••———•••

1921 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ عَنْ هِشَامٍ ح وَاَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ مِقْسَمٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ مَرَّتْ بِنَا جَنَازَةٌ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقُمْنَا مَعَهٗ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّمَا هِيَ جَنَازَةُ يَهُوْدِيَّةٍ . فَقَالَ "اِنَّ لِلْمَوْتِ فَزَعًا فَاِذَا رَاَيْتُمُ الْجَنَازَةَ فَقُوْمُوْا" . اللَّفْظُ لِخَالِدٍ .

☆☆ حضرت جابر بن عبداللہ ؓ بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ ہمارے پاس سے ایک جنازہ گزرا تو نبی اکرم ﷺ

---

* ملخص شرح معانی الآثار، کتاب الجنائز، باب: جب جنازہ کچھ لوگوں کے پاس سے گزرے تو کیا وہ اس کے لئے کھڑے ہوں گے یا نہیں ہوں گے؟

1921-اخرجه البخاري في الجنائز، باب من قام لجنازة يهودي (الحديث 1311) . واخرجه مسلم في الجنائز، باب القيام للجنازة (الحديث 78) . واخرجه ابو داؤد في الجنائز، باب القيام الجنازة (الحديث 3174) . تحفة الاشراف (2386) .

کھڑے ہو گئے' آپ کے ہمراہ ہم بھی کھڑے ہو گئے' میں نے عرض کی: یارسول اللہ! یہ ایک یہودی عورت کا جنازہ ہے' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''موت ایک خوفزدہ کرنے والی چیز ہے' اس لیے جب تم کوئی جنازہ دیکھو تو کھڑے ہو جایا کرو''۔

روایت کے یہ الفاظ خالد نامی راوی کے ہیں۔

47 - باب الرُّخْصَةِ فِي تَرْكِ الْقِيَامِ .

باب: جنازے کے لیے کھڑے نہ ہونے کی اجازت

1922 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ اَبِيْ نَجِيحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ اَبِيْ مَعْمَرٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ عَلِيٍّ فَمَرَّتْ جَنَازَةٌ فَقَامُوْا لَهَا فَقَالَ عَلِيٌّ مَا هٰذَا قَالُوْا اَمْرُ اَبِيْ مُوْسٰى . فَقَالَ اِنَّمَا قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِجَنَازَةِ يَهُوْدِيَّةٍ وَلَمْ يَعُدْ بَعْدَ ذٰلِكَ .

☆☆ ابومعمر بیان کرتے ہیں' ہم لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس موجود تھے' ان کے پاس سے ایک جنازہ گزرا تو لوگ اس کے لیے کھڑے ہو گئے' حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا: یہ کیوں کیا ہے؟ انہوں نے عرض کی: حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے حکم کی وجہ سے' تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نبی اکرم ﷺ ایک مرتبہ ایک یہودی عورت کے جنازے کے لیے کھڑے ہوئے تھے' لیکن اس کے بعد آپ نے ایسا نہیں کیا۔

1923 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدٍ اَنَّ جَنَازَةً مَرَّتْ بِالْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ وَّابْنِ عَبَّاسٍ فَقَامَ الْحَسَنُ وَلَمْ يَقُمِ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَالَ الْحَسَنُ اَلَيْسَ قَدْ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِجَنَازَةِ يَهُوْدِيٍّ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ نَعَمْ ثُمَّ جَلَسَ .

☆☆ محمد (بن سیرین) نامی راوی بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ حضرت امام حسن اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم کے پاس سے ایک جنازہ گزرا تو حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کھڑے نہیں ہوئے' تو حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا: کیا نبی اکرم ﷺ ایک یہودی کے جنازے کے لیے کھڑے نہیں ہوئے تھے؟ تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: (جی ہاں! کھڑے ہوئے تھے)' لیکن اس کے بعد آپ (اس طرح کی صورتِ حال میں) بیٹھے رہتے تھے۔

1924 - اَخْبَرَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ اَنْبَاَنَا مَنْصُوْرٌ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ مُرَّ بِجَنَازَةٍ عَلَى الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ وَّابْنِ عَبَّاسٍ فَقَامَ الْحَسَنُ وَلَمْ يَقُمِ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَالَ الْحَسَنُ لِابْنِ عَبَّاسٍ اَمَا قَامَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَامَ لَهَا ثُمَّ قَعَدَ .

1922-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (10185) .

1923-انفرد به النسائي، و سياتي (الحديث 1924 و 1925) بنحوه و (الحديث 1926) بمعناه مطولا . تحفة الاشراف (3409) .

1924-تقدم (الحديث 1923) .

☆☆ محمد بن سیرین بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ حضرت امام حسن اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم کے پاس سے ایک جنازہ گزرا تو حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کھڑے نہیں ہوئے' تو حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا: کیا نبی اکرم ﷺ جنازے کے لیے کھڑے نہیں ہوئے تھے؟ تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: پہلے کھڑے ہوتے تھے' پھر بعد میں آپ بیٹھے رہتے تھے (یعنی کھڑے ہونے کے عمل کو ترک کر دیا)۔

1925 - اَخْبَرَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ ابْنِ عُلَيَّةَ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ عَنْ اَبِيْ مِجْلَزٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَّالْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ مَرَّتْ بِهِمَا جَنَازَةٌ فَقَامَ اَحَدُهُمَا وَقَعَدَ الْاٰخَرُ فَقَالَ الَّذِيْ قَامَ اَمَا وَاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمْتُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ قَامَ قَالَ لَهُ الَّذِيْ جَلَسَ لَقَدْ عَلِمْتُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ جَلَسَ .

☆☆ ابومجلز' حضرت ابن عباس اور حضرت امام حسن رضی اللہ عنہم کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: ایک مرتبہ ان کے پاس سے ایک جنازہ گزرا تو ان دونوں میں سے ایک کھڑا ہو گیا اور دوسرے صاحب بیٹھے رہے' جو صاحب کھڑے ہوئے تھے' وہ بولے: اللہ کی قسم! مجھے اس بات کا علم ہے' نبی اکرم ﷺ (جنازے کے لیے) کھڑے ہوئے تھے' تو دوسرے صاحب جو بیٹھے رہے تھے' انہوں نے جواب دیا: مجھے اس بات کا علم ہے' نبی اکرم ﷺ ایسی صورت میں بیٹھے رہے تھے۔

1926 - اَخْبَرَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ هَارُوْنَ الْبَلْخِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ كَانَ جَالِسًا فَمُرَّ عَلَيْهِ بِجَنَازَةٍ فَقَامَ النَّاسُ حَتّٰى جَاوَزَتِ الْجَنَازَةُ فَقَالَ الْحَسَنُ اِنَّمَا مُرَّ بِجَنَازَةِ يَهُوْدِيٍّ وَّكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى طَرِيْقِهَا جَالِسًا فَكَرِهَ اَنْ تَعْلُوَ رَاْسَهُ جَنَازَةُ يَهُوْدِيٍّ فَقَامَ .

☆☆ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اپنے والد (امام محمد باقر) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ایک مرتبہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے' ان کے پاس سے ایک جنازہ گزرا تو لوگ کھڑے ہو گئے' یہاں تک کہ جنازہ آگے گزر گیا تو حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے بتایا: ایک مرتبہ ایک یہودی کا جنازہ گزرا تھا' نبی اکرم ﷺ اس کے راستے میں بیٹھے ہوئے تھے' تو آپ کو یہ بات اچھی نہیں لگی یہودی کا جنازہ آپ کے سر سے اونچا ہو جائے' اس لیے آپ کھڑے ہو گئے۔

1927 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَبُو الزُّبَيْرِ اَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا يَقُوْلُ قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِجَنَازَةِ يَهُوْدِيٍّ مَرَّتْ بِهِ حَتّٰى تَوَارَتْ .

وَاَخْبَرَنِيْ اَبُو الزُّبَيْرِ اَيْضًا اَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابُهُ لِجَنَازَةِ يَهُوْدِيٍّ حَتّٰى تَوَارَتْ .

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ ایک یہودی کے جنازے کے لیے کھڑے ہو گئے تھے' جو کہ

1925-تقدم (الحديث 1923) .

1926-تقدم (الحديث 1923) .

1927-اخرجه مسلم في الجنائز، باب القيام الجنازة (الحديث 80) . تحفة الاشراف (2818) .

آپ کے پاس سے گزر رہا تھا' یہاں تک کہ وہ آپ کی نگاہوں سے اوجھل ہوگیا۔

ایک اور سند کے ساتھ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا یہ قول منقول ہے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب یہودی کے جنازے کے لیے کھڑے ہوئے تھے' یہاں تک کہ وہ ان کی نگاہوں سے اوجھل ہوگیا۔

1928 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ قَالَ اَنْبَاَنَا النَّضْرُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ جَنَازَةً مَرَّتْ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ فَقِيْلَ اِنَّهَا جَنَازَةُ يَهُوْدِيٍّ . فَقَالَ "اِنَّمَا قُمْنَا لِلْمَلاَئِكَةِ".

☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ ایک جنازہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزرا تو آپ کھڑے ہو گئے' آپ کی خدمت میں عرض کی گئی: یہ ایک یہودی کا جنازہ ہے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہم فرشتوں کے لیے کھڑے ہوئے ہیں۔

48 - باب اسْتِرَاحَةِ الْمُؤْمِنِ بِالْمَوْتِ .

باب: مؤمن کا موت کے ذریعے راحت حاصل کرنا

1929 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَلْحَلَةَ عَنْ مَعْبَدِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ اَبِي قَتَادَةَ بْنِ رِبْعِيٍّ اَنَّهُ كَانَ يُحَدِّثُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرَّ عَلَيْهِ بِجَنَازَةٍ فَقَالَ "مُسْتَرِيْحٌ وَمُسْتَرَاحٌ مِنْهُ" . فَقَالُوْا مَا الْمُسْتَرِيْحُ وَمَا الْمُسْتَرَاحُ مِنْهُ قَالَ "الْعَبْدُ الْمُؤْمِنُ يَسْتَرِيْحُ مِنْ نَصَبِ الدُّنْيَا وَاَذَاهَا وَالْعَبْدُ الْفَاجِرُ يَسْتَرِيْحُ مِنْهُ الْعِبَادُ وَالْبِلاَدُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَابُّ" .

☆☆ حضرت ابوقتادہ بن ربعی رضی اللہ عنہ نے یہ بات بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے ایک جنازہ گزرا تو آپ نے ارشاد فرمایا:

"یا تو اسے راحت حاصل ہوگئی ہے یا اس سے راحت حاصل کرلی گئی ہے"۔ لوگوں نے عرض کی: اسے راحت حاصل ہوگئی یا اس سے راحت حاصل کرلی گئی' سے مراد کیا ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مرنے والا بندہ مؤمن دنیا کی پریشانیوں اور تکالیف سے راحت حاصل کرلیتا ہے' جبکہ گناہ گار بندہ (یعنی کافر شخص) سے شہر' بندے' درخت اور جانور راحت حاصل کرلیتے ہیں۔

49 - باب الْاِسْتِرَاحَةِ مِنَ الْكُفَّارِ .

باب: کفار سے راحت حاصل کرنا

1930 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ وَهْبِ بْنِ اَبِي كَرِيْمَةَ الْحَرَّانِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ - وَهُوَ الْحَرَّانِيُّ - عَنْ

1928-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (1162) .

1929-اخرجه البخاري في الرقاق، باب سكرات الموت (الحديث 6512) و (الحديث 6513) مختصرًا . و اخرجه مسلم في الجنائز، باب ما جاء في مستريح و مستراح منه (الحديث 61) . و سيأتي (الحديث 1930) . تحفة الاشراف (12128) . 1930- تقدم (الحديث 1929) .

اَبِي عَبْدِ الرَّحِيمِ حَدَّثَنِي زَيْدٌ عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ مَعْبَدِ بْنِ كَعْبٍ عَنْ اَبِي قَتَادَةَ قَالَ كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْ طَلَعَتْ جَنَازَةٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مُسْتَرِيْحٌ وَمُسْتَرَاحٌ مِنْهُ الْمُؤْمِنُ يَمُوْتُ فَيَسْتَرِيْحُ مِنْ اَوْصَابِ الدُّنْيَا وَنَصَبِهَا وَاَذَاهَا وَالْفَاجِرُ يَمُوْتُ فَيَسْتَرِيْحُ مِنْهُ الْعِبَادُ وَالْبِلاَدُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَابُّ" .

☆☆ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ہم لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے' اسی دوران ایک جنازہ آ گیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

یا تو یہ راحت حاصل کرنے والا ہے یا اس سے راحت حاصل ہوگئی ہے' جب مؤمن مرتا ہے' تو وہ دنیا کی تکالیف اور پریشانیوں اور مصیبتوں سے راحت حاصل کرلیتا ہے' اگر کوئی کافر مرتا ہے' تو اس سے بندے' شہر' درخت اور جانور راحت حاصل کرلیتے ہیں۔

50 - باب الثَّنَاءِ

باب: (مرحوم کی) تعریف

1931 - اَخْبَرَنِيْ زِيَادُ بْنُ اَيُّوْبَ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ عَنْ اَنَسٍ قَالَ مُرَّ بِجَنَازَةٍ فَاُثْنِيَ عَلَيْهَا خَيْرًا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَبَتْ . وَمُرَّ بِجَنَازَةٍ اُخْرٰى فَاُثْنِيَ عَلَيْهَا شَرًّا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَبَتْ . فَقَالَ عُمَرُ فِدَاكَ اَبِيْ وَاُمِّيْ مُرَّ بِجَنَازَةٍ فَاُثْنِيَ عَلَيْهَا خَيْرًا فَقُلْتَ وَجَبَتْ . وَمُرَّ بِجَنَازَةٍ فَاُثْنِيَ عَلَيْهَا شَرًّا فَقُلْتَ وَجَبَتْ . فَقَالَ مَنْ اَثْنَيْتُمْ عَلَيْهِ خَيْرًا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ وَمَنْ اَثْنَيْتُمْ عَلَيْهِ شَرًّا وَجَبَتْ لَهُ النَّارُ اَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللّٰهِ فِي الْاَرْضِ .

☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ ایک جنازہ گزرا' اس کی اچھے لفظوں میں تعریف کی گئی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

واجب ہوگئی ہے' پھر ایک دوسرا جنازہ گزرا تو اس کی بُرے لفظوں میں تعریف کی گئی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: واجب ہوگئی ہے' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں! پہلے ایک جنازہ گزرا' اس کی اچھے لفظوں میں تعریف کی گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: واجب ہوگئی ہے' پھر ایک جنازہ گزرا جس کی بُرے لفظوں میں تعریف کی گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: واجب ہوگئی ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص کی تم نے اچھے لفظوں میں تعریف کی تھی اس کے لیے جنت واجب ہوگئی' جس کی تم نے بُرے لفظوں میں تعریف کی' اس پر جہنم واجب ہوگئی' تم لوگ زمین میں اللہ کے گواہ ہو۔

1931-اخرجه مسلم في الجنائز، باب فيمن يثنى عليه خير او شر من الموتى (الحديث 60) . تحفة الاشراف (1004) .

شرح

اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بات بیان کی ہے: ''مسند احمد'' میں یہ بات منقول ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کی نماز جنازہ نہیں پڑھائی تھی جس کی لوگوں نے برائی بیان کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسرے شخص کی نماز جنازہ ادا کی تھی۔

روایت کے یہ الفاظ ''تم لوگ زمین میں اللہ تعالیٰ کے گواہ ہو'' اس سے مراد یہ ہے' جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس جملے کا مخاطب تھے وہ مراد ہیں اور وہ لوگ مراد ہیں' جو ان کی صفات کے مطابق ایمان کی دولت رکھتے ہیں' جبکہ شیخ ابن التین نے یہ بات بیان کی ہے: یہ حکم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ مخصوص ہے' کیونکہ وہ ہمیشہ حکمت کے ساتھ کلام کرتے تھے جبکہ بعد میں آنے والوں کی صورتحال اس سے مختلف ہے' تاہم درست قول یہ ہے' یہ حکم ثقہ اور پرہیزگار لوگوں کے ساتھ مخصوص ہوگا۔

اسی حدیث کی تشریح کرتے ہوئے علامہ ابوالحسن سندھی نے یہ بات بیان کی ہے۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ قول بھی ہے' یہ حکم ان کے لئے ساتھ مخصوص ہے' جس کی تعریف اہل فضیلت لوگ کریں اور ان لوگوں کی تعریف میت کے افعال کے مطابق ہو تو ایسا شخص جنتی ہوگا۔ تاہم صحیح قول یہ ہے' یہ الفاظ اپنے عموم اور اطلاق پر باقی رہیں گے۔ جو بھی مسلمان فوت ہو جائے اور اللہ تعالیٰ لوگوں کے دلوں میں' یا لوگوں کی اکثریت کے دل میں اس کے لئے تعریف ڈال دے تو یہ اس بات کی دلیل ہوگی کہ وہ مسلمان جنتی ہے خواہ میت کے افعال اس کا تقاضا کرتے ہوں' یا نہ کرتے ہوں۔ اس کی وجہ یہ ہے' گناہوں کا عذاب ہونا واجب نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ کا اس کے لئے لوگوں کے دلوں میں تعریف ڈال دینا اس بات کی دلیل ہے' اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت کو پسند کرتا ہے۔

•••———•••———•••

1932 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ اِبْرَاهِيمَ بْنَ عَامِرٍ وَّجَدُّهُ اُمَيَّةُ بْنُ خَلَفٍ قَالَ سَمِعْتُ عَامِرَ بْنَ سَعْدٍ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ مَرُّوا بِجَنَازَةٍ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَثْنَوْا عَلَيْهَا خَيْرًا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَبَتْ . ثُمَّ مَرُّوا بِجَنَازَةٍ اُخْرٰى فَاَثْنَوْا عَلَيْهَا شَرًّا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَبَتْ . قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَوْلُكَ الْاُوْلٰى وَالْاُخْرٰى وَجَبَتْ . فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَلَائِكَةُ شُهَدَاءُ اللّٰهِ فِي السَّمَاءِ وَاَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللّٰهِ فِي الْاَرْضِ .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' کچھ لوگ ایک جنازہ لے کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزرے لوگوں نے اس کی تعریف کی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

واجب ہوگئی ہے' کچھ لوگ ایک اور جنازہ لے کر گزرے تو لوگوں نے اس کی برائی بیان کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: واجب ہوگئی ہے' لوگوں نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ نے پہلے اور دوسرے دونوں جنازوں کے بارے

1932-اخرجه ابو داؤد فی الجنائز، باب فی الثناء علی المیت (الحدیث 3233) مختصرًا . انظر تحفة الاشراف (13538) .

میں یہی فرمایا ہے' واجب ہوگئی ہے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

فرشتے آسمان میں اللہ تعالیٰ کے گواہ ہیں اور تم لوگ زمین میں اللہ تعالیٰ کے گواہ ہو۔

1933 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيْدَ قَالَا حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ اَبِي الْفُرَاتِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِي الْاَسْوَدِ الدِّيْلِيِّ قَالَ اَتَيْتُ الْمَدِيْنَةَ فَجَلَسْتُ اِلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَمُرَّ بِجَنَازَةٍ فَاُثْنِيَ عَلٰى صَاحِبِهَا خَيْرًا فَقَالَ عُمَرُ وَجَبَتْ . ثُمَّ مُرَّ بِاُخْرٰى فَاُثْنِيَ عَلٰى صَاحِبِهَا خَيْرًا فَقَالَ عُمَرُ وَجَبَتْ . ثُمَّ مُرَّ بِالثَّالِثِ فَاُثْنِيَ عَلٰى صَاحِبِهَا شَرًّا فَقَالَ عُمَرُ وَجَبَتْ . فَقُلْتُ وَمَا وَجَبَتْ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ قَالَ قُلْتُ كَمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّمَا مُسْلِمٍ شَهِدَ لَهُ اَرْبَعَةٌ قَالُوْا خَيْرًا اَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ . قُلْنَا اَوْ ثَلَاثَةٌ قَالَ اَوْ ثَلَاثَةٌ . قُلْنَا اَوِ اثْنَانِ قَالَ اَوِ اثْنَانِ .

☆☆ ابواسود دیلی بیان کرتے ہیں' میں مدینہ منورہ آیا' میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا' اسی دوران ایک جنازہ گزرا' مرحوم کی تعریف کی گئی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: واجب ہوگئی ہے' پھر ایک اور جنازہ گزرا' اس شخص کی بھی تعریف کی گئی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: واجب ہوگئی ہے' پھر تیسرا جنازہ گزرا' اس شخص کی برائی کی گئی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: واجب ہوگئی ہے' میں نے دریافت کیا: اے امیر المومنین! کیا چیز واجب ہوگئی ہے؟ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے وہی الفاظ کہے ہیں' جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمائے تھے' جس مسلمان کے بارے میں چار آدمی یہ گواہی دیتے ہوئے کہہ دیں کہ وہ اچھا ہے' تو اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کر دیتا ہے' ہم نے دریافت کیا: اگر تین کر دیں؟ تو انہوں نے فرمایا: اگر تین کر دیں' ہم نے عرض کی: اگر دو کر دیں؟ تو انہوں نے فرمایا: اگر دو کر دیں (تو بھی یہی فضیلت حاصل ہوگی)۔

شرح

روایت کے یہ الفاظ ''جس مسلمان کے بارے میں چار لوگ گواہی دے'' اس کی وضاحت کرتے ہوئے امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بات تحریر کی ہے: داؤدی نے یہ بات کہی ہے۔ اس گواہی میں ان لوگوں کی شہادت معتبر ہوگی جو اہل فضل ہوں اور سچے ہوں۔ گناہ گار لوگ مراد نہیں ہوں گے کیونکہ وہ تو ایسے شخص کی تعریف کریں گے جو ان کی مانند ہو۔

اسی طرح اس شخص کا بھی اعتبار نہیں ہوگا' جس کی میت کے ساتھ کوئی دشمنی ہو کیونکہ دشمن کی گواہی قبول نہیں کی جاتی۔*

•••———•••———•••

51 - باب النَّهْيِ عَنْ ذِكْرِ الْهَلْكٰى اِلَّا بِخَيْرٍ

باب: مرحومین کا اچھائی کے علاوہ ذکر کرنے کی ممانعت

* حاشیہ سیوطی بر روایت مذکورہ

1933-اخرجه البخاری فی الجنائز، باب ثناء الناس علی المیت (الحدیث 1368) . و فی الشهادات، باب تعدیل کم یجوز (الحدیث 2643) . و اخرجه الترمذی فی الجنائز، باب ما جاء فی الثناء الحسن علی المیت (الحدیث 1059) . تحفة الاشراف (10472) .

1934 - اَخْبَرَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ يَعْقُوْبَ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَحْمَدُ بْنُ اِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا مَنْصُوْرُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اُمِّهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ ذُكِرَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَالِكٌ بِسُوْءٍ فَقَالَ لَا تَذْكُرُوْا هَلْكَاكُمْ اِلَّا بِخَيْرٍ.

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ کے سامنے ایک مرحوم شخص کی بُرائی کی گئی تو آپ نے ارشاد فرمایا: اپنے مرحومین کا تذکرہ صرف اچھائی کے ساتھ کیا کرو۔

شرح

اس روایت کی شرح کرتے ہوئے امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بات تحریر کی ہے: یہاں یہ سوال کیا جا سکتا ہے' اس روایت اور اس سے پہلے نقل ہو جانے والی روایات میں مطابقت کیسے دی جا سکتی ہے' جس میں یہ بات مذکور ہے' ایک جنازہ گزرا تو لوگوں نے اس کی برے الفاظ کے ساتھ تعریف کی تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اس کے لئے (جہنم) واجب ہو گئی ہے۔''

اب نبی اکرم ﷺ نے ان لوگوں کو اس کی بری تعریف کرنے سے منع نہیں فرمایا تو امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا جواب یہ دیا ہے: مردوں کو برا کہنے کی ممانعت اس وقت ہے' جب وہ منافق نہ ہو یا کافر نہ ہو یا کوئی ایسا شخص نہ ہو جو فسق یا بدعت کے اعتبار سے معروف ہوتا ہے۔ اگر ایسے لوگ ہوں' تو پھر ان کا برائی کے ساتھ ذکر کرنا حرام نہیں ہوگا تاکہ لوگوں کو ان کے طریقے پر چلنے سے ان کے آثار کی پیروی کرنے سے اور ان کے اخلاق اختیار کرنے سے روکا جا سکے۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بات بھی بیان کی ہے: دوسری روایت (یعنی جس میں لوگوں کی برائی بیان کرنے کا تذکرہ ہے) وہ اس صورت پر محمول ہوگی کہ لوگوں نے اس شخص کی برائی بیان کی ہوگی جو منافق ہونے کے حوالے سے مشہور ہوگا یا اسی طرح کی کوئی اور صورتحال ہوگی۔

••••——••••——••••

52 - باب النَّهْيِ عَنْ سَبِّ الْاَمْوَاتِ

باب: مردوں کو برا کہنے کی ممانعت

1935 - اَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ عَنْ بِشْرٍ - وَهُوَ ابْنُ الْمُفَضَّلِ - عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ الْاَعْمَشِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَسُبُّوا الْاَمْوَاتَ فَاِنَّهُمْ قَدْ اَفْضَوْا اِلٰى مَا قَدَّمُوْا.

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

1934-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (17862) .

1935-اخرجه البخاري في الجنائز، باب ما ينهى من سب الاموات (الحديث 1393)، وفي الرقاق، باب سكرات الموت (الحديث 6516). تحفة الاشراف (17576) .

تم لوگ مردوں کو برا نہ کہو' کیونکہ انہوں نے جو آگے بھیجا تھا' وہ اس تک چلے گئے ہیں۔

شرح

اس روایت کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی ''صحیح'' میں نقل کیا ہے وہاں اس کی وضاحت کرتے ہوئے حافظ بدرالدین محمود عینی نے یہ بات تحریر کی ہے:

روایت میں استعمال ہونے والا لفظ ''الاموات'' میں موجود ''ال'' عہد کے لئے ہے۔ اس سے مراد مسلمان مرحومین ہیں۔ اس کی تائید دوسری اس روایت سے بھی ہوتی ہے' جسے امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نقل کیا ہے' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے۔

''اپنے مرحومین کا ذکر کرو اور ان کی برائیوں سے درگزر کرو۔''

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس روایت کو اپنی سنن کی کتاب ''الادب'' میں نقل کیا ہے۔

البتہ کفار کی برائیوں کا تذکرہ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور ان کی اچھائیوں کا ذکر کرنے کا حکم بھی نہیں دیا گیا اگرچہ انہوں نے صدقہ کیا ہو غلام آزاد کیا ہو لوگوں کو کھانا کھلایا ہو وغیرہ۔

اس کی وجہ صرف یہ ہے' ان کفار کی اولاد میں سے مسلمانوں کو ان کے برے الفاظ میں تذکرہ کرنے کی وجہ سے اذیت ہوتی ہے۔ اس لئے اس سے اجتناب کرنا چاہئے جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے منقول روایت میں یہ بات مذکور ہے' جسے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی نقل کیا ہے۔

ایک انصاری نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے والد کے بارے میں زمانہ جاہلیت کے کسی واقعے کے حوالے سے کچھ برا کہا تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اسے چانٹا رسید کر دیا۔ اس شخص کی قوم کے افراد اس کے پاس آئے اور بولے: اللہ کی قسم! ہم حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو بھی ضرور طمانچہ رسید کریں گے جس طرح انہوں نے اس کو مارا ہے۔ ان لوگوں نے اپنے ہتھیار پہن لئے جب اس بات کی اطلاع نبی اکرم ﷺ کو ملی تو آپ ﷺ منبر پر چڑھے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اے لوگو! روئے زمین پر اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ معزز کون ہے؟ لوگوں نے عرض کی: آپ! نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تو عباس مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں' تم لوگ ہمارے مرحومین کو برا کہہ کر ہمارے زندوں کو اذیت نہ دو۔''

تو وہ لوگ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے عرض کی ''یا رسول اللہ! ہم آپ ﷺ کی ناراضگی سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔''

اسی طرح ایک اور ''مرسل'' روایت جو امام محمد باقر رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے وہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے بدر کے مشرک مقتولین کو برا کہنے سے منع کیا تھا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا:

''انہیں برانہ کہو۔''

اس کی وجہ یہ ہے' تم لوگ جو کہو گے اس کا انہیں' تو کوئی نقصان نہیں ہوگا' لیکن زندہ لوگوں کو تم اذیت پہنچاؤ گے۔

(علامہ عینی نے یہ بات بھی تحریر کی ہے) ابن بطال کہتے ہیں مشرکین سے تعلق رکھنے والے برے مردوں کا تذکرہ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے یہ جائز ہے' کیونکہ اس میں کوئی شک نہیں ہے' وہ جہنم میں جائیں گے۔

انہوں نے یہ بات بھی بیان کی ہے۔ مردے کو برا کہنا غیبت کی مانند ہے' تو اگر کسی بھی مرحوم شخص کی حالت میں بھلائی کا پہلو غالب ہو تو اب مرحوم کی غیبت بھی ممنوع ہوگی' اگر وہ اعلانیہ فاسق ہو تو پھر اس کی غیبت نہیں ہوگی' جس طرح زندہ شخص کی نہیں ہوتی ہے۔*

•••——•••——•••

1936 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِىْ بَكْرٍ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتْبَعُ الْمَيِّتَ ثَلَاثَةٌ اَهْلُهُ وَمَالُهُ وَعَمَلُهُ فَيَرْجِعُ اثْنَانِ اَهْلُهُ وَمَالُهُ وَيَبْقٰى وَاحِدٌ عَمَلُهُ ۔

☆☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''میت کے ساتھ تین چیزیں جاتی ہیں' اس کے اہل خانہ' اس کا مال اور اس کا عمل' ان میں سے دو چیزیں واپس آ جاتی ہیں' اس کے اہل خانہ اور اس کا مال' جبکہ عمل رہ جاتا ہے''۔

1937 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُوْسٰى عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِىْ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِلْمُؤْمِنِ عَلَى الْمُؤْمِنِ سِتُّ خِصَالٍ يَعُوْدُهُ اِذَا مَرِضَ وَيَشْهَدُهُ اِذَا مَاتَ وَيُجِيْبُهُ اِذَا دَعَاهُ وَيُسَلِّمُ عَلَيْهِ اِذَا لَقِيَهُ وَيُشَمِّتُهُ اِذَا عَطَسَ وَيَنْصَحُ لَهُ اِذَا غَابَ اَوْ شَهِدَ ۔

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''ایک مؤمن کے دوسرے مؤمن پر چھ حقوق ہیں' جب وہ بیمار ہو جائے' تو دوسرا اس کی عیادت کرے' جب وہ فوت ہو جائے' تو دوسرا اس کے جنازے میں شریک ہو' جب وہ دوسرے شخص کی دعوت کرے تو دوسرا اس دعوت کو قبول کرے' جب دوسرا شخص اس سے ملے تو اسے سلام کرے' جب اسے چھینک آئے' تو دوسرا شخص اس کا جواب دے اور جب وہ موجود ہو یا موجود نہ ہو' تو دوسرا شخص اس کے لیے خیر خواہی کرے''۔

* عمدۃ القاری' کتاب' جنائز کے بارے میں روایات' باب: مردوں کو برا کہنے کی ممانعت

1936-اخرجه البخاري في الرقاق ، باب سكرات الموت (الحديث 6514) . واخرجه مسلم في الزهد و الرقاق، (الحديث 5) . واخرجه الترمذي في الزهد، باب ما جاء مثل ابن آدم و اهله و ولده و ماله و عمله (الحديث 2379) . تحفة الاشراف (940) .

1937-اخرجه الترمذي في الادب، باب ما جاء في تشميت العاطس (الحديث 2737) . تحفة الاشراف (13066) .

53 - باب الْاَمْرِ بِاتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ

باب: جنازوں کے ہمراہ جانے کا حکم

1938 - اَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ مَنْصُوْرٍ الْبَلْخِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ ح وَاَنْبَاَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ فِيْ حَدِيْثِهٖ عَنْ اَبِى الْاَحْوَصِ عَنْ اَشْعَثَ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ سُوَيْدٍ قَالَ هَنَّادٌ قَالَ الْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ وَقَالَ سُلَيْمَانُ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَبْعٍ وَنَهَانَا عَنْ سَبْعٍ اَمَرَنَا بِعِيَادَةِ الْمَرِيْضِ وَتَشْمِيْتِ الْعَاطِسِ وَاِبْرَارِ الْقَسَمِ وَنُصْرَةِ الْمَظْلُوْمِ وَاِفْشَاءِ السَّلَامِ وَاِجَابَةِ الدَّاعِيْ وَاتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ وَنَهَانَا عَنْ خَوَاتِيْمِ الذَّهَبِ وَعَنْ اٰنِيَةِ الْفِضَّةِ وَعَنِ الْمَيَاثِرِ وَالْقَسِّيَّةِ وَالْاِسْتَبْرَقِ وَالْحَرِيْرِ وَالدِّيْبَاجِ ۔

☆☆ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سات باتوں کی ہدایت کی تھی اور سات چیزوں سے منع کیا تھا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بیمار کی عیادت کرنے' چھینکنے والے کا جواب دینے' قسم پوری کروانے' مظلوم کی مدد کرنے' سلام کو عام کرنے' دعوت قبول کرنے اور جنازوں کے ساتھ جانے کی ہدایت کی تھی' جبکہ آپ نے ہمیں سونے کی انگوٹھی پہننے' چاندی کے برتن استعمال کرنے' میسرہ' قسی' استبرق' حریر' دباء (یہ سب ریشمی کپڑے کی قسمیں ہیں) استعمال کرنے سے منع کیا تھا۔

54 - باب فَضْلِ مَنْ يَتْبَعُ جَنَازَةً

باب: جنازے کے ساتھ جانے والے شخص کی فضیلت

1939 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْثَرٌ عَنْ بُرْدٍ اَخِيْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِىْ زِيَادٍ عَنِ الْمُسَيَّبِ بْنِ رَافِعٍ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَبِعَ جَنَازَةً حَتّٰى يُصَلّٰى عَلَيْهَا كَانَ لَهٗ مِنَ الْاَجْرِ قِيْرَاطٌ وَّمَنْ مَشٰى مَعَ الْجَنَازَةِ حَتّٰى تُدْفَنَ كَانَ لَهٗ مِنَ الْاَجْرِ قِيْرَاطَانِ وَالْقِيْرَاطُ مِثْلُ اُحُدٍ ۔

☆☆ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

1938-اخرجه البخاري في الجنائز، باب الامر باتباع الجنائز (الحديث 1239)، و في المظالم، باب نصر المظلوم (الحديث 2445) . مختصرًا، و في النكاح، باب حق اجابة الوليمة و الدعوة (الحديث 5175)، و في الاشربة، باب آنية الفضة (الحديث 5635)، و في المرضى، باب وجوب عيادة المريض (الحديث 5650) بنحوه، و في اللباس ، باب الميثرة الحمراء (الحديث 5849) مختصرًا، و باب خواتيم الذهب (الحديث 5863)، و في الادب، و باب تشميت العاطس اذا حمد الله (الحديث 6222)، و في الاستئذان، باب افشاء السلام (الحديث 6235) . واخرجه مسلم في اللباس و الزينة، باب تحريم استعمال اناء الذهب و الفضة على الرجال و النساء و خاتم الذهب و الحرير على الرجل و اباحته للنساء، و اباحة العلم و نحوه للرجل ما لم يزد على اربع اصابع (الحديث 3) . واخرجه الترمذي في الادب، باب ما جاء في كراهية لبس المعصفر للرجل و القسي (الحديث 2809) . وسياتي (الحديث 3787) مختصرًا و الحديث عند: البخاري في اللباس، باب لبس القسي (الحديث 5838)، و في الايمان و النذور، باب قول الله تعالى (واقسموا بالله جهد ايمانهم) (الحديث 6654) . والترمذي في اللباس، باب ما جاء في ركوب المياثر (الحديث 1760) . و سياتي ايضًا (الحديث 5324) و ابن ماجه في الكفارات، باب ابرار المقسم (الحديث 2115)، و في اللباس، باب كراهية لبس الحرير (الحديث 3589) . تحفة الاشراف (1916) .

1939-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (1915) .

"جو شخص جنازے کے ساتھ جاتا ہے' یہاں تک کہ اس کی نمازِ جنازہ ادا کر لی جاتی ہے' تو اس شخص کو ایک قیراط اجر ملتا ہے' جو شخص جنازے کے دفن ہونے تک اس کے ساتھ جاتا ہے' تو اسے دو قیراط اجر ملتا ہے اور ایک قیراط "اُحد" پہاڑ جتنا ہوتا ہے"۔

1940 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَشْعَثُ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُغَفَّلِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَبِعَ جَنَازَةً حَتّٰى يُفْرَغَ مِنْهَا فَلَهُ قِيْرَاطَانِ فَاِنْ رَجَعَ قَبْلَ اَنْ يُفْرَغَ مِنْهَا فَلَهُ قِيْرَاطٌ ۔

★★ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

"جو شخص جنازے کے ساتھ جاتا ہے' یہاں تک کہ اس سے فارغ ہو جائے (یعنی اسے دفن کر دیا جائے) تو اسے دو قیراط ملتے ہیں' اگر وہ اس سے فارغ ہونے سے پہلے (یعنی دفن ہونے سے پہلے) واپس آ جاتا ہے' تو اسے ایک قیراط ملتا ہے"۔

55 - باب مَكَانِ الرَّاكِبِ مِنَ الْجَنَازَةِ

باب: جنازے کے ساتھ سواری پر جانے کی جگہ

1941 - اَخْبَرَنَا زِيَادُ بْنُ اَيُّوْبَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ وَاصِلٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ وَاَخُوْهُ الْمُغِيْرَةُ جَمِيْعًا عَنْ زِيَادِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّاكِبُ خَلْفَ الْجَنَازَةِ وَالْمَاشِي حَيْثُ شَاءَ مِنْهَا وَالطِّفْلُ يُصَلّٰى عَلَيْهِ ۔

★★ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

"سوار شخص جنازے کے پیچھے چلے گا' جبکہ پیدل چلنے والا شخص جہاں چاہے چلے' اور چھوٹے بچے کی بھی نمازِ جنازہ ادا کی جائے گی"۔

شرح

اس حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے علامہ ابوالحسن سندھی نے یہ بات بیان کی ہے' سوار شخص کے لائق یہی چیز ہے' وہ جنازے کے پیچھے چلے اور پیدل شخص کو یہ اختیار حاصل ہے وہ جہاں چاہے چلے خواہ دائیں طرف چلے خواہ بائیں طرف چلے خواہ آگے چلے خواہ پیچھے چلے۔ اس کی وجہ یہ ہے' جنازے کو اٹھانے میں ہر طرف چلنے کی ضرورت پیش آتی ہے۔

1940-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (9653) .

1941-اخرجه ابو داؤد في الجنائز، باب المشي امام الجنازة (الحديث 3180) بنحوه مطولًا . واخرجه الترمذي في الجنائز، باب ما جاء في الصلاة على الاطفال (الحديث 1031) . و سياتي (الحديث 1942)، والصلاة على الاطفال (الحديث 1947) . واخرجه ابن ماجه في الجنائز، باب ما جاء في شهود الجنائز (الحديث 1481) مختصرًا . و الحديث عند: ابن ماجه في الجنائز، باب ما جاء في الصلاة على الطفل (الحديث 1507) . تحفة الاشراف (11490) .

جنازے کے آگے یا پیچھے چلنے میں کون سا عمل زیادہ فضیلت رکھتا ہے؟ اس پر بحث کرتے ہوئے امام ابوجعفر طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بات تحریر کی ہے:

ہمارے اصحاب (یعنی فقہائے احناف) نے یہ بات بیان کی ہے: جنازے کے پیچھے چلنا زیادہ فضیلت رکھتا ہے' جب کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ یہ فرماتے ہیں: جنازے کے آگے چلنا زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند کے ساتھ سالم کے حوالے سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا یہ بیان نقل کیا ہے میں نے نبی اکرم ﷺ' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے یہ حضرات جنازے کے آگے چلتے تھے۔

امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں یہ روایت مرسل ہے' جو مختلف اسناد کے حوالے سے منقول ہے۔ اگر اسے متصل بھی تسلیم کر لیا جائے' تو بھی یہ اس بات پر دلالت نہیں کرتی کہ ایسا کرنا زیادہ فضیلت رکھتا ہے' کیونکہ ایسا بھی ہو سکتا ہے' نبی اکرم ﷺ نے کم تر عمل کو تعلیم دینے کے لئے اختیار کیا ہو' جس طرح نبی اکرم ﷺ نے تعلیم دینے کے لئے اور مسئلہ بیان کرنے کے لئے ایک مرتبہ بھی وضو کیا ہے حالانکہ تین مرتبہ وضو کرنا زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔

نافع کے حوالے سے یہ روایت نقل کی گئی ہے۔ وہ کہتے ہیں میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا جنازے کے ساتھ کیسے چلا جائے گا' تو انہوں نے فرمایا کیا تم نے نوٹ نہیں کیا' کہ میں جنازے کے پیچھے چلتا ہوں۔

اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ بات منقول ہے۔ وہ فرماتے ہیں' جنازے کے پیچھے چلنا اس کے آگے چلنے پر اسی طرح فضیلت رکھتا ہے' جس طرح باجماعت نماز ادا کرنا تنہا نماز ادا کرنے پر فضیلت رکھتا ہے*۔

56 - باب مَكَانِ الْمَاشِي مِنَ الْجَنَازَةِ

باب: جنازے کے ساتھ پیدل چلنے والے کی جگہ

1942 - اَخْبَرَنِي اَحْمَدُ بْنُ بَكَّارٍ الْحَرَّانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ سَعِيْدٍ الثَّقَفِيِّ عَنْ عَمِّهِ زِيَادِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ حَيَّةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّاكِبُ خَلْفَ الْجَنَازَةِ وَالْمَاشِي حَيْثُ شَاءَ مِنْهَا وَالطِّفْلُ يُصَلّٰى عَلَيْهِ ۔

★★ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

"سوار شخص جنازے کے پیچھے چلے گا' جبکہ پیدل شخص جہاں چاہے چلے' اور بچے کی بھی نمازِ جنازہ ادا کی جائے گی"۔

1943 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ وَّقُتَيْبَةُ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهٗ رَاَى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبَا بَكْرٍ وَّعُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَمْشُوْنَ اَمَامَ الْجَنَازَةِ ۔

* مختصر اختلاف العلماء، جنازے کے آگے چلنا زیادہ فضیلت رکھتا ہے یا پیچھے چلنا

1942-تقدم في الجنائز، مكان الراكب من الجنازة (الحديث 1941) .

☆☆ سالم اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں' انہوں نے نبی اکرم ﷺ' حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو جنازے کے آگے چلتے ہوئے دیکھا ہے۔

1944 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِىْ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ وَمَنْصُوْرٌ وَّزِيَادٌ وَّبَكْرٌ - هُوَ ابْنُ وَائِلٍ - كُلُّهُمْ ذَكَرُوْا اَنَّهُمْ سَمِعُوْا مِنَ الزُّهْرِيِّ يُحَدِّثُ اَنَّ سَالِمًا اَخْبَرَهُ اَنَّ اَبَاهُ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ رَاَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبَا بَكْرٍ وَّعُمَرَ وَعُثْمَانَ يَمْشُوْنَ بَيْنَ يَدَيِ الْجَنَازَةِ . بَكْرٌ وَّحْدَهُ لَمْ يَذْكُرْ عُثْمَانَ . قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ هٰذَا خَطَاٌ وَّالصَّوَابُ مُرْسَلٌ .

☆☆ سالم بیان کرتے ہیں' ان کے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) نے انہیں یہ بات بتائی ہے' انہوں نے نبی اکرم ﷺ' حضرت ابوبکر' حضرت عمر اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہم کو جنازے کے آگے چلتے ہوئے دیکھا ہے۔

(امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں:) صرف بکر نامی راوی نے اس روایت میں حضرت عثمان غنی کا تذکرہ نہیں کیا۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: یہ غلط ہے' کیونکہ درست یہ ہے' یہ روایت مرسل ہے۔

57 - باب الْاَمْرِ بِالصَّلَاةِ عَلَى الْمَيِّتِ

باب: نمازِ جنازہ ادا کرنے کا حکم

1945 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ وَّعَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ النَّيْسَابُوْرِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ اَبِىْ قِلَابَةَ عَنْ اَبِى الْمُهَلَّبِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَخَاكُمْ قَدْ مَاتَ فَقُوْمُوْا فَصَلُّوْا عَلَيْهِ .

☆☆ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

"تمہارے بھائی کا انتقال ہو گیا ہے' تم اُٹھو اور اس کی نمازِ جنازہ ادا کرو"۔

58 - باب الصَّلَاةِ عَلَى الصِّبْيَانِ

باب: بچوں کی نمازِ جنازہ ادا کرنا

1946 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا طَلْحَةُ بْنُ يَحْيٰى عَنْ عَمَّتِهِ عَائِشَةَ بِنْتِ

1943-اخرجه ابو داؤد في الجنائز، باب المشي امام الجنازة (الحديث 3179) . و اخرجه الترمذي في الجنائز، باب ما جاء في المشي امام الجنازة (الحديث 1007 و 1008) . و (الحديث 1944)، واخرجه ابن ماجه في الجنائز، باب ما جاء في المشي امام الجنازة (الحديث 1482) . تحفة الاشراف (6820) .

1944-تقدم (الحديث 1943) .

1945-اخرجه مسلم في الجنائز، باب في التكبير على الجنازة (الحديث 67) . تحفة الاشراف (10886) .

1946-اخرجه مسلم في القدر، باب معنى كل مولود يولد على الفطرة و حكم موت اطفال الكفار و اطفال المسلمين (الحديث 31) بنحوه . واخرجه ابو داؤد في السنة، باب في ذراري المشركين (الحديث 4713) . واخرجه ابن ماجه في المقدمة، باب في القدر (الحديث 82) . تحفة الاشراف (17873) .

طَلْحَةَ عَنْ خَالَتِهَا اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ عَائِشَةَ قَالَتْ اُتِىَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِصَبِيٍّ مِّنْ صِبْيَانِ الْاَنْصَارِ فَصَلّٰى عَلَيْهِ . قَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ طُوْبٰى لِهٰذَا عُصْفُوْرٌ مِّنْ عَصَافِيْرِ الْجَنَّةِ لَمْ يَعْمَلْ سُوْءًا وَّلَمْ يُدْرِكْهُ . قَالَ اَوَغَيْرَ ذٰلِكَ يَا عَائِشَةُ خَلَقَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ الْجَنَّةَ وَخَلَقَ لَهَا اَهْلًا وَّخَلَقَهُمْ فِىْ اَصْلَابِ اٰبَائِهِمْ وَخَلَقَ النَّارَ وَخَلَقَ لَهَا اَهْلًا وَّخَلَقَهُمْ فِىْ اَصْلَابِ اٰبَائِهِمْ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ کے پاس ایک انصاری بچے کو لایا گیا (جو فوت ہو چکا تھا) نبی اکرم ﷺ نے اس کی نمازِ جنازہ ادا کی۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں نے کہا: یہ بچہ کتنا خوش نصیب ہے' یہ جنت کی ایک چڑیا ہے' جس نے کبھی کوئی برائی نہیں کی اور اسے وہ زمانہ ہی نہیں ملا۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

کیا اس کے علاوہ بھی ہے؟ اے عائشہ! اللہ تعالیٰ نے جنت کو پیدا کیا ہے اور اس کے اہل لوگوں کو بھی پیدا کیا ہے' اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو ان کے آباء کی پشتوں میں پیدا کر لیا اور پھر اللہ تعالیٰ نے جہنم کو پیدا کیا اور اس کے اہل لوگوں کو بھی پیدا کیا اور اس نے ان لوگوں کو ان کے آباؤ اجداد کی پشتوں میں پیدا کیا ہے۔

شرح

اس حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بات بیان کی ہے: امام نووی رحمۃ اللہ علیہ یہ فرماتے ہیں: علماء کا اس بات پر اجماع ہے' مسلمان بچوں میں سے جو لوگ فوت ہو جائیں وہ جنتی ہیں اور اس روایت کا جواب یہ ہے' شاید نبی اکرم ﷺ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو کسی دلیل کے بغیر قطعی طور پر جلدی میں یہ الفاظ استعمال کرنے سے منع کیا ہو۔

اسی حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے علامہ سندھی نے یہ بات بیان کی ہے: اہل تحقیق میں سے اکثریت نے اس بات کی تصریح کی ہے' اس مسئلے میں خاموشی اختیار کرنا زیادہ مناسب ہے' کیونکہ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے' جس کا عمل کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے اور اس پر اجماع بھی منعقد نہیں ہوگا۔ اس لئے یہ مسئلہ اصول فقہ کے اعتبار سے اجماع کی صورت سے نکل جائے گا۔

اس کی وجہ یہ ہے اجماع اس مسئلے پر ہوتا ہے' جس کے بارے میں اجتہاد کے ذریعے جانا جا سکے' لیکن جو امور نقل سے تعلق رکھتے ہیں اس کا اجماع کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے اس لئے اس مسئلے میں اجماع کا شمار کرنا درست نہیں ہوگا۔

•••——•••——•••

59 - باب الصَّلَاةِ عَلَى الْاَطْفَالِ

باب: بچوں کی نمازِ جنازہ ادا کرنا

1947 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُ زِيَادَ بْنَ جُبَيْرٍ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ اَنَّهُ ذَكَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الرَّاكِبُ

1947-تقدم في الجنائز، مكان الراكب من الجنازة (الحديث 1941) .

خَلْفَ الْجَنَازَةِ وَالْمَاشِي حَيْثُ شَاءَ مِنْهَا وَالطِّفْلُ يُصَلَّى عَلَيْهِ .

☆☆ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:
''سوار شخص جنازے کے پیچھے چلے گا' جبکہ پیدل شخص جس طرف چاہے چل سکتا ہے اور چھوٹے بچے کی نماز جنازہ ادا کی جائے گی''۔

60 - باب اَوْلَادِ الْمُشْرِكِيْنَ

باب: مشرکین کی اولاد (کا حکم)

1948 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ قَالَ اَنْبَانَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيْدَ اللَّيْثِيِّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اَوْلَادِ الْمُشْرِكِيْنَ فَقَالَ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا عَامِلِيْنَ .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ سے مشرکین کی اولاد کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
''اللہ بہتر جانتا ہے' وہ لوگ کیا عمل کرتے تھے''۔

1949 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ قَيْسٍ - هُوَ ابْنُ سَعْدٍ - عَنْ طَاوُسٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنْ اَوْلَادِ الْمُشْرِكِيْنَ فَقَالَ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا عَامِلِيْنَ .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ سے مشرکین کی اولاد کے بارے میں دریافت کیا گیا تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:
''ان لوگوں نے جو عمل کرنے تھے' ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ زیادہ بہتر جانتا ہے''۔

1950 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِيْ بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اَوْلَادِ الْمُشْرِكِيْنَ فَقَالَ خَلَقَهُمُ اللّٰهُ حِيْنَ خَلَقَهُمْ وَهُوَ يَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا عَامِلِيْنَ .

1948-اخرجه البخاری فی الجنائز، باب ما قيل فی اولاد المشركين (الحديث 1384)، و فی القدر، باب الله اعلم بما كانوا عاملين (الحديث 6598) . واخرجه مسلم فی القدر، باب معنى كل مولود يولد على الفطرة و حكم موت اطفال الكفار و اطفال المسلمين (الحديث 26) . تحفة الاشراف (14212) . .

1949-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (13532) .

1950-اخرجه البخاری فی الجنائز، باب ما قيل فی اولاد المشركين (الحديث 1383)، و فی القدر، باب الله اعلم بما كانوا عاملين (الحديث 6597) بنحوه . و اخرجه مسلم فی القدر، باب معنى كل مولود يولد على الفطرة، وحكم موت اطفال الكفار و اطفال المسلمين (الحديث 28) . واخرجه ابو داؤد فی السنة، باب فی ذراری المشركين (الحديث 4711) بنحوه . و سيأتي (الحديث 1951) . تحفة الاشراف (5449) .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ سے مشرکین کی اولاد کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
''ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے اور جب اللہ تعالیٰ نے انہیں پیدا کیا ہے' تو وہ زیادہ بہتر جانتا ہے' انہوں نے کیا عمل کرنے تھے''۔

1951 - اَخْبَرَنِيْ مُجَاهِدُ بْنُ مُوْسٰى عَنْ هُشَيْمٍ عَنْ اَبِيْ بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذَرَارِيِّ الْمُشْرِكِيْنَ فَقَالَ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا عَامِلِيْنَ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ سے مشرکین کی اولاد کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
''اللہ تعالیٰ زیادہ بہتر جانتا ہے' انہوں نے کیا عمل کرنے تھے''۔

61 - باب الصَّلَاةِ عَلَى الشُّهَدَاءِ

باب: شہداء کی نمازِ جنازہ ادا کرنا

1952 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ اَنْبَانَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عِكْرِمَةُ بْنُ خَالِدٍ اَنَّ ابْنَ اَبِيْ عَمَّارٍ اَخْبَرَهُ عَنْ شَدَّادِ بْنِ الْهَادِ اَنَّ رَجُلًا مِنَ الْاَعْرَابِ جَاءَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاٰمَنَ بِهِ وَاتَّبَعَهُ ثُمَّ قَالَ اُهَاجِرُ مَعَكَ . فَاَوْصٰى بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْضَ اَصْحَابِهِ فَلَمَّا كَانَتْ غَزْوَةٌ غَنِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْيًا فَقَسَمَ وَقَسَمَ لَهُ فَاَعْطٰى اَصْحَابَهُ مَا قَسَمَ لَهُ وَكَانَ يَرْعٰى ظَهْرَهُمْ فَلَمَّا جَاءَ دَفَعُوْهُ اِلَيْهِ فَقَالَ مَا هٰذَا قَالُوْا قِسْمٌ قَسَمَهُ لَكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . فَاَخَذَهُ فَجَاءَ بِهِ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا هٰذَا قَالَ قَسَمْتُهُ لَكَ . قَالَ مَا عَلٰى هٰذَا اتَّبَعْتُكَ وَلٰكِنِّيْ اتَّبَعْتُكَ عَلٰى اَنْ اُرْمٰى اِلٰى هَا هُنَا - وَاَشَارَ اِلٰى حَلْقِهِ بِسَهْمٍ - فَاَمُوْتَ فَاَدْخُلَ الْجَنَّةَ . فَقَالَ اِنْ تَصْدُقِ اللّٰهَ يَصْدُقْكَ . فَلَبِثُوْا قَلِيْلًا ثُمَّ نَهَضُوْا فِيْ قِتَالِ الْعَدُوِّ فَاُتِيَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحْمَلُ قَدْ اَصَابَهُ سَهْمٌ حَيْثُ اَشَارَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَهُوَ هُوَ . قَالُوْا نَعَمْ . قَالَ صَدَقَ اللّٰهَ فَصَدَقَهُ . ثُمَّ كَفَّنَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ جُبَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَدَّمَهُ فَصَلّٰى عَلَيْهِ فَكَانَ فِيْمَا ظَهَرَ مِنْ صَلَاتِهِ اللّٰهُمَّ هٰذَا عَبْدُكَ خَرَجَ مُهَاجِرًا فِيْ سَبِيْلِكَ فَقُتِلَ شَهِيْدًا اَنَا شَهِيْدٌ عَلٰى ذٰلِكَ .

☆☆ حضرت شداد بن الهاد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک دیہاتی نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' وہ آپ پر ایمان لے آیا' اس نے آپ کی پیروی کی' پھر وہ بولا: میں آپ کے ہمراہ ہجرت کروں گا' نبی اکرم ﷺ نے اس کے بارے میں

1951-تقدم (الحديث 1950) .

1952-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (4833) .

اپنے بعض اصحاب کو ہدایت کر دی' پھر ایک غزوہ ہوا جس میں مالِ غنیمت میں نبی اکرم ﷺ کو کچھ قیدی حاصل ہوئے' نبی اکرم ﷺ نے انہیں تقسیم کرتے ہوئے اس شخص کا حصہ بھی نکالا' اس شخص کا حصہ اس کے ساتھیوں کو دے دیا' وہ شخص ان لوگوں کے جانور چرایا کرتا تھا' جب وہ شخص آیا' تو ان لوگوں نے اس کا حصہ اس کے سپرد کیا' اس نے دریافت کیا: یہ کہاں سے آیا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: یہ وہ حصہ ہے' جو نبی اکرم ﷺ نے تمہارے لیے نکالا ہے' اس شخص نے وہ چیز لی اور اسے ساتھ لے کر نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا اور دریافت کیا: یہ کس لیے ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ میں نے تمہارا حصہ نکالا ہے' تو وہ بولا: میں نے اس کے حصول کے لیے آپ کی پیروی نہیں کی تھی' بلکہ میں نے تو آپ کی پیروی اس لیے کی تھی تاکہ مجھے یہاں تیر مار دیا جائے' اس نے اپنے حلق کی طرف اشارہ کرتے ہوئے یہ بات کہی' اور پھر میں مر جاؤں (یعنی شہید ہو جاؤں) اور پھر جنت میں داخل ہو جاؤں۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر تم اللہ تعالیٰ سے سچ کہو گے تو اللہ تعالیٰ تمہاری تصدیق کر دے گا' پھر کچھ وقت گزر گیا' پھر لوگ دشمن کے مقابلے کے لیے نکلے (جنگ کے دوران یا جنگ کے بعد) اسے اُٹھا کر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں لایا گیا تو اسے اسی جگہ پر تیر لگا تھا جہاں اس نے اشارہ کیا تھا' نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: کیا یہ وہی شخص ہے؟ لوگوں نے عرض کی: جی ہاں! نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ سچ بولا تھا تو اللہ تعالیٰ نے اس کا سچ ظاہر کر دیا' پھر نبی اکرم ﷺ نے اپنے جبہ مبارک میں اسے کفن دیا' پھر آپ نے اسے اپنے آگے رکھا اور اس کی نمازِ جنازہ ادا کی (نمازِ جنازہ کے دوران) آپ کے یہ الفاظ سنائی دیے:

''اے اللہ! یہ تیرا بندہ ہے' جو تیری راہ میں ہجرت کرنے کے لیے نکلا تھا' جسے شہید کے طور پر قتل کر دیا گیا اور میں اس کا گواہ ہوں''۔

شرح

شہید کی نماز جنازہ پر بحث کرتے ہوئے امام ابوجعفر طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بات بیان کی ہے۔ ہمارے اصحاب (یعنی فقہائے احناف) عراق کے فقہاء اور شام کے فقہاء نے یہ بات بیان کی ہے: شہید کی نمازِ جنازہ ادا کی جائے گی۔

جبکہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ لیث بن سعد رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اس بات کے قائل ہیں: شہید کی نماز جنازہ ادا نہیں کی جائے گی۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے یہ روایت نقل کی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے شہدائے اُحد کی نمازِ جنازہ ادا نہیں کی تھی۔

جبکہ حضرت انس رضی اللہ عنہ یہ کہتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے نمازِ جنازہ ادا نہیں کی تھی مگر حضرت حمزہ اور دیگر تمام شہدائے اُحد کی نماز جنازہ ادا کی تھی۔

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے یہ روایت نقل کی ہے: ایک دن نبی اکرم ﷺ تشریف لے گئے اور آپ ﷺ نے شہدائے اُحد کی نمازِ جنازہ ادا کی۔

اس کے بعد امام ابوجعفر طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حوالے سے مختلف روایات نقل کی ہیں*۔

* مختصر اختلاف العلماء، شہید کی نماز جنازہ ادا کرنے کا حکم

1953 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيْدَ عَنْ اَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمًا فَصَلّٰى عَلٰى اَهْلِ اُحُدٍ صَلَاتَهُ عَلَى الْمَيِّتِ ثُمَّ انْصَرَفَ اِلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ اِنِّي فَرَطٌ لَكُمْ وَاَنَا شَهِيْدٌ عَلَيْكُمْ.

☆☆ حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ تشریف لے گئے' آپ نے شہدائے اُحد کی نماز جنازہ ادا کی' پھر آپ ﷺ منبر پر تشریف لے گئے' آپ نے ارشاد فرمایا:

''میں تمہارا پیش رو ہوں اور میں تمہارا گواہ ہوں''۔

شرح

جمہور اس بات کے قائل ہیں' جو شخص میدان جنگ میں شہید ہو جائے اسے نہ تو غسل دیا جائے گا اور نہ کفن پہنایا جائے گا اور نہ اس کی نماز جنازہ ادا کی جائے گی۔ اس کے ہتھیار اتار لئے جائیں گے اور اسے اس کے کپڑوں میں ہی دفن کر دیا جائے جبکہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اس بات کے قائل ہیں' شہید کو غسل نہیں دیا جائے گا البتہ اس کی نماز جنازہ ادا کی جائے گی۔ شہید کو غسل نہ دیئے پر تمام فقہاء کا اتفاق ہے' البتہ نماز جنازہ کے بارے میں احناف کی رائے مختلف ہے۔ احناف نے اپنے موقف کی تائید میں یہ روایت نقل کی ہے' جسے علامہ ابن اثیر نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے روایت کیا ہے' نبی اکرم ﷺ نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ ادا کی آپ ﷺ نے اس میں سات تکبیریں کہیں، اس کے بعد آپ ﷺ کے پاس جو بھی شہید لایا گیا آپ ﷺ نے اس کی بھی نماز جنازہ ادا کی اور اس کے ساتھ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی بھی نماز جنازہ ادا کی۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ نے 72 مرتبہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ ادا کی۔

علامہ ابن اثیر نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ بات نقل کی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نماز جنازہ میں چار تکبیریں پڑھا کرتے تھے' لیکن حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ پر آپ ﷺ نے 70 تکبیریں پڑھی تھیں*۔

امام ابوجعفر طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس موضوع پر بحث کی ہے۔ انہوں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے یہ بات نقل کی ہے۔ اس میں یہ بات مذکور ہے' نبی اکرم ﷺ نے دیگر شہداء کے ساتھ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ کو دہرایا تھا۔ اس کے بعد امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ان روایات سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے' شہداء کو غسل نہیں دیا جائے گا اور ان کی نماز جنازہ ادا کی جائے گی۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ، امام محمد رحمۃ اللہ علیہ اس بات کے قائل ہیں**۔

* اسد الغابہ جلد دوم صفحہ 70

** شرح معانی الآثار کتاب جنائز کا بیان، باب: شہداء کی نماز جنازہ ادا کرنا

1953-اخرجه البخاری فی الجنائز، باب الصلاة علی الشهيد (الحديث 1344) و فی المناقب، باب علامات النبوة فی الاسلام (الحديث 3596)، و فی المغازی، باب غزوة احد (الحديث 4042) مطولاً، وباب احد جبل يحبنا و نحبه (الحديث 4085) مطولاً، و فی الرقاق، باب مايحذر من زهرة الدنيا و التنافس فيها (الحديث 6426) مطولاً، وباب فی الحوض (الحديث 6590) مطولاً . و اخرجه مسلم فی الفضائل، باب اثبات حوض نبينا صلی الله عليه وسلم و صفاته (الحديث 30 و 31) مطولاً . و اخرجه ابو داؤد فی الجنائز، باب الميت يصلی علی قبره بعد حين (الحديث 3223 و 3224) . تحفة الاشراف (9956) .

62 - باب تَرْكِ الصَّلاةِ عَلَيْهِمْ

باب: ان (شہداء) کی نمازِ جنازہ ادا نہ کرنا

1954 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ اَخْبَرَهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَجْمَعُ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ مِنْ قَتْلٰى اُحُدٍ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ ثُمَّ يَقُوْلُ اَيُّهُمَا اَكْثَرُ اَخْذًا لِلْقُرْآنِ . فَاِذَا اُشِيْرَ اِلٰى اَحَدِهِمَا قَدَّمَهُ فِي اللَّحْدِ . قَالَ اَنَا شَهِيْدٌ عَلٰى هٰؤُلَاءِ . وَاَمَرَ بِدَفْنِهِمْ فِيْ دِمَائِهِمْ وَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِمْ وَلَمْ يُغَسَّلُوا .

☆☆ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شہدائے اُحد میں سے دو افراد کو ایک کپڑے میں جمع کیا' پھر دریافت کیا: ان میں سے کس شخص کو قرآن زیادہ آتا تھا؟ جس شخص کی طرف اشارہ کیا گیا' آپ نے لحد میں اسے (قبلہ کی سمت میں) آگے کی طرف رکھا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''میں ان سب کا گواہ ہوں'' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے تحت ان لوگوں کو ان کے خون میں دفن کر دیا گیا (یعنی ان کے جسم سے خون دھویا نہیں گیا) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی نمازِ جنازہ بھی ادا نہیں کی اور ان حضرات کو غسل بھی نہیں دیا گیا۔

شرح

اس حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بات تحریر کی ہے' امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''عذاب قبر'' میں یہ بات تحریر کی ہے: یہ روایت حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے۔

امام بیہقی نے اپنی کتاب ''دلائل نبوت'' میں یہ بات تحریر کی ہے: حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے۔

انہوں نے اپنی کتاب ''دلائل نبوت'' میں یہ بات تحریر کی ہے: حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی روح کی آمد کی خوشی میں عرش بھی جھوم اٹھا تھا۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کیا ہے۔

''قبر بھینچتی ہے اگر کسی شخص کو اس بھینچنے سے نجات ملنی ہوتی' تو سعد بن معاذ کو مل جاتی۔''

شیخ ابوالقاسم سعدی کہتے ہیں: قبر کے بھینچنے سے کسی نیک اور گناہ گار کو نجات نہیں ملتی البتہ کافر اور مسلمان کے درمیان فرق یہ ہے' کافر کے لئے یہ بھینچنا ہمیشہ کے لئے ہوگا اور مسلمان کو اس صورتحال کا سامنا قبر میں اُترنے کے بعد کرنا پڑے گا پھر اس

1954-اخرجه البخارى فى الجنائز، باب الصلاة على الشهيد (الحديث 1343)، وباب من يقدم فى اللحد (الحديث 1347)، و فى المغازي، باب من قتل من المسلمين يوم احد (الحديث 4079) . واخرجه الترمذى فى الجنائز، باب ما جاء فى ترك الصلاة على الشهيد (الحديث 1036) . واخرجه ابن ماجه فى الجنائز، باب ما جاء فى الصلاة على الشهداء و دفنهم (الحديث 1514) . و الحديث عند: البخارى فى الجنائز، باب دفن الرجلين و الثلاثة فى قبر (الحديث 1345)، و باب من لم ير غسل الشهداء (الحديث 1346)، و باب اللحد و الشق فى القبر (الحديث 1353) . و ابى داؤد في الجنائز، باب فى الشهيد يغسل (الحديث 3138 و 3139) . تحفة الاشراف (2382) .

کے بعد قبر اس کے لئے کشادہ ہو جائے گی۔

انہوں نے یہ بات بھی بیان کی ہے: قبر کے بھینچنے سے مراد یہ ہے' اس کے دونوں کنارے میت کے جسم کو اپنے اندر دبا لیتے ہیں۔

حکیم ترمذی کہتے ہیں: اس کی وجہ یہ ہے' ہر شخص سے کسی نہ کسی گناہ کا ارتکاب ہوا ہوتا ہے' تو جب یہ بھینچنا اسے لاحق ہوتا ہے' تو یہ گناہ کا بدلہ بن جاتا ہے۔ اس کے بعد رحمت اس کے پاس پہنچ جاتی ہے۔ اسی طرح حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو جو بھینچا گیا تھا وہ پیشاب کے حوالے سے ان کی کوتاہی کی وجہ سے تھا۔

(سیوطی کہتے ہیں) میں یہ کہتا ہوں انہوں نے اس روایت کی طرف اشارہ کیا ہے' جسے امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند کے ساتھ نقل کیا ہے' ایک صاحب نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے اہل خانہ میں سے کسی سے دریافت کیا: کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کا پتہ چلا ہے' تو انہوں نے بتایا: ہمیں یہ بات پتہ چلی ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں دریافت کیا گیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا: ''وہ پیشاب کرنے کے بعد طہارت حاصل کرنے میں کوتاہی کر لیا کرتا تھا۔''

ابن سعد نے یہ بات اپنی ''طبقات'' میں نقل کی ہے سعد مقبری بیان کرتے ہیں' جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو دفن کر دیا تو ارشاد فرمایا:

''اگر کسی شخص کو قبر کے بھینچنے سے نجات ملتی' تو سعد کو نجات ملتی قبر نے اسے بھینچ لیا تھا جس کے نتیجے میں اس کی پسلیاں ایک دوسرے میں پیوست ہو گئیں یہ پیشاب کے نشان کی وجہ سے تھا (یعنی وہ پیشاب کرنے کے بعد بعض اوقات صحیح طرح سے طہارت حاصل نہیں کرتے تھے)''*

•••——•••——•••

63 - باب تَرْكِ الصَّلاةِ عَلَى الْمَرْجُوْمِ

باب: جس شخص کو سنگسار کیا گیا ہو' اس کی نمازِ جنازہ ادا نہ کرنا

1955 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى وَنُوْحُ بْنُ حَبِيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ رَجُلًا مِنْ اَسْلَمَ جَاءَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاعْتَرَفَ بِالزِّنَا فَاَعْرَضَ عَنْهُ ثُمَّ اعْتَرَفَ فَاَعْرَضَ عَنْهُ ثُمَّ اعْتَرَفَ فَاَعْرَضَ عَنْهُ حَتّٰى شَهِدَ عَلٰى نَفْسِهِ اَرْبَعَ مَرَّاتٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبِكَ جُنُوْنٌ . قَالَ لَا . قَالَ اَحْصَنْتَ . قَالَ نَعَمْ . فَاَمَرَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى

* حاشیہ سیوطی بر روایت مذکورہ

1955-اخرجه ابو داؤد فى الحدود، باب رجم ما عزبن مالك (الحديث 4430) . واخرجه الترمذى فى الحدود، باب ما جاء فى درء الحد عن المعترف اذا رجع (الحديث 1429) . والحديث عند: البخارى في النكاح، باب الطلاق فى الاغلاق و الكره و السكران و المجنون و امرهما و الغلط و النسيان فى الطلاق و الشرك وغيره (الحديث 5270)، و فى الحدود، باب رجم المحصن (الحديث 6814)، و باب الرجم بالمصلى (الحديث 6820) . ومسلم فى الحدود، باب من اعترف على نفسه بالزنى (الحديث 16م) . تحفة الاشراف (3149) .

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرُجِمَ فَلَمَّا اَذْلَقَتْهُ الْحِجَارَةُ فَرَّ فَاُدْرِكَ فَرُجِمَ فَمَاتَ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرًا وَّلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِ .

☆☆ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ''اسلم'' قبیلے سے تعلق رکھنے والا ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا' اس نے زنا کرنے کا اعتراف کیا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منہ پھیر لیا' اس نے پھر اعتراف کیا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر اس سے اعراض کیا' اس نے پھر اعتراف کیا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر اس سے اعراض کیا' یہاں تک کہ اس نے چار مرتبہ اپنے خلاف گواہی دی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: کیا تم پاگل ہو؟ اس نے عرض کی: نہیں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: کیا تم شادی شدہ ہو؟ اس نے عرض کی: جی ہاں! تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے تحت اسے سنگسار کر دیا گیا' جب اسے پتھر لگنے سے تکلیف ہوئی تو وہ بھاگا' لیکن اسے پکڑ لیا گیا اور اسے سنگسار کر دیا گیا' پھر جب اس کا انتقال ہو گیا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بارے میں اچھے کلمات ارشاد فرمائے' تاہم آپ نے اس کی نمازِ جنازہ ادا نہیں کی۔

شرح

احناف اس بات کے قائل ہیں: ہر مسلمان کی نمازِ جنازہ ادا کرنا فرضِ کفایہ ہے' البتہ چار قسم کے لوگوں کا حکم اس سے مختلف ہے (i) وہ لوگ جو اسلامی حکومت کے خلاف بغاوت کر دیتے ہیں۔ (ii) وہ لوگ جو ڈاکہ زنی کرتے ہیں۔ (iii) وہ لوگ جو ظلم کرنے میں کسی قبیلے یا قوم کے خلاف کسی کی مدد کرتے ہیں (iv) وہ لوگ جو راستے میں لوگوں کو لوٹ لیتے ہیں۔

ان کی اہانت کے لئے ان کی نمازِ جنازہ ادا نہیں کی جائے گی۔ اس طرح یہ حکم بھی ہے' اگر کوئی شخص اپنے ماں باپ میں سے کسی کو قتل کر دیتا ہے اور حاکم قصاص کے طور پر اسے قتل کرنے کا فیصلہ دیتا ہے۔ تو پھر اس کی اہانت کے لئے اس کی نمازِ جنازہ ادا نہیں کی جائے گی' لیکن اگر وہ شخص بعد میں طبعی موت مر جاتا ہے' تو اس کی نمازِ جنازہ ادا کی جائے گی*۔

•••——•••——•••

64 - باب الصَّلَاةِ عَلَى الْمَرْجُومِ

باب: سنگسار کیے جانے والے شخص کی نمازِ جنازہ

1956 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِي كَثِيْرٍ عَنْ اَبِي قِلَابَةَ عَنْ اَبِي الْمُهَلَّبِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ اَنَّ امْرَاَةً مِنْ جُهَيْنَةَ اَتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ اِنِّي زَنَيْتُ وَهِيَ حُبْلٰى فَدَفَعَهَا اِلٰى وَلِيِّهَا فَقَالَ اَحْسِنْ اِلَيْهَا فَاِذَا وَضَعَتْ فَاْتِنِيْ بِهَا . فَلَمَّا وَضَعَتْ جَاءَ بِهَا فَاَمَرَ بِهَا فَشُكَّتْ عَلَيْهَا ثِيَابُهَا ثُمَّ رَجَمَهَا ثُمَّ صَلّٰى عَلَيْهَا فَقَالَ لَهُ عُمَرُ اَتُصَلِّيْ عَلَيْهَا وَقَدْ زَنَتْ فَقَالَ لَقَدْ

* تلخیص الفقہ الاسلامی وادلتہ

1956-اخرجه مسلم في الحدود، باب من اعترف على نفسه بالزنى (الحديث 24) . واخرجه ابو داؤد في الحدود، باب المراة التي امر النبي صلى الله عليه وسلم برجمها من جهينة (الحديث 4440 و 4441) . واخرجه الترمذي في الحدود، باب تربص الرجم بالحبلى حتى تضع (الحديث 1435) . تحفة الاشراف (10881) .

تَابَتْ تَوْبَةً لَوْ قُسِمَتْ بَيْنَ سَبْعِيْنَ مِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ لَوَسِعَتْهُمْ وَهَلْ وَجَدْتَ تَوْبَةً اَفْضَلَ مِنْ اَنْ جَادَتْ بِنَفْسِهَا لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ .

☆☆ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' جہینہ قبیلے کی ایک عورت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی' اس نے عرض کی: میں نے زنا کا ارتکاب کیا ہے' وہ عورت حاملہ تھی' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اس کے سرپرست کے سپرد کر دیا اور فرمایا: تم اس کا اچھی طرح سے خیال رکھنا' جب یہ بچے کو جنم دے تو اسے لے کر میرے پاس آ جانا' جب اس عورت نے بچے کو جنم دیا تو وہ سرپرست اس عورت کو ساتھ لے کر آیا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے تحت اس کے کپڑے اچھی طرح باندھ دیئے گئے' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے سنگسار کروا دیا' پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نمازِ جنازہ ادا کی' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ سے دریافت کیا: کیا آپ اس عورت کی نمازِ جنازہ ادا کر رہے ہیں' جس نے زنا کیا تھا؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اس نے ایسی توبہ کی ہے' اگر مدینہ کے رہنے والے ستر آدمیوں میں تقسیم کی جائے' تو وہ ان سب کے لیے کافی ہو' کیا تمہیں اس عورت کی توبہ سے زیادہ بہتر توبہ ملتی ہے' جس نے اپنے آپ کو اللہ کی راہ میں قربان کر دیا''۔

65 - باب الصَّلَاةِ عَلٰى مَنْ يَحِيفُ فِي وَصِيَّتِهِ

باب: جو شخص وصیت کرتے ہوئے زیادتی کرتا ہے' اس کی نمازِ جنازہ ادا کرنا

1957 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا هُشَيْمٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ - وَهُوَ ابْنُ زَاذَانَ - عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ اَنَّ رَجُلًا اَعْتَقَ سِتَّةَ مَمْلُوْكِيْنَ لَهُ عِنْدَ مَوْتِهِ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ غَيْرُهُمْ فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَغَضِبَ مِنْ ذٰلِكَ وَقَالَ لَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ لَا اُصَلِّيَ عَلَيْهِ . ثُمَّ دَعَا مَمْلُوْكِيْهِ فَجَزَّاَهُمْ ثَلَاثَةَ اَجْزَاءٍ ثُمَّ اَقْرَعَ بَيْنَهُمْ فَاَعْتَقَ اثْنَيْنِ وَاَرَقَّ اَرْبَعَةً .

☆☆ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک شخص نے مرنے کے قریب اپنے چھ غلام آزاد کر دیئے' اس شخص کے پاس ان غلاموں کے علاوہ اور کوئی مال نہیں تھا' اس بات کی اطلاع نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ملی تو آپ اس بات پر ناراض ہو گئے' آپ نے ارشاد فرمایا: پہلے میں نے یہ ارادہ کیا تھا کہ میں اس کی نمازِ جنازہ ادا نہ کروں' پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے غلاموں کو بلوایا' انہیں تین حصوں میں تقسیم کیا' پھر آپ نے ان کے درمیان قرعہ اندازی کی اور ان میں سے دو کو آزاد قرار دیا اور باقی دو کو غلام رہنے دیا۔

شرح

یہاں اور اس کے بعد آنے والے ابواب میں امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے جو روایات نقل کی ہیں۔ ان کا بنیادی موضوع یہ ہے' اگر کوئی شخص کبیرہ گناہ کا مرتکب ہوتا ہے' تو کیا اس کی نمازِ جنازہ ادا کی جائے گی یا نہیں کی جائے گی؟

1957-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (10812) .

جمہور اہل سنت اس بات کا قائل ہیں' کبیرہ گناہ کا مرتکب شخص اپنے گناہ کے ارتکاب کی وجہ سے دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہوتا۔

اس لئے اس کی نماز جنازہ ادا کی جائے گی۔ البتہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ بات منقول ہے' اہل بدعت کی نماز جنازہ ادا کرنا مکروہ ہے۔

•••———•••———•••

66 - باب الصَّلاَةِ عَلٰی مَنْ غَلَّ

باب: خیانت کرنے والے شخص کی نمازِ جنازہ ادا کرنا

1958 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ يَحْيٰى بْنِ سَعِيْدٍ الْاَنْصَارِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيٰى بْنِ حَبَّانَ عَنْ اَبِيْ عَمْرَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ قَالَ مَاتَ رَجُلٌ بِخَيْبَرَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلُّوْا عَلٰی صَاحِبِكُمْ اِنَّهٗ غَلَّ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ـ فَفَتَّشْنَا مَتَاعَهٗ فَوَجَدْنَا فِيْهِ خَرَزًا مِنْ خَرَزِ يَهُوْدَ مَا يُسَاوِيْ دِرْهَمَيْنِ ـ

☆☆ حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک شخص کا خیبر میں انتقال ہوگیا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اپنے ساتھی کی نمازِ جنازہ ادا کرلو' اس شخص نے اللہ کی راہ میں خیانت کی ہے۔ (راوی کہتے ہیں:) ہم نے اس شخص کے سازوسامان کی تلاشی لی تو ہمیں اس کے سامان سے یہودیوں کا بنایا ہوا ایک ہار ملا' اسکی قیمت دو درہم تھی (اس شخص نے وہ ہار چرالیا تھا)۔

67 - باب الصَّلاَةِ عَلٰی مَنْ عَلَيْهِ دَيْنٌ

باب: مقروض شخص کی نمازِ جنازہ ادا کرنا

1959 - اَخْبَرَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلاَنَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَوْهَبٍ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ اَبِيْ قَتَادَةَ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُتِيَ بِرَجُلٍ مِنَ الْاَنْصَارِ لِيُصَلِّيَ عَلَيْهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلُّوْا عَلٰی صَاحِبِكُمْ فَاِنَّ عَلَيْهِ دَيْنًا ـ قَالَ اَبُوْ قَتَادَةَ هُوَ عَلَيَّ ـ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْوَفَاءِ ـ قَالَ بِالْوَفَاءِ ـ فَصَلّٰی عَلَيْهِ ـ

☆☆ عبداللہ بن ابوقتادہ اپنے والد کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک انصاری (کی میت) کو لایا گیا تاکہ آپ اس کی نمازِ جنازہ ادا کریں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم لوگ اپنے ساتھی کی نماز

1958-اخرجه ابو داؤد في الجهاد، باب في تعظيم الغلول (الحديث 2710) مطولًا . و اخرجه ابن ماجه في الجهاد، باب الغلول (الحديث 2848) . تحفة الاشراف (3767) .

1959-اخرجه الترمذي في الجنائز باب ما جاء في الصلاة على المديون (الحديث 1029) مختصرًا . وسياتي (الحديث 4706) . و اخرجه ابن ماجه في الصدقات، باب الكفالة (الحديث 2407) . تحفة الاشراف (12103) .

جنازہ ادا کرلو' اس کے ذمے قرض ہے (اس لیے میں اس کی نماز جنازہ ادا نہیں کروں گا) تو حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: اس کی ادائیگی میرے ذمے ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سارے (قرض) کی؟ تو حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: سارے (قرض) کی' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کی نماز جنازہ ادا کی۔

1960 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ وَّمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالاَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ اَبِيْ عُبَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَلَمَةُ - يَعْنِي ابْنَ الْاَكْوَعِ - قَالَ اُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِجَنَازَةٍ فَقَالُوْا يَا نَبِيَّ اللّٰهِ صَلِّ عَلَيْهَا ـ قَالَ هَلْ تَرَكَ عَلَيْهِ دَيْنًا ـ قَالُوْا نَعَمْ ـ قَالَ هَلْ تَرَكَ مِنْ شَيْءٍ ـ قَالُوْا لاَ ـ قَالَ صَلُّوْا عَلٰی صَاحِبِكُمْ ـ قَالَ رَجُلٌ مِنَ الْاَنْصَارِ يُقَالُ لَهٗ اَبُوْ قَتَادَةَ صَلِّ عَلَيْهِ وَعَلَيَّ دَيْنُهٗ ـ فَصَلّٰی عَلَيْهِ ـ

☆☆ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک جنازہ لایا گیا' لوگوں نے عرض کی: اے اللہ کے نبی! آپ اس کی نمازِ جنازہ ادا کیجئے! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: کیا اس نے ادا کرنے کے لیے کوئی قرض چھوڑا ہے؟ لوگوں نے عرض کی: جی ہاں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: کیا اس نے کوئی چیز چھوڑی ہے (جس کے ذریعے اس قرض کو ادا کرلیا جائے) لوگوں نے عرض کی: جی نہیں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اپنے ساتھی کی نمازِ جنازہ ادا کرلو' تو ایک انصاری جن کا نام ابوقتادہ تھا' انہوں نے عرض کی: آپ اس کی نمازِ جنازہ ادا کیجئے' اس کا قرض میرے ذمے ہے۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کی نمازِ جنازہ ادا کرلی۔

1961 - اَخْبَرَنَا نُوْحُ بْنُ حَبِيْبٍ الْقُوْمِسِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَنْبَاَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لاَ يُصَلِّيْ عَلٰی رَجُلٍ عَلَيْهِ دَيْنٌ فَاُتِيَ بِمَيِّتٍ فَسَاَلَ اَعَلَيْهِ دَيْنٌ ـ قَالُوْا نَعَمْ عَلَيْهِ دِيْنَارَانِ ـ قَالَ صَلُّوْا عَلٰی صَاحِبِكُمْ ـ قَالَ اَبُوْ قَتَادَةَ هُمَا عَلَيَّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ـ فَصَلّٰی عَلَيْهِ فَلَمَّا فَتَحَ اللّٰهُ عَلٰی رَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَنَا اَوْلٰی بِكُلِّ مُؤْمِنٍ مِنْ نَفْسِهٖ مَنْ تَرَكَ دَيْنًا فَعَلَيَّ وَمَنْ تَرَكَ مَالاً فَلِوَرَثَتِهٖ ـ

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایسے شخص کی نمازِ جنازہ ادا نہیں کرتے تھے' جس کے ذمے قرض ہو' ایک مرحوم کو لایا گیا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: کیا اس کے ذمے قرض ہے؟ لوگوں نے عرض کی: جی ہاں! اس کے ذمے دو دینار ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم لوگ اپنے ساتھی کی نمازِ جنازہ ادا کرلو' حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ! وہ دونوں میرے ذمے ہیں' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نمازِ جنازہ ادا کی' پھر جب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو فتوحات عطاء کیں' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''میں ہر مؤمن کی جان کے زیادہ اس کے قریب ہوں' جو شخص قرض چھوڑ کر جائے گا' اس کی ادائیگی میرے ذمے ہو

1960-اخرجه البخاري في الحوالة، باب ان احال دين الميت على رجل جاز (الحديث 2289) مطولًا، و في الكفالة، باب من تكفل عن ميت دينا فليس له ان يرجع (الحديث 2295) مطولًا . تحفة الاشراف (4547) .

1961-اخرجه ابو داؤد في البيوع والاجارات، باب في التشديد في الدين (الحديث 3343) . تحفة الاشراف (3158) .

کی اور جو شخص مال چھوڑ کر جائے گا' وہ اس کے ورثاء کو ملے گا''۔

1962 - اَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ يُونُسُ وَابْنُ اَبِيْ ذِئْبٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا تُوُفِّيَ الْمُؤْمِنُ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ سَاَلَ هَلْ تَرَكَ لِدَيْنِهِ مِنْ قَضَاءٍ . فَاِنْ قَالُوْا نَعَمْ صَلَّى عَلَيْهِ وَاِنْ قَالُوْا لَا قَالَ صَلُّوْا عَلٰى صَاحِبِكُمْ . فَلَمَّا فَتَحَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلٰى رَسُوْلِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَنَا اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ فَمَنْ تُوُفِّيَ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ فَعَلَيَّ قَضَاؤُهُ وَمَنْ تَرَكَ مَالًا فَهُوَ لِوَرَثَتِهِ .

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معمول تھا کہ جب کوئی مومن انتقال کرتا' اور اس کے ذمے قرض ہوتا' تو آپ دریافت کر لیتے تھے' کیا اس نے کوئی ایسی چیز چھوڑی ہے' جس کے ذریعے اس کا قرض ادا ہو جائے؟ اگر لوگ جواب دیتے: جی ہاں! تو آپ اس کی نمازِ جنازہ ادا کر لیتے تھے' اگر لوگ بتاتے کہ جی نہیں! تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے: تم اپنے ساتھی کی نمازِ جنازہ ادا کر لو۔

جب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو فتوحات عطاء کر دیں' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اہلِ ایمان کی اپنی جانوں سے زیادہ ان پر حق رکھتا ہوں' جو شخص فوت ہو جائے اور اس کے ذمے قرض ہو' تو اس کی ادائیگی میرے ذمے ہو گی' اگر کوئی شخص مال چھوڑ کر جائے گا' وہ اسکے ورثاء کو مل جائے گا۔

68 - باب تَرْكِ الصَّلَاةِ عَلٰى مَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ

باب: خودکشی کرنے والے شخص کی نمازِ جنازہ ادا نہ کرنا

1963 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ خَيْثَمَةَ زُهَيْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا سِمَاكٌ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ اَنَّ رَجُلًا قَتَلَ نَفْسَهُ بِمَشَاقِصَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَّا اَنَا فَلَا اُصَلِّيْ عَلَيْهِ .

☆☆ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک شخص نے تیر کے پھل کے ذریعے خودکشی کر لی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''میں اس کی نمازِ جنازہ ادا نہیں کروں گا''۔

شرح

خودکشی کرنے والے کی نماز جنازہ ادا کرنے کے بارے میں فقہاء کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔ علامہ ابن رشد تحریر

1962-اخرجه مسلم في الفرائض، باب من ترك مالًا فلورثته (الحديث 14) . و اخرجه ابن ماجه في الصدقات، باب من ترك دينًا او ضياعًا فعلى الله وعلى رسوله (الحديث 2415) . تحفة الاشراف (15257 و 15315) .

1963-اخرجه مسلم في الجنائز، باب ترك الصلاة على القاتل نفسه (الحديث 107) بنحوه . تحفة الاشراف (2157) .

کرتے ہیں: خودکشی کرنے والے کی نماز جنازہ کے سلسلے میں اختلاف کی وجہ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول یہ حدیث ہے۔

''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خودکشی کرنے والے کی نماز جنازہ ادا کرنے سے منع کیا ہے''

جن حضرات نے اس روایت کو مستند قرار دیا ہے۔ وہ یہ کہتے ہیں: خودکشی کرنے والے کی نماز جنازہ ادا کرنا ممنوع ہے اور جن لوگوں نے اس روایت کو مستند قرار نہیں دیا۔ انہوں نے عام مسلمانوں کی طرح خودکشی کرنے والے کا حکم بیان کیا ہے' یعنی ان کی نماز جنازہ ادا کی جائے گی۔ اگرچہ وہ جہنم میں جائے گا۔ جیسا کہ حدیث میں یہ بات مذکور ہے' لیکن کیونکہ اس کا تعلق اہل ایمان سے ہے اس لئے وہ ہمیشہ جہنم میں نہیں رہے گا جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ فرمائے گا۔

''جہنم میں سے اس شخص کو بھی نکال لو جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر ایمان ہو''*

•••———•••———•••

1964 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ سَمِعْتُ ذَكْوَانَ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَرَدّٰى مِنْ جَبَلٍ فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَهُوَ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ يَتَرَدّٰى خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيْهَا اَبَدًا وَمَنْ تَحَسّٰى سُمًّا فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَسُمُّهُ فِيْ يَدِهٖ يَتَحَسَّاهُ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيْهَا اَبَدًا وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِحَدِيْدَةٍ - ثُمَّ انْقَطَعَ عَلَيَّ شَيْءٌ خَالِدٌ يَقُوْلُ - كَانَتْ حَدِيْدَتُهُ فِيْ يَدِهٖ يَجَاُ بِهَا فِيْ بَطْنِهٖ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيْهَا اَبَدًا .

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''جو شخص پہاڑ سے نیچے گر کر خودکشی کر لیتا ہے' وہ جہنم میں جائے گا اور اس میں ہمیشہ' ہمیشہ اوپر سے نیچے گرتا رہے گا' جو شخص زہر پی کر خودکشی کر لیتا ہے' تو اس کا زہر اس کے ہاتھ میں ہو گا' جسے وہ ہمیشہ' ہمیشہ جہنم میں چاٹتا رہے گا' جو شخص لوہے کی چیز کے ذریعے خودکشی کرتا ہے (اس کے بعد کچھ الفاظ راوی نقل نہیں کر سکے' جس کے بعض یہ الفاظ ہیں:) تو وہ لوہا اس کے ہاتھ میں ہو گا' جسے وہ اپنے پیٹ میں گھونپتا رہے گا اور جہنم کی آگ میں وہ ہمیشہ' ہمیشہ ایسا کرتا رہے گا''۔

69 - باب الصَّلَاةِ عَلَى الْمُنَافِقِيْنَ

باب: منافقین کی نمازِ جنازہ ادا کرنا

* بدایۃ المجتہد دوسری فصل: کس کی نماز جنازہ ادا کی جائے گی؟

1964-اخرجه البخاري في الطب، باب شرب السم و الدواء به و ما يخاف منه و الخبيث (الحديث 5778) . واخرجه مسلم في الايمان، باب غلظ تحريم قتل الانسان نفسه و ان من قتل نفسه بشيء عذب به في النار و انه لا يدخل الجنة الا نفس مسلمة (الحديث 175م) . واخرجه الترمذي في الطب، باب ما جاء فيمن قتل نفسه بسم او غيره (الحديث 2044) تحفة الاشراف (12394) .

1965 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ حَدَّثَنَا حُجَيْنُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ لَمَّا مَاتَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اُبَيٍّ ابْنُ سَلُوْلَ دُعِيَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُصَلِّيَ عَلَيْهِ فَلَمَّا قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَثَبْتُ اِلَيْهِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تُصَلِّيْ عَلَى ابْنِ اُبَيٍّ وَقَدْ قَالَ يَوْمَ كَذَا وَكَذَا كَذَا وَكَذَا اَعُدُّ عَلَيْهِ فَتَبَسَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ اَخِّرْ عَنِّيْ يَا عُمَرُ . فَلَمَّا اَكْثَرْتُ عَلَيْهِ قَالَ اِنِّيْ قَدْ خُيِّرْتُ فَاخْتَرْتُ فَلَوْ عَلِمْتُ اَنِّيْ لَوْ زِدْتُ عَلَى السَّبْعِيْنَ غُفِرَ لَهُ لَزِدْتُ عَلَيْهَا . فَصَلّٰى عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ انْصَرَفَ فَلَمْ يَمْكُثْ اِلَّا يَسِيْرًا حَتّٰى نَزَلَتِ الْاٰيَتَانِ مِنْ بَرَاءَةَ (وَلَا تُصَلِّ عَلٰى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ فَاسِقُوْنَ) فَعَجِبْتُ بَعْدُ مِنْ جُرْاَتِيْ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَئِذٍ وَّاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما' حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: جب عبداللہ بن اُبی بن سلول مر گیا تو اس کی نمازِ جنازہ ادا کرنے کے لیے نبی اکرم ﷺ کو بلایا گیا' نبی اکرم ﷺ کھڑے ہوئے' تو میں تیزی سے آپ کی طرف ہوا' میں نے عرض کی: یارسول اللہ! کیا آپ ابی کے بیٹے کی نمازِ جنازہ ادا کریں گے؟ حالانکہ اس نے فلاں دن یہ کہا تھا اور وہ کہا تھا' میں نے مختلف باتیں گنوائیں' تو نبی اکرم ﷺ مسکرا دیئے' آپ نے فرمایا: اے عمر! پیچھے ہٹ جاؤ' جب میں نے آپ کے سامنے بہت زیادہ اصرار کیا' تو آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے اختیار دیا گیا ہے' تو میں اپنی پسندیدہ صورت کو اختیار کروں گا' اگر مجھے یہ پتہ ہو کہ اگر میں ستر مرتبہ سے زیادہ اس کے لیے دعائے مغفرت کروں' تو اس کی مغفرت ہو جائے گی' تو میں اس سے زیادہ مرتبہ اس کے لیے دعائے مغفرت کرلوں گا' پھر نبی اکرم ﷺ نے اس کی نمازِ جنازہ ادا کی' پھر آپ واپس تشریف لائے' اس کے تھوڑے ہی عرصے کے بعد سورۃ التوبہ کی یہ آیات نازل ہوئیں:

"ان میں سے جو شخص بھی مر جائے تم نے اس کی نمازِ جنازہ ادا نہیں کرنی اور نہ ہی اسکی قبر پر کھڑے ہونا ہے' ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا انکار کیا اور جب یہ مرے تو یہ لوگ فاسق تھے"۔

(حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:) بعد میں مجھے نبی اکرم ﷺ کے سامنے اپنی جرأت پر بڑی حیرانگی ہوئی' باقی اللہ اور اس کے رسول زیادہ بہتر جانتے ہیں۔

70 - باب الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَازَةِ فِي الْمَسْجِدِ

باب: مسجد میں نمازِ جنازہ ادا کرنا

1965-اخرجه البخاري في الجنائز، باب ما يكره من الصلاة على المنافقين و الاستغفار للمشركين (الحديث 1366)، و في التفسير، باب (استغفر لهم اولا تستغفر لهم ان تستغفر لهم سبعين مرة فلن يغفر الله لهم) (الحديث 4671) . واخرجه الترمذي في تفسير القرآن، باب (ومن سورة التوبة) (الحديث 3097) . واخرجه النسائي في التفسير: سورة التوبة، قوله تعالى (ولا تصل على احد منهم مات ابدا) (الحديث 245). تحفة الاشراف (10509) .

1966 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبْدِ الْوَاحِدِ بْنِ حَمْزَةَ عَنْ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى سُهَيْلِ ابْنِ بَيْضَاءَ اِلَّا فِي الْمَسْجِدِ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ نے سہیل بن بیضاء کی نمازِ جنازہ مسجد میں ہی ادا کی تھی۔

شرح

مسجد میں نمازِ جنازہ ادا کرنے کے بارے میں فقہاء کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔ علامہ ابن رشد تحریر کرتے ہیں:

بعض علماء نے مسجد میں نمازِ جنازہ ادا کرنے کے حوالے سے اختلاف کیا ہے۔ بعض علماء نے اسے جائز قرار دیا ہے' جبکہ بعض نے مکروہ قرار دیا ہے۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے بعض اصحاب نے اسے مکروہ قرار دیا ہے۔ ایک روایت کے مطابق خود امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسے مکروہ قرار دیا ہے اور اس کی صورت یہ ہوگی کہ جب جنازہ مسجد سے باہر ہو اور لوگ مسجد کے اندر موجود ہوں۔

اس اختلاف کی وجہ یہ ہے' اس حوالے سے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے دو مختلف روایات منقول ہیں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے منقول روایت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کی ہے۔ جس میں یہ بات مذکور ہے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ فرمائش کی کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا جنازہ مسجد میں پڑھایا جائے تاکہ وہ بھی اس میں شامل ہو سکیں' تو لوگوں نے اس بات پر ناپسندیدگی کا اظہار کیا' تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: "لوگ کتنی جلدی یہ بات بھول گئے ہیں حالانکہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت سہیل بن بیضاء رضی اللہ عنہ کی نمازِ جنازہ مسجد میں ادا کی تھی۔"

اس روایت کو امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یہاں نقل کیا ہے۔

جبکہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ بات منقول ہے نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے۔

"جو شخص مسجد میں نمازِ جنازہ ادا کرتا ہے اسے کچھ نہیں ملتا"۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے یہ بات ثابت ہوتی ہے' نبی اکرم ﷺ نے ایسا کیا تھا جبکہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے یہ بات ثابت ہوتی ہے' نبی اکرم ﷺ نے اس عمل کو پسند نہیں کیا۔ یا اس کے ثابت ہونے پر اتفاق نہیں ہے' لیکن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی فرمائش پر ناپسندیدگی کا اظہار کرنا اس بات کی دلیل ہے' ان کے نزدیک مشہور عمل یہی تھا کہ مسجد میں نمازِ جنازہ ادا نہیں کی جائے گی۔*

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے منقول روایت کا یہ جواب دیا گیا' کہ کسی عذر کی وجہ سے نبی اکرم ﷺ نے حضرت سہیل

1966-اخرجه مسلم في الجنائز، باب الصلاة على الجنازة في المسجد (الحديث 99 و 100) مطولا . و اخرجه الترمذي في الجنائز، باب ما جاء في الصلاة على الميت في المسجد (الحديث 1033) . وسياتي (الحديث 1967) . تحفة الاشراف (16175) .

* بدایۃ المجتہد، چوتھی فصل نماز جنازہ ادا کرنے کی جگہ

بن بیضاء رضی اللہ عنہ کی نمازِ جنازہ مسجد میں ادا کی تھی۔ ورنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی عام معمول یہی تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نمازِ جنازہ کو مسجد سے باہر جنازگاہ میں ادا کیا کرتے تھے۔ جیسا کہ نجاشی کے بارے میں یہ بات منقول ہے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی نمازِ جنازہ ادا کرنے کے لئے عیدگاہ تشریف لے گئے تھے۔

•••——•••——•••

جہاں تک مسجد میں نمازِ جنازہ ادا کرنے کا تعلق ہے' تو یہ احناف اور مالکیوں کے نزدیک مکروہ ہے' جبکہ شوافع اور حنابلہ کے نزدیک جائز ہے۔ جن حضرات نے اسے مکروہ قرار دیا ہے ان کے نزدیک یہ برابر ہے' جنازہ مسجد کے اندر موجود ہو یا مسجد سے باہر موجود ہو۔ ان حضرات کی دلیل وہ روایت ہے' جسے امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے)

''جو شخص مسجد میں نمازِ جنازہ ادا کرتا ہے اسے کچھ نہیں ملتا۔''

اس کی دوسری وجہ یہ ہے' مسجد کو فرض نمازوں اور اس کی تابع نمازوں جیسے نفل نمازوں' یا ذکر و اذکار اور درس و تدریس کے لئے بنایا گیا ہے۔ احناف کے نزدیک مسجد میں نمازِ جنازہ ادا کرنا مکروہ تحریمی ہے' جبکہ مالکیوں کے نزدیک مکروہ تنزیہی ہے۔ جس طرح مسجد میں نمازِ جنازہ ادا کرنا مکروہ ہے۔ جن حضرات نے مسجد میں نمازِ جنازہ ادا کرنے کو مباح قرار دیا ہے۔ ان میں سے شوافع اس بات کے قائل ہیں: مسجد میں نمازِ جنازہ ادا کرنا مستحب ہے۔ انہوں کی اس کی ایک وجہ یہ بیان کی ہے' مسجد سب سے زیادہ شرف والا مقام ہے اور دوسری دلیل وہ روایت ہے' جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے یہاں امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی نقل کی ہے۔

•••——•••——•••

1967 - أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ عَبْدِ الْوَاحِدِ بْنِ حَمْزَةَ أَنَّ عَبَّادَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا صَلَّى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى سُهَيْلِ ابْنِ بَيْضَاءَ إِلَّا فِي جَوْفِ الْمَسْجِدِ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سہیل بن بیضاء کی نمازِ جنازہ مسجد کے اندر ہی ادا کی تھی۔

•••——•••——•••

71 - باب الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَازَةِ بِاللَّيْلِ

باب: رات کے وقت نمازِ جنازہ ادا کرنا

1968 - أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ أَنْبَأَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ

1967-تقدم (الحديث 1966) . 1968-تقدم (الحديث 1906) .

أَخْبَرَنِي أَبُو أُمَامَةَ بْنُ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ أَنَّهُ قَالَ اشْتَكَتِ امْرَأَةٌ بِالْعَوَالِي مِسْكِينَةٌ فَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْأَلُهُمْ عَنْهَا وَقَالَ إِنْ مَاتَتْ فَلَا تَدْفِنُوهَا حَتّٰى أُصَلِّيَ عَلَيْهَا . فَتُوُفِّيَتْ فَجَاءُوا بِهَا إِلَى الْمَدِينَةِ بَعْدَ الْعَتَمَةِ فَوَجَدُوا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ نَامَ فَكَرِهُوا أَنْ يُوقِظُوهُ فَصَلَّوْا عَلَيْهَا وَدَفَنُوهَا بِبَقِيعِ الْغَرْقَدِ فَلَمَّا أَصْبَحَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءُوا فَسَأَلَهُمْ عَنْهَا فَقَالُوا قَدْ دُفِنَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَقَدْ جِئْنَاكَ فَوَجَدْنَاكَ نَائِمًا فَكَرِهْنَا أَنْ نُوقِظَكَ . قَالَ فَانْطَلِقُوا . فَانْطَلَقَ يَمْشِي وَمَشَوْا مَعَهُ حَتّٰى أَرَوْهُ قَبْرَهَا فَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَفُّوا وَرَاءَهُ فَصَلَّى عَلَيْهَا وَكَبَّرَ أَرْبَعًا .

☆☆ حضرت ابوامامہ بن سہل بن حنیف بیان کرتے ہیں' مدینہ منورہ کے نواحی علاقوں میں رہنے والی ایک غریب عورت بیمار ہوگئی' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں سے اس عورت کے بارے میں دریافت کرتے رہے' آپ نے ارشاد فرمایا: اگر یہ فوت ہو جاتی ہے' تو تم اسے اس وقت تک دفن نہ کرنا جب تک میں اس کی نمازِ جنازہ نہ پڑھاؤں' پھر اس خاتون کا انتقال ہوگیا' لوگ اس کی میت لے کر مدینہ منورہ عشاء کے بعد آئے' تو انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سوئے ہوئے پایا' انہیں یہ بات اچھی نہیں لگی کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بیدار کریں' اس لیے انہوں نے خود اس عورت کی نمازِ جنازہ ادا کی اور اس کو جنت البقیع میں دفن کردیا' اگلے دن لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے اس خاتون کے بارے میں دریافت کیا' تو لوگوں نے عرض کی: یارسول اللہ! اسے تو دفن کردیا گیا ہے' ہم آپ کے پاس آئے تھے' لیکن آپ اس وقت سو رہے تھے' تو ہمیں یہ اچھا نہیں لگا کہ ہم آپ کو بیدار کریں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم لوگ چلو' پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم چلتے ہوئے تشریف لے گئے' آپ کے ہمراہ لوگ بھی گئے' یہاں تک کہ لوگوں نے آپ کو اس عورت کی قبر دکھائی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوگئے' لوگوں نے آپ کے پیچھے صف قائم کی' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کی نمازِ جنازہ ادا کی اور اس میں آپ نے چار مرتبہ تکبیر کہی۔

72 - باب الصُّفُوفِ عَلَى الْجَنَازَةِ

باب: نمازِ جنازہ میں صفیں قائم کرنا

1969 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ أَخَاكُمُ النَّجَاشِيَّ قَدْ مَاتَ فَقُومُوا فَصَلُّوا عَلَيْهِ . فَقَامَ فَصَفَّ بِنَا كَمَا يُصَفُّ عَلَى الْجَنَازَةِ وَصَلَّى عَلَيْهِ .

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: تمہارا بھائی نجاشی فوت ہوگیا ہے' تم لوگ اُٹھو اور اس کی نمازِ جنازہ ادا کرو۔ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے' آپ نے ہماری صفیں بنوائیں' بالکل اسی طرح جیسے نمازِ جنازہ میں صفیں بنائی جاتی ہیں' پھر آپ نے اس کی نمازِ جنازہ ادا کی۔

1969-اخرجه البخاري في الجنائز، باب الصفوف على الجنازة (الحديث 1320) بنحوه، و الحديث عند: البخاري في مناقب الانصار، باب موت النجاشي (الحديث 3877) . ومسلم في الجنائز، باب في التكبير على الجنازة (الحديث 65) . تحفة الاشراف (2450) .

1970 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَى لِلنَّاسِ النَّجَاشِیَّ الْيَوْمَ الَّذِیْ مَاتَ فِيْهِ ثُمَّ خَرَجَ بِهِمْ اِلَى الْمُصَلّٰى فَصَفَّ بِهِمْ فَصَلّٰى عَلَيْهِ وَكَبَّرَ اَرْبَعَ تَكْبِيْرَاتٍ ۔

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے نجاشی کے انتقال کی اطلاع اسی دن دے دی تھی' جس دن وہ فوت ہوا تھا' پھر آپ ﷺ لوگوں کو ساتھ لے کر عیدگاہ تشریف لے گئے تھے' آپ نے ان کی صفیں بنوائی تھیں اور اس کی نمازِ جنازہ ادا کی تھی (اس نمازِ جنازہ میں) چار مرتبہ تکبیر کہی تھی۔

شرح

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول اس حدیث کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی ''صحیح'' میں نقل کیا ہے وہاں اس کی شرح کرتے ہوئے حافظ بدرالدین محمود عینی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بات تحریر کی ہے:

''اس روایت میں یہ بات مذکور ہے' نمازِ جنازہ میں چار تکبیریں پڑھی جاتی ہیں۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ' حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما' حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ' حضرت جابر رضی اللہ عنہ' حضرت عبداللہ بن ابواوفی رضی اللہ عنہ' حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ' حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ' حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ اس بات کے قائل ہیں۔

تابعین میں سے محمد بن حنفیہ نے عطا بن ابی رباح' محمد بن سیرین' ابراہیم نخعی' سوید بن غفلہ اور سفیان ثوری کا بھی یہی مسلک ہے۔

آئمہ مجتہدین میں سے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی بات کے قائل ہیں۔*

•••———•••———•••

1971 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَنْبَاَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ وَاَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ نَعَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّجَاشِیَّ لِاَصْحَابِهٖ بِالْمَدِيْنَةِ فَصَفُّوْا خَلْفَهٗ فَصَلّٰى عَلَيْهِ وَكَبَّرَ اَرْبَعًا ۔ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنُ الْمُسَيَّبِ اِنِّیْ لَمْ اَفْهَمْهُ كَمَا اَرَدْتُ ۔

* عمدۃ القاری' کتاب جنائز کا بیان' باب: جنازہ پر صفیں قائم کرنا

1970-اخرجه البخاری فی الجنائز، باب الرجل ینعی الی اهل المیت بنفسه (الحدیث 1245)، وباب التکبیر علی الجنازة اربعًا (الحدیث 1333) . واخرجه ابو داؤد فی الجنائز، باب فی الصلاة علی المسلم یموت فی بلاد الشرك (الحدیث 3204) . و سیاتی الجنائز، عدد التکبیر علی الجنازة (الحدیث 1979) . والحدیث عند: مسلم فی الجنائز، باب فی التکبیر علی الجنازة (الحدیث 62) . تحفة الاشراف (13232) .

1971-اخرجه البخاری فی الجنائز، باب الصفوف علی الجنازة (الحدیث 1318) . واخرجه ابن ماجه فی الجنائز، باب ما جاء فی الصلاة علی النجاشی (الحدیث 1534) . والحدیث عند: الترمذی فی الجنائز، باب ما جاء فی التکبیر علی الجنازة (الحدیث 1022) . تحفة الاشراف (13267 و 15290) .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے اپنے اصحاب کو نجاشی کے انتقال کی اطلاع مدینہ منورہ میں دے دی' لوگوں نے آپ کے پیچھے صفیں بنالیں' نبی اکرم ﷺ نے اس کی نمازِ جنازہ ادا کی اور چار مرتبہ تکبیر کہی۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: ابن مسیب کے بارے میں اس طرح نہیں سمجھتا جس طرح تم نے ارادہ کیا ہے۔

1972 - اَخْبَرَنَا عَلِیُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا اِسْمَاعِيْلُ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ اَبِی الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اَخَاكُمْ قَدْ مَاتَ فَقُوْمُوْا فَصَلُّوْا عَلَيْهِ ۔ فَصَفَفْنَا عَلَيْهِ صَفَّيْنِ ۔

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''تمہارا بھائی فوت ہوگیا ہے' تم لوگ اُٹھو اور اس کی نمازِ جنازہ ادا کرو' تو ہم نے دو صفیں قائم کرلیں''۔

1973 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِیٍّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوٗدَ سَمِعْتُ شُعْبَةَ يَقُوْلُ السَّاعَةَ يَخْرُجُ حَدَّثَنَا اَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ كُنْتُ فِی الصَّفِّ الثَّانِیْ يَوْمَ صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى النَّجَاشِیِّ ۔

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' جس دن نبی اکرم ﷺ نے نجاشی کی نمازِ جنازہ ادا کی تھی' اس دن میں دوسری صف میں شامل تھا۔

1974 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ قَالَ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ اَبِی الْمُهَلَّبِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَخَاكُمُ النَّجَاشِیَّ قَدْ مَاتَ فَقُوْمُوْا فَصَلُّوْا عَلَيْهِ ۔ قَالَ فَقُمْنَا فَصَفَفْنَا عَلَيْهِ كَمَا يُصَفُّ عَلَى الْمَيِّتِ وَصَلَّيْنَا عَلَيْهِ كَمَا يُصَلّٰى عَلَى الْمَيِّتِ ۔

☆☆ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ہم سے فرمایا: تمہارا بھائی نجاشی فوت ہوگیا ہے' تم لوگ اُٹھو اور اس کی نمازِ جنازہ ادا کرو۔ راوی کہتے ہیں: ہم لوگ اُٹھے' ہم نے اس کے لیے صف قائم کی' جس طرح کسی بھی میت کے لیے صف بنائی جاتی ہے' پھر ہم نے اس کی نمازِ جنازہ ادا کی' جس طرح عام نمازِ جنازہ ادا کی جاتی ہے۔

73 – باب الصَّلاَةِ عَلَى الْجَنَازَةِ قَائِمًا

باب: کھڑے ہو کر نمازِ جنازہ ادا کرنا

1975 - اَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ عَنْ عَبْدِ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ سَمُرَةَ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى اُمِّ كَعْبٍ مَاتَتْ فِیْ نِفَاسِهَا فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

1972-اخرجه مسلم فی الجنائز، باب فی التکبیر علی الجنازة (الحدیث 66) . تحفة الاشراف (2670) .

1973-اخرجه البخاری فی الجنائز، باب الصفوف علی الجنازة (الحدیث 1320) تعلیقًا . تحفة الاشراف (2774) .

1974-اخرجه الترمذی فی الجنائز، باب ما جاء فی صلاة النبی صلی الله علیه وسلم علی النجاشی (الحدیث 1039) . و اخرجه ابن ماجه فی الجنائز، باب ما جاء فی الصلاة علی النجاشی (الحدیث 1535) بنحوه . تحفة الاشراف (10889) .

وَسَلَّمَ فِي الصَّلَاةِ فِي وَسَطِهَا .

☆☆ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کی اقتداء میں سیّدہ اُم کعب رضی اللہ عنہا کی نمازِ جنازہ ادا کی' جن کا نفاس کے دوران انتقال ہوگیا تھا تو نبی اکرم ﷺ ان کے (جسم کے) درمیانی حصے کے بالمقابل کھڑے ہوئے تھے۔

شرح

احناف اس بات کے قائل ہیں: نمازِ جنازہ کے دو رکن ہیں۔ چار تکبیریں کہنا اور قیام کرنا پہلی تکبیر یعنی تکبیرِ تحریمہ رکن کی حیثیت رکھتی ہے۔ یہ شرط نہیں ہے۔ اس اعتبار سے نمازِ جنازہ میں دوسری تکبیر پر بنا قائم کرنا جائز نہیں ہوگا اور نمازِ جنازہ میں چار تکبیریں ہیں۔ چوتھی تکبیر کہنے کے بعد دو مرتبہ سلام پھیرنا واجب ہے۔ احناف کے نزدیک نمازِ جنازہ میں صرف ایک ہی واجب ہے وہ سلام پھیرنا ہے۔ احناف کے نزدیک نمازِ جنازہ میں نیت کرنا شرط ہے۔ یہ رکن نہیں ہے۔

احناف اس بات کے قائل ہیں: نمازِ جنازہ میں تین چیزیں سنت ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء پڑھنا، نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجنا اور ان کے لئے دعا مانگنا۔

•••——•••——•••

74 - باب اجْتِمَاعِ جَنَازَةِ صَبِيٍّ وَّامْرَاَةٍ

باب: جب کسی بچے اور خاتون کا جنازہ ایک ساتھ ہو (تو کیا طریقہ ہوگا؟)

1976 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِیْ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ قَالَ حَدَّثَنِیْ يَزِيْدُ بْنُ اَبِیْ حَبِيْبٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ اَبِیْ رَبَاحٍ عَنْ عَمَّارٍ قَالَ حَضَرَتْ جَنَازَةُ صَبِيٍّ وَّامْرَاَةٍ فَقُدِّمَ الصَّبِیُّ مِمَّا يَلِی الْقَوْمَ وَوُضِعَتِ الْمَرْاَةُ وَرَآءَهُ فَصَلّٰی عَلَيْهِمَا وَفِی الْقَوْمِ اَبُوْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِیُّ وَابْنُ عَبَّاسٍ وَّاَبُوْ قَتَادَةَ وَاَبُوْ هُرَيْرَةَ فَسَاَلْتُهُمْ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالُوا السُّنَّةُ .

☆☆ عطاء بن ابی رباح' حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: ایک مرتبہ ایک بچے اور ایک خاتون کا جنازہ لایا گیا تو بچے کو لوگوں والی سمت میں رکھا گیا اور خاتون کو اس کے پرے (قبلہ کی سمت میں) رکھا گیا' ان دونوں کی نمازِ جنازہ ادا کی گئی' حاضرین میں حضرت ابوسعید خدری' حضرت عبداللہ بن عباس' حضرت ابوقتادہ' حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہم بھی موجود تھے۔

میں نے ان حضرات سے اس بارے میں دریافت کیا' تو انہوں نے فرمایا: سنت (طریقہ) یہی ہے۔

1975-تقدم في الحيض و الاستحاضة، باب الصلاة على النفساء (الحديث 391) .

1976-اخرجه ابو داؤد في الجنائز، باب اذا حضر جنائز رجال و نساء من يقدم (الحديث 3193) . وياتي بعده في الباب المطي اجتماع جنائز الرجال و النساء (الحديث 1977) مطولًا . تحفة الاشراف (4261) .

75 - باب اجْتِمَاعِ جَنَائِزِ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ

باب: مردوں اور خواتین کے جنازے ایک ساتھ ہونا

1977 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ سَمِعْتُ نَافِعًا يَزْعُمُ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ صَلّٰی عَلٰی تِسْعِ جَنَائِزَ جَمِيْعًا فَجَعَلَ الرِّجَالَ يَلُوْنَ الْاِمَامَ وَالنِّسَاءَ يَلِيْنَ الْقِبْلَةَ فَصَفَّهُنَّ صَفًّا وَّاحِدًا وَّوُضِعَتْ جَنَازَةُ اُمِّ كُلْثُوْمٍ بِنْتِ عَلِيٍّ امْرَاَةِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَابْنٍ لَّهَا يُقَالُ لَهٗ زَيْدٌ وُضِعَا جَمِيْعًا وَّالْاِمَامُ يَوْمَئِذٍ سَعِيْدُ بْنُ الْعَاصِ وَفِی النَّاسِ ابْنُ عُمَرَ وَاَبُوْ هُرَيْرَةَ وَاَبُوْ سَعِيْدٍ وَّاَبُوْ قَتَادَةَ فَوُضِعَ الْغُلَامُ مِمَّا يَلِی الْاِمَامَ فَقَالَ رَجُلٌ فَاَنْكَرْتُ ذٰلِكَ فَنَظَرْتُ اِلَی ابْنِ عَبَّاسٍ وَّاَبِیْ هُرَيْرَةَ وَاَبِیْ سَعِيْدٍ وَّاَبِیْ قَتَادَةَ فَقُلْتُ مَا هٰذَا قَالُوْا هِیَ السُّنَّةُ .

☆☆ نافع بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے 9 افراد کی نمازِ جنازہ ایک ساتھ ادا کی تھی' مردوں کی میت کو امام والی طرف رکھا گیا تھا' جبکہ خواتین کو قبلہ کی سمت میں رکھا گیا تھا اور ان کی ایک صف بنادی گئی تھی۔ اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اہلیہ سیّدہ اُم کلثوم اور ان کے صاحبزادے کا جنازہ بھی ایک ساتھ رکھا گیا تھا۔ اس کی امامت سعید بن العاص نے کی تھی جبکہ حاضرین میں حضرت عبداللہ بن عمر' حضرت ابوہریرہ' حضرت ابوسعید خدری اور حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہم بھی شامل تھے۔ بچے کو امام والی سمت میں رکھا گیا تھا' ایک شخص بیان کرتا ہے' میں نے اس پر اعتراض کیا اور حضرت عبداللہ بن عباس' حضرت ابوہریرہ' حضرت ابوسعید اور حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہم کی طرف دیکھا' میں نے کہا: یہ کیا طریقہ ہے؟ تو انہوں نے کہا: یہ سنت ہے۔

شرح

علامہ ابن رشد مالکی تحریر کرتے ہیں: جب مردوں اور عورتوں کے جنازے اکٹھے ہو جائیں' تو ان کی ترتیب میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ اکثر علماء اس بات کے قائل ہیں' مرد کے جنازے کو امام کے قریب رکھا جائے گا اور عورت کے جنازے کو قبلہ کی سمت میں رکھا جائے گا' جبکہ ایک گروہ کی رائے اس کے برعکس ہے۔ یعنی عورت کا جنازہ امام کی طرف ہوگا اور مرد کا جنازہ قبلہ کی طرف ہوگا۔ ایک تیسرا قول یہ بھی ہے' مردوں کی نمازِ جنازہ الگ ادا کی جائے گی اور خواتین کی نمازِ جنازہ الگ ادا کی جائے گی۔

اکثر علماء نے مردوں کی میت کو عورتوں کی بہ نسبت امام کے قریب رکھنے کی دلیل کے طور پر وہ روایت نقل کی ہے' جسے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ''مؤطا'' میں نقل کیا ہے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، مدینہ منورہ

1977-انفرد به النسائي، والحديث عند: ابی داؤد في الجنائز، باب اذا حضر جنائز رجال و نساء من يقدم (الحديث 3193) . و سبق في الحديث 1976 . تحفة الاشراف (4261) .

میں جب مردوں اور خواتین کی اکٹھی نماز جنازہ ادا کرتے تھے' تو وہ مردوں کو امام کے قریب رکھتے تھے' اور عورتوں کو قبلہ کی سمت میں رکھتے تھے۔

اسی طرح امام عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں یہ بات نقل کی ہے' انہوں نے ایک نماز جنازہ ادا کی جس میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔ اس نماز جنازہ کے امامت حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ نے کی تھی۔ انہوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اس بارے میں دریافت کیا تھا یا کسی سے پوچھنے کے لئے کہا تھا' تو ان حضرات نے یہی جواب دیا تھا: سنت یہی ہے*۔

•••——•••——•••

1978 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ وَالْفَضْلُ بْنُ مُوْسٰى ح وَاَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ حُسَيْنٍ الْمُكْتِبِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى عَلٰى اُمِّ فُلَانٍ مَاتَتْ فِيْ نِفَاسِهَا فَقَامَ فِيْ وَسَطِهَا ۔

☆☆ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فلاں صاحب کی والدہ کی نمازِ جنازہ ادا کی تھی' جن کا انتقال نفاس کے دوران ہوگیا تھا' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان (کے جسم کے) وسط (کے مقابل میں) کھڑے ہوئے تھے۔

76 - باب عَدَدِ التَّكْبِيرِ عَلَى الْجَنَازَةِ

باب: نمازِ جنازہ میں تکبیرات کی تعداد

1979 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَى لِلنَّاسِ النَّجَاشِيَّ وَخَرَجَ بِهِمْ فَصَفَّ بِهِمْ وَكَبَّرَ اَرْبَعَ تَكْبِيرَاتٍ ۔

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو نجاشی کے انتقال کی اطلاع دی' آپ انہیں ساتھ لے کر گئے' آپ نے ان کی صفیں بنوائیں اور چار تکبیریں کہیں۔

شرح

نماز جنازہ میں تکبیرات کی تعداد کے بارے میں فقہاء کے اختلافات کی وضاحت کرتے ہوئے علامہ ابن رشد نے یہ بات بیان کی ہے:

''ابتدائی زمانے میں نماز جنازہ میں تکبیرات کی تعداد کے بارے میں بڑا اختلاف پایا جاتا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے تین

* بدایۃ المجتہد، باب نمبر 5 نماز جنازہ کے احکام

1978-تقدم في الحيض و الاستحاضة، باب الصلاة على النفساء (الحديث 391) . واخرجه النسائي في عمل اليوم والليلة، ذكر الاختلاف على ابي سلمة بن عبد الرحمن في الدعاء في الصلاة على الجنازة (الحديث 1084 و 1085) .

1979-تقدم (الحديث 1970) .

سے لے کر سات تکبیروں تک کی روایت منقول ہے' تاہم فقہاء نے یہ بات بیان کی ہے۔ نماز جنازہ میں چار تکبیریں کہی جائیں گی' شیخ ابن ابی لیلیٰ اور جابر بن زید پانچ تکبیروں کے قائل ہیں۔

فقہاء کے اس اختلاف کی وجہ یہ ہے' اس بارے میں روایات میں اختلاف پایا جاتا ہے' تاہم حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول روایت میں یہ بات مذکور ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی کی نماز جنازہ ادا کرتے ہوئے چار تکبیرات کہی تھیں' کیونکہ یہ روایت متفق علیہ ہے۔ اس لئے جمہور فقہاء نے اسی پر عمل کیا ہے*۔

•••——•••——•••

1980 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ بْنِ سَهْلٍ قَالَ مَرِضَتِ امْرَاَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْعَوَالِيْ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحْسَنَ شَيْءٍ عِيَادَةً لِّلْمَرِيْضِ فَقَالَ اِذَا مَاتَتْ فَاٰذِنُوْنِيْ ۔ فَمَاتَتْ لَيْلًا فَدَفَنُوْهَا وَلَمْ يُعْلِمُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا اَصْبَحَ سَاَلَ عَنْهَا فَقَالُوْا كَرِهْنَا اَنْ نُّوْقِظَكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ۔ فَاَتٰى قَبْرَهَا فَصَلّٰى عَلَيْهَا وَكَبَّرَ اَرْبَعًا ۔

☆☆ حضرت ابوامامہ بن سہل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نواحی علاقے کی رہنے والی ایک خاتون بیمار ہوگئی' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بیمار کی عیادت بڑے اہتمام سے کرتے تھے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب اس کا انتقال ہو جائے' تو مجھے اطلاع دینا' اس خاتون کا انتقال رات کے وقت ہوا' لوگوں نے اسے دفن کر دیا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع نہیں دی' اگلے دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خاتون کے بارے میں دریافت کیا' تو لوگوں نے عرض کی: یارسول اللہ! ہمیں آپ کو بیدار کرنا اچھا نہیں لگا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس خاتون کی قبر پر تشریف لائے' آپ نے اس کی نمازِ جنازہ ادا کی اور اس میں چار تکبیریں کہیں۔

1981 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ عَنِ ابْنِ اَبِيْ لَيْلٰى اَنَّ زَيْدَ بْنَ اَرْقَمَ صَلّٰى عَلٰى جَنَازَةٍ فَكَبَّرَ عَلَيْهَا خَمْسًا وَّقَالَ كَبَّرَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔

☆☆ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے ایک جنازے کی نماز ادا کی تھی' انہوں نے اس میں پانچ تکبیریں کہی تھیں اور یہ بات بیان کی تھی' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی (اتنی ہی مرتبہ) تکبیریں کہی تھیں۔

* بدایۃ المجتہد، باب نمبر 5 نماز جنازہ کے احکام

1980-تقدم (الحديث 1906) .

1981-اخرجه مسلم في الجنائز، باب الصلاة على القبر (الحديث 72) . واخرجه ابو داؤد في الجنائز، باب التكبير على الجنازة (الحديث 3197) . واخرجه الترمذي في الجنائز، باب ما جاء في التكبير على الجنازة (الحديث 1023) . واخرجه ابن ماجه في الجنائز، باب ما جاء فيمن كبر خمسا (الحديث 1505) . تحفة الاشراف (3671) .

77 - باب الدُّعَاءِ

باب: (نمازِ جنازہ کی) دعا

1982 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ اَبِیْ حَمْزَةَ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى عَلٰى جَنَازَةٍ يَقُوْلُ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهٗ وَارْحَمْهُ وَاعْفُ عَنْهُ وَعَافِهٖ وَاَكْرِمْ نُزُلَهٗ وَوَسِّعْ مُدْخَلَهٗ وَاغْسِلْهُ بِمَاءٍ وَّثَلْجٍ وَّبَرَدٍ وَّنَقِّهٖ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْاَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ وَاَبْدِلْهُ دَارًا خَيْرًا مِّنْ دَارِهٖ وَاَهْلاً خَيْرًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَزَوْجًا خَيْرًا مِّنْ زَوْجِهٖ وَّقِهٖ عَذَابَ الْقَبْرِ وَعَذَابَ النَّارِ . قَالَ عَوْفٌ فَتَمَنَّيْتُ اَنْ لَّوْ كُنْتُ الْمَيِّتَ لِدُعَاءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِذٰلِكَ الْمَيِّتِ .

☆☆ حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو نمازِ جنازہ کے دوران (یہ دعا مانگتے ہوئے) سنا ہے:

''اے اللہ! اس کی مغفرت کر دے' اس پر رحم کر' اس سے درگزر کر' اسے عافیت نصیب کر' اس کی اچھی طرح میزبانی کر' اس کی قبر کو کشادہ کر دے' اسے پانی' برف اور اولوں کے ذریعے دھو دے' اسے خطاؤں سے اس طرح پاک کر دے جس طرح سفید کپڑے کو میل سے صاف کر دیا جاتا ہے' اسے بدلے کے طور پر ایسی جگہ نصیب کر! جو اس کے گھر سے زیادہ بہتر ہو اور ایسے اہل خانہ نصیب کر جو اس کے اہل خانہ سے بہتر ہوں' ایسی بیوی نصیب کر جو اس کی بیوی سے زیادہ بہتر ہو' اسے قبر کے عذاب سے اور جہنم کے عذاب سے محفوظ رکھنا''۔

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مرحوم کے لیے جو دعا کی تھی' اس کی وجہ سے میں نے یہ آرزو کی تھی: کاش! وہ مرحوم میں ہوتا۔

1983 - اَخْبَرَنَا هَارُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْنٌ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ حَبِيْبِ بْنِ عُبَيْدٍ الْكَلَاعِيِّ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ الْحَضْرَمِيِّ قَالَ سَمِعْتُ عَوْفَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ عَلٰى مَيِّتٍ فَسَمِعْتُ فِيْ دُعَائِهٖ وَهُوَ يَقُوْلُ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهٗ وَارْحَمْهُ وَعَافِهٖ وَاعْفُ عَنْهُ وَاَكْرِمْ نُزُلَهٗ وَوَسِّعْ مُدْخَلَهٗ وَاغْسِلْهُ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّهٖ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الْاَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ وَاَبْدِلْهُ دَارًا خَيْرًا مِّنْ دَارِهٖ وَاَهْلاً خَيْرًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَزَوْجًا خَيْرًا مِّنْ زَوْجِهٖ وَاَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ وَنَجِّهٖ مِنَ النَّارِ - اَوْ قَالَ - وَاَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ .

☆☆ حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک نمازِ جنازہ کے دوران دعا مانگتے

1982-تقدم (الحديث 62) .

1983-تقدم (الحديث 62) .

ہوئے سنا' آپ یہ پڑھ رہے تھے:

''اے اللہ! اس کی مغفرت کر دے' اس پر رحم کر' اس کو عافیت نصیب کر' اس سے درگزر کر' اس کی اچھی طرح میزبانی کر' اس کی قبر کو کشادہ کر دے' اسے پانی' برف اور اولوں کے ذریعے دھو دے' اسے گناہوں سے اس طرح پاک کر دے جس طرح سفید کپڑے کو میل سے صاف کر دیا جاتا ہے' اسے اس کے گھر سے زیادہ بہتر گھر نصیب کر' اس کے اہل خانہ سے زیادہ بہتر اہل خانہ نصیب کر' اس کی بیوی سے زیادہ بہتر بیوی نصیب کر' اسے جنت میں داخل کر دے اور اسے جہنم سے نجات دیدے (راوی کو شک ہے' شاید یہ الفاظ ہیں:) اسے قبر کے عذاب سے بچالینا''۔

1984 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ قَالَ سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ مَيْمُوْنٍ يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رُبَيِّعَةَ السُّلَمِيِّ وَكَانَ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ خَالِدٍ السُّلَمِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اٰخٰى بَيْنَ رَجُلَيْنِ فَقُتِلَ اَحَدُهُمَا وَمَاتَ الْاٰخَرُ بَعْدَهٗ فَصَلَّيْنَا عَلَيْهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا قُلْتُمْ . قَالُوْا دَعَوْنَا لَهٗ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهٗ اللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ اللّٰهُمَّ اَلْحِقْهُ بِصَاحِبِهٖ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَيْنَ صَلَاتُهٗ بَعْدَ صَلَاتِهٖ وَاَيْنَ عَمَلُهٗ بَعْدَ عَمَلِهٖ فَلَمَا بَيْنَهُمَا كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ . قَالَ عَمْرُو بْنُ مَيْمُوْنٍ اَعْجَبَنِيْ لِاَنَّهٗ اَسْنَدَ لِيْ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن ربیعہ سلمی' جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی ہیں' حضرت عبید بن خالد سلمی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو آدمیوں کو بھائی بھائی بنا دیا' ان میں سے ایک شہید ہو گیا اور دوسرا بعد میں فوت ہوا' ہم نے اس کی نمازِ جنازہ ادا کی' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: تم لوگوں نے کیا پڑھا ہے؟ تو ہم نے عرض کی: ہم نے اس کے لیے یہ دعا مانگی ہے:

''اے اللہ! اس کی مغفرت کر دے' اس پر رحم کر اور اسے اس کے ساتھی کے ساتھ ملا دے''۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اس کی نماز کا اس کی نماز سے کیا واسطہ اور اس کے عمل کا اس کے عمل سے کیا واسطہ؟ ان دونوں کے درمیان اتنا فرق ہے جتنا آسمان اور زمین کے درمیان ہے''۔

عمرو بن میمون نامی راوی یہ بات نقل کرتے ہیں: مجھے یہ بات بہت اچھی لگی' کیونکہ انہوں نے (یعنی عبداللہ بن ربیعہ نے) اس کی سند میرے سامنے بیان کر دی تھی۔

1985 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ - وَهُوَ ابْنُ زُرَيْعٍ - قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ اَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ يَحْيٰى بْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ اَبِيْ اِبْرَاهِيْمَ الْاَنْصَارِيِّ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْمَيِّتِ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا وَذَكَرِنَا وَاُنْثَانَا وَصَغِيْرِنَا وَكَبِيْرِنَا .

1984-اخرجه ابو داؤد في الجهاد، باب في النور يرى عند قبر الشهيد (الحديث 2524) . تحفة الاشراف (9742) .

1985-اخرجه الترمذي في الجنائز، باب ما جاء في التكبير على الجنازة (الحديث 1024) . تحفة الاشراف (15687) .

☆☆ یحییٰ بن ابوکثیر' ابوابراہیم انصاری کے حوالے سے ان کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو نماز جنازہ میں یہ دعا مانگتے ہوئے سنا ہے:

''اے اللہ! ہمارے زندوں' ہمارے مرحومین' ہمارے موجود لوگوں' ہمارے غیر موجود لوگوں' ہمارے مردوں' ہماری خواتین' ہمارے چھوٹوں اور ہمارے بڑوں کی مغفرت کردے''۔

1986 - اَخْبَرَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ اَيُّوْبَ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ - وَهُوَ ابْنُ سَعْدٍ - قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ ابْنِ عَبَّاسٍ عَلٰى جَنَازَةٍ فَقَرَاَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُوْرَةٍ وَّجَهَرَ حَتّٰى اَسْمَعَنَا فَلَمَّا فَرَغَ اَخَذْتُ بِيَدِهٖ فَسَاَلْتُهٗ فَقَالَ سُنَّةٌ وَّحَقٌّ .

☆☆ طلحہ بن عبداللہ بیان کرتے ہیں' میں نے حضرت عبداللہ بن عباس ؓ کی اقتداء میں ایک نماز جنازہ میں شرکت کی' انہوں نے سورۃ الفاتحہ اور ایک اور سورت کی تلاوت کی' انہوں نے بلند آواز میں اس کی تلاوت کی' یہاں تک کہ ہمیں بھی اس کی تلاوت سنائی دی' جب وہ نماز پڑھ کر فارغ ہوئے' تو میں نے ان کا ہاتھ تھاما اور ان سے اس بارے میں دریافت کیا' تو وہ بولے: ''یہ سنت ہے اور ٹھیک ہے''۔

1987 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ ابْنِ عَبَّاسٍ عَلٰى جَنَازَةٍ فَسَمِعْتُهٗ يَقْرَاُ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَلَمَّا انْصَرَفَ اَخَذْتُ بِيَدِهٖ فَسَاَلْتُهٗ فَقُلْتُ تَقْرَاُ قَالَ نَعَمْ اِنَّهٗ حَقٌّ وَّسُنَّةٌ .

☆☆ طلحہ بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عباس ؓ کی اقتداء میں نماز جنازہ ادا کی' تو میں نے انہیں سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کرتے ہوئے سنا' جب وہ نماز پڑھ کر فارغ ہوئے' تو میں نے ان کا ہاتھ تھاما اور ان سے اس بارے میں دریافت کیا: کیا آپ نے تلاوت کی ہے؟ تو انہوں نے کہا: جی ہاں! یہ درست ہے اور سنت ہے۔

1988 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ اَنَّهٗ قَالَ السُّنَّةُ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَازَةِ اَنْ يَّقْرَاَ فِي التَّكْبِيْرَةِ الْاُوْلٰى بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ مُخَافَتَةً ثُمَّ يُكَبِّرَ ثَلَاثًا وَّالتَّسْلِيْمُ عِنْدَ الْاٰخِرَةِ .

☆☆ حضرت ابوامامہ ؓ فرماتے ہیں: نماز جنازہ کا سنت طریقہ یہ ہے' پہلی تکبیر کے بعد سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کی جائے' لیکن پست آواز میں کی جائے' پھر اس کے بعد تین تکبیریں کہی جائیں اور آخری تکبیر کے بعد سلام پھیر دیا جائے۔

1989 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سُوَيْدٍ الدِّمَشْقِيِّ الْفِهْرِيِّ عَنِ

1986-اخرجه البخاري في الجنائز، باب قراءة فاتحة الكتاب على الجنازة (الحديث 1335) مختصرًا . و اخرجه ابو داؤد في الجنائز، باب ما يقرا على الجنازة (الحديث 3198) مختصرًا . و اخرجه الترمذي في الجنائز، باب ما جاء في القراءة على الجنازة بفاتحة الكتاب (الحديث 1027) مختصرًا . و سياتي (الحديث 1987) تحفة الاشراف (5764) .

1987-تقدم (الحديث 1986) .

1988-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (138) .

1989-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (4974) .

الضَّحَّاكِ بْنِ قَيْسٍ الدِّمَشْقِيِّ بِنَحْوِ ذٰلِكَ .

☆☆ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

78 - باب فَضْلِ مَنْ صَلّٰى عَلَيْهِ مِائَةٌ

باب: اس شخص کی فضیلت جس کی نماز جنازہ 100 افراد ادا کریں

1990 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ سَلَّامِ بْنِ اَبِيْ مُطِيْعٍ الدِّمَشْقِيِّ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ رَضِيْعِ عَائِشَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ مَيِّتٍ يُصَلِّيْ عَلَيْهِ اُمَّةٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ يَبْلُغُوْنَ اَنْ يَّكُوْنُوْا مِائَةً يَشْفَعُوْنَ اِلَّا شُفِّعُوْا فِيْهِ .
قَالَ سَلَّامٌ فَحَدَّثْتُ بِهٖ شُعَيْبَ بْنَ الْحَبْحَابِ فَقَالَ حَدَّثَنِيْ بِهٖ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ ؓ' نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتی ہیں:

جس مرحوم کی نماز جنازہ کثیر تعداد میں لوگ ادا کریں' اتنے کہ ان کی تعداد ایک 100 ہو جائے اور وہ اس کے لیے سفارش کریں' تو اس شخص کے بارے میں ان کی سفارش قبول کر لی جاتی ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت انس بن مالک ؓ کے حوالے سے بھی منقول ہے۔

1991 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ قَالَ اَنْبَاَنَا اِسْمَاعِيْلُ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ - رَضِيْعٌ لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا - عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَمُوْتُ اَحَدٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَيُصَلِّيْ عَلَيْهِ اُمَّةٌ مِّنَ النَّاسِ فَيَبْلُغُوْا اَنْ يَّكُوْنُوْا مِائَةً فَيَشْفَعُوْا اِلَّا شُفِّعُوْا فِيْهِ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ ؓ' نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتی ہیں:

جو مسلمان فوت ہو جائے اور اس کی نماز جنازہ لوگ اتنی زیادہ تعداد میں ادا کریں کہ ان کی تعداد ایک سو ہو جائے اور وہ اس کی سفارش کریں' تو اس شخص کے بارے میں ان کی سفارش قبول کی جائے گی۔

1992 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَوَاءٍ اَبُو الْخَطَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكَّارٍ الْحَكَمُ بْنُ فَرُّوْخَ قَالَ صَلّٰى بِنَا اَبُو الْمَلِيْحِ عَلٰى جَنَازَةٍ فَظَنَنَّا اَنَّهٗ قَدْ كَبَّرَ فَاَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ فَقَالَ اَقِيْمُوْا صُفُوْفَكُمْ وَلْتَحْسُنْ شَفَاعَتُكُمْ قَالَ اَبُو الْمَلِيْحِ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ - وَهُوَ ابْنُ سَلِيْطٍ - عَنْ اِحْدٰى اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَهِيَ مَيْمُوْنَةُ زَوْجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ اَخْبَرَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ

1990-اخرجه مسلم في الجنائز، باب من صلى عليه مائة شفعوا فيه (الحديث 58) . واخرجه الترمذي في الجنائز، باب ما جاء في الصلاة على الجنازة والشفاعة للميت (الحديث 1029) . وسياتي (الحديث 1991) . تحفة الاشراف (918 و 16291) .

1991-تقدم في الجنائز، فضل من صلى عليه مائة (الحديث 1990) .

1992-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (18059) .

مَيِّتٍ يُصَلِّيْ عَلَيْهِ اُمَّةٌ مِنَ النَّاسِ اِلَّا شُفِّعُوا فِيْهِ . فَسَاَلْتُ اَبَا الْمَلِيْحِ عَنِ الْاُمَّةِ فَقَالَ اَرْبَعُوْنَ .

☆☆ حکم بن فروخ بیان کرتے ہیں' ابوملیح نے ہمیں ایک نمازِ جنازہ پڑھائی' ہم نے یہ گمان کیا' کہ شاید وہ تکبیر کہہ چکے ہیں' لیکن وہ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور بولے: تم اپنی صفیں درست کرلو اور تمہاری سفارش اچھے الفاظ میں ہونی چاہیے۔ ابوملیح بیان کرتے ہیں' عبداللہ بن سلیط نے ایک اُم المؤمنین یعنی نبی اکرم ﷺ کی زوجہ سیّدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے یہ بات نقل کی ہے' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

جس مسلمان کی نمازِ جنازہ کثیر تعداد میں لوگ ادا کرلیں' تو اس میت کے بارے میں ان کی سفارش قبول کی جاتی ہے۔

راوی کہتے ہیں: میں نے ابوملیح سے دریافت کیا: کثیر تعداد میں لوگوں سے مراد کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: چالیس افراد۔

79 - باب ثَوَابِ مَنْ صَلّٰى عَلٰى جَنَازَةٍ

باب: جو شخص نمازِ جنازہ ادا کرتا ہے' اس کا اجر و ثواب

1993 - اَخْبَرَنَا نُوْحُ بْنُ حَبِيْبٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَنْبَاَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰى عَلٰى جَنَازَةٍ فَلَهُ قِيْرَاطٌ وَّمَنِ انْتَظَرَهَا حَتّٰى تُوْضَعَ فِي اللَّحْدِ فَلَهُ قِيْرَاطَانِ وَالْقِيْرَاطَانِ مِثْلُ الْجَبَلَيْنِ الْعَظِيْمَيْنِ .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

جو شخص نمازِ جنازہ ادا کرتا ہے' اسے ایک قیراط ثواب ملتا ہے اور جو شخص میت کا انتظار کرتا رہتا ہے' یہاں تک کہ اسے قبر میں اتار دیا جاتا ہے' تو اس شخص کو دو قیراط ملتے ہیں اور یہ دو قیراط دو بڑے پہاڑوں کی مانند ہوتے ہیں۔

1994 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ الْاَعْرَجُ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ شَهِدَ جَنَازَةً حَتّٰى يُصَلّٰى عَلَيْهَا فَلَهُ قِيْرَاطٌ وَّمَنْ شَهِدَ حَتّٰى تُدْفَنَ فَلَهُ قِيْرَاطَانِ . قِيْلَ وَمَا الْقِيْرَاطَانِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ مِثْلُ الْجَبَلَيْنِ الْعَظِيْمَيْنِ .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

جو شخص جنازے میں شریک ہو' یہاں تک کہ اس کی نمازِ جنازہ ادا کرلی جائے' تو اسے ایک قیراط ثواب ملتا ہے اور جو شخص میت کے دفن ہونے تک ساتھ رہتا ہے' اسے دو قیراط ثواب ملتا ہے' عرض کی گئی: یارسول اللہ! دو قیراط سے مراد کیا ہے؟ نبی

1993-اخرجه البخاري في الجنائز، باب من انتظر حتى تدفن (110/1من هامش نسخة الشعب) . واخرجه مسلم في الجنائز، باب فضل الصلاة على الجنازة و اتباعها (الحديث 52م) . واخرجه ابن ماجه في الجنائز، باب ما جاء في ثواب من صلى على جنازة و من انتظر دفنها (الحديث 1539) . تحفة الاشراف (13266) .

1994-اخرجه البخاري في الجنائز، باب من انتظر حتى تدفن (الحديث 1325) . واخرجه مسلم في الجنائز، باب فضل الصلاة على الجنائز و اتباعها (الحديث 52) . تحفة الاشراف (13958) .

اکرم ﷺ نے فرمایا: دو بڑے پہاڑوں کی مانند۔

1995 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَوْفٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَبِعَ جَنَازَةَ رَجُلٍ مُسْلِمٍ احْتِسَابًا فَصَلّٰى عَلَيْهَا وَدَفَنَهَا فَلَهُ قِيْرَاطَانِ وَمَنْ صَلّٰى عَلَيْهَا ثُمَّ رَجَعَ قَبْلَ اَنْ تُدْفَنَ فَاِنَّهُ يَرْجِعُ بِقِيْرَاطٍ مِنَ الْاَجْرِ .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

جو شخص ثواب کی اُمید رکھتے ہوئے مسلمان کے جنازے کے ساتھ جاتا ہے' اس کی نمازِ جنازہ ادا کرتا ہے' اس کے دفن میں شریک ہوتا ہے' اس شخص کو دو قیراط ثواب ملتا ہے اور جو شخص نمازِ جنازہ ادا کرنے کے بعد اور دفن ہونے سے پہلے واپس آ جاتا ہے' وہ اجر کے ایک قیراط کو لے کر واپس آتا ہے۔

1996 - اَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ قَزَعَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مَسْلَمَةُ بْنُ عَلْقَمَةَ قَالَ اَنْبَاَنَا دَاوُدُ عَنْ عَامِرٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَبِعَ جَنَازَةً فَصَلّٰى عَلَيْهَا ثُمَّ انْصَرَفَ فَلَهُ قِيْرَاطٌ مِنَ الْاَجْرِ وَمَنْ تَبِعَهَا فَصَلّٰى عَلَيْهَا ثُمَّ قَعَدَ حَتّٰى يُفْرَغَ مِنْ دَفْنِهَا فَلَهُ قِيْرَاطَانِ مِنَ الْاَجْرِ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا اَعْظَمُ مِنْ اُحُدٍ .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

"جو شخص کسی جنازے کے ساتھ جاتا ہے اور اس پر نمازِ جنازہ ادا کرتا ہے' پھر وہ واپس آ جاتا ہے' تو اسے اجر کا ایک قیراط ملتا ہے اور جو شخص جنازے کے ساتھ جاتا ہے' اس کی نمازِ جنازہ ادا کرتا ہے' پھر بیٹھا رہتا ہے' یہاں تک کہ اس کے دفن سے فارغ ہو جائے' تو اس شخص کو اجر کے دو قیراط ملتے ہیں' جن میں سے ہر ایک "اُحد" پہاڑ سے بڑا ہوتا ہے"۔

80 - باب الْجُلُوْسِ قَبْلَ اَنْ تُوْضَعَ الْجَنَازَةُ

باب: جنازہ رکھے جانے سے پہلے بیٹھ جانا

1997 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ هِشَامٍ وَّالْاَوْزَاعِيِّ عَنْ يَحْيٰى بْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا رَاَيْتُمُ الْجَنَازَةَ فَقُوْمُوْا وَمَنْ تَبِعَهَا فَلَا يَقْعُدَنَّ حَتّٰى تُوْضَعَ .

☆☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

"جب تم کوئی جنازہ دیکھو تو کھڑے ہو جاؤ اور جو اس کے ساتھ جا رہا ہو' وہ اس وقت تک نہ بیٹھے جب تک اسے

1995-اخرجه البخاري في الايمان، باب اتباع الجنائز من الايمان (الحديث 47) بنحوه . و سياتي في الايمان و شرائعه، شهود الجنائز (الحديث 5047) . تحفة الاشراف (14481) .

1996-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (13543) .

1997-تقدم (الحديث 1913) .

رکھ نہ دیا جائے"۔

81 - باب الْوُقُوفِ لِلْجَنَائِزِ

باب: جنازے کے لیے ٹھہر جانا (یا بیٹھ جانا)

1998 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَحْيٰى عَنْ وَاقِدٍ عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ مَسْعُوْدِ بْنِ الْحَكَمِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ : اَنَّهٗ ذُكِرَ الْقِيَامُ عَلَى الْجَنَازَةِ حَتّٰى تُوضَعَ فَقَالَ عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ : قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَعَدَ .

☆☆ مسور بن حکم' حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ ان کے سامنے یہ مسئلہ ذکر کیا گیا' کہ جنازے کو دیکھ کر کھڑا رہا جائے' جب تک اسے رکھ نہیں دیا جاتا۔ تو حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: پہلے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے لیے کھڑے ہو جایا کرتے تھے' لیکن پھر آپ بیٹھے رہا کرتے تھے۔

(اس کا یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے' پہلے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور پھر آپ بیٹھ گئے)

1999 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَخْبَرَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ عَنْ مَسْعُوْدِ بْنِ الْحَكَمِ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ : رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ فَقُمْنَا وَرَاَيْنَاهُ قَعَدَ فَقَعَدْنَا .

☆☆ حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہم نے (جنازے کے لیے) کھڑے ہوتے دیکھا ہے' تو اس لیے (بعض اوقات ہم کھڑے بھی ہو جاتے ہیں) اور ہم نے آپ کو (جنازہ کے لیے) بیٹھے ہوئے بھی دیکھا ہے' اس لیے (بعض اوقات) ہم بیٹھے رہتے ہیں۔

2000 - اَخْبَرَنَا هَارُوْنُ بْنُ اِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ خَالِدٍ الْاَحْمَرُ عَنْ عَمْرِو بْنِ قَيْسٍ عَنِ الْمِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ زَاذَانَ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ : خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ جَنَازَةٍ فَلَمَّا انْتَهَيْنَا اِلَى الْقَبْرِ وَلَمْ يُلْحَدْ فَجَلَسَ وَجَلَسْنَا حَوْلَهٗ كَاَنَّ عَلٰى رُءُوْسِنَا الطَّيْرَ .

☆☆ حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ہم لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک جنازے میں شرکت کے لیے گئے' جب ہم لوگ قبرستان پہنچے تو ابھی قبر تیار ہی نہیں کی گئی تھی' اس لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ گئے' ہم بھی آپ کے اردگرد بیٹھ گئے (ہم اتنے

1998-اخرجه مسلم في الجنائز، باب نسخ القيام للجنازة (الحديث 82 و 83 و 84) . واخرجه ابو داؤد في الجنائز، باب القيام للجنازة (الحديث 3175) . و اخرجه الترمذي في الجنائز، باب الرخصة في ترك القيام لها (الحديث 1044) . وسيأتي (الحديث 1999) . واخرجه ابن ماجه في الجنائز، باب ما جاء في القيام للجنازة (الحديث 1544) بنحوه تحفة الاشراف (10276) .

1999-تقدم (الحديث 1998) .

2000-اخرجه ابو داؤد في الجنائز، باب الجلوس عند القبر (الحديث 3212)، و في السنة، باب في المسالة في القبر و عذاب القبر (الحديث 4753 و 4754) مطولاً و اخرجه ابن ماجه في الجنائز، باب ما جاء في الجلوس في المقابر (الحديث 1548) بنحوه . تحفة الاشراف (1758) .

احترام سے بیٹھے تھے) یوں محسوس ہوتا تھا جیسے ہمارے سروں پر پرندے ہیں (جو ہمارے حرکت کرنے کی وجہ سے اُڑ جائیں گے)۔

82 - باب مُوَارَاةِ الشَّهِيْدِ فِيْ دَمِهٖ

باب: شہید کو اس کے خون سمیت دفن کر دینا

2001 - اَخْبَرَنَا هَنَّادٌ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ ثَعْلَبَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِقَتْلٰى اُحُدٍ : زَمِّلُوْهُمْ بِدِمَائِهِمْ فَاِنَّهٗ لَيْسَ كَلْمٌ يُكْلَمُ فِي اللّٰهِ اِلَّا يَاْتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَدْمٰى لَوْنُهٗ لَوْنُ الدَّمِ وَرِيْحُهٗ رِيْحُ الْمِسْكِ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شہدائے اُحد کے بارے میں یہ بات ارشاد فرمائی تھی:

انہیں ان کے خون کی چادر اوڑھا دو (یعنی انہیں غسل دیئے بغیر دفن کرنا ہے)' کیونکہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں لگنے والا زخم جب ساتھ لے کر آدمی قیامت کے دن آئے گا' تو اس کا خون بہہ رہا ہوگا' اس کی رنگت خون کی رنگت جیسی ہوگی اور اس کی خوشبو مشک کی خوشبو جیسی ہوگی۔

83 - باب اَيْنَ يُدْفَنُ الشَّهِيْدُ

باب: شہید کو کہاں دفن کیا جائے؟

2002 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا وَكِيْعٌ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ السَّائِبِ عَنْ رَجُلٍ يُقَالُ لَهٗ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَيَّةَ قَالَ : اُصِيْبَ رَجُلَانِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ يَوْمَ الطَّائِفِ فَحُمِلَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَمَرَ اَنْ يُدْفَنَا حَيْثُ اُصِيْبَا . وَكَانَ ابْنُ مُعَيَّةَ وُلِدَ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

☆☆ حضرت عبید اللہ بن معیہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ غزوۂ طائف کے موقع پر دو مسلمان شہید ہو گئے' ان دونوں کو اُٹھا کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لایا گیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت کے تحت انہیں اسی جگہ دفن کیا گیا جہاں وہ شہید ہوئے تھے۔

(راوی کہتے ہیں:) حضرت عبید اللہ بن معیہ کی پیدائش نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ اقدس میں ہوئی تھی۔

2003 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَسْوَدُ بْنُ قَيْسٍ عَنْ نُبَيْحٍ الْعَنَزِيِّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ : اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ بِقَتْلٰى اُحُدٍ اَنْ يُرَدُّوْا اِلٰى مَصَارِعِهِمْ وَكَانُوْا قَدْ نُقِلُوْا

2001-انفرد به النسائي، وسيأتي في الجهاد، باب من كلم في سبيل الله عزوجل (الحديث 3148) . تحفة الاشراف (5210) .

2002-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (9741) .

2003-اخرجه ابو داؤد في الجنائز، باب في الميت يحمل من ارض الى ارض و كراهة ذلك (الحديث 3165) بنحوه . واخرجه الترمذي في الجهاد، باب ما جاء في دفن القتيل في مقتله (الحديث 1717) بنحوه . و سيأتي (الحديث 2004) بنحوه و اخرجه ابن ماجه في الجنائز، باب ما جاء في الصلاة على الشهداء و دفنهم (الحديث 1516) . تحفة الاشراف (3117) .

اِلَى الْمَدِيْنَةِ .

☆☆ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شہدائے اُحد کے بارے میں یہ بات ارشاد فرمائی تھی: انہیں ان کی شہادت کی جگہ پر لوٹا دیا جائے حالانکہ پہلے انہیں مدینہ منورہ منتقل کر دیا گیا تھا۔

2004 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ نُبَيْحٍ الْعَنَزِيِّ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : ادْفِنُوا الْقَتْلٰى فِيْ مَصَارِعِهِمْ .

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''شہداء کو ان کے شہید ہونے کی جگہ پر ہی دفن کرو''۔

84 - باب مُوَارَاةِ الْمُشْرِكِ

باب: مشرک کو دفن کرنا

2005 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ اِسْحَاقَ عَنْ نَاجِيَةَ بْنِ كَعْبٍ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قُلْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ عَمَّكَ الشَّيْخَ الضَّالَّ مَاتَ فَمَنْ يُوَارِيْهِ قَالَ : اذْهَبْ فَوَارِ اَبَاكَ وَلَا تُحْدِثَنَّ حَدَثًا حَتّٰى تَاْتِيَنِيْ . فَوَارَيْتُهُ ثُمَّ جِئْتُ فَاَمَرَنِيْ فَاغْتَسَلْتُ وَدَعَا لِيْ وَذَكَرَ دُعَاءً لَمْ اَحْفَظْهُ .

☆☆ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی: آپ کا بوڑھا گمراہ چچا فوت ہو گیا ہے' اسے دفن کون کرے گا؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم جاؤ اور جا کر اپنے والد کو دفن کر دو' اس کے بعد کوئی کام نہ کرنا بلکہ سیدھے میرے پاس آ جانا۔ (حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:) میں نے انہیں دفن کر دیا' پھر میں (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں) حاضر ہوا تو آپ نے مجھے یہ ہدایت کی کہ میں غسل کر لوں' پھر آپ نے میرے لیے دعا کی۔

(راوی کہتے ہیں:) انہوں نے دعا کا تذکرہ کیا تھا' لیکن مجھے وہ یاد نہیں رہی۔

شرح

اس روایت میں جناب ابو طالب کے انتقال کا تذکرہ ہے۔ عام روایات کے مطابق جناب ابو طالب کا انتقال شوال کے مہینے کے درمیان میں اعلان نبوت کے دسویں سال ہوا تھا۔ اسی سال سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا بھی انتقال ہوا تھا۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سال کو عام الحزن ''غم کا سال'' قرار دیا تھا۔ اس کے تین سال بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی تھی۔ بعض روایات کے مطابق جناب ابو طالب کا انتقال ہجرت سے چار سال پہلے اور بعض روایات کے مطابق ہجرت سے پانچ سال پہلے ہوا تھا۔

2004-تقدم (الحديث 2003) .

2005-تقدم في الطهارة، الغسل من مواراة المشرك (الحديث 190) .

مشہور روایات کے مطابق جناب ابو طالب کا اصل نام عبد مناف تھا ان کے انتقال سے کچھ پہلے کی صورت حال کے بارے میں ایک روایت امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی ''صحیح'' میں نقل کی ہے۔

سعید بن مسیب اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' جب جناب ابو طالب کے انتقال کے وقت قریب آیا' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے' وہاں ابو جہل بن ہشام اور عبداللہ بن ابوامیہ بھی موجود تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب ابو طالب سے فرمایا: اے چچا جان! آپ لا الٰہ الا اللہ پڑھ لیجئے۔ یہ ایسا کلمہ ہے' میں اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آپ کے حق میں گواہی دوں گا' تو ابو جہل اور عبداللہ بن ابوامیہ بولے۔ اے ابو طالب! کیا تم عبدالمطلب کے دین سے منہ موڑ رہے ہو؟ اس کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسلسل انہیں کلمہ پڑھنے کی تلقین کرتے رہے اور وہ دونوں اپنی بات دہراتے رہے۔ یہاں تک کہ جناب ابو طالب کے آخری الفاظ یہ تھے: وہ جناب عبدالمطلب کے دین پر ہیں۔ انہوں نے لا الٰہ الا اللہ پڑھنے سے انکار کر دیا تھا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اللہ کی قسم! میں اس وقت تک آپ کے لئے دعائے مغفرت ضرور کرتا رہوں گا' جب تک مجھے اس سے منع نہیں کر دیا جاتا''۔

(راوی کہتے ہیں:) تو اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی۔

''نبی اور اہل ایمان کے لئے یہ بات مناسب نہیں ہے' وہ مشرکین کے لئے دعائے مغفرت کریں''۔

جمہور اہل سنت اس بات کے قائل ہیں' ''صحیح بخاری'' کی اس روایت سے یہ بات ثابت ہوتی ہے' جناب ابو طالب نے اسلام قبول نہیں کیا تھا۔ اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان نے اس موضوع پر ایک مستقل رسالہ بھی تصنیف کیا ہے۔ جس میں قرآن کی آیات کے شان نزول صحابہ کرام رضی اللہ عنہم منقول احادیث اور جلیل القدر آئمہ کے اقوال کے ذریعے یہ بات ثابت کی ہے' اکثر اہل سنت کے نزدیک جناب ابو طالب کا ایمان لانا ثابت نہیں ہے۔ البتہ اہل سنت میں سے ہی بعض حضرات ایمان ابو طالب کے ثبوت کے قائل ہیں۔ یہ رائے جمہور کے موقف کے خلاف ہے۔

...—...—...

85 - باب اللَّحْدِ وَالشَّقِّ

باب: (قبر میں) لحد بنانا یا شق کرنا

2006 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ اِسْمَاعِيْلَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ سَعْدٍ قَالَ : اَلْحِدُوْا لِيْ لَحْدًا وَّانْصِبُوْا عَلَيَّ نَصْبًا كَمَا فُعِلَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

☆☆ اسماعیل بن محمد اپنے والد کے حوالے سے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا یہ قول نقل کرتے ہیں: تم لوگ

2006-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (3926) .

میرے لیے لحد بنانا اور میری قبر پر اینٹیں لگانا' جس طرح نبی اکرم ﷺ کے ساتھ کیا گیا ہے۔

شرح

لحد سے مراد یہ ہے' گڑھا کھودنے کے بعد قبر کی قبلہ کی سمت والی دیوار میں اتنی جگہ کھودی جائے جس میں میت کو رکھا جا سکے جبکہ شق سے مراد یہ ہے' قبر کو گڑھے کی شکل میں کھودا جائے۔ جس طرح نہر ہوتی ہے۔

روایت کے متن کے یہ الفاظ میرے لیے (اینٹیں) نصب کرنا' اس سے مراد یہ ہے: جب قبلہ کی سمت میں قبر کھودی جاتی ہے تو کھودائی والے حصے کا منہ بند کرنے کے لئے وہاں اینٹیں لگائی جاتی ہیں۔

اس بات پر تمام فقہاء کا اتفاق ہے' شق کی صورت میں قبر بنانے کے مقابلے میں لحد بنانا زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔ جبکہ حنابلہ کے نزدیک شق کی صورت میں قبر بنانا مکروہ ہے۔ البتہ احناف مالکیہ اور شوافع اس بات کے قائل ہیں' لحد کی صورت میں قبر بنانا اس وقت زیادہ فضیلت رکھے گا' جب زمین سخت ہو۔

•••———•••———•••

2007 - اَخْبَرَنَا هَارُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَامِرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ اِسْمَاعِيْلَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ : اَنَّ سَعْدًا لَمَّا حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ قَالَ : اِلْحَدُوْا لِیْ لَحْدًا وَّانْصِبُوْا عَلَیَّ نَصْبًا كَمَا فُعِلَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

☆☆ اسماعیل بن محمد' عامر بن سعد کے حوالے سے حضرت سعد رضی اللہ عنہ بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: جب ان کی موت کا وقت قریب آیا' تو انہوں نے فرمایا: تم لوگ میرے لیے لحد بنانا اور میرے لیے اینٹیں نصب کرنا' جس طرح نبی اکرم ﷺ کے ساتھ کیا گیا تھا۔

2008 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْاَذْرَمِیُّ عَنْ حَكَّامِ بْنِ سَلْمٍ الرَّازِیِّ عَنْ عَلِیِّ بْنِ عَبْدِ الْاَعْلٰی عَنْ اَبِيْهِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : اَللَّحْدُ لَنَا وَالشَّقُّ لِغَيْرِنَا .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

"(قبر میں) لحد بنانے کا طریقہ ہمارے لیے ہے اور شق کرنے کا طریقہ دوسروں کے لیے ہے"۔

86 - باب مَا يُسْتَحَبُّ مِنْ اِعْمَاقِ الْقَبْرِ

باب: قبر کو گہرا کھودنا مستحب ہے

2007-اخرجه مسلم فی الجنائز، باب فی اللحد و نصب اللبن (الحديث 90) بنحوه . و اخرجه ابن ماجه فی الجنائز، باب ما جاء فی استحباب اللحد (الحديث 1556) . تحفة الاشراف (3867) .

2008-اخرجه ابو داؤد فی الجنائز، باب فی اللحد (الحديث 3208) . واخرجه الترمذی فی الجنائز، باب ما جاء فی قول النبی صلی الله عليه وسلم (اللحد لنا و الشق لغيرنا) (الحديث 1045) . واخرجه ابن ماجه فی الجنائز، باب ما جاء فی استحباب اللحد (الحديث 1554)

2009 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عَامِرٍ قَالَ : شَكَوْنَا اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ اُحُدٍ فَقُلْنَا : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ الْحَفْرُ عَلَيْنَا لِكُلِّ اِنْسَانٍ شَدِيْدٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : احْفِرُوْا وَاَعْمِقُوْا وَاَحْسِنُوْا وَادْفِنُوا الْاِثْنَيْنِ وَالثَّلَاثَةَ فِیْ قَبْرٍ وَّاحِدٍ . قَالُوْا : فَمَنْ نُقَدِّمُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ : قَدِّمُوْا اَكْثَرَهُمْ قُرْآنًا . قَالَ : فَكَانَ اَبِیْ ثَالِثَ ثَلَاثَةٍ فِیْ قَبْرٍ وَّاحِدٍ .

☆☆ ہشام بن عامر بیان کرتے ہیں' ہم نے غزوۂ اُحد کے موقع پر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں شکایت کی' ہم نے عرض کی: یارسول اللہ! ہر شہید کے لیے الگ سے قبر کھودنا ہمارے لیے مشکل ہوگا' تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم لوگ اسے کھودو اور گہرا کھودو اور اچھی طرح بناؤ' پھر دو یا تین آدمی ایک ہی قبر میں دفن کر دو' ہم نے عرض کی: یارسول اللہ! ہم آگے کس کو رکھیں؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم آگے اس کو رکھو جس کو قرآن زیادہ یاد ہو۔

راوی کہتے ہیں: میرے والد بھی دو آدمیوں سمیت ایک ہی قبر میں دفن ہوئے تھے۔

87 - باب مَا يُسْتَحَبُّ مِنْ تَوْسِيْعِ الْقَبْرِ

باب: قبر کو کشادہ رکھنا مستحب ہے

2010 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِیْ قَالَ سَمِعْتُ حُمَيْدَ بْنَ هِلَالٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامِ بْنِ عَامِرٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ : لَمَّا كَانَ يَوْمُ اُحُدٍ اُصِيْبَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَاَصَابَ النَّاسَ جِرَاحَاتٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : احْفِرُوْا وَاَوْسِعُوْا وَادْفِنُوا الْاِثْنَيْنِ وَالثَّلَاثَةَ فِی الْقَبْرِ وَقَدِّمُوْا اَكْثَرَهُمْ قُرْآنًا .

☆☆ سعد بن ہشام اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: جب غزوۂ اُحد کے موقع پر کچھ مسلمان شہید ہو گئے اور کچھ لوگ زخمی ہو گئے' تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"تم لوگ قبر کھودو' اسے کشادہ رکھو اور دو یا تین آدمیوں کو ایک قبر میں دفن کرو اور آگے اسے رکھنا جسے قرآن زیادہ آتا ہو"۔

شرح

امام موفق الدین ابن قدامہ حنبلی تحریر کرتے ہیں: امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے قبر کو سینے تک گہرا کیا

2009-اخرجه ابو داؤد فی الجنائز، باب فی تعميق القبر (الحديث 3215 و 3216 و 3217) . واخرجه الترمذی فی الجهاد، باب ما جاء فی دفن الشهداء (الحديث 1713) و سياتی فی باب ما يستحب من توسيع القبر (الحديث 2010) و دفن الجماعة فی القبر الواحد (الحديث 2014 و 2015 و 2016 و 2017) . واخرجه ابن ماجه فی الجنائز، باب ما جاء فی حفر القبر (الحديث 1560) مختصرًا . تحفة الاشراف (11731) .

2010-تقدم فی الباب قبله (الحديث 2009) .

جائے گا۔ خواہ میت مرد کی ہو یا عورت کی ہو حسن بصری اور ابن سیرین نے بھی اس بات کو مستحب قرار دیا ہے: سینے تک قبر کو گہرا رکھا جائے۔ عمر بن عبدالعزیز کے بارے میں یہ بات منقول ہے' جب ان کے صاحبزادے کا انتقال ہوا۔ انہوں نے لوگوں کو یہ ہدایت کی کہ وہ اس کی ناف تک قبر کو گہرا رکھیں اور اس سے زیادہ گہرا نہ بنائیں کیونکہ زمین کا اوپر کا حصہ نیچے کے حصے سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔

شیخ ابوخطاب نے یہ بات بیان کی ہے: یہ بات مستحب ہے' قبر کو میت کے قد جتنا گہرا رکھا جائے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی بات کے قائل ہیں۔ اس کی دلیل یہ ہے نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے۔

''اسے کھودو، اسے کشادہ رکھو اور گہرا رکھو۔''

اس روایت کو امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے۔

•••———•••———•••

88 – باب وَضعِ الثَّوبِ فِي اللَّحدِ

باب: لحد میں کپڑا رکھنا

2011 – اَخبَرَنَا اِسمَاعِيلُ بنُ مَسعُودٍ عَن يَزِيدَ – وَهُوَ ابنُ زُرَيعٍ – قَالَ حَدَّثَنَا شُعبَةُ عَن اَبِي جَمرَةَ عَنِ ابنِ عَبَّاسٍ قَالَ: جُعِلَ تَحتَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ حِينَ دُفِنَ قَطِيفَةٌ حَمرَاءُ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' جب نبی اکرم ﷺ کو دفن کیا گیا اس وقت آپ کے جسم مبارک کے نیچے سرخ چادر رکھی گئی تھی۔

شرح

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ تحریر کرتے ہیں: ابن سعد نے اپنی کتاب طبقات میں وکیع کا یہ بیان نقل کیا ہے۔ یہ حکم نبی اکرم ﷺ کے ساتھ مخصوص ہے۔ اسی طرح ابن سعد نے یہ بات بھی نقل کی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا۔

''میری لحد میں میری چادر کو بچھا دینا کیونکہ زمین انبیاء کے جسموں پر مسلط نہیں ہوتی (یعنی انہیں خراب نہیں کرتی)''

اسی حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے علامہ ابوالحسن سندھی نے یہ بات بیان کی ہے: یہ بات مشہور ہے' اس چادر کو نبی اکرم ﷺ کے کسی غلام نے بچھا دیا تھا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اس کا علم نہیں ہوا۔

•••———•••———•••

• سیوطی، سندھی، بر روایت مذکورہ

2011-اخرجه مسلم في الجنائز، باب جعل القطيفة في القبر (الحديث 91) . واخرجه الترمذي في الجنائز، باب ما جاء في الثوب الواحد يلقى تحت الميت في القبر (الحديث 1048) . تحفة الاشراف (6526) .

89 – باب السَّاعَاتِ الَّتِي نُهِيَ عَن اِقبَارِ المَوتَى فِيهِنَّ

باب: ان اوقات کا تذکرہ جن میں مردوں کو دفن کرنے سے منع کیا گیا ہے

2012 – اَخبَرَنَا عَمرُو بنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبدُ الرَّحمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا مُوسٰى بنُ عُلَيِّ بنِ رَبَاحٍ قَالَ سَمِعتُ اَبِي قَالَ سَمِعتُ عُقبَةَ بنَ عَامِرٍ الجُهَنِيَّ قَالَ: ثَلَاثُ سَاعَاتٍ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ يَنهَانَا اَن نُصَلِّيَ فِيهِنَّ اَو نَقبُرَ فِيهِنَّ مَوتَانَا: حِينَ تَطلُعُ الشَّمسُ بَازِغَةً حَتّٰى تَرتَفِعَ وَحِينَ يَقُومُ قَائِمُ الظَّهِيرَةِ حَتّٰى تَزُولَ الشَّمسُ وَحِينَ تَضَيَّفُ الشَّمسُ لِلغُرُوبِ .

☆☆ حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' تین اوقات ایسے ہیں' جن کے بارے میں نبی اکرم ﷺ نے ہمیں منع کیا ہے' ہم ان میں نماز ادا کریں' یا ہم ان میں مردوں کو دفن کریں' ایک وہ وقت جب سورج نکل رہا ہوتا ہے' یہاں تک کہ بلند ہو جائے' ایک وہ جب سورج ڈھلنے لگتا ہے' یہاں تک کہ وہ ڈھل جائے' ایک وہ وقت جب وہ غروب ہونے کے قریب ہوتا ہے' یہاں تک کہ وہ غروب ہو جائے۔

شرح

علامہ ابن عبدالبر اندلسی رحمۃ اللہ علیہ تحریر کرتے ہیں: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے اصحاب اس بات کے قائل ہیں۔ سورج طلوع ہونے کے وقت اس کے غروب ہونے کے وقت اور نصف النہار کے وقت نماز جنازہ ادا نہیں کی جائے گی۔ ان اوقات کے علاوہ دیگر کسی بھی وقت بھی نماز جنازہ ادا کی جائے گی۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے یہ روایت نقل کی گئی ہے۔ وہ فرماتے ہیں۔ عصر کے بعد نماز جنازہ ادا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ جب تک سورج زرد نہیں ہو جاتا۔ جب وہ زرد ہو جاتا ہے' تو پھر نماز جنازہ ادا نہیں کی جائے گی۔ البتہ اگر میت کو نقصان پہنچنے کا کوئی اندیشہ ہو تو پھر نماز جنازہ ادا کی جا سکتی ہے۔

جبکہ ایک روایت کے مطابق امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اس بات کے قائل ہیں۔ نماز جنازہ کو رات یا دن کے کسی بھی وقت میں ادا کیا جا سکتا ہے۔ خواہ سورج طلوع ہونے کے قریب ہو یا غروب ہونے کے قریب ہو۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ بھی اس بات کے قائل ہیں۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ نماز جنازہ کسی بھی وقت میں ادا کی جا سکتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے' ان کے نزدیک جن روایات میں ان اوقات میں نماز ادا کرنے کی ممانعت ہے وہ نفل نماز کے بارے میں ہے۔ واجب یا سنت نماز کے بارے میں نہیں ہے۔

•••———•••———•••

2013 – اَخبَرَنِي عَبدُ الرَّحمٰنِ بنُ خَالِدٍ القَطَّانُ الرَّقِّيُّ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ ابنُ جُرَيجٍ اَخبَرَنِي اَبُو الزُّبَيرِ اَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا يَقُولُ: خَطَبَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ رَجُلًا مِن اَصحَابِهِ مَاتَ فَقُبِرَ لَيلًا وَكُفِّنَ فِي كَفَنٍ غَيرِ

2012-تقدم في المواقيت ، الساعات التي نهى عن الصلاة فيها (الحديث 559) .

2013-تقدم في الجنائز، الامر بتحسين الكفن (الحديث 1894) .

طائل فزجر رسول الله صلى الله عليه وسلم ان يقبر انسان ليلا الا ان يضطر الى ذلك .

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے خطبہ دیتے ہوئے اپنے ایک صحابی کا ذکر کیا' جس کا انتقال ہوگیا تھا اور اسے رات کے وقت ہی دفن کر دیا گیا تھا' اسے عمدہ قسم کا کفن نہیں دیا گیا تھا' نبی اکرم ﷺ نے اس بات پر ناراضگی کا اظہار کیا' کہ کسی انسان کو رات کے وقت دفن کیا جائے' البتہ اگر مجبوری ہو (تو حکم مختلف ہے)۔

90 – باب دفن الجماعة في القبر الواحد

باب: ایک ہی قبر میں کئی افراد کو دفن کرنا

2014 – اخبرنا محمد بن عبد الله بن المبارك قال حدثنا وكيع عن سليمان بن المغيرة عن حميد بن هلال عن هشام بن عامر قال : لما كان يوم احد اصاب الناس جهد شديد فقال النبي صلى الله عليه وسلم : احفروا واوسعوا وادفنوا الاثنين والثلاثة في قبر . فقالوا : يا رسول الله فمن نقدم قال : قدموا اكثرهم قرآنا .

☆☆ حضرت ہشام بن عامر بیان کرتے ہیں' غزوۂ اُحد کے موقع پر لوگوں کو سخت مصیبت کا سامنا کرنا پڑا' تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم لوگ قبر کھودو' اسے کشادہ رکھو اور دو یا تین آدمیوں کو ایک قبر میں دفن کر دو' لوگوں نے عرض کی: یارسول اللہ! ہم آگے کسے رکھیں؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"وہ جسے قرآن زیادہ آتا ہو"۔

2015 – اخبرني ابراهيم بن يعقوب قال انبانا سليمان بن حرب قال حدثنا حماد بن زيد عن ايوب عن حميد بن هلال عن سعد بن هشام بن عامر عن ابيه قال : اشتد الجراح يوم احد فشكي ذلك الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال : احفروا واوسعوا واحسنوا وادفنوا في القبر الاثنين والثلاثة وقدموا اكثرهم قرآنا .

☆☆ سعد بن ہشام اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: غزوۂ اُحد کے دن زخمیوں کی تعداد زیادہ تھی' اس بات کی شکایت نبی اکرم ﷺ سے کی گئی تو آپ نے ارشاد فرمایا:

تم لوگ قبر کھودو' اسے کشادہ رکھو' اسے اچھی طرح سے بناؤ اور ایک قبر میں دو یا تین آدمیوں کو دفن کر دو اور آگے اسے رکھنا جسے قرآن زیادہ یاد ہو۔

2016 – اخبرنا ابراهيم بن يعقوب قال حدثنا مسدد قال حدثنا عبد الوارث عن ايوب عن حميد بن

2014-تقدم (الحديث 2009) .

2015-تقدم (الحديث 2009) .

2016-تقدم (الحديث 2009) .

هلال عن ابي الدهماء عن هشام بن عامر ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال : احفروا واحسنوا وادفنوا الاثنين والثلاثة وقدموا اكثرهم قرآنا .

☆☆ حضرت ہشام بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

تم لوگ قبر کھودو' اسے اچھی طرح سے بناؤ اور دو یا تین آدمیوں کو ایک قبر میں دفن کرو اور جسے قرآن زیادہ آتا ہو' اسے آگے رکھنا۔

91 – باب من يقدم

باب: (قبر میں قبلہ کی سمت میں) کسے آگے کیا جائے گا؟

2017 – حدثنا محمد بن منصور قال حدثنا سفيان قال حدثنا ايوب عن حميد بن هلال عن هشام بن عامر قال : قتل ابي يوم احد فقال النبي صلى الله عليه وسلم : احفروا واوسعوا واحسنوا وادفنوا الاثنين والثلاثة في القبر وقدموا اكثرهم قرآنا . فكان ابي ثالث ثلاثة وكان اكثرهم قرآنا فقدم .

☆☆ حضرت ہشام بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میرے والد غزوۂ اُحد کے موقع پر شہید ہوگئے' تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

تم لوگ قبر کھودو' اسے کشادہ رکھو' اسے اچھی طرح بناؤ اور دو یا تین آدمیوں کو ایک ہی قبر میں دفن کر دو اور آگے اسے رکھنا جسے قرآن زیادہ یاد ہو۔

(حضرت ہشام بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:) میرے والد دو آدمیوں سمیت دفن ہوئے تھے' لیکن' کیونکہ انہیں قرآن زیادہ آتا تھا' اس لیے انہیں (قبلہ کی سمت میں) آگے رکھا گیا تھا۔

92 – باب اخراج الميت من اللحد بعد ان يوضع فيه

باب: میت کو لحد میں رکھ دینے کے بعد اسے لحد سے باہر نکالنا

2018 – قال الحارث بن مسكين قراءة عليه وانا اسمع عن سفيان قال سمع عمرو جابرا يقول : اتى النبي صلى الله عليه وسلم عبد الله بن ابي بعد ما ادخل في قبره فامر به فاخرج فوضعه على ركبتيه ونفث عليه من ريقه والبسه قميصه والله اعلم .

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ' عبداللہ بن اُبی (کی میت) کے پاس تشریف لائے' اس وقت اسے قبر میں رکھا جا چکا تھا' نبی اکرم ﷺ کے حکم کے تحت اسے باہر نکالا گیا' نبی اکرم ﷺ نے اسے اپنے گھٹنوں پر رکھا اور

2017-تقدم (الحديث 2009) .

2018-تقدم في الجنائز، القميص في الكفن (1900) .

اپنا لعاب دہن اس پر ڈالا آپ نے اپنی قمیص اسے پہنائی' باقی اللہ بہتر جانتا ہے۔

2019 - اَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسٰى عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرًا يَقُوْلُ : اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ بِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اُبَيٍّ فَاُخْرِجَ مِنْ قَبْرِهٖ فَوَضَعَ رَاْسَهٗ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ فَتَفَلَ فِيْهِ مِنْ رِيْقِهٖ وَاَلْبَسَهٗ قَمِيْصَهٗ . قَالَ جَابِرٌ : وَصَلّٰى عَلَيْهِ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ .

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن اُبی کے بارے میں حکم دیا تو اسے اس کی قبر سے نکالا گیا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا سر اپنے دونوں گھٹنوں پر رکھا' آپ نے اپنا لعاب دہن اس پر ڈالا اور اپنی قمیص اسے پہنائی۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نمازِ جنازہ ادا کی تھی۔

(امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں:) باقی اللہ بہتر جانتا ہے۔

93 - باب اِخْرَاجِ الْمَيِّتِ مِنَ الْقَبْرِ بَعْدَ اَنْ يُدْفَنَ فِيْهِ

باب: میت کو قبر میں دفن کر دینے کے بعد اسے قبر سے نکالنا

2020 - اَخْبَرَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيْمِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ عَامِرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنِ ابْنِ اَبِيْ نَجِيْحٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ : دُفِنَ مَعَ اَبِيْ رَجُلٌ فِي الْقَبْرِ فَلَمْ يَطِبْ قَلْبِيْ حَتّٰى اَخْرَجْتُهٗ وَدَفَنْتُهٗ عَلٰى حِدَةٍ .

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میرے والد کے ہمراہ ایک اور شخص کو بھی قبر میں دفن کر دیا گیا تو میرا دل اس سے مطمئن نہیں ہوا' یہاں تک کہ میں نے انہیں قبر سے نکالا اور انہیں الگ (قبر میں) دفن کیا۔

94 - باب الصَّلَاةِ عَلَى الْقَبْرِ

باب: قبر پر نمازِ جنازہ ادا کرنا

2021 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ اَبُوْ قُدَامَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ حَكِيْمٍ عَنْ خَارِجَةَ بْنِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ عَمِّهٖ يَزِيْدَ بْنِ ثَابِتٍ : اَنَّهُمْ خَرَجُوْا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ فَرَاٰى قَبْرًا جَدِيْدًا فَقَالَ : مَا هٰذَا . قَالُوْا : هٰذِهٖ فُلَانَةُ مَوْلَاةُ بَنِيْ فُلَانٍ فَعَرَفَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَاتَتْ ظُهْرًا وَّاَنْتَ نَائِمٌ قَائِلٌ فَلَمْ نُحِبَّ اَنْ نُوْقِظَكَ بِهَا . فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَفَّ النَّاسَ خَلْفَهٗ وَكَبَّرَ عَلَيْهَا اَرْبَعًا ثُمَّ قَالَ : لَا يَمُوْتُ فِيْكُمْ مَيِّتٌ مَا دُمْتُ بَيْنَ اَظْهُرِكُمْ اِلَّا اٰذَنْتُمُوْنِيْ بِهٖ فَاِنَّ صَلَاتِيْ لَهٗ رَحْمَةٌ .

2019-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (2509) .

2020-اخرجه البخاري في الجنائز، باب هل يخرج الميت من القبر و اللحد لعلة (الحديث 1352) . تحفة الاشراف (2422) .

2021-اخرجه ابن ماجه في الجنائز، باب ما جاء في الصلاة على القبر (الحديث 1528) تحفة الاشراف (11824) .

☆☆ خارجہ بن زید اپنے چچا حضرت یزید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' ایک دن وہ لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گئے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک نئی بنی ہوئی قبر ملاحظہ فرمائی تو دریافت کیا: یہ کس کی ہے؟ لوگوں نے عرض کی: یہ فلاں خاتون کی ہے' جو فلاں خاندان کی کنیز تھی' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کو پہچان گئے (لوگوں نے عرض کی:) اس خاتون کا انتقال دوپہر کے وقت ہوا تھا' آپ اس وقت دوپہر کے وقت آرام فرما رہے تھے' اور سوئے ہوئے تھے' اور ہمیں اچھا نہیں لگا کہ ہم اس خاتون کی وجہ سے آپ کو بیدار کریں' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے' آپ نے لوگوں کی اپنے پیچھے صف بنوائی اور اس کی (نمازِ جنازہ ادا کرتے ہوئے) چار مرتبہ تکبیر کہی۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جب تک میں تمہارے درمیان موجود ہوں' اس وقت تک جس شخص کا بھی انتقال ہوتا ہے' اس کے بارے میں تم مجھے اطلاع دو گے' کیونکہ میرا اس کی نمازِ جنازہ ادا کرنا اس شخص کے لیے رحمت ہوگا"۔

شرح

اس بات پر تمام فقہاء کا اتفاق ہے' اگر میت کو نمازِ جنازہ ادا کیے بغیر دفن کر دیا گیا ہو تو دفن کے بعد اس کی نمازِ جنازہ ادا کرنا جائز ہے۔

احناف اس بات کے قائل ہیں: اگر میت کو نمازِ جنازہ ادا کیے بغیر دفن کیا گیا ہو اور غالب گمان یہ ہو کہ ابھی میت خراب نہیں ہوئی ہوگی' تو پھر اس کی قبر پر نمازِ جنازہ ادا کی جا سکتی ہے۔

علامہ ابن عبدالبر اس بارے میں فقہاء کے اختلاف کی وضاحت کرتے ہوئے یہ بات بیان کرتے ہیں: تمام علماء کا اس بات پر اتفاق ہے "جو علماء قبر پر نماز ادا کرنے کو جائز سمجھتے ہیں۔ ان کا اس بات پر اتفاق ہے' قبر پر نماز صرف اسی وقت ادا کی جاتی ہے' جب دفن ہونے کا زمانہ قریب ہو اور اکثر علماء کے نزدیک یہ مدت ایک ماہ ہے۔

علامہ ابن عبدالبر نے یہ بات بھی بیان کی ہے: فقہاء کا ایسے شخص کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے' جو کسی کی نمازِ جنازہ میں شریک نہ ہو سکا ہو وہ اس وقت آیا ہو جب نمازِ جنازہ ہو چکی ہو یا اس وقت آیا ہو جب میت کو دفن کیا جا چکا ہو۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ' امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے دونوں اصحاب اس بات کے قائل ہیں' اس میت کی دوسری مرتبہ نمازِ جنازہ ادا نہیں کی جائے گی۔ جو شخص لوگوں کے ساتھ نمازِ جنازہ میں شریک نہیں ہو سکا تو وہ نہ تو میت کی نمازِ جنازہ ادا کرے گا اور نہ ہی اس کی قبر پر نماز ادا کرے گا۔

سفیان ثوری، امام اوزاعی، حسن بن صالح اور لیث بن سعد اس بات کے قائل ہیں۔

شیخ ابن القاسم بیان کرتے ہیں۔ میں نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے کہا آپ اس حدیث کے بارے میں کیا' کہیں گے جس میں یہ بات منقول ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خاتون کی قبر نمازِ جنازہ ادا کی تھی' تو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: حدیث میں یہ بات منقول ہے' تاہم اس حدیث پر عمل نہیں ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں یہ بات منقول ہے جب وہ کسی ایسے جنازے میں شریک ہوتے جس کی نماز جنازہ پہلے ادا کی جا چکی ہوتو وہ صرف دعا مانگ کر ہی واپس آ جایا کرتے تھے۔

جبکہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے اصحاب اس بات کے قائل ہیں اگر کوئی شخص نماز جنازہ ادا نہ کر سکا ہو تو اگر وہ چاہے تو قبر پر نماز جنازہ ادا کر سکتا ہے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے بعض شاگردوں اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی بھی یہی رائے ہے*۔

•••——•••——•••

2022 – اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ الشَّيْبَانِيِّ عَنِ الشَّعْبِيِّ: اَخْبَرَنِىْ مَنْ مَرَّ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى قَبْرٍ مُنْتَبِذٍ فَاَمَّهُمْ وَصَفَّ خَلْفَهُ قُلْتُ: مَنْ هُوَ يَا اَبَا عَمْرٍو قَالَ: ابْنُ عَبَّاسٍ .

☆☆ امام شعبی بیان کرتے ہیں' مجھے ان صحابی نے یہ بات بتائی ہے' جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک الگ تھلگ قبر کے پاس سے گزرے تھے' پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو نماز پڑھائی تھی اور اپنے پیچھے لوگوں کی صف بنوائی تھی۔

راوی کہتے ہیں: میں نے دریافت کیا: اے ابوعمرو! (یہ حدیث روایت کرنے والے وہ صحابی) کون تھے؟ انہوں نے جواب دیا: وہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما تھے۔

2023 – اَخْبَرَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ الشَّيْبَانِيُّ اَنْبَاَنَا عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِىْ مَنْ رَاَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِقَبْرٍ مُنْتَبِذٍ فَصَلّٰى عَلَيْهِ وَصَفَّ اَصْحَابُهُ خَلْفَهُ . قِيْلَ: مَنْ حَدَّثَكَ قَالَ: ابْنُ عَبَّاسٍ .

☆☆ امام شعبی بیان کرتے ہیں' جن صاحب نے یہ واقعہ دیکھا' انہوں نے مجھے یہ حدیث سنائی ہے' ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک الگ تھلگ قبر کے پاس سے گزرے تو آپ نے اس پر نمازِ جنازہ ادا کی' آپ کے اصحاب نے آپ کے پیچھے صف قائم کر لی تھی' ان سے دریافت کیا گیا: آپ کو یہ حدیث کس نے سنائی ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: حضرت عبداللہ بن عباس نے۔

* ملخص الاستذکار کتاب جنائز کا بیان باب جنازے پر تکبیریں کہنا۔

2022-اخرجه البخاري في الاذان، باب وضوء الصبيان و متى يجب عليهم الغسل و الطهور و حضورهم الجماعة و العيدين و الجنائز و صفوفهم (الحديث 857) و في الجنائز، باب الاذان بالجنازة (الحديث 1247) بنحوه، و باب الصفوف على الجنازة (الحديث 1319)، و باب صفوف الصبيان مع الرجال في الجنائز (الحديث 1321) بنحوه، و باب سنة الصلاة على الجنائز (الحديث 1322)، و باب صلاة الصبيان مع الناس على الجنائز (الحديث 1326) بنحوه، و باب الصلاة على القبر بعد ما يدفن (الحديث 1336) و اخرجه مسلم في الجنائز، باب الصلاة على القبر (الحديث 68 و 69) و اخرجه ابو داؤد في الجنائز، باب التكبير على الجنازة (الحديث 3196) بنحوه و اخرجه الترمذي في الجنائز، باب ما جاء في الصلاة على القبر (الحديث 1037) و سياتي (الحديث 2023) و اخرجه ابن ماجه في الجنائز، باب ما جاء في الصلاة على القبر (الحديث 1530) بنحوه و الحديث عند: البخاري في الجنائز، باب الدفن بالليل (الحديث 1340) . تحفة الاشراف (5766) .

2023-تقدم (الحديث 2022) .

2024 – اَخْبَرَنَا الْمُغِيْرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ عَلِيٍّ – وَهُوَ اَبُوْ اُسَامَةَ – قَالَ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ بُرْقَانَ عَنْ حَبِيْبِ بْنِ اَبِىْ مَرْزُوْقٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى عَلٰى قَبْرِ امْرَاَةٍ بَعْدَ مَا دُفِنَتْ .

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خاتون کے دفن ہو جانے کے بعد اس کی قبر پر نمازِ جنازہ ادا کی تھی۔

95 – باب الرُّكُوبِ بَعْدَ الْفَرَاغِ مِنَ الْجَنَازَةِ

باب: جنازہ سے فارغ ہونے کے بعد سوار ہونا

2025 – اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ وَيَحْيَى بْنُ اٰدَمَ قَالَا حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ مِغْوَلٍ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى جَنَازَةِ اَبِى الدَّحْدَاحِ فَلَمَّا رَجَعَ اُتِىَ بِفَرَسٍ مُعْرَوْرًى فَرَكِبَ وَمَشَيْنَا مَعَهُ .

☆☆ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ابودحداح کے جنازے میں شریک ہونے کے لیے نکلے' جب آپ واپس تشریف لائے' تو آپ کی خدمت میں زین کے بغیر گھوڑا پیش کیا گیا' آپ اس پر سوار ہو گئے اور ہم آپ کے ساتھ چلتے ہوئے آئے۔

96 – باب الزِّيَادَةِ عَلَى الْقَبْرِ

باب: قبر پر اضافہ کرنا

2026 – اَخْبَرَنَا هَارُوْنُ بْنُ اِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنَا حَفْصٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُوْسٰى وَاَبِى الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُبْنٰى عَلَى الْقَبْرِ اَوْ يُزَادَ عَلَيْهِ اَوْ يُجَصَّصَ . زَادَ سُلَيْمَانُ بْنُ مُوْسٰى: اَوْ يُكْتَبَ عَلَيْهِ .

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع کیا ہے' قبر پر کوئی عمارت بنائی جائے یا اس پر اضافہ کیا جائے یا اسے پکا کیا جائے۔

سلیمان بن موسیٰ نامی راوی نے یہ الفاظ اضافی نقل کیے ہیں: یا اس پر کوئی چیز تحریر کی جائے۔

2024-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (2407) .

2025-اخرجه مسلم في الجنائز، باب ركوب المصلي على الجنازة اذا انصرف (الحديث 89) . تحفة الاشراف (2194) .

2026-اخرجه ابو داؤد في الجنائز، باب في البناء على القبر (الحديث 3226) و الحديث عند: مسلم في الجنائز، النهي عن تجصيص القبر و البناء عليه (الحديث 94) و ابو داؤد في الجنائز، باب في البناء على القبر (الحديث 3225) و الترمذي في الجنائز، باب ما جاء في كراهية تجصيص القبور و الكتابة عليها (الحديث 1052) . و سياتي باب البناء على القبر (الحديث 2027) . و ابن ماجه في الجنائز، باب ما جاء في النهي عن البناء على القبور و تجصيصها و الكتابة عليها (الحديث 1563) . تحفة الاشراف (2274 و 2796) .

97 - باب الْبِنَاءِ عَلَى الْقَبْرِ

باب: قبر پر عمارت بنانا

2027 - اَخْبَرَنَا يُوْسُفُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِىْ اَبُو الزُّبَيْرِ اَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا يَقُوْلُ : نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ تَقْصِيصِ الْقُبُوْرِ اَوْ يُبْنٰى عَلَيْهَا اَوْ يَجْلِسَ عَلَيْهَا اَحَدٌ .

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کو پکا کرنے' ان پر عمارت بنانے یا ان پر بیٹھنے سے منع کیا ہے۔

98 - باب تَجْصِيصِ الْقُبُوْرِ

باب: قبر کو پکا کرنا

2028 - اَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ عَنْ اَبِى الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ : نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ تَجْصِيصِ الْقُبُوْرِ .

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کو پکا کرنے سے منع کیا ہے۔

99 - باب تَسْوِيَةِ الْقُبُوْرِ اِذَا رُفِعَتْ

باب: جب قبر بلند کر دی جائے' تو اسے برابر کرنا

2029 - اَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِىْ عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ اَنَّ ثُمَامَةَ بْنَ شُفَيٍّ حَدَّثَهُ قَالَ : كُنَّا مَعَ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ بِاَرْضِ الرُّوْمِ فَتُوُفِّىَ صَاحِبٌ لَنَا فَاَمَرَ فَضَالَةُ بِقَبْرِهٖ فَسُوِّىَ ثُمَّ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْمُرُ بِتَسْوِيَتِهَا .

☆☆ ثمامہ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ حضرت فضالہ بن عبید کے ساتھ اہل روم کے کسی علاقے میں تھے' وہاں ہمارے ایک ساتھی کا انتقال ہو گیا تو حضرت فضالہ کے حکم کے تحت اس کی قبر برابر بنائی گئی' انہوں نے بتایا: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو قبروں کو برابر بنانے کا حکم دیتے ہوئے سنا ہے۔

2030 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ حَبِيْبٍ عَنْ اَبِىْ وَائِلٍ عَنْ اَبِى الْهَيَّاجِ قَالَ قَالَ عَلِيٌّ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ : اَلَا اَبْعَثُكَ عَلٰى مَا بَعَثَنِىْ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَدَعَنَّ

2027-تقدم (الحديث 2026) .

2028-اخرجه مسلم في الجنائز، النهي عن تجصيص القبر و البناء عليه (الحديث 95) واخرجه ابن ماجه في الجنائز، باب ما جاء في النهي عن البناء على القبور و تجصيصها و الكتابة عليها (الحديث 1562) . تحفة الاشراف (2668) .

2029-اخرجه مسلم في الجنائز، باب الامر بتسوية القبر (الحديث 92) واخرجه ابو داؤد في الجنائز، باب في تسوية القبر (الحديث 3219) . تحفة الاشراف (11026) .

تِمْثَالًا اِلَّا طَمَسْتَهٗ وَلَا قَبْرًا مُشْرِفًا اِلَّا سَوَّيْتَهٗ وَلَا صُوْرَةً فِىْ بَيْتٍ اِلَّا طَمَسْتَهَا .

☆☆ ابو ہیاج بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: کیا میں تمہاری طرف وہی چیز نہ بھیجوں' جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے ذریعے بھجوائی تھی (وہ حکم یہ تھا) جو بھی بلند قبر ہو' اسے برابر کر دینا اور گھر میں جو بھی تصویر موجود ہو' اسے مٹا دینا۔

100 - باب زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ

باب: قبرستان کی زیارت (کے لیے جانا)

2031 - اَخْبَرَنِىْ مُحَمَّدُ بْنُ اٰدَمَ عَنِ ابْنِ فُضَيْلٍ عَنْ اَبِىْ سِنَانٍ عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْهَا وَنَهَيْتُكُمْ عَنْ لُحُوْمِ الْاَضَاحِىْ فَوْقَ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ فَاَمْسِكُوْا مَا بَدَا لَكُمْ وَنَهَيْتُكُمْ عَنِ النَّبِيْذِ اِلَّا فِىْ سِقَاءٍ فَاشْرَبُوْا فِى الْاَسْقِيَةِ كُلِّهَا وَلَا تَشْرَبُوْا مُسْكِرًا .

☆☆ عبداللہ بن بریدہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: پہلے میں نے تمہیں قبرستان جانے سے منع کیا تھا' اب تم جایا کرو' پہلے میں نے تمہیں قربانی کا گوشت تین دن سے زیادہ استعمال کرنے سے منع کیا تھا' اب جس شخص کو مناسب لگے وہ اسے بعد میں بھی سنبھال کر رکھ سکتا ہے' پہلے میں نے تمہیں مشکیزہ کے علاوہ اور کسی بھی برتن میں نبیذ پینے سے منع کیا تھا' اب تم کسی بھی برتن میں پی سکتے ہو' البتہ نشہ آور چیز نہ پینا۔

2032 - اَخْبَرَنِىْ مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ اَبِىْ فَرْوَةَ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ سُبَيْعٍ حَدَّثَنِىْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ : اَنَّهٗ كَانَ فِىْ مَجْلِسٍ فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ : اِنِّىْ كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ اَنْ تَاْكُلُوْا لُحُوْمَ الْاَضَاحِىْ اِلَّا ثَلَاثًا فَكُلُوْا وَاَطْعِمُوْا وَادَّخِرُوْا مَا بَدَا لَكُمْ وَذَكَرْتُ لَكُمْ اَنْ لَا تَنْتَبِذُوْا فِى الظُّرُوْفِ الدُّبَّاءِ وَالْمُزَفَّتِ وَالنَّقِيْرِ وَالْحَنْتَمِ انْتَبِذُوْا فِيْمَا رَاَيْتُمْ وَاجْتَنِبُوْا كُلَّ مُسْكِرٍ وَنَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ فَمَنْ اَرَادَ اَنْ يَزُوْرَ فَلْيَزُرْ وَلَا تَقُوْلُوْا هُجْرًا .

2030-اخرجه مسلم في الجنائز، باب الامر بتسوية القبر (الحديث 93) . و اخرجه ابو داؤد في الجنائز، باب في تسوية القبر (الحديث 3218) . واخرجه الترمذي في الجنائز، باب ما جاء في تسوية القبور (الحديث 1049) . تحفة الاشراف (10083) .

2031-اخرجه مسلم في الجنائز، باب استئذان النبي صلى الله عليه وسلم ربه عزوجل في زيارة قبر امه (الحديث 106)، و في الاضاحي، باب بيان ما كان من النهي عن اكل لحوم الاضاحي بعد ثلاث في اول الاسلام و بيان نسخه و اباحته الى متى شاء (الحديث 37) . واخرجه ابو داؤد في الاشربة، باب في الاوعية (الحديث 3698) بنحوه . و سياتي في الضحايا، الاذان، في ذلك (الحديث 4441)، و في الاشربة، الاذان في الشيء منها (الحديث 5668 و 5669) . و الحديث عند: مسلم في الاشربة، باب النهي عن الانتباذ في المزفت و الدباء و الحنتم و النقير و بيان انه منسوخ و انه اليوم حلال ما لم يصر مسكرًا (الحديث 63 و 65) . تحفة الاشراف (2001) .

2032-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (2002) .

☆☆ عبداللہ بن بریدہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ایک مرتبہ وہ ایک محفل میں بیٹھے ہوئے تھے' جس میں نبی اکرم ﷺ بھی موجود تھے' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

پہلے میں نے تمہیں تین دن کے بعد قربانی کا گوشت کھانے سے منع کیا تھا تو اب تم اسے کھا بھی سکتے ہو' دوسروں کو بھی کھلا سکتے ہو اور اسے ذخیرہ بھی کر سکتے ہو' جو تمہیں مناسب لگے وہ تم کرو' پہلے میں نے تمہارے سامنے یہ بات ذکر کی تھی کہ تم نے دُبا' مزفت' نقیر' حنتم میں نبیذ تیار نہ کرنا' اب تم جس میں مناسب سمجھو اس میں نبیذ تیار کر سکتے ہو' البتہ نشہ آور چیز استعمال کرنے سے بچنا' پہلے میں نے تمہیں قبرستان جانے سے منع کیا تھا' اب جو شخص وہاں جانا چاہے وہ چلا جائے' البتہ وہاں فضول بات نہ کرنا۔

101 - باب زِيَارَةِ قَبْرِ الْمُشْرِكِ

باب: مشرک کی قبر پر جانا

2033 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ : زَارَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْرَ اُمِّهٖ فَبَكٰى وَاَبْكٰى مَنْ حَوْلَهٗ وَقَالَ : اسْتَاْذَنْتُ رَبِّىْ عَزَّ وَجَلَّ فِىْ اَنْ اَسْتَغْفِرَ لَهَا فَلَمْ يُؤْذَنْ لِىْ وَاسْتَاْذَنْتُ فِىْ اَنْ اَزُوْرَ قَبْرَهَا فَاَذِنَ لِىْ فَزُوْرُوا الْقُبُوْرَ فَاِنَّهَا تُذَكِّرُكُمُ الْمَوْتَ .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے اپنی والدہ کی قبر کی زیارت کی تو آپ رو پڑے' آپ ﷺ نے اپنے آس پاس موجود لوگوں کو بھی رُلا دیا' پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''میں نے اپنے پروردگار سے اجازت طلب کی کہ میں ان کی مغفرت کے لیے دعا کروں' تو مجھے اس کی اجازت نہیں دی گئی' پھر میں نے اس بات کی اجازت طلب کی کہ میں ان کی قبر کی زیارت کے لیے چلا جاؤں' تو اس نے مجھے اس کی اجازت دے دی تو تم لوگ قبرستان جایا کرو' یہ چیز تمہیں موت کی یاد دلائے گی''۔

102 - باب النَّهْيِ عَنِ الْاِسْتِغْفَارِ لِلْمُشْرِكِيْنَ

باب: مشرکین کے لیے دعائے مغفرت کی ممانعت

2034 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ - وَهُوَ ابْنُ ثَوْرٍ - عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ : لَمَّا حَضَرَتْ اَبَا طَالِبٍ الْوَفَاةُ دَخَلَ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهٗ اَبُوْ جَهْلٍ وَّعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِيْ اُمَيَّةَ فَقَالَ : اَىْ عَمِّ قُلْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ كَلِمَةً اُحَاجُّ لَكَ بِهَا عِنْدَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ . فَقَالَ لَهٗ اَبُوْ جَهْلٍ وَّعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِيْ اُمَيَّةَ : يَا اَبَا طَالِبٍ اَتَرْغَبُ عَنْ مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ . فَلَمْ يَزَالَا يُكَلِّمَانِهٖ حَتّٰى كَانَ

2033-اخرجه مسلم في الجنائز، باب استئذان النبي صلى الله عليه وسلم ربه عزوجل في زيارة قبر امه (الحديث 105 و 108) . واخرجه ابو داؤد في الجنائز، باب في زيارة القبور (الحديث 3234) . واخرجه ابن ماجه في الجنائز، باب ما جاء في زيارة قبور المشركين (الحديث 1572) و الحديث عند: ابن ماجه في الجنائز، باب ما جاء في زيارة القبور (الحديث 1569) . تحفة الاشراف (13439) .

اٰخِرُ شَىْءٍ كَلَّمَهُمْ بِهٖ عَلٰى مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ . فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : لَاَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ مَا لَمْ اُنْهَ عَنْكَ . فَنَزَلَتْ (مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ) وَنَزَلَتْ (اِنَّكَ لَا تَهْدِىْ مَنْ اَحْبَبْتَ .

☆☆ سعید بن مسیب اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: جب جناب ابوطالب کا آخری وقت قریب آیا' تو نبی اکرم ﷺ ان کے پاس تشریف لے گئے' اس وقت ان کے پاس ابوجہل' عبداللہ بن ابوامیہ موجود تھے' نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: چچا جان آپ لا الٰہ الا اللہ پڑھ لیں' تو اس کلمہ کے ذریعے میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آپ کے حق میں دلیل پیش کر دوں گا' تو ابوجہل اور عبداللہ بن ابوامیہ نے ابوطالب سے کہا: اے ابوطالب! کیا تم عبدالمطلب کے دین سے منہ موڑ رہے ہو؟ پھر وہ دونوں ابوطالب کے ساتھ یہی بات کرتے رہے' یہاں تک کہ جناب ابوطالب نے آخر میں یہ کلمات کہے: میں عبدالمطلب کے دین پر مرتا ہوں' تو نبی اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا: میں آپ کے لیے دعائے مغفرت کرتا رہوں گا' جب تک مجھے اس سے منع نہیں کر دیا جاتا' (راوی کہتے ہیں) پھر یہ آیت نازل ہوئی:

''نبی اور اہلِ ایمان کے لیے یہ بات مناسب نہیں ہے' وہ مشرکین کے لیے دعائے مغفرت کریں''۔

(اسی واقعہ کے بارے میں) یہ آیت بھی نازل ہوئی:

''جسے تم پسند کرتے ہو' اسے تم ہدایت نہیں دے سکتے''۔

2035 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ اَبِيْ اِسْحَاقَ عَنْ اَبِي الْخَلِيْلِ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ : سَمِعْتُ رَجُلًا يَّسْتَغْفِرُ لِاَبَوَيْهِ وَهُمَا مُشْرِكَانِ فَقُلْتُ : اَتَسْتَغْفِرُ لَهُمَا وَهُمَا مُشْرِكَانِ فَقَالَ اَوَلَمْ يَسْتَغْفِرْ اِبْرَاهِيْمُ لِاَبِيْهِ . فَاَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهٗ فَنَزَلَتْ (وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرَاهِيْمَ لِاَبِيْهِ اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَا اِيَّاهُ .

☆☆ ابوخلیل بیان کرتے ہیں' حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''میں نے ایک مرتبہ ایک شخص کو اپنے ماں باپ کے لیے دعائے مغفرت کرتے ہوئے سنا' حالانکہ وہ دونوں مشرک تھے' میں نے دریافت کیا: کیا تم ان دونوں کے لیے دعائے مغفرت کر رہے ہو' حالانکہ وہ دونوں مشرک تھے' تو انہوں نے کہا: کیا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے والد کے لیے دعائے مغفرت نہیں کی تھی۔ (حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:) میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے اس بات کا تذکرہ آپ کے سامنے کیا' تو یہ آیت نازل ہوئی:

2034-اخرجه البخاري في الجنائز، باب اذا قال المشرك عند الموت لا اله الا الله (الحديث 1360)، و في مناقب الانصار، باب قصة ابي طالب (الحديث 3884)، و في التفسير، باب (ما كان للنبي و الذين امنوا ان يستغفر و للمشركين) (الحديث 4675)، وباب انك لا تهدي من احببت و لكن الله يهدي من يشاء' (الحديث 4772) واخرجه مسلم في الايمان، باب الدليل على صحة اسلام من حضره الموت ما لم يشرع في النزع و هو الغرغرة و نسخ جواز الاستغفار للمشركين و الدليل على ان من مات على الشرك فهو في اصحاب الجحيم و لا ينقذه من ذلك شيء من الوسائل (الحديث 39 و 40) . واخرجه النسائي في التفسير: سورة التوبة، قوله تعالىٰ (ما كان للنبي و الذين امنوا ان يستغفروا للمشركين) (الحديث 250) و الحديث عند: البخاري في الايمان و النذور، باب اذا قال والله لا اتكلم اليوم فصلى او قرا او سبح او كبر او حمد او هلل فهو على نيته (الحديث 6681) . تحفة الاشراف (11281) .

2035-اخرجه الترمذي في تفسير القرآن، باب (ومن سورة التوبة) (الحديث 3101) . تحفة الاشراف (10181) .

''ابراہیم کی اپنے باپ کے لیے دعائے مغفرت صرف ایک وعدے کی وجہ سے تھی جو اس نے اس کے ساتھ کیا تھا''۔

103 - بَاب الْاَمْرِ بِالْاِسْتِغْفَارِ لِلْمُؤْمِنِيْنَ

باب: مؤمنین کے لیے دعائے مغفرت کا حکم

2036 - اَخْبَرَنَا يُوْسُفُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِيْ مُلَيْكَةَ اَنَّهُ سَمِعَ مُحَمَّدَ بْنَ قَيْسِ بْنِ مَخْرَمَةَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ عَائِشَةَ تُحَدِّثُ قَالَتْ : اَلَا اُحَدِّثُكُمْ عَنِّيْ وَعَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْنَا : بَلٰى . قَالَتْ : لَمَّا كَانَتْ لَيْلَتِي الَّتِيْ هُوَ عِنْدِيْ تَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْقَلَبَ فَوَضَعَ نَعْلَيْهِ عِنْدَ رِجْلَيْهِ وَبَسَطَ طَرَفَ اِزَارِهٖ عَلٰى فِرَاشِهٖ فَلَمْ يَلْبَثْ اِلَّا رَيْثَمَا ظَنَّ اَنِّيْ قَدْ رَقَدْتُ ثُمَّ انْتَعَلَ رُوَيْدًا وَّاَخَذَ رِدَائَهٗ رُوَيْدًا ثُمَّ فَتَحَ الْبَابَ رُوَيْدًا وَّخَرَجَ رُوَيْدًا وَّجَعَلْتُ دِرْعِيْ فِيْ رَاْسِيْ وَاخْتَمَرْتُ وَتَقَنَّعْتُ اِزَارِيْ وَانْطَلَقْتُ فِيْ اِثْرِهٖ حَتّٰى جَاءَ الْبَقِيْعَ فَرَفَعَ يَدَيْهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَاَطَالَ ثُمَّ انْحَرَفَ فَانْحَرَفْتُ فَاَسْرَعَ فَاَسْرَعْتُ فَهَرْوَلَ فَهَرْوَلْتُ فَاَحْضَرَ فَاَحْضَرْتُ وَسَبَقْتُهٗ فَدَخَلْتُ فَلَيْسَ اِلَّا اَنِ اضْطَجَعْتُ فَدَخَلَ فَقَالَ : مَا لَكِ يَا عَائِشَةُ حَشْيَا رَابِيَةً . قَالَتْ : لَا . قَالَ : لَتُخْبِرِنِّيْ اَوْ لَيُخْبِرَنِّي اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ .

قُلْتُ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بِاَبِيْ اَنْتَ وَاُمِّيْ فَاَخْبَرْتُهُ الْخَبَرَ . قَالَ : فَاَنْتِ السَّوَادُ الَّذِيْ رَاَيْتُ اَمَامِيْ . قَالَتْ : نَعَمْ فَلَهَزَنِيْ فِيْ صَدْرِيْ لَهْزَةً اَوْجَعَتْنِيْ ثُمَّ قَالَ : اَظَنَنْتِ اَنْ يَحِيْفَ اللّٰهُ عَلَيْكِ وَرَسُوْلُهٗ . قُلْتُ : مَهْمَا يَكْتُمِ النَّاسُ فَقَدْ عَلِمَهُ اللّٰهُ . قَالَ : فَاِنَّ جِبْرِيْلَ اَتَانِيْ حِيْنَ رَاَيْتِ وَلَمْ يَدْخُلْ عَلَيَّ وَقَدْ وَضَعْتِ ثِيَابَكِ فَنَادَانِيْ فَاَخْفٰى مِنْكِ فَاَجَبْتُهٗ فَاَخْفَيْتُهٗ مِنْكِ فَظَنَنْتُ اَنْ قَدْ رَقَدْتِ وَكَرِهْتُ اَنْ اُوْقِظَكِ وَخَشِيْتُ اَنْ تَسْتَوْحِشِيْ فَاَمَرَنِيْ اَنْ اٰتِيَ الْبَقِيْعَ فَاَسْتَغْفِرَ لَهُمْ . قُلْتُ : كَيْفَ اَقُوْلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ : قُوْلِيْ اَلسَّلَامُ عَلٰى اَهْلِ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ يَرْحَمُ اللّٰهُ الْمُسْتَقْدِمِيْنَ مِنَّا وَالْمُسْتَاْخِرِيْنَ وَاِنَّا اِنْ شَآءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ .

☆☆ محمد بن قیس بیان کرتے ہیں' سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: کیا میں تم لوگوں کو اپنے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ایک بات بتاؤں! ہم نے جواب دیا: جی ہاں! سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا: ایک مرتبہ جس رات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے ہاں رہنا تھا' آپ نماز پڑھنے کے بعد تشریف لے آئے' آپ نے اپنے دونوں جوتے اپنے پاؤں کے قریب رکھ لیے' اپنی چادر کا کچھ حصہ بستر پر بچھا دیا' کچھ دیر بعد جب آپ نے یہ گمان کیا' کہ میں سو چکی ہوں' تو آپ اُٹھے' آپ نے آرام سے جوتے پہنے (یعنی جس سے آواز پیدا نہ ہو) پھر آرام سے اپنی چادر لی' پھر آپ نے آرام سے دروازہ کھولا اور آرام سے باہر تشریف لے گئے' میں نے بھی سر پر چادر لی اور آپ کے پیچھے چل دی' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جنت البقیع تشریف لے آئے' آپ نے اپنے

2036-اخرجه مسلم في الجنائز، باب ما يقال عند دخول القبور والدعاء لا هلها (الحديث 103) و سياتي في عشرة النساء، باب الغيرة (الحديث 3973 و 3974)، و هو في عشرة النساء من الكبرى، الغيرة (الحديث 25 و 26) . تحفة الاشراف (17593) .

دونوں ہاتھ تین مرتبہ بلند کیے اور طویل دعا کی' پھر آپ وہاں سے واپس مڑے تو میں بھی واپس مڑ گئی' آپ تیزی سے چلے تو میں بھی تیزی سے چلی' آپ نے رفتار اور تیز کی تو میں نے بھی رفتار اور تیز کر دی اور میں آپ سے پہلے گھر واپس پہنچ گئی' گھر کے اندر آنے کے بعد میں ابھی لیٹی ہی تھی کہ آپ بھی گھر کے اندر تشریف لے آئے' آپ نے دریافت کیا: عائشہ! تمہیں کیا ہوا ہے؟ تمہاری سانس کیوں پھولی ہوئی ہے۔ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: کچھ نہیں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یا تو تم خود مجھے بتا دو ورنہ لطف کرنے والی ذات (یعنی اللہ تعالیٰ) مجھے بتا دے گا' میں نے عرض کی: یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں! پھر میں نے آپ کو ساری بات بتا دی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم ہی وہ سایہ تھیں' جسے میں نے اپنے آگے دیکھا تھا' سیّدہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: جی ہاں! تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سینے پر ہاتھ مارا' جس سے مجھے تکلیف محسوس ہوئی' پھر آپ نے ارشاد فرمایا: کیا تم یہ سمجھ رہی تھیں کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول تمہارے ساتھ زیادتی کریں گے؟ میں نے عرض کی: کئی باتیں ایسی ہوتی ہیں' جنہیں لوگ چھپاتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ اس سے باخبر ہوتا ہے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ابھی جب تم نے مجھے (باہر جاتے ہوئے) دیکھا تو اس وقت جبریل میرے پاس آنا چاہ رہے تھے' لیکن وہ گھر کے اندر نہیں آئے' کیونکہ تم نے اپنی چادر اتار دی ہوئی تھی' انہوں نے مجھے باہر سے آواز دی جو آواز تمہیں سنائی نہیں دے سکی' میں نے انہیں جواب دیا اور میری آواز بھی تمہیں پتہ نہیں چل سکی' مجھے یہ محسوس ہوا کہ شاید تم سو چکی ہو' تو تمہیں بیدار کرنا مجھے اچھا نہیں لگا' مجھے یہ بھی اندیشہ تھا کہ کہیں تم (تنہائی کی وجہ سے) وحشت محسوس نہ کرو' جبریل نے مجھے کہا: میں جنت البقیع جاؤں اور ان لوگوں کے لیے دعائے مغفرت کروں۔

(سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:) میں نے عرض کی: یارسول اللہ! (جب میں قبرستان کے پاس سے گزروں) تو میں کیا پڑھوں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم یہ پڑھو:

''اہل ایمان اور مسلمانوں کی بستی کے رہنے والو! تم پر سلام ہو! اللہ ہم میں سے آگے چلے جانے والوں اور پیچھے رہنے والوں پر رحم کرے' اگر اللہ نے چاہا تو ہم بھی تم سے آملیں گے''۔

2037 - اَخْبَرَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهٗ - عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ اَبِيْ عَلْقَمَةَ عَنْ اُمِّهٖ اَنَّهَا سَمِعَتْ عَائِشَةَ تَقُوْلُ : قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَلَبِسَ ثِيَابَهٗ ثُمَّ خَرَجَ - قَالَتْ - فَاَمَرْتُ جَارِيَتِيْ بَرِيْرَةَ تَتْبَعُهٗ فَتَبِعَتْهُ حَتّٰى جَاءَ الْبَقِيْعَ فَوَقَفَ فِيْ اَدْنَاهُ مَا شَآءَ اللّٰهُ اَنْ يَّقِفَ ثُمَّ انْصَرَفَ فَسَبَقَتْهُ بَرِيْرَةُ فَاَخْبَرَتْنِيْ فَلَمْ اَذْكُرْ لَهٗ شَيْئًا حَتّٰى اَصْبَحْتُ ثُمَّ ذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهٗ فَقَالَ : اِنِّيْ بُعِثْتُ اِلٰى اَهْلِ الْبَقِيْعِ لِاُصَلِّيَ عَلَيْهِمْ .

☆☆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' ایک رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اُٹھے' آپ نے چادر اوڑھی اور باہر تشریف لے گئے' سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' میں نے اپنی کنیز بریرہ کو ہدایت کی کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے جائے' وہ آپ کے پیچھے گئی تو

2037-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (17962) .

نبی اکرم ﷺ جنت البقیع تشریف لے گئے تھے' جنت البقیع کے قریب جتنا اللہ کو منظور تھا' آپ کھڑے رہے' پھر آپ واپس تشریف لے آئے' تو بریرہ' نبی اکرم ﷺ سے پہلے ہی آ گئی اور اس نے آ کر مجھے یہ بات بتا دی' میں نے اس بارے میں نبی اکرم ﷺ کے سامنے کوئی ذکر نہیں کیا' یہاں تک کہ صبح ہوئی تو میں نے اس بات کا تذکرہ نبی اکرم ﷺ کے سامنے کیا' تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''مجھے اہل بقیع کی طرف اس لیے بھیجا گیا تھا تا کہ میں ان کے لیے دعا کروں''۔

2038 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنَا شَرِيْكٌ - وَهُوَ ابْنُ اَبِيْ نَمِرٍ - عَنْ عَطَاءٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلَّمَا كَانَتْ لَيْلَتُهَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ فِيْ اٰخِرِ اللَّيْلِ اِلَى الْبَقِيْعِ فَيَقُوْلُ : السَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ وَاَنَّا وَاِيَّاكُمْ مُتَوَاعِدُوْنَ غَدًا اَوْ مُوَاكِلُوْنَ وَاَنَّا اِنْ شَآءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاَهْلِ بَقِيْعِ الْغَرْقَدِ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' جب بھی نبی اکرم ﷺ کی ان کے ہاں رات رہنے کی باری ہوتی تھی' تو نبی اکرم ﷺ رات کے آخری حصے میں جنت البقیع تشریف لے جاتے تھے' اور وہاں جا کر یہ دعا پڑھتے تھے:

''اے اہل ایمان کی بستی والو! تم پر سلام ہو! ہمارا اور تمہارا کل (قیامت کے دن) ملنے کا وعدہ ہے (یہاں ایک لفظ کے بارے میں راوی کو شک ہے)' اگر اللہ نے چاہا تو ہم تم سے آ ملیں گے' اے اللہ! جنت البقیع (میں دفن ہونے والے) تمام افراد کی مغفرت کر دے''۔

2039 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَرَمِيُّ بْنُ عُمَارَةَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ : اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا اَتَى عَلَى الْمَقَابِرِ فَقَالَ : السَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَاِنَّا اِنْ شَآءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ اَنْتُمْ لَنَا فَرَطٌ وَّنَحْنُ لَكُمْ تَبَعٌ اَسْاَلُ اللّٰهَ الْعَافِيَةَ لَنَا وَلَكُمْ .

☆☆ سلیمان بن بریدہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ جب قبرستان تشریف لے جاتے تھے' تو یہ پڑھتے تھے:

''اے مؤمنین اور مسلمانوں کی بستی والو! تم پر سلام ہو! اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو ہم تم سے آ ملیں گے' تم ہمارے پیش رو ہو اور ہم تمہارے بعد آ رہے ہیں' میں اپنے لیے اور تمہارے لیے اللہ تعالیٰ سے عافیت مانگتا ہوں''۔

2040 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ : لَمَّا مَاتَ

2038-اخرجه مسلم فى الجنائز، باب ما يقال عند دخول القبور و الدعاء لاهلها (الحديث 102) . تحفة الاشراف (17396) .

2039-اخرجه مسلم فى الجنائز، باب ما يقال عند دخول القبور و الدعاء لاهلها (الحديث 104) . واخرجه النسائى فى عمل اليوم و الليلة، ما يقول اذا اتى على المقابر و ذكر اختلاف الفاظ الناقلين للخبر فى ذلك (الحديث 1091) . واخرجه ابن ماجه فى الجنائز، باب ما جاء فيما يقال اذا دخل المقابر (الحديث 1547) . تحفة الاشراف (1930) .

2040-انفرد به النسائى . تحفة الاشراف (15152) .

النَّجَاشِيُّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : اسْتَغْفِرُوْا لَهُ .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' جب نجاشی کا انتقال ہوا تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس کے لیے دعائے مغفرت کرو۔

2041 - اَخْبَرَنَا اَبُوْ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ سَلَمَةَ وَابْنُ الْمُسَيَّبِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ اَخْبَرَهُمَا : اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَى لَهُمُ النَّجَاشِيَّ صَاحِبَ الْحَبَشَةِ فِي الْيَوْمِ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ فَقَالَ : اسْتَغْفِرُوْا لِاَخِيْكُمْ .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے حبشہ کے حکمران نجاشی کے انتقال کی خبر اسی دن دے دی تھی' جس دن وہ فوت ہوا تھا' آپ ﷺ نے فرمایا: تم اپنے بھائی کے لیے دعائے مغفرت کرو۔

104 - باب التَّغْلِيْظِ فِيْ اِتِّخَاذِ السُّرُجِ عَلَى الْقُبُوْرِ

باب: قبروں پر چراغ رکھنے کی شدید مذمت

2042 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُحَادَةَ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ : لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَائِرَاتِ الْقُبُوْرِ وَالْمُتَّخِذِيْنَ عَلَيْهَا الْمَسَاجِدَ وَالسُّرُجَ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے قبرستان جانے والی خواتین اور قبروں پر مسجد بنانے اور چراغ روشن کرنے والوں پر لعنت کی ہے۔

105 - باب التَّشْدِيْدِ فِي الْجُلُوْسِ عَلَى الْقُبُوْرِ

باب: قبر پر بیٹھنے کی شدید مذمت

2043 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ وَكِيْعٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاَنْ يَجْلِسَ اَحَدُكُمْ عَلٰى جَمْرَةٍ حَتّٰى تَحْرِقَ ثِيَابَهُ خَيْرٌ لَهُ مِنْ اَنْ يَجْلِسَ عَلٰى قَبْرٍ .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''کوئی آدمی انگارے پہ بیٹھ جائے یوں کہ وہ انگارہ اس کے کپڑوں کو جلا دے' یہ اس کے لیے اس سے زیادہ بہتر ہے' وہ قبر پر بیٹھے''۔

2041-تقدم فى الجنائز، باب النعى (الحديث 1878) .

2042-اخرجه ابو داؤد فى الجنائز، باب فى زيارة النساء القبور (الحديث 3236) . و اخرجه الترمذى فى الصلاة، باب ما جاء فى كراهية ان يتخذ على القبر مسجدًا (الحديث 320) والحديث عند: ابن ماجه فى الجنائز، باب ما جاء فى النهى عن زيارة النساء القبور (الحديث 1575) . تحفة الاشراف (5370) .

2043-اخرجه مسلم فى الجنائز، النهى عن الجلوس على القبر والصلاة عليه (الحديث 96) . تحفة الاشراف (12662) .

شرح

قبر پر بیٹھنا اس پر چلنا اور اس پر سو جانا مکروہ ہے۔ یہ کراہت احناف کے نزدیک تحریمی ہے البتہ احناف کے نزدیک مختار قول کے مطابق تلاوت کرنے کے لئے قبر پر بیٹھنا مکروہ نہیں ہے۔ البتہ شوافع اور حنابلہ کے نزدیک انتہائی ضرورت کی وجہ سے ہی قبر پر بیٹھا جا سکتا ہے۔ ان کے نزدیک بیٹھنے کی طرح قبر کے ساتھ ٹیک لگانا یا اس سے سہارا لینا بھی مکروہ ہے۔

•••——•••——•••

2044 – اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ عَنْ شُعَيْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنِ ابْنِ اَبِىْ هِلَالٍ عَنْ اَبِىْ بَكْرِ بْنِ حَزْمٍ عَنِ النَّضْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ السَّلَمِيِّ عَنْ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقْعُدُوْا عَلَى الْقُبُوْرِ ۔

☆☆ حضرت عمرو بن حزم نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: قبروں پر نہ بیٹھو۔

106 – باب اِتِّخَاذِ الْقُبُوْرِ مَسَاجِدَ

باب: قبروں کو مساجد بنانا منع ہے

2045 – اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَعَنَ اللّٰهُ قَوْمًا اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ ۔

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ان لوگوں پر لعنت کی ہے جنہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مساجد بنالیا تھا۔

شرح

اس حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے علامہ ابوالحسن سندھی نے یہ بات بیان کی ہے: قبر کو مسجد بنانے سے مراد یہ ہے' اسے قبلہ بنا دیا جائے اور اس کی طرف رخ کر کے نماز ادا کی جائے۔ یا یہ مراد ہو سکتا ہے' اس پر مسجد قائم کر دی جائے جس میں یہ لوگ نماز ادا کریں۔ تو شاید اس ممانعت کی وجہ یہ ہے' کہیں آگے چل کر لوگ قبر کی عبادت کرنا نہ شروع کر دیں اور وہ بھی بطور خاص، انبیاء کرام یا اکابرین دین کی قبروں کی عبادت نہ شروع کر دیں۔

•••——•••——•••

2046 – اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيْمِ اَبُوْ يَحْيٰى صَاعِقَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ سَلَمَةَ الْخُزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ الْهَادِ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى

2044-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (10727) .

2045-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (16123) .

2046-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (13318) .

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَعَنَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ ۔

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اللہ تعالیٰ یہودیوں اور عیسائیوں پر لعنت کرے' انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا تھا"۔

107 – باب كَرَاهِيَةِ الْمَشْيِ بَيْنَ الْقُبُوْرِ فِى النِّعَالِ السِّبْتِيَّةِ

باب: سبتی جوتے پہن کر قبروں کے درمیان چلنا مکروہ ہے

2047 – اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ شَيْبَانَ – وَكَانَ ثِقَةً – عَنْ خَالِدِ بْنِ سُمَيْرٍ عَنْ بَشِيْرِ بْنِ نَهِيْكٍ اَنَّ بَشِيْرَ ابْنَ الْخَصَاصِيَةِ قَالَ كُنْتُ اَمْشِىْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَرَّ عَلٰى قُبُوْرِ الْمُسْلِمِيْنَ فَقَالَ لَقَدْ سَبَقَ هٰؤُلَاءِ شَرًّا كَثِيْرًا ۔ ثُمَّ مَرَّ عَلٰى قُبُوْرِ الْمُشْرِكِيْنَ فَقَالَ لَقَدْ سَبَقَ هٰؤُلَاءِ خَيْرًا كَثِيْرًا ۔ فَحَانَتْ مِنْهُ الْتِفَاتَةٌ فَرَاٰى رَجُلًا يَمْشِىْ بَيْنَ الْقُبُوْرِ فِىْ نَعْلَيْهِ فَقَالَ يَا صَاحِبَ السِّبْتِيَّتَيْنِ اَلْقِهِمَا ۔

☆☆ حضرت بشیر بن خصاصیہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ جا رہا تھا' آپ کا گزر مسلمانوں کے قبرستان سے ہوا' آپ نے ارشاد فرمایا: یہ سب لوگ زیادہ برائی سے آگے چلے گئے ہیں' پھر آپ کا گزر کچھ مشرکین کی قبروں کے پاس سے ہوا' تو آپ نے فرمایا: یہ لوگ زیادہ بھلائی سے آگے چلے گئے ہیں' اسی دوران آپ نے توجہ کی تو آپ نے ایک شخص کو دیکھا جو جوتے پہن کر قبروں کے درمیان چل رہا تھا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اے سبتی جوتے پہننے والے شخص! تم انہیں اتار دو (یعنی قبرستان میں سے گزرتے ہوئے انہیں اتار دو)"۔

شرح

حافظ بدرالدین محمود عینی نے اس موضوع پر بحث کرتے ہوئے یہ بات تحریر کی ہے:

جمہور علماء اس بات کے قائل ہیں۔ قبرستان میں جوتے پہن کر جانا جائز ہے۔ تابعین سے تعلق رکھنے والے فقہاء میں سے حضرت حسن بصری، ابن سیرین، ابراہیم نخعی، سفیان ثوری بھی اس بات کے قائل ہیں۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ' امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے بعد آنے والے جمہور فقہاء کا یہی مختار قول ہے۔

امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کی وضاحت کرتے ہوئے یہ بات بیان کی ہے: (جس میں نبی اکرم ﷺ نے اس شخص کو جوتے اتارنے کا حکم دیا تھا) امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے اس شخص کو جوتے اتارنے کی ہدایت اس لئے نہیں کی تھی کہ قبرستان میں جوتے پہن کر چلنا منع ہے بلکہ آپ نے شاید اس وجہ سے اسے منع کیا ہوگا کہ اس کے جوتوں پر کوئی گندگی لگی ہوئی ہوگی۔

2047-اخرجه ابو داؤد في الجنائز، باب المشي في النعل بين القبور (الحديث 3230) بنحوه . واخرجه ابن ماجه في الجنائز، باب ما جاء في خلع النعلين في المقابر (الحديث 1568) . تحفة الاشراف (2021) .

خطابی نے یہ بات بیان کی ہے: نبی اکرم ﷺ نے اسے جوتے پہن کر چلنے سے شاید اس لئے منع کیا ہو کہ جوتا پہن کر چلنا امیر لوگوں کا طریقہ ہے' جبکہ قبرستان میں چلتے ہوئے عاجزی اور انکساری کے ساتھ چلنا چاہئے۔

علامہ ابن جوزی کہتے ہیں اس روایت میں صرف ایک واقعہ کا تذکرہ ہے اور اس سے اباحت ثابت ہوتی ہے۔ حرمت ثابت نہیں ہوتی۔ نبی اکرم ﷺ نے قبروں کے احترام کی وجہ سے اسے جوتے اتارنے کی ہدایت کی تھی جس طرح نبی اکرم ﷺ نے قبر سے ٹیک لگانے یا اس پر بیٹھنے سے بھی منع کیا ہے۔*

•••———•••———•••

108 – باب التَّسْهِيلِ فِيْ غَيْرِ السِّبْتِيَّةِ

باب: سبتی جوتوں کے علاوہ (دوسری قسم کے جوتے پہننے) کی سہولت

2047 – اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ اَبِیْ عُبَيْدِ اللّٰهِ الْوَرَّاقُ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا وُضِعَ فِیْ قَبْرِهٖ وَتَوَلّٰى عَنْهُ اَصْحَابُهٗ اِنَّهٗ لَيَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِهِمْ .

☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''جب کسی بندے کو قبر میں رکھا جاتا ہے اور اس کے ساتھی اسے قبر میں چھوڑ کر چلے جاتے ہیں' تو وہ اپنے ساتھیوں کے جوتوں کی آواز بھی سنتا ہے''۔

109 – باب الْمَسْاَلَةِ فِی الْقَبْرِ

باب: قبر میں سوال جواب ہونا

2049 – اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ وَاِبْرَاهِيْمُ بْنُ يَعْقُوْبَ بْنِ اِسْحَاقَ قَالَا حَدَّثَنَا يُوْنُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ شَيْبَانَ عَنْ قَتَادَةَ اَنْبَاَنَا اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ قَالَ نَبِیُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا وُضِعَ فِیْ قَبْرِهٖ وَتَوَلّٰى عَنْهُ اَصْحَابُهٗ اِنَّهٗ لَيَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِهِمْ . قَالَ فَيَاْتِيْهِ مَلَكَانِ فَيُقْعِدَانِهٖ فَيَقُوْلَانِ لَهٗ مَا كُنْتَ تَقُوْلُ فِیْ هٰذَا الرَّجُلِ فَاَمَّا الْمُؤْمِنُ فَيَقُوْلُ اَشْهَدُ اَنَّهٗ عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ فَيُقَالُ لَهُ انْظُرْ اِلٰى مَقْعَدِكَ مِنَ النَّارِ قَدْ اَبْدَلَكَ اللّٰهُ بِهٖ مَقْعَدًا مِنَ الْجَنَّةِ . قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَرَاهُمَا جَمِيْعًا .

• ملخص عمدۃ القاری

2048-اخرجه البخاري في الجنائز، باب الميت يسمع خفق النعال (الحديث 1338) مطولاً، و باب ما جاء في عذاب القبر (الحديث 1374) مطولاً، واخرجه مسلم في الجنة و صفة نعيمها و اهلها، باب عرض مقعد الميت من الجنة او النار عليه و اثبات عذاب القبر و التعوذ منه (الحديث 71 و 72) . واخرجه ابو داؤد في الجنائز، باب المشي في النعل بين القبور (الحديث 3231)، و في السنة، باب في المسالة في القبر و عذاب القبر (الحديث 4752) . وسياتي باب مسالة الكافر (الحديث 2050) . تحفة الاشراف (1170) .

2049-اخرجه مسلم في الجنة وصفة نعيمها و اهلها، باب عرض مقعد الميت من الجنة او النار عليه و اثبات عذاب القبر و التعوذ منه (الحديث 70) . تحفة الاشراف (1300) .

☆☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

جب کسی شخص کو قبر میں رکھ دیا جاتا ہے اور اس کے ساتھی اسے چھوڑ کر چلے جاتے ہیں' تو وہ ان کے جوتوں کی آہٹ بھی سنتا ہے' نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں: پھر اس کے بعد دو فرشتے آتے ہیں' وہ اسے بٹھا دیتے ہیں اور وہ دونوں اس سے کہتے ہیں: تم ان صاحب کے بارے میں کیا کہتے تھے؟ اگر وہ مؤمن ہو' تو وہ یہ کہتا ہے' میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ یہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں' تو اسے کہا جاتا ہے: تم جہنم میں اپنے ممکنہ ٹھکانے کی طرف دیکھو' اللہ تعالیٰ نے اس کے بدلے میں تمہیں' جنت میں ٹھکانہ دے دیا ہے۔

نبی اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: وہ ان دونوں کو دیکھ لیتا ہے۔

شرح

اس حدیث میں یہ بات مذکور ہے' مردہ لوگوں کے جوتوں کی آہٹ بھی سنتا ہے اس سے بالواسطہ طور پر یہ بات ثابت ہو جاتی ہے قبرستان میں جوتا پہن کر جانا جائز ہے۔ تاہم اس روایت کا بنیادی موضوع قبر میں ہونے والے سوالات ہیں۔

علامہ عینی نے اس کے بارے میں گفتگو کرتے ہوئے یہ بات تحریر کی ہے: قبر میں میت کے پاس دو فرشتے آتے ہیں۔ جن کا نام منکر' نکیر ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے' ان کی تخلیق اور بناوٹ نہ انسانوں کی طرح ہوتی ہے نہ فرشتوں کی طرح ہوتی ہے۔ نہ جانوروں نہ دیگر حشرات الارض کی طرح ہوتی ہے۔ ان کی بناوٹ عجیب و غریب ہوتی ہے۔ جس کی وجہ سے دیکھنے والے کو ان سے انسیت محسوس نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ نے یہ فرشتے مسلمانوں کی عزت افزائی کے لئے مقرر کئے ہیں تاکہ وہ ان کو ثابت قدم رکھیں۔ اور کافر شخص کی اہانت کے لئے مقرر کئے ہیں تاکہ اسے قیامت سے پہلے بھی عذاب دیا جائے۔*

روایت میں یہ بات مذکور ہے' فرشتے میت سے یہ سوال کرتے ہیں۔ تم ان صاحب کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ اس کے بارے میں شاہ عبدالحق محدث دہلوی نے یہ بات تحریر کی ہے: فرشتے نبی اکرم ﷺ کی طرف اشارہ کر کے لفظ ''ان'' استعمال کریں گے یعنی ان صاحب کے بارے میں تم کیا کہتے ہو۔ اس کی وجہ یہ ہے' نبی اکرم ﷺ کی شخصیت معروف ہے اگرچہ آپ ﷺ بظاہر ہمارے سامنے نہیں ہیں' لیکن ہمارے ذہنوں میں آپ ﷺ کا تصور ہے۔ اس بات کا احتمال موجود ہے' اس وقت نبی اکرم ﷺ کی ذات شریف قبر میں موجود بھی ہو اس طرح لہ قبر میں نبی اکرم ﷺ کے جسم مثالی کو لایا جائے تاکہ آپ ﷺ کی زیارت کرنے کے نتیجے میں فرشتوں کے سوال کا جواب دینا آسان ہو جائے اور آپ ﷺ کی تشریف آوری کی برکت کی وجہ سے قبر کی تاریکی ختم ہو جائے جو لوگ نبی اکرم ﷺ کی زیارت کا اشتیاق رکھتے ہیں۔ ان کے لئے یہ بات بشارت کی حیثیت رکھتی ہے' اگر وہ آپ ﷺ کی زیارت کے شوق میں موت کا سامنا کرنے کے لئے تیار رہیں' تو اس بات کا بھی امکان موجود ہے۔

•••———•••———•••

• عمدۃ القاری ملخص جلد نمبر 5 صفحہ 207

110 - باب مَسْأَلَةِ الْكَافِرِ

باب: کافر سے سوال جواب ہونا

2050 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ اَبِیْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا وُضِعَ فِیْ قَبْرِهٖ وَتَوَلّٰى عَنْهُ اَصْحَابُهٗ اِنَّهٗ لَيَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِهِمْ اَتَاهُ مَلَكَانِ فَيُقْعِدَانِهٖ فَيَقُوْلَانِ لَهٗ مَا كُنْتَ تَقُوْلُ فِیْ هٰذَا الرَّجُلِ مُحَمَّدٍ فَاَمَّا الْمُؤْمِنُ فَيَقُوْلُ اَشْهَدُ اَنَّهٗ عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ فَيُقَالُ لَهٗ انْظُرْ اِلٰى مَقْعَدِكَ مِنَ النَّارِ قَدْ اَبْدَلَكَ اللّٰهُ بِهٖ مَقْعَدًا خَيْرًا مِنْهُ . قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَرَاهُمَا جَمِيْعًا وَاَمَّا الْكَافِرُ اَوِ الْمُنَافِقُ فَيُقَالُ لَهٗ مَا كُنْتَ تَقُوْلُ فِیْ هٰذَا الرَّجُلِ فَيَقُوْلُ لَا اَدْرِیْ كُنْتُ اَقُوْلُ كَمَا يَقُوْلُ النَّاسُ . فَيُقَالُ لَهٗ لَا دَرَيْتَ وَلَا تَلَيْتَ . ثُمَّ يُضْرَبُ ضَرْبَةً بَيْنَ اُذُنَيْهِ فَيَصِيْحُ صَيْحَةً يَسْمَعُهَا مَنْ يَلِيْهِ غَيْرُ الثَّقَلَيْنِ .

☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

جب کسی بندے کو اس کی قبر میں رکھا جاتا ہے اور اس کے ساتھی اسے چھوڑ کر چلے جاتے ہیں' تو وہ ان کے جوتوں کی آہٹ سنتا ہے' تو دو فرشتے اس کے پاس آتے ہیں' وہ اسے بٹھا دیتے ہیں اور اس سے کہتے ہیں: تم ان صاحب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ تو اگر وہ مؤمن ہو' تو وہ یہ کہتا ہے: میں یہ گواہی دیتا ہوں کہ یہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں' تو اس سے کہا جاتا ہے: تم جہنم میں اپنے (ممکنہ) ٹھکانے کو دیکھو' اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس کے بدلے میں اس سے بہتر ٹھکانہ دے دیا ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: وہ ان دونوں کو دیکھ لیتا ہے' جہاں تک کافر یا منافق کا تعلق ہے' تو اس سے کہا جاتا ہے: تم ان صاحب کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ تو وہ یہ جواب دیتا ہے: مجھے نہیں معلوم! میں اسی طرح یہ کلمات کہہ دیا کرتا تھا' جس طرح سے لوگ کہا کرتے تھے' تو اس سے کہا جاتا ہے' نہ تمہیں یہ بات سمجھ آئی اور نہ ہی تم نے اس کا علم حاصل کیا' پھر اس کے دونوں کانوں کے درمیان ایک ضرب لگائی جاتی ہے' جس کی وجہ سے وہ چیختا ہے اور اس چیخ کو انسانوں اور جنات کے علاوہ ہر چیز سنتی ہے۔

111 - باب مَنْ قَتَلَهٗ بَطْنُهٗ

باب: جو شخص پیٹ کی بیماری کی وجہ سے مر جائے

2051 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ شُعْبَةَ قَالَ اَخْبَرَنِیْ جَامِعُ بْنُ شَدَّادٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ يَسَارٍ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا وَسُلَيْمَانُ بْنُ صُرَدٍ وَخَالِدُ بْنُ عُرْفُطَةَ فَذَكَرُوْا اَنَّ رَجُلًا تُوُفِّیَ مَاتَ

2050-تقدم (الحديث 2048) .

2051-اخرجه الترمذي في الجنائز، باب ما جاء في الشهداء من هم (الحديث 1064) . تحفة الاشراف (3503) .

بِبَطْنِهٖ فَاِذَا هُمَا يَشْتَهِيَانِ اَنْ يَكُوْنَا شُهَدَاءَ جَنَازَتِهٖ فَقَالَ اَحَدُهُمَا لِلْاٰخَرِ اَلَمْ يَقُلْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَقْتُلْهُ بَطْنُهٗ فَلَنْ يُعَذَّبَ فِیْ قَبْرِهٖ . فَقَالَ الْاٰخَرُ بَلٰى .

☆☆ عبداللہ بن یسار بیان کرتے ہیں: میں' سلیمان بن صرد اور خالد بن عرفطہ بیٹھے ہوئے تھے' لوگوں نے بتایا: ایک شخص کا پیٹ کی بیماری کی وجہ سے انتقال ہو گیا ہے تو ان دونوں حضرات کی یہ خواہش تھی کہ وہ اس کے جنازے میں شریک ہوں' ان دونوں میں سے ایک نے دوسرے نے کہا: کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد نہیں فرمائی کہ جو شخص پیٹ کی بیماری کی وجہ سے مرے' اسے قبر میں عذاب نہیں دیا جاتا تو دوسرے صاحب نے جواب دیا: جی ہاں!

112 - باب الشَّهِيْدِ

باب: شہید کے بارے میں روایات

2052 - اَخْبَرَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْحَسَنِ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنْ لَيْثِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ اَنَّ صَفْوَانَ بْنَ عَمْرٍو حَدَّثَهٗ عَنْ رَاشِدِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ رَجُلٍ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا بَالُ الْمُؤْمِنِيْنَ يُفْتَنُوْنَ فِیْ قُبُوْرِهِمْ اِلَّا الشَّهِيْدَ قَالَ كَفٰى بِبَارِقَةِ السُّيُوْفِ عَلٰى رَاْسِهٖ فِتْنَةً .

☆☆ راشد بن سعد ایک صحابی کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں' ایک شخص نے عرض کی: یارسول اللہ! کیا وجہ ہے' اہل ایمان کو قبر میں آزمائش میں مبتلا کیا جائے گا' البتہ شہید کو نہیں کیا جائے گا' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''آزمائش کے لیے اس کے سر پر تلواروں کی چمک ہی کافی ہے''۔

شرح

یاد رہے' شہید کی تین قسمیں ہیں۔ ایک وہ شخص جو دنیا و آخرت دونوں کے حوالے سے شہید ہوتا ہے یہ وہ شخص ہے' جو کفار کے ساتھ جنگ کرتے ہوئے شہید ہوتا ہے۔ دنیاوی احکام اس سے یہ متعلق ہوتے ہیں' اسے غسل نہیں دیا جاتا اور جمہور کے نزدیک اس کی نماز جنازہ بھی ادا نہیں کی جاتی۔ تاہم احناف کے نزدیک اس کی نماز جنازہ ادا کی جاتی ہے۔ جہاں تک آخرت کے حکم کا تعلق ہے' تو اس شہید کو وہ خاص اجر و ثواب حاصل ہوتا ہے' جس کا ذکر قرآن کریم اور احادیث میں مذکور ہے۔

شہید کی دوسری قسم وہ ہے' جو دنیاوی احکام کے اعتبار سے شہید شمار ہوتا ہے۔ شوافع کے نزدیک اس سے مراد وہ شخص ہے' جو کفار کے ساتھ جنگ کرتے ہوئے کسی اور وجہ سے مارا جائے حالانکہ اس نے مال غنیمت میں سے کوئی خیانت کی ہو یا جو پیٹھ پھیر کر بھاگتے ہوئے قتل ہو جائے۔ یا جو شخص ریاکاری کے طور پر جنگ میں حصہ لے رہا ہو تو ایسے شخص کے بارے میں حکم یہ ہے' نہ اسے غسل دیا جائے گا' نہ اس کی نماز جنازہ ادا کی جائے گی' لیکن ایسے شخص کو آخرت میں کوئی اجر و ثواب حاصل نہیں ہوگا۔

شہید کی تیسری قسم وہ ہے' جس کا تعلق آخرت سے ہے۔

2052-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (15569) .

اس موضوع پر علامہ عبدالحی لکھنوی نے موطا امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے حاشیے التعلیق الممجد میں وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے۔ فاضل لکھنوی نے یہ بات تحریر کی ہے:

احادیث میں کثیر تعداد میں ان لوگوں کا تذکرہ ہے' جنہیں شہادت کا ثواب حاصل ہوتا ہے' ان میں سے ایک قتال کرنے والا مجاہد ہے' جو شہیدوں میں سب سے بلند مرتبے کا حامل ہوتا ہے۔

دوسرا- وہ شخص ہے' جو طاعون کی بیماری کی وجہ سے انتقال کر جاتا ہے۔

تیسرا- وہ شخص ہے' جو پیٹ کی بیماری کی وجہ سے انتقال کر جاتا ہے۔

چوتھا- وہ شخص ہے' جو ڈوب کر مر جاتا ہے۔

پانچواں- وہ شخص ہے' جو ذات الجنب کی بیماری کی وجہ سے انتقال کر جاتا ہے۔

چھٹا- وہ شخص ہے' جو جل کر مر جاتا ہے۔

ساتویں- وہ عورت جو بچے کی پیدائش کے وقت مر جائے۔

آٹھواں- وہ شخص ہے' جو ملبے کے نیچے آ کر مر جاتا ہے۔

نوواں- وہ شخص ہے' جو شہید ہونے کا خواہش مند ہوتا ہے اور اس کا پختہ ارادہ ہوتا ہے' لیکن اتفاقیہ طور پر وہ شہید نہیں ہو پاتا۔

یہ تمام احکام اس باب کے بعد ذکر کی جانے والی احادیث میں موجود ہیں (ان کے علاوہ شہداء کی اقسام درج ذیل ہیں)۔

دسواں- ''سل'' کی بیماری سے مرنے والا شخص

اس کی حدیث امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے راشد بن حبیس کے حوالے سے جبکہ امام طبرانی نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

گیارھواں شخص وہ اجنبی ہے' جو مسافر ہونے کی حالت میں انتقال کرتا ہے خواہ اس کا انتقال کسی بھی وجہ سے ہو' اس روایت کو امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب شعب الایمان میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کیا ہے' جبکہ امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نقل کیا ہے اور امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عنترہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

بارھواں شخص بخار کی وجہ سے انتقال کرنے والا ہے' جس کے بارے میں امام دیلمی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے حدیث نقل کی ہے۔

تیرھواں وہ شخص ہے' جو کسی زہریلے جانور کے کاٹنے کی وجہ سے فوت ہو جاتا ہے۔

چودھواں وہ شخص ہے' جو شریق ہوتا ہے۔

پندرھواں وہ شخص ہے جسے کوئی درندہ چیر پھاڑ کر مار دیتا ہے۔

سولھواں وہ شخص ہے' جو اپنی سواری سے گر جاتا ہے۔

اس روایت کو امام طبرانی نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

سترھواں وہ شخص ہے' جو چوٹ کھا کر مر جاتا ہے۔

اس کی حدیث امام طبرانی نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کی ہے۔

اٹھارھواں وہ شخص ہے' جو اللہ کی راہ میں اپنے بستر پر مر جاتا ہے۔

اس حدیث کو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

انیسواں وہ شخص ہے' جو اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے مارا جاتا ہے۔

بیسواں وہ شخص ہے' جو اپنے دین کی حفاظت کرتے ہوئے مارا جاتا ہے۔

اکیسواں وہ شخص ہے' جو اپنی جان کی حفاظت کرتے ہوئے مارا جاتا ہے۔

بائیسواں وہ شخص ہے' جو اپنے اہل خانہ کی حفاظت کرتے ہوئے مارا جاتا ہے۔

ان کے بارے میں اصحاب سنن نے حضرت سعید بن زید کے حوالے سے احادیث روایت کی ہے۔

تیئسواں وہ شخص ہے جسے ظلم کے طور پر مار دیا جاتا ہے' اس حدیث کو امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

چوبیسواں وہ شخص ہے' جو قید خانے میں مر جاتا ہے حالانکہ اُسے ظلم کے طور پر قید کیا گیا ہو۔ اس روایت کو ابن مندہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

پچیسواں وہ شخص ہے' جو عشق کی وجہ سے مرتا ہے' حالانکہ وہ پاک دامن بھی تھا اور اس نے اُسے چھپایا بھی ہوا تھا۔ اس روایت کو دیلمی نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

چھبیسواں وہ شخص ہے' جو علم کی طلب کے دوران مر جاتا ہے' اس روایت کو امام بزار رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

ستائیسویں وہ عورت ہے' جو حمل کے دوران یا بچے کی پیدائش کے دوران یا بچے کے دودھ چھڑانے سے پہلے کے عرصے میں کسی وقت فوت ہو جاتی ہے۔ اس روایت کو ابی نعیم نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

اٹھائیسواں وہ شخص ہے' جو اپنے علاقے میں طاعون پھیل جانے کے باوجود صبر کرتے ہوئے رہتا ہے' اس روایت کو امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

انتیسواں وہ شخص ہے' جو اللہ کی راہ میں پہرہ دیتا ہے۔

تیسواں وہ شخص ہے جسے امر بالمعروف یا نہی عن المنکر کرنے کی وجہ سے ظالم حکمران کی طرف سے قتل کروا دیا جاتا ہے۔

اکتیسواں وہ شخص ہے' جو بیویوں کی تیز مزاجی پر صبر سے کام لیتا ہے' اس روایت کو امام بزار رحمۃ اللہ علیہ اور امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

بتیسواں وہ شخص ہے' جو روزانہ پچیس مرتبہ یہ دعا پڑھتا ہے:

اللهم بارك لى فى الموت و فى ما بعد الموت

''اے اللہ! میری موت میں اور میری موت کے بعد والے وقت میں میرے لیے برکت رکھ دے''۔

اس روایت کو امام طبرانی رحمہ اللہ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

تینتیسواں وہ شخص ہے' جو چاشت کی نماز ادا کرتا ہے' ہر مہینے میں تین روزے رکھتا ہے' سفر اور حضر کے دوران وتر کی نماز ترک نہیں کرتا۔

اس روایت کو امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

چونتیسواں وہ شخص ہے' جو اُمت میں فساد پیدا ہونے کے وقت سنت کو مضبوطی سے تھامے رکھتا ہے' اس روایت کو امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

پینتیسواں وہ تاجر ہے' جو امین اور سچا ہو' اس روایت کو امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

چھتیسواں وہ شخص ہے' جو اپنی بیماری کے دوران چالیس مرتبہ یہ کلمات پڑھتا ہے:

لا اله الا انت سبحانك انى كنت من الظالمين

''تیرے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے' تو ہر عیب سے پاک ہے' بے شک میں ہی ظالم ہوں''۔

پھر اس شخص کا انتقال ہو جاتا ہے' اس روایت کو امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

سینتیسواں وہ شخص ہے' جو اپنے شہر میں اناج لے کے آتا ہے۔

اس روایت کو دیلمی نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

اڑتیسواں وہ شخص ہے' جو مؤذن ہو اور ثواب کی اُمید رکھتے ہوئے اذان دیتا ہو۔

اس روایت کو امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

انتالیسواں وہ شخص ہے' جو اپنی بیوی' اپنی کنیز کے لیے اللہ تعالیٰ کے احکام کی پیروی کرتے ہوئے انہیں حلال رزق کھلاتا ہے۔

چالیسواں وہ شخص ہے' جو ٹھنڈے پانی سے غسل کرتا ہے اور اسے سردی لگ جاتی ہے (اور اس وجہ سے وہ فوت ہو جاتا ہے)۔

اکتالیسواں وہ شخص ہے' جو نبی اکرم ﷺ پر ایک سو مرتبہ درود بھیجتا ہے۔

پہلی حدیث امام ابن ابی شیبہ نے اپنی کتاب ''مصنف'' میں حسن بصری رحمہ اللہ کے حوالے سے نقل کی ہے' جبکہ دوسری

روایت امام طبرانی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''المعجم الاوسط'' میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کی ہے۔

بیالیسواں وہ شخص ہے' جو صبح وشام یہ دعا پڑھتا ہے:

اللهم انى اشهدك انك وانت الله الذى لا اله الا انت وحدك لا شريك لك وان محمدًا عبدك ورسولك ابوء بنعمتك علىّ و ابوء بذنبى فاغفرلى انه لا يغفر الذنوب غيرك .

''اے اللہ! میں تجھے گواہ بناتا ہوں کہ بے شک تو ہی اللہ ہے' تیرے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے' صرف تو ہی معبود ہے' تیرا کوئی شریک نہیں ہے اور حضرت محمد ﷺ تیرے بندے اور رسول ہیں' تو نے مجھ پر جو نعمت کی ہے میں اس کا اعتراف کرتا ہوں اور میں اپنے گناہ کا بھی اعتراف کرتا ہوں' تو میری مغفرت کر دے' تیرے علاوہ اور کوئی گناہوں کی بخشش نہیں کر سکتا''۔

اس روایت کو اصبہانی نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

تینتالیسواں وہ شخص ہے' جو صبح تین مرتبہ یہ کلمات پڑھتا ہے:

اعوذ بالله السميع العليم من الشيطان الرجيم

''میں سننے والے اور علم رکھنے والے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں مردود شیطان (کے شر سے)''۔

اور پھر سورۂ حشر کی آخری تین آیات کی تلاوت کرتا ہے۔

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت معقل رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت کیا ہے۔

چوالیسواں وہ شخص ہے' جو جمعہ کے دن انتقال کر جاتا ہے' اس روایت کو حمید بن منجویہ نے ایک صحابی کے حوالے سے روایت کیا ہے۔

پینتالیسواں وہ شخص ہے' جو سچے دل سے شہادت کا طلبگار رہتا ہے' اس روایت کو امام مسلم رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے۔

یہ پینتالیس قسم کے افراد ہیں' جن کے بارے میں یہ روایات موجود ہیں' کہ ان کو شہید کا سا اجر وثواب ملے گا' اس بارے میں منقول روایات کو امام سیوطی رحمہ اللہ نے اپنے رسالے ''ابواب السعادۃ فی اسباب الشہادۃ'' میں جمع کیا ہے۔

•••——•••——•••

2053 – اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنِ التَّيْمِيِّ عَنْ اَبِىْ عُثْمَانَ عَنْ عَامِرِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ اُمَيَّةَ قَالَ الطَّاعُوْنُ وَالْمَبْطُوْنُ وَالْغَرِيْقُ وَالنُّفَسَاءُ شَهَادَةٌ . قَالَ وَحَدَّثَنَا اَبُوْ عُثْمَانَ مِرَارًا وَّرَفَعَهٗ مَرَّةً اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

☆☆ حضرت صفوان بن اُمیہ فرماتے ہیں: طاعون کی وجہ سے مرنے والا' پیٹ کی بیماری کی وجہ سے مرنے والا' ڈوب کر مرنے والا' بچے کی پیدائش کے وقت مرنے والی عورت شہید ہیں۔

2053-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (4948) .

ابوعثمان نامی راوی نے اس روایت کو کئی مرتبہ یونہی نقل کیا ہے البتہ ایک مرتبہ انہوں نے اسے ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کیا ہے۔

113 - باب ضَمَّةِ الْقَبْرِ وَضَغْطَتِهِ

باب: قبر کا ضم کرنا اور بھینچ لینا

2054 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ الْعَنْقَزِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اِدْرِيسَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هٰذَا الَّذِیْ تَحَرَّكَ لَهُ الْعَرْشُ وَفُتِحَتْ لَهُ اَبْوَابُ السَّمَاءِ وَشَهِدَهُ سَبْعُوْنَ اَلْفًا مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ لَقَدْ ضُمَّ ضَمَّةً ثُمَّ فُرِّجَ عَنْهُ.

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''یہ وہ شخص ہے جس کے لیے عرش جھوم اُٹھا اور اس کے لیے آسمان کے دروازے کھول دیے گئے اور ستر ہزار فرشتوں نے (اس کی نمازِ جنازہ میں) شرکت کی' لیکن اسے بھی قبر میں بھینچا گیا اور پھر اسے کشادہ کر دیا گیا''۔

114 - باب عَذَابِ الْقَبْرِ

باب: قبر کا عذاب

2055 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ خَيْثَمَةَ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ (يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِى الْاٰخِرَةِ) قَالَ نَزَلَتْ فِیْ عَذَابِ الْقَبْرِ.

☆☆ حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: (ارشادِ باری تعالیٰ ہے:)

''اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو دنیاوی زندگی میں اور آخرت میں ثابت قول پر ثابت قدم رکھتا ہے''۔

حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ یہ آیت قبر کے عذاب کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔

2056 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ (يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِى

2054-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (7926) .

2055-اخرجه مسلم في الجنة وصفة نعيمها و اهلها، باب عرض مقعد الميت من الجنة او النار عليه و اثبات عذاب القبر و التعوذ منه (الحديث 74) . واخرجه النسائي في التفسير: سورة ابراهيم، قوله تعالى (يثبت الله الذين امنوا بالقول الثابت) (الحديث 286) . تحفة الاشراف (1754) .

2056-اخرجه البخاري في الجنائز، باب ما جاء في عذاب القبر (الحديث 1369) بمعناه، و في التفسير، باب (يثبت الله الذين امنوا بالقول الثابت) (الحديث 4699) بمعناه . واخرجه مسلم في الجنة و صفة نعيمها و اهلها، باب عرض مقعد الميت من الجنة او النار عليه، و اثبات عذاب القبر و التعوذ منه (الحديث 73) . و اخرجه ابو داؤد في السنة، عذاب القبر (الحديث 4750) واخرجه الترمذي في تفسير القرآن، باب و من سورة ابراهيم عليه السلام (الحديث 3120) . واخرجه النسائي في التفسير: سورة ابراهيم، قوله تعالى (يثبت الله الذين امنوا بالقول الثابت) (الحديث 284) و اخرجه ابن ماجه في الزهد، باب ذكر القبر والبلى (الحديث 4269) . تحفة الاشراف (1762) .

الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِى الْاٰخِرَةِ) قَالَ نَزَلَتْ فِیْ عَذَابِ الْقَبْرِ يُقَالُ لَهُ مَنْ رَّبُّكَ فَيَقُوْلُ رَبِّىَ اللّٰهُ وَدِيْنِىْ دِيْنُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذٰلِكَ قَوْلُهُ (يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِى الْاٰخِرَةِ).

☆☆ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: (ارشادِ باری تعالیٰ ہے:)

''اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو دنیاوی زندگی میں اور آخرت میں ثابت قول پر ثابت قدم رکھتا ہے''۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

یہ آیت قبر کے عذاب کے بارے میں نازل ہوئی تھی' مردے سے پوچھا جاتا ہے: تمہارا پروردگار کون؟ تو وہ یہ جواب دیتا ہے: میرا پروردگار اللہ تعالیٰ ہے اور میرا دین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا لایا ہوا دین ہے' تو اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے یہی مراد ہے:

''اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو دنیاوی زندگی میں اور آخرت میں ثابت قول پر ثابت قدم رکھتا ہے''۔

2057 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعَ صَوْتًا مِنْ قَبْرٍ فَقَالَ مَتٰى مَاتَ هٰذَا . قَالُوْا مَاتَ فِى الْجَاهِلِيَّةِ . فَسُرَّ بِذٰلِكَ وَقَالَ لَوْلَا اَنْ لَا تَدَافَنُوْا لَدَعَوْتُ اللّٰهَ اَنْ يُّسْمِعَكُمْ عَذَابَ الْقَبْرِ .

☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قبر سے آواز سنی تو دریافت کیا: یہ شخص کب فوت ہوا تھا؟ لوگوں نے بتایا: یہ شخص زمانہ جاہلیت میں فوت ہو گیا تھا' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس بات پر مسرور ہو گئے تھے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اگر مجھے یہ اندیشہ نہ ہو کہ تم لوگ مردوں کو دفن کرنا ہی چھوڑ دو گے تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا کہ وہ تمہیں قبر کا عذاب سنوا دیا کرے''۔

شرح

روایت کے یہ الفاظ کہ ''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس بات سے خوش ہو گئے اس کی وضاحت کرتے ہوئے علامہ ابوالحسن سندھی نے یہ بات بیان کی ہے: اس سے مراد یہ ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو غم اور پریشانی لاحق ہوئی تھی وہ زائل ہو گئی کیونکہ اس بات کا احتمال موجود تھا کہ شاید وہ میت کسی مسلمان کی ہو' جس کی قبر میں عذاب دیا جا رہا ہو اور اس بات کا احتمال بھی موجود ہے' یہ کہا جائے کہ اللہ کے دشمن کو اللہ سے دشمنی رکھنے کی وجہ سے عذاب دیا جا رہا تھا اس لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشی ہوئی۔

•••———•••———•••

2058 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ شُعْبَةَ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عَوْنُ بْنُ اَبِیْ جُحَيْفَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ عَنْ اَبِیْ اَيُّوْبَ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ مَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ

2057-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (711) .

2058-اخرجه البخاري في الجنائز، باب التعوذ من عذاب القبر (الحديث 1375) . واخرجه مسلم في الجنة وصفة نعيمها و اهلها، باب عرض مقعد الميت من الجنة او النار عليه و اثبات عذاب القبر و التعوذ منه (الحديث 69) . تحفة الاشراف (3454) .

فَسَمِعَ صَوْتًا فَقَالَ يَهُودُ تُعَذَّبُ فِي قُبُورِهَا .

☆☆ حضرت براء بن عازب ؓ' حضرت ابوایوب انصاری ؓ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ سورج غروب ہو جانے کے بعد تشریف لے جا رہے تھے' آپ نے ایک آواز سنی تو ارشاد فرمایا: یہودیوں کو ان کی قبر میں عذاب ہو رہا ہے۔

شرح

امام نسائی ؒ نے یہاں جو روایت نقل کی ہے یہی روایت امام بخاری ؒ نے بھی اپنی ''صحیح'' میں نقل کی ہے۔

اس روایت کو طبرانی نے اپنی معجم میں زیادہ وضاحت کے ساتھ تحریر کیا ہے۔

حضرت ابوایوب انصاری ؓ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ جب سورج غروب ہو چکا تھا یا غروب ہونے کے قریب تھا میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ گیا میں نے اپنے ساتھ لوٹے میں پانی بھی رکھا ہوا تھا۔ نبی اکرم ﷺ قضائے حاجت کے لئے تشریف لے گئے۔ میں آپ ﷺ کے انتظار میں بیٹھا رہا پھر آپ ﷺ تشریف لائے میں نے آپ ﷺ کو وضو کروایا۔ آپ ﷺ نے دریافت کیا: اے ابوایوب! کیا تم اس آواز کو سن رہے ہو' جسے میں سن رہا ہوں؟ میں نے عرض کی: اللہ اور اس کے رسول کو زیادہ علم ہے' تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''یہ یہودیوں کی آوازیں ہیں' جو میں سن رہا ہوں جنہیں ان کی قبروں میں عذاب دیا جا رہا ہے۔''

•••——•••——•••

115 - باب التَّعَوُّذِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ

باب: قبر کے عذاب سے پناہ مانگنا

2059 - اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ دُرُسْتَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اِسْمَاعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اَبِيْ كَثِيْرٍ اَنَّ اَبَا سَلَمَةَ حَدَّثَهُ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ اللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ النَّارِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ .

☆☆ حضرت ابوہریرہ ؓ' نبی اکرم ﷺ کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: آپ ﷺ یہ دعا مانگا کرتے تھے:

''اے اللہ! میں قبر کے عذاب سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور جہنم کے عذاب سے تیری پناہ مانگتا ہوں' زندگی اور موت کی آزمائش سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور دجال کے فتنہ سے تیری پناہ مانگتا ہوں''۔

شرح

احادیث میں یہ بات بھی مذکور ہے' نبی اکرم ﷺ قبر کے عذاب سے پناہ مانگا کرتے تھے سوال یہ سامنے آتا ہے' جب نبی

2059-انفرد به النسائي، و سياتي و في الاستعاذة، من عذاب جهنم و شر المسيح الدجال (الحديث 5521) . تحفة الاشراف (15435) .

اکرم ﷺ گناہوں سے پاک ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی مغفرت بھی کر دی ہے' تو پھر آپ ﷺ قبر کے عذاب سے کیوں پناہ مانگتے تھے؟

علماء نے اس کا یہ جواب دیا ہے: نبی اکرم ﷺ کے عذاب اور دیگر مختلف چیزوں سے پناہ اس لئے مانگا کرتے تھے' تاکہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عاجزی اور انکساری کا اظہار کر سکیں اور اس بات کا اعتراف کریں کہ آپ ﷺ کو ہر معاملے میں اللہ تعالیٰ کی احتیاج ہے۔

اسی طرح آپ ﷺ شکرگزاری کے جذبے کے تحت اللہ تعالیٰ سے یہ دعا مانگا کرتے تھے' جیسا کہ ایک روایت میں یہ بات منقول ہے' آپ ﷺ طویل قیام کیا کرتے تھے۔

ایک مرتبہ سیدہ عائشہ ؓ نے اس بارے میں آپ ﷺ سے دریافت کیا' تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''کیا میں اللہ تعالیٰ کا شکرگزار بندہ نہ بنوں۔''

•••——•••——•••

2060 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ سَوَّادِ بْنِ الْاَسْوَدِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ بْنُ يَزِيْدَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ ذٰلِكَ يَسْتَعِيْذُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ .

☆☆ حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں' میں نے اس کے بعد نبی اکرم ﷺ کو قبر کے عذاب سے پناہ مانگتے سنا ہے۔

2061 - اَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ اَنَّهُ سَمِعَ اَسْمَاءَ بِنْتَ اَبِيْ بَكْرٍ تَقُوْلُ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ الْفِتْنَةَ الَّتِيْ يُفْتَنُ بِهَا الْمَرْءُ فِيْ قَبْرِهِ فَلَمَّا ذَكَرَ ذٰلِكَ ضَجَّ الْمُسْلِمُوْنَ ضَجَّةً حَالَتْ بَيْنِيْ وَبَيْنَ اَنْ اَفْهَمَ كَلَامَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا سَكَنَتْ ضَجَّتُهُمْ قُلْتُ لِرَجُلٍ قَرِيْبٍ مِنِّيْ اَيْ بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ مَاذَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ اٰخِرِ قَوْلِهِ قَالَ قَدْ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّكُمْ تُفْتَنُوْنَ فِي الْقُبُوْرِ قَرِيْبًا مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ .

☆☆ سیدہ اسماء بنت ابوبکر ؓ بیان کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ کھڑے ہوئے آپ نے اس آزمائش کا ذکر کیا' جس آزمائش میں انسان کو اس کی قبر میں مبتلا کیا جاتا ہے' جب آپ نے اس بات کا تذکرہ کیا' تو مسلمانوں کی چیخیں نکل گئیں اور یہ چیز میرے لیے رکاوٹ بن گئی' میں نبی اکرم ﷺ کا کلام نہیں سن سکی' جب ان لوگوں کی چیخ و پکار کم ہوئی تو میں نے اپنے قریب بیٹھے ہوئے ایک شخص سے دریافت کیا: اے شخص! اللہ تعالیٰ تمہیں برکت نصیب کرے! نبی اکرم ﷺ نے آخر میں کیا بات ارشاد فرمائی تھی؟ (تو اس نے بتایا:) نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

2060-اخرجه مسلم في المساجد و مواضع الصلاة، باب استحباب التعوذ من عذاب القبر (الحديث 124) . تحفة الاشراف (12284) .

2061-اخرجه البخاري في الجنائز، باب ما جاء في عذاب القبر (الحديث 1373) مختصرًا . تحفة الاشراف (15728) .

''میری طرف یہ بات وحی کی گئی ہے' تمہیں قبر میں ایسی آزمائش میں مبتلا کیا جائے گا جو دجال کی آزمائش کے قریب ہوگی''۔

2062 – اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ طَاوُسٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُعَلِّمُهُمْ هٰذَا الدُّعَاءَ كَمَا يُعَلِّمُهُمُ السُّوْرَةَ مِنَ الْقُرْاٰنِ قُوْلُوا اللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس ﷺ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ انہیں اس دعا کی تعلیم اسی طرح دیا کرتے تھے جس طرح ان حضرات کو قرآن کی کسی سورت کی تعلیم دیا کرتے تھے۔

آپ یہ فرماتے تھے: تم یہ پڑھا کرو:

''اے اللہ! ہم جہنم کے عذاب سے تیری پناہ مانگتے ہیں' قبر کے عذاب سے تیری پناہ مانگتے ہیں اور دجال کے فتنے سے تیری پناہ مانگتے ہیں اور زندگی اور موت کی آزمائش سے تیری پناہ مانگتے ہیں''۔

2063 – اَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُرْوَةُ اَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدِي امْرَاَةٌ مِنَ الْيَهُوْدِ وَهِيَ تَقُوْلُ اِنَّكُمْ تُفْتَنُوْنَ فِي الْقُبُوْرِ . فَارْتَاعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ اِنَّمَا تُفْتَنُ يَهُوْدُ . وَقَالَتْ عَائِشَةُ فَلَبِثْنَا لَيَالِيَ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهُ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّكُمْ تُفْتَنُوْنَ فِي الْقُبُوْرِ . قَالَتْ عَائِشَةُ فَسَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدُ يَسْتَعِيْذُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ ﷺ بیان کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ میرے پاس تشریف لائے' اس وقت میرے پاس ایک یہودی عورت بیٹھی ہوئی تھی' وہ مجھے بتا رہی تھی کہ تم لوگوں کو آزمائش میں مبتلا کیا جائے گا' تو نبی اکرم ﷺ کو یہ بات ناگوار گزری' آپ نے فرمایا: یہودیوں کو آزمائش میں مبتلا کیا جائے گا۔

سیدہ عائشہ ﷺ کہتی ہیں: اس کے بعد کچھ دن گزر گئے' پھر نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''میری طرف یہ وحی کی گئی ہے' تم لوگوں کو قبر میں آزمائش میں مبتلا کیا جائے گا''۔

سیدہ عائشہ ﷺ بیان کرتی ہیں: اس کے بعد میں نے نبی اکرم ﷺ کو ہمیشہ قبر کے عذاب سے پناہ مانگتے ہوئے سنا۔

2064 – اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ يَحْيٰى عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

2062-اخرجه مسلم في المساجد و مواضع الصلاة، باب ما يستعاذ منه في الصلاة (الحديث 134) . واخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب في الاستعاذة (الحديث 1542) . و اخرجه الترمذي في الدعوات، باب . (الحديث 3494) . وسياتي في الاستعاذة، الاستعاذة من فتنة الممات (الحديث 5527) . تحفة الاشراف (5752) .

2063-اخرجه مسلم في المساجد و مواضع الصلاة، باب استحباب التعوذ من عذاب القبر (الحديث 123) . تحفة الاشراف (16712) .

كَانَ يَسْتَعِيْذُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ وَقَالَ اِنَّكُمْ تُفْتَنُوْنَ فِيْ قُبُوْرِكُمْ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ ﷺ بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ قبر کے عذاب سے اور دجال کی آزمائش سے پناہ مانگا کرتے تھے۔ آپ ﷺ فرماتے تھے: تمہیں تمہاری قبروں میں آزمائش میں مبتلا کیا جائے گا۔

2065 – اَخْبَرَنَا هَنَّادٌ عَنْ اَبِيْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ شَقِيْقٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ دَخَلَتْ يَهُوْدِيَّةٌ عَلَيْهَا فَاسْتَوْهَبَتْهَا شَيْئًا فَوَهَبَتْ لَهَا عَائِشَةُ فَقَالَتْ اَجَارَكِ اللّٰهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ . قَالَتْ عَائِشَةُ فَوَقَعَ فِيْ نَفْسِيْ مِنْ ذٰلِكَ حَتّٰى جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ اِنَّهُمْ لَيُعَذَّبُوْنَ فِيْ قُبُوْرِهِمْ عَذَابًا تَسْمَعُهُ الْبَهَائِمُ .

☆☆ سیدہ عائشہ ﷺ بیان کرتی ہیں' ایک مرتبہ ایک یہودی عورت ان کے ہاں آئی اور ان سے کوئی چیز مانگی' سیدہ عائشہ ﷺ نے وہ چیز اسے دے دی تو اس یہودی عورت نے کہا: اللہ تعالیٰ آپ کو قبر کے عذاب سے بچائے۔ سیدہ عائشہ ﷺ کہتی ہیں: مجھے اس بات سے بڑی اُلجھن ہوئی' جب نبی اکرم ﷺ تشریف لائے' تو میں نے آپ کے سامنے اس بات کا تذکرہ کیا' آپ نے ارشاد فرمایا:

''ان لوگوں کو ان کی قبروں میں اس طرح عذاب دیا جاتا ہے' اس عذاب کو جانور بھی سنتے ہیں''۔

2066 – اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دَخَلَتْ عَلَيَّ عَجُوْزَتَانِ مِنْ عُجُزِ يَهُوْدِ الْمَدِيْنَةِ فَقَالَتَا اِنَّ اَهْلَ الْقُبُوْرِ يُعَذَّبُوْنَ فِيْ قُبُوْرِهِمْ . فَكَذَّبْتُهُمَا وَلَمْ اُنْعِمْ اَنْ اُصَدِّقَهُمَا فَخَرَجَتَا وَدَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ عَجُوْزَتَيْنِ مِنْ عُجُزِ يَهُوْدِ الْمَدِيْنَةِ قَالَتَا اِنَّ اَهْلَ الْقُبُوْرِ يُعَذَّبُوْنَ فِيْ قُبُوْرِهِمْ . قَالَ صَدَقَتَا اِنَّهُمْ يُعَذَّبُوْنَ عَذَابًا تَسْمَعُهُ الْبَهَائِمُ كُلُّهَا . فَمَا رَاَيْتُهُ صَلّٰى صَلَاةً اِلَّا تَعَوَّذَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ ﷺ بیان کرتی ہیں' ایک مرتبہ مدینہ منورہ کی رہنے والی دو یہودی بوڑھی عورتیں میرے پاس آئیں اور انہوں نے یہ کہا کہ مردوں کو ان کی قبر میں عذاب دیا جاتا ہے' تو میں نے ان دونوں کی بات کو غلط قرار دیا' میں نے ان کی بات کی تصدیق نہیں کی' جب وہ دونوں چلی گئیں' پھر نبی اکرم ﷺ میرے پاس تشریف لائے' تو میں نے عرض کی: یارسول اللہ! مدینہ کی رہنے والی دو بوڑھی عورتیں یہ کہہ رہی تھیں کہ مردوں کو قبر میں عذاب دیا جاتا ہے' تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ان دونوں نے ٹھیک کہا تھا' انہیں ایسا عذاب دیا جاتا ہے' جسے تمام جانور سنتے ہیں۔

(سیدہ عائشہ ﷺ بیان کرتی ہیں:) اس کے بعد میں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا کہ آپ ہر نماز کے بعد قبر کے عذاب سے پناہ مانگا کرتے تھے۔

2064-انفرد به النسائي، و سياتي في الاستعاذة، الاستعاذة من فتنة الدجال (الحديث 5519) . تحفة الاشراف (17944) .

2065-اخرجه البخاري في الدعوات، باب التعوذ من عذاب القبر (الحديث 6366) و اخرجه مسلم في المساجد و مواضع الصلاة، باب استحباب التعوذ من عذاب القبر (الحديث 125) . وسياتي باب التعوذ من عذاب القبر (الحديث 2066) . تحفة الاشراف (17611) .

2066-تقدم (الحديث 2065) .

116 - باب وَضْعِ الْجَرِيدَةِ عَلَى الْقَبْرِ

باب: قبر پر کھجور کی شاخ رکھنا

2067 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحَائِطٍ مِنْ حِيطَانِ مَكَّةَ اَوِ الْمَدِيْنَةِ سَمِعَ صَوْتَ اِنْسَانَيْنِ يُعَذَّبَانِ فِيْ قُبُوْرِهِمَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَذَّبَانِ وَمَا يُعَذَّبَانِ فِيْ كَبِيْرٍ . ثُمَّ قَالَ بَلٰى كَانَ اَحَدُهُمَا لَا يَسْتَبْرِءُ مِنْ بَوْلِهٖ وَكَانَ الْاٰخَرُ يَمْشِيْ بِالنَّمِيْمَةِ . ثُمَّ دَعَا بِجَرِيْدَةٍ فَكَسَرَهَا كِسْرَتَيْنِ فَوَضَعَ عَلٰى كُلِّ قَبْرٍ مِّنْهُمَا كِسْرَةً فَقِيْلَ لَهٗ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لِمَ فَعَلْتَ هٰذَا قَالَ لَعَلَّهٗ اَنْ يُّخَفَّفَ عَنْهُمَا مَا لَمْ يَيْبَسَا اَوْ اَنْ يَّيْبَسَا .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ مکہ مکرمہ میں (راوی کو شک ہے' شاید یہ الفاظ ہیں:) مدینہ منورہ میں ایک باغ کے پاس سے گزرے' آپ نے دو انسانوں کی آواز سنی' جنہیں ان کی قبروں میں عذاب ہو رہا تھا' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ان دونوں کو عذاب ہو رہا ہے اور انہیں کسی بڑے گناہ کی وجہ سے عذاب نہیں ہو رہا' پھر آپ نے ارشاد فرمایا: ہاں! ان میں سے ایک پیشاب سے بچتا نہیں تھا اور دوسرا چغلی کیا کرتا تھا' پھر نبی اکرم ﷺ نے ایک شاخ منگوائی' آپ نے اس کو توڑ کر دو حصوں میں تقسیم کیا اور ان میں سے ہر ایک کی قبر پر ایک حصہ رکھ دیا' آپ کی خدمت میں عرض کی گئی: یارسول اللہ! آپ نے ایسا کیوں کیا ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہوسکتا ہے' جب تک یہ دونوں خشک نہ ہوں' اس وقت تک ان کے عذاب میں تخفیف ہو جائے۔ (راوی کو شک ہے' شاید یہ الفاظ ہیں:) ان کے عذاب میں اس وقت تک تخفیف ہو جائے جب تک وہ خشک نہیں ہو جاتی ہیں۔

شرح

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے عذاب کا شکار لوگوں کی قبر پر درخت کی شاخ لگائی اور یہ امید ظاہر کی کہ شاید اس کے خشک ہونے تک ان دونوں کے عذاب میں کمی آ جائے۔ اہلِ علم نے یہاں یہ سوال اُٹھایا ہے کہ صاحبانِ قبر کے عذاب میں تخفیف کی وجہ کیا ہے؟

علامہ عینی تحریر کرتے ہیں' خطابی نے بیان کیا ہے کہ شاید نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دستِ اقدس کی برکت کی وجہ سے ان کے عذاب میں تخفیف ہوئی ہو اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے عذاب میں تخفیف کی دعا کی ہو اس حدیث کا یہ مفہوم ہرگز نہیں ہے کہ تر شاخ میں کوئی ایسی خصوصیت ہوتی ہے جو خشک شاخ میں نہیں ہوتی۔

امام نووی رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں' علماء نے یہ بات بیان کی ہے اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان دونوں مُردوں کی شفاعت کے لیے دعا کی اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت کے جواب میں ان کے عذاب میں اس حد تک تخفیف کر دی گئی جب تک وہ شاخ خشک نہ ہو جائے۔

2067-تقدم فی الطهارة، التنزه عن البول (الحديث 31) .

شیخ انور شاہ کشمیری تحریر کرتے ہیں' ان مردوں کے عذاب میں تخفیف شاخوں کی تسبیح کی وجہ سے نہیں ہوئی بلکہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دستِ اقدس کی برکت کی وجہ سے ہوئی تھی۔

اس کے حاشیے میں مولانا بدر عالم میرٹھی لکھتے ہیں' قبر پر پھول ڈالنے کے معاملے میں لوگ انتہاپسندی کا شکار ہو چکے ہیں' انہوں نے اس عمل کو حنفیت کا علامتی نشان قرار دے دیا ہے اور جو ایسا نہیں کرتا' اسے وہابی کہہ دیا جاتا ہے۔ آپ خود غور کریں کہ ان مردوں کے عذاب میں تخفیف کی وجہ کیا ہوسکتی ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت یا ایک عام سے درخت کی تسبیح؟ اگر یہ لوگ حدیث پر عمل کرنے کے سچے دعوے دار ہیں تو انہیں چاہیے کہ وہ قبر پر پھول ڈالنے کی بجائے درخت کی شاخیں لگائیں یا پھر یہ پھول ان لوگوں کی قبر پر ڈالے جائیں جنہیں عذاب ہو رہا ہو' نیک لوگوں کی قبروں پر ایسا کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سچے اور حقیقی پیروکار تھے' ان سے تو ایسا کوئی عمل منقول نہیں ہے۔

سابقہ سطور میں آپ نے چار اہلِ علم کی آراء ملاحظہ کی ہیں جن میں سے دو پرانے زمانے کے مشائخ میں سے ہیں جبکہ مؤخر الذکر دو حضرات کا تعلق گزشتہ صدی سے ہے۔ یہ دونوں صاحبان دیوبند مکتبہ فکر سے تعلق رکھتے ہیں اس ساری گفتگو سے ہمارے سامنے یہ سوال آتا ہے۔

حدیث میں جن مردوں کے عذاب میں تخفیف کا ذکر کیا گیا ہے اس تخفیف کا بنیادی سبب کیا ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی برکت؟ شاخوں کی تسبیح؟

اس سوال کا جواب حاصل کرنے کے دو طریقے ہیں:

(1) پہلا طریقہ یہ ہے کہ ہم اس بارے میں متقدمین اور (غیر متنازع) متاخرین کی آراء سامنے رکھیں۔

(2) ہم حدیث کے الفاظ پر غور کر کے کسی نتیجے پر پہنچنے کی کوشش کریں۔

جہاں تک متقدمین و متاخرین کی آراء کا تعلق ہے تو علامہ عینی کے حوالے سے خطابی کا یہ بیان پہلے نقل کیا جا چکا ہے کہ ان کے نزدیک اس تخفیف کا بنیادی سبب نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی برکت ہے۔ خطابی کے اس بیان پر تبصرہ کرتے ہوئے علامہ ابن حجر لکھتے ہیں' حدیث کے سیاق وسباق سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دستِ اقدس کے ذریعے ان شاخوں کو ان قبروں پر لگایا تھا بلکہ یہ بھی ممکن ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان شاخوں کو لگانے کا حکم دیا ہو پھر صحابی رسول حضرت بریدہ بن حصیب نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اس عمل کی پیروی کی اور یہ وصیت کی کہ ان کی قبر پر شاخیں لگائی جائیں جیسا کہ (صحیح بخاری) کے "کتاب الجنائز" میں یہ حدیث ذکر کی جائے گی اس لیے کسی بھی اور شخص کے مقابلے میں حضرت بریدہ کے طرزِ عمل کی پیروی کرنا زیادہ مناسب ہے۔

علامہ سید احمد طحطاوی تحریر کرتے ہیں' درخت کی شاخ کے حکم میں ہر وہ چیز داخل ہوگی جو کسی بھی درخت کی رطوبت ہو......

شرح مشکوۃ میں تحریر ہے' متاخرین اہلِ علم میں سے بعض حضرات نے یہ فتویٰ دیا ہے کہ قبر پر پھول اور درخت کی شاخیں رکھنے کا

عمل سنت ہے اور وہ اس حدیث سے ثابت ہے تاہم اگر درخت کی تسبیح کی وجہ سے عذاب میں تخفیف کی امید کی جاسکتی ہے تو قرآن کی تلاوت کی برکت اس سے کہیں زیادہ ہوگی۔

علامہ شامی لکھتے ہیں: اس کی دلیل وہ حدیث ہے: جس کے مطابق نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے تر شاخ کو توڑ کر اس کے دو ٹکڑے کر کے قبر پر رکھے تھے اور ان قبر والوں کے عذاب میں تخفیف کا سبب ان شاخوں کے خشک نہ ہونے کو قرار دیا تھا۔

ان علماء کی تصریحات سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ قبر پر پھول ڈالنا اسلامی تعلیمات کے منافی نہیں ہے۔ علامہ میرٹھی کا یہ شکوہ کرنا کہ قبروں پر پھول نہ ڈالنے کو ''وہابی'' کہا جاتا ہے' مناسب نہیں ہے کیونکہ انہیں وہابی اس لیے نہیں کہا جاتا کہ وہ ایسا نہیں کرتے بلکہ اس لیے کہا جاتا ہے کیونکہ وہ اس عمل کو جس کی اصل سنت سے ثابت ہے' بدعت قرار دیتے ہیں اس کی مثال میں وہ روایت پیش کی جاسکتی ہے جس میں یہ بات مذکور ہے کہ ایک عورت نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سوال کیا' کیا پاک ہو جانے کے بعد ہمیں نمازوں کی قضا ادا کرنا ہوگی؟ تو سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا' کیا تم ''حروریہ'' ہو؟

یعنی تمہارے اس سوال سے حروریوں (خوارج) کی شدت پسندی کی بو آتی ہے۔ اگرچہ وہ عورت خوارج کے سے عقائد نہیں رکھتی تھی اسی طرح اگر کوئی شخص بنیادی طور پر وہابیوں کے سے عقائد نہیں رکھتا لیکن کسی ایک ذیلی مسئلے میں ان کے غلط موقف کی صحت پر اصرار کرتا ہے اور وہ موقف بھی ایسا ہو جو حدیث کے ظاہر کے خلاف ہو تو اسے ''وہابی'' ہی کہا جائے گا۔

علامہ میرٹھی کا یہ کہنا بھی محلِ نظر ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت اور قبر کی تسبیح میں سے کون امر مراد لینا افضل ہے؟ کیونکہ یہاں کسی چیز کا افضل یا غیر افضل ہونا موضوع بحث نہیں ہے۔

علامہ میرٹھی کا یہ مشورہ بھی محتاجِ تنقید ہے کہ حدیث کی پیروی کرنے والوں کو قبروں پر پھول ڈالنے کی بجائے شاخیں لگانی چاہئیں اس کے جواب میں ہم علامہ طحطاوی کا وہ قول پیش کر دیتے ہیں جسے سابقہ سطور میں نقل کیا جا چکا ہے کہ درخت کی رطوبت بھی درخت کی شاخ کے حکم میں شامل ہوگی۔

علامہ میرٹھی کا یہ قول بھی درست نہیں ہے کہ نیک لوگوں کی قبر پر پھول ڈالنے کی بجائے صرف گناہ گاروں کی قبروں پر پھول ڈالے جائیں اس کا مطلب تو یہ ہوگا جیسے آپ کسی کو یہ تلقین کریں کہ نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجنے کی بجائے گناہ گاروں کی مغفرت کے لیے دعا کی جائے۔ (نعوذ باللہ من ذالک)

علامہ میرٹھی کا یہ کہنا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے ایسا نہیں کیا اس لیے ہمیں بھی ایسا نہیں کرنا چاہیے' یہ بھی درست نہیں ہے اس حدیث کی شرح میں علامہ ابن حجر کا بیان ہم نقل کر چکے ہیں کہ حضرت بریدہ بن حصیب جو صحابی رسول ہیں' انہوں نے اپنی قبر پر شاخیں لگانے کی وصیت کی تھی اور ابن حجر نے یہ بھی لکھا ہے کہ کسی اور کے قول کے مقابلے میں صحابی کے طرزِ عمل کو اپنانا زیادہ مناسب ہے۔

ہمارے سامنے فتح الباری کا جو نسخہ موجود ہے اس کی تنقیح وتصحیح کا کام شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز نے سرانجام دیا ہے جو

غالباً سعودی عرب کے مفتی اعظم ہیں شاید انہوں نے ہی ابن حجر کے اس بیان پر یہ اختلافی نوٹ تحریر کیا ہے:

''اس مسئلے میں علامہ خطابی کا موقف درست ہے کہ انہوں نے قبروں پر شاخیں وغیرہ لگانے کا انکار کیا ہے کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے صرف مخصوص قبروں پر ایسا کیا ہے جن کے بارے میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اطلاع ملی کہ ان قبر والوں کو عذاب ہو رہا ہے اگر یہ کوئی شرعی حکم ہوتا تو تمام قبور پر ایسا کیا جاتا۔ اکابر صحابہ جن میں خلفائے راشدین بھی شامل ہیں' میں ایسا نہیں کیا اور یہ حضرات' حضرت بریدہ سے زیادہ سنت کا علم رکھتے تھے۔''

اس نوٹ اور علامہ میرٹھی کے بیان پر خاصہ طویل کلام کیا جاسکتا ہے تاہم' ہم یہاں صرف چند نکات بیان کرنے پر اکتفاء کریں گے۔

(1) نبی اکرم سے ایک مرتبہ ہی سہی' بہرحال یہ عمل ثابت ہے۔
(2) ایک ہی صحابی سے سہی' بہرحال یہ عمل صحابہ سے بھی ثابت ہے۔
(3) نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم یا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا کسی عمل کو نہ کرنا اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ وہ عمل کرنا غلط ہے جیسے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے تراویح کی باجماعت نماز باقاعدگی سے ادا نہیں کی لیکن ہمارے زمانے میں ہر جگہ ایسا ہوتا ہے جس میں مملکت العربیہ السعودیہ اور اتر پردیش کا گاؤں ''دیوبند'' بھی شامل ہے۔
(4) اُمت کے مسلمہ اہلِ علم نے اس عمل کو جائز قرار دیا ہے۔
(5) جن حضرات نے اس کے جواز سے اختلاف کیا ہے' ان کا اختلاف عمل رسول اور عمل صحابی کے مقابلے میں قابلِ اعتناء شمار نہیں ہوگا۔

علامہ میرٹھی نے اپنے نظریاتی مخالفین کے لیے جو آیت پیش کی ہے اس بات کا امکان موجود ہے کہ وہ خود اور ان کے اکابرین اس کے حقیقی مصداق ہوں۔ ذرا آیت پر غور کیجیے:

الذین ضل سعیھم فی الحیوٰۃ الدنیا وھم یحسبون انھم یحسنون صنعا ۔ (کہف:104)

''یہ وہ لوگ ہیں جن کی دنیوی زندگی میں ان کی تمام کوششیں گمراہی کا شکار تھیں اور وہ یہی سمجھتے رہے کہ وہ کوئی اچھا کام کر رہے ہیں۔''*

•••——•••——•••

2068 - اَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ فِيْ حَدِيْثِهٖ عَنْ اَبِيْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَبْرَيْنِ فَقَالَ اِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ وَمَا يُعَذَّبَانِ فِيْ كَبِيْرٍ اَمَّا

* جمال السنۃ' مطبوعہ شبیر برادرز' لاہور

2068-تقدم فی الطھارۃ، التنزہ عن البول (الحدیث 31) ۔

اَحَدُهُمَا فَكَانَ لَا يَسْتَبْرِءُ مِنْ بَوْلِهٖ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَكَانَ يَمْشِي بِالنَّمِيمَةِ . ثُمَّ اَخَذَ جَرِيدَةً رَطْبَةً فَشَقَّهَا بِنِصْفَيْنِ ثُمَّ غَرَزَ فِي كُلِّ قَبْرٍ وَاحِدَةً فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ لِمَ صَنَعْتَ هٰذَا فَقَالَ لَعَلَّهُمَا اَنْ يُخَفَّفَ عَنْهُمَا مَا لَمْ يَيْبَسَا .

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دو قبروں کے پاس سے گزرے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ان دونوں کو عذاب ہو رہا ہے اور ان دونوں کو کسی بڑے گناہ کی وجہ سے عذاب نہیں ہو رہا ہے' ان میں سے ایک پیشاب سے بچتا نہیں تھا اور دوسرا شخص چغلی کیا کرتا تھا' پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک تر شاخ لی آپ نے اسے دو حصوں میں تقسیم کیا اور ان میں سے ہر ایک کی قبر پر ایک شاخ گاڑ دی' لوگوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! آپ نے ایسا کیوں کیا ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تاکہ جب تک یہ دونوں خشک نہیں ہوتی ہیں' اس وقت تک ان دونوں کے عذاب میں تخفیف ہو جائے۔

2069 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلَا اِنَّ اَحَدَكُمْ اِذَا مَاتَ عُرِضَ عَلَيْهِ مَقْعَدُهُ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ اِنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَمِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَاِنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ النَّارِ فَمِنْ اَهْلِ النَّارِ حَتّٰى يَبْعَثَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''یاد رکھنا! جب کوئی شخص فوت ہو جاتا ہے' تو اس کا مخصوص ٹھکانہ اس کے سامنے صبح وشام پیش کیا جاتا ہے' اگر وہ جنتی ہو' تو جنتیوں کا ٹھکانہ پیش کیا جاتا ہے' اگر جہنمی ہو' تو جہنمیوں کا ٹھکانہ پیش کیا جاتا ہے' یہاں تک کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسے دوبارہ زندہ کر دے گا''۔

شرح

اس حدیث کے موضوع پر بحث کرتے ہوئے علامہ ابن بطال نے یہ بات تحریر کی ہے: ہمارے یہاں کے علماء نے اس حدیث کا یہ مفہوم بیان کیا ہے' اللہ تعالیٰ قبر میں موجود شخص کو یہ خبر دے گا کہ اس کے اعمال کا بدلہ اور جزا اللہ تعالیٰ کے پاس ہے اور صبح وشام خبر دینے سے مراد یہ ہے' اللہ تعالیٰ اس مردے کو اس بات کی یاد دہانی کرواتا رہے گا کیونکہ ہمیں اس بارے میں کوئی شک نہیں ہے' مرنے کے بعد اور فرشتوں کے سوال وجواب کے بعد جسم کو بتدریج مٹی کھا جاتی ہے اور جسم فنا ہو جاتا ہے اب اس پر کوئی چیز پیش نہیں کی جا سکتی۔

اس لئے قیامت تک صبح وشام قبر والے پر جو ٹھکانہ پیش کیا جائے گا وہ صرف اس کی روح پر پیش کیا جا سکتا ہے اس کی وجہ یہی ہے' روح فنا نہیں ہوتی وہ باقی رہتی ہے' یہاں تک کہ بندہ جنت یا جہنم میں پہنچ جاتا ہے*۔

•••———•••———•••

2069-اخرجه البخاري في بدء الخلق ، باب ما جاء في صفة الجنة و انها مخلوقة (الحديث 3240) . تحفة الاشراف (8292) .

* شرح ابن بطال، کتاب، جنائز کا بیان، باب: میت پر صبح وشام اس کا ٹھکانہ پیش کیا جاتا ہے

2070 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ قَالَ اَنْبَاَنَا الْمُعْتَمِرُ قَالَ سَمِعْتُ عُبَيْدَ اللّٰهِ يُحَدِّثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُعْرَضُ عَلٰى اَحَدِكُمْ اِذَا مَاتَ مَقْعَدُهُ مِنَ الْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ فَاِنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ النَّارِ فَمِنْ اَهْلِ النَّارِ قِيلَ هٰذَا مَقْعَدُكَ حَتّٰى يَبْعَثَكَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''ہر شخص جب فوت ہو جاتا ہے' تو صبح وشام اس کا مخصوص ٹھکانہ اس کے سامنے پیش کیا جاتا ہے' اگر وہ جہنمی ہو' تو جہنمیوں کا ٹھکانہ پیش کیا جاتا ہے اور یہ کہا جاتا ہے: یہ تمہارا مخصوص ٹھکانہ ہے' یہاں تک کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تمہیں زندہ کرے گا''۔

2071 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهٗ - عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا مَاتَ اَحَدُكُمْ عُرِضَ عَلٰى مَقْعَدِهٖ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ اِنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَمِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَاِنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ النَّارِ فَمِنْ اَهْلِ النَّارِ يُقَالُ هٰذَا مَقْعَدُكَ حَتّٰى يَبْعَثَكَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''جب کوئی شخص فوت ہو جاتا ہے' تو اس کا مخصوص ٹھکانہ صبح وشام اسے پیش کیا جاتا ہے' اگر وہ جنتی ہو' تو جنتیوں کا ٹھکانہ پیش کیا جاتا ہے' اگر جہنمی ہو' تو جہنمیوں کا پیش کیا جاتا ہے اور اس سے یہ کہا جاتا ہے' یہ تمہارا مخصوص ٹھکانہ ہے' یہاں تک کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تمہیں دوبارہ زندہ کرے گا''۔

117 - بَاب اَرْوَاحِ الْمُؤْمِنِيْنَ

باب: مؤمنین کی ارواح (کے بارے میں روایات)

2072 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ كَعْبٍ اَنَّهٗ اَخْبَرَهٗ اَنَّ اَبَاهُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ كَانَ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّمَا نَسَمَةُ الْمُؤْمِنِ طَائِرٌ فِي شَجَرِ الْجَنَّةِ حَتّٰى يَبْعَثَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اِلٰى جَسَدِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ .

★★ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''مؤمن کی روح ایک ایسا پرندہ ہے' جو جنت کے درخت میں ہوتا ہے' یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس

2070-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (8125) .

2071-اخرجه البخاري في الجنائز، باب الميت يعرض عليه مقعده بالغداة و العشي (الحديث 1379) . واخرجه مسلم في الجنة وصفة نعيمها و اهلها، باب عرض مقعد الميت من الجنة او النار عليه و اثبات عذاب القبر و التعوذ منه (الحديث 65) . تحفة الاشراف (8361) .

2072-اخرجه الترمذي في فضل الجهاد، باب ما جاء في ثواب الشهداء (الحديث 1641) و اخرجه ابن ماجه في الجنائز، باب ما جاء فيما يقال عند المريض اذا حضر (الحديث 1449)، و في الزهد، باب ذكر القبر و البلى (الحديث 4271) . تحفة الاشراف (11148) .

روح کو اس کے جسم کی طرف بھیج دے گا''۔

شرح

اس حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ تحریر کرتے ہیں: قرطبی نے یہ بات بیان کی ہے۔ یہاں مومن کی روح سے مراد شہید مومن کی روح ہے۔ شیخ عزالدین بن عبدالسلام فرماتے ہیں: روایت کے عمومی لفظ مجاہدین پر محمول ہوں گے۔ علامہ قرطبی نے بھی یہ بات بیان کی ہے: یہ روایت اور اس جیسی دیگر روایات کو شہداء پر محمول کیا جائے گا کیونکہ شہداء کے علاوہ دیگر لوگوں کی ارواح بعض اوقات آسمان میں ہوتی ہیں۔ وہ جنت میں نہیں ہوتیں اور بعض اوقات وہ قبر کی عمارت میں ہوتی ہیں۔

انہوں نے یہ بات بھی بیان کی ہے: (قیامت سے پہلے ہی) کھانے اور جنت کی نعمتوں کا حصول صرف شہداء کے لئے ہے جو اللہ کی راہ میں شہید ہوتے ہیں۔ اس بات پر اُمت کا اتفاق ہے یہ بات قاضی ابوبکر بن عربی نے شرح ترمذی میں بیان کی ہے جب کہ جو لوگ شہید نہیں ہوتے ان کی صفت اس کے برخلاف ہے۔

ان کی قبر کو ان کے لئے کشادہ کر دیا جاتا ہے۔

(سیوطی کہتے ہیں) میں کہتا ہوں بعض روایات میں یہ بات صراحت کے ساتھ موجود ہے یہ حکم شہداء کے بارے میں ہے جیسا کہ امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند کے ساتھ یہ بات نقل کی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

''شہداء کی ارواح سبز پرندوں کی شکل میں ہوتی ہیں وہ جہاں چاہیں چلی جاتی ہیں''۔

اسی حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے علامہ ابوالحسن سندھی نے یہ بات بیان کی ہے: حدیث کے الفاظ سے تو یہ بات ثابت ہوتی ہے وہ روح پرندے کی شکل اختیار کر لیتی ہے اور اللہ کے حکم کے تحت پرندے کی طرح ہو جاتی ہے جس طرح فرشتہ انسان کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔

اس بات کا بھی احتمال موجود ہے وہ روح جنت کے کسی پرندے کی روح میں داخل ہو جاتی ہو جیسا کہ روایات میں یہ بات مذکور ہے۔

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے سنن ابی داؤد کے حاشیے میں یہ بات تحریر کی ہے جب ہم اس روایت کی وضاحت کریں گے کہ روح پرندے کی شکل اختیار کر لیتی ہے تو زیادہ مناسب یہ ہے ہم یہ کہیں وہ پرندے کی طرح اڑ سکتا ہے یہ مراد نہ ہو کہ اس کی شکل و صورت پرندے کی طرح ہو جاتی ہے۔

اس کی وجہ یہ ہے انسان کی شکل سب سے زیادہ فضیلت رکھتی ہے۔*

•••———•••———•••

2073 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ - وَهُوَ ابْنُ الْمُغِيْرَةِ - قَالَ حَدَّثَنَا

* حاشیہ سندھی بر روایت مذکورہ

ثَابِتٌ عَنْ اَنَسٍ قَالَ كُنَّا مَعَ عُمَرَ بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةِ اَخَذَ يُحَدِّثُنَا عَنْ اَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيُرِيْنَا مَصَارِعَهُمْ بِالْاَمْسِ قَالَ هٰذَا مَصْرَعُ فُلَانٍ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ غَدًا . قَالَ عُمَرُ وَالَّذِىْ بَعَثَهُ بِالْحَقِّ مَا اَخْطَئُوا تِيكَ فَجُعِلُوْا فِىْ بِئْرٍ فَاَتَاهُمُ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَادٰى يَا فُلَانُ بْنَ فُلَانٍ يَا فُلَانُ بْنَ فُلَانٍ هَلْ وَجَدْتُّمْ مَا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا فَاِنِّىْ وَجَدْتُّ مَا وَعَدَنِى اللّٰهُ حَقًّا . فَقَالَ عُمَرُ تُكَلِّمُ اَجْسَادًا لَا اَرْوَاحَ فِيْهَا فَقَالَ مَا اَنْتُمْ بِاَسْمَعَ لِمَا اَقُوْلُ مِنْهُمْ .

☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہم لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ (سفر کرتے ہوئے) مکہ اور مدینہ کے درمیان تھے انہوں نے ہمیں اہل بدر کے بارے میں بتانا شروع کیا انہوں نے یہ بات بتائی کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک دن پہلے ہی ہمیں ہر شخص کے مرنے کی مخصوص جگہ کے بارے میں بتا دیا تھا آپ نے فرمایا: یہ فلاں شخص کے مرنے کی جگہ ہے اگر اللہ نے چاہا تو کل وہ (یہاں مرے گا)۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے ہر شخص ٹھیک اسی جگہ پر مرا تھا پھر ان سب (کفار) کو ایک کنویں میں ڈال دیا گیا نبی اکرم ﷺ ان کے پاس تشریف لائے آپ نے فرمایا: اے فلاں بن فلاں! کیا تم نے اس چیز کو حق پالیا ہے جو تمہارے پروردگار نے وعدہ کیا تھا؟ میں نے تو اس چیز کو حق پالیا ہے جو میرے پروردگار نے میرے ساتھ وعدہ کیا تھا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: آپ ایسے اجسام کے ساتھ کلام کر رہے ہیں جن میں روح موجود نہیں ہے نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''میں جو کہہ رہا ہوں اسے تم ان لوگوں سے زیادہ نہیں سنتے (یعنی وہ بھی تمہاری طرح ہی سنتے ہیں)''۔

2074 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ سَمِعَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنَ اللَّيْلِ بِبِئْرِ بَدْرٍ وَّرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمٌ يُّنَادِىْ يَا اَبَا جَهْلِ بْنَ هِشَامٍ وَّيَا شَيْبَةُ بْنَ رَبِيْعَةَ وَيَا عُتْبَةُ بْنَ رَبِيْعَةَ وَيَا اُمَيَّةُ بْنَ خَلَفٍ هَلْ وَجَدْتُّمْ مَا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا فَاِنِّىْ وَجَدْتُّ مَا وَعَدَنِىْ رَبِّىْ حَقًّا . قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَوَتُنَادِىْ قَوْمًا قَدْ جَيَّفُوْا فَقَالَ مَا اَنْتُمْ بِاَسْمَعَ لِمَا اَقُوْلُ مِنْهُمْ وَلٰكِنَّهُمْ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ اَنْ يُّجِيْبُوْا .

☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ بدر کے کنویں کے پاس سے مسلمانوں نے رات کے وقت آواز سنی نبی اکرم ﷺ اس وقت وہاں کھڑے ہوئے بلند آواز میں فرما رہے تھے: اے ابوجہل بن ہشام! اے شیبہ بن ربیعہ! اے عتبہ بن ربیعہ! اے امیہ بن خلف! کیا تم نے اس چیز کو حق پالیا ہے جو تمہارے پروردگار نے وعدہ کیا تھا؟ میں نے تو اس چیز کو حق پالیا ہے جو میرے پروردگار نے مجھ سے وعدہ کیا تھا لوگوں نے عرض کی: یارسول اللہ! کیا آپ ایسے لوگوں کو مخاطب کر رہے ہیں

2073-اخرجه مسلم في الجنة وصفة نعيمها و اهلها، باب عرض مقعد الميت من الجنة او النار عليه و اثبات عذاب القبر و التعوذ منه (الحديث 76) مطولاً . تحفة الاشراف (10410) .

2074-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (713) .

جو بودار لاشوں میں تبدیل ہو چکے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''میں جو بات کہہ رہا ہوں' تم اسے ان سے زیادہ نہیں سن رہے ہو (یعنی وہ بھی تمہاری طرح سن رہے ہیں)' لیکن وہ جواب دینے کی استطاعت نہیں رکھتے ہیں''۔

2075 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اٰدَمَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَفَ عَلٰى قَلِيْبِ بَدْرٍ فَقَالَ هَلْ وَجَدْتُمْ مَا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا - قَالَ - اِنَّهُمْ لَيَسْمَعُوْنَ الْاٰنَ مَا اَقُوْلُ لَهُمْ . فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِعَائِشَةَ فَقَالَتْ وَهَلَ ابْنُ عُمَرَ اِنَّمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهُمُ الْاٰنَ يَعْلَمُوْنَ اَنَّ الَّذِيْ كُنْتُ اَقُوْلُ لَهُمْ هُوَ الْحَقُّ . ثُمَّ قَرَاَتْ قَوْلَهٗ (اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى) حَتّٰى قَرَاَتِ الْاٰيَةَ .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ بدر کے کنویں کے پاس ٹھہر گئے' آپ نے فرمایا: تمہارے پروردگار نے جو وعدہ کیا تھا' کیا تم نے اسے حق پالیا ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا: میں جو بات ان سے کہہ رہا ہوں' یہ اسے اس وقت سن رہے ہیں۔ (راوی کہتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کے وصالِ ظاہری کے بعد) ایک مرتبہ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے اس بات کا تذکرہ کیا گیا تو انہوں نے فرمایا: حضرت عبداللہ بن عمر کو اس بارے میں غلط فہمی ہوئی ہے' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی تھی: ان لوگوں کو اب اس بات کا پتہ چل گیا ہے' میں جو انہیں' کہا کرتا تھا' وہ سچ تھا۔

پھر سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ آیت تلاوت کی:

''بے شک تم مُردوں کو سنا نہیں سکتے ہو''۔

انہوں نے یہ پوری آیت تلاوت کی۔

2076 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ وَّمُغِيْرَةَ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ بَنِيْ اٰدَمَ - وَفِيْ حَدِيْثِ مُغِيْرَةَ كُلُّ ابْنِ اٰدَمَ - يَاْكُلُهُ التُّرَابُ اِلَّا عَجْبَ الذَّنَبِ مِنْهُ خُلِقَ وَفِيْهِ يُرَكَّبُ .

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''ابن آدم کے پورے جسم کو مٹی کھا لے گی (یہاں ایک لفظ میں راوی کو شک ہے) سوائے جسم کے ایک مخصوص حصے کے چونکہ اسی کے ذریعے اسے پیدا کیا گیا ہے اور اسی کے ذریعے اس کو دوبارہ بنایا جائے گا''۔

2077 - اَخْبَرَنَا الرَّبِيْعُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ اللَّيْثِ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ كَذَّبَنِيْ

2075-اخرجه البخاري في المغازي، باب قتل ابي جهل (الحديث 3979 و 3980 و 3981) . واخرجه مسلم في الجنازة، باب الميت يعذب ببكاء اهله عليه (الحديث 26) بنحوه . تحفة الاشراف (7323) .

2076-اخرجه مسلم في الفتن و اشراط الساعة، باب ما بين النفختين (الحديث 142) و اخرجه ابو داؤد في السنة، باب في ذكر البعث و الصور (الحديث 4743) . تحفة الاشراف (13835 و 13884) .

2077-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (13869) .

ابْنُ اٰدَمَ وَلَمْ يَكُنْ يَنْبَغِيْ لَهٗ اَنْ يُكَذِّبَنِيْ وَشَتَمَنِي ابْنُ اٰدَمَ وَلَمْ يَكُنْ يَنْبَغِيْ لَهٗ اَنْ يَشْتِمَنِيْ اَمَّا تَكْذِيْبُهٗ اِيَّايَ فَقَوْلُهٗ اِنِّيْ لَا اُعِيْدُهٗ كَمَا بَدَاْتُهٗ وَلَيْسَ اٰخِرُ الْخَلْقِ بِاَعَزَّ عَلَيَّ مِنْ اَوَّلِهٖ وَاَمَّا شَتْمُهٗ اِيَّايَ فَقَوْلُهٗ اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا وَّاَنَا اللّٰهُ الْاَحَدُ الصَّمَدُ لَمْ اَلِدْ وَلَمْ اُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لِّيْ كُفُوًا اَحَدٌ .

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ابن آدم مجھے جھٹلا دیتا ہے حالانکہ اسے مجھے جھٹلانا نہیں چاہیے' ابن آدم مجھے بُرا کہتا ہے حالانکہ اسے مجھے بُرا نہیں' نا چاہیے' جہاں تک اس کے میری تکذیب کرنے کا تعلق ہے' تو وہ اس کا یہ کہنا ہے' میں سے دوبارہ زندہ نہیں کروں گا' جس طرح میں نے اسے پہلے زندہ کیا ہے' حالانکہ دوسری مرتبہ پیدا کرنا میرے لیے پہلی مرتبہ پیدا کرنے سے زیادہ مشکل نہیں ہونا چاہیے' جہاں تک اس کے مجھے بُرا کہنے کا تعلق ہے' تو وہ اس کا یہ کہنا ہے' اللہ تعالیٰ کی اولاد ہے' حالانکہ میں ایک ہوں' میں بے نیاز ہوں' نہ میں نے کسی کو جنم دیا ہے نہ مجھے جنم دیا گیا ہے اور نہ میرا کوئی ہمسر ہے۔

2078 - اَخْبَرَنَا كَثِيْرُ بْنُ عُبَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ عَنِ الزُّبَيْدِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَسْرَفَ عَبْدٌ عَلٰى نَفْسِهٖ حَتّٰى حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ قَالَ لِاَهْلِهٖ اِذَا اَنَا مُتُّ فَاَحْرِقُوْنِيْ ثُمَّ اسْحَقُوْنِيْ ثُمَّ اذْرُوْنِيْ فِي الرِّيْحِ فِي الْبَحْرِ فَوَاللّٰهِ لَئِنْ قَدَرَ اللّٰهُ عَلَيَّ لَيُعَذِّبَنِّيْ عَذَابًا لَا يُعَذِّبُهٗ اَحَدًا مِّنْ خَلْقِهٖ قَالَ فَفَعَلَ اَهْلُهٗ ذٰلِكَ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لِكُلِّ شَيْءٍ اَخَذَ مِنْهُ شَيْئًا اَدِّ مَا اَخَذْتَ فَاِذَا هُوَ قَائِمٌ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ مَا حَمَلَكَ عَلٰى مَا صَنَعْتَ قَالَ خَشْيَتُكَ . فَغَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ .

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

ایک مرتبہ ایک شخص نے بہت سے گناہ کیے تھے' یہاں تک کہ جب اس کی موت کا وقت قریب آیا' تو اس نے اپنے اہلِ خانہ سے یہ کہا: جب میں مر جاؤں گا' تو مجھے جلا دینا اور پھر مجھے ریزہ ریزہ کر دینا اور پھر مجھے ہوا میں اور سمندر میں بکھیر دینا۔ اللہ کی قسم! اگر اللہ تعالیٰ نے مجھ پر قابو پالیا تو وہ مجھے ایسا عذاب دے گا جو عذاب اس نے اپنی مخلوق میں سے کسی کو بھی نہیں دیا ہوگا۔

نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں:

اس کے گھر والوں نے ایسا ہی کیا' تو اللہ تعالیٰ نے ہر چیز سے جس نے اس کا جو بھی حصہ وصول کیا تھا' فرمایا: تم نے جس کو لیا ہے' اسے ادا کر دو۔ تو وہ شخص دوبارہ کھڑا ہو گیا (یعنی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش ہو گیا) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تم نے ایسا کیوں کیا؟ اس نے عرض کی: تیرے خوف کی وجہ سے' تو اللہ تعالیٰ نے اس کی مغفرت کر دی۔

2079 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ رِبْعِيٍّ عَنْ حُذَيْفَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ

2078-اخرجه البخاري في احاديث الانبياء، باب . 54 . (الحديث 3481) واخرجه مسلم في التوبة، باب في سعة رحمة الله تعالى و انها سبقت غضبه (الحديث 25 و 26) واخرجه ابن ماجه في الزهد، باب ذكر التوبة (الحديث 4255) . تحفة الاشراف (12280) .

2079-اخرجه البخاري في احاديث الانبياء، باب . 54 . (الحديث 3479)، و في الرقاق، باب الخوف من الله (الحديث 6480) . تحفة الاشراف (3312) .

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَ رَجُلٌ مِمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ يُسِيءُ الظَّنَّ بِعَمَلِهِ فَلَمَّا حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ قَالَ لِاَهْلِهِ اِذَا اَنَا مُتُّ فَاَحْرِقُوْنِيْ ثُمَّ اطْحَنُوْنِيْ ثُمَّ اذْرُوْنِيْ فِي الْبَحْرِ فَاِنَّ اللّٰهَ اِنْ يَقْدِرْ عَلَيَّ لَمْ يَغْفِرْ لِيْ . قَالَ فَاَمَرَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ الْمَلَائِكَةَ فَتَلَقَّتْ رُوْحَهُ قَالَ لَهُ مَا حَمَلَكَ عَلٰى مَا فَعَلْتَ قَالَ يَا رَبِّ مَا فَعَلْتُ اِلَّا مِنْ مَخَافَتِكَ . فَغَفَرَ اللّٰهُ لَهُ .

★★ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

تم سے پہلے کے زمانے میں ایک شخص کو اپنے اعمال کے بارے میں بہت غلط فہمی تھی' جب اس کی وفات کا وقت قریب آیا' تو اس نے اپنے اہلِ خانہ سے یہ کہا کہ جب میں مر جاؤں' تو مجھے جلا دینا' پھر مجھے پیس دینا' پھر مجھے سمندر میں بکھیر دینا' کیونکہ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھ پر قابو پا لیا تو وہ میری مغفرت نہیں کرے گا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ کے حکم کے تحت فرشتوں نے اس کی روح کو پکڑ لیا' اللہ تعالیٰ نے اس سے دریافت کیا: تم نے جو کیا ہے تمہیں اس بات پر کس چیز نے مجبور کیا تھا؟ تو اس نے عرض کی: اے میرے پروردگار! میں نے صرف تیرے خوف کی وجہ سے ایسا کیا ہے۔ (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:) تو اللہ تعالیٰ نے اس شخص کی مغفرت کر دی۔

118 - باب الْبَعْثِ

باب: (قیامت کے دن) دوبارہ اُٹھایا جانا

2080 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقُوْلُ اِنَّكُمْ مُلَاقُوا اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا .

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر خطبہ دیتے ہوئے یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

''تم لوگ برہنہ پاؤں' برہنہ جسم' ختنے کے بغیر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہو گے'' (یعنی قیامت کے دن اس حالت میں اُٹھائے جاؤ گے)۔

2081 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنِي الْمُغِيْرَةُ بْنُ النُّعْمَانِ عَنْ

2080-اخرجه البخارى فى الرقاق، باب الحشر (الحديث 6524 و 6525) .واخرجه مسلم فى الجنة وصفة نعيمها و اهلها باب فناء الدنيا و بيان الحشر يوم القيامة (الحديث 57) .تحفة الاشراف (5583) .

2081-اخرجه البخارى فى احاديث الانبياء، باب قول الله تعالى (واتخذ الله ابراهيم خليلًا) وقوله (ان ابراهيم كان امة قانتًا) (الحديث 3349)، وباب قول الله • واذكر فى الكتاب مريم اذ انتبذت من اهلها) (الحديث 3447)، و فى التفسير، باب (وكنت عليهم شهيدًا ما دمت فيهم، فلما توفيتنى كنت انت الرقيب عليهم و انت على كل شيء شهيد) (الحديث 4625)، وباب (ان تعذبهم فانهم عبادك و ان تغفر لهم فانك انت العزيز الحكيم) (الحديث 4626) و باب: (كما بدانا اول خلق نعيده و عدًا علينا) (الحديث 4740)، وفى الرقاق، باب الحشر (الحديث 6526) .واخرجه مسلم فى الجنة وصفة نعيمها و اهلها، باب فناء الدنيا، و بيان الحشر يوم القيامة (الحديث 58) .واخرجه الترمذى فى صفة القيامة، باب ما جاء فى شان الحشر (الحديث 2423)، و فى تفسير القرآن، باب (ومن سورة الانبياء عليهم السلام) (الحديث 3167) و سياتى باب ذكر اول من يكسى (الحديث 2086)، و فى التفسير: سورة المائدة، قوله تعالى (ان تعذبهم فانهم عبادك) (الحديث 180) .

سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُحْشَرُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عُرَاةً غُرْلًا وَاَوَّلُ الْخَلَائِقِ يُكْسٰى اِبْرَاهِيْمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ ثُمَّ قَرَاَ (كَمَا بَدَاْنَا اَوَّلَ خَلْقٍ نُعِيْدُهُ) .

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

قیامت کے دن لوگوں کو برہنہ جسم اور ختنے کے بغیر اُٹھایا جائے گا' مخلوق میں سے سب سے پہلے حضرت ابراہیم کو لباس پہنایا جائے گا' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت کی:

''جس طرح ہم نے پہلے پیدا کیا تھا' اسی طرح دوبارہ پیدا کریں گے''۔

2082 - اَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ قَالَ اَخْبَرَنِي الزُّبَيْدِيُّ قَالَ اَخْبَرَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُبْعَثُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا . فَقَالَتْ عَائِشَةُ فَكَيْفَ بِالْعَوْرَاتِ قَالَ لِكُلِّ امْرِئٍ مِنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَاْنٌ يُغْنِيْهِ .

★★ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

قیامت کے دن لوگوں کو برہنہ پاؤں' برہنہ جسم' ختنے کے بغیر زندہ کیا جائے گا۔ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: پھر شرمگاہوں کا کیا ہو گا؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اس دن ہر شخص ہر چیز سے لاتعلق ہو گا۔

2083 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ يُوْنُسَ الْقُشَيْرِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ اَبِي مُلَيْكَةَ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّكُمْ تُحْشَرُوْنَ حُفَاةً عُرَاةً . قُلْتُ الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ يَنْظُرُ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ قَالَ اِنَّ الْاَمْرَ اَشَدُّ مِنْ اَنْ يُهِمَّهُمْ ذٰلِكَ .

★★ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتی ہیں:

تم لوگوں کو برہنہ پاؤں' برہنہ جسم اُٹھایا جائے گا۔

(سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:) میں نے عرض کی: مرد وخواتین ایک دوسرے کو دیکھیں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اس دن معاملہ اتنا شدید ہو گا کہ انہیں اس چیز کا خیال بھی نہیں آئے گا۔

2084 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبُ بْنُ خَالِدٍ اَبُوْ بَكْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحْشَرُ النَّاسُ

2082-انفرد به النسائى .تحفة الاشراف (16628) .

2083-اخرجه البخارى فى الرقاق، باب الحشر (الحديث 6527) .واخرجه مسلم فى الجنة وصفة نعيمها و اهلها، باب فناء الدنيا و بيان الحشر يوم القيامة (الحديث 56) .واخرجه النسائى فى التفسير: سورة الكهف، قوله تعالى (وحشرناهم فلم نغادر منهم احدًا) (الحديث 324) واخرجه ابن ماجه فى الزهد، باب ذكر البعث (الحديث 4276) .تحفة الاشراف (17461) .

يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلٰى ثَلَاثِ طَرَائِقَ رَاغِبِيْنَ رَاهِبِيْنَ اثْنَانِ عَلٰى بَعِيْرٍ وَّثَلَاثَةٌ عَلٰى بَعِيْرٍ وَّاَرْبَعَةٌ عَلٰى بَعِيْرٍ وَّعَشَرَةٌ عَلٰى بَعِيْرٍ وَّتَحْشُرُ بَقِيَّتَهُمُ النَّارُ تَقِيْلُ مَعَهُمْ حَيْثُ قَالُوْا وَتَبِيْتُ مَعَهُمْ حَيْثُ بَاتُوْا وَتُصْبِحُ مَعَهُمْ حَيْثُ اَصْبَحُوْا وَتُمْسِيْ مَعَهُمْ حَيْثُ اَمْسَوْا ۔

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

قیامت کے دن لوگوں کو تین طریقے سے اکٹھا کیا جائے گا' کچھ لوگ اس حال میں ہوں گے کہ انہیں رغبت بھی ہوگی اور وہ خوفزدہ بھی ہوں گے' دو آدمی ایک اونٹ پر سوار ہوں گے' تین ایک پر سوار ہوں گے' چار ایک اونٹ پر سوار ہوں گے' دس ایک اونٹ پر سوار ہوں گے جبکہ باقی لوگوں کو آگ اکٹھا کر کے لائے گی' جہاں وہ رُکیں گے آگ بھی ان کے ساتھ رُکے گی' جہاں انہیں رات آئے گی آگ ان کے ساتھ رات بسر کرے گی' جہاں انہیں صبح ہوگی آگ بھی ان کے ساتھ صبح کرے گی' جہاں انہیں شام ہوگی آگ بھی ان کے ساتھ شام کرے گی (یعنی ہر وقت آگ ان کے ساتھ رہے گی)۔

2085 – اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنِ الْوَلِيْدِ بْنِ جُمَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الطُّفَيْلِ عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ اَسِيْدٍ عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ اِنَّ الصَّادِقَ الْمَصْدُوْقَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَنِيْ اَنَّ النَّاسَ يُحْشَرُوْنَ ثَلَاثَةَ اَفْوَاجٍ فَوْجٌ رَاكِبِيْنَ طَاعِمِيْنَ كَاسِيْنَ وَفَوْجٌ تَسْحَبُهُمُ الْمَلَائِكَةُ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ وَتَحْشُرُهُمُ النَّارُ وَفَوْجٌ يَمْشُوْنَ وَيَسْعَوْنَ يُلْقِي اللّٰهُ الْاٰفَةَ عَلَى الظَّهْرِ فَلَا يَبْقٰى حَتّٰى اِنَّ الرَّجُلَ لَتَكُوْنُ لَهُ الْحَدِيْقَةُ يُعْطِيْهَا بِذَاتِ الْقَتَبِ لَا يَقْدِرُ عَلَيْهَا ۔

☆☆ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' حضرت صادق و مصدوق (یعنی نبی اکرم ﷺ) نے مجھے یہ بات بتائی ہے:

(قیامت کے دن) لوگوں کو تین گروہوں میں اُٹھایا جائے گا' کچھ لوگ سوار ہوں گے جنہیں اُمید بھی ہوگی اور انہوں نے لباس بھی پہنا ہوا ہوگا' کچھ وہ لوگ ہوں گے جن کو فرشتے ان کے چہروں کے بل گھسیٹ رہے ہوں گے اور آگ انہیں ہانک رہی ہوگی اور کچھ وہ لوگ ہوں گے جن میں سے کچھ چل رہے ہوں گے اور کچھ دوڑ رہے ہوں گے' اس وقت اللہ تعالیٰ آفت (یعنی موت) کو سواریوں پہ ڈال دے گا' تو کوئی سواری باقی نہیں رہے گی' یہاں تک کہ یہ صورتِ حال ہو جائے گی کہ جس شخص کے پاس باغ موجود ہوگا' وہ ایک اونٹنی کے عوض میں وہ باغ دینا چاہے گا' لیکن وہ باغ دے کر بھی اس سواری کو حاصل نہیں کر سکے گا۔

119 – باب ذِكْرِ اَوَّلِ مَنْ يُكْسٰى

باب: اس شخصیت کا تذکرہ جسے سب سے پہلے لباس پہنایا جائے گا

2084-اخرجه البخاري في الرقاق، باب الحشر (الحديث 6522) . واخرجه مسلم في الجنة و صفة نعيمها و اهلها، باب فناء الدنيا و بيان الحشر يوم القيامة (الحديث 59) . تحفة الاشراف (13521) .

2085-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (11906) .

2086 – اَخْبَرَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ اَخْبَرَنَا وَكِيْعٌ وَّوَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ وَّاَبُوْ دَاوٗدَ عَنْ شُعْبَةَ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ النُّعْمَانِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَوْعِظَةِ فَقَالَ يَا اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّكُمْ مَحْشُوْرُوْنَ اِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ عُرَاةً . قَالَ اَبُوْ دَاوٗدَ حُفَاةً غُرْلًا . وَقَالَ وَكِيْعٌ وَّوَهْبٌ عُرَاةً غُرْلًا (كَمَا بَدَاْنَا اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيْدُهٗ) قَالَ اَوَّلُ مَنْ يُّكْسٰى يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِبْرَاهِيْمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَاِنَّهٗ سَيُؤْتٰى . قَالَ اَبُوْ دَاوٗدَ يُجَاءُ . وَقَالَ وَهْبٌ وَّوَكِيْعٌ سَيُؤْتٰى بِرِجَالٍ مِّنْ اُمَّتِيْ فَيُؤْخَذُ بِهِمْ ذَاتَ الشِّمَالِ فَاَقُوْلُ رَبِّ اَصْحَابِيْ . فَيُقَالُ اِنَّكَ لَا تَدْرِيْ مَا اَحْدَثُوْا بَعْدَكَ فَاَقُوْلُ كَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ (وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ) اِلٰى قَوْلِهٖ (وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ) الْاٰيَةَ فَيُقَالُ اِنَّ هٰؤُلَاءِ لَمْ يَزَالُوْا مُدْبِرِيْنَ . قَالَ اَبُوْ دَاوٗدَ مُرْتَدِّيْنَ عَلٰى اَعْقَابِهِمْ مُنْذُ فَارَقْتَهُمْ ۔

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ وعظ و نصیحت کرنے کے لیے کھڑے ہوئے' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اے لوگو! تمہیں برہنہ حالت میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کیا جائے گا۔

یہاں ابوداؤد نامی راوی نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں: برہنہ پاؤں اور ختنے کے بغیر حالت میں (پیش کیا جائے گا)۔

جبکہ وکیع نامی راوی نے اور وہب نامی راوی نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں:

برہنہ جسم اور ختنے کے بغیر (پیش کیا جائے گا)۔

"یہ بالکل اسی طرح ہوگا' جس طرح ہم نے پہلے پیدا کیا تھا اور ہم ہی دوبارہ اسے پیدا کریں گے"۔

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"قیامت کے دن سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو لباس پہنایا جائے گا"۔

یہاں روایت کے الفاظ میں راویوں میں اختلاف پایا جاتا ہے (تاہم اس کا مفہوم یہ ہے:) قیامت کے دن میری اُمت کے کچھ افراد کو لایا جائے گا اور انہیں بائیں طرف لے جایا جائے گا' یعنی جہنم کی طرف لے جایا جائے گا' تو میں یہ کہوں گا: پروردگار! یہ تو میرے ساتھی ہیں' تو یہ کہا جائے گا: کیا آپ نہیں جانتے کہ انہوں نے آپ کے بعد کیا کیا تھا' تو میں وہی بات کہوں گا جو ایک نیک بندے نے کی تھی (جس کا ذکر قرآن میں بھی ہے)

"میں ان پر گواہ تھا اس وقت تک جب میں ان کے درمیان موجود تھا' جب تو نے مجھے موت دے دی"۔

یہ آیت یہاں تک ہے: "اگر تو ان کی مغفرت کر دیتا ہے"۔ (یہ مکمل آیت ہے)

تو یہ کہا جائے گا: یہ لوگ پیٹھ پھیر کر مرتد ہو گئے تھے' اس وقت جب تم ان سے جدا ہوئے تھے (یہاں بھی کچھ الفاظ کے بارے میں راویوں میں اختلاف پایا جاتا ہے)۔

2086-تقدم في الجنائز، البعث (الحديث 2081) .

120 - باب فِي التَّعْزِيَةِ

باب: تعزیت کرنے کے بارے میں روایات

2087 - اَخْبَرَنَا هَارُوْنُ بْنُ زَيْدٍ - وَهُوَ ابْنُ اَبِي الزَّرْقَاءِ - قَالَ حَدَّثَنَا اَبِي قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَيْسَرَةَ قَالَ سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ بْنَ قُرَّةَ عَنْ اَبِيهِ قَالَ كَانَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا جَلَسَ يَجْلِسُ اِلَيْهِ نَفَرٌ مِنْ اَصْحَابِهِ وَفِيهِمْ رَجُلٌ لَهُ ابْنٌ صَغِيرٌ يَاْتِيهِ مِنْ خَلْفِ ظَهْرِهِ فَيُقْعِدُهُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَهَلَكَ فَامْتَنَعَ الرَّجُلُ اَنْ يَحْضُرَ الْحَلْقَةَ لِذِكْرِ ابْنِهِ فَحَزِنَ عَلَيْهِ فَفَقَدَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا لِي لَا اَرَى فُلَانًا ۔ قَالُوا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بُنَيُّهُ الَّذِي رَاَيْتَهُ هَلَكَ ۔ فَلَقِيَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلَهُ عَنْ بُنَيِّهِ فَاَخْبَرَهُ اَنَّهُ هَلَكَ فَعَزَّاهُ عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ يَا فُلَانُ اَيُّمَا كَانَ اَحَبُّ اِلَيْكَ اَنْ تَمَتَّعَ بِهِ عُمُرَكَ اَوْ لَا تَاْتِي غَدًا اِلَى بَابٍ مِنْ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ اِلَّا وَجَدْتَهُ قَدْ سَبَقَكَ اِلَيْهِ يَفْتَحُهُ لَكَ ۔ قَالَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ بَلْ يَسْبِقُنِي اِلَى بَابِ الْجَنَّةِ فَيَفْتَحُهَا لِي لَهُوَ اَحَبُّ اِلَيَّ ۔ قَالَ فَذَاكَ لَكَ ۔

☆☆ معاویہ بن قرہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ جب بھی تشریف فرما ہوتے تھے تو کچھ صحابہ کرام آپ کے پاس بیٹھ جایا کرتے تھے ان میں سے ایک صاحب تھے جن کا ایک کم عمر بیٹا تھا وہ ان کی پشت کے پیچھے سے ان کے پاس آتا تو وہ صاحب اسے اپنے آگے بٹھا لیتے تھے اس بچے کا انتقال ہو گیا اور اپنے بیٹے کو یاد کرنے اور اس کی وجہ سے غمگین ہونے کی وجہ سے وہ صاحب کچھ دن نبی اکرم ﷺ کے حلقہ میں شریک نہیں ہوئے۔ نبی اکرم ﷺ نے انہیں غیر موجود محسوس کرتے ہوئے دریافت کیا: کیا وجہ ہے میں فلاں شخص کو نہیں دیکھ پا رہا لوگوں نے عرض کی: یارسول اللہ! اس کا بچہ جسے آپ نے بھی ملاحظہ کیا ہوا ہے وہ فوت ہو گیا ہے۔ تو نبی اکرم ﷺ اس شخص سے ملے اس سے اس بچے کے بارے میں دریافت کیا اس شخص نے آپ کو بتایا: اس کا انتقال ہو گیا ہے نبی اکرم ﷺ نے اس شخص سے اس بچے کی تعزیت کی پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے فلاں شخص! تمہارے نزدیک کیا چیز زیادہ پسندیدہ ہے ایک یہ کہ تم ساری زندگی اپنے بچے سے لطف حاصل کرتے رہتے یا پھر یہ کہ تم کل (قیامت کے دن) جنت کے جس دروازے پہ پہنچو گے تو تم اس بچے کو ایسی حالت میں پاؤ گے کہ وہ تم سے پہلے اس دروازے تک پہنچ چکا ہو گا اور وہ اس دروازے کو تمہارے لیے کھولے گا تو اس شخص نے عرض کی: اے اللہ کے نبی! مجھے یہ بات پسند ہے وہ مجھ سے پہلے جنت کے دروازے تک پہنچ جائے اور اسے میرے لیے کھولے۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: پھر تمہیں یہ بات نصیب ہو گی۔

شرح

اس حدیث سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ جب کسی شخص کا کوئی قریبی عزیز فوت ہو جائے تو اس کے ساتھ تعزیت کرنا مشروع ہے۔ اس بات پر علماء کے درمیان اتفاق پایا جاتا ہے کہ جن لوگوں کے قریبی عزیز کا انتقال ہوا ہو۔ ان سب کے ساتھ

2087-تقدم في الجنائز، الامر بالاحتساب و الصبر عند نزول المصيبة (الحديث 1869) ۔

تعزیت کرنا مستحب ہے خواہ وہ بڑی عمر کے ہوں یا کم عمر ہوں تاہم ان میں سے جو لوگ بہتر اور بلند حیثیت رکھتے ہوں ان کے ساتھ تعزیت کرنا زیادہ بہتر ہو گا۔ اس حدیث سے یہ بات بھی ثابت ہو جاتی ہے کہ اگر کسی شخص کا کم سن بچہ فوت ہو جائے تو اس بچے کی فوتگی اس کے ماں باپ کے جنت میں داخلے کا سبب بن جاتی ہے۔ اس سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ نبی اکرم ﷺ اپنے ساتھیوں کا انتہائی خیال رکھتے تھے۔ یہاں تک کہ اگر آپ ﷺ کے ساتھیوں میں سے کوئی شخص کسی دن موجود نہیں ہوتا تھا آپ کی محفل میں شریک نہیں ہو پایا تھا تو آپ ﷺ اس کی خبر گیری کیا کرتے تھے۔ اس سے یہ بات بھی ثابت ہو جاتی ہے کہ ہر عقلمند شخص کو دنیاوی نعمت کے مقابلے میں آخرت کی نعمت کو اختیار کرنا چاہیے اور جب اللہ تعالیٰ آدمی کی پسندیدہ چیز کو واپس لے تو آدمی کو اس پر صبر سے کام لینا چاہیے اور ثواب کی امید رکھنی چاہیے۔

•••——•••——•••

121 - باب نَوْعٌ اٰخَرُ

باب: ایک اور قسم کی روایات

2088 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ اَبِيهِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ اُرْسِلَ مَلَكُ الْمَوْتِ اِلَى مُوْسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَلَمَّا جَاءَهُ صَكَّهُ فَفَقَاَ عَيْنَهُ فَرَجَعَ اِلَى رَبِّهِ فَقَالَ اَرْسَلْتَنِي اِلَى عَبْدٍ لَا يُرِيدُ الْمَوْتَ ۔ فَرَدَّ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اِلَيْهِ عَيْنَهُ وَقَالَ ارْجِعْ اِلَيْهِ فَقُلْ لَهُ يَضَعُ يَدَهُ عَلَى مَتْنِ ثَوْرٍ فَلَهُ بِكُلِّ مَا غَطَّتْ يَدُهُ بِكُلِّ شَعْرَةٍ سَنَةٌ ۔ قَالَ اَيْ رَبِّ ثُمَّ مَهْ قَالَ الْمَوْتُ ۔ قَالَ فَالْآنَ ۔ فَسَاَلَ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ اَنْ يُدْنِيَهُ مِنَ الْاَرْضِ الْمُقَدَّسَةِ رَمْيَةً بِحَجَرٍ ۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَوْ كُنْتُ ثَمَّ لَاَرَيْتُكُمْ قَبْرَهُ اِلَى جَانِبِ الطَّرِيقِ تَحْتَ الْكَثِيبِ الْاَحْمَرِ ۔

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں موت پر متعین فرشتے کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس بھیجا گیا جب وہ ان کے پاس آیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسے مکا رسید کر دیا اور اس کی آنکھ کو پھوڑ دیا تو وہ فرشتہ واپس اپنے پروردگار کی بارگاہ میں گیا اور دریافت کیا: کیا تو نے مجھے ایسے بندے کے پاس بھیجا ہے جو مرنا ہی نہیں چاہتا؟ تو اللہ تعالیٰ نے اس فرشتے کی آنکھ ٹھیک کر دی اور فرمایا: تم واپس اس کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ وہ اپنا ہاتھ کسی بیل کی پشت پر رکھے اس کے ہاتھ کے نیچے جتنے بال آئیں گے ان میں سے ہر ایک بال کے عوض میں اسے ایک سال کی زندگی مل جائے گی۔ (جب یہ بات حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہی گئی تو انہوں نے) دریافت کیا: اے میرے پروردگار! پھر کیا ہو گا؟ تو فرمایا: پھر موت آ جائے گی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا: پھر ابھی ٹھیک ہے پھر انہوں نے اللہ تعالیٰ سے یہ درخواست کی کہ وہ انہیں ارضِ مقدس کے اتنا قریب کر دے کہ جتنے فاصلے پر کوئی پتھر جا کر گرتا ہے۔

نبی اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

2088-اخرجه البخاري في الجنائز، باب من احب الدفن في الارض المقدسة او نحوها (الحديث 1339)، وفي احاديث الانبياء، باب و فاة موسى و ذكره بعد (الحديث 3407) . واخرجه مسلم في الفضائل، باب من فضائل موسى صلى الله عليه وسلم (الحديث 157) . تحفة الاشراف (13519) .

''اگر میں وہاں موجود ہوتا تو میں تمہیں اُن کی قبر دکھاتا جو ایک سرخ ٹیلے کے نیچے راستے کے ایک طرف ہے''۔

شرح

اس روایت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ بیان کیا گیا ہے۔ اس میں یہ بات مذکور ہے کہ جب موت کا فرشتہ ان کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے اسے مکا رسید کیا۔ جس کے نتیجے میں اس کی آنکھ پھوٹ گئی۔ اس سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ فرشتے بعض اوقات انسانی شکل بھی اختیار کر سکتے ہیں۔ اور جب وہ انسانی شکل اختیار کریں گے تو ان پر ظاہری انسانی جسم کے حالات بھی طاری ہو سکتے ہیں اس سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ انبیائے کرام کو ان کے وصال سے پہلے اس بات کا اختیار دیا جاتا ہے کہ اگر وہ چاہیں تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضری کو قبول کر لیں اور اگر چاہیں تو وہ دنیا میں رہ جائیں جیسا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بھی یہی بات منقول ہے کہ ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بندے کا ذکر کیا تھا جس کو اللہ تعالیٰ نے اس بات کا اختیار دیا کہ اگر وہ چاہے تو دنیاوی زیب و زینت کو اختیار کرے اور اگر وہ چاہے تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضری کو اختیار کرے۔ تو یہ بات سن کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رونے لگے تھے۔

اس روایت میں یہ بات مذکور ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں یہ دعا کی تھی کہ انہیں ارض مقدس کے قریب کر دیا جائے۔ علماء نے یہ بات بیان کی ہے' حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایسا اس لئے کیا تھا کیونکہ ارض مقدس میں انبیائے کرام دفن ہیں' تو حضرت موسیٰ علیہ السلام ان کے قریب دفن ہونا چاہتے تھے' لیکن چونکہ اس وقت بنی اسرائیل سزا کے طور پر صحرا میں گھوم رہے تھے۔ اور وہ ارض مقدس میں داخل نہیں ہو سکتے تھے۔ اس لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ارض مقدس میں دفن نہیں کیا جا سکتا تھا۔ تو انہوں نے ارض مقدس کے قریب ترین ہونے کی آرزو کی تھی۔ بنی اسرائیل ایک طویل عرصے تک سزا بھگتنے کے بعد' حضرت موسیٰ علیہ السلام کے انتقال کے بعد' حضرت یوشع علیہ السلام کے عہد میں ارض مقدس میں داخل ہوئے تھے۔ اور ارض مقدس میں داخل ہونے کا اعزاز ان لوگوں کو نصیب ہوا تھا جو ان لوگوں کی اولاد تھی' جنہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا زمانہ نصیب ہوا تھا۔

اس روایت میں میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزے کا بیان موجود ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی اس علاقے کی طرف سفر نہیں کیا' جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر مبارک موجود ہے لیکن آپ نے پھر بھی یہ بات بیان کر دی' ان کی قبر راستے کے ایک طرف سرخ ٹیلے کے پاس ہے۔

اس سے یہ بات بھی ثابت ہو جاتی ہے کہ انبیائے کرام کی قبر کی زیارت کی جا سکتی ہے جیسا کہ ایک اور روایت میں یہ بات منقول ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے۔

''جو شخص میری قبر کی زیارت کرے گا اس کے لئے میری شفاعت واجب ہو جائے گی''۔

اسی طرح امام نسائی حدیث 2031 کے تحت یہ بات نقل کر چکے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے۔

''پہلے میں نے تمہیں قبروں کی زیارت کرنے سے منع کیا تھا' اب تم ان کی زیارت کرو''۔

•••——•••——•••

شرح نسائی شریف

جلد 3

تصنیف

امام ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب نسائی

شرح

استاذ العلماء علامہ محمد لیاقت علی رضوی دامت برکاتہم العالیہ

شبیر برادرز
اردو بازار ۰ لاہور

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

نام کتاب ——— شرح سنن نسائی شریف

مترجم ——— ابو العلاء محمد محی الدین جہانگیر

کمپوزنگ ——— ورڈز میکر

باہتمام ——— ملک شبیر حسین

سن اشاعت ——— ستمبر 2015ء

سرورق ——— اے ایف ایس ایڈورٹائزر لاہور 0322-7202212

طباعت ——— اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز لاہور

ہدیہ ——— روپے

اسٹاکسٹ

شاکر پبلی کیشنز اردو بازار لاہور فون: 042-37240084

شبیر برادرز زبیدہ سنٹر ۴۰۔ اردو بازار لاہور فون: 042-37246006

ضروری التماس

قارئین کرام! ہم نے اپنی بساط کے مطابق اس کتاب کے متن کی تصحیح میں پوری کوشش کی ہے، تاہم پھر بھی آپ اس میں کوئی غلطی پائیں تو ادارہ کو آگاہ ضرور کریں تاکہ وہ درست کر دی جائے۔ ادارہ آپ کا بے حد شکر گزار ہوگا۔

ھو القادر

شبیر برادرز اردو بازار لاہور

ترتیب

مقدمہ رضویہ

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کے علمی احوال کا بیان

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کا اصل نام ابوعبدالرحمن احمد بن شعیب ہے۔آپ چونکہ خراسان کے شہر نساء میں پیدا ہوئے اس لیے اس نسبت سے آپ کونسائی کہتے ہیں۔امت مسلمہ میں آپ کی پہچان ایک محدث کی ہے،آپ نے سنن نسائی کے نام سے صحیح احادیث کا ایک عظیم الشان مجموعہ ترتیب دیا۔آپ نے بڑی عرق ریزی سے قابل اعتماد احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو جمع کیا،اس مقصد کے لیے آپ نیدوردراز کے سفر کیے اور بہت تکالیف بھی برداشت کیں۔امت مسلمہ میں کل دس کتب احادیث کو سند کا درجہ حاصل ہے، چھ اہل سنت کے ہاں جنہیں صحاح ستہ کہا جاتا ہے جس کا مطلب چھ صحیح کتابیں ہیں اور چار اہل تشیع کے ہاں جنہیں کتب اربعہ کہا جاتا ہے یعنی چار کتابیں۔امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کی سنن نسائی کا شمار صحاح ستہ میں ہوتا ہے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش 215ھ میں ہوئی ،اس وقت خراسان ممالک اسلامیہ کا بہت اہم صوبہ سمجھا جاتا تھا۔خراسان کا اسلامی تاریخ میں جہاں بہت اہم سیاسی کردار ہے وہاں یہ علاقہ اپنی علمی کاوشوں میں بھی پیچھے نہیں رہا،امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ سمیت امت کے بہت وقیع بزرگ اس خطے سے تعلق رکھتے ہیں۔

امام نسائی نے پندرہ سال کی عمر میں حدیث کا علم سیکھنا شروع کیا۔علم حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے حصول کے لیے آپ نے خراسان جیسے دوردراز علاقے سے حجاز،عراق،شام اور مصر جیسے ممالک تک کا سفر کیا۔اس زمانے میں علم کے حصول کیلئے سفر کرنا بہت ضروری خیال کیا جاتا تھا،کسی کو اس وقت تک اچھا عالم نہ سمجھا جاتا جب تک کہ وہ دوردراز کے سفر کر کے تو اچھے اچھے اور قابل اساتذہ فن سے حصول علم نہ کرآتا۔آپ کا آبائی وطن اگرچہ خراسان تھا لیکن آپ نے خدمت حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہجرت کی اور مصر میں مستقل سکونت اختیار کرلی۔

علمی دنیا کی یہ حسین روایت ہے کہ استاد اپنے شاگرد سے اور شاگرد اپنے استاد سے پہچانا جاتا ہے۔گم نام اساتذہ کو انکا کوئی شاگرد روشن کردیتا ہے اور نالائق طالب علم کسی استاد کی نسبت سے آسمان کا ستارہ بن جاتا ہے۔لیکن علمی تاریخ انسانیت نے وہ دن بھی دیکھے کہ جب استاد اور شاگرد دونوں آسمان علم کے سورج چاند ستارے تھے۔حضرات قتیبہ بن سعید،اسحاق بن راہویہ،سلیمان بن اشعث جو امام ابوداود کے نام سے معروف ہیں۔

اور ابوعبداللہ بن اسمائیل جنہیں ایک زمانہ امام بخاری کے نام سے پہچانتا ہے اور سعید بن نصر،محمد بن غشار اور علی بن حجر جیسے نابغہ روزگار لوگوں امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے حصول علم کیا۔

آپ سے اگرچہ ہزار ہا لوگوں نے سماع حدیث کیا یعنی حدیث کا علم حاصل کیا۔آپ جب درس حدیث دیا کرتے تھے تو

مساجد کے صحن میں جگہ کم پڑ جاتی تھی مخلوق خدا اللہ اللہ کر آپ کے درس میں شرکت سماع ہوتی۔ نہ صرف قرب و جوار سے بلکہ دور دراز سے اور بہت اچھیا و راعلی دینی و دنیاوی مراتب کے لوگ آپ کے سامنے طالب علم بن کر بیٹھتے تھے۔ تاہم تاریخ نے آپ کے جن شاگردوں کے نام اپنے سینے میں محفوظ کیے ہیں ان میں سے حافظ ابو قاسم اندلسی علی بن ابو جعفر طحاوی، ابوبکر بن حداد لفقیہ، ابوالقاسم الطبرانی، حافظ ابو علی نیشاپوری، ابوعلی حسن السیوطی اور الحسن العسکری لوگ قابل ذکر ہیں، یہ اگرچہ اپنی اپنی جگہ مکمل دبستان علوم ورشد ہیں لیکن امام نسائی کا شاگرد ہونا بھی انکے لیے قابل فخر امور میں شامل ہے۔

دولت مند لوگ جس طرح اپنا سرمایا اپنی اولادیں میں چھوڑ جاتے ہیں، اہل اقتدار جس طرح اپنی جاگیر اپنے وارثوں کے نام کر جاتے ہیں اسی طرح اہل علم لوگوں کی میراث انکی کتب اور انکی نصانیف ہوتی ہیں جو انکی روحانی اولاد اپنے سینے سے لگا۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے اگرچہ بہت سی نصانیف چھوڑیں اور ان میں سب سے اہم سنن نسائی ہی ہے لیکن اس کے علاوہ بھی بہت سی تصانیف آپ کا روشن سرمایا ہیں۔ ان تصانیف میں سے خصائص علی رضی اللہ عنہ، المجتبیٰ، مسند امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، فضائل صحابہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم، کتاب الجرح والتعدیل، اسماء الرواۃ اور مناسک حج زیادہ مشہور ہیں۔ آپ چونکہ بنیادی طور پر محدث تھے۔ اسی میدان علم سے متعلق کتب وتصانیف ہی آپ کے قلم سے پھوٹنے والی روشنیاں ہیں۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ سرخ و سفید چہرے اور وجیہ شخصیت کے مالک تھے۔ آپ کا دسترخوان انواع واقسام کے کھانوں سے پر رہتا تھا۔ خوش لباسی اور خوش خوراکی کے کئی قصے آپ سے منسوب ہیں۔ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بھنا ہوا مرغ بہت شوق سے کھاتے تھے اور اس وقت کے مروج بہت اچھے اچھے مشروب کھانے کے بعد پیا کرتے تھے۔ آپ کچھ عرصہ حمص شہر میں قاضی بھی رہے لیکن بوجوہ یہ منصب ترک کر دیا اور زیادہ وقت تصنیف و تالیف اور درس و تدریس کو دینے لگے۔

دمشق کی ایک مسجد میں ایک بار آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی منقبت میں اپنی کتاب کے اقتباسات سنا رہے تھے تو بعض لوگ طیش میں آگئے اور حضرت کو مارنا پیٹنا شروع کر دیا۔ بہت زخمی حالت میں جوش ایمان آپ کو حجاز مقدس کھینچ چلا، حرم کعبہ پہنچ جانے کے باوجود بھی آپ کی علالت باقی تھی اور اسی حالت میں صفا و مروہ کے درمیان خالق حقیقی سے جا ملے۔ یہ **13** صفر **303**ھ کی تاریخ تھی۔

امام ابوعبدالرحمٰن نسائی رحمۃ اللہ علیہ کی وجہ شہرت انکی شہرہ آفاق تالیف سنن نسائی شریف ہے۔ اسکا شمار صحاح ستہ میں ہوتا ہے۔ سنن اس کتاب حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے ہیں جس کے ابواب کی ترتیب فقہ کی کتابوں کے مطابق تیار کی گئی ہو۔ امت کے بے شمار بزرگ اس کتاب سنن نسائی شریف کی تعریف میں رطب اللسان ہیں حتیٰ کہ بعض علمائے حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اس کتاب سنن نسائی شریف کو بخاری و مسلم پر بھی ترجیح دیتے ہیں۔

پہلے امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے سنن کبری تصنیف کی تھی۔ یاد رہے کہ یہ وہ وقت تھا جسے تاریخ حدیث میں دور فتن کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ کتاب جب امیر رملہ کو پیش کی تو اس نے پوچھا کیا اس میں سب صحیح احایث ہیں؟ آپ نے جواب دیا نہیں، تب امیر رملہ نے کہا کہ میرے لیے ایک ایسی کتاب تیار کریں جس میں سب احادیث صحیح ہوں۔ اس پر امام صاحب نے سنن نسائی شریف کی تدوین کی۔

احادیث نبوی ﷺ کے اس مجموعہ سنن نسائی شریف میں امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے وہی اسلوب اختیار کیا ہے جو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ورامام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تالیفات میں اختیار کیا ہے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک حدیث کو متعدد مقامات پر تحریر کیا ہے اور اس سے مسائل بھی اخذ کیے ہیں۔امام صاحب نے متعدد مسائل کے لیے مختلف ابواب تشکیل دیے ہیں۔ایک حدیث کو بہت سارے لوگ روایت کررہے ہوں تو امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ حدیث کے سب راویوں کا ذکر کردیتے ہیں۔فن اصول حدیث کی اصطلاح میں ایک حدیث کے بہت سارے راویوں کے سبب کوطرق کہتے ہیں۔حدیث کا بیان کرنے والا راوی اپنے سے زیادہ مرتبہ کے آدمی کی مخالفت کرتے۔امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ اس کو بھی تفصیل سے ذکر کرتے ہیں ایسی حدیث کوشاذ کہتے ہیں۔

حدیث بیان کرنے والے پہلے زمانے کے لوگ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھے،ان کے بعد تابعین آئے،پھر تبع تابعین آئے اس کے بعد فقہا کا دور شروع ہوتا ہے تب محدثین کا زمانہ آتا ہے۔کسی بھی حدیث میں کسی بھی زمانے کے راوی میں کوئی خامی ہو تو امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ اس کا بھی ذکر کرتے ہیں اس عمل کو فن اصول حدیث کی اصطلاح میں راوی پر نقد کرنا کہتے ہیں۔بعض اوقات متن حدیث پر بھی نقد وجرح کرتے ہیں اور یہ آپ کی کسر نفسی ہے کہ بعض اوقات طویل بحث کر چکنے کے بعد بھی لکھ دیتے ہیں کہ میں اس بات کوحسب منشا نہیں سمجھا۔

علمائے حدیث نے امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کی اخذ کردہ احادیث کوتین اقسام میں تقسیم کیا ہے۔

پہلی قسم کی وہ احادیث ہیں جو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی کتابوں میں درج کی ہیں،یہ اعلیٰ درجے کی احادیث ہیں۔

دوسری قسم کی وہ احادیث ہیں جو امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے درج کی ہیں اور وہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کی قائم کردہ سخت شرائط پر بھی پوری اترتی ہیں لیکن ان دونوں بزرگوں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ وامام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے بوجوہ ان حدیثوں کو درج نہیں کیا۔

تیسری قسم کی احادیث وہ ہیں مذکورہ بالا دونوں اقسام میں نہیں آتیں۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اس نابغہ روزگار کتاب سنن نسائی شریف میں کم وبیش ساڑھے پانچ ہزار احادیث رقم کی ہیں۔اس کتاب کے قبول عام کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ صدیاں گزر جانے کے باوجود یہ کتاب زندہ ہے،آج بھی مشرق سے مغرب تک علوم اسلامیہ کے طلبہ وطالبات اور علماء وعالمات اس کتاب کی درس وتدریس سے وابستہ ہیں۔اس کتاب کی بہت سی شروحات لکھی گئی ہیں،الاعان فی شرح سنن نسائی،زوائد نسائی اور زہر الربی علی المجتبیٰ بہت مشہور ہیں آخرالذکر شرح کی تالیف حافظ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ جیسی ہستی کے قلم کا مبارک نتیجہ ہے۔اللہ تعالیٰ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کو غریق رحمت کرے اور اللہ کرے اس کتاب سے پھوٹنے والی کرنیں باغ حدیث نبوی ﷺ کو تا قیامت روشن وتابندہ رکھیں۔

محمد لیاقت علی رضوی بن محمد صادق

جامعہ انوار مدینہ لاہور

کِتَابُ الصِّیَامِ

یہ کتاب روزوں کے بیان میں ہے

روزہ کا لغوی اور شرعی معنی اور اس کی مشروعیت کی تاریخ

روزہ کا لغوی معنی ہے۔ کسی چیز سے رکنا اور اس کو ترک کرنا اور روزہ کا شرعی معنی ہے: مکلف اور بالغ شخص کا ثواب کی نیت سے طلوع فجر سے لے کر غروب آفتاب تک کھانے پینے اور جماع کو ترک کرنا اور اپنے نفس کو تقوی کے حصول کے لیے تیار کرنا۔

تمام ادیان اور ملل میں روزہ معروف ہے قدیم مصری یونانی رومن اور ہندو سب روزہ رکھتے تھے موجودہ تورات میں بھی روزہ داروں کی تعریف کا ذکر ہے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا چالیس دن روزہ رکھنا ثابت ہے یروشلم کی تباہی کو یاد رکھنے کے لیے یہود اس زمانہ میں بھی ایک ہفتہ کا روزہ رکھتے ہیں اس طرح موجودہ انجیلوں میں بھی روزہ کو عبادت قرار دیا گیا ہے اور روزہ داروں کی تعریف کی گئی ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر روزہ فرض کیا گیا تھا اسی طرح تم پر روزہ فرض کیا گیا ہے تاکہ مسلمانوں کو روزہ رکھنے میں رغبت ہو کیونکہ جب کسی مشکل کام کو عام لوگوں پر لاگو کر دیا جاتا ہے تو پھر وہ سہل ہو جاتا ہے۔

علامہ علاؤ الدین حصکفی نے لکھا ہے کہ ہجرت کے ڈیڑھ سال اور تحویل قبلہ کے بعد دس شعبان کو روزہ فرض کیا گیا۔

(در المختار علی هامش رد المحتار ج ۲ ص ۸۰ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۴۰۷ھ)

سب سے پہلے نماز فرض کی گئی پھر زکوۃ فرض کی گئی اس کے بعد روزہ فرض کیا گیا کیونکہ ان احکام میں سب سے سہل اور آسان نماز ہے اس لیے اس کو پہلے فرض کیا گیا پھر اس سے زیادہ مشکل اور دشوار زکوۃ ہے کیونکہ مال کو اپنی ملکیت سے نکالنا انسان پر بہت شاق ہوتا ہے پھر اس کے بعد اس سے زیادہ مشکل عبادت روزہ کو فرض کیا گیا کیونکہ روزہ میں نفس کو کھانے پینے اور عمل تزویج سے روکا جاتا ہے اور یہ انسان کے نفس پر بہت شاق اور دشوار ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت سے بہ تدریج احکام شرعیہ نازل فرمائے اور اسی حکمت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارکان اسلام میں نماز اور زکوۃ کے بعد روزہ کا ذکر فرمایا قرآن مجید میں بھی اس ترتیب کی طرف اشارہ ہے۔

(آیت) والخشعین والخشعت والمتصدقین والمتصدقت والصآئمین والصمت، (الاحزاب: ۳۵)

ترجمہ: اور نماز میں خشوع کرنے والے مرد اور نماز میں خشوع کرنے والی عورتیں اور صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں اور روزہ رکھنے والے مرد اور روزہ رکھنے والی عورتیں۔

رمضان اور روزوں کے فضائل کے متعلق احادیث

امام بخاری روایت کرتے ہیں: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: روزہ ڈھال ہے روزہ دار نہ جماع کرے نہ جہالت کی باتیں کرے اگر کوئی شخص اس سے لڑے یا اس کو گالی دے تو وہ دو مرتبہ یہ کہے میں روزہ دار ہوں اس ذات کی قسم جس کے قبضہ وقدرت میں میری جان ہے! روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کو مشک کی خوشبو سے زیادہ پسند ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وہ اپنے کھانے پینے اور نفس کی خواہش کو میری وجہ سے ترک کرتا ہے روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا اور (باقی) نیکیوں کا اجر دس گنا ہے۔

(صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۵۴ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۸۱ھ)

حضرت سہل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت میں ایک دروازہ ہے جس کا نام ریان ہے اس دروازہ سے قیامت کے دن روزہ دار داخل ہوں گے ان کے علاوہ اور کوئی اس دروازہ سے داخل نہیں ہوگا کہا جائے گا کہ روزہ دار کہاں ہیں؟ پھر روزہ دار کھڑے ہو جائیں گے ان کے علاوہ اور کوئی اس دروازہ سے داخل نہیں ہوگا کہا جائے گا کہ روزہ دار کہاں ہیں؟ پھر روزہ دار کھڑے ہو جائیں گے ان کے علاوہ اور کوئی اس دروازہ سے داخل نہیں ہوگا ان کے داخل ہونے کے بعد اس دروازہ کو بند کر دیا جائے گا پھر اس میں کوئی داخل نہیں ہوگا۔

(صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۵۴ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۸۱ھ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب رمضان داخل ہوتا ہے تو آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور شیاطین کو جکڑ دیا جاتا ہے۔

امام مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک روایت میں جنت کے دروازوں کا ذکر کیا ہے اور دوسری روایت میں رحمت کے دروازوں کا ذکر کیا ہے۔ (صحیح مسلم ج ۱ ص ۳۴۶)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے حالت ایمان میں ثواب کی نیت سے لیلۃ القدر میں قیام کیا اس کے پہلے (صغیرہ) گناہ بخش دیے جائیں گے اور جس نے حالت ایمان میں ثواب کی نیت سے روزہ رکھا اس کے پہلے (صغیرہ) گناہ بخش دیے جائیں گے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: جس نے جھوٹی بات اور اس پر عمل کرنا نہیں چھوڑا تو اللہ کو اس کے کھانا پینا چھوڑنے کی کوئی حاجت نہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: روزے کے سوا ابن آدم کا ہر عمل اس کے لیے ہوتا ہے روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا روزہ ڈھال ہے اور جب تم میں سے کوئی شخص روزہ سے ہو تو وہ نہ جماع کی باتیں کرے نہ شور و شغب کرے اگر کوئی شخص اس کو گالی دے یا اس سے لڑے تو وہ یہ کہہ دے کہ میں روزہ دار ہوں اور اس ذات کی قسم جس کے قبضہ وقدرت میں میری جان ہے! روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک

مشک سے زیادہ پسندیدہ ہے روزہ دار کے لیے دو خوشیاں ہیں ایک خوشی افطار کے وقت ایک خوشی اپنے رب سے ملاقات کے وقت ہوگی اس وقت وہ اپنے روزہ سے خوش ہوگا۔ (صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۵۵ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۸۱ھ)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال کے روزے رکھے تو صحابہ نے بھی وصال کے روزے رکھے ان پر یہ روزے دشوار ہوئے آپ نے ان کو منع فرمایا: صحابہ نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ بھی تو وصال کے روزے رکھتے ہیں آپ نے فرمایا: تم میں میری مثل کون ہے؟ مجھے تو کھلایا جاتا ہے اور پلایا جاتا ہے۔

(صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۵۷ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۸۱ھ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے رمضان کا ایک روزہ بھی بغیر عذر یا بغیر مرض کے چھوڑا تو اگر وہ تمام دہر بھی روزے رکھے تو اس کا بدل نہیں ہو سکتا۔

(صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۵۹ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۸۱ھ)

امام مسلم روایت کرتے ہیں: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص ایک دن اللہ کی راہ میں روزہ رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے چہرہ کو جہنم سے ستر سال کی مسافت دور کر دیتا ہے۔

(صحیح مسلم ج ۱ ص ۳۶۴ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۷۵ھ)

حافظ منذری لکھتے ہیں: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پانچ نمازیں ایک جمعہ سے دوسرا جمعہ اور ایک رمضان سے دوسرا رمضان ان کے درمیان ہونے والے گناہوں کا کفارہ ہیں جب کہ گناہ کبیرہ سے بچا جائے۔ (صحیح مسلم)

حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر چڑھے جب آپ نے پہلی سیڑھی پر پیر رکھا تو فرمایا: آمین! جب دوسری سیڑھی پر پیر رکھا تو فرمایا: آمین! پھر جب تیسری سیڑھی پر پیر رکھا تو فرمایا: آمین! پھر آپ نے فرمایا: میرے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے اور کہا: اے محمد! جس نے رمضان کو پایا اور اس کی بخشش نہیں کی گئی اللہ اس کو (اپنی رحمت سے) دور کر دے میں نے کہا: آمین! اور کہا: جس نے اپنے ماں باپ یا ان میں سے کسی ایک کو پایا اس کے باوجود دوزخ میں داخل ہو گیا اللہ اس کو اپنی رحمت سے دور کر دے میں نے کہا: آمین! اور کہا: جس کے سامنے آپ کا ذکر کیا گیا اور وہ آپ پر درود نہ پڑھے اللہ اس کو (اپنی رحمت سے) دور کر دے میں نے کہا: آمین! (صحیح ابن حبان)

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شعبان کے آخری دن خطبہ دیا اور فرمایا: اے لوگو! تمہارے پاس ایک عظیم اور مبارک مہینہ آ پہنچا ہے اس مہینہ میں ایک رات ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے اللہ نے اس مہینہ میں روزہ کو فرض کر دیا ہے اور اس کی رات میں قیام کو نفل کر دیا ہے جو شخص اس مہینہ میں فرض ادا کرے تو وہ ایسا ہے جیسے دوسرے مہینہ میں ستر فرض ادا کیے یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا ثواب جنت ہے غمگساری کرنے کا مہینہ ہے یہ وہ مہینہ ہے جس میں مومن کے رزق میں زیادتی کی جاتی ہے اس مہینہ میں جو کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرائے اس کے لیے گناہوں کی مغفرت ہے

اور اس کی گردن کے لیے دوزخ سے آزادی ہے اور اس کو بھی روزہ دار کی مثل اجر ملے گا اور اس روزہ دار کے اجر میں کوئی کمی نہیں ہوگی صحابہ نے کہا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم میں سے ہر شخص کی یہ استطاعت نہیں ہے کہ وہ روزہ دار کو افطار کرا سکے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ یہ ثواب اس شخص کو بھی عطا فرمائے گا جو روزہ دار کو ایک کھجور یا ایک گھونٹ پانی یا ایک گھونٹ دودھ سے روزہ افطار کرائے یہ وہ مہینہ ہے جس کا اول رحمت ہے جس کا اوسط مغفرت ہے اور جس کا آخر جہنم سے آزادی ہے جس شخص نے اس مہینہ میں اپنے خادم سے کام لینے میں تخفیف کی اللہ اس کی مغفرت کر دے گا اور اس کو دوزخ سے آزاد کر دے گا۔ اس مہینہ میں چار خصلتوں کو جمع کرو دو خصلتوں سے تم اپنے رب کو راضی کرو اور دو خصلتوں کے بغیر تمہارے لیے کوئی چارہ کار نہیں ہے جن دو خصلتوں سے تم اپنے رب کو راضی کرو گے وہ کلمہ شہادت پڑھنا ہے اور اللہ تعالیٰ سے استغفار کرنا ہے اور جن دو خصلتوں کے بغیر کوئی چارہ نہیں ہے وہ یہ ہیں کہ تم اللہ سے جنت کا سوال کرو اور اس سے دوزخ سے پناہ طلب کرو اور جو شخص کسی روزہ دار کو پانی پلائے گا اللہ تعالیٰ اس کو میرے حوض سے پلائے گا اسے پھر کبھی پیاس نہیں لگے گی حتیٰ کہ وہ جنت میں چلا جائے گا۔ (صحیح ابن خزیمہ بیہقی صحیح ابن حبان)

امام ابن حبان نے یہ بھی روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے رمضان کے مہینہ میں اپنی حلال کمائی سے کسی روزہ دار کو روزہ افطار کرایا تو رمضان کی تمام راتوں میں فرشتے اس کے لیے استغفار کرتے ہیں اور لیلۃ القدر میں جبریل علیہ السلام اس سے مصافحہ کرتے ہیں اور جس سے جبریل علیہ السلام مصافحہ کرتے ہیں اس کے دل میں رقت پیدا ہوتی ہے اور اس کے بہت آنسو نکلتے ہیں۔ حضرت سلمان نے کہا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ فرمائیے اگر اس کے پاس روٹی کا ایک لقمہ بھی نہ ہو؟ آپ نے فرمایا: وہ ایک مٹھی طعام دے دے میں نے کہا: یہ فرمائیے اگر اس کے پاس روٹی کا ایک لقمہ بھی نہ ہو؟ آپ نے فرمایا: وہ ایک گھونٹ دودھ دے دے میں نے عرض کیا: اگر اس کے پاس وہ بھی نہ ہو؟ فرمایا: ایک گھونٹ پانی دے دے (امام ابن خزیمہ اور بیہقی نے بھی اس کو روایت کیا ہے)

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب رمضان آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے پاس رمضان آ گیا ہے یہ برکت کا مہینہ ہے اللہ تعالیٰ تم کو اس میں ڈھانپ لیتا ہے اس میں رحمت نازل ہوتی ہے اور گناہ جھڑ جاتے ہیں اور اس میں دعا قبول ہوتی ہے اللہ تعالیٰ اس مہینہ میں تمہاری رغبت کو دیکھتا ہے سو تم اللہ کو اس مہینہ میں نیک کام کر کے دکھاؤ کیونکہ وہ شخص بدبخت ہے جو اس مہینہ میں اللہ عزوجل کی رحمت سے محروم رہا (اس حدیث کو امام طبرانی نے روایت کیا ہے اور اس کے تمام راوی ثقہ ہیں البتہ اس کے ایک راوی محمد بن قیس کے متعلق مجھے کوئی جرح یا تعدیل مستحضر نہیں ہے)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب ماہ رمضان کی پہلی رات آتی ہے تو جنتوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور پھر پورے ماہ ان میں سے ایک دروازہ بھی بند نہیں کیا جاتا اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور پھر پورے ماہ ان میں سے کوئی دروازہ کھولا نہیں جاتا اور سرکش جنوں کے گلوں میں طوق ڈال دیا جاتا ہے اور ہر رات صبح تک ایک منادی آسمان سے ندا کرتا ہے: اے نیکی کے طلب کرنے والے! نیکی کا قصد

کر اور زیادہ نیکی کر اور اے برائی کے طلب کرنے والے! برائی میں کمی کر اور آخرت میں غور وفکر کر کوئی مغفرت طلب کرنے والا ہے تو اس کی مغفرت کر دی جائے اور کوئی توبہ کرنے کا والا ہے تو اس کی توبہ قبول کی جائے اور کوئی دعا کرنے والا ہے تو اس کی دعا قبول کی جائے اور کوئی سوال کرنے والا ہے تو اس پورا کیا جائے اور اللہ تعالیٰ ماہ رمضان کی ہر رات میں ساٹھ ہزار لوگوں کو جہنم سے آزاد کرتا ہے اور رمضان کی ہر رات میں جتنے لوگوں کو جہنم سے آزاد کرتا ہے عید کے دن اس سے تیس گنا زیادہ لوگوں کو جہنم سے آزاد کرتا ہے (اس حدیث کو امام بیہقی نے روایت کیا ہے اور یہ حدیث حسن ہے)

حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کا ذکر کیا اور تمام مہینوں پر اس کی فضیلت بیان کی پس فرمایا: جس نے رمضان میں ایمان کی حالت میں ثواب کی نیت سے قیام کیا وہ گناہوں سے اس طرح پاک ہو جائے گا جس طرح آج ہی اپنی ماں کے بطن سے پیدا ہوا ہو (اس حدیث کو امام نسائی نے روایت کیا ہے اور کہا ہے: صحیح یہ ہے کہ یہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے)

حضرت عمرہ بن مرہ جہنی رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بتایئے اگر میں اللہ کے وحدہ لاشریک ہونے اور آپ کے رسول اللہ ہونے کی گواہی دوں اور پانچوں نمازیں پڑھوں اور زکوۃ ادا کروں اور رمضان کے روزے رکھوں اور قیام کروں تو میرا کن لوگوں میں شمار ہوگا؟ آپ نے فرمایا: صدیقین اور شہداء میں۔ (مسند بزار صحیح ابن خزیمہ صحیح ابن حبان) (الترغیب والترہیب ج ۲ ص ۱۰۶۔۹۲ ملتقطا مطبوعہ دارالحدیث قاہرہ)

بعض نفلی روزوں کی فضیلت کا بیان

امام بخاری روایت کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عبداللہ! کیا مجھے یہ خبر نہیں دی گئی کہ تم دن کو روزہ رکھتے ہو اور رات کو قیام کرتے ہو؟ میں نے عرض کیا: کیوں نہیں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے فرمایا: نہ کرو روزہ بھی رکھو اور افطار بھی کرو (بغیر روزہ کے رہو) قیام بھی کرو اور سوؤ بھی کیونکہ تمہارے جسم کا بھی تم پر حق ہے اور تمہاری آنکھوں کا بھی تم پر حق ہے اور تمہاری بیوی کا بھی تم پر حق ہے اور تمہارے مہمان کا بھی تم پر حق ہے اور تمہارے لیے یہ کافی ہے تم ہر مہینہ کے تین دن روزے رکھو اور تمہیں نیکی کا دس گنا اجر ملے گا اور یہ تمہارے پورے دہر کے روزے ہو جائیں گے میں نے شدت کی اور کہا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں قوت پاتا ہوں تو آپ نے فرمایا: اللہ کے نبی داؤد کے روزے رکھو میں نے پوچھا: اللہ کے نبی داؤد کے روزے کس طرح تھے؟ آپ نے فرمایا: نصف دہر (ایک دن روزہ ایک دن افطار)۔

(صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۶۵ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۸۱ھ)

امام ابوداؤد روایت کرتے ہیں: ابن ملحان قیسی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں ایام بیض کے روزے رکھنے کا حکم دیتے تھے تیرھویں چودھویں اور پندرھویں تاریخ کے روزے کا اور فرماتے: ان روزوں سے پورے دہر کے روزوں کا اجر ملے۔ (سنن ابوداؤد ج ۱ ص ۳۳۲ مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور ۱۴۰۵ھ)

تین روزوں کا دس گنا اجر ملے گا جیسا کہ صحیح بخاری کی روایت میں ہے تو ہر ماہ تین روزے رکھنے سے پورے ماہ کے

روزوں کا اجر ملے گا اور جو شخص ہمیشہ یہ روزے رکھے گا اس کو تمام دہر کے روزوں کا اجر ملے گا۔

امام مسلم روایت کرتے ہیں: حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے رمضان کے روزے رکھے پھر اس نے شوال کے چھ روزے رکھے تو اس کو تمام دہر کے روزوں کا اجر ملے گا۔

(صحیح مسلم ج ۱ ص ۳۶۹ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۷۵ھ)

ہر نیکی کا دس گنا اجر ہوتا ہے تو چھتیس روزوں کا اجر ۳۶۰ روزوں کے برابر ہوا گویا وہ پورا سال روزہ دار رہا۔

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یوم عرفہ کا روزہ رکھنے سے مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے ایک سال پہلے اور ایک سال بعد کے گناہ مٹا دے گا اور دس محرم کا روزہ رکھنے سے مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے ایک سال پہلے کے گناہ مٹا دے گا۔ (صحیح مسلم ج ۱ ص ۳۶۷ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۷۵ھ)

امام ابوداؤد روایت کرتے ہیں: قدامہ بن مظعون بیان کرتے ہیں کہ وہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے ساتھ وادی القریٰ میں اپنے مال کی طلب میں گئے حضرت اسامہ پیر اور جمعرات کا روزہ رکھتے تھے قدامہ نے کہا: آپ بوڑھے آدمی ہیں آپ پیر اور جمعرات کا روزہ کیوں رکھتے ہیں؟ انہوں نے کہا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پیر اور جمعرات کا روزہ رکھتے تھے آپ سے پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا پیر اور جمعرات کو بندوں کے اعمال پیش کیے جاتے ہیں۔

(سنن ابوداؤد ج ۱ ص ۳۳۰ مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور ۱۴۰۵ھ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (مسلسل) روزے رکھتے حتیٰ کہ ہم کہتے کہ اب آپ افطار (روزہ ترک کرنا) نہیں کریں گے اور آپ روزے نہ رکھتے حتیٰ کہ ہم کہتے: اب آپ روزے نہیں رکھیں گے اور میں نے رمضان کے علاوہ آپ کو کسی ماہ کے مکمل روزے رکھتے ہوئے نہیں دیکھا اور نہ شعبان کے مہینہ سے زیادہ کسی اور مہینہ میں روزے رکھتے ہوئے دیکھا (سنن ابوداؤد ج ۱ ص ۳۳۱۔۳۳۰ مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور ۱۴۰۵ھ)

بعض ایام میں روزہ رکھنے کی ممانعت کا بیان

امام ابوداؤد بیان کرتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دنوں میں روزہ رکھنے سے منع فرمایا: عید الاضحیٰ کے دن کیونکہ اس دن تم اپنی قربانی کا گوشت کھاتے ہو اور عید الفطر کے دن کیونکہ اس دن تم اپنے روزوں سے افطار کرتے ہو۔ (سنن ابوداؤد ج ۱ ص ۳۲۸ مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور ۱۴۰۵ھ)

حضرت عقبہ بن عامر بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یوم عرفہ یوم نحر اور ایام تشریق ہم اہل اسلام کی عید ہیں اور یہ کھانے پینے کے ایام ہیں۔ (سنن ابوداؤد ج ۱ ص ۳۲۹۔۳۲۸ مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور ۱۴۰۵ھ)

میدان عرفات میں یوم عرفہ کا روزہ رکھنا منع ہے اور دوسری جگہوں میں اس دن روزہ رکھنا کار ثواب ہے اور عیدین میں روزہ رکھنا ممنوع ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میدان عرفات میں یوم عرفہ کا روزہ رکھنے

سے منع فرمایا۔ (سنن ابوداؤد ج اص ۳۳۱ مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور ۱۴۰۵ھ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص (صرف) جمعہ کے دن کا روزہ نہ رکھے الا یہ کہ اس سے ایک دن پہلے اور ایک دن بعد میں روزہ رکھے۔

(سنن ابوداؤد ج اص ۳۲۹ مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور ۱۴۰۵ھ)

ابوداؤد نے کہا: یہ حدیث منسوخ ہے۔ (سنن ابوداؤد ج اص ۳۲۹ مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور ۱۴۰۵ھ)

یہود ہفتہ کے دن کی تعظیم کی وجہ سے اس دن کا روزہ رکھتے تھے ان کی مشابہت کی وجہ سے اس دن کے روزہ سے منع فرمایا:

روزہ کے اسرار ورموز کا بیان

(۱) روزہ رکھنے سے کھانے پینے اور شہوانی لذات میں کمی ہوتی ہے اس سے حیوانی قوت کم ہوتی ہے اور روحانی قوت زیادہ ہوتی ہے۔

(۲) کھانے پینے اور شہوانی عمل کو ترک کر کے انسان بعض اوقات میں اللہ عزوجل کی صفت صمدیہ سے متصف ہو جاتا ہے اور بہ قدر امکان ملائکہ مقربین کے مشابہ ہو جاتا ہے۔

(۳) بھوک اور پیاس پر صبر کرنے سے انسان کو مشکلات اور مصائب پر صبر کرنے کی عادت پڑتی ہے اور مشقت برداشت کرنے کی مشق ہوتی ہے۔

(۴) خود بھوکا اور پیاسا رہنے سے انسان کو دوسروں کی بھوک اور پیاس کا احساس ہوتا ہے اور پھر اس کا دل غرباء کی مدد کی طرف مائل ہوتا ہے۔

(۵) بھوک پیاس کی وجہ سے انسان گناہوں کے ارتکاب سے محفوظ رہتا ہے۔

(۶) بھوکا پیاسا رہنے سے انسان کا تکبر ٹوٹتا ہے اور اسے احساس ہوتا ہے کہ وہ کھانے پینے کی معمولی مقدار کا کس قدر محتاج ہے۔

(۷) بھوکا رہنے سے ذہن تیز ہوتا ہے اور بصیرت کام کرتی ہے حدیث میں ہے: جس کا پیٹ بھوکا ہو اس کی فکر تیز ہوتی ہے۔ (احیاء العلوم ج ۳ ص ۲۱۸)

اور پیٹ (بھر کر کھانا) بیماری کی جڑ ہے اور پرہیز علاج کی بنیاد ہے۔ (احیاء العلوم ج ۳ ص ۲۲۱) اور لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کی: اے بیٹے! جب معدہ بھر جاتا ہے تو فکر سو جاتی ہے اور حکمت گونگی ہو جاتی ہے اور عبادت کرنے کے لیے اعضاء ست پڑ جاتے ہیں دل کی صفائی میں کمی آ جاتی ہے اور مناجات کی لذت اور ذکر میں رقت نہیں رہتی۔

(۸) روزہ کسی کام کے نہ کرنے کا نام ہے یہ کسی ایسے عمل کا نام نہیں ہے جو دکھائی دے اور اس کا مشاہدہ کیا جائے یہ ایک مخفی عبادت ہے اس کے علاوہ باقی تمام عبادات کسی کام کے کرنے کا نام ہیں وہ دکھائی دیتی ہیں اور ان کا مشاہدہ کیا جائے یہ ایک مخفی عبادت ہے اس کے علاوہ باقی تمام عبادات کسی کام کے کرنے کا نام ہیں وہ دکھائی دیتی ہیں اور ان کا مشاہدہ کیا جاتا ہے اور

روزہ کو اللہ کے سوا کوئی نہیں دیکھتا باقی تمام عبادات کسی کام کے کرنے کا نام ہیں وہ دکھائی دیتی ہیں اور ان کا مشاہدہ کیا جاتا ہے اور روزہ کو اللہ کے سوا کوئی نہیں دیکھتا باقی تمام عبادات میں ریا ہو سکتا ہے روزہ میں نہیں ہو سکتا یہ اخلاص کے سوا اور کچھ نہیں۔

(۹) شیطان انسان کی رگوں میں دوڑتا ہے اور بھوک پیاس سے شیطان کے راستے تنگ ہو جاتے ہیں اسی طرح روزہ سے شیطان پر ضرب پڑتی ہے۔

(۱۰) روزہ امیر اور غریب شریف اور خسیس سب فرض ہے اس سے اسلام کی مساوات مؤکد ہو جاتی ہے۔

(۱۱) روزانہ ایک وقت پر سحری اور افطار کرنے سے انسان کو نظام الاوقات کی پابندی کرنے کی مشق ہوتی ہے۔

(۱۲) فربہی تبخیر اور بسیار خوری ایسے امراض میں روزہ رکھنا صحت کے لیے بہت مفید ہے۔

روزہ کے فساد و عدم فساد کے بعض ضروری مسائل کا بیان

علامہ علاء الدین حصکفی حنفی لکھتے ہیں: اگر روزہ دار بھولے سے کھا لے یا پی لے یا جماع کرے تو روزہ نہیں ٹوٹے گا اگر روزہ دار کے حلق میں غبار یا مکھی یا دھواں داخل ہو خواہ اس کو روزہ یاد ہو تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ کیونکہ ان سے بچنا مشکل ہے تیل لگانے سے یا سرمہ لگانے سے روزہ نہیں ٹوٹے گا خواہ ان کا ذائقہ حلق میں محسوس ہو فصد لگوانے سے بھی روزہ نہیں ٹوٹے گا بوسہ لینے سے بھی روزہ نہیں ٹوٹے گا بہ شرطیکہ اس سے انزال نہ ہو احتلام سے بھی روزہ نہیں ٹوٹے گا کلی کرنے کے بعد جو تری منہ میں رہ گئی اس کو نگلنے سے بھی روزہ نہیں ٹوٹے گا کان میں پانی داخل ہونے سے بھی روزہ نہیں ٹوٹے گا اگر دانتوں کے درمیان سے خون نکلا اور اس کو نگل لیا تو اگر خون غالب تھا تو روزہ ٹوٹ گیا ورنہ نہیں استمنا بالید سے اگر انزال ہو گیا تو روزہ ٹوٹ جائے گا ورنہ نہیں۔ اگر ناک (رینٹ) کو اندر کھینچ لیا اور وہ حلق میں چلی گئی تو روزہ نہیں ٹوٹے گا کسی چیز کے چکھنے سے بھی روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ اگر رات سمجھ کر سحری کی اور صبح ہو چکی تھی یا غروب آفتاب سمجھ کر روزہ افطار کیا اور آفتاب غروب نہیں ہوا تھا تو روزہ ٹوٹ گیا اور اس پر صرف قضاء ہے اور کفارہ نہیں ہے اگر کوئی شخص رمضان کے روزہ میں عمداً جماع کرے یا عمداً دوا یا غذا کھائے یا پیے تو ان تمام صورتوں میں قضا اور کفارہ ہے اور اگر از خود قے آئے اور وہ اس کو واپس حلق میں نہ لوٹائے تو روزہ نہیں ٹوٹے گا خواہ قے منہ بھر کر آئے یا منہ بھر کر نہ آئے اور اگر خود بخود واپس حلق میں چلی جائے پھر بھی روزہ نہیں ٹوٹے گا اور اگر عمداً قے لوٹائی تو روزہ ٹوٹ جائے گا بہ شرطیکہ منہ بھر کر قے آئی ہو یہ مختار مذہب ہے اور اگر از خود قے کی تو اگر منہ بھر کر قے کی ہے تو اجماعاً روزہ ٹوٹ جائے گا اور اس میں صرف قضاء ہے کفارہ نہیں ہے۔

روزہ میں کسی چیز کو بلا عذر چکھنا مکروہ ہے دنداسہ چبانا مکروہ ہے بوسہ لینا اور معانقہ کرنا مکروہ ہے مونچھوں پر تیل لگانا اور سرمہ لگانا مکروہ نہیں ہے مسواک کرنا مکروہ نہیں ہے خواہ شام کے وقت کی جائے۔

(درمختار علی هامش ردالمحتار ج ۲ ص ۱۱۴۔۱۰۷ ملخصاً مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۴۰۷ھ)

انجکشن لگوانے سے روزہ ٹوٹنے کا بیان

تحقیق یہ ہے کہ انجکشن لگوانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے قدیم فقہاء کے دور میں انسانی جسم کی اور اس کے تمام اعضاء کی

مکمل تحقیق نہیں ہوئی تھی اور ان کے نظریات محض مفروضات پر مبنی تھے انہوں نے انسان کے جسم کا مکمل مشاہدہ اور تجزیہ نہیں کیا تھا اور اب تحقیق اور تجربہ سے ان کے کئی نظریات غلط ثابت ہو گئے مثلاً ان کا مفروضہ تھا کہ دماغ اور معدہ کے درمیان ایک منفذ (راستہ) ہے اور دماغ سے معدہ میں یا معدہ سے دماغ میں کوئی چیز چلی جاتی ہے حالانکہ دماغ اور معدہ میں کوئی منفذ نہیں ہے نیز ان کا مفروضہ تھا کہ کان اور معدہ میں منفذ ہے حالانکہ کان اور معدہ میں کوئی منفذ نہیں ہے انہیں مفروضات کی بنا پر انہوں نے یہ کہا کہ جوف معدہ یا جوف دماغ میں کوئی غذا یا دوا چلی جائے تو روزہ ٹوٹ جائے گا لیکن یہ فقہاء اس غلطی میں معذور تھے کیونکہ اس زمانہ میں پوسٹ مارٹم کے ذریعہ جسم کے تمام رگ و ریشہ کا مکمل مطالعہ اور مشاہدہ نہیں کیا گیا تھا نیز ان کے زمانہ میں جسم کو غذا یا دوا کے ذریعہ منفعت پہنچانے کا ذریعہ صرف معدہ کا نظام ہضم تھا اس لیے انہوں نے کہا: دوا یا غذا معدہ میں پہنچ جائے تو اس سے روزہ ٹوٹ جائے گا جب ہم منہ کے ذریعہ دوا کھاتے ہیں تو معدہ کے ہضم کرنے کے بعد وہ دوا خون میں پہنچ جاتی ہے اور جب تک وہ دوا خون میں پہنچ جاتی ہے اور جب تک وہ دوا خون میں نہ مل جائے اس کا کوئی اثر مرتب نہیں ہوتا پہلے دوا سے استفادہ کا صرف یہی ایک طریقہ تھا لیکن اب میڈیکل سائنس نے ترقی کر لی ہے اور انجکشن کے ذریعہ دوا کو براہ راست خون میں پہنچا دیا جاتا ہے بعض اوقات کسی عارضہ کی وجہ سے معدہ کام کرنا چھوڑ دیتا ہے اور منہ سے دوا کھانے کا کوئی اثر نہیں ہوتا بعض دفعہ اس قدر الٹیاں آتی ہیں کہ جو دوا کھاؤ وہ فوراً الٹی کے ذریعہ نکل جاتی ہے پہلے اس مسئلہ کا کوئی حل نہیں تھا لیکن اب جب معدہ کام نہ کرے یا کسی چیز کو قبول نہ کرے یا دوا کا اثر جلدی مطلوب ہو تو دوا کو انجکشن کے ذریعہ براہ راست خون میں پہنچا دیا جاتا ہے۔

لہٰذا منہ کے ذریعہ دوا کھانے سے جو فائدہ مطلوب ہوتا ہے وہ انجکشن کے ذریعہ دوا خون میں پہنچانے سے بہ طریق اتم اور اکمل حاصل ہو جاتا ہے فرق یہ ہے کہ منہ کے ذریعہ دوا کھانے سے معدہ کے عمل ہضم کے بعد دوا خون میں پہنچتی ہے اور انجکشن کے ذریعہ اسی وقت براہ راست دوا خون میں پہنچ جاتی ہے اور اثر کرتی ہے اس لیے جس طرح منہ کے ذریعہ دوا کھانے سے روزہ ٹوٹتا ہے اسی طرح دوا کا انجکشن لگوانے سے بھی روزہ ٹوٹ جائے گا۔

بعض علماء یہ شبہ پیش کرتے ہیں کہ پھر مچھر یا بھڑ کے ڈنگ لگانے سے روزہ کیوں نہیں ٹوٹتا اس کا جواب یہ کہ روزہ ٹوٹنے کا مدار اس پر ہے کہ انسان اپنے قصد اور اختیار سے کوئی دوا یا غذا جسم میں پہنچائے اور مچھر یا بھڑ کے کاٹنے میں انسان کا قصد اور اختیار نہیں ہے۔ ثانیاً انکے ڈنک سے جو زہر جسم میں پہنچتا ہے وہ دوا یا غذا نہیں ہے نہ اس میں جسم کی منفعت ہے بلکہ اس سے جسم کو ضرر لاحق ہوتا ہے۔ دوا یا گلوکوز کا انجکشن لگوانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور اس میں صرف قضا ہے کفارہ نہیں ہے کیونکہ قاعدہ یہ ہے کہ جو چیز صورۃ اور معنی دونوں طرح مفطر ہو اس سے قضا اور کفارہ دونوں لازم آتے ہیں اور جو صرف صورۃ یا صرف معنی مفطر ہو اس سے صرف قضا لازم ہے کفارہ لازم نہیں ہے اور دوا یا گلوکوز کا انجکشن لگوانا صرف معنی مفطر ہے صورۃ مفطر نہیں ہے۔ (تبیان القرآن، سورہ بقرہ، لاہور)

روزے کے آداب کا بیان

روزے میں صوفیاء کرام کے آداب میں یہ معمول رہا ہے۔

ظاہری اور باطنی حالت کو ضبط میں لایا جائے،
اعضاء و جوارح کو گناہ سے باز رکھا جائے،
جیسے نفس کو کھانے سے روکا جائے، اسی طرح نفس کے افطار کے لئے اہتمام نہ کیا جائے۔
میرے سننے میں یہ بات آئی ہے کہ عراق کے بعض مشائخ کرام اور ان کے مریدین کا یہ معمول تھا کہ وہ روزے رکھتے، اور افطار کے لئے انہیں نذر نیاز کی طرح اللہ کی طرف سے جو کچھ میسر آ جاتا، وہ اسی پر اکتفا کرتے ہوئے افطار کرتے۔ یہ بات خلاف ادب ہے کہ مرید مباح چیزیں چھوڑ کر حرام اور گناہ کی چیزوں سے افطار کرے۔

اہل یقین اور اہل فریب کے اعمال کا بیان

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے: "داناؤں کا سونا اور روزہ افطار کرنا کتنا اچھا اور قابل تعریف ہے، — اس کے برعکس احمقوں کا رات بھر جاگنا اور روزے رکھنا بعض اوقات ان کے نقصان کا باعث ہوتا ہے کیونکہ اہل یقین اور پرہیزگاروں کا ایک ذرہ برابر عمل، اہل فریب کے اعمال کے پہاڑ سے کہیں زیادہ افضل ہے۔"

روزے کے آداب کا بیان

صوفیاء کرام کے ہاں روزے کے آداب اور اس کی فضیلت کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ انسان عام دنوں میں کھائے جانے کی نسبت افطار میں کم کھائے، — افطار کے موقع پر یا کسی کھانے کے وقت اگر بہت سے کھانے اکٹھے کر لئے جائیں تو اس صورت میں روزے کا مقصد ہی فوت ہو جاتا ہے، — جبکہ روزے کی غرض و غایت یہ ہے کہ:
نفس کو مغلوب کیا جائے،
نفس کو حد سے بڑھنے سے روکا جائے،
کھانا بقدر ضرورت کھایا جائے۔
اہل صفا کو اس بات کا بخوبی علم ہے کہ ضرورت کے مطابق اور نفس کی طلب میں کمی لانے سے، نفس کو سب افعال و اقوال میں حسب ضرورت پر اکتفا کرنے کی عادت ڈالی جا سکتی ہے۔ — اور نفس کی یہ خصلت ہے کہ اگر اسے اللہ کے کاموں کے حوالے سے کسی ایک کام میں فقط حسب ضرورت کا پابند بنایا جائے تو وہ سبھی احوال میں اس معمول کی پابندی کرتا ہے — اسی اصول کے پیش نظر وہ کھانے میں ضرورت کی پابندی کرتے ہوئے سونے، بات چیت کرنے اور افعال میں بھی اسی "حسب ضرورت" کے اصول کی پابندی کرنے لگے گا۔
چنانچہ "حسب ضرورت پر اکتفا" کرنا اہل طریقت کے لئے خیر و برکت کا ایک بڑا وسیلہ اور ذریعہ ہے۔ جس کا لحاظ اور خیال کرنا بہت ضروری ہے۔ کیونکہ ضرورت کے علم کا فائدہ اور اس کی طلب صرف ان بندوں کے لئے مخصوص ہے جنہیں اللہ تعالیٰ انہیں اپنا مقرب بناتا ہے اور جن کی خود تربیت فرما اپنا برگزیدہ بندہ بناتا ہے۔

روزے کی حالت میں اپنی اہلیہ سے ہنسی دل لگی کرنا اور بدن سے بدن ملانا (ملامست) بھی منع ہے تاکہ روزہ زیادہ پاکیزہ رہے۔

روزے دار کے لئے سحری کھانا بھی سُنّت ہے۔ سحری کھانے میں خیر کے دو پہلو ہیں:
اس سے سُنّت کی پیروی ہوتی ہے۔
سحری کھانے سے روزے کو تقویت پہنچتی ہے۔
حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
''سحری کھاؤ کیونکہ سحری میں برکت ہے۔''
اسی طرح افطار جلد کر لینا بھی سُنّت ہے، — اگر عشاء کے بعد کھانا کھانے کا ارادہ ہو، — اور کوئی شخص مغرب اور عشاء کے درمیان عبادت کرنا چاہتا ہو تو اسے پانی یا کشمش یا چھوہارے کے چند دانوں سے افطار کر لے، بشرطیکہ نفس کشمکش میں مبتلا ہو۔ تاکہ ان دونوں نمازوں کا درمیانی وقت بخوبی گزر جائے۔
اسی طرح احیائے وقت کی بڑی فضیلت ہے اور اس میں بڑی بھلائی ہے، — اور اگر ایسا معاملہ نہ ہو تو سُنّت کے مطابق فقط پانی سے افطار کر لے۔
شیخ العالم ضیاء الدین عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ نے بالا سناد حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان (حدیث قدسی) ارشاد فرمایا:
''میرا وہ بندہ محبوب ترین ہے جو افطار میں زیادہ جلدی کرے۔''
ایک اور مقام پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
''جب تک لوگ افطاری میں جلدی کرتے رہیں گے، تب تک ان میں بھلائی موجود رہے گی۔''
نماز مغرب سے پہلے افطار کرنا سُنّت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول مبارک تھا کہ آپ ایک گھونٹ پانی، یا دودھ، یا چند کھجوروں سے روزہ افطار فرمایا کرتے تھے۔ (عوارف المعارف، مطبوعہ لاہور)

باب وُجُوْبِ الصِّيَامِ

یہ باب روزوں کی فرضیت کے بیان میں ہے

2089 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيلُ - وَهُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ - قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ سُهَيْلٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ اَنَّ اَعْرَابِيًّا جَاءَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَائِرَ الرَّاْسِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَخْبِرْنِيْ مَاذَا فَرَضَ اللّٰهُ عَلَيَّ مِنَ الصَّلَاةِ قَالَ الصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ اِلَّا اَنْ تَطَوَّعَ شَيْئًا .
قَالَ اَخْبِرْنِيْ بِمَا افْتَرَضَ اللّٰهُ عَلَيَّ مِنَ الصِّيَامِ قَالَ صِيَامُ شَهْرِ رَمَضَانَ اِلَّا اَنْ تَطَوَّعَ شَيْئًا . قَالَ اَخْبِرْنِيْ

2089- تقدم في الصلاة، باب كم فرضت في اليوم والليلة (الحديث 457) .

بِمَا افْتَرَضَ اللّٰهُ عَلَيَّ مِنَ الزَّكَاةِ فَأَخْبَرَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَرَائِعِ الْإِسْلَامِ . فَقَالَ وَالَّذِي أَكْرَمَكَ لَا أَتَطَوَّعُ شَيْئًا وَّلَا أَنْقُصُ مِمَّا فَرَضَ اللّٰهُ عَلَيَّ شَيْئًا . فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفْلَحَ إِنْ صَدَقَ . أَوْ دَخَلَ الْجَنَّةَ إِنْ صَدَقَ .

☆☆ حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک دیہاتی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا' اس کے بال بکھرے ہوئے تھے' اس نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ مجھے بتایئے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر کتنی نمازیں فرض کی ہیں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: پانچ نمازیں ہیں' البتہ تم کچھ نفلی نمازیں بھی ادا کرلیا کرو' اس نے عرض کی: آپ مجھے بتایئے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر کتنے روزے فرض کیے ہیں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: رمضان کے ایک مہینے کے روزے فرض ہیں' البتہ تم کچھ نفلی روزے بھی رکھ لیا کرو۔ اس شخص نے عرض کیا: آپ مجھے بتایئے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر کتنی زکوٰۃ فرض کی ہے؟ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے شرعی تعلیمات سے آگاہ کیا' اس شخص نے عرض کی: اس ذات کی قسم جس نے آپ کو عزت عطا کی ہے! اللہ تعالیٰ نے مجھ پر جو چیز فرض قرار دی ہے میں اس میں کسی (نفلی چیز کا اضافہ) نہیں کروں گا اور اس میں کوئی کمی بھی نہیں کروں گا۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر یہ ٹھیک کہہ رہا ہے' تو یہ کامیاب ہوگیا (راوی کو شک ہے' شاید یہ الفاظ ہیں:) اگر یہ ٹھیک کہہ رہا ہے' تو یہ جنت میں داخل ہوجائے گا۔

پچھلی امتوں میں روزہ کا حکم

روزے کی فرضیت کا حکم مسلمانوں کو ایک خاص مثال سے دیا گیا ہے حکم کے ساتھ یہ بھی ذکر فرمایا کہ یہ روزے کی فرضیت کچھ تمہارے ساتھ خاص نہیں پچھلی امتوں پر بھی روزے فرض کئے گئے تھے اس سے روزے کی خاص اہمیت بھی معلوم ہوئی اور مسلمانوں کی دلجوئی کا بھی انتظام کیا گیا کہ روزہ اگرچہ مشقت کی چیز ہے مگر یہ مشقت تم سے پہلے بھی سب لوگ اٹھاتے آئے ہیں طبعی بات ہے کہ مشقت میں بہت سے لوگ مبتلا ہوں تو وہ ہلکی معلوم ہونے لگتی ہے۔ (روح المعانی)

حضرت سعید بن جبیر فرماتے ہیں کہ پہلے لوگوں پر رات کی تاریکی شروع ہونے سے دوسری رات تک کا روزہ فرض تھا اور ابتدائے اسلام میں بھی اسی طرح روزہ فرض تھا اس لیے دونوں مشابہ ہوئے اہل علم کے ایک گروہ نے کہا ہے کہ جس طرح ہم پر ماہ رمضان کے روزے فرض ہیں اسی طرح نصاریٰ پر بھی اس مہینے کے روزے فرض تھے تو اکثر ایسا ہوتا تھا کہ جب یہ روزے سخت گرمی میں واقع ہوجاتے تھے تو تشنگی کی شدت سے روزے ان پر بھاری ہوتے تھے اور جب موسم سرما میں آتے تھے تو بھوک کی وجہ سے شاق ہوجاتے تھے جب یہ حالت دیکھی تو سب علماء اور روسا جمع ہوئے اور آپس میں مشورہ کرکے روزوں کو موسم بہار میں قرار دیا اور اپنی اس کرتوت کی وجہ سے دس دن بطور کفارہ کے اور بڑھا دیئے۔ کل چالیس دن کے روزے اپنے اوپر مقرر کرلیے پھر اتفاقاً ان میں بادشاہ تھا وہ بیمار ہوگیا اس نے یہ نذر کی کہ اگر مجھے شفا ہوگئی تو میں ایک ہفتہ کے روزے اور بڑھا دوں گا اللہ تعالیٰ نے اس کو شفا دی اس نے ایک ہفتہ کے روزے اور مقرر کردیئے پھر اس کے بعد ایک اور بادشاہ ہوا اس نے پورے پچاس کردیئے۔

اور مجاہد فرماتے ہیں کہ نصاریٰ میں ایک مرتبہ مری (وباء پھوٹ) پڑی۔ کثرت سے لوگ مرنے لگے انہوں نے آپس میں کہا کہ روزے بڑھا دو۔ دس روزے اوّل بڑھائے پھر چند روز کے بعد دس اور بڑھا دیئے۔

امام شعبی نے کہا ہے کہ اگر میں تمام سال کے سال روزے رکھوں تو جس دن میں شک کیا جاتا ہے کہ کوئی اس کو رمضان سے شمار کرے اور کوئی شعبان سے اس میں ضرور افطار کروں اور وجہ اس کی یہ ہے کہ جب نصاریٰ پر رمضان کے روزے فرض ہوئے تو انہوں نے یہ کیا کہ ادھر تیس شعبان سے پہلے ایک روزہ رکھا اور اسی طرح تیس رمضان کے بعد روزہ رکھا اور اسی طرح ہر سال روزے بڑھاتے گئے حتیٰ کہ پچاس تک نوبت پہنچ گئی۔

علامہ بغوی نے اسی طرح کہا ہے کہ اور ابن جریر نے سدی سے بھی اس قصہ کو نقل کیا ہے۔ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ (تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ) یعنی روزہ رکھو تاکہ معاصی سے بچ جاؤ کیونکہ روزہ سے شہوت منکسر ہوتی ہے۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ اے جوانوں کے گروہ جو تم میں سے نکاح کی استطاعت رکھتا ہو اس کو چاہیے کہ نکاح کرے کیونکہ نکاح نگاہ کو پست کر دیتا ہے اور فرج کو حرام سے محفوظ بنا دیتا ہے اور جس میں نکاح کا مقدور نہ ہو اس کو روزے رکھنے چاہئیں۔ اس حدیث کو بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے یا یہ معنی ہیں کہ روزہ اسی لیے فرض کیا گیا ہے کہ روزے میں تم خلل ڈالنے سے بچو (یعنی جب تک فرض نہ تھا تو اس میں یہ خلل ہوتا تھا کہ کبھی رکھا کبھی چھوڑ دیا اب چونکہ فرض کر دیا گیا اس سے محفوظ رہو گے۔

احکام اسلام میں کمی یا زیادتی نہ کرنے کا بیان

2090 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَامِرٍ الْعَقَدِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيْرَةِ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ نُهِينَا فِى الْقُرْآنِ اَنْ نَسْاَلَ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ شَىْءٍ فَكَانَ يُعْجِبُنَا اَنْ يَجِىْءَ الرَّجُلُ الْعَاقِلُ مِنْ اَهْلِ الْبَادِيَةِ فَيَسْاَلَهُ فَجَاءَ رَجُلٌ مِنْ اَهْلِ الْبَادِيَةِ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اَتَانَا رَسُوْلُكَ فَاَخْبَرَنَا اَنَّكَ تَزْعُمُ اَنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ اَرْسَلَكَ قَالَ صَدَقَ ۔ قَالَ فَمَنْ خَلَقَ السَّمَاءَ قَالَ اللّٰهُ ۔ قَالَ فَمَنْ خَلَقَ الْاَرْضَ قَالَ اللّٰهُ ۔ قَالَ فَمَنْ نَصَبَ فِيْهَا الْجِبَالَ قَالَ اللّٰهُ ۔ قَالَ فَمَنْ جَعَلَ فِيْهَا الْمَنَافِعَ قَالَ اللّٰهُ ۔ قَالَ فَبِالَّذِىْ خَلَقَ السَّمَاءَ وَالْاَرْضَ وَنَصَبَ فِيْهَا الْجِبَالَ وَجَعَلَ فِيْهَا الْمَنَافِعَ اللّٰهُ اَرْسَلَكَ قَالَ نَعَمْ ۔ قَالَ وَزَعَمَ رَسُوْلُكَ اَنَّ عَلَيْنَا خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِىْ كُلِّ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ قَالَ صَدَقَ ۔ قَالَ فَبِالَّذِىْ اَرْسَلَكَ اللّٰهُ اَمَرَكَ بِهٰذَا قَالَ نَعَمْ ۔ قَالَ وَزَعَمَ رَسُوْلُكَ اَنَّ عَلَيْنَا زَكَاةَ اَمْوَالِنَا قَالَ صَدَقَ ۔ قَالَ فَبِالَّذِىْ اَرْسَلَكَ اللّٰهُ اَمَرَكَ بِهٰذَا قَالَ نَعَمْ ۔ قَالَ وَزَعَمَ رَسُوْلُكَ اَنَّ عَلَيْنَا صَوْمَ شَهْرِ رَمَضَانَ فِىْ كُلِّ سَنَةٍ ۔ قَالَ صَدَقَ ۔ قَالَ فَبِالَّذِىْ اَرْسَلَكَ اللّٰهُ اَمَرَكَ بِهٰذَا قَالَ نَعَمْ ۔ قَالَ وَزَعَمَ رَسُوْلُكَ اَنَّ عَلَيْنَا الْحَجَّ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلاً ۔ قَالَ صَدَقَ ۔ قَالَ فَبِالَّذِىْ اَرْسَلَكَ اللّٰهُ اَمَرَكَ بِهٰذَا قَالَ نَعَمْ ۔ قَالَ فَوَالَّذِىْ

209- اخرجه البخاري في العلم، باب ما جاء في العلم (الحديث 63م) تعليقاً ۔ واخرجه مسلم في الايمان، باب السوال عن اركان الاسلام (١٠ و 11) واخرجه الترمذي في الزكاة، باب ما جاء اذا اديت الزكاة فقد قضيت ما عليك (الحديث 619) ۔ تحفة الاشراف (404) ۔

بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا أَزِيدَنَّ عَلَيْهِنَّ شَيْئًا وَلَا أَنْقُصُ . فَلَمَّا وَلَّى قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَئِنْ صَدَقَ لَيَدْخُلَنَّ الْجَنَّةَ .

★★ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ہمیں قرآن میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوالات کرنے سے منع کر دیا گیا تو ہمیں یہ بات پسند ہوتی تھی کہ کوئی عقل مند دیہاتی شخص آئے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کرے' ایک مرتبہ ایک دیہاتی شخص آیا اور بولا: اے حضرت محمد! آپ کا پیغام رساں ہمارے پاس آیا اور اس نے ہمیں بتایا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے' اللہ تعالیٰ نے آپ کو مبعوث کیا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس نے ٹھیک کہا ہے۔ دیہاتی نے دریافت کیا: آسمان کو کس نے پیدا کیا ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے' اس نے دریافت کیا: زمین کو کس نے پیدا کیا ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے' اس نے دریافت کیا: پھر زمین میں پہاڑ کس نے بنائے ہیں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے' اس نے دریافت کیا: زمین میں نفع دینے والی چیزیں کس نے بنائی ہیں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے۔ اس دیہاتی نے کہا: اس ذات کی قسم جس نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا ہے! زمین میں پہاڑ نصب کیے ہیں' اس میں نفع دینے والی چیزیں پیدا کی ہیں' کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو مبعوث کیا ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جی ہاں! اس نے کہا: آپ کے پیغام رساں نے یہ کہا ہے' ہم پر روزانہ پانچ نمازیں پڑھنا لازم ہیں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس نے ٹھیک کہا ہے؟ تو اس دیہاتی نے کہا: اس ذات کی قسم جس نے آپ کو مبعوث کیا ہے؟ کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس بات کا حکم دیا ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جی ہاں! اس دیہاتی نے کہا: آپ کے پیغام رساں نے یہ بھی کہا ہے' ہم پر اپنے مال کی زکوٰۃ دینا لازم ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس نے ٹھیک کہا ہے' اس دیہاتی نے کہا: اس ذات کی قسم جس نے آپ کو مبعوث کیا ہے! کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس بات کا حکم دیا ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جی ہاں! اس دیہاتی نے کہا: آپ کے پیغام رساں نے یہ بھی کہا ہے' ہم پر ہر سال میں رمضان کے مہینے کے روزے رکھنا لازم ہیں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس نے ٹھیک کہا ہے' اس دیہاتی نے کہا: اس ذات کی قسم جس نے آپ کو مبعوث کیا ہے! کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس بات کا حکم دیا ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جی ہاں! اس دیہاتی نے کہا: آپ کے پیغام رساں نے یہ بھی کہا ہے' جو شخص وہاں تک جانے کی استطاعت رکھتا ہو اس پر حج کرنا لازم ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس نے ٹھیک کہا ہے' اس دیہاتی نے کہا: اس ذات کی قسم جس نے آپ کو مبعوث کیا ہے! کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس بات کا حکم دیا ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جی ہاں! تو اس دیہاتی نے کہا: اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے! میں ان میں کسی بھی چیز کا اضافہ نہیں کروں اور کوئی کمی نہیں کروں گا۔

(راوی کہتے ہیں:) جب وہ شخص چلا گیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر اس نے ٹھیک کہا ہے' تو یہ شخص جنت میں ضرور داخل ہوگا۔

2091 - أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ حَمَّادٍ عَنِ اللَّيْثِ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ شَرِيكِ بْنِ أَبِي نَمِرٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ بَيْنَا نَحْنُ جُلُوسٌ فِي الْمَسْجِدِ جَاءَ رَجُلٌ عَلَى جَمَلٍ فَأَنَاخَهُ فِي الْمَسْجِدِ ثُمَّ عَقَلَهُ فَقَالَ لَهُمْ أَيُّكُمْ مُحَمَّدٌ

- وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَّكِءٌ بَيْنَ ظَهْرَانَيْهِمْ - قُلْنَا لَهُ هٰذَا الرَّجُلُ الْاَبْيَضُ الْمُتَّكِءُ فَقَالَ لَهُ الرَّجُلُ يَا ابْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ . فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ اَجَبْتُكَ . فَقَالَ الرَّجُلُ اِنِّي سَائِلُكَ يَا مُحَمَّدُ فَمُشَدِّدٌ عَلَيْكَ فِي الْمَسْاَلَةِ فَلَا تَجِدَنَّ فِي نَفْسِكَ . قَالَ سَلْ مَا بَدَا لَكَ . فَقَالَ الرَّجُلُ نَشَدْتُكَ بِرَبِّكَ وَرَبِّ مَنْ قَبْلَكَ اَللّٰهُ اَرْسَلَكَ اِلَى النَّاسِ كُلِّهِمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللّٰهُمَّ نَعَمْ . قَالَ فَاَنْشُدُكَ اللّٰهَ اَللّٰهُ اَمَرَكَ اَنْ تُصَلِّيَ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللّٰهُمَّ نَعَمْ . قَالَ فَاَنْشُدُكَ اللّٰهَ اَللّٰهُ اَمَرَكَ اَنْ تَصُوْمَ هٰذَا الشَّهْرَ مِنَ السَّنَةِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللّٰهُمَّ نَعَمْ . قَالَ فَاَنْشُدُكَ اللّٰهَ اَللّٰهُ اَمَرَكَ اَنْ تَاْخُذَ هٰذِهِ الصَّدَقَةَ مِنْ اَغْنِيَائِنَا فَتَقْسِمَهَا عَلٰى فُقَرَائِنَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللّٰهُمَّ نَعَمْ . فَقَالَ الرَّجُلُ اٰمَنْتُ بِمَا جِئْتَ بِهِ وَاَنَا رَسُوْلُ مَنْ وَّرَائِي مِنْ قَوْمِي وَاَنَا ضِمَامُ بْنُ ثَعْلَبَةَ اَخُو بَنِي سَعْدِ بْنِ بَكْرٍ . خَالَفَهُ يَعْقُوبُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ .

☆☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ ہم لوگ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے' ایک شخص اونٹ پر سوار ہو کر آیا' اس نے اپنا اونٹ مسجد میں بٹھایا' پھر اسے باندھ دیا' اس نے لوگوں سے دریافت کیا: تم میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کون ہیں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت ہمارے درمیان ٹیک لگا کر بیٹھے ہوئے تھے' ہم نے اس سے کہا: سفید رنگ کے مالک ٹیک لگا کر یہ جو صاحب بیٹھے ہیں (یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں)۔

اس شخص نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: اے عبدالمطلب کے صاحبزادے! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں متوجہ ہوں' اس شخص نے عرض کی: اے حضرت محمد! میں آپ سے کچھ سوالات کروں گا' میرے لہجے میں کچھ سختی ہو سکتی ہے' لیکن آپ اس سے ناراض نہ ہوئیے گا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہیں جو مناسب لگتا ہے وہ پوچھو' اس شخص نے عرض کی: میں آپ کو آپ کے پروردگار اور آپ سے پہلے لوگوں کے پروردگار کے نام کی قسم دے کر یہ دریافت کرتا ہوں کہ کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام لوگوں کی طرف مبعوث کیا ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ کی قسم! جی ہاں! اس شخص نے دریافت کیا: میں آپ کو اللہ تعالیٰ کے نام کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ حکم دیا ہے' آپ روزانہ پانچ نمازیں پڑھا کریں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی قسم! جی ہاں! اس شخص نے دریافت کیا: میں آپ کو اللہ کے نام کی قسم دے کر دریافت کرتا ہوں کہ کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ حکم دیا ہے' آپ ہمارے خوشحال لوگوں سے یہ صدقہ وصول کریں اور اسے ہمارے غریب لوگوں میں تقسیم کر دیں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی قسم! جی ہاں! اس شخص نے عرض کی: آپ جو احکام لے کر آئے ہیں' میں ان پر ایمان لاتا ہوں اور میں اپنی قوم کا پیغام رساں ہوں' میرا نام ضمام بن ثعلبہ ہے' میرا تعلق بنو سعد بن بکر کے خاندان سے ہے۔

(امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں:) یعقوب بن ابراہیم نامی راوی نے اس سے مختلف روایت نقل کی ہے۔

2091-اخرجه البخاري في العلم، باب ما جاء في العلم (الحديث 63) و سياتي (الحديث 2092) . و اخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب ما جاء في فرض الصلوات الخمس و المحافظة عليها (الحديث 1402) . و الحديث عند: ابي داؤد في الصلاة، باب ما جاء في المشرك يدخل المسجد (الحديث 486) . تحفة الاشراف (907) .

2092 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ مِنْ كِتَابِهٖ قَالَ حَدَّثَنَا عَمِّيْ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَجْلَانَ وَغَيْرُهٗ مِنْ اِخْوَانِنَا عَنْ سَعِيْدِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ شَرِيْكِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ نَمِرٍ اَنَّهٗ سَمِعَ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جُلُوْسٌ فِى الْمَسْجِدِ دَخَلَ رَجُلٌ عَلٰى جَمَلٍ فَاَنَاخَهٗ فِى الْمَسْجِدِ ثُمَّ عَقَلَهٗ ثُمَّ قَالَ اَيُّكُمْ مُحَمَّدٌ - وَهُوَ مُتَّكِءٌ بَيْنَ ظَهْرَانَيْهِمْ - فَقُلْنَا لَهٗ هٰذَا الرَّجُلُ الْاَبْيَضُ الْمُتَّكِءُ. فَقَالَ لَهُ الرَّجُلُ يَا ابْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ. فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ اَجَبْتُكَ.

قَالَ الرَّجُلُ يَا مُحَمَّدُ اِنِّيْ سَائِلُكَ فَمُشَدِّدٌ عَلَيْكَ فِى الْمَسْاَلَةِ. قَالَ سَلْ عَمَّا بَدَا لَكَ. قَالَ اَنْشُدُكَ بِرَبِّكَ وَرَبِّ مَنْ قَبْلَكَ اللّٰهُ اَرْسَلَكَ اِلَى النَّاسِ كُلِّهِمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللّٰهُمَّ نَعَمْ. قَالَ فَاَنْشُدُكَ اللّٰهَ اللّٰهُ اَمَرَكَ اَنْ تَصُوْمَ هٰذَا الشَّهْرَ مِنَ السَّنَةِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللّٰهُمَّ نَعَمْ. قَالَ فَاَنْشُدُكَ اللّٰهَ اللّٰهُ اَمَرَكَ اَنْ تَاْخُذَ هٰذِهِ الصَّدَقَةَ مِنْ اَغْنِيَائِنَا فَتَقْسِمَهَا عَلٰى فُقَرَائِنَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللّٰهُمَّ نَعَمْ. فَقَالَ الرَّجُلُ اِنِّيْ اٰمَنْتُ بِمَا جِئْتَ بِهٖ وَاَنَا رَسُوْلُ مَنْ وَّرَائِيْ مِنْ قَوْمِيْ وَاَنَا ضِمَامُ بْنُ ثَعْلَبَةَ اَخُوْ بَنِيْ سَعْدِ بْنِ بَكْرٍ. خَالَفَهٗ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ.

☆☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے اسی دوران ایک شخص اونٹ پر سوار ہو کر آیا' تو اس نے اپنا اونٹ مسجد میں بٹھا دیا' پھر اسے باندھ دیا' پھر وہ بولا: آپ لوگوں میں سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کون ہیں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت ہمارے درمیان ٹیک لگا کر بیٹھے ہوئے تھے' ہم نے اسے جواب دیا: یہ سفید رنگت کے مالک صاحب جو ٹیک لگا کر بیٹھے ہیں (یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں)۔ اس شخص نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے کہا: اے عبدالمطلب کے صاحبزادے! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا: میں تمہاری طرف متوجہ ہوں' وہ شخص بولا: حضرت محمد! میں آپ سے کچھ سوالات کروں گا اور شاید میرے لہجے میں کچھ سختی ہو' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارا جو جی چاہتا ہے تم پوچھو' وہ بولا: میں آپ کو آپ کے پروردگار اور آپ سے پہلے لوگوں کے پروردگار کے نام کی قسم دے کر یہ دریافت کرتا ہوں' کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام لوگوں کی طرف مبعوث کیا ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی قسم! ایسا ہی ہے' اس نے عرض کی: میں آپ کو اللہ کے نام کی قسم دے کر یہ دریافت کرتا ہوں کہ کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا ہے' آپ سال کے اس ایک مہینے میں روزے رکھا کریں؟ راوی کہتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی قسم! ایسا ہی ہے۔ اس نے دریافت کیا: میں آپ کو اللہ کے نام کی قسم دے کر دریافت کرتا ہوں کہ کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ حکم دیا ہے' آپ ہمارے خوشحال لوگوں سے صدقہ وصول کر کے اسے ہمارے غریب لوگوں میں تقسیم کریں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی قسم! ایسا ہی ہے' تو وہ شخص بولا: آپ جو تعلیمات لے کر آئے ہیں میں ان پر ایمان لاتا ہوں' میں اپنی قوم کا پیغام رساں ہوں' میرا نام ضمام بن ثعلبہ ہے' میرا تعلق بنو سعد بن بکر سے ہے۔

عبیداللہ بن عمر نامی راوی نے اس سے مختلف روایت نقل کی ہے۔

2092- تقدم (الحديث 2091) .

2093 - اَخْبَرَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عُمَارَةَ حَمْزَةُ بْنُ الْحَارِثِ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبِىْ يَذْكُرُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِىْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ بَيْنَمَا النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ اَصْحَابِهٖ جَاءَ رَجُلٌ مِنْ اَهْلِ الْبَادِيَةِ قَالَ اَيُّكُمُ ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ قَالُوْا هٰذَا الْاَمْغَرُ الْمُرْتَفِقُ - قَالَ حَمْزَةُ الْاَمْغَرُ الْاَبْيَضُ مُشْرَبٌ حُمْرَةً - فَقَالَ اِنِّىْ سَائِلُكَ فَمُشْتَدٌّ عَلَيْكَ فِى الْمَسْاَلَةِ قَالَ سَلْ عَمَّا بَدَا لَكَ ـ قَالَ اَسْاَلُكَ بِرَبِّكَ وَرَبِّ مَنْ قَبْلَكَ وَرَبِّ مَنْ بَعْدَكَ اَللّٰهُ اَرْسَلَكَ قَالَ اللّٰهُمَّ نَعَمْ ـ قَالَ فَاَنْشُدُكَ بِهِ اَللّٰهُ اَمَرَكَ اَنْ تُصَلِّىَ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِىْ كُلِّ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ قَالَ اللّٰهُمَّ نَعَمْ ـ قَالَ فَاَنْشُدُكَ بِهِ اَللّٰهُ اَمَرَكَ اَنْ تَاْخُذَ مِنْ اَمْوَالِ اَغْنِيَائِنَا فَتَرُدَّهٗ عَلٰى فُقَرَائِنَا قَالَ اللّٰهُمَّ نَعَمْ ـ قَالَ فَاَنْشُدُكَ بِهِ اَللّٰهُ اَمَرَكَ اَنْ تَصُوْمَ هٰذَا الشَّهْرَ مِنِ اثْنَىْ عَشَرَ شَهْرًا قَالَ اللّٰهُمَّ نَعَمْ ـ قَالَ فَاَنْشُدُكَ بِهِ اَللّٰهُ اَمَرَكَ اَنْ يَحُجَّ هٰذَا الْبَيْتَ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا قَالَ اللّٰهُمَّ نَعَمْ ـ قَالَ فَاِنِّىْ اٰمَنْتُ وَصَدَّقْتُ وَاَنَا ضِمَامُ بْنُ ثَعْلَبَةَ ـ

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کے ساتھ تشریف فرما تھے' ایک دیہاتی شخص وہاں آیا اور بولا: آپ میں سے عبدالمطلب کے صاحبزادے کون ہیں؟ لوگوں نے جواب دیا: یہ سرخی آمیز سفید رنگت کے مالک صاحب جو کہنی کے بل ٹیک لگا کر بیٹھے ہوئے ہیں۔

حمزہ نامی راوی نے یہ بات نقل کی ہے' روایت میں استعمال ہونے والے لفظ ''امغر'' سے مراد ایسی سفید رنگت ہے' جس میں سرخی ملی ہوئی ہے۔

(حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:) اس شخص نے کہا کہ میں آپ سے کچھ سوالات کروں گا اور سوالات کرتے ہوئے میرا لہجہ تیز ہوسکتا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہیں جو مناسب لگتا ہے تم پوچھو' اس نے کہا: میں آپ کے پروردگار اور آپ سے پہلے لوگوں کے پروردگار اور آپ کے بعد آنے والوں کے پروردگار کے واسطے سے آپ سے یہ پوچھتا ہوں کہ کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو مبعوث کیا ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی قسم! ایسا ہی ہے' اس نے کہا: میں آپ کو اسی کا واسطہ دے کر یہ پوچھتا ہوں کہ کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم یہ دیا ہے' آپ روزانہ پانچ نمازیں پڑھا کریں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی قسم! جی ہاں! تو اس نے دریافت کیا: میں آپ کو اللہ کے نام کی قسم دے کر یہ پوچھتا ہوں کہ کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ حکم دیا ہے' آپ ہمارے خوشحال لوگوں سے کچھ مال وصول کر کے اسے ہمارے غریب لوگوں کو دیں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی قسم! جی ہاں! اس نے کہا: میں آپ کو اسی ذات کی قسم دے کر یہ پوچھتا ہوں کہ کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ حکم دیا ہے' آپ بارہ مہینوں میں سے اس ایک مہینے میں روزے رکھا کریں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی قسم! جی ہاں! اس نے کہا: میں آپ کو اسی کے نام کی قسم دے کر یہ دریافت کرتا ہوں کہ کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ حکم دیا ہے' جو شخص وہاں تک جانے کی استطاعت رکھتا ہو' وہ حج کرے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی قسم! جی ہاں! تو وہ شخص بولا: میں ایمان لاتا ہوں اور میں تصدیق کرتا ہوں' میرا

2093-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (12993) .

نام ثمامہ بن ثعلبہ ہے۔

روزہ کی فرضیت

(۱) امام بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی اور بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے اس بات کی شہادت دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ نماز قائم کرنا، زکوۃ ادا کرنا۔ رمضان کے روزے رکھنا اور حج کرنا۔

نماز وروزے کے حکم میں تبدیلی

(۲) امام احمد، ابوداؤد، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) اور بیہقی نے سنن میں معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نماز تین احوال میں پھیری گئی اور روزہ تین احوال میں پھیرا گیا۔ نماز کے تین احوال یہ ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لئے تو آپ نے سترہ مہینے بیت المقدس کی طرف نماز پڑھی پھر اللہ تعالیٰ نے ان پر نازل فرمایا۔ لفظ آیت قد نری تقلب وجھك فی السماء فلنولینك قبلة ترضٰھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا رخ مکہ کی طرف کرلیا یہ تبدیلی تھی۔ حضرت معاذ نے (پھر) فرمایا نماز کے لئے پہلے لوگ جمع ہوتے تھے اور ایک دوسرے کو نماز کی اطلاع کرتے تھے یہاں تک کہ وہ اس طریقے کو اچھا نہ سمجھنے لگے پھر انصار میں سے ایک آدمی جس کو عبد اللہ بن زید کہا جاتا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر کہنے لگا یا رسول اللہ! میں نے دیکھا ہے اس بارے میں جو نیند کرنے والا دیکھتا ہے اور اگر میں کہوں کہ میں نیند میں نہیں تھا تو بھی میں سچا ہوں گا۔ میں نیند اور جاگنے کی درمیانی حالت میں تھا جب میں نے ایک شخص کو دیکھا جو دو سبز کپڑے پہنے ہوئے تھا اس نے قبلہ رخ ہو کر یوں کہا لفظ آیت اللہ اکبر اللہ اکبر اشھد ان لا الہ الا اللہ دو مرتبہ یہاں تک کہ اذان سے فارغ ہو گیا پھر وہ تھوڑی دیر ٹھہرا رہا پھر اس نے اسی طرح کہا اور اس میں قد قامت الصلوٰۃ کو زیادہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو یہ (کلمات) سکھا دو تاکہ وہ ان الفاظ کے ساتھ اذان دیں حضرت بلال پہلے شخص تھے جنہوں نے ان کلمات کے ساتھ اذان دی راوی کہتے ہیں کہ (اتنے میں) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بھی تشریف لے آئے۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ! میرے پاس بھی اس قسم کا آدمی آیا تھا لیکن یہ مجھ سے (آپ کے پاس پہلے آئے ہیں) سبقت لے گیا یہ دوسری تبدیلی ہے۔

پہلے صحابہ اکرام نماز کی طرف آتے تھے (اور) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کچھ نماز پہلے پڑھ چکے ہوتے تھے ایک آدمی (دوسرے نماز پڑھنے والے) کے پاس جاتا اور (نماز کی حالت میں اس سے پوچھ لیتا تھا) کتنی رکعتیں پڑھی جا چکی ہیں۔ وہ کہتا تھا کہ ایک یا دو رکعتیں (پڑھ لی ہیں) پھر وہ ان دونوں رکعتوں کو پہلے پڑھ لیتا پھر جماعت میں شریک ہوتا۔ حضرت معاذ تشریف لائے اور فرمایا میں آپ کو ہمیشہ اس حال میں نہیں پایا مگر اس حالت میں آپ کے پاس شریک ہو جاتا تھا (کہ میری ایک دو رکعت رہ جاتی تھی) پھر میں بعد میں قضا کر لیتا تھا (اس رکعت کو) جو مجھ سے رہ جاتی تھی۔ (ایک دفعہ) میں آیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آگے جا چکے تھے ایک دو رکعت پڑھ چکے تھے تو میں آپ کے ساتھ (نماز میں) کھڑا ہو گیا جب رسول اللہ صلی اللہ

وسلم نے نماز کو پورا فرمایا تو میں نے کھڑے ہو کر بقیہ نماز کو پورا کرلیا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (صحابہ سے) فرمایا تمہارے لئے معاذ رضی اللہ عنہ نے سنت قائم کردی ہے۔ تم بھی اسی طرح کیا کرو یہ تیسری تبدیلی ہوئی۔

اور روزے کے احوال یہ ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ ہر مہینہ کے تین دن کے روزے اور عاشوراء کا روزہ رکھتے تھے پھر اللہ تعالیٰ نے روزے آپ پر فرض فرما دیئے اور اللہ تعالیٰ نے (یہ آیت) نازل فرمائی لفظ آیت۔

یایھا الذین امنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم ۔الی قولہ ۔ وعلی الذین یطیقونہ فی فدیۃ طعام مسکین ۔

پس جو شخص چاہے روزے رکھے اور جو شخص چاہے مسکین کا کھانا کھلائے یہ اس کا قائم مقام ہوگا پھر اللہ تعالیٰ نے دوسری آیت نازل فرمائی لفظ آیت **شھر رمضان الذی انزل فیہ القران ھدی للناس الی قولہ فمن شھد منکم الشھر فلیصمہ** (اس طرح) اللہ تعالیٰ نے مقیم اور تندرست پر روزہ فرض فرمادیا اور مریض اور مسافر کے لئے رخصت عطا فرمائی اور بوڑھے آدمی کے لئے کھانا کھلانے کو ثابت فرمادیا جو روزوں کی طاقت نہیں رکھتا تو یہ دو حالتیں ہوئیں۔

اور فرمایا لوگ کھاتے پیتے رہتے تھے اور اپنی عورتوں کے پاس آتے تھے جب تک کہ سوتے نہ تھے جب سو جاتے تھے تو (پھر کھانے پینے اور عورتوں کے پاس آنے سے) منع کر دیئے جاتے تھے انصار میں سے ایک آدمی جس کو صرمہ کہا جاتا تھا روزہ کی حالت میں شام تک کام کرتا تھا (شام کے وقت) وہ اپنی بیوی کے پاس آیا، عشا کی نماز پڑھی اور سو گیا صبح تک اس نے نہ کھایا نہ پیا صبح کو پھر روزہ رکھ لیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو سخت تکلیف میں دیکھا اور فرمایا میں تجھ کو انتہائی تکلیف اور مشقت میں دیکھ رہا ہوں؟ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں کل سارا دن کام کرتا رہا (روزے کی حالت میں) تو میں پیٹ گیا اور میں سو گیا پھر میں نے (بغیر کھائے پیئے) صبح کا روزہ رکھ لیا (کیونکہ سو جانے کے بعد کھانا پینا جائز نہیں تھا (پھر) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (کچھ دیر) نیند کرنے کے بعد اپنی بیوی سے ہم بستری کی (کیونکہ نیند کرنے کے بعد عورتوں سے ملنا جائز نہ تھا) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر اپنا واقعہ بیان فرمایا تو اس پر اللہ تعالیٰ نے (یہ آیت) نازل فرمائی **احل لکم لیلۃ الصیام الرفث الی قولہ ثم اتموا الصیام الی الیل**۔

(۳) ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ لفظ آیت **کما کتب علی الذین من قبلکم** یعنی اس سے اہل کتاب مراد ہیں۔

(۴) ابن جریر نے شعبی رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ نصاریٰ پر رمضان کا مہینہ فرض کیا گیا جیسے ہم پر فرض کیا گیا ان کے روزے موسم گرما میں آتے تو وہ انہیں دوسرے موسم کی طرف پھیر دیتے تھے (کفارے کے طور پر) ان میں اضافہ کر دیتے تھے یہاں تک کہ پچاس دن ہو گئے پس اس آیت کا یہی مطلب ہے لفظ آیت **کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم** ۔

(۵) ابن جریر نے سدی رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ لفظ آیت کما کتب علی الذین من قبلکم سے مراد نصاریٰ ہیں جو ہم سے پہلے تھے ان پر رمضان (کے روزے) فرض کئے گئے اور ان پر (یہ بھی) فرض کیا گیا کہ نیند سے بعد نہ کھائیں اور پیو اور نہ رمضان کے مہینہ میں نکاح کرو رمضان کے روزے نصاریٰ پر بھاری پڑ گئے۔ وہ اکٹھے ہوئے اور روزوں کو موسم گرمی اور سردی کے درمیان کر دیا اور کہنے لگے کہ ہم بیس دن زیادہ کر دیں گے یہ ہمارے اس تبدیلی کا کفارہ ہوگا جو ہم نے (اللہ کے حکم کے خلاف) کیا (اور بعد میں) مسلمان بھی وہی کرتے رہے (یعنی نیند کے بعد کھانا پینا چھوڑ دیتے تھے) یہاں تک کہ ابو قیس بن صرمہ اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا وہ واقعہ پیش آیا (جو پہلی روایت میں گذر چکا ہے) تو اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے کھانا پینا اور جماع کو طلوع فجر سے پہلے تک حلال فرما دیا۔

(۶) ابن حنظلہ نے اپنی تاریخ میں النحاس نے ناسخ میں اور طبرانی نے معقل بن حنظلہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نصاریٰ پر رمضان کے روزے (فرض) تھے۔ ان کا بادشاہ بیمار ہوا تو انہوں نے کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے اس کو شفا دے دی تو ہم دس (روزے) زیادہ کر دیں گے پھر دوسرا بادشاہ ہوا اس نے گوشت کھایا تو وہ منہ کے درد میں مبتلا ہو گیا کہنے لگے اگر اللہ تعالیٰ نے اس کو شفا عطا فرما دی تو ہم سات (روزے) اور زیادہ کر دیں گے پھر ان کا ایک اور بادشاہ تھا تو کہنے لگے ہم بقیہ تین روزوں کو نہیں چھوڑیں گے ہم دس روزے پورے کریں گے اور ہم اپنے روزوں کو موسم ربیع میں کر دیں گے انہوں نے ایسا ہی کیا اور اس طرح ان کے پچاس روزے ہو گئے۔

(۷) ابن جریر نے ربیع رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ لفظ آیت کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم سے مراد ہے کہ ان پر روزے فرض کئے گئے ایک عشاء سے دوسری عشاء تک۔

(۸) ابن جریر نے مجاہد رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ لفظ آیت کتب علی الذین من قبلکم سے مراد اہل کتاب۔

(۹) ابن جریر نے سدی رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ لفظ آیت لعلکم تتقون تا کہ تم پہلے لوگوں کی طرح کھانے پینے اور عورتوں سے بچتے رہو۔

(۱۰) ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے عطار رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ لفظ آیت ایاما معدودات سے مراد ہے کہ ہر مہینے کے تین دن روزے تھے اور پورے مہینہ کو ایاما معدودات کا نام نہیں دیا گیا۔ (اور) فرمایا کہ اس سے پہلے لوگوں کے یہی تین روزے تھے پھر اللہ تعالیٰ نے ان پر رمضان کے مہینے کو فرض فرما دیا۔

(۱۱) سعید بن منصور نے ابو جعفر رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ رمضان کے مہینے نے سب روزے منسوخ کر دیئے۔

(۱۲) ابن ابی حاتم نے مقاتل رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ لفظ آیت ایاما معدودات سے مراد رمضان کے تیس دن کے روزے ہیں۔

(۱۳) ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ لفظ آیت کتب علیکم الصیام سے مراد ہے کہ ہر ماہ تین دن کے روزے تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے رمضان کے روزوں کے بارے میں (حکم) نازل فرما کر ان کو

منسوخ فرمادیا سو یہ پہلا روزہ عشاء سے شروع ہوتا تھا اور اللہ تعالیٰ نے اس میں ایک مسکین کو کھانا کھلانے کا فدیہ بھی رکھا تھا پس جو مسافر چاہتا ایک مسکین کو کھانا کھلا کر روزہ افطار کر لیتا اور جوان کے لئے رخصت تھی پھر اللہ تعالیٰ نے لفظ آیت **فعدة من ایام اخر** کا حکم نازل فرمایا اور اس دوسرے حکم میں مسکین کے کھانے کے دفیہ کا ذکر نہیں فرمایا تو فدیہ منسوخ ہو گیا اور دوسرے دنوں میں روزہ رکھنا ثابت ہو گیا (اور) فرمایا لفظ آیت **یرید اللہ بکم الیسر و لا یریدبکم العسر** اورافطار کرنا ہے سفر اجازت ہے اور پھر اس کی قضا دوسرے دنوں میں کرتے۔

(۱۴) عبد بن حمید نے قتادہ رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ لفظ آیت **کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم** سے مراد وہ رمضان کے روزے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے فرض کیا تھا ان لوگوں پر جو تم سے پہلے تھے اور پہلے وہ لوگ ہر ماہ تین دن کے روزے رکھتے تھے اور دو رکعت صبح کو اور دو رکعت شام کو پڑھتے تھے یہاں تک کہ ان پر (اللہ تعالیٰ) نے رمضان کا مہینہ فرض کر دیا۔

(۱۵) ابن ابی حاتم نے ضحاک رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ پہلا روزہ وہ تھا جس کو نوح علیہ السلام نے اور ان کے بعد والوں نے رکھا یہاں تک کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب نے بھی اسی طرح روزہ رکھا۔

(۱۶) ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رمضان کے روزے اللہ نے تم سے پہلی امتوں پر بھی فرض فرمائے تھے۔

(۱۷) ابن ابی حاتم نے حسن رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ ہر امت پر پورے رمضان کے روزے فرض کئے گئے تھے جو پہلے گزر چکی۔ جیسا کہ ہم پر پورے ماہ کے روزے فرض ہیں۔

(۱۸) عبد بن حمید نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ نصاریٰ پر اس طرح روزے فرض کئے گئے جیسا کہ تم پر فرض کئے گئے اور اس کی تصدیق اللہ کی کتاب میں ہے یعنی لفظ آیت **کتب علیکم** پھر فرمایا کہ نصاریٰ کا معاملہ یہ ہوا کہ ایک دن انہوں نے پہلے روزہ رکھا کہنے لگے ہم نہیں چوکیں گے پھر انہوں نے ایک دن بڑھایا اور ایک دن پیچھے کر دیا۔ اور کہنے لگے کہ ہم نہیں چوکیں گے پھر ان کا آخری معاملہ یہ ہو گیا انہوں نے کہا کہ ہم دس (روزے) آگے کریں گے اور دس پیچھے کریں گے یہاں تک کہ ہم نہیں چوکیں گے پس وہ لوگ روزوں کا مہینہ ہی گم کر بیٹھے۔

(۱۹) ابن ابی حاتم نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ لفظ آیت **کتب علیکم الصیام** سے مراد ہے کہ ان پر (روزے) اس طرح فرض کئے گئے جب ان میں سے کوئی عشاء کی نماز پڑھ کر سو جاتا تھا تو اس پر کھانا اور پینا اور عورتوں کے پاس جانا حرام ہو جاتا تھا۔

(۲۰) عبد بن حمید نے سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا کہ لفظ آیت **کتب علیکم الصیام** سے مراد ہے کہ پہلے لوگوں پر روزہ اس طرح فرض تھا کہ جب ان میں سے کوئی کچھ کھانے سے پہلے سو جاتا تھا تو پھر اس کے لئے آئندہ رات تک کھانا حلال نہیں ہوتا تھا اور روزہ کی رات عورتیں ان پر حرام تھیں اور یہ حکم ان پر ثابت رہا لیکن تم کو اس کی رخصت دی گئی ہے۔

(۲۱) امام بخاری اور مسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ عاشوراء کا دن روزہ رکھا جاتا تھا جب رمضان کا حکم نازل ہوا تو پھر جو شخص چاہتا (عاشوراء کا روزہ) رکھتا اور جو چاہتا نہ رکھتا۔

(۲۲) امام سعید اور ابن عساکر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ لفظ آیت یایھا الذین امنوا کتب علیکم الصیام (الآیہ) یعنی اس سے اہل کتاب مراد ہیں اور اس کا حکم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب پر بھی تھا کہ ایک شخص عشاء کی نماز یا سونے سے پہلے کھا پی سکتا تھا اور جمع کرسکتا تھا۔ جب وہ عشاء کی نماز پڑھ لیتا یا سو جاتا تو یہ تمام کام آنے والی رات تک منع ہو جاتے تو اس آیت احل لکم لیلۃ الصیام نے اس حکم کو منسوخ کر دیا۔

واما قوله تعالیٰ: وعلی الذین یطیقونه فدیة:

(۲۳) عبد بن حمید نے ابن سیرین رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے خطبہ دیتے ہوئے اس آیت وعلی الذین یطیقونه فدیة پڑھا اور فرمایا کہ یہ آیت منسوخ کر دی گئی۔

روزے کا فدیہ دینے کا حکم

(۲۴) ابن ابی حاتم، نحاس نے الناسخ میں اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ یہ آیت وعلی الذین یطیقونه فدیة نازل ہوئی تو جو چاہتا روزہ رکھ لیتا اور جو چاہتا روزہ نہ رکھتا اور مسکین کو کھانا کھلا دیتا پھر یہ آیت فمن شهد منكم الشهر فليصمه نازل ہوئی تو پہلا حکم منسوخ ہو گیا مگر بہت بوڑھے کے لئے باقی رہ گیا کہ اگر وہ چاہے تو ہر دن کے روزہ کے بدلہ کسی مسکین کا کھانا کھلا دے اور روزہ نہ رکھے۔

(۲۵) ابوداؤد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ لفظ آیت وعلی الذین یطیقونه فدیة سے مراد ہے کہ ان میں سے جو چاہے (روزہ کے بدلہ میں) ایک مسکین کے کھانے کا فدیہ دے اور اپنے روزہ کو پورا کرے پھر فرمایا لفظ آیت فمن تطوع خیرا فھو خیرله، وان تصوموا خیرلکم اور فرمایا لفظ آیت فمن شهد منكم الشهر فليصمه۔

(۲۶) سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابوداؤد، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے اپنی سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے بارے میں روایت کیا کہ بہت بوڑھا آدمی اور بوڑھی عورت کے لئے اجازت تھی جبکہ وہ روزہ رکھنے کی طاقت نہیں رکھتے ہوں اور ہر دن کے بدلہ ایک مسکین کو کھانا کھلا دیا کریں پھر یہ حکم منسوخ کر دیا گیا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا لفظ آیت فمن شهد منكم الشهر فليصمه جو تم میں سے اس مہینہ کو پائے روزہ رکھے اور ایسے بوڑھے شخص کے لئے افطار کی رخصت کو باقی رکھا کہ اگر روزے کی طاقت نہ رکھیں تو افطار کر لیں اور مسکین کو کھانا کھلا دیں اور (اس طرح) حمل والی عورت اور بچے کو دودھ پلانے والی عورت جب بچے کی ہلاکت کا خوف ہو تو روزہ نہ رکھیں اور مسکین کو کھانا کھلا دیا کریں ہر دن کے بدلہ اور ان پر روزہ کی قضا بھی نہیں ہے۔

(۲۷) امام دارمی، بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن جریر، ابن خزیمہ، ابوعوانہ، ابن ابی حاتم، نحاس، ابن حبان، طبرانی، حاکم اور بیہقی نے اپنی سنن میں سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ جب یہ آیت لفظ آیت وعلی الذین

یطیقونہ فدیۃ (الآیہ)طعام مسکین نازل ہوئی تو ہم میں سے جو چاہتا روزہ رکھ لیتا اور جو چاہتا اس کے بدلہ میں فدیہ دے دیتا یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی جو اس کے بعد ہے اور اس آیت لفظ آیت فمن شھد منکم الشھر فلیصمہ سے سابقہ آیت منسوخ ہوگئی۔

(۲۸)ابن حبان نے سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ ہم رسول کے زمانہ میں مرضی سے روزے رکھتے تھے تو جو چاہتا روزہ رکھ لیتا اور جو چاہتا روزہ نہ رکھتا اور فدیہ دے دیتا یہاں تک کہ یہ آیت لفظ آیت فمن شھد منکم الشھر فلیصمہ نازل ہوئی۔

(۲۹)امام بخاری نے ابویعلی رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ ہم میں سے کچھ ساتھیوں نے ہم کو خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جب رمضان کے بارے میں حکم نازل ہوا تو ان پر یہ حکم مشکل ہوا جو شخص ہر دن مسکین کو کھانا کھلا دیتا تھا وہ رمضان کے روزے چھوڑ دیتا تھا لیکن جو شخص روزہ رکھنے کی طاقت رکھتا تھا اس کو روزہ چھوڑنا بھاری لگتا تھا اور ان کو رخصت دی گئی تھی پھر اس آیت لفظ آیت وان تصوموا خیرلکم نے اس حکم کو منسوخ کر دیا اور روزے رکھنے کا حکم دیا گیا۔

ابتداء اسلام میں ہر ماہ تین روزے کا حکم تھا

(۳۰)ابن جریر نے ابویعلی رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ ہم کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم نے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ نے ان کو ہر ماہ تین دن کے روزوں کا حکم دیا جو نفلی تھے فرض نہ تھے پھر رمضان کے روزوں کا حکم نازل ہوا اور لوگ روزہ رکھنے کے عادی نہ تھے (یہ حکم) ان پر بھاری ہوا اور جو شخص روزہ نہ رکھتا تھا مسکین کو کھانا کھلا دیتا تھا پھر یہ آیت لفظ آیت فمن شھد منکم الشھر فلیصمہ، ومن کان مریضا او علی سفر فعدۃ من ایام اخر نازل ہوئی تو مریض اور مسافر کے لئے رخصت ہوئی اور ہم کو روزہ کا حکم ہوا۔

(۳۱)عبد بن حمید، ابن المنذر نے عامر شعبی رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ جب یہ آیت لفظ آیت وعلی الذین یطیقونہ فدیۃ نازل ہوئی تو مالدار لوگ روزہ نہ رکھتے تھے اور (مساکین کو) کھانا کھلا دیتے تھے اور فقراء پر روزہ کر دیا گیا پھر اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا لفظ آیت فمن شھد منکم الشھر فلیصمہ تو سب لوگوں نے روزہ رکھا۔

(۳۲)امام وکیع اور عبد بن حمید نے ابویعلی رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ میں نے عطا بن ابی رباح رحمہ اللہ علیہ کے پاس رمضان کے مہینے میں آیا تو وہ کھا رہے تھے میں نے اس سے کہا کیا آپ کھا رہے ہیں؟ انہوں نے فرمایا روزہ کے بارے میں جو حکم اول نازل ہوا کہ جو شخص چاہیے روزہ رکھے اور جو شخص چاہے روزہ نہ رکھے اور ہر دن مسکین کو کھانا کھلا دے جب یہ آیت لفظ آیت فمن تطوع خیرا فھو خیرلہ نازل ہوئی تو مسکینوں کو کھانا کھلانا مستحب تھا پھر جب یہ آیت لفظ آیت فمن شھد منکم الشھر فلیصمہ نازل ہوئی تو ہر مسلمان پر روزہ فرض ہوگیا مگر مریض یا مسافر یا میری طرح بہت بوڑھے آدمی پر فرض نہیں ہوا بے شک وہ افطار کرے اور ہر دن مسکین کو کھانا کھلا دے۔

(۳۳)امام وکیع، سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ نے المصنف میں، بخاری، ابن جریر، ابن المنذر اور بیہقی نے اپنی سنن میں

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ وہ لفظ آیت **فدیة طعام مسکین** پڑھتے تھے اور فرماتے تھے یہ منسوخ ہے اس آیت کو اس کے بعد والی آیت لفظ آیت **فمن شهدمنکم الشهر فلیصمه** نے منسوخ کر دیا۔

(۳۴) امام وکیع، سفیان، عبدالرزاق، الفریابی، بکاری، ابوداؤد نے الناسخ میں، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابن الانباری نے مصاحف میں، طبرانی، دارقطنی، بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ لفظ آیت **وعلی الذین یطیقونه فدیة** پڑھتے تھے (تشدید کے ساتھ) مطلب یہ ہے کہ وہ مشقت اور تکلیف کے ساتھ روزہ رکھتے ہیں اور فرماتے تھے کہ (یہ آیت) منسوخ نہیں ہے۔ اس سے مراد بوڑھا آدمی اور بوڑھی عورت ہے (جو روزہ کی طاقت نہیں رکھتے) وہ ہر دن کے لئے مسکین کو کھانا کھلائیں اور روزے قضا بھی نہ کریں۔

(۳۵) ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، دارقطنی، حاکم (ان دونوں نے اسے صحیح کہا ہے) اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ لفظ آیت **وعلی الذین یطیقونه فدیة** سے مراد ہے کہ وہ تکلیف کے ساتھ روزے رکھتے ہو تو ایک مسکین کا کھانا فدیہ دیں لفظ آیت **فمن تطوع خیرا** یعنی اور جو ایک مسکین سے زائد دیں لفظ آیت **فهو خیر له** تو یہ اس کے لئے بہتر ہے لفظ آیت **وان تصوموا** اور تمہارے لئے روزہ رکھنا بہتر ہے فرماتے ہیں کہ آیت منسوخ نہیں ہے اور اس میں اس بوڑھے کے لئے رخصت دی گئی ہے جو روزہ کی طاقت نہیں رکھتا ہو یا اس مرض کے لئے جو جانتا ہو کہ اب اسے شفایاب ہونا مشکل ہے۔

(۳۶) ابن جریر، بیہقی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ وہ **یطیقونه** پڑھتی تھیں۔

(۳۷) ابن ابی داؤد نے المصاحف میں سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا کہ وہ لفظ آیت **وعلی الذین یطیقونه** پڑھتے تھے۔

(۳۸) امام وکیع، عبد بن حمید، ابن الانباری نے عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ وہ لفظ آیت **وعلی الذین یطیقونه** پڑھتے تھے پھر فرمایا یہ آیت منسوخ نہیں ہے جو لوگ بڑی مشکل سے روزہ رکھ سکتے ہیں جیسے بہت بوڑھا شخص تو ان پر فدیہ ہے۔

(۳۹) ابن جریر، ابن الانباری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ وہ لفظ آیت **وعلی الذین یطیقونه** (یعنی جو لوگ طاقت رکھتے ہیں) ان کو مشقت میں ڈالا گیا اور انکو مکلّف بنایا گیا پڑھتے تھے اسکا معنی مشکل سے روزہ رکھنا۔

(۴۰) سعید بن منصور، ابوداؤد نے الناسخ میں اور ابن جریر نے عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ وہ لفظ آیت **وعلی الذین یطیقونه** پڑھتے تھے اور فرمایا اگر وہ روزے کی طاقت نہیں رکھیں تو وہ روزہ نہ رکھیں۔

(۴۱) ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ لفظ آیت **وعلی الذین یطیقونه** بہت بوڑھے آدمی کے لئے نازل ہوئی جو روزہ کی طاقت نہیں رکھتا اس کو اجازت دی گئی ہے کہ وہ اس کے بدلہ میں ہر دن مسکین کا کھانا کھلا دیا کرے۔

(۴۲) عبد بن حمید، ابوداؤد نے الناسخ میں، ابن جریر، ابن ابی حاتم، دارقطنی اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما

سے روایت کیا کہ لفظ آیت وعلی الذین یطیقونہ فدیۃ منسوخ نہیں ہے اس سے مراد وہ بہت بوڑھا آدمی ہے جو روزہ کی طاقت نہیں رکھتا ہو تو وہ روزہ نہ رکھے اور ہر دن آدھا صاع گیہوں میں سے ایک فدا اس کے کھانے کے لئے اور ایک مد اس کے سالن کے لئے صدقہ کردیں۔

(۴۳) ابن سعد نے مجاہد رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ یہ آیت مولیٰ قیس بن ثابت رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ یعنی لفظ آیت وعلی الذین یطیقونہ فدیۃ طعام مسکین کہ وہ روزہ نہ رکھیں اور ہر دن کے لئے ایک مسکین کو کھانا کھلادیں۔

(۴۴) ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ لفظ آیت وعلی الذین یطیقونہ فدیۃ سے مراد ہے کہ جو شخص مشقت کی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکے تو اس کے لئے جائز ہے کہ وہ روزہ نہ رکھے اور ہر دن مسکین کو کھانا کھلا دیا کرے اور اسی طرح حاملہ عورت، دودھ پلانے والی، بہت بوڑھا آدمی اور جو شخص ہمیشہ بیمار رہے (روزہ کے بدلہ میں صدقہ دیدے)۔

(۴۵) ابن جریر نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے لفظ آیت وعلی الذین یطیقونہ کے بارے میں روایت کیا کہ اس سے مراد بہت بوڑھا آدمی ہے جو روزہ کی طاقت نہیں رکھتا تو وہ اس کے بدلہ میں ہر دن مسکین کو کھانا کھلا دیا کرے۔

(۴۶) ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن المنذر، دارقطنی اور بیہقی نے حضرت مالک بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ وہ اپنی موت سے ایک سال پہلے کمزور ہوگئے (روزہ نہ رکھ سکے) تو انہوں نے ایک بڑے پیالہ میں ثرید بنالیا اور تیس مسکین کو بلا کر کھانا کھلا دیا۔

(۴۷) امام طبرانی نے قتادہ رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ انسان روزہ رکھنے سے ضعیف ہو جائے اپنی موت سے ایک سال پہلے تو وہ روزہ نہ رکھے اور ہر دن مسکین کو کھانا کھلائے۔

حاملہ اور مرضعہ کے لئے روزے کی رخصت کا بیان

(۴۸) عبد بن حمید، ابن جریر، دارقطنی (انہوں نے اسے صحیح بھی کہا ہے) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ انہوں نے اپنی ام ولد سے فرمایا جو حاملہ تھی یا مرضعہ بچے کو دودھ پلانے والی تھی کہ تو ان لوگوں کی طرح ہے جو روزہ رکھنے کی طاقت نہیں رکھتے تجھ پر مسکین کو کھانا کھلانا ہے اور تجھ پر قضا نہیں ہے۔

(۴۹) عبد بن حمید، ابن ابی حاتم، دارقطنی نے نافع رحمہ اللہ سے روایت کیا کہ میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کی بیٹیوں میں ایک بیٹی کو حضرت ابن عمر کے پاس حمل کی حالت میں رمضان کے روزے کے بارے میں پوچھنے کے لئے بھیجا انہوں نے فرمایا نہ رکھے اور ہر دن ایک مسکین کو کھانا کھلائے۔

(۵۰) عبدالرزاق اور عبد بن حمید نے سعید بن جبیر رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ حاملہ عورت اس ماہ روزہ نہ رکھے اور اسی طرح دودھ پلانے والی جو اپنے بچے پر خوف کرے تو وہ روزہ نہ رکھے اور دونوں ہر دن مسکین کو کھانا کھلاتی رہیں اور ان پر قضا بھی

نہیں ہے۔

(۵۱) عبد بن حمید نے عثمان بن اسود رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ ہے کہ میں نے مجاہد رحمہ اللہ علیہ سے اس عورت کے بارے میں پوچھا جو حاملہ ہو اور اس پر روزہ رکھنا دشوار ہو انہوں نے فرمایا کہ اس کو حکم کردو کہ روزہ رکھے اور ہر دن ایک مسکین کو کھانا کھلا دیا کرو جن صحت مند ہو جائے تو اسے چاہئے کہ قضا کرلے۔

(۵۲) عبد بن حمید نے حسن رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ دودھ پلانے والی کو جب خوف ہو تو روزہ نہ رکھے اور مسکین کو کھانا کھلا دے اور حاملہ عورت کو جب اپنی جان پر خوف ہو تو وہ بھی روزہ نہ رکھے اور (بعد میں) قضا کرلے یہ عورت مریض کی طرح ہے۔

(۵۳) عبدالرزاق، عبد بن حمید نے حسن رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ (حاملہ اور مرضعہ) دونوں روزہ نہ رکھیں اور (بعد میں) قضا کرلیں۔

(۵۴) عبد بن حمید نے ابراہیم رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ حاملہ اور مرضعہ جب دونوں کو خوف ہو تو روزہ نہ رکھیں اور (بعد میں) قضا کرلیں۔

(۵۵) عبد بن حمید نے ابراہیم رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ جب رمضان میں انسان کو اپنی جان پر خوف ہو (کہ روزہ رکھوں گا تو مرجاؤں گا) تو اس کو چاہئے کہ روزہ نہ رکھے۔

وما قولہ تعالیٰ: طعام مسکین:

(۵۶) سعید بن منصور نے ابن سیرین رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے سورۃ بقرہ ممبر پر پڑھی جب آیت پر آئے تو پڑھا لفظ آیت **طعام مسکین** ۔

(۵۷) عبد بن حمید نے مجاہد رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ انہوں نے لفظ آیت **فدیة طعام مسکین** کے بارے میں کہ اس سے مراد ہے ایک مسکین۔

(۵۸) امام وکیع نے عطار رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ لفظ آیت **فدية عام مسكين** سے اہل مکہ کا مد مراد ہے۔

(۵۹) عبدالرزاق، عبد بن حمید نے عکرمہ رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ میں نے طاؤس رحمہ اللہ علیہ سے اپنی والدہ کے بارے میں پوچھا جن کو پیاس تھی اور روزہ نہیں رکھ سکتی تھیں تو انہوں نے فرمایا کہ روزہ رکھے اور ہر دن (مسکین کو) گیہوں کا ایک مد کھلائیں میں نے کہا کون سا مد؟ فرمایا تیری زمین (یعنی تیرے علاقے) والا مد۔

(۶۰) دارقطنی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ جس کو بڑھاپا پہنچ جائے اور رمضان کا پہلا روزہ نہ رکھ سکے تو ہر روز ایک مد گندم کھلائے۔

(۶۱) عبدالرزاق، عبد بن حمید نے سفیان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ صدقات اور کفارات کا اندازہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مد کے ساتھ ہوگا۔

وما قولہ تعالیٰ: فمن تطوع خیرا فھو خیر ۔:

(۶۲) امام وکیع نے مجاہد رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ لفظ آیت فمن تطوع خیرا سے مراد ہے کہ مسکین کو ایک صاع کھانا کھلائے

(۶۳) عبد بن حمید نے عکرمہ رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ لفظ آیت فمن تطوع خیرا سے مراد ہے کہ دو مسکینوں کو کھانا کھلائے۔

(۶۴) عبد بن حمید نے طاؤس رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ لفظ آیت فمن تطوع خیرا سے مراد ہے کئی مساکین کو کھانا کھلا دے

(۶۵) امام وکیع، عبد بن حمید نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ وہ رمضان میں روزے نہ رکھتے تھے کیونکہ وہ بوڑھے ہو چکے تھے اور ہر دن چار مسکینوں کو کھانا کھاتے تھے۔

(۶۶) دار قطنی نے سنن میں مجاہد رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ میں نے قیس بن سائب کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ رمضان کا مہینہ کا انسان فدیہ دے تو ہر دن کے لئے مسکین کو کھانا کھلائے۔ سو تم لوگ مری طرف سے ہر روز دو مسکینوں کو کھانا کھلا دو۔

قولہ تعالیٰ: وان تصوموا خیر لکم ان کنتم تعلمون :

(۶۷) ابن جریر نے ابن شہاب رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ لفظ آیت وان تصوموا خیر لکم یعنی روزہ بہتر ہے تمہارے لئے فدیہ سے۔

(۶۸) امام مالک، ابن ابی شیبہ، احمد، بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابن خزیمہ اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابن آدم کے ہر عمل دس گنا سے سات سو گنا تک بڑھایا جاتا ہے اللہ عزوجل نے فرمایا کہ خبردار روزہ میرے لئے ہے اور میں اس کا بدلہ دوں گا وہ میری وجہ سے اپنا کھانا، اپنا پینا اور اپنی خواہش کو چھوڑتا ہے روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں ایک خوشی افطار کے وقت اور ایک خوشی (قیامت کے دن) اپنے رب سے ملاقات کے وقت اور روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہے۔

(۶۹) ابن ابی شیبہ، مسلم، نسائی، بیہقی نے ابوہریرہ و ابو سعید رضی اللہ عنہ دونوں سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اور روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا اور روزہ دار کے لئے خوشیاں ہیں ایک خوشی جب افطار کرے اور دوسری خوشی جب وہ اپنے رب سے ملاقات کرے گا اور وہ اس کو جزا دے گا خوش ہوگا اور روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہے۔

روزہ ڈھال ہے

(۷۰) امام احمد اور بیہقی نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہمارے رب نے فرمایا روزہ ڈھال ہے بندہ اس کی ذریعہ آگ بچاؤ کرتا ہے اور وہ (روزہ) میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا

راوی نے کہا کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ روزہ آگ سے بچانے والی مضبوط ڈھال ہے۔

(۷۱) امام بیہقی نے ایوب بن حسان واسطی رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ میں نے ایک آدمی کو سفیان بن عیینہ رضی اللہ عنہ سے سوال کرتے ہوئے سنا کہ اے ابومحمد (یہ ان کی کنیت تھی) ان احادیث میں ہے جن میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب سے روایت فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ابن آدم کا ہر عمل اسی کے لئے ہے مگر روزہ کہ وہ میرے لئے اور میں اس کا بدلہ دوں گا (یہ حدیث کیسی ہے) ابن عیینہ نے فرمایا یہ حدیث عمدہ اور محکم احادیث میں سے ہے جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالیٰ اپنے بندے کا حساب فرمائیں گے اور اس کے مظالم کی وجہ سے اس کے سارے اعمال دوسرے لوگوں کو دیئے جائیں گے یہاں تک کہ صرف روزہ اس کے لئے باقی رہ جائے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے باقی مظالم کو اٹھالیں گے اور اس کو روزہ کے بدلہ میں جنت میں داخل فرمادیں گے۔

(۷۲) امام مالک، ابن ابی شیبہ، احمد، بخاری، مسلم، نسائی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ جل شانہ فرماتے ہیں ابن آدم کا ہر عمل اس کے اپنے لئے ہے سوائے روزہ کے کہ وہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا۔ اور روزہ ڈھال ہے جب تم میں سے کسی کا روزہ ہو تو فحش گوئی نہ کرے اور نہ شور مچائے اگر کوئی اس کو برا کہے یا گالی دے تو اس کو کہہ دے کہ میں روزہ سے ہوں اور قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہے روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں ایک خوشی جب افطار کرتا ہے تو خوش ہوتا ہے۔ اور دوسری خوشی جب اپنے رب سے ملاقات کرے گا۔

(۷۳) ابن ابی شیبہ، احمد، بخاری، مسلم، نسائی، ابن خزیمہ، بیہقی نے سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت کے آٹھ دروازے ہیں اس میں سے ایک دروازہ جس کا نام ریان ہے قیامت کے دن اس میں روزہ دار داخل ہوں گے ان کے علاوہ کوئی بھی ان کے ساتھ داخل نہ ہوگا کہا جائے گا کہاں ہیں روزہ دار؟ تو وہ لوگ اس سے داخل ہوں گے جب ان میں آخری آدمی داخل ہوجائے گا تو دروازہ بند کردیا جائے گا پھر ان میں سے داخل نہ ہوگا۔

ابن خزیمہ رحمہ اللہ علیہ نے زیادہ کہا کہ جو آدمی اس میں سے داخل ہوگا وہ پیئے گا اور جو شخص پیئے گا وہ پیاسا نہ ہوگا۔

(۷۴) امام بیہقی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا روزہ میں کوئی ریاکاری نہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ روزہ میرے لئے ہے اور میں اس کی جزا دوں گا میری وجہ سے اپنے کھانے اور پینے کو چھوڑتا ہے۔

(۷۵) ابن ابی شیبہ، بخاری، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، بیہقی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس شخص نے ایمان کی حالت میں اور ثواب کی امید رکھتے ہوئے رمضان کے روزے رکھے اس کے پہلے گناہ سب معاف کردیئے جائیں گے۔

(۷۶) امام نسائی اور بیہقی نے عمرو بن سعید رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا اور انہوں نے اپنے باپ دادا سے روایت کیا کہ

انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا افطار کے وقت روزہ دار کی دعا قبول ہوتی ہے۔

(۷۷) امام بیہقی نے عبداللہ بن روفی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا روزہ دار کی نیند عبادت ہے اس کا خاموش رہنا تسبیح ہے اس کا عمل دوگنا ہے۔ اس کی دعا قبول کی جاتی ہے اور اس کے گناہ معاف ہے۔

(۷۸) ابن عدی نے، ابوالحسن، محمد بن جمیع العسائی، ابوسعید بن الاعرابی اور بیہقی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کوئی بندہ جب روزہ کی حالت میں صبح کرتا ہے تو اس کے لئے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اس کے اعضاء تسبیح کرتے ہیں اور اس کے لئے آسمان کے رہنے والے استغفار کرتے ہیں یہاں تک کہ سورج پردے میں چھپ جاتا ہے اگر وہ ایک رکعت یا دو رکعت نماز پڑھتا ہے تو اس کے لئے آسمان نور سے روشن ہو جاتے ہیں اور حورعین میں سے اس کی بیویاں کہتی ہیں کہ اے اللہ اس کو ہماری طرف بھیج دے ہم اس کو دیکھنے کی مشتاق ہیں اور اگر وہ لا الہ الا اللہ کہتا ہے یا تسبیح بیان کرتا ہے یا تکبیر کہتا ہے تو اس سے ستر ہزار فرشتے ملاقات کرتے ہیں اور اس کے اس ذکر کا ثواب سورج غروب ہونے تک لکھتے رہتے ہیں۔

روزے دار کے لئے جنت کی بشارت

(۷۹) بیہقی نے حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے روایت کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس شخص کو روزہ نے کھانے اور پینے سے روکے رکھا جس کی اس کو خواہش تھی تو اللہ تعالیٰ اس کی خواہش کے مطابق جنت کے پھل کھلاتے ہیں اور اس کو جنت میں سے پلائے گا۔

(۸۰) امام بیہقی نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے دئے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل میں سے ایک نبی کے پاس یہ وحی بھیجی کہ اپنی قوم کو یہ بتا دیجئے جب کوئی بندہ کسی دن اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے روزہ رکھے گا تو میں اس کے جسم کو صحت عطا کروں گا اور اس کے اجر کو بڑا کر دوں گا۔

(۸۱) ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ ہم سمندری جنگ میں جا رہے تھے کہ ایک آواز دینے والے نے آواز دی اے کشتی والوں اپنی خبر دو ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے کہا کیا تو نہیں دیکھتا ہے کہ ہوا ہمارے لئے اچھی ہے (یعنی سازگار ہے) لنگر ہمارے لئے اٹھائے گئے ہیں کشتی ہمارے لئے سمندر کی گہرائی میں چل رہی ہے؟ تو اس آواز دینے والے نے کہا کیا میں تم کو اس فیصلہ کے متعلق نہ بتاؤں جو اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات پر لازم رکھا ہے؟ میں نے کہا کیوں نہیں ضرور بتاؤ۔ اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات پر یہ فیصلہ فرمالیا ہے کہ جو بندہ دنیا میں اللہ کی رضا کے لئے اپنے آپ کو ایک دن پیاسا رکھے گا (یعنی روزہ رکھے گا) تو اللہ تعالیٰ پر یہ حق ہے کہ اس کو قیامت کے دن سیراب فرمائیں گے۔

(۸۲) امام احمد، نسائی، ابن خزیمہ، ابن حبان، حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) اور بیہقی نے ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے کوئی ایسا عمل بتائیں جو میں آپ سے حاصل کروں اور اللہ تعالیٰ اس سے مجھے نفع

عطا فرما دیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روزہ کو لازم پکڑ لے کہ اس کی مثل کوئی (عمل) نہیں۔

(۸۳) امام بیہقی نے عبد اللہ بن ابی رباح رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ قیامت کے دن روزے داروں کے لئے دستر خوان رکھے جائیں گے وہ کھا رہے ہوں گے اور لوگ حساب دینے کی مشقت میں ہوں گے۔

(۸۴) بیہقی نے کعب احبار رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ قیامت کے دن ایک آواز دینے والا آواز دے گا کہ ہر کاشتکار کو اپنی کھیتی کا بدل دیا جاتا ہے اور زیادہ دیا جاتا ہے۔ لیکن اہل قرآن اور روزوں کو بغیر حساب کے اجر دیا جائے گا۔

(۸۵) ابن ابی شیبہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نیک عمل کرنے والوں کے لئے جنت کے دروازوں میں سے ایک مخصوص دروازہ ہوگا جس سے وہ بلائے جائیں گے اور روزہ والوں کے لئے ایک دروازہ ہے جس کو ریان کہا جاتا ہے۔

(۸۶) امام مالک نے مؤطا میں، ابن ابی شیبہ، بخاری، مسلم، نسائی اور بیہقی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روزہ ڈھال ہے (آگ سے)

(۸۷) امام بیہقی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب عزوجل سے یہ روایت فرمایا کرتے تھے کہ تمہارے رب نے فرمایا روزہ ڈھال ہے میرا بندہ اس کے ذریعہ آگ سے بچاؤ حاصل کرتا ہے۔

(۸۸) امام احمد اور بیہقی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا روزہ ڈھال ہے اور آگ سے بچاؤ کا مضبوط قلعہ ہے۔

(۸۹) ابن ابی شیبہ، نسائی اور ابن ماجہ، ابن خزیمہ اور بیہقی نے عثمان بن ابی عاصم ثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ روزہ آگ سے ڈھال ہے جیسے تم میں سے کسی کے لئے ڈھال ہوتی ہے لڑائی سے (بچاؤ کے لئے)۔

(۹۰) ابن ابی شیبہ، نسائی، ابن خزیمہ، اور بیہقی نے ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ روزہ ڈھال ہے جب تک کہ اس کو نہ پھاڑ دیا جائے۔

(۹۱) امام طبرانی نے الاوسط میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روزہ ڈھال ہے جب تک اس کو پھاڑا نہ جائے پوچھا گیا یہ کس طرح پھٹتا ہے؟ آپ نے فرمایا جھوٹ اور غیبت سے۔

(۹۲) امام ترمذی اور بیہقی نے بنو سلیم کے ایک آدمی سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا سبحان اللہ نصف میزان ہے اور الحمد للہ میزان کو بھر دیتا ہے اور اللہ اکبر زمین و آسمان کے درمیان کو بھر دیتا ہے اور وضو (بھی) نصف ایمان ہے۔ اور روزہ آدھا صبر ہے۔

(۹۳) ابن ابی شیبہ، ابن ماجہ اور بیہقی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روزہ آدھا صبر ہے اور ہر چیز کی زکوۃ ہے اور جسم کی زکوۃ روزہ ہے۔

(۹۴) ابن عدی اور بیہقی نے سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر چیز کی زکوٰۃ ہوتی ہے اور جسم کی زکوٰۃ روزہ ہے۔

روزہ دار کے سامنے کھانا

(۹۵) ابن سعد، ابن ابی شیبہ، ترمذی (انہوں نے اس کو صحیح کہا ہے) نسائی، ابن ماجہ اور بیہقی نے ام عمارہ بنت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے میں نے آپ کو کھانا پیش کیا آپ نے فرمایا تم بھی کھاؤ میں نے عرض کیا میں روزہ سے ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب روزہ دار کے پاس کھانا کھایا جاتا ہے تو اس کے لئے ہر فرشتے دعا کرتے ہیں یہاں تک کہ دوسرے لوگ کھانے سے فارغ ہو جاتے ہیں یا کھانا ختم کر دیتے ہیں۔

(۹۶) ابن ماجہ اور بیہقی نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس وقت حاضر ہوئے جب آپ کا کھانا تناول فرما رہے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے بلال کھانے میں حاضر ہو جاؤ انہوں نے عرض کیا میں روزہ سے ہوں یا رسول اللہ! اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم اپنا رزق کھا رہے ہیں اور بلال کا رزق جنت میں باقی ہے کیا تم جانتے ہو اے بلال! بلاشبہ روزہ دار کی ہڈیاں تسبیح پڑھتی ہیں اور فرشتے اس کے لئے استغفار کرتے ہیں جب تک اس کے پاس کھانا کھایا جائے۔

(۹۷) ابن ابی شیبہ نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ روزہ دار کے پاس جب کھایا جاتا ہے تو فرشتے اس کے لئے دعا کرتے ہیں۔

(۹۸) ابن ابی شیبہ نے مجاہد رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ روزہ دار کے پاس جب کھایا جاتا ہے تو فرشتے اس کے لئے دعا کرتے ہیں۔

(۹۹) ابن ابی شیبہ نے مجاہد رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ روزہ دار کے پاس جب کھایا جاتا ہے تو اس کے مناصل تسبیح بیان کرتے رہتے ہیں۔

(۱۰۰) ابو یعلی، طبرانی، بیہقی نے امام ابن ابی شیبہ نے یزید بن خلیل رحمہ اللہ علیہ سے اسی طرح روایت ہے سلمہ بن قیصر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے (صرف) ایک دن کا روزہ رکھا تو اللہ تعالیٰ اس کو دوزخ سے اتنی دور کر دے گا جتنی دور تک کو بچپن سے مرنے تک اڑنا شروع کرے۔ یہاں تک کہ بوڑھا ہو کر مر جائے۔

(۱۰۱) البزار اور بیہقی نے احمد اور بزار نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اسی طرح روایت کیا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین دعائیں قبول ہوتی ہیں روزہ دار کی دعا، مسافر کی دعا اور مظلوم کی دعا۔

(۱۰۲) بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد کی طرف تشریف لائے اور اس میں اپنے اصحاب کی ایک جماعت سے فرمایا جس کے پاس طاقت ہو اس کو چاہئے کہ نکاح کرے ورنہ اس پر روزہ لازم ہیں

کیونکہ وہ شہوت کو کم کر دیتا ہے اور ہڈیوں کو مضبوط کرتا ہے۔

(۱۰۳) ترمذی، ابن ماجہ نے سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت پر ایک دروازہ ہے جس کو ریان کہا جاتا ہے اس سے روزہ داروں کو بلایا جائے گا۔ جو شخص روزہ داروں میں سے ہوگا اس سے داخل ہوگا اور جو شخص اس (دروازہ) سے داخل ہوگا اس کو کبھی پیاس نہ لگے گی۔

(۱۰۴) ابن ماجہ حاکم بیہقی نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ افطار کے وقت روزہ دار کی دعا رد نہیں کی جاتی۔

(۱۰۵) البزار نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روزہ داروں کے لئے ایک حوض ہوگا کہ غیر روزہ دار اس پر نہیں آئیں گے۔

(۱۰۶) ابن ابی الدنیا اور البزار نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو سمندر کی ایک لڑائی میں بھیجا اس درمیان کہ وہ اسی طرح بیٹھے ہوئے تھے اور اندھیری رات میں (کشتیوں کے) بادبان اٹھا دیئے گئے تھے ان کے اوپر سے غیب سے ایک آواز آئی کہ اے کشتی والو ٹھہر جاؤ میں تم کو اپنے فیصلہ کی خبر دیتا ہوں جس کا اللہ تعالیٰ نے اپنے اوپر یہ فیصلہ لازم کر رکھا ہے۔ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا اگر تو خبر دینے والا ہے تو ہم کو خبر دے اس نے کہا بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات پر یہ فیصلہ لازم کر رکھا ہے کہ جو گرمی کے دن میں اپنے آپ کو اللہ کی رضا کے لئے پیاسا رکھے گا اللہ تعالیٰ اس کو پیاس کے دن (یعنی قیامت کے دن) پلائے گا۔

حضرت یحییٰ علیہ السلام کو پانچ کلمات کا حکم

(۱۰۷) ابن سعد، ترمذی (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) نسائی۔ ابن ماجہ، ابن حبان، حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) اور بیہقی نے الدعوات میں الحرث الاشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے یحییٰ بن زکریا علیہ السلام کو پانچ کلمات پہ عمل کرنے کا حکم فرمایا اور بنی اسرائیل کو بھی عمل کرنے کا حکم فرمایا اور ہوسکتا ہے کہ وہ تھوڑی سی دیر تاخیر کریں عیسیٰ علیہ السلام نے ان سے فرمایا اللہ تعالیٰ نے آپ کو پانچ کلمات پر عمل کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ اور بنی اسرائیل کو بھی عمل کرنے کا حکم فرمائیں یا تو آپ انہیں ان باتوں کا حکم دیں ورنہ میں ان کو حکم دیتا ہوں یحییٰ علیہ السلام نے فرمایا میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ اگر آپ ان کلمات کے ساتھ مجھ سے سبقت لے گئے تو مجھے دھنسا دیا جائے یا عذاب دیا جائے (اگر میں نے ان کاموں کا حکم نہ کیا) (پھر) تمام لوگ بیت المقدس میں جمع ہوئے اور وہ ہجوم سے بھر گیا اور آپ ایک اونچی جگہ پر بیٹھ گئے۔ اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھ کو پانچ کلمات کا حکم فرمایا ہے کہ میں ان پر عمل کروں اور تم کو بھی ان پر عمل کرنے کا حکم کروں، ان میں سے پہلی بات یہ ہے کہ تم اللہ کی عبادت کرو اور کسی کو اس کے ساتھ شریک نہ کرو مثال اس شخص کی جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرتا ہے اس آدمی کی مثال ہے جس نے خالص سونے اور چاندی سے ایک غلام خریدا اور اس سے کہا یہ میرا گھر ہے اور یہ میرا کام ہے سو تو کام کر اور اس کا صلہ مجھے پہنچا وہ کام کرتا ہے مگر اس کا صلہ اپنے مالک کے علاوہ دوسرے کو پہنچاتا ہے کون تم میں

سے اس بات کو پسند کرتا ہے اس کا غلام اس طرح کا ہو اور اللہ تعالیٰ نے تم کو نماز کا حکم دیا ہے جب تم نماز پڑھو تو ادھر ادھر توجہ نہ کرو بلاشبہ اللہ تعالیٰ بندہ کے سامنے ہوتا ہے جب تک بندہ اپنی نماز میں ادھر ادھر متوجہ نہیں ہوتا اور اللہ تعالیٰ نے تم کو روزہ کا حکم فرمایا اس کی مثال اس شخص کی طرح ہے جو جماعت کے ساتھ ہے اور اس کے پاس ایک تھیلی ہو جس میں مشک ہو اور جماعت کا ہر آدمی اس کی خوشبو کو پسند کرتا ہو اور بلاشبہ روزہ دار کی بو اللہ کے نزدیک اس مشک کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہے اور اللہ تعالیٰ نے تم کو صدقہ کا حکم فرمایا ہے اس کی مثال اس شخص کی طرح ہے جس کو دشمن قید کر لے اور اس کے ہاتھ کو اس کی گردن کے ساتھ باندھ دیئے ہوں اور وہ سب لوگ اس کی گردن مارنے کے لئے آگے بڑھیں تو وہ کہے کہ میں اپنی جان کا قلیل و کثیر کے ساتھ فدیہ دیتا ہوں۔ تو (اس طرح) اس نے اس کو اپنی جان کا فدیہ دے دیا (اور اپنی جان کو چھڑا لیا) اور اللہ تعالیٰ تم کو حکم فرماتے ہیں کہ تم اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو اس کی مثال اس شخص کی طرح ہے کہ اس کا دشمن (اس کو مارنے کے لئے اس کے نشانات قدم پر تیزی سے نکلا یہاں تک کہ ایک مضبوط قلعہ کی طرف آ گیا اور اپنی جان کو دشمن سے بچا لیا اسی طرح بندہ اپنی جان کو شیطان سے نہیں بچا سکتا مگر اللہ کے ذکر سے۔

(۱۰۸) امام طبرانی نے الاوسط میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جہاد کرو غنیمت (کا مال) پاؤ گے روزے رکھو صحت مند ہو جاؤ گے۔ اور سفر کرو مالدار ہو جاؤ گے۔

(۱۰۹) امام احمد، ابن ابی الدنیا نے کتاب الجوع اور حاکم نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روزہ اور قرآن دونوں قیامت کے دن بندہ کے لئے شفاعت کریں گے۔ روزہ کہے گا اے میرے رب! میں نے اس کو کھانے سے اور شہوت کے پورا کرنے سے روکے رکھا اس کے بارے میں میری سفارش قبول فرمایئے قرآن کہے گا میں نے اس کو رات کو سونے سے روکے رکھا اس لئے میری سفارش اس کے متعلق فرمایئے پھر فرمایا کہ دونوں کی سفارش قبول کی جائے گی۔

(۱۱۰) ابو یعلی اور طبرانی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر ایک آدمی کسی دن نفلی روزہ رکھے پھر اس کو زمین بھر سونا دے دیا جائے تو حساب کے دن سے پہلے اس کا ثواب مکمل نہ ہوگا۔

(۱۱۱) امام طبرانی نے الاوسط میں اور الصغیر میں ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ کے راستے میں ایک دن کا روزہ رکھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے اور آگ کے درمیان (اتنی بڑی) خندق بنا دیں گے جتنا آسمان و زمین کے درمیان (فاصلہ) ہے۔

(۱۱۳) طبرانی نے عمرو بن عبیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ کے راستے میں ایک دن کا روزہ رکھے گا جہنم اس سے ایک سو سال کی مسافت تک دور کر دی جائے گی۔

(۱۱۴) ترمذی، نسائی، ماجہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے اللہ کے راستہ میں ایک دن کا روزہ رکھا تو اللہ تعالیٰ اس کو اس دن (کے روزہ) کی وجہ سے اس کے چہرے کو جہنم سے ستر سال دور

فرمادیں گے۔

(۱۱۵) ترمذی نے ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے اللہ کے راستے میں ایک دن کا روزہ رکھا اللہ تعالیٰ اس کے اور جہنم کے درمیان (اتنی بڑی) خندق بنا دیں گے جتنا زمین و آسمان کے درمیان (فاصلہ) ہے۔

(۱۱۶) امام احمد، ترمذی (انہوں نے اسے حسن کہا ہے) ابن ماجہ، ابن خزیمہ، ابن حبان نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین آدمیوں کی دعا رد نہیں کی جاتی روزہ دار کی یہاں تک کہ وہ افطار کرے، عادل بادشاہ کی، مظلوم کی دعا، اللہ تعالیٰ بادل کو اوپر اٹھا لیتے ہیں اور اس کے لئے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور رب تعالیٰ فرماتے ہیں۔ میری عزت کی قسم میں تیری ضرور مدد کروں گا اگرچہ عرصہ کے بعد ہو۔

(۱۱۷) ابن ابی الدنیا نے کتاب الجوع میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روزہ داروں کے منہ سے مشک کی خوشبو پھوٹتی ہوگی اور قیامت کے دن عرش کے نیچے ان کے لئے دسترخوان بچھایا جائے گا وہ اس میں سے کھائیں گے اور لوگ (قیامت کے دن کی) سختی میں ہوں گے۔

(۱۱۸) الطبرانی نے الاوسط میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ ایک ایسا دسترخوان لگائیں گے کہ کسی آنکھ نے ایسا نہیں دیکھا، کسی کان نے ایسا نہیں سنا کسی آدمی کے دل میں اس کا خیال بھی نہیں آیا (اور) اس (دسترخوان) پر صرف روزہ دار بیٹھیں گے۔

(۱۱۹) ابوالشیخ بن حسان نے الثواب میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب قیامت کا دن ہوگا اور روزہ دار اپنی قبروں سے نکلیں گے اپنے روزے کی خوشبو سے وہ پہچانے جائیں گے ان کے مونہوں سے مشک سے زیادہ خوشبو ہوگی ان کے لئے دسترخوان اور لوٹے رکھے جائیں گے جن پر مشک کی مہر لگی ہوگی ان سے کہا جائے گا کھاؤ تم (دنیا میں) بھوکے رہے اور پیو تم (دنیا میں) پیاسے رہے لوگوں کو چھوڑو اور تم آرام کرلو اس کے لئے کہ تم نے اس وقت تھکاوٹ برداشت کی جب کہ لوگ آرام میں ہوتے تھے اور کھاتے پیتے تھے وہ آرام کریں گے جبکہ لوگ مشقت میں ہوں گے اور پیاسے ہوں گے۔

(۱۲۰) ابن ابی الدنیا نے کتاب الاهوال میں مغیب بن سمی رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ سورج کے سروں کے اوپر ایک ہاتھ کی بلندی پر ہوگا اور جہنم کے دروازے کھول دیئے جائیں گے، آگ کی لپیٹ اور گرم لو ان پر چلے گی اور دوزخ کے شعلے ان پر نکل رہے ہوں گے یہاں تک کہ زمین پر لوگوں کے پسینے سے ایسی بدبو اٹھے گی جیسے مردار کی بدبو ہوتی ہے اور روزہ دار اس وقت عرش کے سایہ کے نیچے ہوں گے۔

(۱۲۱) الاصبہانی نے الترغیب میں، احمد بن ابی الحوری کے طریق سے روایت کیا ہے کہ ابوسلیمان رحمہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میرے پاس ابوعلی اصم ایک عمدہ حدیث لے کر تشریف لائے کہ میں نے اس حدیث کو دنیا میں ان سے سنی تھی کہ روزہ داروں

کے لئے دسترخوان لگایا جائے گا جس سے وہ کھائیں گے اور لوگ حساب (کی سختی میں) مبتلا ہوں گے عرض کریں گے اے ہمارے رب ہم تو حساب دے رہے ہیں اور یہ لوگ کھانا کھا رہے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان سے فرمائیں گے انہوں نے برابر روزے رکھے اور تم نے نہیں رکھے اور یہ راتوں کو قیام میں ہوتے تھے۔ اور تم سوئے ہوئے ہوتے تھے۔

جنت کا اعلیٰ مقام

(۱۲۲) امام بیہقی نے شعب الایمان میں ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں ایک ایسا کمرہ ہے کہ اس کا باہر اس کے اندر سے دکھائی دیتا ہے اور اس کا اندر اس کے باہر سے دکھائی دیتا ہے۔ یہ اس شخص کے لئے اللہ تعالیٰ نے تیار فرما رکھا ہے جو نرم بات بات والا (بھوکوں کو) کھانا کھلاتا ہے، لگاتار روزے رکھتا ہے اور رات کو نماز پڑھتا ہے جبکہ لوگ سو رہے ہوتے ہیں۔

(۱۲۳) بیہقی نے نافع رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ وہ فرمایا کرتے تھے کہ ہر مومن کی دعا افطار کے وقت ہوتی ہے یا تو دنیا میں اس کو جلدی دے دیا جاتا ہے یا اس کی دعا آخرت میں ذخیرہ کرلی جاتی ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما افطار کے وقت فرمایا کرتے تھے لفظ آیت **واسع المغفرة اغفرلی** (اے وسیع رحمت والے مجھ کو بخش دیجئے)۔

(۱۲۴) احمد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن اپنے اصحاب سے فرمایا (آج) تم میں سے کون جنازہ میں حاضر ہوا؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں پھر پوچھا آج کس نے مریض کی عیادت کی؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے۔ پھر پوچھا (آج) کس نے صدقہ کیا؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے۔ پھر پوچھا آج کس نے روزہ رکھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (جنت) واجب ہوگئی، واجب ہوگئی۔

(۱۲۵) ابن ابی شیبہ نے عبداللہ بن ریاح رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا ہم معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف نکلے تو ایک راہب کے پاس سے گزرے تو اس نے کہا (قیامت کے دن) دسترخوان لگائے جائیں گے تو سب سے پہلے اس میں سے روزہ دار کھائیں گے۔

(۱۲۶) ابن ابی شیبہ، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابن خزیمہ، دارقطنی، بیہقی نے شعب الایمان میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے رمضان کا ایک روزہ بغیر رخصت اور بغیر فرض کے چھوڑ دیا تو ساری عمر کے روزے بھی اس کی قضا نہ کریں گے اگرچہ وہ روزے رکھ بھی لے۔

(۱۲۷) دارقطنی نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص بغیر عذر کے رمضان کے ایک دن کا روزہ نہ رکھے تو (بطور قضا کے) اس پر ایک ماہ کے روزے ہیں۔

(۱۲۸) دارقطنی نے رجاء بن جمیل رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ ربیعہ بن ابی عبدالرحمن رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص

رمضان کے ایک دن کا روزہ نہ رکھے تو وہ پھر (بطور قضا کے) بارہ دن کے روزے رکھے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے بارہ مہینوں میں سے ایک مہینہ پر راضی ہو۔

(۱۲۹) ابن ابی شیبہ نے سعید بن مسیب رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ ایک آدمی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا میں نے رمضان کے روزے کا ایک دن کا روزہ بھی نہیں رکھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو صدقہ کر اور اللہ تعالیٰ سے استغفار کر اور روزہ کی جگہ ایک دن کا روزہ رکھ۔

(۱۳۰) ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ جس شخص نے جان بوجھ کو بغیر سفر اور مرض کے رمضان کا روزہ رکھا تو کبھی اس کی ادائیگی نہ ہوگی۔ اگرچہ ساری عمر کے روزے رکھے۔

(۱۳۱) ابن ابی شیبہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ جو شخص جان بوجھ کر رمضان کا ایک روزہ چھوڑ دے وہ ساری عمر اس کو پورا کر سکے گا۔ (تفسیر درمنثور، سورہ بقرہ، لاہور)

باب الْفَضْلِ وَالْجُودِ فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ

یہ باب رمضان کے مہینے میں فضل اور سخاوت کے بیان میں ہے

2094 - اَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ كَانَ يَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَجْوَدَ النَّاسِ وَكَانَ اَجْوَدَ مَا يَكُوْنُ فِيْ رَمَضَانَ حِيْنَ يَلْقَاهُ جِبْرِيْلُ وَكَانَ جِبْرِيْلُ يَلْقَاهُ فِيْ كُلِّ لَيْلَةٍ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ فَيُدَارِسُهُ الْقُرْآنَ . قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ يَلْقَاهُ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَجْوَدَ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيْحِ الْمُرْسَلَةِ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ سخی تھے' اور آپ رمضان کے مہینے میں اور زیادہ سخی ہو جاتے تھے' جب حضرت جبریل علیہ السلام آپ سے ملاقات کرتے تھے' رمضان کے مہینے میں روزانہ رات کے وقت حضرت جبریل علیہ السلام آپ کے پاس آتے تھے' اور وہ آپ کے ساتھ قرآن کا دور کیا کرتے تھے۔

جب حضرت جبریل علیہ السلام آپ کے پاس آیا کرتے تھے (یعنی قرآن کا دور کرنے کے لیے آتے تھے) اس وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھلائی کے بارے میں چلتی ہوئی ہوا سے بھی زیادہ فضیل ہوتے تھے۔

2095 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنِيْ حَفْصُ بْنُ عُمَرَ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ قَالَ

2094-اخرجه البخاري في بدء الوحي، باب ـ 6 ـ (الحديث 5) ، و في الصوم، باب اجود ما كان النبي صلى الله عليه وسلم يكون في رمضان (الحديث 1902)، و في بدء الخلق، باب ذكر الملائكة (الحديث 3220)، و في المناقب، باب صفة النبي صلى الله عليه وسلم (الحديث 3554)، و في فضائل القرآن، باب كان جبريل يعرض القرآن على النبي صلى الله عليه وسلم (الحديث 4997) . و اخرجه مسلم في الفضائل، باب كان النبي صلى الله عليه وسلم اجود الناس بالخير من الريح المرسلة (الحديث 50) . و اخرجه الترمذي في الشمائل، باب ما جاء في خلق رسول الله صلى الله عليه وسلم (الحديث 336) . تحفة الاشراف (5840) .

حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ وَالنُّعْمَانُ بْنُ رَاشِدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ لَعْنَةٍ تُذْكَرُ وَكَانَ إِذَا كَانَ قَرِيبَ عَهْدٍ بِجِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ يُدَارِسُهُ كَانَ أَجْوَدَ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيحِ الْمُرْسَلَةِ . قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ هٰذَا خَطَأٌ وَالصَّوَابُ حَدِيثُ يُونُسَ بْنِ يَزِيدَ وَأَدْخَلَ هٰذَا حَدِيثًا فِي حَدِيثٍ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی بھی کسی پر لعنت نہیں کی اور جب وہ وقت آتا جس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل علیہ السلام کے ساتھ قرآن کا دور کرنا ہوتا' اس وقت آپ چلتی ہوئی ہوا سے زیادہ سخی ہوتے تھے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: یہ روایت درست نہیں ہے' درست روایت وہ ہے' جسے یونس بن یزید نے نقل کیا' یہاں راوی نے ایک حدیث کو دوسری حدیث میں شامل کر دیا ہے۔

امیر المؤمنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی سخاوت

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ مدینہ منورۃ میں سخت قحط پڑا۔ ملک شام سے ایک قافلہ غلہ لے کر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو مدینہ منورہ کے تاجر لوگ غلہ خریدنے کے لئے آپ کے پاس حاضر ہوئے۔ آپ نے ان تاجروں سے فرمایا تم مجھے کتنا نفع دو گے؟ تاجروں نے عرض کیا ہم ہر دس درہم پر دو درہم آپ کو نفع دیں گے۔ آپ نے فرمایا مجھے اس سے بھی زیادہ نفع دو۔ تاجروں نے عرض کیا ہم مدینہ منورہ کے رہنے والے ہیں۔ ہم زیادہ نفع کون دے گا؟

حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ مجھے ایک درہم کے بدلے دس درہم نفع دے گا۔ تحقیق میں نے یہ سارا غلہ مدینہ منورۃ کے فقراء کے لئے صدقہ کر دیا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا، اس حال میں کہ آپ ابلق گھوڑے پر سوار ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جسم پاک پر نور کی ریشمی چادر ہے چنانچہ میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: میں آپ کا مشتاق ہوں۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابن عباس رضی اللہ عنھما، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے صدقہ کیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے وہ صدقہ قبول فرما لیا ہے۔ اور جنت میں ایک دلہن سے ان کا نکاح کیا ہے اور میں وہاں دعوت پر جا رہا ہوں۔ (حکایات قلیوبی، مطبوعہ شبیر برادرز لاہور)

باب فَضْلِ شَهْرِ رَمَضَانَ

یہ باب ماہِ رمضان کی فضیلت کے بیان میں ہے

ایک رمضان سے دوسرے رمضان تک گناہوں کے معاف ہونے کا بیان

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر کوئی آدمی کبیرہ گناہوں سے بچتا

2095-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (16673) .

رہے تو پانچوں نمازیں اور جمعہ سے جمعہ تک اور رمضان سے رمضان تک اس کے گناہوں کو مٹا دیتے ہیں جو ان کے درمیان ہوئے ہیں۔ (صحیح مسلم، مشکوۃ المصابیح، جلد اول، رقم الحدیث، 531)

حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی آدمی پابندی کے ساتھ پانچوں وقت کی نماز پڑھے، جمعہ کی نماز پورے آداب کے ساتھ ادا کرے اور اسی طرح رمضان کے روزے رکھے تو ان کے درمیان جو صغیرہ گناہ صادر ہوئے ہیں سب ختم ہو جاتے ہیں البتہ کبیرہ گناہ نہیں بخشے جاتے ہاں اگر اللہ چاہے تو وہ کبیرہ گناہ بھی معاف فرما سکتا ہے۔ یہاں ایک ہلکا سا خلجان واقع ہوتا ہے کہ جب ہر روز کی پانچوں وقت کی نمازیں ہی تمام گناہ مٹا دیتی ہیں تو پھر یہ جمعہ وغیرہ کون سے گناہ ختم کرتے ہیں؟ چنانچہ اس خلجان کو رفع کرنے کے لئے ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ان سب میں گناہوں کو مٹانے اور ختم کرنے کی صلاحیت ہے چنانچہ اگر گناہ صغیرہ ہوتے ہیں تو یہ تینوں ان کو مٹا دیتے ہیں ورنہ ان میں سے ہر ایک کے بدلے بے شمار نیکیاں لکھی جاتی ہیں جس کی وجہ سے درجات میں بلندی حاصل ہوتی ہے۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ یہ تینوں صغیرہ گناہوں کے لئے کفارہ ہیں اور ان کو ختم کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں اور اگر ان میں سے کوئی ایک کسی گناہ کے لئے کفارہ بن سکے تو دوسرا کفارہ ہو جاتا ہے مثلاً نماز میں کسی تقصیر اور نقصان کی وجہ سے اگر وہ نماز گناہوں کے لئے کفارہ نہ ہو سکے تو ان کو جمعہ ختم کر دیتا ہے اور جمعہ میں بھی کسی تقصیر کی وجہ سے کفارہ ہونے کی صلاحیت نہ رہے تو پھر رمضان ان کے لئے کفارہ ہو جاتا ہے اور اگر سب کے سب کفارہ بننے کی صلاحیت رکھیں تو یہ سب مل کر گناہوں کو اچھی طرح مٹا دیتے ہیں اور کفارے کی زیادتی کا باعث ہوتے ہیں چنانچہ اس کی مثال ایسی ہی ہے جیسے کئی چراغوں کی۔ اگر کسی مکان میں ایک چراغ ہوگا تو اندھیرا تو ختم ہو جائے گا مگر روشنی کم ہوگی اور اگر چراغ زیادہ ہوں گے تو نور اور روشنی حیثیت سے زیادتی ہوگی۔

2096 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ سُهَيْلٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا دَخَلَ شَهْرُ رَمَضَانَ فُتِحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ وَغُلِّقَتْ اَبْوَابُ النَّارِ وَصُفِّدَتِ الشَّيَاطِيْنُ .

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

جب رمضان کا مہینہ آ جاتا ہے' تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین کو پابند سلاسل کر دیا جاتا ہے۔

شیاطین کو پابند سلاسل کر دیئے جانے کا بیان

2097 - اَخْبَرَنِيْ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ يَعْقُوْبَ الْجُوْزَجَانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ مَرْيَمَ قَالَ اَنْبَاَنَا نَافِعُ بْنُ يَزِيْدَ عَنْ

2096-اخرجه البخاري في الصوم، باب هل يقال رمضان او شهر رمضان (الحديث 1898 و 1899) مختصراً، و في بدء الخلق، باب صفة ابليس و جنوده (الحديث 3277) . واخرجه مسلم في الصيام، باب فضل شهر رمضان (الحديث 1 و 2 و 3)، وسياتي (الحديث 2097)، و باب ذكر الاختلاف على الزهري فيه (الحديث 2098 و 2099 و 2100 و 2101 و 2102) . تحفة الاشراف (14342) .

عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ اَبُوْ سُهَيْلٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ فُتِحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ وَغُلِّقَتْ اَبْوَابُ النَّارِ وَصُفِّدَتِ الشَّيَاطِيْنُ .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

جب رمضان آتا ہے' تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں' جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین کو پابند سلاسل کر دیا جاتا ہے۔

شرح

آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں سے اس بات کی طرف کنایہ مقصود ہے کہ اس ماہ مقدس کے شروع ہوتے ہیں باری تعالٰی کی پے در پے رحمتوں کا نزول شروع ہو جاتا ہے اور بندوں کے اعمال بغیر کسی مانع اور رکاوٹ کے صعود کرتے ہیں نیز باب قبولیت واہو جاتا ہے کہ بندہ جو دعا مانگتا ہے بارگاہ الوہیت میں شرف قبولیت سے سرفراز ہوتی ہے۔ جنت کے دروازے کھولے جاتے ہیں سے اس طرف کنایہ مقصود ہے کہ بندہ کو ان نیک اور اچھے کاموں کی توفیق عطا فرمائی جاتی ہے جو دخول جنت کا ذریعہ ہوتے ہیں۔ دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں سے اس بات کی طرف کنایہ مقصود ہے کہ روزہ دار ایسے کاموں سے بچا رہتا ہے جو دوزخ میں داخل ہونے کا باعث ہوتے ہیں اور یہ ظاہر ہی ہے روزہ دار کبیرہ گناہوں سے سے محفوظ و مامون رہتا ہے اور جو صغیرہ گناہ ہوتے ہیں وہ اس کے روزے کی برکت سے بخش دیئے جاتے ہیں۔ شیاطین کو قید کر دیا جاتا ہے کا مطلب یہ ہے کہ ان شیاطین کو جو سرکش و سرغنہ ہوتے ہیں زنجیروں میں باندھ دیا جاتا ہے اور ان کی وہ قوت سلب کر لی جاتی ہے جس کی وجہ سے وہ بندوں کو بہکانے پر قادر ہوتے ہیں۔ بعض حضرات فرماتے ہیں کہ یہ جملہ دراصل اس بات کی طرف کنایہ ہے کہ ماہ رمضان میں شیاطین لوگوں کو بہکانے سے باز رہتے ہیں اور بندے نہ صرف یہ کہ ان کے وسوسوں اور ان کے اوہام کو قبول نہیں کرتے بلکہ ان کے مکر و فریب کے جال میں پھنستے بھی نہیں اور اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ روزہ کی وجہ سے انسان کی قوت حیوانیہ مغلوب ہو جاتی ہے جو غیظ و غضب اور شہوت کی جڑ ہے اور طرح طرح کے گناہوں کا باعث ہوتی ہے اس کے برخلاف قوت عقلیہ غالب اور قوی ہو جاتی ہے جو طاعات اور نیکی کا باعث ہوتی ہے چنانچہ یہی وجہ ہے کہ رمضان میں دوسرے مہینوں کی بہ نسبت گناہ کم صادر ہوتے ہیں اور عبادات و اطاعات میں زیادتی ہوتی ہے۔

باب ذِكْرِ الْاِخْتِلَافِ عَلَى الزُّهْرِيِّ فِيْهِ

یہ باب ہے کہ اس بارے میں زہری سے نقل ہونے والے اختلاف کا تذکرہ

2098 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا عَمِّیْ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِیْ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ نَافِعُ بْنُ اَنَسٍ اَنَّ اَبَاهُ حَدَّثَهُ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ فُتِحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ وَغُلِّقَتْ اَبْوَابُ جَهَنَّمَ وَسُلْسِلَتِ الشَّيَاطِيْنُ .

2097-تقدم (الحديث 2096) . 2098-تقدم (الحديث 2096) .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:
جب رمضان آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین کو پابند سلاسل کر دیا جاتا ہے۔

2099 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ اَبِي اَنَسٍ مَوْلَى التَّيْمِيِّينَ اَنَّ اَبَاهُ حَدَّثَهُ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا جَاءَ رَمَضَانُ فُتِحَتْ اَبْوَابُ الرَّحْمَةِ وَغُلِّقَتْ اَبْوَابُ جَهَنَّمَ وَسُلْسِلَتِ الشَّيَاطِيْنُ .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:
جب رمضان آتا ہے تو رحمت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین کو جکڑ دیا جاتا ہے۔

شرح

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انسان کے اندر شیطان اس طرح دوڑتا پھرتا ہے جیسے رگوں میں خون گردش کرتا رہتا ہے۔ (صحیح البخاری وصحیح مسلم، مشکوٰۃ المصابیح، جلد اول، رقم الحدیث ۶۷)

مطلب یہ کہ شیطان انسان کو بہکانے کی کامل قدرت رکھتا ہے۔ صرف یہی نہیں کہ وہ مختلف صورتوں میں اچھے انسانوں اور نیک بندوں کو نیکی و بھلائی کے راستہ پر چلنے میں رکاوٹ پیدا کرتا ہے بلکہ انسان کی داخلی کائنات میں گھس کر اس کے ذہن وفکر اور اس کے قلب و دماغ کو پراگندہ کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

2100 - اَخْبَرَنَا الرَّبِيْعُ بْنُ سُلَيْمَانَ فِيْ حَدِيْثِهِ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ اَبِيْ اَنَسٍ اَنَّ اَبَاهُ حَدَّثَهُ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَانَ رَمَضَانُ فُتِحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ وَغُلِّقَتْ اَبْوَابُ جَهَنَّمَ وَسُلْسِلَتِ الشَّيَاطِيْنُ . رَوَاهُ ابْنُ اِسْحَاقَ عَنِ الزُّهْرِيِّ .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:
جب رمضان آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین کو پابند سلاسل کر دیا جاتا ہے۔

اس روایت کو ابن اسحاق نے زہری کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

2101 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَمِّيْ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ عَنِ ابْنِ اِسْحَاقَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ اَبِيْ اَنَسٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا دَخَلَ شَهْرُ رَمَضَانَ فُتِحَتْ اَبْوَابُ

2099-تقدم (الحديث 2096) .

2100-تقدم (الحديث 2096) .

2101-تقدم (الحديث 2096) .

الْجَنَّةِ وَغُلِّقَتْ اَبْوَابُ النَّارِ وَسُلْسِلَتِ الشَّيَاطِيْنُ ۔ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ هٰذَا - يَعْنِيْ حَدِيْثَ ابْنِ اِسْحَاقَ -
خَطَاٌ وَلَمْ يَسْمَعْهُ ابْنُ اِسْحَاقَ مِنَ الزُّهْرِيِّ وَالصَّوَابُ مَا تَقَدَّمَ ذِكْرُنَا لَهُ ۔

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:
جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں
اور شیاطین کو جکڑ دیا جاتا ہے۔

امام نسائی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: یہ روایت یعنی ابن اسحاق کے حوالے سے منقول روایت خطاء ہے کیونکہ ابن اسحاق نے
زہری سے کوئی حدیث نہیں سنی ہے درست روایت وہی ہے جو اس سے پہلے ہم ذکر کر چکے ہیں۔

2102 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَمِّيْ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ عَنِ ابْنِ اِسْحَاقَ قَالَ وَذَكَرَ مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ اُوَيْسِ بْنِ اَبِيْ اُوَيْسٍ عَدِيْدِ بَنِيْ تَيْمٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هٰذَا رَمَضَانُ قَدْ جَاءَكُمْ تُفَتَّحُ فِيْهِ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ وَتُغَلَّقُ فِيْهِ اَبْوَابُ النَّارِ وَتُسَلْسَلُ فِيْهِ الشَّيَاطِيْنُ ۔

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ هٰذَا الْحَدِيْثُ خَطَاٌ ۔

☆☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:
یہ رمضان کا مہینہ تمہارے پاس آ گیا ہے' جس میں جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور اس مہینے میں شیاطین کو پابند سلاسل کر دیا جاتا ہے۔
امام نسائی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: اس روایت میں بھی غلطی ہے۔

شیطان کے وسواس کا بیان

حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! تم میں سے بعض آدمیوں کے پاس شیطان آتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ فلاں فلاں چیز کو کس نے پیدا کیا اور اس چیز کو کس نے پیدا کیا؟ تا آنکہ پھر وہ یوں کہتا ہے کہ تیرے پروردگار کو کس نے پیدا کیا؟ جب نوبت یہاں تک آ جائے تو اس کو چاہیے کہ اللہ سے پناہ مانگے اور اس سلسلہ کو ختم کر دے۔"
(صحیح البخاری وصحیح مسلم، مشکوۃ المصابیح، جلد اول، رقم الحدیث، 61)

شیطان انسان کے روحانی ارتقاء کا سب سے بڑا دشمن ہے۔ اس کا بنیادی نصب العین ہی یہ ہے کہ اللہ کے بندوں کو، جو اللہ کی ذات وصفات پر ایمان ویقین رکھتے ہیں، ورغلانے اور بہکانے میں لگا رہے ہیں، یہی نہیں کہ وہ فریب کاری کے ذریعہ انسان کے نیک عمل اور اچھے کاموں میں رکاوٹ اور تعطل پیدا کرنے کی سعی کرتا رہے بلکہ اس زبردست قدرت کے بل پر کہ جو حق اللہ تعالیٰ نے تکوینی مصلحت کے تحت اس کو دی ہے۔

وسوسہ اندازی کے ذریعہ انسان کی سوچ فکر اور خیالات کی دنیا میں مختلف انداز کے شبہات اور برائی بھی پیدا کرنے کی

2102-تقدم في الصيام، باب فضل شهر رمضان (الحديث 2096) . تحفة الاشراف (240) .

کوشش کرتا ہے، لیکن جن لوگوں کی سوچ، فکر اور خیالات کے سرچشموں پر ایمان ویقین کی مضبوط گرفت ہوتی ہے وہ اپنے ایمان کی فکری اور شعوری طاقت سے شیطان کے وسوسوں کو ناکارہ بنا دیتے ہیں، چنانچہ اس حدیث میں جہاں بعض شیطانی وسوسوں کی نشان دہی کی گئی ہے وہیں اس پہلو کی طرف بھی اشارہ کیا گیا ہے جو ان وسوسوں کو غیر موثر اور ناکارہ بنانے سے تعلق رکھتا ہے۔ فرمایا گیا ہے کہ پہلے تو شیطان اللہ کی مخلوقات اور موجودات کے بارہ میں وسوسہ اندازی کرتا ہے، مثلاً فکر وخیال میں یہ بات ڈالتا ہے کہ انسان کو وجود کس نے بنایا، یہ زمین وآسمان کی تخلیق کس کا کارنامہ ہے، چونکہ اللہ کی ذات وصفات پر ایمان رکھنے والوں کی عقل سلیم کائنات کی تمام مخلوقات وموجودات کی تخلیقی وتکوینی نوعیت کا بدیہی شعور وادراک رکھتی ہے اس لئے مخلوقات کی حد تک شیطان کی وسوسہ اندازی زیادہ اہمیت نہیں رکھتی لیکن معاملہ وہاں نازک ہو جاتا ہے۔

جب یہ سلسلہ نازک ہو کر ذات باری تعالیٰ تک پہنچ جائے اور وسوسہ شیطانی دل ودماغ سے سوال کرے جب یہ زمین، آسمان اور ساری مخلوقات اللہ کی پیدا کردہ ہیں تو پھر خود اللہ کو کس نے پیدا کیا؟ فرمایا گیا کہ جوں ہی یہ وسوسہ پیدا ہو اپنے اللہ سے پناہ مانگو اور اپنے ذہن سے اس فاسد خیال کو فوراً جھٹک دو تاکہ وسوسہ شیطانی کا سلسلہ منقطع ہو جائے اللہ کی پناہ چاہنے کا مطلب محض زبان سے چند الفاظ ادا کر لینا نہیں ہے بلکہ یہ کہ ایک طرف تو اپنے فکر وخیال کو یکسو کر کے اس عقیدہ یقین کی گرفت میں دے دو کہ اللہ تعالیٰ کی ذات قدیم ہے، وہ واجب الوجود ہے اس کو کسی نے پیدا نہیں کیا، وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ اور دوسری طرف ریاضت ومجاہدہ اور ذات باری تعالیٰ کے ذکر واستغراق کے ذریعہ اپنے نفس کے تزکیہ اور ذہن وفکر کے تحفظ اور سلامتی کی طرف متوجہ رہو۔ وسوسہ کی راہ روکنے کا ایک فوری موثر طریقہ علماء نے یہ بھی لکھا ہے کہ مجلس بدل دی جائے۔ یعنی جس جگہ بیٹھے یا لیٹے ہوئے اس طرح کا وسوسہ پیدا ہو وہاں سے فوراً ہٹ جائے اور کسی دوسری جگہ جا کر کسی کام اور مشغلہ میں لگ جائے اس طرح دھیان فوری طور پر ہٹ جائے گا اور وسوسہ کی راہ ماری جائے گی۔

باب ذِكْرِ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى مَعْمَرٍ فِيْهِ

اس روایت میں معمر سے ہونے والے اختلاف کا تذکرہ

2103 - اَخْبَرَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُرَغِّبُ فِيْ قِيَامِ رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ عَزِيْمَةٍ وَّقَالَ اِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ فُتِحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ وَغُلِّقَتْ اَبْوَابُ الْجَحِيْمِ وَسُلْسِلَتْ فِيْهِ الشَّيَاطِيْنُ. اَرْسَلَهُ ابْنُ الْمُبَارَكِ.

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم باقاعدہ طور پر لازم کیے بغیر' رمضان کے مہینے میں نوافل ادا

2103-اخرجه مسلم في صلاة المسافرين و قصرها، باب الترغيب في قيام رمضان و هو التراويح (الحديث 174) . واخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب في قيام شهر رمضان (الحديث 1371) واخرجه الترمذي في الصوم، باب الترغيب في قيام رمضان و ما جاء فيه من الفضل (الحديث 808) . وسياتي باب ثواب من قام رمضان و صامه ايمانًا و احتسابًا و الاختلاف على الزهري في الخبر في ذلك (الحديث 2197) . تحفة الاشراف (15270) .

کرنے کی ترغیب دیا کرتے تھے آپ یہ فرماتے تھے:

جب رمضان کا مہینہ آ جاتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور اس مہینے میں شیاطین کو پابند سلاسل کر دیا جاتا ہے۔

ابن مبارک نے اس روایت کو مرسل حدیث کے طور پر نقل کیا ہے۔

2104 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ اَنْبَاَنَا حِبَّانُ بْنُ مُوْسٰی - خُرَاسَانِیٌّ - قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ فُتِحَتْ اَبْوَابُ الرَّحْمَةِ وَغُلِّقَتْ اَبْوَابُ جَهَنَّمَ وَسُلْسِلَتِ الشَّيَاطِيْنُ ۔

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

جب رمضان آ جاتا ہے تو رحمت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین کو پابند سلاسل کر دیا جاتا ہے۔

شیطانی افواج کا بیان

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابلیس اپنا تخت حکومت پانی (یعنی سمندر) پر رکھتا ہے۔ پھر وہاں سے اپنی فوجوں کو روانہ کرتا ہے تاکہ لوگوں کو فتنہ اور گمراہی میں مبتلا کریں۔ اس کی فوجوں میں ابلیس کا سب سے بڑا مقرب وہ ہے جو سب سے بڑا فتنہ انداز ہو۔ ان میں سے ایک واپس آ کر کہتا ہے۔ میں نے فلاں فلاں فتنے پیدا کئے ہیں۔ ابلیس اس کے جواب میں کہتا ہے: تو نے کچھ نہیں کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ پھر ان میں سے ایک آتا ہے اور کہتا ہے! میں نے (ایک بندہ کو گمراہ کرنا شروع کیا اور) اس وقت تک اس آدمی کا پیچھا نہیں چھوڑا جب تک کہ اس کے اور اس کی بیوی کے درمیان جدائی نہ ڈالو دی۔ رسول اللہ فرماتے ہیں کہ ابلیس (یہ سن کر) اس کو اپنے قریب بٹھالیتا ہے اور کہتا ہے کہ تو نے اچھا کام کیا (حدیث کے ایک راوی) اعمش فرماتے ہیں میرا خیال ہے جابر رضی اللہ عنہ نے بجائے (فیدنیہ کے) فیلتزمہ (پس ابلیس اس کو گلے لگالیتا ہے) کے الفاظ نقل کئے تھے۔ (صحیح مسلم، مشکوۃ المصابیح، جلد اول، رقم الحدیث، 67)

جدائی ڈلوانے سے مراد لڑائی جھگڑے کے ذریعہ مرد کی زبان سے ناسمجھی میں ایسے الفاظ ادا کر دینا ہے جس سے اس کی بیوی پر طلاق بائن پڑ جائے۔ طلاق بائن میں عورت اپنے خاوند پر حرام ہو جاتی ہے، اس سے شیطان کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ مرد اپنی جہالت کے سبب اس عورت کو اپنے نکاح میں داخل سمجھتے ہوئے اس سے صحبت کرتا رہے جو دراصل حرام کاری ہوتی ہے اور اس طرح کے لوگوں کی حرام کاری کے نتیجہ میں ناجائز اولاد پیدا ہوتی رہے، جس سے روئے زمین پر ناجائز اولاد کی تعداد بڑھتی رہے اور وہ ناجائز پیدا ہونے والے لوگ دنیا میں فسق و فجور اور گناہ و معصیت زیادہ سے زیادہ پھیلاتے رہیں۔

2104-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (14604) .

ماہ رمضان کی برکات کا بیان

2105 - اَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ هِلَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ اَبِیْ قِلَابَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَاكُمْ رَمَضَانُ شَهْرٌ مُبَارَكٌ فَرَضَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَيْكُمْ صِيَامَهُ تُفْتَحُ فِيْهِ اَبْوَابُ السَّمَاءِ وَتُغْلَقُ فِيْهِ اَبْوَابُ الْجَحِيْمِ وَتُغَلُّ فِيْهِ مَرَدَةُ الشَّيَاطِيْنِ لِلّٰهِ فِيْهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ مَنْ حُرِمَ خَيْرَهَا فَقَدْ حُرِمَ ۔

★★ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

تمہارے پاس رمضان کا مہینہ آ گیا ہے' جو برکت والا مہینہ ہے' اللہ تعالیٰ نے اس کے روزے تم پر فرض کیے ہیں' اس میں آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور سرکش شیطانوں کو طوق ڈال دیئے جاتے ہیں' اس مہینے میں ایک ایسی رات بھی ہے' جو ایک ہزار مہینوں سے زیادہ بہتر ہے' جو شخص اس رات کی بھلائی سے محروم رہے' وہ محروم شخص ہے۔

2106 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ عَرْفَجَةَ قَالَ عُدْنَا عُتْبَةَ بْنَ فَرْقَدٍ فَتَذَاكَرْنَا شَهْرَ رَمَضَانَ فَقَالَ مَا تَذْكُرُوْنَ قُلْنَا شَهْرَ رَمَضَانَ ۔ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ تُفْتَحُ فِيْهِ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ وَتُغْلَقُ فِيْهِ اَبْوَابُ النَّارِ وَتُغَلُّ فِيْهِ الشَّيَاطِيْنُ وَيُنَادِیْ مُنَادٍ كُلَّ لَيْلَةٍ يَا بَاغِیَ الْخَيْرِ هَلُمَّ وَيَا بَاغِیَ الشَّرِّ اَقْصِرْ ۔ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ هٰذَا خَطَاٌ ۔

★★ عرفجہ بیان کرتے ہیں' ہم لوگ عتبہ بن فرقد کی عیادت کرنے کے لیے گئے' وہاں رمضان کے مہینے کا تذکرہ ہو گیا' انہوں نے دریافت کیا: تم لوگ کس بات کا تذکرہ کر رہے ہو؟ ہم نے جواب دیا: رمضان کے مہینے کا' تو انہوں نے بتایا: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

اس مہینے میں جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور اس میں شیاطین کو پابند سلاسل کر دیا جاتا ہے' اس کی ہر رات میں ایک منادی یہ اعلان کرتا ہے' اے بھلائی کو چاہنے والے! آگے بڑھو' اے برائی کو چاہنے والے! رک جاؤ!

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: یہ روایت غلط ہے۔

2107 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ عَرْفَجَةَ قَالَ كُنْتُ فِیْ بَيْتٍ فِيْهِ عُتْبَةُ بْنُ فَرْقَدٍ فَاَرَدْتُ اَنْ اُحَدِّثَ بِحَدِيْثٍ وَّكَانَ رَجُلٌ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَاَنَّهُ اَوْلٰى بِالْحَدِيْثِ مِنِّیْ فَحَدَّثَ الرَّجُلُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِیْ رَمَضَانَ تُفْتَحُ

2105-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (13564) .

2106-انفرد به النسائي ، وسياتي (الحديث 2107) . تحفة الاشراف (9758) .

2107-تقدم (الحديث 2106) .

فِيهِ أَبْوَابُ السَّمَاءِ وَتُغْلَقُ فِيهِ أَبْوَابُ النَّارِ وَيُصَفَّدُ فِيهِ كُلُّ شَيْطَانٍ مَرِيدٍ وَيُنَادِي مُنَادٍ كُلَّ لَيْلَةٍ يَا طَالِبَ الْخَيْرِ هَلُمَّ وَيَا طَالِبَ الشَّرِّ أَمْسِكْ .

☆☆ عرفجہ بیان کرتے ہیں' میں ایک گھر میں موجود تھا' جس میں حضرت عتبہ بن فرقد رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے' میں نے ایک حدیث بیان کرنے کا ارادہ کیا' تو حضرت عتبہ بن فرقد رضی اللہ عنہ چونکہ صحابیٔ رسول تھے' اس لیے میرے مقابلے میں حدیث بیان کرنے کے وہ زیادہ حقدار تھے' تو انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے یہ بات نقل کی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا ہے:

رمضان کے مہینے میں آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں' جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور اس میں ہر سرکش شیطان کو پابند سلاسل کر دیا جاتا ہے' اس کی ہر رات میں ایک منادی یہ اعلان کرتا ہے: اے بھلائی کے طلب گار شخص! آگے بڑھو' اے برائی کے طلب گار شخص! رک جاؤ!

شیطان اور فرشتے کے تصرف کا بیان

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا! حقیقت یہ ہے کہ ہر انسان پر ایک تصرف تو شیطان کا ہوا کرتا ہے اور ایک تصرف فرشتہ کا شیطان کا تصرف تو یہ ہے کہ وہ برائی پر ابھارتا ہے اور حق کو جھٹلاتا ہے اور فرشتہ کا تصرف یہ ہے کہ وہ نیکی پر ابھارتا ہے اور حق کی تصدیق کرتا لہٰذا جو آدمی (نیکی پر فرشتہ کے ابھارنے کی) یہ کیفیت اپنے اندر پائے تو اس کو سمجھنا چاہیے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے (ہدایت) ہے اس پر اس کو اللہ کا شکر بجا لانا چاہیے اور جو آدمی دوسری کیفیت (یعنی شیطان کی وسوسہ اندازی) اپنے اندر پائے تو اس کو چاہیے کہ شیطان مردود سے اللہ کی پناہ طلب کرے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ قرآنی آیت پڑھی (جس کا ترجمہ ہے) شیطان تمہیں فقر سے ڈراتا ہے اور گناہ کے لئے اکساتا ہے۔ اس روایت کو جامع ترمذی نے نقل کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے۔

(مشکوۃ المصابیح، جلد اول، رقم الحدیث، 70)

فرشتہ کے ابھارنے کا مطلب تو یہ ہے کہ وہ نیکی کی اہمیت اور نیکی پر ملنے والے اجر وانعام کی کشش ظاہر کرتا ہے اور انسان کے احساس وشعور میں یہ بات ڈالتا ہے کہ اللہ کا سچا دین ہی انسانیت کی بقا وترقی کا ضامن ہے اللہ کے رسول جو شریعت لے کر آئے ہیں اسی میں بنی آدم کی دنیاوی اور آخروی نجات پوشیدہ ہے۔ اگر اپنی فلاح ونجات چاہتے ہو تو برائی کے راستہ سے بچو اور نیکی کے راستہ کو اختیار کرو۔ شیطان کا ابھارنا یہ ہوتا ہے کہ وہ راہ حق کو تاریک کر کے دکھاتا ہے وسوسہ اندازی کے ذریعہ دین کی بنیادی باتوں مثلاً توحید، نبوت آخرت اور دوسرے معتقدات میں تردد وتشکیک پیدا کرتا ہے۔

نیکی کو بدنما صورت میں اور بدی کو اچھی شکل وصورت میں پیش کرتا ہے، انسانی دماغ میں یہ بات بٹھانے کی سعی کرتا ہے کہ اگر ان چیزوں کو اختیار کرو گے جو نیکی سے تعبیر کی جاتی ہیں تو پریشانیاں اٹھاؤ گے، تکلیفیں، برداشت کرو گے، مثلاً توکل وقناعت کی زندگی اختیار کرو گے اور اپنے اوقات کو دنیا سازی میں صرف کرنے کی بجائے اللہ کی عبادت اور دین کی خدمت میں لگاؤ گے تو تم نہ مال دولت حاصل کر پاؤ گے اور نہ دنیا کی کوئی آسائش وراحت اٹھا پاؤ گے، اس لئے فقر ومحتاجگی میں مبتلا ہو جاؤ گے۔

باب الرُّخْصَةِ فِيْ اَنْ يُقَالَ لِشَهْرِ رَمَضَانَ رَمَضَانُ

یہ باب ہے کہ رمضان کے مہینے کو صرف رمضان کہنے کی اجازت

2108 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا يَحْيٰى بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ اَنْبَاَنَا الْمُهَلَّبُ بْنُ اَبِيْ حَبِيْبَةَ ح وَاَنْبَاَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنِ الْمُهَلَّبِ بْنِ اَبِيْ حَبِيْبَةَ قَالَ اَخْبَرَنِي الْحَسَنُ عَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَقُوْلَنَّ اَحَدُكُمْ صُمْتُ رَمَضَانَ وَلَا قُمْتُهُ كُلَّهُ . وَلَا اَدْرِيْ كَرِهَ التَّزْكِيَةَ اَوْ قَالَ لَا بُدَّ مِنْ غَفْلَةٍ وَّرَقْدَةٍ اللَّفْظُ لِعُبَيْدِ اللّٰهِ .

☆☆ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

کوئی بھی شخص یہ نہ کہے' میں نے رمضان کے روزے رکھے یا میں نے پورا رمضان نوافل ادا کیے۔

(راوی بیان کرتے ہیں:) مجھے نہیں معلوم کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی عبادت کا اظہار کرنے کو ناپسندیدہ قرار دیا ہے یا آپ یہ واضح کرنا چاہتے ہیں' آدمی کو درمیان میں سو بھی جانا چاہیے (یعنی غیر معمولی شدت کے ساتھ عبادت نہیں کرنی چاہیے)۔

یہ الفاظ عبید اللہ نامی راوی کے ہیں۔

ریاکاری کے معنی ومفہوم کا بیان

ریاء" رویت سے مشتق ہے اور صراح میں لکھا ہے کہ ریاء کے معنی ہیں اپنے آپ کو لوگوں کی نظر میں اچھا بنا کر پیش کرنا۔ اور عین العلم میں لکھا ہے کہ ریاء کا مطلب یہ ہے اپنی عبادت ونیکی کا سکہ جمانا اور اس کے ذریعہ لوگوں کی نظر میں اپنی قدر ومنزلت چاہنا۔ اس سے معلوم ہوا کہ ریاء کا تعلق خاص طور پر ان چیزوں کے ساتھ ہوتا ہے جو عبادت ونیکی کے ظاہری عمل کہلاتے ہیں اور جو چیزیں کہ از قسم عبادت نہ ہوں جیسے کثرت مال ومتاع، علم وذہانت کی فراوانی، اشعار وغیرہ کا یاد رکھنا اور نشانہ بازی کی مہارت وغیرہ تو ان میں دکھاوے کے لئے کیے جانے والے کام کو ریاء نہیں کہا جاتا بلکہ وہ افتخار وتکبر (ناز وگھمنڈ) کی ایک قسم کہلاتا ہے۔

اسی طرح نیکی وعبادت کے ظاہری اعمال میں بھی اگر کوئی کام اس صورت میں لوگوں کو دکھانے کے لئے کیا جائے جب کہ اس کا مقصد عزت وجاہ کی طلب نہ ہو، جیسا کہ بعض مشائخ اپنے مریدوں کو تلقین وتعلیم، لوگوں کے دلوں کو نیک اعمال کی طرف مائل کرنے اور ان کو اتباع وپیروی کی طرف راغب کرنے کے لئے بعض اعمال اس طرح کرتے ہیں کہ لوگ ان کو دیکھیں تو یہ بھی حقیقت کے اعتبار سے ریا نہیں کہلائے گا۔

اگرچہ ظاہر میں ان کا وہ عمل ریاء کاری معلوم ہو اسی وجہ سے یہ کہا گیا ہے کہ ریاء الصدیقین خیر من اخلاص المریدین یعنی اونچے درجہ کے مشائخ اور بزرگوں کا ریاء مریدین کے اخلاص یعنی عدم ریاء کاری سے بہتر ہے۔ یہ بات ذہن نشین رہنی چاہیے کہ ریاء اصل میں اس چیز کا نام ہے کہ کسی شخص کی ذات میں واقعۃً کوئی صفت وکمال ہو اور وہ اپنے اس واقعی وصف وکمال پر

2108-اخرجه ابو داؤد في الصوم، باب من يقول: صمت رمضان كله (الحديث 2415) . تحفة الاشراف (11664) .

لوگوں کے سامنے نمایاں کرے اور یہ خواہش رکھے کہ لوگ اس کے اس وصف وکمال کو جانیں تا کہ ان کی نظر میں قدر ومنزلت اور عزت ووقعت حاصل ہو۔

پس جو شخص کسی ایسے وصف وکمال کو اپنی طرف منسوب کر کے لوگوں پر ظاہر کرے کہ جو واقعۃً اس کی ذات میں نہیں ہے تو یہ ریا نہیں بلکہ خالص کذب اور منافقت کہا جائے گا اسی پر قیاس کر کے یہ کہا گیا ہے کہ غیب اس چیز کا نام ہے کہ کسی شخص کی پیٹھ پیچھے اس کا وہ عیب بیان کیا جائے تو واقعتاً اس کی ذات میں موجود ہو اور اگر اس کی طرف منسوب کر کے کوئی ایسا عیب بیان کیا جائے جو حقیقت کے اعتبار سے اس کی ذات میں نہیں ہے تو اس کو افتراء اور بہتان کہیں گے۔

ریاکاری کی اقسام وصورتوں کا بیان

ریاء کی مختلف اقسام اور صورتیں ہیں اور ان اقسام میں سب سے زیادہ بری اور نہایت قابل نفریں وہ قسم ہے کہ جس میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کا قصد اور حصول ثواب کا ارادہ قطعاً نہ ہو بلکہ واحد مقصد لوگوں کو دکھانا اور ان کی نظر میں قدر ومنزلت حاصل کرنا، جیسا کہ خالص ریاء کار بلکہ دھوکہ باز لوگوں کا شیوہ ہوتا ہے کہ جب وہ لوگوں کے درمیان ہوتے ہیں تو نماز پڑھتے ہیں اور مختلف قسم کے اوراد ووظائف میں مشغول رہتے ہیں، لیکن جب تنہا ہوتے ہیں تو نہ نماز سے سروکار رکھتے ہیں اور نہ اوراد وظائف سے بلکہ ان بدنصیبوں کی حالت تو یہ ہوتی ہے کہ وہ لوگوں کے ساتھ نماز میں بغیر پاکی اور وضو کے ہی کھڑے ہو جاتے ہیں ریاء کاری کی یہ قسم ارذل ترین اور اللہ تعالیٰ کے تحت غضب وقہر کے نازل ہونے کا باعث ہے اور اس صورت میں کیا جانے والا کوئی بھی عمل قطعی باطل ہوتا ہے۔

بلکہ بعض حضرات نے تو یہاں تک کہا ہے اگر وہ عمل فرض ہو تو اس کا کرنا فرض کے ادا ہو جانے کے حکم میں نہیں ہوگا بلکہ اس کی قضا واجب ہوگی۔

دوسری قسم وہ صورت ہے جس میں کسی نیک عمل کرنے میں دونوں چیزیں ہوں یعنی ارادہ ثواب بھی اور ریاء کاری بھی دکھانے کی نیت، لیکن ریا کا پہلو غالب ہو اور ارادہ ثواب کا پہلو ضعیف ہو، بایں حیثیت کہ اگر اس عمل کو کرنے والا تنہائی میں ہوتا تو اس عمل کو نہ کرتا اور اس کا قصد اس عمل کے صدور کا باعث نہ ہوتا اور اگر بالفرض اس عمل کا ثواب کوئی نہ ہوتا تو بھی محض ریاء کاری کا جذبہ ہی اس عمل کو اختیار کرنے کا باعث بن جاتا، اس قسم کا بھی وہی حکم ہے جو پہلی قسم کا ہے۔

تیسری قسم وہ صورت ہے جس میں کسی نیک عمل کو اختیار کرنے میں دونوں چیزیں یعنی ریاء کاری کا جذبہ اور حصول ثواب کا ارادہ برابر ہوں، بایں حیثیت کہ اگر بالفرض وہ عمل ان دونوں چیزوں میں سے بھی ایک چیز سے خالی ہوتا تو اس کو اختیار کرنے کا کوئی داعیہ پیدا نہ ہوتا بلکہ اس عمل کی طرف رغبت اسی صورت میں ہوتی جب کہ دونوں چیزیں ایک ساتھ پائی جاتی۔

اس قسم کے بارے میں بظاہر تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس میں نفع، نقصان، دونوں برابر ہوں، لیکن احادیث وآثار سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ قسم بھی مذموم اور اس صورت میں کیا جانے والا عمل بھی نا قابل قبول ہوتا ہے اور چوتھی قسم وہ صورت ہے کہ جس میں کسی نیک عمل کو اختیار کرنے میں، ثواب کی نیت اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کا ارادہ، راجح اور غالب ہو اور بظاہر یہ

معلوم ہوتا ہے کہ یہ قسم نہ تو محض باطل ہے اور نہ اس میں کوئی نقصان ہے، یا زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے۔ کہ اس صورت میں اختیار کیا جانے والا عمل نیت وارادہ کے اعتبار سے ثواب اور عتاب دونوں کا یکساں طور پر باعث ہوتا ہے کہ ارادہ ونیت میں جس قدر اخلاص یا عدم اخلاص ہوگا اسی کے مطابق ثواب یا عتاب ہوگا۔

نیز اس صورت میں یہ بھی دیکھا جا سکتا ہے کہ قصد عمل میں ریاء کاری کی جو آمیزش ہے (جو اگرچہ ثواب کے ارادہ ونیت سے کمتر اور ضعیف ہے) وہ کب پیدا ہوئی ہے؟ اگر ریاء کاری کی آمیزش ابتداء عمل میں ہوئی ہے تو یہ صورت زیادہ بری کہلائے گی اور اگر عمل کے درمیان پیدا ہوئی ہے تو یہ صورت پہلی صورت سے کم برائی کی حامل ہوگی اور اگر یہ عمل کرنے کے بعد آئی ہے تو یہ صورت دوسرے صورت سے بھی کم تر قرار دی جائے گی اور اس کی وجہ سے اختیار کیا جانے والا عمل باطل نہیں کہلائے گا۔ علاوہ ازیں ایک فرق یہ بھی ملحوظ رکھا جائے گا کہ ریاء کاری کا وہ جذبہ اگر پختہ قصد وعزم کی صورت میں نمودار ہوا ہے تو اس میں زیادہ برائی ہوگی اور اگر محض ایک خیال کی صورت میں پیدا ہوا اور اس خیال ہی کی حد تک محدود رہا، آگے کچھ نہ ہوا تو یہ صورت حال یقیناً زیادہ نقصان دہ نہیں کہلائے گی۔

بہر حال حقیقت یہ ہے کہ "ریاء" ایک ایسا جذبہ ہے جس سے پوری طرح خلاصی نہایت دشوار ہے اور ہر حالت میں حقیقی اخلاص کا پایا جانا بہت مشکل، اسی لئے علماء نے یہاں تک لکھا ہے کہ کسی کے منہ سے اپنی تعریف سن کر خوش ہونا ریاء کے پائے جانے کی علامت ہے، اسی طرح تنہائی میں کوئی عمل کرتے وقت بھی دل میں ریاء کا خیال آجائے تو وہ بھی ریاء ہی کہلائے گا۔

اللہ اس سے اپنی پناہ میں رکھے اور بہر صورت اخلاص عطا فرمائے کہ اس کی مدد وتوفیق کے بغیر اس دولت کا ملنا ممکن ہی نہیں ہے۔ علماء نے ایک خاص صورت وحالت اور بیان کی ہے اور وہ یہ کہ اگر کوئی شخص کوئی نیک کام کرے اور کسی عبادت وطاعت میں مصروف ہو اور لوگ اس کو وہ نیک کام اور عبادت وطاعت کرتا ہوا دیکھ لیں تو اس کو چاہئے کہ اس وقت اپنے اندر اس وقت اس بات پر خوشی ومسرت کے جذبات پیدا کرے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم اور لطف وعنایت سے نیک عمل کی توفیق عطا فرمائی اور لوگوں کی نظر باعزت بنانے کا یہ سبب پیدا فرمایا کہ گناہوں اور عیوب کی تو پردہ پوشی فرمائی اور نیک اعمال واخلاق کو آشکارا فرمایا اور ان جذبات مسرت کے ساتھ یہ نیت وقصد رکھے کہ اگر میرے نیک عمل کے اظہار سے دین وطاعات کا چرچہ ہوتا ہے تو لوگ دین کی طرف راغب ہوں گے اور ان کے اندر بھی نیک اعمال کو اختیار کرنے کا داعیہ پیدا ہوگا۔ یہ چیز نہ صرف یہ کہ "ریاء" کے حکم میں داخل نہیں ہوگی، بلکہ اس کو محمود ومستحسن بھی کہا جائے گا جیسا کہ اس سلسلے میں وارد احادیث سے ثابت ہوتا ہے۔ واضح رہے کہ یہ مسئلہ بہت دقیق وپیچیدہ ہے اور اپنے اندر بہت تفصیل ومباحث رکھتا ہے، اگر اس کی تحقیق زیادہ وضاحت کے ساتھ جاننی ہو تو اہل اللہ اور عارفین کی کتابوں اور ان کے اقوال وملفوظات سے راہنمائی حاصل کرنی چاہئے۔

ریاکاری کرنے والوں کے لئے وعید کا بیان

حضرت جندب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص لوگوں کو سنانے اور شہرت حاصل کرنے کے لئے کوئی عمل کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کا حال لوگوں کو سنائے گا ذلیل ورسوا کرے گا نیز جو شخص لوگوں کو دکھانے کے لئے کوئی

عمل کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو ریاء کاری کی سزا دے گا یعنی قیامت کے دن اس سے کہے گا کہ اپنا اجر وثواب اسی سے مانگو جس کے لئے تم نے وہ عمل کیا تھا۔ (بخاری ومسلم، مشکوۃ المصابیح، جلد چہارم: رقم الحدیث، 1246)

بعض حضرات نے کہا ہے کہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص کوئی نیک کام محض شہرت وناموری اور حصول عزت وجاہ کے لئے کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس دنیا میں اس کے ان عیوب اور برے کاموں کو اپنی مخلوق کے سامنے ظاہر کردے گا جن کو وہ چھپاتا ہے اور لوگوں کی نظر میں اس کو ذلیل ورسوا کردے گا، یا یہ کہ اللہ تعالیٰ ایسے شخص کی فاسد نیت اور بری غرض کو دنیا والوں پر آشکار کردیتا ہے اور قیامت کے دن بھی اپنی مخلوق پر کھول دے گا کہ یہ شخص مخلص نہیں تھا، ریاء کار تھا۔

اور بعض علماء نے یہ مراد بیان کی ہے کہ جو شخص اپنا کوئی عمل لوگوں کو سنائے گا یا وہ عمل لوگوں کو دیکھائے گا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے اس نیک عمل کا ثواب صرف اس کو سنا اور دکھا دے گا، دے گا نہیں تاکہ وہ حسرت وافسوس زدہ رہے، یا یہ مراد ہے کہ جو شخص اپنا کوئی نیک عمل لوگوں کو سنائے گا، یا وہ عمل لوگوں کو دکھائے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی نیت کے مطابق اس کا وہ عمل لوگوں کو سنا اور دکھا دے گا اور گویا اس کے اس عمل کا یہی اجر وثواب ہوگا جو اس کو اسی دنیا میں مل جائے اور آخرت کے اجر وثواب سے قطعا محروم رہے گا۔

شرک وریاکاری کرنے والوں کے بارے میں وعید

حضرت ابوسعید بن فضالہ رضی اللہ عنہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کہ جس کے آنے میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے، لوگوں کو حساب اور جزا وسزا کے لئے جمع فرمائے گا، تو ایک اعلان کرنے والا فرشتہ یہ اعلان کرے گا کہ جس شخص نے اپنے اس عمل میں کہ جس کو اس نے اللہ کے لئے کیا تھا، اللہ کے سوا کسی اور کو شریک کیا ہو یعنی جس شخص نے دنیا میں ریاء کے طور پر کوئی نیک عمل کیا ہو تو اس کو چاہئے کہ وہ اپنے اس عمل کا ثواب اسی غیر اللہ سے طلب کرے جس کو اس نے شریک کیا تھا کیونکہ اللہ تعالیٰ شرک کے تئیں، تمام شریکوں سے نہایت زیادہ بے نیاز ہے۔ (احمد، مشکوۃ المصابیح، جلد چہارم: رقم الحدیث، 1248)

علامہ طیبی کہتے ہیں لیوم میں حرف لام "جمع" سے متعلق ہے جس کے معنی ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ تمام لوگوں کو اس دن کے لئے جمع کرے گا کہ جس کا پیش آنا یقینی امر ہے اور اس دن کے آنے میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے اور یہ جمع کرنا اس کے لئے ہوگا کہ ہر ایک کو چیز کے مطابق جزا وسزا دے جس کو اس نے دنیاوی زندگی میں اختیار کیا۔ اس اعتبار سے یوم القیامۃ مابعد کے الفاظ کی تمہید کے طور پر ہے تاہم اس کو "جمع" کا ظرف بھی قرار دیا جا سکتا ہے اور اس کی تائید اس روایت کے مطابق الفاظ سے ہوتی ہے جو استیعاب میں نقل کی گئی ہے کہ اذا کان یوم القیامۃ یجمع اللہ الاولین والاخرین لیوم لاریب فیہ الخ۔ اس صورت میں "لیوم" کے لفظ کو ایسا مظہر کیا جائے گا جو مضمر کی جگہ واقع ہوا ہو اور جو اس مفہوم کو ظاہر کرتا ہے کہ جمع اللہ الخلق یوم القیامۃ لیجزیھم فیہ یعنی اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تمام مخلوق کو جمع فرمائے گا تاکہ اس دن سب کو جزا وسزا دے۔

نیت واخلاص کی اہمیت کا بیان

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس شخص کی نیت محض آخرت کی طلب ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے دل کو غنی اور اس کی پریشانیوں کو جمع کر کے اطمینان خاطر بخشتا ہے نیز اس کے پاس دنیا آتی ہے لیکن اس کی نظر میں اس دنیا کی کوئی وقعت نہیں ہوتی۔ یعنی کسی بھی علمی یا عملی کار خیر کو اختیار کرنے کے سلسلے میں جس شخص کی نیت اور اصل مقصد، محض رضائے مولیٰ اور ثواب آخرت کی طلب ہو تو اللہ تعالیٰ اس کو قدر کفایت پر قانع وصابر بنا کر اور زیادہ طلبی کی محنت ومشقت کے کشت ورنج سے بچا کر قلبی غنا عطا کر دیتا ہے جس کی وجہ سے وہ اس بات سے بے نیاز اور مستغنی ہو جاتا ہے کہ ریا کاری کے ذریعہ لوگوں سے مال وجاہ اور عزت ومنفعت حاصل کر کے آخرت کا نقصان وخسران مول لے۔ نیز اللہ تعالیٰ حصول معاش اور ضروریات زندگی کی تکمیل کے سلسلے میں ان کی پریشانیوں، الجھنوں اور ذہنی انتشار وتفکرات کو سمیٹ کر خاطر جمعی میں تبدیل کر دیتا ہے، بایں طور کہ اس کو ایسی جگہوں اور ایسے ذرائع سے اسباب معیشت مہیا فرما دیتا ہے جن کے بارے میں اس کو معلوم بھی نہیں ہوتا اور اس کے معاملات کو اس طرح استوار فرما دیتا ہے کہ اس کا وہم وگمان بھی اس کو نہیں ہوتا اور پھر ان تمام چیزوں کا مجموعی اثر یہ ہوتا ہے کہ اس شخص کی نظر میں دنیا اور دنیا بھر کی نعمتیں اور لذتیں کوئی اہمیت نہیں رکھتیں، وہ دنیا سے دامن بچاتا ہے اور دنیا اس کے قدموں میں کھنچی چلی آتی ہے، اس کی ضروریات زندگی اور معیشت کے وہ اسباب جو اس کے لئے مقدر ہیں بغیر کسی محنت ومشقت کے بغیر کسی سعی وکوشش کے اور بغیر کسی ذلت وخواری کے اس کو حاصل ہوتے رہتے ہیں۔ اور جس شخص کی نیت اور اصل مقصد، دنیا کی طلب ہو یعنی جس شخص پر دنیا اس حد تک سوار ہو جائے کہ وہ اعمال خیر کو بھی محض دنیا کے حصول کا واسطہ بنانا شروع کر دے تو اللہ تعالیٰ اس کا فقر واحتیاج، اس کی آنکھوں کے سامنے پیش کر دیتا ہے (یعنی اللہ تعالیٰ اس کو لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلانے کی ذلت وخواری میں مبتلا کر دیتا ہے اور وہ اپنے فقر وافلاس اور محتاجگی کو نظر آنے والی چیز کی طرح اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھتا ہے۔ اور اس کو ہر معاملہ میں پراگندہ خاطر اور ذہنی انتشار وتفکرات کا شکار بنا دیتا ہے نیز دنیا بھی اس کو صرف اسی قدر ملتی ہے جتنا کہ اللہ نے اس کے لئے مقدر کر دیا ہے (ترمذی) نیز احمد اور دارمی نے اس روایت کو ابان سے اور انہوں نے زید بن ثابت سے نقل کیا ہے۔ (مشکوۃ المصابیح، جلد چہارم، رقم الحدیث، 1250)

مطلب یہ ہے کہ اعمال کے نتائج وآثار ہونے کا مدار نیت پر ہے، جس شخص کے پیش نظر صرف آخرت کا مفاد ہوتا ہے اور جو اپنے اعمال کے تئیں مخلص وصادق ہوتا ہے، وہ آخرت کی سعادتوں اور نعمتوں کا مستحق تو ہو ہی جاتا ہے، اس دنیا میں بھی اس کو اپنے تمام معاملات زندگی میں اطمینان وعافیت اور خاطر جمعی کی دولت حاصل رہتی ہے، نیز اس کو اس کا رزق نہایت آسانی اور آسودگی کے ساتھ پہنچتا ہے۔ اس کے برخلاف جو شخص محض دنیا کی طلب وچاہ رکھتا ہے اور اپنے اعمال کو وسیلہ آخرت بنانے کے بجائے دنیاوی مال وزر اور دنیاوی نعمتوں کا وسیلہ وذریعہ بناتا ہے اس کو آخرت میں تو اس کی سزا بھگتنی ہوگی، اس دنیا میں بھی اس پر اس برائی کا یہ وبال پڑتا ہے کہ وہ خاطر جمع اور اطمینان وسکون کی دولت سے محروم ہو جاتا ہے، ہر وقت طرح طرح کی پریشانیوں اور مختلف تفکرات کی وجہ سے حیران وسرگردان رہتا ہے، نیز اس کو وہ رزق تو ضرور ملتا ہے جو اس کے مقدر میں ہے مگر

اس کے حصول کے لئے بھی اس کو نہایت محنت ومشقت اور پریشانی وکشت برداشت کرنا پڑتی ہے۔

رمضان المبارک میں عمرہ کرنے کی فضیلت کا بیان

2109 - اَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ يَزِيْدَ بْنِ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ قَالَ اَخْبَرَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِي عَطَاءٌ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يُخْبِرُنَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِامْرَاَةٍ مِنَ الْاَنْصَارِ اِذَا كَانَ رَمَضَانُ فَاعْتَمِرِيْ فِيْهِ فَاِنَّ عُمْرَةً فِيْهِ تَعْدِلُ حَجَّةً ۔

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک انصاری خاتون سے یہ فرمایا: جب رمضان کا مہینہ آجائے' تو تم اس میں عمرہ کر لینا' کیونکہ اس میں عمرہ کرنا حج کرنے کے برابر ہے۔

باب اخْتِلَافِ اَهْلِ الْاٰفَاقِ فِي الرُّؤْيَةِ

یہ باب ہے کہ جب مختلف علاقوں کے لوگوں کے درمیان (پہلی کا چاند) دیکھنے میں اختلاف ہو جائے

2110 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ - وَهُوَ ابْنُ اَبِيْ حَرْمَلَةَ - قَالَ اَخْبَرَنِيْ كُرَيْبٌ اَنَّ اُمَّ الْفَضْلِ بَعَثَتْهُ اِلٰى مُعَاوِيَةَ بِالشَّامِ - قَالَ - فَقَدِمْتُ الشَّامَ فَقَضَيْتُ حَاجَتَهَا وَاسْتَهَلَّ عَلَيَّ هِلَالُ رَمَضَانَ وَاَنَا بِالشَّامِ فَرَاَيْتُ الْهِلَالَ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ ثُمَّ قَدِمْتُ الْمَدِيْنَةَ فِيْ اٰخِرِ الشَّهْرِ فَسَاَلَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ ثُمَّ ذَكَرَ الْهِلَالَ فَقَالَ مَتٰى رَاَيْتُمْ فَقُلْتُ رَاَيْنَاهُ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ ۔ قَالَ اَنْتَ رَاَيْتَهُ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ قُلْتُ نَعَمْ وَرَاٰهُ النَّاسُ فَصَامُوْا وَصَامَ مُعَاوِيَةُ ۔ قَالَ لٰكِنْ رَاَيْنَاهُ لَيْلَةَ السَّبْتِ فَلَا نَزَالُ نَصُوْمُ حَتّٰى نُكْمِلَ ثَلَاثِيْنَ يَوْمًا اَوْ نَرَاهُ ۔ فَقُلْتُ اَوَلَا تَكْتَفِيْ بِرُؤْيَةِ مُعَاوِيَةَ وَاَصْحَابِهِ قَالَ لَا هٰكَذَا اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔

☆☆ کریب بیان کرتے ہیں' سیدہ اُم فضل رضی اللہ عنہا نے انہیں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں شام بھیجا' وہ کہتے ہیں: میں شام آیا' وہاں میں نے سیدہ اُم فضل رضی اللہ عنہا کا کام پورا کیا' وہاں میں نے رمضان کا پہلی کا چاند دیکھا' میں اس وقت شام میں ہی موجود تھا' میں نے وہ چاند جمعہ کی رات کو دیکھا' پھر میں مہینے کے آخری حصے میں مدینہ منورہ پہنچا' حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھ سے دریافت کیا' انہوں نے پہلی کے چاند کا تذکرہ کرتے ہوئے دریافت کیا: تم نے وہ کب دیکھا تھا؟ میں نے جواب دیا: میں نے اسے جمعہ کی رات دیکھ لیا تھا تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے دریافت کیا: کیا تم نے خود اسے جمعہ کی رات دیکھا تھا؟ میں نے جواب دیا: جی ہاں! اور بہت سے لوگوں نے بھی دیکھا تھا' اور ان لوگوں نے روزہ بھی رکھا اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے بھی روزہ رکھا تھا تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: لیکن ہم نے تو اسے ہفتہ کی رات دیکھا تھا۔ اس لیے

2109-اخرجه البخاري في العمرة، باب عمرة في رمضان (الحديث 1782) مطولا ۔ واخرجه مسلم في الحج، باب فضل العمرة في رمضان (الحديث 221) ۔ تحفة الاشراف (5913) ۔

2110-اخرجه مسلم في الصيام، باب بيان ان لكل بلد رؤيتهم و انهم اذا راوا الهلال ببلد لا يثبت حكمه لما بعد عنهم (الحديث 28) واخرجه ابو داؤد في الصوم، باب اذا رئي الهلال في بلد قبل الآخرين بليلة (الحديث 2332) ۔ واخرجه الترمذي في الصوم، باب ما جاء لكل اهل بلد رؤيتهم (الحديث 693) ۔ تحفة الاشراف (6357) ۔

ہم مسلسل روزے رکھیں گے یہاں تک کہ 30 دن پورے نہیں کر لیتے یا (اس سے پہلے شوال کا چاند نہیں) دیکھ لیتے' میں نے ان سے کہا: کیا آپ کے لیے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کا چاند دیکھ لینا کافی نہیں ہے؟ انہوں نے فرمایا: نہیں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اسی طرح حکم دیا ہے۔

باب قَبُولِ شَهَادَةِ الرَّجُلِ الْوَاحِدِ عَلٰى هِلَالِ شَهْرِ رَمَضَانَ وَذِكْرِ الْاِخْتِلَافِ فِيْهِ عَلٰى سُفْيَانَ فِيْ حَدِيْثِ سِمَاكٍ

یہ باب ہے کہ رمضان کے پہلی کے چاند کے بارے میں ایک شخص کی گواہی قبول کرنا

اس بارے میں سفیان کے حوالے سے روایات میں اختلاف کا تذکرہ جو سماک نامی راوی کی روایت کے بارے میں ہیں۔

2111 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ اَبِیْ رِزْمَةَ قَالَ اَنْبَاَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوْسٰى عَنْ سُفْيَانَ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَاءَ اَعْرَابِیٌّ اِلَى النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَاَيْتُ الْهِلَالَ . فَقَالَ اَتَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ . قَالَ نَعَمْ . فَنَادَى النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ صُوْمُوْا .

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' ایک دیہاتی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور بولا: میں نے پہلی کا چاند دیکھ لیا ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: کیا تم اس بات کی گواہی دیتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں' اس نے جواب دیا: جی ہاں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان کروا دیا' کہ تم لوگ روزہ رکھو۔

شرح

یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ جو شخص مستور الحال ہو یعنی اس کا فاسق ہونا معلوم نہ ہو تو رمضان کے چاند کے بارے میں اس کی شہادت معتبر اور قابل قبول ہوگی نیز یہ کہ رمضان کے چاند کی گواہی دیتے ہوئے لفظ شہادت کا استعمال شرط نہیں ہے۔ نیز اس حدیث سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ ہلال رمضان شریف شہادت میں صرف ایک شخص کی گواہی قبول کی جا سکتی ہے چنانچہ حنفی مسلک میں صحیح مسئلہ یہی ہے کہ ہلال رمضان کی رویت ایک عادل یا مستور الحال شخص کی شہادت سے ثابت ہو جاتی ہے نیز یہ کہ ہلال رمضان کی شہادت میں لفظ شہادت کا استعمال شرط نہیں ہے مگر ایک شخص کی گواہی اسی صورت میں معتبر ہوگی جب کہ مطلع ابر وغبار آلود ہو اگر عید کی چاند رات کو ابر وغبار ہو تو پھر دو مرد یا ایک مرد اور دو عادل و آزاد عورتوں کی شہادت ہی معتبر ہوگی نیز یہ کہ اس موقع پر لفظ شہادت کا استعمال بھی شرط ہوگا پھر موقع ومحل کے پیش نظر شہادت کی صورت بھی بدلتی رہتی

2111-اخرجه ابو داؤد في الصوم، باب في شهادة الواحد على رؤية هلال رمضان ، الحديث 2340) و (2341) مرسلًا . واخرجه الترمذي في الصوم، باب ما جاء في الصوم بالشهادة (الحديث 691) . و سياتي (الحديث 2112)، و (الحديث 2113 و 2114) مرسلًا . واخرجه ابن ماجه في الصيام ، باب ماجاء في الشهادة على رؤية الهلال (الحديث 1652) . تحفة الاشراف (6104) .

ہے۔ مطلع صاف ہو تو جماعت کثیرہ کی شہادت ضروری ہوگی۔

مستورالحال شخص کی شہادت رؤیت کا بیان

امام ابوالحسن فرغانی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ اگر کسی شخص نے اکیلے رمضان کا چاند دیکھا تو یہ شخص خود روزہ رکھے۔ خواہ امام نے اس کی گواہی قبول نہ کیا ہو۔ تو وہ آدمی خود روزہ رکھے۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر روزہ افطار کرو۔ حالانکہ وہ شخص ظاہری حالت کے ساتھ چاند کو دیکھ چکا ہے۔ اگر اس شخص نے روزہ نہ رکھا تو اس پر اس روزے کی قضاء واجب ہوگی اس پر کفارہ نہ ہوگا۔ جبکہ حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ نے فرمایا: اس پر کفارہ بھی واجب ہوگا۔ جبکہ اس نے افطار جماع کے ساتھ کیا ہو۔ کیونکہ جماع کے ساتھ اس کا روزہ توڑنا یہ اسی طرح ہے جس طرح اس نے رمضان میں حقیقی معنوں میں روزے کو توڑا ہے۔ کیونکہ حقیقت میں اسے رمضان کا یقین ہے اور حکمی طور بھی کیونکہ اس پر روزے کی قضاء واجب ہے۔ جبکہ ہماری دلیل کے مطابق قاضی نے اس شخص کی دلیل کو شرعی دلیل کے مطابق رد کیا ہے اور شرعی دلیل اس کے لئے غلطی کی تہمت ہے۔ لہذا اس طرح ایک شبہ پیدا ہو جس کی وجہ سے کفارہ ساقط ہو گیا کیونکہ کفارات شبہات کی وجہ سے ساقط ہو جاتے ہیں۔ (قاعدہ فقہیہ)

اور اگر اس نے امام کی تردید سے پہلے روزے کو توڑ دیا تو اس میں مشائخ نے اختلاف کیا ہے کہ اگر اس آدمی نے تیس روزے مکمل کیے ہیں تو افطار نہ کرے ہاں البتہ جب وہ امام کے ساتھ ہو۔ کیونکہ پہلے روزے کا وجوب اس پر صرف احتیاط کی دلیل پر مبنی تھا۔ اور اس کے بعد جو احتیاط ہے وہ تاخیر افطار کی وجہ سے ہے۔ اور اگر اس نے افطار کیا تو اس پر کفارہ واجب نہ ہو گا۔ اسی حقیقت پر قیاس کرتے ہوئے جو اس کے ہاں ثابت ہے۔ (ہدایہ کتاب صوم، لاہور)

رؤیت ہلال میں ایک مستورالحال کی گواہی کی قبولیت کا بیان

علامہ ابن عابدین شامی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: کافی حاکم جس میں امام محمد کا تمام کلام، کتب ظاہر الروایۃ کا جمع فرما دیا ہے یوں ہے کہ رمضان میں ایک مسلمان مرد یا عورت عادل یا مستورالحال کی گواہی مقبول ہے جبکہ یہ گواہی دے کہ اس نے جنگل میں دیکھا یا شہر میں دیکھا اور کوئی سبب ایسا تھا جس کے باعث اوروں کو نظر نہ آیا انتہی اور ان دونوں روایتوں میں منافات نہیں اس لیکہ جماعت عظیم کی شرط وہاں ہے کہ گواہ شہر میں غیر مکان بلند پر ہو تو یہ پچھلی روایت اُس پہلی کے اطلاق کی قید بتاتی ہے اور اس پر دلیل یہ کہ پہلی میں ایک کی گواہی نہ ماننے کی وجہ یہ فرمائی کہ تنہا اُس کا دیکھنا غلطی میں ظاہر ہے اور اُس پچھلی صورت یعنی جبکہ وہ جنگل میں یا بلند مکان پر تھا وہ تردد کی وجہ نہ پائی گئی اس لیے محیط میں فرمایا کہ اس حالت میں تنہا اُس کا دیکھنا خلاف ظاہر نہ ہوگا۔ (ردالمحتار، ج ۲، ص ۱۰۱، مصطفیٰ البابی مصر)

بحرالرائق میں فرمایا کہ جب لوگ چاند دیکھنے میں کاہلی کریں تو اس روایت پر عمل چاہئے کہ دو گواہ کافی ہیں کہ اب وہ وجہ نہ رہی "کہ سب چاند دیکھنے میں مصروف تھے اور مطلع صاف تھا تو فقط انہی دو کو نظر آنا" بعید از قیاس ہے، اور ولوالجیہ وظہیریہ سے

ظاہر ہوتا ہے کہ ظاہر الروایۃ میں صرف تعدد گوہاں کی شرط ہے اور تعدد دو سے بھی ہو گیا ابھی اور ہمارے زمانے میں لوگوں کا سر آنکھوں دیکھا ہے تو دو کی گواہی کو یہ نہ کہیں گے کہ جمہور کے خلاف انہی کو کیسے نظر آ گیا جس سے گواہ کی غلطی ظاہر ہوتو ظاہر الروایۃ کی وجہ نہ رہی تو اس دوسری روایت پر فتویٰ دینا لازم ہوا۔(ردالمحتار، ج۲،ص۱۰۱، مصطفیٰ البابی مصر)

عادل، مستور اور فاسق کی تعریفات وفقہی احکام

لوگ تین قسم ہیں: (۱) عادل (۲) مستور (۳) فاسق عادل وُہ مرتکب کبیرہ عمد یا خفیف الحرکات نہ ہو۔

مرتکب کبیرہ نہ ہوا تو ل ارتکاب کبیرہ میں اصرار صغیرہ بھی آ گیا کہ صغیرہ اصرار سے کبیرہ ہو جاتا ہے۔(رہا علماء کا یہ قول کہ کبائر کا ترک اور صغائر پر اصرار الخ تو اس سے مراد وضاحت ہے نہ کہ تکمیل تعریف، جیسا کہ مخفی نہیں۔قلت خفیف الحرکات نہ ہو جیسے بازار میں کھاتے پھرنا یا شارع عام چلنے پر راہ میں پیشاب کو بیٹھنا اور مستور پر پوشیدہ حال جس کی کوئی بات مسقط شہادت معلوم نہیں۔اور فاسق جو ظاہر بدافعال ہے۔

عادل کی گواہی ہر جگہ مقبول ہے اور مستور کی ہلال رمضان میں، اور فاسق کی کہیں نہیں۔ پر بعض روایات کے بعض الفاظ بظاہر اس طرف جاتے ہیں کہ رمضان میں فاسق کی شہادت بھی سُن لیں۔ممکن ہے کہ اُس شہر کا حاکم شرع یہی خیال رکھتا ہو، اگر چہ محققین نے اسے رد کر دیا۔تو جس فاسق کو معلوم ہو کہ یہاں کے حاکم کا یہ مسلک ہے اس پر بیشک گواہی دینی واجب ہوگی ورنہ نہیں، اور رمضان میں جبکہ عادل و مستور کا ایک حکم ہے، تو اس وجوب میں بھی یکساں رہیں گے۔رہا عادل، جب وُہ دائم المقبول ہے تو اُس پر وجوب بھی مطلقاً ہے یعنی رمضان ہو خواہ عید الفطر خواہ عید الاضحیٰ۔

عادل پر لازم ہے کہ اس نے جس رات چاند دیکھا ہے اسی رات حاکم کے پاس گواہی دے تاکہ لوگ صبح کو بے روزہ نہ اُٹھیں، اور یہ گواہی فرض عین ہے۔(مراقی الفلاح مع حاشیۃ الطحطاوی، ۳۵۸، نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی)

2112 - اَخْبَرَنَا مُوْسٰى بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَاءَ اَعْرَابِيٌّ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَبْصَرْتُ الْهِلَالَ اللَّيْلَةَ . قَالَ اَتَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ . قَالَ نَعَمْ . قَالَ يَا بِلَالُ اَذِّنْ فِي النَّاسِ فَلْيَصُوْمُوا غَدًا .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' ایک دیہاتی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور بولا: میں نے گزشتہ رات پہلی کا چاند دیکھ لیا ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: کیا تم اس بات کی گواہی دیتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں' اس نے جواب دیا: جی ہاں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بلال لوگوں میں یہ اعلان کر دو کہ وہ کل روزہ رکھیں۔

2113 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ اَبِي دَاوُدَ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ عِكْرِمَةَ مُرْسَلٌ .

2112-تقدم (الحديث 2111) .

2113-تقدم (الحديث 2111) .

★★ یہی روایت بعض دیگر اسناد کے ہمراہ بھی ''مرسل'' روایت کے طور پر منقول ہے۔

2114 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمِ بْنِ نُعَيْمٍ - مِصِّيصِيٌّ - قَالَ اَنْبَاَنَا حِبَّانُ بْنُ مُوْسَى الْمَرْوَزِيُّ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ عِكْرِمَةَ مُرْسَلٌ .

★★ یہی روایت بعض دیگر اسناد کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

2115 - اَخْبَرَنِىْ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ يَعْقُوْبَ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ شَبِيْبٍ اَبُوْ عُثْمَانَ - وَكَانَ شَيْخًا صَالِحًا بِطَرَسُوْسَ - قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ اَبِىْ زَائِدَةَ عَنْ حُسَيْنِ بْنِ الْحَارِثِ الْجَدَلِيِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ زَيْدِ بْنِ الْخَطَّابِ اَنَّهٗ خَطَبَ النَّاسَ فِى الْيَوْمِ الَّذِىْ يُشَكُّ فِيْهِ فَقَالَ اَلَا اِنِّىْ جَالَسْتُ اَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَاَلْتُهُمْ وَاَنَّهُمْ حَدَّثُوْنِىْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صُوْمُوْا لِرُؤْيَتِهٖ وَاَفْطِرُوْا لِرُؤْيَتِهٖ وَانْسُكُوْا لَهَا فَاِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاَكْمِلُوْا ثَلَاثِيْنَ فَاِنْ شَهِدَ شَاهِدَانِ فَصُوْمُوْا وَاَفْطِرُوْا .

★★ عبدالرحمٰن بن زید بن خطاب کے بارے میں یہ بات منقول ہے: انہوں نے اس دن کے بارے میں جس دن کے بارے میں لوگوں کو شک تھا (کہ آج رمضان یا شوال کی پہلی تاریخ ہے یا نہیں ہے) اس دن کے بارے میں خطبہ دیتے ہوئے لوگوں کو یہ بتایا: یاد رکھنا میں نبی اکرم ﷺ کے اصحاب کے ساتھ رہا ہوں' میں نے ان سے سوال جواب کیے ہیں' ان حضرات نے مجھے یہ بات بتائی ہے' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

تم چاند کو دیکھ کر روزے رکھنے شروع کرو اور چاند کو دیکھ کر عیدالفطر کرو اور اسی کو دیکھ کر عیدالاضحیٰ کرو' اگر (آخری تاریخ میں) بادل چھایا ہو' تو تم 30 کا عدد پورا کرلو' اگر دو آدمی گواہی دے دیں' تو تم روزہ رکھنا شروع کرو اور عیدالفطر کرو۔

ہلالِ عید کی شہادت میں مذاہب اربعہ

ہلالِ عید کی شہادت کے لئے کم از کم دو گواہوں کی ضرورت ہے۔ چنانچہ آخر رمضان میں ہلالِ عید کے متعلق جھگڑا ہوا۔ دو اعرابی آئے اور انہوں نے شہادت دی کہ بخدا ہم نے کل عید کا چاند دیکھا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ روزہ افطار کرلیں اور صبح عیدگاہ کی طرف نکلیں۔ عید کے بارے میں کوئی ایسی صحیح حدیث نہیں جس میں ایک شہادت کا ذکر ہو۔

نصاب شہادت رمضان کے بارے میں اعتراض: امام مالک، لیث، اوزاعی، ثوری اور امام شافعی سے مروی (ایک قول میں) ہے کہ ہلالِ رمضان کے لئے ایک شہادت کافی نہیں بلکہ دو کی شہادت کا اعتبار ہوگا۔ ان ائمہ نے اپنے موقف کے بارے میں جو احادیث بیان کی ہیں، ان میں سے ایک وہ حدیث ہے جو عبدالرحمٰن بن زید سے مروی ہے۔ الفاظ یہ ہیں:

فان شهد شاهدان مُسْلِمَان فصوموا وافطروا (مسند احمد) اگر دو مسلمان شہادت دیں تو روزہ رکھو اور افطار

2114-تقدم (الحديث 2111) .

2115-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (15621) .

کر دوسری حدیث وہ ہے جو امیر مکہ حارث بن حاطب سے مروی ہے۔ اس کے الفاظ حسب ذیل ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

فإن لم نره وشهد شاهد عدل نسكنا بشهادتهما (ابوداؤد)

اگر ہم چاند نہ دیکھ پائیں اور دو عادل گواہ شہادت دے دیں تو ان کی شہادت پر شرعی احکام یعنی روزہ، عید ادا کریں گے اور دارقطنی نے روایت کر کے اس کی سند کو متصل صحیح کہا (منتقی)

بظاہر ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ہلال رمضان کے لئے بھی کم از کم دو گواہ ہوں۔ جن احادیث میں ایک گواہ کا ذکر ہے، ان میں دوسرے گواہ کی نفی نہیں ہے۔ اس بات کا احتمال ہے کہ اس سے پہلے کسی دوسرے شخص سے بھی رویت ہلال کا علم ہو گیا ہو۔

اس اعتراض کا ابن مبارک اور امام احمد بن حنبل نے یہ جواب دیا ہے کہ جن احادیث میں دو گواہوں کی تصریح ہے، ان سے زیادہ سے زیادہ ایک شہادت سے ممانعت بالمفہوم ثابت ہوتی ہے۔ مگر ابن عمر اور ابن عباس ہر دو کی احادیث میں ایک شہادت کی قبولیت کا بالمنطوق بیان ہے اور مسلمہ اُصول ہے کہ دلالت مفہوم سے دلالت منطوق راجح ہے۔ اس لئے یہی قول درست ہے کہ رویت ہلال کے بارے میں ایک مسلمان عادل کی شہادت کافی ہے۔

پھر یہ احتمال پیدا کرنا کہ کسی دوسرے شخص سے رویت ہلال کا علم ہو گیا ہو، شریعت کے بیشتر احکام کو معطل کر دینے کے مترادف ہے۔ البتہ عبدالرحمٰن اور امیر مکہ کی احادیث سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ہلال عید کے لئے بہر حال کم از کم دو گواہوں کی ضرورت ہے۔

صاف مطلع کی صورت شہادت جماعت میں احناف کا مؤقف

علامہ علاؤالدین حصکفی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: جب ابر و غبار کی حالت میں ہلال رمضان کے لیے ایک عادل یا مستور الحال کی خبر کافی ہے اگر چہ غلام یا عورت ہو اور رؤیت کی کیفیت بیان کرے خواہ نہ کرے، دعویٰ یا لفظ اشہد یا حکم یا مجلس قاضی کی شرط نہیں مگر فاسق کا بیان بالاتفاق مردود ہے اور عید کے لیے بحال ناصافی مطلع عدالت کے ساتھ دو مرد یا ایک مرد دو عورت کی گواہی بلفظ اشہد ضرور ہے اور اگر ایسے شہر میں ہوں جہاں کوئی حاکم اسلام نہیں تو بوجہ ضرورت بحال ابر و غبار ایک ثقہ شخص کے بیان پر روزہ رکھیں اور دو عادلوں کی خبر پر عید کر لیں، اور جب ابر و غبار نہ ہو تو ایسی بڑی جماعت کی خبر مقبول ہوگی جس سے ظن غالب حاصل ہو جائے اور امام سے مروی ہوا کہ دو گواہ کافی ہیں اور اسی کو بحر الرائق میں اختیار کیا، اور کتاب الاقضیہ میں فرمایا صحیح یہ ہے کہ ایک بھی کافی ہے اگر جنگل سے آئے یا بلند مکان پر تھا اور اسی کو امام ظہیر الدین نے اختیار فرمایا اور ذی الحجہ اور باقی نو مہینوں کے چاند کا وہی حکم ہے جو ہلال عید الفطر کا۔ (درمختار، ج ۱، ص ۱۴۸، مطبع مجتبائی دہلی)

علامہ ابن عابدین شامی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: جب آسمان صاف ہو تو ہلال روزہ و عید کے قبول کو جماعت عظیم کی خبر شرط

ہے اس لیے کہ بڑی جماعت کہ وُہ بھی چاند دیکھنے میں مصروف تھی اُس میں صرف دو ایک شخص کونظر آ نا حالانکہ مطلع صاف ہے ان دو ایک کی خطا میں ظاہر ہے، ایسا ہی بحر الرائق میں ہے اور جماعت عظیم میں عدالت شرط نہیں، ایسا ہی امداد الفتاح میں ہے، نہ آزادی شرط ہے ایسا ہی قہستانی میں ہے۔ (ردالمحتار، ج ۲، ص ۱۰۰، مطبوعہ، مصر)

بَابُ اِكْمَالِ شَعْبَانَ ثَلَاثِيْنَ اِذَا كَانَ غَيْمٌ وَّذِكْرِ اخْتِلَافِ النَّاقِلِيْنَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ

یہ باب ہے کہ جب بادل چھائے ہوں تو شعبان کے تیس دن پورے کرنا

اس بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت نقل کرنے والوں میں اختلاف کا تذکرہ

2116 - اَخْبَرَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ هِشَامٍ عَنْ اِسْمَاعِيْلَ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صُوْمُوا لِرُؤْيَتِهِ وَاَفْطِرُوْا لِرُؤْيَتِهِ فَاِنْ غُمَّ عَلَيْكُمُ الشَّهْرُ فَعُدُّوا ثَلَاثِيْنَ.

★★ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

اسے دیکھ کر روزہ رکھنا شروع کرو اور اسے دیکھ کر ہی عید الفطر کرو' اگر تم پر بادل چھائے ہوں' تو تم تیس کا عدد پورا کرو۔

2117 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ قَالَ حَدَّثَنَا وَرْقَاءُ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صُوْمُوا لِرُؤْيَتِهِ وَاَفْطِرُوْا لِرُؤْيَتِهِ فَاِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاقْدُرُوْا ثَلَاثِيْنَ.

★★ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: اسے دیکھ کر روزہ رکھو اور اسے دیکھ کر عید الفطر کرو' اگر تم پر بادل چھائے ہوں' تو تم تیس کی تعداد پوری کرو۔

شرح

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (شعبان کی تیرویں تاریخ کو رمضان کی نیت سے) روزہ نہ رکھو یہاں تک کہ چاند دیکھ لو، اسی طرح روزہ اس وقت ختم نہ کرو جب تک کہ عید کا چاند نہ دیکھ لو لہٰذا (تیسویں شب یعنی انتیسویں تاریخ کو) اگر (گرد وغبار اور ابر وغیرہ یا کسی اور سبب سے) چاند نظر نہ آئے تو اس کا اعتبار کرو (یعنی اس مہینے کو تیس دن کا سمجھ لو) ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مہینہ کبھی تیس رات کا بھی ہوتا ہے اس لئے جب تک چاند نہ دیکھ لو (رمضان کی نیت سے) روزہ نہ رکھو اور اگر انتیس تاریخ کو ابر وغیرہ ہو اور چاند نظر نہ آئے تو تیس

2116-اخرجه البخاري في الصوم، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم (اذا رايتم الهلال فصوموا و اذا رايتموه فافطروا) (الحديث 1909) . و اخرجه مسلم في الصيام، باب وجوب صوم رمضان لروية الهلال، و الفطر لروية الهلال و انه اذا غم في اوله او آخره اكملت عدة الشهر ثلاثين يومًا (الحديث 19) . والنسائي (الحديث 2117) . تحفة الاشراف (14382) .

2117-تقدم (الحديث 2116) .

دن پورے کرو (یعنی تیس دن کا مہینہ سمجھو)۔ (بخاری ومسلم بحوالہ مشکوۃ المصابیح جلد دوم رقم الحدیث 473)

مطلب یہ ہے کہ جب تک چاند نہ دیکھ لو یا معتبر شہادت اور معتبر ذرائع سے جب تک رویت ہلال ثابت نہ ہو جائے روزہ رکھو اور روزہ ختم کر کے عید مناؤ۔ مہینہ کبھی انتیس رات کا بھی ہوتا ہے، سے دراصل اس بات کی ترغیب دلانا مقصود ہے کہ تیسویں شب یعنی انتیس تاریخ کو چاند تلاش کیا جائے، چنانچہ علماء لکھتے ہیں کہ شعبان کی انتیسویں تاریخ کو لوگوں پر واجب ہے کہ رمضان کا چاند دیکھنے کی کوشش کریں۔

باب ذِكْرِ الْاِخْتِلَافِ عَلَى الزُّهْرِيِّ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ

یہ باب ہے کہ اس حدیث میں زہری سے ہونے والے اختلاف کا تذکرہ

2118 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ النَّيْسَابُوْرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا رَاَيْتُمُ الْهِلَالَ فَصُوْمُوْا وَاِذَا رَاَيْتُمُوْهُ فَاَفْطِرُوْا فَاِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَصُوْمُوْا ثَلَاثِيْنَ يَوْمًا ۔

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' جب تم پہلی کا چاند دیکھ لو تو تم روزہ رکھنا شروع کر دو اور جب تم پہلی کا چاند دیکھ لو تو عید الفطر کر لو اگر تم پر بادل چھا جائیں' تو تیس دن روزے رکھو۔

2119 - اَخْبَرَنَا الرَّبِيْعُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِذَا رَاَيْتُمُ الْهِلَالَ فَصُوْمُوْا وَاِذَا رَاَيْتُمُوْهُ فَاَفْطِرُوْا فَاِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاقْدُرُوْا لَهُ ۔

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جب تم پہلی کا چاند دیکھ لو تو روزے رکھنے شروع کر دو اور جب تم پہلی کا چاند دیکھ لو تو عید الفطر کر لو اور جب تم پر بادل چھا جائیں' تو گنتی پوری کرو۔

2120 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ رَمَضَانَ فَقَالَ لَا تَصُوْمُوْا

2118-اخرجه مسلم في الصيام، باب وجوب صوم رمضان لرؤية الهلال و الفطر لرؤية الهلال و انه اذا غم في اوله او آخره اكملت عدة الشهر ثلاثين يومًا (الحديث 17) ۔ و اخرجه ابن ماجه في الصيام، باب ما جاء في (صوموا لرؤيته و افطروا لرؤيته) (الحديث 1655) . تحفة الاشراف (13102) .

2119-اخرجه البخاري في الصوم، باب هل يقال رمضان او شهر رمضان (الحديث 1900) واخرجه مسلم في الصيام، باب وجوب صوم رمضان لرؤية الهلال و الفطر لرؤية الهلال و انه اذا غم في اوله او آخره اكملت عدة الشهر ثلاثين يومًا (الحديث 8) . تحفة الاشراف (6983) .

2120-اخرجه البخاري في الصوم، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم (اذا رايتم الهلال فصوموا، واذا رايتموه فافطروا) (الحديث 1906) واخرجه مسلم في الصيام، باب وجوب صوم رمضان لرؤية الهلال، و الفطر لرؤية الهلال و انه اذا غم في اوله او آخره اكملت عدة الشهر ثلاثين يومًا (الحديث 3) . تحفة الاشراف (8362) .

حَتّٰى تَرَوُا الْهِلَالَ وَلَا تُفْطِرُوْا حَتّٰى تَرَوْهُ فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاقْدُرُوْا لَهُ .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:
روزہ رکھنا اس وقت تک شروع نہ کرو جب تک پہلی کا چاند نہ دیکھ لو اور عید الفطر اس وقت تک نہ کرو' جب تک تم اسے (یعنی پہلی کے چاند کو) نہ دیکھو' اگر تم پر بادل چھا جائیں' تو گنتی پوری کرو۔

باب ذِكْرِ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ

اس حدیث میں عبیداللہ بن عمر نامی راوی پر اختلاف کا تذکرہ

2121 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَصُوْمُوا حَتّٰى تَرَوْهُ وَلَا تُفْطِرُوْا حَتّٰى تَرَوْهُ فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاقْدُرُوْا لَهُ .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:
روزہ رکھنا اس وقت تک شروع نہ کرو جب تک تم اسے (یعنی پہلی کے چاند کو) نہیں دیکھ لیتے اور عید الفطر اس وقت تک نہ کرو جب تک اسے دیکھ نہیں لیتے' اگر تم پر بادل چھائے ہوں' تو تم گنتی پوری کر لو۔

2122 - اَخْبَرَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَلِيٍّ صَاحِبُ حِمْصَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ ذَكَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْهِلَالَ فَقَالَ اِذَا رَاَيْتُمُوْهُ فَصُوْمُوا وَاِذَا رَاَيْتُمُوْهُ فَاَفْطِرُوْا فَاِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَعُدُّوا ثَلَاثِيْنَ .

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی کے چاند کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:
جب تم اسے دیکھو تو روزہ رکھنا شروع کرو اور جب تم اسے دیکھو تو عید الفطر کرو' اگر تم پر بادل چھا جائیں' تو 30 کی تعداد پوری کر لو۔

باب ذِكْرِ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ فِيْ حَدِيْثِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِيْهِ

یہ باب ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے منقول روایت میں عمرو بن دینار سے نقل ہونے والے اختلاف کا تذکرہ

2123 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ اَبُو الْجَوْزَاءِ - وَهُوَ ثِقَةٌ بَصْرِيٌّ اَخُوْ اَبِي الْعَالِيَةِ - قَالَ اَنْبَاَنَا حَبَّانُ بْنُ هِلَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

2121-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (8214) .

2122-اخرجه مسلم في الصيام، باب وجوب صوم رمضان لرؤية الهلال، و الفطر لرؤية الهلال و انه اذا غم في اوله او آخره اكملت عدة الشهر ثلاثين يومًا (الحديث 20) . تحفة الاشراف (13797) .

2123-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (6307) .

صُوْمُوا لِرُؤْيَتِهٖ وَاَفْطِرُوْا لِرُؤْيَتِهٖ فَاِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاَكْمِلُوا الْعِدَّةَ ثَلَاثِيْنَ .

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: اسے دیکھ کر روزہ رکھو اور اسے دیکھ کر عیدالفطر کرو اگر تم پر بادل چھا جائیں تو 30 کی تعداد پوری کرلو۔

2124 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حُنَيْنٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ عَجِبْتُ مِمَّنْ يَتَقَدَّمُ الشَّهْرَ وَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا رَاَيْتُمُ الْهِلَالَ فَصُوْمُوا وَاِذَا رَاَيْتُمُوْهُ فَاَفْطِرُوْا فَاِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاَكْمِلُوا الْعِدَّةَ ثَلَاثِيْنَ .

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: مجھے اس شخص پر حیرت ہوتی ہے' جو (رمضان کے) مہینے سے پہلے ہی روزے رکھنا شروع کر دیتا ہے' جبکہ نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

جب تم پہلی کا چاند دیکھ لو تو تم روزہ رکھنا شروع کرو اور جب تم اسے دیکھو تو عیدالفطر کرو' اگر تم پر بادل چھا جائیں' تو تیس کی تعداد پوری کرلو۔

باب ذِكْرِ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى مَنْصُوْرٍ فِيْ حَدِيْثِ رِبْعِيٍّ فِيْهِ

ربعی سے منقول حدیث میں منصور سے نقل ہونے والے اختلاف کا تذکرہ

2125 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقَدَّمُوا الشَّهْرَ حَتّٰى تَرَوُا الْهِلَالَ قَبْلَهٗ اَوْ تُكْمِلُوا الْعِدَّةَ ثُمَّ صُوْمُوْا حَتّٰى تَرَوُا الْهِلَالَ اَوْ تُكْمِلُوا الْعِدَّةَ قَبْلَهٗ .

★★ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

مہینہ شروع ہونے سے پہلے روزہ نہ رکھو' یہاں تک کہ تم اس سے پہلے' پہلی کا چاند دیکھ لو یا تعداد پوری کرو' پھر تم روزے رکھنے شروع کرو' یہاں تک کہ پہلی کا چاند دیکھو یا اس سے پہلے تعداد پوری کرلو۔

2126 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ رِبْعِيٍّ عَنْ بَعْضِ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقَدَّمُوا الشَّهْرَ حَتّٰى تُكْمِلُوا الْعِدَّةَ اَوْ تَرَوُا الْهِلَالَ ثُمَّ صُوْمُوْا وَلَا تُفْطِرُوْا حَتّٰى تَرَوُا الْهِلَالَ اَوْ تُكْمِلُوا الْعِدَّةَ ثَلَاثِيْنَ . اَرْسَلَهُ الْحَجَّاجُ بْنُ اَرْطَاةَ .

★★ ربعی ایک صحابی کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

2124-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (6435) .

2125-اخرجه ابو داؤد في الصوم، باب اذا اغمي الشهر (الحديث 2326) . وسياتي (الحديث 2126) و (الحديث 2127) مرسلا . تحفة الاشراف (3316) .

2126-تقدم (الحديث 2125) .

مہینہ شروع ہونے سے پہلے روزہ نہ رکھو یہاں تک کہ (گزشتہ مہینے کی) تعداد پوری کرلو یا (اگلے مہینے کا) پہلی کا چاند دیکھ لو پھر تم روزے رکھتے رہو اور روزے رکھنا ترک نہ کرو یہاں تک کہ تم (اگلے مہینے کا) پہلی کا چاند دیکھ لو یا (رمضان کی) تیس کی تعداد پوری کرلو۔

حجاج بن ارطاۃ نامی راوی نے اس روایت کو مرسل حدیث کے طور پر نقل کیا ہے۔

2127 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا حِبَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ اَرْطَاةَ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ رِبْعِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا رَاَيْتُمُ الْهِلَالَ فَصُوْمُوْا وَاِذَا رَاَيْتُمُوْهُ فَاَفْطِرُوْا فَاِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاَتِمُّوا شَعْبَانَ ثَلَاثِيْنَ اِلَّا اَنْ تَرَوُا الْهِلَالَ قَبْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ صُوْمُوْا رَمَضَانَ ثَلَاثِيْنَ اِلَّا اَنْ تَرَوُا الْهِلَالَ قَبْلَ ذٰلِكَ .

☆☆ ربعی روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

جب تم پہلی کا چاند دیکھ لو تو روزے رکھنے شروع کرو اور جب تم اسے دیکھ لو تو عید الفطر کرلو' اگر تم پہ بادل چھا جائیں' تو تم شعبان کے تیس دن پورے کرو' البتہ اگر تم اس سے پہلے' پہلی کا چاند دیکھ لو (تو حکم مختلف ہے) پھر تم رمضان کے تیس روزے رکھو' البتہ اگر تم اس سے پہلے' پہلی کا چاند دیکھ لو (تو حکم مختلف ہے)۔

2128 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ اَبِيْ صَغِيْرَةَ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صُوْمُوْا لِرُؤْيَتِهِ وَاَفْطِرُوْا لِرُؤْيَتِهِ فَاِنْ حَالَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُ سَحَابٌ فَاَكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلَا تَسْتَقْبِلُوا الشَّهْرَ اسْتِقْبَالاً .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس ﷠ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

اُسے دیکھ کر روزے رکھنا شروع کرو اور اسے دیکھ کر عید الفطر کرو' اگر تمہارے اور اس کے درمیان بادل حائل ہو جائیں' تو تم تعداد کو پورا کرو اور مہینے کو پہلے ہی شروع نہ کردو۔

2129 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَصُوْمُوْا قَبْلَ رَمَضَانَ صُوْمُوْا لِلرُّؤْيَةِ وَاَفْطِرُوْا لِلرُّؤْيَةِ فَاِنْ حَالَتْ دُوْنَهُ غَيَايَةٌ فَاَكْمِلُوْا ثَلَاثِيْنَ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس ﷠ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

رمضان سے پہلے روزہ رکھنا نہ شروع کرو' چاند کو دیکھ کر روزے رکھنا شروع کرو اور اسے دیکھ کر ہی عید الفطر کرو' اگر اس کے

2127-تقدم (الحديث 2125) .

2128-اخرجه ابو داؤد في الصوم، باب من قال: فان غم عليكم فصوموا ثلاثين (الحديث 2327) بنحوه . و اخرجه الترمذي في الصوم، باب ما جاء ان الصوم لرؤية الهلال، و الافطار له (الحديث 688) و سياتي (الحديث 2129)، وصيام يوم الشك (الحديث 2188) مطولاً . تحفة الاشراف (6105) .

2129-تقدم (الحديث 2128) .

آگے بادل آ جائیں تو تیس کی تعداد پوری کر لو۔

باب كَمِ الشَّهْرُ وَذِكْرِ الْاِخْتِلَافِ عَلَى الزُّهْرِيِّ فِي الْخَبَرِ عَنْ عَائِشَةَ

یہ باب ہے کہ مہینہ کتنے دن کا ہوتا ہے؟ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے منقول اس روایت میں زہری سے ہونے والے اختلاف کا تذکرہ

2130 – اَخْبَرَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيِّ الْجَهْضَمِيُّ عَنْ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اَقْسَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ لَا يَدْخُلَ عَلٰى نِسَائِهٖ شَهْرًا فَلَبِثَ تِسْعًا وَّعِشْرِيْنَ فَقُلْتُ اَلَيْسَ قَدْ كُنْتَ اٰلَيْتَ شَهْرًا فَعَدَدْتُ الْاَيَّامَ تِسْعًا وَّعِشْرِيْنَ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الشَّهْرُ تِسْعٌ وَّعِشْرُوْنَ.

★★ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ قسم اٹھائی کہ آپ ایک ماہ تک اپنی ازواج کے پاس تشریف نہیں لے جائیں گے انتیس دن گزر گئے (تو آپ میرے ہاں تشریف لائے) میں نے عرض کی: آپ نے تو ایک مہینے کی قسم نہیں اٹھائی تھی' میں نے دن گنتی کیے ہیں' یہ انتیس دن بنتے ہیں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مہینہ (کبھی) انتیس دن کا بھی ہوتا ہے۔

2131 – اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا عَمِّيْ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ ثَوْرٍ حَدَّثَهٗ ح وَاَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ قَالَ اَنْبَاَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ ثَوْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمْ اَزَلْ حَرِيْصًا اَنْ اَسْاَلَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ عَنِ الْمَرْاَتَيْنِ مِنْ اَزْوَاجِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّتَيْنِ قَالَ اللّٰهُ لَهُمَا (اِنْ تَتُوْبَا اِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا) وَسَاقَ الْحَدِيْثَ وَقَالَ فِيْهِ فَاعْتَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِسَائَهٗ مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ الْحَدِيْثِ حِيْنَ اَفْشَتْهُ حَفْصَةُ اِلٰى عَائِشَةَ تِسْعًا وَّعِشْرِيْنَ لَيْلَةً.

قَالَتْ عَائِشَةُ وَكَانَ قَالَ مَا اَنَا بِدَاخِلٍ عَلَيْهِنَّ شَهْرًا. مِنْ شِدَّةِ مَوْجِدَتِهٖ عَلَيْهِنَّ حِيْنَ حَدَّثَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ حَدِيْثَهُنَّ فَلَمَّا مَضَتْ تِسْعٌ وَّعِشْرُوْنَ لَيْلَةً دَخَلَ عَلٰى عَائِشَةَ فَبَدَاَ بِهَا فَقَالَتْ لَهٗ عَائِشَةُ اِنَّكَ قَدْ كُنْتَ اٰلَيْتَ يَا

2130-اخرجه مسلم في الصيام، باب الشهر يكون تسعًا و عشرين (الحديث 22)، و في الطلاق، باب في الايلاء، و اعتزال النساء، و تخييرهن، و قول تعالى (و ان تظاهرا عليه) (الحديث 35) مطولًا واخرجه الترمذي في تفسير القرآن، باب (ومن سورة التحريم) (الحديث 3318) مطولًا . تحفة الاشراف (16635) .

2131-اخرجه البخاري في المظالم، باب الغرفة و العلية المشرفة و غير المشرفة في السطوح و غيرها (الحديث 2468) مطولًا . و في النكاح، باب موعظة الرجل ابنته لحال زوجها (الحديث 5191) مطولًا . والحديث عند البخاري في العلم، باب التناوب في العلم (الحديث 89)، و في الادب، باب التكبير و التسبيح عند التعجب (الحديث 6218م) تعليقاً، و مسلم في الطلاق، باب في الايلاء و اعتزال النساء و تخييرهن و قوله تعالى (و ان تظاهرا عليه) (الحديث 34) . والترمذي في صفة القيامة، باب ٢٤ (الحديث 2461) و النسائي في عشرة النساء، هجرة المرأة زوجها (الحديث 275) . تحفة الاشراف (10507) .

رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنْ لَا تَدْخُلَ عَلَيْنَا شَهْرًا وَّاِنَّا اَصْبَحْنَا مِنْ تِسْعٍ وَّعِشْرِيْنَ لَيْلَةً نَعُدُّهَا عَدَدًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الشَّهْرُ تِسْعٌ وَّعِشْرُوْنَ لَيْلَةً .

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' میری کافی عرصے سے یہ خواہش تھی کہ میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج سے تعلق رکھنے والی ان دوخواتین کے بارے میں دریافت کروں' جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے:

''اگر تم دونوں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرتی ہو ورنہ تو تم دونوں کے دل مائل ہو چکے تھے''۔

اس کے بعد انہوں نے پوری حدیث ذکر کی ہے' جس میں یہ بات بیان کی ہے' جب سیّدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو بتائی تو اس وجہ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انتیس دن تک اپنی ازواج سے علیحدگی اختیار کیے رکھی۔

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا تھا: میں ایک ماہ تک ان کے ہاں نہیں جاؤں گا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر شدید ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے یہ بات فرمائی تھی' اس وقت جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان کے واقعہ کے بارے میں آگاہ کر دیا تھا' جب انتیس دن گزر گئے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم' سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لائے' آپ سب سے پہلے ان کے ہاں آئے' تو سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ کی خدمت میں عرض کی: یارسول اللہ! آپ نے تو یہ قسم اُٹھائی تھی کہ آپ ایک ماہ تک ہمارے ہاں تشریف نہیں لائیں گے ابھی تو انتیس دن ہوئے ہیں' میں نے ان کی گنتی کی ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مہینہ (کبھی) انتیس دن کا بھی ہوتا ہے۔

باب ذِكْرِ خَبَرِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِيْهِ

یہ باب ہے کہ اس بارے میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے منقول روایت کا تذکرہ

2132 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَزِيْدَ - هُوَ اَبُوْ بُرَيْدٍ الْجَرْمِيُّ بَصْرِيٌّ - عَنْ بَهْزٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِى الْحَكَمِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَتَانِىْ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ الشَّهْرُ تِسْعٌ وَّعِشْرُوْنَ يَوْمًا .

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جبریل میرے پاس آئے اور انہوں نے بتایا: مہینہ انتیس دن کا بھی ہوتا ہے۔

2133 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ عَنْ مُحَمَّدٍ وَّذَكَرَ كَلِمَةً مَعْنَاهَا حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَلَمَةَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا الْحَكَمِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الشَّهْرُ تِسْعٌ وَّعِشْرُوْنَ يَوْمًا .

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما' روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: مہینہ انتیس دن کا بھی ہوتا ہے۔

2132-انفرد به النسائي ، وسياتي في الصيام، ذكر خبر ابن عباس فيه (الحديث 2133) . تحفة الاشراف (6322) .

2133-تقدم في الصيام، ذكر خبر ابن عباس فيه (الحديث 2132) .

بَاب ذِكْرِ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى اِسْمَاعِيلَ فِيْ خَبَرِ سَعْدِ بْنِ مَالِكٍ فِيْهِ

یہ باب ہے کہ اس بارے میں حضرت سعد بن مالک رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول روایت میں اسماعیل نامی راوی سے نقل ہونے والے اختلاف کا تذکرہ

2134 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ عَنْ اِسْمَاعِيْلَ بْنِ اَبِيْ خَالِدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ ضَرَبَ بِيَدِهٖ عَلَى الْاُخْرٰى وَقَالَ الشَّهْرُ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا . وَنَقَصَ فِي الثَّالِثَةِ اِصْبَعًا .

☆☆ محمد بن سعد اپنے والد کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: آپ نے اپنا ایک ہاتھ دوسرے پر مارتے ہوئے فرمایا:

مہینہ اتنا' اتنا اور اتنا ہوتا ہے' تیسری مرتبہ آپ نے ایک انگلی کو کم کر لیا (یعنی کبھی انتیس دن کا بھی ہوتا ہے)۔

2135 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ اِسْمَاعِيْلَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الشَّهْرُ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا . يَعْنِيْ تِسْعَةً وَعِشْرِيْنَ .

رَوَاهُ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ وَغَيْرُهُ عَنْ اِسْمَاعِيْلَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

☆☆ محمد بن سعد اپنے والد کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: مہینہ اتنا' اتنا اور اتنا بھی ہوتا ہے۔ (راوی کہتے ہیں:) یعنی انتیس دن کا ہوتا ہے۔

اس روایت کو دیگر راویوں نے اپنی سند کے ساتھ نقل کیا ہے۔

2136 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الشَّهْرُ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا . وَصَفَّقَ مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ بِيَدَيْهِ يَنْعَتُهَا ثَلَاثًا ثُمَّ قَبَضَ فِي الثَّالِثَةِ الْاِبْهَامَ فِي الْيُسْرٰى . قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ قُلْتُ لِاِسْمَاعِيْلَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ لَا .

☆☆ محمد بن سعد بن ابی وقاص بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

مہینہ اتنا' اتنا اور اتنا ہوتا ہے۔

محمد بن عبید نامی راوی نے اپنے ہاتھوں کے ذریعے تین مرتبہ اشارہ کر کے اسے کر کے دکھایا اور تیسری مرتبہ انگوٹھے کو بند کر لیا (تو یہ انتیس بن جاتا ہے)۔

2134-اخرجه مسلم في الصيام، باب الشهر يكون تسعًا وعشرين (الحديث 26 و 27) . وسياتي (الحديث 2135) و (الحديث 2136) مرسلًا و اخرجه ابن ماجه في الصيام، باب ما جاء في الشهر تسع و عشرون (الحديث 1656) . تحفة الاشراف (3920) .

2135-تقدم (الحديث 2134) .

2136-تقدم (الحديث 2134) .

یحییٰ بن سعد نامی راوی بیان کرتے ہیں: میں نے اسماعیل نامی راوی سے یہ دریافت کیا: کیا یہ روایت محمد بن سعد نے اپنے والد کے حوالے سے نقل کی ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: جی نہیں!

باب ذِكْرِ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى يَحْيٰى بْنِ اَبِىْ كَثِيْرٍ فِىْ خَبَرِ اَبِىْ سَلَمَةَ فِيْهِ

یہ باب ہے کہ اس بارے میں ابوسلمہ کے حوالے سے منقول روایات کے بارے میں یحییٰ بن ابوکثیر نامی راوی سے منقول ہونے والے اختلاف کا تذکرہ

2137 – اَخْبَرَنَا اَبُوْ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا هَارُوْنُ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِىٌّ – هُوَ ابْنُ الْمُبَارَكِ – قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الشَّهْرُ يَكُوْنُ تِسْعَةً وَعِشْرِيْنَ وَيَكُوْنُ ثَلَاثِيْنَ فَاِذَا رَاَيْتُمُوْهُ فَصُوْمُوْا وَاِذَا رَاَيْتُمُوْهُ فَاَفْطِرُوْا فَاِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاَكْمِلُوا الْعِدَّةَ .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

مہینہ کبھی انتیس دن کا ہوتا ہے اور کبھی تیس دن کا ہوتا ہے' جب تم اسے (یعنی پہلی کے چاند کو) دیکھ لو تو روزے رکھنا شروع کردو اور جب تم اسے دیکھو تو عیدالفطر کرلو' اگر تم پر بادل چھا جائیں' تو تعداد پوری کرلو۔

چاند کے مطابق روزے اور عید کا بیان

حضرت ابوالبختری کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم لوگ عمرہ کرنے کی غرض سے اپنے شہر کوفہ سے نکلے جب ہم لوگ بطن نخلہ میں جو مکہ اور طائف کے درمیان ایک مقام ہے ٹھہرے تو چاند دیکھنے کے لئے ایک جگہ جمع ہوئے چاند دیکھنے کے بعد بعض لوگوں نے کہا کہ یہ چاند تیسری شب کا ہے اور دوسرے بعض لوگوں نے کہا کہ دوسری شب کا ہے اس کے بعد جب ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہماری ملاقات ہوئی تو ہم نے اس سے لوگوں کا بیان عرض کیا تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ تم نے چاند کس رات دیکھا تھا؟ ہم نے کہا کہ ایسی اور ایسی رات (یعنی مثلاً پیر یا منگل کی رات) میں دیکھا تھا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کی مدت کو چاند دیکھنے پر موقوف کیا ہے (یعنی جب چاند دیکھا جائے گا تو رمضان کی ابتداء ہوگی) لہٰذا چاند اسی رات کا ہے کہ جس رات میں تم نے اسے دیکھا ہے۔ ابوالبختری ہی کی ایک روایت یوں ہے کہ ہم نے ذات عرق میں کہ جو مذکورہ بالا بطن نخلہ کے قریب ایک مقام ہے چاند دیکھا، چنانچہ ہم نے ایک شخص کو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں ان سے یہ پوچھنے کے لئے بھیجا کہ یہ چاند کس رات کا ہے؟ کیونکہ ہمارے درمیان مذکورہ بالا اختلاف پیدا ہوگیا تھا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے شعبان کی مدت کو رمضان کا چاند دیکھنے کے وقت تک دراز کیا ہے۔ لہٰذا اگر انتیس تاریخ کو مطلع ابر آلود ہو تو گنتی پوری کرو۔ (یعنی شعبان کے تیس دن پورے کرو) اور اس کے بعد روزہ رکھو۔ (مسلم، مشکوٰۃ المصابیح، جلد دوم، رقم الحدیث، 484)

2137-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (15410) .

حاصل یہ ہے کہ رمضان کا مدار چاند دیکھنے پر ہے چاند کے بڑا ہونے کا کوئی اعتبار نہیں ہے بلکہ منقول ہے کہ چاند رات میں چاند کا بڑا ہونا قرب قیامت کی علامت ہے۔ یہاں جو روایتیں نقل کی گئی ہیں۔ وہ اگرچہ بظاہر مختلف معلوم ہوتی ہیں مگر درحقیقت اس احتمال کے پیش نظر ان میں کوئی منافات نہیں ہے کہ ان لوگوں نے ذات عرق میں جمع ہو کر چاند دیکھا ہو پھر ان میں اختلاف پیدا ہونے کی صورت میں ایک آدمی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں بھیجا گیا ہو۔ انہوں نے اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل فرما دیا پھر جب سب لوگ بطن نخلہ میں پہنچے تو اس بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بالمشافہ سوال کیا چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے انہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی کی روشنی میں مذکورہ بالا جواب دیا، چاند دیکھنے کے بارے میں کچھ مسائل ذہن نشین کر لیجئے۔

اگر شعبان کی تیس تاریخ کو دن میں زوال سے پہلے یا زوال کے بعد چاند نظر آئے تو وہ شب آئندہ کا چاند سمجھا جائے گا لہٰذا اس دن نہ رمضان کی ابتداء کا حکم دیا جائے گا۔ اور نہ اس دن روزہ رکھنے کے لئے کہا جائے گا اسی طرح اگر رمضان کی تیس تاریخ کو چاند نظر آئے تو نہ اس دن روزہ افطار کیا جائے گا اور نہ اس دن کو یوم عید قرار دیا جائے گا۔

شعبان کی تیسویں شب یعنی انتیس تاریخ کو چاند تلاش کرنا واجب علی الکفایہ ہے۔ اگر کسی ایک جگہ چاند کی رویت ثابت ہو جائے تو تمام جگہوں کے لوگوں کو اگلے روز روزہ رکھنا واجب ہوگا اس سلسلے میں اختلاف مطالع کا اعتبار نہ ہوگا۔ مثلاً اگر دہلی میں جمعہ کی شب میں چاند کی رویت ہو جائے اور دوسرے شہروں میں ہفتہ کی شب میں چاند دیکھا جائے تو ہفتہ کی شب میں چاند دیکھنے کا اعتبار نہیں ہوگا بلکہ تمام شہروں میں دہلی کی رویت معتبر ہوگی اور سب جگہ جمعہ کے روز سے روزہ رکھنا لازم ہوگا۔

حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی ظاہری روایت یہی ہے اور حنفیہ کے جمہور علماء کا اسی پر اعتماد و فتویٰ ہے جب کہ امام شافع اور امام احمد کے مسلک میں اختلاف مطالع کا اعتبار ہے ان حضرات کے ہاں ایک شہر والوں کا چاند دیکھنا دوسرے شہر والوں کے لئے کافی نہیں ہے۔ جس شخص نے رمضان کا چاند دیکھا ہو اور اس کی شہادت وخبر کسی وجہ سے قابل قبول نہ ہو تو خود اس کو اپنی رویت کے مطابق روزہ رکھنا چاہیے اگر وہ خود بھی روزہ نہیں رکھے گا تو اس پر قضا لازم آئے گی۔

2138 - اَخْبَرَنِیْ عُبَیْدُ اللّٰهِ بْنُ فَضَالَةَ بْنِ اِبْرَاهِیْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاوِیَةُ ح وَاَخْبَرَنِیْ اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُغِیْرَةِ قَالَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ سَعِیْدٍ عَنْ مُعَاوِیَةَ - وَاللَّفْظُ لَهٗ - عَنْ یَحْیٰی بْنِ اَبِیْ كَثِیْرٍ اَنَّ اَبَا سَلَمَةَ اَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ وَهُوَ - ابْنُ عُمَرَ - یَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ الشَّهْرُ تِسْعٌ وَّعِشْرُوْنَ .

☆☆ ابوسلمہ بیان کرتے ہیں انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

مہینہ (کبھی) انتیس دن کا بھی ہوتا ہے۔

2138-اخرجه مسلم في الصيام، باب وجوب صوم رمضان لرؤية الهلال و الفطر لرؤية الهلال و انه اذا غم في اوله او آخره اكملت عدة الشهر ثلاثين يومًا (الحديث 11) . تحفة الاشراف (8583) .

2139 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْیَانَ عَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ قَیْسٍ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّا اُمَّةٌ اُمِّیَّةٌ لَا نَكْتُبُ وَلَا نَحْسِبُ الشَّهْرُ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا . ثَلَاثًا حَتّٰی ذَكَرَ تِسْعًا وَّعِشْرِیْنَ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

ہم اُمّی قوم ہیں' ہم لوگ تحریر نہیں کرتے ہیں اور حساب نہیں کرتے ہیں' مہینہ اتنا' اتنا اور اتنا ہوتا ہے' آپ نے تین مرتبہ یہ فرمایا' یہاں تک کہ آپ نے انتیس دن کا ذکر کیا۔

2140 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ قَیْسٍ قَالَ سَمِعْتُ سَعِیْدَ بْنَ عَمْرِو بْنِ سَعِیْدِ بْنِ اَبِی الْعَاصِ اَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ یُحَدِّثُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّا اُمَّةٌ اُمِّیَّةٌ لَا نَحْسِبُ وَلَا نَكْتُبُ وَالشَّهْرُ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا . وَعَقَدَ الْاِبْهَامَ فِی الثَّالِثَةِ وَالشَّهْرُ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا . تَمَامَ الثَّلَاثِیْنَ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

ہم اُمّی لوگ ہیں' ہم حساب کتاب نہیں کرتے ہیں اور لکھتے نہیں ہیں' مہینہ اتنا' اتنا اور اتنا ہوتا ہے۔

(راوی کہتے ہیں:) تیسری مرتبہ آپ نے انگوٹھے کو بند کرلیا۔ (پھر فرمایا:) مہینہ اتنا' اتنا اور اتنا ہوتا ہے' اس مرتبہ آپ نے تیس کا عدد پورا کیا۔

2141 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰی قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ جَبَلَةَ بْنِ سُحَیْمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الشَّهْرُ هٰكَذَا .

وَوَصَفَ شُعْبَةُ عَنْ صِفَةِ جَبَلَةَ عَنْ صِفَةِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهُ تِسْعٌ وَّعِشْرُوْنَ فِیْمَا حَكٰی مِنْ صَنِیْعِهٖ مَرَّتَیْنِ بِاَصَابِعِ یَدَیْهِ وَنَقَصَ فِی الثَّالِثَةِ اِصْبَعًا مِنْ اَصَابِعِ یَدَیْهِ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: مہینہ اس طرح ہوتا ہے۔

شعبہ نے اپنے استاد کے حوالے سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے یہ بات نقل کی ہے' انہوں نے انتیس دن کا اشارہ کر کے یہ بات بتائی' جس میں انہوں نے یہ بات نقل کی ہے' انہوں نے دو مرتبہ ایسا کیا جس میں دونوں ہاتھوں کی تمام

2139-اخرجه البخاري في الصوم، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم (لا نكتب ولا نحسب) (الحديث 1913) . واخرجه مسلم في الصيام، باب و جوب صوم رمضان لرؤية الهلال و الفطر لرؤية الهلال و انه اذا غم في اوله او آخره اكملت عدة الشهر ثلاثين يومًا (الحديث 15) . واخرجه ابو داؤد في الصوم، باب الشهر يكون تسعًا و عشرين (الحديث 2319) و سياتي (الحديث 2140) . تحفة الاشراف (7075) .

2140-تقدم (الحديث 2139) .

2141-اخرجه البخاري في الصوم، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم (اذا رايتم الهلال فصوموا و اذا رايتموه فافطروا) (الحديث 1908) مختصراً، و في الطلاق، باب اللعان (الحديث 5302) بنحوه و اخرجه مسلم في الصيام، باب وجوب صوم رمضان لرؤية الهلال و الفطر لرؤية الهلال، و انه اذا غم في اوله او آخره اكملت عدة الشهر ثلاثين يومًا (الحديث 13) . تحفة الاشراف (6668) .

انگلیوں کے ذریعے اشارہ کیا اور تیسری مرتبہ میں اپنی ایک انگلی کو بند کر لیا۔

شرح

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہم اہل عرب امی قوم ہیں کہ حساب کتاب نہیں جانتے مہینہ اتنا اور اتنا اور اتنا ہوتا ہے (لفظ اتنا تین مرتبہ کہتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں دو مرتبہ بند کیں اور پھر کھول دیں) اور تیسری مرتبہ میں ہاتھوں کی انگلیاں بند کر کے پھر نو انگلیاں تو کھول دیں اور انگوٹھا بند کئے رکھا جس کا مطلب یہ تھا کہ کبھی تو مہینے میں ایک کم تیس دن ہوتے ہیں یعنی انتیس کا مہینہ ہوتا ہے اور پھر فرمایا مہینہ اتنا اور اتنا (اور اس مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیس کا عدد بتانے لئے پہلے کی طرح تیس مرتبہ میں انگوٹھا بند نہیں رکھا) یعنی پورے تیس دن کا ہوتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مطلب یہ تھا کہ کبھی تو مہینہ انتیس دن کا ہوتا ہے اور کبھی تیس دن کا ہوتا ہے۔

(بخاری ومسلم مشکوۃ المصابیح، جلد دوم، رقم الحدیث، 475)

اہل عرب کو امی اس لئے فرمایا گیا کہ وہ جیسے ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتے تھے ویسے ہی رہتے تھے پڑھتے لکھتے نہیں تھے۔ مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اکثر کے اعتبار سے فرمایا ہے کیونکہ اگرچہ عرب میں تعلیم عام نہیں تھی اور اکثریت بے پڑھے لکھے لوگوں کی تھی مگر پھر بھی کچھ نہ کچھ لوگ علم کے زیور سے آراستہ ہوتے ہی تھے یا اس جملے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد یہ تھی کہ اہل عرب حساب کتاب اچھی طرح نہیں جانتے۔

بہر حال حدیث کے معنی یہ ہیں کہ نجوم کے قواعد پر عمل کرنا ہمارا شیوہ اور طریقہ نہیں ہے اور نہ نجوم کے قواعد وحساب سے جیسا کہ جنتری وغیرہ میں لکھا ہوتا ہے چاند کا ثبوت معتبر ہو سکتا ہے بلکہ اس بارے میں ہمارا علم صرف رویت ہلال سے متعلق ہے کہ اگر چاند دیکھا جائے گا یا چاند کی رویت شرعی قواعد وضوابط کے تحت ثابت ہو جائے گی تو روزہ شروع ہوگا یا اس کا اختتام ہوگا اسی بات کے آخر میں وضاحت کی گئی کہ کسی مہینے میں چاند انتیس تاریخ کو ہوتا ہے اور کسی مہینے میں تیس تاریخ کو۔ روایت کی آخری عبارت کے دونوں جملے یعنی تمام الثلثین اور یعنی مرۃ تسعا الخ راوی کے الفاظ ہیں پہلے جملہ سے تو راوی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری اشارے کو بیان کیا ہے اور دوسرے جملے کے ذریعے دونوں چیزوں کی وضاحت کر دی ہے۔

2142 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عُقْبَةَ - يَعْنِيْ ابْنَ حُرَيْثٍ - قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الشَّهْرُ تِسْعٌ وَّعِشْرُوْنَ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: مہینہ انتیس دن کا بھی ہوتا ہے۔

2142-اخرجه مسلم في الصيام، باب وجوب صوم رمضان لرؤية الهلال و الفطر لرؤية الهلال، وانه اذا غم في اوله او آخره اكملت عدة الشهر ثلاثين يومًا (الحديث 14) . تحفة الاشراف (7340) .

باب الْحَثِّ عَلَى السَّحُوْرِ

یہ باب سحری کرنے کی ترغیب دینے کے بیان میں ہے

2143 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ زِرٍّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسَحَّرُوْا فَاِنَّ فِى السَّحُوْرِ بَرَكَةً . وَقَفَهُ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ .

☆☆ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

سحری کیا کرو کیونکہ سحری میں برکت ہے۔

عبیداللہ بن سعید نامی راوی نے اسے موقوف روایت کے طور پر نقل کیا ہے۔

شرح

مطلب یہ ہے کہ روزہ رکھنے کے لئے سحر کے وقت کچھ نہ کچھ کھا لینا چاہئے چنانچہ ایک روایت میں یہ منقول ہے کہ سحری کھاؤ چاہے وہ ایک گھونٹ پانی ہی کی شکل میں کیوں نہ ہو، یہ حکم وجوب کے طور پر نہیں ہے بلکہ بطور استحباب ہے۔ سحر رات کے آخری حصے کو کہتے ہیں سحور سین کے زبر کے ساتھ اسم ہے یعنی سحور طعام سحر کو کہتے ہیں اور سین کے پیش کے ساتھ مصدر ہے جس کے معنی ہیں سحر کے وقت کھانا یہاں اس روایت میں یہ لفظ سحور اسم نقل کیا گیا ہے چنانچہ محدثین کے نزدیک روایت محفوظ میں یہ لفظ یوں ہی ہے البتہ بعض حضرات کہتے ہیں کہ بہتر اور مناسب سحور مصدر ہی ہے کیونکہ حدیث کے مفہوم کے پیش نظر برکت کا تعلق فعل یعنی سحر کے وقت کھانے سے ہے نہ کہ اس کا تعلق اسم یعنی طعام سے ہے۔ برکت سے مراد یہ ہے کہ سحری کھانا چونکہ در اصل سنت نبوی پر عمل کرنا ہے اس لئے اس کی وجہ سے نہ صرف یہ کہ اجر عظیم حاصل ہوتا ہے بلکہ روزہ رکھنے کی قوت بھی آتی ہے۔

2144 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِىْ بَكْرِ بْنِ عَيَّاشٍ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ زِرٍّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ تَسَحَّرُوْا . قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ لَا اَدْرِىْ كَيْفَ لَفْظُهُ .

☆☆ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

سحری کیا کرو۔

عبیداللہ نامی راوی کہتے ہیں: مجھے یہ نہیں معلوم کہ ان کے الفاظ کی کیفیت کیا ہے۔

2145 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ وَعَبْدِ الْعَزِيْزِ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسَحَّرُوْا فَاِنَّ فِى السَّحُوْرِ بَرَكَةً .

2143-انفرد به النسائي و سياتي (الحديث 2144) موقوفا . تحفة الاشراف (9218) .

2144-تقدم في الصيام، الحث على السحور (الحديث 2143) .

2145-اخرجه مسلم في الصيام، باب فضل السحور و تاكيد استحبابه و استحباب تاخيره و تعجيل الفطر (الحديث 45) . واخرجه الترمذي في الصوم، باب ما جاء في فضل السحور (الحديث 708) تحفة الاشراف (1068) .

★★ حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:
سحری کیا کرو کیونکہ سحری میں برکت ہے۔

باب ذِكْرِ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ اَبِىْ سُلَيْمَانَ فِىْ هٰذَا الْحَدِيْثِ

یہ باب ہے کہ اس حدیث میں عبدالملک بن سلیمان سے نقل ہونے والے اختلاف کا تذکرہ

2146 - اَخْبَرَنَا عَلِىُّ بْنُ سَعِيْدِ بْنِ جَرِيْرٍ - نَسَائِىٌّ - قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الرَّبِيْعِ قَالَ حَدَّثَنَا مَنْصُوْرُ بْنُ اَبِى الْاَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ اَبِىْ سُلَيْمَانَ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسَحَّرُوْا فَاِنَّ فِى السَّحُوْرِ بَرَكَةً .

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:
سحری کیا کرو کیونکہ سحری میں برکت ہے۔

2147 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ اَبِىْ سُلَيْمَانَ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ تَسَحَّرُوْا فَاِنَّ فِى السَّحُوْرِ بَرَكَةً . رَفَعَهُ ابْنُ اَبِىْ لَيْلٰى .

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا ہے:
سحری کیا کرو کیونکہ سحری میں برکت ہے۔
ابن ابی لیلیٰ نے اس روایت کو مرفوع حدیث کے طور پر نقل کیا ہے۔

2148 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِىٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِىْ لَيْلٰى عَنْ عَطَاءٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَسَحَّرُوْا فَاِنَّ فِى السَّحُوْرِ بَرَكَةً .

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:
سحری کیا کرو کیونکہ سحری میں برکت ہے۔

2149 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى بْنُ وَاصِلِ بْنِ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ اٰدَمَ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ ابْنِ اَبِىْ لَيْلٰى عَنْ عَطَاءٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسَحَّرُوْا فَاِنَّ فِى السَّحُوْرِ بَرَكَةً .

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:
سحری کیا کرو کیونکہ سحری میں برکت ہے۔

2150 ★★ - اَخْبَرَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ قَالَ

2146-انفرد به النسائي، وسياتي (الحديث 2147) . تحفة الاشراف (14187) .
2147-تقدم (الحديث 2146) .
2148-انفرد به النسائي، وسياتي (الحديث 2149) . تحفة الاشراف (14202) .
2149-تقدم (الحديث 2148) .

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِي سَلَمَةَ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسَحَّرُوْا فَاِنَّ فِي السُّحُوْرِ بَرَكَةً.

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدِيْثُ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ هٰذَا اِسْنَادُهُ حَسَنٌ وَّهُوَ مُنْكَرٌ وَّاَخَافُ اَنْ يَكُوْنَ الْغَلَطُ مِنْ مُحَمَّدِ بْنِ فُضَيْلٍ.

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

سحری کیا کرو کیونکہ سحری میں برکت ہے۔

امام نسائی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: یحییٰ بن سعید کے حوالے سے منقول اس روایت کی سند حسن ہے اور یہ روایت منکر ہے مجھے یہ اندیشہ ہے یہ غلطی محمد بن فضیل نامی راوی سے ہوئی ہے۔

باب تَاْخِيرِ السُّحُوْرِ وَذِكْرِ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى زِرٍّ فِيْهِ

سحری میں تاخیر کرنا اور اس بارے میں زر نامی راوی سے ہونے والے اختلاف کا تذکرہ

2151 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ اَيُّوْبَ قَالَ اَنْبَاَنَا وَكِيْعٌ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ زِرٍّ قَالَ قُلْنَا لِحُذَيْفَةَ اَيَّ سَاعَةٍ تَسَحَّرْتَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هُوَ النَّهَارُ اِلَّا اَنَّ الشَّمْسَ لَمْ تَطْلُعْ.

☆☆ زر بیان کرتے ہیں ہم نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے کہا: آپ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کس وقت سحری کی تھی؟ تو انہوں نے جواب دیا: دن شروع ہو چکا تھا البتہ سورج ابھی نہیں نکلا تھا۔

2152 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيٍّ قَالَ سَمِعْتُ زِرَّ بْنَ حُبَيْشٍ قَالَ تَسَحَّرْتُ مَعَ حُذَيْفَةَ ثُمَّ خَرَجْنَا اِلَى الصَّلَاةِ فَلَمَّا اَتَيْنَا الْمَسْجِدَ صَلَّيْنَا رَكْعَتَيْنِ وَاُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ وَلَيْسَ بَيْنَهُمَا اِلَّا هُنَيْهَةٌ.

☆☆ زر بن حبیش بیان کرتے ہیں میں نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ سحری کی پھر ہم نماز کے لیے گئے پھر جب ہم مسجد آئے تو ہم نے دو رکعات نماز ادا کی پھر نماز کے لیے اقامت کہی گئی ان دونوں کے درمیان بہت تھوڑا سا وقت گزرا تھا۔

2153 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ يَعْفُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ عَنْ صِلَةَ بْنِ زُفَرَ قَالَ تَسَحَّرْتُ مَعَ حُذَيْفَةَ ثُمَّ خَرَجْنَا اِلَى الْمَسْجِدِ فَصَلَّيْنَا رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ ثُمَّ اُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ فَصَلَّيْنَا.

2150-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (15354) .

2151-سيأتي (الحديث 2152 و 2153) بمعناه، موقوفاً . و اخرجه ابن ماجه في الصيام، باب ما جاء في تاخير السحور (الحديث 1695) . تحفة الاشراف (3325) .

2152-تقدم (الحديث 2151) .

2153-تقدم (الحديث 2151) .

★★ صلہ بن زفر بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ سحری کی پھر ہم لوگ مسجد کی طرف آئے ہم نے فجر کی دو رکعات (سنت) ادا کیں پھر نماز کے لیے اقامت کہہ دی گئی تو ہم نے نماز ادا کر لی۔

باب قَدْرِ مَا بَيْنَ السُّحُوْرِ وَبَيْنَ صَلَاةِ الصُّبْحِ

یہ باب ہے کہ سحری اور صبح کی نماز کے درمیان کتنا فرق ہونا چاہیے؟

2154 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ تَسَحَّرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قُمْنَا اِلَى الصَّلَاةِ . قُلْتُ كَمْ كَانَ بَيْنَهُمَا قَالَ قَدْرَ مَا يَقْرَاُ الرَّجُلُ خَمْسِيْنَ اٰيَةً .

★★ حضرت انس رضی اللہ عنہ، حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سحری کی پھر ہم نماز کے لیے کھڑے ہوئے۔

راوی کہتے ہیں: میں نے دریافت کیا: ان دونوں کے درمیان کتنا فرق تھا؟ تو انہوں نے فرمایا: اتنا جتنی دیر میں کوئی شخص پچاس آیات کی تلاوت کر لیتا ہے۔

باب ذِكْرِ اخْتِلَافِ هِشَامٍ وَّسَعِيْدٍ عَلٰى قَتَادَةَ فِيْهِ

یہ باب ہے کہ اس روایت کو قتادہ کے حوالے سے نقل کرنے میں ہشام اور سعید نامی راوی کے اختلاف کا تذکرہ

2155 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ اَنَسٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ تَسَحَّرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قُمْنَا اِلَى الصَّلَاةِ . قُلْتُ زُعِمَ اَنَّ اَنَسًا الْقَائِلُ مَا كَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَالَ قَدْرَ مَا يَقْرَاُ الرَّجُلُ خَمْسِيْنَ اٰيَةً .

★★ حضرت انس رضی اللہ عنہ، حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ سحری کی پھر ہم نماز کے لیے اُٹھے۔

(امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں کہ یہ بات سمجھی جاتی ہے، حضرت انس رضی اللہ عنہ نے یہ بات دریافت کی تھی کہ ان دونوں کے درمیان کتنا فرق تھا' تو حضرت زید رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: اتنی دیر' جتنی دیر میں کوئی شخص پچاس آیات کی تلاوت

2154-اخرجه البخاري في مواقيت الصلاة، باب وقت الفجر (الحديث 575)، وفي الصوم، باب قدر كم بين السحور وصلاة الفجر (الحديث 1921) . واخرجه مسلم في الصيام، باب فضل السحور و تاكيد استحبابه واستحباب تاخيره و تعجيل الفطر (الحديث 47) . واخرجه الترمذي في الصوم، باب ما جاء في تاخير السحور (الحديث 703 و 704) و سياتي (الحديث 2155) . واخرجه ابن ماجه في الصيام، باب ما جاء في تاخير السحور (الحديث 1694) . تحفة الاشراف (3696) .

2155-تقدم (الحديث 2154) .

کر لیتا ہے۔

2156 - اَخْبَرَنَا اَبُو الْاَشْعَثِ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ تَسَحَّرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ ثُمَّ قَامَا فَدَخَلَا فِيْ صَلَاةِ الصُّبْحِ . فَقُلْنَا لِاَنَسٍ كَمْ كَانَ بَيْنَ فَرَاغِهِمَا وَدُخُوْلِهِمَا فِي الصَّلَاةِ قَالَ قَدْرَ مَا يَقْرَاُ الْاِنْسَانُ خَمْسِيْنَ اٰيَةً .

☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے سحری کی' پھر یہ دونوں حضرات کھڑے ہوئے اور صبح کی نماز ادا کرنا شروع کر دی۔

قتادہ کہتے ہیں: میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا: ان دونوں کے (سحری سے) فارغ ہونے اور نماز شروع کرنے کے درمیان کتنا فرق تھا؟ تو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے یہ بتایا: اتنا تھا' جتنی دیر میں کوئی شخص پچاس آیات کی تلاوت کر لیتا ہے۔

باب ذِكْرِ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى سُلَيْمَانَ بْنِ مِهْرَانَ فِيْ حَدِيْثِ عَائِشَةَ فِيْ تَاْخِيْرِ السُّحُوْرِ وَاخْتِلَافِ اَلْفَاظِهِمْ .

یہ ہے کہ باب: سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے منقول روایت میں سلیمان بن مہران سے نقل ہونے والے اختلاف کا تذکرہ وہ روایت جو سحری کو تاخیر سے ادا کرنے کے بارے میں ہے اور اس روایت کے الفاظ کے اختلاف کا تذکرہ

2157 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ خَيْثَمَةَ عَنْ اَبِيْ عَطِيَّةَ قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ فِيْنَا رَجُلَانِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحَدُهُمَا يُعَجِّلُ الْاِفْطَارَ وَيُؤَخِّرُ السُّحُوْرَ وَالْاٰخَرُ يُؤَخِّرُ الْاِفْطَارَ وَيُعَجِّلُ السُّحُوْرَ . قَالَتْ اَيُّهُمَا الَّذِيْ يُعَجِّلُ الْاِفْطَارَ وَيُؤَخِّرُ السُّحُوْرَ قُلْتُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ . قَالَتْ هٰكَذَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ .

☆☆ ابوعطیہ بیان کرتے ہیں' میں نے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا: ہمارے درمیان دو صحابی ہیں' جن میں سے ایک افطار جلدی کر لیتے ہیں اور سحری تاخیر سے کرتے ہیں' جبکہ دوسرے افطار تاخیر سے کرتے ہیں اور سحری جلدی کر لیتے ہیں۔ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے دریافت کیا: ان میں سے وہ صاحب کون ہیں' جو افطار جلدی کر لیتے اور سحری تاخیر سے کرتے ہیں؟ میں نے جواب دیا:

2156-اخرجه البخاري في مواقيت الصلاة، باب وقت الفجر (الحديث 576)، و في التهجد، باب من تسحر فلم ينم حتى صلى الصبح (الحديث 1134) . تحفة الاشراف (1187) .

2157-اخرجه مسلم في الصيام، باب فضل السحور و تاكيد استحبابه واستحباب تاخيره و تعجيل الفطر (الحديث 49 و 50) . واخرجه ابو داؤد في الصوم، باب ما يستحب من تعجيل الفطر (الحديث 2354) . واخرجه الترمذي في الصوم، ما جاء في تعجيل الافطار (الحديث 702) . و سياتي (الحديث 2158 و 2159 و 2160) . تحفة الاشراف (17799) .

حضرت عبداللہ بن مسعود تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسی طرح کیا کرتے تھے۔

2158 – اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ خَيْثَمَةَ عَنْ اَبِىْ عَطِيَّةَ قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ فِيْنَا رَجُلَانِ اَحَدُهُمَا يُعَجِّلُ الْاِفْطَارَ وَيُؤَخِّرُ السُّحُوْرَ وَالْاٰخَرُ يُؤَخِّرُ الْفِطْرَ وَيُعَجِّلُ السُّحُوْرَ . قَالَتْ اَيُّهُمَا الَّذِىْ يُعَجِّلُ الْاِفْطَارَ وَيُؤَخِّرُ السُّحُوْرَ قُلْتُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ . قَالَتْ هٰكَذَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ .

☆☆ ابوعطیہ بیان کرتے ہیں' میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ ہمارے درمیان دو صاحبان ہیں' ان میں سے ایک افطاری جلدی کرتے ہیں اور سحری تاخیر سے کرتے ہیں' جبکہ دوسرے صاحب افطار تاخیر سے کرتے ہیں اور سحری جلدی کر لیتے ہیں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے دریافت کیا: وہ صاحب کون ہیں' جو افطاری جلدی کر لیتے ہیں اور سحری تاخیر سے کرتے ہیں؟ میں نے جواب دیا: حضرت عبداللہ بن مسعود' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسی طرح کیا کرتے تھے۔

2159 – اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ عَنْ زَائِدَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ عُمَارَةَ عَنْ اَبِىْ عَطِيَّةَ قَالَ دَخَلْتُ اَنَا وَمَسْرُوْقٌ عَلٰى عَائِشَةَ فَقَالَ لَهَا مَسْرُوْقٌ رَجُلَانِ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كِلَاهُمَا لَا يَأْلُو عَنِ الْخَيْرِ اَحَدُهُمَا يُؤَخِّرُ الصَّلَاةَ وَالْفِطْرَ وَالْاٰخَرُ يُعَجِّلُ الصَّلَاةَ وَالْفِطْرَ . فَقَالَتْ عَائِشَةُ اَيُّهُمَا الَّذِىْ يُعَجِّلُ الصَّلَاةَ وَالْفِطْرَ قَالَ مَسْرُوْقٌ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ . فَقَالَتْ عَائِشَةُ هٰكَذَا كَانَ يَصْنَعُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

☆☆ ابوعطیہ بیان کرتے ہیں' میں اور مسروق سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے' تو مسروق نے ان کی خدمت میں عرض کی: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دو صحابی ہیں' یہ دونوں بھلائی کے کام میں کوتاہی نہیں کرتے' ان میں سے ایک نماز اور افطاری کو تاخیر سے کرتے ہیں' جبکہ دوسرے نماز اور افطاری کو جلدی کر لیتے ہیں' تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے دریافت کیا: ان میں کون صاحب نماز اور افطاری کو جلدی کر لیتے ہیں' مسروق نے جواب دیا: حضرت عبداللہ بن مسعود' تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسی طرح کیا کرتے تھے۔

2160 – اَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِىِّ عَنْ اَبِىْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ عُمَارَةَ عَنْ اَبِىْ عَطِيَّةَ قَالَ دَخَلْتُ اَنَا وَمَسْرُوْقٌ عَلٰى عَائِشَةَ فَقُلْنَا لَهَا يَا اُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ رَجُلَانِ مِنْ اَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحَدُهُمَا يُعَجِّلُ الْاِفْطَارَ وَيُعَجِّلُ الصَّلَاةَ وَالْاٰخَرُ يُؤَخِّرُ الْاِفْطَارَ وَيُؤَخِّرُ الصَّلَاةَ . فَقَالَتْ اَيُّهُمَا يُعَجِّلُ الْاِفْطَارَ وَيُعَجِّلُ الصَّلَاةَ قُلْنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ . قَالَتْ هٰكَذَا كَانَ يَصْنَعُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . وَالْاٰخَرُ اَبُوْ مُوْسٰى رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا .

2158-تقدم (الحديث 2157) .

2159-تقدم (الحديث 2157) .

2160-تقدم (الحديث 2157) .

☆☆ ابوعطیہ بیان کرتے ہیں' میں اور مسروق سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے' ہم نے ان سے گزارش کی: اے اُم المؤمنین! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے دو افراد ہیں' ان میں سے ایک صاحب افطاری جلدی کر لیتے ہیں اور نماز بھی جلدی ادا کر لیتے ہیں' جبکہ دوسرے صاحب افطاری بھی تاخیر سے کرتے ہیں اور نماز بھی تاخیر سے ادا کرتے ہیں۔ سیّدہ نے دریافت کیا: ان میں سے کون صاحب ہیں' جو افطاری جلدی کر لیتے ہیں اور نماز جلدی ادا کرتے ہیں؟ ہم نے جواب دیا: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ تو سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسی طرح کیا کرتے تھے۔

(راوی کہتے ہیں:) دوسرے صاحب حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ تھے۔

باب فَضْلِ السُّحُوْرِ

یہ باب سحری کرنے کی فضیلت میں ہے

2161 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيْدِ صَاحِبِ الزِّيَادِيِّ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الْحَارِثِ يُحَدِّثُ عَنْ رَجُلٍ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَتَسَحَّرُ فَقَالَ اِنَّهَا بَرَكَةٌ اَعْطَاكُمُ اللّٰهُ اِيَّاهَا فَلَا تَدَعُوهُ .

☆☆ عبداللہ بن حارثؓ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت سحری کھا رہے تھے' آپ نے ارشاد فرمایا:

یہ وہ برکت ہے' جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں عطا کی ہے' تم اسے نہ چھوڑنا۔

باب دَعْوَةِ السُّحُوْرِ

یہ باب سحری کی دعوت کرنے کے بیان میں ہے

2162 - اَخْبَرَنَا شُعَيْبُ بْنُ يُوْسُفَ - بَصْرِيٌّ - قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ عَنْ يُوْنُسَ بْنِ سَيْفٍ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ اَبِىْ رُهْمٍ عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَدْعُو اِلَى السَّحُوْرِ فِىْ شَهْرِ رَمَضَانَ وَقَالَ هَلُمُّوا اِلَى الْغَدَاءِ الْمُبَارَكِ .

☆☆ حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو رمضان کے مہینے میں سحری کے لیے بلاتے ہوئے سنا ہے' آپ فرما رہے تھے: مبارک کھانے کی طرف آ جاؤ۔

باب تَسْمِيَةِ السَّحُوْرِ غَدَاءً

یہ باب ہے کہ سحری کو ''غذا'' (ناشتہ) کا نام دینا

2161-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (15605) .

2162-اخرجه ابو داؤد في الصوم، باب من سمى السحور الغداء (الحديث 2344) . تحفة الاشراف (9883) .

2163 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ بَقِيَّةَ بْنِ الْوَلِيدِ قَالَ اَخْبَرَنِي بَحِيرُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيكَرِبَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عَلَيْكُمْ بِغَدَاءِ السُّحُوْرِ فَاِنَّهُ هُوَ الْغَدَاءُ الْمُبَارَكُ .

★★ حضرت مقدام بن معدی کرب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' تم لوگوں پر سحری کا کھانا لازم ہے' کیونکہ یہ ایک مبارک کھانا ہے۔

2164 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ ثَوْرٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِرَجُلٍ هَلُمَّ اِلَى الْغَدَاءِ الْمُبَارَكِ . يَعْنِي السَّحُوْرَ .

★★ حضرت خالد بن معدان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ایک شخص سے فرمایا:
مبارک کھانے کی طرف آ جاؤ' نبی اکرم ﷺ کی مراد سحری کا کھانا تھا۔

باب فَصْلِ مَا بَيْنَ صِيَامِنَا وَصِيَامِ اَهْلِ الْكِتَابِ

یہ باب ہے کہ ہمارے اور اہل کتاب کے روزوں کے درمیان بنیادی فرق

2165 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ مُوْسَى بْنِ عُلَيٍّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِي قَيْسٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ فَصْلَ مَا بَيْنَ صِيَامِنَا وَصِيَامِ اَهْلِ الْكِتَابِ اَكْلَةُ السُّحُوْرِ .

★★ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:
ہمارے اور اہل کتاب کے روزوں کے درمیان بنیادی فرق سحری کھانا ہے۔

شرح

اہل کتاب کے ہاں رات میں سو رہنے کے بعد کھانا حرام تھا اسی طرح مسلمانوں کے ہاں بھی ابتداء اسلام میں یہی حکم تھا مگر بعد میں مباح ہو گیا لہٰذا سحری کھانے سے اہل کتاب کی مخالفت لازم آتی ہے جو اس عظیم نعمت کی شکر گزاری کا ایک ذریعہ ہے۔

باب السُّحُوْرِ بِالسَّوِيقِ وَالتَّمْرِ

یہ باب سحری میں ستو اور کھجور کھانے کے بیان میں ہے

2163-انفرد به النسائي، و سياتي (الحديث 2164) مرسلا . تحفة الاشراف (11560) .

2164-تقدم (الحديث 2163) .

2165-اخرجه مسلم في الصيام، باب فضل السحور و تاكيد استحبابه و استحباب تاخيره و تعجيل الفطر (الحديث 46) . و اخرجه ابو داؤد في الصوم، باب في توكيد السحور (الحديث 2343) . واخرجه الترمذي في الصوم، باب ما جاء في فضل السحور (الحديث 709) . تحفة الاشراف (10749) .

2166 – اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَنْبَاَنَا مَعْمَرٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذٰلِكَ عِنْدَ السُّحُوْرِ يَا اَنَسُ اِنِّي اُرِيْدُ الصِّيَامَ اَطْعِمْنِيْ شَيْئًا . فَاَتَيْتُهُ بِتَمْرٍ وَّاِنَاءٍ فِيْهِ مَاءٌ وَّذٰلِكَ بَعْدَ مَا اَذَّنَ بِلَالٌ فَقَالَ يَا اَنَسُ انْظُرْ رَجُلاً يَّاْكُلُ مَعِي . فَدَعَوْتُ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ فَجَاءَ فَقَالَ اِنِّي قَدْ شَرِبْتُ شَرْبَةَ سَوِيْقٍ وَّاَنَا اُرِيْدُ الصِّيَامَ . فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا اُرِيْدُ الصِّيَامَ . فَتَسَحَّرَ مَعَهُ ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجَ اِلَى الصَّلَاةِ .

☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
یہ سحری کے وقت کی بات ہے' اے انس! میں روزہ رکھنا چاہتا ہوں' تم مجھے کھانے کے لیے کچھ دو۔
تو میں آپ کے لیے کھجور لے آیا اور ایک برتن لے آیا جس میں پانی موجود تھا' یہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے (سحری کے لیے) اذان دینے کے بعد کی بات ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی ایسے شخص کو دیکھو جو میرے ساتھ آ کر کھا سکے' تو میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو بلا لیا' وہ آئے' تو انہوں نے عرض کی: میں' تو ستو کا شربت پی چکا ہوں اور میرا روزہ رکھنے کا ارادہ ہے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرا بھی روزہ رکھنے کا ارادہ ہے' پھر حضرت زید رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سحری کی' پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُٹھ کر دو رکعات (سنت) ادا کیں' پھر آپ نماز کے لیے تشریف لے گئے۔

باب تَاْوِيلِ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى (وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ

یہ باب ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی وضاحت ''اور تم کھاؤ پیؤ یہاں تک کہ صبح صادق کے وقت سفید دھاگہ سیاہ دھاگہ سے ممتاز ہو جائے''

2167 – اَخْبَرَنِي هِلَالُ بْنُ الْعَلَاءِ بْنِ هِلَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَيَّاشٍ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ اَنَّ اَحَدَهُمْ كَانَ اِذَا نَامَ قَبْلَ اَنْ يَتَعَشّٰى لَمْ يَحِلَّ لَهُ اَنْ يَّاْكُلَ شَيْئًا وَّلَا يَشْرَبَ لَيْلَتَهُ وَيَوْمَهُ مِنَ الْغَدِ حَتّٰى تَغْرُبَ الشَّمْسُ حَتّٰى نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ (وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا) اِلٰى (الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ) قَالَ وَنَزَلَتْ فِيْ اَبِيْ قَيْسِ بْنِ عَمْرٍو اَتٰى اَهْلَهُ وَهُوَ صَائِمٌ بَعْدَ الْمَغْرِبِ فَقَالَ هَلْ مِنْ شَيْءٍ فَقَالَتِ امْرَاَتُهُ مَا عِنْدَنَا شَيْءٌ وَّلٰكِنْ اَخْرُجُ اَلْتَمِسُ لَكَ عَشَاءً . فَخَرَجَتْ وَوَضَعَ رَاْسَهُ فَنَامَ فَرَجَعَتْ اِلَيْهِ فَوَجَدَتْهُ نَائِمًا وَّاَيْقَظَتْهُ فَلَمْ يَطْعَمْ شَيْئًا وَّبَاتَ وَاَصْبَحَ صَائِمًا حَتّٰى انْتَصَفَ النَّهَارُ فَغُشِيَ عَلَيْهِ وَذٰلِكَ قَبْلَ اَنْ تَنْزِلَ هٰذِهِ الْاٰيَةُ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهِ .

2166-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (1348) .

2167-اخرجه النسائي في التفسير: قوله تعالى (وكلوا و اشربوا حتى يتبين لكم الخيط الابيض من الخيط الاسود من الفجر) (الحديث 43) . تحفة الاشراف (1843) .

☆☆ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' پہلے یہ ہوتا تھا کہ جب کوئی شخص رات کے وقت کھانا کھانے سے پہلے سو جاتا تھا تو وہ اس پوری رات میں اور اس سے اگلے پورے دن میں سورج غروب ہونے تک کچھ بھی کھا پی نہیں سکتا تھا یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوگئی:

''تم لوگ کھاؤ اور پیو''۔

آیت کے یہ الفاظ یہاں تک ہیں: ''سیاہ دھاگہ''۔

شرح

یہ آیت حضرت ابوقیس بن عمرو کے بارے میں نازل ہوئی تھی' وہ اپنی بیوی کے پاس تشریف لائے' انہوں نے روزہ رکھا ہوا تھا' یہ مغرب کے بعد کی بات ہے' انہوں نے دریافت کیا: کیا کچھ کھانے کے لیے ہے؟ تو ان کی اہلیہ نے عرض کی: کھانے کے لیے تو کچھ بھی نہیں ہے' لیکن میں جاتی ہوں اور آپ کے کھانے کے لیے کچھ تلاش کر کے لے کر آتی ہوں' وہ خاتون باہر چلی گئی' حضرت ابوقیس نے اپنا سر رکھا اور سو گئے' جب وہ خاتون واپس آئی تو انہیں سویا ہوا پایا' اس نے حضرت ابوقیس کو جگایا تو انہوں نے کچھ بھی نہیں کھایا' اسی طرح انہوں نے ساری رات گزار دی' پھر اگلا پورا دن بھی روزہ رکھا' دوپہر کے وقت ان پر غشی طاری ہوگئی' یہ اس آیت کے نازل ہونے سے پہلے کا واقعہ ہے' تو اس بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کر دی۔

2168 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مُطَرِّفٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ اَنَّهُ سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى (حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ) قَالَ هُوَ سَوَادُ اللَّيْلِ وَبَيَاضُ النَّهَارِ -

☆☆ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں دریافت کیا:

''یہاں تک کہ سفید دھاگہ سیاہ دھاگہ کے مقابلے میں تمہارے سامنے واضح ہو جائے''۔

تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس سے مراد رات کی تاریکی اور دن کی سفیدی ہے۔

سفید دھاگے اور کالے دھاگے کا بیان اور طلوع فجر کے بعد سحری کھانے کی ممانعت

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے مجھے اسلام کی تعلیم دی اور ہر نماز کے وقت میں نماز پڑھنا سکھایا پھر فرمایا: جب رمضان آئے تو کھاتے پیتے رہنا حتیٰ کہ فجر کا سفید دھاگہ رات کے سیاہ دھاگے سے ممتاز ہو جائے پھر رات تک روزہ پورا کرنا حضرت عدی بن حاتم کہتے ہیں: میں نہیں سمجھ سکا کہ کالے اور سفید دھاگے سے کیا مراد ہے میں فجر تک ان دونوں دھاگوں کو دیکھتا رہا اور وہ مجھے ایک جیسے دکھائی دیے پھر میں رسول

2168 - اخرجه البخاري في التفسير، باب (و كلوا و اشربوا حتى يتبين لكم الخيط الابيض من الخيط الاسود من الفجر، ثم اتموا الصيام الى الليل و لا تباشروهن و انتم عاكفون في المساجد . الى قوله . تتقون) (الحديث 4510) . واخرجه النسائي في التفسير: قوله تعالى (و كلوا و اشربوا حتى يتبين لكم الخيط الابيض من الخيط الاسود من الفجر) (الحديث 41) . تحفة الاشراف (9869) .

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا پھر میں نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر وہ چیز جس کی آپ نے مجھے وصیت کی تھی مجھے یاد ہے البتہ سفید دھاگے اور کالے دھاگے کا مطلب مجھے یاد نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے گویا کہ آپ کو معلوم ہو گیا کہ میں نے کیا کیا تھا میں نے کہا: میں نے ان دونوں دھاگوں کو بٹ لیا اور رات بھر انہیں دیکھتا رہا مجھے یہ ایک جیسے دکھائی دیئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنسے حتیٰ کہ آپ کی ڈاڑھیں دکھائی دیں پھر آپ نے فرمایا: کیا میں نے تم سے فجر کا لفظ نہیں کہا تھا اس سے مراد رات کی سیاہی اور دن کی سفیدی ہے۔ (جامع البیان ج ۲ ص ۱۰۰ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۱۴۰۹ھ)

سید مودودی لکھتے ہیں: سحر میں سیاہی شب سے سپیدۂ سحر کا نمودار ہونا اچھی خاصی گنجائش اپنے اندر رکھتا ہے اور ایک شخص کے لیے یہ بالکل صحیح ہے کہ اگر عین طلوع فجر کے وقت اس کی آنکھ کھلی ہو تو وہ جلدی سے اٹھ کر کچھ کھا پی لے حدیث میں آتا ہے کہ حضور نے فرمایا: اگر تم میں سے کوئی شخص سحری کھا رہا ہو اور اذان کی آواز آ جائے تو فوراً چھوڑ نہ دے بلکہ اپنی حاجت بھر کھا پی لے۔ (تفہیم القرآن ج ۱ ص ۱۴۶ مطبوعہ ادارہ ترجمان القرآن لاہور ۱۹۸۳ء)

سید مودودی نے یہ صحیح نہیں لکھا طلوع فجر کے بعد سحری کھانا جائز نہیں ہے اور جس حدیث سے انہوں نے بلا حوالہ استدلال کیا ہے اس میں طلوع فجر کے بعد کھانے پینے کی اجازت کا ذکر نہیں ہے۔ اصل حدیث یہ ہے امام بخاری روایت کرتے ہیں:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلال رات کو اذان دیتے ہیں تو تم کھاتے پیتے رہو حتیٰ کہ ابن ام مکتوم اذان دیں (صحیح بخاری ج ۱ ص ۸۷۔ ۸۶ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۸۱ھ)

رمضان میں حضرت بلال رات کے وقت اذان دیتے تھے تا کہ سحری کرنے والے جاگ اٹھیں اور جس نے تہجد پڑھنی ہو وہ اٹھ کر تہجد پڑھ لے اور حضرت ابن ام مکتوم طلوع فجر کے وقت صبح کی اذان دیتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابن ام مکتوم کی اذان کو سحر کی انتہاء قرار دیا ہے اس سے طلوع فجر کے بعد کھانے پینے کی اجازت کہاں نکلتی ہے۔

ابتدا میں جب رمضان کے روزے فرض ہوئے تو افطار سے صرف نماز عشا تک کھانا پینا اور عورت سے مقاربت جائز تھی۔ اگر کسی شخص نے عشا کی نماز پڑھ لی یا وہ اس سے پہلے سو گیا تو اس کا روزہ شروع ہو جاتا تھا پھر اگلے روز افطار یعنی سورج غروب ہونے تک کھانا پینا اور جماع اس پر حرام ہوتا تھا، بعض لوگ ضبط نہ کر سکے اور رات کو عشا کے بعد بیویوں سے مقاربت کر بیٹھے ایک انصاری قیس بن صرمہ کے متعلق روایت ہے وہ روزے کی حالت میں دن بھر کھیت میں کام کرتے رہے۔ افطار کے وقت گھر آئے اور بیوی سے پوچھا کوئی چیز کھانے کے لیے ہے؟ بیوی نے جواب دیا نہیں۔ آپ ٹھہریئے میں جا کر پڑوسیوں سے لاتی ہوں بیوی کے چلے جانے کے ان کی آنکھ لگ گئی اور وہ سو گئے۔ بیوی کو دیکھ کر نہایت افسوس ہو۔ پھر اگلے دن روزہ رکھنا پڑا ابھی آدھا دن نہیں گزرا تھا کہ کمزوری کی وجہ سے غش کھا گئے، اس واقعہ کا علم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوا تو یہ آیت نازل ہوئی۔ (ابن کثیر بحوالہ صحیح بخاری وابوداؤد)

صبح کو سفید دھاری سے مراد صبح صادق ہے۔ اس خیط اسود اور خیط ابیض کے سمجھنے میں بعض صحابہ کرام کو غلط فہمی ہو گئی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس سے صبح کاذب مراد ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ قرآن فہمی کے لیے صرف عربی زبان جان

لینا کافی نہیں ہے بلکہ حدیث کی بھی ضرورت ہے۔ رمضان کا روزہ رکھنے کے لیے رات کو نیت ضروری ہے جیسا ...
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا من لم الصیام من اللیل فلا صیام له کہ جو شخص رات کو روزہ کی پختہ نیت کرا ...
(تفسیر قرطبی سورۃ بقرہ بیروت)

سحری کھانے کا آخری وقت کا بیان

حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ' اس آیت میں رات کی تاریکی کو سیاہ خط اور صبح کی روشنی کو سفید ... روزہ شروع ہونے اور کھانا پینا حرام ہوجانے کا صحیح وقت متعین فرمادیا اور اس میں افراط وتفریط کے احتمالات ... حتی یتبین کا لفظ بڑھادیا جس میں یہ بتلایا گیا ہے کہ نہ تو وہمی مزاج لوگوں کی طرح صبح صادق سے کچھ پہلے ہی ... کو حرام سمجھو اور نہ ایسی بے فکری اختیار کرو کہ صبح کی روشنی کا یقین ہوجانے کے باوجود کھاتے پیتے رہو بلکہ کھانے پینے ... درست نہیں اور تیقن کے بعد کھانے پینے میں مشغول رہنا بھی حرام اور روزے کے لئے مفسد ہے اگرچہ ایک ہی منٹ ... سحری کھانے میں وسعت اور گنجائش صرف اسی وقت تک ہے جب تک صبح صادق کا یقین نہ ہو بعض صحابہ کرام ... کو بعض کہنے والوں نے اس طرح بیان کیا کہ سحری کھاتے ہوئے صبح ہوگئی اور وہ بے پروائی سے کھاتے رہے ... کا یقین نہیں ہوا تھا اس لئے کہنے والوں کی جلد بازی سے متاثر نہیں ہوئے۔

ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حضرت بلال کی اذان تمہیں سحری کھانے سے ... چاہئے کیونکہ وہ رات سے اذان دیدیتے ہیں، اس لئے تم بلال کی اذان سن کر بھی اس وقت تک کھاتے پیتے رہو جب تک ابن ام مکتوم کی اذان نہ سنو کیونکہ وہ ٹھیک طلوع صبح صادق پر اذان دیتے ہیں۔ (بخاری ومسلم)

باب كَيْفَ الْفَجْرُ

باب: صبح صادق کیسے ہوتی ہے؟

2169 – اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا التَّيْمِيُّ عَنْ اَبِي عُثْمَانَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ بِلَالًا يُؤَذِّنُ بِلَيْلٍ لِيُنَبِّهَ نَائِمَكُمْ وَيَرْجِعَ قَائِمَكُمْ وَلَيْسَ الْفَجْرُ اَنْ يَقُوْلَ هٰكَذَا ۔ وَاَشَارَ بِكَفِّهِ وَلٰكِنِ الْفَجْرُ اَنْ يَقُوْلَ هٰكَذَا ۔ وَاَشَارَ بِالسَّبَّابَتَيْنِ ۔

☆☆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

بلال رات کے وقت ہی اذان دے دیتا ہے' تاکہ سویا ہوا شخص بیدار ہوجائے اور نوافل ادا کرنے والا (سحری کرنے کے لیے اپنے گھر) چلا جائے' صبح صادق اس طرح نہیں ہوتی' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ہتھیلی کے ذریعے اشارہ کیا بلکہ صبح صادق اس طرح ہوتی ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی شہادت کی دو انگلیوں کے ذریعے اشارہ کر کے بتایا۔

2169 تقدم في الاذان، الاذان في غير وقت الصلاة (الحديث 640)

2170 - اَخْبَرَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ اَنْبَاَنَا سَوَادَةُ بْنُ حَنْظَلَةَ قَالَ سَمِعْتُ سَمُرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَغُرَّنَّكُمْ اَذَانُ بِلَالٍ وَّلَا هٰذَا الْبَيَاضُ حَتّٰى يَنْفَجِرَ الْفَجْرُ هٰكَذَا وَهٰكَذَا . يَعْنِيْ مُعْتَرِضًا . قَالَ اَبُوْ دَاوُدَ وَبَسَطَ بِيَدَيْهِ يَمِيْنًا وَّشِمَالًا مَادًّا يَدَيْهِ .

★★ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

بلال کا اذان دینا تمہیں غلط فہمی کا شکار نہ کرے اور نہ ہی یہ سفیدی (تمہیں غلط فہمی کا شکار کرے)' یہاں تک کہ صبح صادق اس طرح ہو جائے۔ (راوی کہتے ہیں) یعنی چوڑائی کی سمت میں پھیل جائے۔

ابوداؤد نامی راوی بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھوں کو دائیں اور بائیں طرف پھیلا دیا۔

صبح صادق اور صبح کاذب کا بیان

صبح صادق ایک روشنی ہے جو مشرق کی جانب آسمان کے کنارے میں دکھائی دیتی ہے اور بڑھتی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ تمام آسمان پر پھیل جاتی ہے۔ اور زمین پر اجالا ہوتا جاتا ہے اور اس سے پہلے بیچ آسمان پر ایک سفیدی ستون کی طرح ظاہر ہوتی ہے جس کے نیچے سارا افق سیاہ ہوتا ہے۔ اور صبح صادق کے وقت یہ دراز سپیدی غائب ہو جاتی ہے اس کو صبح کاذب کہتے ہیں۔

باب التَّقَدُّمِ قَبْلَ شَهْرِ رَمَضَانَ

یہ باب ہے کہ رمضان کا مہینہ (شروع ہونے سے) پہلے ہی (نفلی روزے رکھنا)

2171 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا الْوَلِيْدُ عَنِ الْاَوْزَاعِيِّ عَنْ يَحْيٰى عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقَدَّمُوْا قَبْلَ الشَّهْرِ بِصِيَامٍ اِلَّا رَجُلٌ كَانَ يَصُوْمُ صِيَامًا اَتٰى ذٰلِكَ الْيَوْمُ عَلٰى صِيَامِهِ .

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

(رمضان کا) مہینہ شروع ہونے سے پہلے ہی روزے رکھنا شروع نہ کرو' ماسوائے اس شخص کے جو کسی اور معمول کے مطابق روزہ رکھتا ہو اور پھر اس دن میں اس کے (دوسرے معمول کے مطابق) روزے کا دن آ جائے۔

شرح

حدیث کے آخری جز کا مطلب یہ ہے کہ یہ ممانعت اس شخص کے حق میں نہیں ہے جو ان ایام میں روزہ رکھنے کا عادی ہو

2170- اخرجه مسلم في الصيام، باب بيان ان الدخول في الصوم يحصل بطلوع الفجر، وان له الاكل وغيره حتى يطلع الفجر، وبيان صفة الفجر الذي تتعلق به الاحكام من الدخول في الصوم و دخول وقت صلاة الصبح وغير ذلك (الحديث 41 و 42 و 43 و 44) . واخرجه ابو داؤد في الصوم، باب وقت السحور (الحديث 2346) . واخرجه الترمذي في الصوم، باب ما جاء في بيان الفجر (الحديث 706) . تحفة الاشراف (4624) .

2171- سيأتي (الحديث 2172)، و التسهيل في صيام يوم الشك (الحديث 2189) . واخرجه ابن ماجه في الصيام، باب ما جاء في النهي ان يتقدم رمضان بصوم الامن صام صومًا فوافقه (الحديث 1650) . تحفة الاشراف (15391) .

مثلاً کوئی شخص پیر یا جمعرات کے دن نفل روزہ رکھنے کا عادی ہو اور اتفاق سے شعبان کے انتیس یا تیس تاریخ اسی دن ہو جائے تو اس کے لئے اس دن روزہ رکھنا ممنوع نہیں ہے ہاں جو شخص ان دنوں میں روزہ رکھنے کا عادی نہ ہو وہ نہ رکھے؟ تاہم یہ بات ملحوظ رہے کہ یہ ممانعت نہی تنزیہی کے طور پر ہے۔

علماء فرماتے ہیں کہ رمضان سے ایک دن یا دو دن قبل روزہ رکھنے کی ممانعت اس لئے ہے تا کہ نفل اور فرض دونوں روزوں کا اختلاط نہ ہو جائے اور اہل کتاب کے ساتھ مشابہت نہ ہو کیونکہ وہ فرض روزوں کے ساتھ دوسرے روزے بھی ملا لیتے تھے مظہر کا قول ہے کہ شعبان کے آخری ایام میں رمضان سے صرف ایک دن یا دو دن قبل روزہ رکھنا مکروہ ہے۔

مولانا اسحق فرماتے ہیں کہ یہاں جس روزے سے منع کیا جا رہا ہے وہ یوم الشک کا روزہ نہیں بلکہ مطلقاً شعبان کے آخری ایام میں رمضان سے ایک دو دن قبل روزہ رکھنے کی ممانعت فرمائی گئی ہے البتہ جو شخص ان ایام میں روزہ رکھنے کا عادی ہو وہ اس ممانعت سے مستثنیٰ ہے۔

باب ذِكْرِ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى يَحْيٰى بْنِ اَبِىْ كَثِيْرٍ وَّمُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَلٰى اَبِىْ سَلَمَةَ فِيْهِ

اس روایت کے بارے میں ابوسلمہ نامی راوی کے حوالے سے نقل کرنے میں یحییٰ بن ابوکثیر اور محمد بن عمرو کے اختلاف کا تذکرہ

2172 - اَخْبَرَنِىْ عِمْرَانُ بْنُ يَزِيْدَ بْنِ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ شُعَيْبٍ قَالَ اَنْبَاَنَا الْاَوْزَاعِىُّ عَنْ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنِىْ اَبُوْ سَلَمَةَ قَالَ اَخْبَرَنِىْ اَبُوْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَتَقَدَّمَنَّ اَحَدٌ الشَّهْرَ بِيَوْمٍ وَّلَا يَوْمَيْنِ اِلَّا اَحَدٌ كَانَ يَصُوْمُ صِيَامًا قَبْلَهٗ فَلْيَصُمْهُ .

☆☆ ابوسلمہ بیان کرتے ہیں' حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے مجھے یہ بات بتائی ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

کوئی بھی شخص (رمضان کا) مہینہ شروع ہونے سے ایک یا دو دن پہلے ہی روزے رکھنا شروع نہ کر دے' البتہ اگر کوئی شخص اس سے پہلے ہی کسی دوسرے معمول کے مطابق روزے رکھتا تھا تو وہ اس دن روزہ رکھ سکتا ہے۔

2173 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ خَالِدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَتَقَدَّمُوا الشَّهْرَ بِصِيَامِ يَوْمٍ وَّلَا يَوْمَيْنِ اِلَّا اَنْ يُّوَافِقَ ذٰلِكَ يَوْمًا كَانَ يَصُوْمُهٗ اَحَدُكُمْ . قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ هٰذَا خَطَاٌ .

2172-تقدم (الحديث 2171) .

2173-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (6564) .

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:
(رمضان کا) مہینہ شروع ہونے سے ایک یا دو دن پہلے روزے رکھنا شروع نہ کرو البتہ اگر اس دن کسی شخص کے (کسی دوسرے معمول کے مطابق) روزہ رکھنے کا دن آ رہا ہو تو حکم مختلف ہوگا۔
امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: یہ روایت غلط ہے۔

باب ذِكْرِ حَدِيْثِ اُمِّ سَلَمَةَ فِيْ ذٰلِكَ

اس بارے میں سیّدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے منقول روایت کا تذکرہ

2174 - اَخْبَرَنَا شُعَيْبُ بْنُ يُوْسُفَ وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ - وَاللَّفْظُ لَهُ - قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ مَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُوْمُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ اِلَّا اَنَّهُ كَانَ يَصِلُ شَعْبَانَ بِرَمَضَانَ .

★★ سیّدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی بھی مسلسل دو ماہ تک روزے رکھتے ہوئے نہیں دیکھا' البتہ آپ شعبان کے روزے رمضان کے ساتھ رکھا کرتے تھے۔

باب الْاِخْتِلَافِ عَلٰى مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ فِيْهِ

اس بارے میں محمد بن ابراہیم نامی راوی سے نقل ہونے والے اختلاف کا تذکرہ

2175 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا النَّضْرُ قَالَ اَنْبَاَنَا شُعْبَةُ عَنْ تَوْبَةَ الْعَنْبَرِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصِلُ شَعْبَانَ بِرَمَضَانَ .

★★ سیّدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے ساتھ شعبان کے روزے ملا کر رکھا کرتے تھے۔

2176 - اَخْبَرَنَا الرَّبِيْعُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ اَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ اِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَهُ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّهُ سَاَلَ عَائِشَةَ عَنْ صِيَامِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُوْمُ حَتّٰى نَقُوْلَ لَا يُفْطِرُ وَيُفْطِرُ حَتّٰى نَقُوْلَ لَا يَصُوْمُ وَكَانَ يَصُوْمُ شَعْبَانَ اَوْ عَامَّةَ شَعْبَانَ .

★★ ابوسلمہ بن عبدالرحمن بیان کرتے ہیں' انہوں نے سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روزہ رکھنے کے

2174-اخرجه الترمذي في الصوم، باب ما جاء في وصال شعبان برمضان (الحديث 736)، و في الشمائل، باب ماجاء في صوم رسول الله صلى الله عليه وسلم (الحديث 284) . و سياتي (الحديث 2351) . واخرجه ابن ماجه في الصيام، باب ما جاء في وصال شعبان برمضان (الحديث 1648) . تحفة الاشراف (18232) .

2175-اخرجه ابو داؤد في الصوم، باب فيمن يصل شعبان برمضان (الحديث 2336) . (الحديث 2352) . تحفة الاشراف (18238) .

2176-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (17749) .

بارے میں دریافت کیا تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا: نبی اکرم ﷺ (نفلی) روزے رکھا کرتے تھے یہاں تک کہ ہم یہ سمجھتے تھے کہ اب آپ کوئی روزہ ترک نہیں کریں گے پھر آپ نفلی روزہ رکھنا چھوڑ دیتے تھے یہاں تک کہ ہم یہ سمجھتے تھے کہ اب آپ کوئی نفلی روزہ نہیں رکھیں گے۔ نبی اکرم ﷺ شعبان میں روزہ رکھا کرتے تھے۔ (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں:) شعبان کے اکثر حصے میں روزے رکھا کرتے تھے۔

2177 – اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سَعْدِ بْنِ الْحَكَمِ قَالَ حَدَّثَنَا عَمِّي قَالَ حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ يَزِيْدَ اَنَّ ابْنَ الْهَادِ حَدَّثَهُ اَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ اِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَهُ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ – يَعْنِيْ ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ – عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَقَدْ كَانَتْ اِحْدَانَا تُفْطِرُ فِيْ رَمَضَانَ فَمَا تَقْدِرُ عَلٰى اَنْ تَقْضِيَ حَتّٰى يَدْخُلَ شَعْبَانُ وَمَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُوْمُ فِيْ شَهْرٍ مَا يَصُوْمُ فِيْ شَعْبَانَ كَانَ يَصُوْمُهُ كُلَّهُ اِلَّا قَلِيْلًا بَلْ كَانَ يَصُوْمُهُ كُلَّهُ .

☆☆ ابوسلمہ بن عبدالرحمن سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ہم (یعنی نبی اکرم ﷺ کی ازواج) میں سے کوئی ایک (حیض آ جانے کی وجہ سے) رمضان کے کچھ روزے نہیں رکھ پاتی تھی تو وہ ان کی قضا نہیں کر پاتی تھی یہاں تک کہ شعبان آ جاتا تھا' نبی اکرم ﷺ اور کسی بھی مہینے میں اتنے زیادہ روزے نہیں رکھتے تھے جتنے نفلی روزے آپ شعبان میں رکھتے تھے آپ اس کے اکثر حصے میں روزہ رکھا کرتے تھے بلکہ آپ اس پورے مہینے میں روزہ رکھا کرتے تھے۔

باب ذِكْرِ اخْتِلَافِ اَلْفَاظِ النَّاقِلِيْنَ لِخَبَرِ عَائِشَةَ فِيْهِ

یہ باب ہے کہ اس بارے میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے منقول حدیث میں راویوں کے اختلاف کا تذکرہ

2178 – اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ لَبِيْدٍ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ قَالَ سَاَلْتُ عَائِشَةَ فَقُلْتُ اَخْبِرِيْنِيْ عَنْ صِيَامِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ كَانَ يَصُوْمُ حَتّٰى نَقُوْلَ قَدْ صَامَ وَيُفْطِرُ حَتّٰى نَقُوْلَ قَدْ اَفْطَرَ وَلَمْ يَكُنْ يَصُوْمُ شَهْرًا اَكْثَرَ مِنْ شَعْبَانَ كَانَ يَصُوْمُ شَعْبَانَ اِلَّا قَلِيْلًا كَانَ يَصُوْمُ شَعْبَانَ كُلَّهُ .

☆☆ ابوسلمہ بیان کرتے ہیں: میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا' میں نے کہا: آپ مجھے نبی اکرم ﷺ کے روزہ رکھنے کے بارے میں بتائیں' تو انہوں نے بتایا: نبی اکرم ﷺ نفلی روزے رکھا کرتے تھے' یہاں تک کہ ہم یہ سوچتے تھے کہ اب آپ روزے رکھتے رہیں گے' پھر آپ نفلی روزے رکھنا چھوڑ دیتے تھے' یہاں تک کہ ہم یہ سوچتے تھے کہ اب آپ روزہ نہیں رکھیں گے۔ نبی اکرم ﷺ کسی بھی مہینے میں شعبان سے زیادہ روزے نہیں رکھتے تھے' آپ شعبان کے اکثر حصے میں روزے رکھا کرتے تھے' بلکہ آپ شعبان کے پورے مہینے میں روزے رکھا کرتے تھے۔

2177- اخرجه مسلم في الصيام، باب قضاء رمضان في شعبان (الحديث 152) . تحفة الاشراف (الحديث 17741) .

2178- اخرجه مسلم في الصيام، باب صيام النبي صلى الله عليه وسلم في غير رمضان و استحباب ان لا يخلي شهرًا عن صوم (الحديث 1٦5) . واخرجه ابن ماجه في الصيام، باب ما جاء في صيام النبي صلى الله عليه وسلم (الحديث 1710) . تحفة الاشراف (17729) .

2179 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمْ يَكُنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِشَهْرٍ مِنَ السَّنَةِ اَكْثَرَ صِيَامًا مِنْهُ لِفِيْ شَعْبَانَ كَانَ يَصُوْمُ شَعْبَانَ كُلَّهُ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سال کے کسی بھی مہینے میں شعبان سے زیادہ روزے نہیں رکھا کرتے تھے آپ شعبان کے پورے مہینے میں روزے رکھا کرتے تھے۔

2180 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُوْمُ شَعْبَانَ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم شعبان میں روزے رکھا کرتے تھے۔

2181 - اَخْبَرَنَا هَارُوْنُ بْنُ اِسْحَاقَ عَنْ عَبْدَةَ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ زُرَارَةَ بْنِ اَوْفٰى عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَا اَعْلَمُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَاَ الْقُرْاٰنَ كُلَّهُ فِيْ لَيْلَةٍ وَّلَا قَامَ لَيْلَةً حَتَّى الصَّبَاحِ وَلَا صَامَ شَهْرًا كَامِلًا قَطُّ غَيْرَ رَمَضَانَ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میرے علم کے مطابق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی بھی ایک رات میں پورا قرآن نہیں پڑھا ہے اور نہ ہی آپ نے کبھی کسی بھی رات میں صبح تک (مسلسل) نوافل ادا کیے ہیں اور نہ ہی آپ نے رمضان کے علاوہ اور کسی بھی مہینے میں پورا مہینہ روزے رکھے ہیں۔

2182 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَحْمَدَ بْنِ اَبِيْ يُوْسُفَ الصَّيْدَلَانِيُّ - حَرَّانِيٌّ - قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَقِيْقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَ سَاَلْتُهَا عَنْ صِيَامِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُوْمُ حَتّٰى نَقُوْلَ قَدْ صَامَ وَيُفْطِرُ حَتّٰى نَقُوْلَ قَدْ اَفْطَرَ وَلَمْ يَصُمْ شَهْرًا تَامًّا مُنْذُ اَتَى الْمَدِيْنَةَ اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ رَمَضَانَ .

☆☆ عبداللہ بن شقیق بیان کرتے ہیں: میں نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روزہ رکھنے کے بارے میں دریافت کیا' تو انہوں نے بتایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نفلی روزے رکھا کرتے تھے' یہاں تک کہ ہم یہ سمجھتے تھے کہ اب آپ مسلسل نفلی روزے رکھتے رہیں گے' پھر آپ نفلی روزہ رکھنا چھوڑ دیتے تھے' یہاں تک کہ ہم یہ سمجھتے تھے کہ اب آپ نفلی روزہ نہیں رکھیں گے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ تشریف آوری کے بعد رمضان کے علاوہ اور کسی بھی مہینے میں پورا مہینہ روزے نہیں رکھے۔

2179-اخرجه البخاري في الصوم، باب صوم شعبان (الحديث 1970) مطولًا و اخرجه مسلم في الصيام، باب صيام النبي صلى الله عليه وسلم في غير رمضان و استحباب ان لا يخلي شهرًا عن صوم (الحديث 177) مطولًا . تحفة الاشراف (17780) .

2180-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (16063) .

2181-تقدم (الحديث 1640) .

2182-اخرجه مسلم في الصيام، باب صيام النبي صلى الله عليه وسلم في غير رمضان و استحباب ان لا يخلي شهرًا عن صوم (الحديث 174) . تحفة الاشراف (16223) .

2183 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ اَنْبَاَنَا خَالِدٌ - وَهُوَ ابْنُ الْحَارِثِ - عَنْ كَهْمَسٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَقِيْقٍ قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ اَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ صَلَاةَ الضُّحَى قَالَتْ لَا اِلَّا اَنْ يَجِيْءَ مِنْ مَغِيْبِهِ . قُلْتُ هَلْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُوْمُ شَهْرًا كُلَّهُ قَالَتْ لَا مَا عَلِمْتُ صَامَ شَهْرًا كُلَّهُ اِلَّا رَمَضَانَ وَلَا اَفْطَرَ حَتّٰى يَصُوْمَ مِنْهُ حَتّٰى مَضٰى لِسَبِيْلِهِ .

☆☆ عبداللہ بن شقیق بیان کرتے ہیں' میں نے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا: کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم چاشت کی نماز ادا کیا کرتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا: جی نہیں! البتہ جب آپ سفر سے واپس تشریف لاتے تھے (اور چاشت کے وقت شہر میں داخل ہوتے تھے' تو سفر سے واپسی کے نوافل ادا کرتے تھے)۔ میں نے دریافت کیا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کسی مہینے میں پورا مہینہ (نفلی) روزے رکھتے تھے؟ تو انہوں نے جواب دیا: جی نہیں! میرے علم کے مطابق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کے علاوہ اور کسی بھی مہینے میں پورا مہینہ روزے نہیں رکھے ہیں اور نہ ہی آپ نے کسی بھی مہینے میں (مکمل طور پر) نفلی روزے ترک کیے ہیں (یعنی آپ ہر مہینے میں چند ایک نفلی روزے رکھا کرتے تھے)' یہاں تک کہ آپ اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔

2184 - اَخْبَرَنَا اَبُو الْاَشْعَثِ عَنْ يَزِيْدَ - وَهُوَ ابْنُ زُرَيْعٍ - قَالَ حَدَّثَنَا الْجُرَيْرِيُّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَقِيْقٍ قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ اَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ صَلَاةَ الضُّحَى قَالَتْ لَا اِلَّا اَنْ يَجِيْءَ مِنْ مَغِيْبِهِ . قُلْتُ هَلْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهُ صَوْمٌ مَعْلُوْمٌ سِوَى رَمَضَانَ قَالَتْ وَاللّٰهِ اِنْ صَامَ شَهْرًا مَعْلُوْمًا سِوَى رَمَضَانَ حَتّٰى مَضٰى لِوَجْهِهِ وَلَا اَفْطَرَ حَتّٰى يَصُوْمَ مِنْهُ .

☆☆ عبداللہ بن شقیق بیان کرتے ہیں' میں نے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا: کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم چاشت کے وقت نماز ادا کیا کرتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا: جی نہیں! البتہ جب آپ سفر سے واپس تشریف لاتے تھے (اور اس وقت چاشت کا وقت ہوتا) تو آپ نماز ادا کر لیتے تھے۔ میں نے دریافت کیا: کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے علاوہ کوئی متعین روزے رکھتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا: جی نہیں! اللہ کی قسم! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کے علاوہ اور کسی بھی متعین مہینے میں روزے نہیں رکھے' یہاں تک کہ آپ اس دنیا سے رخصت ہو گئے اور آپ نے کسی بھی متعین مہینے میں (پورا مہینہ) روزے ترک نہیں کیے بلکہ آپ اس میں سے کچھ دن روزے رکھ لیا کرتے تھے۔

2183-اخرجه مسلم في صلاة المسافرين و قصرها، باب استحباب صلاة الضحى و ان اقلها ركعتان و اكملها ثمان ركعات و اوسطها اربع ركعات او ست والحث على المحافظة عليها (الحديث 76) . و الترمذي في الشمائل، باب صلاة الضحى (الحديث 275) . تحفة الاشراف (16217) .

2184-اخرجه مسلم في صلاة المسافرين و قصرها، باب استحباب صلاة الضحى و ان اقلها ركعتان و اكملها ثمان ركعات و اوسطها اربع ركعات او ست والحث على المحافظة عليها (الحديث 75) . و الترمذي في الشمائل، باب صلاة الضحى (الحديث 292) . تحفة الاشراف (16211) .

بَاب ذِكْرِ الِاخْتِلَافِ عَلَى خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ فِي هَذَا الْحَدِيثِ

یہ باب ہے کہ اس حدیث کے بارے میں خالد بن معدان نامی راوی سے نقل ہونے والے اختلاف کا تذکرہ

2185 - أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ عَنْ بَقِيَّةَ قَالَ حَدَّثَنَا بَحِيرٌ عَنْ خَالِدٍ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ عَائِشَةَ عَنِ الصِّيَامِ فَقَالَتْ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَصُومُ شَعْبَانَ كُلَّهُ وَيَتَحَرَّى صِيَامَ الِاثْنَيْنِ وَالْخَمِيسِ .

★★ جبیر بن نفیر بیان کرتے ہیں' ایک شخص نے سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روزہ رکھنے کے بارے میں دریافت کیا' تو انہوں نے بتایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم شعبان کے پورے مہینے میں روزے رکھا کرتے تھے' اور آپ پیر اور جمعرات کے دن اہتمام کے طور پر نفلی روزہ رکھا کرتے تھے۔

2186 - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا ثَوْرٌ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ عَنْ رَبِيعَةَ الْجُرَشِيِّ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُومُ شَعْبَانَ وَرَمَضَانَ وَيَتَحَرَّى الِاثْنَيْنِ وَالْخَمِيسَ .

★★ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم شعبان کے مہینے میں اور رمضان کے مہینے میں روزے رکھا کرتے تھے اور آپ پیر اور جمعرات کے دن (اہتمام کے ساتھ) روزہ رکھا کرتے تھے۔

بَاب صِيَامِ يَوْمِ الشَّكِّ

یہ باب یوم شک میں روزہ رکھنے کے بیان میں ہے

یوم شک کے روزے کا بیان

2187 - أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ الْأَشَجُّ عَنْ أَبِي خَالِدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ قَيْسٍ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ صِلَةَ قَالَ كُنَّا عِنْدَ عَمَّارٍ فَأُتِيَ بِشَاةٍ مَصْلِيَّةٍ فَقَالَ كُلُوا . فَتَنَحَّى بَعْضُ الْقَوْمِ قَالَ إِنِّي صَائِمٌ . فَقَالَ عَمَّارٌ مَنْ صَامَ الْيَوْمَ الَّذِي يُشَكُّ فِيهِ فَقَدْ عَصَى أَبَا الْقَاسِمِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

2185-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (16050) .

2186-اخرجه الترمذي في الصوم، باب ما جاء في صوم الاثنين و الخميس (الحديث 745) مختصراً . و سياتي (الحديث 2360) واخرجه ابن ماجه في الصيام، باب ما جاء في وصال شعبان برمضان (الحديث 1649)، وباب صيام الاثنين و الخميس (الحديث 1739) مختصراً . تحفة الاشراف (16081) .

2187-اخرجه البخاري في الصوم، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم (اذا رايتم الهلال فصوموا و اذا رايتموه فافطروا) (الحديث 1906) تعليقاً . واخرجه ابو داؤد في الصيام، باب كراهية صوم يوم الشك (الحديث 2334) . واخرجه الترمذي في الصوم، باب ما جاء في كراهية صوم يوم الشك (الحديث 686) . واخرجه ابن ماجه في الصيام، باب ما جاء في صيام يوم الشك (الحديث 1645) . تحفة الاشراف (10354) .

★★ صلہ بیان کرتے ہیں ہم لوگ حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے پاس موجود تھے ایک بھنی ہوئی بکری ان کے پاس لائی گئی تو انہوں نے فرمایا: تم لوگ بھی کھاؤ' حاضرین میں سے ایک صاحب پیچھے ہٹ گئے انہوں نے کہا: میں نے روزہ رکھا ہوا ہے تو حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جو شخص ایسے دن روزہ رکھتا ہے' جس کے بارے میں شک پایا جاتا ہے' تو اس شخص نے حضرت ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی۔

شرح

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ جس شخص نے یوم الشک کو روزہ رکھا اس نے ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی۔ (ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، دارمی، مشکوۃ المصابیح، جلد دوم، رقم الحدیث، 480)

شعبان کی تیسویں شب یعنی انتیس تاریخ کو ابر وغیرہ کی وجہ سے چاند نہیں دیکھا گیا مگر ایک شخص نے چاند دیکھنے کی شہادت دی اور اس کی شہادت قبول نہیں کی گئی اسی طرح دو فاسق لوگوں نے چاند دیکھنے کی گواہی دی اور ان کی گواہی قبول نہیں کی گئی اس کی صبح کو جو دن ہوگا یعنی تیس تاریخ کو یوم الشک (شک کا دن) کہلائے گا کیونکہ اس دن کے بارے میں یہ بھی احتمال ہوتا ہے کہ رمضان شروع ہو گیا ہو اور یہ بھی احتمال ہوتا ہے کہ رمضان شروع نہ ہوا ہو لہٰذا اس غیر یقینی صورت کی وجہ سے اسے شک کا دن کہا جاتا ہے ہاں اگر انتیس تاریخ کو ابر وغیرہ نہ ہو اور کوئی بھی شخص چاند نہ دیکھے تو تیس تاریخ کو یوم الشک نہ کہیں گے۔

اس حدیث میں اسی دن کے بارے میں فرمایا گیا ہے کہ یوم الشک کو رمضان یا کسی واجب کی نیت سے روزہ رکھنا مکروہ ہے البتہ اس دن نفل روزہ رکھنے کے بارے میں کچھ تفصیل ہے، چنانچہ اگر کوئی شخص شعبان کی پہلی ہی تاریخ سے نفل روزہ رکھتا چلا آ رہا ہو یا تیس تاریخ اتفاق سے اس دن ہو جائے کہ جس میں کوئی شخص روزہ رکھنے کا عادی ہو جس کی وضاحت پہلے کی جا چکی ہے تو اس کے لئے اس دن روزہ رکھنا افضل ہوگا۔

اسی طرح یوم الشک کو روزہ رکھنا اس شخص کے لئے بھی افضل ہے جو شعبان کے آخری تین دنوں میں روزے رکھتا ہو اور اگر یہ صورتیں نہ ہوں تو پھر یوم الشک کا مسئلہ یہ ہے کہ خواص تو اس دن نفل کی نیت کے ساتھ روزہ رکھ لیں اور عوام دوپہر تک کچھ کھائے پیئے بغیر انتظار کریں اگر چاند کی کوئی قابل قبول شہادت نہ آئے تو دوپہر کے بعد افطار کر لیں۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اور دوسرے صحابہ کا یہ معمول نقل کیا جاتا ہے کہ یہ حضرات شعبان کی انتیس تاریخ کو چاند تلاش کرتے اگر چاند دیکھ لیتے یا معتبر شہادت کے ذریعے رویت ہلال کا ثبوت ہو جاتا تو اگلے روز روزہ رکھتے ورنہ بصورت دیگر ابر و غبار وغیرہ سے مطلع صاف ہونے کی صورت میں روزہ نہ رکھتے ہاں اگر مطلع صاف نہ ہوتا تو روزہ رکھ لیتے تھے اور علماء فرماتے ہیں کہ اس صورت میں ان کا یہ روزہ نفل ہوتا تھا۔

خواص سے مراد وہ لوگ ہیں جو شک کے دن کے روزے کی نیت کرنا جانتے ہوں اور جو لوگ اس دن کے روزے کی نیت کرنا نہ جانتے ہوں انہیں عوام کہا جاتا ہے چنانچہ اس دن روزہ کی نیت یہ ہے کہ جو شخص اس دن کہ جس میں رمضان کے بارے

میں شک واقع ہو رہا ہے روزہ رکھنے کا عادی نہ ہو وہ یہ نیت کرے کہ میں آج کے دن نفل روزے کی نیت کرتا ہوں اور اس کے دل میں یہ خیال پیدا نہ ہو کہ اگر آج رمضان کا دن ہو تو یہ روزہ رمضان کا بھی ہے اس طرح نیت کرنی مکروہ ہے۔ کہ اگر کل رمضان کا دن ہو تو یہ روزہ رمضان میں محسوب ہو اور اگر رمضان کا دن نہ ہو تو نفل یا کسی اور واجب میں محسوب ہو۔ تاہم اگر کسی نے اس طرح کر لیا اور اس دن رمضان کا ہونا ثابت ہو گیا تو وہ روزہ رمضان ہی میں محسوب ہو گا۔ اس کے برخلاف اگر کوئی شخص اس نیت کے ساتھ روزہ رکھے کہ اگر آج رمضان کا دن ہو گا تو میرا بھی روزہ ہو گا اور اگر رمضان کا دن نہیں ہو گا تو میرا روزہ بھی نہیں ہو گا۔ تو اس طرح نہ نفل کا روزہ ہو گا اور نہ رمضان کا ہو گا چاہے اس دن رمضان کا ہونا ہی ثابت کیوں نہ ہو جائے۔

2188 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِي عَدِيٍّ عَنْ اَبِي يُونُسَ عَنْ سِمَاكٍ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى عِكْرِمَةَ فِي يَوْمٍ قَدْ اُشْكِلَ مِنْ رَمَضَانَ هُوَ اَمْ مِنْ شَعْبَانَ وَهُوَ يَاْكُلُ خُبْزًا وَبَقْلاً وَلَبَنًا فَقَالَ لِي هَلُمَّ . فَقُلْتُ اِنِّي صَائِمٌ . قَالَ وَحَلَفَ بِاللّٰهِ لَتُفْطِرَنَّ قُلْتُ سُبْحَانَ اللّٰهِ مَرَّتَيْنِ فَلَمَّا رَاَيْتُهُ يَحْلِفُ لَا يَسْتَثْنِي تَقَدَّمْتُ قُلْتُ هَاتِ الْاٰنَ مَا عِنْدَكَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صُوْمُوا لِرُؤْيَتِهِ وَاَفْطِرُوْا لِرُؤْيَتِهِ فَاِنْ حَالَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُ سَحَابَةٌ اَوْ ظُلْمَةٌ فَاَكْمِلُوا الْعِدَّةَ عِدَّةَ شَعْبَانَ وَلَا تَسْتَقْبِلُوا الشَّهْرَ اسْتِقْبَالاً وَلَا تَصِلُوْا رَمَضَانَ بِيَوْمٍ مِنْ شَعْبَانَ .

☆☆ سماک بیان کرتے ہیں' میں ایک ایسے دن عکرمہ کی خدمت میں حاضر ہوا' جس کے بارے میں یہ اشکال تھا کہ کیا یہ رمضان کا دن ہے یا شعبان کا دن ہے' وہ اس وقت روٹی' سبزی اور دودھ کھا رہے تھے' انہوں نے مجھ سے فرمایا: تم بھی آگے ہو جاؤ! میں نے جواب دیا: میں نے روزہ رکھا ہوا ہے' تو انہوں نے اللہ کے نام کی قسم اُٹھائی کہ ضرور روزہ ترک کر دو گے' میں نے دو مرتبہ سبحان اللہ کہا' جب میں نے دیکھا کہ وہ قسم اُٹھا رہے ہیں اور اس میں کوئی استثناء نہیں کر رہے' تو میں آگے بڑھ گیا جو آپ کے پاس ہے آپ آگے کر دیں (یعنی اپنے موقف کی تائید میں دلیل پیش کریں) تو انہوں نے فرمایا: میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہوئے سنا ہے:

(پہلی کے چاند کو) دیکھ کر روزے رکھنا شروع کرو اور اسے دیکھ کر عید الفطر کرو' اگر تمہارے اور اس کے درمیان بادل آ جائے یا تاریکی آ جائے' تو تم شعبان کی تعداد پوری کر لو اور مہینہ شروع ہونے سے پہلے ہی روزے رکھنا شروع نہ کرو اور رمضان کو شعبان کے دن کے ساتھ نہ ملاؤ (یعنی شعبان کی آخری تاریخ کو روزہ نہ رکھو)۔

باب التَّسْهِيلِ فِي صِيَامِ يَوْمِ الشَّكِّ

یہ باب ہے کہ مشکوک دن میں روزہ رکھنے کی سہولت دینا

2189 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ اَخْبَرَنِي اَبِي عَنْ جَدِّي قَالَ اَخْبَرَنِي

2188-تقدم (الحديث 2128) .

2189-تقدم في الصيام، التقدم قبل شهر رمضان (الحديث 2171) .

شُعَيْبُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ وَابْنِ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ أَلَا لَا تَقَدَّمُوا الشَّهْرَ بِيَوْمٍ أَوِ اثْنَيْنِ إِلَّا رَجُلٌ كَانَ يَصُومُ صِيَامًا فَلْيَصُمْهُ .

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں' آپ یہ فرمایا کرتے تھے: (رمضان کا) مہینہ شروع ہونے سے ایک یا دو دن پہلے ہی روزہ رکھنا نہ شروع کر' البتہ اگر کوئی شخص (کسی اور معمول کے مطابق) نفلی روزے رکھتا ہو تو وہ اس دن روزہ رکھ سکتا ہے۔

باب ثَوَابِ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ وَصَامَهُ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا وَالِاخْتِلَافِ عَلَى الزُّهْرِيِّ فِي الْخَبَرِ فِي ذَلِكَ .

یہ باب ہے کہ جو شخص ایمان کی حالت میں ثواب کی اُمید رکھتے ہوئے رمضان میں نوافل ادا کرتا ہے اور اس میں روزے رکھتا ہے' اس کا ثواب' اس روایت کے بارے میں زہری سے ہونے والے اختلاف کا تذکرہ

2190 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ عَنْ شُعَيْبٍ عَنِ اللَّيْثِ قَالَ أَنْبَأَنَا خَالِدٌ عَنِ ابْنِ أَبِي هِلَالٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ .

★★ سعید بن مسیب' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

جو شخص ایمان کی حالت میں ثواب کی اُمید رکھتے ہوئے رمضان کے نوافل ادا کرتا ہے' اس شخص کے گزشتہ گناہوں کی مغفرت کر دی جاتی ہے۔

2191 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَبَلَةَ قَالَ حَدَّثَنَا الْمُعَافَى قَالَ حَدَّثَنَا مُوسَى عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ رَاشِدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُرَغِّبُ النَّاسَ فِي قِيَامِ رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَأْمُرَهُمْ بِعَزِيمَةِ أَمْرٍ فِيهِ فَيَقُولُ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ .

★★ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو رمضان کے مہینے میں نوافل ادا کرنے کی ترغیب دیا کرتے تھے' تاہم آپ انہیں سختی کے ساتھ اس بارے میں حکم نہیں دیتے تھے' آپ یہ فرماتے تھے: جو شخص ایمان کی حالت میں ثواب کی اُمید رکھتے ہوئے نوافل ادا کرے گا' اس کے گزشتہ گناہوں کی مغفرت کر دی جائے گی۔

2190-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (18742) .

2191-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (16411) .

2192 - اَخْبَرَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيٰى قَالَ اَنْبَاَنَا اِسْحَاقُ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْحَارِثِ عَنْ يُوْنُسَ الْاَيْلِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ اَنَّ عَائِشَةَ اَخْبَرَتْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ فِيْ جَوْفِ اللَّيْلِ يُصَلِّيْ فِي الْمَسْجِدِ فَصَلّٰى بِالنَّاسِ وَسَاقَ الْحَدِيْثَ وَفِيْهِ قَالَتْ فَكَانَ يُرَغِّبُهُمْ فِيْ قِيَامِ رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ اَنْ يَّاْمُرَهُمْ بِعَزِيْمَةٍ وَّيَقُوْلُ مَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ ـ قَالَ فَتُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْاَمْرُ عَلٰى ذٰلِكَ ـ

☆☆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نصف رات کے وقت تشریف لے گئے' آپ نے مسجد میں (تراویح کی) نماز ادا کی' کچھ لوگوں نے آپ کی اقتداء میں نماز ادا کی۔

اس کے بعد راوی نے پوری حدیث ذکر کی ہے' جس میں یہ الفاظ بھی ہیں:

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو رمضان میں نوافل ادا کرنے کی ترغیب دیتے تھے' تاہم آپ انہیں سختی کے ساتھ یہ حکم نہیں دیتے تھے' آپ یہ فرماتے تھے: جو شخص شب قدر میں ایمان کی حالت میں ثواب کی اُمید رکھتے ہوئے نوافل ادا کرے گا' اس کے گزشتہ گناہوں کی مغفرت کر دی جائے گی۔

راوی بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال تک معاملہ اسی طرح رہا (یعنی تراویح کی نماز باجماعت ادا نہیں کی جاتی تھی)۔

2193 - اَخْبَرَنَا الرَّبِيْعُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِيْ رَمَضَانَ مَنْ قَامَهٗ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ ـ

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو رمضان کے بارے میں یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

جو شخص اس میں ایمان کی حالت میں ثواب کی اُمید رکھتے ہوئے نوافل ادا کرے گا' اس شخص کے گزشتہ گناہوں کی مغفرت کر دی جائے گی۔

2194 - اَخْبَرَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ اَنَّ عَائِشَةَ اَخْبَرَتْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ فَصَلّٰى فِي الْمَسْجِدِ وَسَاقَ الْحَدِيْثَ وَقَالَ فِيْهِ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرَغِّبُهُمْ فِيْ قِيَامِ رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ اَنْ يَّاْمُرَهُمْ

2192-انفرد به النسائي و الحديث عند: البخاري في الجمعة، باب من قال في الخطبة بعد الثناء: اما بعد (الحديث 924)، و مسلم في صلاة المسافرين و قصرها، باب الترغيب في قيام رمضان و هو التراويح (الحديث 178). تحفة الاشراف (66713).

2193-انفرد به النسائي. تحفة الاشراف (15345).

2194-انفرد به النسائي. تحفة الاشراف (16488).

بِعَزِيمَةِ أَمْرٍ فِيهِ فَيَقُولُ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ ۔

★★ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ نصف رات کے وقت تشریف لے گئے آپ نے مسجد میں نماز ادا کی۔

اس کے بعد راوی نے پوری حدیث نقل کی ہے جس میں یہ الفاظ بھی ہیں:
نبی اکرم ﷺ لوگوں کو رمضان میں نوافل ادا کرنے کی ترغیب دیتے تھے تاہم آپ انہیں سختی کے ساتھ یہ حکم نہیں دیتے تھے آپ یہ فرماتے تھے: جو شخص ایمان کی حالت میں ثواب کی امید رکھتے ہوئے رمضان میں نوافل ادا کرے گا اس شخص کے گزشتہ گناہوں کی مغفرت کر دی جائے گی۔

2195 – أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لِرَمَضَانَ مَنْ قَامَهُ إِيمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ ۔

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو رمضان کے بارے میں یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:
جو شخص اس میں ایمان کی حالت میں ثواب کی امید رکھتے ہوئے نوافل ادا کرے گا' اس شخص کے گزشتہ گناہوں کی مغفرت کر دی جائے گی۔

2196 – أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ أَبَا سَلَمَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ ۔

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:
جو شخص رمضان میں ایمان کی حالت میں ثواب کی امید رکھتے ہوئے نوافل ادا کرے گا' اس شخص کے گزشتہ گناہوں کی مغفرت کر دی جائے گی۔

2197 – أَخْبَرَنَا نُوحُ بْنُ حَبِيبٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَنْبَأَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرَغِّبُ فِي قِيَامِ رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَأْمُرَهُمْ بِعَزِيمَةٍ قَالَ

2195-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (15181) .

2196-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (15194) .

2197-اخرجه مسلم في صلاة المسافرين و قصرها، باب الترغيب في قيام رمضان و هو التراويح (الحديث 174) . واخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب في قيام شهر رمضان (الحديث 1371) واخرجه الترمذي في الصوم، باب الترغيب في قيام رمضان و ما جاء فيه من الفضل (الحديث 808) . وسياتي (الحديث 2103) . تحفة الاشراف (15270) .

مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِيمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں نوافل ادا کرنے کی ترغیب دیا کرتے تھے' تاہم آپ اس بارے میں سختی سے حکم نہیں دیتے تھے' آپ یہ فرماتے تھے: جو شخص رمضان میں ایمان کی حالت میں ثواب کی اُمید رکھتے ہوئے نوافل ادا کرے گا' اس شخص کے گزشتہ گناہوں کی مغفرت کردی جائے گی۔

2198 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِيمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:
جو شخص رمضان میں ایمان کی حالت میں ثواب کی اُمید رکھتے ہوئے نوافل ادا کرے گا' اس شخص کے گزشتہ گناہوں کی مغفرت کردی جائے گی۔

2199 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ الْقَاسِمِ عَنْ مَالِكٍ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِيمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:
جو شخص رمضان میں ایمان کی حالت میں ثواب کی اُمید رکھتے ہوئے نوافل ادا کرے گا' اس شخص کے گزشتہ گناہوں کی مغفرت کردی جائے گی۔

2200 - اَخْبَرَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ اَسْمَاءَ قَالَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ مَالِكٍ قَالَ الزُّهْرِيُّ اَخْبَرَنِيْ اَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَحُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِيمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:
جو شخص رمضان میں ایمان کی حالت میں ثواب کی اُمید رکھتے ہوئے نوافل ادا کرے گا' اس شخص کے گزشتہ گناہوں کی مغفرت کردی جائے گی۔

2201 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ

2198-تقدم (الحديث 1601) .

2199-تقدم (الحديث 1601) .

2200-تقدم (الحديث 1601) .

2201-اخرجه البخاري في فضل ليلة القدر، باب فضل ليلة القدر (الحديث 2014) . واخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب في قيام شهر رمضان (الحديث 1372) . والنسائي (الحديث 2202 و 2203) مختصراً، و في الايمان و شرائعه، قيام رمضان (الحديث 5039) مختصراً . تحفة الاشراف (15145) .

اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ ـ وَفِىْ حَدِيْثِ قُتَيْبَةَ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَامَ شَهْرَ رَمَضَانَ اِيمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ اِيمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ .

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

جوشخص رمضان میں روزے رکھے۔

قتیبہ نامی راوی کی روایت میں یہ الفاظ ہیں:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشادفرمائی ہے:

جوشخص رمضان کے مہینے میں ایمان کی حالت میں ثواب کی اُمید رکھتے ہوئے نوافل ادا کرے گا' اس شخص کے گزشتہ گناہوں کی مغفرت کردی جائے گی اور جوشخص شب قدر میں ایمان کی حالت میں ثواب کی اُمید رکھتے ہوئے نوافل ادا کرے گا' اس شخص کے گزشتہ گناہوں کی مغفرت کردی جائے گی۔

2202 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِيمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ .

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

جوشخص رمضان میں ایمان کی حالت میں ثواب کی اُمید رکھتے ہوئے روزے رکھے گا' اس شخص کے گزشتہ گناہوں کی مغفرت کردی جائے گی۔

2203 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِيمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ .

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشادفرمائی ہے:

جوشخص رمضان میں ایمان کی حالت میں ثواب کی اُمید رکھتے ہوئے روزے رکھے گا' اس شخص کے گزشتہ گناہوں کی مغفرت کردی جائے گی۔

2204 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِيمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ .

2202-تقدم (الحديث 2201) .

2203-تقدم (الحديث 2201) .

2204-اخرجه البخاري في الايمان، باب صوم رمضان احتسابًا من الايمان (الحديث 38) واخرجه ابن ماجه في الصيام، باب ما جاء في فضل شهر رمضان (الحديث 1641) . تحفة الاشراف (15353) .

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

جو شخص ایمان کی حالت میں ثواب کی اُمید رکھتے ہوئے رمضان کے روزے رکھے گا' اس شخص کے گزشتہ گناہوں کی مغفرت کردی جائے گی۔

شرح

رمضان میں کھڑا ہونے ، سے مراد یہ ہے کہ رمضان کی راتوں میں تراویح پڑھے، تلاوت قرآن کریم اور ذکر اللہ وغیرہ میں مشغول رہے نیز اگر حرم شریف میں ہو تو طواف وعمرہ کرے یا اسی طرح کی دوسری عبادات میں اپنے آپ کو مصروف رکھے۔ شب قدر میں کھڑا ہونے ، کا مطلب یہ ہے کہ شب قدر عبادت الٰہی اور ذکر اللہ میں مشغول رہے خواہ اس رات کے شب قدر ہونے کا اسے علم ہو یا نہ ہو۔ غفرلہ ماتقدم من ذنبہ۔ تو اس کے وہ گناہ بخش دیئے جائیں گے جو اس نے پہلے کیے تھے۔ کے بارے میں علامہ نووی فرماتے ہیں کہ مکفرات (یعنی وہ اعمال جو گناہوں کو ختم کرنے والے ہوتے ہیں) صغیرہ گناہوں کو تو مٹا ڈالتے ہیں اور کبیرہ گناہوں کو ہلکا کردیتے ہیں اگر کسی خوش نصیب کے نامہ اعمال میں گناہ کا وجود نہیں ہوتا تو پھر مکفرات کی وجہ سے جنت میں اس کے درجات بلند کردیئے جاتے ہیں۔

باب ذِكْرِ اخْتِلاَفِ يَحْيٰى بْنِ اَبِىْ كَثِيْرٍ وَّالنَّضْرِ بْنِ شَيْبَانَ فِيْهِ

اس روایت کے بارے میں یحیٰی بن ابوکثیر اور نضر بن شعبان کے اختلاف کا تذکرہ

2205 - اَخْبَرَنِىْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى وَمُحَمَّدُ بْنُ هِشَامٍ وَّاَبُو الْاَشْعَثِ - وَاللَّفْظُ لَهُ - قَالُوْا حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيٰى بْنِ اَبِىْ كَثِيْرٍ عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنِىْ اَبُوْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ .

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

جو شخص ایمان کی حالت میں ثواب کی اُمید رکھتے ہوئے رمضان میں نوافل ادا کرے گا' اس شخص کے گزشتہ گناہوں کی مغفرت کردی جائے گی اور جو شخص ایمان کی حالت میں ثواب کی اُمید رکھتے ہوئے شب قدر میں نوافل ادا کرے گا' اس شخص کے گزشتہ گناہوں کی مغفرت کردی جائے گی۔

2206 - اَخْبَرَنِىْ مَحْمُوْدُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ مَرْوَانَ اَنْبَاَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ سَلَّامٍ عَنْ يَحْيٰى بْنِ اَبِىْ كَثِيْرٍ عَنْ اَبِىْ

2205-اخرجه البخاري في الصوم، باب من صام رمضان ايمانًا و احتسابًا و نية (الحديث 1901) . واخرجه مسلم في صلاة المسافرين و قصرها، باب الترغيب في قيام رمضان و هو التراويح (الحديث 175) . وسياتي في الايمان و شرائعه، قيام ليلة القدر (الحديث 5027) . تحفة الاشراف (15424) .

2206-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (15418) .

سَلَمَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَامَ شَهْرَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَنْ قَامَ لَیْلَةَ الْقَدْرِ اِیْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ .

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

جوشخص ایمان کی حالت میں ثواب کی اُمید رکھتے ہوئے رمضان میں نوافل ادا کرے گا' اس شخص کے گذشتہ کی مغفرت کر دی جائے گی اور جوشخص ایمان کی حالت میں ثواب کی اُمید رکھتے ہوئے شب قدر میں نوافل ادا کرے گا' اس شخص کے گزشتہ گناہوں کی مغفرت کر دی جائے گی۔

2207 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ قَالَ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَیْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِیٍّ قَالَ حَدَّثَنِی النَّضْرُ بْنُ شَیْبَانَ اَنَّهٗ لَقِیَ اَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ فَقَالَ لَهٗ حَدِّثْنِیْ بِاَفْضَلِ شَیْءٍ سَمِعْتَهٗ یُذْكَرُ فِیْ شَهْرِ رَمَضَانَ . فَقَالَ اَبُوْ سَلَمَةَ حَدَّثَنِیْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ ذَكَرَ شَهْرَ رَمَضَانَ فَفَضَّلَهٗ عَلَى الشُّهُوْرِ وَقَالَ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّاحْتِسَابًا خَرَجَ مِنْ ذُنُوْبِهٖ كَیَوْمِ وَلَدَتْهُ اُمُّهٗ . قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ هٰذَا خَطَاٌ وَّالصَّوَابُ اَبُوْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ .

★★ نضر بن شعبان بیان کرتے ہیں' ان کی ملاقات ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے ہوئی تو انہوں نے ان سے کہا: آپ مجھے ایسی چیز کے بارے میں بتائیں جو آپ نے رمضان کے مہینے کے بارے میں سنی ہو اور سب سے زیادہ فضیلت رکھتی ہو تو ابوسلمہ نے بتایا: حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے یہ بات نقل کی ہے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کے مہینے کا تذکرہ کرتے ہوئے اسے تمام مہینوں سے زیادہ فضیلت والا قرار دیا' آپ نے ارشاد فرمایا: جوشخص ایمان کی حالت میں ثواب کی اُمید رکھتے ہوئے رمضان میں نوافل ادا کرے گا' وہ اپنے گناہوں سے اس طرح پاک ہو جائے گا جیسے اس دن تھا جس دن اس کی والدہ نے اسے جنم دیا تھا۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: یہ روایت غلط ہے' صحیح روایت وہ ہے' جسے ابوسلمہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

2208 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَیْلٍ قَالَ اَنْبَاَنَا الْقَاسِمُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ شَیْبَانَ عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ فَذَكَرَ مِثْلَهٗ وَقَالَ مَنْ صَامَهٗ وَقَامَهٗ اِیْمَانًا وَّاحْتِسَابًا .

★★ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے' تاہم اس میں یہ الفاظ ہیں:

جوشخص اس مہینے میں ایمان کی حالت میں ثواب کی اُمید رکھتے ہوئے روزے رکھے اور نوافل ادا کرے۔

2209 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ

2207-سیاتی (الحدیث 2208 و 2209) و اخرجه ابن ماجه فی اقامة الصلاة و السنة فیها، باب ما جاء فی قیام شهر رمضان (الحدیث 1328) بنحوه . تحفة الاشراف (9729) .

2208-تقدم (الحدیث 2207) . 2209-تقدم (الحدیث 2207) .

حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ شَيْبَانَ قَالَ قُلْتُ لِاَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدِّثْنِيْ بِشَيْءٍ سَمِعْتَهٗ مِنْ اَبِيْكَ سَمِعَهٗ اَبُوْكَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ بَيْنَ اَبِيْكَ وَبَيْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحَدٌ فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ . قَالَ نَعَمْ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فَرَضَ صِيَامَ رَمَضَانَ عَلَيْكُمْ وَسَنَنْتُ لَكُمْ قِيَامَهٗ فَمَنْ صَامَهٗ وَقَامَهٗ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا خَرَجَ مِنْ ذُنُوْبِهٖ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ اُمُّهٗ .

★★ نضر بن شعبان بیان کرتے ہیں' میں نے ابوسلمہ بن عبدالرحمان سے کہا: مجھے کوئی ایسی حدیث سنایئے جو آپ نے اپنے والد سے سنی ہو اور آپ کے والد نے وہ حدیث نبی اکرم ﷺ سے سنی ہو' آپ کے والد اور نبی اکرم ﷺ کے درمیان کوئی اور واسطہ نہیں ہونا چاہیے اور وہ حدیث رمضان کے مہینے کے بارے میں ہونی چاہیے۔ تو انہوں نے فرمایا: جی ہاں! میرے والد نے مجھے یہ بات بتائی ہے' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

اللہ تعالیٰ نے رمضان کے روزے رکھنا تم پر فرض قرار دیا ہے اور اس میں نوافل ادا کرنا (یا نماز تراویح ادا کرنا) تمہارے لیے مسنون قرار دیا ہے' تو جو شخص ایمان کی حالت میں ثواب کی اُمید رکھتے ہوئے اس مہینے میں روزے رکھتا ہے اور نوافل ادا کرتا ہے' وہ اپنے گناہوں سے اس طرح پاک ہو جاتا ہے' جس طرح اس دن تھا' جب اس کی والدہ نے اسے جنم دیا تھا۔

باب فَضْلِ الصِّيَامِ وَالْاِخْتِلَافِ عَلٰى اَبِيْ اِسْحَاقَ فِيْ حَدِيْثِ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ فِيْ ذٰلِكَ

یہ باب ہے کہ روزہ رکھنے کی فضیلت' اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث میں ابواسحاق نامی راوی سے نقل ہونے والے اختلاف کا تذکرہ

2210 - اَخْبَرَنِيْ هِلَالُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ زَيْدٍ عَنْ اَبِيْ اِسْحَاقَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى يَقُوْلُ الصَّوْمُ لِيْ وَاَنَا اَجْزِيْ بِهٖ وَلِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ حِيْنَ يُفْطِرُ وَحِيْنَ يَلْقٰى رَبَّهٗ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَخُلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْيَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِيْحِ الْمِسْكِ .

★★ حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا' روزہ دار شخص کو دو خوشیاں نصیب ہوتی ہیں' ایک افطاری کے وقت اور ایک اس وقت جب وہ اپنے پروردگار کی بارگاہ میں حاضر ہوگا۔

(نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:) اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے! روزہ دار شخص کے منہ کی بو اللہ

2210-انفرد به النسائي، و سياتي في الصيام، فضل الصيام و الاختلاف على ابي اسحق في حديث علي بن ابي طالب في ذلك (الحديث 2211) مطولاً . تحفة الاشراف (10166) .

2211 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ عَنْ اَبِی الْاَحْوَصِ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ الصَّوْمُ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِهٖ وَلِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ فَرْحَةٌ حِیْنَ یَلْقٰی رَبَّهٗ وَفَرْحَةٌ عِنْدَ اِفْطَارِهٖ وَلَخُلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْیَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِیْحِ الْمِسْكِ.

★★ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:
روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کی جزادوں گا اور روزہ دار شخص کو دو خوشیاں نصیب ہوں گی' ایک خوشی اس وقت جب وہ اپنے پروردگار کی بارگاہ میں حاضر ہوگا اور ایک خوشی وہ جب وہ افطار کرتا ہے اور روزہ دار شخص کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہے۔

بَابُ ذِکْرِ الْاِخْتِلَافِ عَلٰی اَبِیْ صَالِحٍ فِیْ هٰذَا الْحَدِیْثِ

باب: نقل ہونے والے اختلاف کا تذکرہ

یہ باب ہے کہ اس میں ابوصالح نامی راوی سے

2212 - اَخْبَرَنَا عَلِیُّ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَیْلٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ سِنَانٍ ضِرَارُ بْنُ مُرَّةَ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی یَقُوْلُ الصَّوْمُ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِهٖ وَلِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ اِذَا اَفْطَرَ فَرِحَ وَاِذَا لَقِیَ اللّٰهَ فَجَزَاهُ فَرِحَ وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِهٖ لَخُلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْیَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِیْحِ الْمِسْكِ.

★★ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: بے شک اللہ تعالیٰ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:
روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کی جزاء دوں گا' روزہ دار شخص کو خوشیاں نصیب ہوتی ہیں' ایک جب وہ افطار کرتا ہے اس وقت خوش ہوتا ہے اور ایک جب وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوگا' تو اللہ تعالیٰ اسے جزا دے گا' تو وہ اس وقت خوش ہوگا۔
(نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:) اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں محمد کی جان ہے! روزہ دار شخص کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہوتی ہے۔

2213 - اَخْبَرَنَا سُلَیْمَانُ بْنُ دَاوُدَ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عَمْرٌو اَنَّ الْمُنْذِرَ بْنَ عُبَیْدٍ حَدَّثَهٗ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ السَّمَّانِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الصِّیَامُ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِهٖ وَالصَّائِمُ یَفْرَحُ مَرَّتَیْنِ عِنْدَ فِطْرِهٖ وَیَوْمَ یَلْقَی اللّٰهَ وَخُلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْیَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِیْحِ الْمِسْكِ.

2211-تقدم (الحدیث 2210).

2212-اخرجه مسلم فی الصیام، باب فضل الصیام (الحدیث 165). تحفة الاشراف (4027).

2213-انفرد به النسائی. تحفة الاشراف (12884).

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:)

روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا' روزہ دار شخص دو مرتبہ خوش ہوتا ہے' ایک افطاری کے وقت اور دوسرا اس وقت جب وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوگا۔ (نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں:) روزہ دار شخص کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہے۔

2214 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَانَا جَرِيْرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِىْ صَالِحٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ حَسَنَةٍ عَمِلَهَا ابْنُ اٰدَمَ اِلَّا كُتِبَ لَهٗ عَشْرُ حَسَنَاتٍ اِلٰى سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اِلَّا الصِّيَامَ فَاِنَّهٗ لِىْ وَاَنَا اَجْزِىْ بِهٖ يَدَعُ شَهْوَتَهٗ وَطَعَامَهٗ مِنْ اَجْلِىْ الصِّيَامُ جُنَّةٌ لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ فَرْحَةٌ عِنْدَ فِطْرِهٖ وَفَرْحَةٌ عِنْدَ لِقَاءِ رَبِّهٖ وَلَخُلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْيَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِيْحِ الْمِسْكِ ۔

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

ابن آدم جو بھی نیکی کرتا ہے' اس کا ثواب دس گنا سے لے کر سات سو گنا تک نوٹ کیا جاتا ہے' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: روزے کا حکم مختلف ہے کیونکہ وہ میرے لیے ہے تو میں ہی اس کی جزا دوں گا۔ آدمی میرے لیے اپنی خواہش نفس کو اور اپنے کھانے کو چھوڑ دیتا ہے' روزہ ایک ڈھال ہے' روزہ دار شخص کو دو خوشیاں نصیب ہوں گی' ایک خوشی افطاری کے وقت نصیب ہوتی ہے اور دوسری خوشی اپنے پروردگار کی بارگاہ میں حاضری کے وقت نصیب ہوگی' روزہ دار شخص کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہے۔

2215 - اَخْبَرَنِىْ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْحَسَنِ عَنْ حَجَّاجٍ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِىْ عَطَاءٌ عَنْ اَبِىْ صَالِحٍ الزَّيَّاتِ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ عَمَلِ ابْنِ اٰدَمَ لَهٗ اِلَّا الصِّيَامَ هُوَ لِىْ وَاَنَا اَجْزِىْ بِهٖ وَالصِّيَامُ جُنَّةٌ اِذَا كَانَ يَوْمُ صِيَامِ اَحَدِكُمْ فَلَا يَرْفُثْ وَلَا يَصْخَبْ فَاِنْ شَاتَمَهٗ اَحَدٌ اَوْ قَاتَلَهٗ فَلْيَقُلْ اِنِّىْ صَائِمٌ وَّالَّذِىْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَخُلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْيَبُ عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ رِيْحِ الْمِسْكِ لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ يَفْرَحُهُمَا اِذَا اَفْطَرَ فَرِحَ بِفِطْرِهٖ وَاِذَا لَقِىَ رَبَّهٗ عَزَّ وَجَلَّ فَرِحَ بِصَوْمِهٖ ۔

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:)

ابن آدم کا ہر عمل اس کے لیے ہوتا ہے' سوائے روزے کے' وہ میرے لیے ہوتا ہے اور میں اس کی جزا دوں گا' روزہ ڈھال ہے۔ (نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے:) جب کوئی شخص روزہ رکھے تو وہ بدزبانی نہ کرے اور چیخ و پکار نہ کرے' اگر کوئی شخص اسے گالی دے یا اس کے ساتھ لڑنے کی کوشش کرے تو وہ یہ کہہ دے: میں نے روزہ رکھا ہوا ہے' اس ذات کی قسم جس کے دست

2214-اخرجه مسلم في الصيام، باب فضل الصيام (الحديث 164) . تحفة الاشراف (12340) .

2215-اخرجه البخاري في الصوم، باب هل يقول اني صائم اذا شتم (الحديث 1904) و اخرجه مسلم في الصيام، باب فضل الصيام (الحديث 163) . واخرجه النسائي في الصيام، ذكر الاختلاف على ابي صالح في هذا الحديث (الحديث 2216) و ذكر الاختلاف على محمد بن ابي يعقوب في حديث ابي امامة في فضل الصائم (الحديث 2227 و 2228) مختصراً . تحفة الاشراف (12853) .

قدرت میں محمد کی جان ہے! روزہ دار شخص کے منہ کی بو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مشک کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہو گی' روزہ دار شخص کو دو خوشیاں نصیب ہوتی ہیں' ایک جب وہ افطاری کرتا ہے' اس وقت خوش ہوتا ہے اور دوسرا جب وہ اپنے پروردگار کی بارگاہ میں حاضر ہوگا' تو اپنے اس روزے پر خوش ہوگا۔

2216 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ اَنْبَاَنَا سُوَيْدٌ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قِرَاءَ ةً عَلَيْهِ عَنْ عَطَاءِ بْنِ اَبِىْ رَبَاحٍ قَالَ اَخْبَرَنِىْ عَطَاءٌ الزَّيَّاتُ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ كُلُّ عَمَلِ ابْنِ اٰدَمَ لَهٗ اِلَّا الصِّيَامَ هُوَ لِىْ وَاَنَا اَجْزِىْ بِهِ الصِّيَامُ جُنَّةٌ فَاِذَا كَانَ يَوْمُ صَوْمِ اَحَدِكُمْ فَلَا يَرْفُثْ وَلَا يَصْخَبْ فَاِنْ شَاتَمَهٗ اَحَدٌ اَوْ قَاتَلَهٗ فَلْيَقُلْ اِنِّىْ امْرُؤٌ صَائِمٌ وَّالَّذِىْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَخُلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْيَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِيْحِ الْمِسْكِ . وَقَدْ رَوٰى هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيِّبِ .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ابن آدم کا ہر عمل اس کے لیے ہے' سوائے روزہ کے' وہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا' روزہ ڈھال ہے جب کسی شخص نے روزہ رکھا ہوا ہو' تو وہ بدزبانی نہ کرے' چیخ و پکار نہ کرے' اگر کوئی شخص اسے گالی دے یا اس کے ساتھ لڑنے کی کوشش کرے تو وہ یہ کہہ دے: میں نے روزہ رکھا ہوا ہے۔ (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:) اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں محمد کی جان ہے! روزہ دار شخص کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہے۔

یہی روایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے اور سعید بن مسیب کے حوالے سے منقول ہے۔

2217 - اَخْبَرَنَا الرَّبِيْعُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِىْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِىْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيِّبِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ كُلُّ عَمَلِ ابْنِ اٰدَمَ لَهٗ اِلَّا الصِّيَامَ هُوَ لِىْ وَاَنَا اَجْزِىْ بِهٖ وَالَّذِىْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَخِلْفَةُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْيَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِيْحِ الْمِسْكِ .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ابن آدم کا ہر عمل اس کے لیے ہے' سوائے روزے کے' وہ میرے لیے ہے اور میں اس کی جزا دوں گا (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:) اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں محمد کی جان ہے! روزہ دار شخص کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہے۔

2218 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ عِيْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرٍو عَنْ بُكَيْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُلُّ حَسَنَةٍ يَعْمَلُهَا ابْنُ اٰدَمَ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا اِلَّا الصِّيَامَ لِىْ وَاَنَا

2216-تقدم (الحديث 2215) .

2217-اخرجه مسلم في الصيام، باب فضل الصيام (الحديث 161) . تحفة الاشراف (13345) .

2218-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (13090) .

اَجْزِی بِہٖ۔

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:)

ابن آدم جو بھی عمل کرتا ہے اس کا اجر دس گنا ہوتا ہے البتہ روزے کا حکم مختلف ہے وہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا۔

رب تعالیٰ اور روزہ

اب یہاں سے یہ سمجھئے کہ روزے کی وجہ سے ایک بندے کا تعلق اللہ سے کتنا مضبوط ہوتا ہے ساری عبادتیں اس کے لئے ہیں ہم نماز بھی اس کے لئے پڑھتے ہیں صدقہ بھی اس کے لئے کرتے ہیں زکوٰۃ بھی اس کے لئے دیتے ہیں حج بھی اس کے لئے کرتے ہیں جہاد بھی اسی کے لئے کرتے ہیں تبلیغ بھی اسی کے لئے کرتے ہیں لیکن وہ کہتا ہے "**الا الصوم**" مگر روزہ "**فانہ لی**" وہ میرے لئے ہے "**وانا اجزی بہ**" اور اس کی جزا میں دیتا ہوں۔

حالانکہ سجدوں کی جزاء بھی وہی دیتا ہے حج کی جزا بھی وہی دیتا ہے ہر اچھے کام کی جزا وہی دیتا ہے لیکن اس نے بطور خاص روزے کو اپنی طرف منسوب کیا ہے جب روزہ رب کی طرف ساری عبادتوں میں سے منفرد طریقے سے منسوب ہوا، پھر روزہ جس روزے دار کے ساتھ قائم ہے وہ اس بندے کو بھی اپنے رب کی ذات کے ساتھ متعلق بنادے گا۔

الصوم لی کی پہلی وجہ

یہ تعلق باللہ کا بڑا جاندار ذریعہ ہے اور اس کے اندر بڑی حکمتیں ہیں اب دیکھو، جب رب ذوالجلال نے یہ فرمادیا کہ روزہ میرے لئے ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ جتنے بھی معبودان باطلہ ہیں ان میں سے کسی کے لئے روزہ نہیں رکھا گیا باقی ساری عبادتیں ان جھوٹوں کے لئے جھوٹوں نے کیں مثلاً بتوں کو لوگ سجدے کرتے رہے، بتوں کے نام پر لوگ نیازیں ان کے سامنے پیش کرتے رہے، بتوں کے گرد چکر لگا کر لوگ ان کا طواف کرتے رہے، مگر روزہ کبھی کسی معبود باطل کے لئے نہیں رکھا گیا۔ اس واسطے اللہ نے اس کو اپنی طرف منسوب فرمایا ہے اگر چہ کچھ باطل مذہبوں میں روزے کا تصور ہے وہ بھی روزہ رکھتے ہیں بدھ مت ہے یا ہندومت ہے ان کے اندر بھی کچھ ایسا وقت گزارا جاتا ہے مگر وہ ان کے نزدیک کسی معبود کی رضا کے لئے نہیں ہوتا، وہ اپنے آپ کے لئے اور اپنے آپ کو شہوت سے دور رکھنے کے لئے یا ان کا اپنے باطن کی صفائی کا جو نظریہ ہے اس لحاظ سے ایسا کرتے ہیں وہ کسی معبود کی خوشنودی کے لئے کبھی روزہ نہیں رکھتے، لہٰذا روزے کا یہ امتیاز باقی رہا، کہ روزہ جب بھی رکھا گیا، صرف اللہ کے لئے رکھا گیا ہے تو اللہ نے فرمایا: یہ میرا، میرے لئے ہے اور اس کی جزا میں خود عطا فرماتا ہوں۔

الصوم لی کی دوسری وجہ

ایسے ہی نہ کھانا اور نہ پینا اللہ کی صفات ہیں تو بندے نے کچھ وقت یہ کوشش کی کہ میری بھی میرے رب سے مناسبت پیدا ہوجائے جب میرا رب نہیں کھاتا پیتا، تو میں بھی کچھ وقت ایسے ہی گزاروں، اگر چہ بندہ محتاج ہے کھانے پینے کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا، لیکن پھر بھی اس نے اپنے رب کے ساتھ مناسبت پیدا کرنے کی کوشش کی ہے تو اس وجہ سے روزہ تعلق باللہ کا ایک حسین

اسلوب ہے۔

الصوم لی کی تیسری وجہ

اسی پہلی حکمت کے اندر ہم جو حدیث کی حکمتیں بیان کر رہے تھے کہ اللہ نے جو روزہ کو اپنی طرف منسوب کیا تو اس کا تیسرا سبب یہ ہے کہ اللہ نے اس کے شرف کو ظاہر کرنے کے لئے اسے اپنی طرف منسوب کیا ہے۔

مثال کے طور پر پوری زمین اللہ کی ہے ہر گھر اللہ کا ہے لیکن ہر گھر کو بیت اللہ نہیں کہا جاتا، وہ خاص گھر ہے جس کو اللہ کا گھر کہا جاتا ہے اس لئے اس کا جو اللہ کے ساتھ تعلق ہے اللہ تعالیٰ اس تعلق اور شرافت کو ظاہر کرنا چاہتا ہے کہ باقی دنیا کے گھروں پر میرا وہ کرم نہیں ہے جو میری رحمت اس گھر پر برستی ہے تو خالق کائنات جل جلالہ نے جیسے اس گھر پر نسبت تشریف کی ہے اس گھر کو شرف دینے کے لئے اپنی طرف منسوب کر لیا ہے۔

ایسے ہی اگرچہ ہر عبادت اللہ ہی کے لئے ہے مگر اس نے تمام عبادتوں میں سے روزے کو بطور خاص اپنی طرف منسوب کیا ہے کہ یہ میرا ہے اور میں اس کی جزاء دینے والا ہوں تا کہ پتہ چل جائے کہ جتنے انوار و تجلیات روزے کے سبب بندے کو ملتے ہیں اور اس کی وجہ سے جتنا بندے کا اپنے مولا کے ساتھ تعلق مضبوط ہوتا ہے یہ روزے کی ایک منفرد شان ہے۔

بَاب ذِكْرِ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى مُحَمَّدِ بْنِ اَبِيْ يَعْقُوْبَ فِيْ حَدِيْثِ اَبِيْ اُمَامَةَ فِيْ فَضْلِ الصَّائِمِ

یہ باب ہے کہ روزہ دار شخص کی فضیلت کے بارے میں حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول حدیث میں محمد بن یعقوب نامی راوی سے نقل ہونے والے اختلاف کا تذکرہ

2219 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا مَهْدِيُّ بْنُ مَيْمُوْنٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ يَعْقُوْبَ قَالَ اَخْبَرَنِيْ رَجَاءُ بْنُ حَيْوَةَ عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ قَالَ اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ مُرْنِيْ بِاَمْرٍ اٰخُذُهُ عَنْكَ . قَالَ عَلَيْكَ بِالصَّوْمِ فَاِنَّهُ لَا مِثْلَ لَهُ .

☆☆ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا' میں نے عرض کی: آپ مجھے کوئی ایسا حکم دیجئے جو میں آپ سے حاصل کر لوں (اور پھر اس پر عمل کرتا رہوں) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم روزے رکھا کرو' کیونکہ اس کے معاملے میں اور کوئی چیز نہیں ہے۔

2220 - اَخْبَرَنَا الرَّبِيْعُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ اَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ

2219-انفرد به النسائي، و سياتي (الحديث 2220 و 2221 و 2222) . تحفة الاشراف (4861) .

2220-تقدم (الحديث 2219) .

اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ یَعْقُوبَ الضَّبِّیَّ حَدَّثَهُ عَنْ رَجَاءِ بْنِ حَیْوَةَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُمَامَةَ الْبَاهِلِیُّ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مُرْنِیْ بِاَمْرٍ یَنْفَعُنِی اللّٰهُ بِهِ ۔ قَالَ عَلَیْکَ بِالصِّیَامِ فَاِنَّهُ لَا مِثْلَ لَهُ ۔

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ مجھے کوئی ایسا حکم دیجئے جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ مجھے نفع دے' تو آپ نے فرمایا: روزے رکھا کرو' کیونکہ اس کی مانند کوئی چیز نہیں ہے۔

2221 – اَخْبَرَنِیْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الضَّعِیفُ – شَیْخٌ صَالِحٌ وَّالضَّعِیفُ لَقَبٌ لِکَثْرَةِ عِبَادَتِهِ – قَالَ اَخْبَرَنَا یَعْقُوبُ الْحَضْرَمِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ یَعْقُوبَ عَنْ اَبِیْ نَصْرٍ عَنْ رَجَاءِ بْنِ حَیْوَةَ عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ اَنَّهُ سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَیُّ الْعَمَلِ اَفْضَلُ قَالَ عَلَیْکَ بِالصَّوْمِ فَاِنَّهُ لَا عِدْلَ لَهُ ۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا: کون سا عمل زیادہ فضیلت رکھتا ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا: تم روزے رکھا کرو' کیونکہ کوئی چیز اس کے برابر نہیں ہے۔

2222 – اَخْبَرَنَا یَحْیٰی بْنُ مُحَمَّدٍ – هُوَ ابْنُ السَّکَنِ اَبُوْ عُبَیْدِ اللّٰهِ – قَالَ حَدَّثَنَا یَحْیٰی بْنُ کَثِیْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَبِیْ یَعْقُوبَ الضَّبِّیِّ عَنْ اَبِیْ نَصْرٍ الْهِلَالِیِّ عَنْ رَجَاءِ بْنِ حَیْوَةَ عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مُرْنِیْ بِعَمَلٍ ۔ قَالَ عَلَیْکَ بِالصَّوْمِ فَاِنَّهُ لَا عِدْلَ لَهُ ۔ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مُرْنِیْ بِعَمَلٍ ۔ قَالَ عَلَیْکَ بِالصَّوْمِ فَاِنَّهُ لَا عِدْلَ لَهُ ۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے عرض کی: یارسول اللہ! مجھے کسی عمل کے بارے میں حکم دیجئے' آپ نے ارشاد فرمایا: تم روزے رکھا کرو' کیونکہ اس کے برابر کوئی نہیں ہے' میں نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ مجھے کسی عمل کے بارے میں حکم دیجئے' آپ نے فرمایا: تم روزے رکھو' کیونکہ اس کے برابر کوئی نہیں ہے۔

2223 – اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِیْلَ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ حَدَّثَنَا الْمُحَارِبِیُّ عَنْ فِطْرٍ اَخْبَرَنِیْ حَبِیْبُ بْنُ اَبِیْ ثَابِتٍ عَنِ الْحَکَمِ بْنِ عُتَیْبَةَ عَنْ مَیْمُوْنِ بْنِ اَبِیْ شَبِیْبٍ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلصَّوْمُ جُنَّةٌ ۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:
روزہ ڈھال ہے۔

2224 – اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی قَالَ حَدَّثَنَا یَحْیٰی بْنُ حَمَّادٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ سُلَیْمَانَ عَنْ

2221-تقدم (الحديث 2229) ۔

2222-تقدم (الحديث 2219) ۔

2223-انفرد به النسائي، و سياتي (الحديث 2224 و 2226) ۔ تحفة الاشراف (11367) ۔

2224-تقدم (الحديث 2223) ۔

حَبِيبِ بْنِ اَبِي ثَابِتٍ وَالْحَكَمِ عَنْ مَيْمُوْنِ بْنِ اَبِي شَبِيبٍ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّوْمُ جُنَّةٌ .

★★ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: روزہ ڈھال ہے۔

2225 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ قَالَ سَمِعْتُ عُرْوَةَ بْنَ النَّزَّالِ يُحَدِّثُ عَنْ مُعَاذٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّوْمُ جُنَّةٌ .

★★ حضرت معاذ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: روزہ ڈھال ہے۔

2226 - اَخْبَرَنِي اِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ عَنْ حَجَّاجٍ عَنْ شُعْبَةَ قَالَ لِيَ الْحَكَمُ سَمِعْتُهُ مِنْهُ مُنْذُ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً ثُمَّ قَالَ الْحَكَمُ وَحَدَّثَنِي بِهِ مَيْمُوْنُ بْنُ اَبِي شَبِيبٍ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ .

★★ یہی روایت بعض دیگر اسناد کے ہمراہ بھی حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول ہے۔

2227 - اَخْبَرَنَا اِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ عَنْ حَجَّاجٍ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِي عَطَاءٌ عَنْ اَبِي صَالِحٍ الزَّيَّاتِ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصِّيَامُ جُنَّةٌ .

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: روزہ ڈھال ہے۔

2228 - وَاَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ اَنْبَاَنَا سُوَيْدٌ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قِرَاءَةً عَنْ عَطَاءٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عَطَاءٌ الزَّيَّاتُ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصِّيَامُ جُنَّةٌ .

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: روزہ ڈھال ہے۔

2229 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِي حَبِيبٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِي هِنْدٍ اَنَّ مُطَرِّفًا - رَجُلٌ مِنْ بَنِي عَامِرِ بْنِ صَعْصَعَةَ - حَدَّثَهُ اَنَّ عُثْمَانَ بْنَ اَبِي الْعَاصِ دَعَا لَهُ بِلَبَنٍ لِيَسْقِيَهُ فَقَالَ مُطَرِّفٌ اِنِّي صَائِمٌ فَقَالَ عُثْمَانُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الصِّيَامُ جُنَّةٌ كَجُنَّةِ اَحَدِكُمْ مِنَ الْقِتَالِ .

★★ سعید بن ابوہند بیان کرتے ہیں: بنو عامر سے تعلق رکھنے والے ایک صاحب مطرف نے یہ بات بیان کی ہے

2225-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (11347) .

2226-تقدم (الحديث 2223) .

2227-تقدم (الحديث 2215) .

2228-تقدم (الحديث 2215) .

2229-اخرجه النسائي واخرجه ابن ماجه في الصيام، باب ما جاء في فضل الصيام (الحديث 1639) و سياتي (الحديث 2230 و 2231) . مرسلًا . تحفة الاشراف (9771) .

ایک مرتبہ حضرت عثمان بن ابوالعاص رضی اللہ عنہ نے ان کے لیے دودھ منگوایا تاکہ وہ انہیں پلائیں' تو مطرف نے کہا: میں نے تو روزہ رکھا ہوا ہے' تو حضرت عثمان نے فرمایا: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے۔

روزہ ڈھال ہے' جس طرح جنگ کے دوران کسی شخص کے پاس ڈھال ہوتی ہے۔

2230 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِي عَدِيٍّ عَنِ ابْنِ اِسْحَاقَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِي هِنْدٍ عَنْ مُطَرِّفٍ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى عُثْمَانَ بْنِ اَبِي الْعَاصِ فَدَعَا بِلَبَنٍ فَقُلْتُ اِنِّي صَائِمٌ . فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الصَّوْمُ جُنَّةٌ مِنَ النَّارِ كَجُنَّةِ اَحَدِكُمْ مِنَ الْقِتَالِ .

★★ مطرف بیان کرتے ہیں' میں حضرت عثمان بن ابوالعاص رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا' انہوں نے دودھ منگوایا' تو میں نے عرض کی: میں روزے کی حالت میں ہوں' انہوں نے فرمایا: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

"روزہ جہنم سے بچنے کے لیے ڈھال ہے' جس طرح جنگ کے دوران کسی شخص کے پاس ڈھال ہوتی ہے۔

2231 - اَخْبَرَنِي زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُصْعَبٍ عَنِ الْمُغِيْرَةِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَعِيْدِ بْنِ اَبِي هِنْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحَاقَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِي هِنْدٍ قَالَ دَخَلَ مُطَرِّفٌ عَلٰى عُثْمَانَ نَحْوَهُ مُرْسَلٌ .

★★ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے اور یہ روایت مرسل ہے۔

2232 - اَخْبَرَنَا يَحْيٰى بْنُ حَبِيْبِ بْنِ عَرَبِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ قَالَ حَدَّثَنَا وَاصِلٌ عَنْ بَشَّارِ بْنِ اَبِي سَيْفٍ عَنِ الْوَلِيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عِيَاضِ بْنِ غُطَيْفٍ قَالَ اَبُوْ عُبَيْدَةَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الصَّوْمُ جُنَّةٌ مَا لَمْ يَخْرِقْهَا .

★★ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا:

روزہ ڈھال ہے' جب تک آدمی اسے پھاڑ نہ دے۔

2233 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيْدَ الْاٰدَمِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْنٌ عَنْ خَارِجَةَ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ رُوْمَانَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الصِّيَامُ جُنَّةٌ مِنَ النَّارِ فَمَنْ اَصْبَحَ صَائِمًا فَلَا يَجْهَلْ يَوْمَئِذٍ وَّاِنِ امْرُؤٌ جَهِلَ عَلَيْهِ فَلَا يَشْتِمْهُ وَلَا يَسُبَّهُ وَلْيَقُلْ اِنِّي صَائِمٌ وَّالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَخُلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْيَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِيْحِ الْمِسْكِ .

★★ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتی ہیں:

روزہ جہنم سے بچنے کے لیے ڈھال ہے' جو شخص روزے کی حالت میں صبح کرلے وہ اس دن کسی جہالت کا مظاہرہ نہ کرے'

2230-تقدم (الحديث 2229) .

2231-تقدم (الحديث 2215) .

2232-انفرد به النسائي، و سياتي (الحديث 223400 . تحفة الاشراف (5047) .

2233-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (17358) .

اگر کوئی شخص اس کے خلاف جہالت کا مظاہرہ کرنا چاہے تو وہ اسے گالی نہ دے اسے برا نہ کہے اور یہ کہہ دے: میں نے روزہ رکھا ہوا ہے اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں محمد کی جان ہے! روزہ دار شخص کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہے۔

2234 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ اَنْبَاَنَا حِبَّانُ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ مِسْعَرٍ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ اَبِي مَالِكٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَصْحَابُنَا عَنْ اَبِي عُبَيْدَةَ قَالَ الصِّيَامُ جُنَّةٌ مَا لَمْ يَخْرِقْهَا .

☆☆ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: روزہ ڈھال ہے جب تک آدمی اس کو پھاڑ نہ دے۔

2235 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِلصَّائِمِينَ بَابٌ فِي الْجَنَّةِ يُقَالُ لَهُ الرَّيَّانُ لَا يَدْخُلُ فِيهِ اَحَدٌ غَيْرُهُمْ فَاِذَا دَخَلَ اٰخِرُهُمْ اُغْلِقَ مَنْ دَخَلَ فِيهِ شَرِبَ وَمَنْ شَرِبَ لَمْ يَظْمَاْ اَبَدًا .

☆☆ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:
روزہ داروں کے لیے جنت میں ایک مخصوص دروازہ ہے جس کا نام "ریان" ہے اس میں سے روزہ داروں کے علاوہ کوئی داخل نہیں ہوگا جب ان کا آخری فرد داخل ہو جائے گا تو اس دروازے کو بند کر دیا جائے گا جو شخص اس دروازے میں سے داخل ہوگا وہ مشروب پیئے گا اور جو شخص مشروب پیئے گا اسے بعد میں کبھی پیاس نہیں لگے گی۔

2236 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ عَنْ اَبِي حَازِمٍ قَالَ حَدَّثَنِي سَهْلٌ اَنَّ فِي الْجَنَّةِ بَابًا يُقَالُ لَهُ الرَّيَّانُ يُقَالُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَيْنَ الصَّائِمُونَ هَلْ لَكُمْ اِلَى الرَّيَّانِ مَنْ دَخَلَهُ لَمْ يَظْمَاْ اَبَدًا فَاِذَا دَخَلُوا اُغْلِقَ عَلَيْهِمْ فَلَمْ يَدْخُلْ فِيهِ اَحَدٌ غَيْرُهُمْ .

☆☆ حضرت سہل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جنت میں ایک دروازہ ہے جس کا نام "ریان" ہے قیامت کے دن کہا جائے گا: روزہ دار لوگ کہاں ہیں؟ تم لوگ ریان کی طرف آجاؤ! (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:) جو شخص اس دروازے میں سے داخل ہو جائے گا اسے کبھی پیاس نہیں لگے گی جب روزہ دار اس میں داخل ہو جائیں گے تو اس وقت دروازے کو بند کر دیا جائے گا اور اس دروازے میں سے روزہ داروں کے علاوہ اور کوئی داخل نہیں ہوگا۔

2237 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ

2234-تقدم (الحديث 2232) .

2235-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (4679) .

2236-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (4791) .

2237-اخرجه البخاري في الصوم، باب الريان للصائمين (الحديث 1897)، و في فضائل الصحابة، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم (لو كنت متخذا خليلا) (الحديث 3666) . واخرجه مسلم في الزكاة، باب من جمع الصدقة و اعمال البر (الحديث 85) . واخرجه الترمذي في المناقب، باب في مناقب ابي بكر و عمر رضي الله عنهما كليهما (الحديث 3674) . و اخرجه النسائي في الزكاة، باب وجوب الزكاة (الحديث 2438)، و في الجهاد، باب فضل من انفق زوجين في سبيل الله عزوجل (الحديث 3135) . تحفة الاشراف (12279) .

قَالَ اَخْبَرَنِیْ مَالِكٌ وَّيُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَنْفَقَ زَوْجَيْنِ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ نُوْدِیَ فِی الْجَنَّةِ يَا عَبْدَ اللّٰهِ هٰذَا خَيْرٌ فَمَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الصَّلَاةِ يُدْعٰى مِنْ بَابِ الصَّلَاةِ وَمَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الْجِهَادِ يُدْعٰى مِنْ بَابِ الْجِهَادِ وَمَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الصَّدَقَةِ يُدْعٰى مِنْ بَابِ الصَّدَقَةِ وَمَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الصِّيَامِ دُعِیَ مِنْ بَابِ الرَّيَّانِ. قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا عَلٰى اَحَدٍ يُدْعٰى مِنْ تِلْكَ الْاَبْوَابِ مِنْ ضَرُوْرَةٍ فَهَلْ يُدْعٰى اَحَدٌ مِنْ تِلْكَ الْاَبْوَابِ كُلِّهَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ وَاَرْجُوْ اَنْ تَكُوْنَ مِنْهُمْ.

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:
جو شخص اللہ کی راہ میں (کسی بھی چیز کا) ایک جوڑا (یعنی ایک ہی قسم کی دو چیزیں) خرچ کرتا ہے تو جنت میں یہ اعلان کیا جاتا ہے: اے اللہ کے بندے! یہ چیز زیادہ بہتر ہے جو لوگ نمازی ہیں انہیں نماز کے مخصوص دروازے سے بلایا جائے گا اور جو لوگ مجاہد ہیں انہیں جہاد کے مخصوص دروازے سے بلایا جائے گا' جو لوگ صدقہ و خیرات کرتے ہیں انہیں صدقہ کے مخصوص دروازے سے بلایا جائے گا' جو لوگ روزہ دار ہیں انہیں ریان نامی دروازے سے بلایا جائے گا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ! یہ بھی تو ہوسکتا ہے' کسی شخص کو ان تمام دروازوں سے بلایا جائے' تو کیا کوئی ایسا شخص بھی ہے' جسے ان تمام دروازوں سے بلایا جائے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جی ہاں! اور مجھے اُمید ہے' تم بھی ان میں سے ایک ہو گے۔

2238 - اَخْبَرَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اَحْمَدَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ شَبَابٌ لَا نَقْدِرُ عَلٰى شَیْءٍ قَالَ يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ عَلَيْكُمْ بِالْبَاءَةِ فَاِنَّهُ اَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَاَحْصَنُ لِلْفَرْجِ وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَاِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ.

☆☆ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ہم لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ روانہ ہوئے' ہم اس وقت نوجوان تھے' لیکن اپنی (مالی حیثیت کی وجہ سے) شادی نہیں کر سکتے تھے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے نوجوانو کے گروہ! تم پر لازم ہے' شادی کرلو' کیونکہ یہ نگاہ کو زیادہ جھکا کر رکھتی ہے اور شرمگاہ کی زیادہ حفاظت کرتی ہے اور جو شخص اس کی استطاعت نہ رکھتا ہو' اس پر لازم ہے' وہ روزے رکھے' کیونکہ وہ (روزہ) اس کی شہوت کو ختم کر دے گا۔

2239 - اَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ اَنَّ ابْنَ مَسْعُوْدٍ لَقِیَ عُثْمَانَ بِعَرَفَاتٍ فَخَلَا بِهٖ فَحَدَّثَهُ وَاَنَّ عُثْمَانَ قَالَ لِابْنِ مَسْعُوْدٍ هَلْ لَكَ فِیْ فَتَاةٍ

2238-اخرجه البخاري في النكاح، باب من لم يستطع الباءة فليصم (الحديث 5066) . واخرجه مسلم في النكاح، باب استحباب النكاح لمن تاقت نفسه اليه و وجد مونه و اشتغال من عجز عن المون بالصوم (الحديث 3 و 4) . واخرجه الترمذي في النكاح، باب ما جاء في فضل التزويج و الحث عليه (الحديث 1081) . واخرجه النسائي (الحديث 2241)، و في النكاح، الحث على النكاح (الحديث 3209 و 3210) . تحفة الاشراف (9385) .

اُزَوِّجُکَہَا فَدَعَا عَبْدُ اللّٰہِ عَلْقَمَۃَ فَحَدَّثَہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْکُمُ الْبَاءَ ۃَ فَلْیَتَزَوَّجْ فَاِنَّہٗ اَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَاَحْصَنُ لِلْفَرْجِ وَمَنْ لَمْ یَسْتَطِعْ فَلْیَصُمْ فَاِنَّ الصَّوْمَ لَہٗ وِجَاءٌ ۔

★★ علقمہ بیان کرتے ہیں' حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی عرفات میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی' وہ انہیں الگ لے گئے اور ان کے ساتھ بات چیت کرتے رہے' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے فرمایا: کیا آپ کسی نوجوان خاتون کے ساتھ شادی کرنا چاہیں گے؟ ہم آپ کی شادی کروا دیتے ہیں' تو حضرت عبداللہ نے علقمہ کو بھی بلایا اور انہیں یہ بات بتائی: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

جو شخص شادی کرنے کی استطاعت رکھتا ہو' اسے شادی کر لینی چاہیے' کیونکہ یہ نگاہ کو زیادہ جھکا کر رکھتی ہے اور شرمگاہ کی زیادہ حفاظت کرتی ہے اور جو اس کی استطاعت نہ رکھتا ہو' اسے روزہ رکھنا چاہیے' کیونکہ وہ اس کی شہوت کو ختم کر دے گا۔

2240 - اَخْبَرَنَا هَارُوْنُ بْنُ اِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنَا الْمُحَارِبِیُّ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ عَنْ عَلْقَمَۃَ وَالْاَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْکُمُ الْبَاءَ ۃَ فَلْیَتَزَوَّجْ وَمَنْ لَمْ یَجِدْ فَعَلَیْہِ بِالصَّوْمِ فَاِنَّہٗ لَہٗ وِجَاءٌ ۔

★★ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

تم میں سے جو شخص شادی کرنے کی استطاعت رکھتا ہو' وہ شادی کرے اور جو یہ استطاعت نہ رکھتا ہو' اس پر روزے رکھنا لازم ہے' کیونکہ روزہ اس کی شہوت کو ختم کر دے گا۔

2241 - اَخْبَرَنِیْ هِلَالُ بْنُ الْعَلَاءِ بْنِ هِلَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِیْ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ هَاشِمٍ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ عُمَارَۃَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ یَزِیْدَ قَالَ دَخَلْنَا عَلٰی عَبْدِ اللّٰہِ وَمَعَنَا عَلْقَمَۃُ وَالْاَسْوَدُ وَجَمَاعَۃٌ فَحَدَّثَنَا بِحَدِیْثٍ مَا رَاَیْتُہٗ حَدَّثَ بِہِ الْقَوْمَ اِلَّا مِنْ اَجْلِیْ لِاَنِّیْ کُنْتُ اَحْدَثَہُمْ سِنًّا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْکُمُ الْبَاءَ ۃَ فَلْیَتَزَوَّجْ فَاِنَّہٗ اَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَاَحْصَنُ لِلْفَرْجِ ۔ قَالَ عَلِیٌّ وَسُئِلَ الْاَعْمَشُ عَنْ حَدِیْثِ اِبْرَاهِیْمَ فَقَالَ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ عَنْ عَلْقَمَۃَ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ مِثْلَہٗ قَالَ نَعَمْ ۔

★★ عبدالرحمٰن بن یزید بیان کرتے ہیں' ہم لوگ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے' ہمارے ساتھ

2239-اخرجه البخاري في الصوم، باب الصوم لمن خاف على نفسه العزبة (الحديث 1905) مختصراً، و في النكاح، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم (من استطاع الباءة فليتزوج) (الحديث 5065) . واخرجه مسلم في النكاح، باب استحباب النكاح لمن تاقت نفسه اليه و وجد مؤنته و اشتغال من عجز عن المؤن بالصوم (الحديث 1 و 2) . واخرجه ابو داؤد في النكاح، باب التحريض على النكاح (الحديث 2046) . واخرجه الترمذي في النكاح، باب ما جاء في فضل التزويج و الحث عليه (الحديث 1081) تعليقاً . واخرجه النسائي (الحديث 2240 و 2241)، وفي النكاح، الحث على النكاح (الحديث 3207 و 3208 و 32011) . واخرجه ابن ماجه في النكاح، باب ما جاء في فضل النكاح (الحديث 1845) مطولاً . تحفة الاشراف (9417) .

2240-تقدم (الحديث 2239) .

2241-تقدم (الحديث 2238 و 2239) .

علقمہ تھے' اسود تھے اور کچھ اور لوگ بھی تھے' تو انہوں نے ہمیں ایک حدیث سنائی' میرا یہ خیال ہے' انہوں نے صرف میری وجہ سے تمام حاضرین کو وہ حدیث سنائی' کیونکہ میری عمر سب سے کم تھی (انہوں نے بتایا:) نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

اے نوجوانوں کے گروہ! تم میں سے جو شادی کرنے کی استطاعت رکھتا ہو' وہ شادی کر لے' کیونکہ وہ اس کی نگاہ کو زیادہ جھکا کر رکھے گی اور شرمگاہ کی زیادہ حفاظت کرے گی۔

علی بن ہاشم نامی راوی بیان کرتے ہیں' اعمش سے ابراہیم نخعی کی نقل کردہ اس روایت کے بارے میں دریافت کیا گیا' سائل نے سوال کیا: کیا یہ روایت ابراہیم نخعی کے حوالے سے علقمہ کے حوالے سے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے بھی منقول ہے' انہوں نے جواب دیا: جی ہاں!

2242 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ قَالَ اَنْبَانَا اِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ عَنْ اَبِىْ مَعْشَرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ كُنْتُ مَعَ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَّهُوَ عِنْدَ عُثْمَانَ فَقَالَ عُثْمَانُ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى فِتْيَةٍ فَقَالَ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ ذَا طَوْلٍ فَلْيَتَزَوَّجْ فَاِنَّهٗ اَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَاَحْصَنُ لِلْفَرْجِ وَمَنْ لَا فَالصَّوْمُ لَهٗ وِجَاءٌ . قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَبُوْ مَعْشَرٍ هٰذَا اسْمُهٗ زِيَادُ بْنُ كُلَيْبٍ وَّهُوَ ثِقَةٌ وَّهُوَ صَاحِبُ اِبْرَاهِيْمَ رَوٰى عَنْهُ مَنْصُوْرٌ وَّمُغِيْرَةُ وَشُعْبَةُ وَاَبُوْ مَعْشَرٍ الْمَدَنِيُّ اسْمُهٗ نَجِيْحٌ وَّهُوَ ضَعِيْفٌ وَّمَعَ ضَعْفِهٖ اَيْضًا كَانَ قَدِ اخْتَلَطَ عِنْدَهٗ اَحَادِيْثُ مَنَاكِيْرُ مِنْهَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ قِبْلَةٌ . وَمِنْهَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقْطَعُوا اللَّحْمَ بِالسِّكِّيْنِ وَلٰكِنِ انْهَسُوْا نَهْسًا .

☆☆ علقمہ بیان کرتے ہیں' میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا' وہ اس وقت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس موجود تھے' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بتایا: ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ کچھ نوجوانوں کے پاس تشریف لائے' آپ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے جو شخص صاحب حیثیت ہے' اسے شادی کر لینی چاہیے' کیونکہ شادی اس کی نگاہ کو زیادہ جھکا کر رکھے گی اور شرمگاہ کی زیادہ حفاظت کرے گی اور جو شخص صاحب حیثیت نہ ہو' تو روزہ اس کی شہوت کو ختم کر دے گا۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: ابومعشر نامی راوی کا نام زیاد بن کلاب ہے' یہ راوی ثقہ ہے اور ابراہیم نخعی کا شاگرد ہے۔ منصور' مغیرہ' شعبہ نے اس کے حوالے سے احادیث روایت کی ہیں۔

ابومعشر مدنی نامی راوی کا نام نجیع ہے' یہ راوی ضعیف ہے اور ضعیف ہونے کے ساتھ وہ اختلاط کا بھی شکار ہو گیا تھا' اس سے کئی منکر روایات منقول ہیں۔

ان منکر روایات میں سے ایک روایت وہ ہے جسے محمد بن عمرو' ابوسلمہ' ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے نقل کیا گیا ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مشرق اور مغرب کے درمیان قبلہ ہے۔

2242-انفرد به النسائي ، وسياتي في النكاح، الحدث على النكاح (الحديث 3206) . تحفة الاشراف (9832) .

ان روایات میں سے ایک روایت وہ ہے جو اس نے ہشام بن عروہ کے حوالے سے ان کے والد کے حوالے سے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک فرمان کے طور پر نقل کی ہے: تم چھری کے ذریعے گوشت نہ کاٹو بلکہ دانت کے ذریعے نوچ کر (اسے کھاؤ)۔

باب ثَوَابِ مَنْ صَامَ يَوْمًا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَذِكْرِ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى سُهَيْلِ بْنِ اَبِيْ صَالِحٍ فِي الْخَبَرِ فِيْ ذٰلِكَ

یہ باب ہے کہ جو شخص اللہ کی راہ میں (جہاد کے دوران) ایک دن روزہ رکھتا ہے اس کا ثواب اس روایت میں سہیل بن ابوصالح نامی راوی سے نقل ہونے والے اختلاف کا تذکرہ

2243 - اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَنَسٌ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَامَ يَوْمًا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ زَحْزَحَ اللّٰهُ وَجْهَهُ عَنِ النَّارِ بِذٰلِكَ الْيَوْمِ سَبْعِيْنَ خَرِيْفًا .

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

جو شخص (اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے) ایک دن روزہ رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اسے جہنم سے ستر برس کی مسافت تک دور کر دیتا ہے۔

2244 - اَخْبَرَنَا دَاوُدُ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ الضَّرِيْرُ عَنْ سُهَيْلٍ عَنِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَامَ يَوْمًا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بَاعَدَ اللّٰهُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّارِ بِذٰلِكَ الْيَوْمِ سَبْعِيْنَ خَرِيْفًا .

★★ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

جو شخص اللہ کی راہ میں (جہاد کے دوران) ایک دن روزہ رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس ایک دن کے عوض میں اس شخص کے اور جہنم کے درمیان ستر برس کی مسافت کر دیتا ہے۔

2245 - اَخْبَرَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ يَعْقُوْبَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ مَرْيَمَ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ اَخْبَرَنِيْ سُهَيْلٌ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَامَ يَوْمًا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بَاعَدَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ وَجْهَهُ عَنِ النَّارِ سَبْعِيْنَ خَرِيْفًا .

2243-انفرد به النسائي من طريق انس بن عياض، و عزاه المزي في تحفة الاشراف (18624) الى النسائي مرسلا، و هو و هم، فانما هو فيه متصل، و عزاه الحافظ في الفتح (الحديث 6/ 88) من هذا الطريق الى احمد فقط، و هو في المسند (الحديث 2/ 300)، وقال الشيخ شاكر (الحديث 7977): اسناده صحيح .

2244-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (4289) .

2245-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (12659) .

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:
جو شخص اللہ کی راہ میں (جہاد کے دوران) ایک دن روزہ رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس شخص کو جہنم سے ستر برس (کی مسافت کے برابر) دور کر دیتا ہے۔

2246 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ صَفْوَانَ عَنْ اَبِي سَعِيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَامَ يَوْمًا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ بَاعَدَ اللّٰهُ وَجْهَهُ مِنْ جَهَنَّمَ سَبْعِيْنَ عَامًا .

☆☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:
جو شخص اللہ کی راہ میں (جہاد کے دوران) ایک دن روزہ رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اسے جہنم سے ستر برس (کی مسافت کے برابر) دور کر دیتا ہے۔

2247 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ عَنْ شُعَيْبٍ قَالَ اَنْبَاَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ الْهَادِ عَنْ سُهَيْلٍ عَنِ ابْنِ اَبِيْ عَيَّاشٍ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَا مِنْ عَبْدٍ يَصُوْمُ يَوْمًا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ اِلَّا بَعَّدَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ بِذٰلِكَ الْيَوْمِ وَجْهَهُ عَنِ النَّارِ سَبْعِيْنَ خَرِيْفًا .

☆☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:
جو بندہ اللہ کی راہ میں (جہاد کے دوران) ایک دن روزہ رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس ایک دن کے عوض میں اسے جہنم سے (ستر برس کی مسافت کے برابر) دور کر دیتا ہے۔

2248 - اَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ قَزَعَةَ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ الْاَسْوَدِ قَالَ حَدَّثَنَا سُهَيْلٌ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ اَبِيْ عَيَّاشٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِيَّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَامَ يَوْمًا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ بَاعَدَهُ اللّٰهُ عَنِ النَّارِ سَبْعِيْنَ خَرِيْفًا .

☆☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:
جو شخص اللہ کی راہ میں ایک دن روزہ رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اسے جہنم سے ستر برس (کی مسافت کے برابر) دور کر دیتا ہے۔

2249 - اَخْبَرَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ اِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ يَحْيَى بْنُ

2246-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (4078) .

2247-اخرجه البخاري في الجهاد، باب فضل الصوم في سبيل الله (الحديث 2840) . واخرجه مسلم في الصيام، باب فضل الصيام في سبيل الله لمن يطيقه بلا ضرر ولا تفويت حق (الحديث 167 و 168) . واخرجه الترمذي في فضائل الجهاد، باب ما جاء في فضل الصوم في سبيل الله (الحديث 1623)، واخرجه النسائي (الحديث 2248 و 2249)، باب ذكر الاختلاف على سفيان الثوري فيه (الحديث 2250 و 2251 و 2252) . واخرجه ابن ماجه في الصيام، باب في صيام يوم في سبيل الله (الحديث 1717) . تحفة الاشراف (4388) .

2248-تقدم (الحديث 2247) .

2249-تقدم (الحديث 2247) .

سَعِيْدٍ وَّسُهَيْلُ بْنُ اَبِىْ صَالِحٍ سَمِعَا النُّعْمَانَ بْنَ اَبِىْ عَيَّاشٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِىَّ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ صَامَ يَوْمًا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى بَاعَدَ اللّٰهُ وَجْهَهٗ عَنِ النَّارِ سَبْعِيْنَ خَرِيْفًا .

☆☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا:

جوشخص اللہ کی راہ میں (جہاد کے دوران) ایک دن روزہ رکھتا ہے' اللہ تعالیٰ اسے جہنم سے ستر برس (کی مسافت کے برابر) دور کر دیتا ہے۔

باب ذِكْرِ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى سُفْيَانَ الثَّوْرِىِّ فِيْهِ

یہ باب ہے کہ اس روایت میں سفیان ثوری سے نقل ہونے والے اختلاف کا تذکرہ

2250 – اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُنِيْرٍ – نَيْسَابُوْرِىٌّ – قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ الْعَدَنِىُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ اَبِىْ صَالِحٍ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ اَبِىْ عَيَّاشٍ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِىِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَصُوْمُ عَبْدٌ يَوْمًا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اِلَّا بَاعَدَ اللّٰهُ تَعَالٰى بِذٰلِكَ الْيَوْمِ النَّارَ عَنْ وَجْهِهٖ سَبْعِيْنَ خَرِيْفًا .

☆☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

جو بندہ اللہ کی راہ میں (جہاد کے دوران) ایک روزہ رکھتا ہے' اللہ تعالیٰ اس ایک دن کے عوض میں اس شخص کو جہنم سے ستر برس (کی مسافت جتنا دور) کر دیتا ہے۔

2251 – اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا قَاسِمٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ اَبِىْ صَالِحٍ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ اَبِىْ عَيَّاشٍ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِىِّ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَامَ يَوْمًا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بَاعَدَ اللّٰهُ بِذٰلِكَ الْيَوْمِ حَرَّ جَهَنَّمَ عَنْ وَجْهِهٖ سَبْعِيْنَ خَرِيْفًا .

☆☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

جوشخص اللہ کی راہ میں (جہاد کے دوران) ایک دن روزہ رکھتا ہے' اللہ تعالیٰ اس ایک دن کے عوض میں جہنم کی تپش کو اس شخص سے ستر برس (کی مسافت کے برابر) دور کر دیتا ہے۔

2252 – اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ حَنْبَلٍ قَالَ قَرَاْتُ عَلٰى اَبِىْ حَدَّثَكُمْ ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سُمَىٍّ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ اَبِىْ عَيَّاشٍ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِىِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَامَ يَوْمًا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بَاعَدَ اللّٰهُ بِذٰلِكَ الْيَوْمِ النَّارَ عَنْ وَجْهِهٖ سَبْعِيْنَ خَرِيْفًا .

2250-تقدم (الحديث 2247) .

2251-تقدم (الحديث 2247) .

2252-تقدم (الحديث 2247) .

☆☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:
جو شخص اللہ کی راہ میں (جہاد کے دوران) ایک دن روزہ رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس ایک دن کے عوض میں اس شخص سے جہنم کو ستر برس دور کر دیتا ہے۔

2253 - اَخْبَرَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ شُعَيْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِىْ يَحْيٰى بْنُ الْحَارِثِ عَنِ الْقَاسِمِ اَبِىْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّهُ حَدَّثَهُ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَامَ يَوْمًا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ بَاعَدَ اللّٰهُ مِنْهُ جَهَنَّمَ مَسِيْرَةَ مِائَةِ عَامٍ .

☆☆ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:
جو شخص اللہ کی راہ میں (جہاد کے دوران) ایک دن روزہ رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس شخص سے جہنم کو ایک سو برس کی مسافت تک دور کر دیتا ہے۔

باب مَا يُكْرَهُ مِنَ الصِّيَامِ فِى السَّفَرِ

یہ باب سفر کے دوران روزہ رکھنا مکروہ ہے

2254 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اُمِّ الدَّرْدَاءِ عَنْ كَعْبِ بْنِ عَاصِمٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَيْسَ مِنَ الْبِرِّ الصِّيَامُ فِى السَّفَرِ .

☆☆ حضرت کعب بن عاصم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:
سفر کے دوران روزہ رکھنا نیکی نہیں ہے۔

2255 - اَخْبَرَنِىْ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ يَعْقُوْبَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ عَنِ الْاَوْزَاعِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ مِنَ الْبِرِّ الصِّيَامُ فِى السَّفَرِ .
قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ هٰذَا خَطَاٌ وَّالصَّوَابُ الَّذِىْ قَبْلَهُ لَا نَعْلَمُ اَحَدًا تَابَعَ ابْنَ كَثِيْرٍ عَلَيْهِ .

☆☆ سعید بن مسیب روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:
سفر کے دوران روزہ رکھنا نیکی نہیں ہے۔
امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: یہ روایت غلط ہے درست روایت وہ ہے جو اس سے پہلے نقل ہوئی ہے۔ ہمارے علم کے

2253-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (9947) .

2254-اخرجه النسائي في الصيام، باب ما يكره من الصيام في السفر (الحديث 2255) مرسلاً . واخرجه ابن ماجه في الصيام، باب ما جاء في الافطار في السفر (الحديث 1664) . تحفة الاشراف (11105) .

2255-تقدم في الصيام، باب ما يكره من الصيام في السفر (الحديث 2254) .

مطابق کسی بھی شخص نے اس روایت میں ابن کثیر نامی راوی کی متابعت نہیں کی ہے۔

باب الْعِلَّةِ الَّتِيْ مِنْ اَجْلِهَا قِيلَ ذٰلِكَ وَذِكْرِ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ فِيْ حَدِيْثِ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ فِيْ ذٰلِكَ

یہ باب ہے کہ اس علت کا بیان جس کی وجہ سے یہ بات کہی گئی ہے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے اس بارے میں منقول روایت میں محمد بن عبدالرحمٰن نامی راوی سے نقل ہونے والے اختلاف کا تذکرہ

2256 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا بَكْرٌ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ غَزِيَّةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى نَاسًا مُجْتَمِعِيْنَ عَلٰى رَجُلٍ فَسَاَلَ فَقَالُوْا رَجُلٌ اَجْهَدَهُ الصَّوْمُ. قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ مِنَ الْبِرِّ الصِّيَامُ فِي السَّفَرِ.

☆☆ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ لوگوں کو ایک شخص کے پاس اکٹھے دیکھا تو اس بارے میں دریافت کیا' لوگوں نے بتایا: یہ ایک شخص ہے' جو روزے کی وجہ سے مشکل کا شکار ہے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سفر کے دوران روزہ رکھنا نیکی نہیں ہے۔

2257 - اَخْبَرَنِيْ شُعَيْبُ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ اَبِيْ كَثِيْرٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ اَخْبَرَنِيْ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِرَجُلٍ فِيْ ظِلِّ شَجَرَةٍ يُرَشُّ عَلَيْهِ الْمَاءُ قَالَ مَا بَالُ صَاحِبِكُمْ هٰذَا. قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَائِمٌ. قَالَ اِنَّهُ لَيْسَ مِنَ الْبِرِّ اَنْ تَصُوْمُوْا فِي السَّفَرِ وَعَلَيْكُمْ بِرُخْصَةِ اللّٰهِ الَّتِيْ رَخَّصَ لَكُمْ فَاقْبَلُوْهَا.

☆☆ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک شخص کے پاس سے گزرے' جو ایک درخت کے سائے میں پڑا ہوا تھا' اور اس پر پانی چھڑکا جا رہا تھا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: تمہارے ساتھی کو کیا ہوا ہے؟ لوگوں نے عرض کی: یارسول اللہ! اس نے روزہ رکھا ہوا ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ کوئی نیکی نہیں ہے' تم سفر کے دوران روزہ رکھو' تم پر لازم ہے' جو رخصت تمہیں اللہ تعالیٰ نے عطا کی ہے' تم اسے قبول کرلو۔

2258 - اَخْبَرَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْفِرْيَابِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِيْ يَحْيَى قَالَ اَخْبَرَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَنْ سَمِعَ جَابِرًا نَحْوَهُ.

2256-انفرد به النسائي. و سياتي (الحديث 2257 و 2258)، وباب ذكر الاختلاف على علي بن المبارك (الحديث 2259 و 2260). تحفة الاشراف (2590).

2257-تقدم (الحديث 2256).

2258-تقدم (الحديث 2256).

☆☆ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

باب ذِكْرِ الِاخْتِلَافِ عَلٰى عَلِيِّ بْنِ الْمُبَارَكِ

اس روایت کے بارے میں علی بن مبارک نامی راوی سے نقل ہونے والے اختلاف کا تذکرہ

2259 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ قَالَ اَنْبَانَا وَكِيعٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِي كَثِيرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ ثَوْبَانَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ مِنَ الْبِرِّ الصِّيَامُ فِي السَّفَرِ عَلَيْكُمْ بِرُخْصَةِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فَاقْبَلُوْهَا.

☆☆ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:
یہ کوئی نیکی نہیں ہے کہ سفر کے دوران روزہ رکھا جائے تم پر لازم ہے تم اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ رخصت کو قبول کرو۔

2260 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عُمَرَ قَالَ اَنْبَانَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ رَجُلٍ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ مِنَ الْبِرِّ الصِّيَامُ فِي السَّفَرِ.

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:
سفر کے دوران روزہ رکھنا نیکی نہیں ہے۔

باب ذِكْرِ اسْمِ الرَّجُلِ

یہ باب ہے کہ ان صاحب کے نام کا تذکرہ (جو سفر کے دوران روزہ رکھنے کی وجہ سے بے ہوش ہو گئے تھے)

2261 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَّخَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَسَنٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى رَجُلًا قَدْ ظُلِّلَ عَلَيْهِ فِي السَّفَرِ فَقَالَ لَيْسَ مِنَ الْبِرِّ الصِّيَامُ فِي السَّفَرِ.

☆☆ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا' جس پر سفر کے دوران سایہ کیا گیا تھا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

2259-تقدم (الحديث 2256) .

2260-تقدم (الحديث 2256) .

2261-اخرجه البخاري في الصوم، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم لمن ظلل عليه و اشتد الحر (ليس من البر الصوم في السفر) (الحديث 1946) . واخرجه مسلم في الصيام، باب جواز الصوم و الفطر في شهر رمضان للمسافر في غير معصية اذا كان سفره مرحلتين فاكثر و ان الافضل لمن اطاقه بلاضرر ان يصوم و لمن يشق عليه ان يفطر (الحديث 92) . و اخرجه ابو داؤد في الصوم، باب اختيار الفطر (الحديث 2407) . تحفة الاشراف (2645) .

سفر کے دوران روزہ رکھنا کوئی نیکی نہیں ہے۔

2262 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ عَنْ شُعَيْبٍ قَالَ اَنْبَاَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ الْهَادِ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيهِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى مَكَّةَ عَامَ الْفَتْحِ فِي رَمَضَانَ فَصَامَ حَتّٰى بَلَغَ كُرَاعَ الْغَمِيمِ فَصَامَ النَّاسُ فَبَلَغَهُ اَنَّ النَّاسَ قَدْ شَقَّ عَلَيْهِمُ الصِّيَامُ فَدَعَا بِقَدَحٍ مِنَ الْمَاءِ بَعْدَ الْعَصْرِ فَشَرِبَ وَالنَّاسُ يَنْظُرُونَ فَاَفْطَرَ بَعْضُ النَّاسِ وَصَامَ بَعْضٌ فَبَلَغَهُ اَنَّ نَاسًا صَامُوا فَقَالَ اُولٰٓئِكَ الْعُصَاةُ .

☆☆ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اپنے والد (امام محمد باقر رضی اللہ عنہ) کے حوالے سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے موقع پر رمضان کے مہینے میں مکہ کی طرف روانہ ہوئے' آپ نے روزہ رکھا ہوا تھا' جب آپ ''کراع الغمیم'' پہنچے تو لوگوں نے بھی روزہ رکھا ہوا تھا' آپ کو یہ اطلاع ملی کہ لوگوں کے لیے روزہ رکھنا مشکل ہو رہا ہے' تو آپ نے عصر کے بعد پانی کا پیالہ منگوایا اور اسے پی لیا' لوگ دیکھ رہے تھے' تو بعض لوگوں نے روزہ توڑ دیا اور بعض نے روزہ نہیں' توڑا' جب آپ کو یہ اطلاع ملی کہ کچھ لوگوں نے اب بھی روزہ رکھا ہوا ہے' تو آپ نے فرمایا: یہ نافرمان لوگ ہیں۔

2263 - اَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَلَّامٍ قَالَا حَدَّثَنَا اَبُو دَاوُدَ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الْاَوْزَاعِيِّ عَنْ يَحْيٰى عَنْ اَبِي سَلَمَةَ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ اُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِطَعَامٍ بِمَرِّ الظَّهْرَانِ فَقَالَ لِاَبِي بَكْرٍ وَّعُمَرَ اُدْنِيَا فَكُلَا . فَقَالَا اِنَّا صَائِمَانِ . فَقَالَ ارْحَلُوا لِصَاحِبَيْكُمْ اعْمَلُوا لِصَاحِبَيْكُمْ .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' مرالظہران کے مقام پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کھانے کی کوئی چیز پیش کی گئی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے فرمایا: آگے ہو جاؤ اور کھانا شروع کرو' ان دونوں نے عرض کی: ہم نے روزہ رکھا ہوا ہے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم لوگ اپنے ان دو ساتھیوں کے لیے پالان تیار کرو اور ان کے باقی کام کاج کرو (کیونکہ انہوں نے تو روزہ رکھا ہوا ہے)۔

2264 - اَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ يَزِيدَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ شُعَيْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِي الْاَوْزَاعِيُّ عَنْ يَحْيٰى اَنَّهُ حَدَّثَهُ عَنْ اَبِي سَلَمَةَ قَالَ بَيْنَمَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَغَدّٰى بِمَرِّ الظَّهْرَانِ وَمَعَهُ اَبُو بَكْرٍ وَّعُمَرُ فَقَالَ الْغَدَاءَ . مُرْسَلٌ .

☆☆ ابوسلمہ بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مرالظہران کے مقام پر کھانا کھانے لگے تو آپ کے ساتھ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما بھی موجود تھے' تو آپ نے ارشاد فرمایا: کھانا کھا لو۔ (یہ روایت مرسل ہے)۔

2262-اخرجه مسلم في الصيام، باب جواز الصوم و الفطر في شهر رمضان للمسافر في غير معصية اذا كان سفره مرحلتين فاكثر و ان الافضل لمن اطاقه بلا ضرر ان يصوم ولمن يشق عليه ان يفطر (الحديث 90 و 91) . واخرجه الترمذي في الصوم، باب ما جاء في كراهية الصوم في السفر (الحديث 710) . تحفة الاشراف (2598) .

2263-انفرد به النسائي ، وسياتي (الحديث 2264 و 2265) . تحفة الاشراف (15399) .

2264-تقدم (الحديث 2263) .

2265 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ عَنْ يَحْيٰى عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبَا بَكْرٍ وَّعُمَرَ كَانُوا بِمَرِّ الظَّهْرَانِ مُرْسَلٌ .

☆☆ ابوسلمہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ' حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما مرالظہران کے مقام پر موجود تھے۔

(امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں:) یہ روایت مرسل ہے۔

صاحبین کے نزدیک مسافر ومقیم کے عدم فرق کا بیان

اور صاحبین کے نزدیک مسافر، مقیم اور تندرست کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے۔ کیونکہ اس کا لزوم اس لئے تھا کہ معذور کو مشقت نہ اٹھانی پڑے۔ لہٰذا جب اس نے مشقت کو اٹھالیا تو پھر اسے بھی غیر معذور کے ساتھ ملا دیا جائے گا۔ اور حضرت امام اعظم علیہ الرحمہ کے نزدیک مسافر ومریض نے جب دوسرے واجب کی نیت ساتھ روزہ رکھا تو اس کا وہ دوسرا واجب ہی شمار ہوگا۔ کیونکہ اس نے وقت کو ایک مقصد کے لئے مصروف کیا ہے۔ کیونکہ اس کی اس حالت میں دوسرا واجب ہی ضروری ہے۔ اور رمضان کے روزے میں عدت پانے تک اس کے لئے اختیار ہے۔ اور نفلی روزے کی نیت کے بارے میں حضرت امام اعظم علیہ الرحمہ سے دو روایات ہیں اور ان دونوں میں سے ایک کا فرق یہ ہے کہ اس نے وقت کو اہم مقصد کی طرف مصروف نہیں کیا۔

مسافر ومریض کی حالت رخصت میں غیر رمضان کے روزے کا اختلاف

علامہ ابن محمود البابرتی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ مصنف نے مریض ومسافر کے روزے کے بارے میں جو موقف اختیار کیا ہے دو محقق علماء نے اس سے اختلاف کیا ہے جو شمس الائمہ اور امام فخر الاسلام ہیں انہوں نے کہا ہے کہ اگر کسی مریض نے کسی دوسرے واجب کی نیت کی تو صحیح ہے۔ کیونکہ رمضان کے روزے کا وقوع صحیح ہے۔ البتہ اس میں افطار کا حکم عجز کی وجہ سے تھا کہ وہ ادائے صوم سے عاجز تھا۔ جب اسے قدرت حاصل ہوئی تو روزے رکھنے کی قدرت رکھتا ہے۔ پس وہ روزہ رکھنے میں برابر ہے (خواہ وہ رمضان کا ہو یا غیر رمضان کا ہو) بہ خلاف مسافر کے کیونکہ اس میں رخصت سے عجز سے متعلق ہے۔ تو یہاں پر روزہ رکھنے کی اباحت اس طرح ہوگی کہ سفر اس عجز کے قائم مقام ہوگا۔ لہٰذا وہ کسی دوسرے واجب کا روزہ رکھ سکتا ہے۔

صاحب الیضاح نے کہا ہے ہمارے بعض فقہاء احناف نے مریض ومسافر کے درمیان فرق کیا ہے جبکہ ان کا فرق کرنا صحیح نہیں ہے۔ بلکہ دونوں برابر ہیں اور یہی قول امام کرخی علیہ الرحمہ کا ہے۔

حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ سے اس بارے میں دو روایات ہیں کہ جس بندے نفل کی نیت کی تو آپ علیہ الرحمہ سے ابن سماعہ نے روایت کی ہے کہ وہ فرض روزہ ہوگا کیونکہ وقت کو اہم مقصد کی طرف پھیرا گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ اس سے واجب ساقط ہو جائے۔ اور ثواب میں فرض سب سے زیادہ ہوتا ہے۔

حضرت امام حسن علیہ الرحمہ نے امام اعظم رضی اللہ عنہ سے دوسری روایت یہ بیان کی ہے۔ کہ اس کا نفلی روزہ ہوگا جس کی اس نے نیت کی ہے۔ کیونکہ اس کے حق میں رمضان اسی طرح ہے جس مقیم کے حق میں شعبان ہوتا ہے۔ اور اگر وہ شعبان میں

2265-تقدم (الحديث 2263) .

نفل کی نیت کرے یا واجب کی نیت کرے تو وہی واقع ہوگا۔

علامہ ناطفی حنفی علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ قیاس کا تقاضہ بھی یہی ہے کہ مسافر و مریض دونوں برابر ہیں۔ البتہ امام ابو یوسف علیہ الرحمہ سے نادر روایت کے مطابق مریض سے نفلی روزہ صحیح ہے۔ (عنایہ شرح الہدایہ، ج ۳، ص ۲۶۳، بیروت)

علامہ ابن ہمام حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ بہر حال مریض جب کسی دوسرے واجب کی نیت کرے تو امام حسن علیہ الرحمہ کی روایت کے مطابق وہ مسافر کی طرح ہے۔ اسی روایت کو صاحب ہدایہ نے اختیار کیا ہے۔ اور اکثر مشائخ بخارہ نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے۔ کیونکہ مرض کا تعلق زیادت مرض کے ساتھ ہے نہ کہ عجز کی حقیقت کے ساتھ ہے جس طرح مسافر کے حق میں عجز مقدر ہے فخر الاسلام اور شمس الائمہ نے کہا ہے کہ اس پر وہی واقع ہوگا جس کی اس نے نیت کی ہے۔ کیونکہ رخصت حقیقت عجز کے ساتھ متعلق ہے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ انہوں نے ظاہر الروایت کے خلاف کہا ہے۔

شیخ عبد العزیز علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ یہ بات بہ اجماع واضح ہوگئی کہ رخصت نفس مرض کے ساتھ متعلق نہیں ہے کیونکہ اس کی اقسام ہیں۔ بعض اقسام وہ ہیں جو نقصان دہ ہیں جس طرح بخار وغیرہ ہیں اور بعض امراض غیر نقصان دہ ہیں جس طرح باضمہ وغیرہ کا خراب ہونا ہے۔ جبکہ رخصت حرج کو دور کرنے کے لئے ہے لہٰذا وہ پہلی قسم کے ساتھ متعلق ہوگی یعنی جس میں مرض کی زیادتی کا خوف ہو۔ جبکہ عجز حقیقی جو حرج کو دور کرنے کے لئے ہوتا ہے اس میں عجز کی شرط نہیں ہے۔

اور دوسری صورت یہ ہے کہ جب مریض نے روزہ رکھا اور ہلاک نہیں ہوا تو اس سے ظاہر ہوا کہ وہ عاجز نہیں ہے لہذا اس کے لئے رخصت ثابت نہ ہوئی تو اس کا روزہ وقتی فرض والا ہوگا۔ (فتح القدیر، ج ۴، ص ۲۸۵، بیروت)

مسافر کا دوسرا روزہ رکھنے میں مذاہب اربعہ

حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کے نزدیک مسافر نے جب کسی دوسرے واجب کا روزہ کا رکھا یا کسی نفل کا روزہ رکھا تو اس روزہ وہی ہوگا۔ جبکہ امام شافعی، امام مالک اور امام احمد علیہم الرحمہ کے نزدیک دوسرے روزے کی نیت فضول جائے گی اور اس کا روزہ وہی رمضان کا روزہ ہوگا۔ کیونکہ وہی اصلی روزہ ہے۔ (بنایہ شرح ہدایہ، ج ۴، ص ۲۵۶، حقانیہ ملتان)

باب ذِكْرِ وَضْعِ الصِّيَامِ عَنِ الْمُسَافِرِ وَالِاخْتِلَافِ عَلَى الْاَوْزَاعِيِّ فِيْ خَبَرِ عَمْرِو بْنِ اُمَيَّةَ فِيْهِ

یہ باب ہے کہ مسافر کے لیے روزہ نہ رکھنے کا حکم اس بارے میں حضرت عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول روایت میں اوزاعی سے نقل ہونے والے اختلاف کا تذکرہ

2266 - اَخْبَرَنِیْ عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيْمِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ شُعَيْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ عَنْ يَحْيٰى عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عَمْرُو بْنُ اُمَيَّةَ الضَّمْرِيُّ قَالَ قَدِمْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ سَفَرٍ فَقَالَ

2266-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (10706) .

انْتَظِرِ الْغَدَاءَ يَا اَبَا اُمَيَّةَ . فَقُلْتُ اِنِّي صَائِمٌ . فَقَالَ تَعَالَ اُدْنُ مِنِّي حَتّٰى اُخْبِرَكَ عَنِ الْمُسَافِرِ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ وَضَعَ عَنْهُ الصِّيَامَ وَنِصْفَ الصَّلَاةِ .

☆☆ حضرت عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں (ایک سفر سے واپسی پر) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے ارشاد فرمایا: اے ابوامیہ! تم دوپہر کے کھانے کا انتظار کرو (یعنی کھانا کھا کر جانا) میں نے عرض کی: میں نے تو روزہ رکھا ہوا ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آگے ہو جاؤ اور میرے قریب ہو جاؤ' میں تمہیں مسافر کے بارے میں بتاتا ہوں' اللہ تعالیٰ نے مسافر سے روزے کا حکم اور نصف نماز اٹھا دیئے ہیں۔

2267 - اَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ عَنِ الْاَوْزَاعِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ اَبِي كَثِيرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اَبُو قِلَابَةَ قَالَ حَدَّثَنِي جَعْفَرُ بْنُ عَمْرِو بْنِ اُمَيَّةَ الضَّمْرِيُّ عَنْ اَبِيهِ قَالَ قَدِمْتُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا تَنْتَظِرُ الْغَدَاءَ يَا اَبَا اُمَيَّةَ . قُلْتُ اِنِّي صَائِمٌ . فَقَالَ تَعَالَ اُخْبِرْكَ عَنِ الْمُسَافِرِ اِنَّ اللّٰهَ وَضَعَ عَنْهُ الصِّيَامَ وَنِصْفَ الصَّلَاةِ .

☆☆ جعفر بن عمرو اپنے والد (حضرت عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا' آپ نے مجھ سے فرمایا: اے ابوامیہ! تم کھانے کا انتظار نہیں کرو گے (یعنی تم کھانا کھا کر جانا) میں نے عرض کی: میں نے روزہ رکھا ہوا ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آؤ میں تمہیں مسافر کے بارے میں یہ بتاتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے (سفر کے دوران) روزے کو اور نصف نماز کو اٹھالیا ہے۔

2268 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ اَنْبَاَنَا اَبُو الْمُغِيرَةِ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ عَنْ يَحْيَى عَنْ اَبِي قِلَابَةَ عَنْ اَبِي الْمُهَاجِرِ عَنْ اَبِي اُمَيَّةَ الضَّمْرِيِّ قَالَ قَدِمْتُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ سَفَرٍ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَلَمَّا ذَهَبْتُ لِاَخْرُجَ قَالَ انْتَظِرِ الْغَدَاءَ يَا اَبَا اُمَيَّةَ . قُلْتُ اِنِّي صَائِمٌ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ . قَالَ تَعَالَ اُخْبِرْكَ عَنِ الْمُسَافِرِ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى وَضَعَ عَنْهُ الصِّيَامَ وَنِصْفَ الصَّلَاةِ .

☆☆ حضرت ابوامیہ ضمری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں ایک سفر سے واپسی پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا' میں نے آپ کو سلام کیا' جب میں واپس جانے لگا' تو آپ نے ارشاد فرمایا: اے ابوامیہ! کھانے کا انتظار کرلو (یعنی کھانا کھا کر جانا) میں نے عرض کی: اے اللہ کے نبی! میں نے' تو روزہ رکھا ہوا ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آؤ میں تمہیں مسافر کے بارے میں بتاتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے روزہ رکھنے اور نصف نماز (کا حکم) اٹھالیا ہے۔

2269 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ مَرْوَانَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ عَنِ الْاَوْزَاعِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِي يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنِي اَبُو قِلَابَةَ قَالَ حَدَّثَنِي اَبُو الْمُهَاجِرِ قَالَ حَدَّثَنِي اَبُو اُمَيَّةَ يَعْنِي

2267-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (10702) .

2268-انفرد به النسائي . و سياتي (الحديث 2269) تحفة الاشراف (10708) .

2269-تقدم (الحديث 2268) .

الضَّمْرِيِّ أَنَّهُ قَدِمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ نَحْوَهُ .

☆☆ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

2270 - أَخْبَرَنِي شُعَيْبُ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ إِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنِي الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو قِلَابَةَ الْجَرْمِيُّ أَنَّ أَبَا أُمَيَّةَ الضَّمْرِيَّ حَدَّثَهُمْ أَنَّهُ قَدِمَ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ سَفَرٍ فَقَالَ انْتَظِرِ الْغَدَاءَ يَا أَبَا أُمَيَّةَ . قُلْتُ إِنِّي صَائِمٌ . قَالَ اُدْنُ أُخْبِرْكَ عَنِ الْمُسَافِرِ إِنَّ اللّٰهَ وَضَعَ عَنْهُ الصِّيَامَ وَنِصْفَ الصَّلَاةِ .

☆☆ حضرت ابوامیہ ضمری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' وہ ایک سفر سے واپسی پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے ارشاد فرمایا: اے ابوامیہ! کھانے کا انتظار کرو' میں نے عرض کی: میں نے روزہ رکھا ہوا ہے' آپ نے فرمایا: تم آگے آ جاؤ! میں تمہیں مسافر کے بارے میں بتاتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے روزے اور نصف نماز (کے حکم کو) اُٹھالیا ہے۔

روزہ کی رخصت کے لیے شرعی مسافت کا بیان

اس حکم کو دوبارہ ذکر فرمایا تاکہ یہ وہم نہ ہو کہ یہ رخصت منسوخ ہوگئی ہے۔ کتنی مسافت کے سفر میں روزہ نہ رکھنے کی رخصت ہے؟ اس میں فقہاء کا اختلاف ہے داؤد ظاہری کے نزدیک مسافت کم ہو یا زیادہ اس پر شرعی سفر کے احکام نافذ ہو جاتے ہیں خواہ ایک میل کی مسافت کا سفر ہو امام احمد کے نزدیک دو دن کی مسافت کا اعتبار ہے امام شافعی کے نزدیک بھی دو دن کی مسافت کا اعتبار ہے امام مالک کے نزدیک ایک دن کی مسافت معتبر ہے امام ابوحنیفہ سفر شرعی کے لیے تین دن کی مسافت کا اعتبار کرتے ہیں ان کی دلیل یہ حدیث ہے امام بخاری روایت کرتے ہیں:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی عورت بغیر محرم کے تین دن کا سفر نہ کرے۔ (صحیح بخاری ج اص ۱۴۷ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۸۱ھ)

جمہور فقہاء احناف نے تین دن کی مسافت کا اندازہ اٹھارہ فرسخ کیا ہے۔ (ردالمحتار ج اص ۵۲۷۔۵۲۶) اٹھارہ فرسخ ۵۴ شرعی میل کے برابر ہیں جو انگریزی میلوں کے حساب سے اکسٹھ میل دو فرلانگ بیس گز ہے اور ۲۴۷۔۹۸ کلومیٹر کے برابر ہے۔

باب ذِكْرِ اخْتِلَافِ مُعَاوِيَةَ بْنِ سَلَّامٍ وَّعَلِيِّ بْنِ الْمُبَارَكِ فِي هٰذَا الْحَدِيْثِ

یہ باب ہے کہ اس حدیث کے بارے میں معاویہ بن سلام اور علی بن مبارک کے اختلاف کا تذکرہ

2271 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ الْحَرَّانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ أَنَّ أَبَا أُمَيَّةَ الضَّمْرِيَّ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ أَتَى رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ

2270-انفرد به النسائي ، وسياتي في الصيام ذكر اختلاف معاوية بن سلام و علي بن المبارك في هذا الحديث (الحديث 2271) . تحفة الاشراف (10704) .

2271-تقدم (الحديث 2270) .

سَفَرٍ وَّهُوَ صَائِمٌ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا تَنْتَظِرِ الْغَدَاءَ . قَالَ اِنِّي صَائِمٌ . فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعَالَ اُخْبِرْكَ عَنِ الصِّيَامِ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ وَضَعَ عَنِ الْمُسَافِرِ الصِّيَامَ وَنِصْفَ الصَّلَاةِ .

☆☆ حضرت ابوامیہ ضمری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' وہ ایک سفر سے واپسی پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے' انہوں نے روزہ رکھا ہوا تھا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے دریافت کیا: کیا تم کھانے کا انتظار نہیں کرو گے' انہوں نے عرض کی: میں نے روزہ رکھا ہوا ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آگے آؤ! میں تمہیں روزہ کے بارے میں بتاتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مسافر شخص سے روزے کو اور نصف نماز (کے حکم کو) اُٹھالیا ہے۔

2272 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ قَالَ اَنْبَاَنَا عَلِيٌّ عَنْ يَحْيٰى عَنْ اَبِي قِلَابَةَ عَنْ رَجُلٍ اَنَّ اَبَا اُمَيَّةَ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ سَفَرٍ نَحْوَهُ .

☆☆ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے۔ اس کے مطابق حضرت ابوامیہ ضمری رضی اللہ عنہ نے یہ بات بیان کی ہے' وہ ایک سفر سے واپسی پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ (اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے)۔

2273 - اَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ التَّلِّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِي قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ اَبِي قِلَابَةَ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ وَضَعَ عَنِ الْمُسَافِرِ نِصْفَ الصَّلَاةِ وَالصَّوْمَ وَعَنِ الْحُبْلٰى وَالْمُرْضِعِ .

☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے مسافر شخص سے نصف نماز اور روزے (کے حکم کو اُٹھالیا ہے) جبکہ حاملہ عورت اور دودھ پلانے والی عورت سے (روزے کے حکم کو اُٹھالیا ہے)۔

حاملہ اور مرضعہ کے لیے روزہ کی رخصت میں مذاہب ائمہ

علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں کہ حاملہ اور دودھ پلانے والی کو جب اپنی جان کا خوف ہو تو وہ روزہ نہ رکھیں اور فقط ان روزوں کی قضاء کریں اور اگر ان کو اپنے بچہ کی جان کا خوف ہو تو وہ روزہ نہ رکھیں ان پر قضا بھی ہے اور فدیہ بھی ہر روزہ کے بدلہ میں ایک مسکین کو کھانا کھلائیں۔ (المغنی ج ۳ ص ۷۳ مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۰۵ھ)

علامہ العبدری مالکی لکھتے ہیں: اگر حاملہ پر روزہ دشوار ہو تو وہ روزہ نہ رکھے اور صرف قضاء کرے اور اگر دودھ پلانے والی پر روزہ دشوار ہو تو وہ روزہ نہ رکھے وہ قضا بھی کرے اور فدیہ بھی دے اور ایک قول یہ ہے کہ وہ صرف قضا کرے۔

(التاج والاکلیل شرح مختصر خلیل ج ۲ ص ۴۴۷ مطبوعہ مکتبۃ النجاح لیبیا)

2272-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (10709) .

2273-اخرجه ابو داؤد في الصوم، باب اختيار الفطر (الحديث 2408) مطولًا . و اخرجه الترمذي في الصوم، باب ما جاء في الرخصة في الافطار للحبلى و المرضع (الحديث 715) مطولًا . و اخرجه النسائي (الحديث 2274 و 2275 و 2276 و 2277 و 2281) مطولًا، و وضع الصيام عن الحبلى و المرضع (الحديث 2314) . و اخرجه ابن ماجه في الصيام، باب ما جاء في الافطار للحامل و المرضع (الحديث 1667) مطولًا، و في الاطعمة، باب عرض الطعام (الحديث 3299) مختصراً، دون موضع الشاهد . تحفة الاشراف (1732) .

علامہ شمس الدین رملی شافعی لکھتے ہیں: حاملہ اور دودھ پلانے والی کو اگر اپنی جان کا خوف یا اپنی اور بچہ دونوں کی جان و خوف ہو تو وہ روزہ نہ رکھیں صرف قضا کریں اور اگر صرف بچہ کی جان کا خوف ہو تو روزہ کی قضا بھی کریں اور فدیہ بھی دیں۔
(نہایۃ المحتاج ج ۳ ص ۱۹۴ مطبوعہ دار الکتب بیروت ۱۴۱۴ھ)

علامہ المرغینانی الحنفی لکھتے ہیں: حاملہ اور دودھ پلانے والی کو جب اپنی جان کا خوف ہو یا اپنے بچہ کا خوف ہو تو وہ روزہ نہ رکھیں اور قضا کریں تاکہ ان پر تنگی نہ ہو ان پر فدیہ لازم نہیں ہے کیونکہ وہ عذر کی وجہ سے روزہ نہیں رکھ رہیں امام شافعی یہ کہتے ہیں کہ اگر بچہ کا خوف ہو تو فدیہ دیں وہ اس کو شیخ فانی پر قیاس کرتے ہیں ہم کہتے ہیں کہ شیخ فانی میں فدیہ کا وجوب خلاف قیاس ہے اور یہاں روزہ رکھنا بچہ کے سبب سے ہے اور بچہ شیخ فانی کے حکم میں نہیں ہے کیونکہ شیخ فانی روزہ کے وجوب کے بعد عاجز ہوا اور بچہ پر اصلا روزہ کا وجوب نہیں ہے اس لیے یہ قیاس صحیح نہیں ہے۔ (ہدایہ اولین ص ۲۲۲ مکتبہ شرکت علمیہ ملتان)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ آسانی کا ارادہ فرماتا ہے اور تمہیں مشکل میں ڈالنے کا ارادہ نہیں فرماتا۔ (البقرہ: ۱۸۵)

اسلام دین یسر ہے۔
اسلام نے کوئی ایسا حکم نہیں دیا جس سے امت حرج اور دشواری میں مبتلا ہو جائے۔ قرآن مجید میں ہے:
(آیت) ما یرید اللہ لیجعل علیکم من حرج (المائدہ: ۶)
ترجمہ: اللہ تعالیٰ یہ ارادہ نہیں فرماتا کہ تم پر تنگی کی جائے۔
(آیت) وما جعل علیکم لیجعل علیکم من حرج ۔ (الحج: ۷۸)
ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے تم پر دین میں کوئی تنگی نہیں کی۔
(آیت) یرید اللہ ان یخفف عنکم وخلق الانسان ضعیفا ۔ ۔ (النساء: ۲۸)
ترجمہ: اللہ تعالیٰ تم سے تخفیف کرنے کا ارادہ فرماتا ہے اور انسان کو کمزور پیدا کیا گیا ہے۔
(آیت) ذلک تخفیف من ربکم ورحمۃ ۔ (البقرہ: ۱۷۸)
ترجمہ: (قصاص کے ساتھ دیت کی گنجائش رکھنا) یہ تمہارے رب کی طرف سے تخفیف اور رحمت ہے۔
قصاص کے ساتھ دیت کی گنجائش پانی کے استعمال پر قدرت نہ ہو تو تیمم کی سہولت بیمار اور مسافر کے لیے روزہ قضا کرنے کی رخصت بوڑھے اور دائمی مریض کے لیے روزے کے فدیہ کی اجازت جو کھڑا ہو کر نماز نہ پڑھ سکے اس کے لیے بیٹھ کر یا لیٹ کر نماز پڑھنے کی وسعت اگر سواری سے اتر نہ سکے تو سواری پر نماز پڑھنے کی اجازت جو شخص خود حج نہ کرے اس کے لیے حج بدل کی وسعت سفر میں نماز کو قصر کرنا اور بہت سے احکام میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احکام شرعیہ میں مشقت کی صورت پر عمل کرنے کی اجازت دی ہے وصال کے روزوں صیام دہر عمر بھر شادی نہ کرنے اور ساری رات قیام کرنے سے منع کیا ہے اسی طرح مشکل عبادات کی نذر ماننے پر ناراضگی کا اظہار فرمایا ہے تمام مال کو صدقہ کرنے سے منع کیا ہے اور

اضطرار کی حالت میں حرام چیزوں کے استعمال کی اجازت دی ہے بہ کثرت احادیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آسان احکام اختیار کرنے کا حکم دیا ہے۔

امام بخاری روایت کرتے ہیں: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دین آسان ہے جو شخص بھی دین پر غالب آنے کی کوشش کرے گا (بایں طور کہ آسان طریقہ کو چھوڑ کر مشکل طریقہ کو اختیار کرے) دین اس پر غالب آ جائے گا۔ (صحیح بخاری ج ۱ص ۱۰ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۸۱ھ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا تم لوگوں کے لیے آسانی پیدا کرنے کے لیے بھیجے گئے ہو اور ان کو مشکل میں ڈالنے کے لیے نہیں بھیجے گئے۔

(صحیح بخاری ج ۱ص ۳۵ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۸۱ھ)

حضرت سعید بن ابی بردہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے سنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے والد کو اور حضرت معاذ بن جبل کو یمن بھیجا اور فرمایا: آسانی کرنا مشکل میں نہ ڈالنا خوشخبری دینا متنفر نہ کرنا اور آپس میں موافقت کرنا۔ (صحیح بخاری ج ۲ص ۱۰۶۳ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۸۱ھ)

امام مسلم روایت کرتے ہیں: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے اصحاب میں سے کسی کو اپنے کسی کام کے لیے بھیجتے تو یہ فرماتے: خوشخبری دینا متنفر نہ کرنا آسانی کرنا اور مشکل میں نہ ڈالنا۔

(صحیح مسلم ج ۲ص ۸۲ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۷۵ھ)

امام بخاری روایت کرتے ہیں: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب بھی دو کاموں میں سے کسی ایک کا اختیار دیا جاتا تو آپ اس پر عمل کرتے جو زیادہ آسان ہوتا بہ شرطیکہ وہ گناہ نہ ہو اگر وہ گناہ ہوتا تو آپ سب سے زیادہ اس سے بچنے والے ہوتے۔ (صحیح بخاری ج ۱ص ۵۰۳۔ ج ۲ص ۱۰۰۳ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۸۱ھ)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ دین وہ جو باطل ادیان سے الگ ہو اور آسان اور سہل ہو۔ (صحیح بخاری ج ۱ص ۱۰ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۸۱ھ)

امام احمد روایت کرتے ہیں: حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارا دینی عمل وہ ہے جو سب سے زیادہ آسان ہو تمہارا بہترین دینی عمل وہ جو سب سے زیادہ آسان ہو تمہارا بہترین دینی دینی عمل وہ ہے جو سب سے زیادہ آسان ہو۔ (مسند احمد ج ۴ص ۳۳۸ ج ۵ص ۳۵ مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۳۹۸ھ)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک شخص فیصلہ کرنے اور تقاضا کرنے میں آسانی کرنے کی وجہ سے جنت میں داخل ہو گیا۔ (مسند احمد ج ۲ص ۲۱۰ مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۳۹۸ھ)

بعض مفتی فتویٰ دیتے وقت ڈھونڈ ڈھونڈ کر لوگوں کو مشکل اور ناقابل عمل احکام بیان کرتے ہیں مثلاً اگر کسی عورت کا خاوند گم ہو جائے تو کہتے ہیں وہ نوے سال تک انتظار کرے پھر عقد ثانی کرے جس عورت کو اس کا خاوند کھانے پینے کا خرچ دے نہ آباد

کرے اور نہ اس کو طلاق دے تو کہتے ہیں کہ خاوند کی طلاق کے بغیر اس کی نجات نہیں ہو سکتی عدالت نے جس کا نکاح فسخ کر دیا ہو اس کو نکاح کی اجازت نہیں دیتے انگریزی دواؤں اور انتقال کو حرام کہتے ہیں ریڈیو اور ٹی وی پر رؤیت ہلال کے اعلان کو ناجائز کہتے ہیں پرفیوم کے استعمال کو ناجائز کہتے ہیں چلتی ٹرین اور ہوائی جہاز میں نماز کو ناجائز کہتے ہیں تعلیم نسواں کو حرام کہتے ہیں نماز میں سجدہ کے دوران اگر پیروں کی تین انگلیاں اٹھ جائیں کہتے ہیں کہ نماز فاسد ہو گئی بعض علماء سجدہ میں انگلیوں کے پیٹ لگانے کو فرض کہتے ہیں گھڑی کے چین کو ناجائز کہتے ہیں جس مسئلہ میں فقہاء کے متعدد اقوال ہوں تو اس قول پر فتویٰ دیتے ہیں جس پر عمل کرنا سب سے مشکل اور سخت ہو حالانکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آسان اور سہل احکام بیان کرنے کا حکم دیا ہے اور یہ لوگ اس کے برعکس کرتے ہیں۔

2274 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا حِبَّانُ قَالَ اَنْبَانَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ شَيْخٍ مِنْ قُشَيْرٍ عَنْ عَمِّهِ حَدَّثَنَا ثُمَّ اَلْفَيْنَاهُ فِيْ اِبِلٍ لَهُ فَقَالَ لَهُ اَبُوْ قِلَابَةَ حَدِّثْهُ فَقَالَ الشَّيْخُ حَدَّثَنِيْ عَمِّيْ اَنَّهُ ذَهَبَ فِيْ اِبِلٍ لَهُ فَانْتَهٰى اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَاْكُلُ اَوْ قَالَ يَطْعَمُ فَقَالَ اُدْنُ فَكُلْ اَوْ قَالَ اُدْنُ فَاطْعَمْ. فَقُلْتُ اِنِّيْ صَائِمٌ. فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ وَضَعَ عَنِ الْمُسَافِرِ شَطْرَ الصَّلَاةِ وَالصِّيَامَ وَعَنِ الْحَامِلِ وَالْمُرْضِعِ.

☆☆ ایوب نامی راوی بیان کرتے ہیں' قشیر قبیلے سے تعلق رکھنے والے ایک بزرگ نے اپنے چچا کے حوالے سے ہمیں حدیث سنائی' پھر ہم نے ان بزرگ کو ان کے اونٹوں کے درمیان پایا تو ابوقلابہ نے ان سے کہا کہ آپ اسے بھی وہ حدیث سنا دیں' تو اس بزرگ نے بتایا: میرے چچا نے مجھے یہ بات بتائی ہے' ایک مرتبہ وہ اپنے اونٹوں کی تلاش میں چلے گئے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ گئے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت کھانا کھا رہے تھے' آپ نے فرمایا: تم آگے ہو جاؤ اور تم بھی کھا لو (یہاں چند الفاظ کے بارے میں راوی کو شک ہے) تو میں نے عرض کی: میں نے روزہ رکھا ہوا ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مسافر سے نصف نماز اور روزے' جبکہ حاملہ عورت اور دودھ پلانے والی عورت (سے روزے کے حکم کو) اُٹھالیا ہے۔

2275 - اَخْبَرَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا سُرَيْجٌ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ اَيُّوْبَ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ قِلَابَةَ هٰذَا الْحَدِيْثَ ثُمَّ قَالَ هَلْ لَكَ فِيْ صَاحِبِ الْحَدِيْثِ فَدَلَّنِيْ عَلَيْهِ فَلَقِيْتُهُ فَقَالَ حَدَّثَنِيْ قَرِيْبٌ لِيْ يُقَالُ لَهُ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ اِبِلٍ كَانَتْ لِيْ اُخِذَتْ فَوَافَقْتُهُ وَهُوَ يَاْكُلُ فَدَعَانِيْ اِلٰى طَعَامِهِ فَقُلْتُ اِنِّيْ صَائِمٌ. فَقَالَ اُدْنُ اُخْبِرْكَ عَنْ ذٰلِكَ اِنَّ اللّٰهَ وَضَعَ عَنِ الْمُسَافِرِ الصَّوْمَ وَشَطْرَ الصَّلَاةِ.

☆☆ ایوب بیان کرتے ہیں' ابوقلابہ نے مجھے یہ حدیث سنائی' پھر انہوں نے دریافت کیا: تم اس حدیث کو سنانے والے صاحب سے ملنا چاہو گے' پھر انہوں نے ان صاحب کی طرف میری رہنمائی کی' میں ان سے ملا تو انہوں نے بتایا: میرے ایک قریبی عزیز تھے' جن کا نام حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ تھا۔ وہ بیان کرتے ہیں' میں اپنے اونٹوں کی تلاش میں نکلا جنہیں کسی

2274- تقدم (الحديث 2273).

2275- تقدم (الحديث 2273).

نے پکڑ لیا تھا' میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گیا' میں آپ کی خدمت میں اس وقت حاضر ہوا جب آپ کھانا کھا رہے تھے' آپ نے مجھے بھی کھانے کی دعوت دی تو میں نے عرض کی: میں نے روزہ رکھا ہوا ہے' آپ نے فرمایا: تم آگے آ جاؤ' میں تمہیں اس بارے میں بتاتا ہوں' اللہ تعالیٰ نے مسافر شخص سے روزے کو اور نصف نماز (کے حکم کو) اُٹھا لیا ہے۔

2276 - أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ أَنْبَأَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ رَجُلٍ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحَاجَةٍ فَإِذَا هُوَ يَتَغَدَّى قَالَ هَلُمَّ إِلَى الْغَدَاءِ ۔ فَقُلْتُ إِنِّي صَائِمٌ ۔ قَالَ هَلُمَّ أُخْبِرْكَ عَنِ الصَّوْمِ إِنَّ اللَّهَ وَضَعَ عَنِ الْمُسَافِرِ نِصْفَ الصَّلَاةِ وَالصَّوْمَ وَرَخَّصَ لِلْحُبْلَى وَالْمُرْضِعِ ۔

☆☆ ابوقلابہ ایک صاحب کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: وہ کہتے ہیں: میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں کسی کام کے سلسلے میں حاضر ہوا' آپ اس وقت کھانا تناول فرما رہے تھے' آپ نے فرمایا: آؤ کھانا کھا لو میں نے عرض کی: میں نے روزہ رکھا ہوا ہے' آپ نے فرمایا: آگے آؤ میں تمہیں روزے کے بارے میں بتاتا ہوں' اللہ تعالیٰ نے مسافر شخص سے نصف نماز اور روزے کے حکم کو اُٹھا لیا ہے' اس نے حاملہ عورت اور دودھ پلانے والی عورت کو بھی (روزہ نہ رکھنے کی) اجازت دی ہے۔

2277 - أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ أَنْبَأَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ عَنْ أَبِي الْعَلَاءِ بْنِ الشِّخِّيرِ عَنْ رَجُلٍ نَحْوَهُ ۔

☆☆ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

2278 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ هَانِئِ بْنِ الشِّخِّيرِ عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَلْحَرِيشِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كُنْتُ مُسَافِرًا فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا صَائِمٌ وَهُوَ يَأْكُلُ قَالَ هَلُمَّ ۔ قُلْتُ إِنِّي صَائِمٌ ۔ قَالَ تَعَالَ أَلَمْ تَعْلَمْ مَا وَضَعَ اللَّهُ عَنِ الْمُسَافِرِ ۔ قُلْتُ وَمَا وَضَعَ عَنِ الْمُسَافِرِ قَالَ الصَّوْمَ وَنِصْفَ الصَّلَاةِ ۔

☆☆ ہانی بن شخیر اپنی سند کے حوالے سے ایک صحابی کا یہ بیان نقل کرتے ہیں:

میں مسافر تھا' میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' میں نے اس وقت روزہ رکھا ہوا تھا' نبی اکرم ﷺ اس وقت کچھ کھا رہے تھے' آپ نے فرمایا: آگے آ جاؤ! میں نے عرض کی: میں نے روزہ رکھا ہوا ہے' آپ نے فرمایا: آ جاؤ! کیا تم یہ بات نہیں جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے مسافر سے حکم کو اُٹھا لیا' میں نے دریافت کیا: کس حکم کو اس نے مسافر سے اُٹھا لیا ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: روزے کو اور نصف نماز کو۔

2279 - أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَلَّامٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ

2276-تقدم (الحديث 2273) .

2277-تقدم (الحديث 2273) .

2278-انفرد به النسائي. وسياتي (الحديث 2279 و 2280) . تحفة الاشراف (5353) .

2279-تقدم (الحديث 2278) .

عَنْ هَانِیءِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الشِّخِّيرِ عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَلْحَرِيشٍ عَنْ اَبِيهِ قَالَ كُنَّا نُسَافِرُ مَا شَاءَ اللّٰهُ فَاَتَيْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَطْعَمُ فَقَالَ هَلُمَّ فَاطْعَمْ ۔ فَقُلْتُ اِنِّي صَائِمٌ ۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُحَدِّثُكُمْ عَنِ الصِّيَامِ اِنَّ اللّٰهَ وَضَعَ عَنِ الْمُسَافِرِ الصَّوْمَ وَشَطْرَ الصَّلَاةِ ۔

☆☆ ہانی بن عبداللہ اپنی سند کے حوالے سے ایک صحابی سے یہ بات نقل کرتے ہیں: اللہ تعالیٰ کو جو منظور تھا' ہم سفر کرتے رہے' پھر ہم نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے' تو آپ اس وقت کھانا کھا رہے تھے' آپ نے فرمایا: آؤ اور کھانا کھاؤ' میں نے عرض کی: میں نے روزہ رکھا ہوا ہے' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں تمہیں روزے کے بارے میں بات بتاتا ہوں' اللہ تعالیٰ نے مسافر شخص سے روزہ رکھنے اور نصف نماز (کے حکم کو) اُٹھالیا ہے۔

2280 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْكَرِيمِ قَالَ حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ بَكَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ اَبِي بِشْرٍ عَنْ هَانِیءِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الشِّخِّيرِ عَنْ اَبِيهِ قَالَ كُنْتُ مُسَافِرًا فَاَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَاْكُلُ وَاَنَا صَائِمٌ فَقَالَ هَلُمَّ ۔ قُلْتُ اِنِّي صَائِمٌ ۔ قَالَ اَتَدْرِي مَا وَضَعَ اللّٰهُ عَنِ الْمُسَافِرِ ۔ قُلْتُ وَمَا وَضَعَ اللّٰهُ عَنِ الْمُسَافِرِ قَالَ الصَّوْمَ وَشَطْرَ الصَّلَاةِ ۔

☆☆ ہانی بن عبداللہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں سفر کر رہا تھا' میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' آپ اس وقت کچھ کھا رہے تھے' میں نے روزہ رکھا ہوا تھا' آپ نے فرمایا: آگے آ جاؤ! میں نے عرض کی: میں نے روزہ رکھا ہوا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا تم یہ بات جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے مسافر سے کیا چیز اُٹھالی ہے؟ میں نے دریافت کیا: اللہ تعالیٰ نے مسافر سے کیا چیز اُٹھالی ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: روزہ اور نصف نماز۔

2281 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ قَالَ اَنْبَاَنَا اِسْرَائِيلُ عَنْ مُوْسٰى - هُوَ ابْنُ اَبِي عَائِشَةَ - عَنْ غَيْلَانَ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ اَبِي قِلَابَةَ فِي سَفَرٍ فَقَرَّبَ طَعَامًا فَقُلْتُ اِنِّي صَائِمٌ ۔ فَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ فِي سَفَرٍ فَقَرَّبَ طَعَامًا فَقَالَ لِرَجُلٍ ادْنُ فَاطْعَمْ ۔ قَالَ اِنِّي صَائِمٌ ۔ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ وَضَعَ عَنِ الْمُسَافِرِ نِصْفَ الصَّلَاةِ وَالصِّيَامَ فِي السَّفَرِ ۔ فَادْنُ فَاطْعَمْ فَدَنَوْتُ فَطَعِمْتُ ۔

☆☆ موسیٰ بن ابوعائشہ' غیلان کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں ابوقلابہ کے ساتھ سفر پر جا رہا تھا' انہوں نے کھانا آگے کیا' تو میں نے کہا: میں نے روزہ رکھا ہوا ہے' تو انہوں نے بتایا: ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ سفر کر رہے تھے' آپ کے سامنے کھانا پیش کیا گیا' آپ نے ایک شخص سے کہا: آگے آ جاؤ اور کھانا کھاؤ' تو اس نے عرض کی: میں نے روزہ رکھا ہوا ہے' نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مسافر شخص سے سفر کے دوران نصف نماز اور روزے کو اُٹھالیا ہے' تم آگے آؤ اور کھانا کھاؤ' تو میں آگے ہو گیا اور میں نے کھانا کھالیا۔

2280-تقدم (الحديث 2278) .

2281-تقدم (الحديث 2278) .

باب فَضْلِ الْإِفْطَارِ فِي السَّفَرِ عَلَى الصِّيَامِ

یہ باب ہے کہ سفر کے دوران روزہ رکھنے پر روزہ نہ رکھنے کی فضیلت

2282 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ الْاَحْوَلُ عَنْ مُوَرِّقٍ الْعِجْلِيِّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي السَّفَرِ فَمِنَّا الصَّائِمُ وَمِنَّا الْمُفْطِرُ فَنَزَلْنَا فِي يَوْمٍ حَارٍّ وَّاتَّخَذْنَا ظِلَالًا فَسَقَطَ الصُّوَّامُ وَقَامَ الْمُفْطِرُوْنَ فَسَقَوُا الرِّكَابَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَهَبَ الْمُفْطِرُوْنَ الْيَوْمَ بِالْاَجْرِ .

☆☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ہم لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر کر رہے تھے' ہم میں سے کچھ لوگوں نے روزہ رکھا ہوا تھا' اور کچھ نے روزہ نہیں رکھا ہوا تھا' تو ایک گرمی کے دن ہم نے ایک جگہ پڑاؤ کیا' ہم لوگ سائے میں آ گئے' روزہ دار لوگ لیٹ گئے اور جنہوں نے روزہ نہیں رکھا ہوا تھا' وہ اُٹھے اور انہوں نے سواریوں کو پانی پلایا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آج وہ لوگ اجر حاصل کر گئے ہیں' جن لوگوں نے روزہ نہیں رکھا ہوا تھا'۔

باب ذِكْرِ قَوْلِهِ الصَّائِمُ فِي السَّفَرِ كَالْمُفْطِرِ فِي الْحَضَرِ

(ایک صحابی کے) اس قول کا تذکرہ کہ سفر کے دوران روزہ رکھنے والا اسی طرح ہے' جس طرح حضر کی حالت میں روزہ نہ رکھنے والا ہے

2283 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبَانَ الْبَلْخِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْنٌ عَنِ ابْنِ اَبِيْ ذِئْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ يُقَالُ الصِّيَامُ فِي السَّفَرِ كَالْاِفْطَارِ فِي الْحَضَرِ .

☆☆ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ کہا جاتا ہے' سفر کے دوران روزہ رکھنے والا اس طرح ہے' جس طرح حضر کے دوران روزہ نہ رکھنے والا ہے۔

2284 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى بْنِ اَيُّوْبَ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ الْخَيَّاطِ وَاَبُوْ عَامِرٍ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ ذِئْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ الصَّائِمُ فِي السَّفَرِ كَالْمُفْطِرِ فِي الْحَضَرِ .

☆☆ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: سفر کے دوران روزہ رکھنے والا شخص اسی طرح ہے' جس طرح کوئی شخص حضر میں روزہ نہ رکھے۔

2282-اخرجه البخاري في الجهاد، باب فضل الخدمة في الغزو (الحديث 2890) بنحوه . و اخرجه مسلم في الصيام، باب اجر المفطر في السفر اذا تولى العمل (الحديث 100 و 101) . تحفة الاشراف (1607) .

2283-اخرجه النسائي (الحديث 2284) . واخرجه ابن ماجه في الصيام، باب ما جاء في الافطار في السفر (الحديث 1666) موقوفاً . تحفة الاشراف (9730) .

2284-تقدم (الحديث 2283) .

2285 – اَخْبَرَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى بْنِ اَيُّوْبَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ ذِئْبٍ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ الصَّائِمُ فِی السَّفَرِ كَالْمُفْطِرِ فِی الْحَضَرِ ۔

☆☆ حمید بن عبدالرحمٰن اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: سفر میں روزہ رکھنے والا اس طرح ہے جس طرح حضر میں کوئی شخص روزہ نہ رکھے۔

باب الصِّيَامِ فِی السَّفَرِ وَذِكْرِ اخْتِلَافِ خَبَرِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِيْهِ

یہ باب ہے کہ سفر کے دوران روزہ رکھنا' اس بارے میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی نقل کردہ روایت میں ذکر ہونے والے اختلاف کا تذکرہ

2286 – اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ اَنْبَاَنَا سُوَيْدٌ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ شُعْبَةَ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ مِقْسَمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ فِیْ رَمَضَانَ فَصَامَ حَتّٰى اَتٰى قُدَيْدًا ثُمَّ اُتِیَ بِقَدَحٍ مِنْ لَبَنٍ فَشَرِبَ وَاَفْطَرَ هُوَ وَاَصْحَابُهٗ ۔

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان گیا کے مہینے میں روانہ ہوئے' آپ نے روزہ رکھا ہوا تھا' جب آپ قدید کے مقام پر پہنچے تو آپ کی خدمت میں دودھ کا پیالہ پیش کیا' تو آپ نے اسے پی لیا اور دودھ کا پیالہ توڑ دیا' آپ نے اور آپ کے اصحاب سب نے روزہ ختم کر دیا۔

2287 – اَخْبَرَنَا الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّا قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ حَدَّثَنَا عَبْثَرٌ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنِ الْحَكَمِ بْنِ عُتَيْبَةَ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ صَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمَدِيْنَةِ حَتّٰى اَتٰى قُدَيْدًا ثُمَّ اَفْطَرَ حَتّٰى اَتٰى مَكَّةَ ۔

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں روزہ رکھا' جب آپ قدید پہنچے تو آپ نے روزہ ختم کر دیا' یہاں تک کہ آپ مکہ تشریف لے آئے (یعنی مکہ پہنچنے تک آپ نے راستے میں کسی بھی دن روزہ نہیں رکھا)۔

2288 – اَخْبَرَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيٰى قَالَ اَنْبَاَنَا الْحَسَنُ بْنُ عِيْسٰى قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ اَنْبَاَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ مِقْسَمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَامَ فِی السَّفَرِ حَتّٰى اَتٰى قُدَيْدًا ثُمَّ دَعَا بِقَدَحٍ مِنْ لَبَنٍ فَشَرِبَ فَاَفْطَرَ هُوَ وَاَصْحَابُهٗ ۔

2285-انفرد به النسائي ۔ تحفة الاشراف (9719 الف) ۔

2286-انفرد به النسائي، وسياتي (الحديث 2288) ۔ تحفة الاشراف (6479) ۔

2287-انفرد به النسائي ۔ تحفة الاشراف (6388) ۔

2288-تقدم (الحديث 2286) ۔

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر (کے آغاز میں) روزہ رکھا ہوا تھا' جب آپ قدید پہنچے تو آپ نے دودھ کا پیالہ منگوایا اور اسے پی کر روزہ ختم کردیا' آپ نے اور آپ کے اصحاب نے (روزہ ختم کردیا)۔

باب ذِكْرِ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى مَنْصُوْرٍ

یہ باب ہے کہ اس روایت میں منصور سے نقل ہونے والے اختلاف کا تذکرہ

2289 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى مَكَّةَ فَصَامَ حَتّٰى اَتٰى عُسْفَانَ فَدَعَا بِقَدَحٍ فَشَرِبَ - قَالَ شُعْبَةُ - فِيْ رَمَضَانَ فَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ مَنْ شَآءَ صَامَ وَمَنْ شَآءَ اَفْطَرَ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کے لیے روانہ ہوئے' آپ نے روزہ رکھا ہوا تھا' جب آپ عسفان کے مقام پر پہنچے تو آپ نے پیالہ منگوایا اور اس میں سے (دودھ یا پانی) پی لیا۔

شعبہ کہتے ہیں: یہ رمضان کے مہینے کی بات ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما یہ فرمایا کرتے تھے: جو شخص چاہے (وہ سفر کے دوران) روزہ رکھے اور جو چاہے وہ روزہ نہ رکھے۔

2290 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ عَنْ جَرِيْرٍ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَافَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ رَمَضَانَ فَصَامَ حَتّٰى بَلَغَ عُسْفَانَ ثُمَّ دَعَا بِاِنَاءٍ فَشَرِبَ نَهَارًا يَرَاهُ النَّاسُ ثُمَّ اَفْطَرَ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے مہینے میں سفر کر رہے تھے' آپ نے روزہ رکھا ہوا تھا' جب آپ عسفان کے مقام پر پہنچے تو آپ نے برتن منگوایا اور دن کے وقت ہی اس میں سے (دودھ یا پانی) پی لیا' لوگوں نے آپ کو دیکھا' پھر انہوں نے بھی روزہ ختم کردیا۔

2291 - اَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْعَوَّامِ بْنِ حَوْشَبٍ قَالَ قُلْتُ لِمُجَاهِدٍ الصَّوْمُ

2289-اخرجه النسائي (الحديث 2291 و 2292) . واخرجه ابن ماجه في الصيام، باب ما جاء الصوم في السفر (الحديث 1661) بنحوه مختصراً . تحفة الاشراف (6425) .

2290-اخرجه البخاري في الصوم، باب من افطر في السفر ليراه الناس (الحديث 1948) مطولاً، و في المغازي ، باب غزوة الفتح في رمضان (الحديث 4279) . واخرجه مسلم في الصيام، باب جواز الصوم و الفطر في شهر رمضان للمسافر في غير معصية اذا كان سفره مرحلتين فاكثر و ان الافضل لمن اطاقه بلا ضرر ان يصوم و لمن يشق عليه ان يفطر (الحديث 88م) . واخرجه ابو داؤد في الصوم، الرخصة في الافطار لمن حضر شهر رمضان فصام ثم سافر (الحديث 2313) . تحفة الاشراف (5749) .

2291-تقدم (الحديث 2289) .

فِي السَّفَرِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُوْمُ وَيُفْطِرُ .

☆☆ عوام بن حوشب بیان کرتے ہیں' میں نے مجاہد سے کہا: سفر کے دوران روزہ رکھنے کے بارے میں کیا حکم ہے؟ تو انہوں نے بتایا: نبی اکرم ﷺ نے (بعض اوقات سفر کے دوران) روزہ رکھا بھی ہے اور (بعض اوقات) نہیں بھی رکھا۔

2292 - اَخْبَرَنِیْ هِلَالُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اِسْحَاقَ قَالَ اَخْبَرَنِیْ مُجَاهِدٌ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَامَ فِیْ شَهْرِ رَمَضَانَ وَاَفْطَرَ فِی السَّفَرِ .

☆☆ مجاہد بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے رمضان کے مہینے میں' سفر کے دوران روزہ رکھا بھی ہے اور روزہ نہیں بھی رکھا ہے۔

باب ذِكْرِ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ فِیْ حَدِيْثِ حَمْزَةَ بْنِ عَمْرٍو فِيْهِ

یہ باب ہے کہ اس بارے میں حمزہ بن عمرو کی نقل کردہ حدیث میں سلیمان بن یسار سے نقل ہونے والے اختلاف کا تذکرہ

2293 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَزْهَرُ بْنُ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَمْرٍو الْاَسْلَمِيِّ اَنَّهُ سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّوْمِ فِی السَّفَرِ قَالَ اِنْ - ثُمَّ ذَكَرَ كَلِمَةً مَعْنَاهَا اِنْ - شِئْتَ صُمْتَ وَاِنْ شِئْتَ اَفْطَرْتَ .

☆☆ حضرت حمزہ بن عمرو اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے سفر کے دوران روزہ رکھنے کا مسئلہ دریافت کیا' تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: (یہاں راوی نے ایک لفظ ذکر کیا ہے' جس کا مطلب یہ بنتا ہے) اگر تم چاہو تو روزہ رکھ لو' اگر تم چاہو تو روزہ نہ رکھو۔

2294 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ بُكَيْرٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ اَنَّ حَمْزَةَ بْنَ عَمْرٍو قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مِثْلَهُ مُرْسَلٌ .

☆☆ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے' تاہم اس میں کچھ لفظی اختلاف ہے اور یہ روایت مرسل حدیث کے طور پر منقول ہے۔

2295 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيْدِ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ اَبِیْ اَنَسٍ

2292-تقدم (الحديث 2289) .

2293-اخرجه مسلم في الصيام، باب التخيير في الصوم والفطر في السفر (الحديث 107) بنحوه . و اخرجه ابو داود في الصوم، باب الصوم في السفر (الحديث 2403) . واخرجه النسائي (الحديث 2294 و 2295 و 2296 و 2297 و 2298 و 2299 و 2300 و 2301)، وذكر الاختلاف على عروة في حديث حمزة فيه (الحديث 2302)، و ذكر الاختلاف على هشام بن عروة فيه (الحديث 2303 و 2304)، و سرد الصيام (الحديث 2383) . تحفة الاشراف (3440) .

2294-تقدم (الحديث 2293) .

2295-تقدم (الحديث 2293) .

عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ حَمْزَةَ قَالَ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّوْمِ فِي السَّفَرِ قَالَ إِنْ شِئْتَ أَنْ تَصُوْمَ فَصُمْ وَإِنْ شِئْتَ أَنْ تُفْطِرَ فَأَفْطِرْ .

☆☆ حضرت حمزہ بن عمرو اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سفر کے دوران روزہ رکھنے کے بارے میں دریافت کیا' تو آپ نے ارشاد فرمایا: اگر تم روزہ رکھنا چاہو تو روزہ رکھ لو' اگر روزہ نہ رکھنا چاہو تو روزہ نہ رکھو۔

2296 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيْدِ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ أَبِيْ أَنَسٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَمْرٍو قَالَ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّوْمِ فِي السَّفَرِ فَقَالَ إِنْ شِئْتَ أَنْ تَصُوْمَ فَصُمْ وَإِنْ شِئْتَ أَنْ تُفْطِرَ فَأَفْطِرْ .

☆☆ حضرت حمزہ بن عمرو اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سفر کے دوران روزہ رکھنے کا مسئلہ دریافت کیا' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر تم روزہ رکھنا چاہو تو روزہ رکھ لو' اگر روزہ نہ رکھنا چاہو تو روزہ نہ رکھو۔

2297 - أَخْبَرَنَا الرَّبِيْعُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ وَاللَّيْثُ وَذَكَرَ اٰخَرَ عَنْ بُكَيْرٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَمْرٍو الْأَسْلَمِيِّ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ أَجِدُ قُوَّةً عَلَى الصِّيَامِ فِي السَّفَرِ قَالَ إِنْ شِئْتَ فَصُمْ وَإِنْ شِئْتَ فَأَفْطِرْ .

☆☆ حضرت حمزہ بن عمرو اسلمی رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ! میرے اندر یہ قوت ہے' میں سفر کے دوران روزہ رکھ سکتا ہوں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر تم چاہو تو روزہ رکھو' اگر چاہو تو نہ رکھو۔

2298 - أَخْبَرَنِيْ هَارُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ قَالَ أَنْبَأَنَا عَبْدُ الْحَمِيْدِ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عِمْرَانُ بْنُ أَبِيْ أَنَسٍ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَمْرٍو أَنَّهُ سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّوْمِ فِي السَّفَرِ قَالَ إِنْ شِئْتَ أَنْ تَصُوْمَ فَصُمْ وَإِنْ شِئْتَ أَنْ تُفْطِرَ فَأَفْطِرْ .

☆☆ حضرت حمزہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سفر کے دوران روزہ رکھنے کا مسئلہ دریافت کیا' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر تم روزہ رکھنا چاہو تو روزہ رکھ لو' اگر روزہ نہ رکھنا چاہو تو روزہ نہ رکھو۔

2299 - أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ بَكَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ أَبِيْ أَنَسٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ وَحَنْظَلَةَ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَانِيْ جَمِيْعًا عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَمْرٍو قَالَ كُنْتُ أَسْرُدُ الصِّيَامَ عَلَى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ أَسْرُدُ الصِّيَامَ فِي السَّفَرِ فَقَالَ إِنْ شِئْتَ فَصُمْ وَإِنْ شِئْتَ فَأَفْطِرْ .

2296-تقدم (الحديث 2293) .

2297-تقدم (الحديث 2293) .

2298-تقدم (الحديث 2293) .

2299-تقدم (الحديث 2293) .

☆☆ حضرت حمزہ بن عمرو اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں' میں مسلسل روزے رکھا کرتا تھا' میں نے عرض کی: یارسول اللہ! میں سفر کے دوران مسلسل روزے رکھتا ہوں' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر تم چاہو تو روزہ رکھ لو' اگر چاہو تو روزہ نہ رکھو۔

2300 – اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا عَمِّيْ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ عَنِ ابْنِ اِسْحَاقَ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ اَبِيْ اَنَسٍ عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ حَمْزَةَ قَالَ قُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اِنِّيْ رَجُلٌ اَسْرُدُ الصِّيَامَ اَفَاَصُوْمُ فِي السَّفَرِ قَالَ اِنْ شِئْتَ فَصُمْ وَاِنْ شِئْتَ فَاَفْطِرْ .

☆☆ حضرت حمزہ بن عمرو اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے عرض کی: یارسول اللہ! میں ایک ایسا شخص ہوں جو مسلسل روزے رکھتا ہوں' تو کیا میں سفر کے دوران بھی روزہ رکھ سکتا ہوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر تم چاہو تو روزہ رکھ لو' اگر چاہو تو روزہ نہ رکھو۔

2301 – اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَمِّيْ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ عَنِ ابْنِ اِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنِيْ عِمْرَانُ بْنُ اَبِيْ اَنَسٍ اَنَّ سُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ حَدَّثَهُ اَنَّ اَبَا مُرَاوِحٍ حَدَّثَهُ اَنَّ حَمْزَةَ بْنَ عَمْرٍو حَدَّثَهُ اَنَّهُ سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ رَجُلاً يَصُوْمُ فِي السَّفَرِ فَقَالَ اِنْ شِئْتَ فَصُمْ وَاِنْ شِئْتَ فَاَفْطِرْ .

☆☆ حضرت حمزہ بن عمرو اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا' وہ ایک ایسے شخص تھے جو سفر کے دوران روزہ رکھا کرتے تھے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر تم چاہو تو روزہ رکھ لو' اگر چاہو تو روزہ نہ رکھو۔

باب ذِكْرِ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى عُرْوَةَ فِيْ حَدِيْثِ حَمْزَةَ فِيْهِ

یہ باب ہے کہ اس بارے میں حضرت حمزہ کی حدیث میں عروہ نامی راوی سے نقل ہونے والے اختلاف کا تذکرہ

2302 – اَخْبَرَنَا الرَّبِيْعُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عَمْرٌو وَذَكَرَ اٰخَرَ عَنْ اَبِي الْاَسْوَدِ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْ مُرَاوِحٍ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَمْرٍو اَنَّهُ قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَجِدُ فِيَّ قُوَّةً عَلَى الصِّيَامِ فِي السَّفَرِ فَهَلْ عَلَيَّ جُنَاحٌ قَالَ هِيَ رُخْصَةٌ مِنَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فَمَنْ اَخَذَ بِهَا فَحَسَنٌ وَمَنْ اَحَبَّ اَنْ يَصُوْمَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ .

☆☆ حضرت حمزہ بن عمرو اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی: مجھے اپنے اندر یہ قوت محسوس ہوتی ہے' میں سفر کے دوران روزہ رکھ سکتا ہوں' تو کیا مجھ پر کوئی گناہ تو نہیں ہوگا؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملی ہوئی رخصت ہے' جو اس کو حاصل کر لیتا ہے' تو یہ اچھا ہے اور جو شخص روزہ رکھنا چاہتا ہے' تو اسے کوئی

2300-تقدم (الحديث 2293) .

2301-تقدم (الحديث 2293) .

2302-تقدم (الحديث 2293) .

گناہ نہیں ہوگا۔

باب ذِكْرِ الْاِخْتِلاَفِ عَلٰى هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ فِيْهِ

یہ باب ہے کہ اس حدیث میں ہشام بن عروہ سے نقل ہونے والے اختلاف کا تذکرہ

2303 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ بِشْرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَمْرٍو الْاَسْلَمِيِّ اَنَّهُ سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَصُوْمُ فِي السَّفَرِ قَالَ اِنْ شِئْتَ فَصُمْ وَاِنْ شِئْتَ فَاَفْطِرْ .

☆☆ حضرت حمزہ بن عمرو اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا: میں سفر کے دوران رکھ سکتا ہوں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم چاہو تو روزہ رکھ لو' اگر چاہو تو روزہ نہ رکھو۔

2304 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ اللَّانِيُّ بِالْكُوْفَةِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيْمِ الرَّازِيُّ عَنْ هِشَامٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَمْرٍو اَنَّهُ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّي رَجُلٌ اَصُوْمُ اَفَاَصُوْمُ فِي السَّفَرِ قَالَ اِنْ شِئْتَ فَصُمْ وَاِنْ شِئْتَ فَاَفْطِرْ .

☆☆ حضرت حمزہ بن عمرو اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! میں ایک ایسا شخص ہوں کہ جو روزے رکھتا ہے' تو کیا میں سفر کے دوران روزہ رکھ سکتا ہوں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر تم چاہو تو روزہ رکھ لو' اگر تم چاہو تو روزہ نہ رکھو۔

2305 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اِنَّ حَمْزَةَ قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَصُوْمُ فِي السَّفَرِ وَكَانَ كَثِيْرَ الصِّيَامِ . فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْ شِئْتَ فَصُمْ وَاِنْ شِئْتَ فَاَفْطِرْ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' حضرت حمزہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی: یارسول اللہ! کیا میں سفر کے دوران روزہ رکھ سکتا ہوں؟ (راوی کہتے ہیں:) وہ بہت زیادہ روزے رکھا کرتے تھے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: اگر تم چاہو تو روزہ رکھ لو' اگر چاہو تو روزہ نہ رکھو۔

2306 - اَخْبَرَنِيْ عَمْرُو بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنِ ابْنِ عَجْلاَنَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اِنَّ حَمْزَةَ سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَصُوْمُ فِي السَّفَرِ فَقَالَ اِنْ شِئْتَ فَصُمْ وَاِنْ شِئْتَ فَاَفْطِرْ .

2303-تقدم (الحديث 2293) .

2304-تقدم (الحديث 2293) .

2305-اخرجه البخاري في الصوم، باب الصوم في السفر و الافطار (الحديث 1943) . تحفة الاشراف (17162) .

2306-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (17238) .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا' انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! کیا میں سفر کے دوران روزہ رکھ سکتا ہوں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم چاہو تو روزہ رکھ لو' اگر چاہو تو روزہ نہ رکھو۔

2307 – اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ حَمْزَةَ الْاَسْلَمِيَّ سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّوْمِ فِي السَّفَرِ وَكَانَ رَجُلًا يَسْرُدُ الصِّيَامَ . فَقَالَ اِنْ شِئْتَ فَصُمْ وَاِنْ شِئْتَ فَاَفْطِرْ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' حضرت حمزہ اسلمی رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سفر کے دوران روزہ رکھنے کا مسئلہ دریافت کیا' وہ ایک ایسے فرد تھے جو مسلسل روزے رکھا کرتے تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر تم چاہو تو روزہ رکھ لو' اگر چاہو تو روزہ نہ رکھو۔

باب ذِكْرِ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى اَبِيْ نَضْرَةَ الْمُنْذِرِ بْنِ مَالِكِ بْنِ قُطَعَةَ فِيْهِ

یہ باب ہے کہ اس حدیث کے بارے میں ابونضرہ نامی راوی سے نقل ہونے والے اختلاف کا تذکرہ

2308 – اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبِ بْنِ عَرَبِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ سَعِيدِ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ اَبِيْ نَضْرَةَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ سَعِيدٍ قَالَ كُنَّا نُسَافِرُ فِيْ رَمَضَانَ فَمِنَّا الصَّائِمُ وَمِنَّا الْمُفْطِرُ لَا يَعِيبُ الصَّائِمُ عَلَى الْمُفْطِرِ وَلَا يَعِيبُ الْمُفْطِرُ عَلَى الصَّائِمِ .

☆☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ہم لوگ رمضان میں سفر کر رہے تھے' ہم میں سے بعض افراد نے روزہ رکھا ہوا تھا' بعض نے روزہ نہیں رکھا ہوا تھا تو روزہ رکھنے والا' روزہ نہ رکھنے والے پر اعتراض نہیں کر رہا تھا' اور روزہ نہ رکھنے والا شخص روزہ رکھنے والے شخص پر اعتراض نہیں کر رہا تھا۔

2309 – اَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ يَعْقُوبَ الطَّالَقَانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ – وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْوَاسِطِيُّ – عَنْ اَبِيْ مَسْلَمَةَ عَنْ اَبِيْ نَضْرَةَ عَنْ اَبِيْ سَعِيدٍ قَالَ كُنَّا نُسَافِرُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمِنَّا الصَّائِمُ وَمِنَّا الْمُفْطِرُ وَلَا يَعِيبُ الصَّائِمُ عَلَى الْمُفْطِرِ وَلَا يَعِيبُ الْمُفْطِرُ عَلَى الصَّائِمِ .

☆☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ہم لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ سفر کر رہے تھے' ہم میں سے بعض

2307-اخرجه الترمذي في الصوم، باب ما جاء في الرخصة في السفر (الحديث 71) . تحفة الاشراف (17071) .

2308-اخرجه مسلم في الصيام، باب جواز الصوم و الفطر في شهر رمضان للمسافر في غير معصية اذا كان سفره مرحلتين فاكثر و ان الافضل لمن اطاقه بلا ضرر ان يصوم و لمن يشق عليه ان يفطر (الحديث 96) مطولًا . واخرجه الترمذي في الصوم، باب ما جاء في الرخصة في السفر (الحديث 713) مطولًا . تحفة الاشراف (4325) .

2309-اخرجه مسلم في الصيام، باب جواز الصوم و الفطر في شهر رمضان للمسافر في غير معصية اذا كان سفره مرحلتين فاكثر و ان الافضل لمن اطاقه بلا ضرر ان يصوم و لمن يشق عليه ان يفطر (الحديث 95) . واخرجه الترمذي في الصوم، باب ما جاء في الرخصة في السفر (الحديث 712) مطولًا . تحفة الاشراف (4344) .

افراد نے روزہ رکھا ہوا تھا' اور بعض نے روزہ نہیں رکھا ہوا تھا' روزہ رکھنے والا' روزہ نہ رکھنے والے کو غلط قرار نہیں دے رہا تھا' اور روزہ نہ رکھنے والا روزہ رکھنے والے کو غلط قرار نہیں دے رہا تھا۔

2310 - اَخْبَرَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا الْقَوَارِيْرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مَنْصُوْرٍ عَنْ عَاصِمٍ الْاَحْوَلِ عَنْ اَبِيْ نَضْرَةَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ سَافَرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَامَ بَعْضُنَا وَاَفْطَرَ بَعْضُنَا .

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ہم لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ سفر کر رہے تھے' ہم میں سے بعض افراد نے روزہ رکھا ہوا تھا' اور بعض نے روزہ نہیں رکھا ہوا تھا۔

2311 - اَخْبَرَنِيْ اَيُّوْبُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ قَالَ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ عَنْ اَبِيْ نَضْرَةَ الْمُنْذِرِ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ وَّجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّهُمَا سَافَرَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَصُوْمُ الصَّائِمُ وَيُفْطِرُ الْمُفْطِرُ وَلَا يَعِيْبُ الصَّائِمُ عَلَى الْمُفْطِرِ وَلَا الْمُفْطِرُ عَلَى الصَّائِمِ .

☆☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اور حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے یہ بات بیان کی ہے' یہ دونوں حضرات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ سفر کر رہے تھے' کچھ افراد نے روزہ رکھا ہوا تھا' اور کچھ افراد نے روزہ نہیں رکھا ہوا تھا روزہ رکھنے والا نہ رکھنے والے کو غلط قرار نہیں دے رہا تھا' اور روزہ نہ رکھنے والا روزہ رکھنے والے کو غلط قرار نہیں دے رہا تھا۔

باب الرُّخْصَةِ لِلْمُسَافِرِ اَنْ يَصُوْمَ بَعْضًا وَّيُفْطِرَ بَعْضًا

مسافر کے لیے اس بات کی اجازت ہے' وہ کچھ روزے رکھ لے' اور کچھ روزے نہ رکھے

2312 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ صَائِمًا فِيْ رَمَضَانَ حَتّٰى اِذَا كَانَ بِالْكَدِيْدِ اَفْطَرَ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' فتح مکہ کے سال نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے مہینے میں روزے کی حالت میں روانہ ہوئے' جب آپ قدید کے مقام پر پہنچے تو آپ نے روزہ ختم کر دیا۔

2310-اخرجه مسلم في الصيام، باب جواز الصوم و الفطر في شهر رمضان للمسافر في غير معصية اذا كان سفره مرحلتين فاكثر و ان الافضل لمن اطاقه بلا ضرر ان يصوم و لمن يشق عليه ان يفطر (الحديث 97) . واخرجه النسائي (الحديث 2311) . تحفة الاشراف (3102) .

2311-تقدم (الحديث 2310) .

2312-اخرجه البخاري في الصوم، باب اذا صام ايامًا من رمضان ثم سافر (الحديث 1944)، و في الجهاد، باب الخروج في رمضان (الحديث 2953)، و في المغازي، باب غزوة الفتح في رمضان (الحديث 4275 و 4276) مطولًا . واخرجه مسلم في الصيام، باب جواز الصوم، و الفطر في شهر رمضان للمسافر في غير معصية اذا كان سفره مرحلتين فاكثر و ان الافضل لمن اطاقه بلا ضرر ان يصوم و لمن يشق عليه ان يفطر (الحديث 88) . تحفة الاشراف (5843) .

باب الرُّخْصَةِ فِي الْإِفْطَارِ لِمَنْ حَضَرَ شَهْرَ رَمَضَانَ فَصَامَ ثُمَّ سَافَرَ

یہ باب ہے کہ اس شخص کے لیے روزہ ختم کرنے کی اجازت جو رمضان کے مہینے میں اقامت کے دوران روزہ رکھ لیتا ہے اور پھر سفر پر روانہ ہو جاتا ہے

2313 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اٰدَمَ قَالَ حَدَّثَنَا مُفَضَّلٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَافَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَامَ حَتّٰى بَلَغَ عُسْفَانَ ثُمَّ دَعَا بِاِنَاءٍ فَشَرِبَ نَهَارًا لِيَرَاهُ النَّاسُ ثُمَّ اَفْطَرَ حَتّٰى دَخَلَ مَكَّةَ فَافْتَتَحَ مَكَّةَ فِي رَمَضَانَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَصَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي السَّفَرِ وَاَفْطَرَ فَمَنْ شَآءَ صَامَ وَمَنْ شَآءَ اَفْطَرَ ۔

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سفر پر روانہ ہوئے' آپ نے روزہ رکھا ہوا تھا' جب آپ عسفان کے مقام پر پہنچے تو آپ نے برتن منگوایا' آپ نے دن کے وقت اسے پی لیا تا کہ لوگ آپ کو دیکھ لیں' اس کے بعد مکہ پہنچنے تک آپ نے روزہ نہیں رکھا' پھر آپ نے رمضان کے مہینے میں مکہ کو فتح کیا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر کے دوران روزہ رکھا بھی ہے اور روزہ نہیں بھی رکھا' اس لیے جو شخص چاہے وہ (سفر کے دوران) روزہ رکھ لے' اور جو چاہے وہ روزہ نہ رکھے۔

باب وَضْعِ الصِّيَامِ عَنِ الْحُبْلٰى وَالْمُرْضِعِ

یہ باب ہے کہ حاملہ اور دودھ پلانے والی عورت سے روزے کا حکم اُٹھ جانا

2314 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ وُهَيْبِ بْنِ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَوَادَةَ الْقُشَيْرِيُّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَجُلٌ مِنْهُمْ اَنَّهُ اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِيْنَةِ وَهُوَ يَتَغَدّٰى فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلُمَّ اِلَى الْغَدَاءِ ۔ فَقَالَ اِنِّي صَائِمٌ ۔ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ وَضَعَ لِلْمُسَافِرِ الصَّوْمَ وَشَطْرَ الصَّلَاةِ وَعَنِ الْحُبْلٰى وَالْمُرْضِعِ ۔

☆☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ان کے قبیلے کا ایک فرد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مدینہ منورہ میں حاضر ہوا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت کھانا کھا رہے تھے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص سے فرمایا: تم آؤ اور کھانا کھاؤ۔ اس نے عرض کی: میں نے روزہ رکھا ہوا ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مسافر شخص سے روزے اور نصف نماز (کے حکم کو) اُٹھا لیا ہے اور حاملہ عورت اور دودھ پلانے والی عورت (سے روزے کو اُٹھا لیا ہے)۔

2313-تقدم (الحديث 2290) .

2314-تقدم (الحديث 2373) .

بَاب تَأْوِيلِ قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ (وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ)

یہ باب ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی وضاحت "اور وہ لوگ جو اس کی طاقت نہیں رکھتے ہیں' ان پر فدیہ ہوگا جو مسکین کو کھانا کھلانا ہے"

2315 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ اَنْبَاَنَا بَكْرٌ - وَهُوَ ابْنُ مُضَرَ - عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ بُكَيْرٍ عَنْ يَزِيدَ مَوْلَى سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ (وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ) كَانَ مَنْ اَرَادَ مِنَّا اَنْ يُفْطِرَ وَيَفْتَدِيَ حَتّٰى نَزَلَتِ الْاٰيَةُ الَّتِي بَعْدَهَا فَنَسَخَتْهَا .

☆☆ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' جب یہ آیت نازل ہوئی:

"اور جو لوگ اس کی طاقت نہیں رکھتے ہیں ان پر فدیہ لازم ہوگا جو مسکین کو کھانا کھلانا ہے"۔

حضرت سلمہ بیان کرتے ہیں' ہم میں سے پہلے جو شخص روزہ نہیں رکھنا چاہتا تھا' وہ فدیہ دے دیا کرتا تھا' یہاں تک کہ اس کے بعد والی آیت نازل ہوگئی اور اس نے اس آیت کو منسوخ کر دیا۔

روزے کے بعض فقہی مسائل کا بیان

کسی شخص کو روزے کا خیال نہ رہا اور اس وجہ سے اس نے کچھ کھا پی لیا یا جماع کر لیا تو روزہ فاسد نہیں ہوگا، خواہ روزہ فرض ہو یا نفل کسی شخص نے بھول کر جماع شروع کیا پھر فوراً ہی یاد آ گیا کہ روزہ دار ہوں تو اگر اس نے یاد آتے ہی فوراً اپنا عضو مخصوص شرمگاہ سے باہر نکال لیا تو روزہ نہیں ٹوٹے گا اور اگر نہ نکالا تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔

اس صورت میں اس روزے کی قضا لازم ہوگی کفارہ ضروری نہیں ہوگا مگر بعض حضرات کہتے ہیں کہ کفارہ کا ضروری نہ ہونا اس صورت سے متعلق ہے جب کہ اپنے بدن کو حرکت نہ دے یعنی یاد آ جانے کے بعد دھکا نہ لگائے۔ جس سے کہ انزال ہو جائے کیونکہ اگر دھکا لگائے تو کفارہ لازم ہوگا جیسا کہ اگر کوئی شخص یاد آ جانے کے بعد عضو مخصوص باہر نکال کر پھر داخل کرے تو اس پر کفارہ لازم ہوگا اگر کوئی شخص طلوع فجر سے پہلے قصداً جماع میں مشغول ہو گیا اور اسی دوران فجر طلوع ہوگئی تو اسے فوراً علیحدہ ہو جانا ضروری ہوگا اگر نہ صرف یہ کہ فوراً علیحدہ نہ ہو بلکہ بدن کو حرکت بھی دے تو اس صورت میں کفارہ لازم ہوگا۔ ہاں بدن کو حرکت نہ دے اور علیحدہ بھی نہ ہو تو صرف روزہ فاسد ہو جائے۔

اگر کوئی شخص طلوع فجر کے خوف سے جماع سے علیحدہ ہو جائے اور پھر طلوع فجر کے بعد جماع سے علیحدہ ہو جانے کی صورت میں انزال ہو جائے تو اس سے روزہ پر اثر نہیں پڑے گا۔ اگر کوئی شخص بھول کر کچھ کھا پی رہا ہو تو دوسرے لوگوں کو اسے یاد

2315-اخرجه البخاري في التفسير، باب (فمن شهد منكم الشهر فليصمه) (الحديث 4507) . واخرجه مسلم في الصيام، باب بيان نسخ قوله تعالى: (وعلى الذين يطيقونه فدية) بقوله: (فمن شهد منكم الشهر فليصمه) (الحديث 149 و 150) . واخرجه ابو داؤد في الصوم، باب نسخ قوله تعالى (وعلى الذين يطيقونه) (الحديث 2315) . واخرجه الترمذي في الصوم، باب ما جاء (وعلى الذين يطيقونه) (الحديث 798) . واخرجه النسائي في التفسير: قوله تعالى (وعلى الذين يطيقونه فديه طعام مسكين) (الحديث 37) . تحفة الاشراف (4534) .

دلانا چاہئے کیونکہ ایسی حالت میں اسے یاد نہ دلانا مکروہ ہے بشرطیکہ اس شخص میں روزہ رکھنے کی قوت ہو اور وہ بغیر کسی مشقت کے رات تک اپنا روزہ پورا کرنے کی طاقت رکھتا ہو اگر کوئی شخص اسے یاد دلا دے اور پھر بھی اسے یاد نہ آئے اور وہ کھا پی لے تو اس صورت میں اس پر قضا لازم ہوگی۔

اگر اس شخص میں روزہ رکھنے کی قوت نہ ہو تو اسے یاد نہ دلانا ہی اولیٰ ہے۔ عورت کی شرمگاہ کی طرف نظر ڈالنے کی وجہ سے انزال ہونے کی صورت میں روزہ نہیں ٹوٹتا اس بارے میں علماء کے اختلافی اقوال ہیں کہ جانور کے ساتھ فعل بد کرنے سے انزال ہو جانے کی صورت میں روزہ ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں؟

چنانچہ بعض حضرات کے نزدیک تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے جب کہ بعض حضرات کہتے ہیں کہ روزہ نہیں ٹوٹتا، ہاں اگر انزال نہ ہو تو متفقہ طور پر مسئلہ یہ ہے کہ صرف فعل بد کی وجہ سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ جلق کے ذریعے انزال ہو جانے کی صورت میں روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور قضا لازم آتی ہے کفارہ ضروری نہیں ہوتا اس بارے میں یہ بات جان لینی ضروری ہے کہ یہ فعل قبیح (جلق) غیر رمضان میں بھی حلال نہیں ہے جب کہ اسے قضاء شہوت مقصود ہو ہاں اگر تسکین شہوت مقصود ہو تو پھر امید ہے کہ اس صورت میں کوئی وبال نہیں ہوگا یعنی اگر کوئی شخص محض لذت حاصل کرنے کے لئے اس فعل میں مبتلا ہو تو اس کے لئے یہ قطعاً حلال نہیں ہے اور اگر اضطراب و بیقراری کی یہ حالت ہو کہ اس فعل کے ذریعے منی خارج نہ کرنے کی صورت میں زنا میں مبتلا ہو جانے کا خوف ہو اور وہ جلق کرے تو پھر امید ہے کہ وہ گنہگار نہ ہو لیکن اس پر مداومت بہرصورت گناہ کا باعث ہے۔

کسی عورت کا تصور کرنے سے انزال ہو جائے تو روزہ نہیں ٹوٹے گا اسی طرح دو عورتوں کا آپس میں فعل بد کرنا جسے چپٹی لگانا بھی کہا جاتا ہے روزہ کو نہیں توڑتا بشرطیکہ انزال نہ ہو اگر انزال ہوگا تو روزہ ٹوٹ جائے گا اور قضا لازم آئے گی۔

تیل لگانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا کیونکہ مسامات کے ذریعے کسی چیز کا بدن میں داخل ہونا روزے کے منافی نہیں ہے یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ کوئی شخص نہائے اور اس کے جگر کو ٹھنڈک پہنچے اسی طرح سرمہ لگانے سے بھی روزہ نہیں ٹوٹتا، اگرچہ اس کا مزہ حلق میں محسوس ہو یا اس کا رنگ رینٹ اور تھوک میں ظاہر ہو کیونکہ آنکھ اور دماغ کے درمیان کوئی نہیں ہے اسی لئے آنکھوں سے آنسو بھی ٹپک کر نکلتے ہیں جیسا کہ کسی چیز کا عرق کشید ہوتا ہے اور یہ بتایا ہی جا چکا ہے کہ جو چیز مسامات کے ذریعے بدن میں داخل ہوتی ہے وہ روزہ کے منافی نہیں ہے پھر یہ کہ سرمہ کے بارے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ روایت منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم روزہ کی حالت میں سرمہ لگایا کرتے تھے اسی طرح اگر آنکھ میں دوا یا دودھ تیل کے ساتھ ڈالا جائے اور اس کا مزہ یا اس کی تلخی حلق میں محسوس ہو تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔

اگر کوئی شخص کوئی چیز یعنی روئی وغیرہ نگل جائے درآنحالیکہ وہ کسی ڈورے میں بندھی ہو اور ڈورہ اس کے ہاتھ میں ہو تو روزہ نہیں ٹوٹے گا جب تک وہ ڈورے سے کھل کر پیٹ میں نہ گر جائے اگر ڈورے سے کھل کر گر پڑے گی تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔ اور اگر کوئی حلق میں لکڑی یا اسی کی مانند کوئی اور چیز داخل کرے اور اس کا دوسرا سرا اس کے ہاتھ میں ہو تو روزہ نہیں ٹوٹے گا، اسی طرح اگر کوئی شخص اپنی انگلی مقعد میں داخل کرے یا کوئی عورت اپنی شرمگاہ میں داخل کرے تو روزہ فاسد نہیں ہوگا۔ ہاں اگر

انگلی پانی یا تیل سے تر ہوگی تو ٹوٹ جائے گا۔

سینگی اور غیبت سے روزہ فاسد نہیں ہوتا البتہ روزہ کا ثواب جاتا رہتا ہے محض افطار کی نیت کرنے سے جب کہ کچھ کھائے پئے نہیں روزہ پر کوئی اثر نہیں پڑتا، کسی شخص کے حلق میں بے قصد و بے اختیار دھواں چلا جائے تو روزہ فاسد نہیں ہوتا کیونکہ اس سے بچنا قطعا ناممکن ہے اگر کوئی شخص احتیاط کے پیش نظر ایسے موقعہ پر اپنا منہ بند بھی کر لے تو دھواں ناک کے ذریعے داخل ہوگا، لہٰذا یہ تری کی قسم سے ہے جو کلی کے بعد منہ میں باقی رہتی ہے اور جس سے روزہ پر کوئی اثر نہیں پڑتا، ہاں اگر قصدا کوئی شخص اپنے حلق میں دھواں داخل کرے گا اور داخل کرنا کسی بھی صورت سے ہو تو اس کا روزہ ٹوٹ جائے گا خواہ دھواں عنبر کا ہو یا اگر بتی کا یا ان کے علاوہ کسی بھی چیز کا لہٰذا اگر کوئی شخص خوشبو کی کوئی چیز جلا کر اس کا دھواں اپنی طرف لے گا اور اس کو سونگھے گا باوجو اسے یہ یاد ہو کہ میں روزہ دار ہوں تو اس کا روزہ فاسد ہو جائے گا کیونکہ اس کے لئے اس سے بچنا ممکن ہے اس مسئلہ سے ا لوگ غافل ہیں۔

اس بارے میں احتیاط پیش نظر رہنی چاہیے یہ بات بھی جان لینی چاہیے کہ اس مسئلے کو مشک و گلاب اور دیگر خوشبوئیں سونگھنے پر قیاس نہیں کیا جاسکتا، کیونکہ محض خوشبودار دھوئیں کے اس جوہر میں جو قصدا حلق میں داخل کیا جائے جو فرق ہے وہ سب ہی جانتے ہیں اسی طرح حقہ کے دھویں سے بھی روزہ جاتا رہتا ہے کیونکہ وہ قصدا کھینچا جاتا ہے اور اس سے نفس کو تسکین ہوتی ہے اور اکثر حالت میں بطور دوا استعمال کیا جاتا ہے۔ پسینہ اور آنسو حلق میں جانے سے روزہ پر اثر نہیں پڑتا جب کہ وہ تھوڑی مقدار میں ہوں ہاں اگر وہ زیادہ مقدار میں جائیں کہ جس سے حلق میں نمکینی محسوس ہو تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔

کسی خوشبو کی چیز مثلاً پھول و عطر وغیرہ سونگھنے سے بھی روزہ نہیں ٹوٹتا۔ کسی شخص کے حلق میں غبار یا چکی پیستے ہوئے آٹا یا مکھی جائے یا دوائیں کوٹتے ہوئے یا ان کی پڑیا باندھتے ہوئے اس میں سے کچھ اڑ کر حلق میں چلا جائے تو روزہ فاسد نہیں ہوگا کیونکہ ان چیزوں سے بچنا ناممکن ہے۔ کوئی روزہ دار حالت جنابت میں صبح کو اٹھے تو اس کا روزہ فاسد نہیں ہوگا اگر چہ وہ پورے دن یا کئی دن تک اسی طرح رہے اور غسل پاکی نہ کرے البتہ نجس رہنے اور نماز وغیرہ پڑھنے کی وجہ سے ثواب سے محروم رہے گا۔ اگر کوئی شخص روزہ کی حالت میں اپنے عضو مخصوص کے سوراخ میں دوا یا تیل ڈالے یا اسی طرح سلائی وغیر داخل کرائے تو اگر چہ یہ چیزیں مثانہ تک پہنچ جائیں۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام محمد رحمہما اللہ کے قول کے مطابق روزہ فاسد نہیں ہوگا کیونکہ مثانہ نہ صرف یہ کہ جوف سے خارج ہے بلکہ مثانہ میں سے اندر کو راستہ نہیں ہے اسی لئے پیشاب بھی ٹپک کر نکلتا ہے البتہ امام ابو یوسف کے نزدیک مذکورہ بالا صورت میں روزہ جاتا رہتا ہے ہاں اگر یہ چیزیں مثانہ تک نہ پہنچیں بلکہ عضو مخصوص کی اندرونی نالی تک ہی محدود رہیں تو تینوں حضرات کے نزدیک روزہ فاسد نہیں ہوتا۔ کوئی شخص پانی میں بیٹھ جائے اور پانی اس کے کان میں چلا جائے یا وہ تنکے سے اپنا کان کھجلائے اور تنکے پر کان کا میل ظاہر ہو اور پھر وہ اس تنکے کو کان میں ڈالے اور اس طرح کئی مرتبہ کرے تب بھی روزہ فاسد نہیں ہوگا۔

کسی شخص کی ناک میں دماغ سے اتر کر بلغم آ جائے اور وہ اس کو چڑھا جائے یا نگل جائے جیسا کہ اکثر بے تمیز اور کثیف الطبع لوگ کرتے ہیں تو روزہ نہیں ٹوٹتا، کسی کے منہ سے لعاب نکلے اور وہ منقطع نہ ہو بلکہ مثل تار کے لٹک کر ٹھوڑی تک پہنچ جائے اور پھر وہ اس لعاب کو اوپر کھینچ کر نگل جائے تو روزہ نہیں ٹوٹتا، ہاں اگر لعاب لٹکتا نہ بلکہ منقطع ہو کر گر جائے اور پھر وہ اسے منہ میں ڈال لے تو روزہ جاتا رہے گا، منہ بھر بلغم نگل جانے سے امام ابو یوسف کے نزدیک روزہ جاتا رہتا ہے مگر امام اعظم کے نزدیک اس سے روزہ نہیں جاتا۔

امام شافعی کے نزدیک جب کہ بلغم وغیرہ کے تھوک دینے پر قادر ہو اور اس کے باوجود نگل جائے تو روزہ فاسد ہو جاتا ہے۔ بے اختیار قے ہو جانے سے روزہ فاسد نہیں ہوتا خواہ قے کسی قدر ہو منہ بھر کر یا اس سے زیادہ اسی طرح صورت میں بھی روزہ فاسد نہیں ہوتا جب کہ آئی ہوئی قے بے اختیار حلق کے نیچے اتر جائے خواہ وہ کسی قدر ہو لیکن امام ابو یوسف کے نزدیک اس صورت میں روزہ جاتا رہتا ہے ہاں اگر وہ قصداً نگل جائے اور منہ بھر کر ہو تو سب ہی کے نزدیک روزہ جاتا رہے گا البتہ کفارہ لازم نہیں آئے گا اور اگر منہ بھر کر نہیں ہوگی تو روزہ فاسد نہیں ہوگا۔

اگر کوئی شخص قصداً قے کرے اور منہ بھر کر ہو تو متفقہ طور پر مسئلہ یہ ہے کہ روزہ جاتا رہے گا اور اگر منہ بھر کر نہ ہو تو امام ابو یوسف کے نزدیک روزہ فاسد نہیں ہوگا اور صحیح یہی ہے حضرت امام محمد کا قول ہے کہ منہ بھر کر نہ ہونے کی صورت میں روزہ جاتا رہتا ہے۔ جو قے عمداً کی جائے اور منہ بھر کر نہ ہو اور وہ بے اختیار حلق کے نیچے اتر جائے تو روزہ فاسد نہیں ہوگا، قصداً نگل جانے کے بارے میں دو قول ہیں صحیح قول یہ ہے کہ اس صورت میں روزہ فاسد نہیں ہوگا۔ کوئی چیز جو غذا وغیرہ کی قسم سے ہو اور رات میں دانتوں کے درمیان باقی رہ گئی ہو تو دن میں اسے نگل جانے سے روزہ فاسد نہیں ہوگا بشرطیکہ وہ چنے کی مقدار سے کم ہو اور منہ سے باہر نکال کر نہ کھائی جائے۔

اسی طرح کسی کے دانتوں سے یا منہ کے کسی دوسرے اندرونی حصے سے خون نکلے اور حلق میں چلا جائے تو روزہ نہیں جاتا بشرطیکہ وہ پیٹ تک نہ پہنچے یا پیٹ میں پہنچ جائے مگر تھوک کے ساتھ مخلوط ہو کر اور تھوک سے کم اور اس کا مزہ حلق میں محسوس نہ ہو اگر خون پیٹ تک پہنچ جائے گا اور وہ تھوک پر غالب ہوگا یا تھوک کے برابر ہوگا تو روزہ فاسد ہو جائے گا۔ اگر کوئی شخص بقدر تل کوئی چیز باہر سے منہ میں ڈال کر چبائے اور وہ منہ میں پھیل بھی جائے تو روزہ فاسد نہیں ہوگا بشرطیکہ حلق میں اس کا مزہ محسوس نہ ہو، ہاں اگر وہ چیز منہ میں پھیلے نہیں نیز اس کا مزہ حلق میں محسوس ہو یا یہ کہ بغیر چبائے ہی اس چیز کو نگل جائے اور حلق میں اس کا مزہ محسوس نہ ہو تب بھی روزہ ٹوٹ جائے گا اور اگر وہ چیز ان چیزوں میں سے ہوگی جن سے کفارہ لازم آتا ہے تو کفارہ ضروری ہو گا نہیں تو قضاء لازم آئے گی۔ (امداد الفتاح شرح نور الایضاح، کتاب صوم، لاہور)

سب سے پہلے یہ بات جان لینی ضروری ہے کہ روزہ فاسد ہو جانے کی صورت میں کفارہ کن لوگوں پر اور کن حالات میں لازم ہوگا۔ کفارہ اس وقت لازم ہوتا ہے جب کہ روزہ رکھنے والا مکلف یعنی عاقل و بالغ ہو، روزہ رمضان کا ہو اور رمضان ہی کے مہینے میں ہو یعنی رمضان کے قضاء روزوں میں بھی کفارہ لازم نہیں ہوتا، نیت رات ہی سے کیے ہوئے ہو۔

اگر طلوع فجر کے بعد نیت کی ہوگی، تو روزہ توڑنے پر کفارہ لازم نہیں ہوگا، روزہ توڑنے کے بعد ایسا کوئی امر پیش نہ آئے جو کفارہ کو ساقط کر دینے والا ہو جیسے حیض و نفاس، اگر روزہ توڑنے کے بعد ان میں سے کوئی چیز پیش نہ آئے جس سے کفارہ ساقط ہو جاتا ہے، جیسے سفر کہ اگر کوئی شخص سفر کی حالت میں روزہ توڑے گا تو کفارہ لازم نہیں آئے ہاں اگر کوئی شخص سفر سے پہلے روزہ توڑ دے گا تو کفارہ ساقط نہیں ہوتا۔ لہٰذا جب یہ تمام شرائط پائی جائیں گی اور مندرجہ ذیل مفسرات صوم (روزہ کو توڑنے والی چیزوں) میں سے کوئی صورت پیش آئے گی تو کفارہ اور قضا دونوں لازم ہوں گے۔

اس کے بعد اب دیکھئے کہ وہ کون سی چیزیں اور صورتیں ہیں جن سے روزہ فاسد ہو جاتا ہے اور جن کی وجہ سے کفارہ اور قضا دونوں لازم ہوتے ہیں۔ جماع کرنا، اغلام کرنا ان دونوں صورتوں میں فاعل اور مفعول دونوں پر کفارہ اور قضا لازم آتی ہے کھانا پینا خواہ بطور غذا یا بطور دوا۔ غذائیت کے معنی اور محمول میں علماء کے اختلافی اقوال ہیں۔

بعض حضرات کہتے ہیں کہ غذا کا محمول اس چیز پر ہوگا جس کو کھانے کے لئے طبیعت خواہش کرے اور اس کے کھانے سے پیٹ کی خواہش کا تقاضہ پورا ہوتا ہو۔ بعض حضرات کا قول یہ ہے کہ غذا کی چیز وہ کہلائے گی جس کے کھانے سے بدن کی اصلاح ہو اور بعض حضرات کا یہ کہنا ہے کہ غذا انہیں چیزوں کو کہیں گے جو عادۃً کھائی جاتی ہو۔ لہٰذا اگر کوئی شخص بارش کا پانی، اولہ اور برف نگل جائے یا کچا گوشت کھائے خواہ وہ مردار ہی کا کیوں نہ ہو تو کفارہ لازم ہوگا اسی طرح چربی، خشک کیا ہوا گوشت اور گیہوں کھانے سے بھی کفارہ واجب ہو جاتا ہے۔ ہاں اگر ایک آدھ گیہوں منہ میں ڈال کر چبایا جائے اور وہ منہ میں پھیل جائے تو کفارہ لازم نہیں ہوتا۔ اپنی بیوی یا محبوب کا تھوک نگل جانے سے بھی کفارہ واجب ہوتا ہے کیونکہ اس میں بھی طبیعت کی خواہش کا دخل ہوتا ہے۔ ہاں ان کے علاوہ دوسروں کا تھوک نگلنے کی صورت میں کفارہ واجب نہیں ہوتا، البتہ روزہ جاتا رہتا ہے اور قضا لازم آتی ہے نمک کو کم مقدار میں کھانے سے تو کفارہ لازم ہوتا ہے زیادہ مقدار میں کھانے سے نہیں۔

مستغنی میں اس قول کو روایت مختار کہا گیا لیکن خلاصہ اور بزازیہ میں لکھا ہے کہ مختار (یعنی قابل قبول اور لائق اعتماد) مسئلہ یہ ہے کہ مطلقاً نمک کھانے سے کفارہ واجب ہوتا ہے یعنی خواہ نمک زیادہ یا کم ہو۔ اگر بغیر بھنا جو کھایا جائے گا تو کفارہ لازم نہیں ہوگا۔ کیونکہ کچا جو نہیں جاتا، لیکن یہ خشک جو کا مسئلہ ہے۔

اگر تازہ خوشہ میں سے جو نکال کر بغیر بھنا ہوا بھی کھایا جائے گا تو کفارہ لازم آئے گا۔ گل ارمنی کے علاوہ وہ مٹی مثلاً ملتانی وغیرہ کھانے کے بارے میں مسئلہ یہ ہے کہ اگر وہ عادۃً کھائی جاتی ہو تو اس پر بھی کفارہ لازم آئے گا اور اگر نہ کھائی جاتی ہو تو پھر کفارہ لازم نہیں ہوگا۔ ایک حدیث ہے جس کے الفاظ ہیں الغیبۃ تفطر الصیام (غیبت روزہ کو ختم کر دیتی ہے) بظاہر تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی روزہ دار غیبت کرے گا تو اس کا روزہ جاتا رہے گا۔

لیکن علماء امت نے اجتماعی طریقے پر اس حدیث کی تاویل یہ کی ہے کہ حدیث کی مراد یہ نہیں ہے کہ غیبت کرنے سے روزہ جاتا رہتا ہے بلکہ اس کی مراد یہ ہے کہ جو روزہ دار غیبت میں مشغول ہوگا اس کے روزے کا ثواب جاتا رہے گا۔ حدیث اور اس کی تاویل ذہن میں رکھئے اور اب یہ مسئلہ سنئے کہ اگر کسی شخص نے کسی کی غیبت کی اور اس کے بعد قصداً کھانا کھا لیا تو اس پر کفارہ

لازم آئے کا خواہ اسے یہ حدیث معلوم ہو یا معلوم نہ ہو اور خواہ حدیث کی مذکورہ بالا تاویل اس کے علم میں ہو یا علم میں نہ ہو نیز یہ کہ مفتی نے کفارہ لازم ہونے کا فتویٰ دیا ہو یا نہ دیا ہو کیونکہ حدیث اور اس کی تاویل سے قطع نظر غیبت کے بعد روزہ کا ختم ہو جانا قطعاً خلاف قیاس ہے۔ اسی طرح ایک حدیث ہے افطر الحاجم والمحجوم (پچھنے لگانے والے اور لگوانے والے دونوں کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے) اس حدیث کی بھی یہ تاویل کی گئی ہے کہ پچھنے لگوانے سے چونکہ روزہ دار کو کمزوری لاحق ہو جاتی ہے اور زیادہ خون نکلنے کی صورت میں روزہ توڑ دینے کا خوف ہو سکتا ہے اسی طرح پچھنے لگانے والے کے بارے میں بھی یہ امکان ہوتا ہے کہ خون کا کوئی قطرہ اس کے پیٹ میں پہنچ جائے۔ اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے احتیاط کے پیش نظر یہ فرمایا کہ روزہ جاتا رہتا ہے ورنہ حقیقت میں پچھنے لگانے یا لگوانے سے روزہ ٹوٹتا نہیں۔ حدیث الغیبہ تفطر الصیام کے برخلاف اس کا مسئلہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص پچھنے لگانے یا لگوانے کے بعد اس حدیث کے پیش نظر اس گمان کے ساتھ کہ روزہ جاتا رہا ہے۔ قصداً کچھ کھا پی لے تو اس پر کفارہ صرف اسی صورت میں لازم آئے گا جب کہ وہ اس حدیث کی مذکورہ بالا تاویل سے جو جمہور علماء سے منقول ہے واقف ہو یا یہ کہ کسی فقیہ اور مفتی نے یہ فتویٰ دیا ہے کہ پچھنے لگوانے یا لگانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

اگرچہ اس کا یہ فتویٰ حقیقت کے خلاف ہوگا اور اس کی ذمہ داری اسی پر ہوگی اور اگر اسے حدیث مذکور کی تاویل معلوم نہ ہوگی تو کفارہ لازم نہیں ہوگا **الغیبة تفطر الصیام و افطر الحاجم والمحجوم** دونوں حدیثوں کے احکام میں مذکورہ بالا فرق اس لئے ہے کہ غیب سے روزہ کا ٹوٹنا نہ صرف یہ کہ خلاف قیاس ہے بلکہ اس حدیث کی مذکورہ بالا تفریق تمام علماء امت کا اتفاق ہے جب کہ پچھنے سے روزہ کا ٹوٹ جانا نہ صرف یہ کہ خلاف قیاس نہیں ہے بلکہ اس حدیث کی مذکورہ بالا تفریق پر تمام علماء امت کا اتفاق ہے کیونکہ بعض علماء مثلاً امام اوزاعی وغیرہ اس حدیث کے ظاہری مفہوم پر عمل کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ پچھنے لگانے یا لگوانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے، ایسے ہی کسی شخص نے شہوت کے ساتھ کسی عورت کو ہاتھ لگایا، یا کسی عورت کا بوسہ لیا، یا کسی عورت کے ساتھ ہم خواب ہوا، یا کسی عورت کے ساتھ بغیر انزال کے مباشرت فاحشہ کی یا سرمہ لگایا، یا فصد کھلوائی یا کسی جانور سے بدفعلی کی مگر انزال نہیں ہوا یا اپنی دبر میں انگلی داخل کی اور یہ گمان کر کے کہ روزہ جاتا رہے گا۔

اس نے قصداً کچھ کھا پی لیا تو اس صورت میں بھی کفارہ اسی وقت لازم ہوگا جب کہ کسی فقیہ یا مفتی نے مذکورہ بالا چیزوں کے بارے میں یہ فتویٰ دیا ہو کہ ان سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اگرچہ اس کا یہ فتویٰ غلط اور حقیقت کے خلاف ہوگا اگر مفتی فتویٰ نہیں دے گا تو کفارہ لازم نہیں ہوگا کیونکہ مذکورہ بالا چیزوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

اس عورت پر کفارہ واجب ہوگا جس نے روزہ کی حالت میں کسی ایسے مرد سے برضا و رغبت اور بخوشی جماع کرایا جو جماع کرنے پر مجبور کر دیا گیا تھا چنانچہ کفارہ صرف عورت پر واجب ہوگا اس مرد پر نہیں۔

کسی عورت نے یہ جانتے ہوئے کہ فجر طلوع ہو گئی ہے اسے اپنے خاوند سے چھپایا، چنانچہ اس کے خاوند نے اس سے صحبت کر لی اور اسے یہ معلوم نہیں تھا کہ فجر طلوع ہو گئی ہے تو اس صورت میں بھی صرف عورت پر کفارہ واجب ہوا اور مرد پر واجب نہیں ہوگا۔ (امداد الفتاح شرح نور الایضاح، کتاب صوم، لاہور)

2316 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِيلَ بْنِ اِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ قَالَ اَنْبَاَنَا وَرْقَاءُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ (وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ) يُطِيقُونَهُ يُكَلَّفُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ وَّاحِدٍ (فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا) طَعَامُ مِسْكِينٍ اٰخَرَ لَيْسَتْ بِمَنْسُوخَةٍ (فَهُوَ خَيْرٌ لَّهُ وَاَنْ تَصُومُوا خَيْرٌ لَّكُمْ) لَا يُرَخَّصُ فِي هٰذَا اِلَّا لِلَّذِي لَا يُطِيقُ الصِّيَامَ اَوْ مَرِيضٍ لَا يُشْفَى ۔

☆☆ عطاء اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول نقل کرتے ہیں (ارشادِ باری تعالیٰ ہے:)

''اور جولوگ اس کی طاقت نہیں رکھتے ہیں' وہ فدیہ دیں گے جو مسکین کو کھانا کھلانا ہے''۔

یہاں اس کی طاقت رکھنے سے مراد یہ ہے' جولوگ روزہ رکھنے کے مکلف ہیں' ان پر فدیہ دینا لازم ہوگا جو کہ ایک مسکین کو کھانا کھلانا ہوگا' تو جو شخص مزید نیکی حاصل کرنا چاہے' وہ دوسرے مسکین کو بھی کھانا کھلا دے۔ (حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں:) یہ آیت منسوخ نہیں ہے اور ایسا کرنا اس شخص کے لیے زیادہ بہتر ہے۔

(قرآن کے یہ الفاظ:)

''اگر تم روزہ رکھ لو تو یہ تمہارے لیے زیادہ بہتر ہے''۔

اس میں رخصت صرف اس شخص کو دی گئی ہے' جو روزہ رکھنے کی طاقت ہی نہیں رکھتا ہے یا ایسا بیمار جو شفاء یاب ہی نہیں ہو سکتا ہے۔

میت کی طرف سے روزے رکھنے میں مذاہب ائمہ

جو شخص فوت ہو گیا اور اس نے رمضان کے روزے نہ رکھے ہوں تو امام مالک امام شافعی اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک کوئی شخص اس کی طرف سے روزے نہیں رکھ سکتا ان کی دلیل یہ آیت ہے۔

(آیت) ولا تزر وازرۃ وزر اخری۔ (الانعام:۱۶۴) ترجمہ: کوئی شخص کسی کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔

علامہ مرداوی حنبلی لکھتے ہیں: جب کوئی شخص فوت ہو جائے اور اس پر نذر کے روزے ہوں تو صحیح مذہب یہ ہے کہ اس کا ولی اس کی طرف سے روزے رکھ سکتا ہے اور صحیح مذہب یہ ہے کہ ایک جماعت میت کی طرف سے روزے رکھ سکتی ہے نیز صحیح مذہب یہ ہے کہ ولی کا غیر بھی میت کی طرف سے اس کی اجازت سے اور اس کی اجازت کے بغیر روزے رکھ سکتا ہے اگر ولی روزے نہ رکھے تو میت کے مال سے ہر روزہ کے بدلہ ایک مسکین کو کھانا کھلائے۔ (الانصاف ج ۳ ص ۳۳۷-۳۳۶ مطبوعہ داراحیاء التراث العربی)

علامہ سرخسی حنفی لکھتے ہیں: ہماری دلیل یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے موقوفاً روایت ہے کہ کوئی شخص کسی کی طرف سے روزہ نہ رکھے اور نہ کوئی شخص کسی کی طرف سے نماز پڑھے۔ (موطا امام مالک ص ۲۴۵ مطبوعہ لاہور)

2316-اخرجه البخاري في التفسير، باب (اياماً معدودات فمن كان منكم مريضاً او على سفر فعدة من ايام اخر و على الذين يطيقونه فدية طعام مسكين، فمن تطوع خيراً فهو خير له و ان تصوموا خير لكم ان كنتم تعلمون) (الحديث 4505) بمعناه و اخرجه النسائي في التفسير: قوله تعالى (وعلى الذين يطيقونه فديه طعام مسكين) (الحديث 38 و 39) . تحفة الاشراف (5945) .

دوسری دلیل یہ ہے کہ زندگی میں عبادات کی ادائیگی میں کوئی شخص کسی کا نائب نہیں ہوسکتا لہٰذا موت کے بعد بھی نہیں ہوسکتا کیونکہ عبادت کا مکلف کرنے سے یہ مقصود ہے کہ مکلف کے بدن پر اس عبادت کی مشقت ہو اور نائب کے ادا کرنے سے مکلف کے بدن پر کوئی مشقت نہیں ہوئی البتہ اس کی طرف سے ہر دن ایک مسکین کو کھانا کھلایا جائے گا کیونکہ اب اس مکلف کا خود روزہ رکھنا ممکن نہیں ہے تو فدیہ اس کے روزہ کا قائم مقام ہو جائے گا جیسا کہ شیخ فانی کی صورت میں ہے اور اس نے فدیہ ادا کرنے کی وصیت کی ہو تو اس کے تہائی مال سے کھانا کھلانا لازم ہے اور امام شافعی کے نزدیک وہ وصیت کرے یا نہ کرے اس کی طرف سے کھانا کھلانا لازم ہے فدیہ کی مقدار ہمارے نزدیک دو کلو گندم ہے اور امام شافعی کے نزدیک ایک کلو گندم ہے۔

(المبسوط ج ۳ ص ۳۷ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۱۳۹۸ھ)

مریض کے روزہ قضا کرنے کے متعلق مذاہب ائمہ

علامہ ابو اسحاق شیرازی شافعی لکھتے ہیں: جو شخص مرض کی وجہ سے روزہ رکھنے پر قادر نہ ہو روزہ رکھنے کی وجہ سے اس کو مرض کے بڑھنے کا خدشہ ہو اور اس مرض کے زائل ہونے کی توقع ہو تو اس پر روزہ رکھنا واجب نہیں ہے اور جب مرض زائل ہو جائے تو اس پر روزہ رکھنا واجب نہیں ہے اور جب مرض زائل ہو جائے تو اس پر ان روزوں کی قضا کرنا واجب ہے جیسا کہ اس آیت میں ہے۔ (آیت) فمن کان منکم مریضا او علی سفر فعدۃ من ایام اخر۔ (البقرہ:۱۸۴) اور اگر کسی شخص نے صبح کو تندرستی کی حالت میں روزہ رکھا پھر بیمار ہو گیا تو وہ روزہ توڑ دے کیونکہ ضرورت کی وجہ سے اس کے لیے روزہ توڑنا جائز ہے اور ضرورت متحقق ہے لہٰذا روزہ توڑنا جائز ہے۔ (المہذب مع شرح المہذب ج ۶ ص ۲۵۸۔۲۵۷ مطبوعہ دار الفکر بیروت)

علامہ نووی شافعی اس کی شرح میں لکھتے ہیں: جو شخص کسی ایسے مرض کی وجہ سے روزہ رکھنے سے عاجز ہو جس کا زائل ہونا متوقع ہو اس پر اس وقت روزہ رکھنا لازم نہیں ہے اور اس پر قضا لازم ہے یہ اس وقت جب اس کو روزہ رکھنے سے مشقت ہو اور اس میں یہ شرط نہیں ہے کہ اس کا مرض اس حالت کو پہنچ جائے کہ اس کے لیے روزہ رکھنا ممکن ہی نہ ہو بلکہ ہمارے اصحاب نے یہ کہا ہے کہ افطار کے مباح ہونے کی شرط یہ ہے کہ روزہ رکھنے سے اس کو مشقت ہو اگر اس کو پورے وقت بخار رہتا ہو تو وہ رات کو روزے کی نیت نہ کرے اور اگر کسی وقت بخار ہو اور کسی وقت نہ ہو اگر روزہ کے شروع کے وقت میں بخار ہو تو روزہ کی نیت نہ کرے اور اگر بخار نہ ہو تو روزہ کی نیت کرے پھر اگر بعد میں بخار ہو جائے اور روزہ توڑنے کی ضرورت ہو تو روزہ توڑ دے۔ اسی طرح اگر تندرست آدمی صبح روزہ رکھے اور بعد میں بیمار ہو جائے تو اس کے لیے بغیر کسی اختلاف کے روزہ توڑنا جائز ہے۔

(شرح المہذب ج ۶ ص ۲۵۶ مطبوعہ دار الفکر بیروت)

علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں: تمام اہل علم کا اس پر اجماع ہے کہ مریض کے لیے روزہ نہ رکھنا جائز ہے اور اس کی دلیل سورۂ بقرہ کی یہ آیت (۱۸۴) ہے۔ جس مرض کی وجہ سے روزہ نہ رکھنا جائز ہے یہ وہ مرض ہے جو روزہ رکھنے سے زیادہ یا روزہ رکھنے کی وجہ سے دیر میں صحیح ہو امام احمد سے کہا گیا کہ مریض کب روزہ نہ رکھے کہا: جب روزہ کی طاقت نہ رکھے پوچھا گیا: مثلاً بخار تو کہا: بخار سے بڑھ کر اور کون سا مرض ہو گا؟ (المغنی ج ۳ ص ۴۱ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۰۵ھ)

نیز علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں: جو شخص تندرست ہو اور روزہ رکھنے کی وجہ سے اس کو بیمار پڑنے کا خدشہ ہو وہ اس مریض کی طرح ہے جس کو روزہ رکھنے کی وجہ سے مرض کے بڑھنے کا خدشہ ہو۔ (المغنی ج ۳ ص ۴۲ مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۰۵ ھ)

علامہ قرطبی مالکی لکھتے ہیں: مریض کی دو حالتیں ہیں: ایک حالت یہ ہے کہ اس میں روزہ رکھنے کی مطلقاً طاقت نہ ہو اس حالت میں اس پر روزہ نہ رکھنا واجب ہے دوسری حالت یہ ہے کہ وہ تکلیف اور مشقت برداشت کر کے روزہ رکھ سکتا ہو اس حالت میں اس کے لیے روزہ نہ رکھنا مستحب ہے اور اس صورت میں صرف جاہل ہی روزہ رکھے گا۔ (الی قولہ) جمہور علماء نے یہ کہا ہے کہ جب روزہ رکھنے سے کسی شخص کو درد ہو یا تکلیف پہنچے یا روزہ رکھنے کی وجہ سے مرض کا طول پکڑنے یا زیادہ ہونے کا خدشہ ہو تو اس کے لیے روزہ نہ رکھنا جائز ہے۔ امام مالک کے مذہب کے ماہرین کا یہی مذہب ہے۔

(الجامع الاحکام القرآن ج ۲ ص ۲۷۶ مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران ۱۳۸۷ ھ)

علامہ ابوبکر جصاص حنفی لکھتے ہیں: امام ابوحنیفہ امام ابو یوسف اور امام محمد نے کہا: جب یہ خوف ہو کہ اس کی آنکھ میں درد زیادہ ہوگا یا بخار زیادہ ہو جائے گا تو روزہ نہ رکھے۔ (احکام القرآن ج ۱ ص ۱۷۴ مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ۱۴۰۰ ھ)

علامہ علاء الدین حصکفی حنفی لکھتے ہیں: سفر شرعی کرنے والے مسافر حاملہ اور دودھ پلانے والی کو غلبہ ظن سے اپنی جان یا اپنے بچے کی جان کا خوف ہو یا مرض بڑھنے کا خوف ہو یا تندرست آدمی کو غلبہ ظن تجربہ علامات یا طبیب کے بتانے سے مرض پیدا ہونے کا خوف ہو یا خادمہ کو ضعف کا خوف ہو تو ان کے لیے روزہ نہ رکھنا جائز ہے اور بعد میں ان ایام کی قضاء کریں۔

(درمختار علی هامش ردالمختار ج ۲ ص ۱۱۷۔ ۱۰۶ مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت ۱۴۰۷ ھ)

جس شخص کے گردہ میں پتھری ہو یا جس کو درد گردہ کا عارضہ ہو اس کو دن میں بیس پچیس گلاس پانی پینے ہوتے ہیں یا جو شخص ہسپتال کے انتہائی نگہداشت کے شعبہ میں داخل ہو یہ لوگ اس بیماری کے دوران روزے نہ رکھیں اور بیمار زائل ہونے کے بعد ان روزوں کی قضا کریں۔

مسافر کے روزہ قضا کرنے کے متعلق مذاہب اربعہ

امام بخاری روایت کرتے ہیں: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سفر میں بھیڑ دیکھی اور دیکھا کہ ایک شخص پر سایہ کیا گیا ہے آپ نے پوچھا: اس کو کیا ہوا؟ عرض کیا: یہ روزہ دار ہے فرمایا: سفر میں روزہ رکھنا نیکی نہیں ہے۔ (صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۶۱ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۸۱ ھ)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ سفر کرتے روزہ دار روزہ نہ رکھنے والے کی مذمت کرتا تھا نہ روزہ نہ رکھنے والا روزہ دار کی مذمت کرتا تھا۔

(صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۶۱ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۸۱ ھ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ سے مکہ گئے جب آپ عسفان پر پہنچے تو آپ نے پانی منگایا اور اس کو اپنے ہاتھ سے اوپر اٹھایا تا کہ اس کو لوگ دیکھ لیں پھر آپ نے روزہ کھول لیا (اس کے بعد آپ

نے روزے نہیں رکھے) حتی کے مکہ پہنچ گئے۔ (صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۶۱ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۸۱ھ)

علامہ نووی شافعی لکھتے ہیں: مسافر کے لیے روزہ رکھنا اور روزہ نہ رکھنا دونوں جائز ہیں اگر اس کو روزہ رکھنے سے ضرر نہ ہو تو روزہ رکھنا افضل ہے اور اگر ضرر ہو تو روزہ نہ رکھنا افضل ہے۔ (روضۃ الطالبین ج ۲ ص ۲۳۶ مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۴۰۵ھ)

علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں: مسافر کے لیے روزہ نہ رکھنا جائز ہے اگر اس نے روزہ رکھ لیا تو یہ مکروہ ہے لیکن روزہ ہو جائے گا۔ (المغنی ج ۳ ص ۴۴ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۰۵ھ)

علامہ قرطبی مالکی لکھتے ہیں: علماء کا اختلاف ہے کہ کس سفر پر روزہ نہ رکھنے اور نماز قصر کرنے کی رخصت ہے۔ حج جہاد یا دیگر عبادات کے لیے سفر ہو تو اس میں اس رخصت پر اجماع ہے۔ رشتہ داروں سے ملاقات اور طلب معاش کے لیے سفر بھی اس کے ساتھ لاحق ہے تجارات اور مباح سفر (مثلاً سیر وسیاحت) میں اختلاف ہے لیکن ان میں بھی رخصت کا ہونا زیادہ راجح ہے اور جو سفر معصیت ہو (مثلاً چوری یا ڈاکے کے لیے سفر کرے) اس میں اختلاف ہے اور اس میں رخصت کا ممنوع ہونا راجح ہے اور سفر کی مسافت کی مقدار امام مالک کے نزدیک وہی ہے جتنی مسافت میں قصر جائز ہوتی ہے۔

(الجامع الاحکام القرآن ج ۲ ص ۲۷۷ مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران ۱۳۸۷ھ)

علامہ ابن عابدین شامی حنفی لکھتے ہیں: سفر شرعی میں روزہ نہ رکھنے کی رخصت ہے جو تین دن تین راتوں کی مسافت پر مشتمل ہو خواہ یہ سفر معصیت ہو۔ (رد المحتار ج ۲ ص ۱۱۶ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۴۰۷ھ)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور جن لوگوں پر روزہ رکھنا دشوار ہو (ان پر ایک روزہ کا) فدیہ ایک مسکین کا کھانا ہے۔ (البقرہ: ۱۸۴)

(آیت) الذین یطیقونہ کے معنی کی تحقیق میں احادیث اور آثار

اس آیت کے معنی میں اختلاف ہے آیا اس کا معنی ہے: جو لوگ روزہ کی طاقت رکھتے ہیں وہ روزہ نہ رکھیں اور ایک مسکین کا کھانا فدیہ میں دیں اور پھر یہ آیت اس دوسری آیت سے منسوخ ہوگئی۔

(آیت) فمن شهد منكم الشهر فليصمه ۔ (البقر: ۱۸۵)

ترجمہ: تم میں جو شخص اس مہینہ میں موجود ہو وہ ضرور اس ماہ میں روزہ رکھے۔

یا اس آیت میں یطیقونہ یطوقونہ کے معنی میں ہے: یعنی جن لوگوں پر روزہ رکھنا سخت دشوار ہو وہ روزہ کے بدلہ میں ایک مسکین کا کھانا فدیہ دیں اور یہ آیت منسوخ نہیں ہے۔

اول الذکر معنی کی تائید میں یہ حدیث ہے امام بخاری روایت کرتے ہیں:

(آیت) وعلى الذين يطيقونه فدية طعام مسكين ۔ (البقرہ: ۱۸۴)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت سلمہ بن اکوع نے کہا: اس کو اس آیت نے منسوخ کر دیا۔ (آیت) شهر رمضان الذی انزل فيه القرآن هدى للناس وبينت من الهدى والفرقان فمن شهد منكم الشهر فليصمه (البقرہ: ۱۸۵)

ابن ابی لیلیٰ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب بیان کرتے ہیں کہ رمضان نازل ہوا اور صحابہ

پر روزہ رکھنا دشوار ہوا تو بعض صحابہ جو روزہ کی طاقت رکھتے تھے وہ ایک مسکین کو کھانا کھلا دیتے اور روزہ ترک کر دیتے انہیں اس کی رخصت دی گئی تھی پھر اس رخصت کو اس آیت نے منسوخ کر دیا۔ (آیت) وان تصوموا خير لكم . (البقرہ:۱۸۴) روزہ رکھنا تمہارے لیے بہتر ہے تو انہیں روزہ رکھنے کا حکم دیا گیا۔ نافع روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے (آیت) فدية طعام مسكين . (البقرہ:۱۸۴) کو پڑھا اور فرمایا: یہ منسوخ ہے۔ (صحیح بخاری ج ا ص ۲۶۱ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۸۱ھ)

اور ثانی الذکر معنی کی تائید میں یہ حدیث ہے امام دار قطنی روایت کرتے ہیں: عکرمہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب بوڑھا شخص روزہ رکھنے سے عاجز ہو تو وہ ایک مد (ایک کلو) طعام کھلا دے اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ (سنن دار قطنی ج ۲ ص ۲۰۴ مطبوعہ نشر السنۃ ملتان)

امام دار قطنی نے ایک اور سند سے روایت کیا: عطاء بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس نے (آیت) وعلى الذين يطيقونه فدية طعام مسكين . (البقرہ:۱۸۴) کی تفسیر میں فرمایا: ایک مسکین کو کھانا کھلائے اور (آیت) فمن تطوع خيرا (البقرہ:۱۸۴) کی تفسیر میں فرمایا: اگر ایک سے زیادہ مسکین کو کھلائے تو زیادہ بہتر ہے اور فرمایا: یہ آیت منسوخ نہیں ہے البتہ اس میں بوڑھے شخص کو رخصت دی گئی ہے جو روزہ رکھنے کی طاقت نہیں رکھتا اور اس کو طعام کھلانے کا حکم دیا گیا ہے۔ اس حدیث کی سند ثابت اور صحیح ہے۔

امام دار قطنی نے ایک اور سند سے اس حدیث کو عطاء سے روایت کیا ہے اس میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: (آیت) يطيقونه کا معنی ہے: يكلفونه یعنی جو سخت دشواری سے روزہ رکھیں وہ اس کے بدلہ میں ایک مسکین کو کھانا کھلائیں اور جو ایک سے زیادہ مسکین کو کھلائے تو یہ اس کے حق میں زیادہ بہتر ہے اور یہ آیت منسوخ نہیں ہے اور تمہارا روزہ رکھنا بہتر ہے یہ رخصت صرف اس بوڑھے شخص کے لیے ہے جو روزہ رکھنے کی طاقت نہیں رکھتا یا اس مریض کے لیے ہے جس کو بیماری سے شفا کی توقع نہیں ہے۔ اس حدیث کی سند صحیح ہے۔

امام دار قطنی نے ایک اور سند کے ساتھ مجاہد اور عطاء سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی یہ روایت ذکر کی ہے اور کہا: اس کی سند صحیح ہے۔

امام دار قطنی نے ایک اور سند کے ساتھ عکرمہ سے روایت کیا: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: بوڑھے شخص کو یہ رخصت دی گئی ہے کہ وہ روزہ نہ رکھے اور ہر روزہ کے بدلہ میں ایک مسکین کو کھلائے اور اس پر قضاء نہیں ہے۔ اس حدیث کی سند صحیح ہے۔

امام دار قطنی نے چودہ صحیح سندوں کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت منسوخ نہیں ہے۔ (سنن دار قطنی ج ۲ ص ۲۰۷-۲۰۵ مطبوعہ نشر السنۃ ملتان)

نیز امام دار قطنی روایت کرتے ہیں: نافع بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر سے ایک حاملہ عورت نے سوال کیا تو انہوں نے کہا: تم روزہ نہ رکھو اور ہر روزہ کے بدلہ میں ایک مسکین کو کھانا کھلاؤ اور قضاء نہ کرو۔

نافع بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر کی بیٹی ایک قریشی کے نکاح میں تھیں وہ حاملہ تھیں ان کو رمضان میں پیاس لگی تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا وہ روزہ نہ رکھے اور ہر روزہ کے بدلہ میں ایک مسکین کو کھانا کھلائے۔

ایوب بیان کرتے ہیں کہ حضرت انس بن مالک ایک کمزوری کی وجہ سے روزے نہ رکھ سکے تو انہوں نے ایک تھال میں ثرید (گوشت کے سالن میں روٹی کے ٹکڑے ڈال دیئے جائیں) بنایا اور تین مسکینوں کو سیر کرکے کھلایا۔

قتادہ بیان کرتے ہیں کہ موت سے پہلے حضرت انس کمزور ہو گئے تو انہوں نے روزے نہ رکھے اور گھر والوں سے کہا: ہر روزہ کے بدلہ میں ایک مسکین کو کھانا کھلائیں تو انہوں نے تیس مسکینوں کو کھلایا۔

مجاہد بیان کرتے ہیں کہ قیس بن سائب نے کہا: رمضان کے مہینہ میں ہر شخص روزہ کے بدلہ میں ایک مسکین کو کھلاتا ہے تم میری طرف سے دو مسکینوں کو کھانا کھلاؤ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جس شخص کو بڑھاپا آ جائے اور وہ روزہ نہ رکھ سکے اس پر لازم ہے کہ ہر روزہ کے بدلہ میں ایک کلو گندم دے۔ (سنن دار قطنی ج ۲ ص ۲۰۸۔۲۰۷ مطبوعہ نشر السنۃ ملتان)

ان تمام آثار صحیحہ سے یہ ثابت ہے کہ یہ آیت منسوخ نہیں ہے اور جو کسی دائمی مرض یا بڑھاپے کی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکے وہ فدیہ دے اور اس کے بعد جو (آیت) وان تصوموا خیر لکم ہے اس کا معنی ہے: مسافر اور مریض کا روزہ رکھنا بہتر ہے یہ آیت فدیہ کی ناسخ نہیں ہے۔ امام مالک کو یہ حدیث پہنچی ہے کہ حضرت انس بن مالک بوڑھے ہو گئے حتی کے وہ روزہ رکھنے پر قادر نہ رہے تو وہ فدیہ دیتے تھے۔ (موطا امام مالک ص ۲۵۰ مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور)

امام مالک کو یہ حدیث پہنچی ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر سے سوال کیا گیا کہ حاملہ عورت کو جب اپنے بچہ کی جان کا خوف ہو اور اس پر روزہ دشوار ہو تو کیا کرے؟ فرمایا: وہ روزہ نہ رکھے اور ہر روزہ کے بدلہ میں ایک مسکین کو ایک کلو گندم کھلائے۔
(موطا امام مالک ص ۲۵۱ مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور)

امام نسائی نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جن لوگوں پر روزہ سخت دشوار ہو وہ ایک روزہ کے بدلہ میں ایک مسکین کو کھانا کھلائیں یہ رخصت صرف اس بوڑھے کے لیے ہے جو روزہ نہ رکھ سکے یا اس مریض کے لیے جس کو شفا کی امید نہ ہو۔ (سنن کبری ج ۲ ص ۱۱۳۔۱۱۲ مطبوعہ نشر السنۃ ملتان)

امام طبرانی روایت کرتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ جب موت سے ایک سال پہلے کمزور ہو گئے تو انہوں نے روزے نہیں رکھے اور فدیہ دیا۔ (المعجم الکبیر ج ۱۸ ص ۳۶۳ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

حافظ الہیثمی نے لکھا ہے: اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ (مجمع الزوائد ج ۳ ص ۱۶۴ مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت ۱۴۰۲ھ)

امام طبرانی روایت کرتے ہیں کہ حضرت قیس بن سائب نے کہا: رمضان کے مہینہ میں انسان ہر روزہ کے بدلہ میں ایک مسکین کو کھانا کھلاتا ہے تم میری طرف سے ایک مسکین کو ہر روز ایک صاع (چار کلو) طعام دو۔

(المعجم الکبیر ج ۱۸ ص ۳۶۳ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

امام بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ بوڑھا مرد اور بوڑھی عورت جب روزہ نہ رکھ سکیں تو فدیہ دیں اور حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حامل عورت کے متعلق فدیہ دینے کی روایت ذکر کی ہے۔ (سنن کبریٰ ج ۴ ص ۲۳۰ مطبوعہ نشر السنۃ ملتان)

امام بغوی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اس آیت کا معنی ہے: جو بہت مشکل سے روزہ رکھیں ان کے لیے روزہ کی جگہ فدیہ دینا جائز ہے اور بوڑھے مرد اور بوڑھی عورت روزہ نہ رکھیں اور فدیہ دیں اور حضرت انس جب کمزور ہو گئے تو انہوں نے فدیہ دیا۔ (شرح السنۃ ج ۳ ص ۴۰۵۔۴۰۴ مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت ۱۴۱۲ھ)

امام دارقطنی امام مالک امام نسائی امام طبرانی امام بیہقی اور امام بغوی نے متعدد اسانید صحیحہ کے ساتھ یہ آثار نقل کیے ہیں کہ بوڑھا شخص اور دائمی مریض جن پر روزہ رکھنا دشوار ہے وہ روزہ کے بدلہ میں فدیہ دیں۔

(آیت) الذین یطیقونہ کے معنی کی تحقیق میں مفسرین کی آراء:

امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری نے (آیت) الذین یطیقونہ کے معنی اور اس کے منسوخ ہونے یا نہ ہونے کے متعلق متعدد آثار اور اقوال نقل کیے ہیں اور اخیر میں لکھا ہے:

عکرمہ نے (آیت) الذین یطیقونہ کی تفسیر میں کہا ہے: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اس سے مراد بوڑھا شخص ہے۔

سعید بن جبیر نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: (آیت) الـذیـن یطیقونہ اس کا معنی ہے: جو مشقت اور تکلیف سے روزہ رکھیں۔ عطاء نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ (آیت) الـذیـن یـطـیـقـونـہ کا معنی ہے: جو لوگ مشقت سے روزہ رکھیں وہ ایک مسکین کا کھانا فدیہ دیں یہ رخصت صرف اس بوڑھے شخص کے لیے ہے جو روزہ نہ رکھ سکے یا اس بیمار کے لیے ہے جس کو شفا کی امید نہ ہو مجاہد نے بھی اس اسی طرح روایت کیا ہے۔
(جامع البیان ج ۲ ص ۸۱ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۱۴۰۹ھ)

علامہ ابوالحیان اندلسی لکھتے ہیں: جو صحابہ اور فقہاء تابعین یہ کہتے ہیں کہ (آیت) الذین یطیقونہ سے مراد بوڑھے اور عاجز لوگ ہیں ان کے نزدیک یہ آیت منسوخ نہیں ہے بلکہ محکم ہے اور اس میں اختلاف ہے کہ یہ آیت حاملہ اور دودھ پلانے والی کو شامل ہے یا نہیں۔ (البحر المحیط ج ۲ ص ۱۹۰ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۱۲ھ)

علامہ قرطبی مالکی لکھتے ہیں: احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ یہ آیت منسوخ نہیں ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہی مختار ہے اور نسخ کا قول بھی صحیح ہے البتہ یہ احتمال ہے کہ نسخ بمعنی تخصیص ہو (الی قولہ) اس پر اجماع ہے کہ جو بوڑھے روزے کی طاقت نہیں رکھتے یا جو بہت مشقت سے طاقت رکھتے ہو وہ روزہ نہ رکھیں اور فدیہ کے وجوب میں اختلاف ہے ربیعہ اور امام مالک کے نزدیک ان پر فدیہ واجب نہیں۔ (الجامع لاحکام القرآن ج ۲ ص ۲۸۹۔۲۸۸ مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران ۱۳۸۷ھ)

علامہ ابوالحسن ماوردی شافعی لکھتے ہیں: (آیت) الـذیـن یطیقونہ اس آیت کی تاویل یہ ہے کہ جو لوگ تکلیف اور مشقت

سے روزہ رکھیں جیسے بوڑھے حاملہ اور دودھ پلانے والی یہ لوگ روزہ نہ رکھیں اور ایک مسکین کا کھانا فدیہ دیں ان پر قضا نہیں ہیں (النکت والعیون ج ۱ص ۲۳۹ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

علامہ ابن جوزی حنبلی لکھتے ہیں: عکرمہ سے مروی ہے کہ یہ آیت حاملہ اور دودھ پلانے والی کے متعلق نازل ہوئی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عباس نے اس آیت میں یہ قرأت کی (آیت) **الذین یطوقونہ** (جو مشکل سے روزہ رکھیں) اس سے بوڑھے لوگ مراد ہیں۔ (زاد المسیر ج ۱ص ۱۸۶ مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۴۰۷ھ)

علامہ ابوبکر رازی بصاص حنفی لکھتے ہیں: صحابہ اور تابعین میں سے اکثر یہ کہتے ہیں کہ ابتداء میں روزہ رکھنے کا اختیار تھا جو شخص روزہ کی طاقت رکھتا ہو خواہ وہ روزے رکھے خواہ فدیہ دے بعد میں روزہ کی طاقت رکھنے والوں سے یہ اختیار (آیت) **فمن شهد منكم الشهر فليصمه** سے منسوخ ہوگیا (الی قولہ) اس آیت کا ایک اور معنی یہ ہے کہ جو لوگ مشقت اور صعوبت سے روزہ رکھتے ہیں وہ روزہ رکھنے کی طاقت رکھنے والے نہیں ہیں وہ بھی روزے کے مکلف ہیں لیکن ان پر روزہ کے قائم مقام فدیہ ہے کیا تم نہیں دیکھتے کہ جو شخص پانی سے طہارت حاصل کرنے پر قادر نہ ہو وہ بھی پانی سے طہارت حاصل کرنے کا مکلف ہے لیکن اس کے لیے مٹی کو پانی کے قائم مقام بنا دیا گیا ہے۔ (احکام القرآن ج ۱ص ۱۷۷-۱۷۶ مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور، ۱۴۰۰ھ)

علامہ آلوسی حنفی لکھتے ہیں: اکثر صحابہ اور فقہاء تابعین کے نزدیک پہلے روزہ کی طاقت رکھنے والوں کے لیے روزہ رکھنے اور روزہ نہ رکھ کر فدیہ دینے کا اختیار تھا بعد میں یہ منسوخ ہوگیا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس آیت کو یطوقونہ پڑھا یعنی جو مشکل سے روزہ رکھیں وہ فدیہ دے دیں اور کہا: یہ آیت منسوخ نہیں ہے اور بعض علماء نے اس آیت کو (آیت) الذین یطیقونہ قرأت متواترہ کے مطابق پڑھا اور کہا: یہ آیت منسوخ نہیں ہے کیونکہ وسعت اور طاقت میں فرق ہے وسعت کا معنی ہے: کسی چیز پر سہولت سے قدرت ہونا اور طاقت کا معنی ہے: کسی چیز پر مشقت سے قدرت ہونا تو آیت کا معنی ہے: جو لوگ مشقت سے روزہ رکھیں وہ فدیہ دیں یا اس میں ہمزہ سلب ماخذ کے لیے ہے یعنی جو لوگ روزہ کی طاقت نہ رکھیں وہ فدیہ دیں۔ (روح المعانی ج ۲ص ۵۹-۵۸ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

بڑھاپے یا دائمی مرض کی وجہ سے روزہ نہ رکھنے کے متعلق مذاہب اربعہ

علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں: جب بوڑھے مرد اور بوڑھی عورت پر روزہ رکھنا سخت دشوار ہو تو ان کے لیے جائز ہے کہ وہ روزہ نہ رکھیں اور ہر روزہ کے بدلہ ایک مسکین کو کھانا کھلائیں حضرت علی حضرت ابن عباس حضرت ابو ہریرہ حضرت انس رضی اللہ عنہ اور سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ طاؤس ثوری اور اوزاعی کا یہی قول ہے۔ اس قول کی دلیل یہ ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یہ آیت بوڑھے شخص کی رخصت کے لیے نازل ہوئی ہے اور اس لیے کہ روزہ رکھنا واجب ہے اور جب عذر کی وجہ سے اس سے روزہ ساقط ہوگا تو اس کے بدلہ میں قضا کی طرح کفارہ لازم آئے گا۔

نیز وہ مریض جس کے مرض کے زائل ہونے کی توقع نہیں ہے وہ بھی روزہ نہیں رکھے گا اور یہ روزہ کے بدلہ میں ایک

مریض کو کھانا کھلائے گا کیونکہ وہ بھی بوڑھے شخص کے حکم میں ہے۔ (المغنی ج ۳ ص ۳۸ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۰۵ھ)

علامہ نووی شافعی لکھتے ہیں: امام شافعی اور ان کے اصحاب نے یہ کہا ہے کہ وہ بوڑھا شخص جس کو روزہ رکھنے میں شدید مشقت ہو اور وہ مریض جس کے مرض کے زوال کی توقع نہ ہو اس پر بالا جماع روزہ فرض نہیں ہے اور اس پر وجوب فدیہ کے متعلق دو قول ہیں زیادہ صحیح یہ ہے کہ اس پر فدیہ واجب ہے۔ (شرح المہذب ج ۶ ص ۲۵۸ مطبوعہ دار الفکر بیروت)

علامہ قرطبی مالکی لکھتے ہیں: اس پر اجماع ہے کہ جو بوڑھے روزہ رکھنے کی طاقت نہیں رکھتے یا سخت مشقت سے روزے رکھتے ہیں ان کے لیے روزہ نہ رکھنا جائز ہے اور اس میں اختلاف ہے کہ ان پر کیا واجب ہے؟ ربیعہ اور امام مالک نے کہا: ان پر کوئی چیز واجب نہیں ہے۔ البتہ امام مالک نے کہا: اگر وہ ہر روزے کے بدلہ میں ایک مسکین کو کھانا کھلائیں تو یہ مستحب ہے۔

(الجامع الاحکام القرآن ج ۲ ص ۲۸۹ مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران ۱۳۸۷ھ)

علامہ ابن عابدین شامی حنفی لکھتے ہیں: جو شخص بہت بوڑھا ہو اور روزہ رکھنے سے عاجز ہو اسی طرح جس مریض کے مرض کے زوال کی توقع نہ ہو وہ ہر روزہ کے لیے فدیہ دیں۔ (درمختار علی ھامش ردالمحتار ج ۲ ص ۱۱۹ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۴۰۷ھ)

ایک روزہ کے لیے نصف صاع یعنی دو کلو گندم یا اس کی قیمت فدیہ دے روزہ کے فدیہ میں فقراء کا تعدد شرط نہیں ہے اور ایک فقیر کو متعدد ایام کا فدیہ دے سکتا ہے اور مہینہ کی ابتداء میں بھی دے سکتا ہے۔

(درمختار علی ھامش ردالمحتار ج ۲ ص ۱۱۹ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۴۰۷ھ)

شوگر بلڈ پریشر دمہ اور جوڑوں کا درد یہ چار بیماریاں ایسی ہیں جن کا کوئی علاج نہیں ہے ان کو دواؤں سے کنٹرول تو کیا جا سکتا ہے لیکن یہ بیماریاں زائل نہیں ہو سکتیں ان میں جوڑوں کا درد روزے کے منافی نہیں ہے اور عام حالت میں دمہ بھی روزوں کے منافی نہیں ہے لیکن جب شوگر زیادہ ہو تو زیادہ گولیاں لینی پڑتی ہیں جس سے وقفہ وقفہ سے شدید بھوک لگتی ہے اسی طرح جب بلڈ پریشر زیادہ ہو تو پانی پینا پڑتا ہے اس لیے جن لوگوں کو شوگر یا بلڈ پریشر کا عارضہ ہو اور ڈاکٹر انہیں روزہ رکھنے کی اجازت نہ دے تو وہ روزہ کی جگہ فدیہ دے دیں۔

باب وَضْعِ الصِّيَامِ عَنِ الْحَائِضِ

یہ باب ہے کہ حیض والی عورت سے روزے کا حکم ساقط ہونا

2317 - أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ أَنْبَأَنَا عَلِيٌّ - يَعْنِي ابْنَ مُسْهِرٍ - عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ مُعَاذَةَ الْعَدَوِيَّةِ أَنَّ امْرَأَةً سَأَلَتْ عَائِشَةَ أَتَقْضِي الْحَائِضُ الصَّلَاةَ إِذَا طَهُرَتْ قَالَتْ أَحَرُورِيَّةٌ أَنْتِ كُنَّا نَحِيضُ عَلَى

2317-اخرجه البخاري في الحيض، باب لا تقضي الحائض الصلاة (الحديث 321) . و مسلم في الحيض، باب و جوب قضاء الصوم على الحائض دون الصلاة (الحديث 67 و 68 و 69) . وابي داؤد في الطهارة، باب في الحائض لا تقضي الصلاة (الحديث 262 و 263) . و الترمذي في الطهارة، باب ما جاء في الحائض انها لا تقضي الصلاة (الحديث 130) . والنسائي في الحيض و الاستحاضة، باب سقوط الصلاة عن الحائض (الحديث 380) . واخرجه ابن ماجه في الطهارة و سننها، باب الحائض لا تقضي الصلاة (الحديث 631) . تحفة الاشراف (17964) .

عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ نَطْهُرُ فَيَاْمُرُنَا بِقَضَاءِ الصَّوْمِ وَلَا يَاْمُرُنَا بِقَضَاءِ الصَّلَاةِ .

☆☆ معاذ ہ عدویہ بیان کرتی ہیں' ایک خاتون نے سیّدہ عائشہ ؓ سے دریافت کیا: کیا حیض والی عورت نماز کی قضاء کرے گی جب وہ پاک ہو جائے گی؟ تو سیّدہ عائشہ ؓ نے فرمایا: کیا تم حروریہ ہو' ہم لوگ نبی اکرم ﷺ کے زمانۂ اقدس میں حیض کی حالت میں ہوتی تھیں' پھر ہم پاک ہو جاتی تھیں' تو آپ ہمیں روزے کی قضاء کا حکم دیتے تھے' آپ ہمیں نماز کی قضاء کا حکم نہیں دیتے تھے۔

2318 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا سَلَمَةَ يُحَدِّثُ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اِنْ كَانَ لَيَكُوْنُ عَلَيَّ الصِّيَامُ مِنْ رَمَضَانَ فَمَا اَقْضِيهِ حَتّٰى يَجِيْءَ شَعْبَانُ .

☆☆ سیّدہ عائشہ صدیقہ ؓ فرماتی ہیں: مجھ پر رمضان کے کچھ روزے لازم ہوتے تھے' تو میں ان کی قضاء نہیں کر پاتی تھی' یہاں تک کہ شعبان کا مہینہ آ جاتا تھا۔

شرح

جب اسے کوئی ایسی مرض ہو جو اسے تکلیف دیتی ہو یا اس کے بڑھنے کا اندیشہ ہو تو اس کے لئے افطار کرنا صحیح ہے۔ ابن عطیہ نے کہا: یہ اصحاب مالک کے ماہر علماء کا مذہب ہے' اس کے ساتھ وہ مناظرے کرتے تھے۔ رہے امام مالک کے الفاظ کہ وہ مرض جو آدمی کو تکلیف دیتی ہو اور اسے انتہا تک پہنچاتی ہو۔ ابن خویز منداد نے کہا: امام مالک سے ایسی مرض کے بارے میں اختلاف ہے جو افطار کو مباح کرتی ہے۔ کبھی فرمایا: روزے سے تلف ہونے کا خوف ہو' کبھی فرمایا: شدت مرض اور مرض میں زیادتی' سخت مشقت۔ یہ صحیح مذہب ہے اور ظاہر کا مقتضا ہے کیونکہ کوئی مرض خاص نہیں ہے۔ یہ ہر مرض میں مباح ہے مگر جس کو دلیل خاص کرے جیسے سر درد' تھوڑا سا بخار یا کوئی تھوڑی سی مرض جس کے ہوتے ہوئے روزے میں تکلیف نہ ہو۔ حسن نے کہا: ایسی مرض جس میں کھڑے ہو کہ نماز نہ پڑھ سکتا ہو تو وہ روزہ افطار کرے۔ یہ نخعی کا قول ہے۔ ایک فرقہ نے کہا: کسی مرض میں افطار نہ کرے مگر ایسی مرض جس کی ضرورت افطار کی داعی ہو' جب اس مرض کے ساتھ ضرورت کا احتمال ہو تو افطار نہ کرے۔ یہ امام شافعی کا قول ہے۔

میں کہتا ہوں: اس باب میں ابن سیرین کا قول زیادہ مناسب ہے۔ امام بخاری نے فرمایا: میں رمضان میں تھوڑا سا بیمار تھا' اسحاق بن راہویہ اپنے ساتھیوں کی معیت میں میری عبادت کے لئے آئے۔ انہوں نے مجھے فرمایا: اے ابو عبداللہ! تو نے افطار کیا ہے؟ میں نے کہا: انہوں نے کہا: تجھے اندیشہ تھا کہ تو رخصت کے قبول کرنے سے کمزور ہو جائے گا۔ میں نے کہا: ہمیں عبدان نے بتایا انہوں نے ابن المبارک سے روایت کیا انہوں نے ابن جریج سے روایت کیا' فرمایا: میں نے عطا سے پوچھا میں کس مرض کی وجہ سے افطار کروں؟ انہوں نے فرمایا: جو بھی مرض ہو جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فمن کان منکم مریضا۔ بخاری نے

2318-اخرجه البخاري في الصوم، باب متى يقضي قضاء رمضان (الحديث 1950) . واخرجه مسلم في الصيام، باب قضاء رمضان في شعبان (الحديث 151) . واخرجه ابو داؤد في الصوم، باب تاخير قضاء رمضان (الحديث 2399) . واخرجه ابن ماجه الصيام، باب ما جاء في قضاء رمضان (الحديث 1669) . تحفة الاشراف (17777) .

فرمایا یہ حدیث اسحاق کے پاس نہ تھی۔امام ابوحنیفہ نے فرمایا: جب انسان کو اپنے نفس پر خوف ہو جبکہ وہ روزہ سے ہو اگر وہ افطار نہیں کرے گا تو اس کی آنکھ کی تکلیف بڑھ جائے گی یا بخار شدید ہو جائے گا تو وہ افطار کرے۔

مسئلہ نمبر 2: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اوعلی سفر علماء کا اس سفر کے بارے اختلاف ہے جس میں افطار اور قصر جائز ہے۔اس پر اجماع ہے کہ وہ سفر اطاعت ہو جیسے حج اور جہاد۔ان دونوں سفروں کے ساتھ صلہ رحمی کا سفر، ضروری معاش کی طلب کا سفر متصل ہے، رہا تجارت کا سفر اور مباحات کا سفر اس میں منع اور اجازت کا اختلاف ہے، جواز کا قول ارجح ہے اور رہا سفر گناہ اس کے متعلق بھی علماء کا جواز و منع میں اختلاف ہے۔منع کا قول راجح ہے۔یہ ابن عطیہ کا قول ہے۔سفر کی مسافت امام مالک کے نزدیک وہی ہے جس میں نماز قصر کی جاتی ہے۔علماء کا اس مقدار میں اختلاف ہے۔امام مالک نے فرمایا: ایک دن اور ایک رات کی مسافت ہے پھر انہوں نے رجوع کیا اور فرمایا: اڑتالیس میل کی مسافت ہے۔ابن خویز منداد نے کہا: یہ امام مالک کا ظاہر مذہب ہے۔کبھی فرمایا: بیالیس میل ہے، کبھی فرمایا: چھتیس میل ہے، کبھی فرمایا: ایک دن اور ایک رات کی مسافت ہے۔ان سے دو دن بھی مروی ہیں۔یہ امام شافعی کا قول ہے۔کبھی خشکی اور سمندری سفر کے درمیان فرق کرتے ہیں۔فرمایا: سمندری راستہ میں ایک دن اور ایک رات ہے اور خشکی کے راستہ میں اڑتالیس میل ہے اور مذہب میں تیس میل ہے اور غیر مذہب میں تین دن ہیں۔حضرت ابن عمر، حضرت ابن عباس اور ثوری نے کہا: افطار تین دنوں کے سفر میں ہے۔یہ ابن عطیہ نے حکایت کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: بخاری میں ہے حضرت ابن عمر، حضرت ابن عباس چار برد کے سفر میں افطار کرتے تھے اور یہ چار برد، سولہ فرسخ ہیں۔

مسئلہ نمبر 3: علماء کا اختلاف ہے کہ رمضان میں سفر کرنے والے کے لئے فطر کی نیت کرنا جائز نہیں کیونکہ مسافر نیت کے ساتھ مسافر نہیں ہوتا بخلاف مقیم کے۔مسافر عمل کرنے اور اٹھ ہو جاتا ہے کیونکہ اقامت عمل کی محتاج نہیں ہوتی۔پس یہ دونوں جدا جدا ہیں اس میں بھی علماء کا اختلاف نہیں کہ جو سفر کی امید رکھتا ہے تو اس کے لئے نکلنے سے پہلے افطار جائز نہیں اگر افطار کرتے تو ابن حبیب نے کہا: اگر وہ سفر کے لئے تیاری کر چکا تھا اور سفر کے اسباب لے چکا تھا تو اس پر کوئی چیز واجب نہیں۔یہ اصبغ اور ماجشون سے حکایت کیا گیا ہے۔اگر سفر سے اسے کوئی عارضہ روک لے تو اس پر کفارہ ہوگا اور اگر سفر کرے تو کفارے سے بچ جائے گا۔عیسیٰ نے ابن قاسم سے روایت کیا ہے: اس پر ایک دن کی قضا لازم ہے کیونکہ وہ فطر میں تاویل کرنے والا تھا۔ اشہب نے کہا: اس پر کوئی کفارہ نہیں خواہ سفر کرے یا نہ کرے۔سحنون نے کہا: اس پر کفارہ ہے خواہ سفر کرے یا نہ کرے یہ اس عورت کی طرح ہے جو کہتی ہے کل مجھے حیض آجائے گا اس لئے وہ افطار کر دیتی ہے۔پھر سحنون نے عبدالملک اور اصبغ کے قول کی طرف رجوع کر لیا اور فرمایا: عورت کی طرح نہیں ہے کیونکہ مرد جب چاہتا ہے سفر کرتا ہے اور عورت حیض خود نہیں لاتی۔

میں کہتا ہوں: ابن القاسم اور اشہب کا قول کفارہ کی نفی میں بہتر ہے کیونکہ اس نے وہ فعل کیا جو اسے کرنا جائز تھا اور ذمہ بری ہے اور اس میں کوئی چیز ثابت نہیں ہوتی مگر یقین کے ساتھ اور اختلاف کے ہوتے ہوئے یقین نہیں ہوتا۔پھر اوعلی سفر کے ارشاد کا یہی مقتضا ہے۔ابو عمر نے کہا یہ اس مسئلہ میں صحیح ترین قول ہے۔کیونکہ وہ روزے کی حرمت کو توڑنے والا نہیں تھا اس نے

اس کا قصد اور ارادہ کیا ہوا تھا۔ پس متاوّل تھا۔ اگر کھانا سفر کی نیت کے ساتھ ہو تو اس پر کفارہ واجب ہے کیونکہ یہ سفر کی طرف نکلنے سے پہلے تھا ابھی تک خروج نے اس سے اس کو ساقط نہیں کیا تھا۔ پس تو اس میں غور کرے گا تو تو بھی اسی طرح پائے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔ دارقطنی نے روایت کیا ہے، حضرت محمد بن کعب سے مروی ہے انہوں نے کہا: میں رمضان میں حضرت انس بن مالک کے پاس آیا، وہ سفر کا ارادہ کیے ہوئے تھے اور انکی سواری بھی تیار کر دی گئی تھی اور وہ سفر والا لباس پہن چکے تھے اور سورج غروب ہونے کے قریب تھا۔ انہوں نے کھانا منگوایا اور اس سے کھایا پھر سوار ہو گئے۔ میں نے پوچھا: کیا یہ سنت ہے: انہوں نے فرمایا: ہاں۔ حضرت انس سے مروی ہے، فرمایا: مجھے حضرت ابوموسیٰ نے کہا: کیا میں تجھے نہ بتاؤں جب تو نکلے گا تو روزہ سے نکلے گا اور جب تو داخل ہوگا تو روزہ سے داخل ہوگا اور جب تو داخل ہوگا تو روزہ سے داخل ہوگا۔ جب تو سفر پر نکلے تو افطار کر کے نکل جب تو گھر میں داخل ہو تو افطار کرتے ہوئے داخل ہو۔ حسن نے کہا: جس دن سفر کا ارادہ ہو اس دن گھر میں اگر چاہے تو افطار کرے۔

احمد نے کہا جب وہ گھروں سے نکل جائے تو افطار کرے۔ اسحاق نے کہا: نہیں۔ بلکہ جب سواری پر کجاوہ رکھے تو افطار کرے۔ ابن منذر نے کہا: احمد کا قول صحیح ہے کیونکہ وہ کہتے ہیں جو حالت صحت میں صبح کرے پھر بیمار ہوا تو وہ بقیہ دن افطار کرے۔ اسی طرح جب حضر میں صبح کرے پھر سفر کی طرف نکلے تو اس کے لئے افطار کرنا جائز ہے۔ ایک طائفہ نے کہا: اس دن افطار نہ کرے اگر چہ سفر شروع بھی کر دے۔

اسی طرح زہری، مکحول اور یحییٰ انصاری، امام اوزاعی، امام شافعی، ابوثور اور اصحاب رائے کا یہی قول ہے۔ اگر وہ افطار کر دے تو اس میں اختلاف ہے۔ پھر تمام کہتے ہیں کہ وہ قضا کرے گا اور کفارہ نہیں دے گا۔

امام مالک نے فرمایا: سفر چونکہ طاری عذر ہے۔ یہ مرض کی طرح ہے جو انسان کو لاحق ہو جاتی ہے۔ بعض اصحاب مالک سے مروی ہے کہ وہ قضا کرے اور کفارہ بھی دے۔ یہ ابن کنانہ اور مخزومی کا قول ہے۔ الباجی نے امام شافعی سے حکایت کیا ہے، ابن عربی نے اس کو اختیار کیا ہے اور یہی کہا ہے۔ فرمایا: سفر عذر ہے جو عبادت کے لزوم کے بعد لاحق ہوا ہے۔ یہ مرض اور حیض کے مخالف ہے کیونکہ مرض اس کے لئے افطار کو مباح کرتی ہے۔ حیض اس پر روزے کو حرام کر دیتا ہے اور سفر یہ اس کے لئے مباح نہیں کرتا اس پر روزے کی حرمت توڑنے کی وجہ سے کفارہ واجب ہے۔ ابوعمر نے کہا: یہ کچھ نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے کتاب و سنت میں اس کے لئے افطار کو مباح کیا ہے۔ رہا علماء کا یہ قول کہ وہ افطار نہ کرے یہ اس کا استحباب ہے جس کا اس نے عہد کیا تھا۔ اگر وہ اللہ کی رخصت کو لے گا تو اس پر قضا ہوگی۔ رہا کفارہ تو اس کی کوئی وجہ نہیں، جس نے کفارہ واجب کیا ہے اس نے اس چیز کو واجب کیا جس کو اللہ اور اس کے رسول نے واجب نہیں کیا۔ حضرت ابن عمر سے اس مسئلہ میں مروی ہے کہ اگر وہ چاہے تو اس دن افطار کرے جب وہ سفر پر نکلے۔ یہ شعبی، امام احمد اور اسحاق کا قول ہے۔

میں کہتا ہوں: امام بخاری نے اس مسئلہ پر یہ باب باندھا ہے: من اطفر فی السفر لیراہ الناس اور حضرت ابن عباس سے حدیث نقل کی ہے، فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ سے مکہ کی طرف نکلے تو روزہ رکھے رہے، حتیٰ کہ عسفان تک پہنچ

گئے پھر پانی منگوایا اور اپنے ہاتھوں کو بلند کیا تا کہ لوگوں کو دکھائیں کہ آپ نے افطار کیا ہے حتیٰ کہ مکہ مکرمہ آئے اور یہ رمضان کا مہینہ تھا۔ مسلم نے بھی یہ حضرت ابن عباس سے روایت کی ہے، اس میں فرمایا: پھر برتن منگوایا جس میں مشروب تھا دن کے وقت وہ مشروب پیا تا کہ لوگ آپ کو دیکھ لیں پھر آپ نے افطار کیا تا کہ مکہ میں داخل ہو جائیں۔ یہ اس باب میں نص ہے۔ پس مخالف قول ساقط ہوا۔ وباللہ التوفیق۔ اس میں جو یہ کہتا ہے کہ روزہ سفر میں منعقد نہیں ہوتا، حضرت عمر، حضرت ابن عباس، حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابن عمر سے مروی ہے۔ حضرت ابن عمر نے کہا: جو سفر میں روزہ رکھے تو حضر میں قضا کرے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف سے مروی ہے سفر میں روزہ رکھنے والا حضر میں افطار کرنے والے کی طرح ہے۔

اہل ظواہر کی ایک قوم نے یہی کہا ہے اور انہوں نے اس قول سے حجت پکڑی ہے فعدۃ من ایام اخر اس کا بیان آگے آ گا۔ حضرت کعب بن عاصم سے روایت ہے، فرمایا: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے: سفر میں روزہ رکھنا نیکی نہیں ہے۔ اس میں اس کے قول کی حجت ہے جو کہتا ہے: جو سفر میں رات کو روزہ کی نیت کرے تو اس کے لئے افطار کرنا جائز ہے اگرچہ عذر نہ بھی ہو۔ مطرف کا خیال بھی یہی ہے۔ یہ امام شافعی کا ایک قول ہے اور یہی اہل ظواہر کی ایک جماعت کا قول ہے۔

امام مالک ایسے شخص پر قضا اور کفارہ واجب کرتے تھے۔ امام مالک سے یہ بھی مروی ہے کہ اس پر کفارہ نہیں ہے یہ عبد الملک کے سوا اکثر اصحاب کا قول ہے۔ عبدالملک نے کہا: اگر جماع کے ساتھ افطار کرے گا تو کفارہ دے گا کیونکہ اس میں سفر پر نہ قوت حاصل کرتا ہے اور نہ اسے کوئی عذر ہے، مسافر کے لئے افطار اس لئے مباح ہوتا ہے تا کہ اپنے سفر پر قوت حاصل کرے، عراق اور حجاز کے تمام فقہاء نے کہا: اس پر کفارہ نہیں۔ ان میں سے ثوری، امام اوزاعی، امام شافعی، امام ابوحنیفہ اور تمام کوفہ کے فقہاء ہیں۔ یہ حضرت ابو عمر کا قول ہے۔

مسئلہ نمبر 4: اس میں علماء کا اختلاف ہے سفر میں افطار افضل ہے یا روزہ افضل ہے؟ امام مالک اور امام شافعی نے بعض روایات میں فرمایا: روزہ افضل ہے جو روزہ کی طاقت رکھتا ہو اور امام مالک کا مذہب اختیار کا ہے۔ اسی طرح امام شافعی کا مذہب ہے۔ امام شافعی اور دوسرے ان کے متبعین علماء نے کہا: اسے اختیار ہے اور انہوں نے کوئی تفصیل بیان نہیں کی۔ اسی طرح ابن علیہ نے کہا: کیونکہ حضرت انس کی حدیث ہے، فرمایا: ہم نے رمضان میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر کیا تو روزہ دار نے افطار کرنے والے پر عیب نہیں لگایا اور افطار کرنے والے نے روزہ دار پر عیب نہیں لگایا۔

اس حدیث کو بخاری، مسلم اور مالک نے مالک نے روایت کیا ہے۔ حضرت عثمان بن ابی العاص ثقفی اور حضرت انس بن مالک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے کہا: سفر میں روزہ افضل ہے اس کے لئے جو اس پر قدرت رکھتا ہو۔ یہ امام ابوحنیفہ اور ان کے شاگردوں کا قول ہے۔ حضرت ابن عمر اور حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ رخصت افضل ہے۔ حضرت سعید بن مسیب، شعبی، عمر بن عبد العزیز، مجاہد، قتادہ، اوزاعی، احمد اور اسحاق کا یہی قول ہے۔ یہ تمام علماء کہتے ہیں: افطار افضل ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ یرید اللہ . . . . العسر (البقرہ:185)

مسئلہ نمبر 5: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: فعدة من ایام اس کلام میں حذف ہے یعنی تم میں سے جو مریض یا مسافر ہو وہ افطار کرے اور قضا کرے۔ جمہور علماء فرماتے ہیں: اہل شہر جب انتیس دن روزے رکھیں اور شہر میں کوئی مریض آدمی ہو اور صحیح نہ ہو تو وہ انتیس دن روزے رکھے۔ ایک قوم نے کہا: ان میں سے حسن بن صالح بن حی ہے۔ انہوں نے کہا: ایک مہینہ کے بدلے میں ایک مہینہ روزے رکھے ایام کی تعداد کا اعتبار کئے بغیر۔ الکیا طبری نے کہا: یہ بعید ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فعدة من ایام اخر۔ یہ نہیں فرمایا کہ دوسرے ایام سے ایک مہینہ روزے رکھو۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد فعدة جو اس نے افطار کیا ہے اس کی تعداد پوری کرنے کا تقاضا کرتا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اگر کچھ دن رمضان کے افطار کیا ہو تو ان کی تعداد کے مطابق قضا کرنا واجب ہوتا ہے۔ اسی طرح پورا مہینہ افطار کیا ہو تو اس کا اعتبار ہوگا۔

مسئلہ نمبر 6: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: فعدة اس کو رفع مبتدا کی خبر کے اعتبار سے ہے اس کی تقدیر الحکم بالواجب عدة ہے۔ فعلیہ عدة بھی صحیح ہے۔ کسائی نے کہا: فعدة بھی جائز ہے یعنی فلیصم عدة من ایام۔ بعض علماء نے فرمایا: اس کا معنی ہے اس پر روزوں کی تعداد ہے۔ مضاف کو حذف کیا گیا ہے اور عدة کو اس کی جگہ رکھا گیا ہے۔ عدة۔ یہ العد سے فعلة کے وزن پر ہے یہ بمعنی معدود ہے جیسے طحن بمعنی مطحون ہوتا ہے تو کہتا ہے: اسمع جعجعة ولا اریٰ طحنا (یہ اس شخص کی مثال دی جاتی ہے جو کثرت سے کلام کرتا ہے اور عمل نہیں کرتا) اسی سے عورت کی عدت ہے۔

من ایام اخر، اخر سیبویہ کے نزدیک غیر منصرف ہے کیونکہ یہ الف لام سے پھیرا گیا ہے۔ کیونکہ اس باب سے فعل کے وزن پر الف لام کے ساتھ آتا ہے جیسے الکبر، الفضل۔ کسائی نے کہا: یہ آخر سے معدول ہے۔ جیسے تو کہتا ہے حمراء، حمر، اسی وجہ سے یہ غیر منصرف ہے۔ بعض نے فرمایا یہ غیر منصرف ہے کیونکہ یہ جمع کے وزن پر ہے، یہ ایام کی صفت ہے اخری نہیں آیا تا کہ یہ شبہ نہ ہو کہ یہ عدة کی صفت ہے۔ بعض نے فرمایا: اُخر یہ اخریٰ کی جمع ہے گویا ایام اخری پھر کثرت کی وجہ سے ایام اخر کہا گیا۔ بعض نے فرمایا: اگر یہ ایام کے صفت ہوتا تو مونث ہوتا اسی وجہ سے اخر کے ساتھ نعت لگائی گئی ہے۔

مسئلہ نمبر 7: لوگوں کا قضا روزے متواتر رکھنے کے متعلق اختلاف ہے۔ اس کے بارے میں دو قول ہیں: دونوں دار قطنی نے اپنی سنن میں ذکر کیے ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرمایا فعدة من ایام اخر متشابھات نازل ہوا ہے پھر متشابھات ساقط ہوگیا اور یہ فرمایا: یہ اسناد صحیح ہے۔ حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے، فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس پر رمضان کے روزے ہوں وہ متواتر رکھے اور ان میں انقطاع نہ کرے۔ اس کی سند میں عبد الرحمٰن بن ابراہیم ضعیف الحدیث ہے۔ حضرت ابن عباس سے قضا روزوں کے متعلق مروی ہے، صمہ کیف شئت۔ تو جیسے چاہے روزے رکھ۔ حضرت ابن عمر نے فرمایا: صمہ کما افطرتہ۔ جیسے تو نے افطار کئے اس طرح روزے رکھ۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراح، حضرت ابن عباس، حضرت ابو ہریرہ، حضرت معاذ بن جبل اور حضرت عمرو بن عاص سے مسندا مروی ہے۔ محمد بن منکدر نے کہا: مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے رمضان کے (قضا) روزے علیحدہ علیحدہ قضا کرنے کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: یہ تجھ پر منحصر ہے تم تاؤ اگر تم میں سے کسی پر قرض ہو ایک درہم، وہ دو درہم ادا کرے تو کیا وہ ادائیگی نہیں ہوگی۔ اللہ تعالیٰ معاف کرنے اور

بخشنے کا زیادہ حقدار ہے۔ اس کی سند حسن ہے مگر مرسل ہے اور متصل ثابت نہیں ہے۔ مؤطا امام مالک میں نافع سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے تھے: رمضان کے متصل روزے رکھے جو مرض یا سفر کی وجہ سے متواتر افطار کرے۔ الباجی نے المنتقی میں فرمایا یہ احتمال ہے کہ وجوب کے متعلق خبر ہو اور یہ بھی احتمال ہے کہ استحباب کے متعلق خبر ہو، جمہور کا قول استحباب پر ہے۔ اگر وہ جدا جدا بھی رکھے تب بھی جائز ہے۔

امام مالک اور امام شافعی کا یہی قول ہے۔ اس قول کی صحت پر دلیل یہ ارشاد ہے فعدۃ من ایام اخر۔ یہاں متفرق اور متواتر کی کوئی تخصیص نہیں فرمائی۔ جب متفرق رکھے گا تو دوسرے دونوں کی گنتی پوری کر دی پس اس کا جائز ہونا واجب ہے۔ ابن عربی نے کہا: (رمضان کے) مہینہ میں تواتر واجب ہے کیونکہ وہ معین ہے اور قضا میں تعیین واجب نہیں۔ پس تفریق جائز ہے۔

مسئلہ نمبر 8: جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فعدۃ من ایام اخر یہ قضا کے وجوب پر بغیر زمانہ کی تعیین کی دلیل ہے کیونکہ لفظ زمانہ کے متعلق عام ہے بعض، بعض نے ساتھ خاص نہیں ہے۔ صحیحین میں حضرت عائشہ سے مروی ہے، فرمایا: مجھ پر رمضان کے روزے ہوتے تھے میں شعبان سے پہلے قضا نہیں کر سکتی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشغولیت کی وجہ سے۔ ایک روایت میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتبہ کے خیال سے۔ یہ نص ہے اور آیت کا بیان ہے۔ یہ داؤد کے قول کا رد کرتی ہے۔ اس پر دو شوال سے قضا واجب ہے تو جس نے دو شوال کو روزہ نہ رکھا پھر وہ مر گیا تو ان کے نزدیک وہ گنہگار ہے اور انہوں نے اس پر بنیاد رکھی ہے کہ جس پر غلام کا آزاد کرنا واجب تھا پھر اس نے غلام پایا جو ثمن کے ساتھ بیچا جا سکتا تھا تو اس کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ اس سے تجاوز کرے اور کوئی دوسرا خریدے کیونکہ اس پر پہلا غلام آزاد کرنا واجب تھا جو اس نے پایا تھا دوسرا غلام جائز نہیں ہے۔ اگر اس کے پاس غلام ہو تو اس کے لئے دوسرا خریدنا جائز نہیں اگر وہ مر جائے جو اس کے پاس ہے تو عتق باطل نہ ہوگا جس طرح اس کے حق میں عتق باطل ہو جاتا ہے جو معین غلام کو آزاد کرنے کی نذر مانے پھر وہ مر جائے تو اس کی نذر باطل ہو جائے گی اور یہ اس کے قول کو فاسد کرتا ہے۔ بعض اصولی علماء نے کہا: جب شوال کے دوسرے دن کے گزرنے کے بعد وہ مر جائے تو عزم کی شرط پر گنہگار نہ ہوگا۔ صحیح یہ ہے کہ اس صورت میں وہ نہ تو گنہگار ہوگا اور نہ وہ کوتاہی کرنے والا شمار ہوگا۔ یہ جمہور کا قول ہے لیکن جلدی قضا کرنا مستحب ہے تاکہ کہیں اسے موت نہ آ جائے اور اس پر فرض باقی ہو۔

مسئلہ نمبر 9: جس پر رمضان کے قضا روزے ہوں اور اس پر عید الفطر کے بعد اتنے ایام گزر گئے جن میں اس کا روزے رکھنا ممکن تھا اس نے روزوں کو مؤخر کیا پھر اس کو کوئی مانع لاحق ہوا جس نے اسے دوسرے رمضان تک قضا کرنے سے روکے رکھا تو اس پر کوئی کھانا کھلانا نہیں ہے کیونکہ وہ تاخیر کے جواز کی وجہ سے کوتاہی کرنے والا نہیں ہے۔ یہ مالکیوں میں سے بغدادی علماء کا قول ہے اور وہ المدونہ میں ابن قاسم کا قول روایت کرتے ہیں۔

مسئلہ نمبر 10: اگر آئندہ شعبان تک بھی قضا روزے نہ رکھے تو کیا اس وجہ سے اس پر کوئی کفارہ واجب ہے یا نہیں؟ امام مالک، امام شافعی، امام احمد اور اسحاق نے کہا: ہاں، اس پر قضا ہے۔ امام ابو حنیفہ، حسن، نخعی اور داؤد نے کہا: نہیں۔ میں کہتا ہوں: امام بخاری کا خیال بھی یہی ہے کیونکہ انہوں نے لکھا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابن عباس سے مرسلاً مروی ہے کہ وہ کھانا

کھلائے اور اللہ تعالیٰ نے کھانا کھلانے کا ذکر نہیں کیا بلکہ فرمایا فعدۃ من ایام اخر۔

باب اِذَا طَهُرَتِ الْحَائِضُ اَوْ قَدِمَ الْمُسَافِرُ فِیْ رَمَضَانَ هَلْ یَصُوْمُ بَقِیَّةَ یَوْمِهٖ

یہ باب ہے کہ جب رمضان میں حیض والی عورت پاک ہو جائے یا مسافر (واپس) آ جائے تو کیا وہ اس دن کے بقیہ حصے میں روزہ رکھے گا؟

2319 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَحْمَدَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ یُوْنُسَ اَبُوْ حَصِیْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْثَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا حُصَیْنٌ عَنِ الشَّعْبِیِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ صَیْفِیٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَوْمَ عَاشُوْرَاءَ اَمِنْكُمْ اَحَدٌ اَكَلَ الْیَوْمَ . فَقَالُوْا مِنَّا مَنْ صَامَ وَمِنَّا مَنْ لَّمْ یَصُمْ . قَالَ فَاَتِمُّوْا بَقِیَّةَ یَوْمِكُمْ وَابْعَثُوْا اِلٰی اَهْلِ الْعَرُوْضِ فَلْیُتِمُّوْا بَقِیَّةَ یَوْمِهِمْ .

★★ حضرت محمد بن صیفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عاشورہ کے دن دریافت کیا: کیا تم میں سے کسی نے آج کچھ کھایا ہے؟ لوگوں نے عرض کی: ہم میں سے بعض افراد نے روزہ رکھا ہے اور بعض افراد نے روزہ نہیں رکھا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر تم اس دن کے بقیہ حصے میں اس کو مکمل کرو اور آس پاس کے علاقوں کی طرف بھی یہ پیغام بھجوا دو کہ وہ لوگ اس دن کے بقیہ حصے میں روزے کو مکمل کریں (یعنی افطار کے وقت تک کچھ کھائیں پئیں نہیں)۔

نیت روزہ کے بارے مذاہب اربعہ کا بیان

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا راوی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص روزے کی نیت فجر سے پہلے نہ کرے تو اس کا روزہ کامل نہیں ہوتا۔ (ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، دارمی، اور امام ابوداؤد فرماتے ہیں معمر، زبیدی ابن عیینہ اور یونس ایلی ان تمام نے اس روایت کو زہری سے نقل کیا ہے اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا پر موقوف کیا ہے یعنی اس حدیث کو حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کا قول کہا ہے۔

اس حدیث سے بظاہر تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر روزہ کی نیت رات ہی سے نہ کی جائے تو روزہ درست نہیں ہوتا خواہ روزہ فرض ہو یا واجب ہو یا نفل۔ لیکن اس بارے میں علماء کے اختلافی اقوال ہیں۔

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا تو یہی مسلک ہے کہ روزہ میں نیت رات ہی سے کرنی شرط ہے خواہ روزہ کسی نوعیت کا ہو، حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد کا بھی یہی قول ہے لیکن نفل کے معاملے میں ان دونوں کے یہاں اتنا فرق ہے کہ اگر روزہ نفل ہو تو امام احمد کے ہاں زوال سے پہلے بھی نیت کی جا سکتی ہے اور امام شافعی کے نزدیک آفتاب غروب ہونے سے پہلے تک بھی نیت کر لینی جائز ہے۔

حنفیہ کا مسلک یہ ہے کہ رمضان نفل اور نذر معین کے روزہ میں آدھے دن شرعی یعنی زوال آفتاب سے پہلے پہلے نیت کر

2319-اخرجه ابن ماجة في الصيام، باب صيام يوم عاشوراء (الحديث 1735) . تحفة الاشراف (11225) .

یعنی جائز ہے لیکن قضاء کفارہ اور نذر مطلق میں حنفیہ کے یہاں بھی رات ہی سے نیت کرنی شرط ہے ان تمام حضرات کی دلیلیں فقہ کی کتابوں میں مذکور ہیں۔

رمضان المبارک کے روزے کی نیت فجر سے قبل رات کو کرنی واجب ہے بغیر نیت کیے دن کو روزہ کفائت نہیں کرے گا، لہٰذا جس شخص کو چاشت کے وقت یہ علم ہوا کہ آج تو رمضان کی یکم تاریخ ہے اور اس نے روزہ رکھنے کی نیت کر لی تو غروب آفتاب تک اسے بغیر کھائے پیے رہنا ہوگا، اور اس پر اس دن کی قضاء ہوگی، اس کی دلیل مندرجہ ذیل حدیث ہے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا سے بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے فجر سے قبل روزے کی نیت نہ کی تو اس کا روزہ نہیں ہے۔

اسے امام احمد اور اصحاب سنن اور ابن خزیمہ اور ابن حبان نے مرفوعاً اور صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔ یہ تو فرضی روزہ کے متعلق ہے، لیکن نفلی روزہ میں دن کے وقت روزہ کی نیت کرنی جائز ہے، لیکن شرط یہ ہے کہ اگر اس نے فجر کے بعد کچھ کھایا پیا نہ ہو اور نہ ہی جماع کیا ہو، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ثابت ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن چاشت کے وقت گھر میں آئے اور فرمایا: کیا تمہارے پاس کچھ (کھانے کو) ہے؟ تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا: نہیں، تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" پھر میں روزے سے ہوں۔ اسے امام مسلم رحمہ اللہ نے صحیح مسلم میں روایت کیا ہے۔

باب اِذَا لَمْ يُجْمِعْ مِنَ اللَّيْلِ هَلْ يَصُوْمُ ذٰلِكَ الْيَوْمَ مِنَ التَّطَوُّعِ

یہ باب ہے کہ جب کوئی شخص رات میں (یعنی صبح صادق سے پہلے) روزے کی نیت نہیں کرتا تو کیا وہ اس دن کا نفلی روزہ رکھ سکتا ہے؟

2320 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ يَزِيْدَ قَالَ حَدَّثَنَا سَلَمَةُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِرَجُلٍ اَذِّنْ - يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ - مَنْ كَانَ اَكَلَ فَلْيُتِمَّ بَقِيَّةَ يَوْمِهِ وَمَنْ لَمْ يَكُنْ اَكَلَ فَلْيَصُمْ .

★★ حضرت سلمہ ﷺ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ایک شخص سے یہ فرمایا: عاشورہ کے دن یہ اعلان کر دو جس شخص نے کچھ کھا لیا ہو' تو وہ بقیہ دن روزہ مکمل کرے اور جس شخص نے کچھ نہ کھایا ہو' تو وہ روزہ رکھ لے۔

2320-اخرجه البخاري في الصوم، باب اذا نوى بالنهار صومًا (الحديث 1924)، وباب صيام يوم عاشوراء (الحديث 2007)، و في اخبار الاحاد، باب ما كان يبعث النبي صلى الله عليه وسلم من الامراء و الرسل و احدًا بعد واحد (الحديث 7265) . واخرجه مسلم في الصيام، باب من اكل في عاشوراء فليكف بقية يومه (الحديث 135) . تحفة الاشراف (4538) .

بَاب النِّيَّةِ فِي الصِّيَامِ وَالِاخْتِلَافِ عَلَى طَلْحَةَ بْنِ يَحْيَى بْنِ طَلْحَةَ فِي خَبَرِ عَائِشَةَ فِيهِ

یہ باب ہے کہ روزہ رکھنے کی نیت کرنا' اس بارے میں سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے منقول روایت میں طلحہ بن یحییٰ سے نقل ہونے والے اختلاف کا تذکرہ

2321 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ يَحْيَى بْنِ طَلْحَةَ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا فَقَالَ هَلْ عِنْدَكُمْ شَيْءٌ . فَقُلْتُ لَا . قَالَ فَاِنِّي صَائِمٌ . ثُمَّ مَرَّ بِي بَعْدَ ذٰلِكَ الْيَوْمِ وَقَدْ اُهْدِيَ اِلَيَّ حَيْسٌ فَخَبَاْتُ لَهُ مِنْهُ وَكَانَ يُحِبُّ الْحَيْسَ قَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اِنَّهُ اُهْدِيَ لَنَا حَيْسٌ فَخَبَاْتُ لَكَ مِنْهُ . قَالَ اَدْنِيهِ اَمَا اِنِّي قَدْ اَصْبَحْتُ وَاَنَا صَائِمٌ . فَاَكَلَ مِنْهُ ثُمَّ قَالَ اِنَّمَا مَثَلُ صَوْمِ الْمُتَطَوِّعِ مَثَلُ الرَّجُلِ يُخْرِجُ مِنْ مَالِهِ الصَّدَقَةَ فَاِنْ شَاءَ اَمْضَاهَا وَاِنْ شَاءَ حَبَسَهَا .

☆☆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' ایک دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے' آپ نے دریافت کیا: کیا تمہارے پاس (کھانے کے لیے) کوئی چیز ہے؟ میں نے عرض کی: جی نہیں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر میں روزہ رکھ لیتا ہوں' پھر اسی دن کچھ دیر کے بعد آپ میرے ہاں تشریف لائے' اس وقت حیس تحفے کے طور پر دیا گیا تھا' وہ میں نے آپ کے لیے سنبھال کر رکھا ہوا تھا' کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حیس کو پسند کرتے تھے' سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: یارسول اللہ! مجھے حیس دیا گیا ہے' وہ میں نے آپ کے لیے سنبھال کر رکھ لیا ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے آگے لاؤ' میں نے صبح تو روزے کی نیت کر لی تھی۔ (سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:) پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کھا لیا' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: نفلی روزہ رکھنے والے شخص کی مثال اس شخص کی مانند ہے' جو اپنے مال میں سے صدقہ نکالتا ہے' اب اگر وہ چاہے' تو اسے دیدے' اگر چاہے' تو اپنے پاس رکھے۔

2322 - اَخْبَرَنَا اَبُو دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ اَنْبَاَنَا شَرِيكٌ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ يَحْيَى بْنِ طَلْحَةَ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دَارَ عَلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَوْرَةً قَالَ اَعِنْدَكِ شَيْءٌ . قَالَتْ لَيْسَ عِنْدِي شَيْءٌ . قَالَ فَاَنَا صَائِمٌ . قَالَتْ ثُمَّ دَارَ عَلَيَّ الثَّانِيَةَ وَقَدْ اُهْدِيَ لَنَا حَيْسٌ فَجِئْتُ بِهِ فَاَكَلَ فَعَجِبْتُ مِنْهُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ دَخَلْتَ عَلَيَّ وَاَنْتَ صَائِمٌ ثُمَّ اَكَلْتَ حَيْسًا . قَالَ نَعَمْ يَا عَائِشَةُ اِنَّمَا مَنْزِلَةُ مَنْ صَامَ فِي غَيْرِ رَمَضَانَ - اَوْ غَيْرِ قَضَاءِ رَمَضَانَ اَوْ فِي التَّطَوُّعِ - بِمَنْزِلَةِ رَجُلٍ اَخْرَجَ صَدَقَةَ مَالِهِ فَجَادَ مِنْهَا بِمَا شَاءَ فَاَمْضَاهُ وَبَخِلَ مِنْهَا

2321-اخرجه النسائي (الحديث 2322 و 2323 و 2327 و 2328) . واخرجه ابن ماجه في الصيام، باب ما جاء في فرض الصوم من الليل و الخيار في الصوم (الحديث 1701) . تحفة الاشراف (17578) .

2322-تقدم (الحديث 2321) .

بِمَا بَقِيَ فَأَمْسَكَهُ .

☆☆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے ہاں تشریف لائے' آپ نے دریافت کیا: کیا تمہارے پاس (کھانے کے لیے) کوئی چیز ہے؟ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا: میرے پاس کوئی چیز نہیں ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر میں روزہ رکھ لیتا ہوں' سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' پھر آپ دوسری مرتبہ میرے ہاں تشریف لائے' تو اس وقت مجھے تحفے کے طور پر حیس دیا گیا تھا' میں وہ لے کر آئی تو آپ نے اسے کھالیا' میں اس بات پر بڑی حیران ہوئی' میں نے عرض کی: یارسول اللہ! جب آپ پہلے میرے پاس تشریف لائے تھے' اس وقت آپ نے روزے کی نیت کرلی تھی' اب آپ نے حیس بھی کھالیا ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جی ہاں! اے عائشہ! جو شخص رمضان کے مہینے کے علاوہ روزے رکھتا ہے (راوی کو شک ہے' شاید یہ الفاظ ہیں:) رمضان کی قضاء کے علاوہ روزہ رکھتا (یا شاید یہ الفاظ ہیں) جو شخص نفلی روزہ رکھتا ہے' اس کی مثال اس شخص کی مانند ہے' جو اپنے مال میں سے صدقہ نکالتا ہے' اب وہ اس میں سے جتنا دینا چاہے' اسے دیدے اور جو باقی ماندہ اپنے پاس رکھنا چاہے' اسے اپنے پاس رکھ لے۔

2323 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْهَيْثَمِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرٍ الْحَنَفِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ يَحْيٰى عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجِيءُ وَيَقُوْلُ هَلْ عِنْدَكُمْ غَدَاءٌ . فَنَقُوْلُ لَا . فَيَقُوْلُ اِنِّي صَائِمٌ . فَاَتَانَا يَوْمًا وَّقَدْ اُهْدِيَ لَنَا حَيْسٌ فَقَالَ هَلْ عِنْدَكُمْ شَيْءٌ . قُلْنَا نَعَمْ اُهْدِيَ لَنَا حَيْسٌ . قَالَ اَمَا اِنِّي قَدْ اَصْبَحْتُ اُرِيْدُ الصَّوْمَ . فَاَكَلَ خَالَفَهُ قَاسِمُ بْنُ يَزِيْدَ .

☆☆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور دریافت کیا: کیا تمہارے پاس کھانے کے لیے کچھ ہے' ہم نے عرض کی: جی نہیں! تو آپ نے فرمایا: پھر میں روزہ رکھ لیتا ہوں' پھر آپ اسی دن تشریف لائے' اس وقت ہمیں تحفے کے طور پر حیس دیا گیا تھا' آپ نے دریافت کیا: کیا تمہارے پاس کوئی چیز ہے؟ ہم نے عرض کی: جی ہاں! ہمیں تحفے کے طور پر حیس دیا گیا ہے' آپ نے ارشاد فرمایا: صبح تو میں نے روزہ رکھنے کا ارادہ کیا تھا۔ (سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:) پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کھالیا۔

قاسم بن یزید نے اس سے مختلف روایت نقل کی ہے (جو درج ذیل ہے)۔

2324 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا قَاسِمٌ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ يَحْيٰى عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ طَلْحَةَ عَنْ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ قَالَتْ اَتَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا فَقُلْنَا اُهْدِيَ لَنَا حَيْسٌ قَدْ جَعَلْنَا لَكَ مِنْهُ نَصِيبًا . فَقَالَ اِنِّي صَائِمٌ . فَاَفْطَرَ .

2323-تقدم (الحديث 2321) .

2324-اخرجه مسلم في الصيام، باب جواز صوم النافلة بنية من النهار قبل الزوال و جواز فطر الصائم انفلا من غير عذر (الحديث 169 و 170) . واخرجه ابو داؤد في الصوم، باب في الرخصة في ذلك (الحديث 2455) . واخرجه الترمذي في الصوم، باب صيام المتطوع بغير تبييت (الحديث 733 و 734) . واخرجه النسائي (الحديث 2325 و 2326) . تحفة الاشراف (17872) .

☆☆ اُم المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ایک دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ہاں تشریف لائے' ہم نے عرض کی: ہمیں تحفے کے طور پر حیس دیا گیا ہے' ہم نے اس میں سے آپ کا حصہ رکھ لیا ہے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں نے تو روزہ رکھا ہوا ہے' لیکن پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ ختم کر دیا۔

2325 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا طَلْحَةُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَتْنِيْ عَائِشَةُ بِنْتُ طَلْحَةَ عَنْ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَاْتِيْهَا وَهُوَ صَائِمٌ فَقَالَ اَصْبَحَ عِنْدَكُمْ شَيْءٌ تُطْعِمِيْنِيْهِ . فَنَقُوْلُ لاَ . فَيَقُوْلُ اِنِّيْ صَائِمٌ . ثُمَّ جَائَهَا بَعْدَ ذٰلِكَ فَقَالَتْ اُهْدِيَتْ لَنَا هَدِيَّةٌ . فَقَالَ مَا هِيَ . قَالَتْ حَيْسٌ . قَالَ قَدْ اَصْبَحْتُ صَائِمًا . فَاَكَلَ .

☆☆ اُم المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ہاں تشریف لائے' آپ نے اس وقت روزہ رکھا ہوا تھا' آپ نے دریافت کیا: کیا تمہارے پاس کھانے کے لیے کوئی چیز ہے؟ ہم نے عرض کی: جی نہیں! تو آپ نے فرمایا: پھر میں روزہ رکھ لیتا ہوں' پھر اس کے بعد آپ (اُسی دن دوبارہ) تشریف لائے' تو سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: ہمیں تحفے کے طور پر (کھانے کی کوئی چیز) دی گئی ہے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: وہ کیا ہے؟ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا: وہ حیس ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے تو روزہ رکھا ہوا تھا' لیکن پھر آپ نے اسے کھالیا۔

2326 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا وَكِيْعٌ قَالَ حَدَّثَنَا طَلْحَةُ بْنُ يَحْيٰى عَنْ عَمَّتِهِ عَائِشَةَ بِنْتِ طَلْحَةَ عَنْ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ فَقَالَ هَلْ عِنْدَكُمْ شَيْءٌ . قُلْنَا لاَ . قَالَ فَاِنِّيْ صَائِمٌ .

☆☆ اُم المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' ایک دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے ہاں تشریف لائے' آپ نے دریافت کیا: کیا تمہارے پاس (کھانے کے لیے) کوئی چیز ہے؟ ہم نے عرض کی: جی نہیں! تو آپ نے فرمایا: پھر میں روزہ رکھ لیتا ہوں۔

2327 - اَخْبَرَنِيْ اَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَبِيْ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مَعْنٍ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ يَحْيٰى عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ طَلْحَةَ وَمُجَاهِدٍ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَاهَا فَقَالَ هَلْ عِنْدَكُمْ طَعَامٌ . فَقُلْتُ لاَ . قَالَ اِنِّيْ صَائِمٌ . ثُمَّ جَاءَ يَوْمًا اٰخَرَ فَقَالَتْ عَائِشَةُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا قَدْ اُهْدِيَ لَنَا حَيْسٌ فَدَعَا بِهِ فَقَالَ اَمَا اِنِّيْ قَدْ اَصْبَحْتُ صَائِمًا . فَاَكَلَ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ہاں تشریف لائے اور دریافت کیا: کیا تمہارے پاس کھانے کے لیے کچھ ہے؟ میں نے عرض کی: جی نہیں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر میں روزہ رکھ لیتا ہوں' پھر آپ اسی دن

2325-تقدم (الحديث 2324) .

2326-تقدم (الحديث 2324) .

2327-تقدم (الحديث 2321) .

دوبارہ تشریف لائے تو سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: یارسول اللہ! مجھے تحفے کے طور پر حیس دیا گیا ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے منگوالیا اور ارشاد فرمایا: میں نے تو روزہ رکھ لیا تھا' پھر آپ نے اسے کھالیا۔

2328 - اَخْبَرَنِىْ عَمْرُو بْنُ يَحْيٰى بْنِ الْحَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا الْمُعَافٰى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ يَحْيٰى عَنْ مُجَاهِدٍ وَّاُمِّ كُلْثُوْمٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلٰى عَائِشَةَ فَقَالَ هَلْ عِنْدَكُمْ طَعَامٌ . نَحْوَهُ . قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَقَدْ رَوَاهُ سِمَاكُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنِىْ رَجُلٌ عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ طَلْحَةَ .

☆☆ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ مجاہد اور اُم کلثوم سے منقول ہے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لے گئے' آپ نے دریافت کیا: کیا تمہارے پاس کھانے کے لیے کچھ ہے' اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: اس روایت کو سماک بن حرب نے ایک فرد کے حوالے سے عائشہ بنت طلحہ کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

2329 - اَخْبَرَنِىْ صَفْوَانُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْرَائِيْلُ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنِىْ رَجُلٌ عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ طَلْحَةَ عَنْ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ قَالَتْ جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا فَقَالَ هَلْ عِنْدَكُمْ مِنْ طَعَامٍ . قُلْتُ لَا . قَالَ اِذًا اَصُوْمَ . قَالَتْ وَدَخَلَ عَلَىَّ مَرَّةً اُخْرٰى فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ اُهْدِىَ لَنَا حَيْسٌ . فَقَالَ اِذًا اُفْطِرَ الْيَوْمَ وَقَدْ فَرَضْتُ الصَّوْمَ .

☆☆ سماک بن حرب ایک فرد کے حوالے سے عائشہ بنت طلحہ کے حوالے سے اُم المومنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ایک دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور دریافت کیا: کیا تمہارے پاس کھانے کے لیے کچھ ہے؟ میں نے عرض کی: جی نہیں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر میں روزہ رکھ لیتا ہوں' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: آپ دوبارہ میرے ہاں تشریف لائے' تو میں نے عرض کی: یارسول اللہ! مجھے تحفے کے طور پر حیس دیا گیا ہے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: پھر آج میں روزہ ختم کردیتا ہوں' حالانکہ میں نے روزہ لازم کرلیا تھا (یعنی اس کی نیت کرلی تھی)۔

بَابُ ذِكْرِ اخْتِلَافِ النَّاقِلِيْنَ لِخَبَرِ حَفْصَةَ فِىْ ذٰلِكَ

یہ باب ہے کہ اس بارے میں سیّدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے منقول حدیث میں نقل کرنے والوں کے اختلاف کا تذکرہ

2330 - اَخْبَرَنِى الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ دِيْنَارٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ شُرَحْبِيْلَ قَالَ اَنْبَانَا اللَّيْثُ عَنْ يَحْيٰى بْنِ اَيُّوْبَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِىْ بَكْرٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ حَفْصَةَ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ

2328-تقدم (الحديث 2321) .

2329-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (17884) .

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ لَمْ يُبَيِّتِ الصِّيَامَ قَبْلَ الْفَجْرِ فَلاَ صِيَامَ لَهُ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما' سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:
جو شخص صبح صادق ہونے سے پہلے رات کے وقت ہی روزہ رکھنے کی نیت نہیں کرتا' اس کا روزہ نہیں ہوتا۔

2331 – اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنِي اَبِي عَنْ جَدِّي قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ اَيُّوبَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِي بَكْرٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ حَفْصَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ لَمْ يُبَيِّتِ الصِّيَامَ قَبْلَ الْفَجْرِ فَلاَ صِيَامَ لَهُ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما' سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:
جو شخص رات کے وقت صبح صادق ہونے سے پہلے روزے کی نیت نہیں کرتا' اس کا روزہ نہیں ہوتا۔

2332 – اَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ عَنْ اَشْهَبَ قَالَ اَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ اَيُّوبَ وَذَكَرَ اٰخَرَ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ اَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ حَدَّثَهُمَا عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيهِ عَنْ حَفْصَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ لَمْ يُجْمِعِ الصِّيَامَ قَبْلَ طُلُوعِ الْفَجْرِ فَلاَ يَصُومُ .

☆☆ سالم بن عبداللہ اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کے حوالے سے سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:
جو شخص صبح صادق ہونے سے پہلے روزے کی نیت نہیں کرتا' اس کا روزہ نہیں ہوتا۔

2333 – اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ الْاَزْهَرِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ حَفْصَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ لَمْ يُبَيِّتِ الصِّيَامَ مِنَ اللَّيْلِ فَلاَ صِيَامَ لَهُ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما' سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:
جو شخص رات کے وقت ہی (یعنی صبح صادق ہونے سے پہلے ہی) روزے کی نیت نہیں کرتا' اس کا روزہ نہیں ہوتا۔

2334 – اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ سَمِعْتُ عُبَيْدَ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ حَفْصَةَ اَنَّهَا كَانَتْ تَقُولُ مَنْ لَمْ يُجْمِعِ الصِّيَامَ مِنَ اللَّيْلِ فَلاَ يَصُومُ .

2330-اخرجه ابو داؤد في الصوم، باب النية في الصيام (الحديث 2454) . واخرجه الترمذي في الصوم، باب ما جاء لا صيام لمن لم يعزم من الليل (الحديث 730) . واخرجه النسائي (الحديث 2331 و 2332 و 2333) مرفوعاً، (الحديث 2334 و 2335 و 2336 و 2337 و 2338 و 2339 و 2340)موقوفًا على حفصة، (الحديث 2341 و 2342) موقوفًا على ابن عمر . و اخرجه ابن ماجه في الصيام، باب ما جاء في فرض الصوم من الليل و الخيار في الصوم (الحديث 1700) . تحفة الاشراف (15802) .

2331-تقدم (الحديث 2330) . 2332-تقدم (الحديث 2330) .

2333-تقدم (الحديث 2330) .

2334-تقدم (الحديث 2330) .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما' سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کا یہ قول نقل کرتے ہیں' وہ فرماتی ہیں:
جوشخص رات کے وقت (یعنی صبح صادق ہونے سے پہلے) روزے کی نیت نہیں کرتا' وہ روزہ نہیں رکھتا۔

2335 – اَخْبَرَنَا الرَّبِيْعُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَتْ حَفْصَةُ زَوْجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا صِيَامَ لِمَنْ لَّمْ يُجْمِعْ قَبْلَ الْفَجْرِ .

☆☆ حمزہ بن عبداللہ اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: جوشخص صبح صادق ہونے سے پہلے روزے کی نیت نہیں کرتا' اس کا روزہ نہیں ہوتا۔

2336 – اَخْبَرَنِيْ زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عِيْسٰى قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ اَنْبَاَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ حَفْصَةَ قَالَتْ لَا صِيَامَ لِمَنْ لَّمْ يُجْمِعْ قَبْلَ الْفَجْرِ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما' سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کا یہ قول نقل کرتے ہیں: جوشخص صبح صادق ہونے سے پہلے روزے کی نیت نہیں کرتا' اس کا روزہ نہیں ہوتا۔

2337 – اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ اَنْبَاَنَا حِبَّانُ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ وَمَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ حَفْصَةَ قَالَتْ لَا صِيَامَ لِمَنْ لَّمْ يُجْمِعِ الصِّيَامَ قَبْلَ الْفَجْرِ .

☆☆ حمزہ بن عبداللہ اپنے والد کے حوالے سے سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کا یہ قول نقل کرتے ہیں: جوشخص صبح صادق ہونے سے پہلے روزے کی نیت نہیں کرتا' اس کا روزہ نہیں ہوتا۔

2338 – اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ حَفْصَةَ قَالَتْ لَا صِيَامَ لِمَنْ لَّمْ يُجْمِعِ الصِّيَامَ قَبْلَ الْفَجْرِ .

☆☆ حمزہ بن عبداللہ' سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کا یہ قول نقل کرتے ہیں: جوشخص صبح صادق ہونے سے پہلے روزے کی نیت نہیں کرتا' اس کا روزہ نہیں ہوتا۔

2339 – اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ حَفْصَةَ قَالَتْ لَا صِيَامَ لِمَنْ لَّمْ يُجْمِعِ الصِّيَامَ قَبْلَ الْفَجْرِ . اَرْسَلَهُ مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ .

2335-تقدم (الحديث 2330) .

2336-تقدم (الحديث 2330) .

2337-تقدم (الحديث 2330) .

2338-تقدم (الحديث 2330) .

2339-تقدم (الحديث 2330) .

☆☆ حمزہ بن عبداللہ، سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کا یہ قول نقل کرتے ہیں: جو شخص صبح صادق ہونے سے پہلے روزے کی نیت نہیں کرتا' اس کا روزہ نہیں ہوتا۔

امام مالک نے اس روایت کو مرسل حدیث کے طور پر نقل کیا ہے۔

2340 – قَالَ الْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَائِشَةَ وَحَفْصَةَ مِثْلَهُ لَا يَصُوْمُ اِلَّا مَنْ اَجْمَعَ الصِّيَامَ قَبْلَ الْفَجْرِ .

☆☆ امام مالک نے ابن شہاب زہری کے حوالے سے سیدہ عائشہ اور سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہما سے اسی کی مانند نقل کیا ہے' یعنی جو شخص صبح صادق ہونے سے پہلے روزے کی نیت نہیں کرتا' اس کا روزہ نہیں ہوتا۔

2341 – اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ قَالَ سَمِعْتُ عُبَيْدَ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ اِذَا لَمْ يُجْمِعِ الرَّجُلُ الصَّوْمَ مِنَ اللَّيْلِ فَلَا يَصُمْ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: جو شخص رات کے وقت ہی (یعنی صبح صادق ہونے سے پہلے ہی) روزے کی نیت نہیں کرتا' وہ روزہ نہ رکھے۔

2342 – قَالَ الْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ لَا يَصُوْمُ اِلَّا مَنْ اَجْمَعَ الصِّيَامَ قَبْلَ الْفَجْرِ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما یہ فرمایا کرتے تھے: جو شخص صبح صادق ہونے سے پہلے روزے کی نیت نہیں کرتا' وہ روزہ نہ رکھے۔

روزے کی نیت سے متعلق فقہی اختلاف کا بیان

امام ابوالحسن علی بن ابوبکر فرغانی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ اختلافی مسئلے میں حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ کی دلیل یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس شخص کا روزہ ہی نہیں جس نے روزے کو نیت رات نہ کی ہو۔لہٰذا جب نیت کے مفقود ہونے کی وجہ سے پہلا جز نہ پایا گیا تو دوسرا بھی مفقود ہو گیا۔ کیونکہ روزے کے اجزاء اور حصے نہیں ہوتے۔ بہ خلاف نفلی روزے کے کیونکہ امام شافعی علیہ الرحمہ کے نزدیک اس کے حصے ہو سکتے ہیں۔ اور ہماری دلیل یہ ہے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک اعرابی چاند کی گواہی کے بعد آیا تو آپ نے فرمایا: سنو جس نے کچھ کھایا ہے تو وہ بقیہ دن میں کچھ نہ کھائے اور جس نے کچھ نہیں کھایا تو وہ روزے رکھے۔ اور امام شافعی علیہ الرحمہ کی بیان کردہ حدیث فضیلت وکمال کی نفی پر محمول کی گئی ہے۔ یا اس کا معنی یہ ہے کہ جس نے یہ نیت نہ کی ہو کہ یہ روزہ رات سے ہے کیونکہ یہ دن کا روزہ ہے۔ لہٰذا دن کے اول میں جو رکنا ہے وہ مؤخر کی نیت کے ساتھ موقوف رہے گا۔ جو دن کے اکثر حصہ سے ملی ہوئی ہے جس طرح نفل ہے کیونکہ روزے ایسا واحد رکن ہے جو امتداد (وقت میں

2340-تقدم (الحديث 2330) .

2341-تقدم (الحديث 2330) .

2342-تقدم (الحديث 2330) .

اپنی ذات کو کھینچنے والا) ہے۔ جبکہ نیت اللہ تعالیٰ کے لئے متعین کرنے کے لئے ہے۔ لہٰذا اکثر حصے کے ساتھ جانب وجودی کو ترجیح ہوگی بہ خلاف نماز اور حج کے کیونکہ ان دونوں کے کئی ارکان ہیں۔ پس نیت کا اسی عقد کے ساتھ اتصال شرط ہے۔ جو ان دونوں کی ادائیگی کے لئے کیا گیا ہے۔ بہ خلاف رمضان کے روزے کی قضاء کے کیونکہ وہ اسی دن کے ساتھ موقوف ہے۔ اور وہ نفل ہے بہ خلاف زوال کے بعد والے روزے کے کیونکہ نیت کا ملا ہوا ہونا دن کے اکثر حصے میں نہیں پایا گیا۔ لہٰذا فوت ہونے والی جہت کو ترجیح ہوگی۔

اس کے بعد صاحب قدوری کا قول 'مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الزَّوَالِ'' جبکہ جامع جامع صغیر میں 'قَبْلَ نِصْفِ النَّهَارِ'' کہا گیا ہے اور سب سے زیادہ صحیح روایت یہ ہے کہ دن کے اکثر حصے میں نیت کا پایا جانا لازم ہے۔ جبکہ شرعی طور پر نصف دن طلوع فجر سے بڑھی ہوئی (چاشت کی) روشنی تک ہے نہ کہ وقت زوال تک ہے۔ لہٰذا اس سے پہلے ہی نیت کا کرنا شرط ہے۔ تا کہ نیت دن کے اکثر حصے میں ثابت ہو جائے۔ اور مسافر و مقیم دونوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔ اور حضرت امام زفر علیہ الرحمہ نے اختلاف کیا ہے کیونکہ ہماری بیان کردہ دلیل میں کہیں تفصیل نہیں ہے۔ (ہدایہ، کتاب صوم، لاہور)

روزے کی نیت کے تعین میں فقہ شافعی وحنفی کے اختلاف کا بیان

علامہ علاؤالدین کاسانی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ نفلی روزہ مطلق نیت کے ساتھ جائز ہے اور واجب روزے کے لئے نیت ضروری ہے وہ نیت کے بغیر جائز نہیں ہے ان کی دلیل یہ ہے کہ وہ فرض ہے اور اس کی ادائیگی تعیین نیت کے بغیر نہ ہوگی۔ لہٰذا کفارے، نذر وغیرہ کے روزوں کے لئے نیت کا تعین ضروری ہے کیونکہ وہ بغیر نیت کے جائز نہیں ہیں۔ اور ان کی دلیل یہ بھی ہے کہ روزے کی اصل میں نیت صفت زائدہ ہے لہٰذا نیت اس کے ثواب کے ساتھ متعلق ہوگی۔ لہٰذا نیت ضروری ہوئی کیونکہ وہ فرض کی نیت ہے۔

فقہاء احناف کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے 'فَمَنْ شَهِدَ مِنكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ'' تم میں سے جو رمضان کا مہینہ پائے تو اس کا روزہ رکھے۔ اس آیت میں شہود رمضان کا وجود انسان کو نیت سے بری کر دیتا ہے کیونکہ امساک اللہ کے لئے ہوتا ہے۔ لہٰذا اس شخص کو امساک کو روزے کی طرف پھیرتے ہوئے یہ کہا جائے گا کہ یہ وہی روزہ ہے۔ (یعنی جس کا اس مہینے میں حکم دیا گیا ہے)

اسی طرح دوسری دلیل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ ہر بندے کے لئے وہی ہے جس کی اس نے نیت کی (بخاری) لہٰذا یہاں اس شخص کا امساک اللہ تعالیٰ کے لئے ہوگا۔ اور اس سے مراد رمضان کا روزہ ہوگا۔ کیونکہ اگر کوئی اور روزہ مراد لیا جائے تو یہ خلاف نص ہوگا (کیونکہ نص اسی مہینے کے وقت میں رمضان المبارک کے روزے کے بارے میں بیان ہو چکی ہے)۔

حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ کی دوسری دلیل کا جواب یہ ہے کہ جب اس مہینے میں ایک وقت معین کے اندر ایک معین روزے کا حکم شریعت نے بیان کر دیا ہے تو اس کی اقسام نہیں ہوں گی بلکہ اس سے مراد صرف رمضان کا روزہ ہی معین ہوگا۔ جبکہ کفارات اور نذر وغیرہ جیسے واجب روزہ کے لئے کسی وقت کا تعین نہیں ہوتا لہٰذا ان کے لئے نیت کا تعین ضروری ہوا کیونکہ وہ

وقت سے خالی ہوتے ہیں۔ لہٰذا جب روزے رمضان کے مہینے کے سوا میں ہوں تو محتاج نیت ہوتے ہیں کیونکہ ان کی تعیین ضروری ہوتی ہے۔ (بدائع الصنائع، ج۲،ص۸۳، بیروت)

باب صَوْمِ نَبِيِّ اللّٰهِ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

یہ باب ہے کہ اللہ کے نبی حضرت داؤد علیہ السلام کا روزہ رکھنے کا مخصوص طریقہ

2343 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ اَوْسٍ اَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحَبُّ الصِّيَامِ اِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ صِيَامُ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ يَصُوْمُ يَوْمًا وَّيُفْطِرُ يَوْمًا وَّاَحَبُّ الصَّلَاةِ اِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ صَلَاةُ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ يَنَامُ نِصْفَ اللَّيْلِ وَيَقُوْمُ ثُلُثَهُ وَيَنَامُ سُدُسَهُ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

اللہ تعالیٰ کے نزدیک روزہ رکھنے کا سب سے پسندیدہ طریقہ حضرت داؤد علیہ السلام کا روزہ رکھنے کا طریقہ ہے' وہ ایک دن روزہ رکھا کرتے تھے' اور ایک دن روزہ نہیں رکھا کرتے تھے' اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سب سے پسندیدہ نماز حضرت داؤد کی نماز ہے' وہ نصف رات تک سوئے رہتے تھے' پھر ایک تہائی رات میں نوافل ادا کرتے تھے' پھر رات کے چھٹے حصے میں سو جاتے تھے۔

اعمال میں میانہ روی اختیار کرنے کا بیان

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ عبداللہ کیا مجھے یہ اطلاع نہیں ملی (یعنی مجھے یہ معلوم ہوا ہے) کہ تم (روزانہ) دن میں تو روزے رکھتے ہو اور (ہر رات میں) پوری شب اللہ کی عبادت اور ذکر و تلاوت میں مشغول رہتے ہو؟ میں نے عرض کیا کہ جی ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ایسا ہی ہے۔ آپ نے فرمایا ایسا نہ کرو (بلکہ) روزہ بھی رکھو اور بغیر روزہ بھی رہو، رات میں عبادت الٰہی بھی کرو اور سویا بھی کرو کیونکہ تمہارے بدن کا بھی تم پر حق ہے (لہٰذا اپنے بدن کو زیادہ مشقت اور ریاضت میں مبتلا نہ کرو تا کہ بیماری یا ہلاکت میں نہ پڑ جاؤ) تمہاری آنکھوں کا بھی تم پر حق ہے (اس لئے رات میں سویا بھی کرو تا کہ آنکھیں آرام و سکون پائیں) تمہاری بیوی کا بھی تم پر حق ہے (اس لئے اس کے شب باشی اور صحبت و مباشرت کرو) اور تمہارے مہمان کا بھی تم پر حق ہے، (لہٰذا ان کے ساتھ کلام و گفتگو کرو، ان کی خاطر و مہمانداری کرو اور ان کے ساتھ کھانے پینے میں شریک رہو) جس شخص نے ہمیشہ روزہ رکھا اس نے (گویا) روزہ نہیں رکھا (البتہ) ہر مہینہ میں تین دن کے روزے ہمیشہ کے روزہ کے برابر ہیں لہٰذا ہر مہینہ میں تین دن (یعنی ایام بیض کے یا مطلقاً کسی بھی تین دن کے) روزے رکھ لیا کرو اور اسی طرح ہر مہینہ میں قرآن پڑھا کرو (یعنی ایک مہینہ میں ایک قرآن ختم کر لیا کرو)

2343-تقدم (الحديث 1629) .

میں نے عرض کیا کہ میں تو اس سے بھی زیادہ کی ہمت رکھتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (تو پھر) بہترین روزہ جو روزہ داؤد ہے رکھ لیا کرو (جس کا طریقہ یہ ہے کہ) ایک دن تو روزہ رکھو اور ایک دن افطار کرو اور سات راتوں میں ایک قرآن ختم کرو اور اس میں اضافہ نہ کرو (یعنی نفل روزے رکھنے اور قرآن شریف ختم کرنے کی مذکورہ بالا تعداد و مقدار میں زیادتی نہ کرو)۔

(بخاری ومسلم، مشکوۃ المصابیح، جلد دوم، رقم الحدیث، 565)

شریعت نے اعمال میں میانہ روی اور اعتدال اختیار کرنے پر بڑا زور دیا ہے چنانچہ نفل عبادات اور اعمال میں نہ اتنی کمی و کوتاہی کرنی چاہئے جس سے روحانی بالیدگی اور ترقی میں اضمحلال اور درجات عالیہ کے حصول میں رکاوٹ پیدا ہو جائے اور نہ اتنی زیادتی کرنی چاہئے جس سے جسمانی قوت و طاقت بالکل ہی پژمردہ ہو جائے اور دنیاوی مباح امور میں تعطل رونما ہو جائے اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو منع فرمایا کہ نہ تو اتنے زیادہ روزے رکھو اور نہ اتنی زیادہ شب بیداری کرو تا کہ اس کی وجہ سے دوسری ضروری اور فرض عبادتوں میں خلل واقع نہ ہو اور نہ دوسرے انسانی و معاشرتی حقوق پس پشت پڑ جائیں ہر مہینہ میں تین روزے رکھنے سے ہمیشہ کے روزے کا ثواب اس لئے لکھا جاتا ہے کہ ہر نیکی کی دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں جیسا کہ کئی موقعوں پر بتایا جا چکا ہے لہٰذا اس حساب سے تین روزے باعتبار ثواب اور اجزاء کے تیس روزے کے برابر ہوئے اور مہینہ میں تین روزے رکھنے والا گویا پورے مہینہ روزہ سے رہا۔

باب صَوْمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - بِاَبِيْ هُوَ وَاُمِّيْ - وَذِكْرِ اخْتِلَافِ النَّاقِلِيْنَ لِلْخَبَرِ فِيْ ذٰلِكَ

نبی اکرم ﷺ 'میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں! کا روزہ رکھنے کا طریقہ' اس بارے میں منقول حدیث کو نقل کرنے والوں میں اختلاف کا تذکرہ

2344 - اَخْبَرَنَا الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّا قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ عَنْ جَعْفَرٍ عَنْ سَعِيْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُفْطِرُ اَيَّامَ الْبِيْضِ فِيْ حَضَرٍ وَّلَا سَفَرٍ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ سفر اور حضر کے دوران کبھی بھی ایامِ بیض کے روزے ترک نہیں کرتے تھے۔

شرح

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابوذر اگر تم مہینہ میں تین دن روزہ رکھنا چاہو تو تیرہویں، چودھویں اور پندرہویں کو روزہ رکھو۔ (ترمذی، نسائی، مشکوۃ المصابیح، جلد دوم، رقم الحدیث، 568)

ہر مہینہ میں تین دن نفل روزے رکھنے کے سلسلے میں کئی طریقے منقول ہیں لیکن بہتر اور افضل یہی ہے کہ مذکورہ بالا تین

2344-انفرد به النسائی . تحفة الاشراف (5470) .

تاریخوں میں کہ انہیں ایام بیض کہا جاتا ہے روزے رکھے جائیں۔

نفلی روزوں کے مسلسل نہ رکھنے کا بیان

2345 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِي بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُوْمُ حَتّٰى نَقُوْلَ لَا يُفْطِرُ وَيُفْطِرُ حَتّٰى نَقُوْلَ مَا يُرِيْدُ اَنْ يَصُوْمَ وَمَا صَامَ شَهْرًا مُتَتَابِعًا غَيْرَ رَمَضَانَ مُنْذُ قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نفلی روزے رکھا کرتے تھے' یہاں تک کہ ہم یہ سمجھتے تھے کہ اب آپ کوئی نفلی روزہ ترک نہیں کریں گے اور پھر آپ نفلی روزے رکھنا ترک کر دیتے تھے' یہاں تک کہ ہم یہ سمجھتے تھے کہ اب آپ روزہ نہیں رکھیں گے' مدینہ منورہ تشریف لانے کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کے علاوہ اور کسی بھی مہینے میں لگاتار (پورا مہینہ) روزے نہیں رکھے ہیں۔

2346 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ النَّضْرِ بْنِ مُسَاوِرٍ الْمَرْوَزِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ مَرْوَانَ اَبِي لُبَابَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُوْمُ حَتّٰى نَقُوْلَ مَا يُرِيْدُ اَنْ يُفْطِرَ وَيُفْطِرُ حَتّٰى نَقُوْلَ مَا يُرِيْدُ اَنْ يَصُوْمَ .

☆☆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نفلی روزہ رکھا کرتے تھے' یہاں تک کہ ہم یہ سمجھتے تھے کہ اب آپ روزہ ترک نہیں کریں گے' پھر آپ نفلی روزہ رکھنا ترک کر دیتے تھے' یہاں تک کہ ہم یہ سمجھتے تھے کہ اب آپ روزہ نہیں رکھیں گے۔

2347 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ عَنْ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ زُرَارَةَ بْنِ اَوْفٰى عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَا اَعْلَمُ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَاَ الْقُرْاٰنَ كُلَّهُ فِيْ لَيْلَةٍ وَّلَا قَامَ لَيْلَةً حَتَّى الصَّبَاحِ وَلَا صَامَ شَهْرًا قَطُّ كَامِلًا غَيْرَ رَمَضَانَ .

☆☆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' میرے علم کے مطابق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رات میں کبھی بھی پورا قرآن تلاوت نہیں کیا ہے اور نہ ہی کبھی آپ صبح ہونے تک مسلسل نوافل ادا کرتے رہے ہیں' نہ ہی آپ نے رمضان کے علاوہ اور کسی بھی مہینے میں پورا مہینہ روزے رکھے ہیں۔

2345-اخرجه البخاري في الصيام، باب ما يذكر من صوم النبي صلى الله عليه وسلم و افطاره (الحديث 1971) . واخرجه مسلم في الصيام، باب صيام النبي صلى الله عليه وسلم في غير رمضان و استحباب ان لا يخلي شهرًا عن صوم (الحديث 178) . واخرجه الترمذي في الشمائل، باب ما جاء في صوم رسول الله صلى الله عليه وسلم (الحديث 283) . واخرجه ابن ماجه في الصيام، باب ما جاء في صيام النبي صلى الله عليه وسلم (الحديث 1711) . تحفة الاشراف (5447) .

2346-اخرجه النسائي في عمل اليوم الليلة، الفضل في قراءة (تبارك الذي بيده الملك) (الحديث 712) . تحفة الاشراف (17602) .

2347-تقدم (الحديث 1640) .

2348 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَقِيْقٍ قَالَ سَاَلْتُ عَائِشَةَ عَنْ صِيَامِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ كَانَ يَصُوْمُ حَتّٰى نَقُوْلَ قَدْ صَامَ وَيُفْطِرُ حَتّٰى نَقُوْلَ قَدْ اَفْطَرَ وَمَا صَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهْرًا كَامِلاً مُنْذُ قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ اِلَّا رَمَضَانَ .

☆☆ عبداللہ بن شقیق بیان کرتے ہیں' میں نے سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روزہ رکھنے کے بارے میں دریافت کیا' تو انہوں نے جواب دیا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نفلی روزے رکھا کرتے تھے' یہاں تک کہ ہم یہ سمجھتے تھے کہ اب آپ مسلسل روزے رکھتے رہیں گے' پھر آپ روزے رکھنا ترک کر دیتے تھے' یہاں تک کہ ہم یہ سمجھتے تھے کہ اب آپ مسلسل روزے نہیں رکھیں گے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ تشریف لانے کے بعد رمضان کے علاوہ اور کسی بھی مہینے میں پورا مہینہ روزے رکھے ہیں۔

2349 - اَخْبَرَنَا الرَّبِيْعُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ اَبِيْ قَيْسٍ حَدَّثَهُ اَنَّهُ سَمِعَ عَائِشَةَ تَقُوْلُ كَانَ اَحَبَّ الشُّهُوْرِ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَصُوْمَهُ شَعْبَانُ بَلْ كَانَ يَصِلُهُ بِرَمَضَانَ .

☆☆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں' روزہ رکھنے کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک سب سے پسندیدہ مہینہ شعبان کا تھا بلکہ آپ اسے رمضان کے ساتھ ملا دیتے تھے (یعنی آپ شعبان میں بکثرت روزے رکھتے تھے)۔

2350 - اَخْبَرَنَا الرَّبِيْعُ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ مَالِكٌ وَّعَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ وَذَكَرَ اٰخَرَ قَبْلَهُمَا اَنَّ اَبَا النَّضْرِ حَدَّثَهُمْ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُوْمُ حَتّٰى نَقُوْلَ مَا يُفْطِرُ وَيُفْطِرُ حَتّٰى نَقُوْلَ مَا يَصُوْمُ وَمَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ شَهْرٍ اَكْثَرَ صِيَامًا مِنْهُ فِيْ شَعْبَانَ .

☆☆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (نفلی) روزے رکھا کرتے تھے' یہاں تک کہ ہم یہ سمجھتے تھے کہ اب آپ کوئی روزہ ترک نہیں کریں گے' پھر آپ (نفلی) روزے رکھنا چھوڑ دیتے تھے' یہاں تک کہ ہم یہ سمجھتے تھے کہ اب آپ کوئی نفلی روزہ نہیں رکھیں گے' میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اور کسی بھی مہینے میں شعبان سے زیادہ روزے رکھتے ہوئے نہیں دیکھا۔

2348-اخرجه مسلم في الصيام، باب صيام النبي صلى الله عليه وسلم في غير رمضان و استحباب ان لا يخلي شهرًا عن صوم (الحديث 174) . واخرجه الترمذي في الصوم، باب ما جاء في سرد الصوم (الحديث 768) . تحفة الاشراف (16202) .

2349-اخرجه ابو داؤد في الصوم، باب في صوم شعبان (الحديث 2431) . تحفة الاشراف (16280) .

2350-اخرجه البخاري في الصوم، باب صوم شعبان (الحديث 1969) . واخرجه مسلم في الصيام، باب صيام النبي صلى الله عليه وسلم في غير رمضان و استحباب ان لا يخلي شهرًا عن صوم (الحديث 175) . واخرجه ابو داؤد في الصوم، باب كيف كان يصوم النبي صلى الله عليه وسلم (الحديث 2434) . واخرجه الترمذي في الشمائل، باب ما جاء في صوم رسول الله صلى الله عليه وسلم (الحديث 290) . تحفة الاشراف (17710) .

2351 - اَخْبَرَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ قَالَ اَنْبَانَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُوْرٍ قَالَ سَمِعْتُ سَالِمَ بْنَ اَبِي الْجَعْدِ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَصُوْمُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ اِلَّا شَعْبَانَ وَرَمَضَانَ .

☆☆ سیّدہ اُم سلمہ ﷞ بیان کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ کبھی بھی مسلسل دو ماہ تک روزے نہیں رکھتے تھے' صرف شعبان اور رمضان میں ایسا کیا کرتے تھے۔

2352 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ تَوْبَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ لَمْ يَكُنْ يَصُوْمُ مِنَ السَّنَةِ شَهْرًا تَامًّا اِلَّا شَعْبَانَ وَيَصِلُ بِهِ رَمَضَانَ .

☆☆ سیّدہ اُم سلمہ ﷞' نبی اکرم ﷺ کے بارے میں یہ بات ارشاد فرماتی ہیں: نبی اکرم ﷺ سال کے کسی بھی مہینے میں پورا مہینہ روزے نہیں رکھتے تھے' صرف شعبان میں ایسا کیا کرتے تھے' آپ اسے رمضان کے ساتھ ملا دیتے تھے۔

2353 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا عَمِّيْ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ عَنِ ابْنِ اِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمْ يَكُنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِشَهْرٍ اَكْثَرَ صِيَامًا مِنْهُ لِشَعْبَانَ كَانَ يَصُوْمُهُ اَوْ عَامَّتَهُ .

☆☆ سیّدہ عائشہ صدیقہ ﷞ فرماتی ہیں' نبی اکرم ﷺ کسی بھی مہینے میں شعبان سے زیادہ روزے نہیں رکھا کرتے تھے' آپ یہ پورا مہینہ (راوی کو شک ہے' شاید یہ الفاظ ہیں) اس کے اکثر حصے میں روزے رکھا کرتے تھے۔

2354 - اَخْبَرَنِيْ عَمْرُو بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنِ ابْنِ اِسْحَاقَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُوْمُ شَعْبَانَ اِلَّا قَلِيْلًا .

☆☆ سیّدہ عائشہ صدیقہ ﷞ فرماتی ہیں: نبی اکرم ﷺ شعبان کے اکثر حصے میں روزہ رکھا کرتے تھے۔

2355 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ قَالَ حَدَّثَنَا بَحِيْرٌ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ اَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَصُوْمُ شَعْبَانَ كُلَّهُ .

☆☆ سیّدہ عائشہ صدیقہ ﷞ بیان کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ شعبان کے پورے مہینے میں روزے رکھا کرتے تھے۔

2351-تقدم (الحديث 2174) .

2352-تقدم (الحديث 2175) .

2353-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (17750) .

2354-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (17778) .

2355-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (16051) .

پیر اور جمعرات کے روزے کی اہمیت کا بیان

2356 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ اَبُو الْغُصْنِ - شَيْخٌ مِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ - قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيُّ قَالَ حَدَّثَنِيْ اُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَمْ اَرَكَ تَصُوْمُ شَهْرًا مِنَ الشُّهُوْرِ مَا تَصُوْمُ مِنْ شَعْبَانَ . قَالَ ذٰلِكَ شَهْرٌ يَغْفُلُ النَّاسُ عَنْهُ بَيْنَ رَجَبٍ وَّرَمَضَانَ وَهُوَ شَهْرٌ تُرْفَعُ فِيْهِ الْاَعْمَالُ اِلٰى رَبِّ الْعَالَمِيْنَ فَاُحِبُّ اَنْ يُّرْفَعَ عَمَلِيْ وَاَنَا صَائِمٌ .

☆☆ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے عرض کی: یارسول اللہ! میں نے یہ بات دیکھی ہے' آپ اور کسی بھی مہینے میں اتنے روزے نہیں رکھتے ہیں جتنے روزے آپ شعبان میں رکھتے ہیں' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ ایک ایسا مہینہ ہے' جس کے رجب اور رمضان کے درمیان ہونے کی وجہ سے لوگ اس سے غافل ہوتے ہیں حالانکہ یہ وہ مہینہ ہے' جس میں اعمال تمام جہانوں کے پروردگار کی بارگاہ میں پیش کیے جاتے ہیں' تو مجھے یہ بات پسند ہے' جب میرا عمل پیش کیا جائے' تو میں روزے دار ہوں۔

2357 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ اَبُو الْغُصْنِ - شَيْخٌ مِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ - قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيُّ قَالَ حَدَّثَنِيْ اُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّكَ تَصُوْمُ حَتّٰى لَا تَكَادُ تُفْطِرُ وَتُفْطِرُ حَتّٰى لَا تَكَادُ اَنْ تَصُوْمَ اِلَّا يَوْمَيْنِ اِنْ دَخَلَا فِيْ صِيَامِكَ وَاِلَّا صُمْتَهُمَا . قَالَ اَيُّ يَوْمَيْنِ . قُلْتُ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَيَوْمَ الْخَمِيْسِ . قَالَ ذَانِكَ يَوْمَانِ تُعْرَضُ فِيْهِمَا الْاَعْمَالُ عَلٰى رَبِّ الْعَالَمِيْنَ فَاُحِبُّ اَنْ يُّعْرَضَ عَمَلِيْ وَاَنَا صَائِمٌ .

☆☆ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ بعض اوقات نفلی روزے رکھنا شروع کرتے ہیں' تو یوں محسوس ہوتا ہے اب کوئی روزہ ترک نہیں کریں گے اور بعض اوقات نفلی روزے رکھنا چھوڑ دیتے ہیں' تو یوں محسوس ہوتا ہے' شاید اب آپ روزہ نہیں رکھیں گے' البتہ دو دنوں کی صورتِ حال مختلف ہے' اگر یہ آپ کے روزوں کے دوران آ جائیں' تو ٹھیک ہے ورنہ آپ ان دو دنوں میں روزہ ضرور رکھتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: وہ کون سے دو دن ہیں؟ میں نے عرض کی: پیر کا دن اور جمعرات کا دن۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ وہ دن ہیں' جن میں اعمال تمام جہانوں کے پروردگار کی بارگاہ میں پیش کیے جاتے ہیں' تو مجھے یہ بات پسند ہے' جب میرا عمل پیش کیا جائے' تو اس وقت میں روزے دار ہوں۔

شرح

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پیر اور جمعرات کے دن اللہ رب

2356-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (120) .

2357-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (119) .

العزت کی بارگاہ میں عمل پیش کئے جاتے ہیں اس لئے میں پسند کرتا ہوں کہ میرے عمل پیش کئے جائیں تو میں روزہ سے ہوں۔ (ترمذی، مشکوۃ المصابیح، جلد دوم، رقم الحدیث، 567)

بندوں کے جو بھی اعمال ہوتے ہیں ملائکہ ہر صبح وشام اوپر لے جاتے ہیں اور پھر وہ بارگاہ رب العزت میں ان دونوں میں پیش ہوتے ہیں۔ لہٰذا اس وضاحت کے پیش نظر اس حدیث اور اس حدیث میں کوئی تعارض باقی نہیں رہا جس سے ثابت ہوا تھا کہ بندوں کے صبح کے اعمال رات کے اعمال سے پہلے اور رات کے اعمال صبح کے اعمال سے پہلے (ہر روز) اوپر لے جائے جاتے ہیں یا پھر یہ کہا جائے گا کہ روزانہ ہر عمل تفصیلی طور پر پیش کیا جاتا ہے اور پھر ان دو دونوں میں تمام اعمال اجمالی طور پر پیش ہوتے ہیں۔

2358 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ قَالَ اَخْبَرَنِیْ ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ الْغِفَارِیُّ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبُوْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِیُّ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَسْرُدُ الصَّوْمَ فَيُقَالُ لَا يُفْطِرُ وَيُفْطِرُ فَيُقَالُ لَا يَصُوْمُ .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: بعض اوقات نبی اکرم ﷺ مسلسل نفلی روزے رکھا کرتے تھے تو یوں محسوس ہوتا تھا کہ اب آپ کوئی نفلی روزہ ترک نہیں کریں گے اور بعض اوقات آپ نفلی روزے رکھنا ترک کر دیتے تھے اور یوں محسوس ہوتا تھا کہ اب آپ کوئی نفلی روزہ نہیں رکھیں گے۔

2359 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ عَنْ بَقِيَّةَ قَالَ حَدَّثَنَا بَحِيرٌ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ اَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَحَرَّى صِيَامَ الْاِثْنَيْنِ وَالْخَمِيْسِ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ اہتمام کے ساتھ پیر اور جمعرات کے دن روزہ رکھا کرتے تھے۔

2360 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دَاوُدَ قَالَ اَخْبَرَنِیْ ثَوْرٌ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ عَنْ رَبِيْعَةَ الْجُرَشِيِّ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَحَرَّى يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَالْخَمِيْسِ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ اہتمام کے ساتھ پیر اور جمعرات کے دن روزہ رکھا کرتے تھے۔

2361 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ الْاُمَوِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ ثَوْرٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَحَرَّى الْاِثْنَيْنِ وَالْخَمِيْسَ .

2358-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (124) . .

2359-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (16052) .

2360-تقدم (الحديث 2186) .

2361-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (16065) .

☆☆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اہتمام کے ساتھ پیر اور جمعرات کے دن روزہ رکھا کرتے تھے۔

2362 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَحَرّٰى يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَالْخَمِيْسِ .

☆☆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اہتمام کے ساتھ پیر اور جمعرات کے دن روزہ رکھا کرتے تھے۔

2363 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ حَبِيْبِ بْنِ الشَّهِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ يَمَانٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَاصِمٍ عَنِ الْمُسَيَّبِ بْنِ رَافِعٍ عَنْ سَوَاءٍ الْخُزَاعِيِّ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُوْمُ الْاِثْنَيْنِ وَالْخَمِيْسَ .

☆☆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پیر اور جمعرات کے دن روزہ رکھا کرتے تھے۔

2364 - اَخْبَرَنِىْ اَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ نَصْرٍ التَّمَّارُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ سَوَاءٍ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُوْمُ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ الْاِثْنَيْنِ وَالْخَمِيْسَ مِنْ هٰذِهِ الْجُمُعَةِ وَالْاِثْنَيْنِ مِنَ الْمُقْبِلَةِ .

☆☆ سیّدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر مہینے میں تین دن روزے رکھا کرتے تھے' پیر کے دن' اسی ہفتے کی جمعرات کے دن اور اگلے ہفتے کے پیر کے دن۔

2365 - اَخْبَرَنِىْ زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ قَالَ اَنْبَاَنَا النَّضْرُ قَالَ اَنْبَاَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَاصِمِ بْنِ اَبِى النَّجُوْدِ عَنْ سَوَاءٍ عَنْ حَفْصَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُوْمُ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ يَوْمَ الْخَمِيْسِ وَيَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَمِنَ الْجُمُعَةِ الثَّانِيَةِ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ .

☆☆ سیّدہ حفصہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر مہینے میں جمعرات اور پیر کے دن اور پھر اس کے بعد آنے والے ہفتے میں پیر کے دن روزہ رکھا کرتے تھے۔

2366 - اَخْبَرَنَا الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ دِيْنَارٍ قَالَ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ عَاصِمٍ عَنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ حَفْصَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَخَذَ مَضْجَعَهُ جَعَلَ كَفَّهُ الْيُمْنٰى تَحْتَ خَدِّهِ الْاَيْمَنِ

2362-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (16063) .

2363-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (16140) .

2364-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (18161) .

2365-اخرجه ابو داؤد في الصوم، باب من قال الاثنين و الخميس (الحديث 2451) . تحفة الاشراف (15796) .

2366-انفرد به النسائي . واخرجه النسائي في عمل اليوم و الليلة، كم يقول ذلك (الحديث 764) . تحفة الاشراف (15811) .

وَكَانَ يَصُوْمُ الْاِثْنَيْنِ وَالْخَمِيْسَ .

☆☆ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے بستر پر لیٹ جاتے تھے تو اپنا دایاں ہاتھ اپنے دائیں رخسار مبارک کے نیچے رکھتے تھے آپ پیر اور جمعرات کے دن روزہ رکھا کرتے تھے۔

2367 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ شَقِيْقٍ قَالَ اَبِي اَنْبَاَنَا اَبُوْ حَمْزَةَ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ زِرٍّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُوْمُ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ مِنْ غُرَّةِ كُلِّ شَهْرٍ وَقَلَّمَا يُفْطِرُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر مہینے کے روشن دنوں (یعنی تیرہ، چودہ اور پندرہ تاریخ کو) روزہ رکھا کرتے تھے اور بہت کم ایسا ہوتا تھا کہ آپ جمعہ کے دن روزہ نہیں رکھتے تھے۔

جمعہ کے دن روزہ رکھنے کا بیان

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمام راتوں میں صرف جمعہ کی رات کو عبادت الٰہی کے لئے مخصوص نہ کرو اسی طرح تمام دنوں میں صرف جمعہ کے دن کو روزہ رکھنے کے لئے مخصوص نہ کرو ہاں اگر تم میں سے کسی کے روزہ کے درمیان کہ جو وہ پہلے سے رکھتا چلا آ رہا ہے جمعہ پڑ جائے تو پھر صرف جمعہ کے دن روزہ رکھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (مسلم، مشکوۃ المصابیح، جلد دوم، رقم الحدیث، 563)

یہود نے ہفتہ کے دن کو عبادت کے لئے مخصوص کر لیا اور وہ صرف اسی دن کی تعظیم کرتے ہیں اور اسی طرح عیسائیوں نے اتوار کے دن کو عبادت کے لئے مخصوص کر لیا اور صرف اسی دن کی بے انتہا تعظیم کرتے ہیں اور اسی دن مشغول رہتے ہیں چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو اس غلط طریقہ سے روک دیا کہ تم بھی ان دونوں فرقوں کی طرح صرف جمعہ کی شب اور جمعہ کے دن کی جو اہمیت وفضیلت بیان کی ہے وہ تو برحق ہے اور اس دن کی اتنی ہی اہمیت وعظمت پیش نظر رہنی چاہئے اس میں کسی فرقہ کی مشابہت ہی کیوں نہ ہو مگر اپنی طرف سے اس کی تعظیم وتخصیص میں اضافہ نہ کر دو یا پھر اس کی مخالفت کا مقصد یہ ہے کہ بندہ کو چاہئے کہ وہ تمام اوقات میں عبادات وطاعات میں مشغول رہے اور ہمہ وقت اللہ تعالیٰ کی رحمت کا امیدوار رہے کسی خاص وقت کو عبادت کے لئے مخصوص کر لینا اور بقیہ اوقات میں معطل پڑے رہنا قطعا کارآمد نہیں ہے۔

حدیث کے آخری الفاظ الا ان یکون فی صوم الخ کا مطلب یہ ہے کہ مثلاً کسی شخص کا معمول تھا کہ وہ ہر دسویں گیارہویں روزہ رکھتا تھا اور اتفاق سے اسی دن جمعہ آ پڑا یا کسی شخص نے نذر مانی کہ میں فلاں تاریخ کو روزہ رکھوں گا اور وہ تاریخ جمعہ کو پڑ گئی تو ان اعذار کی وجہ سے صرف جمعہ کے روز روزہ رکھنا ممنوع نہیں ہوگا۔

امام نووی فرماتے ہیں کہ نماز تہجد کے لئے جمعہ کی شب کو مخصوص کر دینے کی اس حدیث میں صراحت کے ساتھ ممانعت ہے

2367-اخرجه ابو داؤد في الصوم، باب في صوم الثلاث من كل شهر (الحديث 2450) . واخرجه الترمذي في الصوم، باب ما جاء في صوم يوم الجمعة (الحديث 742) . واخرجه ابن ماجه في الصيام، باب في صيام يوم الجمعة (الحديث 1725) مختصراً . تحفة الاشراف (9206) .

چنانچہ اس مسئلہ پر تمام علماء کا اتفاق ہے، نیز علماء نے صلوۃ الرغائب کو بدعت اور مکروہ قرار دینے کے سلسلے میں اس حدیث کو بطور دلیل اختیار کیا ہے صلوۃ الرغائب وہ نماز کہلاتی تھی جو بطور خاص ماہ رجب کے پہلے جمعہ کی شب میں پڑھی جاتی تھی چنانچہ علماء نے اس نماز کی بدعت و برائی اور اس نماز کو اختراع کرنے والے کی گمراہی وضلالت کی وضاحت کے لئے مستقل طور پر بہت سی کتابیں بھی لکھی ہیں۔

مولانا اسحٰق فرمایا کرتے تھے کہ اس حدیث کے سلسلے میں شارحین نے جو مذکورہ بالا توجیہات بیان کی ہیں تو یہ ان حضرات کے مسلک کے مطابق ہیں جن کے نزدیک صرف جمعہ کا روزہ رکھنا مکروہ ہے مگر حنفی مسلک کے مطابق اس حدیث کی ان توجیہا کی کوئی ضرورت نہیں ہے کیونکہ حنفیہ کے ہاں صرف جمعہ کے روزہ رکھنا مکروہ نہیں ہے چنانچہ فتاویٰ عالمگیری میں لکھا ہے کہ صرف جمعہ کے روز رکھنا جائز ہے بلکہ درمختار میں تو اسے مستحب بیان کیا گیا ہے اس سلسلہ میں حنفیہ کی دلیل وہ حدیث ہے جو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔لہٰذا ہوسکتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود کی حدیث ان تمام احادیث کے لئے ناسخ ہو جن سے صرف جمعہ کے روز روزہ رکھنا ممنوع معلوم ہوتا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص جمعہ کے روز روزہ نہ رکھے ہاں اس طرح رکھ سکتا ہے کہ اس سے ایک دن پہلے یا ایک دن بعد بھی روزہ رکھے۔

(بخاری ومسلم،مشکوۃ المصابیح،جلد دوم،رقم الحدیث،562)

مطلب یہ ہے کہ صرف جمعہ کے دن روزہ نہ رکھے بلکہ جمعہ کے روزہ کے ساتھ پنجشنبہ یا ہفتہ کے دن بھی روزہ رکھ لے اور اگر دونوں دنوں یعنی پنجشنبہ و ہفتہ کے دن اور اس کے ساتھ جمعہ کے دن گویا تینوں دن روزہ رکھے تو بہتر ہے حدیث میں صرف جمعہ کے روز روزہ رکھنے کی ممانعت ذکر فرمائی گئی ہے وہ نہی تنزیہی کے طور پر ہے علامہ ابن ہمام فرماتے ہیں کہ حضرت امام ابوحنیفہ اور حضرت امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک صرف جمعہ کے روزہ رکھنے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

2368 - اَخْبَرَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ كَامِلٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ بَهْدَلَةَ عَنْ رَجُلٍ عَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ اَمَرَنِىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَكْعَتَيِ الضُّحٰى وَاَنْ لَا اَنَامَ اِلَّا عَلٰى وِتْرٍ وَّصِيَامِ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ مِنَ الشَّهْرِ .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہ ہدایت کی تھی کہ میں چاشت کی دو رکعات ادا کیا کروں اور سونے سے پہلے وتر ادا کر لیا کروں اور ہر مہینے میں تین روزے رکھا کروں۔

2369 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ اَنَّهٗ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ وَّسُئِلَ عَنْ صِيَامِ عَاشُوْرَاءَ قَالَ مَا عَلِمْتُ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَامَ يَوْمًا يَتَحَرّٰى فَضْلَهٗ عَلَى الْاَيَّامِ اِلَّا هٰذَا الْيَوْمَ يَعْنِىْ شَهْرَ رَمَضَانَ

2368-انفرد به النسائي، وسياتي (الحديث 2404 و 2405 و 2406) . تحفة الاشراف (12190) .

2369-اخرجه البخاري في الصوم، باب صيام يوم عاشوراء (الحديث 2006) . واخرجه مسلم في الصيام، باب صوم يوم عاشوراء (الحديث 131) . تحفة الاشراف (5866) .

وَيَوْمَ عَاشُوْرَاءَ .

☆☆ عبیداللہ بیان کرتے ہیں' انہوں نے حضرت عبداللہ بن عباس ﷠ کو سنا' ان سے عاشورہ کے دن روزہ رکھنے کے بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے فرمایا: میرے علم کے مطابق نبی اکرم ﷺ نے کسی دن کو دیگر تمام ایام سے افضل سمجھتے ہوئے' اہتمام کے ساتھ صرف رمضان کے مہینے میں روزہ رکھا ہے یا عاشورہ کے دن روزہ رکھا ہے۔

2370 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقُوْلُ يَا اَهْلَ الْمَدِيْنَةِ اَيْنَ عُلَمَاؤُكُمْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِيْ هٰذَا الْيَوْمِ اِنِّي صَائِمٌ فَمَنْ شَآءَ اَنْ يَصُوْمَ فَلْيَصُمْ .

☆☆ حمید بن عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں' میں نے عاشورہ کے دن حضرت معاویہ ﷜ کو منبر پر یہ کہتے ہوئے سنا: اے اہل مدینہ! تمہارے علماء کہاں ہیں؟ میں نے نبی اکرم ﷺ کو اس دن کے بارے میں یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: میں نے روزہ رکھا ہوا ہے' جو شخص (آج کے دن) روزہ رکھنا چاہے وہ روزہ رکھ لے۔

2371 - اَخْبَرَنِيْ زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنِ الْحُرِّ بْنِ صَيَّاحٍ عَنْ هُنَيْدَةَ بْنِ خَالِدٍ عَنِ امْرَاَتِهٖ قَالَتْ حَدَّثَتْنِيْ بَعْضُ نِسَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَصُوْمُ يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ وَتِسْعًا مِنْ ذِي الْحِجَّةِ وَثَلَاثَةَ اَيَّامٍ مِنَ الشَّهْرِ اَوَّلَ اثْنَيْنِ مِنَ الشَّهْرِ وَخَمِيْسَيْنِ .

☆☆ ہنیدہ بن خالد اپنی اہلیہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: مجھے نبی اکرم ﷺ کی ایک زوجہ محترمہ نے یہ بات بتائی ہے' نبی اکرم ﷺ عاشورہ کے دن' 9 ذوالحجہ کے دن' ہر مہینے کے تین دنوں' یعنی مہینے کے سب سے پہلے پیر اور (ابتدائی دو) جمعراتوں کے دن روزہ رکھا کرتے تھے۔

باب ذِكْرِ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى عَطَاءٍ فِي الْخَبَرِ فِيْهِ

یہ باب ہے کہ اس بارے میں روایت میں عطا سے ہونے والے اختلاف کا تذکرہ

2372 - اَخْبَرَنِيْ حَاجِبُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَارِثُ بْنُ عَطِيَّةَ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ اَبِيْ رَبَاحٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَامَ الْاَبَدَ فَلَا صَامَ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر ﷜ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص ہمیشہ (نفلی) روزہ رکھے' اس نے (درحقیقت) روزہ نہیں رکھا۔

2370-اخرجه البخاري في الصوم، باب صيام يوم عاشوراء (الحديث 2003) . واخرجه مسلم في الصيام، باب صوم يوم عاشوراء (الحديث 126) . تحفة الاشراف (11408) .

2371-اخرجه ابو داؤد في الصوم، باب في صوم العشر (الحديث 2437)، وباب من قال الاثنين و الخميس (الحديث 2452) مختصراً . و سياتي (الحديث 2416 و 2417 و 2418) . تحفة الاشراف (18287) .

2372-انفرد به النسائي، و سياتي (الحديث 2373 و 2374 و 2375) . تحفة الاشراف (7330 و 8601) .

2373 – حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ مُسَاوِرٍ عَنِ الْوَلِيدِ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ قَالَ اَخْبَرَنِي عَطَاءٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ح وَاَنْبَاَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنِي الْوَلِيدُ عَنِ الْاَوْزَاعِيِّ قَالَ حَدَّثَنَا عَطَاءٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَامَ الْاَبَدَ فَلَا صَامَ وَلَا اَفْطَرَ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:
جو شخص ہمیشہ روزہ رکھے اس نے (درحقیقت) نہ تو روزہ رکھا ہے اور نہ ہی روزہ چھوڑا ہے۔

2374 – اَخْبَرَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيدِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِي وَعُقْبَةُ عَنِ الْاَوْزَاعِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي عَطَاءٌ قَالَ حَدَّثَنِي مَنْ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَامَ الْاَبَدَ فَلَا صَامَ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:
جو شخص ہمیشہ روزہ رکھے اس نے (گویا) روزہ رکھا ہی نہیں ہے۔

2375 – اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيلُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُوسٰى قَالَ حَدَّثَنَا اَبِي عَنِ الْاَوْزَاعِيِّ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ حَدَّثَنِي مَنْ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَامَ الْاَبَدَ فَلَا صَامَ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:
جو شخص ہمیشہ روزہ رکھے اس نے (گویا) روزہ رکھا ہی نہیں ہے۔

2376 – اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَائِذٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنِ الْاَوْزَاعِيِّ عَنْ عَطَاءٍ اَنَّهُ حَدَّثَهُ قَالَ حَدَّثَنِي مَنْ سَمِعَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَامَ الْاَبَدَ فَلَا صَامَ وَلَا اَفْطَرَ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:
جو شخص ہمیشہ روزہ رکھے اس نے (گویا) روزہ رکھا بھی نہیں ہے اور چھوڑا بھی نہیں ہے۔

2377 – اَخْبَرَنِي اِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ سَمِعْتُ عَطَاءً اَنَّ

2373-تقدم (الحديث 2372) .

2374-تقدم (الحديث 2372) .

2375-تقدم (الحديث 2372) .

2376-اخرجه البخاري في التهجد، باب 20 . (الحديث 1153) بمعناه، و في الصوم، باب حق الاهل في الصوم (الحديث 1977) مطولاً، وباب صوم داؤد عليه السلام (الحديث 1979) مطولاً، وفي احاديث الانبياء، باب قوله تعالى (واتينا داؤد زبورا) (الحديث 3419) بمعناه . واخرجه مسلم في الصيام، باب النهي عن صوم الدهر لمن تضرر به او فوت به حقاً او لم يفطر العيدين و التشريق و بيان تفضيل صوم يوم و افطار يوم (الحديث 186 و 187) و سياتي (الحديث 2377 و 2396 و 2397 و 2399 و 2400) . واخرجه ابن ماجه في الصيام، باب ما جاء في صيام الدهر (الحديث 1706) . واخرجه الترمذي في الصوم، باب ما جاء في سرد الصوم (الحديث 770) . تحفة الاشراف (8635 و 8972) .

2377-تقدم (الحديث 2372) .

أَبَا الْعَبَّاسِ الشَّاعِرَ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ بَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنِّي أَصُومُ أَسْرُدُ الصَّوْمَ وَسَاقَ الْحَدِيثَ . قَالَ قَالَ عَطَاءٌ "لَا أَدْرِي كَيْفَ ذَكَرَ صِيَامَ الْأَبَدِ لَا صَامَ مَنْ صَامَ الْأَبَدَ .

☆☆ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے' تاہم اس میں یہ الفاظ ہیں:

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اطلاع ملی کہ میں مسلسل روزے رکھتا ہوں۔

اس کے بعد انہوں نے پوری حدیث بیان کی ہے۔

عطاء نامی راوی بیان کرتے ہیں' مجھے یہ نہیں معلوم کہ انہوں نے ہمیشہ روزے رکھنے کا ذکر کس طرح کیا' کہ جس شخص نے ہمیشہ روزہ رکھا' اس نے گویا روزہ رکھا ہی نہیں۔

ہمیشہ روزہ رکھنے کی ممانعت کے سبب کا بیان

حضرت مسلم قرشی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے یا کسی اور شخص نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمیشہ روزہ رکھنے کے بارہ میں پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے اوپر تمہارے اہل وعیال کا بھی حق ہے اس لئے رمضان میں اور ان ایام میں جو رمضان سے متصل ہیں یعنی شش عید کے روزے رکھو نیز زیادہ سے زیادہ ہر بدھ اور جمعرات کو روزہ رکھ لیا کرو، اگر تم نے یہ روزے رکھ لئے تو سمجھ کہ ہمیشہ روزے رکھے۔ (ابوداؤد، ترمذی، مشکوۃ المصابیح، جلد دوم، رقم الحدیث، 572)

مطلب یہ ہے کہ ہمیشہ روزے رکھنے کی وجہ سے چونکہ ضعف لاحق ہو جاتا ہے جس کی بناء پر نہ صرف یہ کہ ادائیگی حقوق میں تعطل پڑتا ہے بلکہ دوسری عبادات میں بھی نقصان اور حجر واقع ہوتا ہے لہٰذا اسی سبب سے ہمیشہ روزہ رکھنا مکروہ ہے ہاں جس شخص کو اس کی وجہ سے ضعف لاحق ہو تو اس کے لئے ہمیشہ روزہ رکھنا مکروہ نہیں ہوگا بلکہ مستحب ہوگا اسی طرح دائمی روزے کی ممانعت کے سلسلہ میں منقول احادیث میں اور ان مشائخ وسلف کے عمل میں کہ جو ہمیشہ روزہ رکھتے تھے مذکورہ بالا وضاحت سے تطبیق بھی ہو جاتی ہے نیز ہو سکتا ہے کہ یہاں جو حدیث ذکر کی گئی ہے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث سے پہلے ارشاد فرمائی ہوگی جس میں بتایا گیا تھا کہ ہر مہینہ میں تین روزے رکھنے سے ہمیشہ روزہ رکھنے کا ثواب حاصل ہوتا ہے۔

علامہ ابن ہمام وغیرہ کے وہ اقوال نقل کئے گئے تھے جن میں سے یہ بات ثابت ہوتی تھی کہ ہمیشہ کے روزے رکھنے مطلقاً مکروہ ہیں اور درمختار میں بھی یہی منقول ہے کہ دائمی طور پر روزہ رکھنا مکروہ تنزیہی ہے جب کہ یہاں یہ بات بتائی گئی ہے کہ ہمیشہ روزہ رکھنا اسی وقت مکروہ ہے جب کہ روزہ دار کے ضعف وناتوانی میں مبتلا ہو جانے کا خوف ہو مگر ضعف کا خوف نہ ہو تو پھر مکروہ نہیں ہوگا، لہٰذا ان تمام اقوال میں مطابقت پیدا کی جائے کہ جن اقوال سے دائمی روزوں کا مطلقاً مکروہ ہونا ثابت ہوتا ہے درحقیقت ان کا محمول بھی خوف ضعف ہے یعنی ان اقوال کا مطلب بھی یہی ہے کہ اگر ضعف کا خوف ہو تو دائمی روزے مکروہ ہوں گے ورنہ نہیں۔

باب النَّهْيِ عَنْ صِيَامِ الدَّهْرِ وَذِكْرِ الِاخْتِلَافِ عَلٰى مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ فِي الْخَبَرِ فِيهِ

یہ باب ہے کہ ہمیشہ روزہ رکھنے کی ممانعت‘ اس بارے میں منقول روایت میں مطرف بن عبداللہ سے نقل ہونے والے اختلاف کا تذکرہ

2378 – اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا اِسْمَاعِيلُ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الشِّخِّيرِ عَنْ اَخِيهِ مُطَرِّفٍ عَنْ عِمْرَانَ قَالَ قِيلَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اِنَّ فُلَانًا لَا يُفْطِرُ نَهَارًا الدَّهْرَ . قَالَ لَا صَامَ وَلَا اَفْطَرَ .

☆☆ حضرت عمران رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں‘ عرض کی گئی: یارسول اللہ! فلاں شخص ہمیشہ دن کے وقت روزہ رکھتا ہے‘ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس نے نہ ہی روزہ رکھا ہے اور نہ ہی روزہ چھوڑا ہے۔

2379 – اَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَخْلَدٌ عَنِ الْاَوْزَاعِيِّ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الشِّخِّيرِ اَخْبَرَنِي اَبِي اَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذُكِرَ عِنْدَهُ رَجُلٌ يَصُومُ الدَّهْرَ قَالَ لَا صَامَ وَلَا اَفْطَرَ .

☆☆ مطرف بن عبداللہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا‘ آپ کے سامنے کسی ایسے شخص کا تذکرہ کیا گیا‘ جو ہمیشہ روزہ رکھتا ہے‘ تو آپ نے ارشاد فرمایا: اس شخص نے نہ روزہ رکھا ہے اور نہ ہی اس کو چھوڑا ہے۔

2380 – اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ مُطَرِّفَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الشِّخِّيرِ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِيهِ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي صَوْمِ الدَّهْرِ لَا صَامَ وَلَا اَفْطَرَ .

☆☆ مطرف بن عبداللہ اپنے والد کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ روزہ رکھنے کے بارے میں یہ بات ارشاد فرمائی ہے: ایسے شخص نے نہ روزہ رکھا اور نہ ہی روزہ چھوڑا۔

باب ذِكْرِ الِاخْتِلَافِ عَلٰى غَيْلَانَ بْنِ جَرِيرٍ فِيهِ

اس بارے میں منقول روایت میں غیلان بن جریر سے نقل ہونے والے اختلاف کا تذکرہ

2381 – اَخْبَرَنِي هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوسٰى قَالَ اَنْبَاَنَا اَبُو هِلَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا غَيْلَانُ

2378-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (10858) .

2379-سياتي (الحديث 2380) . واخرجه ابن ماجه في الصيام، باب ما جاء في صيام الدهر (الحديث 1705) . تحفة الاشراف (5350) .

2380-تقدم (الحديث 2379) .

2381-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (10665) .

وَهُوَ ابْنُ جَرِيْرٍ – قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ – وَهُوَ ابْنُ مَعْبَدٍ الزِّمَّانِيُّ – عَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ عَنْ عُمَرَ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَرَرْنَا بِرَجُلٍ فَقَالُوْا يَا نَبِيَّ اللّٰهِ هٰذَا لَا يُفْطِرُ مُنْذُ كَذَا وَكَذَا ۔ فَقَالَ لَا صَامَ وَلَا اَفْطَرَ ۔

☆☆ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ہم لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے' ہمارا گزر ایک آدمی کے پاس سے ہوا' لوگوں نے عرض کی: اے اللہ کے نبی! اس شخص نے فلاں' فلاں وقت سے کبھی کوئی روزہ نہیں چھوڑا' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس شخص نے نہ تو روزہ رکھا ہے اور نہ ہی اسے چھوڑا ہے۔

2382 – اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ غَيْلَانَ اَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَعْبَدٍ الزِّمَّانِيَّ عَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنْ صَوْمِهٖ فَغَضِبَ فَقَالَ عُمَرُ رَضِيْنَا بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ رَسُوْلًا ۔ وَسُئِلَ عَمَّنْ صَامَ الدَّهْرَ فَقَالَ لَا صَامَ وَلَا اَفْطَرَ اَوْ مَا صَامَ وَمَا اَفْطَرَ ۔

☆☆ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کے روزہ رکھنے (شاید اس سے مراد صومِ وصال ہے) کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ ناراض ہو گئے' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: ہم اللہ تعالیٰ کے پروردگار ہونے' اسلام کے دین ہونے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہونے سے راضی ہیں (یعنی ان پر ایمان رکھتے ہیں) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسے شخص کے بارے میں دریافت کیا گیا جو ہمیشہ روزہ رکھتا ہے' تو آپ نے ارشاد فرمایا: اس نے نہ روزہ رکھا ہے اور نہ ہی روزہ چھوڑا ہے (یہاں الفاظ میں راوی کو شک ہے)۔

باب سَرْدِ الصِّيَامِ

یہ باب مسلسل روزے رکھنے کے بیان میں ہے

2383 – اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيْبِ بْنِ عَرَبِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ حَمْزَةَ بْنَ عَمْرٍو الْاَسْلَمِيَّ سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ رَجُلٌ اَسْرُدُ الصَّوْمَ اَفَاَصُوْمُ فِي السَّفَرِ قَالَ صُمْ اِنْ شِئْتَ اَوْ اَفْطِرْ اِنْ شِئْتَ ۔

☆☆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' حضرت حمزہ بن عمرو اسلمی رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا' انہوں نے

2382-اخرجه مسلم في الصيام، باب استحباب صيام ثلاثة ايام من كل شهر وصوم يوم عرفة و عاشوراء و الاثنين و الخميس (الحديث 196 و 197) مطولًا . و اخرجه ابو داؤد في الصوم، باب في صوم الدهر تطوعًا (الحديث 2425 و 2426) مطولًا . و سياتي (الحديث 2386) مطولًا . و اخرجه الترمذي في الصوم، باب ما جاء في فضل صوم عرفة (الحديث 749) . و ابن ماجه في الصيام، باب ما جاء في صيام داؤد عليه السلام (الحديث 1713)، و باب صيام يوم عرفة (الحديث 1730)، وباب صيام يوم عاشوراء (الحديث 1738) . تحفة الاشراف (12117) .

2383-اخرجه مسلم في الصيام، باب التخيير في الصوم و الفطر في السفر (الحديث 104) . واخرجه ابو داؤد في الصوم، باب الصوم في السفر (الحديث 2402) . تحفة الاشراف (16857) .

عرض کی: یارسول اللہ! میں ایک ایسا شخص ہوں جو مسلسل روزے رکھتا ہے' تو کیا میں سفر کے دوران بھی روزہ رکھ سکتا ہوں؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر تم چاہو تو روزہ رکھ لو' اگر چاہو تو روزہ نہ رکھو۔

باب صَوْمِ ثُلُثَيِ الدَّهْرِ وَذِكْرِ اخْتِلَافِ النَّاقِلِينَ لِلْخَبَرِ فِيْ ذٰلِكَ

یہ باب ہے کہ دو تہائی زمانے میں روزے رکھنا' اس بارے میں منقول حدیث کو نقل کرنے والوں کے اختلاف کا تذکرہ

2384 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِیْ عَمَّارٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُرَحْبِيلَ عَنْ رَجُلٍ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قِيلَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ يَصُومُ الدَّهْرَ . قَالَ وَدِدْتُ اَنَّهُ لَمْ يَطْعَمِ الدَّهْرَ . قَالُوْا فَثُلُثَيْهِ قَالَ اَكْثَرَ . قَالُوْا فَنِصْفَهُ قَالَ اَكْثَرَ . ثُمَّ قَالَ اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِمَا يُذْهِبُ وَحَرَ الصَّدْرِ صَوْمُ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ .

☆☆ عمرو بن شرحبیل ایک صحابی کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں عرض کی گئی: فلاں شخص ہمیشہ روزہ رکھتا ہے' تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری یہ خواہش تھی کہ وہ کبھی بھی کھانا نہ کھاتا۔ لوگوں نے عرض کی: اگر دو تہائی زمانے میں روزہ رکھ لیا جائے (یعنی ہر مہینے میں 20 روزے رکھے جائیں) تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ بھی زیادہ ہیں' لوگوں نے عرض کی: اگر نصف ہو (یعنی اگر مہینے میں پندرہ دن روزے رکھ لیے جائیں) تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ بھی زیادہ ہیں' پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا میں تمہیں اس چیز کے بارے میں بتاؤں' جس کے نتیجے میں ذہن کی اُلجھن دور ہو جاتی ہے' وہ ہر مہینے میں تین روزے رکھنا ہے۔

2385 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ اَبِیْ عَمَّارٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُرَحْبِيلَ قَالَ اَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا تَقُوْلُ فِیْ رَجُلٍ صَامَ الدَّهْرَ كُلَّهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَدِدْتُ اَنَّهُ لَمْ يَطْعَمِ الدَّهْرَ شَيْئًا . قَالَ فَثُلُثَيْهِ قَالَ اَكْثَرَ . قَالَ فَنِصْفَهُ قَالَ اَكْثَرَ . قَالَ اَفَلَا اُخْبِرُكُمْ بِمَا يُذْهِبُ وَحَرَ الصَّدْرِ . قَالُوْا بَلٰى .

قَالَ صِيَامُ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ .

☆☆ عمرو بن شرحبیل بیان کرتے ہیں' ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' اس نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ ایسے شخص کے بارے میں کیا' کہتے ہیں' جو ہمیشہ روزہ رکھتا ہے (یعنی پورا مہینہ نفلی روزے رکھتا ہے) تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری یہ خواہش ہے' اس شخص نے کبھی کچھ نہ کھایا ہو (یعنی رات کے وقت بھی بھوکا رہا ہو) اس شخص نے عرض کی: اگر دو تہائی ہو (یعنی اگر وہ مہینے میں 20 دن روزے رکھ لیا کرے) تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ بھی زیادہ ہیں' اس نے عرض کی: اگر نصف ہو (یعنی مہینے میں پندرہ دن روزے رکھ لیا کرے) تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ زیادہ ہیں'

2384-انفرد به النسائي، و سياتي (الحديث 2385) . تحفة الاشراف (15652) .

2385-تقدم (الحديث 2384) .

پھر آپ نے ارشاد فرمایا: کیا میں تمہیں اس چیز کے بارے میں بتاؤں جس کے نتیجے میں ذہن کی اُلجھن ختم ہوسکتی ہے'لوگوں نے عرض کی: جی ہاں! نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہر مہینے میں تین دن روزے رکھنا۔

2386 – اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ غَيْلاَنَ بْنِ جَرِيْرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَعْبَدٍ الزِّمَّانِيِّ عَنْ اَبِىْ قَتَادَةَ قَالَ قَالَ عُمَرُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ بِمَنْ يَصُوْمُ الدَّهْرَ كُلَّهٗ قَالَ لَا صَامَ وَلَا اَفْطَرَ اَوْ لَمْ يَصُمْ وَلَمْ يُفْطِرْ . قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ بِمَنْ يَصُوْمُ يَوْمَيْنِ وَيُفْطِرُ يَوْمًا قَالَ اَوَيُطِيْقُ ذٰلِكَ اَحَدٌ . قَالَ فَكَيْفَ بِمَنْ يَصُوْمُ يَوْمًا وَّيُفْطِرُ يَوْمًا قَالَ ذٰلِكَ صَوْمُ دَاوٗدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ . قَالَ فَكَيْفَ بِمَنْ يَصُوْمُ يَوْمًا وَّيُفْطِرُ يَوْمَيْنِ قَالَ وَدِدْتُ اَنِّىْ اُطِيْقُ ذٰلِكَ . قَالَ ثُمَّ قَالَ ثَلَاثٌ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ وَّرَمَضَانُ اِلٰى رَمَضَانَ هٰذَا صِيَامُ الدَّهْرِ كُلِّهٖ .

☆☆ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ! ایسے شخص کا کیا معاملہ ہوگا جو ہر وقت روزہ رکھتا ہے (یعنی پورا مہینہ روزے رکھتا ہے) نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس شخص نے نہ تو روزہ رکھا ہے اور نہ ہی روزہ چھوڑا ہے۔ (یہاں الفاظ میں راوی کو کچھ شک ہے) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ! ایسے شخص کے بارے میں کیا خیال ہے' جو دو دن روزہ رکھتا ہے اور ایک دن روزہ نہیں رکھتا ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: کیا کوئی شخص ایسا کرنے کی طاقت رکھتا ہے' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: پھر ایسے شخص کا کیا حال ہوگا جو ایک دن روزہ رکھتا ہے اور ایک دن روزہ نہیں رکھتا ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ حضرت داؤد علیہ السلام کا روزہ رکھنے کا طریقہ ہے' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: پھر ایسے شخص کا کیا حکم ہوگا جو ایک دن روزہ رکھتا ہے اور دو دن روزہ نہیں رکھتا؟ تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری یہ خواہش ہے' میں ایسا کر سکتا' پھر نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہر مہینے میں تین روزے رکھنا اور ہر سال رمضان میں روزے رکھنا' یہ ہمیشہ روزے رکھنے کے مترادف ہے (یعنی سارا سال روزے رکھنے کے مترادف ہے)۔

شرح

سائل کو تو چاہئے تھا کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے بارہ میں سوال کرتا کہ میں نفل روزہ کیونکر اور کب کب رکھوں؟ تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے احول وکوائف کے مطابق اسے کوئی جواب دیتے مگر وہ اپنے بارہ میں پوچھنے کی بجائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے بارہ میں پوچھ بیٹھا جو ظاہر ہے کہ آداب نبوت کے نہ صرف خلاف ہی تھا بلکہ یہ ایک حد تک گستاخی بھی تھی اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر غصہ کے آثار ظاہر ہو گئے پھر یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے احوال و کوائف بالکل دوسری نوعیت کے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت میں کثرت وقلت کے

2386-اخرجه مسلم في الصيام، باب استحباب صيام ثلاثة ايام من شهر و صوم يوم عرفة وعاشوراء و الاثنين و الخميس (الحديث 196 و 197) . واخرجه ابو داؤد في الصوم، باب في صوم الدهر تطوعًا (الحديث 2425 و 2426) . وابن ماجه في الصيام، باب ما جاء في صيام داؤد عليه السلام (الحديث 1713) . والحديث عند: الترمذي في الصوم، باب ما جاء في فضل صوم عرفة (الحديث 749) . والنسائي في الصيام. ذكر الاختلاف على غيلان بن جرير فيه (الحديث 2371 و 2372) . وابن ماجه في الصيام، باب صيام يوم عرفة (الحديث 1730)، وباب صيام يوم عاشوراء (الحديث 1738) . تحفة الاشراف (12117) .

بھی اسرار و مصالح تھے اور ظاہر ہے کہ اسرار و مصالح ہر شخص کے افعال و عبادات میں نہیں ہو سکتے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہت زیادہ روزے نہیں رکھتے تھے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کے مسائل و مصالح ازواج مطہرات کے حقوق کی ادائیگی اور باہر سے آنے والے مہمانوں کی خاطر و مدارات اور ان کی دیکھ بھال میں مشغول رہا کرتے تھے ایسی صورت میں یہ ممکن نہیں تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نفل روزہ کثرت سے رکھتے۔ من یصوم الدہر کلہ (جو شخص ہمیشہ روزہ رکھے اس کے بارہ میں کیا حکم ہے؟)

سائل درحقیقت یہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھنا چاہتا تھا مگر چونکہ اس نے اسلوب غلط اختیار کیا اس لئے اسی سوال کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس انداز سے نہایت ہی ادب و عاجزی کے ساتھ پوچھا کہ جو شخص ہمیشہ نفل روزہ رکھتا ہے اس کے بارہ میں شریعت کیا کہتی ہے؟ آیا وہ شخص اپنے اس عمل کی وجہ سے شریعت کی نظر میں پسندیدہ ہے یا نہیں؟ اس سوال کے جواب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو جملہ لا صام ولا افطر ارشاد فرمایا اس کے بارہ میں علماء لکھتے ہیں کہ یہ جملہ یا تو ایسے شخص کے لئے بطور تنبیہ و عابد ہے یا پھر یہ کہ اس شخص کے حال کی خبر ہے کہ نہ تو اس شخص نے روزہ رکھا کیونکہ اس طرح روزہ رکھنا شریعت کے حکم کے مطابق نہیں ہے اور نہ ہی وہ بغیر روزہ رہا کیونکہ کھانا پینا اور تمام چیزیں اس نے ترک کئے رکھیں۔

حضرت امام شافعی اور حضرت امام مالک رحمہما اللہ فرماتے ہیں کہ یہ ارشاد اس شخص کے حق میں ہے جو ممنوع روزے بھی رکھے یعنی تمام سال روزے رکھے حتیٰ کی عیدین اور ایام تشریق میں بھی روزے رکھنا چھوڑے ہاں اگر کوئی شخص ان ممنوع ایام میں روزے نہ رکھے تو یہ ارشاد اس کے حق میں نہیں ہوگا او وہ ان ایام کے علاوہ بقیہ تمام دنوں میں روزے رکھے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ کیونکہ حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ اور حضرت حمزہ بن عمرو اسلمی رضی اللہ عنہ ان ممنوع ایام کے علاوہ بقیہ تمام دنوں میں روزے رکھتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انہیں منع فرماتے تھے یا پھر یہ کہ ہمیشہ روزہ رکھنے کی اس ممانعت کی علت یہ ہے کہ اس طرح روزے رکھنا، جسم انسانی کو ضعیف و ناتواں کر دیتا ہے جس کی بناء پر ایسا شخص جہاد اور دوسرے حقوق کی ادائیگی سے عاجز ہو جاتا ہے لہٰذا ہمیشہ روزہ رکھتا اگر کسی شخص کو ضعف و ناتوانی میں مبتلا نہ کرے تو اس کے لئے ہمیشہ روزے رکھنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

حنفی محقق علامہ ابن ہمام فرماتے ہیں کہ ہمیشہ روزہ رکھنا مکروہ تنزیہی ہے کیونکہ اس سے ضعف و ناتوانی لاحق ہو جاتی ہے اسی طرح فتاویٰ عالمگیری اور درمختار میں بھی یہی لکھا ہے کہ صوم دہر (ہمیشہ روزہ رکھنا) مکروہ ہے۔ ویطیق ذالک احد (کوئی اس کی طاقت رکھتا ہے؟) کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص دو دن روزہ سے اور ایک دن بغیر روزہ رہنے پر قادر ہو اور اس میں اتنی طاقت ہو کہ وہ اس طرح روزہ رکھ سکے تو اس کے لئے کوئی مضائقہ نہیں یا اس جملہ کا مطلب یہ ہے کہ اس طرح روزہ رکھنا افضل ہے۔ ذالک صوم داؤد (یہ حضرت داؤد کا روزہ ہے) کا مطلب یہ ہے کہ روزہ رکھنے کا یہ طریقہ نہایت معتدل ہے اور اس میں عبادت و عادت کی رعایت بھی ہے اسلام چونکہ تمام مذاہب آسمانی کا ایک حسین سنگم ہے اس لئے مذہب نے ہر معاملہ میں توازن اور اعتدال کی راہ دکھائی ہے اس کے نظریات واعمال میں نہ افراط ہے نہ تفریط چنانچہ اس لئے بعض مفکرین اسلام نے یہ

کلیہ بیان کیا ہے کہ حصول علم میں اس انداز سے سعی وکوشش کرنی چاہئے کہ اس کی وجہ سے عمل کی راہیں مسدود نہ ہو جائیں اور اعمال میں بھی اس طریقہ سے مشغولیت نہ ہو کہ اس کی وجہ سے علم کی روشنی حاصل نہ ہو سکے حاصل اس کلیہ کا یہ ہے کہ حصول علم کی بہت زیادہ سعی وکوشش عمل سے نہ روک دے اور عمل میں بے مشغولیت علم سے بے بہرہ نہ کر دے بلکہ اعتدال اور توازن کے ساتھ دونوں راہوں کو اپنایا جائے اسی لئے کہا گیا ہے کہ خیر الامور اوسطہا وشرہا تفریطہا وافراطہا یعنی کسی چیز کی بھلائی وبہتری اس کی درمیانی راہ میں پوشیدہ ہے اور اس کی برائی حد سے زیادہ زیادتی اور حد سے زیادہ کمی کو اختیار کرنے میں ہے نیز اسی لئے فرمایا گیا ہے کہ۔

افضل الصیام صوم داؤد علی نبینا وعلیہ السلام یعنی نفل روزوں میں سب سے بہتر روزہ حضرت داؤد علیہ السلام کا ہے۔ وددت انی طوقت (میں اسے پسند کرتا ہوں کہ مجھے اتنی طاقت میسر آ جائے) یعنی یہ میری عین پسند ہے کہ حق تعالیٰ مجھے اتنی طاقت اور قوت عطا فرمائے کہ ہر چوتھے دن روزہ رکھوں یعنی ایک دن تو روزہ رکھوں اور دو دن بغیر روزہ رہو اور اس سلسلہ میں دوسرے حقوق اور مسلمانوں کے مصالح میں رکاوٹ نہ ڈالیں۔ گویا اس ارشاد سے اس طرف اشارہ ہے کہ میں اس کی طاقت نہیں رکھتا الا یہ کہ حق تعالیٰ کی طرف سے میرے اندر یہ طاقت وقوت ودیعت فرما دی جائے حاصل یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نفل روزہ رکھنے کے سلسلہ میں اس صورت کو بھی پسند فرمایا اگرچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بسبب عدم طاقت اس پر عمل نہیں فرمایا۔

باب صَوْمِ يَوْمٍ وَّافْطَارِ يَوْمٍ وَّذِكْرِ اخْتِلَافِ اَلْفَاظِ النَّاقِلِيْنَ فِيْ ذٰلِكَ لِخَبَرِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو فِيْهِ

یہ باب ہے کہ ایک دن روزہ رکھنا اور ایک دن روزہ نہ رکھنا' اس بارے میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے منقول روایت میں نقل کرنے والوں کے لفظی اختلاف کا تذکرہ

2387 – قَالَ وَفِيْمَا قَرَاَ عَلَيْنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ اَنْبَاَنَا حُصَيْنٌ وَّمُغِيْرَةُ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَفْضَلُ الصِّيَامِ صِيَامُ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ يَصُوْمُ يَوْمًا وَّيُفْطِرُ يَوْمًا.

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: سب سے زیادہ فضیلت والا روزہ رکھنے کا طریقہ حضرت داؤد علیہ السلام کا طریقہ ہے' جو ایک دن روزہ رکھتے تھے' اور ایک دن روزہ نہیں رکھتے تھے۔

2388 – اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ مُغِيْرَةَ عَنْ مُجَاهِدٍ

2387-اخرجه البخاري في الصوم، باب صوم يوم وافطار يوم (الحديث 1978)، و في فضائل القرآن، باب في كم يقرا القرآن (الحديث 5052) مطولًا . واخرجه النسائي في فضائل القرآن، في كم يقرا القرآن (الحديث 91)، و سياتي (الحديث 2388 و 2389) مطولًا . تحفة الاشراف (8916) .

2388-تقدم (الحديث 2387) .

قَالَ قَالَ لِیْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو اَنْكَحَنِیْ اَبِیْ امْرَاَةً ذَاتَ حَسَبٍ فَكَانَ یَاْتِیهَا فَیَسْاَلُهَا عَنْ بَعْلِهَا فَقَالَتْ نِعْمَ الرَّجُلُ مِنْ رَجُلٍ لَمْ یَطَاْ لَنَا فِرَاشًا وَّلَمْ یُفَتِّشْ لَنَا كَنَفًا مُنْذُ اَتَیْنَاهُ ۔ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ائْتِنِیْ بِهِ ۔ فَاَتَیْتُهُ مَعَهُ فَقَالَ كَیْفَ تَصُوْمُ ۔ قُلْتُ كُلَّ یَوْمٍ ۔ قَالَ صُمْ مِنْ كُلِّ جُمُعَةٍ ثَلَاثَةَ اَیَّامٍ ۔ قُلْتُ اِنِّیْ اُطِیْقُ اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ ۔ قَالَ صُمْ یَوْمَیْنِ وَاَفْطِرْ یَوْمًا ۔ قَالَ اِنِّیْ اُطِیْقُ اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ ۔ قَالَ صُمْ اَفْضَلَ الصِّیَامِ صِیَامَ دَاوُدَ عَلَیْهِ السَّلَامُ صَوْمُ یَوْمٍ وَّفِطْرُ یَوْمٍ ۔

☆☆ مجاہد بیان کرتے ہیں' حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے مجھے بتایا: میرے والد نے ایک صاحب حیثیت عورت کے ساتھ میری شادی کر دی' ایک مرتبہ میرے والد اُس کے پاس آئے اور اُس سے اس کے شوہر کے بارے میں دریافت کیا' تو اس خاتون نے کہا: وہ بہت اچھے آدمی ہیں' کیونکہ میں جب سے ان کے ہاں آئی ہوں' انہوں نے کبھی میرے لیے بستر نہیں بچھایا اور کبھی مجھے چھوا نہیں ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے والد نے اس بات کا تذکرہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اسے لے کر میرے پاس آنا' میں اپنے والد کے ساتھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے دریافت کیا: تم روزہ کیسے رکھتے ہو؟ میں نے عرض کی: روزانہ' آپ نے فرمایا: تم ہر ہفتے میں تین دن روزے رکھا کرو' میں نے عرض کی: میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم دو دن روزے رکھ لیا کرو اور ایک دن نہ رکھا کرو۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے عرض کی: میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر تم روزہ رکھنے کے سب سے بہترین طریقے کے مطابق روزہ رکھو' جو حضرت داؤد علیہ السلام کا روزہ رکھنے کا طریقہ ہے' تم ایک دن روزہ رکھا کرو اور ایک دن روزہ نہ رکھا کرو۔

2389 - اَخْبَرَنَا اَبُوْ حَصِینٍ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَحْمَدَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ یُوْنُسَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْثَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا حُصَیْنٌ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ زَوَّجَنِیْ اَبِیْ امْرَاَةً فَجَاءَ یَزُوْرُهَا فَقَالَ كَیْفَ تَرَیْنَ بَعْلَكِ فَقَالَتْ نِعْمَ الرَّجُلُ مِنْ رَجُلٍ لَا یَنَامُ اللَّیْلَ وَلَا یُفْطِرُ النَّهَارَ ۔ فَوَقَعَ بِیْ وَقَالَ زَوَّجْتُكَ امْرَاَةً مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ فَعَضَلْتَهَا ۔

قَالَ فَجَعَلْتُ لَا اَلْتَفِتُ اِلٰى قَوْلِهٖ مِمَّا اَرٰى عِنْدِیْ مِنَ الْقُوَّةِ وَالْاِجْتِهَادِ فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لٰكِنِّیْ اَنَا اَقُوْمُ وَاَنَامُ وَاَصُوْمُ وَاُفْطِرُ فَقُمْ وَنَمْ وَصُمْ وَاَفْطِرْ ۔ قَالَ صُمْ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ اَیَّامٍ ۔ فَقُلْتُ اَنَا اَقْوٰى مِنْ ذٰلِكَ ۔ قَالَ صُمْ صَوْمَ دَاوُدَ عَلَیْهِ السَّلَامُ صُمْ یَوْمًا وَّاَفْطِرْ یَوْمًا ۔ قُلْتُ اَنَا اَقْوٰى مِنْ ذٰلِكَ ۔ قَالَ اقْرَاِ الْقُرْاٰنَ فِیْ كُلِّ شَهْرٍ ۔ ثُمَّ انْتَهٰى اِلٰى خَمْسَ عَشْرَةَ وَاَنَا اَقُوْلُ اَنَا اَقْوٰى مِنْ ذٰلِكَ ۔

☆☆ مجاہد بیان کرتے ہیں' حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے یہ بات بتائی ہے' میرے والد نے ایک خاتون کے ساتھ میری شادی کر دی' میرے والد اس خاتون سے ملنے کے لیے آئے اور دریافت کیا: تمہارا میاں کیسا ہے؟ اس خاتون نے جواب دیا: وہ رات کے وقت سوتے نہیں ہیں اور دن کے وقت روزہ چھوڑتے نہیں ہیں' میرے والد مجھ پر ناراض ہوئے اور بولے: میں

2389-تقدم (الحدیث 2387) .

لیکن میں نے اپنے والد کی بات نے تمہاری ایک مسلمان خاتون کے ساتھ شادی کی ہے اور تم نے اسے مشکل میں مبتلا کر دیا ہے' اس بات کی اطلاع نبی کی طرف توجہ نہیں کی' کیونکہ میں یہ سمجھتا تھا کہ میرے اندر یہ قوت موجود ہے' میں اتنا مجاہدہ کر سکتا ہوں' اکرم ﷺ کو ملی تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: لیکن میں تو (رات کے وقت) نوافل بھی ادا کرتا ہوں اور سو بھی جاتا ہوں (دن کے وقت) روزہ رکھ بھی لیتا ہوں اور روزہ چھوڑ بھی دیتا ہوں' تو تم نوافل ادا کر بھی لیا کرو اور سو بھی جایا کرو' روزہ رکھ بھی لیا کرو اور روزہ چھوڑ بھی دیا کرو۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم ہر مہینے میں تین دن روزے رکھا کرو' میں نے عرض کی: میں اس سے زیادہ کی قوت رکھتا ہوں' آپ نے فرمایا: پھر تم حضرت داؤد علیہ السلام کے روزہ رکھنے کے طریقے کے مطابق روزہ رکھو' تم ایک دن روزہ رکھا کرو اور ایک دن روزہ نہ رکھا کرو' میں نے عرض کی: میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں' آپ نے ارشاد فرمایا: تم مہینے میں ایک مرتبہ قرآن پڑھ لیا کرو' یہاں تک کہ آپ نے پندرہ دن میں قرآن ختم کرنے کی اجازت دی تو میں نے عرض کی: میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں۔

2390 - اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ دُرُسْتَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اِسْمَاعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اَبِيْ كَثِيْرٍ اَنَّ اَبَا سَلَمَةَ حَدَّثَهُ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ قَالَ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُجْرَتِيْ فَقَالَ اَلَمْ اُخْبَرْ اَنَّكَ تَقُوْمُ اللَّيْلَ وَتَصُوْمُ النَّهَارَ . قَالَ بَلٰى . قَالَ فَلَا تَفْعَلَنَّ نَمْ وَقُمْ وَصُمْ وَاَفْطِرْ فَاِنَّ لِعَيْنِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَّاِنَّ لِجَسَدِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَّاِنَّ لِزَوْجَتِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَّاِنَّ لِضَيْفِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَّاِنَّ لِصَدِيْقِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَّاِنَّهُ عَسٰى اَنْ يَّطُوْلَ بِكَ عُمُرٌ وَّاِنَّهُ حَسْبُكَ اَنْ تَصُوْمَ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثًا فَذٰلِكَ صِيَامُ الدَّهْرِ كُلِّهٖ وَالْحَسَنَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا . قُلْتُ اِنِّيْ اَجِدُ قُوَّةً فَشَدَّدْتُ فَشُدِّدَ عَلَيَّ . قَالَ صُمْ مِنْ كُلِّ جُمُعَةٍ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ . قُلْتُ اِنِّيْ اُطِيْقُ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَشَدَّدْتُ فَشُدِّدَ عَلَيَّ . قَالَ صُمْ صَوْمَ نَبِيِّ اللّٰهِ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ . قُلْتُ وَمَا كَانَ صَوْمُ دَاوُدَ قَالَ نِصْفُ الدَّهْرِ .

☆☆ ابوسلمہ بیان کرتے ہیں' حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے یہ بات بیان کی ہے' نبی اکرم ﷺ میرے حجرے میں تشریف لائے' آپ نے فرمایا: مجھے پتہ چلا ہے' تم رات بھر نوافل ادا کرتے رہتے ہو اور دن کے وقت روزہ رکھ لیتے ہو' انہوں نے عرض کی: جی ہاں! نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم آئندہ ایسا ہرگز نہ کرنا' تم (رات کے وقت) سو بھی جایا کرو اور نوافل بھی پڑھ لیا کرو (دن کے وقت) روزہ رکھ بھی لیا کرو اور (کسی دن) چھوڑ بھی دیا کرو' کیونکہ تمہاری آنکھوں کا تم پر حق ہے' تمہارے جسم کا تم پر حق ہے' تمہاری بیوی کا تم پر حق ہے' تمہارے مہمان کا تم پر حق ہے' تمہارے دوست کا تم پر حق ہے' ہو سکتا ہے' تمہاری عمر لمبی ہو' تمہارے لیے اتنا ہی کافی ہے' تم ہر مہینے میں تین روزے رکھ لیا کرو تو یہ پورا مہینہ روزہ رکھنے کے مترادف ہوگا' کیونکہ ایک نیکی کا بدلہ دس گنا ہوتا ہے۔ (حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:) میں نے عرض کی: میں اپنے اندر یہ قوت پاتا ہوں (کہ میں اس سے

2390-اخرجه البخاري في الصوم، باب حق الضيف في الصوم (الحديث 1974) مختصراً، باب حق الجسم في الصوم (الحديث 1975)، و في الادب، باب حق الضيف (الحديث 6134) و النكاح، باب لزوجك عليك حق (الحديث 5199) . واخرجه مسلم في الصيام، باب النهي عن صوم الدهر لمن تضرر به او فوت به حقاً او لم يفطر العيدين و التشريق و بيان تفضيل صوم يوم و افطار يوم (الحديث 182 و 183) مطولاً - وسياتي (الحديث 2392) . تحفة الاشراف (8960) .

زیادہ روزے رکھ سکتا ہوں)۔

(حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:) میں نے سختی کو اختیار کیا' تو مجھ پر سختی کی گئی۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم ہر ہفتے میں تین دن روزے رکھ لیا کرو' میں نے عرض کی: میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں' میں نے سختی کو اختیار کیا' تو مجھ پر سختی کی گئی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم اللہ کے نبی حضرت داؤد علیہ السلام کے روزہ رکھنے کے طریقے کے مطابق روزہ رکھو' میں نے عرض کی: حضرت داؤد علیہ السلام کا روزہ رکھنے کا طریقہ کیا تھا؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: نصف زمانہ (یعنی ایک دن روزہ رکھنا اور ایک دن روزہ نہ رکھنا)۔

2391 - اَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَاَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ ذُكِرَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ يَقُوْلُ لَاَقُوْمَنَّ اللَّيْلَ وَلَاَصُوْمَنَّ النَّهَارَ مَا عِشْتُ . فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْتَ الَّذِيْ تَقُوْلُ ذٰلِكَ . فَقُلْتُ لَهٗ قَدْ قُلْتُهٗ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ . فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِنَّكَ لَا تَسْتَطِيْعُ ذٰلِكَ فَصُمْ وَاَفْطِرْ وَنَمْ وَقُمْ وَصُمْ مِنَ الشَّهْرِ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ فَاِنَّ الْحَسَنَةَ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا وَذٰلِكَ مِثْلُ صِيَامِ الدَّهْرِ . قُلْتُ فَاِنِّي اُطِيْقُ اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ . قَالَ صُمْ يَوْمًا وَّاَفْطِرْ يَوْمَيْنِ . فَقُلْتُ اِنِّي اُطِيْقُ اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ . قَالَ فَصُمْ يَوْمًا وَّاَفْطِرْ يَوْمًا وَّذٰلِكَ صِيَامُ دَاوُدَ وَهُوَ اَعْدَلُ الصِّيَامِ . قُلْتُ فَاِنِّي اُطِيْقُ اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ . قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ . قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو لَاَنْ اَكُوْنَ قَبِلْتُ الثَّلَاثَةَ الْاَيَّامَ الَّتِيْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ اَهْلِيْ وَمَالِيْ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس بات کا تذکرہ کیا گیا' کہ وہ (یعنی حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ) یہ کہتے ہیں: جب تک میں زندہ رہوں گا' رات بھر نوافل ادا کرتا رہوں گا اور دن کے وقت روزہ رکھا کروں گا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (مجھ سے) دریافت کیا: کیا تم نے یہ بات کہی ہے؟ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! میں نے یہ بات کہی ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: تم اس کی استطاعت نہیں رکھ پاؤ گے' تم روزہ رکھ بھی لیا کرو اور چھوڑ بھی دیا کرو (رات کے وقت) سو بھی جایا کرو اور نوافل بھی ادا کر لیا کرو' ہر مہینے میں تین دن روزے رکھ لیا کرو' کیونکہ ہر نیکی دس گنا ہوتی ہے' تو یہ ہمیشہ (یعنی پورا مہینہ) روزہ رکھنے کے مترادف ہو جائے گا' میں نے عرض کی: میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں' آپ نے ارشادفرمایا: پھر تم ایک دن روزہ رکھ لیا کرو اور دو دن روزہ نہ رکھا کرو' میں نے عرض کی: یارسول اللہ! میں اس سے بھی زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں' آپ نے ارشادفرمایا: پھر تم ایک دن روزہ رکھ لیا کرو اور ایک دن روزہ نہ رکھا کرو اور یہ حضرت

2391-اخرجه البخاري في الصوم، باب حق الاهل في الصوم (الحديث 1976)، و في احاديث الانبياء، باب قوله تعالى (وآتينا داؤد زبورا) (الحديث 3418) . و اخرجه مسلم في الصيام، باب النهي عن صوم الدهر لمن تضرربه او فوت به حقا اولم يفطر العيدين و التشريق و بيان تفضيل صوم يوم و افطار يوم (الحديث 181) . واخرجه ابو داؤد في الصوم، باب في صوم الدهر تطوعًا (الحديث 2427) . تحفة الاشراف (8645) .

داؤد کا روزہ رکھنے کا طریقہ ہے اور یہ روزہ رکھنے کا سب سے مناسب طریقہ ہے' میں نے عرض کی: میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس سے زیادہ نہیں ہو سکتا۔ (بعد میں جب حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی عمر زیادہ ہو گئی) تو وہ یہ فرمایا کرتے تھے: میں اگر نبی اکرم ﷺ کے فرمان کے مطابق مہینے میں تین دن روزہ رکھنے کو قبول کر لیتا تو یہ بات میرے نزدیک میرے اہل خانہ اور میرے مال سے زیادہ محبوب تھی۔

2392 - اَخْبَرَنِی اَحْمَدُ بْنُ بَكَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ - وَهُوَ ابْنُ سَلَمَةَ - عَنِ ابْنِ اِسْحَاقَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِيمَ عَنْ اَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰی عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قُلْتُ اَیْ عَمِّ حَدِّثْنِی عَمَّا قَالَ لَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا ابْنَ اَخِي اِنِّي كُنْتُ اَجْمَعْتُ عَلٰی اَنْ اَجْتَهِدَ اجْتِهَادًا شَدِيدًا حَتّٰی قُلْتُ لَاَصُوْمَنَّ الدَّهْرَ وَلَاَقْرَاَنَّ الْقُرْآنَ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ فَسَمِعَ بِذٰلِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَتَانِي حَتّٰی دَخَلَ عَلَيَّ فِي دَارِي فَقَالَ بَلَغَنِي اَنَّكَ قُلْتَ لَاَصُوْمَنَّ الدَّهْرَ وَلَاَقْرَاَنَّ الْقُرْآنَ . فَقُلْتُ قَدْ قُلْتُ ذٰلِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ . قَالَ فَلَا تَفْعَلْ صُمْ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ . قُلْتُ اِنِّي اَقْوٰی عَلٰی اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ . قَالَ فَصُمْ مِنَ الْجُمُعَةِ يَوْمَيْنِ الْاِثْنَيْنِ وَالْخَمِيسَ . قُلْتُ فَاِنِّي اَقْوٰی عَلٰی اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ . قَالَ فَصُمْ صِيَامَ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَاِنَّهُ اَعْدَلُ الصِّيَامِ عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمًا صَائِمًا وَيَوْمًا مُفْطِرًا وَاِنَّهُ كَانَ اِذَا وَعَدَ لَمْ يُخْلِفْ وَاِذَا لَاقٰی لَمْ يَفِرَّ .

☆☆ ابوسلمہ بن عبدالرحمن بیان کرتے ہیں' میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا' میں نے عرض کی: اے چچا جان! آپ مجھے کوئی ایسی حدیث سنایئے جو نبی اکرم ﷺ نے آپ سے ارشاد فرمایا ہو' تو انہوں نے فرمایا: اے میرے بھتیجے! میں نے یہ طے کر لیا تھا کہ میں شدید مجاہدہ کروں گا' یہاں تک کہ میں نے یہ طے کیا' کہ میں ہمیشہ (یعنی پورا مہینہ) روزہ رکھا کروں گا اور روزانہ ایک مرتبہ پورے قرآن کی تلاوت کیا کروں گا' نبی اکرم ﷺ کو اس بات کا پتہ چلا تو آپ میرے پاس تشریف لائے' آپ میرے گھر میرے ہاں آئے' آپ نے فرمایا: مجھے پتہ چلا ہے' تم یہ کہتے ہو کہ میں پورا مہینہ روزے رکھا کروں گا۔ اور قرآن کی تلاوت بھی کر لیا کروں گا۔ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! میں نے یہ بات کہی ہے' نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم ایسا نہ کرو' تم ہر مہینے میں تین روزے رکھ لیا کرو' میں نے عرض کی: میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں' نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: پھر تم ہفتے میں دو دن پیر اور جمعرات کے دن روزہ رکھ لیا کرو' میں نے عرض کی: میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں' نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: پھر تم حضرت داؤد علیہ السلام کے روزے کے مطابق روزے رکھو' کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں روزہ رکھنے کا سب سے مناسب طریقہ ہے' وہ ایک دن روزہ رکھتے تھے' اور ایک دن روزہ نہیں رکھتے تھے' اور جب وہ کوئی وعدہ کرتے تھے' تو اس کی خلاف ورزی نہیں کرتے تھے' اور جب دشمن کے سامنے آتے تھے' تو راہِ فرار اختیار نہیں کرتے تھے۔

2392-تقدم (الحديث 2390) .

باب ذِكْرِ الزِّيَادَةِ فِي الصِّيَامِ وَالنُّقْصَانِ
وَذِكْرِ اخْتِلَافِ النَّاقِلِينَ لِخَبَرِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو فِيْهِ

یہ باب ہے کہ (نفلی) روزوں میں کمی اور اضافے کا تذکرہ' اس بارے میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی حدیث نقل کرنے میں نقل کرنے والوں کے اختلاف کا تذکرہ

2393 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ زِيَادِ بْنِ فَيَّاضٍ سَمِعْتُ اَبَا عِيَاضٍ يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُ صُمْ يَوْمًا وَّلَكَ اَجْرُ مَا بَقِيَ . قَالَ اِنِّي اُطِيقُ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ . قَالَ صُمْ يَوْمَيْنِ وَلَكَ اَجْرُ مَا بَقِيَ . قَالَ اِنِّي اُطِيقُ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ . قَالَ صُمْ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ وَّلَكَ اَجْرُ مَا بَقِيَ . قَالَ اِنِّي اُطِيقُ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ . قَالَ صُمْ اَرْبَعَةَ اَيَّامٍ وَّلَكَ اَجْرُ مَا بَقِيَ . قَالَ اِنِّي اُطِيقُ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ . قَالَ صُمْ اَفْضَلَ الصِّيَامِ عِنْدَ اللّٰهِ صَوْمَ دَاوٗدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ يَصُوْمُ يَوْمًا وَّيُفْطِرُ يَوْمًا .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: تم ایک دن روزہ رکھا کرو' تمہیں باقی دنوں کا اجر مل جائے گا' انہوں نے عرض کی: میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر تم دو دن روزے رکھ لیا کرو' تمہیں باقی رہنے والا اجر مل جائے گا' انہوں نے عرض کی: میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم تین دن روزے رکھا کرو' تمہیں باقی رہ جانے والا اجر مل جائے گا' انہوں نے عرض کی: میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم چار دن روزے رکھا کرو' تمہیں باقی رہ جانے والا اجر مل جائے گا' انہوں نے عرض کی: میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر تم اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ فضیلت والے طریقے کے مطابق روزہ رکھو جو حضرت داؤد علیہ السلام کا روزہ رکھنے کا طریقہ ہے' وہ ایک دن روزہ رکھا کرتے تھے' اور ایک دن روزہ نہیں رکھا کرتے تھے۔

2394 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ عَنْ اَبِيهِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الْعَلَاءِ عَنْ مُطَرِّفٍ عَنِ ابْنِ اَبِي رَبِيعَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ ذَكَرْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّوْمَ فَقَالَ صُمْ مِنْ كُلِّ عَشَرَةِ اَيَّامٍ يَوْمًا وَّلَكَ اَجْرُ تِلْكَ التِّسْعَةِ . فَقُلْتُ اِنِّي اَقْوٰى مِنْ ذٰلِكَ . قَالَ صُمْ مِنْ كُلِّ تِسْعَةِ اَيَّامٍ يَوْمًا وَّلَكَ اَجْرُ تِلْكَ الثَّمَانِيَةِ . قُلْتُ اِنِّي اَقْوٰى مِنْ ذٰلِكَ . قَالَ فَصُمْ مِنْ كُلِّ ثَمَانِيَةِ اَيَّامٍ يَوْمًا وَّلَكَ اَجْرُ تِلْكَ السَّبْعَةِ . قُلْتُ اِنِّي اَقْوٰى مِنْ ذٰلِكَ قَالَ فَلَمْ يَزَلْ حَتّٰى قَالَ صُمْ يَوْمًا وَّاَفْطِرْ يَوْمًا .

2393-اخرجه مسلم في الصيام، باب النهي عن صوم الدهر لمن تضرر به او فوت به حقًا او لم يفطر العيدين و التشريق و بيان تفضيل صوم يوم و افطار يوم (الحديث 192) . سياتي (الحديث 2402) . تحفة الاشراف (8896) .

2394-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (8971) .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے روزہ کا تذکرہ کیا تو آپ نے فرمایا: تم ہر دس دن میں ایک دن روزہ رکھ لیا کرو تمہیں باقی 9 کا اجر و ثواب حاصل ہو جائے گا میں نے عرض کی: میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں آپ نے ارشاد فرمایا: تم 9 دنوں میں سے ایک دن روزہ رکھ لیا کرو تمہیں باقی 8 دنوں کا بھی اجر و ثواب حاصل ہو جائے گا میں نے عرض کی: میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں آپ نے ارشاد فرمایا: تم آٹھ دنوں میں سے ایک دن روزہ رکھ لیا کرو تمہیں باقی سات دنوں کا بھی اجر حاصل ہو جائے گا میں نے عرض کی: میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں پھر ہمارے درمیان اسی حوالے سے گفتگو ہوتی رہی یہاں تک کہ آپ نے ارشاد فرمایا: تم ایک دن روزہ رکھ لیا کرو اور ایک دن روزہ نہ رکھا کرو۔

2395 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِيلَ بْنِ اِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ ح وَاَخْبَرَنِيْ زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ شُعَيْبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صُمْ يَوْمًا وَّلَكَ اَجْرُ عَشَرَةٍ . فَقُلْتُ زِدْنِيْ . فَقَالَ صُمْ يَوْمَيْنِ وَلَكَ اَجْرُ تِسْعَةٍ . قُلْتُ زِدْنِيْ . قَالَ صُمْ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ وَّلَكَ اَجْرُ ثَمَانِيَةٍ .
قَالَ ثَابِتٌ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِمُطَرِّفٍ فَقَالَ مَا اُرَاهُ اِلَّا يَزْدَادُ فِي الْعَمَلِ وَيَنْقُصُ مِنَ الْاَجْرِ وَاللَّفْظُ لِمُحَمَّدٍ .

☆☆ شعیب بن عبداللہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: تم ایک دن روزہ رکھ لیا کرو تمہیں دس کا ثواب مل جائے گا میں نے عرض کی: آپ مجھے مزید کی اجازت دیجئے آپ نے فرمایا: تم دو دن روزہ رکھ لیا کرو تمہیں 9 دنوں کا اجر حاصل ہو جائے گا میں نے عرض کی: آپ مجھے مزید کی اجازت دیجئے آپ نے ارشاد فرمایا: تم تین دن روزہ رکھ لیا کرو تمہیں 8 دنوں کا اجر حاصل ہو جائے گا۔

ثابت کہتے ہیں: میں نے اس روایت کا تذکرہ مطرف سے کیا تو انہوں نے فرمایا: میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس طرح ان کے عمل میں اضافہ ہوتا رہا اور اجر میں کمی ہوتی چلی گئی۔

روایت کے الفاظ محمد نامی راوی کے ہیں۔

باب صَوْمِ عَشْرَةِ اَيَّامٍ مِنَ الشَّهْرِ وَاخْتِلَافِ اَلْفَاظِ النَّاقِلِيْنَ لِخَبَرِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو فِيْهِ

یہ باب ہے کہ ہر مہینے میں دس دن روزے رکھنا اس بارے میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی نقل کردہ حدیث میں نقل کرنے والوں کے اختلاف کا تذکرہ

2396 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ اَسْبَاطٍ عَنْ مُطَرِّفٍ عَنْ حَبِيْبِ بْنِ اَبِيْ ثَابِتٍ عَنْ اَبِي الْعَبَّاسِ عَنْ

2395-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (8655) .

عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهُ بَلَغَنِيْ اَنَّكَ تَقُوْمُ اللَّيْلَ وَتَصُوْمُ النَّهَارَ . قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا اَرَدْتُ بِذٰلِكَ اِلَّا الْخَيْرَ . قَالَ لَا صَامَ مَنْ صَامَ الْاَبَدَ وَلٰكِنْ اَدُلُّكَ عَلٰى صَوْمِ الدَّهْرِ ثَلَاثَةُ اَيَّامٍ مِنَ الشَّهْرِ . قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ اُطِيْقُ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ . قَالَ صُمْ خَمْسَةَ اَيَّامٍ . قُلْتُ اِنِّيْ اُطِيْقُ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ . قَالَ فَصُمْ عَشْرًا . فَقُلْتُ اِنِّيْ اُطِيْقُ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ . قَالَ صُمْ صَوْمَ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ يَصُوْمُ يَوْمًا وَّيُفْطِرُ يَوْمًا .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھے یہ پتہ چلا ہے' تم رات بھر نوافل ادا کرتے رہتے ہو اور دن کے وقت روزہ رکھ لیتے ہو' میں نے عرض کی: یارسول اللہ! میں اس کے ذریعے صرف بھلائی کا ارادہ کرتا ہوں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص ہمیشہ روزہ رکھتا ہے' اس نے درحقیقت روزہ نہیں رکھا' میں تمہاری ہمیشہ والے روزے کی طرف رہنمائی کرتا ہوں (یعنی جس کے نتیجے میں پورا مہینہ روزہ رکھنے کا ثواب مل جائے گا) ہر مہینے میں تین دن روزہ رکھ لیا کرو' میں نے عرض کی: یارسول اللہ! میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں' آپ نے ارشاد فرمایا: پھر پانچ دن روزے رکھ لیا کرو' میں نے عرض کی: میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں' آپ نے فرمایا: دس دن روزہ رکھ لیا کرو' میں نے عرض کی: میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں' آپ نے فرمایا: پھر تم حضرت داؤد کے روزہ رکھنے کے طریقے کے مطابق روزہ رکھو' وہ ایک دن روزہ رکھا کرتے تھے' اور ایک دن روزہ نہیں رکھا کرتے تھے۔

2397 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ قَالَ حَدَّثَنَا اُمَيَّةُ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ حَبِيْبٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُو الْعَبَّاسِ - وَكَانَ رَجُلًا مِنْ اَهْلِ الشَّامِ وَكَانَ شَاعِرًا وَّكَانَ صَدُوْقًا - عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَاقَ الْحَدِيْثَ .

☆☆ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے' جس میں یہ بات منقول ہے: حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا' اس کے بعد راوی نے پوری حدیث ذکر کی ہے۔

2398 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَخْبَرَنِيْ حَبِيْبُ بْنُ اَبِيْ ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا الْعَبَّاسِ - هُوَ الشَّاعِرُ - يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

2396-اخرجه البخاري في الصوم، باب صوم الدهر (الحديث 1977)، وباب صوم داؤد عليه السلام (الحديث 1979)، و في احاديث الانبياء، باب قوله تعالى (واتينا داؤد زبوراً) (الحديث 3419) . واخرجه مسلم في الصيام، باب النهي عن صوم الدهر لمن تضرر به او فوت به حقاً او لم يفطر العيدين و التشريق و بيان تفضيل صوم يوم و افطار يوم (الحديث 186 و 187) . و اخرجه الترمذي في الصوم، باب ما جاء في سرد الصوم (الحديث 770) مختصراً . و اخرجه النسائي في الصيام، صوم عشرة ايام من الشهر و اختلاف الفاظ الناقلين لخبر عبد الله بن عمرو فيه (الحديث 2397 و 2398 و 2399 و 2400) والحديث عند: البخاري و في التهجد، باب 20 . (الحديث 1153)، والنسائي في الصيام، ذكر الاختلاف على عطاء في الخبر فيه (الحديث 2376 و 2377) و ابن ماجه في الصيام، باب ما جاء في صيام الدهر (الحديث 1706) . تحفة الاشراف (8635) .

2397-تقدم (الحديث 2376) .

2398-تقدم (الحديث 2376) .

وَسَلَّمَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو اِنَّكَ تَصُوْمُ الدَّهْرَ وَتَقُوْمُ اللَّيْلَ وَاِنَّكَ اِذَا فَعَلْتَ ذٰلِكَ هَجَمَتِ الْعَيْنُ وَنَفِهَتْ لَهُ النَّفْسُ لَا صَامَ مَنْ صَامَ الْاَبَدَ صَوْمُ الدَّهْرِ ثَلَاثَةُ اَيَّامٍ مِنَ الشَّهْرِ صَوْمُ الدَّهْرِ كُلِّهِ ـ قُلْتُ اِنِّي اُطِيْقُ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ ـ قَالَ صُمْ صَوْمَ دَاوُدَ كَانَ يَصُوْمُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا وَلَا يَفِرُّ اِذَا لَاقٰى ـ

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: اے عبداللہ بن عمرو! تم پورا مہینہ روزے رکھتے ہو اور رات بھر نوافل ادا کرتے رہتے ہو' اگر تم ایسا کرو گے تو اس صورت میں تمہاری آنکھیں اندر کو دھنس جائیں گی اور تمہارا جسم کمزور ہو جائے گا' جو شخص ہمیشہ روزہ رکھتا ہے' اس نے درحقیقت روزہ نہیں رکھا۔ ہمیشہ روزہ رکھنے کا طریقہ یہ ہے' ہر مہینے میں تین روزے رکھے جائیں' تو یہ ہمیشہ روزہ رکھنے کا مترادف ہوگا' میں نے عرض کی: میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں' آپ نے فرمایا: پھر تم حضرت داؤد علیہ السلام کے روزہ رکھنے کے طریقے کے مطابق روزہ رکھو' وہ ایک دن روزہ رکھا کرتے تھے' اور ایک دن روزہ نہیں رکھا کرتے تھے' اور جب دشمن کا سامنا ہوتا تھا تو وہ راہِ فرار اختیار نہیں کرتے تھے۔

رمضان المبارک میں قرآن شریف کی تلاوت کرنے کا بیان

2399 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ اَبِي الْعَبَّاسِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اقْرَاِ الْقُرْآنَ فِيْ شَهْرٍ ـ قُلْتُ اِنِّي اُطِيْقُ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ ـ فَلَمْ اَزَلْ اَطْلُبُ اِلَيْهِ حَتّٰى قَالَ فِيْ خَمْسَةِ اَيَّامٍ ـ وَقَالَ صُمْ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ مِنَ الشَّهْرِ ـ قُلْتُ اِنِّي اُطِيْقُ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ ـ فَلَمْ اَزَلْ اَطْلُبُ اِلَيْهِ حَتّٰى قَالَ صُمْ اَحَبَّ الصِّيَامِ اِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ صَوْمَ دَاوُدَ كَانَ يَصُوْمُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا ـ

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: مہینے میں ایک مرتبہ قرآن پڑھ لیا کرو' میں نے عرض کی: میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں' اس کے بعد میں آپ کی خدمت میں مسلسل گزارش کرتا رہا' یہاں تک کہ آپ نے فرمایا: پانچ دن میں (ایک مرتبہ قرآن پڑھ لیا کرو) آپ نے فرمایا: ہر مہینے میں تین دن روزے رکھا کرو' میں نے عرض کی: میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں' اس کے بعد میں آپ کی خدمت میں مزید گزارش کرتا رہا' یہاں تک کہ آپ نے ارشاد فرمایا: تم اللہ تعالیٰ کے نزدیک روزہ رکھنے کے سب سے پسندیدہ طریقے کے مطابق روزہ رکھو' جو حضرت داؤد علیہ السلام کا روزہ رکھنے کا طریقہ ہے' وہ ایک دن روزہ رکھا کرتے تھے' اور ایک دن روزہ نہیں رکھا کرتے تھے۔

کم مدت میں قرآن مجید کی تلاوت مکمل کرنے کا بیان

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے تین رات سے کم میں قرآن پڑھا یعنی ختم کیا اس نے قرآن کو اچھی طرح نہیں سمجھا۔ (ترمذی، ابوداؤد، دارمی، مشکوۃ المصابیح، جلد دوم: رقم الحدیث، 717)

علامہ طیبی فرماتے ہیں کہ یہاں یہ مراد ہے کہ جس شخص نے تین دن یا تین رات سے کم میں قرآن ختم کیا وہ قرآن کے

2399-تقدم (الحديث 2376) .

ظاہری معنی تو سمجھ سکتا ہے لیکن قرآن کے حقائق و معارف اور دقائق و نکات تک اس کی رسائی بھی نہیں ہوتی کیونکہ ان چیزوں کو سمجھنے کے لئے تین دن تو بہت دور کی چیز ہے بڑی سے بڑی عمریں ناکافی ہوتی ہیں نہ یہ بلکہ اس مختصر سے عرصہ میں تو کسی ایک آیت یا ایک کلمہ کے حقائق و نکات بھی سمجھ میں نہیں آ سکتے نیز یہاں نفی سے مراد سمجھنے کی نفی ہے نہ کہ ثواب کی نفی یعنی ثواب تو ہر صورت میں ملتا ہے پھر یہ کہ لوگوں کی سمجھ میں بھی تفاوت و فرق ہے بعض لوگوں کی سمجھ زیادہ پختہ ہوتی ہے وہ کم عرصہ میں بھی قرآنی حقائق و دقائق کو سمجھ لیتے ہیں جب کہ بعض لوگوں کی سمجھ بہت ہی کم ہوتی ہے جن کے لئے طویل عرصہ بھی کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔

سلف میں سے بعض لوگوں نے اس حدیث کے ظاہری مفہوم پر عمل کیا ہے چنانچہ ان لوگوں کا معمول یہ تھا کہ وہ ہمیشہ تین ہی دن میں قرآن ختم کرتے تین دن سے کم میں ختم کرنے کو مکروہ سمجھتے تھے جب کہ دوسرے لوگ اس کے برخلاف عمل کرتے تھے چنانچہ بعض لوگ تو ایک رات دن میں ایک بار اور بعض لوگ دو دو بار اور بعض لوگ تین تین بار قرآن ختم کرتے تھے بلکہ بعض لوگوں کے بارہ میں تو یہاں تک ثابت ہے کہ وہ ایک رکعت میں ایک قرآن ختم کرتے تھے۔ ہوسکتا ہے کہ ان لوگوں نے یا تو اس حدیث کے بارے میں یہ خیال کیا ہو کہ اس کا تعلق باعتبار اشخاص کے مختلف ہے یعنی اس حدیث کا تعلق ان لوگوں سے ہے جو کم فہم ہوتے ہیں اور جو اگر تین دن سے کم میں قرآن ختم کریں تو اس کے ظاہر معنی بھی نہ سمجھ سکتے ہوں پھر ان کے نزدیک بات یہ ہو کہ اس حدیث میں فہم کی نفی ہے اور اس صورت میں ظاہر ہے کہ جتنی بھی کم سے کم مدت میں قرآن ختم کیا جائے ثواب ملے گا۔

بعض لوگ دو مہینے میں ایک قرآن ختم کرتے تھے بعض لوگ ہر مہینے میں بعض لوگ دس دن میں اور بعض لوگ سات دن میں ایک قرآن ختم کر دیتے تھے چنانچہ اکثر صحابہ وغیرہم کا یہی معمول تھا کہ وہ سات دن میں قرآن ختم کرتے تھے۔ بخاری و مسلم کی ایک روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے فرمایا کہ قرآن سات میں ختم کرو اور اس پر زیادتی نہ کرو۔

حقوق اللہ اور حقوق العباد کا خیال رکھنے کا بیان

2400 - اَخْبَرَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْحَسَنِ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ سَمِعْتُ عَطَاءً يَقُوْلُ اِنَّ اَبَا الْعَبَّاسِ الشَّاعِرَ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ بَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنِّي اَصُوْمُ اَسْرُدُ الصَّوْمَ وَاُصَلِّي اللَّيْلَ فَاَرْسَلَ اِلَيْهِ وَلَمَّا لَقِيَهُ قَالَ اَلَمْ اُخْبَرْ اَنَّكَ تَصُوْمُ وَلَا تُفْطِرُ وَتُصَلِّي اللَّيْلَ فَلَا تَفْعَلْ فَاِنَّ لِعَيْنِكَ حَظًّا وَّلِنَفْسِكَ حَظًّا وَّلِاَهْلِكَ حَظًّا وَّصُمْ وَاَفْطِرْ وَصَلِّ وَنَمْ وَصُمْ مِنْ كُلِّ عَشَرَةِ اَيَّامٍ يَوْمًا وَّلَكَ اَجْرُ تِسْعَةٍ . قَالَ اِنِّي اَقْوَى لِذٰلِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ . قَالَ صُمْ صِيَامَ دَاوُدَ اِذًا . قَالَ وَكَيْفَ كَانَ صِيَامُ دَاوُدَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ قَالَ كَانَ يَصُوْمُ يَوْمًا وَّيُفْطِرُ يَوْمًا وَّلَا يَفِرُّ اِذَا لَاقَى . قَالَ وَمَنْ لِي بِهٰذَا يَا نَبِيَّ اللّٰهِ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کی اطلاع ملی کہ میں مسلسل

2400-تقدم (الحديث 2376) .

روزے رکھتا ہوں اور رات بھر نوافل ادا کرتا رہتا ہوں' تو نبی اکرم ﷺ نے انہیں بلوایا یا شاید نبی اکرم ﷺ سے ان کی ملاقات ہوئی تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مجھے یہ پتہ چلا ہے' تم روزے رکھتے رہتے ہو اور کوئی روزہ نہیں چھوڑتے ہو اور رات بھر نفل ہی پڑھتے رہتے ہو' تم ایسا نہ کیا کرو' کیونکہ تمہاری آنکھ کا بھی حصہ ہے' تمہاری جان کا بھی حصہ ہے' تمہاری بیوی کا بھی حصہ ہے' تم نفلی روزہ رکھ بھی لیا کرو اور چھوڑ بھی دیا کرو (رات کے وقت) نماز پڑھ بھی لیا کرو اور سو بھی جایا کرو' تم ہر دس دن میں سے ایک دن روزہ رکھا کرو' تمہیں 9 کا اجر حاصل ہو جائے گا۔ حضرت عبداللہ نے عرض کی: یارسول اللہ! میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں' آپ نے فرمایا: پھر تم حضرت داؤدؑ کے طریقے کے مطابق روزہ رکھو' حضرت عبداللہ نے دریافت کیا: حضرت داؤدؑ کیسے روزہ رکھا کرتے تھے' اے اللہ کے نبی! تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہ ایک دن روزہ رکھتے تھے' اور ایک دن روزہ نہیں رکھا کرتے تھے' اور جب وہ دشمن کے سامنے آتے تھے' تو راہِ فرار اختیار نہیں کرتے تھے' تو حضرت عبداللہ نے عرض کی: اے اللہ کے نبی! ایسے کون کر سکتا ہے (یعنی دشمن کے سامنے کون راہِ فرار اختیار کر سکتا ہے)۔

باب صِيَامِ خَمْسَةِ اَيَّامٍ مِنَ الشَّهْرِ

یہ باب ہے کہ ہر مہینے میں پانچ دن روزہ رکھنا

2401 - اَخْبَرَنَا زَكَرِيَّاءُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةَ قَالَ اَنْبَاَنَا خَالِدٌ عَنْ خَالِدٍ - وَهُوَ الْحَذَّاءُ - عَنْ اَبِىْ قِلَابَةَ عَنْ اَبِى الْمَلِيحِ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ اَبِيكَ زَيْدٍ عَلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو فَحَدَّثَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذُكِرَ لَهٗ صَوْمِىْ فَدَخَلَ عَلَىَّ فَاَلْقَيْتُ لَهٗ وِسَادَةَ اَدَمٍ رَبْعَةً حَشْوُهَا لِيْفٌ فَجَلَسَ عَلَى الْاَرْضِ وَصَارَتِ الْوِسَادَةُ فِيمَا بَيْنِىْ وَبَيْنَهٗ قَالَ اَمَا يَكْفِيكَ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةُ اَيَّامٍ . قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ . قَالَ خَمْسًا . قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ . قَالَ سَبْعًا . قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ . قَالَ تِسْعًا . قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ . قَالَ اِحْدٰى عَشْرَةَ . قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ . فَقَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا صَوْمَ فَوْقَ صَوْمِ دَاوُدَ شَطْرَ الدَّهْرِ صِيَامُ يَوْمٍ وَّفِطْرُ يَوْمٍ .

☆☆ ابوملیح بیان کرتے تھے: میں تمہارے والد زید کے ہمراہ حضرت عبداللہ ؓ کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے بتایا: نبی اکرم ﷺ کے سامنے میرے روزہ رکھنے کا ذکر کیا گیا تو آپ میرے ہاں تشریف لائے' میں نے آپ کے سامنے چمڑے سے بنا ہوا تکیہ پیش کیا' جس میں کھجور کے پتے بھرے ہوئے تھے' آپ زمین پر تشریف فرما ہوئے' وہ تکیہ میرے اور آپ کے درمیان آ گیا' آپ نے فرمایا: کیا مہینے میں تین روزے رکھنا تمہارے لیے کافی نہیں ہے! میں نے عرض کی: یارسول اللہ! (آپ مجھے مزید کی اجازت دیجئے) نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: پانچ' میں نے عرض کی: یارسول اللہ! (آپ مزید کی اجازت

2401-اخرجه البخاري في الصوم، باب صوم داؤد عليه السلام (الحديث 1980)، و في الاستئذان، باب من القى له و سادة (الحديث 6277) . واخرجه مسلم في الصيام، باب النهي عن صوم الدهر لمن تضرر به او فوت به حقًا اولم يفطر العيدين و التشريق و بابن تفضيل صوم يوم و افطار يوم (الحديث 191) . تحفة الاشراف (8969) .

دیجئے) نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: سات' میں نے عرض کی: یارسول اللہ! (آپ مزید کی اجازت دیجئے) نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: نو' میں نے عرض کی: یارسول اللہ! (آپ مزید کی اجازت دیجئے) نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: گیارہ' میں نے عرض کی: یارسول اللہ! (آپ مزید کی اجازت دیجئے) تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: حضرت داؤد علیہ السلام کے روزے سے زیادہ روزہ نہیں ہوتا' جو نصف مہینہ ہوتا تھا' وہ ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن روزہ نہیں رکھتے تھے۔

باب صِيَامِ اَرْبَعَةِ اَيَّامٍ مِنَ الشَّهْرِ

یہ باب ہے کہ ہر مہینے میں چار روزے رکھنا

2402 - اَخْبَرَنَا اِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنِي شُعْبَةُ عَنْ زِيَادِ بْنِ فَيَّاضٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا عِيَاضٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صُمْ مِنَ الشَّهْرِ يَوْمًا وَّلَكَ اَجْرُ مَا بَقِيَ . قُلْتُ اِنِّي اُطِيقُ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ . قَالَ فَصُمْ يَوْمَيْنِ وَلَكَ اَجْرُ مَا بَقِيَ . قُلْتُ اِنِّي اُطِيقُ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ . قَالَ فَصُمْ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ وَّلَكَ اَجْرُ مَا بَقِيَ . قُلْتُ اِنِّي اُطِيقُ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ .

قَالَ صُمْ اَرْبَعَةَ اَيَّامٍ وَّلَكَ اَجْرُ مَا بَقِيَ . قُلْتُ اِنِّي اُطِيقُ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ . فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَفْضَلُ الصَّوْمِ صَوْمُ دَاوُدَ كَانَ يَصُومُ يَوْمًا وَّيُفْطِرُ يَوْمًا .

☆☆ ابوعیاض بیان کرتے ہیں' حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے یہ بات بیان کی ہے' نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے فرمایا: تم مہینے میں ایک دن روزہ رکھا کرو' تمہیں باقی کا اجر مل جائے گا' میں نے عرض کی: میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں' آپ نے فرمایا: تم دو دن روزہ رکھ لیا کرو' تمہیں باقی کا اجر مل جائے گا' میں نے عرض کی: میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں' آپ نے فرمایا: تم تین دن روزہ رکھ لیا کرو' تمہیں باقی کا اجر مل جائے گا' میں نے عرض کی: میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں' آپ نے فرمایا: تم چار دن روزہ رکھ لیا کرو' تمہیں باقی کا اجر مل جائے گا' میں نے عرض کی: میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں' نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: روزہ رکھنے کا سب سے افضل طریقہ حضرت داؤد علیہ السلام کا ہے' وہ ایک دن روزہ رکھا کرتے تھے' اور ایک دن روزہ نہیں رکھا کرتے تھے۔

باب صَوْمِ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ مِنَ الشَّهْرِ

یہ باب ہے کہ مہینے میں تین دن روزے رکھنا

2403 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِي حَرْمَلَةَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِي ذَرٍّ قَالَ اَوْصَانِي حَبِيبِي صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِثَلَاثَةٍ لَا اَدَعُهُنَّ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰى اَبَدًا اَوْصَانِي بِصَلَاةِ

2402-تقدم (الحديث 2393) .

2403-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (11970) .

الضُّحَى وَبِالْوِتْرِ قَبْلَ النَّوْمِ وَبِصِيَامِ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ .

☆☆ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میرے حبیب (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم) نے مجھے تین باتوں کی تلقین کی تھی جنہیں اگر اللہ نے چاہا تو میں کبھی نہیں چھوڑوں گا' آپ نے مجھے چاشت کی نماز ادا کرنے کی' سونے سے پہلے وتر ادا کرنے کی اور ہر مہینے میں تین دن روزہ رکھنے کی تلقین کی تھی۔

2404 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ الْحَسَنِ قَالَ سَمِعْتُ اَبِيْ قَالَ اَنْبَاَنَا اَبُوْ حَمْزَةَ عَنْ عَاصِمٍ عَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ اَمَرَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِثَلَاثٍ بِنَوْمٍ عَلٰى وِتْرٍ وَّالْغُسْلِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَصَوْمِ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تین باتوں کی ہدایت کی تھی' سونے سے پہلے وتر ادا کرنا' جمعہ کے دن غسل کرنا اور ہر مہینے میں تین دن روزے رکھنا۔

2405 - اَخْبَرَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ كَامِلٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ بَهْدَلَةَ عَنْ رَجُلٍ عَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ اَمَرَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَكْعَتَيِ الضُّحَى وَاَنْ لَا اَنَامَ اِلَّا عَلٰى وِتْرٍ وَّصِيَامِ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے چاشت کی دو رکعات ادا کرنے' وتر ادا کرنے کے بعد سونے اور ہر مہینے میں تین روزے رکھنے کی ہدایت کی تھی۔

2406 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا اَبُو النَّضْرِ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنْ عَاصِمٍ عَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اَمَرَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَوْمٍ عَلٰى وِتْرٍ وَّالْغُسْلِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَصِيَامِ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے سونے سے پہلے وتر ادا کرنے کی' جمعہ کے دن غسل کرنے کی اور ہر مہینے میں تین روزے رکھنے کی ہدایت کی تھی۔

باب ذِكْرِ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى اَبِيْ عُثْمَانَ فِيْ حَدِيْثِ اَبِيْ هُرَيْرَةَ فِيْ صِيَامِ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ

یہ باب ہے کہ مہینے میں تین دن روزہ رکھنے کے بارے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کو نقل کرنے میں ابوعثمان سے نقل ہونے والے اختلاف کا تذکرہ

2404-تقدم (الحديث 2368) .

2405-تقدم (الحديث 2368) .

2406-تقدم (الحديث 2368) .

2407 – اَخْبَرَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَبِىْ عُثْمَانَ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ شَهْرُ الصَّبْرِ وَثَلَاثَةُ اَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ صَوْمُ الدَّهْرِ .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:
صبر (والے مہینے رمضان) اور ہر مہینے میں تین دن روزے رکھنا ہمیشہ روزے رکھنے کے مترادف ہے۔

2408 – اَخْبَرَنَا عَلِىُّ بْنُ الْحَسَنِ اللَّانِىُّ بِالْكُوْفَةِ عَنْ عَبْدِ الرَّحِيْمِ – وَهُوَ ابْنُ سُلَيْمَانَ – عَنْ عَاصِمٍ الْاَحْوَلِ عَنْ اَبِىْ عُثْمَانَ عَنْ اَبِىْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَامَ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ مِنَ الشَّهْرِ فَقَدْ صَامَ الدَّهْرَ كُلَّهُ . ثُمَّ قَالَ صَدَقَ اللّٰهُ فِىْ كِتَابِهِ (مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ اَمْثَالِهَا) .

☆☆ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:
جو شخص ہر مہینے میں تین دن روزے رکھتا ہے' اس نے ہمیشہ روزے رکھے' پھر آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں سچ کہا ہے:
''جو شخص ایک نیکی کرتا ہے' اسے دس گنا اجر ملتا ہے''۔

2409 – اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ اَنْبَاَنَا حِبَّانُ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ اَبِىْ عُثْمَانَ عَنْ رَجُلٍ قَالَ اَبُوْ ذَرٍّ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ صَامَ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ فَقَدْ تَمَّ صَوْمُ الشَّهْرِ اَوْ فَلَهُ صَوْمُ الشَّهْرِ . شَكَّ عَاصِمٌ .

☆☆ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جو شخص ہر مہینے میں تین دن روزے رکھتا ہے' تو اس نے گویا پورے مہینے کے روزے رکھے (راوی کو شک ہے' شاید یہ الفاظ ہیں:) اسے پورا مہینہ روزے رکھنے کا ثواب ملتا ہے' یہ شک عاصم نامی راوی کو ہے۔

2410 – اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِىْ حَبِيْبٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِىْ هِنْدٍ اَنَّ مُطَرِّفًا حَدَّثَهُ اَنَّ عُثْمَانَ بْنَ اَبِى الْعَاصِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ صِيَامٌ حَسَنٌ ثَلَاثَةُ اَيَّامٍ مِنَ الشَّهْرِ .

☆☆ حضرت عثمان بن ابوالعاص بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا:

2407-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (13621) .

2408-اخرجه الترمذي في الصوم، باب ما جاء في صوم ثلاثة ايام من كل شهر (الحديث 762) بنحوه . و سياتي (الحديث 2409) بنحوه واخرجه ابن ماجه في الصيام، باب ما جاء في صيام ثلاثة ايام من كل شهر (الحديث 1708) . تحفة الاشراف (11967) .

2409-تقدم (الحديث 2408) .

2410-انفرد به النسائي، و سياتي (الحديث 2411) . تحفة الاشراف (9772) .

بہترین روزے یہ ہیں' ہر مہینے میں تین دن روزے رکھے جائیں۔

2411 - اَخْبَرَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيٰى قَالَ اَنْبَاَنَا اَبُوْ مُصْعَبٍ عَنْ مُغِيْرَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَعِيْدِ بْنِ اَبِیْ هِنْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحَاقَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِیْ هِنْدٍ قَالَ عُثْمَانُ بْنُ اَبِی الْعَاصِ نَحْوَهٗ مُرْسَلٌ .

☆☆ یہی روایت بعض دیگر اسناد کے ہمراہ بھی منقول ہے اور ایک سند کے ہمراہ یہ مرسل روایت کے ساتھ منقول ہے۔

2412 - اَخْبَرَنَا يُوْسُفُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنْ شَرِيْكٍ عَنِ الْحُرِّ بْنِ صَيَّاحٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُوْمُ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر مہینے میں تین روزے رکھا کرتے تھے۔

باب كَيْفَ يَصُوْمُ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ وَّذِكْرِ اخْتِلَافِ النَّاقِلِيْنَ لِلْخَبَرِ فِیْ ذٰلِكَ

یہ باب ہے کہ ہر مہینے میں تین روزے کیسے رکھے جائیں؟ اس روایت کو نقل کرنے میں نقل کرنے والوں کے اختلاف کا تذکرہ

2413 - اَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزَّعْفَرَانِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ شَرِيْكٍ عَنِ الْحُرِّ بْنِ صَيَّاحٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَصُوْمُ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ مِنْ اَوَّلِ الشَّهْرِ وَالْخَمِيْسَ الَّذِیْ يَلِيْهِ ثُمَّ الْخَمِيْسَ الَّذِیْ يَلِيْهِ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر مہینے میں تین دن روزے رکھا کرتے تھے' مہینے کی پہلی پیر کو' پھر اس کے بعد والی جمعرات کو اور پھر اس سے اگلی جمعرات کو۔

2414 - اَخْبَرَنَا عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِیٍّ قَالَ حَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ تَمِيْمٍ عَنْ زُهَيْرٍ عَنِ الْحُرِّ بْنِ الصَّيَّاحِ قَالَ سَمِعْتُ هُنَيْدَةَ الْخُزَاعِیَّ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ سَمِعْتُهَا تَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُوْمُ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ اَوَّلَ اثْنَيْنِ مِنَ الشَّهْرِ ثُمَّ الْخَمِيْسَ ثُمَّ الْخَمِيْسَ الَّذِیْ يَلِيْهِ .

☆☆ ہنیدہ خزاعی بیان کرتے ہیں' میں اُم المومنین کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے انہیں یہ بیان کرتے ہوئے سنا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر مہینے میں تین دن روزے رکھا کرتے تھے' ہر مہینے کی پہلی پیر کو' پھر جمعرات کو' پھر اس کے بعد والی جمعرات کو۔

2415 - اَخْبَرَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِی النَّضْرِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اِسْحَاقَ الْاَشْجَعِیُّ - كُوْفِیٌّ - عَنْ عَمْرِو بْنِ قَيْسٍ

2411-تقدم (الحديث 2410) .

2412-انفرد به النسائي، و سياتي (الحديث 2413) . تحفة الاشراف (6685) .

2413-انفرد به النسائي، والحديث عند: النسائي في الصيام، ذكر الاختلاف على ابي عثمان في حديث ابي هريرة في صيام ثلاثة ايام من كل شهر (الحديث 2412) . تحفة الاشراف (6685) .

2414-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (15814) .

2415-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (15813) .

الْمُلَائِيِّ عَنِ الْحُرِّ بْنِ الصَّيَّاحِ عَنْ هُنَيْدَةَ بْنِ خَالِدٍ الْخُزَاعِيِّ عَنْ حَفْصَةَ قَالَتْ اَرْبَعٌ لَمْ يَكُنْ يَدَعُهُنَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صِيَامَ عَاشُوْرَاءَ وَالْعَشْرَ وَثَلَاثَةَ اَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ وَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْغَدَاةِ .

☆☆ سیّدہ حفصہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' چار چیزیں ایسی ہیں' جنہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی ترک نہیں کیا' عاشورہ کے دن روزہ رکھنا (ذوالحجہ کے) دس دنوں میں روزے رکھنا' ہر مہینہ میں تین روزے رکھنا اور فجر سے پہلے دو سنتیں ادا کرنا۔

شرح

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عشرہ میں روزہ رکھتے ہوئے کبھی نہیں دیکھا۔ (مسلم، مشکوۃ المصابیح، جلد دوم، رقم الحدیث، 554)

عشرہ سے مراد ذی الحجہ کا عشرہ اول یعنی کیم تاریخ سے دس تاریخ تک کا عرصہ مراد ہے اس حدیث سے بظاہر تو یہ مفہوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عشرہ میں کبھی روزہ نہیں رکھا ہے جب کہ ایک روایت میں منقول ہے کہ اس عشرہ میں ہر دن (علاوہ دسویں تاریخ کے یعنی پہلی تاریخ سے نویں تاریخ تک کے روزے کا ثواب ایک سال کے روزہ کے ثواب کے برابر ہے اور اس عشرہ کی ہر رات میں عبادت الہی کے لئے جاگنا شب قدر میں عبادت کے لئے جاگنے کے ثواب کے برابر ہے لہذا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی مذکورہ بالا روایت کی مراد کے بارہ میں علماء لکھتے ہیں کہ یہاں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے علم کی نفی کی ہے کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو روزہ رکھتے ہوئے نہیں دیکھا ہے اور ظاہر ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا نہ دیکھنا اس بات کی دلیل نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ نہ رکھا ہو ہوسکتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عشرہ میں روزہ رکھا ہو اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس کا علم نہ ہوا ہو، یا پھر آخری درجہ میں یہ احتمال بھی ہوسکتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عشرہ کے روزے کا مذکورہ بالا ثواب تو بیان فرمایا مگر خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس عشرہ میں روزہ رکھنے کا اتفاق نہ ہوا ہو۔

2416 - اَخْبَرَنِيْ اَحْمَدُ بْنُ يَحْيٰى عَنْ اَبِيْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنِ الْحُرِّ بْنِ الصَّيَّاحِ عَنْ هُنَيْدَةَ بْنِ خَالِدٍ عَنِ امْرَاَتِهٖ عَنْ بَعْضِ اَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَصُوْمُ تِسْعًا مِنْ ذِي الْحِجَّةِ وَيَوْمَ عَاشُوْرَاءَ وَثَلَاثَةَ اَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ اَوَّلَ اثْنَيْنِ مِنَ الشَّهْرِ وَخَمِيْسَيْنِ .

☆☆ ہنیدہ بن خالد' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک زوجہ محترمہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ذوالحجہ کے ابتدائی 9 دنوں میں روزے رکھا کرتے تھے' عاشورہ کے دن روزہ رکھتے تھے' اور ہر مہینے میں تین دن روزے رکھا کرتے تھے' ایک مہینے کی پہلی پیر کو اور دو جمعراتوں کو۔

عاشورہ کے دن روزہ رکھنے کا بیان

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ جس وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عاشورہ کے دن روزہ رکھا اور صحابہ کو

2416-تقدم (الحديث 2371) .

بھی اس دن روزہ رکھنے کا حکم دیا تو صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! یہ تو وہ دن ہے جو یہود ونصاریٰ کے ہاں بڑا باعظمت ہے اور چونکہ یہود ونصاریٰ کی مخالفت ہمارا شیوہ ہے لہٰذا ہم روزہ رکھ کر اس دن کی عظمت کرنے میں یہود ونصاریٰ کی موافقت کیسے کریں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں آئندہ سال زندہ رہا تو نویں تاریخ کو ضرور روزہ رکھوں گا۔
(مسلم، مشکوۃ المصابیح، جلد دوم، رقم الحدیث، 552)

عاشورہ کے دن روزہ رکھنے کا سلسلہ کیسے شروع ہوا؟ اس کی وضاحت اسی باب کی تیسری فصل کی پہلی حدیث میں آئے گی جس کا حاصل یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ سے ہجرت فرما کر مدینہ تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کو عاشورہ کے دن روزہ رکھتے ہوئے دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا کہ اس دن کی کیا خصوصیت ہے کہ تم روزہ رکھتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ یہ بڑا عظیم دن ہے اسی دن اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کو نجات دی اور فرعون اور اس کی قوم کو غرق کیا چونکہ موسیٰ علیہ السلام نے بطور شکر اس دن روزہ رکھا تھا اس لئے ہم بھی روزہ رکھتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہاری بہ نسبت ہم موسیٰ علیہ السلام سے زیادہ قریب ہیں۔

چنانچہ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم عاشورہ کو روزہ رکھا اور صحابہ کو روزہ رکھنے کا حکم فرمایا۔ یہ واقعہ ہجرت کے ابتدائی دنوں کا ہے گویا اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو عاشورہ کے دن روزہ رکھنے کو جو حکم دیا وہ بطور وجوب کے تھا۔ یہاں جو صورت ذکر کی گئی ہے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیاوی زندگی کے آخری سال میں پیش آئی ہے اس موقت پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو حکم دیا وہ بطور استحباب کے ہے کیونکہ اس بارہ میں وجوب کا حکم منسوخ ہو گیا تھا اور اس کی جگہ استحباب نے لے لی اس موقع پر صحابہ نے مذکورہ بالا عرضداشت پیش کی جس کے جواب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر میں آئندہ سال اس دنیا میں رہا تو نویں تاریخ کو روزہ رکھوں گا۔

اب اس میں احتمال ہے کہ یا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد یہ تھی کہ محرم کی دسویں تاریخ (عاشورہ ء) کی بجائے صرف نویں تاریخ کو روزہ رکھوں گا۔ یا یہ کہ دسویں تاریخ کو روزہ رکھوں گا اور پہلا احتمال ہی زیادہ صحیح معلوم ہوتا ہے اور اس ترمیم سے مقصد یہ تھا کہ یہود ونصاریٰ کی مخالفت ہو جائے مگر اللہ تعالیٰ کو کچھ اور ہی منظور تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم آئندہ سال تک اس دنیا میں تشریف فرما نہیں رہے بلکہ اسی سال ربیع الاول کے مہینہ میں واصل بحق ہو گئے اس طرح اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نویں کا روزہ نہیں رکھا مگر علماء لکھتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عزم وارادہ کی بنا پر امت کے لئے محرم کی نویں تاریخ کا روزہ رکھنا سنت قرار پا گیا ہے۔

محقق علامہ ابن ہمام فرماتے ہیں کہ عاشورے کے دن روزہ رکھنا مستحب ہے مگر اس کے ساتھ ہی عاشورہ سے ایک دن پہلے یا ایک دن بعد میں بھی روزہ رکھنا مستحب ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ صرف عاشورہ کے دن روزہ رکھنا مکروہ ہے کیونکہ اس سے یہود کے ساتھ مشابہت لازم آتی ہے۔

2417 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي صَفْوَانَ الثَّقَفِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ

عَنِ الْحُرِّ بْنِ الصَّيَّاحِ عَنْ هُنَيْدَةَ بْنِ خَالِدٍ عَنِ امْرَاَتِهِ عَنْ بَعْضِ اَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُوْمُ الْعَشْرَ وَثَلَاثَةَ اَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ الْاِثْنَيْنِ وَالْخَمِيْسَ .

☆☆ ہنیدہ بن خالد نبی اکرم ﷺ کی ایک زوجہ محترمہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ ذوالحجہ کے) دس دنوں میں اور ہر مہینے کے تین دنوں میں پیر اور جمعرات کے دن روزے رکھا کرتے تھے۔

2418 - اَخْبَرَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعِيْدٍ الْجَوْهَرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ هُنَيْدَةَ الْخُزَاعِيِّ عَنْ اُمِّهِ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْمُرُ بِصِيَامِ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ اَوَّلِ خَمِيْسٍ وَّالْاِثْنَيْنِ وَالْاِثْنَيْنِ .

☆☆ سیّدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ تین دنوں میں روزہ رکھنے کا حکم دیتے تھے (ہر مہینے کی) پہلی جمعرات' پھر اس سے اگلی پیر اور پھر اس سے اگلی پیر۔

2419 - اَخْبَرَنَا مَخْلَدُ بْنُ الْحَسَنِ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَبِيْ اُنَيْسَةَ عَنْ اَبِيْ اِسْحَاقَ عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صِيَامُ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ صِيَامُ الدَّهْرِ وَاَيَّامُ الْبِيْضِ صَبِيْحَةَ ثَلَاثَ عَشْرَةَ وَاَرْبَعَ عَشْرَةَ وَخَمْسَ عَشْرَةَ .

☆☆ حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: ہر مہینے میں تین روزے رکھ لینا پورا مہینہ روزے رکھنے کے مترادف ہے اور ایام بیض 13' 14' اور 15 تاریخ ہیں۔

باب ذِكْرِ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى مُوْسٰى بْنِ طَلْحَةَ فِى الْخَبَرِ فِيْ صِيَامِ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ مِنَ الشَّهْرِ

یہ باب ہے کہ ہر مہینے میں تین روزہ رکھنے سے متعلق حدیث میں موسیٰ بن طلحہ سے نقل ہونے والے اختلاف کا تذکرہ

2420 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَبَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ مُوْسٰى بْنِ طَلْحَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ جَاءَ اَعْرَابِيٌّ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاَرْنَبٍ قَدْ شَوَاهَا فَوَضَعَهَا بَيْنَ يَدَيْهِ فَاَمْسَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَاْكُلْ وَاَمَرَ الْقَوْمَ اَنْ يَاْكُلُوْا وَاَمْسَكَ

2417-تقدم (الحديث 2371) .

2418-تقدم (الحديث 2371) .

2419-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (3222) .

2420-انفرد به النسائي، و سياتي (الحديث 2427 و 2428) مرسلاً، و في الصيد و الذبائح، الارنب (الحديث 4321) تحفة الاشراف (14624) .

الْاَعْرَابِیُّ فَقَالَ لَهُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا يَمْنَعُكَ اَنْ تَاكُلَ ۔ قَالَ اِنِّی اَصُوْمُ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ مِنَ الشَّهْرِ ۔ قَالَ اِنْ كُنْتَ صَائِمًا فَصُمِ الْغُرَّ ۔

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک دیہاتی خرگوش لے کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا' اس نے اسے پکایا ہوا تھا' اس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رکھا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رُک گئے' آپ نے اسے نہیں کھایا' آپ نے حاضرین سے کہا کہ وہ اسے کھالیں' وہ دیہاتی بھی رک گیا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے دریافت کیا: تم کیوں نہیں کھا رہے ہو؟ اس نے عرض کی: میں نے روزہ رکھا ہوا ہے' میں ہر مہینے میں تین دن روزے رکھتا ہوں' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر تم نے روزہ رکھنا ہو' تو روشن دنوں میں رکھا کرو (یعنی چودھویں رات کے آس پاس کے دنوں میں)۔

2421 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ قَالَ اَنْبَاَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوْسٰی عَنْ فِطْرٍ عَنْ يَحْيٰی بْنِ سَامٍ عَنْ مُوْسٰی بْنِ طَلْحَةَ عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ نَصُوْمَ مِنَ الشَّهْرِ ثَلَاثَةَ اَيَّامِ الْبِيْضِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ وَاَرْبَعَ عَشْرَةَ وَخَمْسَ عَشْرَةَ ۔

☆☆ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ ہدایت کی تھی کہ ہم ہر مہینے میں تین دن ایام بیض کے روزے رکھا کریں' 13' 14' 15 (تاریخ کے دن روزے رکھا کریں)۔

2422 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَزِيْدَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْاَعْمَشِ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيٰی بْنَ سَامٍ عَنْ مُوْسٰی بْنِ طَلْحَةَ عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ نَصُوْمَ مِنَ الشَّهْرِ ثَلَاثَةَ اَيَّامِ الْبِيْضِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ وَاَرْبَعَ عَشْرَةَ وَخَمْسَ عَشْرَةَ ۔

☆☆ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ حکم دیا تھا کہ ہم ہر مہینے میں تین دن یعنی ایام بیض کے دن یعنی 13' 14' اور 15 تاریخ کو روزہ رکھا کریں۔

2423 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَزِيْدَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْاَعْمَشِ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيٰی بْنَ سَامٍ عَنْ مُوْسٰی بْنِ طَلْحَةَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا ذَرٍّ بِالرَّبَذَةِ قَالَ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا صُمْتَ شَيْئًا مِنَ الشَّهْرِ فَصُمْ ثَلَاثَ عَشْرَةَ وَاَرْبَعَ عَشْرَةَ وَخَمْسَ عَشْرَةَ ۔

☆☆ موسیٰ بن طلحہ بیان کرتے ہیں' میں نے "ربذہ" میں حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: اگر تم نے مہینہ میں کوئی روزہ رکھنا ہو' تو 13' 14' اور 15 تاریخ کو رکھا کرو۔

2424 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ بَيَانِ بْنِ بِشْرٍ عَنْ مُوْسٰی بْنِ طَلْحَةَ عَنِ ابْنِ الْحَوْتَكِيَّةِ

2421-اخرجه الترمذي في الصوم، باب ماجاء في صوم ثلاثة ايام من كل شهر (الحديث 761) . وسياتي (الحديث 2422 و 2423) . تحفة الاشراف (11988) .

2422-تقدم (الحديث 2461) .

2423-تقدم (الحديث 2461) .

2424-انفرد به النسائي ، وسياتي (الحديث 2425) و في الصيد و الذبائح، الارنب (الحديث 4322) . تحفة الاشراف (12006) .

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِرَجُلٍ عَلَيْكَ بِصِيَامِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ وَاَرْبَعَ عَشْرَةَ وَخَمْسَ عَشْرَةَ . قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ هٰذَا خَطَاٌ لَيْسَ مِنْ حَدِيْثِ بَيَانٍ وَّلَعَلَّ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنَا اثْنَانِ فَسَقَطَ الْاَلِفُ فَصَارَ بَيَانٌ .

☆☆ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے فرمایا: تم پر 13' 14' اور 15 تاریخ کو روزہ رکھنا لازم ہے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: یہ روایت درست نہیں ہے' اس روایت کے راوی کا نام بیان نہیں ہے' ہوسکتا ہے' سفیان نے یہ کہا ہو کہ مجھے دو آدمیوں نے حدیث سنائی ہے' تو اس لفظ میں سے الف گر گیا ہو اور لفظ بیان رہ گیا ہو۔

2425 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا رَجُلَانِ مُحَمَّدٌ وَّحَكِيمٌ عَنْ مُوْسٰی بْنِ طَلْحَةَ عَنِ ابْنِ الْحَوْتَكِيَّةِ عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ رَجُلًا بِصِيَامِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ وَاَرْبَعَ عَشْرَةَ وَخَمْسَ عَشْرَةَ .

☆☆ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو 13' 14' اور 15 تاریخ کو روزہ رکھنے کا حکم دیا۔

2426 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ حَكِيمٍ عَنْ بَكْرٍ عَنْ عِيسٰی عَنْ مُحَمَّدٍ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ مُوْسٰی بْنِ طَلْحَةَ عَنِ ابْنِ الْحَوْتَكِيَّةِ قَالَ قَالَ اُبَیٌّ جَاءَ اَعْرَابِیٌّ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ اَرْنَبٌ قَدْ شَوَاهَا وَخُبْزٌ فَوَضَعَهَا بَيْنَ يَدَیِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ اِنِّیْ وَجَدْتُهَا تَدْمٰی . فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَصْحَابِهٖ لَا يَضُرُّ كُلُوْا . وَقَالَ لِلْاَعْرَابِیِّ كُلْ . قَالَ اِنِّیْ صَائِمٌ . قَالَ صَوْمُ مَاذَا . قَالَ صَوْمُ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ مِنَ الشَّهْرِ . قَالَ اِنْ كُنْتَ صَائِمًا فَعَلَيْكَ بِالْغُرِّ الْبِيْضِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ وَاَرْبَعَ عَشْرَةَ وَخَمْسَ عَشْرَةَ . قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الصَّوَابُ عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ وَّيُشْبِهُ اَنْ يَكُوْنَ وَقَعَ مِنَ الْكُتَّابِ ذَرٌّ فَقِيْلَ اُبَیٌّ .

☆☆ موسیٰ بن طلحہ' حوتکیہ کے صاحبزادے کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میرے والد نے یہ بات بتائی ہے' ایک دیہاتی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا' وہ ایک خرگوش لے کر آیا تھا جسے اس نے بھونا ہوا تھا' ساتھ روٹی بھی تھی' اس نے وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رکھ دیا' پھر اس نے بتایا: یہ حیض کی حالت میں تھا (یعنی مادہ خرگوش ہے) تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا: یہ چیز نقصان نہیں دے گی تم اسے کھالو۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دیہاتی سے فرمایا: تم بھی کھالو' اس نے عرض کی: میں نے روزہ رکھا ہوا ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: کس بات کا روزہ رکھا ہوا ہے' اس نے عرض کی: ہر مہینے میں تین دنوں والا روزہ۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم نے روزہ رکھنا ہوتا ہے' تو تین سفید روشن دنوں میں روزہ رکھا کرو' یعنی 13' 14' اور 15 تاریخ کو۔

2425-تقدم (الحديث 2424) .

2426-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (78) .

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں' درست روایت یہ ہے' یہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول ہے' یہ بھی ہو سکتا ہے' لکھنے والوں نے اس میں سے لفظ ''ذر'' گرا دیا ہو' اور صرف لفظ ''ابی'' رہ گیا ہو۔

2427 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى بْنِ الْحَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا الْمُعَافَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ مَعْنٍ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ يَحْيَى عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ اَنَّ رَجُلًا اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاَرْنَبٍ وَّكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَدَّ يَدَهُ اِلَيْهَا فَقَالَ الَّذِي جَاءَ بِهَا اِنِّي رَاَيْتُ بِهَا دَمًا . فَكَفَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ وَاَمَرَ الْقَوْمَ اَنْ يَاْكُلُوا وَكَانَ فِي الْقَوْمِ رَجُلٌ مُنْتَبِذٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لَكَ . قَالَ اِنِّي صَائِمٌ . فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهَلَّا ثَلَاثَ الْبِيضِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ وَاَرْبَعَ عَشْرَةَ وَخَمْسَ عَشْرَةَ .

☆☆ موسیٰ بن طلحہ بیان کرتے ہیں' ایک دیہاتی خرگوش لے کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دستِ مبارک اس کی طرف بڑھایا تو جو شخص اسے لے کر آیا تھا' اس نے کہا: میں نے اس میں خون دیکھا ہے (یعنی یہ مادہ خرگوش ہے) تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دستِ مبارک پیچھے کر لیا' آپ نے حاضرین کو یہ ہدایت کی کہ وہ اسے کھالیں' حاضرین میں سے ایک صاحب پیچھے بیٹھے رہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: تمہیں کیا ہوا ہے؟ انہوں نے عرض کی: میں نے روزہ رکھا ہوا ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: تم نے ایامِ بیض کے 13' 14' اور 15 تاریخ (کو روزہ کیوں نہیں رکھا)۔

2428 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِيلَ بْنِ اِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْلَى عَنْ طَلْحَةَ بْنِ يَحْيَى عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ قَالَ اُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاَرْنَبٍ قَدْ شَوَاهَا رَجُلٌ فَلَمَّا قَدَّمَهَا اِلَيْهِ قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اِنِّي قَدْ رَاَيْتُ بِهَا دَمًا فَتَرَكَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَاْكُلْهَا وَقَالَ لِمَنْ عِنْدَهُ كُلُوا فَاِنِّي لَوِ اشْتَهَيْتُهَا اَكَلْتُهَا . وَرَجُلٌ جَالِسٌ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُدْنُ فَكُلْ مَعَ الْقَوْمِ .

فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اِنِّي صَائِمٌ . قَالَ فَهَلَّا صُمْتَ الْبِيضَ . قَالَ وَمَا هُنَّ قَالَ ثَلَاثَ عَشْرَةَ وَاَرْبَعَ عَشْرَةَ وَخَمْسَ عَشْرَةَ .

☆☆ موسیٰ بن طلحہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھنا ہوا خرگوش پیش کیا گیا' جب اس شخص نے اسے آپ کے سامنے پیش کیا' تو اس نے عرض کی: یارسول اللہ! میں نے اس میں خون دیکھا تھا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ترک کر دیا' آپ نے اسے نہیں کھایا' آپ نے اپنے پاس موجود لوگوں سے فرمایا: تم لوگ اسے کھالو' اگر مجھے اس کی اشتہاء ہوتی' تو میں بھی اسے کھالیتا' ایک شخص وہاں بیٹھا ہوا تھا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا: آگے ہو جاؤ! تم بھی لوگوں کے ساتھ کھاؤ' اس نے عرض کی: یارسول اللہ! میں نے روزہ رکھا ہوا ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نے ایامِ بیض کے روزے کیوں نہیں رکھے' اس نے دریافت کیا: وہ کون سے ہیں؟ آپ نے فرمایا: 13' 14' اور 15 تاریخ کے (روزے)۔

2429 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلَى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ شُعْبَةَ قَالَ اَنْبَاَنَا اَنَسُ بْنُ سِيرِينَ عَنْ رَجُلٍ

2427-تقدم (الحديث 2420) .

2428-تقدم (الحديث 2420) .

يُقَالُ لَهُ عَبْدُ الْمَلِكِ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِيهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْمُرُ بِهٰذِهِ الْاَيَّامِ الثَّلَاثِ الْبِيضِ وَيَقُولُ هُنَّ صِيَامُ الشَّهْرِ .

☆☆ عبدالملک اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ ان تین دنوں یعنی ایام بیض کے روزے رکھنے کی ہدایت کرتے تھے آپ فرمایا کرتے تھے: یہ پورا مہینہ روزے رکھنے کے مترادف ہے۔

2430 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ اَنْبَاَنَا حِبَّانُ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ سِيرِيْنَ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الْمَلِكِ بْنَ اَبِى الْمِنْهَالِ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِيهِ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَهُمْ بِصِيَامِ ثَلَاثَةِ اَيَّامِ الْبِيضِ قَالَ هِىَ صَوْمُ الشَّهْرِ .

☆☆ عبدالملک اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے انہیں ایامِ بیض کے 3 روزے رکھنے کی ہدایت کی تھی اور یہ فرمایا تھا: یہ پورا مہینہ روزے رکھنے کے مترادف ہے۔

2431 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَبَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ سِيرِيْنَ قَالَ حَدَّثَنِى عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ قُدَامَةَ بْنِ مِلْحَانَ عَنْ اَبِيهِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْمُرُنَا بِصَوْمِ اَيَّامِ اللَّيَالِى الْغُرِّ الْبِيضِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ وَاَرْبَعَ عَشْرَةَ وَخَمْسَ عَشْرَةَ .

☆☆ عبدالملک بن قدامہ اپنے والد کا یہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ ہمیں تین روشن دنوں یعنی 13' 14' اور 15 تاریخ کو روزہ رکھنے کی ہدایت کرتے تھے۔

باب صَوْمِ يَوْمَيْنِ مِنَ الشَّهْرِ

یہ باب ہے کہ ہر مہینے میں دو روزے رکھنا

2432 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنِى سَيْفُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ مِنْ خِيَارِ الْخَلْقِ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَسْوَدُ بْنُ شَيْبَانَ عَنْ اَبِى نَوْفَلِ بْنِ اَبِى عَقْرَبٍ عَنْ اَبِيهِ قَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّوْمِ فَقَالَ صُمْ يَوْمًا مِنَ الشَّهْرِ . قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ زِدْنِى زِدْنِى . قَالَ تَقُولُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ زِدْنِى زِدْنِى يَوْمَيْنِ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ . قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ زِدْنِى زِدْنِى اِنِّى اَجِدُنِى قَوِيًّا . فَقَالَ زِدْنِى زِدْنِى اَجِدُنِى قَوِيًّا . فَسَكَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى ظَنَنْتُ اَنَّهُ لَيَرُدُّنِى قَالَ صُمْ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ .

☆☆ ابونوفل اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ سے روزہ رکھنے کے بارے میں دریافت کیا'

2429-اخرجه ابو داؤد في الصوم، باب في صوم الثلاث من كل شهر (الحديث 2449) . سياتي (الحديث 2430 و 2431) . واخرجه ابن ماجه في الصيام، باب ما جاء في صيام ثلاثة ايام من كل شهر (الحديث 1707) . تحفة الاشراف (11071) .

2430-تقدم (الحديث 2429) .

2431-تقدم (الحديث 2429) .

2432-انفرد به النسائي، وسياتي في الصيام، صوم يومين من الشهر (الحديث 2433) . تحفة الاشراف (12071) .

تو آپ نے فرمایا: ہر مہینے میں ایک دن روزہ رکھ لیا کرو' میں نے عرض کی: یارسول اللہ! مزید کے بارے میں حکم دیجئے' مزید کے بارے میں حکم دیجئے' نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم یہ کہہ رہے ہو' اے اللہ کے رسول! مجھے مزید کی اجازت دیجئے' مجھے مزید کی اجازت دیجئے' تو ہر مہینے میں دو دن رکھ لیا کرو' میں نے عرض کی: یارسول اللہ! مزید کی اجازت دیجئے' مزید کی اجازت دیجئے' کیونکہ میں خود کو قوی محسوس کرتا ہوں' اس نے عرض کی: مزید کی اجازت دیجئے' مزید کی اجازت دیجئے' میں خود کو قوی محسوس کرتا ہوں' پھر نبی اکرم ﷺ خاموش ہو گئے' یہاں تک کہ مجھے یہ گمان ہوا کہ شاید آپ یہ درخواست مسترد کر دیں گے' تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہر مہینے میں تین دن روزے رکھ لیا کرو۔

2433 – اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَلَّامٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ قَالَ اَنْبَاَنَا الْاَسْوَدُ بْنُ شَيْبَانَ عَنْ اَبِیْ نَوْفَلِ بْنِ اَبِیْ عَقْرَبٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهُ سَاَلَ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّوْمِ فَقَالَ صُمْ يَوْمًا مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ـ وَاسْتَزَادَهُ قَالَ بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ اَجِدُنِیْ قَوِيًّا فَزَادَهُ قَالَ صُمْ يَوْمَيْنِ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ـ فَقَالَ بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ اَجِدُنِیْ قَوِيًّا ـ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ اَجِدُنِیْ قَوِيًّا اِنِّیْ اَجِدُنِیْ قَوِيًّا ـ فَمَا كَادَ اَنْ يَزِيْدَهُ فَلَمَّا اَلَحَّ عَلَيْهِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صُمْ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ـ

☆☆ ابونوفل اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے روزے کے بارے میں دریافت کیا' تو آپ نے فرمایا: ہر مہینے میں ایک روزہ رکھ لیا کرو' انہوں نے مزید کی اجازت دینے کی درخواست کی تو عرض کی: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں' میں خود کو قوی محسوس کرتا ہوں' تو نبی اکرم ﷺ نے انہیں مزید کی اجازت دی اور فرمایا: تم ہر مہینے میں دو دن روزے رکھ لیا کرو' انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں! میں خود کو قوی محسوس کرتا ہوں' اس نے عرض کی: میں خود کو قوی محسوس کرتا ہوں' میں خود کو قوی محسوس کرتا ہوں۔ (راوی کہتے ہیں:) نبی اکرم ﷺ نے مزید کی اجازت نہیں دینی تھی' لیکن جب انہوں نے اصرار کیا' تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم ہر مہینے میں تین دن روزے رکھ لیا کرو۔

اعمال میں میانہ روی کی اہمیت کا بیان

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اخراجات میں میانہ روی اختیار کرنا نصف معیشت ہے انسانوں سے دوستی نصف عقل ہے اور خوبی کے ساتھ سوال کرنا آدھا علم ہے ان چار روایتوں کو بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کیا ہے۔ (مشکوۃ المصابیح، جلد چہارم: رقم الحدیث، 996)

حدیث کے پہلے جزء کا مطلب یہ ہے کہ اپنے اور اپنے متعلقین کی ضروریات زندگی خرچ کرنے میں نہ تو اسراف کرنا اور نہ تنگی کرنا بلکہ میانہ روای اختیار کرنا زندگی کا آدھا سرمایہ ہے بایں طور کہ انسان کی معاشی زندگی کا دارو مدار دو چیزوں پر ہے ایک تو آمدنی دوسری خرچ اور ان دونوں کے درمیان توازن خوشحالی کی علامت ہے اور معیشت کے مستحکم ہونے کا ذریعہ بھی ہے لہٰذا جس طرح آمدنی کے توازن کا بگڑنا، خوش حالی کے منافی اور معشت کے عدم استحکام کا سبب ہے اسی طرح اگر اخراجات کا توازن بگڑ

2433-تقدم (الحديث 2432) .

جائے تو نہ صرف خوش حالی مفقود ہوگی بلکہ معیشت کا سارا ڈھانچہ درہم برہم ہو جائے گا لہٰذا مصارف میں اعتدال کرنا میانہ روی اختیار کرنا معیشت کا نصف حصہ ہوا۔

حدیث کے دوسرے جزء کا مطلب یہ ہے کہ اچھے لوگوں کے ساتھ محبت ظاہر کرنا اور ان کی محبت کو اپنے معاملات و احوال میں خیر و برکت کا سرچشمہ جاننا اس عقل کا نصف حصہ ہے جو حسن معاشرت کی ضامن ہے گویا پوری عقل مندی یہ ہے کہ انسان کوئی کسب و پیشہ اور سعی و محنت کر کے جائز روزی حاصل کرے اور اس کے ساتھ آپس میں محبت و مروت کے جذبات بھی رکھے۔

حدیث کے تیسرے جز کا مطلب یہ ہے کہ کسی علمی مسئلہ میں خوب سوچ سمجھ کر اور اچھی طرح سوال کرنا آدھا علم ہے کیونکہ جو شخص سوال کرنے میں دانا اور سمجھ دار ہوتا ہے اسی چیز کے بارے میں سوال کرتا ہے جو بہت زیادہ ضروری ہو اور بہت کارآمد ہو اور چونکہ وہ اپنے علم میں اضافہ کا متمنی ہوتا ہے او اس کے ساتھ ہی وہ پوچھی جانے والی چیزوں کے درمیان تمیز کرنا جانتا ہے کہ کیا پوچھنا چاہیے اور کس سے پوچھنا چاہیے اس لئے جب وہ اپنے سوال کا جواب پالیتا ہے تو حل طلب مسئلہ میں اس کا علم پورا ہو جاتا ہے اس اعتبار سے گویا علم کی دو قسمیں ہوئیں ایک تو سوال اور دوسرے جواب۔

رہی یہ بات کہ اچھی طرح سوال کرنے کا مطلب تو جاننا چاہیے کہ اچھے سوال کا اطلاق اس سوال پر ہوتا ہے کہ جس کے تمام پہلوؤں کی تحقیق کر لی گئی ہو۔ اس میں جتنے احتمالات پیدا ہو سکتے ہیں ان سب کی واقفیت ہوتا کہ شافی کافی جواب پائے اور جواب میں کوئی پہلو تشنہ نہ رہنے پائے اس طرح کا سوال بذات خود علم کی ایک شق ہوگا اور اس پر یہ اشکال وارد نہ ہوگا کہ جب سوال کرنا جہل اور تردد پر دلالت کرتا ہے تو سوال کرنے کو نصف علم کس طرح کہا گیا ہے تاہم مذکورہ اشکال کے پیش نظر ایک بات یہ بھی کہی جا سکتی ہے کہ جو شخص خوب سوچ سمجھ کر اور صحیح انداز ہ میں سوال کرتا ہے کہ اس کے بارے میں یہی سمجھا جاتا ہے کہ یہ ایک ایسا شخص ہے جو علمی ذوق کا حامل ہے اور علم میں اپنا کچھ حصہ ضرور رکھتا ہے اور اس بات کا خواہش مند ہے کہ اپنے ناقص علم کو پورا کرے لہٰذا اس کے سوال کو نصف علم کہنا موزوں ہوگا اس کے برخلاف جو شخص بغیر سوچے سمجھے اس اور خراب انداز میں سوال کرتا ہے وہ اپنے اس سوال کے ذریعہ اپنے نقصان عقل و کمال اور جہالت پر دلالت کرتا ہے۔

حاصل یہ ہے کہ سوال کی نوعیت اور سوال کرنے کا انداز سوال کرنے والے کی شخصیت و حالت پر بذات خود دلالت کرتا ہے اور اس کے سوال کی روشنی میں یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں ہوتا کہ یہ شخص بالکل ہی جاہل ہے یا علم سے کچھ سروکار رکھتا ہے۔ جس شخص میں علم و عقل کی روشنی ہوگی یہ سوال بھی عالمانہ اور عاقلانہ ہوگا۔ اور جو شخص نرا جاہل ہوگا اس کی اور باتوں کی طرح اس کا سوال بھی جاہلانہ اور عامیانہ ہوگا جیسا کہ کسی نے کہا کہ جب جاہل بات کرتا ہے تو گدھے کی طرح معلوم ہوتا ہے اور جب چپ رہتا ہے تو دیوار کی طرح معلوم ہوتا ہے۔

غیر مفسدات صوم چیزوں کا بیان

کسی شخص کو روزے کا خیال نہ رہا اور اس وجہ سے اس نے کچھ کھا پی لیا یا جماع کر لیا تو روزہ فاسد نہیں ہوگا، خواہ روزہ فرض ہو یا نفل کسی شخص نے بھول کر جماع شروع کیا پھر فوراً ہی یاد آ گیا کہ روزہ دار ہوں تو اگر اس نے یاد آتے ہی فوراً اپنا عضو مخصوص

شرمگاہ سے باہر نکال لیا تو روزہ نہیں ٹوٹے گا اور اگر نہ نکالا تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔ اس صورت میں اس روزے کی قضا لازم ہوگی کفارہ ضروری نہیں ہوگا مگر بعض حضرات کہتے ہیں کہ کفارہ کا ضروری نہ ہونا اس صورت سے متعلق ہے جب کہ اپنے بدن کو حرکت نہ دے یعنی یاد آ جانے کے بعد دھکا نہ لگائے۔ جس سے کہ انزال ہو جائے کیونکہ اگر دھکا لگائے تو کفارہ لازم ہوگا جیسا کہ اگر کوئی شخص یاد آ جانے کے بعد عضو مخصوص باہر نکال کر پھر داخل کرے تو اس پر کفارہ لازم ہوگا۔

اگر کوئی شخص طلوع فجر سے پہلے قصداً جماع میں مشغول ہو گیا اور اسی دوران فجر طلوع ہو گئی تو اسے فوراً علیحدہ ہو جانا ضروری ہوگا اگر نہ صرف یہ کہ فوراً علیحدہ نہ ہو بلکہ بدن کو حرکت بھی دے تو اس صورت میں کفارہ لازم ہوگا۔ ہاں بدن کو حرکت نہ دے اور علیحدہ بھی نہ ہو تو صرف روزہ فاسد ہو جائے اگر کوئی شخص طلوع فجر کے خوف سے جماع سے علیحدہ ہو جائے اور پھر طلوع فجر کے بعد جماع سے علیحدہ ہو جانے کی صورت میں انزال ہو جائے تو اس سے روزہ پر اثر نہیں پڑے گا۔

اگر کوئی شخص بھول کر کچھ کھا پی رہا ہو تو دوسرے لوگوں کو اسے یاد دلانا چاہئے کیونکہ ایسی حالت میں اسے یاد نہ دلانا مکروہ ہے بشرطیکہ اس شخص میں روزہ رکھنے کی قوت ہو اور وہ بغیر کسی مشقت کے رات تک اپنا روزہ پورا کرنے کی طاقت رکھتا ہو اگر کوئی شخص اسے یاد دلا دے اور پھر بھی اسے یاد نہ آئے اور وہ کھا پی لے تو اس صورت میں اس پر قضا لازم ہوگی۔

اگر اس شخص میں روزہ رکھنے کی قوت نہ ہو تو اسے یاد نہ دلانا ہی اولیٰ ہے۔ عورت کی شرمگاہ کی طرف نظر ڈالنے کی وجہ سے انزال ہونے کی صورت میں روزہ نہیں ٹوٹتا اس بارے میں علماء کے اختلافی اقوال ہیں کہ جانور کے ساتھ فعل بد کرنے سے انزال ہو جانے کی صورت میں روزہ ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں؟

چنانچہ بعض حضرات کے نزدیک تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے جب کہ بعض حضرات کہتے ہیں کہ روزہ نہیں ٹوٹتا، ہاں اگر انزال نہ ہو تو متفقہ طور پر مسئلہ یہ ہے کہ صرف فعل بد کی وجہ سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ جلق کے ذریعے انزال ہو جانے کی صورت میں روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور قضا لازم آتی ہے کفارہ ضروری نہیں ہوتا اس بارے میں یہ بات جان لینی ضروری ہے کہ یہ فعل قبیح (جلق) غیر رمضان میں بھی حلال نہیں ہے جب کہ اسے تقضاء شہوت مقصود ہو ہاں اگر تسکین شہوت مقصود ہو تو پھر امید ہے کہ اس صورت میں کوئی وبال نہیں ہوگا یعنی اگر کوئی شخص محض لذت حاصل کرنے کے لئے اس فعل میں مبتلا ہو تو اس کے لئے یہ قطعاً حلال نہیں ہے۔

اور اگر اضطراب و بیقراری کی یہ حالت ہو کہ اس فعل کے ذریعے منی خارج نہ کرنے کی صورت میں زنا میں مبتلا ہو جانے کا خوف ہو اور وہ جلق کرے تو پھر امید ہے کہ وہ گنہگار نہ ہو لیکن اس پر مداومت بہر صورت گناہ کا باعث ہے۔

کسی عورت کا تصور کرنے سے انزال ہو جائے تو روزہ نہیں ٹوٹے گا اسی طرح دو عورتوں کا آپس میں فعل بد کرنا جیسے چپٹی لگانا بھی کہا جاتا ہے روزہ کو نہیں توڑتا بشرطیکہ انزال نہ ہو اگر انزال ہوگا تو روزہ ٹوٹ جائے گا اور قضا لازم آئے گی۔

تیل لگانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا کیونکہ مسامات کے ذریعے کسی چیز کا بدن میں داخل ہونا روزے کے منافی نہیں ہے یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ کوئی شخص نہائے اور اس کے جگر کو ٹھنڈک پہنچے اسی طرح سرمہ لگانے سے بھی روزہ نہیں ٹوٹتا، اگر چہ اس کا مزہ حلق

میں محسوس ہو یا اس کا رنگ رینٹ اور تھوک میں ظاہر ہو کیونکہ آنکھ اور دماغ کے درمیان کوئی نہیں ہے اسی لئے آنکھوں سے آنسو بھی ٹپک کر نکلتے ہیں جیسا کہ کسی چیز کا عرق کشید ہوتا ہے اور یہ بتایا ہی جا چکا ہے کہ جو چیز مسامات کے ذریعے بدن میں داخل ہوتی ہے وہ روزہ کے منافی نہیں ہے۔

پھر یہ کہ سرمہ کے بارے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ روایت منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم روزہ کی حالت میں سرمہ لگایا کرتے تھے اسی طرح اگر آنکھ میں دوا یا دودھ تیل کے ساتھ ڈالا جائے اور اس کا مزہ یا اس کی تلخی حلق میں محسوس ہو تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔

اگر کوئی شخص کوئی چیز یعنی روئی وغیرہ نگل جائے درآنحالیکہ وہ کسی ڈورے میں بندھی ہو اور ڈورہ اس کے ہاتھ میں ہو تو روزہ نہیں ٹوٹے گا جب تک وہ ڈورے سے کھل کر پیٹ میں نہ گر جائے اگر ڈورے سے کھل کر گر پڑے گی تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔

اور اگر کوئی حلق میں لکڑی یا اسی کی مانند کوئی اور چیز داخل کرے اور اس کا دوسرا سرا اس کے ہاتھ میں ہو تو روزہ نہیں ٹوٹے گا، اسی طرح اگر کوئی شخص اپنی انگلی مقعد میں داخل کرے یا کوئی عورت اپنی شرمگاہ میں داخل کرے تو روزہ فاسد نہیں ہوگا۔ ہاں اگر انگلی پانی یا تیل سے تر ہوگی تو ٹوٹ جائے گا۔ سینگی اور غیبت سے روزہ فاسد نہیں ہوتا البتہ روزہ کا ثواب جاتا رہتا ہے محض افطار کی نیت کرنے سے جب کہ کچھ کھائے پئے نہیں روزہ پر کوئی اثر نہیں پڑتا، کسی شخص کے حلق میں بے قصد و بے اختیار دھواں چلا جائے تو روزہ فاسد نہیں ہوتا کیونکہ اس سے بچنا قطعاً ناممکن ہے۔

اگر کوئی شخص احتیاط کے پیش نظر ایسے موقعہ پر اپنا منہ بند بھی کر لے تو دھواں ناک کے ذریعے داخل ہوگا، لہٰذا یہ تری کی قسم سے ہے جو کلی کے بعد منہ میں باقی رہتی ہے اور جس سے روزہ پر کوئی اثر نہیں پڑتا، ہاں اگر قصداً کوئی شخص اپنے حلق میں دھواں داخل کرے گا اور داخل کرنا کسی بھی صورت سے ہو تو اس کا روزہ ٹوٹ جائے گا خواہ دھواں عنبر کا ہو یا اگربتی کا یا ان کے علاوہ کسی بھی چیز کا لہٰذا اگر کوئی شخص خوشبو کی کوئی چیز جلا کر اس کا دھواں اپنی طرف لے گا اور اس کو سونگھے گا باوجودیکہ اسے یہ یاد ہو کہ میں روزہ دار ہوں تو اس کا روزہ فاسد ہو جائے گا کیونکہ اس کے لئے اس سے بچنا ممکن ہے اس مسئلہ سے اکثر لوگ غافل ہیں اس بارے میں احتیاط پیش نظر رہنی چاہئے یہ بات بھی جان لینی چاہئے کہ اس مسئلے کو مشک و گلاب اور دیگر خوشبو کے سونگھنے پر قیاس نہیں کیا جا سکتا، کیونکہ محض خوشبودار دھوئیں کے اس جوہر میں جو قصداً حلق میں داخل کیا جائے جو فرق ہے وہ سب ہی جانتے ہیں۔

اسی طرح حقہ کے دھوئیں سے بھی روزہ جاتا رہتا ہے کیونکہ وہ قصداً کھینچا جاتا ہے اور اس سے نفس کو تسکین ہوتی ہے اور اکثر حالت میں بطور دوا استعمال کیا جاتا ہے۔ پسینہ اور آنسو حلق میں جانے سے روزہ پر اثر نہیں پڑتا جب کہ وہ تھوڑی مقدار میں ہوں ہاں اگر وہ زیادہ مقدار میں جائیں کہ جس سے حلق میں نمکینی محسوس ہو تو روزہ ٹوٹ جائے گا کسی خوشبو کی چیز مثلاً پھول و عطر وغیرہ سونگھنے سے بھی روزہ نہیں ٹوٹتا۔

کسی شخص کے حلق میں غبار یا چکی پیستے ہوئے آٹا یا مکھی چلی جائے یا دوائیں کوٹتے ہوئے یا ان کی پڑیا باندھتے ہوئے اس میں سے کچھ اڑ کر حلق میں چلا جائے تو روزہ فاسد نہیں ہوگا کیونکہ ان چیزوں سے بچنا ناممکن ہے۔

کوئی روزہ دار حالت جنابت میں صبح کو اٹھے تو اس کا روزہ فاسد نہیں ہوگا اگرچہ وہ پورے دن یا کئی دن تک اسی طرح رہے اور غسل پاکی نہ کرے البتہ نجس رہنے اور نماز وغیرہ پڑھنے کی وجہ سے ثواب سے محروم رہے گا۔

اگر کوئی شخص روزہ کی حالت میں اپنے عضو مخصوص کے سوراخ میں دوا یا تیل ڈالے یا اسی طرح سلائی وغیرہ داخل کرائے تو اگرچہ یہ چیزیں مثانہ تک پہنچ جائیں۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام محمد رحمہما اللہ کے قول کے مطابق روزہ فاسد نہیں ہوگا کیونکہ مثانہ نہ صرف یہ کہ جوف سے خارج ہے بلکہ مثانہ میں سے اندر کو راستہ نہیں ہے اسی لئے پیشاب بھی ٹپک کر نکلتا ہے البتہ امام ابو یوسف کے نزدیک مذکورہ بالا صورت میں روزہ جاتا رہتا ہے ہاں اگر یہ چیزیں مثانہ تک نہ پہنچیں بلکہ عضو مخصوص کی اندرونی نالی تک ہی محدود رہیں تو تینوں حضرات کے نزدیک روزہ فاسد نہیں ہوتا۔

کوئی شخص پانی میں بیٹھ جائے اور پانی اس کے کان میں چلا جائے یا وہ تنکے سے اپنا کان کھجلائے اور تنکے پر کان کا میل ظاہر ہوا اور پھر وہ اس تنکے کو کان میں ڈالے اور اس طرح کئی مرتبہ کرے تب بھی روزہ فاسد نہیں ہوگا۔ کسی شخص کی ناک میں دماغ سے اتر کر بلغم آ جائے اور وہ اس کو چڑھا جائے یا نگل جائے جیسا کہ اکثر بے تمیز اور کثیف الطبع لوگ کرتے ہیں تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔

کسی کے منہ سے لعاب نکلے اور وہ منقطع نہ ہو بلکہ مثل تار کے لٹک کر ٹھوڑی تک پہنچ جائے اور پھر وہ اس لعاب کو اوپر کھینچ کر نگل جائے تو روزہ نہیں ٹوٹتا، ہاں اگر لعاب لٹکتا نہ بلکہ منقطع ہو کر گر جائے اور پھر وہ اسے منہ میں ڈال لے تو روزہ جاتا رہے گا، منہ بھر بلغم نگل جانے سے امام ابو یوسف کے نزدیک روزہ جاتا رہتا ہے مگر امام اعظم کے نزدیک اس سے روزہ نہیں جاتا امام شافعی کے نزدیک جب کہ بلغم وغیرہ کے تھوک دینے پر قادر ہو اور اس کے باوجود نگل جائے تو روزہ فاسد ہو جاتا ہے۔

بے اختیار قے ہو جانے سے روزہ فاسد نہیں ہوتا خواہ قے کسی قدر ہو منہ بھر کر یا اس سے زیادہ اسی طرح صورت میں بھی روزہ فاسد نہیں ہوتا جب کہ آئی ہوئی قے بے اختیار حلق کے نیچے اتر جائے خواہ وہ کسی قدر ہو لیکن امام ابو یوسف کے نزدیک اس صورت میں روزہ جاتا رہتا ہے ہاں اگر وہ قصداً نگل جائے اور منہ بھر کر ہو تو سب ہی کے نزدیک روزہ جاتا رہے گا البتہ کفارہ لازم نہیں آئے گا۔

اور اگر منہ بھر کر نہیں ہوگی تو روزہ فاسد نہیں ہوگا اگر کوئی شخص قصداً قے کرے اور منہ بھر کر ہو تو متفقہ طور پر مسئلہ یہ ہے کہ روزہ جاتا رہے گا اور اگر منہ بھر کر نہ ہو تو امام ابو یوسف کے نزدیک روزہ فاسد نہیں ہوگا اور صحیح یہی ہے حضرت امام محمد کا قول ہے کہ منہ بھر کر نہ ہونے کی صورت میں روزہ جاتا رہتا ہے۔

جو قے عمداً کی جائے اور منہ بھر کر نہ ہو اور وہ بے اختیار حلق کے نیچے اتر جائے تو روزہ فاسد نہیں ہوگا، قصداً نگل جانے کے بارے میں دو قول ہیں صحیح قول یہ ہے کہ اس صورت میں روزہ فاسد نہیں ہوگا۔ کوئی چیز جو غذا وغیرہ کی قسم سے ہو اور رات میں

دانتوں کے درمیان باقی رہ گئی ہو تو دن میں اسے نگل جانے سے روزہ فاسد نہیں ہوگا بشرطیکہ وہ چنے کی مقدار سے کم ہو اور منہ سے باہر نکال کر نہ کھائی جائے۔

اسی طرح کسی کے دانتوں سے یا منہ کے کسی دوسرے اندرونی حصے سے خون نکلے اور حلق میں چلا جائے تو روزہ نہیں جاتا بشرطیکہ وہ پیٹ تک نہ پہنچے یا پیٹ میں پہنچ جائے مگر تھوک کے ساتھ مخلوط ہو کر اور تھوک سے کم اور اس کا مزہ حلق میں محسوس نہ ہو اگر خون پیٹ تک پہنچ جائے گا اور وہ تھوک پر غالب ہوگا یا تھوک کے برابر ہوگا تو روزہ فاسد ہو جائے گا۔

اگر کوئی شخص بقدر تل کوئی چیز باہر سے منہ میں ڈال کر چبائے اور وہ منہ میں پھیل بھی جائے تو روزہ فاسد نہیں ہوگا بشرطیکہ حلق میں اس کا مزہ محسوس نہ ہو، ہاں اگر وہ چیز منہ میں پھیلے نہیں نیز اس کا مزہ حلق میں محسوس ہو یا یہ کہ بغیر چبائے ہی اس چیز کو نگل جائے اور حلق میں اس کا مزہ محسوس نہ ہو تب بھی روزہ ٹوٹ جائے گا اور اگر وہ چیز ان چیزوں میں سے ہوگی جن سے کفارہ لازم آتا ہے تو کفارہ ضروری ہوگا نہیں تو قضاء لازم آئے گی۔

روزے کے فاسد ہونے کے سبب قضاء وکفارے کے لازم ہونے کا بیان

سب سے پہلے یہ بات جان لینی ضروری ہے کہ روزہ فاسد ہو جانے کی صورت میں کفارہ کن لوگوں پر اور کن حالات میں لازم ہوگا۔ کفارہ اس وقت لازم ہوتا ہے جب کہ روزہ رکھنے والا مکلف یعنی عاقل و بالغ ہو، روزہ رمضان کا ہو اور رمضان ہی کے مہینے میں ہو یعنی رمضان کے قضاء روزوں میں بھی کفارہ لازم نہیں ہوتا، نیت رات ہی سے کئے ہوئے ہو اگر طلوع فجر کے بعد نیت کی ہوگی، تو روزہ توڑنے پر کفارہ لازم نہیں ہوگا۔

روزہ توڑنے کے بعد ایسا کوئی امر پیش نہ آئے جو کفارہ کو ساقط کر دینے والا ہو جیسے حیض ونفاس، اگر روزہ توڑنے کے بعد ان میں سے کوئی چیز پیش نہ آئے جس سے کفارہ ساقط ہو جاتا ہے، جیسے سفر کہ اگر کوئی شخص سفر کی حالت میں روزہ توڑے گا تو کفارہ لازم نہیں آئے ہاں اگر کوئی شخص سفر سے پہلے روزہ توڑ دے گا تو کفارہ ساقط نہیں ہوتا۔

لہٰذا جب یہ تمام شرائط پائی جائیں گی اور مندرجہ ذیل مفسدات صوم (روزہ کو توڑنے والی چیزوں) میں سے کوئی صورت پیش آئے گی تو کفارہ اور قضا دونوں لازم ہوں گے۔ اس کے بعد اب دیکھئے کہ وہ کون سی چیزیں اور صورتیں ہیں جن سے روزہ فاسد ہو جاتا ہے اور جن کی وجہ سے کفارہ اور قضا دونوں لازم ہوتے ہیں۔

جماع کرنا، اغلام کرنا ان دونوں صورتوں میں فاعل اور مفعول دونوں پر کفارہ اور قضا لازم آتی ہے کھانا پینا خواہ بطور غذا یا بطور دوا۔ غذائیت کے معنی اور محمول میں علماء کے اختلافی اقوال ہیں۔

بعض حضرات کہتے ہیں کہ غذا کا محمول اس چیز پر ہوگا جس کو کھانے کے لئے طبیعت خواہش کرے اور اس کے کھانے سے پیٹ کی خواہش کا تقاضہ پورا ہوتا ہو۔ بعض حضرات کا قول یہ ہے کہ غذا کی چیز وہ کہلائے گی جس کے کھانے سے بدن کی اصلاح ہو اور بعض حضرات کا یہ کہنا ہے کہ غذا انہیں چیزوں کو کہیں گے جو عادۃً کھائی جاتی ہو۔

لہٰذا اگر کوئی شخص بارش کا پانی، اولہ اور برف نگل جائے یا کچا گوشت کھائے خواہ وہ مردار ہی کا کیوں نہ ہو تو کفارہ لازم ہوگا

اسی طرح چربی، خشک کیا ہوا گوشت اور گیہوں کھانے سے بھی کفارہ واجب ہو جاتا ہے۔ ہاں اگر ایک آدھ گیہوں منہ میں ڈال کر چبایا جائے اور وہ منہ میں پھیل جائے تو کفارہ لازم نہیں ہوتا۔

اپنی بیوی یا محبوب کا تھوک نگل جانے سے بھی کفارہ واجب ہوتا ہے کیونکہ اس میں بھی طبیعت کی خواہش کا دخل ہوتا ہے۔ ہاں ان کے علاوہ دوسروں کا تھوک نگلنے کی صورت میں کفارہ واجب نہیں ہوتا، البتہ روزہ جاتا رہتا ہے اور قضا لازم آتی ہے نمک کو کم مقدار میں کھانے سے تو کفارہ لازم ہوتا ہے زیادہ مقدار میں کھانے سے نہیں۔

مستغنی میں اس قول کو روایت مختار کہا گیا لیکن خلاصہ اور بزازیہ میں لکھا ہے کہ مختار (یعنی قابل قبول اور لائق اعتماد) مسئلہ یہ ہے کہ مطلقاً نمک کھانے سے کفارہ واجب ہوتا ہے یعنی خواہ نمک زیادہ یا کم ہو۔ اگر بغیر بھنا جو کھایا جائے گا تو کفارہ لازم نہیں ہوگا۔ کیونکہ کچا جو نہیں جاتا، لیکن یہ خشک جو کا مسئلہ ہے۔

اگر تازہ خوشہ میں سے جو نکال کر بغیر بھنا ہوا بھی کھایا جائے گا تو کفارہ لازم آئے گا۔ گل ارمنی کے علاوہ وہ مٹی مثلاً ملتانی وغیرہ کھانے کے بارے میں مسئلہ یہ ہے کہ اگر وہ عادۃً کھائی جاتی ہو تو اس پر بھی کفارہ لازم آئے گا اور اگر نہ کھائی جاتی ہو تو پھر کفارہ لازم نہیں ہوگا۔ ایک حدیث ہے جس کے الفاظ ہیں الغیبۃ تفطر الصیام (غیبت روزہ کو ختم کر دیتی ہے) بظاہر تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی روزہ دار غیبت کرے گا تو اس کا روزہ جاتا رہے گا لیکن علماء امت نے اجتماعی طریقے پر اس حدیث کی تاویل یہ کی ہے کہ حدیث کی مراد یہ نہیں ہے کہ غیبت کرنے سے روزہ جاتا رہتا ہے بلکہ اس کی مراد یہ ہے کہ جو روزہ دار غیبت میں مشغول ہوگا اس کے روزے کا ثواب جاتا رہے گا۔

حدیث اور اس کی تاویل ذہن میں رکھئے اور اب یہ مسئلہ سنئے کہ اگر کسی شخص نے کسی کی غیبت کی اور اس کے بعد قصداً کھانا کھا لیا تو اس پر کفارہ لازم آئے گا خواہ اسے یہ حدیث معلوم ہو یا معلوم نہ ہو اور خواہ حدیث کی مذکورہ بالا تاویل اس کے علم میں ہو یا علم میں نہ ہو نیز یہ کہ مفتی نے کفارہ لازم ہونے کا فتویٰ دیا ہو یا نہ دیا ہو کیونکہ حدیث اور اس کی تاویل سے قطع نظر غیبت کے بعد روزہ کا ختم ہونا قطعاً خلاف قیاس ہے۔

اسی طرح ایک حدیث ہے افطر الحاجم والمحجوم (پچھنے لگانے والے اور لگوانے والے دونوں کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے) اس حدیث کی بھی یہ تاویل کی گئی ہے کہ پچھنے لگوانے سے چونکہ روزہ دار کو کمزوری لاحق ہو جاتی ہے اور زیادہ خون نکلنے کی صورت میں روزہ توڑ دینے کا خوف ہو سکتا ہے اسی طرح پچھنے لگانے والے کے بارے میں بھی یہ امکان ہوتا ہے کہ خون کا کوئی قطرہ اس کے پیٹ میں پہنچ جائے۔ اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے احتیاط کے پیش نظر یہ فرمایا کہ روزہ جاتا رہتا ہے ورنہ حقیقت میں پچھنے لگانے یا لگوانے سے روزہ ٹوٹتا نہیں۔

حدیث الغیبۃ تفطر الصیام کے برخلاف اس کا مسئلہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص پچھنے لگانے یا لگوانے کے بعد اس حدیث کے پیش نظر اس گمان کے ساتھ کہ روزہ جاتا رہا ہے۔ قصداً کچھ کھا پی لے تو اس پر کفارہ صرف اسی صورت میں لازم آئے گا جب کہ وہ اس حدیث کی مذکورہ بالا تاویل سے جو جمہور علماء سے منقول ہے واقف ہو یا یہ کہ کسی فقیہ اور مفتی نے یہ فتویٰ دیا ہے کہ پچھنے

لگوانے یا لگانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اگر چہ اس کا یہ فتویٰ حقیقت کے خلاف ہوگا اور اس کی ذمہ داری اسی پر ہوگی۔
اور اگر اسے حدیث مذکور کی تاویل معلوم نہ ہوگی تو کفارہ لازم نہیں ہوگا الغیبۃ تفطر الصیام و افطر الحاجم والمحجوم دونوں حدیثوں کے احکام میں مذکورہ بالا فرق اس لئے ہے کہ غیبت سے روزہ کا ٹوٹنا نہ صرف یہ کہ خلاف قیاس ہے بلکہ اس حدیث کی مذکورہ بالا تفریق تمام علماء امت کا اتفاق ہے جب کہ پچھنے سے روزہ کا ٹوٹ جانا نہ صرف یہ کہ خلاف قیاس نہیں ہے بلکہ اس حدیث کی مذکورہ بالا تفریق پر تمام علماء امت کا اتفاق ہے کیونکہ بعض علماء مثلاً امام اوزاعی وغیرہ اس حدیث کے ظاہری مفہوم پر عمل کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ پچھنے لگانے یا لگوانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔
ایسے ہی کسی شخص نے شہوت کے ساتھ کسی عورت کو ہاتھ لگایا، یا کسی عورت کا بوسہ لیا، یا کسی عورت کے ساتھ ہم خواب ہوا، یا کسی عورت کے ساتھ بغیر انزال کے مباشرت فاحشہ کی یا سرمہ لگایا، یا فصد کھلوائی یا کسی جانور سے بدفعلی کی مگر انزال نہیں ہوا یا اپنی دبر میں انگلی داخل کی اور یہ گمان کر کے کہ روزہ جاتا رہے گا۔
اس نے قصداً کچھ کھا پی لیا تو اس صورت میں بھی کفارہ اسی وقت لازم ہوگا جب کہ کسی فقیہ یا مفتی نے مذکورہ بالا چیزوں کے بارے میں یہ فتویٰ دیا ہو کہ ان سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اگر چہ اس کا یہ فتویٰ غلط اور حقیقت کے خلاف ہوگا اگر مفتی فتویٰ نہیں دے گا تو کفارہ لازم نہیں ہوگا کیونکہ مذکورہ بالا چیزوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔
اس عورت پر کفارہ واجب ہوگا جس نے روزہ کی حالت میں کسی ایسے مرد سے برضا و رغبت اور بخوشی جماع کرایا جو جماع کرنے پر مجبور کر دیا گیا تھا چنانچہ کفارہ صرف عورت پر واجب ہوگا اس مرد پر نہیں۔ کسی عورت نے یہ جانتے ہوئے کہ فجر طلوع ہو گئی ہے اسے اپنے خاوند سے چھپایا، چنانچہ اس کے خاوند نے اس سے صحبت کر لی اور اسے یہ معلوم نہیں تھا کہ فجر طلوع ہو گئی ہے تو اس صورت میں بھی صرف عورت پر کفارہ واجب ہوا اور مرد پر واجب نہیں ہوگا۔

فساد صوم کے سبب صرف کفارہ لازم ہونے کا بیان

ایک عورت نے قصداً کھانا کھایا یا برضاء و رغبت جماع کرایا اور اسی دن اس کے ایام شروع ہو گئے یا نفاس میں مبتلا ہو گئی تو اس کے ذمہ سے کفارہ ساقط ہو جائے گا، اسی طرح اگر کوئی شخص اس دن کسی ایسے مرض اور ایسی تکلیف میں مبتلا ہو گیا جس میں روزہ نہ رکھنا جائز ہے اور یہ کہ وہ مرض و تکلیف قدرتی ہو تو کفارہ ساقط ہو جائے گا۔ قدرتی کی قید اس لئے ہے کہ فرض کیجئے کسی شخص نے قصداً روزہ توڑ ڈالا اور پھر اپنے آپ کو اس طرح زخمی کر لیا کہ اس حالت میں روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے یا اپنے آپ کو چھت یا پہاڑ سے گرا لیا تو ظاہر ہے کہ ایسی صورت میں وہ تکلیف اور مرض اس کا خود اپنا پیدا کیا ہوا ہوگا۔ ایسی صورت میں علماء کے اختلافی اقوال ہیں بعض حضرات تو کہتے ہیں کہ اس صورت میں کفارہ ساقط ہو جائے گا جب کہ دوسرے حضرات کا قول ہے کہ کفارہ ساقط نہیں ہوگا اور کمال کے قول کے مطابق مختار اور زیادہ صحیح یہی ہے کہ کفارہ ساقط نہیں ہوتا۔ جمع العلوم میں منقول ہے کہ اگر کسی شخص نے زیادہ چلنے یا کوئی کام کرنے کی وجہ سے اپنے آپ کو تکلیف و مشقت میں مبتلا کیا یہاں تک کہ اسے بہت زیادہ اور شدید پیاس لگی اور اس نے روزہ توڑ ڈالا تو اس پر کفارہ لازم ہوگا لیکن بعض حضرات کہتے ہیں کہ کفارہ لازم نہیں ہوگا اور

اسی قول کو بقائی رحمہ اللہ نے بھی اختیار کیا ہے جیسا کہ تاتارخانیہ میں منقول ہے۔

کفارہ سے متعلق فقہی احکام کا بیان

ایک روزے کے کفارے میں ایک غلام آزاد کرنا چاہئے خواہ وہ غلام کافر ہی کیوں نہ ہو۔ اگر دم استطاعت کے سبب غلام آزاد کرنا ممکن نہ ہو یا کسی جگہ غلام نہ ملتا ہو تو پھر دو مہینے یعنی پورے ساٹھ دن پے در پے روزے رکھنا واجب ہے، ان روزوں کا علی الاتصال اور ایسے دنوں میں رکھنا ضروری ہے جن میں عیدین کے دن اور ایام تشریق (ذی الحجہ کی گیارہ، بارہ، تیرہ تاریخیں) واقع نہ ہوں کیونکہ ان دنوں میں کسی بھی طرح کے روزے رکھنا منع ہیں۔

اگر درمیان میں کسی عذر کی وجہ سے یا بلاعذر کسی دن کا روزہ فوت ہو جائے تو پھر نئے سرے سے شروع کرنا ہوگا ناغہ سے پہلے جس قدر روزے ہو چکے ہوں گے ان کا کوئی حساب نہیں ہوگا ہاں اگر کسی عورت کو حیض آ جائے اور اس سبب سے درمیان کے روزے ناغہ ہو جائیں تو کوئی مضائقہ نہیں مگر نفاس کی وجہ سے ناغہ ہو جانے کی صورت میں نئے سرے سے روزے شروع کئے جائیں گے۔

اور اگر مرض یا بڑھاپے کی وجہ سے ساٹھ روزے رکھنے کی بھی قدرت نہ ہو تو پھر ساٹھ محتاجوں کو دو وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلانا واجب ہے اس طرح کہ چاہے تو انہیں ایک ہی دن دو وقت یعنی صبح وشام کھلا دے چاہے دو دن صبح کے وقت یا دو دن شام کے وقت یا عشاء وسحر کے وقت کھلا دے مگر شرط یہ ہے کہ اول وقت جن محتاجوں کو کھانا کھلایا جائے تو دوسرے وقت بھی انہیں محتاجوں کو کھانا کھلانا ہوگا۔

چنانچہ اگر کسی نے ایک وقت ساٹھ محتاجوں کو کھانا کھلا دیا اور پھر دوسرے وقت ان کے علاوہ دوسرے ساٹھ محتاجوں کو کھلایا تو یہ کافی نہیں بلکہ کفارہ اسی وقت ادا ہوگا جب کہ ان دونوں جماعتوں میں سے کسی ایک جماعت کو پھر دوبارہ ایک وقت کا کھانا کھلائے ہاں اگر کوئی شخص ایک ہی محتاج کو مسلسل ساٹھ روز تک کھانا کھلائے یا مسلسل ساٹھ روز تک ہر روز نئے محتاج کو کھلائے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ اس طرح کفارہ ادا ہو جائے گا، ایک بات اور اگر کوئی شخص ایک ہی روز ساٹھ یا ان سے کچھ کم محتاجوں کے کھانے کے بقدر صدقہ کسی ایک محتاج کو دے دے گا تو وہ سب کے لئے ادا نہیں ہوگا بلکہ ایک ہی محتاج کے لئے ادا ہوگا۔ ساٹھ محتاجوں کو کھانا کھلانے کے سلسلہ میں گیہوں کی روٹی بغیر سالن کے کافی ہو جاتی ہے یعنی اگر ساٹھ محتاجوں کو صرف گیہوں کی روٹی ہی بغیر سالن کے پیٹ بھر کر کھلا دی جائے تو حکم پورا ہو جائے گا، بخلاف جو کی روٹی کے کہ اس کے ساتھ سالن ضروری ہے کیونکہ جو کی روٹی سخت ہونے کی وجہ سے عادۃً بغیر سالن کے پیٹ بھر کر نہیں کھائی جا سکتی جبکہ گیہوں کی روٹی بغیر سالن کے بھی پیٹ بھر کر کھائی جا سکتی ہے اسی لئے کہا گیا ہے کہ گیہوں کی روٹی اپنی سالن خود اپنے اندر رکھتی ہے۔

لہٰذا جس شخص نے گیہوں کی روٹی کے ساتھ سالن مانگا وہ بھوکا نہیں ہے۔ ایک شرط یہ بھی ہے کہ جن ساٹھ محتاجوں کو کھانا کھلایا جائے وہ سب بھوکے ہوں ان میں سے کوئی پیٹ بھرا نہ ہو اگر کوئی پیٹ بھرا ہوگا اور بھوکے کی مانند نہیں کھائے گا تو اس کی بجائے کسی دوسرے بھوکے کو کھانا کھلانا ضروری ہوگا۔ بہرکیف یا تو مندرجہ بالا طریقے اور شرائط کے مطابق محتاجوں کو کھانا کھلایا

جائے یا پھر یہ کہ چاہے تو ہر محتاج کو نصف صاع یعنی ایک کلوگرام ۶۳۳ گرام گیہوں یا اس کا آٹا یا اس کا ستو دے دیا جائے چاہے ایک صاع یعنی تین کلو ۲۶۶ گرام جو یا انگور یا کھجور یا اس کی قیمت دی جائے اور چاہے اس طرح تمام محتاجوں کو ایک ہی وقت میں دے دیا جائے اور چاہے مختلف اوقات میں دے دیا جائے۔

اگر کسی شخص نے قصدا جماع کر کے یا قصدا کھا کر کئی روزے توڑے تو ان سب کے لئے ایک ہی کفارہ کافی ہوگا بشرطیکہ ان کے درمیان کفارہ ادا نہ کیا ہو مثلاً کسی شخص نے دس روزے توڑے اور ان کے درمیان کفارہ ادا نہ کیا تو ان دس روزوں کے لئے ایک کفارہ کافی ہو جائے گا اگر درمیان میں کوئی کفارہ ادا کیا تو پھر بعد کے روزوں کے لئے دوسرا کفارہ ضروری ہوگا پھر یہ کہ وہ توڑے ہوئے روزے چاہے ایک رمضان کے ہوں اور چاہے دو رمضان کے ہوں اس بارے میں صحیح مسئلہ بھی یہی ہے جیسا کہ درمختار میں مذکور ہے مگر بعض حضرات کہتے ہیں کہ مذکورہ بالا حکم اس صورت کے لئے ہے جب کہ وہ روزے ایک ہی رمضان کے ہوں اگر وہ روزے کئی رمضان کے ہوں گے تو ہر رمضان کے لئے علیحدہ علیحدہ کفارہ ضروری ہوگا چنانچہ فتاویٰ عالمگیری میں اسی قول کو اختیار کیا گیا ہے۔ (فتاویٰ ہندیہ بتصرف، کتاب صوم، بیروت)

فسادصوم کے سبب صرف قضاء کے لازم ہونے کا بیان

اس بارہ میں قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ اگر کسی ایسی چیز سے روزہ فاسد ہو جو غذا کی قسم سے نہ ہو یا اگر ہو تو کسی شرعی عذر کی بنا پر اسے پیٹ یا دماغ میں پہنچایا گیا ہو یا کوئی ایسی چیز ہو جس سے شرمگاہ کی شہوت پوری طرح ختم نہ ہوتی ہو جیسے جلق وغیرہ تو ایسی چیزوں سے کفارہ لازم نہیں ہوتا بلکہ صرف قضا ضروری ہے لہٰذا اگر روزہ دار رمضان میں کچے چاول اور خشک یا گوندھا ہوا آٹا کھائے تو روزہ جاتا رہتا ہے اور قضا واجب ہوتی ہے۔

اور اگر کوئی جو یا گیہوں کا آٹا پانی میں گوندھ کر اور اس مین شکر ملا کر کھائے گا تو اس صورت میں کفارہ لازم ہو جائے گا۔ اگر کوئی شخص یکبارگی بہت زیادہ نمک کھائے یا گل ارمنی کے علاوہ کوئی ایسی مٹی کھائے جس کو عادۃً کھایا نہیں جاتا یا گٹھلی یا روئی یا اپنا تھوک نگل لے جو ریشم و کپڑے وغیرہ کے رنگ مثلا زرد، سبزہ وغیرہ سے متغیر تھا اور اسے اپنا روزہ بھی یاد تھا یا کاغذ یا اس کے مانند ایسی کوئی چیز کھائی جو عادۃً نہیں کھائی جاتی یا کچی ہی یا اس کے مانند ایسا کوئی پھل کھائے جو پکنے سے پہلے عادۃً کھائے نہیں جاتے اور انہیں پکا کر یا نمک ملا کر نہیں کھایا، یا ایسا تازہ اخروٹ کھایا جس میں مغز نہ ہو یا کنکر، لوہا، تانبا، سونا چاندی اور یا پتھر خواہ وہ زمرد وغیرہ ہی ہو نگل گیا تو ان صورتوں میں کفارہ واجب نہیں ہوگا، صرف قضا لازم ہوگی۔

اسی طرح اگر کسی نے حقنہ کرایا، یا ناک میں دوا ڈالی یا منہ میں دوا رکھی اور اس میں سے کچھ حلق میں اتر گئی اور یا کانوں میں تیل ڈالا تو ان صورتوں میں بھی صرف قضا لازم آئے گی کفارہ واجب نہیں ہوگا۔ کان میں قصدا پانی ڈالنے کے بارہ میں مختلف اقوال ہیں ہدایہ ملتقی، درمختار، شرح وقایہ اور اکثر متون میں مذکور ہے کہ اس صورت میں روزہ نہیں ٹوٹتا مگر قاضی خان اور فتح القدیر میں لکھا ہے کہ اس بارہ میں صحیح مسئلہ یہ ہے کہ روزہ جاتا رہتا ہے اور قضا لازم آتی ہے۔

کسی شخص نے پیٹ کے زخم میں دوا ڈالی اور وہ پیٹ میں پہنچ گئی یا سر کے زخم میں دوا ڈالی اور وہ دماغ میں پہنچ گئی یا حلق

میں بارش کا پانی یا برف چلا گیا اور اسے قصداً نہیں نگلا بلکہ از خود حلق سے نیچے اتر گیا یا چوک میں روزہ جاتا رہا مثلاً کلی کرتے ہوئے پانی حلق کے نیچے اتر گیا یا ناک میں پانی دیتے ہوئے دماغ کو چڑھ گیا، یا کسی نے زبردستی روزہ تڑوا دیا خواہ جماع ہی کے سبب سے یعنی خاوند نے زبردستی بیوی سے جماع کیا یا بیوی نے زبردستی خاوند سے جماع کرایا تو ان سب صورتوں میں بھی کفارہ لازم نہیں ہوگا بلکہ صرف قضا لازم ہوگی ہاں جماع کے سلسلہ میں زبردستی کرنے والے پر کفارہ بھی لازم ہوگا۔

اور جس کے ساتھ زبردستی کی گئی اس پر صرف قضا واجب ہوگی۔ اگر کوئی عورت جو لونڈی ہو (خواہ حرم یا منکوحہ) خدمت و کام کاج کی وجہ سے بیمار ہو جانے کے خوف سے روزہ توڑ ڈالے تو اس پر قضا لازم ہوگی، اسی طرح اگر لونڈی اس صورت میں روزہ توڑ ڈالے جب کہ کام کاج مثلاً کھانا پکانا یا کپڑا وغیرہ دھونے کی وجہ سے ضعف و توانائی لاحق ہوگئی تو اس صورت میں بھی قضا واجب ہوگی۔

اس ضمن میں یہ مسئلہ ذہن میں رہنا چاہئے کہ اگر کسی لونڈی کو اس کا آقا کسی ایسے کام کے لئے کہے جو ادائے فرض سے مانع ہو تو اس کا کہنا ماننے سے انکار کر دینا چاہئے کسی شخص نے روزہ دار کے منہ میں سونے کی حالت میں پانی ڈال دیا یا خود روزہ دار نے سونے کی حالت میں پانی پی لیا تو اس کا روزہ ٹوٹ جائے گا اور اس پر قضا واجب ہوگی۔

اس مسئلہ کو بھول کر کھا پی لینے کی صورت پر قیاس نہیں کیا جا سکتا اس لئے کہ اگر سونے یا وہ شخص کہ جس کی عقل جاتی رہی ہو کوئی جانور ذبح کرے تو اس کا مذبوحہ کھانا حلال نہیں ہے اس کے برخلاف اگر کوئی ذبح کے وقت بسم اللہ پڑھنا بھول جائے تو اس کا ذبح کیا ہوا جانور کھانا جائز ہے اسی طرح یہاں بھی مسئلہ یہ ہے کہ بھول کی حالت میں کھانے پینے والے کا روزہ نہیں ٹوٹے گا، ہاں کوئی شخص سونے کی حالت میں کھا پی لے تو اس کا روزہ ٹوٹ جائے گا۔

ایک شخص نے بھول کر روزے میں کچھ کھا لیا پھر اس کے بعد قصداً کھایا، یا بھول کر جماع کر لیا اور اس کے بعد پھر قصداً جماع کیا یا دن میں روزہ کی نیت کی پھر قصداً کھا پی لیا یا جماع کیا، یا رات ہی سے روزہ کی نیت کی پھر صبح ہو کر سفر کیا اور پھر اس کے بعد اقامت کی نیت کر لی اور کچھ کھا پی لیا اگرچہ اس صورت میں اس کے لئے روزہ توڑنا جائز نہیں تھا، یا رات سے روزہ کی نیت کی، صبح کو مقیم تھا، پھر سفر کیا اور مسافر ہو گیا اور حالت سفر میں قصداً کھایا یا جماع کیا، اگرچہ اس صورت میں اس کے لئے روزہ توڑنا جائز نہیں تھا تو ان تمام صورتوں میں صرف قضا لازم ہوگی کفارہ واجب نہیں ہوگا۔

مسئلہ مذکورہ میں حالت سفر میں کھانے کی قید اس لئے لگائی گئی ہے کہ اگر کوئی شخص سفر شروع کر دینے کے بعد پھر اپنی کوئی بھولی ہوئی چیز لینے کے لئے واپس اپنے گھر میں آئے اور اپنے مکان میں یا اپنے شہر وا پنی آبادی سے جدا ہونے سے پہلے قصداً کھا لے تو اس صورت میں قضا اور کفارہ دونوں لازم ہونگے۔ اگر کوئی شخص تمام دن کھانے پینے اور دوسری ممنوعات روزہ سے رکا رہا مگر نہ تو اس نے روزہ کی نیت کی اور نہ افطار کیا، یا کسی شخص نے سحری کھائی یا جماع کیا اس حالت میں کہ طلوع فجر کے بارہ میں اسے شک تھا حالانکہ اس وقت فجر طلوع ہو چکی تھی، یا کسی شخص نے غروب آفتاب کے ظن غالب کے ساتھ افطار کیا حالانکہ اس وقت تک سورج غروب نہیں ہوا تھا تو ان صورتوں میں صرف قضا واجب ہوگی کفارہ لازم نہیں ہوگا۔

اور اگر غروب آفتاب میں شک ہونے کی صورت میں افطار کیا اور حالانکہ اس وقت تک سورج غروب نہیں ہوا تھا تو اس صورت میں کفارہ لازم ہونے کے بارہ میں دو قول ہیں جس میں سے فقیہ ابوجعفر رحمہ اللہ کا مختار قول یہ ہے کہ غروب آفتاب کے شک کی صورت میں کفارہ لازم ہوگا۔

اس طرح اگر کسی شخص کا ظن غالب یہ ہو کہ آفتاب غروب نہیں ہوا ہے۔ مگر اس کے باوجود وہ روزہ افطار کرے اور حقیقت میں بھی سورج غروب نہ ہوا تو اس پر کفارہ لازم ہوگا۔ کسی شخص کو جانور کے ساتھ یا میت کے ساتھ فعل بد کرنے کے سبب انزال ہو گیا یا کسی کی ران یا ناف یا ہاتھ کی رگڑ سے منی گرائی یا کسی کو چھونے یا اس کا بوسہ لینے کی وجہ سے انزال ہو گیا یا غیر ادائے رمضان کا روزہ توڑا تو ان سب صورتوں میں کفارہ واجب نہیں ہوگا بلکہ قضا لازم ہوگی۔

اسی طرح اگر کسی نے روزہ دار عورت کے ساتھ اس کے سونے کی حالت میں جماع کیا تو اس عورت کا روزہ جاتا رہے گا اور اس پر صرف قضا لازم ہوگی کفارہ واجب نہیں ہوگا، یا کسی عورت نے رات سے روزہ کی نیت کی اور جب دن ہوا تو دیوانی ہو گئی اور اس کی دیوانگی کی حالت میں کسی نے اس سے جماع کیا تو اس صورت میں اس عورت پر اس روزہ کی قضا لازم ہوگی۔

اگر کسی عورت نے اپنی شرمگاہ میں پانی یا دوائی ٹپکائی یا کسی نے تیل یا پانی سے بھیگی ہوئی انگلی اپنے مقعد میں داخل کی یا کسی نے اس طرح استنجاء کیا کہ پانی حقنہ کی جگہ تک پہنچ گیا اگرچہ ایسا کم ہوتا ہے یا استنجاء کرنے میں زیادتی و مبالغہ کی وجہ سے پانی فرج داخل تک پہنچ گیا تو قضا واجب ہوگی۔

کسی شخص کو بواسیر ہو اور اس کے مسے باہر نکل آئیں اور وہ ان کو دھوئے تو اگر ان مسوں کو اوپر اٹھنے سے پہلے خشک کر لیا جائے گا تو ان کے اوپر چڑھ جانے سے روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ کیونکہ اس طرح پانی بدن کے ایک ظاہر حصہ پر پہنچا تھا اور پھر بدن کے اندرونی حصہ میں پہنچنے سے پہلے زائل ہو گیا ہاں اگر مسے اوپر چڑھنے سے پہلے خشک نہ ہوں گے تو روزہ فاسد ہو جائے گا۔ اگر کوئی عورت تیل یا پانی سے تر کی ہوئی انگلی اپنی شرم گاہ کے اندرونی حصے میں داخل کرے گی یا کوئی شخص روئی یا کپڑا یا پتھر اپنی دبر میں داخل کرے گا یا کوئی عورت ان چیزوں کو اپنی شرمگاہ کے اندرونی حصہ میں داخل کرے گی۔

اور یہ چیزیں اندر غائب ہو جائیں گی تو روزہ جاتا رہے گا اور قضا لازم ہوگی ہاں اگر لکڑی وغیرہ کا ایک سرا ہاتھ میں رہے یا یہ چیزیں عورت کی شرمگاہ کے بیرونی حصہ ہی تک پہنچی تو روزہ فاسد نہیں ہوگا اسی طرح اگر کسی شخص نے ڈورا نگل لیا بایں طور کہ اس کا ایک سرا اس کے ہاتھ میں ہو اور پھر وہ اس ڈورے کو باہر نکالے تو روزہ فاسد نہیں ہوگا۔

اور اگر اس کا ایک سرا ہاتھ میں نہ ہو بلکہ سب نگل جائے تو یہ روزہ ٹوٹ جائے گا اور قضا لازم ہوگی۔ جو شخص قصداً اپنے فعل سے کسی چیز کا دھواں اپنے دماغ یا اپنے پیٹ میں داخل کرے گا تو بعید نہیں کہ کفارہ بھی لازم ہو جائے کیونکہ ان کا دھواں نہ صرف یہ کہ قابل انتفاع ہے بلکہ اکثر دوا بھی استعمال ہوتا ہے اسی طرح سگریٹ بیڑی اور حقہ کا دھواں داخل کرنے کی صورت میں بھی کفارہ لازم ہو سکتا ہے۔

اگر کسی شخص نے قصداً قے کی خواہ وہ منہ بھر کر نہ آئی ہو تو اس کا روزہ جاتا رہے گا اور قضا لازم آئے گی اس بارہ میں

روایت یہی ہے لیکن حضرت امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ قصداً قے کرنے کی صورت میں روزہ اسی وقت فاسد ہوگا اور قضا لازم ہوگی جب کہ قے منہ بھر کر آئی ہو اگر منہ بھر کر نہ آئی ہوگی تو نہ روزہ فاسد ہوگا اور نہ قضاء لازم ہوگی۔

چنانچہ زیادہ صحیح اور مختار قول یہی ہے۔ کسی شخص کو از خود منہ بھر کر قے آئی اور وہ اسے نگل گیا، یا کسی شخص نے دانتوں میں اٹکی ہوئی کوئی چیز جو ایک چنے کے بقدر یا اس سے زیادہ تھی کھالی یا کسی شخص نے رات سے نیت نہیں کی، دن میں بھی اس نے نیت نہیں کی تھی کہ بھول کر کچھ کھالیا پی لیا اور اس کے بعد اس نے روزہ کی نیت کی تو ان سب صورتوں میں روزہ نہیں ہوگا اور قضا لازم ہوگی، یا اسی طرح کوئی روزہ دار بے ہوش ہو جائے اور خواہ وہ مہینہ بھر تک بے ہوش رہے تو اس پر قضا لازم ہوگی ہاں اس دن کے روزہ کی قضا لازم نہیں ہوگی۔

جس دن میں یا جس کی رات سے بیہوشی شروع ہوئی ہو کیونکہ مسلمان کے بارہ میں نیک گمان ہی کرنا چاہئے اس لئے ہو سکتا ہے اس نے رات میں نیت کر لی ہو اور اس طرح اس کا روزہ پورا ہو جائے گا اب اس کے بعد جتنے دنوں بیہوش رہے گا ان کی قضا کرے گا۔ بے ہوشی شروع ہونے والے دن کے بارہ میں بھی مگر یہ یقین ہو کہ نیت کی تھی تو اس دن کے روزہ کی قضا بھی ضروری ہوگی۔ بیہوشی کے دنوں کے روزوں کی قضا اس لئے ضروری ہوگی کہ اگر چہ اس نے کچھ کھایا پیا نہیں مگر چونکہ روزہ کی نیت نہیں پائی گئی اس لئے بیہوشی کی حالت میں اس کا بغیر نیت کچھ نہ کھانا پینا اور تمام چیزوں سے رکے رہنا کافی و کار آمد نہیں ہوگا۔

اگر کسی شخص پر رمضان کے پورے مہینہ میں دیوانگی طاری رہی تو اس پر قضا واجب نہیں ہوگی ہاں مگر پورے مہینہ دیوانگی طاری نہ رہی تو پھر قضا ضروری ہوگی اور اگر کسی شخص پر پورے مہینے بایں طور دیوانگی طاری رہی کہ دن میں یا رات میں نیت کا وقت ختم ہو جانے کے بعد اچھا ہو جاتا تو جب بھی قضا ضروری نہیں ہوگی بلکہ یہ پورے مہینہ دیوانگی طاری رہنے کے حکم میں ہوگا۔

اگر کسی شخص نے رمضان میں روزے کی نیت نہیں کی اور پھر اس نے دن میں کھایا پیا تو امام اعظم ابوحنیفہ کے قول کے مطابق اس صورت میں کفارہ واجب نہیں ہوگا صرف قضا لازم ہوگی مگر صاحبین کا قول یہ ہے کہ کفارہ واجب ہوگا۔

کسی شخص کا روزہ ٹوٹ گیا خواہ وہ کسی عذر ہی کی بناء پر ٹوٹا ہو پھر وہ عذر بھی ختم ہو گیا ہو تو اب اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ دن کے بقیہ حصہ میں رمضان کے احترام کے طور پر کھانے پینے میں ممنوع دوسری چیزوں سے اجتناب کرے۔

اسی طرح اس عورت کو بھی دن کے بقیہ حصہ میں روزہ میں ممنوع چیزوں سے اجتناب ضروری ہے جو حیض یا نفاس میں مبتلا تھی اور طلوع فجر کے بعد پاک ہو گئی نیز مسافر جو دن میں کسی وقت مقیم ہو گیا ہو یا بیمار جو اچھا ہو گیا ہو دیوانہ شخص جس کی دیوانگی جاتی رہی ہو، لڑکا جو بالغ ہوا اور کافر جو اسلام قبول کرلے ان سب لوگوں کو بھی دن کے بقیہ حصہ میں کھانے پینے اور دوسری ممنوع چیزوں سے پرہیز کرنا چاہئے۔

ان سب پر اس دن کے روزہ کی قضا لازم ہوگی البتہ موخر الذکر دونوں پر قضا لازم نہیں ہوگی۔ جو عورت حیض و نفاس میں مبتلا ہو یا جو شخص بیماری کی حالت میں ہو، یا جو شخص حالت سفر میں ہو ان کے لئے کھانے پینے سے اجتناب ضروری نہیں ہے تاہم ان کے لئے بھی یہ حکم ہے کہ عام نگاہوں سے بچ کر پوشیدہ طور پر کھائیں پئیں۔ (فتاویٰ ہندیہ بتصرف، کتاب صوم، بیروت)

مکروہات وغیر مکروہات صوم کا بیان

روزہ دار کے لئے کسی چیز کا چکھنا (یعنی چکھ کر تھوک دینا) ذخیرہ میں منقول ہے کہ روزہ دار کے لئے بلاضرورت کسی چیز کا چکھنا مکروہ ہے ہاں عذر کی صورت میں مکروہ نہیں ہے مثلاً کوئی شخص کھانے پینے کی کوئی چیز خریدے اور یہ خوف ہو کہ اگر اسے چکھ کر نہیں دیکھوں گا تو دھوکہ کھا جاؤں گا یا یہ چیز میری مرضی کے مطابق نہیں ہوگی تو اس صورت میں اگر وہ اس چیز کو چکھ لے تو مکروہ نہیں ہوگا۔

فتاویٰ نسفی میں منقول ہے کہ اگر کسی عورت کا خاوند بدخلق اور ظالم ہو اور جو کھانے میں نمک کی کمی وبیشی پر اس کے ساتھ سختی کا معاملہ کرتا ہو تو اس کے لئے بھی جائز ہے کہ وہ کھانا چکھ لے تا کہ اپنے خاوند کے ظلم وتشدد سے بچ سکے اور اگر خاوند نیک خلق نیک مزاج ہو تو پھر عورت کے لئے چکھنا جائز نہیں ہوگا یہی حکم لونڈی کا بھی ہے بلکہ وہ نوکر و ملازم بھی اس حکم میں شامل ہیں جو کھانا پکانے پر مقرر ہوتے ہیں۔ بلا عذر کسی چیز کا چبانا مکروہ ہے مثلاً کوئی عورت چاہے کہ روٹی وغیرہ چبا کر اپنے چھوٹے بچے کو دیدے تو اگر اس کے پاس کوئی ہوشیار بچی یا کوئی حائضہ ہو تو اس سے چبوا کر بچے کو دیدے خود نہ چبائے اس صورت میں خود چبا کر دینا مکروہ ہے۔

ہاں اگر غیر روزہ دار ہاتھ نہ لگے تو پھر خود چبا کر دیدے اس صورت میں مکروہ نہیں ہوگا۔ روزہ دار کو مصطگی چبانا مکروہ ہے خواہ مرد ہو یا عورت کیونکہ اس کے چبانے سے روزہ ختم کرنے یا روزہ نہ رکھنے کا اشتباہ ہوتا ہے، ویسے تو مصطگی مرد کو غیر روزہ کی حالت میں بھی چبانا مکروہ ہے ہاں کسی عذر کی بناء پر اور وہ بھی خلوت میں چبانا جائز ہے بعض حضرات نے کہا ہے کہ مصطگی چبانا مردوں کے لئے مباح ہے جب کہ عورتوں کے لئے مستحب ہے کیونکہ وہ ان کے حق میں مسواک کے قائم مقام ہے۔ روزہ کی حالت میں بوسہ لینا اور عورتوں کے ساتھ مباشرت یعنی ان کو گلے لگانا اور چمٹانا وغیرہ مکروہ ہے۔

بشرطیکہ انزال کا خوف ہو یا اپنے نفس و جذبات کے بے اختیار ہو جانے کا اور اس حالت میں جماع کر لینے کا اندیشہ ہو اگر یہ خوف و اندیشہ نہ ہو تو پھر مکروہ نہیں۔ قصداً منہ میں تھوک جمع کرنا اور اسے نگل جانا مکروہ ہے، اسی طرح روزہ دار کو وہ چیزیں اختیار کرنا بھی مکروہ ہے جس کی وجہ سے ضعف لاحق ہو جانے کا خوف ہو جیسے فصد و پچھنے وغیرہ ہاں اگر فصد اور پچھنے کی وجہ سے ضعف ہو جانے کا احتمال نہ ہو تو پھر مکروہ نہیں ہے۔ روزہ کی حالت میں سرمہ لگانا، موچھوں کو تیل لگانا اور مسواک کرنا خواہ زوال کے بعد ہی مسواک کی جائے اور یہ کہ خواہ مسواک تازی ہو یا پانی میں بھیگی ہوئی ہو مکروہ نہیں ہے۔ وضو کے علاوہ بھی کلی کرنا اور ناک میں پانی دینا مکروہ نہیں ہے۔

اسی طرح غسل کرنا اور تراوٹ و ٹھنڈک حاصل کرنے کے لئے بھیگا ہوا کپڑا بدن پر لپیٹنا مکروہ نہیں ہے، مفتی بہ قول یہی ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات ثابت ہے۔

جن اعذار کے سبب روزہ نہ رکھنے کی اباحت ہے

ایسے اعذار کہ جن کی بنا پر روزہ نہ رکھنا مباح ہے دس ہیں۔ (۱) مرض (۲) سفر (۳) اکراہ یعنی زبردستی (۴) حمل (۵)

ارضاع یعنی دودھ پلانا (۶) بھوک (۷) پیاس (۸) بہت زیادہ بڑھاپا (۹) حیض (۱۰) نفاس۔ ان عوارض اور اعذار کو بتفصیل ذیل بیان کیا جاسکتا ہے۔ مرض اگ روزہ رکھنے کسی نئے مرض کے پیدا ہو جانے یا موجودہ مرض کے بڑھ جانے کا خوف ہو، تو اس صورت میں روزہ نہ رکھنا چاہیے۔

اسی طرح اگر یہ گمان ہو کہ روزہ رکھنے سے صحت و تندرستی دیر میں حاصل ہوگی تو بھی روزہ نہ رکھنا چاہیے کیونکہ بسا اوقات مرض کی زیادت اور اس میں طوالت ہلاکت کا باعث بن جاتی ہے اس لئے ان سے اجتناب ضروری ہے۔ مرض چونکہ نام ہے اس چیز کا جو طبیعت کے تغیر کا باعث ہوتی ہے اور جس کے سبب طبیعت کا سکون کرب و بے چینی میں تبدیل ہو جاتا ہے اور یہ کیفیت پہلے اندرونی طور پر محسوس ہوتی ہے پھر اس کا اثر جسم پر ظاہر ہوتا ہے لہٰذا مرض کسی بھی قسم کا ہو خواہ وہ آنکھ دکھنے اور جسم و بدن کے کسی زخم کی صورت میں ہو یا دردسر و بخار وغیرہ کی شکل میں۔

جب اس میں زیادتی اس کے طول پکڑ جانے کا اندیشہ ہوگا تو روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہوگی، بلکہ روزہ کی نیت کرنے کے بعد بھی اگر کوئی مرض پیدا ہو جائے مثلاً کسی کو سانپ بچھو کاٹے یا بخار چڑھ آئے یا دردسر ہونے لگے تو اس کو اس دن کا روزہ رکھنا بھی ضروری نہیں ہے بلکہ بہتر یہی ہے کہ روزہ توڑ دیا جائے۔

علماء لکھتے ہیں کہ اگر کسی غازی اور مجاہد کو رمضان کے مہینہ میں دشمنان دین سے لڑنا ہو اور اسے اندیشہ ہو کہ روزہ کی وجہ سے ضعف لاحق ہو جائے گا جس کی بناء پر لڑائی میں نقصان پیدا ہوگا تو اس کے لئے جائز ہے کہ وہ روزہ نہ رکھے خواہ مسافر ہو یا مقیم۔ اسی پر علماء نے اس مسئلہ کو بھی قیاس کیا ہے کہ جس شخص کو باری کا بکار آتا ہو اور وہ باری کے دن بخار چڑھنے سے پہلے اپنا روزہ ختم کردے اس خوف کی بناء پر کہ آج بخار چڑھے گا جس کی وجہ سے ضعف لاحق ہو جائے گا تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں اور اس دن بخار نہ بھی آئے تو صحیح مسئلہ یہ ہے کہ اس پر کفارہ واجب نہیں ہوگا۔

جب کہ فتاویٰ عالمگیری میں لکھا ہے کہ دونوں صورتوں میں کفارہ لازم ہوگا۔ ایسے ہی اگر بازار والے رمضان کی تیس تاریخ کو طبل ونقارہ یا گولے وغیرہ کی آواز سنیں اور گمان کر کے کہ یہ آج عید کا دن ہونے کا اعلان ہے روزہ توڑ ڈالیں اور پھر بعد میں معلوم ہو کہ یہ آج عید کا دن ہونے کا اعلان نہیں تھا بلکہ کسی اور سبب سے طبل ونقارہ بجایا گیا تھا یا گولا داغا گیا تو اس صورت میں بھی ان پر کفارہ واجب نہیں ہوگا۔ سفر سفر خواہ جائز ہو یا ناجائز، بے مشقت ہو جیسے پیادہ پا یا گھوڑے وغیرہ کی سواری پر، ہر حال میں روزہ نہ رکھنا جائز ہے مگر بے مشقت سفر میں بہتر یہی ہے کہ روزہ رکھا جائے۔

بشرطیکہ اس کے تمام رفقاء سفر بغیر روزہ نہ ہوں اور سب کا خرچ مشترک نہ ہو، ہاں اگر اس کے تمام رفقاء سفر روزہ نہ رکھیں اور سب کا خرچ بھی مشترک ہو تو پھر روزہ نہ رکھنا ہی افضل ہوگا تاکہ پوری جماعت کی موافقت رہے۔ اگر کوئی شخص طلوع فجر سے پہلے سفر شروع کر کے مسافر ہو جائے تو اس دن کا روزہ نہ رکھنا اس کے لئے مباح ہے ہاں اگر کوئی شخص روزہ کی حالت میں طلوع فجر کے بعد سفر شروع کرے تو اب اس کے لئے روزہ نہ رکھنا مباح نہیں ہوگا البتہ بیمار ہو جانے کی صورت میں طلوع فجر کے بعد سفر شروع کرنے والے کے لئے روزہ نہ رکھنا مباح ہوگا۔

اور بہر صورت کفارہ لازم نہیں ہوگا بلکہ صرف قضا واجب ہوگی خواہ سفر کی حالت میں بیماری کی وجہ سے روزہ توڑے یا بغیر بیماری کے۔ اکراہ (یعنی زبردستی) جو شخص روزہ نہ رکھنے پر مجبور کیا جائے اس کو بھی شریعت نے روزہ نہ رکھنے یا روزہ توڑنے کی اجازت دی ہے مثلاً کوئی شخص کسی روزہ دار کو زبردستی پچھاڑ کر اس کے منہ میں کوئی چیز ڈال دے یا کوئی شخص روزہ دار کو مجبور کرے کہ اگر تم نے روزہ رکھا تو تمہیں جان سے مار دیا جائے گا یا تمہیں ضرب شدید پہنچائی جائے گی، یا تمہارے جسم کا کوئی عضو کاٹ ڈالا جائے گا تو اس صورت میں اس کے لئے روزہ توڑنا یا روزہ نہ رکھنا جائز ہے۔

حمل حاملہ عورت کو روزہ نہ رکھنا جائز ہے بشرطیکہ اپنی یا اپنے بچے کی مضرت کا خوف ہو، یا عقل میں فتور آ جانے کا اندیشہ ہو مثلاً اگر حاملہ کو خوف ہو کہ روزہ رکھنے سے خود اپنی دماغی وجسمانی کمزوری انتہاء کو پہنچ جائے گی یا ہونے والے بچہ کی زندگی اور صحت پر اس کا برا اثر پڑے گا یا خود کسی بیماری و ہلاکت میں مبتلا ہو جائے گی تو اس کے لئے جائز ہے کہ وہ روزہ قضا کر دے۔

ارضاع جس طرح حاملہ عورت کو روزہ نہ رکھنا جائز ہے اسی طرح دودھ پلانے والی عورت کو روزہ نہ رکھنا جائز ہے خواہ وہ بچہ اسی کا ہو کسی دوسرے کے بچہ کو باجرت یا مفت دودھ پلاتی ہو بشرطیکہ اپنی صحت وتندرستی کی خرابی یا بچے کی مضرت کا خوف ہو جن لوگوں نے یہ کہا ہے کہ اس بارہ میں " دودھ پلانے والی عورت " سے صرف دایہ مراد ہے غلط ہے، کیونکہ حدیث میں مطلقاً دودھ پلانے والی عورت کو روزہ نہ رکھنے کی اجازت دی گئی ہے چاہے وہ ماں ہو یا دایہ، چنانچہ ارشاد ہے۔ حدیث (ان اللہ وضع عن المسافر الصوم وشطر الصلوۃ وعن الحبلی والمرضع الصوم)۔ اللہ تعالیٰ نے مسافر کے لئے روزہ اور آدھی نماز معاف کی ہے اسی طرح حاملہ اور دودھ پلانے والی عورت کے لئے بھی روزہ معاف کیا ہے۔ پھر یہ اگر اس بارہ میں کوئی تخصیص ہوتی تو قیاس کا تقاضہ یہ ہے کہ تخصیص دایہ کی بجائے ماں کے لئے ہوتی کیونکہ دایہ کے لئے کسی بچہ کو دودھ پلانا واجب اور ضروری نہیں ہے وہ تو صرف اجرت کے لئے دودھ پلاتی ہے اگر وہ چاہے تو اس کام کو چھوڑ سکتی ہے جب کہ ماں کا معاملہ برعکس ہے اپنے بچہ کو دودھ پلانا اس پر دیانۃً واجب ہے خصوصاً جب کہ باپ مفلس ہو۔

دودھ پلانے والی عورت کو دوا پینا جائز ہے جب کہ طبیب وڈاکٹر کہے کہ یہ دوا بچے کو فائدہ کرے گی، مسئلہ بالا میں بتایا گیا ہے کہ حاملہ اور دودھ پلانے والی عورت کے لئے روزہ نہ رکھنا جائز ہے جب کہ اسے اپنی یا اپنے بچہ کی مضرت کا خوف ہو تو اس بارہ میں جان لیجئے کہ خوف سے مراد یہ ہے کہ یا تو کسی سابقہ تجربہ کی بناء پر اپنی یا اپنے بچہ کی مضرت کا گمان غالب ہو یا یہ کہ مسلمان طبیب حاذق جس کا کردار عقیدہ وعمل کے اعتبار سے قابل اعتماد ہو یہ بات کہے کہ روزہ کی وجہ سے اسے ضرر پہنچے گا۔

بھوک اور پیاس جس شخص کو بھوک یا پیاس کا اس قدر غلبہ ہو کہ اگر کچھ نہ کھائے یا پانی نہ پیے تو جان جاتی رہے یا عقل میں فتور آ جائے یا ہوش وحواس ختم ہو جائے تو اس کے لئے بھی روزہ رکھنا جائز ہے اور روزہ کی نیت کر لینے کے بعد اگر ایسی حالت پیدا ہو جائے تب بھی اس کو اختیار ہے اگر روزہ توڑ دے گا تو کفارہ لازم نہ ہوگا صرف قضا واجب ہوگی مگر شرط یہ ہے کہ روزہ دار نے از خود اپنے نفس کو اس قدر مشقت میں مبتلا کر کے یہ حالت پیدا نہ کر دی ہو مثلاً کسی شخص نے از خود اپنے نفس کو بایں طور مشقت میں مبتلا کیا کہ بغیر کسی شدید ضرورت کے کوئی لمبی چوری دوڑ لگائی جس کی وجہ سے پیاس کی شدت سے مجبور ہو کر روزہ توڑ

ڈالا تو اس پر کفارہ لازم ہوگا۔

اگر چہ بعض حضرات نے کہا ہے کہ کفارہ لازم نہیں ہوگا۔ حضرت علی بن احمد رحمہ اللہ سے پیشہ ومزدوری کرنے والوں کے بارے میں پوچھا گیا کہ کوئی مزدور یہ جانے کہ اگر میں اپنے اس کام میں مشغول ہوں گا تو ایسی بیماری میں مبتلا ہو جاؤں گا جس میں روزہ نہ رکھنا مباح ہے درآنحالیکہ وہ اپنا اور اپنے اہل وعیال کا پیٹ پالنے کے لئے اس کام کے کرنے پر مجبور ہے تو آیا بیماری میں مبتلا ہونے سے پہلے اس کے کھانا مباح ہے یا نہیں؟ تو علی بن احمد نے اس بات سے سختی کے ساتھ منع فرمایا۔

لیکن اس بارے میں جہاں تک مسئلہ کا تعلق ہے تو درمختار میں لکھا ہے کہ اس صورت میں اگر اس مذکورہ بالا خوف ہو تو اسے چاہیے کہ وہ آدھے دن تو محنت ومزدوری کرے اور آدھے دن آرام کرے تاکہ اسباب معیشت بھی فراہم ہو جائیں اور روزہ بھی ہاتھ سے نہ جائے۔ بڑھاپا شیخ فانی اور بڑھیا فانیہ کے لئے بھی جائز ہے کہ وہ روزہ نہ رکھیں شیخ فانی اور بڑھیا فانیہ اس مرد اور عورت کو کہتے ہیں جو زندگی کے آخری سٹیج پر پہنچ چکے ہوں، ادائیگی فرض سے قطعاً مجبور اور عاجز ہوں اور جسمانی طاقت وقت روز بروز گھٹتی چلی جارہی ہو یہاں تک کہ ضعف وناتوانی کے سبب انہیں یہ قطعاً امید نہ ہو کہ آئندہ بھی کبھی روزہ رکھ سکیں گے۔

حیض ونفاس جو عورت حیض یا نفاس میں مبتلا ہو تو اس کے لئے بھی جائز ہے کہ وہ روزہ نہ رکھے۔ فدیہ مذکورہ بالا اعذار میں صرف شیخ فانی اور بڑھیا فانیہ کے لئے جائز ہے کہ وہ اپنے روزوں کا فدیہ ادا کریں ہاں اس شخص کے لئے فدیہ دینا جائز ہے جس نے ہمیشہ روزے رکھنے کی نذر مانی ہو مگر اس سے عاجز ہو یعنی کوئی شخص یہ نذر مانے کہ میں ہمیشہ روزہ رکھوں گا مگر بعد میں وہ اسباب معیشت کے حصول یا کسی اور عذر کی وجہ سے اپنی نذر کو پورا نہ کر سکتے تو اس کے لئے جائز ہے کہ وہ روزے نہ رکھے البتہ ہر دن فدیہ دے دیا کرے ان کے علاوہ اور تمام اعذار کا مسئلہ یہ ہے کہ عذر زائل ہو جانے کے بعد روزوں کی قضا ضروری ہے فدیہ دینا درست نہیں یعنی فدیہ دینے سے روزہ معاف نہیں ہوگا۔

اسی لئے اگر کوئی معذور اپنے عذر کی حالت میں مر جائے۔ تو اس پر ان روزوں کے فدیہ کی وصیت کر جانا واجب نہیں ہے جو اس کے عذر کی وجہ سے فوت ہوئے ہوں اور نہ اس کے وارثوں پر یہ واجب ہوگا کہ وہ فدیہ ادا کریں خواہ عذر یا بیماری کا ہو یا سفر کا، یا مذکورہ بالا اعذار میں سے کوئی اور عذر۔ ہاں اگر کوئی شخص اس حالت میں انتقال کرے کہ اس کا عذر زائل ہو چکا تھا اور وہ قضا روزے رکھ سکتا تھا مگر اس نے قضا روزے نہیں رکھے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ ان ایام کے روزوں کے فدیہ کی وصیت کر جائے جن میں مرض سے نجات پا کر صحت مند رہا تھا یا سفر پورا کر کے مقیم تھا اور یا جو بھی عذر رہا ہو وہ زائل ہو چکا تھا۔

اگر کوئی شیخ فانی سفر کی حالت میں انتقال کر جائے تو اس کی طرف سے ان ایام کے روزوں کا فدیہ دینا ضروری نہیں ہوگا۔ جن میں وہ مسافر رہا کیونکہ جس طرح اگر کوئی دوسرا شخص سفر کی حالت میں مر جائے تو اس کے لئے ایام سفر کے روزے معاف ہوتے ہیں اسی طرح اس کے لئے بھی ان ایام کے روزے معاف ہوں گے۔

جس شخص پر فدیہ لازم ہو اور وہ فدیہ دینے پر قادر نہ ہو تو پھر آخری صورت یہی ہے کہ وہ اللہ رب العزت سے استغفار کرے عجب نہیں کہ ارحم الراحمین اسے معاف کر دے۔ فدیہ کی مقدار ہر دن کے روزے کے بدلے فدیہ کی مقدار نصف صاع یعنی ایک

کلو ۲۳۳ گرام گیہوں یا اس کی مقدار ہے فدیہ اور کفارہ میں جس طرح تملیک جائز ہے اسی طرح اباحت طعام بھی جائز ہے یعنی چاہے تو ہر دن کے بدلے مذکورہ بالا مقدار کسی محتاج کو دے دی جائے اور چاہے ہر دن دونوں وقت بھوکے کو پیٹ بھر کر کھانا کھلا دیا جائے دونوں صورتیں جائز ہیں۔ صدقہ فطر کے برخلاف کہ اس میں زکوۃ کی طرح تملیک ہی ضروری ہے اس بارہ میں یہ اصول سمجھ لیجئے کہ جو صدقہ لفظ اطعام یا طعام (کھلانے) کے ساتھ مشروع ہے اس میں تملیک اور اباحت دونوں جائز ہیں اور جو صدقہ لفظ "ایتاء یا ادا" کے ساتھ مشروع ہے اس میں تملیک شرط اور ضروری ہے اباحت قطعا جائز نہیں ہے۔

قضاء روزے قضاء روزے پے در پے رکھنا شرط اور ضروری نہیں ہے تاہم مستحب ضرور ہے تاکہ واجب ذمہ سے جلد اتر جائے اسی طرح یہ بھی مستحب ہے کہ جس شخص کا عذر زائل ہو جائے وہ فوراً روزے شروع کر دے کیونکہ اس میں تاخیر مناسب نہیں ہے ویسے مسئلہ یہ ہے کہ قضاء روزوں کا معاً عذر زائل ہوتے ہی رکھنا بھی ضروری نہیں ہے اختیار ہے کہ جب چاہے رکھے۔ نماز کی طرح اس میں ترتیب بھی فرض نہیں ہے قضا روزے رکھے بغیر ادا کے روزے رکھے جا سکتے ہیں۔

اس موقع پر یہ بات بھی جان لیجئے کہ شریعت میں تیرہ قسم کے روزے ہیں جن میں سے سات قسم کے روزے تو وہ ہیں جو علی الاتصال یعنی پے در پے رکھے جاتے ہیں۔ (۱) رمضان کے مہینے کے روزے (۲) کفارہ ظہار کے روزے (۳) کفارہ قتل کے روزے۔ (۴) کفارہ یمین کے روزے (۵) رمضان میں قصداً توڑے ہوئے روزوں کے کفارہ کے روزے (۶) نذر معین کے روزے (۷) اعتکاف واجب کے روزے۔ اور چھ قسم کے روزے ایسے ہیں جن میں اختیار ہے چاہے تو پے در پے رکھے جائیں چاہے متفرق طور پر یعنی ناغہ کے ساتھ۔ (۱) نفل روزے (۲) رمضان کے قضا روزے (۳) متعہ کے روزے (۴) فدیہ حلق کے روزے (۵) جزاء عید کے روزے (۶) نذر مطلق کے روزے۔ صحیح یہ ہے کہ نفل روزے کا بھی بغیر کسی عذر کے توڑ ڈالنا جائز نہیں ہاں اتنی بات ہے کہ نفل روزہ شروع ہو جانے کے بعد واجب ہو جاتا ہے لہٰذا وہ کسی بھی حالت میں توڑا جائے گا تو اس کی قضا ضروری ہوگی ہاں پانچ ایام ایسے ہیں جن میں اگر نفل روزہ بعد شروع کر چکنے کے توڑ دیا جائے تو قضا واجب نہیں ہوتی، دو دن تو عید و بقر عید کے اور تین دن تشریق (ذی الحجہ کی ۱۱، ۱۲، ۱۳، تاریخ) کے، چونکہ ان ایام کے روزے رکھنے ممنوع ہیں لہٰذا ان ایام میں جب روزہ شروع ہی سے واجب نہیں ہوگا تو اس کے توڑنے پر قضا بھی واجب نہیں ہوگی۔

اگر کوئی شخص ان پانچوں ایام کے روزے کی نذر مانے یا پورے سال کے روزے کی نذر مانے تو ان دونوں صورتوں میں ان ایام میں روزے نہ رکھے جائیں بلکہ دوسرے دنوں میں ان کے بدلے قضا روزے رکھے جائیں۔

آخر میں ایک مسئلہ یہ بھی جان لیجئے کہ جب بچہ میں روزے رکھنے کی طاقت آ جائے تو اسے روزہ رکھنے کے لئے کہا جائے اور جب وہ دس برس کا ہو جائے تو روزہ نہ رکھنے کی صورت میں اس پر سختی کی جائے اور اسے روزہ رکھنے پر مجبور کیا جائے جیسا کہ نماز کے بارے میں حکم ہے۔ (فتاویٰ ہندیہ بتصرف، کتاب صوم، بیروت)

كِتَابُ الزَّكٰوةِ

یہ کتاب زکوٰۃ کے بیان میں ہے

زکوٰۃ کا لغوی وشرعی معنی کا بیان

زکوٰۃ کا لغوی معنی ہے۔ بڑھنا، زیادہ ہونا۔ جب کھیتی بڑھ جائے تو اسے ''زکا الزرع'' کہا جاتا ہے۔ جبکہ فقہاء کے عرف میں زکوٰۃ اس کام کا نام ہے کہ جس کے ذریعے مالی حق کے واجب کو ادا کیا جاتا ہے۔ جبکہ اس کے وجوب کا اعتبار سال کے گزرنے اور نصاب کے پورا ہونے کے ساتھ ہوتا ہے۔ کیونکہ نصاب ہی کو وجوب کے ساتھ موصوف کیا گیا ہے۔ اور نصاب صفات اعمال سے ہے جبکہ صفات اعیان سے نہیں ہے۔ اور اس کا اطلاق ادا کردہ مال پر کیا جاتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''وَآتُوا الزَّكَاةَ''۔ اس کا ادا کرنا صرف عین ہی صحیح ہے۔ (عنایہ شرح الہدایہ، ج ۳، ص ۴۴، بیروت)

علامہ ابن ہمام حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: زکوٰۃ وہ مخصوص مال ہے۔ اور یہی اس کا سبب ہے۔ یعنی وہ مال نامی خواہ بطور حقیقت بڑھنے والا ہو یا حکمی طور پر بڑھنے والا ہو۔ اسی وجہ سے اس کی اضافت کرتے ہوئے اس کو زکوٰۃ کا مال کہا گیا ہے۔ جبکہ فقہاء کے عرف میں نفس مال کے دینے کو زکوٰۃ کہا جاتا ہے۔ اور اس کی لغوی مناسبت یہی ہے کہ مزکی اس کا سبب تب بنتا ہے جب مال بڑھ کر اس کو حاصل ہو جائے۔ (فتح القدیر، ج ۳، ص ۲۶۱، بیروت)

علامہ علی بن محمد الزبیدی بغدادی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: زکوٰۃ کا لغوی معنی مال کا بڑھنا ہے۔ اور یہی بڑھنا ہی اس کا سبب ہے کیونکہ دنیا میں پیچھے رہ جانے والا مال بڑھ جاتا ہے اور آخرت میں اس کا ثواب بڑھ جاتا ہے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ طہارت سے عبارت ہے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ ''قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى'' یعنی انسان کو گناہوں سے پاک کرنا ہے۔ جبکہ اصطلاح شرع میں معلوم مال کی مخصوص مقدار کو ادا کرنا ہے۔ اور اہل اصول محققین کے نزدیک یہ مزکی کے فعل سے عبارت ہے۔ مال مؤدی سے عبارت نہیں۔ (جوہرہ نیرہ، ج ۱، ص ۴۴۵، بیروت)

علامہ طیبی شافعی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: زکوٰۃ کے لفظی معنی ہیں طہارت و برکت اور بڑھنا اصطلاح شریعت میں زکوٰۃ کہتے ہیں اپنے مال کی مقدار متعین کے اس حصہ کو جو شریعت نے مقرر کیا ہے کسی مستحق کو مالک بنا دینا زکوٰۃ کے لغوی معنی اور اصطلاحی معنی دونوں کو سامنے رکھ کر یہ سمجھ لیجیے کہ یہ فعل یعنی اپنے مال کی مقدار متعین کے ایک حصہ کا کسی مستحق کو مالک بنا دینا ہے۔ اور مال کے باقی ماندہ حصے کو پاک کر دیتا ہے اس میں حق تعالیٰ کی طرف سے برکت عطا فرمائی جاتی ہے اور اس کا وہ مال نہ صرف یہ کہ دنیا میں بڑھتا اور زیادہ ہوتا ہے بلکہ اخروی طور پر اللہ تعالیٰ اس کے ثواب میں اضافہ کرتا ہے اور اس کے مالک کو گناہوں اور دیگر بری

خصلتوں مثلاً بخل وغیرہ سے پاک وصاف کرتا ہے اس لیے اس فعل کو زکوٰۃ کہا جاتا ہے۔

زکوٰۃ کو صدقہ بھی اس لیے کہا جاتا ہے کہ یہ فعل اپنے مال کا ایک حصہ نکالنے والے کے دعویٰ ایمان کی صحت وصداقت پر دلیل ہوتا ہے۔ (شرح مشکوٰۃ، کتاب الزکوٰۃ)

زکوٰۃ کی تعریف

علامہ بدر الدین عینی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: اصطلاح شرع میں آزاد، عاقل، بالغ، مسلم جب مالک نصاب تام ہو جائے جس پر ایک سال گزر جائے اس مال کو اللہ کی رضا کے لئے مصرف تک پہنچانا تا کہ اس سے فرض ساقط ہو جائے اور اس میں زکوٰۃ ادا کرنے والے کو فائدہ یعنی ثواب اور جس کو ادا کی اس کو فائدہ یعنی دنیاوی نفع حاصل ہو جائے۔

تاج الشریعہ فرماتے ہیں۔ سال گزرنے والے نصابی مال کا فقیر کو دینا زکوٰۃ کہلاتا ہے۔ کیونکہ اس کے وجوب کو صفات فعل کے ساتھ موصوف کیا گیا ہے۔

علامہ علاؤالدین حصکفی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: صاحب تنویر الابصار زکوٰۃ کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں: زکوٰۃ شارع کی مقرر کردہ حصہ کا فقط رضائے الٰہی کے لئے کسی مسلمان فقیر کو اس طرح مالک بنانا کہ ہر طرح سے مالک نے اس شے سے نفع حاصل نہ کرنا ہو بشرطیکہ وہ مسلمان ہاشمی نہ ہو اور نہ ہی اس کا مولیٰ ہو۔ (درمختار، ج۱، ص۱۲۹، مجتبائی، دہلی)

علامہ نووی شافعی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ امام ابوالحسن واحدی علیہ الرحمہ نے کہا ہے۔ زکوٰۃ مال کو پاک کرتی ہے اس کی اصلاح کرتی ہے اس کا فرق کرتی ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ اس کی اصل زیادتی ہے جس طرح کہا ہے اس نے زراعت کی تو اس میں زیادتی ہوتی ہے یعنی جس طرح زراعت میں ترقی ہوتی ہے اس کے دانے بڑھتے جاتے ہیں جو زیادہ ہو جاتے ہیں۔ اور یہاں زکوٰۃ سے مراد بھلائی میں زیادتی ہے۔ اور اسی لوگوں میں جو سب سے زیادہ نیک ہوتا ہے وہی مزکی یعنی تذکیہ نفس والا ہے۔ (مجموع، ج۵، ص۲۸۸، بیروت)

فرضیت زکوٰۃ کی تاریخی حیثیت

صدقہ فطر ۲ ہجری میں واجب کیا گیا تھا زکوٰۃ کی فرضیت کے بارے میں اگرچہ علماء کے یہاں اختلافی اقوال ہیں مگر صحیح قول یہ ہے کہ زکوٰۃ کی فرضیت کا حکم ہجرت سے پہلے مکہ میں نازل ہو گیا تھا مگر اس حکم کا نفاذ مدینہ میں ہجرت کے دوسرے سال رمضان کی پہلی تاریخ کو ہوا ہے گویا زکوٰۃ یکم رمضان ۲ ہجری میں فرض قرار دی گئی اور اس کا اعلان کیا گیا۔

اجتماعی طور پر یہ مسئلہ ہے کہ زکوٰۃ انبیاء کرام علیہم السلام پر فرض وواجب نہیں ہے البتہ جس طرح سابقہ تمام امتوں پر نماز فرض تھی اسی طرح امت محمدی سے پہلے ہر امت پر زکوٰۃ فرض تھی ہاں زکوٰۃ کی مقدار اور مال کی تحدید میں اختلاف ضرور رہا ہے لیکن یہ بات طے ہے کہ زکوٰۃ کے بارے میں اسلامی شریعت کے احکام بہت آسان اور سہل ہیں جب کہ سابقہ انبیاء کی شریعتوں میں اتنی آسانی نہیں تھی۔

منکرین زکوٰۃ کے لئے وعید کا بیان

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص سونے اور چاندی (کے نصاب) کا مالک ہو اور اس کا حق یعنی زکوٰۃ ادا نہ کرے تو قیامت کے دن اس کے لیے آگ کے تختے بنائے جائیں گے (یعنی تختے تو سونے اور چاندی کے ہوں گے مگر انہیں آگ میں اس قدر گرم کیا جائے گا کہ گویا وہ آگ ہی کے تختے ہوں گے اسی لئے آپ نے آگے فرمایا کہ وہ تختے دوزخ کی آگ میں گرم کیے جائیں گے اور ان تختوں سے اس شخص کے پہلو، اس کی پیشانی اور اس کی پیٹھ داغی جائے گی پھر ان تختوں کو (اس بدن سے) جدا کیا جائے اور آگ میں گرم کر کے پھر لایا جائے گا (یعنی جب وہ تختے ٹھنڈے ہو جائیں گے تو انہیں دوبارہ گرم کرنے کے لیے آگ میں ڈالا جائے گا اور وہاں سے نکال کر اس شخص کے بدن کو داغا جائے گا) اور اس دن کی مقدار کہ جس میں یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہے گا پچاس ہزار سال کی مقدار ہو گی یہاں تک کہ بندوں کا حساب کتاب ختم ہو جائے گا اور وہ شخص جنت یا دوزخ کی طرف اپنی راہ دیکھے گا۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ عذاب تو نقدی یعنی سونے چاندی کے بارے میں ہوگا اونٹ کی زکوٰۃ نہ دینے والوں کا کیا حشر ہوگا؟

آپ نے فرمایا جو شخص اونٹ کا مالک ہو اور اس کا حق یعنی زکوٰۃ ادا نہ کرے، اور اونٹوں کا ایک حق یہ بھی ہے کہ جس روز انہیں پانی پلایا جائے ان کا دودھ دوہا جائے تو قیامت کے دن اس شخص کو اونٹوں کے سامنے ہموار میدان میں منہ کے بل اوندھا ڈال دیا جائے گا اور اس کے سارے اونٹ گنتی اور موٹاپے میں پورے ہوں گے۔ مالک ان میں سے ایک بچہ بھی کم نہ پائے گا یعنی اس شخص کے سب اونٹ وہاں موجود ہوں گے۔ حتیٰ کہ اونٹوں کے سب بچے بھی ان کے ساتھ ہوں گے پھر یہ کہ وہ اونٹ خوب فربہ اور موٹے تازے ہوں گے تاکہ اپنے مالک کو روندتے وقت خوب تکلیف پہنچائیں چنانچہ وہ اونٹ اس شخص کو اپنے پیروں سے کچلیں گے اور اپنے دانتوں سے کاٹیں گے جب ان اونٹوں کی جماعت روند کچل اور کاٹ کر چلی جائے تو دوسری جماعت آئے گی یعنی اونٹوں کی قطار روند کچل کر چلی جائے گی تو اس کے پیچھے دوسری قطار آئے گی اسی طرح یہ سلسلہ جاری رہے گا اور جس دن یہ ہوگا اس دن کی مقدار پچاس ہزار سال کی ہوگی یہاں تک کہ بندوں کا حساب کتاب کر دیا جائے گا اور وہ شخص جنت یا دوزخ کی طرف اپنی راہ دیکھے گا صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! گائے اور بکریوں کے مالک کا کیا حال ہوگا؟ آپ نے فرمایا جو شخص گائیوں اور بکریوں کا مالک ہو اور ان کا حق یعنی زکوٰۃ ادا نہ کرے تو قیامت کے دن اسے ہموار میدان میں اوندھے منہ ڈال دیا جائے گا اور اس کی گائیوں اور بکریوں کو وہاں لایا جائے گا جن میں سے کچھ کم نہیں ہوگا ان میں سے کسی گائے بکری کے سینگ نہ مڑے ہوں گے نہ ٹوٹے ہوں گے اور نہ وہ منڈی یعنی بلا سینگ ہوں گی یعنی ان سب کے سروں پر سینگ ہوں گے جو ٹوٹے ہوئے نہ ہوں گے اور سالم ہوں گے۔ تاکہ وہ اپنے سینگوں سے خوب ماریں چنانچہ وہ گائیں اور بکریاں اپنے سینگوں سے اپنے مالک کو ماریں گی اور اپنے کھروں سے کچلیں گی اور جب ایک قطار اسے مار کچل کر چلی جائے گی تو دوسری قطار آئے گی اور اپنا کام شروع کر دے گی اور یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہے گا اور جس دن یہ ہوگا اس کی مقدار پچاس ہزار سال کی ہوگی یہاں تک کہ بندوں کا حساب کتاب کیا جائے گا اور وہ شخص جنت یا دوزخ کی طرف اپنی راہ دیکھے گا صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ!

گھوڑوں کے بارے میں کیا حکم ہے۔ آپ نے فرمایا گھوڑے تین قسم کے ہوتے ہیں ایک تو وہ گھوڑے جو آدمی کے لیے گناہ کا سبب ہوتے ہیں اس شخص کے گھوڑے جنہیں اس کے مالک اظہار فخر وغرور اور مال دار اور ریاء کے لیے اور مسلمانوں سے دشمنی کے واسطے باندھے۔

چنانچہ وہ گھوڑے اپنے مالک کے لیے گناہ کا سبب بنتے ہیں اور وہ گھوڑے جو آدمی کے لیے پردہ ہوتے ہیں اس شخص کے گھوڑے ہیں جنہیں اس کے مالک نے خدا کی راہ میں کام لینے کے لیے باندھا اور ان کی پیٹھ اور ان کی گردن کے بارے میں وہ خدا کے حق کو نہیں بھولا چنانچہ وہ گھوڑے اپنے مالک کے لیے پردہ ہیں اور وہ گھوڑے جو آدمی کے لیے ثواب کا سبب و ذریعہ بنتے ہیں اس شخص کے گھوڑے ہیں جنہیں ان کا مالک خدا کی راہ میں لڑنے کے لیے مسلمانوں کے واسطے باندھے اور چراگاہ وسبزہ میں رکھے چنانچہ جب وہ گھوڑے چراگاہ وسبزہ سے کچھ کھاتے ہیں تو جو کچھ انہوں نے کھایا یعنی گھاس وغیرہ کی تعداد کے بقدر اس کے لیے نیکیاں لکھی جاتی ہیں یہاں تک کہ ان گھوڑوں کی لید اور ان کے پیشاب کے بقدر بھی اس کے لیے نیکیاں لکھی جاتی ہیں کیونکہ لید اور پیشاب بھی گھوڑے کی زندگی کا باعث ہیں اور گھوڑے رسی توڑ کر ایک یا دو میدان دوڑتے پھرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کے قدموں کے نشانات اور ان کی لید جو وہ اس دوڑنے کی حالت میں کرتے ہیں کی تعداد کے برابر اس شخص کے لیے نیکیاں لکھتا ہے اور جب وہ شخص ان گھوڑوں کو نہر پر پانی پلانے کے لیے لے جاتا ہے اور وہ نہر سے پانی پیتے ہیں اگرچہ مالک کا ارادہ ان کو پانی پلانے کا نہ ہو، اللہ تعالیٰ گھوڑوں کے پانی پینے کے بقدر اس شخص کے لیے نیکیاں لکھتا ہے۔

صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ اچھا گدھوں کے بارے میں کیا حکم ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گدھوں کے بارے میں مجھ پر کوئی حکم نازل نہیں ہوا لیکن تمام نیکیوں اور اعمال کے بارے میں یہ آیت جامع ہے (فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ) (99۔ الزلزال 7۔8) یعنی جو شخص ایک ذرہ کے برابر نیکی کا عمل کرے گا اسے دیکھے گا اور جو شخص ایک ذرہ کے برابر برائی کا عمل کرے گا اسے دیکھے گا۔ (یعنی مثلاً کوئی شخص کسی دوسرے کو نیک کام کے لیے جانے کے واسطے اپنا گدھا دے گا تو ثواب پائے گا اور اگر برے کام کے لیے دے گا تو گناہگار ہوگا) مسلم۔

قیامت کے دن کی مقدار پچاس ہزار سال کے برابر بتائی گئی ہے لیکن اس کا تعلق کافروں کے ساتھ ہے یعنی قیامت کا دن کافروں کو پچاس ہزار سال کے بقدر دراز معلوم ہوگا بقیہ گناہگاروں کو ان کے گناہ کے بقدر دراز محسوس ہوگا اگر کسی کے گناہ کم اور ہلکے ہوں گے تو اسے وہ دن اسی اعتبار سے کم دراز محسوس ہوگا اور اگر کسی کے گناہ زیادہ اور شدید نوعیت کے ہوں گے تو اسے وہ دن بھی اس کے اعتبار سے دراز محسوس ہوگا یہاں تک کہ خدا کے نیک بندوں یعنی مومنین و کاملین کو وہ پورا دن صرف دو رکعت نماز کے بقدر معلوم ہوگا گویا جتنی دیر میں دو رکعت نماز پڑھی جاتی ہے انہیں وہ دن صرف اتنے عرصہ کے بقدر محسوس ہوگا۔

فیری سبیلہ اما الی الجنۃ الخ اور وہ جنت یا دوزخ کی طرف اپنی راہ دیکھے گا اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر اس شخص کے نامہ اعمال میں اس ترک زکوۃ کے گناہ کے علاوہ اور کوئی گناہ نہیں ہوگا اور مذکورہ عذاب کہ جس میں اسے مبتلا کیا جائے گا اس کے اس گناہ کو دور کر دے گا تو اس کے بعد وہ جنت میں چلا جائے گا اور خدانخواستہ اگر اس کا نامہ اعمال میں ترک زکوۃ کے علاوہ اور

گناہ بھی ہوں گے یا یہ کہ مذکورہ عذاب کے بعد بھی ترک زکوٰۃ کا گناہ اس سے دور نہیں ہوگا تو پھر وہ دوزخ میں داخل کیا جائے گا۔

حتی یقضی بین العباد میں اس طرف اشارہ ہے کہ قیامت کے دن میدان حشر میں دوسری مخلوق خدا تو حساب کتاب میں مشغول ہوگی مگر وہ لوگ جنہوں نے زکوٰۃ ادا نہیں کی تھی عذاب میں مبتلا ہوں گے۔

ومن حقھا حلبھا یوم وردھا اونٹوں کا ایک حق یہ بھی ہے الخ۔ اونٹ والوں کا یہ قاعدہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے اونٹوں کو تیسرے دن یا چوتھے دن پانی کی جگہ پانی پلانے لے جاتے ہیں چنانچہ عرب میں ایک یہ معمول بھی تھا کہ جس جگہ پانی پلانے کے لیے اونٹ لائے جاتے تھے وہاں لوگ جمع ہو جاتے تھے اونٹ والے اپنے اونٹوں کو وہاں پانی پلانے لاتے اور وہیں اونٹوں کا دودھ نکال کر وہاں جمع لوگوں کو پلا دیا کرتے چنانچہ اس کے بارے میں فرمایا جا رہا ہے کہ اگرچہ اونٹوں کا واجب حق تو صرف یہی ہے کہ ان کی زکوٰۃ ادا کی جائے مگر ان کے اور دوسرے حقوق میں سے ایک مستحب حق یہ بھی ہے کہ جس دن اونٹ پانی پینے جائیں اس دن کا دودھ جو غرباء و مساکین کو پلایا جائے لہٰذا یہ فعل اگرچہ مستحب ہے لیکن از راہ مروت و ہمدردی اور بر بنائے ادائے شکر حق گویا واجب کا حکم رکھتا ہے اسی لیے اس کے بارے میں اتنی اہمیت کے ساتھ بیان فرمایا گیا چنانچہ حدیث کے ظاہر الفاظ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس حق کی عدم ادائیگی کی صورت میں عذاب بھی ہو سکتا ہے۔

ولا یرید ان یسقیھا (اگرچہ مالک کا ارادہ ان کو پانی پلانے کا نہ ہو) مطلب یہ ہے کہ مالک گھوڑے کو پانی پلانے کا ارادہ نہ رکھے بلکہ اس کے ارادہ وقصد کے بغیر گھوڑا پانی پیے تو اس کے بارے میں مذکورہ ثواب بیان کیا گیا ہے اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اگر مالک خود ارادہ وقصد کر کے گھوڑے کو پانی پلائے گا تو اس کا کیا کچھ ثواب اسے ملے گا گھوڑوں کے بارے میں صحابہ کے سوال پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو جواب دیا اس کا اسلوب پہلے جوابات کے اسلوب سے مختلف ہے اس موقعہ پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب کا جو اسلوب اختیار فرمایا ہے اسے جواب علی اسلوب الحکیم کہتے ہیں گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سوال کرنے والے صحابہ سے فرمایا کہ گھوڑوں کا جو حق واجب ہے یعنی زکوٰۃ وغیرہ صرف اس کے بارے میں مت پوچھو کہ ان گھوڑوں کی وجہ سے ان کے پالنے والے سعادت و نیک بختی اور بھلائی کے کیسے کیسے مقام حاصل کرتے ہیں اور انہیں ان گھوڑوں سے کیا نفع پہنچتا ہے اسی طرح دوسرا پہلو بھی کہ ان پالنے والوں کو کیسے کیسے گناہ ملتے ہیں اور انہیں کیا نقصان پہنچتا ہے۔

اسی بنیاد پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھوڑوں کی تین قسمیں بیان کی ہیں۔ (۱) وہ گھوڑے جو اپنے مالک کے لیے گناہ کا سبب ہوتے ہیں اس کی تشریح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمائی کہ اس سے وہ گھوڑے مراد ہیں جنہیں ان کے مالک نے اظہار فخر اور ریاء کے لیے باندھ رکھا ہو یعنی گھوڑے رکھنے سے اس کی غرض صرف یہ ہو کہ لوگ اس کی حشمت وثروت دیکھیں اور جانیں کہ یہ مجاہد ہے حالانکہ واقعہ میں وہ مجاہد نہیں ہے نیز فخر یہی مراد ہے کہ وہ گھوڑا اس نیت سے پالے کہ میں اپنے سے کمتر لوگوں پر اپنی بڑائی جتاؤں اور ان کے سامنے فخر کا اظہار کروں (۲) وہ گھوڑے جو اپنے مالک کے لیے پردہ ہوتے ہیں اس کی وضاحت

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمائی کہ اس سے وہ گھوڑے مراد ہیں جنہیں ان کے مالک نے اس لیے باندھا ہے تا کہ وہ خدا کی راہ میں کام آئیں یہاں خدا کی راہ سے مراد جہاد نہیں ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ گھوڑوں کو رکھنے اور باندھنے کا مقصد اظہار فخر وغرور اور ریاء نہ ہو بلکہ انہیں اچھی و نیک نیت سے رکھے مثلاً گھوڑے اس مقصد کے لیے پالے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت وفرمانبرداری اور اچھے و نیک مقاصد کے لیے کام آئیں یا ان سے اپنی سواری مقصود ہو کہ اپنی مشروع ومباح ضرورتوں کے وقت ان پر سوار ہو سکے نیز یہ کہ اپنے فقر واحتیاج کی پردہ پوشی کرے جیسا کہ روایت میں فرمایا گیا ہے کہ بطور "تغنیا و تعففا" یعنی دوسروں سے مستغنی رہنے اور دوسروں کے آگے اپنی احتیاج وضرورت کے اظہار سے بچنے کے لیے گھوڑا رکھنا چاہیے مثلاً تجارتی مقصد کے لیے عزیز واقارب اور دوست واحباب کے یہاں جانے کے لیے کھیت کھلیان میں آنے جانے کے واسطے یا اسی قسم کے دوسرے مقاصد کے وقت اگر گھوڑے کی ضرورت ہو تو کسی دوسرے کی طرف دیکھنا نہ پڑے بلکہ اپنا گھوڑا ہو تو وہ کام آئے اور غیروں کے آگے اظہار ضرورت کی شرمندگی سے بچائے۔ اسی لیے اس موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گھوڑے کو اپنے مالک کے لیے پردہ قرار دیا ہے کہ ایک طرف تو گھوڑا اپنے مالک کے فقر واحتیاج کے لیے پردہ پوش ہوتا ہے بایں طور کہ گھوڑے کی وجہ سے دوسروں کی نظروں میں اس کے مالک کا وقار اور برہم قائم رہتا ہے اور اس کی عزت بنی رہتی ہے۔ دوسری طرف گھوڑی کا مالک اپنی ضرورت وحاجت کے وقت کسی دوسرے شخص کے آگے اظہار حاجت اور دست سوال دراز کرنے سے بچا رہتا ہے۔

اس موقع پر راہ خدا سے یہ مفہوم اس لیے مراد لیا گیا ہے تا کہ ایک ہی عبارت میں تکرار لازم نہ آئے کیونکہ تیسری قسم کے ضمن میں مذکورہ راہ خدا سے مراد جہاد ہی ہے۔

اسی ضمن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گھوڑے کے مالک کا ایک وصف یہ بھی بیان کیا ہے کہ ان کی پیٹھ اور ان کی گردن کے بارے میں وہ خدا کے حق کو نہیں بھولا۔

چنانچہ اس ارشادگرامی میں پیٹھ کے بارے میں اللہ کا حق یہ ہے کہ وہ اس گھوڑے پر اچھے اور نیک کاموں کی خاطر سوار ہوا اور اگر کسی نے اس سے اپنی سواری کے لیے یا گھوڑیوں پر چھوڑنے کے لیے اس کا گھوڑا مانگا تو اس نے اس کی ضرورت پوری کی۔ اسی طرح گردن کے بارے میں حق یہ ہے کہ ان کی زکوٰۃ ادا کی۔ مگر حضرات شوافع کی طرف سے اس ارشادگرامی کا مطلب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ مالک نے اپنے گھوڑے کی خبر گیری کی بایں طور کہ ان کے گھاس دانہ میں کوئی کمی نہیں کی انہیں ان کی پوری خوراک مہیا کی اور انہیں اگر کوئی مرض لاحق ہو یا کوئی تکلیف ہوئی تو اسے فوراً دور کیا۔

بَاب وُجُوبِ الزَّكَاةِ

یہ باب زکوٰۃ کی فرضیت کے بیان میں ہے

2434 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمَّارٍ الْمَوْصِلِيُّ عَنِ الْمُعَافٰى عَنْ زَكَرِيَّا بْنِ اِسْحَاقَ الْمَكِّيِّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ صَيْفِيٍّ عَنْ اَبِيْ مَعْبَدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمُعَاذٍ حِيْنَ بَعَثَهُ اِلَى الْيَمَنِ اِنَّكَ تَاْتِيْ قَوْمًا اَهْلَ كِتَابٍ فَاِذَا جِئْتَهُمْ فَادْعُهُمْ اِلٰى اَنْ يَشْهَدُوْا اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ فَاِنْ هُمْ اَطَاعُوْكَ بِذٰلِكَ فَاَخْبِرْهُمْ اَنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ فَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِيْ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ فَاِنْ هُمْ - يَعْنِيْ اَطَاعُوْكَ بِذٰلِكَ - فَاَخْبِرْهُمْ اَنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ فَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً تُؤْخَذُ مِنْ اَغْنِيَائِهِمْ فَتُرَدُّ عَلٰى فُقَرَائِهِمْ فَاِنْ هُمْ اَطَاعُوْكَ بِذٰلِكَ فَاتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ ۔

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجا تو ان سے فرمایا: تم ان لوگوں کی طرف جا رہے ہو جو اہل کتاب ہیں' جب تم ان کے پاس جاؤ تو انہیں اس بات کی دعوت دینا کہ وہ اس بات کی گواہی دیں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے اور حضرت محمد اللہ کے رسول ہیں' اگر وہ اس بارے میں تمہاری اطاعت کریں' تو تم انہیں بتانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر روزانہ پانچ نمازیں فرض کی ہیں' اگر وہ تمہاری اس بات میں بھی اطاعت کر لیتے ہیں' تو انہیں بتانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر زکوٰۃ لازم کی ہے' جو ان کے خوشحال لوگوں سے وصول کی جائے گی اور ان کے غریب لوگوں کو دی جائے گی' اگر وہ اس بارے میں بھی تمہاری بات مان لیں' تو تم مظلوم کی بددعا سے بچنے کی کوشش کرنا۔

2435 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ سَمِعْتُ بَهْزَ بْنَ حَكِيْمٍ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ قُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ مَا اَتَيْتُكَ حَتّٰى حَلَفْتُ اَكْثَرَ مِنْ عَدَدِهِنَّ - لِاَصَابِعِ يَدَيْهِ - اَنْ لَا اٰتِيَكَ وَلَا اٰتِيَ دِيْنَكَ وَاِنِّيْ كُنْتُ امْرَاً لَا اَعْقِلُ شَيْئًا اِلَّا مَا عَلَّمَنِي اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ وَرَسُوْلُهٗ وَاِنِّيْ اَسْاَلُكَ بِوَحْيِ اللّٰهِ بِمَا بَعَثَكَ رَبُّكَ اِلَيْنَا قَالَ بِالْاِسْلَامِ ۔ قُلْتُ وَمَا اٰيَاتُ الْاِسْلَامِ قَالَ اَنْ تَقُوْلَ اَسْلَمْتُ وَجْهِيَ اِلَى اللّٰهِ وَتَخَلَّيْتُ وَتُقِيْمَ الصَّلَاةَ وَتُؤْتِيَ الزَّكَاةَ ۔

☆☆ بہز بن حکیم اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے عرض کی: اے اللہ کے نبی! میں آپ کی خدمت میں اس وقت تک حاضر نہیں ہوا' جب تک میں نے ان کی تعداد میں یہ حلف نہیں اُٹھایا (انہوں نے اپنی انگلیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے یہ بات کہی) نہ تو میں آپ کے پاس آؤں گا اور نہ ہی آپ کے دین کو قبول کروں گا' میں ایک ایسا شخص ہوں جسے کوئی بات سمجھ میں نہیں آتی' ماسوائے اس کے جو اللہ اور اس کے رسول نے مجھے تعلیم دی ہے' تو میں آپ

2434-اخرجه البخاري في الزكاة ، باب وجوب الزكاة (الحديث 1395)، و باب لا توخذ كرائم اموال الناس في الصدقة (الحديث 1458)، و باب اخذ الصدقة من الاغنياء و ترد في الفقراء حيث كانوا (الحديث 1496)، وفي المغازي، باب بعث ابي موسى و معاذ الى اليمن قبل حجة الوداع (الحديث 4347) و في التوحيد، باب ما جاء في دعاء النبي صلى الله عليه وسلم امته الى توحيد الله تبارك و تعالى (الحديث 7372) . واخرجه مسلم في الايمان، باب الدعاء الى الشهادتين و شرائع الاسلام (الحديث 29 و 30 و 31) . و اخرجه ابو داؤد في الزكاة، باب في زكاة السائمة (الحديث 1584) واخرجه الترمذي في الزكاة، باب ما جاء في كراهية اخذخيار المال في الصدقة (الحديث 625) . واخرجه النسائي في الزكاة، اخراج الزكاة من بلد الى بلد (الحديث 2521) . واخرجه ابن ماجه في الزكاة، باب فرض الزكاة (الحديث 1783) . والحديث عند: البخاري في المظالم، باب الاتقاء والحذر من دعوة المظلوم (الحديث 2448)، و في التوحيد، باب ما جاء في دعاء النبي صلى الله عليه وسلم امته الى توحيد الله تبارك و تعالى (الحديث 7371) . والترمذي في البر و الصلة، باب ماجاء في دعوة المظلوم (الحديث 2014) . تحفة الاشراف (6511) .

2435-انفرد به النسائي ، سياتي في الزكاة من سال بوجه الله عزوجل (الحديث 2567) والحديث عند: النسائي في الزكاة، باب من يسال ولا يعطي (الحديث 2565) . وابن ماجه في الحدود باب المرتد عن دينه (الحديث 2536) . تحفة الاشراف (11388) .

سے اللہ تعالیٰ کی وحی کے بارے میں دریافت کرتا ہوں کہ آپ کے پروردگار نے آپ کو کس چیز کے ہمراہ مبعوث کیا ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اسلام کے ہمراہ میں نے عرض کی: اسلام کی نشانیاں (یعنی مخصوص احکام) کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا: یہ کہ تم یہ اعتراف کرو کہ میں اپنا آپ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جھکا رہا ہوں' میں ہر چیز سے لاتعلق ہو رہا ہوں' تم نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو۔

2436 - اَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ مُسَاوِرٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ شَابُوْرَ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ سَلَّامٍ عَنْ اَخِيهِ زَيْدِ بْنِ سَلَّامٍ اَنَّهُ اَخْبَرَهُ عَنْ جَدِّهِ اَبِي سَلَّامٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ غَنْمٍ اَنَّ اَبَا مَالِكٍ الْاَشْعَرِيَّ حَدَّثَهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِسْبَاغُ الْوُضُوْءِ شَطْرُ الْاِيمَانِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ تَمْلَاُ الْمِيزَانَ وَالتَّسْبِيحُ وَالتَّكْبِيرُ يَمْلَاُ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضَ وَالصَّلَاةُ نُورٌ وَّالزَّكَاةُ بُرْهَانٌ وَّالصَّبْرُ ضِيَاءٌ وَّالْقُرْآنُ حُجَّةٌ لَكَ اَوْ عَلَيْكَ .

☆☆ حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

اچھی طرح وضو کرنا نصف ایمان ہے اور الحمد للہ پڑھنا میزان کو بھر دیتا ہے' سبحان اللہ پڑھنا اور اللہ اکبر پڑھنا' آسمان اور زمین میں موجود جگہ کو بھر دیتا ہے' نماز نور ہے' زکوٰۃ برہان ہے' صبر روشنی ہے' قرآن تمہارے حق میں' یا تمہارے خلاف حجت ہے۔

2437 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ عَنْ شُعَيْبٍ عَنِ اللَّيْثِ قَالَ اَنْبَاَنَا خَالِدٌ عَنِ ابْنِ اَبِي هِلَالٍ عَنْ نُعَيْمٍ الْمُجْمِرِ اَبِي عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنِي صُهَيْبٌ اَنَّهُ سَمِعَ مِنْ اَبِي هُرَيْرَةَ وَمِنْ اَبِي سَعِيدٍ يَقُوْلَانِ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا فَقَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ . ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ اَكَبَّ فَاَكَبَّ كُلُّ رَجُلٍ مِنَّا يَبْكِي لَا نَدْرِي عَلٰى مَاذَا حَلَفَ ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَهُ فِي وَجْهِهِ الْبُشْرٰى فَكَانَتْ اَحَبَّ اِلَيْنَا مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ ثُمَّ قَالَ مَا مِنْ عَبْدٍ يُصَلِّي الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ وَيَصُوْمُ رَمَضَانَ وَيُخْرِجُ الزَّكَاةَ وَيَجْتَنِبُ الْكَبَائِرَ السَّبْعَ اِلَّا فُتِحَتْ لَهُ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ فَقِيلَ لَهُ ادْخُلْ بِسَلَامٍ .

☆☆ حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ایک دن ہمیں خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے! یہ کلمات آپ نے تین مرتبہ ارشاد فرمائے' پھر آپ نے اپنا سر مبارک جھکا لیا تو ہم میں سے ہر ایک نے اپنا سر جھکا لیا اور رونا شروع کر دیا' ہمیں یہ پتہ نہیں چل سکا کہ آپ نے کس بات پر قسم اُٹھائی ہے' پھر آپ نے اپنا سر مبارک اُٹھایا تو آپ کے چہرے پر خوشی کے آثار تھے اور یہ صورتِ حال ہمارے نزدیک سرخ اونٹ ملنے سے زیادہ پسندیدہ تھی' پھر آپ نے ارشاد فرمایا: جو بندہ پانچ نمازیں ادا کرتا ہے' رمضان کے روزے رکھتا ہے' زکوٰۃ ادا کرتا ہے' سات کبیرہ گناہوں سے بچتا ہے' اس شخص کے لیے جنت کے تمام دروازے کھول دیئے جائیں گے اور اسے یہ کہا جائے گا: تم سلامتی کے ساتھ اس میں داخل ہو جاؤ۔

2436-اخرجه ابن ماجه في الطهارة و سننها، باب الوضوء شطر الايمان (الحديث 280) . تحفة الاشراف (12163) .

2437-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (4079 و 13509) .

2438 - اَخْبَرَنِیْ عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِیْدِ بْنِ كَثِیْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِیْ عَنْ شُعَیْبٍ عَنِ الزُّهْرِیِّ قَالَ اَخْبَرَنِیْ حُمَیْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ اَبَا هُرَیْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ اَنْفَقَ زَوْجَیْنِ مِنْ شَیْءٍ مِنَ الْاَشْیَاءِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ دُعِیَ مِنْ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ یَا عَبْدَ اللّٰهِ هٰذَا خَیْرٌ لَكَ وَلِلْجَنَّةِ اَبْوَابٌ فَمَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الصَّلَاةِ دُعِیَ مِنْ بَابِ الصَّلَاةِ وَمَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الْجِهَادِ دُعِیَ مِنْ بَابِ الْجِهَادِ وَمَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الصَّدَقَةِ دُعِیَ مِنْ بَابِ الصَّدَقَةِ وَمَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الصِّیَامِ دُعِیَ مِنْ بَابِ الرَّیَّانِ . قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ هَلْ عَلٰی مَنْ یُدْعٰی مِنْ تِلْكَ الْاَبْوَابِ مِنْ ضَرُوْرَةٍ فَهَلْ یُدْعٰی مِنْهَا كُلِّهَا اَحَدٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ نَعَمْ وَاِنِّیْ اَرْجُوْ اَنْ تَكُوْنَ مِنْهُمْ . یَعْنِیْ اَبَا بَكْرٍ .

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

جو شخص کسی بھی چیز کا ایک جوڑا (یعنی ایک ہی قسم کی دو چیزیں) اللہ کی راہ میں خرچ کرتا ہے' تو اسے جنت کے تمام دروازوں سے بلایا جاتا ہے' اے اللہ کے بندے! یہ تمہارے لیے زیادہ بہتر ہے' جنت کے کئی دروازے ہیں' جو لوگ نمازی ہیں ان کو نماز کے مخصوص دروازے سے بلایا جائے گا' جو لوگ جہاد کرنے والے ہیں انہیں جہاد کے مخصوص دروازے سے بلایا جائے گا' جو لوگ صدقہ کرنے والے ہیں انہیں صدقے کے مخصوص دروازے سے بلایا جائے گا' جو لوگ روزہ رکھنے والے ہیں انہیں باب ریان سے بلایا جائے گا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ! یہ بھی تو ہوسکتا ہے' کسی شخص کو ان تمام دروازوں سے بلایا جائے' تو کیا کسی شخص کو ان تمام دروازوں سے بھی بلایا جائے گا؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جی ہاں! اور مجھے امید ہے' تم ان میں سے ایک ہو گے۔

(راوی کہتے ہیں:) یعنی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ (ان میں سے ایک ہوں گے)۔

فرضیت زکوٰۃ کا بیان

امام ابوالحسن فرغانی حنفی لکھتے ہیں کہ زکوٰۃ ہر آزاد، مسلمان، عاقل، بالغ پر واجب ہے جبکہ وہ نصاب تام کا مالک ہو جائے اور اس پر ایک سال گزر جائے اور اس کا وجوب اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی وجہ سے ہے "وَآتُوا الزَّكَاةَ" اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کی وجہ سے کہ تم اپنے اموال سے زکوٰۃ دو۔ اور اسی پر امت کا اجماع ہے۔ (ترمذی، ابن حبان، مستدرک)

اور واجب سے مراد فرض ہے کیونکہ اس میں کوئی شبہ نہیں ہے۔ اور حریت کی شرط اس لئے ہے کہ ملکیت نصاب اسی کے ساتھ مکمل ہوتی ہے۔ عقل اور بلوغ کی دلیل ہم ذکر کر چکے ہیں۔ اور اسلام کی شرط اس لئے ہے کہ زکوٰۃ عبادت ہے جو کسی کافر سے ثابت نہیں ہوتی۔ اور ملکیت نصاب کی مقدار ضروری ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی (نصاب) کو سبب قرار دیا ہے۔ اور سال کا گزرنا ضروری ہے۔ کیونکہ اس کا بڑھنا اتنی مدت میں متحقق ہوتا ہے۔ لہٰذا شریعت نے اس کو ایک سال کے ساتھ بیان کیا ہے۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی مال پر زکوٰۃ نہیں حتیٰ کہ اس پر سال گزر جائے۔ اور اس دلیل کی بناء پر بھی کہ بڑھنے کی طاقت (ایک سال) ہی دینے والا ہے۔ اس لئے کہ سال مختلف فصلوں کو شامل ہوتا ہے۔ اور عام طور پر ان فصلوں کی قیمتوں میں

2438-تقدم في الصيام، ذكر الاختلاف على محمد بن ابي يعقوب في حديث ابي امامة في فضل الصائم (الحديث 2237) .

فرق ہوتا ہے۔لہذا حکم کا دارومدار ہی (سال) ہوگا۔

پھر (فقہاء) نے فرمایا: اس کو فوری طور پر ادا کرنا واجب ہے۔کیونکہ امر کے اطلاق کا تقاضہ یہی ہے۔اور یہ بھی کہا گیا ہے۔کہ تاخیر سے واجب ہے۔کیونکہ ساری عمر اس کی ادائیگی کا وقت ہے۔لہذا غفلت کی صورت میں نصاب ہلاک ہونے کے بعد وہ ضامن نہ ہوگا۔(ہدایہ اولین، کتاب الزکوۃ، لاہور)

قرآن کے مطابق فرضیت زکوٰۃ کا بیان

(۱) وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَارْکَعُوْا مَعَ الرّٰکِعِیْنَ (البقرہ،۴۳) اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔

(۲) وَکَانَ یَاْمُرُ اَھْلَہٗ بِالصَّلٰوۃِ وَالزَّکٰوۃِ وَکَانَ عِنْدَ رَبِّہٖ مَرْضِیًّا (مریم،۵۵) اور اپنے گھر والوں کو (ف) نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیتا اور اپنے رب کو پسند تھا۔

(۳) اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰھُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوۃَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَھَوْا عَنِ الْمُنْکَرِ وَلِلّٰہِ عَاقِبَۃُ الْاُمُوْرِ (حج،۴۱)

وہ لوگ کہ اگر ہم انہیں زمین میں قابو دیں۔تو نماز برقائم رکھیں اور زکوٰۃ دیں اور بھلائی کا حکم کریں اور برائی سے روکیں اور اللہ ہی کے لئے سب کاموں کا انجام ہے۔

(۴) وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ (النور،۵۶)

اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو اور رسول کی فرمانبرداری کرو اس امید پر کہ تم پر رحم ہو۔

(۵) اَلَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَھُمْ بِالْاٰخِرَۃِ ھُمْ یُوْقِنُوْنَ (نمل،۳)

وہ جو نماز برپا رکھتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور وہ آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔

احادیث نبوی ﷺ کے مطابق فرضیت زکوٰۃ کا بیان

امام بخاری علیہ الرحمہ اپنی سند کے ساتھ لکھتے ہیں: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے مال وزر دیا اور اس نے اس کی زکوٰۃ ادا نہیں کی تو قیامت کے دن اس کا مال وزر گنجے سانپ کی شکل میں تبدیل کیا جائے گا جس کی آنکھوں پر دو سیاہ نقطے ہوں گے پھر وہ سانپ اس شخص کے گلے میں بطور طوق ڈالا جائے گا اور وہ سانپ اس شخص کی دونوں باچھیں پکڑے گا اور کہے گا کہ میں تیرا مال ہوں تیرا مال ہوں، تیرا خزانہ ہوں اس کے بعد آپ نے یہ آیت پڑھی (وَلَا یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ) (۳۔آل عمران:۱۸۰) وہ لوگ جو بخل کرتے ہیں یہ گمان نہ کریں الی آخر الآیہ (بخاری، کتاب الزکوۃ)

امام بخاری و مسلم علیہما الرحمہ اپنی اسناد کے ساتھ لکھتے ہیں: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو (امیر یا قاضی بنا کر) یمن بھیجا تو ان سے فرمایا کہ تم اہل کتاب میں سے ایک قوم

(یہود ونصاریٰ) کے پاس جا رہے ہو لہٰذا (پہلے تو تم) انہیں اس بات کی گواہی دینے کی دعوت دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور بلاشبہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ اگر وہ دعوت کو قبول کرلیں تو پھر تم انہیں بتانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر دن رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ اگر وہ اسے مان جائیں تو پھر اس کے بعد انہیں آگاہ کرنا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر زکوٰۃ فرض کی ہے جو ان کے مالداروں سے (یعنی ان لوگوں سے جو مالک نصاب ہوں) لی جائے گی اور ان کے فقراء کو دے دی جائے گی۔ اگر وہ اسے مان جائیں تم یہ یاد رکھنا کہ ان سے زکوٰۃ میں اچھا مال لینے سے پرہیز کرنا یعنی چھانٹ کر اچھا مال نہ لینا بلکہ ان کے مال کو تین حصوں میں تقسیم کرنا اچھا، برا، درمیانہ لہٰذا زکوٰۃ میں درمیانہ مال لینا نیز تم (زکوٰۃ لینے میں غیر قانونی سختی کر کے یا ان سے ایسی چیزوں کا مطالبہ کر کے جو ان پر واجب نہ ہوں اور یا انہیں زبان یا ہاتھ سے ایذاء پہنچا کر) ان کی بددعا نہ لینا کیونکہ مظلوم کی دعا اور اللہ تعالیٰ کی جانب سے اس دعا کی قبولیت کے درمیان کوئی پردہ نہیں ہے۔ (بخاری ومسلم، کتاب الزکوٰۃ)

امام ابن ماجہ علیہ الرحمہ اپنی سند کے ساتھ لکھتے ہیں: حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا امانتداری کے ساتھ زکوٰۃ وصول کرنے والا اللہ کی راہ میں لڑنے والے کے برابر ہے۔ یہاں تک یہ لوٹ کر اپنے گھر آئے۔ (سنن ابن ماجہ، کتاب الزکوٰۃ)

امام ابوداؤد علیہ الرحمہ اپنی سند کے ساتھ لکھتے ہیں: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنائے گے اور عرب کے کچھ لوگوں نے اسلام سے روگردانی کی تو (حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جنگ کرنے کا ارادہ کیا اس پر) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ آپ ان لوگوں سے کیونکر جنگ کرتے ہیں جبکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے اس وقت تک جنگ جاری رکھوں جب تک وہ یہ شہادت نہ دے دیں کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں جس نے یہ شہادت دے دی اس نے مجھ سے اپنے جان و مال کو بچالیا الا یہ کہ اسلام کا حق اس کا خون چاہتا ہو اور اس کا حساب کتاب اللہ کے ذمہ ہوگا (یہ سن کر) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ کی قسم میں ان لوگوں سے ضرور جنگ کروں گا جنہوں نے نماز اور زکوٰۃ کے درمیان تفریق کردی، حالانکہ زکوٰۃ مال کا حق ہے بخدا اگر ان لوگوں نے مجھ سے اونٹ کی ایک رسی بھی جسے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا کرتے تھے روکی تو میں ان سے جنگ کروں گا اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس کے بعد جلد ہی مجھے محسوس ہوا کہ اللہ نے جنگ کے لیے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا سینہ کھول دیا ہے اور میں سمجھ گیا کہ وہ (اپنے فیصلہ میں) حق بجانب ہیں ابوداؤد کہتے ہیں کہ ابوعبیدہ معمر المثنی نے کہا ہے کہ عقال ایک سال کا صدقہ ہے اور عقالان دو سال کا صدقہ۔ ابوداؤد کہتے ہیں کہ اس کو رباح بن زید نے بطریق معمر، زہری سے اس کی اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے اس میں عقالاً ہے اور اس کو ابن وہب نے یونس سے روایت کرتے ہوئے عناقاً کہا ہے۔ ابوداؤد کہتے ہیں کہ شعیب بن ابی حمزہ، معمر اور زبیدی نے زہری سے اس حدیث میں کہا ہے کہ اگر بکری کا ایک بچہ بھی نہ دیں گے (تب بھی میں ان سے جنگ کروں گا) اور عنبہ نے بواسطہ یونس زہری سے اس حدیث میں لفظ عناقاً ذکر کیا ہے۔

(سنن ابوداؤد، کتاب الزکوٰۃ)

تفاسیر قرآنی کے مطابق فرضیت زکوٰۃ کا بیان

اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ قِیْلَ لَهُمْ كُفُّوْۤا اَیْدِیَكُمْ وَ اَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَیْهِمُ الْقِتَالُ اِذَا فَرِیْقٌ مِّنْهُمْ یَخْشَوْنَ النَّاسَ كَخَشْیَةِ اللّٰهِ اَوْ اَشَدَّ خَشْیَةً وَقَالُوْا رَبَّنَا لِمَ كَتَبْتَ عَلَیْنَا الْقِتَالَ لَوْلَاۤ اَخَّرْتَنَاۤ اِلٰۤى اَجَلٍ قَرِیْبٍ قُلْ مَتَاعُ الدُّنْیَا قَلِیْلٌ وَالْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰى وَلَا تُظْلَمُوْنَ فَتِیْلًا ۔(النساء، ۷۷)

کیا تم نے انہیں نہ دیکھا جن سے کہا گیا اپنے ہاتھ روک لو۔اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو پھر جب ان پر جہاد فرض کیا گیا۔ تو اُن میں بعضے لوگوں سے ایسا ڈرنے لگے جیسے اللہ سے ڈرے یا اس سے بھی زائد۔اور بولے اے رب ہمارے تو نے ہم پر جہاد کیوں فرض کر دیا تھوڑی مدت تک ہمیں اور جینے دیا ہوتا تم فرمادو کہ دنیا کا برتنا تھوڑا ہے۔اور ڈر والوں کے لئے آخرت اچھی اور تم پر تاگے برابر ظلم نہ ہوگا۔(کنزالایمان)

صدرالافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: مشرکین مکہ مکرمہ میں مسلمانوں کو بہت ایذائیں دیتے تھے ہجرت سے قبل اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک جماعت نے حضور کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ ہمیں کافروں سے لڑنے کی اجازت دیجئے انہوں نے ہمیں بہت ستایا ہے اور بہت ایذائیں دیتے ہیں۔حضور نے فرمایا کہ اُن کے ساتھ جنگ کرنے سے ہاتھ روکو، نماز اور زکوٰۃ جو تم پر فرض ہے وہ ادا کرتے رہو۔ فائدہ۔اس سے ثابت ہوا کہ نماز و زکوٰۃ جہاد سے پہلے فرض ہوئیں۔(خزائن العرفان، نساء ۷۷)

امام جصاص رحمہ اللہ ان تمام آیات و احادیث سے یہ نتیجہ اخذ کرتے ہیں کہ مال میں فرض کیا گیا حق زکوٰۃ ہی ہے۔تمام مال خرچ کرنا فرض نہیں ہے۔اور یہ کہ کنز وہ مال ہے جس کی زکوٰۃ ادا نہیں کی جاتی۔

فرماتے ہیں کہ صحابہ میں حضرت عثمان اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف جیسے افراد بھی تھے جن پر فراخی ظاہراً نظر آتی تھی اور وہ بڑے مال و دولت والے تھے۔اور نبی ﷺ نے ان کے حالات کا علم ہونے کے باوجود انہیں تمام مال نکالنے کا حکم نہ دیا۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام کا تمام سونا چاندی خرچ کرنا فرض نہیں ہے۔اس میں سے فرض صرف زکوٰۃ ہے۔ہاں اگر ایسے حالات ہوں جن میں ایک دوسرے سے ہمدردی کرنا اور صدقہ خیرات کرنا لازم ٹھہرے جیسا کہ مجبور، بھوکے، لاچار، بے لباس اور ایسی میت پر صدقہ کرنا جس کے پاس کفن دفن کے لئے کچھ نہ ہو۔کیونکہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہ بنت قیس نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: مال میں زکوٰۃ کے علاوہ بھی حقوق ہیں۔اور یہ آیت تلاوت کی: لَیْسَ الْبِرَّ أَنْ تُوَلُّوا وُجُوهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلَكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّينَ وَآتَى الْمَالَ عَلَى حُبِّهِ ذَوِي الْقُرْبَى وَالْيَتَامَى وَالْمَسَاكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ وَالسَّائِلِينَ وَفِي الرِّقَابِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ وَالْمُوفُونَ بِعَهْدِهِمْ إِذَا عَاهَدُوا وَالصَّابِرِينَ فِي الْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ وَحِينَ الْبَأْسِ أُولَئِكَ الَّذِينَ صَدَقُوا وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ (البقرۃ:177)۔نیکی یہی نہیں کہ تم مشرق و مغرب (کو قبلہ سمجھ کر ان) کی طرف منہ کر لو بلکہ نیکی یہ ہے کہ لوگ اللہ پر اور روز آخرت پر اور فرشتوں پر اور (اللہ کی) کتاب اور پیغمبروں پر ایمان لائیں اور مال باوجود عزیز رکھنے

کے رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور مسافروں اور مانگنے والوں کو دیں اور گردنوں (کے چھڑانے) میں (خرچ کریں) اور نماز پڑھیں اور زکوٰۃ دیں اور جب عہد کرلیں تو اس کو پورا کریں اور سختی اور تکلیف میں اور (معرکہ) کارزار کے وقت ثابت قدم رہیں یہی لوگ ہیں جو (ایمان میں) سچے ہیں اور یہی ہیں جو (اللہ سے) ڈرنے والے ہیں۔ (احکام القرآن، البقرہ، ۱۷۷)

امام ابو بکر جصاص حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے یہ پسند نہیں کہ میرے پاس احد پہاڑی جتنا سونا ہوتا اور تین دن گزرنے کے بعد بھی اس میں سے کچھ میرے پاس رہ جائے۔ الا یہ کہ مجھے صدقہ وصول کرنے والا ہی کوئی نہ ملے یا میں اسے اپنے قرض ادا کرنے تک رکھ لوں۔

اس حدیث کے بارے میں امام جصاص فرماتے ہیں: اس میں یہ ذکر ہوا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ایسا کرنا اپنے لئے منتخب نہیں فرمایا بلکہ اسے خرچ کرنا پسند کیا۔ مگر خرچ نہ کرنے والوں پر کوئی وعید ذکر نہیں کی۔

پھر حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے ایک اور روایت نقل کرتے ہیں کہ اہل صفہ میں سے ایک شخص فوت ہوئے تو ان کے پاس سے ایک دینار نکلا۔ نبی ﷺ نے فرمایا ایک داغ آگ کا۔

مذاہب اربعہ کے مطابق فرضیت زکوٰۃ کا بیان

علامہ ابن قدامہ مقدسی حنبلی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ زکوٰۃ اسلام کے پانچ ارکانوں میں سے ایک رکن ہے۔ اور اس کی فرضیت قرآن وسنت اور اجماع امت سے ثابت ہے۔ قرآن سے اس کا ثبوت یہ ہے کہ ''تم زکوٰۃ ادا کرو'' اور حدیث معاذ رضی اللہ عنہ کے تم اس وقت تک ان سے جہاد کرو حتیٰ کہ وہ زکوٰۃ ادا کریں۔ اور اسی پر تمام امت کا اجماع ہے کہ زکوٰۃ فرض ہے۔ (المغنی، ج ۲، ص ۴۳۳، بیروت)

علامہ شرف الدین نووی شافعی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ زکوٰۃ اسلام کے اراکین میں سے رکن اور اس کے فرائض میں سے فرض ہے۔ اس کی فرضیت کی دلیل اللہ تعالیٰ کا فرمان ''تم نماز قائم اور زکوٰۃ ادا کرو'' (البقرہ ۴۳) اور حدیث سے ثبوت اس طرح ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اسلام کیا ہے؟ آپ ﷺ نے اسلام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اس طرح عبادت کر کہ اس میں کسی کو شریک نہ ٹھہرا اور تو نماز قائم کرے اور فرض زکوٰۃ ادا کرے۔ (الخ، بخاری) اس حدیث میں زکوٰۃ کے لئے فرضیت کا لفظ بھی ذکر کیا گیا ہے اور نماز کے عطف کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ لہٰذا زکوٰۃ فرض ہے اور اس کی فرضیت میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔ (مجموع، ج ۵، ص ۲۸۹، بیروت)

علامہ شہاب الدین قرافی مالکی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: زکوٰۃ فرض ہے اس کا معنی یہ ہے مال کو پاک کرنا ہے۔ اور اس کا ثبوت اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے ہے ''خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ (التوبہ، ۱۰۳)

اے محبوب ﷺ! ان کے مال میں سے زکوٰۃ تحصیل کرو جس سے تم انہیں ستھرا اور پاکیزہ کردو اور ان کے حق میں دعائے خیر کرو بیشک تمہاری دعا ان کے دلوں کا چین ہے اور اللہ سنتا جانتا ہے۔ (ذخیرہ، ج ۵، ص ۳، بیروت)

علامہ ابن محمود البابرتی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ زکوٰۃ کتاب اللہ سے اور سنت رسول ﷺ سے فرض ہے۔ اور اس کی فرضیت پر امت کا اجماع ہے اور نبی کریم ﷺ کے دور اقدس سے لے کر آج کے دن تک اس کا کسی ایک نے بھی انکار نہیں کیا۔ فقہاء بہت سے مقامات پر وجوب کا لفظ فرض کے لئے استعمال کرتے ہیں اور اس کا حکم یہ ہوتا ہے کہ ان احکام کا ثبوت بہت سی احادیث سے ہوتا ہے۔ البتہ بعض احکام اخبار احاد سے بھی ثابت ہوتے ہیں۔ لہٰذا ان دونوں الفاظ کا یعنی فرض اور واجب کا ایک دوسرے کے مقام پر مجازی طور بولا جاتا ہے۔ (عنایہ شرح الہدایہ، ج ۳، ص ۴۴، بیروت)

بَابُ التَّغْلِيظِ فِىْ حَبْسِ الزَّكَاةِ

یہ باب زکوٰۃ ادانہ کرنے کی شدید مذمت میں ہے

2439 - اَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيّ فِىْ حَدِيْثِهٖ عَنْ اَبِىْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنِ الْمَعْرُوْرِ بْنِ سُوَيْدٍ عَنْ اَبِىْ ذَرٍّ قَالَ جِئْتُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ جَالِسٌ فِىْ ظِلِّ الْكَعْبَةِ فَلَمَّا رَآنِىْ مُقْبِلاً قَالَ هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ . فَقُلْتُ مَا لِىْ لَعَلِّىْ اُنْزِلَ فِىَّ شَىْءٌ قُلْتُ مَنْ هُمْ فَدَاكَ اَبِىْ وَاُمِّىْ قَالَ الْاَكْثَرُوْنَ اَمْوَالاً اِلَّا مَنْ قَالَ هٰكَذَا وَهٰكَذَا حَتّٰى بَيْنَ يَدَيْهِ وَعَنْ يَمِيْنِهٖ وَعَنْ شِمَالِهٖ . ثُمَّ قَالَ وَالَّذِىْ نَفْسِىْ بِيَدِهٖ لَا يَمُوْتُ رَجُلٌ فَيَدَعُ اِبِلاً اَوْ بَقَرًا لَمْ يُؤَدِّ زَكَاتَهَا اِلَّا جَائَتْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَعْظَمَ مَا كَانَتْ وَاَسْمَنَهُ تَطَؤُهُ بِاَخْفَافِهَا وَتَنْطَحُهُ بِقُرُوْنِهَا كُلَّمَا نَفِدَتْ اُخْرَاهَا اُعِيْدَتْ اُوْلَاهَا حَتّٰى يُقْضٰى بَيْنَ النَّاسِ .

★★ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' آپ اس وقت خانہ کعبہ کے سائے میں بیٹھے ہوئے تھے' جب آپ نے مجھے آتے ہوئے ملاحظہ فرمایا تو ارشاد فرمایا: ربِ کعبہ کی قسم! وہ لوگ سب سے زیادہ خسارے کا شکار ہیں' میں نے سوچا' میرا خیال ہے' شاید میرے بارے میں کوئی حکم نازل ہوگیا ہے' میں نے عرض کی: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں! وہ کون لوگ ہیں؟ آپ نے فرمایا: یہ وہ لوگ ہیں' جن کے پاس مال بکثرت ہوتا ہے' البتہ وہ ان میں شامل نہیں ہوگا جو یہ کہتا ہے اتنا اور اتنا اور اتنا۔ نبی اکرم ﷺ نے اپنے آگے اپنے دائیں اور بائیں طرف اشارہ کر کے یہ بات کہی (یعنی جو شخص اللہ کی راہ میں اپنے مال کو خرچ کرتا ہے) پھر آپ نے ارشاد فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے! جو شخص مرتے ہوئے ایسا ہو کہ وہ اونٹ یا گائے چھوڑ کر جائے جس کی زکوٰۃ اس نے ادا نہ کی ہو' تو جب وہ (جانور) قیامت کے دن آئیں گے تو وہ اس سے بڑے ہوں گے جتنے دنیا میں تھے' اور اس سے زیادہ موٹے تازے ہوں گے پھر وہ اپنے پاؤں کے ذریعے اس شخص کو روندیں گے اور اپنے سینگ کے ذریعے اسے ماریں گے' جب وہ آخری جانور گزر جائے

2439-اخرجه البخاري في الزكاة، باب زكاة البقر (الحديث 1460) مختصراً، وفي الايمان و النذور ، باب كيف كانت يمين النبي صلى الله عليه وسلم (الحديث 6638) مختصراً . و اخرجه مسلم في الزكاة، تغليظ عقوبة من لا يودي الزكاة (الحديث 30) . واخرجه الترمذي في الزكاة، باب ما جاء عن رسول الله صلى الله عليه وسلم في منع الزكاة من التشديد (الحديث 617) . واخرجه النسائي في الزكاة، باب مانع زكاة الغنم (الحديث 2455) مختصراً . واخرجه ابن ماجه في الزكاة، باب ما جاء في منع الزكاة (الحديث 1785) مختصراً . تحفة الاشراف (11981) .

گا' تو پہلے والا دوبارہ آ جائے گا اور جب تک لوگوں کے درمیان فیصلہ نہیں ہو جاتا' ایسا ہی ہوتا رہے گا۔

2440 - اَخْبَرَنَا مُجَاهِدُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ جَامِعِ بْنِ اَبِیْ رَاشِدٍ عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ رَجُلٍ لَهُ مَالٌ لَا يُؤَدِّیْ حَقَّ مَالِهِ اِلَّا جُعِلَ لَهُ طَوْقًا فِیْ عُنُقِهِ شُجَاعٌ اَقْرَعُ وَهُوَ يَفِرُّ مِنْهُ وَهُوَ يَتْبَعُهُ . ثُمَّ قَرَاَ مِصْدَاقَهُ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ (وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَا اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهِ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ) الْاٰيَةَ .

☆☆ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

جس شخص کے پاس مال موجود ہو اور وہ اس مال کا حق ادا نہیں کرتا تو (قیامت کے دن) ایک سفید سر والا سانپ طوق کے طور پر اس کی گردن میں ڈال دیا جائے گا' آدمی اس سے بھاگے گا اور وہ سانپ اس کے پیچھے پیچھے جائے گا۔

(پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یا شاید راوی نے) اس کے مصداق کے طور پر قرآن کی یہ آیت تلاوت کی:

''جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل کے ذریعے مال عطا کیا ہے اور وہ اس مال کے بارے میں بخل سے کام لیتے ہیں' تم ان کے بارے میں یہ گمان نہ کرو کہ یہ ان کے لیے بہتر ہے' بلکہ یہ ان کے لیے بُرا ہے' جو وہ بخل کرتے ہیں' قیامت کے دن وہ چیز طوق کے طور پر انہیں پہنائی جائے گی''۔

2441 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ اَبِیْ عَرُوْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ اَبِیْ عَمْرٍو الْغُدَانِیِّ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَيُّمَا رَجُلٍ كَانَتْ لَهُ اِبِلٌ لَا يُعْطِیْ حَقَّهَا فِیْ نَجْدَتِهَا وَرِسْلِهَا . قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا نَجْدَتُهَا وَرِسْلُهَا قَالَ فِیْ عُسْرِهَا وَيُسْرِهَا فَاِنَّهَا تَاْتِیْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَاَغَذِّ مَا كَانَتْ وَاَسْمَنِهِ وَآشَرِهِ يُبْطَحُ لَهَا بِقَاعٍ قَرْقَرٍ فَتَطَؤُهُ بِاَخْفَافِهَا اِذَا جَائَتْ اُخْرَاهَا اُعِيْدَتْ عَلَيْهِ اُوْلَاهَا فِیْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ حَتّٰى يُقْضٰى بَيْنَ النَّاسِ فَيَرٰى سَبِيْلَهُ وَاَيُّمَا رَجُلٍ كَانَتْ لَهُ بَقَرٌ لَا يُعْطِیْ حَقَّهَا فِیْ نَجْدَتِهَا وَرِسْلِهَا فَاِنَّهَا تَاْتِیْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَغَذَّ مَا كَانَتْ وَاَسْمَنَهُ وَآشَرَهُ يُبْطَحُ لَهَا بِقَاعٍ قَرْقَرٍ فَتَنْطَحُهُ كُلُّ ذَاتِ قَرْنٍ بِقَرْنِهَا وَتَطَؤُهُ كُلُّ ذَاتِ ظِلْفٍ بِظِلْفِهَا اِذَا جَاوَزَتْهُ اُخْرَاهَا اُعِيْدَتْ عَلَيْهِ اُوْلَاهَا فِیْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ حَتّٰى يُقْضٰى بَيْنَ النَّاسِ فَيَرٰى سَبِيْلَهُ وَاَيُّمَا رَجُلٍ كَانَتْ لَهُ غَنَمٌ لَا يُعْطِیْ حَقَّهَا فِیْ نَجْدَتِهَا وَرِسْلِهَا فَاِنَّهَا تَاْتِیْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَاَغَذِّ مَا كَانَتْ وَاَكْثَرِهِ وَاَسْمَنِهِ وَآشَرِهِ ثُمَّ يُبْطَحُ لَهَا بِقَاعٍ قَرْقَرٍ فَتَطَؤُهُ كُلُّ ذَاتِ ظِلْفٍ بِظِلْفِهَا وَتَنْطَحُهُ كُلُّ ذَاتِ قَرْنٍ بِقَرْنِهَا لَيْسَ فِيْهَا عَقْصَاءُ وَلَا عَضْبَاءُ اِذَا جَاوَزَتْهُ اُخْرَاهَا اُعِيْدَتْ عَلَيْهِ اُوْلَاهَا فِیْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ حَتّٰى يُقْضٰى بَيْنَ النَّاسِ

2440-اخرجه الترمذي في تفسير القرآن، باب (ومن سورة آل عمران) (الحديث 3012) مطولاً . واخرجه النسائي في التفسير: سورة آل عمران (سيطوقون ما بخلوا به)، (الحديث 104) واخرجه ابن ماجه في الزكاة، باب فرض الزكاة (الحديث 1784) . تحفة الاشراف (9237) .

2441-اخرجه ابو داؤد في الزكاة، باب في حقوق المال (الحديث 1660) بنحوه . تحفة الاشراف (15453) .

فَیَرٰی سَبِیْلَہٗ .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:
جس شخص کے پاس اونٹ ہوں اور وہ ان کے نجدہ اور رسل میں ان کا حق ادا نہیں کرتا (یعنی ان کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتا) لوگوں نے عرض کی: یارسول اللہ! نجدہ اور رسل سے مراد کیا ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان کی تنگی اور خوشحالی۔ (پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:) تو جب وہ شخص قیامت کے دن آئے گا' تو وہ جانور زیادہ طاقتور' زیادہ موٹا تازہ اور تیز ہوگا' اس شخص کو ان جانوروں کے سامنے ایک میدان میں ڈال دیا جائے گا اور وہ جانور اپنے پاؤں کے ذریعے اس شخص کو روندیں گے' جب آخری جانور بھی ایسا کرے گا' تو پہلا جانور پھر آ جائے گا اور جب تک لوگوں کے درمیان فیصلہ نہیں ہو جاتا' اس وقت تک اس کے ساتھ ایسا ہی ہوتا رہے گا' یہ ایک ایسے دن میں ہوگا جو پچاس ہزار سال کا ہوگا' پھر وہ شخص اپنا راستہ دیکھے گا۔
جس شخص کے ساتھ گائے ہوں اور وہ تنگی اور خوشحالی میں ان کا حق ادا نہیں کرتا (یعنی ان کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتا) تو قیامت کے دن وہ گائیں زیادہ موٹی تازی اور تیز ہو کر اس کے پاس آئیں گی' اس شخص کو ان کے سامنے ایک کھلے میدان میں ڈال دیا جائے گا' وہ اسے سینگ ماریں گی' سینگ والی گائے سینگ مارے گی اور پاؤں والی اسے پاؤں مارے گی' جب آخری گائے بھی ایسا کر لے گی' تو پہلی دوبارہ آ جائے گی' جس دن کی مقدار پچاس ہزار سال کے برابر ہے' اس پورے دن میں اس کے ساتھ ایسا ہی ہوتا رہے گا' یہاں تک کہ جب لوگوں کے درمیان فیصلہ ہو جائے گا' اس وقت وہ شخص اپنا راستہ دیکھے گا۔
جس شخص کے پاس بکریاں ہوں اور وہ ان کا حق' تنگی اور خوشحالی کے دوران ادا نہیں کرتا تو قیامت کے دن وہ بکریاں زیادہ موٹی تازی اور بھاری بھرکم ہو کر اس کے سامنے آئیں گی' پھر اس شخص کو ان کے سامنے ایک کھلے میدان میں ڈال دیا جائے گا' تو پاؤں والی بکریاں اسے اپنے پاؤں کے ذریعے روندیں گی اور سینگ والی بکریاں اسے اپنے سینگ ماریں گی' ان میں کوئی ایسی بکری نہیں ہوگی' جس کا سینگ مڑا ہوا ہو یا ٹوٹا ہوا ہو' جب ان میں سے آخری گزر جائے گی' تو پہلے والی دوبارہ آ جائے گی' ایسا اس دن میں ہوگا' جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے' یہاں تک کہ جب لوگوں کے درمیان فیصلہ ہو جائے گا' اس وقت وہ شخص اپنا راستہ دیکھے گا۔

باب مَانِعِ الزَّكَاةِ

یہ باب زکوٰۃ ادا نہ کرنے والے کے بیان میں ہے

2442 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِىْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ لَمَّا تُوُفِّىَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتُخْلِفَ اَبُوْ بَكْرٍ بَعْدَهٗ وَكَفَرَ مَنْ كَفَرَ مِنَ الْعَرَبِ قَالَ عُمَرُ لِاَبِىْ بَكْرٍ كَيْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ وَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَمَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ عَصَمَ مِنِّىْ مَالَهٗ وَنَفْسَهٗ اِلَّا بِحَقِّهٖ وَحِسَابُهٗ عَلَى اللّٰهِ . فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ لَاُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ فَاِنَّ الزَّكَاةَ حَقُّ الْمَالِ

وَاللّٰهِ لَوْ مَنَعُونِیْ عِقَالاً كَانُوا يُؤَدُّوْنَهٗ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلٰى مَنْعِهٖ . قَالَ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ فَوَاللّٰهِ مَا هُوَ اِلَّآ اَنْ رَاَيْتُ اللّٰهَ شَرَحَ صَدْرَ اَبِیْ بَكْرٍ لِلْقِتَالِ فَعَرَفْتُ اَنَّهُ الْحَقُّ .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوگیا اور آپ کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر کیا گیا تو کچھ عربوں نے کفر اختیار کیا' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا: آپ ان لوگوں کے ساتھ کیسے لڑائی کریں گے جبکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

مجھے اس بات کا حکم دیا گیا ہے' میں لوگوں کے ساتھ اس وقت تک لڑتا رہوں جب تک وہ یہ اعتراف نہیں کر لیتے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے' جو شخص یہ اعتراف کر لیتا ہے' اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے' تو وہ اپنے مال' اپنی جان کو مجھ سے محفوظ کر لیتا ہے' البتہ اس کے حق کا حکم مختلف ہے اور اس کا حساب اللہ کے ذمہ ہوگا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں ایسے ہر شخص کے خلاف لڑائی کروں گا جو نماز اور زکوٰۃ کے درمیان فرق کرتا ہے' زکوٰۃ مال کا حق ہے' اللہ کی قسم! اگر وہ مجھے کوئی ایسی رسّی دینے سے انکار کرتے ہیں' جو وہ اللہ کے نبی کو ادا کیا کرتے تھے' تو میں ان کے اس انکار پر بھی ان کے ساتھ لڑائی کروں گا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اللہ کی قسم! بعد میں مجھے اندازہ ہوگیا' کہ اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو لڑائی کے لیے شرح صدر عطا کیا ہے اور مجھے یہ بھی پتہ چل گیا' کہ ان کا مؤقف درست ہے۔

فتنہ منکرین زکوٰۃ کا بیان

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا سے تشریف لے گئے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ اول قرار پائے تو کچھ نئے فتنوں نے سر ابھارنا چاہا۔ اس بارے میں ہم نے دسویں قسط میں تذکرہ صدیق کے تحت کچھ روشنی ڈالی تھی اور وہاں ان فتنوں کا تذکرہ کرتے ہوئے خصوصیت سے فتنہ ارتداد کا ذکر کیا تھا جس کے متعلق بتایا تھا کہ اس عظیم فتنہ کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کتنی جرات اور تدبر کے ساتھ ختم کیا اور وہ موت کے گھاٹ اتر گیا۔ مذکورہ بالا حدیث میں اسی قسم کے ایک اور فتنہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اس کی صورت یہ ہوئی کہ کچھ قبائل مثلاً غطفان اور بنی سلیم وغیرہ نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا اس طرح انہوں نے اسلام کے اس اہم اور بنیادی فریضہ کا انکار کیا۔

2442-اخرجه البخاري في الزكاة، باب وجوب الزكاة (الحديث 1399 و 1400)، وباب اخذ العناق في الصدقة (الحديث 1456) مختصراً، و في استتابة المرتدين و المعاندين و قتالهم، باب قتل من ابي قبول الفرائض و ما نسبوا الى الردة (الحديث 2924 و 2925)، و في الاعتصام بالكتاب و السنة، باب الاقتداء بسنن رسول الله صلى الله عليه وسلم (الحديث 8285) . واخرجه مسلم في الايمان، باب الامر بقتال الناس حتى يقولوا لا اله الا الله محمد رسول الله و يقيموا الصلاة و يؤتوا الزكاة و يؤمنوا بجميع ما جاء به النبي صلى الله عليه وسلم و ان من فعل ذلك عصم نفسه و ماله الا بحقها و و كلت سريرته الى الله تعالى و قتال من منع الزكاة و غيرها من حقوق الاسلام، و اهتمام الامام بشعائر الاسلام (الحديث 32) . واخرجه ابو داؤد في الزكاة . (الحديث 1556 و 1557) . واخرجه الترمذي في الايمان، باب ما جاء امرت ان اقاتل الناس حتى يقولوا لا اله الا الله (الحديث 2607) . واخرجه النسائي في الجهاد، باب وجوب الجهاد (3091 و 3092 و 3093)، و في تحريم الدم، 1 . (الحديث 3980 و 3981 و 3983 و 3985) . تحفة الاشراف (10666) .

ظاہر ہے کہ یہ بھی کوئی معمولی بات نہیں تھی۔ کسی فریضہ پر عمل نہ کرنا اور بات ہے مگر اس فریضہ کا سرے سے انکار ہی کر دینا ایک دوسرے معنی رکھتا ہے یہی وجہ ہے کہ منکرین زکوۃ کے بارے میں کفر حقیقی معنی میں استعمال فرمایا گیا ہے ویسے اس لفظ کے بارے میں تفصیل یہ کی جاتی ہے کہ یا تو ان لوگوں کے بارے میں لفظ " کفر" (وہ کافر ہو گئے) حقیقی معنی میں استعمال فرمایا گیا ہے کیونکہ زکوۃ کی فرضیت قطعی ہے اور فرضیت زکوۃ سے انکار کفر ہے یا یہ کہ ان لوگوں کو کافر اس لئے کہا گیا کہ انہوں نے زکوۃ دینے سے انکار کیا لہٰذا ان کے اس سخت جرم پر بطریق تغلیظ وتشدید کفر کا اطلاق کیا گیا۔ بہر حال جو معنی بھی متعین کئے جائیں ان کا یہ جرم اتنا سخت تھا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان سے جنگ کرنے کا ارادہ فرمایا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب یہ صورت حال دیکھی تو ان لوگوں کے ظاہر احوال کے مطابق کہ وہ لوگ بظاہر تو مسلمان کہلاتے ہی تھے ان کے کفر میں تامل کیا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اس فیصلہ پر اعتراض کیا مگر جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انہیں حقیقت حال بتائی تو نہ صرف یہ کہ وہ بھی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے فیصلے کے ہمنوا ہو گئے بلکہ انہیں یقین کامل بھی ہو گیا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی فراست ایمانی اور ان کے تدبر نے جو فیصلہ کیا ہے وہ بالکل صحیح ہے۔

بعض روایتوں میں منقول ہے کہ دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم حتیٰ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو جنگ کرنے سے منع کی اور کہا کہ عہد خلافت کا ابتدائی دور ہے مخالف بہت زیادہ ہیں ایسا نہ ہو کہ فتنہ وفساد پھوٹ پڑے اور اسلام کو کسی طرح نقصان پہنچ جائے اس لئے اس معاملے میں ابھی توقف کرنا چاہئے مگر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نہایت جرات اور بہادری کے ساتھ انہیں یہ جواب دیا کہ اگر اس معاملے میں تمام لوگ ایک طرف ہو جائیں اور میں تنہا رہ جاؤں تو پھر بھی اپنے فیصلے میں کوئی لچک نہیں دکھاؤں گا اور شعائر دین کی حفاظ اور اسلام کے نظریات واعمال کے تحفظ کے لئے میں نے جو قدم اٹھایا ہے اس میں لغزش نہیں آئے گی اور میں پوری قوم سے تن تنہا جنگ کروں گا اس سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اصابت رائے، جرات اور شجاعت وبہادری کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی جس نے لا الہ الا اللہ کہہ لیا، میں لا الہ الا اللہ سے مراد پورا کلمہ توحید یعنی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ، ہے کیونکہ اس بات پر اجماع واتفاق ہے کہ اسلام قبول کرنے کے لئے صرف لا الہ الا اللہ کہہ لینا ہی معتبر نہیں ہے بلکہ اللہ کی وحدانیت کے اقرار کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اقرار بھی ضروری ہے۔ الا بحقہ (سوائے اسلام حق کے) کا مطلب یہ ہے کہ اگر اس پر دیت لازم ہو گی یا اور کسی قسم کا کوئی حق اس کے ذمے ہو گا تو اس کی ادائیگی بہر صورت ضروری ہو گی اسی طرح قصاص وغیرہ میں اسے قتل کیا جا سکے گا۔ وحسابہ علی اللہ (اور اس کا حساب اللہ کے ذمہ ہے) کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص لا الہ الا اللہ کہہ لے گا اور اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرے گا تو ہم اس کے مسلمان ہونے کا اعلان کر دیں گے اور اس سے جنگ نہیں کریں گے اور نہ ہم اس کے باطن کی تحقیق و تفتیش کریں گے کہ آیا وہ اپنے ایمان واسلام میں مخلص وصادق ہے یا نہیں؟ بلکہ اس کے باطن کا حال اللہ کے سپرد کر دیں گے اگر وہ صرف ظاہر طور پر مسلمان ہوا ہو گا اور دل سے ایمان نہیں لایا ہو گا جیسا کہ منافقین کا حال ہے تو اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ اپنے آپ اس سے نمٹ لے گا۔ من فرق بین الصلوۃ والزکاۃ (جو شخص نماز اور زکوۃ کے درمیان فرق کرے گا) یعنی نماز کے

وجوب کا تو قائل ہو مگر زکوۃ کے وجوب کا منکر ہو یا نماز پڑھتا ہو مگر زکوۃ ادا نہ کرے۔ عناق بکری کے اس بچہ کو کہتے ہیں جو ایک برس سے کم عمر کا ہو۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے ارشاد میں بکری کا بچہ فرض اور واجب حق کے طلب کرنے کا سلسلہ میں بطور مبالغہ فرمایا ہے۔ یہاں یہ حقیقت پر محمول نہیں ہے کیونکہ نہ تو بکری کا وہ بچہ جو ایک سال سے کم ہو زکوۃ ہی میں لیا جاتا ہے اور نہ بکری کے ایسے بچوں میں زکوۃ ہی واجب ہوتی ہے زکوۃ میں لینے کے لئے ادنیٰ درجہ مسنہ ہے (یعنی وہ بچہ جو ایک سال کا ہو) اگر بچے بکریوں کے ساتھ ہوں گے تو پھر ان میں زکوۃ واجب ہوگی لیکن بہرصورت زکوۃ میں مسنہ ہی دیا جائے گا یہی حکم گائے اور اونٹوں کا ہے کہ زکوۃ کے طور پر بھی مسنہ ہی دیا جائے گا پچھلی قسط میں غالباً بتایا جا چکا ہے کہ بکریوں کا مسنہ تو وہ ہے جس کی عمر ایک سال ہو اور گائے کا مسنہ وہ ہے جس کی عمر دو سال ہو اور اونٹ کا مسنہ وہ ہے جو پانچ سال کا ہو۔

اب آخر میں اتنی بات اور جان لیجئے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جو فرمایا کہ میں ان کے اس انکار کی وجہ سے ان سے جنگ کروں گا، تو ابھی اوپر "کفر" کے بارے میں جو تفصیل بیان کی گئی تھی اسی طرح اس قول کے بارے میں بھی یہ تفصیل ہوگی کہ وہ وجوب زکوۃ کے منکر ہو گئے ہیں تو میں ان کے کفر اور ان کے ارتداد کی وجہ سے ان سے جنگ کروں گا اور اگر وہ منکر زکوۃ تو نہ ہوئے ہوں بلکہ زکوۃ ادا نہ کر رہے ہوں تو پھر ان سے میری جنگ شعائر اسلام کی حفاظت اور اس فتنہ کے سد باب کے لئے ہو گی۔

منکر زکوۃ سے زکوۃ وصول کرنے میں ائمہ فقہاء کے مذاہب

علامہ ابن قدامہ مقدسی حنبلی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: جس نے زکوۃ کا انکار کیا وہ اسی طرح جیسے اس نے قرآن وسنت کا انکار کیا ہے اور ان دونوں یعنی قرآن وسنت کا انکار کرنا کفر ہے۔

اور اگر کوئی اس کے وجوب کے انکار کا عقیدہ رکھتا ہے تب امام کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس کی زکوۃ مقرر کرے اور اس سے وصول کرے۔ البتہ زکوۃ سے زیادہ وصول نہ کرے۔ اور اکثر اہل علم یعنی حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، امام مالک اور امام شافعی اور ان کے اصحاب کا یہی قول ہے۔

حضرت اسحٰق بن راہویہ اور حضرت ابوبکر عبدالعزیز علیہما الرحمہ نے کہا ہے کہ جب وہ اپنا مال چھپائے تا کہ زکوۃ ادا نہ کرنی پڑے حتیٰ کہ امام پر ظاہر ہو جائے تو وہ ان سے زکوۃ وصول کرے گا۔ (المغنی، ج ۴، ص ۴۴۳، بیروت)

باب عُقُوبَةِ مَانِعِ الزَّكَاةِ

یہ باب زکوۃ ادا نہ کرنے والے کی سزا کے بیان میں ہے

2443 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا بَهْزُ بْنُ حَكِيمٍ قَالَ حَدَّثَنِي اَبِي عَنْ جَدِّي

2443-اخرجه ابو داؤد في الزكاة، باب في زكاة السائمة (الحديث 1575) . واخرجه النسائي في الزكاة، باب سقوط الزكاة عن الابل اذا كانت رسلا لاهلها و لحمولتهم (الحديث 2448) . تحفة الاشراف (11384) .

قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِيْ كُلِّ إِبِلٍ سَائِمَةٍ فِيْ كُلِّ اَرْبَعِيْنَ ابْنَةُ لَبُوْنٍ لَا يُفَرَّقُ إِبِلٌ عَنْ حِسَابِهَا مَنْ اَعْطَاهَا مُؤْتَجِرًا فَلَهُ اَجْرُهَا وَمَنْ اَبٰى فَاِنَّا اٰخِذُوْهَا وَشَطْرَ اِبِلِهٖ عَزْمَةٌ مِنْ عَزَمَاتِ رَبِّنَا لَا يَحِلُّ لِاٰلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهَا شَيْءٌ .

☆☆ بہز بن حکیم بیان کرتے ہیں' میرے والد نے میرے دادا کے حوالے سے یہ بات نقل کی ہے' میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

چرنے والے اونٹوں میں سے' چالیس اونٹوں میں سے' ایک بنت لبون (کی ادائیگی زکوۃ کے طور پر) لازم ہوگی۔ حساب لگانے کے دوران اونٹوں کے درمیان کوئی فرق نہیں کیا جائے' جو شخص اجر کے حصول کے لیے ادائیگی کرے گا' اسے اجر ملے گا اور جو شخص ادائیگی سے انکار کرے گا' تو ہم اس سے وصولی کرلیں گے' یہ ہمارے پروردگار کا حکم ہے اور آلِ محمد کے لیے ان میں سے کوئی چیز لینا جائز نہیں ہے۔

زکوٰۃ نہ دینے والوں کی سزا کا بیان

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے مال وزر دیا اور اس نے اس کی زکوۃ ادا نہیں کی تو قیامت کے دن اس کا مال وزر گنجے سانپ کی شکل میں تبدیل کیا جائے گا جس کی آنکھوں پر دو سیاہ نقطے ہوں گے پھر وہ سانپ اس شخص کے گلے میں بطور طوق ڈالا جائے گا اور وہ سانپ اس شخص کی دونوں باچھیں پکڑے گا اور کہے گا کہ میں تیرا مال ہوں تیرا مال ہوں، تیرا خزانہ ہوں اس کے بعد آپ نے یہ آیت پڑھی (وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ ، آل عمران: 180) وہ لوگ جو بخل کرتے ہیں یہ گمان نہ کریں الی آخر الآیہ (بخاری، مشکوۃ المصابیح، جلد دوم: رقم الحدیث، 270)

گنجے سانپ کا مطلب یہ ہے کہ اس کے سر پر بال نہیں ہوں گے اور یہ گنجا پن سانپ کے بہت زیادہ زہریلا اور دراز عمر ہونے کی علامت ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ارشاد گرامی کے بعد بطور استدلال آیت کریمہ کی تلاوت فرما کر آگاہ فرمایا کہ خوب اچھی طرح سن لو کہ اللہ تعالیٰ بھی یہی ارشاد فرماتا ہے۔

چنانچہ پوری آیت یہ ہے (وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَا اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ، آل عمران: 180) جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مال عطا فرمایا ہے اور وہ اس میں بخل کرتے ہیں تو وہ اپنے اس مال کے بارہ میں یہ گمان نہ کریں کہ وہ ان کے لئے بہتر ہے بلکہ وہ مال تو ان کے حق میں سراسر وبال جان ہے اور یاد رکھو وہ وقت دور نہیں ہے کہ جب قیامت کے دن وہ اس مال کا کہ جس میں بخل کرتے ہیں طوق پہنائے جائیں یعنی ان کا مال طوق بنا کر ان کی گردنوں میں ڈالا جائے گا۔

بخل کے لغوی معنی ومفہوم کا بیان

علامہ مجد الدین محمد بن یعقوب فیروز آبادی متوفی ۸۱۷ھ لکھتے ہیں: بخل کرم کی ضد ہے۔

(القاموس المحیط ج ۳ ص ۳۸۸ مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت ۱۴۱۲ھ)

علامہ حسین بن محمد راغب اصفہانی متوفی ۵۰۲ھ لکھتے ہیں: جس مال کو جمع کرنے کا حق نہ ہو اس کو خرچ نہ کرنا بخل ہے اس کا مقابل جود ہے بخیل اس شخص کو کہتے ہیں جو بہ کثرت بخل کرے بخل کی دو قسمیں ہیں اپنے مال میں بخل کرنا اور غیر کے مال میں بخل کرنا اور یہ زیادہ مذموم ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

(آیت) الذین یبخلون ویامرون الناس بالبخل ویکتمون ما اتھم اللہ من فضلہ واعتدنا للکفرین عذابا مھینا . (النساء:۳۷)

جو لوگ بخل کرتے ہیں اور لوگوں کو بھی بخل کا حکم دیتے ہیں اور اللہ نے اپنے فضل سے جو ان کو دیا ہے اس کو چھپاتے ہیں اور ہم نے کافروں کے لیے ذلت والا عذاب تیار کر رکھا ہے: (المفردات ص ۳۸ مطبوعہ کتاب فروشے مرتضوی ۱۳۶۲ھ)

بخل کا شرعی معنی اور اس کی اقسام کا بیان

بخل کرم اور جود کی ضد ہے بغیر عوض کسی کو مال دینے سے منقبض اور تنگ ہونے کو بخل کہتے ہیں یا کوئی شخص اس وقت مال خرچ نہ کرے جب اس مال کو خرچ کرنے کی ضرورت اور اس کا موقع اور محل ہو عرب کہتے ہیں بخلت العین بالدموع آنکھوں نے آنسوؤں میں بخل کیا اور جب آنسو بہانے کا وقت تھا اس وقت آنسو نہیں بہائے۔

تحقیق یہ ہے کہ جہاں خرچ کرنا واجب ہو وہاں خرچ نہ کرنا بخل ہے اور جہاں خرچ نہ کرنا واجب ہو وہاں خرچ کرنا اسراف اور تبذیر ہے اور ان کے درمیان جو متوسط کیفیت ہے وہ محمود ہے اس کو جود اور سخا کہتے ہیں قرآن مجید میں ہے۔

(آیت) ولا تجعل یدک مغلولۃ الی عنقک ولا تبسطھا کل البسط فتقعد ملوما محسورا .

(الاسراء:۲۹)

ترجمہ: اور اپنا ہاتھ گردن سے بندھا ہوا نہ رکھ اور نہ اسے پوری طرح کھول دے کہ ملامت زدہ تھکا ہارا بیٹھا رہے۔

(آیت) والذین اذا انفقوا لم یسرفوا ولم یقتروا وکان بین ذلک قواما . (الفرقان:۶۷)

ترجمہ: اور وہ لوگ جو خرچ کرتے وقت فضول خرچی کرتے ہیں اور نہ تنگی سے کام لیتے ہیں اور ان کا خرچ کرنا زیادتی اور کمی کے درمیان معتدل ہوتا ہے۔

خرچ کرنا شرعا واجب ہوتا ہے یا عرف اور عادت کے اعتبار سے زکوۃ صدقہ فطر قربانی حج جہاد اور اہل وعیال کی ضروریات پر خرچ کرنا شرعا واجب ہے جو ان پر خرچ نہ کرے وہ سب سے بڑا بخیل ہے اور دوستوں رشتہ داروں اور ہمسایوں پر خرچ کرنا عرف اور عادت کے اعتبار سے واجب ہے جو ان پر خرچ نہ کرے وہ اس سے کم درجہ کا بخیل ہے اور بخل کی ایک تیسری قسم بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ انسان فرائض اور واجبات کی ادائیگی میں تو خرچ کرتا ہے لیکن نفلی صدقات عام فقراء اور مساکین اور سائلین اور رفاہی کاموں میں خرچ نہیں کرتا اور باوجود وسعت ہونے کے اپنا ہاتھ روک کر رکھتا ہے اور پیسے گن گن کر رکھتا ہے یہ بخل کی تیسری قسم ہے لیکن یہ پہلے دو درجوں سے کم درجہ کا بخل ہے۔

بخل کی مذمت کے متعلق قرآن مجید کی آیات کا بیان

(آیت) واما بن بخل واستغنی، وکذب بالحسنی، فسنیسره للعسری، (اللیل:۱۰۔۸)

اور جس نے بخل کیا اور (تقوی سے) بے پرواہ رہا اور اس نے نیکی کو جھٹلایا تو ہم عنقریب اس کے لیے تنگی کا راستہ مہیا کردیں گے۔

(آیت) فلما اتھم من فضله بخلوا به وتولوا وھم معرضون ۔ (التوبہ:۷۶)

تو جب اللہ نے ان کو اپنے فضل سے دے دیا تو وہ اس میں بخل کرنے لگے اور انہوں نے پیٹھ پھیر لی درآن حالیکہ وہ اعراض کرنے والے تھے۔

(آیت) ھانتم ھولآء تدعون لتنفقوا فی سبیل الله فمنکم من یبخل ومن یبخل فانما یبخل عن نفسه والله الغنی انتم الفقرآء ۔ (محمد:۳۸)

ہاں تم وہی لوگ ہو جنہیں اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی دعوت دی جاتی ہے تو تم میں سے کوئی بخل کرتا ہے اور جو بخل کرتا ہے وہ صرف اپنے آپ سے بخل کرتا ہے اور اللہ بے نیاز ہے اور تم سب اس کے محتاج ہو۔

(آیت) الذین یبخلون ویامرون الناس بالبخل ومن یتول فان الله ھو الغنی الحمید ۔ (الحدید:۲۴)

جو لوگ بخل کرتے ہیں اور دوسرے لوگوں کو بھی بخل کرنے کا حکم دیتے ہیں اور جس نے اعراض کیا تو اللہ بے نیاز ہے ستائش کیا ہوا۔

(آیت) الذین یبخلون ویامرون الناس بالبخل ویکتمون ما اتھم الله من فضله واعتدنا للکفرین عذابا مھینا ۔ (النساء:۳۷)

جو لوگ بخل کرتے ہیں اور لوگوں کو بھی بخل کا حکم دیتے ہیں اور اللہ نے اپنے فضل سے جو ان کو دیا ہے اس کو چھپاتے ہیں اور ہم نے کافروں کے لیے ذلت والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

(آیت) ویل لکل ھمزة لمزة، الذی جمع مالا وعدده، یحسب ان ماله اخلده، کلا لینبذن فی الحطمه، وما ادراك ما الحطمة، نار الله الموقدة، (الھمزۃ:۶۔۱)

ہر طعنہ دینے والے اور چغلخوری کرنے والے کے لیے ہلاکت ہے، جس نے مال جمع کیا اور اس کو گن گن کر رکھا، وہ گمان کرتا ہے کہ اس کا مال اس کو ہمیشہ زندہ رکھے گا، ہرگز نہیں وہ چورا چورا کرنے والی میں ضرور پھینک دیا جائے گا، آپ کیا جانتے ہیں کہ چورا چورا کردینے والی کیا چیز ہے؟، اللہ کی بھڑکائی ہوئی آگ ہے، جو دلوں پر چڑھ جائے گی۔

(آیت) والذین یکنزون الذھب والفضة ولا ینفقونھا فی سبیل الله فبشرھم بعذاب الیم، یوم یحمی علیھا فی نار جھنم فتکون بھا جباھھم وجنوبھم وظھورھم ھذا ما کنزتم لانفسکم فذوقوا ماکنتم تکنزون ۔ (التوبہ:۳۵۔۳۴)

اور جو لوگ سونا اور چاندی جمع کر کے رکھتے ہیں اور ان کو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے نہیں کرتے ان سب کو دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دیجئے۔ جس دن وہ (سونا چاندی) جہنم کی آگ میں تپایا جائے گا پھر اس سے ان کی پیشانیاں ان کے پہلو اور ان کی پیٹھوں کو داغا جائے گا یہ ہے وہ (مال) جو تم نے اپنے لیے جمع کر رکھا تھا سو اپنے جمع کیے ہوئے کا مزہ چکھو۔

بخل کی مذمت کے متعلق احادیث اور آثار کا بیان

امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ روایت کرتے ہیں: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا جس شخص کو اللہ نے مال دیا اور اس نے اس کی زکوۃ ادا نہیں کی قیامت کے دن وہ مال ایک موٹا اور گنجا سانپ بنا دیا جائے گا جس کی آنکھوں کے اوپر دو سیاہ نقطے ہوں گے پھر اس شخص کو وہ سانپ اپنے دو جبڑوں سے پکڑ لے گا اور کہے گا میں تیرا مال ہوں اور تیرا خزانہ ہوں پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت کی: (آیت) ولا یحسب الذین یبخلون۔ الآیۃ (آل عمران: ۱۸۰) (صحیح البخاری ج ۱ص ۴۳۰ رقم الحدیث ۱۴۰۳ مطبوعہ دار الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۲ھ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: ہر روز فرشتے نازل ہو کر دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ خرچ کرنے والے کو اس کا بدل عطا فرما اور اے اللہ خرچ نہ کرنے والے کے مال کو ضائع کر دے۔ (صحیح البخاری ج ۱ص ۴۴۳ رقم الحدیث ۱۴۴۲ مطبوعہ دار الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۲ھ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو بہ کثرت مرتبہ یہ دعا کرتے ہوئے سنا ہے: اے اللہ! میں پریشانی غم عاجز ہونے سستی بخل بزدلی قرض کی زیادتی اور لوگوں کے غلبہ سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔ (صحیح البخاری ج ۳ص ۳۰۵ رقم الحدیث ۲۸۹۳ مطبوعہ دار الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۲ھ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے بخیل اور صدقہ کرنے والے کی ایک مثال بیان فرمائی ان کی مثال ان دو آدمیوں کی طرح ہے جنہوں نے لوہے کی دو زرہیں پہنی ہوئی ہیں جو انکی چھاتیوں سے ہنسلیوں اور ان کے ہاتھوں تک ہیں جب صدقہ کرنے والا صدقہ دینے کا ارادہ کرتا ہے تو وہ زرہ اس سے ڈھیلی ہو جاتی ہے حتیٰ کہ اس کی انگلیوں کو ڈھانپ لیتی ہے اور اس کا نشان مٹ جاتا ہے اور جب بخیل کسی چیز کے صدقہ کا ارادہ کرتا ہے تو اس زرہ کا ہر حلقہ اپنی جگہ تنگ ہو جاتا ہے۔ (صحیح البخاری ج ۷ص ۴۷ رقم الحدیث ۵۷۹۷ مطبوعہ دار الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۲ھ)

سخی کی مثال اس شخص کی طرح ہے جس نے پوری زرہ پہنی اور وہ اس کے جسم پر پھیلتی رہی حتیٰ کہ اس نے پورے بدن کو چھپا لیا اور زرہ نے اس کو محفوظ کر لیا اور بخیل کی مثال اس شخص کی طرح ہے جس کے دونوں ہاتھ طوق بنے ہوئے ہیں جو اس کے سینہ کے سامنے ابھرے ہوئے ہیں جب وہ زرہ پہننے کا ارادہ کرتا ہے تو وہ درمیان میں حائل ہو جاتے ہیں اور اس زرہ کو بدن پھیلنے نہیں دیتے اور وہ اس کی گردن میں اکٹھی ہو کر اس کی ہنسلیوں سے چمٹ جاتی ہے اور اس کے لیے وبال جان اور بوجھ بن جاتی ہے اور اس کے بدن کی حفاظت نہیں کرتی خلاصہ یہ ہے کہ سخی جب خرچ کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کا سینہ کھل جاتا ہے اور اس کے ہاتھ اس کی موافقت کرتے ہیں اور اس کے ہاتھ فراخ ہو جاتے ہیں اور بخیل جب کچھ دینے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کا سینہ

تنگ ہوجاتا ہے اور اس کے ہاتھ کوتاہ ہوجاتے ہیں یہ بھی ہوسکتا ہے کہ یہ صدقہ کرنے سے مال بڑھنے اور بخل سے مال کم ہونے کی مثال ہو اور اس کا معنی یہ بھی ہوسکتا ہے کہ سخی پر اللہ دنیا اور آخرت میں پردہ رکھتا ہے جس طرح یہ زرہ اس کے جسم کو چھپا لیتی ہے اور بخیل کے عیوب دنیا اور آخرت میں کھل جاتے ہیں جس طرح یہ زرہ اس کے گلے میں سکڑ کر اکٹھی ہوجاتی ہے اور اس کا باقی جسم برہنہ ہوجاتا ہے۔

امام خرائطی متوفی ۳۲۷ھ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا سخی کی لغزش سے درگذر کرو کیونکہ وہ جب بھی لڑکھڑاتا ہے تو اللہ اس کے ہاتھ کو پکڑ لیتا ہے۔

(مکارم الاخلاق ج ۲ ص ۵۹۰ مطبوعہ دار الکتب المصریہ مصر ۱۴۱۱ھ)

امام مسلم بن حجاج قشیری ۲۶۱ھ روایت کرتے ہیں: حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا: ہر وہ اونٹ والا جو اونٹوں کا حق ادا نہیں کرے گا قیامت کے دن اس کے اونٹ بہت فربہ ہوکر آئیں گے اور اس کے سامنے چٹیل میدان میں مالک کو بٹھا دیا جائے گا اور اونٹ اس کو اپنی ٹانگوں اور کھروں کے ساتھ روندتے ہوئے گزر جائیں گے اور جو گائے والا گائے کا حق ادا نہیں کرے گا قیامت کے دن وہ گائیں بہت فربہ ہوکر آئیں گی اور اس کے سامنے چٹیل میدان میں مالک کو بٹھا دیا جائے گا اور وہ اس کو سینگوں سے مارتی ہوئی اور پیروں سے کچلتی ہوئی گزر جائیں گی اور جو بکریوں والا بکریوں کا حق ادا نہیں کرے گا قیامت کے دن وہ بکریاں بہت فربہ ہوکر آئیں گی اور اس کے سامنے چٹیل میدان میں مالک کو بٹھا دیا جائے گا اور وہ اس کو سینگوں سے مارتی ہوئی اور کھروں سے روندتی ہوئی گزر جائیں گی اس دن ان میں نہ کوئی بغیر سینگ کے ہوگی نہ کسی کا سینگ ٹوٹا ہوا ہوگا اور جو خزانہ والا خزانہ میں سے اللہ کا حق ادا نہیں کرے گا تو قیامت کے دن اس کا خزانہ گنجے سانپ کی شکل میں منہ کھولے اس کے پیچھے دوڑے گا خزانہ کا مالک بھاگے گا تو ایک منادی آواز دے کر کہے گا اپنا خزانہ لے لو ہمیں اس کی ضرورت نہیں ہے جب خزانہ کے مالک کو کوئی چارہ نظر نہیں آئے گا تو وہ اس سانپ کے منہ میں ہاتھ ڈال دے گا اور سانپ اونٹ کی طرح اس کے ہاتھ کو چبائے گا راوی کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اونٹنی کا کیا حق ہے؟ آپ نے فرمایا پانی کے موقع پر اس کا دودھ دوہنا (تاکہ لوگ اس کو پئیں) اور ڈول دینا اور نر اونٹ کو جفتی کے لیے عاریۃً دینا اور اونٹنی کو دودھ پینے کے لیے (ضرورت مندوں کو) دینا اور راہ خدا میں اس پر لوگوں کا مال لاد دینا۔

(صحیح مسلم ج ۲ ص ۶۸۴ رقم الحدیث: ۹۸۸ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

امام ابوداود سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ روایت کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: تنگ دلی کرنے سے بچو کیونکہ تم سے پہلے لوگ تنگ دلی کی وجہ سے ہلاک ہوگئے اس تنگ دلی نے انکو بخل کا حکم دیا تو انہوں نے بخل کیا اور اس نے ان کو قطع تعلق کرنے کا حکم دیا تو انہوں نے قطع تعلق کیا اور اس نے ان کو جھوٹ بولنے کا حکم دیا تو انہوں نے جھوٹ بولا۔

ہم نے الشح کا ترجمہ تنگ دلی کیا ہے کیونکہ حافظ منذری متوفی ۶۵۶ھ نے لکھا ہے کہ شح منع کرنے میں بخل سے زیادہ بلیغ

ہے شح بہ منزلہ جنس ہے اور بخل بہ منزلہ نوع ہے شح انسان کی طبیعت اور جبلت کی طرف سے وصف لازم کی طرح ہے اور بعض نے کہا کہ بخل صرف مال میں ہوتا ہے اور شح مال اور نیکی دونوں میں ہوتا ہے۔ (مختصر سنن ابوداود ج ۲ ص ۲۶۳ مطبوعہ دار المعرفہ بیروت)

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! میرے پاس صرف وہی مال ہے جو زبیر نے اپنے گھر میں رکھا ہے کیا میں اس میں سے دیا کروں؟ آپ نے فرمایا دیا کرو اور تھیلی کا منہ باندھ کر نہ رکھو ورنہ تم بھی بندش کر دی جائے گی۔

حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) بیان کرتی ہیں کہ انہوں نے مساکین یا صدقہ کو گننے کا ذکر کیا تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا دیا کرو اور گنا نہ کرو ورنہ تم کو بھی گن کر دیا جائے گا۔

(سنن ابوداود ج ۲ ص ۱۳۷ رقم الحدیث: ۱۷۰۰، ۱۶۹۹، ۱۶۹۸ مطبوعہ دار الجیل بیروت ۱۴۱۳ھ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: انسان کا بدترین خلق گھبراہٹ پیدا کرنے والا بخل ہے (یعنی کسی کو دینے سے دل گھبراتا ہو) اور بے شرمی والی بزدلی ہے۔

(سنن ابوداود ج ۳ ص ۱۲ رقم الحدیث: ۲۵۱۱ مطبوعہ دار الجیل بیروت ۱۴۱۳ھ)

ابوامیہ شعبانی کہتے ہیں کہ میں نے ابوثعلبہ خشنی سے پوچھا کہ تم علیکم انفسکم المائدہ: ۱۰۵ تم (صرف) اپنی جانوں کی فکر کرو کی کیا تفسیر کرتے ہو؟ انہوں نے کہا میں نے اس آیت کے متعلق رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے دریافت کیا تھا آپ نے فرمایا: نیکی کا حکم دو اور برائی سے منع کرو حتیٰ کہ تم جب یہ دیکھو کہ بخل کی موافقت کی جارہی ہے اور خواہش کی پیروی کی جارہی ہے اور دنیا کو ترجیح دی جارہی ہے اور ذو رائے اپنی رائے کو اچھا سمجھ رہا ہے تو تم صرف اپنی جان کی فکر کرو اور عوام کو چھوڑ دو کیونکہ تمہارے بعد صبر کے ایام ہوں گے ان میں صبر کرنا انگاروں کو پکڑنے کی مثل ہے اور ان ایام میں (نیک) عمل کرنے والے کو پچاس آدمیوں کے (نیک) عمل کا اجر ملے گا۔ (سنن ابوداود ج ۴ ص ۱۲۱ رقم الحدیث: ۴۳۴۱ مطبوعہ دار الجیل بیروت ۱۴۱۳ھ)

امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ روایت کرتے ہیں: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: مسلمان میں دو خصلتیں جمع نہیں ہوتیں۔ بخل اور بد خلقی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم فرمایا دھوکا دینے والا احسان جتلانے والا اور بخیل جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

(الجامع الصحیح ج ۴ ص ۳۴۳ رقم الحدیث: ۱۹۶۳۔ ۱۹۶۲ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: جب تمہارے اچھے لوگ تمہارے حاکم ہوں اور تمہارے مال دار سخی ہوں اور تمہارے باہمی امور مشاورت سے ہوں تو زمین کے اوپر رہنا تمہارے لیے زمین کے نیچے دفن ہونے سے بہتر ہے اور جب تمہارے بدترین لوگ تمہارے حاکم ہوں اور تمہارے مالدار بخیل ہوں اور تمہارے امور تمہاری عورتوں کے سپرد ہوں تو زمین کے نیچے دفن ہونا تمہارے لیے زمین کے اوپر رہنے سے بہتر ہے۔

(الجامع الصحیح ج ۴ ص ۵۲۹ رقم الحدیث: ۲۲۶۶ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

امام احمد بن شعیب نسائی متوفی ۳۰۳ھ روایت کرتے ہیں: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: سات ہلاک کرنے والی چیزوں سے بچو عرض کیا گیا وہ کیا ہیں؟ فرمایا: اللہ کے ساتھ شرک کرنا بخل کرنا (اور روایت میں سحر ہے) ناحق قتل کرنا سود کھانا یتیم کا مال کھانا جنگ کے دن پیٹھ پھیرنا پاک دامن مومن بھولی بھالی عورتوں کو تہمت لگانا۔ (سنن نسائی ج ۲ ص ۱۳۳ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی)

امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ متوفی ۲۷۳ھ روایت کرتے ہیں: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا (قرب قیامت میں) احکام میں سختی زیادہ ہوگی اور دنیا میں صرف بدبختی زیادہ ہوگی اور لوگوں میں صرف بخل زیادہ ہوگا اور قیامت صرف بدترین لوگوں پر قائم ہوگی اور عیسیٰ بن مریم کے سوا کوئی ہدایت یافتہ نہیں ہوگا۔ (سنن ابن ماجہ ج ۲ ص ۱۳۴۱۔۱۳۴۰ رقم الحدیث ۴۰۳۹ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ روایت کرتے ہیں: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کسی بندہ کے پیٹ میں اللہ کی راہ میں غبار اور جہنم کا دھواں جمع نہیں ہوگا اور کسی بندہ کے دل میں ایمان اور بخل جمع نہیں ہوں گے۔ (مسند احمد ج ۲ ص ۳۴۰ مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۳۹۸ھ)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ ظہر یا عصر کی نماز پڑھ رہے تھے اچانک رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کسی چیز کو پکڑنے لگے پھر آپ پیچھے ہٹے اور لوگ بھی پیچھے ہٹ گئے جب آپ نے نماز پڑھ لی تو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے پوچھا آپ نے نماز میں ایک کام کیا جو آپ پہلے نہیں کرتے تھے آپ نے فرمایا مجھ پر جنت پیش کی گئی اس میں چمک اور تروتازگی تھی۔ میں نے تمہارے پاس لانے کے لیے انگوروں کا ایک گچھا پکڑا تو میرے اس کے درمیان ایک چیز حائل کر دی گئی اگر میں اس کو لے آتا تو اس کو آسمان اور زمین کے درمیان کھایا جاتا اور اس میں کچھ کمی نہیں ہوتی پھر میرے سامنے دوزخ پیش کی گئی جب میں نے اس کی تپش دیکھی تو میں اس سے پیچھے ہٹا اور میں نے دوزخ میں ان عورتوں کو دیکھا جن کو کوئی راز بتایا جاتا تو وہ اس کو افشاء کر دیتیں ان سے سوال کیا جاتا تو وہ بخل کرتیں اور جب وہ خود سوال کرتیں تو گڑگڑا کر کرتیں اگر ان کو کچھ دیا جاتا تو وہ اس کا شکر ادا نہ کرتیں۔

(مسند احمد ج ۳ ص ۳۵۳۔۳۵۲ مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۳۹۸ھ)

امام ابوبکر محمد بن جعفر الخرائطی المتوفی ۳۲۷ھ روایت کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: کسی شخص کے گناہ گار ہونے کے لیے یہ کافی ہے کہ وہ اپنے اہل وعیال کو ضائع کر دے۔

(مکارم الاخلاق ج ۲ ص ۵۹۲ مطبوعہ دار الکتب المصریہ مصر ۱۴۱۱ھ)

امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ روایت کرتے ہیں: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا! اے ابن آدم! اگر تو خرچ کرے تو یہ تیرے لیے بہتر ہے اور اگر تو بخل کرے تو یہ تیرے لیے بدتر ہے اور قدر ضروری پر تجھے ملامت نہیں کی جائے گی اور اپنے اہل وعیال سے ابتداء کر اور اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر

ہے اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے: (صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۸۷، سنن کبریٰ للبیہقی ج ۴ ص ۱۸۱)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: وہ شخص مومن (کامل) نہیں ہے جو سیر ہو کر کھائے اور اس کا پڑوسی بھوک سے کروٹیں بدل رہا ہو۔ (مستدرک ج ۴ ص ۱۶۸ مطبوعہ دارالباز مکہ مکرمہ)

بہز بن حکیم اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: جس شخص کا غلام اس کے پاس جائے اور اس سے کسی فالتو چیز کا سوال کرے اور وہ اس کو نہ دے تو قیامت کے دن وہ فالتو چیز جس سے اس نے منع کیا تھا ایک گنجا سانپ بن کر اس کو اپنے جبڑوں سے چبائے گی۔ (سنن کبریٰ للبیہقی ج ۴ ص ۱۷۹)

قتادہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سلیمان بن داود علیہما السلام فرماتے تھے جب تم سیر ہو تو بھوکے کو یاد کرو اور جب تم غنی ہو تو فقراء کو یاد کرو۔ (شعب الایمان ج ۳ ص ۲۳۶۔۲۲۴ مطبوعہ دارالباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۰ھ رقم الحدیث: ۳۳۹۳۔۳۳۹۰۔۳۳۸۹۔۳۳۸۶)

امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری متوفی ۳۱۰ھ روایت کرتے ہیں: حجر بن بیان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا جو شخص اپنے کسی رشتہ دار کے پاس جا کر اس سے کسی فاضل چیز کا سوال کرے جو اس کو اللہ نے دی ہے اور وہ اس کو دینے سے بخل کرے تو وہ چیز قیامت کے دن آگ کا سانپ بن کر اس کے گلے میں طوق بن جائے گی اور اس کو اپنے جبڑوں سے چبائے گی پھر انہوں نے یہ آیت پڑھی (آیت) **ولا یحسبن الذین یبخلون بما اتھم اللہ من فضلہ**

(آل عمران: ۱۸۰)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اس آیت کی تفسیر میں بیان کرتے ہیں کہ ایک سانپ ان (بخلاء) میں سے کسی ایک کے سر کو کھوکھلا کرے گا اور کہے گا میں تیرا وہ مال ہوں جس کے ساتھ تو نے بخل کیا تھا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ قیامت کے دن اس کا مال ایک سانپ کی شکل میں آئے گا اور اس کے سر کو کھوکھلا کرے گا اور کہے گا میں تیرا وہ مال ہوں جس کے ساتھ تو نے بخل کیا تھا پھر اس کی گردن پر لپٹ جائے گا۔

ابووائل بیان کرتے ہیں کہ اس سے مراد وہ شخص ہے جس کو اللہ نے مال دیا ہو اور وہ اپنے قرابت داروں کو اس کا حق دینے سے منع کرے جو اللہ نے اس کے مال میں ان کا حق رکھا ہے پھر اس مال کو سانپ بنا کر اس کے گلے میں طوق ڈال دیا جائے گا وہ شخص کہے گا تیرا مجھ سے کیا واسطہ ہے وہ سانپ کہے گا میں تیرا مال ہوں۔

(جامع البیان ج ۴ ص ۱۲۸۔۱۲۷ مطبوعہ دارالمعرفۃ بیروت ۱۴۰۹ھ)

حافظ شمس الدین محمد بن احمد ذہبی متوفی ۷۴۸ھ لکھتے ہیں: محمد بن یوسف فریابی متوفی ۲۱۲ھ (یہ امام احمد اور امام بخاری کے اصحاب میں سے ہیں) بیان کرتے ہیں میں اپنے اصحاب کے ساتھ ابوسنان رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کی زیارت کے لیے گیا جب ہم ان کے پاس گئے تو انہوں نے کہا چلو ہم اپنے پڑوسی کی تعزیت کے لیے جائیں اس کا بھائی فوت ہو چکا ہے جب ہم اس کے پاس پہنچے تو وہ اپنے بھائی پر زار و قطار رو رہا تھا ہم نے اس کو تسلی دی اور تعزیت کی لیکن اس کو قرار نہیں آیا ہم نے اس سے کہا تم کو معلوم ہے کہ موت سے کسی کو رستگاری نہیں ہے اس نے کہا یہ ٹھیک ہے میں اس لیے رو رہا ہوں کہ میرے بھائی کو صبح وشام

عذاب ہوتا ہے ہم نے کہا کیا تم کو اللہ نے غیب پر مطلع کر دیا ہے؟ اس نے کہا نہیں! جب ہم نے اس کو دفن کیا اور اس پر مٹی برابر کی اور لوگ چلے گئے تو میں اس کے پاس بیٹھ گیا اچانک میں نے یہ آواز سنی آہ انہوں نے مجھے اکیلے بٹھا دیا ہے اور میں عذاب برداشت کر رہا ہوں حالانکہ میں نماز پڑھتا تھا اور روزے رکھتا تھا مجھے اس کے کلام نے رلا دیا میں نے قبر سے مٹی کھود کر ہٹائی تا کہ اس کا حال دیکھوں اس وقت اس کی قبر آگ سے بھڑک رہی تھی۔

اور اس کی گردن میں آگ کا طوق پڑا ہوا تھا بھائی کی محبت سے مجبور ہو کر میں نے اس کی گردن سے طوق نکالنے کے لیے ہاتھ بڑھایا تو میری انگلیاں اور ہاتھ جل گیا پھر اس نے ہمیں اپنا ہاتھ نکال کر دکھایا جو جل کر سیاہ ہو چکا تھا اس نے کہا میں نے قبر پر دوبارہ مٹی ڈال دی اور لوٹ آیا ہم نے پوچھا تمہارا بھائی دنیا میں کیا عمل کرتا تھا؟ اس نے کہا وہ اپنے مال کی زکوۃ ادا نہیں کرتا تھا ہم نے کہا یہ آیت کی تصدیق ہے۔ ولا یحسبن الذین یبخلون بما اتھم اللہ من فضلہ ھو خیر اللھم بل ھو شر لھم سیطوقون مابخلوا بہ یوم القیامۃ ۔(آل عمران: ۱۸۰) تمہارے بھائی کو قیامت کا عذاب قبر میں جلدی دے دیا گیا۔

(الکبائر ص ۳۰۔ ۳۹ مطبوعہ دار الفلا العربی قاہرہ والزواجر ج ا ص ۳۳۲۔ ۳۳۱) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۴ھ)

باب زَكَاةِ الْإِبِلِ

یہ باب اونٹوں کی زکوۃ کے بیان میں ہے

2444 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنِىْ عَمْرُو بْنُ يَحْيٰى ح وَاَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْيَانَ وَشُعْبَةَ وَمَالِكٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيٰى عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدِ الْخُدْرِىِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسَةِ اَوْسُقٍ صَدَقَةٌ وَّلَا فِيْمَا دُوْنَ خَمْسِ ذَوْدٍ صَدَقَةٌ وَّلَا فِيْمَا دُوْنَ خَمْسَةِ اَوَاقٍ صَدَقَةٌ .

☆☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

پانچ وسق سے کم (اناج) میں زکوۃ لازم نہیں ہوتی' پانچ اونٹوں سے کم میں زکوۃ لازم نہیں ہوتی' پانچ اوقیہ سے کم (چاندی) پر زکوۃ لازم نہیں ہوتی۔

2445 - اَخْبَرَنَا عِيْسَى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ اَنْبَاَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَحْيٰى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيٰى بْنِ عُمَارَةَ

2444-اخرجه البخاري في الزكاة، باب ما ادي زكاته فليس بكنز (الحديث 1405)، و باب زكاة الورق (الحديث 1447) . و اخرجه مسلم في الزكاة، (ار 2 و 3 و 4 و 5) . و اخرجه ابو داؤد في الزكاة، باب ما تجب فيه الزكاة (الحديث 1558) . و اخرجه الترمذي في الزكاة، باب ما جاء في صدقة الزرع و التمر و الحبوب (الحديث 626 و 627) . و اخرجه النسائي في الزكاة، باب زكاة الابل (الحديث 2445)، و باب زكاة الورق (2472 و 2474 و 2475)، و باب زكاة الحنطة (الحديث و 2483)، و باب زكاة الحبوب (الحديث و 2484)، و القدر الذي تجب فيه الصدقة (الحديث 2486) و اخرجه ابن ماجه في الزكاة، باب ما تجب فيه الزكاة من الاموال (الحديث 1793) . والحديث عند النسائي في الزكاة، زكاة في التمر (الحديث 2482) . تحفة الاشراف (4402) .

2445-تقدم (الحديث 2444) .

عَنْ اَبِیْہِ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَیْسَ فِیْمَا دُوْنَ خَمْسَۃِ ذَوْدٍ صَدَقَۃٌ وَّلَیْسَ فِیْمَا دُوْنَ خَمْسَۃِ اَوَاقٍ صَدَقَۃٌ وَّلَیْسَ فِیْمَا دُوْنَ خَمْسَۃِ اَوْسُقٍ صَدَقَۃٌ ۔

☆☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

پانچ اونٹوں سے کم میں زکوٰۃ لازم نہیں ہوتی' پانچ اوقیہ سے کم (چاندی) پر زکوٰۃ لازم نہیں ہوتی اور پانچ وسق سے کم (اناج) میں زکوٰۃ لازم نہیں ہوتی۔

پانچ وسق واوقیہ اناج میں زکوٰۃ کا بیان

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچ وسق سے کم کھجوروں میں زکوۃ واجب نہیں پانچ اوقیہ سے کم چاندی میں زکوۃ واجب نہیں اور پانچ راس سے کم اونٹوں میں زکوۃ واجب نہیں۔

(بخاری ومسلم ،مشکوۃ المصابیح ،جلددوم ،رقم الحدیث ،291)

ایک وسق آٹھ صاع کے برابر، ایک صاع آٹھ رطل کے برابر اور ایک رطل چونتیس تولہ ڈیڑھ ماشہ کے برابر ہوتا ہے حساب سے پانچ وسق انگریزی اسی طولی کے سیر کے حساب پچیس من ساڑھے بارہ سیر (نوکوئنل چوالیس کلوگرام) کے برابر ہوتے ہیں گویا پچیس من 12,1/2 سیر یا اس سے زائد کھجوروں میں دسواں حصہ زکوۃ کے طور پر نکالا جائے گا اس مقدار سے کم اگر کھجوریں پیدا ہوں تو اس حدیث کے بموجب اس میں زکوۃ کے طور پر دسواں حصہ واجب نہیں ہوگا۔

چنانچہ حضرت امام شافعی اور حنفیہ میں سے حضرت امام ابویوسف اور حضرت امام محمد رحمہم اللہ کا یہی مسلک ہے حضرت امام ابوحنیفہ کے نزدیک زمین کی پیداوار میں کوئی نصاب مقرر نہیں ہے جس قدر بھی پیداوار ہو اس کا دسوں حصہ زکوۃ میں نکالنا واجب ہے مثلاً اگر دس سیر پیداوار ہو تو اس میں سے ایک سیر زکوۃ کے طور پر نکالا جائے اور اگر دس ہی چھٹانک پیدا ہو تو اس سے بھی ایک چھٹانک نکالا جائے زمین کی دوسری پیداوار مثلاً گیہوں جو چنا وغیرہ کا بھی یہی حکم ہے۔ زمین کی پیداوار کے عشر کے بارے میں حنفیہ کا فتویٰ امام اعظم ہی کے قول پر ہے۔

یہ حدیث چونکہ امام اعظم رحمہ اللہ کے مسلک کے بظاہر خلاف معلوم ہوتی ہے اس لئے ان کی طرف سے اس حدیث کی توجیہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ حدیث میں کھجور سے مراد وہ کھجوریں ہیں جو تجارت کے لئے ہوں کیونکہ اس وقت عام طور پر کھجوروں کی خرید وفروخت وسق کے حساب سے ہوتی تھی اور ایک وسق کھجور کی قیمت چالیس درہم ہوتی تھی اس حساب سے پانچ وسق کی قیمت دوسو درہم ہوئے جو مال تجارت میں زکوۃ کے لئے متعین نصاب ہے۔ اواق اوقیہ کی جمع ہے ایک اوقیہ چالیس درہم یعنی ساڑھے دس تولہ 122)۔ 47 گرام) کے برابر ہوتا ہے اس طرح پانچ اوقیہ دوسو درہم یعنی 52,1/2 تولہ تقریباً 210,1/2 گرام کے برابر ہوئے جو چاندی کا نصاب زکوۃ ہے اس مقدار سے کم چاندی میں زکوۃ واجب نہیں ہے گویا جو شخص دو سو درہم کا مالک ہوگا وہ بطور زکوۃ پانچ درہم ادا کرے گا۔

یہ تو درہم کا نصاب تھا چاندی اگر سکہ کے علاوہ کسی دوسری صورت میں ہو مثلاً چاندی کے زیورات و برتن ہوں یا چاندی کے

سکے ہوں تو اس کو بھی اسی پر قیاس کی جائے اور اسی طرح اس کی زکوٰۃ ادا کی جائے۔ پھر بھی تفصیل سے چاندی کے نصاب کو یوں سمجھے کہ۔ ایک درہم تین تین ماشہ ایک رتی اور پانچواں حصہ رتی کے برابر ہوتا ہے اس طرح دو سو میں چھ سو تیں ماشہ یعنی ساڑھے باون تولہ تقریباً ساڑھے دو سو سولہ گرام چاندی ہوئی۔ لہٰذا دو سو درہم کی زکوٰۃ کی چالیسویں حصہ کے مطابق پانچ درہم ہوئے جو پندرہ ماشہ چھ رتی یعنی ایک تولہ میں ماشہ چھ رتی کے برابر ہوتے ہیں۔

اسی طرح درہم کے علاوہ چاندی کے زیورات یا برتن وغیرہ کی صورت میں ساڑھے باون تولہ یعنی ساڑھے دو سو سولہ گرام ہو تو اس کی زکوٰۃ کے طور پر چالیسواں حصہ ایک تولہ تین ماشہ چھ رتی یعنی ساڑھے پندرہ گرام چاندی یا اتنی ہی چاندی کی قیمت زکوٰۃ کے طور پر ادا کی جائے گی اور اگر چاندی سکے کی شکل میں ہو اور ایک سکہ بارہ ماشہ اور قیمت کے اعتبار سے ایک روپیہ کا ہو تو اس حساب سے ساڑھے باون تولہ چاندے کے ساڑھے باون روپے ہوئے لہٰذا ان کی زکوٰۃ کے طور پر اسی چاندی کے روپے کے حساب سے یعنی وہی بارہ ماشہ والا ایک روپیہ پانچ آنے واجب ہوں گے اور اگر سکہ ساڑھے گیارہ ماشہ اور قیمت کے اعتبار سے ایک روپیہ کا ہو تو اس حساب سے ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت چون روپے بارہ آنے چھ صحیح چھ بٹا تیں پائی کے برابر ہوگی جس پر زکوٰۃ واجب ہوگی لہٰذا اس میں سے اس چاندی کے روپے کے حساب سے یعنی وہی ساڑھے گیارہ ماشہ والا ایک روپیہ پانچ آنے دس پائی اور بتیس بٹا تیس پائی بطور زکوٰۃ نکالنا ہوگا۔

مذکورہ بالا تفصیل کو حسب ذیل جدول سے سمجھئے۔ تعداد درہم تعین زکوٰۃ وزن چاندی تعین زکوٰۃ سکہ بارہ ماشہ والا زکوٰۃ سکہ ساڑھے گیارہ ماشہ والا زکوٰۃ ۲۰۰ درہم ۵ درہم ساڑھے ۵۲ تولہ ایک تولہ تین ماشہ چھ رتی قیمتی۔ قابل اصلاح نصاب کا یہ سارا حساب سمجھنے کے لئے لکھا گیا ہے۔ اگر نصاب سے زیادہ روپے ہوں تو اس کا سیدھا حساب یہ ہے کہ ڈھائی روپیہ فی سیکڑا یعنی ہر سو روپیہ میں ڈھائی روپے کے حساب سے زکوٰۃ ادا کی جائے گی۔

اگرچہ حدیث میں سونے کا نصاب ذکر نہیں کیا گیا لیکن اس کے بارے میں بھی جانتے چلئے کہ سونے کا نصاب بیس مثقال یعنی ساڑھے سات تولہ تقریباً ساڑھے ستائیس گرام ہے اس سے کم میں زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی اگر اس مقدار میں یا اس سے زائد مقدار میں سونا ہو تو موجودہ مقدار کا چالیسواں حصہ یا اس حصہ کی قیمت زکوٰۃ کے طور پر ادا کی جائے گی۔ اگر سونا اور چاندی دونوں مجموعی اعتبار سے بقدر نصاب ہوں تو ان میں زکوٰۃ واجب ہوگی مثلاً کسی شخص کے پاس سوا چھبیس تولہ چاندی ہو اور اسی کے ساتھ سوا چھبیس تولہ چاندی کی قیمت کے بقدر سونا بھی ہو تو وہ شخص صاحب نصاب کہلائے گا اور اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی یا اسی طرح اگر کسی شخص کے پاس سوا چھبیس تولہ چاندی کی قیمت کے بقدر تجارت کا مال ہو اور اسی کے ساتھ سوا چھبیس تولہ چاندی کی قیمت کے بقدر نقد روپیہ ہو تو وہ بھی صاحب نصاب کہلائے گا اور اس پر بھی زکوٰۃ واجب ہوگی۔ سونا اور چاندی کسی بھی شکل وصورت میں ہوں خواہ وہ گنی اور ڈلی کی صورت میں ہوں یا پترے ہوں خواہ زیورات کی شکل میں ہوں یا برتنوں کی صورت میں ہوں بہر صورت ان میں زکوٰۃ واجب ہوگی اس سے معلوم ہوا کہ گوٹہ کناری اور کمخواب وغیرہ میں جو چاندی ہوتی ہے اس کی مقدار کا بھی اندازہ کرایا جائے اگر وہ مقدار نصاب کو پہنچے تو اس کی زکوٰۃ بھی ادا کی جائے موتی، مونگا، یاقوت اور دوسرے جواہرات میں زکوٰۃ واجب نہیں

ہوتی خواہ لاکھوں روپیہ کی قیمت ہی کے کیوں نہ موجود ہوں ہاں اگر جواہرات تجارت کے مقصد سے ہوں گے تو ان پر زکوۃ واجب ہوگی۔

2446 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ حَدَّثَنَا الْمُظَفَّرُ بْنُ مُدْرِكٍ اَبُوْ كَامِلٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ اَخَذْتُ هٰذَا الْكِتَابَ مِنْ ثُمَامَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ اَبَا بَكْرٍ كَتَبَ لَهُمْ اِنَّ هٰذِهٖ فَرَائِضُ الصَّدَقَةِ الَّتِيْ فَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ الَّتِيْ اَمَرَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ بِهَا رَسُوْلَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَنْ سُئِلَهَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ عَلٰى وَجْهِهَا فَلْيُعْطِ وَمَنْ سُئِلَ فَوْقَ ذٰلِكَ فَلَا يُعْطِ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسٍ وَّعِشْرِيْنَ مِنَ الْاِبِلِ فِيْ كُلِّ خَمْسٍ ذَوْدٍ شَاةٌ فَاِذَا بَلَغَتْ خَمْسًا وَّعِشْرِيْنَ فَفِيْهَا بِنْتُ مَخَاضٍ اِلٰى خَمْسٍ وَّثَلَاثِيْنَ فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ بِنْتُ مَخَاضٍ فَابْنُ لَبُوْنٍ ذَكَرٌ فَاِذَا بَلَغَتْ سِتًّا وَّثَلَاثِيْنَ فَفِيْهَا بِنْتُ لَبُوْنٍ اِلٰى خَمْسٍ وَّاَرْبَعِيْنَ فَاِذَا بَلَغَتْ سِتَّةً وَّاَرْبَعِيْنَ فَفِيْهَا حِقَّةٌ طَرُوْقَةُ الْفَحْلِ اِلٰى سِتِّيْنَ فَاِذَا بَلَغَتْ اِحْدٰى وَسِتِّيْنَ فَفِيْهَا جَذَعَةٌ اِلٰى خَمْسٍ وَّسَبْعِيْنَ فَاِذَا بَلَغَتْ سِتًّا وَّسَبْعِيْنَ فَفِيْهَا بِنْتَا لَبُوْنٍ اِلٰى تِسْعِيْنَ فَاِذَا بَلَغَتْ اِحْدٰى وَتِسْعِيْنَ فَفِيْهَا حِقَّتَانِ طَرُوْقَتَا الْفَحْلِ اِلٰى عِشْرِيْنَ وَمِائَةٍ فَاِذَا زَادَتْ عَلٰى عِشْرِيْنَ وَمِائَةٍ فَفِيْ كُلِّ اَرْبَعِيْنَ بِنْتُ لَبُوْنٍ وَّفِيْ كُلِّ خَمْسِيْنَ حِقَّةٌ فَاِذَا تَبَايَنَ اَسْنَانُ الْاِبِلِ فِيْ فَرَائِضِ الصَّدَقَاتِ فَمَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهٗ صَدَقَةُ الْجَذَعَةِ وَلَيْسَتْ عِنْدَهٗ جَذَعَةٌ وَّعِنْدَهٗ حِقَّةٌ فَاِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ الْحِقَّةُ وَيَجْعَلُ مَعَهَا شَاتَيْنِ اِنِ اسْتَيْسَرَتَا لَهٗ اَوْ عِشْرِيْنَ دِرْهَمًا وَّمَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهٗ صَدَقَةُ الْحِقَّةِ وَلَيْسَتْ عِنْدَهٗ حِقَّةٌ وَّعِنْدَهٗ جَذَعَةٌ فَاِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ وَيُعْطِيْهِ الْمُصَدِّقُ عِشْرِيْنَ دِرْهَمًا اَوْ شَاتَيْنِ اِنِ اسْتَيْسَرَتَا لَهٗ وَمَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهٗ صَدَقَةُ الْحِقَّةِ وَلَيْسَتْ عِنْدَهٗ وَعِنْدَهٗ بِنْتُ لَبُوْنٍ فَاِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ وَيَجْعَلُ مَعَهَا شَاتَيْنِ اِنِ اسْتَيْسَرَتَا لَهٗ اَوْ عِشْرِيْنَ دِرْهَمًا وَّمَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهٗ صَدَقَةُ ابْنَةِ لَبُوْنٍ وَّلَيْسَتْ عِنْدَهٗ اِلَّا حِقَّةٌ فَاِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ وَيُعْطِيْهِ الْمُصَدِّقُ عِشْرِيْنَ دِرْهَمًا اَوْ شَاتَيْنِ وَمَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهٗ صَدَقَةُ ابْنَةِ لَبُوْنٍ وَّلَيْسَتْ عِنْدَهٗ بِنْتُ لَبُوْنٍ وَّعِنْدَهٗ بِنْتُ مَخَاضٍ فَاِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ وَيَجْعَلُ مَعَهَا شَاتَيْنِ اِنِ اسْتَيْسَرَتَا لَهٗ اَوْ عِشْرِيْنَ دِرْهَمًا وَّمَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهٗ صَدَقَةُ ابْنَةِ مَخَاضٍ وَّلَيْسَ عِنْدَهٗ اِلَّا ابْنُ لَبُوْنٍ ذَكَرٌ فَاِنَّهٗ يُقْبَلُ مِنْهُ وَلَيْسَ مَعَهٗ شَيْءٌ وَّمَنْ لَّمْ

2446-اخرجه البخاري في الزكاة، باب العرض في الزكاة (الحديث 1448) مختصراً، وباب من بلغت عنده صدقة بنت مخاض و ليست عنده (الحديث 1453)، و باب زكاة الغنم (الحديث 1454)، و اخرجه ابو داؤد في الزكاة، باب في زكاة السائمة (الحديث 1567) . و اخرجه النسائي في الزكاة، باب زكاة الغنم (الحديث 2454) و اخرجه ابن ماجه في الزكاة، باب اخذ المصدق سناً دون سن او فوق سن (الحديث 1800) . و الحديث عند: البخاري في الزكاة، باب لا يجمع بين متفرق ولا يفرق بين مجتمع (الحديث 1450)، و باب ما كان من خليطين فانهما يتراجعان بينهما بالسوية (الحديث 1451)، و باب لا توخذ في الصدقة هرمة ولا ذات عوار ولا تيس الا ما شاء المصدق (1455)، و في الشركة، باب ما كان من خليطين فانهما يتراجعان بينهما بالسوية في الصدقة (الحديث 2487)، و في فرض الخمس، باب ما ذكر من درع النبي صلى الله عليه وسلم و عصاه و سيفه و قدحه و خاتمه و ما استعمل الخلفاء بعده من ذلك مما لم يذكر قسمته و من شعره و نعله و آنيته مما تبرك اصحابه و غيرهم بعد وفاته (الحديث 3106) و في اللباس، باب هل يجعل نقش الخاتم ثلاثة اسطر (الحديث 5878 و 5879)، و في الحيل، باب في الزكاة و ان لا يفرق بين مجتمع و لا يجمع بين متفرق خشية الصدقة (الحديث 6955) . تحفة الاشراف (6582) .

يَكُنْ عِنْدَهُ إِلَّا أَرْبَعٌ مِنَ الْإِبِلِ فَلَيْسَ فِيهَا شَيْءٌ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ رَبُّهَا وَفِي صَدَقَةِ الْغَنَمِ فِي سَائِمَتِهَا إِذَا كَانَتْ أَرْبَعِينَ فَفِيهَا شَاةٌ إِلَى عِشْرِينَ وَمِائَةٍ فَإِذَا زَادَتْ وَاحِدَةٌ فَفِيهَا شَاتَانِ إِلَى مِائَتَيْنِ فَإِذَا زَادَتْ وَاحِدَةٌ فَفِيهَا ثَلَاثُ شِيَاهٍ إِلَى ثَلَاثِمِائَةٍ فَإِذَا زَادَتْ فَفِي كُلِّ مِائَةٍ شَاةٌ وَلَا يُؤْخَذُ فِي الصَّدَقَةِ هَرِمَةٌ وَلَا ذَاتُ عَوَارٍ وَلَا تَيْسُ الْغَنَمِ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ الْمُصَّدِّقُ وَلَا يُجْمَعُ بَيْنَ مُتَفَرِّقٍ وَلَا يُفَرَّقُ بَيْنَ مُجْتَمِعٍ خَشْيَةَ الصَّدَقَةِ وَمَا كَانَ مِنْ خَلِيطَيْنِ فَإِنَّهُمَا يَتَرَاجَعَانِ بَيْنَهُمَا بِالسَّوِيَّةِ فَإِذَا كَانَتْ سَائِمَةُ الرَّجُلِ نَاقِصَةً مِنْ أَرْبَعِينَ شَاةً وَاحِدَةً فَلَيْسَ فِيهَا شَيْءٌ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ رَبُّهَا وَفِي الرِّقَةِ رُبُعُ الْعُشْرِ فَإِنْ لَمْ تَكُنْ إِلَّا تِسْعِينَ وَمِائَةَ دِرْهَمٍ فَلَيْسَ فِيهَا شَيْءٌ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ رَبُّهَا .

☆☆ حماد بن سلمہ بیان کرتے ہیں' میں نے ثمامہ بن عبداللہ کی تحریر سے یہ روایت حاصل کی ہے' جوانہوں نے اپنے جدامجد حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کی ہے (اس میں یہ تحریر ہے:)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے انہیں زکوٰۃ کے احکام تحریر کیے تھے' جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں پر لازم قرار دی تھی' جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو حکم دیا تھا' جس مسلمان سے اس کے مطابق وصولی کے لیے کہا جائے' وہ ادائیگی کر دے گا اور جس سے اس سے زیادہ وصولی کا تقاضا کیا جائے گا وہ ادائیگی نہیں کرے گا' 25 سے کم اونٹ ہونے کی صورت میں اونٹ کی شکل میں ادائیگی نہیں ہوگی بلکہ ہر پانچ اونٹوں کی زکوٰۃ ایک بکری ہوگی' جب اونٹوں کی تعداد پچیس ہو جائے گی' تو 25 سے 35 تک میں ایک بنت مخاض کی ادائیگی لازم ہوگی' اگر بنت مخاض نہ ہو' تو ابن لبون مذکر کی ادائیگی لازم ہوگی' 36 سے 45 تک میں بنت لبون کی ادائیگی لازم ہوگی' 46 سے 60 تک میں حصہ کی ادائیگی لازم ہوگی' جس کو جفتی کے لیے دیا جا سکے' 61 سے 75 تک میں جذعہ کا ادائیگی لازم ہوگی' 76 سے 90 تک میں دو بنت لبون کی ادائیگی لازم ہوگی' 91 سے 120 تک میں دو حقہ کی ادائیگی لازم ہوگی' جو جفتی کے قابل ہوں' 120 سے زیادہ اونٹ ہونے کی صورت میں ہر چالیس اونٹوں میں ایک بنت لبون کی اور ہر پچاس میں ایک حقہ کی ادائیگی لازم ہوگی۔ زکوٰۃ کی مقدار میں اونٹوں کی عمر مختلف ہوگی' تو جس پر جذعہ لازم ہوگا اور اس کے پاس حقہ ہو' تو اس سے حقہ وصول کر لیا جائے گا' اگر وہ ایسا کر سکتا ہو' تو اس سے دو بکریاں بھی وصول کر لی جائیں گی یا 20 درہم وصول کیے جائیں' جس شخص پر حقہ کی ادائیگی لازم ہو اور اس کے پاس حقہ موجود نہ ہو' لیکن جذعہ موجود ہو' تو اس سے جذعہ ہی وصول کر لیا جائے گا اور زکوٰۃ وصول کرنے والا شخص اسے 20 درہم اور دو بکریوں میں سے جو چیز بھی دستیاب ہوگی وہ ادا کر دے گا' جس شخص پر حقہ کی ادائیگی لازم ہو اور اس کے پاس حقہ موجود نہ ہو' بلکہ بنت لبون ہو' تو اس سے بنت لبون وصول کر لی جائے گی اور اس کے ساتھ اس پر دو بکریوں کی ادائیگی لازم ہوگی' اگر یہ اس کے لیے آسان ہے' ورنہ اس سے 20 درہم وصول کیے جائیں گے جس شخص پر زکوٰۃ کے طور پر بنت لبون کی ادائیگی لازم ہو اور اس کے پاس بنت لبون نہ ہو' لیکن حقہ موجود ہو' تو اس سے حقہ وصول کر لیا جائے گا اور زکوٰۃ وصول کرنے والا شخص زکوٰۃ دینے والے کو 20 درہم یا دو بکریاں ادا کر دے گا' جس شخص پر زکوٰۃ کے طور پر بنت لبون کی ادائیگی لازم ہو اور اس کے پاس بنت لبون نہ ہو بلکہ اس کے پاس بنت مخاض ہو' تو اس سے بنت مخاض قبول کر لی جائے گی اور دو بکریوں' یا 20 درہم میں سے جو وصول کیا جا سکتا ہو' وہ وصول کر لیا جائے گا' جس پر زکوٰۃ کے طور

پر بنت مخاض کی ادائیگی لازم ہو اور اس کے پاس صرف ابن لبون مذکر ہو تو اس سے یہ وصول کیا جائے گا اور اس کے ساتھ کوئی چیز لازم نہیں کی جائے گی۔

جس شخص کے پاس صرف چار اونٹ ہوں گے ان سے کوئی زکوۃ وصول نہیں کی جائے گی اگر اس کا مالک خود (کوئی بھیڑ بکری دینا چاہے) تو حکم مختلف ہوگا۔

چرنے والی بھیڑ بکریوں میں جب ان کی تعداد 40 ہو جائے تو چالیس سے لے کر 120 تک میں ایک بکری کی ادائیگی لازم ہوگی جب ان کی تعداد 120 سے زیادہ ہو جائے تو دو سو تک میں دو بکریوں کی ادائیگی لازم ہوگی اگر دو سو سے زیادہ ہو جائے تو تین سو تک میں تین بکریوں کی ادائیگی لازم ہوگی پھر اس کے بعد ہر ایک سو میں ایک بکری کی ادائیگی لازم ہوتی چلی جائے گی۔

زکوۃ میں زیادہ عمر کا عیب دار یا نر (یعنی بکرے) کو وصول نہیں کیا جائے گا البتہ اگر زکوۃ دینے والا شخص خود بکرا ادا کر دیتا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

زکوۃ سے بچنے کے لیے الگ الگ جانوروں کو جمع نہیں کیا جائے گا اور جمع جانوروں کو الگ الگ نہیں کیا جائے گا جب جانور دو آدمیوں کی مشترکہ ملکیت ہوں تو دونوں پر برابر کی زکوۃ لازم ہوگی۔

اگر کسی شخص کے پاس چرنے والے جانور 40 سے ایک بھی کم ہوں تو اس پر کوئی ادائیگی لازم نہیں ہوگی البتہ اگر ان کا مالک چاہے (تو صدقے کے طور پر خود کوئی ادائیگی کر سکتا ہے)۔

چاندی میں چالیسویں حصے کی ادائیگی لازم ہوگی اگر چاندی (کے درہم) کی تعداد 190 درہم ہو تو اس میں کوئی ادائیگی لازم نہیں ہوگی البتہ اگر اس کا مالک چاہے تو (صدقے کے طور پر) ادائیگی کر سکتا ہے۔

شرح

حضرت انس کے بارے میں مروی ہے کہ جب امیرالمومنین حضرت ابوبکر صدیق نے انہیں بحرین جو بصرہ کے قریب ایک جگہ کا نام ہے بھیجا تو انہیں یہ ہدایت نامہ تحریر فرمایا: اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو رحمٰن و رحیم ہے یہ اس صدقہ فرض (زکوۃ) کے بارے میں ہدایت نامہ جسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے مسلمانوں پر فرض کیا اور اللہ تعالیٰ نے اس کے نافذ کرنے کے بارے میں اپنے رسول کو حکم فرمایا۔ لہٰذا جس شخص سے قاعدہ کے مطابق زکوۃ کا مطالبہ کیا جائے تو وہ ادائیگی کرے اور جس شخص سے شرعی مقدار سے زیادہ مطالبہ کی جائے وہ زائد مطالبہ کی ادئیگی نہ کرے زکوۃ کا نصاب یہ ہے کہ چوبیس اور چوبیس سے کم اونٹوں کی زکوۃ میں بکری ہے اس طرح کہ ہر پانچ اونٹ پر ایک بکری ہے یعنی پانچ اونٹوں سے کم میں زکوۃ نہیں ہے اور پانچ سے نو تک ایک بکری دس سے چودہ تک دو بکری پندرہ سے انیس تک تین بکری اور بیس سے چوبیس تک چار بکری واجب ہوگی۔ پچیس سے پینتیس تک میں ایک ایسی اونٹنی جو ایک سال کی ہو چھتیس سے پینتالیس تک ایک اونٹنی جو دو سال کی ہو۔ چھیالیس سے ساٹھ تک میں ایک ایسی اونٹنی جو چار سال کی ہو اور اونٹ سے جفتی کے قابل ہو، اکسٹھ سے پچھتر تک میں ایک اونٹنی

جو اپنی عمر کے چار سال ختم کر کے پانچویں سال میں داخل ہو گئی اور چھہتر سے نوے تک میں دو ایسی اونٹنیاں جو دو سال کی ہوں اکیانوے سے ایک سو بیس تک میں دو ایسی اونٹنیاں جو تین تین سال کی ہوں اور اونٹ سے جفتی کے قابل ہوں اور جب تعداد ایک سو بیس سے زائد ہو تو اس کا طریقہ یہ ہوگا کہ ان زائد اونٹنیوں میں ہر چالیس کی زیادت پر دو برس کی اونٹنی اور ہر پچاس کی زیادت پر پورے تین برس کی اونٹنی واجب ہوگی اور جس کے پاس صرف چار ہی اونٹ ہو تو اس پر زکوۃ واجب نہیں ہاں اگر وہ شخص چاہے تو صدقہ نفل کے طور پر کچھ دے دے جب پانچ اونٹ ہوں گے تو اس پر زکوۃ کے طور پر ایک بکری واجب ہو جائے گی اور جس شخص کے پاس اتنے اونٹ ہوں کہ ان میں زکوۃ کے طور پر ایسی اونٹنی واجب ہوتی ہو جو چار برس پورے کر کے پانچویں سال میں لگ گئی ہو یعنی اکسٹھ سے پچھتر تک کی تعداد میں اور اس کے پاس چار برس کی اونٹنی نہ ہو کہ جسے وہ زکوۃ کے طور پر دے سکے بلکہ تین برس کی اونٹنی موجود ہوں تو اس سے تین ہی برس کی اونٹنی زکوۃ میں قبول کی جاسکتی ہے مگر زکوۃ دینے والا اس تین برس کی اونٹنی کے ساتھ ساتھ اگر اس کے پاس موجود ہوں تو دو بکریاں ورنہ بصورت دیگر تیس درہم ادا کرے اور کسی شخص کے پاس اونٹوں کی ایسی تعداد ہو جس میں تین برس کی اونٹنی واجب ہوتی ہو یعنی چھیالیس سے ساٹھ تک کی تعداد اور اس کے پاس تین برس کی کوئی اونٹنی زکوۃ میں دینے کے لئے نہ ہو بلکہ چار برس کی اونٹنی ہو تو اس سے چار برس والی اونٹنی ہی لے لی جائے البتہ زکوۃ دینے والا دو بکریاں یا بیس درہم بھی اس کے ساتھ دیدے اور اگر کسی شخص کے پاس اتنی تعداد میں اونٹ ہوں کہ جن میں دو برس کی اونٹنی واجب ہوتی ہو جیسے چھتیس سے پینتالیس تک کی تعداد اور اس کے پاس دو برس کی اونٹنی کے بجائے تین برس کی اونٹنی ہو تو اس سے تین برس کی اونٹنی ہی لے لی جائے مگر زکوۃ وصول کرنے والا اسے بیس درہم یا دو بکریاں واپس کر دے اور اگر کسی شخص کے پاس اتنی تعداد میں اونٹ ہوں جن میں دو برس کی اونٹنی واجب ہوتی ہو اور وہ اس کے پاس نہ ہو بلکہ ایک برس کی اونٹنی ہو تو اس سے ایک برس کی اونٹنی ہی لے لی جائے اور وہ زکوۃ دینے والا اس کے ساتھ بیس درہم یا دو بکریاں بھی دے اور اگر کسی شخص کے پاس اتنی تعداد میں اونٹ ہوں کہ جن میں ایک برس کی اونٹنی واجب ہوتی ہو جیسے بیس سے پچیس تک کی تعداد اور ایک برس کی اونٹنی اس کے پاس نہ ہو بلکہ دو برس کی اونٹنی اس کے پاس ہو تو اس سے وہی دو برس والی اونٹنی لے لی جائے مگر زکوۃ وصول کرنے والا اس کو دو بکریاں یا بیس درہم واپس کر دے اور اگر اس کے پاس دینے کے قابل ایک برس کی اونٹنی نہ ہو اور نہ دو برس کی اونٹنی ہو بلکہ دو برس کا اونٹ ہو تو وہ اونٹ ہی لے لیا جائے اگر اس صورت میں کوئی اور چیز واجب نہیں نہ تو زکوۃ لینے والا کچھ واپس کرے گا اور نہ زکوۃ دینے والا کچھ اجر دے گا۔

اور چرنے والی بکریوں کی زکوۃ کا نصاب یہ ہے کہ جب بکریوں کی تعداد چالیس سے ایک سو بیس تک ہو تو ایک واجب ہوتی ہے اور ایک سو بیس سے زائد ہوں تو دو سو تک کی تعداد پر دو بکریاں واجب ہوتی ہیں اور جب دو سو سے زائد ہوں تو تین سو تک تین بکریاں واجب ہوتی ہیں اور جب تین سو سے زائد ہو جائیں تو پھر یہ حساب ہوگا کہ ہر سو بکریوں میں ایک بکری واجب ہوگی جس شخص کے پاس چرنے والی بکریاں چالیس سے ایک بھی کم ہوں گی تو ان میں زکوۃ واجب نہیں ہوگی ہاں اگر بکریوں کا م

چاہے تو صدقہ نفل کے طور پر کچھ دے سکتا ہے۔ اس بات کا خیال رکھا جائے کہ زکوۃ میں خواہ اونٹ ہو یا گائے اور بکری بڑھیا اور عیب دار نہ جائے اور نہ بوک (بکرا) دیا جائے ہاں اگر زکوۃ وصول کرنے والا کسی مصلحت کے تحت بوک لینا چاہے تو درست ہے اور متفرق جانوروں کو یکجا نہ کیا جائے اور نہ زکوۃ کے خوف سے جانوروں کو علیحدہ علیحدہ کیا جائے نیز جس نصاب میں دو آدمی شریک ہوں تو انہیں چاہئے کہ وہ دونوں برابر تقسیم کر لیں اور چاندی میں چالیسواں حصہ زکوۃ کے طور پر دینا فرض ہے اگر کسی کے پاس صرف ایک سو نوے درہم ہوں (یعنی نصاب شرعی کا مالک نہ ہو) تو اس پر کچھ فرض نہیں ہے ہاں اگر وہ صدقہ نفل کے طور پر کچھ دینا چاہے تو دے سکتا ہے۔ (بخاری، مشکوۃ المصابیح، جلد دوم، رقم الحدیث، 293)

گزشتہ صفحات میں ایک حدیث گزر چکی ہے جس میں یہ فرمایا گیا ہے کہ تم زکوۃ وصول کرنے والوں کو خوش کرو اگرچہ وہ تمہارے ساتھ ظلم ہی کا معاملہ کیوں نہ کریں۔ اسی طرح ایک حدیث اور گزر چکی ہے جس میں بیان کیا گیا تھا کہ کچھ لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ زکوۃ وصول کرنے والے زیادتی کرتے ہیں یعنی مقدار واجب سے زیادہ مال لیتے ہیں تو کیا ہم ان کی طرف سے زیادہ طلب کے جانے والے مال کو چھپا دیں یعنی وہ انہیں نہ دیں تو اس کے جواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ایسا کرنے سے منع کر دیا تھا۔ لیکن یہاں فرمایا گیا ہے کہ جس شخص سے زیادہ مطالبہ کیا جائے وہ ادائیگی نہ کرے۔

لہٰذا بظاہر ان روایتوں میں تعارض اور اختلاف معلوم ہوتا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اس وقت زکوۃ وصول کرنے والے صحابہ تھے ظاہر ہے نہ تو وہ ظالم تھے اور شرعی مقدار سے زیادہ کا مطالبہ کرتے تھے اور نہ صحابہ کے بارے میں ایسا تصور کیا جا سکتا تھا لوگ اپنے گمان اور خیال کے مطابق یہ سمجھتے تھے کہ ہمارے ساتھ ظلم و زیادت کا معاملہ ہوتا ہے لہٰذا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حقیقت کے پیش نظر یہی حکم دیا کہ انہیں بہر صورت خوش کیا جائے اور وہ جو کچھ مانگیں اسے دینے میں تامل نہ کیا جائے اور یہاں حضرت ابوبکر کے ارشاد میں زکوۃ وصول کرنے والوں سے صحابہ مراد نہیں ہیں بلکہ دوسرے لوگ مراد ہیں اور ظاہر ہے کہ صحابہ کے علاوہ دوسرے لوگوں سے ایسی باتوں کا صدور ممکن تھا اس لئے حضرت ابوبکر نے یہ تحریر فرمایا کہ زائد مطالبہ کی ادائیگی نہ کی جائے۔ اس وضاحت سے احادیث میں جو بظاہر تعارض نظر آ رہا تھا وہ ختم ہو گیا۔

فاذا زادت علی عشرین ومائۃ الخ (اور جب تعداد ایک سو بیس سے زائد ہو الخ) قاضی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث عدد مذکور سے متجاوز ہونے کی صورت میں استقرار اور حساب پر دلالت کرتی ہے یعنی جب اونٹ ایک سو بیس سے زائد ہوں تو ان کی زکوۃ کا حساب از سر نو شروع نہ کیا جائے بلکہ ایسی صورت میں ہر چالیس کی زیادتی پر دو برس کی اونٹنی اور ہر پچاس کی زیادتی پر تین برس کی اونٹنی کے حساب سے زکوۃ ادا کی جانی چاہئے۔

چنانچہ اکثر ائمہ کا یہی مسلک ہے مگر حضرت امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں کہ از سر نو حساب شرع کیا جائے گا چنانچہ جب اونٹوں کی تعداد ایک سو بیس سے متجاوز ہو جائے تو اس وقت دو حقے یعنی تین برس کی دو اونٹنیاں اور ایک بکری واجب ہوگی اور اسی طرح چوبیس کی تعداد تک ہر پانچ پر ایک بکری واجب ہوتی چلی جائے گی پھر پچیس اور پچیس کے بعد بنت مخاض ایک سال کی اونٹنی

واجب ہو جائے گی اسی طرح آخر تک پہلی ترتیب کے مطابق حساب کیا جائے گا امام نخعی اور امام ثوری کا یہی قول ہے ان حضرات کی دلیل یہ ارشاد گرامی ہے کہ جب اونٹوں کی تعداد ایک سو سے زائد ہو جائے تو اس کا حساب از سر نو شروع کیا جائے، حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے بھی اس طرح منقول ہے۔

اونٹوں کی زکوۃ کے بارے میں اتنی بات اور جان لیجئے کہ ان کی زکوۃ کے طور پر مادہ یعنی اونٹنی یا اس کی قیمت واجب ہوتی ہے جب کہ گائے اور بکری کی زکوۃ میں نر اور مادہ کی کوئی تخصیص نہیں ہے بلکہ ان کی زکوۃ کے طور پر نر یا اس کی قیمت اور مادہ یا اس کی قیمت دونوں ہی دیئے جا سکتے ہیں۔ مالم یکن عندہ بنت مخاض علی وجہہا (اور اگر اس کے پاس دینے کے قابل ایک برس کی اونٹنی نہ ہو) ابن الملک نے اس کی وضاحت کے سلسلے میں فرمایا ہے کہ اس کے تین معنی ہو سکتے ہیں۔

(۱) اس کے پاس سرے سے ایک برس کی اونٹنی موجود ہی نہ (۲) ایک برس کی اونٹنی موجود تو ہو مگر تندرست نہ ہو بلکہ بیمار ہو اس صورت میں بھی گویا وہ نہ ہونے ہی کے درجہ میں ہوگی۔ (۳) ایک برس کی اونٹنی تو موجود ہو مگر اوسط درجہ کی نہ ہو بلکہ نہایت قیمتی اور اعلیٰ درجے کی ہو ملحوظ رہے کہ زکوۃ میں اوسط درجہ کا مال دینے کا حکم ہے۔ بہر کیف ان میں سے کوئی صورت ہو اس کا حکم یہ بیان کیا گیا ہے کہ ایسی صورت میں ابن لبون یعنی دو برس کا اونٹ زکوۃ کے طور پر دیا جائے گا پھر اس کی وضاحت بھی فرما دی کہ ابن لبون کے ساتھ مزید کچھ لینا دینا واجب نہیں ہے جیسا کہ اونٹنیوں کے بارے میں حکم دیا گیا ہے کہ اگر کسی شخص پر زکوۃ کے طور پر دینے کے لئے دو برس کی اونٹنی واجب ہو اور اس کے پاس دو برس کی اونٹنی موجود نہ ہو بلکہ تین برس کی اونٹنی ہو تو زکوۃ وصول کرنے والا اس سے وہی تین برس کی اونٹنی لے گا مگر وہ زکوۃ دینے والے کو دو بکریاں بیس درہم واپس کرے گا تا کہ زکوۃ دینے والے کو دو برس کی اونٹنی کی بجائے تین برس کی اونٹنی دینے کی صورت میں نقصان گھاٹا نہ ہو جیسے اس کے برعکس صورت بھی بیان کی گئی ہے کہ اگر زکوۃ دینے والا تین برس کی اونٹنی کی بجائے جو اس پر واجب ہے مگر موجود نہیں ہے دو برس کی اونٹنی دے تو اس کے ساتھ دو بکریاں یا بیس درہم مزید دے تا کہ زکوۃ کے مال میں نقصان نہ رہ جائے بہر حال اس سے معلوم ہوا کہ فضیلت تانیث عمر کی زیادتی کا بدل ہو جاتی ہے۔

اگر چہ "چرنے والی" کی قید صرف بکری کے نصاب میں زکوۃ میں لگائی گئی ہے لیکن اس کا تعلق ہر جانور سے ہے یعنی خواہ بکری ہو یا اونٹ اور یا گائے ان میں زکوۃ اسی وقت واجب ہوگی جب کہ وہ سال کے اکثر حصے یعنی نصف سال سے زیادہ جنگل میں چریں اگر ان میں سے کوئی بھی جانور ایسا ہو جسے سال کے اکثر حصے میں گھر سے چارہ کھلایا جاتا ہو تو اس میں زکوۃ واجب ہو گی۔ بکریوں کا نصاب چالیس بیان کیا گیا ہے یعنی اگر چالیس سے کم بکریاں ہوں گی تو ان میں زکوۃ واجب نہیں ہو گی جب چالیس بکریاں ہوں گی تو ایک بکری زکوۃ کے طور پر واجب ہو جائے گی۔

اور اگر چالیس سے بھی زائد ہوں تو ایک سو بیس تک ایک ہی بکری واجب رہے گی اسی طرح تین سو تک کی تعداد کے نصاب زکوۃ کو بیان کرنے کے بعد فرمایا گیا ہے کہ جب تعداد تین سو سے تجاوز ہو جائے تو پھر یہ حساب ہوگا کہ ہر سو بکری پر ایک بکری واجب ہوگی یعنی تین سو تک تو تین بکریاں ہوں گی تین سو کے بعد چار سو بکریاں اس وقت واجب ہوں گی جب کہ تعداد

پورے چار سال ہو جائے۔

چنانچہ اکثر ائمہ و علماء کا یہی مسلک ہے لیکن حسن بن صالح کا قول اس بارے میں یہ ہے کہ تین کے بعد اگر ایک بکری بھی زائد ہو گی تو چار بکریاں واجب ہو جائیں گی۔ ولا ذات عوار (اور عیب دار نہ دی جائے) زکوۃ میں عیب دار مال نہ لینے کا حکم اس صورت میں ہے جب کہ پورا مال یا کچھ مال ایسا ہو جس میں کوئی عیب و خرابی نہ ہو اگر پورا ہی مال عیب دار ہو تو پھر اس میں سے اوسط درجے کا دیکھ کر دیا جائے گا۔ زکوۃ میں بوک (بکرا) لینے سے اس لئے منع کیا گیا ہے کہ بکریوں کے ساتھ بوک افزائش نسل کے لئے رکھا جاتا ہے اگر بوک لے لیا جائے گا تو بکریوں کے مالک کو نقصان ہو گا یا وہ اس کی وجہ سے پریشانی میں مبتلا ہو جائے گا یا پھر بوک لینے سے اس لئے منع فرمایا گیا ہے کہ اس کا گوشت بدمزہ اور بدبودار ہوتا ہے۔

ولا یجمع بین متفرق الخ (اور متفرق جانوروں کو یکجا نہ کیا جائے الخ) اس جملے کا مطلب سمجھنے سے پہلے مسئلہ کی حقیقت جان لیجئے تا کہ مفہوم پوری طرح ذہن نشین ہو جائے مسئلہ یہ ہے کہ آیا زکوۃ گلہ یعنی مجموعہ پر ہے یا اشخاص یعنی مال کے مالک کا اعتبار ہوتا ہے؟ حضرت امام شافعی تو فرماتے ہیں کہ زکوۃ گلہ کے اعتبار سے دینی ہوتی ہے ان کے ہاں مالک کا اعتبار نہیں ہوتا جب کہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کے ہاں گلہ کا اعتبار نہیں ہوتا مالک کا اعتبار ہوتا ہے۔

اس مسئلہ کو مثال کے طور پر یوں سمجھئے کہ ایک شخص کے پاس اسی بکریاں ہیں مگر وہ بکریاں ایک جگہ یعنی ایک گلہ ریوڑ میں نہیں ہیں بلکہ الگ الگ دو گلوں میں ہیں تو چونکہ امام شافعی کے نزدیک زکوۃ گلہ پر واجب ہوتی ہے اس لئے ان کے مسلک کے مطابق ان دونوں گلوں میں سے دو بکریاں وصول کی جائیں گی لیکن حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کے مسلک کے مطابق دونوں گلوں سے ایک ہی بکری وصول کی جائے گی کیونکہ اگرچہ وہ اسی بکریاں دو گلوں میں تقسیم ہیں مگر ملکیت میں چونکہ ایک شخص کی ہیں اس لئے اس حساب کے مطابق کہ چالیس سے ایک سو بیس تک کی تعداد میں ایک ہی بکری واجب ہوتی ہے اس شخص سے بھی ایک ہی بکری وصول کی جائے گی۔

دوسری مثال یہ ہے کہ دو اشخاص کی اسی بکریاں ہیں جو ایک ہی گلہ میں ہیں تو امام شافعی کے مسلک کے مطابق اس گلہ میں سے ایک ہی بکری لی جائے گی اور امام اعظم ابوحنیفہ کے مسلک کے مطابق اس گلہ میں سے دو بکریاں لی جائیں گی کیونکہ وہ اسی بکریاں اگرچہ ایک ہی گلہ میں ہیں لیکن مالک اس کے دو الگ الگ اشخاص ہیں اور وہ دونوں اتنی اتنی بکریوں (یعنی چالیس چالیس) کے مالک ہیں کہ ان کی الگ الگ تعداد پر ایک بکری واجب ہوتی ہے۔ اس مسئلہ کو ذہن میں رکھ کر اب سمجھئے کہ حدیث کے اس جملے ولا یجمع بین متفرق الخ کا مطلب امام شافعی کے ہاں تو یہ ہے کہ اس ممانعت کا تعلق مالک سے ہے کہ اگر مثال کے طور پر چالیس بکریاں اس کی ہوں اور چالیس بکریاں کسی دوسرے کی ہوں اور یہ دونوں تعداد الگ الگ ہوں تو ان بکریوں کو جو الگ الگ اور متفرق ہیں زکوۃ کم کرنے کے لئے یکجا نہ کیا جائے یعنی مالک یہ سوچ کر کہ اگر یہ بکریاں الگ الگ دو گلوں میں ہوں گی تو ان میں سے دو بکریاں دینی ہوں گی۔

اور اگر ان دونوں گلوں کو ملا کر ایک گلہ کر دیا جائے تو پھر ایک ہی بکری دینی ہو گی ان کو یکجا نہ کرے۔ اسی طرح ولا یفرق

بین مجتمع اور نہ جانوروں کو علیحدہ علیحدہ کیا جائے میں اس ممانعت کا تعلق بھی مالک سے ہے کہ مثلاً اگر اس کے پاس بیس بکریاں ہوں جو کسی دوسرے شخص کی بکریوں کے گلے میں ملی ہوئی ہوں تو مالک اپنی ان بکریوں کو اس گلے سے الگ نہ کرے یہ سوچ کر کہ اگر یہ بکریاں اس گلے میں رہیں گی تو زکوۃ دینی ہوگی اور اگر ان بکریوں کو اس گلے سے الگ کر دیا جائے تو زکوۃ سے بچ جاؤں گا۔

حضرت امام ابوحنیفہ کے نزدیک اس ممانعت کا تعلق ساعی یعنی زکوۃ وصول کرنے والے سے ہے کہ وہ زکوۃ لینے کے لئے متفق بکریوں کو یکجا نہ کرے مثلاً دو الگ الگ اشخاص کے پاس اتنی اتنی بکریاں ہوں کہ جو علیحدہ علیحدہ تو حد نصاب کو نہ پہنچتی ہوں اور ان پر زکوۃ واجب نہ ہوتی ہو جیسے دونوں کے پاس بیس بیس بکریاں ہوں مگر جب دونوں کی بکریاں یکجا ہو جائیں تو ان پر زکوۃ واجب ہو جائے لہٰذا زکوۃ وصول کرنے والے کے لئے یہ درست نہیں ہے کہ وہ زکوۃ لینے کی وجہ سے ان بکریوں کو یکجا کر دے اسی طرح دوسری ممانعت کا تعلق بھی زکوۃ وصول کرنے والے ہی سے ہے کہ زکوۃ لینے کے لئے علیحدہ علیحدہ جانوروں کو یکجا نہ کرے مثلاً اگر کسی شخص کے پاس اسی بکریاں اس طرح ہوں کہ چالیس تو ایک جگہ ہیں۔

اور چالیس دوسری جگہ ہیں تو زکوۃ وصول کرنے والا ان دونوں جگہوں کی بکریوں کو دو الگ الگ نصاب قرار دے کر اس شخص سے دو بکریاں وصول نہ کرے بلکہ دونوں جگہوں کی بکریوں کو ایک ہی نصاب قرار دے اور قاعدہ کے مطابق ایک ہی بکری وصول کرے کیونکہ بکریاں اگرچہ الگ الگ ہیں لیکن ملکیت میں ایک ہی شخص کے ہیں لہٰذا دونوں جگہ کی مجموعہ بکریوں پر کہ جن کی تعداد اسی ہے ایک ہی بکری واجب ہوگی۔ وما کان من خلیطین (جس نصاب میں دو آدمی شریک ہوں) اس جملے کی وضاحت بھی ایک مسئلہ سمجھ لینے پر موقوف ہے مسئلہ یہ ہے کہ مثلاً دو سو بکریاں ہیں جس میں دو آدمی شریک ہیں اس حساب سے کہ ایک آدمی کی تو ان میں سے چالیس بکریاں ہیں اور دوسرا آدمی ایک سو ساٹھ بکریوں کا مالک ہے اب سوال یہ ہے کہ ان بکریوں پر زکوۃ کے طور پر تو بکریاں واجب ہوں مگر وہ دو بکریاں ان دونوں سے وصول کس حساب سے ہوں گی۔

ظاہر ہے کہ یہ تو نہیں ہو سکتا کہ پہلے شخص پر تو اس کے حصے کے پیش نظر ایک بکری کا دو خمس واجب ہو اور باقی دوسرے شخص پر واجب ہو بلکہ یہ ہوگا کہ زکوۃ وصول کرنے والا تو قاعدہ کے مطابق دونوں شخصوں سے ایک ایک بکری وصول کرتے گا مگر اس صورت میں پہلے شخص کو نقصان ہوگا کیونکہ ان مشترک بکریوں میں اس کا حصہ صرف چالیس بکریاں ہیں اسے بھی ایک ہی بکری دینی پڑی اور اور دوسرے شخص نے بھی ایک بکری دی جس کا حصہ ایک سو ساٹھ بکریاں ہیں (اسی کے بارے میں فرمایا جا رہا ہے کہ زکوۃ وصول کرنے والا تو دونوں سے ایک ایک بکری وصول کرے گا لیکن پھر بعد میں دونوں کو چاہئے کہ وہ اپنے اپنے حصے کے مطابق حساب کر لیں یعنی پہلا شخص کہ جس کی چالیس بکریاں ہیں دوسرے شخص کہ جس کی ایک سو ساٹھ بکریاں اپنی دی ہوئی بکری کے تین خمس وصول کرے اس حساب سے چالیس بکریوں کے مالک پر اس کے حصہ کے مطابق دو خمس پڑیں گے اور باقی ایک سو ساٹھ بکریوں کے مالک پر اس کے حصے کے مطابق پڑ جائیں گے۔ چنانچہ ارشاد گرامی فانهما يتراجعان بالسوية، (انہیں چاہئے کہ وہ دونوں برابر برابر تقسیم کر لیں) کے یہ معنی ہیں۔

باب مَانِعِ زَكَاةِ الْإِبِلِ

یہ باب اونٹوں کی زکوٰۃ ادا نہ کرنے والے کے بیان میں ہے

2447 - اَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ بَكَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَيَّاشٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنِي اَبُو الزِّنَادِ مِمَّا حَدَّثَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ الْاَعْرَجُ مِمَّا ذَكَرَ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ بِهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَاْتِي الْاِبِلُ عَلٰى رَبِّهَا عَلٰى خَيْرِ مَا كَانَتْ اِذَا هِيَ لَمْ يُعْطِ فِيْهَا حَقَّهَا تَطَؤُهُ بِاَخْفَافِهَا وَتَاْتِي الْغَنَمُ عَلٰى رَبِّهَا عَلٰى خَيْرِ مَا كَانَتْ اِذَا لَمْ يُعْطِ فِيْهَا حَقَّهَا تَطَؤُهُ بِاَظْلَافِهَا وَتَنْطَحُهُ بِقُرُوْنِهَا - قَالَ - وَمِنْ حَقِّهَا اَنْ تُحْلَبَ عَلَى الْمَاءِ اَلَا لَا يَاْتِيَنَّ اَحَدُكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِبَعِيْرٍ يَحْمِلُهُ عَلٰى رَقَبَتِهِ لَهُ رُغَاءٌ فَيَقُوْلُ يَا مُحَمَّدُ . فَاَقُوْلُ لَا اَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ بَلَّغْتُ . اَلَا لَا يَاْتِيَنَّ اَحَدُكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِشَاةٍ يَحْمِلُهَا عَلٰى رَقَبَتِهِ لَهَا يُعَارٌ فَيَقُوْلُ يَا مُحَمَّدُ . فَاَقُوْلُ لَا اَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ بَلَّغْتُ - قَالَ - وَيَكُوْنُ كَنْزُ اَحَدِهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُجَاعًا اَقْرَعَ يَفِرُّ مِنْهُ صَاحِبُهُ وَيَطْلُبُهُ اَنَا كَنْزُكَ فَلَا يَزَالُ حَتّٰى يُلْقِمَهُ اُصْبُعَهُ .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

(قیامت کے دن) اونٹ اپنے مالک کے پاس اس سے زیادہ بہتر صورت میں آئے گا' جب وہ دنیا میں تھا' یہ اس وقت ہو گا' جب تک اس شخص نے اونٹ کی زکوٰۃ ادا نہیں کی ہو گی' وہ اونٹ اپنے پاؤں کے ذریعے اس مالک کو روندے گا' بکریاں اپنے مالک کے پاس اس سے زیادہ بہتر (یعنی موٹی تازی) شکل میں آئیں گی' جب مالک نے (دنیا میں) ان کی زکوٰۃ ادا نہیں کی ہو گی' وہ بکریاں اپنے پاؤں کے ذریعے اُسے کچلیں گی اور اپنے سینگوں کے ذریعے اس کو ماریں گی۔

ان کا حق یہ ہے' جب انہیں پانی پلانے کے لیے لایا جائے' تو ان کا دودھ دوہ لیا جائے۔

یاد رکھنا کہ کوئی شخص قیامت کے دن اپنے اونٹ کے ساتھ اس طرح نہ آئے کہ اس نے اس اونٹ کو اپنی گردن پر رکھا ہوا ہو اور وہ اونٹ آوازیں نکال رہا ہو' وہ شخص کہے گا: اے حضرت محمد! (میری مدد کیجئے!) تو میں اسے جواب دوں گا: میں اب تمہارے لیے کچھ نہیں کر سکتا' میں نے تو تبلیغ کر دی تھی اور کوئی شخص قیامت کے دن اس حالت میں نہ آئے کہ اس نے اپنی بکری کو اپنی گردن پر اُٹھایا ہوا ہو اور وہ منمنا رہی ہو' وہ شخص کہے: اے حضرت محمد! (میری مدد کیجئے) تو میں جواب دوں گا: میں تمہارے لیے کچھ نہیں کر سکتا' میں نے تو تبلیغ کر دی تھی۔

کسی شخص کا خزانہ قیامت کے دن ایک گنجے سانپ کی شکل میں ہو گا' وہ مالک اس سے بھاگے گا اور وہ سانپ اس کے پیچھے جائے گا اور یہ کہے گا: میں تمہارا خزانہ ہوں اور اس کے ساتھ ایسا وقت تک ہوتا رہے گا' جب تک وہ سانپ اس شخص کی انگلیاں بھی نہیں نگل لے گا۔

2447-اخرجه البخاري في الزكاة، باب اثم مانع الزكاة (الحديث 1402) . تحفة الاشراف (13736) .

بَاب سُقُوْطِ الزَّکَاۃِ عَنِ الْاِبِلِ اِذَا کَانَتْ رِسْلاً لِاَھْلِھَا وَلِحُمُوْلَتِھِمْ

یہ باب ہے کہ ذاتی استعمال کے لیے دودھ دوہنے یا سواری کے لیے (مخصوص اونٹوں) پر زکوٰۃ لازم نہ ہونا

2448 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰی قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ سَمِعْتُ بَھْزَ بْنَ حَکِیْمٍ یُحَدِّثُ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ فِیْ کُلِّ اِبِلٍ سَائِمَۃٍ مِنْ کُلِّ اَرْبَعِیْنَ ابْنَۃُ لَبُوْنٍ لَا تُفَرَّقُ اِبِلٌ عَنْ حِسَابِھَا مَنْ اَعْطَاھَا مُؤْتَجِرًا لَہٗ اَجْرُھَا وَمَنْ مَنَعَھَا فَاِنَّا اٰخِذُوْھَا وَشَطْرَ اِبِلِہٖ عَزْمَۃٌ مِنْ عَزَمَاتِ رَبِّنَا لَا یَحِلُّ لِاٰلِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْھَا شَیْءٌ .

☆☆ بہز بن حکیم اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

چرنے والے ہر چالیس اونٹوں میں ایک بنت لبون کی ادائیگی لازم ہوگی' اونٹوں کو اس کے حساب سے الگ' الگ نہیں کیا جائے گا' جو شخص اجر حاصل کرنے کے لیے زکوٰۃ ادا کرے گا' اسے اجر مل جائے گا اور جو زکوٰۃ ادا کرنے سے انکار کرے گا' تو ہم اس سے وصولی کرلیں گے اور اس کے اونٹوں کا ایک حصہ وصول کرلیں گے' یہ ہمارے پروردگار کا حق ہے (یعنی یہ اس کی طرف سے لازم حکم ہے) البتہ محمد کی آل کے لیے اس میں سے (یعنی زکوٰۃ میں سے) کوئی چیز حاصل کرنا جائز نہیں ہے۔

عوامل وحوامل کی زکوٰۃ میں مذاہب اربعہ

جو جانور کام کاج کے ہوں اور ضروریات میں استعمال ہوتے ہوں جیسے بیل ہل جوتتے یا کنویں سے پانی کھینچنے یا بار برداری کے کام لیے ہوں تو اگرچہ ان کی تعداد بقدر نصاب ہی کیوں نہ ہو لیکن ان میں زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی۔ یہی حکم اونٹ وغیرہ کے بارے میں بھی ہے چنانچہ حضرت امام اعظم حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ کا یہی مسلک ہے۔ لیکن حضرت امام مالک رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ ایسے جانوروں میں بھی زکوٰۃ واجب ہوگی۔

علوفہ کی زکوٰۃ میں فقہی مذاہب اربعہ

علامہ بدرالدین عینی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: علوفہ جانور میں زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔ اور یہی فقہاء احناف کا مذہب ہے۔ اور اسی طرح حضرت عطاء، حسن، ابراہیم نخعی، سفیان ثوری، سعید بن جبیر، لیث بن سعد، امام شافعی، امام احمد، ابوثور، ابوعبید، ابن منذر علیہم الرحمہ کا قول ہے۔

حضرت عمر بن عبد العزیز علیہ الرحمہ سے روایت ہے اور قتادہ، مکحول اور امام مالک علیہم الرحمہ نے کہا ہے کہ اس میں زکوٰۃ واجب ہے۔ اور ان کی دلیل نص کا ظاہری حکم یعنی ''ان کے اموال سے صدقہ پکڑیں'' ہے۔

ہم احناف اور ہمارے مؤید فقہاء کی دلیل سنن ابوداؤد کی حدیث ہے۔ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے۔ حوامل، عوامل اور بل

2448-تقدم (الحديث 2443) .

چلانے والے بیل میں زکوۃ واجب نہیں ہے۔ (البنایہ شرح الہدایہ،۳،ص،۶۸،حقانیہ ملتان)

باب زَكَاةِ الْبَقَرِ

یہ باب گائے کی زکوۃ کے بیان میں ہے

2449 – اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اٰدَمَ قَالَ حَدَّثَنَا مُفَضَّلٌ – وَهُوَ ابْنُ مُهَلْهَلٍ – عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ شَقِيْقٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ مُعَاذٍ . اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَهُ اِلَى الْيَمَنِ وَاَمَرَهُ اَنْ يَاْخُذَ مِنْ كُلِّ حَالِمٍ دِيْنَارًا اَوْ عِدْلَهُ مَعَافِرَ وَمِنَ الْبَقَرِ مِنْ ثَلَاثِيْنَ تَبِيْعًا اَوْ تَبِيْعَةً وَمِنْ كُلِّ اَرْبَعِيْنَ مُسِنَّةً .

☆☆ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یمن بھیجا اور انہیں ہدایت کی کہ وہ ہر بالغ شخص سے ایک دینار یا اس (کی قیمت) کے برابر یمنی چادر وصول کریں' تین گائے میں سے ایک تبیع یا تبیعہ اور چالیس میں سے ایک مسنہ وصول کریں (تبیعہ اس جانور کو کہتے ہیں' جو ایک سال کا ہو چکا ہو اور مسنہ وہ جانور ہے' جو دو سال کا ہو چکا ہو)۔

2450 – اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْلٰى – وَهُوَ ابْنُ عُبَيْدٍ – قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ شَقِيْقٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ وَّالْاَعْمَشُ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ قَالَا قَالَ مُعَاذٌ بَعَثَنِىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى الْيَمَنِ فَاَمَرَنِىْ اَنْ اٰخُذَ مِنْ كُلِّ اَرْبَعِيْنَ بَقَرَةً ثَنِيَّةً وَمِنْ كُلِّ ثَلَاثِيْنَ تَبِيْعًا وَّمِنْ كُلِّ حَالِمٍ دِيْنَارًا اَوْ عِدْلَهُ مَعَافِرَ .

☆☆ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یمن بھیجا تو آپ نے مجھے یہ ہدایت کی کہ میں ہر چالیس گائے میں سے ایک ثنیہ (یعنی دو سال کی گائے) اور ہر تیس میں سے ایک تبیع (یعنی ایک سال کی گائے) وصول کروں اور ہر بالغ (ذمی سے) ایک دینار یا اس کی قیمت کے برابر کوئی کپڑا وصول کراوں۔

2451 – اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ مُعَاذٍ قَالَ لَمَّا بَعَثَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى الْيَمَنِ اَمَرَهُ اَنْ يَاْخُذَ مِنْ كُلِّ ثَلَاثِيْنَ مِنَ الْبَقَرِ تَبِيْعًا اَوْ تَبِيْعَةً وَمِنْ كُلِّ اَرْبَعِيْنَ مُسِنَّةً وَمِنْ كُلِّ حَالِمٍ دِيْنَارًا اَوْ عِدْلَهُ مَعَافِرَ .

☆☆ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب انہیں یمن بھیجا تو انہیں یہ ہدایت کی کہ وہ ہر تیس گائے میں سے ایک تبیع یا تبیعہ اور ہر چالیس میں سے ایک مسنہ وصول کریں' ہر بالغ شخص سے ایک دینار وصول کریں یا اس کی قیمت کے برابر یمنی کپڑا لے لیں۔

2452 – اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ الطُّوْسِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ عَنِ ابْنِ اِسْحَاقَ قَالَ

2449-اخرجه ابو داؤد في الزكاة، باب في زكاة السائمة (الحديث 1577 و 1578) و اخرجه الترمذي في الزكاة، باب ما جاء في زكاة البقر (الحديث 623) . و اخرجه النسائي في الزكاة، باب زكاة البقر (2450 و 2451) . و اخرجه ابن ماجه في الزكاة، باب صدقة البقر (الحديث 1803) . تحفة الاشراف (11363) .

2450-تقدم في الزكاة، باب زكاة البقر (الحديث 2449) .

2451-تقدم في الزكاة، باب زكاة البقر (الحديث 2449) .

حَدَّثَنِی سُلَیْمَانُ الْاَعْمَشُ عَنْ اَبِیْ وَائِلِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ اَمَرَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حِیْنَ بَعَثَنِیْ اِلَی الْیَمَنِ اَنْ لَا اٰخُذَ مِنَ الْبَقَرِ شَیْئًا حَتّٰی تَبْلُغَ ثَلَاثِیْنَ فَاِذَا بَلَغَتْ ثَلَاثِیْنَ فَفِیْهَا عِجْلٌ تَابِعٌ جَذَعٌ اَوْ جَذَعَةٌ حَتّٰی تَبْلُغَ اَرْبَعِیْنَ فَاِذَا بَلَغَتْ اَرْبَعِیْنَ فَفِیْهَا بَقَرَةٌ مُسِنَّةٌ ۔

☆☆ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یمن بھیجا تو آپ نے مجھے یہ ہدایت کی کہ میں گائے میں سے زکوٰۃ کی وصولی اس وقت کروں جب ان کی تعداد تیس ہو چکی ہو' جب ان کی تعداد تیس ہو جائے' تو ان میں ایک سال کا ایک نر یا مادہ جانور لازم ہوگا' یہاں تک کہ جب ان کی تعداد چالیس ہو جائے' تو ان چالیس میں سے ایک مسنہ (یعنی دو سال کی گائے) کی ادائیگی لازم ہوگی۔

گائے اور اس کے نصاب زکوٰۃ کا بیان

تیس گایوں سے کم میں زکوٰۃ نہیں ہے۔لہٰذا جب وہ تیس ہو جائیں اور وہ سائمہ ہوں اور ان پر ایک سال گزر گیا تو ان میں ایک تبیع (بچھڑا) یا تبیعہ (بچھڑی) واجب ہے۔اور تبیع یا تبیعہ وہ بچہ ہے جو عمر کے دوسرے سال میں ہو۔اور چالیس میں ایک مسن یا مسنہ واجب ہے۔اور مسن یا مسنہ وہ بچہ ہے جو عمر کے تیسرے سال میں ہو۔کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو اسی طرح حکم دیا تھا۔(سنن دار قطنی)

جب وہ چالیس سے زیادہ ہو جائیں تو امام اعظم رضی اللہ عنہ کے نزدیک ساٹھ تک یہی مقدار واجب ہے۔لہٰذا ایک زائد میں ایک مسنہ کا چالیسواں حصہ واجب ہے۔اور دو زیادہ ہو جائیں تو مسنہ کا بیسواں حصہ واجب ہے۔اور جب تین زیادہ ہو جائیں تو چالیسویں کے تین حصے واجب ہیں۔

اور یہ روایت امام محمد علیہ الرحمہ کی اصل سے ہے اس لئے کہ معافی نص سے خلاف قیاس ثابت ہوئی ہے کیونکہ یہاں کوئی نص نہیں ہے۔اور امام حسن بن زیاد علیہ الرحمہ نے امام اعظم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ زائد میں کچھ واجب نہیں ہے۔حتیٰ کہ وہ پچاس تک پہنچ جائیں اور پچاس پر ایک مکمل مسنہ واجب ہوگا۔اور مسنہ کی چوتھائی قیمت یا تبیع کی تہائی قیمت واجب ہوگی۔کیونکہ نصاب کی اساس یہی ہے اور دونوں عقود کے درمیان معافی ہے۔اور ہر عقد میں واجب ہے۔

حضرت امام ابو یوسف اور امام محمد علیہما الرحمہ کے نزدیک کچھ واجب نہیں ہے یہاں تک کہ ان کی تعداد ساٹھ کو پہنچ جائے۔اور حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ سے بھی یہی روایت ہے۔کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا: اوقاص بقر (دو دہائیوں کے درمیان گائے کی تعداد) سے کچھ زکوٰۃ نہ لینا۔علماء نے بھی اوقاص کا معنی یہی بیان کیا ہے کہ جو تعداد چالیس اور ساٹھ کے درمیان میں ہو۔ہم احناف اس کے جواب میں یہ کہتے ہیں کہ کہا گیا ہے کہ اوقاص سے مراد نہایت چھوٹے بچے ہیں۔اور اس کے بعد ساٹھ میں دو تبیع یا دو تبیعہ ہیں۔اور ستر میں ایک مسنہ اور ایک تبیع ہے اور اسی (۸۰) میں دو مسنہ ہیں اور نوے (۹۰) میں تین تبیعہ ہیں اور ایک سو بیس (۱۲۰) میں دو تبیعہ اور ایک مسنہ ہے۔اور اسی حساب کے مطابق قیاس

245- اخرجه ابو داؤد في الزكاة، باب في زكاة السائمة (الحديث 1576) . تحفة الأشراف (11312) .

کرتے جائیں گے۔لہٰذا ہر دہائی پر تبیع سے مسنہ کی طرف اور مسنہ سے تبیع کی طرف فرض تبدیل ہوتا جائے گا۔کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: گائے کے ہر تیس پر ایک تبیع یا تبیعہ ہے اور ہر چالیس پر مسن یا مسنہ ہے۔

بھینس اور گائے دونوں برابر ہیں کیونکہ بقر کے لفظ کا اطلاق دونوں کو شامل ہے اور بھینس بھی ایک قسم کی گائے ہے البتہ ہمارے شہروں میں چونکہ بھینس بہت کم تعداد میں ہوتی ہے اس لئے لوگوں کے خیالات بھینس کی طرف جلد جانے والے نہیں ہیں۔اور اسی دلیل کے پیش نظر کہ جب کسی نے قسم کھائی ''وہ بقر کا گوشت نہیں کھائے گا'' تو وہ بھینس کا گوشت کھانے سے حانث نہ ہوگا۔(ہدایہ اولین،کتاب زکوۃ،لاہور)

گائے اور بیل کی زکوٰۃ میں فقہی تصریحات

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے بارے میں منقول ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب انہیں عامل بنا کر یمن بھیجا تو انہیں یہ حکم دیا کہ وہ زکوٰۃ کے طور پر ہر تیس گائے میں سے ایک برس کا بیل یا ایک برس کی گائے لیں اور ہر چالیس گائے میں سے دو برس کی گائے یا دو برس کا بیل وصول کریں۔(ابوداؤد،ترمذی،نسائی،دارمی)

گائے کے نصاب میں زکوٰۃ کے طور پر بیل دینے کے لیے فرمایا گیا ہے چنانچہ گائے کی زکوٰۃ کے طور پر نر اور مادہ دونوں برابر ہیں چاہے گائے دی جائے اور چاہے بیل دیدیا جائے جیسا کہ آگے آنے والی روایت میں اس کی وضاحت بھی ہے چنانچہ گائے اور بکری کی زکوٰۃ کے طور پر مادہ ہی دینا ضروری نہیں ہے اونٹوں کے برخلاف کہ ان میں مادہ ہی دینا افضل ہے لیکن گائے اور بکری میں اس کی کوئی قید اور تخصیص نہیں ہے۔

علامہ ابن حجر نے فرمایا ہے کہ اگر گائے یا بیل چالیس سے زائد ہوں تو اس زائد مقدار میں اس وقت تک کوئی چیز واجب نہیں ہوتی جب تک کہ تعداد ساٹھ تک نہ پہنچ جائے جب تعداد ساٹھ ہو جائے گی تو ان میں دو تبیعے یعنی ایک ایک برس کے دو بیل یا اتنی ہی عمر کی دو گائیں دینی ہوں گی پھر اس کے بعد ہر چالیس میں ایک مسنہ اور یعنی دو برس کی گائے یا بیل دینا ہوگا اور ہر تیس میں ایک ایک تبیعہ واجب ہوگا مثلاً جب ستر ہو جائیں تو ایک مسنہ اور ایک تبیعہ،اسی ہو جائیں تو دو مسنہ نوے ہو جائیں تو تین تبیعے اور جب سو ہو جائیں تو دو تبیعے اور ایک مسنہ واجب ہو جائے گا۔اسی طرح ہر تیس میں ایک تبیعہ اور ہر چالیس میں ایک مسنہ کے حساب سے زکوٰۃ ادا کی جائے گی۔

علامہ ابن حجر کا قول ہے اگر گائے یا بیل چالیس سے زائد مقدار میں ہوں تو اس وقت تک کوئی چیز واجب نہیں ہوتی جب تک کہ تعداد ساٹھ تک نہ پہنچ جائے حنفیہ میں سے صاحبین کا یہی مسلک ہے لیکن حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کا مسلک یہ ہے کہ چالیس سے جو تعداد بھی زائد ہوگی اس کا بھی حساب کر کے زکوٰۃ ادا کی جائے گی تاکہ تعداد ساٹھ تک پہنچ جائے جب تعداد ساٹھ تک پہنچ جائے گی تو دو تبیعے واجب ہو جائیں گے باقی حساب مذکورہ بالا ترتیب کے مطابق ہوگا۔لہٰذا اگر چالیس سے ایک بھی گائے یا بیل زائد ہوگا تو مسنہ کا چالیسواں حصہ یا ایک تبیعہ کا تیسواں حصہ یعنی ان کی قیمت کا چالیسواں یا تیسواں حصہ دینا ضروری ہوگا اسی طرح جو مقدار بھی زائد ہوگی اس کا اسی کے مطابق حساب کی جائے گا حنفیہ میں صاحب ہدایہ اور ان کے متبعین

کی رائے میں حضرت امام صاحب کا یہی قول معتبر ہے۔

حدیث کے آخر جملے ولیس علی العوامل شئی (کام کاج کے جانوروں میں کچھ بھی واجب نہیں ہے) کا مطلب یہ ہے کہ جو جانور کام کاج کے ہوں اور ضروریات میں استعمال ہوتے ہوں جیسے بیل ہل جوتنے یا کنویں سے پانی کھینچنے یا بار برداری کے کام لیے ہوں تو اگرچہ ان کی تعداد بقدر نصاب ہی کیوں نہ ہو لیکن ان میں زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی۔ یہی حکم اونٹ وغیرہ کے بارے میں بھی ہے چنانچہ حضرت امام اعظم حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ کا یہی مسلک ہے۔ لیکن حضرت امام مالک رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ ایسے جانوروں میں بھی زکوٰۃ واجب ہوگی۔

انعام ثلاثہ کی زکوٰۃ میں مذاہب اربعہ

علامہ عبدالرحمٰن جزیری لکھتے ہیں: مالکی مذہب کے علاوہ دیگر تمام مذاہب اس امر پر متفق ہیں کہ سائمہ (چرنے والے جانور) اور نصاب کی شرط کے ساتھ تین قسم کے حیوانات میں زکات واجب ہے وہ یہ ہیں (اونٹ، گائے (بھینس بھی شامل ہے) بھیڑ (بکری بھی شامل ہے) مگر مالکی مذہب میں سائمہ (چرنے) کی شرط نہیں ہے، اس نظریہ کے مطابق زکات ان تین قسموں میں واجب ہے چاہے سائمہ ہوں یا غیر سائمہ۔

سبھی مذاہب اس بات پر متفق القول ہیں کہ گھوڑا، خچر اور گدھے میں زکات واجب نہیں ہے، مگر یہ کہ مال التجارۃ (تجارت کے مال) کا جزو قرار پائیں۔ مگر حنفی مذہب گھوڑے اور گھوڑی میں دو شرط کے ساتھ زکات واجب جانتے ہیں شرط اول سائمہ ہو (چرنے والے) شرط دوم نسل بڑھانے کے لئے گلہ کی دیکھ بھال کی جارہی ہو۔ (مذاہب اربعہ، ص ۲۱۲، بیروت)

گائے کے نصاب ساٹھ میں زکوٰۃ پر مذاہب اربعہ

علامہ بدرالدین عینی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ کہ فقہاء احناف کے نزدیک جب گائے کی تعداد ساٹھ کو پہنچ جائے تو اس میں دو تبیع یا تبیعہ ہیں۔ حضرت امام مالک اور امام شافعی اور امام احمد علیہم الرحمہ نے بھی اسی طرح کہا ہے۔ اور محیط برہانی میں بھی اسی طرح ہے اور جوامع الفقہ میں امام اعظم رضی اللہ عنہ سے اسی طرح روایت ہے۔ (البنائیہ شرح الہدایہ ۳، ص ۲۵۰، حقانیہ ملتان)

باب مَانِعِ زَكَاةِ الْبَقَرِ

یہ باب گائے کی زکوٰۃ ادا نہ کرنے والے کی سزا میں ہے

2453 - اَخْبَرَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى عَنِ ابْنِ فُضَيْلٍ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ اَبِىْ سُلَيْمَانَ عَنْ اَبِى الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ صَاحِبِ اِبِلٍ وَّلَا بَقَرٍ وَّلَا غَنَمٍ لَا يُؤَدِّى حَقَّهَا اِلَّا وُقِفَ لَهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِقَاعٍ قَرْقَرٍ تَطَؤُهُ ذَاتُ الْاَظْلَافِ بِاَظْلَافِهَا وَتَنْطَحُهُ ذَاتُ الْقُرُوْنِ بِقُرُوْنِهَا لَيْسَ فِيْهَا يَوْمَئِذٍ جَمَّاءُ وَلَا مَكْسُوْرَةُ الْقَرْنِ . قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَاذَا حَقُّهَا قَالَ اِطْرَاقُ فَحْلِهَا وَاِعَارَةُ دَلْوِهَا وَحَمْلُ

2453-اخرجه مسلم في الزكاة، باب اثم مانع الزكاة (الحديث 28) . تحفة الاشراف (2788) .

عَلَيْهَا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَلَا صَاحِبِ مَالٍ لَا يُؤَدِّي حَقَّهُ إِلَّا يُخَيَّلُ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُجَاعٌ أَقْرَعُ يَفِرُّ مِنْهُ صَاحِبُهُ وَهُوَ يَتْبَعُهُ يَقُولُ لَهُ هٰذَا كَنْزُكَ الَّذِي كُنْتَ تَبْخَلُ بِهِ فَإِذَا رَأَى أَنَّهُ لَا بُدَّ لَهُ مِنْهُ أَدْخَلَ يَدَهُ فِي فِيهِ فَجَعَلَ يَقْضَمُهَا كَمَا يَقْضَمُ الْفَحْلُ .

☆☆ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

اونٹوں' گائے اور بکریوں کا جو مالک ان کا حق ادا نہیں کرتا' اسے قیامت کے دن ان جانوروں کے سامنے کھلے میدان میں ڈال دیا جائے گا اور کھروں والے جانور اسے اپنے کھروں کے ذریعے روندیں گے اور سینگوں والے جانور اپنے سینگوں کے ذریعے اسے ماریں گے' اس دن ایسا کوئی جانور نہ ہوگا' جس کے سینگ نہ ہوں' یا جس کے سینگ ٹوٹے ہوئے ہوں' ہم نے عرض کی: یارسول اللہ! ان کے حق سے کیا مراد ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: انہیں جفتی کے لیے دینا' پانی نکالنے کے لیے دینا اور جہاد کے لیے سواری فراہم کرنا' جو مال رکھنے والا شخص مال کے حق کو ادا نہیں کرے گا' تو قیامت کے دن وہ مال ایک گنجے سانپ کی شکل میں اس کے سامنے آئے گا' وہ مالک اس سے بھاگے گا اور وہ سانپ اس کے پیچھے جائے گا اور اس سے یہ کہے گا کہ میں تمہارا وہ خزانہ ہوں' جسے تم نے بخل کے طور پر (سنبھال کر رکھا ہوا تھا) جب آدمی دیکھے گا کہ اس سے بچاؤ کی کوئی راہ نہیں ہے' تو وہ اپنا ہاتھ اس کے منہ میں داخل کرے گا' تو وہ سانپ اس کے ہاتھ کو یوں چبالے گا' جس طرح اونٹ کوئی چیز چبالیتا ہے۔

باب زَكَاةِ الْغَنَمِ

یہ باب بکریوں کی زکوٰۃ کے بیان میں ہے

2454 – أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ فَضَالَةَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ النَّسَائِيُّ قَالَ أَنْبَأَنَا شُرَيْحُ بْنُ النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثُمَامَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَتَبَ لَهُ أَنَّ هٰذِهِ فَرَائِضُ الصَّدَقَةِ الَّتِي فَرَضَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ الَّتِي أَمَرَ اللّٰهُ بِهَا رَسُولَهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَنْ سُئِلَهَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ عَلَى وَجْهِهَا فَلْيُعْطِهَا وَمَنْ سُئِلَ فَوْقَهَا فَلَا يُعْطِهِ فِيمَا دُونَ خَمْسٍ وَّعِشْرِينَ مِنَ الْإِبِلِ فِي خَمْسٍ ذَوْدٍ شَاةٌ فَإِذَا بَلَغَتْ خَمْسًا وَّعِشْرِينَ فَفِيهَا بِنْتُ مَخَاضٍ إِلَى خَمْسٍ وَّثَلَاثِينَ فَإِنْ لَمْ تَكُنِ ابْنَةُ مَخَاضٍ فَابْنُ لَبُونٍ ذَكَرٌ فَإِذَا بَلَغَتْ سِتَّةً وَّثَلَاثِينَ فَفِيهَا بِنْتُ لَبُونٍ إِلَى خَمْسٍ وَّأَرْبَعِينَ فَإِذَا بَلَغَتْ سِتَّةً وَّأَرْبَعِينَ فَفِيهَا حِقَّةٌ طَرُوقَةُ الْفَحْلِ إِلَى سِتِّينَ فَإِذَا بَلَغَتْ إِحْدَى وَسِتِّينَ فَفِيهَا جَذَعَةٌ إِلَى خَمْسَةٍ وَّسَبْعِينَ فَإِذَا بَلَغَتْ سِتَّةً وَّسَبْعِينَ فَفِيهَا ابْنَتَا لَبُونٍ إِلَى تِسْعِينَ فَإِذَا بَلَغَتْ إِحْدَى وَتِسْعِينَ فَفِيهَا حِقَّتَانِ طَرُوقَتَا الْفَحْلِ إِلَى عِشْرِينَ وَمِائَةٍ فَإِذَا زَادَتْ عَلَى عِشْرِينَ وَمِائَةٍ فَفِي كُلِّ أَرْبَعِينَ ابْنَةُ لَبُونٍ وَّفِي كُلِّ خَمْسِينَ حِقَّةٌ فَإِذَا تَبَايَنَ أَسْنَانُ الْإِبِلِ فِي فَرَائِضِ الصَّدَقَاتِ فَمَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهُ صَدَقَةُ الْجَذَعَةِ وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ جَذَعَةٌ وَّعِنْدَهُ حِقَّةٌ فَإِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ الْحِقَّةُ وَيَجْعَلُ مَعَهَا شَاتَيْنِ إِنِ اسْتَيْسَرَتَا لَهُ أَوْ عِشْرِينَ دِرْهَمًا وَّمَنْ بَلَغَتْ

2454-تقدم في الزكاة، باب زكاة الابل (الحديث 2446) .

عِنْدَهُ صَدَقَةُ الْحِقَّةِ وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ اِلَّا جَذَعَةٌ فَاِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ وَيُعْطِيهِ الْمُصَدِّقُ عِشْرِيْنَ دِرْهَمًا اَوْ شَاتَيْنِ وَمَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهُ صَدَقَةُ الْحِقَّةِ وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ وَعِنْدَهُ ابْنَةُ لَبُوْنٍ فَاِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ وَيَجْعَلُ مَعَهَا شَاتَيْنِ اِنِ اسْتَيْسَرَتَا لَهُ اَوْ عِشْرِيْنَ دِرْهَمًا وَمَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهُ صَدَقَةُ بِنْتِ لَبُوْنٍ وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ اِلَّا حِقَّةٌ فَاِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ وَيُعْطِيهِ الْمُصَدِّقُ عِشْرِيْنَ دِرْهَمًا اَوْ شَاتَيْنِ وَمَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهُ صَدَقَةُ بِنْتِ لَبُوْنٍ وَعِنْدَهُ بِنْتُ مَخَاضٍ فَاِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ وَيَجْعَلُ مَعَهَا شَاتَيْنِ اِنِ اسْتَيْسَرَتَا لَهُ اَوْ عِشْرِيْنَ دِرْهَمًا وَمَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهُ صَدَقَةُ ابْنَةِ مَخَاضٍ وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ اِلَّا ابْنُ لَبُوْنٍ ذَكَرٌ فَاِنَّهُ يُقْبَلُ مِنْهُ وَلَيْسَ مَعَهُ شَيْءٌ وَمَنْ لَمْ يَكُنْ عِنْدَهُ اِلَّا اَرْبَعَةٌ مِنَ الْاِبِلِ فَلَيْسَ فِيْهَا شَيْءٌ اِلَّا اَنْ يَشَآءَ رَبُّهَا وَفِيْ صَدَقَةِ الْغَنَمِ فِيْ سَائِمَتِهَا اِذَا كَانَتْ اَرْبَعِيْنَ فَفِيْهَا شَاةٌ اِلٰى عِشْرِيْنَ وَمِاءَةٍ فَاِذَا زَادَتْ وَاحِدَةٌ فَفِيْهَا شَاتَانِ اِلٰى مِائَتَيْنِ فَاِذَا زَادَتْ وَاحِدَةٌ فَفِيْهَا ثَلَاثُ شِيَاهٍ اِلٰى ثَلَاثِمِاءَةٍ فَاِذَا زَادَتْ وَاحِدَةٌ فَفِيْ كُلِّ مِاءَةٍ شَاةٌ وَلَا تُؤْخَذُ فِي الصَّدَقَةِ هَرِمَةٌ وَلَا ذَاتُ عَوَارٍ وَلَا تَيْسُ الْغَنَمِ اِلَّا اَنْ يَشَآءَ الْمُصَدِّقُ وَلَا يُجْمَعُ بَيْنَ مُتَفَرِّقٍ وَلَا يُفَرَّقُ بَيْنَ مُجْتَمِعٍ خَشْيَةَ الصَّدَقَةِ وَمَا كَانَ مِنْ خَلِيْطَيْنِ فَاِنَّهُمَا يَتَرَاجَعَانِ بَيْنَهُمَا بِالسَّوِيَّةِ وَاِذَا كَانَتْ سَائِمَةُ الرَّجُلِ نَاقِصَةً مِنْ اَرْبَعِيْنَ شَاةً وَاحِدَةً فَلَيْسَ فِيْهَا شَيْءٌ اِلَّا اَنْ يَشَآءَ رَبُّهَا وَفِي الرِّقَةِ رُبُعُ الْعُشْرِ فَاِنْ لَمْ يَكُنِ الْمَالُ اِلَّا تِسْعِيْنَ وَمِاءَةً فَلَيْسَ فِيْهِ شَيْءٌ اِلَّا اَنْ يَشَآءَ رَبُّهَا ۔

☆☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے (اپنے عہد خلافت میں) انہیں خط میں یہ بات تحریر کی کہ زکوٰۃ کے بارے میں یہ قوانین ہیں' جنہیں اللہ کے رسول نے مسلمانوں پر لازم قرار دیا ہے' جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو حکم دیا تھا' مسلمانوں میں سے جس سے ان کے مطابق مطالبہ کیا جائے' وہ ادائیگی کرے گا اور جس سے ان سے زیادہ کا مطالبہ کیا جائے وہ (اضافی) ادائیگی نہیں کرے گا۔ پچیس سے کم اونٹوں میں (ہر پانچ اونٹوں میں سے) ایک بکری کی ادائیگی لازم ہوتی ہے' جب ان کی تعداد پچیس ہو جائے' تو 35 تک میں ایک بنت مخاض کی ادائیگی لازم ہوگی' اگر بنت مخاض موجود نہ ہو' تو ایک ابن لبون مذکر کی ادائیگی لازم ہوگی' پھر 36 سے 45 تک میں ایک بنت لبون کی ادائیگی لازم ہوگی' پھر 40 سے 60 تک میں ایک حقہ کی ادائیگی لازم ہوگی' جسے جفتی کے لیے دیا جا سکے' پھر 61 سے 75 تک میں ایک جذعہ کی ادائیگی لازم ہوگی' پھر 76 سے 90 تک میں دو بنت لبون کی ادائیگی لازم ہوگی' پھر 91 سے 120 تک میں دو حقہ کی ادائیگی لازم ہوگی' جب ان کی تعداد 120 سے زیادہ ہو جائے گی' تو ہر چالیس میں سے ایک بنت لبون اور ہر 50 میں ایک حقہ کی ادائیگی لازم ہوگی۔ جب زکوٰۃ کی ادائیگی کے وقت اونٹوں کی عمروں میں فرق آ جائے' تو جس شخص کے ذمے جذعہ کی ادائیگی لازم ہو اور اس کے پاس جذعہ موجود نہ ہو' بلکہ اس کے پاس حقہ موجود ہو' تو اس سے حقہ وصول کر لیا جائے گا' بلکہ اس کے پاس حقہ موجود ہو' تو اس سے حقہ وصول کر لیا جائے گا' اگر اس کے لیے آسان ہو' تو وہ اس کے ساتھ دو بکریاں دیدے گا' ورنہ 20 درہم دیدے گا' جس شخص پر حقہ کی ادائیگی لازم ہو' اور اس کے پاس وہ نہ ہو بلکہ جزعہ ہو' تو اس سے جزعہ وصول کیا جائے گا اور زکوٰۃ وصول کرنے والا شخص اسے 20 درہم یا دو بکریاں ادا کر دے گا' جس شخص پر حقہ کی ادائیگی لازم ہو اور حقہ اس کے پاس نہ ہو' بلکہ اس کے پاس

بنت لبون ہو' تو اس سے بنت لبون قبول کی جائے گی اور وہ شخص اس کے ہمراہ دو بکریاں اگر اس کے لیے یہ ممکن ہو ورنہ 20 درہم دیدے گا' جس شخص کے ذمے بنت لبون کی ادائیگی ہو اور اس کے پاس بنت لبون نہ ہو بلکہ حقہ ہو' تو اس سے وہی وصول کر لی جائے گی اور صدقہ وصول کرنے والا شخص اسے 20 درہم یا دو بکریاں ادا کرے گا' جس وقت کے ذمے بنت لبون کی ادائیگی لازم ہو اور اس کے پاس بنت لبون نہ ہو بلکہ اس کے پاس بنت مخاض ہو' تو اس سے وہی وصول کر لی جائے گی اور وہ شخص اس کے ہمراہ دو بکریاں یا بیس درہم دے گا' جس شخص کے ذمے بنت مخاض کی ادائیگی ہو اور اس کے پاس بنت مخاض نہ ہو' بلکہ ابن لبون مذکر ہو' تو اس سے وہی وصول کیا جائے گا اور اس کے ہمراہ کوئی ادائیگی لازم نہیں ہوگی۔

جس شخص کے پاس صرف 4 اونٹ ہوں' تو اس پر اس حوالے سے کوئی بھی ادائیگی لازم نہیں ہوگی' البتہ اگر ان کا مالک چاہے' تو (صدقے کے طور پر) کوئی ادائیگی کر سکتا ہے۔

چرنے والی بکریوں کے بارے میں زکوٰۃ کا حکم یہ ہے: جب ان کی تعداد 40 ہو' تو 40 سے لے کر 120 تک میں ایک بکری کی ادائیگی لازم ہوگی' جب 120 سے ایک بھی زیادہ ہو جائے تو اس میں دو بکریوں کی ادائیگی لازم ہوگی اور یہ حکم 200 تک ہے' جب اس سے ایک بھی زیادہ ہو جائے تو 300 تک میں 3 بکریوں کی ادائیگی لازم ہوگی' اگر وہ اس سے ایک بھی زیادہ ہو جائے تو ہر ایک سو میں ایک بکری کی ادائیگی لازم ہوگی۔

زکوٰۃ کے طور پر عمر رسیدہ' عیب دار یا نر جانور نہیں لیا جائے گا' البتہ اگر زکوٰۃ دینے والا شخص چاہے' تو اپنی پسند سے نر جانور دے سکتا ہے۔

زکوٰۃ سے بچنے کے لیے متفرق جانوروں کو جمع نہیں کیا جائے گا اور جمع جانوروں کو الگ نہیں کیا جائے گا۔

اگر بھیڑ بکریاں دو آدمیوں کی مشترکہ ملکیت ہوں' تو زکوٰۃ ان دونوں پر برابر لازم ہوگی۔

اگر کسی شخص کے پاس چرنے والی بکریاں 40 سے کم ہوں' تو اس پر کوئی ادائیگی لازم نہیں ہوگی' البتہ اگر ان کا مالک چاہے' تو صدقے کے طور پر کوئی ادائیگی کر سکتا ہے' چاندی میں چالیسویں حصے کی ادائیگی لازم ہوگی۔

اگر کسی شخص کے پاس 190 درہم ہوں' تو اس پر کوئی ادائیگی لازم نہیں ہوگی' البتہ اگر ان کا مالک چاہے' تو (صدقے کے طور پر) کوئی چیز دے سکتا ہے۔

بکریوں کے نصاب زکوٰۃ کا بیان

چالیس سائمہ بکریوں سے کم میں زکوٰۃ واجب نہیں۔ جب وہ چالیس چرنے والی ہو جائیں تو ایک سو بیس (۱۲۰) تک ان پر ایک بکری ہے جبکہ ان پر ایک سال گزر جائے۔ جب ان پر ایک بکری زائد ہوئی تو دو سو (۲۰۰) تک دو بکریاں ہیں۔ جب دو سو سے ایک بکری زائد ہوئی تو چار سو (۴۰۰) تک تین بکریاں ہیں۔ اور جب چار سو ہو جائیں تو ان میں چار بکریاں ہیں۔ (اس کے بعد) ہر سو پر ایک بکری ہے۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے خطوط میں یہی بیان ہوا ہے۔ اور اسی پر اجماع کا انعقاد ہوا ہے۔ (بخاری، ترمذی)

ضأن اور معز دونوں برابر ہیں۔اس لئے کہ لفظ غنم دونوں کو شامل ہے۔اور نص لفظ غنم کے ساتھ وارد ہوئی ہے۔اور اس کی زکوٰۃ میں ثنی کو لیا جائے گا۔اور ضأن میں جذعہ نہیں لیا جائے گا مگر وہ روایت جو امام حسن نے امام اعظم سے روایت کی ہے۔اور ثنی اس بچے کو کہتے ہیں جو ایک سال کا ہو اور جزعہ وہ بچہ جس پر سال کا اکثر حصہ گزر چکا ہو۔اور سیدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ضأن کا جذعہ لیا جائے گا۔

اور صاحبین کا قول بھی یہی ہے۔کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بے شک ہمارا حق جذعہ اور ثنی ہے اور یہ دلیل بھی ہے کہ جذعہ سے قربانی ادا ہو جاتی ہے۔لہٰذا زکوٰۃ بھی جائز ہوئی اور اس کی دلیل حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے موقوفا اور مرفوعا حدیث وارد ہوئی ہے۔زکوٰۃ نہیں وصول کی جائے گی مگر ثنی میں یا اس سے زیادہ میں۔کیونکہ واجب درمیانے درجے کا ہوتا ہے۔اور جذعہ چھوٹوں میں شمار ہوتا ہے اور اسی وجہ سے معز کا جذعہ زکوٰۃ میں جائز نہیں۔جبکہ جذعہ کی قربانی کا حکم نص سے ثابت ہوا ہے۔اور روایت کردہ جذعہ سے مراد اونٹ کا جذعہ ہے۔(ابوداؤد، مستدرک، مسند احمد بن حنبل) اور بکری کی زکوٰۃ میں نر اور مادہ کا (بطور زکوٰۃ) لینا جائز ہے۔اس لئے کہ لفظ شاۃ دونوں کو شامل ہے۔اور بے شک نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: چالیس بکریوں پر ایک بکری ہے۔اور اللہ ہی سب سے زیادہ جاننے والا ہے۔(ہدایہ اولین، کتاب زکوٰۃ، لاہور)

باب مَانِعِ زَكَاةِ الْغَنَمِ

یہ باب بکریوں کی زکوٰۃ نہ دینے والے کی سزا میں ہے

2455 – اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنِ الْمَعْرُوْرِ بْنِ سُوَيْدٍ عَنْ اَبِىْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ صَاحِبِ اِبِلٍ وَّلَا بَقَرٍ وَّلَا غَنَمٍ لَا يُؤَدِّى زَكَاتَهَا اِلَّا جَاءَتْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَعْظَمَ مَا كَانَتْ وَاَسْمَنَهُ تَنْطَحُهُ بِقُرُوْنِهَا وَتَطَؤُهُ بِاَخْفَافِهَا كُلَّمَا نَفِدَتْ اُخْرَاهَا اَعَادَتْ عَلَيْهِ اُوْلَاهَا حَتّٰى يُقْضٰى بَيْنَ النَّاسِ ۔

☆☆ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

اونٹوں' گائے اور بکریوں کا جو مالک ان کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتا تو قیامت کے دن یہ جانور زیادہ بڑے اور زیادہ موٹے تازے ہو کر آئیں گے' اور اسے اپنے سینگوں کے ذریعے ماریں گے اور اپنے پاؤں کے ذریعے روندیں گے' جب ان میں سے آخری ایسا کر لے گا' تو پہلے والا دوبارہ آ جائے گا اور ایسا اس وقت تک ہوتا رہے گا' جب تک لوگوں کے درمیان فیصلہ نہیں ہو جاتا (یعنی قیامت کے پورے دن میں ایسا ہوتا رہے گا)۔

2455-اخرجه البخاري في الزكاة، باب زكاة البقر (الحديث 1460) و في الايمان النذور، باب كيف كانت يمين النبي صلى الله عليه وسلم (الحديث 6638) و اخرجه مسلم في الزكاة، باب تغليظ عقوبة من لا يودي الزكاة (الحديث 30) .واخرجه ابن ماجه الزكاة، باب فرض الزكاة (الحديث 1785) . و الحديث عند: البخاري في الايمان النذور، باب كيف كانت يمين النبي صلى الله عليه وسلم (الحديث 6638) . و الترمذي في الزكاة، ما جاء عن رسول الله صلى الله عليه وسلم في منع الزكاة من التشديد (الحديث 617) . و النسائي في الزكاة، باب التغليظ في حبس الزكاة (الحديث 2439) . تحفة الاشراف (11981) .

باب الْجَمْعِ بَيْنَ الْمُتَفَرِّقِ وَالتَّفْرِيقِ بَيْنَ الْمُجْتَمِعِ

یہ باب ہے کہ (زکوٰۃ سے بچنے کے لیے) متفرق کو اکٹھے کرنا اور اکٹھے کو متفرق کردینا

2456 - اَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ هُشَيْمٍ عَنْ هِلَالِ بْنِ خَبَّابٍ عَنْ مَيْسَرَةَ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ سُوَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ قَالَ اَتَانَا مُصَدِّقُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَتَيْتُهُ فَجَلَسْتُ اِلَيْهِ فَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ اِنَّ فِيْ عَهْدِيْ اَنْ لَا نَاْخُذَ رَاضِعَ لَبَنٍ وَّلَا نَجْمَعَ بَيْنَ مُتَفَرِّقٍ وَّلَا نُفَرِّقَ بَيْنَ مُجْتَمِعٍ . فَاَتَاهُ رَجُلٌ بِنَاقَةٍ كَوْمَاءَ فَقَالَ خُذْهَا . فَاَبٰى

☆☆ حضرت سوید بن غفلہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ کی طرف سے زکوٰۃ وصول کرنے والا شخص ہمارے پاس آیا تو میں اس کے پاس گیا اور اس کے پاس بیٹھ گیا اور میں نے اسے یہ کہتے ہوئے سنا: میں اس بات کا پابند ہوں کہ دودھ پلانے والا جانور وصول نہ کروں اور (زکوٰۃ سے بچنے کے لیے یا زبردستی زکوٰۃ لینے کے لیے) متفرق کو اکٹھا نہ کردوں اور اکٹھے کو متفرق نہ کردوں (راوی کہتے ہیں:) ایک شخص اونچی کوہان والی اونٹنی لے کر اس کے پاس آیا اور اس سے کہا کہ تم اسے وصول کرلو' تو اس نے (اسے وصول کرنے سے) انکار کردیا۔

2457 - اَخْبَرَنَا هَارُوْنُ بْنُ زَيْدِ بْنِ يَزِيْدَ - يَعْنِيْ ابْنَ اَبِي الزَّرْقَاءِ - قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ سَاعِيًا فَاَتٰى رَجُلًا فَاَتَاهُ فَصِيْلًا مَخْلُوْلًا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثْنَا مُصَدِّقَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاِنَّ فُلَانًا اَعْطَاهُ فَصِيْلًا مَخْلُوْلًا اللّٰهُمَّ لَا تُبَارِكْ فِيْهِ وَلَا فِيْ اِبِلِهٖ . فَبَلَغَ ذٰلِكَ الرَّجُلَ فَجَاءَ بِنَاقَةٍ حَسْنَاءَ فَقَالَ اَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَاِلٰى نَبِيِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللّٰهُمَّ بَارِكْ فِيْهِ وَفِيْ اِبِلِهٖ .

☆☆ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ایک شخص کو زکوٰۃ وصول کرنے کے لیے بھیجا' وہ ایک شخص کے پاس آیا تو اس نے اسے اونٹ کا ایک کمزور بچہ دے دیا' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہم نے اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے ایک شخص کو زکوٰۃ وصول کرنے کیلیے بھیجا اور فلاں شخص نے اسے اونٹ کا ایک کمزور بچہ دے دیا' اے اللہ! تو اس شخص کے لیے اس میں برکت نہ رکھنا اور اس شخص کے اونٹوں میں بھی برکت نہ رکھنا' جب اس شخص کو اس بات کی اطلاع ملی تو وہ ایک عمدہ اونٹنی لے کر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کی: میں اللہ اور اس کے رسول کی بارگاہ میں' توبہ کرتا ہوں' تو نبی اکرم ﷺ نے دعا کی: اے اللہ! تو اس میں اور اس کے اونٹوں میں برکت دے۔

باب صَلَاةِ الْاِمَامِ عَلٰى صَاحِبِ الصَّدَقَةِ

یہ باب ہے کہ حاکم کا زکوٰۃ دینے والے شخص کو دعا دینا

2456-اخرجه ابو داؤد في الزكاة، باب في زكاة السائمة (الحديث 1579 و 1580) مطولًا . و اخرجه ابن ماجه في الزكاة، باب ما ياخذ المصدق من الابل (الحديث 1801) مطولًا . تحفة الاشراف (15593) .

2457-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (11785) .

2458 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَزِيْدَ قَالَ حَدَّثَنَا بَهْزُ بْنُ اَسَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ اَخْبَرَنِیْ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ اَبِیْ اَوْفٰی قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَتَاهُ قَوْمٌ بِصَدَقَتِهِمْ قَالَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى اٰلِ فُلَانٍ . فَاَتَاهُ اَبِیْ بِصَدَقَتِهٖ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى اٰلِ اَبِیْ اَوْفٰی .

☆☆ حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب لوگ اپنی زکوٰۃ لے کر آتے تھے تو آپ یہ دعا کرتے تھے:

اے اللہ! آل فلاں پر رحمت نازل کر!

میرے والد اپنی زکوٰۃ لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے دعا کی:

اے اللہ! آل ابی اوفیٰ پر رحمت نازل کر!

شرح

کسی شخص کے بارہ میں تنہا اس کے لئے لفظ صلوۃ کے ساتھ دعا کرنا یعنی اس طرح کہنا کہ اللھم صل علی آل فلاں درست نہیں ہے لفظ صلوۃ کے ساتھ دعا صرف انبیاء کرام کے لئے مخصوص ہے ہاں اگر کسی شخص کو انبیاء کے ساتھ متعلق کر کے لفظ صلوۃ کے ساتھ دعا کی جائے تو درست ہے جہاں تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی کا تعلق ہے کہ آپ زکوۃ لانے والوں کے لئے لفظ صلوۃ کے ساتھ دعائے رحمت کرتے تھے تو اس کے بارہ میں کہا جاتا ہے کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے ہے کسی اور کے لئے یہ جائز نہیں ہے۔

باب اِذَا جَاوَزَ فِي الصَّدَقَةِ

یہ باب ہے کہ جب کوئی شخص زکوٰۃ میں حد سے تجاوز کر جائے

2459 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ - وَاللَّفْظُ لَهٗ - قَالَا حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَبِیْ اِسْمَاعِيْلَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ هِلَالٍ قَالَ قَالَ جَرِيْرٌ اَتَى النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاسٌ مِنَ الْاَعْرَابِ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ يَاْتِيْنَا نَاسٌ مِنْ مُصَدِّقِيْكَ يَظْلِمُوْنَ . قَالَ اَرْضُوا مُصَدِّقِيْكُمْ . قَالُوْا وَاِنْ ظَلَمَ قَالَ اَرْضُوا مُصَدِّقِيْكُمْ . ثُمَّ قَالُوْا وَاِنْ ظَلَمَ قَالَ اَرْضُوا مُصَدِّقِيْكُمْ . قَالَ جَرِيْرٌ فَمَا صَدَرَ عَنِّیْ مُصَدِّقٌ مُنْذُ سَمِعْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا وَهُوَ رَاضٍ .

2458-اخرجه البخاري في الزكاة، باب صلاة الامام ودعائه لصاحب الصدقة (الحديث 1497) وفي المغازي، باب غزوة الحديبية (الحديث 4166)، وفي الدعوات، باب قول الله تبارك و تعالى (وصل عليهم) (الحديث 6332)، وباب هل يصلى على غير النبي صلى الله عليه وسلم (الحديث 6359) . واخرجه مسلم في الزكاة، باب الدعاء لمن اتى بصدقته (الحديث 176) . و اخرجه ابو داؤد في الزكاة، باب دعاء المصدق لاهل الصدقة (الحديث 1590) واخرجه ابن ماجه في الزكاة، باب ما يقال عند اخراج الزكاة (الحديث 1796) . تحفة الاشراف (5176) .

2459-اخرجه مسلم في الزكاة، باب ارضاء السعاة (الحديث 29) مختصرًا واخرجه ابو داؤد في الزكاة، باب رضا المصدق (الحديث 1589) . تحفة الاشراف (3218) .

☆☆ عبدالرحمٰن بن ہلال بیان کرتے ہیں' حضرت جریر رضی اللہ عنہ نے یہ بات بیان کی ہے:
کچھ دیہاتی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے' انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ کی طرف سے زکوٰۃ وصول کرنے والے شخص ہمارے پاس آئے اور انہوں نے ہمارے ساتھ زیادتی کی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم زکوٰۃ وصول کرنے والے کو مطمئن کر دیا کرو' انہوں نے عرض کی: اگرچہ وہ زیادتی کر رہا ہو؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم زکوٰۃ وصول کرنے والے کو مطمئن کر دیا کرو' انہوں نے پھر عرض کی: اگرچہ وہ زیادتی بھی کر رہا ہو؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم زکوٰۃ وصول کرنے والے کو مطمئن کر دیا کرو۔

حضرت جریر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' جب سے میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی یہ بات سنی ہے' اس کے بعد جب بھی کوئی زکوٰۃ وصول کرنے والا میرے پاس آتا ہے' تو مجھ سے مطمئن ہو کر جاتا ہے۔

2460 – اَخْبَرَنَا زِيَادُ بْنُ اَيُّوْبَ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيلُ – هُوَ ابْنُ عُلَيَّةَ – قَالَ اَنْبَاَنَا دَاوُدُ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ قَالَ جَرِيْرٌ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَتَاكُمُ الْمُصَدِّقُ فَلْيَصْدُرْ وَهُوَ عَنْكُمْ رَاضٍ .

☆☆ حضرت جریر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:
جب زکوٰۃ وصول کرنے والا شخص تمہارے پاس آئے تو وہ تم سے مطمئن ہو کر واپس جائے۔

باب اِعْطَاءِ السَّيِّدِ الْمَالَ بِغَيْرِ اخْتِيَارِ الْمُصَدِّقِ

یہ باب ہے کہ (زکوٰۃ دینے والے) مالک کا اپنا مال دینا' اگرچہ زکوٰۃ وصول کرنے والا اسے اختیار نہ کرے (یعنی اس سے مطمئن نہ ہو)

2461 – اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ اِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ اَبِي سُفْيَانَ عَنْ مُسْلِمِ بْنِ ثَفِنَةَ قَالَ اسْتَعْمَلَ ابْنُ عَلْقَمَةَ اَبِي عَلٰى عِرَافَةِ قَوْمِهِ وَاَمَرَهُ اَنْ يُصَدِّقَهُمْ فَبَعَثَنِي اَبِي اِلٰى طَائِفَةٍ مِنْهُمْ لآتِيَهُ بِصَدَقَتِهِمْ فَخَرَجْتُ حَتّٰى اَتَيْتُ عَلٰى شَيْخٍ كَبِيرٍ يُقَالُ لَهُ سَعْرٌ فَقُلْتُ اِنَّ اَبِي بَعَثَنِي اِلَيْكَ لِتُؤَدِّيَ صَدَقَةَ غَنَمِكَ . قَالَ ابْنَ اَخِي وَاَيَّ نَحْوٍ تَاْخُذُوْنَ قُلْتُ نَخْتَارُ حَتّٰى اِنَّا لَنَشْبُرُ ضُرُوعَ الْغَنَمِ . قَالَ ابْنَ اَخِي فَاِنِّي اُحَدِّثُكَ اَنِّي كُنْتُ فِي شِعْبٍ مِنْ هٰذِهِ الشِّعَابِ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَنَمٍ لِي فَجَائَنِي رَجُلَانِ عَلٰى بَعِيرٍ فَقَالَا اِنَّا رَسُوْلَا رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَيْكَ لِتُؤَدِّيَ

2460-اخرجه مسلم في الزكاة، باب ارضاء الساعي ما لم يطلب حرامًا (الحديث 177) . و اخرجه الترمذي في الزكاة، باب ما جاء في رضا المصدق (الحديث 647 و 648) . و اخرجه ابن ماجه في الزكاة، باب ما ياخذ المصدق من الابل (الحديث 1802) بنحوه . تحفة الاشراف (3215) .

2461-اخرجه ابو داؤد في الزكاة، باب في زكاة السائمة (الحديث 1581 و 1582) . واخرجه النسائي في الزكاة، باب اعطاء السيد المال بغير اختيار المصدق (الحديث 2462) . تحفة الاشراف (15579) .

صَدَقَةَ غَنَمِكَ . قَالَ قُلْتُ وَمَا عَلَيَّ فِيهَا قَالا شَاةٌ . فَاَعْمِدُ اِلٰى شَاةٍ قَدْ عَرَفْتُ مَكَانَهَا مُمْتَلِءَةٌ مَحْضًا وَّشَحْمًا فَاَخْرَجْتُهَا اِلَيْهِمَا فَقَالَ هٰذِهِ الشَّافِعُ . وَالشَّافِعُ الْحَائِلُ وَقَدْ نَهَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ نَّاْخُذَ شَافِعًا قَالَ فَاَعْمِدُ اِلٰى عَنَاقٍ مُعْتَاطٍ - وَالْمُعْتَاطُ الَّتِي لَمْ تَلِدْ وَلَدًا وَّقَدْ حَانَ وِلَادُهَا - فَاَخْرَجْتُهَا اِلَيْهِمَا فَقَالاَ نَاوِلْنَاهَا فَرَفَعْتُهَا اِلَيْهِمَا فَجَعَلاَهَا مَعَهُمَا عَلٰى بَعِيْرِهِمَا ثُمَّ انْطَلَقَا .

☆☆ مسلم بن ثفنہ بیان کرتے ہیں' ابن علقمہ نے میرے والد کو ہمارے قبیلے کا نگران بنایا اور انہیں ہدایت کی کہ وہ ان لوگوں سے زکوٰۃ وصول کریں' میرے والد نے مجھے چند افراد کے پاس بھیجا تا کہ میں ان سے زکوٰۃ لے آؤں' میں وہاں سے روانہ ہوا' میں ایک عمر رسیدہ شخص کے پاس آیا جس کا نام سعر تھا' میں نے کہا: میرے والد نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے' تا کہ آپ اپنی بکریوں کی زکوٰۃ ادا کر دیں' اس نے کہا: اے میرے بھتیجے! تم کس قسم کے جانور وصول کرو گے؟ میں نے جواب دیا: ہم تو اس بات کو پسند کریں گے کہ ہم بکریوں کے تھن بھی ناپ لیں' تو ان صاحب نے کہا: اے میرے بھتیجے! میں تمہیں ایک بات بتاتا ہوں' نبی اکرم ﷺ کے زمانہ اقدس میں' میں ایک گھاٹی میں رہا کرتا تھا' میرا ریوڑ میرے پاس تھا' دو آدمی اونٹ پہ سوار ہو کر میرے پاس آئے' ان دونوں نے یہ بتایا کہ ہمیں اللہ کے رسول نے آپ کی طرف بھیجا ہے' تا کہ آپ اپنے ریوڑ کی زکوٰۃ ادا کر دیں' میں نے دریافت کیا: اس ریوڑ میں مجھ پہ کیا چیز ادا کرنا لازم ہوگا؟ انہوں نے جواب دیا: ایک بکری! تو میں ایک ایسی بکری کی طرف بڑھا' جس کے بارے میں مجھے اچھی طرح پتہ تھا کہ وہ موٹی تازی ہے اور زیادہ دودھ دینے والی ہے' میں نے اسے نکالا اور انہیں دینے لگا تو انہوں نے کہا: یہ تو حاملہ ہے' پھر انہوں نے یہ بات بتائی: نبی اکرم ﷺ نے ہمیں حاملہ بکری وصول کرنے سے منع کیا ہے' وہ بزرگ کہتے ہیں: میں نے پھر اس سے کمتر حیثیت کی بکری دینے کا ارادہ کیا جو چربی زیادہ ہونے کی وجہ سے بچہ نہیں دیتی تھی' میں نے وہ بکری ان کے سامنے کی تو انہوں نے کہا: تم ہمیں یہ دو! میں نے وہ بکری انہیں دے دی' انہوں نے اس بکری کو اپنے اونٹ پر رکھا اور چلے گئے۔

2462 - اَخْبَرَنَا هَارُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا رَوْحٌ قَالَ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ اِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَمْرُو بْنُ اَبِيْ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنِيْ مُسْلِمُ بْنُ ثَفِنَةَ اَنَّ ابْنَ عَلْقَمَةَ اسْتَعْمَلَ اَبَاهُ عَلٰى صَدَقَةِ قَوْمِهٖ وَسَاقَ الْحَدِيْثَ .

☆☆ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

2463 - اَخْبَرَنِيْ عِمْرَانُ بْنُ بَكَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَيَّاشٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُو الزِّنَادِ مِمَّا حَدَّثَهٗ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ الْاَعْرَجُ مِمَّا ذَكَرَ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ قَالَ وَقَالَ عُمَرُ اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِصَدَقَةٍ فَقِيْلَ مَنَعَ ابْنُ جَمِيْلٍ وَّخَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ وَعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ . فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَنْقِمُ ابْنُ جَمِيْلٍ اِلَّا اَنَّهٗ كَانَ فَقِيْرًا فَاَغْنَاهُ اللّٰهُ وَاَمَّا خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ فَاِنَّكُمْ تَظْلِمُوْنَ

2462-تقدم (الحديث 2461) .

2463-انفرد به النسائي . وسياتي في الزكاة، باب اعطاء السيد المال بغير اختيار المصدق (الحديث 2464) . تحفة الاشراف (10670 و 13915) .

خَالِدًا قَدِ احْتَبَسَ اَدْرَاعَهُ وَاَعْتُدَهُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاَمَّا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ عَمُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهِيَ عَلَيْهِ صَدَقَةٌ وَّمِثْلُهَا مَعَهَا .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ بات بیان کی ہے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوٰۃ کے بارے میں حکم دیا تو آپ کو یہ بات بتائی گئی کہ ابن جمیل' خالد بن ولید اور عباس بن عبدالمطلب نے زکوٰۃ دینے سے منع کر دیا ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ابن جمیل کو تو صرف اس بات کا غصہ ہے کہ پہلے وہ غریب تھا' اور پھر اللہ تعالیٰ نے اسے خوشحال کر دیا' خالد بن ولید کا جہاں تک تعلق ہے' تو تم خالد کے زیادہ زیادتی کر رہے ہو کیونکہ اس نے پہلے ہی اپنا تمام تر ساز و سامان جہاد کے لیے وقف کر دیا ہوا ہے' جہاں تک عباس بن عبدالمطلب کی بات ہے' تو وہ اللہ کے رسول کے چچا ہیں' تو ان پر اس زکوٰۃ کی ادائیگی بھی لازم ہے اور اس کی مانند مزید ادائیگی بھی لازم ہے۔

2464 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنِي اَبِي قَالَ قَالَ حَدَّثَنِي اِبْرَاهِيْمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ مُوْسٰى قَالَ حَدَّثَنِي اَبُو الزِّنَادِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِصَدَقَةٍ مِثْلَهُ سَوَاءً .

☆☆ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

2465 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُوْرٍ وَّمَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَا حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ مَيْسَرَةَ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ هِلَالٍ الثَّقَفِيِّ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كِدْتُ اُقْتَلُ بَعْدَكَ فِي عَنَاقٍ اَوْ شَاةٍ مِنَ الصَّدَقَةِ . فَقَالَ لَوْلَا اَنَّهَا تُعْطٰى فُقَرَاءَ الْمُهَاجِرِيْنَ مَا اَخَذْتُهَا .

☆☆ حضرت عبداللہ بن ہلال ثقفی بیان کرتے ہیں' ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا' اس نے عرض کی: مجھے تو یہ لگتا ہے کہ آپ کے بعد مجھے زکوٰۃ کی کسی ایک بکری یا اونٹ کے کسی بچے کی وجہ سے قتل کر دیا جائے گا (یعنی آپ کی طرف سے زکوٰۃ وصول کرنے والے شخص اس معاملے میں سختی سے کام لیتے ہیں) تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر یہ غریب مہاجرین کو نہیں دی جاتی' تو میں اسے وصول نہ کرتا (یعنی اس صورت میں' میں اسے زکوٰۃ دینے والے کی صوابدید پر چھوڑ دیتا اور اس حوالے سے سختی کرنے کی ہدایت نہ کرتا)۔

مصدق کے درمیانہ مال لینے میں دلیل شرعی کا بیان

حضرت ابی کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ کو رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مصدق بنا کر بھیجا میں ایک شخص کے پاس پہنچا جب اس نے اپنا مال اکٹھا کیا تو اس پر ایک بنت مخاض واجب ہوئی میں نے کہا لا ایک بنت مخاض دے تجھ پر زکوٰۃ میں یہی

2464-تقدم (الحديث 2463) .

2465-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (9671) .

واجب ہوا ہے وہ بولا بنت مخاض کس کام کی نہ وہ دودھ دیتی ہے اور نہ اس پر سواری کی جاسکتی ہے اس کے بجائے یہ خوب فربہ اور جوان اونٹنی لے لو میں نے کہا وہ چیز میں نہیں لوں گا جس کے لینے کا مجھے حکم نہیں ہوا البتہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم تیرے قریب ہی میں موجود ہیں ان سے جا کر عرض کر اگر وہ قبول فرمالیں تو میں لے لوں گا ورنہ واپس کر دوں گا اس نے کہا اچھا میں چلتا ہوں اور وہ اسی اونٹنی کو میرے ساتھ ساتھ لے کر چلا جب ہم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو وہ شخص بولا یا رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قاصد زکوٰۃ کی وصولیابی کے لیے میرے پاس آیا بخدا اس سے قبل میرے مال کو نہ تو اللہ کے رسول نے ملاحظہ فرمایا اور نہ ہی ان کے قاصد نے دیکھا تو میں نے اپنے مال کو اکھٹا کیا تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قاصد بولا تجھ پر ایک بنت مخاض لازم ہے اور حال یہ کہ بنت مخاض نہ دودھ دیتی ہے اور نہ سواری کے لائق ہے اس لئے میں نے اس کو ایک جوان اور فربہ اونٹنی دینی چاہی لیکن اس نے لینے سے انکار کر دیا اور وہ اونٹنی یہ ہے اب میں اس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے کر آیا ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو قبول فرمالیجیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نے فرمایا تیرے اوپر واجب تو یہی بنت مخاض ہوئی ہے لیکن اگر تو اپنی خوشی سے اس کو دے رہا ہے تو اللہ تعالیٰ تجھ کو اس کا اجر عطا فرمائے گا اور ہم قبول کرلیں گے وہ شخص بولا تو پھر یا رسول صلی اللہ علیہ وسلم یہ لے لیجیے یہ وہی اونٹنی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی وہ اونٹنی لے لینے کا حکم فرمایا اور اس کے مال میں خیر و برکت کی دعا کی۔ (سنن ابوداؤد، کتاب الزکوٰۃ)

اس حدیث میں دلیل ہے کہ مصدق اعلیٰ مال وصول نہ کرے بلکہ جس قدر کوئی چیز زکوٰۃ میں واجب ہے وہی وصول کرے۔ اور نبی کریم ﷺ نے اس شخص کی اونٹنی کو قبول اس کے اخلاص کی وجہ سے قبول فرمائی اور اس کے دینی جذبے کی قدر کرتے ہوئے قبول فرمایا ہے اور دوسری دلیل یہ ہے کہ آپ ﷺ شارع ہیں۔ آپ ﷺ کا اختیار حاصل ہے۔ اور تیسری دلیل یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کا یہ فرمانا کہ وجوب تو بنت مخاض ہے۔

نصاب میں کمی یا زیادتی کی صورت میں مصدق کے خیار کا بیان

علامہ ابن ہمام حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: مصنف کے اس قول سے کہ مصدق اعلیٰ مال پکڑے اور زائد کو واپس لوٹا دے۔ یا کمتر کو لے کر اس میں زیادتی کرتے ہوئے وصول نصاب کو پورا کرے۔ اس سے مصدق کے لئے خیار ثابت ہو رہا ہے۔ اور اسکا یہ خیار رب المال میں ثابت ہوگا۔ صاحب نہایہ نے خیار کا اطلاق اس طرح کیا ہے کہ مصدق کو خیار حاصل ہے کہ وہ ادنیٰ مال کی صورت میں جبر کرتے ہوئے اس میں مال کی زیادتی کا تقاضہ کرے اور اعلیٰ کی صورت میں زائد لوٹانے کے ساتھ وہ جبر نہیں کرے گا۔ (فتح القدیر، ج ۴، ۳۷، بیروت)

فقہاء احناف کے نزدیک مصدق کو اعلیٰ یا ادنیٰ وصول کرنے کی اجازت اس لئے بھی ہے کہ ان کے نزدیک قیمت سے زکوٰۃ ادا کرنا جائز ہے۔ لہٰذا جب کل میں انتقال وصول نصاب جائز ہوا تو بعض میں بدرجہ اولیٰ انتقال وصول نصاب جائز ہوا۔

باب زَكَاةِ الْخَيْلِ

یہ باب گھوڑوں کی زکوٰۃ کے بیان میں ہے

2466 – اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ شُعْبَةَ وَسُفْيَانَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِ فِيْ عَبْدِهٖ وَلَا فَرَسِهٖ صَدَقَةٌ .

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:
مسلمان پر اس کے غلام اور اس کے گھوڑے میں زکوٰۃ لازم نہیں ہوتی۔

2467 – اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ حَرْبٍ الْمَرْوَزِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مُحْرِزُ بْنُ الْوَضَّاحِ عَنْ اِسْمَاعِيْلَ – وَهُوَ ابْنُ اُمَيَّةَ – عَنْ مَكْحُوْلٍ عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا زَكَاةَ عَلَى الرَّجُلِ الْمُسْلِمِ فِيْ عَبْدِهٖ وَلَا فَرَسِهٖ .

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:
مسلمان پر اس کے غلام اور اس کے گھوڑے میں زکوٰۃ لازم نہیں ہوتی۔

2468 – اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ بْنُ مُوْسٰى عَنْ مَكْحُوْلٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ يَرْفَعُهٗ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِ فِيْ عَبْدِهٖ وَلَا فِيْ فَرَسِهٖ صَدَقَةٌ .

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک مرفوع حدیث کے طور پر یہ بات نقل کرتے ہیں:
مسلمان پر اس کے غلام اور اس کے گھوڑے میں زکوٰۃ لازم نہیں ہے۔

2469 – اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ خُثَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ عَلَى الْمَرْءِ فِيْ فَرَسِهٖ وَلَا فِيْ مَمْلُوْكِهٖ صَدَقَةٌ .

2466-اخرجه البخاري في الزكاة، باب ليس على المسلم في فرسه صدقة (الحديث 1463)، و باب ليس على المسلم في عبده صدقة (الحديث 1464) . و اخرجه مسلم في الزكاة، باب لا زكاة على المسلم في عبده و فرسه (الحديث 8 و 9) . و اخرجه ابو داؤد في الزكاة، باب صدقة الرقيق (الحديث 1594 و 1595) و اخرجه الترمذي في الزكاة،باب ما جاء ليس في الخيل و الرقيق صدقة (الحديث 628) . و اخرجه النسائي في الزكاة، باب زكاة الخيل (الحديث 2467و 2468 و 2469)، و باب زكاة الرقيق (الحديث 2470 و 2471) . و اخرجه ابن ماجه في الزكاة، باب صدقة الخيل و الرقيق (الحديث 1812) . و الحديث عند: مسلم في الزكاة، باب لا زكاة على المسلم في عبده و فرسه (الحديث 10) . تحفة الاشراف (14153) .

2467-تقدم (الحديث 2466) .

2468-تقدم (الحديث 2466) .

2469-تقدم (الحديث 2466) .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: آدمی پر اس کے گھوڑے اور اس کے مملوک (غلام یا کنیز) کے حوالے سے زکوٰۃ لازم نہیں ہوتی۔

گھوڑوں کی زکوٰۃ میں فقہی اختلاف کا بیان؟

دراصل اس عبارت کے مفہوم کے تعین میں یہ اختلاف اس لیے واقع ہوا ہے کہ حضرت امام ابوحنیفہ کے نزدیک ان گھوڑوں میں زکوٰۃ واجب ہوتی ہے جو جنگل میں چرتے ہیں پھر گھوڑے کا مالک اس بارے میں مختار ہے کہ چاہے تو وہ ان کی زکوٰۃ میں ہر گھوڑے پیچھے ایک دینار دے چاہے ان کی قیمت متعین کر کے ہر دو سو درہم میں سے پانچ درہم زکوٰۃ ادا کرے جیسا کہ زکوٰۃ کا حساب ہے۔

حضرت امام شافعی اور صاحبین کے ہاں گھوڑوں میں زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی۔ان حضرات کی دلیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ مسلمانوں پر ان کے گھوڑے اور غلام میں صدقہ واجب نہیں ہے۔حضرت امام ابوحنیفہ کی طرف سے دلیل کے طور پر یہ حدیث پیش کی جاتی ہے کہ ہر گھوڑے پیچھے کہ جو جنگل میں چرے ایک دینار ہے۔

جہاں تک تعین قیمت پر زکوٰۃ کا تعلق ہے اس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ حضرت عمر فاروق سے منقول ہے حضرت شافعی بطور دلیل جو حدیث پیش کرتے ہیں اس کے بارے میں حضرت امام اعظم کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ اس کا تعلق غازی و مجاہد کے گھوڑے سے ہے اسی طرح غلام سے مراد غلام ہے جو خدمت کے لیے رکھ چھوڑا ہو۔

وہ گھوڑے جو اپنے مالک کے لیے ثواب کا ذریعہ بنتے ہیں اس کی تشریح آپ نے یہ فرمائی کہ اس سے وہ گھوڑے مراد ہیں جسے اس کے مالک نے مسلمانوں کے لیے خدا کی راہ میں باندھا ہے یہاں راہ خدا سے مراد جہاد ہی ہے یعنی اس نے اس مقصد کے لیے گھوڑے پال رکھے ہیں تاکہ جب جہاد کا وقت آئے تو اس پر سوار ہو کر دشمنان اسلام سے نبرد آزما ہو یا بوقت ضرورت دوسرے مسلمانوں کو دے تاکہ وہ اس پر سوار ہو کر جہاد کریں۔

علامہ ابن ہمام حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے کہ گھوڑوں کی زکوٰۃ والے مسئلہ میں فتویٰ صاحبین کے قول پر ہے۔اور صاحب ''الاسراء'' نے بھی اس کو راجح قرار دیا ہے۔جبکہ شمس الائمہ اور صاحب تحفہ نے امام اعظم علیہ الرحمہ کے قول کو ترجیح دی ہے۔اور اس بات پر اجماع کیا ہے کہ امام صاحب گھوڑوں سے جبراً زکوٰۃ وصول کرنے کا حکم نہیں دیتے۔اور کتب ستہ میں یہ حدیث موجود ہے کہ مسلمان کے غلام اور گھوڑے پر زکوٰۃ نہیں ہے۔البتہ امام مسلم نے یہ زیادہ کیا ہے۔کہ سوائے فطرانے کے زکوٰۃ نہیں ہے۔(فتح القدیر، ج ۴، ص ۲۵، بیروت)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان پر اس کے گھوڑے اور غلام کی زکوٰۃ واجب نہیں۔(صحیح بخاری، رقم الحدیث ۱۴۶۳)

گھوڑوں کی زکوٰۃ میں فقہی مذاہب اربعہ

حضرت امام اعظم امام ابوحنیفہ کے نزدیک ان گھوڑوں میں زکوٰۃ واجب ہوتی ہے جو جنگل میں چرتے ہیں پھر گھوڑے کا

مالک اس بارے میں مختار ہے کہ چاہے تو وہ ان کی زکوٰۃ میں ہر گھوڑے پیچھے ایک دینار دے چاہے ان کی قیمت متعین کر کے ہر دوسو درہم میں سے پانچ درہم زکوٰۃ ادا کرے جیسا کہ زکوٰۃ کا حساب ہے۔

اور امام نخعی سے روایت کیا گیا ہے کہ جو روضہ میں ہے اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا قول بھی یہی ہے جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ہیں۔ اور شمس الائمہ سرخسی نے اس کو اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے۔

حضرت امام ابو یوسف، امام محمد، امام شافعی، امام مالک اور امام احمد علیہم الرحمہ کے نزدیک گھوڑوں میں زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔ اور انہوں نے حضرت عمر فاروق، حضرت علی المرتضیٰ سے روایت کیا ہے اور امام طحاوی نے اسی اختیار کیا ہے۔

علامہ خطابی نے کہا ہے کہ گھوڑوں کی زکوٰۃ میں لوگوں کا اختلاف ہے کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ گھوڑوں میں زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔ علامہ ابن قدامہ مقدسی حنبلی لکھتے ہیں: فقہاء حنابلہ کہتے ہیں کہ خلفاء راشدین ان سے صدقہ لیتے تھے۔ (البنایہ شرح الہدایہ،۴،ص،۲۵،حقانیہ ملتان)

باب زَكَاةِ الرَّقِيقِ

یہ باب غلام کی زکوٰۃ کے بیان میں ہے

2470 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِ فِيْ عَبْدِهٖ وَلَا فِيْ فَرَسِهٖ صَدَقَةٌ .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

مسلمان پر اس کے غلام اور اس کے گھوڑے میں زکوٰۃ لازم نہیں ہوتی۔

2471 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ خُثَيْمِ بْنِ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِ صَدَقَةٌ فِيْ غُلَامِهٖ وَلَا فِيْ فَرَسِهٖ .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

مسلمان پر اس کے غلام اور اس کے گھوڑے میں زکوٰۃ لازم نہیں ہوتی۔

خدمتگار باندی، غلام میں زکوٰۃ نہ ہونے کی دلیل کا بیان

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالہ سے (دوسری سند) اور ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا کہا کہ ہم سے وہیب بن خالد نے بیان کیا کہا کہ ہم سے خثیم بن عراک بن مالک نے بیان کیا انہوں نے اپنے باپ سے بیان کیا اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان پر نہ اس کے غلام میں زکوٰۃ فرض ہے

2470-تقدم (الحدیث 2466) .

اور نہ گھوڑے میں۔ (بخاری)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گھوڑے، غلام اور باندیوں میں زکوٰۃ نہیں ہے مگر غلام اور باندی کی طرف سے صدقہ فطر دینا چاہیے۔ (سنن ابوداؤد، کتاب الزکوٰۃ)

گھوڑوں کی زکوٰۃ میں ابن منذر نے اس پر اجماع نقل کیا ہے کہ اگر تجارت کے لیے ہوں تو ان میں زکوٰۃ ہے۔ اصل یہ ہے کہ زکوٰۃ ان ہی جنسوں میں لازم ہے جن کا بیان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمادیا۔ یعنی چوپایوں میں سے اونٹ گائے اور بیل بکریوں میں اور نقد مال سے سونے چاندی میں اور غلوں میں سے گیہوں اور جو اور جوار اور میووں میں سے کھجور اور سوکھی انگور میں بس ان کے سوا اور کسی مال میں زکوٰۃ نہیں گو وہ تجارت اور سوداگری ہی کے لیے ہو اور ابن منذر نے جو اجماع اس کے خلاف پر نقل کیا ہے وہ صحیح نہیں ہے۔ جب ظاہر یہ اور اہلحدیث اس مسئلہ میں مختلف ہیں تو اجماع کیوں کر ہوسکتا ہے۔ اور ابوداؤد کی حدیث اور دارقطنی کی حدیث کہ جس مال کو ہم بیچنے کے لیے رکھیں اس میں آپ نے زکوٰۃ کا حکم دیا یا کپڑے میں زکوٰۃ ہے ضعیف ہے۔ حجت کے لیے لائق نہیں۔

اور آیت قرآن خذ من اموالھم صدقۃ میں اموال سے وہی مال مراد ہیں جن کی زکوٰۃ کی تصریح حدیث میں آئی ہے۔ یہ شوکانی (غیر مقلد) کی تحقیق ہے اس بنا پر جواہر موتی مونگا یاقوت الماس اور دوسری صدہا اشیائے تجارتی میں جیسے گھوڑے، گاڑیاں، کتابیں، کاغذ میں زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔ جبکہ ائمہ اربعہ اور جمہور علماء اموال تجارتی میں وجوب زکوٰۃ کی طرف گئے ہیں لہٰذا زکوٰۃ ان میں واجب ہے۔

باب زَكَاةِ الْوَرِقِ

یہ باب چاندی کی زکوٰۃ کے بیان میں ہے

2472 - اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيْبِ بْنِ عَرَبِيٍّ عَنْ حَمَّادٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى - وَهُوَ ابْنُ سَعِيْدٍ - عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسَةِ اَوَاقٍ صَدَقَةٌ وَّلَا فِيْمَا دُوْنَ خَمْسِ ذَوْدٍ صَدَقَةٌ وَّلَيْسَ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسِ اَوْسُقٍ صَدَقَةٌ۔

☆☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

پانچ اوقیہ سے کم (چاندی) میں زکوٰۃ لازم نہیں ہوتی' پانچ سے کم اونٹوں میں زکوٰۃ لازم نہیں ہوتی اور پانچ وسق (سے کم) اناج میں زکوٰۃ لازم نہیں ہوتی۔

شرح

دوسو دراہم سے کم پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پانچ اوقیہ سے کم پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ (سنن دارقطنی) اور

2471-تقدم (الحديث 2466) .

2472-تقدم (الحديث 2444) .

ایک اوقیہ چالیس دراہم کا ہوتا ہے۔ لہٰذا جب دو سو ہو جائیں اور ان پر سال گزر جائے تو ان پر پانچ دراہم واجب ہیں۔ اس لئے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف لکھا کہ وہ ہر دو سو پر پانچ دراہم وصول کریں۔ (سنن دار قطنی) اور ہر بیس مثقال سونے میں نصف مثقال وصول کریں۔ (ہدایہ اولین، کتاب زکوٰۃ، لاہور)

دو سو دراہم کے نصاب زکوٰۃ ہونے کا بیان

حضرت علی کرم اللہ وجہہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں نے گھوڑوں اور غلاموں میں زکوٰۃ معاف رکھی ہے یعنی اگر غلام تجارت کے لیے نہ ہوں تو ان میں نہیں ہے اور گھوڑوں کی زکوٰۃ کے بارے میں ائمہ کا جو اختلاف ہے اسے بیان کیا جا چکا ہے تم چاندی کی زکوٰۃ ہر چالیس درہم میں سے ایک درہم کے حساب سے ادا کرو جب کہ چاندی بقدر نصاب دو سو درہم ہو کیونکہ ایک سو نوے درہم یعنی دو سو درہم سے کم چاندی میں زکوٰۃ واجب نہیں ہے جب دو سو درہم چاندی ہو تو اس میں سے پانچ درہم زکوٰۃ کے طور پر دینا واجب ہے۔ (ترمذی، ابوداؤد) ابوداؤد نے حارث اعور سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی یہ روایت نقل کی ہے کہ زہیر نے جو حارث سے روایت نقل کرتے ہیں کہا کہ میرا گمان ہے کہ حارث نے یہ کہا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ تم ہر سال ہر چالیس درہم میں سے ایک درہم یعنی چالیسواں حصہ ادا کرو اور تم پر اس وقت تک کچھ واجب نہیں جب تک کہ تمہارے پاس دو سو درہم پورے نہ ہوں جب دو سو درہم پورے ہوں تو ان میں بطور زکوٰۃ پانچ درہم واجب ہوں گے اور جب دو سو درہم سے زائد ہوں گے تو ان میں اسی حساب سے زکوٰۃ واجب ہو گی۔

اواق اوقیہ کی جمع ہے ایک اوقیہ چالیس درہم یعنی ساڑھے دس تولہ **[122.47]** گرام) کے برابر ہوتا ہے اس طرح پانچ اوقیہ دو سو درہم یعنی ساڑھے باون تولہ تقریباً **216,1/2** گرام کے برابر ہوئے جو چاندی کا نصاب زکوٰۃ ہے اس مقدار سے کم چاندی میں زکوٰۃ واجب نہیں ہے گویا جو شخص دو سو درہم کا مالک ہو گا وہ بطور زکوٰۃ پانچ درہم ادا کرے گا۔

یہ تو درہم کا نصاب تھا چاندی اگر سکہ کے علاوہ کسی دوسری صورت میں ہو مثلاً چاندی کے زیورات و برتن ہوں یا چاندی کے سکے ہوں تو اس کو بھی اسی پر قیاس کی جائے اور اسی طرح اس کی زکوٰۃ ادا کی جائے۔

کرنسی نوٹ پر حکم زکوٰۃ کا بیان

نوٹ پر حکم زکوٰۃ میں نصاب سونے کا ہو گا یا چاندی کا نصاب ہو گا۔ اگر چاندی کا نصاب بنایا جائے تو اس میں فقراء کا زیادہ نفع ہے۔ کیونکہ چاندی کی صورت میں نہایت تھوڑے نصاب کی صورت میں صاحب نصاب ہونا پایا جاتا ہے۔

اور اگر سونے کا نصاب بنایا جائے تو یہ نصاب اتنا زیادہ ہے کہ چاندی کی بہ نسبت بہت کم لوگ اس نصاب کے مطابق صاحب نصاب بن سکیں گے۔

اس میں بین الاقوامی زر کی صورت میں دیکھا جائے تو سونا ہی ہے جس کی ضمانت پر لین دین ہوتا ہے اور نصاب ہونے میں اصل اعتبار بھی اسی کا کیا جائے گا۔

موجودہ کرنسی نوٹ کی زکوٰۃ کے مسئلہ میں غیر مقلدین کا نظریہ

رفیق طاہر لکھتا ہے۔کرنسی جو آجکل رائج ہے یہ اپنی کوئی وقعت نہیں رکھتی۔آپ کے پاس پانچ ہزار کا نوٹ بھی ہو کل کلاں حکومت اعلان کردے کہ ہم نے یہ نوٹ منسوخ کردیا ہے اسکی جگہ نیا نوٹ رائج کردیا گیا ہے آپ کے پانچ ہزار کے نوٹ کی حیثیت ردی کاغذ کے ٹکڑے سے زیادہ نہیں !شریعت ایسی کرنسی کو مانتی ہے جو ڈی ویلیو نہیں ہوسکتی، جو اپنی حیثیت اپنے اندر رکھتی ہے، کوئی خارجی امر اس پراثر انداز نہیں ہوسکتا۔اسی لیے شرع نے سونے اور چاندی کے سکوں یعنی درہم و دینار کو معیار بنایا ہے۔اور سونے چاندی کے سوا دنیا کی تمام تر کرنسیاں خواہ وہ پیپر کرنسی ہو، چپ کرنسی ہو، یا الیکٹرانک کرنسی، سب اسی پر پرکھی جائیں گی۔یعنی جس شخص کے پاس ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت موجود ہوگی اس پر زکوٰۃ فرض ہے۔

2473 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ الْقَاسِمِ عَنْ مَالِكٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ صَعْصَعَةَ الْمَازِنِيُّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسِ اَوْسُقٍ مِنَ التَّمْرِ صَدَقَةٌ وَّلَيْسَ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسِ اَوَاقٍ مِنَ الْوَرِقِ صَدَقَةٌ وَّلَيْسَ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسِ ذَوْدٍ مِنَ الْاِبِلِ صَدَقَةٌ .

☆☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

پانچ وسق سے کم کھجوروں میں زکوٰۃ لازم نہیں ہوتی' پانچ اوقیہ سے کم چاندی میں زکوٰۃ لازم نہیں ہوتی' پانچ سے کم اونٹوں میں زکوٰۃ لازم نہیں ہوتی۔

2474 - اَخْبَرَنَا هَارُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنِ الْوَلِيْدِ بْنِ كَثِيْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ صَعْصَعَةَ عَنْ يَحْيٰى بْنِ عُمَارَةَ وَعَبَّادِ بْنِ تَمِيْمٍ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا صَدَقَةَ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسِ اَوْسَاقٍ مِنَ التَّمْرِ وَلَا فِيْمَا دُوْنَ خَمْسِ اَوَاقٍ مِنَ الْوَرِقِ صَدَقَةٌ وَّلَا فِيْمَا دُوْنَ خَمْسِ ذَوْدٍ مِنَ الْاِبِلِ صَدَقَةٌ .

☆☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

پانچ وسق سے کم کھجوروں میں زکوٰۃ لازم نہیں ہوتی' پانچ اوقیہ سے کم چاندی میں زکوٰۃ لازم نہیں ہوتی اور پانچ سے کم اونٹوں میں زکوٰۃ لازم نہیں ہوتی۔

2475 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ الطُّوْسِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى بْنِ حَبَّانَ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ صَعْصَعَةَ - وَكَانَا ثِقَةً -

2473-اخرجه البخاري في الزكاة، باب ليس فيما دون خمس ذود صدقة (الحديث 1459)، و باب ليس فيما دون خمسة اوسق صدقة (الحديث 1484). تحفة الاشراف (4106) .

2474-تقدم (الحديث 2444) .

2475-تقدم (الحديث 2444) .

عَنْ يَحْيَى بْنِ عُمَارَةَ بْنِ اَبِي حَسَنٍ وَّعَبَّادِ بْنِ تَمِيْمٍ - وَكَانَا ثِقَةً - عَنْ اَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَيْسَ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسِ اَوَاقٍ مِنَ الْوَرِقِ صَدَقَةٌ وَّلَيْسَ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسٍ مِّنَ الْاِبِلِ صَدَقَةٌ وَّلَيْسَ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسَةِ اَوْسُقٍ صَدَقَةٌ .

☆☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ پانچ اوقیہ سے کم چاندی میں زکوٰۃ لازم نہیں ہوتی' پانچ سے کم اونٹوں میں زکوٰۃ لازم نہیں ہوتی اور پانچ وسق سے کم (اناج) میں زکوٰۃ لازم نہیں ہوتی۔

2476 - اَخْبَرَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَبِي اِسْحَاقَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ عَفَوْتُ عَنِ الْخَيْلِ وَالرَّقِيْقِ فَاَدُّوْا زَكَاةَ اَمْوَالِكُمْ مِنْ كُلِّ مِائَتَيْنِ خَمْسَةً .

☆☆ حضرت علی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:
میں نے گھوڑے اور غلام کی زکوٰۃ معاف کر دی ہے' تو تم اپنے اموال کی زکوٰۃ میں ہر دوسو میں سے پانچ (یعنی چالیسواں حصہ) ادا کر دیا کرو۔

2477 - اَخْبَرَنَا حُسَيْنُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ اَبِي اِسْحَاقَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ عَفَوْتُ عَنِ الْخَيْلِ وَالرَّقِيْقِ وَلَيْسَ فِيْمَا دُوْنَ مِائَتَيْنِ زَكَاةٌ .

☆☆ حضرت علی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:
میں نے گھوڑے اور غلام کی زکوٰۃ معاف کر دی ہے اور دوسو (درہم) سے کم میں زکوٰۃ لازم نہیں ہوتی ہے۔

سونے اور چاندی میں کھوٹ ملی ہوئی ہو حکم زکوٰۃ

اگر سونا اور چاندی میں کھوٹ ملا ہوا ہو تو اس کی تفصیل یہ ہے کہ اگر چاندی میں کھوٹ ملا ہوا ہو اور چاندی غالب ہو تو وہ چاندی کے حکم میں ہے اور سونے میں کھوٹ ملا ہوا ہو اور سونا غالب ہو تو سونے کے حکم میں ہے اور اگر ان دونوں میں ملا ہوا کھوٹ غالب ہو تو یہ دونوں اسباب تجارت کی مانند ہیں پس اگر ان میں تجارت کی نیت کی ہو تو قیمت کے لحاظ سے زکوٰۃ واجب ہوگی اور اگر تجارت کی نیت نہ کی ہو تو ان میں زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی۔ درہموں اور روپیوں میں کھوٹ ملا ہوا ہو تو اگر چاندی غالب ہے تو وہ خالص درہموں اور روپیوں یعنی چاندی کے حکم میں ہیں، اور اگر کھوٹ اور چاندی برابر برابر ہوں تب بھی مختار یہ ہے کہ زکوٰۃ واجب ہوگی اور اگر کھوٹ غالب ہو تو وہ چاندی کے حکم میں نہیں ہے پس اگر وہ سکہ رائج الوقت ہیں یا سکہ تو اب نہ رہے لیکن ان میں تجارت کی نیت کی ہو تو ان کی قیمت کے اعتبار سے زکوٰۃ دی جائے گی، اور اگر ان درہموں کا رواج نہیں رہا ہو تو ان میں

2476-اخرجه ابو داؤد في الزكاة، باب في زكاة السائمة (الحديث 1574) بنحوه و اخرجه الترمذي في الزكاة، باب ما جاء في زكاة الذهب و الورق (الحديث 620) بنحوه . و اخرجه النسائي في الزكاة، باب زكاة الورق (الحديث 2477) . تحفة الاشراف (10136) .
2477-تقدم (الحديث 2476) .

زکوٰۃ واجب نہیں لیکن اگر بہت ہوں اور ملاوٹ سے چاندی الگ ہوسکتی ہو اور ان میں اتنی چاندی ہو کہ دو سو درہم کی مقدار ہو جائے یا کسی دوسرے مال، چاندی سونا یا اسباب تجارت کے ساتھ مل کر نصاب ہو جائے تب بھی زکوٰۃ واجب ہوگی، اور اگر چاندی اس سے جدا نہ ہوسکتی ہو تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے کھوٹے درہموں میں جو اس وقت سکہ رائج ہوں ہر حال میں زکوٰۃ واجب ہوگی خواہ ان میں چاندی مغلوب ہی ہو اور الگ نہ ہوسکتی ہو اور خواہ ان میں تجارت کی نیت کی ہو یا نہ کی ہو کیونکہ ان میں نیت تجارت کا ہونا شرط نہیں ہے ملاوٹ کے سونے کا بھی وہی حکم ہے جو ملاوٹ کی چاندی کا بیان ہوا ہے۔

اور اگر سونا اور چاندی آپس میں ملے ہوئے ہوں تو اگر چاندی مغلوب ہو اور سونا غالب ہو خواہ وزن کے اعتبار سے غالب ہو یا قیمت کے اعتبار سے تو وہ سونے کے حکم میں ہے اور اگر چاندی غالب ہو لیکن سونا اپنے نصاب کو پہنچ جائے تب بھی وہ کل سونے کے حکم میں ہے اور اس کل میں سونے کی زکوٰۃ واجب ہوگی اور اگر سونا نصاب کو نہ پہنچے لیکن چاندی نصاب کو پہنچ جائے تو کل میں چاندی کیز کوٰۃ واجب ہوگی، اور یہ حکم اس وقت ہے جبکہ مخلوط سونا قیمت میں چاندیسے کم ہو ورنہ کل میں سونے کی زکوٰۃ واجب ہوگی جاننا چاہئے کہ سونا اور چاندی کے مخلوط ہونے کی بارہ صورتیں مرتب ہوئیں یعنی سونا غالب ہو اور سونا اور چاندی بقدر نصاب ہوں، یا سونا غالب ہو اور فقط سونا بقدرِ نصاب ہو، یا چاندی غالب ہو اور ہر ایک بقدرِ نصاب ہو، یا چاندی غالب ہو اور فقط سونا بقدرِ نصاب ہو یا دونوں برابر ہوں اور ہر ایک بقدرِ نصاب ہو، یا دونوں برابر ہوں اور فقط سونا بقدرِ نصاب ہو (ان چھ صورتوں میں حکم سونے کا ہوگا اور سونے کی زکوٰۃ واجب ہوگی) یا چاندی غالب ہو اور فقط چاندی بقدرِ نصاب ہو (ان صورت میں حکم چاندی کا ہوگا اور چاندی کی زکوٰۃ واجب ہوگی)، یا سونا غالب ہو اور دونوں میں سے کوئی بقدرِ نصاب نہ ہو، یا چاندی غالب ہو اور دونوں میں سے کوئی بقدرِ نصاب نہ ہو، یا دونوں برابر ہوں اور بقدرِ نصاب نصاب نہ ہو (ان صورتوں میں زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی یا سونا غالب ہو اور فقط چاندی بقدرِ نصاب ہو یا دونوں برابر ہوں اور فقط چاندی بقدرِ نصاب ہو (یہ دونوں صورتیں ناممکن ہیں کیونکہ سونا بہت قیمتی چیز ہے) ایک صورت یہ بھی ہوسکتی ہے کہ سونا یا چاندی سے الگ الگ نصاب پورا نہیں ہوتا لیکن دونوں کو ملا کر نصاب پورا ہو جاتا ہے تو اس کا حکم جیسا کہ آگے آتا ہے یہ ہے کہ سونے کی زکوٰۃ واجب ہوگی۔ (زبدۃ الفقہ)

کھوٹ ملے ہوئے سونے چاندی کا حکم

اگر سونے یا چاندی میں کھوٹ شامل ہو سونا چاندی خالص نہ ہو مثلاً سونے میں تانبا یا پیتل ملا ہوا ہو اور چاندی میں ایلومینیم ملا ہوا ہو تو اس کی تین صورتیں ہوسکتی ہیں: (۱) سونا اور چاندی زیادہ ہے اور کھوٹ کم ہے۔ (۲) سونا، چاندی اور کھوٹ برابر برابر ہیں۔ (۳) سونا اور چاندی کم ہے اور کھوٹ زیادہ ہے۔

ان صورتوں میں زکوٰۃ کا حکم یہ ہے کہ پہلی دونوں صورتوں میں جبکہ سونا چاندی کھوٹ سے زیادہ ہوں یا کھوٹ کے برابر ہو تو یہ کھوٹ بھی سونا چاندی کے حکم میں ہوگی۔ اور زکوٰۃ کی فرضیت میں سونے چاندی کے نصاب کو دیکھا جائے گا۔

مال تجارت (عروض) میں زکوٰۃ

سونے، چاندی اور مویشیوں کے علاوہ جو مال ہو وہ سامانِ تجارت میں شامل ہے۔

مال تجارت سے کیا مراد ہے

مال تجارت (عروض) سے مراد ہر وہ مال ہے جو اس نیت سے خریدا ہو کہ اسے تجارت میں لگائیں گے یا آگے فروخت کریں گے۔ اور یہ نیت ابھی تک برقرار ہو۔

لہٰذا وہ مال جو آگے بیچنے کے ارادے سے نہیں خریدا بلکہ گھریلو ضروریات کے لیے خریدا ہے، (جیسے پہننے کے لیے کپڑا، گھر میں پکانے کے لیے چاولوں کا ٹرک، یا رہائشی مکان تعمیر کرنے کے لیے پلاٹ خریدا) تو یہ مال مال تجارت نہیں کہلائے گا۔

ایسا مال جو آگے بیچنے کی نیت سے نہیں خریدا بلکہ گھریلو ضروریات کے لیے خریدا تھا بعد میں اسے بیچنے کا ارادہ کر لیا تب بھی وہ مال مال تجارت نہیں بنے گا۔ اس لیے کہ جب اسے خریدا تھا اس وقت بیچنے کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔

لیکن یہ بات ملحوظ خاطر رہے کہ ایسا مال محض بیچنے کے ارادے سے تو مال تجارت نہیں بنتا لیکن اگر کوئی شخص (بالفعل) تجارت شروع کر دے یعنی ارادے کے بعد کسی سے سودا وغیرہ طے کر لے اور اسے بیچ دے تو یہ مال مال تجارت (عروض) بن جائے گا۔ چنانچہ حاصل ہونے والی رقم پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔

اس کے برعکس جو مال تجارت کی نیت سے خریدا تھا اور اسی نیت کی وجہ سے مال تجارت (عروض) بن چکا تھا، لیکن اب اسے آگے بیچنے کا ارادہ ترک کر دیا۔ مثلاً کوئی پلاٹ یا فلیٹ آگے بیچنے کی نیت سے خریدا تھا مگر اب اسے اپنی رہائش میں استعمال کرنے کا ارادہ کر لیا تو وہ مال بھی مال تجارت نہیں رہے گا۔ صرف ارادے سے ہی اس کی مال تجارت ہونے کی حیثیت ختم ہو جاتی ہے۔

مال تجارت میں نصاب زکوٰۃ

مال تجارت (عروض) خواہ کسی قسم کا ہو (کپڑا ہو یا اناج، جنرل اسٹور کا سامان ہو یا اسٹیشنری کا سامان، مشینری ہو یا بجلی کا سامان) اگر سونے کے نصاب (ساڑھے سات تولہ) یا چاندی کے نصاب (ساڑھے باون تولہ) میں سے کسی ایک کی بازاری قیمت کے برابر ہو تو اس مال پر زکوٰۃ فرض ہو جاتی ہے۔

پھر حولان حول (سال گزرنے) کی شرط کے ساتھ اس کا ادا کرنا فرض ہو جاتا ہے۔ نیت اور تملیک پائی جائے تو ادائیگی صحیح ہو جاتی ہے۔

مال تجارت کے نصاب پر سال پورا ہو جائے تو اس کی زکوٰۃ نکالنے کا طریقہ یہ ہے کہ کل مال تجارت کی بازاری قیمت لگائی جائے اور اس کل قیمت کا ڈھائی فیصد (چالیسواں حصہ) رقم زکوٰۃ کے مستحق کو دے دی جائے یا کل رقم کے اڑھائی فیصد کے برابر وہی مال تجارت مستحق کو دیدیا جائے۔

ضروری وضاحت مال تجارت میں خود دکان کی قیمت اور اس میں موجود فرنیچر کی قیمت، اسی طرح کارخانے میں مشینری کی قیمت کو شمار نہیں کیا جائے گا۔

وجہ صاف ظاہر ہے کہ خود دکان اور اس میں فرنیچر اور فیکٹری کی مشین چونکہ آگے بیچنے کی نیت سے نہیں خریدی لہٰذا وہ مال

تجارت میں شامل نہیں ہوگی۔

بلکہ اس نظر سے دیکھا جائے کہ یہ دکان فرنیچر اور مشینری وغیرہ روزگار کا آلہ اور ذریعہ ہیں تو یہ حاجت اصلیہ میں شامل ہونگے اور زکوٰۃ فرض ہونے کے لیے مال کا حاجت اصلیہ سے زائد ہونا ضروری ہے۔ لیکن اگر کسی نے فرنیچر کی دکان بنائی یا ایسی دکان جس میں کارخانے کی مشینری فروخت ہوتی ہو تو اب یہ چیزیں مالِ تجارت میں شامل ہونگی۔ کیونکہ ایسی دکانوں میں فرنیچر یا مشینری بیچنے کے ارادے سے خرید کر رکھی جاتی ہے۔

مالِ تجارت کی زکوٰۃ میں مذاہب اربعہ

علامہ بدرالدین عینی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ مالِ تجارت میں زکوٰۃ واجب ہے۔ اور ابن منذر نے کہا ہے کہ اس پر اہل علم کا اجماع ہے۔ اور اس کی روایت حضرت عمر بن خطاب، ابن عباس رضی اللہ عنہم سے ہے۔

فقہاء سبعہ سے بھی اسی طرح روایت ہے اور وہ حضرت سعید بن مسیب، قاسم بن محمد، عروہ بن زبیر، ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن حرب، خارجہ بن زید، عبید اللہ بن عبداللہ بن عتبہ، سلمان بن یسار، طاؤس، حسن بصری، اور ابراہیم نخعی، اوزاعی، ثوری، حضرت امام شافعی،، امام احمد اور امام اسحاق وغیرہ تمام کے نزدیک زکوٰۃ واجب ہے۔

حضرت امام مالک اور ربیعہ نے کہا ہے کہ مالِ تجارت میں زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔ (البنایہ شرح الہدایہ ۳/ص ۱۰۲، حقانیہ ملتان)

کمپنی اور مشترک کاروبار کے حصہ داروں کی زکوٰۃ

مشترکہ تجارت اور کمپنی فیکٹری وغیرہ کے حصہ داروں کی زکوٰۃ مجموعہ رقم اور مال پر واجب نہیں ہوتی ہے؛ بلکہ ہر حصہ دار کی زکوٰۃ اس کے حصہ کے حساب سے ادا کرنا واجب ہوگا؛ لہٰذا جس کا حصہ نصاب کو پہنچے گا؛ اس پر اپنے حصہ کی زکوٰۃ ادا کرنا واجب ہوگا اور جس کا حصہ نصاب کو نہیں پہنچتا ہے۔

اور اسکے پاس اس کے علاوہ اتنا مال نہیں ہے جس کو ملا کر نصاب مکمل ہوسکتا ہے تو ایسے حصہ دار پر زکوٰۃ ہی واجب نہیں ہے اور جس کے پاس شرکت کے حصہ کے علاوہ اتنا مال ہے جس کو ملا کر نصاب مکمل ہو جاتا ہے تو اس پر زکوٰۃ واجب ہو جاتی ہے؛ لیکن وہ اپنے حصہ کی زکوٰۃ اپنے طور پر نکالا کریگا۔ (ایضاح النوادر،، ناشر، مکتبہ الاصلاح، مرادآباد)

شیئرز کی زکوٰۃ کے بارے میں فقہی دلائل

ملوں اور کمپنیوں کے شیئرز پر بھی زکوٰۃ فرض ہے؛ بشرطیکہ شیئرز کی قیمت بقدر نصاب ہو یا اس کے علاوہ دیگر مال مل کر شیئر ہولڈر مالک نصاب بن جاتا ہو؛ البتہ کمپنیوں کے شیئرز کی قیمت میں؛ چونکہ مشینری اور مکان اور فرنیچر وغیرہ کی لاگ بھی شامل ہوتی ہے جو درحقیقت زکوٰۃ سے مستثنیٰ ہے؛ اس لیے اگر کوئی شخص کمپنی سے دریافت کر کے جس قدر رقم اس کی مشینری اور مکان اور فرنیچر وغیرہ میں لگی ہوئی ہے، اُس کو اپنے حصے کے مطابق شیئرز کی قیمت میں سے کم کر کے باقی کی زکوٰۃ دے تو یہ بھی جائز اور درست ہے۔ سال کے ختم پر جب زکوٰۃ دینے لگے اس وقت جو شیئرز کی قیمت ہوگی وہی لگے گی۔ (درمختار و شامی)

* پراویڈنٹ فنڈ جو ابھی وصول نہیں ہوا اُس پر بھی زکوٰۃ فرض ہے؛ لیکن ملازمت چھوڑنے کے بعد جب اس فنڈ کا روپیہ وصول ہوگا، اس وقت اس روپیہ پر زکوٰۃ فرض ہوگی، بشرطیکہ یہ رقم بقدرِ نصاب ہو یا دیگر مال کے ساتھ مل کر بقدر نصاب ہو جائی ہو وصولیابی سے قبل کی زکوٰۃ پراویڈنٹ کی رقم پر واجب نہیں، یعنی پچھلے سالوں کی زکوٰۃ فرض نہیں ہوگی۔

صاحب نصاب اگر کسی سال کی زکوٰۃ پیشگی دے دے تو یہ بھی جائز ہے؛ البتہ اگر بعد میں سال پورا ہونے کے اندر مال بڑھ گیا تو اس بڑھے ہوئے مال کی زکوٰۃ علیحدہ دینا ہوگی۔ (درمختار و شامی)

شیرز کی زکوٰۃ کے سلسلہ میں عام طور پر یہ بحث کی جاتی تھی کہ شیرز کی نوعیت صنعتی ہے یا تجارتی؟ اگر اس کی نوعیت صنعتی ہو یعنی اس کے ذریعہ مشنریز اور آلات خرید کئے جاتے ہوں اور پھر ان سے مال تیار کیا جاتا ہو تو اصولی طور پر مشنریز کی صورت میں جو سرمایہ محفوظ ہے اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہونی چاہیے؛ البتہ جو حصص تجارت میں مشغول کئے جائیں ان پر زکوٰۃ واجب ہونی چاہیے؛ لیکن حقیقت یہ ہے کہ آج کل حصص بجائے خود ایک تجارت بن گئے ہیں اور بڑے پیمانے پر اس کی خرید و فروخت عمل میں آتی ہے؛ اسی لیے عصر حاضر کے محقق علماء نے شیرز کو مطلق ایک تجارت تسلیم کیا ہے۔

اور یہی موجودہ ماہرینِ اقتصادیات کی رائے ہے: لہٰذا شیرز بجائے خود سامانِ تجارت ہے اور اس میں زکوٰۃ واجب ہے، جن لوگوں نے اس نیت سے حصص خریدے ہوں کہ حصص کو باقی رکھتے ہوئے کمپنی جو نفع دے اس سے استفادہ کرنا ہے، ان کو تو زکوٰۃ حصص کی اصل قیمت کے لحاظ سے ادا کرنی ہوگی، جو خود کمپنی کو تسلیم ہو اور جن لوگوں نے حصص اس مقصد کے لیے خریدا ہو کہ قیمت بڑھنے کے بعد اسے فروخت کردیں گے ان لوگوں کو موجودہ مارکٹ کی قیمت کے لحاظ سے حصص کی زکوٰۃ ادا کرنی چاہیے، مثلاً کمپنی کے نزدیک اس کی قیمت پچیس روپے ہے اور بازار میں اس وقت یہ حصص ڈھائی سو روپے کے حساب سے فروخت کئے جا رہے ہیں تو پہلی صورت میں پچیس روپے کے حساب سے اور دوسری صورت میں ڈھائی سو روپے کے حساب سے قیمت لگا کر زکوٰۃ ادا کرنی ہوگی۔ (جدید فقہی مسائل)

باب زَكَاةِ الْحُلِيِّ

یہ باب زیورات کی زکوٰۃ کے بیان میں ہے

2478 - أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ حُسَيْنٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ امْرَأَةً مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ أَتَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِنْتٌ لَهَا فِي يَدِ ابْنَتِهَا مَسَكَتَانِ غَلِيظَتَانِ مِنْ ذَهَبٍ فَقَالَ أَتُؤَدِّينَ زَكَاةَ هَذَا . قَالَتْ لاَ . قَالَ أَيَسُرُّكِ أَنْ يُسَوِّرَكِ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ بِهِمَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ سِوَارَيْنِ مِنْ نَارٍ . قَالَ فَخَلَعَتْهُمَا فَأَلْقَتْهُمَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ هُمَا لِلَّهِ وَلِرَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

2478-اخرجه ابو داؤد في الزكاة، باب الكنز ما هو و زكاة الحلي (الحديث 1563) . واخرجه النسائي في الزكاة، باب زكاة الحلي (الحديث 2479) مرسلا . تحفة الاشراف (8682) .

☆☆ عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: یمن سے تعلق رکھنے والی ایک خاتون نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اس کے ساتھ اس کی بیٹی بھی تھی اس کی بیٹی کے ہاتھ میں سونے کے بنے ہوئے دو وزنی کنگن تھے نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: کیا تم اس کی زکوٰۃ ادا کرتی ہو؟ اس نے عرض کی: نہیں! نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کیا تمہیں یہ بات پسند ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تمہیں ان کی وجہ سے آگ کے بنے ہوئے دو کنگن پہنائے۔

راوی کہتے ہیں: اس لڑکی نے ان دونوں کو اتار دیا اور انہیں نبی اکرم ﷺ کے سامنے رکھ دیا اس نے عرض کی: یہ اللہ اور اس کے رسول کے لیے ہیں۔

2479 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰی قَالَ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ حُسَيْنًا قَالَ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ شُعَيْبٍ قَالَ جَآئَتِ امْرَاَةٌ وَّمَعَهَا بِنْتٌ لَهَا اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِیْ يَدِ ابْنَتِهَا مَسَكَتَانِ نَحْوَهُ مُرْسَلٌ . قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ خَالِدٌ اَثْبَتُ مِنَ الْمُعْتَمِرِ .

☆☆ عمرو بن شعیب بیان کرتے ہیں: ایک عورت اپنی بیٹی کے ساتھ نبی اکرم کی خدمت میں حاضر ہوئی اس کی بیٹی کے ہاتھ میں دو کنگن تھے۔ (اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے لیکن یہ روایت مرسل ہے)

امام نسائی بیان کرتے ہیں: خالد نامی راوی معتمر نامی راوی سے زیادہ ثبت ہے۔

زیورات کی زکوٰۃ میں فقہی اختلاف کا بیان

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ حضرت زینب کہتی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سامنے خطبہ ارشاد کرتے ہوئے فرمایا کہ اے عورتوں کی جماعت، تم اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرو اگرچہ وہ زیور ہی کیوں نہ ہو اس لیے کہ قیامت کے دن تم میں اکثریت دوزخیوں کی ہوگی۔ (ترمذی)

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے والد مکرم سے اور وہ اپنے جد محترم سے نقل کرتے ہیں کہ ایک دن دو عورتیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں ان دونوں نے اپنے ہاتھوں میں سونے کے کڑے پہنے ہوئے تھے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کڑوں کو دیکھ کر فرمایا کہ کیا تم ان کی زکوٰۃ ادا کرتی ہو! ان دونوں نے کہا کہ نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم یہ بات پسند کرتی ہو کہ کل قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تمہیں آگ کے دو کڑے پہنائے۔ انہوں نے عرض کیا کہ نہیں! تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو پھر اس سونے کی زکوٰۃ ادا کیا کرو۔ ترمذی نے اس روایت کو نقل کیا ہے۔

اکثریت دوزخیوں کی ہوگی کا مطلب یہ ہے کہ عورتوں کی اکثریت چونکہ دنیا اور دنیا کی چیزوں کی محبت میں گرفتار ہوتی ہے جس کی وجہ سے نہ صرف یہ کہ زکوٰۃ کی ادائیگی نہیں ہوتی بلکہ خدا کی راہ میں اپنا مال خرچ کرنے کا ان میں جذبہ بھی نہیں ہوتا اس لیے عورتوں کی اکثریت کو دوزخی فرمایا گیا ہے چنانچہ عورتوں کو آگاہ فرمایا گیا کہ اگر تم دوزخ کی ہولناکیوں سے بچنا چاہتی ہو تو دنیا کی محبت اور دنیاوی عیش وعشرت کی طمع وحرص سے باز آؤ۔ خدا نے تمہیں جس قدر مال دیا ہے اس پر قناعت کرو اور اس میں

2479- تقدم (الحديث 2478) .

سے زکوٰۃ وصدقہ نکالتی رہوتا کہ قیامت کے دن خدا کی رحمت تمہارے ساتھ ہواور تم دوزخ میں جانے سے بچ جاؤ۔

عورتوں کے زیور کی زکوٰۃ کے بارے میں ائمہ کا اختلاف ہے چنانچہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کا تو مسلک یہ ہے کہ مطلقاً زیور میں زکوٰۃ واجب ہے جب کہ وہ حد نصاب کو پہنچتا ہو حضرت امام شافعی کا پہلا قول بھی یہی' ہے حضرت امام مالک اور حضرت امام احمد فرماتے ہیں کہ عورتوں کے ان زیورات میں زکوٰۃ واجب نہیں ہے جن کا استعمال مباح ہے لہٰذا جن زیورات کا استعمال حرام ہے ان حضرات کے نزدیک بھی ان میں زکوٰۃ واجب ہوتی ہے، حضرت امام شافعی کا آخری قول بھی یہی ہے حضرت امام اعظم کے مسلک کی دلیل بھی یہی حدیث ہے جس سے مطلقاً زیورات میں زکوٰۃ کا وجوب ثابت ہو رہا ہے۔

کون سے زیورات مباح ہیں اور کون سے زیورات غیر مباح وحرام ہیں؟ اس کی تفصیل جاننے کے لیے محرر اور شافعی مسلک کی دوسری کتابیں دیکھی جاسکتی ہیں۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں کہ میں سونے کا وضح جو ایک زیور کا نام ہے پہنا کرتی تھی ایک دن میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ کیا اس کا شمار بھی جمع کرنے میں ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو چیز اتنی مقدار میں ہو کہ اس کی زکوٰۃ ادا کی جائے یعنی حد نصاب کو پہنچتی ہو تو زکوٰۃ ادا کرنے کے بعد اس کا شمار جمع کرنے میں نہیں ہوتا۔ (سنن ابوداؤد)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے سوال کا مطلب یہ تھا کہ قرآن کریم نے مال جمع کرنے کے بارے میں یہ جو وعید بیان فرمائی ہے کہ آیت (والذین یکنزون الذھب والفضۃ الآیہ)۔ جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں اور اس میں سے خدا کی راہ میں کچھ خرچ نہیں کرتے تو انہیں دردناک عذاب سے آگاہ کر دیجئے)۔ تو کیا سونے کا میرا یہ زیور بھی اس وعید میں داخل ہے اس کا جواب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دیا کہ جو مال بقدر نصاب ہو اور اس کی زکوٰۃ ادا کی جائے تو وہ مال اس وعید میں داخل نہیں ہے کیونکہ قرآن کریم تو دردناک عذاب کی خبر اس مال کے مالک کے بارے میں دے رہا ہے جسے بغیر زکوٰۃ دیئے جمع کیا جائے۔

استعمال کے زیورات پر زکوٰۃ کا فقہی بیان

سونا اور چاندی از روئے شریعت خلقی طور پر مال ہیں، لہٰذا یہ کسی بھی ہیئت میں ہوں، ان پر زکوٰۃ واجب ہے۔ مثلاً برتن، مالیاتی سکے سونے یا چاندی کی ڈلی، استعمال کے زیورات وغیرہ۔

عن عمرو بن شعيب عن ابيه عن جده ان امراة اتت رسول الله صلى الله عليه وسلم، ومعها ابنة لها، وفي يد ابنتها مسكتان غليظتان من ذهب، فقال لها: اتعطين زكاة هذا؟ قالت: لا، قال: ايسرك ان يسورك الله بهما يوم القيمة سوارين من نار؟ قال: فخلعتهما فالقتهما الى النبى صلى الله عليه وسلم وقالت: هما لله ولرسوله .

حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک خاتون اپنی ایک لڑکی کو لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی، اس لڑکی کے ہاتھوں میں سونے کے موٹے اور

بھاری کنگن تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم ان کنگنوں کی زکوٰۃ ادا کرتی ہو؟ اس نے عرض کیا: نہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو کیا تم اس بات پر خوش ہوگی کہ اللہ تعالیٰ (زکوٰۃ نہ دینے کی بناء پر) ان کنگنوں کے عوض قیامت کے دن تمہیں آگ کے کنگن پہنائے؟ یہ (وعید عذاب) سنتے ہی اس نے وہ کنگن اتار کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دے دیے اور عرض کیا کہ یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہیں (یعنی یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ میں صدقہ ہیں)۔

(سنن ابی داؤد، جلد 2، رقم الحدیث 1558، مطبوعہ موسسہ الریان، بیروت)

عن ام سلمة قالت: كنت البس وضاحا من ذهب، فقلت: يا رسول الله، اكنز هو؟ فقال: ما بلغ ان تؤدى زكاته فزكى فليس بكنز . ترجمہ: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں سونے کے اوضاح (ایک خاص زیور کا نام ہے) پہنتی تھی، میں نے اس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: یارسول اللہ! کیا یہ بھی اُس کنز میں شامل ہے (یعنی جس پر سورۃ توبہ آیت: **34۔35** میں عذابِ جہنم کی وعید آئی ہے)؟۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب سونے کے زیورات اتنی مقدار کو پہنچ جائیں کہ ان پر زکوٰۃ واجب ہوجاتی ہے اور پھر ان کی زکوٰۃ ادا کردی جائے تو ان پر کنز کا اطلاق نہیں ہوتا۔ (سنن ابی داؤد، جلد **2**، رقم الحدیث: **1559**، مطبوعہ موسسہ الریان، بیروت، مؤطا امام مالک)

ان احادیث مبارکہ سے واضح طور پر ثابت ہوتا ہے کہ استعمال کے زیورات پر بھی زکوٰۃ واجب ہے، کیونکہ دونوں خواتین نے سونے کے زیورات پہن رکھے تھے۔

اگر سونا یا چاندی مخلوط (**Mixed**) ہو اور کسی اور چیز کی ملاوٹ اس میں ہو تو غالب جز کا اعتبار ہوگا، یعنی اگر شے مخلوط میں غالب مقدار سونا ہے تو اسے سونا قرار دے کر ان کی زکوٰۃ ادا کرنی ہوگی ورنہ نہیں اور موجود بازاری قیمتِ فروخت کا اعتبار ہوگا، قیمتِ خرید کا نہیں۔ سونے کے زیورات کو وزن کرتے وقت نگینوں کا وزن منہا ہوجائے گا، البتہ ہیرے (**Diamond**) اور دوسرے قیمتی پتھر مثلاً زمرد، عقیق، یاقوت وغیرہ اگر تجارت کے لیے ہیں تو ان پر زکوٰۃ ہے، ذاتی استعمال میں ہوں تو ان پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ ہاں اگر اولاد کو مالک بنا دیا ہے اور زیورات مقدارِ نصاب سے کم ہیں اور بیٹا یا بیٹی صاحب نصاب نہیں ہیں تو ان پر زکوٰۃ عائد نہیں ہوگی۔

فقہ شافعی وحنبلی کے مطابق زیورات والی عورت کا زکوٰۃ لینا

جب کوئی عورت زیور کی مالکہ ہو تو اور اس کے علاوہ اس کے پاس کچھ نہیں تو وہ اس سے غنی اور مالدار نہیں بن جاتی، چاہے یہ زیور سونے یا چاندی کا ہو اور زکاۃ کے نصاب کو بھی پہنچتا ہو، بلکہ یہ فقیر اور محتاج ہی رہے گی، اور اس وصف کی بنا پر وہ زکاۃ لینے کی مستحق ہے، شافعیہ اور حنابلہ نے اسی کو بیان کیا اور صراحت کی ہے۔

شافعی فقیہ الرملی کا کہنا ہے کہ:

عورت کا وہ زیور جو اس کے لائق ہے اور عادتاً زیبائش کے لیے جس کی وہ محتاج اور ضرورتمند ہوتی ہے وہ اس کے فقر میں

مانع نہیں "(نہایۃ المحتاج للرملی (6 / 150 ا)

یعنی وہ فقیر ہی رہے گی اور فقر کے وصف کی بناء پر زکاۃ لینے کی مستحق ٹھہرے گی۔

اور فقہ حنبلی کی کتاب "کشاف القناع" میں ہے: یا اس کے پاس استعمال کے لیے زیور ہو جس کی وہ ضرورتمند ہے تو یہ اس کے زکاۃ لینے میں مانع نہیں (کشاف القناع (1 / 587 ا)

یعنی وہ فقیر اور محتاج ہی رہے گی، اور باوجود اس کے کہ اس کی زیبائش کی ضرورت کے لیے اس کے پاس زیور ہے وہ زکاۃ لینے کی مستحق ہے، اور اس طرح اس سے فقر کا وصف زائل نہیں ہوتا۔

زیورات کی زکوٰۃ میں مذاہب اربعہ

علامہ ابن قدامہ مقدسی حنبلی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: حضرت امام مالک، امام احمد بن حنبل، اور ایک قول کے مطابق حضرت امام شافعی علیہم الرحمہ کے نزدیک زیورات میں زکوٰۃ نہیں ہے۔ جبکہ حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ اور امام شافعی کے راجح قول کے مطابق زیورات میں زکوٰۃ واجب ہے۔

جن کے نزدیک زکوٰۃ واجب ہے ان کی موافقت میں حضرت عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن عمرو بن عاص، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم اور تابعین کرام میں سے حضرت سعید بن مسیب، سعید بن جبیر، عطاء، مجاہد، عبداللہ بن شداد، جابت بن زید، ابن سیرین، میمون بن مہران، زہری، ثوری، اور اصحاب رائے کا نظریہ یہی ہے کہ زیورات میں زکوٰۃ واجب ہے۔
(المغنی، ۲، ص ۲۲۳، بیروت)

علامہ ابو اسحاق شیرازی شافعی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ نے عورتوں کے زیورات میں زکوٰۃ کے مسئلہ پر استخارہ کیا تو انہوں نے وجوب زکوٰۃ کا حکم سمجھا ہے۔ لہٰذا ان کا موقف احادیث کے موافق ہے کہ زیورات پر زکوٰۃ واجب ہے۔ (المہذب ج ۶، ص ۳۳، بیروت)

باب مَانِعِ زَكَاةِ مَالِهِ

یہ باب اپنے مال کی زکوٰۃ ادا نہ کرنے والے کی سزا میں ہے

2480 - اَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ سَهْلٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو النَّضْرِ هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِىْ سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الَّذِىْ لَا يُؤَدِّىْ زَكَاةَ مَالِهِ يُخَيَّلُ اِلَيْهِ مَالُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُجَاعًا اَقْرَعَ لَهُ زَبِيبَتَانِ - قَالَ - فَيَلْتَزِمُهُ اَوْ يُطَوِّقُهُ - قَالَ - يَقُوْلُ اَنَا كَنْزُكَ اَنَا كَنْزُكَ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

2480-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (7211) .

بے شک جو شخص اپنے مال کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتا' قیامت کے دن اس کا وہ مال ایک گنجے سانپ کی شکل میں اس کے سامنے آئے گا' جس کے سر پر دو داغ ہوں گے' وہ اس مالک کے ساتھ لپٹ جائے گا۔ (راوی کو شک ہے' شاید یہ الفاظ ہیں:) اسے اس مالک کی گردن میں طوق کے طور پر ڈال دیا جائے گا' وہ یہ کہے گا: میں تمہارا خزانہ ہوں' میں تمہارا خزانہ ہوں۔

2481 – اَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ سَهْلٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ مُوْسَى الْاَشْيَبُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ الْمَدَنِيُّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اٰتَاهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ مَالاً فَلَمْ يُؤَدِّ زَكَاتَهُ مُثِّلَ لَهُ مَالُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُجَاعًا اَقْرَعَ لَهُ زَبِيْبَتَانِ يَاْخُذُ بِلِهْزِمَتَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَقُوْلُ اَنَا مَالُكَ اَنَا كَنْزُكَ ۔ ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْاٰيَةَ (وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَا اٰتَاهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ) الْاٰيَةَ ۔

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

جس شخص کو اللہ تعالیٰ مال عطا کرے اور وہ اس کی زکوٰۃ ادا نہ کرے تو اس کا وہ مال قیامت کے دن ایک گنجے سانپ کی شکل میں اس کے سامنے آئے گا' جس کے سر پر دو نقطے ہوں گے۔ وہ قیامت کے دن اپنے منہ کے ذریعے اس شخص کو پکڑ لے گا۔ اور یہ کہے گا: میں تمہارا مال ہوں' میں تمہارا خزانہ ہوں۔

پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ (یا شاید نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم) نے یہ آیت تلاوت کی:

''اور جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل کے ساتھ عطا کیا ہے اور وہ اس کے بارے میں بخل سے کام لیتے ہیں' وہ ہرگز یہ گمان نہ کریں''۔

باب زَكَاةِ التَّمْرِ

یہ باب کھجور کی زکوٰۃ کے بیان میں ہے

2482 – اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ اِسْمَاعِيْلَ بْنِ اُمَيَّةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيٰى بْنِ حَبَّانَ عَنْ يَحْيٰى بْنِ عُمَارَةَ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسَةِ اَوْسَاقٍ مِنْ حَبٍّ اَوْ تَمْرٍ صَدَقَةٌ ۔

☆☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: پانچ وسق سے کم دانوں یا کھجوروں میں زکوٰۃ لازم نہیں ہوتی۔

غلہ و کھجور کی زکوٰۃ کا حکم شرعی

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غلہ اور کھجور میں اس وقت تک

2481-اخرجه البخاري في الزكاة، باب اثم مانع الزكاة (الحديث 1403)، و في التفسير، باب (ولا يحسبن الذين يبخلون بما آتاهم الله من فضله) (الحديث 4565) . تحفة الاشراف (12820) .

2482-تقدم (الحديث 2444) .

زکوٰۃ واجب نہیں جب تک کہ ان کی مقدار پانچ وسق (پچیس من ساڑھے بارے سیر) نہ ہو۔ (سنن نسائی)

باب زَكَاةِ الْحِنْطَةِ

یہ باب گندم کی زکوٰۃ کے بیان میں ہے

2483 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَمْرُو بْنُ يَحْيٰى بْنِ عُمَارَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَحِلُّ فِي الْبُرِّ وَالتَّمْرِ زَكَاةٌ حَتّٰى تَبْلُغَ خَمْسَةَ اَوْسُقٍ وَّلَا يَحِلُّ فِي الْوَرِقِ زَكَاةٌ حَتّٰى تَبْلُغَ خَمْسَةَ اَوَاقٍ وَّلَا يَحِلُّ فِيْ اِبِلٍ زَكَاةٌ حَتّٰى تَبْلُغَ خَمْسَ ذَوْدٍ.

☆☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

گندم اور کھجور میں اس وقت تک زکوٰۃ لازم نہیں ہوتی' جب تک وہ پانچ وسق تک نہیں پہنچ جاتے' چاندی میں زکوٰۃ اس وقت تک لازم نہیں ہوتی جب تک وہ پانچ اوقیہ نہیں ہو جاتی' اونٹوں میں زکوٰۃ اس وقت تک لازم نہیں ہوتی جب تک وہ پانچ کی تعداد تک نہیں پہنچ جاتے۔

باب زَكَاةِ الْحُبُوْبِ

یہ باب دانوں کی زکوٰۃ کے بیان میں ہے

2484 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اِسْمَاعِيْلَ بْنِ اُمَيَّةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيٰى بْنِ حَبَّانَ عَنْ يَحْيٰى بْنِ عُمَارَةَ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ فِيْ حَبٍّ وَّلَا تَمْرٍ صَدَقَةٌ حَتّٰى يَبْلُغَ خَمْسَةَ اَوْسُقٍ وَّلَا فِيْمَا دُوْنَ خَمْسِ ذَوْدٍ وَّلَا فِيْمَا دُوْنَ خَمْسِ اَوَاقٍ صَدَقَةٌ.

☆☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

دانے اور کھجور میں زکوٰۃ اس وقت تک لازم نہیں ہوتی' جب تک وہ پانچ وسق نہ ہو جائیں' پانچ سے کم اونٹوں میں زکوٰۃ لازم نہیں ہوتی اور پانچ اوقیہ سے کم (چاندی) میں زکوٰۃ لازم نہیں ہوتی۔

باب الْقَدْرِ الَّذِيْ تَجِبُ فِيْهِ الصَّدَقَةُ

یہ باب ہے کہ اس مقدار کا تذکرہ جس میں زکوٰۃ لازم ہو جاتی ہے

2485 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ قَالَ حَدَّثَنَا اِدْرِيْسُ الْاَوْدِيُّ عَنْ عَمْرٍو

2483-تقدم (الحديث 2444).

2484-تقدم (الحديث 2444).

بْنِ مُرَّةَ عَنْ اَبِي الْبَخْتَرِيِّ عَنْ اَبِي سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسِ اَوَاقٍ صَدَقَةٌ .

☆☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:
پانچ اوقیہ سے کم (چاندی) میں زکوٰۃ لازم نہیں ہوتی۔

2486 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ يَحْيٰى بْنِ سَعِيْدٍ وَّعُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيٰى عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسِ اَوَاقٍ صَدَقَةٌ وَّلَا فِيْمَا دُوْنَ خَمْسِ ذَوْدٍ صَدَقَةٌ وَّلَيْسَ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسَةِ اَوْسُقٍ صَدَقَةٌ .

☆☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:
پانچ اوقیہ سے کم (چاندی) میں زکوٰۃ لازم نہیں ہوتی' پانچ سے کم اونٹوں میں زکوٰۃ لازم نہیں ہوتی اور پانچ وسق سے کم اناج میں زکوٰۃ لازم نہیں ہوتی۔

باب مَا يُوْجِبُ الْعُشْرَ وَمَا يُوْجِبُ نِصْفَ الْعُشْرِ

یہ باب ہے کہ کون سی چیز عشر کو لازم کر دیتی ہے اور کون سی چیز نصف عشر کو لازم کر دیتی ہے؟

2487 - اَخْبَرَنَا هَارُوْنُ بْنُ سَعِيْدِ بْنِ الْهَيْثَمِ اَبُوْ جَعْفَرٍ الْاَيْلِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِيْمَا سَقَتِ السَّمَاءُ وَالْاَنْهَارُ وَالْعُيُوْنُ اَوْ كَانَ بَعْلًا الْعُشْرُ وَمَا سُقِيَ بِالسَّوَانِيْ وَالنَّضْحِ نِصْفُ الْعُشْرِ .

☆☆ سالم اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے۔

آسمان' نہر اور چشموں (یعنی قدرتی ذرائع) یا سیم والی زمین میں (پیداوار میں) عشر (یعنی دسویں حصے) کی ادائیگی لازم ہو گی اور جس زمین کو اونٹنی یا کنویں کے ڈول کے ذریعے سیراب کیا جاتا ہے' اس میں نصف عشر (یعنی بیسویں حصے) کی ادائیگی لازم ہو گی۔

2485-اخرجه ابو داؤد في الزكاة، باب ما تجب فيه الزكاة (الحديث 1559) بنحوه . والحديث عند: ابن ماجه في الزكاة، باب الوسق ستون صاعًا (الحديث 1832) . تحفة الاشراف (4042) .

2486-تقدم (الحديث 2444) .

2487-اخرجه البخاري في الزكاة، باب العشر فيما يسقى من ماء السماء و بالماء الجاري (الحديث 1483) . و اخرجه ابو داؤد في الزكاة، باب صدقة الزرع (الحديث 1596) و اخرجه الترمذي في الزكاة، باب ما جاء في الصدقة فيما يسقى بالانهار و غيره (الحديث 640) . و اخرجه ابن ماجه في الزكاة، باب صدقة الزروع و الثمار (الحديث 1817) . تحفة الاشراف (6977) .

کھیتوں اور پھلوں میں زکوٰۃ کا بیان

حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ لکڑی بانس اور گھاس کے علاوہ جو کچھ بھی زمین کی پیداوار ہو وہ کم ہو یا زیادہ اور اس بات کا بھی کوئی لحاظ نہیں کہ اسے نہری پانی سیراب کرتا ہے یا بارش کا پانی سیراب کرتا ہے۔ اس میں عشر (یعنی دسواں حصہ بطور زکوٰۃ) واجب ہوگا۔

اور امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ عشر واجب ہی نہیں ہوتا۔ مگر صرف ایسی چیزوں (یعنی زمین یا درختوں) میں ہی واجب ہوتا ہے جن کا پھل باقی رہتا ہے تو جب وہ پھل پانچ وسق (۲۸ سیر کا وزن ہے) ہو جائے اور وسق آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صاع کے مطابق (یعنی اس سے اندازہ لگانے کے ساتھ) ساٹھ صاع کا بنتا ہو۔ اور (صاع ایک پیمانے کا نام ہے جو دوسو چونتیس تولے وزن کا ہوتا ہے) اور صاحبین رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک سبزیوں میں عشر نہیں ہے۔ اور (وہ کھیت) جو کسی بڑے ڈول بیلوں یا اونٹنی پر پانی لا کر کے سیراب کیے جاتے ہیں۔

ان میں دونوں قولوں کے مطابق نصفِ عشر واجب ہوتا ہے اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ اشیاء جو وسق (پیمانے) کے ساتھ نہیں بیچی جاتیں مثال کے طور پر جیسے زعفران اور روئی وغیرہ تو ان میں عشر واجب ہوگا جب ان کی قیمت ادنیٰ درجہ کے پانچ وسق کی قیمت جو چیز وسق کے تحت داخل ہوتی ہے۔ (یعنی اس سے ناپی جاتی ہے) اسے پہنچ جائے تو اس میں عشر واجب ہوگا اور امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جب پیدوار پانچ عدد اعلیٰ (یعنی اعلیٰ قسم کی پیداوار پانچ وسق) سے اس مقدار تک پہنچ جائے جس کے ساتھ اس قسم کی چیزوں کا حساب لگایا جاتا ہے تو اس میں عشر واجب ہوگا۔ اب روئی میں پانچ بوجھوں (یعنی گولوں یا گٹھڑیوں) کا اعتبار کیا جائے گا۔

اور زعفران میں پانچ سیر کا اعتبار کیا جائے گا۔ وہ شہد جو عشر والی زمین سے حاصل کیا گیا ہو وہ تھوڑا ہو یا زیادہ اس میں بھی عشر واجب ہوگا جبکہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس شہد میں اس وقت عشر واجب ہوگا جب وہ دس مشکیزوں (مٹکوں) جتنا ہو جائے اور امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ پانچ فرق شہد ہو جانے کی صورت میں عشر ہوگا۔ اور فرق ایک وزن کا نام ہے جو چھتیس عراقی رطلوں کا بنتا ہے اور خراجی زمین (جس پر ٹیکس لگایا گیا ہو اس) کی پیداوار میں عشر واجب نہیں ہوتا۔ (قدوری، کتاب زکوٰۃ، لاہور)

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کھیتی بارش کے پانی یا چشموں کے پانی سے سیراب کی جائے اس کا دسواں حصہ اور جسے جانوروں سے پانی دیا جائے اس کا بیسواں حصہ زکوٰۃ ادا کی جائے گی اس باب میں انس بن مالک ابن عمر اور جابر سے بھی روایت ہے اما ابوعیسی ترمذی فرماتے ہیں یہ حدیث بکیر بن عبداللہ بن اشج سلیمان بن سیار اور بسر بن سعید بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مرسلا روایت کرتے ہیں اس باب میں ابن عمر کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی حدیث صحیح ہے اور اسی پر اکثر فقہاء کا عمل ہے۔ (جامع ترمذی: جلد اول، رقم الحدیث، 622)

حضرت امام اعظم علیہ الرحمہ کے نزدیک عشر کا حکم شرعی

حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کا اس مسئلہ میں ائمہ ثلاثہ سے اختلاف ہے کیونکہ آپ کے نزدیک علی الاطلاق عشر واجب ہے اور آپ کا استدلال اس آیت مبارکہ سے ہے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْفِقُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ وَ مِمَّاۤ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ۪ وَ لَا تَیَمَّمُوا الْخَبِیْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ وَ لَسْتُمْ بِاٰخِذِیْهِ اِلَّاۤ اَنْ تُغْمِضُوْا فِیْهِؕ وَ اعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ حَمِیْدٌ (البقرہ، ۲۶۷)

اے ایمان والو اپنی پاک کمائیوں میں سے کچھ دو۔ اور اس میں سے جو ہم نے تمہارے لئے زمین سے نکالا۔ اور خاص ناقص کا ارادہ نہ کرو کہ دو تو اس میں سے۔ اور تمہیں ملے تو نہ لو گے جب تک اس میں چشم پوشی نہ کرو اور جان رکھو کہ اللہ بے پرواہ سراہا گیا ہے۔ (کنز الایمان)

حضرت امام ابوحنیفہ کے ہاں ہر اس چیز میں عشر یعنی دسواں حصہ نکالنا واجب ہے جو زمین سے پیدا ہو خواہ پیداوار کم ہو یا زیادہ ہو لیکن بانس، لکڑی اور گھاس میں عشر واجب نہیں ہے اس بارے میں حضرت امام صاحب کی دلیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی ہے کہ ما اخرجتہ الارض ففیہ العشر۔ زمین سے پیدا ہونے والی ہر چیز میں دسواں حصہ نکالنا واجب ہے۔

زمین کی پیداوار میں عشر واجب ہونے کے لیے کسی مقدار معین کی شرط نہیں ہے اسی طرح سال گزرنے کی بھی قید نہیں بلکہ جس قدر اور جب بھی پیداوار ہوگی۔ اسی وقت دسواں حصہ نکالنا واجب ہو جائے گا دوسرے مالوں کے برخلاف کہ ان میں زکوٰۃ اسی وقت واجب ہوتی ہے جب کہ وہ بقدر نصاب ہوں اور ان پر ایک سال پورا گزر جائے۔

زمین کی پیداوار پر عشر دینے میں فقہی بیان

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس چیز کو آسمان نے یا چشموں نے سیراب کیا ہو یا خود زمین سرسبز و شاداب ہو تو اس میں دسواں حصہ واجب ہوتا ہے اور جس زمین کو بیلوں یا اونٹوں کے ذریعے کنویں سے سیراب کیا گیا ہو تو اس کی پیداوار میں بیسواں حصہ واجب ہے۔ (بخاری)

مطلب یہ ہے کہ جو زمین بارش سے سیراب کی جاتی ہو یا چشموں، نہروں اور ندی نالوں کے ذریعے اس میں پانی آتا ہو تو ایسی زمین سے جو بھی غلہ وغیرہ پیدا ہوگا اس میں سے دسواں حصہ بطور زکوٰۃ دینا واجب ہوگا۔

عشری اس زمین کو کہتے ہیں جسے عاثور سیراب کیا جائے اور عاثور اس گڑھے کو کہتے ہیں جو زمین پر بطور تالاب کھودا جاتا ہے اس میں سے کھیتوں وغیرہ میں پانی لے جاتے ہیں۔ بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ عشری اس زمین کو کہتے ہیں جو پانی کے قریب ہونے کی وجہ سے ہمیشہ تر و تازہ اور سرسبز و شاداب رہتی ہے۔

حضرت سالم بن عبداللہ بن عمر نے انہیں ان کے والد نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ وہ زمین جسے آسمان (بارش کا پانی) یا چشمہ سیراب کرتا ہو۔ یا وہ خود بخود نمی سے سیراب ہو جاتی ہو تو اس کی پیداوار سے دسواں حصہ لیا جائے اور وہ

زمین جسے کنویں سے پانی کھینچ کر سیراب کیا جاتا ہو تو اس کی پیداوار سے بیسواں حصہ لیا جائے۔
ابو عبداللہ (امام بخاری رحمہ اللہ) نے کہا کہ یہ حدیث یعنی عبداللہ بن عمر کی حدیث کہ جس کھیتی میں آسمان کا پانی دیا جائے دسواں حصہ ہے پہلی حدیث یعنی ابو سعید کی حدیث کی تفسیر ہے۔ اس میں زکوٰۃ کی کوئی مقدار مذکور نہیں ہے اور اس میں مذکور ہے۔ اور زیادتی قبول کی جاتی ہے۔ اور گول مول حدیث کا حکم صاف صاف حدیث کے موافق لیا جاتا ہے۔ جب اس کا راوی ثقہ ہو۔ جیسے فضل بن عباس رضی اللہ عنہما نے روایت کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ میں نماز نہیں پڑھی۔ لیکن بلال رضی اللہ عنہ نے بتلایا کہ آپ نے نماز (کعبہ میں) پڑھی تھی۔ اس موقع پر بھی بلال رضی اللہ عنہ کی بات قبول کی گئی اور فضل رضی اللہ عنہ کا قول چھوڑ دیا گیا۔

اصول حدیث میں یہ ثابت ہو چکا ہے کہ ثقہ اور ضابط شخص کی زیادتی مقبول ہے۔ اسی بنا پر ابو سعید رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے جس میں یہ مذکور نہیں ہے کہ زکوٰۃ میں مال کا کون سا حصہ لیا جائے گا یعنی دسواں حصہ یا بیسواں حصہ اس حدیث یعنی ابن عمر کی حدیث میں زیادتی ہے تو یہ زیادتی واجب القبول ہوگی۔

بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے یہ حدیث یعنی ابو سعید کی حدیث پہلی حدیث یعنی ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث کی تفسیر کرتی ہے۔ کیونکہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں نصاب کی مقدار مذکور نہیں ہے۔ بلکہ ہر ایک پیداوار سے دسواں حصہ یا بیسواں حصہ لیے جانے کا اس میں ذکر ہے۔ خواہ پانچ وسق ہو یا اس سے کم ہو۔ اور ابو سعید رضی اللہ عنہ کی حدیث میں تفصیل ہے کہ پانچ وسق سے کم میں زکوٰۃ نہیں ہے۔ تو یہ زیادتی ہے۔ اور زیادتی ثقہ اور معتبر راوی کی مقبول ہے۔

زمینی پیداوار میں قید وسق میں مذاہب اربعہ

غلہ اور پھلوں کے نصاب عشر میں ائمہ کا اختلاف ہے۔ حضرت امام مالک، امام شافعی، اور امام احمد بن حنبل کے نزدیک پانچ وسق کو نصاب قرار دیا گیا ہے۔ جبکہ حضرت امام اعظم کے نزدیک وسق کی کوئی قید نہیں ہے بلکہ زمینی پیداوار میں جس بھی پھل اور سبزیاں ہیں ان کی مقدار کے مطابق ان میں عشر یا نصف عشر دینا واجب ہے۔ (المغنی، ج ۲، ص ۲۹۰، بیروت)

غلات اربعہ کی زکوٰۃ میں مذاہب اربعہ

غلات اربعہ (جو، گیہوں، کشمش اور خرما) پر زکات کے وجوب میں اہل سنت کے تمام مذاہب متفق ہیں ان سبھوں کا نظریہ یہ ہے کہ اگر بارش کے پانی سے کھیتی ہوئی ہے تو عُشر اور اگر سنچائی سے ہوئی ہے تو فیصد یعنی نصف عُشر زکات واجب ہے۔

حنفی مذہب کے علاوہ اہل سنت کے سارے مذاہب غلات اربعہ میں حد نصاب کو معتبر جانتے ہیں، حد نصاب ۵ وسق ہے اور ہر وسق ۶۰ صاع ہے، جو مجموعہ ۹۱۰ کلوگرام کے لگ بھگ ہوتا ہے اس سے کم میں زکات واجب نہیں ہے مگر حنفی مذہب میں اس مقدار سے کم ہو یا زیادہ زکات واجب ہے۔ غلوں اور زراعت کی نوعیت میں ہر مذہب میں اختلاف ہے حنفی کہتے ہیں، سبزی، نرکٹ اور لکڑی کے علاوہ زمین سے نکلنے والی تمام چیزوں میں زکوٰۃ واجب ہے۔

مالکی اور شافعی کہتے ہیں زکات ان تمام چیزوں میں واجب ہے جنھیں انسان سال بھر کے خرچہ کے لئے ذخیرہ کرتا ہے جیسے گیہوں، جو خرما اور کشمش، حنبلی کہتے ہیں: ہر وہ چیز جو تولی اور وزن کی جائے اس میں زکات واجب ہے۔

2488 - اَخْبَرَنِیْ عَمْرُو بْنُ سَوَّادِ بْنِ الْاَسْوَدِ بْنِ عَمْرٍو وَاَحْمَدُ بْنُ عَمْرٍو وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِیْنٍ قِرَاءَةً عَلَیْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ اَنَّ اَبَا الزُّبَیْرِ حَدَّثَهٗ اَنَّهٗ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ یَقُوْلُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِیْمَا سَقَتِ السَّمَاءُ وَالْاَنْهَارُ وَالْعُیُوْنُ الْعُشْرُ وَفِیْمَا سُقِیَ بِالسَّانِیَةِ نِصْفُ الْعُشْرِ .

☆☆ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

جو زمین آسمان' نہر یا چشمے کے ذریعے سیراب ہوتی ہے' اس میں عشر کی ادائیگی لازم ہوگی اور جو اونٹنی کے ذریعے سیراب کی جاتی ہے' اس میں نصف عشر کی ادائیگی لازم ہوگی۔

2489 - اَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِیِّ عَنْ اَبِیْ بَكْرٍ - وَهُوَ ابْنُ عَیَّاشٍ - عَنْ عَاصِمٍ عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ عَنْ مُعَاذٍ قَالَ بَعَثَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِلَی الْیَمَنِ فَاَمَرَنِیْ اَنْ اٰخُذَ مِمَّا سَقَتِ السَّمَاءُ الْعُشْرَ وَفِیْمَا سُقِیَ بِالدَّوَالِیْ نِصْفَ الْعُشْرِ .

☆☆ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یمن بھیجا' آپ نے مجھے ہدایت کی کہ جو زمین آسمان (یعنی قدرتی ذرائع سے) سیراب ہوتی ہے' اس میں عشر وصول کروں اور جو زمین ڈول کے ذریعے (یعنی مصنوعی ذریعے سے) سیراب ہوتی ہے' اس میں نصف عشر وصول کروں۔

عاشر وعشر کے بارے میں فقہی تصریحات کا بیان

۱. عاشر اُس کو کہتے ہیں جسے بادشاہِ اسلام نے راستہ پر اس لئے مقرر کیا ہو کہ جو تاجر لوگ مال لے کر گزریں ان سے صدقات وصول کرے اور وہ اس لئے مقرر کیا جاتا ہے تاکہ وہ اس کے عوض میں تاجروں کو چوروں اور ڈاکوں سے بچائے اور امن دے پس اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ ان کی حفاظت پر قادر ہو اس لئے بادشاہ ان سے جو مال لیتا ہے وہ ان اموال کی حفاظت کے لئے لیتا ہے۔

۲. عاشر کے لئے شرط یہ ہے کہ وہ آزاد، مسلمان اور غیر ہاشمی ہو پس عاشر کا غلام اور کافر ہونا درست نہیں ہے، اور ہاشمی کے لئے اگر بادشاہ بیت المال سے کچھ مقرر کر دے یا ہاشمی تبرع کے طور پر اس خدمت کو انجام دے اور اس کا معاوضہ عشر و زکوۃ سے نہ لے تو اس کو مقرر کرنا جائز ہے۔

۳. مال دو قسم کا ہوتا ہے اول ظاہر اور وہ مویشی ہیں اور وہ مال ہے جس کو تاجر لے کر عاشر کے پاس سے گزرے دوم اموال

2488-اخرجه مسلم في الزكاة، باب ما فيه العشر او نصف العشر (الحديث 7) و اخرجه ابو داؤد في الزكاة، باب صدقة الزرع (الحديث 1597) . تحفة الاشراف (2895) .

2489-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (11313) .

باطن ہیں وہ سونا چاندی اور تجارت کا وہ مال ہے جو آبادی میں اپنی جگہوں میں ہو عاشر اموال ظاہر کا صدقہ لیتا اور ان اموال باطن کا صدقہ بھی لیتا ہے جو تاجر کو ساتھ ہوں۔

۴. صدقہ وصول کرنے کی ولایت کے لئے کچھ شرطیں ہیں اول یہ کہ بادشاہ اسلام کی طرف سے چوروں اور ڈاکوں سے حفاظت پائی جائے، دوم یہ کہ اس پر زکوۃ واجب ہو، سوم مال کا ظاہر ہونا اور مالک کا موجود ہونا پس اگر مالک موجود ہے اور مال گھر میں ہے تو عاشر اس سے زکوۃ نہیں لے گا۔

۵. شرع میں عاشر کا مقرر کرنا جائز و درست ہے حدیث شریف میں جو عاشر کی مذمت آئی ہے وہ اس عاشر کے متعلق ہے جو لوگوں کے مال ظلم سے لیتا ہے۔

۶. اگر کوئی شخص یہ کہے کہ اس کے مال کو سال پورا نہیں ہوا، یا یہ کہیکہ اس کے ذمہ قرضہ ہے یا یہ کہے کہ میں نے زکوۃ دیدی ہے، یا یہ کہے کہ میں نے دوسرے عاشر کو دیدی ہے اور جس کو وہ دینا بتاتا ہے وہ واقعی عاشر ہے، اگر وہ ان تمام صورتوں میں اپنے بیان پر حلف اٹھائے تو اس کا قول مان لیا جائے گا اور اس میں یہ شرط نہیں ہے کہ وہ دوسرے عاشر کی رسید دکھائے، اگر سائمہ جانوروں کے متعلق بیان کرے کہ ان کی زکوۃ اس نے اپنے شہر کے فقیروں کو دیدی ہے تو اس کا قول نہیں مانا جائے گا بلکہ اس سے دوبارہ وصول کی جائیگی خواہ بادشاہ اسلام کو اس کی ادائگی کا علم بھی ہو کیونکہ یہ اموال ظاہرہ میں سے ہے جس کی زکوۃ لینے کا حق بادشاہ ہی کو ہے اس کو خود تقسیم کر دینے کا اختیار نہیں ہے اگر صاحب مال یہ کہے کہ یہ مال تجارت کا نہیں ہو تو اس کا قول مانا جائے گا۔

۷. جن امور میں مسلمانوں کا قول مانا جاتا ہے ذمی کافر کا قول بھی مانا جائیگا کیونکہ اس کے مال میں بھی وہ تمام شرطیں پائی جانی ضروری ہیں جو زکوۃ میں ہیں اور اس سے زکوۃ کا ہی دو چند لیا جاتا ہے لیکن ذمی کافر اگر یہ کہے کہ میں نے فقرا کو دیدیا ہے تو اس کا قول نہیں مانا جائے گا اس لئے کہ اہل ذمہ کے فقرا اس کا مصرف نہیں ہیں اور مسلمانوں میں صرف کرنے کا اس کو اختیار نہیں ہے۔

۸ کافر حربی کا قول کسی بات میں نہیں مانا جائے گا اور اس سے عشر لیا جائے گا لیکن اگر وہ باندیوں کو اُم ولد اور غلاموں کو اپنی اولاد بتائے تو اس کا قول مانا جائے گا کیونکہ نسب جس طرح دار السالم میں ثابت ہوتا ہے دار الحرب میں بھی ثابت ہوتا ہے اور بیٹے کی ماں ہونا نسب کے تابع ہے اس صورت میں باندی اور غلام مال نہ رہیں گے

۹ عاشر مسلمانوں سے مال کا چالیسواں حصہ لیگا اور ذمی کافروں سے مسلمانوں کی نسبت دوگناہ یعنی بیسواں حصہ لے گا اور حربی کافروں سے دسواں حصہ لیگا بشرطیکہ ان تینوں میں سے ہر ایک کا مال بقدر نصاب ہو اور کافر بھی مسلمانوں سے خراج لیتے ہیں ذمی و حربی کافروں سے جو کچھ لیا جائے گا وہ جزیہ کے مصارف میں صرف کیا جائے گا، اگر حربی کافر ہمارے تاجروں سے کم و بیش لیتے ہوں، تو ان سے بھی اس قدر لیا جائے اور اگر وہ کچھ نہ لیتے ہوں تو ہم بھی کچھ نہ لیں گے، اگر مسلمانوں کا سارا مال لیتے ہوں تو ان کا بھی سارا مال لیا جائے گا لیکن اس قدر چھوڑ دیا جائے گا کہ جس سے وہ اپنے ملک میں واپس پہنچ جائیں، اور اگر

وہ ان کا لینا یا نہ لینا معلوم نہ ہو تو ان سے عشر مذکور یعنی دسواں حصہ ہی لیا جائے گا

۱۰۔ اگر کوئی شخص باغیوں کے عاشر کے پاس سے گزرا اور اس نے عشر لے لیا پھر وہ شخص بادشاہ کے عاشر کے پاس سے گزرا تو اس سے دوبارہ عشر لیا جائے گا کیونکہ باغیوں کے عاشر کے پاس جانا اس کا قصور ہے لیکن بادشاہ کے باغی لوگ کسی شہر پر غالب ہو جائیں اور وہاں کے لوگوں سے چرنے والے جانوروں کی زکوۃ لیں یا مال والا شخص اُن کے پاس سے گزرنے پر مجبور ہو اور وہ اس سے عشر وصول کر لیں تو اب اس شخص یا ان لوگوں پر کچھ واجب نہیں ہوگا کیونکہ بادشاہ نے ان کی حفاظت نہیں کی اور بادشاہ جو مال لیتا ہے ان کی حفاظت کی وجہ سے لیتا ہے پس قصور اُس کا ہے نہ کہ مال والوں کا اہل حرب کے غالب آنے کی صورت میں بھی یہی حکم ہے جو باغیوں کا بیان ہوا ہے۔

۱۱۔ امانت کے مال میں سے عشر نہیں لیا جائے گا اور اسی طرح مالِ مضاربت میں بھی عشر نہیں لیا جائے گا، ماذون غلام کی کمائی میں بھی یہی حکم ہے کہ عشر نہیں لیا جائے گا لیکن ماذون غلام کا آقا اس کے ساتھ ہو تو اس سے عشر لیا جائے گا۔

۱۲۔ اگر کوئی شخص عاشر کے پاس سے ایسی چیز لے کر گزرا جو بہت جلد خراب ہو جاتی ہے مثلاً سبزیاں، دودھ، کھجوریں، تازہ پھل وغیرہ تو امام ابوحنیفہ کے نزدیک اس سے عشر نہیں لیں گے اور صاحبین کے نزدیک عشر لیں گے، لیکن اگر عامل کے ساتھ فقراء ہوں یا اپنے عملہ کے لئے لے لیا تو امام صاحب کے نزدیک یہ بھی جائز ہے اور اگر مالک عشر میں قیمت دیدے تو بھی بالاتفاق لے لینا جائز ہے۔

باب كَمْ يَتْرُكُ الْخَارِصُ

یہ باب ہے کہ اندازہ لگانے والا شخص کتنا حصہ چھوڑ دے گا؟

2490 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ وَّمُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالاَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ خُبَيْبَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مَسْعُوْدِ بْنِ نِيَارٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ اَبِیْ حَثْمَةَ قَالَ اَتَانَا وَنَحْنُ فِى السُّوْقِ فَقَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا خَرَصْتُمْ فَخُذُوْا وَدَعُوا الثُّلُثَ فَاِنْ لَّمْ تَاْخُذُوْا اَوْ تَدَعُوا الثُّلُثَ - شَكَّ شُعْبَةُ - فَدَعُوا الرُّبُعَ .

☆☆ عبدالرحمٰن بن مسعود' حضرت سہل بن ابوحثمہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات بیان کرتے ہیں' وہ ہمارے پاس تشریف لائے' ہم اس وقت بازار میں موجود تھے' انہوں نے یہ بات بتائی: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

جب تم اندازہ لگالو تو اسے وصول کرلو اور اس کا ایک تہائی حصہ چھوڑ دو' اگر تم ایک تہائی حصہ نہیں چھوڑتے ہو' تو چوتھائی حصہ چھوڑ دو (یہاں ایک لفظ کے بارے میں شعبہ نامی راوی کو شک ہے)۔

2490-اخرجه ابو داؤد في الزكاة، باب في الخرص (الحديث 1605) . و اخرجه الترمذي في الزكاة، باب ما جاء في الخرص (الحديث 643) . تحفة الاشراف (4647) .

باب قَوْلِهٖ عَزَّ وَجَلَّ (وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ

یہ باب ہے کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''اورتم اس میں سے خرچ کرنے کے لیے کم تر کا قصد نہ کرو''

2491 - اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِىْ عَبْدُ الْجَلِيْلِ بْنُ حُمَيْدِ الْيَحْصَبِىُّ اَنَّ ابْنَ شِهَابٍ حَدَّثَهٗ قَالَ حَدَّثَنِىْ اَبُوْ اُمَامَةَ بْنُ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ فِى الْاٰيَةِ الَّتِىْ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ (وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ) قَالَ هُوَ الْجُعْرُوْرُ وَلَوْنُ حُبَيْقٍ فَنَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ تُؤْخَذَ فِى الصَّدَقَةِ الرُّذَالَةُ .

☆☆ حضرت ابوامامہ بن سہل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' یہ آیت جس میں اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے:
''تم اس میں سے خرچ کرنے کے لیے گھٹیا کا قصد نہ کرو''۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' اس سے مراد جعرور اور لون حبیق ہے (یہ غیر معیاری کھجور کی دو قسمیں ہیں) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع کر دیا تھا کہ زکوٰۃ میں گھٹیا قسم کی کھجوریں وصول کی جائیں۔

2492 - اَخْبَرَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا يَحْيٰى عَنْ عَبْدِ الْحَمِيْدِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنِىْ صَالِحُ بْنُ اَبِىْ عَرِيْبٍ عَنْ كَثِيْرِ بْنِ مُرَّةَ الْحَضْرَمِىِّ عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِيَدِهٖ عَصًا وَّقَدْ عَلَّقَ رَجُلٌ قِنْوَ حَشَفٍ فَجَعَلَ يَطْعَنُ فِىْ ذٰلِكَ الْقِنْوِ فَقَالَ لَوْ شَآءَ رَبُّ هٰذِهِ الصَّدَقَةِ تَصَدَّقَ بِاَطْيَبَ مِنْ هٰذَا اِنَّ رَبَّ هٰذِهِ الصَّدَقَةِ يَاْكُلُ حَشَفًا يَّوْمَ الْقِيَامَةِ .

☆☆ حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے' آپ کے دست مبارک میں عصا بھی تھا' ایک شخص نے گھٹیا کھجوروں کا ایک خوشہ لٹکایا ہوا تھا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا وہ عصا اس خوشے پر مارا اور فرمایا: یہ زکوٰۃ دینے والا شخص اگر چاہتا تو اس سے اچھی کھجوریں بھی دے سکتا تھا' یہ زکوٰۃ دینے والا شخص قیامت کے دن گھٹیا کھجوریں کھائے گا۔

باب الْمَعْدِنِ

یہ باب معدنیات کی زکوٰۃ کے بیان میں ہے

2493 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ الْاَخْنَسِ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ اللُّقَطَةِ فَقَالَ مَا كَانَ فِىْ طَرِيْقٍ مَاْتِىٍّ اَوْ فِىْ قَرْيَةٍ عَامِرَةٍ

2491-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (139) .

2492-اخرجه ابو داؤد في الزكاة، باب ما لا يجوز من الثمرة في الصدقة (الحديث 1608) . و اخرجه ابن ماجه في الزكاة، باب النهي ان يخرج في الصدقة شر ما له (الحديث 1821) . تحفة الاشراف (10914) .

2493-اخرجه ابو داؤد في اللقطة، باب التعريف باللقطة (الحديث 1712) . والحديث عند: النسائي في قطع السارق، الثمر المعلق يسرق (الحديث 4972) . تحفة الاشراف (8755) .

فَعَرِّفْهَا سَنَةً فَإِنْ جَاءَ صَاحِبُهَا وَإِلَّا فَلَكَ وَمَا لَمْ يَكُنْ فِي طَرِيقٍ مَأْتِيٍّ وَّلَا فِي قَرْيَةٍ عَامِرَةٍ فَفِيهِ وَفِي الرِّكَازِ الْخُمُسُ .

☆☆ عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ سے گری ہوئی چیز کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

جو چیز عام گزرگاہ میں یا کسی آبادبستی میں پائی جائے تو تم ایک سال تک اس کا اعلان کرو گے اگر اس کا مالک آ جاتا ہے تو ٹھیک ہے ورنہ وہ تمہاری ہوگی اور جو عام گزرگاہ سے ہٹ کر کسی گزرگاہ میں ہو یا کسی غیرآبادبستی میں پائی جائے تو اس میں اور رکاز میں پانچویں حصے کی ادائیگی لازم ہوگی۔

2494 – اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَاَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ قَالَ اَنْبَانَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدٍ وَّاَبِي سَلَمَةَ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْعَجْمَاءُ جَرْحُهَا جُبَارٌ وَّالْبِئْرُ جُبَارٌ وَّالْمَعْدِنُ جُبَارٌ وَّفِي الرِّكَازِ الْخُمُسُ .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

جانور کے زخمی کرنے کا کوئی تاوان نہیں ہوگا' کنویں میں گر کر مرنے کا کوئی تاوان نہیں ہوگا' معدنیات میں گر کر مرنے کا کوئی تاوان نہیں ہوگا اور رکاز میں پانچویں حصے کی ادائیگی لازم ہوگی۔

2495 – اَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدٍ وَّعُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَّسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ .

☆☆ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

2496 – اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَّالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدٍ وَّاَبِي سَلَمَةَ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "جَرْحُ الْعَجْمَاءِ جُبَارٌ وَّالْبِئْرُ جُبَارٌ وَّالْمَعْدِنُ جُبَارٌ وَّفِي الرِّكَازِ الْخُمُسُ" .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

جانور کے مارنے کا کوئی تاوان نہیں ہوگا' کنویں میں گر کر مرنے کا کوئی تاوان نہیں ہوگا' معدنیات میں گر کر مرنے کا کوئی

2494-اخرجه مسلم في الحدود، باب جرح العجماء و المعدن و البئر جبار (الحديث 45م) . و اخرجه ابو داؤد في الخراج والامارة و الفيء باب ما جاء في الركاز و ما فيه (الحديث 3085) مختصرًا و في الديات، باب العجماء و المعدن و البئر جبار (الحديث 4593) . و اخرجه الترمذي في الاحكام، باب ما جاء في العجماء جرحها جبار (الحديث 1377) . و اخرجه ابن ماجه في اللقطة،باب ما اصاب ركازًا (الحديث 2509) مختصرًا . والحديث عند: ابن ماجه في الديات، باب الجبار (الحديث 2673) . تحفة الاشراف (13128 و 13310) .

2495-اخرجه مسلم في الحدود، باب جرح العجماء و المعدن و البئر جبار (الحديث 45م) . تحفة الاشراف (13351) .

2496-اخرجه البخاري في الزكاة، باب في الركاز الخمس (الحديث 1499) . و اخرجه مسلم في الحدود، باب جرح العجماء و المعدن و البئر جبار (الحديث 45م) . تحفة الاشراف (13236) .

تاوان نہیں ہوگا اور رکاز میں پانچویں حصے کی ادائیگی لازم ہوگی۔

2497 - اَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ اَنْبَاَنَا مَنْصُورٌ وَّهِشَامٌ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ عَنْ اَبِى هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَلْبِئْرُ جُبَارٌ وَّالْعَجْمَاءُ جُبَارٌ وَّالْمَعْدِنُ جُبَارٌ وَّفِى الرِّكَازِ الْخُمُسُ" .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

کنویں میں گر کر مرنے کا کوئی تاوان نہیں ہوگا' جانور کے مارنے کا کوئی تاوان نہیں ہوگا' معدنیات میں مرنے کا کوئی تاوان نہیں ہوگا اور رکاز میں پانچویں حصے کی ادائیگی لازم ہوگی۔

سونے چاندی کے دفینوں میں خمس کا بیان

سونے یا چاندی ،لوہے ،رنگ یا پیتل کی وہ کان جو خراجی یا عشری زمین میں پائی گئی تو اس میں ہمارے نزدیک خمس ہے۔جبکہ امام شافعی علیہ الرحمہ نے کہا کہ اس پر کچھ بھی نہیں ہے۔اس لئے کہ یہ ایک مباح چیز ہے جو پہلی مرتبہ اسے ملی ہے جس طرح شکار ہے ہاں البتہ جب کان نکالی گئی چیز سونا یا چاندی ہو تو اس میں زکوٰۃ واجب ہو جائے گی۔اور ایک قول کے مطابق سال گزرنا بھی ضروری نہیں ہے کیونکہ یہ مال تو سارے کا سارا نمو ہی ہے اور سال گزرنے کی شرط نمو کی وجہ سے تھی۔جبکہ ہماری دلیل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ رکاز میں خمس ہے (ائمہ ستہ) اور رکاز ،رکز سے مشتق ہے لہٰذا معدن پر بھی اس کا اطلاق ہوا۔کیونکہ یہ کانیں کفار کے قبضہ میں تھیں۔اور جب ہمارا غلبہ ان پر ہوگیا تو یہ کانیں غنیمت میں آگئیں اور غنائم میں خمس ہوتا ہے بہ خلاف شکار کے کیونکہ شکار کسی کے قبضہ میں نہیں ہوتا۔البتہ غازیوں کا قبضہ بطور حکم قبضہ تھا جو اس کے ظاہری ثبوت کی وجہ سے تھا۔اور حقیقت میں قبضہ اس شخص کا ہوا جس نے اسے پایا ہے لہٰذا ہم نے خمس کے حق میں حکم قبضے کا اعتبار کیا ہے۔اور چار خمس کے حق میں قبضہ حقیقی کا اعتبار کیا ہے حتیٰ کہ جب وہ اس کو پانے والا ہو۔

(ہدایہ اولین ،کتاب زکوٰۃ ،لاہور)

حدیث میں مذکور رکاز سے کیا مراد ہے؟

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ فرماتے ہیں کہ حدیث میں جس رکاز کا ذکر کیا گیا ہے اس سے کان (معدن) مراد ہے لیکن اہل حجاز رکاز سے زمانہ جاہلیت کے دفینے (زمین دوز کیے ہوئے خزانے) مراد لیتے ہیں جہاں تک حدیث کا ظاہر مفہوم اور اس کا سیاق وسباق ہے اس کے پیش نظر وہی معنی زیادہ مناسب اور بہتر معلوم ہوتے ہیں جو حضرت امام اعظم نے مراد لیے ہیں پھر یہ کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ارشاد گرامی بھی رکاز کے اسی معنی کی وضاحت کرتا ہے چنانچہ منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جب دریافت کیا گیا کہ رکاز وہ سونا اور چاندی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے زمین میں اس کی تخلیق کے وقت ہی پیدا فرمایا ہے۔

2497- انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (14506 و 14550) .

کان میں سے نکلنے والی چیزوں کی قسمیں

اس موقع پر یہ بھی جان لیجئے کہ جو چیزیں کان سے برآمد ہوتی ہیں ان کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) وہ چیزیں جو منجمد ہوں اور آگ میں ڈالنے سے نرم ہو جائیں نیز منقش کئے جانے کے قابل ہوں یعنی جو سکے وغیرہ ڈھالنے کے کام آسکتی ہوں جیسے سونا، چاندی، لوہا اور رانگا وغیرہ۔ (۲) وہ چیزیں جو منجمد نہیں ہوتیں جیسے پانی، تیل، رال اور گندھک وغیرہ۔

(۳) وہ چیزیں جو آگ میں ڈالنے سے نرم نہ ہوتی ہوں اور نہ سکے وغیرہ کے لیے ڈھالی جاسکتی ہوں جیسے پتھر، چونا، ہڑتا اور یاقوت وغیرہ، چنانچہ ان تینوں اقسام میں سے صرف پہلی قسم میں زکوۃ کے طور پر خمس یعنی پانچواں حصہ نکالنا واجب ہے اور اس کے لیے ایک سال گزرنا شرط نہیں ہے حضرت امام شافعی کے نزدیک معدنیات میں سے صرف سونے چاندی میں زکوۃ واجب ہوتی ہے دوسری معدنیات مثلاً لوہے، رانگ وغیرہ میں زکوۃ واجب نہیں ہوتی۔

سونے چاندی کے معادن میں خمس وربع عشر ہونے میں فقہ شافعی وحنفی کا اختلاف

علامہ علاؤالدین کاسانی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: امام شافعی علیہ الرحمہ کے نزدیک سونے چاندی کے معادن میں عشر کا چوتھائی ہے۔ جس طرح زکوۃ میں ہوتا ہے البتہ نصاب کی شرط کا ہونا ضروری ہے۔ اور دو سو دراہم سے کم میں نہیں ہے۔ جبکہ بعض اصحاب نے تکمیل حول کی شرط بھی بیان کی ہے۔

جبکہ ہمارے نزدیک سونے چاندی کے معادن میں خمس واجب ہے اور یہ اسی طرح واجب ہوگا جس طرح دوسری غنائم میں ہوتا ہے۔ حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ کی دلیل کا جواب یہ حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بلال بن حارث کے قبیلے سے ربع عشر وصول کرنا ختم کیا اور وہ معدنیات والا قبیلہ تھا۔ اور یہ دلیل بھی ہے کہ وہ زمین نمو والی تھی لہٰذا اس کے لئے مناسب یہی تھا کہ اس میں عشر واجب کیا جائے۔

ہماری دوسری دلیل یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ سے جب کنز معادن کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اور اس میں خمس ہے۔ اس حدیث میں "قال فیہ وفی الرِّکَازِ الْخُمُسُ" رکاز کا عطف کنز پر ڈالا گیا ہے۔ اور اصول یہ ہے کسی چیز کا عطف اس کی ذات پر نہیں ڈالا جاتا ہے۔ (بدائع الصنائع، ج ۵، ص ۳۹، بیروت)

اپنے گھر میں پائے گئے دفینے کا بیان

اور اگر اس نے اپنے گھر میں معدن پایا تو حضرت امام اعظم علیہ الرحمہ کے نزدیک اس میں کوئی چیز واجب نہیں ہے۔ اور صاحبین نے کہا ہے کہ اس میں بھی خمس واجب ہے اس حدیث کے مطلق ہونے کی وجہ سے جسے ہم نے روایت کیا ہے اور حضرت امام اعظم علیہ الرحمہ کی دلیل یہ ہے کہ معدن زمین کے اجزاء سے زمین کے اندر مرکب ہے۔ جبکہ زمین کے اجزاء میں کوئی مؤنت اور بار (پھل) نہیں ہے لہٰذا اس جز کے اندر بھی کسی بار کا اعتبار نہ کیا جائے گا۔ اس دلیل کی وجہ سے جز اپنے کل

سے مخالف نہیں ہوا کرتا۔ بہ خلاف کنز کے کیونکہ زمین میں مرکب نہیں ہوتا۔ اور اگر اس نے اپنی مملوکہ زمین میں معدن پایا تو حضرت امام اعظم علیہ الرحمہ کے نزدیک اس بارے میں دو روایات ہیں اور فرق کی وجہ یہ ہے کہ ان میں ایک روایت جو جامع صغیر میں ہے وہ یہ ہے کہ وہ گھر اس طرح مملوک ہوا ہے کہ وہ تمام مشکلات واخراجات سے خالی ہے جبکہ زمین ایسی نہیں ہوتی اسی وجہ سے عشر اور خراج زمین میں واجب ہے جبکہ گھر میں واجب نہیں ہے۔ کیونکہ محض خرچ ہوگا۔ (ہدایہ اولین، کتاب زکوۃ، لاہور)

کان اور دفینہ کا بیان

۱. کان (مادن) اور دفینہ میں خمس لیا جائے گا۔

۲. کان سے جو چیزیں نکلتی ہیں تین قسم کی ہیں: اول جو آگ میں پگھل جاتی ہیں، دوم مائعات یعنی بہنے والی چیزیں، سوم جو نہ پگھلتی ہیں اور نہ بہنے والی ہیں پہلی قسم کی چیزوں میں خُمس یعنی پانچوں حصہ واجب ہے اور وہ چیزیں یہ ہیں: سونا، چاندی، لوہا، رانگ، تانبا اور کانسی وغیرہ پارہ میں بھی خمس واجب ہے یہی صحیح ہے دوسری اور تیسری قسم کی چیزوں میں خمس واجب نہیں ہے، بہنے والی چیزوں کی مثال پانی اور تیل وغیرہ ہیں اور وہ چیزیں جو نہ پگھلتی ہیں نہ بہتی ہیں ان کی مثال چونا، گچ، جواہرات مثلاً یاقوت، زمرد، فیروزہ، موتی، سرمہ اور پھٹکری وغیرہ ہیں پس ان دونوں قسموں میں کوئی خمس نہیں لیا جائے گا۔

۳. کان یا دفینہ عشری زمین میں نکلے یا خراجی زمین میں ہر حال میں اس میں خمس واجب ہوگا۔

۴. اگر کسی کے گھر یا اس کی دکان میں کان نکل آئی تو خمس واجب ہونے میں اختلاف ہے امام ابوحنیفہ کے نزدیک اس میں خمس واجب نہیں ہے اور صاحبین کے نزدیک خمس واجب ہے اور باقی چار حصہ بالاتفاق مالک مکان کا ہوگا مملوکہ زمین کی کان میں امام ابوحنیفہ سے دو روایتیں ہیں کتاب الاصل کی روایت میں مملوکہ زمین اور گھر میں کوئی فرق نہیں ہے یعنی امام صاحب کے نزدیک ان میں کچھ واجب نہیں ہے سب مالک کا ہے اور دوسری روایت میں جو جامع الصغیر کی ہے اس کے مطابق دونوں میں فرق ہے یعنی گھر (مکان ودکان) میں کچھ لازم نہیں ہے اور مملوکہ زمین میں خمس واجب ہے بعض کے نزدیک اصل کی روایت کو ترجیح ہے اور بعض کے نزدیک جامع الصغیر کی روایت کو ترجیح ہے اور قیاس بھی اسی کا مقتضی ہے۔

کنز کی زکوٰۃ کے وجوب کا بیان

اور جس نے کنز (دفن شدہ مال) پایا۔ تو احناف ائمہ ثلاثہ کے نزدیک اس میں خمس واجب ہوگا۔ اسی حدیث کی بناء پر جس کو ہم روایت کر چکے ہیں۔ اور رکاز کا اطلاق کنز پر ہوتا ہے۔ کیونکہ رکز کا معنی اثبات ہے۔ پھر اگر یہ دفن شدہ مال اہل اسلام کی قسم میں سے ہے۔ جس طرح اس پر کلمہ شہادت لکھا ہوا ہوتا ہے۔ تو یہ لقطہ کے حکم میں ہوگا۔ اور لقطہ کا حکم اس کے مقام پر پہچان لیا گیا ہے۔ اور اگر دفن شدہ مال اہل جاہلیت کے طرز پر ہے جیسا کہ اس پر بت کی تصویر ہو تو اس میں ہر حال میں خمس واجب ہے۔ اسی دلیل کی بنیاد پر جسے ہم بیان کر چکے ہیں۔ اور اگر اس نے زمین مباح میں پایا تو چار خمس پانے والے کی طرح ہے۔ کیونکہ اپنی حفاظت میں لینا اسی کی جانب ہے۔ کیونکہ غازیوں کو تو اس کا علم بھی نہ تھا۔ لہذا یہی آدمی اس کے ساتھ خاص ہو گیا۔ اور اگر اس نے مملوکہ زمین میں پایا تو حضرت امام ابو یوسف علیہ الرحمہ کے نزدیک یہی حکم ہے۔ کیونکہ یہ حقدار اس وجہ سے ہوا ہے کہ اس کو

اپنی حفاظت میں لایا ہے۔اور یہ اسی آدمی سے پایا گیا ہے۔

اور شیخین کے نزدیک یہ مختط لہ (جس کے لئے خط کھینچا گیا ہو) کا ہے۔اور مختط لہ وہ شخص ہے جس کو امام نے فتح سے پہلے زمین کا مالک بنا دیا ہو۔ کیونکہ مختط لہ کا ہاتھ اسی جانب بڑھ چکا ہے۔اور یہ خاص قبضہ ہے لہٰذا اس قبضہ خاص کی وجہ سے اس چیز کا مالک ہونا ہے اور جو زمین میں ہے اس کا بھی مالک یہی ہوگا۔ اگرچہ اس کا قبضہ ظاہر پر ہے جس طرح کسی نے مچھلی کا شکار کیا جس کے پیٹ میں موتی ہے پھر فروخت کرنے کی وجہ سے یہ دفینہ اس کی ملکیت سے خارج نہ ہوگا۔ کیونکہ زمین کے ودیعت کیا ہوتا ہے۔ بہ خلاف کان کے کیونکہ وہ زمین اجزاء میں سے ہے لہٰذا معدن مشتری کی طرف منتقل ہو جائے گا۔اور اگر مختط لہ معلوم نہ ہو تو دفینہ آخری مالک کی طرف پھیرا جائے گا۔ جو اسلام میں پہنچانا جاتا ہے۔ متاخرین مشائخ کا قول بھی یہی ہے اور اگر ٹھیک مشتبہ ہو جائے تو ظاہری مذہب کے مطابق اس کو کفر قرار دیا جائے گا کیونکہ اس میں اصل یہی ہے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ہمارے زمانہ میں اسلامی قرار دیا جائے گا۔

کنز کی تعریف و پہچان کرنے کا بیان

امام ابوداؤد اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں۔حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں۔ کہ میں سونے کے اوضاع (ایک قسم کا زیور) پہنا کرتی تھی میں نے پوچھا یا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیا یہ بھی کنز کی تعریف میں آتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مال اتنی مقدار کو پہنچ جائے جس پر زکوۃ دینا لازم ہو جاتا ہے اور پھر اس کی زکوۃ دی جائے تو وہ کنز میں شمار نہیں ہوگا۔ (سنن ابوداؤد)

کنز اصطلاح شرع میں اس مال کو کہتے ہیں جس کی زکوۃ ادا نہ کی جاتی ہو۔حضرت ابن عمر سے یہی مروی ہے بلکہ فرماتے ہیں جس مال کی زکوۃ دے دی جاتی ہو وہ اگر ساتویں زمین تلے بھی ہو تو وہ کنز نہیں اور جس کی زکوۃ نہ دی جاتی ہو وہ گو زمین پر ظاہر پھیلا پڑا ہو تو کنز ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت جابر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے بھی موقوفاً اور مرفوعاً یہی مروی ہے۔ حضرت عمر بن خطاب بھی یہی فرماتے ہیں اور فرماتے ہیں بغیر زکوۃ کے مال سے اس مالدار کو داغا جائے گا۔ آپ کے صاحبزادے حضرت عبداللہ سے مروی ہے کہ یہ زکوۃ کے اترنے سے پہلے تھا زکوۃ کا حکم نازل فرما کر اللہ نے اسے مال کی طہارت بنا دیا۔ خلیفہ برحق حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمتہ اللہ علیہ اور عراک بن مالک نے بھی یہی فرمایا ہے کہ اسے قول ربانی (آیت خذ من اموالھم الخ) نے منسوخ کر دیا ہے۔

حضرت ابوامامہ فرماتے ہیں کہ تلواروں کا زیور بھی کنز یعنی خزانہ ہے۔ یاد رکھو میں تمہیں وہی سناتا ہوں جو میں نے جناب پیغمبر حق صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ چار ہزار اور اس سے کم تو نفقہ ہے اور اس سے زیادہ کنز ہے۔ لیکن یہ قول غریب ہے۔ مال کی کثرت کی مذمت اور کمی کی مدحت میں بہت سی حدیثیں وارد ہوئی ہیں بطور نمونے کے ہم بھی یہاں ان میں سے چند نقل کرتے ہیں۔

مسند عبدالرزاق میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں سونے چاندی والوں کے لئے ہلاکت ہے تین مرتبہ آپ کا یہی فرمان سن کر صحابہ پر شاق گذرا اور انہوں نے سوال کیا کہ پھر ہم کس قسم کا مال رکھیں؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حالت بیان کر کے یہی سوال کیا تو آپ نے فرمایا کہ ذکر کرنے والی زبان شکر کرنے والا دل اور دین کے کاموں میں مدد دینے والی بیوی۔

مسند احمد میں ہے کہ سونے چاندی کی مذمت کی یہ آیت جب اتری اور صحابہ نے آپس میں چرچا کیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا لو میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کر آتا ہوں اپنی سواری تیز کر کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے جا ملے اور روایت میں ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا پھر ہم اپنی اولادوں کے لئے کیا چھوڑ جائیں؟ اس میں ہے کہ حضرت عمر کے پیچھے ہی پیچھے حضرت ثوبان بھی تھے۔ آپ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سوال پر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے زکوۃ اسی لئے مقرر فرمائی ہے کہ بعد کا مال پاک ہو جائے۔ میراث کے مقرر کرنے کا ذکر کیا جا رہا ہے کہ جمع کرنے میں کوئی حرج نہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ سن کر مارے خوشی کے تکبیریں کہنے لگے۔ آپ نے فرمایا لو اور سنو میں تمہیں بہترین خزانہ بتاؤں نیک عورت جب اس کا خاوند اس کی طرف نظر ڈالے تو وہ اسے خوش کر دے اور جب حکم دے فوراً بجا لائے اور جب وہ موجود نہ ہو تو اس کی ناموس کی حفاظت کرے۔ حسان بن عطیہ کہتے ہیں کہ حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ ایک سفر میں تھے ایک منزل میں اترے اور اپنے غلام سے فرمایا کہ چھری لاؤ کھیلیں مجھے برا معلوم ہو آپ نے افسوس ظاہر کیا اور فرمایا میں نے تو اسلام کے بعد سے اب تک ایسی بے احتیاطی کی بات کبھی نہیں کی تھی اب تم اسے بھول جاؤ اور ایک حدیث بیان کرتا ہوں اسے یاد رکھو لو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب لوگ سونا چاندی جمع کرنے لگیں تم ان کلمات کو بکثرت کہا کرو۔

اللھم انی اسئلك الثبات فی الامر والعزیمة علی الرشد واسئلك شکر نعمتك واسئلك حسن عبادتك واسئلك قلبا سلیما واسئلك لسانا صادقا واسئلك من خیر ماتعلم واعوذبك من شر ماتعلم واستغفرك لما تعلم انك انت علام الغیوب .

یا اللہ میں تجھ سے کام کی ثابت قدمی اور بھلائیوں کی پختگی اور تیری نعمتوں کا شکر اور تیری عبادتوں کی اچھائی اور سلامتی والا دل اور سچی زبان اور تیرے علم میں جو بھلائی ہے وہ اور تیرے علم میں جو برائی ہے اس کی پناہ اور جن برائیوں کو تو جانتا ہے ان سے استغفار طلب کرتا ہوں۔ میں مانتا ہوں کہ تو تمام غیب جاننے والا ہے۔ (مسند احمد بن حنبل)

آیت میں بیان ہے کہ اللہ کی راہ میں اپنے مال کو خرچ نہ کرنے والے اور اسے بچا بچا کر رکھنے والے دردناک عذاب دیئے جائیں گے۔ قیامت کے دن اسی مال کو خوب تپا کر گرم آگ جیسا کر کے اس سے ان کی پیشانیاں، پہلو اور کمر داغی جائے گی اور بطور زجر و توبیخ کے ان سے فرمایا جائے گا کہ لو اپنی جمع جتھا کا مزہ چکھو۔ جیسے اور آیت میں ہے کہ فرشتوں کو حکم ہوگا کہ گرم پانی کا تریڑ دوزخیوں کے سروں پر بہاؤ اور ان سے کہو کہ عذاب کا لطف اٹھاؤ تم بڑے ذی عزت اور بزرگ سمجھے جاتے رہے ہو بدلہ اس کا یہ ہے۔ ثابت ہوا کہ جو شخص جس چیز کو محبوب بنا کر اللہ کی اطاعت سے اسے مقدم رکھے گا اسی کے ساتھ اسے عذاب ہو

گا۔ ان مالداروں نے مال کی محبت میں اللہ کے فرمان کو بھلا دیا تھا آج اسی مال سے انہیں سزا دی جا رہی ہے جیسے کہ ابولہب کھلم کھلا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دشمنی کرتا تھا اور اس کی بیوی اس کی مدد کرتی تھی قیامت کے دن آگ کے اور بھڑکانے کے لئے وہ اپنے گلے میں رسی ڈال کر لکڑیاں لا لا کر اسے سلگائے گی اور وہ اس میں جلتا رہے گا۔

یہ مال جو یہاں سے سب سے زیادہ پسندیدہ ہیں یہی مال قیامت کے دن سب سے زیادہ مضر ثابت ہوں گے۔ اسی کو گرم کر کے اس سے داغ دیئے جائیں گے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایسے مالداروں کے جسم اتنے لمبے چوڑے کر دیئے جائیں گے کہ ایک ایک دینار و درہم اس پر آجائے پھر کل مال آگ جیسا بنا کر علیحدہ علیحدہ کر کے سارے جسم پر پھیلا دیا جائے گا یہ نہیں ایک کے بعد ایک داغ لگے۔ بلکہ ایک ساتھ سب کے سب۔ مرفوعاً بھی یہ روایت آئی ہے لیکن اس کی سند صحیح نہیں۔ واللہ اعلم۔ (تفسیر ابن کثیر، سورۃ توبہ، ۳۴، بیروت)

باب زَكَاةِ النَّحْلِ

یہ باب شہد کی زکوٰۃ کے بیان میں ہے

2498 – اَخْبَرَنِی الْمُغِيرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ اَبِیْ شُعَيْبٍ عَنْ مُوسَى بْنِ اَعْيَنَ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ جَآءَ هِلَالٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعُشُوْرِ نَحْلٍ لَّهٗ وَسَاَلَهٗ اَنْ يَّحْمِيَ لَهٗ وَادِيًا يُقَالُ لَهٗ سَلَبَةُ فَحَمٰى لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذٰلِكَ الْوَادِیَ فَلَمَّا وَلِیَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ كَتَبَ سُفْيَانُ بْنُ وَهْبٍ اِلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ يَسْاَلُهٗ فَكَتَبَ عُمَرُ اِنْ اَدّٰى اِلَيْكَ مَا كَانَ يُؤَدِّی اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عُشْرِ نَحْلِهٖ فَاحْمِ لَهٗ سَلَبَةَ ذٰلِكَ وَاِلَّا فَاِنَّمَا هُوَ ذُبَابُ غَيْثٍ يَّاْكُلُهٗ مَنْ شَآءَ۔

☆☆ عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ہلال اپنے شہد کا عشر لے کر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' اس نے عرض کی: سلبہ نامی جگہ اسے جاگیر کے طور پر دے دی جائے' تو نبی اکرم ﷺ نے وہ وادی اسے دے دی' جب حضرت عمر بن خطاب خلیفہ بنے تو سفیان بن وہب نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو خط لکھا اور ان سے اس بارے میں دریافت کیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جوابی خط میں تحریر کیا: اگر وہ مجھے وہی زکوٰۃ ادا کیا کرے جو نبی اکرم ﷺ کو ادا کیا کرتا تھا' یعنی اپنے شہد کا عشر ادا کرتا رہے تو وہ وادی اس کے لیے رہے گی ورنہ پھر اس کی مثال شہد کی مکھی کی طرح ہے جو شخص چاہے گا وہ اسے کھا لے گا۔

شہد کی زکوٰۃ کے بارے میں فقہی اختلاف کا بیان

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شہد کی زکوٰۃ کے بارے میں فرمایا کہ ہر دس مشک

2498-اخرجه ابو داؤد في الزكاة، باب زكاة العسل (الحديث 1600) . تحفة الاشراف (8767) .

میں ایک مشک بطور زکوٰۃ واجب ہے (ترمذی اور امام ترمذی نے فرمایا ہے کہ اس حدیث کی اسناد میں کلام کیا گیا ہے نیز اس بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اکثر احادیث جونقل کی جاتی ہیں وہ صحیح نہیں۔

شہد کی زکوٰۃ کے بارے میں ائمہ کا اختلاف ہے حضرت امام شافعی تو فرماتے ہیں کہ شہد میں زکوٰۃ نہیں ہے مگر حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کے نزدیک شہد میں زکوٰۃ واجب ہے خواہ کم مقدار میں ہو یا زیادہ مقدار میں ہو بشرطیکہ عشری زمین میں نکلا ہو۔ ان کی دلیل یہ ارشاد گرامی ہے کہ زمین کی ہر پیداوار میں عشر ہے۔

عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن حضرت بلال رضی اللہ عنہ شہد کا دسواں حصہ لے کر خدمت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے اور انہوں نے درخواست کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک جنگل کہ جس کا نام سلبہ تھا وہ میرے واسطے مقرر فرمادیں (تا کہ کوئی دوسرا شخص وہاں سے شہد کا چھتہ نہ توڑ سکے) چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ جنگل ان کے واسطے متعین فرمادیا جس وقت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ مقرر ہوئے تو سفیان بن وصب نے ان کو تحریر فرمایا اور بذریعہ تحریر دریافت فرمایا کہ وہ جنگل بلال رضی اللہ عنہ کے پاس رہے یا نہ رہے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب میں لکھا اگر وہ تجھ کو شہد کا دسواں حصہ ادا کرتے رہیں یعنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو حصہ ادا کرتے تھے اگر تم کو بھی بلال اسی قدر حصہ ادا کرتے رہیں وہ جنگل بلال کے پاس ہی رہنے دو اور اگر وہ اس قدر حصہ ادا نہ کریں تو بارش کی مکھیاں شہد دیتی ہیں جس شخص کا دل چاہے وہ اس کو کھائے۔ (سنن نسائی، کتاب الزکوٰۃ، لاہور)

شہد کی زکوٰۃ میں فقہی مذاہب اربعہ

حنفی اور حنبلی مذاہب میں شہد میں ۱۰ فیصد زکات واجب ہے، مالکی اور شافعی مذہب شہد میں زکات کے قائل نہیں ہیں۔
قرضاوی تمام مذاہب کے نظریوں کو بیان کرنے کے بعد کہتے ہیں شہد مال ہے اور اس کے ذریعہ تجارت کی جاتی ہے لہٰذا اس میں زکات واجب ہے۔ (عبدالرحمٰن جزیری، ابن رشد، محمد جواد مغنیہ، الفقه على المذاهب الخمسه)

باب فَرْضِ زَكَاةِ رَمَضَانَ .

یہ باب ہے کہ رمضان کی زکوٰۃ کا لازم ہونا (یعنی صدقۂ فطر کا لازم ہونا)

2499 - اَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ مُوْسٰى عَنْ عَبْدِ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ فَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَكَاةَ رَمَضَانَ عَلَى الْحُرِّ وَالْعَبْدِ وَالذَّكَرِ وَالْاُنْثٰى صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ اَوْ صَاعًا مِّنْ شَعِيْرٍ فَعَدَلَ النَّاسُ بِهٖ نِصْفَ صَاعٍ مِّنْ بُرٍّ .

2499-اخرجه البخاري في الزكاة، باب صدقة الفطر على الحر و المملوك (الحديث 1511) مطولًا، و اخرجه مسلم في الزكاة، باب زكاة الفطر على المسلمين من التمر و الشعير (الحديث 14) . و اخرجه الترمذي في الزكاة، باب ما جاء في صدقة الفطر (الحديث 675) و اخرجه النسائي في الزكاة، باب فرض زكاة رمضان على المملوك (الحديث 2500) و الحديث عند: ابي داؤد في الزكاة، باب كم يودي في صدقة الفطر (الحديث 1615) تحفة الاشراف (7510) .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے رمضان کی زکوٰۃ (یعنی صدقۂ فطر) ہر آزاد اور غلام، مذکر اور مؤنث پر جَو کا ایک صاع یا کھجور کا ایک صاع مقرر کیا ہے، لوگوں نے اسے گندم کے نصف صاع کے برابر قرار دیا ہے۔

شرح

صدقہ فطر گندم، آٹے، ستو یا کشمش کا نصف صاع ہے یا کھجور یا جو کا ایک صاع ہے۔ جبکہ صاحبین نے کہا ہے کشمش جو کے مرتبے میں ہے اور ایک روایت کے مطابق امام اعظم رضی اللہ عنہ سے بھی یہی بیان کیا گیا ہے۔ اور پہلی روایت جامع صغیر کی ہے۔ اور امام شافعی علیہ الرحمہ نے فرمایا: ان سب میں ایک صاع ہے۔ کیونکہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد میں اتنی ہی نکالتے تھے۔ اور ہماری دلیل جو ہم روایت کر چکے ہیں۔ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کا یہی مذہب ہے جس میں خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم بھی ہیں۔ اور امام شافعی علیہ الرحمہ کی بیان کردہ روایت میں زیادتی نفل پر محمول کی گئی ہے۔ (ہدایہ اولین، کتاب زکوٰۃ، لاہور)

صدقہ فطر کے وجوب کی دلیل کا بیان

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے نقل کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ کے گلی کوچوں میں یہ منادی کرائی کہ سن لو! صدقہ فطر ہر مسلمان پر واجب ہے خواہ مرد ہو یا عورت، آزاد یا غلام اور چھوٹا ہو یا بڑا (اور اس کی مقدار) گیہوں یا اس کی مانند چیزوں (مثلاً خشک انگور وغیرہ) میں سے دو مد اور (گیہوں کے علاوہ) دوسرے غلوں میں سے ایک صاع۔ (ترمذی)

دو مد سے مراد آدھا صاع ہے کیونکہ ایک مد غلہ کا وزن چودہ چھٹانک کے قریب ہوتا ہے اور ایک صاع ساڑھے تین سیر کے برابر ہوتا ہے لہٰذا صدقہ فطر کے طور پر گیہوں پونے دو سیر یعنی ایک کلو **336** گرام دینا چاہئے چونکہ گیہوں کا آٹا یا گیہوں کا ستو بھی گیہوں ہی کے مثل ہے اس لیے یہ دونوں چیزیں بھی اسی مقدار میں دینی چاہئیں۔

حضرت عبداللہ بن ثعلبہ یا حضرت ثعلبہ بن عبداللہ بن ابی صعیر اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صدقہ فطر واجب ہے گیہوں مین سے ایک صاع دو آدمیوں کی طرف سے (کہ ہر ایک کی طرف سے نصف نصف صاع ہوگا) خواہ چھوٹے ہوں یا بڑے، آزاد ہوں یا غلام، مرد ہوں یا عورت، غنی کی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ (صدقہ فطر دینے کی وجہ سے) اسے پاکیزہ بنا دیتا ہے اور فقیر کا معاملہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے اس سے زیادہ دیتا ہے جتنا اس نے صدقہ فطر کے طور پر دیا۔ (ابوداؤد)

مشکوٰۃ کے نسخوں میں حدیث کے راوی کا نام اگرچہ اسی طرح لکھا ہوا ہے لیکن صحیح اس طرح عبداللہ بن ثعلبہ بن ابی صعیر یا بن ابی صعیر عن ابیہ الخ۔ حضرت ثعلبہ رضی اللہ عنہ صحابی ہیں جن سے ان کے صاحبزادے یہ روایت نقل کرتے ہیں۔

حدیث کے آخری جملے کا مطلب یہ ہے کہ غنی بھی صدقہ فطر ادا کرے اور فقیر بھی صدقہ فطر دے۔ ان دونوں کے بارے میں فرمایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ غنی کو تو اس کے صدقہ فطر دینے کی وجہ سے پاکیزہ بنا دیتا ہے اور فقیر کو اس سے زیادہ دیتا ہے جتنا اس نے صدقہ فطر کے طور پر دیا ہے، یہ بشارت اگر چہ غنی کے لیے بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے مال میں بھی اس سے کہیں زیادہ برکت عطا فرماتا ہے جتنا کہ اس نے دیا ہے مگر اس بشارت کو فقیر کے ساتھ اس لیے مخصوص کیا تا کہ اس کی ہمت افزائی ہو اور وہ صدقہ فطر دینے میں پیچھے نہ رہے۔

فطرانے میں منصوص اشیاء کا بیان

صدقہِ فطر چار چیزوں گیہوں، جو، کھجور اور کشمش میں سے ادا کرنا واجب ہے، یعنی وزن مقررہ کے حساب سے دینے کے لئے یہ چار چیزیں ہی منصوص علیہ ہیں فطرہ کی مقدار گیہوں میں نصف صاع اور جو و کھجور میں ایک صاع ہے کشمش میں اختلاف ہے صحیح اور مفتیٰ بہ قول یہ ہے کہ ایک صاع دی جائے گیہوں و جو کے آٹے اور ستوں کا وہی حکم ہے جو خود اُن کا ہے گیہوں میں جَو وغیرہ ملے ہوئے ہوں تو غلبہ کا اعتبار ہوگا پس اگر گیہوں غالب ہوگی تو نصف صاع دیا جائے گا۔

مذکورہ چار منصوص چیزوں کے علاوہ اگر کسی دوسری جنس سے صدقہ فطر ادا کیا جائے مثلاً چاول، جوار، باجرہ وغیرہ دیا جائے تو اشیائے منصوصہ مذکورہ میں سے کسی ایک چیز کی قیمت کے برابر ہونا چاہئے مثلاً چاول وغیرہ دے تو جس قدر قیمت میں نصف صاع گیہوں آتے ہوں یا ایک صاع جَو آتے ہوں اتنی قیمت کے چاول وغیرہ دے سکتا ہے، اور اگر وہاں گندم و جَو و کھجور اور کشمش نہ ہوتے ہوں تو وہاں سے زیادہ قریبی جگہ میں جہاں ہوتے ہوں وہاں کی قیمت معتبر ہوگی گیہوں یا جو کی روٹی صدقہِ فطر میں وزن سے دینا جائز نہیں بلکہ قیمت کے اعتبار سے دے گا تو جائز ہوگا یہی اصح ہے۔

اگر منصوص علیہ یعنی چاروں مذکورہ اجناس میں سے کسی ایک کی قیمت ادا کرے تو یہ بھی جائز ہے بلکہ عین اس چیز کے دینے سے اس کی قیمت کا دینا افضل ہے اسی پر فتویٰ ہے۔ انگریزی سیر کے وزن سے جو کہ اسی تولہ ہوتا ہے اور ہند و پاکستان میں رائج ہے ایک صاع تقریباً ساڑھے تین سیر کا اور نصف صاع پونے دو سیر کا ہوتا ہے یہی فتویٰ بہ ہے بہتر یہ ہے کہ احتیاطاً گیہوں دو سیر اور جو چار سیر دیدیے جائیں۔

صدقہِ فطر کے مصارف عامل کے سوا وہی ہیں جو زکوۃ کے ہیں، ذمی کافر کو صدقہِ فطر دینے میں اختلاف ہے صحیح یہ ہے کہ جائز و مکروہ ہے اور مسلمان فقیر کو دینا اولیٰ ہے ایک شخص کا صدقہِ فطر بعض کے نزدیک ایک ہی شخص کو دینا واجب ہے اور زیادہ صحیح یہ ہے کہ متعدد شخصوں کو ایک ایک شخص کا فطرہ دینا جائز ہے یہی مذہب ہے، متعدد شخصوں کا فطرہ کسی ایک مسکین کو دینا بھی جائز ہے جب کوئی ایسا شخص جس کے ذمہ زکوۃ یا صدقہ فطر یا کفارہ یا صدقہ نذر ہو بلا وصیت کے فوت ہو جائے تو اس کے ترکہ میں سے ادا نہیں کیا جائے گا لیکن اگر اس نے وصیت کی ہو تو ترکہ میں سے ادا کیا جائے گا۔

اور وہ وصیت اس کے تہائی مال میں جاری ہوگی خواہ وہ پوری زکوۃ و فطرہ وغیرہ کو کفایت کرے یا نہ کرے لیکن اگر اس کے وارث تہائی سے زیادہ دینے پر راضی ہوں تو جس قدر زیادہ وہ خوشی سے دے دیں لے لیا جائیگا اگر وصیت نہیں کی اور اس کے

وارث تبرعاً اس کی طرف سے ادا کر دیں تو جائز ہے اور اگر وہ ادا نہ کریں یا ان میں سے کوئی اپنے حصہ میں سے نہ دیتے تو مجبور نہیں کیا جائے گا۔

صدقہ فطر وصول کرنے کے لئے کسی عامل کو مقرر کر کے قبائل میں نہ بھیجا جائے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں ہے لیکن کسی شخص کو اس طرح مقرر کر دینا کہ لوگ خود آ کر اس کو دے جایا کریں تو جائز و ثابت ہے۔

باب فَرْضِ زَكَاةِ رَمَضَانَ عَلَى الْمَمْلُوكِ

یہ باب ہے کہ صدقہ فطر کی ادائیگی غلام پر بھی لازم ہوتی ہے

2500 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ اَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ فَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدَقَةَ الْفِطْرِ عَلَى الذَّكَرِ وَالْاُنْثٰى وَالْحُرِّ وَالْمَمْلُوكِ صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ اَوْ صَاعًا مِّنْ شَعِيْرٍ - قَالَ فَعَدَلَ النَّاسُ اِلٰى نِصْفِ صَاعٍ مِّنْ بُرٍّ -

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقۂ فطر کی ادائیگی ہر مذکر اور مؤنث' آزاد اور غلام شخص پر' کھجور کا ایک صاع یا جَو کا ایک صاع مقرر کی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما (یا راوی) بیان کرتے ہیں: لوگوں نے اسے گندم کے نصف صاع کے برابر قرار دے دیا ہے۔

مکاتب کی زکوٰۃ کا بیان

اور وہ اپنے مکاتب (غلام) کی طرف سے فطرانہ نہیں نکالے گا۔ کیونکہ ولایت معدوم ہے۔ اور فقر کی وجہ سے مکاتب بھی اپنی طرف سے زکوٰۃ نہ نکالے گا۔ اور مدبر اور ام ولد میں آقا کی ولایت ثابت ہے لہٰذا ان دونوں کی طرف سے زکوٰۃ نکالی جائے گی۔ (ہدایہ اولین، کتاب زکوٰۃ، لاہور)

مکاتب غلام کا فقہی مفہوم وحکم

غلام کو آزادی حاصل کرنے کے لیے اسلام نے ایک طریقہ مکاتبت کا تجویز کیا ہے، یعنی ایک معاہدہ کے تحت غلام اپنے آقا سے کہے کہ میں اتنی رقم ادا کر دوں گا، اس کے عوض مجھے آزاد کر دیا جائے، یا اس کی آزادی کے بارے میں ایسی ہی بات آقا اپنے غلام سے کہے، اگر بات طے پا جاتی ہے اور غلام متعینہ رقم ادا کر دیتا ہے تو غلام آزاد ہو جائے گا، رقم کی ادائیگی میں زیادہ سختی بھی نہ ہونی چاہیے، اسی طرح غلام کی بات کو بھی آقا ماننے سے انکار نہیں کر سکتا، غلام طے شدہ رقم اپنے قوتِ بازو سے حاصل کرے یا اس کے لیے کسی کا تعاون حاصل کرے، اس سے مالک کو کوئی مطلب نہیں، قرآن کریم میں غلام کے اس حق کو بڑے ہی واضح انداز میں تسلیم کیا گیا، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَالَّذِيْنَ يَبْتَغُوْنَ الْكِتَابَ مِمَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ فَكَاتِبُوْهُمْ اِنْ عَلِمْتُمْ فِيْهِمْ خَيْرًا وَّآتُوْهُمْ مِّنْ مَّالِ اللّٰهِ

2500-تقدم في الزكاة، باب فرض زكاة رمضان (الحديث 2499) .

الَّذِیْ آتَاکُم۔(النور)

اور تمہارے مملوکوں میں سے جو مکاتبت کی درخواست کریں، ان سے مکاتبت کرلو، اگر تمہیں معلوم ہو کہ ان کے اندر بھلائی ہے اور ان کو اس مال میں سے دو جو اللہ نے تمہیں دیا ہے۔

مکاتبت کے بارے میں فقہائے اسلام کا اختلاف ہے کہ آقا کا مکاتبت پر راضی ہونا واجب ہے یا مستحب، فقہا کے ایک طبقہ نے آیت کے الفاظ کاتبوھم سے دلیل اخذ کی ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے، اس لیے یہ واجب ہے۔ دوسرے فقہا کہتے ہیں آیت میں فکاتبوھم ان علمتم فیھم خیرا کہا گیا ہے، یہ بھلائی پانے کی شرط ایسی ہے، جس کا انحصار مالک کی رائے پر ہے، جو استحباب پر دلالت کرتا ہے۔ چوں کہ اسلام نے غلاموں کی آزادی پر مختلف پیرائے سے زور دیا ہے؛ اس لیے اسے واجب کے درجے میں رکھنا درست معلوم ہوتا ہے۔

اسلام نے مسلمانوں کو حکم دیا ہے اور اسلام نے حکومت پر بھی یہ ذمہ داری عائد کی ہے کہ جب تم کسی غلام کے اندر بھلائی دیکھو اور اس کی آزادی پر اطمینان ہو اور غلام اس لائق نہ ہو کہ وہ بدلِ کتابت ادا کر سکے تو ضروری ہے کہ اس کی الگ سے مدد کی جائے اور زکوٰۃ وصدقات کی رقم بھی اسے دی جائے؛ تاکہ وہ مکاتبت کی رقم ادا کر کے آزادی حاصل کر سکے، ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِيْنِ وَالْعَامِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِيْ الرِّقَابِ وَالْغَارِمِيْنَ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ.(التوبہ)

یہ صدقات تو دراصل فقیروں اور مسکینوں کے لیے ہیں اور ان لوگوں کے لیے جو صدقات کے کام پر مامور ہوں اور ان کے لیے جن کی تالیفِ قلب مطلوب ہو، نیز یہ گردنوں کے چھڑانے اور قرض داروں کی مدد کرنے میں اور راہِ خدا میں اور مسافر نوازی میں استعمال کرنے کے لیے ہیں۔

ایک اور جگہ فرمایا گیا ہے۔

وَآتَى الْمَالَ عَلَى حُبِّهٖ ذَوِیْ الْقُرْبَى وَالْيَتَامَى وَالْمَسَاكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِيْ الرِّقَابِ.

(البقرہ)

اور اللہ کی محبت میں اپنا دل پسند مال رشتے داروں اور یتیموں پر، مسکینوں اور مسافروں پر، مدد کے لیے ہاتھ پھیلانے والوں پر اور غلاموں کی رہائی پر خرچ کرے۔

تجارتی غلاموں کی طرف سے صدقہ فطر واجب نہیں

اور وہ زکوٰۃ نہیں دے گا ان غلاموں کی طرف سے جو تجارت کی غرض سے ہیں۔ جبکہ اس میں امام شافعی علیہ الرحمہ نے اختلاف کیا ہے۔ پس ان کے نزدیک صدقہ فطر کا وجوب غلام پر ہے جبکہ زکوٰۃ کا آقا پر ہے۔ کیونکہ کوئی منافی نہیں ہے۔ اور ہمارے نزدیک صدقہ فطر کا وجوب اپنے سبب کی وجہ سے آقا پر ہے جس طرح زکوٰۃ کا حکم ہے۔ لہٰذا یہ تکرار کا سبب بنے گا۔

تجارتی غلاموں کے فطرانے میں مذاہب اربعہ

فقہاء احناف کے نزدیک تجارتی غلاموں کا فطرانہ مالک پر واجب نہیں ہے۔ جبکہ حضرت امام شافعی اور امام مالک کے نزدیک ان کا فطرانہ بھی واجب ہے۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ زکوٰۃ وفطرانہ یہ دونوں مختلف حق ہیں۔ (فقہاء حنابلہ سے اس بارے میں کوئی روایت تصریح کے ساتھ ذکر نہیں ہوئی)۔

مشترکہ غلام کے فطرانے کا بیان

اور وہ غلام جس کی ملکیت میں دو آقا شریک ہوں اس کا فطرانہ ان دونوں میں سے کسی پر واجب نہیں ہے۔ کیونکہ ولایت اور مؤنت ان دونوں میں سے ہر ایک کے حق میں نامکمل ہے۔ اور اسی طرح اگر چند غلام دو آقاؤں کے درمیان مشترک ہوں۔ یہ حضرت امام اعظم علیہ الرحمہ کا مؤقف ہے جبکہ صاحبین نے کہا ہے۔ کہ ان دونوں میں سے ہر ایک پر اس کا صدقہ فطر واجب ہوگا۔ جو رأس المال میں سے اس کے لئے خاص ہو۔ جبکہ حصوں میں سے یہ اختلاف اس دلیل یہ بنی ہے۔ کہ حضرت امام اعظم علیہ الرحمہ بانٹنے اور تقسیم کو جائز نہیں سمجھتے جبکہ صاحبین جائز کہتے ہیں۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ بالاجماع یہی حکم ہے۔ اس لئے تقسیم سے پہلے حصے جمع نہیں ہوسکتے۔ لہٰذا ہر شرکت والے کے لئے اس کی رقبہ (ملکیت) مکمل نہ ہوگی۔

مشترکہ غلام کے فطرانے میں مذاہب اربعہ

فقہاء احناف کے نزدیک مشترکہ غلام کا فطرانہ ان دونوں میں سے ایک پر بھی واجب نہیں ہے۔ جبکہ امام شافعی، امام مالک اور امام احمد علیہم الرحمہ نے کہا ہے ان دونوں میں ہر ایک پر حصے کے مطابق فطرانہ واجب ہے۔

(البنایہ شرح الہدایہ، ۴، ص ۲۲۵، حقانیہ ملتان)

کافر غلام کے فطرانے کا بیان

اور مسلمان اپنے کافر غلام کی طرف فطرانہ ادا کرے۔ اس روایت کے مطلق ہونے کی وجہ سے جس روایت حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر آزاد، یہودی غلام، نصرانی یا مجوسی غلام کی طرف صدقہ (فطر) ادا کرو۔ کیونکہ اس کا سبب ثابت ہے۔ اور آقا اس کا اہل ہے۔ اور اس میں حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ نے اختلاف کیا ہے۔ ان کے وجوب غلام پر ہے۔ اور وہ اس کا اہل نہیں ہے۔ اور اگر اس کے برعکس ہو لہٰذا بالاتفاق وجوب نہ رہا۔

ہر جاندار کا پیٹ بھرنا بہترین صدقہ ہے

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک بہترین صدقہ یہ بھی ہے کہ کسی جاندار کا جو بھوکا ہو پیٹ بھرا جائے۔ (بیہقی)

مطلب یہ ہے کہ کوئی جاندار، خواہ مسلمان ہو، یا کافر اور خواہ جانور ہو اگر بھوکا ہے تو اس کو کھانا کھلانا ایک بہترین صدقہ ہے ہاں اس حکم سے موذی جانور مستثنیٰ ہیں جن کو مار ڈالنے ہی کا حکم دیا گیا ہے یعنی سانپ وغیرہ کو کھلانا پلانا اچھا اور مناسب نہیں ہے۔

کافر غلام کی طرف سے فطرانے میں مذاہب اربعہ

فقہاء احناف کے نزدیک کافر غلام کی طرف سے فطرانہ ادا کرنے مالک پر ضروری ہے۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: آزاد اور ہر غلام کی طرف سے ادا کرو۔ جبکہ امام شافعی اور امام مالک اور امام احمد علیہم الرحمہ کے نزدیک کافر غلام کا فطرانہ مالک پر واجب نہیں ہے۔ کیونکہ غلام اس کے اہل میں سے نہیں ہے۔ (البنایہ شرح الہدایہ، ج ۴، ص ۲۲۷، حقانیہ ملتان)

خریدے ہوئے غلام کے فطرانے کا بیان

فرمایا: اور جس نے غلام فروخت کیا اور ان دونوں میں سے کسی ایک کو یہ خیار ہے تو اس کا فطرانہ اس پر واجب ہوگا جس کا وہ غلام ہو جائے گا۔ اور اس کا مطلب یہ ہے کہ جب فطرانے کا دن گزرا اور خیار باقی ہے۔ اور حضرت امام زفر علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ اس پر واجب ہے جس کے لئے خیار ہے۔ کیونکہ ولایت اسی کو حاصل ہے۔ اور حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ اس پر واجب ہے جس کے لئے ملکیت ہے۔ کیونکہ فطرانے کا وجوب ملکیت کے اسباب میں سے ہے۔

جس طرح نفقہ ہے اور ہماری دلیل یہ ہے کہ ملکیت موقوف ہے کیونکہ اگر بیع رد کر دی گئی تو وہ بائع کی لوٹ جائے گی اور اگر اجازت جاری ہوئی تو خریدار کی ملکیت عقد کے وقت ثابت ہو جائے گی۔ لہٰذا کو چیز ملکیت پر مبنی ہے وہ بھی موقوف رہے گی۔ بہ خلاف نفقہ کے کیونکہ نفقہ میں ضرورت جلدی ہوتی ہے۔ پس وہ موقوف کو قبول نہیں کرتا اور تجارتی زکوٰۃ کا اختلاف بھی اسی (جزئی پر منطبق ہوتا ہے) طرح ہے۔

حق خیار کی وجہ سے ملکیت موقوفہ کا فقہی بیان واختلاف

علامہ ابن محمود البابرتی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ امام حمید الدین ضریر علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہاں اطلاق الکل بہ ارادۃ البعض مراد ہے۔ کیونکہ جب اس پر فطر کا پورا دن گزرنا شرط نہیں ہے۔ اور حضرت امام زفر علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ جسے خیار حاصل ہے۔ اسی کے لئے حکم ہے کیونکہ صدقے کا سبب ولایت کاملہ ہے اور ولایت اس شخص کو حاصل ہے جس کے لئے خیار ثابت ہے کیونکہ وہ چاہے تو اس خیار کو نافذ کرے اور چاہے تو اسے ختم کر دے۔

امام شافعی علیہ الرحمہ نے فرمایا: فطرانہ اس پر ہوگا جس کو ملکیت حاصل ہے اور مشتری کو حاصل ہے۔ حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ کا مذہب یہ ہے کہ خیار شرط مشتری کی ملکیت کو باطل کرنے والا نہیں ہے جس طرح خیار عیب میں ہوتا ہے۔

یہاں صدقہ فطر بمعنی تصدق ہے کہ تصدق کا حکم ملکیت سے ہے۔ یعنی مالک کے پاس ملکیت کا ہونا ضروری ہے۔ تو فقہاء احناف فرماتے ہیں کہ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ ملکیت کا ہونا ضروری ہے۔ لیکن یہاں ملکیت جو پائی جا رہی ہے وہ موقوف ہے۔ کیونکہ اگر بیع رد ہوئی تو قدیم بائع کی طرف لوٹنے والی ہے اور اس کا حکم نافذ ہو گیا تو ملکیت غیر موقوفہ وقت عقد نافذ ہوگی۔ لہٰذا یہ قاعدہ فقہیہ ہے کہ جب کسی اصل میں تردد پایا گیا تو فرع میں بھی وہ تردد ثابت کرنے والا ہے۔

(عنایہ شرح الہدایہ، ج ۳، ص ۱۰۲، بیروت)

قاعدہ فقہیہ

جب کسی اصل میں تردد پایا گیا تو فرع میں بھی وہ تردد ثابت کرنے والا ہے۔

باب فَرْضِ زَكَاةِ رَمَضَانَ عَلَى الصَّغِيْرِ .

یہ باب ہے کہ نابالغ بچے پر بھی صدقہ فطر کی ادائیگی لازم ہے

2501 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ فَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَكَاةَ رَمَضَانَ عَلٰى كُلِّ صَغِيْرٍ وَّكَبِيْرٍ حُرٍّ وَّعَبْدٍ وَّذَكَرٍ وَّاُنْثٰى صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ اَوْ صَاعًا مِّنْ شَعِيْرٍ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ فطر کی ادائیگی ہر بالغ اور نابالغ' آزاد اور غلام' مذکر مؤنث پر لازم کی ہے' جو کھجور کا ایک صاع ہوگا یا جو کا ایک صاع ہوگا۔

صدقہ فطر کے وجوب میں مذاہب اربعہ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر مسلمان مرد و عورت پر خواہ غلام ہو یا آزاد یہ ضروری قرار دیا ہے کہ وہ ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو صدقہ فطر کے طور پر دے، امام احمد بن حنبل اور امام شافعی کے نزدیک صدقہ فطر زکوۃ کی طرح کا ایک فرض ہے امام ابوحنیفہ کے نزدیک واجب اور امام مالک کے نزدیک سنت موکدہ ہے۔

(ابوداؤد)

حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد رحمہما اللہ کے نزدیک صدقہ فطر فرض ہے، حضرت امام مالک رحمۃ اللہ کے ہاں سنت مؤکدہ ہے اور حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کے مسلک میں واجب ہے حدیث میں مذکور لفظ فرض حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد کے نزدیک اپنے ظاہری معنی ہی پر محمول ہے، حضرت امام مالک فرض کے معنی بیان کرتے ہیں مقرر کیا حنفی حضرات فرماتے ہیں کہ صدقہ فطر چونکہ دلیل قطعی کے ذریعے ثابت نہیں ہے اس لیے صدقہ فطر عمل کے لحاظ سے تو فرض ہی کے برابر ہے لیکن اعتقادی طور پر اسے فرض نہیں کہا جا سکتا جس کا مطلب یہ ہے کہ واجب ہے فرض نہیں ہے۔

حضرت امام شافعی کے مسلک میں ہر اس شخص پر صدقہ فطر واجب ہے جو اپنے لیے اور ان لوگوں کے لیے کہ جن کی طرف سے صدقہ فطر دینا اس کے ذمہ ایک دن کا سامان خوراک رکھتا ہو اور وہ بقدر صدقہ فطر اس کی ضرورت سے زائد بھی حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ کے مسلک کے مطابق صدقہ فطر اسی شخص پر واجب ہوگا جو غنی ہو یعنی وہ اپنی ضرورت اصلیہ کے علاوہ ساڑھے باون تولہ چاندی کے بقدر اسباب وغیرہ کا مالک ہو یا اس کے بقدر سونا چاندی اپنی ملکیت میں رکھتا ہو اور قرض سے محفوظ ہو۔

2501-انفرد به النسائي . و الحديث عند: البخاري في الزكاة، باب صدقة الفطر على العبد و غيره من المسلمين (الحديث 1604) . و مسلم في الزكاة، باب زكاة الفطر على المسلمين من التمر و الشعير (الحديث 12) . و ابي داؤد في الزكاة، باب كم يودي في صدقة الفطر (الحديث 1611) . و الترمذي في الزكاة، باب ما جاء في صدقة الفطر (الحديث 676) . و النسائي في الزكاة، باب فرض زكاة رمضان على المسلمين دون المعاهدين (الحديث 2502) . و ابن ماجه في الزكاة، باب صدقة الفطر (الحديث 1826) . تحفة الاشراف (8321) .

صدقہ فطر کا وجوب عید الفطر کی فجر طلوع ہونے کے وقت ہوتا ہے لہٰذا جو شخص طلوع فجر سے پہلے مر جائے اس پر صدقہ فطر واجب نہیں اور اسی طرح جو شخص طلوع فجر کے بعد اسلام لائے اور مال پائے یا جو بچہ طلوع فجر کے بعد پیدا ہو اس پر بھی صدقہ فطر واجب نہیں۔

ایک صاع ساڑھے تین سیر یعنی چودہ اوزان کے مطابق تین کلوگرام ہوتا ہے۔ جو غلام خدمت کے لیے ہو اس کی طرف سے اس کے مالک پر صدقہ فطر دینا واجب ہے ہاں جو غلام تجارت کے لیے ہو اس کی طرف سے صدقہ فطر دینا واجب نہیں ہے اسی طرح جو غلام بھاگ جائے اس کی طرف سے بھی صدقہ فطر دینا واجب نہیں ہے ہاں جب وہ واپس آ جائے تو اس وقت دینا واجب ہوگا۔

اولاد اگر چھوٹی ہو اور مالدار نہ ہو تو اس کی طرف سے اس کے باپ پر صدقہ فطر دینا واجب ہے ہاں اگر چھوٹی اولاد مالدار ہو تو پھر اس کا صدقہ فطر اس کے باپ پر واجب نہیں ہے بلکہ اس کے مال میں دیا جائے گا۔

بڑی اولاد جس پر دیوانگی طاری ہو اس کا حکم بھی چھوٹی اولاد کی طرح ہے، اسی طرح بڑی اولاد کی طرف سے باپ پر اور بیوی کی طرف سے خاوند پر ان کا صدقہ فطر دینا واجب نہیں ہے ہاں اگر کوئی باپ اپنی ہوشیار اولاد کی طرف سے یا کوئی خاوند اپنی بیوی کی طرف سے ان کا صدقہ ان کی اجازت سے از راہ احسان و مروت ادا کر دے تو جائز ہوگا۔

علامہ طیبی فرماتے ہیں کہ حدیث میں لفظ من المسلمین لفظ عبد اور اس کے بعد کے الفاظ کا حال واقع ہو رہا ہے لہٰذا کسی مسلمان پر اپنے کافر غلام کی طرف سے صدقہ فطر واجب نہیں ہوگا۔ مگر صاحب ہدایہ نے لکھا ہے کہ غلام کافر کا صدقہ فطر بھی اس کے مسلمان مالک پر واجب ہوتا ہے، انہوں نے اس کے ثبوت میں ایک حدیث بھی نقل کی ہے جسے ہدایہ یا مرقات میں دیکھا جا سکتا ہے، حنفیہ کے یہاں صاحب ہدایہ ہی کے قول کے مطابق فتویٰ ہے۔ (علم الفقہ)

حدیث کے آخری الفاظ کا مطلب یہ ہے کہ صدقہ فطر نماز عید سے پہلے ہی ادا کر دینا مستحب ہے اگر کوئی شخص اس سے بھی پہلے خواہ ایک مہینے یا ایک مہینے سے بھی زیادہ پہلے دے دے تو جائز ہے۔ نماز عید کے بعد یا زیادہ تاخیر سے صدقہ فطر ساقط نہیں ہوتا بہر صورت دینا ضروری ہوتا ہے۔

چھوٹے بچوں کی طرف صدقے کا ادا ہونا

علامہ ابن عابدین شامی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: چھوٹے بچوں کی طرف سے جو ادا کیا وہ ادا ہو جائے گا کیونکہ وہ واجب ہی والد پر تھا۔ اور جو بیوی اور بڑی اولاد کی طرف سے ادا کیا اگر ان کا اذن تھا تو بھی ادا ہو جائیگا اور اگر اذن نہ تھا تو صدقہ ادا نہ ہوگا۔

اگر کسی نے دوسرے کی طرف سے اس کی اجازت کے بغیر زکوٰۃ ادا کر دی پھر دوسرے تک خبر پہنچی اور اس نے اسے جائز بھی رکھا تب بھی زکوٰۃ ادا نہ ہوگی کیونکہ اس کا نفاذ صدقہ کرنے والے پر ہے، کیونکہ وہ زکوٰۃ اس کی ملکیت ہے اور غیر سے نائب بن نہیں سکتا کہ اس کی اجازت کا نفاذ ہو، ہاں اگر اجازت سے زکوٰۃ ادا کی ہو تو پھر جائز ہوگا۔ (ردمحتار، ج ۲، ص ۱۱۲، مصر)

نابالغ اولاد وغیرہ کے فطرانے کا بیان

صدقۂ فطر واجب ہونے کا سبب خود اس کی ذات اور وہ لوگ ہیں جن کا نان‌نفقہ اس کے ذمہ واجب ہے اور وہ ان پر کامل ولایت رکھتا ہے پس صدقۂ فطر اپنی طرف سے ادا کرنا واجب ہے اگر کسی شخص نے کسی عذر سے یا بلا عذر روزے نہ رکھے ہوں تب بھی اس پر صدقۂ فطر ادا کرنا واجب ہے۔

اور اس کے نابالغ بچوں اور بچیوں کی طرف سے بھی اس پر واجب ہے لیکن اگر نابالغ بچہ خود مالدار ہو تو اس کے مال میں سے صدقۂ فطر واجب ہوگا کم عقل، دیوانہ اور مجنون کا بھی وہی حکم ہے جو نابالغ بچے کا ہے یعنی انکی طرف سے باپ صدقۂ فطر ادا کرے۔

باب فَرْضِ زَكَاةِ رَمَضَانَ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ دُوْنَ الْمُعَاهِدِيْنَ ۔

یہ باب ہے کہ صدقۂ فطر کی ادائیگی صرف مسلمانوں پر لازم ہے ذمیوں پر لازم نہیں ہے

2502 – اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنِىْ مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَضَ زَكَاةَ الْفِطْرِ مِنْ رَمَضَانَ عَلَى النَّاسِ صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ اَوْ صَاعًا مِّنْ شَعِيْرٍ عَلٰى كُلِّ حُرٍّ اَوْ عَبْدٍ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۔

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ فطر کی ادائیگی لوگوں پر لازم قرار دی ہے' جو کھجور کا ایک صاع یا جَو کا ایک صاع ہوگا' یہ ہر آزاد اور غلام' مذکر اور مؤنث مسلمان پر لازم ہے۔

2503 – اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ السَّكَنِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَهْضَمٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ نَافِعٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ فَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَكَاةَ الْفِطْرِ صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ اَوْ صَاعًا مِّنْ شَعِيْرٍ عَلَى الْحُرِّ وَالْعَبْدِ وَالذَّكَرِ وَالْاُنْثٰى وَالصَّغِيْرِ وَالْكَبِيْرِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَاَمَرَ بِهَا اَنْ تُؤَدّٰى قَبْلَ خُرُوْجِ النَّاسِ اِلَى الصَّلَاةِ ۔

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور کے ایک صاع یا جَو کے ایک صاع کی صدقۂ فطر کے طور پر ادائیگی ہر آزاد اور غلام' مذکر اور مؤنث' نابالغ اور بالغ مسلمان پر لازم قرار دی ہے' آپ نے یہ ہدایت کی ہے کہ نمازِ عید ادا کرنے جانے سے پہلے اسے ادا کر دیا جائے۔

2502-اخرجه البخاري في الزكاة، باب صدقة الفطر على العبد وغيره من المسلمين (الحديث 1504) . و اخرجه مسلم في الزكاة، باب زكاة الفطر على المسلمين من التمر و الشعير (الحديث 12) . و اخرجه ابو داؤد في الزكاة، باب كم يودي في صدقة الفطر (الحديث 1611) . و اخرجه الترمذي في الزكاة، باب ما جاء في صدقة الفطر (الحديث 676) . و اخرجه ابن ماجه في الزكاة، باب صدقة الفطر (الحديث 1826) . و الحديث عند: النسائي في الزكاة، فرض زكاة رمضان على الصغير (الحديث 2501) . تحفة الاشراف (8321) .

2503-اخرجه البخاري في الزكاة، باب فرض صدقة الفطر (الحديث 1503) . و اخرجه ابو داؤد في الزكاة، باب كم يودي في صدقة الفطر (الحديث 1612) . تحفة الاشراف (8244) .

شرح

صاحب قدوری نے فرمایا کہ فطرانے کا وجوب عید الفطر کی طلوع فجر سے متعلق ہے۔ جبکہ امام شافعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ رمضان کے آخری دن کے غروب آفتاب سے متعلق ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ جو شخص عید الفطر کی رات اسلام لایا یا اس میں پیدا ہوا تو ہمارے نزدیک اس پر فطرانہ واجب ہوگا۔ جبکہ امام شافعی علیہ الرحمہ کے نزدیک اس پر فطرانہ واجب نہ ہوگا۔ اور اسی کے برعکس جب کسی شخص کے غلاموں میں سے کوئی اسی رات کو فوت ہوگیا۔ امام شافعی علیہ الرحمہ دلیل یہ ہے کہ فطرانے کا وجوب فطر کے ساتھ خاص ہے اور ہماری دلیل یہ ہے کہ اضافت بیشک اختصاص کے لئے ہی ہے لیکن فطر کا اختصاص دن کے ساتھ ہے رات کے ساتھ نہیں۔

اور مستحب یہ ہے کہ عید الفطر کے دن لوگ عید گاہ کی طرف جانے سے پہلے فطرانہ ادا کریں۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ فطرانہ عید الفطر کی طرف جانے سے پہلے ادا فرمایا کرتے تھے۔ اور اغناء کا حکم اس لئے دیا گیا ہے کہ فقیر کہیں سوال فطرانہ کی وجہ سے نماز سے غافل نہ ہو جائے۔ اور اس کا حصول صدقہ پہلے ادا کرنے سے ہے۔ اور اگر صدقہ فطر عید کے دن سے پہلے ادا کر دیا تو جائز ہے۔ کیونکہ ثبات سبب کے بعد ادا کیا ہے۔ لہٰذا یہ پہلے ادا کی گئی زکوٰۃ کے مشابہ ہوگیا البتہ ایک مدت یا دوسری مدت کی کوئی تفصیل نہیں ہے اور یہی صحیح ہے۔

اور اگر صدقہ فطر کو عید الفطر کے دن سے مؤخر کیا تو وہ ان سے ساقط نہ ہوگا۔ لہٰذا ان پر صدقہ دینا واجب ٹھہرے گا۔ کیونکہ اس میں قربت کی دلیل معقول ہے لہٰذا اس میں وقت ادا مقدر نہ ہوگا بخلاف قربانی کے۔ (ہدایہ اولین، کتاب زکوٰۃ، لاہور)

وجوب فطرانے کے وقت میں مذاہب اربعہ

فطرانے کے وجوب کا وقت رمضان المبارک کے آخری دن کے سورج غروب ہونے کے وقت ہے، اس لیے جب رمضان المبارک کے آخری دن کا سورج غروب ہوتو فطرانہ واجب ہوگا۔

لھذا جس نے بھی سورج غروب ہونے سے قبل شادی کی یا پھر اس کے ہاں ولادت ہوئی ہو یا پھر اسلام قبول کرلے تو اس کا بھی فطرانہ ہوگا، لیکن اگر غروب شمس کے بعد ہوتو پھر فطرانہ لازم نہیں ہوگا۔ جو شخص چاند رات فوت ہو جائے اور اس پر فطرانہ ہو تو امام احمد نے اس کی صراحت کی ہے کہ اس پر فطرانہ واجب ہوگا۔ (المغنی جلد دوم فصل وقت وجوب زکاۃ الفطر)

فطرانہ ہر مسلمان پر واجب ہے، ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو ہر آزاد اور غلام مذکر اور مؤنث اور چھوٹے بڑے بچے اور بوڑھے ہر مسلمان پر فرض کیا تھا۔

(صحیح بخاری رقم الحدیث، (1407)

امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ بیان کرتے ہیں کہ: نافع والی حدیث میں اس بات کی دلالت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے صرف مسلمانوں پر ہی فرض کیا ہے، اور یہ کتاب اللہ کے بھی موافق ہے، اس لیے کہ زکاۃ مسلمانوں کے لیے پاکی اور صفائی کا باعث ہے اور پھر پاکی اور صفائی مسلمانوں کے علاوہ کسی اور کے لیے نہیں ہوسکتی۔

(کتاب الام للشافعی جلد دوم باب زکاۃ الفطر)

فطرانہ صاحب استطاعت پر فرض ہے: امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا کہنا ہے۔ جس پر بھی شوال کا مہینہ شروع ہوا اور اس کے پاس ایک دن کی اپنی اور اپنے اہل وعیال اور فطرانہ ادا کرنے کی خوراک ہو تو اسے بھی فطرانہ ادا کرنا ہوگا، لیکن اگر اس کے پاس سب کا فطرانہ ادا کرنے کے لیے خوراک نہیں بلکہ صرف کچھ کا ادا کر سکتا ہو تو اسے ان بعض کا ہی ادا کرنا ہوگا۔

لیکن اگر اس کے پاس صرف اپنی اور اپنے اہل وعیال کے لیے ہی خوراک ہو نہ تو اس پر اور نہ ہی اس کے ماتحت عیال پر فطرانہ فرض ہوگا۔ (کتاب الام جلد دوم باب زکاۃ الفطر)

امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں: تنگ دست پر بلاخلاف فطرانہ فرض نہیں۔ اور خوشحال اور تنگ دست کا اعتبار تو وجوب کے وقت ہوگا، لھذا جس کے پاس اپنی اور اپنے اہل وعیال کی عید کی رات کی خوراک سے زیادہ ہو اس پر فطرانہ فرض ہوگا اور یہ خوشحال ہوگا، اور اگر کچھ بھی زائد نہ ہو تو اسے تنگ دست شمار کیا جائے گا اور اس حالت میں اس پر کچھ بھی فرض نہیں۔
(المجموع جلد (6) شروط وجوب صدقۃ الفطر)

فطرانہ مسلمان اپنی اور اپنے عیال اور بیویوں اور ان رشتہ داروں کی جانب سے اگر وہ ادا نہیں کر سکتے تو خود فطرانہ ادا کرے گا اور اگر وہ فطرانہ ادا کرنے کی استطاعت رکھتے ہوں تو بہتر اور اولیٰ یہ ہے کہ وہ اپنا فطرانہ خود ہی ادا کریں کیونکہ اصل میں تو وہ خود ہی مخاطب ہیں۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو ہر مسلمان غلام اور آزاد اور مذکر ومؤنث اور چھوٹے بڑے اور بچے فطرانہ فرض کیا، اور یہ حکم دیا کہ لوگوں کے نماز عید کیلیے جانے سے قبل ادا کریں۔
(صحیح بخاری رقم الحدیث، (1407)

امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں: بے عقل اور بچے کی جانب سے اس کا ولی فطرانہ ادا کرے گا اور اسی طرح جو لوگ اس کی عیالت میں ہوں ان کا بھی وہی اس طرح فطرانہ ادا کرے گا جس طرح ایک صحیح اپنی جانب سے ادا کرتا ہے، اور اگر اس کی عیالت میں کوئی کافر ہو تو اس کا فطرانہ اس پر لازم نہیں کیونکہ اسے زکاۃ کی ادائیگی کے ساتھ پاک نہیں کیا جائے گا۔
(کتاب الام جلد دوم باب زکاۃ الفطر)

اور صاحب مھذب کا کہنا ہے کہ مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ کا کہنا ہے۔ اور جس پر فطرانہ واجب ہو اس پر اپنے ماتحت اور عیالت میں پلنے والوں کا فطرانہ بھی واجب ہوگا، لیکن شرط یہ ہے کہ اگر وہ مسلمان ہوں اور اس کے پاس نفقہ سے زیادہ خوراک ہو، لھذا ماں باپ اور ان دونوں کے ماں باپ اور اس سے بھی اوپر والوں ان کی اولاد اور اولاد کی اولاد کا فطرانہ بھی واجب ہوگا، اسی طرح بیٹے اور پوتے چاہے اس سے بھی نیچے نسل ہو ان پر ماں باپ اور ان کے ماں باپ کا فطرانہ ادا کرنا فرض ہوگا لیکن شرط یہ ہے کہ جب ان کا نفقہ اس پر واجب ہو) (المجموع جلد نمبر (6)

انسان اپنا اور بیوی چاہے بیوی کے پاس اپنا مال بھی ہو اور اس کی فقیر اولاد اور والدین کا فطرانہ ادا کرے، اور وہ بچی جس کے خاوند نے ابھی اس کے ساتھ دخول نہیں کیا اگر تو اس کا بیٹا غنی ہو اس پر اس کا فطرانہ ادا کرنا واجب نہیں، اور طلاق

رجعی والی عورت کا خاوند بھی اس کا فطرانہ ادا کرے گا لیکن جو عورت نافرمان ہو اور یا پھر طلاق بائن والی ہو اس کا خاوند اس کا فطرانہ ادا نہیں کرے گا۔ اور بیٹے کو اپنے فقیر والد کی بیوی کا فطرانہ ادا کرنا ضروری نہیں اس لیے کہ اس پر والد کی بیوی کا خرچہ واجب نہیں۔

اسے فطرانہ ادا کرنے میں سب سے قریبی سے شروع کرنا ہوگا مثلاً سب سے پہلے اپنے آپ پھر بیوی اور اولاد پھر اس کے بعد قریبی رشتہ دار جیسا کہ وراثت میں خیال رکھا گیا ہے۔

امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں۔ اور فطرانہ کس پر واجب ہوتا ہے۔ جب رمضان کے آخری دن کوئی پیدا ہو یا کسی بھی ملکیت میں ہو یا اس کی عیالت میں آجائے اور اسی حالت میں چاندرات شروع ہو تو اس پر ان کا فطرانہ واجب ہوگا۔
(کتاب الام باب زکاۃ الفطر)

لیکن جو بچہ ابھی ماں کے پیٹ میں ہو اس کا فطرانہ واجب نہیں لیکن اگر کوئی دینا چاہے تو دے سکتا ہے اس میں کوئی حرج نہیں۔

اور اگر کوئی شخص فطرانہ واجب ہونے کے بعد اسے ادا کرنے سے قبل ہی فوت ہو جائے تو اس کے ترکہ سے فطرانہ ادا کیا جائے گا، اور اگر اس کی عیالت میں سے کوئی فطرانہ واجب ہونے کے بعد فوت ہو جائے تو اس کی وجہ سے فطرانہ ساقط نہیں ہوگا۔
(المغنی لابن قدامہ المقدسی جلد نمبر (2)

اور خادم اور جس کی یومیہ یا ماہانہ تنخواہ مقرر ہو اس کی جانب سے فطرانہ ادا نہیں کیا جائے گا کیونکہ یہ ملازم کی طرح ہے اور ملازم یعنی اجرت لینے والے پر خرچ نہیں کیا جاتا۔ (الموسوعۃ الفقہیۃ (33923/)

یتیم کا فطرانہ ادا کرنے کے بارے میں امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں۔ یتیم کا وصی یتیموں کے مال سے فطرانہ ادا کرے گا اگرچہ وہ چھوٹے بچے ہی کیوں نہ ہوں۔ اگر عید الفطر کے دن کافر اسلام قبول کرلے تو امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں: جو شخص عید الفطر والے دن طلوع فجر سے قبل اسلام قبول کرلے اس کے لیے فطرانہ ادا کرنا مستحب ہے۔ (المدونۃ جلد ۱، باب فطرانہ)

باب كَمْ فُرِضَ

یہ باب ہے کہ کتنا (صدقۂ فطر) لازم قرار دیا گیا ہے

2504 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا عِيْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ فَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدَقَةَ الْفِطْرِ عَلَى الصَّغِيْرِ وَالْكَبِيْرِ وَالذَّكَرِ وَالْاُنْثٰى وَالْحُرِّ وَالْعَبْدِ صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ اَوْ صَاعًا مِّنْ شَعِيْرٍ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے صدقۂ فطر کی ادائیگی ہر بالغ اور نابالغ' مذکر اور مؤنث' آزاد اور غلام پر لازم قرار دی ہے' جو کھجور کا ایک صاع ہو یا جو کا ایک صاع ہوگا۔

2504-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (8084) .

شرح

صدقہ فطر گندم، آٹے، ستو یا کشمش کا نصف صاع ہے یا کھجور یا جو کا ایک صاع ہے۔ جبکہ صاحبین نے کہا ہے کشمش جو کے مرتبے میں ہے اور ایک روایت کے مطابق امام اعظم رضی اللہ عنہ سے بھی یہی بیان کیا گیا ہے۔ اور پہلی روایت جامع صغیر کی ہے۔ اور امام شافعی علیہ الرحمہ نے فرمایا: ان سب میں ایک صاع ہے۔ کیونکہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد میں اتنی ہی نکالتے تھے۔ اور ہماری دلیل جو ہم روایت کر چکے ہیں۔ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کا یہی مذہب ہے جس میں خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم بھی ہیں۔ اور امام شافعی علیہ الرحمہ کی بیان کردہ روایت میں زیادتی نفل پر محمول کی گئی ہے۔

باب فَرْضِ صَدَقَةِ الْفِطْرِ قَبْلَ نُزُولِ الزَّكَاةِ ۔

یہ باب ہے کہ صدقۂ فطر کے لازم ہونے کا حکم زکوٰۃ کے نزول سے پہلے تھا

2505 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ اَنْبَاَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ بْنِ عُتَيْبَةَ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُخَيْمِرَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُرَحْبِيلَ عَنْ قَيْسِ بْنِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ قَالَ كُنَّا نَصُوْمُ عَاشُوْرَاءَ وَنُؤَدِّى زَكَاةَ الْفِطْرِ فَلَمَّا نَزَلَ رَمَضَانُ وَنَزَلَتِ الزَّكَاةُ لَمْ نُؤْمَرْ بِهِ وَلَمْ نُنْهَ عَنْهُ وَكُنَّا نَفْعَلُهُ ۔

☆☆ حضرت قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: پہلے ہم عاشورہ کے دن روزہ رکھا کرتے تھے اور صدقۂ فطر ادا کیا کرتے تھے پھر جب رمضان کا حکم نازل ہو گیا اور زکوٰۃ کی ادائیگی کا حکم نازل ہو گیا تو پھر ہمیں اس کی ہدایت نہیں کی گئی اور نہ ہی اس سے منع کیا گیا' البتہ ہم اس پر عمل کرتے رہے ہیں۔

2506 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُخَيْمِرَةَ عَنْ اَبِىْ عَمَّارٍ الْهَمْدَانِيِّ عَنْ قَيْسِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِصَدَقَةِ الْفِطْرِ قَبْلَ اَنْ تَنْزِلَ الزَّكَاةُ فَلَمَّا نَزَلَتِ الزَّكَاةُ لَمْ يَاْمُرْنَا وَلَمْ يَنْهَنَا وَنَحْنُ نَفْعَلُهُ ۔

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَبُوْ عَمَّارٍ اسْمُهُ عَرِيْبُ بْنُ حُمَيْدٍ وَّعَمْرُو بْنُ شُرَحْبِيلَ يُكْنٰى اَبَا مَيْسَرَةَ وَسَلَمَةُ بْنُ كُهَيْلٍ خَالَفَ الْحَكَمَ فِىْ اِسْنَادِهٖ وَالْحَكَمُ اَثْبَتُ مِنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ ۔

☆☆ حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے زکوٰۃ کا حکم نازل ہونے سے پہلے ہمیں صدقۂ فطر ادا کرنے کی ہدایت کی تھی' جب زکوٰۃ کا حکم نازل ہو گیا تو آپ نے ہمیں (صدقۂ فطر دینے کی) نہ تو ہدایت کی اور نہ ہی اس سے منع کیا لیکن ہم ایسا کرتے رہے ہیں۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: ابوعمار نامی راوی کا نام عریب بن حمید ہے اور عمرو بن شرحبیل کی کنیت ابومیسرہ ہے' اس

2505-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (11093) .

2506-اخرجه ابن ماجه في الزكاة، باب صدقة الفطر (الحديث 1828) . تحفة الاشراف (11098) .

حدیث کی سند میں سلمہ بن کہیل نے حکم سے مختلف سند نقل کی ہے اور حکم سلمہ بن کہیل کے مقابلے میں زیادہ مستند ہیں۔

باب مَكِيلَةِ زَكَاةِ الْفِطْرِ .

یہ باب صدقۂ فطر کے پیمانے کے بیان میں ہے

2507 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ - وَهُوَ ابْنُ الْحَارِثِ - قَالَ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَهُوَ اَمِيرُ الْبَصْرَةِ فِىْ اٰخِرِ الشَّهْرِ اَخْرِجُوْا زَكَاةَ صَوْمِكُمْ . فَنَظَرَ النَّاسُ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ فَقَالَ مَنْ هَا هُنَا مِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ قُوْمُوْا فَعَلِّمُوْا اِخْوَانَكُمْ فَاِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ اِنَّ هٰذِهِ الزَّكَاةَ فَرَضَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى كُلِّ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى حُرٍّ وَّمَمْلُوْكٍ صَاعًا مِّنْ شَعِيْرٍ اَوْ تَمْرٍ اَوْ نِصْفَ صَاعٍ مِّنْ قَمْحٍ . فَقَامُوْا . خَالَفَهُ هِشَامٌ فَقَالَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ .

☆☆ حسن بصری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما جب بصرہ کے گورنر تھے اس وقت انہوں نے (رمضان کے) مہینے کے آخر میں ارشاد فرمایا: تم لوگ صدقۂ فطر ادا کرو' لوگ ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے دریافت کیا: یہاں مدینہ منورہ سے تعلق رکھنے والے کون لوگ ہیں؟ وہ لوگ اُٹھیں اور اپنے بھائیوں کو اس بات کی تعلیم دیں کیونکہ ان لوگوں کو اس بارے میں علم نہیں ہے' یہ وہ ادائیگی ہے جسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر مذکر اور مؤنث آزاد اور غلام پر مقرر کیا ہے' یہ جو کا ایک صاع ہوگا یا کھجور کا ایک صاع ہوگا یا گندم کا نصف صاع ہوگا تو لوگ کھڑے ہوئے (اور انہوں نے دوسروں کو اس بارے میں بتایا)۔

2508 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مَيْمُوْنٍ عَنْ مَخْلَدٍ عَنْ هِشَامٍ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ ذَكَرَ فِىْ صَدَقَةِ الْفِطْرِ قَالَ صَاعًا مِّنْ بُرٍّ اَوْ صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ اَوْ صَاعًا مِّنْ شَعِيْرٍ اَوْ صَاعًا مِّنْ سُلْتٍ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے بارے میں یہ بات منقول ہے کہ انہوں نے صدقۂ فطر کا تذکرہ کرتے ہوئے یہ بات کہی: یہ گندم کا ایک صاع ہوگا' کھجور کا ایک صاع ہوگا' جَو کا ایک صاع ہوگا یا سلت کا ایک صاع ہوگا۔

2509 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ اَبِىْ رَجَاءٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَخْطُبُ عَلٰى مِنْبَرِكُمْ - يَعْنِىْ مِنْبَرَ الْبَصْرَةِ - يَقُوْلُ صَدَقَةُ الْفِطْرِ صَاعٌ مِّنْ طَعَامٍ .

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ هٰذَا اَثْبَتُ الثَّلَاثَةِ .

☆☆ ابورجاء بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو تمہارے منبر پر خطبہ دیتے ہوئے (یعنی بصرہ

2507-تقدم (الحديث 1579) .

2508-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (6439) .

2509-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (6321) .

کے منبر پر خطبہ دیتے ہوئے) یہ کہتے ہوئے سنا ہے: صدقۂ فطر اناج کا ایک صاع ہوگا۔
امام نسائی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: یہ روایت تینوں کے مقابلے میں زیادہ مستند ہے۔

باب التَّمْرِ فِيْ زَكَاةِ الْفِطْرِ .

یہ باب صدقۂ فطر میں کھجوریں ادا کرنے کے بیان میں ہے

2510 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحْرِزُ بْنُ الْوَضَّاحِ عَنْ اِسْمَاعِيْلَ - وَهُوَ ابْنُ اُمَيَّةَ - عَنِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ ذُبَابٍ عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ سَرْحٍ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ فَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدَقَةَ الْفِطْرِ صَاعًا مِّنْ شَعِيْرٍ اَوْ صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ اَوْ صَاعًا مِّنْ اَقِطٍ .

☆☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جَو کا ایک صاع یا کھجور کا ایک صاع یا پنیر کا ایک صاع صدقۂ فطر کے طور پر ادا کرنا لازم قرار دیا ہے۔

باب الزَّبِيْبِ .

یہ باب کشمش سے فطرانہ ادا کرنے کے بیان میں ہے

2511 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ سَرْحٍ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ كُنَّا نُخْرِجُ زَكَاةَ الْفِطْرِ اِذْ كَانَ فِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَاعًا مِّنْ طَعَامٍ اَوْ صَاعًا مِّنْ شَعِيْرٍ اَوْ صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ اَوْ صَاعًا مِّنْ زَبِيْبٍ اَوْ صَاعًا مِّنْ اَقِطٍ .

☆☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان موجود تھے ہم اس وقت صدقۂ

2510-اخرجه البخاري في الزكاة، باب صدقة الفطر صاعًا من طعام (الحديث 1506) . و باب صاع من زبيب (الحديث 1508)، و باب الصدقة قبل العيد (الحديث 1510) بنحوه . و اخرجه مسلم في الزكاة، باب زكاة الفطر على المسلمين من التمر و الشعير (الحديث 17 و 18 و 19 و 20 و 21) . و اخرجه ابو داؤد في الزكاة، باب كم يؤدي في صدقة الفطر (الحديث 1616 و 1617 و 1618) . و اخرجه الترمذي في الزكاة، باب ما جاء في صدقة الفطر (الحديث 673) . و اخرجه النسائي في الزكاة، الزبيب (2511 و 2512) و الدقيق (الحديث 2513)، و الشعير (الحديث 2516)، و الإقط (الحديث 2517) . و اخرجه ابن ماجه في الزكاة، باب صدقة الفطر (الحديث 1829) . و الحديث عند: البخاري في الزكاة باب صاع من شعير (الحديث 1505) . تحفة الاشراف (4269) .

2511-اخرجه البخاري في الزكاة، باب صدقة الفطر صاعًا من طعام (الحديث 1506) . و باب صاع من زبيب (الحديث 1508)، و باب الصدقة قبل العيد (الحديث 1510) . و اخرجه مسلم في الزكاة، باب زكاة الفطر على المسلمين من التمر والشعير (الحديث 17 و 18 و 19 و 20 و 21) . واخرجه ابو داؤد في الزكاة، باب كم يؤدي في صدقة الفطر (الحديث 1616 و 1617 و 1618) . و اخرجه الترمذي في الزكاة، باب ما جاء في صدقة الفطر (الحديث 673) . و اخرجه النسائي في الزكاة، الزبيب (الحديث 2512) و الدقيق (الحديث 2513)، و الشعير (الحديث 2516 و 2517) . و اخرجه ابن ماجه في الزكاة، باب صدقة الفطر (الحديث 1829) . و الحديث عند: البخاري في الزكاة باب صاع من شعير (الحديث 1505) . و مسلم في الزكاة، باب زكاة الفطر على المسلمين من التمر و الشعير (الحديث 19 و 2000 . و النسائي في الزكاة، باب التمر في زكاة الفطر (الحديث 2510)، و الاقط (الحديث 2517) . تحفة الاشراف (4269) .

فطر میں اناج کا ایک صاع یا جو کا ایک صاع یا کھجور کا ایک صاع یا کشمش کا ایک صاع یا پنیر کا ایک صاع ادا کیا کرتے تھے۔

2512 - اَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ وَكِيعٍ عَنْ دَاوُدَ بْنِ قَيْسٍ عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِي سَعِيدٍ قَالَ كُنَّا نُخْرِجُ صَدَقَةَ الْفِطْرِ اِذْ كَانَ فِينَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَاعًا مِّنْ طَعَامٍ اَوْ صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ اَوْ صَاعًا مِّنْ شَعِيرٍ اَوْ صَاعًا مِّنْ اَقِطٍ فَلَمْ نَزَلْ كَذٰلِكَ حَتّٰى قَدِمَ مُعَاوِيَةُ مِنَ الشَّامِ وَكَانَ فِيمَا عَلَّمَ النَّاسَ اَنَّهُ قَالَ مَا اَرٰى مُدَّيْنِ مِنْ سَمْرَاءِ الشَّامِ اِلَّا تَعْدِلُ صَاعًا مِّنْ هٰذَا ۔ قَالَ فَاَخَذَ النَّاسُ بِذٰلِكَ ۔

☆☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ اقدس میں اناج کا ایک صاع یا کھجور کا ایک صاع یا جو کا ایک صاع یا پنیر کا ایک صاع صدقۂ فطر کے طور پر ادا کرتے تھے' یہ معاملہ اسی طرح رہا یہاں تک کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ شام سے مدینہ منورہ تشریف لائے تو انہوں نے لوگوں کو جس بات کی تعلیم دی اس میں انہوں نے یہ بات کہی: میں یہ سمجھتا ہوں کہ شام کی گندم کے دو مُد یہاں کے ایک صاع کے برابر ہوتے ہیں' تو لوگوں نے اس کو اختیار کر لیا۔

باب الدَّقِيقِ ۔

یہ باب ہے کہ (صدقۂ فطر میں آٹا) ادا کرنا

2513 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ قَالَ سَمِعْتُ عِيَاضَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يُخْبِرُ عَنْ اَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ لَمْ نُخْرِجْ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ اَوْ صَاعًا مِّنْ شَعِيرٍ اَوْ صَاعًا مِّنْ زَبِيبٍ اَوْ صَاعًا مِّنْ دَقِيقٍ اَوْ صَاعًا مِّنْ اَقِطٍ اَوْ صَاعًا مِّنْ سُلْتٍ - ثُمَّ شَكَّ سُفْيَانُ فَقَالَ دَقِيقٍ اَوْ سُلْتٍ ۔

☆☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ اقدس میں کھجور کا صاع' جو کا ایک صاع یا کشمش کا ایک صاع یا آٹے کا ایک صاع یا پنیر کا ایک صاع یا سُلت کا ایک صاع (صدقۂ فطر کے طور پر ادا کرتے تھے)۔

یہاں سفیان نامی راوی کو شک ہے' روایت میں لفظ (دقیق یعنی آٹا) لفظ استعمال ہوتا ہے یا لفظ سُلت استعمال ہوا ہے (جو جو کی ایک قسم ہے)۔

2512-تقدم في الزكاة، الزبيب (الحديث 2510 و 2511) .

2513-تقدم 2510 و 2511 و 2512 اخرجه ابو داؤد في الزكاة، باب كم يودي في صدقة الفطر (الحديث 1618) و الحديث عند: البخاري في الزكاة، باب صدقة الفطر صاع من طعام (الحديث 1505)، وباب صدقة الفطر صاعًا من طعام (الحديث 1506)، وباب صاع من زبيب (الحديث 1508)، وباب الصدقة قبل العيد (الحديث 1510)، و مسلم في الزكاة، باب زكاة الفطر على المسلمين من التمر و الشعير (الحديث 17 و 18 و 19 و 20 و 21) . و ابي داؤد في الزكاة، باب كم يودي في صدقة الفطر (الحديث 1166 و 1117) . والترمذي في الزكاة، باب ما جاء في صدقة الفطر (الحديث 673) . و النسائي في الزكاة، باب التمر في زكاة الفطر (الحديث 2510) . و الزبيب (الحديث 2511 و 2512)، و الشعير (الحديث 2516)، و ابن ماجه في الزكاة، باب صدقة الفطر (الحديث 1829) . تحفة الاشراف (4269) .

باب الْحِنطَةِ ۔

یہ باب ہے کہ (صدقۂ فطر میں) گندم (ادا کرنا)

2514 – اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ قَالَ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنِ الْحَسَنِ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ خَطَبَ بِالْبَصْرَةِ فَقَالَ اَدُّوْا زَكَاةَ صَوْمِكُمْ ۔ فَجَعَلَ النَّاسُ يَنْظُرُ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ فَقَالَ مَنْ هَا هُنَا مِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ قُوْمُوْا اِلٰى اِخْوَانِكُمْ فَعَلِّمُوْهُمْ فَاِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَضَ صَدَقَةَ الْفِطْرِ عَلَى الصَّغِيْرِ وَالْكَبِيْرِ وَالْحُرِّ وَالْعَبْدِ وَالذَّكَرِ وَالْاُنْثٰى نِصْفَ صَاعِ بُرٍّ اَوْ صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ اَوْ شَعِيْرٍ ۔ قَالَ الْحَسَنُ فَقَالَ عَلِيٌّ اَمَّا اِذَا اَوْسَعَ اللّٰهُ فَاَوْسِعُوْا اَعْطُوْا صَاعًا مِّنْ بُرٍّ اَوْ غَيْرِهٖ ۔

☆☆ حسن بصری بیان کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بصرہ میں خطبہ دیتے ہوئے یہ بات ارشاد فرمائی: تم لوگ اپنے روزوں کی زکوٰۃ (یعنی صدقۂ فطر) ادا کرو' لوگوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھنا شروع کر دیا تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یہاں مدینہ منورہ سے تعلق رکھنے والے جو لوگ موجود ہیں' وہ اپنے بھائیوں کے پاس جائیں اور انہیں اس بات کی تعلیم دیں' کیونکہ انہیں اس بات کا علم نہیں ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر بالغ نابالغ' آزاد اور غلام' مذکر اور مؤنث پر گندم کے نصف صاع یا کھجور یا جو کے ایک صاع کی بطور صدقۂ فطر ادائیگی لازم قرار دی ہے۔

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: اللہ تعالیٰ کشادگی عطا کرے تو تم لوگ بھی کشادگی کا اظہار کرو اور گندم یا کسی بھی چیز کا ایک صاع دو (یعنی جس میں نصف صاع کی ادائیگی لازم ہے' تم اس میں ایک صاع دے دو)۔

باب السُّلْتِ ۔

یہ باب ہے کہ (صدقۂ فطر کے طور پر) سلت (ادا کرنا)

2515 – اَخْبَرَنَا مُوْسٰى بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ عَنْ زَائِدَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ اَبِيْ رَوَّادٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ النَّاسُ يُخْرِجُوْنَ عَنْ صَدَقَةِ الْفِطْرِ فِيْ عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَاعًا مِّنْ شَعِيْرٍ اَوْ تَمْرٍ اَوْ سُلْتٍ اَوْ زَبِيْبٍ ۔

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ اقدس میں لوگ صدقۂ فطر کے طور پر جو یا کھجور یا سُلت یا کشمش کا ایک صاع ادا کیا کرتے تھے۔

2514-تقدم (الحديث 1579) .

2515-اخرجه ابو داود في الزكاة، باب كم يودي في صدقة الفطر (الحديث 1614) . تحفة الاشراف (7760) .

☆☆ سائب بن یزید بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کے زمانہ اقدس میں ایک صاع آج کے زمانے کے تمہارے ایک مُد اور ایک تہائی مُد کے برابر ہوتا تھا' جس میں اضافہ کر دیا گیا ہے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: زیاد بن ایوب نے ہمیں یہ حدیث سنائی ہے۔

2519 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ حَنْظَلَةَ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "الْمِكْيَالُ مِكْيَالُ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ وَالْوَزْنُ وَزْنُ اَهْلِ مَكَّةَ".

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما' نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

ماپنے کے پیمانے میں مدینہ کے ماپنے کے پیمانے کا اعتبار کیا جائے گا اور وزن میں اہل مکہ کے وزن کا اعتبار کیا جائے گا۔

صاع کی مقدار کے فقہی مفہوم کا بیان

ہمارے نزدیک معتبر عراقی (صاع) ہے اور وُہ آٹھ رطل کا ہوتا ہے، ایک رطل بیس ۲۰ استار اور استار ساڑھے چار مثقال، مثقال بیس ۲۰ قیراط ایک حبہ اور چہار خمس حبہ ہے۔ حبہ جسے فارسی میں "سُرخ" کہتے ہیں ماشہ کا آٹھواں حصہ ہوتا ہے، پس مثقال ساڑھے چار ماشہ ہوا۔ (کشف الغطاء فصل در احکام دعا وصدقہ ونحوان از اعمال خیر برائے میت مطبع احمدی، دہلی)

عراقی صاع آٹھ رطل اور حجازی پانچ رطل اور ثلث رطل ہے۔ امام شافعی کے نزدیک صاع حجازی واجب ہے اور ہمارے نزدیک صاع عراقی، جو دو من کا ہوتا ہے، اور من چار استار، اور استار ساڑھے چار مثقال ہے، لہٰذا من ایک سو اسّی مثقال ہوا جیسا کہ شارح وقایہ نے کہا، اور دوسری کتب سے بھی اسی طرح معلوم ہوتا ہے، جب ہم اس کا حساب اپنے شہروں کے وزن کے اعتبار سے کرتے ہیں تو نصف صاع اکبری سیروں کے مطابق۔ ساڑھے دو سیر استار ہوگا اور جہانگیری (اللہ تعالیٰ اس کے ملک و سلطنت کی حفاظت کرے) سیروں کے مطابق سوا دو سیر اور ایک استار کم بن جاتا ہے یہ اس حساب سے کہ صاع ۰ مثقال ہو اور اگر صاع من، اور من ۰ استار اور استار ۔ر مثقال ہو تو ہر من ۰ مثقال ہوگا، جب استار ۔ر مثقال ہے تو لازم آیا کہ نصف صاع ۸۰ استار، اور ۸۰ استار ۔ ساڑھے دو سیر اور ۵ استار قدیم وزن ہُوا، اور ساڑھے چار سیر ایک استار کم موجودہ وزن ہوا۔

(شرح سفر السعادۃ، فصل در زکوٰۃ فطر، مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر)

طرفین کے نزدیک صاع عراقی کا بیان

طرفین کے عراقی صاع آٹھ ارطال کا ہوتا ہے۔ جبکہ حضرت امام ابو یوسف علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ پانچ ارطال اور ایک رطل کا ثلث ہو۔ اور حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ کا بھی ایک قول یہی ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے ہمارا صاع چھوٹے صاعوں میں سے ہے۔ جبکہ ہماری دلیل یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے دو رطلوں والے مد کے ساتھ وضو فرمایا اور آٹھ رطلوں والے صاع کے ساتھ غسل فرمایا۔ اور اسی طرح کا صاع حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاں تھا جو اہل ہاشم کے صاعوں سے چھوٹا تھا اور

2519-اخرجه ابو داؤد في البيوع والاجارات، باب في قول النبي صلى الله عليه وسلم (المكيال مكيال المدينة) (الحديث 3340) و اخرجه النسائي في البيوع ، الرجحان في الوزن (الحديث 4608) . تحفة الاشراف (7102) .

ہاشمی بھی اس کو استعمال کرتے تھے۔ (ہدایہ اولین، کتاب الحج، لاہور)

باب الْوَقْتِ الَّذِیْ یُسْتَحَبُّ اَنْ تُؤَدّٰی صَدَقَةُ الْفِطْرِ فِیْهِ .

یہ باب ہے کہ اس وقت کا بیان جس میں صدقہ فطر کی ادائیگی مستحب ہے

2520 – اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْدَانَ بْنِ عِیْسٰی قَالَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ حَدَّثَنَا زُهَیْرٌ حَدَّثَنَا مُوْسٰی ح قَالَ وَاَنْبَانَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بَزِیْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْفُضَیْلُ قَالَ حَدَّثَنَا مُوْسٰی عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ بِصَدَقَةِ الْفِطْرِ اَنْ تُؤَدّٰی قَبْلَ خُرُوْجِ النَّاسِ اِلَی الصَّلَاةِ .

قَالَ ابْنُ بَزِیْعٍ بِزَكَاةِ الْفِطْرِ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقۂ فطر کے بارے میں یہ ہدایت کی تھی کہ جب لوگ عید کی نماز ادا کرنے کے لیے نکلیں اس سے پہلے اسے ادا کر دیا جائے۔

ابن بزیع نامی راوی نے ایک لفظ مختلف نقل کیا ہے۔

باب اِخْرَاجِ الزَّكَاةِ مِنْ بَلَدٍ اِلٰی بَلَدٍ .

یہ باب ہے کہ ایک شہر کی زکوٰۃ دوسرے شہر منتقل کرنا

2521 – اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِیْعٌ قَالَ حَدَّثَنَا زَكَرِیَّا بْنُ اِسْحَاقَ - وَكَانَ ثِقَةً - عَنْ یَحْیَی بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ صَیْفِیٍّ عَنْ اَبِیْ مَعْبَدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ اِلَی الْیَمَنِ فَقَالَ "اِنَّكَ تَاْتِیْ قَوْمًا اَهْلَ كِتَابٍ فَادْعُهُمْ اِلٰی شَهَادَةِ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَاِنْ هُمْ اَطَاعُوْكَ فَاَعْلِمْهُمْ اَنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ افْتَرَضَ عَلَیْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِیْ كُلِّ یَوْمٍ وَّلَیْلَةٍ فَاِنْ هُمْ اَطَاعُوْكَ فَاَعْلِمْهُمْ اَنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدِ افْتَرَضَ عَلَیْهِمْ صَدَقَةً فِیْ اَمْوَالِهِمْ تُؤْخَذُ مِنْ اَغْنِیَائِهِمْ فَتُوْضَعُ فِیْ فُقَرَائِهِمْ فَاِنْ هُمْ اَطَاعُوْكَ لِذٰلِكَ فَاِیَّاكَ وَكَرَائِمَ اَمْوَالِهِمْ وَاتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ فَاِنَّهَا لَیْسَ بَیْنَهَا وَبَیْنَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ حِجَابٌ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجا' آپ نے فرمایا: تم ان لوگوں کے پاس جا رہے ہو جو اہل کتاب ہیں' انہیں اس بات کی دعوت دینا کہ وہ اس بات کی گواہی دیں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے اور میں اللہ کا رسول ہوں' اگر وہ تمہاری یہ بات مان لیں تو انہیں بتانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر روزانہ پانچ نمازیں فرض کی ہیں' اگر وہ تمہاری یہ بات مان لیں تو تم انہیں بتانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر ان کے اموال میں زکوٰۃ

2520-اخرجه البخاري في الزكاة، باب الصدقة قبل العيد (الحديث 1509) . و اخرجه مسلم في الزكاة، باب الامر باخراج زكاة الفطر قبل الصلاة (الحديث 22) . و اخرجه ابو داؤد في الزكاة، باب متى تودى (الحديث 1610) . و اخرجه الترمذي في الزكاة، باب ما جاء في تقديمها قبل الصلاة (الحديث 677) . تحفة الاشراف (8452) .

2521-تقدم (الحديث 2434) .

لازم کی ہے' جو ان کے خوشحال لوگوں سے لی جائے گی اور ان کے غریب لوگوں پر خرچ کر دی جائے گی' اگر وہ اس بارے میں تمہاری بات مان لیں تو تم ان کے بہترین مال حاصل کرنے سے بچنا اور مظلوم کی بددعا سے بچنا کیونکہ اس کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی حجاب نہیں ہوتا ہے۔

زکوٰۃ کو دوسرے شہروں کی طرف منتقل کرنے کی کراہت کا بیان

زکوٰۃ کو ایک شہر سے دوسرے شہر کی طرف منتقل کرنا مکروہ ہے۔ اور یقیناً ہر گروہ کا صدقہ انہی میں تقسیم کیا جائے۔ اسی روایت کی وجہ سے جس کو حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے۔ اور اسی میں ہمسائیوں کی رعایت ہے۔ ہاں البتہ اگر انسان زکوٰۃ اپنے قریبی رشتہ داروں کی طرف منتقل کرے یا ایسی قوم کی طرف منتقل کرے جو اس شہر والوں سے زیادہ محتاج ہوں۔ کیونکہ اس میں صلہ رحمی اور ضرورت دور کرنے میں اضافہ ہے۔ اور اگر اس نے ان کے علاوہ کسی اور طرف منتقل کی تو بھی کافی ہوگا لیکن ایسا کرنا مکروہ ہے۔ اس لئے کہ زکوٰۃ کا مصرف نص قرآنی میں علی الاطلاق فقراء ہیں۔ اللہ ہی سب سے زیادہ جاننے والا ہے۔ (ہدایہ اولین، کتاب زکوٰۃ، لاہور)

زکوٰۃ دوسرے شہر میں منتقل کرنے میں مذاہب اربعہ

فقہاء احناف کے نزدیک زکوٰۃ کو ایک شہر سے دوسرے شہر میں منتقل کرنا مکروہ ہے۔ حضرت امام شافعی اور بعض فقہاء مالکیہ نے بھی اسی طرح کہا ہے۔ جبکہ امام شافعی علیہ الرحمہ کا صحیح مذہب یہ ہے کہ ان کے نزدیک دوسرے شہر میں زکوٰۃ منتقل کرنا جائز نہیں ہے۔ علامہ سروجی نے کہا ہے کہ امام شافعی کا مذہب اس مسئلہ میں مضطرب ہے۔ اور صحیح یہ ہے کہ نقل کرنا حرام ہے۔ اور حنبلی فقیہ ابن قدامہ نے شوافع سے اختلاف کیا ہے اور جائز کہا ہے۔ (البنایہ شرح الہدایہ، ۴، ص ۲۱۴، حقانیہ ملتان)

بَاب إِذَا أَعْطَاهَا غَنِيًّا وَّهُوَ لَا يَشْعُرُ

یہ باب ہے کہ جب کوئی شخص اپنی زکوٰۃ کسی خوشحال شخص کو دیدے اور اسے اس بات کا پتہ بھی نہ چل سکے

2522 - اَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ بَكَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَيَّاشٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنِي اَبُو الزِّنَادِ مِمَّا حَدَّثَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ الْاَعْرَجُ مِمَّا ذَكَرَ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ بِهِ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ "قَالَ رَجُلٌ لَاَتَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهٖ فَوَضَعَهَا فِيْ يَدِ سَارِقٍ فَاَصْبَحُوا يَتَحَدَّثُوْنَ تُصُدِّقَ عَلٰى سَارِقٍ فَقَالَ اللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ عَلٰى سَارِقٍ لَاَتَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهٖ فَوَضَعَهَا فِيْ يَدِ زَانِيَةٍ فَاَصْبَحُوا يَتَحَدَّثُوْنَ تُصُدِّقَ اللَّيْلَةَ عَلٰى زَانِيَةٍ فَقَالَ اللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ عَلٰى زَانِيَةٍ لَاَتَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهٖ فَوَضَعَهَا فِيْ يَدِ غَنِيٍّ فَاَصْبَحُوا يَتَحَدَّثُوْنَ تُصُدِّقَ عَلٰى غَنِيٍّ قَالَ اللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ عَلٰى زَانِيَةٍ وَّعَلٰى سَارِقٍ وَّعَلٰى غَنِيٍّ فَاُتِيَ فَقِيْلَ لَهٗ اَمَّا صَدَقَتُكَ فَقَدْ تُقُبِّلَتْ اَمَّا الزَّانِيَةُ فَلَعَلَّهَا اَنْ تَسْتَعِفَّ بِهٖ مِنْ زِنَاهَا وَلَعَلَّ السَّارِقَ اَنْ

2522-اخرجه البخاري في الزكاة، باب اذا تصدق على غني و هو لا يعلم (الحديث 1421) . تحفة الاشراف (13735) .

يَسْتَعِفُّ بِهٖ عَنْ سَرِقَتِهٖ وَلَعَلَّ الْغَنِيَّ اَنْ يَعْتَبِرَ فَيُنْفِقَ مِمَّا اَعْطَاهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ"۔

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: ایک مرتبہ ایک شخص نے یہ قصد کیا کہ میں ضرور صدقہ دوں گا' وہ اپنا صدقہ لے کر نکلا (تو اندھیرے میں یا لاعلمی کی وجہ سے) اس نے ایک چور کے ہاتھ میں اسے دے دیا' اگلے دن لوگ اس بارے میں بات چیت کر رہے تھے (کہ گزشتہ رات) کسی چور کو صدقہ دے دیا گیا۔ (جب اس شخص کو اس بات کا پتہ چلا) تو کہا: اے اللہ! اگرچہ صدقہ چور کے پاس چلا گیا لیکن ہر طرح کی حمد تیرے لیے ہے' میں اب دوبارہ صدقہ کروں گا' پھر وہ شخص صدقہ لے کر نکلا اور اسے زنا کرنے والی ایک عورت کے ہاتھ پر رکھ آیا' اگلے دن لوگ یہ بات کر رہے تھے کہ گزشتہ رات ایک زنا کرنے والی عورت کو کسی نے صدقہ دیا ہے' تو وہ شخص بولا: اگرچہ وہ صدقہ زانیہ کو مل گیا ہے لیکن اے اللہ! ہر طرح کی حمد تیرے لیے مخصوص ہے' میں اب پھر صدقہ کروں گا' تو وہ شخص اپنا صدقہ لے کر نکلا اور اندھیرے (یا لاعلمی کی وجہ سے) وہ کسی خوشحال شخص کے ہاتھ میں رکھ آیا' اگلے دن لوگ یہ بات چیت کر رہے تھے کہ ایک خوشحال شخص کو صدقہ دیا گیا ہے' تو وہ شخص بولا: اگرچہ یہ صدقہ ایک زانی عورت کو ملا ہے' یا چور کو ملا ہے' یا خوشحال شخص کو ملا ہے' پھر بھی اے اللہ! ہر طرح کی حمد تیرے لیے ہے (یعنی میں اس بات پر تیرا شکر ادا کرتا ہوں کہ تو نے مجھے صدقہ کرنے کی توفیق دی ہے)۔

پھر اس شخص کے خواب میں کوئی شخص آیا تو اس نے اس سے کہا: جہاں تک تمہارے صدقے کا تعلق ہے' تو وہ قبول کر لیا گیا ہے' زانی عورت کو دیا جانے والا صدقہ اس لیے قبول ہوا کہ شاید وہ اس مال کی وجہ سے زنا کرنے سے بچ جائے' چور والا اس لیے قبول ہو گیا کہ شاید وہ اس کی وجہ سے چوری کرنے سے بچ جائے اور خوشحال شخص والا اس لیے قبول ہو گیا کہ شاید وہ اس سے نصیحت حاصل کرے اور اللہ تعالیٰ نے جو مال اس کو دیا ہے' وہ اس کو خرچ کرنا شروع کر دے۔

مالداروں کو زکوٰۃ دینے میں فقہ شافعی و حنفی کا اختلاف

علامہ ابن محمود البابرتی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ مالداروں کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ان (امراء) سے زکوٰۃ وصول کرو اور ان کے فقراء میں اس کو تقسیم کرو۔ جبکہ امام شافعی علیہ الرحمہ کہتے ہیں۔ کہ جائز ہے۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: غنی کے لئے صرف پانچ صورتوں میں صدقہ جائز ہے۔ اور ان پانچ میں سے غازیوں کا بھی ذکر ہے۔ (حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غنی کے لیے صدقہ لینا جائز نہیں ہے مگر پانچ طرح کے لوگوں کے لیے (یعنی ان کے باوجود غنی ہونے کے صدقہ لینا جائز ہے) ایک راہ خدا میں جہاد کرنے والا، دوسرے زکوٰۃ کی وصول یابی پر مامور شخص، تیسرے مقروض، چوتھا وہ شخص جو اپنے صدقہ کو مال کے ذریعے سے خرید لے، پانچواں وہ شخص جس کا ہمسایہ مسکین ہو اور اس نے مسکین کو صدقہ دیا اور اس مسکین نے وہ مال کسی غنی کو ہدیہ میں دے دیا۔)

(سنن ابوداؤد، کتاب الزکوٰۃ)

اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ وہ مضبوط فی البدن ہے۔ اور وہ قوت بدنی کے باوجود کمانے سے بے پرواہ ہے۔ البتہ اس کے لئے زکوٰۃ طلب کرنا جائز نہیں ہے مگر جب وہ غازی ہو۔ کیونکہ وہ کمانے کی بجائے جہاد میں مصروف ہے۔

حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ کی دلیل کا جواب یہ ہے کہ وہ فقیر ہے۔ کیونکہ اس میں ایک دوسری چیز کا اضافہ ہوا ہے جو فقر ہے۔ کیونکہ جہاد میں مصروفیت کی وجہ سے وہ اللہ کی عبادت کی طرف جدا ہو گیا ہے۔ اور اسی طرح حج میں بھی ہوتا ہے۔ لہٰذا اس شخص کا فقیر ہونا مطلق فقیر ہونے کے متغایر ہے۔ اور یہ اصول یہ ہے کہ مقید مطلق کا ہمیشہ متغایر ہوتا ہے۔ لہٰذا مغایرت کے اثر سے دوسرے حکم کا اثر ظاہر ہو گیا۔ (عنایہ شرح الہدایہ، ج ۳، ص ۱۹۹، بیروت)

حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ بطریق ارسال روایت کرتے ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ غنی کے لیے زکوٰۃ کا مال حلال نہیں ہاں پانچ صورتوں میں غنی کے لیے بھی زکوٰۃ کا مال حلال ہوتا ہے (۱) خدا کی راہ میں جہاد کرنے والے غنی کے لیے جب کہ اس کے پاس سامان جہاد نہ ہو۔ (۲) زکوٰۃ وصول کرنے والے غنی کے لیے (۳) تاوان بھرنے والے غنی کے لیے (۴) زکوٰۃ کا مال اپنے مال کے بدلے میں خریدنے والے غنی کے لیے یعنی کسی شخص نے ایک مفلس کو زکوٰۃ کا کوئی مال دیا اور غنی اس مفلس سے زکوٰۃ کے مال کو خریدے اور اسے اس کا بدل دے دے تو اس صورت میں غنی کے لیے وہ مال جائز وحلال ہو گا۔ (۵) اور اس غنی کے لیے کہ جس کے پڑوس میں کوئی مفلس رہتا ہو اور کسی شخص نے اسے زکوٰۃ کا کوئی مال دیا اور وہ مفلس اپنے پڑوسی مال دار غنی کو اس میں سے کچھ حصہ تحفہ کے طور پر بھیجے تو وہ غنی کے لیے جائز وحلال ہو گا۔ (مالک، ابوداؤد،) اور ابوداؤد کی ایک روایت جو ابوسعید سے منقول ہے لفظ او ابن السبیل (یعنی اس غنی کے لیے بھی کہ جو مسافر ہو زکوٰۃ کا مال حلال ہے مذکور ہے۔

تاوان بھرنے والے غنی سے وہ مال دار اور غنی مراد ہے جسے کسی تاوان وجرمانے کے طور پر ایک بڑی رقم یا کسی مال ایک بڑا حصہ ادا کرنا ہے اگرچہ وہ مالدار ہے مگر اس کے ذمہ تاوان اور جرمانے کی جو رقم یا جو مال ہے وہ اس کے موجودہ مال ورقم سے بھی زیادہ ہے تو اس کے لیے جائز اور حلال ہے کہ وہ زکوٰۃ لے کر اس سے وہ تاوان پورا کرے اب وہ تاوان خواہ دیت کی صورت میں یا یہ شکل ہو کہ کوئی شخص کسی دوسرے کا قرضدار تھا اس نے طرفین کو لڑائی جھگڑے سے بچانے کے لیے یا کسی اور وجہ سے اس شخص کا قرض اپنے ذمہ لے لیا کہ اس کی طرف سے اس کا قرض میں ادا کروں گا اس کی وجہ سے وہ قرض دار ہو گیا یا پھر یہ شکل بھی مراد ہو سکتی ہے کہ وہ خود کسی کا قرض دار ہو اپنا قرض ادا کرنے کے لیے اسے رقم و مال کی ضرورت ہو امام شافعی کے مسلک کے مطابق وہ غازی جہاد کرنے والا جو غنی اور مالدار ہو زکوٰۃ لے سکتا ہے اور اسے زکوٰۃ لینی درست ہے۔ لیکن حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کے نزدیک اسے زکوٰۃ دینی جائز نہیں ہے کیونکہ دوسری احادیث میں مطلقاً غنی کو زکوٰۃ دینے سے منع فرمایا گیا ہے کہ غنی کے لیے صدقات کا مال حلال نہیں ہے پھر یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو جو حکم تحریر فرمایا تھا اس میں آپ نے مطلقاً یہی ارشاد فرمایا تھا کہ (جس قوم میں تم گئے ہو) اس قوم کے مالداروں سے زکوٰۃ وصول کر وا سے ان کے فقراء ومساکین پر صرف کرو، چنانچہ وہ حدیث کہ جس میں حضرت معاذ کے بارے میں مذکورہ حکم منقول ہے یہاں ذکر کی گئی حدیث سے زیادہ قوی ہے۔

ان کے علاوہ حدیث میں جو ذکر کی گئی ہیں وہ سب صورتیں متفقہ طور پر تمام ائمہ کے نزدیک درست ہیں کیونکہ زکوٰۃ وصول

کرنے والے کو تو زکوٰۃ کا مال لینا اس لیے درست ہے کہ وہ اپنی محنت اور اپنے عمل کی اجرت لیتا ہے اس صورت میں اس کا فقر و غنا دونوں برابر ہیں۔ تاوان بھرنے والا اگرچہ غنی ہے لیکن اس پر جو قرض کا مطالبہ ہے وہ اس کے موجودہ مال سے زیادہ ہونے کی وجہ سے اس کا مال نہ ہونے کے برابر ہے اسی طرح باقی دونوں صورتوں کا معاملہ بھی ظاہر ہی ہے کہ زکوٰۃ جب مستحق زکوٰۃ کو مل گئی تو گویا وہ اپنے محل اور اپنے مصرف میں پہنچ گئی اور وہ مستحق زکوٰۃ اس مال کا مالک ہو گیا اب چاہے وہ اسے فروخت کر دے چاہے کسی کو تحفہ کے طور پر دے دے۔

قاعدہ فقہیہ، مقید مطلق کا ہمیشہ متغایر ہوتا ہے

مقید ہمیشہ مطلق کا متغایر ہوتا ہے۔ (عنایہ)

اس قاعدہ کی وضاحت یہ ہے کہ جب کسی حکم شرعی کا دیکھیں کہ اس کا مطلق حکم کیا ہے اور پھر اسی حکم کو تقیید کو دیکھیں تو ان دونوں میں متغایرت ہوگی۔ جس طرح نماز کا حکم ہے۔ کہ مکمل نماز پڑھنا اس کا حکم مطلق ہے۔ اور سفر شرعی کی صورت میں اس کا حکم مقید ہے اور حکم مطلق میں فرض چار رکعتوں کو پڑھنے والا حکم مقید کی حالت میں دو رکعتیں پڑھتا ہے جو ایک دوسرے کا متغایر ہیں۔ اسی طرح مطلق و مقید کے تمام احکام اس قاعدے کے مفہوم کو واضح کرتے ہیں اور ان باہمی فرق کی وجہ سے احکام کے سمجھنے میں آسانی بھی فراہم ہوتی ہے۔ (رضوی عفی عنہ)

لام عاقبت ہونے میں فقہی دلائل کا بیان

علامہ ابن ہمام حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: کیونکہ ادائیگی زکوٰۃ کے لیے اصلی چیز یہ ہے کہ آدمی اپنے مال کے کچھ حصہ کا کسی مسلمان محتاج کو، جو ہاشمی یا کسی ہاشمی کا آزاد کردہ غلام نہ ہو، ادائیگی زکوٰۃ کی نیت کے ساتھ اس طرح مالک بنا دے کہ خود اپنی کوئی غرض اس ادا کردہ مال کے ساتھ وابستہ نہ رکھے۔ ایک معترض اس پر یہ کہہ سکتا ہے کہ تمھارا یہ کہنا کہ تملیک ادائیگی زکوٰۃ کے لیے رکن کی حیثیت رکھتی ہے محض ایک خالی خولی دعویٰ ہے، کیونکہ زکوٰۃ کے سلسلہ میں جو نقلی دلیلیں وارد ہیں، ان میں کوئی چیز ایسی نہیں ملتی جس سے اس دعویٰ کا ثبوت مہیا ہوتا ہو۔ لے دے کر اس باب میں جو چیز دلیل کی حیثیت رکھتی ہے، وہ اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے کہ 'اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ '، لیکن اس کا حال بھی یہ ہے کہ تم (یعنی حنفیہ) 'لِلْفُقَرَآءِ ' کے "لام" کو "عاقبت" کے معنی میں لیتے ہو، تملیک کے معنی میں نہیں لیتے۔ جواب اس اعتراض کا یہ ہے کہ لام کو جو ہم "عاقبت" کے معنی میں لیتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ مقبوضہ مال آخر کار ان کی ملک بن جائے گا۔ پس اپنی ابتدائی حیثیت میں تو یہاں فقرا اور مساکین کا ذکر مصارف زکوٰۃ بیان کرنے کے پہلو سے ہوا ہے، مستحقین کی حیثیت سے نہیں ہوا ہے، لیکن لام اس بات پر دلیل ہے کہ بالآخر ان کو ملکیت حاصل ہو جائے گی۔ پس تملیک کا دعویٰ محض دعویٰ ہی دعویٰ نہیں رہا۔" (فتح القدیر، ج ۲، ص ۲۰، بیروت)

علامہ علاؤ الدین کاسانی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے اپنے حکم 'وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ' کے ذریعہ سے مالکین نصاب کو زکوٰۃ کا حکم دیا ہے اور 'ایتاء' تملیک ہی ہے۔ اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ کا نام صدقہ رکھا ہے۔ ارشاد ہے: 'اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ

لِلْفُقَرَآءِ' اور تصدیق وہی تملیک ہے۔

دوسری جگہ ہے۔

واما رکنه فهو التمليك لقوله تعالىٰ واتوا حقه يوم حصاده والايتاء هو التمليك.

(بدائع الصنائع ۲/ ۶۴ ۔۶۵)

رہا زکوٰۃ کا رکن تو وہ تملیک ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:'وَاٰتُوْا حَقَّه، يَوْمَ حَصَادِه' (اور اس کی کٹائی کے وقت اس کا حق دو) یہاں 'ایتاء' سے مقصود ہی تملیک ہے۔تملیک کی تائید میں جن نصوص کا حوالہ دیا جاتا ہے، وہ یہ ہیں۔

اما النص فقوله تعالىٰ انما الصدقات للفقراء وقوله عزوجل في اموالهم حق معلوم للسائل والمحروم والاضافة بحرف اللام تقتضي الاختصاص بجهة الملك اذاكان المضاف اليه من اهل الملك.

(بدائع الصنائع ۲/ ۴)

رہا تملیک کے ثبوت میں نص تو اللہ تعالیٰ کا قول'اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ ' (خیرات کا مال تو بس غریبوں کے لیے ہے) اور دوسری آیت ہے :'فِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ ' (اوران کے مالوں میں سائل اور محروم کے لیے ایک متعین حق ہے) حرف لام کے ذریعہ سے جب اضافت ہو تو وہ ملکیت کے پہلو سے اختصاص کو چاہتی ہے بشرطیکہ مضاف الیہ اہل ملک میں سے ہو۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔نہ تو غنی کے لئے زکوۃ کا مال لینا حلال ہے اور نہ تندرست وتوانا کے لئے جو محنت مزدوری کرنے کے قابل ہو۔(ترمذی، ابوداؤد، دارمی اور احمد، نسائی و ابن ماجہ نے اس روایت کو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔(مشکوۃ المصابیح، جلد دوم، رقم الحدیث، **328**)

غنی تین طرح کے ہوتے ہیں۔اول تو وہ شخص جس پر زکوۃ فرض ہوتی ہے گویا وہ شخص نصاب نامی کا مالک ہو اور اس کے نصاب پر ایک سال گزر گیا ہو دوم وہ شخص جو مستحق زکوۃ نہیں ہوتا اور اس پر صدقہ فطر قربانی کرنا واجب ہوتا ہے گویا وہ شخص کہ جس کے پاس ضرورت اصلیہ کے علاوہ بقدر نصاب یعنی ساڑھے باون تولہ چاندی کے برابر مال ہو، سوم وہ شخص جس کے صدقہ کا مال تو حلال ہو لیکن اسے دست سوال دراز کرنا حرام ہو، گویا وہ شخص جو ایک دن کے کھانے اور بقدر ستر پوشی کپڑے کا مالک ہو۔

تندرست وتوانا" کا مطلب یہ ہے کہ کہ جس طرح غنی کے لئے زکوۃ کا مال حلال نہیں ہے اسی طرح اس شخص کے لئے زکوۃ حلال و جائز نہیں ہے جو تندرست وتوانا ہو یعنی اس کے اعضاء صحیح و سالم اور قوی ہوں نیز وہ اتنا کمانے پر قادر ہو کہ اس کے ذریعے اپنا اور اہل وعیال کا پیٹ پال سکے چنانچہ حضرت امام شافعی کا مسلک اسی حدیث کے مطابق ہے کہ ان کے نزدیک کسی ایسے شخص کے لئے زکوۃ کا مال لینا حلال نہیں ہے جو کمانے کے قابل ہو لیکن حنفیہ کا مسلک یہ ہے کہ ہر اس شخص کو زکوۃ لینی حلال ہے جو نصاب مذکورہ کا مالک نہ وہ اگرچہ وہ تندرست وتوانا اور کمانے کے قابل ہی کیوں نہ ہو کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان ضرورت مند صحابہ رضی اللہ عنہم کو صدقات وزکوۃ کا مال دیتے تھے۔

جو توانا و تندرست بھی تھے اور کمانے کے قابل بھی تھے اور آخر تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی معمول رہا لہٰذا اس حدیث کے بارے میں کہا جائے گا یا تو یہ منسوخ ہے یا پھر یہ کہ اس حدیث کی مراد یہ ظاہر کرنا ہے کہ جو شخص تندرست و توانا ہو اور محنت مزدوری کر کے اپنے اور اپنے اہل وعیال کے اس باب معیشت فراہم کرنے کی قدرت و طاقت رکھتا ہو اس کے لئے یہ بہتر اور مناسب نہیں ہے کہ وہ زکوۃ وصدقات کا مال لے کر اس ذلت و کمتری پہ مطمئن و راضی ہو اور معاشرے کا ایک ناکارہ شخص بن جائے بلکہ اس کے لئے تو بہتر اور اولیٰ یہ ہے کہ وہ اپنے بازوؤں کے سہارے خود کمائے محنت کرے اور اس طرح سماج وسوسائٹی میں باوقار زندگی بسر کرے۔

بَاب الصَّدَقَةِ مِنْ غُلُولٍ

باب صدقہ دینے کے بیان میں ہے

یہ باب حرام مال میں سے صدقہ دینے کے بیان میں ہے

2523 - اَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الذَّارِعُ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ - وَهُوَ ابْنُ زُرَيْعٍ - قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ . قَالَ وَاَنْبَاَنَا اِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرٌ - وَهُوَ ابْنُ الْمُفَضَّلِ - قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ - وَاللَّفْظُ لِبِشْرٍ - عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِى الْمَلِيحِ عَنْ اَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ "اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ لَا يَقْبَلُ صَلَاةً بِغَيْرِ طُهُورٍ وَّلَا صَدَقَةً مِّنْ غُلُولٍ".

☆☆ ابوملیح اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ بات ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: اللہ تعالیٰ وضو کے بغیر نماز قبول نہیں کرتا اور حرام مال میں سے صدقہ قبول نہیں کرتا۔

حلال مال سے صدقہ قبول ہونے کا بیان

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کھجور برابر (خواہ صورت میں خواہ قیمت میں) حلال کمائی میں خرچ کرے (اور یہ جان لو کہ) اللہ تعالیٰ صرف مال حلال قبول کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اپنے داہنے ہاتھ سے قبول کرتا ہے اور پھر اس صدقہ کو صدقہ دینے والے کے لئے اسی طرح پالتا ہے۔ جیسا کہ تم میں سے کوئی شخص اپنا بچھڑا پالتا ہے یہاں تک کہ وہ (صدقہ یا اس کا ثواب) پہاڑ کی مانند ہو جاتا ہے۔

(بخاری ومسلم، مشکوۃ المصابیح، جلد دوم: رقم الحدیث، 387)

کسب کے معنی ہیں جمع کرنا یہاں "کسب طیب" سے مراد وہ مال ہے جسے حلال ذریعوں سے جمع کیا جائے یعنی شرعی اصولوں کے تحت ہونے والی تجارت وصنعت زراعت و ملازمت اور وراثت یا حصہ میں حاصل ہونے والا مال۔ "ولا یقبل اللہ الا الطیب" (اللہ تعالیٰ صرف حلال مال قبول کرتا ہے) میں اسی طرف اشارہ ہے کہ بارگاہ الوہیت میں صرف وہی صدقہ قبول ہوتا ہے جو حلال مال کا ہو، غیر حلال مال قبول نہیں ہوتا نیز اس سے یہ نکتہ بھی پیدا ہوا کہ حلال مال اچھی اور نیک جگہ ہی خرچ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے اپنے داہنے ہاتھ سے قبول کرتا ہے۔

2523-تقدم (الحديث 139) .

مطلب یہ ہے کہ اللہ کی راہ میں خرچ کیا جانے والا حلال مال بارگاہ الوہیت میں کمال قبول کو پہنچتا ہے اور اللہ تعالیٰ حلال مال خرچ کرنے والے سے بہت زیادہ خوش ہوتا ہے اسی مفہوم کو یہاں "داہنے سے لینے" سے اس لئے محاورۃ اور عرفا تعبیر کیا گیا ہے کہ پسندیدہ اور محبوب چیز داہنے ہاتھ ہی سے لی جاتی ہے۔ "پالنا" ہے سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس صدقے کے ثواب کو بڑھاتا جاتا ہے تاکہ وہ قیامت کے روز میزان عمل میں گراں ثابت ہو۔

صدقہ کی پرورش ہونے کا بیان

2524 – اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِیْ سَعِيْدٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ يَسَارٍ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَا تَصَدَّقَ اَحَدٌ بِصَدَقَةٍ مِّنْ طَيِّبٍ وَّلَا يَقْبَلُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اِلَّا الطَّيِّبَ اِلَّا اَخَذَهَا الرَّحْمٰنُ عَزَّ وَجَلَّ بِيَمِيْنِهٖ وَاِنْ كَانَتْ تَمْرَةً فَتَرْبُوْ فِیْ كَفِّ الرَّحْمٰنِ حَتّٰى تَكُوْنَ اَعْظَمَ مِنَ الْجَبَلِ كَمَا يُرَبِّیْ اَحَدُكُمْ فَلُوَّهُ اَوْ فَصِيْلَهُ".

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

جو شخص بھی حلال مال میں سے صدقہ کرتا ہے ویسے اللہ تعالیٰ صرف حلال مال کو ہی قبول کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس صدقے کو اپنے دست قدرت میں لے لیتا ہے اگرچہ وہ ایک کھجور ہی کیوں نہ ہو پھر وہ پروردگار کے دست قدرت میں پھلتی پھولتی رہتی ہے یہاں تک کہ پہاڑ سے زیادہ بڑی ہو جاتی ہے یہ بالکل اسی طرح ہوتا ہے جس طرح کوئی شخص اپنے گھوڑے یا اونٹ کے بچے کی پرورش کرتا ہے (اور اسے بڑا کر دیتا ہے)۔

بَاب جَهْدِ الْمُقِلِّ.

یہ باب تنگ دست شخص کا صدقہ کرنے کے بیان میں ہے

2525 – اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَبْدِ الْحَكَمِ عَنْ حَجَّاجٍ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِیْ عُثْمَانُ بْنُ اَبِیْ سُلَيْمَانَ عَنْ عَلِیٍّ الْاَزْدِیِّ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حُبْشِیٍّ الْخَثْعَمِیِّ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ اَیُّ الْاَعْمَالِ اَفْضَلُ قَالَ "اِيْمَانٌ لَا شَكَّ فِيْهِ وَجِهَادٌ لَا غُلُوْلَ فِيْهِ وَحَجَّةٌ مَبْرُوْرَةٌ". قِيْلَ فَاَیُّ الصَّلَاةِ اَفْضَلُ قَالَ "طُوْلُ الْقُنُوْتِ". قِيْلَ فَاَیُّ الصَّدَقَةِ اَفْضَلُ قَالَ "جَهْدُ الْمُقِلِّ". قِيْلَ فَاَیُّ الْهِجْرَةِ اَفْضَلُ قَالَ "مَنْ هَجَرَ مَا

2524-اخرجه البخاري في الزكاة، باب الصدقة من كسب طيب (الحديث 1410) تعليقاً، و في التوحيد، باب قول الله تعالى (تعرج الملائكة والروح اليه) و قوله جل ذكره (اليه يصعد الكلم الطيب) (الحديث 7430) تعليقاً . و اخرجه مسلم في الزكاة، باب قبول الصدقة من الكسب الطيب و تربيتها (الحديث 63) . و اخرجه الترمذي في الزكاة، باب ما جاء في فضل الصلاة (الحديث 661) و اخرجه النسائي في التفسير: سورة التوبة، قوله التوبة، قوله تعالى (اولم يعلموا ان الله هو يقبل التوبة عن عباده) (الحديث 247)، واخرجه ابن ماجه في الزكاة، باب فضل الصدقة (الحديث 1842) . تحفة الاشراف (13379) .

2525-اخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب طول القيام (الحديث 1449) . و الحديث عند: النسائي في الايمان و شرائعه، ذكر افضل الاعمال (الحديث 5001) . تحفة الاشراف (5241) .

عَزَّمَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ" . قِيلَ فَأَيُّ الْجِهَادِ أَفْضَلُ قَالَ "مَنْ جَاهَدَ الْمُشْرِكِينَ بِمَالِهِ وَنَفْسِهِ" . قِيلَ فَأَيُّ الْقَتْلِ أَشْرَفُ قَالَ "مَنْ أُهْرِيقَ دَمُهُ وَعُقِرَ جَوَادُهُ" .

حضرت عبداللہ بن حبشی خثعمی بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ سے دریافت کیا گیا: کون سا عمل زیادہ فضیلت رکھتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ایسا ایمان جس میں شک نہ ہو اور ایسا جہاد جس میں (مال غنیمت میں) خیانت نہ ہو اور مبرور حج۔ عرض کی گئی: کون سی نماز زیادہ فضیلت رکھتی ہے؟ آپ نے فرمایا: جس میں طویل قیام کیا جائے' عرض کی گئی: کون سا صدقہ زیادہ فضیلت رکھتا ہے؟ آپ نے فرمایا: جو تنگ دست شخص کرتا ہے' عرض کی گئی: کون سی ہجرت زیادہ فضیلت رکھتی ہے؟ آپ نے فرمایا: جو شخص ہر اس چیز سے لاتعلق ہو جائے جسے اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے' عرض کی گئی: کون سا جہاد زیادہ فضیلت رکھتا ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا: اس شخص کا جہاد جو اپنے مال اور جان کے ہمراہ مشرکین کے ساتھ لڑائی کرتا ہے' عرض کی گئی: کون سا قتل زیادہ فضیلت رکھتا ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا: جس کا خون بہا دیا گیا ہو اور گھوڑے کو دفن کر دیا گیا ہو (یعنی جو بھرپور جنگ میں حصہ لینے کے بعد قتل ہو)۔

کم مال رکھنے والے کے صدقہ کا بیان

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں منقول ہے کہ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کونسا صدقہ زیادہ ثواب کا باعث ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کم مال رکھنے والے کی زیادہ سعی وکوشش اور صدقہ کا مال پہلے اس شخص کو دو جس کی ضروریات زندگی تمہاری ذات سے وابستہ ہوں۔ (ابوداؤد، مشکوۃ المصابیح، جلد دوم: رقم الحدیث، 437)

کم مال رکھنے والے کی زیادہ سعی وکوشش کا مطلب یہ ہے کہ اس شخص کا صدقہ زیادہ افضل ہے جو اگرچہ بہت کم مال کا مالک ہے لیکن صدقہ دینے کے معاملے میں اپنی پوری سعی وکوشش اور مشقت کرتا ہے اور جو کچھ اس کے بس میں ہوتا ہے اسے اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے دریغ نہیں کرتا۔

اس سے تو یہ معلوم ہوا کہ بہترین صدقہ وہ ہے جو حالت غنا میں دیا جائے جب کہ یہ حدیث اس صدقہ کو افضل قرار دے رہی ہے جو مال کی کمی کی حالت میں دیا جائے لہٰذا ان دونوں روایتوں کی تطبیق یہ ہوگی کہ صدقہ کی فضیلت کا تعلق اشخاص و حالات اور قوت توکل وضعف یقین کے تفاوت سے ہے پہلی حدیث ان لوگوں کے بارے میں ہے جو توکل کے معیار پر پورے نہ اترتے ہوں اور یہ حدیث ان لوگوں کے بارے میں ہے جنہیں کامل توقع ویقین کا مرتبہ حاصل ہوتا ہے۔

بعض حضرات فرماتے ہیں کہ یہاں حدیث میں مقل یعنی کم مال والے سے غنی القلب یعنی وہ شخص مراد ہے جس کا دل غنی و بے پرواہ ہو اس صورت میں یہ حدیث پہلی حدیث کے الفاظ خیر الصدقۃ ما کان عن ظہر غنی کے موافق ہو جائے گی۔ اس طرح حاصل یہ نکلے گا کہ اس شخص کا تھوڑا سا صدقہ بھی کہ جو کم مال دار مگر غنی دل ہو مالدار کے صدقہ سے افضل ہے خواہ اس کا صدقہ کتنا ہی زیادہ کیوں نہ ہو۔

صدقے والے درہم کی اہمیت کا بیان

2526 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِیْ سَعِيْدٍ وَالقعقاع عن ابی هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "سَبَقَ دِرْهَمٌ مِائَةَ اَلْفِ دِرْهَمٍ" . قَالُوْا وَكَيْفَ قَالَ دِرْهَمَانِ تَصَدَّقَ بِاَحَدِهِمَا وَانْطَلَقَ رَجُلٌ اِلٰى عُرْضِ مَالِهِ فَاَخَذَ مِنْهُ مِائَةَ اَلْفِ دِرْهَمٍ فَتَصَدَّقَ بِهَا" .

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

ایک درہم ایک ہزار درہم پر سبقت لے جاتا ہے' لوگوں نے دریافت کیا: وہ کس طرح؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک شخص کے پاس دو درہم ہوں اور وہ ان میں سے ایک درہم کو صدقہ کردے جبکہ دوسرا شخص اپنے مال میں جاتا ہے اور اس میں سے ایک ہزار درہم جو اس کے مال کا کچھ حصہ بنتا ہے' لیتا ہے اور اسے صدقہ کر دیتا ہے۔

2527 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ عِيْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَجْلَانَ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "سَبَقَ دِرْهَمٌ مِائَةَ اَلْفٍ" . قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَكَيْفَ قَالَ "رَجُلٌ لَهُ دِرْهَمَانِ فَاَخَذَ اَحَدَهُمَا فَتَصَدَّقَ بِهِ وَرَجُلٌ لَهُ مَالٌ كَثِيْرٌ فَاَخَذَ مِنْ عُرْضِ مَالِهِ مِائَةَ اَلْفٍ فَتَصَدَّقَ بِهَا" .

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

ایک درہم ایک لاکھ درہم پر سبقت لے جاتا ہے' لوگوں نے عرض کی: یارسول اللہ! وہ کیسے؟ آپ نے ارشاد فرمایا: ایک شخص کے پاس دو درہم ہوتے ہیں' وہ ان میں سے ایک کو لے کر اسے صدقہ کر دیتا ہے جبکہ دوسرے شخص کے پاس زیادہ مال ہوتا ہے' وہ اپنے مال سے کچھ مال جو ایک لاکھ درہم ہے' اسے لیتا ہے اور صدقہ کر دیتا ہے۔

2528 - اَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ قَالَ اَنْبَاَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوْسٰى عَنِ الْحُسَيْنِ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ شَقِيْقٍ عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْمُرُنَا بِالصَّدَقَةِ فَمَا يَجِدُ اَحَدُنَا شَيْئًا يَتَصَدَّقُ بِهِ حَتّٰى يَنْطَلِقَ اِلَى السُّوْقِ فَيَحْمِلَ عَلٰى ظَهْرِهِ فَيَجِیْءَ بِالْمُدِّ فَيُعْطِيَهُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ لَاَعْرِفُ الْيَوْمَ رَجُلًا لَهُ مِائَةُ اَلْفٍ مَا كَانَ لَهُ يَوْمَئِذٍ دِرْهَمٌ .

2526-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (13057) .

2527-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (12328) .

2528-اخرجه البخاري في الزكاة، باب اتقوا النار و لو بشق تمرة و القليل من الصدقة (الحديث 1415) بنحوه و (الحديث 1416)، و في الاجارة، باب من آجر نفسه ليحمل على ظهره ثم تصدق به و اجر الحمال (الحديث 2273)، و في التفسير، باب (الذين يلمزون المطوعين من المومنين في الصدقات) (الحديث 4668 و 4669) . و اخرجه مسلم في الزكاة، باب الحمل اجرة يتصدق بها، و النهي الشديد عن تنقيص المتصدق بقليل (الحديث 72) بنحوه . و اخرجه النسائي في الزكاة، جهد المقل (الحديث 2529) بنحوه، وفي التفسير: سورة التوبة، قوله تعالى (الذين يلمزون المطوعين من المومنين) (الحديث 243) . و اخرجه ابن ماجه في الزهد، باب معيشة اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم (الحديث 4155) . تحفة الاشراف (9991) .

☆☆ حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں صدقہ کرنے کی ہدایت کیا کرتے تھے تو ہم میں سے کسی ایک شخص کو کوئی ایسی چیز نہیں ملتی تھی جسے وہ صدقہ کر سکے تو وہ بازار چلا جاتا تھا' وہاں وہ اپنی پیٹھ پر بوجھ اٹھاتا تھا اور پھر اس کے ذریعے ایک مُد لا کر وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیتا تھا' آج میں اس شخص کو جانتا ہوں کہ اس شخص کے پاس ایک لاکھ درہم ہیں' حالانکہ اس وقت اس کے پاس ایک درہم بھی نہیں ہوتا تھا (حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ کا اشارہ ان کی اپنی ذات کی طرف تھا)۔

2529 - اَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ اَبِي وَائِلٍ عَنْ اَبِي مَسْعُوْدٍ قَالَ لَمَّا اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالصَّدَقَةِ فَتَصَدَّقَ اَبُوْ عَقِيْلٍ بِنِصْفِ صَاعٍ وَّجَآءَ اِنْسَانٌ بِشَيْءٍ اَكْثَرَ مِنْهُ فَقَالَ الْمُنَافِقُوْنَ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ لَغَنِيٌّ عَنْ صَدَقَةِ هٰذَا وَمَا فَعَلَ هٰذَا الْاٰخَرُ اِلَّا رِيَآءً فَنَزَلَتِ (اَلَّذِيْنَ يَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي الصَّدَقَاتِ وَالَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ اِلَّا جُهْدَهُمْ) .

☆☆ حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں صدقہ کرنے کی ہدایت کی تو ابوعقیل نے نصف صاع صدقہ کیا' ایک شخص اس سے زیادہ مال لے آیا تو منافقین نے کہا: اللہ تعالیٰ اتنے صدقے سے بے نیاز ہے' اور اس دوسرے شخص نے صرف ریاکاری کے طور پر صدقہ کیا ہے (یعنی جس نے زیادہ مال دیا تھا) تو اس بارے میں یہ آیت نازل ہوئی:

''جو لوگ' خوشی سے صدقہ کرنے والے مؤمنین پر' صدقہ کرنے کے حوالے سے ریاکاری کا الزام لگاتے ہیں اور ان لوگوں پر الزام لگاتے ہیں جو صرف محنت مزدوری کر کے ہی (کچھ کما کر صدقہ کر سکتے ہیں)''۔

رضائے الٰہی کے حصول کے لیے صحابہ کرام کا اپنی محبوب چیزوں کو صدقہ کرنا

امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ روایت کرتے ہیں: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ مدینہ میں کھجوروں کے لحاظ سے سب سے زیادہ مالدار تھے اور ان کا سب سے زیادہ پسندیدہ مال بیرحا کا باغ تھا یہ مسجد (نبوی) کے سامنے تھا رسول اللہ باغ میں داخل ہوتے اور اس کا میٹھا پانی پیتے حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: تم ہرگز نیکی نہیں حاصل کر سکو گے حتیٰ کہ اس چیز سے خرچ کرو جس کو تم پسند کرتے ہو تب حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ اٹھ کر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس گئے اور عرض کیا: یا رسول! بے شک اللہ فرماتا ہے: تم ہرگز نیکی حاصل نہیں کر سکو گے حتیٰ کہ اس چیز سے خرچ کرو جس کو تم پسند کرتے ہو۔ اور بے شک میرا سب سے زیادہ پسندیدہ مال بیرحا ہے اور یہ اللہ کی راہ میں صدقہ ہے اور میں اللہ کے نزدیک اس کی نیکی اور آخرت میں اس کے اجر کی توقع رکھتا ہوں یا رسول! آپ جہاں مناسب سمجھیں اس کو رکھیں تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا چھوڑو یہ نفع بخش مال ہے یہ نفع بخش مال ہے اور میں نے سن لیا جو تم نے کہا ہے اور میری رائے یہ ہے کہ تم اس کو اپنے رشتہ داروں کو دے دو حضرت ابوطلحہ نے کہا یا رسول اللہ (صلی

2529-تقدم (الحديث 2528) .

اللہ علیہ وسلم) میں ایسا ہی کروں گا پھر حضرت ابوطلحہ نے اس باغ کو اپنے رشتہ داروں اور اپنے چچا کے بیٹوں میں تقسیم کر دیا۔

(صحیح بخاری ج ا ص ۱۹۷ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۸۱ھ)

اس حدیث سے حسب ذیل مسائل معلوم ہوئے:

(ا) زمینوں اور باغات کو اپنی ملکیت میں رکھنا جائز ہے اس میں ان لوگوں کا رد ہے جو زمینوں کی شخصی ملکیت کو ناجائز کہتے ہیں اور اس میں اس روایت کا بھی رد ہے جو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ہے کہ زمینوں کو نہ رکھو ورنہ تم دنیا میں رغبت کرو گے۔

(ب) دوست کے باغ سے پانی پینا اور پھل کھانا جائز ہے اسی طرح اس کے مکان سے کھانا کھانا بھی جائز ہے بشرطیکہ اس کا دوست اس سے خوش ہوتا ہو نیز اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ علماء کا باغات میں جانا جائز ہے۔

(ج) علماء اور صالحین سے مشورہ لینا جائز ہے خواہ مشورہ صدقہ وخیرات سے متعلق ہو یا کسی اور نفلی عبادت سے یا دنیا کا کوئی معاملہ ہو اور اپنی محبوب چیز کو خرچ کرنے کے متعلق بھی مشورہ کرنا جائز ہے۔

(د) اگر کسی مال کو مطلق وقف کیا جائے اور اس کے خرچ کرنے کی مد کو متعین نہ کیا جائے پھر بھی وقف کرنا صحیح ہے اور جب تک قبول نہ کیا جائے وکالت صحیح نہیں ہے۔

(ہ) اپنے رشتہ داروں اور خاندان کے دیگر غریبوں پر نفلی صدقہ کرنا دوسرے لوگوں پر صدقہ کرنے سے افضل ہے اور اس کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا۔ تمہارے لیے دو اجر ہیں رشتہ داروں سے حسن سلوک کا اور صدقہ کا۔ نیز صحیح بخاری (کتاب الھبہ) میں ہے کہ جب حضرت میمون (رضی اللہ عنہ) نے اپنی ایک کنیز کو آزاد کر دیا تو آپ نے فرمایا اگر تم یہ اپنے ماموں کو دے دیتیں تو تمہیں زیادہ اجر ہوتا۔

امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری متوفی ۳۱۰ھ روایت کرتے ہیں: ایوب بیان کرتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی (آیت) لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون تو حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ کی خدمت میں اپنے محبوب گھوڑے کو لے کر آئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ اللہ کی راہ میں ہے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے یہ گھوڑا (ان کے بیٹے) حضرت اسامہ بن زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو دے دیا حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ اس پر رنجیدہ ہوئے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلمنے ان کی اس کیفیت کو دیکھا تو آپ نے فرمایا سنو بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہارے اس صدقہ کو قبول کر لیا ہے۔

(جامع البیان ج ۳ ص ۲۴۷ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۱۴۰۹ھ)

حافظ عماد الدین اسماعیل بن عمر بن کثیر شافعی متوفی ۷۷۴ھ لکھتے ہیں: امام بزار اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب مجھے یہ آیت یاد آئی (آیت) لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون تو میں نے اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں میں غور کیا کہ کون سی نعمت مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے تو میں نے دیکھا کہ ایک رومی کنیز تھی جو مجھے زیادہ محبوب تھی میں نے کہا یہ اللہ کے لیے آزاد ہے سو اب اگر میں اس کی طرف لوٹتا تو اس سے نکاح کر لیتا۔

(تفسیر القرآن ج ۲ ص ۷۱ مطبوعہ ادارہ اندلس بیروت ۱۳۸۵ھ)

حافظ جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ ھ لکھتے ہیں: امام ابن جریر اور امام ابن المنذر نے اپنی اپنی سندوں کے ساتھ روایت کیا ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب نے حضرت ابوموسیٰ اشعری کو لکھا کہ وہ ان کے لیے قیدیوں میں سے ایک کنیز خرید لیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کنیز کو بلایا اور کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: تم ہرگز نیکی نہیں حاصل کرسکو گے حتیٰ کہ اس چیز سے خرچ کرو جس کو تم پسند کرتے ہو۔ پھر آپ نے اس کنیز کو آزاد کردیا۔

امام عبد بن حمید ثابت بن حجاج سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے یہ حدیث پہنچی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت زید رضی اللہ عنہ نے کہا اے اللہ! تجھے علم ہے کہ مجھے اپنے مال میں سے اس گھوڑے کے سوا اور کوئی چیز محبوب نہیں ہے۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے وہ گھوڑا مسکینوں پر خرچ کردیا پھر حضرت زید نے دیکھا کہ وہ لوگ اس گھوڑے کو فروخت کر رہے تھے انہوں نے نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) سے اس گھوڑے کو خریدنے کے متعلق سوال کیا آپ نے ان کو خریدنے سے منع فرمایا:

امام احمد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس (پکی ہوئی) گوہ لائی گئی آپ نے اس کو خود کھایا نہ اس سے منع فرمایا میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آیا ہم یہ مسکینوں کو کھلا دیں؟ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا جس چیز کو تم خود نہیں کھاتے وہ دوسروں کو بھی نہ کھلاؤ۔ امام ابن المنذر نافع سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما شکر خرید کر اس کو صدقہ کردیتے ہم نے مشورہ دیا اگر آپ اس شکر کے بدلہ طعام خرید لیں تو ان سے ان کو بہت فائدہ ہوگا! حضرت ابن عمر نے فرمایا میں جانتا ہوں تم جو کچھ کہہ رہے ہو لیکن میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے یہ سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ تم ہرگز نیکی حاصل نہیں کرسکو گے حتیٰ کہ اس چیز سے خرچ کرو جس کو تم پسند کرتے ہو۔

(الدر المنثور ج ۲ ص ۵۱ مطبوعہ مکتبہ آیۃ اللہ العظمیٰ ایران)

پسندیدہ اور محبوب مال کے معیار کا بیان

مال محبوب میں محبت سے مراد یہ ہے کہ جس چیز کی طرف نفس کا میلان ہو اور اس چیز میں اس کا دل اٹکا رہے اسی وجہ سے اس چیز کو خرچ کرنا نفس پر بہت شاق اور دشوار ہوتا ہے اور اسی بناء پر ان مسلمانوں کی مدح کی گئی ہے جو اپنی محبوب چیزوں کو خدا کی راہ میں خرچ کردیتے ہیں قرآن مجید میں ہے۔

(آیت) **ویطعمون الطعام علی حبه مسکینا ویتیما و اسیرا ۔ انما نطعمکم لوجه الله لا نرید منکم جزآء ولا شکورا ۔** (الدھر: ۹-۸)

ترجمہ: اور وہ طعام سے محبت کے باوجود مسکین یتیم اور قید کو کھلا دیتے ہیں (اور کہتے ہیں) ہم تمہیں صرف اللہ کی رضا کے لیے کھلاتے ہیں ہم تم سے کوئی صلہ چاہتے ہیں نہ سپاس۔

بعض علماء نے کہا مال محبوب سے مراد یہ ہے کہ انسان کو خود اس مال کی ضرورت ہو کیونکہ جو لوگ اپنی ضروریات کے باوجود مال کو دوسروں پر خرچ کردیتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کی مدح فرمائی ہے۔

(آیت) ویوثرون علی انفسهم ولو کان بهم خصاصه ومن یوق شح نفسه فاولئك هم المفلحون . . (الحشر:۹)

ترجمہ: اور وہ دوسروں کو اپنے اوپر ترجیح دیتے ہیں خواہ انہیں (خود) شدید حاجت ہو اور جو لوگ اپنے نفس کے بخل سے بچائے گئے تو وہی لوگ کامیاب ہیں۔

اور بعض علماء نے یہ کہا کہ مال محبوب سے مراد یہ ہے کہ وہ چیز فی نفسہ صحیح اور لائق استعمال ہو ردی خبیث اور نا قابل استعمال نہ ہو جیسے گلے سڑے پھل خراب ہو جانے کے بعد بدبودار کھانا بہت زیادہ بوسیدہ اور پھٹے ہوئے کپڑے ان کا استدلال اس آیت سے ہے:

(آیت) یا یھا الذین امنوا انفقوا من طیبات ما کسبتم ومما اخرجنا لکم من الارض ولا تیمموا الخبیث منه تنفقون ولستم باخذیه الا ان تغمضوا فیه . (البقرہ:۲۶۷)

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ کی راہ میں اپنی کمائی سے عمدہ چیزوں کو خرچ کرو اور ان چیزوں میں سے جن کو ہم نے تمہارے لیے زمین سے پیدا کیا ہے اور جو ردی اور ناکارہ چیز ہو اس کو دینے کا ارادہ (بھی) نہ کرو کہ (راہ خدا میں) اسی میں سے خرچ کرنے لگو حالانکہ تم خود بھی اس کو لینے والے نہیں ہو سوا اس کے کہ تم چشم پوشی کرو۔

امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ روایت کرتے ہیں: حضرت انس بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا تم میں سے اس وقت تک کوئی شخص (کامل) مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ اپنے بھائی کے لیے بھی اس چیز کو پسند نہ کرے جس کو وہ اپنے نفس کے لیے پسند کرتا ہے۔ (صحیح بخاری ج ا ص ۶ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۸۱ھ)

اس حدیث کا بھی یہی محمل ہے کہ انسان اپنے لیے ردی اور نا قابل استعمال چیز پسند نہیں کرتا سو وہ اپنے بھائی کے لیے بھی اس کو پسند نہ کرے۔

بعض دفعہ ایک چیز کسی کے مزاج کے موافق اور دوسرے شخص کی طبیعت کے مخالف ہوتی ہے مثلاً ذیابیطس کے مریض کے لیے میٹھی چیز اور بلند فشار دم (ہائی بلڈ پریشر) کے مریض کے لیے نمکین چیز اور گلسٹر ول اور یرقان کے مریض کے لیے چکنائی اور گوشت منع ہیں۔ گردہ میں پتھری کے مریض کے لیے چاول اور کیلشیم پر مشتمل دوسری اجناس منع ہیں جب کہ دوسرے تندرست شخص کے لیے ان چیزوں کا کھانا منع نہیں ہے اس لیے اس آیت اور اس حدیث کا یہ مطلب نہیں ہے کہ شوگر کا مریض کسی صحت مند شخص کو میٹھی اور نشاستہ والی چیز نہ دے بلکہ وہ کسی شوگر کے مریض کو کھانے کے لیے ایسی چیز نہ دے جس کو وہ خود اس بیماری میں نقصان دہ سمجھتا ہے۔ البتہ صحت مند لوگوں کو ان چیزوں کا دینا اس آیت اور اس حدیث کے تحت داخل نہیں ہے۔

اسی طرح اہل ثروت بعض چیزوں کے استعمال کو اپنے معیار کے اعتبار سے لائق استعمال نہیں سمجھتے جب کہ ان کے نوکروں اور دوسرے غرباء کے لیے وہ چیزیں بہر حال نعمت ہوتی ہیں مثلاً قابل استعمال پرانے کپڑے پرانے بستر اور دوسری کارآمد چیزیں ہاں وہ اہل ثروت اپنے ہم مرتبہ دوسرے اہل ثروت کو ایسی چیزیں نہ دیں جن کو وہ اپنے معیار سے کم تر خیال کرتے ہیں۔

امام مسلم بن حجاج قشیری ۲۶۱ھ روایت کرتے ہیں: حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہ) بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہر شخص سے اس کی حیثیت اور اس کے رتبہ کے لحاظ سے سلوک کرو۔

(مقدمہ صحیح مسلم ج ا ص ۴ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۷۵ھ)

مثلاً اگر کسی شخص کے ہاں امیر تاجر مہمان ہو تو اس کی مہمان نوازی اس کے رتبہ کے لحاظ سے کی جائے گی اور اگر کوئی غریب یا مزدور مہمان ہو تو اس کی مہمان نوازی اس کی حیثیت کے لحاظ سے کی جائے گی اسی طرح رشتہ داروں اور دوستوں سے بھی حسب سلوک کیا جائے گا۔

علماء کا اس میں اختلاف ہے کہ اس آیت میں صدقہ سے مراد آیا صدقہ واجبہ ہے یا صدقہ نفلیہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اس سے صدقہ واجبہ مثلاً ذکوۃ مراد ہے اور حضرت حسن بصری سے مروی ہے کہ اس سے مراد عام صدقات ہیں خواہ صدقات واجبہ ہوں یا صدقہ نفلیہ یعنی مسلمان جس چیز کو بھی اللہ کی راہ میں خرچ کرے وہ ایسی چیز ہو جس کو وہ خود بھی اپنے لیے پسند کرتا ہو اور وہ چیز ردی نا کارہ اور نا قابل استعمال نہ ہو اور اگر وہ چیز اس کی پسندیدہ اور محبوب ہے تو یہ بڑی فضیلت کی بات ہے خلاصہ یہ ہے کہ نا قابل استعمال چیز کا تو دینا جائز نہیں ہے اور پسندیدہ نفیس اور محبوب چیز کا دینا فضیلت اور رضائے الٰہی کا موجب ہے۔

اس آیت میں یہ فرمایا ہے کہ ان چیزوں میں سے خرچ کرو جو تمہاری پسندیدہ ہیں اس آیت میں من کا لفظ ہے اگر یہ من تبعیضیہ ہو تو معنی ہوگا تم اس وقت تک ہرگز نیکی حاصل نہیں کرسکو گے جب تک اللہ کی راہ میں اپنی بعض پسندیدہ چیزیں خرچ نہ کرو اور اس صورت میں پسندیدہ چیزوں سے محبوب اور نفیس چیزیں مراد ہوں گی اور اس آیت کا مطلب یہ ہوگا کہ نیکی حاصل کرنے کے لیے اللہ کی راہ میں اپنی تمام پسندیدہ چیزوں کو دینا ضروری نہیں ہے بلکہ اگر کسی شخص نے زندگی میں دو چار بار بھی اپنی پسندیدہ اور محبوب چیزیں اللہ تعالیٰ کی راہ میں دے دی ہیں تو اس کا ابرار اور نیکوں میں شمار ہوگا اور اگر یہ من بیانیہ ہو تو اس کا معنی ہوگا: تم اس وقت تک نیکی حاصل نہیں کرسکو گے جب تک تم ان چیزوں کو خرچ نہ کرو جو تمہارے نزدیک پسندیدہ ہوں اور اب یہ ضروری ہوگا کہ کسی ناپسندیدہ چیز کو خرچ نہ کیا جائے اور اس صورت میں پسندیدہ کا معنی ہوگا جو چیزیں فی نفسہ صحیح اور لائق استعمال ہوں اور اللہ کی راہ میں کوئی ردی اور نا کارہ چیز نہ دی جائے۔ حاصل بحث یہ ہے کہ اس آیت میں من تبعیضیہ اور من بیانیہ دونوں درست ہیں اور من تبعیضیہ ہو تو پسندیدہ سے مراد محبوب چیزیں اور من بیانیہ ہو تو اس سے مراد قابل استعمال چیزیں ہیں بعض علماء اس گہرائی تک نہیں پہنچ سکے اور انہوں نے یہاں پر من کو مطلقاً تبعیضیہ پر محمول کیا اور بعض نے من کو مطلقاً بیانیہ پر محمول کیا۔

اس میں بھی اختلاف ہے کہ اس آیت میں بر سے کیا مراد ہے بعض علماء نے کہا اس سے مراد اعمال مقبولہ ہیں بعض علماء نے کہا اس سے مراد ثواب اور جنت ہے اور بعض علماء نے کہا اس سے مراد اللہ تعالیٰ کا خصوصی فضل اور اس کا احسان ہے۔ یعنی جب تک اللہ کی راہ میں اپنی پسندیدہ چیزوں کو نہ خرچ کرو اس وقت تک تمہارے اعمال مقبول نہیں ہو سکتے یا تم کو جنت نہیں ملے گی یا تم اس وقت تک اللہ تعالیٰ کے اکرام اور احسان کو نہیں پا سکتے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور تم جس چیز کو بھی خرچ کرتے ہو اللہ اس کو خوب جاننے والا ہے۔

اس آیت کا معنی ہے تم جو کچھ بھی خرچ کرتے ہو اللہ تعالیٰ تم کو اس کی جزا دے گا خواہ وہ چیز کم ہو یا زیادہ کیونکہ اللہ تعالیٰ اس کو جاننے والا ہے اور اس سے کوئی چیز مخفی نہیں ہے اور اس کو علم ہے کہ تم نے کس وجہ سے خرچ کیا ہے اور اس خرچ کا باعث اور محرک کیا چیز ہے۔ آیا تم محض اخلاص سے اس کی رضا جوئی کے لیے خرچ کر رہے ہو یا نام ونمود کے لیے خرچ کر رہے ہو اور اللہ کی راہ میں عمدہ اور نفیس چیز خرچ کر رہے ہو یا ردی اور ناکارہ چیز خرچ کر رہے ہو سو اللہ تمہارے خرچ کرنے کے اعتبار سے تم کو جزاء دے گا۔ (تفسیر تبیان القرآن، لاہور)

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَیْءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِیْمٌ ۔ (آل عمران،۹۲)

(۱) مالک واحمد وعبدی بن حمید، بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن المنذر راور ابن ابی حاتم نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ میں زیادہ کھجوروں والے تھے (یعنی ان کے کھجوروں کے باغ تھے) اور ان کے مالوں میں سے سب سے زیادہ پسندیدہ مال ان کے نزدیک بیرحاء تھا اور یہ مسجد نبوی کے بالکل سامنے تھے نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) اس میں داخل ہو کر پانی پیتے تھے جس میں خوشبو تھی جب یہ آیت **لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون وما تنفقوا من شیء فان اللہ به علیم** نازل ہوئی ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں لفظ آیت **لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون** اور میرے مالوں میں سے میرے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ مال بیرحاء ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے لئے صدقہ ہے میں امید کرتا ہوں اس کی نیکی کا اور اس کے ذخیرے کا اللہ کے نزدیک یا رسول اللہ جہاں آپ پسند فرمائیں اس کو خرچ کریں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا واہ واہ یہ تو بہت نفع دینے والا مال ہے یہ تو بہت نفع دینے والا مال ہے تحقیق میں نے سن لیا جو کچھ تو نے کہا میرا خیال ہے کہ تو اس کو اپنے (غریب) رشتہ داروں میں بانٹ دے ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں کرتا ہوں ایسا یا رسول اللہ! پھر ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے اپنے رشتہ داروں اور اپنے چچا کے بیٹوں میں تقسیم فرما دیا۔

ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا باغ صدقہ کرنا

(۲) عبد بن حمید، مسلم، ابوداؤد، نسائی، ابن جریر نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب یہ آیت **لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون** نازل ہوئی تو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے ہم سے ہمارے مالوں کا سوال کیا ہے آپ گواہ بن جایئے کہ میں نے اپنی زمین جو بیرحاء میں ہے اللہ تعالیٰ کے لیے (صدقہ) کر دیا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا اس زمین کو اپنے (غریب) رشتہ داروں کو دے دو چنانچہ انہوں نے یہ زمین حسان بن ثابت اور ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ کو دے دی۔

(۳) احمد، عبد بن حمید، ترمذی نے (اس کو صحیح کہا) ابن جریر وابن مردویہ نے لفظ آیت **لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون** اور **من ذا الذی یقرض اللہ قرضا حسنا** نازل ہوئی تو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرا فلاں فلاں باغ صدقہ ہے اگر میں اس کی طاقت رکھتا کہ اس کو چھپا لوں تو میں یہ بات ظاہر نہ کرتا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا

اپنے خاندان کے (غریب) لوگوں کو دے دو۔

(۴) عبد بن حمید اور البزار نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ مجھے اس آیت لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون نے حاضر کیا میں نے ان چیزوں کا ذکر کیا جو مجھے اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی تھیں۔ میں نے اپنی لونڈی مرجانہ رومی کے سوا اپنے نزدیک کسی چیز کو زیادہ محبوب نہیں پایا پھر میں نے کہا کہ یہ لونڈی اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے آزاد ہے اگر میں کسی ایسی چیز کی طرف دوبارہ پلٹتا جس میں اللہ کی راہ میں دے دیا ہوتا تو پھر میں لونڈی سے نکاح کرتا بعد میں آپ نے حضرت نافع رضی اللہ عنہ سے اس کا نکاح کر دیا۔

(۵) عبد بن حمید وابن جریر اور ابن المنذر نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ ان کے لیے ایک باندی جلولاء کے قیدیوں میں سے خرید کر ان کی طرف بھیج دیں انہوں نے باندی خرید کر حضرت عمر کے پاس بھیج دی اور فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں لفظ آیت لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون پھر آپ نے (باندی) کو آزاد کر دیا۔

(۶) سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے محمد بن المنکدر رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت کیا ہے کہ جب یہ آیت لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون نازل ہوئی تو زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ ایک گھوڑا لے کر آئے جس کو شبلہ کہا جاتا تھا اور ان کے نزدیک یہ مال سب سے زیادہ محبوب تھا عرض کیا یہ گھوڑا صدقہ ہے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے قبول فرمایا اور ان ہی کے بیٹے اسامہ کو دے دیا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے حضرت زید رضی اللہ عنہ کے چہرہ کی طرف دیکھا اور فرمایا بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے تجھ سے اس کو قبول فرما لیا ہے۔

زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کا گھوڑا صدقہ کرنا

(۷) عبد الرزاق وابن جریر معمر کے طریق سے ایوب رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ اور دوسرے روایتوں سے نقل کیا ہے کہ جب یہ آیت لن تنالوا البر نازل ہوئی تو زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ ایک گھوڑا لے کر آئے جو ان کو محبوب تھا اور عرض کیا یا رسول اللہ! یہ اللہ کے راستہ میں (صدقہ) ہے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اس پر اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو سوار فرما دیا زید رضی اللہ عنہ نے گویا اپنے دل میں کوئی اضطراب پایا جب نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے زید کی اس کیفیت کو دیکھا تو فرمایا بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے اس کو قبول فرما لیا ہے۔

(۸) عبد بن حمید نے ثابت بن حجاج رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت کیا کہ مجھ کو یہ بات پہنچی ہے کہ جب یہ آیات نازل ہوئی لفظ آیت لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون تو زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے اللہ آپ جانتے کہ میرے پاس کوئی مال نہیں جو مجھے زیادہ محبوب ہو میرے اس گھوڑے سے (لہٰذا) میں اس کو مسکینوں پر صدقہ کرتا ہوں اور وہ اسے لگاتار بیچتے رہے اور یہ ان کو بہت پسند تھا تو انہوں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے دوبارہ خریدنے کے بارے میں پوچھا تو آپ نے خریدنے سے منع فرما دیا۔

(۹) ابن جریر نے میمون بن مہران رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت کیا ہے کہ ایک آدمی نے ابوذر سے سوال کیا کہ کون سے اعمال افضل ہیں؟ انہوں نے فرمایا نماز اسلام کا ستون اور جہاد عمل کا ستون ہے (یعنی سب سے بلند ہے) اور صدقہ عجیب چیز ہے اس آدمی نے کہا اے ابوذر رضی اللہ عنہ! تو نے ایک ایسی چیز کو چھوڑ دیا جو میرے دل میں یہ بڑا معتبر عمل ہے میں نے آپ کو اس کا ذکر کرتے ہوئے نہیں دیکھا ابوذر رضی اللہ عنہ نے پوچھا وہ کون سا ہے؟ تو اس آدمی نے کہا روزہ تو انہوں نے فرمایا (یہ عمل بھی) عبادت ہے لیکن افضل عمل نہیں ہے اور یہ آیت تلاوت فرمائی لفظ آیت لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون ۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی وصیت کا بیان

(۱۰) عبد بن حمید نے بنو سلیم کے ایک آدمی سے روایت کیا ہے کہ میں ابوذر رضی اللہ عنہ سے ربذ میں ملا جہاں ان کا اونٹوں کا ریوڑ تھا اور ان کا ایک کمزور چرانے والا تھا میں نے عرض کیا اے ابوذر رضی اللہ عنہ! کیا میں آپ کا ساتھ نہ بن جاؤں میں آپ کے اونٹوں کی حفاظت کروں اور میں آپ سے بعض وہ چیز حاصل کروں گا جو آپ کے پاس ہے شاید کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس کے ذریعہ نفع دے ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرا ساتھی وہ ہے جو میری اطاعت کرے اگر تو میری اطاعت کرنے والا ہوگا تو میرا ساتھ ہوگا ورنہ نہیں میں نے عرض کیا وہ کیا چیز ہے کہ جس میں آپ مجھ سے اطاعت کا سوال کرتے ہیں ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا اپنے مال میں سے جب کوئی مال لانے کا کہوں تو سب سے افضل مال تلاش کر کے لائے فرمایا میں (یعنی جیسے کہوں وہ افضل اور عمدہ مال لائے) پھر راوی نے کہا میں ان کے پاس ٹھہرا رہا جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا ان سے پانی کی حاجت کا ذکر کیا گیا تو انہوں نے فرمایا میرے پاس ایک اونٹ اونٹوں میں سے لے آ۔ میں نے اونٹ تلاش کیا سب سے اچھا اونٹ بڑا مطیع تھا میں نے اس کو پکڑنے کا ارادہ کیا پھر مجھے ان کی حاجت اس اونٹ کی طرف یاد آ گئی تو میں نے اس کو چھوڑ دیا اور میں نے ایک اونٹنی کو پکڑا اس اونٹ کے بعد وہی سب سے اچھی تھی میں اس کو لے آیا انہوں نے اس سے نظر پھیر لی اور فرمایا اے بنو سلیم کے بھائی تو نے میری خیانت کی جب میں نے ان کی بات سمجھ لی اس بارے میں تو میں نے اس اونٹنی کا راستہ چھوڑ دیا اور میں اونٹ کی طرف واپس آیا میں نے پھر اسی اونٹ کو پکڑا اور اس کو لے آیا آپ نے اپنے ساتھیوں سے کہا کیا دو دو آدمی اپنے عمل کا ثواب کمانا چاہتے ہیں دو آدمیوں نے کہا ہم آپ نے فرمایا اسے لے جاؤ پھر اس کو رسی سے باندھ دو پھر اس کو ذبح کرو پھر آبادی کے گھر شمار کرو اور اس اونٹ کے گوشت کو ان کی تعداد کے مطابق بانٹ دو اور ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نہیں جانتا کہ تو میری وصیت کی حفاظت کرے گا تو اس پر غالب رہا یا تو بھول گیا تو میں تجھ کو معذور جانوں میں نے کہا میں آپ کی وصیت کو نہیں بھلا لیکن جب میں نے اونٹ تلاش کیے تو میں نے اسی اونٹ کو پایا جو ان میں افضل تھا میں نے اس کو پکڑنے کا ارادہ کیا تو میں نے تمہاری حاجت کو یاد کرتے ہوئے اس کو چھوڑ دیا تو نے اس کو نہیں چھوڑا تھا مگر میری حاجت کے لیے؟ بلاشبہ میری حاجت کا دن وہ ہے جس دن مجھے قبر میں رکھا جائے گا سو یہ دن میری حاجت کا ہوگا بلاشبہ مال میں تین شریک ہیں تقدیر اس بات کا انتظار نہیں کرتی اچھائی یا برائی کو لے جانے کا اور وارث انتظار کرتا ہے کہ تو کب مرے پورا پورا لیتا ہے اور تو مذمت کیا ہوا ہوتا ہے اور تیسرا تو خود اور اگر تو یہ چاہتا ہے کہ تو ان تینوں میں سے عاجز ترین نہ ہو پس تو ہرگز ایسا نہ ہو جا (کہ اللہ کے راستہ میں) بالکل ہی

مال خرچ نہ کرے) کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون اور بے شک یہ مال ان مالوں میں سے ہے جو مجھ کو زیادہ محبوب ہیں پس میں اس بات کو محبوب رکھتا ہوں کہ میں اس کو اپنے لیے آگے بھیج دوں۔

(۱۱) احمد نے حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس ایک گوہ لائی گئی آپ نے اس کو نہیں کھایا اور نہ اس سے منع فرمایا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا ہم اس کو مسکینوں کو کھلا دیں؟ آپ نے فرمایا ان کو مت کھلاؤ ان چیزوں میں سے جن کو تم نہیں کھاتے ہو۔

(۱۲) ابونعیم نے حلیہ میں مجاہد کے طریق سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جب یہ آیت لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون نازل ہوئی تو انہوں نے ایک لونڈی کو بلایا اور اس کو آزاد کر دیا۔

(۱۳) احمد نے الزھد میں ابن المنذر رابن ابی حاتم نے مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نماز کی حالت میں قرآن پڑھتا (جب) اس آیت پر پہنچے لفظ آیت لن تنالوا البر حتّٰی تنفقوا مما تحبون تو اپنی ایک لونڈی کو آزاد کر دیا نماز میں اشارہ کرتے ہوئے۔

(۱۴) ابن المنذر رنے نافع رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما شکر خرید کر اس کو صدقہ کر دیتے تھے ہم نے آپ سے عرض کیا اگر آپ اس قیمت سے غلہ خرید لیتے تو ان کے لیے یہ زیادہ نفع مند ہوتا تو انہوں نے فرمایا میں اس بات کو جانتا ہوں جو تم لوگ کہتے ہو لیکن میں نے اللہ تعالیٰ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ لفظ آیت لن تنالوا البر حتّٰی تنفقوا مما تحبون اور ابن عمر خود شکر پسند فرماتے تھے (اس لیے اپنی پسندیدہ چیز شکر کو صدقہ فرماتے تھے)۔

(۱۵) ابن المنذر روابن ابی حاتم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ لفظ آیت لن تنالوا البر سے جنت مراد ہے۔

(۱۶) عبد بن حمید وابن جریر اور ابن المنذر رنے قتادہ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ سے اس آیت کے بارے میں روایت کیا ہے کہ ہر گز تم نیکی کو نہیں پہنچ سکتے یہاں تک کہ تم چاہتے ہو لفظ آیت وما تنفقوا من شیء فان اللہ بہ علیم (یعنی جو کچھ تم کسی چیز میں سے خرچ کرتے ہو گھٹیا بلاشبہ اللہ تعالیٰ اس کو جانتے ہیں) وہ (اللہ تعالیٰ کے ہاں) محفوظ ہے اس کا بدل عطا فرمائے گا اور اللہ تعالیٰ اس کو جاننے والے ہیں اور اس کی قدر دانی کرنے والے ہیں۔ (تفسیر درمنثور، سورہ آل عمران ۹۲، بیروت)

باب الْيَدِ الْعُلْيَا .

یہ باب اوپر والے ہاتھ کی فضیلت میں ہے

2530 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِىْ سَعِيْدٌ وَّعُرْوَةُ سَمِعَا حَكِيمَ بْنَ حِزَامٍ يَقُوْلُ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَعْطَانِىْ ثُمَّ سَاَلْتُهُ فَاَعْطَانِىْ ثُمَّ سَاَلْتُهُ فَاَعْطَانِىْ ثُمَّ قَالَ "اِنَّ هٰذَا الْمَالَ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ فَمَنْ اَخَذَهُ بِطِيْبِ نَفْسٍ بُوْرِكَ لَهُ فِيْهِ وَمَنْ اَخَذَهُ بِاِشْرَافِ نَفْسٍ لَّمْ يُبَارَكْ لَهُ فِيْهِ وَكَانَ كَالَّذِىْ يَاْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِّنَ الْيَدِ السُّفْلٰى" .

☆☆ حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ مانگا' آپ نے عطا کر دیا' میں نے پھر مانگا' آپ نے عطا کر دیا' میں نے پھر مانگا آپ نے پھر عطا کر دیا' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ مال سرسبز و شاداب اور میٹھا ہے' جو شخص اسے نفس کی رضامندی کے ساتھ حاصل کرتا ہے' اس کے لیے اس میں برکت رکھی جاتی ہے اور جو شخص نفس کے لالچ کے ساتھ اسے حاصل کرتا ہے' اس کے لیے اس میں برکت نہیں رکھی جاتی ہے اور اس شخص کی مثال اس شخص کی مانند ہوتی ہے جو کھانے کے باوجود سیر نہیں ہوتا اور اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہوتا ہے۔

باب اَيَّتُهُمَا الْيَدُ الْعُلْيَا .

یہ باب ہے کہ کون سا ہاتھ اوپر والا شمار ہوتا ہے؟

2531 - اَخْبَرَنَا يُوْسُفُ بْنُ عِيْسٰى قَالَ اَنْبَاَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ - وَهُوَ ابْنُ زِيَادِ بْنِ اَبِى الْجَعْدِ - عَنْ جَامِعِ بْنِ شَدَّادٍ عَنْ طَارِقٍ الْمُحَارِبِيِّ قَالَ قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ فَاِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمٌ عَلَى الْمِنْبَرِ يَخْطُبُ النَّاسَ وَهُوَ يَقُوْلُ "يَدُ الْمُعْطِى الْعُلْيَا وَابْدَاْ بِمَنْ تَعُوْلُ اُمَّكَ وَاَبَاكَ وَاُخْتَكَ وَاَخَاكَ ثُمَّ اَدْنَاكَ اَدْنَاكَ" . مُخْتَصَرٌ .

☆☆ حضرت طارق محاربی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم لوگ مدینہ منورہ آئے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت منبر پر کھڑے ہوئے لوگوں کو خطبہ دے رہے تھے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرما رہے تھے: دینے والا ہاتھ اوپر والا ہوتا ہے اور تم اس شخص پر خرچ کرنے سے آغاز کرو جو تمہارے زیر کفالت ہے' تمہاری والدہ' تمہارا والد' تمہاری بہن' تمہارا بھائی' پھر اس کے بعد درجہ بدرجہ قریبی عزیز ہیں۔

(امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں:) یہ روایت مختصر ہے۔

پوشیدہ صدقہ دینے کی اہمیت کا بیان

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب اللہ تعالیٰ نے زمین پیدا کی تو وہ ہلنے لگی پھر اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں کو پیدا فرما کر انہیں زمین پر کھڑا کیا۔ چنانچہ زمین ٹھہر گئی فرشتوں کو پہاڑ کی سختی سے بڑا تعجب ہوا، وہ کہنے لگے کہ ہمارے پروردگار کیا تیری مخلوقات میں کوئی چیز پہاڑوں سے بھی زیادہ سخت ہے؟ پروردگار نے فرمایا ہاں لوہا ہے

2530-اخرجه البخاري في الزكاة، باب الاستعفاف عن المسالة (الحديث 1472) مطولًا، و في الوصايا، باب تاويل قوله تعالى (من بعد وصية يوصي بها او دين) (الحديث 2750) مطولًا، و في فرض الخمس، باب ما كان النبي صلى الله عليه وسلم يعطي المؤلفة قلوبهم و غيرهم من الخمس، و نحوه (الحديث 3143) مطولًا، و في الرقاق، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم (هذا المال خضرة حلوة) (الحديث 6441) . و اخرجه مسلم في الزكاة، باب بيان ان اليد العليا خير من اليد السفلى و ان اليد العليا هي المنفقة و ان السفلى هي الآخذة (الحديث 96) . و اخرجه الترمذي في صفة القيامة، باب . 29 . (الحديث 2463) مطولًا و اخرجه النسائي في الزكاة، مسالة الرجل في امر لا بدله منه (الحديث 2601 و 2602) . تحفة الاشراف (3426) .

2531-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (4988) .

(کہ وہ پتھر کو بھی توڑ ڈالتا ہے) انہوں نے پوچھا کہ ہمارے پروردگار! کیا تیری مخلوقات میں کوئی چیز لوہے سے بھی زیادہ سخت ہے؟ پروردگار نے فرمایا ہاں آگ ہے (کہ وہ لوہے کو پگھلا دیتی ہے) پھر انہوں نے عرض کیا کہ ہمارے پروردگار کیا تیری مخلوق میں کوئی چیز آگ سے بھی زیادہ سخت ہے؟

پروردگار نے فرمایا ہاں پانی ہے (کہ وہ آگ کو بھی بجھا دیتا ہے) پھر انہوں نے پوچھا کہ ہمارے پروردگار کیا تیری مخلوقات میں کوئی چیز پانی سے بھی زیادہ سخت ہے؟ پروردگار نے فرمایا ہاں ہوا ہے (کہ وہ پانی کو بھی خشک کر دیتی ہے) پھر انہوں نے عرض کیا ہمارے پروردگار کیا تیری مخلوقات میں کوئی چیز ہوا سے بھی زیادہ سخت ہے؟ پروردگار نے فرمایا ہاں اور وہ ابن آدم کا صدقہ دینا ہے کہ وہ اللہ کی راہ میں اپنے دائیں ہاتھ سے اس طرح مال خرچ کرتا ہے کہ اسے بائیں ہاتھ سے بھی چھپاتا ہے امام ترمذی نے اس روایت کو نقل کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے۔ (مشکوۃ المصابیح، جلد دوم: رقم الحدیث، 422)

ابن آدم کا صدقہ دینا اس فعل کو اس لئے سب سے زیادہ سخت فرمایا ہے کہ انتہائی پوشیدگی سے کسی کو صدقہ دینے میں نفس امارہ کی مخالفت، طبیعت ومزاج پر جبر اور شیطان ملعون کی مدافعت لازم آتی ہے جب کہ اس کے علاوہ مذکورہ بالا چیزوں یعنی پہاڑ، لوہا اور آگ وغیرہ میں یہ بات نہیں پائی جاتی۔ چھپا کر صدقہ دینے میں نفس کی مخالفت اور شیطان کی مدافعت بایں طور لازم آتی ہے کہ فطری طور پر نفس یہ چاہتا ہے کہ جب میں کسی کو مال دوں تو لوگ دیکھیں اور میری تعریف کریں تا کہ مجھے دوسرے لوگوں پر فخر و امتیاز حاصل ہو لہذا جب اس نے عام نظروں سے چھپا کر اپنا مال کسی کو دیا تو اس نے گویا نفس امارہ کی مخالفت کی اور شیطان کو اپنے سے دور کیا۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ یہ زیادہ سخت اس لئے ہے کہ اس کی وجہ سے رضاء مولیٰ حاصل ہوتی ہے۔ اور ظاہر ہے کہ رضاء مولیٰ سب سے بڑی چیز ہے۔

باب الْيَدِ السُّفْلٰى ۔

یہ باب ہے کہ نیچے والے ہاتھ سے مراد کیا ہے؟

2532 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَهُوَ يَذْكُرُ الصَّدَقَةَ وَالتَّعَفُّفَ عَنِ الْمَسْاَلَةِ "اَلْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِّنَ الْيَدِ السُّفْلٰى وَالْيَدُ الْعُلْيَا الْمُنْفِقَةُ وَالْيَدُ السُّفْلٰى السَّائِلَةُ".

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صدقہ کرنے اور مانگنے سے بچنے کا تذکرہ کر رہے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہوتا ہے اوپر والا ہاتھ خرچ کرنے والا ہے اور نیچے والا ہاتھ مانگنے والا ہے۔

2532-اخرجه البخاري في الزكاة، باب لا صدقة الا عن ظهر غنى (الحديث 1429) . و اخرجه مسلم في الزكاة، باب بيان ان اليد العليا خير من اليد السفلى و ان اليد العليا هي المنفقة و ان السفلى هي الآخذة (الحديث 94) . و اخرجه ابو داؤد في الزكاة، باب في الاستعفاف (الحديث 1648) . تحفة الاشراف (8337) .

خفیہ صدقہ دینے کا بیان

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین شخص ایسے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہے اور تین شخص ایسے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ دشمن رکھتا ہے چنانچہ وہ اشخاص کہ جنہیں اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہے ان میں سے ایک تو وہ شخص ہے کہ جس نے ایسے شخص کو صدقہ دیا جو ایک جماعت کے پاس آیا اور اس سے اللہ کی قسم دے کر کچھ مانگا یعنی یوں کہا کہ میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ مجھے اتنا مال یا اتنی چیز دو اس نے جماعت سے حق قرابت کی وجہ سے دیا جو اس کے اور جماعت کے درمیان تھا۔ مگر جماعت والوں نے اسے کچھ بھی نہیں دیا، چنانچہ ایک شخص نے جماعت کو پس پشت ڈالا اور آگے بڑھ کر سائل کو پوشیدہ طور پر دے دیا، سوائے اللہ کے اور اس شخص کے کہ جسے اس نے دیا اور کسی نے اس کے عطیہ کو نہیں جانا اور دوسرا وہ شخص ہے جو جماعت کے ساتھ تمام رات چلا یہاں تک کہ جب ان کے لئے نیند ان تمام چیزوں سے زیادہ جو نیند کے برابر ہیں پیاری ہوئی تو جماعت کے تمام فرد سو گئے مگر وہ شخص کھڑا ہوا (اللہ فرماتا ہے کہ) اور میرے سامنے گڑگڑانے لگا اور میری آیتیں (یعنی قرآن کریم) پڑھنے لگا۔ اور تیسرا شخص وہ ہے جو لشکر میں شامل تھا جب دشمن سے مقابلہ ہوا تو اس کے لشکر کو شکست ہوگئی مگر وہ شخص دشمن کے مقابلے پر سینہ سپر ہو گیا یہاں تک کہ شہید ہو گیا یا فتح یاب اور وہ تین شخص جو اللہ کے نزدیک مبغوض ہیں ان میں سے ایک شخص تو وہ ہے جو بوڑھا ہونے کے باوجود زنا کرے، دوسرا شخص تکبر کرنے والا فقیر ہے اور تیسرا شخص دولت مند ظلم کرنے والا ہے (یعنی وہ شخص دولت مند ہوتے ہوئے قرض دینے والے کو قرض کی ادائیگی نہ کرے یا دوسروں کے ساتھ اور کسی ظلم کا معاملہ کرے) (ترمذی، مشکوۃ المصابیح، جلد دوم: رقم الحدیث، 421)

حدیث کی ابتدا جس اسلوب سے ہوئی اس سے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے مگر بعد کے اسلوب یعنی حدیث کے الفاظ یتملقنی۔ اور میرے سامنے گڑگڑانے لگا۔ سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ یہ ارشاد نبوی نہیں ہے بلکہ کلام الٰہی یعنی حدیث قدسی ہے اسلوب کے اس اختلاف کی توجیہ یہ کی جاتی ہے کہ یہ حدیث حقیقت میں تو ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے چونکہ اپنے نبی سے وہ کیفیت بیان کی جو اس کے اور اس کے بندے کے درمیان واقع ہوتی ہے اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر اس اصل کیفیت کو بیان کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کا بعینہ قول نقل فرما دیا۔ الشیخ الزانی، جو بوڑھا ہونے کے باوجود زنا کرے، میں لفظ شیخ سے یا تو اس کے اصل معنی یعنی بوڑھا ہی مراد ہے یا پھر کہا جائے کہ یہاں شیخ سے بکر (کنوارے) کی ضد محصن (شادی شدہ) مراد ہے خواہ وہ بوڑھا ہو یا جوان، جیسا کہ اس آیت منسوخ میں ہے۔ الشیخ والشیخۃ اذا زنیا فارجموا ھا البتۃ نکالا من اللہ و اللہ عزیز حکیم، شادی شدہ مرد شادی شدہ عورت جب دونوں زنا کریں تو دونوں کو سنگسار کر دو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ سزا ضروری ہے اللہ تعالیٰ غالب اور حکمت والا ہے۔ میں شیخ سے مراد شادی شدہ ہے خواہ وہ جوان ہو یا بوڑھا۔ تکبر کرنے والے فقیر کو بھی اللہ کے نزدیک مبغوض قرار دیا گیا ہے لیکن فقیر کا وہ تکبر مستثنیٰ ہے جو کسی متکبر کے ساتھ ہو بلکہ ایسے تکبر کو تو صدقہ قرار دیا گیا ہے یعنی اگر کوئی فقیر کسی متکبر کے ساتھ تکبر کرے تو وہ اللہ کے نزدیک مبغوض نہیں ہوگا۔ بلکہ اسے صدقہ کا ثواب ملے گا۔

چنانچہ حضرت بشیر بن حارث کے بارے میں منقول ہے کہ ایک مرتبہ انہوں نے امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو خواب میں دیکھا تو ان سے عرض کیا کہ اے امیر المومنین مجھے کوئی نصیحت فرمایئے، حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا مالداروں کو ثواب الٰہی کے حصول کی خاطر فقیروں سے مہربانی کا معاملہ کرنا بہت ہی بہتر ہے اور فقیروں کو اللہ پر توکل اور اعتماد کے جذبے سے مالداروں سے تکبر کا معاملہ کرنا بہت بہتر ہے۔ جن بری خصلتوں کا ذکر کیا گیا اگرچہ وہ سب ہی کے حق میں بری ہیں لیکن ان تینوں کے حق میں چونکہ بہت ہی زیادہ بری ہیں جس کا سبب ظاہر ہے اس لئے یہ اللہ کے دشمن قرار دیئے گئے ہیں۔

باب الصَّدَقَةِ عَنْ ظَهْرِ غِنًى .

یہ باب ہے کہ ایسا صدقہ جسے کرنے کے بعد آدمی تنگ دست نہ ہو

2533 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا بَكْرٌ عَنِ ابْنِ عَجْلاَنَ عَنْ اَبِيهِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "خَيْرُ الصَّدَقَةِ مَا كَانَ عَنْ ظَهْرِ غِنًى وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِّنَ الْيَدِ السُّفْلٰى وَابْدَاْ بِمَنْ تَعُولُ" .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

سب سے بہتر صدقہ وہ ہے جس کو کرنے کے بعد آدمی تنگ دست نہ ہو جائے اور اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہوتا ہے اور تم اپنے زیر کفالت سے آغاز کرو (یعنی سب سے پہلے اسے صدقہ دو)۔

باب تَفْسِيرِ ذٰلِكَ .

یہ باب اس کی وضاحت میں ہے

2534 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ وَّمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالاَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنِ ابْنِ عَجْلاَنَ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "تَصَدَّقُوا" . فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللّٰهِ عِنْدِي دِينَارٌ .

قَالَ "تَصَدَّقْ بِهِ عَلٰى نَفْسِكَ" . قَالَ عِنْدِي اٰخَرُ . قَالَ "تَصَدَّقْ بِهِ عَلٰى زَوْجَتِكَ" . قَالَ عِنْدِي اٰخَرُ . قَالَ "تَصَدَّقْ بِهِ عَلٰى وَلَدِكَ" . قَالَ عِنْدِي اٰخَرُ . قَالَ "تَصَدَّقْ بِهِ عَلٰى خَادِمِكَ" . قَالَ عِنْدِي اٰخَرُ . قَالَ "اَنْتَ اَبْصَرُ" .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: تم لوگ صدقہ کرو' ایک شخص نے عرض کی: یارسول اللہ! میرے پاس ایک دینار ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے تم اپنے اوپر خرچ کرلو' اس نے عرض کی: میرے پاس ایک اور بھی ہے' آپ نے فرمایا: وہ تم اپنی بیوی پر خرچ کرلو' اس نے عرض کی: میرے پاس ایک اور بھی ہے' آپ نے فرمایا: وہ تم اپنے بچوں پر خرچ کرلو' اس نے عرض کی: میرے پاس ایک اور بھی ہے' آپ نے فرمایا: وہ تم اپنے خادم پر خرچ کرلو' اس نے

2533-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (14144) .

2534-اخرجه ابو داؤد في الزكاة، باب في صلة الرحم (الحديث 1691) . واخرجه النسائي في عشرة النساء، ايجاب نفقة المراة و كسوتها (الحديث 299) . تحفة الاشراف (13041) .

عرض کی: میرے پاس ایک اور بھی ہے آپ نے فرمایا: پھر تم زیادہ سمجھدار ہو۔

باب اِذَا تَصَدَّقَ وَهُوَ مُحْتَاجٌ اِلَيْهِ هَلْ يُرَدُّ عَلَيْهِ ۔

یہ باب ہے کہ جب کوئی شخص کوئی چیز صدقہ کرتا ہے اور وہ خود اس کا ضرورت مند ہوتا ہے

تو کیا وہ چیز اسے واپس کی جاسکتی ہے؟

2535 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَجْلَانَ عَنْ عِيَاضٍ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ اَنَّ رَجُلًا دَخَلَ الْمَسْجِدَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ فَقَالَ "صَلِّ رَكْعَتَيْنِ" ۔

ثُمَّ جَآءَ الْجُمُعَةَ الثَّانِيَةَ وَالنَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ فَقَالَ "صَلِّ رَكْعَتَيْنِ" ۔ ثُمَّ جَآءَ الْجُمُعَةَ الثَّالِثَةَ فَقَالَ "صَلِّ رَكْعَتَيْنِ" ۔ ثُمَّ قَالَ "تَصَدَّقُوْا" ۔ فَتَصَدَّقُوْا فَاَعْطَاهُ ثَوْبَيْنِ ثُمَّ قَالَ "تَصَدَّقُوْا" ۔ فَطَرَحَ اَحَدَ ثَوْبَيْهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَلَمْ تَرَوْا اِلٰى هٰذَا اِنَّهُ دَخَلَ الْمَسْجِدَ بِهَيْئَةٍ بَذَّةٍ فَرَجَوْتُ اَنْ تَفْطُنُوْا لَهُ فَتَصَدَّقُوْا عَلَيْهِ فَلَمْ تَفْعَلُوْا فَقُلْتُ تَصَدَّقُوْا ۔ فَتَصَدَّقْتُمْ فَاَعْطَيْتُهُ ثَوْبَيْنِ ثُمَّ قُلْتُ تَصَدَّقُوْا ۔ فَطَرَحَ اَحَدَ ثَوْبَيْهِ خُذْ ثَوْبَكَ" ۔ وَانْتَهَرَهُ ۔

☆☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ ایک شخص جمعہ کے دن مسجد میں داخل ہوا' نبی اکرم ﷺ اس وقت خطبہ دے رہے تھے' آپ نے فرمایا: تم دو رکعات ادا کرلو' پھر وہ دوسرے جمعہ آیا تو نبی اکرم ﷺ اس وقت بھی خطبہ دے رہے تھے' آپ نے فرمایا: تم دو رکعات نماز ادا کرلو' پھر جب وہ تیسرے جمعے آیا تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم دو رکعات نماز ادا کرلو' پھر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم لوگ صدقہ کرو' تو لوگوں نے صدقہ کیا' نبی اکرم ﷺ نے اس شخص کو دو کپڑے دیئے' پھر نبی اکرم نے فرمایا: تم لوگ صدقہ کرو' تو اس شخص نے ان دونوں میں سے ایک کپڑا آپ کی خدمت میں پیش کردیا' نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کیا تم لوگوں نے اس شخص کا جائزہ لیا ہے' یہ شخص انتہائی خستہ حالت میں مسجد میں آیا تھا' مجھے یہ اُمید تھی کہ تم اس کی حالت کو سمجھ جاؤ گے اور اسے کوئی چیز صدقہ کرو گے' لیکن تم لوگوں نے ایسا نہیں کیا' پھر میں نے کہا: تم لوگ صدقہ کرو' تو تم لوگوں نے صدقہ کردیا' اس میں سے میں نے اسے دو کپڑے دیئے' پھر میں نے یہ کہا کہ تم لوگ صدقہ کرو تو اس نے ان دونوں میں سے ایک کپڑا پیش کردیا (پھر نبی اکرم ﷺ نے اس شخص سے فرمایا:) تم اپنا کپڑا الو اور نبی اکرم ﷺ نے اس پر ناراضگی کا اظہار کیا۔

باب صَدَقَةِ الْعَبْدِ ۔

یہ باب غلام کے صدقہ کرنے کے بیان میں ہے

2535-اخرجه ابو داؤد في الزكاة، باب الرجل يخرج من ماله (الحديث 1675) مختصراً ۔ و الحديث عند : الترمذي في الصلاة، باب ما جاء في الركعتين اذا جاء الرجل و الامام يخطب (الحديث 511) ۔ تحفة الاشراف (4274) ۔

2536 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِىْ عُبَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ عُمَيْرًا مَوْلٰى اٰبِى اللَّحْمِ قَالَ اَمَرَنِىْ مَوْلَاىَ اَنْ اُقَدِّدَ لَحْمًا فَجَآءَ مِسْكِيْنٌ فَاَطْعَمْتُهُ مِنْهُ فَعَلِمَ بِذٰلِكَ مَوْلَاىَ فَضَرَبَنِىْ فَاَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَاهُ فَقَالَ "لِمَ ضَرَبْتَهُ" . فَقَالَ يُطْعِمُ طَعَامِىْ بِغَيْرِ اَنْ اٰمُرَهُ وَقَالَ مَرَّةً اُخْرٰى بِغَيْرِ اَمْرِىْ قَالَ "الْاَجْرُ بَيْنَكُمَا" .

☆☆ حضرت آبی اللحم کے غلام عمیر بیان کرتے ہیں: میرے آقا نے مجھے یہ ہدایت کی کہ میں ان کے لیے گوشت کاٹ دوں' پھر ایک غریب شخص آ گیا تو میں نے اس میں سے کچھ گوشت اسے کھانے کے لیے دے دیا' جب میرے آقا کو اس بات کا پتہ چلا تو انہوں نے میری پٹائی کی' میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو نبی اکرم ﷺ نے انہیں بلایا اور فرمایا: تم نے اسے کیوں مارا ہے؟ انہوں نے عرض کی: اس نے میری اجازت کے بغیر میرے اناج میں سے کھانا کھلا دیا ہے' تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم دونوں کو اجر ملے گا۔

شرح

علامہ طیبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمیر کی شکایت پر ان کے آقا ابواللحم سے جو کچھ کہا یا عمیر کے ساتھ جو رویہ اختیار کیا اس کا مطلب یہ نہیں تھا کہ مالک کے مال میں غلام وملازم کو مطلقاً تصرف کا حق حاصل ہے بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو صرف اس بات پر ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا کہ غلام وملازم کو کسی ایسی بات پر مارا جائے جسے مالک تو غلطی یا اپنا نقصان تصور کرتا ہے مگر حقیقت میں وہ مالک کے حق میں غلطی یا نقصان نہیں ہے بلکہ اس کے اس میں بہتری و بھلائی ہے۔ لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابواللحم رضی اللہ عنہ کو ترغیب دلائی کہ ان کے غلام نے ان کے حق میں چونکہ بہتر اور نیک کام ہی کیا ہے۔ اس لئے اس سے درگزر کریں اور ثواب کو غنیمت جانیں جو ان کا مال خرچ ہونے کی وجہ سے انہیں ملا ہے۔ گویا یہ ابواللحم کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رہنمائی اور تعلیم تھی نہ کہ عمیر کے فعل کی تقریر یعنی عمیر کے فعل کو آپ نے جائز قرار نہیں دیا۔

2537 - اَخْبَرَنِىْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَخْبَرَنِى ابْنُ اَبِىْ بُرْدَةَ قَالَ سَمِعْتُ اَبِىْ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِىْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ صَدَقَةٌ" . قِيْلَ اَرَاَيْتَ اِنْ لَّمْ يَجِدْهَا قَالَ "يَعْتَمِلُ بِيَدِهٖ فَيَنْفَعُ نَفْسَهُ وَيَتَصَدَّقُ" . قِيْلَ اَرَاَيْتَ اِنْ لَّمْ يَفْعَلْ قَالَ "يُعِيْنُ ذَا الْحَاجَةِ الْمَلْهُوْفَ" . قِيْلَ فَاِنْ لَّمْ يَفْعَلْ قَالَ "يَاْمُرُ بِالْخَيْرِ" . قِيْلَ اَرَاَيْتَ اِنْ لَّمْ يَفْعَلْ قَالَ "يُمْسِكُ عَنِ الشَّرِّ فَاِنَّهَا صَدَقَةٌ" .

☆☆ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ' نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

2536-اخرجه مسلم في الزكاة، باب ما انفق العبد من مال مولاه (الحديث 82) بمعناه، و (83) . و اخرجه ابن ماجه في التجارات، باب ما للعبد ان يعطي و يتصدق (الحديث 2297) بمعناه . تحفة الاشراف (10899) .

2537-اخرجه البخاري في الزكاة، صدقة العبد (الحديث 1445)، و في الآدب، باب كل معروف صدقة (الحديث 6022) . و اخرجه مسلم في الزكاة، باب بيان ان اسم الصدقة يقع على كل نوع من المعروف (الحديث 55) . تحفة الاشراف (9087) .

ہر مسلمان پر صدقہ کرنا لازم ہے' عرض کی گئی: آپ کا کیا خیال ہے اگر کسی کو صدقہ کرنے کے لیے کوئی چیز نہیں ملتی؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: وہ شخص اپنے ہاتھ کے ذریعے کام کرے اور اپنے آپ کو بھی نفع پہنچائے اور صدقہ بھی کرے' عرض کی: آپ کا کیا خیال ہے' اگر کوئی شخص ایسا نہ کر سکے' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: پھر وہ کسی ضرورت مند شخص کی مدد کر دے' عرض کی گئی: اگر وہ یہ بھی نہ کر سکے' تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: پھر وہ بھلائی کا حکم دے' عرض کی گئی: آپ کا کیا خیال ہے اگر وہ یہ بھی نہ کر سکے' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: پھر وہ برائی کرنے سے بچ جائے' یہ بھی صدقہ ہوگا۔

شرح

اپنے آقا و مالک کے مال میں سے صدقہ و خیرات دینے والے ملازم کے لئے اس حدیث میں چار شرطیں مذکور ہوئی ہیں۔ (۱) صدقہ و خیرات کے لئے مالک کا حکم ہونا (۲) مالک نے جتنا مال صدقہ میں دینے کا حکم دیا ہو وہ بغیر کسی کمی کے پورا دینا (۳) خوش دلی کے ساتھ دینا۔ اس شرط کا اس لئے ذکر کیا گیا ہے کہ مالک جو مال صدقہ میں دینے کا حکم دیتا ہے بعض ملازم اسے خوش دلی کے ساتھ نہیں دیتے (۴) مالک نے جس شخص کو مال دینے کا حکم دیا ہے اسی کو دینا اس کے علاوہ کسی دوسرے فقیر و مسکین کو نہ دینا۔ لفظ متصدقین (صدقہ دینے والے دو اشخاص) تثنیہ کے صیغہ کے ساتھ استعمال کیا گیا ہے یعنی ایک تو مالک کہ جس کا مال صدقہ میں دیا گیا اور دوسرا ملازم جس کے ذریعے صدقہ دیا گیا اس طرح ملازم ان دونوں میں ایک ہوا۔ مشکوۃ کے ایک اور صحیح نسخہ میں متصدقین جمع کے صیغے کے ساتھ منقول ہے اس طرح اس کے معنی یہ ہوں گے کہ ملازم بھی صدقہ دینے والوں میں سے ایک ہے۔ بہرحال حدیث کا حاصل یہ ہوا کہ جو ملازم مسلمان اور امانت دار ہو کہ اس کا مالک صدقہ میں جو کچھ دینے کا حکم کرتا ہو وہ پورا پورا اور خوش دلی کے ساتھ دیتا ہو، نیز صدقہ کا مال اسی شخص کو دیتا ہو جس کو دینے کے لئے مالک نے حکم دیا ہو تو اس ملازم کو بھی اس کے مالک کے ثواب کی مانند ثواب ملتا ہے۔

باب صَدَقَةِ الْمَرْاَةِ مِنْ بَيْتِ زَوْجِهَا .

یہ باب ہے کہ عورت کا اپنے شوہر کے گھر میں سے کوئی چیز صدقہ کرنا

2538 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالاَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا وَائِلٍ يُحَدِّثُ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اِذَا تَصَدَّقَتِ الْمَرْاَةُ مِنْ بَيْتِ زَوْجِهَا كَانَ لَهَا اَجْرٌ وَّلِلزَّوْجِ مِثْلُ ذٰلِكَ وَلِلْخَازِنِ مِثْلُ ذٰلِكَ وَلَا يَنْقُصُ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِنْ اَجْرِ صَاحِبِهٖ شَيْئًا لِلزَّوْجِ بِمَا كَسَبَ وَلَهَا بِمَا اَنْفَقَتْ" .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا' نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتی ہیں:

جب کوئی عورت اپنے شوہر کے گھر سے کوئی چیز صدقہ کرتی ہے' تو اس عورت کو اجر ملتا ہے اور اس کی مانند اس کے شوہر کو بھی اجر ملتا ہے' خزانچی کا بھی یہی حکم ہے اور ان دونوں میں سے کسی ایک کے اجر میں اپنے ساتھی کے اجر کی وجہ سے کوئی کمی نہیں ہوتی

2538-اخرجه الترمذي في الزكاة، باب في نفقة المراة من بيت زوجها (الحديث 671) . تحفة الاشراف (16154) .

ہے شوہر کو کمانے کا اجر ملتا ہے اور عورت کو خرچ کرنے کا اجر ملتا ہے۔

باب عَطِيَّةِ الْمَرْاَةِ بِغَيْرِ اِذْنِ زَوْجِهَا .

یہ باب ہے کہ عورت کا اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر کوئی چیز عطیہ دینا

2539 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ الْمُعَلِّمُ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ اَنَّ اَبَاهُ حَدَّثَهُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ لَمَّا فَتَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ قَامَ خَطِيبًا فَقَالَ فِي خُطْبَتِهِ "لَا يَجُوْزُ لِامْرَاَةٍ عَطِيَّةٌ اِلَّا بِاِذْنِ زَوْجِهَا" . مُخْتَصَرٌ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ فتح کر لیا تو آپ خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے اس خطبہ کے دوران آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی:

کسی بھی عورت کے لیے اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر کوئی عطیہ دینا جائز نہیں ہے۔

(امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں:) یہ روایت مختصر ہے۔

شرح

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جواب کا مطلب یہ ہے کہ جب شوہر کی اجازت کے بغیر ان چیزوں کو خرچ کرنا جائز نہیں ہے جو کھانے سے کم تر درجہ کی ہیں تو کھانا خرچ کرنا کیسے درست ہوگا، جب کہ یہ افضل ترین چیز ہے۔ بظاہر اس حدیث میں اور اس بارے میں ذکر کی گئی گزشتہ احادیث میں تعارض نظر آتا ہے لیکن ان احادیث کی تشریحات اگر سامنے ہوں تو پھر کوئی تعارض نظر نہیں آئے گا کیونکہ ان تشریحات کے ذریعے احادیث میں تطبیق بیان کر دی گئی ہے۔

باب فَضْلِ الصَّدَقَةِ .

یہ باب صدقہ کرنے کی فضیلت میں ہے

2540 - اَخْبَرَنَا اَبُوْ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ اَنْبَاَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ فِرَاسٍ عَنْ عَامِرٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ اَزْوَاجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اجْتَمَعْنَ عِنْدَهُ فَقُلْنَ اَيَّتُنَا بِكَ اَسْرَعُ لُحُوقًا فَقَالَ "اَطْوَلُكُنَّ يَدًا" . فَاَخَذْنَ قَصَبَةً فَجَعَلْنَ يَذْرَعْنَهَا فَكَانَتْ سَوْدَةُ اَسْرَعَهُنَّ بِهِ لُحُوقًا فَكَانَتْ اَطْوَلَهُنَّ يَدًا فَكَانَ ذٰلِكَ مِنْ كَثْرَةِ الصَّدَقَةِ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج آپ کی خدمت میں اکٹھی ہوئیں تو انہوں نے عرض کی: ہم میں سے کون سب سے پہلے آپ سے آن ملے گی؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کا ہاتھ سب سے

2539-اخرجه ابو داؤد في البيوع والاجارات، باب في عطية المراة بغير اذن زوجها (الحديث 3547) و اخرجه النسائي في العمرى، عطية المراة بغير اذن زوجها (الحديث 3766) . تحفة الاشراف (8683) .

2540-اخرجه البخاري في الزكاة، باب (الحديث 1420) . تحفة الاشراف (17619) .

زیادہ لمبا ہے' تو ان ازواج نے لکڑی کے ایک ٹکڑے کے ذریعے اپنے ہاتھوں کی پیائش شروع کی تو سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں یہ اندازہ ہوا کہ وہ سب سے پہلے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جا ملیں گی کیونکہ ان کا ہاتھ سب سے زیادہ لمبا تھا۔

(راوی کہتے ہیں: حالانکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد) بکثرت صدقہ کرنا تھی۔

شرح

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میرے پاس احد پہاڑ کے برابر بھی سونا ہوتا تو مجھے یہ گوارا نہ ہوتا کہ تین راتیں گزر جائیں اور وہ تمام سونا یا اس کا کچھ حصہ علاوہ بقدر ادائے قرض کے میرے پاس موجود رہتا۔ (بخاری، مشکوۃ المصابیح، جلد دوم، رقم الحدیث، 357)

مطلب یہ ہے کہ اگر میرے پاس احد پہاڑ کے برابر بھی سونا ہوتا تو میرے لئے سب سے زیادہ پسندیدہ بات یہ ہوتی کہ میں تمام سونا تین رات کے اندر اندر ہی لوگوں میں تقسیم کر دیتا، اس میں سے اپنے پاس کچھ بھی نہ رکھتا ہاں اتنا سونا ضرور بچا لیتا جس سے میں اپنا قرض ادا کر سکتا کیونکہ قرض ادا کرنا صدقہ سے مقدم ہے۔ اس ارشاد گرامی سے جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی انتہائی سخاوت فیاضی کا وصف سامنے آتا ہے وہیں یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ جو لوگ اپنے مال و زر کی خیرات نکالتے ہیں اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اور اپنی آسائش و راحت کے ذرائع مہیا کرتے ہیں۔ مثلاً عالیشان بلڈنگیں بناتے ہیں کوٹھیاں تعمیر کرتے ہیں یا اسی قسم کی دوسرا آسائش زندگی کے لئے بے تحاشا مال خرچ کرتے ہیں مگر ان کے اوپر دوسرے لوگوں کے حقوق ہوتے ہیں وہ ان کے حقوق کی ادائیگی تو کیا کرتے ان کی طرف ان کا دھیان بھی کبھی نہیں جاتا تو یہ کوئی اچھی اور پسندیدہ بات نہیں ہے بلکہ شرعی طور پر انتہائی غلط ہے۔ شریعت و اخلاق ہی نہیں بلکہ محض عقل و دانش اور انسانی ہمدردی کے نقطہ نظر سے بھی کیا یہ بات گوارا کی جا سکتی ہے کہ ایک شخص تو دولت و حرص و ہوس کا پتلا بن کر اپنی تجوریاں بھرے بیٹھا ہوا بے مصرف مال و زر کے انبار لگائے ہوئے ہو۔

اور سونے چاندی کے خزانے جمع کئے مگر ایک دوسرا شخص اس کے آنکھوں کے سامنے نان جویں کے لئے بھی محتاج ہو اور اس کی تجوری کا منہ نہ کھلے، ایک غریب بھوک و افلاس کے مارے دم توڑ رہا ہو مگر اس کے اندر اتنی بھی ہمدردی نہ ہو کہ اس غریب کو کھانا کھلا کر اس کی زندگی کے چراغ کو بجھنے سے بچائے؟ جی ہاں! آج کے اس دور میں بھی جب کہ سوشلزم، مساوات اور انسانی بھائی چارگی و ہمدردی کے نعرے ہمہ وقت فضا میں گونجتے رہتے ہیں کون نہیں دیکھتا کہ مال و زر کے بندے اپنی ادنیٰ سی خواہش کے لئے تجوریوں کے منہ کھول دیتے ہیں۔

اپنی دنیاوی آسائش و راحت کی خاطر مال و زر کے تختے بچھا دیتے ہیں مگر جب بھوک و پیاس سے بلکتا کوئی انہیں جیسا ان کے آگے ہاتھ پھیلاتا ہے تو ان کی جبین پر بل پڑ جاتے ہیں اور ان کے منہ سے نفرت و حقارت کے الفاظ ابلنے لگتے ہیں وہ شقی القلب یہ نہیں سوچتے کہ اگر معاملہ برعکس ہوتا تو ان کے جذبات و احساسات کیا ہوتے؟ لہٰذا جنگ زرگری کے موجودہ دور میں مسلمانوں ہی کے لئے نہیں بلکہ پوری انسانی برادری کے لئے یہ ارشاد گرامی ایک دعوت عمل اور مینارہ نور ہے۔

بَاب اَیُّ الصَّدَقَةِ اَفْضَلُ .

یہ باب ہے کہ کون سا صدقہ زیادہ فضیلت رکھتا ہے؟

2541 – اَخْبَرَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ عَنْ اَبِىْ زُرْعَةَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَجُلٌ يَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَیُّ الصَّدَقَةِ اَفْضَلُ قَالَ "اَنْ تَصَدَّقَ وَاَنْتَ صَحِيْحٌ شَحِيْحٌ تَاْمُلُ الْعَيْشَ وَتَخْشَى الْفَقْرَ" .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص نے عرض کی: یارسول اللہ! کون سا صدقہ زیادہ فضیلت رکھتا ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ کہ تم ایسی حالت میں صدقہ کرو جبکہ تم تندرست بھی ہو اور تمہیں مال کا لالچ بھی ہو اور تمہیں زندگی کی اُمید بھی ہو اور تمہیں غریب ہو جانے کا اندیشہ بھی ہو۔

2542 – اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ مُوْسٰى بْنَ طَلْحَةَ اَنَّ حَكِيْمَ بْنَ حِزَامٍ حَدَّثَهٗ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَفْضَلُ الصَّدَقَةِ مَا كَانَ عَنْ ظَهْرِ غِنًى وَّالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِّنَ الْيَدِ السُّفْلٰى وَابْدَاْ بِمَنْ تَعُوْلُ" .

☆☆ حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:
سب سے بہترین صدقہ وہ ہے جسے کرنے کے بعد آدمی تنگ دست نہ ہو اور اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے زیادہ بہتر ہوتا ہے اور تم اپنے زیر کفالت پر خرچ کرنے سے آغاز کرو۔

2543 – اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ سَوَّادِ بْنِ الْاَسْوَدِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ اَنْبَاَنَا يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "خَيْرُ الصَّدَقَةِ مَا كَانَ عَنْ ظَهْرِ غِنًى وَّابْدَاْ بِمَنْ تَعُوْلُ" .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:
سب سے بہترین صدقہ وہ ہے جسے کرنے کے بعد آدمی تنگ دست نہ ہو جائے اور تم اپنے زیر کفالت پر خرچ کرنے کا آغاز کرو۔

2541-اخرجه البخاري في الزكاة، باب فضل صدقة الشحيح الصحيح (الحديث 1419)، و في الوصايا، باب الصدقة عند الموت (الحديث 2748) . و اخرجه مسلم في الزكاة، باب بيان ان افضل الصدقة صدقة الصحيح الشحيح (الحديث 92 و 93) . و اخرجه في الوصايا، باب ما جاء في كراهية الاضرار في الوصية (الحديث 2865) و اخرجه النسائي في الوصايا، الكراهية في تاخير الوصية (الحديث 3613). تحفة الاشراف (14900) .

2542-اخرجه مسلم في الزكاة، باب بابن ان اليد العليا خير من اليد السفلى و ان اليد العليا هي المنفقة و ان السفلى هي الاخذة (الحديث 95) . تحفة الاشراف (3435) .

2543-اخرجه البخاري في الزكاة، باب لا صدقة الا عن ظهر غني (الحديث 1426) . تحفة الاشراف (13340) .

2544 – اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ يَزِيْدَ الْاَنْصَارِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اِذَا اَنْفَقَ الرَّجُلُ عَلٰى اَهْلِهِ وَهُوَ يَحْتَسِبُهَا كَانَتْ لَهُ صَدَقَةً" .

☆☆ حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

جب کوئی شخص اپنی بیوی پر خرچ کرتا ہے' وہ اس کے ذریعے ثواب کی اُمید رکھتا ہے' تو یہ چیز اس کے لیے صدقہ شمار ہو گی۔

2545 – اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ اَعْتَقَ رَجُلٌ مِّنْ بَنِيْ عُذْرَةَ عَبْدًا لَّهُ عَنْ دُبُرٍ فَبَلَغَ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "اَلَكَ مَالٌ غَيْرُهُ" . قَالَ لَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ يَّشْتَرِيهِ مِنِّيْ" . فَاشْتَرَاهُ نُعَيْمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْعَدَوِيُّ بِثَمَانِمِائَةِ دِرْهَمٍ فَجَآءَ بِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَفَعَهَا اِلَيْهِ ثُمَّ قَالَ "اِبْدَاْ بِنَفْسِكَ فَتَصَدَّقْ عَلَيْهَا فَاِنْ فَضَلَ شَيْءٌ فَلِاَهْلِكَ فَاِنْ فَضَلَ شَيْءٌ عَنْ اَهْلِكَ فَلِذِيْ قَرَابَتِكَ فَاِنْ فَضَلَ عَنْ ذِيْ قَرَابَتِكَ شَيْءٌ فَهٰكَذَا وَهٰكَذَا يَقُوْلُ بَيْنَ يَدَيْكَ وَعَنْ يَّمِيْنِكَ وَعَنْ شِمَالِكَ" .

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: بنوعذرہ سے تعلق رکھنے والے ایک شخص نے اپنے ایک غلام کو مدبر کے طور پر آزاد کر دیا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کی اطلاع ملی تو آپ نے دریافت کیا: کیا تمہارے پاس اس کے علاوہ کوئی اور مال بھی ہے؟ اس نے عرض کی: جی نہیں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس غلام کو کون مجھ سے خریدے گا؟ تو حضرت نعیم بن عبداللہ عدوی نے آٹھ سو درہم کے عوض میں اس غلام کو خرید لیا' وہ ان دراہم کو لے کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے (یا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے) وہ درہم اس شخص کو دے دیئے' پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص سے فرمایا: تم اپنی ذات پر خرچ کرنے کا آغاز کرو' اس پر صدقہ کرو' اگر کچھ بچ جاتا ہے' تو اپنی بیوی پر خرچ کرو' اگر بیوی پر خرچ کرنے کے بعد بھی بچ جاتا ہے' تو اپنے قریبی رشتہ داروں پر خرچ کرو' اگر قریبی رشتہ داروں پر خرچ کرنے کے بعد بھی بچ جاتا ہے' تو پھر اس طرح کرو اور اس طرح کرو۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سامنے' دائیں اور بائیں طرف اشارہ کیا (یعنی پھر اسے دوسرے لوگوں کو صدقہ دو)۔

2544-اخرجه البخاري في الايمان باب ما جاء ان الاعمال بالنية و الحسبة و لكل امرىء ما نوى (الحديث 55)، و في المغازي، باب 12 (الحديث 4006) بنحوه، و في النفقات، باب فضل النفقة على الاهل (الحديث 5351) . و اخرجه مسلم في الزكاة، باب فضل النفقة و الصدقة على الاقربين و الزوج و الاولاد و الوالدين و لو كانوا مشركين (الحديث 48) . و اخرجه الترمذي في البر و الصلة، باب ما جاء في النفقة في الاهل (الحديث 1965) . و اخرجه النسائي في عشرة النساء من الكبرى، ثواب النفقة على الذرية (الحديث 323) . تحفة الاشراف (9996) .

2545-اخرجه مسلم في الزكاة، باب الابتداء في النفقة بالنفس ثم اهله ثم القرابة (الحديث 41)، و في الايمان، باب جواز بيع المدبر (الحديث 259) مختصراً . و اخرجه النسائي في البيوع، بيع المدبر (الحديث 4666) . تحفة الاشراف (2922) .

باب صَدَقَةِ الْبَخِيلِ .

یہ باب بخیل شخص کے صدقہ کرنے کے بیان میں ہے

2546 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَاوُسٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ ثُمَّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِنَّ مَثَلَ الْمُنْفِقِ الْمُتَصَدِّقِ وَالْبَخِيلِ كَمَثَلِ رَجُلَيْنِ عَلَيْهِمَا جُبَّتَانِ اَوْ جُنَّتَانِ مِنْ حَدِيدٍ مِنْ لَدُنْ ثُدِيِّهِمَا اِلٰى تَرَاقِيهِمَا فَاِذَا اَرَادَ الْمُنْفِقُ اَنْ يُنْفِقَ اتَّسَعَتْ عَلَيْهِ الدِّرْعُ اَوْ مَرَّتْ حَتّٰى تُجِنَّ بَنَانَهُ وَتَعْفُوَ اَثَرَهُ وَاِذَا اَرَادَ الْبَخِيلُ اَنْ يُنْفِقَ قَلَصَتْ وَلَزِمَتْ كُلُّ حَلْقَةٍ مَوْضِعَهَا حَتّٰى اَخَذَتْهُ بِتَرْقُوَتِهِ اَوْ بِرَقَبَتِهِ" . يَقُولُ اَبُو هُرَيْرَةَ اَشْهَدُ اَنَّهُ رَاٰى رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوَسِّعُهَا فَلَا تَتَّسِعُ . قَالَ طَاوُسٌ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ يُشِيرُ بِيَدِهِ وَهُوَ يُوَسِّعُهَا وَلَا تَتَوَسَّعُ .

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

خرچ کرنے والے صدقہ کرنے والے کی مثال اور کنجوس شخص کی مثال ان دو آدمیوں کی طرح ہے جن پر دو جبے ہوتے ہیں یا لوہے کی دو زرہیں ہوتی ہیں جو ان کے سینے سے لے کر سینے کے اوپر موجود ہڈی تک ہوتی ہیں جب خرچ کرنے والا شخص خرچ کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کی زرہ کشادہ ہو جاتی ہے یا وہ پھیل جاتی (اور لٹک کر) اس کے پاؤں تک پہنچ جاتی ہے اور اس کا کوئی نشان بھی نہیں پڑتا لیکن جب کنجوس شخص خرچ کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو وہ سکڑ جاتی ہے اور ہر حلقہ اپنی جگہ پر سمٹ جاتا ہے یہاں تک کہ وہ زرہ اس کے سینے کی اوپر والی ہڈی کو یا اس کی گردن کو اپنی گرفت میں لے لیتی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ انہوں نے (یعنی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ (اشارہ کے ذریعے یہ کر کے دکھا رہے تھے) کہ وہ شخص اسے کھولنے کی کوشش کرتا ہے لیکن وہ کھلتی نہیں ہے۔

طاؤس کہتے ہیں: میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے اپنے ہاتھ کے ذریعے اشارہ کر کے دکھایا کہ وہ شخص اسے کھولنے کی کوشش کرتا ہے اور وہ کھلتی نہیں ہے۔

2547 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا عَفَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ طَاوُسٍ عَنْ اَبِيهِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَثَلُ الْبَخِيلِ وَالْمُتَصَدِّقِ مَثَلُ رَجُلَيْنِ عَلَيْهِمَا جُنَّتَانِ

2546-اخرجه البخاري في اللباس، باب جيب القميص من عند الصدر و غيره (الحديث 5797) . و اخرجه مسلم في الزكاة، باب مثل المنفق و البخيل (75)، تحفة الاشراف (13517 و 13684) .

2547-اخرجه البخاري في الزكاة، باب مثل المتصدق و البخيل (الحديث 1443)، و في الجهاد، باب ما قيل في درع النبي صلى الله عليه وسلم و القميص في الحرب (الحديث 2917) . و اخرجه مسلم في الزكاة، باب مثل المنفق و البخيل (الحديث 77) . تحفة الاشراف (13520) .

مِنْ حَدِيدٍ قَدِ اضْطَرَّتْ اَيْدِيَهُمَا اِلٰى تَرَاقِيهِمَا فَكُلَّمَا هَمَّ الْمُتَصَدِّقُ بِصَدَقَةٍ اتَّسَعَتْ عَلَيْهِ حَتّٰى تُعَفِّيَ اَثَرَهُ وَكُلَّمَا هَمَّ الْبَخِيلُ بِصَدَقَةٍ تَقَبَّضَتْ كُلُّ حَلْقَةٍ اِلٰى صَاحِبَتِهَا وَتَقَلَّصَتْ عَلَيْهِ وَانْضَمَّتْ يَدَاهُ اِلٰى تَرَاقِيهِ". وَسَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ "فَيَجْتَهِدُ اَنْ يُوَسِّعَهَا فَلَا تَتَّسِعُ".

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

بخل کرنے والے شخص اور صدقہ کرنے والے شخص کی مثال دو ایسے آدمیوں کی طرح ہے جن کے جسم پر لوہے کی دو زرہیں ہوتی ہیں ان کے ہاتھ ان کے سینے کی اوپر والی ہڈی تک جکڑے ہوتے ہیں جب صدقہ کرنے والا شخص صدقہ کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو وہ زرہ کھلی ہو جاتی ہے یہاں تک کہ اس کا نشان بھی (جسم پر) نظر نہیں آتا ہے اور جب بخیل شخص صدقہ کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے حلقے ایک دوسرے کے ساتھ مل جاتے ہیں اور وہ سکڑ جاتی ہے اور اس کے ہاتھ اس کی ہنسلی کی ہڈی تک پہنچ جاتے ہیں۔

(حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:) میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا:
وہ بخیل شخص اسے کھولنے کی کوشش کرتا ہے لیکن وہ کھلتی نہیں ہے۔

باب الْاِحْصَاءِ فِي الصَّدَقَةِ

یہ باب گنتی کر کے صدقہ دینے کے بیان میں ہے

2548 - اَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ عَنْ شُعَيْبٍ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنِ ابْنِ اَبِي هِلَالٍ عَنْ اُمَيَّةَ بْنِ هِنْدٍ عَنْ اَبِي اُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ قَالَ كُنَّا يَوْمًا فِي الْمَسْجِدِ جُلُوسًا وَنَفَرٌ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْاَنْصَارِ فَاَرْسَلْنَا رَجُلًا اِلٰى عَائِشَةَ لِيَسْتَاْذِنَ فَدَخَلْنَا عَلَيْهَا قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ سَائِلٌ مَرَّةً وَعِنْدِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَمَرْتُ لَهُ بِشَيْءٍ ثُمَّ دَعَوْتُ بِهِ فَنَظَرْتُ اِلَيْهِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَمَا تُرِيدِينَ اَنْ لَا يَدْخُلَ بَيْتَكِ شَيْءٌ وَلَا يَخْرُجَ اِلَّا بِعِلْمِكِ". قُلْتُ نَعَمْ. قَالَ "مَهْلًا يَا عَائِشَةُ لَا تُحْصِي فَيُحْصِيَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَيْكِ".

☆☆ حضرت ابوامامہ بن سہل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ ہم لوگ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کچھ مہاجرین تھے کچھ انصار تھے ہم نے ایک شخص کو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں بھیجا تا کہ وہ اُن سے (ہمارے اُن کے ہاں جانے کی) اجازت مانگے (اجازت مل گئی) تو ہم اُن کے ہاں گئے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ ایک مرتبہ میرے ہاں کوئی مانگنے والا شخص آیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اُس وقت میرے ہاں موجود تھے میں نے اُسے کچھ دینے کے لیے (خادمہ کو) کہا پھر میں نے وہ چیز منگوائی اور اُس کا جائزہ لیا (کہ خادمہ زیادہ قیمتی چیز تو نہیں دے رہی ہے) تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا تم یہ چاہ رہی تھی کہ تمہارے گھر میں کوئی چیز تمہارے علم میں آئے بغیر داخل نہ ہو اور گھر سے باہر نہ جائے میں نے جواب دیا: جی ہاں! تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد

2548-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (15923) .

فرمایا: اے عائشہ! تم گنتی کر کے (صدقہ نہ دینا) ورنہ اللہ تعالیٰ بھی گنتی کر کے تمہیں (اجر وثواب) دے گا۔

2549 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اٰدَمَ عَنْ عَبْدَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ فَاطِمَةَ عَنْ اَسْمَآءَ بِنْتِ اَبِي بَكْرٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهَا "لَا تُحْصِي فَيُحْصِيَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَيْكِ" .

☆☆ سیدہ اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے فرمایا تھا: تم گنتی نہ کرنا ورنہ اللہ تعالیٰ بھی تمہارے حوالے سے گنتی کرے گا۔

2550 - اَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ حَجَّاجٍ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِي ابْنُ اَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ اَسْمَآءَ بِنْتِ اَبِي بَكْرٍ اَنَّهَا جَاءَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ لَيْسَ لِي شَيْءٌ اِلَّا مَا اَدْخَلَ عَلَيَّ الزُّبَيْرُ فَهَلْ عَلَيَّ جُنَاحٌ فِي اَنْ اَرْضَخَ مِمَّا يُدْخِلُ عَلَيَّ فَقَالَ "ارْضَخِي مَا اسْتَطَعْتِ وَلَا تُوكِي فَيُوكِيَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَيْكِ" .

☆☆ سیدہ اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کی: اے اللہ کے نبی! میرے پاس صرف وہی چیز ہوتی ہے جو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ مجھے لا کر دیتے ہیں' اگر میں اُس چیز میں سے صدقہ کر دیا کروں تو مجھے کوئی گناہ ہوگا؟ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جہاں تک ہوسکتا ہے صدقہ کیا کرو اور تم بندش نہ کیا کرو' ورنہ اللہ تعالیٰ بھی تم پر بندش کرے گا۔

باب الْقَلِيْلِ فِي الصَّدَقَةِ .

یہ باب تھوڑا سا صدقہ کرنے کے بیان میں ہے

2551 - اَخْبَرَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ خَالِدٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْمُحِلِّ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ" .

☆☆ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: تم جہنم سے بچنے کی کوشش کرو' خواہ کھجور کے ایک حصے (یا نصف کھجور) کے ذریعے کرو۔

2549-اخرجه البخاري في الزكاة، باب التحريض على الصدقة و الشفاعة فيها (الحديث 1433)، و في الهبة، باب هبة المرأة لغير زوجها عتقها اذا كان لها زوج (الحديث 2590) بنحوه ـ و اخرجه مسلم في الزكاة، باب الحث في الانفاق، و كراهية الاحصاء (الحديث 88). و اخرجه النسائي في عشرة النساء من الكبرى، نفقة المرأة من بيت زوجها و ذكر اختلاف ايوب و ابن جريج على ابن ابي مليكة في حديث اسماء في ذلك (الحديث 312) . تحفة الاشراف (15748) .

2550-اخرجه البخاري في الزكاة، باب الصدقة فيما استطاع (الحديث 1434) و اخرجه مسلم في الزكاة، باب الحث في الانفاق و كراهة الاحصاء (الحديث 89) . و اخرجه النسائي في عشرة النساء من الكبرى، نفقة المرأة من بيت زوجها و ذكر اختلاف ايوب و ابن جريج على ابن ابي مليكة في حديث اسماء في ذلك (الحديث 311) . تحفة الاشراف (15714) .

2551-اخرجه البخاري في الزكاة، باب الصدقة قبل الرد (الحديث 1413) مطولًا، و في المناقب، باب علامات النبوة في الاسلام (الحديث 3595) مطولًا . تحفة الاشراف (9874) .

2552 - اَنْبَاَنَا اِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ اَنَّ عَمْرَو بْنَ مُرَّةَ حَدَّثَهُمْ عَنْ خَيْثَمَةَ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ ذَكَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّارَ فَاَشَاحَ بِوَجْهِهٖ وَتَعَوَّذَ مِنْهَا ذَكَرَ شُعْبَةُ اَنَّهٗ فَعَلَهٗ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ - ثُمَّ قَالَ "اتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ التَّمْرَةِ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ" .

☆☆ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جہنم کا تذکرہ کرتے ہوئے اپنے چہرے کے آگے ہاتھ کرلیا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس سے پناہ مانگی۔

شعبہ نامی راوی نے یہ بات نقل کی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ ایسا کیا' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جہنم سے بچنے کی کوشش کرو خواہ نصف کھجور کے ذریعے (ایسا کرو یعنی اُسے صدقہ کردو) اور اگر وہ بھی نہیں ملتی تو اچھی بات (کہہ کر جہنم سے بچنے کی کوشش کرو)۔

باب التَّحْرِيضِ عَلَى الصَّدَقَةِ .

یہ باب صدقہ کرنے کی ترغیب دینے میں ہے

2553 - اَخْبَرَنَا اَزْهَرُ بْنُ جَمِيلٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ وَذَكَرَ عَوْنُ بْنُ اَبِي جُحَيْفَةَ قَالَ سَمِعْتُ الْمُنْذِرَ بْنَ جَرِيْرٍ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ كُنَّا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ صَدْرِ النَّهَارِ فَجَآءَ قَوْمٌ عُرَاةٌ حُفَاةٌ مُتَقَلِّدِي السُّيُوْفِ عَامَّتُهُمْ مِنْ مُضَرَ بَلْ كُلُّهُمْ مِنْ مُضَرَ فَتَغَيَّرَ وَجْهُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَا رَاٰى بِهِمْ مِنَ الْفَاقَةِ فَدَخَلَ ثُمَّ خَرَجَ فَاَمَرَ بِلَالًا فَاَذَّنَ فَاَقَامَ الصَّلَاةَ فَصَلّٰى ثُمَّ خَطَبَ فَقَالَ "(يٰاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَاءً وَّاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَاءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا) وَ (اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ) تَصَدَّقَ رَجُلٌ مِّنْ دِيْنَارِهٖ مِنْ دِرْهَمِهٖ مِنْ ثَوْبِهٖ مِنْ صَاعِ بُرِّهٖ مِنْ صَاعِ تَمْرِهٖ - حَتّٰى قَالَ - وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ" . فَجَآءَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ بِصُرَّةٍ كَادَتْ كَفُّهٗ تَعْجِزُ عَنْهَا بَلْ قَدْ عَجَزَتْ ثُمَّ تَتَابَعَ النَّاسُ حَتّٰى رَاَيْتُ كَوْمَيْنِ مِنْ طَعَامٍ وَّثِيَابٍ حَتّٰى رَاَيْتُ وَجْهَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَهَلَّلُ كَاَنَّهٗ مُذْهَبَةٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ سَنَّ فِي الْاِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهٗ اَجْرُهَا وَاَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ غَيْرِ اَنْ يَّنْقُصَ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَيْئًا وَّمَنْ سَنَّ فِي الْاِسْلَامِ سُنَّةً سَيِّئَةً فَعَلَيْهِ وِزْرُهَا وَوِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ غَيْرِ اَنْ يَّنْقُصَ مِنْ

2552-اخرجه البخاري في الآدب، باب طيب الكلام (الحديث 6023)، و في الرقاق، باب من نوقش الحساب عذاب (الحديث 6540)، و باب صفة الجنة و النار (الحديث 6563) . و اخرجه مسلم في الزكاة، باب الحث على الصدقة و لو بشق تمرة او كلمة طيبة و انها حجاب من النار (الحديث 68م) . تحفة الاشراف (9853) .

2553-اخرجه مسلم في الزكاة، باب الحث على الصدقة و لو بشق تمرة او كلمة طيبة و انها حجاب من النار (الحديث 69 و 70)، و في العلم، باب من سن سنة حسنة او سيئة و من دعا الى هدى او ضلالة (الحديث 15م) مختصراً . و الحديث عند: ابن ماجه في المقدمة ، باب من سن سنة حسنة او سيئة (الحديث 203) . تحفة الاشراف (3232) .

اَوْزَارِهِمْ شَيْئًا".

☆☆ منذر بن جریر اپنے والد کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں: ایک مرتبہ ہم نبی اکرم ﷺ کے پاس موجود تھے یہ دن کے ابتدائی حصے کی بات ہے' اسی دوران کچھ لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے جن کے جسموں پر مناسب لباس بھی نہیں تھا (اُن میں سے بہت سے لوگ) برہنہ پا تھے' اُنہوں نے گلے میں تلواریں لٹکائی ہوئی تھیں' اُن میں سے زیادہ تر کا تعلق مضر قبیلے سے تھا' بلکہ اُن سب کا تعلق مضر قبیلے سے تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے جب اُن کا فاقہ دیکھا تو آپ کے چہرۂ مبارک کا رنگ تبدیل ہو گیا' آپ گھر کے اندر تشریف لے گئے' پھر آپ باہر تشریف لائے' آپ ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو ہدایت کی اُنہوں نے اذان دی' پھر نماز کے لیے اقامت کہی' پھر نبی اکرم ﷺ نے نماز ادا کی' پھر آپ نے خطبہ دیا اور آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اے لوگو! اپنے اُس پروردگار سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا ہے اور اُس جان کے ذریعے اُس نے اُس کا جوڑا پیدا کیا ہے' پھر اُن دونوں کے ذریعے مردوں اور خواتین کو پھیلا دیا' اُس اللہ سے ڈرو جس کے نام کا واسطہ دے کر تم ایک دوسرے سے مانگتے ہو اور صلہ رحمی (کی خلاف ورزی سے بھی بچو) بے شک اللہ تعالیٰ تمہارا نگہبان ہے' تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور ہر شخص اُس چیز کا جائزہ لے' جو اُس نے اپنے کل کے لیے آگے بھیجی ہے۔

(یہ قرآن کے الفاظ ہیں' جس کا مقصد یہ تھا کہ تم لوگ صدقہ وخیرات کرو)

(نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:) ہر شخص اپنا دینار' اپنا درہم' اپنا کپڑا' گندم کا ایک صاع یا کھجوروں کا ایک صاع صدقہ کرے۔

(راوی کہتے ہیں:) یہاں تک کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اگر کوئی آدھی کھجور (صدقہ کر سکتا ہے' تو وہ یہ ہی کر دے)۔

ایک انصار ایک تھیلی لے کر آیا' وہ اسے اُٹھا نہیں پا رہا تھا' پھر اُس کے بعد یکے بعد دیگرے لوگ مختلف چیزیں لانے لگے یہاں تک کہ میں نے وہاں اناج اور کپڑوں کے دو ڈھیر دیکھ لیے' یہاں تک کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کے چہرۂ مبارک کو (خوشی کی وجہ سے) سونے کی طرح چمکتے ہوئے دیکھا۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص اسلام میں اچھے طریقے کا آغاز کرے گا اُسے اس کا اجر ملے گا اور جو شخص اُس طریقے پر عمل کرے گا' اُس کا اجر بھی اُسے ملے گا' حالانکہ (اُن عمل کرنے والوں کے) اجر میں کوئی کمی نہیں ہوگی اور جو شخص اسلام میں کسی غلط طریقے کا آغاز کرے گا تو اُس کا گناہ اُس شخص پر ہوگا جو شخص بھی اُس غلط طریقے پر عمل کرے گا' اُس کا گناہ بھی اُس شخص پر ہوگا حالانکہ (اُس غلط طریقے پر عمل کرنے والے لوگوں کے) گناہ میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔

2554 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَعْبَدِ بْنِ خَالِدٍ عَنْ حَارِثَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "تَصَدَّقُوْا فَاِنَّهُ سَيَاْتِيْ عَلَيْكُمْ زَمَانٌ يَمْشِي الرَّجُلُ بِصَدَقَتِهِ

2554-اخرجه البخاري في الزكاة، باب الصدقة قبل الرد (الحديث 1411)، و باب الصدقة باليمين (الحديث 1424)، و في الفتن، باب 25 (الحديث 7120) . و اخرجه مسلم في الزكاة، باب الترغيب في الصدقة قبل ان لا يوجد من يقبلها (الحديث 58) . تحفة الاشراف (3286) .

فَيَقُوْلُ الَّذِیْ يُعْطَاهَا لَوْ جِئْتَ بِهَا بِالْاَمْسِ قَبِلْتُهَا فَاَمَّا الْيَوْمَ فَلَا۔

حضرت حارثہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

تم لوگ صدقہ کیا کرو' کیونکہ عنقریب تم پر ایسا زمانہ آئے گا کہ جب کوئی شخص اپنے صدقے کی چیز لے کر جائے اور (جسے وہ چیز دینے کی کوشش کرے گا) وہ یہ کہے گا کہ اگر تم گزشتہ رات آتے تو میں تم سے وصول کر لیتا لیکن آج مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے۔

باب الشَّفَاعَةِ فِی الصَّدَقَةِ ۔

یہ باب صدقہ کرنے میں سفارش کے بیان میں ہے

2555 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰی قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ اَخْبَرَنِیْ اَبُوْ بُرْدَةَ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ بُرْدَةَ عَنْ جَدِّهٖ اَبِیْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اشْفَعُوْا تُشَفَّعُوْا وَيَقْضِی اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلٰی لِسَانِ نَبِيِّهٖ مَا شَآءَ" ۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

تم لوگ سفارش کیا کرو' تمہاری سفارش قبول کی جائے گی' اللہ تعالیٰ اپنے نبی کی زبانی جو چاہے فیصلہ بیان کر دیتا ہے۔

2556 - اَخْبَرَنَا هَارُوْنُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ اَنْبَاَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنِ ابْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ اَخِيْهِ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ اَبِیْ سُفْيَانَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اِنَّ الرَّجُلَ لَيَسْاَلُنِی الشَّیْءَ فَاَمْنَعُهٗ حَتّٰی تَشْفَعُوْا فِيْهِ فَتُؤْجَرُوْا" ۔ وَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اشْفَعُوْا تُؤْجَرُوْا" ۔

حضرت معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

بعض اوقات کوئی شخص مجھ سے کوئی چیز مانگتا ہے اور میں اُسے وہ نہیں دیتا' یہاں تک کہ تم اُس کی سفارش کر دیتے ہو' تو تمہیں بھی اجر ملتا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے:

تم سفارش کیا کرو' تمہیں اجر حاصل ہوگا۔

2555-اخرجه البخاري في الزكاة، باب التحريض على الصدقة و الشافعة فيها (الحديث 1432)، و في الادب، باب تعاون المو منين بعضهم بعضًا (الحديث 6027)، و بـاب قول الله تعالى (من يشفع شفاعة حسنة يكن له نصيب منها و من يشفع شفاعة سيئة يكن له كفل منها، و كان الله على كل شيء مقيتا) (الحديث 6028)، و بـاب فـي المشيئة و الارادة (الحديث 7476) . و اخرجه مسلم في البر و الصلة و الاداب، باب استحباب الشفاعة فيما ليس بحرام (الحديث 145) . و اخرجه ابو داؤد في الادب، باب في الشفاعة (الحديث 5131) . و اخرجه الترمذي في العلم، باب ما جاء الدال على الخير كفاعله (الحديث 2672) . تحفة الاشراف (9036) .

2556-اخرجه ابو داؤد في الادب، باب في الشفاعة (الحديث 5132) . تحفة الاشراف (11447) .

باب الْاِخْتِيَالِ فِى الصَّدَقَةِ .

یہ باب ہے کہ صدقہ کرنے میں بڑائی کا اظہار کرنا

2557 – اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِىُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِى كَثِيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِى مُحَمَّدُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ الْحَارِثِ التَّيْمِىُّ عَنِ ابْنِ جَابِرٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِنَّ مِنَ الْغَيْرَةِ مَا يُحِبُّ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ وَمِنْهَا مَا يُبْغِضُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ وَمِنَ الْخُيَلاَءِ مَا يُحِبُّ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ وَمِنْهَا مَا يُبْغِضُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فَاَمَّا الْغَيْرَةُ الَّتِى يُحِبُّ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فَالْغَيْرَةُ فِى الرِّيْبَةِ وَاَمَّا الْغَيْرَةُ الَّتِى يُبْغِضُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فَالْغَيْرَةُ فِى غَيْرِ رِيْبَةٍ وَّالِاخْتِيَالُ الَّذِى يُحِبُّ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اخْتِيَالُ الرَّجُلِ بِنَفْسِهِ عِنْدَ الْقِتَالِ وَعِنْدَ الصَّدَقَةِ وَالِاخْتِيَالِ الَّذِى يُبْغِضُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ الْخُيَلاَءُ فِى الْبَاطِلِ" .

☆☆ ابن جابر اپنے والد کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

غیرت کی ایک قسم وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے اور ایک قسم وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ ناپسند کرتا ہے' بڑائی کے اظہار کی ایک قسم وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے اور دوسری قسم وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ ناپسند کرتا ہے' جہاں تک اُس غیرت کا تعلق ہے جسے اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے' تو وہ غیرت شک کے بارے میں ہے اور جہاں تک اُس غیرت کا تعلق ہے جسے اللہ تعالیٰ ناپسند کرتا ہے' تو وہ غیرت ایسی چیز کے بارے میں ہے جس میں شک نہ ہو' جہاں تک بڑائی کی اُس قسم کا تعلق ہے جسے اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے' تو اس سے مراد وہ بڑائی کا اظہار ہے جو انسان اپنی ذات کے حوالے سے جنگ کے وقت کرتا ہے یا صدقہ کرنے کے وقت کرتا ہے' جہاں تک اُس بڑائی کے اظہار کا تعلق ہے جسے اللہ تعالیٰ ناپسند کرتا ہے' تو اس سے مراد باطل کاموں میں بڑائی کا اظہار ہے۔

ریاکاری کے لئے صدقہ کرنے والے پر وعید کا بیان

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ قیامت کے دن پہلا آدمی جس پر (خلوص نیت کو ترک کر دینے کا) حکم لگایا جائے گا وہ ہوگا جسے (دنیا میں) شہید کر دیا گیا تھا۔ چنانچہ (میدان حشر میں) اسے پیش کیا جائے گا اور اللہ تعالیٰ اس کو اپنی (دی ہوئی) نعمتیں یاد دلائے گا جو اسے یاد آ جائیں گی۔ پھر اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا کہ تو نے ان نعمتوں کے شکر میں کیا کام کیا؟ یعنی اللہ اسے اپنی نعمتیں جتا کر الزاماً فرمائے گا کہ تو نے ان نعمتوں کے شکرانہ میں کیا اعمال کئے؟ وہ کہے گا میں تیری راہ میں لڑا یہاں تک کہ شہید کر دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تو جھوٹا ہے کیونکہ تو اس لئے لڑا تھا کہ تجھے بہادر کہا جائے چنانچہ تجھے (بہادر کہا گیا) اور تیرا اصل مقصد مخلوق سے حاصل ہوا اب مجھ سے کیا چاہتا ہے، پھر حکم دیا جائے گا کہ اسے منہ کے بل کھینچا جائے، یہاں تک کہ اسے آگ میں ڈال دیا جائے گا، پھر (دوسرا) وہ آدمی ہوگا جس نے علم حاصل کیا، دوسروں کو تعلیم دی اور قرآن کو پڑھا چنانچہ اسے بھی (اللہ کے حضور میں) لایا جائے گا، اللہ تعالیٰ اس کو (اپنی عطا کی

2557-اخرجه ابو داؤد في الجهاد، باب في الخيلاء في الحرب (الحديث 2659) . تحفة الاشراف (3174) .

ہوئی) نعمتیں یاد دلائے گا جو اسے یاد آ جائیں گی۔

پھر اللہ پوچھے گا کہ تو نے ان نعمتوں کے شکر میں کیا اعمال کیے؟ وہ کہے گا میں نے علم حاصل کیا اور دوسروں کو سکھایا اور تیرے ہی لئے قرآن پڑھا اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو جھوٹا ہے تو نے تو علم محض اس لئے حاصل کیا تھا تا کہ تجھے عالم کہا جائے اور قرآن اس لئے پڑھا تھا تا کہ تجھے لوگ قاری کہیں، چنانچہ تجھے (عالم و قاری) کہا گیا۔ پھر حکم دیا جائے گا کہ اسے منہ کے بل گھسیٹا جائے یہاں تک کہ اسے آگ میں ڈال دیا جائے گا۔ پھر (تیسرا) وہ آدمی ہوگا جس کو اللہ نے (معیشت میں) وسعت دی اور ہر قسم کا مال عطا فرمایا۔ اس کو بھی اللہ کے حضور میں لایا جائے گا اللہ تعالیٰ اس کو (اپنی عطا کی ہوئی) نعمتیں یاد دلائے گا جو اسے یاد آ جائیں گی۔ پھر اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا تو نے ان نعمتوں کے شکر میں کیا اعمال کیے؟ وہ کہے گا میں نے کوئی ایسی راہ نہیں چھوڑی جس میں تو خرچ کرنا پسند کرتا ہو اور تیری خوشنودی کے لیے میں اس میں خرچ نہ کیا ہو، اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو جھوٹا ہے، تو نے خرچ اس لئے کیا تا کہ تجھے (سخی) کہا جائے اور تجھے (سخی) کہا گیا۔ پھر حکم دیا جائے گا کہ اسے منہ کے بل گھسیٹا جائے یہاں تک کہ اسے آگ میں ڈال دیا جائے گا۔ (صحیح مسلم، مشکوٰۃ المصابیح، جلد اول، رقم الحدیث، 200)

اعمال میں نیت کا کیا درجہ ہے؟ اور خلوص کی کتنی ضرورت ہے؟ اس حدیث سے بخوبی واضح ہوتا ہے بندہ کتنا بڑے سے بڑا عمل خیر کرے، بڑی سے بڑی نیکی کر ڈالے لیکن اگر اس کی نیت بخیر نہیں ہے تو اس کا وہ عمل اور نیکی کسی کام نہیں آئے گی اللہ تعالیٰ کو وہی عمل پسند ہے جس میں محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور اس کی رضا کی نیت ہو اور جذبہ اطاعت خلوص سے بھرپور ہو، ورنہ جو بھی عمل بغیر اخلاص اور بغیر نیت خیر کیا جائے گا چاہے وہ کتنا ہی عظیم عمل کیوں نہ ہو بارگاہ الوہیت سے ٹھکرا دیا جائے گا اور اس پر کوئی مفید نتیجہ مرتب نہیں ہوگا بلکہ الٹا اللہ تعالیٰ کے عذاب میں گرفتار کیا جائے گا جیسا کہ اس حدیث سے معلوم ہوا۔

2558 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "كُلُوْا وَتَصَدَّقُوْا وَالْبَسُوْا فِيْ غَيْرِ اِسْرَافٍ وَّلَا مَخِيْلَةٍ".

☆☆ عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

تم کھاؤ بھی صدقہ بھی کرو اور پہنو بھی لیکن اسراف نہ کرو اور بڑائی کا اظہار نہ کرو۔

بَاب اَجْرِ الْخَازِنِ اِذَا تَصَدَّقَ بِاِذْنِ مَوْلَاهُ.

یہ باب ہے کہ جب کوئی خزانچی اپنے آقا کی اجازت سے کوئی چیز صدقہ کرے تو اُس کا اجر

2559 - اَخْبَرَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْهَيْثَمِ بْنِ عُثْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ اَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ جَدِّهِ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَلْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ

2558-اخرجه ابن ماجه في اللباس، باب البس ما شئت ما اخطاك سرف او مخيلة (الحديث 3605) . تحفة الاشراف (8773) .

كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهُ بَعْضًا" . وَقَالَ "الْخَازِنُ الْاَمِيْنُ الَّذِىْ يُعْطِى مَا اُمِرَ بِهِ طَيِّبًا بِهَا نَفْسُهُ اَحَدُ الْمُتَصَدِّقِيْنَ" .

☆☆ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

ایک مؤمن دوسرے مؤمن کے لیے ایک عمارت کی طرح ہے' اُس کا ایک حصہ دوسرے حصے کو مضبوط کرتا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات بھی ارشاد فرمائی ہے:

امانت دار خزانچی جب اُس چیز کو ادا کرتا ہے جس کا اُسے حکم دیا گیا ہے اور وہ اپنی خوشی سے ایسا کرتا ہے' تو وہ بھی صدقہ کرنے والوں میں سے ایک شمار ہوتا ہے۔

باب الْمُسِرِّ بِالصَّدَقَةِ .

یہ باب خفیہ طور پر صدقہ دینے میں ہے

2560 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ عَنْ بَحِيرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ عَنْ كَثِيرِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "الْجَاهِرُ بِالْقُرْآنِ كَالْجَاهِرِ بِالصَّدَقَةِ وَالْمُسِرُّ بِالْقُرْآنِ كَالْمُسِرِّ بِالصَّدَقَةِ" .

☆☆ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

بلند آواز میں قرآن کی تلاوت کرنے والا اعلانیہ طور پر صدقہ کرنے والے کی مانند ہے اور پست آواز میں قرآن کی تلاوت کرنے والا خفیہ طور پر صدقہ کرنے والے کی مانند ہے۔

باب الْمَنَّانِ بِمَا اَعْطٰى .

یہ باب کچھ دے کر احسان جتانے والے کے بیان میں ہے

2561 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "ثَلَاثَةٌ لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْعَاقُّ لِوَالِدَيْهِ وَالْمَرْاَةُ الْمُتَرَجِّلَةُ وَالدَّيُّوْثُ وَثَلَاثَةٌ لَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ الْعَاقُّ لِوَالِدَيْهِ وَالْمُدْمِنُ عَلَى الْخَمْرِ وَالْمَنَّانُ بِمَا اَعْطٰى" .

2559-اخرجه البخاري في الزكاة، باب اجر الخادم اذا تصدق بامر صاحبه غير مفسد (الحديث 1438)، و في الاجارة، باب استئجار الرجل الصالح (الحديث 2260)، و في الوكالة، باب و كالة الامين في الخزانة و نحوها (الحديث 2319) . و اخرجه مسلم في الزكاة، باب اجر الخازن الامين و المراة اذا تصدقت من بيت زوجها غير مفسدة باذنه الصريح او العرفي (الحديث 79) . و اخرجه ابو داؤد في الزكاة، باب اجر الخازن (الحديث 1684) . تحفة الاشراف (9038) .

2560-تقدم (الحديث 1662) .

2561-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (6767) .

☆☆ سالم بن عبداللہ اپنے والد کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: تین طرح کے لوگ ایسے ہیں کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اُن کی طرف نظر رحمت نہیں کرے گا: والدین کا نافرمان شخص، مردوں کے ساتھ مشابہت اختیار کرنے والی عورت اور دیوث۔

تین قسم کے لوگ جنت میں داخل نہیں ہوں گے: والدین کا نافرمان، عادی شرابی اور کچھ دے کر احسان جتانے والا۔

2562 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْمُدْرِكِ عَنْ اَبِي زُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ جَرِيْرٍ عَنْ خَرَشَةَ بْنِ الْحُرِّ عَنْ اَبِي ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ" . فَقَرَاَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَبُوْ ذَرٍّ خَابُوْا وَخَسِرُوْا خَابُوْا وَخَسِرُوْا . قَالَ "الْمُسْبِلُ اِزَارَهُ وَالْمُنَفِّقُ سِلْعَتَهُ بِالْحَلِفِ الْكَاذِبِ وَالْمَنَّانُ عَطَائَهُ" .

☆☆ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

تین (قسم کے) لوگوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کلام نہیں کرے گا، اُن کی طرف نظر رحمت نہیں کرے گا، اُن کا تزکیہ نہیں کرے گا اور اُن لوگوں کو دردناک عذاب ہوگا۔

پھر نبی اکرم ﷺ نے قرآن کی آیت تلاوت کی تو اس پر حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ لوگ رسوا ہو گئے اور خسارے کا شکار ہو گئے، یہ لوگ رسوا ہو گئے اور خسارے کا شکار ہو گئے۔

(نبی اکرم ﷺ نے وضاحت کی اور فرمایا:) اپنے تہبند (کو ٹخنوں سے نیچے) لٹکانے والا، جھوٹی قسم اٹھا کر اپنا سامان فروخت کرنے والا اور کچھ دے کر احسان جتانے والا۔

2563 - اَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ قَالَ سَمِعْتُ سُلَيْمَانَ - وَهُوَ الْاَعْمَشُ - عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُسْهِرٍ عَنْ خَرَشَةَ بْنِ الْحُرِّ عَنْ اَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ الْمَنَّانُ بِمَا اَعْطَى وَالْمُسْبِلُ اِزَارَهُ وَالْمُنَفِّقُ سِلْعَتَهُ بِالْحَلِفِ الْكَاذِبِ" .

☆☆ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

2562-اخرجه مسلم في الايمان، باب بيان غلظ تحريم اسبال الازار و المن بالعطية و تنفيق السلعة بالحلف و بيان الثلاثة الذين لا يكلمهم الله يوم القيامة و لا ينظر اليهم ولا يزكيهم و لهم عذاب اليم (الحديث 171) . واخرجه ابو داؤد في اللباس، باب ما جاء في اسبال الازار (الحديث 4087 و 4088) . واخرجه الترمذي في البيوع، باب ماجاء فيمن حلف على سلعة كاذبًا (الحديث 1211) . و اخرجه النسائي في الزكاة، المنان بما اعطى (الحديث 2563)، و في البيوع، المنفق السلعة بالحلف الكاذب و (الحديث 4470 و 4471)، في الزينة، اسبال الازار (الحديث 5363)، و في التفسير: قوله تعالى (ان الذين يشترون بعهد الله و ايمانهم ثمنا قليلا) (الحديث 33) . و اخرجه ابن ماجه في التجارات، باب ما جاء في كراهية الايمان في الشراء و البيع (الحديث 2208) . تحفة الاشراف (11909) .

2563-تقدم (الحديث 2562) .

تین طرح کے لوگوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کلام نہیں کرے گا' اُن کی طرف نظر رحمت نہیں کرے گا' اُن کا تزکیہ نہیں کرے گا اور اُن کے لیے دردناک عذاب ہوگا (وہ تین قسم کے لوگ یہ ہیں:) کچھ دے کر احسان جتانے والا' اپنے تہبند کو (ٹخنوں سے) نیچے لٹکانے والا اور جھوٹی قسم اٹھا کر اپنا مال فروخت کرنے والا۔

شرح

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِکُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰی کَالَّذِیْ یُنْفِقُ مَالَہٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَمَثَلُہٗ کَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَیْہِ تُرَابٌ فَاَصَابَہٗ وَابِلٌ فَتَرَکَہٗ صَلْدًا لَا یَقْدِرُوْنَ عَلٰی شَیْءٍ مِّمَّا کَسَبُوْا وَاللّٰہُ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الْکٰفِرِیْنَ (۲۶۴، البقرہ)

اے ایمان والومت ضائع کرو اپنی خیرات احسان رکھ کر اور ایذا دے کر اس شخص کی طرح جو خرچ کرتا ہے اپنا مال لوگوں کے دکھانے کو اور یقین نہیں رکھتا ہے اللہ پر اور قیامت کے دن پر سو اس کی مثال ایسی ہے جیسے صاف پتھر کہ اس پر پڑی ہے کچھ مٹی پھر برسا اس پر زور کا مینہ تو کر چھوڑا اس کو بالکل صاف کچھ ہاتھ نہیں لگتا ایسے لوگوں کے ثواب اس چیز کا جو انہوں نے کمایا اور اللہ نہیں دکھاتا سیدھی راہ کافروں کو،

(۱) المنذر نے ضحاک رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ سے اس آیت کے بارے میں روایت کیا جو شخص (کچھ) خرچ کرتا ہے پھر اس کے ساتھ احسان جتاتا ہے یا اس شخص کو تکلیف پہنچاتا ہے جس کو اس نے مال دیا تھا تو اس کا اجر ضائع ہو گیا اللہ تعالیٰ نے اس کی مثال بیان فرمائی کہ جیسے مثال ایک پتھر کی ہے کہ جس پر مٹی ہو اور اس کو زوردار بارش پہنچ جائے تو اس پر مٹی کا ذرا بھی باقی نہ رہے گا اس طرح اللہ تعالیٰ اس شخص کے اجر کو ختم فرما دیتے ہیں جو صدقہ دے کر بھی احسان جتاتا ہے جیسا کہ بارش اس مٹی کو ختم کر دیتی ہے۔

(۲) ابن ابی حاتم نے سدی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ سے اس آیت کے بارے میں روایت کیا کہ اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں سے فرمایا کہ اپنے صدقات کو احسان جتانے سے اور تکلیف پہنچانے سے ضائع نہ کرو ورنہ تمہارے صدقات باطل ہو جائیں گے جیسے ریاکاری والا صدقہ باطل ہو جاتا ہے اور اسی طرح وہ شخص جو اپنے مال کو لوگوں کے دکھاوے کے لیے خرچ کرتا ہے، ریاکاری اس کے صدقہ کو لے جاتی ہے، جیسا کہ یہ بارش اس پتھر سے مٹی کو لے جاتی ہے۔

(۳) احمد نے زہد میں عبداللہ بن ابی زکریا رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت کیا کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ آدمی اپنے عمل میں سے کسی چیز کے ساتھ ریاکاری کرتا ہے تو اس سے پہلے والا (عمل) بھی ضائع ہو جاتا ہے۔

(۴) ابن ابی شیبہ، احمد، ابن المنذر، بیہقی نے شعب میں ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں داخل ہوگا جنت میں احسان جتانے والا، عاق کرنے والا، ہمیشہ شراب پینے والا، جادو پر ایمان لانے والا (یعنی اس کو سچ جاننے والا)، اور کاہن (غیب کی خبریں بتانے والا) ہے۔

تین آدمی نظر رحمت سے محروم

(۵) البزار اور حاکم نے (اس کو صحیح کہا ہے) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین آدمی ایسے ہیں کہ ان کی طرف اللہ تعالیٰ نظر نہیں فرمائیں گے اپنے والدین کی نافرمانی کرنے والا، ہمیشہ شراب پینے والا، اور احسان جتانے والا اور تین آدمی ایسے ہیں جو جنت میں داخل نہ ہوں گے اپنے والدین کی نافرمانی کرنے والا، دیوث اور وہ عورت جو مردوں کی شکل بنائے۔

(۶) ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ جنت میں احسان جتلانے والا داخل نہ ہوگا مجھ پر یہ بات بھاری ہوئی یہاں تک کہ میں نے اللہ کی کتاب میں احسان جتلانے والے کے بارے میں پایا لفظ آیت لا تبطلوا صدقتکم بالمن والاذی .

احسان جتا کر صدقہ باطل مت کرو

(۷) ابن جریر اور ابن المنذر نے عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ ایک آدمی جہاد کرتا ہے، چوری نہیں کرتا، زنا نہیں کرتا، مال غنیمت میں خیانت نہیں کرتا، پھر بھی اس روزی کے ساتھ واپس نہیں لوٹتا جو کافی ہو جائے اس سے پوچھا گیا یہ کیوں ہوا؟ انہوں نے فرمایا ایک آدمی اللہ کے راستہ میں نکلتا ہے جب اس کو اللہ کی طرف سے کوئی مصیبت پہنچتی ہے جس کا اس پر فیصلہ ہوتا ہے تو وہ لعنت بھیجتا ہے اپنے امام کو گالیاں دیتا ہے اور جہاد کے وقت پر لعنت کرتا ہے اور کہتا ہے میں اس کے ساتھ غزوہ میں کبھی بھی نہ لوٹوں گا۔ یہ اس پر گناہ ہے اور اس کے لیے (کوئی ثواب) نہیں ہے مثال اس نفقہ کی جو اللہ کے راستہ میں خرچ کرتا ہے پھر احسان جتاتا ہے یا تکلیف پہنچاتا ہے تو اس کی مثال اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں بیان فرمائی لفظ آیت یایھا الذین امنوا لا تبطلوا صدقتکم بالمن والاذی آیت کے ختم تک۔

(۸) ابن جریر نے، ابن المنذر، ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ صفوان سے مراد پتھر ہے (اور) لفظ آیت فترکہ صلدا سے مراد ہے کہ اس کو اس طرح کر دیا کہ اس پہ کچھ بھی باقی نہیں ہے۔

(۹) ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ لفظ آیت کمثل صفوان میں صفوان سے مراد چٹان ہے لفظ آیت کمثل صفوان یعنی اس کو اس طرح صاف کر دیا کہ کوئی چیز اس پر باقی نہ رہی، اسی طرح قیامت کے دن منافق کا حال ہوگا کہ اپنے (نیک اعمال) میں سے کسی پر قادر نہ ہوگا جو کچھ اس نے دنیا میں کمایا تھا۔

(۱۰) عبد بن حمید، ابن ابی حاتم نے عکرمہ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت کیا کہ لفظ آیت وابل سے مراد بارش ہے۔

(۱۱) عبد بن حمید اور ابن جریر نے قتادہ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت کیا کہ لفظ آیت وابل سے مراد شدید بارش ہے اور یہ وہ مثال ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے قیامت کے دن کفار کے اعمال کے لیے بیان فرمائی۔ اور فرمایا لفظ آیت لا یقدرون علی شیء مما کسبوا یعنی یہ کفار اعمال سے صاف ہوں گے جیسے اس بارش نے اس پتھر کو بالکل صاف کر دیا جیسے وہ (پہلے) تھا۔

(۱۲) ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ لفظ آیت فترکہ صلدا سے مراد ہے بارش نے

اس کو خشک بنادیا جس پر کچھ بھی نہیں اگتا۔

(۱۳) الطستی نے اپنے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ ان سے نافع بن ازرق رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان سے صفوان کے بارے میں پوچھا کہ اس کا کیا مطلب ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اس سے مراد صاف چکنا پتھر ہے۔ عرض کیا کیا عرب کے لوگ اس معنی سے واقف ہیں فرمایا ہاں! کیا تو نے اوس بن حجر کا مقولہ نہیں سنا:

علی ظهر صفوان کان متونه عللن بدهن یزلق المتنزلا

ترجمہ: زمین پر میں سردار ہوں اور سردار کا بیٹا ہوں جس کے آباء کے لیے پتھر کی طرح مضبوطی کی بزرگی ہے۔

پھر انہوں نے عرض کیا مجھے لفظ آیت صلدا کے بارے میں بتایئے؟ فرمایا اس سے مراد بھی چکنا پتھر ہے۔ عرض کیا کیا عرب کے لوگ اس معنی سے واقف ہیں؟ فرمایا ہاں! کیا تو نے ابو طالب کا مقولہ نہیں سنا:

وانی لقوم وابن قوم لها شم لا باء صدق مجدهم معقل صلد

ترجمہ: اور بلاشہ میں قبیلہ کا سردار ہوں اور ہاشمی قبیلہ کا بیٹا ہوں ان کے آباؤ اجداد سچے تھے (اور) ان کی بزرگی بلند پہاڑ کے پتھر کی طرح بلند تھی۔ (تفسیر در منثور، سورہ بقرہ، بیروت)

احسان اور ریا کاری کرنے والے کے صدقے کا بیان

ریا کاری چونکہ نیت ہی درست نہیں ہوتی اور نیت ہی اصل بیج ہے۔ لہٰذا ایسا بیج بار آور نہیں ہو سکتا۔ اس کی مثال اللہ تعالیٰ نے یہ بیان فرمائی۔ جیسے ایک صاف چکنا سا پتھر ہو جس پر تھوڑی سی مٹی پڑی ہو، اس میں وہ اپنا بیج ڈالتا ہے اور جب بارش ہوتی ہے تو پانی مٹی کو بھی بہا لے جاتا ہے اور بیج بھی اس مٹی کے ساتھ بہہ جاتا ہے۔ لہٰذا اب پیداوار کیا ہو سکتی ہے؟ ریا کار دراصل اللہ پر اور روز آخرت پر پوری طرح ایمان ہی نہیں ہوتا وہ تو لوگوں کو خوش کرنے کے لیے ہی عمل کرتا ہے اللہ تعالیٰ کے ہاں اجر و ثواب پانے کی اس کی نیت ہی نہیں ہوتی۔ چنانچہ حدیث میں آیا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ قیامت کے دن پہلا آدمی جس کا فیصلہ کیا جائے گا وہ ایک شہید ہوگا۔ اسے اللہ تعالیٰ کے ہاں لایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کو اپنی نعمتیں جتلائے گا جن کا وہ اعتراف کرے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: "تو پھر تم نے کیا عمل کیا؟" وہ کہے گا: میں تیری راہ میں لڑتا رہا حتیٰ کہ شہید ہو گیا۔" اللہ تعالیٰ فرمائے گا: جھوٹ کہتے ہو۔" تم تو اس لیے لڑتے رہے کہ لوگ تجھے بہادر کہیں اور وہ دنیا میں کہلوا چکے۔" پھر اللہ فرشتوں کو حکم دے گا جو اسے گھسیٹتے ہوئے جہنم میں جا پھینکیں گے۔ پھر ایک اور شخص کو لایا جائے گا جس نے دین کا علم سیکھا اور لوگوں کو سکھلایا اور قرآن پڑھتا تھا۔ اللہ تعالیٰ اس پر اپنی نعمتیں جتلائے گا جن کا وہ اعتراف کرے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ اسے پوچھے گا: پھر تو نے کیا عمل کیا؟ وہ کہے گا۔ میں نے خود علم سیکھا اور دوسروں کو سکھایا اور قرآن پڑھتا پڑھاتا رہا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: جھوٹ کہتے ہو۔ تم نے تو علم اس لیے سیکھا تھا کہ لوگ تجھے عالم کہیں اور قرآن اس لیے پڑھتا تھا کہ لوگ تجھے قاری کہیں اور تجھے دنیا میں عالم اور قاری کہا جا چکا۔ پھر اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دے گا جو اسے گھسیٹتے ہوئے دوزخ میں جا پھینکیں گے۔ پھر ایک اور شخص کو لایا

جائے گا جسے اللہ نے ہر قسم کے اموال سے نوازا تھا۔ اللہ اسے اپنی نعمتیں جتلائے گا جن کا وہ اعتراف کرے گا۔ پھر اللہ اس سے پوچھے گا: پھر تو نے کیا عمل کیا؟" وہ کہے گا۔ میں نے ہر اس راہ میں مال خرچ کیا جس میں تو پسند کرتا تھا۔" اللہ تعالیٰ فرمائے گا" جھوٹ کہتے ہو تم تو اس لیے خرچ کرتے تھے کہ لوگ تمہیں سخی کہیں اور وہ تم کو دنیا میں کہا جا چکا پھر فرشتوں کو حکم ہوگا جو اسے گھسیٹتے ہوئے جہنم میں جا پھینکیں گے۔ (مسلم، کتاب الامارۃ)

باب رَدِّ السَّائِلِ .

یہ باب مانگنے والے کو لوٹا دینے کے بیان میں ہے

2564 - اَخْبَرَنِىْ هَارُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْنٌ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ ح وَاَنْبَاَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ مَالِكٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنِ ابْنِ بُجَيْدٍ الْاَنْصَارِيِّ عَنْ جَدَّتِهٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "رُدُّوا السَّائِلَ وَلَوْ بِظِلْفٍ" . فِىْ حَدِيْثِ هَارُوْنَ مُحْرَقٍ .

☆☆ ابن بجید انصاری اپنی دادی ◻ کے حوالے سے نبی اکرم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

مانگنے والے کو (کچھ دے کر) لوٹاؤ' خواہ ایک کھر ہی ہو۔

ایک راوی نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں: جلا ہوا (کھر ہی ہو)۔

شرح

حضرت ام مجید رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! جب کوئی سائل میرے دروازے پر کھڑا ہوتا ہے اور مجھ سے کچھ مانگتا ہے تو مجھے بڑی شرم محسوس ہوتی ہے کیونکہ میں اپنے گھر میں کوئی ایسی چیز نہیں پاتی جو اس کے ساتھ میں دے دوں؟ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کے ہاتھ میں کچھ نہ کچھ دے دو خواہ وہ جلا ہوا کھر ہی کیوں نہ ہو۔

(احمد، ابوداؤد، ترمذی، مشکوۃ المصابیح، جلددوم، رقم الحدیث، 377)

اور امام ترمذی نے فرمایا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ وخیرات کے بارے میں یہ حکم گویا بطور مبالغہ ارشاد فرمایا کہ سائل کو خالی ہاتھ واپس کرنے سے بہتر ہے کہ اس کے ہاتھ میں کچھ نہ کچھ ضرور دیا جائے خواہ وہ کتنی حقیر اور کم تر چیز کیوں نہ ہو۔

اللہ کے نام پر سوال کرنے والے کا بیان

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمہیں یہ بتلاؤں کہ اللہ کے نزدیک باعتبار مرتبہ کے بدترین شخص کون ہے؟ صحابہ نے عرض کیا کہ ہاں یا رسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ شخص جس سے اللہ کے نام پر سوال کیا جائے اور وہ اس سوال کو پورا نہ کرے۔ (احمد، مشکوۃ المصابیح، جلددوم، رقم الحدیث، 379)

2564-اخرجه ابو داؤد في الزكاة، باب حق السائل (الحديث 1667) . و اخرجه الترمذي في الزكاة، باب ما جاء في حق السائل (الحديث 665) . و اخرجه النسائي في الزكاة، تفسير المسكين (الحديث 2573) . تحفة الاشراف (18305) .

مطلب یہ ہے کہ کوئی سائل کسی شخص سے اللہ کے واسطے سے بایں طور سوال کرے کہ اللہ کے نام پر مجھے کچھ عطا کرو اور اس کے باوجود وہ شخص سائل کو کچھ نہ دے تو وہ اللہ کے نزدیک تمام لوگوں میں باعتبار مرتبہ کے برا ہے ہاں اگر سائل مستحق نہ ہو یا سائل نے جس شخص سے سوال کیا اس کے پاس اس کی اپنی حاجت و ضرورت اور اس کے اہل وعیال کی ضرورت و حاجت سے زائد مال نہ ہو تو پھر اس سائل کا سوال پورا نہ کرنے کی صورت میں نہ تو وہ گنہگار ہوگا اور نہ وہ اس حدیث کے مطابق قابل مذمت اور گنہگار ہوگا جب کہ سائل اس کے مال کا مستحق ہو نیز یہ کہ اس کے پاس اتنا مال ہو جو اس کی ضروریات سے زائد ہو۔

باب مَنْ يُسْأَلُ وَلَا يُعْطِي -

یہ باب ہے کہ جس شخص سے کچھ مانگا جائے اور وہ نہ دے

2565 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ قَالَ سَمِعْتُ بَهْزَ بْنَ حَكِيمٍ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "لَا يَاْتِيْ رَجُلٌ مَوْلَاهُ يَسْاَلُهُ مِنْ فَضْلٍ عِنْدَهُ فَيَمْنَعُهُ اِيَّاهُ اِلَّا دُعِيَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُجَاعٌ اَقْرَعُ يَتَلَمَّظُ فَضْلَهُ الَّذِيْ مَنَعَ" -

☆☆ بہز بن حکیم اپنے دادا کے حوالے سے' نبی اکرم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

جب کوئی شخص اپنے آقا کے پاس آئے اور اُس سے کوئی ایسی چیز مانگے جو اُس کے پاس اضافی پڑی ہوئی ہو اور آقا اُسے وہ چیز نہ دے تو قیامت کے دن اُس آقا کے لیے ایک گنجا سانپ بلایا جائے گا' جو اپنی زبان اُس چیز پر پھیرے گا جو اُس شخص نے اپنے غلام کو نہیں دی تھی۔

باب مَنْ سَاَلَ بِاللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ -

یہ باب ہے کہ جو شخص اللہ کے نام پر کچھ مانگے (اُس کا حکم)

2566 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنِ اسْتَعَاذَ بِاللّٰهِ فَاَعِيْذُوْهُ وَمَنْ سَاَلَكُمْ بِاللّٰهِ فَاَعْطُوْهُ وَمَنِ اسْتَجَارَ بِاللّٰهِ فَاَجِيْرُوْهُ وَمَنْ اَتٰى اِلَيْكُمْ مَعْرُوْفًا فَكَافِئُوْهُ فَاِنْ لَمْ تَجِدُوْا فَادْعُوْا لَهٗ حَتّٰى تَعْلَمُوْا اَنْ قَدْ كَافَاْتُمُوْهُ" -

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

جو شخص اللہ کے نام پر پناہ مانگے تو اُسے پناہ دو اور جو شخص اللہ کے نام پر کچھ مانگے تو اُسے کچھ دو' جو شخص اللہ کے نام پر حفاظت مانگے تم اُسے حفاظت فراہم کرو' جو شخص تمہارے ساتھ کوئی اچھائی کرے تو اُس کا بدلہ دو اور اگر تم بدلہ دینے کے لیے کوئی

2565-انفرد بہ النسائی . والحدیث عند: النسائی فی الزکاۃ، باب وجوب الزکاۃ (الحدیث 2435)، و ابن ماجہ فی الحدود، باب المرتد عن دینہ (الحدیث 2536) . تحفۃ الاشراف (11388) .

2566-اخرجہ ابو داؤد فی الزکاۃ، باب عطیۃ من سال باللہ (الحدیث 1672)، و فی الادب، باب فی الرجل یستعیذ من الرجل (الحدیث 5109) . تحفۃ الاشراف (7391) .

چیز نہ پاؤ تو تم اُس کے لیے دعا کر دو (اور اتنی دعا کرو) جس سے تمہیں یقین ہو جائے کہ تم نے اُس کو بدلہ دے دیا ہے۔

شرح

ایک سبق آموز واقعہ منقول ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام احمد رحمہ اللہ بازار گئے اور وہاں سے انہوں نے کچھ سامان خریدا جسے بنان جلال اٹھا کر احمد کے ساتھ ان کے گھر لائے جب وہ گھر میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ وہاں روٹیاں ٹھنڈی ہونے کے لئے کھلی ہوئی رکھی تھیں، حضرت امام نے اپنے صاحبزادے کو حکم دیا کہ ایک روٹی بنان کو دے دیں، صاحبزادے نے جب بنان کو روٹی دی تو انہوں نے انکار کر دیا بنان جب گھر سے باہر نکل گئے اور واپس چل دیئے تو امام احمد نے صاحبزادے سے کہا کہ اب ان کے پاس جاؤ اور انہیں روٹی دے دو صاحبزادے نے باہر جا کر بنان کو روٹی دی تو انہوں نے فوراً قبول کر لیا۔

انہیں بڑا تعجب ہوا کہ پہلے تو روٹی لینے سے صاف انکار کر دیا اور اب فوراً قبول کر لیا آخر یہ ماجرا کیا ہے! انہوں نے حضرت امام احمد سے اس کا سبب پوچھا تو امام صاحب نے فرمایا کہ بنان جب گھر میں داخل ہوئے تو انہوں نے کھانے کی ایک عمدہ چیز دیکھی بتقاضائے طبیعت بشری انہیں اس کی خواہش ہوئی اور دل میں اس کی طمع پیدا ہو گئی اس لئے جب تم نے انہیں روٹی دی تو انہوں نے یہ گوارا نہ کیا کہ اپنی طمع و خواہش کے تابع بن جائیں انہوں نے روٹی لینے سے انکار کر دیا مگر جب وہ باہر چلے گئے اور روٹی سے قطع نظر کر کے اپنا راستہ پکڑا اور پھر تم نے جا کر وہ روٹی دی تو اب چونکہ وہ روٹی انہیں بغیر طمع و خواہش اور غیر متوقع طریق پر حاصل ہو رہی تھی اس لئے انہوں نے اسے اللہ کی نعمت سمجھ کر فوراً قبول کر لیا۔

بَابُ مَنْ سَأَلَ بِوَجْهِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ .

یہ باب ہے جو شخص اللہ کی ذات کے واسطے سے کچھ مانگے

2567 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ قَالَ سَمِعْتُ بَهْزَ بْنَ حَكِيمٍ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ قُلْتُ يَا نَبِىَّ اللّٰهِ مَا اَتَيْتُكَ حَتّٰى حَلَفْتُ اَكْثَرَ مِنْ عَدَدِهِنَّ - لِاَصَابِعِ يَدَيْهِ - اَلَّا اٰتِيَكَ وَلَا اٰتِىَ دِينَكَ وَاِنِّىْ كُنْتُ امْرَاً لَا اَعْقِلُ شَيْئًا اِلَّا مَا عَلَّمَنِى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ وَاِنِّىْ اَسْاَلُكَ بِوَجْهِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ بِمَا بَعَثَكَ رَبُّكَ اِلَيْنَا قَالَ "بِالْاِسْلَامِ" . قَالَ قُلْتُ وَمَا اٰيَاتُ الْاِسْلَامِ قَالَ "اَنْ تَقُوْلَ اَسْلَمْتُ وَجْهِىَ اِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَتَخَلَّيْتُ وَتُقِيْمَ الصَّلَاةَ وَتُؤْتِىَ الزَّكَاةَ كُلُّ مُسْلِمٍ عَلٰى مُسْلِمٍ مُحَرَّمٌ اَخَوَانِ نَصِيْرَانِ لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ مُشْرِكٍ بَعْدَ مَا اَسْلَمَ عَمَلًا اَوْ يُفَارِقَ الْمُشْرِكِيْنَ اِلَى الْمُسْلِمِيْنَ" .

☆☆ بہز بن حکیم اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے عرض کی: اے اللہ کے نبی! میں آپ کے پاس اُس وقت تک نہیں آیا جب تک میں نے ان کی تعداد سے زیادہ مرتبہ یہ قسم نہیں اُٹھائی (انہوں نے اپنے ہاتھ کی انگلیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بتایا) کہ میں نہ تو آپ کے پاس آؤں گا اور نہ ہی آپ کا دیا قبول کروں گا' میں پہلے ایک ایسا آدمی تھا جسے کوئی بات سمجھ نہیں آتی تھی' ماسوائے اُس چیز کے جو اللہ اور اُس کے رسول نے مجھے علم عطا کیا ہے' اب میں

2567-تقدم (2435) .

آپ سے اللہ کی ذات کے واسطے سے یہ سوال کرتا ہوں کہ آپ کے پروردگار نے آپ کو کن چیزوں کے ہمراہ ہماری طرف بھیجا ہے' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اسلام کے ہمراہ۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی: اسلام کی نشانیاں کیا ہیں؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: یہ کہ تم یہ پڑھو:

''میں نے اپنے آپ کو اللہ کے سامنے جھکا دیا اور صرف اُسی (کی بندگی کے لیے) مخصوص ہو گیا' تم نماز قائم کرو' تم زکوٰۃ ادا کرو' ہر مسلمان دوسرے مسلمان کے لیے قابل احترام ہے' وہ دونوں بھائی بھائی ہیں' ایک دوسرے کے مددگار ہیں' جب کوئی مشرک اسلام قبول کر لے تو اللہ تعالیٰ اُس کا کوئی بھی عمل اُس وقت تک قبول نہیں کرتا' جب تک وہ مشرکین کو چھوڑ کر مسلمانوں کی طرف نہیں آ جاتا۔

باب مَنْ يُسْأَلُ بِاللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَلَا يُعْطِي بِهِ .

یہ باب ہے کہ جس شخص سے اللہ کے نام پر کچھ مانگا جائے اور وہ کچھ نہ دے

2568 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ قَالَ أَنْبَأَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ خَالِدٍ الْقَارِظِيِّ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ النَّاسِ مَنْزِلًا" . قُلْنَا بَلَى يَا رَسُولَ اللّٰهِ . قَالَ "رَجُلٌ آخِذٌ بِرَأْسِ فَرَسِهِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ حَتّٰى يَمُوتَ أَوْ يُقْتَلَ وَأُخْبِرُكُمْ بِالَّذِي يَلِيهِ" . قُلْنَا نَعَمْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ . قَالَ "رَجُلٌ مُعْتَزِلٌ فِي شِعْبٍ يُقِيمُ الصَّلَاةَ وَيُؤْتِي الزَّكَاةَ وَيَعْتَزِلُ شُرُورَ النَّاسِ وَأُخْبِرُكُمْ بِشَرِّ النَّاسِ" . قُلْنَا نَعَمْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ . قَالَ "الَّذِي يُسْأَلُ بِاللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَلَا يُعْطِي بِهِ" .

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا میں تمہیں مرتبہ اور مقام کے اعتبار سے سب سے بہتر شخص کے بارے میں نہ بتاؤں؟ ہم نے عرض کی: جی ہاں! یارسول اللہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ایک وہ شخص جو اللہ کی راہ میں (جہاد کے لیے جاتے ہوئے) اپنے گھوڑے کا سر پکڑتا ہے اور فوت ہو جاتا ہے یا شہید ہو جاتا ہے' کیا میں تمہیں اُس کے بعد والے شخص کے بارے میں نہ بتاؤں' ہم نے عرض کی: جی ہاں! یارسول اللہ! نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: وہ شخص جو کسی گھاٹی میں الگ تھلگ رہتا ہے' وہاں نماز قائم کرتا ہے' زکوٰۃ ادا کرتا ہے اور لوگوں کے شر سے الگ رہتا ہے' کیا میں تمہیں سب سے بُرے شخص کے بارے میں بتاؤں! ہم نے عرض کی: جی ہاں! یارسول اللہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: وہ شخص جس سے اللہ کے نام پر کچھ مانگا جائے اور وہ کچھ نہ دے۔

باب ثَوَابِ مَنْ يُعْطِي .

یہ باب ہے کہ جو شخص کچھ دیتا ہے' اُس کا اجر و ثواب

2568-اخرجه الترمذي في فضائل الجهاد، باب ما جاء اي الناس خير (الحديث 1652) . تحفة الاشراف (5980) .

2569 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُوْرٍ قَالَ سَمِعْتُ رِبْعِيًّا يُحَدِّثُ عَنْ زَيْدِ بْنِ ظَبْيَانَ رَفَعَهُ اِلٰى اَبِىْ ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "ثَلَاثَةٌ يُحِبُّهُمُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ وَثَلَاثَةٌ يُبْغِضُهُمُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اَمَّا الَّذِيْنَ يُحِبُّهُمُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فَرَجُلٌ اَتٰى قَوْمًا فَسَاَلَهُمْ بِاللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَلَمْ يَسْاَلْهُمْ بِقَرَابَةٍ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُمْ فَمَنَعُوْهُ فَتَخَلَّفَهُ رَجُلٌ بِاَعْقَابِهِمْ فَاَعْطَاهُ سِرًّا لَا يَعْلَمُ بِعَطِيَّتِهٖ اِلَّا اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ وَالَّذِىْ اَعْطَاهُ وَقَوْمٌ سَارُوْا لَيْلَتَهُمْ حَتّٰى اِذَا كَانَ النَّوْمُ اَحَبَّ اِلَيْهِمْ مِمَّا يُعْدَلُ بِهٖ نَزَلُوْا فَوَضَعُوْا رُءُوْسَهُمْ فَقَامَ يَتَمَلَّقُنِىْ وَيَتْلُوْ اٰيَاتِىْ وَرَجُلٌ كَانَ فِىْ سَرِيَّةٍ فَلَقُوا الْعَدُوَّ فَهُزِمُوْا فَاَقْبَلَ بِصَدْرِهٖ حَتّٰى يُقْتَلَ اَوْ يَفْتَحَ اللّٰهُ لَهٗ وَالثَّلَاثَةُ الَّذِيْنَ يُبْغِضُهُمُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ الشَّيْخُ الزَّانِىْ وَالْفَقِيْرُ الْمُخْتَالُ وَالْغَنِىُّ الظَّلُوْمُ" .

☆☆ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

تین لوگوں کو اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے اور تین لوگوں کو اللہ تعالیٰ ناپسند کرتا ہے' جہاں تک اُن لوگوں کا تعلق ہے' جن کو اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے' تو ایک وہ شخص ہے جو اپنی قوم کے پاس آتا ہے اور اُن سے اللہ کے نام پر کچھ مانگتا ہے' وہ اپنی اور اُن لوگوں کی رشتہ داری کے نام پر کچھ نہیں مانگتا ہے' لیکن وہ لوگ اُسے کچھ نہیں دیتے ہیں' اُن لوگوں میں سے ایک شخص اُلٹے قدموں واپس آتا ہے اور خفیہ طور پر اُسے کچھ دے دیتا ہے' تو اُس کے اس عطیے کو صرف اللہ تعالیٰ جانتا ہے یا وہ شخص جانتا ہے' جسے اُس نے وہ عطیہ دیا ہے۔

(دوسرا شخص وہ ہے) کہ کچھ لوگ رات کے وقت سفر کر رہے ہوں' یہاں تک کہ جب اُن کے نزدیک نیند سب سے زیادہ پیاری ہو اور اُس وقت وہ پڑاؤ کر لیں' اپنا سر رکھیں اور سو جائیں' اس وقت ایک شخص اُٹھ کر میری بارگاہ میں گریہ وزاری کرتا ہے اور پھر آیات کی تلاوت کرتا ہے۔ (تیسرا وہ شخص ہے) جو کسی جنگ میں شریک ہوتا ہے' وہ دشمن کا سامنا کرتا ہے' باقی لوگ پسپا ہو جاتے ہیں لیکن وہ سینہ تان کر دشمن کے سامنے لڑتا ہے' یہاں تک کہ شہید ہو جاتا ہے' یا اللہ تعالیٰ اُسے فتح نصیب کر دیتا ہے۔

تین وہ لوگ جنہیں اللہ تعالیٰ ناپسند کرتا ہے' اُن میں ایک بوڑھا زانی ہے' دوسرا غریب متکبر شخص ہے اور تیسرا ظلم کرنے والا خوشحال شخص ہے۔

باب تَفْسِيْرِ الْمِسْكِيْنِ .

یہ باب مسکین کی وضاحت میں ہے

2570 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا اِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنَا شَرِيْكٌ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ

2569-تقدم (الحديث 1614) .

2570-اخرجه البخاري في التفسير، باب و لا يسالون الناس الحافاً (الحديث 4539) . و اخرجه مسلم في الزكاة، باب المسكين الذي لا يجد غنى ولا يفطن له فيتصدق عليه (الحديث 102) . و اخرجه النسائي في التفسير: سورة البقرة، قوله تعالى (لا يسالون الناس الحافاً) (الحديث 73) . تحفة الاشراف (14221) .

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَيْسَ الْمِسْكِيْنُ الَّذِىْ تَرُدُّهُ التَّمْرَةُ وَالتَّمْرَتَانِ وَاللُّقْمَةُ وَاللُّقْمَتَانِ اِنَّ الْمِسْكِيْنَ الْمُتَعَفِّفُ اقْرَئُوْا اِنْ شِئْتُمْ (لَا يَسْاَلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا)" ۔

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

مسکین وہ شخص نہیں ہوتا جو ایک یا دو کھجوریں لے کر ایک یا دو لقمے لے کر واپس چلا جائے مسکین وہ شخص ہوتا ہے جو مانگنے سے بچتا ہے۔

(حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:) اگر تم چاہو تو یہ آیت تلاوت کرلو:

''وہ لوگوں سے لپٹ کر مانگتے نہیں ہیں''۔

شرح

قرآن کریم میں جس طرح زکوۃ وصدقات کی اہمیت اور فضیلت بیان کی گئی ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں زکوۃ کے مصارف اور زکوۃ کے مستحقین کو بھی بیان فرمایا ہے چنانچہ ارشاد ربانی ہے۔آیت (اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَا۬ءِ وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغٰرِمِيْنَ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ،التوبہ:60)۔صدقہ کے مال صرف فقیروں اور مسکینوں کے لئے ہیں اور عمال کے لئے اور ان لوگوں کے لئے جن کی تالیف قلب کی جائے اور غلاموں کی آزادی خرچ کرنے کے لئے اور قرض داروں کے قرض ادا کرنے کے لئے اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے لئے اور مسافر کے لئے۔اس آیت میں آٹھ قسم کے لوگ بیان کئے گئے ہیں جو صدقات واجبہ مثلاً زکوۃ وغیرہ کا مال لینے کے مستحق ہیں ان کے سوا کسی دوسرے کو زکوۃ کا مال دینا جائز نہیں ہے، ان میں سے بھی حنفیہ کے نزدیک مؤلفۃ القلوب کا حصہ ساقط ہوگیا ہے اس لئے ان کے ہاں مستحقین زکوۃ کی سات قسمیں باقی رہ گئیں ہیں۔

بہرحال حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اس آیت میں جن مسکینوں کا ذکر کیا گیا ہے ان سے وہ مسکین مراد نہیں ہیں جو عرف عام میں مسکین کہلاتے ہیں اور جن کا کام یہ ہوتا ہے کہ مانگنے کے لئے ہر در پر مارے مارے پھرتے ہیں جس دروازے پر پہنچ جاتے ہیں روٹی کا ایک آدھ ٹکڑا یا آٹے کی ایک آدھ چٹکی اپنی جھولی میں ڈلوا کر رخصت کر دیئے جاتے ہیں، بلکہ حقیقی مسکین تو وہ لوگ ہیں جنہیں نان جویں بھی میسر نہیں ہوتی مگر ان کی شرافت وخودداری کا یہ عالم ہوتا ہے کہ ان کی بغل میں رہنے والا ہمسایہ بھی ان کی اصل حقیقت نہیں جانتا وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلاتے اپنے احتیاج وضرورت کی جھولی پھیلا کر گھر گھر نہیں پھرتے بلکہ وہ اپنے اللہ پر اعتماد وبھروسہ کئے ہوئے اپنے گھروں میں بیٹھے رہتے ہیں۔

مستحق صدقات کون ہیں

حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ مسلمان صحابہ اپنے مشرک رشتہ داروں کے ساتھ سلوک کرنا ناپسند کرتے تھے پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال ہوا اور یہ آیت اتری اور انہیں رخصت دی، فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ صدقہ صرف مسلمانوں کو دیا جائے، جب یہ آیت اتری تو آپ نے فرمادیا ہر سائل کو دو، گو وہ کسی مذہب کا ہو (ابن ابی حاتم)

آیت (مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ وَمَنْ اَسَاءَ فَعَلَيْهَا) 45۔الجاثیہ:15) اور اس جیسی اور آیتیں بھی بہت ہیں، حسن بصری فرماتے ہیں ایماندار کا ہر خرچ اللہ ہی کے لئے ہوتا ہے گو وہ خود کھائے پیئے، عطا خراسان اس کا یہ مطلب بیان کرتے ہیں کہ جب تم نے اپنی مرضی سے مولا اور رضائے رب کے لئے دیا تو لینے والا خواہ کوئی بھی ہو اور کیسے ہی اعمال کا کرنے والا ہو، یہ مطلب بھی بہت اچھا ہے، حاصل یہ ہے کہ نیک نیتی سے دینے والے کا اجر تو اللہ کے ذمہ ثابت ہو گیا ہے۔ اب خواہ وہ مال کسی نیک کے ہاتھ لگے یا بد کے یا غیر مستحق کے، اسے اپنے قصد اور اپنی نیک نیتی کا ثواب مل گیا۔ جبکہ اس نے دیکھ بھال کر لی پھر غلطی ہوئی تو ثواب ضائع نہیں جاتا اسی لئے آیت کے آخر میں بدلہ ملنے کی بشارت دی گئی۔

اور بخاری و مسلم کی حدیث میں آیا کہ ایک شخص نے قصد کیا کہ آج رات میں صدقہ دوں گا، لے کر نکلا اور چپکے سے ایک عورت کو دے کر چلا آیا، صبح لوگوں میں باتیں ہونے لگیں کہ آج رات کو کوئی شخص ایک بدکار عورت کو خیرات دے گیا، اس نے بھی سنا اور اللہ کا شکر ادا کیا، پھر اپنے جی میں کہا آج رات اور صدقہ دوں گا، لے کر چلا اور ایک شخص کی مٹھی میں رکھ کر چلا آیا، صبح سنتا ہے کہ لوگوں میں چرچا ہو رہا ہے کہ آج شب ایک مالدار کو کوئی صدقہ دے گیا، اس نے پھر اللہ کی حمد کی اور ارادہ کیا کہ آج رات کو تیسرا صدقہ دوں گا، دے آیا، دن کو پھر معلوم ہوا کہ وہ چور تھا تو کہنے لگا، اللہ تیری تعریف ہے زانیہ عورت کے دیئے جانے پر بھی، مالدار شخص کو دیئے جانے پر بھی اور چور کو دینے پر بھی، خواب میں دیکھتا ہے کہ فرشتہ آیا اور کہہ رہا ہے تیرے تینوں صدقے قبول ہو گئے۔ شاید بدکار عورت مال پا کر اپنی حرام کاری سے رُک جائے اور شاید مالدار کو عبرت اصل ہو اور وہ بھی صدقے کی عادت ڈال لے اور شاید چور مال پا کر چوری سے باز رہے۔ پھر فرمایا صدقہ ان مہاجرین کا حق ہے جو دنیوی تعلقات کاٹ کر ہجرتیں کر کے وطن چھوڑ کر کنبے قبیلے سے منہ موڑ کر اللہ کی رضامندی کے لئے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آ گئے ہیں، جن کے معاش کا کوئی ایسا ذریعہ نہیں جو انہیں کافی ہو اور وہ سفر کر سکتے ہیں کہ چل پھر کر اپنی روزی حاصل کریں ضرب فی الارض کے معنی مسافرت کے ہیں جیسے آیت (اِنْ اَنْتُمْ ضَرَبْتُمْ فِي الْاَرْضِ ،المائدہ:106) اور (يَضْرِبُوْنَ فِي الْاَرْضِ ،المزمل:20) میں ان کے حال سے جو لوگ ناواقف ہیں وہ ان کے لباس اور ظاہری حال اور گفتگو سے انہیں مالدار سمجھتے ہیں۔ ایک حدیث میں ہے مسکین وہی نہیں جو در بدر جاتے ہیں کہیں سے دو ایک کھجوریں مل گئیں کہیں سے دو ایک لقمے مل گئے، کہیں سے دو ایک وقت کا کھانا مل گیا بلکہ وہ بھی مسکین ہے جس کے پاس اتنا نہیں جس سے وہ بے پرواہ ہو جائے اور اس نے اپنی حالت بھی ایسی نہیں بنائی جس سے ہر شخص اس کی ضرورت کا احساس کرے اور کچھ احسان کرے اور نہ وہ سوال کے عادی ہیں تو انہیں ان کی اس حالت سے جان لے گا جو صاحب بصیرت پر مخفی نہیں رہتیں، جیسے اور جگہ ہے آیت (سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ،الفتح:29) ان کی نشانیاں ان کے چہروں پر ہیں اور فرمایا (وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِيْ لَحْنِ الْقَوْلِ ، محمد:30) ان کے لب و لہجہ سے تم انہیں پہچان لو گے، سنن کی ایک حدیث میں ہے مومن کی دانائی سے بچو، وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے، سنو قرآن کا فرمان ہے آیت (اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِيْنَ ،الحجر:75) بالیقین اس میں اہل بصیرت کے لئے نشانیاں ہیں، یہ لوگ کسی پر بوجھل نہیں ہیں، کسی سے ڈھٹائی کے ساتھ سوال نہیں کرتے نہ اپنے پاس ہوتے ہوئے کسی سے کچھ طلب کرتے ہیں، جس کے

پاس ضرورت کے مطابق ہو اور پھر بھی وہ سوال کرے وہ چپک کر مانگنے والا کہلاتا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ایک دو کھجوریں اور ایک دو لقمے لے کر چلے جانے والے ہی مسکین نہیں بلکہ حقیقتاً مسکین وہ ہیں جو باوجود حاجت کے خودداری برتیں اور سوال سے بچیں، دیکھو قرآن کہتا ہے آیت (لَا یَسْئَلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا، البقرۃ:273) یہ روایت بہت سی کتابوں میں بہت سی سندوں سے مروی ہے، قبیلہ مزینہ کے ایک شخص کو ان کی والدہ فرماتی ہیں تم بھی جا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ مانگ لاؤ جس طرح اور لوگ جا کر لے آتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں جب گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے خطبہ فرما رہے تھے کہ جو شخص سوال سے بچے گا اللہ بھی اسے سوال سے بچا لے گا، جو شخص بے پرواہی برتے گا اللہ اسے فی الواقع بےنیاز کر دے گا، جو شخص پانچ اوقیہ کے برابر مال رکھتے ہوئے بھی سوال کرے وہ چمٹنے والا سوالی ہے، میں نے اپنے دل میں سوچا کہ ہمارے پاس تو ایک اونٹنی ہے جو پانچ اوقیہ سے بہت بہتر ہے۔

ایک اونٹنی غلام کے پاس ہے وہ بھی پانچ اوقیہ سے زیادہ قیمت کی ہے پس میں تو یونہی سوال کئے بغیر ہی چلا آیا اور روایت میں ہے کہ یہ واقعہ حضرت ابوسعید کا ہے اس میں ہے کہ آپ نے مجھ سے فرمایا اور یہ بھی فرمایا کہ جو لوگوں سے کنارہ کرے گا اللہ اسے آپ کفایت کرے گا اور جو ایک اوقیہ رکھتے ہوئے سوال کرے گا وہ چمٹ کر سوال کرنے والا ہے، ان کی اونٹنی کا نام یاقوتہ تھا، ایک اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے۔ چالیس درہم کے تقریباً دس روپے ہوتے ہیں۔ ایک حدیث میں ہے کہ جس کے پاس بے پرواہی کے لائق ہو پھر بھی وہ سوال کرے، قیامت کے دن اس کے چہرہ پر اس کا سوال زخم نہ ہوگا اس کا منہ نچا ہوا ہوگا، لوگوں نے کہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کتنا پاس ہو تو؟ فرمایا پچاس درہم یا اس کی قیمت کا سونا، یہ حدیث ضعیف ہے۔

شام میں ایک قریشی تھے جنہیں معلوم ہوا کہ حضرت ابوذر ضرورت مند ہیں تو تین سوگنیاں انہیں بھجوائیں، آپ خفا ہو کر فرمانے لگے اس اللہ کے بندے کو کوئی مسکین ہی نہیں ملا؟ جو میرے پاس یہ بھیجیں، میں نے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ چالیس درہم جس کے پاس ہوں اور پھر وہ سوال کرے وہ چمٹ کر سوال کرنے والا ہے اور ابوذر کے گھرانے والوں کے پاس تو چالیس درہم بھی ہیں، چالیس بکریاں بھی ہیں اور غلام بھی ہیں۔ ایک روایت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ بھی ہیں کہ چالیس درہم ہوتے ہوئے سوال کرنے والا الحاف کرنے والا اور مثل ریت کے ہے۔ پھر فرمایا تمہارے تمام صدقات کا اللہ کو علم ہے اور جبکہ تم پورے محتاج ہو گئے، اللہ پاک اس وقت تمہیں اس کا بدلہ دے گا، اس پر کوئی چیز مخفی نہیں۔

پھر ان لوگوں کی تعریفیں ہو رہی ہیں جو ہر وقت اللہ کے فرمان کے مطابق خرچ کرتے رہتے ہیں، انہیں اجر ملے گا اور ہر خوف سے امن پائیں گے، بال بچوں کے کھلانے پر بھی انہیں ثواب ملے گا، جیسے بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے کہ فتح مکہ والے سال جبکہ آپ حضرت سعد بن ابی وقاص کی عیادت کو گئے تو فرمایا ایک روایت میں ہے کہ حجۃ الوداع والے سال فرمایا تو جو کچھ اللہ کی خوشی کے لئے خرچ کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے بدلے تیرے درجات بڑھائے گا، یہاں تک کہ تو جو اپنی بیوی کو کھلائے پلائے اس کے بدلے بھی، مسند میں ہے کہ مسلمان طلب ثواب کی نیت سے اپنے بال بچوں پر بھی جو خرچ کرتا ہے وہ بھی صدقہ ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اس آیت کا شان نزول مسلمان مجاہدین کا وہ خرچ ہے جو وہ اپنے گھوڑوں پر کرتے ہیں۔

ابن عباس سے بھی یہی مروی ہے، حضرت جبیر فرماتے ہیں حضرت علی کے پاس چار درہم تھے جن میں سے ایک راہ اللہ رات کو دیا، ایک دن کو ایک پوشیدہ ایک ظاہر تو یہ آیت اتری، یہ روایت ضعیف ہے۔ دوسری سند سے یہی مروی ہے، اطاعت الٰہی میں جو مال ان لوگوں نے خرچ کیا اس کا بدلہ قیامت کے دن اپنے پروردگار سے لیں گے، یہ لوگ نڈر اور بے غم ہیں۔

(تفسیر ابن کثیر، سورہ بقرہ، بیروت)

مسکین کی تعریف کا بیان

2571 – اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَّالِكٍ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَيْسَ الْمِسْكِيْنُ بِهٰذَا الطَّوَّافِ الَّذِیْ يَطُوفُ عَلَى النَّاسِ تَرُدُّهُ اللُّقْمَةُ وَاللُّقْمَتَانِ وَالتَّمْرَةُ وَالتَّمْرَتَانِ" . قَالُوْا فَمَا الْمِسْكِيْنُ قَالَ "الَّذِیْ لَا يَجِدُ غِنًى يُغْنِيْهِ وَلَا يُفْطَنُ لَهٗ فَيُتَصَدَّقَ عَلَيْهِ وَلَا يَقُوْمُ فَيَسْاَلَ النَّاسَ" .

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

مسکین وہ شخص نہیں ہوتا جو لوگوں کے ہاں چکر لگائے اور ایک یا دو لقمے لے کر یا ایک یا دو کھجوریں لے کر واپس چلا جاتا ہے لوگوں نے دریافت کیا: پھر مسکین کون ہوتا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: جس کے پاس اپنی ضروریات پورا کرنے کے لیے (خوراک نہ ہو) اور اُس کا ضرورت مند ہونا ظاہر بھی نہ ہو کہ اُسے صدقہ ہی دے دیا جائے اور وہ خود کھڑا ہو کر لوگوں سے مانگے بھی نہیں۔

2572 – اَخْبَرَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَيْسَ الْمِسْكِيْنُ الَّذِیْ تَرُدُّهُ الْاُكْلَةُ وَالْاُكْلَتَانِ وَالتَّمْرَةُ وَالتَّمْرَتَانِ" . قَالُوْا فَمَا الْمِسْكِيْنُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ "الَّذِیْ لَا يَجِدُ غِنًى وَّلَا يَعْلَمُ النَّاسُ حَاجَتَهٗ فَيُتَصَدَّقَ عَلَيْهِ" .

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

مسکین وہ شخص نہیں ہوتا جو ایک یا دو لقمے لے کر یا ایک یا دو کھجوریں لے کر واپس چلا جاتا ہے لوگوں نے عرض کی: یارسول اللہ! پھر مسکین کون ہوتا ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص کی ضروریات پوری نہ ہوں اور لوگوں کو اُس کے ضرورت مند ہونے کا پتہ بھی نہ چل سکے کہ اُسے صدقہ ہی دے دیا جائے۔

2573 – اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ سَعِيْدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ بُجَيْدٍ عَنْ جَدَّتِهٖ اُمِّ

2571-اخرجه البخاري في الزكاة، باب قول الله تعالٰى (لا يسالون الناس الحافا) (الحديث 1479) . تحفة الاشراف (13829) .

2572-اخرجه ابو داؤد في الزكاة، باب من يعطى من الصدقة، وحد الغنى (الحديث 1632) . تحفة الاشراف (15277) .

2573-اخرجه ابو داؤد في الزكاة، باب حق السائل (الحديث 1667) . و اخرجه الترمذي في الزكاة، باب ما جاء في حق السائل (الحديث 665) . و الحديث عند: النسائي في الزكاة، باب رد السائل (الحديث 2564) . تحفة الاشراف (18305) .

بُجَيْدٍ وَّكَانَتْ مِمَّنْ بَايَعَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهَا قَالَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْمِسْكِيْنَ لَيَقُوْمُ عَلٰى بَابِىْ فَمَا اَجِدُ لَهٗ شَيْئًا اُعْطِيْهِ اِيَّاهُ فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِنْ لَّمْ تَجِدِىْ شَيْئًا تُعْطِيْنَهٗ اِيَّاهُ اِلَّا ظِلْفًا مُّحْرَقًا فَادْفَعِيْهِ اِلَيْهِ" .

☆☆ سیدہ اُم بُجید جنہیں نبی اکرم ﷺ کے دست اقدس پر اسلام قبول کرنے کا شرف حاصل ہے وہ بیان کرتی ہیں کہ اُنہوں نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں عرض کی: کوئی مسکین میرے دروازے پر آ کر کھڑا ہو جاتا ہے میرے پاس اُسے دینے کے لیے کچھ نہیں ہوتا' تو نبی اکرم ﷺ نے اُن سے فرمایا: اگر تمہارے پاس اُسے دینے کے لیے ایک جلا ہوا کھر ہو' تو تم وہی اسے دے دیا کرو۔

سوال کرنے کی اجازت ہونے یا نہ ہونے کا بیان

علماء لکھتے ہیں کہ جس شخص کے پاس ایک دن کے بقدر بھی غذا اور ستر چھپانے کے بقدر کپڑا ہو تو اسے کسی کے آگے دست سوال دراز نہیں کرنا چاہئے کیونکہ بغیر ضرورت وحاجت مانگنا حرام ہے ہاں جس شخص کے پاس ایک دن کی بھی غذا اور ستر چھپانے کے بقدر بھی کپڑا نہ ہو تو اس کے لئے دست سوال دراز کرنا حلال ہے جو محتاج وفقیر ایک دن کی غذا کا مالک ہو اور وہ کمانے کی قدرت رکھتا ہو تو اس کے لئے زکوۃ لینا تو حلال ہے مگر لوگوں کے آگے دست سوال دراز کرنا حرام ہے جس مسکین ومحتاج کو ایک دن کی غذا بھی میسر نہ ہو اور وہ کمانے کی قدرت بھی نہ رکھتا ہو تو اس کے لئے سوال کرنا حلال ہے۔

امام نووی رحمہ اللہ نے شرح مسلم میں لکھا ہے کہ علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ بغیر ضرورت واحتیاج لوگوں سے مانگنا ممنوع ہے البتہ جو شخص کمانے کی قدرت رکھتا ہو اس کے بارے میں اختلافی اقوال ہیں۔ چنانچہ زیادہ صحیح قول تو یہ ہے کہ ایسے شخص کہ جو کما کر اپنا گزارہ کرسکتا ہو لوگوں کے آگے دست سوال دراز کرنا حرام ہے لیکن بعض حضرات مکروہ کہتے ہیں وہ بھی تین شرطوں کے ساتھ۔

اول یہ کہ دست سوال دراز کر کے اپنے آپ کو ذلیل نہ ہونے دے، دوم الحاح یعنی مانگنے میں مبالغہ سے کام نہ لے، سوم یہ کہ جس شخص کے آگے دست سوال دراز کر رہا ہے اسے تکلیف وایذاء نہ پہنچائے اگر ان تین شرطوں میں سے ایک بھی پوری نہ ہو تو پھر سوال کرنا بالاتفاق حرام ہوگا۔

ابن مبارک رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا جو سائل "لوجہ اللہ" کہہ کر سوال کرے تو مجھے اچھا نہیں لگتا کہ اسے کچھ دیا جائے کیونکہ دنیا اور دنیا کی چیزیں کمتر وحقیر ہیں، جب اس نے دنیا کی کسی چیز کے لئے لوجہ اللہ کہہ کر سوال کیا تو گویا اس نے اس چیز (یعنی دنیا) کی تعظیم وتوقیر کی جسے اللہ تعالیٰ نے کمتر وحقیر قرار دیا ہے لہٰذا ایسے شخص کو از راہ زجر وتنبیہ کچھ نہ دیا جائے اور اگر کوئی شخص یہ کہہ کر سوال کرے کہ بحق اللہ یا بحق محمد دو، تو اسے کچھ دینا واجب نہیں ہوتا۔ اگر کوئی شخص اپنی کوئی غلط اور جھوٹی حاجت وضرورت ظاہر کر کے کسی سے کوئی چیز لے تو وہ اس چیز کا مالک نہیں ہوتا (گویا وہ چیز اس کے حق میں ناجائز وحرام ہوتی ہے) اسی طرح کوئی شخص کسی سے یہ کہے کہ میں سید ہوں اور مجھے فلاں چیز کی یا اتنے روپیہ کی ضرورت ہے اور وہ شخص سائل کو سید

سمجھ کر اس کا سوال پورا کر دے مگر حقیقت میں وہ سید نہ ہو تو وہ بھی اس مانگی ہوئی چیز کا مالک نہیں ہوتا جس کے نتیجے میں وہ چیز اس کے حق میں ناجائز و حرام ہوتی ہے۔

ایسے ہی اگر کوئی شخص کسی سائل کو نیک بخت صالح سمجھ کر کوئی چیز دے دے حالانکہ وہ سائل باطنی طور پر ایسا گنہگار ہے کہ اگر دینے والے کو اس کے گناہ کا پتہ چل جاتا تو اسے وہ چیز نہ دیتا تو اس صورت میں سائل اس چیز کا مالک نہیں ہوتا وہ چیز اس کے لئے حرام ہے اور اس چیز کو اس کے مالک کو واپس کر دینا اس پر واجب ہوگا اگر کوئی شخص کسی کو اس کی بدزبانی یا اس کی چغل خوری کے مضر اثرات سے بچنے کے لئے کوئی چیز دے تو وہ چیز اس کے حق میں حرام ہوگی۔ اگر کوئی فقیر کسی شخص کے پاس مانگنے کے لئے آئے اور وہ اس کے ہاتھ پیر چومے تاکہ وہ اس کی وجہ سے اس کا سوال پورا کر دے تو یہ مکروہ ہے بلکہ اس شخص کو چاہئے کہ وہ فقیر کو ہاتھ پیر نہ چومنے دے۔ ان سائل اور فقیروں کو کچھ بھی نہ دینا چاہئے جو نقارہ، ڈھول یا ہارمونیم وغیرہ بجاتے ہوئے دروازوں پر مانگتے پھرتے ہیں اور مطرب یعنی ڈوم تو سب سے بدتر ہے۔

باب الْفَقِيرِ الْمُخْتَالِ .

یہ باب متکبر غریب کے بیان میں ہے

2574 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنِ ابْنِ عَجْلاَنَ قَالَ سَمِعْتُ اَبِىْ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "ثَلاَثَةٌ لاَ يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الشَّيْخُ الزَّانِىْ وَالْعَائِلُ الْمَزْهُوُّ وَالاِمَامُ الْكَذَّابُ" .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

تین طرح کے لوگوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کلام نہیں کرے گا: بوڑھا زانی' متکبر غریب اور جھوٹا حکمران۔

2575 - اَخْبَرَنَا اَبُوْ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا عَارِمٌ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِىِّ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اَرْبَعَةٌ يُبْغِضُهُمُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ الْبَيَّاعُ الْحَلاَّفُ وَالْفَقِيْرُ الْمُخْتَالُ وَالشَّيْخُ الزَّانِىْ وَالاِمَامُ الْجَائِرُ" .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

چار طرح کے لوگوں کو اللہ تعالیٰ ناپسند کرتا ہے' قسمیں اُٹھا کر سامان فروخت کرنے والا شخص' متکبر غریب' بوڑھا زانی اور ظالم حکمران۔

شرح

قیامت کے دن سے میدان حشر کا وقت مراد ہے جب اللہ کے فضل و عدل، غضب و ناراضگی اور رضا کا ظہور ہوگا اور

2574-انفرد بہ النسائی ۔ تحفۃ الاشراف (14145) .

2575-انفرد بہ النسائی ۔ تحفۃ الاشراف (12992) .

جنتیوں و دوزخیوں کے بارے میں فیصلہ صادر کیے جائیں گے۔ جب اللہ میدان حشر میں اپنی تمام مخلوق کے سامنے اپنے مومن اور نیکوکار بندوں کی تعریف وستائش کرے گا تو اس وقت ان تین طرح کے آدمیوں کو اس تعریف وستائش سے خارج کر دیا جائے گا اور ایک معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان تینوں طرح کے آدمیوں کو اپنے عفو و درگزر کے ذریعہ اپنے گناہوں کی نجاست سے پاک و صاف نہیں کرے گا۔ لھم عذاب الیم۔ کے بارے میں دو احتمال ہیں یا تو یہ جملہ دوسری روایت کا تتمہ ہے یا اس کا تعلق اصل حدیث سے ہے اور یہ دوسرا احتمال زیادہ قوی اور قابل اعتماد ہے حاصل یہ ہے کہ مذکورہ باتیں دراصل اللہ کے غضب و کبر اور اس کی ناراضگی سے کنایہ ہیں، چنانچہ جو کوئی کسی شخص سے ناراض و خفا ہوتا ہے تو وہ نہ صرف نظر اٹھا کر دیکھتا ہے نہ اس سے کلام کرتا ہے اور نہ اس کی تعریف کرتا ہے بلکہ اس کو سزا و تنگی میں مبتلا کر دیتا ہے۔

حدیث میں جن تین برائیوں کے مرتکبین کے بارے میں وعید بیان فرمائی گئی ہے وہ ہر حال میں مذموم اور مستوجب عذاب ہیں خواہ ان برائیوں کا مرتکب کسی درجہ کا کسی حیثیت کا اور کسی عمر کا آدمی ہو لیکن یہاں ان برائیوں کے تعلق سے جن تین لوگوں کا ذکر کیا گیا ہے ان کے اعتبار سے ان برائیوں کی سنگینی کہیں زیادہ بڑھ جاتی ہے، مثلاً زنا ایک بہت برا فعل ہے اور جب یہ فعل جو ان کے حق میں بھی بہت بڑا گناہ ہے جو طبعی طور پر معذور بھی ہوتا ہے تو ایک بڈھے کے حق میں یہ فعل کہیں زیادہ برا ہوگا کیونکہ نہ تو وہ طبعی طور پر اس کی احتیاج رکھتا ہے کہ اور نہ اس کی طبیعت پر جنسی خواہش اور قوت مردی کا وہ غلبہ ہوتا ہے جو بسا اوقات عقل و شعور سے بیگانہ اور خوف الٰہی سے غافل کر دیتا ہے لہٰذا جو بڈھا زنا کا مرتکب ہوتا ہے وہ گویا اپنی نہایت بے حیائی اور خبث طبیعت پر دلالت کرتا ہے۔

اسی طرح جھوٹ بولنا ہر شخص کے حق میں برا ہے لیکن بادشاہ کے حق میں بہت ہی برا ہے کیونکہ اس پر ملک کے انتظام رعایا کے مصالح و مفاد کی رعایت اور مخلوق اللہ کے معاملات کی نگہداشت کی ذمہ داری ہوتی ہے اس کا ایک ادنیٰ سا حکم پورے ملک کے نظم و نسق پر اثر انداز ہوتا ہے اگر وہ جھوٹ بولے تو اس کی اس برائی کی وجہ سے پورا ملک اور ملک کے تمام لوگ مختلف قسم کی برائیوں اور پریشانیوں میں مبتلا ہو سکتے ہیں، علاوہ ازیں جو لوگ جھوٹ بولتے ہیں وہ عام طور پر اس برائی کا ارتکاب اپنے کسی فائدہ کے حصول یا کسی نقصان کے دفعیہ کے لئے کرتے ہیں جب کہ ایک بادشاہ حاکم یہ مقصد بغیر جھوٹ بولے بھی حاصل کرنے پر قادر ہوتا ہے، لہٰذا اس کا جھوٹ بولنا نہ صرف بالکل بے فائدہ بلکہ نہایت مذموم ہوگا۔

اسی پر تکبر کو بھی قیاس کیا جا سکتا ہے جو چیزیں عام طور پر انسان کو غرور و تکبر میں مبتلا کرتی ہیں جیسے مال و دولت اور جاہ اقتدار وغیرہ اور اگر کسی شخص میں پائی جائیں اور وہ ان چیزوں کی وجہ سے تکبر کرے تو اگرچہ اس شخص کو بھی برا کہیں گے مگر اس کا تکبر کرنا ایک طرح سے سمجھ میں آنے والی بات ہوگی اس کے برخلاف اگر کوئی فقیر و مفلس تکبر کرے کہ جو نہ تو مال و دولت رکھتا ہے اور نہ جاہ و اقتدار وغیرہ کا مالک ہے تو اس کا یہ فعل نہایت ہی برا ہوگا اور اس کے بارے میں اس کے علاوہ کیا کہا جائے گا کہ وہ خبث باطن اور طبیعت کی کمینگی میں مبتلا ہے۔ بعض حضرات نے عائل مستکبر میں لفظ عائل سے مفلس کے بجائے عیال دار مراد لیا ہے کہ یعنی جو لوگ بال بچے دار ہوں اور اپنی خستہ حالت کی وجہ سے اپنے متعلقین کی ضروریات زندگی کو پورا کرنے پر قادر ہوں

لیکن اس کے باوجود از راہ تکبر صدقہ و زکوۃ مال قبول کرنے پر تیار نہ ہوتے ہوں لوگوں کی تواضع و امداد کو ٹھکراتے ہوں اور اسی طرح وہ اپنے اہل وعیال کی ضرورت کو پورا کرنے سے بے پرواہ ہو کر گویا ان کو تکلیف و ہلاکت میں مبتلا کرتے ہوں تو ایسے لوگ حدیث میں مذکورہ وعید کا مورد ہیں واضح رہے کہ اللہ کی ذات پر توکل واعتماد اور غیرت و خودداری کے تحت اپنی حالت کو چھپانا اور لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلانے سے شرم وحیاء کرنا تو ایک الگ چیز ہے۔

لیکن سخت احتیاج واضطرار کے باجود کبر ونخوت اختیار کرنا اور از راہ تکبر لوگوں کا احسان قبول نہ کرنا ایک ایسا فعل ہے جس کو نہایت مذموم قرار دیا گیا ہے۔ شیخ زان" کے بارے میں بھی بعض حضرات نے یہ کہا ہے کہ یہاں شیخ سے مراد محصن شادی شدہ شخص بھی ہو سکتا ہے خواہ وہ بوڑھا یا جوان جیسا کہ اس منسوخ التلاوت "الشیخ والشیخۃ اذا زنیا۔ میں شیخ سے مراد شادی شدہ مرد ہے چنانچہ ایسے شخص کے حق میں زنا کا زیادہ ہونا شرعا بھی اور عرفا بھی بالکل ظاہر بات ہے اسی لئے ایسے شخص کو سنگسار کرنا واجب ہے اسی طرح ملک کذاب کے بارے میں بھی کہا جاتا ہے کہ یہاں ملک سے مراد غنی و مالدار شخص بھی ہو سکتا ہے چنانچہ کسی مفلس یا قلاش شخص کا جھوٹ بولنا تو ایک درجہ میں سمجھ آنے والی بات ہے کیونکہ وہ اپنی تنگ دستی وخستہ حالی کی وجہ سے بسا اوقات اپنی کسی سخت غرض اور شدید دنیاوی ضرورت کی وجہ سے جھوٹ بولنے پر مجبور ہو جاتا ہے جب کہ غنی و مالدار شخص اپنے مال و زر کی وجہ سے ایسی کوئی احتیاج نہیں رکھتا اور وہ جھوٹ بولے بغیر بھی اپنی غرض پوری کر سکتا ہے لہٰذا جھوٹ بولنا اس کے حق میں زیادہ برا ہے۔

عائل متکبر کے بارے میں بھی ایک قول یہ ہے کہ یہاں عائل یعنی مفلس سے مراد وہ شخص ہے جو فقراء و مساکین کے ساتھ تکبر کرے فقراء و مسکین کے ساتھ تکبر کرنا سخت برا ہے جب کہ مغرور کے ساتھ تکبر کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ اس جملہ کے بارے میں زیادہ صحیح بات یہ ہے کہ یہاں مفلس سے مراد وہ شخص ہے جو کسب و کمائی اور محنت و مشقت کر کے اپنا اور اپنے بال بچوں کا پیٹ پالنے پر قادر ہو مگر اس کے باوجود از راہ رعونت کوئی کسب و کمائی محنت مزدوری کرنے کو کسر شان سمجھتا ہو جیسا کہ عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ اچھے خاصے اور ہٹے کٹے لوگ کام کاج کرنے اور محنت و مزدوری کرنے میں اپنی ذلت سمجھتے ہیں خواہ ان کو اور ان کے متعلقین کو فاقوں کی اذیت ہی کیوں نہ برداشت کرنا پڑتی ہو یا ناروا طور پر دوسرے لوگوں کے کاندھوں کا بار ہی کیوں نہ ہوں اس میں کوئی شک نہیں کہ ایسے لوگوں کا یہ طریقہ یقیناً تکبر کے ہم معنی ہیں۔

اور یہ تکبر مالداروں کے تکبر سے زیادہ کہیں برا ہے کیونکہ اس کی بنیاد رعونت ونخوت بیجا شان دکھانے خواہ مخواہ کے لئے اپنے اور اپنے متعلقین کو تکلیف و ہلاکت میں مبتلا کرنے لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلانے اور ناجائز طور پر مال حاصل کرنے پر ہے خصوصا ایسی صورت میں اس کی تکبر کی برائی اور کہیں بڑھ جاتی ہیں، جبکہ ایسا کوئی شخص اپنے دست و بازو کے ذریعہ اپنا اور اپنے متعلقین کا رزق حاصل کرنے کے بجائے دین کا لبادہ اوڑھ لے اور اپنی وضع قطع دین داروں اور بزرگوں کی سی بنا کر اپاہج کی طرح بیٹھ جائے اور سادہ لوح مسلمانوں پر اپنی مصنوعی بزرگی کا سکہ جما کر ان کے کاندھوں کا بار رہنا ہے۔

تکبر کرنے پر وعید کا بیان

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ شخص دوزخ میں داخل نہیں ہوگا جس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان ہوگا اور وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا جس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی تکبر ہوگا۔ (مسلم مشکوۃ المصابیح، جلد چہارم، رقم الحدیث، 1031)

ایمان سے مراد اصل ایمان نہیں ہے بلکہ ایمان کے ثمرات مراد ہیں جن کو فضائل واخلاق سے تعبیر کیا جاتا ہے خواہ ان کا تعلق ظاہر سے ہو یا باطن سے اور جو نور ایمان اور ظہور ایقان سے صادر ہوتے ہیں جہاں تک اصلی ایمان کا تعلق ہے وہ چونکہ تصدیق قلبی کا نام ہے اس لئے اس میں نہ تو زیادتی ہوسکتی ہے اور نہ کمی، اس اعتبار سے اس کو اجزاء میں منقسم بھی نہیں کیا جاسکتا البتہ اس کے شعبے اور شاخیں بہت ہیں جو اصل ایمان کی حقیقت و ماہیت سے خارج ہیں جیسے نماز روزہ اور زکوۃ وغیرہ اور اسی طرح اسلام کے ظاہری دوسرے تمام احکام یا جیسے تواضع اور ترحم اور اسی طرح وہ تمام چیزیں جو باطنی اوصاف وخصائل کا درجہ رکھتی ہیں چنانچہ اس حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ الایمان بضع و سبعون شعبۃ ایمان کی کچھ اوپر ستر شاخیں ہیں۔

ظاہر ہے کہ شاخوں اور اس کی اصل کے درمیان اتنا گہرا اور قریبی تعلق ہوتا ہے کہ دونوں ایک دوسرے کے لئے لازم و ملزوم کا درجہ رکھتی ہیں لیکن اس کے باوجود حقیقت و ماہیت کے اعتبار سے کوئی بھی شاخ اپنی اصل کا مترادف نہیں ہوسکتی اس طرح اصل ایمان ایک الگ چیز ہے اور اسلام کے تمام ظاہری احکام و باطنی اخلاق وخصائل جداگانہ حیثیت رکھتے ہیں جن کو اصل ایمان کی حقیقت و ماہیت میں شامل نہیں کیا جاسکتا، چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد الحیاء شعبۃ من الایمان۔ مذکورہ بالا قول کی دلیل ہے کیونکہ تمام علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حیاء ایمان کے مفہوم میں داخل نہیں ہے۔

حدیث کے دوسرے جزء کا مطلب یہ ہے کہ کوئی اس وقت تک جنت میں داخل نہیں ہوگا جب تک کہ اس کے نامہ اعمال میں تکبر کا گناہ موجود رہے گا جب وہ تکبر اور دوسری بری خصلتوں کی آلائش سے پاک وصاف ہو جائے گا تو اس وقت جنت میں داخل کیا جائے گا اور یہ کہ پاکی وصفائی یا تو اس صورت میں حاصل ہوگی کہ اللہ اس کو عذاب میں مبتلا کرے گا اور وہ عذاب اس آلائش کو دھو دے گا یا اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے اس کو معاف کر دے گا اور معافی اس آلائش کو زائل کر دے گی۔

علامہ خطابی نے لکھا ہے کہ حدیث کے اس جزء کی دو تاویلیں ہیں ایک تو یہ کہ کبر سے کفر وشرک مراد ہے اور ظاہر ہے کہ کفر وشرک کے مرتکب پر جنت کے دروازے ہمیشہ ہمیشہ بند رہیں گے۔ دوسری تاویل یہ ہے کہ کبر سے مراد تو اس کے اپنے معنی ہی ہیں یعنی اپنے آپ کو دوسرے لوگوں سے برتر و بلند سمجھنا اور غرور گھمنڈ میں مبتلا ہونا البتہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ متکبر شخص اس وقت تک جنت میں داخل نہیں ہوگا جب تک کہ اللہ کی رحمت اس پر متوجہ نہ ہو چنانچہ جب حق تعالیٰ اس کو جنت میں داخل کرنا چاہے گا تو اس کے دل میں سے کبر کو نکال باہر کرے گا اور پھر اس کی کدورتوں سے پاک وصاف کر کے جنت میں داخل کر دے گا۔

تکبر کرنے والوں کے بدترین انجام کا بیان

حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا قیامت کے دن تکبر کرنے والوں کو چھوٹی چیونٹیوں کی طرح مردوں کی صورت میں جمع کیا جائے گا یعنی ان کی شکل مردوں کی سی ہوگی لیکن جسم و جثہ چیونٹیوں کی مانند ہوگا اور ہر طرف سے ذلت وخواری کو پوری طرح گھیرے گی پھر ان کو جہنم کے ایک قید خانہ کی طرف کہ جس کا نام بولس ہے ہانکا جائے گا وہاں آگوں کی آگ ان پر چھا جائیگی۔ اور دوزخیوں کا نچوڑ یعنی دوزخیوں کے بدن سے بہنے والا خون، پیپ اور کچ لہوان کو پلایا جائے گا۔ جس کا نام طینت الخبال ہے۔

(ترمذی، مشکوۃ المصابیح، جلد چہارم، رقم الحدیث، 1036)

چھوٹی چیونٹیوں کی طرح" کے اصل مفہوم کے بارے میں علماء کے اختلافی اقوال ہیں چنانچہ بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ چیونٹیوں کی تشبیہ دراصل اس بات سے کنایہ ہے کہ تکبر کرنے والے لوگ قیامت کے دن میدان حشر میں نہایت ذلت خواری کے ساتھ حاضر ہوں گے اور گویا وہ لوگوں کے پاؤں کے نیچے اس طرح پامال ہوں گے جس طرح چیونٹیوں کو روندا جاتا ہے ان حضرات کی ایک دلیل تو یہ ہے کہ قیامت کے دن مخلوق کا اٹھنا اور ان کے اجسام کا دوبارہ بننا ان ہی اجزاء اصل کے ساتھ ہوگا جو وہ دنیا میں رکھتے تھے جیسا کہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ ہر شخص میدان حشر میں اپنے اجزاء اعضاء کے ساتھ اٹھ کر آئے گا جن پر دنیا میں اس کا جسم پر مشتمل تھا اور ظاہر ہے کہ چیونٹی کی صورت اس کا جثہ اس جسم و بدن کے اجزاء اصلی کے حامل نہیں ہوسکتا اس لئے حدیث فی الصور مردوں کی صورت میں کے الفاظ بھی اس قول پر دلالت کرتے ہیں۔

ملا علی قاری نے بھی اس کے بارے میں کئی اقوال نقل کئے ہیں اور پھر تورپشتی کی طرف منسوب کر کے یہ بیان کیا ہے کہ ہم اس حدیث کے ظاہری معنی اس لئے مراد لیتے نہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب لوگ قیامت کے دن دوبارہ اٹھ کر میدان حشر میں آئیں تو ان کے جسم و بدن ان ہی اجزاء پر مشتمل ہوں گے جن پر دنیا میں ان کے جسم تھے۔ یہاں تک کہ ان کے عضو تناسل کی کھال کا وہ حصہ بھی لگا دیا جائے گا جو ختنہ کے وقت کاٹا جاتا ہے گویا سارے لوگ غیر مختون اٹھیں گے لہٰذا یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک انسان کے جسم کے سارے اجزاء یہاں تک کہ ناخن اور بال وغیرہ بھی ایک چنوٹی کے جثہ کے برابر ہو جمع ہو جائیں۔

ملا علی قاری نے تورپشتی کے مذکورہ قول کے مخالفین کے جواب بھی نقل کئے ہیں اور ان پر شک کا اظہار کرتے ہوئے اپنی تحقیق یہ لکھی ہے کہ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ جب لوگ اپنی قبروں سے اٹھ کر میدان حشر میں آئیں گے تو اس وقت اللہ دوسرے لوگوں کی طرح تکبر کرنے والوں کے جسم کو بھی دوبارہ بنائے گا۔ اور وہ بھی اپنے تمام اجزاء معدومہ کے ساتھ اپنے پورے جسم میں اٹھ کر آئیں گے تاکہ ہر ایک کی دوبارہ جسمانی تخلیق کی قدرت پوری طرح ثابت ہو جائے لیکن پھر ان لوگوں کو میدان حشر میں مذکورہ جسم وصورت میں تبدیل کر دے گا یعنی ان کے جسم چیونٹیوں کی طرح ہو جائیں گے اور ان کی صورت مردوں کی سی رہے گی اور یہ تبدیلی جسم اس لئے ہوگی کہ تاکہ ان کی ذلت و ہانت پوری مخلوق کے سامنے ظاہر ہو جائے یا یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ جب

مذکورہ لوگ حساب وکتاب کی جگہ آئیں گے اور ان کے سامنے عذاب الٰہی کی نشانیاں ظاہر ہوں گی تو اس وقت وہ ہیبت ودہشت کے سبب اس قدر گھٹ جائیں گے کہ ان کے جسم چیونٹیوں کی طرح معلوم ہوں گے اور اہل دوزخ کا اپنی اپنی حالتوں اور گناہوں کے اعتبار سے مختلف صورتوں جیسے کتے سور، گدھے، وغیرہ کی شکلوں میں تبدیل ہو جانا مختلف منقولات سے ثابت ہے۔ لفظ بولس" باء کے زبر، واؤ کے جزم اور لام کے زبر کے ساتھ اور قاموس میں لکھا ہے کہ یہ لفظ با کے پیش کے اور لام کے زیر کے ساتھ ہے جو بلس سے مشتق ہے اور جس کے معنی تحیر اور ناامیدی کے ہیں شیطان کا نام ابلیس بھی اسی سے مشتق ہے۔" آگوں کی آگ میں" کی طرف نسبت ایسی ہے جیسے آگ کی نسبت کسی ایسی چیز کی طرف کی جائے جس کو آگ جلا دیتی ہے مطلب یہ ہے کہ وہ آگ اس طرح کی ہوگی کہ وہ خود آگ کو لکڑی کی طرح جلائے گی۔

طینۃ الخبال میں لفظ خبال خاء کے زبر کے ساتھ ہے اور اس کے لغوی معنی فساد اور خرابی کے ہیں اور جیسا کہ حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ طینۃ الخبال، ان دوزخ کے عصارہ کا نام ہے اور عصارہ اس پیپ، خون اور کچ لہو کو کہتے ہیں جو دوزخیوں کے زخموں سے بہے گا۔

باب فَضْلِ السَّاعِیْ عَلَى الْاَرْمَلَةِ .

یہ باب ہے کہ بیوہ عورتوں کی ضروریات پورا کرنے کی کوشش کرنے والے کی فضیلت

2576 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ الدِّيلِيِّ عَنْ اَبِى الْغَيْثِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "السَّاعِیْ عَلَى الْاَرْمَلَةِ وَالْمِسْكِيْنِ كَالْمُجَاهِدِ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ" .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:
بیوہ اور غریب شخص کی ضروریات پورا کرنے والے کی مثال اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کی مانند ہے۔

بیوہ اور مسکین کی خدمت پر ثواب کا بیان

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیوہ عورت اور مسکین کی خبر گیری کرنے والا اس شخص کے مانند ہے جو اللہ کی راہ میں سعی کرے یعنی وہ شخص بیوہ عورت اور مسکین کی دیکھ بھال اور خبر گیری کرتا ہے اور ان کی ضروریات کو پورا کر کے ان کے ساتھ حسن سلوک کرتا ہے تو اس ثواب کے برابر ہے جو اللہ کی راہ میں جہاد اور حج کرنے والے کو ملتا ہے اور میرا گمان ہے کہ انہوں نے یہ بھی بیان کیا کہ بیوہ عورت اور مسکین کی خبر گری کرنے والا اس شخص کی مانند ہے جو نماز و

2576-اخرجه البخاري في النفقات، باب فضل النفقة على الاهل (الحديث 5353)، و في الادب ، باب الساعي على الارملة (الحديث 6006م) ، وباب الساعي على المسكين (الحديث 6007) . و اخرجه مسلم في الزهد و الرقائق، باب الاحسان الى الارملة و المسكين و اليتيم (الحديث 41) . و اخرجه الترمذي في البر والصلة، باب ما جاء في السعي على الارملة و اليتيم (الحديث 1969م) . و اخرجه ابن ماجه في التجارات، باب الحث على المكاسب (الحديث 2140) .

عبادت کے شب بیداری کرتا ہے اور اپنی شب بیداری میں نہ کوئی سستی کرتا ہے اور نہ کسی فتور اور نقصان کو گوارا کرتا ہے اور اس شخص کے مانند ہے جو دن کو کبھی افطار نہیں کرتا کہ جس کو صائم الدھر کہا جاتا ہے۔

(بخاری مسلم، مشکوۃ المصابیح، جلد چہارم: رقم الحدیث، 882)

فقیر و محتاج بھی مسکین کے حکم میں داخل ہے بلکہ بعض حضرات کے نزدیک اس کو مسکین پر ترجیح حاصل ہے۔ "اور میرا گمان ہے کہ انہوں نے یہ بھی بیان" ان الفاظ کی نسبت حضرت عبداللہ ابن سلمہ کی طرف کی جاتی ہے جو بخاری و مسلم کے شیخ اور اس حدیث کے بیان کرتے ہیں جس کو انہوں نے حضرت امام مالک سے روایت کیا ہے اس بات کی صراحت امام بخاری نے کی ہے بہر حال ان الفاظ کے ذریعہ عبداللہ بن سلمہ رضی اللہ عنہ کا مطلب یہ ہے کہ میرا گمان ہے کہ اس حدیث کے روای حضرت امام مالک نے یہ الفاظ کالقائم لایفتر۔ نقل کئے ہیں لیکن اگر بخاری کی مذکورہ صراحت کے سامنے نہ ہو تو مصابیح اور مشکوہ کے ظاہری الفاظ سے یہ مفہوم ہوتا ہے کہ یہ جملہ اور میرا گمان ہے کہ۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا ہے اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اس جملہ کے ذریعہ یہ بیان کرنا چاہتے ہیں کہ میرے گمان کے مطابق پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کالقائم لا۔۔۔ کے الفاظ بھی ارشاد فرمائے تھے یا یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ اس موقع پر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس شک کو ظاہر کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یا تو کالساعی فی سبیل اللہ کے الفاظ ارشاد فرمائے تھے یا کالقائم کے الفاظ چنانچہ اس کی تائید جامع صغیر کی اس روایت سے بھی ہوتی ہے کہ جس کو احمد، شیخین، ترمذی، نسائی، اور ابن ماجہ سے نقل کیا گیا ہے۔ اور جس کے الفاظ یوں ہیں کہ الساعی علی الارملة والمساكين كالمجاهدين في سبيل الله و القائم الليل الصائم النهار ۔

باب الْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ ۔

یہ باب مؤلفۃ القلوب کے بیان میں ہے

2577 – اَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ اَبِي الْاَحْوَصِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِي نُعْمٍ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ بَعَثَ عَلِيٌّ وَّهُوَ بِالْيَمَنِ بِذُهَيْبَةٍ بِتُرْبَتِهَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَسَمَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ اَرْبَعَةِ نَفَرٍ الْاَقْرَعِ بْنِ حَابِسٍ الْحَنْظَلِيِّ وَعُيَيْنَةَ بْنِ بَدْرٍ الْفَزَارِيِّ وَعَلْقَمَةَ بْنِ عُلَاثَةَ الْعَامِرِيِّ ثُمَّ اَحَدِ بَنِي كِلَابٍ وَّزَيْدِ الطَّائِيِّ ثُمَّ اَحَدِ بَنِي نَبْهَانَ فَغَضِبَتْ قُرَيْشٌ وَّقَالَ مَرَّةً

2577-اخرجه البخاري في الانبياء، باب قول الله تعالى (والى عاد اخاهم هودًا قال يا قوم اعبدوا الله) (الحديث 3344)، و في التفسير، باب (والمولفة قلوبهم و في الرقاب) (الحديث 4667) مختصراً، وفي التوحيد، باب قول الله تعالى (تعرج الملائكة و الروح اليه) (الحديث 7432) . و اخرجه مسلم في الزكاة، باب ذكر الخوارج، وصفاتهم (الحديث 143) . و اخرجه ابو داؤد في السنة، باب في قتال الخوارج (الحديث 4764) و اخرجه النسائي في تحريم الدم، من شهر سيفه ثم وضعه في الناس (الحديث 4112)، وفي التفسير: سورة التوبة، قوله تعالى (والمولفة قلوبهم) (الحديث 241) . و الحديث عند: البخازي في المغازي باب بعث علي بن ابي طالب عليه السلام و خالد بن الوليد الى اليمن قبل حجة الوداع (الحديث 4351) . و مسلم في الزكاة، باب ذكر الخوارج، و صفاتهم (الحديث 144 و 145 و 146) . تحفة الاشراف (4132) .

أُخْرٰى صَنَادِيدُ قُرَيْشٍ فَقَالُوا تُعْطِي صَنَادِيدَ نَجْدٍ وَتَدَعُنَا . قَالَ "إِنَّمَا فَعَلْتُ ذٰلِكَ لِاَتَأَلَّفَهُمْ" . فَجَاءَ رَجُلٌ كَثُّ اللِّحْيَةِ مُشْرِفُ الْوَجْنَتَيْنِ غَائِرُ الْعَيْنَيْنِ نَاتِءُ الْجَبِينِ مَحْلُوقُ الرَّأْسِ فَقَالَ اتَّقِ اللّٰهَ يَا مُحَمَّدُ . قَالَ "فَمَنْ يُطِعِ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ إِنْ عَصَيْتُهُ أَيَأْمَنُنِي عَلٰى أَهْلِ الْأَرْضِ وَلَا تَأْمَنُونِي" . ثُمَّ أَدْبَرَ الرَّجُلُ فَاسْتَأْذَنَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ فِي قَتْلِهِ يَرَوْنَ أَنَّهُ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "إِنَّ مِنْ ضِئْضِئِ هٰذَا قَوْمًا يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ يَقْتُلُونَ أَهْلَ الْإِسْلَامِ وَيَدَعُونَ أَهْلَ الْأَوْثَانِ يَمْرُقُونَ مِنَ الْإِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ لَئِنْ أَدْرَكْتُهُمْ لَأَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ عَادٍ" .

✩✩ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یمن سے مٹی میں ملا ہوا کچھ سونا نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں بھیجا تو نبی اکرم ﷺ نے اُسے چار آدمیوں میں تقسیم کر دیا: اقرع بن حابس تمیمی' عیینہ بن بدر فزاری' علقمہ بن علاثہ عامری' ان کا تعلق بنو کلاب سے تھا' اور زید طائی جن کا تعلق بنو نبہان سے تھا۔ اس بات پر قریش ناراض ہو گئے۔

راوی نے ایک مرتبہ یہ الفاظ نقل کیے ہیں: قریش کے سردار ناراض ہو گئے' انہوں نے کہا: آپ نے نجد کے سرداروں کو عطا کر دیا ہے اور ہمیں نہیں دیا' تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں نے ایسا اس لیے کیا تا کہ اُن کی تالیف قلب کروں۔

(راوی بیان کرتے ہیں:) پھر ایک شخص آیا جس کی داڑھی گھنی تھی' رخسار اُبھرے ہوئے تھے' دونوں آنکھیں اندر کی طرف دھنسی ہوئی تھیں' پیشانی اُٹھی ہوئی تھی اور اُس نے سر منڈوایا ہوا تھا' وہ بولا: اے حضرت محمد! آپ اللہ سے ڈریئے! نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں اللہ کی نافرمانی کروں گا تو پھر اُس کی اطاعت کون کرے گا' اللہ تعالیٰ نے تو اہلِ زمین کے لیے مجھے امین قرار دیا ہے' لیکن تم لوگ مجھے امین نہیں سمجھتے ہو۔ پھر وہ شخص چلا گیا تو حاضرین میں سے ایک شخص نے اُسے قتل کرنے کی اجازت مانگی' وہ صاحب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ تھے' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس شخص کی نسل میں سے ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو قرآن کی تلاوت کریں گے لیکن وہ اُن کے حلق سے نیچے نہ جا سکے گا' وہ اہل اسلام کے ساتھ جنگ کریں گے اور بت پرستوں کو چھوڑ دیں گے' وہ اسلام سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر اپنے نشانے کے پار ہو جاتا ہے' اگر میں نے اُن کا زمانہ پالیا تو میں اُنہیں اس طرح قتل کروں گا جس طرح قومِ عاد کو قتل کیا گیا تھا۔

گستاخ رسول ﷺ کی سزا کا بیان

علامہ ابن عابدین حنفی شامی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ امام محمد بن سحنون کی روایت ہے۔ تمام علماء کا اس پر اجماع ہے حضور ﷺ کو گالی دینے والا آپ کی شان میں کمی کرنے والا کافر ہے اور تمام امت کے نزدیک وہ واجب القتل ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت محمد رضی اللہ عنہ کے دور میں ایک امام جس کا نام عبداللہ بن نواحہ تھا۔ قرآن کی آیات کا مذاق اڑایا اور مفاہیم کے ردوبدل سے یہ الفاظ کہے، قسم ہے آٹا پیسنے والی عورتوں کی جو اچھی طرح گوندھتی ہیں پھر روٹی پکاتی ہیں پھر ثرید بناتی ہیں پھر خوب لقمے لیتی ہیں اس پر حضرت نے اسے قتل کا حکم سنایا اور لمحہ بھر بھی تاخیر نہیں فرمائی۔ (مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الجہاد)

حضرت عمر بن عبدالعزیز کے تاریخی الفاظ ملاحظہ ہوں۔ جو شخص حضور ﷺ کی بارگاہ میں گستاخی کرے، اس کا خون حلال اور مباح ہے (کتاب الشفاء)

اس جملے کا صاف مطلب یہ ہے کہ اس کے لئے عدالتی کارروائی ہو تو فبہا ورنہ پورا معاشرہ سستی اور کوتاہی پر مجرم ہوگا۔ ان ہی خیالات کا اظہار بارہا پنجاب ہائی کورٹ کے معزز جج میاں نذیر اختر فرما چکے ہیں۔

اب سنئے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے بارے میں آپ نے ایک موقع پر شاتمین دین ورسول کو قتل کرنے کے بعد جلا دینے کا حکم صادر فرمایا۔ یہ روایت بھی بخاری کی ہے۔

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرماتے ہیں میرے والد گرامی کہتے تھے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا جو کسی نبی کو سب کرے اسے قتل کر دو اور جو کسی صحابی کو برا بھلا کہے اسے کوڑے مارو۔ (المعجم الصغیر للطبرانی، باب العین)

الاشباہ والنظائر میں ہے۔ کافر اگر توبہ کرے تو اس کی توبہ قبول کر لی جائے لیکن اس کافر کی توبہ قبول نہیں جو نبی کریم ﷺ کے حضور گستاخیاں کرتا ہے۔ نسائی شریف کی حدیث ہے کہ ایک شخص نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو سب کیا۔ آپ کے ایک عقیدت مند نے اجازت چاہی کہ اسے قتل کر دیا جائے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ یہ حق صرف حضرت محمد ﷺ کا ہے کہ انہیں (بکواس کرنے والے کو) قتل کر دیا جائے (سنن نسائی، کتاب تحریم الدم، حدیث 4077)

ابن ماجہ نے روایت کیا کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے ایک مرتد کو قتل کی سزا دی۔ اس پر فتح القدیر کا مولف لکھتا ہے کہ جو شخص حضور ﷺ کے خلاف غلیظ زبان استعمال کرے اس کی گردن اڑا دی جائے۔ (فتح القدیر، کتاب السیر)

محدث عبدالرزاق روایت فرماتے ہیں: خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے کچھ مرتدوں کو آگ میں جلا دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی اے ابوبکر! آپ نے خالد کو کھلا چھوڑ دیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں اللہ کی تلوار کو نیام میں نہیں ڈال سکتا۔ (مصنف عبدالرزاق، کتاب الجہاد، حدیث 9470)

حضور انور ﷺ مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی تو شہر نور میں ایک بوڑھا جس کی عمر ایک سو بیس سال تھی اور نام اس کا ابوعفک تھا۔ اس نے انتہائی دشمنی کا اظہار کیا۔ لوگوں کو وہ حضور ﷺ کے خلاف بھڑکاتا، نظمیں لکھتا جن میں اپنی بد باطنی کا اظہار کرتا۔ جب حارث بن سوید کو موت کی سزا سنائی گئی تو اس ملعون نے ایک نظم لکھی جس میں حضور ﷺ کو گالیاں بکیں۔ حضور ﷺ نے جب اس کی گستاخیاں سنیں تو فرمایا: تم میں سے کون ہے جو اس غلیظ اور بدکردار آدمی کو ختم کر دے۔

سالم بن عمیر نے اپنی خدمات پیش کیں۔ وہ ابوعفک کے پاس گئے دراں حالیکہ وہ سو رہا تھا۔ سالم نے اس کے جگر میں تلوار زور سے کھبو دی۔ ابوعفک چیخا اور آنجہانی ہوگیا۔ (کتاب المغازی، للواقدی، سریۃ قتل ابی عفك، 163/1)

حویرث بن نقیذ رسول اللہ ﷺ کو گالیاں دیا کرتا۔ ایک بار حضرت عباس مکہ سے مدینہ جارہے تھے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ام مکتوم رضی اللہ عنہا مدینہ جانے کے لئے ان کے ساتھ نکلیں۔ ظالم حویرث نے سواری کو اس طرح ایڑھ لگائی کہ دونوں شہزادیاں سواری سے گر گئیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے موت کی سزا سنائی۔ فتح مکہ کے موقع پر حویرث نے خود کو ایک

مکان میں بند کر دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسے تلاش کر لیا اور اپنے آقا ﷺ کے حکم پر اسے قتل کر دیا۔

(کتاب المغازی للواقدی، (281/2)

بخاری شریف کی روایت ہے۔ معاویہ بن مغیرہ نامی ایک گستاخ کو رسول اللہ ﷺ نے گرفتار کروالیا اور فرمایا ایک مسلمان ایک ہی سانپ سے دوبار نہیں ڈسا جاتا، اے معاویہ بن مغیرہ! تم اب کسی صورت میں بھی واپس نہیں جاسکتے۔ پھر فرمایا اے زبیر! اے عاصم! اس کا سر قلم کردو۔

فتاویٰ بزازیہ میں ہے اور یہ حنفی فقہ کی معروف کتاب ہے۔ جب کوئی شخص حضور ﷺ یا انبیاء میں سے کسی بھی نبی کی توہین کرے اس کی شرعی سزا قتل ہے اور اس کی توبہ یقیناً قبول نہیں ہوگی۔

فتاویٰ قاضی خان میں ہے کہ حضور ﷺ کے ساتھ منسوب کسی چیز میں عیب نکالنے والا شخص کافر ہے۔ جبکہ الاشباہ کے مصنف نے فرمایا اور وہ واجب القتل ہوگا۔ جس طرح کسی شخص نے حضور ﷺ کے بال مبارک کے بارے میں (بطور اہانت) تصغیر کا صیغہ استعمال کر کے تنقیص کی۔ (فتاویٰ قاضی خان، کتاب السیر، **(574/3)**

علامہ حصاص رازی لکھتے ہیں مسلمانوں میں کوئی اختلاف نہیں کہ اپنے آپ کو مسلمان کہنے والا جو شخص حضور ﷺ کی ذات پاک کے خلاف بے ادبی کی جسارت کرے وہ مرتد ہے اور قتل کا مستحق ہے۔ (احکام القرآن للرازی، سورۂ توبہ، **(128/3)**

فتاویٰ ہندیہ میں ہے کہ جو شخص کہے حضور ﷺ کی چادر یا بٹن میلا کچیلا ہے اور اس قول سے مقصود عیب لگانا ہو، اس شخص کو قتل کر دیا جائے گا۔

علامہ خفاجی نسیم الریاض میں فرماتے ہیں۔ اگر کسی شخص نے کسی شخص کے علم کو حضور ﷺ کے علم سے زیادہ جانا اس نے توہین کی۔ اس لئے وہ واجب القتل ٹھہرا۔

قاضی عیاض فرماتے ہیں یمن کے گورنر مہاجر بن امیہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اطلاع دی وہاں ایک عورت مرتد ہوگئی۔ اس نے حضور ﷺ کی شان میں گستاخی والا گیت گایا۔ گورنر نے اس کا ہاتھ کاٹ دیا اور سامنے والے دو دانت توڑ دیئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو پتہ چلا تو آپ نے فرمایا۔ اگر تو فیصلہ کر کے عمل نہ کرا چکا ہوتا تو میں اس عورت کے قتل کرنے کا حکم صادر کرتا۔ کیونکہ نبیوں کے گستاخ قابل معافی نہیں ہوتے۔

گستاخی میں جہالت کے عدم اعتبار کا بیان

علامہ عبدالرحمٰن الجزیری فرماتے ہیں۔ "اور اسی کی مانند وہ شخص ہے جو کسی ایسے نبی کو گالی دے جس کی نبوت پر تمام امت کا اجماع ہو؛ اس کو بغیر توبہ کا کہے قتل کیا جائے گا، اور اس کی توبہ قبول نہیں ہوگی۔ اگر اس نے توبہ کر بھی لی تو تب بھی نبی کو گالی دینے کی حد میں اسے قتل کیا جائے گا؛ اور اس مسئلہ میں اس کی جہالت کا عذر معتبر نہیں ہوگا؛ کیوں کہ کفر میں کسی کی جہالت معتبر نہیں ہوتی۔ اور نہ ہی اس کے نشہ میں مست ہونے کا؛ عقل توازن کے کھو جانے کا، اور غضبناک ہونے کا عذر مانا جائے گا، بلکہ اسے ہر حال میں قتل کیا جائے گا۔ (الفقہ علی المذاہب اربعہ، ۵/۱۹۹)

گستاخ رسول ﷺ کی سزا قتل میں مذاہب اربعہ

حضور ﷺ کے گستاخ کی سزا یہی ہے کہ وہ واجب القتل ہے۔اس کی توبہ قبول نہیں، چاروں مسالک یہی ہیں۔
علامہ زین الدین ابن نجیم البحر الرائق میں ارشاد فرماتے ہیں۔حضور ﷺ کو سب وشتم کرنے والے کی سزا قتل ہے۔اس کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی۔

گستاخ رسول ﷺ کی سزا میں امام اعظم امام اعظم رضی اللہ عنہ علیہ الرحمہ کا مذہب

علامہ ابن ہمام حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: "جس نے رسول اللہ ﷺ کے بارے میں دل میں بغض رکھا وہ مرتد ہو گیا، اور شاتم رسول تو اس سے بھی بدتر ہے، ہمارے نزدیک وہ واجب القتل ہے؛ اور اس کی توبہ سے سزائے موت موقوف نہیں ہوگی۔ یہ مذہب اہل کوفہ اور امام مالک کا بھی ہے۔اور یہ حکم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔علماء نے یہاں تک فرمایا کہ گالی دینے والا نشے میں ہو تب بھی قتل کیا جائے گا اور معاف نہیں ہوگا (فتح القدیر شرح الهدایہ، کتاب الردۃ)

علامہ خیر الدین رملی حنفی فتاوٰی بزازیہ میں لکھتے ہیں: شاتم رسول کو بہر طور حداً قتل کرنا ضروری ہے۔اس کی توبہ بالکل قبول نہیں کی جائے گی، خواہ یہ توبہ گرفت کے بعد ہو یا اپنے طور پر تائب ہو جائے کیونکہ ایسا شخص زندیق کی طرح ہوتا ہے، جس کی توبہ قابل تسبب ہی نہیں اور اس میں کسی مسلمان کے اختلاف کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔اس جرم کا تعلق حقوق العباد سے ہے، یہ صرف توبہ سے ساقط نہیں ہو سکتا، جس طرح دیگر حقوق (چوری، زنا) توبہ سے ساقط نہیں ہوتے اور جس طرح حدِ تہمت توبہ سے ساقط نہیں ہوتی۔یہی سیدنا ابوبکر علیہ الرحمہ، امام اعظم علیہ الرحمہ، اہل کوفہ اور امام مالک علیہ الرحمہ کا مذہب ہے۔

(تنبیہ الولاۃ واحکام)

امام ابن عابدین شامی حنفی علیہ الرحمہ امت کی رائے بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: تمام اہل علم کا اتفاق ہے کہ گستاخ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا قتل واجب ہے اور امام مالک علیہ الرحمہ، امام ابولیث علیہ الرحمہ، امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ، امام اسحاق علیہ الرحمہ اور امام شافعی علیہ الرحمہ، حتیٰ کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ان تمام کا مسلک یہی ہے کہ اس کی توبہ قبول نہ کی جائے۔

(فتاوٰی شامی)

علامہ طاہر بخاری اپنی کتاب خلاصہ الفتاوٰی میں لکھتے ہیں کہ محیط میں ہے کہ جو نبی اکو گالی دے، آپ اکی اہانت کرے ،آپ اکے دینی معاملات یا آپ اکی شخصیت یا آپ اکے اوصاف میں سے کسی وصف کے بارے میں عیب جوئی کرے چاہے گالی دینے والا آپ اکی امت میں سے ہو خواہ اہل کتاب وغیرہ میں سے ہو ذمی یا حربی، خواہ یہ گالی اہانت اور عیب جوئی جان بوجھ کر ہو یا سہواً اور غفلت کی بناء پر نیز سنجیدگی کے ساتھ ہو یا مذاق سے، ہر صورت میں ہمیشہ کے لئے یہ شخص کافر ہوگا اس طرح کہ اگر توبہ کرے گا تو بھی اس کی توبہ نہ عنداللہ مقبول ہے اور نہ عندالناس اور تمام متقدمین اور تمام متاخرین و مجتہدین کے نزدیک شریعت مطہرہ میں اس کی قطعی سزا قتل ہے۔حاکم اور اس کے نائب پر لازم ہے کہ وہ ایسے شخص کے قتل کے بارے میں ذرا سی نرمی سے بھی کام نہ لے۔(خلاصہ الفتاوٰی)

علامہ خطابی علیہ الرحمہ کا قول ہے کہ میں کسی ایسے شخص کو نہیں جانتا جس نے بدگو کے قتل کے واجب ہونے میں اختلاف کیا ہو اور اگر یہ بدگوئی اللہ تعالیٰ کی شان میں ہو تو ایسے شخص کی توبہ سے اس کا قتل معاف ہو جائے گا۔ (فتح القدیر)

علامہ بزازی علیہ الرحمہ نے اس کی علت بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کا تعلق حقوق العباد سے ہے اور حق العبد توبہ سے معاف نہیں ہوتا جس طرح تمام حقوق العباد اور جیسا کہ حد قذف (تہمت کی سزا) توبہ سے ختم نہیں ہوتی۔ بزازی علیہ الرحمہ نے اس کی بھی تصریح کی ہے کہ انبیاء میں سے کسی ایک کو برا کہنے کا یہی حکم ہے۔

گستاخ رسول ﷺ کی سزا میں امام مالک علیہ الرحمہ کا مذہب

علامہ ابن قاسم علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ امام مالک علیہ الرحمہ سے مصر سے ایک فتویٰ طلب کیا گیا، جس میں میرے فتویٰ کے بارے میں، جس میں کہ میں نے شاتم رسول علیہ السلام کے قتل کا حکم دیا تھا، تصدیق چاہی گئی تھی۔ اس فتویٰ کے جواب میں امام مالک علیہ الرحمہ نے مجھ ہی کو اس فتویٰ کا جواب لکھنے کا حکم دیا۔ چنانچہ میں نے یہ جواب لکھا کہ ایسے شخص کو عبرتناک سزا دی جائے اور اس کی گردن اُڑا دی جائے۔ یہ کلمات کہہ کر میں نے امام مالک علیہ الرحمہ سے عرض کی کہ اے ابوعبداللہ! (کنیت امام مالک علیہ الرحمہ) اگر اجازت ہو تو یہ بھی لکھ دیا جائے کہ قتل کے بعد اس لاش کو جلا دیا جائے۔ یہ سن کر امام مالک علیہ الرحمہ نے فرمایا، یقیناً وہ گستاخ اسی بات کا مستحق ہے اور یہ سزا اس کے لیے مناسب ہے۔ چنانچہ یہ کلمات میں نے امام موصوف کے سامنے ان کی ایماء پر لکھ دیے اور اس سلسلے میں امام صاحب نے کسی مخالفت کا اظہار نہ کیا۔ چنانچہ یہ کلمات لکھ کر میں نے فتویٰ روانہ کر دیا اور اس فتویٰ کی روشنی میں اس گستاخ کو قتل کر کے اس کی لاش کو جلا دیا گیا۔ (الشفاء)

گستاخ رسول ﷺ کی سزا میں ابن کنانہ کا حکام کا فتویٰ

مبسوط میں ابن کنانہ علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ اگر کوئی یہودی یا نصرانی بارگاہِ رسالت میں گستاخی کا مرتکب ہو تو میں حاکمِ وقت کو مشورہ دیتا ہوں اور ہدایت کرتا ہوں کہ ایسے گستاخ کو قتل کر کے اس کی لاش کو پھونک دیا جائے یا براہ راست آگ میں جھونک دیا جائے۔ (الشفاء، ج ، ص ، از قاضی عیاض مالکی علیہ الرحمہ)

حکمِ قتل پر علمائے مالکیہ کی دلیل کا بیان

حضرت امام مالک علیہ الرحمہ اور تمام اہلِ مدینہ کا مسلک یہ ہے کہ اگر کوئی غیر مسلم ذمی نبی اکرم ﷺ کو سب و شتم کرے اور توہین رسالت کا مرتکب ہو تو اسے بھی قتل کیا جائے گا۔ "اگر گالی دینے والا ذمی ہو تو اسے بھی امام مالک اور اہل مدینہ کے مذہب میں قتل کیا جائے گا۔" علامہ ابن سحنون سے یہ بھی نقل کیا ہے۔

اگر گالی دینے والا مسلمان ہے تو کافر ہو جائے گا، اور بلا اختلاف اس کو قتل کر دیا جائے گا، اور یہ آئمہ اربعہ وغیرہ کا مذہب ہے۔ (الصارم المسلول، ص ۵)

امام ابوعبید القاسم بن سلام فرماتے ہیں۔ کہ جس نے نبی ﷺ کی ذات میں کیے گئے ہجو کے ابیات میں سے ایک سطر کی

حفظ کی؛ اس انسان نے کفر کیا۔ اور بعض سلف نے کہا ہے کہ: جو انسان نبی کریم ﷺ کی ہجو کی روایات نقل کرتا ہو اس سے حدیث لینا بالاجماع حرام ہے۔ (شفاء؛ امتاع الاسماع۔ احکام القرآن ۲/۸۶)

علامہ احمد بن دردیر مالکی علیہ الرحمہ اقرب المسالک کی شرح "الصغیر" میں لکھتے ہیں: من سب نبیا مجمعا علی نبوته، او عرض بسبّ نبی، بان قال عند ذکره، اما انا فلست بزان او سارق فقد کفر. وکذا ن الحق بنبی نقصاً، ون بدنه کعرج، وشلل، او وفور علمه، ذ کل نبی اعلم اهل زمانه وسیدهم اعلم الخلق.

"جس نے کسی ایسے نبی کو گالی دی جس کی نبوت پر سب کا اتفاق ہے' یا اس کام کیا جو گالی سے مشابہ ہے' (یعنی عیب نکالا) اس طرح کہ اس کے تذکرہ کے وقت کہا: اے پر میں نہ ہی زانی ہوں' اور نہ ہی چور ہوں۔ اس سے وہ کافر ہو جائے گا"۔ اور ایسے ہی اگر اس نے کسی نبی پر کوئی نقص (کوتاہی) لگایا؛ (مثلاً اس نے کہا بیشک اس کے بدن میں لنگڑا پن ہے' یا شل ہے' یا ان کے علم وافر ہونے پر نقص لگایا' (اس سے بھی وہ کافر ہو جائے گا) اس لیے کہ ہر نبی اپنے زمانہ کا سب سے بڑا عالم ہوتا ہے' اور ان کا سردار اور تمام مخلوق سے بڑھ کر عالم ہوتا ہے۔ (شرح "الصغیر" ۴/۴۴۲)

قاضی عیاض علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ہمارے علمائے مالکیہ نے ایسے گستاخ ذمی کے قتل کے حکم پر قرآنِ کریم کی اس آیت سے استدلال کیا ہے: اور اگر وہ اپنی قسموں کو توڑیں اور عہد شکنی کر کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کے بارے میں بدگوئیاں کریں، تو ان کفر کے سرغنوں سے لڑو۔ (التوبہ)

اس آیتِ قرآنی کے علاوہ علمائے مالکیہ نے سرکارِ دوعالم ﷺ کے عمل سے بھی استدلال کیا ہے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کعب بن اشرف کو اس کی گستاخیوں کی سبب سے قتل کروایا تھا۔ اس گستاخ کے علاوہ اور دوسرے گستاخ بھی تعمیلِ حکمِ نبوی؛ میں قتل کیے گئے تھے۔ (الشفاء)

ابن تیمیہ لکھتے ہیں کہ قاضی عیاض علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: جو شخص بھی رسول کریم ﷺ کو گالی دے یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات یا دین یا آپ ﷺ کی عادت میں نقص وعیب نکالے یا اسے ایسا شبہ لاحق ہو، جس سے آپ ﷺ کو گالی دینے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تنقیصِ شان، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بغض وعداوت اور نقص وعیب کا پہلو نکلتا ہو، وہ دشنام دہندہ ہے اور اس کا حکم وہی ہے جو گالی دینے والے کا ہے اور وہ یہ کہ اسے قتل کیا جائے۔ اس مسئلہ کی کسی شاخ کو نہ مستثنیٰ کیا جائے اور نہ اس میں شک وشبہ روا رکھا جائے خواہ گالی صراحتاً دی جائے یا اشارۃً۔ وہ شخص بھی اسی طرح ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر لعنت کرے یا آپ ﷺ کو نقصان پہنچانا چاہے یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر بددعا کرے یا آپ ﷺ کی شان کے لائق نہ ہو یا آپ ﷺ کی کسی چیز کے بارے میں رکیک، بے ہودہ اور جھوٹی بات کرے یا جن مصائب سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم دوچار ہوئے ان کی سبب سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر عیب لگائے یا بعض بشری عوارض کی سبب سے، جن سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم دوچار ہوئے، آپ ﷺ کی تنقیصِ شان کرے، اس بات پر تمام علماء اور ائمہ الفتویٰ کا عہدِ صحابہ سے لے کر اگلے تاریخی ادوار تک اجماع چلا آ رہا ہے۔ (الصارم المسلول)

امام قرطبی علیہ الرحمہ اپنی مشہور تفسیر میں لکھتے ہیں: مروی ہے کہ ایک آدمی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مجلس میں کہا کہ

کعب بن اشرف کو بدعہدی کر کے قتل کیا گیا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ اس کہنے والے کی گردن ماردی جائے۔ (کیونکہ کعب بن اشرف کے ساتھ کوئی معاہدہ نہیں تھا بلکہ وہ مسلسل بدگوئی اور ایذاء رسانی کی سبب سے مباح الدم بن گیا تھا)۔

اسی طرح کا جملہ ایک اور شخص ابن یامین کے منہ سے نکلا تو کعب بن اشرف کو مارنے والے حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوگئے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہا آپ کی مجلس میں یہ بات کہی جارہی ہے اور آپ خاموش ہیں۔ خدا کی قسم! اب آپ کے پاس کسی عمارت کی چھت تلے نہ آؤں گا اور اگر مجھے یہ شخص باہر مل گیا تو اسے قتل کرڈالوں گا۔ علماء نے فرمایا ایسے شخص سے توبہ کے لیے بھی نہ کہا جائے گا بلکہ قتل کردیا جائے گا جو نبی اکی طرف بدعہدی کو منسوب کرے۔ یہی وہ بات ہے، جس کو حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت محمد بن مسلمہ علیہ الرحمہ نے سمجھا، اس لیے کہ یہ تو زندقہ ہے۔ (تفسیر قرطبی)

اسلام (کافر ساب) کے قتل کو ساقط نہ کرے گا۔ کیونکہ یہ قتل نبی علیہ السلام کے حق کی سبب سے واجب ہو چکا ہے، کیونکہ اس نے آپ اکی بے عزتی کی ہے، آپ اپر نقص وعیب لگانے کا ارادہ کیا ہے، اس لئے اسلام لانے کی سبب سے بھی اس کا قتل معاف نہ ہوگا اور نہ یہ کافر مسلمان سے بہتر ہوگا، بلکہ بدگوئی کی سبب سے باوجود توبہ کے دونوں کو چاہے کافر ہو یا مسلم قتل کردیا جائے گا۔ (تفسیر قرطبی)

گستاخ رسول ﷺ کی سزا میں امام شافعی علیہ الرحمہ کا مذہب

علامہ ابوبکر فارسی لکھتے ہیں: قاضی شوکانی نے آئمہ وفقہاء شافعیہ کی رائے نقل کرتے ہوئے لکھا ہے: "آئمہ شافعیہ میں سے ابوبکر فارسی انے کتاب الاجماع میں نقل کیا ہے کہ جس نے نبی علیہ السلام کو گالی دی اور صریحاً قذف وتہمت لگائی وہ تمام علماء کے اتفاق سے کافر قرار دیا جائے گا اور اگر وہ توبہ کرلے تو اس سے سزائے قتل زائل نہیں ہوگی کیونکہ اس کے نبی پر تہمت لگانے کی سزا قتل ہے اور تہمت کی سزا توبہ کرنے سے ساقط نہیں ہوتی۔ (نیل الوطار ۲۱۴/۴)

حافظ ابن کثیر ا لکھتے ہیں: ,, نبی علیہ السلام پر طعن کرنے کا معنیٰ یہ ہے کہ انہوں نے آپ ﷺ پر عیب لگایا اور تنقیص وتحقیر کی اور اسی سے نبی علیہ السلام کو گالی دینے والے کے قتل کی سزا اخذ کی گئی ہے۔ اسی طرح جس نے دین اسلام میں طعن کیا اور اسے تحقیر وتنقیص کے ساتھ ذکر کیا اس کی سزا بھی قتل ہے۔ (ابن کثیر ۳۴۴/۲/۲)

علامہ شربینی شافعی علیہ الرحمہ مغنی المحتاج میں لکھتے ہیں: "جو کسی رسول کی تکذیب کرے" یا اسے گالی دے" یا ان کی ذات میں یا نام میں حقارت آمیز رویہ رکھے سو وہ کافر ہوجائے گا"۔ (مغنی المحتاج **134/4**)

باقی آئمہ وفقہاء شافعیہ کی رائے کے بارے میں ابن تیمیہ لکھتے ہیں: "مسائلِ اختلافیہ پر مشتمل کتب میں جس رائے کی تائید ونصرت کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ نبی کو گالی دینا عہد ومعاہدہ کو توڑ دیتا ہے اور یہ فعل اس کے قتل کو واجب کردیتا ہے جس طرح ہم نے خود امام شافعی سے ذکر کیا ہے۔ (توہین رسالت کی شرعی سزا، ۱۷)

علامہ ابوبکر فارسی لکھتے ہیں کہ قاضی شوکانی نے آئمہ وفقہاء شافعیہ کی رائے نقل کرتے ہوئے لکھا ہے: "آئمہ شافعیہ میں

سے ابوبکر فارسی نے کتاب الاجماع میں نقل کیا ہے کہ جس نے نبی علیہ السلام کو گالی دی اور صریحاً قذف وتہمت لگائی وہ تمام علماء کے اتفاق سے کافر قرار دیا جائے گا اور اگر وہ توبہ کرلے تو اس سے سزائے قتل زائل نہیں ہوگی کیوں کہ اس کے نبی علیہ السلام پر تہمت لگانے کی سزا قتل ہے اور تہمت کی سزا توبہ کرنے سے ساقط نہیں ہوتی۔ (نیل الاوطار ۲۱۴/۷)

امام شافعی علیہ الرحمہ سے صراحتاً منقول ہے کہ نبی کریم ﷺ کو گالی دینے سے عہد ٹوٹ جاتا ہے اور ایسے شخص کو قتل کر دینا چاہیے۔ ابن المنذر، الخطابی علیہ الرحمہ اور دیگر علماء نے ان سے اسی طرح نقل کیا ہے۔ امام شافعی علیہ الرحمہ اپنی کتاب الام میں فرماتے ہیں: جب حاکم وقت جزیہ کا عہد نامہ لکھنا چاہے تو اس میں مشروط کا ذکر کرے۔ عہد نامے میں تحریر کیا جائے کہ اگر تم میں سے کوئی شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم یا کتاب اللہ یا دینِ اسلام کا تذکرہ نازیبا الفاظ میں کرے گا تو اس سے اللہ تعالیٰ اور تمام مسلمانوں کی ذمہ داری اٹھ جائے گی، جو امان اس کو دی گئی تھی، ختم ہو جائے گی اور اس کا خون اور مال امیر المومنین کے لیے اس طرح مباح ہو جائے گا جس طرح حربی کافروں کے اموال اور خون مباح ہیں۔ (الصارم المسلول)

امام محمد علیہ الرحمہ بن سحنون بھی اجماع نقل کرتے ہیں۔ اس بات پر علماء کا اجماع منعقد ہوا ہے کہ نبی کریم ﷺ کو گالی دینے والا اور آپ ﷺ کی توہین کرنے والا کافر ہے اور اس کے بارے میں عذاب خداوندی کی وعید آئی ہے۔ امت کے نزدیک اس کا حکم یہ ہے کہ اسے قتل کیا جائے اور جو شخص اس کے کفر اور اس کی سزا میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ (درمختار، نسیم الریاض، شرح الشفاء)

صحیح بخاری کے مشہور شارح جلیل القدر محدث ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ اپنی کتاب فتح الباری میں لکھتے ہیں: ابن المنذر نے اس بات پر علماء کا اتفاق نقل کیا کہ جو نبی ﷺ کو گالی دے، اسے قتل کرنا واجب ہے۔ ائمہ شوافع کے معروف امام ابوبکر الفارسی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب الاجماع میں نقل کیا ہے کہ جو شخص نبی علیہ السلام کو تہمت کے ساتھ برا کہے، اس کے کافر ہونے پر تمام علماء کا اتفاق ہے، وہ توبہ کرے تو بھی اس کا قتل ختم نہ ہوگا کیونکہ قتل اس کے تہمت لگانے کی سزا ہے اور تہمت کی سزا توبہ سے ساقط نہیں ہوتی۔

گستاخ رسول ﷺ کی سزا میں امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ کا مذہب

علامہ ابن قدامہ رحمہ اللہ نے اپنی شہرۂ آفاق کتاب "المغنی" میں کہا ہے۔ "بیشک جو کوئی نبی کریم ﷺ کی والدہ پر بہتان لگائے 'اسے قتل کیا جائے گا' اگر چہ وہ توبہ ہی کیوں نہ کرلے 'خواہ وہ مسلمان ہو یا کافر۔ بس اگر وہ اخلاص کے ساتھ توبہ کرے گا تو اس کی توبہ اللہ کی بارگاہ میں قبول ہوگی۔ اور اس توبہ کی سبب سے اس سے حد ساقط نہیں ہوگی۔ مزید برآں وہ لکھتے ہیں: "اور آپ ﷺ پر بہتان تراشی کرنا اس کا وہی حکم ہے جو آپ کی والدہ پر بہتان تراشی کا ہے۔ بیشک آپ ﷺ کی والدہ پر بہتان کی سزا قتل اس لیے ہے کہ اصل میں یہ نبی کریم ﷺ پر بہتان تراشی ہے! اور آپ ﷺ کے نسب میں طعن ہے۔ (المغنی ۵۱۲/۱۲)

علامہ خرقی حنبلی علیہ الرحمہ کہتے ہیں۔ "جو کوئی نبی کریم ﷺ پر بہتان تراشی کرے، اسے قتل کیا جائے گا خواہ وہ مسلمان ہو یا کافر۔ (الکافی: ۱۵۹۴)

علامہ ابن عقیل حنبلی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ اگر کوئی نبی کو گالی دے تو اس کی توبہ قبول نہیں ہوگی 'اس لیے کہ یہ آدمی کا حق ہے

"جو ساقط نہیں ہوتا"۔ (لوامع انوار البھیۃ ۱/۳۹۷)

جو شخص رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دے یا آپ ا کی توہین کرے، خواہ وہ مسلم ہو یا کافر، تو وہ واجب القتل ہے۔ میری رائے یہ ہے کہ اسے قتل کیا جائے اور اس سے توبہ کا مطالبہ نہ کیا جائے۔ دوسری جگہ فرماتے ہیں: ہر آدمی جو ایسی بات کرے جس سے اللہ تعالیٰ کی تنقیص شان کا پہلو نکلتا ہو، وہ واجب القتل ہے؛ خواہ مسلم ہو یا کافر، یہ اہلِ مدینہ کا مذہب ہے۔ ہمارے اصحاب کہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسول ا کی طرف گالی کا اشارہ کرنا ارتداد ہے، جو موجب قتل ہے۔ یہ اسی طرح جس طرح صراحتاً گالی دی جائے۔

ابو طالب سے مروی ہے کہ امام احمد علیہ الرحمہ سے اس شخص کے بارے میں سوال کیا گیا جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتا ہو۔ فرمایا: اسے قتل کیا جائے، کیونکہ اس نے رسول کریم ﷺ کو گالیاں دے کر اپنا عہد توڑ دیا۔

حرب علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ میں نے امام احمد علیہ الرحمہ سے ایک ذمی کے بارے میں سوال کیا کہ جس نے رسول کریم ا کو گالی دی تھی۔ آپ نے جواب دیا کہ اسے قتل کیا جائے۔

امام احمد علیہ الرحمہ نے جملہ اقوال میں ایسے شخص کے واجب القتل ہونے کی تصریح ہے، اس لیے کہ اس نے عہد شکنی کا ارتکاب کیا۔ اس مسئلہ میں ان سے کوئی اختلاف منقول نہیں۔ (الصارم المسلول)

خلاصہ یہ ہے کہ رسول کریم ا کو گالی دینے والے، آپ ا کی توہین کرنے والے کے کفر اور اس کے مستحق قتل ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں۔ چاروں ائمہ (امام اعظم رضی اللہ عنہ علیہ الرحمہ، امام مالک علیہ الرحمہ، امام شافعی علیہ الرحمہ، امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ) سے یہی منقول ہے۔ (فتاویٰ شامی)

ائمہ اربعہ کی تصریحات کے بعد چاروں مذاہب کے جید اور محقق علمائے کرام نے اس خاص مسئلہ پر چار انمول کتب تصنیف فرما کر اتمامِ حجت کر دیا ہے اور ان میں گستاخ رسول کی سزا اپنے اپنے زاویہ نظر سے حداً قتل قرار دی گئی ہے۔

گستاخ رسول ﷺ کے قتل میں اسلاف کا عملی کردار

حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ "میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر تھا، آپ کسی شخص سے ناراض ہوئے، تو وہ شخص درشت کلامی پر اتر آیا۔ میں نے کہا: اے خلیفہء رسول ﷺ آپ مجھے اجازت دیں میں اس کی گردن اڑا دوں؟ میرے ان الفاظ سے ان کا سارا غصہ جاتا رہا، وہ وہاں سے اٹھ کر چلے گئے، اور مجھے بلا لیا اور فرمایا: "اگر میں تمہیں اجازت دیتا تو تم یہ کر گزرتے؟ میں نے کہا: کیوں نہیں؟ ضرور کرتا! آپ نے فرمایا: "اللہ کی قسم یہ حضرت محمد ﷺ کے علاوہ کسی اور کے لیے نہیں یعنی بدکلامی اور گستاخی کی سبب سے گردن اڑا دی جائے۔ (الصارم المسلول ۲۰۵۔ ابوداؤد ۲/۲۵۲)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔ "بنی خطمہ کی ایک عورت نبی کریم ﷺ کی ہجو کیا کرتی تھی؛ آپ ﷺ نے فرمایا: "مجھے کون اس سے نجات دلائے گا، اس کی قوم کا ایک آدمی کھڑا ہوا، اور اس نے کہا: اس کام کے لیے میں ہوں اے اللہ کے رسول ﷺ اور اس نے جا کر اس عورت کو قتل کر دیا۔' (مسند شہاب للقضاعی ۲/۴۶)

علامہ واقدی نے اس واقع کی تفصیل لکھی ہے کہ یہ عورت عصمہ بنت مروان، یزید بن الخطمی کی بیوی تھی، بدر سے واپسی پر آپ ﷺ نے حضرت عمیر بن عدی رضی اللہ عنہ کو اس عورت کو قتل کرنے کے لئے بھیجا۔ انہوں نے جا کر اس عورت کو دیکھا کہ وہ بچے کو دودھ پلا رہی تھی، انہوں نے بچے کو علیحدہ کر کے تلوار اس کے پیٹ سے پار کر دی۔ پھر فجر کے بعد انہوں نے رسول کریم ﷺ کو اس واقعہ کی اطلاع دی تو رسول اللہ ﷺ نے صحابہ سے مخاطب ہو کر فرمایا۔

"اگر تم ایسے شخص کو دیکھنا چاہو جس نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی غیبی مدد کی ہے تو عمیر رضی اللہ عنہ کو دیکھ لو۔"

اور جب حضرت عمیر رضی اللہ عنہ واپس آئے تو دیکھا کہ اس عورت کے بیٹے لوگوں کی ایک جماعت کے ساتھ اسے دفن کر رہے تھے۔ جب سامنے آتے دیکھا تو وہ لوگ حضرت عمیر رضی اللہ عنہ کی طرف آئے، اور کہا: اے عمیر! اسے تو نے قتل کیا ہے؟ عمیر ﷺ کہنے لگے: "ہاں، تم نے جو کرنا ہے کرلو، اور مجھے ڈھیل نہ دو؛ مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے! اگر تم سب وہ بات کہو جو وہ کہا کرتی تھی، تو میں تم سب پر اپنی تلوار سے وار کروں گا، یہاں تک کہ میں مارا جاؤں یا تمہیں قتل کر دوں۔" اس دن سے اسلام بنی خطمہ میں پھیل گیا قبل ازیں کچھ آدمی ڈر کے مارے اپنے اسلام کو پوشیدہ رکھتے تھے۔

(الصارم المسلول ۱۰۱)

امام واقدی لکھتے ہیں کہ: بنو عمرو بن عوف میں ابوعفک نامی ایک یہودی بوڑھا شخص تھا جس کی عمر ایک سو بیس سال سے زیادہ تھی؛ وہ مدینہ میں آ کر لوگوں کو رسول اللہ ﷺ کے خلاف عداوت پر بھڑکایا کرتا تھا۔ اس نے اسلام قبول نہیں کیا تھا؛ جب رسول اللہ ﷺ بدر تشریف لے گئے؛ اور اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو فتح اور کامرانی سے نوازا تو وہ حسد کرنے لگا، اور بغاوت پر اتر آیا، اس نے رسول اللہ اور صحابہ کرام کی ہجو میں ایک قصیدہ کہا۔ حضرت سالم بن عمیر رضی اللہ عنہ نے نذر مانی کہ میں اسے قتل کروں گا، یا اسے قتل کرتے ہوئے مارا جاؤں گا۔ سالم رضی اللہ عنہ غفلت کی تلاش میں تھے۔ موسم گرما کی ایک رات تھی، ابوعفک بنو عمرو کے صحن میں سو رہا تھا، حضرت سالم بن عمیر رضی اللہ عنہ آئے، اور تلوار ابوعفک کے جگر پر رکھ دی؛ دشمن چیخنے لگا؛ اس کے ہم خیال بھاگتے ہوئے اس کے پاس آئے۔ پہلے اس کے گھر میں لے گئے، اور پھر دفن کر دیا۔

ابن تیمیہ فرماتے ہیں۔ "اس واقعہ میں اس امر کی دلیل موجود ہے کہ معاہد یا ذمی اگر اعلانیہ نبی کریم ﷺ کو گالیاں دے تو اس سے معاہدہ ٹوٹ جاتا ہے، اور اسے دھوکے سے قتل کیا جا سکتا ہے۔ (الصارم المسلول ۹۴)

باب الصَّدَقَةِ لِمَنْ تَحَمَّلَ بِحَمَالَةٍ .

یہ باب ہے کہ جو شخص (کسی دوسرے کی) کوئی ادائیگی اپنے ذمے لے اُسے صدقہ دینا

2578 - اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيْبِ بْنِ عَرَبِيٍّ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ هَارُوْنَ بْنِ رِئَابٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ كِنَانَةُ بْنُ نُعَيْمٍ ح.

2578-اخرجه مسلم في الزكاة، باب من تحل له المسالة (الحديث 109) مطولًا . و اخرجه ابو داؤد في الزكاة، باب ما تجوز فيه المسالة (الحديث 1640) مطولًا . و اخرجه النسائي في الزكاة، الصدقة لمن تحمل بحمالة (الحديث 2579) مطولًا، و فضل من لا يسال الناس شيئا (الحديث 2590) . تحفة الاشراف (11068) .

وَاَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ - وَاللَّفْظُ لَهُ - قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ هَارُوْنَ عَنْ كِنَانَةَ بْنِ نُعَيْمٍ عَنْ قَبِيْصَةَ بْنِ مُخَارِقٍ قَالَ تَحَمَّلْتُ حَمَالَةً فَاَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلْتُهُ فِيْهَا فَقَالَ "اِنَّ الْمَسْاَلَةَ لَا تَحِلُّ اِلَّا لِثَلَاثَةٍ رَجُلٍ تَحَمَّلَ بِحَمَالَةٍ بَيْنَ قَوْمٍ فَسَاَلَ فِيْهَا حَتّٰى يُؤَدِّيَهَا ثُمَّ يُمْسِكَ" .

✰✰ حضرت قبیصہ بن مخارق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے ایک ادائیگی اپنے ذمے لے لی' پھر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا' میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں کچھ مانگا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مانگنا صرف تین لوگوں کے لیے جائز ہے' ایک وہ شخص جو کوئی ادائیگی اپنے ذمے لے' وہ اس ادائیگی کے لیے مانگ سکتا ہے یہاں تک کہ وہ ادائیگی کر دے تو پھر مانگنے سے رُک جائے۔

2579 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ النَّضْرِ بْنِ مُسَاوِرٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ هَارُوْنَ بْنِ رِئَابٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ كِنَانَةُ بْنُ نُعَيْمٍ عَنْ قَبِيْصَةَ بْنِ مُخَارِقٍ قَالَ تَحَمَّلْتُ حَمَالَةً فَاَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَسْاَلُهُ فِيْهَا فَقَالَ "اَقِمْ يَا قَبِيْصَةُ حَتّٰى تَاْتِيَنَا الصَّدَقَةُ فَنَاْمُرَ لَكَ" . قَالَ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "يَا قَبِيْصَةُ اِنَّ الصَّدَقَةَ لَا تَحِلُّ اِلَّا لِاَحَدِ ثَلَاثَةٍ رَجُلٍ تَحَمَّلَ حَمَالَةً فَحَلَّتْ لَهُ الْمَسْاَلَةُ حَتّٰى يُصِيْبَ قِوَامًا مِّنْ عَيْشٍ اَوْ سِدَادًا مِّنْ عَيْشٍ وَّرَجُلٍ اَصَابَتْهُ جَائِحَةٌ فَاجْتَاحَتْ مَالَهُ فَحَلَّتْ لَهُ الْمَسْاَلَةُ حَتّٰى يُصِيْبَهَا ثُمَّ يُمْسِكَ وَرَجُلٍ اَصَابَتْهُ فَاقَةٌ حَتّٰى يَشْهَدَ ثَلَاثَةٌ مِّنْ ذَوِي الْحِجَا مِنْ قَوْمِهٖ قَدْ اَصَابَتْ فُلَانًا فَاقَةٌ فَحَلَّتْ لَهُ الْمَسْاَلَةُ حَتّٰى يُصِيْبَ قِوَامًا مِّنْ عَيْشٍ اَوْ سِدَادًا مِّنْ عَيْشٍ فَمَا سِوٰى هٰذَا مِنَ الْمَسْاَلَةِ يَا قَبِيْصَةُ سُحْتٌ يَّاْكُلُهَا صَاحِبُهَا سُحْتًا" .

✰✰ حضرت قبیصہ بن مخارق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے ایک ادائیگی اپنے ذمے لے لی' میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے اس بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مدد کرنے کی درخواست کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے قبیصہ! تم یہیں ٹھہرے رہو' یہاں تک کہ ہمارے پاس صدقہ آئے گا تو ہم تمہارے لیے حکم دے دیں گے۔

راوی بیان کرتے ہیں: پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے قبیصہ! صدقہ لینا صرف تین طرح کے لوگوں کے لیے جائز ہے' ایک وہ شخص جو کوئی ادائیگی اپنے ذمے لے' اُس کے لیے مانگنا جائز ہو جاتا ہے یہاں تک کہ وہ اپنی ضروریات پوری کر لے۔ (یہاں روایت کے الفاظ میں راوی کو شک ہے)۔

(دوسرا وہ شخص ہے) جس کے پھلوں وغیرہ کو کوئی آفت لاحق ہو جائے' جس کے نتیجے میں اُس کا مال ضائع ہو جائے' اُس کے لیے مانگنا جائز ہو جاتا ہے یہاں تک کہ جب اُس کی ضرورت پوری ہو جائے تو وہ مانگنے سے رُک جائے۔

(تیسرا وہ شخص ہے) جس کو فاقہ لاحق ہو جائے اور اُس کی قوم کے تین سمجھدار لوگ یہ گواہی دے دیں کہ فلاں شخص کو فاقہ لاحق ہو گیا ہے' تو ایسے شخص کے لیے مانگنا جائز ہے' یہاں تک کہ اُسے اپنی ضروریات پوری کرنے کے لیے سامان مل جائے۔ (یہاں ایک لفظ کے بارے میں راوی کو شک ہے)

2579-تقدم (الحديث 2578) .

(پھر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:) اے قبیصہ! ان کے علاوہ مانگنا حرام ہے جو شخص (اس طرح سے مانگ کر کچھ کھاتا ہے) وہ حرام کھاتا ہے۔

شرح

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بارے میں منقول ہے کہ انہوں نے لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ لوگو! جان لو کہ طمع محتاجگی ہے اور آدمیوں سے ناامید ہونا تونگری و بے پروائی ہے، انسان جب کسی چیز سے مایوس ہو جاتا ہے تو اس سے بے پرواہ ہو جاتا ہے۔ (رزین، مشکوٰۃ المصابیح، جلد دوم، رقم الحدیث، 354)

طمع محتاجگی ہے کا مطلب یہ ہے کہ طمع محتاجگی کی ایک صورت ہے یا یہ مطلب ہے کہ طمع محتاجگی کا ذریعہ ہے یعنی طمع کی وجہ سے انسان محتاج بنتا ہے بایں طور کہ اپنی طمع پوری کرنے کے لئے دوسرے لوگوں کے آگے ہاتھ پھیلاتا ہے۔ ناامید ہونا تونگری و بے پروائی ہے۔ کا مطلب یہ ہے کہ انسان سے ناامیدی مستغنی اور بے پرواہ بنا دیتی ہے۔

حضرت ابوالحسن شاذلی رحمہ اللہ کے بارے میں منقول ہے کہ ان سے کسی نے علم کیمیا جو صرف دو لفظوں میں منحصر ہو طلب کیا تو انہوں نے اس سے فرمایا کہ مخلوق اللہ سے صرف نظر کرو یعنی کسی انسان سے امیدیں قائم نہ کرو اور اللہ سے اس چیز کے بارے میں اپنی طمع منقطع کر لو جو تمہاری قسمت میں لکھی ہوئی چیزوں کے علاوہ ہے یعنی اللہ نے جو چیزیں تمہارے مقدر میں لکھ دی ہیں اس کے علاوہ دوسری چیزوں کی امید نہ رکھو۔ طمع کے معنی ہیں اس چیز پر نظر رکھنا یعنی اسے حاصل کرنے کی خواہش کرنا کہ جس کے حاصل ہونے میں شک ہو یعنی کسی چیز کے بارے میں یہ خیال ہو کہ اس کا مالک دے گا یا نہیں ہاں اگر کسی ایسی چیز کی کسی ایسے شخص سے حصول کی خواہش ہو جس پر اس کا ہو اس شخص سے کمال تعلق اور محبت و مروت کی بنا پر یقین ہو کہ وہ چیز مل جائے گی تو اسے طمع نہیں کہیں گے۔

باب الصَّدَقَةِ عَلَى الْيَتِيمِ .

یہ باب یتیم کو صدقہ دینے کے بیان میں ہے

2580 - اَخْبَرَنِیْ زِيَادُ بْنُ اَيُّوْبَ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ ابْنُ عُلَيَّةَ قَالَ اَخْبَرَنِیْ هِشَامٌ قَالَ حَدَّثَنِیْ يَحْيَى بْنُ اَبِیْ كَثِيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ هِلَالٌ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِیِّ قَالَ جَلَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَجَلَسْنَا حَوْلَهُ فَقَالَ "اِنَّمَا اَخَافُ عَلَيْكُمْ مِنْ بَعْدِیْ مَا يُفْتَحُ لَكُمْ مِنْ زَهْرَةٍ" . وَذَكَرَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا فَقَالَ رَجُلٌ اَوَيَاْتِی الْخَيْرُ بِالشَّرِّ فَسَكَتَ عَنْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقِيْلَ لَهُ مَا شَاْنُكَ تُكَلِّمُ

2580-اخرجه البخاري في الزكاة، باب الصدقة على اليتامى (الحديث 1465)، و في الجهاد، باب فضل النفقة في سبيل الله (الحديث 2842) . و اخرجه مسلم في الزكاة، باب تخوف ما يخرج من زهرة الدنيا (الحديث 122 و 123) . و الحديث عند : البخاري في الجمعة، باب يستقبل الامام القوم و استقبال الناس الامام اذا خطب (الحديث 921)، و في الرقاق، باب ما يحذر من زهرة الدنيا و التنافس فيها (الحديث 6427) . و مسلم في الزكاة، باب تخوف ما يخرج من زهرة الدنيا (الحديث 122) . تحفة الإشراف (4166) .

رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا يُكَلِّمُكَ . قَالَ وَرَاَيْنَا اَنَّهُ يُنْزَلُ عَلَيْهِ فَاَفَاقَ يَمْسَحُ الرُّحَضَاءَ وَقَالَ "اَشَاهِدُ السَّائِلَ اِنَّهُ لَا يَاْتِي الْخَيْرُ بِالشَّرِّ وَاِنَّ مِمَّا يُنْبِتُ الرَّبِيْعُ يَقْتُلُ اَوْ يُلِمُّ اِلَّا اٰكِلَةَ الْخَضِرِ فَاِنَّهَا اَكَلَتْ حَتّٰى اِذَا امْتَدَّتْ خَاصِرَتَاهَا اسْتَقْبَلَتْ عَيْنَ الشَّمْسِ فَثَلَطَتْ ثُمَّ بَالَتْ ثُمَّ رَتَعَتْ وَاِنَّ هٰذَا الْمَالَ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ وَنِعْمَ صَاحِبُ الْمُسْلِمِ هُوَ اِنْ اَعْطٰى مِنْهُ الْيَتِيْمَ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَاِنَّ الَّذِيْ يَاْخُذُهُ بِغَيْرِ حَقِّهِ كَالَّذِيْ يَاْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ وَيَكُوْنُ عَلَيْهِ شَهِيْدًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ" .

☆☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما ہوئے' ہم لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آس پاس بیٹھ گئے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمہارے بارے میں مجھے اندیشہ ہے کہ میرے بعد تمہارے لیے دنیا کی آرائش وزیبائش کو کھول دیا جائے گا' پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا اور اُس کی آرائش وزیبائش کا تذکرہ کیا تو ایک صاحب نے عرض کی: کیا یہ بھلائی کسی بُرائی کو لے کر آئی ہے؟ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے' اُن صاحب سے کہا گیا: کیا وجہ ہے کہ تم نے اللہ کے رسول کی خدمت میں گزارش کی ہے لیکن اللہ کے رسول نے تمہیں جواب نہیں دیا۔ راوی کہتے ہیں: ہم نے غور کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہو رہی تھی' جب (وحی کے نزول کی کیفیت ختم ہوئی) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا پسینہ صاف کیا اور دریافت کیا: کیا سوال کرنے والا شخص اب بھی موجود ہے؟ (پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے بتایا:) کوئی بھی اچھائی کسی بُرائی کو نہیں لاتی ہے' موسم بہار میں جو چیزیں اُگتی ہیں اُن میں سے کچھ مار دیتی ہیں اور کچھ نقصان پہنچاتی ہیں' البتہ سبز چارے کو کھانے والے کا حکم مختلف ہے' وہ اُسے کھاتا ہے یہاں تک کہ موٹا تازہ ہو جاتا ہے' پھر وہ دھوپ میں آتا ہے' پھر گوبر کرتا ہے' پیشاب کرتا ہے' پھر چرتا ہے (تو بہار کا یہ چارہ اُس کی صحت پر مثبت طریقے سے اثر انداز ہوتا ہے)۔

یہ مال سرسبز اور میٹھا ہے' مسلمان کا وہ مال کتنا بہتر ہے' اگر وہ اُس مال میں سے یتیم کو غریب شخص کو اور مسافر کو بھی کچھ دیتا ہے اور جو شخص ناحق طور پر مال لیتا ہے' اُس کی مثال اُس شخص کی طرح ہے جو کھانے کے باوجود سیر نہیں ہوتا۔ ہے اور وہ مال قیامت کے دن اُس شخص کے خلاف گواہ ہوگا۔

یتیم کی پرورش کرنے کا بیان

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اور یتیم کی پرورش کرنے والا کہ وہ یتیم خواہ اس کا ہو یا کسی اور کا جنت میں اس طرح ہوں گے یہ کہہ کر آپ نے انگشت شہادت اور درمیانی انگلی کے ذریعہ اشارہ کیا اور دونوں کے درمیان تھوڑی سی کشادگی رکھی۔ (بخاری، مشکوۃ المصابیح، جلد چہارم: رقم الحدیث، 883)

وہ یتیم خواہ اس کا ہو یا کسی اور کا" کے ذریعہ اس بات کو واضح کیا گیا ہے کہ مطلق یتیم کی کفالت و پرورش کرنے کی فضیلت ہے وہ یتیم خواہ اس کا اپنا قربتی ہو جیسے پوتا اور بھتیجا وغیرہ یا کوئی غیر قرابتی ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگشت شہادت اور درمیانی انگلی کے ذریعہ اشارہ کر کے واضح کیا کہ جنت میں میرے اور یتیم کی پرورش کرنے والے کے درمیان اتنا قریبی علاقہ ہوگا کہ جتنا کہ ان دونوں انگلیوں کے درمیان ہے نیز آپ نے ان دونوں انگلیوں کے ذریعہ اس طرح بھی اشارہ کیا کہ مرتبہ

نبوت جو سب سے اعلیٰ درجہ ہے اس کے اور سخاوت ومروت کے مرتبہ کے درمیان زیادہ فاصلہ نہیں ہے۔

یتیموں کی مالی معاونت کا بیان

وَاٰتُوا الْيَتٰمٰٓى اَمْوَالَهُمْ وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيْثَ بِالطَّيِّبِ وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَهُمْ اِلٰٓى اَمْوَالِكُمْ اِنَّهٗ كَانَ حُوْبًا كَبِيْرًا ۔(النساء،۲)

اور یتیموں کا مال ان کو دے دو اور حلال چیز کے بدلے ناپاک اور حرام چیز نہ لو اور اپنے مالوں کے ساتھ ان کے مال ملا کر کھا نہ جاؤ، بیشک یہ بہت بڑا گناہ ہے۔

اللہ تعالیٰ یتیموں کے والیوں کو حکم دیتا ہے کہ جب یتیم بلوغت اور سمجھداری کو پہنچ جائیں تو ان کے جو مال تمہارے پاس ہو انہیں سونپ دو، پورے پورے بغیر کمی اور خیانت کے ان کے حوالے کرو، اپنے مالوں کے ساتھ ملا کر گڈ مڈ کر کے کھا جانے کی نیت نہ رکھو، حلال رزق جب اللہ رحیم تمہیں دے رہا ہے پھر حرام کی طرف کیوں منہ اٹھاؤ؟ تقدیر کی روزی مل کر ہی رہے گی اپنے حلال مال چھوڑ کر لوگوں کے مالوں کو جو تم پر حرام ہیں نہ لو، دبلا پتلا جانور دے کر موٹا تازہ نہ لو، بوئی دے کر بکرے کی فکر نہ کرو، ردی دے کر اچھے کی اور کھوٹا دے کر کھرے کی نیت نہ رکھو، پہلے لوگ ایسا کر لیا کرتے تھے کہ یتیموں کی بکریوں کے ریوڑ میں سے عمدہ بکری لے لی اور اپنی دبلی پتلی بکری دے کر گنتی پوری کر دی، کھوٹا درہم اس کے مال میں ڈال کر کھرا نکال لیا اور پھر سمجھ لیا کہ ہم نے تو بکری کے بدلے بکری اور درہم کے بدلے درہم لیا ہے۔ ان کے مالوں میں اپنا مال خلط ملط کر کے پھر یہ حیلہ کر کے اب امتیاز کیا ہے؟ ان کے مال تلف نہ کرو، یہ بڑا گناہ ہے۔

باب الصَّدَقَةِ عَلَى الْاَقَارِبِ ۔

یہ باب قریبی رشتہ داروں کو صدقہ دینے میں ہے

2581 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ حَفْصَةَ عَنْ اُمِّ الرَّائِحِ عَنْ سَلْمَانَ بْنِ عَامِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اِنَّ الصَّدَقَةَ عَلَى الْمِسْكِيْنِ صَدَقَةٌ وَّعَلٰى ذِى الرَّحِمِ اثْنَتَانِ صَدَقَةٌ وَّصِلَةٌ" ۔

☆☆ حضرت سلمان بن عامر رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

غریب شخص کو صدقہ دینا صرف صدقہ دینا ہے اور رشتہ دار کو صدقہ دینے میں دو پہلو ہیں: صدقہ دینا اور رشتے داری کے حقوق کا خیال رکھنا۔

2581-اخرجه الترمذي في الزكاة، باب ما جاء في الصدقة على ذي القرابة (الحديث 658) مطولًا و اخرجه ابن ماجه في الزكاة، باب فضل الصدقة (الحديث 1844) . و الحديث عند: ابي داؤد في الصوم، باب ما يفطر عليه (الحديث 2355) . و الترمذي في الصوم، باب ما جاء يستحب عليه الافطار (الحديث 695) . و ابن ماجه في الصيام، باب ما جاء في على ما يستحب الفطر (الحديث 1699) . تحفة الاشراف (4486) .

2582 – اَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ اَبِي وَائِلٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ زَيْنَبَ امْرَاَةِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلنِّسَآءِ "تَصَدَّقْنَ وَلَوْ مِنْ حُلِيِّكُنَّ" . قَالَتْ وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ خَفِيفَ ذَاتِ الْيَدِ فَقَالَتْ لَهُ اَيَسَعُنِي اَنْ اَضَعَ صَدَقَتِي فِيكَ وَفِي بَنِي اَخٍ لِي يَتَامٰى فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ سَلِي عَنْ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . قَالَتْ فَاَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِذَا عَلٰى بَابِهِ امْرَاَةٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ يُقَالُ لَهَا زَيْنَبُ تَسْاَلُ عَمَّا اَسْاَلُ عَنْهُ فَخَرَجَ اِلَيْنَا بِلَالٌ فَقُلْنَا لَهُ انْطَلِقْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلْهُ عَنْ ذٰلِكَ وَلَا تُخْبِرْهُ مَنْ نَحْنُ . فَانْطَلَقَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "مَنْ هُمَا" . قَالَ زَيْنَبُ . قَالَ "اَيُّ الزَّيَانِبِ" . قَالَ زَيْنَبُ امْرَاَةُ عَبْدِ اللّٰهِ وَزَيْنَبُ الْاَنْصَارِيَّةُ قَالَ "نَعَمْ لَهُمَا اَجْرَانِ اَجْرُ الْقَرَابَةِ وَاَجْرُ الصَّدَقَةِ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی اہلیہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خواتین سے فرمایا: تم صدقہ کیا کرو اگرچہ اپنا زیور ہی صدقہ کرو۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ تنگ دست شخص تھے اُنہوں نے حضرت عبداللہ سے دریافت کیا: کیا میرے لیے اس بات کی گنجائش ہے کہ میں اپنا صدقہ آپ کو دے دیا کروں اور اپنے یتیم بچوں پر خرچ کر دوں؟ تو حضرت عبداللہ نے فرمایا: تم اس بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کرو وہ خاتون بیان کرتی ہیں کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر ایک انصاری خاتون بھی موجود تھی' جس کا نام زینب تھا' اُس نے بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے وہی سوال کرنا تھا جو میں نے کرنا تھا' حضرت بلال رضی اللہ عنہ ہمارے پاس تشریف لائے' ہم نے اُن سے گزارش کی کہ آپ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جائیں اور آپ سے اس بارے میں دریافت کریں' لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ نہ بتائیں کہ ہم کون ہیں؟ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: وہ دونوں عورتیں کون ہیں؟ اُنہوں نے جواب دیا: زینب' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: کون سی زینب؟ تو اُنہوں نے بتایا: حضرت عبداللہ کی اہلیہ زینب اور ایک انصاری زینب' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جی ہاں! اُن دونوں کو اجر ملے گا' ایک رشتے داری کے حقوق کا خیال رکھنے کا اجر اور ایک صدقہ کرنے کا اجر۔

شرح

قد القیت علیہ المہابۃ، کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کو ہیبت وعظمت کا ایسا پیکر بنایا تھا کہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مرعوب ہوتے، ڈرتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بے انتہا تعظیم کرتے تھے اس وجہ سے کسی کو بھی جرات نہیں ہوتی تھی کہ وہ اچانک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچ جائے اور ظاہر ہے کہ آپ صلی اللہ

2582-اخرجه البخاري في الزكاة، باب الزكاة على الزوج و الايتام، في الحجر (الحديث 1466) . واخرجه مسلم في الزكاة، باب فضل النفقة و الصدقة على الاقربين و الزوج و الاولاد و الوالدين و لو كانوا مشركين (الحديث 45 و 46) . و اخرجه ابن ماجه في الزكاة، باب الصدقة على ذي القرابة (الحديث 1834) مختصراً . و الحديث عند: الترمذي في الزكاة، باب ما جاء في الزكاة الحلي (الحديث 635 و 636) . تحفة الاشراف (15887) .

علیہ وسلم کی یہ عظمت و ہیبت (نعوذ باللہ) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی بدخلقی اور خشونت کی وجہ سے نہیں تھی۔ بلکہ یہ تو اللہ داد تھی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس عظمت و ہیبت کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و تعظیم کا سبب بنایا تھا۔ جب حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو منع کر دیا تھا کہ وہ ان کے نام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ بتائیں تو انہیں ان کی اس خواہش کا احترام کرنا چاہیے تھا مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چونکہ ان سے ان عورتوں کا نام پوچھا اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی بناء پر ان کے لئے یہ ہی ضروری ہوگیا تھا کہ وہ ان کا نام بتا دیں چنانچہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل کی۔ یہ حدیث کی وضاحت تھی اب اصل مسئلہ کی طرف آئیے۔ مسئلہ یہ ہے کہ آیا کوئی عورت اپنے خاوند یا کوئی مرد اپنی بیوی کو اپنی زکوۃ کا مال دے سکتا ہے یا نہیں۔ لہذا اس بارے میں تو بالاتفاق تمام علماء کا یہ مسلک ہے کہ کوئی مرد اپنی بیوی کو اپنی زکوۃ کا مال نہ دے مگر اس کے برعکس صورت میں امام ابوحنیفہ تو یہ فرماتے ہیں کہ کوئی عورت اپنے خاوند کو اپنی زکوۃ کا مال نہ دے کیونکہ مرد کے منافع اور مال میں عادۃ اکثر دونوں ہی شریک ہوتے ہیں اس طرح کوئی عورت اپنے خاوند کو زکوۃ کا مال دے گی تو اس مال سے خود بھی فائدہ حاصل کرے گی جو جائز نہیں ہوگا۔ صاحبین یعنی حضرت امام ابویوسف اور حضرت امام محمد رحمہما اللہ فرماتے ہیں کہ جس طرح مرد کا اپنی بیوی کو زکوۃ کا مال دینا جائز ہے اسی طرح بیوی بھی اپنی زکوۃ کا مال اپنے خاوند کو دے سکتی ہے ائمہ کے اس اختلاف کی بنا پر کہا جائے گا کہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک اس مذکور صدقہ سے صدقہ نفل مراد ہوگا اور صاحبین کے نزدیک اس سے صدقہ نفل بھی مراد ہوسکتا ہے اور صدقہ فرض یعنی زکوۃ کو بھی مراد لیا جاسکتا ہے۔

اولاد پر خرچ کرنے کی فضیلت کا بیان

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک دن میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ابوسلمہ کے بیٹوں پر خرچ کرنے میں میرے لئے ثواب ہے کہ نہیں درآنحالیکہ وہ میرے ہی بیٹے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ان پر خرچ کرو جو چیز تم ان پر خرچ کروگی اس کا تمہیں ثواب ملے گا۔ (بخاری ومسلم، مشکوۃ المصابیح، جلد دوم، رقم الحدیث، 432)

حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ ایک صحابی تھے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا پہلے ان کے عقد میں تھیں، ابوسلمہ سے ان کے کئی بچے ہوئے عمر زینب اور درہ، جب ابوسلمہ کا انتقال ہوگیا، تو ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجیت میں آنے کا شرف حاصل ہوا۔ ابوسلمہ سے ان کے جو بچے تھے وہ ان کے اخراجات میں انہیں کچھ دیا کرتی تھیں۔ چنانچہ اسی کو انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ ان کو میں جو کچھ دیتی ہوں آیا اس کا ثواب بھی مجھے ملتا ہے یا نہیں؟ لہذا اس صورت میں بیٹوں سے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے حقیقی بیٹے مراد ہوں گے جو ابوسلمہ رضی اللہ عنہا سے تھے یا یہ بھی احتمال ہے کہ ابوسلمہ رضی اللہ عنہا کی دوسری بیوی کے کچھ بچے ہوں گے ام سلمہ نے ان پر مال خرچ کرنے کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اس صورت میں بیٹوں سے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے سوتیلے بیٹے مراد ہوں گے۔

بابُ الْمَسْاَلَةِ .

یہ باب مانگنے کے بیان میں ہے

2583 - اَخْبَرَنَا اَبُوْ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِىْ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ اَبَا عُبَيْدٍ مَوْلَى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَزْهَرَ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَاَنْ يَّحْتَزِمَ اَحَدُكُمْ حُزْمَةَ حَطَبٍ عَلٰى ظَهْرِهٖ فَيَبِيْعَهَا خَيْرٌ مِّنْ اَنْ يَّسْاَلَ رَجُلًا فَيُعْطِيَهٗ اَوْ يَمْنَعَهٗ" .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:
کوئی شخص اپنی پشت پر لکڑیوں کا گٹھا لادکر پھر اُسے فروخت کرے تو اُس کے لیے یہ اُس سے زیادہ بہتر ہے کہ وہ کسی شخص سے مانگے اور وہ دوسرا شخص اُسے کچھ دے یا نہ دے۔

2584 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ عَنْ شُعَيْبٍ عَنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِىْ جَعْفَرٍ قَالَ سَمِعْتُ حَمْزَةَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَسْاَلُ حَتّٰى يَاْتِىَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَيْسَ فِىْ وَجْهِهٖ مُزْعَةٌ مِّنْ لَحْمٍ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:
آدمی مانگتا رہتا ہے یہاں تک کہ جب وہ قیامت کے دن آئے گا تو اُس کے چہرے پر معمولی سا گوشت بھی نہیں ہوگا۔

شرح

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص لوگوں سے ایسی چیز کی موجودگی میں سوال کرے جو اسے مستغنی بنا دینے والی ہو تو وہ قیامت کے دن اس حال میں پیش ہوگا کہ اس کے منہ پر اس کا سوال بصورت خموش یا کدوش یا کدوح ہوگا۔ عرض کیا گیا کہ یارسول اللہ! مستغنی بنانے والی کیا چیز ہوتی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پچاس درہم یا اس قیمت کا سونا۔ (ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، دارمی، مشکوۃ المصابیح، جلددوم، رقم الحدیث، 345)

خموش جمع ہے خمش کی، خدوش جمع ہے خدش کی اور کدوح جمع ہے کدح کی۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ یہ تمام الفاظ قریب المعنی ہیں بایں طور کہ ان سب کے معنی کا حاصل زخم ہے گویا حدیث میں لفظ او راوی کا شک ظاہر کرتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تینوں میں سے کوئی ایک لفظ ارشاد فرمایا ہے۔ لیکن دوسرے بعض علماء فرماتے ہیں کہ یہ تینوں الفاظ متبائن ہیں یعنی ان تینوں کے الگ الگ معنی ہیں خموش کے معنی ہیں لکڑی کے ذریعے کھال چھیلنا، خمش کے معنی ہیں ناخن کے ذریعے کھال چھیلنا اور

2583-اخرجه البخاري في البيوع، باب كسب الرجلل و عمله بيده (الحديث 2074)، و في المساقاة، باب بيع الحطب و الكلا (الحديث 2374). و اخرجه مسلم في الزكاة، باب كراهة المسالة للناس (الحديث 107) . تحفة الاشراف (12930) .

2584-اخرجه البخاري في الزكاة، باب من سال الناس تكثرًا (الحديث 1474) . و اخرجه مسلم في الزكاة، باب كراهة المسالة للناس (الحديث 103 و 104) . تحفة الاشراف (6702) .

کدح کے معنی ہیں دانتوں کے ذریعے کھال اتارنا، گویا اس طرح قیامت کے روز سائلین کے تفاوت احوال کی طرف اشارہ ہے کہ جو شخص کم سوال کرے گا اس کے منہ پر ہلکا زخم ہوگا، جو شخص بہت زیادہ سوال کرے گا اس کے منہ پر بہت گہرا زخم ہوگا جو شخص سوال کرنے میں درمیانہ درجہ اختیار کرے گا اس کے منہ پر زخم بھی درمیانی درجے کا ہوگا۔

2585 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ اَبِیْ صَفْوَانَ الثَّقَفِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا اُمَیَّةُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ بِسْطَامِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ خَلِیْفَةَ عَنْ عَائِذِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَجُلًا اَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلَهُ فَاَعْطَاهُ فَلَمَّا وَضَعَ رِجْلَهُ عَلٰی اُسْکُفَّةِ الْبَابِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ "لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا فِی الْمَسْاَلَةِ مَا مَشٰی اَحَدٌ اِلٰی اَحَدٍ یَسْاَلُهُ شَیْئًا" .

☆☆ حضرت عائذ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے کچھ مانگا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ چیز اُسے عطا کر دی' جب اُس شخص نے دروازے کی چوکھٹ پر اپنا پاؤں رکھا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اگر تمہیں یہ پتہ چل جائے کہ دوسرے سے مانگنے میں کتنی خرابی ہے' تو کوئی بھی شخص کسی دوسرے سے کچھ مانگنے کے لیے اُس کے پاس چل کر نہ جائے۔

باب سُؤَالِ الصَّالِحِیْنَ .

یہ باب نیک لوگوں سے مانگنے کے بیان میں ہے

2586 - اَخْبَرَنَا قُتَیْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّیْثُ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِیْعَةَ عَنْ بَکْرِ بْنِ سَوَادَةَ عَنْ مُسْلِمِ بْنِ مَخْشِیٍّ عَنِ ابْنِ الْفِرَاسِیِّ اَنَّ الْفِرَاسِیَّ قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَسْاَلُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ "لَا وَاِنْ کُنْتَ سَائِلًا لَا بُدَّ فَاسْاَلِ الصَّالِحِیْنَ" .

☆☆ حضرت فراسی رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے بیان کرتے ہیں: حضرت فراسی رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے گزارش کی: یارسول اللہ! میں کچھ مانگ لوں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں! اگر تم نے ضرور کچھ مانگنا ہو' تو نیک لوگوں سے مانگنا۔

باب الْاِسْتِعْفَافِ عَنِ الْمَسْاَلَةِ .

یہ باب مانگنے سے بچنے کے بیان میں ہے

2587 - اَخْبَرَنَا قُتَیْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ یَزِیْدَ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ الْخُدْرِیِّ اَنَّ نَاسًا مِنَ الْاَنْصَارِ سَاَلُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَعْطَاهُمْ ثُمَّ سَاَلُوْهُ فَاَعْطَاهُمْ حَتّٰی اِذَا نَفِدَ مَا عِنْدَهُ قَالَ "مَا

2585-انفرد به النسائی . تحفة الاشراف (5060) .

2586-اخرجه ابو داؤد فی الزکاة، باب فی الاستعفاف (الحدیث 1646) . تحفة الاشراف (15524) .

يَكُونُ عِنْدِي مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ اَدَّخِرَهُ عَنْكُمْ وَمَنْ يَسْتَعْفِفْ يُعِفَّهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ وَمَنْ يَصْبِرْ يُصَبِّرْهُ اللّٰهُ وَمَا اُعْطِيَ اَحَدٌ عَطَاءً هُوَ خَيْرٌ وَّاَوْسَعُ مِنَ الصَّبْرِ" .

★★ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:
کچھ انصاریوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ مانگا' آپ نے اُنہیں عطا کر دیا' اُنہوں نے پھر مانگا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر عطا کر دیا' یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جو کچھ بھی موجود تھا وہ ختم ہو گیا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرے پاس جو بھی بھلائی کی چیز موجود ہو گی میں تم لوگوں سے چھپا کر اُسے ذخیرہ کر کے نہیں رکھوں گا' جو شخص مانگنے سے بچنے کی کوشش کرے گا' اللہ تعالیٰ اُسے مانگنے سے محفوظ رکھے گا۔ جو شخص صبر سے کام لے گا' اللہ تعالیٰ اُسے صبر عطا کرے گا اور کسی بھی شخص کو ایسی کوئی بھی چیز نہیں دی گئی جو صبر سے زیادہ بہتر اور اُس سے زیادہ وسیع ہو۔

2588 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ شُعَيْبٍ قَالَ اَنْبَاَنَا مَعْنٌ قَالَ اَنْبَاَنَا مَالِكٌ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهٖ لَاَنْ يَّاْخُذَ اَحَدُكُمْ حَبْلَهٗ فَيَحْتَطِبَ عَلٰى ظَهْرِهٖ خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ اَنْ يَّاْتِيَ رَجُلًا اَعْطَاهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ فَضْلِهٖ فَيَسْاَلَهٗ اَعْطَاهُ اَوْ مَنَعَهٗ" .

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:
اُس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے! کوئی شخص اپنی رسّی لے کر لکڑیوں کا گٹھا اپنی کمر پر لاد کر (اُسے جا کر فروخت کر دے) یہ اس سے زیادہ بہتر ہے کہ وہ کسی ایسے شخص کے پاس جائے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے (مال وغیرہ) عطا کیا ہوا اور وہ اُس شخص سے کچھ مانگے تو وہ دوسرا شخص اُسے کچھ دے یا اُسے نہ دے۔

باب فَضْلِ مَنْ لَا يَسْاَلُ النَّاسَ شَيْئًا .

یہ باب ہے کہ اُس شخص کی فضیلت جو لوگوں سے کچھ مانگتا نہیں

2589 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِي ذِئْبٍ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ قَيْسٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ يَّضْمَنْ لِي وَاحِدَةً وَّلَهُ الْجَنَّةُ" . قَالَ يَحْيٰى هَا هُنَا كَلِمَةٌ مَّعْنَاهَا اَنْ لَّا يَسْاَلَ النَّاسَ شَيْئًا .

★★ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:
جو شخص مجھے ایک بات کی ضمانت دے' اُسے جنت نصیب ہو گی۔

2587-اخرجه البخاري في الزكاة، باب الاستعفاف عن المسالة (الحديث 1469)، و في الرقاق، باب الصبر عن محارم الله (الحديث 6470) . و اخرجه مسلم في الزكاة، باب فضل التعفف و الصبر (الحديث 124) . و اخرجه ابو داؤد في الزكاة، باب في الاستعفاف (الحديث 1644) . واخرجه الترمذي في البر و الصلة، باب ما جاء في الصبر (الحديث 2024) . تحفة الاشراف (4152) .
2588-اخرجه البخاري في الزكاة، باب الاستعفاف عن المسالة (الحديث 1470) . تحفة الاشراف (13830) .
2589-اخرجه ابن ماجه في الزكاة، باب كراهية المسالة (الحديث 1837) بنحوه، تحفة الاشراف (2098) .

یحییٰ نامی راوی نے یہ بات بیان کی ہے: یہاں ایک کلمہ جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ شخص لوگوں سے کچھ مانگے گا نہیں۔

2590 - اَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى - وَهُوَ ابْنُ حَمْزَةَ - قَالَ حَدَّثَنِي الْاَوْزَاعِيُّ عَنْ هَارُوْنَ بْنِ رِئَابٍ اَنَّهُ حَدَّثَهُ عَنْ اَبِي بَكْرٍ عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ مُخَارِقٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "لَا تَصْلُحُ الْمَسْاَلَةُ اِلَّا لِثَلَاثَةٍ رَجُلٍ اَصَابَتْ مَالَهُ جَائِحَةٌ فَيَسْاَلُ حَتّٰى يُصِيبَ سِدَادًا مِّنْ عَيْشٍ ثُمَّ يُمْسِكَ وَرَجُلٍ تَحَمَّلَ حَمَالَةً فَيَسْاَلُ حَتّٰى يُؤَدِّيَ اِلَيْهِمْ حَمَالَتَهُمْ ثُمَّ يُمْسِكَ عَنِ الْمَسْاَلَةِ وَرَجُلٍ يَحْلِفُ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ مِّنْ قَوْمِهِ مِنْ ذَوِي الْحِجَا بِاللّٰهِ لَقَدْ حَلَّتِ الْمَسْاَلَةُ لِفُلَانٍ فَيَسْاَلُ حَتّٰى يُصِيبَ قِوَامًا مِّنْ مَّعِيشَةٍ ثُمَّ يُمْسِكَ عَنِ الْمَسْاَلَةِ فَمَا سِوٰى ذٰلِكَ سُحْتٌ".

☆☆ حضرت قبیصہ بن مخارق رضی اللہ عنہ مانگنا صرف تین طرح کے لوگوں کے لیے درست ہے ایک وہ شخص جس کے مال کو کوئی آفت لاحق ہو جائے (جس کے نتیجے میں اُس کا مال برباد ہو جائے) وہ شخص مانگ سکتا ہے یہاں تک کہ اُس کے پاس اپنی ضروریات کی تکمیل کے لیے مال اکٹھا ہو جائے' پھر وہ مانگنے سے رُک جائے گا۔

(دوسرا) وہ شخص ہے جو کوئی ادائیگی اپنے ذمے لیتا ہے' تو اس بارے میں مانگے' یہاں تک کہ اُس ادائیگی کو ادا کر دے تو پھر مانگنے سے رُک جائے گا۔

(تیسرا) وہ شخص جس کی قوم سے تعلق رکھنے والے تین تجربہ کار لوگ اللہ کے نام کی قسم اُٹھا کر یہ کہیں: اس شخص کے لیے مانگنا جائز ہو گیا ہے' تو ایسا شخص مانگ سکتا ہے' یہاں تک کہ اُسے اپنی ضروریات کی تکمیل کے لیے مال مل جائے تو پھر وہ شخص بھی مانگنے سے باز آ جائے گا' اس کے علاوہ (مانگ کر کچھ لینا) حرام ہے۔

مانگنے کی بہ جائے خود کسب کرنے کا بیان

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دن انصار میں سے ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور کسی چیز کا سوال کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ کیا تمہارے گھر میں کچھ بھی نہیں ہے؟ اس نے عرض کیا کہ صرف ایک موٹی سی کملی ہے جس میں سے کچھ حصہ اوڑھتا ہوں اور کچھ حصہ بچھا لیتا ہوں اس کے علاوہ ایک پیالہ بھی ہے جس میں پانی پیتا ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان دونوں چیزوں کو لے آؤ۔ وہ دونوں چیزیں لے کر حاضر ہوا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں چیزیں اپنے ہاتھ میں لے کر فرمایا کہ ان چیزوں کو کون خریدتا ہے ایک شخص نے کہا کہ میں ان دونوں چیزوں کو ایک درہم میں خریدنے کے لئے تیار ہوں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان چیزوں کو ایک درہم سے زیادہ میں کون خریدنے والا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دو یا تین بار فرمایا ایک شخص نے کہا کہ میں ان چیزوں کو دو درہم میں خریدتا ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ دونوں چیزیں اس شخص کو دے دیں اور اس سے دو درہم لے کر انصاری کو دیئے اور اس سے فرمایا کہ اس میں سے ایک درہم کا کھانے کا سامان خرید کر اپنے گھر والوں کو دے دو اور دوسرے درہم کی کلہاڑی خرید کر میرے پاس لے آؤ وہ شخص

2590-تقدم (الحديث 2578) .

کلہاڑی خرید کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کلہاڑی میں اپنے دس مبارک سے ایک مضبوط لکڑی لگا دی اور پھر اس سے فرمایا کہ اسے لے کر جاؤ لکڑیاں کاٹ کر جمع کرو اور انہیں فروخت کرو، اب اس کے بعد میں تمہیں پندرہ دن تک یہاں نہ دیکھوں یعنی اب یہاں نہ رہو جا کر اپنے کام میں مشغول ہو جاؤ اور محنت کرو چنانچہ وہ شخص چلا گیا اور لکڑیاں جمع کر کر کے فروخت کرنے لگا کچھ دنوں کے بعد جب وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا تو کہاں وہ پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگنے آیا تھا درہم اب وہ دس درہم کا مالک تھا، اس نے ان درہموں میں سے کچھ کا کپڑا خریدا اور کچھ کا غلہ خرید لیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی حالت کی اس تبدیلی کو دیکھ کر فرمایا کہ یہ صورتحال تمہارے لئے بہتر ہے بہ نسبت اس چیز کے کہ کل قیامت کے دن تم اس حالت میں آؤ کہ تمہارے سوال تمہارے منہ پر برے نشان یعنی زخم کی صورت میں ہو اور یہ یاد رکھو کہ صرف تین طرح کے لوگوں کو سوال کرنا مناسب ہے ایک تو اس محتاج کے لئے کہ جس کو مفلسی نے زمین پر گرا دیا ہو دوسرے اس قرض دار کے لئے جو بھاری اور عدم ادائیگی کی صورت میں ذلیل کرنے والے قرض کے بوجھ سے دبا ہو اور تیسرے صاحب خون کے لئے جو درد پہنچائے یعنی اس شخص کے لئے جس پر دیت واجب ہو خواہ اس نے خود کسی ناحق خون کیا ہو اور اس کا خون بہا اس کے ذمہ ہو یا کسی دوسرے شخص نے کوئی خون کر دیا ہو اور اس کی دیت اس نے اپنے ذمہ لی ہو مگر اس کی ادائیگی کی قدرت نہ رکھتا ہو تو اس کے لئے بھی جائز ہے کہ اس خون بہا کے بقدر کسی سے مانگ کر ادائیگی کر دے۔ ابوداؤد اور ابن ماجہ نے اس روایت کو یوم القیامۃ تک نقل کیا ہے۔ (مشکوۃ المصابیح، جلد دوم، رقم الحدیث، 349)

باب حَدِّ الْغِنَى .

یہ باب خوشحال ہونے کی حد میں ہے

2591 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اٰدَمَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ حَكِيمِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ اَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ سَاَلَ وَلَهٗ مَا يُغْنِيهِ جَاءَتْ خُمُوشًا اَوْ كُدُوحًا فِيْ وَجْهِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ". قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَاذَا يُغْنِيهِ اَوْ مَاذَا اَغْنَاهُ قَالَ "خَمْسُوْنَ دِرْهَمًا اَوْ حِسَابُهَا مِنَ الذَّهَبِ".

قَالَ يَحْيٰى قَالَ سُفْيَانُ وَسَمِعْتُ زُبَيْدًا يُحَدِّثُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

جو شخص کچھ مانگے حالانکہ اُس کے پاس اتنا مال موجود ہو جو اُس کے لیے کفایت کرتا ہو تو جب قیامت کے دن وہ آئے گا تو اُس کے چہرے میں خراشیں ہوں گی۔ (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں:) زخم ہوں گے۔ عرض کی گئی: یارسول اللہ! کفایت

2591- اخرجه ابو داؤد في الزكاة، باب من يعطى من الصدقة و حد الغنى (الحديث 1626) . و اخرجه الترمذي في الزكاة، باب ما جاء من تحل له الزكاة (الحديث 650 و 651) . و اخرجه ابن ماجه في الزكاة، باب من سال عن ظهر غنى (الحديث 1840) . تحفة الاشراف (9387) .

سے مراد کیا ہے؟ (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں:) وہ کیا چیز ہے جو اُسے کفایت کر جائے گی؟ تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: پچاس درہم یا اُس کے حساب سے سونا۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

باب الْإِلْحَافِ فِي الْمَسْأَلَةِ

یہ باب مانگنے میں اصرار کرنے کے بیان میں ہے

2592 - أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ قَالَ أَنْبَأَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ وَهْبِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ أَخِيهِ عَنْ مُعَاوِيَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا تُلْحِفُوا فِي الْمَسْأَلَةِ وَلَا يَسْأَلُنِي أَحَدٌ مِنْكُمْ شَيْئًا وَأَنَا لَهُ كَارِهٌ فَيُبَارَكُ لَهُ فِيمَا أَعْطَيْتُهُ".

☆☆ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:
مانگنے میں اصرار نہ کرو اور کوئی شخص مجھ سے کوئی ایسی چیز نہ مانگے جسے میں ناپسند کرتا ہوں' کیونکہ میں اُسے جو کچھ دوں گا' اُس میں اُس کے لیے برکت رکھ دی جائے گی۔

باب مَنِ الْمُلْحِفُ

یہ باب ہے کہ اصرار کرنے والا شخص کون ہوگا؟

2593 - أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ أَنْبَأَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ عَنْ دَاوُدَ بْنِ شَابُورَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ سَأَلَ وَلَهُ أَرْبَعُونَ دِرْهَمًا فَهُوَ الْمُلْحِفُ".

☆☆ عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کے حوالے سے' نبی اکرم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جس شخص کے پاس چالیس درہم موجود ہوں اور پھر بھی وہ مانگے تو وہ اصرار کرنے والا شمار ہوگا۔

2594 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي الرِّجَالِ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ غَزِيَّةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَرَّحَتْنِي أُمِّي إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَيْتُهُ وَقَعَدْتُ فَاسْتَقْبَلَنِي وَقَالَ "مَنِ اسْتَغْنَى أَغْنَاهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ وَمَنِ اسْتَعَفَّ أَعَفَّهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ وَمَنِ اسْتَكْفَى كَفَاهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ وَمَنْ سَأَلَ وَلَهُ قِيمَةُ أُوقِيَّةٍ فَقَدْ أَلْحَفَ". فَقُلْتُ نَاقَتِي الْيَاقُوتَةُ خَيْرٌ مِنْ أُوقِيَّةٍ فَرَجَعْتُ وَلَمْ أَسْأَلْهُ.

☆☆ عبدالرحمٰن بن ابوسعید اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: مجھے میری والدہ نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں

2592-اخرجه مسلم في الزكاة، باب النهي عن المسالة (الحديث 99) . تحفة الاشراف (11446) .

2593-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (8699) .

2594-اخرجه ابو داؤد في الزكاة، باب من يعطى من الصدقة، وحد الغنى (الحديث 1628) بنحوه مختصراً . تحفة الاشراف (4121) .

بھیجا' میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور بیٹھ گیا' آپ ﷺ میری طرف متوجہ ہوئے اور ارشاد فرمایا: جو شخص بے نیاز رہنے کا آرزومند ہوگا' اللہ تعالیٰ اُسے (مانگنے سے) بے نیاز رکھے گا جو شخص مانگنے سے بچے گا' اللہ تعالیٰ اُسے مانگنے سے بچائے گا' جو شخص کفایت کا طلبگار رہوگا' اللہ تعالیٰ اُسے کفایت نصیب کرے گا' جو شخص (دوسرے سے کچھ مانگے) حالانکہ اُس کے پاس ایک اوقیہ کی قیمت (کے برابر رقم یا کوئی چیز) موجود ہو' تو وہ شخص اصرار کرنے والا شمار ہوگا۔ میں نے سوچا کہ میری اونٹنی یاقوتہ تو ایک اوقیہ سے زیادہ قیمتی ہے' تو میں واپس آ گیا اور میں نے نبی اکرم ﷺ سے کچھ نہیں مانگا۔

باب اِذَا لَمْ يَكُنْ لَهُ دَرَاهِمُ وَكَانَ لَهُ عِدْلُهَا .

یہ باب ہے کہ جب کسی شخص کے پاس درہم موجود نہ ہوں لیکن اُس کے پاس اُن کے برابر (کوئی چیز ہو)

2595 - قَالَ الْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ اَنْبَاَنَا مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ رَجُلٍ مِّنْ بَنِيْ اَسَدٍ قَالَ نَزَلْتُ اَنَا وَاَهْلِيْ بِبَقِيعِ الْغَرْقَدِ فَقَالَتْ لِيْ اَهْلِيْ اذْهَبْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلْهُ لَنَا شَيْئًا نَاْكُلُهُ . فَذَهَبْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدْتُ عِنْدَهُ رَجُلًا يَسْاَلُهُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "لَا اَجِدُ مَا اُعْطِيكَ" .

فَوَلَّى الرَّجُلُ عَنْهُ وَهُوَ مُغْضَبٌ وَّهُوَ يَقُوْلُ لَعَمْرِيْ اِنَّكَ لَتُعْطِي مَنْ شِئْتَ . قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِنَّهُ لَيَغْضَبُ عَلَيَّ اَنْ لَا اَجِدَ مَا اُعْطِيهِ مَنْ سَاَلَ مِنْكُمْ وَلَهُ اُوقِيَّةٌ اَوْ عِدْلُهَا فَقَدْ سَاَلَ اِلْحَافًا" .

قَالَ الْاَسَدِيُّ فَقُلْتُ لَلَقْحَةٌ لَنَا خَيْرٌ مِّنْ اُوقِيَّةٍ - وَالْاُوقِيَّةُ اَرْبَعُوْنَ دِرْهَمًا - فَرَجَعْتُ وَلَمْ اَسْاَلْهُ فَقَدِمَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ ذٰلِكَ شَعِيْرٌ وَّزَبِيْبٌ فَقَسَمَ لَنَا مِنْهُ حَتّٰى اَغْنَانَا اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ .

☆☆ عطا بن یسار بنو اسد سے تعلق رکھنے والے ایک صحابی کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں: میں اور میری بیوی بقیع غرقد میں ٹھہرے' میری بیوی نے مجھ سے کہا: آپ اللہ کے رسول کے پاس جائیں اور اُن سے کچھ مانگیں' تاکہ ہم اُسے کھا سکیں۔ تو میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' میں نے آپ ﷺ کے پاس ایک شخص کو پایا جو آپ سے کچھ مانگ رہا تھا' نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میرے پاس تمہیں دینے کے لیے کچھ نہیں ہے' جب وہ شخص آپ ﷺ کے پاس سے واپس گیا تو وہ بہت غصے میں تھا' اور کہہ رہا تھا: میری زندگی کی قسم! آپ جسے چاہتے ہیں دے دیتے ہیں۔ تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ شخص مجھ سے اس لیے ناراض ہے کیونکہ میرے پاس اسے دینے کے لیے کچھ نہیں ہے' جو شخص (کسی سے) کچھ مانگے حالانکہ اُس شخص کے پاس ایک اوقیہ یا اس کے برابر (قیمتی چیز موجود ہو) تو وہ شخص اصرار کر کے مانگنے والا شمار ہوگا۔ وہ اسدی صحابی کہتے ہیں کہ میں نے یہ سوچا میرے پاس تو ایک اونٹنی ہے' جو ایک اوقیہ سے زیادہ بہتر (یعنی زیادہ قیمتی) ہے۔

(راوی کہتے ہیں:) ایک اوقیہ چالیس درہم کے برابر ہوتا ہے۔

(وہ صحابی کہتے ہیں:) میں واپس آ گیا اور میں نے آپ ﷺ سے کچھ نہیں مانگا۔ اُس کے بعد نبی اکرم ﷺ کی خدمت

2595-اخرجه ابو داؤد في الزكاة، باب من يعطى من الصدقة، وحد الغنى (الحديث 1628) بنحوه مختصراً ۔ تحفة الاشراف (15640) .

میں کچھ جَو اور کچھ کشمش آئی تو وہ آپ نے ہم میں تقسیم کر دی' یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں خوشحال کر دیا۔

خوشحال اور صحت مند طاقتور کا صدقہ لینا جائز نہ ہونے کا بیان

2596 - اَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ اَبِي بَكْرٍ عَنْ اَبِي حَصِينٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا تَحِلُّ الصَّدَقَةُ لِغَنِيٍّ وَّلَا لِذِي مِرَّةٍ سَوِيٍّ" .

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

خوشحال شخص اور صحت مند طاقتور شخص (جو مزدوری کرنے کی طاقت رکھتا ہو) کے لیے صدقہ لینا جائز نہیں ہے۔

باب مَسْاَلَةِ الْقَوِيِّ الْمُكْتَسِبِ .

یہ باب ہے کہ کمانے کی صلاحیت رکھنے والے شخص کا مانگنا

2597 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ وَّمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَا حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ قَالَ حَدَّثَنِي اَبِي قَالَ حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَدِيِّ بْنِ الْخِيَارِ . اَنَّ رَجُلَيْنِ حَدَّثَاهُ اَنَّهُمَا اَتَيَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْاَلَانِهِ مِنَ الصَّدَقَةِ فَقَلَّبَ فِيهِمَا الْبَصَرَ - وَقَالَ مُحَمَّدٌ بَصَرَهُ - فَرَآهُمَا جَلْدَيْنِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِنْ شِئْتُمَا وَلَا حَظَّ فِيهَا لِغَنِيٍّ وَّلَا لِقَوِيٍّ مُكْتَسِبٍ" .

☆☆ عبیداللہ بن عدی بیان کرتے ہیں: دو صاحبان نے مجھے یہ بات بتائی ہے کہ وہ دونوں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے صدقہ کے مال میں سے کچھ مانگا' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن دونوں کا جائزہ لیا' آپ نے اُن دونوں کو مضبوط دیکھا تو ارشاد فرمایا: اگر تم دونوں چاہو (تو میں تمہیں دے دیتا ہوں) تاہم اس میں کسی خوشحال شخص اور کمانے کی صلاحیت رکھنے والے شخص کے لیے کچھ نہیں ہے۔

باب مَسْاَلَةِ الرَّجُلِ ذَا سُلْطَانٍ .

یہ باب حکمران سے کچھ مانگنے کے بیان میں ہے

2598 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ زَيْدِ بْنِ عُقْبَةَ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِنَّ الْمَسَائِلَ كُدُوحٌ يَكْدَحُ بِهَا الرَّجُلُ وَجْهَهُ فَمَنْ شَاءَ كَدَحَ وَجْهَهُ وَمَنْ شَاءَ تَرَكَ اِلَّا اَنْ يَّسْاَلَ الرَّجُلُ ذَا سُلْطَانٍ اَوْ شَيْئًا لَا يَجِدُ مِنْهُ بُدًّا"

☆☆ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

2596-اخرجه ابن ماجه في الزكاة، باب من سال عن ظهر غنى (الحديث 1839) . تحفة الاشراف (12910) .

2597-اخرجه ابو داؤد في الزكاة، باب من يعطى من الصدقة، وحد الغنى (الحديث 1633) بنحوه مختصراً . تحفة الاشراف (15635) .

2598-اخرجه ابو داؤد في الزكاة، باب ما تجوز فيه المسالة (الحديث 1639) . و اخرجه الترمذي في الزكاة . باب ما جاء في النهي عن المسالة (الحديث 681) . و اخرجه النسائي في الزكاة، مسالة الرجل في امر لا بد منه (الحديث 2599) . تحفة الاشراف (4614) .

مانگنا ایک خراش ہے' جس کے ذریعے آدمی اپنے چہرے پر خراش ڈال لیتا ہے' جو شخص چاہے وہ اپنے چہرے پر خراشیں ڈال لے اور جو چاہے وہ ایسا نہ کرے' البتہ جب کوئی شخص کسی حکمران سے کچھ مانگتا ہے یا کوئی ایسی چیز مانگتا ہے جس کی اُسے انتہائی ضرورت ہو (تو اُس کا حکم مختلف ہوتا ہے)۔

شرح

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دن انصار میں سے چند لوگوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ مانگا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں عطا فرمادیا۔ انہوں نے پھر مانگا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بھی دے دیا یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جو کچھ تھا سب ختم ہوگیا، اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس جو کچھ بھی مال ہوگا میں تم سے بچا کر اس کا ذخیرہ نہیں کروں گا اور یاد رکھو کہ جو شخص لوگوں سے سوال کرنے سے بچتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے بری باتوں سے بچاتا ہے۔

اور اسے لوگوں کا محتاج نہیں کرتا اس طرح اس کی خودداری کو باقی رکھتا ہے، نیز جو شخص انتہائی معمولی چیز پر بھی قناعت کرتا ہے اور کسی سے سوال نہیں کرتا تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے قناعت آسان کردیتا ہے اور جو شخص بے پروائی ظاہر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے بے پرواہ بنادیتا ہے یعنی جو شخص دوسروں کے مال وزر سے بے پرواہ ہوتا ہے اور ہاتھ پھیلانے سے بچتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے دل کو غنی کردیتا ہے اور جو شخص صبر کا طالب ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے صبر عطا فرماتا ہے یعنی جو شخص اللہ تعالیٰ سے صبر کی توفیق طلب کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے صبر آسان کردیتا ہے اور یاد رکھو کہ صبر سے زیادہ بہتر اور وسیع کوئی دوسری چیز عطا نہیں کی گئی ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی تمام عطا و بخشش میں صبر سب سے بہتر عطاء ہے۔ (بخاری ومسلم، مشکوۃ المصابیح، جلد دوم، رقم الحدیث، 341)

باب مَسْأَلَةِ الرَّجُلِ فِيْ اَمْرٍ لَّا بُدَّ لَهُ مِنْهُ .

یہ باب ہے کہ آدمی کا کوئی ایسی چیز مانگنا جس کی اُسے انتہائی ضرورت ہو

2599 - اَخْبَرَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ زَيْدِ بْنِ عُقْبَةَ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَلْمَسْاَلَةُ كَدٌّ يَكُدُّ بِهَا الرَّجُلُ وَجْهَهُ اِلَّا اَنْ يَّسْاَلَ الرَّجُلُ سُلْطَانًا اَوْ فِيْ اَمْرٍ لَّا بُدَّ مِنْهُ" .

☆☆ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

مانگنا ایک زخم ہے جس کے ذریعے انسان اپنے چہرے کو خراب کر لیتا ہے' البتہ اگر کوئی شخص حکمران سے مانگتا ہے اور کسی ایسی صورتِ حال میں مانگتا ہے جب اُسے انتہائی ضرورت ہو تو (حکم مختلف ہوگا)۔

2600 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ عَنْ

2599-تقدم (الحديث 2598) .

2600-اخرجه البخاري في الزكاة، باب الاستعفاف عن المسالة (الحديث 1472) مطولاً . تحفة الاشراف (3431) .

حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ قَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَعْطَانِیْ ثُمَّ سَاَلْتُهُ فَاَعْطَانِیْ ثُمَّ سَاَلْتُهُ فَاَعْطَانِیْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "يَا حَكِيمُ اِنَّ هٰذَا الْمَالَ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ فَمَنْ اَخَذَهُ بِطِيْبِ نَفْسٍ بُوْرِكَ لَهُ فِيْهِ وَمَنْ اَخَذَهُ بِاِشْرَافِ نَفْسٍ لَّمْ يُبَارَكْ لَهُ فِيْهِ وَكَانَ كَالَّذِیْ يَاْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِّنَ الْيَدِ السُّفْلٰى" .

☆☆ حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ مانگا' آپ نے مجھے وہ عطا کر دیا' میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پھر مانگا آپ نے پھر عطا کر دیا' میں نے آپ سے پھر مانگا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر عطا کر دیا' پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اے حکیم! یہ مال سرسبز اور میٹھا ہے' جو شخص اسے نفس کی پاکیزگی کے ساتھ وصول کرتا ہے' اُس کے لیے اس میں برکت رکھی جاتی ہے اور جو شخص نفس کے لالچ کے ہمراہ اسے حاصل کرتا ہے' اُس کے لیے اس میں برکت نہیں رکھی جاتی ہے اور اُس کی مثال اُس شخص کی طرح ہے جو کھانے کے باوجود سیر نہیں ہوتا اور اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہوتا ہے۔

2601 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا مِسْكِيْنُ بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِیُّ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ قَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَعْطَانِیْ ثُمَّ سَاَلْتُهُ فَاَعْطَانِیْ ثُمَّ سَاَلْتُهُ فَاَعْطَانِیْ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "يَا حَكِيمُ اِنَّ هٰذَا الْمَالَ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ مَنْ اَخَذَهُ بِسَخَاوَةِ نَفْسٍ بُوْرِكَ لَهُ فِيْهِ وَمَنْ اَخَذَهُ بِاِشْرَافِ النَّفْسِ لَمْ يُبَارَكْ لَهُ فِيْهِ وَكَانَ كَالَّذِیْ يَاْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِّنَ الْيَدِ السُّفْلٰى" .

☆☆ حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ مانگا' آپ نے مجھے عطا کر دیا' میں نے آپ سے پھر مانگا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے پھر عطا کر دیا' میں نے آپ سے پھر مانگا آپ نے پھر عطا کر دیا' پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اے حکیم! یہ مال سرسبز اور میٹھا ہے اور جو شخص نفس کی سخاوت کے ہمراہ اسے وصول کرتا ہے' اُس کے لیے اس میں برکت رکھی جاتی ہے اور جو شخص نفس کے لالچ کے ہمراہ اسے وصول کرتا ہے' اس کے لیے اس میں برکت نہیں ہوتی اور اُس کی مثال اُس شخص کی مانند ہے' جو کھانے کے باوجود سیر نہیں ہوتا اور اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہوتا ہے۔

2602 - اَخْبَرَنِی الرَّبِيْعُ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ بَكْرٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ وَسَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّ حَكِيمَ بْنَ حِزَامٍ قَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَعْطَانِیْ ثُمَّ سَاَلْتُهُ فَاَعْطَانِیْ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "يَا حَكِيمُ اِنَّ هٰذَا الْمَالَ حُلْوَةٌ فَمَنْ اَخَذَهُ بِسَخَاوَةِ نَفْسٍ بُوْرِكَ لَهُ فِيْهِ وَمَنْ اَخَذَهُ بِاِشْرَافِ نَفْسٍ لَّمْ يُبَارَكْ لَهُ فِيْهِ وَكَانَ كَالَّذِیْ

2601-تقدم (الحديث 2530) .

2602-تقدم (الحديث 2530) .

يَـاكُـلُ وَلَا يَشْبَـعُ وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِّنَ الْيَدِ السُّفْلَى" ـ قَالَ حَكِيمٌ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَالَّذِىْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا اَرْزَاُ اَحَدًا بَعْدَكَ حَتّٰى اُفَارِقَ الدُّنْيَا بِشَىْءٍ ـ

☆☆ حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ مانگا' آپ نے مجھے عطا کر دیا' پھر میں نے آپ سے مانگا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر عطا کر دیا' پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اے حکیم! یہ مال میٹھا ہوتا ہے جو شخص نفس کی سخاوت کے ہمراہ اسے حاصل کرتا ہے' اُس کے لیے اس میں برکت رکھی جاتی ہے اور جو شخص نفس کے لالچ کے ساتھ اسے حاصل کرتا ہے اُس کے لیے اس میں برکت نہیں رکھی جاتی ہے اور اُس کی مثال اُس ایک شخص کی مانند ہوتی ہے جو کھانے کے باوجود سیر نہیں ہوتا اور اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہوتا ہے۔

حضرت حکیم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے عرض کی: یارسول اللہ! اُس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ہمراہ مبعوث کیا ہے! آپ کے بعد اب میں کسی سے کچھ نہیں مانگوں گا' یہاں تک کہ دنیا سے رخصت ہو جاؤں (یعنی مرتے دم تک ایسا نہیں کروں گا)۔

باب مَنْ اٰتَاهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ مَالًا مِّنْ غَيْرِ مَسْاَلَةٍ ـ

یہ باب ہے کہ جب کسی شخص کو مانگے بغیر اللہ تعالیٰ کوئی مال عطا کر دے

2603 – اَخْبَـرَنَـا قُتَيْبَةُ قَـالَ حَـدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ بُكَيْرٍ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيْدٍ عَنِ ابْنِ السَّاعِدِيِّ الْمَالِكِيِّ قَالَ اسْتَعْمَلَنِىْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَلَى الصَّدَقَةِ فَلَمَّا فَرَغْتُ مِنْهَا فَاَدَّيْتُهَا اِلَيْهِ اَمَرَ لِىْ بِعُمَالَةٍ فَقُلْتُ لَهُ اِنَّمَا عَمِلْتُ لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَاَجْرِىْ عَلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ ـ فَقَالَ خُذْ مَا اَعْطَيْتُكَ فَاِنِّىْ قَدْ عَمِلْتُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰـهِ صَـلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لَهُ مِثْلَ قَوْلِكَ فَقَالَ لِىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِذَا اُعْطِيتَ شَيْئًا مِّنْ غَيْرِ اَنْ تَسْاَلَ فَكُلْ وَتَصَدَّقْ" ـ

☆☆ بسر بن سعید' ابن ساعدی مالکی کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مجھے زکوٰۃ کا عامل مقرر کیا' جب میں اُس سے فارغ ہوا اور میں نے ساری رقم اُن کو ادا کر دی تو اُنہوں نے مجھے معاوضہ دینے کی ہدایت کی' میں نے اُن سے گزارش کی کہ میں نے یہ کام اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کیا ہے اور میرا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمے ہے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں جو تمہیں دے رہا ہوں' تم وصول کر لو کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ اقدس میں' میں نے بھی اسی طرح ایک کام کیا تھا اور میں نے بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں وہی گزارش کی تھی جو تم نے کی ہے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا تھا: جب کوئی

2603-اخرجه البخاري في الاحكام، باب رزق الحاكم و العاملين عليها (الحديث 7163) بنحوه . و اخرجه مسلم في الزكاة، باب اباحة الاخذ لمن اعطي من غير مسالة ولا اشراف (الحديث 111م و 112) . و اخرجه ابو داؤد في الزكاة، باب في الاستعفاف (الحديث 1647) . و اخرجه النسائي في الزكاة، من آتاه الله عزوجل مالًا من غير مسالة (الحديث 2604 و 2605 و 2606) مطولًا والحديث عند: ابي داؤد في الخراج و الامارة و الفيء، باب في ارزاق العمال (الحديث 2944) . تحفة الاشراف (10487) .

چیز مانگے بغیر تمہیں دی گئی ہو تو تم (اُسے وصول کر لو) اُسے کھاؤ بھی اور صدقہ بھی کرو۔

2604 - اَخْبَرَنَا سَعِيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَبُوْ عُبَيْدِ اللّٰهِ الْمَخْزُوْمِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ حُوَيْطِبِ بْنِ عَبْدِ الْعُزّٰى قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ السَّعْدِيِّ اَنَّهُ قَدِمَ عَلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مِنَ الشَّامِ فَقَالَ اَلَمْ اُخْبَرْ اَنَّكَ تَعْمَلُ عَلٰى عَمَلٍ مِّنْ اَعْمَالِ الْمُسْلِمِيْنَ فَتُعْطٰى عَلَيْهِ عُمَالَةً فَلَا تَقْبَلُهَا قَالَ اَجَلْ اِنَّ لِيْ اَفْرَاسًا وَّاَعْبُدًا وَّاَنَا بِخَيْرٍ وَّاُرِيْدُ اَنْ يَّكُوْنَ عَمَلِيْ صَدَقَةً عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اِنِّيْ اَرَدْتُ الَّذِيْ اَرَدْتَ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِيْنِي الْمَالَ فَاَقُوْلُ اَعْطِهِ مَنْ هُوَ اَفْقَرُ اِلَيْهِ مِنِّيْ وَاِنَّهُ اَعْطَانِيْ مَرَّةً مَّالًا فَقُلْتُ لَهُ اَعْطِهِ مَنْ هُوَ اَحْوَجُ اِلَيْهِ مِنِّيْ . فَقَالَ "مَا اٰتَاكَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ هٰذَا الْمَالِ مِنْ غَيْرِ مَسْاَلَةٍ وَّلَا اِشْرَافٍ فَخُذْهُ فَتَمَوَّلْهُ اَوْ تَصَدَّقْ بِهٖ وَمَا لَا فَلَا تُتْبِعْهُ نَفْسَكَ" .

☆☆ عبداللہ بن سعدی بیان کرتے ہیں: وہ شام سے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے پتہ چلا ہے کہ تم کوئی سرکاری فرائض سرانجام دیتے ہو اور پھر جب تمہیں معاوضہ دیا گیا تو تم نے قبول نہیں کیا' تو عبداللہ نے جواب دیا: جی ہاں! میرے پاس گھوڑے ہیں' غلام ہیں' میں بڑا خوشحال ہوں' میں یہ چاہتا ہوں کہ میرا یہ کام مسلمانوں کے لیے صدقہ ہو' تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے بھی وہی ارادہ کیا تھا جو تم نے ارادہ کیا ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے مال دیا تھا' تو میں نے آپ کی خدمت میں یہ گزارش کی تھی کہ آپ یہ اُس شخص کو دیں جسے اس کی مجھ سے زیادہ ضرورت ہو' ایک مرتبہ آپ نے مجھے کچھ عطا کیا تو میں نے آپ کی خدمت میں گزارش کی کہ یہ آپ اُسے دیں جس کو اس کی مجھ سے زیادہ ضرورت ہو۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ جو مال تمہیں مانگے بغیر اور لالچ کے بغیر عطا کر دیتا ہے' اُسے لے لو' اُسے اپنے استعمال میں لاؤ یا اُس کو صدقہ کرو اور جو اس کے علاوہ ہو' اُس کا لالچ نہ کرو۔

2605 - اَخْبَرَنَا كَثِيْرُ بْنُ عُبَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ عَنِ الزُّبَيْدِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ اَنَّ حُوَيْطِبَ بْنَ عَبْدِ الْعُزّٰى اَخْبَرَهٗ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ السَّعْدِيِّ اَخْبَرَهٗ اَنَّهُ قَدِمَ عَلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِيْ خِلَافَتِهٖ فَقَالَ لَهٗ عُمَرُ اَلَمْ اُحَدَّثْ اَنَّكَ تَلِيْ مِنْ اَعْمَالِ النَّاسِ اَعْمَالًا فَاِذَا اُعْطِيْتَ الْعُمَالَةَ رَدَدْتَهَا فَقُلْتُ بَلٰى . فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَمَا تُرِيْدُ اِلٰى ذٰلِكَ فَقُلْتُ لِيْ اَفْرَاسٌ وَّاَعْبُدٌ وَّاَنَا بِخَيْرٍ وَّاُرِيْدُ اَنْ يَّكُوْنَ عَمَلِيْ صَدَقَةً عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ . فَقَالَ لَهٗ عُمَرُ فَلَا تَفْعَلْ فَاِنِّيْ كُنْتُ اَرَدْتُ مِثْلَ الَّذِيْ اَرَدْتَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِيْنِي الْعَطَاءَ فَاَقُوْلُ اَعْطِهِ اَفْقَرَ اِلَيْهِ مِنِّيْ . فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "خُذْهُ فَتَمَوَّلْهُ اَوْ تَصَدَّقْ بِهٖ مَا جَاءَكَ مِنْ هٰذَا الْمَالِ وَاَنْتَ غَيْرُ مُشْرِفٍ وَّلَا سَائِلٍ فَخُذْهُ وَمَا لَا فَلَا تُتْبِعْهُ نَفْسَكَ" .

☆☆ عبداللہ بن سعدی بیان کرتے ہیں: وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں اُن کی خدمت میں حاضر ہوئے' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اُن سے کہا: مجھے پتہ چلا ہے کہ تم سرکاری فرائض سرانجام دے رہے تھے اور جب تمہیں معاوضہ دیا گیا تو تم

2604-تقدم في الزكاة، من آتاه الله عزوجل مالًا من غير مسالة (الحديث 2603) .

2605-تقدم (الحديث 2603) .

نے واپس کر دیا' میں نے جواب دیا: جی ہاں! حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تمہارا مقصد کیا تھا؟ میں نے گزارش کی کہ میرے پاس گھوڑے ہیں' غلام ہیں' میں خوشحال ہوں' میں یہ چاہتا ہوں کہ میرا یہ کام مسلمانوں کے لیے صدقہ ہو' تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے بھی وہی ارادہ کیا تھا جو تم نے ارادہ کیا ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے کوئی ادائیگی کی تو میں نے آپ کی خدمت میں گزارش کی: آپ یہ اُسے دے دیں جسے اس کی مجھ سے زیادہ ضرورت ہو' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اسے لو اور اسے اپنے استعمال میں لاؤ یا اسے صدقہ کرو' اس طرح کا جو مال تمہارے پاس آتا ہے' جس کا تمہیں لالچ نہ ہو یا تم نے اُسے مانگا نہ ہو' تو اُسے وصول کر لو اور جو ایسا نہ ہو' اُس کی طرف توجہ نہ کرو (یا اُس کا لالچ نہ کرو)۔

2606 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُوْرٍ وَّاِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ عَنِ الْحَكَمِ بْنِ نَافِعٍ قَالَ اَنْبَاَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِي السَّائِبُ بْنُ يَزِيْدَ اَنَّ حُوَيْطِبَ بْنَ عَبْدِ الْعُزّٰى اَخْبَرَهُ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ السَّعْدِيِّ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ قَدِمَ عَلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِيْ خِلَافَتِهٖ فَقَالَ عُمَرُ اَلَمْ اُخْبَرْ اَنَّكَ تَلِيْ مِنْ اَعْمَالِ النَّاسِ اَعْمَالًا فَاِذَا اُعْطِيْتَ الْعُمَالَةَ كَرِهْتَهَا قَالَ فَقُلْتُ بَلٰى . قَالَ فَمَا تُرِيْدُ اِلٰى ذٰلِكَ فَقُلْتُ اِنَّ لِيْ اَفْرَاسًا وَّاَعْبُدًا وَّاَنَا بِخَيْرٍ وَّاُرِيْدُ اَنْ تَكُوْنَ عَمَلِيْ صَدَقَةً عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ فَقَالَ عُمَرُ فَلَا تَفْعَلْ فَاِنِّيْ كُنْتُ اَرَدْتُ الَّذِيْ اَرَدْتَ فَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِيْنِي الْعَطَاءَ فَاَقُوْلُ اَعْطِهٖ اَفْقَرَ اِلَيْهِ مِنِّيْ حَتّٰى اَعْطَانِيْ مَرَّةً مَّالًا فَقُلْتُ اَعْطِهٖ اَفْقَرَ اِلَيْهِ مِنِّيْ . فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "خُذْهُ فَتَمَوَّلْهُ وَتَصَدَّقْ بِهٖ فَمَا جَائَكَ مِنْ هٰذَا الْمَالِ وَاَنْتَ غَيْرُ مُشْرِفٍ وَّلَا سَائِلٍ فَخُذْهُ وَمَا لَا فَلَا تُتْبِعْهُ نَفْسَكَ" .

☆☆ عبداللہ بن سعدی بیان کرتے ہیں: وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں حاضر ہوئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے یہ پتہ چلا ہے کہ تم سرکاری فرائض سرانجام دے رہے تھے اور جب تمہیں معاوضہ دیا گیا تو تم نے اُسے ناپسند کیا۔ عبداللہ کہتے ہیں کہ میں نے جواب دیا: جی ہاں! حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا: تم اس کے ذریعے کیا چاہتے ہو؟ میں نے عرض کی: میرے پاس گھوڑے ہیں' غلام ہیں' میں خوشحال ہوں' میں یہ چاہتا ہوں کہ میرا یہ کام مسلمانوں کے لیے صدقہ ہو' تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم ایسا نہ کرو' میں نے بھی وہی ارادہ کیا تھا جو تم نے ارادہ کیا ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اس طرح کی کوئی بخشش عطا کی' میں نے گزارش کی کہ آپ یہ اُسے دیں جس کو اس کی مجھ سے زیادہ ضرورت ہو' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اسے لو' اسے استعمال کرو یا اسے صدقہ کر دو' تمہارے پاس اس طرح سے جو مال آئے جس کا تمہیں لالچ نہ ہو جس کو تم نے مانگا نہ ہو' تو اُسے وصول کر لو اور جو ایسا نہ ہو' تم اپنی توجہ اُس کی طرف مبذول نہ کرو (یا اُس کا لالچ نہ کرو)۔

2607 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ قَالَ اَنْبَاَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ

2606-تقدم (الحديث 2603) .

2607-اخرجه البخاري في الزكاة، باب من اعطاه الله شيئا من غير مسالة ولا اشراف نفس (الحديث 1473)، و في الاحكام، باب رزق الحاكم و العاملين عليها (الحديث 7164) . و اخرجه مسلم في الزكاة، باب اباحة الاخذ لمن اعطي من غير مسالة ولا اشرف (الحديث 110) . تحفة الاشراف (10520) .

سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِيْنِى الْعَطَاءَ فَاَقُوْلُ اَعْطِهِ اَفْقَرَ اِلَيْهِ مِنِّىْ حَتّٰى اَعْطَانِىْ مَرَّةً مَالًا فَقُلْتُ لَهٗ اَعْطِهِ اَفْقَرَ اِلَيْهِ مِنِّى ۔

فَقَالَ "خُذْهُ فَتَمَوَّلْهُ وَتَصَدَّقْ بِهٖ وَمَا جَاءَكَ مِنْ هٰذَا الْمَالِ وَاَنْتَ غَيْرُ مُشْرِفٍ وَّلَا سَائِلٍ فَخُذْهُ وَمَا لَا فَلَاتُتْبِعْهُ نَفْسَكَ" ۔

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: اُنہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں جو بخشش دیتے تھے میں یہ گزارش کرتا تھا کہ آپ یہ اُسے دیں جس کو اس کی مجھ سے زیادہ ضرورت ہو ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے کوئی مال دیا تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گزارش کی: آپ یہ اُسے دیں جس کو اس کی مجھ سے زیادہ ضرورت ہو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اسے لو اور اپنے مال میں شامل کرلو یا صدقہ کردو اس طرح سے جو مال تمہارے پاس آئے جس کا تمہیں لالچ نہ ہو اور تم نے مانگا بھی نہ ہو تو اُسے وصول کرلو اور جو اس طرح کا نہ ہو تم اُس کے پیچھے نہ جاؤ (یا اُس کا لالچ نہ کرو)۔

باب اسْتِعْمَالِ اٰلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الصَّدَقَةِ ۔

یہ باب ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی آل کو صدقہ وصول کرنے کے کام پر مقرر کرنا

2608 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ سَوَّادِ بْنِ الْاَسْوَدِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ نَوْفَلٍ الْهَاشِمِيِّ اَنَّ عَبْدَ الْمُطَّلِبِ بْنَ رَبِيْعَةَ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اَخْبَرَهٗ اَنَّ اَبَاهُ رَبِيْعَةَ بْنَ الْحَارِثِ قَالَ لِعَبْدِ الْمُطَّلِبِ بْنِ رَبِيْعَةَ بْنِ الْحَارِثِ وَالْفَضْلِ بْنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ ائْتِيَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُوْلَا لَهٗ اسْتَعْمِلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عَلَى الصَّدَقَاتِ ۔ فَاَتٰى عَلِيُّ بْنُ اَبِىْ طَالِبٍ وَّنَحْنُ عَلٰى تِلْكَ الْحَالِ فَقَالَ لَهُمَا اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَسْتَعْمِلُ مِنْكُمْ اَحَدًا عَلَى الصَّدَقَةِ قَالَ عَبْدُ الْمُطَّلِبِ فَانْطَلَقْتُ اَنَا وَالْفَضْلُ حَتّٰى اَتَيْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَنَا "اِنَّ هٰذِهِ الصَّدَقَةَ اِنَّمَا هِىَ اَوْسَاخُ النَّاسِ وَاِنَّهَا لَا تَحِلُّ لِمُحَمَّدٍ وَّلَا لِاٰلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" ۔

☆☆ عبدالمطلب بن ربیعہ بیان کرتے ہیں: اُن کے والد ربیعہ بن حارث نے عبدالمطلب بن ربیعہ اور فضل بن عباس سے کہا: تم دونوں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جاؤ اور آپ کی خدمت میں گزارش کرو: یارسول اللہ! آپ ہمیں زکوٰۃ وصول کرنے کا عامل مقرر کردیں' ابھی ہم وہیں پہ تھے اسی دوران حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ بھی وہاں آ گئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اُن دونوں حضرات کو یہ بتایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تم میں سے کسی بھی شخص کو زکوٰۃ وصول کرنے کا عامل مقرر نہیں کریں گے۔ عبدالمطلب بن ربیعہ کہتے ہیں کہ میں اور فضل بن عباس ہم دونوں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

2608-اخرجه مسلم في الزكاة، باب ترك استعمال آل النبي على الصدقة (الحديث 167 و 168) مطولا ۔ و اخرجه ابو داؤد في الخراج و الامارة و الفيء، باب في بيان مواضع قسم الخمس و سهم ذي القربى (الحديث 2985) ۔ تحفة الاشراف (9737) ۔

ارشاد فرمایا: یہ صدقہ لوگوں کا میل ہے حضرت محمد اور حضرت محمد کی آل کے لیے اسے استعمال کرنا جائز نہیں ہے۔

شرح

زکوۃ کو میل اس لئے کہا گیا ہے کہ جس طرح انسان کا جسم میل اتارنے سے صاف ہو جاتا ہے اسی طرح زکوۃ نکالنے سے نہ صرف یہ کہ مال ہی پاک ہو جاتا ہے بلکہ زکوۃ دینے والے کے قلب و روح میں پاکیزگی پیدا ہوتی ہے یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے زکوۃ کا مال لینا حرام تھا اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد بنی ہاشم کو بھی زکوۃ لینی حرام ہے، خواہ وہ زکوۃ وصول کرنے پر مقرر ہوں یا محتاج ومفلس ہوں چنانچہ حنفیہ کا صحیح مسلک یہی ہے۔

صدقہ اور ہدیہ میں فرق ہونے کا بیان

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معمول تھا کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھانے کی کوئی چیز لائی جاتی تو پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بارے میں پوچھتے کہ یہ ہدیہ ہے یا صدقہ اگر بتایا جاتا کہ یہ صدقہ ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم (بنی ہاشم کے علاوہ) اپنے دوسرے صحابہ سے فرماتے کہ کھالو لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود نہ کھاتے اور اگر بتایا جاتا کہ یہ ہدیہ ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا دست مبارک بڑھاتے اور صحابہ کے ساتھ اسے تناول فرماتے۔ (بخاری ومسلم، مشکوٰۃ المصابیح، جلد دوم، رقم الحدیث، 322)

صدقہ اس مال کو کہا جاتا ہے جو کسی محتاج وضرورت مند کو از راہ مہربانی دیا جاتا ہے اور اس سے مقصد یہ ہوتا ہے کہ اللہ کی رضا حاصل ہو اور آخرت میں اس کا اجر وثواب ملے چونکہ صدقہ کا مال لینے والے کی ایک طرح سے ذلت اور کمتری محسوس ہوتی ہے اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مطلقاً صدقہ لینا حرام تھا۔ ہدیہ کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ کوئی شخص اپنے کسی بڑے اور عظیم المرتبت شخص کی خدمت میں کوئی چیز از راہ تعظیم وتکریم پیش کرے۔ ہدیہ کا ایک خاص پہلو یہ بھی ہوتا ہے کہ دنیاوی طور پر اس کا تعلق طرفین سے ہوتا ہے بایں طور کہ جو شخص کسی کو کوئی چیز ہدیہ کرتا ہے تو وہ دنیا ہی میں اس کا اس طرح بدلہ بھی پاتا ہے کہ جسے اس نے ہدیہ دیا ہے وہ کسی وقت اسے بھی کوئی چیز ہدیہ کے طور پر دیتا ہے جب کہ صدقہ میں اس کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے صدقہ وزکوٰۃ کی ممانعت کا بیان

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے زکوۃ کی رکھی ہوئی کھجوروں میں سے ایک کھجور اٹھا کر اپنے منہ میں ڈال لی (یہ دیکھ کر) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسے نکالو! نکالو (اور اس طرح فرمایا تاکہ) وہ اسے (منہ سے نکال کر) پھینک دیں پھر آپ نے ان سے فرمایا کہ کیا تم جانتے نہیں کہ ہم بنی ہاشم صدقہ کا مال نہیں کھاتے۔ (بخاری ومسلم، مشکوٰۃ المصابیح، جلد دوم، رقم الحدیث، 320)

اما شعرت (کیا تم نہیں جانتے) اس جملے کا استعمال ایسے مواقع پر کیا جاتا ہے جب کہ مخاطب کسی واضح اور ظاہر امر کے برخلاف کوئی بات کہہ یا کر رہا ہو خواہ مخاطب اس واضح امر سے لاعلم ہی کیوں نہ ہو گویا اس جملے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ یہ امر اتنا

واضح اور ظاہر ہونے کے باوجود تم پر پوشید کیسے ہے اور تم اس سے لاعلم کیسے ہو۔ بہر حال ظاہر ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ تو اس وقت بالکل ہی کمسن تھے، انہیں ان سب باتوں کی کیا خبر تھی مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے باوجود انہیں اس انداز سے اس لئے خطاب کیا تاکہ دوسرے لوگ اس کے بارے میں مطلع ہو جائیں اور انہیں بنی ہاشم کے حق میں صدقہ زکوۃ کے مال کی حرمت کا علم ہو جائے۔ اس حدیث سے یہ نکتہ بھی ہاتھ لگا کہ والدین اور مربی پر واجب ہے کہ وہ اپنی اولاد کو خلاف شرع باتوں اور غلط حرکتوں سے روکیں اسی وجہ سے حنفی علماء فرماتے ہیں کہ والدین کے لئے یہ حرام ہے کہ وہ اپنے لڑکوں کو ریشم کے کپڑے (جو مردوں کے لئے ناجائز ہیں) اور سونے چاندی کا زیور پہنائیں۔

آل کی تعریف وتحقیق کا بیان

اہل وعیال کو کہتے ہیں اس کے معنی "تابعدار" بھی مراد لئے جاتے ہیں چنانچہ "وعلی ال محمد" میں آل کے تعین کے سلسلہ میں علماء کے مختلف اقوال ہیں۔ بعض حضرات فرماتے ہیں کہ "ال محمد" سے مراد صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل وعیال ہیں۔ کچھ حضرات نے کہا ہے کہ آل سے مراد تابعدار مراد ہیں بعض علماء کی رائے ہے کہ ہر مومن آل محمد میں سے ہے کسی نے کہا کہ ہر متقی مومن آل محمد میں شامل ہے یہ سب علماء کے اقوال ہیں لیکن بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس حدیث میں آل سے مراد تابعدار ہیں۔ گو بعض علماء نے "آل" کی تفسیر "اہل بیت" سے کی ہے یعنی ان حضرات کے نزدیک "آل محمد" سے اہل بیت یعنی وہ لوگ مراد ہیں جن پر صدقہ حرام ہے اور "جنہیں بنی ہاشم" کہا جاتا ہے۔

امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا ہے کہ "اہل بیت" میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات اور اولاد شامل ہیں اور چونکہ حضرت علی المرتضی کرم اللہ وجہہ کا ربط بھی ان سب سے حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کی وجہ سے بہت زیادہ تھا اس لئے وہ بھی اہل بیت میں داخل ہیں۔ "کما صلیت علی ابراہیم" میں صرف حضرت ابراہیم کی تخصیص کی گئی ہے اور کسی نبی کا ذکر نہیں کیا گیا اس کی وجہ یہ ہے کہ اول تو حضرت ابراہیم علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جد امجد ہیں، نیز یہ کہ اصول دین میں شریعت محمدی ان کے تابع ہے۔ "" اے اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر برکت نازل کر" کا مطلب یہ ہے کہ "رب قدس! تو نے ہمارے سرکار وسردار رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو شرف وفضیلت عطا فرمائی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو بزرگی وبڑائی دی ہے اس کو ہمیشہ اور باقی رکھ! روایت کے آخری الفاظ الا ان مسلما لم یذکر الخ کا مطلب یہ ہے کہ مسلم نے جو روایت نقل کی ہے اس کے پہلے اور دوسرے دونوں ہی درود میں "علی ابراہیم" کے الفاظ نہیں ہیں یعنی اس کے الفاظ اس طرح ہیں " کما صلیت علی آل ابراہیم "اور" کما بارکت علی آل ابراہیم"

باب ابْنِ أُخْتِ الْقَوْمِ مِنْهُمْ .

یہ باب ہے کہ بھانجا قوم کا ایک فرد ہوتا ہے

2609 – اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ قُلْتُ لِاَبِي اِيَاسٍ مُعَاوِيَةَ بْنِ

قُرَّةَ اَسَمِعْتَ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "ابْنُ اُخْتِ الْقَوْمِ مِنْ اَنْفُسِهِمْ" . قَالَ نَعَمْ .

☆☆ شعبہ کہتے ہیں کہ میں نے ابوعیاش سے دریافت کیا: کیا آپ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

بھانجا قوم کا ایک فرد ہوتا ہے۔

انہوں نے جواب دیا: جی ہاں!

2610 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا وَكِيْعٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "ابْنُ اُخْتِ الْقَوْمِ مِنْهُمْ" .

☆☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

بھانجا قوم کا ایک فرد ہوتا ہے۔

باب مَوْلَى الْقَوْمِ مِنْهُمْ .

یہ باب ہے کہ آزاد شدہ غلام بھی قوم کا ایک فرد ہوتا ہے

2611 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ عَنِ ابْنِ اَبِىْ رَافِعٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَعْمَلَ رَجُلًا مِّنْ بَنِىْ مَخْزُوْمٍ عَلَى الصَّدَقَةِ فَاَرَادَ اَبُوْ رَافِعٍ اَنْ يَّتْبَعَهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِنَّ الصَّدَقَةَ لَا تَحِلُّ لَنَا وَاِنَّ مَوْلَى الْقَوْمِ مِنْهُمْ" .

☆☆ حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنومخزوم سے تعلق رکھنے والے ایک شخص کو زکوٰۃ وصول کرنے کا عامل مقرر کیا' حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ نے یہ ارادہ کیا کہ وہ بھی اُس کے پیچھے جائیں (یعنی اُس سے زکوٰۃ لینے کا ارادہ کیا) تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہمارے لیے زکوٰۃ وصول کرنا جائز نہیں ہے اور قوم کا غلام بھی اُن کا ایک فرد ہوتا ہے (یعنی تمہارے لیے بھی اسے لینا مناسب نہیں ہے)۔

2609-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (1598) .

2610-اخرجه البخاري في المناقب، باب ابن اخت القوم منهم و مولى القوم منهم (الحديث 3528)، و في الفرائض، باب مولى القوم من انفسهم و ابن الاخت منهم (الحديث 6762) . واخرجه مسلم في الزكاة، باب اعطاء المولفة قلوبهم على الاسلام و تصبر من قوي ايمانه (الحديث 133) مطولًا و اخرجه الترمذي في المناقب، باب في فضل الانصار و قريش (الحديث 3901) مطولًا . و الحديث عند: البخاري في فرض الخمس، باب ما كان النبي صلى الله عليه وسلم يعطي المولفة قلوبهم و غيرهم من الخمس و نحوه (الحديث 3146)، و في مناقب الانصار، باب غزوة الطائف في شوال سنة ثمان (الحديث 4334)، و في الفرائض، باب مولى القوم من انفسهم و ابن الاخت منهم (الحديث 6761) . تحفة الاشراف (1244) .

2611-اخرجه ابو داؤد في الزكاة، باب الصدقة على بني هاشم (الحديث 1650) . و اخرجه الترمذي في الزكاة، باب ما جاء في كراهية الصدقة للنبي صلى الله عليه وسلم و اهل بيته و مواليه (الحديث 657) . تحفة الاشراف (12018) .

باب الصَّدَقَةِ لَا تَحِلُّ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

یہ باب ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے لیے زکوٰۃ لینا حلال نہیں ہے

2612 - اَخْبَرَنَا زِيَادُ بْنُ اَيُّوْبَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ وَاصِلٍ قَالَ حَدَّثَنَا بَهْزُ بْنُ حَكِيمٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اُتِيَ بِشَيْءٍ سَاَلَ عَنْهُ "اَهَدِيَّةٌ اَمْ صَدَقَةٌ" . فَاِنْ قِيْلَ صَدَقَةٌ لَمْ يَاْكُلْ وَاِنْ قِيْلَ هَدِيَّةٌ بَسَطَ يَدَهُ .

☆☆ بہز بن حکیم اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: جب نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں کوئی چیز پیش کی جاتی تھی تو آپ اُس کے بارے میں دریافت کرتے تھے کہ یہ صدقہ ہے یا تحفہ ہے؟ اگر یہ گزارش کی جاتی کہ یہ صدقہ ہے' تو آپ ﷺ اُسے نہیں کھاتے تھے اور اگر یہ گزارش کی جاتی کہ یہ تحفہ ہے' تو آپ ﷺ اپنا ہاتھ آگے بڑھا دیتے تھے۔

باب اِذَا تَحَوَّلَتِ الصَّدَقَةُ .

یہ باب ہے کہ جب صدقے کی حیثیت تبدیل ہو جائے (تو حکم مختلف ہوگا)

2613 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَزِيْدَ قَالَ حَدَّثَنَا بَهْزُ بْنُ اَسَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا اَرَادَتْ اَنْ تَشْتَرِيَ بَرِيْرَةَ فَتُعْتِقَهَا وَاَنَّهُمُ اشْتَرَطُوْا وَلَائَهَا فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "اشْتَرِيْهَا وَاَعْتِقِيْهَا فَاِنَّ الْوَلَاءَ لِمَنْ اَعْتَقَ" . وَخُيِّرَتْ حِيْنَ اُعْتِقَتْ وَاُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلَحْمٍ فَقِيْلَ هٰذَا مِمَّا تُصُدِّقَ بِهٖ عَلٰى بَرِيْرَةَ . فَقَالَ "هُوَ لَهَا صَدَقَةٌ وَّلَنَا هَدِيَّةٌ" . وَكَانَ زَوْجُهَا حُرًّا .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ اُنہوں نے بریرہ کو خرید کر آزاد کرنے کا ارادہ کیا تو اُس کے مالکان نے اُس کی ولاء کی شرط رکھی' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس بات کا تذکرہ نبی اکرم ﷺ سے کیا تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم اُسے خرید کر آزاد کر دو کیونکہ ولاء کا حق آزاد کرنے والے کو حاصل ہوتا ہے۔ جب بریرہ آزاد ہو گئی تو اُسے اختیار دیا گیا کہ وہ اپنے شوہر کے ساتھ رہنا چاہتی ہے یا نہیں رہنا چاہتی۔ ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں گوشت پیش کیا گیا تو یہ گزارش کی گئی کہ یہ وہ گوشت ہے جو بریرہ کو صدقہ کے طور پر دیا گیا تھا' تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ اُس کے لیے صدقہ ہے اور تمہارے لیے

2612-اخرجه الترمذي في الزكاة، الهدقة لا تحل للنبي صلى الله عليه وسلم (الحديث 656) . تحفة الاشراف (11386) .

2613-اخرجه البخاري في الزكاة، باب الصدقة على موالي ازواج النبي صلى الله عليه وسلم (الحديث 1493)، و في الطلاق، باب 17 . الحديث 5284)، و في الفرائض، باب الولاء لمن اعتق و ميراث اللقيط (الحديث 6751) بنحوه . و اخرجه النسائي في الطلاق، باب خيار الامة تعتق و زوجها حر (الحديث 3450) . و الحديث عند البخاري في كفارات الايمان، باب اذا اعتق في الكفارة لمن يكون ولاؤه (الحديث 6717) . تحفة الاشراف (15930) .

ہدیہ ہے۔ (راوی کہتے ہیں: اُس خاتون کا شوہر آزاد شخص تھا)

مسئلہ تملیک کا بیان

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ بریرہ کے متعلق تین احکام سامنے آئے پہلا حکم تو یہ کہ جب وہ آزاد ہوئی تو اسے اپنے خاوند کے بارے میں اختیار دیا گیا (دوسرا حکم یہ کہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میراث کا حق اس شخص کے لئے ہے جس نے آزاد کیا (تیسرا حکم یہ کہ ایک دن) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں تشریف لائے تو گوشت کی ہانڈی پک رہی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے روٹی اور گھر کا سالن لایا گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا میں نے وہ ہانڈی نہیں دیکھی جس میں گوشت ہے؟ یعنی جب گوشت پک رہا ہے تو وہ مجھے کیوں نہیں دیا گیا؟ عرض کیا گیا کہ بے شک ہانڈی میں گوشت پک رہا ہے لیکن وہ گوشت بریرہ کو بطور صدقہ دیا گیا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو صدقہ نہیں کھاتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ گوشت بریرہ کے لئے صدقہ ہے اور ہمارے لئے ہدیہ ہے۔ (بخاری و مسلم، مشکوٰۃ المصابیح، جلد دوم، رقم الحدیث، 323)

حدیث کے ابتدائی الفاظ کا مطلب یہ ہے کہ بریرہ جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی آزاد کردہ لونڈی تھیں اس کے سبب تین شرعی احکام نافذ ہوئے پہلا حکم تو یہ کہ جب بریرہ آزاد ہوئی تو اسے اختیار دے دیا گیا کہ چاہے تو وہ اپنے خاوند کہ جس کا نام مغیث تھا کے نکاح میں رہے یا اس سے جدائی اور علیحدگی اختیار کر لے۔ یہ علماء کے یہاں "خیار عتق" کہلاتا ہے یعنی جو لونڈی کسی کے نکاح میں ہو تو آزاد ہونے کے بعد اسے اختیار ہے کہ چاہے تو خاوند کے نکاح میں رہے چاہے اس سے جدائی اختیار کر لے لیکن حضرت امام شافعی فرماتے ہیں کہ لونڈی کو یہ اختیار اس وقت حاصل ہوگا جب کہ اس کا خاوند غلام ہو حنفیہ کہتے ہیں کہ اس کا خاوند خواہ غلام ہو خواہ آزاد ہو وہ دونوں صورتوں میں مختار ہوگی۔

بریرہ کا خاوند مغیث غلام تھا جب بریرہ نے آزاد ہونے کے بعد اس سے جدائی اختیار کر لی گویا اسے قبول نہیں کیا تو مغیث بڑا ہی پریشان ہوا یہاں تک کہ وہ بریرہ کے عشق و فراق میں روتا اور فریاد کرتا پھرتا رہا مگر بریرہ نے اس کا کوئی اثر نہیں لیا اور اس سے علیحدہ ہی رہی۔ بریرہ کے سبب سے دوسرا حکم یہ نافذ ہوا کہ ولاء یعنی لونڈی کی میراث اس شخص کے لئے ہے جس نے اسے آزاد کیا ہوگا۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ بریرہ ایک یہودی کی لونڈی تھی جس نے اسے مکاتب کر دیا تھا یعنی یہودی نے اسے یہ کہہ دیا تھا کہ جب تو اتنے درہم دے دے گی تو آزاد ہو جائے گی جب بریرہ مطلوبہ تعداد میں درہم فراہم کرنے سے عاجز ہوگئی تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضرت ہوئی تاکہ اگر وہ کچھ دے دیں تو اپنے مالک کو دے کر آزادی کا خلعت زیب تن کرے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اپنے مالک سے پوچھ اگر وہ تجھے بیچے تو میں خرید لیتی ہوں۔ بریرہ اپنے مالک کے پاس گئی اور اس سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خواہش بیان کی وہ فروخت کرنے پر تیار ہو گیا مگر اس نے یہ بھی کہا کہ میں اس شرط پر فروخت کرنے کے لئے تیار ہوں کہ ولاء یعنی بریرہ کی میراث کے ہم حقدار ہوں گے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ یہودی اس طرح کہتے ہیں اور ان کی یہ شرط ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہودی غلط کہتے ہیں اور بکواس کرتے ہیں میراث کا حق اسی کو ہوتا ہے جو آزاد کرتا ہے عائشہ رضی اللہ عنہ تم اس سے خرید کر

آزاد کردہ اس کی میراث تمہارے لئے ہوگی، یہودیوں کی یہ شرط باطل ہے۔

تیسرا حکم جو بریرہ کے سبب سے نافذ ہوا اس کا ذکر حدیث کے آخر میں کیا گیا ہے اس کا حاصل اور مطلب یہ ہے کہ اگر مستحق زکوۃ کو زکوۃ کا مال دیا جائے اور مستحق زکوۃ وہ مال لے کر ایسے شخص کو دے دے جو زکوۃ کا مستحق نہیں ہے تو اس کے لئے یہ مال حلال و جائز ہوگا کیونکہ زکوۃ دینے والے نے تو ایک صحیح شخص اور مستحق کو مال دے دیا اور وہ مال اس مستحق زکوۃ کی ملکیت ہوگا اب وہ جس شخص کو بھی اپنا مال دے گا جائز اور درست ہوگا اصطلاح میں اسے "تملیک" کہا جاتا ہے جو جائز اور حلال ہے۔

بَاب شِرَاءِ الصَّدَقَةِ .

یہ باب صدقے کو خرید لینے کے بیان میں ہے

2614 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ يَقُوْلُ حَمَلْتُ عَلٰى فَرَسٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فَاَضَاعَهُ الَّذِيْ كَانَ عِنْدَهُ وَاَرَدْتُ اَنْ اَبْتَاعَهُ مِنْهُ وَظَنَنْتُ اَنَّهُ بَائِعُهُ بِرُخْصٍ فَسَاَلْتُ عَنْ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "لَا تَشْتَرِهِ وَاِنْ اَعْطَاكَهُ بِدِرْهَمٍ فَاِنَّ الْعَائِدَ فِيْ صَدَقَتِهٖ كَالْكَلْبِ يَعُوْدُ فِيْ قَيْئِهٖ" .

☆☆ زید بن اسلم اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے: میں نے اللہ کی راہ میں ایک گھوڑا صدقہ کیا' جس شخص کو وہ گھوڑا دیا تھا' اُس نے اُس کو ضائع کیا تو میں نے اُس سے اُس گھوڑے کو خریدنے کا ارادہ کیا' میرا یہ خیال تھا کہ اُسے فروخت کرنے والا کم قیمت میں اُسے دیدے گا' میں نے اس بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم اُسے نہ خریدو اگر چہ وہ ایک درہم کے عوض میں تمہیں یہ دے رہا ہو' کیونکہ صدقے کو واپس لینے والا شخص اُس کتے کی مانند ہے جو اپنی قے کو چاٹ لیتا ہے۔

صدقہ واپس لینے والے کی مثال کا بیان

حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے ہبہ کو واپس لینے والا یعنی کسی کو کوئی چیز بطور ہدیہ وتحفہ دے کر پھر اسے واپس لے لینے والا) اس کتے کی طرح ہے جو اپنی قے چاٹتا ہے اور ہمارے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ ہم کسی بری مثال سے تشبیہ دیئے جائیں۔ (بخاری، مشکوۃ المصابیح، جلد سوم، رقم الحدیث، 233)

حدیث کے آخری جملے کا مطلب یہ ہے کہ ہماری ملت اور ہماری قوم جس عزوشرف کی حامل ہے اور اس انسانیت کے جن اعلی اصول اور شرافت وتہذیب کے جس بلند معیار سے کے نوازا گیا ہے اس کے پیش نظر ہماری ملت وقوم کے کسی بھی فرد کے

2614-اخرجه البخاري في الزكاة، هل يشتري صدقته (الحديث 1490)، و في الهبة، باب لا يحل لا حد ان يرجع في هبته و صدقته (الحديث 2623)، و باب اذا حمل رجل على فرس فهو كالعمرى و الصدقة (الحديث 2636) مختصراً، باب الجعائل و الحملان في السبيل (الحديث 2970) مختصراً، و في الجهاد، باب اذا حمل على فرس فرآها تباع (الحديث 3003) . و اخرجه مسلم في الهبات، باب كراهة شراء الانسان ما تصدق به ممن تصدق عليه (الحديث 1 و 2) . و اخرجه ابن ماجه في الصدقات، باب الرجوع في الصدقة (الحديث 2390) مختصراً . تحفة الاشراف (10385) .

لئے یہ بات قطعاً مناسب نہیں ہے کہ وہ کوئی بھی ایسا کام کرے جو اس کے ملی شرف اور اس کی قومی عظمت کے منافی ہو اور اس کی وجہ سے اس پر کوئی بری مثال چسپاں کی جائے۔ اس سے گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرف اشارہ فرمایا کہ کسی کو کوئی چیز بطور ہدیہ وتحفہ دے کر واپس لینا چونکہ ایسا ہی ہے جیسا کہ کتا اپنی قے چاٹ لیتا ہے اس لئے کسی مسلمان کے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ کسی کو اپنی کوئی چیز ہدیہ کرے اور پھر اسے واپس لے لے اور اس طرح اس پر یہ بری مثال چسپاں کی جانے لگے۔

یہ تو حدیث کی وضاحت اور اس سے پیدا ہونیوالا ایک اخلاقی اور نفسیاتی پہلو تھا لیکن اس کا فقہی اور شرعی پہلو یہ ہے کہ امام اعظم ابوحنیفہ کے مسلک کے مطابق کسی کو کوئی چیز بطور ہبہ یا بطور صدقہ دینا اور پھر لینے والے کے قبضے میں اس چیز کے چلے جانے کے بعد اس کو واپس لے لینا جائز تو ہے مگر مکروہ ہے البتہ بعض صورتوں میں جائز نہیں ہے جس کی تفصیل دوسری فصل کی پہلی حدیث کے ضمن میں ذکر کی جائے گی اور اس بارے میں ایک حدیث بھی منقول ہے۔ یہاں مذکور یہ حدیث کے بارے میں حنفیہ یہ کہتے ہیں کہ یہ کراہت پر محمول ہے اور اس کا مقصد یہ ظاہر کرنا ہے کہ کسی کوئی چیز دے کر واپس لے لینا بے مروتی اور غیر پسندیدہ بات ہے۔

لیکن بقیہ تینوں ائمہ یعنی حضرت امام شافعی حضرت امام مالک اور حضرت امام احمد بن حنبل کے نزدیک چونکہ یہ حدیث حرمت پر محمول ہے اس لئے ان تینوں کا مسلک یہ ہے کہ ہدیہ اور صدقہ دے کر واپس لے لینا جائز نہیں ہے البتہ حضرت امام شافعی یہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی باپ اپنے بیٹے کو کوئی چیز ہبہ کرے تو وہ اس سے واپس لے سکتا ہے۔ ایک روایت کے مطابق حضرت امام احمد کا قول بھی یہی ہے اور آگے آنیوالی بعض احادیث بھی ان پر دلالت کرتی ہیں لیکن ان احادیث کے جو معنی حنفیہ نے مراد لئے ہیں وہ بھی آگے مذکور ہوں گے۔

صدقہ والی چیز کو خریدنے کی ممانعت کا بیان

2615 - اَخْبَرَنَا هَارُوْنُ بْنُ اِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عُمَرَ اَنَّهُ حَمَلَ عَلٰى فَرَسٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَرَآهَا تُبَاعُ فَاَرَادَ شِرَائَهَا فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا تَعْرِضْ فِيْ صَدَقَتِكَ" .

☆☆ سالم بن عبداللہ اپنے والد کے حوالے سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: اُنہوں نے اللہ کی راہ میں ایک گھوڑا صدقہ کیا' پھر اُنہوں نے اُس گھوڑے کو فروخت ہوتے دیکھا تو اُسے خریدنے کا ارادہ کیا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے فرمایا: اپنے دیئے ہوئے صدقے کی طرف توجہ نہ دو۔

2616 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ اَنْبَاَنَا حُجَيْنٌ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يُحَدِّثُ اَنَّ عُمَرَ تَصَدَّقَ بِفَرَسٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ

2615-اخرجه الترمذي في الزكاة، باب ما جاء في كراهية العود في الصدقة (الحديث 668) . تحفة الاشراف (10526) .

2616-اخرجه البخاري في الزكاة، باب هل يشتري صدقته (الحديث 1489) . تحفة الاشراف (6882) .

فَوَجَدَهَا تُبَاعُ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاَرَادَ اَنْ يَّشْتَرِيَهُ ثُمَّ اَتَى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَاْمَرَهُ فِيْ ذٰلِكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا تَعُدْ فِيْ صَدَقَتِكَ" .

☆☆ سالم بن عبداللہ بیان کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما یہ بات بیان کیا کرتے تھے کہ ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اللہ کی راہ میں ایک گھوڑا صدقہ کیا' پھر اُنہوں نے اُس گھوڑے کو فروخت کرتے ہوئے پایا تو اُسے خریدنے کا ارادہ کیا' وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں دریافت کیا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم اپنے صدقے کو واپس نہ لو۔

2617 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرٌ وَّيَزِيْدُ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اِسْحَاقَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ عَتَّابَ بْنَ اَسِيْدٍ اَنْ يَّخْرِصَ الْعِنَبَ فَتُؤَدّٰى زَكَاتُهُ زَبِيْبًا كَمَا تُؤَدّٰى زَكَاةُ النَّخْلِ تَمْرًا .

☆☆ سعید بن مسیب بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عتاب بن اُسید رضی اللہ عنہ کو یہ ہدایت کی کہ وہ انگوروں کا اندازہ لگائیں اور اُن کی زکوٰۃ کشمش کی شکل میں ادا کر دی جائے' جس طرح کھجور کے درخت کی زکوٰۃ کھجوروں کی شکل میں ادا کر دی جاتی ہے۔

2617-اخرجه ابو داؤد في الزكاة، باب في خرص العنب (الحديث 1603 و 1604) و اخرجه الترمذي في الزكاة، باب ما جاء في الخرص (الحديث 644) . و اخرجه ابن ماجه في الزكاة، باب خرص النخل و العنب (الحديث 1819) بمعناه . تحفة الاشراف (9748) .

كِتَابُ مَنَاسِكِ الْحَجِّ

یہ کتاب مناسک حج کے بیان میں ہے

حج کے لغوی وشرعی معنی کا بیان

لغوی رُو سے حج کا معنی قصد کرنا، زیارت کا ارادہ کرنا ہے۔ اصطلاحِ شریعت میں مخصوص اوقات میں خاص طریقوں سے ضروری عبادات اور مناسک کی بجا آوری کے لئے بیت اللہ کا قصد کرنا، کعبۃ اللہ کا طواف کرنا اور میدانِ عرفات میں ٹھہرنا حج کہلاتا ہے۔ لغت کے اعتبار سے حج کے معنی ہیں کسی باعظمت چیز کی طرف جانے کا قصد کرنا اور اصطلاح شریعت میں کعبہ مکرمہ کا طواف اور مقام عرفات میں قیام انہیں خاص طریقوں سے جو شارع نے بتائے ہیں اور اسی خاص زمانے میں جو شریعت سے منقول ہے، حج کہلاتا ہے۔ حج دین کے ان پانچ بنیادی ستونوں میں سے ایک عظیم القدر ستون ہے جن پر اسلام کے عقائد و اعمال کی پوری عمارت کھڑی ہوئی ہے حج کا ضروری ہونا (جس کو اصطلاح فقہ میں فرض کہا جاتا ہے) قرآن مجید سے اسی طرح صراحت کے ساتھ ثابت ہے جس طرح زکوٰۃ کی فرضیت ثابت ہے۔

علامہ ابن منظور افریقی لکھتے ہیں: حج دینِ اسلام کا پانچواں رکن ہے، جس کے لفظی معنی ہیں قصد کرنا، کسی جگہ ارادے سے جانا جبکہ اصطلاح شریعت میں اس سے مراد مقررہ دنوں میں مخصوص عبادات کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے گھر کی زیارت کرنا ہے۔

(ابن منظور افریقی، لسان العرب، 3:(52

حج کے مقررہ دنوں کے علاوہ بھی کسی وقت مخصوص عبادات کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے گھر کی زیارت کرنے کو عمرہ کہتے ہیں۔ اصطلاحِ شریعت میں عمرہ سے مراد شرائطِ مخصوصہ اور افعالِ خاصہ کے ساتھ بیت اللہ شریف کی زیارت کرنا ہے۔

(الجزیری، الفقہ علی المذاہب الاربعۃ، 1:(1121)

حج کی وجہ تسمیہ کا بیان

امام قرطبی رحمہ اللہ تعالیٰ تفسیر قرطبی میں کہتے ہیں۔ عرب کے ہاں حج معلوم ومشہور تھا، اور جب اسلام آیا تو انہیں اس سے ہی مخاطب کیا جسے وہ جانتے تھے اور جس کی انہیں معرفت تھی اسے ان پر لازم بھی کیا۔

(تفسیر القرطبی (2 / 92) احکام القرآن لابن العربی، ج ا ص ۲۸۶)

ملا علی قاری حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: حج کے اصل معنی ارادے کے ہیں، کسی چیز کا ارادہ کیا جائے تو کہا جاتا ہے "حججت الشئی"۔ شریعت کی اصطلاح میں بیت اللہ شریف کی از راہِ تعظیم مخصوص اعمال کے ساتھ زیارت کا ارادہ کرنے کا نام حج ہے۔

حج "ح" کے زبر اور "ح" کے زیر دونوں طرح یہ لفظ نقل کیا گیا ہے اور قرآن مجید میں بھی دونوں طریقوں پر قرات جائز ہے۔(عمدۃ القاری، ج ۱۴، ص ۱۷۲، بیروت)

حج کی اہمیت وفضیلت کا بیان

(۱)۔ حج اسلامی ارکان میں سے پانچواں رکن ہے۔ (۲)۔ حج ان گناہوں کو مٹا دیتا ہے جو پیشتر ہوئے ہیں۔ (مسلم) (۳)۔ حج کمزوروں اور عورتوں کا جہاد ہے۔ (ابن ماجہ) (۴)۔ حج محتاجی کو ایسا دور کرتا ہے جیسے بھٹی لوہے کے میل کو (ترمذی)۔(۵) حج مبرور کا ثواب جنت ہی ہے۔(ترمذی)(۶)۔ حاجی کی مغفرت ہو جاتی ہے اور جس کے لیے حاجی استغفار کرے اس کی بھی (طبرانی) (۷)۔حاجی اپنے گھر والوں میں سے چار سو کی شفاعت کرے گا۔(بزار) (۸)۔ حاجی اللہ کے وفد ہیں، اللہ نے انہیں بلایا یہ حاضر ہوئے انہوں نے سوال کیا اللہ نے انہیں دیا۔(بزار)(۹)۔ حاجی کے لیے دنیا میں عافیت ہے اور آخرت میں مغفرت۔ (طبرانی)(۱۰)۔ جو حج کے لیے نکلا اور مر گیا قیامت تک اس کے لیے حج کرنے والے کا ثواب لکھا جائے گا، اس کی پیشی نہیں ہوگی اور بلا حساب جنت میں جائے گا۔(دار قطنی)

(۱۱)۔ جس نے حج کیا یا عمرہ وہ اللہ کی ضمان میں ہے، اگر مر جائے گا تو اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل فرمائے گا اور گھر کو واپس کر دے تو اجر وغنیمت کے ساتھ واپس کریگا۔(طبرانی)

(۱۲)۔ مختلف قوموں، مختلف نسلوں، مختلف زبانوں، مختلف رنگوں اور مختلف ملکوں کے اشخاص میں رابطۂ دین کو مضبوط کرنے اور ساری کائنات کے مسلمانوں کو دین واحد کی وحدت میں شامل ہونے کے لیے حج اعلیٰ ترین ذریعہ بھی ہے۔ احکامِ اسلام کا منشا بھی یہی ہے کہ افرادِ مختلفہ کو ملتِ واحدہ بنا کر کلمہ توحید پر جمع کر دیا جائے۔

(۱۳)۔ حج میں سب کے لیے وہ سادہ بغیر سلا لباس جو ابو البشر سیّد آدم علیہ السلام کا تھا تجویز کیا گیا ہے تاکہ ایک ہی رسول، ایک ہی قرآن، ایک ہی کعبہ پر ایمان رکھنے والے ایک ہی صورت، ایک ہی لباس، ایک ہی ہیت اور ایک ہی سطح پر نظر آئیں اور چشمِ ظاہر بین کو بھی اتحادِ معنوی رکھنے والوں کے اندر کوئی اختلاف ظاہری محسوس نہ ہو سکے۔

(۱۴)۔ حج سے مقصود شوکتِ کا اظہار بھی ہے اور مسلمانوں کو بحری، بری اور اب فضائی سفروں سے جو فوائد سمندروں، میدانوں اور فضاؤں سے حاصل ہو سکتے ہیں وہ بھی اس مقصود کے ضمن میں داخل ہیں۔

(۱۵)۔ بادشاہ کا جو مقصود شاندار درباروں کے انعقاد سے۔ کانفرنس کا جو مقصود سالانہ جلسوں کے اجتماع سے

(۱۶) اور ایوانِ تجارت کا جو مقصود عالمگیر نمائشوں کے قیام سے ہوتا ہے وہ سب حج کے اندر ملحوظ ہیں۔

(۱۷)۔ آثار قدیمہ اور طبقات الارض کے ماہرین کو تاریخ عالم کے محققین کو، جغرافیہ عالم کے ماہرین کو جن باتوں کی تلاش وطلب ہوتی ہے وہ سب امور حج سے پورے ہو جاتے ہیں۔

(۱۸)۔ حج کے مقامات عموماً پیغمبرانہ شان اور ربانی نشان کی جلوہ گاہ ہیں جہاں پہنچ کر اور جنہیں دیکھ کر ان مقدس روایات کی یادیں تازہ ہو جاتی ہیں اور خدائی رحمت و برکت کے وہ واقعات یاد آ جاتے ہیں۔ جو ان سے وابستہ ہیں الغرض محمد رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم جس شریعت کا صحیفہ لے کر آئے اس کی سب سے بڑی خصوصیت یہی ہے کہ وہ دین و دنیا کی جامع ہے اور اس کا ایک ایک حرف مصلحتوں اور حکمتوں کے دفتروں سے معمور ہے اور اس کے احکام وعبادات کے دنیاوی و اخروی فوائد واغراض خود بخود چشم حق بین کے سامنے آجاتے ہیں اور تا قیامت آتے رہیں گے۔

حدیث شریف میں فرمایا گیا کہ جس نے خدا کے لیے حج کیا اور اس میں ہوسِ نفسانی اور گناہ کی باتوں سے بچا تو وہ ایسا ہو کر لوٹتا ہے جیسے اس دن تھا جس دن اس کی ماں نے اسے جنا۔

یعنی حاجی ایک نئی زندگی ایک نئی حیات اور ایک نیا دور شروع کرتا ہے جس میں دین و دنیا دونوں کی بھلائیاں اور کامیابیاں شامل ہوتی ہیں، تو حج اسلام کا صرف مذہبی رکن ہی نہیں بلکہ وہ اخلاقی، معاشرتی، اقتصادی، سیاسی یعنی قومی وملی زندگی کے ہر رخ اور ہر پہلو پر حاوی اور مسلمانوں کی عالمگیر بین الاقوامی حیثیت کا سب سے بڑا بلند منارہ ہے۔

حج کے اخلاقی فوائد کیا ہیں؟

عام مسلمان جو دور دراز مسافتوں کو طے کر کے اور ہر قسم کی مصیبتوں کو جھیل کر دریا، پہاڑ، جنگل، آبادی اور صحرا کو عبور کر کے یہاں جمع ہوتے، ایک دوسرے سے ملتے، ایک دوسرے کے درد وغم سے واقف اور حالات سے آشنا ہوتے ہیں جس سے ان میں باہمی اتحاد اور تعاون کی روح پیدا ہوتی ہے اور سب مل کر باہم ایک قوم ایک نسل اور ایک خاندان کے افراد نظر آتے ہیں۔

حج کے لیے یہ ضروری ہے کہ احرام باندھنے سے لے کر احرام اتارنے تک ہر حاجی نیکی و پاکبازی اور امن وسلامتی کی پوری تصویر ہو، وہ لڑائی جھگڑا اور دنگا فساد نہ کرے، کسی کو تکلیف نہ دے یہاں تک کہ بدن یا کپڑوں کی جوں یہاں تک کہ کسی چیونٹی تک کو نہ مارے شکار تک اس کے لیے جائز نہیں کیونکہ وہ اس وقت ہمہ تن صلح وآشتی اور مجسم امن وامان ہوتا ہے۔

قرآن کریم کا ارشاد ہے "فلا رفث ولا فسوق ولا جدال فی الحج"

یعنی حالتِ احرام میں نہ عورتوں کے سامنے شہوانی تذکرہ ہو، نہ کوئی گناہ، نہ کسی سے جھگڑا۔

کیسا صریح حکم ہے کہ زمانہ حج میں حالتِ احرام میں اشارۃً یا کنایۃً بھی شہوانی خیالات زبان پر نہ لائے جائیں پھر حالت احرام میں جب متعدد جائز مشغلے مثلاً شکار ناجائز ہو جاتے ہیں تو بڑی چھوٹی قسم کی معصیت و نافرمانی کی گنجائش ظاہر ہے کہاں نکل سکتی ہے، یونہی اس زمانہ میں مار پیٹ، ہاتھا پائی الگ رہی زبانی حجت وتکرار جو اکثر ایسے موقعوں پر ہو جایا کرتی ہے سب احرام کی حالت میں ممنوع ہے۔ حتیٰ کہ خادم کو ڈانٹنا تک جائز نہیں۔

اور عبادت میں طہارت و پاکیزگی کا اسلام کا قائم کیا ہوا یہ وہ معیار ہے جو آپ اپنا جواب ہے اور جس نے اپنوں ہی کو نہیں بیگانوں کو بھی متاثر کیا ہے۔

باب وُجُوبِ الْحَجِّ .

یہ باب وجوب حج کے بیان میں ہے

حج کی فرضیت کا بیان

2618 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ الْمُخَرِّمِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو هِشَامٍ - وَاسْمُهُ الْمُغِيرَةُ بْنُ سَلَمَةَ - قَالَ حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ خَطَبَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ فَقَالَ "إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ فَرَضَ عَلَيْكُمُ الْحَجَّ" . فَقَالَ رَجُلٌ فِي كُلِّ عَامٍ فَسَكَتَ عَنْهُ حَتّٰى أَعَادَهُ ثَلَاثًا فَقَالَ "لَوْ قُلْتُ نَعَمْ لَوَجَبَتْ وَلَوْ وَجَبَتْ مَا قُمْتُمْ بِهَا ذَرُونِي مَا تَرَكْتُكُمْ فَإِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِكَثْرَةِ سُؤَالِهِمْ وَاخْتِلَافِهِمْ عَلٰى أَنْبِيَائِهِمْ فَإِذَا أَمَرْتُكُمْ بِالشَّيْءِ فَخُذُوا بِهِ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَإِذَا نَهَيْتُكُمْ عَنْ شَيْءٍ فَاجْتَنِبُوهُ" .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو خطبہ دے رہے تھے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تم پر حج فرض کیا ہے' ایک شخص نے دریافت کیا: کیا ہر سال میں؟ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے' اُس شخص نے تین مرتبہ اپنا سوال دُہرایا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر میں ہاں کہہ دیتا تو یہ لازم ہو جاتا اور اگر یہ لازم ہو جاتا تو تم اسے ادا نہیں کر پاتے' جو چیز میں بیان نہیں کرتا ہوں' تم مجھے اُس کے بارے میں ایسے ہی رہنے دیا کرو کیونکہ تم سے پہلے کے لوگ اپنے انبیاء سے بکثرت (غیر ضروری) سوالات کرنے کی وجہ سے اور اُن سے اختلاف رکھنے کی وجہ سے ہلاکت کا شکار ہو گئے تھے' جب میں تمہیں کسی چیز کے بارے میں حکم دوں تو تم اُسے حاصل کرلو' جہاں تک تم سے ہوسکتا ہے (اُس پر عمل کرو) اور جب تمہیں کسی چیز سے منع کر دوں تو تم اُس سے اجتناب کرو۔

2619 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ النَّيْسَابُورِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ أَنْبَأَنَا مُوسَى بْنُ سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الْجَلِيلِ بْنُ حُمَيْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سِنَانٍ الدُّؤَلِيِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ فَقَالَ "إِنَّ اللّٰهَ تَعَالَى كَتَبَ عَلَيْكُمُ الْحَجَّ" . فَقَالَ الْأَقْرَعُ بْنُ حَابِسٍ التَّمِيمِيُّ كُلَّ عَامٍ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَسَكَتَ فَقَالَ "لَوْ قُلْتُ نَعَمْ لَوَجَبَتْ ثُمَّ إِذًا لَا تَسْمَعُونَ وَلَا تُطِيعُونَ وَلٰكِنَّهُ حَجَّةٌ وَاحِدَةٌ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے' آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تم پر حج کو لازم کیا ہے' تو اقرع بن حابس تمیمی رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ! کیا ہر سال؟ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے'

2618-اخرجه مسلم في الحج، باب فرض الحج مرة في العمر (الحديث 412) . تحفة الاشراف (14367) .

2619-اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب فرض الحج (الحديث 1721) بنحوه مختصرًا و اخرجه ابن ماجه في المناسك، باب فرض الحج (الحديث 2886) بنحوه مختصراً . تحفة الاشراف (6556) .

آپ ﷺ نے فرمایا: اگر میں ہاں کہہ دیتا تو یہ لازم ہو جاتا پھر تم نے اس حکم کی فرمانبرداری نہیں کرنی تھی لیکن حج ایک ہی مرتبہ (فرض ہے)۔

حج کی فرضیت میں فقہی مذاہب اربعہ کا بیان

علامہ علی بن سلطان ملا علی قاری حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: حج کی فرضیت قرآن وسنت اور اجماع سے محکم ہے۔ قرآن میں اس کی دلیل یہ ہے کہ لوگوں پر بیت اللہ کا حج لازم ہے جو اس کی اس راہ کی طاقت رکھتا ہو" اس آیت میں کلمہ "علی" جو ایجاب کے لئے آیا ہے۔ لہٰذا حج فرض ہے۔ جبکہ احادیث میں اس کی فرضیت میں کثیر احادیث موجود ہیں۔ جس طرح یہ حدیث ہے۔ حضرت ابن عمر (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے: اس بات پر کہ اللہ کو ایک مانا جائے، نماز کے اہتمام پر، زکوٰۃ کی ادائیگی پر، رمضان کے روزوں پر اور حج پر۔ ایک آدمی نے پوچھا: حج اور رمضان کے روزے؟ انھوں نے کہا: نہیں، رمضان کے روزے اور حج۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسے ہی سنا ہے۔ (صحیح مسلم، رقم، ۱۶) (شرح الوقایہ، ج ۱، ص ۳۵۰، بیروت)

علامہ ابن قدامہ مقدسی حنبلی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: حج کی فرضیت قرآن وسنت اور اجماع سے ثابت ہے۔ قرآن سے اس طرح ثابت ہے کہ "لوگوں پر بیت اللہ کا حج لازم ہے" حدیث کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے جن میں حج کو بیان کیا گیا ہے۔ اور اسی طرح کثیر احادیث ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حج عمر میں ایک مرتبہ فرض ہے اور اسی پر امت کا اجماع ہے۔
(المغنی، ج ۳، ص ۱۶۲، بیروت)

علامہ شرف الدین نووی شافعی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: حج ارکان اسلام میں سے رکن ہے اور اس کے فرائض میں سے فرض ہے۔ اور اس آیت "وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيْلًا" میں واؤ ترتیب کا تقاضہ نہیں کرتی کیونکہ انہوں نے اس سے حج کے رکن ہونے کا استدلال کیا ہے۔ اور احادیث سے جو استدلال ہے اس کا تقاضہ بھی یہ ہے کہ حج فرض ہے۔
(المجموع، ج ۴، ص ۷، بیروت)

علامہ شہاب الدین قرافی مالکی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيْلًا" اس آیت میں حکم کا وصفیت کے طریقے پر بیان ہونا اس کے وجوب پر دلالت کرتا ہے۔ لہٰذا حج فرض ہے۔ اور باقی دلائل اسی طرح ہیں جس طرح پہلے فقہاء مذاہب ثلاثہ کے ہیں۔ (ذخیرہ، ج ۳، ص ۱۶۷، بیروت)

قرآن کے مطابق فرضیت حج کا بیان

(۱) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: وَأَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ۔ (البقرہ) اور تم اللہ کے لئے حج وعمرہ مکمل کرو۔

(۲) وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيْلًا (ال عمران، ۹۷) اور اللہ کے لئے لوگوں پر اس گھر کا حج کرنا ہے جو اس تک چل سکے۔ (کنز الایمان)

اس آیت میں حج کی فرضیت کا بیان ہے اور اس کا کہ استطاعت شرط ہے حدیث شریف میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے

اس کی تفسیر زاد وراحلہ سے فرمائی زاد یعنی توشہ کھانے پینے کا انتظام اس قدر ہونا چاہئے کہ جا کر واپس آنے تک کے لئے کافی ہو اور یہ واپسی کے وقت تک اہل وعیال کے نفقہ کے علاوہ ہونا چاہئے راہ کا امن بھی ضروری ہے کیونکہ بغیر اس کے استطاعت ثابت نہیں ہوتی۔اس سے اللہ تعالٰی کی ناراضی ظاہر ہوتی ہے اور یہ مسئلہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ فرض قطعی کا منکر کافر ہے۔

(۳) وَ اَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَأْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ يَّأْتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ (الحج،۲۷)

اور لوگوں میں حج کی عام ندا کردے۔وہ تیرے پاس حاضر ہوں گے پیادہ اور ہر دبلی اونٹنی پر کہ ہر دور کی راہ سے آتی ہیں

(۴) فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا ۔ فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيْمٌ (البقرہ،۱۵۸)

تو جو اس گھر کا حج یا عمرہ کرے اس پر کچھ گناہ نہیں کہ ان دونوں کے پھیرے کرے۔اور جو کوئی بھلی بات اپنی طرف سے کرے تو اللہ نیکی کا صلہ دینے والا خبردار ہے۔

(۵) وَ اَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖۤ اِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ اَنَّ اللّٰهَ بَرِيْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَرَسُوْلُهٗ فَاِنْ تُبْتُمْ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللّٰهِ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۔(التوبہ،۳)

اور منادی پکار دینا ہے اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے سب لوگوں میں بڑے حج کے دن۔کہ اللہ بیزار ہے مشرکوں سے اور اس کا رسول تو اگر تم توبہ کرو۔تو تمہارا بھلا ہے اور اگر منہ پھیرو۔تو جان لو کہ تم اللہ کو نہ تھکا سکو گے۔ اور کافروں کو خوشخبری سناؤ دردناک عذاب کی۔(کنزالایمان)

ان آیات میں حج کا بیان ہے اور ان میں جو آیت کا استدلال صاحب ہدایہ نے بیان کیا ہے وہ اور دیگر کئی آیات سے حج کی فرضیت ثابت ہے۔لہٰذا اس کے ثبوت قطعیت میں کوئی شبہ نہیں ہے۔اس لئے حج فرض ہے اور اس کی فرضیت کا انکار کرنے والا کافر ہے۔

احادیث کے مطابق فرضیت حج کا بیان

(۱) حضرت امام بخاری رحمہ اللہ آیت قرآنی لانے کے بعد وہ حدیث لائے جس میں صاف صاف ''ان فريضة الله على عباده في الحج ادركت ابي الخ'' کے الفاظ موجود ہیں۔اگرچہ یہ ایک قبیلہ خثعم کی مسلمان عورت کے الفاظ ہیں مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سنا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر کوئی اعتراض نہیں فرمایا۔اس لحاظ سے یہ حدیث تقریری ہوگئی اور اس سے فرضیت حج کا واضح لفظوں میں ثبوت ہوا۔

(۲) میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من ملك زاداً وراحلة تبلغه الى بيت الله ولم يحج فلا عليه ان يموت يهودياً او نصرانيا۔

امام مسلم علیہ الرحمہ اپنی سند کے ساتھ لکھتے ہیں:

(۳) مسلم شریف میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سامنے وعظ فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر حج فرض کیا ہے، پس تم حج کرو۔

(۴) صحیحین میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے: اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور رسول ہیں، او رنماز پڑھنا، اور زکوٰۃ دینا، اور بیت اللہ کا حج کرنا، اور رمضان کے روزے رکھنا۔

(۵) امام ترمذی اپنی سند کے ساتھ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جس شخص کو خرچ اخراجات سواری وغیرہ سفر بیت اللہ کے لیے روپیہ میسر ہو (اور وہ تندرست بھی ہو) پھر اس نے حج نہ کیا تو اس کو اختیار ہے یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر۔ (ترمذی شریف باب ماجاء من التغليظ في ترك الحج)

یہ بڑی سے بڑی وعید ہے جو ایک سچے مرد مسلمان کے لیے ہو سکتی ہے۔ پس جو لوگ باوجود استطاعت کے مکہ شریف کا رخ نہیں کرتے بلکہ یورپ اور دیگر ممالک کی سیر وسیاحت میں ہزار ہا روپیہ برباد کر دیتے ہیں مگر حج کے نام سے ان کی روح خشک ہو جاتی ہے، ایسے لوگوں کو اپنے ایمان واسلام کی خیر مانگنی چاہیے۔ اسی طرح جو لوگ دن رات دنیاوی دھندوں میں منہمک رہتے ہیں اور اس پاک سفر کے لیے ان کو فرصت نہیں ہوتی ان کا بھی دین ایمان سخت خطرے میں ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ جس شخص پر حج فرض ہو جائے اس کو اس کی ادائیگی میں حتیٰ الامکان جلدی کرنی چاہیے۔ اور لیت ولعل میں وقت نہ ٹالنا چاہیے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں ممالک محروسہ میں مندرجہ ذیل پیغام شائع کرایا تھا۔ **لقد هممت ان ابعث رجالا الى هذه الامصار فينظروا كل من كان له جدة ولا يحج فيضربوا عليهم الجزية ماهم بمسلمين ماهم بمسلمين** (نیل الاوطار ج 4 ص 165) میری دلی خواہش ہے کہ میں کچھ آدمیوں کو شہروں اور دیہاتوں میں تفتیش کے لیے روانہ کروں جو ان لوگوں کی فہرست تیار کریں جو استطاعت کے باوجود اجتماع حج میں شرکت نہیں کرتے، ان پر کفار کی طرح جزیہ مقرر کر دیں۔ کیونکہ ان کا دعویٰ اسلام فضول وبیکار ہے وہ مسلمان نہیں ہیں۔

وہ مسلمان نہیں ہیں۔ اس سے زیادہ بدنصیبی کیا ہوگی کہ بیت اللہ شریف جیسا بزرگ اور مقدس مقام اس دنیا میں موجود ہو اور وہاں تک جانے کی ہر طرح سے آدمی طاقت بھی رکھتا ہو اور پھر کوئی مسلمان اس کی زیارت کو نہ جائے جس کی زیارت کے لیے بابا آدم علیہ السلام سینکڑوں مرتبہ پیدل سفر کر کے گئے۔

(٦) اخرج ابن خزيمة وابو الشيخ في العظمة والديلمي عن ابن عباس عن النبي صلى الله عليه وسلم قال ان ادم اتى هذا البيت الف اتية لم يركب قط فيهن من الهند على رجليه۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ آدم علیہ السلام نے بیت اللہ شریف کا ملک ہند سے ایک ہزار مرتبہ پیدل چل کر حج کیا۔ ان حجوں میں آپ کبھی سواری پر سوار ہو کر نہیں گئے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کافروں کے مظالم سے تنگ آ کر مکہ معظمہ سے ہجرت فرمائی تو رخصتی کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجر اسود کو چوما اور آپ وسط مسجد میں کھڑے ہو کر بیت اللہ شریف کی طرف متوجہ ہوئے اور آبدیدہ نم آپ نے فرمایا کہ اللہ کی قسم! تو اللہ کے نزدیک تمام جہاں سے پیارا او بہتر گھر ہے اور یہ شہر بھی اللہ کے نزدیک احب البلاد ہے۔ اگر کفار قریش مجھ کو ہجرت پر مجبور نہ کرتے تو میں تیری جدائی ہرگز اختیار نہ کرتا۔ (ترمذی)

(۷) جب آپ مکہ شریف سے باہر نکلے تو پھر آپ نے اپنی سواری کا منہ مکہ شریف کی طرف کر کے فرمایا: واللہ انك لخير ارض اللہ واحب ارض اللہ الی اللہ ولولا اخرجت منك ماخرجت (احمد، ترمذی، ابن ماجہ)

قسم اللہ کی! اے شہر مکہ تو اللہ کے نزدیک بہترین شہر ہے، تیری زمین اللہ کو تمام روئے زمین سے پیاری ہے۔ اگر میں یہاں سے نکلنے پر مجبور نہ کیا جاتا تو کبھی یہاں سے نہ نکلتا۔

(۸) امام ابن ماجہ اپنی سند کے ساتھ لکھتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں من حج هذا البيت فلم يرفث ولم يفسق رجع كما ولدته امه (ابن ماجہ ص 213)

جس نے پورے آداب و شرائط کے ساتھ بیت اللہ شریف کا حج کیا۔ نہ جماع کے قریب گیا اور نہ کوئی بے ہودہ حرکت کی وہ شخص گناہوں سے ایسا پاک صاف ہو کر لوٹتا ہے جیسا ماں کے پیٹ سے پیدا ہونے کے دن پاک صاف تھا۔

(۹) حضرت ابو ہریرہ کی روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی حج بیت اللہ کے ارادے سے روانہ ہوتا ہے۔ اس شخص کی سواری جتنے قدم چلتی ہے ہر قدم کے عوض اللہ تعالیٰ اس کا ایک گناہ مٹاتا ہے۔ اس کے لیے ایک نیکی لکھتا ہے۔ اور ایک درجہ جنت میں اس کے لیے بلند کرتا ہے۔ جب وہ شخص بیت اللہ شریف میں پہنچ جاتا ہے اور وہاں طواف بیت اللہ اور صفا و مروہ کی سعی کرتا ہے پھر بال منڈواتا یا کترواتا ہے تو گناہوں سے ایسا پاک وصاف ہو جاتا ہے جیسا ماں کے پیٹ سے پیدا ہونے کے دن تھا۔ (ترغیب وترہیب ص 1224)

(۱۰) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً ابن خزیمہ کی روایت ہے کہ جو شخص مکہ معظمہ سے حج کے واسطے نکلا اور پیدل عرفات گیا پھر واپس بھی وہاں سے پیدل ہی آیا تو اس کو ہر قدم کے بدلے کروڑوں نیکیاں ملتی ہیں۔

(۱۱) امام بیہقی نے عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ حج و عمرہ ساتھ ساتھ ادا کرو۔ اس پاک عمل سے فقر کو اللہ تعالیٰ دور کر دیتا ہے اور گناہوں سے اس طرح پاک کر دیتا ہے جیسے بھٹی لوہے کو میل سے پاک کر دیتی ہے۔

(۱۲) حضرت ابن عباس کی روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جس مسلمان پر حج فرض ہو جائے اس کو ادائیگی میں جلدی کرنی چاہیے۔ اور فرصت کو غنیمت جاننا چاہیے۔ نہ معلوم کل کیا پیش آئے اے ز فرصت بے خبر در ہر چہ باشی زود باش۔ میدان عرفات میں جب حاجی صاحبان اپنے رب کے سامنے ہاتھ پھیلا کر دین و دنیا کی بھلائی کے لیے دعا مانگتے ہیں تو اللہ تعالیٰ آسمانوں پر فرشتوں میں ان کی تعریف فرماتا ہے۔ (مسند احمد)

ابویعلیٰ کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ جو حاجی راستے میں انتقال کر جائے اس کے لیے قیامت تک ہر سال حج کا ثواب لکھا جاتا ہے۔

تفاسیر قرآنی کے مطابق فرضیت حج کا بیان

وَ اَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ يَّاْتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ (الحج، ۲۷)

اور لوگوں میں حج کی عام ندا کر دے۔ وہ تیرے پاس حاضر ہوں گے پیادہ اور ہر دبلی اونٹنی پر کہ ہر دور کی راہ سے آتی ہیں۔

(۱) صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: جو اس کی حرمت وفضیلت پر دلالت کرتی ہیں ان نشانیوں میں سے بعض یہ ہیں کہ پرندے کعبہ شریف کے اوپر نہیں بیٹھتے اور اس کے اوپر سے پرواز نہیں کرتے بلکہ پرواز کرتے ہوئے آتے ہیں تو اِدھر اُدھر ہٹ جاتے ہیں اور جو پرند بیمار ہو جاتے ہیں وہ اپنا علاج یہی کرتے ہیں کہ ہوائے کعبہ میں ہو کر گزر جائیں اسی سے انہیں شفا ہوتی ہے اور وُحوش ایک دوسرے کو حرم میں ایذا نہیں دیتے حتیٰ کہ کتے اس سرزمین میں ہرن پر نہیں دوڑتے اور وہاں شکار نہیں کرتے اور لوگوں کے دل کعبہ معظمہ کی طرف کھنچتے ہیں اور اس کی طرف نظر کرنے سے آنسو جاری ہوتے ہیں۔

اور ہر شب جمعہ کو ارواحِ اَولیاء اس کے گرد حاضر ہوتی ہیں اور جو کوئی اس کی بے حرمتی کا قصد کرتا ہے برباد ہو جاتا ہے انہیں آیات میں سے مقام ابراہیم وغیرہ وہ چیزیں ہیں جن کا آیت میں بیان فرمایا گیا (مدارک وخازن واحمدی)

(۲) حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں:

اور یہ حکم ملا کہ اس گھر کے حج کی طرف تمام انسانوں کو بلا۔ مذکور ہے کہ آپ نے اس وقت عرض کی کہ باری تعالیٰ میری آواز ان تک کیسے پہنچے گی؟ جواب ملا کہ آپ کے ذمہ صرف پکارنا ہے آواز پہنچانا میرے ذمہ ہے۔ آپ نے مقام ابراہیم پر یا صفا پہاڑی پر ابوقبیس پہاڑ پر کھڑے ہو کر ندا کی کہ لوگو! تمہارے رب نے اپنا ایک گھر بنایا ہے پس تم اس کا حج کرو۔ پہاڑ جھک گئے اور آپ کی آواز ساری دنیا میں گونج گئی۔ یہاں تک کہ باپ کی پیٹھ میں اور ماں کے پیٹ میں جو تھے انہیں بھی سنائی دی۔ ہر پتھر درخت اور ہر اس شخص نے جس کی قسمت میں حج کرنا لکھا تھا با آواز لبیک پکارا۔ بہت سے سلف سے یہ منقول ہے، پھر فرمایا پیدل لوگ بھی آئیں گے اور سواریوں پر سوار بھی آئیں گے۔ (تفسیر ابن کثیر، حج ۲۷)

اس سے بعض حضرات نے استدلال کیا ہے کہ جسے طاقت ہو اس کے لئے پیدل حج کرنا سواری پر حج کرنے سے افضل ہے اس لئے کہ پہلے پیدل والوں کا ذکر ہے پھر سواروں کا۔ تو ان کی طرف توجہ زیادہ ہوئی اور ان کی ہمت کی قدر دانی کی گئی۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میری یہ تمنا رہ گئی کہ کاش کہ میں پیدل حج کرتا۔ اس لئے کہ فرمان الٰہی میں پیدل والوں کا ذکر ہے۔ لیکن اکثر بزرگوں کا قول ہے کہ سواری پر افضل ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باوجود کمال قدرت وقوت کے پاپیادہ حج نہیں کیا تو سواری پر حج کرنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری اقتدا ہے پھر فرمایا دور دراز سے حج کے لئے آئیں گے

خلیل اللہ علیہ السلام کی دعا بھی یہی تھی کہ آیت (فاجعل افئدة من الناس تهوی الیهم) لوگوں کے دلوں کو اے اللہ تو ان کی طرف متوجہ کر دے۔ آج دیکھ لو وہ کونسا مسلمان ہے جس کا دل کعبے کی زیارت کا مشتاق نہ ہو؟ اور جس کے دل میں طواف کی تمنائیں تڑپ نہ رہی ہوں۔

اجماع امت سے فرضیت حج کا بیان

ملک العلماء علامہ کاسانی رحمہ اللہ اپنی شہرہ آفاق تصنیف بدائع الصنائع میں حج کی فرضیت پر اجماع کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں۔

"واما الإجماع: فلأن الأمة أجمعت على فرضيته "یعنی تمام امت نے حج کی فرضیت پر اجماع کیا ہے۔

حج کے فرض ہونے کی شرائط کی وضاحت کا بیان

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ کون سی چیز حج کو واجب کرتی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زادراہ اور سواری۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

سوال کون سی چیز حج کو واجب کرتی ہے؟ کا مطلب یہ ہے کہ حج واجب ہونے کی شرط کیا ہے؟ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چیز تو زادراہ بتایا جس کی مراد یہ ہے کہ اتنا مال وزر جو سفر حج میں جانے اور آنے کے اخراجات اور تا واپسی اہل وعیال کی ضروریات کے لئے کافی ہو اور دوسری چیز سواری بتائی جس پر سوار ہو کر بیت اللہ تک پہنچا جا سکے اگرچہ حج کے واجب ہونے کی شرطیں اور بھی ہیں مگر یہاں بطور خاص ان ہی دونوں چیزوں کا ذکر اس لئے کیا گیا ہے کہ اصل میں یہی دو شرائط ایسی ہیں جو حج کے لئے بنیادی اور ضروری اسباب کا درجہ رکھتے ہیں۔

یہ حدیث حضرت امام مالک کے مسلک کی تردید کرتی ہے ان کے ہاں اس شخص پر بھی حج واجب ہوتا ہے جو پیادہ چلنے پر قادر ہو اور تجارت یا محنت مزدوری کے ذریعہ سفر حج کے اخراجات کے بقدر روپے پیسے حاصل کر سکتا ہو۔

حج ان شرائط کے پائے جانے کے بعد فرض ہوتا ہے۔ (۱) مسلمان ہونا، کافر پر حج فرض نہیں ہے (۲) آزاد ہونا، لونڈی غلام پر حج فرض نہیں ہے۔ (۳) عاقل ہونا، مجنون، مست اور بے ہوش پر حج فرض نہیں۔ (۴) بالغ ہونا، نابالغ بچوں پر حج فرض نہیں۔ (۵) صحت مند وتندرست ہونا، بیمار، اندھے، لنگڑے، اپاہج پر حج فرض نہیں (۶) قادر ہونا یعنی اس قدر مال کا مالک ہونا جو ضرورت اصلیہ اور قرض سے زائد ہو اور اس کے زادراہ اور سواری کے کرایہ وخرچ کے لئے کافی ہو جائے نیز جن لوگوں کا نفقہ اس کے ذمہ واجب ہے ان کے لئے بھی اس میں سے اس قدر چھوڑ جائے جو اس کی واپسی تک ان لوگوں کو کفایت کر سکے۔ (۷) راستے میں امن ہونا، اس بارے میں اکثر کا اعتبار ہے یعنی اگر اکثر لوگ امن وامان سے پہنچ جاتے ہوں تو حج فرض ہوگا، مثلاً اگر اکثر لوگ راستے میں ڈاکہ زنی وغیرہ سے لٹ جاتے ہوں یا کوئی ایسا دریا اور سمندر حائل ہو جس میں بکثرت جہاز ڈوب جاتے ہوں اور اکثر ہلاک ہو جاتے ہوں یا راستے میں اور کسی قسم کا خوف ہو تو ایسی حالت میں حج فرض نہیں ہوگا، ہاں اگر یہ حادثات کبھی کبھی اتفاقی طور پر ہو جاتے ہیں تو پھر حج کی فرضیت ساقط نہیں ہوگی (۸) عورت کے لئے ہمراہی میں شوہر یا کسی اور

محرم کا موجود ہونا جب کہ اس کے یہاں سے مکہ کی دوری بقدر مسافت سفر یعنی تین دن کی ہو۔ اگر شوہر یا محرم ہمراہی میں نہ ہوں۔ تو پھر عورت کے لئے سفر حج اختیار کرنا جائز نہیں ہے اور محرم کا عاقل بالغ ہونا اور مجوسی و فاسق نہ ہونا بھی شرط ہے۔ محرم کا نفقہ اس عورت پر ہوگا جو اپنے اپنے ساتھ حج میں لے جائے گی۔ نیز جس عورت پر حج فرض ہو وہ اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر بھی محرم کے ساتھ حج کے لئے جا سکتی ہے۔

اگر کوئی نابالغ لڑکا یا غلام احرام باندھنے کے بعد بالغ ہو جائے یا آزاد ہو جائے اور پھر وہ حج پورا کرے تو اس صورت میں فرض ادا نہیں ہوگا! ہاں اگر لڑکا فرض حج کے لئے از سر نو احرام باندھے گا تو صحیح ہو جائے گا۔ لیکن غلام کا احرام فرض حج کے لئے اس صورت میں بھی درست نہیں ہوگا۔

باب وُجُوبِ الْعُمْرَةِ .

یہ باب وجوب عمرہ کے بیان میں ہے

2620 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ سَالِمٍ قَالَ سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ اَوْسٍ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِىْ رَزِيْنٍ اَنَّهُ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اَبِىْ شَيْخٌ كَبِيْرٌ لَا يَسْتَطِيْعُ الْحَجَّ وَلَا الْعُمْرَةَ وَلَا الظَّعْنَ . قَالَ "فَحُجَّ عَنْ اَبِيْكَ وَاعْتَمِرْ" .

☆☆ حضرت ابورزین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! میرے والد عمر رسیدہ شخص ہیں، وہ حج کے لیے یا عمرے کے لیے جانے یا سواری پر سوار ہونے کی استطاعت نہیں رکھتے، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اپنے والد کی طرف سے حج بھی کر لو اور عمرہ بھی کر لو۔

عمرہ کے لغوی معنی کا بیان

علامہ شرنبلالی لکھتے ہیں: عمرہ کا لغوی معنی ہے: زیارت اور اس کا شرعی معنی ہے: بیت اللہ کی زیارت کرنا عمرہ کرنا سنت ہے۔ اس میں میقات سے احرام باندھنا کعبہ کا طواف کرنا صفا اور مروہ میں سعی کرنا اور حلق یا قصر کرنا واجب ہے اور احرام باندھنا شرط ہے اور طواف کا اکثر حصہ فرض ہے۔ (مراقی الفلاح ص ۴۴۵ مطبوعہ مطبع مصطفیٰ البابی واولادہ مصر ۱۳۵۶ھ)

عمرہ کی شرعی حیثیت کا بیان

امام ابوالحسن فرغانی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں عمرہ سنت ہے جبکہ حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ فرض ہے۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عمرہ فرض ہے۔ جس طرح حج فرض ہے۔ اور ہماری دلیل یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حج فرض ہے جبکہ عمرہ تطوع (نفل) ہے۔ لہٰذا عمرے کو کسی وقت کے مقید نہیں کیا گیا۔ اور وہ غیر کی نیت سے بھی ادا ہو جاتا ہے جس طرح

2620-اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب الرجل يحج عن غيره (الحديث 1810) . و اخرجه الترمذي في الحج، باب منه (الحديث 930) و اخرجه النسائي في مناسك الحج، العمرة عن الرجل الذي لا يستطيع (الحديث 2636) . و اخرجه ابن ماجه في المناسك، باب الحج عن الحي اذا لم يستطع (الحديث 2906) . تحفة الاشراف (11173) .

فائت الحج میں ہے اور یہ نفل کی علامت ہے۔

حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ کی بیان کردہ روایت کی تاویل یہ ہے کہ عمرہ اعمال کے ساتھ اسی طرح مقرر ہے جس طرح حج مقرر ہے۔ للہذا تعارض آثار کے ساتھ فرضیت ثابت نہ ہوگی۔ اور فرمایا: عمرہ صرف طواف وسعی ہے اور اسے ہم نے باب التمتع میں ذکر کر دیا ہے اور اللہ ہی سب سے زیادہ جاننے والا ہے۔ (ہدایہ اولین، کتاب الحج، لاہور)

حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب فرمایا کہ لوگو! اللہ نے تم پر حج فرض کیا ہے تو اقرع بن حابس کھڑے ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! کیا ہر سال (حج کرنا فرض ہوا ہے؟) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر چہ میں اس حج کے (ہر سال فرض ہونے کے سوال) کے بارے میں ہاں کہہ دیتا تو یقیناً (ہر سال حج کرنا) واجب (یعنی فرض) ہو جاتا تو نہ تم اس حکم پر عمل کر پاتے اور نہ تم اس کی استطاعت ہی رکھتے، حج پوری زندگی میں بشرط قدرت ایک ہی مرتبہ فرض ہے ہاں جو شخص ایک بار سے زیادہ کرے وہ نفل ہوگا (جس پر اسے بہت زیادہ ثواب ملے گا)۔ (احمد، نسائی، دارمی)

عمرہ واجب نہیں ہے بلکہ عمر بھر میں ایک مرتبہ سنت مؤکدہ ہے عمرہ کے لئے کسی خاص زمانہ کی شرط نہیں ہے، جیسا کہ حج کے لئے ہے بلکہ جس وقت چاہے کر سکتا ہے اسی طرح ایک سال میں کئی مرتبہ بھی عمرہ کیا جا سکتا ہے، البتہ غیر قارن کو ایام حج میں عمرہ کرنا مکروہ ہے ایام حج کا اطلاق یوم عرفہ یوم نحر اور ایام تشریق پر ہوتا ہے۔ عمرہ کا رکن طواف ہے اور اس میں دو چیزیں واجب ہیں ایک تو صفا و مروہ کے درمیان سعی اور دوسرے سر منڈوانے یا بال کتروانا۔ جو شرائط اور سنن و آداب حج کے ہیں وہی عمرہ کے بھی ہیں۔

عمرے وجوب یا عدم وجوب میں فقہی مذاہب کا بیان

علامہ ابن قدامہ مقدسی حنبلی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: جس بندے پر حج فرض ہے دونوں میں روایات میں سے ایک روایت یہ ہے کہ اس پر عمرہ بھی واجب ہے۔ اور یہ ایک روایت حضرت عمر، عبد اللہ بن عمر، عبد اللہ بن عباس، سعید بن میتب، طاؤس، ثوری، اسحاق، مجاہد، حسن، ابن سیرین، شعبی رضی اللہ عنہم اور حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ سے بھی ایک روایت اسی طرح ہے۔

دوسری روایت یہ ہے کہ عمرہ واجب نہیں ہے۔ یہ روایت حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہے حضرت امام مالک ،ابوثور اور اصحاب رائے نے اسی طرح کہا ہے۔ اور یہ حدیث پیش کی ہے کہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ کیا عمرہ واجب ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں بلکہ عمرہ کرنا افضل ہے۔ اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت ہے اور یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حج جہاد ہے اور عمرہ نفل ہے۔ اس کو امام ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔ کیونکہ عمرہ غیر موقت نسک ہے لہٰذا یہ واجب نہیں ہے۔ کیونکہ یہ سال میں کسی بھی وقت کیا جا سکتا ہے۔

ہمارے نزدیک (فقہاء مالکیہ) عمرہ واجب ہے کیونکہ دلیل یہ ہے "وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ" (البقرہ، ۱۹۶) یہاں

عمرے کا عطف حج پر ڈالا گیا ہے۔اور امر وجوب کا تقاضہ کرتا ہے اور معطوف علیہ اور معطوف حکم میں برابری کا تقاضہ کرتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ عمرہ قرینہ کتاب اللہ میں قرینہ حج میں سے ہے۔حضرت رزین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور میں نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ میرے والد گرامی بوڑھے ہیں جو حج اور عمرے کی طاقت نہیں رکھتے۔تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم ان کی طرف سے حج اور عمرہ کرو۔(ابوداؤد، ترمذی، نسائی)

یہ حدیث حسن صحیح ہے۔بہر حال امام ترمذی کی بیان کردہ حدیث کے بارے میں امام شافعی علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ وہ ضعیف ہے اور اس قسم کی حدیث سے عمرے کا نفل ثابت نہیں ہوتا۔علامہ ابن عبدالبر نے کہا ہے کہ اس کی اسانید صحیح نہیں ہے۔
(المغنی، ج ۳، ص ۶۸، بیروت)

عمرے کے عدم وجوب میں فقہ حنفی کے دلائل کا بیان

حضرت عبداللہ بن سلام سے روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کیا تو ہمارے پاس ایک اونٹ تھا مگر ابو معقل نے اس کو راہ خدا میں دے دیا تھا ہم بیمار ہوئے اور ابو معقل اسی بیماری میں فوت ہو گئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم حج کو تشریف لے گئے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم حج سے فارغ ہو کر آئے تو میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا اے ام معقل تم ہمارے ساتھ حج کے لیے کیوں نہ گئیں میں نے عرض کیا میں نے تیاری کر لی تھی لیکن ابو معقل انتقال کر گئے نیز ہمارے صرف ایک اونٹ تھا جس پر ہم حج کرتے مگر ابو معقل نے (مرتے وقت) وصیت کر دی کہ اس اونٹ کو راہ خدا میں دے دیا جائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو تو اسی اونٹ پر حج کے لیے کیوں نہ نکلی کیونکہ حج بھی تو فی سبیل اللہ ہے خیر اب تو ہمارے ساتھ تیرا حج جاتا رہا پس تو رمضان میں عمرہ کر لے کیونکہ رمضان میں عمرہ کرنا (ثواب میں) حج کے برابر ہے ام معقل کہا کرتی تھیں کہ حج پھر حج ہے اور عمرہ عمرہ ہے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے حق میں یہ فرمایا تھا (کہ رمضان میں عمرہ حج کے برابر ہے) پتہ نہیں یہ حکم میرے لیے ہی خاص تھا یا عام تھا۔(سنن ابوداؤد)

تخصیص اوقات سے فضیلت عمرہ سے عدم وجوب کا بیان

امام ابن ماجہ علیہ الرحمہ اپنی اسناد کے ساتھ لکھتے ہیں: حضرت طلحہ بن عبیداللہ سے روایت ہے کہ انہوں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے سنا کہ حج جہاد ہے اور عمرہ نفل ہے۔

حضرت عبداللہ بن اوفی فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے جب عمرہ کیا ہم آپ ﷺ کے ساتھ تھے۔آپ ﷺ نے طواف کیا تو ہم نے آپ کے ساتھ ہی طواف کیا آپ نے نماز ادا کی تو ہم نے آپ کے ساتھ ہی نماز ادا کی اور ہم (آڑ بن کر) آپ ﷺ کو اہل مکہ سے پوشیدہ رکھتے تھے کہ کوئی آپ کو ایذاء نہ پہنچا سکے۔

حضرت وہب بن خنبش فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رمضان میں عمرہ حج کے برابر ہے۔حضرت ہرم بن خنبش بیان فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا رمضان المبارک میں عمرہ کرنا حج کے برابر ہے۔

حضرت ابومعقل سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رمضان میں عمرہ حج کے برابر ہے۔حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رمضان میں عمرہ حج کے برابر ہے۔

حضرت جابر سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا رمضان میں عمرہ حج کے برابر ہے۔حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف ذی قعدہ میں عمرہ کیا۔(سنن ابن ماجہ، کتاب الحج)

ان تمام احادیث سے معلوم ہوا کہ اگر عمرہ فرض یا واجب ہوتا تو اس کی فضیلت تخصیص رمضان کے ساتھ حج کی طرح ثواب میں نہ ہوتی۔ان احادیث سے تخصیص اوقات کی بناء پر اس کے ثواب کو حج کی طرح دیا جانا خود امر کی دلیل ہے کہ عمرہ فرض نہیں ہے اور اس کی فرضیت نہ تو علی الاطلاق ہے اور نہ ہی حج کی طرح فرضیت ہے۔لہذا ہم فقہ حنفی کی پاسبانی کرتے ہیں یہ ضرور کہیں گے۔دیگر فقہی مذاہب سے فقہ حنفی دلائل قوی ہیں اور شریعت اسلامیہ کے فقہی مسائل میں زیادہ قریب الی الشرع ترجمانی کرنے والے مسائل اسی فقہی مذہب میں ہے۔

عدم توقیت عدم فرضیت کی دلیل

فقہاء احناف کی یہ دلیل نہایت قوی ہے کہ اگر عمرے کا شریعت میں حکم وجوبی ہوتا تو اس میں توقیت کی شرط ضرور ہوتی جبکہ عمرہ تمام سال میں جائز ہے۔اور اس کے لئے توقیت کا نہ پایا جانا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ حرم شریف میں فرض ہونے والے حج اور اس عمرے میں ضرور افتراق ہے۔اور یہی افتراق ہی اس کے عدم وجوب کی دلیل ہے۔

تعارض آثار سقوط فرضیت کی دلیل

ہم فقہاء احناف کی یہ دلیل بھی قرائن فقہیہ کے سب سے زیادہ قریب ہے کہ دیگر مذاہب نے جس قدر عمرے کی فرضیت یا وجوب میں آثار ذکر کیے ہیں ان میں کثیر تعارض ہے جو عمرے کی فضیلت کو بیان کرنے والا ہے اس کے وجوب کو ثابت کرنے والا نہیں ہے۔لہذا عمرہ فرض نہیں ہے بلکہ عمرہ سنت ہے۔

اہل مکہ پر عدم وجوب عدم فرضیت کی دلیل

وليس على أهل مكة عمرة نص عليه أحمد وقال : كان ابن عباس يرى العمرة واجبة ويقول : يا أهل مكة ليس عليكم عمرة إنما عمرتكم طوافكم بالبيت بهذا قال عطاء وطاوس : قال عطاء : ليس أحد من خلق الله إلا عليه حج وعمرة واجبان لا بد منهما لمن استطاع إليهما سبيلا إلا أهل مكة فإن عليهم حجة وليس عليهم عمرة من أجل طوافهم بالبيت ووجه ذلك أن ركن العمرة ومعظمها الطواف بالبيت وهم يفعلونه فاجزأ عنهم وحمل القاضى كلام أحمد على أنه لا عمرة عليهم مع الحجة لأنه يتقدم منهم فعلها فى غير وقت الحج والأمر على ما قلناه .

(المغنی، ج ۳، ص ۱۶۸، بیروت)

عمرہ فرض نہیں لہٰذا وہ قرض بھی نہیں

جو علت میت کی طرف سے حج کے جائز ہونے کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتائی ہے وہ علت عمرہ میں نہیں پائی جاتی لہٰذا فوت شدہ کی طرف سے عمرہ کو فوت شدہ کی طرف سے حج پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق یا قیاس باطل یا غلط ہے! البتہ حج بدل کی طرح عمرہ بدل کیا جاسکتا ہے اس پر نص موجود ہے۔

اس پر حج فرض ہو گیا ہو لیکن وہ زندگی بھر حج نہ کر سکے تو اسکے اولیاء اسکے ترکہ میں سے جس طرح باقی قرض ادا کریں گے ایسے ہی اللہ تعالیٰ کا قرض حج بھی ادا کریں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی صورت کو قرض سے تشبیہ دی ہے۔

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ امْرَأَةً مِنْ جُهَيْنَةَ جَاءَتْ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ إِنَّ أُمِّي نَذَرَتْ أَنْ تَحُجَّ فَلَمْ تَحُجَّ حَتَّى مَاتَتْ أَفَأَحُجُّ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ حُجِّي عَنْهَا أَرَأَيْتِ لَوْ كَانَ عَلَى أُمِّكِ دَيْنٌ أَكُنْتِ قَاضِيَةً اقْضُوا اللَّهَ فَاللَّهُ أَحَقُّ بِالْوَفَاءِ (صحيح بخاری كتاب الحج باب الحج والنذور عن الميت)

عمرہ متعدد بار کرنے میں شوافع وحنابلہ کے دلائل

علامہ ابن قدامہ حنبلی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: عمرہ کے تکرار میں کوئی حرج نہیں، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عمرہ کے بعد دوسرا عمرہ کرنے پر ابھارا اور ان دونوں عمروں کے مابین وقت کی کوئی تحدید نہیں کی۔

ابن قدامہ اپنی کتاب المغنی میں کہتے ہیں: سال میں کئی ایک بار عمرہ کرنے میں کوئی حرج نہیں، علی ابن عمر، ابن عباس، انس، اور عائشہ رضی اللہ عنہم اور عکرمہ، امام شافعی، سے یہ روایت کیا گیا ہے، اس لئے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے ایک ماہ میں دو بار عمرہ کیا اور اس لئے بھی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک عمرہ دوسرے عمرہ کے مابین گناہوں کا کفارہ ہے۔ (متفق علیہ)

فقہاء شوافع حنابلہ کے اس موقف پر یہ نقض وارد ہوتا ہے کہ اگر عمرہ فرض یا واجب نہیں ہے تو پھر اس کے تعدد کی اباحت کی دلیل کیا ہے۔ اور اگر وہ حج پر قیاس کریں تو پھر حج وعمرے کا فرق کیا رہ جائے گا۔ لہٰذا عمرہ وہ عبادت ہوئی جس کے وقت میں کوئی تعین نہ ہوا۔ تعداد میں کوئی تعین نہ ہوا۔ وجوب میں کس طرح تعین کیا جاسکتا ہے۔ لہٰذا فقہاء احناف کے مطابق یہ سنت ہی ہوگا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عمروں کا بیان

حضرت قتادہ رحمہ اللہ تعالیٰ بیان کرتے ہیں کہ انس رضی اللہ عنہ نے انہیں بتایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چار مرتبہ عمرہ کیا صرف وہ عمرہ جو آپ نے حج کے ساتھ کیا ہے اس کے علاوہ باقی سب عمرے ذی القعدہ میں تھے۔

ایک عمرہ تو حدیبیہ سے، یا حدیبیہ کے زمانے میں ذی القعدہ کے مہینہ میں، اور ایک عمرہ آئندہ برس ذی القعدہ میں اور

ایک عمرہ جعرانہ سے یہ بھی ذی القعدہ میں تھا جب کہ آپ نے مال غنیمت بھی تقسیم فرمایا۔

صحیح بخاری رقم الحدیث، الحج (1654) صحیح مسلم رقم الحدیث، (الحج 1253)

حافظ ابن قیم کہتے ہیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے بعد چار عمرے کیے جو سب کے سب ذی القعدہ کے مہینہ میں تھے۔ پہلا: عمرہ حدیبیہ: یہ سب سے پہلا عمرہ ہے جو کہ چھ ہجری میں کیا تو مشرکین مکہ میں انہیں روک دیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کے اونٹ وہیں ذبح کر دیے اور خود اور صحابہ کرام نے اپنے سر منڈوا کر اپنے احرام سے حلال ہو گئے اور اس سال مدینہ واپس تشریف لے آئے۔ دوسرا: عمرہ قضاء: حدیبیہ کے بعد والے سال نبی صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں داخل ہوئے اور وہاں تین دن قیام فرمایا اور عمرہ مکمل کرنے کے بعد وہاں سے واپس تشریف لائے۔ تیسرا: وہ عمرہ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کے ساتھ کیا تھا۔ چوتھا: جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم حنین کی جانب نکلے اور مکہ واپسی پر جعرانہ سے عمرہ کا احرام باندھ کر مکہ داخل ہوئے۔۔حافظ ابن قیم کا کہنا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عمرے چار سے زائد نہیں ہیں۔ زاد المعاد (2/93-90)

امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ بیان فرماتے ہیں: علماء کرام کا کہنا ہے کہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ عمرے ذی القعدہ کی فضیلت اور دور جاھلیت کی مخالفت کی بنا پر اس مہینہ میں کیئے، اس لیے کہ اہل جاہلیت کا یہ خیال تھا کہ ذی القعدہ میں عمرہ کرنا بہت بڑے فجور کا کام ہے جیسا کہ پیچھے بیان ہو چکا ہے، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کء بار اس لیے کیا تا کہ لوگوں کے لیے اچھی طرح بیان ہو جائے کہ اس مہینہ میں عمرہ کرنا جائز ہے، اور جو کچھ اہل جاہلیت کرتے تھے وہ باطل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ شرح مسلم (8/235)

باب فَضْلِ الْحَجِّ الْمَبْرُورِ ۔

یہ باب مبرور حج کی فضیلت کے بیان میں ہے

2621 – اَخْبَرَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّفَّارُ الْبَصْرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُوَيْدٌ - وَهُوَ ابْنُ عَمْرٍو الْكَلْبِيُّ - عَنْ زُهَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُهَيْلٌ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَلْحَجَّةُ الْمَبْرُوْرَةُ لَيْسَ لَهَا جَزَاءٌ اِلَّا الْجَنَّةُ وَالْعُمْرَةُ اِلَى الْعُمْرَةِ كَفَّارَةٌ لِمَا بَيْنَهُمَا" ۔

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: مبرور حج کی جزا صرف جنت ہے اور ایک عمرہ دوسرے عمرے تک کے درمیانی گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے۔

2622 – اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَخْبَرَنِيْ سُهَيْلٌ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اَلْحَجَّةُ الْمَبْرُوْرَةُ لَيْسَ لَهَا ثَوَابٌ اِلَّا الْجَنَّةُ" ۔ مِثْلَهُ سَوَاءً اِلَّا اَنَّهُ قَالَ "تُكَفِّرُ مَا بَيْنَهُمَا" ۔

2621-اخرجه مسلم في الحج ، باب في فضل الحج، والعمرة و يوم عرفة (الحديث 437) و اخرجه النسائي في مناسك الحج. فضل الحج المبرور (الحديث 2622) . تحفة الاشراف (12561) .

2622-تقدم (الحديث 2621) .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: مبرور حج کا ثواب صرف جنت ہے۔اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے' تاہم اس میں یہ الفاظ ہیں: وہ عمرہ ان دونوں کے درمیان (ہونے والے گناہوں) کا کفارہ بن جاتا ہے۔

باب فَضْلِ الْحَجِّ ۔

یہ باب حج کرنے کی فضیلت کے بیان میں ہے

2623 – اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَنْبَاَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَاَلَ رَجُلٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيُّ الْاَعْمَالِ اَفْضَلُ قَالَ "اَلْاِيْمَانُ بِاللّٰهِ" . قَالَ ثُمَّ مَاذَا قَالَ "اَلْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ" . قَالَ ثُمَّ مَاذَا قَالَ "ثُمَّ الْحَجُّ الْمَبْرُوْرُ" .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا' اُس نے عرض کی: یارسول اللہ! کون سا عمل زیادہ فضیلت رکھتا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھنا' اُس نے دریافت کیا: پھر کون سا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی راہ میں جہاد کرنا' اُس نے دریافت کیا: پھر کون سا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر مبرور حج ہے۔

تین قسم کے لوگ اللہ کے مہمان ہیں

2624 – اَخْبَرَنَا عِيْسَى بْنُ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ مَثْرُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ مَخْرَمَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ سَمِعْتُ سُهَيْلَ بْنَ اَبِيْ صَالِحٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبِيْ يَقُوْلُ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "وَفْدُ اللّٰهِ ثَلَاثَةٌ الْغَازِيْ وَالْحَاجُّ وَالْمُعْتَمِرُ" .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: تین لوگ اللہ کے مہمان ہوتے ہیں: نمازی' حج کرنے والا اور عمرہ کرنے والا۔

2625 - اَخْبَرَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ عَنْ شُعَيْبٍ عَنِ اللَّيْثِ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنِ ابْنِ اَبِيْ هِلَالٍ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "جِهَادُ الْكَبِيْرِ وَالصَّغِيْرِ وَالضَّعِيْفِ وَالْمَرْاَةِ الْحَجُّ وَالْعُمْرَةُ" .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: عمر رسیدہ شخص' نابالغ بچے' کمزور شخص اور عورت کا جہاد' حج کرنا اور عمرہ کرنا ہے۔

2623-اخرجه مسلم في الايمان، باب بيان كون الايمان بالله تعالى افضل الاعمال (الحديث 135) . و اخرجه النسائي في الجهاد، ما يعدل الجهاد في سبيل الله عز وجل (الحديث 3130) . تحفة الاشراف (13280) .

2624-انفرد به النسائي . و سياتي (الحديث 3121) . تحفة الاشراف (12594) .

2625-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (15002) .

فرضیت حج کے لئے شرط بلوغت کا بیان

امام ابوالحسن فرغانی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں آزادی وبلوغ کی شرط اس وجہ سے لگائی گئی ہے۔کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا :اگر کسی غلام نے دس حج کیے پھر وہ آزاد ہوگیا تو اس پر اسلام کا حج فرض ہے۔اور جس بچے نے دس حج کیے پھر وہ بالغ ہوگیا تو اس پر اسلام کا حج فرض ہے۔کیونکہ حج ایک عبادت ہے۔اور بچوں سے تمام عبادات کو اٹھالیا گیا ہے۔اور صحت مکلف کے لئے عقل شرط ہے۔اور اسی طرح اعضاء کو تندرست ہونا شرط ہے کیونکہ اعضاء کی سلامتی کے بغیر عجز لازم آئے گا۔

اور نابینا جب ایسے بندے کو پائے جو اس کی سفری مشقت کو دور کرنے والا ہو اور زادِراہ اور سواری بھی پائے تب بھی امام اعظم علیہ الرحمہ کے نزدیک اس پر حج فرض نہیں ہے۔جبکہ صاحبین نے اختلاف کیا ہے جو کتاب الصلوٰۃ میں گزر چکا ہے۔

مفلوج الرجل کے بارے میں حضرت امام اعظم علیہ الرحمہ سے روایت ہے کہ اس پر واجب ہے کیونکہ وہ دوسرے کے ساتھ استطاعت رکھتا ہے۔لہٰذا وہ راحلہ کے ساتھ استطاعت رکھنے والے کی طرح ہوگیا۔

حضرت امام محمد علیہ الرحمہ سے روایت ہے کہ مفلوج الرجل پر حج فرض نہیں ہے کیونکہ وہ خود بہ خود اس پر قادر نہیں ہے بہ خلا ف نابینا کے کیونکہ اگر اس کی کوئی مدد کرنے والا ہو تو وہ بالذات خود ادا کرنے والا ہے لہٰذا وہ مقام حج سے بھٹکنے والے کے مشابہ ہوگیا۔

اور زادِراہ اور سواری پر قادر ہونا ضروری ہے اور وہ یہ ہے کہ اتنا مال ہو جس سے سواری ایک شق یا ایک راس زاملہ کرائے پر لے سکے۔اور آنے جانے کے نفقہ پر قدرت رکھنے والا ہو۔کیونکہ نبی کریم ﷺ سے راہ حج سے متعلق سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ زادِراہ اور سواری ہے۔(حاکم) اور اگر عقبہ (باری) کرائے پر حاصل کرنے کی طاقت ہو تو اس پر کچھ واجب نہیں ہے۔کیونکہ یہ دونوں اشخاص جب باری سے سواری کرتے ہیں تو تمام سفر میں راحلہ نہ پایا گیا۔(ہدایہ، کتاب الحج)

حج کے لئے تندرستی کے لزوم کا بیان

علامہ علاؤالدین حصکفی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ حج ہر مسلم آزاد بالغ صحت مند پر لازم ہے (یعنی ہر اس آفت سے محفوظ ہو جس کے باوجود سفر نہیں کیا جاسکتا، پس لولے، فالج زدہ اور ایسے بڑے بوڑھے پر حج فرض نہیں جو سواری پر قائم نہیں رہ سکتا۔ اسی طرح نابینا پر بھی فرض نہیں اگر چہ کوئی اس کا معاون ہو، امام صاحب کے ظاہر مذہب کے مطابق نہ ان کی ذوات پر لازم اور نہ ان پر نائب بنانا لازم ہے، اور ایک روایت صاحبین سے یہی ہے۔ظاہر الروایۃ صاحبین سے یہ ہے کہ ان پر حج بدل کروانا لازم ہے،تحفہ سے ظاہراً یہی معلوم ہوتا ہے کہ صاحبین کا قول مختار ہے،

علامہ اسبیجابی میں اسی طرح ہے فتح میں اس کو قوی کہا۔اللباب میں اصح اقوال میں اختلاف منقول ہے، اسی کی شرح میں ہے کہ نہایہ میں پہلے قول کو لیا گیا ہے، بحرالعمیق میں ہے کہ یہی مذہب صحیح ہے، قاضیخان نے شرح الجامع میں دوسرے قول کو صحیح کہا ہے، اور اسے کثیر المشائخ نے اختیار کیا۔(درمختار، ج،ص، کتاب الحج مطبع مجتبائی دہلی)

سواری اور زادہ راہ کی شرط کا بیان

علامہ شامی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: ایسے زادراہ اور سواری پر قادر ہو جو اس کی ضروریات سے زائد ہو، ان میں اس کی رہائش اور اس کی مرمت بھی ہے، اگر اس کے پاس مال ہے کہ وہ رہائش اور خادم خرید تا ہے اور باقی اتنا مال نہیں بچتا جو حج کے لیے کافی ہو اس پر حج فرض نہیں ہوگا، خلاصہ۔ اور نہر میں ہے اگر وہ کسی کاروبار کا محتاج ہے تو اس کے لیے سرمایہ کا باقی رہنا بھی شرط ہے اور اگر محتاج نہیں تو پھر یہ شرط نہ ہوگی، مختلف لوگوں کے اعتبار سے سرمایہ مختلف ہو سکتا ہے، بحر۔ اور کاروبار سے مراد اتنا ہے جس سے اپنی اور اپنے عیال کے لیے بقدر کفایت روزی حاصل ہو سکے۔ (رد المحتار، ج ۲، ص ۱۵۶، مطبع مجتبائی دہلی)

نابالغ کو بھی حج کا ثواب ملتا ہے جبکہ بعد بلوغت حج فرض ساقط نہ ہوگا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سفر حج کے دوران روحاء میں جو مدینہ سے ۳۶ کوس کے فاصلے پر ایک جگہ کا نام تھا ایک قافلے سے ملے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ تم کون قوم ہو؟ قافلے والوں نے کہا کہ ہم مسلمان ہیں پھر قافلے والوں نے پوچھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کون ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں رسول اللہ ہوں یہ سن کر ایک عورت نے ایک لڑکے کو ہاتھ میں لے کر کجاوے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پکڑ کر بلند کیا یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھلایا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا اس کے لئے حج کا ثواب ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں! اور تمہارے لئے بھی ثواب ہے۔ (مسلم، ابوداؤد)

عورت کے سوال کے جواب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں کا مطلب یہ تھا کہ لڑکا اگر چہ نابالغ ہے اور اس پر حج فرض نہیں ہے۔ لیکن اگر یہ حج میں جائے گا تو اسے نفلی حج کا ثواب ملے گا اور چونکہ تم اس بچے کو افعال حج سکھلاؤ گی، اس کی خبر گیری کروگی اور پھر یہ کہ تم ہی اس کے حج کا باعث بنوگی اس لئے تمہیں بھی ثواب ملے گا۔

مسئلہ یہ ہے کہ اگر کوئی نابالغ حج کرے تو اس کے ذمہ سے فرض ساقط نہیں ہوگا اگر بالغ ہونے کے بعد فرضیت حج کے شرائط پائے جائیں گے تو اسے دوبارہ پھر کرنا ہوگا، اسی طرح اگر غلام حج کرے تو اس کے ذمہ سے بھی فرض ساقط نہیں ہوتا، آزاد ہونے کے بعد فرضیت حج کے شرائط پائے جانے کی صورت میں اس کے لئے دوبارہ حج کرنا ضروری ہوگا۔ ان کے برخلاف اگر کوئی مفلس حج کرے تو اس کے ذمہ سے فرض ساقط ہو جائے گا۔ مال دار ہونے کے بعد اس پر دوبارہ حج کرنا واجب نہیں ہوگا۔

نابالغ سے فرض حج اس لئے بھی ساقط نہ ہوگا کیونکہ وہ فرض کی نیت کا اہل نہیں ہے۔ اور یہی دلیل غلام وغیرہ کے بارے میں بھی ہے۔

حج کرنے والے کے گناہوں کی بخشش کا بیان

2626 - اَخْبَرَنَا اَبُوْ عَمَّارٍ الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ الْمَرْوَزِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا الْفُضَيْلُ - وَهُوَ ابْنُ عِيَاضٍ - عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ حَجَّ هٰذَا الْبَيْتَ فَلَمْ

يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَمَا وَلَدَتْهُ اُمُّهُ"۔

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص بیت اللہ کا حج کرے اور اس دوران کوئی بے ہودگی اور گناہ نہ کرے تو جب وہ واپس آتا ہے تو یوں ہوتا ہے جیسے اُس کی ماں نے اُسے (ابھی) جنم دیا ہے۔

شرح

جو شخص اللہ کے لئے حج کرے" کا مطلب یہ ہے کہ وہ محض اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی اور صرف اس کے حکم کی بجا آوری کے لئے حج کرے، دکھانے، سنانے کا جذبہ یا غرض ومقصد پیش نظر نہ ہو۔ اس سلسلے میں اتنی بات ضرور جان لینی چاہئے کہ جو شخص حج اور تجارت یا مال وغیرہ لانے، دونوں کے قصد سے حج کے لئے جائے گا تو اسے ثواب کم ملے گا بہ نسبت اس شخص کے جو صرف حج کے لئے جائے گا کہ اسے ثواب زیادہ ملے گا۔ "رفث" کے معنی ہیں جماع کرنا، فحش گوئی میں مبتلا ہونا اور عورتوں کے ساتھ ایسی باتیں کرنا جو جماع کا داعیہ اور اس کا پیش خیمہ بنتی ہے۔ "اور نہ فسق میں مبتلا ہو" کا مطلب یہ ہے کہ حج کے دوران گناہ کبیرہ کا ارتکاب نہ کرے اور صغیرہ گناہوں پر اصرار نہ کرے۔ یہ ذہن میں رہے کہ گناہوں سے توبہ نہ کرنا بھی کبیرہ گناہوں ہی میں شمار ہوتا ہے جیسا کہ ارشاد ربانی سے واضح ہوتا ہے آیت (ومن لم یتب فاولئك هم الظالمون)۔ اور جس نے توبہ نہیں کی تو یہی وہ ہیں جو اپنے حق میں ظالم ہیں۔ حاصل یہ کہ جو شخص خالصۃ للہ حج کرے اور اس حج کے دوران جماع اور فحش گوئی میں مبتلا نہ ہو اور نہ گناہ کی دوسری چیزوں کو اختیار کرے تو گناہ سے ایسا ہی پاک وصاف ہو کر حج سے واپس آتا ہے جیسا کہ گناہوں سے پاک وصاف ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا۔

2627 – اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا جَرِيْرٌ عَنْ حَبِيْبٍ - وَهُوَ ابْنُ اَبِىْ عَمْرَةَ - عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ طَلْحَةَ قَالَتْ اَخْبَرَتْنِىْ اُمُّ الْمُؤْمِنِيْنَ عَائِشَةُ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَا نَخْرُجُ فَنُجَاهِدَ مَعَكَ فَاِنِّىْ لَا اَرٰى عَمَلًا فِى الْقُرْاٰنِ اَفْضَلَ مِنَ الْجِهَادِ . قَالَ "لَا وَلٰكِنَّ اَحْسَنُ الْجِهَادِ وَاَجْمَلُهُ حَجُّ الْبَيْتِ حَجٌّ مَبْرُوْرٌ" .

☆☆ اُم المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! کیا ہم (خواتین) بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد میں شریک نہ ہوا کریں' کیونکہ میں یہ سمجھتی ہوں کہ قرآن میں سب سے زیادہ فضیلت جہاد کی ذکر کی گئی ہے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں! (خواتین کے لیے) سب سے بہترین اور سب سے عمدہ جہاد' بیت اللہ کا مبرور حج ہے۔

2626-اخرجه البخاري في المحصر، باب قول الله تعالى (فلا رفث) (الحديث 1819)، و باب قول الله عزوجل (ولا فسوق ولا جدال في الحج (الحديث 1820) و اخرجه مسلم في الحج، باب في فضل الحج و العمرة و يوم عرفة (الحديث 438) . و اخرجه الترمذي في الحج، باب ما جاء في ثواب الحج و العمرة (الحديث 811) و اخرجه ابن ماجه في المناسك، باب فضل الحج و العمرة (الحديث 2889) . تحفة الاشراف (13431) .

2627-اخرجه البخاري في الحج، باب فضل الحج المبرور (الحديث 1520)، و في جزاء الصيد، باب حج النساء (الحديث 1861)، و في الجهاد، باب فضل الجهاد و السير (الحديث 2784)، و باب جهاد النساء (الحديث 2876) بمعناه مختصراً . و اخرجه ابن ماجه في المناسك، باب الحج جهاد النساء (الحديث 2901) بمعناه . تحفة الاشراف (17871) .

باب فَضْلِ الْعُمْرَةِ .

یہ باب عمرہ کرنے کی فضیلت کے بیان میں ہے

2628 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكٍ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ اَبِي صَالِحٍ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "الْعُمْرَةُ اِلَى الْعُمْرَةِ كَفَّارَةٌ لِّمَا بَيْنَهُمَا وَالْحَجُّ الْمَبْرُوْرُ لَيْسَ لَهُ جَزَاءٌ اِلَّا الْجَنَّةُ".

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: ایک عمرہ دوسرے عمرے تک کے درمیانی گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے اور مبرور حج کی جزا صرف جنت ہے۔

باب فَضْلِ الْمُتَابَعَةِ بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ .

یہ باب حج اور عمرہ کے بعد دیگرے کرنے کی فضیلت میں ہے

2629 - اَخْبَرَنَا اَبُوْ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَتَّابٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَزْرَةُ بْنُ ثَابِتٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ قَالَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "تَابِعُوا بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ فَاِنَّهُمَا يَنْفِيَانِ الْفَقْرَ وَالذُّنُوْبَ كَمَا يَنْفِي الْكِيرُ خَبَثَ الْحَدِيدِ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: حج اور عمرہ یکے بعد دیگرے کرو کیونکہ یہ دونوں غربت اور گناہوں کو ختم کر دیتے ہیں' بالکل اُسی طرح جس طرح بھٹی لوہے کے زنگ کو ختم کر دیتی ہے۔

2630 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ اَيُّوْبَ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَيَّانَ اَبُوْ خَالِدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ قَيْسٍ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ شَقِيقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "تَابِعُوا بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ فَاِنَّهُمَا يَنْفِيَانِ الْفَقْرَ وَالذُّنُوْبَ كَمَا يَنْفِي الْكِيرُ خَبَثَ الْحَدِيدِ وَالذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَلَيْسَ لِلْحَجِّ الْمَبْرُوْرِ ثَوَابٌ دُوْنَ الْجَنَّةِ" .

☆☆ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: حج اور عمرہ یکے بعد دیگرے کرو کیونکہ یہ دونوں غربت اور گناہوں کو ختم کر دیتے ہیں جیسے بھٹی لوہے' سونے اور چاندی کے کھوٹ کو ختم کر دیتی ہے اور مبرور حج کا ثواب جنت کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے۔

2628-اخرجه البخاري في العمرة، باب العمرة، وجوب العمرة و فضلها (الحديث 1773) . و اخرجه مسلم في الحج باب في فضل الحج و العمرة و يوم عرفة (الحديث 437) . و اخرجه ابن ماجه في المناسك، باب فضل الحج و العمرة (الحديث 2888) . تحفة الاشراف (12573) .

2629-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (6308) .

2630-اخرجه الترمذي في الحج، باب ما جاء في ثواب الحج و العمرة (الحديث 810) . تحفة الاشراف (9274) .

باب الْحَجِّ عَنِ الْمَيِّتِ الَّذِى نَذَرَ اَنْ يَحُجَّ .

یہ باب ہے کہ ایسے مرحوم شخص کی طرف سے حج کرنا جس نے حج کرنے کی نذر مانی ہو

2631 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِى بِشْرٍ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ امْرَاَةً نَذَرَتْ اَنْ تَحُجَّ فَمَاتَتْ فَاَتَى اَخُوهَا النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلَهُ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ "اَرَاَيْتَ لَوْ كَانَ عَلٰى اُخْتِكَ دَيْنٌ اَكُنْتَ قَاضِيَهُ" . قَالَ نَعَمْ . قَالَ "فَاقْضُوا اللّٰهَ فَهُوَ اَحَقُّ بِالْوَفَاءِ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک خاتون نے حج کرنے کی نذر مانی' اُس کا انتقال ہوگیا' اُس خاتون کا بھائی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارا کیا خیال ہے اگر تمہاری بہن کے ذمے قرض ہوتا تو کیا تم اُسے ادا کر دیتے؟ اُس نے عرض کی: جی ہاں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر تم اللہ تعالیٰ کے حق کو بھی ادا کردو کیونکہ وہ پورا ہونے کا زیادہ حقدار ہے۔

باب الْحَجِّ عَنِ الْمَيِّتِ الَّذِى لَمْ يَحُجَّ .

باب جس مرحوم نے حج نہ کیا ہو' اُس کی طرف سے حج کرنا

2632 - اَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ مُوسٰى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو التَّيَّاحِ قَالَ حَدَّثَنِى مُوسَى بْنُ سَلَمَةَ الْهُذَلِىُّ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ اَمَرَتِ امْرَاَةٌ سِنَانَ بْنَ سَلَمَةَ الْجُهَنِىَّ اَنْ يَسْاَلَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ اُمَّهَا مَاتَتْ وَلَمْ تَحُجَّ اَفَيُجْزِءُ عَنْ اُمِّهَا اَنْ تَحُجَّ عَنْهَا قَالَ "نَعَمْ لَوْ كَانَ عَلٰى اُمِّهَا دَيْنٌ فَقَضَتْهُ عَنْهَا اَلَمْ يَكُنْ يُجْزِءُ عَنْهَا فَلْتَحُجَّ عَنْ اُمِّهَا" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک خاتون نے حضرت سنان بن سلمہ جہنی رضی اللہ عنہ کو یہ ہدایت کی کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ مسئلہ دریافت کریں کہ اُس خاتون کی والدہ فوت ہو چکی ہیں' اُنہوں نے حج نہیں کیا تھا تو اگر وہ اپنی والدہ کی طرف سے حج کر لیتی ہیں' تو کیا یہ درست ہوگا؟ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جی ہاں! اگر اُس کی ماں کے ذمے قرض ہوتا' اور وہ اُس کو اُس کی طرف سے ادا کر دیتی' تو کیا یہ اُس (والدہ) کی طرف سے ادا نہ ہو جاتا تو وہ اپنی والدہ کی طرف سے حج بھی کر لے۔

2631-اخرجه البخاري في جزاء الصيد، باب الحج و النذور عن الميت (الحديث 1852) بنحوه، و في الايمان و النذور، باب من مات و عليه نذر (الحديث 6699)، و في الاعتصام بالكتاب و السنة، باب من شبه اصلًا معلومًا باصل مبين و قد بين النبي صلى الله عليه وسلم حكمهما ليفهم السائل (الحديث 7315) . تحفة الاشراف (5457) .

2632-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (6505) .

2633 - اَخْبَرَنِيْ عُثْمَانُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حَكِيمٍ الْاَوْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الرُّؤَاسِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَيُّوْبَ السَّخْتِيَانِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ امْرَاَةً سَاَلَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اَبِيْهَا مَاتَ وَلَمْ يَحُجَّ قَالَ "حُجِّيْ عَنْ اَبِيْكِ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک خاتون نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے والد کے بارے میں دریافت کیا' جس کا انتقال ہو چکا تھا' اور اُس نے حج نہیں کیا تھا' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اپنے والد کی طرف سے حج کرلو۔

اہل سنت و جماعت کے نزدیک ایصال ثواب کا بیان

اہل سنت و جماعت کے نزدیک اس باب میں قاعدہ فقہیہ یہ ہے کہ انسان اپنے عمل میں اختیار رکھتا ہے کہ وہ دوسرے کو ثواب پہنچائے۔ خواہ وہ عمل نماز ہو یا روزہ ہو یا صدقہ ہو یا اس کے علاوہ ہو۔ کیونکہ روایت کی گئی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح کے دو مینڈھوں کی قربانی کی کہ ان سیاہی میں کچھ سفیدی ملی ہوئی تھی۔ ان میں سے ایک اپنی طرف سے جبکہ دوسرا اپنی امت کے ان افراد کی طرف سے تھا جنہوں نے اللہ وحدانیت کا اقرار کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی گواہی دی۔ لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو بکریوں میں ایک بکری کی قربانی اپنی امت کی طرف سے کی۔ (ہدایہ، کتاب الحج، لاہور)

دوسروں کی طرف سے حج کرنے میں احادیث کا بیان

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے انہوں نے کہا فضل بن عباس رضی اللہ عنہ (حجۃ الوداع میں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اونٹ پر سوار تھے اتنے میں خثعم قبیلے کی ایک عورت آئی فضل اس کی طرف دیکھنے لگے اور وہ عورت فضل کو دیکھنے لگی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فضل کا منہ دوسری طرف پھیرنے لگے اس عورت نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "اللہ نے جو اپنے بندوں پر حج فرض کیا تو ایسے وقت کہ میرا باپ نہایت بوڑھا ہے۔ اور وہ اونٹنی پر جم نہیں سکتا کیا میں اس کی طرف سے حج کرسکتی ہوں؟ آپ نے فرمایا ہاں یہ قصہ حج وداع کا ہے۔ (صحیح بخاری، رقم الحدیث ۱۵۱۳)

اگر کسی صاحب پر حج فرض تھا حج کی ادائیگی سے پہلے اُن کا انتقال ہو جائے اور اُنہوں نے حج کے متعلق وصیت نہیں کی تو ایسے صاحب کی جانب سے اگر ان کے ورثہ میں سے کوئی ان کی جانب سے حج کریں تو اس مسئلہ میں امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس حج کو فرض حج کے قائم مقام کردے اور مرحوم کی جانب سے حج کی فرضیت ساقط ہو جائے

2633-اخرجه البخاري في الحج، باب وجوب الحج و فضله (الحديث 1513)، و في جزاء الصيد، باب الحج عمن لا يستطيع الثبوت على الراحلة (الحديث 1854)، و باب حج المراة عن الرجل (الحديث 1855)، و في المغازي، باب حجة الوداع (الحديث 4399) بمعناه مطولًا، و في الاستئذان، باب قول الله تعالٰى (يا ايها الذين امنوا لا تدخلوا بيوتًا غير بيوتكم حتى تستانسوا......) (الحديث 6228) بمعناه مطولًا . و اخرجه مسلم في الحج، باب الحج عن العاجز لزمانة و هرم و نحوهما او للموت (الحديث 407) بمعناه مطولًا . و اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب الرجل يحج مع غيره (الحديث 1809) بمعناه مطولًا . و اخرجه النسائي في مناسك الحج، الحج عن الحي الذي لا يستمسك على الرحل (الحديث 2634) بمعناه و تشبيه قضاء الحج بقضاء الدين (الحديث 2639)، و حج المراة عن الرجل (و الحديث 2640 و 2641) بمعناه مطولًا، و في آداب القضاة، الحكم بالتشبيه و التمثيل و ذكر الاختلاف على الوليد بن مسلم في حديث ابن عباس (الحديث 5405 و 5406 و 5407)، و ذكر الاختلاف على يحيى بن ابي اسحاق فيه (الحديث 5408) . تحفة الاشراف (5670) .

ہاں ورثہ کے علاوہ غیر وارث کوئی شخص حج کرے تو نفل حج ہوگا فریضہ کی ادائیگی نہ ہوگی۔
اگر آپ کے والد پر حج فرض تھا جیسا کہ آپ نے سوال میں ذکر کیا ہے کہ سفر حج کی تیاری ہوچکی تھی ان کا انتقال ہوگیا اور انہوں نے اس سلسلہ میں کوئی وصیت نہیں کی تھی ایسی صورت میں ورثہ میں کوئی حج بدل کرلیں تو ان کی جانب سے ان شاء اللہ تعالیٰ فرض حج ادا ہوجائے گا والد یا والدہ کی جانب سے حج کرنا اولاد کے لئے بڑی سعادت وخوش بختی عظیم فضیلت وثواب کا باعث ہے۔

امام دارقطنی روایت کرتے ہیں۔

عن جابر بن عبدالله قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من حج عن ابيه او امه فقد قضى عنه حجته و كان له فضل عشر حجج .

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشادفرمایا: جس نے اپنے والد یا والدہ کی جانب سے حج کیا یقیناً اس نے ان کی جانب حج ادا کرلیا اور اسے دس حج کی ادائیگی کی فضیلت حاصل ہے۔ (سنن الدارقطنی کتاب الحج رقم الحدیث،: 2641)

امام طبرانی کی معجم اوسط میں روایت ہے:

عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من حج عن والديه او قضى عنهما مغرما بعثه الله يوم القيامة مع الابرار .

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: جس نے اپنے ماں باپ کی جانب سے حج کیا یا ان کی جانب سے قرض ادا کیا اللہ تعالیٰ اُسے قیامت کے دن نیکوکاروں کے ساتھ مبعوث فرمائے گا۔ (معجم اوسط طبرانی رقم الحدیث،: 7800) ردالمحتار کتاب الحج باب الحج عن الغیر میں ہے

الذي تحصل لنا من مجموع ما قررناه ان من اهل بحجة عن شخصين ، فإن امراه بالحج وقع حجه عن نفسه البتة ، وإن عين احدهما بعد ذلك . وله بعد الفراغ جعل ثوابه لهما او لاحدهما ، وإن لم يامراه فكذلك إلا إذا كان وارثا و كان على الميت حج الفرض ولم يوص به فيقع عن الميت عن حجة الإسلام للامر دلالة وللنص ، بخلاف ما إذا اوصى به لان غرضه ثواب الإنفاق من ماله ، فلا يصح تبرع الوارث عنه

امام بخاری علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہمانے کہ قبیلہ جہینہ کی ایک عورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہا کہ میری والدہ نے حج کی منت مانی تھی لیکن وہ حج نہ کرسکیں اور ان کا انتقال ہوگیا تو کیا میں ان کی طرف

سے حج کر سکتی ہوں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں ان کی طرف سے تو حج کر۔ کیا تمہاری ماں پر قرض ہوتا تو تم اسے ادا نہ کرتیں؟ اللہ تعالیٰ کا قرضہ تو اس کا سب سے زیادہ مستحق ہے کہ اسے پورا کیا جائے۔ پس اللہ تعالیٰ کا قرض ادا کرنا بہت ضروری ہے۔ (صحیح بخاری، کتاب العمرہ)

دار قطنی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو اپنے والدین کی طرف سے حج کرے یا ان کی طرف سے تاوان ادا کرے، روز قیامت ابرار کے ساتھ اُٹھایا جائے گا۔ (دار قطنی، ۲۵۸۵)

جابر رضی اللہ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: "جو اپنے ماں باپ کی طرف سے حج کرے تو اُن کا حج پورا کر دیا جائے گا اور اُس کے لیے دس حج کا ثواب ہے۔ (دار قطنی، ۲۵۸۳)

زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب کوئی اپنے والدین کی طرف سے حج کریگا تو مقبول ہوگا اور اُن کی رُوحیں خوش ہوں گی اور یہ اللہ (عزوجل) کے نزدیک نیکو کار لکھا جائیگا۔ (دار قطنی، ۲۵۸۷)

ابو حفص کبیر انس رضی اللہ عنہ سے راوی، کہ اُنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا، کہ ہم اپنے مُردوں کی طرف سے صدقہ کرتے اور اُن کی طرف سے حج کرتے اور ان کے لیے دُعا کرتے ہیں، آیا یہ اُن کو پہنچتا ہے؟ فرمایا: "ہاں بیشک ان کو پہنچتا ہے اور بے شک وہ اس سے خوش ہوتے ہیں جیسے تمھارے پاس طبق میں کوئی چیز ہدیہ کی جائے تو تم خوش ہوتے ہو۔ (مسلک متقسط)

صحیحین میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی، کہ ایک عورت نے عرض کی، یا رسول اللہ! (عزوجل وصلی اللہ علیہ وسلم) میرے باپ پر حج فرض ہے اور وہ بہت بوڑھے ہیں کہ سواری پر بیٹھ نہیں سکتے کیا میں اُن کی طرف سے حج کروں؟ فرمایا: "ہاں۔ (مسلک متقسط)

ابوداود و ترمذی و نسائی ابی رزین عقیلی رضی اللہ عنہ سے راوی، یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی، یا رسول اللہ! (عزوجل وصلی اللہ علیہ وسلم) میرے باپ بہت بوڑھے ہیں حج و عمرہ نہیں کر سکتے اور ہودج پر بھی نہیں بیٹھ سکتے۔ فرمایا: "اپنے باپ کی طرف سے حج و عمرہ کرو۔

دوسروں کی طرف سے حج کرنے میں فقہاء اربعہ کا مذہب

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (حج کے دوران) ایک شخص کو سنا کہ وہ شبرمہ کی طرف سے لبیک کہہ رہا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ شبرمہ کون ہے؟ اس شخص نے عرض کیا کہ میرا بھائی ہے یا کہا کہ میرا قریبی ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ کیا تم اپنی طرف سے حج کر چکے ہو؟ اس نے کہا کہ نہیں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو پہلے تم اپنی طرف سے حج کرو پھر شبرمہ کی طرف سے حج کرنا۔ (شافعی، ابوداود، ابن ماجہ)

حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد فرماتے ہیں کہ جو شخص پہلے اپنا فرض حج نہ کر چکا ہو اس کو دوسرے کی طرف سے حج کرنا درست نہیں ہے، چنانچہ یہ حدیث ان حضرات کی دلیل ہے۔

حضرت امام اعظم اور حضرت امام مالک کا مسلک یہ ہے کہ دوسرے کی طرف سے حج کرنا درست ہے چاہے خود اپنا فریضہ حج ادا نہ کر پایا ہو۔لیکن ان حضرات کے نزدیک بھی اولیٰ یہی ہے کہ پہلے اپنا حج کرے اس کے بعد دوسرے کی طرف سے حج کرے چنانچہ ان کے مسلک کے مطابق اس حدیث میں پہلے اپنا حج کرنے کا جو حکم دیا گیا ہے وہ استحباب کے طور پر ہے وجوب کے طور پر نہیں ہے۔ ویسے یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے یا یہ کہ منسوخ ہے اس لئے انہوں نے اس پر عمل نہیں کیا ہے۔

باب الْحَجِّ عَنِ الْحَيِّ الَّذِي لَا يَسْتَمْسِكُ عَلَى الرَّحْلِ .

باب: ایسے زندہ شخص کی طرف سے حج کرنا جو سواری پر بیٹھنے کے قابل نہ ہو

2634 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ امْرَأَةً مِنْ خَثْعَمَ سَأَلَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَدَاةَ جَمْعٍ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَرِيضَةُ اللَّهِ فِي الْحَجِّ عَلَى عِبَادِهِ أَدْرَكَتْ أَبِي شَيْخًا كَبِيرًا لَا يَسْتَمْسِكُ عَلَى الرَّحْلِ أَفَأَحُجُّ عَنْهُ قَالَ "نَعَمْ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس ﷺ بیان کرتے ہیں: خثعم قبیلے سے تعلق رکھنے والی ایک خاتون نے مزدلفہ کی صبح نبی اکرم ﷺ سے سوال کیا' اُس نے عرض کی: یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر جو حج فرض کیا ہے' وہ میرے والد پر بھی فرض ہو گیا ہے' لیکن وہ سواری پر بیٹھنے کے قابل نہیں ہیں' کیا میں اُن کی طرف سے حج کرلوں؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جی ہاں!

2635 - أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَبُو عُبَيْدِ اللَّهِ الْمَخْزُومِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مِثْلَهُ .

☆☆ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت ابن عباس ﷺ کے حوالے سے منقول ہے۔

شرح

اگر ایک آدمی کو دو اشخاص نے اپنا نائب بنا لیا اور دونوں میں سے ہر ایک نے اسکو حکم دیا کہ وہ میری طرف سے حج کرے۔لہٰذا اس نے دونوں کی طرف سے ایک ہی حج کا تلبیہ کہا تو یہ حج نائب حج کرنے کی طرف سے ہو جائے گا۔اور نفقہ کا ضامن وہی ہوگا۔کیونکہ حج کا وقوع تو حکم دینے والے کی طرف ہونا ہے حتیٰ کہ حج کرنے والا فریضہ حج سے فارغ ہو جائے۔اور جب ان دونوں میں سے ہر ایک نے حکم دیا تھا۔تو حج دوسرے کی شمولیت کے بغیر اسی کے لئے خاص ہو گیا۔کیونکہ اولویت کے پیش نظر ان دونوں میں سے کسی کی طرف سے بھی وقوع ممکن نہیں ہے۔لہٰذا وہ مامور کی طرف ادا ہوگا اور ایسا بھی نہیں ہو سکتا کہ نائب اس کے بعد اس کو کسی ایک جانب پھیر دے بہ خلاف اس صورت کے جب اس نے اپنے والدین کی طرف سے حج کیا تو اسے اختیار ہے والدین میں سے کسی ایک کی طرف سے کرے۔کیونکہ وہ اپنا ثواب کسی ایک طرف ہدیہ کرنے کا مجاز ہے یا دونوں

2634-تقدم (الحديث 2633) .

2635-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (5725) .

کو ہدیہ کر دے۔ لہٰذا وقوع حج کے بعد اس کو اختیار ہے کیونکہ نائب حکم دینے والے کے مطابق کرتا ہے۔ حالانکہ یہاں نائب نے دونوں مؤکلوں کے حکم کی مخالفت کی لہٰذا یہ حج نائب کی طرف سے واقع ہوگا۔ (ہدایہ اولین، کتاب الحج، لاہور)

دو شخصوں کی طرف سے حج کرنے والے کے لئے اختیار وعدم اختیار کا بیان

علامہ ابن عابدین شامی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: جب دو شخصوں نے ایک ہی کو حج بدل کے لیے بھیجا، اس نے ایک حج میں دونوں کی طرف سے لبیک کہا تو دونوں میں کسی کی طرف سے نہ ہوا بلکہ اس حج کرنے والے کا ہوا اور دونوں کو تاوان دے اور اب اگر چاہے کہ دونوں میں سے ایک کے لیے کر دے تو یہ بھی نہیں کرسکتا اور اگر ایک کی طرف سے لبیک کہا مگر یہ معیّن نہ کیا کہ کس کی طرف سے تو اگر یونہی مبہم رکھا جب بھی کسی کا نہ ہوا۔

اور اگر بعد میں یعنی افعال حج ادا کرنے سے پہلے معیّن کر دیا تو جس کے لیے کیا اُس کا ہو گیا اور اگر احرام باندھتے وقت کچھ نہ کہا کہ کس کی طرف سے ہے نہ معیّن نہ مبہم جب بھی یہی دونوں صورتیں ہیں۔ اور اگر ماں باپ دونوں کی طرف سے حج کیا تو اُسے اختیار ہے کہ اس حج کو باپ کے لیے کر دے یا ماں کے لیے اور اُس کا حج فرض ادا ہوگا یعنی جب کہ ان دونوں نے اُسے حکم نہ کیا اور اگر حج کا حکم دیا ہو تو اس میں بھی وہی احکام ہیں جو اوپر مذکور ہوئے اور اگر بغیر کہے اپنے آپ دو شخصوں کی طرف سے حج نفل کا احرام باندھا تو اختیار ہے جس کے لیے چاہے کر دے مگر اس سے اُس کا فرض ادا نہ ہوگا جب کہ وہ اجنبی ہے۔ یونہی ثواب پہنچانے کا بھی اختیار ہے بلکہ ثواب تو دونوں کو پہنچا سکتا ہے۔ (ردمحتار، کتاب الحج، بیروت)

باب الْعُمْرَةِ عَنِ الرَّجُلِ الَّذِىْ لَا يَسْتَطِيْعُ .

یہ باب ہے کہ جو شخص عمرہ کرنے کی استطاعت نہ رکھتا ہو اُس کی طرف سے عمرہ کرنا

2636 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا وَكِيْعٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ سَالِمٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ اَوْسٍ عَنْ اَبِىْ رَزِيْنٍ الْعُقَيْلِيِّ اَنَّهُ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اَبِىْ شَيْخٌ كَبِيْرٌ لَا يَسْتَطِيْعُ الْحَجَّ وَلَا الْعُمْرَةَ وَالظَّعْنَ . قَالَ "حُجَّ عَنْ اَبِيْكَ وَاعْتَمِرْ" .

☆☆ حضرت ابورزین عقیلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: اُنہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! میرے والد عمر رسیدہ ہیں، وہ حج یا عمرہ کرنے، سواری پر بیٹھنے کے قابل نہیں ہیں، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے والد کی طرف سے حج بھی کرو اور عمرہ بھی۔

ابہام توکلیت میں مؤکلین کی مخالف کا بیان

جب وہ دونوں مؤکلوں کے مال سے خرچ کرے تو وہ ضامن ہوگا اس لئے کہ اس نے مؤکلوں کا مال اپنے ذاتی حج کے لئے خرچ کیا ہے۔ اگر وکیل نے احرام کو مبہم رکھا یا اس نے دونوں میں کسی ایک طرف سے تعیین نہیں کی اور نہ تعین کی نیت کی۔ اور

2636-تقدم (الحديث 2620) .

ابہام والی نیت کے گزر گیا اس صورت میں بھی اولویت نہ ہونے کی وجہ سے وہ اپنے مؤکلان کی مخالفت کرنے والا ہے۔اور اگر اس نے مناسک حج سے پہلے ان دونوں میں سے ایک کا تعین کر لیا۔تو حضرت امام ابو یوسف علیہ الرحمہ کے نزدیک یہی حکم ہے۔اور قیاس کا تقاضہ بھی یہی ہے۔کیونکہ وکیل کو معین کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔جبکہ ابہام رکھنا اس کی مخالفت ہے لہٰذا یہ حج خود اسی جانب سے ہو جائے گا بہ خلاف اس صورت کے جب اس نے حج وعمرہ کو متعین نہیں کیا تو اسے اختیار ہے کہ جس کے لئے پسند کرے متعین کر لے۔کیونکہ جو چیز اس نے اپنے اوپر لازم کی ہے مجہول ہے۔اور یہاں وہ بندہ مجہول ہے جس کا حق ہے۔

اور استحسان کی دلیل یہ ہے کہ احرام مناسک حج ادا کرنے کے وسیلے سے مشروع ہوا ہے جبکہ وہ خود مقصود نہیں ہے۔اور ابہام والا احرام تعیین کے لئے وسیلہ بن سکتا ہے۔لہٰذا شرط کے اعتبار سے ابہام والے احرام پر اکتفاء کیا جائے گا۔بہ خلاف اس صورت کے جب ابہام کی حالت پر مناسک حج ادا کر لئے ہیں۔کیونکہ احتمال کا تعین نہ رکھنے والی چیز ادا ہوگئی ہے۔لہٰذا وہ مخالف ہوگیا ہے۔(ہدایہ، کتاب الحج، لاہور)

ایک کی طرف سے حج اور دوسرے کی طرف سے عمرہ کرنے کا بیان

فتاویٰ ہندیہ میں فقہائے احناف نے لکھا ہے۔صرف حج یا صرف عمرہ کو کہا تھا اُس نے دونوں کا احرام باندھا، خواہ دونوں اُسی کی طرف سے کیے یا ایک اس کی طرف سے، دوسرا اپنی یا کسی اور کی طرف سے بہر حال اس کا حج ادا نہ ہوا تاوان دینا آئے گا۔حج کے لیے کہا تھا اُس نے عمرہ کا احرام باندھا، پھر مکہ معظمہ سے حج کا جب بھی اُس کی مخالفت ہوئی لہٰذا تاوان دے۔

حج کے لیے کہا تھا اُس نے حج کرنے کے بعد عمرہ کیا یا عمرہ کے لیے کہا تھا اس نے عمرہ کر کے حج کیا، تو اس میں مخالفت نہ ہوئی اُس کا حج یا عمرہ ادا ہوگیا۔مگر اپنے حج یا عمرہ کے لیے جو خرچ کیا خود اس کے ذمہ ہے، بھیجنے والے پر نہیں اور اگر اُلٹا کیا یعنی جو اُس نے کہا اسے بعد میں کیا تو مخالفت ہوگئی، اس کا حج یا عمرہ ادا نہ ہوا تاوان دے۔

ایک شخص نے اس سے حج کو کہا دوسرے نے عمرہ کو مگر ان دونوں نے جمع کرنے کا حکم نہ دیا تھا، اس نے دونوں کو جمع کر دیا تو دونوں کا مال واپس دے اور اگر یہ کہہ دیا تھا کہ جمع کر لینا تو جائز ہوگیا۔افضل یہ ہے کہ جسے حجِ بدل کے لیے بھیجا جائے، وہ حج کر کے واپس آئے اور جانے آنے کے مصارف بھیجنے والے پر ہیں اور اگر وہیں رہ گیا جب بھی جائز ہے۔حج کے بعد قافلہ کے انتظار میں جتنے دن ٹھہرنا پڑے، اِن دنوں کے مصارف بھیجنے والے کے ذمہ ہیں اور اس سے زائد ٹھہرنا ہو تو خود اس کے ذمہ مگر جب وہاں سے چلا تو واپسی کے مصارف بھیجنے والے پر ہیں اور اگر مکہ معظمہ میں بالکل رہنے کا ارادہ کر لیا تو اب واپسی کے اخراجات بھی بھیجنے والے پر نہیں۔(عالمگیری، کتاب الحج، باب الحج عن الغیر)

علامہ علاؤالدین حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: جس کو بھیجا وہ اپنے کسی کام میں مشغول ہوگیا اور حج فوت ہوگیا تو تاوان لازم ہے، پھر اگر سال آئندہ اس نے اپنے مال سے حج کر دیا تو کافی ہوگیا اور اگر وقوفِ عرفہ سے پہلے جماع کیا جب بھی یہی حکم ہے اور اُسے اپنے مال سے سال آئندہ حج وعمرہ کرنا ہوگا اور اگر وقوف کے بعد جماع کیا تو حج ہوگیا اور اُس پر اپنے مال سے دَم دینا لازم اور اگر غیر اختیاری آفت میں مبتلا ہوگیا تو جو کچھ پہلے خرچ ہو چکا ہے، اُس کا تاوان نہیں مگر واپسی میں اب اپنا مال خرچ

کرے۔

علامہ ابن عابدین شامی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: جس پر حج فرض ہو یا قضا یا منت کا حج اُس کے ذمہ ہو اور موت کا وقت قریب آ گیا تو واجب ہے کہ وصیت کر جائے جس پر حج فرض ہے اور نہ ادا کیا نہ وصیت کی تو بالا جماع گنہگار ہے، اگر وارث اُس کی طرف سے حج بدل کرانا چاہے تو کرا سکتا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ امید ہے کہ ادا ہو جائے اور اگر وصیت کر گیا تو تہائی مال سے کرایا جائے اگرچہ اُس نے وصیت میں تہائی کی قید نہ لگائی۔ مثلاً یہ کہہ مرا کہ میری طرف سے حج بدل کرایا جائے۔

تہائی مال کی مقدار اتنی ہے کہ وطن سے حج کے مصارف کے لیے کافی ہے تو وطن ہی سے آدمی بھیجا جائے، ورنہ بیرون میقات جہاں سے بھی اُس تہائی سے بھیجا جا سکے۔ یونہی اگر وصیت میں کوئی رقم معیّن کر دی ہو تو اس رقم میں اگر وہاں سے بھیجا جا سکتا ہے تو بھیجا جائے ورنہ جہاں سے ہو سکے اور اگر وہ تہائی یا وہ رقم معیّن بیرونِ میقات کہیں سے بھی کافی نہیں تو وصیت باطل۔ (ردالمحتار، کتاب الحج، باب الحج عن الغیر)

باب تَشْبِيْهِ قَضَاءِ الْحَجِّ بِقَضَاءِ الدَّيْنِ .

یہ باب ہے کہ حج کی ادائیگی کو قرض کی ادائیگی سے تشبیہ دینا

2637 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ يُوْسُفَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ مِّنْ خَثْعَمَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ اَبِىْ شَيْخٌ كَبِيْرٌ لَا يَسْتَطِيْعُ الرُّكُوْبَ وَاَدْرَكَتْهُ فَرِيْضَةُ اللّٰهِ فِى الْحَجِّ فَهَلْ يُجْزِءُ اَنْ اَحُجَّ عَنْهُ قَالَ "اَنْتَ اَكْبَرُ وَلَدِهٖ" . قَالَ نَعَمْ . قَالَ "اَرَاَيْتَ لَوْ كَانَ عَلَيْهِ دَيْنٌ اَكُنْتَ تَقْضِيْهِ" . قَالَ نَعَمْ . قَالَ "فَحُجَّ عَنْهُ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: خثعم قبیلے سے تعلق رکھنے والا ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا' اُس نے عرض کی: میرے والد عمر رسیدہ شخص ہیں' وہ (سواری پر) سوار ہونے کی استطاعت نہیں رکھتے' اُن پر حج بھی فرض ہو گیا ہے' اگر میں اُن کی طرف سے حج کر لوں تو کیا یہ جائز ہو گا؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: کیا تم اُس کی سب سے بڑی اولاد ہو؟ اُس نے عرض کی: جی ہاں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارا کیا خیال ہے اگر اُس کے ذمے قرض ہوتا تو کیا تم اُسے ادا کر دیتے؟ اُس نے عرض کی: جی ہاں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر تم اُس کی طرف سے حج بھی کر لو۔

2638 - اَخْبَرَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ خُشَيْشُ بْنُ اَصْرَمَ النَّسَائِىُّ عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ قَالَ اَنْبَاَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الْحَكَمِ بْنِ اَبَانَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَجُلٌ يَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اَبِىْ مَاتَ وَلَمْ يَحُجَّ اَفَاَحُجُّ عَنْهُ قَالَ "اَرَاَيْتَ لَوْ كَانَ عَلٰى اَبِيْكَ دَيْنٌ اَكُنْتَ قَاضِيَهٗ" . قَالَ نَعَمْ . قَالَ "فَدَيْنُ اللّٰهِ اَحَقُّ" .

2637-انفرد به النسائي . والحديث عند: النسائي مناسك الحج، ما يستحب ان يحج عن الرجل اكبر ولده (الحديث 2643). تحفة الاشراف (5292) .

2638-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (6041) .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک شخص نے عرض کی: یارسول اللہ! میرے والد کا انتقال ہو گیا ہے وہ حج نہیں کر سکے کیا میں اُن کی طرف سے حج کرلوں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارا کیا خیال ہے اگر تمہارے والد کے ذمے قرض ہوتا تو کیا تم اُسے ادا کردیتے؟ اُس نے عرض کی: جی ہاں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر اللہ تعالیٰ کا قرض (ادا کیے جانے کا) زیادہ حق دار ہے۔

2639 - اَخْبَرَنَا مُجَاهِدُ بْنُ مُوسٰى عَنْ هُشَيْمٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِي اِسْحَاقَ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ اَبِي اَدْرَكَهُ الْحَجُّ وَهُوَ شَيْخٌ كَبِيرٌ لَا يَثْبُتُ عَلٰى رَاحِلَتِهِ فَاِنْ شَدَدْتُهُ خَشِيتُ اَنْ يَمُوتَ اَفَاَحُجُّ عَنْهُ قَالَ "اَرَاَيْتَ لَوْ كَانَ عَلَيْهِ دَيْنٌ فَقَضَيْتَهُ اَكَانَ مُجْزِئًا". قَالَ نَعَمْ. قَالَ "فَحُجَّ عَنْ اَبِيكَ".

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک شخص نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا: میرے والد پر حج لازم ہو گیا ہے لیکن وہ عمر رسیدہ شخص ہیں اور سواری پر بیٹھ نہیں سکتے ہیں اگر میں انہیں باندھ دیتا ہوں تو مجھے ڈر ہے کہ اُن کا انتقال ہو جائے گا' کیا میں اُن کی طرف سے حج کرلوں؟ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارا کیا خیال ہے اگر اُن کے ذمے قرض ہوتا اور تم اُسے ادا کردیتے تو کیا یہ ادا ہو جاتا؟ اُس نے عرض کی: جی ہاں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر تم اپنے والد کی طرف سے حج بھی کرلو۔

باب حَجِّ الْمَرْاَةِ عَنِ الرَّجُلِ.

یہ باب ہے کہ عورت کا مرد کی طرف سے حج کرنا

2640 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ الْفَضْلُ بْنُ عَبَّاسٍ رَدِيفَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَتْهُ امْرَاَةٌ مِّنْ خَثْعَمَ تَسْتَفْتِيهِ وَجَعَلَ الْفَضْلُ يَنْظُرُ اِلَيْهَا وَتَنْظُرُ اِلَيْهِ وَجَعَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْرِفُ وَجْهَ الْفَضْلِ اِلَى الشِّقِّ الْاٰخَرِ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اِنَّ فَرِيضَةَ اللّٰهِ

2639-انفرد به النسائي، و سياتي في آداب القضاة، ذكر الاختلاف على يحي بن ابي اسحق فيه (الحديث 5408) و الحديث عند: البخاري في الحج، باب وجوب الحج و فضله (الحديث 1513)، و في جزاء الصيد، باب الحج عمن لا يستطيع الثبوت على الراحلة (الحديث 1854)، و باب حج المراة عن الرجل (الحديث 1855)، وفي المغازي، باب حجة الوداع (الحديث 4399)، و في الاستئذان باب قول الله تعالى (يا ايها الذين آمنوا لا تدخلوا بيوتاً غير بيوتكم حتى تستانسوا و تسلموا على اهلها......) (الحديث 6228) و مسلم في الحج، باب الحج عن العاجز لزمانة، وهرم و نحوهما او للموت (الحديث 407) . و ابي داؤد في المناسك، باب الرجل يحج مع غيره (الحديث 1809) . و النسائي في مناسك الحج، الحج عن الميت الذي لم يحج (الحديث 2633)، و الحج عن الحي الذي لا يستمسك على الرجل (الحديث 2634)، و حج المراة عن الرجل (2640 و 2641)، و في آداب القضاة، الحكم بالتشبيه و التمثيل، و ذكر الاختلاف على الوليد بن مسلم في حديث ابن عباس (الحديث 2009 و 25480) . تحفة الاشراف (5670) .

2640-تقدم (الحديث 2633) .

فِي الْحَجِّ عَلَى عِبَادِهِ اَدْرَكَتْ اَبِيْ شَيْخًا كَبِيْرًا لَا يَسْتَطِيْعُ اَنْ يَثْبُتَ عَلَى الرَّاحِلَةِ اَفَاَحُجُّ عَنْهُ قَالَ "نَعَمْ" وَذٰلِكَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے اسی دوران خثعم قبیلے سے تعلق رکھنے والی ایک خاتون نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی' اُس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک مسئلہ دریافت کرنا تھا' حضرت فضل رضی اللہ عنہ نے اُس خاتون کی طرف دیکھنا شروع کر دیا اور خاتون نے حضرت فضل رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھنا شروع کر دیا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فضل رضی اللہ عنہ کا منہ دوسری طرف موڑ دیا' اُس خاتون نے عرض کی: یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر جو حج فرض کیا ہے وہ میرے بوڑھے عمر رسیدہ والد پر بھی لازم ہو گیا ہے جو سواری پر بیٹھنے کی استطاعت نہیں رکھتے' کیا میں اُن کی طرف سے حج کرلوں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جی ہاں! (راوی کہتے ہیں:) یہ حجۃ الوداع کے موقع کی بات ہے۔

شرح

اس عورت کے کہنے کا مطلب یہ تھا کہ میرے باپ پر بڑھاپے میں حج فرض ہوا ہے۔ بایں سبب کہ وہ بڑھاپے میں اس کو اتنا مال مل گیا ہے اور اس کے پاس اتنا مال ہے کہ جس کی وجہ سے اس پر حج فرض ہو جاتا ہے یا یہ کہ اب بڑھاپے میں اس کو اتنا مال مل گیا ہے کہ اس پر حج فرض ہو گیا ہے مگر وہ اتنا ضعیف اور کمزور ہے کہ ارکان وافعال حج کی ادائیگی تو الگ ہے وہ سواری پر بیٹھ بھی نہیں سکتا تو کیا میں اس کی طرف سے نیابتہ حج کرلوں؟ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے جواب میں فرمایا کہ ہاں! اس کی طرف سے تم حج کرلو۔ مسئلہ یہ ہے کہ کسی شخص پر اگر حج فرض ہو اور وہ بذات خود حج کرنے سے معذور ہو نیز یہ کہ اس کی وہ معذوری ایسی ہو جو موت تک زائل نہ ہونے والی ہو۔ جیسے بڑھاپے کا ضعف، نابینا ہونا، یا پیروں کا کٹا ہونا وغیرہ تو اس کی طرف سے کسی دوسرے شخص کا حج کر لینا جائز ہے۔ بشرطیکہ وہ معذور اپنی طرف سے حج کرنے والے کو حج کے اخراجات بھی دے اور اسے اپنی طرف سے حج کرنے کا حکم بھی دے۔ نیز اس کی موت کے بعد بھی اس کی طرف سے کسی دوسرے شخص کا حج کرنا جائز ہے جب کہ وہ اس کی وصیت کر کے مرا ہو۔

لیکن بعض علماء کہتے ہیں کہ اولاد اگر اپنے والدین کی طرف سے فرض حج کرے تو اس صورت میں حکم اور وصیت شرط نہیں ہے یعنی والدین کی طرف سے حج کرنا۔ بغیر حکم اور بغیر وصیت کے بھی جائز ہے، یہ تو فرض حج کی بات تھی نفل حج کا مسئلہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی طرف سے کسی دوسرے سے نفل حج کرائے۔ تو معذوری شرط نہیں ہے۔ یعنی اگر بذات خود اسے حج کرنے کی قدرت و طاقت حاصل ہے تو اس کے باوجود وہ کسی دوسرے سے اپنا نفل حج کرا سکتا ہے۔

مذکورہ بالا مسئلہ کو ذہن میں رکھ کر حدیث کی طرف آیئے۔ عورت اپنے باپ کی طرف سے حج کرنے کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ رہی ہے۔ لیکن وہ چونکہ وضاحت نہیں کر رہی ہے اس لئے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس کے باپ نے نہ تو اس کو اپنی طرف سے حج کرنے کا حکم دیا ہے اور نہ اسے اخراجات دیئے ہیں۔

2641 - اَخْبَرَنَا اَبُوْ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِىْ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ سُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ اَخْبَرَهُ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ اَخْبَرَهُ اَنَّ امْرَاَةً مِّنْ خَثْعَمَ اسْتَفْتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ وَالْفَضْلُ بْنُ عَبَّاسٍ رَدِيْفُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ فَرِيْضَةَ اللّٰهِ فِى الْحَجِّ عَلٰى عِبَادِهٖ اَدْرَكَتْ اَبِىْ شَيْخًا كَبِيْرًا لَا يَسْتَوِىْ عَلَى الرَّاحِلَةِ فَهَلْ يَقْضِىْ عَنْهُ اَنْ اَحُجَّ عَنْهُ فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "نَعَمْ" . فَاَخَذَ الْفَضْلُ بْنُ عَبَّاسٍ يَلْتَفِتُ اِلَيْهَا وَكَانَتِ امْرَاَةً حَسْنَاءَ وَاَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْفَضْلَ فَحَوَّلَ وَجْهَهُ مِنَ الشِّقِّ الْاٰخَرِ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: خثعم قبیلے سے تعلق رکھنے والی ایک خاتون نے حجۃ الوداع کے موقع پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مسئلہ دریافت کیا' اُس وقت حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے' اُس خاتون نے عرض کی: یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر جو حج فرض کیا ہے وہ میرے عمر رسیدہ بوڑھے والد پر بھی لازم ہو گیا ہے' جو سواری پر بیٹھ نہیں سکتے ہیں' تو اگر میں اُن کی طرف حج کر لیتی ہوں تو کیا یہ ادا ہو جائے گا؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس خاتون سے فرمایا: جی ہاں! حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما نے اُس خاتون کی طرف دیکھنا شروع کیا' وہ بڑی خوبصورت خاتون تھی تو حضرت فضل رضی اللہ عنہ کے سر کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری طرف موڑ دیا۔

باب حَجِّ الرَّجُلِ عَنِ الْمَرْاَةِ .

یہ باب ہے کہ مرد کا خاتون کی طرف سے حج کرنا

2642 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ - وَهُوَ ابْنُ هَارُوْنَ - قَالَ اَنْبَاَنَا هِشَامٌ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِىْ اِسْحَاقَ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهُ كَانَ رَدِيْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَائَهُ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اُمِّىْ عَجُوْزٌ كَبِيْرَةٌ وَاِنْ حَمَلْتُهَا لَمْ تَسْتَمْسِكْ وَاِنْ رَبَطْتُهَا خَشِيْتُ اَنْ اَقْتُلَهَا . فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَرَاَيْتَ لَوْ كَانَ عَلٰى اُمِّكَ دَيْنٌ اَكُنْتَ قَاضِيَهٗ" . قَالَ نَعَمْ . قَالَ "فَحُجَّ عَنْ اُمِّكَ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے بارے میں یہ بات منقول ہے کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے' اسی دوران نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا' اُس نے عرض کی: یارسول اللہ! میری والدہ عمر رسیدہ خاتون ہیں' اگر میں اُنہیں سواری پر سوار کرتا ہوں تو وہ بیٹھ نہیں سکیں گی اور اگر میں اُنہیں باندھ دیتا ہوں تو مجھے ڈر ہے کہ وہ فوت ہو جائیں گی' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمہارا کیا خیال ہے کہ اگر تمہاری والدہ کے ذمے قرض ہوتا تو کیا تم اُسے ادا کر دیتے؟ اُس نے

2641-تقدم (الحديث 2633) .

2642-انفرد به النسائي، و سياتي في آداب القضاة، ذكر الاختلاف على يحي بن ابي اسحاق فيه (الحديث 5409) و الحديث عند: النسائي في آداب القضاة، ذكر الاختلاف على يحي بن ابي اسحاق فيه (الحديث و 5410) . تحفة الاشراف (11044) .

عرض کی: جی ہاں! نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: پھر تم اپنی والدہ کی طرف سے حج بھی کرلو۔

باب مَا يُسْتَحَبُّ اَنْ يَّحُجَّ عَنِ الرَّجُلِ اَكْبَرُ وَلَدِهِ .

یہ باب اپنی مستحب ہے کہ آدمی کی سب سے بڑی اولاد اُس کی طرف سے حج کرے

2643 - اَخْبَرَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ الدَّوْرَقِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ يُوْسُفَ عَنِ ابْنِ الزُّبَيْرِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِرَجُلٍ "اَنْتَ اَكْبَرُ وَلَدِ اَبِيْكَ فَحُجَّ عَنْهُ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے اُس شخص سے فرمایا: تم اپنے باپ کی سب سے بڑی اولاد ہو، تم اُس کی طرف سے حج کرلو۔

باب الْحَجِّ بِالصَّغِيْرِ .

یہ باب چھوٹے بچے کے ساتھ حج کرنے کے بیان میں ہے

2644 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُقْبَةَ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ امْرَاَةً رَفَعَتْ صَبِيًّا لَّهَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلِهٰذَا حَجٌّ قَالَ "نَعَمْ وَلَكِ اَجْرٌ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک خاتون نے اپنے چھوٹے بچے کو نبی اکرم ﷺ کے سامنے کیا اور عرض کی: یارسول اللہ! کیا اس کا حج ہوگا؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جی ہاں! اور تمہیں بھی اجر ملے گا۔

2645 - اَخْبَرَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ السَّرِيِّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُقْبَةَ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ رَفَعَتِ امْرَاَةٌ صَبِيًّا لَّهَا مِنْ هَوْدَجٍ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلِهٰذَا حَجٌّ قَالَ "نَعَمْ وَلَكِ اَجْرٌ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک خاتون نے اپنے ہودج میں سے اپنے بچے کو بلند کیا اور عرض کی: یارسول اللہ! کیا اس کا بھی حج ہوگا؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جی ہاں! اور تمہیں بھی اجر ملے گا۔

2646 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ عُقْبَةَ عَنْ

2643-تقدم (الحديث 2637) .

2644-اخرجه مسلم في الحج، باب صحة حج الصبي، و اجر من حج به (الحديث 410 و 411م) . و اخرجه النسائي في مناسك الحج، الحج بالصغير (الحديث 2645) . تحفة الاشراف (6360) .

2645-تقدم (الحديث 2644) .

2646-اخرجه مسلم في الحج، باب صحة حج الصبي و اجر من حج به (الحديث 409 و 411) . و اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب في الصبي يحج (الحديث 1736) و اخرجه النسائي في مناسك الحج، الحج بالصغير (الحديث و 2647 و 2648) . تحفة الاشراف (6336) .

كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ رَفَعَتِ امْرَاَةٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَبِيًّا فَقَالَتْ اَلِهٰذَا حَجٌّ قَالَ "نَعَمْ وَلَكِ اَجْرٌ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک خاتون نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنے بچے کو اوپر کیا اور دریافت کیا: کیا اس کا بھی حج ہوگا؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جی ہاں اور تمہیں بھی اجر ملے گا۔

2647 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيمُ بْنُ عُقْبَةَ ح وَحَدَّثَنَا الْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنْ سُفْيَانَ عَنْ اِبْرَاهِيمَ بْنِ عُقْبَةَ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ صَدَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا كَانَ بِالرَّوْحَاءِ لَقِيَ قَوْمًا فَقَالَ "مَنْ اَنْتُمْ" . قَالُوا الْمُسْلِمُوْنَ . قَالُوْا مَنْ اَنْتُمْ قَالُوْا رَسُوْلُ اللّٰهِ . قَالَ فَاَخْرَجَتِ امْرَاَةٌ صَبِيًّا مِنَ الْمِحَفَّةِ فَقَالَتْ اَلِهٰذَا حَجٌّ قَالَ "نَعَمْ وَلَكِ اَجْرٌ" .

☆☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لا رہے تھے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم روحاء کے مقام پر پہنچے تو آپ کی ملاقات کچھ لوگوں سے ہوئی' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: تم لوگ کون ہو؟ انہوں نے عرض کی: مسلمان ہیں' پھر اُنہوں نے دریافت کیا: آپ کون ہیں؟ تو اُنہیں بتایا گیا کہ یہ اللہ کے رسول ہیں۔

راوی کہتے ہیں: اُس وقت ایک خاتون نے اپنے ہودج میں سے ایک بچے کو باہر نکالا اور دریافت کیا: کیا اس کا بھی حج ہو جائے گا؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جی ہاں! اور تمہیں بھی اجر ملے گا۔

2648 - اَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ بْنِ حَمَّادِ بْنِ سَعْدٍ ابْنُ اَخِي رِشْدِيْنَ بْنِ سَعْدٍ اَبُو الرَّبِيْعِ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ عَنْ اِبْرَاهِيمَ بْنِ عُقْبَةَ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِامْرَاَةٍ وَهِيَ فِيْ خِدْرِهَا مَعَهَا صَبِيٌّ فَقَالَتْ اَلِهٰذَا حَجٌّ قَالَ "نَعَمْ وَلَكِ اَجْرٌ" .

☆☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک خاتون کے پاس سے گزرے' وہ اُس وقت اپنے پردے (یا ہودج) میں تھی' اُس کے ساتھ اُس کا بچہ بھی تھا' اُس خاتون نے دریافت کیا: کیا اس کا بھی حج ہوگا؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جی ہاں! اور تمہیں بھی اجر ملے گا۔

شرح

عورت کے سوال کے جواب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے "ہاں" کا مطلب یہ تھا کہ لڑکا اگرچہ نابالغ ہے اور اس پر حج فرض نہیں ہے۔ لیکن اگر یہ حج میں جائے گا تو اسے نفلی حج کا ثواب ملے گا اور چونکہ تم اس بچے کو افعال حج سکھلاؤ گی، اس کی خبر گیری کرو گی اور پھر یہ کہ تم ہی اس کے حج کا باعث بنو گی اس لئے تمہیں بھی ثواب ملے گا۔

2647-تقدم (الحديث 2646) .

2648-تقدم (الحديث 2646) .

مسئلہ یہ ہے کہ اگر کوئی نابالغ حج کرے تو اس کے ذمہ سے فرض ساقط نہیں ہوگا اگر بالغ ہونے کے بعد فرضیت حج کے شرائط پائے جائیں گے تو اسے دوبارہ پھر کرنا ہوگا، اسی طرح اگر غلام حج کرے تو اس کے ذمہ سے بھی فرض ساقط نہیں ہوتا، آزاد ہونے کے بعد فرضیت حج کے شرائط پائے جانے کی صورت میں اس کے لئے دوبارہ حج کرنا ضروری ہوگا۔ ان کے برخلاف اگر کوئی مفلس حج کرے تو اس کے ذمہ سے فرض ساقط ہو جائے گا۔ مال دار ہونے کے بعد اس پر دوبارہ حج کرنا واجب نہیں ہوگا۔

16 - باب الْوَقْتِ الَّذِیْ خَرَجَ فِیْهِ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمَدِیْنَةِ لِلْحَجِّ

باب: اُس وقت کا بیان جس میں نبی اکرم ﷺ مدینہ منورہ سے حج کے لیے روانہ ہوئے تھے

2649 - اَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِیِّ عَنِ ابْنِ اَبِیْ زَائِدَةَ قَالَ حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ سَعِیْدٍ قَالَ اَخْبَرَتْنِیْ عَمْرَةُ اَنَّهَا سَمِعَتْ عَائِشَةَ تَقُوْلُ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِخَمْسٍ بَقِیْنَ مِنْ ذِی الْقَعْدَةِ لَا نُرَی اِلَّا الْحَجَّ حَتّٰی اِذَا دَنَوْنَا مِنْ مَّکَّةَ اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَمْ یَکُنْ مَعَهٗ هَدْیٌ اِذَا طَافَ بِالْبَیْتِ اَنْ یَّحِلَّ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب ذی قعدہ ختم ہونے میں پانچ دن باقی رہ گئے تو ہم لوگ نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ روانہ ہوئے ہمارا مقصد صرف حج کرنا تھا جب ہم لوگ مکہ کے قریب پہنچے تو نبی اکرم ﷺ نے یہ ہدایت کی کہ جس شخص کے ساتھ قربانی کا جانور نہیں ہے جب وہ بیت اللہ کا طواف کرلے تو احرام کھول دے۔

2649-اخرجه البخاري في الحج، باب ذبح الرجل البقر عن نسائه من غير امرهن (الحديث 1709) بنحوه، و باب ما ياكل من البدن و ما يتصدق (الحديث 1720)، و في الجهاد، باب الخروج آخر الشهر (الحديث 2952) مطولًا . واخرجه مسلم في الحج، باب بيان وجوه الاحرام ، و انه يجوز افراد الحج والتمتع و القرآن و جواز ادخال الحج على العمرة و متى يحل القارن من نسكه (الحديث 125) . و الحديث عند: النسائي في مناسك الحج، اباحة فسخ الحج بعمرة لمن لم يسق الهدي (الحديث 2803) . تحفة الاشراف (17933) .

كِتَابُ الْمَوَاقِيْتُ

یہ کتاب مواقیت کے بیان میں ہے

باب مِيقَاتِ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ .

یہ باب اہل مدینہ کے میقات کے بیان میں ہے

میقات کے معنی ومفہوم کا بیان

مواقیت میقات کی جمع ہے۔میقات اس جگہ کو کہتے ہیں جہاں سے مکہ مکرمہ میں جانے والے احرام باندھتے ہیں اور مکہ مکرمہ جانے والے کے لئے وہاں سے بغیر احرام آگے بڑھنا منع ہے۔ذوالحلیفہ ایک مقام کا نام ہے جو مدینہ منورہ سے جنوب میں تقریباً ۱۵ میل ۱۸۸ کلومیٹر کے فاصلے پر اور رابغ سے چند میل جنوب میں واقع ہے یہ قریش کی تجارتی شاہراہ کا ایک اسٹیشن رہ چکا ہے اب غیر آباد ہے، یہ مقام شام ومصر کی طرف سے آنے والوں کے واسطے میقات ہے۔نجد اصل میں تو "بلند زمین" کو کہتے ہیں مگر اصطلاحی طور جزیرۃ العرب کے ایک علاقے کا نام ہے جو مملکت سعودی عرب کا ایک حصہ ہے۔اس علاقے کو نجد غالباً اسی لئے کہا جاتا ہے کہ سطح سمندر سے یہ علاقہ اچھا خاصا بلند ہے اس وقت جزیرۃ العرب کا سارا وسطی علاقہ جسے نجد کہا جاتا ہے۔ شمال میں بادیۃ الشام کے جنوبی سرے سے شروع ہو کر جنوب میں وادی الاواسر یا الربع الخالی تک اور عرضاً احساء سے حجاز تک پھیلا ہوا ہے، حکومت سعودی عرب کا دارالسلطنت "ریاض" نجد ہی کے علاقے میں ہے۔

نجدیوں کے لئے قرن کے میقات ہونے کا بیان

2650 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَخْبَرَهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "يُهِلُّ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ مِنْ ذِى الْحُلَيْفَةِ وَاَهْلُ الشَّامِ مِنَ الْجُحْفَةِ وَاَهْلُ نَجْدٍ مِنْ قَرْنٍ" . قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ وَبَلَغَنِىْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "وَيُهِلُّ اَهْلُ الْيَمَنِ مِنْ يَلَمْلَمَ" .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: اہل مدینہ ذوالحلیفہ سے اہل شام جحفہ سے اہل نجد قرن سے احرام باندھیں گے۔

2650-اخرجه البخاري في الحج، باب ميقات اهل المدينة (الحديث 1525) . و اخرجه مسلم في الحج، باب مواقيت الحج و العمرة (الحديث 13) . و اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب في المواقيت (الحديث 1737) . و اخرجه ابن ماجه في المناسك، باب مواقيت اهل الآفاق (الحديث 2914) . تحفة الاشراف (8326) .

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: مجھے یہ بات پتہ چلی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے یہ بات بھی ارشاد فرمائی ہے:
اہل یمن یلملم سے احرام باندھیں گے۔

باب مِيقَاتِ اَهْلِ الشَّامِ .

یہ باب اہل شام کے میقات کے بیان میں ہے

اہل مدینہ کے میقات کا بیان

2651 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَجُلًا قَامَ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مِنْ اَيْنَ تَاْمُرُنَا اَنْ نُهِلَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "يُهِلُّ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ وَيُهِلُّ اَهْلُ الشَّامِ مِنَ الْجُحْفَةِ وَيُهِلُّ اَهْلُ نَجْدٍ مِنْ قَرْنٍ" . قَالَ ابْنُ عُمَرَ وَيَزْعُمُوْنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "وَيُهِلُّ اَهْلُ الْيَمَنِ مِنْ يَلَمْلَمَ" . وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَقُوْلُ لَمْ اَفْقَهْ هٰذَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

☆☆ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص مسجد میں کھڑا ہوا' اُس نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں' ہم کہاں سے احرام باندھیں؟ تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اہل مدینہ ذوالحلیفہ سے' اہل شام جحفہ سے' اہل نجد قرن سے احرام باندھیں گے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ لوگوں نے یہ بات بیان کی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا تھا:
اہل یمن یلملم سے احرام باندھیں گے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: میں نے خود یہ بات نبی اکرم ﷺ کی زبانی نہیں سنی ہے۔

شرح

اور دوسرا راستہ جحفہ ہے" کا مطلب یہ ہے کہ مدینہ والوں کے لئے احرام باندھنے کی دوسری جگہ جحفہ ہے اگر وہ مکہ کے لئے مدینہ سے وہ راہ اختیار کریں جس میں جحفہ ملتا ہے تو وہ پھر جحفہ ہی سے احرام باندھیں، ذوالحلیفہ جانے کی ضرورت نہیں ہے اصل بات یہ ہے کہ پہلے مدینہ سے مکہ آنے کے لئے دو راستے تھے ایک راستے میں تو ذوالحلیفہ ملتا تھا اور دوسرے راستے میں جحفہ۔ اسی لئے یہ حکم دیا گیا کہ اگر وہ راہ اختیار کی جائے جس میں ذوالحلیفہ ملتا ہے تو احرام ذوالحلیفہ سے باندھا جائے اور اگر وہ راہ اختیار کی جائے جس میں جحفہ ملتا ہے تو پھر جحفہ سے احرام باندھا جائے، لیکن اب ایک ہی راستہ ہو گیا ہے جس میں پہلے تو ذوالحلیفہ آتا ہے اور پھر جحفہ، اسی طرح اہل مدینہ کے لئے دو میقات ہو گئی ہیں۔ اس صورت میں یہ سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ اب اہل مدینہ احرام کہاں سے باندھیں؟ تو علماء لکھتے ہیں کہ اس جگہ سے باندھنا اولیٰ ہے جو مکہ سے زیادہ فاصلے پر واقع ہے یعنی

2651-اخرجه البخاري في العلم، باب ذكر العلم و الفتيا في المسجد (الحديث 133) . تحفة الاشراف (8291) .

ذوالحلیفہ اور اگر کوئی شخص جحفہ سے احرام باندھے تو یہ بھی جائز ہے۔

باب مِيقَاتِ اَهْلِ مِصْرَ .

یہ باب اہل مصر کے میقات کے بیان میں ہے

2652 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ بَهْرَامَ قَالَ حَدَّثَنَا الْمُعَافَى عَنْ اَفْلَحَ بْنِ حُمَيْدٍ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَّتَ لِاَهْلِ الْمَدِيْنَةِ ذَا الْحُلَيْفَةِ وَلِاَهْلِ الشَّامِ وَمِصْرَ الْجُحْفَةَ وَلِاَهْلِ الْعِرَاقِ ذَاتَ عِرْقٍ وَّلِاَهْلِ الْيَمَنِ يَلَمْلَمَ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل مدینہ کے لیے ذوالحلیفہ کو اہل شام اور اہل مصر کے لیے جحفہ کو اہل عراق کے لیے ذاتِ عرق کو اور اہل یمن کے لیے یلملم کو میقات مقرر کیا تھا۔

باب مِيقَاتِ اَهْلِ الْيَمَنِ .

یہ باب اہل یمن کے میقات کے بیان میں ہے

2653 - اَخْبَرَنَا الرَّبِيْعُ بْنُ سُلَيْمَانَ صَاحِبُ الشَّافِعِيِّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ وَّحَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ طَاوُسٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَّتَ لِاَهْلِ الْمَدِيْنَةِ ذَا الْحُلَيْفَةِ وَلِاَهْلِ الشَّامِ الْجُحْفَةَ وَلِاَهْلِ نَجْدٍ قَرْنًا وَّلِاَهْلِ الْيَمَنِ يَلَمْلَمَ وَقَالَ "هُنَّ لَهُنَّ وَلِكُلِّ اٰتٍ اَتٰى عَلَيْهِنَّ مِنْ غَيْرِهِنَّ فَمَنْ كَانَ اَهْلُهٗ دُوْنَ الْمِيقَاتِ حَيْثُ يُنْشِئُ حَتّٰى يَاْتِيَ ذٰلِكَ عَلٰى اَهْلِ مَكَّةَ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل مدینہ کے لیے ذوالحلیفہ' اہل شام کے لیے جحفہ کو اہل نجد کے لیے قرن کو اور اہل یمن کے لیے یلملم کو میقات مقرر کیا تھا۔

یہ ان لوگوں کے لیے اور ان (مواقیت) کے دوسری طرف سے آنے والے تمام افراد کے لیے میقات ہیں' جو شخص ان علاقوں کے اندر کی طرف (یعنی مکہ کی سمت) والی جگہ پر رہتا ہو وہ اپنے گھر سے ہی احرام باندھے گا' یہاں تک کہ اہل مکہ کے لیے بھی یہی حکم ہے۔

2652-انفرد به النسائي . و سياتي في مناسك الحج، ميقات اهل العراق (الحديث 2655) و الحديث عند: ابي داؤد في المناسك، باب في المواقيت (الحديث 1739) . تحفة الاشراف (17438) .

2653-اخرجه البخاري في الحج، باب مهل اهل مكة للحج و العمرة (الحديث 1524)، باب مهل اهل اليمن (الحديث 1530) . و في جزاء الصيد، باب دخول الحرم و مكة بغير احرام (الحديث 1845) . و اخرجه مسلم في الحج، باب مواقيت الحج و العمرة (الحديث 12) . و اخرجه النسائي في مناسك الحج، من كان اهله دون الميقات (الحديث 2656) . تحفة الاشراف (5711) .

باب مِيقَاتِ اَهْلِ نَجْدٍ .

یہ باب اہل نجد کے میقات کے بیان میں ہے

2654 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "يُهِلُّ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ وَاَهْلُ الشَّامِ مِنَ الْجُحْفَةِ وَاَهْلُ نَجْدٍ مِّنْ قَرْنٍ" . وَذُكِرَ لِي وَلَمْ اَسْمَعْ اَنَّهُ قَالَ "وَيُهِلُّ اَهْلُ الْيَمَنِ مِنْ يَلَمْلَمَ" .

★★ سالم اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: اہل مدینہ ذوالحلیفہ سے اہل شام جحفہ سے اہل نجد قرن سے احرام باندھیں گے۔

(حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:) میرے سامنے اس بات کا تذکرہ کیا گیا ہے ویسے میں نے خود (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی) یہ بات نہیں سنی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے:
اہل یمن یلملم سے احرام باندھیں گے۔

باب مِيقَاتِ اَهْلِ الْعِرَاقِ .

یہ باب اہل عراق کے میقات کے بیان میں ہے

2655 - اَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمَّارٍ الْمَوْصِلِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو هَاشِمٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ عَنِ الْمُعَافَى عَنْ اَفْلَحَ بْنِ حُمَيْدٍ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ وَقَّتَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَهْلِ الْمَدِيْنَةِ ذَا الْحُلَيْفَةِ وَلِاَهْلِ الشَّامِ وَمِصْرَ الْجُحْفَةَ وَلِاَهْلِ الْعِرَاقِ ذَاتَ عِرْقٍ وَّلِاَهْلِ نَجْدٍ قَرْنًا وَّلِاَهْلِ الْيَمَنِ يَلَمْلَمَ .

★★ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل مدینہ کے لیے ذوالحلیفہ کو اہل شام اور اہل مصر کے لیے جحفہ کو اہل عراق کے لیے ذات عرق کو اہل نجد کے لیے قرن کو اہل یمن کے لیے یلملم کو میقات مقرر کیا ہے۔

باب مَنْ كَانَ اَهْلُهُ دُوْنَ الْمِيقَاتِ .

یہ باب ہے کہ جو شخص میقات کے اندر کی طرف رہتا ہو

2656 - اَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ قَالَ اَخْبَرَنِي عَبْدُ

2654-اخرجه البخاري في الحج، باب مهل اهل نجد (الحديث 1527) . و اخرجه مسلم في الحج، باب مواقيت الحج و العمرة (الحديث 17) . تحفة الاشراف (6824) .

2655-تقدم (الحديث 2652) .

2656-تقدم (2653) .

اللّٰهِ بْنُ طَاؤُسٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ وَقَّتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَهْلِ الْمَدِيْنَةِ ذَا الْحُلَيْفَةِ وَلِاَهْلِ الشَّامِ الْجُحْفَةَ وَلِاَهْلِ نَجْدٍ قَرْنًا وَّلِاَهْلِ الْيَمَنِ يَلَمْلَمَ قَالَ "هُنَّ لَهُمْ وَلِمَنْ اَتٰى عَلَيْهِنَّ مِمَّنْ سِوَاهُنَّ لِمَنْ اَرَادَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ وَمَنْ كَانَ دُوْنَ ذٰلِكَ مِنْ حَيْثُ بَدَاَ حَتّٰى يَبْلُغَ ذٰلِكَ اَهْلَ مَكَّةَ"۔

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل مدینہ کے لیے ذوالحلیفہ کو اہل شام کے لیے جحفہ کو اہل نجد کے لیے قرن کو اور اہل یمن کے لیے یلملم کو میقات مقرر کیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ اُن لوگوں کے لیے ہے اور جو ان (مواقیت) سے دوسری طرف کے علاقوں سے حج یا عمرہ کرنے کے لیے آتے ہیں لیکن جو لوگ اس کے اندر کی طرف رہتے ہیں تو وہ جہاں سے (سفر کا) آغاز کریں گے یعنی اپنے گھر سے ہی احرام باندھ لیں گے یہاں تک کہ یہ حکم اہل مکہ پر بھی لازم ہوگا (یعنی وہ بھی اپنے گھر سے ہی احرام باندھ لیں گے)۔

شرح

قرن المنازل یہ ایک پہاڑی ہے جو مکہ سے تقریباً تیس میل (۴۸ کلومیٹر) جنوب میں تہامہ کی ایک پہاڑی ہے یہ پہاڑی یمن سے مکہ آنے والے راستے پر واقع ہے اس پہاڑی سے متصل سعدیہ نامی ایک بستی ہے یہ یمن کی طرف سے آنے والوں کی میقات ہے۔ ہندوستان سے جانے والے اس پہاڑی کے سامنے سے گزرتے ہیں اس لئے ہندوستان والوں کے لئے بھی یہی میقات ہے۔ اُمن مواقیت کے علاوہ ایک میقات "ذات عرق" یہ مکہ مکرمہ سے تقریباً ساٹھ میل (۹۷ کلومیٹر) کے فاصلے پر شمال مشرقی جانب عراق جانے والے راستے پر واقع ہے۔ اور عراق کی طرف سے آنے والوں کے واسطے میقات ہے۔

حدیث کے الفاظ لمن کان یرید الحج والعمرۃ (اور یہ احرام کی جگہیں ان لوگوں کے لئے ہیں جو حج وعمرہ کا ارادہ کریں) سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اگر کوئی شخص (یعنی غیر مکی) حج وعمرہ کے ارادے کے بغیر میقات سے گزرے تو اس کے لئے ضروری نہیں ہے کہ وہ مکہ میں داخل ہونے کے لئے احرام باندھے۔ جیسا کہ امام شافعی کا مسلک ہے، لیکن حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کے مسلک کے مطابق مکہ میں بغیر احرام کے داخل ہونا جائز نہیں ہے۔ خواہ حج وعمرہ کا ارادہ ہو یا نہ ہو۔ یعنی اگر کوئی غیر مکی شخص مکہ مکرمہ میں داخل ہونا چاہے خواہ وہ حج کے لئے جاتا ہو یا کسی اور غرض سے تو اس پر واجب ہے کہ وہ میقات سے احرام باندھ کر جائے احرام کے بغیر وہ مکہ میں داخل نہیں ہوسکتا۔ حنفی مسلک کی دلیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی ہے کہ **لا یجاوز حد المیقات الا محرما**۔ کوئی شخص (مکہ میں داخل ہونے کے لئے) میقات کے آگے بغیر احرام کے نہ بڑھے۔

یہ حدیث اس بارے میں مطلق ہے کہ اس میں حج وعمرہ کے ارادے کی قید نہیں ہے، پھر یہ کہ احرام اس مقدس ومحترم مکان یعنی کعبہ مکرمہ کی تعظیم واحترام کی غرض سے باندھا جاتا ہے۔ حج وعمرہ کیا جائے یا نہ کیا جائے لہٰذا اس حکم کا تعلق جس طرح حج وعمرہ کرنے والے سے ہے اسی طرح یہ حکم تاجر وسیاح وغیرہ پر بھی لاگو ہوتا ہے۔ ہاں جو لوگ میقات کے اندر ہیں ان کو اپنی حاجت کے لئے بغیر احرام مکہ میں داخل ہونا جائز ہے کیونکہ ان کو بارہا مکہ مکرمہ میں آنا جانا پڑتا ہے۔

اس واسطے ان کے لئے ہر بار احرام کا واجب ہونا دقت وتکلیف سے خالی نہیں ہوگا، لہٰذا اس معاملے میں وہ اہل مکہ کے حکم

میں داخل ہیں کہ جس طرح ان کے لئے جائز ہے کہ اگر وہ کسی کام سے مکہ مکرمہ سے باہر نکلیں اور پھر مکہ میں داخل ہوں تو بغیر احرام چلے آئیں اسی طرح میقات کے اندر والوں کو بھی احرام کے بغیر مکہ میں داخل ہونا جائز ہے۔ فمن کان دونہن (اور جو شخص ان مقامات کے اندر رہتا ہے الخ) کا مطلب یہ ہے کہ لوگ میقات کے اندر مگر حدود حرم سے باہر رہتے ہوں تو ان کے لئے احرام باندھنے کی جگہ ان کے گھر سے تا حد حرم ہے ان کو احرام باندھنے کے لئے ... پر جانا ضروری نہیں ہے اگر چہ وہ میقات کے قریب ہی کیوں نہ ہوں۔

جو لوگ خاص میقات میں ہی رہتے ہوں ان کے بارے میں اس حدیث میں کوئی حکم نہیں ہے۔ لیکن جمہور علماء کہتے ہیں کہ ان کا حکم بھی وہی ہے جو میقات کے اندر رہنے والوں کا ہے۔ وکذاک وکذاک (اور اسی طرح اور اسی طرح) اس کا تعلق پہلے ہی جملے سے ہے کہ حل (حدود حرم سے باہر سے موقیت تک جو زمین ہے) اس میں جو جہاں رہتا ہے وہیں سے احرام باندھے یعنی میقات اور حد حرم کے درمیان جو لوگ رہنے والے ہیں وہ اپنے اپنے گھر ہی سے احرام باندھیں گے چاہے وہ میقات کے بالکل قریب ہوں اور چاہے میقات سے کتنے ہی دور اور حد حرم کے کتنے ہی قریب ہوں۔ حتی اہل مکۃ یہلون منہا کا مطلب یہ ہے کہ اہل مکہ یعنی اہل حرم مکہ سے احرام باندھیں جو لوگ خاص مکہ شہر میں رہتے ہیں وہ تو خاص مکہ ہی سے احرام باندھیں گے اور جو لوگ خاص مکہ شہر میں نہیں بلکہ شہر سے باہر مگر حدود حرم میں رہتے ہیں وہ حرم مکہ سے احرام باندھیں گے۔

حدیث کے آخری الفاظ سے بظاہر تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اہل مکہ کے لئے احرام باندھنے کی جگہ مکہ ہے خواہ احرام حج کے لئے خواہ عمرہ کے لئے لیکن مسئلہ یہ ہے کہ عمرہ کرنے والا حل کی طرف جائے اور وہاں سے احرام باندھ کر پھر حرم میں داخل ہو کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو حکم دیا تھا کہ وہ عمرہ کا احرام باندھنے کے لئے تنعیم جائیں جو حل میں ہے لہٰذا یہی کہا جائے گا کہ اس حدیث کا تعلق صرف حج کے ساتھ ہے یعنی یہ حکم اہل مکہ کے لئے ہے کہ وہ جب حج کرنے کا ارادہ کریں تو احرام مکہ ہی سے باندھیں اور اگر عمرہ کرنے کا ارادہ ہو تو پھر حل میں آ کر احرام باندھیں جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے ثابت ہوتا ہے۔

2657 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَمْرٍو عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَّتَ لِاَهْلِ الْمَدِيْنَةِ ذَا الْحُلَيْفَةِ وَلِاَهْلِ الشَّامِ الْجُحْفَةَ وَلِاَهْلِ الْيَمَنِ يَلَمْلَمَ وَلِاَهْلِ نَجْدٍ قَرْنًا فَهُنَّ لَهُمْ وَلِمَنْ اَتَى عَلَيْهِنَّ مِنْ غَيْرِ اَهْلِهِنَّ مِمَّنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَمَنْ كَانَ دُوْنَهُنَّ فَمِنْ اَهْلِهِ حَتّٰى اَنَّ اَهْلَ مَكَّةَ يُهِلُّوْنَ مِنْهَا .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل مدینہ کے لیے ذوالحلیفہ کو اہل شام کے لیے جحفہ کو اہل یمن کے لیے یلملم کو اہل نجد کے لیے قرن کو میقات مقرر کیا ہے یہ اُن کے لیے ہے اور اُن لوگوں کے لیے ہے جو

2657-اخرجه البخاري في الحج، باب مهل اهل الشام (الحديث 1526)، و باب مهل من كان دون المواقيت (الحديث 1529) . و اخرجه مسلم في الحج، باب مواقيت الحج و العمرة (الحديث 11) . و اخرجه ابو داؤد في الحج، باب في المواقيت (الحديث 1738) بنحوه . تحفة الاشراف (5738) .

ان علاقوں سے دوسری طرف سے آتے ہیں اور حج اور عمرہ کرنا چاہتے ہیں' لیکن جو لوگ ان کے اندر کی طرف کے علاقے میں رہتے ہیں' وہ اپنے گھر سے ہی احرام باندھیں گے یہاں تک کہ اہل مکہ' مکہ سے احرام باندھیں گے۔

باب التَّعْرِيْسِ بِذِى الْحُلَيْفَةِ .

یہ باب ہے کہ ذوالحلیفہ میں رات بسر کرنا

2658 - اَخْبَرَنَا عِيْسَى بْنُ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ مَثْرُودٍ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِىْ يُوْنُسُ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ اَخْبَرَنِىْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ اَبَاهُ قَالَ بَاتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذِى الْحُلَيْفَةِ بِبَيْدَاءَ وَصَلّٰى فِىْ مَسْجِدِهَا .

☆☆ عبیداللہ بن عبداللہ بیان کرتے ہیں: اُن کے والد حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے یہ بات بیان کی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ذوالحلیفہ میں کھلے میدان میں رات بسر کی' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کی مسجد میں نماز بھی ادا کی۔

2659 - اَخْبَرَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ سُوَيْدٍ عَنْ زُهَيْرٍ عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ وَهُوَ فِى الْمُعَرَّسِ بِذِى الْحُلَيْفَةِ اُتِىَ فَقِيْلَ لَهٗ اِنَّكَ بِبَطْحَاءَ مُبَارَكَةٍ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذوالحلیفہ میں رات بسر کی' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں یہ بات کہی گئی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مبارک وادی میں ہیں۔

2660 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنِىْ مَالِكٌ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَاخَ بِالْبَطْحَاءِ الَّتِىْ بِذِى الْحُلَيْفَةِ وَصَلّٰى بِهَا .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ذوالحلیفہ میں موجود میدان میں اپنی سواری کو بٹھایا اور وہاں نماز ادا کی۔

2658-اخرجه مسلم في الحج، باب الصلاة في مسجد ذي الحليفة (الحديث 30) . تحفة الاشراف (7308) .

2659-اخرجه البخاري في الحج، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم (العقيق واد مبارك) (الحديث 1535) مطولاً، و في الحرث و المزارعة، باب 16 . (الحديث 2336) مطولاً ، و في الاعتصام بالكتاب و السنة، باب ما ذكر النبي صلى الله عليه وسلم و حض على اتفاق اهل العلم، وما اجتمع عليه الحرمان مكة و المدينة و ما كان بهما من مشاهد النبي صلى الله عليه وسلم و المهاجرين و الانصار و مصلى النبي صلى الله عليه وسلم و المنبر و القبر (الحديث 7345) . و اخرجه مسلم في الحج، باب التعريس بزي الحليفة و الصلاة بها اذا صدر من الحج او العمرة (الحديث 433و 434) . تحفة الاشراف (7025) .

2660-اخرجه البخاري في الحج، باب 14. (الحديث 1532) . و اخرجه مسلم في الحج، باب التعريس بذي الحليفة و الصلاة بها اذا صدر من الحج او العمرة (الحديث 430) . و اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب زيارة القبور (الحديث 2044) . تحفة الاشراف (8338) .

باب الْبَيْدَاءِ .

یہ باب تذکرہ بیداء کے بیان میں ہے

2661 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا النَّضْرُ - وَهُوَ ابْنُ شُمَيْلٍ - قَالَ حَدَّثَنَا اَشْعَثُ - وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ - عَنِ الْحَسَنِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الظُّهْرَ بِالْبَيْدَاءِ ثُمَّ رَكِبَ وَصَعِدَ جَبَلَ الْبَيْدَاءِ فَاَهَلَّ بِالْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ حِيْنَ صَلَّى الظُّهْرَ .

★★ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیداء میں ظہر کی نماز ادا کی' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہو گئے' پھر آپ بیداء کے پہاڑ پر چڑھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج اور عمرے کے لیے ظہر کی نماز ادا کرنے کے بعد احرام باندھا (یعنی تلبیہ پڑھنا شروع کیا)۔

باب الْغُسْلِ لِلْاِهْلَالِ .

یہ باب احرام باندھنے سے پہلے غسل کرنے کے بیان میں ہے

2662 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ اَنَّهَا وَلَدَتْ مُحَمَّدَ بْنَ اَبِيْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ بِالْبَيْدَاءِ فَذَكَرَ اَبُوْ بَكْرٍ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "مُرْهَا فَلْتَغْتَسِلْ ثُمَّ لْتُهِلَّ" .

★★ عبدالرحمٰن بن قاسم اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے حضرت محمد بن ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بیداء کے مقام پر جنم دیا' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس بات کا تذکرہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اُس سے کہو کہ وہ غسل کر کے احرام باندھ لے۔

2663 - اَخْبَرَنِيْ اَحْمَدُ بْنُ فَضَالَةَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ النَّسَائِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى - وَهُوَ ابْنُ سَعِيْدٍ الْاَنْصَارِيُّ - قَالَ سَمِعْتُ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ بَكْرٍ اَنَّهُ خَرَجَ حَاجًّا مَّعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَجَّةَ الْوَدَاعِ وَمَعَهُ امْرَاَتُهُ اَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ الْخَثْعَمِيَّةُ فَلَمَّا كَانُوْا بِذِي الْحُلَيْفَةِ وَلَدَتْ اَسْمَاءُ مُحَمَّدَ بْنَ اَبِيْ بَكْرٍ فَاَتَى اَبُوْ بَكْرٍ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَهُ فَاَمَرَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّاْمُرَهَا اَنْ تَغْتَسِلَ ثُمَّ تُهِلَّ بِالْحَجِّ وَتَصْنَعَ مَا يَصْنَعُ

2661-اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب في وقت الاحرام (الحديث 1774) مختصراً . و اخرجه النسائي في مناسك الحج، العمل في الاهلال (الحديث 2754)، و كيف يفعل من اهل بالحج، والعمرة و لم يسق الهدي (الحديث و 2931) مطولاً . تحفة الاشراف (524) .

2662-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (15761) .

2663-اخرجه ابن ماجه في المناسك، باب النفساء و الحائض تهل بالحج (الحديث 2912) . تحفة الاشراف (6617) .

النَّاسُ اِلَّا اَنَّهَا لَا تَطُوفُ بِالْبَيْتِ ۔

☆☆ قاسم بن محمد اپنے والد کے حوالے سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حجۃ الوداع کے موقع پر حج کرنے کے لیے روانہ ہوئے' اُن کے ساتھ اُن کی اہلیہ سیّدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا تھیں' جب یہ لوگ ذوالحلیفہ پہنچے تو اُنہوں نے حضرت محمد بن ابوبکر رضی اللہ عنہما کو جنم دیا' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو اس بارے میں بتایا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ہدایت کی کہ وہ اس خاتون کو یہ ہدایت کریں کہ وہ خاتون غسل کرلے اور پھر حج کا احرام باندھ لے' اور پھر وہ ان سب اعمال کو انجام دے جو لوگ انجام دیتے ہیں' البتہ وہ بیت اللہ کا طواف نہیں کرے گی۔

باب غُسْلِ الْمُحْرِمِ ۔

یہ باب محرم شخص کے غسل کرنے کے بیان میں ہے

2664 – اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ مَّالِكٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حُنَيْنٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ وَّالْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ اَنَّهُمَا اخْتَلَفَا بِالْاَبْوَاءِ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَّغْسِلُ الْمُحْرِمُ رَاْسَهٗ ۔ وَقَالَ الْمِسْوَرُ لَا يَغْسِلُ رَاْسَهٗ ۔ فَاَرْسَلَنِىْ ابْنُ عَبَّاسٍ اِلٰى اَبِىْ اَيُّوْبَ الْاَنْصَارِيِّ اَسْاَلُهٗ عَنْ ذٰلِكَ فَوَجَدْتُهٗ يَغْتَسِلُ بَيْنَ قَرْنَىِ الْبِئْرِ وَهُوَ مُسْتَتِرٌ بِثَوْبٍ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ وَقُلْتُ اَرْسَلَنِىْ اِلَيْكَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ اَسْاَلُكَ كَيْفَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْسِلُ رَاْسَهٗ وَهُوَ مُحْرِمٌ فَوَضَعَ اَبُوْ اَيُّوْبَ يَدَهٗ عَلَى الثَّوْبِ فَطَاْطَاَهٗ حَتّٰى بَدَا رَاْسُهٗ ثُمَّ قَالَ لِاِنْسَانٍ يَّصُبُّ عَلٰى رَاْسِهٖ ثُمَّ حَرَّكَ رَاْسَهٗ بِيَدَيْهِ فَاَقْبَلَ بِهِمَا وَاَدْبَرَ وَقَالَ هٰكَذَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُ ۔

☆☆ ابراہیم بن عبداللہ اپنے والد کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہم کے درمیان ابواء کے مقام پر اس بارے میں اختلاف ہوگیا' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ کہنا تھا کہ محرم شخص اپنے سر کو دھوسکتا ہے جبکہ حضرت مسور رضی اللہ عنہ کا یہ کہنا تھا کہ نہیں دھوسکتا۔ (راوی کہتے ہیں:) تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجا تاکہ میں اُن سے اس بارے میں دریافت کروں تو میں نے اُنہیں کنویں کی دو لکڑیوں کے درمیان غسل کرتے ہوئے پایا' اُنہوں نے کپڑے کے ذریعے پردہ کر رکھا تھا' میں نے سلام کیا' میں نے گزارش کی کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے تاکہ میں آپ سے یہ مسئلہ دریافت کروں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم احرام کے دوران اپنے سر کو کس طرح دھویا کرتے تھے؟ تو حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے اپنا ہاتھ کپڑے پر رکھا' اُسے ذرا سا نیچے کیا

2664-اخرجه البخاري في جزاء الصيد، باب الاغتسال للمحرم (الحديث 1840) . و اخرجه مسلم في الحج، باب جواز غسل المحرم بدنه و راسه (الحديث 91 و 92) و اخرجه ابو داؤد في المناسك باب المحرم يغتسل (الحديث 1840) . و اخرجه ابن ماجه في المناسك، باب المحرم يغسل راسه (الحديث 2934) . تحفة الاشراف (3463) .

جس کے نتیجے میں اُن کا سر نظر آنے لگا' پھر انہوں نے ایک شخص سے فرمایا کہ وہ ان کے سر پر پانی بہائے' پھر اُنہوں نے اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے سر میں حرکت دی' اُنہیں آگے سے پیچھے کی طرف لے گئے' پیچھے سے آگے کی طرف لے آئے' اور پھر فرمایا: میں نے نبی اکرم ﷺ کو اسی طرح کرتے دیکھا ہے۔

احرام باندھتے وقت غسل یا وضو کی فضیلت کا بیان

امام ابوالحسن فرغانی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ جب وہ احرام باندھنے کا قصد کرے تو وہ غسل کرے یا وضو کرے البتہ غسل کرنا افضل ہے۔ کیونکہ روایت کیا گیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے احرام کے لئے کیا ہے۔ (ترمذی، طبرانی، دار قطنی) لیکن یہ پاکیزگی حاصل کرنے کے لئے ہے۔ یہاں تک کہ حائض کو حکم دیا جائے گا چاہے اس سے فرض واقع نہ ہو۔ لہٰذا وضو اس غسل کے قائم مقام ہو جائے گا جس طرح جمعہ میں ہوتا ہے۔ لیکن غسل کرنا افضل ہے کیونکہ صحیح معنوں میں پاکیزگی کا مفہوم غسل میں ہے۔ اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے اس کو اختیار کیا ہے۔ (ہدایہ، اولین، کتاب الحج، لاہور)

جمہور فقہاء کے نزدیک غسل احرام کے استحباب کا بیان

علامہ بدر الدین عینی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: امام طبرانی نے اپنی معجم میں اور امام دار قطنی نے اپنی سنن میں حدیث نقل فرمائی ہے اور ان دونوں روایات میں یہ لفظ ہے کہ احرام کے لئے غسل کیا جائے گا۔ اور مسئلہ میں تمام احادیث قولی ہیں فعلی کوئی حدیث نہیں ہے لہٰذا ان احادیث کی مطابقت صاحب ہدایہ والی روایت کے ساتھ نہیں ہے۔

امام ترمذی علیہ الرحمہ کی روایت کردہ حدیث کے مطابق ہے اور اس میں یہ ہے کہ غسل صفائی کو زیادہ کرتا ہے۔ اور اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہ غسل واجب نہیں ہے جبکہ داؤد ظاہری نے اختلاف کیا ہے۔ کیونکہ اس کے نزدیک واجب ہے۔

امام حسن بصری علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ اگر وہ یہ غسل بھول جائے تو جب اس کو یاد آئے وہ کرے۔ اور بعض اہل مدینہ سے یہ بھی نقل کیا گیا ہے کہ اس کے ترک پر دم واجب ہے۔ جمہور فقہاء کا مؤقف یہ ہے کہ یہ غسل احرام کے لئے مستحب ہے۔

(البنائیہ شرح الہدایہ، ج ۵، ص ۳۵، حقانیہ ملتان)

امام ابوداؤد علیہ الرحمہ اپنی سند کے ساتھ لکھتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسلمہ، مالک، زید بن اسلم، ابراہیم بن عبداللہ بن حسنین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (محرم کے سر دھونے کے متعلق) مقام ابواء میں عبداللہ بن عباس اور مسور بن مخرمہ کے درمیان اختلاف ہوا ابن عباس کا کہنا تھا کہ محرم اپنا سر دھو سکتا ہے اور مسور کہتے ہیں کہ محرم سر نہیں دھو سکتا پس مسئلہ دریافت کرنے کے لیے عبداللہ نے عبداللہ بن حسنین کو حضرت ایوب انصاری کے پاس بھیجا عبداللہ بن حسنین نے ابوایوب انصاری کو کنوئیں پر لگی ہوئی دو لکڑیوں کے بیچ میں ایک کپڑے کی آڑ میں غسل کرتے ہوئے پایا عبداللہ بن حسنین کہتے ہیں کہ میں نے ان کو سلام کیا انہوں نے پوچھا یہ کون ہے؟ میں نے کہا میں عبداللہ بن حسنین ہیں مجھے عبداللہ بن عباس نے آپ سے یہ دریافت کرنے کے لیے بھیجا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احرام کی حالت میں اپنا سر کس طرح دھوتے تھے؟ (یہ سن کر) ابوایوب نے کپڑے پر

ہاتھ رکھا اور سر اٹھایا یہاں تک کہ مجھے ان کا سر نظر آنے لگا پھر انہوں نے اسی شخص سے جوان پر پانی ڈال رہا تھا کہا تو پانی ڈال پس اس نے ان کے سر پر پانی ڈالا اور انہوں نے اپنے سر کو ہاتھوں سے ملا اور ہاتھ آگے سے پیچھے کی طرف اور پیچھے سے آگے کی طرف لائے پھر فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ (سنن ابوداؤد)

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حج کا احرام باندھتے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل فرمایا۔ (جامع الترمذی، أبواب الحج، باب ماجاء فی الاغتسال عند الاحرام، الحدیث ۸۳۱)

باب النَّهْيِ عَنِ الثِّيَابِ الْمَصْبُوغَةِ بِالْوَرْسِ وَالزَّعْفَرَانِ فِي الْإِحْرَامِ .

یہ باب ہے کہ احرام میں ورس اور زعفران سے رنگے ہوئے کپڑوں کو پہننے کی ممانعت

2665 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّلْبَسَ الْمُحْرِمُ ثَوْبًا مَّصْبُوْغًا بِزَعْفَرَانٍ اَوْ بِوَرْسٍ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع فرمایا ہے کہ محرم شخص زعفران یا ورس میں رنگے ہوئے کپڑے پہنے۔

2666 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ مِنَ الثِّيَابِ قَالَ "لَا يَلْبَسُ الْقَمِيْصَ وَلَا الْبُرْنُسَ وَلَا السَّرَاوِيْلَ وَلَا الْعِمَامَةَ وَلَا ثَوْبًا مَسَّهُ وَرْسٌ وَّلَا زَعْفَرَانٌ وَّلَا خُفَّيْنِ اِلَّا لِمَنْ لَا يَجِدُ نَعْلَيْنِ فَاِنْ لَّمْ يَجِدْ نَعْلَيْنِ فَلْيَقْطَعْهُمَا حَتّٰى يَكُوْنَا اَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ" .

☆☆ سالم اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا: محرم شخص کون سے کپڑے پہن سکتا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ قمیص ٹوپی پاجامہ اور عمامہ نہیں پہنے گا اور نہ ہی کوئی ایسا کپڑا پہنے گا جس پر ورس یا زعفران لگا ہوا ہو اور نہ ہی موزے پہنے گا' البتہ جس شخص کے پاس جوتے نہ ہوں' اُس کا حکم مختلف ہے' اُس کے پاس جوتے نہیں ہیں' تو وہ ان موزوں کو کاٹ دے گا یہاں تک کہ وہ ٹخنوں سے نیچے ہو جائیں۔

محرم کے لئے ممنوعہ اشیاء کا بیان

قمیص، کرتہ اور پاجامہ پہننے سے مراد ان کو اس طرح پہننا ہے جس طرح کہ عام طور پر یہ چیزیں پہنی جاتی ہیں جیسے قمیص و

2665-اخرجه البخاري في اللباس، باب النعال السبتية و غيرها (الحديث 5852) و اخرجه مسلم في الحج، باب ما يباح للمحرم بحج او عمرة وما لا يباح و بيان تحريم الطيب عليه (الحديث 3) . و الحديث عند: ابن ماجه في المناسك، باب السراويل و الخفين للمحرم اذا لم يجد ازارًا او نعلين (الحديث 2932) . تحفة الاشراف (7226) .

2666-اخرجه البخاري في اللباس، باب العمائم (الحديث 5806) . و اخرجه مسلم في الحج، باب ما يباح للمحرم بحج او عمرة و ما لا يباح و بيان تحريم الطيب عليه (الحديث 2) . و اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب ما يلبس المحرم (الحديث 1823) . تحفة الاشراف (6817) .

کرتہ کو گلے میں ڈال کر پہنتے ہیں یا پاجامہ ٹانگوں میں ڈال کر پہنا جاتا ہے، چنانچہ احرام کی حالت میں ان چیزوں کو اس طرح پہننا ممنوع ہے۔ ہاں اگر کوئی محرم ان چیزوں کو مروج طریقہ پر پہننے کی بجائے بدن پر چادر کی طرح ڈالے تو یہ ممنوع نہیں کیونکہ اس صورت میں یہ نہیں کہا جاسکتا ہے کہ اس نے قمیص وکرتہ پہنا ہے یا پاجامہ پہنا ہے۔

"برنس" اس لمبی ٹوپی کو کہتے ہیں جو عرب میں اوڑھی جاتی تھی اور برنس وہ لباس بھی ہوتا ہے جس کا کچھ حصہ ٹوپی کی جگہ کام دیتا ہے جیسے برساتی وغیرہ۔ چنانچہ نہ برنس اوڑھو، سے مراد یہ ہے کہ ایسی کوئی چیز نہ اوڑھو جو سر کو ڈھانپ لے خواہ وہ ٹوپی ہو یا برساتی اور خواہ کوئی اور چیز۔ ہاں جو چیز ایسی ہو جس پر عرف عام میں پہننے یا اوڑھنے کا اطلاق نہ ہوتا ہو مثلاً سر پر کونڈا یا گھڑا وغیرہ رکھ لینا یا سر پر گٹھڑ اٹھا لینا تو اس صورت میں کوئی مضائقہ نہیں۔

وہ موزہ دونوں ٹخنوں کے نیچے سے کاٹ دے" میں یہاں ٹخنے سے مراد حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کے نزدیک وہ ہڈی ہے جو پیر کی پشت پر بیچ میں ہوتی ہے جب کہ حضرت امام شافعی کے ہاں وہی متعارف ٹخنہ مراد ہے جس کو وضو میں دھونا فرض ہے۔ اس بارہ میں علماء کے اختلافی اقوال ہیں کہ جس شخص کے پاس جوتے نہ ہوں اور وہ موزے پہن لے تو آیا اس پر فدیہ واجب ہوتا ہے یا نہیں؟

چنانچہ حضرت امام مالک اور حضرت امام شافعی تو یہ کہتے ہیں کہ اس پر کچھ واجب نہیں ہوتا لیکن حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کے نزدیک اس پر فدیہ واجب ہوتا ہے۔ جس طرح یہ مسئلہ ہے کہ اگر احرام کی حالت میں کسی کو سر منڈانے کی احتیاج وضرورت لاحق ہو جائے تو وہ سر منڈا لے اور فدیہ ادا کرے۔ "ورس" ایک قسم کی گھاس کا نام ہے جو زرد رنگت کی اور زعفران کے مشابہ ہوتی ہے۔ اس گھاس سے رنگائی کا کام لیا جاتا ہے۔ زعفران اور اس کے رنگ آلود کپڑوں کو پہننے سے اس لئے منع فرمایا گیا ہے کہ ان میں خوشبو ہوتی ہے۔

محرم کے لئے منہ ڈھانپنے سے متعلق مذاہب اربعہ کا بیان

محرم عورت نقاب نہ ڈالے" کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے منہ کو برقع اور نقاب سے نہ ڈھانکے ہاں اگر وہ پردہ کی خاطر کسی ایسی چیز سے اپنے منہ کو چھپائے جو منہ سے الگ رہے تو جائز ہے، اسی طرح حنفیہ کے ہاں مرد کو بھی عورت کی طرح احرام کی حالت میں منہ ڈھانکنا حرام ہے۔

حضرت امام مالک اور حضرت امام احمد کا مسلک بھی ایک روایت کے مطابق یہی ہے جب کہ امام شافعی کا مسلک اس کے برخلاف ہے۔ ہودج میں بیٹھنا ممنوع ہے بشرطیکہ سر ہودج میں لگتا ہو، اگر سر ہودج میں نہ لگتا ہو تو پھر اس میں بیٹھنا ممنوع نہیں ہے، اسی طرح اگر کعبہ کا پردہ یا خیمہ سر میں لگتا ہو تو ان کے نیچے کھڑا ہونا ممنوع ہے اور اگر سر میں نہ لگتا ہو تو ممنوع نہیں ہے۔

باب الْجُبَّةِ فِي الْإِحْرَامِ .

یہ باب ہے کہ احرام (کی حالت میں) جبہ پہننے کا حکم

2667 - أَخْبَرَنَا نُوحُ بْنُ حَبِيبٍ الْقُومَسِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَطَاءٌ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ قَالَ لَيْتَنِي أَرَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُنْزَلُ عَلَيْهِ فَبَيْنَا نَحْنُ بِالْجِعِرَّانَةِ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي قُبَّةٍ فَأَتَاهُ الْوَحْيُ فَأَشَارَ إِلَيَّ عُمَرُ أَنْ تَعَالَ فَأَدْخَلْتُ رَأْسِي الْقُبَّةَ فَأَتَاهُ رَجُلٌ قَدْ أَحْرَمَ فِي جُبَّةٍ بِعُمْرَةٍ مُتَضَمِّخٌ بِطِيبٍ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا تَقُولُ فِي رَجُلٍ قَدْ أَحْ فِي جُبَّةٍ إِذْ أُنْزِلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ فَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغِطُّ لِذَلِكَ فَسُرِّيَ عَنْهُ فَقَالَ "أَيْنَ الرَّجُلُ الَّذِي سَأَلَنِي آنِفًا" . فَأُتِيَ بِالرَّجُلِ فَقَالَ "أَمَّا الْجُبَّةُ فَاخْلَعْهَا وَأَمَّا الطِّيبُ فَاغْسِلْهُ ثُمَّ أَحْدِثْ إِحْرَامًا" .

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ "ثُمَّ أَحْدِثْ إِحْرَامًا" . مَا أَعْلَمُ أَحَدًا قَالَهُ غَيْرَ نُوحِ بْنِ حَبِيبٍ وَلَا أَحْسِبُهُ مَحْفُوظًا وَاللَّهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى أَعْلَمُ .

★★ صفوان بن یعلیٰ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: انہوں نے کہا: کاش! میں نبی اکرم ﷺ کو اُس وقت دیکھوں جب آپ پر وحی نازل ہو رہی ہو' ایک مرتبہ ہم جعرانہ میں موجود تھے' نبی اکرم ﷺ اُس وقت ایک خیمے میں تشریف فرما تھے آپ پر وحی نازل ہونا شروع ہوگئی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے اشارہ کیا کہ آگے آ جاؤ' میں نے اُس خیمے میں اپنا سر داخل کیا (اصل واقعہ یہ ہوا تھا) ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' اُس نے احرام باندھ لیا تھا' اور جبہ پہنا ہوا تھا' اُس نے عمرے کا احرام باندھا تھا' اُس نے خوشبو بھی لگائی ہوئی تھی' اُس نے عرض کی: یارسول اللہ! ایسے شخص کے بارے میں آپ کیا ارشاد فرماتے ہیں جو جبہ پہن کر احرام باندھ لے (تو اس مسئلے کے جواب میں) نبی اکرم ﷺ پر وحی نازل ہونا شروع ہوگئی۔ نبی اکرم ﷺ خراٹے لینے لگے' جب آپ ﷺ کی یہ کیفیت ختم ہوئی تو آپ ﷺ نے دریافت کیا: وہ شخص کہاں ہے جس نے مجھ سے سوال کیا تھا؟ جب اُس شخص کو بلایا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: جہاں تک جبے کا تعلق ہے' تو تم اُسے اتار دو اور جہاں تک خوشبو کا تعلق ہے تو تم اسے دھو لو اور پھر نئے سرے سے احرام باندھو۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: روایت کے یہ الفاظ پھر نئے سرے سے احرام باندھو' ہمارے علم کے مطابق یہ الفاظ صرف

2667-اخرجه البخاري في الحج، باب غسل الخلوق ثلاث مرات من الثياب (الحديث 1536) تعليقاً، و باب يفعل بالعمرة، مايفعل بالحج (الحديث 1789)، و في المغازي، باب غزوة الطائف في شوال سنة ثمان (الحديث 4329)، و في فضائل القرآن، باب نزل القرآن بلسان قريش و العرب (الحديث 4985) و اخرجه مسلم في الحج، باب ما يباح للمحرم بحج او عمرة و ما لا يباح و بيان تحريم الطيب عليه (الحديث 6 و 7 و 8 و 9 و 10) . واخرجه ابو داؤد في الحج، باب الرجل يحرم في ثيابه (الحديث 1819 و 1820 و 1821 و 1822) . و اخرجه الترمذي في الحج، باب ما جاء في الذي يحرم و عليه قميص او جبة (الحديث 836) مختصراً . و اخرجه النسائي في مناسك الحج، في الخلوق للمحرم (الحديث 2709) و الحديث عند: البخاري في جزاء الصيد، باب اذا احرم جاهلاً و عليه قميص (الحديث 1847) . و النسائي في مناسك الحج، في الخلوق للمحرم (الحديث 2708) . تحفة الاشراف (11836) .

نوح بن حبیب نامی راوی نے نقل کیے ہیں اور میں انہیں محفوظ شمار نہیں کرتا ہوں' باقی اللہ بہتر جانتا ہے۔

بَاب النَّهْيِ عَنْ لُبْسِ الْقَمِيصِ لِلْمُحْرِمِ

یہ باب ہے کہ محرم کے لیے قمیص پہننے کی ممانعت

2668 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ مِنَ الثِّيَابِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا تَلْبَسُوا الْقُمُصَ وَلَا الْعَمَائِمَ وَلَا السَّرَاوِيلَاتِ وَلَا الْبَرَانِسَ وَلَا الْخِفَافَ اِلَّا اَحَدٌ لَا يَجِدُ نَعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسْ خُفَّيْنِ وَلْيَقْطَعْهُمَا اَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ وَلَا تَلْبَسُوا شَيْئًا مَسَّهُ الزَّعْفَرَانُ وَلَا الْوَرْسُ" ۔

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک شخص نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا: محرم شخص کس طرح کے کپڑے پہن سکتا ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم قمیص' عمامہ' شلوار' ٹوپی' موزے نہ پہنو' البتہ اگر کسی شخص کو جوتے نہیں ملتے تو وہ موزے پہن سکتا ہے' لیکن اُنہیں ٹخنوں سے نیچے کاٹ لے گا اور تم کوئی ایسا لباس نہ پہنو جس پر زعفران یا ورس لگا ہو۔

محرم کے ممنوع لباس میں فقہی مذاہب اربعہ کی تصریحات

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ محرم کپڑوں میں سے کیا چیزیں پہن سکتا ہے اور کیا چیزیں نہیں پہن سکتا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ تو قمیص و کرتہ پہنو، نہ عمامہ باندھو، نہ پاجامہ پہنو، نہ برنس اوڑھو اور نہ موزے پہنو، ہاں جس شخص کے پاس جوتے نہ ہوں وہ موزے پہن سکتا ہے مگر اس طرح کہ موزہ دونوں ٹخنوں کے نیچے سے کاٹ دے، نیز کوئی ایسا کپڑا نہ پہنو جس پر زعفران یا ورس لگی ہو۔ (بخاری ومسلم)

- امام بخاری نے ایک روایت میں یہ الفاظ بھی نقل کئے ہیں کہ محرم عورت نقاب نہ ڈالے اور اور نہ دستانے پہنے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام پہننے والے کو ورس (رنگ کی ایک قسم) اور زعفران میں رنگی ہوئی چادریں استعمال کرنے سے منع فرمایا ہے- اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہیں تہہ بند چادر اور جوتوں میں احرام باندھنا چاہئے اگر جوتے نہ ہوں تو موزے پہن لو لیکن انہیں ٹخنوں سے نیچے تک کاٹ لو- اسے احمد نے روایت کیا ہے۔

قمیص و کرتہ اور پاجامہ پہننے سے مراد ان کو اس طرح پہننا ہے جس طرح کہ عام طور پر یہ چیزیں پہنی جاتی ہیں جیسے قمیص و کرتہ کو گلے میں ڈال کر پہنتے ہیں یا پاجامہ ٹانگوں میں ڈال کر پہنا جاتا ہے، چنانچہ احرام کی حالت میں ان چیزوں کو اس طرح

2668- اخرجه البخاري في الحج، باب ما لا يلبس المحرم، من الثياب (الحديث 1542)، و في اللباس، باب البرانس (الحديث 5803). و اخرجه مسلم في الحج، باب ما يباح للمحرم بحج او عمرة وما لا يباح و بيان تحريم الطيب عليه (1) . و اخرجه ابو داؤد في الحج، ما يلبس المحرم (الحديث 1824) . واخرجه النسائي في مناسك الحج، النهي عن لبس البرانس في الاحرام (الحديث 2673) . و اخرجه ابن ماجه في المناسك، باب ما يلبس المحرم من الثياب (الحديث 2929)، و الحديث عند: ابن ماجه في المناسك، باب السراويل و الخفين للمحرم اذا لم يجد ازارًا او نعلين (الحديث 2932) . تحفة الاشراف (8325) .

پہننا ممنوع ہے۔ ہاں اگر کوئی محرم ان چیزوں کو مروج طریقہ پر پہننے کی بجائے بدن پر چادر کی طرح ڈالے تو یہ ممنوع نہیں کیونکہ اس صورت میں یہ نہیں کہا جا سکتا ہے کہ اس نے قمیص و کرتہ پہنا ہے یا پاجامہ پہنا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے، نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اگر محرم کو جوتے میسر نہ ہوں تو وہ موزے پہن سکتا ہے اور جس محرم کے پاس تہبند نہ ہو تو وہ پائجامہ پہن سکتا ہے۔ (بخاری مسلم)

موزوں کے استعمال کے بارے میں تو گزشتہ حدیث میں بتایا جا چکا ہے کہ جوتے میسر نہ ہوں تو محرم موزے پہن سکتا ہے۔ اس صورت میں امام شافعی کے نزدیک اس پر کوئی فدیہ واجب نہیں ہوگا۔ لیکن حضرت امام اعظم کا مسلک اس بارے میں یہ ہے کہ اگر تہبند نہ ہو تو پائجامہ کو پھاڑ کر اسے تہ بند کی صورت میں باندھ لیا جائے اور اگر کوئی شخص اسے پھاڑ کر استعمال نہ کرے بلکہ پائجامہ ہی پہن لے تو اس پر دم یعنی جانور ذبح کرنا واجب ہوگا۔

سلا ہوا کپڑا کسی قسم کا ہو اس کے پہننے میں ممانعت کا بیان

علامہ ابن عبدالبر کہتے ہیں۔ حدیث میں جو بیان کیا گیا ہے درج ذیل اشیاء بھی اس کے معنی میں آئینگی مثلاً قمیص اور سلوار اور پاجامہ اور ٹوپی وغیرہ بھی سلے ہوئے لباس میں شامل ہونگی، اس لیے سب اہل علم کے ہاں احرام کی حالت میں یہ اشیاء پہننا جائز نہیں ہونگی۔ دیکھیں: التمہید (15/104).

اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں: قاضی عیاض رحمہ اللہ کا کہنا ہے: مسلمان اس پر متفق اور جمع ہیں کہ اس حدیث میں احرام کی حالت میں محرم شخص کے لیے جن اشیاء کی ممانعت کا ذکر ہے اس میں قمیص اور پاجامہ سے ہر سلے ہوئے لباس پر تنبیہ کی گئی ہے کہ اور پگڑی اور برانڈی کہہ کر سر چھپانے والی ہر سلی ہوئی چیز اور موزے کہہ کر ہر ستر چھپانے والی چیز شمار کی گئی ہے" انتہی

اور ابن دقیق العید نے دوسرا اجماع اہل قیاس کے ساتھ مخصوص کیا ہے، جو کہ واضح ہے۔ سلے ہوئے لباس سے مراد یہ ہے کہ وہ چیز جو کسی جسم کے مخصوص حصہ کے لیے بنایا گیا ہو، چاہے بدن کے کسی ایک حصہ کے لیے ہو" انتہی دیکھیں: فتح الباری (3/402).

لنگوٹ کے جواز کے قائلین حضرات نے عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے استدلال کیا ہے کہ: عائشہ رضی اللہ عنہا نے بار برداری کا کام کرنے والوں کو لنگوٹ پہننے کی اجازت دی تھی۔ اور اس سے بھی استدلال کرتے ہیں کہ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ بھی لنگوٹ پہنا کرتے تھے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کا اثر امام بخاری رحمہ اللہ نے صحیح بخاری میں بیان کرتے کہ: باب ہے احرام کے وقت خوشبو لگانے اور احرام باندھنے کا ارادہ کرتے وقت کیا پہنے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے ہودج کو اٹھانے والوں کے لیے لنگوٹ پہننے میں کوئی حرج نہیں سمجھتی تھیں"۔ (صحیح بخاری، 2، 558)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اس کی شرح کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کا اثر سعید بن منصور نے عبدالرحمن بن قاسم عن ابیہ کے طریق سے عائشہ رضی اللہ عنہا تک موصول بیان کیا ہے کہ: عائشہ رضی اللہ عنہا نے حج کیا تو ان کے ساتھ ان کے دو

غلام بھی تھے، جب وہ ان کا کجاوہ اٹھاتے تو ان کا کچھ ستر کھل جاتا، اس لیے عائشہ رضی اللہ عنہا نے انہیں لنگوٹ پہننے کا حکم دیا اور وہ احرام کی حالت میں لنگوٹ پہنا کرتے تھے۔

اس میں ابن تین کے قول: "اس سے عائشہ رضی اللہ عنہا کا ارادہ عورتیں ہیں" کا رد پایا جاتا ہے، کیونکہ عورتیں تو سلا ہوا لباس زیب تن کرتی ہیں، لیکن مرد حالت احرام میں ایسا نہیں کر سکتے، لگتا ہے کہ یہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی رائے ہے جو انہوں نے اختیار کی تھی، وگرنہ اکثر فقہاء اور علماء تو حالت احرام میں لنگوٹ اور سلوار و پاجامہ پہننے کی ممانعت میں کوئی فرق نہیں سمجھتے۔

(فتح الباری (3/397).)

عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کا اثر: ابن ابی شیبہ نے حبیب بن ابوثابت سے بیان کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو میدان عرفات میں لنگوٹ پہنے ہوئے دیکھا۔ (مصنف ابن ابی شیبۃ (6/1.34))

یہ بھی ضرورت پر محمول کیا جائیگا، کیونکہ اخبار المدینۃ (3/1100) میں ابن ابی شیبہ کی روایت ہے جو اس پر دلالت کرتی ہے کہ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے ایام میں زخمی ہوئے تھے جس کی بنا پر ان کا پیشاب پر کنٹرول نہیں تھا کیونکہ اس اثر میں "فلا یستمسك بولی" کے الفاظ ہیں کہ میرا پیشاب نہیں رکتا تھا۔

اور النہایۃ غریب الاثر (2/126) میں درج ہے: عبدخیر کی حدیث میں ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عمار رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے انڈر ویئر پہنا ہوا تھا، اور انہوں نے فرمایا: مجھے مثانہ تکلیف ہے "الدقرارۃ انڈر ویئر یا پھر لنگوٹ کو کہا جاتا ہے جس سے صرف شرمگاہ چھپائی جاتی ہو۔

اور الممثون: مثانہ کی بیماری کے شکار شخص کو کہا جاتا ہے۔ اور لسان العرب میں درج ہے۔ عمار رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ انہوں نے لنگوٹ پہن کر نماز ادا کی اور فرمایا: مجھے مثانہ کی تکلیف ہے۔ (لسان العرب (13/1.71))

اگر بالفرض یہ آثار ثابت نہ بھی ہوں تو بھی دلالت کرتے ہیں کہ اس کی کوئی اصل ضرور ہے۔ اور صحیح یہی ہے کہ محرم شخص کو لنگوٹ پہننے سے روکا جائیگا، اور عائشہ رضی اللہ عنہا والی روایت کو ضرورت پر محمول کیا جائیگا، اور اس میں لنگوٹ پہننے سے فدیہ دینے کی نفی نہیں پائی جاتی۔ اور اسی طرح عمار رضی اللہ عنہ کے اثر کو بھی مثانہ کی تکلیف کی بنا پر لنگوٹ پہننے کو ضرورت پر محمول کیا جائے گا۔

عبداللہ بن معقل بیان کرتے ہیں کہ میں کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا تھا اور انہیں میں نے فدیہ کے بارے میں دریافت کیا تو وہ کہنے لگے: یہ خاص کے لیے نازل ہوا تھا لیکن تمہارے لیے یہ عام ہے، مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے جایا گیا کہ میرے چہرے پر جوئیں گر رہی تھیں تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے خیال میں تمہیں بہت زیادہ تکلیف ہو رہی ہے کیا تیرے پاس بکری ہے تو میں نے عرض کیا: نہیں تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم تین روزے رکھو یا پھر چھ مسکینوں کو کھانا کھلاؤ اور ہر مسکین کو نصف صاع دو"

(صحیح بخاری رقم الحدیث، (1721) صحیح مسلم رقم الحدیث، (1201)

احرام میں خوشبو لگانے سے متعلق مذاہب اربعہ کا بیان

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے احرام کے لیے احرام باندھنے سے پہلے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے احرام سے نکلنے کے لیے طواف کعبہ سے پہلے خوشبو لگاتی تھی اور ایسی خوشبو لگتی تھی جس میں مشک ہوتا تھا گویا میں اب بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مانگ میں خوشبو کی چمک دیکھ رہی ہوں اس حال میں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم احرام باندھے ہوئے ہیں یعنی وہ چمک گویا میری آنکھوں تلے پھرتی ہے۔ (بخاری ومسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب احرام کا ارادہ کرتے تو احرام باندھنے سے پہلے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشبو لگاتی اور وہ خوشبو ایسی ہوتی جس میں مشک بھی ہوتا تھا۔ لہٰذا اس سے یہ ثابت ہوا کہ اگر خوشبو احرام سے پہلے لگائی جائے اور اس کا اثر احرام کے بعد بھی باقی رہے تو کوئی حرج نہیں کیونکہ خوشبو کا احرام کے بعد استعمال کرنا ممنوعات احرام سے ہے نہ کہ احرام سے پہلے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام احمد کا مسلک بھی یہی ہے کہ احرام کے بعد خوشبو استعمال کرنا ممنوع ہے احرام سے پہلے استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

حضرت امام مالک اور حضرت امام شافعی کے ہاں احرام سے پہلے بھی ایسی خوشبو لگانا مکروہ ہے جس کا اثر احرام باندھنے کے بعد بھی باقی رہے۔ ولحله قبل ان يطوف بالبيت (اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے احرام سے نکلنے کے لئے الخ) کا مفہوم سمجھنے سے پہلے یہ تفصیل جان لینی چاہیے کہ بقرعید کے روز (یعنی دسویں ذی الحجہ کو) حاجی مزدلفہ سے منیٰ میں آتے ہیں اور وہاں رمی جمرہ عقبہ (جمرہ عقبہ پر کنکر مارنے) کے بعد احرام سے نکل آتے ہیں یعنی وہ تمام باتیں جو حالت احرام میں منع تھیں اب جائز ہو جاتی ہیں البتہ رفث (جماع کرنا یا عورت کے سامنے جماع کا ذکر اور شہوت انگیز باتیں کرنا) جائز نہیں ہوتا یہاں تک کہ جب مکہ واپس آتے ہیں اور طواف افاضہ کر لیتے ہیں تو رفث بھی جائز ہو جاتا ہے۔

لہٰذا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اس جملہ کی مراد یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب احرام سے نکل آتے یعنی مزدلفہ سے منیٰ آکر رمی جمرہ عقبہ سے فارغ ہو جاتے لیکن ابھی تک مکہ آکر طواف افاضہ نہ کر چکے ہوتے تو میں اس وقت بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشبو لگاتی تھی۔

بَابُ النَّهْيِ عَنْ لُبْسِ السَّرَاوِيْلِ فِي الْإِحْرَامِ .

یہ باب ہے کہ احرام میں شلوار پہننے کی ممانعت

2669 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا نَلْبَسُ مِنَ الثِّيَابِ اِذَا اَحْرَمْنَا قَالَ "لَا تَلْبَسُوا الْقَمِيصَ" . وَقَالَ عَمْرٌو مَرَّةً اُخْرٰى

2669-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (8215) .

"الْقُمُصَ وَلَا الْعَمَائِمَ وَلَا السَّرَاوِيلَاتِ وَلَا الْخُفَّيْنِ إِلَّا أَنْ لَا يَكُونَ لِأَحَدِكُمْ نَعْلَانِ فَلْيَقْطَعْهُمَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ وَلَا ثَوْبًا مَسَّهُ وَرْسٌ وَلَا زَعْفَرَانٌ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک شخص نے عرض کی: یارسول اللہ! جب ہم احرام باندھ لیتے ہیں تو ہم کس طرح کا لباس پہنیں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم قمیص نہ پہنو۔ (عمرو نامی راوی نے ایک مرتبہ یہ الفاظ نقل کیے ہیں:) تم قمیصیں عمامے شلواریں اور موزے نہ پہنو البتہ اگر کسی شخص کے پاس جوتے نہ ہوں تو وہ موزوں کو ٹخنوں سے نیچے کاٹ لے اور کوئی ایسا کپڑا نہ پہنے جس پر ورس یا زعفران لگا ہوا ہو۔

بھول کر خوشبو لگانے پر فدیہ سے متعلق فقہی مذاہب اربعہ کا بیان

زعفران کا استعمال چونکہ مردوں کے لئے حرام ہے اور خلوق زعفران ہی سے تیار ہوتی تھی اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو یہ حکم دیا کہ وہ اسے دھو ڈالے نیز تین مرتبہ دھونے کا حکم صرف اس لئے دیا تاکہ وہ خوب اچھی طرح چھوٹ جائے ورنہ اصل مقصد تو یہ تھا کہ خلوق کو بالکل صاف کر دو خواہ وہ کسی طرح اور کتنی ہی مرتبہ میں صاف ہو۔ حدیث کے آخری جملہ کا مطلب یہ ہے کہ جو چیزیں حج کے احرام کی حالت میں ممنوع ہیں وہی عمرہ کے احرام کی حالت میں بھی ممنوع ہیں اس لئے تم عمرہ کے احرام کی حالت میں ان تمام چیزوں سے پرہیز کرو جن سے حج کے احرام کی حالت میں پرہیز کیا جاتا ہے۔ مسئلہ احرام کی حالت میں بغیر خوشبو سرمہ لگانا جائز ہے بشرطیکہ اس سے زیب و زینت مقصود نہ ہو۔

اگر کوئی شخص زیب و زینت کے بغیر خوشبو کا بھی سرمہ لگائے تو مکروہ ہوگا۔ اس موقع پر ایک خاص بات یہ جان لینی چاہئے کہ جو چیزیں احرام کی حالت میں حرام ہو جاتی ہیں ان کا ارتکاب اگر قصداً ہوگا تو متفقہ طور پر تمام علماء کے نزدیک اس کی وجہ سے مرتکب پر فدیہ لازم ہوگا۔ ہاں بھول چوک سے ارتکاب کرنے والے پر فدیہ واجب نہیں ہوگا جیسا کہ حضرت امام شافعی، ثوری، احمد اور اسحٰق رحمہم اللہ کا قول ہے البتہ امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام مالک کے نزدیک اس صورت میں بھی فدیہ واجب ہوگا۔

باب الرُّخْصَةِ فِيْ لُبْسِ السَّرَاوِيْلِ لِمَنْ لَا يَجِدُ الْإِزَارَ .

یہ باب ہے کہ جس شخص کو تہبند نہیں ملتا اُس کے لیے شلوار پہننے کی اجازت

2670 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَمْرٍو عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ

2670-اخرجه البخاري في جزاء الصيد، باب لبس الخفين للمحرم اذا لم يجد النعلين (الحديث 1841) بنحوه، و باب اذا لم يجد الازار فليلبس السراويل (الحديث 1843)، و في اللباس، باب السراويل (الحديث 5804) بنحوه، و باب النعال السبتية و غيرها (الحديث 5853) بنحوه. و اخرجه مسلم في الحج، باب ما يباح للمحرم بحج او عمرة و ما لا يباح و بيان تحريم الطيب عليه (الحديث 4) . و اخرجه الترمذي في الحج، باب ما جاء في لبس السراويل و الخفين للمحرم اذا لم يجد الازار و النعلين (الحديث 834) بنحوه واخرجه النسائي في مناسك الحج، الرخصة في لبس السراويل لمن لا يجد الازار (الحديث 2671) بنحوه، و الرخصة في لبس الخفين في الاحرام لمن لا يجد نعلين (الحديث 2678)، بنحوه، و في الزينة، لبس السراويل (الحديث 5340) بنحوه . و اخرجه ابن ماجه في المناسك، باب السراويل و الخفين للمحرم اذا لم يجد ازارًا او نعلين (الحديث 2931) بنحوه . تحفة الاشراف (5375) .

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ وَهُوَ يَقُوْلُ "السَّرَاوِيْلُ لِمَنْ لَا يَجِدُ الْإِزَارَ وَالْخُفَّيْنِ لِمَنْ لَا يَجِدُ النَّعْلَيْنِ" . لِلْمُحْرِمِ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خطبہ دیتے ہوئے یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا:

جس شخص کو تہبند نہیں ملتا' وہ شلوار پہن لے گا اور جس شخص کو جوتے نہیں ملتے' وہ موزے پہن لے گا'

یہ حکم محرم شخص کے لیے ہے۔

2671 - اَخْبَرَنِىْ اَيُّوْبُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْوَزَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "مَنْ لَمْ يَجِدْ اِزَارًا فَلْيَلْبَسْ سَرَاوِيْلَ وَمَنْ لَمْ يَجِدْ نَعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسْ خُفَّيْنِ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما d

جس شخص کو تہبند نہیں ملتا وہ شلوار پہن لے' اور جس کو جوتے نہیں ملتے وہ موزے پہن لے۔

باب النَّهْيِ عَنْ اَنْ تَنْتَقِبَ الْمَرْاَةُ الْحَرَامُ .

یہ باب ہے کہ احرام والی عورت کے لیے نقاب کرنے کی ممانعت

2672 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَاذَا تَاْمُرُنَا اَنْ نَلْبَسَ مِنَ الثِّيَابِ فِى الْاِحْرَامِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا تَلْبَسُوا الْقَمِيصَ وَلَا السَّرَاوِيْلَاتِ وَلَا الْعَمَائِمَ وَلَا الْبَرَانِسَ وَلَا الْخِفَافَ اِلَّا اَنْ يَكُوْنَ اَحَدٌ لَيْسَتْ لَهُ نَعْلَانِ فَلْيَلْبَسِ الْخُفَّيْنِ مَا اَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ وَلَا تَلْبَسُوا شَيْئًا مِّنَ الثِّيَابِ مَسَّهُ الزَّعْفَرَانُ وَلَا الْوَرْسُ وَلَا تَنْتَقِبُ الْمَرْاَةُ الْحَرَامُ وَلَا تَلْبَسُ الْقُفَّازَيْنِ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک شخص کھڑا ہوا' اُس نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں کہ ہم احرام کی حالت میں کون سے کپڑے پہنیں؟ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم قمیص' شلوار' عمامہ' ٹوپی یا موزہ نہ پہنو' البتہ اگر کسی شخص کے پاس جوتے نہ ہوں تو وہ موزے پہن سکتا ہے مگر وہ ٹخنوں سے نیچے ہوں اور تم کوئی ایسا کپڑا نہ پہنو جس پر زعفران یا ورس لگا ہوا ہو اور حالت احرام میں عورت نقاب نہ کرے' اور دستانے نہ پہنے۔

2671-تقدم في مناسك الحج، الرخصة في لبس السراويل لمن لا يجد الازار (الحديث 2670) .

2672-اخرجه البخاري في جزاء الصيد، باب ما ينهى من الطيب للمحرم و المحرمة (الحديث 1838) . و اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب ما يلبس المحرم (الحديث 1825) . و اخرجه الترمذي في الحج، باب ما جاء فيما لا يجوز للمحرم لبسه (الحديث 833) . تحفة الاشراف (8275) .

حالت احرام میں پردے کی تخفیف میں مذاہب اربعہ کا بیان

شریعت نے عورت کے لئے پردہ ہر حال میں لازم کیا ہے البتہ اس کے لئے احرام میں پردے میں تخفیف کردی ہے کہ عورت چہرے پر نقاب وغیرہ نہ ڈالے بلکہ چہرہ کھلا رکھے کہ عورت کا احرام اس کے چہرے میں ہے چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔

عن ابن عمر عن النبی ا قال: المحرمة لاتنتقب ولاتلبس القفازين .(بخاری)

البتہ کسی نامحرم کے سامنے آنے پر وہ اپنے چہرے کو چھپالے تاکہ اس جگہ بدنگاہی اور بے پردگی نہ ہو۔ چنانچہ صحابیات کا بھی یہی عمل رہا حضرت عائشہ کی روایت ہے:

كـان الـركبان يمرون بنا ونحن محرمات مع رسول الله ا فاذا جاوذوا بنا سدلت إحدانا جلبابها فاذا جاوزونا كشفناه . (ابوداود،۱،۱۵۶)

چنانچہ فقہاء کرام نے لکھا ہے کہ عورت اپنے سر پر اس طرح کپڑا ڈال سکتی ہے کہ وہ کپڑا چہرے کو نہ لگے اور پردہ بھی ہوجائے۔ چنانچہ کتاب المبسوط میں ہے:

قـال (ولا بـأس بـأن تسدل الخمار على وجهها من فوق رأسها على وجه لايصيب وجهها) وقد بيـنـا ذلك عـن عـائشة رضـي الله عـنهالأن تغطية الوجه إنما يحصل بما يماس وجهها دون مالا يماسه ويكره لها أن تلبس البرقع لأن ذلك يماس وجهها .

(کتاب المبسوط للسرخسی، ج۲، ۱۶۱، دارالکتب العلمیہ)

ملاعلی قاری حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

(وتـغـطـي راسهـا) أي لاوجهها الا أنها إن غطة وجهها بشىء متجاف جاز وفي النهاية: ان سدل الشيء علي وجهها واجب عليها ودلت المسئلة علي ان المرأة منهية عن اظهار وجهها للأجانب بلاضرورة وكـذا فـي الـمـحـيـط: وفـي الـفـتح قالوا: والمستحب أن تسدل على وجهها شيئا وتجافيه . (کتاب المناسک ملاعلی قاری)

الفقہ الحنفی وادلتہ میں ہے:وفـي روآية لـه ولا تـنـتـقـب الـمـرأة المحرمة ولا تلبس القفازين وقوله ا: لايـلـبـس خبر بمعنى النهي وعند وجود الاجانب فالارخاء واجب عليها وعند عدمه يجب على الاجانب غض البصر فقول الحنفية اعمال الحديث من جهة وصرف الفتنة من جهة أخرى

(الفقہ الحنفی وادلتہ،ط: دارالکلم الطیب)

نیز یہ بات بھی واضح رہے کہ یہ حکم صرف احناف کے ہاں ہی نہیں بلکہ چاروں ائمہ کا یہی مذہب ہے۔ علامہ ابن رشد مالکی لکھتے ہیں: اس مسئلہ پر اجماع ہے کہ عورت کا احرام اس کے چہرے میں ہے کہ وہ اس سے اپنے سر کو ڈھانپے اور اپنی بالوں کو

چھپائے اور اوپر کی جانب اپنے چہرے پر سدل ثوب کرے اور سر پر آہستہ کپڑا ڈالے تا کہ اپنے آپ کو لوگوں کی نگاہوں سے بچائے۔ جس طرح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کیا کرتی تھیں۔ (بداية المجتهد، ج۳،ص۲۷۸، دار الكتب العلمية)

الفقه المالكی المیسر میں ھے: واباح المالكية لها ستر وجهها عند الفتنة بلاغرز للساتر بابرة ونحوها وبلاربط له براسها بل المطلوب سدله على راسها ووجهها او تجعله كاللثام وتلقى طرفيه على راسها بلاغرز ولاربط ۔ (الفقه المالكی الميسر للزحيلی، ۲۹۵،۱،دار الكلم الطيب)

فقہ شافعی کی کتاب ''الحاوی الکبیر'' میں ہے۔

ان حرم المرأة فی وجهها فلاتغطيه كما كان حرم الرجل فی رأسه فلايغطيه لرواية موسىٰ ابن عقبة عن نافع عن ابن عمر: ان رسول الله ا نهىٰ ان تنتقب المرأة وهی محرمة وتلبس القفازين ۔

(الحاوی الکبیر للماوردی ۳۰،۶، دار الکتب العلمیہ)

فقہ حنبلی کی کتاب ''الميسر للزحيلی'' میں ہے:

ومن المحظورات فی الاحرام: تعمد تغطية الوجه من الأنثىٰ لكن تسدل على وجهها لحاجة لقوله ا : لاتنتقب المرأة المحرمة ولاتلبس القفازين قال الشرح: فيحرم تغطية لانعلم فيه خلافاولايضر لمس السدل وجهها خلافاً للقاضی ابی يعلی قال فی الاقناع: ان غطته لغير حاجة فدت وعلى هذا احرام المرأة فی وجهها فتحرم تغطيته بحو برقع ونقاب وتسدل لحاجة كمرور رجال بها الخ ۔ (الفقہ الحنبلی المیسر ۲، ۷۵، دار القلم دمشق)

فقہاء کرام کے مذکورہ بالا اقوال سے معلوم ہوا کہ عورت کے لئے چہرے پر نقاب ڈالنا بغیر کسی حائل کے ممنوع ہے بلکہ اسے چاہئے کہ اجانب کی غیر موجودگی میں چہرے کو کھلا رکھے اور ان کی موجودگی میں چہرے کپڑے سے کسی حائل اور فاصلہ رکھنے والی چیز یا نقاب (جیسے ہیٹ والے مروجہ نقاب یا اس جیسی کوئی اور چیز) سے ڈھانپ لے تا کہ بدنگاہی اور بے پردگی نہ ہو۔ ہاں اگر کپڑا ہوا کی وجہ سے بار بار چہرے پر پڑ جائے۔ تو اس میں کوئی حرج نہیں اور نہ کوئی گناہ ہے اور نہ ہی کوئی دم وغیرہ لازم آئے گا۔

واحرام المرأة فی وجهها واجاز الشافعية والحنفية ذلك بوجود حاجز عن الوجه فقالوا: للمرأة ان تسدل على وجهها ثوبا متجافيا عنه بخشبة ونحوها سواء فعلته لحاجة من حر او برد او خوف فتنة ونحوها او لغير حاجة فان وقعت الخشبة فاصاب الثوب وجهها بغير اختيارها ورفعته فی الحال فلافدية ۔ (الفقہ الاسلامی وادلتہ ۲۸۹،۳، دار الفکر، بیروت)

باب النَّهْيِ عَنْ لُبْسِ الْبَرَانِسِ فِي الْإِحْرَامِ .

یہ باب احرام کے دوران ٹوپی پہننے کی ممانعت میں ہے

2673 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ مِنَ الثِّيَابِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا تَلْبَسُوا الْقَمِيصَ وَلَا الْعَمَائِمَ وَلَا السَّرَاوِيلَاتِ وَلَا الْبَرَانِسَ وَلَا الْخِفَافَ اِلَّا اَحَدٌ لَا يَجِدُ نَعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسْ خُفَّيْنِ وَلْيَقْطَعْهُمَا اَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ وَلَا تَلْبَسُوا شَيْئًا مَسَّهُ الزَّعْفَرَانُ وَلَا الْوَرْسُ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک شخص نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا: محرم کس طرح کا لباس پہن سکتا ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم قمیص عمامہ شلوار ٹوپی یا موزے نہ پہنو البتہ اگر کسی شخص کو جوتے نہیں ملتے تو وہ موزے پہن سکتا ہے لیکن انہیں ٹخنوں کے نیچے سے کاٹ لے گا اور تم کوئی ایسا کپڑا نہ پہنو جس پر ورس یا زعفران لگا ہو۔

2674 - اَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِيلَ بْنِ اِبْرَاهِيمَ وَعَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَا حَدَّثَنَا يَزِيدُ وَهُوَ ابْنُ هَارُوْنَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى - وَهُوَ ابْنُ سَعِيدٍ الْاَنْصَارِيُّ - عَنْ عُمَرَ بْنِ نَافِعٍ عَنْ اَبِيهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا نَلْبَسُ مِنَ الثِّيَابِ اِذَا اَحْرَمْنَا قَالَ "لَا تَلْبَسُوا الْقَمِيصَ وَلَا السَّرَاوِيلَاتِ وَلَا الْعَمَائِمَ وَلَا الْبَرَانِسَ وَلَا الْخِفَافَ اِلَّا اَنْ يَكُوْنَ اَحَدٌ لَيْسَتْ لَهُ نَعْلَانِ فَلْيَلْبَسِ الْخُفَّيْنِ اَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ وَلَا تَلْبَسُوا مِنَ الثِّيَابِ شَيْئًا مَسَّهُ وَرْسٌ وَلَا زَعْفَرَانٌ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک شخص نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا: جب ہم احرام باندھ لیتے ہیں تو ہم کس طرح کے کپڑے پہنیں؟ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم قمیص شلوار عمامہ ٹوپی یا موزے نہ پہنو البتہ اگر کسی شخص کے پاس جوتے نہ ہوں تو وہ موزے پہن لے لیکن وہ ٹخنوں کے نیچے ہوں اور تم کوئی ایسا کپڑا نہ پہنو جس کو ورس یا زعفران لگا ہوا ہو۔

باب النَّهْيِ عَنْ لُبْسِ الْعِمَامَةِ فِي الْإِحْرَامِ .

یہ باب ہے کہ احرام کے دوران عمامہ پہننے کی ممانعت

2675 - اَخْبَرَنَا اَبُو الْاَشْعَثِ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ نَادَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ فَقَالَ مَا نَلْبَسُ اِذَا اَحْرَمْنَا قَالَ "لَا تَلْبَسِ الْقَمِيصَ وَلَا الْعِمَامَةَ وَلَا السَّرَاوِيلَ وَلَا الْبُرْنُسَ وَلَا الْخُفَّيْنِ اِلَّا اَنْ لَا تَجِدَ نَعْلَيْنِ فَاِنْ لَمْ تَجِدِ النَّعْلَيْنِ فَمَا دُوْنَ الْكَعْبَيْنِ" .

2673-تقدم (الحديث 2668) .

2674-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (8245) .

2675-انفرد به النسائي . والحديث عند: البخاري في اللباس، باب لبس القميص (الحديث 5794) . تحفة الاشراف (7535) .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک شخص نے بلند آواز میں نبی اکرم ﷺ کو مخاطب کیا' اُس نے عرض کی: جب ہم احرام باندھ لیں تو ہم کیا پہنیں؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم قمیص' عمامہ' شلوار' ٹوپی' موزے نہ پہنو' البتہ اگر تمہارے پاس جوتے نہیں ہیں' تو حکم مختلف ہوگا' اگر تمہارے پاس جوتے نہیں ہیں' تو تم ٹخنوں سے نیچے تک موزے پہن لو۔

2676 - اَخْبَرَنَا اَبُو الْاَشْعَثِ اَحْمَدُ بْنُ الْمِقْدَامِ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ نَادَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ فَقَالَ مَا نَلْبَسُ اِذَا اَحْرَمْنَا قَالَ "لَا تَلْبَسِ الْقَمِيصَ وَلَا الْعَمَائِمَ وَلَا الْبَرَانِسَ وَلَا السَّرَاوِيْلَاتِ وَلَا الْخِفَافَ اِلَّا اَنْ لَا يَكُونَ نِعَالٌ فَاِنْ لَمْ يَكُنْ نِعَالٌ فَخُفَّيْنِ دُوْنَ الْكَعْبَيْنِ وَلَا ثَوْبًا مَصْبُوغًا بِوَرْسٍ اَوْ زَعْفَرَانٍ اَوْ مَسَّهُ وَرْسٌ اَوْ زَعْفَرَانٌ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک شخص نے بلند آواز میں نبی اکرم ﷺ کو مخاطب کیا' اُس نے عرض کی: جب ہم احرام باندھتے ہیں' تو ہم کیا پہنیں؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم قمیص' عمامہ' ٹوپی' شلوار' موزے نہ پہنو' البتہ اگر جوتے نہ ہوں تو حکم مختلف ہوگا' اگر جوتے نہ ہوں تو ٹخنوں سے نیچے تک موزے پہن لو اور ایسا کپڑا نہ پہنو جس کو ورس یا زعفران کے ذریعے رنگا گیا ہو۔ (راوی کو شک ہے' شاید یہ الفاظ ہیں:) جس پر ورس یا زعفران لگا ہو۔

باب النَّهْيِ عَنْ لُبْسِ الْخُفَّيْنِ فِي الْاِحْرَامِ .

یہ باب ہے کہ احرام کے دوران موزے پہننے کی ممانعت

2677 - اَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنِ ابْنِ اَبِيْ زَائِدَةَ قَالَ اَنْبَاَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "لَا تَلْبَسُوا فِي الْاِحْرَامِ الْقَمِيصَ وَلَا السَّرَاوِيْلَاتِ وَلَا الْعَمَائِمَ وَلَا الْبَرَانِسَ وَلَا الْخِفَافَ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: احرام کے دوران قمیص' شلوار' عمامہ' ٹوپی اور موزے نہ پہنو۔

باب الرُّخْصَةِ فِي لُبْسِ الْخُفَّيْنِ فِي الْاِحْرَامِ لِمَنْ لَا يَجِدُ نَعْلَيْنِ .

یہ باب ہے کہ جس شخص کو جوتے نہیں ملتے' اُس کے لیے احرام کے دوران موزے پہننے کی اجازت

2678 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ اَنْبَاَنَا اَيُّوْبُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "اِذَا لَمْ يَجِدْ اِزَارًا فَلْيَلْبَسِ السَّرَاوِيْلَ وَاِذَا لَمْ يَجِدِ النَّعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسِ الْخُفَّيْنِ وَلْيَقْطَعْهُمَا اَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ" .

2676-انفرد به النسائي . والحديث عند: النسائي في مناسك الحج، قطعهما اسفل من الكعبين (الحديث 2679) . تحفة الاشراف (7749) .

2677-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (8136) .

2678-تقدم (الحديث 2670) .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:
جب کسی شخص کو تہبند نہیں ملتا تو وہ شلوار پہن لے اور جب کسی کو جوتے نہیں ملتے تو وہ موزوں کو ٹخنوں کے نیچے سے کاٹ لے۔

باب قَطْعِهِمَا اَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ .

یہ باب ہے کہ موزوں کو ٹخنوں کے نیچے سے کاٹ لینا

2679 – اَخْبَرَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اِذَا لَمْ يَجِدِ الْمُحْرِمُ النَّعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسِ الْخُفَّيْنِ وَلْيَقْطَعْهُمَا اَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:
جب محرم شخص کو جوتے نہ ملیں تو وہ موزے پہنے' لیکن انہیں ٹخنوں کے نیچے سے کاٹ لے۔

باب النَّهْيِ عَنْ اَنْ تَلْبَسَ الْمُحْرِمَةُ الْقُفَّازَيْنِ .

یہ باب ہے کہ محرمہ عورت کے لیے دستانے پہننے کی ممانعت

2680 – اَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَجُلًا قَامَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَاذَا تَاْمُرُنَا اَنْ نَلْبَسَ مِنَ الثِّيَابِ فِي الْاِحْرَامِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا تَلْبَسُوا الْقُمُصَ وَلَا السَّرَاوِيْلَاتِ وَلَا الْخِفَافَ اِلَّا اَنْ يَكُوْنَ رَجُلٌ لَهُ نَعْلَانِ فَلْيَلْبَسِ الْخُفَّيْنِ اَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ وَلَا يَلْبَسْ شَيْئًا مِنَ الثِّيَابِ مَسَّهُ الزَّعْفَرَانُ وَلَا الْوَرْسُ وَلَا تَنْتَقِبُ الْمَرْاَةُ الْحَرَامُ وَلَا تَلْبَسُ الْقُفَّازَيْنِ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک شخص کھڑا ہوا' اُس نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ ہمیں کیا ہدایت کرتے ہیں کہ ہم احرام کے دوران کون سا لباس پہنیں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم قمیص' شلوار اور موزے نہ پہنو' البتہ اگر کسی شخص کے پاس جوتے نہ ہوں تو وہ موزے پہن لے' لیکن وہ ٹخنوں سے نیچے ہوں اور کوئی شخص ایسا کپڑا نہ پہنے جس پر زعفران یا ورس لگا ہوا اور احرام کی حالت میں کوئی عورت نقاب نہ کرے اور دستانے نہ پہنے۔

باب التَّلْبِيْدِ عِنْدَ الْاِحْرَامِ .

یہ باب ہے کہ احرام باندھنے کے وقت تلبید کرنا

2679-تقدم (الحديث 2676) .

2680-اخرجه البخاري في جزاء الصيد، باب ما ينهى من الطيب للمحرم و المحرمة (الحديث 1838م) تعليقاً . تحفة الاشراف (8470) .

2681 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنِىْ نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ اُخْتِهٖ حَفْصَةَ قَالَتْ قُلْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا شَاْنُ النَّاسِ حَلُّوْا وَلَمْ تَحِلَّ مِنْ عُمْرَتِكَ قَالَ "اِنِّىْ لَبَّدْتُ رَاْسِىْ وَقَلَّدْتُ هَدْيِىْ فَلَا اُحِلُّ حَتّٰى اُحِلَّ مِنَ الْحَجِّ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنی بہن سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے عرض کی: یارسول اللہ! کیا وجہ ہے کہ لوگوں نے احرام کھول لیا ہے اور آپ نے عمرہ کرنے کے بعد احرام نہیں کھولا؟ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں نے اپنے سر کی تلبید کر لی ہے (یعنی بالوں کو جما لیا ہے) اور میں نے اپنے قربانی کے جانور کے گلے میں ہار ڈال لیا ہے اس لیے میں اُس وقت تک احرام نہیں کھولوں گا جب تک میں حج کرنے کے بعد احرام نہیں کھولتا (یعنی حج کے بعد احرام کھولنے کا وقت نہیں آ جاتا)۔

2682 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ وَاللَّفْظُ لَهٗ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ اَخْبَرَنِىْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُهِلُّ مُلَبِّدًا .

☆☆ سالم اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تلبید کی ہوئی تھی اور آپ تلبیہ پڑھ رہے تھے۔

41 - باب اِبَاحَةِ الطِّيْبِ عِنْدَ الْاِحْرَامِ .

باب: احرام باندھنے کے وقت خوشبو لگانا جائز ہے

2683 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَمْرٍو عَنْ سَالِمٍ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ طَيَّبْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ اِحْرَامِهٖ حِيْنَ اَرَادَ اَنْ يُّحْرِمَ وَعِنْدَ اِحْلَالِهٖ قَبْلَ اَنْ يُّحِلَّ بِيَدَىَّ .

2681-اخرجه البخاري في الحج، باب التمتع و القرآن و الافراد بالحج و فسخ الحج لمن لم يكن معه هدي (الحديث 1566)، و باب فتل القلائد للبدن و البقر (الحديث 1697)، وباب من لبد راسه عند الإحرام و حلق (الحديث 1725)، و في المغازي ، باب حجة الوداع (الحديث 4398) بنحوه ، و في اللباس، باب التلبيد (الحديث 5916) . و اخرجه مسلم في الحج، باب بيان ان القارن لا يتحلل الا في وقت تحلل الحاج المفرد (الحديث 176 و 177 و 178 و 179) . و اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب في الاقران (الحديث 1806) . و اخرجه النسائي في مناسك الحج، تقليد الهدي (الحديث 2780) . و اخرجه ابن ماجه في المناسك، باب من لبد راسه (الحديث 3046) . تحفة الاشراف (15800) .

2682-اخرجه البخاري في الحج، باب من اهل ملبدًا (الحديث 1540)، و في اللباس، باب التلبيد (الحديث 5915) مطولًا، و اخرجه مسلم في الحج، باب التلبية و صفتها و وقتها (الحديث 21) مطولًا و اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب التلبيد (الحديث 1747) . و اخرجه ابن ماجه في المناسك، باب من لبد راسه (الحديث 3047) . و الحديث عند: النسائي في مناسك الحج، كيف التلبية (الحديث 2746) . تحفة الاشراف (6976) .

2683-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (16091) .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے احرام باندھنے کے وقت آپ کو خوشبو لگائی تھی' اُس وقت بھی لگائی تھی جب آپ نے احرام باندھنے کا ارادہ کیا تھا' اور اُس وقت بھی لگائی تھی جب آپ نے احرام کھولنے کا ارادہ کیا تھا' تاہم ابھی آپ نے احرام کھولا نہیں تھا' اور میں نے اپنے ان دو ہاتھوں کے ذریعے آپ کو خوشبو لگائی تھی۔

2684 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ مَّالِكٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ طَيَّبْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاِحْرَامِهٖ قَبْلَ اَنْ يُّحْرِمَ وَلِحِلِّهٖ قَبْلَ اَنْ يَّطُوْفَ بِالْبَيْتِ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے احرام باندھنے سے پہلے' اور بیت اللہ کا طواف کرنے سے پہلے آپ کے احرام کھولنے سے پہلے بھی خوشبو لگائی تھی۔

2685 - اَخْبَرَنَا حُسَيْنُ بْنُ مَنْصُوْرِ بْنِ جَعْفَرٍ النَّيْسَابُوْرِيُّ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ طَيَّبْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاِحْرَامِهٖ قَبْلَ اَنْ يُّحْرِمَ وَلِحِلِّهٖ حِيْنَ اَحَلَّ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے احرام باندھنے سے پہلے' اور آپ کے احرام کھولنے سے پہلے میں نے آپ کو خوشبو لگائی۔

2686 - اَخْبَرَنَا سَعِيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَبُوْ عُبَيْدِ اللّٰهِ الْمَخْزُوْمِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ طَيَّبْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحُرْمِهٖ حِيْنَ اَحْرَمَ وَلِحِلِّهٖ بَعْدَ مَا رَمٰى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ قَبْلَ اَنْ يَّطُوْفَ بِالْبَيْتِ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام باندھا تو اُس وقت آپ کے احرام کے لیے اور جب آپ نے احرام کھول دیا تھا یعنی جمرہ عقبہ کی رمی کرنے کے بعد اور بیت اللہ کا طواف کرنے سے پہلے (آپ نے احرام کھولا تھا' اُس وقت) میں نے آپ کو خوشبو لگائی تھی۔

2687 - اَخْبَرَنَا عِيْسَى بْنُ مُحَمَّدٍ اَبُوْ عُمَيْرٍ عَنْ ضَمْرَةَ عَنِ الْاَوْزَاعِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ طَيَّبْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاِحْلَالِهٖ وَطَيَّبْتُهٗ لِاِحْرَامِهٖ طِيْبًا لَا يُشْبِهُ طِيْبَكُمْ هٰذَا تَعْنِيْ لَيْسَ لَهٗ بَقَاءٌ .

2684-اخرجه البخاري في الحج، باب الطيب عند الاحرام و ما يلبس اذا اراد ان يحرم و يترجل بدهن (الحديث 1539) . و اخرجه مسلم في الحج، باب الطيب للمحرم عند الاحرام، (الحديث 33) . و اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب الطيب عند الاحرام (الحديث 1745) . تحفة الاشراف (17518) .

2685-اخرجه البخاري في اللباس، باب تطيب المراة زوجها بيديها (الحديث 5922) بنحوه . واخرجه النسائي في مناسك الحج، اباحة الطيب عند الاحرام، (الحديث 2690) . تحفة الاشراف (17529) .

2686-اخرجه مسلم في الحج، باب الطيب للمحرم عند الاحرام، (الحديث 31) . تحفة الاشراف (16446) .

2687-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (16523) .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے احرام کھولنے کے وقت آپ کو خوشبو لگائی تھی میں نے آپ کے احرام باندھنے کے وقت بھی آپ کو خوشبو لگائی تھی وہ تمہاری خوشبو کی مانند نہیں تھی۔

(راوی کہتے ہیں:) یعنی ایسی خوشبو لگائی تھی جو باقی نہیں رہتی ہے۔

2688 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ بِاَيِّ شَيْءٍ طَيَّبْتِ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ بِاَطْيَبِ الطِّيبِ عِنْدَ حُرْمِهِ وَحِلِّهِ .

☆☆ عثمان بن عروہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ دریافت کیا کہ آپ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشبو میں کیا چیز لگائی تھی؟ تو انہوں نے جواب دیا: میں نے آپ کے احرام باندھنے اور احرام کھولنے کے وقت سب سے بہترین خوشبو لگائی تھی۔

2689 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ الْوَزِيرِ بْنِ سُلَيْمَانَ قَالَ اَنْبَاَنَا شُعَيْبُ بْنُ اللَّيْثِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ اُطَيِّبُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ اِحْرَامِهِ بِاَطْيَبِ مَا اَجِدُ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے احرام باندھنے کے وقت آپ کو اپنے پاس موجود سب سے بہترین خوشبو لگائی تھی۔

2690 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اِدْرِيسَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ اُطَيِّبُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاَطْيَبِ مَا اَجِدُ لِحُرْمِهِ وَلِحِلِّهِ وَحِيْنَ يُرِيْدُ اَنْ يَزُوْرَ الْبَيْتَ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے احرام باندھنے کے وقت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے احرام کھولنے کے وقت اور اُس وقت جب آپ بیت اللہ کا طواف زیارت کرنے کے لیے جانے لگے تھے اُس وقت اپنے پاس موجود سب سے بہترین خوشبو لگائی تھی۔

2691 - اَخْبَرَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ اَنْبَاَنَا مَنْصُوْرٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنِ الْقَاسِمِ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ طَيَّبْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ اَنْ يُحْرِمَ وَيَوْمَ النَّحْرِ قَبْلَ اَنْ يَطُوْفَ بِالْبَيْتِ بِطِيْبٍ فِيْهِ مِسْكٌ .

2688-اخرجه البخاري في اللباس، باب ما يستحب من الطيب (الحديث 5928) و اخرجه مسلم في الحج، باب الطيب للمحرم عند الاحرام (الحديث 36 و 37) . و اخرجه النسائي في مناسك الحج، اباحة الطيب عند الاحرام (الحديث 2689) . تحفة الاشراف (16365) .

2689-تقدم (الحديث 2688) .

2690-تقدم (الحديث 2685) .

2691-اخرجه مسلم في الحج، باب الطيب للمحرم عند الاحرام (الحديث 46) و اخرجه الترمذي في الحج، باب ما جاء في الطيب عند الاحلال قبل الزيارة (الحديث 917) . تحفة الاشراف (17526) .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے احرام باندھنے سے پہلے اور قربانی کے دن آپ کے بیت اللہ کا طواف کرنے سے پہلے آپ کو خوشبو لگائی تھی جس میں مشک ملی ہوئی تھی۔

2692 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْوَلِيْدِ - يَعْنِى الْعَدَنِيَّ - عَنْ سُفْيَانَ ح وَاَنْبَاَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ اَنْبَاَنَا اِسْحَاقُ - يَعْنِى الْاَزْرَقَ - قَالَ اَنْبَاَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَاَنِّىْ اَنْظُرُ اِلٰى وَبِيْصِ الطِّيْبِ فِىْ رَاْسِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ وَقَالَ اَحْمَدُ بْنُ نَصْرٍ فِىْ حَدِيْثِهٖ وَبِيْصِ طِيْبِ الْمِسْكِ فِىْ مَفْرِقِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مانگ میں خوشبو کا منظر آج بھی میری نگاہ میں ہے آپ اُس وقت محرم تھے۔

احمد بن مثنیٰ نامی راوی نے اپنی روایت میں یہ الفاظ نقل کیے ہیں:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مانگ میں خوشبو کی چمک (کا منظر آج بھی میری نگاہ میں ہے)۔

2693 - اَخْبَرَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَنْبَاَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ قَالَ قَالَ لِىْ اِبْرَاهِيْمُ حَدَّثَنِى الْاَسْوَدُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ لَقَدْ كَانَ يُرٰى وَبِيْصُ الطِّيْبِ فِىْ مَفَارِقِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ.

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مانگ میں خوشبو کی چمک دکھائی دے رہی تھی حالانکہ اُس وقت آپ محرم تھے۔

42 - باب مَوْضِعِ الطِّيْبِ.

باب: خوشبو لگانے کی جگہ

2694 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَاَنِّىْ اَنْظُرُ اِلٰى وَبِيْصِ الطِّيْبِ فِىْ رَاْسِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ.

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سر میں خوشبو کی چمک کا منظر آج بھی میری نگاہ میں

2692-اخرجه مسلم في الحج، باب الطيب للمحرم عند الاحرام (الحديث 45) . و اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب الطيب عند الاحرام (الحديث 1746) . تحفة الاشراف (15925) .

2693-اخرجه البخاري في الحج، باب الطيب عند الاحرام و ما يلبس اذا اراد ان يحرم و يترجل و يدهن (الحديث 1538) . و اخرجه مسلم في الحج، باب الطيب للمحرم عند الاحرام (الحديث 39) . و اخرجه النسائي في مناسك الحج، موضع الطيب (الحديث 2694 و 2695) . تحفة الاشراف (15988) .

2694-تقدم (الحديث 2693) .

ہے آپ ﷺ اُس وقت حالت احرام میں تھے۔

2695 - اَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ قَالَ اَنْبَانَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ اِبْرَاهِيمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ اَنْظُرُ اِلَى وَبِيصِ الطِّيبِ فِي اُصُولِ شَعْرِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ.

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کے بالوں کی جڑوں میں خوشبو کی چمک کا منظر آج بھی میری نگاہ میں ہے آپ ﷺ اُس وقت محرم تھے۔

2696 - اَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرٌ - يَعْنِي ابْنَ الْمُفَضَّلِ - قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ اِبْرَاهِيمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَاَنِّي اَنْظُرُ اِلَى وَبِيصِ الطِّيبِ فِي مَفْرِقِ رَاْسِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ.

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کی مانگ میں خوشبو کی چمک کا منظر آج بھی میری نگاہ میں ہے آپ ﷺ اُس وقت محرم تھے۔

2697 - اَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ الْعَسْكَرِيُّ قَالَ اَنْبَانَا مُحَمَّدٌ - وَهُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ غُنْدَرٌ - عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ اِبْرَاهِيمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَقَدْ رَاَيْتُ وَبِيصَ الطِّيبِ فِي رَاْسِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ.

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کے سر میں خوشبو کی چمک دیکھی آپ ﷺ اُس وقت محرم تھے۔

2698 - اَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ اَبِي مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَاَنِّي اَنْظُرُ اِلَى وَبِيصِ الطِّيبِ فِي مَفَارِقِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُهِلُّ.

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کی مانگ میں خوشبو کی چمک کا منظر آج بھی میری نگاہ میں ہے آپ ﷺ اس وقت تلبیہ پڑھ رہے تھے (یا احرام باندھے ہوئے تھے)۔

2699 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ وَهَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ اَبِي الْاَحْوَصِ عَنْ اَبِي اِسْحَاقَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ

2695-تقدم (الحديث 2693) .

2696-اخرجه البخاري في الغسل، باب من تطيب ثم اغتسل و بقي اثر الطيب (الحديث 271)، و في اللباس، باب الفرق (الحديث 5918) . و اخرجه مسلم في الحج، باب الطيب للمحرم عند الاحرام (الحديث 42) . تحفة الاشراف (15928) .

2697-اخرجه مسلم في الحج، باب الطيب للمحرم عند الاحرام (الحديث 40، 41) . و اخرجه النسائي في مناسك الحج، موضع الطيب (الحديث 2698) . تحفة الاشراف (15954) .

2698-تقدم (الحديث 2697) .

2699-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (15035) .

فَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ هَنَّادٌ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يُحْرِمَ ادَّهَنَ بِأَطْيَبِ مَا يَجِدُهُ حَتّٰى أَرٰى وَبِيصَهُ فِي رَأْسِهِ وَلِحْيَتِهِ . تَابَعَهُ إِسْرَآئِيْلُ عَلٰى هٰذَا الْكَلَامِ وَقَالَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْأَسْوَدِ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب احرام باندھنے کا ارادہ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پاس موجود سب سے بہترین خوشبو تیل کے طور پر لگائی' آپ کے سر اور داڑھی میں اُس کی چمک کا منظر آج بھی میری نگاہ میں ہے۔

(ایک اور راوی نے بھی اس کی متابعت کی ہے)

2700 - أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ أَنْبَأَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ عَنْ إِسْرَآئِيْلَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْأَسْوَدِ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أُطَيِّبُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَطْيَبِ مَا كُنْتُ أَجِدُ مِنَ الطِّيْبِ حَتّٰى أَرٰى وَبِيصَ الطِّيْبِ فِي رَأْسِهِ وَلِحْيَتِهِ قَبْلَ أَنْ يُحْرِمَ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے پاس موجود سب سے بہترین خوشبو لگائی تھی' یہاں تک کہ آپ کے سر اور داڑھی میں خوشبو کی چمک (کا منظر) آج بھی میری نگاہ میں ہے (میں نے یہ خوشبو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کے احرام باندھنے سے پہلے لگائی تھی)۔

2701 - أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ يَزِيْدَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَقَدْ رَأَيْتُ وَبِيصَ الطِّيْبِ فِي مَفَارِقِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ ثَلَاثٍ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ تین دن گزرنے کے بعد بھی میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مانگ میں خوشبو کی چمک دیکھی تھی۔

2702 - أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ أَنْبَأَنَا شَرِيْكٌ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أَرٰى وَبِيصَ الطِّيْبِ فِي مَفْرِقِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ ثَلَاثٍ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ تین دن گزرنے کے بعد بھی میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مانگ میں خوشبو کی چمک دیکھی تھی۔

2703 - أَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ عَنْ بِشْرٍ - يَعْنِي ابْنَ الْمُفَضَّلِ - قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ

2700-اخرجه البخاري في اللباس، باب الطيب في الراس و اللحية (الحديث 5923)، و اخرجه مسلم في الحج، باب الطيب للمحرم عند الاحرام (الحديث 43 و 44) . تحفة الاشراف (16010) .

2701-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (15975) .

2702-اخرجه ابن ماجه في المناسك، باب الطيب عن الاحرام (الحديث 2928) . تحفة الاشراف (16026) .

2703-تقدم (الحديث 415) .

مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْتَشِرِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ سَاَلْتُ ابْنَ عُمَرَ عَنِ الطِّيبِ عِنْدَ الْإِحْرَامِ فَقَالَ لَاَنْ اَطَّلِيَ بِالْقَطِرَانِ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ ذٰلِكَ . فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِعَآئِشَةَ فَقَالَتْ يَرْحَمُ اللّٰهُ اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ لَقَدْ كُنْتُ اُطَيِّبُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَطُوفُ فِي نِسَائِهٖ ثُمَّ يُصْبِحُ يَنْضَحُ طِيْبًا .

☆☆ ابراہیم بن محمد اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے احرام باندھتے کے وقت خوشبو لگانے کا مسئلہ دریافت کیا تو اُنہوں نے فرمایا: میں خود کو تارکول میں لت پت کرلوں' یہ میرے نزدیک اس سے زیادہ پسندیدہ ہے (کہ میں احرام باندھنے کے وقت خوشبو لگاؤں)۔

(راوی بیان کرتے ہیں:) بعد میں' میں نے اس بات کا تذکرہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کیا تو اُنہوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ابوعبدالرحمٰن (یعنی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) پر رحم کرے! میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشبو لگائی تھی' پھر آپ اپنی تمام ازواج کے پاس تشریف لے گئے تھے' پھر اگلے دن صبح (جب آپ نے احرام باندھا تھا) تو وہ خوشبو آپ سے پھوٹ رہی تھی۔

2704 - اَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ وَكِيعٍ عَنْ مِسْعَرٍ وَّسُفْيَانَ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْتَشِرِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ لَاَنْ اُصْبِحَ مُطَّلِيًا بِقَطِرَانٍ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ اُصْبِحَ مُحْرِمًا اَنْضَحُ طِيْبًا . فَدَخَلْتُ عَلٰى عَآئِشَةَ فَاَخْبَرْتُهَا بِقَوْلِهٖ فَقَالَتْ طَيَّبْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَطَافَ فِي نِسَائِهٖ ثُمَّ اَصْبَحَ مُحْرِمًا .

☆☆ ابراہیم بن محمد اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے ہوئے سنا: میں تارکول میں لت پت ہو کر صبح کروں' یہ میرے نزدیک اس سے زیادہ پسندیدہ ہے کہ میں احرام کی حالت میں صبح کروں اور مجھ سے خوشبو پھوٹ رہی ہو۔

(راوی کہتے ہیں:) پھر میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا اور اُنہیں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے اس قول کے بارے میں بتایا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشبو لگائی تھی' پھر آپ اپنی تمام ازواج کے پاس تشریف لے گئے تھے' پھر آپ نے احرام باندھ لیا تھا۔

43 - باب الزَّعْفَرَانِ لِلْمُحْرِمِ .

باب: محرم کا زعفران استعمال کرنا

2705 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ اِسْمَاعِيْلَ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ عَنْ اَنَسٍ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ

2704-تقدم (الحديث 415) .

2705-اخرجه مسلم في اللباس و الزينة، باب نهي الرجل عن التزعفر (الحديث 77م) . و اخرجه ابو داؤد في الترجل، باب في الخلوق للرجال (الحديث 4179) . و اخرجه الترمذي في الادب، باب ما جاء في كراهية التزعفر، و الخلوق للرجال (الحديث 2815م) . و اخرجه النسائي في مناسك الحج، الزعفران للمحرم (الحديث 2706)، و في الزينة، التزعفر (الحديث 5271) . تحفة الاشراف (992) .

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّتَزَعْفَرَ الرَّجُلُ .

☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آدمی کو زعفران لگانے سے منع کیا ہے۔

2706 - اَخْبَرَنِىْ كَثِيْرُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ بَقِيَّةَ عَنْ شُعْبَةَ قَالَ حَدَّثَنِىْ اِسْمَاعِيْلُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنِىْ عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ صُهَيْبٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ التَّزَعْفُرِ .

☆☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے زعفران لگانے سے منع کیا ہے۔

2707 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ التَّزَعْفُرِ . قَالَ حَمَّادٌ يَّعْنِىْ لِلرِّجَالِ .

☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے زعفران لگانے سے منع کیا ہے۔

حماد نامی راوی نے یہ بات بیان کی ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ حکم مردوں کے لیے ہے۔

44 - باب فِى الْخَلُوْقِ لِلْمُحْرِمِ .

باب: محرم شخص کا خلوق (مخصوص قسم کی خوشبو) لگانا

2708 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ عَطَاءٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَعْلٰى عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَجُلًا اَتَى النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ اَهَلَّ بِعُمْرَةٍ وَّعَلَيْهِ مُقَطَّعَاتٌ وَّهُوَ مُتَضَمِّخٌ بِخَلُوْقٍ فَقَالَ اَهْلَلْتُ بِعُمْرَةٍ فَمَا اَصْنَعُ فَقَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَا كُنْتَ صَانِعًا فِىْ حَجِّكَ" . قَالَ كُنْتُ اَتَّقِىْ هٰذَا وَاَغْسِلُهُ . فَقَالَ "مَا كُنْتَ صَانِعًا فِىْ حَجِّكَ فَاصْنَعْهُ فِىْ عُمْرَتِكَ" .

☆☆ صفوان بن یعلیٰ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا' اُس نے عمرے کا احرام باندھ لیا تھا' اُس نے سلے ہوئے کپڑے پہنے ہوئے تھے اور اُس سے خوشبوئیں پھوٹ رہی تھیں' اُس نے گزارش کی کہ میں نے عمرے کا احرام باندھا ہے' تو اب میں کیا کروں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم وہی کرو جو حج میں کرتے ہو' اُس نے عرض کی: (حج میں تو میں اس خوشبو سے) بچتا ہوں اور اسے دھو لیتا ہوں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اپنے حج میں جو کرتے ہو' عمرے میں بھی وہی کرو۔

2709 - اَخْبَرَنِىْ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِىْ قَالَ سَمِعْتُ

2706-تقدم (الحديث 2705) .

2707-اخرجه مسلم في اللباس و الزينة، باب نهي الرجل عن التزعفر (الحديث 77) . و اخرجه ابو داؤد في الترجل، باب في الخلوق للرجال (الحديث 4179) . و اخرجه الترمذي في الادب، باب ما جاء في كراهية التزعفر، و الخلوق للرجال (الحديث 2815) . تحفة الاشراف (1011) .

2708-تقدم (الحديث 2667) .

2709-تقدم (الحديث 2667) .

قَيْسَ بْنَ سَعْدٍ يُحَدِّثُ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَعْلَى عَنْ اَبِيْهِ قَالَ اَتَى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ وَّهُوَ بِالْجِعِرَّانَةِ وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ وَّهُوَ مُصَفِّرٌ لِحْيَتَهٗ وَرَاْسَهٗ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ اَحْرَمْتُ بِعُمْرَةٍ وَّاَنَا كَمَا تَرٰى فَقَالَ "انْزِعْ عَنْكَ الْجُبَّةَ وَاغْسِلْ عَنْكَ الصُّفْرَةَ وَمَا كُنْتَ صَانِعًا فِيْ حَجَّتِكَ فَاصْنَعْهُ فِيْ عُمْرَتِكَ"۔

☆☆ صفوان بن یعلیٰ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' آپ اُس وقت جعرانہ کے مقام پر موجود تھے' اُس شخص نے جبہ پہنا ہوا تھا' اور اُس نے اپنی داڑھی (اور سر کے بالوں پر) زرد رنگ (یعنی زعفران) لگایا ہوا تھا' اُس نے عرض کی: یارسول اللہ! میں نے عمرے کا احرام باندھا ہے اور میری یہ حالت ہے جو آپ ملاحظہ فرما رہے ہیں' تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم اپنا جبہ اتار دو اور اپنے اوپر سے زرد رنگ کو دھو دو اور جو تم حج میں کرتے ہو وہی عمرے میں کرو (یعنی عمرے کا بھی وہی احرام ہوتا ہے جو حج کا ہوتا ہے)۔

باب الْكُحْلِ لِلْمُحْرِمِ ۔

باب: محرم کا سرمہ لگانا

2710 – اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَيُّوْبَ بْنِ مُوْسٰى عَنْ نُبَيْهِ بْنِ وَهْبٍ عَنْ اَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمُحْرِمِ "اِذَا اشْتَكٰى رَاْسَهٗ وَعَيْنَيْهِ اَنْ يُضَمِّدَهُمَا بِصَبِرٍ"۔

☆☆ ابان بن عثمان اپنے والد کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:
جو محرم شخص کے بارے میں ہے:
جب اُسے اپنے سر یا آنکھوں میں کوئی شکایت ہو تو وہ اُن پر ایلوا لگا لے۔

باب الْكَرَاهِيَةِ فِي الثِّيَابِ الْمُصْبَغَةِ لِلْمُحْرِمِ ۔

باب: محرم شخص کے لیے رنگے ہوئے کپڑے پہننا مکروہ ہے

2711 – اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ قَالَ اَتَيْنَا جَابِرًا فَسَاَلْنَاهُ عَنْ حَجَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَدَّثَنَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَوِ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ اَمْرِيْ مَا اسْتَدْبَرْتُ لَمْ اَسُقِ الْهَدْيَ وَجَعَلْتُهَا عُمْرَةً فَمَنْ لَّمْ يَكُنْ مَعَهٗ هَدْيٌ فَلْيُحِلَّ وَلْيَجْعَلْهَا

2710-اخرجه مسلم في الحج، باب جواز مداواة المحرم عينيه (الحديث 89 و 90) ۔ و اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب يكتحل المحرم (الحديث 1838 و 1839) و اخرجه الترمذي في الحج، باب ما جاء في المحرم يشتكي عينه فيضمدها بالصبر (الحديث 952) ۔ تحفة الاشراف (9777) ۔

2711-اخرجه مسلم في الحج، باب حجة النبي صلى الله عليه وسلم (الحديث 147 و 148) مطولًا ۔ و اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب صفة حجة النبي صلى الله عليه وسلم (الحديث 1905 و 1909) مطولًا ۔ و اخرجه ابن ماجه في المناسك، باب حجة رسول الله صلى الله عليه وسلم (الحديث 3074) مطولًا ۔ والحديث عند: النسائي في مناسك الحج، ترك التسمية عند الاهلال (الحديث 2739)، و الحج بغير نية يقصده المحرم (الحديث 2743) ۔ تحفة الاشراف (2593) ۔

عُمْرَةً" . وَقَدِمَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مِنَ الْيَمَنِ بِهَدْيٍ وَّسَاقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمَدِيْنَةِ هَدْيًا وَّاِذَا فَاطِمَةُ قَدْ لَبِسَتْ ثِيَابًا صَبِيْغًا وَّاكْتَحَلَتْ . قَالَ فَانْطَلَقْتُ مُحَرِّشًا اَسْتَفْتِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ فَاطِمَةَ لَبِسَتْ ثِيَابًا صَبِيْغًا وَّاكْتَحَلَتْ وَقَالَتْ اَمَرَنِيْ بِهٖ اَبِيْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . قَالَ "صَدَقَتْ صَدَقَتْ صَدَقَتْ اَنَا اَمَرْتُهَا" .

☆☆ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اپنے والد (امام محمد باقر رضی اللہ عنہ) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ہم حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ہم نے اُن سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حجۃ الوداع کے بارے میں دریافت کیا تو اُنہوں نے ہمیں یہ بات بتائی: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھے بعد میں جس بات کا خیال آیا تھا' اگر پہلے آ جاتا تو میں قربانی کا جانور ساتھ نہ لاتا اور اسے عمرے میں تبدیل کر لیتا' جس شخص کے ساتھ قربانی کا جانور نہ ہو' وہ احرام کھول دے اور اُسے عمرے میں تبدیل کر لے۔ (راوی کہتے ہیں:) حضرت علی رضی اللہ عنہ یمن سے قربانی کا جانور ساتھ لے کر آئے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ سے قربانی کا جانور ساتھ لے کر آئے تھے (جب حضرت علی رضی اللہ عنہ مکہ پہنچے) تو اُنہوں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا کہ اُنہوں نے رنگے ہوئے کپڑے پہنے ہیں اور سرمہ بھی لگایا ہوا ہے' تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ بات بیان کی ہے کہ میں ناراضگی کے عالم میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ مسئلہ دریافت کرنے چلا گیا' میں نے عرض کی: یارسول اللہ! فاطمہ نے سلے ہوئے کپڑے پہن لیے ہیں اور سرمہ بھی لگالیا ہے اور اُس نے یہ بات بیان کی ہے کہ میرے والد نے اس کی اجازت دی ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اُس نے ٹھیک کہا ہے' اُس نے ٹھیک کہا ہے' اُس نے ٹھیک کہا ہے' میں نے اُسے یہ ہدایت کی ہے۔

باب تَخْمِيرِ الْمُحْرِمِ وَجْهَهٗ وَرَاْسَهٗ .

باب: محرم شخص کا اپنے چہرے اور سر کو ڈھانپ دینا

2712 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا بِشْرٍ يُحَدِّثُ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَجُلًا وَّقَعَ عَنْ رَّاحِلَتِهٖ فَاَقْعَصَتْهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اغْسِلُوْهُ بِمَاءٍ وَّسِدْرٍ وَّيُكَفَّنُ فِيْ ثَوْبَيْنِ خَارِجًا رَاْسُهٗ وَوَجْهُهٗ فَاِنَّهٗ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُلَبِّيًا" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک شخص اپنی سواری سے گر گیا' اُس کی گردن کی ہڈی ٹوٹ گئی (اور وہ فوت ہو گیا) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے پانی اور بیری کے پتوں کے ذریعے غسل دو اور اسے دو کپڑوں میں کفن دینا' اس کا سر اور چہرہ کھلا رکھنا کیونکہ یہ قیامت کے دن تلبیہ پڑھتے ہوئے زندہ کیا جائے گا۔

2713 - اَخْبَرَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّفَّارُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ - يَعْنِي الْحَفَرِيَّ - عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَمْرٍو

2712-اخرجه البخاري في الجنائز، باب كيف يكفن المحرم (الحديث 1267)، و في جزاء الصيد، باب سنة المحرم اذا مات (الحديث 1851) . و اخرجه مسلم في الحج، باب ما يفعل بالمحرم اذا مات (الحديث 99 و 100)، و اخرجه النسائي في مناسك الحج، غسل المحرم بالسدر اذا مات (الحديث 2853)، و في كم يكفن المحرم اذا مات (الحديث 2854)، و النهي عن ان يخمر وجه المحرم و راسه اذا مات (الحديث 2857) . و اخرجه ابن ماجه في المناسك، باب المحرم يموت (الحديث 3084م) . تحفة الاشراف (5453) .

بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَاتَ رَجُلٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اغْسِلُوْهُ بِمَاءٍ وَّسِدْرٍ وَّكَفِّنُوْهُ فِيْ ثِيَابِهٖ وَلَا تُخَمِّرُوْا وَجْهَهٗ وَرَاْسَهٗ فَاِنَّهٗ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُلَبِّيًا".

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک شخص کا احرام باندھے ہوئے انتقال ہو گیا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے پانی اور بیری کے پتوں کے ذریعے غسل دو اور اسے اس کے انہیں کپڑوں (یعنی احرام کے کپڑوں میں) کفن دو اس کے چہرے اور سر کو ڈھانپنا نہیں کیونکہ یہ قیامت کے دن تلبیہ پڑھتے ہوئے زندہ کیا جائے گا۔

بَاب اِفْرَادِ الْحَجِّ .

یہ باب حج اِفراد کرنے کے بیان میں ہے

2714 – اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ وَّاِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ مَّالِكٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَآئِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَفْرَدَ الْحَجَّ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حج افراد کیا تھا۔

2715 – اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَّالِكٍ عَنْ اَبِي الْاَسْوَدِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ اَهَلَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَجِّ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف حج کا تلبیہ پڑھا تھا (یا حج کا احرام باندھا تھا)۔

2716 – اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيْبِ بْنِ عَرَبِيٍّ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُوَافِيْنَ لِهِلَالِ ذِى الْحِجَّةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ شَآءَ اَنْ يُّهِلَّ بِحَجٍّ فَلْيُهِلَّ وَمَنْ شَآءَ اَنْ يُّهِلَّ بِعُمْرَةٍ فَلْيُهِلَّ بِعُمْرَةٍ".

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہم ذوالحج کا پہلی کا چاند نظر آنے کے ساتھ ہی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ

2713-تقدم (الحديث 1903) .

2714-اخرجه مسلم في الحج، باب بيان وجوه الاحرام، و انه يجوز افراد الحج و التمتع و القرآن و جواز ادخال الحج على العمرة و متى يحل القارن من نسكه (الحديث 122) . و اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب في افراد الحج (الحديث 1777) . و اخرجه الترمذي في الحج، باب ما جاء في افراد الحج (الحديث 820) . واخرجه ابن ماجه في المناسك، باب الافراد بالحج (الحديث 2964) . تحفة الاشراف (17517) .

2715-اخرجه البخاري في الحج، باب التمتع و القرآن و الافراد بالحج و فسخ الحج لمن لم يكن معه هدي (الحديث 1562) مطولًا، و في المغازي، باب حجة الوداع (الحديث 4408) مطولًا، واخرجه مسلم في الحج، باب بيان وجوه الاحرام و انه يجوز افراد الحج و التمتع و القرآن و جواز ادخال الحج على العمرة و متى يحل القارن من نسكه (الحديث 118) مطولًا . و اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب في افراد الحج (الحديث 1779 و 1780) مطولًا . و اخرجه ابن ماجه في المناسك، باب الافراد بالحج (الحديث 2965) . تحفة الاشراف (16389) .

2716-اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب في افراد الحج (الحديث 1778) مطولًا . تحفة الاشراف (16863) .

روانہ ہو گئے' نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے حج کا احرام باندھنا ہے' وہ اس کا احرام باندھے (یا جس نے حج کا تلبیہ پڑھنا ہے' وہ اُس کا تلبیہ پڑھے) اور جس شخص نے عمرے کا احرام باندھنا ہے وہ عمرے کا احرام باندھے (یعنی جس نے عمرے کا تلبیہ پڑھنا ہے وہ عمرے کا تلبیہ پڑھے)۔

2717 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِيلَ الطَّبَرَانِيُّ اَبُوْ بَكْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ حَنْبَلٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنِي مَنْصُورٌ وَسُلَيْمَانُ عَنْ اِبْرَاهِيمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نَرَى اِلَّا اَنَّهُ الْحَجُّ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہم لوگ نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ روانہ ہوئے' ہمارا ارادہ صرف حج کرنے کا تھا۔

باب الْقِرَانِ .

یہ باب حج قران کے بیان میں ہے

2718 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ قَالَ اَنْبَاَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ اَبِي وَائِلٍ قَالَ قَالَ الصُّبَيُّ بْنُ مَعْبَدٍ كُنْتُ اَعْرَابِيًّا نَصْرَانِيًّا فَاَسْلَمْتُ فَكُنْتُ حَرِيصًا عَلَى الْجِهَادِ فَوَجَدْتُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ مَكْتُوبَيْنِ عَلَيَّ فَاَتَيْتُ رَجُلًا مِّنْ عَشِيرَتِي يُقَالُ لَهُ هُذَيْمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ فَسَاَلْتُهُ فَقَالَ اجْمَعْهُمَا ثُمَّ اذْبَحْ مَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ فَاَهْلَلْتُ بِهِمَا فَلَمَّا اَتَيْتُ الْعُذَيْبَ لَقِيَنِي سَلْمَانُ بْنُ رَبِيعَةَ وَزَيْدُ بْنُ صُوحَانَ وَاَنَا اُهِلُّ بِهِمَا فَقَالَ اَحَدُهُمَا لِلْآخَرِ مَا هٰذَا بِاَفْقَهَ مِنْ بَعِيرِهِ . فَاَتَيْتُ عُمَرَ فَقُلْتُ يَا اَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ اِنِّي اَسْلَمْتُ وَاَنَا حَرِيصٌ عَلَى الْجِهَادِ وَاِنِّي وَجَدْتُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ مَكْتُوبَيْنِ عَلَيَّ فَاَتَيْتُ هُذَيْمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ فَقُلْتُ يَا هَنَاهُ اِنِّي وَجَدْتُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ مَكْتُوبَيْنِ عَلَيَّ . فَقَالَ اجْمَعْهُمَا ثُمَّ اذْبَحْ مَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ فَاَهْلَلْتُ بِهِمَا فَلَمَّا اَتَيْنَا الْعُذَيْبَ لَقِيَنِي سَلْمَانُ بْنُ رَبِيعَةَ وَزَيْدُ بْنُ صُوحَانَ فَقَالَ اَحَدُهُمَا لِلْآخَرِ مَا هٰذَا بِاَفْقَهَ مِنْ بَعِيرِهِ . فَقَالَ عُمَرُ هُدِيتَ لِسُنَّةِ نَبِيِّكَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

☆☆ صبی بن معبد بیان کرتے ہیں: میں ایک عیسائی دیہاتی تھا' جب میں نے اسلام قبول کیا تو میری یہ شدید خواہش

2717-اخرجه البخاري في الحج، باب التمتع و القرآن و الافراد بالحج و فسخ لمن لم يكن معه هدي (الحديث 1561) مطولًا، وباب اذا حاضت المراة بعد ما افاضت (الحديث 1762) مطولًا . و اخرجه مسلم في الحج، باب بيان وجوه الاحرام و انه يجوز افراد الحج و التمتع و القران و جواز ادخال الحج على العمرة و متى يحل القارن من نسكه (الحديث 128 و 129) مطولًا . و اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب في افراد الحج (الحديث 1783) مطولًا . و اخرجه النسائي في مناسك الحج، اباحة فسخ الحج بعمرة لمن لم يسق الهدي (الحديث 2802) مطولًا . تحفة الاشراف (15957 و 15984) .

2718-اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب في الاقران (الحديث 1798) مختصراً، و (الحديث 1799) . و اخرجه النسائي في المناسك، و القران (الحديث 2719 و 2720) و اخرجه ابن ماجه في المناسك، باب من قرن الحج و العمرة (الحديث 2970) . تحفة الاشراف (10466) .

تھی کہ میں جہاد میں حصہ لوں' ایک مرتبہ مجھے حج اور عمرہ کے لیے جانے کا موقع ملا' یہ دونوں مجھ پر لازم ہو چکے تھے' میں اپنے قبیلے کے ایک شخص کے پاس آیا' جس کا نام ہذیم بن عبداللہ تھا' میں نے اُس سے اس بارے میں دریافت کیا تو اُس نے کہا: تم ان دونوں کو اکٹھا کر لو' پھر تمہیں جو بھی قربانی میسر ہوگی' اُسے ذبح کر لینا تو میں نے ان دونوں کا احرام باندھ لیا' جب میں عذیب کے مقام پر پہنچا تو میری ملاقات سلمان بن ربیعہ اور زید بن صوحان سے ہوئی' میں نے حج اور عمرے دونوں کا احرام باندھا ہوا تھا' اُن دونوں میں سے ایک نے دوسرے سے کہا: اس شخص کو (دینی معاملات کی) اپنے اونٹ سے زیادہ سمجھ بوجھ نہیں ہے (یعنی یہ دینی معاملات میں بالکل ہی کورا ہے)۔

صبی بیان کرتے ہیں: میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا' میں نے عرض کی: اے امیر المؤمنین! میں نے اسلام قبول کیا ہے' میری جہاد کرنے کی شدید خواہش تھی' لیکن مجھے حج اور عمرے کے بارے میں یہ پتہ چلا ہے کہ یہ مجھ پر لازم ہو چکے ہیں' تو میں ہذیم بن عبداللہ کے پاس آیا' میں نے اُنہیں کہا: جناب! مجھ پر حج اور عمرہ دونوں لازم ہو چکے ہیں' تو اُنہوں نے فرمایا: تم اُن دونوں کو ایک ساتھ کر لو اور پھر بعد میں جو قربانی تمہیں نصیب ہوگی' اُسے ذبح کر لینا تو میں نے ان دونوں کا احرام باندھ لیا' پھر میں عذیب کے مقام پر آیا تو وہاں میری ملاقات سلمان بن ربیعہ اور زید بن صوحان سے ہوئی تو اُن میں سے ایک شخص نے دوسرے شخص سے کہا: یہ شخص اپنے اونٹ سے زیادہ علم نہیں رکھتا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تمہاری تمہارے نبی کی سنت کے مطابق رہنمائی کی گئی ہے۔

2719 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا مُصْعَبُ بْنُ الْمِقْدَامِ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ شَقِيْقٍ قَالَ اَنْبَاَنَا الصُّبَىُّ فَذَكَرَ مِثْلَهُ قَالَ فَاَتَيْتُ عُمَرَ فَقَصَصْتُ عَلَيْهِ الْقِصَّةَ اِلَّا قَوْلَهُ يَا هَنَاهُ .

☆☆ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے' تاہم اس میں کچھ لفظی اختلاف ہے۔

2720 - اَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ يَزِيْدَ قَالَ اَنْبَاَنَا شُعَيْبٌ - يَعْنِىْ ابْنَ اِسْحَاقَ - قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ ح وَاَخْبَرَنِىْ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْحَسَنِ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِىْ حَسَنُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ مُجَاهِدٍ وَغَيْرِهٖ عَنْ رَجُلٍ مِّنْ اَهْلِ الْعِرَاقِ يُقَالُ لَهٗ شَقِيْقُ بْنُ سَلَمَةَ اَبُوْ وَائِلٍ اَنَّ رَجُلًا مِّنْ بَنِىْ تَغْلِبَ يُقَالُ لَهُ الصُّبَىُّ بْنُ مَعْبَدٍ وَّكَانَ نَصْرَانِيًّا فَاَسْلَمَ فَاَقْبَلَ فِىْ اَوَّلِ مَا حَجَّ فَلَبّٰى بِحَجٍّ وَّعُمْرَةٍ جَمِيْعًا فَهُوَ كَذٰلِكَ يُلَبِّىْ بِهِمَا جَمِيْعًا فَمَرَّ عَلٰى سَلْمَانَ بْنِ رَبِيْعَةَ وَزَيْدِ بْنِ صُوْحَانَ فَقَالَ اَحَدُهُمَا لَاَنْتَ اَضَلُّ مِنْ جَمَلِكَ هٰذَا . فَقَالَ الصُّبَىُّ فَلَمْ يَزَلْ فِىْ نَفْسِىْ حَتّٰى لَقِيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهٗ فَقَالَ هُدِيْتَ لِسُنَّةِ نَبِيِّكَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . قَالَ شَقِيْقٌ وَّكُنْتُ اَخْتَلِفُ اَنَا وَمَسْرُوْقُ بْنُ الْاَجْدَعِ اِلَى الصُّبَىِّ بْنِ مَعْبَدٍ نَسْتَذْكِرُهٗ فَلَقَدِ اخْتَلَفْنَا اِلَيْهِ مِرَارًا اَنَا وَمَسْرُوْقُ بْنُ الْاَجْدَعِ .

☆☆ ابووائل شقیق بن سلمہ بیان کرتے ہیں: بنو تغلب سے تعلق رکھنے والے ایک صاحب جن کا نام صبی بن معبد تھا' وہ

2719-تقدم (الحدیث 2718) .

2720-تقدم (الحدیث 2718) .

پہلے عیسائی تھے' اُنہوں نے اسلام قبول کر لیا' وہ پہلی مرتبہ حج کرنے کے لیے آئے تو اُنہوں نے حج اور عمرے دونوں کا احرام ایک ساتھ باندھ لیا' وہ اسی طرح ان دونوں کا تلبیہ ایک ساتھ پڑھتے رہے' اُن کا گزر سلمان بن ربیعہ اور زید بن صوحان کے پاس سے ہوا تو اُن دونوں میں سے ایک نے کہا: تم اپنے اونٹ سے زیادہ گمراہ ہو (یعنی تمہیں دینی معاملات میں کوئی علم نہیں ہے) تو صبی نے کہا: مجھے اس بارے میں اُلجھن رہی یہاں تک کہ میری ملاقات حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے ہوئی تو میں نے اُن کے سامنے اس بات کا تذکرہ کیا اُنہوں نے فرمایا: تمہارے تمہارے نبی کی سنت کے مطابق رہنمائی کی گئی ہے۔

شقیق بیان کرتے ہیں: میں اور مسروق بن اجدع کئی بار صبی بن معبد کے پاس گئے اور اُن سے اس روایت کے بارے میں بار بار پوچھتے رہے' ہم کئی مرتبہ اُن کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

2721 - اَخْبَرَنِیْ عِمْرَانُ بْنُ یَزِیْدَ قَالَ حَدَّثَنَا عِیْسٰی - وَهُوَ ابْنُ یُوْنُسَ - قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ مُسْلِمٍ الْبَطِیْنِ عَنْ عَلِیِّ بْنِ حُسَیْنٍ عَنْ مَرْوَانَ بْنِ الْحَکَمِ قَالَ کُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ عُثْمَانَ فَسَمِعَ عَلِیًّا یُلَبِّیْ بِعُمْرَةٍ وَّحَجَّةٍ فَقَالَ اَلَمْ تَکُنْ تُنْهٰی عَنْ هٰذَا قَالَ بَلٰی وَلٰکِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُلَبِّیْ بِهِمَا جَمِیْعًا فَلَمْ اَدَعْ قَوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِقَوْلِكَ .

☆☆ امام زین العابدین رضی اللہ عنہ' مروان بن حکم کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ایک مرتبہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا' اُنہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حج اور عمرہ کا تلبیہ ایک ساتھ پڑھتے ہوئے سنا تو فرمایا: کیا ہمیں اس چیز سے منع نہیں کیا گیا (کہ حاکم وقت کی مخالفت کی جائے) تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جی ہاں! لیکن میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان دونوں کا تلبیہ ایک ساتھ پڑھتے ہوئے سنا ہے' اس لیے میں آپ کے قول کی وجہ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کو ترک نہیں کروں گا۔

2722 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا اَبُوْ عَامِرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَکَمِ قَالَ سَمِعْتُ عَلِیَّ بْنَ حُسَیْنٍ یُحَدِّثُ عَنْ مَرْوَانَ اَنَّ عُثْمَانَ نَهٰی عَنِ الْمُتْعَةِ وَاَنْ یَّجْمَعَ الرَّجُلُ بَیْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ فَقَالَ عَلِیٌّ لَبَّیْكَ بِحَجَّةٍ وَّعُمْرَةٍ مَعًا . فَقَالَ عُثْمَانُ اَتَفْعَلُهَا وَاَنَا اَنْهٰی عَنْهَا فَقَالَ عَلِیٌّ لَمْ اَکُنْ لِاَدَعَ سُنَّةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِاَحَدٍ مِّنَ النَّاسِ .

☆☆ حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ' مروان کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے متعہ کرنے اور حج اور عمرے کو ایک ساتھ کرنے سے منع کیا ہے' تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: میں حج اور عمرے کا ایک ساتھ تلبیہ پڑھتا ہوں تو حضرت عثمان نے کہا: کیا آپ ایسا کریں گے جبکہ میں نے اس سے منع کر دیا ہے' تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اللہ کے رسول کی سنت کو کسی شخص کے کہنے پر ترک نہیں کروں گا۔

2723 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا النَّضْرُ عَنْ شُعْبَةَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهُ .

2721-اخرجه البخاري في الحج، باب التمتع و القرآن و الافراد بالحج و فسخ الحج لمن لم يكن معه هدي (الحديث 1563) و اخرجه النسائي في مناسك الحج، القرآن (الحديث 2722 و 2723) . تحفة الاشراف (10274) .

2722-تقدم (الحديث 2721) . 2723-تقدم (الحديث 2721) .

☆☆ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

2724 - اَخْبَرَنِي مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ مَعِيْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ عَنْ اَبِيْ اِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ كُنْتُ مَعَ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ حِيْنَ اَمَّرَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْيَمَنِ فَلَمَّا قَدِمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عَلِيٌّ فَاَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "كَيْفَ صَنَعْتَ". قُلْتُ اَهْلَلْتُ بِاِهْلَالِكَ. قَالَ "فَاِنِّيْ سُقْتُ الْهَدْيَ وَقَرَنْتُ". قَالَ وَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَصْحَابِهِ "لَوِ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ اَمْرِيْ مَا اسْتَدْبَرْتُ لَفَعَلْتُ كَمَا فَعَلْتُمْ وَلٰكِنِّيْ سُقْتُ الْهَدْيَ وَقَرَنْتُ".

☆☆ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں اُس وقت حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا' جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یمن کا امیر مقرر کیا تھا' جب وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: تم نے کیا کہا ہے؟ میں نے عرض کی: میں نے نیت کی ہے جو آپ نے احرام کی نیت کی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تو قربانی کا جانور ساتھ لایا ہوں اور میں نے حج قران کی نیت کی ہے۔ راوی کہتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا: مجھے اس بارے میں بعد میں جو خیال آیا' اگر پہلے آ جاتا تو میں بھی وہی کرتا جو تم نے کیا ہے' لیکن میں قربانی کا جانور ساتھ لایا تھا' اور میں نے حج قران کی نیت کر لی تھی۔

2725 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلَى الصَّنْعَانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنِيْ حُمَيْدُ بْنُ هِلَالٍ قَالَ سَمِعْتُ مُطَرِّفًا يَقُوْلُ قَالَ لِيْ عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ جَمَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ حَجٍّ وَعُمْرَةٍ ثُمَّ تُوُفِّيَ قَبْلَ اَنْ يَّنْهٰى عَنْهَا وَقَبْلَ اَنْ يَّنْزِلَ الْقُرْآنُ بِتَحْرِيْمِهِ.

☆☆ مطرف بیان کرتے ہیں: حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے مجھے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حج اور عمرہ ایک ساتھ ادا کیا تھا' پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس سے منع کرنے سے پہلے ہی آپ کا وصال ہو گیا اور قرآن میں اس کی حرمت کا حکم نازل ہونے سے پہلے ہی (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا ہے)۔

2726 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ مُطَرِّفٍ عَنْ عِمْرَانَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمَعَ بَيْنَ حَجٍّ وَّعُمْرَةٍ ثُمَّ لَمْ يَنْزِلْ فِيْهَا كِتَابٌ وَّلَمْ يَنْهَ عَنْهُمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِيْهِمَا رَجُلٌ بِرَاْيِهِ مَا شَاءَ.

☆☆ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حج اور عمرہ ایک ساتھ کیا تھا' پھر اس بارے میں

2724-اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب في الاقران (الحديث 1797) . و اخرجه النسائي في مناسك الحج، الحج بغير نية بقصده المحرم (الحديث 2744) . تحفة الاشراف (10026) .

2725-اخرجه مسلم في الحج، باب جواز التمتع (الحديث 167) مطولًا . تحفة الاشراف (10846) .

2726-اخرجه مسلم في الحج، باب جواز التمتع (الحديث 168) مطولًا، و (الحديث 169) . تحفة الاشراف (10851) .

کتاب کا حکم بھی نازل نہیں ہوا اور نبی اکرم ﷺ نے بھی اس سے منع نہیں کیا' اب اس بارے میں جو شخص اپنی رائے کے مطابق جو مرضی کہنا چاہے' وہ کہہ دے۔

2727 - اَخْبَرَنَا اَبُوْ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ وَاسِعٍ عَنْ مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ لِيْ عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ تَمَتَّعْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مُسْلِمٍ ثَلَاثَةٌ هٰذَا اَحَدُهُمْ لَا بَاْسَ بِهٖ وَاِسْمَاعِيْلُ بْنُ مُسْلِمٍ شَيْخٌ يَرْوِىْ عَنْ اَبِى الطُّفَيْلِ لَا بَاْسَ بِهٖ وَاِسْمَاعِيْلُ بْنُ مُسْلِمٍ يَرْوِىْ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَالْحَسَنِ مَتْرُوْكُ الْحَدِيْثِ .

☆☆ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ حج تمتع کیا ہے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: اسماعیل بن مسلم نامی راوی تین ہیں' اُن میں سے ایک یہ ہیں (جن سے یہ روایت منقول ہے) اور ان میں کوئی حرج نہیں ہے' دوسرے اسماعیل بن مسلم' ایک عمر رسیدہ شخص ہیں جو ابوطفیل کے حوالے سے احادیث روایت کرتے ہیں' ان میں بھی کوئی حرج نہیں ہے' تیسرے اسماعیل بن مسلم جہنی' حسن بصری کے حوالے سے روایات نقل کرتے ہیں' وہ متروک الحدیث ہیں۔

2728 - اَخْبَرَنَا مُجَاهِدُ بْنُ مُوْسٰى عَنْ هُشَيْمٍ عَنْ يَحْيٰى وَعَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ صُهَيْبٍ وَحُمَيْدٍ الطَّوِيْلِ ح وَاَنْبَاَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا هُشَيْمٌ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ صُهَيْبٍ وَحُمَيْدٌ الطَّوِيْلُ وَيَحْيَى بْنُ اَبِىْ اِسْحَاقَ كُلُّهُمْ عَنْ اَنَسٍ سَمِعُوْهُ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "لَبَّيْكَ عُمْرَةً وَّحَجًّا لَبَّيْكَ عُمْرَةً وَّحَجًّا" .

☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ کہتے ہوئے سنا:
میں عمرے اور حج کے لیے حاضر ہوں' میں عمرے اور حج کے لیے حاضر ہوں۔

2729 - اَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ اَبِى الْاَحْوَصِ عَنْ اَبِىْ اِسْحَاقَ عَنْ اَبِىْ اَسْمَآءَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُلَبِّىْ بِهِمَا .

☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو ان دونوں یعنی (حج اور عمرے کا ایک ساتھ) تلبیہ پڑھتے ہوئے سنا ہے۔

2730 - اَخْبَرَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ الطَّوِيْلُ قَالَ اَنْبَاَنَا بَكْرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْمُزَنِيُّ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسًا يُحَدِّثُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُلَبِّىْ بِالْعُمْرَةِ وَالْحَجِّ جَمِيْعًا

2727-اخرجه مسلم في الحج، باب جواز التمتع (الحديث 171) . و اخرجه النسائي في مناسك الحج، التمتع (الحديث 2738) . تحفة الاشراف (10853) .

2728-اخرجه مسلم في الحج، باب اهلال النبي صلى الله عليه وسلم و هديه (الحديث 214) . و اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب في الاقران (الحديث 1795) . تحفة الاشراف (781) .

2729-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (1712) .

فَحَدَّثْتُ بِذٰلِكَ ابْنَ عُمَرَ فَقَالَ لَبّٰى بِالْحَجِّ وَحْدَهُ ۔ فَلَقِيْتُ اَنَسًا فَحَدَّثْتُهُ بِقَوْلِ ابْنِ عُمَرَ فَقَالَ اَنَسٌ مَا تَعُدُّوْنَا اِلَّا صِبْيَانًا سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "لَبَّيْكَ عُمْرَةً وَّحَجًّا مَعًا" ۔

☆☆ بکر بن عبداللہ مزنی بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو عمرے اور حج کا ایک ساتھ تلبیہ پڑھتے ہوئے سنا ہے۔

(راوی کہتے ہیں:) میں نے یہ بات حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو بتائی تو انہوں نے فرمایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف حج کا تلبیہ پڑھا تھا۔ راوی کہتے ہیں: پھر میری ملاقات حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہوئی تو میں نے انہیں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے اس قول کے متعلق بتایا تو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم لوگ ہمیں صرف بچہ ہی سمجھتے ہو میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خود یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: میں عمرہ اور حج ایک ساتھ کرنے کے لیے حاضر ہوں۔

حج قران کی تعریف وطریقہ

قران کی لغوی واصطلاحی تعریف: قران کے لغوی معنی: دو چیزوں کو جمع کرنا، قران کے اصطلاحی معنی: میقات سے حج اور عمرہ دونوں کا ایک ساتھ احرام باندھنا ہمارے یہاں قران تمتع سے افضل ہے، اور تمتع افراد سے افضل ہے۔ قارن کو اس طرح کے الفاظ کہنا مسنون ہے: "اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْعُمْرَةَ وَالْحَجَّ فَیَسِّرْهُمَا لِیْ وَتَقَبَّلْهُمَا مِنِّیْ" اے اللہ میں حج اور عمرہ کا ارادہ کرتا ہوں اور دونوں کو میرے لئے آسان فرما۔ اور ان دونوں کو مجھ سے قبول فرما۔ پھر تلبیہ کہے۔

جب قارن مکہ آئے تو عمرہ کے طواف مع سات چکروں سے شروعات کرے صرف پہلے تین چکروں میں رمل کرے، پھر طواف کی دو رکعت نماز پڑھے، پھر صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرے اور میلین اخضرین کے درمیان تیزی سے چلے اور سات چکر پورے کرے، یہ عمرہ کے افعال ہیں، پھر اعمال حج کی شروعات کرے، حج کے لئے طواف قدوم کرے، پھر حج کے اعمال پورے کرے جس طرح اس کی تفصیل گزر چکی۔

حج قران یہ ہے کہ حج اور عمرہ دونوں کا احرام باندھا جائے یا پھر پہلے عمرہ کا احرام باندھے اور پھر بعد میں عمرہ کا طواف کرنے سے قبل اس پر حج کو بھی داخل کردے (وہ اس طرح کہ وہ اپنے طواف اور سعی کو حج اور عمرہ کی سعی کرنے کی نیت کرے)۔

حج قران اور حج افراد کرنے والے شخص کے اعمال حج ایک جیسے ہی ہیں صرف فرق یہ ہے کہ حج قران کرنے والے پر قربانی ہے اور حج افراد کرنے والے پر قربانی نہیں۔

ان تینوں اقسام میں افضل قسم حج تمتع ہے اور یہی وہ قسم ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام کو جس کا حکم دیا اور اس پر انہیں ابھارا، حتیٰ کہ اگر کوئی انسان حج قران یا حج افراد کا احرام باندھے تو اس کے لیے بہتر یہی ہے کہ وہ اپنے احرام کو عمرہ کا احرام بنالے اور عمرہ کرنے کے بعد احرام کھول کر حلال ہو جائے تاکہ وہ حج تمتع کر سکے اگرچہ وہ طواف قدوم اور سعی کے بعد ہی

2730-اخرجه البخاري في المغازي، باب بعث علي بن ابي طالب عليه السلام و خالد بن الوليد الى اليمن قبل حجة الوداع (الحديث 4353 و 4354) بنحوه . و اخرجه مسلم في الحج، باب في الافراد و القران بالحج و العمرة (الحديث 185 و 186) . تحفة الاشراف (6657) .

کیوں نہ ہو۔

اس لیے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے سال جب طواف اور سعی کر لی اور آپ کیساتھ صحابہ کرام بھی تھے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس کے ساتھ بھی قربانی نہ تھی اسے حکم دیا کہ وہ اپنے احرام کو عمرہ کیا حرام میں بدل لے اور بال چھوٹے کروا کر حلال ہو جائے اور فرمایا: اگر میں اپنے ساتھ قربانی نہ لاتا تو میں بھی وہی کام کرتا جس کا تمہیں حکم دے رہا ہوں۔

حج مفرد، قران و تمتع میں سے افضل ہونے میں مذاہب اربعہ

علامہ شرف الدین نووی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: تمام ائمہ وفقہاء کا اس مسئلہ پر اتفاق ہے کہ حج افراد، تمتع اور قران کرنا جائز ہے۔ لیکن ان میں فضیلت کس کو حاصل ہے اس میں اختلاف ہے۔

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ، سفیان ثور، اسحاق بن رہویہ، مزی مابن منذر اور ابو اسحاق مروزی علیہم الرحمہ کے نزدیک حج قران افضل ہے۔

حضرت امام شافعی، امام مالک اور داؤد بن علی اصفہانی (منکر تقلید) کے نزدیک حج افراد افضل ہے۔ جبکہ حضرت امام احمد بن حنبل کے نزدیک تمتع افضل ہے اور امام ابو یوسف علیہ الرحمہ کے نزدیک تمتع اور قران یہ دونوں حج مفرد سے افضل ہیں۔

(شرح مہذب، ج ۷، ص ۱۵۰، بیروت)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں سواری پر حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا اور اکثر صحابہ دونوں چیزوں یعنی حج وعمرہ کے لئے چلاتے تھے۔ (یعنی آواز بلند کہتے تھے) (بخاری)

اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ قران افضل ہے چنانچہ حنفیہ کا یہی مسلک ہے۔ اس حدیث کو مستدل قرار دینے کی وجہ یہ ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف عمل کرنا کب گوارا کر سکتے تھے۔ لہٰذا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قران کیا ہوگا اس لئے اکثر صحابہ نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع ہی میں قران کیا۔

باب التَّمَتُّعِ .

یہ باب حج تمتع کے بیان میں ہے

2731 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ الْمُخَرِّمِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا حُجَيْنُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ تَمَتَّعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ وَاَهْدٰى وَسَاقَ مَعَهُ الْهَدْيَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ وَبَدَاَ

2731-اخرجه البخاري في الحج، باب من ساق البدن معه (الحديث 1691) . و اخرجه مسلم في الحج، باب وجوب الدم على المتمتع و عدمه لزمه صوم ثلاثة ايام في الحج و سبعة اذا رجع الى اهله (الحديث 174) . و اخرجه ابو داؤد في الحج، باب في الاقران (الحديث 1805) . تحفة الاشراف (6878) .

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَهَلَّ بِالْعُمْرَةِ ثُمَّ اَهَلَّ بِالْحَجِّ وَتَمَتَّعَ النَّاسُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ فَكَانَ مِنَ النَّاسِ مَنْ اَهْدٰى فَسَاقَ الْهَدْىَ وَمِنْهُمْ مَنْ لَّمْ يُهْدِ فَلَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ قَالَ لِلنَّاسِ "مَنْ كَانَ مِنْكُمْ اَهْدٰى فَاِنَّهُ لَا يَحِلُّ مِنْ شَىْءٍ حَرُمَ مِنْهُ حَتّٰى يَقْضِىَ حَجَّهُ وَمَنْ لَّمْ يَكُنْ اَهْدٰى فَلْيَطُفْ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَلْيُقَصِّرْ وَلْيَحْلِلْ ثُمَّ لْيُهِلَّ بِالْحَجِّ ثُمَّ لْيُهْدِ وَمَنْ لَّمْ يَجِدْ هَدْيًا فَلْيَصُمْ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ فِى الْحَجِّ وَسَبْعَةً اِذَا رَجَعَ اِلٰى اَهْلِهٖ" . فَطَافَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ قَدِمَ مَكَّةَ وَاسْتَلَمَ الرُّكْنَ اَوَّلَ شَىْءٍ ثُمَّ خَبَّ ثَلَاثَةَ اَطْوَافٍ مِّنَ السَّبْعِ وَمَشٰى اَرْبَعَةَ اَطْوَافٍ ثُمَّ رَكَعَ حِيْنَ قَضٰى طَوَافَهُ بِالْبَيْتِ فَصَلّٰى عِنْدَ الْمَقَامِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ فَانْصَرَفَ فَاَتَى الصَّفَا فَطَافَ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ سَبْعَةَ اَطْوَافٍ ثُمَّ لَمْ يَحِلَّ مِنْ شَىْءٍ حَرُمَ مِنْهُ حَتّٰى قَضٰى حَجَّهُ وَنَحَرَ هَدْيَهُ يَوْمَ النَّحْرِ وَاَفَاضَ فَطَافَ بِالْبَيْتِ ثُمَّ حَلَّ مِنْ كُلِّ شَىْءٍ حَرُمَ مِنْهُ وَفَعَلَ مِثْلَ مَا فَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَهْدٰى وَسَاقَ الْهَدْىَ مِنَ النَّاسِ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر حج تمتع کرتے ہوئے عمرے کو حج کے ساتھ شامل کرلیا تھا' آپ قربانی کا جانور ساتھ لے کر گئے تھے' آپ نے ذوالحلیفہ سے قربانی کا جانور ساتھ لیا تھا' بعد میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خیال آیا کہ آپ پہلے عمرے کا احرام باندھتے' پھر حج کا احرام باندھتے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کچھ لوگوں نے بھی حج تمتع کرتے ہوئے عمرے کو ساتھ ملالیا تھا' کچھ لوگ قربانی کا جانور ساتھ لے کر آئے تھے اور کچھ لوگوں کے ساتھ قربانی کا جانور نہیں تھا' جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ تشریف لائے تو آپ نے لوگوں سے ارشاد فرمایا: تم میں سے جس کے ساتھ قربانی کا جانور ہو وہ اُس وقت تک اُن چیزوں سے حلال نہیں ہوگا جو اُس کے لیے حرام ہیں (یعنی وہ اُس وقت تک احرام نہیں کھولے گا) جب تک وہ اپنا حج مکمل نہیں کر لیتا اور جس شخص کے ساتھ قربانی کا جانور نہیں ہے' وہ بیت اللہ کا طواف کرنے اور صفا و مروہ کی سعی کرنے اور بال کٹوا دینے کے بعد احرام کھول دے' پھر وہ حج کا احرام (نئے سرے سے) باندھے اور قربانی کا جانور ساتھ لے کر جائے اور جسے قربانی کا جانور نہیں ملتا' وہ حج کے دنوں میں تین روزے رکھے اور باقی سات روزے گھر واپس جا کر رکھ لے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ تشریف لائے تو آپ نے طواف کیا' آپ نے حجرِ اسود کا استلام کیا' پھر آپ طواف کے تین چکروں میں تیز رفتاری سے چلے' اور چار چکروں میں عام رفتار سے چلے' جب آپ نے طواف مکمل کرلیا تو آپ نے مقامِ ابراہیم کے پاس دو رکعات نماز ادا کی' جب آپ نے سلام پھیرا اور نماز سے فارغ ہوئے تو صفا تشریف لے آئے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صفا اور مروہ کے سات چکر لگائے' پھر آپ ایسی کسی چیز کے لیے حلال نہیں ہوئے جو آپ کے لیے حرام تھی (یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس وقت تک احرام نہیں کھولا) جب تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا حج نہیں مکمل کرلیا اور اپنے قربانی کے جانور کو قربانی کے دن ذبح نہیں کرلیا اور طواف افاضہ نہیں کرلیا' پھر آپ ہر اُس چیز سے حلال ہوگئے' جو آپ کے لیے حرام تھی (یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام کھول دیا) جو شخص اپنے ساتھ قربانی کا جانور لے کر آیا تھا' اُس نے بھی ویسا ہی کیا جس طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا۔

2732 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ حَرْمَلَةَ قَالَ

سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُوْلُ حَجَّ عَلِيٌّ وَّعُثْمَانُ فَلَمَّا كُنَّا بِبَعْضِ الطَّرِيْقِ نَهٰى عُثْمَانُ عَنِ التَّمَتُّعِ فَقَالَ عَلِيٌّ اِذَا رَاَيْتُمُوْهُ قَدِ ارْتَحَلَ فَارْتَحِلُوْا . فَلَبّٰى عَلِيٌّ وَّاَصْحَابُهُ بِالْعُمْرَةِ فَلَمْ يَنْهَهُمْ عُثْمَانُ فَقَالَ عَلِيٌّ اَلَمْ اُخْبَرْ اَنَّكَ تَنْهٰى عَنِ التَّمَتُّعِ قَالَ بَلٰى . قَالَ لَهٗ عَلِيٌّ اَلَمْ تَسْمَعْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَمَتَّعَ قَالَ بَلٰى .

☆☆ سعید بن مسیب بیان کرتے ہیں: حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حج کے لیے گئے' راستے میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حج تمتع کرنے سے منع کر دیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب تم دیکھو کہ حضرت عثمان روانہ ہو گئے تو تم لوگ بھی روانہ ہو جانا' پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ اور اُن کے ساتھیوں نے عمرے کا تلبیہ پڑھنا شروع کیا تو حضرت عثمان نے انہیں منع نہیں کیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے یہ پتہ چلا ہے کہ آپ حج تمتع سے منع کرتے ہیں' تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: جی ہاں! تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا آپ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حج تمتع (کا تلبیہ) پڑھتے ہوئے نہیں سنا تو حضرت عثمان نے جواب دیا: جی ہاں!

2733 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَّالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ نَوْفَلِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اَنَّهٗ حَدَّثَهٗ اَنَّهٗ سَمِعَ سَعْدَ بْنَ اَبِيْ وَقَّاصٍ وَّالضَّحَّاكَ بْنَ قَيْسٍ - عَامَ حَجَّ مُعَاوِيَةُ بْنُ اَبِيْ سُفْيَانَ - وَهُمَا يَذْكُرَانِ التَّمَتُّعَ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ فَقَالَ الضَّحَّاكُ لَا يَصْنَعُ ذٰلِكَ اِلَّا مَنْ جَهِلَ اَمْرَ اللّٰهِ تَعَالٰى .

فَقَالَ سَعْدٌ بِئْسَمَا قُلْتَ يَا ابْنَ اَخِيْ . قَالَ الضَّحَّاكُ فَاِنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ نَهٰى عَنْ ذٰلِكَ . قَالَ سَعْدٌ قَدْ صَنَعَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَنَعْنَاهَا مَعَهٗ .

☆☆ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اور ضحاک بن قیس نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تمتع کرنے' یعنی عمرے کو حج کے ساتھ ملانے کے بارے میں بحث کی تو ضحاک نے کہا: یہ وہی شخص کرے گا جو اللہ تعالیٰ کے حکم سے ناواقف ہو' تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: اے میرے بھتیجے! تم نے بہت غلط بات کہی ہے' تو ضحاک نے کہا: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اس سے منع فرمایا ہے' تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کیا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہم نے بھی ایسا کیا ہے۔

2734 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ - وَاللَّفْظُ لَهٗ - قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ اَبِيْ مُوْسٰى عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى اَنَّهٗ كَانَ يُفْتِيْ بِالْمُتْعَةِ فَقَالَ لَهٗ رَجُلٌ رُوَيْدَكَ بِبَعْضِ فُتْيَاكَ فَاِنَّكَ لَا تَدْرِيْ مَا اَحْدَثَ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي النُّسُكِ بَعْدُ . حَتّٰى لَقِيْتُهٗ فَسَاَلْتُهٗ فَقَالَ عُمَرُ

2732-اخرجه البخاري في الحج، باب التمتع و القران و الافراد بالحج و فسخ الحج لمن لم يكن معه هدي، (الحديث 1569) بمعناه مختصراً . و اخرجه مسلم في الحج، باب جواز التمتع (الحديث 159) بنحوه . تحفة الاشراف (10114) .

2733-اخرجه الترمذي في الحج، باب ما جاء في التمتع (الحديث 823) . تحفة الاشراف (3928) .

2734-اخرجه مسلم في الحج، باب في نسخ التحلل من الاحرام و الامر بالتمام (الحديث 157) . و اخرجه ابن ماجه في المناسك، باب التمتع بالعمرة الى الحج (الحديث 2979) . تحفة الاشراف (10584) .

قَدْ عَلِمْتُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ فَعَلَهُ وَلٰكِنْ كَرِهْتُ اَنْ يَّظَلُّوْا مُعَرِّسِيْنَ بِهِنَّ فِي الْاَرَاكِ ثُمَّ يَرُوْحُوا بِالْحَجِّ تَقْطُرُ رُءُ وْسُهُمْ .

☆☆ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات منقول ہے کہ وہ حج تمتع کے بارے میں فتویٰ دیا کرتے تھے تو ایک شخص نے اُن سے کہا: آپ اپنے بعض فتوے دینے سے باز آ جائیں کیونکہ آپ یہ بات نہیں جانتے کہ امیر المؤمنین نے حج کے احکام کے بارے میں نیا حکم کیا جاری کیا ہے؟ راوی کہتے ہیں: پھر میری حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی' میں نے اُن سے دریافت کیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے یہ بات پتہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کیا ہے' لیکن مجھے یہ بات پسند نہیں کہ لوگ پیلو کے درخت کے سائے کے نیچے اپنی بیویوں کے ساتھ رات بسر کریں اور پھر وہ حج کے لیے روانہ ہوں تو اُن کے سر ول سے پانی ٹپک رہا ہے۔

2735 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ شَقِيْقٍ قَالَ اَنْبَاَنَا اَبِيْ قَالَ اَنْبَاَنَا اَبُوْ حَمْزَةَ عَنْ مُطَرِّفٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ يَقُوْلُ وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاَنْهَاكُمْ عَنِ الْمُتْعَةِ وَاِنَّهَا لَفِيْ كِتَابِ اللّٰهِ وَلَقَدْ فَعَلَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْنِي الْعُمْرَةَ فِي الْحَجِّ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا: اللہ کی قسم! میں تمہیں حج تمتع سے منع کرتا ہوں' بے شک اللہ کی کتاب میں اس کا تذکرہ ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یہ کیا ہے' یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرے کو حج کے ساتھ کیا ہے۔

2736 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامِ بْنِ حُجَيْرٍ عَنْ طَاوُسٍ قَالَ قَالَ مُعَاوِيَةُ لِابْنِ عَبَّاسٍ اَعَلِمْتَ اَنِّيْ قَصَّرْتُ مِنْ رَاْسِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ الْمَرْوَةِ قَالَ لَا . يَقُوْلُ ابْنُ عَبَّاسٍ هٰذَا مُعَاوِيَةُ يَنْهَى النَّاسَ عَنِ الْمُتْعَةِ وَقَدْ تَمَتَّعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

☆☆ طاؤس بیان کرتے ہیں: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا: کیا آپ یہ بات جانتے ہیں کہ میں نے مروہ کے نزدیک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک سے بال چھوٹے کیے تھے تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جی نہیں!

(راوی کہتے ہیں:) حضرت ابن عباس یہ فرمایا کرتے تھے کہ یہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ' یہ لوگوں کو حج تمتع کرنے سے منع کرتے ہیں حالانکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حج تمتع کیا ہے۔

2737 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ قَيْسٍ وَّهُوَ ابْنُ مُسْلِمٍ عَنْ

2735-انفرد بہ النسائی ۔ تحفة الاشراف (10502) .

2736-اخرجه البخاري في الحج، باب الحلق و التقصير عند الاحلال (الحديث 1730) مختصراً . و اخرجه مسلم في الحج، باب التقصير في العمرة، (الحديث 209 و 210) مختصراً . و اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب في الاقران (الحديث 1802 و 1803) مختصراً . تحفة الاشراف (5762 و 11423) .

طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ قَدِمْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ بِالْبَطْحَاءِ فَقَالَ "بِمَا اَهْلَلْتَ" . قُلْتُ اَهْلَلْتُ بِاِهْلَالِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . قَالَ "هَلْ سُقْتَ مِنْ هَدْيٍ" . قُلْتُ لَا . قَالَ "فَطُفْ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ حِلَّ" . فَطُفْتُ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ اَتَيْتُ امْرَاَةً مِنْ قَوْمِيْ فَمَشَطَتْنِيْ وَغَسَلَتْ رَاْسِيْ فَكُنْتُ اُفْتِي النَّاسَ بِذٰلِكَ فِيْ اِمَارَةِ اَبِيْ بَكْرٍ وَّاِمَارَةِ عُمَرَ وَاِنِّيْ لَقَائِمٌ بِالْمَوْسِمِ اِذْ جَاءَنِيْ رَجُلٌ فَقَالَ اِنَّكَ لَا تَدْرِيْ مَا اَحْدَثَ اَمِيرُ الْمُؤْمِنِيْنَ فِيْ شَاْنِ النُّسُكِ . قُلْتُ يٰاَيُّهَا النَّاسُ مَنْ كُنَّا اَفْتَيْنَاهُ بِشَيْءٍ فَلْيَتَّئِدْ فَاِنَّ اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ قَادِمٌ عَلَيْكُمْ فَاَتِمُّوْا بِهٖ فَلَمَّا قَدِمَ قُلْتُ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ مَا هٰذَا الَّذِيْ اَحْدَثْتَ فِيْ شَاْنِ النُّسُكِ قَالَ اِنْ نَاْخُذْ بِكِتَابِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فَاِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ (وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ) وَاِنْ نَاْخُذْ بِسُنَّةِ نَبِيِّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِنَّ نَبِيَّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَحِلَّ حَتّٰى نَحَرَ الْهَدْيَ .

☆☆ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم اُس وقت بطحاء میں تھے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: تم نے کون سا احرام باندھا ہے؟ میں نے جواب دیا: میں نے وہی احرام باندھا ہے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے باندھا ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: تمہارے ساتھ قربانی کا جانور ہے؟ میں نے عرض کیا: جی نہیں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر تم بیت اللہ کا طواف کرو اور صفا و مروہ کی سعی کر کے احرام کھول دو' میں نے بیت اللہ اور صفا و مروہ کا طواف کیا' پھر میں اپنی بیوی کے پاس آیا جو میری قوم سے تعلق رکھتی تھی' اُس نے میرے سر میں کنگھی کی' میرے سر کو دھویا تو میں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے عہد حکومت میں اس کے مطابق فتویٰ دیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد حکومت میں بھی ایسا ہی کیا' ایک مرتبہ (حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد حکومت میں) میں حج کے موقع پر کھڑا ہوا (یہی مسئلہ بیان کر رہا تھا) اسی دوران ایک شخص میرے پاس آیا اور بولا: کیا آپ کو معلوم ہے کہ امیر المؤمنین نے حج کے بارے میں نیا حکم کیا جاری کیا ہے؟ تو میں نے کہا: اے لوگو! میں نے اس سے پہلے جو بھی حکم دیا تھا' تم اس بارے میں جلدی نہ کرو کیونکہ امیر المؤمنین تمہارے پاس تشریف لا رہے ہیں' تو تم اُن سے اس کو مکمل کروا لینا۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو میں نے کہا: اے امیر المؤمنین! آپ نے حج کے احکام کے بارے میں نیا حکم کیا جاری کیا ہے؟ تو اُنہوں نے فرمایا: تم نے اگر اللہ تعالیٰ کی کتاب کے مطابق فتویٰ دینا ہو' تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

''تم حج اور عمرے کو اللہ تعالیٰ کے لیے مکمل کرو''۔

2737-اخرجه البخاري في الحج، باب من اهل في زمن النبي صلى الله عليه وسلم كاهلال النبي صلى الله عليه وسلم (الحديث 1559)، و باب التمتع و القران و الافراد بالحج و فسخ الحج لمن لم يكن معه هدي (الحديث 1565) مختصراً، و باب الذبح قبل الحلق (الحديث 1724) مختصراً، و باب متى يحل المعتمر (الحديث 1795) مختصراً. و في المغازي، باب بعث ابي موسى و معاذ الى اليمن قبل حجة الوداع (الحديث 4346) مختصراً، باب حجة الوداع (الحديث 4397) مختصراً . و اخرجه مسلم في الحج، باب في نسخ التحلل من الاحرام و الامر بالتمام (الحديث 154 و 155 و 156) . و اخرجه النسائي في مناسك الحج، الحج بغير نية يقصده المحرم (الحديث 2741) . تحفة الاشراف (9008) .

اور اگر ہم نبی کریم ﷺ کی سنت کو دلیل کے طور پر پیش کرنا چاہیں تو نبی اکرم ﷺ نے احرام اُس وقت تک نہیں کھولا تھا' جب تک آپ نے قربانی کا جانور قربان نہیں کر دیا تھا۔

2738 - اَخْبَرَنِیْ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ يَعْقُوْبَ قَالَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ وَاسِعٍ عَنْ مُطَرِّفٍ قَالَ قَالَ لِیْ عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ تَمَتَّعَ وَتَمَتَّعْنَا مَعَهٗ قَالَ فِيْهَا قَائِلٌ بِرَاْيِهٖ ۔

☆☆ مطرف بیان کرتے ہیں: حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا: نبی اکرم ﷺ نے حج تمتع کیا ہے' آپ کے ساتھ ہم نے بھی حج تمتع کیا ہے۔

اس بارے میں ایک صاحب نے اپنی رائے بیان کر دی ہے۔

حج تمتع کی تعریف وطریقہ

حج تمتع یہ ہے کہ حج کے مہینوں میں صرف عمرہ کا احرام باندھا جائے (شوال، ذوالقعدہ، اور ذوالحجہ حج کے مہینے ہیں۔لھذا جب حاجی مکہ پہنچے اور عمرہ کا طواف اور سعی کر کے سر منڈا لے یا پھر بال چھوٹے کروالے تو وہ احرام کھول دے اور جب یوم ترویہ یعنی آٹھ ذوالحجہ والے دن صرف حج کا احرام باندھے اور حج کے سب اعمال مکمل کرے گا، یعنی حج تمتع کرنے والا عمرہ بھی مکمل کرے گا اور اسی طرح حج بھی۔

حج تمتع کی تفصیل کا بیان

بخاری اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ ان سے حج تمتع کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ حجۃ الوداع میں مہاجرین انصار اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات نے احرام باندھا اور ہم نے تلبیہ کہا جب ہم مکہ مکرمہ پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حج کے احرام کو عمرہ کا احرام بنالو مگر یہ کہ جنہوں نے ہدی کو قلادہ پہنایا ہے اس کے لئے یہ حکم نہیں۔ ہم نے بیت اللہ کا طواف کیا اور صفا مروہ کی سعی کی ہم اپنی عورتوں کے پاس آئے اور ہم نے کپڑے پہنے اور فرمایا جس نے ہدی کو قلادہ پہنایا ہو وہ حلال نہیں ہوگا یہاں تک کہ ہدی کا جانور اپنے مقام پر پہنچ جائے پھر ہم کو آٹھویں ذوالحج کی رات کو حکم فرمایا کہ ہم حج کا احرام باندھ لیں۔ جب ہم (حج کے) احکام سے فارغ ہوگئے۔ ہم آئے اور ہم نے بیت اللہ کا طواف کیا اور صفا مروہ کی سعی کی ہم اپنی عورتوں کے پاس آئے اور ہم نے اپنے لباس پہن لئے پس ہمارا حج مکمل ہوگیا اور ہم پر ہدی لازم ہوئی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا لفظ آیت فما استیسر من الھدی، فمن لم یجد فصیام ثلثۃ ایام فی الحج وسبعۃ اذا رجعتم یعنی اپنے شہروں کی طرف لوٹ جاؤ تو (سات روزے رکھو) اور بکری کافی ہو جائے گی۔ پس ایک سال میں لوگوں نے دو نسک (یعنی حج اور عمرہ) کو جمع کیا اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اتارا اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت میں یہ حکم فرمایا اور تمام لوگوں کے لئے حج عمرہ اکٹھے کرنے کی اجازت فرمائی سوائے اہل مکہ کے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا لفظ آیت

2738-تقدم (الحديث 2727) .

ذلك لمن لم يكن اهله حاضري المسجد الحرام اور حج کے مہینے جن کا ہم نے ذکر کیا یہ شوال، ذوالقعدہ اور ذوالحج ہیں۔ جو شخص ان مہینوں میں تمتع کرے تو اس پر لازم ہے خون بہانا یا روزہ رکھنا۔ اور رفث کا معنی ہے جماع کرنا اور فسوق سے مراد گناہ ہیں۔ اور جدال کا معنی ہے لڑائی کرنا۔

امام مالک، عبد بن حمید اور بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ جو شخص حج کے مہینوں میں عمرہ کرے یعنی شوال، ذیقعدہ اور ذوالحج میں تو اس پر ہدی کا جانور لازم ہے یا روزے رکھنے ہیں اگر ہدی کا جانور نہ پائے۔

ابن ابی شیبہ نے سعید بن میسب رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ جس شخص نے شوال میں یا ذی القعدہ میں عمرہ ادا کیا پھر ٹھہرا رہا یہاں تک کہ حج کر لیا تو وہ متمتع ہے اور اس پر قربانی کا جانور لازم ہے جو میسر ہو جائے جو شخص ہدی کا جانور نہ پائے تو اس پر تین دن کے روزے ہیں (حج کے دوران) اور سات روزے ہیں جب اپنے گھر کی طرف لوٹ آئے۔ اور جس نے حج کے مہینوں میں عمرہ کیا۔ پھر لوٹ آیا وہ تمتع والا نہیں ہے یہ حکم اس کے لئے ہے جو شخص وہیں ٹھہر جائے اور گھر لوٹ کر نہ آئے۔

ابن ابی شیبہ نے سعید بن میسب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب جب حج کے مہینوں میں عمرہ ادا کرتے تھے تو اس سال حج نہ کرتے تھے اور نہ ہدی دیتے تھے۔

ابن ابی شیبہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب کوئی آدمی حج کے مہینوں میں عمرہ کرے پھر وہیں ٹھہر جائے تو وہ متمتع ہے اگر وہ (عمرہ کرنے کے بعد) لوٹ آئے تو وہ متمتع نہیں ہے۔

ابن ابی شیبہ نے عطاء رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ جو شخص حج کے مہینوں میں عمرہ کرے پھر وہیں ٹھہر جائے تو وہ متمتع ہے اگر وہ لوٹ آئے تو وہ متمتع نہیں ہے۔

ابن ابی شیبہ نے عطار حمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ جو شخص حج کے مہینوں میں عمرہ کرے پھر اپنے شہر کی طرف لوٹ آئے پھر اسی سال حج کرے تو وہ متمتع نہیں ہے متمتع وہ ہے جو وہیں ٹھہر جائے اور (اپنے شہر) نہ لوٹے۔

حاکم رحمہ اللہ علیہ نے حضرت ابی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ وہ (اس آیت کو) یوں پڑھا کرتے تھے لفظ آیت فصيام ثلاثة ايام متشابعات۔

بخاری نے اپنی تاریخ میں، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ لفظ آیت وسبعة اذا رجعتم سے مراد ہے یعنی اپنے گھر والوں کی طرف لوٹ آئے۔

عبد بن حمید اور ابن جریر نے قتادہ رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ لفظ آیت وسبعة اذا رجعتم سے مراد ہے کہ جب تم اپنے شہروں کی طرف لوٹ آؤ۔

عبد بن حمید نے مجاہد رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ لفظ آیت وسبعة اذا رجعتم سے مراد ہے کہ اپنے شہروں کی طرف لوٹ آؤ جہاں بھی ہو۔

وکیع، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن جریر نے مجاہد رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ لفظ آیت وسبعة اذا رجعتم سے

رخصت مراد ہے اگر چاہے تو راستے میں روزہ رکھ لے اور اگر چاہے تو اپنے گھر کی طرف لوٹنے کے بعد روزے رکھ لے لیکن ان میں تفریق نہ کرے (یعنی مسلسل روزے رکھے)۔

عبد بن حمید نے عطار رحمہ اللہ علیہ اور حسن رحمہ اللہ دونوں نے اس آیت لفظ آیت وسبعة اذا رجعتم کے بارے میں روایت کیا کہ حضرت عطاء رحمہ اللہ علیہ نے فرمایا اگر چاہے تو راستہ میں رکھ لے اور حضرت حسن رحمہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب اپنے شہر کی طرف لوٹ آئے (تو پھر روزے رکھے راستہ میں نہ رکھے)

عبدالرزاق اور عبد بن حمید نے سعید بن جبیر رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ اگر مکہ مکرمہ میں ٹھہرا ہوا ہے تو وہاں بھی روزے رکھ لے اگر چاہے۔

عطار رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ لفظ آیت وسبعة اذا رجعتم سے مراد ہے کہ جب تم اپنے حج کو پورا کر چکو اور جب اپنے گھر کی طرف لوٹ آؤ تو یہ میرے نزدیک زیادہ محبوب ہے (کہ تم اب سات روزے رکھو)۔

امام وکیع اور ابن شیبہ نے طاؤس رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ لفظ آیت وسبعة اذا رجعتم سے مراد ہے کہ اگر تو چاہے تو یہ روزے متفرق رکھے۔

ابن جریر نے حسن رحمہ اللہ علیہ سے لفظ آیت تلك عشرة كاملة کے بارے میں روایت کیا کہ (یہ دس روزے) ہدی کا کاملہ بدل ہیں۔

بخاری ومسلم نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر حج تمتع ادا فرمایا تھا اور ہدی بھی دی تھی اور قربانی کا جانور ذوالحلیفہ سے اپنے ساتھ لے گئے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (پہلے) عمرہ کا احرام باندھا پھر حج کا احرام باندھا لوگوں نے بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج تمتع کیا بعض لوگ قربانی کے جانور اپنے ساتھ لے کر آئے تھے اور بعض ساتھ لے کر نہیں آئے تھے۔ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ پہنچے تو لوگوں سے فرمایا تم میں سے ہدی لے کر آیا ہے وہ حلال نہیں ہو سکتا یہاں تک کہ اپنے حج کو پورا کرلے۔ اور جو ہدی کا جانور نہیں لائے وہ بیت اللہ کا طواف کریں صفا مروہ کی سعی کریں اور قصر کرالیں حلال ہو جائیں پھر حج کا احرام باندھ لیں اور جو شخص ہدی کا جانور نہ پائے اس کو چاہئے کہ حج (کے دنوں) میں تین دن کے روزے رکھ لے اور سات روزے رکھے جب اپنے گھر کی طرف لوٹ آئے۔

ابن ابی شیبہ، بخاری ومسلم نے عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ تمتع حج کی آیت اللہ کی کتاب میں نازل ہوئی اور ہم نے اس (حج) کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ادا کیا۔ پھر کوئی آیت ایسی نازل نہیں ہوئی جس نے حج تمتع کی آیت کو منسوخ کر دیا ہو اور اس سے آپ نے منع بھی نہیں فرمایا یہاں تک کہ آپ اس دنیا سے تشریف لے گئے ہر آدمی نے اپنی رائے سے جو چاہا کیا۔

امام مسلم نے ابونضرہ رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما حج تمتع کا حکم فرماتے تھے اور ابن الزبیر رضی اللہ عنہ اس سے منع فرماتے تھے یہ بات حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے ذکر کی گئی تو انہوں نے فرمایا یہ حدیث تو

میرے ہاتھ سے لوگوں میں پھیلی ہے۔ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ کے ساتھ حج تمتع کیا جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے تو انہوں نے فرمایا بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے لئے جو کچھ چاہتا ہے ان کے لئے حلال فرماتا ہے اور بلاشبہ قرآن اپنی منزلوں میں نازل ہوا۔ سوتم پورا حج اور عمرہ کو جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو حکم فرمایا ہے اور تم جدا کرلو اپنے حج کو اپنے عمرہ سے کیونکہ اس طرح تمہارا حج بھی مکمل ہوگا اور تمہارا عمرہ بھی مکمل ہوگا۔

حج تمتع کی فضیلت کا بیان

بخاری، مسلم اور نسائی نے حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ بطحاء میں تشریف فرما تھے آپ نے پوچھا تو نے کون سا احرام باندھا ہے میں نے عرض کیا میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جیسا احرام باندھا ہے۔ (پھر) آپ نے فرمایا کیا تو قربانی کے جانور ساتھ لایا ہے؟ میں نے عرض کیا نہیں آپ نے فرمایا بیت اللہ کا طواف صفا مروہ کی سعی کر پھر حلال ہو جا میں نے بیت اللہ کا طواف کیا صفا مروہ کی سعی کی پھر میں اپنی قوم میں سے ایک عورت کے پاس آیا اس نے مجھے کنگھی کی اور میرے سر کو دھویا تو میں لوگوں کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں اس کے ساتھ فتوی دیا کرتا تھا ایک دفعہ میں موسم (حج) میں ٹھہرا ہوا تھا اچانک میرے پاس ایک آدمی آ کر کہنے لگا تو نہیں جانتا کہ امیر المؤمنین نے حج کے احکام کے بارے میں کیا بات فرمائی ہے میں نے کہا اے لوگو! جن کو ہم نے فتوی دیا ہے تو اسے اس کی تائید کرنی چاہئے یہ امیر المؤمنین تمہارے پاس آنے والے ہیں تم ان کی اقتداء کرو جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو میں نے عرض کیا اے امیر المؤمنین! وہ کون سی بات ہے آپ نے حج کے احکام کے بارے میں فرمائی ہے؟ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم اللہ کی کتاب پر عمل کریں تو اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے لفظ آیت واتموا الحج والعمرة لله اور اگر کوئی ہم اپنے نبی کے طریقے کو لیں تو کوئی شخص حلال نہ ہوگا۔ یہاں تک کہ ہدی کا جانور ذبح کرے۔

اسحاق بن راہویہ نے اپنی سند میں اور احمد نے حسن رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ارادہ فرمایا کہ وہ حج تمتع سے روک دیں۔ ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ ان کے پاس گئے اور (ان سے) فرمایا یہ بات آپ کے لئے جائز نہیں ہے کتاب اللہ میں یہ حکم نازل ہو چکا ہے اور ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حج کے ساتھ عمرہ کیا ہے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ (حج تمتع کے روکنے سے) دست بردار ہو گئے۔

مسلم نے عبداللہ بن شقیق رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حج تمتع سے منع فرماتے تھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اس کا حکم فرماتے تھے حضرت عثمان نے حضرت علی سے اس سلسلہ میں بات کی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں جانتا ہوں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج تمتع کیا تھا تو انہوں نے فرمایا میں جانتا ہوں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج تمتع کیا تھا تو انہوں نے فرمایا ہاں لیکن ہم (اس وقت) ڈرنے والوں میں سے تھے۔

اسحاق بن راہویہ نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ ان سے حج تمتع کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا ہمارے لئے جائز تھا مگر تمہارے لئے جائز نہیں ہے۔

ابن ابی شیبہ، مسلم نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ حج تمتع اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خاص تھا۔

مسلم نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ دونوں متعے ہمارے ساتھ خاص تھے مگر خاص کر ہمارے لئے درست تھے یعنی متعہ النساء اور متعہ الحج۔ (تفسیر در منثور، سورہ بقرہ، بیروت)

باب تَرْكِ التَّسْمِيَةِ عِنْدَ الْإِهْلَالِ .

یہ باب ہے کہ احرام باندھنے کے وقت (یا تلبیہ پڑھنے کے وقت حج یا عمرے) کا نام نہ لینا

2739 - اَخْبَرَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ قَالَ اَتَيْنَا جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ فَسَاَلْنَاهُ عَنْ حَجَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَدَّثَنَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَثَ بِالْمَدِيْنَةِ تِسْعَ حِجَجٍ ثُمَّ اُذِّنَ فِي النَّاسِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَاجٍّ هٰذَا الْعَامِ فَنَزَلَ الْمَدِيْنَةَ بَشَرٌ كَثِيْرٌ كُلُّهُمْ يَلْتَمِسُ اَنْ يَّاْتَمَّ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَفْعَلُ مَا يَفْعَلُ فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِخَمْسٍ بَقِيْنَ مِنْ ذِي الْقَعْدَةِ وَخَرَجْنَا مَعَهُ قَالَ جَابِرٌ وَّرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ اَظْهُرِنَا عَلَيْهِ يَنْزِلُ الْقُرْاٰنُ وَهُوَ يَعْرِفُ تَاْوِيْلَهُ وَمَا عَمِلَ بِهِ مِنْ شَيْءٍ عَمِلْنَا فَخَرَجْنَا لَا نَنْوِيْ اِلَّا الْحَجَّ .

☆☆ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اپنے والد امام محمد باقر رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ہم حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اُن سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حج کے بارے میں دریافت کیا تو اُنہوں نے ہمیں یہ بتایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (ہجرت کے بعد) نو برس تک مدینہ منورہ میں رہے (یعنی آپ نے اس دوران حج نہیں کیا) پھر لوگوں میں اعلان کر دیا گیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس سال حج کریں گے تو بہت سے لوگ مدینہ منورہ آ گئے وہ سب اس بات کے خواہش مند تھے کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس بارے میں پیروی کریں اور وہی عمل کریں جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کرتے ہیں جب ذی قعدہ ختم ہونے میں پانچ دن باقی رہ گئے تھے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم روانہ ہوئے آپ کے ساتھ ہم بھی روانہ ہوئے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان موجود تھے آپ پر قرآن نازل ہوتا تھا آپ اُس کے مفہوم سے بخوبی واقف تھے آپ نے جن چیزوں پر عمل کیا ہم نے بھی اُن پر عمل کیا ہم جب روانہ ہوئے تھے تو ہماری نیت صرف حج کرنے کی تھی۔

2740 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لِمُحَمَّدٍ - قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجْنَا لَا نَنْوِيْ اِلَّا الْحَجَّ

2739-تقدم (الحديث 2711) .

2740-تقدم (الحديث 289) .

فَلَمَّا كُنَّا بِسَرِفَ حِضْتُ فَدَخَلَ عَلَىَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا اَبْكِىْ فَقَالَ "اَحِضْتِ". قُلْتُ نَعَمْ. قَالَ "اِنَّ هٰذَا شَىْءٌ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلٰى بَنَاتِ اٰدَمَ فَاقْضِىْ مَا يَقْضِى الْمُحْرِمُ غَيْرَ اَنْ لَا تَطُوْفِىْ بِالْبَيْتِ".

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہم لوگ روانہ ہوئے ہماری نیت صرف حج کرنے کی تھی جب ہم سرف کے مقام پر پہنچے تو مجھے حیض آ گیا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے تو میں رو رہی تھی' آپ نے دریافت کیا: کیا تمہیں حیض آ گیا ہے؟ میں نے عرض کی: جی ہاں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ ایک ایسی چیز ہے جو اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی بیٹیوں کا نصیب کر دی ہے' تم وہ تمام افعال سرانجام دو' جو محرم شخص سرانجام دیتا ہے' البتہ بیت اللہ کا طواف نہ کرنا۔

شرح

جب عورت نے تمتع کیا اور اس نے ایک قربانی کی (جو عید بقر کی ہے) تو اس سے تمتع کی قربانی نہ ہوگی کیونکہ اس نے ایسی قربانی کی ہے جو اس پر واجب نہیں ہے۔ اور اس میں مرد کے لئے بھی اسی طرح حکم ہے۔

اور عورت جب احرام کے وقت حائض ہوگئی تو وہ غسل کر کے احرام باندھے جس طرح حج کرنے والے کریں وہ بھی ویسے ہی کرے۔ ہاں وہ بیت اللہ کا طواف نہ کرے حتیٰ کہ وہ پاک ہو جائے۔ اس کی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا والی حدیث ہے۔ کہ جب مقام سرف پر ان پر ایام حیض آ گئے۔ اور اس دلیل کے پیش نظر کہ اس کا طواف مسجد میں ہوتا ہے اور وقوف جنگل میں ہوتا ہے اور اس کا یہ غسل کرنا احرام کے لئے ہے نماز کے لئے نہیں ہے لہٰذا اس کے لئے مفید نہ ہوگا۔ (ہدایہ اولین، کتاب الحج، لاہور)

باب الْحَجِّ بِغَيْرِ نِيَّةٍ يَّقْصِدُهُ الْمُحْرِمُ .

یہ باب ہے کہ کسی نیت کے بغیر حج کرنا جس کا محرم شخص قصد کرتا ہے

2741 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَخْبَرَنِىْ قَيْسُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ سَمِعْتُ طَارِقَ بْنَ شِهَابٍ قَالَ قَالَ اَبُوْ مُوْسٰى اَقْبَلْتُ مِنَ الْيَمَنِ وَالنَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُنِيْخٌ بِالْبَطْحَاءِ حَيْثُ حَجَّ فَقَالَ "اَحَجَجْتَ". قُلْتُ نَعَمْ. قَالَ "كَيْفَ قُلْتَ". قَالَ قُلْتُ لَبَّيْكَ بِاِهْلَالٍ كَاِهْلَالِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "فَطُفْ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَاَحِلَّ". فَفَعَلْتُ ثُمَّ اَتَيْتُ امْرَاَةً فَفَلَتْ رَاْسِىْ فَجَعَلْتُ اُفْتِى النَّاسَ بِذٰلِكَ حَتّٰى كَانَ فِىْ خِلَافَةِ عُمَرَ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ يَّا اَبَا مُوْسٰى رُوَيْدَكَ بَعْضَ فُتْيَاكَ فَاِنَّكَ لَا تَدْرِىْ مَا اَحْدَثَ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ فِى النُّسُكِ بَعْدَكَ . قَالَ اَبُوْ مُوْسٰى يَآ اَيُّهَا النَّاسُ مَنْ كُنَّا اَفْتَيْنَاهُ فَلْيَتَّئِدْ فَاِنَّ اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ قَادِمٌ عَلَيْكُمْ فَاْتَمُّوْا بِهٖ . وَقَالَ عُمَرُ اِنْ نَّاْخُذْ بِكِتَابِ اللّٰهِ فَاِنَّهٗ يَاْمُرُنَا بِالتَّمَامِ وَاِنْ نَّاْخُذْ بِسُنَّةِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَحِلَّ حَتّٰى بَلَغَ الْهَدْىُ مَحِلَّهٗ .

☆☆ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں یمن سے آیا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس وقت بطحاء میں اپنی اونٹنی

2741-تقدم (الحديث 2737) .

کو بٹھایا ہوا تھا' یہ اُس موقعے کی بات ہے کہ جب آپ حج کے لیے تشریف لے جا رہے تھے' آپ نے دریافت کیا: کیا تم نے حج کی نیت کر لی ہے' میں نے جواب دیا: جی ہاں! نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم نے کیا نیت کی ہے؟ حضرت ابوموسیٰ کہتے ہیں: میں نے عرض کی (میں نے یہ کہا ہے:) ''میں اُس حج کے لیے حاضر ہوں جو نبی اکرم ﷺ نے احرام باندھا ہے''۔

تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم بیت اللہ کا' صفا اور مروہ کا طواف کر لو اور احرام کھول دو تو میں نے ایسا ہی کیا' پھر میں اپنی بیوی کے پاس آیا' اُس نے میرے سر میں سے جوئیں نکالیں۔

بعد میں' میں اس کے مطابق لوگوں کو فتویٰ دیتا رہا' یہاں تک کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کا زمانہ آیا تو ایک شخص نے حضرت ابوموسیٰ سے کہا: اے ابوموسیٰ! آپ اپنے بعض فتاویٰ بیان نہ کریں کیونکہ آپ یہ بات نہیں جانتے ہیں کہ حج کے احکام کے بارے میں آپ کے بعد امیر المؤمنین نے کون سا نیا حکم جاری کیا ہے؟ تو حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے لوگو! میں جو فتویٰ دیتا رہا ہوں' اُس سے رُک جاؤ' کیونکہ امیر المؤمنین تمہارے پاس تشریف لا رہے ہیں' تو تم اُن کی پیروی کرنا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر ہم اللہ کی کتاب کے مطابق حکم دیتے ہیں' تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں مکمل کرنے کا حکم دیا ہے اور اگر ہم نبی اکرم ﷺ کی سنت پر عمل کرتے ہیں' تو نبی اکرم ﷺ نے اُس وقت تک احرام نہیں کھولا تھا' جب تک قربانی اپنی مخصوص جگہ تک نہیں پہنچ گئی تھی۔

2742 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِیْ قَالَ اَتَيْنَا جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ فَسَاَلْنَاهُ عَنْ حَجَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَدَّثَنَا اَنَّ عَلِيًّا قَدِمَ مِنَ الْيَمَنِ بِهَدْیٍ وَّسَاقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمَدِيْنَةِ هَدْيًا قَالَ لِعَلِيٍّ "بِمَا اَهْلَلْتَ" . قَالَ قُلْتُ اللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُهِلُّ بِمَا اَهَلَّ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعِیَ الْهَدْیُ . قَالَ "فَلَا تَحِلَّ" .

☆☆ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اپنے والد (امام محمد باقر رضی اللہ عنہ) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ہم لوگ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے' اُن سے نبی اکرم ﷺ کے حج کے بارے میں دریافت کیا تو اُنہوں نے ہمیں یہ بات بتائی' حضرت علی رضی اللہ عنہ قربانی کا جانور ساتھ لے کر یمن سے تشریف لائے تھے' جبکہ نبی اکرم ﷺ مدینہ منورہ سے اپنے ساتھ قربانی کا جانور لے کر گئے تھے' نبی اکرم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا: تم نے کیا نیت کی ہے؟ تو اُنہوں نے جواب دیا: میں نے یہ کہا ہے کہ اے اللہ! میں وہی احرام باندھتا ہوں' جو نبی اکرم ﷺ نے باندھا ہے اور میرے ساتھ قربانی کا جانور بھی ہے' تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم احرام نہ کھولنا۔

2743 - اَخْبَرَنِیْ عِمْرَانُ بْنُ يَزِيْدَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ عَطَاءٌ قَالَ جَابِرٌ قَدِمَ عَلِیٌّ مِّنْ

2742-تقدم (الحديث 2711) .

2743-اخرجه البخاري في المغازي، باب بعث علي بن ابي طالب عليه السلام و خالد بن الوليد الى اليمن قبل حجة الوداع (الحديث 4352) . و الحديث عند : البخاري في الحج، باب من اهل في زمن النبي صلى الله عليه وسلم كاهلال النبي صلى الله عليه وسلم (الحديث 1557) . تحفة الاشراف (2457) .

سِعَايَتِهِ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "بِمَا اَهْلَلْتَ يَا عَلِيُّ". قَالَ بِمَا اَهَلَّ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. قَالَ "فَاهْدِ وَامْكُثْ حَرَامًا كَمَا اَنْتَ". قَالَ وَاَهْدٰى عَلِيٌّ لَهُ هَدْيًا.

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنی منصبی ذمے داریوں سے تشریف لائے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے دریافت کیا: اے علی! تم نے کیا نیت کی ہے؟ تو اُنہوں نے عرض کی: میں نے اُس کے مطابق کی ہے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نیت کی ہے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم قربانی کا جانور ساتھ رکھو اور احرام کی حالت میں رہنا' جس طرح تم ہو۔

راوی کہتے ہیں: حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے ساتھ قربانی کا جانور لے کر آئے تھے۔

2744 - اَخْبَرَنِىْ اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنِىْ يَحْيَى بْنُ مَعِيْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ بْنُ اَبِىْ اِسْحَاقَ عَنْ اَبِىْ اِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ كُنْتُ مَعَ عَلِيٍّ حِيْنَ اَمَّرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْيَمَنِ فَاَصَبْتُ مَعَهُ اَوَاقِيَ فَلَمَّا قَدِمَ عَلِيٌّ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عَلِيٌّ وَجَدْتُ فَاطِمَةَ قَدْ نَضَحَتِ الْبَيْتَ بِنَضُوْحٍ قَالَ فَتَخَطَّيْتُهُ فَقَالَتْ لِىْ مَا لَكَ فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ اَمَرَ اَصْحَابَهُ فَاَحَلُّوْا قَالَ قُلْتُ اِنِّىْ اَهْلَلْتُ بِاِهْلَالِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. قَالَ فَاَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِىْ "كَيْفَ صَنَعْتَ". قُلْتُ اِنِّىْ اَهْلَلْتُ بِمَا اَهْلَلْتَ. قَالَ "فَاِنِّىْ قَدْ سُقْتُ الْهَدْىَ وَقَرَنْتُ".

☆☆ حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا' جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یمن کا امیر مقرر کیا تھا' میں نے اُن کے ساتھ چند اوقیہ (چاندی) کمائی تھی' جب حضرت علی رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ایسی حالت میں پایا کہ اُس نے اپنی رہائش گاہ کو خوشبو سے مہکا رکھا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے اُس کے اس طرزِ عمل کو غلط قرار دیا تو فاطمہ رضی اللہ عنہا نے مجھ سے کہا: آپ ایسا کیوں کہہ رہے ہیں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو حکم دیا ہے' اُن لوگوں نے احرام کھول دیا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے تو یہ کہا تھا کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے احرام کے مطابق احرام باندھ رہا ہوں' حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: پھر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا' آپ نے مجھ سے دریافت کیا: تم نے کیا کیا ہے؟ میں نے جواب دیا: میں نے وہی احرام باندھا ہے' جو آپ نے باندھا ہے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تو قربانی کا جانور ساتھ لایا ہوں اور میں نے حج قران کرنا ہے۔

باب اِذَا اَهَلَّ بِعُمْرَةٍ هَلْ يَجْعَلُ مَعَهَا حَجًّا.

یہ باب ہے کہ جب کوئی شخص عمرے کا احرام باندھتا ہے' تو کیا وہ اُس کے ساتھ حج کو شامل کرسکتا ہے

2745 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ اَرَادَ الْحَجَّ عَامَ نَزَلَ الْحَجَّاجُ بِابْنِ الزُّبَيْرِ فَقِيْلَ لَهُ اِنَّهُ كَائِنٌ بَيْنَهُمْ قِتَالٌ وَّاَنَا اَخَافُ اَنْ يَّصُدُّوْكَ. قَالَ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِىْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ اِذًا اَصْنَعَ

2744-تقدم (الحديث 2724).

كَمَا صَنَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّىْ اُشْهِدُكُمْ اَنِّىْ قَدْ اَوْجَبْتُ عُمْرَةً . ثُمَّ خَرَجَ حَتّٰى اِذَا كَانَ بِظَاهِرِ الْبَيْدَاءِ قَالَ مَا شَاْنُ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ اِلَّا وَاحِدٌ اُشْهِدُكُمْ اَنِّىْ قَدْ اَوْجَبْتُ حَجًّا مَّعَ عُمْرَتِىْ .

وَاَهْدٰى هَدْيًا اشْتَرَاهُ بِقُدَيْدٍ ثُمَّ انْطَلَقَ يُهِلُّ بِهِمَا جَمِيْعًا حَتّٰى قَدِمَ مَكَّةَ فَطَافَ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَلَمْ يَزِدْ عَلٰى ذٰلِكَ وَلَمْ يَنْحَرْ وَلَمْ يَحْلِقْ وَلَمْ يُقَصِّرْ وَلَمْ يَحِلَّ مِنْ شَىْءٍ حَرُمَ مِنْهُ حَتّٰى كَانَ يَوْمُ النَّحْرِ فَنَحَرَ وَحَلَقَ فَرَاٰى اَنْ قَدْ قَضٰى طَوَافَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ بِطَوَافِهِ الْاَوَّلِ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ كَذٰلِكَ فَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

☆☆ نافع بیان کرتے ہیں: جس سال حجاج حضرت عبداللہ بن زبیر پر حملہ کرنے کے لیے آیا تو اُس سال حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے حج کا ارادہ کیا تو اُن سے کہا گیا: ابھی جنگ ہونے والی ہے' مجھے یہ اندیشہ ہے کہ وہ لوگ آپ کو وہاں تک نہیں پہنچنے دیں گے تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: تم لوگوں کے لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کار میں بہترین نمونہ ہے' میں اس صورت میں ویسا ہی کروں گا' جس طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا' میں تمہیں گواہ بنا کر یہ کہہ رہا ہوں کہ میں نے عمرے کو اپنے اوپر لازم کرلیا ہے' پھر وہ روانہ ہو گئے' یہاں تک کہ جب وہ بیداء کے مقام پر پہنچے تو وہ بولے: حج اور عمرے کا طریقہ ایک ہی جیسا ہے' میں تم لوگوں کو گواہ بنا رہا ہوں کہ میں نے اپنے عمرے کے ساتھ حج کو بھی لازم کرلیا ہے' پھر وہ اپنے ساتھ قربانی کا جانور لائے جو اُنہوں نے قدید کے مقام سے خریدا تھا' پھر وہ اُن دونوں کا تلبیہ پڑھتے ہوئے روانہ ہوئے یہاں تک کہ مکہ آ گئے' پھر اُنہوں نے بیت اللہ کا طواف کیا' صفا و مروہ کی سعی کی اور مزید کچھ نہیں کیا' اُنہوں نے قربانی نہیں کی' سر نہیں منڈوایا' بال چھوٹے نہیں کروائے اور ایسی کسی چیز سے حلال نہیں ہوئے' جو اُن کے لیے حرام تھی یہاں تک کہ جب قربانی کا دن آیا تو اُنہوں نے قربانی کی اور سر منڈوالیا۔

وہ یہ سمجھ رہے تھے کہ وہ حج اور عمرے کا طواف پہلے طواف کی شکل میں ہی ادا کر چکے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے یہ بات بتائی: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایسا ہی کیا تھا۔

باب كَيْفَ التَّلْبِيَةُ

یہ باب ہے کہ تلبیہ کس طرح پڑھا جائے گا؟

2746 - اَخْبَرَنَا عِيْسَى بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِىْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اِنَّ سَالِمًا اَخْبَرَنِىْ اَنَّ اَبَاهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُهِلُّ يَقُوْلُ "لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا

2745-اخرجه البخاري في الحج، باب طواف القارن (الحديث 1640) . و اخرجه مسلم في الحج، باب بيان جواز التحلل بالا حصار، و جواز القران (الحديث 182) . تحفة الاشراف (8279) .

2746-اخرجه البخاري في اللباس، باب التلبيد (الحديث 5915) . و اخرجه مسلم في الحج، باب التلبية و صفتها و وقتها (الحديث 21) . و الحديث عند: البخاري في الحج، باب من اهل ملبدًا (الحديث 1540) . و ابي داؤد في المناسك، باب التلبيد (الحديث 1747) . والنسائي في الحج، التلبيد عند الاحرام (الحديث 2682) . و ابن ماجه في المناسك، باب من لبد راسه (الحديث 3047) . تحفة الاشراف (6976) .

شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ" . وَاَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْكَعُ بِذِى الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ اِذَا اسْتَوَتْ بِهِ النَّاقَةُ قَائِمَةً عِنْدَ مَسْجِدِ ذِى الْحُلَيْفَةِ اَهَلَّ بِهٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ .

☆☆ سالم بیان کرتے ہیں: اُن کے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) نے یہ بات بیان کی ہے کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان الفاظ میں تلبیہ پڑھتے ہوئے سنا ہے:

''میں حاضر ہوں' اے اللہ! میں حاضر ہوں' میں حاضر ہوں' تیرا کوئی شریک نہیں ہے' میں حاضر ہوں' حمد ونعمت تیرے لیے مخصوص ہیں اور بادشاہی بھی' تیرا کوئی شریک نہیں ہے''۔

(راوی کہتے ہیں:) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما یہ فرمایا کرتے تھے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ذوالحلیفہ میں دو رکعات نماز ادا کی تھی' پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی ذوالحلیفہ کی مسجد کے پاس سیدھی کھڑی ہوئی تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کلمات کے ذریعے تلبیہ پڑھنا شروع کیا تھا۔

2747 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَكَمِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ زَيْدًا وَّاَبَا بَكْرٍ ابْنَىْ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ اَنَّهُمَا سَمِعَا نَافِعًا يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ "لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان الفاظ میں تلبیہ) پڑھا کرتے تھے:

''میں حاضر ہوں' اے اللہ! میں حاضر ہوں' میں حاضر ہوں' تیرا کوئی شریک نہیں ہے' میں حاضر ہوں' بے شک حمد اور نعمت تیرے لیے مخصوص ہیں اور بادشاہی بھی' تیرا کوئی شریک نہیں ہے''۔

2748 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ تَلْبِيَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا تلبیہ یہ تھا:

''میں حاضر ہوں' اے اللہ! میں حاضر ہوں' میں حاضر ہوں' تیرا کوئی شریک نہیں ہے' میں حاضر ہوں' بے شک حمد ونعمت تیرے لیے مخصوص ہیں اور بادشاہی بھی' تیرا کوئی شریک نہیں ہے''۔

2749 - اَخْبَرَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ اَنْبَاَنَا اَبُوْ بِشْرٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ

2747-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (7665) .

2748-اخرجه البخاري في الحج، باب التلبية (الحديث 1549) . و اخرجه مسلم في الحج، باب التلبية و صفتها ووقتها (الحديث 19) . و اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب كيف التلبية (الحديث 1812) . تحفة الاشراف (8344) .

عُمَرَ عَنْ اَبِيهِ قَالَ كَانَتْ تَلْبِيَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ" . وَزَادَ فِيْهِ ابْنُ عُمَرَ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ فِيْ يَدَيْكَ وَالرَّغْبَاءُ اِلَيْكَ وَالْعَمَلُ .

☆☆ عبیداللہ بن عبداللہ اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تلبیہ کے یہ الفاظ تھے:

''میں حاضر ہوں' اے اللہ! میں حاضر ہوں' میں حاضر ہوں' تیرا کوئی شریک نہیں ہے' میں حاضر ہوں' بے شک حمد اور نعمت تیرے لیے مخصوص ہیں اور بادشاہی بھی' تیرا کوئی شریک نہیں ہے''۔

(راوی کہتے ہیں:) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ان کلمات میں' ان الفاظ کا اضافہ کرتے ہیں:

''میں حاضر ہوں' میں حاضر ہوں' سعادت مندی اور بھلائی تیرے دستِ قدرت میں ہے' اجر وثواب کی اُمید اور عمل (کے اجر وثواب) کی تجھ سے ہی اُمید کی جاسکتی ہے''۔

2750 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَبَانَ بْنِ تَغْلِبَ عَنْ اَبِىْ اِسْحَاقَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ كَانَ مِنْ تَلْبِيَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تلبیہ کے یہ الفاظ تھے:

''میں حاضر ہوں' اے اللہ! میں حاضر ہوں' میں حاضر ہوں' تیرا کوئی شریک نہیں ہے' میں حاضر ہوں' بے شک حمد اور نعمت تیرے لیے مخصوص ہیں' اور بادشاہی بھی' تیرا کوئی شریک نہیں ہے''۔

2751 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ اَبِىْ سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْفَضْلِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ مِنْ تَلْبِيَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَبَّيْكَ اِلٰهَ الْحَقِّ" .

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ لَا اَعْلَمُ اَحَدًا اَسْنَدَ هٰذَا عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْفَضْلِ اِلَّا عَبْدَ الْعَزِيْزِ رَوَاهُ اِسْمَاعِيْلُ بْنُ اُمَيَّةَ عَنْهُ مُرْسَلًا .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تلبیہ کے الفاظ یہ تھے:

''اے حقیقی معبود! میں حاضر ہوں''۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: میرے علم کے مطابق عبداللہ بن فضل کے حوالے سے اس روایت کو صرف عبدالعزیز نے نقل کیا ہے اور اسماعیل بن اُمیہ نے اس روایت کو اُن سے مرسل حدیث کے طور پر نقل کیا ہے۔

2749-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (7313) .

2750-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (9398) .

2751-اخرجه ابن ماجه في المناسك، باب التلبية (الحديث 2920) . تحفة الاشراف (13941) .

باب رَفْعِ الصَّوْتِ بِالإِهْلاَلِ .

یہ باب ہے کہ بلند آواز میں تلبیہ پڑھنا

2752 – اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ قَالَ اَنْبَاَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِىْ بَكْرٍ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ اَبِىْ بَكْرٍ عَنْ خَلاَّدِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "جَائَنِىْ جِبْرِيْلُ فَقَالَ لِىْ يَا مُحَمَّدُ مُرْ اَصْحَابَكَ اَنْ يَّرْفَعُوْا اَصْوَاتَهُمْ بِالتَّلْبِيَةِ" .

☆☆ خلاد بن سائب اپنے والد کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جبریل میرے پاس آئے اور انہوں نے مجھ سے کہا: اے حضرت محمد! آپ اپنے اصحاب کو یہ ہدایت کیجئے کہ وہ بلند آواز میں تلبیہ پڑھیں۔

باب الْعَمَلِ فِى الإِهْلاَلِ .

یہ باب تلبیہ پڑھنے کے طریقے کے بیان میں ہے

2753 – اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلاَمِ عَنْ خُصَيْفٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَهَلَّ فِىْ دُبُرِ الصَّلاَةِ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نماز کے بعد تلبیہ پڑھا کرتے تھے۔

2754 – اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ اَنْبَاَنَا النَّضْرُ قَالَ حَدَّثَنَا اَشْعَثُ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الظُّهْرَ بِالْبَيْدَاءِ ثُمَّ رَكِبَ وَصَعِدَ جَبَلَ الْبَيْدَاءِ وَاَهَلَّ بِالْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ حِيْنَ صَلَّى الظُّهْرَ .

☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے بیداء میں ظہر کی نماز ادا کی پھر آپ ﷺ سوار ہوئے پھر آپ بیداء پہاڑ پر چڑھے تو ظہر کی نماز ادا کر لینے کے بعد آپ نے حج اور عمرے کا تلبیہ پڑھا۔

2755 - اَخْبَرَنِىْ عِمْرَانُ بْنُ يَزِيْدَ قَالَ اَنْبَاَنَا شُعَيْبٌ قَالَ اَخْبَرَنِىْ ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ سَمِعْتُ جَعْفَرَ بْنَ مُحَمَّدٍ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَابِرٍ فِىْ حَجَّةِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا اَتَى ذَا الْحُلَيْفَةِ صَلَّى وَهُوَ صَامِتٌ حَتّٰى اَتَى الْبَيْدَاءَ .

☆☆ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اپنے والد (حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ) کے حوالے سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا نبی اکرم ﷺ کے

2752-اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب كيف التلبية (الحديث 1814) . و اخرجه الترمذي في الحج، باب ما جاء في رفع الصوت بالتلبية (الحديث 829) . و اخرجه ابن ماجه في المناسك، باب رفع الصوت بالتلبية (الحديث 2922) . تحفة الاشراف (3788) .

2753-اخرجه الترمذي في الحج، باب ما جاء متى احرم النبي صلى الله عليه وسلم (الحديث 819) . تحفة الاشراف (5502) .

2754-تقدم (الحديث 2661) .

2755-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (2619) .

حج کے بارے میں یہ بیان نقل کرتے ہیں: جب نبی اکرم ﷺ ذوالحلیفہ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے نماز ادا کی' آپ اُس وقت تک خاموش رہے تھے یہاں تک کہ جب آپ ﷺ بیداء تشریف لائے تو پھر آپ نے تلبیہ پڑھنا شروع کیا۔

2756 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمٍ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَاهُ يَقُولُ بَيْدَاؤُكُمْ هٰذِهِ الَّتِي تَكْذِبُونَ فِيهَا عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اَهَلَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا مِنْ مَسْجِدِ ذِي الْحُلَيْفَةِ .

☆☆ سالم اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: یہ جو تمہارے والا بیداء ہے' اس کے بارے میں تم لوگ نبی اکرم ﷺ کے بارے میں غلط بات منسوب کرتے ہو' نبی اکرم ﷺ نے مسجد ذوالحلیفہ سے تلبیہ پڑھنا شروع کیا تھا۔

2757 - اَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ اِبْرَاهِيمَ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ اَخْبَرَهُ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ رَاَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْكَبُ رَاحِلَتَهُ بِذِي الْحُلَيْفَةِ ثُمَّ يُهِلُّ حِينَ تَسْتَوِي بِهِ قَائِمَةً .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: مجھے نبی اکرم ﷺ کے بارے میں یہ بات یاد ہے کہ آپ ذوالحلیفہ میں اپنی سواری پر سوار ہوئے' جب آپ کی سواری سیدھی کھڑی ہوگئی تو آپ نے تلبیہ پڑھنا شروع کر دیا۔

2757 - اَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ يَزِيدَ قَالَ اَنْبَاَنَا شُعَيْبٌ قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِي صَالِحُ بْنُ كَيْسَانَ ح وَاَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِيلَ بْنِ اِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ يَعْنِي ابْنَ يُوسُفَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهُ كَانَ يُخْبِرُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَهَلَّ حِينَ اسْتَوَتْ بِهِ رَاحِلَتُهُ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کی سواری جب کھڑی ہوگئی تھی تو آپ نے تلبیہ پڑھنا شروع کیا تھا۔

2759 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ اِدْرِيسَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ وَابْنِ جُرَيْجٍ وَابْنِ اِسْحَاقَ وَمَالِكِ بْنِ اَنَسٍ عَنِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ جُرَيْجٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ رَاَيْتُكَ تُهِلُّ اِذَا اسْتَوَتْ بِكَ نَاقَتُكَ . قَالَ اِنَّ

2756-اخرجه البخاري في الحج، باب الاهلال عند مسجد ذي الحليفة (الحديث 1541) . و اخرجه مسلم في الحج باب التلبية و صفتها ووقتها (الحديث 20) بمعناه، وباب امر اهل المدينة بالاحرام، من عند مسجد ذي الحليفة (الحديث 23 و 24) . و اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب في وقت الاحرام (الحديث 1771) . واخرجه الترمذي في الحج، باب ما جاء من اي موضع احرم النبي صلى الله عليه وسلم (الحديث 818) . تحفة الاشراف (7020) .

2757-اخرجه البخاري في الحج، باب قول الله تعالى (ياتوك رجالا و على كل ضامر ياتين من كل فج عميق ليشهدوا منافع لهم) (الحديث 1514) . و اخرجه مسلم في الحج، باب الاهلال من حيث تنبعث الراحلة (الحديث 29) . تحفة الاشراف (6980) .

2758-اخرجه البخاري في الحج، باب من اهل حين استوت به راحلته قائمة (الحديث 1552) . و اخرجه مسلم في الحج، باب الاهلال من حيث تنبعث الراحلة (الحديث 28) . تحفة الاشراف (7680) .

رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُهِلُّ اِذَا اسْتَوَتْ بِهٖ نَاقَتُهُ وَانْبَعَثَتْ .

☆☆ عبید بن جریج بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا کہ میں نے آپ کو دیکھا ہے کہ جب آپ کی اونٹنی کھڑی ہوتی ہے تو آپ اُس وقت تلبیہ پڑھنا شروع کر دیتے ہیں تو اُنہوں نے یہ بات بتائی: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی تلبیہ پڑھنا اُس وقت شروع کیا تھا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کھڑی ہوئی تھی اور چلنے کے لیے تیار ہوگئی تھی۔

باب اِهْلَالِ النُّفَسَاءِ .

یہ باب ہے کہ نفاس والی عورت کا تلبیہ پڑھنا

2760 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ عَنْ شُعَيْبٍ اَنْبَاَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ الْهَادِ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ اَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِسْعَ سِنِيْنَ لَمْ يَحُجَّ ثُمَّ اَذَّنَ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ فَلَمْ يَبْقَ اَحَدٌ يَقْدِرُ اَنْ يَّاْتِيَ رَاكِبًا اَوْ رَاجِلًا اِلَّا قَدِمَ فَتَدَارَكَ النَّاسُ لِيَخْرُجُوْا مَعَهُ حَتّٰى جَآءَ ذَا الْحُلَيْفَةِ فَوَلَدَتْ اَسْمَآءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ مُحَمَّدَ بْنَ اَبِيْ بَكْرٍ فَاَرْسَلَتْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "اغْتَسِلِيْ وَاسْتَثْفِرِيْ بِثَوْبٍ ثُمَّ اَهِلِّيْ" . فَفَعَلَتْ مُخْتَصَرٌ .

☆☆ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اپنے والد (امام محمد باقر رضی اللہ عنہ) کے حوالے سے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نو برس تک (مدینہ منورہ میں) مقیم رہے آپ نے اس دوران حج نہیں کیا' پھر آپ نے لوگوں کے درمیان حج کا اعلان کروادیا' پھر کوئی شخص ایسا باقی نہیں بچا جو سوار ہو کر آنے یا پیدل آنے کی صلاحیت رکھتا ہو اور وہ نہ آیا ہو لوگ اکٹھے ہو گئے تا کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ روانہ ہوں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ذوالحلیفہ تشریف لائے تو سیدہ اسماء بن عمیس رضی اللہ عنہا نے محمد بن ابوبکر رضی اللہ عنہما کو جنم دیا' اُنہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغام بھجوایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم غسل کرنے کے بعد کپڑے کو مضبوطی سے باندھ لو اور پھر تلبیہ پڑھنا شروع کر دو تو اُنہوں نے ایسا ہی کیا۔

(امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں:) یہ روایت مختصر ہے۔

2761 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا اِسْمَاعِيْلُ - وَهُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ - قَالَ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ نَفِسَتْ اَسْمَآءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ مُحَمَّدَ بْنَ اَبِيْ بَكْرٍ فَاَرْسَلَتْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ

2759-اخرجه البخاري في الوضوء، باب غسل الرجلين في النعلين، ولا يمسح على النعلين (الحديث 166) مطولاً، و في اللباس، باب النعال السبتية، و غيرها ، الحديث 5851) مطولاً . و اخرجه مسلم في الحج، باب الاهلال من حيث تنبعث الراحلة (الحديث 25 و 26) مطولاً . و اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب في وقت الاحرام (الحديث 1772) مطولاً و الحديث عند : الترمذي في الشمائل، باب ما جاء في نعل رسول الله صلى الله عليه وسلم (الحديث 74) . و النسائي في الطهارة باب الوضوء في النعل (الحديث 117)، و في مناسك الحج ترك استلام الركنين الآخرين (2950)، و في الزينة، تصفير اللحية (الحديث 5258) . و ابن ماجه في اللباس، باب الخضاب بالصفرة (الحديث 3626) . تحفة الاشراف (7316) .

2760-تقدم في الطهارة، باب الاغتسال من النفاس (الحديث 214) .

2761-تقدم (الحديث 214) .

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسْاَلُهُ كَيْفَ تَفْعَلُ فَاَمَرَهَا اَنْ تَغْتَسِلَ وَتَسْتَثْفِرَ بِثَوْبِهَا وَتُهِلَّ .

☆☆ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اپنے والد (امام محمد باقر رضی اللہ عنہ) کے حوالے سے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے محمد بن ابوبکر رضی اللہ عنہما کو جنم دیا تو اُنہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغام بھجوایا اور آپ سے مسئلہ دریافت کیا کہ اب اُن کو کیا کرنا چاہیے؟ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو ہدایت کی کہ وہ غسل کر لیں اور کپڑے کو مضبوطی سے باندھ لیں اور تلبیہ پڑھنا شروع کر دیں۔

باب فِي الْمُهِلَّةِ بِالْعُمْرَةِ تَحِيضُ وَتَخَافُ فَوْتَ الْحَجِّ .

یہ باب ہے کہ جب عمرہ کا تلبیہ پڑھنے والی عورت کو حیض آ جائے اور اُسے حج کے فوت ہو جانے کا اندیشہ ہو (تو وہ کیا کرے گی؟)

2762 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ اَقْبَلْنَا مُهِلِّينَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحَجٍّ مُفْرَدٍ وَّاَقْبَلَتْ عَائِشَةُ مُهِلَّةً بِعُمْرَةٍ حَتّٰى اِذَا كُنَّا بِسَرِفَ عَرَكَتْ حَتّٰى اِذَا قَدِمْنَا طُفْنَا بِالْكَعْبَةِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَاَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَحِلَّ مِنَّا مَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ هَدْيٌ قَالَ فَقُلْنَا حِلُّ مَاذَا قَالَ "الْحِلُّ كُلُّهُ" . فَوَاقَعْنَا النِّسَاءَ وَتَطَيَّبْنَا بِالطِّيبِ وَلَبِسْنَا ثِيَابَنَا وَلَيْسَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ عَرَفَةَ اِلَّا اَرْبَعُ لَيَالٍ ثُمَّ اَهْلَلْنَا يَوْمَ التَّرْوِيَةِ ثُمَّ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى عَائِشَةَ فَوَجَدَهَا تَبْكِي فَقَالَ "مَا شَانُكِ" . فَقَالَتْ شَانِي اَنِّي قَدْ حِضْتُ وَقَدْ حَلَّ النَّاسُ وَلَمْ اُحْلِلْ وَلَمْ اَطُفْ بِالْبَيْتِ وَالنَّاسُ يَذْهَبُوْنَ اِلَى الْحَجِّ الْاٰنَ . فَقَالَ "اِنَّ هٰذَا اَمْرٌ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلٰى بَنَاتِ اٰدَمَ فَاغْتَسِلِي ثُمَّ اَهِلِّي بِالْحَجِّ" . فَفَعَلَتْ . وَوَقَفَتِ الْمَوَاقِفَ، حَتّٰى اِذَا طَهُرَتْ طَافَتْ بِالْكَعْبَةِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ قَالَ "قَدْ حَلَلْتِ مِنْ حَجَّتِكِ وَعُمْرَتِكِ جَمِيعًا" . فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّي اَجِدُ فِي نَفْسِي اَنِّي لَمْ اَطُفْ بِالْبَيْتِ حَتّٰى حَجَجْتُ . قَالَ "فَاذْهَبْ بِهَا يَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ فَاَعْمِرْهَا مِنَ التَّنْعِيمِ" . وَذٰلِكَ لَيْلَةَ الْحَصْبَةِ .

☆☆ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم لوگ حج افراد کا احرام باندھ کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آ گئے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عمرے کا احرام باندھا تھا' جب ہم سرف کے مقام پر پہنچے تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو حیض آ گیا' جب ہم لوگ مکہ آ گئے تو ہم نے خانہ کعبہ کا طواف کیا' صفا و مروہ کی سعی کی' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ حکم دیا کہ ہم میں سے جن لوگوں کے ساتھ قربانی کا جانور نہیں ہے' وہ احرام کھول دیں' ہم نے دریافت کیا: کس حد تک ہم حلال ہوں گے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم لوگ مکمل طور پر حلال ہو جاؤ گے۔ (راوی کہتے ہیں:) تو ہم نے خواتین کے ساتھ صحبت کی' خوشبو لگائی اور سلے ہوئے کپڑے پہن

2762-اخرجه مسلم في الحج، باب بيان و جوه الاحرام و انه يجوز افراد الحج و التمتع و القران و جواز ادخال الحج على العمرة و متى يحل القارن من نسكه (الحديث 136) . و اخرجه ابو داؤد في الحج، باب في افراد الحج (الحديث 1785) . تحفة الاشراف (2908) .

لیے اُس وقت ہمارے اور وقوف عرفات کے درمیان صرف چار دن رہ گئے تھے ہم نے ترویہ کے دن احرام باندھا' پھر نبی اکرم ﷺ' سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے تو وہ رورہی تھیں' نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: تمہیں کیا ہوا ہے؟ انہوں نے عرض کی: میرا مسئلہ یہ ہے کہ مجھے حیض آ گیا ہے' لوگوں نے احرام کھول دیا ہے مگر میں نے احرام نہیں کھولا' میں نے بیت اللہ کا طواف بھی نہیں کیا' اوراب آپ لوگ حج کے لیے جانے لگے ہیں۔تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: یہ وہ چیز ہے جو اللہ نے آدم کی بیٹیوں پر لازم کردی ہے' تم غسل کرلو اور پھر حج کا احرام باندھ لو' تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایسا ہی کیا' انہوں نے مواقف میں وقوف کیا' یہاں تک کہ جب وہ پاک ہوگئیں تو انہوں نے خانہ کعبہ کا طواف کیا' صفا و مروہ کی سعی کی۔

پھر نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم حج اور عمرے دونوں کا احرام ایک ساتھ کھول دو' تو انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! مجھے ایک اُلجھن ہے کہ میں بیت اللہ کا طواف اُس وقت تک نہیں کرسکی جب تک میں نے حج نہیں کرلیا' نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اے عبدالرحمٰن! تم اس کے ساتھ جاؤ اور اسے تنعیم سے عمرہ کروادو۔

(راوی کہتے ہیں:) یہ وادیٔ محصب میں پڑاؤ کی رات کی بات ہے۔

2763 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَآءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَاَهْلَلْنَا بِعُمْرَةٍ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ كَانَ مَعَهُ هَدْىٌ فَلْيُهْلِلْ بِالْحَجِّ مَعَ الْعُمْرَةِ ثُمَّ لَا يَحِلُّ حَتّٰى يَحِلَّ مِنْهُمَا جَمِيْعًا" . فَقَدِمْتُ مَكَّةَ وَاَنَا حَائِضٌ فَلَمْ اَطُفْ بِالْبَيْتِ وَلَا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَشَكَوْتُ ذٰلِكَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "انْقُضِىْ رَاْسَكِ وَامْتَشِطِىْ وَاَهِلِّىْ بِالْحَجِّ وَدَعِى الْعُمْرَةَ" . فَفَعَلْتُ فَلَمَّا قَضَيْتُ الْحَجَّ اَرْسَلَنِىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِىْ بَكْرٍ اِلَى التَّنْعِيْمِ فَاعْتَمَرْتُ قَالَ "هٰذِهٖ مَكَانُ عُمْرَتِكِ" . فَطَافَ الَّذِيْنَ اَهَلُّوْا بِالْعُمْرَةِ بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ حَلُّوْا ثُمَّ طَافُوْا طَوَافًا اٰخَرَ بَعْدَ اَنْ رَجَعُوْا مِنْ مِنًى لِحَجِّهِمْ وَاَمَّا الَّذِيْنَ جَمَعُوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَاِنَّمَا طَافُوْا طَوَافًا وَّاحِدًا .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حجۃ الوداع کے موقع پر ہم لوگ نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ روانہ ہوئے' ہم نے عمرے کا احرام باندھا' پھر نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص کے ساتھ قربانی کا جانور موجود ہو' وہ عمرے کے ساتھ حج کا بھی تلبیہ پڑھے اور پھر اُس وقت تک احرام نہ کھولے جب تک اُن دونوں کا احرام ایک ساتھ نہیں کھولتا۔

(سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:) پھر میں مکہ آئی تو مجھے حیض آ چکا تھا' میں نے بیت اللہ کا طواف بھی نہیں کیا اور صفا و مروہ کی سعی بھی نہیں کی' میں نے اس بات کی شکایت نبی اکرم ﷺ سے کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم اپنے بال کھول کر اُن میں کنگھی کرلو اور پھر حج کا احرام باندھ لو اور عمرے کو چھوڑ دو۔ میں نے ایسا ہی کیا' جب میں نے حج مکمل کرلیا تو نبی اکرم ﷺ نے مجھے

2763-تقدم (الحديث 242) .

حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر رضی اللہ عنہما کے ساتھ تنعیم بھیجا تو میں نے عمرہ کیا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ تمہارے عمرے کی جگہ پر ہے' جن لوگوں نے عمرہ کرنے کے بعد (یعنی بیت اللہ کا طواف کرنے اور صفا و مروہ کی سعی کرنے کے بعد احرام کھول دیا تھا)۔

اُنہوں نے منٰی سے واپس جانے کے بعد ایک مرتبہ پھر طواف کیا تھا جو اُن کے حج کے لیے تھا لیکن جن لوگوں نے حج اور عمرے کو جمع کیا تھا' اُنہوں نے ایک ہی مرتبہ طواف کیا تھا۔

شرح

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حیض و نفاس والی عورتیں جب میقات پر آئیں تو غسل کر کے احرام باندھ لیں اور حج کے تمام ارکان ادا کریں سوائے طواف کعبہ کے۔ ابومعمر نے اپنی حدیث میں یہ اضافہ نقل کیا ہے حتی تطھر یعنی یہاں تک کہ پاک صاف ہو جائیں اور ابن عیسیٰ نے عکرمہ اور مجاہد کو ذکر نہیں کیا بلکہ یوں کہا عن عطاء عن ابن عباس، نیز ابن عیسیٰ نے لفظ کلھا بھی ذکر نہیں کیا۔ (سنن ابوداؤد)

علامہ ابن محمود البابرتی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

اور جب عورت نے تمتع کیا اور اس نے ایک قربانی کی (جو عید بقر کی ہے) تو اس سے تمتع کی قربانی نہ ہوگی۔ **کیونکہ اس پر** تمتع کا دم واجب ہے۔ قربانی اس پر واجب نہیں ہے۔ اور اگر اس پر قربانی واجب ہو اور اس نے جانور قربانی کی نیت سے خریدا تو اس پر ایک دوسری بھی واجب ہوگی۔ کیونکہ وہ تمتع کی وجہ سے واجب ہوگی۔ اور اس کی دلیل یہ بھی ہے کہ ایک دم اس پر تمتع کا ہے اور دوسرا دم اس لئے ہے کہ وہ وقت سے پہلے حلال ہوئی ہے۔ (عنایہ شرح الہدایہ، ۴، ص ۶۹، بیروت)

عورت جب وقوف وطواف زیارت کے بعد حائض ہوئی

اگر عورت وقوف اور طواف زیارت کے بعد حائض ہوئی تو وہ مکہ سے چلی جائے اور طواف صدور کی وجہ سے اس پر کچھ لازم نہ ہوگا۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حائض عورتوں کو طواف صدر ترک کرنے کی اجازت عطا فرمائی۔

اور جس بندے نے مکہ کو جائے سکونت بنا لیا اس پر طواف صدر نہیں ہے کیونکہ طواف صدر اس پر ہے جو مکے سے اپنے وطن کو واپس جائے۔ ہاں البتہ جب اس نے پہلے نفر کے وقت آ جانے کے بعد مکے کو گھر بنایا۔ اسی روایت کے مطابق جو حضرت امام اعظم علیہ الرحمہ سے روایت کی گئی ہے اور بعض نے اس کو حضرت امام محمد علیہ الرحمہ سے روایت کیا ہے۔ اس لئے طواف صدور اس پر واجب ہو گیا ہے کیونکہ جب اس کا وقت آ جائے۔ لہٰذا اس کے بعد وہ اقامت کی نیت ساقط نہ ہوگا۔

حائض کے طواف وسعی نہ کرنے کا بیان

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حج کے لئے روانہ ہوئے تو ہم لبیک کہتے وقت صرف حج کا ذکر کرتے تھے بعض حضرات نے یہ معنی لکھے ہیں کہ ہم صرف حج کا قصد کرتے تھے یعنی مقصود اصلی حج تھا عمرہ نہیں تھا، لہٰذا عمرہ کا ذکر نہ کرنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ عمرہ نیت میں بھی نہیں تھا۔ پھر جب ہم مقام سرف میں پہنچے تو میرے ایام شروع ہو گئے، چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے تو میں اس خیال سے رو رہی تھی کہ حیض کی وجہ سے میں

حج نہ کر پاؤں گی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میری کیفیت دیکھ کر فرمایا کہ شاید تمہارے ایام شروع ہو گئے ہیں؟ میں نے
عرض کیا کہ ہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ تو ایک ایسی چیز ہے جسے اللہ تعالیٰ نے آدم کی بیٹیوں کے لئے مقرر فرما دیا ہے
اس کی وجہ سے رونے اور مضطرب ہونے کی کیا ضرورت ہے تم بھی وہی افعال کرو جو حاجی کرتے ہیں۔ ہاں جب تک پاک نہ ہو
جاؤ (یعنی ایام ختم نہ ہو جائیں اور اس کے بعد نہا نہ لو۔ اس وقت تک بیت اللہ کا طواف نہ کرنا اور نہ سعی کرنا کیونکہ سعی طواف کے
بعد ہی صحیح ہوتی ہے۔ (بخاری ومسلم)

سرف ایک جگہ کا نام ہے جو مکہ مکرمہ سے تقریباً چھ میل اور مقام تنعیم سے جانب شمال تین یا چار میل کے فاصلہ پر واقع ہے
اس جگہ ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی قبر ہے اور یہ عجیب اتفاق ہے کہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کا نکاح بھی اسی جگہ
ہوا، شب زفاف بھی یہیں گزری اور انتقال بھی یہیں ہوا۔

اس حدیث کے پیش نظر ایک خلجان پیدا ہو سکتا ہے اور وہ یہ کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے یہ الفاظ **لا نذکر الا الحج**
(ہم صرف حج کا ذکر کرتے تھے) خود حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی کی اس روایت کے بالکل متضاد ہیں جو گزشتہ باب میں (نقل)
گزر چکی ہے۔ جس میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بارے میں یہ بتایا تھا کہ **ولم اھلل الا بعمرۃ** (یعنی میں نے صرف
عمرہ کا احرام باندھا تھا) لہٰذا اس ظاہر تضاد کو دفع کرنے کے لئے یہ تاویل کی جائے گی کہ یہاں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے
الفاظ **لا نذکر الا الحج** کی مراد یہ ہے کہ اس سفر سے ہمارا اصل مقصد حج تھا اور چونکہ حج کی تین قسمیں ہیں یعنی افراد، تمتع اور
قران، اس لئے ہم میں سے بعض تو مفرد تھے اور بعض متمتع اور بعض قارن۔ میں نے تمتع کا قصد کیا تھا، چنانچہ میں نے میقات
سے عمرہ کا احرام باندھا مگر مکہ پہنچنے سے پہلے ہی میرے ایام شروع ہو گئے جس کا سلسلہ جاری رہا یہاں تک کہ عرفہ کا دن یعنی
وقوف عرفات کا وقت آ گیا اور اس طرح عمرہ کا وقت گزر کر ایام حج شروع ہو گئے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم
دیا کہ میں عمرہ کا احرام تو کھول دوں اور حج کا احرام باندھ لوں اور پھر طواف اور سعی کے علاوہ دیگر افعال حج کروں۔

حضرت سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحاب نے حج کا احرام باندھا اور
ان میں سے کسی کے پاس قربانی نہ تھی سوائے نبی ﷺ اور سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ کے سیدنا علی رضی اللہ عنہ یمن سے آئے اور ان کے
ہمراہ قربانی تھی پس انہوں نے کہا کہ میں نے بھی اسی چیز کا احرام باندھا ہے جس کا نبی ﷺ نے احرام باندھا ہے۔ پھر نبی ﷺ
نے اصحاب کو یہ حکم دیا: اس احرام کو عمرہ کا احرام کر دیں اور طواف کر کے بال کترا دیں اور احرام سے باہر ہو جائیں سوائے اس
شخص کے کہ جس کے ہمراہ قربانی ہو۔ پھر صحابہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم منیٰ کیوں کر جائیں؟ حالانکہ ہمارے عضو مخصوص سے منی
ٹپک رہی ہوگی۔ یہ خبر نبی ﷺ کو پہنچی تو آپ ﷺ نے فرمایا: کاش! اگر میں پہلے سے اس بات کو جان لیتا جس کو میں نے بعد میں
جانا ہے تو میں اپنے ہمراہ قربانی نہ لاتا اور اگر میرے ساتھ قربانی ہوتی تو میں احرام سے باہر ہو جاتا۔ (بخاری)

دوا کے ذریعہ سے حیض روک کر طواف زیارت؟

عورت کو اگر یہ خطرہ ہے کہ طواف زیارت یا طواف عمرہ کے زمانہ میں حیض آ جائے گا اور ایام حیض گزر جانے تک انتظار

بھی بہت مشکل ہے تو ایسی صورت میں پہلے سے مانع حیض دوا استعمال کر کے حیض روک لیتی ہے اور اسی حالت میں طواف زیارت یا طواف عمرہ کر لیتی ہے تو صحیح اور درست ہو جائے گا؛ اس پر کوئی جرمانہ بھی نہ ہوگا؛ بشرطیکہ اس مدت میں کسی قسم کا خون کا دھبہ وغیرہ نہ آیا ہو؛ مگر شدید ضرورت کے بغیر اس طرح کی دوا استعمال نہ کرے، اس لیے کہ اس سے عورت کی صحت پر نقصان دہ اثر پڑتا ہے۔ (انوار مناسک)

دورانِ حیض دوا کے ذریعہ حیض روک لیا؟

اگر دورانِ حیض دوا کے ذریعہ سے حیض رُوک لیا ہے اور طواف زیارت سے فارغ ہونے کے بعد اگر عادت کے ایام میں دوبارہ حیض آ گیا ہے تو یہ سمجھا جائیگا کہ اس نے حالتِ حیض میں طواف کیا ہے؛ لہٰذا جرمانہ میں اُونٹ یا گائے کی قربانی لازم ہوجائے گی؛ البتہ اگر پاک ہونے کے بعد اعادہ کر لے گی تو جرمانہ ساقط ہو جائے گا اور مناسک ملاعلی قاری میں ہے کہ اس طرح کرنا ایک قسم کی معصیت بھی ہے، اس لیے اعادہ کے ساتھ توبہ کرنا بھی لازم ہو جائے گا اور اگر اعادہ نہیں کیا تو بدنہ کے کفارہ کے ساتھ ساتھ توبہ بھی لازم ہوگی اور اگر دوا کے ذریعہ سے حیض اس طرح رُک گیا کہ طواف کے بعد عادت کا زمانہ ختم ہونے تک حیض آیا ہی نہیں تو ایسی صورت میں طواف بلا کراہت صحیح ہو جائے گا اور کوئی جرمانہ بھی لازم نہ ہوگا۔ (انوار مناسک، ۴۸۷)

باب الْاِشْتِرَاطِ فِي الْحَجِّ .

یہ باب ہے کہ حج میں شرط عائد کرنا

2764 - اَخْبَرَنَا هَارُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا حَبِيْبٌ عَنْ عَمْرِو بْنِ هَرِمٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ وَّعِكْرِمَةُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ ضُبَاعَةَ اَرَادَتِ الْحَجَّ فَاَمَرَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ تَشْتَرِطَ فَفَعَلَتْ عَنْ اَمْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: سیدہ ضباعہ رضی اللہ عنہا نے حج کرنے کا ارادہ کیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنہیں یہ ہدایت کی کہ وہ شرط عائد کر لیں؛ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے تحت اُنہوں نے ایسا ہی کیا۔

باب كَيْفَ يَقُوْلُ اِذَا اشْتَرَطَ .

یہ باب ہے کہ شرط عائد کرتے وقت آدمی کیا کہے؟

2765 - اَخْبَرَنِىْ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ يَعْقُوْبَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا ثَابِتُ بْنُ يَزِيْدَ الْاَحْوَلُ قَالَ حَدَّثَنَا هِلَالُ بْنُ خَبَّابٍ قَالَ سَاَلْتُ سَعِيْدَ بْنَ جُبَيْرٍ عَنِ الرَّجُلِ يَحُجُّ يَشْتَرِطُ قَالَ الشَّرْطُ بَيْنَ النَّاسِ فَحَدَّثْتُهُ حَدِيْثَهُ -

2764-اخرجه مسلم في الحج، باب جواز اشتراط المحرم التحلل بعذر المرض و نحوه (الحديث 107) . تحفة الاشراف (5595) .

2765-اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب الاشتراط في الحج (الحديث 1776) . و اخرجه الترمذي في الحج، باب ما جاء في الاشتراط في الحج (الحديث 941) . تحفة الاشراف (6232) .

يَعْنِىْ عِكْرِمَةَ - فَحَدَّثَنِىْ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ ضُبَاعَةَ بِنْتَ الزُّبَيْرِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اَتَتِ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّىْ اُرِيْدُ الْحَجَّ فَكَيْفَ اَقُوْلُ قَالَ "قُوْلِىْ لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ وَمَحِلِّى مِنَ الْاَرْضِ حَيْثُ تَحْبِسُنِىْ فَاِنَّ لَكِ عَلٰى رَبِّكِ مَا اسْتَثْنَيْتِ" .

☆☆ ہلال بن خباب بیان کرتے ہیں: میں نے سعید بن جبیر سے ایسے شخص کے بارے میں دریافت کیا جو حج کرتے ہوئے اُس میں شرط عائد کر لیتا ہے' تو اُنہوں نے فرمایا: شرط تو لوگوں کے درمیان ہوتی ہے' تو میں نے اُنہیں یہ حدیث سنائی یعنی وہ حدیث جو عکرمہ کے حوالے سے منقول ہے' حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: سیدہ ضباعہ بنت زبیر بن عبدالمطلب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں' اُنہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! میں حج کرنا چاہتی ہوں تو میں کیا کہوں (یعنی میں کیا نیت کروں)؟ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم یہ کہو:

''میں حاضر ہوں' اے اللہ! میں حاضر ہوں' اور میں راستے میں اُسی جگہ احرام کھول دوں گی جہاں سے تو مجھے روک دے گا''۔

(نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:) تم جو استثناء کرلوگی' اُس حوالے سے تمہیں اپنے پروردگار پر حق حاصل ہوگا۔

2766 - اَخْبَرَنِىْ عِمْرَانُ بْنُ يَزِيْدَ قَالَ اَنْبَاَنَا شُعَيْبٌ قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ اَنْبَاَنَا اَبُو الزُّبَيْرِ اَنَّهُ سَمِعَ طَاوُسًا وَّعِكْرِمَةَ يُخْبِرَانِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَائَتْ ضُبَاعَةُ بِنْتُ الزُّبَيْرِ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّىْ امْرَاَةٌ ثَقِيْلَةٌ وَّاِنِّىْ اُرِيْدُ الْحَجَّ فَكَيْفَ تَاْمُرُنِىْ اَنْ اُهِلَّ قَالَ "اَهِلِّىْ وَاشْتَرِطِىْ اِنَّ مَحِلِّىْ حَيْثُ حَبَسْتَنِىْ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: سیدہ ضباعہ بنت زبیر رضی اللہ عنہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں' اُنہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! میں بھاری بھرکم عورت ہوں (یا بیمار عورت ہوں) اور میں حج کرنا چاہتی ہوں' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے کیا ہدایت کرتے ہیں کہ میں کس طرح احرام باندھوں (یا کس طرح تلبیہ پڑھوں یا نیت کروں)؟ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم احرام باندھ لو (یعنی نیت کرلو) اور شرط عائد کرلو کہ جہاں میں آگے جانے کے قابل نہ رہی' وہاں احرام کھول دوں گی۔

2767 – اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَنْبَاَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِىِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَآئِشَةَ وَعَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى ضُبَاعَةَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّىْ شَاكِيَةٌ وَّاِنِّىْ اُرِيْدُ الْحَجَّ . فَقَالَ لَهَا النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "حُجِّىْ وَاشْتَرِطِىْ اِنَّ

2766-اخرجه مسلم في الحج، باب جواز اشتراط المحرم التحلل بعذر المرض و نحوه (الحديث 106) . و اخرجه ابن ماجه في المناسك، باب الشرط في الحج (الحديث 2938) . تحفة الاشراف (5754) .

2767-اخرجه مسلم في الحج، باب جواز اشتراط المحرم التحلل بعذر المرض و نحوه (الحديث 105) . تحفة الاشراف (16644 و 17245) .

مَحِلِّي حَيْثُ تَحْبِسُنِيْ" . قَالَ اِسْحَاقُ قُلْتُ لِعَبْدِ الرَّزَّاقِ كِلاَهُمَا عَنْ عَائِشَةَ هِشَامٌ وَّالزُّهْرِيُّ قَالَ نَعَمْ .

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ لَا اَعْلَمُ اَحَدًا اَسْنَدَ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنِ الزُّهْرِيِّ غَيْرَ مَعْمَرٍ وَّاللّٰهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰى اَعْلَمُ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ سیدہ ضباعہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے' اُنہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! میں بیمار ہوں اور میں حج کرنا چاہتی ہوں تو نبی اکرم ﷺ نے اُن سے فرمایا: تم حج کرو (یعنی اس کی نیت کرو) اور یہ شرط عائد کرو کہ جس جگہ تو نے مجھے آگے جانے کے قابل نہ رکھا تو میں احرام کھول دوں گی۔

اسحاق نامی راوی بیان کرتے ہیں: میں نے امام عبدالرزاق سے دریافت کیا: یہ دونوں صاحبان سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس روایت کو نقل کرتے ہیں' یعنی ہشام اور زہری؟ تو اُنہوں نے جواب دیا: جی ہاں!

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: میرے علم کے مطابق معمر کے علاوہ کسی اور راوی نے اس کی سند میں زہری کا تذکرہ نہیں کیا' باقی اللہ زیادہ بہتر جانتا ہے۔

باب مَا يَفْعَلُ مَنْ حُبِسَ عَنِ الْحَجِّ وَلَمْ يَكُنِ اشْتَرَطَ .

یہ باب ہے کہ جو شخص حج کے لیے آگے جانے کے قابل نہ رہے' وہ کیا کرے گا جبکہ اُس نے شرط عائد نہ کی ہو

2768 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ قَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ يُنْكِرُ الْاِشْتِرَاطَ فِي الْحَجِّ وَيَقُوْلُ اَلَيْسَ حَسْبُكُمْ سُنَّةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْ حُبِسَ اَحَدُكُمْ عَنِ الْحَجِّ طَافَ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ حَلَّ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ حَتّٰى يَحُجَّ عَامًا قَابِلًا وَّيُهْدِيْ وَيَصُوْمُ اِنْ لَّمْ يَجِدْ هَدْيًا .

☆☆ سالم بیان کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما حج میں شرط عائد کرنے کا انکار کرتے تھے' وہ یہ فرماتے تھے: کیا تمہارے لیے تمہارے نبی کی سنت کافی نہیں ہے' اگر کسی شخص کو حج کرنے سے روک دیا جائے تو وہ بیت اللہ کا طواف کرنے اور صفا و مروہ کی سعی کرنے کے بعد احرام کھول دے' یہاں تک کہ اگلے سال وہ پھر حج کرے' قربانی کا جانور ساتھ لے کر جائے اور اگر اُس کے ساتھ قربانی کا جانور نہیں ہے' تو وہ روزے رکھ لے۔

2769 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَنْبَاَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهُ كَانَ يُنْكِرُ الْاِشْتِرَاطَ فِي الْحَجِّ وَيَقُوْلُ مَا حَسْبُكُمْ سُنَّةُ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهُ لَمْ يَشْتَرِطْ فَاِنْ حَبَسَ اَحَدَكُمْ حَابِسٌ فَلْيَاْتِ الْبَيْتَ فَلْيَطُفْ بِهٖ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ لِيَحْلِقْ اَوْ يُقَصِّرْ ثُمَّ لِيُحْلِلْ وَعَلَيْهِ

2768-اخرجه البخاري في المحصر، باب الاحصار في الحج (الحديث 1810) . تحفة الاشراف (6997) .

2769-اخرجه البخاري في المحصر، باب الاحصار في الحج (الحديث 1810م) و الحديث عند: الترمذي في الحج، باب منه (الحديث 942) . تحفة الاشراف (6937) .

الْحَجُّ مِنْ قَابِلٍ .

★★ سالم اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: وہ حج میں شرط عائد کرنے کا انکار کرتے تھے اور یہ فرماتے تھے: تمہارے لیے تمہارے نبی کی سنت کافی نہیں ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو کوئی شرط نہیں عائد کی تھی اگر کوئی شخص تمہیں وہاں تک نہیں جانے دیتا (یا حج تک وہاں نہیں رہنے دیتا) تو وہ شخص بیت اللہ کا طواف کرے گا' پھر صفا مروہ کی سعی کرے گا' پھر سر منڈوالے گا یا بال چھوٹے کروالے گا اور پھر احرام کھول دے گا اور اگلے سال اُس پر حج کرنا لازم ہوگا۔

باب اِشْعَارِ الْهَدْيِ .

یہ باب ہدی پر نشان لگانے کے بیان میں ہے

افضل قربانی کے بارے میں مذاہب اربعہ کا بیان

جن جانوروں کی قربانی کا ذکر نص میں ملتا ہے ان میں اونٹ، گائے، بھیڑ بکری شامل ہیں، اور علماء کرام کا کہنا ہے کہ سب سے افضل قربانی اونٹ کی ہے، اس کے بعد گائے، اور اس کے بعد بکری کی، اور اس کے بعد اونٹ یا گائے کی قربانی میں حصہ ڈالنا، اس کی دلیل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جمعہ کے بارہ میں مندرجہ ذیل فرمان ہے: (جو کوئی اول وقت میں جائے گویا کہ اس نے اونٹ کی قربانی کی۔

حضرت امام ابوحنیفہ، امام شافعی، اور امام احمد رحمہم اللہ تعالیٰ نے بھی یہی کہا ہے، تو اس طرح بکرا و دنبہ، مینڈھے کی قربانی اونٹ یا گائے میں حصہ ڈالنے سے افضل ہے، اور امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں: مینڈھے کی قربانی افضل ہے اور اس کے بعد گائے اور اس کے بعد اونٹ کی قربانی افضل ہے، کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مینڈھے ذبح کیے تھے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم افضل کام ہی کرتے تھے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کی خیر خواہی کرتے ہوئے اولی اختیار کرتے تھے اور امت کو مشقت میں ڈالنا پسند نہیں فرماتے تھے۔ گائے اور اونٹ کے سات حصے ہوتے ہیں لھذا مندرجہ ذیل حدیث کی بنا پر اس میں سات اشخاص شریک ہوسکتے ہیں:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ: ہم نے حدیبیہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سات آدمیوں کی جانب سے اونٹ اور سات ہی کی جانب سے گائے ذبح کی تھی۔

اور ایک روایت کے الفاظ ہیں: ہمیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ہم اونٹ اور گائے میں سات سات افراد شریک ہو جائیں۔ اور ایک روایت کے الفاظ ہیں: تو گائے سات اشخاص کی جانب سے ذبح کی جاتی تھی اور ہم اس میں شریک ہوتے۔ (صحیح مسلم، کتاب الاضحیہ)

گائے اونٹ کی قربانی کی فضیلت میں مذاہب اربعہ کا بیان

علامہ ابن قدامہ مقدسی حنبلی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ قربانی میں سب سے افضل اونٹ اور پھر گائے اور پھر بکرا اور پھر اونٹ یا

گائے میں حصہ ڈالنا ہے، امام شافعی اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول یہی ہے، کیونکہ جمعہ کے متعلق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: "جو شخص نماز جمعہ کے لیے پہلے وقت گیا گویا کہ اس نے اونٹ کی قربانی کی، اور جو شخص دوسرے وقت میں گیا گویا کہ اس نے گائے کی قربانی کی، اور جو شخص تیسرے وقت گیا گویا کہ اس نے سینگوں والا مینڈھا قربان کیا، اور جو شخص چوتھے وقت گیا گویا کہ اس نے مرغی قربان کی، اور جو شخص پانچویں وقت گیا گویا کہ اس نے انڈے کی قربانی کی۔ صحیح بخاری رقم الحدیث، (881) صحیح مسلم رقم الحدیث، (850) وقت سے مراد گھڑی ہے۔

اور اس لیے بھی کہ جانور ذبح کرنے میں اللہ کا قرب حاصل کیا جاتا ہے اس لیے ھدی کی طرح سب افضل اونٹ کی قربانی ہوگی۔ اور اونٹ یا گائے میں حصہ ڈالنے سے بکرے کی قربانی کرنا اس لیے افضل ہے کہ قربانی کرنے کا مقصد خون بہانا ہے، اور ایک بکرے کا ایک شخص کی جانب سے خون بہانا سات افراد کی جانب سے ایک خون بہانے سے افضل ہے، اور پھر مینڈھا قربانی کرنا بکرے سے افضل ہے، کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ نے خود بھی مینڈھا ذبح کیا ہے اور اس کا گوشت بھی اچھا ہوتا ہے۔ (المغنی ابن قدامہ (13 / 1366)

مینڈھے یا گائے کی قربانی کی فضیلت میں مذاہب اربعہ؟

قربانی میں افضل اونٹ ہے، اور پھر گائے، اور پھر بکرا اور پھر اونٹ یا گائے میں حصہ ڈالنا افضل ہے؛ کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جمعہ کے متعلق فرمان ہے: "جو شخص پہلی گھڑی میں گیا گویا کہ اس نے اونٹ قربان کیا

وجہ دلالت یہ ہے کہ: اونٹ گائے، اور بکری اللہ کا قرب حاصل کرنے کے لیے قربان کرنے میں تفاضل یعنی فرق پایا جاتا ہے، اور بلاشک وشبہ قربانی سب سے بہتر چیز ہے جس سے اللہ کا قرب حاصل کیا جاتا ہے، اور اس لیے بھی کہ اونٹ کی قیمت بھی زیادہ ہے اور گوشت اور نفع بھی زیادہ ہے آئمہ ثلاثہ امام ابوحنیفہ، امام شافعی، اور امام احمد رحمہم اللہ کا قول یہی ہے۔

اور امام مالک رحمہ اللہ کا کہنا ہے کہ: بھیڑ میں سے جذعہ افضل ہے اور پھر گائے، پھر اونٹ افضل ہے، کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مینڈھے ذبح کیے تھے، اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم وہی کام کرتے ہیں جو سب سے افضل اور بہتر ہو۔

اس کا جواب یہ ہے کہ: بعض اوقات رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت پر نرمی اور شفقت کرتے ہوئے غیر اولی اور افضل چیز اختیار کرتے ہیں؛ کیونکہ امت نے ان کی پیروی واطاعت کرنا ہوتی ہے، اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان پر مشقت کرنا پسند نہیں فرماتے، اور اونٹ کی گائے پر فضیلت بیان بھی فرمائی جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے۔

قربانی کے جانوروں کے گلے میں ہار ڈالنے کا بیان

2770 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ ثَوْرٍ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَاَنْبَاَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ وَمَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ قَالَا خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَمَنَ الْحُدَيْبِيَةِ فِيْ بِضْعَ عَشْرَةَ مِائَةٍ

مِنْ اَصْحَابِهٖ حَتّٰی اِذَا كَانُوْا بِذِی الْحُلَيْفَةِ قَلَّدَ الْهَدْیَ وَاَشْعَرَ وَاَحْرَمَ بِالْعُمْرَةِ . مُخْتَصَرٌ .

☆☆ حضرت مسور بن مخرمہ اور مروان بن حکم بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ حدیبیہ کے موقع پر جب تشریف لے گئے تو آپ کے ساتھ ایک ہزار سے زیادہ اصحاب تھے جب یہ ذوالحلیفہ پہنچے تو نبی اکرم ﷺ نے قربانی کے جانور کے گلے میں ہار ڈالا اُس کو نشان لگایا آپ ﷺ نے عمرے کا احرام باندھا۔

(امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں:) یہ روایت مختصر ہے۔

2771 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِیٍّ قَالَ اَنْبَاَنَا وَكِيْعٌ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَفْلَحُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَشْعَرَ بُدْنَهٗ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے اپنے قربانی کے اونٹوں پر نشان لگایا تھا۔

اشعار اور تقلید کا بیان

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (سفر حج میں) ذوالحلیفہ پہنچ کر ظہر کی نماز پڑھی اور پھر اپنی اونٹنی کو (جو قربانی کے لئے تھی) طلب فرمایا اور اس کی کوہان کے داہنے پہلو کو زخمی کیا اور اس کے خون کو پونچھ کر اس کے گلے میں دو جوتیوں کا ہار ڈال دیا اور اس کے بعد اپنی (سواری کی) اونٹنی پر (کہ جس کا نام قصواء تھا) سوار ہوئے اور جب مقام بیداء میں اونٹنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کھڑی ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لبیک کہی۔

(مسلم، مشکوۃ المصابیح، جلد دوم، رقم الحدیث، 1174)

پہلے یہ سمجھ لیجئے کہ اشعار اور تقلید کسے کہتے ہیں؟ حج میں ہدی کا جو جانور ساتھ لے جایا جاتا ہے اس کے پہلو کو زخم آلود کر دیتے ہیں جسے اشعار کہا جاتا ہے نیز اس جانور کے گلے میں جوتے یا ہڈی وغیرہ کا ہار ڈال دیتے ہیں جسے تقلید کہا جاتا ہے اور ان دونوں کا مقصد اس امر کی علامت کر دینا ہوتا ہے کہ یہ ہدی کا جانور ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب حج کے لئے چلے اور ذوالحلیفہ کو جو اہل مدینہ کا میقات ہے پہنچے تو نماز پڑھنے کے بعد اس اونٹنی کو طلب فرمایا جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم بطور ہدی اپنے ساتھ لے چلے تھے، پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی کوہان کے داہنے پہلو میں نیزہ مارا جب اس سے خون بہنے لگا تو اسے

2770-اخرجه البخاري في الحج، باب من اشعر و قلد بذي الحليفة ثم احرم (الحديث 1694 و 1695)، و في الشروط، باب الشروط في الجهاد و المصالحة مع اهل الحرب و كتابة الشروط (الحديث 2731 و 2732) مطولاً، و في المغازي، باب غزوة الحديبية (الحديث 4157 و 4158 و 4178 و 4179) و اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب في الاشعار (الحديث 1754)، و في الجهاد، باب في صلح العدو (الحديث 2765) مطولاً . و الحديث عند : البخاري في المحصر، باب النحر قبل الحلق في الحصر (الحديث 1811) . و ابي داؤد في السنة، باب في الخلفاء (الحديث 4655) . تحفة الاشراف (11250 و 11270) .

2771-اخرجه البخاري في الحج، باب من اشعر و قلد بذي الحليفة ثم احرم (الحديث 1696) بنحوه مطولاً، وباب اشعار البدن (الحديث 1699) بنحوه مطولاً . و اخرجه مسلم في الحج، باب نحر البدن قياماً مقيدة (الحديث 362) بنحوه مطولاً و اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب من بعث بهديه و اقام (الحديث 1757) بنحوه مطولاً و اخرجه النسائي في مناسك الحج، تقليد الابل (الحديث 2782) بنحوه مطولاً . و اخرجه ابن ماجه في المناسك، باب اشعار البدن (الحديث 3098) مطولاً . تحفة الاشراف (17433) .

پونچھ دیا اور پھر اس کے گلے میں دو جوتیوں کا ہار ڈال دیا اس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ علامت مقرر فرما دی کہ یہ ہدی کا جانور ہے تاکہ لوگ جب اس نشانی و علامت کے ذریعہ یہ جانیں کہ یہ ہدی ہے تو اس سے کوئی تعارض نہ کریں اور قزاق وغیرہ اسے غائب نہ کریں۔

اور اگر یہ جانور راستہ بھٹک جائے تو لوگ اسے اس کی جگہ پہنچا دیں۔ ایام جاہلیت میں لوگوں کا یہ شیوہ تھا کہ جس جانور پر ایسی کوئی علامت نہ دیکھتے اسے ہڑپ کر جاتے تھے اور جس جانور پر یہ علامت ہوتی تھی اسے چھوڑ دیتے تھے، چنانچہ شارع اسلام نے بھی اس طریقہ کو مذکورہ بالا مقصد کے تحت جائز رکھا۔ اب اس فقہی مسئلہ کی طرف آیئے، جمہور ائمہ اس بات پر متفق ہیں کہ اشعار یعنی جانور کو اس طرح زخمی کرنا سنت ہے لیکن غنم یعنی بکری، دنبہ اور بھیڑ میں اشعار کو ترک کر دینا چاہئے کیونکہ یہ جانور بہت کمزور ہوتے ہیں ان جانوروں کے لئے صرف تقلید یعنی گلے میں ہار ڈال دینا کافی ہے۔
حضرت امام ابوحنیفہ کے نزدیک تقلید تو مستحب ہے لیکن اشعار مطلقاً مکروہ ہے خواہ بکری و چھترہ ہو یا اونٹ وغیرہ علماء حضرت امام اعظم کی اس بات کی تاویل یہ کرتے ہیں کہ حضرت امام اعظم مطلق طور پر اشعار کی کراہت کے قائل نہیں تھے بلکہ انہوں نے صرف اپنے زمانے کے لئے اشعار کو مکروہ قرار دیا تھا کیونکہ اس وقت لوگ اس مقصد کے لئے ہدی کو بہت زیادہ زخمی کر دیتے تھے جس سے زخم کے سرایت کر جانے کا خوف ہوتا تھا۔ اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز ذوالحلیفہ کی مسجد میں پڑھی جب کہ باب صلوٰۃ السفر کی پہلی حدیث میں جو بخاری و مسلم نے روایت کی ہے بات واضح طور پر ثابت ہو چکی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز تو مدینہ ہی میں پڑھ لی تھی اور عصر کی نماز ذوالحلیفہ میں پڑھی۔

لہٰذا ان دونوں روایتوں کے تضاد کو یوں دور کیا جائے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز تو مدینہ ہی میں پڑھی تھی مگر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے چونکہ مدینہ میں ظہر کی نماز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نہیں پڑھی ہو گی اس لئے جب انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ذوالحلیفہ میں نماز پڑھتے دیکھا تو یہ گمان کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہاں ظہر کی نماز پڑھ رہے ہیں اسی لئے انہوں نے یہاں یہ بیان کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز ذوالحلیفہ میں پڑھی۔ اھل بالحج (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کے لئے لبیک کہی) سے یہ نہ سمجھئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے واقعۃً صرف حج ہی کے لئے لبیک کہی بلکہ یہ مفہوم مراد لیجئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج اور عمرہ دونوں کے لئے لبیک کہی۔

کیونکہ صحیحین میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول اس روایت نے اس بات کو بالکل واضح کر دیا ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حج اور عمرہ کے لئے لبیک کہتے سنا ہے۔ چنانچہ اس موقع پر راوی نے یا تو عمرہ کا ذکر اس لئے نہیں کیا کہ اصل چونکہ حج ہی ہے اس لئے صرف اسی کے ذکر پر اکتفاء کیا یا یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب دونوں کے لئے لبیک کہی تو راوی نے صرف حج کو سنا عمرہ کا ذکر نہیں سنا۔

باب اَیُّ الشِّقَّیْنِ یُشْعِرُ .

یہ باب ہے کہ کون سے پہلو پر نشان لگایا جائے گا؟

2772 – اَخْبَرَنَا مُجَاهِدُ بْنُ مُوْسٰى عَنْ هُشَيْمٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِىْ حَسَّانَ الْاَعْرَجِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَشْعَرَ بُدْنَهُ مِنَ الْجَانِبِ الْاَيْمَنِ وَسَلَتَ الدَّمَ عَنْهَا وَاَشْعَرَهَا .

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قربانی کے اونٹوں کے دائیں طرف نشان لگایا تھا' آپ نے اُن کا خون پونچھ لیا تھا' اور نشان لگا دیا تھا۔

باب سَلْتِ الدَّمِ عَنِ الْبُدْنِ .

یہ باب ہے قربانی کے اونٹوں سے خون صاف کرنا

2773 – اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِىْ حَسَّانَ الْاَعْرَجِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا كَانَ بِذِى الْحُلَيْفَةِ اَمَرَ بِبَدَنَتِهِ فَاُشْعِرَ فِىْ سَنَامِهَا مِنَ الشِّقِّ الْاَيْمَنِ ثُمَّ سَلَتَ عَنْهَا وَقَلَّدَهَا نَعْلَيْنِ فَلَمَّا اسْتَوَتْ بِهِ عَلَى الْبَيْدَاءِ اَهَلَّ .

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ذوالحلیفہ پہنچے تو آپ کے حکم کے تحت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قربانی کے اونٹوں کی کوہان کے دائیں طرف اشعار کیا گیا' پھر اُن کے خون کو پونچھ دیا گیا اور اُسے دو جوتے ہار کے طور پر پہنائے گئے' جب بیداء میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری کھڑی ہوگئی تو آپ نے تلبیہ پڑھا۔

باب فَتْلِ الْقَلَائِدِ .

یہ باب گلے میں ہار ڈالنے کے بیان میں ہے

2774 – اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ وَعَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُهْدِىْ مِنَ الْمَدِيْنَةِ فَاَفْتِلُ قَلَائِدَ هَدْيِهِ ثُمَّ لَا يَجْتَنِبُ شَيْئًا مِمَّا

2772-اخرجه مسلم في الحج، باب تقليد الهدي، و اشعاره عند الاحرام (الحديث 205) مطولاً . و اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب في الاشعار (الحديث 1752 و 1753) مطولاً . و اخرجه الترمذي في الحج، باب ما جاء في اشعار البدن (الحديث 906) و اخرجه النسائي في مناسك الحج، باب سلت الدم عن البدن (الحديث 2773) مطولاً، و تقليد الهدي (الحديث 2781) مطولاً، و تقليد الهدي نعلين (الحديث 2790) و اخرجه ابن ماجه في المناسك، باب اشعار البدن (الحديث 3097) . تحفة الاشراف (6459) .

2773-تقدم (الحديث 2772) .

2774-اخرجه البخاري في الحج، باب فتل القلائد للبدن و البقر (الحديث 1698) و اخرجه مسلم في الحج، باب استحباب بعث الهدي الى الحرم لمن لا يريد الذهاب بنفسه، و استحباب تقليده و فتل القلائد و ان باعثه لا يصير محرمًا ولا يحرم عليه شيء بذلك (الحديث 359) . و اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب من بعث بهديه و اقام (الحديث 1758) . و اخرجه ابن ماجه في المناسك، باب تقليد البدن (الحديث 3094) . تحفة الاشراف (16582 و 17923) .

يَجْتَنِبُهُ الْمُحْرِمُ ۔

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ سے قربانی کے جانور روانہ کیے تھے میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قربانی کے جانوروں کے لیے خود ہار بنائے تھے پھر اُس کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی کسی چیز سے اجتناب نہیں کیا تھا جس سے محرم شخص اجتناب کرتا ہے۔

2775 - اَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزَّعْفَرَانِيُّ قَالَ اَنْبَاَنَا يَزِيْدُ قَالَ اَنْبَاَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ اَفْتِلُ قَلَائِدَ هَدْيِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَبْعَثُ بِهَا ثُمَّ يَاْتِيْ مَا يَاْتِي الْحَلَالُ قَبْلَ اَنْ يَّبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهُ ۔

☆☆ عبدالرحمٰن بن قاسم اپنے والد کے حوالے سے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قربانی کے جانوروں کے ہار تیار کیے تھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن جانوروں کو بھجوا دیا تھا' پھر آپ وہ تمام کام سرانجام دیتے رہے جو حالت احرام کے بغیر والا شخص سرانجام دیتا ہے' یعنی اُس قربانی کے اُس کی مخصوص جگہ تک پہنچنے سے پہلے (آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا کرتے رہے)۔

2776 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنَا عَامِرٌ عَنْ مَّسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اِنْ كُنْتُ لَاَفْتِلُ قَلَائِدَ هَدْيِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ يُقِيْمُ وَلَا يُحْرِمُ ۔

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قربانی کے جانوروں کے لیے ہار بنائے تھے پھر آپ مقیم رہے تھے (یعنی خود حج یا عمرے کے لیے تشریف نہیں لے گئے تھے) اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام کی حالت اختیار نہیں کی تھی۔

2777 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الضَّعِيْفُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ اَفْتِلُ الْقَلَائِدَ لِهَدْيِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُقَلِّدُ هَدْيَهُ ثُمَّ يَبْعَثُ بِهَا ثُمَّ يُقِيْمُ لَا يَجْتَنِبُ شَيْئًا مِّمَّا يَجْتَنِبُهُ الْمُحْرِمُ ۔

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قربانی کے جانوروں کے لیے ہار بنائے تھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ ہار اپنے جانوروں کی گردن میں ڈالے تھے اور پھر آپ نے اُنہیں بھجوا دیا تھا' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم مقیم رہے

2775-انفرد به النسائي ۔ تحفة الاشراف (17530) ۔

2776-اخرجه البخاري في الحج، باب تقليد الغنم (الحديث 1704) بنحوه ۔ و اخرجه مسلم في الحج ، باب استحباب بعث الهدي الى الحرم لمن لا يريد الذهاب بنفسه ، و استحباب تقليده و فتل القلائد، و ان باعثه لا يصير محرمًا و لا يحرم عليه شيء بذلك (الحديث 370) بنحوه ۔ تحفة الاشراف (17616) ۔

2777-اخرجه البخاري في الحج، باب تقليد الغنم (الحديث 1702) بنحوه ۔ و اخرجه مسلم في الحج، باب استحباب بعث الهدي الى الحرم لمن يريد الذهاب بنفسه و استحباب تقليده و فتل القلائد و ان باعثه لا يصير محرمًا ولا يحرم عليه شيء بذلك (الحديث 366) ۔ و اخرجه ابن ماجه في المناسك، باب تقليد البدن (الحديث 3095) ۔ تحفة الاشراف (15947) ۔

تھے (یعنی خود تشریف نہیں لے گئے تھے) لیکن آپ ﷺ نے ایسی کسی چیز سے اجتناب نہیں کیا تھا جس سے محرم شخص اجتناب کرتا ہے۔

2778 - اَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزَّعْفَرَانِيُّ عَنْ عَبِيْدَةَ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَقَدْ رَاَيْتُنِيْ اَفْتِلُ قَلَائِدَ الْغَنَمِ لِهَدْيِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ يَمْكُثُ حَلَالًا.

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ مجھے اپنے بارے میں یہ بات اچھی طرح یاد ہے کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کے قربانی کے جانوروں کے لیے ہار بنائے تھے' پھر نبی اکرم ﷺ حالت احرام کے بغیر رہے تھے (یعنی آپ ﷺ نے اپنے اوپر احرام والی پابندیاں عائد نہیں کی تھیں)۔

بدنہ کو اشعار کرنے یا نہ کرنے میں اختلاف کا بیان

امام قدوری نے کہا ہے کہ صاحبین کے نزدیک وہ بدنہ کو اشعار کرے گا جبکہ حضرت امام اعظم علیہ الرحمہ کے نزدیک بدنہ کو اشعار کرنا مکروہ ہے۔ اشعار کا لغوی معنی یہ ہے کہ زخم لگا کر خون نکالنا ہے۔ اور اشعار کا طریقہ یہ ہے کہ بدنہ کی کوہان کو پھاڑے اس طرح کہ اس کے نیچے والی جانب پر نیزہ مارے۔

متاخرین فقہاء نے کہا ہے زیادہ مشابہ بائیں کوہان ہے۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ نے بطور ارادہ بائیں جانب نیزہ مارا تھا۔ اور دائیں جانب اتفاقی طور پر نیزہ مارا تھا۔ اور اس کو کوہان کے خون سے آلودہ کرے تا کہ ہدی کے جانور کی خبر ہو جائے۔ ایسا عمل امام اعظم علیہ الرحمہ کے نزدیک مکروہ ہے جبکہ صاحبین کے نزدیک اچھا ہے۔

حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ کے نزدیک اس طرح کرنا سنت ہے۔ کیونکہ اشعار کی روایت نبی کریم ﷺ سے اور خلفاء راشدین سے بیان کی گئی ہے۔

صاحبین نے دلیل یہ دی ہے کہ تقلید کا مقصد یہ ہے کہ جب ہدی کا جانور پانی یا گھاس پر جائے تو اس کو ہٹایا نہ جائے یا جس وقت وہ گم ہو جائے تو اسے واپس کر دیا جائے۔ اور معنی اشعار سے مکمل ہوتا ہے لہٰذا وہ لازم کر دیا گیا ہے۔ اور اسی وجہ سے سنت ہو گیا مگر جب یہ مثلہ ہونے کی طرف سے معارض ہو گیا تو پھر ہم اس کے مستحسن ہونے کے قائل ہو گئے۔ حضرت امام اعظم علیہ الرحمہ کی دلیل یہ ہے کہ یہ مثلہ ہے اور اس سے منع کیا گیا ہے۔ کیونکہ جب تعارض واقع ہو تو حرام کو ترجیح دی جاتی ہے۔ اور نبی کریم ﷺ کا اشعار ہدی کی حفاظت کے لئے تھا۔ کیونکہ مشرکین سوائے اشعار کے ہدی سے معارضہ کرنے سے نہیں رکتے تھے۔ یہ بھی کہا گیا ہے امام اعظم علیہ الرحمہ نے اپنے دور کے لئے اشعار کو مکروہ کہا ہے کیونکہ وہ لوگ اشعار میں حد سے زیادہ بڑھ جاتے تھے۔ اور اس سے سرایت کا خوف تھا۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اشعار کو تقلید پر ترجیح دینا مکروہ ہے۔

(ہدایہ اولین، کتاب الحج، لاہور)

2778-اخرجه البخاري في الحج، باب تقليد الغنم (الحديث 1703) بنحوه . و اخرجه مسلم في الحج، باب استحباب بعث الهدي الى الحرم لمن يريد الذهاب بنفسه و استحباب تقليده و فتل القلائد و ان باعثه لا يصير محرمًا ولا يحرم عليه شيء بذلك (الحديث 365) . و اخرجه الترمذي في الحج، باب ما جاء في تقليد الغنم (الحديث 908) بنحوه . واخرجه النسائي في مناسك الحج، تقليد الغنم (الحديث 2784 و 2788) . و هل يوجب تقليد الهدي احرامًا (الحديث 2796) . تحفة الاشراف (15985) .

باب مَا يُفْتَلُ مِنْهُ الْقَلَائِدُ .

یہ باب ہے کہ کس چیز کے ذریعے ہار بنائے جائیں گے؟

2779 - اَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزَّعْفَرَانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ - يَعْنِيْ ابْنَ حَسَنٍ - عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ قَالَتْ اَنَا فَتَلْتُ تِلْكَ الْقَلَائِدَ مِنْ عِهْنٍ كَانَ عِنْدَنَا ثُمَّ اَصْبَحَ فِيْنَا فَيَأْتِيْ مَا يَأْتِي الْحَلَالُ مِنْ اَهْلِهِ وَمَا يَأْتِي الرَّجُلُ مِنْ اَهْلِهِ .

☆☆ اُم المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے اپنے پاس موجوداُون کے ذریعے وہ ہار بنائے تھے' پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس موجود رہے اور آپ وہ تمام کام سرانجام دیتے رہے جو حالت احرام کے بغیر شخص اپنی بیوی کے ساتھ سرانجام دے سکتا ہے اور جو آدمی اپنی بیوی کے ساتھ کرتا ہے۔

باب تَقْلِيْدِ الْهَدْيِ

یہ باب قربانی کے جانور کے گلے میں ہار ڈالنے کے بیان میں ہے

2780 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ الْقَاسِمِ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ حَفْصَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهَا قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا شَاْنُ النَّاسِ قَدْ حَلُّوْا بِعُمْرَةٍ وَّلَمْ تَحِلَّ اَنْتَ مِنْ عُمْرَتِكَ قَالَ "اِنِّيْ لَبَّدْتُ رَاْسِيْ وَقَلَّدْتُ هَدْيِيْ فَلَا اَحِلُّ حَتّٰى اَنْحَرَ" .

☆☆ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ اُنہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! کیا وجہ ہے کہ لوگوں نے تو عمرہ کر کے احرام کھول دیا ہے اور آپ نے احرام نہیں کھولا' حالانکہ آپ نے بھی عمرہ کرلیا ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے اپنے بالوں کی تلبید کی ہے اور میں نے اپنے قربانی کے جانوروں کے گلے میں ہار ڈال دیئے ہیں' اس لیے میں جب تک قربانی نہیں کرتا' اُس وقت تک احرام نہیں کھولوں گا۔

2781 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاذٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِيْ حَسَّانَ الْاَعْرَجِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا اَتٰى ذَا الْحُلَيْفَةِ اَشْعَرَ الْهَدْيَ فِيْ جَانِبِ السَّنَامِ الْاَيْمَنِ ثُمَّ

2779-اخرجه البخاري في الحج، باب القلائد من العهن (الحديث 1705) مختصراً . و اخرجه مسلم في الحج، باب استحباب بعث الهدي الى الحرم لمن لا يريد الذهاب بنفسه و استحباب تقليده و فتل القلائد و ان باعثه لا يصير محرمًا و لا يحرم عليه شيء بذلك (الحديث 364) . و اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب من بعث بهديه و اقام (الحديث 1759) . تحفة الاشراف (17466) .

2780-تقدم (الحديث 2681) .

2781-اخرجه مسلم في الحج، باب تقليد الهدي و اشعاره عند الاحرام (الحديث 205) واخرجه ابو داؤد في المناسك، باب في الاشعار (الحديث 1752 و 1753) و اخرجه الترمذي في الحج، باب ما جاء في اشعار البدن (الحديث 906) . و اخرجه النسائي في مناسك الحج، باب سلت الدم عن البدن (الحديث 2773)، تقليد الهدي نعلين (الحديث 2790) . و اخرجه ابن ماجه في المناسك، باب اشعار البدن (الحديث 3097) . و الحديث عند : النسائي في مناسك الحج، اي الشقين يشعر (الحديث 2772) . تحفة الاشراف (6459) .

اَمَاطَ عَنْهُ الدَّمَ وَقَلَّدَهُ نَعْلَيْنِ ثُمَّ رَكِبَ نَاقَتَهُ فَلَمَّا اسْتَوَتْ بِهِ الْبَيْدَاءَ لَبّٰى وَاَحْرَمَ عِنْدَ الظُّهْرِ وَاَهَلَّ بِالْحَجِّ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب ذوالحلیفہ تشریف لائے تو آپ نے اپنے قربانی کے جانور کی کوہان کے دائیں طرف نشان لگایا' پھر آپ نے اُس کے خون کو پونچھ دیا اور اُس کی گردن میں دو جوتے (ہار کے طور پر) ڈال دیئے' پھر آپ اپنی سواری پر سوار ہوئے' جب آپ کی اونٹنی بیداء میں کھڑی ہوئی تو آپ نے تلبیہ پڑھنا شروع کیا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کے وقت تلبیہ پڑھنے کا آغاز کیا تھا' اور آپ نے حج کا تلبیہ پڑھا تھا۔

باب تَقْلِيْدِ الْاِبِلِ .

یہ باب اونٹوں کی گردن میں ہار ڈالنے کے بیان میں ہے

2722 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا قَاسِمٌ - وَهُوَ ابْنُ يَزِيْدَ - قَالَ حَدَّثَنَا اَفْلَحُ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ فَتَلْتُ قَلَآئِدَ بُدْنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدَىَّ ثُمَّ قَلَّدَهَا وَاَشْعَرَهَا وَوَجَّهَهَا اِلَى الْبَيْتِ وَبَعَثَ بِهَا وَاَقَامَ فَمَا حَرُمَ عَلَيْهِ شَىْءٌ كَانَ لَهٗ حَلَالًا .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قربانی کے جانوروں کے لیے اپنے ہاتھوں کے ذریعے ہار بنائے تھے' پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ ہار اُنہیں پہنائے تھے اُن پر نشان لگایا تھا' اور اُن کا رُخ بیت اللہ کی طرف کیا تھا' اور اُنہیں وہاں بھجوا دیا تھا' پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (مدینہ منورہ) میں مقیم رہے اور آپ پر کوئی ایسی چیز حرام نہیں ہوئی جو آپ کے لیے حلال تھی (یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر حالت احرام کے احکام لاگو نہیں ہوئے)۔

2783 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ فَتَلْتُ قَلَآئِدَ بُدْنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ لَمْ يُحْرِمْ وَلَمْ يَتْرُكْ شَيْئًا مِّنَ الثِّيَابِ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قربانی کے جانوروں کے لیے ہار بنائے تھے پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حالت احرام میں شمار نہیں ہوئے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کپڑوں میں سے کوئی چیز ترک نہیں کی تھی (یعنی سلے ہوئے کپڑے پہنے تھے)۔

2782-اخرجه البخاري في الحج، باب من اشعر و قلد بذي الحليفة ثم احرم (الحديث 1696)، و باب اشعار البدن (الحديث 1699). و اخرجه مسلم في الحج، باب استحباب بعث الهدي الى الحرم لمن لا يريد الذهاب بنفسه و استحباب تقليده و فتل القلائد و ان باعثه لا يصير محرمًا و لا يحرم عليه شيء بذلك (الحديث 362) . و اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب من بعث بهديه و اقام (الحديث 1757). و اخرجه ابن ماجه في المناسك، باب اشعار البدن (الحديث 3098) و الحديث عند: النسائي في مناسك الحج، اشعار الهدي (الحديث 2/71)، تحفة الاشراف (17433) .

2783-اخرجه الترمذي في الحج، باب ما جاء في تقليد الهدي للمقيم (الحديث 908) . تحفة الاشراف (17513) .

باب تَقْلِيْدِ الْغَنَمِ .

یہ باب بکریوں کی گردن میں ہار ڈالنے کے بیان میں ہے

2784 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُوْرٍ قَالَ سَمِعْتُ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ اَفْتِلُ قَلَآئِدَ هَدْيِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَنَمًا .

★★ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قربانی کی بکریوں کے لیے خود ہار بنائے تھے۔

2785 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَآئِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُهْدِى الْغَنَمَ .

★★ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بکریوں کو قربانی کے لیے بھیجا تھا۔

2786 - اَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ اَبِىْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَآئِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَهْدٰى مَرَّةً غَنَمًا وَّقَلَّدَهَا .

★★ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کے لیے بکریوں کو بھجوایا تھا' اور اُن کے گلے میں ہار ڈالے تھے۔

2787 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ اَفْتِلُ قَلَآئِدَ هَدْيِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَنَمًا ثُمَّ لَا يُحْرِمُ .

★★ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قربانی کے جانوروں یعنی بکریوں کے لیے خود ہار بنائے تھے' پھر اُس کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حالت احرام میں شمار نہیں ہوئے تھے۔

2788 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ اَفْتِلُ قَلَآئِدَ هَدْيِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَنَمًا ثُمَّ لَا يُحْرِمُ .

★★ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قربانی کی بکریوں کے لیے ہار بنائے تھے'

2784-تقدم (الحديث 2778) .

2785-اخرجه البخاري في الحج، باب تقليد الغنم (الحديث 1701) . و اخرجه مسلم في الحج، باب استحباب بعث الهدي الى الحرم لمن لا يريد الذهاب بنفسه و استحباب تقليده و فتل القلائد و ان باعثه لا يصير محرمًا ولا يحرم عليه شيء بذلك (الحديث 367) . و اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب في الاشعار (الحديث 1755) . و اخرجه النسائي في مناسك الحج، تقليد الغنم (الحديث 2786 و 2787) . و اخرجه ابن ماجه في المناسك، باب تقليد الغنم (الحديث 3096) . تحفة الاشراف (15944) .

2786-تقدم (الحديث 2785) .

2787-تقدم (الحديث 2785) .

2788-تقدم (الحديث 2778) .

پھر نبی اکرم ﷺ حالتِ احرام میں شمار نہیں ہوئے تھے۔

2789 – اَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عِيسٰى - ثِقَةٌ - قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنِي اَبِي عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُحَادَةَ ح وَاَنْبَاَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ بْنِ عَبْدِ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنِي اَبُو مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ اَنْبَاَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جُحَادَةَ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ اِبْرَاهِيمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنَّا نُقَلِّدُ الشَّاءَ فَيُرْسِلُ بِهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَلَالًا لَمْ يُحْرِمْ مِنْ شَيْءٍ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہم لوگ بھیڑ بکریوں کے لیے ہار بنایا کرتے تھے پھر نبی اکرم ﷺ انہیں (مکہ مکرمہ) بھجوا دیتے تھے لیکن آپ حالتِ احرام کے بغیر رہتے تھے آپ ﷺ کسی بھی چیز کو حرام قرار نہیں دیتے تھے (یعنی آپ پر حالتِ احرام کا کوئی حکم لاگو نہیں ہوتا تھا)۔

باب تَقْلِيدِ الْهَدْيِ نَعْلَيْنِ .

یہ باب قربانی کے جانور کے گلے میں جوتوں کا ہار ڈالنے میں ہے

2790 – اَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ الدَّسْتَوَائِيُّ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِي حَسَّانَ الْاَعْرَجِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا اَتٰى ذَا الْحُلَيْفَةِ اَشْعَرَ الْهَدْيَ مِنْ جَانِبِ السَّنَامِ الْاَيْمَنِ ثُمَّ اَمَاطَ عَنْهُ الدَّمَ ثُمَّ قَلَّدَهُ نَعْلَيْنِ ثُمَّ رَكِبَ نَاقَتَهُ فَلَمَّا اسْتَوَتْ بِهِ الْبَيْدَاءَ اَحْرَمَ بِالْحَجِّ وَاَحْرَمَ عِنْدَ الظُّهْرِ وَاَهَلَّ بِالْحَجِّ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ ذوالحلیفہ تشریف لائے تو آپ نے (قربانی کے جانور کے) کوہان کی دائیں طرف نشان لگایا پھر آپ نے اُس کے خون کو پونچھا اُس کی گردن میں دو جوتوں کا ہار ڈال دیا پھر آپ اپنی سواری پر سوار ہوئے جب آپ کی سواری بیداء میں کھڑی ہوئی تو آپ نے حج کا احرام باندھا آپ ﷺ نے ظہر کے وقت احرام باندھا تھا اور حج کا تلبیہ پڑھنا شروع کیا۔

باب هَلْ يُحْرِمُ اِذَا قَلَّدَ .

یہ باب ہے کہ جب کوئی شخص ہار ڈال دیتا ہے تو کیا وہ محرم ہو جائے گا؟

2791 – اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ اَنَّهُمْ كَانُوا اِذَا كَانُوا حَاضِرِينَ مَعَ

2789-اخرجه مسلم في الحج، باب استحباب بعث الهدي الى الحرم لمن لا يريد الذهاب بنفسه و استحباب تقليده ، و فتل القلائد و ان باعثه لا يصير محرمًا ولا يحرم عليه شيء بذلك (الحديث 368) . تحفة الاشراف (15931) .

2790-اخرجه مسلم في الحج، باب تقليد الهدي و اشعار عند الاحرام (الحديث 205) و اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب في الاشعار (الحديث 1752 و 1753) و اخرجه الترمذي في الحج، باب ما جاء في اشعار البدن (الحديث 906) . واخرجه النسائي في مناسك الحج، باب سلت الدم عن البدن (الحديث 2773) . و تقليد الهدي (الحديث 2781) . واخرجه ابن ماجه في المناسك، باب اشعار البدن (الحديث 3097) . و الحديث عند: النسائي في مناسك الحج، اي الشقين يشعر (الحديث 2772) . تحفة الاشراف (6459) .

رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِيْنَةِ بَعَثَ بِالْهَدْيِ فَمَنْ شَاءَ اَحْرَمَ وَمَنْ شَاءَ تَرَكَ .

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کے جانور بھجوائے تھے تو جس شخص نے چاہا وہ حالت احرام میں آ گیا اور جس شخص نے چاہا' اُس نے ترک کر دیا۔

باب هَلْ يُوجِبُ تَقْلِيْدُ الْهَدْيِ اِحْرَامًا .

یہ باب ہے کہ کیا قربانی کے جانور کے گلے میں ہار ڈالنے سے احرام لازم ہو جاتا ہے

2792 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ بَكْرٍ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ اَفْتِلُ قَلَائِدَ هَدْيِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدَيَّ ثُمَّ يُقَلِّدُهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهٖ ثُمَّ يَبْعَثُ بِهَا مَعَ اَبِيْ فَلَا يَدَعُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا اَحَلَّهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لَهٗ حَتّٰى يَنْحَرَ الْهَدْيَ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے اپنے ہاتھوں کے ذریعے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قربانی کے جانوروں کے لیے ہار تیار کیے' پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک کے ذریعے وہ ہار اُن جانوروں کو پہنا دیئے اور پھر اُن جانوروں کو میرے والد (حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ) کے ساتھ مکہ مکرمہ بھجوا دیا تو اُس کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی ایسی چیز کو ترک نہیں کیا جو اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے حلال قرار دی تھی یہاں تک کہ وہ قربانی کے جانور ذبح ہو گئے۔

2793 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ وَقُتَيْبَةُ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ اَفْتِلُ قَلَائِدَ هَدْيِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ لَا يَجْتَنِبُ شَيْئًا مِمَّا يَجْتَنِبُهُ الْمُحْرِمُ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قربانی کے جانوروں کے لیے خود ہار تیار کیے تھے' پھر اس کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی کسی چیز سے اجتناب نہیں کیا تھا' جس سے محرم شخص اجتناب کرتا ہے۔

2794 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْقَاسِمِ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ كُنْتُ اَفْتِلُ قَلَائِدَ هَدْيِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا يَجْتَنِبُ شَيْئًا وَّلَا نَعْلَمُ الْحَجَّ يُحِلُّهٗ اِلَّا الطَّوَافُ بِالْبَيْتِ .

2791-انفرد به النسائي . تحفة الإشراف (2928) .

2792-اخرجه البخاري في الحج، باب من قلد القلائد بيده (الحديث 1700) بنحوه، و في الوكالة، باب الوكالة في البدن و تعاهدها (الحديث 2317) . و اخرجه مسلم في الحج، باب استحباب بعث الهدي الى الحرم لمن لا يريد الذهاب بنفسه و استحباب تقليده و فتل القلائد و ان باعثه لا يصير محرمًا و لا يحرم عليه شيء بذلك (الحديث 369) . تحفة الاشراف (17899) .

2793-اخرجه مسلم في الحج، باب استحباب بعث الهدي الى الحرم لمن لا يريد الذهاب بنفسه و استحباب تقليده و فتل القلائد و ان باعثه لا يصير محرمًا و لا يحرم عليه شيء بذلك (الحديث 360) . تحفة الاشراف (16447) .

2794-اخرجه مسلم في الحج، باب استحباب بعث الهدي الى الحرم لمن لا يريد الذهاب بنفسه و استحباب تقليده و فتل القلائد و ان باعثه لا يصير محرمًا و لا يحرم عليه شيء بذلك (الحديث 361) . تحفة الاشراف (17487) .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کے قربانی کے جانوروں کے لیے ہار تیار کیے تھے' آپ نے کسی ایسی چیز سے اجتناب نہیں کیا تھا (جس سے محرم شخص اجتناب کرتا ہے) ہمارے علم کے مطابق بیت اللہ کا طواف کرنے کے بعد ہی آدمی حج کا احرام ختم کرسکتا ہے۔

2795 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اِنْ كُنْتُ لَاَفْتِلُ قَلَائِدَ هَدْىِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَخْرُجُ بِالْهَدْىِ مُقَلَّدًا وَّرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُقِيْمٌ مَا يَمْتَنِعُ مِنْ نِسَائِهِ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کے قربانی کے جانوروں کے لیے خود ہار تیار کیے نبی اکرم ﷺ نے اُن جانوروں کو بھجوا دیا حالانکہ اُن کی گردن میں ہار پڑے ہوئے تھے پھر نبی اکرم ﷺ مدینہ منورہ میں مقیم رہے اور آپ نے اپنی ازواج سے علیحدگی اختیار نہیں کی۔

2796 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَقَدْ رَاَيْتُنِیْ اَفْتِلُ قَلَائِدَ هَدْىِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْغَنَمِ فَيَبْعَثُ بِهَا ثُمَّ يُقِيْمُ فِيْنَا حَلَالًا .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ مجھے اپنے بارے میں یہ بات یاد ہے کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کی قربانی کی بکریوں کے لیے خود ہار تیار کیے تھے' پھر نبی اکرم ﷺ نے اُنہیں بھجوا دیا تھا' اور آپ ہمارے درمیان حالت احرام کے بغیر مقیم رہے تھے۔

باب سَوْقِ الْهَدْىِ .

یہ باب قربانی کے جانور کو ساتھ لے کر جانے میں ہے

2797 - اَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ يَزِيْدَ قَالَ اَنْبَاَنَا شُعَيْبُ بْنُ اِسْحَاقَ قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْهِ سَمِعَهُ يُحَدِّثُ عَنْ جَابِرٍ اَنَّهُ سَمِعَهُ يُحَدِّثُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاقَ هَدْيًا فِیْ حَجِّهِ .

☆☆ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اپنے والد (امام محمد باقر رضی اللہ عنہ) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: اُنہوں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: نبی اکرم ﷺ حج کے موقع پر قربانی کے جانور کو ساتھ لے کر گئے تھے۔

باب رُكُوبِ الْبَدَنَةِ .

یہ باب قربانی کے جانور پر سوار ہونے میں ہے

2795-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (16036) .

2796-تقدم (الحديث 2778) .

2797-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (2620) .

2798 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ اَبِى الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى رَجُلًا يَسُوْقُ بَدَنَةً قَالَ "ارْكَبْهَا" . قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّهَا بَدَنَةٌ قَالَ "ارْكَبْهَا وَيْلَكَ" . فِى الثَّانِيَةِ اَوْ فِى الثَّالِثَةِ .

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا جو قربانی کے اونٹ کو ہانک کر لے جا رہا تھا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اس پر سوار ہو جاؤ' اُس نے عرض کی: یارسول اللہ! یہ قربانی کا جانور ہے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اس پر سوار ہو جاؤ' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری یا شاید تیسری مرتبہ یہ فرمایا: تمہارا ستیاناس ہو!

2799 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى رَجُلًا يَسُوْقُ بَدَنَةً . فَقَالَ "ارْكَبْهَا" . قَالَ اِنَّهَا بَدَنَةٌ . قَالَ "ارْكَبْهَا" . قَالَ اِنَّهَا بَدَنَةٌ قَالَ فِى الرَّابِعَةِ "ارْكَبْهَا وَيْلَكَ" .

☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا جو اپنے قربانی کے جانور کو ہانک کر لے جا رہا تھا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اس پر سوار ہو جاؤ! اُس نے عرض کی: یہ قربانی کا جانور ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اس پر سوار ہو جاؤ! اُس نے عرض کی: یہ قربانی کا جانور ہے' پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چوتھی مرتبہ فرمایا: تمہارا ستیاناس ہو! تم اس پر سوار ہو جاؤ۔

باب رُكُوبِ الْبَدَنَةِ لِمَنْ جَهَدَهُ الْمَشْىُ .

یہ باب ہے کہ جس شخص کو چلنے میں دشواری پیش آ رہی ہو' اُس کا قربانی کے جانور پر سوار ہونا

2800 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى رَجُلًا يَسُوْقُ بَدَنَةً وَّقَدْ جَهَدَهُ الْمَشْىُ قَالَ "ارْكَبْهَا" . قَالَ اِنَّهَا بَدَنَةٌ . قَالَ "ارْكَبْهَا وَاِنْ كَانَتْ بَدَنَةً" .

☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا جو قربانی کے اونٹ کو چلا کر لے جا رہا تھا' حالانکہ اُسے خود پیدل چلنے میں دشواری پیش آ رہی تھی' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اس پر سوار ہو جاؤ! اُس نے عرض کی: یہ قربانی کا جانور ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم سوار ہو جاؤ اگرچہ یہ قربانی کا جانور ہے۔

2798-اخرجه البخاري في الحج، باب ركوب البدن (الحديث 1689)، و في الوصايا، باب هل ينتفع الواقف بوقفه (الحديث 2755)، و في الادب، باب ما جاء في قول الرجل (ويلك) (الحديث 6160) . و اخرجه مسلم في الحج، باب جواز ركوب البدنة المهداة لمن احتاج اليها (الحديث 371) . و اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب في ركوب البدن (الحديث 1760) . تحفة الاشراف (13801) .

2799-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (1219) .

2800-انفرد به النسائي . والحديث عند: مسلم في الحج، باب جواز ركوب البدنة المهداة لمن احتاج اليها (الحديث 373) . تحفة الاشراف (396) .

بَاب رُكُوبِ الْبَدَنَةِ بِالْمَعْرُوْفِ .

یہ باب ہے کہ قربانی کے اونٹ پر مناسب طریقے سے سوار ہونا

2801 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِى اَبُو الزُّبَيْرِ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يُسْأَلُ عَنْ رُكُوبِ الْبَدَنَةِ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "اِرْكَبْهَا بِالْمَعْرُوْفِ اِذَا اُلْجِئْتَ اِلَيْهَا حَتّٰى تَجِدَ ظَهْرًا" .

☆☆ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے قربانی کے اونٹ پر سوار ہونے کے بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے فرمایا: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

تم مناسب طور پر اُس پر سوار ہو جاؤ' اُس وقت جب یہ تمہاری مجبوری ہو یہاں تک کہ جب تمہیں دوسری سواری مل جائے (پھر تم اُس پر سوار نہ ہونا بلکہ دوسری سواری پر سوار ہو جانا)۔

پیدل حج کرنے والے کے لئے جب مشقت ہو تو اباحت سواری

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بوڑھے شخص کو دیکھا جو اپنے دو بیٹوں کا سہارا لئے چل رہا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا ان صاحب کا کیا حال ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ انہوں نے کعبہ کو پیدل چلنے کی منت مانی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس سے بے نیاز ہے کہ یہ اپنے کو تکلیف میں ڈالیں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں سوار ہونے کا حکم دیا۔ (صحیح بخاری، کتاب العمرہ)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لیے سوار ہونے کا حکم دیا کہ اس کو پیدل چلنے کی طاقت نہ تھی۔ عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا میری بہن نے منت مانی تھی کہ بیت اللہ تک وہ پیدل جائیں گی، پھر انہوں نے مجھ سے کہا کہ تم اس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی پوچھ لو چنانچہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ پیدل چلیں اور سوار بھی ہو جائیں۔ (صحیح بخاری، کتاب العمرہ)

حضرت عقبہ بن عامر سے روایت ہے کہ انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی بہن کے متعلق دریافت کیا جنھوں نے یہ نذر مانی تھی کہ وہ ننگے سر ننگے پاؤں پیدل حج کا سفر کریں گی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کو یہ حکم کرو کہ وہ اپنا سر ڈھانپیں اور سوار ہوں اور تین روزے رکھ لیں۔

عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نذر ماننے کی ممانعت شروع کی تو فرمایا نذر ماننے سے (تقدیر کی) کوئی چیز بدلی نہیں جا سکتی ہاں یہ فائدہ ضرور ہے کہ اس بہانے بخیل کا مال صرف ہو جاتا ہے۔

حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ کی اطاعت کی نذر کرے تو اس کو چاہئے

2801-اخرجه مسلم في الحج، باب جواز ركوب البدنة المهداة لمن احتاج اليها (الحديث 375) . واخرجه ابو داؤد في المناسك، باب في ركوب البدن (الحديث 1761) . تحفة الاشراف (2808) .

کہ اطاعت کرے اور جو شخص گناہ کی نذر مانے تو وہ گناہ نہ کرے۔

حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گناہ میں نذر کا پورا کرنا جائز نہیں اور اس کا کفارہ وہی ہے جو قسم کا ہے۔ ابوداؤد فرماتے ہیں۔ کہ میں نے احمد بن شبویہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ ابن مبارک نے فرمایا اس حدیث میں یعنی ابوسلمہ والی حدیث میں۔ پس اس سے معلوم ہوا کہ ابوسلمہ نے زہری سے نہیں سنا۔ ابوداؤد فرماتے ہیں کہ میں نے امام احمد بن حنبل کو یہ فرماتے سنا ہے کہ اس حدیث کو ہمارے سامنے کر دیا۔ ان سے دریافت کیا گیا کہ کیا آپ کے نزدیک اس حدیث کا خراب ہو جانا صحیح ہے؟ اور کہا کہ ابن ابی اویس کے علاوہ کسی اور نے بھی اسے روایت کیا ہے؟ تو انھوں نے فرمایا۔ ہاں ایوب بن سلیمان بن بلال نے اسے روایت کیا ہے۔

باب اِبَاحَةِ فَسْخِ الْحَجِّ بِعُمْرَةٍ لِمَنْ لَمْ يَسُقِ الْهَدْىَ .

یہ باب ہے کہ جو شخص قربانی کا جانور ساتھ نہیں لے جاتا' اُس کے لیے حج کو عمرے میں تبدیل کرنا جائز ہے

2802 - اَخْبَرَنِىْ مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ عَنْ جَرِيْرٍ عَنْ مَّنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا نُرٰى اِلَّا الْحَجَّ فَلَمَّا قَدِمْنَا مَكَّةَ طُفْنَا بِالْبَيْتِ اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَمْ يَكُنْ سَاقَ الْهَدْىَ اَنْ يَّحِلَّ فَحَلَّ مَنْ لَمْ يَكُنْ سَاقَ الْهَدْىَ وَنِسَاؤُهُ لَمْ يَسُقْنَ فَاَحْلَلْنَ . قَالَتْ عَآئِشَةُ فَحِضْتُ فَلَمْ اَطُفْ بِالْبَيْتِ فَلَمَّا كَانَتْ لَيْلَةُ الْحَصْبَةِ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ يَرْجِعُ النَّاسُ بِعُمْرَةٍ وَّحَجَّةٍ وَّاَرْجِعُ اَنَا بِحَجَّةٍ . قَالَ "اَوَمَا كُنْتِ طُفْتِ لَيَالِىَ قَدِمْنَا مَكَّةَ" . قُلْتُ لَا . قَالَ "فَاذْهَبِىْ مَعَ اَخِيْكِ اِلَى التَّنْعِيْمِ فَاَهِلِّىْ بِعُمْرَةٍ ثُمَّ مَوْعِدُكِ مَكَانُ كَذَا وَكَذَا" .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہم لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ روانہ ہوئے' ہمارا ارادہ صرف حج کرنے کا تھا' جب ہم مکہ آئے اور ہم نے بیت اللہ کا طواف کیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص کے ساتھ قربانی کا جانور نہیں ہے' وہ احرام کھول دے تو جس شخص کے ساتھ قربانی کا جانور نہیں تھا' اُس نے احرام کھول دیا اور اُن خواتین نے بھی احرام کھول دیا جو قربانی کا جانور ساتھ نہیں لائی تھیں۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ مجھے حیض آ گیا' میں بیت اللہ کا طواف نہیں کر سکی' جب حصبہ کی رات آئی تو میں نے عرض کی: یارسول اللہ! لوگ ایک عمرہ اور ایک حج کر کے واپس جا رہے ہیں اور میں صرف حج کر کے واپس جا رہی ہوں' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب ہم مکہ آ رہے تھے تو تم نے اُن دنوں میں طواف نہیں کیا تھا؟ میں نے عرض کی: جی نہیں!

2802-اخرجه البخاري في الحج، باب التمتع و القران و الافراد بالحج و فسخ الحج لمن لم يكن معه هدي (الحديث 1561) مطولاً، وباب اذا حاضت المراة بعدما افاضت (الحديث 1762) مطولاً . واخرجه مسلم في الحج، باب بيان وجوه الاحرام و انه يجوز افراد الحج و التمتع و القران و جواز ادخال الحج على العمرة و متى يحل القارن من نسكه (الحديث 128) . و اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب في افراد الحج (الحديث 1783) مختصراً . تحفة الاشراف (15984) .

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم اپنے بھائی کے ساتھ تنعیم جاؤ اور وہاں سے عمرے کا احرام باندھ لو پھر تمہارے ساتھ فلاں جگہ پر ملاقات ہوگی۔

2803 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ يَحْيَى عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نُرَى اِلَّا اَنَّهُ الْحَجُّ فَلَمَّا دَنَوْنَا مِنْ مَكَّةَ اَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ مَعَهُ هَدْيٌ اَنْ يُقِيمَ عَلٰى اِحْرَامِهِ وَمَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ هَدْيٌ اَنْ يَحِلَّ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہم لوگ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ روانہ ہوئے' ہمارا ارادہ صرف حج کرنے کا تھا' جب ہم مکہ کے قریب پہنچے تو نبی اکرم ﷺ نے ہدایت کی:

جس شخص کے ساتھ قربانی کا جانور موجود ہے' وہ احرام کی حالت میں برقرار رہے اور جس کے ساتھ قربانی کا جانور نہیں ہے' وہ احرام کھول دے۔

2804 - اَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِي عَطَاءٌ عَنْ جَابِرٍ قَالَ اَهْلَلْنَا اَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَجِّ خَالِصًا لَيْسَ مَعَهُ غَيْرُهُ خَالِصًا وَحْدَهُ فَقَدِمْنَا مَكَّةَ صَبِيحَةَ رَابِعَةٍ مَضَتْ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ فَاَمَرَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "اَحِلُّوا وَاجْعَلُوهَا عُمْرَةً" . فَبَلَغَهُ عَنَّا اَنَّا نَقُولُ لَمَّا لَمْ يَكُنْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ عَرَفَةَ اِلَّا خَمْسٌ اَمَرَنَا اَنْ نَحِلَّ فَنَرُوحَ اِلٰى مِنًى وَمَذَاكِيرُنَا تَقْطُرُ مِنَ الْمَنِيِّ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَطَبَنَا فَقَالَ "قَدْ بَلَغَنِي الَّذِي قُلْتُمْ وَاِنِّي لَاَبَرُّكُمْ وَاَتْقَاكُمْ وَلَوْلَا الْهَدْيُ لَحَلَلْتُ وَلَوِ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ اَمْرِي مَا اسْتَدْبَرْتُ مَا اَهْدَيْتُ" . قَالَ وَقَدِمَ عَلِيٌّ مِنَ الْيَمَنِ فَقَالَ "بِمَا اَهْلَلْتَ" . قَالَ بِمَا اَهَلَّ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . قَالَ "فَاَهْدِ وَامْكُثْ حَرَامًا كَمَا اَنْتَ" .

قَالَ وَقَالَ سُرَاقَةُ بْنُ مَالِكِ بْنِ جُعْشُمٍ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ عُمْرَتَنَا هٰذِهِ لِعَامِنَا هٰذَا اَوْ لِلْاَبَدِ قَالَ "هِيَ لِلْاَبَدِ" .

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم نے' یعنی نبی اکرم ﷺ کے اصحاب نے' صرف حج کا احرام باندھا' اس کے ساتھ کوئی اور ارادہ نہیں تھا' صرف اُسی کا ارادہ تھا' چار ذوالحج کی صبح ہم مکہ آ گئے تو نبی اکرم ﷺ نے ہمیں یہ حکم دیا' آپ ﷺ نے فرمایا: تم لوگ احرام کھول دو اور اُسے عمرے میں تبدیل کر دو' پھر آپ کو ہمارے بارے میں یہ بات پتہ چلی کہ ہم یہ کہہ رہے ہیں کہ ہمارے اور عرفہ کے درمیان صرف پانچ دن باقی رہ گئے ہیں' اب نبی اکرم ﷺ ہمیں یہ حکم دے رہے ہیں کہ ہم احرام کھول دیں' تو جب ہم منیٰ جائیں گے تو ہماری شرمگاہوں سے منی کے قطرے ٹپک رہے ہوں گے (یعنی ہم نے منیٰ جانے سے کچھ دن پہلے صحبت کی ہوگی) تو نبی اکرم ﷺ کھڑے ہوئے' آپ نے ہمیں خطبہ دیا' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

تم لوگوں نے جو بات کہی ہے وہ مجھ تک پہنچ گئی ہے' میں تم سب سے زیادہ نیک ہوں اور تم سب سے زیادہ پرہیزگار ہوں'

2803-تقدم (الحديث 2649) .

2804-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (2459) .

اگر قربانی کا جانور ساتھ نہ ہوتا تو میں نے بھی احرام کھول دینا تھا، مجھے بعد میں جس چیز کا خیال آیا اگر وہ پہلے آ جاتا تو میں قربانی کا جانور ساتھ نہ لے کر آتا۔

راوی کہتے ہیں: حضرت علی رضی اللہ عنہ یمن سے تشریف لائے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: تم نے کیا نیت کی ہے؟ انہوں نے عرض کی: میں نے وہی نیت کی ہے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کی ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر تم قربانی کے جانور ساتھ رکھو اور اسی حالت میں برقرار رہو جس طرح اب ہو۔

راوی کہتے ہیں: حضرت سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! آپ کا کیا خیال ہے کہ عمرے کا یہ حکم کیا اسی سال کے لیے ہے یا ہمیشہ کے لیے ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہمیشہ کے لیے ہے۔

2805 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ طَاوُسٍ عَنْ سُرَاقَةَ بْنِ مَالِكِ بْنِ جُعْشُمٍ أَنَّهُ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَأَيْتَ عُمْرَتَنَا هَذِهِ لِعَامِنَا أَمْ لِأَبَدٍ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "هِيَ لِأَبَدٍ".

★★ حضرت سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! آپ کا کیا خیال ہے عمرے کا حکم اسی سال کے لیے ہے یا ہمیشہ کے لیے ہے؟ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ ہمیشہ کے لیے ہے۔

2806 - أَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ عَبْدَةَ عَنِ ابْنِ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ مَالِكِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ قَالَ سُرَاقَةُ تَمَتَّعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَمَتَّعْنَا مَعَهُ فَقُلْنَا أَلَنَا خَاصَّةً أَمْ لِأَبَدٍ قَالَ "بَلْ لِأَبَدٍ".

★★ عطاء بیان کرتے ہیں: حضرت سراقہ رضی اللہ عنہ نے یہ بات بیان کی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حج تمتع کیا، آپ کے ہمراہ ہم نے بھی حج تمتع کیا تو ہم نے دریافت کیا: کیا یہ حکم ہمارے لیے مخصوص ہے یا ہمیشہ کے لیے ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہمیشہ کے لیے ہے۔

2807 - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَنْبَأَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ - وَهُوَ الدَّرَاوَرْدِيُّ - عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ بِلَالٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَفَسْخُ الْحَجِّ لَنَا خَاصَّةً أَمْ لِلنَّاسِ عَامَّةً قَالَ "بَلْ لَنَا خَاصَّةً".

★★ حارث بن بلال اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! (حج کو فسخ کر کے اس کی جگہ عمرہ) بطور خاص ہمارے لیے ہے یا عمومی طور پر سب لوگوں کے لیے ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ بطور خاص ہمارے

2805- أخرجه النسائي في مناسك الحج، إباحة فسخ الحج بعمرة لمن لم يسق الهدي (الحديث 2806) بمعناه. وأخرجه ابن ماجه في المناسك، باب التمتع بالعمرة إلى الحج (الحديث 2977). تحفة الأشراف (3815).

2806- تقدم في مناسك الحج، إباحة فسخ الحج بعمرة لمن لم يسق الهدي (الحديث 2805).

2807- أخرجه أبو داود في المناسك، باب الرجل يهل بالحج ثم يجعلها عمرة (الحديث 1808). وأخرجه ابن ماجه في المناسك، باب من قال كان فسخ الحج لهم خاصة (الحديث 2984). تحفة الأشراف (2027).

لیے ہے۔

2808 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَزِيْدَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْاَعْمَشِ وَعَيَّاشٍ الْعَامِرِيِّ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ فِيْ مُتْعَةِ الْحَجِّ قَالَ كَانَتْ لَنَا رُخْصَةً .

☆☆ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ حج تمتع کے بارے میں فرماتے ہیں: یہ (صرف) ہمارے لیے اجازت تھی۔

2809 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الْوَارِثِ بْنَ اَبِيْ حَنِيْفَةَ قَالَ سَمِعْتُ اِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ فِيْ مُتْعَةِ الْحَجِّ لَيْسَتْ لَكُمْ وَلَسْتُمْ مِنْهَا فِيْ شَيْءٍ اِنَّمَا كَانَتْ رُخْصَةً لَنَا اَصْحَابَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

☆☆ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ حج تمتع کے بارے میں یہ فرماتے ہیں: یہ تمہارے لیے نہیں ہے اور تمہارا اس کے ساتھ کوئی واسطہ نہیں ہے یہ ہمارے یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کے لیے اجازت تھی۔

2810 - اَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ اَنْبَاَنَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ كَانَتِ الْمُتْعَةُ رُخْصَةً لَنَا .

☆☆ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حج تمتع کی رخصت ہمارے لیے تھی۔

2811 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ اٰدَمَ قَالَ حَدَّثَنَا مُفَضَّلُ بْنُ مُهَلْهِلٍ عَنْ بَيَانٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِي الشَّعْثَاءِ قَالَ كُنْتُ مَعَ اِبْرَاهِيْمَ النَّخَعِيِّ وَاِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ فَقُلْتُ لَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ اَجْمَعَ الْعَامَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ . فَقَالَ اِبْرَاهِيْمُ لَوْ كَانَ اَبُوْكَ لَمْ يَهُمَّ بِذٰلِكَ . قَالَ وَقَالَ اِبْرَاهِيْمُ التَّيْمِيُّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ اِنَّمَا كَانَتِ الْمُتْعَةُ لَنَا خَاصَّةً .

☆☆ عبدالرحمٰن بن ابوشعثاء بیان کرتے ہیں: میں ابراہیم نخعی اور ابراہیم تیمی کے ساتھ تھا' میں نے کہا: پہلے میں نے یہ ارادہ کیا کہ میں حج اور عمرہ اس سال اکٹھا کر لیتا ہوں' تو ابراہیم نے فرمایا: اگر تمہارے والد ہوتے تو وہ یہ ارادہ نہ کرتے۔

پھر ابراہیم تیمی نے اپنے والد کے حوالے سے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کیا: حج تمتع کرنے کی اجازت بطور خاص ہمارے لیے تھی۔

2812 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى بْنُ وَاصِلِ بْنِ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ وُهَيْبِ بْنِ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ طَاوُسٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانُوْا يُرَوْنَ اَنَّ الْعُمْرَةَ فِيْ اَشْهُرِ الْحَجِّ مِنْ اَفْجَرِ الْفُجُوْرِ

2808-اخرجه مسلم في الحج، باب جواز التمتع (الحديث 160 و 161 و 162 و 163) . و اخرجه النسائي في مناسك الحج، اباحة فسخ الحج بعمرة لمن لم يسق الهدي (الحديث 2809 و 2810 و 2811) . و اخرجه ابن ماجه في المناسك، باب من قال كان فسخ الحج لهم خاصة (الحديث 2985) . تحفة الاشراف (11995) .

2809-تقدم في مناسك الحج، اباحة فسخ الحج بعمرة لمن لم يسق الهدي (الحديث 2808) .

2810-تقدم في مناسك الحج، اباحة فسخ الحج بعمرة لمن لم يسق الهدي (الحديث 2808) .

2811-تقدم (الحديث 2808) .

فِی الْاَرْضِ وَيَجْعَلُوْنَ الْمُحَرَّمَ صَفَرَ وَيَقُوْلُوْنَ اِذَا بَرَاَ الدَّبَرْ وَعَفَا الْوَبَرْ وَانْسَلَخَ صَفَرْ - اَوْ قَالَ دَخَلَ صَفَرْ - فَقَدْ حَلَّتِ الْعُمْرَةُ لِمَنِ اعْتَمَرَ فَقَدِمَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابُهُ صَبِيحَةَ رَابِعَةٍ مُهِلِّينَ بِالْحَجِّ فَاَمَرَهُمْ اَنْ يَّجْعَلُوْهَا عُمْرَةً فَتَعَاظَمَ ذٰلِكَ عِنْدَهُمْ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَیُّ الْحِلِّ قَالَ "الْحِلُّ كُلُّهُ" .

☆☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: پہلے زمانے میں لوگ یہ سمجھتے تھے کہ حج کے مہینوں میں عمرہ کرنا روئے زمین کا سب سے بڑا گناہ ہے' اُن لوگوں نے محرم کو صفر بنا دیا تھا' وہ یہ کہتے تھے کہ جب زخم ٹھیک ہو جائیں اور اون زیادہ ہو جائے اور صفر گزر جائے (راوی کو شک ہے' شاید یہ الفاظ ہیں:) صفر آ جائے تو عمرہ کرنے والے کے لیے عمرہ کرنا جائز ہو جاتا ہے۔

(حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب حج کا احرام باندھ کر (یا حج کا تلبیہ پڑھتے ہوئے) چار ذوالحج کو (مکہ تشریف لائے) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن لوگوں کو ہدایت کی کہ وہ اس کو عمرہ بنالیں' لوگوں کو یہ مشکل محسوس ہوا تو انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! ہم کس طرح سے احرام کھولیں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم مکمل احرام کھول دو۔

2813 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُسْلِمٍ - وَهُوَ الْقُرِّیُّ - قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ اَهَلَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْعُمْرَةِ وَاَهَلَّ اَصْحَابُهُ بِالْحَجِّ وَاَمَرَ مَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ الْهَدْیُ اَنْ يَّحِلَّ وَكَانَ فِيمَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ الْهَدْیُ طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ وَرَجُلٌ اٰخَرُ فَاَحَلَّا .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرے کا احرام باندھا' پھر آپ کے اصحاب نے حج کا احرام باندھا تو جس شخص کے ساتھ قربانی کا جانور نہیں تھا' آپ نے اُسے یہ ہدایت کی کہ وہ احرام کھول دے' جن لوگوں کے ساتھ قربانی کا جانور نہیں تھا' اُن لوگوں میں سے ایک حضرت طلحہ بن عبیداللہ اور ایک اور صاحب تھے تو ان دونوں نے بھی احرام کھول دیا۔

2814 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "هٰذِهٖ عُمْرَةٌ اسْتَمْتَعْنَاهَا فَمَنْ لَمْ يَكُنْ عِنْدَهُ هَدْیٌ فَلْيَحِلَّ الْحِلَّ كُلَّهُ فَقَدْ دَخَلَتِ الْعُمْرَةُ فِی الْحَجِّ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

یہ وہ عمرہ ہے جس کے ذریعے ہم نے نفع حاصل کیا ہے' جس شخص کے ساتھ قربانی کا جانور نہ ہو وہ مکمل طور پر احرام کھول

2812-اخرجه البخاري في الحج، باب التمتع و القران و الافراد بالحج و فسخ الحج لمن لم يكن معه هدي (الحديث 1564)، و في مناقب الانصار، باب ايام الجاهلية (الحديث 3832) . و اخرجه مسلم في الحج، باب جواز العمرة في اشهر الحج (الحديث 198) . تحفة الاشراف (5714) .

2813-اخرجه مسلم في الحج، باب في متعة الحج (الحديث 196 و 197) . و الحديث عند : ابي داؤد في المناسك، باب في الاقران (الحديث 1804) . تحفة الاشراف (6462) .

2814-اخرجه مسلم في الحج، باب جواز العمرة في اشهر الحج (الحديث 203) و اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب في افراد الحج (الحديث 1790) . تحفة الاشراف (6387) .

دے (کیونکہ) عمرہ حج میں داخل ہو گیا ہے۔

باب مَا يَجُوْزُ لِلْمُحْرِمِ اَكْلُهُ مِنَ الصَّيْدِ .

یہ باب ہے کہ محرم شخص کے لیے شکار (کا گوشت) کھانا جائز ہے

2815 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ اَبِي النَّضْرِ عَنْ نَافِعٍ مَوْلَى اَبِي قَتَادَةَ عَنْ اَبِي قَتَادَةَ اَنَّهُ كَانَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى اِذَا كَانَ بِبَعْضِ طَرِيْقِ مَكَّةَ تَخَلَّفَ مَعَ اَصْحَابٍ لَهُ مُحْرِمِيْنَ وَهُوَ غَيْرُ مُحْرِمٍ وَرَاَى حِمَارًا وَحْشِيًّا فَاسْتَوٰى عَلٰى فَرَسِهٖ ثُمَّ سَاَلَ اَصْحَابَهُ اَنْ يُنَاوِلُوْهُ سَوْطَهُ فَاَبَوْا فَسَاَلَهُمْ رُمْحَهُ فَاَبَوْا فَاَخَذَهُ ثُمَّ شَدَّ عَلَى الْحِمَارِ فَقَتَلَهُ فَاَكَلَ مِنْهُ بَعْضُ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبٰى بَعْضُهُمْ فَاَدْرَكُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلُوْهُ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ "اِنَّمَا هِيَ طُعْمَةٌ اَطْعَمَكُمُوْهَا اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ" .

☆☆ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ جا رہے تھے راستے میں کسی جگہ وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ پیچھے رہ گئے وہ لوگ حالت احرام میں تھے جبکہ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ محرم نہیں تھے انہوں نے ایک نیل گائے دیکھی تو اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے انہوں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ وہ اُن کا کوڑا انہیں پکڑا دیں ساتھیوں نے یہ بات نہیں مانی انہوں نے اپنا نیزہ مانگا اُن کے ساتھیوں نے یہ بات بھی نہیں مانی پھر انہوں نے خود ہی وہ نیزہ پکڑا اور نیل گائے پر حملہ کر دیا اور اُسے مار دیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض اصحاب نے اُس کا گوشت کھا لیا جبکہ بعض نے نہیں کھایا جب یہ لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ وہ خوراک تھی جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں کھانے کے لیے فراہم کر دی۔

2816 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ عَنْ مُعَاذِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ التَّيْمِيِّ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ كُنَّا مَعَ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ وَنَحْنُ مُحْرِمُوْنَ فَاُهْدِيَ لَهُ طَيْرٌ وَهُوَ رَاقِدٌ فَاَكَلَ بَعْضُنَا وَتَوَرَّعَ بَعْضُنَا فَاسْتَيْقَظَ طَلْحَةُ فَوَفَّقَ مَنْ اَكَلَهُ وَقَالَ اَكَلْنَاهُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

☆☆ معاذ بن عبدالرحمٰن اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ہم لوگ حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے ہم لوگ اُس وقت محرم تھے اُن کی خدمت میں ایک پرندہ پیش کیا گیا وہ اُس وقت سوئے ہوئے تھے ہم میں سے بعض نے اُسے کھا لیا اور بعض نے احتیاط کے طور پر نہیں کھایا جب حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ بیدار ہوئے تو انہوں نے اُن لوگوں کا ساتھ دیا جنہوں نے

2815-اخرجه البخاري في جزاء الصيد، باب لا يعين المحرم الحلال في قتل الصيد (الحديث 1823)، و في الجهاد، باب ما قيل في الرماح (الحديث 2914)، و في الذبائح و الصيد، باب ما جاء في التصيد (الحديث 5491)، و باب التصيد على الجبال (الحديث 5492) . و اخرجه مسلم في الحج، باب تحريم الصيد للمحرم (الحديث 56 و 57) . و اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب لحم الصيد للمحرم (الحديث 1852) . و اخرجه الترمذي في الحج، باب ما جاء في اكل الصيد للمحرم (الحديث 847) . تحفة الاشراف (12131) .

2816-اخرجه مسلم في الحج، باب تحريم الصيد للمحرم (الحديث 65) . تحفة الاشراف (5002) .

اُسے کھالیا تھا' اور اُنہوں نے یہ بات بیان کی کہ ہم نے نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ اسے (یعنی شکار کیے ہوئے پرندے کو احرام کی حالت میں) کھایا تھا۔

2817 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ عِيْسَى بْنِ طَلْحَةَ عَنْ عُمَيْرِ بْنِ سَلَمَةَ الضَّمْرِيِّ اَنَّهُ اَخْبَرَهُ عَنِ الْبَهْزِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يُرِيْدُ مَكَّةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ حَتّٰى اِذَا كَانُوْا بِالرَّوْحَاءِ اِذَا حِمَارُ وَحْشٍ عَقِيْرٌ فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "دَعُوْهُ فَاِنَّهُ يُوْشِكُ اَنْ يَّاْتِيَ صَاحِبُهُ". فَجَآءَ الْبَهْزِيُّ وَهُوَ صَاحِبُهُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاْنَكُمْ بِهٰذَا الْحِمَارِ . فَاَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبَا بَكْرٍ فَقَسَمَهُ بَيْنَ الرِّفَاقِ ثُمَّ مَضٰى حَتّٰى اِذَا كَانَ بِالْاُثَايَةِ بَيْنَ الرُّوَيْثَةِ وَالْعَرْجِ اِذَا ظَبْيٌ حَاقِفٌ فِيْ ظِلٍّ وَّفِيْهِ سَهْمٌ فَزَعَمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ رَجُلًا يَقِفُ عِنْدَهُ لَا يُرِيْبُهُ اَحَدٌ مِّنَ النَّاسِ حَتّٰى يُجَاوِزَهُ .

☆☆ حضرت بہزی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ مکہ جانے کے لیے روانہ ہوئے' آپ اس وقت محرم تھے' جب آپ روحاء کے مقام پر پہنچے تو وہاں ایک زخمی نیل گائے موجود تھی' اس بات کا تذکرہ نبی اکرم ﷺ سے کیا گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا: اسے رہنے دو' ہوسکتا ہے کہ اس کا مالک یہاں تک آ جائے (یا اسے زخمی کرنے والا شخص آ جائے) پھر حضرت بہزی آئے' یہ وہی صاحب تھے' جنہوں نے اُسے زخمی کیا تھا' نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے' اُنہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ اس نیل گائے کے ساتھ جو چاہیں کریں' تو نبی اکرم ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو یہ حکم دیا' اُنہوں نے وہ اپنے ساتھیوں میں تقسیم کر دی' پھر نبی اکرم ﷺ روانہ ہو گئے' یہاں تک کہ جب آپ رویثہ اور عرج کے دوران اثایہ نامی جگہ پر پہنچے تو وہاں ایک ہرن ایک درخت کے سائے میں سویا ہوا تھا' اور اُس کے جسم میں ایک تیر لگا ہوا تھا' راوی کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک شخص کو ہدایت کی کہ وہ اُس ہرن کے پاس رہے تاکہ لوگوں میں سے کوئی بھی اُسے پریشان نہ کر سکے یہاں تک کہ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ جانے والے لوگ اُس سے آگے گزر جائیں۔

محرم شکار یا اس کی طرف دلالت بھی نہ کرے

اور وہ شکار نہ کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: تم حالت احرام میں شکار نہ کرو۔ اور شکار کی طرف و دلالت بھی نہ کرے۔ کیونکہ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے غیر احرام کی حالت میں گورخر کا شکار کیا اور ان کے ساتھی حالت احرام میں تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا: پھر کھالو۔ کیونکہ شکار سے مراد امن کو دور کرنا ہے کیونکہ شکار اپنی وحشت اور نظروں سے دور ہونے کی وجہ سے امن میں ہوتا ہے۔ (ہدایہ، کتاب الحج، لاہور)

2817-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (15655) .

حالت احرام ممانعت شکار میں مذاہب اربعہ کا بیان

علامہ ابن قدامہ حنبلی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ محرم شکار نہ کرے نہ اس کی طرف دلالت کرے۔ نہ کسی حلال یا حرام کی طرف دلالت کرے۔ اور محرم کے لئے شکار کی ممانعت کا حکم تمام ائمہ کے اجماع سے ہے کیونکہ اس کی ممانعت کے بارے نص وارد ہوئی ہے اور وہ یہ ہے کہ تم حالت احرام میں شکار نہ کرو۔ اور اسی طرح یہ نص ہے کہ تم پر حرم میں خشکی کا شکار حرام ہے لہٰذا جب تک احرام میں ہو اس نص میں اس کی طرف صیادت ودلالت کی ممانعت موجود ہے۔ اسی طرح حدیث ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے استدلال بھی اسی طرح ہے۔ (المغنی، ج ۳، ص ۲۷۵، بیروت)

، امام ابن جریر کے نزدیک بھی قول مختار یہی ہے کہ مراد طعام سے وہ آبی جانور ہیں جو پانی میں ہی مر جائیں، فرماتے ہیں اس بارے میں ایک روایت مروی ہے گو بعض نے اسے موقوف روایت کہا ہے، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے آپ نے آیت (احل لکم صید البحر و طعامه متاعا لکم) پڑھ کر فرمایا اس کا طعام وہ ہے جسے وہ پھینک دے اور وہ مرا ہوا ہو۔ بعض لوگوں نے اسے بقول ابو ہریرہ موقوف روایت کیا ہے، پھر فرماتا ہے یہ منفعت ہے تمہارے لئے اور راہ رو مسافروں کے لئے، یعنی جو سمندر کے کنارے رہتے ہوں اور جو وہاں وارد ہوئے ہوں، پس کنارے رہنے والے تو تازہ شکار خود کھیلتے ہیں پانی جسے دھکے دے کر باہر پھینک دے اور مر جائے اسے کھا لیتے ہیں اور نمکین ہو کر دور دراز والوں کو سوکھا ہوا پہنچتا ہے۔

الغرض جمہور علماء کرام نے اس آیت سے استدلال کیا ہے کہ پانی کا جانور خواہ مردہ ہی ہو حلال ہے اس کی دلیل علاوہ اس آیت کے امام مالک کی روایت کردہ وہ حدیث بھی ہے کہ حضور نے سمندر کے کنارے پر ایک چھوٹا سا لشکر بھیجا جس کا سردار حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مقرر کیا، یہ لوگ کوئی تین سو تھے۔

حضرت جابر بن عبداللہ فرماتے ہیں میں بھی ان میں سے تھا ہم ابھی راستے میں ہی تھے جو ہمارے توشے تھے ختم ہو گئے، امیر لشکر کو جب یہ علم ہوا تو حکم دیا کہ جو کچھ جس کسی کے پاس ہو میرے پاس لاؤ چنانچہ سب جمع کر لیا اب حصہ رسدی کے طور پر ایک مقررہ مقدار ہر ایک کو بانٹ دیتے تھے یہاں تک کہ آخر میں ہمیں ہر دن ایک ایک کھجور ملنے لگی آخر میں یہ بھی ختم ہو گئی۔ اب سمندر کے کنارے پہنچ گئے دیکھتے ہیں کہ کنارے پر ایک بڑی مچھلی ایک ٹیلے کی طرح پڑی ہوئی ہے، سارے لشکر نے اٹھارہ راتوں تک اسے کھایا، وہ اتنی بڑی تھی کہ اس کی دو پسلیاں کھڑی کی گئیں تو اس کے نیچے سے ایک شتر سوار نکل گیا اور اس کا سر اس پسلی کی ہڈی تک نہ پہنچا، یہ حدیث بخاری مسلم میں بھی ہے ایک اور روایت میں ہے کہ اس کا نام عنبر تھا ایک روایت میں ہے کہ یہ مردہ ملی تھی اور صحابہ نے آپس میں کہا تھا کہ ہم رسول اللہ کے بھیجے ہوئے ہیں اور اس وقت سخت دقت اور تکلیف میں ہیں اسے کھا لو ہم تین سو آدمی ایک مہینے تک وہیں رہے اور اسی کو کھاتے رہے یہاں تک کہ ہم موٹے تازے اور تیار ہو گئے اس کی آنکھ کے سوراخ میں سے ہم چربی ہاتھوں میں بھر بھر کر نکال لیتے تھے تیرہ شخص اس کی آنکھ کی گہرائی میں بیٹھ گئے تھے، اس کی پسلی کی ہڈی کے درمیان سے سانڈنی سوار گزر جاتا تھا، ہم نے اس کے گوشت اور چربی سے مٹکے بھر لئے جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس واپس پہنچے اور آپ سے اس کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا یہ اللہ کی طرف سے روزی تھی جو اللہ جل مجدہ نے تمہیں دی کیا اس کا

گوشت اب بھی تمہارے پاس ہے؟ اگر ہو تو ہمیں بھی کھلاؤ، ہمارے پاس تو تھا ہی ہم نے حضور کی خدمت میں پیش کیا اور خود آپ نے بھی کھایا،

مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ اس واقعہ میں خود پیغمبر اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی موجود تھے اس وجہ سے بعض محدثین کہتے ہیں کہ ممکن ہے یہ دو واقع ہوں اور بعض کہتے ہیں واقعہ تو ایک ہی ہے، شروع میں اللہ کے نبی بھی ان کے ساتھ تھے بعد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ ہم سمندر کے سفر کو جاتے ہیں ہمارے ساتھ پانی بہت کم ہوتا ہے اگر اسی سے وضو کرتے ہیں تو پیاسے رہ جائیں تو کیا ہمیں سمندر کے پانی سے وضو کر لینے کی اجازت ہے؟ حضور نے فرمایا سمندر کا پانی پاک ہے اور اس کا مردہ حلال ہے، امام شافعی امام احمد اور سنن اربعہ والوں نے اسے روایت کیا ہے۔

امام بخاری امام ترمذی امام ابن خزیمہ امام ابن حبان وغیرہ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے صحابہ کی ایک جماعت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی کے مثل روایت کیا ہے، ابوداؤد ترمذی ابن ماجہ اور مسند احمد میں ہے حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں ہم اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج یا عمرے میں تھے اتفاق سے ٹڈیوں کا دل کا دل آ پہنچا ہم نے انہیں مارنا اور پکڑنا شروع کیا لیکن پھر خیال آیا کہ ہم تو احرام کی حالت میں ہیں انہیں کیا کریں گے؟ چنانچہ ہم نے جا کر حضور علیہ السلام سے مسئلہ پوچھا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ دریائی جانوروں کے شکار میں کوئی حرج نہیں۔

ابن ماجہ میں ہے کہ جب ٹڈیاں نکل آتیں اور نقصان پہنچاتیں تو رسول کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے کہ اے اللہ ان سب کو خواہ چھوٹی ہوں خواہ بڑی ہلاک کر ان کے انڈے تباہ کر ان کا سلسلہ کاٹ دے اور ہماری معاش سے ان کے منہ بند کر دے یا اللہ ہمیں روزیاں دے یقیناً تو دعاؤں کا سننے والا ہے، حضرت خالد نے کہا یا رسول اللہ آپ ان کے سلسلہ کے کٹ جانے کی دعا کرتے ہیں حالانکہ وہ بھی ایک قسم کی مخلوق ہے آپ نے فرمایا ان کی پیدائش کی اصل مچھلی سے ہے، حضرت زیاد کا قول ہے کہ جس نے انہیں مچھلی سے ظاہر ہوتے دیکھا تھا خود اسی نے مجھ سے بیان کیا ہے۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ انہوں نے حرم میں ٹڈی کے شکار سے بھی منع کیا ہے جن فقہا کرام کا یہ مذہب ہے کہ سمندر میں جو کچھ ہے سب حلال ہے ان کا استدلال اسی آیت سے ہے وہ کسی آبی جانور کو حرام نہیں کہتے حضرت ابوبکر صدیق کا وہ قول بیان ہو چکا ہے کہ طعام سے مراد پانی میں رہنے والی ہر ایک چیز ہے، بعض حضرات نے صرف مینڈک کو اس حکم سے الگ کر لیا ہے اور مینڈک کے سوا پانی کے تمام جانوروں کو وہ مباح کہتے ہیں کیونکہ مسند وغیرہ کی ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مینڈک کے مارنے سے منع فرمایا ہے اور فرمایا ہے کہ اس کی آواز اللہ کی تسبیح ہے، بعض اور کہتے ہیں سمندر کے شکار سے مچھلی کھائی جائے گی اور مینڈک نہیں کھایا جائے گا اور باقی کی چیزوں میں اختلاف ہے کچھ تو کہتے ہیں کہ باقی سب حلال ہے اور کچھ کہتے ہیں باقی سب نہ کھایا جائے، ایک جماعت کا خیال ہے کہ خشکی کے جو جانور حلال ہیں ان جیسے جو جانور پانی کے ہوں وہ بھی حلال ہیں اور خشکی کے جو جانور حرام ہیں ان کی مشابہت کے جو جانور تری کے ہوں وہ بھی حرام۔

یہ سب وجوہ مذہب شافعی میں ہیں حنفی مذہب یہ ہے کہ سمندر میں مر جائے اس کا کھانا حلال نہیں جیسے کہ خشکی میں از خود

مرے ہوئے جانور کا کھانا حلال نہیں کیونکہ قرآن نے اپنی موت آپ مرے ہوئے جانور کو آیت (حرمت علیکم المیتہ) میں حرام کر دیا ہے اور یہ عام ہے، ابن مردویہ میں حدیث ہے کہ جو تم شکار کر لو اور وہ زندہ ہو پھر مر جائے تو اسے کھالو اور جسے پانی آپ ہی پھینک دے اور وہ مرا ہوا الٹا پڑا ہوا ہو اسے نہ کھاؤ، لیکن یہ حدیث سند کی رو سے منکر ہے صحیح نہیں، مالکیوں شافعیوں اور حنبلیوں کی دلیل ایک تو ہی عنبر والی حدیث ہے جو پہلے گزر چکی دوسری دلیل وہ حدیث ہے جس میں ہے کہ سمندر کا پانی پاک اور اس کا مردہ حلال کئے گئے ہیں دو مردے مچھلی اور ٹڈی اور دو خون کلیجی اور تلی، یہ حدیث مسند احمد ابن ماجہ دار قطنی اور بیہقی میں بھی ہے اور اس کے سواہد بھی ہیں اور یہی روایت موقوفاً بھی مروی ہے، واللہ اعلم،

پھر فرماتا ہے کہ تم پر احرام کی حالت میں شکار کھیلنا حرام ہے، پس اگر کسی احرام والے نے شکار کر لیا اور اگر قصداً کیا ہے تو اسے کفارہ بھی دینا پڑے گا اور گنہگار بھی ہوگا اور اگر خطا اور غلطی سے شکار کر لیا ہے تو اسے کفارہ دینا پڑے گا اور اس کا کھانا اس پر حرام ہے خواہ وہ احرام والے ہوں یا نہ ہوں۔ عطا قاسم سالم ابو یوسف محمد بن حسن وغیرہ بھی یہی کہتے ہیں، پھر اگر اسے کھالیا تو عطا وغیرہ کا قول ہے کہ اس پر دو کفارے لازم ہیں۔

لیکن امام مالک وغیرہ فرماتے ہیں کہ کھانے میں کوئی کفارہ نہیں، جمہور بھی امام صاحب کے ساتھ ہیں، ابو عمر نے اس کی توجیہ یہ بیان کی ہے کہ جس طرح زانی کے کئی زنا پر حد ایک ہی ہوتی ہے،

حضرت ابو حنیفہ کا قول ہے کہ شکار کر کے کھانے والے کو اس کی قیمت بھی دینی پڑے گی، ابو ثور کہتے ہیں کہ محرم نے جب کوئی شکار مارا تو اس پر جزا ہے، ہاں اس شکار کا کھانا اس کے لئے حلال ہے لیکن میں اسے اچھا نہیں سمجھتا، کیونکہ فرمان رسول ہے کہ خشکی کے شکار کو کھانا تمہارے لئے حلال ہے جب تک کہ تم آپ شکار نہ کرو اور جب تک کہ خاص تمہارے لئے شکار نہ کیا جائے، اس حدیث کا تفصیلی بیان آگے آ رہا ہے، ان کا یہ قول غریب ہے، ہاں شکاری کے سوا اور لوگ بھی اسے کھا سکتے ہیں یا نہیں؟ اس میں اختلاف ہے، بعض تو منع کرتے ہیں جیسے پہلے گزر چکا اور بعض جائز بتاتے ہیں ان کی دلدل وہی حدیث ہے جو اوپر ابو ثور کے قول کے بیان میں گزری، واللہ اعلم، اگر کسی ایسے شخص نے شکار کیا جو احرام باندھے ہوئے نہیں پھر اس نے کسی احرام والے کو وہ جانور ہدیئے میں دیا تو بعض تو کہتے ہیں کہ یہ مطلقاً حلال ہے خواہ اسی کی نیت سے شکار کیا ہو خواہ اس کے لئے شکار نہ کیا ہو،

حضرت عمر حضرت ابو ہریرہ حضرت زبیر حضرت کعب احبار حضرت مجاہد، حضرت عطا، حضرت سعید بن جبیر اور کوفیوں کا یہی خیال ہے، چنانچہ حضرت ابو ہریرہ سے یہ مسئلہ پوچھا گیا کہ غیر محرم کے شکار کو محرم کھا سکتا ہے؟ تو آپ نے جواز کا فتوی دیا، جب حضرت عمر کو یہ خبر ملی تو آپ نے فرمایا اگر تو اس کے خلاف فتوی دیتا تو میں تیری سزا کرتا کچھ لوگ کہتے ہیں کہ اس صورت میں بھی محرم کو اس کا کھانا درست نہیں، ان کی دلیل اس آیت کے کا عموم ہے حضرت ابن عباس اور ابن عمر سے بھی یہی مروی ہے اور بھی صحابہ تابعین اور ائمہ دین اس طرف گئے ہیں۔

تیسری جماعت نے اس کی تفصیل کی ہے وہ کہتے ہیں کہ اگر کسی غیر محرم نے کسی محرم کے ارادے سے شکار کیا ہے تو اس محرم

کو اس کا کھانا جائز نہیں، ورنہ جائز ہے ان کی دلیل حضرت صعب بن جثامہ کی حدیث ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ابوا کے میدان میں یا ودان کے میدان میں ایک گورخر شکار کردہ بطور ہدیئے کے دیا تو آپ نے اسے واپس کر دیا جس سے صحابی رنجیدہ ہوئے، آثار رنج ان کے چہرے پر دیکھ کر رحمۃ للعالمین نے فرمایا اور کچھ خیال نہ کرو ہم نے بوجہ احرام میں ہونے کے ہی اسے واپس کیا ہے، یہ حدیث بخاری و مسلم میں موجود ہے، تو یہ لوٹانا آپ کا اسی وجہ سے تھا کہ آپ نے سمجھ لیا تھا کہ اس نے یہ شکار خاص میرے لئے ہی کیا ہے اور جب شکار محرم کے لئے ہی نہ ہو تو پھر اسے قبول کرنے اور کھانے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ حضرت ابو قتادہ کی حدیث میں ہے کہ انہوں نے بھی جبکہ وہ احرام کی حالت میں نہ تھے ایک گورخر شکار کیا صحابہ جو احرام میں تھے انہوں نے اس کے کھانے میں توقف کیا اور حضور سے یہ مسئلہ پوچھا تو آپ نے فرمایا کیا تم میں سے کسی نے اسے اشارہ کیا تھا؟ یا اسے کوئی مدد دی تھی؟ سب نے انکار کیا تو آپ نے فرمایا پھر کھالو اور خود آپ نے بھی کھایا یہ واقعہ بھی بخاری و مسلم میں موجود ہے،

مسند احمد میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنگلی شکار کا کھانا تمہارے لئے حلال ہے اس حالت میں بھی کہ تم احرام میں ہو جب تک کہ خود تم نے شکار نہ کیا ہو اور جب تک کہ خود تمہارے لئے شکار نہ کیا گیا ہو، ابوداؤد ترمذی نسائی میں بھی یہ حدیث موجود ہے،

امام ترمذی نے فرمایا ہے کہ اس کے راوی مطلب کا جابر سے سننا ثابت نہیں، ربیعہ فرماتے ہیں کہ عرج میں جناب خلیفہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے، آپ احرام کی حالت میں تھے جاڑوں کے دن تھے ایک چادر سے آپ منہ ڈھکے ہوئے تھے کہ آپ کے سامنے شکار کا گوشت پیش کیا گیا تو آپ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا تم کھالو انہوں نے کہا اور آپ کیوں نہیں کھاتے؟ فرمایا مجھ میں تم میں فرق ہے یہ شکار میرے ہی لئے کیا گیا ہے اس لئے میں نہیں کھاؤں گا تمہارے لئے نہیں گیا اس لئے تم کھا سکتے ہو۔ (ابن کثیر، مائدہ، ۹۶)

باب مَا لَا يَجُوْزُ لِلْمُحْرِمِ اَكْلُهُ مِنَ الصَّيْدِ .

یہ باب ہے کہ محرم شخص کے لیے کون سا شکار کھانا جائز نہیں ہے؟

2818 – اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنِ الصَّعْبِ بْنِ جَثَّامَةَ اَنَّهُ اَهْدٰى لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِمَارَ وَحْشٍ وَّهُوَ بِالْاَبْوَاءِ اَوْ بِوَدَّانَ فَرَدَّهُ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَاٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا فِيْ وَجْهِي

2818-اخرجه البخاري في جزاء الصيد، باب اذا اهدى للمحرم حمارًا و حشيًا حيًا لم يقبل (الحديث 1825)، و في الهبة، باب قبول الهدية (الحديث 2573)، و باب من لم يقبل الهدية لعلة (الحديث 2596) . واخرجه مسلم في الحج، باب تحريم الصيد للمحرم (الحديث 50 و 51 و 52) . و اخرجه الترمذي في الحج، باب ما جاء في كراهية لحم الصيد للمحرم (الحديث 849) و اخرجه النسائي في مناسك الحج، مالا يجوز للمحرم اكله من الصيد (الحديث 2819) . واخرجه ابن ماجه في المناسك، باب ما ينهى عنه المحرم من الصيد (الحديث 3090) . تحفة الاشراف (4940) .

قَالَ "اَمَا اِنَّهٗ لَمْ نَرُدَّهٗ عَلَيْكَ اِلَّا اَنَّا حُرُمٌ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما' حضرت صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں نیل گائے کا گوشت پیش کیا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت ابواء یا ودان کے مقام پر موجود تھے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ انہیں واپس کر دیا' جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے چہرے پر پریشانی کے آثار دیکھے تو آپ نے فرمایا: ہم نے اسے تمہیں اس لیے واپس کیا ہے کیونکہ ہم احرام کی حالت میں ہیں۔

2819 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ الصَّعْبِ بْنِ جَثَّامَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَقْبَلَ حَتّٰى اِذَا كَانَ بِوَدَّانَ رَاٰى حِمَارَ وَحْشٍ فَرَدَّهٗ عَلَيْهِ وَقَالَ "اِنَّا حُرُمٌ لَا نَاْكُلُ الصَّيْدَ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما' حضرت صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے جا رہے تھے' جب آپ ودان پہنچے تو وہاں آپ نے ایک نیل گائے دیکھی (یعنی اس کا گوشت آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا) تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ واپس کر دیا اور فرمایا: ہم محرم ہیں' ہم شکار نہیں کھا سکتے۔

2820 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا عَفَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ اَنْبَاَنَا قَيْسُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ عَطَاءٍ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ لِزَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ مَا عَلِمْتَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُهْدِيَ لَهٗ عُضْوُ صَيْدٍ وَّهُوَ مُحْرِمٌ فَلَمْ يَقْبَلْهُ قَالَ نَعَمْ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے بارے میں یہ بات منقول ہے کہ انہوں نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے فرمایا: کیا آپ یہ بات نہیں جانتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شکار کا ایک عضو تحفے کے طور پر پیش کیا گیا تھا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت محرم تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے قبول نہیں کیا تھا' تو حضرت زید رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: جی ہاں!

2821 - اَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيٰى وَسَمِعْتُ اَبَا عَاصِمٍ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِي الْحَسَنُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَدِمَ زَيْدُ بْنُ اَرْقَمَ فَقَالَ لَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ يَسْتَذْكِرُهٗ كَيْفَ اَخْبَرْتَنِي عَنْ لَحْمِ صَيْدٍ اُهْدِيَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ حَرَامٌ قَالَ نَعَمْ اَهْدٰى لَهٗ رَجُلٌ عُضْوًا مِنْ لَحْمِ صَيْدٍ فَرَدَّهٗ وَقَالَ "اِنَّا لَا نَاْكُلُ اِنَّا حُرُمٌ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے بارے میں یہ بات منقول ہے کہ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے ان سے فرمایا: وہ انہیں کوئی بات یاد دلا رہے تھے' آپ نے مجھے شکار کے گوشت کے بارے میں کیا بتایا تھا کہ جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس وقت تحفے کے طور پر پیش کیا گیا تھا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم محرم تھے' تو حضرت

2819-تقدم في مناسك الحج، ما لا يجوز للمحرم اكله من الصيد (الحديث 2818) .

2820-اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب لحم الصيد للمحرم (الحديث 1850) . تحفة الاشراف (3677) .

2821-اخرجه مسلم في الحج، باب تحريم الصيد للمحرم (الحديث 55) . تحفة الاشراف (3663) .

زید رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: جی ہاں! ایک شخص نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں ایک شکار کے گوشت کا ایک عضو تحفے کے طور پر پیش کیا تو نبی اکرم ﷺ نے اُسے قبول نہیں کیا' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہم یہ نہیں کھائیں گے کیونکہ ہم محرم ہیں۔

2822 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اَهْدَى الصَّعْبُ بْنُ جَثَّامَةَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رِجْلَ حِمَارِ وَحْشٍ تَقْطُرُ دَمًا وَّهُوَ مُحْرِمٌ وَّهُوَ بِقُدَيْدٍ فَرَدَّهَا عَلَيْهِ.

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: حضرت صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں نیل گائے کی ٹانگ (یاران) پیش کی' جس میں سے خون ٹپک رہا تھا' نبی اکرم ﷺ اُس وقت محرم تھے' آپ اُس وقت قدید کے مقام پر موجود تھے تو نبی اکرم ﷺ نے اُسے قبول نہیں کیا۔

2823 - اَخْبَرَنَا يُوْسُفُ بْنُ حَمَّادٍ الْمَعْنِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ حَبِيْبٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنِ الْحَكَمِ وَحَبِيْبٍ - وَهُوَ ابْنُ اَبِىْ ثَابِتٍ - عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ الصَّعْبَ بْنَ جَثَّامَةَ اَهْدٰى لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِمَارًا وَّهُوَ مُحْرِمٌ فَرَدَّهُ عَلَيْهِ.

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: حضرت صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں نیل گائے کا گوشت پیش کیا' نبی اکرم ﷺ اُس وقت محرم تھے تو نبی اکرم ﷺ نے اُسے قبول نہیں کیا۔

جب احرام والا شکار کرے یا اسکی طرف دلالت کرے تو حکم شرعی

حضرت امام قدوری علیہ الرحمہ نے کہا ہے۔ جب کسی محرم نے شکار والے جانور کو قتل کر دیا یا اس نے ایسے بندے کو اس طرف رہنمائی کی جس نے اس کو قتل کر دیا تو اس پر جزاء واجب ہے۔ البتہ قتل کرنے کے حکم کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے تم شکار کے جانور کو قتل نہ کرو۔ جبکہ تم حالت احرام میں ہو۔ اور تم میں سے جس نے بطور ارادہ قتل کر دیا تو قتل شدہ جانور کی مثل جزاء ہے۔ جزاء کے وجوب میں نص صراحت کے ساتھ بیان ہوئی ہے۔ البتہ دلالت میں حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ نے اختلاف کیا ہے۔

حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ نے کہا ہے جزاء قتل کے معلق ہے دلالت کے ساتھ معلق نہیں ہے۔ لہٰذا یہ حلال کو حلال کی طرف دلالت کرنے کے مشابہ ہو جائے گا۔

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ والی حدیث ہماری دلیل ہے جسے ہم نے روایت کر دیا ہے۔ حضرت عطاء علیہ الرحمہ نے کہا ہے لوگوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ دلالت کرنے والے پر جزاء ہے۔ کیونکہ دلالت کرنا احرام کے ممنوعات میں سے ہے۔ کیونکہ دلالت کرنے کی وجہ سے شکار کا امن ختم ہو جائے گا۔ کیونکہ شکار اپنے وحشی ہونے اور چھپ جانے کی وجہ سے امن

2822-اخرجه مسلم في الحج، باب تحريم الصيد للمحرم (الحديث 54) . و اخرجه النسائي في مناسك الحج، مالا يجوز للمحرم اكله من الصيد (الحديث 2823) . تحفة الاشراف (5499) .

2823-تقدم في مناسك الحج، ما لا يجوز للمحرم اكله من الصيد (2822) .

میں ہوتا ہے۔لہٰذا یہ اس کو تلف کرنے کی مثل ہو جائے گا۔اور اس دلیل کی وجہ سے محرم نے احرام کی حالت میں شکار سے باز رہنے کے لئے اپنے آپ کو پابند کیا ہے۔لہٰذا اس نے جو پابندی کی تھی اس کو چھوڑنے کی وجہ سے اس پر ضمان (جرمانہ) لازم آئے گا۔جس طرح وہ بندہ ہے جس کے پاس ودیعت رکھی جائے بہ خلاف حلال کے کیونکہ اس کی جانب سے کوئی پابندی لازم نہیں کی گئی۔البتہ حلال کی دلالت پر جزاء ہے جس طرح حضرت امام ابو یوسف علیہ الرحمہ اور حضرت امام زفر علیہ الرحمہ سے روایت کیا گیا ہے۔اور جو دلالت جزاء کو واجب کرنے والی ہے اس کی تعریف یہ ہے کہ جسے دلالت کی گئی ہے وہ شکار والی جگہ جانتا ہو اور وہ مدلول کی دلالت کی تصدیق کرنے والا بھی ہو۔یہاں تک کہ اگر اس نے اس کو جھٹلایا اور کسی دوسرے آدمی کی تصدیق کر لی تو جھٹلائے گئے شخص پر کوئی ضمان واجب نہیں ہے۔اور اگر دلالت کرنے والا حرم میں حلال ہو گیا تو اس پر کوئی چیز واجب نہ ہوگی اسی دلیل کی بنیاد پر جس کو ہم بیان کر چکے ہیں۔وجوب ضمان میں ارادے سے کرنے والا اور بھولنے والا دونوں برابر ہیں۔اس لئے کہ جزاء ایک ایسی ضمان ہے جس کا وجوب نقصان کو پورا کرتا ہے۔لہٰذا مالوں کے جرمانوں کے مشابہ ہوگیا۔ اور اس میں ابتداء کرنے والا اور لوٹانے والا دونوں برابر ہیں اس لئے کہ ان کو موجب مختلف نہیں ہے۔(ہدایہ، کتاب الحج، لاہور)

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ مدینہ سے حج کے لئے نکلے اور ہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ نکلے۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ ﷺ نے اور راہ لی اور اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے بعض کو فرمایا تم ساحل سمندر کی راہ لو حتیٰ کہ مجھ سے آملو۔انہی میں حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ان لوگوں نے ساحل بحر کی راہ لی۔پھر جب وہ رسول اکرم ﷺ کے پاس پہنچے تو انہوں نے احرام باندھ لئے سوائے حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کے انہوں نے احرام نہیں باندھا تھا وہ چلے جا رہے تھے کہ انہوں نے راستہ میں وحشی گدھوں کو دیکھا۔حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے ان پر حملہ کیا اور ان میں سے ایک گدھی کی کونچیں کاٹ دیں چنانچہ سب نے ایک جگہ پڑاؤ کیا اس کا گوشت کھایا پھر انہوں نے (آپس میں) کہا کہ ہم نے گوشت کھایا حالانکہ ہم محرم تھے۔

اس کا باقی گوشت ساتھ لے لیا۔پھر جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے تو عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم!) ہم نے احرام باندھ لیا تھا لیکن حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے نہیں باندھا تھا پھر ہم نے چند وحشی گدھے دیکھے اور حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے ان پر حملہ کر کے ایک کی کونچیں کاٹ ڈالیں۔ہم نے پڑاؤ ڈالا اور سب نے اس کا گوشت کھایا۔پھر ہم نے کہا کہ ہم شکار کا گوشت کھا رہے ہیں حالانکہ ہم احرام باندھے ہوئے ہیں اور اس کا باقی گوشت ہم لے آئے ہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی نے تم میں سے اس کا اسے حکم دیا تھا یا اس کی طرف اشارہ کیا تھا؟ تو انہوں نے عرض کیا نہیں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کا جو گوشت باقی ہے وہ بھی کھالو۔اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

حضرت صعب رضی اللہ عنہ بن جثامہ کے بارے میں مروی ہے کہ انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حمار وحشی (گورخر) بطور ہدی کے بھیجا جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مقام ابواء یا ودان میں کہ جو مکہ اور مدینہ کے درمیان واقع ہیں تشریف فرما تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے واپس کر دیا اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی وجہ سے ان کے چہرہ پر غم د

افسوس کے آثار محسوس کئے تو فرمایا کہ ہم نے تمہارا ہدیہ اس لئے واپس کر دیا ہے کہ ہم احرام باندھے ہوئے ہیں۔ (بخاری ومسلم)

بظاہر یہ حدیث ان حضرات کی دلیل ہے جو مطلق شکار کا گوشت کھانے کو محرم کے لئے حرام قرار دیتے ہیں اور چونکہ حنفیہ کا مسلک جو باب کی ابتداء میں ذکر کیا گیا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول کے مطابق ہے اس لئے حنفیہ کے نزدیک اس حدیث کی مراد یہ ہے کہ زندہ گورخر بطور شکار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا گیا تھا اور چونکہ شکار قبول کرنا محرم کے لئے درست نہیں ہے اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے واپس کر دیا۔ لیکن پھر ایک اشکال اور پیدا ہوتا ہے اور وہ یہ کہ ایک روایت میں وضاحت کے ساتھ یہ منقول ہے کہ گورخر کا گوشت بھیجا گیا تھا، ایک روایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ گورخر کی ران بھیجی گئی تھی، اسی طرح ایک روایت یہ بتاتی ہے کہ اس کا ایک ٹکڑا بھیجا گیا تھا۔

لہٰذا ان روایتوں کے پیش نظر یہ معلوم ہوتا ہے کہ زندہ گورخر نہیں بھیجا گیا تھا بلکہ یہاں حدیث میں بھی گورخر سے اس کا گوشت ہی مراد ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ پہلے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں زندہ گورخر ہی بھیجا گیا ہوگا جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول نہیں کیا، پھر بعد میں دوسرے گورخر کی ران بھیجی گئی اسی کو کسی نے تو گوشت سے تعبیر کیا اور کسی نے اسے اس کا ٹکڑا کہا۔

اس بارے میں حنفیہ کی بڑی دلیل یہ روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گورخر پیش کیا گیا جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مقام عرف میں تشریف فرما تھے اور احرام باندھے ہوئے تھے، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ اسے رفقاء میں تقسیم کر دو۔ مذکورہ بالا حدیث کے بارے میں شافعیہ یہ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس گورخر کو اس گمان کی بناء پر واپس کر دیا کہ بطور خاص میرے لئے شکار کیا گیا ہے۔

امام مالک وامام شافعی کی مستدل حدیث اور اس کا مطلب

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے لئے احرام کی حالت میں شکار کا گوشت حلال ہے بشرطیکہ وہ شکار نہ تو تم نے خود کیا اور نہ تمہارے لئے کیا گیا ہے۔ (ابوداؤد، ترمذی، نسائی)

حدیث کا حاصل یہ ہوا کہ اگر حالت احرام میں تم خود شکار کرو گے یا کوئی دوسرا تمہارے لئے شکار کرے گا، اگر چہ وہ شکاری حالت احرام میں نہ ہو تو اس شکار کا گوشت کھانا تمہارے لئے درست نہیں ہوگا۔ حضرت امام مالک اور حضرت امام شافعی اس حدیث کو اپنے اس مسلک کی دلیل قرار دیتے ہیں کہ محرم کے لئے اس شکار کا گوشت کھانا حرام ہے جسے کسی غیر محرم نے اس کے لئے شکار کیا ہو۔

لیکن حنفیہ اس حدیث کے یہ معنی مراد لیتے ہیں کہ اگر حالت احرام میں زندہ شکار تمہارے لئے بطور تحفہ بھیجا جائے تو اس کا گوشت کھانا تمہارے لئے حرام ہوگا۔ ہاں اگر اس شکار کا گوشت تحفہ کے طور پر تمہارے پاس بھیجا جائے اس کا کھانا حرام نہیں ہو گا۔ گویا اس صورت میں حدیث کا حاصل یہ ہوگا کہ اگر تمہارے حکم کی بناء پر کوئی شکار کیا جائے گا تو اس کا کھانا تمہارے لئے

درست نہیں ہوگا لہٰذا اس شکار کا گوشت محرم کے لئے حرام نہیں ہے جسے کوئی غیر محرم اس کے لئے ذبح کرے بشرطیکہ اس شکار میں محرم کے حکم یا اس کی اعانت اور اشارت و دلالت کا کوئی دخل نہ ہو۔

احناف کی مستدل حدیث پر اشکال کا جواب

حضرت ابوقتادہ کے بارے میں مروی ہے کہ وہ واقعہ حدیبیہ کے موقع پر مکہ کے لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ روانہ ہوئے تو وہ اپنے چند ساتھیوں سمیت پیچھے رہ گئے جو عمرہ کے لئے احرام باندھے ہوئے تھے لیکن خود ابوقتادہ حالت احرام میں نہیں تھے! چنانچہ راستہ میں ایک جگہ ان کے ساتھیوں نے گورخر دیکھا مگر ابوقتادہ کی نظر اس پر نہیں پڑی، ان کے ساتھیوں نے اس گورخر کو دیکھ کر صرف نظر کر لیا، آخر کار ابوقتادہ نے بھی اس گورخر کر دیکھ لیا اور اس کو شکار کرنے کی غرض سے گھوڑے پر سوار ہوئے اور اپنے ساتھیوں سے اپنا چابک مانگا مگر انہوں نے اس وجہ سے کہ اس شکار میں ہماری اعانت کسی درجہ میں بھی شامل نہ ہو چابک دینے سے انکار کر دیا ابوقتادہ نے گھوڑے سے اتر کر خود چابک اٹھایا اور گورخر پر حملہ آور ہوئے یہاں تک کہ اسے مار لیا، پھر اس کے گوشت کو تیار کر کے خود انہوں نے بھی کھایا اور ان کے ساتھیوں نے بھی کھایا، مگر ان کے ساتھی اس کا گوشت کھا کر پشیمان ہوئے کیونکہ انہوں نے گمان کیا کہ محرم کے لئے مطلق شکار کا گوشت کھانا درست نہیں ہے۔ چنانچہ جب وہ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا حکم پوچھا کہ آیا اس گورخر کا گوشت کھانا ہمارے لئے درست تھا یا نہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا کہ تمہارے پاس اس میں سے کچھ باقی ہے یا نہیں؟ انہوں نے کہا کہ ہمارے پاس اس کا پاؤں باقی رہ گیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ پاؤں لیا اور اس کو تیار کرا کر کھایا اس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظاہر فرمایا کہ اس کا گوشت کھانا تمہارے لئے درست تھا (بخاری ومسلم)

بخاری ومسلم ہی کی ایک اور روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ جب وہ لوگ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے اور انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے بارے میں مسئلہ دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم میں سے کسی نے ابوقتادہ کو یہ حکم دیا تھا کہ وہ گورخر پر حملہ آور ہوں یا تم میں سے کسی نے گورخر کی طرف اشارہ کر کے اس کے شکار پر متوجہ کیا تھا؟ انہوں نے عرض کیا کہ نہیں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو پھر اس کے گوشت میں سے جو کچھ باقی رہ گیا ہے اسے کھا لو۔

اس حدیث کے بارے میں ایک اشکال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہاں تو بتایا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس گورخر میں سے بچا ہوا پاؤں تیار کرا کر کھایا جب کہ ایک دوسری روایت میں یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کھایا نہیں؟ لہٰذا اس اشکال کو دور کرنے کے لئے علماء ان دونوں روایتوں میں یہ مطابقت پیدا کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ خود حالت احرام میں تھے اس لئے ابتداء میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ گمان کیا ہوگا کہ اس گورخر کے شکار میں کسی محرم کے حکم یا اس کی اعانت کو دخل رہا ہوگا اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کھانے سے انکار کر دیا ہوگا مگر جب صحیح صورت حال سامنے آ گئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہو گیا کہ اس کے شکار میں کسی محرم کے حکم یا اس کی اعانت کا کوئی دخل نہیں تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کھایا۔

محرم کے لئے جس طرح یہ ممنوع ہے کہ وہ شکار کے لئے کسی کو حکم دے اسی طرح دلالت اور اشارت بھی ممنوع ہے دلالت اور اشارت میں فرق یہ ہے کہ دلالت کا تعلق زبان سے ہوتا ہے مثلاً محرم کو کسی ہاتھ کے اشارہ سے شکار کی طرف متوجہ کرے! بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ دلالت کا تعلق اس شکار سے ہوتا ہے جو نظر کے سامنے نہ ہو اور اشارت کا تعلق اس شکار سے ہوتا ہے جو نظر کے سامنے ہو۔

اس موقع پر یہ بات جان لیجئے کہ محرم کے لئے تو دلالت حدود حرم میں بھی حرام اور حدود حرم سے باہر بھی لیکن غیر محرم کے لئے حدود حرم میں تو حرام ہے اور حدود حرم سے باہر نہیں۔

یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ محرم کو شکار کا گوشت کھانا حلال ہے بشرطیکہ وہ شکار نہ تو خود اس نے کیا ہو اور نہ اس شکار میں اس کی دلالت اشارت اور اعانت کا قطعاً دخل ہو، چنانچہ یہ حدیث حنفیہ کے اس مسلک کی دلیل ہے اور ان حضرات کے مسلک کی تردید کرتی ہے جو محرم کو مطلق شکار کا گوشت کھانے سے منع کرتے ہیں۔

باب اِذَا ضَحِكَ الْمُحْرِمُ فَفَطِنَ الْحَلَالُ لِلصَّيْدِ فَقَتَلَهُ اَيَاْكُلُهُ اَمْ لَا

یہ باب ہے کہ جب محرم شخص ہنس پڑے جس سے حالتِ احرام کے بغیر شخص کو شکار کے بارے میں پتہ چل جائے اور پھر وہ اُسے قتل کردے تو کیا محرم شخص اُسے کھا سکتا ہے یا نہیں کھا سکتا؟

2824 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِىْ كَثِيْرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِىْ قَتَادَةَ قَالَ انْطَلَقَ اَبِىْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْحُدَيْبِيَةِ فَاَحْرَمَ اَصْحَابُهُ وَلَمْ يُحْرِمْ فَبَيْنَمَا اَنَا مَعَ اَصْحَابِىْ ضَحِكَ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ فَنَظَرْتُ فَاِذَا حِمَارُ وَحْشٍ فَطَعَنْتُهُ فَاسْتَعَنْتُهُمْ فَاَبَوْا اَنْ يُعِيْنُوْنِىْ فَاَكَلْنَا مِنْ لَحْمِهٖ وَخَشِيْنَا اَنْ نُقْتَطَعَ فَطَلَبْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُرَفِّعُ فَرَسِىْ شَاْوًا وَاَسِيْرُ شَاْوًا فَلَقِيْتُ رَجُلًا مِّنْ غِفَارٍ فِىْ جَوْفِ اللَّيْلِ فَقُلْتُ اَيْنَ تَرَكْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَرَكْتُهُ وَهُوَ قَائِلٌ بِالسُّقْيَا . فَلَحِقْتُهُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اَصْحَابَكَ يَقْرَئُوْنَ عَلَيْكَ السَّلَامَ وَرَحْمَةَ اللّٰهِ وَاِنَّهُمْ قَدْ خَشُوا اَنْ يُقْتَطَعُوا دُوْنَكَ فَانْتَظِرْهُمْ فَانْتَظَرَهُمْ . فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّىْ اَصَبْتُ حِمَارَ وَحْشٍ وَّعِنْدِىْ مِنْهُ فَقَالَ لِلْقَوْمِ "كُلُوْا" . وَهُمْ مُحْرِمُوْنَ .

☆☆ عبداللہ بن ابی قتادہ بیان کرتے ہیں: میرے والد نبی اکرم ﷺ کے ساتھ جا رہے تھے یہ حدیبیہ کے سال کی بات

2824-اخرجه البخاري في جزاء الصيد، باب اذا صاد الحلال فاهدى للمحرم الصيد اكله (الحديث 1821)، و باب اذا راى المحرمون صيدًا فضحكوا ففطن الحلال (الحديث 1822) . واخرجه مسلم في الحج، باب تحريم الصيد للمحرم (الحديث 59) . و الحديث عند: البخاري في المغازي، باب غزوة الحديبية (الحديث 4149) . و مسلم في الحج، باب تحريم الصيد للمحرم (الحديث 62) . و النسائي في مناسك الحج، اذا ضحك المحرم ففطن الحلال للصيد فقتله اياكله ام لا (الحديث 2825) . و ابن ماجه في المناسك، باب الرخصة في ذلك اذا لم يصد له (الحديث 3093) . تحفة الاشراف (12109) .

ہے ان کے ساتھیوں نے احرام باندھا ہوا تھا' لیکن انہوں نے احرام نہیں باندھا ہوا تھا' وہ بیان کرتے ہیں: میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ جا رہا تھا' ایک شخص دوسرے کو دیکھ کر ہنس پڑا' میں نے توجہ دی تو وہاں ایک نیل گائے تھی' میں نے اُس پر حملہ کر دیا' میں نے اپنے ساتھیوں سے مدد مانگی' انہوں نے میری مدد کرنے سے انکار کر دیا' پھر ہم نے (اُسے شکار کرنے کے بعد) اُس کا گوشت کھا لیا' پھر ہمیں یہ اندیشہ ہوا کہ دشمن ہمیں نقصان نہ پہنچائے تو میں نبی اکرم ﷺ تک پہنچنے کے لیے اپنے گھوڑے کو تیز رفتاری سے چلاتا رہا' نصف رات کے وقت میری ملاقات غفار قبیلے کے ایک شخص سے ہوئی' میں نے دریافت کیا: تم نے نبی اکرم ﷺ کو کہاں چھوڑا ہے؟ تو اُس نے جواب دیا: میں نے نبی اکرم ﷺ کو وہاں چھوڑا تھا' جب آپ سقیا کے مقام پر قیلولہ کر رہے تھے' حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نبی اکرم ﷺ تک پہنچ گیا' میں نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ کے اصحاب نے آپ کو سلام بھیجا ہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمتیں بھیجی ہیں' اُن لوگوں کو یہ اندیشہ تھا کہ کہیں آپ کے پیچھے رہتے ہوئے وہ آپ سے منقطع نہ ہو جائیں (یا اُن پر دشمن حملہ نہ کر دے) تو آپ ﷺ اُن کا انتظار کیجئے۔ تو نبی اکرم ﷺ اُن کا انتظار کرنے لگے' میں نے عرض کی: یارسول اللہ! میں نے ایک نیل گائے شکار کی تھی' میرے پاس اُس کا کچھ گوشت بھی ہے' تو نبی اکرم ﷺ نے حاضرین سے فرمایا: تم لوگ اسے کھا لو۔ (راوی کہتے ہیں:) وہ لوگ اُس وقت محرم تھے۔

2825 - اَخْبَرَنِیْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ فَضَالَةَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ النَّسَائِیُّ قَالَ اَنْبَاَنَا مُحَمَّدٌ - وَهُوَ ابْنُ الْمُبَارَكِ الصُّوْرِیُّ - قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ - وَهُوَ ابْنُ سَلَّامٍ - عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِیْ كَثِيْرٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِیْ قَتَادَةَ اَنَّ اَبَاهُ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ غَزَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَزْوَةَ الْحُدَيْبِيَةِ - قَالَ - فَاَهَلُّوْا بِعُمْرَةٍ غَيْرِیْ فَاصْطَدْتُ حِمَارَ وَحْشٍ فَاَطْعَمْتُ اَصْحَابِیْ مِنْهُ وَهُمْ مُحْرِمُوْنَ ثُمَّ اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَنْبَاْتُهُ اَنَّ عِنْدَنَا مِنْ لَحْمِهِ فَاضِلَةً فَقَالَ "كُلُوْهُ" . وَهُمْ مُحْرِمُوْنَ .

★★ حضرت ابوقتادہ کے صاحبزادے عبداللہ بیان کرتے ہیں: اُن کے والد نے انہیں یہ بات بتائی ہے کہ ایک مرتبہ غزوۂ حدیبیہ کے موقع پر وہ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ جا رہے تھے' حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میرے علاوہ سب لوگوں نے عمرے کا احرام باندھا ہوا تھا' میں نے ایک نیل گائے کا شکار کیا' میں نے اُس میں سے کچھ گوشت اپنے ساتھیوں کو کھلایا' حالانکہ وہ لوگ محرم تھے' پھر میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے آپ کو بتایا کہ ہمارے پاس اُس کا کچھ اضافی گوشت موجود ہے' تو نبی اکرم ﷺ نے (اپنے آس پاس موجود لوگوں سے) فرمایا: تم لوگ اسے کھا لو وہ لوگ بھی اُس وقت محرم تھے۔

باب اِذَا اَشَارَ الْمُحْرِمُ اِلَى الصَّيْدِ فَقَتَلَهُ الْحَلَالُ .

یہ باب ہے کہ جب محرم شخص شکار کی طرف اشارہ کر دے اور غیر محرم شخص اُسے قتل کر دے (تو اُس کے کھانے کا کیا حکم ہوگا؟)

2825-تقدم في مناسك الحج، اذا ضحك المحرم ففطن الحلال للصيد فقتله اياكله ام لا (الحديث 2824) .

2826 - اَخْبَرَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلاَنَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ قَالَ اَنْبَاَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عُثْمَانُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَوْهَبٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ اَبِیْ قَتَادَةَ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهُمْ كَانُوْا فِیْ مَسِيْرٍ لَهُمْ بَعْضُهُمْ مُحْرِمٌ وَبَعْضُهُمْ لَيْسَ بِمُحْرِمٍ - قَالَ - فَرَاَيْتُ حِمَارَ وَحْشٍ فَرَكِبْتُ فَرَسِیْ وَاَخَذْتُ الرُّمْحَ فَاسْتَعَنْتُهُمْ فَاَبَوْا اَنْ يُعِيْنُوْنِیْ فَاخْتَلَسْتُ سَوْطًا مِّنْ بَعْضِهِمْ فَشَدَدْتُ عَلَى الْحِمَارِ فَاَصَبْتُهُ فَاَكَلُوْا مِنْهُ فَاَشْفَقُوْا - قَالَ - فَسُئِلَ عَنْ ذٰلِكَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "هَلْ اَشَرْتُمْ اَوْ اَعَنْتُمْ" . قَالُوْا لاَ . قَالَ "فَكُلُوْا" .

☆☆ عبداللہ بن ابوقتادہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: وہ لوگ سفر کر رہے تھے اُن میں سے بعض لوگ محرم تھے اور بعض لوگ محرم نہیں تھے حضرت ابوقتادہ بیان کرتے ہیں: میں نے ایک نیل گائے دیکھی میں اپنے گھوڑے پر سوار ہوا میں نے اپنا نیزہ پکڑا میں نے اُن سے مدد مانگی تو اُنہوں نے میری مدد کرنے سے انکار کر دیا میں نے اُن میں سے کسی ایک کا کوڑا اُچک لیا پھر میں نے اُس نیل گائے پر حملہ کر دیا اور اُسے مار دیا لوگوں نے اُس کا گوشت کھالیا پھر وہ خوفزدہ ہو گئے (کہ کہیں ان سے غلط کام تو نہیں ہو گیا) نبی اکرم ﷺ سے دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا: کیا تم نے اشارہ کیا تھا یا تم نے مدد کی تھی؟ انہوں نے کہا: جی نہیں! نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: پھر تم اسے کھا سکتے ہو۔

2827 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ - وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ - عَنْ عَمْرٍو عَنِ الْمُطَّلِبِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "صَيْدُ الْبَرِّ لَكُمْ حَلاَلٌ مَا لَمْ تَصِيْدُوْهُ اَوْ يُصَادَ لَكُمْ" .

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَمْرُو بْنُ اَبِیْ عَمْرٍو لَيْسَ بِالْقَوِیِّ فِی الْحَدِيْثِ وَاِنْ كَانَ قَدْ رَوٰى عَنْهُ مَالِكٌ .

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: تمہارے لیے خشکی کے شکار کو حلال قرار دیا گیا ہے جب تم اُسے خود شکار نہیں کرتے یا اُسے بطور خاص تمہارے لیے شکار نہیں کیا جاتا۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: عمرو بن ابوعمرو نامی راوی علم حدیث میں زیادہ مستند نہیں ہیں اگرچہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے حوالے سے احادیث روایت کی ہیں۔

محرم کے لئے شکار کا گوشت کھانے کا بیان

حضرت عبدالرحمٰن بن عثمان تیمی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے اور ہم سب احرام کی حالت میں تھے کہ ان کے پاس بطور ہدیہ ایک پرندہ کا پکا ہوا گوشت آیا حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اس وقت سور

2826-اخرجه البخاري في جزاء الصيد، باب لا يشير المحرم الى الصيد لكي يصطاده الحلال (الحديث 1824) مطولاً . و اخرجه مسلم في الحج، باب تحريم الصيد للمحرم (الحديث 60 و 61) مطولاً . تحفة الاشراف (12102) .

2827-اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب لحم الصيد للمحرم (الحديث 1851) و اخرجه الترمذي في الحج، باب ما جاء في اكل الصيد للمحرم (الحديث 846) . تحفة الاشراف (3098) .

ہے تھے چنانچہ ہم میں سے بعض نے وہ گوشت کھالیا کیونکہ وہ جانتے تھے کہ محرم کو شکار کا گوشت کھانا جائز ہے بشرطیکہ اس شکار میں اس کے حکم وغیرہ کو کوئی دخل نہ ہو اور بعض نے اس سے پرہیز کیا کیونکہ ان کا گمان تھا کہ محرم کو یہ گوشت کھانا درست نہیں ہے، پھر حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ بیدار ہوئے تو انہوں نے ان لوگوں کی موافقت کی جنہوں نے وہ گوشت کھایا تھا، نیز انہوں نے فرمایا کہ ہم نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ اسی طرح یعنی حالت احرام میں شکار کا گوشت کھایا تھا۔

(مشکوۃ المصابیح، جلد دوم: رقم الحدیث، 1254)

گوشت کھانے والوں سے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی موافقت کا تعلق قول سے بھی ہو سکتا ہے اور فعل سے بھی، یعنی یا تو حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے ان سے زبانی یہ کہا ہوگا کہ تم نے گوشت کھالیا، اچھا کیا، اس میں کوئی حرج نہیں یہ قولی موافقت ہے، یا پھر یہ کہ خود انہوں نے بھی باقی بچا ہوا گوشت کھایا ہوگا یہ فعلی موافقت ہے۔ بہر کیف یہ حدیث حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کے اس مسلک کی تائید کرتی ہے کہ اگر محرم خود شکار نہ کرے اور نہ اس شکار میں اس کے حکم وغیرہ کا دخل ہو تو وہ اس کا گوشت کھا سکتا ہے۔ "ایک پرندہ" سے مراد یا تو جنس ہے کہ کئی پرندوں کا گوشت آیا تھا، یا پھر وہ ایک ہی پرندہ تھا جو اتنا بڑا تھا کہ اس کا گوشت تمام لوگوں کے لئے کافی ہو گیا۔

باب مَا يَقْتُلُ الْمُحْرِمُ مِنَ الدَّوَابِّ قَتْلُ الْكَلْبِ الْعَقُوْرِ .

یہ باب ہے کہ محرم شخص کون سے جانوروں کو مار سکتا ہے، پاگل کتے کو مارنے کا حکم

2828 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "خَمْسٌ لَيْسَ عَلَى الْمُحْرِمِ فِيْ قَتْلِهِنَّ جُنَاحٌ الْغُرَابُ وَالْحِدَاةُ وَالْعَقْرَبُ وَالْفَارَةُ وَالْكَلْبُ الْعَقُوْرُ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: پانچ چیزوں کو مارنے پر محرم کو کوئی گناہ نہیں ہوگا: کوا، چیل، بچھو، چوہا اور پاگل کتا۔

باب قَتْلِ الْحَيَّةِ .

یہ باب سانپ کو مارنے کے بیان میں ہے

2829 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "خَمْسٌ يَقْتُلُهُنَّ الْمُحْرِمُ الْحَيَّةُ وَالْفَارَةُ وَالْحِدَاةُ

2828-اخرجه مسلم في الحج، باب ما يندب للمحرم وغيره قتله من الدواب في الحل و الحرم (الحديث 76) و الحديث عند: البخاري في جزاء الصيد، باب ما يقتل المحرم من الدواب (الحديث 1826) . تحفة الاشراف (8365) .

2829-اخرجه مسلم في الحج، باب ما يندب للمحرم وغيره قتله من الدواب في الحل و الحرم (الحديث 67) . و اخرجه النسائي في مناسك الحج، قتل الحية في الحرم (الحديث 2882) . و اخرجه ابن ماجه في المناسك، باب ما يقتل المحرم (الحديث 3087) . تحفة الاشراف (16122) .

وَالْغُرَابُ الْاَبْقَعُ وَالْكَلْبُ الْعَقُوْرُ" .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتی ہیں:

پانچ چیزیں ایسی ہیں' جنہیں محرم قتل کر سکتا ہے: سانپ' چوہا' چیل' کوا اور پاگل کتا۔

باب قَتْلِ الْفَارَةِ .

یہ باب چوہے کو مارنے کے بیان میں ہے

2830 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَذِنَ فِیْ قَتْلِ خَمْسٍ مِّنَ الدَّوَابِّ لِلْمُحْرِمِ الْغُرَابُ وَالْحِدَاةُ وَالْفَارَةُ وَالْكَلْبُ الْعَقُوْرُ وَالْعَقْرَبُ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے محرم شخص کو پانچ چیزوں کو مارنے کی اجازت دی ہے: کوا' چیل' چوہا' پاگل کتا اور بچھو۔

باب قَتْلِ الْوَزَغِ

یہ باب گرگٹ کو مارنے کے بیان میں ہے

2831 - اَخْبَرَنِیْ اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَرْعَرَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّ امْرَاَةً دَخَلَتْ عَلٰی عَآئِشَةَ وَبِيَدِهَا عُكَّازٌ فَقَالَتْ مَا هٰذَا فَقَالَتْ لِهٰذِهِ الْوَزَغِ لِاَنَّ نَبِیَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَنَا "اَنَّهُ لَمْ يَكُنْ شَیْءٌ اِلَّا يُطْفِءُ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِلَّا هٰذِهِ الدَّابَّةُ" . فَاَمَرَنَا بِقَتْلِهَا وَنَهٰی عَنْ قَتْلِ الْجِنَّانِ اِلَّا ذَا الطُّفْيَتَيْنِ وَالْاَبْتَرَ فَاِنَّهُمَا يُطْمِسَانِ الْبَصَرَ وَيُسْقِطَانِ مَا فِیْ بُطُوْنِ النِّسَآءِ .

☆☆ سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک خاتون سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئی' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاتھ میں ایک عصا تھا' اس عورت نے دریافت کیا: یہ کیا ہے؟ اُس نے جواب دیا: یہ چھپکلی کو مارنے کے لیے ہے' کیونکہ اللہ تعالیٰ کے نبی نے ہمیں یہ بات بتائی ہے کہ ہر چیز حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آگ کو بجھانے کی کوشش کر رہی تھی' صرف یہ جانور ایسا نہیں کر رہا تھا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اسے مارنے کا حکم دیا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے گھر میں نکل آنے والے سانپ کو مارنے سے منع کیا ہے' البتہ وہ سانپ جو دو دھاری ہوتا ہے' اور جس کی دُم کٹی ہوئی ہو (اُسے مارنے کا حکم دیا ہے) کیونکہ یہ دونوں بینائی ختم کر دیتے ہیں اور عورتوں کے پیٹ میں جو موجود ہوتا ہے (یعنی حاملہ عورت کے حمل کو) ضائع کر دیتے ہیں۔

2830-اخرجه مسلم في الحج، باب ما يندب للمحرم و غيره قتله من الدواب في الحل و الحرم (الحديث 77م) . تحفة الاشراف (8298) .

2831-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (16124) .

باب قَتْلِ الْعَقْرَبِ .

یہ باب بچھو کو مار دینے کے بیان میں ہے

2832 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ اَبُوْ قُدَامَةَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنِىْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "خَمْسٌ مِّنَ الدَّوَابِّ لَا جُنَاحَ عَلٰى مَنْ قَتَلَهُنَّ - اَوْ فِىْ قَتْلِهِنَّ - وَهُوَ حَرَامٌ الْحِدَاَةُ وَالْفَارَةُ وَالْكَلْبُ الْعَقُوْرُ وَالْعَقْرَبُ وَالْغُرَابُ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:
پانچ جانور ایسے ہیں کہ جو شخص انہیں قتل کرتا ہے (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں:) انہیں مارنے میں کوئی گناہ نہیں ہے اُس وقت جب آدمی محرم ہو (وہ جانور یہ ہیں:) چیل چوہا پاگل کتا بچھو اور کوا۔

باب قَتْلِ الْحِدَاَةِ .

یہ باب چیل کو مار دینے کے بیان میں ہے

2833 - اَخْبَرَنَا زِيَادُ بْنُ اَيُّوْبَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ قَالَ اَنْبَاَنَا اَيُّوْبُ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَجُلٌ يَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا نَقْتُلُ مِنَ الدَّوَابِّ اِذَا اَحْرَمْنَا قَالَ "خَمْسٌ لَا جُنَاحَ عَلٰى مَنْ قَتَلَهُنَّ الْحِدَاَةُ وَالْغُرَابُ وَالْفَارَةُ وَالْعَقْرَبُ وَالْكَلْبُ الْعَقُوْرُ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک شخص نے عرض کی: یارسول اللہ! جب ہم احرام کی حالت میں ہوں تو ہم کون سے جانوروں کو مار سکتے ہیں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: پانچ جانور ایسے ہیں جنہیں مارنے والے کو کوئی گناہ نہیں ہوگا' چیل' کوا' چوہا' بچھو اور پاگل کتا۔

باب قَتْلِ الْغُرَابِ .

یہ باب کوے کو مار دینے کے بیان میں ہے

2834 - اَخْبَرَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ مَا يَقْتُلُ الْمُحْرِمُ قَالَ "يَقْتُلُ الْعَقْرَبَ وَالْفُوَيْسِقَةَ وَالْحِدَاَةَ وَالْغُرَابَ وَالْكَلْبَ الْعَقُوْرَ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا: محرم شخص کس کو مار سکتا ہے؟

2832-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (8217) .

2833-اخرجه مسلم في الحج، باب ما يندب للمحرم و غيره قتله من الدواب في الحل و الحرم (الحديث 77م) . تحفة الاشراف (7543) .

2834-اخرجه مسلم في الحج، باب ما يندب للمحرم و غيره قتله من الدواب في الحل و الحرم (الحديث 77م) . تحفة الاشراف (8523) .

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: وہ بچھو چوہے چیل کوے اور پاگل کتے کو مار سکتا ہے۔

2835 – اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بِنِ يَزِيْدَ الْمُقْرِءُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "خَمْسٌ مِّنَ الدَّوَابِّ لَا جُنَاحَ فِيْ قَتْلِهِنَّ عَلٰى مَنْ قَتَلَهُنَّ فِي الْحَرَمِ وَالْاِحْرَامِ الْفَارَةُ وَالْحِدَاَةُ وَالْغُرَابُ وَالْعَقْرَبُ وَالْكَلْبُ الْعَقُوْرُ" .

☆☆ سالم اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

پانچ قسم کے جانور ایسے ہیں جنہیں حرم کی حدود کے اندر یا احرام کی حالت میں مارنے والے کو انہیں مارنے کا کوئی گناہ نہیں ہوگا: چوہا چیل کوا بچھو اور پاگل کتا۔

باب مَا لَا يَقْتُلُهُ الْمُحْرِمُ .

یہ باب ہے کہ محرم شخص کس کو مار نہیں سکتا

2836 – اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنِ ابْنِ اَبِيْ عَمَّارٍ قَالَ سَاَلْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ الضَّبُعِ فَاَمَرَنِيْ بِاَكْلِهَا . قُلْتُ اَصَيْدٌ هِيَ قَالَ نَعَمْ . قُلْتُ اَسَمِعْتَهُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ .

☆☆ ابن ابوعمار بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے بجو کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے مجھے اُسے کھانے کی ہدایت کی میں نے دریافت کیا: کیا یہ شکار ہے انہوں نے جواب دیا: جی ہاں! میں نے عرض کی: کیا آپ نے نبی اکرم ﷺ کی زبانی یہ بات سنی ہے؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں!

باب الرُّخْصَةِ فِي النِّكَاحِ لِلْمُحْرِمِ .

یہ باب ہے کہ محرم شخص کو نکاح کرنے کی اجازت

2837 – اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا دَاوُدُ - وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْعَطَّارُ - عَنْ عَمْرٍو - وَهُوَ ابْنُ دِيْنَارٍ - قَالَ سَمِعْتُ اَبَا الشَّعْثَاءِ يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ تَزَوَّجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَيْمُوْنَةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ .

2835-اخرجه مسلم في الحج، باب ما يندب للمحرم وغيره قتله من الدواب في الحل و الحرم (الحديث 72) . واخرجه ابو داؤد في المناسك، باب ما يقتل المحرم من الدواب (الحديث 1846) . تحفة الاشراف (6825) .

2836-اخرجه ابو داؤد في الاطعمة، باب في اكل الضبع (الحديث 3801) بنحوه و اخرجه الترمذي في الحج، باب ما جاء في الضبع يصيبها المحرم (الحديث 851)، و في الاطعمة، باب ما جاء في اكل الضبع (الحديث 1791) . و اخرجه النسائي في الصيد و الذبائح، الضبع (الحديث 4334) . واخرجه ابن ماجه في المناسك، باب جزاء الصيد يصيبه المحرم (الحديث 3085) بنحوه مختصراً، و في الصيد، باب الضبع (الحديث 3236) . تحفة الاشراف (2381) .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اُس وقت محرم تھے۔

2838 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ اَنَّ اَبَا الشَّعْثَاءِ حَدَّثَهُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَكَحَ حَرَامًا .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام کی حالت میں نکاح کیا تھا۔

2839 - اَخْبَرَنِیْ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ يُوْنُسَ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِیْ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ مُّجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجَ مَيْمُوْنَةَ وَهُمَا مُحْرِمَانِ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ جب شادی کی تھی اُس وقت وہ دونوں محرم تھے۔

2840 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْحَاقَ الصَّاغَانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ اِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجَ مَيْمُوْنَةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ .

☆☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ شادی کی تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اُس وقت محرم تھے۔

2841 - اَخْبَرَنِیْ شُعَيْبُ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اِسْحَاقَ وَصَفْوَانُ بْنُ عَمْرٍو الْحِمْصِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا اَبُو الْمُغِيْرَةِ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ اَبِیْ رَبَاحٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجَ مَيْمُوْنَةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ .

☆☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی تھی تو اُس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم محرم تھے۔

قاعدہ فقہیہ

جب نفی ایسی چیز کی جنس سے ہو جسے اسکی دلیل سے پہچانا جائے یا ایسی چیز سے ہو جس کا حال مشتبہ ہو لیکن یہ معلوم ہو کہ

2837-اخرجه البخاري في النكاح، باب نكاح المحرم (الحديث 5114) و اخرجه مسلم في النكاح، باب تحريم نكاح المحرم و كراهة خطبته (الحديث 46 و 47) . و اخرجه الترمذي في الحج، باب ما جاء في الرخصة في ذلك (الحديث 844) . و اخرجه النسائي في مناسك الحج، الرخصة في النكاح للمحرم (الحديث 2838)، و في النكاح، الرخصة في نكاح المحرم (الحديث 3272) . و اخرجه ابن ماجه في النكاح، باب المحرم يتزوج (الحديث 1965) . تحفة الاشراف (5376) .

2838-تقدم في مناسك الحج، الرخصة في النكاح للمحرم (الحديث 2837) .

2839-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (6391) .

2840-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (6045) .

2841-اخرجه البخاري في جزاء الصيد، باب تزويج المحرم (الحديث 1837) . تحفة الاشراف (5903) .

راوی نے دلیل معرفت پر اعتماد کیا ہے تو نفی اثبات کی طرح ہوگی ورنہ نہیں۔ (الحسامی)

اس کا ثبوت یہ ہے۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: محرم اپنا نکاح کر سکتا ہے نہ کسی اور کا، نہ نکاح کا پیغام دے سکتا ہے۔ (صحیح مسلم ج ۱ ص ۴۵۳، قدیمی کتب خانہ کراچی)

اس حدیث میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ حالت احرام میں نکاح نہ کیا جائے، تو یہاں ایسی نفی بیان ہوئی ہے جس کی دوسری دلیل سے حال مشتبہ ہے لہذا یہ نفی اثبات کی طرح ہوگی اور وہ دوسری روایت یہ ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حالت احرام میں حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا۔ (صحیح مسلم ج ۱، ۴۵۳ قدیمی کتب خانہ کراچی)

اس روایت سے پہلی نفی والی روایت کا حال مشتبہ جبکہ ایک تیسری روایت میں یزید بن اصم بیان کرتے ہیں کہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے حلال ہونے کی حالت میں نکاح کیا، حضرت میمونہ میری اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خالہ تھیں۔ (صحیح مسلم ج ۱، کتاب النکاح، قدیمی کتب خانہ کراچی)

بَاب النَّهْيِ عَنْ ذٰلِكَ .

یہ باب اس کی ممانعت میں ہے

2842 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ نُبَيْهِ بْنِ وَهْبٍ اَنَّ اَبَانَ بْنَ عُثْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا يَنْكِحُ الْمُحْرِمُ وَلَا يَخْطُبُ وَلَا يُنْكِحُ".

☆☆ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:
محرم شخص نہ تو نکاح کر سکتا ہے نہ نکاح کا پیغام دے سکتا ہے اور نہ کسی دوسرے کا نکاح کروا سکتا ہے۔

2843 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ مَالِكٍ اَخْبَرَنِىْ نَافِعٌ عَنْ نُبَيْهِ بْنِ وَهْبٍ عَنْ اَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ نَهٰى اَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْرِمُ اَوْ يُنْكِحَ اَوْ يَخْطُبَ .

☆☆ ابان بن عثمان اپنے والد (حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ) کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: آپ ﷺ نے محرم شخص کے نکاح کرنے اُس کے کسی دوسرے کا نکاح کروانے یا نکاح کا پیغام دینے سے منع کیا ہے۔

2844 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ اَيُّوْبَ بْنِ مُوْسٰى عَنْ نُبَيْهِ بْنِ وَهْبٍ قَالَ

2842-اخرجه مسلم في النكاح، باب تحريم نكاح المحرم و كراهة خطبته (الحديث 41 و 42 و 43 و 44 و 45) مطولا . و اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب المحرم يتزوج (الحديث 1841 و 1842) مطولا . و اخرجه الترمذي في الحج، باب ما جاء في كراهية تزويج المحرم (الحديث 840) مطولا . واخرجه النسائي في مناسك الحج، النهي عن ذلك (الحديث 2843 و 2844)، و في النكاح، النهي عن نكاح المحرم (الحديث 3275 و 3276) . و اخرجه ابن ماجه في النكاح، باب المحرم يتزوج (الحديث 1966) . تحفة الاشراف (9776) .

2843-تقدم (الحديث 2842) . 2844-تقدم (الحديث 2842) .

اَرْسَلَ عُمَرُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ مَعْمَرٍ اِلٰى اَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ يَسْاَلُهُ اَيَنْكِحُ الْمُحْرِمُ فَقَالَ اَبَانُ اِنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ حَدَّثَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا يَنْكِحُ الْمُحْرِمُ وَلَا يَخْطُبُ" .

☆☆ نبیہ بن وہب بیان کرتے ہیں: عمر بن عبیداللہ نے ابان بن عثمان کو پیغام بھیجا اور اُن سے یہ مسئلہ دریافت کیا: کیا محرم شخص نکاح کرسکتا ہے؟ تو ابان نے جواب دیا: حضرت عثمان غنی نے یہ بات بتائی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

محرم شخص نہ تو نکاح کرسکتا ہے نہ ہی نکاح کا پیغام دے سکتا ہے۔

باب الْحِجَامَةِ لِلْمُحْرِمِ .

یہ باب ہے کہ محرم شخص کا پچھنے لگوانا

2845 – اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَجَمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے پچھنے لگوائے تھے حالانکہ آپ اُس وقت محرم تھے۔

2846 – اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ طَاوُسٍ وَّعَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَجَمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے پچھنے لگوائے تھے حالانکہ آپ ﷺ اُس وقت محرم تھے۔

2847 – اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ عَنْ سُفْيَانَ قَالَ اَنْبَاَنَا عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ قَالَ سَمِعْتُ عَطَاءً قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ احْتَجَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ .

ثُمَّ قَالَ بَعْدُ اَخْبَرَنِيْ طَاوُسٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ احْتَجَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے پچھنے لگوائے تھے حالانکہ آپ ﷺ محرم تھے۔

ایک سند کے ساتھ یہ بات منقول ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے پچھنے لگوائے تھے حالانکہ آپ ﷺ اُس وقت محرم تھے۔

2845-اخرجه البخاري في جزاء الصيد، باب الحجامة للمحرم (الحديث 1835)، و في الطب، باب الحج في السفر و الاحرام (الحديث 5695) . و اخرجه مسلم في الحج، باب جواز الحجامة للمحرم (الحديث 87) . و اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب المحرم يحتجم (الحديث 1835) . و اخرجه الترمذي في الحج، باب ما جاء في الحجامة للمحرم (الحديث 839) . و اخرجه النسائي في مناسك الحج: الحجامة للمحرم (الحديث 2846 و 2847)، تحفة الاشراف (5737) .

2846-تقدم في مناسك الحج، الحجامة للمحرم (الحديث 2845) .

2847-تقدم (الحديث 2845) .

باب حِجَامَةِ الْمُحْرِمِ مِنْ عِلَّةٍ تَكُونُ بِهِ ۔

یہ باب ہے کہ کسی بیماری کی وجہ سے بیمار شخص کا پچھنے لگوانا

2848 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَجَمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ مِّنْ وَّثْءٍ كَانَ بِهٖ ۔

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھنے لگوائے تھے' حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اُس وقت محرم تھے' آپ نے موچ آنے کی وجہ سے پچھنے لگوائے تھے۔

حالت احرام میں پچھنے لگوانے کا بیان

حضرت عبداللہ بن مالک رضی اللہ عنہ جو بحسینہ کے بیٹے ہیں، کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ کے راستے میں لحی جمل کے مقام پر بحالت احرام اپنے سر کے بیچوں بیچ سینگی کھنچوائی۔ (بخاری ومسلم)

مالک، حضرت عبداللہ کے باپ کا نام ہے اور بحسینہ ان کی ماں کا نام ہے گویا ابن بحسینہ، حضرت عبداللہ کی دوسری صفت ہے اسی لئے ،عبداللہ بن مالک ابن بحسینہ، میں مالک کو تنوین کے ساتھ پڑھتے ہیں اور ابن بحسینہ، میں الف لکھا جاتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب سر کے بیچوں بیچ پچھنے لگوائے تو سر مبارک کے بال کچھ نہ کچھ ضرور ٹوٹے ہوں گے لہٰذا یہ حدیث ضرورت پر محمول ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی عذر وضرورت کی بناء پر سر میں پچھنے لگوائے تھے، چنانچہ اگر محرم کسی ایسی جگہ پچھنے لگوائے جہاں بال ہوں تو اس پر فدیہ واجب نہیں ہوتا۔

اگر کوئی محرم سر کے بال چوتھائی حصہ سے کم منڈوائے یا پچھنے وغیرہ کی وجہ سے اس کے سر کے چوتھائی حصہ سے کم بال ٹوٹ جائیں تو اس پر صدقہ واجب ہوگا یعنی وہ بطور جزاء یا تو کسی بھوکے کے پیٹ بھر کھانا کھلا دے یا اسے نصف صاع گیہوں دے دے۔ اگر کوئی محرم بلا عذر چوتھائی سر سے زیادہ منڈوا دے یا بلا عذر پچھنے لگوالے اور اس کی وجہ سے چوتھائی سر سے زیادہ بال ٹوٹ جائیں تو اس پر دم واجب ہوگا یعنی وہ بطور جزاء ایک بکری یا اس کی مانند کوئی جانور ذبح کرے اور اگر کوئی کسی عذر کی بناء پر چوتھائی سر سے زیادہ منڈوائے یا کسی عذر کی وجہ سے پچھنے لگوائے اور اس کی وجہ سے چوتھائی سر سے زائد بال ٹوٹ جائیں تو اسے تین چیزوں میں سے کسی ایک چیز کا اختیار ہوگا کہ چاہے تو وہ ایک بکری ذبح کرے، چاہے نصف صاع فی مسکین کے حساب سے چھ مسکینوں کو تین صاع گیہوں دے اور چاہے تین روزے رکھے خواہ تین روزے مسلسل رکھ لے یا متفرق طور پر۔

اگر کوئی محرم پچھنے لگوانے کی وجہ سے محاجم یعنی *پچھنوں کی جگہ سے بال منڈوائے تو اس صورت میں امام اعظم ابوحنیفہ کے نزدیک تو اس پر دم واجب ہوگا اور صاحبین کے نزدیک صدقہ۔

*پچھنوں کی جگہ سے گردن کے دونوں کنارے اور گدی مراد ہے، اس لئے اگر کوئی پوری گردن منڈوائے گا تو پھر متفقہ طور

2848-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (2998) .

پر سب کے نزدیک اس پر دم واجب ہوگا اور اگر پوری سے کم منڈوائے گا تو صدقہ واجب ہوتا ہے! خود بخود بال ٹوٹنے سے کچھ بھی واجب نہیں ہوتا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام کی حالت میں اپنے پیر کی پشت پر پچھنے لگوائے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے درد تھا۔ (ابوداؤد، نسائی)

پیر کی پشت پر چونکہ بال نہیں ہوتے اور وہاں پچھنے لگوانے سے بال ٹوٹنے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اس لئے اس حدیث میں کوئی اشکال نہیں ہے اور پھر یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عذر یعنی درد کی وجہ سے یہ پچھنے لگوائے تھے۔

باب حِجَامَةِ الْمُحْرِمِ عَلٰى ظَهْرِ الْقَدَمِ .

یہ باب ہے کہ محرم شخص کا پاؤں کے اوپر والے حصے پر پچھنے لگوانا

2849 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَجَمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ عَلٰى ظَهْرِ الْقَدَمِ مِنْ وَّثْءٍ كَانَ بِهٖ .

☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پاؤں میں موچ آنے کی وجہ سے پاؤں کے اوپری حصے پر پچھنے لگوائے تھے۔

باب حِجَامَةِ الْمُحْرِمِ وَسَطَ رَاْسِهٖ .

یہ باب ہے کہ محرم شخص کا سر کے درمیان میں پچھنے لگوانا

2850 - اَخْبَرَنِیْ هِلَالُ بْنُ بِشْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ - وَهُوَ ابْنُ عَثْمَةَ - قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ قَالَ عَلْقَمَةُ بْنُ اَبِیْ عَلْقَمَةَ اَنَّهٗ سَمِعَ الْاَعْرَجَ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ بُحَيْنَةَ يُحَدِّثُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَجَمَ وَسَطَ رَاْسِهٖ وَهُوَ مُحْرِمٌ بِلَحْیِ جَمَلٍ مِّنْ طَرِيْقِ مَكَّةَ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن بحینہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سر کے درمیان میں پچھنے لگوائے تھے حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت محرم تھے یہ مکہ مکرمہ کے راستے میں لحی جمل کی بات ہے۔

باب فِی الْمُحْرِمِ يُؤْذِيْهِ الْقَمْلُ فِیْ رَاْسِهٖ .

یہ باب ہے کہ جب کسی احرام والے شخص کو سر میں جوئیں تکلیف دیں

2849-اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب المحرم يحتجم (الحديث 1837) و اخرجه الترمذي في الشمائل، باب ما جاء في حجامة رسول الله صلى الله عليه وسلم (الحديث 348) . تحفة الاشراف (1335) .

2850-اخرجه البخاري في جزاء الصيد، باب الحجامة للمحرم (الحديث 1836)، و في الطب، باب الحجامة على الراس (الحديث 5698) . و اخرجه مسلم في الحج، باب جواز الحجامة للمحرم (الحديث 88) . و اخرجه ابن ماجه في الطب، باب موضع الحجامة (الحديث 3481) . تحفة الاشراف (9156) .

2851 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاۤءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنِىْ مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيْمِ بْنِ مَالِكٍ الْجَزَرِيِّ عَنْ مُّجَاهِدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِىْ لَيْلٰى عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ اَنَّهٗ كَانَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحْرِمًا فَاٰذَاهُ الْقَمْلُ فِىْ رَاْسِهٖ فَاَمَرَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّحْلِقَ رَاْسَهٗ وَقَالَ "صُمْ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ اَوْ اَطْعِمْ سِتَّةَ مَسَاكِيْنَ مُدَّيْنِ مُدَّيْنِ اَوِ انْسُكْ شَاةً اَىَّ ذٰلِكَ فَعَلْتَ اَجْزَاَ عَنْكَ" .

☆☆ حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ احرام کی حالت میں تھے' ان کے سر میں جوئیں انہیں تکلیف دے رہی تھیں' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یہ ہدایت کی کہ وہ اپنا سر منڈوا دیں' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم تین دن روزے رکھ لو' یا چھ مسکینوں کو کھانا دو' دو مد کر کے کھلا دو' یا ایک بکری قربان کر دو' تم ان میں سے جو بھی کرو گے تو یہ تمہاری طرف سے درست ہوگا۔

2852 - اَخْبَرَنِىْ اَحْمَدُ بْنُ سَعِيْدٍ الرِّبَاطِىُّ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ - وَهُوَ الدَّشْتَكِىُّ - قَالَ اَنْبَاَنَا عَمْرٌو - وَهُوَ ابْنُ اَبِىْ قَيْسٍ - عَنِ الزُّبَيْرِ - وَهُوَ ابْنُ عَدِىٍّ - عَنْ اَبِىْ وَائِلٍ عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ قَالَ اَحْرَمْتُ فَكَثُرَ قَمْلُ رَاْسِىْ فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَتَانِىْ وَاَنَا اَطْبُخُ قِدْرًا لِاَصْحَابِىْ فَمَسَّ رَاْسِىْ بِاِصْبَعِهٖ فَقَالَ "انْطَلِقْ فَاحْلِقْهُ وَتَصَدَّقْ عَلٰى سِتَّةِ مَسَاكِيْنَ" .

☆☆ حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے احرام باندھ لیا' میرے سر میں جوئیں زیادہ ہوگئیں' اس بات کی اطلاع نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ملی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے' میں اس وقت اپنے ساتھیوں کے لیے ہنڈیا پکا رہا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگلی میرے سر کے ساتھ مس کی' پھر ارشاد فرمایا:

جاؤ! اور اسے منڈوا دو اور چھ مسکینوں کو صدقہ دے دو۔

جوں مارنے کی جزا کے بارے میں فقہی بیان

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس سے گزرے جب کہ وہ مکہ میں

2851-اخرجه البخاري في المحصر، باب قول الله تعالٰى (فمن كان منكم مريضًا او به اذىً من راسه ففدية من صيام او صدقة او نسك) (الحديث 1814) مختصراً، وباب قول الله تعالٰى (اوصدقة) (الحديث 1815) بنحوه، وباب النسك شاه (الحديث 1817 و 1818) بنحوه، و في المغازي، باب غزوة الحديبية (الحديث 4159) بنحوه، و (الحديث 4190 و 4191) بنحوه، و في المرضى، باب ما رخص للمريض ان يقول اني وجع او واراساه او اشتدبي الوجع (الحديث 5665) . مختصراً، و في الطب، باب الحلق من الاذى (الحديث 5703)، و في كفارات الايمان، باب قول الله تعالٰى (فكارته اطعام عشرة مساكين) (الحديث 6708) مختصراً . و اخرجه مسلم في الحج، باب جواز حلق الراس للمحرم اذا كان به اذى و وجوب الفدية لحلقه و بيان قدرها (الحديث 80 و 81 و 82 و 83و 84) بنحوه و اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب في الفدية (الحديث 1856 و 1857 و 1858 و 1859 و 1860 و 1861) بنحوه . و اخرجه الترمذي في الحج، باب ما جاء في المحرم يحلق راسه في احرامه ما عليه (الحديث 953) بنحوه، و في تفسير القرآن، باب (ومن سورة البقرة) (الحديث 2973 و2974) بنحوه . و اخرجه النسائي في التفسير: سورة البقرة، قوله تعالٰى: (فمن كان منكم مريضًا او به اذى من راسه) (الحديث 50) . تحفة الاشراف (11114) .

2852-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (11108) .

داخل ہونے سے پہلے حدیبیہ میں تھے اور وہ کعب رضی اللہ عنہ احرام کی حالت میں تھے یعنی یہ اس موقع کا ذکر ہے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رفقاء کے ہمراہ عمرہ کے لئے مکہ روانہ ہوئے تھے لیکن مشرکین نے حدیبیہ میں سب کو روک دیا تھا چنانچہ سب کے ساتھ کعب رضی اللہ عنہ بھی مکہ میں داخل ہونے کے متوقع تھے مگر پھر بعد میں ایک معاہدہ کے تحت کہ جس کو صلح حدیبیہ کہتے ہیں، سب لوگ عمرہ کئے بغیر واپس ہو گئے تھے، بہر کیف جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کعب کے پاس سے گزرے تو وہ ہانڈی کے نیچے آگ جلا رہے تھے اور جوئیں سر سے جھڑ کر ان کے منہ پر گر رہی تھیں، چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دیکھ کر فرمایا کہ کیا یہ جوئیں تمہیں تکلیف پہنچا رہی ہیں؟ انہوں نے عرض کیا۔ جی ہاں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو پھر تم اپنا سر منڈوالو اور بطور جزاء ایک فرق کھانا چھ مسکینوں کو کھلا دو اور فرق تین صاع کا ہوتا ہے یا تین روزے رکھ لو اور یا ایک جانور جو ذبح کرنے کے قابل ہو، ذبح کرو۔ (بخاری ومسلم)

حضرت کعب رضی اللہ عنہ بن عجرہ ایک جلیل القدر انصاری صحابی ہیں، صلح حدیبیہ کے موقع پر یہ بھی موجود تھے، ان کے اسلام قبول کرنے کا واقعہ بڑا دلچسپ بھی ہے اور بڑا سبق آموز بھی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ان کے پاس ایک بت تھا جس کو یہ پوجا کرتے تھے، عبادہ بن صامت ان کے دوست تھے، ایک دن عبادہ کعب کے پاس آئے تو انہوں نے دیکھا کہ کعب بت کی پوجا کرنے کے بعد گھر سے نکل کر گئے ہیں، عبادہ گھر میں داخل ہوئے اور اس بت کو توڑ ڈالا، جب کعب گھر میں آئے تو دیکھا کہ بت ٹوٹا پڑا ہے، انہیں معلوم ہوا کہ یہ حرکت عبادہ کی ہے، بڑے غضب ناک ہوئے اور چاہا کہ عبادہ کو برا بھلا کہیں مگر پھر سوچ میں پڑ گئے، دل میں خیال پیدا ہوا کہ اگر اس بت کو کچھ بھی قدرت حاصل ہوتی تو اپنے آپ کو بچا لیتا، بس یہ خیال گزرنا تھا کہ شرک وکفر کا اندھیرا چھٹ گیا اور ایمان وصداقت کے نور نے قلب ودماغ کے ایک ایک گوشہ کو منور کر دیا اور اس طرح وہ مشرف باسلام ہو گئے، سچ ہے اللہ تعالیٰ جسے ہدایت یافتہ بناتا ہے اسی طرح ہدایت کی توفیق بخش دیتا ہے۔

بہر کیف اس حدیث سے یہ مسئلہ معلوم ہوا کہ اگر کوئی محرم کسی عذر مثلاً جوئیں، زخم اور دردسر وغیرہ کی وجہ سے اپنا سر منڈوائے تو اسے اختیار ہے کہ بطور جزاء چاہے تو چھ مسکینوں کو کھانا کھلائے بایں طور کہ ہر مسکین کو آدھا صاع گیہوں دے دے، چاہے تین روزے رکھ لے اور چاہے جانور ذبح کرے۔ چنانچہ یہ حدیث اس آیت کریمہ کی تفسیر ہے کہ (فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيضاً اَوْ بِهٖۤ اَذًى مِّنْ رَّاْسِهٖ فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ، البقرة: **196**)۔ اگر تم میں سے کوئی بیمار ہو یا اس کے سر میں کوئی تکلیف ہو اور وہ اپنا سر منڈا دے تو وہ بطور فدیہ یا تو روزے رکھے یا صدقہ دے یا قربانی کرے۔

باب غَسْلِ الْمُحْرِمِ بِالسِّدْرِ اِذَا مَاتَ ۔

یہ باب ہے کہ احرام والے شخص کا جب انتقال ہو جائے تو اسے بیری کے پتوں کے ذریعے غسل دینا

2853 - اَخْبَرَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ اَنْبَاَنَا اَبُوْ بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَجُلاً كَانَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَقَصَتْهُ نَاقَتُهُ وَهُوَ مُحْرِمٌ فَمَاتَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى

2853-تقدم (الحديث 2712) .

اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اغْسِلُوْهُ بِمَاءٍ وَّسِدْرٍ وَّ كَفِّنُوْهُ فِيْ ثَوْبَيْهِ وَلَا تُمِسُّوْهُ بِطِيْبٍ وَّلَا تُخَمِّرُوْا رَأْسَهُ فَإِنَّهُ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُلَبِّيًا".

☆☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (حج میں شریک تھا) وہ اپنی اونٹنی سے گر گیا' وہ اس وقت احرام باندھے ہوئے تھے' اُس شخص کا انتقال ہو گیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اسے پانی اور بیری کے پتوں کے ذریعے غسل دو اور اسے ان دو کپڑوں میں کفن دے دو' اسے خوشبو نہ لگانا' اس کے سر کو نہ ڈھانپنا' کیونکہ قیامت کے دن یہ تلبیہ پڑھتے ہوئے اُٹھے گا۔

غسل میت کے طریقے کا بیان

نہلانے کا طریقہ یہ ہے کہ جس تخت پر نہلانے کا ارادہ ہو اس کو تین یا پانچ یا سات مرتبہ دھونی دیں۔ پھر اس پر میت کو لٹا کر ناف سے گھٹنوں تک کسی پاک کپڑے سے چھپا دیں۔ پھر نہلانے والا اپنے ہاتھ میں کپڑا لپیٹ کر پہلے استنجا کرائے۔ پھر نماز جیسا وضو کرائے۔ مگر میت کے وضو میں پہلے گٹوں تک ہاتھ دھونا اور کلی کرنا اور ناک میں پانی چڑھانا نہیں ہے۔ ہاں کوئی کپڑا بھگو کر دانتوں اور مسوڑھوں اور نتھنوں پر پھیر دیں۔

پھر سر اور داڑھی کے بال ہوں تو گل خیرو یا پاک صابون سے دھوئیں۔ ورنہ خالی پانی بھی کافی ہے۔ پھر بائیں کروٹ پر لٹا کر سر سے پاؤں تک بیری کے پتوں کا جوش دیا ہوا پانی بہائیں کہ تخت تک پانی پہنچ جائیں پھر داہنی کروٹ پر لٹا کر اسی طرح پانی بہائیں۔ اگر بیری کے پتوں کا ابالا ہوا پانی نہ ہو تو سادہ نیم گرم پانی کافی ہے۔ پھر ٹیک لگا کر بٹھائیں اور نرمی سے پیٹ سہلائیں اگر کچھ نکلے تو دھو ڈالیں۔ اور غسل کر دہرانے کی ضرورت نہیں۔ پھر آخر میں سر سے پاؤں تک کافور کا پانی بہائیں پھر اس کے بدن کو کسی پاک کپڑے سے آہستہ آہستہ پونچھ کر سکھا دیں۔ (عالمگیری ج 1 ص 149)

بیری کے پتوں اور کافور کے پانی سے غسل میت

میت کو بیری کے پتوں اور کافور کے پانی سے نہلانا چاہئے اس سلسلہ میں ضابطہ یہ ہے کہ دو دو مرتبہ تو بیری کے پتوں کے پانی سے نہلایا جائے جیسا کہ کتاب ہدایہ سے معلوم ہوتا ہے نیز ابوداؤد کی روایت ہے کہ ابن سیرین رحمۃ اللہ نے حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے غسل میت سیکھا تھا۔ وہ بیری کے پتوں کے پانی سے دو مرتبہ غسل دیتی تھیں۔ اور تیسری مرتبہ کافور کے پانی سے غسل دیا جائے۔

کافور پانی میں ملایا جائے یا خوشبو میں؟

شیخ ابن ہمام فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی مراد یہ ہے کہ کافور اس پانی میں ملایا جائے جس سے میت کو نہلایا جا رہا ہو چنانچہ جمہور علماء کی بھی یہی رائے ہے، جب کہ کوئی کہتے ہیں کہ کافور حنوط میں یعنی اس خوشبو میں ملایا جائے جس سے میت کو معطر کیا جا رہا ہو اور میت کے نہلانے اور اس کے بدن کو خشک کرنے کے بعد بدن پر لگایا جائے نیز علماء نے لکھا ہے کہ اگر کافور میسر نہ ہو تو

پھر مشک اس کا قائم مقام قرار دیا جاتا ہے۔

بیری کے پتوں اور کافور کی خاصیت

علماء لکھتے ہیں کہ بیری کے پتوں اور کافور کے پانی سے میت کو غسل دینے اور میت کے بدن پر کافور ملنے کی وجہ یہ ہے کہ بیری کے پتوں سے تو بدن کا میل اچھی طرح صاف ہو جاتا ہے اور اس کی وجہ سے مردہ جلدی بگڑتا نہیں نیز بیری کے پتوں اور کافور کے استعمال کی وجہ سے موذی جانور پاس نہیں آتے۔

باب فِيْ كَمْ يُكَفَّنُ الْمُحْرِمُ اِذَا مَاتَ .

یہ باب ہے کہ جب محرم شخص فوت ہو جائے تو اسے کتنے کپڑوں میں کفن دیا جائے گا؟

2854 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِىْ بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَجُلًا مُحْرِمًا صُرِعَ عَنْ نَاقَتِهٖ فَاُوْقِصَ ذُكِرَ اَنَّهٗ قَدْ مَاتَ فَقَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اغْسِلُوْهُ بِمَاءٍ وَّسِدْرٍ وَّكَفِّنُوْهُ فِىْ ثَوْبَيْنِ" . ثُمَّ قَالَ عَلٰى اِثْرِهٖ "خَارِجًا رَاْسُهٗ" . قَالَ "وَلَا تُمِسُّوْهُ طِيْبًا فَاِنَّهٗ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُلَبِّيًا" . قَالَ شُعْبَةُ فَسَاَلْتُهٗ بَعْدَ عَشْرِ سِنِيْنَ فَجَآءَ بِالْحَدِيْثِ كَمَا كَانَ يَجِيْءُ بِهٖ اِلَّا اَنَّهٗ قَالَ "وَلَا تُخَمِّرُوْا وَجْهَهٗ وَرَاْسَهٗ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' ایک محرم شخص اپنی اونٹنی سے گر گیا' اس کی گردن ٹوٹ گئی۔ (روایات میں یہ بات مذکور ہے) اس کا انتقال ہو گیا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اسے پانی اور بیری کے پتوں کے ذریعے غسل دو اور اسے دو کپڑوں میں کفن دے دو' پھر اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کا سر کھلا رکھنا اور اسے خوشبو نہ لگانا' کیونکہ یہ قیامت کے دن تلبیہ پڑھتے ہوئے اُٹھے گا۔

شعبہ کہتے ہیں: میں نے اپنے استاد سے بیس سال بعد اس حدیث کے بارے میں دریافت کیا' تو انہوں نے وہ روایت انہی الفاظ میں بتا دی جو پہلے بیان کی تھی' البتہ انہوں نے یہ الفاظ نقل کیے:

''تم اس کے چہرے اور سر کو نہ ڈھانپنا''۔

باب النَّهْيِ عَنْ اَنْ يُحَنَّطَ الْمُحْرِمُ اِذَا مَاتَ .

یہ باب ہے کہ جب محرم شخص فوت ہو جائے' تو اُسے خوشبو لگانے کی ممانعت

2855 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بَيْنَا رَجُلٌ

2854-تقدم (الحديث 2712) .

2855-اخرجه البخاري في الجنائز، باب الكفن في ثوبين (الحديث 1265)، و باب الحنوط للميت (الحديث 1266)، و باب كيف يكفن المحرم (الحديث 1268) و في جزاء الصيد، باب المحرم يموت بعرفة (الحديث 1850) . و اخرجه مسلم في الحج، باب ما يفعل بالمحرم اذا مات (الحديث 94) . و اخرجه ابو داؤد في الجنائز، باب المحرم يموت كيف يصنع به (الحديث 3239 و 3240) . تحفة الاشراف (5437) .

وَاقِفٌ بِعَرَفَةَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ وَقَعَ مِنْ رَّاحِلَتِهِ فَأَقْعَصَتْهُ - أَوْ قَالَ فَأَقْعَصَتْهُ - فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اغْسِلُوْهُ بِمَاءٍ وَّسِدْرٍ وَّكَفِّنُوْهُ فِيْ ثَوْبَيْنِ وَلَا تُحَنِّطُوْهُ وَلَا تُخَمِّرُوْا رَأْسَهُ فَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يَبْعَثُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُلَبِّيًا" .

☆☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' ایک شخص جس نے عرفہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وقوف کیا ہوا تھا' وہ اپنی سواری سے گر گیا اور اس کی گردن کی ہڈی ٹوٹ گئی' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اسے پانی اور بیری کے پتوں کے ذریعے غسل دو' اسے دو کپڑوں میں کفن دو' اسے خوشبو نہ لگانا اور اس کا سر نہ ڈھانپنا' کیونکہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے جب زندہ کرے گا' تو یہ تلبیہ پڑھ رہا ہوگا۔

2856 - اَخْبَرَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَّنْصُوْرٍ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ وَقَصَتْ رَجُلًا مُّحْرِمًا نَاقَتُهُ فَقَتَلَتْهُ فَأُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "اغْسِلُوْهُ وَكَفِّنُوْهُ وَلَا تُغَطُّوْا رَأْسَهُ وَلَا تُقَرِّبُوْهُ طِيْبًا فَإِنَّهُ يُبْعَثُ يُهِلُّ" .

☆☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' ایک محرم شخص اونٹنی سے گر گیا اور فوت ہو گیا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اسے لایا گیا' تو آپ نے ارشاد فرمایا:

اسے غسل دو' اسے کفن پہناؤ' اس کا سر نہ ڈھانپنا' اسے خوشبو نہ لگانا کیونکہ یہ تلبیہ پڑھتے ہوئے زندہ ہوگا۔

حالت احرام اور خوشبو کی ممانعت کا بیان

اور اگر اس کے ہاں مہیا ہو تو خوشبو لگائے۔ اور حضرت امام محمد علیہ الرحمہ سے روایت ہے کہ اس کے لئے خوشبو لگانا مکروہ ہے کیونکہ اس کی ذات احرام کے بعد بھی باقی رہتی ہے۔ حضرت امام مالک اور حضرت امام شافعی علیہما الرحمہ کا قول بھی یہی ہے۔ کیونکہ وہ شخص احرام کے بعد بھی اس خوشبو سے فائدہ حاصل کرنے والا ہے۔ اس قول مشہور کی دلیل حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا والی حدیث ہے۔ آپ فرماتی ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن مبارک کو خوشبو لگاتی تھی اور یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے احرام باندھنے سے پہلے لگایا کرتی تھی۔ (بخاری ومسلم) اور جس سے روکا گیا ہے وہ احرام کے بعد خوشبو لگانا ہے۔ البتہ بقیہ اس کے تابع ہونے کی طرح ہیں۔ کیونکہ بدن تو ملا ہوا ہوتا ہے بہ خلاف کپڑے کے کہ وہ ملا ہوا نہیں ہوتا۔ (ہدایہ، کتاب الحج)

احرام میں خوشبو لگانے سے متعلق مذاہب اربعہ کا بیان

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے احرام کے لیے احرام باندھنے سے پہلے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے احرام سے نکلنے کے لیے طواف کعبہ سے پہلے خوشبو لگاتی تھی اور ایسی خوشبو لگتی تھی جس میں مشک ہوتا تھا گویا میں اب بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مانگ میں خوشبو کی چمک دیکھ رہی ہوں اس حال میں

2856-اخرجه البخاري في جزاء الصيد، باب ما ينهى من الطيب للمحرم و المحرمة (الحديث 1839) . واخرجه ابو داؤد في الجنائز، باب المحرم يموت كيف يصنع به (الحديث 3241) . تحفة الاشراف (5497) .

کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم احرام باندھے ہوئے ہیں یعنی وہ چمک گویا میری آنکھوں تلے پھرتی ہے۔ (بخاری ومسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب احرام کا ارادہ کرتے تو احرام باندھنے سے پہلے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشبو لگاتی اور وہ خوشبو ایسی ہوتی جس میں مشک بھی ہوتا تھا۔ لہٰذا اس سے یہ ثابت ہوا کہ اگر خوشبو احرام سے پہلے لگائی جائے اور اس کا اثر احرام کے بعد بھی باقی رہے تو کوئی حرج نہیں کیونکہ خوشبو کا احرام کے بعد استعمال کرنا ممنوعات احرام سے ہے نہ کہ احرام سے پہلے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام احمد کا مسلک بھی یہی ہے کہ احرام کے بعد خوشبو استعمال کرنا ممنوع ہے احرام سے پہلے استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

حضرت امام مالک اور حضرت امام شافعی کے ہاں احرام سے پہلے بھی ایسی خوشبو لگانا مکروہ ہے جس کا اثر احرام باندھنے کے بعد بھی باقی رہے۔ ولحلہ قبل ان یطوف بالبیت (اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے احرام سے نکلنے کے لئے الخ) کا مفہوم سمجھنے سے پہلے یہ تفصیل جان لینی چاہیے کہ بقرعید کے روز (یعنی دسویں ذی الحجہ کو) حاجی مزدلفہ سے منیٰ میں آتے ہیں اور وہاں رمی جمرہ عقبہ (جمرہ عقبہ پر کنکر مارنے) کے بعد احرام سے نکل آتے ہیں یعنی وہ تمام باتیں جو حالت احرام میں منع تھیں اب جائز ہو جاتی ہیں البتہ رفث (جماع کرنا یا عورت کے سامنے جماع کا ذکر اور شہوت انگیز باتیں کرنا) جائز نہیں ہوتا یہاں تک کہ جب مکہ واپس آتے ہیں اور طواف افاضہ کر لیتے ہیں تو رفث بھی جائز ہو جاتا ہے۔ لہٰذا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اس جملہ کی مراد یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب احرام سے نکل آتے یعنی مزدلفہ سے منیٰ آ کر رمی جمرہ عقبہ سے فارغ ہو جاتے لیکن ابھی تک مکہ آ کر طواف افاضہ نہ کر چکے ہوتے تو میں اس وقت بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشبو لگاتی تھی۔

بَاب النَّهْيِ عَنْ اَنْ يُخَمَّرَ وَجْهُ الْمُحْرِمِ وَرَاْسُهٗ اِذَا مَاتَ

یہ باب ہے کہ جب محرم شخص فوت ہو جائے تو اس کے چہرے اور سر کو ڈھانپنے کی ممانعت

2857 – اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُعَاوِيَةَ قَالَ حَدَّثَنَا خَلَفٌ - يَعْنِي ابْنَ خَلِيفَةَ - عَنْ اَبِي بِشْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَجُلًا كَانَ حَاجًّا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَّهٗ لَفَظَهٗ بَعِيرُهٗ فَمَاتَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "يُغَسَّلُ وَيُكَفَّنُ فِي ثَوْبَيْنِ وَلَا يُغَطَّى رَاْسُهٗ وَوَجْهُهٗ فَاِنَّهٗ يَقُومُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُلَبِّيًا".

☆☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کر رہا تھا' وہ اپنے اونٹ سے گر گیا اور فوت ہو گیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اسے غسل دیا جائے گا' اسے دو کپڑوں میں کفن دیا جائے گا' اس کے سر اور چہرے کو نہیں ڈھانپا جائے گا' یہ قیامت کے دن تلبیہ پڑھتے ہوئے اُٹھے گا۔

2857-تقدم (الحديث 2712) .

باب النَّهْيِ عَنْ تَخْمِيرِ رَأْسِ الْمُحْرِمِ إِذَا مَاتَ .

یہ باب ہے کہ جب محرم شخص فوت ہو جائے تو اس کا سر ڈھانپنے کی ممانعت

2858 - اَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ يَزِيدَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ اِسْحَاقَ قَالَ اَخْبَرَنِى ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِى عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ اَنَّ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ اَخْبَرَهُ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ اَخْبَرَهُ قَالَ اَقْبَلَ رَجُلٌ حَرَامًا مَّعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَّ مِنْ فَوْقِ بَعِيرِهٖ فَوُقِصَ وَقْصًا فَمَاتَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اغْسِلُوْهُ بِمَاءٍ وَّسِدْرٍ وَّاَلْبِسُوْهُ ثَوْبَيْهِ وَلَا تُخَمِّرُوْا رَاْسَهٗ فَاِنَّهٗ يَاْتِىْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُلَبِّى" .

☆☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ احرام باندھے ہوئے تھا' وہ اپنے اونٹ سے گر گیا اور اس کی گردن کی ہڈی ٹوٹ گئی تو وہ فوت ہو گیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اسے پانی اور بیری کے پتوں کے ذریعے غسل دو' اسے دو کپڑے پہنانا' اس کا سر نہ ڈھانپنا' کیونکہ یہ قیامت کے دن تلبیہ پڑھتا ہوا آئے گا۔

سر اور چہرے کو ڈھانپنے کی ممانعت کا بیان

احرام والا اپنے چہرہ اور سر نہ ڈھانپے۔ جبکہ حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ مرد کے لئے چہرہ ڈھانپنا جائز ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مرد کا احرام اس کے سر میں ہے اور عورت کا احرام اس کے چہرے میں ہے۔

ہماری دلیل یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اس کا چہرہ نہ ڈھانپو اور نہ اس کا سر ڈھانپو۔ کیونکہ یہ قیامت کے دن تلبیہ کہتا ہوا اٹھے گا۔ یہ ارشاد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فوت ہونے والے محرم کے بارے میں ارشاد فرمایا تھا۔ اور یہ دلیل بھی ہے کہ باوجود فتنے کے عورت اپنے چہرے کو نہیں ڈھانپے گی۔ تو مرد بدرجہ اولیٰ چہرے کو نہیں ڈھانپے گا۔ اور حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ کی بیان کردہ روایت کا فائدہ سر ڈھانپنے میں فرق کرنے کے لئے ہے۔ (ہدایہ اولین، کتاب الحج، لاہور)

باب فِيْمَنْ اُحْصِرَ بِعَدُوٍّ .

یہ باب ہے کہ جو شخص دشمن کی وجہ سے محصور ہو جائے

2859 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ الْمُقْرِءُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِىْ قَالَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَّافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ وَسَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ اَخْبَرَاهُ اَنَّهُمَا كَلَّمَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ لَمَّا نَزَلَ الْجَيْشُ بِابْنِ الزُّبَيْرِ قَبْلَ اَنْ يُّقْتَلَ فَقَالَا لَا يَضُرُّكَ اَنْ لَا تَحُجَّ الْعَامَ اِنَّا نَخَافُ اَنْ يُّحَالَ بَيْنَكَ وَبَيْنَ الْبَيْتِ . قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى

2858-تقدم (الحديث 1903) .

2859-اخرجه البخاري في المحصر، باب اذا احصر المعتمر (الحديث 1807 و 1808)، و في المغازي، باب غزوة الحديبية (الحديث 4185) . تحفة الاشراف (7032) .

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَالَ كُفَّارُ قُرَيْشٍ دُوْنَ الْبَيْتِ فَنَحَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَدْيَهُ وَحَلَقَ رَأْسَهُ وَاُشْهِدُكُمْ اَنِّىْ قَدْ اَوْجَبْتُ عُمْرَةً اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اَنْطَلِقُ فَاِنْ خُلِّىَ بَيْنِىْ وَبَيْنَ الْبَيْتِ طُفْتُ وَاِنْ حِيلَ بَيْنِىْ وَبَيْنَ الْبَيْتِ فَعَلْتُ مَا فَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا مَعَهُ . ثُمَّ سَارَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ فَاِنَّمَا شَاْنُهُمَا وَاحِدٌ اُشْهِدُكُمْ اَنِّىْ قَدْ اَوْجَبْتُ حَجَّةً مَّعَ عُمْرَتِىْ . فَلَمْ يَحْلِلْ مِنْهُمَا حَتّٰى اَحَلَّ يَوْمَ النَّحْرِ وَاَهْدٰى .

☆☆ عبداللہ بن عبداللہ اور سالم بن عبداللہ یہ بات بیان کرتے ہیں' جس وقت حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ پر حملہ کرنے کے لیے لشکر (مکہ) آیا' تو حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے شہید ہونے سے پہلے عبداللہ اور سالم نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ بات چیت کی' ان دونوں نے یہ گزارش کی کہ اگر آپ اس سال حج نہیں کریں گے تو آپ کو کوئی نقصان نہیں ہوگا' ہمیں یہ اندیشہ ہے' آپ کو بیت اللہ تک پہنچنے نہیں دیا جائے گا' تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بتایا: ہم لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ روانہ ہوئے تھے' پھر بیت اللہ سے پہلے ہی قریش کے کفار نے ہمیں روک لیا' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہیں اپنی قربانی کے جانور کو ذبح کر دیا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر منڈوالیا' اور فرمایا: میں تم لوگوں کو گواہ بنا رہا ہوں کہ میں نے عمرہ بھی اپنے اوپر لازم کرلیا ہو' اگر اللہ نے چاہا تو میں جاؤں گا اگر مجھے بیت اللہ تک پہنچنے دیا گیا تو میں طواف کروں گا' اگر مجھے راستے میں روک دیا گیا تو میں وہی کروں گا جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا' اور میں اس وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔ پھر وہ کچھ دیر چلتے رہے' پھر انہوں نے ارشاد فرمایا:
ان دونوں کا معاملہ ایک جیسا ہے' میں تم لوگوں کو گواہ بنا رہا ہوں کہ میں نے اپنے عمرے کے ساتھ حج کو بھی لازم کرلیا ہے' تو انہوں نے ان دونوں کا احرام اس وقت تک نہیں کھولا یہاں تک کہ قربانی کے دن (قربانی سے فارغ ہونے کے بعد) انہوں نے احرام کھولا اور قربانی کی۔

2860 - اَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ الْبَصْرِىُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ - وَهُوَ ابْنُ حَبِيْبٍ - عَنِ الْحَجَّاجِ الصَّوَّافِ عَنْ يَّحْيَى بْنِ اَبِىْ كَثِيْرٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ عَمْرٍو الْاَنْصَارِىِّ اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "مَنْ عَرِجَ اَوْ كُسِرَ فَقَدْ حَلَّ وَعَلَيْهِ حَجَّةٌ اُخْرٰى" . فَسَاَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ وَّاَبَا هُرَيْرَةَ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَا صَدَقَ .

☆☆ حضرت حجاج بن عمرو انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:
جو شخص لنگڑا ہو جائے یا اس کی ہڈی ٹوٹ جائے (یعنی وہ آگے سفر کرنے کے قابل نہ رہے) تو وہ اپنا احرام کھول دے گا' اس پر اگلے برس حج کرنا لازم ہوگا۔
عکرمہ نامی راوی بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس بارے میں دریافت کیا' تو ان دونوں نے جواب دیا:

2860-اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب الاحصار (الحديث 1862 و 1863) . واخرجه الترمذي في الحج، باب ما جاء في الذي يهل بالحج فيكسر او يعرج (الحديث 940) . و اخرجه النسائي في مناسك الحج، فيمن احصر بعدو (الحديث 2861) و اخرجه ابن ماجه في المناسك، باب المحصر (الحديث 3077 و 3078) تحفة الاشراف (3294) .

انہوں نے (یعنی حضرت حجاج بن عمرو انصاری رضی اللہ عنہ نے) درست کہا ہے۔

2861 - اَخْبَرَنَا شُعَيْبُ بْنُ يُوسُفَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَا حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ حَجَّاجِ بْنِ الصَّوَّافِ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اَبِىْ كَثِيْرٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ كُسِرَ اَوْ عَرِجَ فَقَدْ حَلَّ وَعَلَيْهِ حَجَّةٌ اُخْرٰى" . وَسَاَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ وَّاَبَا هُرَيْرَةَ فَقَالَا صَدَقَ . وَقَالَ شُعَيْبٌ فِىْ حَدِيْثِهٖ وَعَلَيْهِ الْحَجُّ مِنْ قَابِلٍ .

☆☆ حضرت حجاج بن عمرو انصاری رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

جس شخص کی ہڈی ٹوٹ جائے یا جو شخص لنگڑا ہو جائے (یعنی آگے سفر کے قابل نہ رہے) تو وہ احرام کھول دے گا اور اس پر اگلے سال حج کرنا لازم ہوگا۔

راوی کہتے ہیں: میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا' تو ان دونوں نے فرمایا: انہوں نے سچ کہا ہے۔

شعیب نامی راوی نے اپنی روایت میں یہ الفاظ نقل کیے ہیں:

اس شخص پر اگلے برس حج لازم ہوگا۔

احصار (حج یا عمرہ کے سفر میں پیش آنے والی رکاوٹ) کی تعریف میں مذاہب ائمہ

ائمہ ثلاثہ کے نزدیک اگر دشمن سفر حج پر نہ جانے دے اور راستہ میں کسی جگہ روک لے تو یہ احصار ہے اب محرم حرم میں قربانی بھیج دے اور جب قربانی ذبح ہو جائے گی تو وہ حلال ہو جائے گا امام ابوحنیفہ کے نزدیک راستہ میں دشمن کے روکنے کے علاوہ راستہ میں بیمار ہو جانا اور سفر کے قابل نہ رہنا بھی احصار ہے اور لغت میں احصار اسی کو کہتے ہیں اور احادیث بھی اس کی مؤید ہیں علماء مذاہب کی تصریحات حسب ذیل ہیں۔

اگر دشمن حج یا عمرہ کے لیے جانے نہ دے تو یہ احصار (روک دینا) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ حضرت ابن عمر اور حضرت انس بن مالک کا یہی قول ہے اور یہی امام شافعی کا مذہب ہے (النکت والعیون ج اص ۲۵۵ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)

علامہ ابن عربی مالکی لکھتے ہیں: احصار دشمن کو منع کرنے اور روکنے کے ساتھ خاص ہے حضرت ابن عباس حضرت ابن عمر اور حضرت انس بن مالک کا یہی قول ہے اور امام شافعی کا یہی مذہب ہے لیکن اکثر علماء لغت کی رائے یہ ہے کہ احصر کا لفظ اس وقت بولا جاتا ہے جب کسی شخص کو مرض عارض ہو اور وہ اس کو کسی جگہ جانے سے روک دے۔

(احکام القرآن ج اص ۱۷۰ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۸ھ)

علامہ ابن جوزی حنبلی لکھتے ہیں: احصار صرف دشمن کے روکنے سے ہوتا ہے مریض کو محصر نہیں کہتے حضرت ابن عمر حضرت ابن عباس اور حضرت انس کا یہی قول ہے امام مالک امام شافعی اور امام احمد کا یہی مذہب ہے لیکن ابن قتیبہ نے یہ کہا ہے کہ جب

2861-تقدم في مناسك الحج، فيمن احصر بعدو (الحديث 2860) .

مرض یا دشمن سفر کرنے سے روک دیں تو یہ احصار ہے۔ (زادالمسیر ج ۱ ص ۲۰۴ مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۴۰۷ھ)

علامہ ابوبکر جصاص حنفی لکھتے ہیں: کسائی ابوعبیدہ اور اکثر اہل لغت نے یہ کہا ہے کہ مرض اور زاد راہ گم ہو جانے کی وجہ سے جو سفر جاری نہ رہ سکے اس کو احصار کہتے ہیں اور اگر دشمن سفر نہ کرنے دے تو اس کو حصر کہتے ہیں حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اس میں دشمن اور مرض برابر ہیں۔ ایک دم (ھدی کے قربانی کا جانور) بھیج کر محرم حلال ہو جائے گا جب کہ اس جانور کو حرم میں ذبح کر دیا جائے امام ابوحنیفہ امام ابویوسف امام محمد امام زفر اور ثوری کا یہی مذہب علامہ جصاص کہتے ہیں کہ جب لغت سے ثابت ہو گیا کہ احصار کا معنی مرض کا روکنا ہے تو اس آیت کا حقیقی معنی یہی ہے کہ جب کوئی مرض تم کو حج یا عمرہ سے روک دے اور دشمن کا روکنا اس میں حکماً داخل ہے۔ (احکام القرآن ج ۱ ص ۲۶۸ مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ۱۴۰۰ھ)

امام ابوحنیفہ کے مؤقف پر ائمہ لغت کی تصریحات کا بیان

یہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ ائمہ لغت میں سے ابن قتیبہ ابوعبیدہ اور کسائی نے یہ کہا ہے کہ سفر میں مرض کا لاحق ہونا احصار ہے اسی سلسلہ میں مشہور امام لغت فراء لکھتے ہیں:

جو شخص سفر میں خوف یا مرض کے لاحق ہونے کی وجہ سے حج یا عمرہ کو پورا نہ کر سکے اس کے لیے عرب احصار کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔ (معانی القرآن ج ۱ ص ۱۱۷ مطبوعہ بیروت)

علامہ حماد جوہری لکھتے ہیں: ابن السکیت نے کہا: جب کسی شخص کو مرض سفر سے روک دے تو کہتے ہیں حصرہ المرض اخفش نے کہا: جب کسی شخص کو مرض روک دے تو کہتے ہیں: احصرنی مرضی۔ (الصحاح ج ۲ ص ۶۳۲ مطبوعہ دارالعلم بیروت ۱۴۰۴ھ)

امام ابوحنیفہ کے مؤقف پر احادیث سے استدلال کا بیان

احادیث میں تصریح ہے کہ جب کوئی شخص مرض لاحق ہونے کی وجہ سے حج یا عمرہ کا سفر جاری نہ رکھ سکے تو اگلے سال اس کی قضاء کرے۔ امام ابوداؤد روایت کرتے ہیں:

حضرت حجاج بن عمرو انصاری کہتے ہیں کہ جس شخص کی ہڈی ٹوٹ گئی یا ٹانگ ٹوٹ گئی تو وہ حلال ہو گیا اور اس پر اگلے سال حج ہے ایک اور سند سے روایت ہے: یا وہ بیمار ہو گیا۔ (سنن ابوداؤد ج ۱ ص ۲۵۷ مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور ۱۴۰۵ھ)

اس حدیث کو امام ترمذی۔ (امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ جامع ترمذی ص ۱۵۶ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی)

امام ابن ماجہ۔ (امام ابوعبداللہ محمد بن یزید بن ماجہ متوفی ۲۷۳ھ، سنن ابن ماجہ ص ۲۲۲ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب، کراچی)

اور امام ابن ابی شیبہ نے بھی روایت کیا ہے۔

(امام ابوبکر احمد بن محمد بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ المصنف ج ۱-۴ ص ۱۳۹-۱۳۸ مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی ۱۴۰۶ھ)

امام بخاری لکھتے ہیں: عطاء نے کہا: ہر وہ چیز جو حج کرنے سے روک دے وہ احصار ہے۔

(صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۴۳ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۸۱ھ)

نیز امام بخاری روایت کرتے ہیں: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جس شخص کوئی عذر حج کرنے سے روک دے یا اس کے سوا اور کوئی چیز مانع ہو تو وہ حلال ہو جائے اور رجوع نہ کرے اور جس وقت وہ محصر ہو تو اگر اس کے پاس قربانی ہو اور وہ اس کو حرم میں بھیجنے کی استطاعت نہ رکھتا ہو تو وہی ذبح کر دے اور اگر وہ اس کو حرم میں بھیجنے کی استطاعت رکھتا ہو تو جب تک وہ قربانی حرم میں ذبح نہیں ہوگی وہ حلال نہیں ہوگا۔ (صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۴۴۔۲۴۳ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۸۱ھ)

اس حدیث میں عذر کے لفظ سے استدلال ہے جو عام ہے اور دشمن کے منع کرنے اور بیمار پڑنے دونوں کو شامل ہے۔

امام ابوحنیفہ کے مؤقف پر آثار صحابہ سے استدلال کا بیان

امام ابی شیبہ روایت کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جس شخص نے حج کا احرام باندھا پھر وہ بیمار ہو گیا یا کوئی اور رکاوٹ پیش آ گئی تو وہ وہاں ٹھہرا رہے حتیٰ کہ ایام حج گزر جائیں پھر عمرہ عمرہ کر کے لوٹ آئے اور اگلے سال حج کرے۔ (المصنف ج ۱۔۴ ص ۱۴۱ مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی ۱۴۰۶ھ)

عبدالرحمان بن یزید بیان کرتے ہیں کہ ہم عمرہ کرنے گئے جب ہم ذات السقوف میں پہنچے تو ہمارے ایک ساتھی کو (سانپ یا) بچھو نے ڈس لیا ہم راستہ میں بیٹھ گئے تاکہ اس کا شرعی حکم معلوم کریں ناگاہ ایک قافلہ میں حضرت ابن مسعود آ پہنچے ہم نے بتایا کہ ہمارا ساتھی ڈسا گیا ہے حضرت ابن مسعود نے فرمایا: اس کی طرف سے ایک قربانی حرم میں بھیجو اور ایک دن مقرر کرلو جب وہ ھدی حرم میں ذبح کر دی جائے تو یہ حلال ہو جائے گا۔ (المصنف ج ۱۔۴ ص ۱۴۱ مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی ۱۴۰۶ھ)

امام ابوحنیفہ کے مؤقف پر اقوال تابعین سے استدلال کا بیان

امام ابن جریر اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں: مجاہد بیان کرتے ہیں: جس شخص کو حج یا عمرہ کے سفر میں کوئی رکاوٹ در پیش ہو خواہ مرض ہو یا دشمن وہ احصار ہے۔ (جامع البیان ج ۲ ص ۱۲۴ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۱۴۰۹ھ)

عطاء نے کہا ہر وہ چیز جو سفر سے روک دے وہ احصار ہے۔ (جامع البیان ج ۲ ص ۱۲۴ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۱۴۰۹ھ)

قتادہ نے کہا: جب کوئی شخص مرض یا دشمن کی وجہ سے سفر جاری نہ رکھ سکے تو وہ حرم میں ایک قربانی بھیج دے اور جب وہ قربانی ذبح ہو جائے گی تو وہ حلال ہو جائے گا، (جامع البیان ج ۲ ص ۱۲۴ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۱۴۰۹ھ)

ابراہیم نخعی نے کہا: مرض ہو یا ہڈی ٹوٹ جائے یا دشمن نہ جانے دے یہ سب احصار ہیں۔

(جامع البیان ج ۲ ص ۱۲۴ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۱۴۰۹ھ)

امام ابوحنیفہ حنیفہ کے مؤقف کی ہمہ گیری اور معقولیت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد آثار صحابہ اور اقوال تابعین ائمہ لغت کی تصریحات ان سب سے امام ابوحنیفہ کا مسلک ثابت ہے کہ احصار دشمن کے روکنے اور مرض کے خارج ہونے دونوں کو شامل ہے اور اس میں یسر اور سہولت ہے اسلام ہر مسئلہ کا حکم پیش کرتا ہے ائمہ ثلاثہ کے مؤقف پر یہ اشکال ہوگا کہ جو شخص حج یا عمرہ کے سفر میں کسی ایسی بیماری میں مبتلا ہو جائے جس کی

وجہ سے وہ اپنا سفر جاری نہ رکھ سکے تو اس کے لیے اسلام میں کیا حل ہے؟ ہر چند کہ اب ہوائی جہاز کے ذریعہ بیشتر حجاج کرام حج اور عمرہ کا سفر کرتے ہیں لیکن پھر بھی بہت سے علاقوں سے لوگ سڑک کے ذریعہ سفر کرتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ۶ ہجری میں اپنے اصحاب کے ساتھ مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ عمرہ کے لیے روانہ ہوئے تھے جب آپ مقام حدیبیہ پر پہنچے تو کفار نے آپ کو مکہ جانے سے روک دیا۔ امام بخاری روایت کرتے ہیں:

حضرت عبداللہ بن عمر کے دو بیٹے سالم اور عبید اللہ بیان کرتے ہیں کہ جن دنوں حجاج نے حضرت ابن الزبیر پر مکہ میں حملہ کیا ہوا تھا ان دنوں میں حضرت ابن عمر نے حج کا ارادہ کیا ان کے بیٹوں نے منع کیا کہ اس سال آپ حج نہ کریں ہمیں خدشہ ہے کہ آپ کو بیت اللہ جانے سے روک دیا جائے گا حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے آپ کے اور بیت اللہ کے درمیان کفار حائل ہو گئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قربانی کی اونٹنی کو نحر کیا اور اپنا سر مونڈ لیا اور میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے اپنے اوپر عمرہ لازم کر لیا ہے میں ان شاء اللہ روانہ ہوں گا اگر کوئی رکاوٹ نہ ہوئی تو میں عمرہ کروں گا اور اگر کوئی رکاوٹ پیش آئی تو میں طرح کروں گا جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا پھر انہوں نے عمرہ کا احرام باندھا پھر کچھ دور چل کر کہا: احصار میں عمرہ اور حج دونوں برابر ہیں میں عمرہ کے ساتھ حج کی نیت کرتا ہوں پھر یوم نحر کو قربانی کر کے وہ حلال ہو گئے۔ (صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۴۳ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۸۱ھ)

ہر چند کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جو احصار پیش آیا تھا وہ دشمن کی وجہ سے تھا لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض کی وجہ سے رکاوٹ کو بھی یہ حل بیان فرمایا ہے اس لیے دلائل شرعیہ کی قوت یسر ہمہ گیری اور معقولیت کے اعتبار سے ائمہ ثلاثہ کے مؤقف کی بہ نسبت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کا مسلک راجح ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: سو اگر تم کو (حج یا عمرہ سے) روک دیا جائے تو جو قربانی تم کو آسانی سے حاصل ہو وہ بھیج دو اور جب تک قربانی اپنی جگہ پر نہ پہنچ جائے اس وقت تک اپنے سروں کو نہ منڈواؤ۔ (البقرہ:۱۹۶)

محصر کے لیے قربانی کی جگہ کے تعین میں امام ابوحنیفہ کا مسلک

امام ابوحنیفہ کے جو شخص راستہ میں مرض یا دشمن کی وجہ سے رک جائے وہ کسی اور شخص کے ہاتھ قربانی (اونٹ گائے یا بکری) یا اس کی قیمت بھی دے اور ایک دن مقرر کر لے کہ فلاں دن اس قربانی کو حرم میں ذبح کیا جائے گا اور اس دن وہ اپنا احرام کھول دے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اس وقت تک سر نہ منڈواؤ جب تک کہ قربانی اپنی جگہ نہ پہنچ جائے اور قربانی کی جگہ حرم ہے۔ ائمہ ثلاثہ کے نزدیک جس جگہ کسی شخص کو رک جانا پڑے وہی قربانی کر کے احرام کھول دے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حدیبیہ میں رک جانا پڑا تھا اور آپ نے حدیبیہ میں ہی قربانی کی اور امام بخاری نے لکھا ہے کہ حدیبیہ حرم سے خارج ہے۔

(صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۴۴ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۸۱ھ)

علامہ بدرالدین عینی اس دلیل کے جواب میں فرماتے ہیں کہ حدیبیہ کا بعض حصہ حرم سے خارج ہے اور بعض حصہ حرم میں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حدیبیہ کے جس حصہ میں رکے تھے وہ حرم میں تھا اس کی دلیل یہ ہے کہ امام ابن ابی شیبہ نے ابو عمیس

سے روایت کیا ہے کہ عطاء نے کہا ہے کہ حدیبیہ کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قیام حرم میں تھا۔

(عمدۃ القاری ج ۱۰ ص ۱۴۹ مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیر یہ مصر ۱۳۴۸ھ)

علامہ ابوحیان اندلسی لکھتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جس جگہ روک دیا گیا تھا آپ نے وہیں قربانی کی تھی وہ جگہ حدیبیہ کی ایک طرف تھی جس کا نام الربی ہے اور یہ اسفل مکہ میں ہے اور وہ حرم ہے زہری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اونٹ کو حرم میں نحر کیا تھا واقدی نے کہا: حدیبیہ مکہ سے نو میل کے فاصلہ پر طرف حرم میں ہے۔

(البحر المحیط ج ۲ ص ۲۵۷ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۱۲ھ)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: حتیٰ کہ قربانی اپنے محل میں پہنچ جائے۔ (البقرہ:۱۹۶)

محصر کے لیے قربانی کی جگہ کے تعین میں ائمہ ثلاثہ کا مذہب

علامہ ابن جوزی حنبلی لکھتے ہیں: محل کے متعلق دو قول ہیں ایک یہ کہ اس سے مراد حرم ہے حضرت ابن مسعود حسن بصری عطاء طاؤس مجاہد ابن سیرین ثوری اور امام ابوحنیفہ کا یہی مذہب ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ اس سے مراد وہ جگہ ہے جد جگہ محرم کو رکاوٹ پیش آئی وہ اس جگہ قربانی کا جانور ذبح کر کے احرام کھول دے امام مالک امام شافعی اور امام احمد کا یہی مذہب ہے۔

(زاد المسیر ج ۱ ص ۲۰۵ مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۴۰۷ھ)

علامہ ماوردی شافعی۔۱ (علامہ ابوالحسن علی بن حبیب شافعی ماوردی بصری متوفی ۴۵۰ھ النکت والعیون ج ۱ ص ۲۵۵ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

اور علامہ ابن العربی۔۲ (علامہ ابوبکر محمد بن عبداللہ ابن العربی مالکی متوفی ۵۴۳ھ (احکام القرآن ج ۱ ص ۱۷۶ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۸ھ) مالکی نے بھی یہی لکھا ہے۔

قوت دلائل کے اعتبار سے ابوحنیفہ کا مسلک راجح ہے اور یسر اور سہولت کے اعتبار سے ائمہ ثلاثہ کا مسلک راجح ہے کیونکہ بیمار یا دشمن میں گھرے ہوئے آدمی کے لیے اس وقت تک انتظار کرنا جب تک قربانی حرم میں ذبح ہو بہت مشکل اور دشوار ہوگا اس کے برعکس موضع احصار میں قربانی کر کے احرام کھول دینے میں اس کے لیے بہت آسانی ہے جب کہ اس طریقہ کو محصر کی آسانی ہی کے لیے مشروع کیا گیا ہے۔ (تفسیر تبیان القرآن، سورہ بقرہ، لاہور)

احصار سے متعلق بعض مسائل کا بیان

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: فان احصرتم فما استیسر من الھدی ۔اس میں بارہ مسائل ہیں:

مسئلہ نمبر 1: ابن عربی نے کہا یہ آیت انتہائی مشکل ہے اور علماء کو عاجز کر دینے والی آیت ہے۔

میں کہتا ہوں: اس میں کوئی اشکال نہیں ہے ہم اس کو تفصیل سے بیان کریں گے۔ ہم کہتے ہیں: احصار کا معنی اس وجہ سے روکنا ہے جس کا تو قصد کیے ہوئے ہے خواہ وہ کسی عذر سے ہو، خواہ دشمن روک لے یا ظالم بادشاہ روک لے، یا مرض روک لے یا کوئی اور وجہ ہو۔ علماء کا مانع کی تعیین میں اختلاف ہے۔ علماء کے دو قول ہیں: 1)) حضرت علقمہ، حضرت عروہ بن زبیر وغیرہ نے

کہا: مانع مرض ہے، دشمن نہیں ہے۔ بعض نے فرمایا: صرف دشمن ہے۔ یہ حضرت ابن عباس حضرت ابن عمر، حضرت انس اور امام شافعی کا قول ہے، ابن عربی نے کہا: یہ ہمارے علماء کا مختار مذہب ہے۔ اکثر اہل لغت کی رائے یہ ہے کہ احصر کا معنی ہے: اس کو مرض لاحق ہوئی اور حصر کا مطلب ہے: اس پر دشمن نازل ہوا۔

میں کہتا ہوں: ابن عربی نے جو حکایت کیا ہے کہ یہ ہمارے علماء کا مختار مذہب ہے، یہ صرف اشہب کا قول ہے باقی تمام اصحاب مالک نے اس میں مخالفت کی ہے۔ وہ کہتے ہیں: احصار سے مراد مرض کا روک لینا ہے اور رہا دشمن اس کے بارے میں کہا جاتا ہے: حصر حصراً فھو محصور۔ یہ الباجی کا المنتقی میں قول ابواسحاق۔ زجاج نے حکایت کیا ہے کہ تمام اہل لغت کے نزدیک ہے۔ جیسا کہ آگے آئے گا۔ ابوعبیدہ اور کسائی نے کہا: احصر (مرض کے ساتھ روکا گیا) حصر (دشمن کے ذریعے روکا گیا ابن فارس کی مجمل میں اس کے برعکس ہے۔ فحصر (مرض کے ساتھ روکا گیا) احصر (دشمن کے ذریعے روکا گیا) ایک طائفہ نے کہا: دونوں کے لئے احصر استعمال ہوتا ہے یہ ابوعمرو نے حکایت کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: یہ امام مالک کے قول کے مشابہ ہے کہ انہوں نے مؤطا میں دونوں کے لئے احصر کا عنوان باندھا ہے۔ فراء نے کہا: مرض اور دشمن میں دونوں صیغے برابر ہیں۔ قشیری ابونصر نے کہا: شوافع نے دعویٰ کیا ہے کہ احصار دشمن کے لئے استعمال ہوتا ہے: مرض اور دشمن میں دونوں صیغے برابر ہیں۔ قشیری ابونصر نے کہا: شوافع نے دعویٰ کیا ہے کہ احصار دشمن کے لئے استعمال ہوتا ہے اور مرض کے لئے حصر استعمال ہوتا ہے۔ صحیح یہ ہے کہ یہ دونوں صیغے دونوں (مرض اور دشمن) کے لئے استعمال ہوتے ہیں۔ میں کہتا ہوں: شوافع نے جو دعویٰ کیا ہے امام خلیل بن احمد وغیرہ نے اس کے خلاف نص قائم کی ہے۔ خلیل نے کہا: حصرت الرجل حصراً (میں نے اسے روک لیا) واحصر الحاج عن بلوغ المناسك من مرض اونحوہ (حاجی مرض یا اس جیسی چیز سے مناسک تک پہنچنے سے روک دیا گیا)۔ اسی طرح انہوں نے فرمایا: پہلے تو ثلاثی بنایا حصرت سے مشتق کیا اور دوسرے کو مرض میں رباعی بنایا۔ اسی پر حضرت ابن عباس کا قول ہے: لاحصر الاحصر العدو ۔ حصر نہیں ہے مگر دشمن کا حصر۔ ابن السکیت نے کہا: احصرہ المرض جب مرض سفر سے یا حاجت سے روک دے جس کا اس نے ارادہ کیا تھا۔ حصرہ العدویحصرونہ، جب دشمن اسے روک لے اور وہ دشمن کا گھیراؤ کرلیں۔ حاصروہ محاصرۃً وحماراً ۔ انہوں نے اس کا گھیراؤ کرلیا۔ اخفش نے کہا: حصرت الرجل فھو محصور ۔ یعنی میں نے اسے روک لیا۔ فرمایا: احصرنی بولی واحصر کی مرضی اس نے مجھے اپنے نفس کو روکنے والا بنادیا۔ ابوعمرو شیبانی نے کہا: حصرنی الشیء والحصرنی ۔ یعنی اس نے مجھے روک لیا۔

میں کہتا ہوں؛ اکثر اہل لغت کا خیال ہے کہ حصر دشمن کے روکنے کے لئے استعمال ہوتا ہے اور احصر مرض کے روکنے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد میں ہے: للفقرآء الذین احصیروا فی سبیل اللہ (البقرہ:273) (فقراء کے لئے جو روکے گئے ہیں اللہ کے راستہ میں)۔ ابن عبادہ نے کہا:

وما ھجو لیلی ان تکون تباعدت علیك ولا ان احصرتك شغول

لیلیٰ کی جدائی نہیں کہ وہ تجھ سے دور ہوگئی نہ تجھے مشغولیت نے روکا۔

زجاج نے کہا: تمام اہل لغت کے نزدیک احصار مرض سے ہوتا ہے۔ رہا دشمن سے احصار تو اس کے لئے حصر استعمال ہوتا ہے۔ کہا جاتا ہے: حصر حصراً ۔ پہلے میں احصر احصاراً کہا جاتا ہے۔ یہ ہمارے قول کی دلیل ہے اس کا معنی روکنا ہے۔ اس سے الحصیرہ ہے وہ شخص جو دل کے راز بتانے سے اپنے نفس کو روکتا ہے۔ الحصیر بادشاہ کو بھی کہتے ہیں کیونکہ وہ حجاب کے پیچھے محبوس (قیدی) کی طرح ہوتا ہے۔ الحصیر چٹائی کو بھی کہتے ہیں جس پر بیٹھا جاتا ہے کیونکہ اس کے پتے ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہوتے ہیں جیسے کوء چیز دوسری چیز کے ساتھ رکی ہوئی ہے۔

مسئلہ نمبر 2: جب الحصر کا اصل معنی روکنا ہے تو احناف نے کہا: محصر وہ ہے جو احرام کے بعد مرض یا دشمن یا کسی وجہ سے مکہ سے روکا گیا ہو اور انہوں نے مطلق احصار کے مقتضا سے حجت پکڑی ہے اور انہوں نے فرمایا: آخر آیت میں امن کا ذکر اس بات پر دلالت نہیں کرتا کہ وہ مرض کی وجہ سے نہ ہو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: الزکام امان من الجذام کام جزام کی مرض سے امان ہے اور فرمایا: جس نے چھینک مارنے والے سے پہلے الحمد کہا وہ دوانتوں کی تکلیف، کان کی تکلیف اور پیٹ کی تکلیف سے محفوظ ہوگیا۔ اس حدیث کو ابن ماجہ نے اپنی سنن میں ذکر کیا ہے۔ احناف نے کہا: ہم نے دشمن کے روکنے کو مرض پر قیاس کرتے ہوئے حصار بنایا جب وہ اس حکم میں ہے نہ کہ ظاہر کی دلالت کے اعتبار سے حصار بنایا ہے۔ حضرت ابن عمر، حضرت زبیر، حضرت ابن عباس، امام شافعی اور اہل مدینہ نے کہا: آیت سے مراد دشمن کا روکنا ہے کیونکہ آیت عمرہ حدیبیہ میں ٦ ہجری میں نازل ہوئی جب مشرکین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ سے روکا تھا۔ حضرت ابن عمر نے کہا: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے تو کفار قریش بیت اللہ اور آپ کے درمیان حائل ہوگئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ہدی کو نحر کیا اور اپنے سر کا حلق کرایا۔ اس پر فاذ آ امنتم کا ارشاد دلالت کرتا ہے۔ یہ نہیں فرمایا: جب تم مرض سے ٹھیک ہو جاؤ۔ واللہ اعلم۔

مسئلہ نمبر 3: جمہور علماء کا خیال ہے کہ محصر جسے دشمن نے روک لیا ہو وہ جہاں روکا ہو وہاں اپنا احرام کھول دے، اپنی ہدی کو نحر دے اگر اس کے پاس ہدی ہو اور اپنے سر کا حلق کرائے۔ قتادہ اور ابراہیم نے کہا: وہ اپنی ہدی بھیجے اگر ممکن ہو جب اس کی ہدی اپنے مقام پر پہنچ جائے تو وہ حلال ہو جائے (یعنی احرام کھول دے) امام ابوحنیفہ نے کہا: احصار کا جانور، دسویں ذی الحجہ کو ذبح کرنے پر موقوف نہیں بلکہ دسویں کے دن سے پہلے بھی اس کو ذبح کرنا جائز ہے جب ہدی اپنے محل کو پہنچ جائے۔ صاحبین نے امام صاحب کی مخالفت کی ہے۔ صاحبین نے کہا: یہ دسویں کے دن ذبح کیا جائے گا، اگر دسویں کے دن سے پہلے ذبح کی تو جائز نہ ہوگی۔ اس مسئلہ کا زیادہ بیان آگے آئے گا۔

مسئلہ نمبر 4: اکثر علماء کا نظریہ یہ ہے کہ دشمن کی وجہ سے روکا گیا ہو خواہ وہ دشمن کافر ہو یا مسلمان ہو یا جابر سلطان نے اسے قید خانہ میں بند کر دیا ہو اس پر ہدی واجب ہے۔ یہی امام شافعی کا قول ہے۔ اشہب کا بھی یہی قول ہے۔ ابن قاسم نے کہا: جو حج یا عمرہ میں بیت اللہ سے روکا گیا ہو اس پر ہدی نہیں ہے مگر یہ کہ ساتھ لایا ہو۔ یہ امام مالک کا قول ہے اور ان کی حجت یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ کے روز ہدی کو نحر کیا تھا، اسے اشعار کیا تھا اور اسے ہار پہنایا تھا جب عمرہ کا احرام باندھنا تھا

جب وہ ہدی اپنے مقام پر نہ پہنچی کفار کے روکنے کی وجہ سے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے نحر کرنے کا حکم دیا کیونکہ وہ ہدی تھی اور اس کو قلادہ پہنانا اور اشعار کرنا واجب تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے لئے نکلے تھے۔ پس اس میں رجوع جائز نہ تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکاوٹ کی وجہ سے اسے نحر نہیں کیا تھا۔ اسی وجہ سے جو بیت اللہ سے روکا گیا ہو اس پر ہدی واجب نہیں ہے۔ اور جمہور علماء نے اس سے حجت پکڑی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ کے روز نہ احرام کھولا تھا اور نہ حلق کرایا تھا حتیٰ کہ ہدی کو نحر کر دیا۔ یہ دلیل ہے کہ محصر کے احرام کھولنے کی شرط ہدی پائے اور اس پر قادر ہو وہ احرام نہ کھولے مگر ہدی دینے کے بعد۔ یہی ارشاد فان احصرتم فما استیسر من الھدی کا مقتضا ہے۔ بعض علماء نے فرمایا: جب وہ ہدی پر قادر ہو تو حلال ہو جائے اور ہدی دے۔ امام شافعی کے دو قول ہیں اسی طرح جو ہدی خریدنے کی طاقت نہیں رکھتا اس کا حکم ہے۔

مسئلہ نمبر 5: عطا وغیرہ نے کہا: مرض کی وجہ سے محصر، دشمن کی وجہ سے محصر کی طرح ہے۔ امام مالک اور شافعی اور ان کے اصحاب نے کہا: جس کو مرض نے روک لیا ہو اس کو بیت اللہ کا طواف ہی حلال کرے گا اگرچہ وہ کئی سال ہی ٹھہرا رہے حتیٰ کہ اسے تکلیف سے افاقہ ہو جائے۔ اسی طرح جس کو گنتی میں غلطی ہوئی یا اس پر ذی الحج کا چاند مخفی ہوا، اس کا حکم ہے۔ امام مالک نے فرمایا: اس میں اہل مکہ اہل آفاق کی طرح ہیں۔ فرمایا: اگر مریض دواء کا محتاج ہو تو وہ اس کے ساتھ علاج کرے اور فدیہ دے اور اپنے احرام پر باقی رہے اور اسے کسی چیز سے حلال ہونا جائز نہیں حتیٰ کہ مرض سے ٹھیک ہو جائے۔ جب مرض سے ٹھیک ہو جائے تو وہ بیت اللہ کی طرف جائے اس کے سات چکر لگائے، صفا و مروہ کے درمیان سعی کرے اور اپنے حج اور عمرہ سے حلال ہو جائے۔ یہ تمام امام شافعی کا قول ہے اور ان کا نظریہ روایت کے مطابق ہے جو حضرت عمر، حضرت ابن عباس، حضرت عائشہ، حضرت ابن الزبیر رضی اللہ عنہم کا ہے۔ انہوں نے کہا: مرض کی وجہ سے محصر یا گنتی میں غلطی کی وجہ سے محصر کے بارے میں فرمایا: اس کو طواف ہی حلال کرے گا۔ اسی طرح کوئی عضو ٹوٹ جائے یا جلاب لگ جائیں۔ اس کا بھی یہی حکم ہے امام مالک کے نزدیک جس کی یہ حالت ہو اسے اختیار ہوگا جس اسے اختیار ہوگا جب اسے وقوف عرفہ کے فوت ہونے کا اندیشہ ہو مرض کی وجہ سے تو اگر وہ چاہے تو چلا جائے جب اس کے لئے بیت اللہ تک پہنچنا ممکن ہو تو وہ طواف کرے اور عمرہ سے حلال ہو جائے۔ اور اگر چاہے تو آئندہ سال تک احرام پر باقی رہے اگر وہ حرام پر باقی رہے گا تو کوئی ایسا کام نہیں کرے گا جو حاجی کو منع ہوتا ہے۔ پس اس پر ہدی نہ ہوگی اور اس میں حجت صحابہ کا اجماع ہے کہ جو تعداد میں غلطی کر جائے تو اس کا حکم یہ ہے کہ وہ طواف سے ہی حلال ہوگا اور مکی کے بارے میں فرمایا: جب وہ محصور باقی رہے حتیٰ کہ لوگ اپنے حج سے فارغ ہو جائیں تو وہ حل کی طرف نکل جائے، تلبیہ کہے اور وہی کرے جو عمرہ کرنے والا کرتا ہے اور حلال ہو جائے جب آئندہ سال آئے تو حج کرے اور ہدی دے۔ ابن شہاب زہری نے کہا: مکہ والوں میں سے مکہ میں محصر ہو تو اسے وقوف عرفہ لازم ہے اگرچہ اسے چارپائی پر اٹھا کر لے جایا جائے۔ اس قول کو ابو بکر محمد بن عبد اللہ بن بکیر مالکی نے اختیار کیا ہے۔ فرمایا: محصر مکی کے بارے میں امام مالک کا قول یہ ہے کہ اس پر بھی آفاقیوں کی طرح حج اور ہدی کا اعادہ ہے۔ یہ ظاہر کتاب کے خلاف ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ذٰلک لمن لم یکن اھلہ حاضری المسجد الحرام ۔ اور فرمایا: میرے نزدیک اس مسئلہ میں زہری کا قول پسندیدہ ہے۔

یہ اباحت ان لوگوں کے لئے ہے جو مسجد حرام کے رہنے والے نہیں ہیں وہ ٹھہر جائیں کیونکہ ان کی مسافت دور ہے وہ علاج کرائیں اگرچہ فوت بھی ہو جائے اور ایسا شخص جس کے درمیان اور مسجد حرام کے درمیان اتنی مسافت ہو جس میں نماز قصر نہیں کی جاتی تو وہ مناسک حج پر جائے اگرچہ اسے چار پائی پر ہی لے جایا جائے کیونکہ وہ بیت اللہ کے قریب ہے۔ امام ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب نے کہا: ہر وہ شخص جو دشمن، مرض، خرچ ختم ہونے، سواری گم ہونے یا کسی موذی چیز کے ڈسنے کی وجہ سے بیت اللہ تک پہنچنے سے روکا گیا ہو تو وہ احرام کے ساتھ اپنے مکان پر ٹھہرا رہے اور اپنی ہدی بھیج دے یا ہدی کی قیمت بھیج دے، جب وہ نحر کر دے تو اپنے احرام کو کھول دے۔ اسی طرح حضرات عروہ، قتادہ، حسن، عطا، نخعی، مجاہد اور اہل عراق کا قول ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: **فان احصرتم فما استیسر من الهدی** ۔(الآیۃ)

مسئلہ نمبر 6: امام مالک اور ان کے اصحاب نے کہا: محرم کو حج میں شرط لگانا کچھ نفع نہیں دیتا جب اسے مرض یا دشمن سے محصر ہونے کا اندیشہ ہو۔ یہ امام ثوری، امام ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب کا قول ہے۔ شرط لگانا یہ ہے کہ تلبیہ کہتے وقت **لبیك اللهم لبیك** ۔ جہاں تو مجھے روک لے گا میں اپنا احرام وہاں کھول دوں گا۔ امام احمد بن حنبل، اسحاق بن راہو یہ اور ابو ثور نے کہا شرط لگانے میں کوئی حرج نہیں اور اس کے لئے وہ شرط ہوگی جو وہ لگائے گا۔ دوسرے بہت سے صحابہ اور تابعین نے بھی یہی کہا ہے ان کی حجت ضباعہ بنت زبیر بن عبدالمطلب کی حدیث ہے۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور کہا: یارسول اللہ! میں حج کا ارادہ رکھتی ہوں کیا میں شرط لگا دوں؟ فرمایا: فرمایا: ہاں۔ اس نے کہا: میں کیسے کہوں؟ فرمایا: تو یوں کہہ: **لبیك اللهم لبیك ومحلی من الاض حیث حبستنی** (جہاں تو مجھے روک لے گا میں احرام کھول دوں گی) اس حدیث کو ابوداؤد اور دار قطنی وغیرہما نے نقل کیا ہے۔ امام شافعی نے فرمایا: اگر ضباعہ کی حدیث ثابت ہوتی تو میں اس سے زیادتی نہ کرتا اس کا احرام کھولنا جائز ہے جہاں اسے اللہ تعالیٰ روک لے۔

میں کہتا ہوں: بہت سے محدثین نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ ان میں سے ابو حاتم بستی اور ابن منذر ہے۔ ابن منذر نے کہا: یہ ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ضباعہ بنت زبیر سے کہا: تو حج کر اور شرط لگا لے۔ یہی امام شافعی کا قول ہے جب وہ عراق میں تھے پھر مصر میں اسے توقف کیا۔ ابن منذر نے کہا: پہلا قول بہتر ہے۔ عبدالرزاق نے اس کو ذکر کیا ہے۔ فرمایا: ہمیں ابن جریج نے بتایا فرمایا مجھے ابوزبیر نے بتایا کہ طاؤس اور عکرمہ نے انہیں حضرت ابن عباس سے روایت کر کے بتایا کہ حضرت ضباعہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور کہا: میں ایک مریض عورت ہوں، میں حج کرنا چاہتی ہوں آپ مجھے کیا حکم فرماتے ہیں اگر میں احرام باندھ لوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو احرام باندھ لے اور شرط لگا لے کہ میرے احرام کھولنے کی جگہ وہی ہوگی جہاں تو مجھے روک لے گا۔ راوی فرماتے ہیں: اس عورت نے حج کر لیا تھا۔ یہ سند صحیح ہے۔

مسئلہ نمبر 7: علماء کا اختلاف ہے کہ محصر پر قضا واجب ہے یا نہیں۔ امام مالک اور امام شافعی نے فرمایا: دشمن نے جسے روک لیا ہو اس پر نہ حج کی قضا ہے نہ عمرہ کی، مگر جس نے اپنا فرض حج نہ کیا ہو تو اس پر وجوب کے مطابق حج ہے۔ اسی طرح ان علماء کے نزدیک عمرہ کرنا واجب ہے جنہوں نے عمرہ کو واجب کیا ہے۔ امام ابو حنیفہ نے کہا مرض یا دشمن نے روک لیا ہو تو اس پر حج اور

عمرہ ہے۔ یہ طبری کا قول ہے۔ اصحاب الرائے نے کہا: اگر وہ حج کا احرام باندھنے والا تھا تو وہ احصار کی صورت میں حج اور عمرہ قضا کرے گا کیونکہ اس کا حج اور احرام عمرہ بن گیا تھا۔ اگر وہ حج قرآن کرنے والا تھا تو وہ ایک حج اور دو عمرے قضا کرے گا اگر وہ عمرہ کا احرام باندھنے والا تھا وہ ایک عمرہ قضا کرے گا ان کے نزدیک ہر مرض یا دشمن کے ذریعے رکا گیا برابر ہے۔ جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔ میمون بن مہران کی حدیث سے انہوں نے حجت پکڑی ہے۔ فرمایا: میں اس سال عمرہ کے ارادہ سے نکلا جس میں اہل شام نے حضرت ابن زبیر کا مکہ محاصرہ کیا ہوا تھا۔ میری قوم کے کئی لوگوں نے میرے ساتھ اپنی ہدی کے جانور بھیجے، میں اہل شام تک پہنچا تو انہوں نے مجھے حرم میں داخل ہونے سے روک لیا۔ میں نے اسی جگہ ہدی کو نحر کیا پھر میں نے احرام کھول دیا اور واپس آ گیا۔ جب آئندہ سال آیا تو میں اپنے عمرہ کی قضا کے لئے نکلا۔ میں حضرت ابن عباس کے پاس آیا۔ میں نے ان سے مسئلہ پوچھا تو انہوں فرمایا یا ہدی کا بدل دے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو اس ہدی کا بدل دینے کو کہا جو انہوں نے عمرہ قضا میں حدیبیہ کے سال نحر کی تھیں اور ان علماء نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے استدلال کیا جس کا کوئی عضو ٹوٹ گیا یا ٹانگ ٹوٹ گئی تو وہ احرام کھول دے اور اس پر دوسرا حج یا دوسرا عمرہ ہے۔ اس حدیث کو عکرمہ نے حجاج بن عمرو انصاری سے روایت کیا ہے۔ فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس کی ٹانگ ٹوٹ جائے یا کوئی اور عضو ٹوٹ جائے تو وہ احرام کھول دے اور اس پر دوسرا حج ہے۔ ان علماء نے فرمایا: آئندہ سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کا حدیبیہ کے سال عمرہ کرنا اس عمرہ کی قضا کے لئے تھا۔ اسی وجہ سے اس عمرہ کو عمرة القضاء کہا جاتا ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس سے حجت پکڑی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی صحابی کو اور کسی ساتھی کو کسی چیز کے قضا کرنے کا حکم دیا اور نہ وہ کوئی چیز لئے لوٹے اور کسی وجہ سے ان سے کوئی چیز محفوظ نہیں کی گئی اور نہ آئندہ سال یہ کہا کہ میرا یہ عمرہ اس عمرہ کی قضا ہے جس میں مجھے روکا گیا تھا۔ یہ کوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول نہیں ہے۔ علماء نے فرمایا: عمرة القضاء اور عمرة القضیہ برابر ہیں۔ یہ اس عمرہ کا نام ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش سے فیصلہ کیا تھا اور اس سال بیت اللہ سے واپس چلے جانے اور آئندہ سال آنے پر ان سے صلح کی تھی اسی وجہ سے اس کو عمرة القضیہ کہا جاتا ہے۔

مسئلہ نمبر 8: فقہاء میں سے کسی نے اس شخص کے بارے میں نہیں کہا کہ جس کا کوئی عضو ٹوٹ جائے یا لنگڑا ہو جائے تو ٹوٹنے کے ساتھ ہی اس جگہ اپنا احرام کھول دے سوائے ابو ثور کے۔ انہوں نے حجاج بن عمرو کی حدیث کے ظاہر کا اعتبار کیا ہے اور اس کی متابعت داؤد بن علی اور ان کے اصحاب نے کی ہے۔ علماء کا اجماع ہے کہ وہ عضو ٹوٹنے کے ساتھ احرام کھولے گا لیکن کیسے کھولے گا۔ امام مالک وغیرہ نے کہا: بیت اللہ کے طواف کے ساتھ کھولے گا اس کے علاوہ نہیں کھولے گا اور کوفہ کے علماء نے اس کی مخالفت کی ہے۔ انہوں نے فرمایا: وہ نیت اور اس فعل کے ساتھ کھولے گا جو اسے حلال کر دیتا ہے جیسا کہ پہلے گزرا ہے۔

مسئلہ نمبر 9: علماء کے درمیان اس میں اختلاف نہیں کہ احصار (روکنا) حج اور عمرہ میں عام ہے۔ ابن سیرین نے کہا: عمرہ میں احصار نہیں ہے کیونکہ اس کا وقت متعین نہیں ہے۔ اس کا یہ جواب دیا گیا ہے کہ اگرچہ یہ متعین وقت میں نہیں ہے لیکن عذر کے ختم ہونے تک صبر کرنا ضرر (نقصان) ہے۔ اس کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی ہے۔ حضرت ابن زبیر سے حکایت ہے کہ جس

کو دشمن یا مرض نے روک لیا ہو تو اس کا طواف کے بغیر احرام کھولنا جائز نہیں اور یہ حدیبیہ کے سال والی خبر جو نص ہے اس کے مخالف ہے۔

مسئلہ نمبر 10: رکاوٹ یا تو کافر کی طرف سے ہوگی یا مسلمان کی طرف سے ہوگی۔ اگر کافر کی طرف سے ہو تو قتال جائز نہیں اگرچہ اس پر غالب آنے کا وثوق بھی ہوا اور وہ وہاں حلالی ہو جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: **ولا تقتلوهم عند المسجد الحرام** (البقرہ:191) جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے اور اگر وان کا سوال کرے تو دینا واجب جائز نہیں کیونکہ یہ اسلام میں کمزوری ہے اگر مسلمان نے روکا ہو تو اس سے بھی کسی حال میں قتال جائز نہیں اور احرام کھول دینا واجب ہے اگر وہ کوئی چیز طلب کرے اور راستے چھوڑ دے تو اس کو وہ چیز دینا جائز ہے اور قتال جائز نہیں کیونکہ اس میں روح کا اتلاف ہے اور عبادت کی ادائیگی میں یہ لازم نہیں کیونکہ دین آسان ہے اور رہا اس کو تاوان دینا تو اس میں دو نقصانوں میں سے آسان کا قبول کرنا ہے کیونکہ حج میں مال کو خرچ کیا جاتا ہے پس یہ اس کے خرچ میں سے شمار ہوگا۔

مسئلہ نمبر 11: روکنے والے دشمن کی دو صورتیں ہیں یا تو اس کے احصار کے بقا اور ہمیشہ ہونے کا یقین ہوگا کیونکہ اس کو قوت اور کثرت حاصل ہے یا ایسا نہیں ہوگا۔ اگر پہلی صورت ہو تو محصر اسی وقت کی جگہ احرام کھول دے اور اگر دوسری صورت ہو اور اس احصار کے زوال کی امید ہو تو وہ محصور نہ ہوگا حتیٰ کہ اس کے اور حج کے درمیان اتنا وقت پایا جائے کہ اسے معلوم ہو جائے کہ اب دشمن چلا بھی گیا تو وہ حج کو نہیں پا سکے گا۔ اس وقت ابن قاسم اور ابن ماجشون کے نزدیک وہ احرام کھول دے۔ اشہب نے کہا: دشمن کی وجہ سے حج سے روکا جانے والا شخص احرام نہ کھولے حتیٰ کہ دسویں کا دن آ جائے اور تلبیہ کو ختم نہ کرے حتیٰ کہ لوگ عرفہ کی طرف چلے جائیں۔ ابن قاسم کے قول کی وجہ یہ ہے کہ یہ دشمن کے غلبہ کی وجہ سے اس کے حج کی تکمیل سے مایوسی کا وقت ہے۔ پس اس وقت اس کا احرام کھولنا جائز ہے۔ اس کی اصل عرفہ کا دن ہے اور اشہب کے قول کی وجہ یہ ہے کہ اس پر ممکن حد تک احرام کے حکم میں رہنا ہے اور اس کا دسویں کے دن تک التزام کرنا ہے اور حاجی کے لئے یہی وہ وقت ہے جس میں احرام کھولنا جائز ہے۔ پس اس پر دسویں کے دن احرام کھولنا جائز ہوگا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: فما استیسر من الھدی، ما محل رفع میں ہے تقدیر عبارت اس طرح ہوگی: فالواجب او فعلیکم ما استیسر۔ اور محل نصب میں ہونے کا بھی احتمال ہے یعنی فانحروا او فاھدوا، ما استیسر سے مراد جمہور اہل علم کے نزدیک بکری ہے۔ حضرت ابن عمر، حضرت عائشہ، حضرت ابن زبیر نے فرمایا: وہ اونٹ اور گائے ہے اس کے علاوہ نہیں۔ حسن نے کہا: اعلیٰ ہدی اونٹ ہے، درمیانی گائے ہے اور کم از کم بکری ہے۔ اس میں امام مالک کے نظریہ کی دلیل ہے: جس کو دشمن نے روکا ہو اس پر قضا واجب نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: **فما استیسر من الهدی** ۔ اس میں قضا کا ذکر نہیں۔

مسئلہ نمبر 12: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: **من الهدی، الهدی** اور **الهدی** دونوں لغتیں ہیں جو بیت اللہ کی طرف بھیجا جاتا ہے خواہ اونٹ ہو یا جانور، عرب کہتے ہیں: کم ھدی بنی فلاں، بنو فلاں کے کتنے اونٹ ہیں۔ ابو بکر نے کہا: اس کو ہدی اس لئے کہا گیا ہے کہ کیونکہ ان میں بعض بیت اللہ کی طرف بھیجی جاتی ہیں۔ پس جو حکم بعض کو لاحق ہوتا ہے اس کے ساتھ تمام کا نام رکھ دیا

جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: فان اتین بفاحشۃٍ فعلیھن نصف ما علی المحصنٰت من العذاب (النساء:25) اس سے مراد یہ ہے کہ لونڈی زنا کریں تو ان میں سے لونڈی پر جب وہ زنا کرے تو آزاد کنواری عورت کی سزا کا نصف ہے جب آزاد کنواری عورت زنا کرے۔ اللہ تعالیٰ نے المحصنات کا لفظ ذکر فرمایا۔ مراد کنوری عورتیں ہیں کیونکہ احصان ان میں سے اکثر میں ہوتا ہے۔ پس انہیں ایسے امر کے ساتھ ذکر کیا گیا جو ان میں سے بعض میں پایا جاتا ہے آزاد عورتوں میں سے محصنۃ اسے کہا جاتا ہے جو خاوند والی ہو اس پر رجم واجب ہوتا ہے جب وہ بدکاری کرے اور رجم نصف نہیں ہوتا کہ وہ لونڈی پر نصف ہو۔ پس اس سے ظاہر ہوا کہ المحصنات سے مراد یہاں کنواری عورتیں ہیں نہ کہ خاوند والیاں۔ فراء نے کہا: اہل حجاز اور اسد ہدی کو تخفیف کے ساتھ پڑھتے ہیں۔ فرمایا: تمیم اور سفلی قیس شد کے ساتھ پڑھتے ہیں۔ شاعر نے کہا:

حلف برب مكة والمصلي و اعناق الهدی مقلدات

میں نے مکہ، مصلی اور ہار پہنائی ہدیوں کے گردنوں کے مالک کی قسم اٹھائی۔

فرمایا: الھدی کا واحد ھدیہ اور الھدی کی جمع میں اھداء بھی کہا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ولا تحلقوا رءوسکم حتیٰ یبلغ الھدی محلہ۔ اس میں سات مسائل ہیں:

مسئلہ نمبر 1: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ولا تحلقوا رءوسکم حتیٰ یبلغ الھدی محلہ یہ خطاب تمام امت کو ہے خواہ محصر ہو یا محصر نہ ہو۔ علماء میں بعض یہ محصرین کے لئے خاص کرتے ہیں یعنی احرام نہ کھولیں حتیٰ کہ ہدی کو نحر کر دیا جائے۔ محل وہ جگہ ہے جس میں ذبح حلال ہوتی ہے۔ امام ملاک اور امام شافعی کے نزدیک دشمن کی وجہ سے روکے گئے شخص کے لئے محل احصاع کی جگہ ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا اس میں ہے کہ حدیبیہ کے زمانہ میں آپ جہاں محصور ہوئے وہاں ہی احرام کھول دیا اور ہدی کو نحر کیا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: والھدی معکوفًا ان یبلغ محلہ (الفتح:25) بعض علماء نے معکوفًا کا معنی محبوسًا فرمایا جب بیت اللہ تک پہنچنے سے روکی گئی ہو۔ امام ابوحنیفہ کے نزدیک احصار میں ہدی کا محل حرم ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ثم محلھا الی البیت العتیق۔ (الحج) اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ اس کا مخاطب وہ امن والا شخص ہے جو بیت اللہ تک پہنچ پاتا ہے۔ رہا (روکا گیا) وہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد سے خارج ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ نے حدیبیہ میں اپنی ہدی نحر کی تھیں اور حدیبیہ سے نہیں ہے اور دوسری دلیل احناف کی حضرت ناجیہ بن جندب کی حدیث ہے، اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: حضور! آپ میرے ساتھ ہدی بھیجیں میں اسے حرم میں نحر کروں گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا: تو اسے کیسے لے جائے گا؟ اس نے کہا: میں اسے وادیوں سے لے جاؤں گا مشرک اس پر قادر نہیں ہوں گے میں اسے لے جاؤں گا حتیٰ کہ میں اسے حرم میں نحر کروں گا۔ اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے جہاں احرام کھولے وہاں ہی نحر کر دے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حدیبیہ کے مقام پر فعل کی اقتدا کرتے ہوئے۔ یہ صحیح ہے اس کو ائمہ نے روایت کیا ہے، نیز ہدی، مہدی (بھیجنے والے) کے تابع ہے۔ جب بھیجنے والا اپنے احصار کی جگہ احرام کھول دے گا تو ہدی بھی اس کے ساتھ نحر کر دی جائے گی۔

مسئلہ نمبر 2: محصر (روکا گیا) کے بارے میں ہم نے جو ثابت کیا ہے اس میں اختلاف کیا ہے اس میں اختلاف ہے کہ کیا اس کو حلق کرانا جائز ہے یا مقام حل جیسا کوئی عمل کرنا جائز ہے اس سے پہلے کہ اس نے میسر (ہدی) ذبح نہ کی ہو کی ہو۔ امام مالک نے فرمایا: سنت ثابتہ جس میں ہمارے نزدیک کوئی اختلاف نہیں وہ یہ ہے کہ کسی کے لئے اپنے بال کاٹنا جائز نہیں حتیٰ کہ اپنی ہدی کو نحر کر دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ولاتحلقوا روسکم حتیٰ یبلغ الھدی محلہ امام ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب نے کہا: جب محصر، ہدی نحر کرنے سے پہلے احرام کھول دے گا مگر اس پر بکری ہوگی اور وہ احرام میں ہوگا جیسا پہلے تھا حتیٰ کہ ہدی کو نحر کر دے۔ اور اگر اس نے شکار کیا ہدی نحر کرنے سے پہلے تو اس پر جزا ہوگی۔ اس میں امیر اور غریب برابر ہیں۔ وہ کبھی احرام نہیں کھولے گا حتیٰ کہ وہ ہدی کو ذبح کر دے یا اس کی طرف سے ذبح کر دیا جائے۔ علماء احناف نے فرمایا: کم از کم ہدی بکری ہے جو نہ اندھی ہو، نہ اس کے کان کاٹے ہوئے ہوں اور ان کے نزدیک کا یہ مقام نہیں ہے۔ ابو عمر نے کہا: کوفیوں کے قول میں ضعف اور تناقض ہے کیونکہ وہ دشمن سے روکے گئے شخص کے لئے اور مرض سے روکے گئے شخص کے لئے احرام کھولنا جائز قرار نہیں دیتے حتیٰ کہ حرم میں اس کی ہدی نحر کر دی جائے۔ اور جب وہ مرض کی وجہ سے محصر کے لئے جائز قرار دیتے ہیں کہ وہ ہدی کا بھیجنے والا اور جس کے ساتھ ہدی بھیجی گئی ہے اس سے متعین دن کا وعدہ لے جس میں وہ اس کی نحر کرے گا۔ پس اس دن کے بعد وہ احرام کھول دے اور حلق کرا دے۔ پس انہوں نے اس کے لئے احرام کھولنے پر اس کو محمول کیا جبکہ علماء کا اتفاق ہے کہ جس پر فرائض لازم ہوں اس کے لئے ان سے گمان کے ساتھ نکلنا جائز نہیں اور اس پر دلیل یہ ہے کہ ان کے قول کا گمان ہے کہ اگر وہ ہدی ہلاک ہو جائے یا گم ہو جائے یا چوری ہو جائے ادھر اس کا بھیجنے والا احرام کھول چکا ہے۔ اپنی ازواج سے حقوق زوجیت ادا کر چکا ہے یا شکار کر چکا ہے تو وہ احرام نہ کھولنے والے شخص پر لازم ہوتا ہے۔ اس میں تناقض اور مذاہب کا ضعف ہے اس میں کوئی خفا نہیں۔ احناف نے اپنے مذہب کی بنیاد حضرت ابن مسعود کے قول پر رکھی اور انہوں نے اس کے خلاف میں نظر نہیں کی۔ امام شافعی نے فرمایا: جب محصر ہدی سے عاجز ہو تو اس میں دو قول ہیں۔ وہ کبھی احرام نہیں کھولے گا مگر ہدی دینے کے ساتھ اور دوسرا قول یہ ہے کہ اسے حکم دیا گیا ہے کہ جس پر وہ قادر ہے ادا کرے۔ اگر وہ کسی چیز پر قادر نہیں تو ہدی دینے کے ساتھ اور دوسرا قول یہ ہے کہ اسے حکم دیا گیا ہے کہ جس پر وہ قادر ہے وہ ادا کرے۔ اگر وہ کسی چیز پر قادر نہیں تو جب وہ قادر ہو ادا کرے۔ امام شافعی نے فرمایا: جس نے یہ کہا ہے اس نے یہ بھی کہا ہے کہ وہ اپنی جگہ احرام کھول دے اور جب قادر ہو ہدی ذبح کرے۔ اگر وہ مکہ میں ذبح پر قادر ہو تو اس کے لئے مکہ میں ہی ذبح کرنا ضروری ہے اگر مکہ میں ذبح کرنے پر قادر نہ ہو تو جہاں قادر ہو ذبح کر دے اور فرمایا: اجاتا ہے اس میں جائز نہیں مگر ہدی اور کہا جاتا ہے: جب ہدی نہ پائے تو اس پر کھانا کھلانا یا روزے ہوں گے۔ اگر وہ ان تینوں میں سے کوئی بھی نہ پائے تو ان میں سے ایک ادا کرے جب قادر ہو۔ غلام کے بارے میں فرمایا: اس کے لئے صرف روزہ جائز ہے پہلے اس کے لئے بکری کی قیمت دراہم میں لگائی جائے گی پھر دراہم کا کھانا بنایا جائے گا پھر کھانے کے ہر مد کے بدلے میں ایک دن روزہ رکھے گا۔

مسئلہ نمبر 3: اس میں اختلاف ہے جب محصر اپنی ہدی کو نحر کرے کیا اس کے لئے حلق کرانا ضروری ہے یا نہیں؟ ایک گروہ

نے کہا: اس پر سر کا حلق کرانا واجب نہیں کیونکہ اس سے عبادت ختم ہو چکی ہے اور انہوں نے اس سے حجت پکڑی ہے کہ جب احصار کی وجہ سے باقی تمام مناسک ساقط ہو چکے ہیں مثلاً طواف، سعی وغیرہ۔۔۔ حالانکہ اس کے ساتھ حاجی احرام سے حلال ہوتا ہے۔۔۔ تو اس سے وہ تمام ساقط ہو گئے جن کے ساتھ حاجی احرام سے حلال ہوتا ہے کیونکہ وہ محصر ہو گیا ہے۔ اور جنہوں نے اس سے حجت پکڑی ہے ان میں امام ابوحنیفہ اور امام محمد بن حسن ہیں انہوں نے فرمایا: محصر پر نہ بال کٹوانا ہے نہ حلق کرانا ہے۔ امام ابو یوسف نے کہا: محصر یوسف سے ان کی نوادر میں روایت کیا ہے کہ اس پر حلق کرانا لازم ہے اور بال کٹوانے کے بغیر تو کوئی چارہ کار نہیں ہے۔ امام شافعی کے اس مسئلہ میں دو مختلف اقوال ہیں: 1) محصر کے لئے حلق کرنا عبادت سے ہے۔ یہ امام مالک کا قول ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ یہ عبادت میں سے نہیں ہے جیسے کہ امام ابوحنیفہ نے کہا ہے۔ امام مالک کی حجت یہ ہے کہ طواف، صفا ومروہ کے درمیان سعی وغیرہ سے محصر کو روکا گیا ہے۔ پس جن چیزوں سے اسے روکا گیا ہے وہ تو ساقط ہو جائیں گی حلق کرانا، اس کے کرنے میں تو کوئی حائل نہیں کہ وہ اس کے کرنے پر قادر ہے اور جس کے کرنے پر وہ قادر ہے وہ اس سے ساقط نہیں اور اس پر دلیل کہ محصر پر حلق کرانا باقی ہوتا ہے جس طرح بیت اللہ تک پہنچنے والے پر باقی ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ولا تحلقوا رء وسکم حتیٰ یبلغ الھدی محلہ۔ اور وہ حدیث ہے جو ائمہ نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حلقین (حلق کرنے والوں) کے لئے تین مرتبہ اور قصر کرانے والوں کے لئے ایک مرتبہ دعا فرمائی تھی۔ یہ قطعی حجت ہے اور اس مسئلہ میں نظر صحیح ہے۔ یہی امام مالک اور ان کے اصحاب کا مسلک ہے ان کے نزدیک وہ حاجی جس نے حج کو مکمل کیا اور جس کا حج فوت ہوا، دشمن کے ذریعے روکا گیا اور مرض کے ذریعے روکا گیا اور مرض کے ذریعے روکا گیا تمام پر حلق کرانا عبادت ہے۔

مسئلہ نمبر 4: ائمہ نے روایت کیا ہے کہ امام مالک کے یہ الفاظ ہیں۔ نافع نے حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی: اے اللہ! حلق کرانے والوں پر رحم فرما۔ صحابہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! قصر کرانے والوں کے لئے بھی دعا فرمائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کی: یا اللہ! مقصرین پر رحم فرما۔ ہمارے علماء نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حلق کرانے والوں کے لئے تین مرتبہ دعا کرنا اور قصر کرانے والوں کے لئے ایک مرتبہ دعا کرنا دلیل ہے کہ حج اور عمرہ میں حلق کرانا، قصر کرانے سے افضل ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد: ولا تحلقوا رء وسکم کا مقتضا بھی یہی ہے ولا تقصروا نہیں فرمایا اور اہل علم کا اجماع ہے کہ قصر کرانا مردوں کے لئے جائز ہے مگر ایک چیز حسن بصری سے ذکر کی گئی ہے کہ وہ پہلا حج جو انسان کرتا ہے اس میں واجب قرار دیتے تھے۔

مسئلہ نمبر 5: عورتیں حلق میں داخل نہیں ہیں ان کے لئے سنت قصر کرانا ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے، فرمایا: عورتوں پر حلق نہیں ہے ان پہ صرف قصر کرانا ہے۔ اس روایت کو ابوداؤد نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے۔ اہل علم کا اس قول پر اجماع ہے۔ ایک جماعت کی رائے ہے کہ عورت کا اپنے سر کا حلق کرانا مثلہ ہے اور عورت بالوں کو کتنا کٹوائے اس مقدار میں اختلاف ہے۔ حضرت ابن عمر، امام شافعی، امام احمد، اسحاق کہتے ہیں: وہ ہر مینڈھی سے پورے کی مثل کاٹے۔ عطا نے کہا: بند انگلیوں کی مقدار کاٹے۔ قتادہ نے کہا: تہائی یا چوتھائی کی مقدار کاٹے۔ حفصہ بن سیرین نے بوڑھی عورت اور جوان

عورت کے درمیان فرق کیا ہے۔ وہ فرماتی ہیں: بوڑھی عورت چوتھائی بال کاٹ دے اور جوان عورت کے لئے انگلی کے پورے کے ساتھ اشارہ کیا وہ تھوڑے تھوڑے کاٹ لے۔۔ مالک نے فرمایا: پورے سر کے بالوں کو تھوڑا تھوڑا کاٹے جتنا وہ کاٹ لے گی وہ کافی ہوگا۔ امام مالک کے نزدیک یہ جائز نہیں کہ بعض بالوں کو کاٹے اور بعض کو چھوڑ دے۔ ابن منذر نے کہا: جس پر کاٹنے کے اسم کا اطلاق ہو وہ جائز ہوگا۔ احوط یہ ہے کہ انگلی کے پورے کی مقدار تمام بال کاٹے۔

مسئلہ نمبر 6: کسی کے لئے سر کا حلق کرانا جائز نہیں حتیٰ کہ اپنی ہدی کو نحر کر لے۔ یہ اس لئے ہے کہ ذبح کی سنت حلق سے پہلے ہے۔ اس میں اصل یہ ارشاد ہے: ولاتحلقوا رءوسکم حتی یبلغ الھدی محلہ۔ اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا تھا پہلے آپ نے نحر کیا تھا پھر حلق کرایا تھا جس نے اس کی مخالفت کی حلق پہلے کرایا نحر بعد میں کیا اس نے یہ خطا اور جہالت کی وجہ سے کیا ہوگا یا جان بوجھ کر کیا ہوگا۔ اگر پہلی صورت ہوگی تو اس پر کچھ واجب نہ ہوگا۔ یہ ابن حبیب نے ابن قاسم سے روایت کیا ہے اور یہ امام مالک کا مشہور مذہب ہے۔ ابن ماجشون نے کہا: اس پر ہدی ہے، یہی امام ابوحنیفہ کا قول ہے۔۔ اگر دوسری صورت میں ہو تو قاضی ابوالحسن نے روایت کیا ہے کہ نحر پر حلق کو مقدم کرنا جائز نہیں۔ یہی امام شافعی کا قول ہے۔ ظاہر مذہب منع ہے اور صحیح جواز ہے کیونکہ حضرت ابن عباس کی حدیث ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذبح، حلق، رمی، تقدیم وتاخیر کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے۔ اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا ہے۔ ابن ماجہ نے حضرت عبداللہ بن عمرو سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جس نے حلق کرانے سے پہلے ذبح کیا یا ذبح کرنے سے پہلے حلق کرایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ نمبر 7: اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ حج میں سر کا حلق کرانا عبادت اور مطلوب ہے اور حج کے علاوہ جائز ہے لیکن بعض علماء نے فرمایا: سر کا حلق کرانا ہے، اگر یہ مثلہ ہوتا تو حج اور غیر حج میں جائز نہ ہوتا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مثلہ سے منع فرمایا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جعفر کی شہادت کی خبر آنے کے تین دن بعد ان کے بچوں کا حلق کرایا۔ اگر حلق جائز نہ ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کا حلق نہ کرواتے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے سر کا حلق کراتے تھے۔ ابن عبدالبر نے کہا: علماء کا بالوں کے رکھنے اور حلق کی اباحت پر اجماع ہے یہی حجت کافی ہے۔ وباللہ التوفیق۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: فمن کان منکم مریضا اوبہ اذی من راسہ ففدیۃ من صیام اوصدقۃ اونسک اس میں نو مسائل ہیں:

مسئلہ نمبر 1: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: فمن کان منکم مریضا اس آیت سے بعض شوافع نے استدلال کیا ہے کہ پہلی آیت میں محصر سے مراد دشمن سے روکا گیا ہے۔۔ یہ لازم نہیں ہوتا کیونکہ فمن کان منکم مریضا اوبہ اذی من راسہ کا معنی ہے، جو مریض ہو یا اس کے سر میں اذیت ہو پھر حلق کرا دے ففدیۃ تو اس پر فدیہ ہے۔ جب یہ بلا اختلاف مرض کے بارے میں وارد ہے تو ظاہر یہ کہ آیت کا آغاز بھی اسی کے متعلق وارد ہے جس کے بارے میں اس کا وسط اور اس کا آخر وارد ہے۔ کیونکہ کلام کا بعض، بعض کے ساتھ جڑا ہوا ہوتا ہے اور بعض، بعض کے ساتھ متصل ہوتا ہے اور آخر آیت میں اضمار کو آیت کے ابتدائی کی طرف لوٹانا ہوتا ہے۔ پس ظاہر پر محمول کرنا واجب ہوتا ہے حتیٰ کہ ظاہر سے پھیرنے کی دلیل موجود ہو۔ اور ہمارے کلام پر دلیل اس آیت کے

نزول کا سبب بھی ہے۔ ائمہ نے روایت کی ہے اور یہ دارقطنی کے الفاظ میں حضرت کعب بن عجرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دیکھا جبکہ جوئیں اس کے چہرے پر گر رہی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا یہ جوئیں تجھے تکلیف دیتی ہیں؟ کعب نے کہا: ہاں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کعب کو حلق کرانے کا حکم دیا جبکہ آپ حدیبیہ میں تھے۔ اور صحابہ کے لئے واضح نہیں ہوا تھا کہ وہ یہاں احرام کھول دیں گے وہ ابھی مکہ میں داخل ہونے کی امید پر تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فدیہ کو نازل فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے حکم دیا کہ وہ چھ مساکین کو ایک فرق کھانا کھلائیں یا ایک بکری ہدی دیں یا تین دن روزے رکھیں۔ اس حدیث کو بخاری نے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے۔ یہ قول کہ (صحابہ کے لئے واضح نہ تھا کہ وہ یہاں احرام کھول دیں گے دلیل ہے کہ صحابہ کو دشمن کے روکنے کا یقین نہ تھا۔ پس فدیہ کا موجب اذیت اور مرض کی وجہ سے خلق کرانا ہے۔) واللہ اعلم۔

مسئلہ نمبر 2: امام اوزاعی نے اس محرم کے بارے فرمایا جس کے سر میں کوئی تکلیف ہو، وہ حلق کرانے سے پہلے فدیہ کے ساتھ کفارہ دے تو یہ اس کے لئے جائز ہے۔

میں کہتا ہوں: پھر اس صورت میں فمن کان منکم مریضا اوبہٖ اذی من راسہ ففدیۃ من صیام اوصدقۃ اونسک کا معنی ہوگا جب وہ حلق کرانے کا ارادہ کرے، جو قادر اور حلق کرایا تو اس پر فدیہ نہ دے حتیٰ حلق کرادے۔ واللہ اعلم

مسئلہ نمبر 3: ابن عبدالبر نے کہا: اس حدیث میں ندک سے مراد بکری ہے۔ یہ ایک ایسا امر ہے جس میں علماء کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے لیکن روزے اور کھانا کھلانے میں اختلاف ہے۔ جمہور فقہاء کا خیال ہے کہ روزے تین ہیں اور حضرت کعب بن عجرہ کی حدیث سے یہ صحیح محفوظ ہے۔ حضرات حسن، عکرمہ اور نافع سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں: اذیٰ کے فدیہ میں دس روزے ہیں اور دس مساکین کو کھانا کھلانا ہے۔ یہ فقہاء امصار اور ائمہ حدیث میں سے کسی کا قول نہیں ہے اور ابوزبیر کی روایت میں مجاھد عن عبدالرحمٰن عن کعب بن عجرہ کے سلسلہ سے مروی ہے، کعب نے بیان فرمایا کہ اس نے ذی القعدہ میں احرام باندھا ان کے سر میں جوئیں تھیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لے آئے وہ اپنی ہانڈی کے نیچے آگ جلا رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: گویا تجھے تیرے سر کی جوئیں تکلف دے رہی ہیں۔ حضرت کعب نے کہا: جی ہاں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حلق کرالو اور ہدی دے دو۔ حضرت کعب نے عرض کی: میں ہدی نہیں پاتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چھ دن روزہ رکھو۔ حضرت ابوعمر نے کہا: اس کا ظاہر ترتیب پر ہے لیکن حقیقتاً ایسا نہیں ہے۔ اگر یہ صحیح ہوتا تو پھر اس کا معنی ہوتا کہ پہلا پھر دوسرا اختیار کرو عام آثار جو حضرت کعب بن عجرہ سے مروی ہے وہ لفظ تخییر (اختیار) کے ساتھ وارد ہیں اور یہ نص قرآنی ہے اسی پر علماء اور علماء کا فتویٰ اور عمل ہے۔ وباللہ التوفیق

مسئلہ نمبر 4: علماء کا اذیت کے فدیہ میں جو کھانے کا ذکر ہے اس میں بھی اختلاف ہے۔ امام مالک، امام شافعی اور امام ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب نے کہا: اس میں کھانا دو مد ہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مد کے حساب سے ہوں۔ یہ ابوثور اور داؤد کا قول ہے۔ ثوری سے مروی ہے، فرمایا: یہ گندم سے نصف صاع (۲ کلو) از کھجور، جو کشمش سے ایک صاع ہے۔ امام

ابوحنیفہ سے بھی اسی کی مثل مروی ہے اس نے صاع گندم کو کھجور کے ایک صاع کے برابر بنایا ہے۔ ابن منذر نے کہا: یہ غلط ہے
کیونکہ حضرت کعب کی بعض اخبار میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا: تو کھجور کے تین صاع چھ مساکین پر صدقہ
کر۔ امام احمد بن حنبل نے کبھی تو اسی طرح امام مالک اور امام شافعی نے کہا ہے اور کبھی کہا: اگر وہ گندم کھلانا چاہے تو ہر مسکین کو
ایک مد دے اگر کھجور چاہئے تو نصف صاع دے۔

مسئلہ نمبر 5: مساکین کو اذیت کے کفارہ میں صبح وشام کا کھانا کھلانا جائز نہیں حتیٰ کہ ہر مسکین کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے
مد کے مطابق دو مد دے۔ یہ امام مالک، ثوری، امام شافعی اور امام محمد بن حسن کا قول ہے۔ امام ابو یوسف نے کہا: صبح وشام کا کھانا
کھلانا جائز ہے۔

مسئلہ نمبر 6: اہل علم کا اجماع ہے کہ محرم کے لئے بالوں کا حلق کرنا، انہیں کاٹنا، توڑنا اور انہیں تلف کرنا جائز نہیں خواہ وہ نورہ یا
کسی اور چیز کے ساتھ ہو مگر بیماری کی حالت میں جیسا کہ قرآن میں نص موجود ہے اور جس نے احرام کی حالت میں بغیر کسی
بیماری کے حلق کرایا تو اس پر فدیہ واجب ہے۔ اور اس شخص کے بارے میں اختلاف ہے جس نے بغیر عذر کے حلق کرایا، سلا ہوا
لباس پہنایا خوشبو لگائی۔ امام مالک نے فرمایا: اس نے برا کیا ہے اور اس پر فدیہ ہے اسے اس میں اسے اس میں اختیار ہے اور
امام مالک کے نزدیک اس میں عمد، خطا، ضرورت اور عدم ضرورت برابر ہیں۔ امام ابوحنیفہ، امام شافعی اور اس کے اصحاب اور
ابوثور نے کہا: اسے اختیار نہیں مگر ضرورت میں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فمن کان منکم مریضا اوبہ اذی من راسہ اور جس نے
جان بوجھ کر حلق کرایا یا بغیر عذر کے جان کر لباس پہنا تو اسے اختیار نہیں ہے اس پر صرف بکری واجب ہے۔

مسئلہ نمبر 7: جس نے بھول کر ایسا کیا اس کے متعلق علماء کا اختلاف ہے۔ امام مالک نے فرمایا: جان بوجھ کر اور بھول کر یہ
عمل کرنے والا فدیہ کے وجوب میں برابر ہیں۔ یہ امام ابوحنیفہ، ثوری اور لیث کا قول ہے۔ امام شافعی کے اس مسئلہ میں دو قول ہیں
(1) اس پر فدیہ نہیں ہے، یہ داؤد اور اسحاق کا قول ہے۔ دوسرا اس پر فدیہ ہے۔ اکثر علماء محرم پر لباس پہننے، سر ڈھانپنے یا بعض سر
ڈھانپنے، خفین (موزے) پہننے، ناخن کاٹنے، خوشبو لگانے، اذیت کو دور کرنے کی صورت میں فدیہ کو واجب کرتے ہیں۔ اسی
طرح جب اپنے جسم کے بالوں کا حلق کیا یا تیل لگایا یا پچھنے لگوانے کی جگہ کا حلق کیا تو یہی حکم ہے۔ عورت اس مسئلہ میں
مرد کی طرح ہے۔ اس پر سرمہ لگانے میں فدیہ ہے اگرچہ اس میں خوشبو نہ بھی ہو اور مرد کے لئے سرمہ لگانا جائز ہے جبکہ اس میں
خوشبو نہ ہو اور عورت پر فدیہ ہے جو وہ اپنے چہرے کو ڈھانپے یا دستانے پہنے۔ اسمیں یہ عمل جان بوجھ کر کرنا بھول کر کرنا اور
جہالت کیوجہ سے کرنا برابر ہے۔ بعض علماء ہر چیز میں دم (بکری) واجب کرتے ہیں۔ داؤد نے کہا: جسم کے بال مونڈنے میں
مرد، عورت پر کچھ نہیں ہے۔

مسئلہ نمبر 8: علماء کا مذکورہ فدیہ دینے کی جگہ میں بھی اختلاف ہے۔ عطا نے کہا: جو دم (بکری) ہوگا وہ مکہ میں دیا جائے گا
اور جو کھانا یا روزہ ہوگا وہ جہاں چاہے دے سکتا ہے۔ اسی طرح اصحاب رائے نے کہا ہے: حسن سے مروی ہے کہ بکری، مکہ میں
دی جائے گی۔ طاؤس اور امام شافعی نے کہا: کھانا اور بکری دونوں میں ہی دیئے جائیں گے روزہ جہاں چاہے رکھ سکتا ہے کیونکہ

روزہ میں اہل حرم کی منفعت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ھدیا بلغ الکعبۃ (المائدہ:95) یہ بیت اللہ کے پڑوس میں رہنے والے مساکین پر شفقت کے لئے کھانا کھلانے میں بھی منفعت ہے جبکہ روزہ میں کوئی اہل حرم کی منفعت نہیں ہے۔

امام مالک نے فرمایا: یہ عمل جہاں چاہے کرے اور یہ صحیح قول ہے اور یہ مجاہد کا قول ہے۔ امام مالک کے نزدیک یہاں ذبح سے نسک مراد ہے اور نص قرآن وسنت کی وجہ سے یہ ہدی نہیں ہے اور نسک جہاں چاہے ادا ہو سکتی ہے اور ہدی صرف مکہ میں ہوتی ہے۔ امام مالک کی حجت وہ روایت ہے جو انہوں نے اپنے مؤطا میں حضرت یحییٰ بن سعید سے روایت کی ہے اس میں ہے حضرت علی بن طالب نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے سر کا حلق کرنے کا حکم دیا (آپ بیمار تھے) پھر ان کی طرف سے سقیا کے مقام پر نسک دیا ان کی طرف سے اونٹ نحر کیا۔ مالک نے فرمایا: یحییٰ بن سعید نے فرمایا: حضرت حسین رضی اللہ عنہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ مکہ کی طرف نکلے۔ اس حدیث میں واضح دلیل ہے کہ اذیت کا فدیہ مکہ علاوہ کسی جگہ دینا بھی جائز ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد: ففدیۃ من صیام او صدقۃ او نسک مطلق ہے اس میں کسی جگہ کی قید نہیں ہے پس ظاہر کا تقاضا یہ ہے جہاں بھی فدیہ ادا کرے گا جائز ہوگا۔ امام مالک نے فرمایا اور ہم پر اس کو ہدی پر قیاس کر کے ہدی کے حکم کی طرف لوٹانا لازم نہیں ہے اور ہم ہدی کا اعتبار نہیں کرتے جو اس کے بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کعب کو فدیہ کا حکم فرمایا تھا تو وہ حرم میں نہیں تھے۔ پس یہ سب کچھ حرم سے باہر بھی جائز ہے۔ امام شافعی سے اس کی مثل ایک بعید وجہ کے اعتبار سے مروی ہے۔

مسئلہ نمبر 9: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: او نسک، نسک کا اصل معنی عبادت ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ارنا مناسکنا (البقرہ:128) یعنی ہمیں اپنی عبادت کی جگہیں دکھا۔ بعض نے فرمایا: لغت میں نسک کا معنی غسل کرنا ہے۔ اسی سے ہے: نسک ثوبہ، یعنی اس نے کپڑے کو دھویا گویا عبادت کرنے والا اپنے نفس کو عبادت کے ذریعے گناہوں سے دھوتا ہے۔ بعض نے فرمایا: النسک کا معنی چاندی کی پگھلی ہوئی ڈلی ہے، اس کی ہر ڈلی کو نسیکہ کہا جاتا ہے۔ گویا عابد اپنے نفس کو گناہوں کی میل اور کھوٹ سے پاک کرتا ہے۔ (تفسیر قرطبی، سورہ بقرہ، بیروت)

فقہ حنفی کے مطابق احصار کی بعض صورتیں اور احکام کا بیان

احصار کی صورتیں حنفی مسلک کے مطابق احصار کی کئی صورتیں ہیں جو اس چیز کی ادائیگی سے کہ جس کا احرام باندھا ہے یعنی حج یا عمرہ، حقیقۃً یا شرعاً مانع ہو جاتی ہیں، ان صورتوں کی تفصیل درج ذیل ہے۔۔

کسی دشمن کا خوف ہو! دشمن سے مراد عام ہے خواہ کوئی آدمی ہو یا درندہ جانور۔ مثلاً یہ معلوم ہو کہ راستہ میں کوئی دشمن بیٹھا ہے جو حجاج کو ستاتا ہے یا لوٹتا ہے یا مارتا ہے آگے نہیں جانے دیتا، یا ایسے ہی کسی جگہ شیر وغیرہ کی موجودگی کا علم ہو۔۔ بیماری! احرام باندھنے کے بعد ایسا بیمار ہو جائے کہ اس کی وجہ سے آگے نہ جا سکتا ہو یا آگے جا تو سکتا ہے مگر مرض کے بڑھ جانے کا خوف ہو۔

عورت کا محرم نہ رہے! احرام باندھنے کے بعد عورت کا محرم یا اس کا خاوند مر جائے، یا کہیں چلا جائے یا آگے جانے سے

انکار کردے۔۔خرچ کم ہو جائے! مثلاً احرام باندھنے کے بعد مال واسباب چوری ہو جائے، یا پہلے ہی سے خرچ کم لے کر چلا ہو اور اب آگے کی ضروریات کے لئے روپیہ پیسہ نہ رہے۔

عورت کے لئے عدت! احرام باندھنے کے بعد عورت کا شوہر مر جائے یا طلاق دے دے جس کی وجہ سے وہ پابند عدت ہو جائے تو یہ احصار ہو جائے گا۔ ہاں اگر وہ عورت اس وقت مقیم ہے اور اس کے جاء قیام سے مکہ بقدر مسافت سفر نہیں ہے تو احصار نہیں سمجھا جائے گا۔

راستہ بھول جائے اور کوئی راہ بتانے والا نہ مل سکے۔ عورت کو اس کا شوہر منع کر دے! بشرطیکہ اس نے حج کا احرام اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر باندھا ہو، حج فرض کے روکنے اور حج نفل میں اجازت دینے کے بعد روکنے کا اختیار شوہر کو نہیں ہے۔

لونڈی یا غلام کو اس کا مالک منع کر دے۔ احصار کی یہ تمام صورتیں حنفیہ کے مسلک کے مطابق ہیں، بقیہ تینوں ائمہ کے ہاں احصار کی صرف ایک ہی صورت یعنی دشمن کا خوف ہے، چنانچہ ان حضرات کے نزدیک دیگر صورتوں میں احصار درست نہیں ہوتا بلکہ احرام کی حالت برقرار رہتی ہے۔

احصار کا حکم جس محرم کو احصار کی مندرجہ بالا صورتوں میں سے کوئی صورت پیش آ جائے تو اسے چاہئے کہ وہ اگر مفرد ہو تو ایک ہدی کا جانور مثلاً ایک بکری اور اگر قارن ہو تو دو ہدی کے جانور مثلاً دو بکری کسی شخص کے ذریعہ حرم میں بھیج دے تا کہ وہ اس کی طرف سے وہاں ذبح ہو۔ یا قیمت بھیج دے کہ وہاں ہدی کا جانور خرید کر ذبح کر دیا جائے اور اس کے ساتھ ہی ذبح کا دن اور وقت بھی متعین کر دے یعنی جس شخص کے ذریعہ جانور حرم بھیج رہا ہو اس کو یہ تاکید کر کے کہ یہ جانور وہاں فلاں دن اور فلاں وقت ذبح کیا جائے پھر وہ اس متعین دن اور وقت کے بعد احرام کھول دے، سر منڈانے یا بال کتروانے کی ضرورت نہیں! اور پھر آئندہ سال اس کی قضا کرے بایں طور کہ اگر اس نے احصار کی وجہ سے حج کا احرام اتارا ہے تو اس کے بدلہ ایک حج اور ایک عمرہ کرے اور قران کا احرام اتارا ہے تو اس کے بدلہ ایک حج اور دو عمرے کرے جب کہ عمرہ کا احرام اتارنے کی صورت میں صرف ایک عمرہ کیا جائے گا۔

اگر ہدی کا جانور بھیجنے کے بعد احصار جاتا رہے اور یہ ممکن ہو کہ اگر محصر روانہ ہو جائے تو قربانی کے ذبح ہونے سے پہلے پہنچ جائے گا اور حج بھی مل جائے گا تو اس پر واجب ہوگا کہ وہ فوراً روانہ ہو جائے اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو پھر اس پر فوراً جانا واجب نہیں ہوگا۔ تاہم اگر وہ حج کو روانہ ہو جائے اور وہاں اس وقت پہنچے جب کہ ہدی کا جانور بھی ذبح ہو چکا ہو اور حج کا وقت بھی گزر چکا ہو تو اس صورت میں عمرہ کے افعال ادا کر کے احرام کھول دے۔

حج فوت ہو جانے کا مطلب اور اس کا حکم حج فوت ہو جانے کا مطلب یہ ہے کہ مثلاً کوئی شخص حج کے لئے گیا، اس نے احرام بھی باندھ لیا تھا مگر کوئی ایسی بات پیش آ گئی کہ عرفہ کے دن زوال آفتاب کے بعد سے بقر عید کی صبح تک کے عرصہ میں ایک منٹ کے لئے بھی وقوف عرفات نہ کر سکا، (یاد رہے کہ وقوف عرفات کا وقت عرفہ کے دن زوال آفتاب کے بعد سے شروع ہوتا ہے اور بقر عید کی فجر طلوع ہوتے ہی ختم ہو جاتا ہے اس عرصہ میں وقوف عرفات فرض ہے۔ خواہ ایک منٹ کے لئے ہی کیوں نہ

ہوتو اس صورت میں حج فوت ہو جائے گا اور جس شخص کا حج فوت ہو جاتا ہے اسے فائت الحج کہتے ہیں۔ جس شخص کا حج فوت ہو جائے اس کو چاہئے کہ عمرہ کر کے یعنی خانہ کعبہ کا طواف اور صفا مروہ کے درمیان سعی کرنے کے بعد احرام کھول دے، اگر مفرد ہو تو ایک عمرہ کرے۔

اور اگر قارن ہو دو عمرے کرے اور اس کے بعد سر منڈوا دے یا بال اتروادے اور پھر سال آئندہ میں اس حج کی قضا کرے۔ حج فوت ہو جانے کے سلسلہ کا ایک پیچیدہ مسئلہ جس شخص کا حج فوت ہو رہا ہو اس کے بارہ میں ایک بڑا پیچیدہ مسئلہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص وہاں بقر عید کی رات کے بالکل آخری حصہ میں اس حال میں پہنچے کہ اس نے ابھی تک عشاء کی نماز نہ پڑھی ہو اور اسے اس بات کا خوف ہو کہ اگر عرفات جاتا ہوں تو عشاء کی نماز جاتی رہے اور اگر عشاء کی نماز میں مشغول ہوتا ہوں تو وقوف عرفات ہاتھ نہیں لگے گا، اس صورت میں وہ کیا کرے؟

اس کے متعلق بعض، حضرات تو یہ کہتے ہیں کہ اسے عشاء کی نماز میں مشغول ہونا چاہئے اگرچہ وقوف عرفات فوت ہو جائے، جب کہ بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ وہ عشاء کی نماز چھوڑ دے اور عرفات چلا جائے۔ چنانچہ فقہ حنفی کی کتاب درمختار میں بھی یہی لکھا ہے کہ اگر عشاء کا وقت بھی تنگ ہو اور وقوف عرفات بھی نکلا جا رہا ہو تو اس صورت میں نماز چھوڑ کر عرفات چلے جانا چاہئے۔ (درمختار، عالم گیری، شامی وغیرہ، کتاب الحج، بیروت)

بَاب دُخُولِ مَكَّةَ .

یہ باب مکہ میں داخل ہونے کے بیان میں ہے

مکہ مکرمہ کے محل وقوع کا بیان

مکہ مکرمہ جہاں بیت اللہ شریف واقع ہے مملکت سعودی عرب کے علاقہ حجاز کا ایک شہر ہے جو وادی ابراہیم میں آباد ہے سطح سمندر سے اس کی بلندی تقریباً ساڑھے تین سو فٹ بتائی جاتی ہے اس کا عرض البلد اکیس درجہ شمالی اور طول البلد ساڑھے انتالیس درجہ مشرقی ہے، آبادی چار لاکھ یا اس سے متجاوز ہے اس کا محل وقوع ساحل سمندر سے تقریباً اڑتالیس میل (۷۸ کلو میٹر) کے فاصلہ پر ہے۔

مکہ کے علاوہ بکہ، ام القرای اور "بلد الامین" اسی شہر کے نام ہیں مشہور اور متعارف نام مکہ ہی ہے یہ جس جگہ واقع ہے وہ ناقابل کاشت، تنگ اور گہری وادی ہے جو کسی زمانہ میں بالکل جنگل اور بے آب و گیاہ ریگستان ہونے کے سبب لوگوں کی آبادی کا مرکز نہیں بنتی تھی اس وادی میں شہر مکہ مکرمہ مشرق سے مغرب تک پانچ میل سے زائد حصہ میں پھیلا ہوا ہے اس کا عرض دو میل سے زائد ہے اس کی زمین سیلاب کی گزرگاہ ہونے کے باعث بطحا بھی کہی جاتی ہے مکہ کی وادی دو پہاڑی سلسلوں میں گھری ہوئی ہے جو مغرب سے شروع ہو کر مشرق تک چلے گئے ہیں ان میں ایک سلسلہ شمالی ہے اور ایک جنوبی ان دونوں سلسلوں کو اخشبان کہتے ہیں ان پہاڑوں کو توریت میں جبال فاران کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ تقریباً چار ہزار سال پہلے حضرت ابراہیم

علیہ السلام نے اپنی اہلیہ حضرت ہاجرہ اور اپنے بیٹے حضرت اسماعیل کو اس جنگل اور بے آب وگیاہ وادی میں لاکر آباد کیا اور اسی وقت کعبہ کی دوبارہ تعمیر کی نیز انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اس جنگل کو آباد کر دے۔ جب ہی سے یہ بے آب وگیاہ میدان قرب وجوار بلکہ ساری دنیا کا مرکز بنا، اللہ تعالیٰ کے اطاعت گزار بندے اسی کارخ بنا کر پانچ وقت اللہ کی عبادت کرتے ہیں اور کرتے رہیں گے۔

حضرت اسماعیل کی نسلیں یہاں مقیم ہوئی اور کچھ نسلیں قرب و جوار میں بھی پھیلیں آخر میں قریش یہاں کے متولی اور باشندے ہوئے اور پھر یہاں قریش میں دنیا کے سب سے عظیم رہنما اور اللہ کے سب سے آخری پیغمبر ورسول سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مبعوث ہونے کے بعد اسی مقدس شہر سے اللہ کے آخری دین اسلام کا پیغام دنیا کو سنایا اور یہیں سے اسلام کی تبلیغ واشاعت کی تمام تر جدوجہد کا آغاز ہوا۔ مکہ کی آبادی پہلے صرف خیموں میں رہتی تھی ہجرت سے صرف دو صدی پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک جد قصی ابن کلاب جب شام سے آئے تو ان کے مشورہ سے مکانات کی تعمیر کا سلسلہ شروع ہوا، پھر اسلام کے آنے کے بعد اس شہر کو برابر ترقی ہوتی رہی، اب یہ اپنے قرب وجوار میں دور دور تک سب سے بڑا اور پورے عالم اسلام کا سب سے اہم اور مرکزی شہر ہے۔

شہر میں پانی کا ایک ہی چشمہ ہے جسے زمزم کہتے ہیں اس کے علاوہ یہاں پانی کا اور کوئی کنواں نہیں ہے پانی کی کمی کی وجہ سے یہاں کی زمین میں کچھ کاشت نہیں ہوسکتی تھی، اب پانی کی افراط کی وجہ سے کچھ گھاس اور پودے لگائے گئے ہیں پہلے شہر میں پانی کی بہت قلت ہونے کی وجہ سے طائف کے قریب یہاں ایک نہر لائی گئی ہے جس کا نام نہر زبیدہ ہے۔ یہ نہر امین الرشید کی والدہ زبیدہ نے بنوائی تھی بعد میں اس کو ترقی دی جاتی رہی اس کے لئے پانی پہنچانے کے دوسرے ذرائع بھی اختیار کیے گئے اب موجودہ حکومت میں پانی کی سپلائی کا بہت معقول انتظام اور عمدہ ہونے کی وجہ سے یہ قلت بالکل جاتی رہی ہے۔ پہاڑوں کے درمیان گھرے ہونے کی وجہ سے مکہ مکرمہ میں گرمی زیادہ اور سردی کم ہوتی ہے شہر کا موسم گرمیوں میں بڑا سخت ہوتا ہے اور بارش صرف جاڑوں میں ہوتی ہے۔ جس کی سالانہ مقدار چار پانچ انچ سے زیادہ نہیں ہوتی لہٰذا گرمی کا موسم مارچ میں شروع ہوکر آخر اکتوبر تک رہتا ہے موسم سرما میں سردی کم ہوتی ہے۔

2862 - اَخْبَرَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ اَنْبَانَا سُوَيْدٌ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ عُقْبَةَ قَالَ حَدَّثَنِىْ نَافِعٌ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ حَدَّثَهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَنْزِلُ بِذِىْ طُوًى يَبِيْتُ بِهٖ حَتّٰى يُصَلِّىَ صَلَاةَ الصُّبْحِ حِيْنَ يَقْدَمُ اِلٰى مَكَّةَ وَمُصَلّٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذٰلِكَ عَلٰى اَكَمَةٍ غَلِيْظَةٍ لَيْسَ فِى الْمَسْجِدِ الَّذِىْ بُنِىَ ثَمَّ وَلٰكِنْ اَسْفَلَ مِنْ ذٰلِكَ عَلٰى اَكَمَةٍ خَشِنَةٍ غَلِيْظَةٍ ۔

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ذی طویٰ میں پڑاؤ کیا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں رات

2862-اخرجه البخاري في الصلاة، باب المساجد التي على طرق المدينة و المواضع التي صلى فيها النبي صلى الله عليه وسلم (الحديث 484) بنحوه . و اخرجه مسلم في الحج، باب استحباب المبيت بذي طوى عند ارادة دخول مكة و الاغتسال لدخولها و دخولها نهارًا (الحديث 228) . تحفة الاشراف (8460) .

بسر کی یہاں تک کہ آپ ﷺ نے صبح کی نماز ادا کی۔ اس وقت جب آپ ﷺ مکہ تشریف لا رہے تھے' نبی اکرم ﷺ کی نماز ادا کرنے کی جگہ بڑے ٹیلے پر تھی' یہ وہ جگہ نہیں ہے جہاں مسجد بنا دی گئی ہے' بلکہ اس سے کچھ نیچے کھردرے اور سخت ٹیلے پر ہے۔

شرح

ذی طوی ایک جگہ کا نام ہے جو حدود حرم میں مقام تنعیم کی طرف واقع ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ تشریف لاتے تو استراحت کے لئے رات ذی طوی گزارتے پھر صبح غسل فرماتے اور نماز پڑھ کر اس شہر مقدس میں داخل ہوتے۔ نماز سے نماز نفل مراد ہے جو وہاں جانے کے لئے پڑھتے تھے، پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے واپس ہوتے تو اس وقت بھی ذی طویٰ میں قیام فرماتے تا کہ رفقاء وہاں جمع ہو جائیں اور سب لوگوں کا سامان وغیرہ اکٹھا ہو جائے۔ حضرت ابن ملک فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوئی کہ مکہ میں دن کے وقت داخل ہونا مستحب ہے تا کہ شہر میں داخل ہوتے ہی بیت اللہ شریف نظر آئے اور دعا کی جائے۔

باب دُخُوْلِ مَكَّةَ لَيْلاً

یہ باب رات کے وقت مکہ میں داخل ہونے میں ہے

2863 - اَخْبَرَنِیْ عِمْرَانُ بْنُ يَزِيْدَ عَنْ شُعَيْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ مُزَاحِمُ بْنُ اَبِیْ مُزَاحِمٍ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ مُحَرِّشٍ الْكَعْبِیِّ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ لَيْلًا مِّنَ الْجِعِرَّانَةِ حِيْنَ مَشٰى مُعْتَمِرًا فَاَصْبَحَ بِالْجِعِرَّانَةِ كَبَائِتٍ حَتّٰى اِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ خَرَجَ عَنِ الْجِعِرَّانَةِ فِیْ بَطْنِ سَرِفٍ حَتّٰى جَامَعَ الطَّرِيْقَ طَرِيْقَ الْمَدِيْنَةِ مِنْ سَرِفٍ .

☆☆ حضرت محرش کعبی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ رات کے وقت جعرانہ سے روانہ ہوئے' آپ ﷺ عمرہ کرنے کے لیے تشریف لے گئے' پھر آپ ﷺ صبح جعرانہ میں موجود تھے' یوں جیسے آپ نے رات وہیں بسر کی ہو' یہاں تک کہ جب سورج ڈھل گیا تو آپ جعرانہ سے' بطن سرف میں سے تشریف لے گئے اور اس راستے پر آ گئے جو سرف سے مدینہ منورہ جاتا ہے۔

2864 - اَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِیِّ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ اِسْمَاعِيْلَ بْنِ اُمَيَّةَ عَنْ مُزَاحِمٍ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ خَالِدِ بْنِ اَسِيْدٍ عَنْ مُحَرِّشٍ الْكَعْبِیِّ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ مِنَ الْجِعِرَّانَةِ لَيْلًا كَاَنَّهٗ سَبِيْكَةُ فِضَّةٍ فَاعْتَمَرَ ثُمَّ اَصْبَحَ بِهَا كَبَائِتٍ .

2863-اخرجه ابو داؤد في مناسك الحج، باب المهلة بالعمرة تحيض فيدركها الحج فتنقض عمرتها و تهل بالحج هل تقضي عمرتها (الحديث 1996) مختصراً . و اخرجه الترمذي في الحج، باب ما جاء في العمرة من الجعرانة (الحديث 935) و اخرجه النسائي في مناسك الحج، دخول مكة ليلاً (الحديث 2864) مختصراً . تحفة الاشراف (11220) .

2864-تقدم في مناسك الحج، دخول مكة ليلًا (الحديث 2863) .

☆☆ حضرت محرش کعبی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رات کے وقت جعرانہ سے نکلے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم چاندی کی طرح چمک رہے تھے' آپ نے عمرہ کیا اور صبح وہاں آ گئے' یوں جیسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رات وہیں گزاری تھی۔

باب مِنْ اَيْنَ يَدْخُلُ مَكَّةَ .

یہ باب ہے کہ مکہ میں کہاں سے داخل ہوا جائے؟

2865 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِىْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ مَكَّةَ مِنَ الثَّنِيَّةِ الْعُلْيَا الَّتِىْ بِالْبَطْحَاءِ وَخَرَجَ مِنَ الثَّنِيَّةِ السُّفْلٰى .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بطحاء میں موجود بالائی گھاٹی سے مکہ میں داخل ہوئے تھے اور زیریں گھاٹی سے مکہ سے باہر گئے تھے۔

باب دُخُوْلِ مَكَّةَ بِاللِّوَاءِ .

یہ باب ہے کہ جھنڈے کے ہمراہ مکہ میں داخل ہونا

2866 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا يَحْيَى بْنُ اٰدَمَ قَالَ حَدَّثَنَا شَرِيْكٌ عَنْ عَمَّارٍ الدُّهْنِيِّ عَنْ اَبِى الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ مَكَّةَ وَلِوَاؤُهٗ اَبْيَضُ .

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں داخل ہو گئے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے کا رنگ سفید تھا۔

باب دُخُوْلِ مَكَّةَ بِغَيْرِ اِحْرَامٍ .

یہ باب ہے کہ احرام کے بغیر مکہ میں داخل ہونا

2867 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ

2865-اخرجه البخاري في الحج، باب من اين يخرج من مكة (الحديث 1576) . و اخرجه مسلم في الحج، باب استحباب دخول مكة من الثنية العليا والخروج منها من الثنية السفلى و دخول بلدة من طريق غير التي خرج منها (الحديث 223) مطولاً . و اخرجه ابو داؤد في المناسك (الحج)، باب دخول مكة (الحديث 1866) . تحفة الاشراف (8140) .

2866-اخرجه ابو داؤد في الجهاد، باب في الرايات و الالوية (الحديث 2592) . و اخرجه الترمذي في الجهاد، باب ما جاء في الالوية (الحديث 1679) و اخرجه ابن ماجه في الجهاد، باب الرايات و الالوية (الحديث 2817) تحفة الاشراف (2889) .

2867-اخرجه البخاري في جزاء الصيد، باب دخول الحرم و مكة بغير احرام (الحديث 1846)، و في الجهاد، باب قتل الاسير و قتل الصبر (الحديث 3044)، و في المغازي، باب اين ركز النبي صلى الله عليه وسلم الراية يوم الفتح (الحديث 4286)، و في اللباس ، باب المغفر (الحديث 5808) مختصراً . و اخرجه مسلم في الحج، باب جواز دخول مكة بغير احرام (الحديث 450) و اخرجه ابو داؤد في الجهاد، باب قتل الاسير ولا يعرض عليه الاسلام (الحديث 2685) و اخرجه الترمذي في الجهاد، باب ما جاء في المغفر (الحديث 1693)، و في الشمائل، باب ما جاء في صفة مغفر رسول الله صلى الله عليه وسلم (الحديث 106) و اخرجه النسائي في مناسك الحج، دخول مكة بغير احرام (الحديث 2868) و اخرجه ابن ماجه في الجهاد، باب السلاح (الحديث 2085) . تحفة الاشراف (1527) .

مَكَّةَ وَعَلَيْهِ الْمِغْفَرُ فَقِيْلَ ابْنُ خَطَلٍ مُتَعَلِّقٌ بِاَسْتَارِ الْكَعْبَةِ . فَقَالَ "اقْتُلُوْهُ" .

☆☆ حضرت انس ﷺ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ مکہ میں داخل ہوئے' آپ ﷺ نے خود پہنا ہوا تھا' آپ کی خدمت میں عرض کی گئی: ابن خطل کعبہ کے پردوں میں چھپا ہوا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اسے قتل کردو۔

2868 – اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ فَضَالَةَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الزُّبَيْرِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنِىْ مَالِكٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ مَكَّةَ عَامَ الْفَتْحِ وَعَلٰى رَاْسِهِ الْمِغْفَرُ .

☆☆ حضرت انس ﷺ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ فتح مکہ کے موقع پر جب مکہ میں داخل ہوئے' تو آپ ﷺ نے اپنے سر مبارک پر خود پہنا ہوا تھا۔

2869 – اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمَّارٍ قَالَ حَدَّثَنِىْ اَبُو الزُّبَيْرِ الْمَكِّيُّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ بِغَيْرِ اِحْرَامٍ .

☆☆ حضرت جابر بن عبداللہ ﷺ بیان کرتے ہیں' فتح مکہ کے موقع پر نبی اکرم ﷺ جب مکہ میں داخل ہوئے' تو آپ ﷺ نے سیاہ رنگ کا عمامہ باندھا ہوا تھا' اور آپ ﷺ نے احرام نہیں باندھا ہوا تھا۔

باب الْوَقْتِ الَّذِىْ وَافٰى فِيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ .

یہ باب ہے کہ اس وقت کا تذکرہ جس میں نبی اکرم ﷺ مکہ پہنچے تھے

2870 – اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَبَّانٌ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ عَنْ اَبِى الْعَالِيَةِ الْبَرَّاءِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابُهُ لِصُبْحِ رَابِعَةٍ وَّهُمْ يُلَبُّوْنَ بِالْحَجِّ فَاَمَرَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّحِلُّوْا .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس ﷺ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحاب (ذوالحج کی) چوتھی تاریخ کی صبح (مکہ) تشریف لے آئے تھے' یہ لوگ حج کا تلبیہ پڑھ رہے تھے۔ نبی اکرم ﷺ نے انہیں حکم دیا' کہ وہ احرام کھول دیں۔

2871 – اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ عَنْ يَّحْيَى بْنِ كَثِيْرٍ اَبُوْ غَسَّانَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ اَبِى الْعَالِيَةِ

2868-تقدم في مناسك الحج، دخول مكة بغير احرام (الحديث 2867) .

2869-اخرجه مسلم في الحج، باب جواز دخول مكة بغير احرام (الحديث 451) و اخرجه النسائي في الزينة، لبس العمائم السود (الحديث 5359) . تحفة الاشراف (2947) .

2870-اخرجه البخاري في تقصير الصلاة، باب كم اقام النبي صلى الله عليه وسلم في حجته (الحديث 1085) . و اخرجه مسلم في الحج، بـاب جواز العمرة في اشهر الحج (الحديث 199 و 200 و 201 و 202) . و اخرجه النسائي في مناسك الحج، الوقت الذي و افى فيه النبي صلى الله عليه وسلم مكة (الحديث 2871) . تحفة الاشراف (6565) .

2871-تقدم في مناسك الحج، الوقت الذي و افى فيه النبي صلى الله عليه وسلم مكة (الحديث 2870) .

الْبَرَّاءِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَرْبَعٍ مَضَيْنَ مِنْ ذِى الْحِجَّةِ وَقَدْ اَهَلَّ بِالْحَجِّ فَصَلَّى الصُّبْحَ بِالْبَطْحَاءِ وَقَالَ "مَنْ شَآءَ اَنْ يَّجْعَلَهَا عُمْرَةً فَلْيَفْعَلْ".

☆☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ذوالحج کے چار دن گزرنے کے بعد (مکہ مکرمہ) تشریف لائے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کا احرام باندھا ہوا تھا۔ آپ نے صبح کی نماز بطحاء میں ادا کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جو شخص اسے عمرہ بنانا چاہے' وہ ایسا کر لے۔

2872 - اَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ يَزِيْدَ قَالَ اَنْبَاَنَا شُعَيْبٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ عَطَاءٌ قَالَ جَابِرٌ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ صَبِيحَةَ رَابِعَةٍ مَضَتْ مِنْ ذِى الْحِجَّةِ.

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ذوالحج کی چار تاریخ کی صبح مکہ تشریف لائے تھے۔

باب اِنْشَادِ الشِّعْرِ فِى الْحَرَمِ وَالْمَشْىِ بَيْنَ يَدَىِ الْاِمَامِ.

یہ باب ہے کہ حرم میں شعر سنانا اور امام کے آگے چلنا

2873 - اَخْبَرَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ خُشَيْشُ بْنُ اَصْرَمَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ مَكَّةَ فِىْ عُمْرَةِ الْقَضَاءِ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَوَاحَةَ يَمْشِىْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُوَ يَقُوْلُ خَلُّوْا بَنِى الْكُفَّارِ عَنْ سَبِيْلِهِ الْيَوْمَ نَضْرِبْكُمْ عَلٰى تَنْزِيْلِهِ ضَرْبًا يُزِيْلُ الْهَامَ عَنْ مَقِيْلِهِ وَيُذْهِلُ الْخَلِيْلَ عَنْ خَلِيْلِهِ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ يَا ابْنَ رَوَاحَةَ بَيْنَ يَدَىْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِىْ حَرَمِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ تَقُوْلُ الشِّعْرَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "خَلِّ عَنْهُ فَلَهُوَ اَسْرَعُ فِيْهِمْ مِنْ نَضْحِ النَّبْلِ".

☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' عمرہ قضاء کے موقع پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں داخل ہوئے' تو حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے آگے چل رہے تھے' وہ یہ (اشعار) پڑھ رہے تھے:

اے کفار کی اولاد! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے راستے سے ہٹ جاؤ' آج ہم قرآن کے حکم کے مطابق تم پر ایسی ضرب لگائیں گے جو سر کو تن سے جدا کر دے گی اور دوست کو دوست سے جدا کر دے گی۔

تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: اے ابن رواحہ! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے اور اللہ کے گھر میں تم شعر پڑھ رہے ہو۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اسے کرنے دو! کیونکہ یہ ان (کفار) کے لیے تیر لگنے سے زیادہ تکلیف دہ ہیں۔

2872-اخرجه البخاري في الشركة، باب الاشتراك في الهدي و البدن (الحديث 2505) مطولًا . و اخرجه مسلم في الحج، باب بيان وجوه الاحرام و انه يجوز افراد الحج و التمتع و القران و جواز ادخال الحج على العمرة و متى يحل القارن من نسكه (الحديث 141) مطولًا . تحفة الاشراف (2448) .

2873-اخرجه الترمذي في الادب، باب ما جاء في انشاد الشعر (الحديث 2847) و اخرجه النسائي في مناسك الحج، استقبال الحج (الحديث 2893) . تحفة الاشراف (266) .

باب حُرْمَةِ مَكَّةَ .

یہ باب مکہ کی حرمت کے بیان میں ہے

حرم''' زمین کے اس قطعہ کو کہتے ہیں جو کعبہ اور مکہ کے گرداگرد ہے۔! اللہ تعالیٰ نے کعبہ کی عظمت کے سبب اس زمین کو بھی معظم ومکرم کیا ہے۔ اس زمین کو حرم اس لئے کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس خطہ زمین کی بزرگی کی وجہ سے اس کی حدود میں ایسی بہت سی چیزیں حرام قرار دی ہیں جو اور جگہ حرام نہیں ہیں۔ مثلاً حدود حرم میں شکار کرنا، درخت کاٹنا اور جانوروں کو ستانا وغیرہ درست نہیں۔! بعض علماء کہتے ہیں کہ زمین کا یہ حصہ حرم اس طرح مقرر ہوا کہ جب حضرت آدم زمین پر اتارے گئے تو شیاطین سے ڈرتے تھے کہ مجھے ہلاک نہ کر ڈالیں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کی حفاظت ونگہبانی کے لئے فرشتوں کو بھیجا ان فرشتوں نے مکہ کو چاروں طرف سے گھیر لیا لہٰذا مکہ کے گرداگرد جہاں جہاں فرشتوں نے کھڑے ہو کر حد بندی کی وہ حرم کی حد مقرر ہوئی اور اس طرح کعبہ مکرمہ اور ان فرشتوں کے کھڑے ہونے کی جگہ کے درمیان جو زمین آ گئی، وہ حرم ہوئی۔ بعض حضرات یہ فرماتے ہیں کہ حضرت آدم نے جب کعبہ بناتے وقت حجر اسود رکھا تو اس کی وجہ سے ہر چہار طرف کی زمین روشن ہوگئی چنانچہ اس کی روشنی اس زمین کے چاروں طرف جہاں جہاں تک پہنچی وہیں حرم کی حد مقرر ہوئی زمین حرم کے حدود یہ ہیں، مدینہ منورہ کی طرف تین میل (مقام تنعیم تک) یمن، طائف، جعرانہ اور جدہ کی طرف سات سات میل بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ جدہ کی طرف دس میل اور جعرانہ کی طرف نو میل۔ چاروں طرف جہاں جہاں حرم کی زمین ختم ہوتی ہے۔ وہاں حدود کی علامت کے طور پر برجیاں بنی ہوئی ہیں مگر جدہ اور جعرانہ کی طرف برجیاں نہیں ہیں۔

2874 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ عَنْ جَرِيْرٍ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْفَتْحِ "هٰذَا الْبَلَدُ حَرَّمَهُ اللّٰهُ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضَ فَهُوَ حَرَامٌ بِحُرْمَةِ اللّٰهِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَا يُعْضَدُ شَوْكُهُ وَلَا يُنَفَّرُ صَيْدُهُ وَلَا يَلْتَقِطُ لُقَطَتَهُ اِلَّا مَنْ عَرَّفَهَا وَلَا يُخْتَلٰى خَلَاهُ" . قَالَ الْعَبَّاسُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِلَّا الْاِذْخِرَ . فَذَكَرَ كَلِمَةً مَّعْنَاهَا "اِلَّا الْاِذْخِرَ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' فتح مکہ کے دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

یہ وہ شہر ہے' جسے اللہ تعالیٰ نے اس وقت حرم قرار دیا تھا جس دن اُس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا تھا' تو یہ اللہ تعالیٰ کے

2874-اخرجه البخاري في الجنائز، باب الاذخر و الحشيش في القبر (الحديث 1349م) تعليقاً، و في الحج، باب فضل الحرم (الحديث 1587)، و في جزاء الصيد، باب لا يحل القتال بمكة (الحديث 1834)، و في الجزية و الموادعة، باب اثم الغادر للبر و الفاجر (الحديث 3189) . و اخرجه مسلم في الحج، باب تحريم مكة و صيدها و خلاها و شجرها و لقطتها الا لمنشد على الدوام (الحديث 445). واخرجه ابو داؤد في المناسك، باب تحريم حرم مكة (الحديث 2018) بنحوه . واخرجه النسائي في مناسك الحج، ، تحريم القتال فيه (الحديث 2875) . و الحديث عند: البخاري في الجهاد و السير، باب فضل الجهاد و السير (الحديث 2783) و باب وجوب النفير (الحديث 2825)، و باب لا هجرة بعد الفتح (الحديث 3077) . و مسلم في الامارة، باب تحريم رجوع المهاجر الى استيطان و طنه (الحديث 85) . و ابي داؤد في الجهاد، باب في الهجرة هل انقطعت (الحديث 2480) . و الترمذي في السير ، باب ما جاء في الهجرة (الحديث 1590) . و النسائي في البيعة، ذكر الاختلاف في انقطاع الهجرة (الحديث 4181) . تحفة الاشراف (5748) .

حرم قرار دینے کی وجہ سے قیامت کے دن تک حرم کے طور پر برقرار رہے گا' اس کے کانٹے کو توڑا نہیں جائے گا' اس کے شکار کو بھگایا نہیں جائے گا' یہاں گری ہوئی چیز کو اُٹھایا نہیں جائے گا' البتہ اعلان کرنے کے لیے اُٹھایا جاسکتا ہے' یہاں کی نباتات کو کاٹا نہیں جائے گا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ اذخر کی اجازت دیجئے! تو راوی نے یہاں ایک کلمہ ذکر کیا ہے (جس کا مطلب یہ ہے' اذخر کاٹنے کی اجازت ہے)۔

حرمت مکہ کا بیان

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن فرمایا کہ اب مکہ سے مدینہ کو ہجرت فرض نہیں ہے البتہ جہاد اور عمل میں نیت کا اخلاص ضروری ہے لہٰذا جب تمہیں جہاد کے لئے بلایا جائے یعنی تمہارا امیر تمہیں جو جہاد کا حکم دے تو جہاد کے لئے نکل کھڑے ہو۔ نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ ہی کے دن یہ بھی فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس شہر یعنی تمام زمین حرم کو حرام کیا ہے بایں طور کہ تمام لوگوں پر اس مقدس خطہ زمین کی ہتک و بے حرمتی حرام ہے اور اس کی تعظیم واجب ہے اسی دن سے جب کہ اس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا تھا یعنی اس خطہ زمین کی حرمت شروع ہی سے ہے لہٰذا یہ خطہ زمین اللہ تعالیٰ کی عطا کی ہوئی حرمت کے سبب قیامت تک کے لئے حرام کیا گیا بلاشہ اس خطہ زمین میں نہ تو مجھ سے پہلے کسی کے لئے قتل وقتال حلال کیا گیا تھا اور نہ میرے لئے حلال ہوا ہے علاوہ فتح مکہ کے دن کی ایک ساعت کے پس اس دن کے بعد یہ خطہ زمین اللہ تعالیٰ کی عطا کی ہوئی حرمت کے سبب قیامت کے دن پہلا صور پھونکے جانے تک ہر شخص کے لئے حرام کر دیا گیا ہے لہٰذا نہ تو اس زمین کا کوئی خاردار درخت ہی کاٹا جائے اگرچہ وہ ایذاء دے نہ اس کا شکار بھگایا جائے یعنی کوئی شکار کی غرض سے یا محض بھڑکانے ستانے کے لئے یہاں کے کسی جانور کے ساتھ تعرض نہ کرے اور نہ یہاں کا لقطہ اٹھایا جائے ہاں وہ شخص اس کو اٹھا سکتا ہے جو اس کا اعلان کرے اور نہ اس کی زمین کی گھاس کاٹی جائے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر عرض کیا کہ یارسول اللہ! مگر اذخر (ایک قسم کی گھاس) تو ایسی چیز ہے جو لوہاروں اور سناروں کے لئے لوہا اور سونا گلانے کے کام آتی ہے اور گھروں کی چھتیں بنانے میں اس کی ضرورت پڑتی ہے اس کو کاٹنے کی اجازت دے دیجئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں! اذخر کاٹی جاسکتی ہے۔ (بخاری ومسلم)

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ نہ یہاں کا درخت کاٹا جائے اور نہ یہاں کی گری پڑی کوئی چیز اٹھائی جائے البتہ اس کے مالک کو تلاش کرنے والا اٹھا سکتا ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح، جلد دوم، رقم الحدیث، 1265)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ سے ہجرت فرما کر مدینہ تشریف لائے تو اس وقت ہجرت ہر اس شخص پر فرض تھی جو اس کی استطاعت رکھتا تھا۔ پھر جب مکہ فتح ہو گیا تو اس ہجرت کا سلسلہ منقطع ہو گیا جو فرض تھی کیونکہ اس کے بعد مکہ دارالحرب نہیں رہا تھا لہٰذا ارشاد گرامی اب ہجرت نہیں الخ، کا مطلب یہی ہے کہ اگر اب کوئی ہجرت کرے تو اسے وہ درجہ حاصل نہیں ہوگا جو مہاجرین کو حاصل ہو چکا ہے البتہ جہاد اور اعمال میں حسن نیت کا اجر اب بھی باقی ہے اور ہمیشہ ہمیشہ باقی رہے گا، اسی طرح وہ ہجرت بھی باقی ہے جو اپنے دین اور اسلام کے احکام وشعائر کی حفاظت کے لئے ہوتی ہے اور اس کا اجر بھی ملتا ہے۔ " نہ کوئی

خاردار درخت کاٹا جائے" اس سے معلوم ہوا کہ بغیر خاردار درخت کو کاٹنا تو بدرجہ اولیٰ جائز نہیں ہوگا۔

ہدایہ میں لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص زمین حرم کی ایسی گھاس یا ایسا درخت کاٹے جو کسی کی ملکیت میں نہ ہو اور خودرو ہو تو اس پر اس گھاس یا درخت کی قیمت بطور جزاء واجب ہوگی، البتہ خشک گھاس کاٹنے کی صورت میں قیمت واجب نہیں ہوتی لیکن اس کا کاٹنا بھی درست نہیں ہے۔! زمین حرم کی گھاس کو چرانا بھی جائز نہیں ہے، البتہ اذخر کو کاٹنا بھی جائز ہے اور چرانا بھی، اسی طرح کماۃ یعنی کھنبی (ایک قسم کا خودرو ساگ) بھی مستثنیٰ ہے کیونکہ یہ نباتات میں سے نہیں ہے! حضرت امام شافعی کے مسلک میں زمین حرم کی گھاس میں جانوروں کو چرانا بھی جائز ہے۔

لقطہ "اس چیز کو کہتے ہیں جو کہیں گری پڑی پائی جائے اور اس کا مالک معلوم نہ ہو۔ زمین حرم کے علاوہ عام طور پر لقطہ کا حکم تو یہ ہے کہ اس کو اٹھانے والا عام لوگوں میں یہ اعلان کراتا رہے کہ میں نے کسی کی کوئی چیز پائی ہے جس شخص کی ہو وہ حاصل کر لے۔ اگر اس اعلان کے بعد بھی اس چیز کا مالک نہ ملے تو وہ شخص اگر خود نادار و مستحق ہو تو اسے اپنے استعمال میں لے آئے اور اگر نادار نہ ہو تو پھر کسی نادار کو بطور صدقہ دے دے پھر اگر بعد میں اس کا مالک مل جائے تو اس کو اس کی قیمت ادا کرے لیکن زمین حرم کے لقطہ میں، جیسا کہ مذکورہ بالا حدیث سے معلوم ہوا، یہ بات نہیں ہے بلکہ صرف اعلان ہے جب تک کہ اس کا مالک نہ مل جائے یعنی جب تک اس کے مالک کا پتہ نہ لگے اس وقت تک اس کا اعلان کیا جاتا رہے اور مالک کا انتظار کیا جائے، اس کو آخر تک نہ تو اپنے استعمال میں لا سکتا ہے نہ کسی کو بطور صدقہ دیا جا سکتا ہے اور نہ اپنی ملکیت بنایا جا سکتا ہے۔

چنانچہ حضرت امام شافعی کا یہی مسلک ہے لیکن اکثر علماء کے نزدیک حرم اور غیر حرم کے لقطہ کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے حنفیہ کا مسلک بھی یہی ہے، ان کی دلیل وہ احادیث ہیں جن میں مطلق طور پر لقطہ کا حکم بیان کیا گیا ہے جو انشاء اللہ لقطہ کے باب میں آئیں گی۔ حدیث کے الفاظ الا من عرفہا کا مطلب ان علماء کے نزدیک یہ ہے کہ زمین حرم کے لقطہ کو اٹھانے والا پورے ایک برس تک مکہ میں اس کا اعلان کرتا کراتا رہے جیسا کہ اور جگہ کرتے ہیں، اعلان کو صرف ایام حج کے ساتھ مخصوص نہ کرے، گویا حدیث کے اس جملہ کا حاصل یہ ہوا کہ زمین حرم کے لقطہ کے بارے میں کسی کو یہ غلط فہمی و گمان نہ ہونا چاہئے کہ وہاں اس کا اعلان صرف ایام حج ہی کے دوران کرنا کرانا کافی ہے۔

باب تَحْرِيْمِ الْقِتَالِ فِيْهِ .

یہ باب ہے کہ مکہ میں قتال کا حرام ہونا

2875 – اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اٰدَمَ قَالَ حَدَّثَنَا مُفَضَّلٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ "اِنَّ هٰذَا الْبَلَدَ حَرَامٌ حَرَّمَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لَمْ يَحِلَّ فِيْهِ الْقِتَالُ لِاَحَدٍ قَبْلِيْ وَاُحِلَّ لِيْ سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ فَهُوَ حَرَامٌ بِحُرْمَةِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، فتح مکہ کے دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

2875-تقدم في مناسك الحج، حرمة مكة (الحديث 2874) .

یہ شہر حرم ہے' اللہ تعالیٰ نے اسے حرم قرار دیا ہے' مجھ سے پہلے کسی بھی شخص کے لیے اس میں قتال کرنا حلال قرار نہیں دیا گیا' میرے لیے بھی دن کے ایک مخصوص حصے میں اسے حلال قرار دیا گیا ہے' اب یہ اللہ تعالیٰ کی حرمت کی وجہ سے قابل احترام ہے۔

2876 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِىْ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِىْ شُرَيْحٍ اَنَّهُ قَالَ لِعَمْرِو بْنِ سَعِيْدٍ وَّهُوَ يَبْعَثُ الْبُعُوثَ اِلٰى مَكَّةَ ائْذَنْ لِىْ اَيُّهَا الْاَمِيْرُ اُحَدِّثْكَ قَوْلًا قَامَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْغَدَ مِنْ يَوْمِ الْفَتْحِ سَمِعَتْهُ اُذُنَاىَ وَوَعَاهُ قَلْبِىْ وَاَبْصَرَتْهُ عَيْنَاىَ حِيْنَ تَكَلَّمَ بِهٖ حَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ "اِنَّ مَكَّةَ حَرَّمَهَا اللّٰهُ وَلَمْ يُحَرِّمْهَا النَّاسُ وَلَا يَحِلُّ لِامْرِءٍ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ يَّسْفِكَ بِهَا دَمًا وَّلَا يَعْضِدَ بِهَا شَجَرًا فَاِنْ تَرَخَّصَ اَحَدٌ لِقِتَالِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْهَا فَقُوْلُوْا لَهٗ اِنَّ اللّٰهَ اَذِنَ لِرَسُوْلِهٖ وَلَمْ يَاْذَنْ لَكُمْ وَاِنَّمَا اَذِنَ لِىْ فِيْهَا سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ وَّقَدْ عَادَتْ حُرْمَتُهَا الْيَوْمَ كَحُرْمَتِهَا بِالْاَمْسِ وَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ".

☆☆ سعید بن ابوسعید کہتے ہیں: حضرت ابوشریح رضی اللہ عنہ نے عمرو بن سعید سے یہ کہا: یہ اس وقت کی بات ہے' جب وہ مکہ کی طرف لشکر روانہ کرنے لگا تھا۔ حضرت ابوشریح رضی اللہ عنہ نے کہا: اے امیر! آپ مجھے اجازت دیجئے کہ میں آپ کو ایک حدیث سناتا ہوں' فتح مکہ کے اگلے دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے' میں نے اپنے ان دو کانوں کے ذریعے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کو سنا' میرے ذہن نے اسے محفوظ رکھا' میں اس وقت اپنی دونوں آنکھوں کے ذریعے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ رہا تھا' جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کلمات ارشاد فرمائے تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کرتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا تھا:

بے شک مکہ کو اللہ تعالیٰ نے حرم قرار دیا ہے' اسے لوگوں نے حرم قرار نہیں دیا ہے' اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھنے والے کسی بھی شخص کے لیے یہ بات جائز نہیں ہے' وہ یہاں خون بہائے یا یہاں کے کسی درخت کو کاٹے' اگر کوئی شخص اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں قتال کرنے کی وجہ سے رخصت حاصل کرنا چاہے' تو تم اسے یہ کہہ دینا کہ اللہ نے اپنے رسول کو اس کی اجازت دی تھی' اس نے تمہیں یہ اجازت نہیں دی ہے اور مجھے بھی اس نے دن کے ایک مخصوص حصے میں اس کی اجازت دی ہے' اب اس کی حرمت اسی طرح واپس آ گئی ہے' جس طرح گزشتہ کل تھی' ہر موجود شخص غیر موجود شخص تک یہ پیغام پہنچا دے۔

باب حُرْمَةِ الْحَرَمِ .

یہ باب حرم کی حرمت کے بیان میں ہے

2877 - اَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ بَكَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرٌ اَخْبَرَنِىْ اَبِىْ عَنِ الزُّهْرِىِّ اَخْبَرَنِىْ سُحَيْمٌ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا

2876-اخرجه البخاري في العلم، باب البيلغ العلم الشاهد الغائب (الحديث 104) مطولاً، و في جزاء الصيد، باب لا يعضد شجر الحرم (الحديث 1832) مطولاً، و في المغازي، باب . 51 . (الحديث 4295) مطولاً . واخرجه مسلم في الحج، باب تحريم مكة و صيدها و خلاها و شجرها و لقطتها الا ما نشد على الدوام (الحديث 446) مطولاً . و اخرجه الترمذي في الحج، باب ما جاء في حرمة مكة (الحديث 809) مطولاً، و في الديات، باب ما جاء في حكم ولي القتيل في القصاص و العفو (الحديث 1406 مطولاً . تحفة الاشراف (12057) .

2877-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (12928) .

هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "يَغْزُو هٰذَا الْبَيْتَ جَيْشٌ فَيُخْسَفُ بِهِمْ بِالْبَيْدَاءِ" .

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

اس گھر پر ایک لشکر حملہ کرے گا اور انہیں بیداء کے مقام پر زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔

2878 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِدْرِيْسَ اَبُوْ حَاتِمٍ الرَّازِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِىْ عَنْ مِسْعَرٍ قَالَ اَخْبَرَنِىْ طَلْحَةُ بْنُ مُصَرِّفٍ عَنْ اَبِىْ مُسْلِمٍ الْاَغَرِّ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا تَنْتَهِى الْبُعُوْثُ عَنْ غَزْوِ هٰذَا الْبَيْتِ حَتّٰى يُخْسَفَ بِجَيْشٍ مِّنْهُمْ" .

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

اس شہر پر حملے کے لیے لشکر آتے رہیں گے' یہاں تک کہ ان میں سے ایک لشکر کو زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔

2879 - اَخْبَرَنِىْ مُحَمَّدُ بْنُ دَاوُدَ الْمِصِّيْصِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَابِقٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ عَنِ الدَّالَانِيِّ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ اَبِى الْجَعْدِ عَنْ اَخِيْهِ قَالَ حَدَّثَنِى ابْنُ اَبِىْ رَبِيْعَةَ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ عُمَرَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "يُبْعَثُ جُنْدٌ اِلٰى هٰذَا الْحَرَمِ فَاِذَا كَانُوْا بِبَيْدَاءَ مِنَ الْاَرْضِ خُسِفَ بِاَوَّلِهِمْ وَاٰخِرِهِمْ وَلَمْ يَنْجُ اَوْسَطُهُمْ" . قُلْتُ اَرَاَيْتَ اِنْ كَانَ فِيْهِمْ مُؤْمِنُوْنَ قَالَ "تَكُوْنُ لَهُمْ قُبُوْرًا" .

★★ سیّدہ حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

حرم کی طرف ایک لشکر بھیجا جائے گا' جب وہ بیداء کے مقام پر پہنچیں گے تو ان کے آگے والوں اور پیچھے والوں کو زمین میں دھنسا دیا جائے گا اور درمیان والے بھی نجات نہیں پائیں گے۔

میں نے دریافت کیا: آپ کا کیا خیال ہے' اگر اس (لشکر) میں کچھ مؤمن لوگ بھی موجود ہوں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان کی بھی قبریں بن جائیں گی۔

2880 - اَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عِيْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اُمَيَّةَ بْنِ صَفْوَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ صَفْوَانَ سَمِعَ جَدَّهُ يَقُوْلُ حَدَّثَتْنِىْ حَفْصَةُ اَنَّهُ قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَيَؤُمَّنَّ هٰذَا الْبَيْتَ جَيْشٌ يَغْزُوْنَهُ حَتّٰى اِذَا كَانُوْا بِبَيْدَاءَ مِنَ الْاَرْضِ خُسِفَ بِاَوْسَطِهِمْ فَيُنَادِىْ اَوَّلُهُمْ وَاٰخِرُهُمْ فَيُخْسَفُ بِهِمْ جَمِيْعًا وَّلَا يَنْجُوْ اِلَّا الشَّرِيْدُ الَّذِىْ يُخْبِرُ عَنْهُمْ" . فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ اَشْهَدُ عَلَيْكَ اَنَّكَ مَا كَذَبْتَ عَلٰى جَدِّكَ وَاَشْهَدُ عَلٰى جَدِّكَ اَنَّهُ مَا كَذَبَ عَلٰى حَفْصَةَ وَاَشْهَدُ عَلٰى حَفْصَةَ اَنَّهَا لَمْ تَكْذِبْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

★★ سیّدہ حفصہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

2878-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (12199) .

2879-اخرجه مسلم في الفتن و اشراط الساعة، باب الخسف بالجيش الذي يؤم البيت (الحديث 6 و 7) . تحفة الاشراف (15793) .

2880-اخرجه ابن ماجه في الفتن، باب جيش البيداء (الحديث 4063) . تحفة الاشراف (15799) .

ایک لشکر اس گھر کی طرف ضرور آئے گا' وہ اس پر حملہ کرنا چاہیں گے' جب وہ بیداء کے مقام پر پہنچیں گے تو ان کے درمیانی حصے کو دھنسا دیا جائے گا' پھر ان کے آگے والے لوگ اور پیچھے والے لوگ بلند آواز میں پکاریں گے' پھر ان سب کو دھنسا دیا جائے گا اور ان میں سے کوئی بھی نجات نہیں پائے گا اور صرف ایک شخص ہوگا جو لشکر سے الگ تھلگ ہوگا' وہ ان کے بارے میں بتائے گا۔

سفیان نامی راوی بیان کرتے ہیں' ایک شخص نے ان سے کہا: میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ آپ نے اپنے دادا کے حوالے سے غلط بات بیان نہیں کی ہے اور میں اس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ آپ کے دادا نے سیّدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے غلط بات بیان نہیں کی ہے اور میں اس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ سیّدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے غلط بات بیان نہیں کی ہے۔

شرح

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس زمانہ کے بارہ میں پیش گوئی فرمائی ہے جب دنیا اپنی عمر کے آخری دور میں ہوگی، چنانچہ اس آخری زمانہ میں حضرت امام مہدی کے ظہور کے بعد مصر کے حکمران سفیانی کا ایک لشکر خانہ کعبہ کو نقصان پہنچانے کے ناپاک ارادہ کے ساتھ مکہ کی طرف روانہ ہوگا مگر وہ اپنے اس ناپاک ارادہ میں کامیاب ہونے سے پہلے ہی زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔

حدیث کے آخری جملہ کا مطلب یہ ہے کہ اگرچہ ایسے لوگ لشکر کے ناپاک ارادوں کے ہمنوا نہ ہوں گے اور خانہ کعبہ کو نقصان پہنچانا یا اس کی توہین کرنا ان کا مقصد نہیں ہوگا مگر چونکہ وہ لشکر میں شامل ہو کر نہ صرف یہ کہ ان کی بھیڑ میں اضافہ کریں گے بلکہ ایک طرح سے ان کے ناپاک ارادوں میں اعانت کا سبب بھی بنیں گے اس لئے پورے لشکر کے ساتھ ان کو بھی زمین میں دھنسا دیا جائے، ہاں پھر قیامت میں سب کو ان کی نیتوں کے مطابق اٹھایا جائے گا کہ جو شخص کسی مجبور اور زبردستی کے تحت لشکر میں شامل ہوا ہوگا اور اس کی نیت صاف اور اس کا قلب ایمان واسلام کی روشنی سے منور ہوگا وہ جنت میں داخل کیا جائے گا اور جو لوگ واقعی ناپاک ارادوں کے ساتھ اور بہ نیت کفر لشکر میں شامل ہوں گے انہیں دوزخ کی آگ کے حوالہ کر دیا جائے گا۔

باب مَا يُقْتَلُ فِي الْحَرَمِ مِنَ الدَّوَابِّ .

یہ باب ہے کہ حرم میں کون سے جانوروں کو مارا جا سکتا ہے؟

2881 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا وَكِيْعٌ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "خَمْسٌ فَوَاسِقُ يُقْتَلْنَ فِي الْحِلِّ وَالْحَرَمِ الْغُرَابُ وَالْحِدَاةُ وَالْكَلْبُ الْعَقُوْرُ وَالْعَقْرَبُ وَالْفَارَةُ" .

☆☆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتی ہیں:

2881-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (17283) .

پانچ جانور فاسق ہیں انہیں حل اور حرم میں قتل کیا جا سکتا ہے: کوا' چیل' باولا کتا' بچھو اور چوہا۔

باب قَتْلِ الْحَيَّةِ فِي الْحَرَمِ .

یہ باب ہے کہ حرم میں سانپ کو ماردینا

2882 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ قَالَ اَنْبَانَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يُحَدِّثُ عَنْ عَائِشَةَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "خَمْسٌ فَوَاسِقُ يُقْتَلْنَ فِي الْحِلِّ وَالْحَرَمِ الْحَيَّةُ وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ وَالْغُرَابُ الْاَبْقَعُ وَالْحِدَاةُ وَالْفَارَةُ" .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتی ہیں:

پانچ جانور فاسق ہیں انہیں حل اور حرم میں مارا جا سکتا ہے: سانپ' پاگل کتا' کوا' چیل اور چوہا۔

2883 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اٰدَمَ عَنْ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْخَيْفِ مِنْ مِنًى حَتّٰى نَزَلَتْ (وَالْمُرْسَلَاتِ عُرْفًا) فَخَرَجَتْ حَيَّةٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اقْتُلُوْهَا" . فَابْتَدَرْنَاهَا فَدَخَلَتْ فِي جُحْرِهَا .

☆☆ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ہم لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ منیٰ میں خیف کے مقام پر موجود تھے' وہاں سورۃ المرسلات نازل ہوئی' اس دوران وہاں ایک سانپ نکل آیا' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے ماردو! ہم اس کی طرف بڑھے' لیکن وہ ایک بل میں گھس گیا۔

2884 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِي اَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ اَبِي عُبَيْدَةَ عَنْ اَبِيهِ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ عَرَفَةَ الَّتِي قَبْلَ يَوْمِ عَرَفَةَ فَاِذَا حِسُّ الْحَيَّةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اقْتُلُوْهَا" . فَدَخَلَتْ شِقَّ جُحْرٍ فَاَدْخَلْنَا عُوْدًا فَقَلَعْنَا بَعْضَ الْجُحْرِ فَاَخَذْنَا سَعَفَةً فَاَضْرَمْنَا فِيهَا نَارًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "وَقَاهَا اللّٰهُ شَرَّكُمْ وَوَقَاكُمْ شَرَّهَا" .

☆☆ ابوعبیدہ اپنے والد (حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ہم لوگ عرفہ کی رات

2882-تقدم (الحديث 2829) .

2883-اخرجه البخاري في جزاء الصيد، باب ما يقتل المحرم من الدواب (الحديث 1830) بنحوه، و في بدء الخلق، باب اذا وقع الذباب في شراب احدكم فليغمسه (الحديث 23317) تعليقاً، و في التفسير، باب (هذا يوم لا ينطقون) (الحديث 4934) . و اخرجه مسلم في السلام، باب قتل الحيات و غيرها (الحديث 138) مختصراً . و الحديث عند: البخاري في التفسير، سورة (و المرسلات)(الحديث 4931م) و مسلم في السلام، باب قتل الحيات و غيرها(الحديث 137) . تحفة الاشراف (9163) .

2884-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (9630) .

نبی اکرم ﷺ کے ساتھ موجود تھے یہ وہ رات تھی جو عرفہ کے دن سے پہلے آتی ہے اسی دوران ایک سانپ کی آہٹ محسوس ہوئی تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اسے مار دو! وہ ایک بل میں گھس گیا' ہم نے اس میں لکڑی داخل کی اور بل کا کچھ حصہ توڑ دیا' پھر ہم نے کھجور کی شاخیں لیں اور بل میں آگ لگا دی۔ تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اسے تمہارے شر سے بچا لیا ہے' جس طرح اس نے تمہیں اس کے شر سے بچا لیا ہے۔

باب قَتْلِ الْوَزَغِ .

یہ باب گرگٹ کو مار دینے کے بیان میں ہے

2885 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ الْمُقْرِءُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنِیْ عَبْدُ الْحَمِيْدِ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ شَيْبَةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اُمِّ شَرِيْكٍ قَالَتْ اَمَرَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَتْلِ الْاَوْزَاغِ .

☆☆ سیدہ اُم شریک ؓ بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ نے مجھے گرگٹ کو مار دینے کی ہدایت کی تھی۔

2886 - اَخْبَرَنَا وَهْبُ بْنُ بَيَانٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ مَالِكٌ وَّيُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "الْوَزَغُ الْفُوَيْسِقُ" .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ ؓ بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے:

گرگٹ' چھوٹا فاسق ہے (یعنی ایسا جانور ہے' جسے مارا جا سکتا ہے)۔

باب قَتْلِ الْعَقْرَبِ .

یہ باب بچھو کو مار دینے کے بیان میں ہے

2887 - اَخْبَرَنِیْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدٍ الرَّقِّیُّ الْقَطَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِیْ اَبَانُ بْنُ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ عُرْوَةَ اَخْبَرَهُ اَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "خَمْسٌ مِّنَ الدَّوَابِّ كُلُّهُنَّ فَاسِقٌ يُقْتَلْنَ فِی الْحِلِّ وَالْحَرَمِ الْكَلْبُ الْعَقُوْرُ وَالْغُرَابُ وَالْحِدَاَةُ وَالْعَقْرَبُ وَالْفَارَةُ" .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ ؓ بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

2885-اخرجه البخاري في بدء الخلق، باب خير مال المسلم غنم يتبع بها شغف الجبال (الحديث 3307)، و في الانبياء، باب قول الله تعالى: (واتخذ الله ابراهيم خليلًا) و قوله (ان ابراهيم كان امة قانتًا لله) و قوله (ان ابراهيم لا واه حليم) (الحديث 3359) . واخرجه مسلم في السلام، باب استحباب قتل الوزغ (الحديث 142 و 143) و اخرجه ابن ماجه في الصيد، باب قتل الوزغ (الحديث 3228) . تحفة الاشراف (18329) .

2886-اخرجه البخاري في جزاء الصيد، باب ما يقتل المحرم من الدواب (الحديث 1831) . تحفة الاشراف (16598) .

2887-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (16401) .

پانچ قسم کے جانور ایسے ہیں جو سب فاسق ہیں انہیں حل اور حرم میں مارا جا سکتا ہے: پاگل کتا' کوا' چیل' بچھو اور چوہا۔

بَابُ قَتْلِ الْفَارَةِ فِي الْحَرَمِ ۔

یہ باب حرم میں چوہے کو مار دینے میں ہے

2888 – اَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ اَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "خَمْسٌ مِّنَ الدَّوَابِّ كُلُّهَا فَاسِقٌ يُقْتَلْنَ فِي الْحَرَمِ الْغُرَابُ وَالْحِدَاَةُ وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ وَالْفَارَةُ وَالْعَقْرَبُ" ۔

★★ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

پانچ جانور ایسے ہیں جو سب فاسق ہیں انہیں حرم میں بھی مارا جا سکتا ہے: کوا' چیل' پاگل کتا' چوہا اور بچھو۔

2889 – اَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ اِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ اَخْبَرَهُ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ قَالَتْ حَفْصَةُ زَوْجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "خَمْسٌ مِّنَ الدَّوَابِّ لَا حَرَجَ عَلٰى مَنْ قَتَلَهُنَّ الْعَقْرَبُ وَالْغُرَابُ وَالْحِدَاَةُ وَالْفَارَةُ وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ" ۔

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ سیّدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات نقل کی ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

پانچ قسم کے جانور ایسے ہیں' جنہیں مارنے والے پر کوئی گناہ نہیں ہے: بچھو' کوا' چیل' چوہا اور پاگل کتا۔

بَابُ قَتْلِ الْحِدَاَةِ فِي الْحَرَمِ ۔

یہ باب حرم میں چیل کو مار دینے میں ہے

2890 – اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَنْبَاَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "خَمْسٌ فَوَاسِقُ يُقْتَلْنَ فِي الْحِلِّ وَالْحَرَمِ الْحِدَاَةُ وَالْغُرَابُ وَالْفَارَةُ وَالْعَقْرَبُ وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ" ۔

2888-اخرجه البخاري في جزاء الصيد، باب ما يقتل المحرم من الدواب (الحديث 1829) . و اخرجه مسلم في الحج، باب ما يندب للمحرم غيره و قتله من الدواب في الدواب في الحل و الحرم (الحديث 71) . تحفة الاشراف (16699) .

2889-اخرجه البخاري في جزاء الصيد، باب ما يقتل المحرم من الدواب (الحديث 1828) . و اخرجه مسلم في الحج، باب ما يندب للمحرم غيره و قتله من الدواب في الدواب في الحل و الحرم (الحديث 73) . تحفة الاشراف (15804) .

2890-اخرجه البخاري في بدء الخلق، باب اذا وقع الذباب في شراب احدكم فليغمسه فان في احد جناحيه داء و في الاخر شفاء، وخمس من الدواب فواسق يقتلن في الحرم (الحديث 3314) . و اخرجه مسلم في الحج، باب ما يندب للمحرم وغيره قتله من الدواب في الحل و الحرم (الحديث 79 و 70) . و اخرجه الترمذي في الحج، باب ما يقتل المحرم من الدواب (الحديث 837) . تحفة الاشراف (16629) .

قَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَذَكَرَ بَعْضُ اَصْحَابِنَا اَنَّ مَعْمَرًا كَانَ يَذْكُرُهُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيهِ وَعَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔

★★ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتی ہیں:

پانچ جانور فاسق ہیں انہیں حل اور حرم میں مار دیا جائے گا: چیل' کوا' چوہا' بچھو اور پاگل کتا۔

امام عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: بعض محدثین نے اس روایت کو مختلف سند کے ساتھ نقل کیا ہے۔

باب قَتْلِ الْغُرَابِ فِي الْحَرَمِ ۔

یہ باب حرم میں کوے کو مار دینے میں ہے

2891 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ قَالَ اَنْبَاَنَا حَمَّادٌ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ - وَهُوَ ابْنُ عُرْوَةَ - عَنْ اَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "خَمْسٌ فَوَاسِقُ يُقْتَلْنَ فِي الْحَرَمِ الْعَقْرَبُ وَالْفَارَةُ وَالْغُرَابُ وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ وَالْحِدَاَةُ" ۔

★★ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

پانچ جانور فاسق ہیں' انہیں حرم میں بھی مار دیا جائے گا: بچھو' چوہا' کوا' پاگل کتا اور چیل۔

باب النَّهْيِ اَنْ يُنَفَّرَ صَيْدُ الْحَرَمِ ۔

یہ باب حرم کے شکار کو بھگانے کی ممانعت میں ہے

2892 - اَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "هٰذِهٖ مَكَّةُ حَرَّمَهَا اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضَ لَمْ تَحِلَّ لِاَحَدٍ قَبْلِيْ وَلَا لِاَحَدٍ بَعْدِيْ وَاِنَّمَا اُحِلَّتْ لِيْ سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ وَّهِيَ سَاعَتِيْ هٰذِهٖ حَرَامٌ بِحَرَامِ اللّٰهِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَا يُخْتَلٰى خَلَاهَا وَلَا يُعْضَدُ شَجَرُهَا وَلَا يُنَفَّرُ صَيْدُهَا وَلَا تَحِلُّ لُقَطَتُهَا اِلَّا لِمُنْشِدٍ" ۔ فَقَامَ الْعَبَّاسُ وَكَانَ رَجُلًا مُجَرَّبًا فَقَالَ اِلَّا الْاِذْخِرَ فَاِنَّهٗ لِبُيُوتِنَا وَقُبُوْرِنَا ۔ فَقَالَ "اِلَّا الْاِذْخِرَ" ۔

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

مکہ کو اللہ تعالیٰ نے اس دن حرم قرار دیا تھا' جس دن اس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے' یہ مجھ سے پہلے کسی شخص کے لیے حلال نہیں ہوا ہے اور میرے بعد بھی کسی کے لیے حلال نہیں ہوگا' میرے لیے بھی یہ صرف دن کے ایک مخصوص حصے میں حلال قرار دیا گیا ہے اور یہ اس وقت سے اللہ تعالیٰ کے حکم کی وجہ سے قابل احترام ہے اور قیامت تک رہے گا' یہاں کے نباتات

2891-اخرجه مسلم في الحج، باب ما يندب للمحرم وغيره قتله من الدواب في الحل و الحرم (الحديث 68) ۔ تحفة الاشراف (16862) ۔

2892-اخرجه البخاري في اللقطة، باب كيف تعرف لقطة اهل مكة (الحديث 2433) تعليقاً مختصراً ۔ تحفة الاشراف (6169) ۔

کو کاٹا نہیں جائے گا' یہاں کے شکار کو بھگایا نہیں جائے گا' یہاں کی گری ہوئی چیز کو اُٹھایا نہیں جائے گا' البتہ اعلان کرنے کے لیے اُٹھایا جا سکتا ہے۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے' وہ ایک تجربہ کار آدمی تھے' انہوں نے عرض کی: اذخر کاٹنے کی اجازت دیجیے! کیونکہ یہ ہمارے گھروں میں اور قبرستان میں استعمال ہوتی ہے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اذخر کا حکم مختلف ہے (یعنی اسے کاٹنے کی اجازت ہے)۔

باب اسْتِقْبَالِ الْحَجِّ -

یہ باب ہے کہ حج (یعنی حاجیوں) کا استقبال کرنا

2893 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ زَنْجُوَيْهِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ فِي عُمْرَةِ الْقَضَاءِ وَابْنُ رَوَاحَةَ بَيْنَ يَدَيْهِ يَقُولُ خَلُّوْا بَنِي الْكُفَّارِ عَنْ سَبِيلِهِ الْيَوْمَ نَضْرِبْكُمْ عَلٰى تَاْوِيلِهِ ضَرْبًا يُزِيلُ الْهَامَ عَنْ مَقِيلِهِ وَيُذْهِلُ الْخَلِيلَ عَنْ خَلِيلِهِ قَالَ عُمَرُ يَا ابْنَ رَوَاحَةَ فِي حَرَمِ اللّٰهِ وَبَيْنَ يَدَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَقُوْلُ هٰذَا الشِّعْرَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "خَلِّ عَنْهُ فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَكَلَامُهُ اَشَدُّ عَلَيْهِمْ مِنْ وَّقْعِ النَّبْلِ" .

☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' عمرہ قضاء کے موقع پر جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے چل رہے تھے اور یہ اشعار پڑھ رہے تھے:

اے کافروں کی اولاد! آج نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے راستے کو چھوڑ دو' آج ہم اللہ کے حکم کے مطابق تمہیں ایسی ضرب لگائیں گے جو سر کو تن سے جدا کر دے گی اور دوست کو دوست سے جدا کر دے گی۔

تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے ابن رواحہ! اللہ کے حرم میں اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تم یہ شعر پڑھ رہے ہو۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اسے کرنے دو! اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے! اس کا کلام ان (کفار) کے لیے تیر لگنے سے زیادہ تکلیف دہ ہے۔

2894 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ - وَهُوَ ابْنُ زُرَيْعٍ - عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا قَدِمَ مَكَّةَ اسْتَقْبَلَهُ اُغَيْلِمَةُ بَنِيْ هَاشِمٍ - قَالَ - فَحَمَلَ وَاحِدًا بَيْنَ يَدَيْهِ وَآخَرَ خَلْفَهُ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ تشریف لائے' تو بنو ہاشم کے چند کم سن

2893-تقدم (الحديث 2873) .

2894-اخرجه البخاري في العمرة، باب استقبال الحاج القادمين و الثلاثة على الدابة (الحديث 1798) و في اللباس، باب الثلاثة على الدابة (الحديث 5965) . تحفة الاشراف (6053) .

بچوں نے آپ ﷺ کا استقبال کیا' نبی اکرم ﷺ نے ان میں سے ایک کو اپنے آگے بٹھا لیا اور دوسرے کو اپنے پیچھے بٹھا لیا۔

باب تَرْكِ رَفْعِ الْيَدَيْنِ عِنْدَ رُؤْيَةِ الْبَيْتِ .

یہ باب بیت اللہ کو دیکھ کر دونوں ہاتھ بلند نہ کرنے میں ہے

2895 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا قَزَعَةَ الْبَاهِلِيَّ يُحَدِّثُ عَنِ الْمُهَاجِرِ الْمَكِّيِّ قَالَ سُئِلَ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ الرَّجُلِ يَرَى الْبَيْتَ اَيَرْفَعُ يَدَيْهِ قَالَ مَا كُنْتُ اَظُنُّ اَحَدًا يَفْعَلُ هٰذَا اِلَّا الْيَهُوْدَ حَجَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ نَكُنْ نَفْعَلُهُ .

☆☆ مہاجر مکی بیان کرتے ہیں' حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے ایسے شخص کے بارے میں دریافت کیا گیا جو بیت اللہ کی زیارت کرتا ہے' کیا وہ اس وقت اپنے دونوں ہاتھ بلند کرے گا؟ تو انہوں نے فرمایا: میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ کام کوئی یہودی ہی کر سکتا ہے' ہم نے نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ حج کیا ہے اور ہم نے ایسا نہیں کیا تھا۔

باب الدُّعَاءِ عِنْدَ رُؤْيَةِ الْبَيْتِ .

یہ باب بیت اللہ کی زیارت کے وقت دعا مانگنے میں ہے

2896 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِيْ يَزِيْدَ اَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ طَارِقِ بْنِ عَلْقَمَةَ اَخْبَرَهُ عَنْ اُمِّهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا جَآءَ مَكَانًا فِيْ دَارِ يَعْلٰى اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَدَعَا .

☆☆ عبدالرحمٰن بن طارق اپنی والدہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: جب نبی اکرم ﷺ دار یعلیٰ کی جگہ پر تشریف لاتے تھے تو آپ ﷺ نے قبلہ کی طرف رخ کر کے دعا مانگی۔

شرح

زائر بیت اللہ، مکہ پہنچ کر جب مسجد حرام میں داخل ہوتا ہے وہ خانہ کعبہ کو دیکھتے ہی دعا مانگتا ہے تو اس کی دعا قبول ہوتی ہے۔ اس لئے مسئلہ یہ ہے کہ کعبہ مقدس کے جمال دل ربا پر نظر پڑتے ہی جو کچھ دل چاہے اپنے پروردگار سے مانگ لیا جائے۔ اب سوال یہ ہے کہ اس وقت دعا مانگتے ہوئے اپنے دونوں ہاتھ بھی اٹھائے جائیں یا نہیں؟ چنانچہ یہ حدیث اس کا انکار کر رہی ہے اور حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، حضرت امام شافعی اور حضرت امام مالک کا مسلک بھی یہی ہے کہ خانہ کعبہ کو دیکھ کر دعا مانگنے والا اپنے ہاتھ نہ اٹھائے، جب کہ حضرت امام احمد کا مسلک یہ ہے کہ خانہ کعبہ کو دیکھ کر ہاتھ اٹھائے جائیں اور دعا مانگی جائے۔ (طیبی)

ملا علی قاری نے مرقات میں حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام شافعی کا مسلک اس کے برخلاف لکھا ہے یعنی ان کی

2895-اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب في رفع اليدين اذا راى البيت (الحديث 1870) و الحديث عند: الترمذي في الحج، باب ما جاء في كراهية رفع اليدين عند روية البيت (الحديث 855) . تحفة الاشراف (3116) .

2896-اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب طواف الوداع (الحديث 2007) . تحفة الاشراف (18374) .

نقل کے مطابق ان دونوں ائمہ کے ہاں ہاتھ اٹھانا مشروع ہے لیکن انہیں ملا علی قاری نے اپنی ایک اور کتاب مناسک میں اس کو مکروہ لکھا ہے اگرچہ بعض علماء سے اس کا جواز بھی نقل کیا ہے۔ فقہ حنفی کی مشہور و معتمد کتاب ہدایہ اور در مختار سے بھی یہی بات ثابت ہوتی ہے کہ اس موقع پر ہاتھ نہ اٹھانا چاہئے۔

باب فَضْلِ الصَّلاةِ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ .

یہ باب مسجد الحرام میں نماز ادا کرنے کی فضیلت میں ہے

2897 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ وَّمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَا حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ مُوْسَى بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْجُهَنِيِّ قَالَ سَمِعْتُ نَافِعًا يَقُوْلُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "صَلَاةٌ فِي مَسْجِدِي اَفْضَلُ مِنْ اَلْفِ صَلَاةٍ فِيْمَا سِوَاهُ مِنَ الْمَسَاجِدِ اِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ" .

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ لَا اَعْلَمُ اَحَدًا رَوَى هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ غَيْرَ مُوْسَى الْجُهَنِيِّ . وَخَالَفَهُ ابْنُ جُرَيْجٍ وَّغَيْرُهُ .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

میری اس مسجد (یعنی مسجد نبوی) میں نماز ادا کرنا اس کے علاوہ کسی بھی جگہ پر ایک ہزار نمازیں ادا کرنے سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے' البتہ مسجد حرام کا حکم مختلف ہے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: میرے علم کے مطابق صرف موسیٰ جہنی نامی راوی نے اس روایت کو نافع کے حوالے سے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے' جبکہ ابن جریج اور دیگر محدثین نے اسے مختلف طور پر نقل کیا ہے۔

2898 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ اِسْحَاقُ اَنْبَاَنَا وَقَالَ مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ سَمِعْتُ نَافِعًا يَقُوْلُ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَعْبَدِ بْنِ عَبَّاسٍ حَدَّثَهُ اَنَّ مَيْمُوْنَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "صَلَاةٌ فِي مَسْجِدِي هٰذَا اَفْضَلُ مِنْ اَلْفِ صَلَاةٍ فِيْمَا سِوَاهُ مِنَ الْمَسَاجِدِ اِلَّا الْمَسْجِدَ الْكَعْبَةَ" .

★★ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

میری مسجد میں ایک نماز ادا کرنا اس کے علاوہ کسی بھی مسجد میں ایک ہزار نمازیں ادا کرنے سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے' البتہ مسجد کعبہ کا حکم مختلف ہے۔

2899 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا

2897-اخرجه مسلم في الحج، باب فضل الصلاة بمسجدي مكة و المدينة (الحديث 509م) . تحفة الاشراف (8451) .
2898-تقدم (الحديث 690) .

سَلَمَةَ قَالَ سَاَلْتُ الْاَغَرَّ عَنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ فَحَدَّثَ الْاَغَرُّ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "صَلَاةٌ فِيْ مَسْجِدِيْ هٰذَا اَفْضَلُ مِنْ اَلْفِ صَلَاةٍ فِيْمَا سِوَاهُ مِنَ الْمَسَاجِدِ اِلَّا الْكَعْبَةَ" .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

میری اس مسجد میں ایک نماز ادا کرنا اور کسی بھی مسجد میں ایک ہزار نمازیں ادا کرنے سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے' البتہ کعبہ (یعنی مسجد حرام) کا حکم مختلف ہے۔

باب بِنَاءِ الْكَعْبَةِ .

یہ باب خانہ کعبہ کی تعمیر کے بیان میں ہے

2900 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مُحَمَّدِ بْنِ اَبِيْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ اَخْبَرَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اَلَمْ تَرَىْ اَنَّ قَوْمَكِ حِيْنَ بَنَوُا الْكَعْبَةَ اقْتَصَرُوْا عَنْ قَوَاعِدِ اِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ" . فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَا تَرُدُّهَا عَلٰى قَوَاعِدِ اِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ "لَوْلَا حِدْثَانُ قَوْمِكِ بِالْكُفْرِ" . فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ لَئِنْ كَانَتْ عَائِشَةُ سَمِعَتْ هٰذَا مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اُرٰى تَرْكَ اسْتِلَامِ الرُّكْنَيْنِ اللَّذَيْنِ يَلِيَانِ الْحِجْرَ اِلَّا اَنَّ الْبَيْتَ لَمْ يُتَمَّمْ عَلٰى قَوَاعِدِ اِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ .

☆☆ ابن شہاب' سالم بن عبداللہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: عبداللہ بن محمد بن ابوبکر نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے یہ بات بتائی: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

کیا تم نے غور کیا ہے' تمہاری قوم نے جب خانہ کعبہ کی تعمیر کی تھی' تو انہوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں میں سے کچھ کم کر دیا تھا۔

میں نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ اسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں پر دوبارہ کیوں نہیں تعمیر کر دیتے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

2899-اخرجه البخاري في فضل الصلاة في مسجد مكة والمدينة، باب فضل الصلاة في مسجد مكة و المدينة (الحديث 1190) . و اخرجه مسلم في الحج، باب فضل الصلاة بمسجدي مكة و المدينة (الحديث 507) . و اخرجه الترمذي في الصلاة، باب ما جاء في اي المساجد افضل (الحديث 325) . و اخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها ، باب ما جاء في فضل الصلاة في المسجد الحرام و مسجد النبي صلى الله عليه وسلم (الحديث 1404) . تحفة الاشراف (13464 و 14960) .

2900-اخرجه البخاري في الحج، باب فضل مكة و بنيانها (الحديث 1583)، و في الانبياء، باب 10 . (الحديث 3368)، و في التفسير، باب قوله تعالى: (واذ يرفع ابراهيم القواعد من البيت و اسماعيل ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم) (الحديث 4484) . و اخرجه مسلم في الحج، باب نقض الكعبة و بنائها (الحديث 399 و 400) . و اخرجه النسائي في التفسير: سورة البقرة، قوله تعالى: (واذ يرفع ابراهيم القواعد من البيت) (الحديث 19) . تحفة الاشراف (16287) .

اگر تمہاری قوم زمانۂ کفر کے قریب نہ ہوتی (تو میں ایسا کر دیتا)۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اگر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی سنی ہے تو میرا خیال ہے حطیم کے پاس والے دو ارکان کا استلام اسی وجہ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ترک کیا تھا کیونکہ بیت اللہ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں کے مطابق مکمل نہیں بنایا گیا تھا۔

شرح

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خانہ کعبہ کے صرف دو رکن کا استلام کرتے دیکھا ہے جو یمن کی سمت ہیں۔ (بخاری مسلم، مشکوۃ المصابیح، جلد دوم، رقم الحدیث، 1113)

کعبہ مقدسہ کے چار رکن یعنی چار کونے ہیں، ایک رکن تو وہ ہے جس میں حجر اسود نصب ہے، دوسرا اس کے سامنے ہے اور حقیقت میں "یمانی" اسی رکن کا نام ہے، مگر اس طرف کے دونوں ہی رکن کو تغلیبا رکن یمانی ہی کہتے ہیں۔ ان کے علاوہ دو رکن اور ہیں جن میں سے ایک تو رکن عراقی ہے اور دوسرا رکن شامی مگر ان دونوں کو رکن شامی ہی کہتے ہیں۔ جن میں رکن حجر اسود ہے اس کو دوہری فضیلت حاصل ہے، ایک فضیلت تو اسے اس لئے حاصل ہے کہ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا بنایا ہوا ہے اور دوسری فضیلت یوں حاصل ہے کہ اس میں حجر اسود ہے، جب کہ رکن یمانی کو صرف یہی ایک فضیلت حاصل ہے کہ اسے حضرت ابراہیم نے بنایا ہے۔ حاصل یہ ہے کہ ان دونوں رکن کو رکن شامی و عراقی پر فضیلت و برتری حاصل ہے۔ اسی لئے "اسلام" انہیں دونوں رکن کے ساتھ مختص ہے۔

استلام" کے معنی ہیں "لمس کرنا یعنی چھونا" یہ چھونا خواہ ہاتھ وغیرہ کے ذریعہ ہو یا بوسہ کے ساتھ اور یا دونوں کے ساتھ لہذا جب یہ لفظ رکن اسود کے ساتھ استعمال ہوتا ہے تو اس سے حجر اسود کو چومنا مقصود ہے اور جب رکن یمانی کی نسبت استعمال ہوتا ہے تو اس سے رکن یمانی کو صرف چھونا مراد ہوتا ہے۔ چونکہ رکن اسود، رکن یمانی سے افضل ہے اس لئے اس کو بوسہ دیتے ہیں یا ہاتھ وغیرہ لگا کر یا کسی چیز سے اس کی طرف اشارہ کر کے چومتے ہیں اور رکن یمانی کو صرف چوما جاتا ہے اس کو بوسہ نہیں دیا جاتا، بقیہ دونوں رکن یعنی شامی اور عراقی کو نہ بوسہ دیتے ہیں اور نہ ہاتھ لگاتے ہیں، چنانچہ مسئلہ یہی ہے کہ حجر اسود اور رکن یمانی کے علاوہ کسی اور پتھر وغیرہ کو نہ چومنا چاہئے اور نہ ہاتھ لگانا چاہئے۔

2901 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدَةُ وَاَبُوْ مُعَاوِيَةَ قَالاَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَوْلاَ حَدَاثَةُ عَهْدِ قَوْمِكِ بِالْكُفْرِ لَنَقَضْتُ الْبَيْتَ فَبَنَيْتُهُ عَلٰى اَسَاسِ اِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلاَمُ وَجَعَلْتُ لَهُ خَلْفًا فَاِنَّ قُرَيْشًا لَمَّا بَنَتِ الْبَيْتَ اسْتَقْصَرَتْ" .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی:

اگر تمہاری قوم زمانۂ کفر کے قریب نہ ہوتی، تو میں بیت اللہ کو گرا کر اسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں پر تعمیر کرتا اور اس

2901-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (17093) .

کے دوسری طرف بھی ایک دروازہ بناتا' قریش نے جب بیت اللہ کی تعمیر کی تھی' تو انہوں نے اسے چھوٹا کر دیا تھا۔

2902 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ وَّمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى عَنْ خَالِدٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ اَبِىْ اِسْحَاقَ عَنِ الْاَسْوَدِ اَنَّ اُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ قَالَتْ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَوْلَا اَنَّ قَوْمِىْ - وَفِىْ حَدِيْثِ مُحَمَّدٍ قَوْمَكِ - حَدِيْثُ عَهْدٍ بِجَاهِلِيَّةٍ لَهَدَمْتُ الْكَعْبَةَ وَجَعَلْتُ لَهَا بَابَيْنِ" . فَلَمَّا مَلَكَ ابْنُ الزُّبَيْرِ جَعَلَ لَهَا بَابَيْنِ .

☆☆ اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اگر میری قوم۔

محمد نامی راوی نے یہ لفظ نقل کیے ہیں:

اگر تمہاری قوم زمانۂ جاہلیت کے قریب نہ ہوتی' تو میں خانہ کعبہ کو منہدم کر دیتا اور پھر (دوبارہ تعمیر کر کے) اس کے دو دروازے بناتا۔

(راوی بیان کرتے ہیں:) جب حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی حکومت کا زمانہ آیا' تو انہوں نے خانہ کعبہ کے دو دروازے بنا دیئے تھے۔

2903 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَلَّامٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ قَالَ اَنْبَاَنَا جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ رُوْمَانَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهَا "يَا عَائِشَةُ لَوْلَا اَنَّ قَوْمَكِ حَدِيْثُ عَهْدٍ بِجَاهِلِيَّةٍ لَاَمَرْتُ بِالْبَيْتِ فَهُدِمَ فَاَدْخَلْتُ فِيْهِ مَا اُخْرِجَ مِنْهُ وَاَلْزَقْتُهُ بِالْاَرْضِ وَجَعَلْتُ لَهُ بَابَيْنِ بَابًا شَرْقِيًّا وَّبَابًا غَرْبِيًّا فَاِنَّهُمْ قَدْ عَجَزُوْا عَنْ بِنَائِهِ فَبَلَغْتُ بِهِ اَسَاسَ اِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ" . قَالَ فَذٰلِكَ الَّذِىْ حَمَلَ ابْنَ الزُّبَيْرِ عَلٰى هَدْمِهِ . قَالَ يَزِيْدُ وَقَدْ شَهِدْتُ ابْنَ الزُّبَيْرِ حِيْنَ هَدَمَهُ وَبَنَاهُ وَاَدْخَلَ فِيْهِ مِنَ الْحِجْرِ وَقَدْ رَاَيْتُ اَسَاسَ اِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ حِجَارَةً كَاَسْنِمَةِ الْاِبِلِ مُتَلَاحِكَةً .

☆☆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: اے عائشہ! اگر تمہاری قوم زمانۂ جاہلیت کے قریب نہ ہوتی' تو میں بیت اللہ کو منہدم کرنے کا حکم دیتا (پھر اس کی دوبارہ تعمیر کرتا) میں اس میں اس حصے کو شامل کر لیتا' جسے اس میں سے نکال دیا گیا ہے' اسے زمین کے ساتھ ملا دیتا' میں اس کے دو دروازے بناتا' ایک مشرق کی سمت ہوتا اور ایک مغرب کی سمت میں ہوتا' وہ لوگ اس کی تعمیر پوری نہیں کر سکے تھے' میں اُسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں پر تعمیر کرتا۔

راوی کہتے ہیں: اسی روایت کی بنیاد پر حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے خانہ کعبہ کو منہدم کیا تھا۔

یزید نامی راوی بیان کرتے ہیں: میں اس وقت وہاں موجود تھا جب حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے اسے منہدم کروایا تھا' اور اس کی تعمیر نو کروائی تھی۔ انہوں نے حطیم کو اس میں شامل کر دیا تھا' میں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی رکھی ہوئی بنیادوں کے پتھروں کو دیکھا تھا' جو اونٹ کی کوہان کی طرح کے تھے اور مضبوطی کے ساتھ ایک دوسرے سے جڑے ہوئے تھے۔

2902-اخرجه الترمذي في الحج، باب ما جاء في كسر الكعبة (الحديث 875) . تحفة الاشراف (16030) .

2903-اخرجه البخاري في الحج، باب فضل مكة (الحديث 1586) . تحفة الاشراف (17353) .

2904 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ زِيَادِ بْنِ سَعْدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "يُخَرِّبُ الْكَعْبَةَ ذُو السُّوَيْقَتَيْنِ مِنَ الْحَبَشَةِ".

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:
خانہ کعبہ کو حبشہ سے تعلق رکھنے والا دو پتلی پنڈلیوں کا مالک شخص منہدم کردے گا۔

تعمیر کعبہ کا واقعہ

حضرت ابراہیم واسماعیل علیہما السلام کو بیت اللہ کو تعمیر کرنے کا واقعہ

ایک مدت کے بعد حضرت ابراہیم کو اجازت ملی اور آپ تشریف لائے تو حضرت اسمٰعیل کو زمزم کے پاس ایک ٹیلے پر تیر سیدھے کرتے ہوئے پایا، حضرت اسمٰعیل علیہ السلام باپ کو دیکھتے ہی کھڑے ہوگئے اور باادب ملے جب باپ بیٹے ملے تو خلیل اللہ علیہ السلام نے فرمایا اے اسماعیل مجھے اللہ کا ایک حکم ہوا ہے آپ نے فرمایا ابا جان جو حکم ہوا ہو اس کی تعمیل کیجئے، کہا بیٹا تمہیں بھی میرا ساتھ دینا پڑے گا۔ عرض کرنے لگے میں حاضر ہوں اس جگہ اللہ کا ایک گھر بنانا ہے کہنے لگے بہت بہتر اب باپ بیٹے نے بیت اللہ کی نیو رکھی اور دیواریں اونچی کرنی شروع کیں، حضرت اسمٰعیل پتھر لا لا کر دیتے جاتے تھے اور حضرت ابراہیم چنتے جاتے تھے جب دیواریں قدرے اونچی ہوگئیں تو حضرت ذبیح اللہ یہ پتھر یعنی مقام ابراہیم کا پتھر لائے، اس اونچے پتھر پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیم کعبہ کے پتھر رکھتے جاتے تھے اور دونوں باپ بیٹا یہ دعا مانگتے جاتے تھے کہ باری تعالیٰ تو ہماری اس ناچیز خدمت کو قبول فرمانا تو سننے اور جاننے والا ہے۔

بادل کے سائے تک بیت اللہ کی زمین ہونے کا واقعہ

یہ روایت اور کتب حدیث میں بھی ہے کہیں مختصر اور کہیں مفصلاً ایک صحیح حدیث میں یہ بھی ہے کہ حضرت ذبیح اللہ کے بدلے جو دنبہ ذبح ہوا تھا اس کے سینگ بھی کعبۃ اللہ میں تھے اوپر کی لمبی روایت بروایت حضرت علی بھی مروی ہے اس میں یہ بھی ہے کہ ابراہیم علیہ السلام جب بھی کعبۃ اللہ شریف کے قریب پہنچے تو آپ نے اپنے سر پر ایک بادل سا ملاحظہ فرمایا جس میں سے آواز آئی کہ اے ابراہیم جہاں جہاں تک اس بادل کا سایہ ہے وہاں تک کی زمین بیت اللہ میں لے لو کمی زیادتی نہ ہو اس روایت میں یہ بھی ہے کہ بیت اللہ بنا کر وہاں حضرت ہاجرہ اور حضرت اسمٰعیل کو چھوڑ کر آپ تشریف لے گئے لیکن روایت ہی ٹھیک ہے اور اس طرح تطبیق بھی ہوسکتی ہے کہ بنا پہلے رکھدی تھی لیکن بنایا بعد میں، اور بنانے میں بیٹا اور باپ دونوں شامل تھے جیسے کہ قرآن پاک کے الفاظ بھی ہیں

ایک اور روایت میں ہے کہ لوگوں نے حضرت علی سے بناء بیت اللہ شروع کیفیت دریافت کی تو آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ

2904-اخرجه البخاري في الحج، باب قول الله تعالى: (جعل الله البيت الحرام...... وان الله بكل شيء عليم) (الحديث 1591) . و اخرجه مسلم في الفتن و اشراط الساعة، باب لا تقوم الساعة حتى يمر الرجل بقبر الرجل فيتمنى ان يكون مكان الميت من البلاء (الحديث 57). و اخرجه النسائي في التفسير: سورة المائدة، قوله تعالى: (و جعل الله الكعبة البيت الحرام) (الحديث 172) . تحفة الاشراف (13116) .

نے حضرت ابراہیم کو حکم دیا کہ میرا گھر بناؤ حضرت ابراہیم گھبرائے کہ مجھے کہاں بنانا چاہئے کس طرح اور کتنا بڑا بنانا چاہئے وغیرہ اس پر سکینہ نازل ہوا اور حکم ہوا کہ جہاں یہ ٹھہرے وہاں تم میرا گھر بناؤ آپ نے بنانا شروع کیا جب حجر اسود کی جگہ پہنچے تو حضرت اسمٰعیل سے کہا بیٹا کوئی اچھا سا پتھر ڈھونڈ لاؤ تو دیکھا کہ آپ اور پتھر وہاں لگا چکے ہیں، پوچھا یہ پتھر کون لایا؟ آپ نے فرمایا اللہ کے حکم سے یہ پتھر حضرت جبرائیل آسمان سے لے کر آئے، حضرت کعب احبار فرماتے ہیں کہ اب جہاں بیت اللہ ہے وہاں زمین کی پیدائش سے پہلے پانی پر بلبلوں کے ساتھ جھاگ سی تھی یہیں سے زمین پھیلائی گئی،

حضرت علی فرماتے ہیں کعبۃ اللہ بنانے کے لیے حضرت خلیل آرمینیہ سے تشریف لائے تھے حضرت سدی فرماتے ہیں حجر اسود حضرت جبرائیل ہند سے لائے تھے اس وقت وہ سفید چمکدار یاقوت تھا جو حضرت آدم نے بنا کی،

مسند عبدالرزاق میں ہے کہ حضرت آدم ہند میں اترے تھے اس وقت ان کا قد لمبا تھا زمین میں آنے کے بعد فرشتوں کی تسبیح نماز و دعا وغیرہ سنتے تھے جب قد گھٹ گیا اور وہ پیاری آوازیں آنی بند ہو گئیں تو آپ گھبرانے لگے حکم ہوا کہ مکہ کی طرف رکھا اور اسے اپنا گھر قرار دیا، حضرت آدم یہاں طواف کرنے لگے اور مانوس ہوئے گھبراہٹ جاتی رہی حضرت نوح کے طوفان کے زمانہ میں یہ پھر اٹھ گیا اور حضرت ابراہیم کے زمانہ میں پھر اللہ تعالیٰ نے بنوایا حضرت آدم نے یہ گھر حرا طور زیتا جبل لبنان طور سینا اور جودی ان پانچ پہاڑوں سے بنایا تھا لیکن ان تمام روایتوں میں تفاوت ہے۔

بیت اللہ کے بارے میں بھیڑوں کی گواہی کا واقعہ

بعض روایتوں میں ہے کہ زمین کی پیدائش سے دو ہزار سال پہلے بیت اللہ بنایا گیا تھا، حضرت ابراہیم کے ساتھ بیت اللہ کے نشان بتانے کے لیے حضرت جبرائیل چلے تھے اس وقت یہاں جنگلی درختوں کے سوا کچھ نہ تھا کس دور عمالیق کی آبادی تھی یہاں آپ حضرت ام اسماعیل کو اور حضرت اسمٰعیل کو ایک چھپر تلے بٹھا گئے ایک اور روایت میں ہے کہ بیت اللہ کے چار ارکان ہیں اور ساتویں زمین تک وہ نیچے ہوتے ہیں ایک اور روایت میں ہے کہ ذوالقرنین جب یہاں پہنچے اور حضرت ابراہیم کو بیت اللہ بناتے ہوئے دیکھا تو پوچھا یہ کیا کر رہے ہو؟ تو انہوں نے کہا اللہ کے حکم سے اس کا گھر بنا رہے ہیں پوچھا کیا دلیل؟ کہا یہ بھیڑیں گواہی دیں گی پانچ بھیڑوں نے کہا ہم گواہی دیتی ہیں کہ یہ دونوں اللہ کے مامور ہیں، ذوالقرنین خوش ہو گئے اور کہنے لگے میں نے مان لیا الرزقی کی تاریخ مکہ میں ہے کہ ذوالقرنین نے خلیل اللہ اور ذبیح اللہ کے ساتھ بیت اللہ کا طواف کیا۔

صحیح بخاری میں ہے قواعد بنیان اور اساس کو کہتے ہیں یہ قاعدہ کی جمع ہے قرآن میں اور جگہ آیت (وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَاءِ الّٰتِيْ لَا يَرْجُوْنَ نِكَاحًا فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ اَنْ يَّضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ غَيْرَ مُتَبَرِّجٰتٍۢ بِزِيْنَةٍ) 24۔ النور: 60) بھی آیا ہے اس کا مفرد بھی قاعدۃ ہے حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کیا تم نہیں دیکھتیں کہ تمہاری قوم نے جب بیت اللہ بنایا تو قواعد ابراہیم سے گھٹا دیا میں نے کہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپ اسے بڑھا کر اصلی بنا کر دیں فرمایا کہ اگر تیری قوم نے جب بیت اللہ بنایا تو قواعد ابراہیم سے گھٹا دیا میں نے کہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپ اسے بڑھا کر اصلی بنا کر دیں فرمایا کہ اگر تیری قوم کا اسلام تازہ اور ان کا زمانہ کفر کے قریب نہ ہوتا تو میں ایسا کر لیتا حضرت عبداللہ بن عمر کو جب یہ حدیث پہنچی تو

فرمانے لگے، شاید یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجر اسود کے پاس کے دوستونوں کو چھوتے نہ تھے۔

صحیح مسلم شریف میں ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اے عائشہ اگر تیری قوم کا جاہلیت کا زمانہ نہ ہوتا تو میں کعبہ کے خزانہ کو اللہ کی راہ میں خیرات کر ڈالتا اور دروازے کو زمین دوز کر دیتا اور حطیم کو بیت اللہ میں داخل کر دیتا صحیح بخاری میں یہ بھی ہے کہ میں اس کا دوسرا دروازہ بھی بنا دیتا ایک آنے کے لیے اور دوسرا جانے کے لیے چنانچہ ابن زبیر نے اپنے زمانہ خلافت میں ایسا ہی کیا اور ایک روایت میں ہے کہ اسے میں دوبارہ بنائے ابراہیمی پر بناتا۔ دوسری روایت میں ہے کہ ایک دروازہ مشرق رخ کرتا اور دوسرا مغرب رخ اور چھ ہاتھ حطیم کو اس میں داخل کر لیتا جسے قریش نے باہر کر دیا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت سے پانچ سال پہلے قریش نے نئے سرے سے کعبہ بنایا تھا۔

بیت اللہ کی تعمیر میں پاک مال خرچ کرنے کا واقعہ

اس بنا میں خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی شریک تھے آپ کی عمر پینتیس سال کی تھی اور پتھر آپ بھی اٹھاتے تھے محمد بن اسحاق بن یسار رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک پینتیس سال کی ہوئی اس وقت قریش نے کعبۃ اللہ کو نئے سرے سے بنانے کا ارادہ کیا ایک تو اس لئے کہ اس کی دیواریں بہت چھوٹی تھیں چھت نہ تھی دوسرے اس لئے بھی کہ بیت اللہ کا خزانہ چوری ہو گیا تھا جو بیت اللہ کے بیچ میں ایک گہرے گڑھے میں رکھا ہوا تھا یہ مال "دویک" کے پاس ملا تھا جو خزائمہ کے قبیلے بنی ملیح بن عمرو کا مولی تھا ممکن ہے۔

چوروں نے یہاں لا رکھا ہو لیکن اس کے ہاتھ اس چوری کی وجہ سے کاٹے گئے ایک اور قدرتی سہولت بھی اس کے لیے ہو گئی تھی کہ روم کے تاجروں کی ایک کشتی جس میں بہت اعلیٰ درجہ کی لکڑیاں تھیں وہ طوفان کی وجہ سے جدہ کے کنارے آ لگی تھی یہ لکڑیاں چھت میں کام آ سکتی تھیں اس لیے قریشیوں نے انہیں خرید لیا اور مکہ کے ایک بڑھئی جو قبطی قبیلہ میں سے تھا کو چھت کا کام سونپا یہ سب تیاریاں تو ہو رہی تھیں لیکن بیت اللہ کو گرانے کی ہمت نہ پڑتی تھی اس کے قدرتی اسباب بھی مہیا ہو گئے۔

بیت اللہ کے خزانہ میں ایک بڑا اژدھا تھا جب بھی لوگ اس کے قریب بھی جاتے تو وہ منہ پھاڑ کر ان کی طرف لپکتا تھا یہ سانپ ہر روز اس کنویں سے نکل کر بیت اللہ کی دیواروں پر آ بیٹھتا تھا ایک روز وہ بیٹھا ہوا تھا تو اللہ تعالیٰ نے ایک بہت بڑا پرندہ بھیجا وہ اسے پکڑ کر لے اڑا قریشیوں نے سمجھ لیا کہ ہمارا ارادہ مرضی مولا کے مطابق ہے لکڑیاں بھی ہمیں مل گئیں بڑھئی بھی ہمارے پاس موجود ہے سانپ کو بھی اللہ تعالیٰ نے دفع کیا۔ اب انہوں نے مستقل ارادہ کر لیا کہ کعبۃ اللہ کو گرا کر نئے سرے سے بنائیں۔ سب سے پہلے ابن وہب کھڑا ہوا اور ایک پتھر کعبۃ اللہ کو گرا کر اتارا جو اس کے ہاتھ سے اڑ کر پھر وہیں جا کر نصب ہو گیا اس نے تمام قریشیوں سے خطاب کر کے کہا سنو بیت اللہ کے بنانے میں ہر شخص اپنا طیب اور پاک مال خرچ کرے۔ اس میں زنا کاری کا روپیہ سودی بیوپار کا روپیہ ظلم سے حاصل کیا ہوا مال نہ لگانا۔

حجر اسود کو رکھنے پر اہل عرب کے جنگ پر تیار ہو جانے کا واقعہ

بعض لوگ کہتے ہیں یہ مشورہ ولید بن مغیرہ نے دیا تھا اب بیت اللہ کے حصے بانٹ لئے گئے دروازہ کا حصہ بنو عبد مناف اور

زہرہ بنائیں حجر اسود اور رکن یمانی کا حصہ بنی مخزوم بنائیں۔ قریش کے اور قبائل بھی ان کا ساتھ دیں۔ کعبہ کا پچھلا حصہ بنو جمح اور سہم بنائیں۔ حطیم کے پاس کا حصہ بنو عبدالدار بن قصف اور بنو اسد بن عبد العزیٰ اور بنو عدی بن کعب بنائیں۔ یہ مقرر کر کے ابن بنی ہوئی عمارت کو ڈھانے کے لیے چلے لیکن کسی کو ہمت نہیں پڑتی کہ اسے مسمار کرنا شروع کرے۔

آخر ولید بن مغیرہ نے کہا لو میں شروع کرتا ہوں کدال لے کر اوپر چڑھ گئے اور کہنے لگے اے اللہ تجھے خوب علم ہے کہ ہمارا ارادہ برا نہیں ہم تیرے گھر کو اجاڑنا نہیں چاہتے بلکہ اس کے آباد کرنے کی فکر میں ہیں۔ یہ کہہ کر کچھ حصہ دونوں رکن کے کناروں کا گرایا قریشیوں نے کہا بس اب چھوڑ دو اور رات بھر کا انتظار کرو اگر اس شخص پر کوئی وبال آ جائے تو یہ پتھر اسی جگہ پر لگا دینا اور خاموش ہو جانا اور اگر کوئی عذاب نہ آئے تو سمجھ لینا کہ اس کا گرانا اللہ کو ناپسند نہیں پھر کل سب مل کر اپنے اپنے کام میں لگ جانا چنانچہ صبح ہوئی اور ہر طرح خیریت رہی اب سب آ گئے اور بیت اللہ کی اگلی عمارت کو گرا دیا یہاں تک کہ اصلی نیو یعنی بناء ابراہیمی تک پہنچ گئے یہاں سبز رنگ کے پتھر تھے کے ہلنے کے ساتھ ہی تمام مکہ کی زمین ہلنے لگی تو انہوں نے سمجھ لیا کہ انہیں جدا کر کے اور پتھر ان کی جگہ لگانا اللہ کو منظور نہیں اس لئے ہمارے بس کی بات نہیں اس ارادے سے باز رہے اور ان پتھروں کو اسی طرح رہنے دیا۔

پھر ہر قبیلہ نے اپنے اپنے حصہ کے مطابق علیحدہ علیحدہ پتھر جمع کیے اور عمارت بننی شروع ہوئی یہاں تک کہ باقاعدہ جنگ کی نوبت آ گئی فرقے آپس میں کھچ گئے اور لڑائی کی تیاریاں میں مشغول ہو گئے بنو عبد دار اور بنو عدی نے ایک طشتری میں خون بھر کر اس میں ہاتھ ڈبو کر حلف اٹھایا کہ سب کٹ مریں گے لیکن حجر اسود کسی کو نہیں رکھنے دیں گے اسی طرح چار پانچ دن گزر گئے پھر قریش مسجد میں جمع ہوئے کہ آپس میں مشورہ اور انصاف کریں۔

نبی کریم ﷺ کی حکمت و دانائی نے سب قبائل کے دل جیت لیے

تو ابو امیہ بن مغیرہ نے جو قریش میں سب سے زیادہ معمر اور عقلمند تھے کہا سنو لوگو تم اپنا منصف کسی کو بنا لو وہ جو فیصلہ کرے سب منظور کر لو۔ لیکن پھر منصف بنانے میں بھی اختلاف ہوگا اس لئے ایسا کرو کہ اب جو سب سے پہلے یہاں مسجد میں آئے وہی ہمارا منصف۔ اس رائے پر سب نے اتفاق کر لیا۔ اب منتظر ہیں کہ دیکھیں سب سے پہلے کون آتا ہے؟ پس سب سے پہلے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آئے۔ آپ کو دیکھتے ہی یہ لوگ خوش ہو گئے اور کہنے لگے ہمیں آپ کا فیصلہ منظور ہے ہم آپ کے حکم پر رضامند ہیں۔ یہ تو امین ہیں یہ تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں۔

پھر سب آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا واقعہ آپ کو کہہ سنایا آپ نے فرمایا جاؤ کوئی موٹی اور بڑی سی چادر لاؤ وہ لے آئے۔ آپ نے حجر اسود اٹھا کر اپنے دست مبارک سے اس میں رکھا پھر فرمایا ہر قبیلہ کا سردار آئے اور اس کپڑے کا کونہ پکڑ لے اور اس طرح ہر ایک حجر اسود کے اٹھانے کا حصہ دار بنے اس پر سب لوگ بہت ہی خوش ہوئے اور تمام سرداروں نے اسے تھام کر اٹھا لیا۔ جب اس کے رکھنے کی جگہ تک پہنچے تو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے لے کر اپنے ہاتھ سے اسی جگہ رکھ دیا اور وہ نزاع و اختلاف بلکہ جدال و قتال رفع ہو گیا اور اس طرح اللہ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ اپنے گھر میں اس

مبارک پتھر کو نصب کرایا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہونے سے پہلے قریش آپ کو امین کہا کرتے تھے۔ اب پھر اوپر کا حصہ بنا اور کعبۃ اللہ کی عمارت تمام ہوئی ابن اسحاق مورخ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کعبہ اٹھارہ ہاتھ کا تھا۔ قباطی کا پردہ چڑھایا جاتا تھا پھر چادر کا پردہ چڑھنے لگا۔ ریشمی پردہ سب سے پہلے حجاج بن یوسف نے چڑھایا۔ کعبہ کی یہی عمارت رہی یہاں تک کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی خلافت کی ابتدائی زمانہ میں ساٹھ سال کے بعد یہاں آگ لگی اور کعبہ جل گیا۔ یہ یزید بن معاویہ کی ولایت کا آخری زمانہ تھا اور اس نے ابن زبیر کا مکہ میں محاصرہ کر رکھا تھا۔ ان دنوں میں خلیفہ مکہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنی خالہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ سے جو حدیث سنی تھی اسی کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تمنا پر بیت اللہ کو گرا کر ابراہیمی قواعد پر بنایا حطیم اندر شامل کر لیا، مشرق ومغرب دو دروازے رکھے ایک اندر آنے کا دوسرا باہر جانے کا اور دروازوں کو زمین کے برابر رکھا آپ کی امارت کے زمانہ تک کعبۃ اللہ یونہی رہا یہاں تک کہ ظالم حجاج کے ہاتھوں آپ شہید ہوئے۔ اب حجاج نے عبدالملک بن مروان کے حکم سے کعبہ کو پھر توڑ کر پہلے کی طرح بنالیا۔

استخارہ کر کے بیت اللہ کی تعمیر کرنے کا واقعہ

صحیح مسلم شریف میں یزید بن معاویہ کے زمانہ میں جب کہ شامیوں نے مکہ شریف پر چڑھائی کی اور جو ہونا تھا وہ ہوا۔ اس وقت حضرت عبداللہ نے بیت اللہ کو یونہی چھوڑ دیا۔ موسم حج کے موقع پر لوگ جمع ہوئے انہوں نے یہ سب کچھ دیکھا بعدازاں آپ نے لوگوں سے مشورہ لیا کہ کیا کعبۃ اللہ سارے کو گرا کر نئے سرے سے بنائیں یا جو ٹوٹا ہوا ہے اسکی اصلاح کر لیں؟ تو حضرت عبداللہ بن عباس نے فرمایا میری رائے یہ ہے کہ آپ جو ٹوٹا ہوا ہے اسی کی مرمت کر دیں باقی سب پرانا ہے رہنے دیں۔ آپ نے فرمایا اگر تم میں سے کسی کا گھر جل جاتا تو وہ تو خوش نہ ہوتا جب تک اسے نئے سرے سے نہ بناتا پھر تم اپنے رب عزوجل کے گھر کی نسبت اتنی کمزور رائے کیوں رکھتے ہو؟ اچھا میں تین دن تک اپنے رب سے استخارہ کروں گا پھر جو سمجھ میں آئے گا وہ کروں گا۔ تین دن کے بعد آپ کی رائے یہی ہوئی کہ باقی ماندہ دیواریں بھی توڑی جائیں اور از سرے نو کعبہ کی تعمیر کی جائے چنانچہ یہ حکم دے دیا لیکن کعبے کو توڑنے کی کسی کی ہمت نہیں پڑتی تھی۔ ڈر تھا کہ جو پہلے توڑنے کے لیے چڑھے گا اس پر عذاب نازل ہو گا لیکن ایک باہمت شخص چڑھ گیا اور اس نے ایک پھر توڑا۔

جب لوگوں نے دیکھا کہ اسے کچھ ایذاء نہیں پہنچی تو اب ڈھانا شروع کیا اور زمین تک برابر یکساں صاف کر دیا اس وقت چاروں طرف ستون کھڑے کر دیئے تھے اور ایک کپڑا تان دیا تھا۔ اب بناء بیت اللہ شروع ہوئی۔ حضرت عبداللہ نے فرمایا میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما سے سنا وہ کہتی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اگر لوگوں کا کفر کا زمانہ قریب نہ ہوتا اور میرے پاس خرچ بھی ہوتا جس میں بنا سکوں تو حطیم میں سے پانچ ہاتھ بیت اللہ مین لے لیتا اور کعبہ کے دو دروازے کرتا ایک آنے کا اور ایک جانے کا حضرت عبداللہ نے یہ روایت بیان کر کے فرمایا اب لوگون کے کفر کا زمانہ قریب کا نہیں رہا ان سے خوف جاتا رہا اور خزانہ بھی معمور ہے میرے پاس کافی روپیہ ہے پھر کوئی وجہ نہیں کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تمنا پوری نہ کروں چنانچہ

پانچ ہاتھ حطیم اندر لے لی اور اب جو دیوار کھڑی کی تو ٹھیک ابراہیمی بنیاد نظر آنے لگی جو لوگوں نے اپنی آنکھوں دیکھ لی اور اسی پر دیوار کھڑی کی بیت اللہ کا طول اٹھارہ ہاتھ تھا اب جو اس میں پانچ ہاتھ اور بڑھ گیا تو چھوٹا ہو گیا اس لیے طول میں دس ہاتھ اور بڑھایا گیا اور دو دروازے بنائے گئے ایک اندر آنے کا دوسرا باہر جانے کا ابن زبیر کی شہادت کے بعد حجاج بن عبدالملک کو لکھا اور ان سے مشورہ لیا کہ اب کیا کیا جائے؟ یہ بھی لکھ بھیجا کہ مکہ شریف کے عادلوں نے دیکھا ہے ٹھیک حضرت ابراہیم کی نیو پر کعبہ تیار ہوا ہے لیکن عبدالملک نے جواب دیا کہ طول کو تو باقی رہنے دو اور حطیم کو باہر کر دو اور دوسرا دروازہ بند کر دو۔

حجاج نے اس حکم کے مطابق کعبہ کو تڑوا کر پھر اسی بنا پر بنا دیا لیکن سنت طریقہ یہی تھا کہ حضرت عبداللہ بن زبیر کی بناء کو باقی رکھا جاتا اس لئے کہ حضور علیہ السلام کی چاہت یہی تھی لیکن اس وقت آپ کو یہ خوف تھا کہ لوگ بدگمانی نہ کریں ابھی نئے نئے اسلام میں داخل ہوئے ہیں لیکن یہ حدیث عبدالملک بن مروان کو نہیں پہنچی تھی اس لئے انہوں نے اسے تڑوا دیا جب انہیں حدیث پہنچی تو رنج کرتے تھے اور کہتے تھے کاش کہ ہم یونہی رہنے دیتے اور نہ تڑاتے۔

چنانچہ صحیح مسلم شریف کی ایک اور حدیث میں ہے کہ حارث عبیداللہ جب ایک وفد میں عبدالملک بن مروان کے پاس پہنچے تو عبدالملک نے کہا میرا خیال ہے کہ ابوحبیب یعنی عبداللہ بن زبیر نے (اپنی خالہ) حضرت عائشہ سے یہ حدیث سنی ہوگی حارث نے کہا ضرور سنی تھی خود میں نے بھی ام المومنین سے سنا ہے پوچھا تم نے کیا سنا ہے؟ کہا میں نے سنا ہے آپ فرماتی تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ مجھ سے فرمایا کہ عائشہ تیری قوم نے بیت اللہ کو تنگ کر دیا۔ اگر تیری قوم کا زمانہ شرک کے قریب نہ ہوتا تو میں نئے سرے سے ان کی کمی کو پورا کر دیتا لیکن آؤ میں تجھے اصلی نیو بتا دوں شاید کسی وقت تیری قوم پھر اسے اس کی اصلیت پر بنانا چاہے تو آپ نے حضرت صدیقہ کو حطیم میں سے قریبا سات ہاتھ اندر داخل کرنے کو فرمایا اور فرمایا میں اس کے دروازے بنا دیتا ایک آنے کے لیے اور دوسرا جانے کے لیے اور دونوں دروازے زمین کے برابر رکھتا ایک مشرق رخ رکھتا دوسرا مغرب رخ جانتی بھی ہو کہ تمہاری قوم نے دروازے کو اتنا اونچا کیوں رکھا ہے؟ آپ نے فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم مجھے خبر نہیں فرمایا محض اپنی اونچائی اور بڑائی کے لیے کہ جسے چاہیں اندر جانے دیں اور جسے چاہیں داخل نہ ہونے دیں جب کوئی شخص اندر جانا چاہتا تو اسے اوپر سے دھکا دے دیتے وہ گر پڑتا اور جسے داخل کرنا چاہتے اسے ہاتھ تھام کر اندر لے لیتے۔

عبدالملک نے کہا اسے حارث خود سنا ہے تو تھوڑی دیر تک تو عبدالملک اپنی لکڑی ٹکائے سوچتے رہے پھر کہنے لگے کاش کہ میں اسے یونہی چھوڑ دیتا صحیح مسلم شریف کی ایک اور حدیث میں ہے کہ عبدالملک بن مروان نے ایک مرتبہ طواف کرتے ہوئے حضرت عبداللہ کو کوس کر کہا کہ وہ حضرت عائشہ پر اس حدیث کا بہتان باندھتا تھا تو حضرت حارث نے روکا اور شہادت دی کہ وہ سچے تھے میں نے بھی حضرت صدیقہ سے یہ سنا ہے اب عبدالملک افسوس کرنے لگے اور کہنے لگے اگر مجھے پہلے سے معلوم ہوتا تو میں ہرگز اسے نہ توڑتا۔

قاضی عیاض اور امام نووی نے لکھا ہے خلیفہ ہارون رشید نے حضرت امام مالک سے پوچھا تھا کہ اگر آپ اجازت دیں تو میں پھر کعبہ کو حضرت ابن زبیر کے بنائے ہوئے کے مطابق بنا دوں، امام مالک نے فرمایا آپ ایسا نہ کیجئے ایسا نہ ہو کہ کعبہ

بادشاہوں کا ایک کھلونا بن جائے جو آئے اپنی طبیعت کے مطابق توڑ پھوڑ کرتا رہے چنانچہ خلیفہ اپنے ارادے سے باز رہے یہ بات ٹھیک بھی معلوم ہوتی ہے کہ کعبہ کو بار بار چھیڑنا ٹھیک نہیں۔

سیاہ فام حبشی کا کعبہ کو خراب کرنے کا واقعہ

بخاری و مسلم کی ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کعبہ کو دو چھوٹی پنڈلیوں والا ایک حبشی برباد خراب کرے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں گویا میں اسے دیکھ رہا ہوں وہ سیاہ فام ایک ایک پتھر الگ الگ کردے گا اس کا غلاف لے جائے گا اور اس کا خزانہ بھی وہ ٹیڑھے ہاتھ پاؤں والا اور گنجا ہوگا میں دیکھ رہا ہوں کہ گویا وہ کدال بجا رہا ہے اور برابر ٹکڑے کر رہا ہے غالباً یہ ناشدنی واقعہ (جس کے دیکھنے سے ہمیں محفوظ رکھے) یاجوج ماجوج کے نکل چکنے کے بعد ہوگا۔ صحیح بخاری شریف کی ایک حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں تم یاجوج ماجوج کے نکلنے کے بعد بھی بیت اللہ شریف کا حج وعمرہ کرو گے۔ حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل اپنی دعا میں کہتے ہیں کہ ہمیں مسلمان بنا لے یعنی مخلص بنالے مطیع بنالے موجود ہر شر سے بچا۔ ریاکاری سے محفوظ رکھ خشوع وخضوع عطا فرما۔

حضرت سلام بن ابی مطیع فرماتے ہیں مسلمان تو تھے ہی لیکن اسلام کی ثابت قدمی طلب کرتے ہیں جس کے جواب میں ارشاد باری ہوا قد فعلت میں نے تمہاری یہ دعا قبول فرمائی پھر اپنی اولاد کے لیے بھی یہی دعا کرتے ہیں جو قبول ہوتی ہے بنی اسرائیل بھی آپ کی اولاد میں ہیں اور عرب بھی قرآن میں ہے آیت (وَمِنْ قَوْمِ مُوْسٰٓى اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ يَعْدِلُوْنَ) 7۔ الاعراف: 159) یعنی موسیٰ کی قوم میں ایک جماعت حق عدل پر تھی لیکن روانی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ عرب کے لیے یہ دعا گو عام طور پر دوسروں پر بھی مشتمل ہو اس لیے کہ اس کے بعد دوسری دعا میں ہے کہ ان میں ایک رسول بھیج اور اس رسول سے مراد حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں چنانچہ یہ دعا بھی پوری ہوئی جیسے فرمایا آیت (هو الذی بعث فی الامیین رسولا منهم) لیکن اس سے آپ کی رسالت خاص نہیں ہوتی بلکہ آپ کی رسالت عام ہے عرب عجم سب کے لیے جیسے آیت (قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعَا) 7۔ الاعراف: 158) کہ دو کہ اے لوگو میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔ ان دونوں نبیوں کی یہ دعا جیسی ہے ایسی ہی ہر متقی کی دعا ہونی چاہیے۔ جیسے قرآنی تعلیم ہے کہ مسلمان یہ دعا کریں آیت (رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا) 25۔ الفرقان: 74) اے ہمارے رب ہمیں ہماری بیویوں اور اولادوں سے ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں پرہیزگاروں کا امام بنا۔

یہ بھی اللہ تعالیٰ کی محبت کی دلیل ہے انسان یہ چاہے کہ میری اولاد میرے بعد بھی اللہ کی عابد رہے۔ اور جگہ اس دعا کے الفاظ یہ ہیں آیت (وَّاجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ) 14۔ ابراہیم: 35) اے اللہ مجھے اور میری اولاد کو بت پرستی سے بچا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں انسان کے مرتے ہی اس کے اعمال ختم ہو جاتے ہیں مگر تین کام جاری رہتے ہیں صدقہ، علم جس سے نفع حاصل کیا جائے اور نیک اولاد جو دعا کرتی رہے (مسلم) پھر آپ دعا کرتے ہیں کہ ہمیں مناسک دکھا یعنی احکام وذبح وغیرہ سکھا۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام آپ کو لے کر کعبہ کی عمارت پوری ہو جانے کے بعد صفا پر آتے ہیں پھر مروہ پر جاتے ہیں اور فرماتے ہیں یہ شعائر اللہ ہیں پھر منیٰ کی طرف لے چلے عقبہ پر شیطان درخت کے پاس کھڑا ہوا ملا تو فرمایا تکبیر پڑھ کر اسے کنکر مارو۔ ابلیس یہاں سے بھاگ کر جمرہ وسطیٰ کے پاس جا کھڑا ہوا۔ یہاں بھی اسے کنکریاں ماریں تو یہ خبیث ناامید ہو کر چلا گیا۔ اس کا ارادہ تھا کہ حج کے احکام میں کچھ دخل دے لیکن موقع نہ ملا اور مایوس ہو گیا یہاں سے آپ کو مشعر الحرام میں لائے پھر عرفات میں پہنچایا پھر تین پوچھا کہو سمجھ لیا۔ آپ نے فرمایا ہاں دوسری روایت میں تین جگہ شیطان کو کنکریاں مارنی مروی ہیں اور یہ شیطان کو سات سات کنکریاں ماری ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر)

قبلہ کی تبدیلی کا واقعہ

صحیح بخاری شریف میں حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سولہ یا سترہ مہینے تک بیت المقدس کی طرف نماز پڑھی لیکن خود آپ کی چاہت یہ تھی کہ آپ کا قبلہ بیت اللہ شریف ہو۔ چنانچہ اب حکم آ گیا اور آپ نے عصر کی نماز اس کی طرف ادا کی۔ آپ کے ساتھ کے نمازیوں میں سے ایک شخص کسی اور مسجد میں پہنچا، وہاں جماعت رکوع میں تھی اس نے ان سے کہا اللہ کی قسم میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ کی طرف نماز پڑھ کر ابھی آ رہا ہوں۔ جب ان لوگوں نے سنا تو اسی حالت میں وہ کعبہ کی طرف گھوم گئے، اب بعض لوگوں نے یہ کہا کہ جو لوگ اگلے قبلہ کی طرف نمازیں پڑھتے ہوئے شہید ہو چکے ہیں ان کی نمازوں کا کیا حال ہے۔ تب یہ فرمان نازل ہوا کہ (وما كان الله) الخ یعنی اللہ تمہارے ایمان کو ضائع نہ کرے گا۔

ایک اور روایت میں ہے کہ "جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیت المقدس کی طرف نماز پڑھتے تھے تو آپ اکثر آسمان کی طرف نظریں اٹھاتے تھے اور اللہ تعالیٰ کے حکم کے منتظر تھے یہاں تک کہ آیت (قد نری) الخ یعنی اللہ تمہارے ایمان کو ضائع نہ کرے گا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ "حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیت المقدس کی طرف نماز پڑھتے تھے تو آپ اکثر آسمان کی طرف نظریں اٹھاتے تھے اور اللہ تعالیٰ کے حکم کے منتظر تھے یہاں تک کہ آیت جس پر فرمان (ما كان الله) الخ نازل ہوا اور ان کی نمازوں کی طرف سے اطمینان ہوا۔ اب بعض بیوقوف اہل کتاب نے قبلہ کے بدلے جانے پر اعتراض کیا، جس پر یہ آیتیں (سَيَقُوْلُ السُّفَهَاءُ) الخ نازل ہوئیں" شروع ہجرت کے وقت مدینہ شریف میں آپ کو بیت المقدس کی طرف نمازیں ادا کرنے کا حکم ہوا تھا۔ یہود اس سے خوش تھے لیکن آپ کی چاہت اور دعا قبلہ ابراہیمی کی تھی۔ آخر جب یہ حکم نازل ہوا تو یہودیوں نے جھٹ سے اعتراض جڑ دیا۔ جس کا جواب ملا کہ مشرق و مغرب اللہ ہی کے ہیں۔

اس مضمون کی اور بھی بہت سی روایتیں ہیں خلاصہ یہ ہے کہ مکہ شریف میں آپ دونوں رکن کے درمیان نماز پڑھتے تھے تو آپ کے سامنے کعبہ ہوتا تھا اور بیت المقدس کے صخرہ کی طرف آپ کا منہ ہوتا تھا، لیکن مدینہ جا کر یہ معاملہ مشکل ہو گیا۔ دونوں جمع نہیں ہو سکتے تھے تو وہاں آپ کو بیت المقدس کی طرف نماز ادا کرنے کا حکم قرآن میں نازل ہوا تھا یا دوسری وحی کے ذریعہ یہ حکم ملا تھا۔ بعض بزرگ تو کہتے ہیں یہ صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اجتہادی امر تھا اور مدینہ آنے کے بعد کئی ماہ تک اسی طرف

آپ نمازیں پڑھتے رہے گو چاہت اور تھی۔ یہاں تک کہ پروردگار نے بیت العتیق کی طرف منہ پھیرنے کو فرمایا اور آپ نے اس طرف منہ کر کے پہلے نماز عصر پڑھی اور پھر لوگوں کو اپنے خطبہ میں اس امر سے آگاہ کیا۔ بعض روایتوں میں یہ بھی آیا ہے کہ یہ ظہر کی نماز تھی۔ حضرت ابوسعید بن معلیٰ فرماتے ہیں "میں نے اور میرے ساتھی نے اول اول کعبہ کی طرف نماز پڑھی ہے اور ظہر کی نماز تھی" بعض مفسرین وغیرہ کا بیان ہے کہ "نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جب قبلہ بدلنے کی آیت نازل ہوئی۔

دو قبلوں والی مسجد کا واقعہ

اس وقت آپ مسجد بنی سلمہ میں ظہر کی نماز پڑھ رہے تھے، دو رکعت ادا کر چکے تھے پھر باقی کی دو رکعتیں آپ نے بیت اللہ شریف کی طرف پڑھیں، اسی وجہ سے اس مسجد کا نام ہی مسجد ذو قبلتین یعنی دو قبلوں والی مسجد ہے۔

حضرت نویلہ بنت مسلم فرماتی ہیں کہ ہم ظہر کی نماز میں تھے جب ہمیں یہ خبر ملی اور ہم نماز میں ہی گھوم گئے۔ مرد عورتوں کی جگہ آ گئے اور عورتیں مردوں کی جگہ جا پہنچیں۔ ہاں اہل قبا کو دوسرے دن صبح کی نماز کے وقت یہ خبر پہنچی بخاری و مسلم میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ لوگ مسجد قبا میں صبح کی نماز ادا کر رہے تھے۔ اچانک کسی آنے والے نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر رات کو حکم قرآنی نازل ہوا اور کعبہ کی طرف متوجہ ہونے کا حکم ہو گیا۔ چنانچہ ہم لوگ بھی شام کی طرف سے منہ ہٹا کر کعبہ کی طرف متوجہ ہو گئے۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ناسخ کے حکم کا لزوم اسی وقت ہوتا ہے۔ جب اس کا علم ہو جائے گو وہ پہلے ہی پہنچ چکا ہو۔ اس لئے کہ ان حضرات کو عصر مغرب اور عشا کو لوٹانے کا حکم نہیں ہوا۔

غلاف کعبہ کی مختصر تاریخی جزئیات

غلاف کعبہ اور اس کی ابتداء

غلاف کعبہ کی رسم کوئی نئی رسم نہیں بلکہ قبل البعثت تبابعہ یمن سے اس کا آغاز ہوا اور شاہان یمن میں سے اسعد نامی ایک بادشاہ نے جو تبع الحمیری کے لقب سے مشہور تھا سب سے پہلے کعبہ مطہرہ کو غلاف پہنایا۔ ہم سب سے پہلے اس بادشاہ یمن کے متعلق کچھ تاریخی معلومات ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔ اس کے بعد عہد جاہلیت میں غلاف کعبہ کا دوسرا دور تاریخ کی روشنی میں بیان کریں گے۔ پھر عہد رسالت میں عہد خلافت راشدہ میں کعبہ کو لباس پہنانے کا تذکرہ تاریخی اعتبار سے کریں گے۔ خلافت راشدہ کے بعد آنے والے ادوار میں مثلاً خلفاء عباسیہ، ان کے بعد سلاطین مصر اور سلاطین آل عثمان کے عہد میں غلاف کعبہ کی تاریخ اختصار کے ساتھ پیش کریں گے۔

نہایت مختصر وقت بلکہ چند گھنٹوں میں ہم نے یہ مواد شائقین کرام کے لیے زیارت غلاف کعبہ کی تقریب سعید کے موقع پر مہیا کیا ہے۔ اگر بالغ نظر حضرات اس میں کوئی کمی محسوس کریں تو ہم اس کے لیے پہلے سے معذرت خواہ ہیں۔

تبع ابو کرب تبان اسعد، ملك اليمن

شاہان یمن میں ایک بادشاہ تبع ابو کرم تبان اسعد گزرا ہے۔ یمن کا ہر بادشاہ تبع کہلاتا تھا جیسے زمانہ ماقبل میں فارس کے ہر

بادشاہ کو کسریٰ اور مصر کے ہر بادشاہ کو فرعون کہا جاتا تھا۔ فراعنہ مصر کی طرح تبابعہ یمن تاباں ملک یمن ہوتے تھے۔ اسعد نامی بادشاہ یمن قبیلہ حمیری سے تھا اسی لیے اسے تبع الحمیری سے یاد کیا جاتا ہے۔ ابن اسحاق نے کہا ہے کہ قبیلہ بنی عدی بن نجار کے کسی یہودی مذہب رکھنے والے شخص نے جو مدینہ کا باشندہ تھا اصحاب تبع میں سے کسی آدمی پر زیادتی کیا اور اسے معمولی سی بات پر قتل کر دیا۔ اس بنا پر تبع ان یہودیوں سے قتال کرتا رہا۔ ابن اسحاق کہتے ہیں کہ تبع ابھی یہودیوں کے قتال میں مصروف تھا کہ اس کے پاس بنی قریظہ کے احبار یہود میں سے دو حبر (یعنی عالم) آئے جو اپنے علم میں بڑے راسخ تھے۔ انہوں نے سنا تھا کہ تبع مدینہ اور مدین کے رہنے والوں کو ہلاک کرنے کے در پے ہیں۔ ان دونوں نے اس سے کہا کہ اے بادشاہ! تو ایسا نہ کر۔ اگر تو اپنے اس ارادہ سے باز نہ آیا تو ہمیں خوف ہے کہ تیرے اس ارادہ فاسدہ کے بروئے کار آنے سے پہلے کہیں تجھ پر سخت عذاب نہ آ جائے۔ تبع نے کہا یہ کیوں؟ انہوں نے جواب دیا کہ شہر مدینہ اس نبی آخر الزمان کا مقام ہجرت ہے جو اس حرم سے قبیلہ قریش سے پیدا ہوگا اور مدینہ اس کا دار اور جائے قرار رہے گا۔ تبع یہ سن کر اپنے ارادہ سے باز آ گیا اور اس نے سوچا کہ یہ دونوں اہل علم ہیں۔ ان دونوں کی باتیں بھی اسے بہت پسند آئیں اور وہ ان دونوں کا دین اختیار کر کے مدینہ سے واپس چلا گیا۔ ابن اسحاق کہتے ہیں کہ تبع اور اس کی ساری قوم بتوں کے پجاری تھے۔ تبع مدینہ سے یمن کی طرف جاتے ہوئے مکہ کی طرف متوجہ ہوا۔ کیونکہ اس کا راستہ ہی مکہ کی طرف سے تھا جب وہ عسفان اور امج کے درمیان پہنچا تو اس کے پاس ہزیل بن مدرکہ بن الیاس بن معز بن نزار بن سعد بن عدنان کے قبیلے کے چند افراد آئے اور وہ کہنے لگے کہ اے بادشاہ! کیا ہم ایک ایسے گھر کی طرف تیری رہنمائی نہ کریں جو اموال کثیرہ کا مخزن ہے۔ آپ سے پہلے تمام بادشاہ اس کی طرف سے غافل رہے۔ اس میں موتی، زبرجد، یاقوت اور سونا چاندی کے ڈھیر لگے ہوئے ہیں۔ تبع نے کہا کیوں نہیں! آپ ضرور میری راہنمائی کیجیے۔ انہوں نے کہا وہ ایک گھر ہے مکہ میں، مکے والے اس کی عبادت کرتے ہیں اور اس کے قریب اپنے مذہب کے مطابق عبادت کے طریقے بجالاتے ہیں۔ قبیلہ بنی ہزیل کے جن لوگوں نے اسے یہ مشورہ دیا تھا وہ چاہتے یہ تھے کہ تبع کسی طرح ہلاک ہو جائے کیونکہ وہ جان چکے تھے کہ جس بادشاہ نے بھی بیت اللہ شریف پر لشکر کشی کی وہ ضرور ہلاک ہو گیا۔ تبع ان لوگوں کے مشورہ کے مطابق عمل کرنے کے لیے جب تیار ہو گیا تو اس نے ان دونوں یہودی عالموں کے پاس پیغام بھیجا اور اس بارے میں ان سے دریافت کیا کہ آپ کی کیا رائے ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ جن لوگوں نے آپ کو یہ مشورہ دیا ہے وہ صرف یہ چاہتے ہیں کہ آپ اور آپ کا تمام لشکر ہلاک ہو جائے۔ خدا کی قسم! ہم تمام روئے زمین میں اس کے سوا کوئی ایسا گھر نہیں جانتے جسے اللہ عزوجل نے اپنی ذات پاک کی طرف منسوب ہونے کا شرف بخشا ہو۔ اگر آپ نے ان کے مشورہ پر عمل کیا تو یقیناً آپ اور آپ کے تمام ساتھی ہلاک ہو کر رہ جائیں گے۔ پھر تبع نے ان یہودی عالموں سے دوبارہ سوال کیا کہ اگر بالفرض میں بیت اللہ پر حاضر ہوں تو مجھے وہاں کیا کرنا چاہیے؟ انہوں نے جواب دیا کہ آپ وہی کام کریں جو وہاں جا کر بیت اللہ کے آداب بجالانے والے کرتے ہیں۔ آپ وہاں طواف کعبہ کریں۔ اس کی تعظیم و تکریم بجالائیں اور اپنا سر منڈائیں۔ اور وہاں سے واپس آنے تک برابر عاجزی کرتے رہیں۔ اس کے بعد تبع نے ان دونوں یہودی عالموں سے پوچھا کہ آپ خود ایسا کیوں نہیں کرتے؟ انہوں نے جواب دیا کہ خدا کی قسم وہ

بے شک ہمارے جدِ امجد ابراہیم علیہ السلام کا بنایا ہوا گھر ہے اور وہ بالکل ایسا ہی ہے جیسے ہم نے آپ کو بتایا۔ مگر بات یہ ہے کہ اس زمانہ میں جن لوگوں کا وہاں قبضہ ہے وہ ہمارے اور اس بیت اللہ کے درمیان حائل ہیں۔ انہوں نے کعبہ کے گردو پیش بت نصب کیے ہوئے ہیں اور وہ خدا کے گھر کے نزدیک ان بتوں کے لیے جانوروں کا خون بہاتے ہیں۔ وہ لوگ اکثر اہل شرک ہیں اور شرک کی نجاست میں مبتلا ہیں۔ تبع ان کی نصیحت کو خوب سمجھا اور اسے ان کی باتوں کا پورا یقین ہوگیا۔ قبیلہ بنی ہزیل کے اس گروہ کو بلا کر اس نے ان کے ہاتھ پاوں کاٹ دیئے۔ پھر کعبہ کی حاضری دی۔ طواف کعبہ کیا اور حرم کعبہ کے نزدیک قربانی کی۔ اپنا سر منڈایا اور چھ دن مکہ میں قیام کیا۔ ان ایام میں وہ بہت سے جانور ذبح کر کے مکہ والوں کو کھلاتا رہا اور شہد وغیرہ پلا کر ان کی خاطر مدارات کرتا رہا۔ انہی دنوں اس نے خواب میں دیکھا کہ وہ خانہ کعبہ کو غلاف پہنا رہا ہے۔ پہلے اس نے چمڑے کا موم غلاف پہنایا۔ پھر اس نے خواب دیکھا کہ وہ اچھا لباس پہنا رہا ہے۔ تو اس نے معافر کے کپڑوں کا بنا ہوا پہلے سے اچھا لباس خانہ کعبہ کو پہنایا۔ پھر تیسری مرتبہ اس نے خواب میں دیکھا کہ میں اس سے بھی اچھا لباس خانہ کعبہ کو پہنا رہا ہوں۔ چنانچہ اس نے بیدار ہونے کے بعد ایک خاص قسم کا قیمتی کپڑا جو اس زمانہ میں رانوں پر پہنا جاتا تھا جس کو ملاء کہتے ہیں اور بہترین یمنی چادروں کا لباس پہنایا۔ اور تبع لوگوں کے گمان کے موافق وہ پہلا شخص ہے جس نے خانہ کعبہ کو غلاف پہنایا اور اپنے حکام کو اس کی وصیت کی جو قبیلہ بنی جرہم سے تھے اور ان سب کو امر کیا کہ وہ خانہ کعبہ کو ہمیشہ پاک صاف رکھیں۔ کسی قسم کا خون اور مردار اور کسی قسم کی آلائش ونجاست اس کے قریب نہ آنے پائے۔ تبع نے خانہ کعبہ کا ایک دروازہ بھی تعمیر کر دیا اور اس کی ایک کنجی بھی بنا دی۔ ابن اسحاق کہتے ہیں کہ ملک تبع یہ سب کام کر کے اپنے ساتھیوں، تمام لشکروں اور دونوں یہودی عالموں کو ساتھ لے کر اپنے ملک یمن کی طرف متوجہ ہوا۔ جب اس میں داخل ہوا تو اس نے اپنی قوم کو بھی اپنے دین میں داخل ہونے کی دعوت دی۔ سب نے انکار کر دیا اور وہ آگ کی طرف اپنا مقدمہ لے گئے۔ ابراہیم بن محمد بن طلحہ کا بیان ہے کہ تبع جب یمن کے قریب آیا اور اس نے اپنے ملک میں داخل ہونے کا ارادہ کیا تو قبیلہ حمیر اس کی راہ میں حائل ہوگیا۔ انہوں نے کہا کہ جب تم نے ہمارے دین کو چھوڑ دیا تو اب تم ہم پر داخل نہیں ہو سکتے۔ تبع نے ان کو اپنے دین کی طرف بلایا اور کہا کہ یہ تمہارے دین سے بہتر ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم آگ کے سامنے اپنا مقدمہ پیش کرتے ہیں۔ تبع راضی ہوگیا۔ یمن میں ایک آگ تھی جس کے متعلق اہل یمن کا اعتقاد تھا کہ وہ باہمی اختلافات اور مقدمات کا فیصلہ کر دیتی ہے۔ ظالم کو پکڑ لیتی ہے اور مظلوم کو نقصان نہیں دیتی۔ قوم حمیر کے لوگ اپنے بتوں اور باطل معبودوں کے ساتھ میدان میں آئے اور وہ دونوں یہودی عالم بھی اپنے مصاحف کو اپنی گردنوں میں لٹکائے ہوئے حاضر ہو گئے۔ سب لوگ اس جگہ بیٹھ گئے جہاں سے آگ باہر نکلتی تھی۔ اچانک آگ نکلی جب لوگوں کی طرف بڑھی تو لوگ بھاگنے لگے۔ تبع نے تمام لوگوں کو جھڑکا اور کہا کہ سب ٹھہرے رہیں۔ لوگ ٹھہر گئے۔ یہاں تک کہ آگ نے سب لوگوں کو ڈھانک لیا۔ بتوں کو اور تمام باطل معبودوں کو ان سب لوگوں کو جو بت لے کر آئے تھے، آگ نے جلا دیا اور وہ دونوں یہودی عالم اپنی گردنوں میں اپنے صحیفے لٹکائے ہوئے اس آگ کی لپیٹ سے باہر نکل آئے۔ ان کی پیشانیاں عرق آلود تھیں مگر آگ نے انہیں کسی قسم کا ضرر نہیں پہنچایا تھا۔ یہ واقعہ دیکھ کر قبیلہ حمیر کے تمام لوگوں نے ان یہودی عالموں کا مذہب اختیار کر لیا۔

اسی وجہ سے یمن میں یہودیت نے جڑ پکڑی۔ ہم نے اس حدیث کی تفسیر میں جو نبی ﷺ سے وارد ہوئی "لاتسبوا تبعا فانہ قد کان اسلم" ہم نے ذکر کیا کہ سہیلی فرماتے ہیں کہ معمر نے ہمام بن منبہ سے روایت کی۔ وہ حضرت ابو ہریرہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا "لا تسبوا اسعد الحميری فانه اول من كسا الكعبة" "تم اسعد حمیری کو برانہ کہو کیونکہ وہ پہلا شخص ہے جس نے کعبہ کو غلاف پہنایا۔"

سہیلی فرماتے ہیں کہ جب ان دونوں یہودی عالموں نے ملک تبع کو رسول اللہ ﷺ کے تشریف لانے کی خوشخبری سنائی تو ملک تبع نے یہ شعر کہے۔ شهدت على احمد انه رسول من الله باری النسم

۔"میں اس بات پر شاہد ہوں کہ احمد مجتبیٰ ﷺ اس اللہ کے رسول ہیں جو تمام جانوں کا پیدا کرنے والا ہے۔"

۔ فلو مد عمری الی عمره لكنت وزير اله وابن عم

۔"اگر میری عمر رسول اللہ ﷺ کے زمانہ تک دراز ہوئی تو میں ان کا بوجھ اُٹھاؤں گا اور چچا زادوں کی طرف ان کی مدد کروں گا۔"

۔ وجاهدت بالسيف اعدائه وخرجت عن صدره كل هم

۔"اور تلوار لے کر میں ان کے دشمنوں سے لڑوں گا اور ان کے سینے سے ہر قسم کے رنج والم کو دُور کردوں گا۔"

سہیلی کہتے ہیں کہ انصار توارث کے ساتھ ان اشعار کو محفوظ کرتے چلے آئے اور حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس یہ شعر تھے۔

"سہیلی نے کہا کہ ابن ابی الدنیا محدث کتاب القبور میں لکھتے ہیں کہ صنعاء میں ایک قبر کھودی گئی۔" اس میں دو عورتیں پائی گئیں۔ ان کے ساتھ چاندی کی ایک تختی تھی جس پر سونے کے پانی سے لکھا ہوا تھا یہ قبر لمیس اور حُبی کی ہے جو دونوں ملک تبع کی بیٹیاں ہیں۔ وہ دونوں اس حال میں مری ہیں کہ وہ شہادت دیتی تھیں اس بات کی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ ایک ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں۔ اور اسی شہادت پر ان سے پہلے نیک لوگوں کی موت واقع ہوئی ہے۔ (البدایہ والنہایہ مصری)

غلافِ کعبہ کا ایک دُوسرا دَور

علامہ ارزقی فرماتے ہیں کہ سعید ابن ابی سالب ابن مُلکیہ سے روایت کرتے ہوئے مجھ سے بیان کیا کہ کعبہ کے لیے مختلف لباس بطور ہدایا بھیجے جاتے تھے۔ جب لباس بوسیدہ ہو جاتا تھا تو اسے اتارنے کے بجائے اس پر دوسرا غلاف چڑھا دیا جاتا تھا اور زمانہ جاہلیت میں (عہد رسالت سے قبل تمام قریش قصی ابن کلاب کے وقت سے لے کر ابو ربیعہ بن مغیرہ بن عبد اللہ بن مخزومہ کے زمانہ تک) خانہ کعبہ کی غلاف پوشی کے سلسلہ میں باہمی تعاون کرتے تھے۔ اور ہر قبیلہ پر اس کی حسب استطاعت ایک رقم مقرر کر دیتے تھے۔ جب ابو ربیعہ کا دور آیا تو چونکہ وہ ایک متمول اور بہت بڑا تاجر تھا۔ اس نے قریش سے کہا کہ ایک سال صرف تنہا میں غلاف کعبہ بناؤں گا اور ایک سال تمام قریش مشترکہ طور پر یہ خدمت انجام دیتے رہیں۔ ابو ربیعہ کی حیات تک یہی دستور جاری رہا۔ چنانچہ قریش نے اس کا نام العدل رکھ دیا۔ عدل کے معنی برابری کے ہیں یعنی لباس پوشانی کعبہ کے

بارہ میں اس نے اپنی ایک ذات کو تمام قریش کے برابر قرار دیا۔ اس لیے اس کی اولاد کو بنو العدل کہا جاتا تھا۔

عہدِ رسالت ﷺ میں غلافِ کعبہ

علامہ ارزقی کا دوسرا بیان ہے کہ مجھے محمد بن یحییٰ نے بروایت مورخ واقدی خبر دی وہ اسمٰعیل بن ابراہیم بن ابی حبشہ سے روایت کرتے ہیں اور اسمٰعیل بن ابراہیم اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے خانہ کعبہ کو یمانی چادروں کا غلاف پہنایا۔

عہدِ فاروقی و عثمانی میں غلافِ کعبہ

اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہما نے خانہ کعبہ کو کتان سے بنے ہوئے مصری ساخت کے قباطی کپڑے کا غلاف پہنایا اور دورِ عثمانی میں ہر سال دو غلاف پہنائے جاتے تھے۔ پہلے لباس کا بالائی حصہ بغیر سیا ہوا یوم ترویہ یعنی آٹھویں ذی الحجہ کو لٹکا دیا جاتا تھا اور حصہ زیریں چھوڑ دیا جاتا تھا تاکہ ہجومِ حجاج کے چھونے اور چومنے سے پھٹ نہ جائے۔ پھر یوم عاشورا کو حصہ زیریں کا لباس بالائی حصہ کے ریشمی لباس کے ساتھ ملا کر آویزاں کر دیا جاتا تھا اور یہ مکمل لباسِ کعبہ رمضان المبارک تک آویزاں رہتا اور رمضان کو یہ لباس بدل کر مذکورہ بالا قباطی کپڑے کا لباس پہنا دیا جاتا تھا۔

عہد مامون الرشید میں ملبوسِ کعبہ کی نوعیت

مامون الرشید عباسی نے اپنے دورِ حکومت میں کعبہ شریف کو سال میں تین مرتبہ لباس پہنانے کا حکم جاری کیا جس کی ترتیب یہ تھی کہ یوم ترویہ ذی الحجہ کو سرخ ریشمی لباس پہنایا جاتا اور یکم رجب کو قباطی، پھر عید الفطر کو سفید ریشمی۔ یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہا۔ پھر مامون الرشید کو معلوم ہوا کہ یوم عاشورہ میں جو چادر یوم ترویہ والی اوپر کی سرخ ریشمی چادر کے ساتھ ملا کر پہنائی جاتی ہے وہ پورے سال تک نہیں ٹھہرتی اور عید الفطر کے موقع پر عید والی سفید ریشمی چادر بالائی کے ساتھ نیچے کی نئی چادر پہنانے کی ضرورت ہوتی ہے۔ تو اس نے حکم دیا کہ عید رمضان میں بالائی حصہ کی نئی چادر پہنائی جاتی رہے۔

خلیفہ متوکل کے عہد میں اس ترتیب کی تبدیلی

خلیفہ متوکل کو اپنے عہد حکومت میں اس بات کا علم ہوا کہ کعبہ مطہرہ کے حصہ زیریں کی چادر ہجوم حجاج کے چھونے اور چومنے کی وجہ سے ماہ رجب سے پہلے ہی بوسیدہ ہو جاتی ہے تو اس نے حصہ زیریں کے لیے ایک اور چادر کا اضافہ کر دیا اور حکم دیا کہ اوپر کی سرخ ریشمی چادر زمین تک لٹکا دی جائے اور پھر ہر دو مہینے کے بعد اس کے اوپر ایک اور چادر پہنا دی جائے۔ یہ واقعہ ۲۴۰ھ کا ہے۔

شاہانِ مصر و یمن کے دور میں غلافِ کعبہ کا اہتمام

جب خلفائے عباسیہ کی شوکت و قوت کا دور ختم ہوا تو کعبہ شریفہ کا غلاف کبھی شاہانِ مصر کی طرف سے اور کبھی ملوک یمن کی

طرف سے آتا رہا۔ آخر میں یہ سعادت مستقل طور پر سلاطین مصر کے حصہ میں آ گئی اور سلطان مصر ملک صالح ابن سلطان ملک ناصر قلاودل نے مصر میں دو مواضع بیسوس اور سندنیس خرید کر سال بسال غلاف کعبہ کی تیاری اور مصارف روانگی کے لیے وقف کر دیے اور یہ سلسلہ مستقل طور پر جاری رہا۔ سلاطین مصر کا ایک طریقہ یہ بھی رہا کہ ہر نئے بادشاہ کے تخت نشین ہونے کے موقع پر اس سیاہ غلاف کعبہ کے ساتھ جو خانہ کعبہ کے ظاہری حصہ کو پہنایا جاتا تھا بیت اللہ شریف کے اندرونی حصہ کے لیے سرخ رنگ کا غلاف اور اس کے علاوہ مدینہ منور میں حجرہ شریفہ نبویہ کے لیے سبز رنگ کا غلاف بھیجتے رہے۔ ان تینوں سیاہ، سرخ، سبز غلافوں پر "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ" لکھا ہوتا تھا۔ اور ان کے حاشیوں پر مناسب آیات قرآنیہ یا اسماء اصحاب رسول اللہ تحریر ہوتے تھے۔ کبھی یہ حاشیے سادہ بھی چھوڑ دیے جاتے تھے۔

سلاطین آل عثمان کا دور اور اس دستور کا استمرار

گزشتہ ادوار کے بعد جب ممالک عربیہ سلاطین آل عثمان کے قبضہ میں آ گئے تو سلطان سلیم خاں ابن سلطان بایزید خاں مرحوم نے سیاہ غلاف ہائے کعبہ اور سبز غلاف مدینہ منورہ حسب دستور مستقل طور پر جاری رکھے۔ اس کے بعد سلطان سلیمان خاں کے عہد حکومت میں یہ سلسلہ حسب سابق جاری رہا۔ ایک زمانہ کے بعد موضع بیسوس اور موضع سندنیس جو غلاف کعبہ کی تیاری و روانگی کے اہتمام کے لیے وقف تھے، ویران ہو گئے اور ان کی آمدنی اس مصرف مبارک کے لیے کافی نہ ہوسکی تو سلطان سلیمان خاں نے حکم دیا کہ مصر کے شاہی خزانے سے یہ مصارف پورے کیے جائیں اور اس کے بعد ان دونوں دیہات کے علاوہ چند مزید دیہات بھی غلاف کعبہ کے مصارف کے لیے وقف کر دیے اور یہ وقف دوامی قرار پایا۔ (تاریخ قطبی طبع مصر)

پاکستان میں غلاف کعبہ کی تیاری

غلاف کعبہ اب تک مصر سے آتا رہا۔ حتیٰ کہ امسال یعنی ۱۳۸۲ھ میں یہ سعادت ہمیں نصیب ہوئی کہ خدائے قدوس کے پاک گھر کا مقدس غلاف سرزمین پاکستان میں کمال اعزاز و اکرام کے ساتھ تیار کیا گیا اور اب لاکھوں نہیں بلکہ کروڑوں پاکستانی مسلمان انتہائی عقیدت و محبت اور کمال عزت و عظمت کے جذبات اپنے دلوں میں لئے ہوئے اس کی زیارت سے مشرف ہو رہے ہیں۔ ہمیں اپنے رب کعبہ کے لطف و کرم سے اُمید ہے کہ ہمارے دلوں کی گہرائیوں سے نکلی ہوئی دُعائیں غلاف کعبہ کے دامن سے لپٹی ہوئی عنقریب حرم کعبہ میں پہنچ کر بارگاہِ ایزدی میں شرف قبولیت حاصل کریں گی۔ (سید احمد سعید کاظمی امروہی)

ذبح ہو کر زندہ ہو جانے والے پرندے

حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے ایک مرتبہ خداوند قدوس کے دربار میں یہ عرض کیا کہ یا اللہ تو مجھے دکھا دے کہ تو مردوں کو کس طرح زندہ فرمائے گا؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے ابراہیم کیا اس پر تمہارا ایمان نہیں ہے، تو آپ نے عرض کیا کہ کیوں نہیں؟ میں اس پر ایمان تو رکھتا ہوں لیکن میری تمنا یہ ہے کہ اس منظر کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لوں تاکہ میرے دل کو قرار آ جائے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم چار پرندوں کو پالو اور ان کو خوب کھلا پلا کر اچھی طرح ہلا ملا لو پھر تم انہیں ذبح کر کے اور ان کا قیمہ

بنا کر اپنے گردونواح کے چند پہاڑوں پر تھوڑا تھوڑا گوشت رکھ دو۔ پھر ان پرندوں کو پکارو تو وہ پرندے زندہ ہو کر دوڑتے ہوئے تمہارے پاس آ جائیں گے اور تم مردوں کے زندہ ہونے کا منظر اپنی آنکھوں سے دیکھ لو گے۔ چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک مرغ، ایک کبوتر، ایک گدھ، ایک مور۔ ان چار پرندوں کو پالا اور ایک مدت تک ان چاروں پرندوں کو کھلا پلا کر خوب ہلا ملا لیا۔ پھر ان چاروں پرندوں کو ذبح کر کے ان کے سروں کو اپنے پاس رکھ لیا اور ان چاروں کا قیمہ بنا کر تھوڑا تھوڑا گوشت اطراف و جوانب کے پہاڑوں پر رکھ دیا اور دور سے کھڑے ہو کر ان پرندوں کا نام لے کر پکارا کہ یاایھا الدیک اے مرغ یاایھا الحمامۃ اے کبوتر یاایھا النسر اے گدھ یاایھا الطاؤس اے مور آپ کی پکار پر ایک دم پہاڑوں سے گوشت کا قیمہ اڑنا شروع ہو گیا اور ہر پرند کا گوشت، پوست، ہڈی، پر، الگ ہو کر چار پرند تیار ہو گئے اور وہ چاروں پرند بلا سروں کے دوڑتے ہوئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آ گئے اور اپنے سروں سے جڑ کر دانہ چگنے لگے اور اپنی اپنی بولیاں بولنے لگے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی آنکھوں سے مردوں کے زندہ ہونے کا منظر دیکھ لیا اور ان کے دل کو اطمینان و قرار مل گیا۔

اس واقعہ کا ذکر خداوند کریم نے قرآن مجید کی سورہ بقرہ میں ان لفظوں کے ساتھ بیان فرمایا ہے کہ

واذ قال ابرھم رب ارنی کیف تحی الموتی ط قال اولم تومن ط قال بلی و لکن لیطمئن قلبی ط قال فخذ اربعۃ من الطیر فصر ھن الیك ثم اجعل علی کل جبل منھن جزاء اثم ادعھن یاتینك سعیا ط واعلم ان اللہ عزیز حکیم o (پ3، البقرۃ: 260)

ترجمہ کنزالایمان: اور جب عرض کی ابراہیم نے اے رب میرے مجھے دکھا دے تو کیونکر مردے جلائے گا فرمایا کیا تجھے یقین نہیں عرض کی یقین کیوں نہیں مگر یہ چاہتا ہوں کہ میرے دل کو قرار آ جائے۔ فرمایا تو اچھا چار پرندے لے کر اپنے ساتھ ہلا لے پھر ان کا ایک ایک ٹکڑا ہر پہاڑ پر رکھ دے پھر انہیں بلا وہ تیرے پاس چلے آئیں گے پاؤں سے دوڑتے اور جان رکھ کہ اللہ غالب حکمت والا ہے۔

درس ہدایت::: مذکورہ بالا قرآنی واقعہ سے مندرجہ ذیل مسائل پر خاص طور سے روشنی پڑتی ہے۔ ان کو بغور پڑھئے اور ہدایت کا نور حاصل کیجئے اور دوسروں کو بھی روشنی دکھایئے۔

مردوں کو پکارنا

چاروں پرندوں کا قیمہ بنا کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پہاڑوں پر رکھ دیا تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا کہ ثم ادعھن یعنی ان مردہ پرندوں کو پکارو۔ چنانچہ آپ نے چاروں کو نام لے کر پکارا تو اس سے یہ مسئلہ ثابت ہو گیا کہ مردوں کا پکارنا شرک نہیں ہے کیونکہ جب مردہ پرندوں کو اللہ تعالیٰ نے پکارنے کا حکم فرمایا اور ایک جلیل القدر پیغمبر نے ان مردوں کو پکارا تو ہرگز ہرگز یہ شرک نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ خداوند کریم کبھی بھی کسی کو شرک کا حکم نہیں دے گا نہ کوئی نبی ہرگز ہرگز کبھی شرک کا کام کرسکتا ہے۔ تو جب مرے ہوئے پرندوں کو پکارنا شرک نہیں تو وفات پائے ہوئے خدا کے ولیوں اور شہیدوں کا پکارنا کیونکر شرک ہوسکتا ہے، جو لوگ ولیوں اور شہیدوں کے پکارنے کو شرک کہتے ہیں اور یا غوث کا نعرہ لگانے والوں کو مشرک کہتے ہیں، انہیں تھوڑی دیر سر جھکا کر

سوچنا چاہیے کہ اس قرآنی واقعہ کی روشنی میں انہیں ہدایت کا نور نظر آئے اور وہ اہل سنت کے طریقے پر صراط مستقیم کی شاہراہ پر چل پڑیں۔(واللہ الموفق)

تصوف کا ایک نکتہ

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جن چار پرندوں کو ذبح کیا ان میں سے ہر پرند ایک بری خصلت میں مشہور ہے مثلاً مور کو اپنی شکل وصورت کی خوبصورتی پر گھمنڈ رہتا ہے اور مرغ میں کثرت شہوت کی بری خصلت ہے اور گدھ میں حرص اور لالچ کی بری عادت ہے اور کبوتر کو اپنی بلند پروازی اور اونچی اڑان پر نخوت وغرور ہوتا ہے۔تو ان چاروں پرندوں کے ذبح کرنے سے ان چاروں خصلتوں کو ذبح کرنے کی طرف اشارہ ہے کہ چاروں پرند ذبح کیے گئے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو مردوں کے زندہ ہونے کا منظر نظر آیا اور ان کے دل میں نور اطمینان کی تجلی ہوئی۔جس کی بدولت انہیں نفس مطمئنہ کی دولت مل گئی تو جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کا دل زندہ ہو جائے اور اس کو نفس مطمئنہ کی دولت نصیب ہو جائے اس کو چاہیے کہ مرغ ذبح کرے یعنی اپنی شہوت پر چھری پھیر دے اور مور کو ذبح کرے یعنی اپنی شکل وصورت اور لباس کے گھمنڈ کو ذبح کر ڈالے اور گدھ کو ذبح کرے یعنی حرص اور لالچ کا گلا کاٹ ڈالے اور کبوتر کو ذبح کرے یعنی اپنی بلند پروازی اور اونچے مرتبوں کے غرور ونخوت پر چھری چلا دے۔اگر کوئی ان چاروں بری خصلتوں کو ذبح کر ڈالے گا تو انشاء اللہ عزوجل وہ اپنے دل کے زندہ ہونے کا منظر اپنی آنکھوں سے دیکھ لے گا اور اس کو نفس مطمئنہ کی سرفرازی کا شرف حاصل ہو جائے گا۔(واللہ تعالیٰ اعلم)(تفسیر جمل، ج1،ص328، پ3، البقرۃ:260)

باب دُخُوْلِ الْبَیْتِ

یہ باب ہے کہ خانہ کعبہ کے اندر داخل ہونا

2905 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰی قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّهُ انْتَهٰى اِلَى الْكَعْبَةِ وَقَدْ دَخَلَهَا النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَبِلَالٌ وَّاُسَامَةُ بْنُ زَیْدٍ وَّاَجَافَ عَلَیْهِمْ عُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ الْبَابَ فَمَكَثُوْا فِیْهَا مَلِیًّا ثُمَّ فَتَحَ الْبَابَ فَخَرَجَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَرَكِبْتُ الدَّرَجَةَ وَدَخَلْتُ الْبَیْتَ فَقُلْتُ اَیْنَ صَلَّى النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالُوْا هَا هُنَا . وَنَسِیْتُ اَنْ اَسْاَلَهُمْ كَمْ صَلَّى النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِی الْبَیْتِ .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت بلال رضی اللہ عنہ اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ خانہ کعبہ کے اندر تشریف لے گئے۔

حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ نے اس کا دروازہ بند کر دیا' یہ حضرات تھوڑی دیر تک اندر ہی ٹھہرے رہے' پھر انہوں نے اس کا دروازہ کھولا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے۔(حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں:) میں اس کی ایک سیڑھی پر چڑھا اور خانہ

2905-تقدم (الحديث 691) .

کعبہ کے اندر آ گیا' میں نے دریافت کیا: نبی اکرم ﷺ نے کس جگہ نماز ادا کی؟ تو انہوں نے بتایا: اس جگہ پر اس وقت مجھے یہ خیال نہیں رہا کہ میں ان سے یہ دریافت کرتا کہ نبی اکرم ﷺ نے خانہ کعبہ کے اندر کتنی رکعات ادا کیں۔

2906 - اَخْبَرَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَيْتَ وَمَعَهُ الْفَضْلُ بْنُ عَبَّاسٍ وَّاُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ وَّعُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ وَبِلَالٌ فَاَجَافُوْا عَلَيْهِمُ الْبَابَ فَمَكَثَ فِيْهِ مَا شَآءَ اللّٰهُ ثُمَّ خَرَجَ - قَالَ ابْنُ عُمَرَ كَانَ اَوَّلُ مَنْ لَقِيْتُ بِلَالًا قُلْتُ اَيْنَ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا بَيْنَ الْاُسْطُوَانَتَيْنِ -

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر ؓ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ خانہ کعبہ کے اندر تشریف لے گئے' آپ ﷺ کے ساتھ حضرت فضل بن عباس' حضرت اسامہ بن زید، حضرت عثمان بن طلحہ اور حضرت بلال ؓ تھے۔ ان لوگوں نے دروازہ بند کر دیا' پھر نبی اکرم ﷺ کچھ دیر' جب تک اللہ کو منظور تھا اس کے اندر ہی رہے' پھر آپ ﷺ باہر تشریف لے آئے۔ حضرت عبداللہ بن عمر ؓ کہتے ہیں: میں سب سے پہلے حضرت بلال ؓ سے ملا' میں نے دریافت کیا' کہ نبی اکرم ﷺ نے کہاں نماز ادا کی تھی؟ تو انہوں نے فرمایا: دو ستونوں کے درمیان۔

باب مَوْضِعِ الصَّلَاةِ فِي الْبَيْتِ -

یہ باب ہے کہ خانہ کعبہ کے اندر نماز ادا کرنے کی جگہ

2907 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا السَّائِبُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ اَبِي مُلَيْكَةَ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ قَالَ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكَعْبَةَ وَدَنَا خُرُوْجُهُ وَوَجَدْتُ شَيْئًا فَذَهَبْتُ وَجِئْتُ سَرِيْعًا فَوَجَدْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَارِجًا فَسَاَلْتُ بِلَالًا اَصَلَّى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْكَعْبَةِ قَالَ نَعَمْ رَكْعَتَيْنِ بَيْنَ السَّارِيَتَيْنِ -

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر ؓ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ خانہ کعبہ کے اندر تشریف لے گئے' آپ کچھ دیر بعد ہی تشریف لے آئے' مجھے اس وقت کوئی ضرورت پیش آ گئی' اس لیے میں چلا گیا تھا' اور جلدی سے واپس آ گیا تو میں نے نبی اکرم ﷺ کو باہر تشریف لاتے ہوئے دیکھا' میں نے حضرت بلال ؓ سے دریافت کیا: کیا نبی اکرم ﷺ نے خانہ کعبہ کے اندر نماز ادا کی ہے؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں! آپ ﷺ نے دو ستونوں کے درمیان دو رکعات ادا کی ہیں۔

2908 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَيْفُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ مُجَاهِدًا يَقُوْلُ اُتِيَ ابْنُ عُمَرَ فِي مَنْزِلِهِ فَقِيْلَ هٰذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ دَخَلَ الْكَعْبَةَ فَاَقْبَلْتُ

2906-تقدم (الحديث 691) .

2907-تقدم (الحديث 691) . تحفة الاشراف (2037 و 7279) .

2908-تقدم (الحديث 691) .

فَاَجِدُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ خَرَجَ وَاَجِدُ بِلَالًا عَلَى الْبَابِ قَائِمًا فَقُلْتُ يَا بِلَالُ اَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِى الْكَعْبَةِ قَالَ نَعَمْ . قُلْتُ اَيْنَ قَالَ مَا بَيْنَ هَاتَيْنِ الْاُسْطُوَانَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ فِى وَجْهِ الْكَعْبَةِ .

★★ مجاہد بیان کرتے ہیں' حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے گھر کسی نے آ کر بتایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ کے اندر تشریف لے گئے ہیں' حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: میں آیا' تو میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خانہ کعبہ سے باہر تشریف لاتے ہوئے پایا' میں نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو دروازے پر کھڑے ہوئے پایا' میں نے کہا: اے حضرت بلال رضی اللہ عنہ! کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خانہ کعبہ کے اندر نماز ادا کی ہے؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں! میں نے دریافت کیا: اس؟ تو انہوں نے فرمایا: ان دوستونوں کے درمیان دو رکعات ادا کی ہیں۔

(راوی کہتے ہیں:) پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لے آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خانہ کعبہ کی طرف رخ کر کے دو رکعات ادا کیں۔

2909 - اَخْبَرَنَا حَاجِبُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْمَنْبِجِيُّ عَنِ ابْنِ اَبِىْ رَوَّادٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكَعْبَةَ فَسَبَّحَ فِىْ نَوَاحِيهَا وَكَبَّرَ وَلَمْ يُصَلِّ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلّٰى خَلْفَ الْمَقَامِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ قَالَ "هٰذِهِ الْقِبْلَةُ" .

★★ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ کے اندر تشریف لے گئے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے تمام کناروں میں تکبیر پڑھی اور تکبیر کہی' لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ادا نہیں کی' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقامِ ابراہیم کے پاس دو رکعات ادا کیں' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ قبلہ ہے۔

باب الْحِجْرِ .

یہ باب ہے کہ حطیم کے بارے میں روایات

2910 - اَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِىِّ عَنِ ابْنِ اَبِىْ زَائِدَةَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِىْ سُلَيْمَانَ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَقُوْلُ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَوْلَا اَنَّ النَّاسَ حَدِيْثٌ عَهْدُهُمْ بِكُفْرٍ وَلَيْسَ عِنْدِىْ مِنَ النَّفَقَةِ مَا يُقَوِّى عَلٰى بِنَائِهِ لَكُنْتُ اَدْخَلْتُ فِيْهِ مِنَ الْحِجْرِ خَمْسَةَ اَذْرُعٍ وَجَعَلْتُ لَهُ بَابًا يَدْخُلُ النَّاسُ مِنْهُ وَبَابًا يَخْرُجُوْنَ مِنْهُ" .

★★ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے'

2909-انفرد به النسائي، و سياتي في مناسك الحج، الذكر و الدعاء في البيت (الحديث 2914) مطولاً، و وضع الصدر و الوجه على ما استقبل من دبر الكعبة (الحديث 2915)، و مواضع الصلاة من الكعبة (الحديث 2916) . تحفة الاشراف (110) .

2910-اخرجه مسلم في الحج، باب نقض الكعبة و بنائها (الحديث 401) و (402) مطولاً . تحفة الاشراف (16190) .

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

اگر لوگ زمانۂ کفر کے قریب نہ ہوتے اور میرے پاس ویسے بھی اس کا خرچ نہیں ہے' جو اس کی تعمیر نو کے لیے کافی ہوتے تو میں حطیم کو پانچ ہاتھ تک خانہ کعبہ کے اندر داخل کر دیتا' اور اس کا ایک ایسا دروازہ بناتا جس میں سے لوگ اندر جاتے اور ایک وہ دروازہ بناتا جس میں سے لوگ باہر آتے۔

2911 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سَعِيْدٍ الرِّبَاطِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا قُرَّةُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ عَمَّتِهٖ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ قَالَتْ حَدَّثَتْنَا عَائِشَةُ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَا اَدْخُلُ الْبَيْتَ قَالَ "اُدْخُلِي الْحِجْرَ فَاِنَّهٗ مِنَ الْبَيْتِ".

★★ صفیہ بنت شیبہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ہمیں یہ حدیث سنائی' انہوں نے یہ بات بیان کی ہے' میں نے عرض کی: یارسول اللہ! کیا میں خانہ کعبہ کے اندر نہ جاؤں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تم حطیم کے اندر چلی جاؤ' یہ بھی خانہ کعبہ کا حصہ ہے۔

باب الصَّلَاةِ فِي الْحِجْرِ .

یہ باب حطیم میں نماز ادا کرنے میں ہے

2912 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَلْقَمَةُ بْنُ اَبِيْ عَلْقَمَةَ عَنْ اُمِّهٖ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ اُحِبُّ اَنْ اَدْخُلَ الْبَيْتَ فَاُصَلِّيَ فِيْهِ فَاَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِيْ فَاَدْخَلَنِي الْحِجْرَ فَقَالَ "اِذَا اَرَدْتِ دُخُوْلَ الْبَيْتِ فَصَلِّيْ هَا هُنَا فَاِنَّمَا هُوَ قِطْعَةٌ مِّنَ الْبَيْتِ وَلٰكِنَّ قَوْمَكِ اقْتَصَرُوْا حَيْثُ بَنَوْهُ".

★★ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میری یہ خواہش تھی کہ میں خانہ کعبہ کے اندر جا کر نماز ادا کرتی' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے حطیم میں داخل کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جب تم بیت اللہ کے اندر جانا چاہو تو تم یہاں نماز ادا کر لو' یہ بھی بیت اللہ کا ایک حصہ ہے' لیکن تمہاری قوم نے اسے تعمیر کرتے ہوئے چھوٹا کر دیا تھا۔

2911-اخرجه النسائي في عشرة النساء من الكبرى، النظر الى شعر ذي محرم (الحديث 352) مطولًا . و الحديث عند: مسلم في الحج، باب بيان وجوه الاحرام و انه يجوز افراد الحج، و التمتع و القران و جواز ادخال الحج على العمرة و متى يحل القارون من نسكه (الحديث 134) . تحفة الاشراف (17852) .

2912-اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب الصلاة في الحجر (2028) . و اخرجه الترمذي في الحج، باب ما جاء في الصلاة في الحجر (الحديث 876) . تحفة الاشراف (17961) .

باب التَّكْبِيرِ فِي نَوَاحِي الْكَعْبَةِ .

یہ باب ہے کہ خانہ کعبہ کے کناروں میں تکبیر کہنا

2913 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَمْرٍو اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ لَمْ يُصَلِّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْكَعْبَةِ وَلٰكِنَّهُ كَبَّرَ فِي نَوَاحِيهِ .

★★ حضرت عبداللہ بن عباس ﷠ فرماتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے خانہ کعبہ کے اندر نماز ادا نہیں کی تھی' بلکہ آپ ﷺ نے اس کے کناروں میں تکبیر کہی تھی۔

باب الذِّكْرِ وَالدُّعَاءِ فِي الْبَيْتِ .

یہ باب ہے کہ خانہ کعبہ کے اندر ذکر کرنا اور دعا مانگنا

2914 - اَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ اَبِي سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا عَطَاءٌ عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ اَنَّهُ دَخَلَ هُوَ وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَيْتَ فَاَمَرَ بِلَالًا فَاَجَافَ الْبَابَ - وَالْبَيْتُ اِذْ ذَاكَ عَلٰى سِتَّةِ اَعْمِدَةٍ - فَمَضٰى حَتّٰى اِذَا كَانَ بَيْنَ الْاُسْطُوَانَتَيْنِ اللَّتَيْنِ تَلِيَانِ بَابَ الْكَعْبَةِ جَلَسَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ وَسَاَلَهُ وَاسْتَغْفَرَهُ ثُمَّ قَامَ حَتّٰى اَتٰى مَا اسْتَقْبَلَ مِنْ دُبُرِ الْكَعْبَةِ فَوَضَعَ وَجْهَهُ وَخَدَّهُ عَلَيْهِ وَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ وَسَاَلَهُ وَاسْتَغْفَرَهُ ثُمَّ انْصَرَفَ اِلٰى كُلِّ رُكْنٍ مِنْ اَرْكَانِ الْكَعْبَةِ فَاسْتَقْبَلَهُ بِالتَّكْبِيرِ وَالتَّهْلِيلِ وَالتَّسْبِيحِ وَالثَّنَاءِ عَلَى اللّٰهِ وَالْمَسْاَلَةِ وَالِاسْتِغْفَارِ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ مُسْتَقْبِلَ وَجْهِ الْكَعْبَةِ ثُمَّ انْصَرَفَ فَقَالَ "هٰذِهِ الْقِبْلَةُ هٰذِهِ الْقِبْلَةُ" .

★★ حضرت اسامہ بن زید ﷠ بیان کرتے ہیں' وہ اور نبی اکرم ﷺ خانہ کعبہ کے اندر داخل ہوئے' آپ ﷺ نے حضرت بلال ﷠ کو حکم دیا' انہوں نے دروازہ بند کر دیا' اس وقت خانہ کعبہ کے اندر چھ ستون تھے' نبی اکرم ﷺ تشریف لے گئے اور آپ ﷺ خانہ کعبہ کے دروازے کے قریب والے دو ستونوں کے درمیان آ گئے' وہاں آپ ﷺ بیٹھ گئے' آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی' اس سے دعا مانگی' اس سے مغفرت طلب کی' پھر آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور اس حصے تک آئے جو خانہ کعبہ کی پشت کی طرف آپ ﷺ کے سامنے تھا۔ آپ ﷺ نے اپنا چہرہ مبارک اس کے ساتھ لگا دیا' اپنے رخسار اس کے ساتھ مس کیے' آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی' اس سے دعا مانگی' اس سے مغفرت طلب کی' پھر آپ ﷺ خانہ کعبہ کے ہر کونے میں گئے' آپ ﷺ اس کی طرف رخ کر کے تکبیر کہی' لا الٰہ الا اللہ پڑھا' تسبیح پڑھی' اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی' اس سے دعا مانگی' مغفرت طلب کی' پھر آپ ﷺ باہر تشریف لائے' آپ نے خانہ کعبہ کی طرف رخ کر کے دو رکعات نماز ادا کی' جب

2913-اخرجه الترمذي في الحج، باب ما جاء في الصلاة في الكعبة (الحديث 874) بنحوه . تحفة الاشراف (6302) .

2914-تقدم (الحديث 2909) .

آپ ﷺ نے نماز مکمل کر لی تو ارشاد فرمایا: یہ قبلہ ہے' یہ قبلہ ہے۔

باب وَضْعِ الصَّدْرِ وَالْوَجْهِ عَلٰى مَا اسْتَقْبَلَ مِنْ دُبُرِ الْكَعْبَةِ .

یہ باب ہے کہ کعبہ کی پشت کی طرف کی دیوار جو سامنے نظر آتی ہے' اس پر سینہ اور چہرہ رکھنا

2915 - اَخْبَرَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَيْتَ فَجَلَسَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ وَكَبَّرَ وَهَلَّلَ ثُمَّ مَالَ اِلٰى مَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْبَيْتِ فَوَضَعَ صَدْرَهُ عَلَيْهِ وَخَدَّهُ وَيَدَيْهِ ثُمَّ كَبَّرَ وَهَلَّلَ وَدَعَا فَعَلَ ذٰلِكَ بِالْاَرْكَانِ كُلِّهَا ثُمَّ خَرَجَ فَاَقْبَلَ عَلَى الْقِبْلَةِ وَهُوَ عَلَى الْبَابِ فَقَالَ "هٰذِهِ الْقِبْلَةُ هٰذِهِ الْقِبْلَةُ" .

★★ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ خانہ کعبہ کے اندر داخل ہوا' آپ ﷺ بیٹھ گئے' آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کی' اس کی کبریائی کا تذکرہ کیا' اس کی معبودیت کا اعتراف کیا' پھر آپ ﷺ خانہ کعبہ کے سامنے والے حصے کی طرف بڑھے' آپ ﷺ نے اپنا سینہ مبارک اس پر رکھا' اپنا رخسار اس پر رکھا' دونوں ہاتھ اس پر رکھے' پھر آپ نے تکبیر کہی' پھر آپ نے لا الٰہ الا اللہ پڑھا' پھر آپ نے دعا مانگی' پھر آپ ﷺ نے اس کے تمام کناروں میں یہ عمل کیا' پھر آپ باہر تشریف لے آئے' آپ نے خانہ کعبہ کی طرف رخ کیا' آپ ﷺ اس وقت دروازے پر موجود تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ قبلہ ہے' یہ قبلہ ہے۔

باب مَوْضِعِ الصَّلَاةِ مِنَ الْكَعْبَةِ .

یہ باب ہے کہ خانہ کعبہ کے اندر نماز ادا کرنے کی جگہ

2916 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ اُسَامَةَ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْبَيْتِ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ فِيْ قُبُلِ الْكَعْبَةِ ثُمَّ قَالَ "هٰذِهِ الْقِبْلَةُ" .

★★ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ خانہ کعبہ سے باہر تشریف لائے' آپ نے خانہ کعبہ کی طرف رخ کر کے دو رکعات نماز ادا کی' پھر ارشاد فرمایا: یہ قبلہ ہے۔

2917 - اَخْبَرَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ خُشَيْشُ بْنُ اَصْرَمَ النَّسَائِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ اَخْبَرَنِيْ اُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ الْبَيْتَ فَدَعَا فِيْ

2915-اخرجه النسائي في مناسك الحج، الذكر و الدعاء في البيت (الحديث 2914) مطولاً . و الحديث عند: النسائي في مناسك الحج، موضع الصلاة في البيت (الحديث 2909)، و موضع الصلاة من الكعبة (الحديث 2916) . تحفة الاشراف (110) .

2916-تقدم في مناسك الحج، موضع الصلاة في البيت (الحديث 2909 و 2914 و 2915) .

2917-اخرجه مسلم في الحج، باب استحباب دخول الكعبة للحاج و غيره و الصلاة فيها و الدعاء في نواحيها كلها (الحديث 395) مطولاً . تحفة الاشراف (96) .

نَوَاحِيهِ كُلِّهَا وَلَمْ يُصَلِّ فِيهِ حَتَّى خَرَجَ مِنْهُ فَلَمَّا خَرَجَ رَكَعَ رَكْعَتَيْنِ فِي قُبُلِ الْكَعْبَةِ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے مجھے یہ بات بتائی ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ کے اندر تشریف لے گئے' آپ نے اس کے تمام اطراف میں دعا مانگی' لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اندر نماز ادا نہیں کی' یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لے آئے' جب آپ باہر تشریف لائے' تو آپ نے خانہ کعبہ کی طرف رخ کر کے دو رکعات ادا کیں۔

2918 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا السَّائِبُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ اَبِيهِ اَنَّهُ كَانَ يَقُودُ ابْنَ عَبَّاسٍ وَّيُقِيمُهُ عِنْدَ الشُّقَّةِ الثَّالِثَةِ مِمَّا يَلِي الرُّكْنَ الَّذِي يَلِي الْحَجَرَ مِمَّا يَلِي الْبَابَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَمَا اُنْبِئْتَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي هَا هُنَا فَيَقُولُ نَعَمْ فَيَتَقَدَّمُ فَيُصَلِّي .

☆☆ محمد بن عبداللہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: وہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو (جو اس وقت نابینا ہو چکے تھے) ساتھ لے کر گئے اور خانہ کعبہ کی اس طرف والی دیوار کے پاس کھڑا کر دیا جو حجر اسود اور خانہ کعبہ کے دروازے والے رکن کے ساتھ ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کیا تمہیں یہ بات نہیں بتائی گئی ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس جگہ نماز ادا کیا کرتے تھے' تو انہوں نے جواب دیا: جی ہاں! تو وہ آگے بڑھ گئے' اور انہوں نے وہاں نماز ادا کی۔

باب ذِكْرِ الْفَضْلِ فِي الطَّوَافِ بِالْبَيْتِ .

یہ باب ہے کہ خانہ کعبہ کا طواف کرنے کی فضیلت کا تذکرہ

2919 - حَدَّثَنَا اَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَحْمَدُ بْنُ شُعَيْبٍ مِّنْ لَّفْظِهِ قَالَ اَنْبَاَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ اَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ مَا اَرَاكَ تَسْتَلِمُ اِلَّا هٰذَيْنِ الرُّكْنَيْنِ قَالَ اِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ "اِنَّ مَسْحَهُمَا يَحُطَّانِ الْخَطِيئَةَ" . وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ "مَنْ طَافَ سَبْعًا فَهُوَ كَعِدْلِ رَقَبَةٍ" .

☆☆ عبداللہ بن عبید بیان کرتے ہیں' ایک شخص نے (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے) کہا: اے ابوعبدالرحمٰن! کیا وجہ ہے آپ صرف ان دو ارکان کا استلام کرتے ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

2918-اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب الملتزم (الحديث 1900) . تحفة الاشراف (5317) .

2919-اخرجه الترمذي في الحج، باب ما جاء في استلام الركنين (الحديث 959)، و قد اشار المزي الى طريق النسائي في ترجمة (عبيد بن عمير عن ابن عمر) فقال: و روى حماد بن زيد، عن عطاء بن السائب عن ابن عبيد بن عمير نحوه، و فاته ان يذكرها في ترجمة عبد الله بن عبيد بن عمير عن ابن عمر . تحفة الاشراف (7317) .

ان پہ ہاتھ پھیرنا گناہوں کو ختم کر دیتا ہے۔
(انہوں نے یہ بھی بتایا:) میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ بھی ارشاد کرتے ہوئے سنا ہے:
جو شخص (خانہ کعبہ کا) سات مرتبہ طواف کرتا ہے تو یہ غلام آزاد کرنے کے مترادف ہے۔

شرح

عتیق، یہاں طواف سے مراد طواف زیارت ہے جو دسویں تاریخ ذی الحجہ کو رمی جمرہ اور قربانی کے بعد کیا جاتا ہے یہ طواف حج کا دوسرا رکن اور فرض ہے پہلا رکن وقوف عرفات ہے جو اس سے پہلے ادا ہو جاتا ہے۔ طواف زیارت پر احرام کے سب احکام مکمل ہو کر پورا احرام کھل جاتا ہے (روی ذلک عن ابن عباس ومجاہد والضحاک و جماعۃ بل قال الطبری وان لم یسلم لہ لا خلاف بین المتاولین فی انہ طواف الافاضہ ویکون ذلک یوم النحر از روح المعانی)

بیت عتیق، بیت اللہ کا نام بیت عتیق اس لئے ہے کہ عتیق کے معنے آزاد کے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے اپنے گھر کا نام بیت عتیق اس لئے رکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو کفار و جبابرہ کے غلبہ اور قبضہ سے آزاد کر دیا ہے۔ (رواہ الترمذی وحسنہ والحاکم وصححہ وابن جریر والطبرانی وغیرھم از روح المعانی)

باب الْكَلَامِ فِي الطَّوَافِ

یہ باب ہے کہ طواف کے دوران کلام کرنا

2920 - اَخْبَرَنَا يُوْسُفُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ سُلَيْمَانُ الْاَحْوَلُ اَنَّ طَاوُسًا اَخْبَرَهٗ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ وَهُوَ يَطُوْفُ بِالْكَعْبَةِ بِاِنْسَانٍ يَقُوْدُهٗ اِنْسَانٌ بِخِزَامَةٍ فِيْ اَنْفِهٖ فَقَطَعَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهٖ ثُمَّ اَمَرَهٗ اَنْ يَّقُوْدَهٗ بِيَدِهٖ ۔

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہوئے ایک شخص کے پاس سے گزرے' جو دوسرے شخص کو ساتھ لے کر چل رہا تھا' اس نے دوسرے شخص کی ناک میں نکیل ڈالی ہوئی تھی' تو نبی اکرم ﷺ نے اس رسی کو اپنے دست مبارک کے ذریعے کاٹ دیا اور پھر اسے یہ ہدایت کی کہ وہ اپنے ہاتھ کے ذریعے (دوسرے شخص کو تھام کر) اُسے ساتھ لے کر چلے۔

2921 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ سُلَيْمَانُ

2920-اخرجه البخاري في الحج، باب الكلام في الطواف (الحديث 1620) بنحوه، و في الايمان و النذور، باب النذر فيما لا يملك و في معصية (الحديث 6703) بنحوه . و اخرجه ابو داؤد في الايمان و النذور ، باب من راى عليه كفارة اذا كان في معصية (الحديث 3302). و اخرجه النسائي في مناسك الحج، الكلام في الطواف (الحديث 2921)، و في الايمان و النذور، النذر فيما لا يراد به وجه الله (الحديث 3819 و 3820) و الحديث عند: البخاري في الحج، باب اذا راى سيرًا او شيئًا يكره في الطواف قطعه (الحديث 1621)، و في الايمان و النذور، باب النذر فيما لا يملك و في معصية (الحديث 6702) . تحفة الاشراف (5704) .

2921-تقدم في مناسك الحج، الكلام في الطواف (الحديث 2920) .

الْاَحْوَلُ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَرَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَجُلٍ يَقُوْدُهُ رَجُلٌ بِشَيْءٍ ذَكَرَهُ فِي نَذْرٍ فَتَنَاوَلَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَطَعَهُ قَالَ اِنَّهُ نَذْرٌ .

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک شخص کے پاس سے گزرے جو کسی دوسرے شخص کو کسی چیز کے ذریعے ساتھ لے کر چل رہا تھا' اس نے یہ تذکرہ کیا' کہ اس نے اس بات کی نذر مانی ہوئی ہے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پکڑ کر اسے کاٹ دیا اور فرمایا: یہ نذر ہے (یعنی صرف طواف کرنا نذر ہے)۔

باب اِبَاحَةِ الْكَلَامِ فِي الطَّوَافِ

یہ باب ہے کہ طواف کے دوران کلام کرنا مباح ہے

2922 - اَخْبَرَنَا يُوْسُفُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِي الْحَسَنُ بْنُ مُسْلِمٍ ح وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ اَخْبَرَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنْ رَجُلٍ اَدْرَكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "الطَّوَافُ بِالْبَيْتِ صَلَاةٌ فَاَقِلُّوْا مِنَ الْكَلَامِ" . اللَّفْظُ لِيُوْسُفَ . خَالَفَهُ حَنْظَلَةُ بْنُ اَبِي سُفْيَانَ .

★★ طاؤس بیان کرتے ہیں' ایک صحابی نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کیا ہے:
بیت اللہ کا طواف کرنا نماز ادا کرنے کی مانند ہے' اس لیے تم اس دوران کم کلام کیا کرو۔
یوسف نامی راوی کے الفاظ ہیں' تاہم حنظلہ بن ابوسفیان نامی راوی نے اس سے مختلف روایت نقل کی ہے (جو درج ذیل ہے)۔

2923 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ اَنْبَاَنَا السِّيْنَانِيُّ عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ اَبِي سُفْيَانَ عَنْ طَاوُسٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ اَقِلُّوا الْكَلَامَ فِي الطَّوَافِ فَاِنَّمَا اَنْتُمْ فِي الصَّلَاةِ .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: طواف کے دوران کم کلام کیا کرو' کیونکہ تم (طواف کے دوران) نماز کی حالت میں ہوتے ہو۔

باب اِبَاحَةِ الطَّوَافِ فِي كُلِّ الْاَوْقَاتِ

یہ باب ہے کہ تمام اوقات کے دوران طواف کرنا جائز ہے

2924 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بَابَاهُ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "يَا بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ لَا تَمْنَعُنَّ اَحَدًا طَافَ

2922-انفرد به النسائي، و سياتي في مناسك الحج، اباحة الكلام في الطواف (الحديث 2923) . تحفة الاشراف (5694) .

2923-تقدم في مناسك الحج، اباحة الكلام في الطواف (الحديث 2922) .

2924-تقدم (الحديث 584) .

بِهٰذَا الْبَيْتِ وَصَلّٰى اَىَّ سَاعَةٍ شَآءَ مِنْ لَيْلٍ اَوْ نَهَارٍ" .

★★ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اے بنو عبد مناف! تم کسی بھی شخص کو دن یا رات کے کسی بھی حصے میں اس گھر کا طواف کرنے (اور یہاں) نماز ادا کرنے سے نہ روکنا۔

باب كَيْفَ طَوَافِ الْمَرِيضِ

یہ باب ہے کہ بیمار شخص کیسے طواف کرے گا؟

2925 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَآءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنِىْ مَالِكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ نَوْفَلٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ اَبِىْ سَلَمَةَ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ شَكَوْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنِّىْ اَشْتَكِىْ فَقَالَ "طُوفِىْ مِنْ وَّرَآءِ النَّاسِ وَاَنْتِ رَاكِبَةٌ" . فَطُفْتُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّىْ اِلٰى جَنْبِ الْبَيْتِ يَقْرَاُ بِ (الطُّوْرِ وَكِتَابٍ مَّسْطُوْرٍ)

★★ سیّدہ زینب بنت ابوسلمہ' سیّدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان نقل کرتی ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں یہ شکایت کی کہ میں بیمار ہوں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تم لوگوں سے پرے سوار ہو کر طواف کر لو تو میں نے اسی طرح طواف کیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت خانہ کعبہ کی ایک سمت میں نماز ادا کر رہے تھے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس نماز میں سورۂ طور کی تلاوت کر رہے تھے۔

باب طَوَافِ الرِّجَالِ مَعَ النِّسَآءِ

یہ باب ہے کہ مردوں کا خواتین کے ہمراہ طواف کرنا

2926 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اٰدَمَ عَنْ عَبْدَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاللّٰهِ مَا طُفْتُ طَوَافَ الْخُرُوْجِ . فَقَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِذَا اُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ فَطُوفِىْ عَلٰى بَعِيْرِكِ مِنْ وَّرَآءِ النَّاسِ" . عُرْوَةُ لَمْ يَسْمَعْهُ مِنْ اُمِّ سَلَمَةَ .

★★ سیّدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! اللہ کی قسم! میں طواف خروج نہیں کر سکی

2925-اخرجه البخاري في الصلاة، باب ادخال البعير في المسجد للعلة (الحديث 464)، و في الحج، باب طواف النساء مع الرجال (الحديث 1619)، و في الحج، باب المريض يطوف راكبًا (الحديث 1633)، و في التفسير، باب 1 . (الحديث 4853) . و اخرجه مسلم في الحج، باب جواز الطواف على بعير وغيره و استلام الحجر بمحجن و نحوه للراكب (الحديث 258) . و اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب الطواف الواجب (الحديث 1882) و اخرجه النسائي في مناسك الحج، طواف الرجال مع النساء (الحديث 2927) و اخرجه ابن ماجه في المناسك، باب المريض يطوف راكبًا (الحديث 2961) . و الحديث عند: البخاري في الحج، باب من صلى ركعتي الطواف خارجًا من المسجد (الحديث 1626) . تحفة الاشراف (18262) .

2926-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (18198) .

(کیونکہ میں بیمار ہوں) تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

جب نماز کھڑی ہو جائے' تو تم لوگوں سے پرے اپنے اونٹ پر طواف کر لینا۔

(امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں:) عروہ نے سیّدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے یہ حدیث نہیں سنی ہے۔

2927 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ مَّالِكٍ عَنْ اَبِى الْاَسْوَدِ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ اُمِّ سَلَمَةَ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ اَنَّهَا قَدِمَتْ مَكَّةَ وَهِيَ مَرِيضَةٌ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "طُوفِي مِنْ وَّرَاءِ الْمُصَلِّينَ وَاَنْتِ رَاكِبَةٌ". قَالَتْ فَسَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عِنْدَ الْكَعْبَةِ يَقْرَاُ (وَالطُّوْرِ).

★★ سیّدہ زینب بنت اُم سلمہ' سیّدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان نقل کرتی ہیں: وہ مکہ مکرمہ گئیں' تو وہ بیمار ہو گئیں' انہوں نے اس بات کا تذکرہ نبی اکرم ﷺ سے کیا' تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

تم نماز ادا کرنے والوں سے پرے سوار ہو کر طواف کر لو۔

(سیّدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:) میں نے نبی اکرم ﷺ کو خانہ کعبہ کے پاس (نماز ادا کرتے ہوئے) سورۂ طور کی تلاوت کرتے ہوئے سنا۔

بَاب الطَّوَافِ بِالْبَيْتِ عَلَى الرَّاحِلَةِ

یہ باب ہے کہ سواری پر خانہ کعبہ کا طواف کرنا

2928 - اَخْبَرَنِیْ عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ - وَهُوَ ابْنُ اِسْحَاقَ - عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ طَافَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ حَوْلَ الْكَعْبَةِ عَلٰى بَعِيْرٍ يَّسْتَلِمُ الرُّكْنَ بِمِحْجَنِهِ.

★★ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: حجۃ الوداع کے موقع پر نبی اکرم ﷺ نے اونٹ پر سوار ہو کر خانہ کعبہ کا طواف کیا تھا' آپ ﷺ اپنے ہاتھ میں موجود چھڑی کے ذریعے استلام کر رہے تھے۔

پیدل طواف کرنے کا بیان

حنفیہ کے ہاں چونکہ پیادہ پا طواف کرنا واجب ہے اس لئے اس حدیث کے بارہ میں یہ کہا جاتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی عذر اور مجبوری کی بناء پر اس طرح طواف کیا ہوگا۔لہٰذا یہ طواف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مختص ہے کسی اور کو سواری پر بیٹھ کر طواف کرنا جائز نہیں ہے۔علامہ طیبی شافعی فرماتے ہیں کہ اگرچہ پیادہ پا طواف کرنا افضل ہے لیکن آنحضرت

2927-تقدم (الحديث 2925) .

2928-اخرجه مسلم في الحج، باب جواز الطواف على بعير وغيره و استلام الحجر بمحجن و نحوه للراكب (الحديث 256) . تحفة الاشراف (16957) .

صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ پر سوار ہو کر اس لئے طواف کیا تا کہ سب لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے رہیں۔ یہاں ایک اشکال بھی واقع ہوتا ہے وہ یہ کہ احادیث سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر طواف کرتے ہوئے پہلے تین پھیروں میں رمل کیا تھا، جب کہ اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ پر سوار ہو کر طواف کیا اور ظاہر ہے کہ اس صورت میں رمل کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا؟

اس کا جواب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پیادہ پا طواف کرنا اور اس کے تین پھیروں میں رمل کرنا طواف قدوم کے موقع پر تھا اور اونٹ پر سوار ہو کر طواف کرنے کا تعلق طواف افاضہ سے ہے جو فرض ہے اور قربانی کے دن (دسویں ذی الحجہ) ہوا تھا اور جسے طواف الرکن بھی کہتے ہیں۔ اور اس موقع پر اونٹ پر سوار ہو کر طواف کرنے کی وجہ یہی تھی کہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے رہیں۔ تا کہ طواف افعال و مسائل سیکھ لیں۔ "محجن" اس لکڑی کو کہتے ہیں جس کا سرا خمدار ہوتا ہے، اس کے ذریعہ حجر اسود کو بوسہ دینے کی صورت یہ تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس لکڑی سے حجر اسود کی طرف اشارہ کر کے اس کو چومتے تھے۔

باب طَوَافِ مَنْ اَفْرَدَ الْحَجَّ

یہ باب حج افراد کرنے والے شخص کے طواف میں ہے

2929 - اَخْبَرَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُوَيْدٌ - وَهُوَ ابْنُ عَمْرٍو الْكَلْبِيُّ - عَنْ زُهَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا بَيَانٌ اَنَّ وَبَرَةَ حَدَّثَهُ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ وَسَاَلَهُ رَجُلٌ اَطُوفُ بِالْبَيْتِ وَقَدْ اَحْرَمْتُ بِالْحَجِّ قَالَ وَمَا يَمْنَعُكَ قَالَ رَاَيْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ يَنْهٰى عَنْ ذٰلِكَ وَاَنْتَ اَعْجَبُ اِلَيْنَا مِنْهُ . قَالَ رَاَيْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحْرَمَ بِالْحَجِّ فَطَافَ بِالْبَيْتِ وَسَعٰى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر ؓ کے بارے میں یہ بات منقول ہے: ایک شخص نے ان سے دریافت کیا: اگر میں حج کا احرام باندھ لیتا ہوں تو کیا میں خانہ کعبہ کا طواف کروں گا؟ انہوں نے دریافت کیا: اس میں رکاوٹ کیا ہے؟ تو اس شخص نے عرض کی: میں نے حضرت عبداللہ بن عباس ؓ کو اس سے منع کرتے ہوئے سنا ہے اور آپ ہمارے نزدیک ان سے زیادہ پسندیدہ شخصیت ہیں تو حضرت عبداللہ بن عمر ؓ نے فرمایا:

مجھے نبی اکرم ﷺ کے بارے میں یہ بات یاد ہے آپ ﷺ نے حج کا احرام باندھنے کے بعد خانہ کعبہ کا طواف بھی کیا تھا اور صفا و مروہ کی سعی بھی کی تھی۔

باب طَوَافِ مَنْ اَهَلَّ بِعُمْرَةٍ

یہ باب ہے کہ عمرے کا احرام باندھنے والے شخص کا طواف کرنا

2929-اخرجه مسلم في الحج، باب ما يلزم من احرم بالحج ثم قدم مكة من الطواف و السعي (الحديث 187 و 188) . تحفة الاشراف (8555) .

2930 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ وَسَاَلْنَاهُ عَنْ رَّجُلٍ قَدِمَ مُعْتَمِرًا فَطَافَ بِالْبَيْتِ وَلَمْ يَطُفْ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ اَيَاْتِيْ اَهْلَهُ قَالَ لَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَطَافَ سَبْعًا وَّصَلّٰى خَلْفَ الْمَقَامِ رَكْعَتَيْنِ وَطَافَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ .

★★ عمرو نامی راوی بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو سنا' ہم نے ان سے ایسے شخص کے بارے میں دریافت کیا جو عمرہ کرنے کے لیے آتا ہے اور خانہ کعبہ کا طواف کر لیتا ہے' لیکن صفا و مروہ کی سعی نہیں کرتا' تو کیا ایسا شخص اپنی بیوی کے ساتھ صحبت کر سکتا ہے' انہوں نے بتایا: جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (مکہ مکرمہ) تشریف لائے تھے' تو آپ نے خانہ کعبہ کا سات مرتبہ طواف کیا تھا' پھر آپ نے مقامِ ابراہیم کے پاس دو رکعات نماز ادا کی تھی' پھر آپ نے صفا و مروہ کے درمیان سعی کی تھی' اور تم لوگوں کے لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے میں بہترین اسوہ موجود ہے۔

باب كَيْفَ يَفْعَلُ مَنْ اَهَلَّ بِالْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ وَلَمْ يَسُقِ الْهَدْيَ

یہ باب ہے کہ جو شخص حج اور عمرہ دونوں کا احرام باندھ لیتا ہے اور قربانی کا جانور ساتھ نہیں لاتا' وہ کیا کرے گا؟

2931 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ الْاَزْهَرِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَنْصَارِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا اَشْعَثُ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ اَنَسٍ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَخَرَجْنَا مَعَهُ فَلَمَّا بَلَغَ ذَا الْحُلَيْفَةِ صَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ رَكِبَ رَاحِلَتَهُ فَلَمَّا اسْتَوَتْ بِهِ عَلَى الْبَيْدَاءِ اَهَلَّ بِالْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ جَمِيْعًا فَاَهْلَلْنَا مَعَهُ فَلَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ وَطُفْنَا اَمَرَ النَّاسَ اَنْ يَّحِلُّوْا فَهَابَ الْقَوْمُ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَوْلَا اَنَّ مَعِيَ الْهَدْيَ لَاَحْلَلْتُ" . فَحَلَّ الْقَوْمُ حَتّٰى حَلُّوْا اِلَى النِّسَآءِ وَلَمْ يَحِلَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يُقَصِّرْ اِلٰى يَوْمِ النَّحْرِ .

★★ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم روانہ ہوئے' آپ کے ساتھ ہم بھی روانہ ہوئے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ذوالحلیفہ پہنچے تو آپ نے ظہر کی نماز ادا کی' پھر آپ اپنی سواری پر سوار ہوئے' جب بیداء میں آپ کی سواری کھڑی ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج اور عمرہ دونوں کا ایک ساتھ تلبیہ پڑھا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہم نے بھی تلبیہ پڑھا' جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

2930-اخرجه البخاري في الصلاة، باب قول الله تعالى (واتخذوا من مقام ابراهيم مصلى) (الحديث 395)، و في الحج، باب صلى النبي صلى الله عليه وسلم لسبوعه ركعتين (الحديث 1623) بنحوه، باب من صلى ركعتي الطواف خلف المقام (الحديث 1627) مختصراً، باب ما جاء في السعي بين الصفا و المروة (الحديث 1645) و (الحديث 1647) مختصراً، و في العمرة، باب متى يحل المعتمر (الحديث 1793). و اخرجه مسلم في الحج، باب ما يلزم من احرم بالحج ثم قدم مكة من الطواف والسعي (الحديث 189) . و اخرجه النسائي في مناسك الحج، اين يصلي ركعتي الطواف (الحديث 2960) مختصراً، و ذكر خروج النبي صلى الله عليه وسلم الى الصفا من الباب الذي يخرج منه (الحديث 2966) . مختصراً . و اخرجه ابن ماجه في المناسك ، باب الركعتين بعد الطواف (الحديث 2959) مختصراً . تحفة الاشراف (7352) .

2931-انفرد به النسائي: و الحديث عند: ابي داؤد في المناسك، باب في وقت الاحرام (الحديث 1774) و النسائي في مناسك الحج، العمل في الاهلال (الحديث 2661)، و العمل في الاهلال (الحديث 2754). تحفة الاشراف (524) .

مکہ تشریف لائے اور ہم نے طواف کر لیا تو آپ ﷺ نے لوگوں کو یہ ہدایت کی کہ وہ احرام کھول دیں' لوگ اس بارے میں پریشان ہو گئے۔ نبی اکرم ﷺ نے اس بارے میں فرمایا:

اگر میرے ساتھ قربانی کا جانور نہ ہوتا تو میں بھی احرام کھول دیتا' تو تمام لوگوں نے احرام کھول دیا اور ان کے لیے اپنی بیویوں کے ساتھ صحبت کرنا بھی جائز ہو گیا' لیکن نبی اکرم ﷺ نے احرام نہیں کھولا' نہ ہی آپ ﷺ نے بال چھوٹے کروائے' یہاں تک کہ قربانی کا دن آ گیا (تو اس دن آپ ﷺ نے احرام کھولا)۔

باب طَوَافِ الْقَارِنِ

یہ باب ہے کہ حج قران کرنے والے شخص کا طواف

2932 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَيُّوْبَ بْنِ مُوْسٰى عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَرَنَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَطَافَ طَوَافًا وَّاحِدًا وَّقَالَ هٰكَذَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُهُ .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں یہ بات منقول ہے: انہوں نے حج اور عمرے (کو ملا کر) حج قران کیا' تو ایک ہی مرتبہ طواف کیا اور یہ بات بیان کی کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو ایسا ہی کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

2933 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مَيْمُوْنٍ الرَّقِّيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَيُّوْبَ السَّخْتِيَانِيِّ وَاَيُّوْبَ بْنِ مُوْسٰى وَاِسْمَاعِيْلَ بْنِ اُمَيَّةَ وَعُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ قَالَ خَرَجَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ فَلَمَّا اَتٰى ذَا الْحُلَيْفَةِ اَهَلَّ بِالْعُمْرَةِ فَسَارَ قَلِيْلًا فَخَشِيَ اَنْ يُّصَدَّ عَنِ الْبَيْتِ فَقَالَ اِنْ صُدِدْتُ صَنَعْتُ كَمَا صَنَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَاللّٰهِ مَا سَبِيْلُ الْحَجِّ اِلَّا سَبِيْلُ الْعُمْرَةِ اُشْهِدُكُمْ اَنِّيْ قَدْ اَوْجَبْتُ مَعَ عُمْرَتِيْ حَجًّا . فَسَارَ حَتّٰى اَتٰى قُدَيْدًا فَاشْتَرٰى مِنْهَا هَدْيًا ثُمَّ قَدِمَ مَكَّةَ فَطَافَ بِالْبَيْتِ سَبْعًا وَّبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَقَالَ هٰكَذَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَ .

★★ نافع بیان کرتے ہیں' حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روانہ ہوئے' جب وہ ذوالحلیفہ پہنچے تو وہاں انہوں نے عمرے کا تلبیہ پڑھا' پھر کچھ دیر چلنے کے بعد انہیں یہ اندیشہ ہوا کہ شاید انہیں بیت اللہ تک پہنچنے نہیں دیا جائے گا' تو انہوں نے فرمایا: اگر مجھے راستے میں روک دیا گیا تو میں ویسا ہی کروں گا' جس طرح نبی اکرم ﷺ نے کیا تھا' پھر انہوں نے فرمایا: اللہ کی قسم! حج کا راستہ وہی ہے' جو عمرے کا ہے' میں تم لوگوں کو گواہ بنا کر یہ بات کہہ رہا ہوں کہ میں نے اپنے عمرے کے ساتھ حج کو بھی لازم کر لیا ہے' پھر وہ چلتے رہے' یہاں تک کہ قدید کے مقام پر آ ئے۔ وہاں سے انہوں نے قربانی کا جانور خریدا پھر وہ مکہ تشریف لائے' وہاں انہوں نے خانہ کعبہ کا سات مرتبہ طواف کیا' صفا و مروہ کی سعی کی' پھر یہ بات بیان کی کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو ایسا ہی کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

2932-انفرد به النسائي . وسياتي (الحديث 2933) مطولاً . تحفة الاشراف (7602) .

2933-تقدم (الحديث 2932) .

2934 - اَخْبَرَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مَهْدِيٍّ اَخْبَرَنِيْ هَانِءُ بْنُ اَيُّوْبَ عَنْ طَاؤسٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَافَ طَوَافًا وَّاحِدًا .

★★ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (حج اور عمرے) دونوں کے لیے ایک ہی مرتبہ طواف کیا تھا۔

باب ذِكْرِ الْحَجَرِ الْاَسْوَدِ

یہ باب حجر اسود کے ذکر کے بیان میں ہے

2935 - اَخْبَرَنِيْ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ يَعْقُوْبَ قَالَ حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ دَاوُدَ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اَلْحَجَرُ الْاَسْوَدُ مِنَ الْجَنَّةِ" .

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:
حجر اسود جنت سے تعلق رکھتا ہے۔

باب اسْتِلَامِ الْحَجَرِ الْاَسْوَدِ

یہ باب حجر اسود کے استلام کے بیان میں ہے

2936 - اَخْبَرَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ عَبْدِ الْاَعْلٰى عَنْ سُوَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ اَنَّ عُمَرَ قَبَّلَ الْحَجَرَ وَالْتَزَمَهُ وَقَالَ رَاَيْتُ اَبَا الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَ حَفِيًّا .

★★ سوید بن غفلہ بیان کرتے ہیں' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حجر اسود کو بوسہ دیا' اسے اپنے ساتھ چمٹایا اور بولے: میں نے حضرت ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کو تم پر مہربانی کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

حجر اسود کے طریقہ استلام کا بیان

حجر اسود کو بوسہ دینے کا طریق تو یہ ہے کہ دونوں ہاتھ حجر اسود پر رکھ کر دونوں ہونٹوں کو حجر اسود پر لگایا جائے۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہجوم کی زیادتی اور لوگوں کے ازدحام کی وجہ سے حجر اسود کی طرف اشارہ کرتے اور اسے چومتے ہوں گے، چنانچہ حنفیہ کا یہی مسلک ہے کہ حجر اسود کی طرف اشارہ کر کے اس کو نہ چوما جائے۔ ہاں اگر کسی وجہ سے حجر اسود پر ہاتھ رکھنا اور اس کو چومنا ممکن نہ ہو تو پھر اشارہ کے ذریعہ ہی یہ سعادت حاصل کی جا سکتی ہے۔

2934-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (2285) .

2935-اخرجه الترمذي في الحج، باب ما جاء في فضل الحجر الاسود و الركن و المقام (الحديث 877) مطولًا . تحفة الاشراف (5571) .

2936-اخرجه مسلم في الحج، باب استحباب تقبيل الحجر الاسود في الطواف (الحديث 252) . تحفة الاشراف (10460) .

باب تَقْبِيلِ الْحَجَرِ

یہ باب حجر اسود کو بوسہ دینے کے بیان میں ہے

2937 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ وَجَرِيْرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَابِسِ بْنِ رَبِيْعَةَ قَالَ رَاَيْتُ عُمَرَ جَاءَ اِلَى الْحَجَرِ فَقَالَ اِنِّيْ لَاَعْلَمُ اَنَّكَ حَجَرٌ وَّلَوْلَا اَنِّيْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَبِّلُكَ مَا قَبَّلْتُكَ . ثُمَّ دَنَا مِنْهُ فَقَبَّلَهُ .

★★ عابس بن ربیعہ بیان کرتے ہیں' میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ حجر اسود کے پاس آئے اور بولے: مجھے معلوم ہے' تم ایک پتھر ہو' اگر میں نے رسول اللہ کو تمہیں بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو میں تمہیں بوسہ نہ دیتا' پھر وہ حجر اسود کے قریب ہوئے اور انہوں نے اسے بوسہ دیا۔

باب كَيْفَ يُقَبِّلُ

یہ باب ہے کہ بوسہ کس طرح دیا جائے؟

2938 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ عَنْ حَنْظَلَةَ قَالَ رَاَيْتُ طَاوُسًا يَمُرُّ بِالرُّكْنِ فَاِنْ وَّجَدَ عَلَيْهِ زِحَامًا مَّرَّ وَلَمْ يُزَاحِمْ وَاِنْ رَآهُ خَالِيًا قَبَّلَهُ ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ رَاَيْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَاَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ قَالَ اِنَّكَ حَجَرٌ لَا تَنْفَعُ وَلَا تَضُرُّ وَلَوْلَا اَنِّيْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبَّلَكَ مَا قَبَّلْتُكَ ثُمَّ قَالَ عُمَرُ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ .

★★ حنظلہ بیان کرتے ہیں' میں نے طاؤس کو دیکھا کہ جب وہ حجر اسود کے پاس سے گزرتے تھے' تو اگر وہاں ہجوم زیادہ ہوتا تھا تو آگے گزر جاتے تھے اور لوگوں کے ساتھ مزاحمت نہیں کرتے تھے' لیکن اگر وہ جگہ خالی ہوتی تھی' تو وہ تین مرتبہ حجر اسود کو بوسہ دیتے تھے۔ انہوں نے یہ بات بیان کی کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو بھی ایسا ہی کرتے دیکھا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ بات بیان کی ہے' میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو بھی ایسا ہی کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ فرمایا: تم ایک پتھر ہو' تم کوئی نفع نہیں پہنچا سکتے' کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے' اگر میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمہیں بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو میں تمہیں بوسہ نہ دیتا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ بات بتائی: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا ہی کرتے ہوئے دیکھا ہے (یعنی اگر ہجوم زیادہ ہوتا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم آگے نکل جاتے تھے ورنہ اسے بوسہ دیتے تھے)۔

2937-اخرجه البخاري في الحج، باب ما ذكر في الحجر الاسود (الحديث 1597) . و اخرجه مسلم في الحج، باب استحباب تقبيل الحجر الاسود في الطواف (الحديث 251) . و اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب في تقبيل الحجر (الحديث 1873) . و اخرجه الترمذي في الحج، باب ما جاء في تقبيل الحجر (الحديث 860) . تحفة الاشراف (10473) .

2938-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (10503) .

باب كَيْفَ يَطُوفُ اَوَّلَ مَا يَقْدَمُ وَعَلٰى اَيِّ شِقَّيْهِ يَأْخُذُ اِذَا اسْتَلَمَ الْحَجَرَ

یہ باب ہے کہ پہلی مرتبہ آنے والا شخص طواف کیسے کرے اور جب وہ حجر اسود کا استلام کرے گا تو اسے کون سے پہلو کی طرف رکھے گا؟

2939 - اَخْبَرَنِیْ عَبْدُ الْاَعْلٰى بْنُ وَاصِلِ بْنِ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اٰدَمَ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ لَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَاسْتَلَمَ الْحَجَرَ ثُمَّ مَضٰى عَلٰى يَمِيْنِهٖ فَرَمَلَ ثَلَاثًا وَّمَشٰى اَرْبَعًا ثُمَّ اَتَى الْمَقَامَ فَقَالَ "(وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى)". فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ وَالْمَقَامُ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْبَيْتِ ثُمَّ اَتَى الْبَيْتَ بَعْدَ الرَّكْعَتَيْنِ فَاسْتَلَمَ الْحَجَرَ ثُمَّ خَرَجَ اِلَى الصَّفَا.

☆☆ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اپنے والد (امام محمد باقر رضی اللہ عنہ) کے حوالے سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد حرام میں داخل ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجر اسود کا استلام کیا' پھر آپ دائیں طرف سے چلنے لگے اور آپ نے تین مرتبہ رمل کیا (یعنی تیز چلتے ہوئے طواف کیا) اور چار مرتبہ عام رفتار سے چلے' پھر آپ مقامِ ابراہیم کے پاس تشریف لائے اور یہ پڑھا:

"تم مقامِ ابراہیم کو جائے نماز بنالو"۔

پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعات نماز ادا کی' مقامِ ابراہیم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور خانہ کعبہ کے درمیان تھا' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم دو رکعات ادا کرنے کے بعد خانہ کعبہ کے پاس تشریف لائے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجر اسود کا استلام کیا' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم صفا پہاڑی کی طرف تشریف لے گئے۔

باب كَمْ يَسْعٰى

یہ باب ہے کہ طواف کے دوران کتنی مرتبہ دوڑتے ہوئے چلا جائے گا

2940 – اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَّافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَرْمُلُ الثَّلَاثَ وَيَمْشِى الْاَرْبَعَ وَيَزْعُمُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ.

☆☆ نافع بیان کرتے ہیں' حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما طواف کے) تین چکروں میں رمل کرتے تھے اور چار چکروں میں عام رفتار سے چلتے تھے' وہ یہ بات بیان کرتے تھے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے۔

2939-اخرجه مسلم في الحج، باب ما جاء ان عرفة كلها موقف (الحديث 150) مختصراً . و اخرجه الترمذي في الحج، باب ما جاء في كيف الطواف (الحديث 856) . تحفة الاشراف (2597) .

2940-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (8218) .

باب كَمْ يَمْشِي

یہ باب ہے کہ (طواف کے دوران) کتنی مرتبہ عام رفتار سے چلا جائے گا؟

2941 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا طَافَ فِي الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ اَوَّلَ مَا يَقْدَمُ فَاِنَّهُ يَسْعَى ثَلَاثَةَ اَطْوَافٍ وَيَمْشِي اَرْبَعًا ثُمَّ يُصَلِّي سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ يَطُوفُ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حج یا عمرہ کے موقع پر طواف کرنے کے لیے جب سب سے پہلی مرتبہ تشریف لائے' تو پہلے تین چکروں میں آپ دوڑتے ہوئے چلے' اور پھر چار چکروں میں عام رفتار سے چلے' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعات نماز ادا کی' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صفا و مروہ کی سعی کی۔

باب الْخَبَبِ فِي الثَّلَاثَةِ مِنَ السَّبْعِ

یہ باب ہے کہ سات میں سے تین چکروں کے دوران تیزی سے دوڑنا

2942 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَمْرٍو وَسُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيهِ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ يَقْدَمُ مَكَّةَ يَسْتَلِمُ الرُّكْنَ الْاَسْوَدَ اَوَّلَ مَا يَطُوفُ يَخُبُّ ثَلَاثَةَ اَطْوَافٍ مِنَ السَّبْعِ .

☆☆ سالم اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ تشریف لائے' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے حجر اسود کا استلام کیا اور سب سے پہلے طواف میں سات چکروں میں سے تین چکروں میں دوڑتے ہوئے چلے۔

شرح

خانہ کعبہ کے گرد ایک پھیرے کو شوط کہتے ہیں اور سات شوط کا ایک طواف ہوتا ہے، چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم طواف کے وقت تین پھیروں میں تو اس طرح تیز چلتے کہ قدم پاس پاس رکھتے اور جلد جلد اٹھاتے اور دوڑتے اور اچھلتے نہ تھے اور باقی چار پھیرے اپنی معمولی رفتار سے چل کر کرتے۔

2941-اخرجه البخاري في الحج، باب من طاف بالبيت اذا قدم مكة قبل ان يرجع الى بيته ثم صلى ركعتين، ثم خرج الى الصفا (الحديث 1616) . و اخرجه مسلم في الحج، باب استحباب الرمل في الطواف و العمرة و في الطواف الاول من الحج (الحديث 231) . و اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب الدعاء في الطواف (الحديث 1893) . تحفة الاشراف (8453) .

2942-اخرجه البخاري في الحج، باب استلام الحجر الاسود حين يقدم مكة اول ما يطوف و يرمل ثلاثا (الحديث 1603) . و اخرجه مسلم في الحج، باب استحباب الرمل في الطواف و العمرة و في الطواف الاول من الحج (الحديث 232) . تحفة الاشراف (6981) .

باب الرَّمَلِ فِي الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ

یہ باب ہے کہ حج اور عمرے (میں طواف کے دوران) رمل کرنا

2943 - اَخْبَرَنِیْ مُحَمَّدٌ وَّعَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنَا عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ قَالَا حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ اللَّيْثِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ كَثِيْرِ بْنِ فَرْقَدٍ عَنْ نَّافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَخُبُّ فِیْ طَوَافِهٖ حِيْنَ يَقْدَمُ فِیْ حَجٍّ اَوْ عُمْرَةٍ ثَلَاثًا وَّيَمْشِیْ اَرْبَعًا قَالَ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ .

☆☆ نافع بیان کرتے ہیں' حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما حج یا عمرے کے موقع پر جب مکہ آتے اور پہلی مرتبہ طواف کرتے تھے' تو اس کے ابتدائی تین چکروں کے دوران تیزی سے دوڑتے تھے اور باقی چار چکروں کے دوران عام رفتار سے چلتے تھے' وہ یہ بات بیان کرتے تھے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے۔

باب الرَّمَلِ مِنَ الْحَجَرِ اِلَى الْحَجَرِ

یہ باب ہے کہ حجر اسود سے لے کر حجر اسود تک رمل کرنا

2944 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنِیْ مَالِكٌ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَمَلَ مِنَ الْحَجَرِ اِلَى الْحَجَرِ حَتّٰى انْتَهٰى اِلَيْهِ ثَلَاثَةَ اَطْوَافٍ .

☆☆ امام مالک' امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ان کے والد (امام محمد باقر رضی اللہ عنہ) کے حوالے سے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: مجھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ بات یاد ہے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجر اسود سے لے کر حجر اسود تک رمل کیا تھا' یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین چکر اس طرح لگائے تھے۔

باب الْعِلَّةِ الَّتِیْ مِنْ اَجْلِهَا سَعَى النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْبَيْتِ

یہ باب ہے کہ اس وجہ کا تذکرہ جس کی وجہ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دوڑتے ہوئے خانہ کعبہ کا طواف کیا تھا

2945 - اَخْبَرَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنِ ابْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا

2943-اخرجه البخاري في الحج، باب الرمل في الحج، و العمرة (الحديث 1604) تعليقًا مختصراً . تحفة الاشراف (8262) .

2944-اخرجه مسلم في الحج، باب استحباب الرمل في الطواف و العمرة و في الطواف الاول من الحج (الحديث 235 و 236) . و اخرجه الترمذي في الحج، باب ما جاء في الرمل من الحجر الى الحجر (الحديث 857) و اخرجه ابن ماجه في المناسك، باب الرمل حول البيت (الحديث 2951) . تحفة الاشراف (2594) .

2945-اخرجه البخاري في الحج، باب كيف كان بدء الرمل (الحديث 1602)، و في المغازي، باب عمرة القضاء (الحديث 4256) . و اخرجه مسلم في الحج، باب استحباب الرمل في الطواف و العمرة و في الطواف الاول من الحج (الحديث 240) . و اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب في الرمل (الحديث 1886) . تحفة الاشراف (5438) .

قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابُهُ مَكَّةَ قَالَ الْمُشْرِكُونَ وَهَنَتْهُمْ حُمَّى يَثْرِبَ وَلَقُوْا مِنْهَا شَرًّا فَاَطْلَعَ اللّٰهُ نَبِيَّهُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى ذٰلِكَ فَاَمَرَ اَصْحَابَهُ اَنْ يَرْمُلُوْا وَاَنْ يَمْشُوا مَا بَيْنَ الرُّكْنَيْنِ وَكَانَ الْمُشْرِكُونَ مِنَ نَاحِيَةِ الْحِجْرِ فَقَالُوْا لَهٰؤُلَاءِ اَجْلَدُ مِنْ كَذَا .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب مکہ مکرمہ تشریف لائے' تو مشرکین نے کہا: یثرب (یعنی مدینہ منورہ) کے بخار نے انہیں کمزور کر دیا ہے اور انہیں بُری صورتِ حال کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کی اطلاع دے دی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو یہ حکم دیا' کہ وہ رمل کریں اور جب وہ دو رکنوں کے درمیان پہنچیں' تو عام رفتار سے چلنا شروع کر دیں' مشرکین اس وقت حطیم والی طرف موجود تھے' انہوں نے (جب اس طرف سے گزرتے ہوئے صحابہ کو دوڑتے ہوئے دیکھا) تو بولے: یہ تو فلاں سے بھی زیادہ طاقتور لگ رہے ہیں۔

2946 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ عَرَبِيٍّ قَالَ سَاَلَ رَجُلٌ ابْنَ عُمَرَ عَنِ اسْتِلَامِ الْحَجَرِ فَقَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَلِمُهُ وَيُقَبِّلُهُ . فَقَالَ الرَّجُلُ اَرَاَيْتَ اِنْ زُحِمْتُ عَلَيْهِ اَوْ غُلِبْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اجْعَلْ اَرَاَيْتَ بِالْيَمَنِ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَلِمُهُ وَيُقَبِّلُهُ .

☆☆ زبیر بن عدی بیان کرتے ہیں' ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے حجر اسود کا استلام کرنے کے بارے میں دریافت کیا' تو انہوں نے بتایا: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا استلام کرتے ہوئے اور اسے بوسہ دیتے ہوئے دیکھا ہے۔ اس شخص نے دریافت کیا: آپ کا کیا خیال ہے' اگر وہاں ہجوم زیادہ ہو یا وہاں تک پہنچا نہ جا سکتا ہو؟ تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

''آپ کے خیال'' کو یمن بھیج دو' میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا استلام کرتے ہوئے اور اسے بوسہ دیتے ہوئے دیکھا ہے''۔

باب اسْتِلَامِ الرُّكْنَيْنِ فِيْ كُلِّ طَوَافٍ

یہ باب ہے کہ (طواف کے) ہر چکر کے دوران دو ارکان کا استلام کرنا

2947 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنِ ابْنِ اَبِىْ رَوَّادٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَسْتَلِمُ الرُّكْنَ الْيَمَانِيَ وَالْحَجَرَ فِيْ كُلِّ طَوَافٍ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم طواف کے) ہر چکر کے دوران رکن یمانی اور حجر اسود کا

2946-اخرجه البخاري في الحج، باب تقبيل الحجر (الحديث 1611) . و اخرجه الترمذي في الحج، باب ما جاء في تقبيل الحجر (الحديث 861) . تحفة الاشراف (6719) .

2947-اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب استلام الاركان (الحديث 1876) . تحفة الاشراف (7761) .

استلام کیا کرتے تھے۔

2948 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ وَّمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَا حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَسْتَلِمُ اِلَّا الْحَجَرَ وَالرُّكْنَ الْيَمَانِيَ ۔

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صرف حجر اسود اور رکن یمانی کا استلام کیا کرتے تھے۔

باب مَسْحِ الرُّكْنَيْنِ الْيَمَانِيَيْنِ

یہ باب ہے کہ دو یمانی ارکان کو ہاتھ لگانا

2949 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ لَمْ اَرَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُ مِنَ الْبَيْتِ اِلَّا الرُّكْنَيْنِ الْيَمَانِيَيْنِ ۔

☆☆ سالم اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بیت اللہ کے صرف دو یمانی ارکان پر ہاتھ لگاتے ہوئے دیکھا ہے۔

شرح

کعبہ مقدسہ کے چار رکن یعنی چار کونے ہیں، ایک رکن تو وہ ہے جس میں حجر اسود نصب ہے، دوسرا اس کے سامنے ہے اور حقیقت میں "یمانی" اسی رکن کا نام ہے، مگر اس طرف کے دونوں ہی رکن کو تغلیبا رکن یمانی ہی کہتے ہیں۔ ان کے علاوہ دو رکن اور ہیں جن میں سے ایک تو رکن عراقی ہے اور دوسرا رکن شامی مگر ان دونوں کو رکن شامی ہی کہتے ہیں۔ جن میں رکن حجر اسود ہے اس کو دوہری فضیلت حاصل ہے، ایک فضیلت تو اسے اس لئے حاصل ہے کہ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا بنایا ہوا ہے اور دوسری فضیلت یوں حاصل ہے کہ اس میں حجر اسود ہے، جب کہ رکن یمانی کو صرف یہی ایک فضیلت حاصل ہے کہ اسے حضرت ابراہیم نے بنایا ہے۔ حاصل یہ ہے کہ ان دونوں رکن کو رکن شامی و عراقی پر فضیلت و برتری حاصل ہے۔

اسی لئے "اسلام" انہیں دونوں رکن کے ساتھ مختص ہے۔ "استلام" کے معنی ہیں "لمس کرنا یعنی چھونا" یہ چھونا خواہ ہاتھ وغیرہ کے ذریعہ ہو یا بوسہ کے ساتھ اور یا دونوں کے ساتھ لہٰذا جب یہ لفظ رکن اسود کے ساتھ استعمال ہوتا ہے تو اس سے حجر اسود کو چومنا مقصود ہے اور جب رکن یمانی کی نسبت استعمال ہوتا ہے تو اس سے رکن یمانی کو صرف چھونا مراد ہوتا ہے۔

چونکہ رکن اسود، رکن یمانی سے افضل ہے اس لئے اس کو بوسہ دیتے ہیں یا ہاتھ وغیرہ لگا کر یا کسی چیز سے اس کی طرف اشارہ کر کے چومتے ہیں اور رکن یمانی کو صرف چوما جاتا ہے اس کو بوسہ نہیں دیا جاتا، بقیہ دونوں رکن یعنی شامی اور عراقی کو نہ

2948-اخرجه مسلم في الحج، باب استحباب استلام الركنين اليمانيين في الطواف دون الركنين الآخرين (الحديث 244) . تحفة الاشراف (7880) .

2949-اخرجه البخاري في الحج، باب من لم يستلم الا الركنين اليمانيين (الحديث 1609) . و اخرجه مسلم في الحج، باب استحباب استلام الركنين اليمانيين في الطواف دون الركنين الآخرين (الحديث 242) . و اخرجه ابو داؤد في في المناسك، باب استلام الاركان (الحديث 1874) تحفة الاشراف (6906) .

بوسہ دیتے ہیں اور نہ ہاتھ لگاتے ہیں، چنانچہ مسئلہ یہی ہے کہ حجر اسود اور رکن یمانی کے علاوہ کسی اور پتھر وغیرہ کو نہ چومنا چاہئے اور نہ ہاتھ لگانا چاہئے۔

باب تَرْكِ اسْتِلَامِ الرُّكْنَيْنِ الْاٰخَرَيْنِ

یہ باب ہے کہ باقی دوارکان کا استلام نہ کرنا

2950 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ اِدْرِيْسَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ وَابْنِ جُرَيْجٍ وَمَالِكٍ عَنِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ جُرَيْجٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ رَاَيْتُكَ لَا تَسْتَلِمُ مِنَ الْاَرْكَانِ اِلَّا هٰذَيْنِ الرُّكْنَيْنِ الْيَمَانِيَيْنِ . قَالَ لَمْ اَرَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَلِمُ اِلَّا هٰذَيْنِ الرُّكْنَيْنِ مُخْتَصَرٌ .

☆☆ عبید بن جریج بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا: میں نے آپ کے بارے میں یہ بات نوٹ کی ہے کہ آپ ان دو یمانی ارکان کا استلام کرتے ہیں' تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف انہی دوارکان کا استلام کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

(امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں:) یہ روایت مختصر ہے۔

2951 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَمْرٍو وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ لَمْ يَكُنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَلِمُ مِنْ اَرْكَانِ الْبَيْتِ اِلَّا الرُّكْنَ الْاَسْوَدَ وَالَّذِيْ يَلِيْهِ مِنْ نَحْوِ دُوْرِ الْجُمَحِيِّيْنَ .

☆☆ سالم اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ کے ارکان میں سے صرف حجر اسود اور اس کے ساتھ والے رکن کا استلام کرتے تھے جو بنو جمح کے گھروں کی طرف تھا۔

2952 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مَا تَرَكْتُ اسْتِلَامَ هٰذَيْنِ الرُّكْنَيْنِ مُنْذُ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَلِمُهُمَا الْيَمَانِيَ

2950-اخرجه البخاري في الوضوء، باب غسل الرجلين في النعلين ولا يمسح على النعلين (الحديث 166) مطولاً، و في اللباس، باب النعال السبتية و غيرها (الحديث 5851) . و اخرجه مسلم في الحج، باب الاهلال من حيث تنبعث الراحلة (الحديث 25 و 26) مطولاً . و اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب في وقت الاحرام (الحديث 1772) . و الحديث عند: الترمذي في الشمائل، باب ما جاء في نعل رسول الله صلى الله عليه وسلم (الحديث 74) و النسائي في الطهارة، باب الوضوء في النعل (الحديث 117)، و في مناسك الحج، العمل في الاهلال (الحديث 2759)، و في الزينة، تصفير اللحية (الحديث 5258) . و ابن ماجه في اللباس، باب الخضاب بالصفرة (الحديث 3626) تحفة الاشراف (7316) .

2951-اخرجه مسلم في الحج، باب استحباب استلام الركنين اليمانيين في الطواف دون الركنين الآخرين (الحديث 243) . و اخرجه ابن ماجه في المناسك، باب استلام الحجر (الحديث 2946) . تحفة الاشراف (6988) .

2952-اخرجه البخاري في الحج، باب الرمل في الحج و العمرة (الحديث 1606) . و اخرجه مسلم في الحج، باب استحباب استلام الركنين اليمانيين في الطواف دون الركنين الآخرين (الحديث 245) . تحفة الاشراف (8152) .

وَالْحَجَرَ فِي شِدَّةٍ وَّلاَ رَخَاءٍ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: جب سے میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو رکن یمانی اور حجر اسود کا استلام کرتے ہوئے دیکھا ہے اس کے بعد میں نے کبھی بھی سختی یا گرمی کے دوران (یعنی ہجوم کی کثرت یا قلت) کے دوران ان دونوں ارکان کا استلام ترک نہیں کیا۔

2953 - اَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ مَا تَرَكْتُ اسْتِلاَمَ الْحَجَرِ فِي رَخَاءٍ وَّلاَ شِدَّةٍ مُنْذُ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَلِمُهُ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: جب سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے اس کا استلام کرتے ہوئے دیکھا ہے میں نے کبھی بھی نرمی یا سختی (یعنی ہجوم کی کمی یا زیادتی) کے دوران حجر اسود کا استلام ترک نہیں کیا۔

باب اسْتِلاَمِ الرُّكْنِ بِالْمِحْجَنِ

یہ باب ہے کہ چھڑی کے ذریعے حجر اسود کا استلام کرنا

2954 - اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى وَسُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَافَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ عَلٰى بَعِيْرٍ يَّسْتَلِمُ الرُّكْنَ بِمِحْجَنٍ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: حجۃ الوداع کے موقع پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ پر بیٹھ کر طواف کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھڑی کے ذریعے حجر اسود کا استلام کیا۔

باب الْاِشَارَةِ اِلَى الرُّكْنِ

یہ باب ہے کہ حجر اسود کی طرف اشارہ کرنا

2955 - اَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ هِلاَلٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَطُوْفُ بِالْبَيْتِ عَلٰى رَاحِلَتِهِ فَاِذَا انْتَهٰى اِلَى الرُّكْنِ اَشَارَ اِلَيْهِ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سواری پر بیٹھ کر بیت اللہ کا طواف کیا تھا، جب آپ رکن کے پاس پہنچتے تھے تو اس کی طرف اشارہ کر دیتے تھے۔

2953-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (7596) .

2954-تقدم (الحديث 712) .

2955-اخرجه البخاري في الحج، باب من اشار الى الركن اذا اتى عليه (الحديث 1612)، و باب التكبير عند الركن (الحديث 1613)، وباب المريض يطوف راكبًا (الحديث 1632)، و في الطلاق، باب الاشارة في الطلاق و الامور (الحديث 5293) . و اخرجه الترمذي في الحج، باب ما جاء في الطواف راكبًا (الحديث 865) . تحفة الاشراف (6050) .

باب قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ (خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ)

یہ باب ہے کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''تم ہر نماز کے وقت زینت اختیار کرو''

2956 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَلَمَةَ قَالَ سَمِعْتُ مُسْلِمًا الْبَطِيْنَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَتِ الْمَرْاَةُ تَطُوفُ بِالْبَيْتِ وَهِيَ عُرْيَانَةٌ تَقُوْلُ الْيَوْمَ يَبْدُو بَعْضُهُ اَوْ كُلُّهُ وَمَا بَدَا مِنْهُ فَلَا اُحِلُّهُ قَالَ فَنَزَلَتْ (يَا بَنِيْ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ) .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: پہلے (زمانہ جاہلیت میں) عورت برہنہ ہو کر خانہ کعبہ کا طواف کرتی تھی اور یہ کہا کرتی تھی:

''آج اس کا کچھ حصہ یا وہ مکمل طور پر ظاہر ہوگا اور اس کا جو حصہ ظاہر ہوگا تو میں اسے حلال قرار نہیں دوں گی''۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ تو یہ حکم نازل ہوا: ''اے اولادِ آدم! تم ہر نماز کے وقت زینت اختیار کرو''۔

طواف و نماز کے وقت زینت اختیار کرنے کا بیان

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "اے اولادِ آدم! ہر عبادت کے وقت اپنا لباس پہن لیا کرو، اور کھاؤ اور پیو اور فضول خرچ نہ کرو، بیشک اللہ فضول خرچ کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔ (الاعراف،۳۱)

برہنہ طواف کی ممانعت کا شان نزول اور لوگوں کے سامنے برہنہ ہونے کی ممانعت

امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی 261ھ روایت کرتے ہیں: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ پہلے عورت برہنہ ہو کر بیت اللہ کا طواف کرتی تھی اور یہ کہتی تھی: کوئی مجھے ایک کپڑا دے دیتا جس کو میں اپنی شرم گاہ پر ڈال دیتی، آج بعض یا کل کھل جائے گا اور جو کھل جائے گا میں اس کو کبھی حلال نہیں کروں گی۔ تب یہ آیت نازل ہوئی ہر نماز کے وقت اپنا لباس پہن لیا کرو۔ (صحیح مسلم تفسیر 302825) 7416، مکتبہ نزار مصطفیٰ مکہ مکرمہ، 1417ھ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ لوگ بیت اللہ کا برہنہ طواف کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو زینت کا حکم دیا۔ زینت سے مراد وہ لباس ہے جو شرم گاہ چھپائے۔ اس کے علاوہ عمدہ کپڑے اور اچھی چیزیں بھی زینت ہیں اور انہیں یہ حکم دیا گیا ہے کہ وہ ہر نماز کے وقت اپنی زینت کو پہنیں۔ (جامع البیان، ج 8، ص 211، مطبوعہ دار الفکر، بیروت، 5141ھ)

زہری بیان کرتے ہیں کہ عرب بیت اللہ کا برہنہ طواف کرتے تھے، ماسوا قریش اور ان کے حلیفوں کے۔ ان کے علاوہ جو لوگ طواف کرنے کے لیے آتے، وہ اپنے کپڑے اتار دیتے اور قریش کے دیے ہوئے کپڑے پہن لیتے اور اگر ان کو قریش میں سے کوئی عاریتاً کپڑے دینے والا نہ ملتا تو وہ اپنے کپڑے پھینک کر برہنہ طواف کرتا اور اگر وہ اپنے کپڑے پھینک کر برہنہ طواف

2956-اخرجه مسلم في التفسير، باب في قوله تعالى: (خذوا زينتكم عند كل مسجد) (الحديث 25) . و اخرجه النسائي في التفسير: سورة الاعراف (الحديث 202) . تحفة الاشراف (5615) .

کرتا اور اگر وہ ان ہی کپڑوں میں طواف کر لیتا تو وہ طواف کے بعد ان کپڑوں کو پھینک دیتا اور ان کپڑوں کو اپنے اوپر حرام کر لیتا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ہر نماز کے وقت اپنے کپڑے پہن لیا کرو۔

(جامع البیان، ج8، ص213، مطبوعہ دار الفکر، بیروت 1415ھ)

امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی 261ھ روایت کرتے ہیں: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جس حج میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق کو امیر بنایا تھا جو حجۃ الوداع سے پہلے تھا، اس میں حضرت ابوبکر نے مجھے لوگوں کی ایک جماعت کے ساتھ قربانی کے دن یہ اعلان کرنے کے لیے بھیجا کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہیں کرے گا اور نہ کوئی بیت اللہ کا برہنہ طواف کرے گا۔ (صحیح مسلم، ج:435، (1347) (3229)۔ صحیح البخاری، ج2، رقم الحدیث:1622۔ سنن ابوداود، ج2، رقم الحدیث:1046۔ سنن نسائی، ج5، رقم الحدیث:2957)

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک بھاری پتھر اٹھا کر لا رہا تھا اور میں نے چھوٹا سا تہبند باندھا ہوا تھا۔ اچانک میرا تہبند کھل گیا، اس وقت میرے کندھے پر وزنی پتھر تھا، اس وجہ سے میں تہبند کو اٹھا نہیں سکا، حتیٰ کہ میں نے پتھر کو اس کی جگہ پہنچا دیا۔ یہ دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جا کر اپنا تہبند اٹھاؤ اور اس کو باندھ لو اور ننگے بدن نہ پھرا کرو۔ (صحیح مسلم، حیض 78، (341) 757۔ سنن ابوداود، ج4، رقم الحدیث:4016)

تعمیر کعبہ کے وقت تہبند اتار کر کندھے پر رکھنے کی روایت پر بحث ونظر: امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی 256ھ روایت کرتے ہیں: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب کعبہ کو بنایا گیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور عباس پتھر اٹھا اٹھا کر لا رہے تھے۔ عباس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا پتھروں کی وجہ سے اپنا تہبند اپنے کندھے پر رکھ لیں، آپ نے ایسا کیا پھر آپ زمین پر گر گئے اور آپ کی دونوں آنکھیں آسمان کی طرف لگی ہوئی تھیں، پھر آپ کھڑے ہوئے اور آپ نے فرمایا میری چادر، میری چادر، پھر آپ پر چادر باندھ دی گئی۔ (صحیح البخاری، ج2، رقم الحدیث:1582، ج4، رقم الحدیث:3829۔ صحیح مسلم، الحیض:76، (3409) 755، مسند احمد، ج2، ص295، ج3، ص380، 310)

اس حدیث میں یہ ذکر ہے کہ آپ نے اپنا تہبند اتار دیا تھا اور آپ معاذ اللہ برہنہ ہو گئے، اور اسی کی دہشت سے آپ بے ہوش ہو گئے۔ یہ حدیث آپ کے بلند منصب، آپ کی عظمت اور شان اور آپ کے مقام نبوت کے خلاف ہے۔ علامہ نووی، علامہ عینی اور علامہ عسقلانی میں سے کسی نے بھی اس اشکال کو دور کرنے کی کوشش نہیں کی۔ علامہ قرطبی نے اس حدیث کو المفہم میں شامل نہیں کیا۔ صرف علامہ محمد بن خلیفہ وشتانی ابی مالکی متوفی 828ھ نے اپنی شرح میں اس اشکال کو دور کرنے کی سعی کی ہے۔ وہ لکھتے ہیں: اس حدیث میں یہ تصریح نہیں ہے کہ آپ کا ستر کھل گیا تھا، کیونکہ آپ اول امر میں تہبند کھلتے ہی بے ہوش ہو کر گر پڑے اور غالباً اس وقت آپ پر کسی کی نظر نہیں پڑی تھی اور اس کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ عزوجل نے مجھے یہ عزت اور کرامت دی ہے کہ میں مختون پیدا ہوا اور میری شرم گاہ کو کبھی کسی نے نہیں دیکھا۔ (المعجم الصغیر، رقم الحدیث:936۔ المعجم الاوسط، ج7، رقم الحدیث:6144۔ دلائل النبوۃ

لابی نعیم، ج 1، رقم الحدیث: 91۔ مجمع الزوائد، ج 8، ص 224۔ کنز العمال، ج 11، رقم الحدیث: 32134، 31924)۔ اس حدیث کی سند میں ایک راوی سفیان بن محمد فزاری متفرد ہے۔ علامہ ابن جوزی نے اس پر جرح کی ہے۔ العلل المتناہیہ، ج 1، ص 165، حافظ ابن کثیر نے بھی اس حدیث کا ذکر کیا ہے۔ البدایہ والنہایہ، ج 2، ص 265)

اور بعض روایات میں ہے کہ فرشتہ نازل ہوا اور اس نے میرا تہبند باندھ دیا (اکمال اکمال المعلم، ج 2، ص 190، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ، بیروت، 1415ھ)

ہر دن کہ یہ حدیث جس میں آپ کے تہبند کھولنے کا ذکر ہے۔ سند صحیح کے ساتھ مروی ہے لیکن اول تو یہ مراسیل صحابہ میں سے ہے جن کا مقبول ہونا بہر حال مختلف فیہ ہے۔ ثانیاً یہ حدیث درایت کے خلاف ہے۔ کیونکہ قریش نے بعثت سے پانچ سال پہلے کعبہ بنایا تھا۔ اس وقت آپ کی عمر شریف پینتیس سال تھی اور پینتیس سال کے مرد کے لیے اس کے چچا کا ازراہ شفقت یہ کہنا کہ "تم اپنا تہبند اتار کر اپنے کندھے پر رکھ لو تا کہ تم کو پتھر نہ چبھیں" درایۃً صحیح نہیں ہے۔ یہ بات کسی کم سن بچہ کے حق میں تو کہی جا سکتی ہے، پینتیس سال کے مد کے لیے صحیح نہیں ہے اور علامہ بدرالدین عینی، علامہ ابن حجر وغیرہما نے امام ابن اسحاق سے یہی نقل کیا ہے کہ قریش کے کعبہ بنانے کا واقعہ بعثت سے پانچ سال پہلے کا ہے۔

علاہ احمد بن علی بن حجر عسقلانی متوفی لکھتے ہیں: امام عبدالرزاق نے اور اسی سند کے ساتھ امام حاکم اور امام طبرانی نے نقل کیا ہے کہ قریش نے وادی کے پتھروں سے کعبہ کو بنایا اور اس کو آسمان کی جانب بیس 20)) ہاتھ بلند کیا اور جس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم اجیاد سے پتھر اٹھا اٹھا کر لا رہے تھے اس وقت آپ نے ایک دھاری دار چادر کا تہبند باندھا ہوا تھا۔ آپ نے اس چادر کا پلو اٹھا کر اپنے کندھے پر رکھ لیا اور اس چادر کے چھوٹے ہونے کی وجہ سے آپ کی شرم گاہ ظاہر ہو گئی۔ اس وقت ایک آواز آئی: اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنی شرم گاہ ڈھانپ لیں، اس کے بعد آپ کو عریاں نہیں دیکھا گیا، اس وقت آپ کی بعثت میں پانچ سال تھے۔ اس کے بعد علامہ ابن حجر نے امام عبدالرزاق کی سند سے لکھا کہ مجاہد نے کہا کہ یہ بعثت سے پندرہ سال پہلے کا واقعہ ہے۔ (اس وقت آپ کی عمر پچیس سال تھی) امام عبدالبر نے بھی اسی طرح روایت کیا ہے اور موسیٰ بن عقبہ نے اپنے مغازی میں اسی پر اعتماد کیا ہے۔ لیکن مشہور پہلا قول ہے (یعنی بعثت سے پانچ سال پہلے کا)

(فتح الباری ج 3، ص 441، 442، مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ، لاہور، 1401)

علاہ بدرالدین محمود بن احمد عینی حنفی متوفی 855ھ لکھتے ہیں: طبقات ابن سعد میں محمد بن جبیر بن مطعم سے روایت ہے جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے ساتھ بیت اللہ کی تعمیر کے لیے پتھر لا رہے تھے، اس وقت آپ کی عمر پینتیس سال کی تھی۔ لوگوں نے اپنے اپنے تہبند اپنے اپنے کندھوں کے اوپر رکھے ہوئے تھے۔ سو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایسا کیا پھر آپ گر پڑے اور آپ کو ندا کی گئی "اپنی شرم گاہ کو ڈھکئے" اور یہ آپ کو پہلی ندا کی گئی تھی۔ ابو طالب نے کہا اے بھتیجے! اپنا تہبند اپنے سر کے نیچے رکھ لو۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ پر جو مصیبت آئی ہے، وہ صرف برہنہ ہونے کی وجہ سے آئی ہے۔

(عمدۃ القاری، ج 9، ص 215۔ مطبوعہ ادارہ الطباعۃ المنیریہ، 1348ھ)

امام عبدالملک بن ہشام متوفی 213ھ لکھتے ہیں: امام ابن اسحاق نے کہا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر پینتیس سال کی ہوئی تو قریش نے کعبہ کے بنانے پر اتفاق کیا۔

(السیرۃ النبویہ، ج 1، ص 229، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت، 1415ھ)

علامہ ابو القاسم عبدالرحمن بن عبداللہ السہیلی المتوفی 581ھ لکھتے ہیں: کعبہ کو پانچ مرتبہ بنایا گیا پہلی بار شیث بن آدم نے بنایا۔ دوسری بار حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان ہی بنیادوں پر بنایا اور تیسری بار اسلام سے پانچ سال پہلے قریش نے بنایا۔ چوتھی بار حضرت عبداللہ بن زبیر نے بنایا اور پانچویں بار عبدالملک بن مروان نے بنایا۔

(الروض الانف، ج 1، ص 127، مطبوعہ مکتبہ فاروقیہ، ملتان)

علامہ ابی مالکی متوفی 828ھ نے بھی علامہ سہیلی کے حوالے سے اس عبارت کو نقل کیا ہے۔

(اکمال اکمال المعلم، ج 2، ص 189، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1415ھ)

علامہ محمد بن یوسف صالحی شامی متوفی 942ھ لکھتے ہیں: حافظ ابن حجر عسقلانی نے لکھا ہے کہ مجاہد سے منقول ہے کہ یہ آپ کی بعثت سے پندرہ سال پہلے کا واقعہ ہے اور امام ابن اسحاق نے جس پر جزم کیا ہے وہ یہ ہے کہ یہ آپ کی بعثت سے پانچ سال پہلے کا واقعہ ہے اور یہی زیادہ مشہور ہے اور یہی صحیح ہے۔ (سبل الھدیٰ والرشاد، ج 2، ص 173، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1414ھ)

ہم نے متعدد مستند کتب کے حوالہ جات سے یہ بیان کیا ہے کہ قریش نے جس وقت کعبہ کی تعمیر کی تھی، اس وقت آپ کی عمر پینتیس سال تھی اور پینتیس سال کے کسی عام مہذب انسان کے حال سے بھی یہ بہت بعید ہے کہ وہ اپنا تہبند اتار کر اپنے کندھے پر رکھ لے۔ چہ جائیکہ وہ شخص ہو جس کی حیا اور وقار تمام دنیا میں سب سے عظیم اور مثالی ہو۔ اس لیے یہ احادیث ہر چند کہ سنداً صحیح ہیں لیکن درایۃً صحیح نہیں ہیں، جبکہ اس حدیث کے راوی حضرت جابر بن عبداللہ انصاری ہیں اور اس واقعہ کے وقت ان کی عمر دو سال تھی۔ کیونکہ یہ 94 سال کی عمر گزار کر 74ھ میں فوت ہوئے تھے۔ (الاستیعاب علی ھامش الاصابہ، ج 1، ص 222)۔ اس حساب سے ہجرت کے وقت ان کی عمر 20 سال تھی۔ اور بعثت کے وقت ان کی عمر سات سال تھی اور یہ بعثت سے پانچ سال پہلے کا واقعہ ہے تو اس وقت ان کی عمر دو سال تھی اور اس وقت یہ مدینہ میں تھے حالانکہ یہ مکہ کا واقعہ ہے۔ اس لیے ظاہر ہے کہ انہوں نے یہ واقعہ کسی سے سنا ہوگا جس کے نام کی انہوں نے تصریح نہیں کی، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیا اور وقار پر کوئی حرف آنے کی بہ نسبت ہمیں یہ زیادہ آسان معلوم ہوتا ہے کہ اس روایت کو مسترد کر دیا جائے کیونکہ روایت حدیث میں امام بخاری اور امام مسلم کی جو عظمت اور مقام ہے، اس کی بہ نسبت کہیں زیادہ بلکہ سب سے زیادہ عظمت اور شان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاء اور وقار کی ہے۔

2957 - أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ حُمَيْدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ بَعَثَهُ فِي الْحَجَّةِ الَّتِي أَمَّرَهُ عَلَيْهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فِي رَهْطٍ يُؤَذِّنُ فِي النَّاسِ "أَلَا لَا يَحُجَّنَّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ وَلَا يَطُوفُ بِالْبَيْتِ

عُرْيَانٌ" .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جس حج کے موقع پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو امیر حج مقرر کیا تھا' جو حجۃ الوداع سے ایک سال پہلے ہوا تھا' اس حج کے موقع پر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے چند لوگوں کے ہمراہ بھیجا تھا تا کہ وہ لوگوں میں یہ اعلان کریں گے کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک شخص حج نہیں کر سکے گا اور کوئی شخص برہنہ ہو کر بیت اللہ کا طواف نہیں کر سکے گا۔

2958 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ وَّعُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ قَالَا حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْمُغِيْرَةِ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ الْمُحَرَّرِ بْنِ اَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ جِئْتُ مَعَ عَلِيِّ بْنِ اَبِي طَالِبٍ حِيْنَ بَعَثَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى اَهْلِ مَكَّةَ بِبَرَائَةَ قَالَ "مَا كُنْتُمْ تُنَادُوْنَ" . قَالَ كُنَّا نُنَادِي "اِنَّهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ اِلَّا نَفْسٌ مُّؤْمِنَةٌ وَّلَا يَطُوْفُ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ وَّمَنْ كَانَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَهْدٌ فَاَجَلُهُ اَوْ اَمَدُهُ اِلٰى اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ فَاِذَا مَضَتِ الْاَرْبَعَةُ اَشْهُرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بَرِيءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَرَسُوْلُهُ وَلَا يَحُجُّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ" . فَكُنْتُ اُنَادِيْ حَتّٰى صَحِلَ صَوْتِيْ .

☆☆ محرر بن ابوہریرہ اپنے والد (حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ آیا' جب اللہ کے رسول نے انہیں اہل مکہ کی طرف بری الذمہ ہونے کا اعلان کرنے کے لیے بھیجا تھا۔

راوی نے دریافت کیا: آپ لوگوں نے کیا اعلان کیا تھا؟ تو انہوں نے جواب دیا: ہم نے یہ اعلان کیا تھا کہ جنت میں صرف مؤمن شخص داخل ہو سکے گا اور کوئی برہنہ شخص خانہ کعبہ کا طواف نہیں کر سکے گا اور جس شخص کا اللہ کے رسول کے ساتھ کوئی معاہدہ ہے' تو اس کی مدت آئندہ چار ماہ تک ہے' جب چار ماہ گزر جائیں گے تو اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول مشرکین (کے ساتھ کیے ہوئے معاہدے) سے بری الذمہ ہوں گے اور اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہیں کر سکے گا۔ (حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:) میں یہ اعلان کرتا رہا یہاں تک کہ میری آواز بیٹھ گئی۔

بَابُ اَيْنَ يُصَلِّي رَكْعَتَيِ الطَّوَافِ

یہ باب ہے کہ آدمی طواف کی دو رکعات کہاں ادا کرے گا؟

2957-اخرجه النسائي في الصلاة، باب ما يستر من العورة (الحديث 369)، و في الحج، باب لا يطوف بالبيت عريان و لا يحج مشرك (الحديث 1622)، و في الجزية و الموادعة، باب كيف ينبذ الى اهل العهد (الحديث 3177)، و في المغازي، باب حج ابي بكر بالناس في سنة تسع (الحديث 4363)، و في التفسير، باب (فسيحوا في الارض اربعة اشهر و اعلموا انكم غير معجزي الله و ان الله مخزي الكافرين) (الحديث 4655) مطولًا، وباب (واذان من الله و رسوله الى الناس يوم الحج الاكبر ان الله بري من المشركين و رسوله، فان تبتم فهو خير لكم و ان توليتم فاعلموا انكم غير معجزي الله و بشر الذين كفروا بعذاب اليم) (الحديث 4656) مطولًا . و اخرجه مسلم في الحج، باب لا يحج البيت مشرك و لا يطوف بالبيت عريان و بيان يوم الحج الاكبر (الحديث 435) . و اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب يوم الحج الاكبر (الحديث 1946) . تحفة الاشراف (6624) .

2958-اخرجه النسائي في التفسير: سورة براءة (الحديث 233) تحفة الاشراف (14353) .

2959 – اَخْبَرَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ يَحْيٰى عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ كَثِيْرِ بْنِ كَثِيْرٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ اَبِىْ وَدَاعَةَ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ فَرَغَ مِنْ سُبْعِهٖ جَآءَ حَاشِيَةَ الْمَطَافِ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ وَلَيْسَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الطَّوَّافِيْنَ اَحَدٌ .

☆☆ حضرت مطلب بن ابووداعہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: مجھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ بات یاد ہے کہ جب آپ سات چکر لگا کر فارغ ہوئے تو آپ مطاف کے کنارے پر آئے اور آپ نے وہاں دو رکعات نماز ادا کی' آپ کے اور طواف کرنے والوں کے درمیان کوئی چیز نہیں تھی۔

2960 – اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو قَالَ يَعْنِىْ ابْنَ عُمَرَ قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَطَافَ بِالْبَيْتِ سَبْعًا وَّصَلّٰى خَلْفَ الْمَقَامِ رَكْعَتَيْنِ وَطَافَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَقَالَ (لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِىْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ) .

☆☆ عمرو بیان کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے یہ بات بیان کی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے' آپ نے بیت اللہ کے سات چکر لگائے' پھر آپ نے مقامِ ابراہیم کے پاس دو رکعات نماز ادا کی' پھر آپ نے صفا و مروہ کی سعی کی۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

بے شک اللہ کے رسول کے طریقے میں تمہارے لیے بہترین نمونہ ہے۔

باب الْقَوْلِ بَعْدَ رَكْعَتَيِ الطَّوَافِ

یہ باب ہے کہ طواف کی دو رکعات ادا کرنے کے بعد گفتگو کرنا

2961 – اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ عَنْ شُعَيْبٍ قَالَ اَنْبَاَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ الْهَادِ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ طَافَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْبَيْتِ سَبْعًا رَمَلَ مِنْهَا ثَلَاثًا وَّمَشٰى اَرْبَعًا ثُمَّ قَامَ عِنْدَ الْمَقَامِ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ قَرَاَ (وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى) وَرَفَعَ صَوْتَهٗ يُسْمِعُ النَّاسَ ثُمَّ انْصَرَفَ فَاسْتَلَمَ ثُمَّ ذَهَبَ فَقَالَ "نَبْدَاُ بِمَا بَدَاَ اللّٰهُ" . فَبَدَاَ بِالصَّفَا فَرَقِىَ عَلَيْهَا حَتّٰى بَدَا لَهُ الْبَيْتُ فَقَالَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِىْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ" . فَكَبَّرَ اللّٰهَ وَحَمِدَهٗ ثُمَّ دَعَا بِمَا قُدِّرَ لَهٗ ثُمَّ نَزَلَ مَاشِيًا حَتّٰى تَصَوَّبَتْ قَدَمَاهُ فِىْ بَطْنِ الْمَسِيْلِ فَسَعٰى حَتّٰى صَعِدَتْ

2959-تقدم (الحديث 757) .

2960-تقدم (الحديث 2930) .

2961-اخرجه الترمذي في الحج، باب ما جاء في كيف الطواف (الحديث 856) مختصراً، و باب ما جاء انه يبدأ بالصفا قبل المروة (الحديث 862) مختصراً و اخرجه النسائي في مناسك الحج، القول بعد ركعتي الطواف (الحديث 2962) مختصراً، و القراءة في ركعتي الطواف (الحديث 2963) مختصراً، و الذكر و الدعاء على الصفا (الحديث 2974) . و اخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب القبلة (الحديث 1008)مختصراً . و الحديث عند: ابي داؤد في الحروف و القرآن، باب 1 . (3969) . تحفة الاشراف (2595) .

قَدَمَاهُ ثُمَّ مَشَى حَتَّى اَتَى الْمَرْوَةَ فَصَعِدَ فِيهَا ثُمَّ بَدَا لَهُ الْبَيْتُ فَقَالَ "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ" . قَالَ ذٰلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ ذَكَرَ اللّٰهَ وَسَبَّحَهُ وَحَمِدَهُ ثُمَّ دَعَا عَلَيْهَا بِمَا شَآءَ اللّٰهُ فَعَلَ هٰذَا حَتّٰى فَرَغَ مِنَ الطَّوَافِ .

☆☆ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اپنے والد (امام محمد باقر رضی اللہ عنہ) کے حوالے سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں:
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت اللہ کے سات چکر لگائے' ان میں سے تین چکروں میں آپ دوڑے اور چار چکروں میں عام رفتار سے چلے' پھر مقام ابراہیم علیہ السلام کے پاس کھڑے ہوئے اور آپ نے وہاں دو رکعات نماز ادا کی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت کی:

''اور تم مقام ابراہیم کو جائے نماز بنالو''۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بلند آواز میں اسے تلاوت کیا' یہ آواز لوگوں تک پہنچی' پھر آپ نے نماز مکمل کی' پھر آپ نے حجر اسود کو بوسہ دیا اور پھر تشریف لے گئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ہم آغاز اس سے کریں گے' جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے پہلے کیا ہے۔

تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صفا سے آغاز کیا' آپ اوپر چڑھ گئے یہاں تک کہ بیت اللہ آپ کے سامنے آ گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ یہ کلمات پڑھے:

اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے' وہی ایک معبود ہے' اس کا کوئی شریک نہیں ہے' بادشاہی اسی کے لیے مخصوص ہے' حمد اسی کے لیے مخصوص ہے' وہ زندگی دیتا ہے' وہ موت دیتا ہے' وہ ہر شے پر قدرت رکھتا ہے۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی کبریائی کا تذکرہ کیا' اس کی حمد بیان کی' پھر جو اللہ کو منظور تھا وہ دعا مانگی' پھر چلتے ہوئے اس سے نیچے آئے' یہاں تک کہ آپ کے دونوں پاؤں نشیب تک پہنچ گئے' پھر آپ دوڑے یہاں تک کہ جب آپ کے پاؤں اوپر کی طرف بلند ہونے لگے تو آپ نے چلنا شروع کر دیا' پھر آپ مروہ پر تشریف لائے' آپ اس پر چڑھ گئے' جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیت اللہ آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کلمات پڑھے:

اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے' وہی ایک معبود ہے' اس کا کوئی شریک نہیں ہے' بادشاہی اُسی کے لیے مخصوص ہے' حمد اسی کے لیے مخصوص ہے اور وہ ہر شے پر قدرت رکھتا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کلمات تین مرتبہ پڑھے' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا' اس کی پاکی بیان کی' اس کی حمد بیان کی' پھر جو اللہ کو منظور تھا وہ دعا مانگی' ایسا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم طواف سے فارغ ہو گئے (یعنی سعی سے فارغ ہو گئے)۔

2962 – اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيهِ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ

رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَافَ سَبْعًا رَمَلَ ثَلَاثًا وَّمَشٰى اَرْبَعًا ثُمَّ قَرَاَ (وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى) فَصَلّٰى سَجْدَتَيْنِ وَجَعَلَ الْمَقَامَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْكَعْبَةِ ثُمَّ اسْتَلَمَ الرُّكْنَ ثُمَّ خَرَجَ فَقَالَ "اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ فَابْدَئُوْا بِمَا بَدَاَ اللّٰهُ بِهٖ".

☆☆ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اپنے والد (امام محمد باقر رضی اللہ عنہ) کے حوالے سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے طواف میں سات چکر لگائے' جن میں تین چکروں کے دوران آپ تیز رفتاری سے چلے' اور چار چکروں کے دوران عام رفتار سے چلے' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت کی:

''تم لوگ مقامِ ابراہیم کو جائے نماز بنالو''۔

پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعات نماز ادا کی' آپ نے مقام ابراہیم کو اپنے اور کعبہ کے درمیان کرلیا' پھر آپ نے حجرِ اسود کو بوسہ دیا' پھر آپ باہر تشریف لے گئے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا (یعنی یہ آیت تلاوت کی):

''بے شک صفا اور مروہ اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں''۔

تو تم لوگ اس کے ذریعے آغاز کرو جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے پہلے کیا ہے۔

باب الْقِرَاَةِ فِيْ رَكْعَتَيِ الطَّوَافِ

یہ باب ہے کہ طواف کی دو رکعات میں قرأت کرنا

2963 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيْدِ بْنِ كَثِيْرِ بْنِ دِيْنَارٍ الْحِمْصِيُّ عَنِ الْوَلِيْدِ عَنْ مَّالِكٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا انْتَهٰى اِلٰى مَقَامِ اِبْرَاهِيْمَ قَرَاَ (وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى) فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ فَقَرَاَ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ وَ (قُلْ يٰاَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ) وَ (قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ) ثُمَّ عَادَ اِلَى الرُّكْنِ فَاسْتَلَمَهٗ ثُمَّ خَرَجَ اِلَى الصَّفَا .

☆☆ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ' امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ان کے والد (امام محمد باقر رضی اللہ عنہ) کے حوالے سے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مقام ابراہیم کے پاس تشریف لائے تو آپ نے یہ آیت تلاوت کی:

''تم لوگ مقامِ ابراہیم کو جائے نماز بنالو''۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں دو رکعات نماز ادا کی' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (پہلی رکعت میں) سورۂ فاتحہ اور سورۂ کافرون (جبکہ دوسری

2962-تقدم في مناسك الحج، القول بعد ركعتي الطواف (الحديث 2961) .

2963-انفرد به النسائي: و الحديث عند: ابي داؤد في الحروف و القرآن، باب . 1 . (3969) . و الترمذي في الحج، باب ما جاء في كيف الطواف (الحديث 856)، و باب ما جاء انه يبدا بالصفا قبل المروة (الحديث 862) . و النسائي في مناسك الحج، القول بعد ركعتي الطواف (الحديث 2961 و 2962) . و الذكر و الدعاء على الصفا (الحديث 2974) . تحفة الاشراف (2595) .

رکعت میں سورۂ فاتحہ)اور سورۂ اخلاص کی تلاوت کی' پھر آپ ﷺ واپس حجر اسود کے پاس تشریف لے گئے' اس کا استلام کیا' پھر آپ ﷺ صفا کی طرف تشریف لے گئے۔

باب الشُّرْبِ مِنْ زَمْزَمَ

یہ باب ہے کہ آبِ زم زم پینا

2964 - اَخْبَرَنَا زِيَادُ بْنُ اَيُّوْبَ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ اَنْبَانَا عَاصِمٌ وَّمُغِيْرَةُ ح وَاَنْبَانَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ اَنْبَانَا عَاصِمٌ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَرِبَ مِنْ مَّاءِ زَمْزَمَ وَهُوَ قَائِمٌ .

☆☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے کھڑے ہو کر آبِ زم زم پیا تھا۔

باب الشُّرْبِ مِنْ زَمْزَمَ قَائِمًا

یہ باب ہے کہ کھڑے ہو کر آبِ زم زم پینا

2965 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ اَنْبَانَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ عَاصِمٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَقَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ زَمْزَمَ فَشَرِبَهُ وَهُوَ قَائِمٌ .

☆☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو آبِ زم زم پلایا' آپ نے کھڑے ہو کر اسے پیا۔

باب ذِكْرِ خُرُوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى الصَّفَا مِنَ الْبَابِ الَّذِيْ يُخْرَجُ مِنْهُ .

یہ باب ہے کہ نبی اکرم ﷺ کا اس دروازے سے باہر صفا کی طرف تشریف لے جانا

جس دروازے سے باہر جایا جاتا ہے

2966 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ قَالَ سَمِعْتُ

2964-اخرجه البخاري في الحج، باب ما جاء في زمزم (الحديث 1637)، و في الاشربة، باب الشرب قائمًا (الحديث 5617) . و اخرجه مسلم في الاشربة، باب في الشرب من زمزم قائمًا (الحديث 117, و 118 و 119 و 120) . واخرجه الترمذي في الاشربة، باب ما جاء في الرخصة في الشرب قائمًا (الحديث 1882)، و في الشمائل، باب ما جاء في صفة شرب رسول الله صلى الله عليه وسلم (الحديث 197 و 199) . و اخرجه النسائي في مناسك الحج، الشراب من ماء زمزم قائمًا (الحديث 2965) . و اخرجه ابن ماجه في الاشربة، باب الشرب قائمًا (الحديث 3422) . تحفة الاشراف (5767) .

2965-تقدم (الحديث 2964) .

ابْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ لَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ طَافَ بِالْبَيْتِ سَبْعًا ثُمَّ صَلَّى خَلْفَ الْمَقَامِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الصَّفَا مِنَ الْبَابِ الَّذِي يُخْرَجُ مِنْهُ فَطَافَ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ . قَالَ شُعْبَةُ وَاَخْبَرَنِي اَيُّوْبُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهُ قَالَ سُنَّةٌ .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت اللہ کے گرد سات چکر لگائے' پھر آپ نے مقام ابراہیم کے پاس دو رکعت نماز ادا کی' پھر اُس دروازے میں سے صفا کی طرف تشریف لے گئے' جس دروازے سے باہر جایا جاتا ہے' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صفا و مروہ کا طواف کیا۔

ایک اور سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا یہ قول منقول ہے: ایسا کرنا سنت ہے۔

باب ذِكْرِ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ

یہ باب ہے کہ صفا اور مروہ کا تذکرہ

2967 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ قَالَ قَرَاْتُ عَلَى عَائِشَةَ (فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا) قُلْتُ مَا اُبَالِيْ اَنْ لَا اَطُوْفَ بَيْنَهُمَا . فَقَالَتْ بِئْسَمَا قُلْتَ اِنَّمَا كَانَ نَاسٌ مِّنْ اَهْلِ الْجَاهِلِيَّةِ لَا يَطُوْفُوْنَ بَيْنَهُمَا فَلَمَّا كَانَ الْاِسْلَامُ وَنَزَلَ الْقُرْآنُ (اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ) الْاٰيَةَ فَطَافَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَطُفْنَا مَعَهُ فَكَانَتْ سُنَّةً .

★★ عروہ بیان کرتے ہیں: میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے (اس آیت کی تلاوت کی:)

''اور ایسے شخص پر کوئی گناہ نہیں ہے' جب وہ ان دونوں کا طواف کر لیتا ہے''۔

میں نے کہا: میں اس بات کی کوئی پرواہ نہیں کرتا کہ اگر میں ان دونوں کا طواف نہیں کرتا' تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: تم نے بہت غلط بات کہی ہے' زمانہ جاہلیت کے لوگ ان دونوں کا طواف نہیں کیا کرتے تھے' جب اسلام آیا اور قرآن نازل ہوا تو (یہ آیت نازل ہوئی:)

''بے شک صفا اور مروہ اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں''۔

2966-انفرد به النسائي . و الحديث عند: البخاري في الصلاة، باب قول الله تعالى (واتخذوا من مقام ابراهيم مصلى) (الحديث 395)، و في الحج، باب صلى النبي صلى الله عليه وسلم لسبوعه ركعتين (الحديث 1623) و باب من صلى ركعتي الطواف خلف المقام (الحديث 1627)، باب ماجاء في السعي بين الصفا و المروة (الحديث 1645 و 1647)، و في العمرة، باب متى يحل المعتمر (الحديث 1793) . و مسلم في الحج، باب ما يلزم من احرم بالحج ثم قدم مكة من الطواف و السعي (الحديث 189) . و النسائي في مناسك الحج، طواف من اهل بعمرة (الحديث 2930)، و اين يصلي ركعتي الطواف (الحديث 2960) . و ابن ماجه في المناسك، باب الركعتين بعد الطواف (الحديث 2959) تحفة الاشراف (7352) .

2967-اخرجه البخاري في التفسير، باب (ومناة الثالثة الاخرى) (الحديث 4861) مختصراً . و اخرجه مسلم في الحج، باب بيان ان السعي بين الصفا و المروة ركن لا يصح الحج الا به (الحديث 261) مطولاً . و اخرجه الترمذي في تفسير القرآن، باب (ومن سورة البقرة) (الحديث 2965) . تحفة الاشراف (16438) .

تو نبی اکرم ﷺ نے بھی ان کا طواف کیا ہے اور آپ ﷺ کے ہمراہ ہم نے بھی ان کا طواف کیا ہے ایسا کرنا سنت ہے۔

صفا اور مروہ کے درمیان سعی میں مذاہب ائمہ کا بیان

صفا اور مروہ کے درمیان سات بار سعی کرنا واجب ہے یہ سعی صفا سے شروع ہو کر مروہ پر ختم ہوگی ائمہ ثلاثہ اور امام شافعی کا صحیح مذہب یہ ہے کہ صفا سے مروہ تک ایک طواف ہے علامہ نووی نے لکھا ہے کہ یہ جو مشہور ہے کہ امام شافعی کے نزدیک صفا سے مروہ پھر مروہ سے صفا تک سعی ایک طواف ہے یہ غلط ہے۔ امام شافعی کا مذہب جمہور کے مطابق ہے۔

(شرح المہذب ج ۸ ص ۷۷۔ ۷۱ مطبوعہ دارالفکر بیروت)

صفا اور مروہ میں سعی کے متعلق امام احمد کے دو قول ہیں: ایک قول یہ ہے کہ یہ سعی رکن ہے اس کے بغیر حج تمام نہیں ہوتا کیونکہ امام مسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ جس نے صفا اور مروہ میں طواف نہیں کیا اللہ نے اس کا حج تمام نہیں کیا سعی کرنا حج اور عمرہ دونوں میں رکن ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ یہ سعی سنت ہے کیونکہ قرآن مجید میں ہے کہ اس سعی میں کوئی گناہ نہیں ہے اس سے معلوم ہوا کہ یہ مباح ہے لیکن چونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو شعائر اللہ میں داخل کیا ہے اس لیے اس کا مرتبہ سنت سے کم نہیں ہے۔ (المغنی ج ۳ ص ۱۹۴ مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۰۵ھ)

علامہ نووی شافعی لکھتے ہیں: حج میں صفا اور مروہ میں سعی کرنا رکن ہے دم دینے سے اس کی تلافی نہیں ہوگی اور محرم اس کے بغیر حلال نہیں ہوگا۔ (روضۃ الطالبین ج ۲ ص ۳۷۲ مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۴۰۵ھ)

علامہ ابوالعباس رملی شافعی نے لکھا ہے کہ صفا اور مروہ کا طواف کرنا عمرہ کا بھی رکن ہے۔

(نہایۃ المحتاج ج ۳ ص ۳۲۲ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۴ھ)

علامہ حطاب مالکی لکھتے ہیں: حج اور عمرہ دونوں میں صفا اور مروہ میں سعی کرنا رکن ہے۔

(مواہب الجلیل ج ۳ ص ۸۴ مطبوعہ مکتبۃ النجاح لیبیا)

علامہ المرغینانی حنفی لکھتے ہیں کہ صفا اور مروہ میں طواف کرنا (حج اور عمرہ میں) واجب ہے رکن نہیں ہے امام شافعی یہ کہتے ہیں کہ یہ رکن ہے کیونکہ رسول اللہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تم پر سعی فرض کردی پس سعی کرو۔ (مسند احمد ج ۶ ص ۴۲۱) ہم کہتے ہیں کہ قرآن مجید میں ہے کہ صفا اور مروہ میں طواف کرنا گناہ نہیں ہے اور یہ مباح ہونے کو مستلزم ہے اور فرضیت کے منافی ہے نیز ہم نے رکن سے وجوب کی طرف اس لیے عدول کیا ہے کہ یہ حدیث خبر واحد ہے اور رکنیت دلیل قطعی سے ثابت ہوتی ہے۔

(ہدایہ اولین ص ۲۴۳ مطبوعہ شرکت علمیہ ملتان)

2968 - اَخْبَرَنِىْ عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِىْ عَنْ شُعَيْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ قَالَ سَاَلْتُ عَائِشَةَ عَنْ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ (فَلَاجُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا) فَوَاللّٰهِ مَا عَلٰى اَحَدٍ جُنَاحٌ اَنْ لَا يَطُوفَ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ . قَالَتْ عَائِشَةُ بِئْسَمَا قُلْتَ يَا ابْنَ اُخْتِىْ اِنَّ هٰذِهِ الْاٰيَةَ لَوْ كَانَتْ كَمَا اَوَّلْتَهَا كَانَتْ فَلَاجُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ

2968-اخرجه البخاري في الحج، باب وجوب الصفا و المروة و جعل من شعائر الله (الحديث 1643) . تحفة الاشراف (16471) .

لَا يَطَّوَّفَ بِهِمَا وَلٰكِنَّهَا نَزَلَتْ فِي الْاَنْصَارِ قَبْلَ اَنْ يُسْلِمُوْا كَانُوْا يُهِلُّوْنَ لِمَنَاةَ الطَّاغِيَةِ الَّتِيْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ عِنْدَ الْمُشَلَّلِ وَكَانَ مَنْ اَهَلَّ لَهَا يَتَحَرَّجُ اَنْ يَطُوفَ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَلَمَّا سَاَلُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ (اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا) ثُمَّ قَدْ سَنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الطَّوَافَ بَيْنَهُمَا فَلَيْسَ لِاَحَدٍ اَنْ يَتْرُكَ الطَّوَافَ بِهِمَا .

★★ عروہ بیان کرتے ہیں: میں نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں دریافت کیا:

''اس شخص پر کوئی گناہ نہیں ہوگا' اگر وہ ان دونوں کا طواف کر لیتا ہے''۔

(عروہ نے کہا:) اللہ کی قسم! کسی بھی شخص پر کوئی گناہ نہیں ہوگا' اگر وہ صفا اور مروہ کی سعی نہیں کرتا' تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میرے بھانجے تم نے بہت غلط بات کہی ہے' جو مفہوم تم مراد لے رہے ہو' اگر یہ مفہوم ہوتا تو آیت کے الفاظ یہ ہوتے:

تو اس شخص پر کوئی گناہ نہیں ہوگا' اگر وہ ان دونوں کا طواف نہیں کرتا۔

(پھر سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے وضاحت کی:) یہ آیت انصار کے بارے میں نازل ہوئی تھی' اسلام قبول کرنے سے پہلے وہ لوگ منات طاغیہ سے احرام باندھتے تھے' یہ وہ بت ہے جس کی وہ مشلل کے قریب عبادت کرتے تھے' جو شخص وہاں سے احرام باندھتا تھا' وہ اس بات میں گناہ محسوس کرتا تھا کہ وہ صفا و مروہ کی سعی کرے' جب ان لوگوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں دریافت کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

''بے شک صفا اور مروہ اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں' تو جو شخص حج کرتا ہے یا عمرہ کرتا ہے' تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہوگا' اگر وہ ان دونوں کا طواف کرتا ہے''۔

تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کی سعی کو سنت قرار دیا ہے' اب کسی بھی شخص کے لیے اس بات کی گنجائش نہیں ہے کہ وہ ان دونوں کے طواف (یعنی سعی) کو ترک کر دے۔

صفا اور مروہ میں سعی گناہ نہیں ہے کے سبب کا بیان

صفا اور مروہ میں طوفاف کو مسلمان دو وجہوں سے گناہ سمجھتے تھے ایک وجہ یہ تھی کہ زمانہ جاہلیت میں بعض لوگ بتوں کی عبادت اوران کی تعظیم کے لیے صفا اور مروہ میں طواف کرتے تھے اس لیے اسلام لانے کے بعد انہوں نے اس کو عمل جاہلیت کی بناء پر گناہ سمجھا اور بعض لوگ زمانہ جاہلیت میں صفا اور مروہ میں طواف کو گناہ سمجھتے تھے تو انہوں نے اسلام قبول کرنے کے بعد میں طواف کرنے کو گناہ سمجھا تو یہ آیت نازل ہوئی۔

امام ابن جریر روایت کرتے ہیں: شعبی بیان کرتے ہیں ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں صفا پر اساف نام کا ایک بت رکھا ہوا تھا اور مروہ پر نائلہ نام کا ایک بت رکھا ہوا تھا اہل جاہلیت جب بیت اللہ کا طواف کرتے تو ان بتوں کو چھوتے تھے جب اسلام کا ظہور ہوا اور بت توڑ دیے گئے تو مسلمانوں نے کہا: صفا اور مروہ میں تو ان بتوں کی وجہ سے سعی کی جاتی تھی اوران میں طواف

کرنا شعائر اسلام سے نہیں ہے تو یہ آیت نازل ہوئی۔ (جامع البیان ج ۲ ص ۲۸ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۱۴۰۹ھ)

حافظ سیوطی نے اس حدیث کو سعید بن منصور عبد بن حمید ابن جریر اور ابن منذر کے حوالوں سے بیان کیا ہے۔

(الدر المنثور ج ۱ ص ۱۶۰ مطبوعہ مکتبہ آیۃ اللہ النجفی ایران)

امام بخاری روایت کرتے ہیں: عروہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ تو یہ فرماتا ہے: سو جس نے بیت اللہ کا حج یا عمرہ کیا اس پر ان دونوں کی سعی کرنے میں کوئی گناہ نہیں ہے (ان کا مطلب تھا: یہ سعی واجب نہیں ہے) سو بہ خدا اگر کوئی شخص صفا اور مروہ میں سعی نہ کرے تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہوگا! حضرت عائشہ نے فرمایا: اے بھیجے! تم نے غلط کہا: جس طرح تم نے اس آیت کی تاویل کی ہے اگر اسی طرح ہوتا تو اللہ تعالیٰ فرماتا: جو ان کے درمیان سعی نہ کرے اس پر کوئی گناہ نہیں ہے اور اس طرح فرمانے کی وجہ یہ ہے کہ یہ آیت انصار کے متعلق نازل ہوئی ہے وہ اسلام سے پہلے منات (ایک بت) کے لیے احرام باندھتے تھے جس کی وہ مشلل کے پاس عبادت کرتے تھے تو جو شخص احرام باندھتا وہ صفا اور مروہ کے درمیان طواف کرنے میں گناہ سمجھتا تھا جب وہ اسلام لے آئے تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق سوال کیا انہوں نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم صفا اور مروہ کے طواف میں گناہ سمجھتے تھے تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: سو جس نے بیت اللہ کا حج یا عمرہ کیا اس پر ان دونوں کی سعی کرنے میں کوئی گناہ نہیں ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طواف کو مقرر کیا ہے اور کسی شخص کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ ان کے درمیان طواف کرنے کو ترک کردے عروہ نے کہا: بلاشک وشبہ یہ علم کی بات ہے میں نے اس سے پہلے اس کو نہیں سنا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بیان کرنے سے پہلے میں نے لوگوں سے یہ سنا تھا کہ زمانہ جاہلیت میں لوگ منات کے لیے احرام باندھتے تھے اور وہ سب لوگ صفا اور مروہ میں طواف کرتے تھے اور جب اللہ تعالیٰ نے بیت اللہ کے طواف کا ذکر فرمایا اور قرآن میں صفا اور مروہ کے درمیان طواف کا ذکر نہیں فرمایا تو صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم صفا اور مروہ میں طواف کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ نے بیت اللہ کے طواف کا حکم نازل کیا ہے اور صفا کا ذکر نہیں کیا آیا اگر ہم صفا اور مروہ میں طواف کرلیں تو کوئی حرج ہے؟ تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی: جس نے بیت اللہ کا حج یا عمرہ کیا اس پر ان دونوں کا طواف کرنے میں کوئی گناہ نہیں ہے۔ ابوبکر بن عبد الرحمٰن (حدیث کے راوی) نے کہا: سنو! یہ آیت دونوں فریقوں کے متعلق نازل ہوئی ہے جو لوگ زمانہ جاہلیت میں صفا اور مروہ کے طواف کو گناہ سمجھتے تھے اور جو لوگ زمانہ جاہلیت میں ان کا طواف کرتے تھے پھر ظہور اسلام کے بعد انہوں نے ان کے طواف کو گناہ سمجھا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے بیت اللہ کے طواف کا ذکر فرمایا اور صفا اور مروہ کے طواف کا ذکر نہیں فرمایا۔ (صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۲۳۔۲۲۲ ج ۲ ص ۶۴۶۔۶۴۵ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۸۱ھ)

صفا و مروہ کے درمیان سعی واجب ہے

حج اور عمرہ اور سعی کا طریقہ فقہ کی کتابوں میں مذکور ہے اور یہ سعی امام احمد کے نزدیک سنت مستحبہ ہے اور مالک اور شافعی کے نزدیک فرض ہے اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک واجب ہے کہ ترک سے ایک بکری ذبح کرنا پڑتی ہے۔

آیت مذکورہ کے الفاظ سے یہ شبہ نہ کرنا چاہئے کہ اس آیت میں تو صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنے کے متعلق صرف اتنا فرمایا گیا ہے کہ وہ گناہ نہیں اس سے تو زیادہ سے زیادہ یہ ثابت ہوا کہ سعی مباحات میں سے ایک مباح ہے وجہ یہ ہے کہ اس جگہ عنوان لَا جُنَاحَ کا سوال کی مناسبت سے رکھا گیا ہے سوال اسی کا تھا کہ صفا و مروہ پر بتوں کی مورتیں رکھی تھیں اور اہل جاہلیت انہی کی پوجا پاٹ کے لئے صفا و مروہ کے درمیان سعی کرتے تھے اس لئے یہ عمل حرام ہونا چاہئے اس کے جواب میں فرمایا کہ اس میں کوئی گناہ نہیں چونکہ یہ دراصل سنت ابراہیمی ہے کسی کے جاہلانہ عمل سے کوئی گناہ نہیں ہو جاتا یہ فرمانا اس کے واجب ہونے کے منافی نہیں۔

سعی میں صفا سے آغاز کرنے کا بیان

2969 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ خَرَجَ مِنَ الْمَسْجِدِ وَهُوَ يُرِيْدُ الصَّفَا وَهُوَ يَقُوْلُ "نَبْدَاُ بِمَا بَدَاَ اللّٰهُ بِهٖ".

★★ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ' امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ان کے والد (امام محمد باقر رضی اللہ عنہ) کے حوالے سے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا' جب آپ مسجد سے باہر تشریف لے جا رہے تھے اور صفا کی طرف جا رہے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرما رہے تھے: ہم اس سے آغاز کریں گے' جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے پہلے کیا ہے۔

2970 - اَخْبَرَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ قَالَ حَدَّثَنَا جَابِرٌ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى الصَّفَا وَقَالَ "نَبْدَاُ بِمَا بَدَاَ اللّٰهُ بِهٖ". ثُمَّ قَرَاَ "(اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ)".

★★ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میرے والد (امام محمد باقر رضی اللہ عنہ) نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث مجھے سنائی ہے' وہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صفا کی طرف تشریف لے گئے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہم اس سے آغاز کریں گے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے پہلے کیا ہے' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت کی:

''بے شک صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں''۔

شرح

وہ سات اشواط پورے کرے۔ وہ صفا سے ابتداء کرے اور مروہ پر ختم کرے۔ اور شوط کرتے وقت وہ وادی بطن میں سعی کرے۔ اسی حدیث کی بناء پر جو ہم نے روایت کی ہے۔ اور صفا سے شروع کرنے کی دلیل یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اسی سے شروع کرے جس سے اللہ نے شروع کیا ہے۔ اور صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنا واجب ہے۔ اور رکن نہیں ہے۔

2969-انفرد به النسائي . و سياتي (الحديث 2970) . تحفة الاشراف (2621) .

2970-تقدم (الحديث 2969) .

حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ یہ سعی کرنا رکن ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تم پر سعی کو لکھ دیا ہے لہٰذا تم سعی کرو۔ (طبرانی، حاکم، دارقطنی)

ہماری دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: حج یا عمرہ کرنے والے پر کوئی حرج نہیں کہ وہ صفا مروہ کا طواف کرے۔ یہ کلام اباحت میں استعمال ہوا کرتا ہے۔ لہٰذا اس رکنیت و وجوب دونوں ختم ہو جائیں گے۔ البتہ ہم نے وجوب میں اس کے خروج کیا تا کہ اس کی رکنیت ثابت نہ ہو سوائے دلیل قطعی کے۔ حالانکہ ایسی دلیل نہیں پائی گئی۔ اور حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ کی پیش کردہ حدیث کا معنی یہ ہے کہ مستحب ہونا لکھ دیا ہے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان "كُتِبَ عَلَيْكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ" میں ہے۔ (ہدایہ اولین، کتاب الحج، لاہور)

صفا مروہ کی سعی کے درمیان تیز چلنے کا بیان

اس کے دلائل میں سابقہ عبارت کی شرح میں مذاہب اربعہ ہم بیان کر چکے ہیں وہاں مطالعہ کیا جا سکتا ہے۔ البتہ صفا مروہ خواتین سے متعلق سعی میں حدیث نقل کر رہے ہیں۔

حضرت صفیہ بنت شیبہ کہتی ہیں کہ ابو تجراۃ کی بیٹی نے مجھ سے بیان کیا کہ میں قریش کی عورتوں کے ساتھ آل ابوحسن کے گھر گئی تا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرتے ہوئے دیکھیں۔ (اور اس طرح ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال باکمال سے مشرف اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل و برکت سے مستفید ہوں) چنانچہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو صفا و مروہ کے درمیان اس طرح سعی کرتے ہوئے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا تہبند سعی دوڑنے میں تیزی کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیروں کے گرد گھوم رہا تھا، نیز میں نے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمارہے تھے کہ سب لوگ سعی کرو، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے سعی کو لکھ دیا ہے، (شرح السنہ) اس روایت کو احمد نے بھی کمی بیشی کے ساتھ نقل کیا ہے۔

(مشکوٰۃ المصابیح، جلد دوم، رقم الحدیث، 1127)

پہلے بتایا جا چکا ہے کہ صفا و مروہ پہاڑیوں کے درمیان سات مرتبہ چکر لگانے کو سعی کہتے ہیں کہ جو حج کا ایک اہم رکن ہے صفا اور مروہ کی پہاڑیاں اب باقی نہیں رہی ہیں دونوں کٹ کٹا کر ختم ہو گئی ہیں صرف ان کی جگہیں متعین ہیں جہاں چند سیڑھیاں بنا دی گئی ہیں، دونوں میں آپس کا فاصلہ تقریباً ڈیڑھ فرلانگ کا ہے۔ یہ بھی پہلے بتایا جا چکا ہے یہ سعی درحقیقت حضرت ہاجرہ علیہا السلام کی اس بھاگ دوڑ اور اضطراب کی یادگار ہے جس میں وہ اپنے شیر خوار بچے حضرت اسماعیل کی پیاس بجھانے کے لئے پانی کی تلاش میں ان دونوں پہاڑیوں کے درمیان مبتلا ہوئی تھیں۔

اس کے بعد اللہ نے زمزم شریف پیدا فرمایا تھا، اسلام سے قبل عربوں نے ان دونوں پہاڑیوں پر ایک ایک بت رکھ دیا تھا۔ صفا کے بت کا نام اِساف تھا اور مروہ کے بت کا نام نائلہ تھا۔ صفا کی پہاڑی جبل ابوقبیس کے دامن میں تھی وہیں سے سعی شروع کی جاتی ہے، صفا اور مروہ کے درمیان وہ راستہ جس پر سعی کی جاتی ہے اور جسے مسعیٰ کہتے ہیں بیت اللہ کے مشرقی جانب ہے، یہ پہلے مسجد حرام سے باہر تھا، اب اس کے ساتھ ہی شامل کر دیا گیا ہے۔

حدیث کے الفاظ فان اللہ کتب علیکم السعی کے معنی حضرت شافعی تو یہ مراد لیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تم پرسعی کو فرض کیا ہے، چنانچہ ان کے نزدیک صفا و مروہ کے درمیان سعی فرض ہے اگر کوئی شخص سعی نہیں کرے گا تو اس کا حج باطل ہو جائے گا۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کے ہاں چونکہ سعی فرض نہیں ہے بلکہ واجب ہے اس لئے وہ اس جملہ کے یہ معنی مراد لیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تم پرسعی کو واجب کیا ہے۔ حنفی مسلک کے مطابق اگر کوئی شخص سعی ترک کرے تو اس پر دم یعنی دنبہ وغیرہ ذبح کرنا واجب ہو جاتا ہے حج باطل نہیں ہوتا۔

باب مَوْضِعِ الْقِيَامِ عَلَى الصَّفَا

یہ باب صفا پر کھڑے ہونے کی جگہ کے بیان میں ہے

2971 - أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا جَابِرٌ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَقِيَ عَلَى الصَّفَا حَتَّى إِذَا نَظَرَ إِلَى الْبَيْتِ كَبَّرَ.

★★ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اپنے والد (امام محمد باقر رضی اللہ عنہ) کے حوالے سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صفا پہاڑ پر چڑھ گئے' یہاں تک کہ جب آپ کی نظر بیت اللہ پر پڑی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تکبیر کہی۔

باب التَّكْبِيرِ عَلَى الصَّفَا

یہ باب ہے کہ صفا پہاڑ پر تکبیر کہنا

2972 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا وَقَفَ عَلَى الصَّفَا يُكَبِّرُ ثَلَاثًا وَيَقُولُ "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ". يَصْنَعُ ذَلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَيَدْعُو وَيَصْنَعُ عَلَى الْمَرْوَةِ مِثْلَ ذَلِكَ.

★★ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ' امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ' ان کے والد امام محمد باقر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا یہ قول نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب صفا پہاڑ پر ٹھہرے تو آپ نے تین مرتبہ تکبیر کہی اور یہ کلمات پڑھے:

اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے' وہی ایک معبود ہے' اس کا کوئی شریک نہیں ہے' بادشاہی اُسی کے لیے مخصوص ہے' حمد اسی کے لیے مخصوص ہے اور وہ ہر شے پر قدرت رکھتا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ یہ کلمات پڑھے' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا مانگی' پھر آپ نے مروہ پر بھی اسی طرح کیا۔

2971-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (2622) .

2972-انفرد به النسائي، و سياتي في مناسك الحج، موضع القيام على المروة (الحديث 2984) . و التكبير عليها (الحديث 2985) . و الحديث عند: النسائي في مناسك الحج، التهليل على الصفا (الحديث 2973)، والا يضاع في وادي محسر (الحديث 3054) . تحفة الاشراف (2623) .

بَاب التَّهْلِيلِ عَلَى الصَّفَا

یہ باب ہے کہ صفا پر لا الہ الا اللہ پڑھنا

2873 - أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ يَزِيدَ قَالَ أَنْبَأَنَا شُعَيْبٌ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَاهُ يُحَدِّثُ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا عَنْ حَجَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ وَقَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الصَّفَا يُهَلِّلُ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ وَيَدْعُو بَيْنَ ذَلِكَ .

★★ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اپنے والد (امام محمد باقر رضی اللہ عنہ) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: انہوں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حجۃ الوداع کا ذکر کرتے ہوئے یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صفا پہاڑ پر ٹھہر گئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لا الہ الا اللہ پڑھا اور وہاں دعا مانگی۔

بَاب الذِّكْرِ وَالدُّعَاءِ عَلَى الصَّفَا

یہ باب ہے کہ صفا پہاڑی پر ذکر کرنا اور دعا مانگنا

2874 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ عَنْ شُعَيْبٍ قَالَ أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ الْهَادِ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ طَافَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْبَيْتِ سَبْعًا رَمَلَ مِنْهَا ثَلَاثًا وَمَشَى أَرْبَعًا ثُمَّ قَامَ عِنْدَ الْمَقَامِ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ وَقَرَأَ (وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى) وَرَفَعَ صَوْتَهُ يُسْمِعُ النَّاسَ ثُمَّ انْصَرَفَ فَاسْتَلَمَ ثُمَّ ذَهَبَ فَقَالَ "نَبْدَأُ بِمَا بَدَأَ اللَّهُ بِهِ" . فَبَدَأَ بِالصَّفَا فَرَقِيَ عَلَيْهَا حَتَّى بَدَا لَهُ الْبَيْتُ وَقَالَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ" . وَكَبَّرَ اللَّهَ وَحَمِدَهُ ثُمَّ دَعَا بِمَا قُدِّرَ لَهُ ثُمَّ نَزَلَ مَاشِيًا حَتَّى تَصَوَّبَتْ قَدَمَاهُ فِي بَطْنِ الْمَسِيلِ فَسَعَى حَتَّى صَعِدَتْ قَدَمَاهُ ثُمَّ مَشَى حَتَّى أَتَى الْمَرْوَةَ فَصَعِدَ فِيهَا ثُمَّ بَدَا لَهُ الْبَيْتُ فَقَالَ "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ" . قَالَ ذَلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ ذَكَرَ اللَّهَ وَسَبَّحَهُ وَحَمِدَهُ ثُمَّ دَعَا عَلَيْهَا بِمَا شَاءَ اللَّهُ فَعَلَ هَذَا حَتَّى فَرَغَ مِنَ الطَّوَافِ .

★★ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اپنے والد (امام محمد باقر رضی اللہ عنہ) کے حوالے سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خانہ کعبہ کے گرد سات چکر لگائے ان میں سے تین چکروں میں آپ دوڑتے ہوئے چلے اور چار چکروں میں عام رفتار سے چلے۔ پھر آپ نے مقام ابراہیم علیہ السلام کے پاس کھڑے ہو کر دو رکعات نماز ادا کی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت کی:

''تم لوگ مقامِ ابراہیم کو جائے نماز بنالو''۔

آپ ﷺ نے بلند آواز میں اسے تلاوت کیا اور لوگوں تک آواز پہنچ گئی' جب آپ دو رکعات پڑھ کر فارغ ہوئے تو آپ نے حجر اسود کو بوسہ دیا' پھر آپ (باہر تشریف لے گئے) آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہم اس سے آغاز کریں گے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے پہلے کیا ہے۔

پھر نبی اکرم ﷺ نے صفا سے آغاز کیا' آپ اس پر چڑھ گئے یہاں تک کہ جب بیت اللہ آپ ﷺ کے سامنے آ گیا تو آپ ﷺ نے تین مرتبہ یہ کلمات پڑھے:

اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے' وہی ایک معبود ہے' اس کا کوئی شریک نہیں ہے' بادشاہی اسی کے لیے مخصوص ہے' حمد اُسی کے لیے مخصوص ہے' وہ زندگی دیتا ہے اور وہ موت دیتا ہے اور وہ ہر شے پر قدرت رکھتا ہے۔

پھر آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی کبریائی کا تذکرہ کیا' اس کی حمد بیان کی' پھر جو آپ ﷺ کے نصیب میں تھا وہ دعا مانگی' پھر آپ ﷺ چلتے ہوئے نیچے کی طرف آئے' یہاں تک کہ جب آپ ﷺ کے قدم نشیبی حصے میں پہنچے تو آپ ﷺ دوڑ پڑے یہاں تک کہ جب آپ کے پاؤں پھر بلندی کی طرف چڑھنے لگے تو آپ ﷺ عام رفتار سے چلنے لگے' یہاں تک کہ آپ مروہ پر آئے' آپ اس پر چڑھ گئے' جب آپ کے سامنے بیت اللہ آیا تو آپ ﷺ نے یہ کلمات پڑھے:

اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے' وہی ایک معبود ہے' اس کا کوئی شریک نہیں ہے' بادشاہی اسی کے لیے مخصوص ہے' حمد اُسی کے لیے مخصوص ہے' اور وہ ہر شے پر قدرت رکھتا ہے۔

آپ ﷺ نے تین مرتبہ یہ کلمات پڑھے' پھر آپ نے اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا' اس کی پاکی بیان کی' اس کی حمد بیان کی' پھر جو اللہ کو منظور تھا' آپ ﷺ نے اس پر دعا مانگی' ایسا ہی آپ نے کیا یہاں تک کہ آپ ﷺ طواف سے (یعنی سعی سے) فارغ ہو گئے۔

شرح

اور مقام ابراہیم کو نماز پڑھنے کی جگہ بنالو۔ (البقرہ:۱۲۵)

مقام ابراہیم کی تعیین و تحقیق کا بیان

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قصہ کے دوران یہ جملہ معترضہ ہے اور اس کی توجیہ یہ ہے کہ جب ہم نے کعبہ کو یہ عظمت اور جلالت عطا کی کہ اس کو مشرق اور مغرب سے لوگوں کے بار بار آنے کی جگہ بنادیا اور اس کو تمہارے لیے عبادت اور امن کی جگہ بنا دیا اور اس کو تمام روئے زمین کے نمازیوں کے لیے قبلہ بنادیا تو جس شخص نے اس عظیم کعبہ کو بنایا ہے اس کے کھڑے ہونے کی جگہ کو تم اپنا مصلیٰ بنالو۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ روایت کرتے ہیں: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے اپنے رب کی تین چیزوں میں موافقت کی ہے میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کاش ہم مقام ابراہیم کو

نماز پڑھنے کی جگہ بنالیں! تو یہ آیت نازل ہوئی: (آیت) واتخذوا من مقام ابرھم مصلی۔ (البقرہ: ۱۲۵) اور آیت حجاب میں میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کاش! آپ اپنی ازواج کو یہ حکم دیں کہ وہ حجاب میں رہیں کیونکہ ان سے نیک اور بد (ہر قسم کا شخص) کلام کرتا ہے تو آیت حجاب نازل ہوئی اور جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج غیرت میں مجتمع ہوگئیں تو میں نے کہا: اگر وہ تمہیں طلاق دے دیں تو بعید نہیں کہ ان کا رب تمہارے بدلہ میں ان کو تم سے بہتر بیویاں دے دے تو یہ آیت نازل ہوئی: (آیت) عسی ربہ ان طلقکن ان یبدلہ ازواجا خیرا منکن الایہ (التحریم: ۵)

نیز امام بخاری روایت کرتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت اللہ کے ساتھ طواف کیے پھر مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعات نماز پڑھی اور صفا اور مروہ کے درمیان سعی کی۔

(صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۷ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۸۱ھ)

علامہ قرطبی لکھتے ہیں: مقام ابراہیم کی تعیین میں کئی اقوال ہیں عکرمہ اور عطاء نے کہا: پورا حج مقام ابراہیم ہے شعبی نے کہا: عرفہ مزدلفہ اور جمار مقام ابراہیم ہیں نخعی نے کہا: پورا حرم مقام ابراہیم ہے اور سب سے صحیح قول یہ ہے کہ وہ پتھر جس کو اب لوگ مقام ابراہیم کے عنوان سے پہچانتے ہیں اور جس کے پاس طواف کی دو رکعت پڑھتے ہیں وہ مقام ابراہیم ہے اور یہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بیت اللہ کو دیکھا تو حجر اسود کی تعظیم کی اور پہلے تین طوافوں میں رمل کیا اور اس کے بعد چار طواف معمول کے مطابق چل کر کیے پھر مقام ابراہیم کی طرف گئے اور طواف کی دو رکعتیں پڑھیں اور امام بخاری نے روایت کیا ہے کہ مقام ابراہیم وہ پتھر ہے جس کو اس وقت بلند کر دیا گیا تھا جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ان پتھروں کے اٹھانے سے ضعف لاحق ہوا جو ان کو حضرت اسماعیل لا کر دے رہے تھے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدموں کے نشان اس پتھر میں نقش ہوگئے تھے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے مقام میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی انگلیوں ایڑیوں اور تلووں کے نشان ثبت دیکھے۔ سدی نے بیان کیا ہے کہ مقام ابراہیم وہ پتھر ہے جس کو حضرت اسمٰعیل کی زوجہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا سر دھوتے وقت ان کے قدموں کے نیچے رکھا تھا۔

(تفسیر قرطبی ج ۲ ص ۱۱۳۔۱۱۲ مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ۱۳۸۷ھ)

حضرت اسماعیل علیہ السلام پتھر لاتے تھے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام ان پتھروں کو جوڑ کر لگاتے تھے جب کعبہ کی عمارت بلند ہوگئی تو وہ اس پتھر کو لائے اور اس کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لیے رکھا حضرت ابراہیم علیہ السلام اس پتھر پر کھڑے ہو کر بنانے لگے اور حضرت اسماعیل ان کو پتھر لا کر دے رہے تھے۔ (الحدیث) (صحیح بخاری ج ۱ ص ۴۷۶ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۸۱ھ)

امام رازی نے سدی کی روایت کو ترجیح دی ہے (تفسیر کبیر ج ۱ ص ۴۷۳) لیکن صحیح یہ ہے کہ امام بخاری کی روایت کو ترجیح ہے۔ مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ بنانے کے حکم سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک انبیاء کا مقام کس قدر بلند ہے اور آثار انبیاء سے برکتیں حاصل ہوتی ہیں۔

واتخذوا من مقام ابرھم مصلی اس میں تین مسائل ہیں۔

واتخذوا نافع اور ابن عامر نے خبر کے اعتبار سے خاء کے فتحہ کے ساتھ پڑھا ہے یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے تبعین میں سے جنہوں نے مقام ابراہیم کو مصلی بنایا ان کے متعلق خبر ہے۔ اس کا عطف جعلنا پر ہے۔ یعنی جعلنا البیت مثابۃ واتخذوہ مصلی۔ ہم نے بیت اللہ کو لوٹنے کی جگہ بنایا اور لوگوں نے اسے مصلی بنایا۔ بعض علماء نے فرمایا: یہ اذ کی تقدیر پہ معطوف ہے، گویا یوں فرمایا: واذ جعلنا البیت مثابۃ واذ اتخذوا۔

پہلی ترکیب پر ایک جملہ ہے اور دوسری ترکیب پر دو جملے ہیں۔ جمہور قراء نے اسے اتخذوا امر کے صیغہ کے اعتبار سے خاء کے کسرہ کے ساتھ پڑھا ہے۔ انہوں نے پہلے کلام سے اسے الگ کیا ہے اور انہوں نے جملہ کا جملہ پر عطف کیا ہے، مہدوی نے کہا: اذکروا نعمتی پر اس کا عطف جائز ہے گویا یہ یہود سے فرمایا جا رہا ہے۔ یا اس کا عطف اذ جعلنا کے معنی پر ہے کیونکہ اس کا معنی ہے اذکروا اذ جعلنا یا اس کا عطف مثابۃ کے معنی پر ہے کیونکہ مثابۃ کا معنی ہے ثوبوا۔ (لوٹ کر آؤ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے تین باتوں میں اپنے رب کی موافقت کی ہے: مقام ابراہیم میں، پردے کے بارے میں اور بدر کے قیدیوں کے بارے میں۔ اس روایت کو مسلم وغیرہ نے نقل کیا ہے۔ بخاری نے یہ روایت حضرت انس سے روایت کی ہے، فرمایا: حضرت عمر نے فرمایا: میں نے تین چیزوں میں اللہ تعالیٰ کی موافقت کی ہے یا فرمایا: میرے رب نے تین چیزوں میں میری موافقت کی ہے۔۔۔ الحدیث۔۔۔ ابوداؤد نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، فرمایا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں چار چیزوں میں اپنے رب کی موافقت کی۔ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! اگر آپ مقام کے پیچھے نماز پڑھیں تو یہ آیت نازل ہوئی واتخذوا من مقام ابرٰھٖم مصلی میں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر آپ اپنی ازواج مطہرات کو پردے کا حکم دے دیں کیونکہ ان کے پاس نیک اور فاخر ہر قسم کے لوگ آتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمادی: واذا سالتموھن متاعا فسئلوھن من ورآء حجاب (الاحزاب: 53) اور یہ احسن الخالقین تو اللہ تعالیٰ کیطرف سے یہ الفاظ نازل ہوئے: فتبٰرک اللہ احسن الخلقین۔

(المومنون)

میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کے پاس گیا۔ میں نے کہا: تم رک جاؤ ورنہ اللہ تعالیٰ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تم سے بہتر عورتیں عطا فرمادے گا تو یہ آیت نازل ہوئی: عسٰی ربہ ان طلقکن (التحریم: 5)

میں کہتا ہوں: اس روایت میں بدر کے قیدیوں کا ذکر نہیں ورنہ مقام، المقام لغت میں قدموں کی جگہ کو کہتے ہیں۔ نحاس نے کہا: مقام یہ قام یقوم سے ہے۔ مصدر ہوگا اور جگہ کا اسم اور مقام، اقام سے ہے۔ زہیر کا قول ہے:

و فیھم مقامات حسن وجوھھم والدیۃ ینتابھا القول والفعل

ان میں اہل مقام ہیں جن کے چہرے خوبصورت ہیں اور مجالس ہیں جن میں قول وفعل پے در پے ہوتا ہے۔ اس شعر میں مقامات سے مراد اہل مقامات ہیں۔

المقام کی تعیین میں بہت سے مختلف اقوال ہیں۔ ان میں سے اصح یہ ہے کہ وہ پتھر آج لوگ جس کو پہچانتے ہیں جن کے

پاس لوگ طواف قدوم کی دو رکعتیں پڑھتے ہیں یہ حضرت جابر بن عبداللہ، حضرت ابن عباس، حضرت قتادہ وغیرہ کا قول ہے۔ صحیح مسلم میں حضرت جابر کی طویل حدیث ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بیت اللہ کو دیکھا تو رکن کو استلام کیا پھر تین چکروں میں رمل کیا، اور چار چکر آرام سے چلے پھر مقام ابراہیم کی طرف گئے اور یہ آیت پڑھی: **واتخذوا من مقام ابراهیم مصلی** ۔ پھر رکعتیں پڑھیں ان میں سورۃ **قل هو الله احد** ۔ اور **قل یاایها الکفرون** ۔ پڑھی۔ یہ دلیل ہے کہ طواف کی دو رکعتیں اور دوسری اہل مکہ کے لئے افضل ہیں اور من وجہ یہ دلیل ہے کہ مسافروں کے لئے طواف افضل ہے۔ اس کا بیان آگے آئے گا۔ بخاری میں ہے: مقام سے مراد وہ پتھر ہے جس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام چڑھے تھے جب ان پتھروں کو اٹھانے سے کمزور پڑ گئے تھے جو کعبہ کی تعمیر میں حضرت اسماعیل علیہ السلام آپ کو پیش کرتے تھے۔ آپ کے قدم اس پتھر میں دھنس گئے تھے۔ حضرت انس نے کہا: میں نے المقام میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی انگلیوں، ایڑھی اور قدموں کے نیچے اٹھی ہوئی جگہ کا نشان دیکھا، لیکن لوگوں کے ہاتھوں کے چھونے نے اس اس نشان کو ختم کر دیا ہے۔ قشیری نے یہ بیان کیا ہے۔ سدی نے کہا: المقام سے مراد وہ پتھر ہے جو اسماعیل کی بیوی نے حضرت ابراہیم کے قدموں کے نیچے رکھا تھا۔ جب اس نے حضرت ابراہیم کا سر دھویا تھا۔ حضرات ابن عباس، مجاہد، عکرمہ اور عطا سے مروی ہے، مقام سے مراد مکمل حج ہے، عطا سے مروی ہے، عرفہ، مزدلفہ اور جمار ہے۔ یہ شعبی اور نخعی کا قول ہے۔ مجاہد نے کہا: پورا حرم مقام ابراہیم ہے۔

میں کہتا ہوں: صحیح پہلا قول ہے جیسا کہ صحیح حدیث میں ثابت ہے۔ ابونعیم نے محمد بن سوقہ عن محمد بن المنکدر عن جابر کے سلسلہ سے روایت کیا ہے۔ حضرت جابر نے فرمایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو رکن اور مقام یا دروازے اور مقام کے درمیان دیکھا وہ دعا مانگ رہا تھا اے اللہ! فلاں کو بخش دے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا: یہ کیا ہے؟ اس شخص نے کہا: مجھے ایک شخص نے اس مقام میں دعا کرنے کے لئے کہا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، لوٹ جا تیرے ساتھی کی بخشش ہو گئی۔

ابونعیم نے اس سند سے بھی روایت نقل کی ہے: **حدثناه احمد بن محمد احمد بن ابراهیم القاضی، قال حدثنا محمد بن عاصم بن یحیی الکاتب، قال حدثنا عبدالرحمن بن القاسم القطان الکوفی، قال حدثنا الحارث بن عمران الجعفری عن محمد بن سوقه** ۔

ابونعیم نے کہا: اسی طرح یہ عبدالرحمن نے حارث سے انہوں نے محمد سے انہوں نے حضرت جابر سے روایت کی ہے۔ حارث کی حدیث محمد عن عکرمہ عن ابن عباس کی سند سے معروف ہے۔ مصلی کا معنی ایسی جگہ جہاں دعا کی جائے۔ یہ مجاہد کا قول ہے بعض نے فرمایا: نماز کی جگہ جس کے قریب نماز پڑھی جائے۔ یہ قتادہ کا قول ہے۔ بعض نے فرمایا: قبلہ جس کے پاس امام کھڑا ہوتا ہے۔ یہ حسن کا قول ہے۔ (تفسیر قرطبی، سورہ بقرہ، بیروت)

مقام ابراہیم پر دو رکعت نماز پڑھنے کا بیان

امام مسلم، ابن ابی داؤد، ابونعیم نے الحلیہ میں اور بیہقی نے السنن میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی اکرم

صلی اللہ علیہ وسلم نے تین چکروں میں رمل (یعنی کندھے ہلاتے ہوئے تیز تیز قدم رکھا) فرمایا اور چار چکروں میں اپنی رفتار پر چلے۔ حتیٰ کہ جب فارغ ہوئے تو مقام ابراہیم کی طرف جانے کا ارادہ فرمایا اور اس کے پیچھے دو رکعت نماز پڑھی پھر یہ آیت پڑھی لفظ آیت واتخذوا من مقام ابراهيم مصلى ۔

ابن ماجہ، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے دن مقام ابراہیم کے پاس کھڑے ہوئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ یہی وہ مقام ابراہیم ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا لفظ آیت واتخذوا من مقام ابراهيم مصلى؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! ہاں۔

طبرانی اور الخطیب نے اپنی تاریخ میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اگر ہم مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ بنا لیتے (تو اچھا تھا) اس پر یہ آیت نازل ہوئی لفظ آیت واتخذوا من مقام ابراهيم مصلى ۔

عبد بن حمید اور ترمذی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگر ہم مقام ابراہیم کے پیچھے نماز پڑھ لیں (تو اچھا تھا) اس پر یہ آیت نازل ہوئی لفظ آیت واتخذوا من مقام ابراهيم مصلى ۔

ابن ابی داؤد نے مجاہد رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ مقام ابراہیم بیت اللہ سے ملا ہوا تھا۔ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگر ہم اس کو بیت اللہ کی طرف ایک گوشے میں کرلیں تاکہ لوگ اس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح کرلیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی لفظ آیت واتخذوا من مقام ابراهيم مصلى ۔

ابن ابی داؤد اور ابن مردویہ نے مجاہد رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگر ہم مقام ابراہیم کے پیچھے نماز پڑھ لیتے (تو اچھا تھا) اس پر یہ آیت نازل ہوئی لفظ آیت واتخذوا من مقام ابراهيم مصلى مقام ابراہیم کعبہ کے قریب تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو موجودہ جگہ میں منتقل فرمادیا (جہاں اب ہے) مجاہد رحمہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جو رائے دیتے تھے اسی کے مطابق قرآن نازل ہوتا تھا۔

ابن مردویہ نے عمر بن میمون رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا اور انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ وہ مقام ابراہیم کے پاس سے گزرے اور عرض کیا کیا ہم اس کو نماز کی جگہ نہ بنالیں؟ ابھی تھوڑی ہی دیر ٹھہرے تھے کہ یہ آیت نازل ہوئی لفظ آیت واتخذوا من مقام ابراهيم مصلى ۔

ابن ابی شیبہ نے المصنف میں، دارقطنی نے الافراد میں ابو میسرہ رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ یہ ہمارے رب کے خلیل کی جگہ ہے کیا ہم اس کو نماز کی جگہ نہ بنالیں؟ اس پر یہ آیت نازل ہوئی لفظ آیت واتخذوا من مقام ابراهيم مصلى ۔

ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ مقام ابراہیم جس کا یہاں ذکر ہے وہ یہی ہے جو مسجد میں ہے کثرت کے بعد پورے حج کو مقام ابراہیم بنا دیا گیا۔

عبد بن حمید، ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ مقام ابراہیم سارا حرم ہے۔

ابن سعد، ابن المنذر نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ یہ مقام ابراہیم آسمان سے اتارا گیا۔

ابن ابی حاتم اور عبد الرزاق نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ بلاشبہ مقام جنت کے یاقوت میں سے ایک یاقوت تھا اس کے نور کو مٹا دیا گیا اگر ایسا نہ ہوتا تو آسمان وزمین کے درمیان ہر چیز روشن ہو جاتی اور رکن (یمانی) بھی اسی طرح ہے۔

ترمذی، ابن حبان، حاکم بیہقی نے دلائل میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا رکن (یمانی) اور مقام ابراہیم جنت کے یاقوتوں میں سے دو یاقوت ہیں اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کے نور کو مٹا دیا۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو دونوں مشرق اور مغرب کے درمیان سب چیزوں کو روشن کر دیتے۔

امام حاکم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ رکن اور مقام (ابراہیم) جنت کے یاقوتوں سے دو یاقوت ہیں۔

عبد بن حمید، ابن المنذر، ابن ابی حاتم نے سعید بن جبیر رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ مقام ابراہیم کے پتھر کو اللہ تعالیٰ نے نرم کر دیا اور اس کو رحمت بنا دیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اس پر کھڑے ہوئے تھے اور حضرت اسماعیل علیہ السلام پتھر اٹھا کر لاتے تھے۔

امام بیہقی نے الشعب میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ رکن اور مقام جنت کے یاقوت میں سے ہیں اگر بنی آدم کی خطائیں اس کو نہ چھوتیں تو یہ دونوں مشرق اور مغرب کے درمیان (سب چیزوں کو) روشن کر دیتے۔ اور ان دونوں کو کبھی آفت رسید یا بیمار نے نہیں چھوا مگر اس کو شفا ہوگئی۔

امام بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوع حدیث میں روایت کیا کہ اگر اس (مقا) کو جاہلیت کی بجاستیں نہ چھوتیں تو آفت زدہ اس سے شفا حاصل کرتا اور اس کے سوا زمین پر جنت میں سے کوئی چیز نہیں ہے۔

امام الجندی نے فضائل مکہ میں سعید بن میسب رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ رکن اور مقام جنت کے پتھروں میں سے دو پتھر ہیں

حجر اسود و مقام ابراہیم قیامت کے دن میں

الازرقی نے تاریخ مکہ میں اور الجندی نے مجاہد رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ حجر اسود اور مقام ابراہیم ہر ایک کو قیامت کے دن احد پہاڑ کی طرف لایا جائے گا۔ ان دونوں کی دو آنکھیں اور دو ہونٹ ہوں گے دونوں اونچی آواز سے پکاریں گے اور دونوں اس شخص کے لیے گواہی دیں گے جس نے وفا کے ساتھ ان کی موافقت کی ہوگی۔

ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ انہوں نے ایک قوم کو دیکھا وہ مقام ابراہیم کو چھو رہے ہیں آپ نے فرمایا تمہیں اس کا حکم نہیں دیا گیا۔ تمہیں اس کے پاس نماز پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے۔

عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر اور الازرقی نے قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ لفظ آیت واتخذوا من مقام ابراهیم مصلی سے مراد ہے کہ تمہیں اس بات کا حکم دیا گیا ہے کہ تم اس کے پاس نماز پڑھو اور اس کو چھونے کا حکم نہیں دیا گیا۔ اور اس امت نے ایسے تکلفات کئے ہیں جو پہلی امتوں نے نہیں کئے ہم کو بعض لوگوں نے بتایا جنہوں نے ابراہیم علیہ السلام کی ایڑھی اور انگلیوں کے نشانات کو دیکھا پس اس امت نے اس کو ہاتھ لگا لگا کر نشانات مٹا دیے۔

الازرقی نے نوفل بن معاویہ دیلمی رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ میں نے مقام ابراہیم کو عبد المطلب کے زمانہ میں مہاۃ کی طرح دیکھا ہے ابو محمد خزاعی نے فرمایا کہ مہاۃ سفید موتی ہے۔

مقام ابراہیم پر پاؤں کا نشان

الازرقی نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ میں نے عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے اس نشان کے بارے میں پوچھا جو مقام ابراہیم پر تھا تو انہوں نے فرمایا یہ پتھر بھی اسی کیفیت میں تھا جیسا آج ہے مگر اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنی نشانیوں میں سے ایک نشانی بنانے کا ارادہ فرمایا پھر جب اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو لوگوں میں حج کا اعلان کرنے کا حکم فرمایا تو آپ اس مقام پر کھڑے ہو گئے اور یہ مقام اوپر اٹھتا گیا یہاں تک کہ تمام پہاڑوں سے بلند ہو گیا اور فرمایا اے لوگو! اپنے رب کا حکم قبول کرو تو لوگوں نے اس کو قبول کیا اور کہا لبیک اللھم لبیک (اے اللہ ہم حاضر ہیں) اور یہ اس میں ان کے پاؤں کا نشان تھا جب اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا اور وہ اپنے دائیں اور بائیں دیکھتے تھے کہ (اے لوگو) اپنے رب کی دوت کو قبول کرو۔ جب فارغ ہوئے تو اس مقام کے بارے میں حکم فرمایا اور آپ نے اس کو اپنے سامنے رکھا اور وہ دروازہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے اور آپ ان کا قبلہ رہا جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ پھر حضرت اسماعیل علیہ السلام بھی ان کے بعد اسی کعبہ کے دروازہ کی طرف اس کے سامنے نماز پڑھتے تھے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیت المقدس کی طرف نماز پڑھنے کا حکم دیا گیا تھا اور ہجرت سے پہلے اور بعد میں اسی کی طرف نماز پڑھی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس بات کو پسند فرمایا کہ ان کو اس قبلہ کی طرف پھیر دیا جائے جو اللہ کی ذات اور دوسرے انبیاء کا پسندیدہ تھا۔ اور آپ نے میزاب کی طرف نماز پڑھی اور آپ مدینہ منورہ میں تھے پھر آپ مکہ مکرمہ تشریف لائے اور مقام ابراہیم کی طرف نماز پڑھتے رہے جب تک مکہ میں رہے۔

سعید بن منصور، ابن جریر نے مجاہد رحمہ اللہ علیہ سے لفظ آیت واتخذوا من مقام ابراهیم مصلی کے بارے میں روایت کیا کہ اس سے مراد ہے مدعیٰ۔

الازرقی نے کثیر بن ابی کثیر بن المطلب بن ابی ابو وداعہ سہمی رحمہ اللہ علیہ سے وہ اپنے باپ دادا سے روایت کرتے ہیں۔ سیلاب مسجد حرام میں بنی شیبہ کے دروازے سے داخل ہوتے تھے جبکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابھی اونچا بند نہیں باندھا تھا۔ جب کوئی سیلاب آتا تو مقام کو اپنی جگہ سے ہٹا دیتا اور بعض وقت اس کو کعبہ کے قریب کر دیتے۔ یہاں تک کہ حضرت عمر رضی اللہ

عنہ کی خلافت کے زمانہ میں جب ام نہشل کا سیلاب آیا تو وہ بھی مقام ابراہیم کو اپنی جگہ سے بہا کر لے گیا یہاں تک کہ مکہ مکرمہ کے نشیبی حصہ میں اس کو پایا گیا۔ اس کو لایا گیا اور کعبہ کے پردوں کے ساتھ اس کو باندھا گیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس بارے میں لکھا گیا آپ رمضان المبارک کے مہینہ میں گھبرائے ہوئے اس کی طرف متوجہ ہوئے جبکہ مقام (جگہ سیلاب نے) مٹا دی تھی۔ حضرت عمر نے لوگوں کو بلایا اور فرمایا میں اللہ کی قسم دیتا ہوں اس بندے کو جو ان کی جگہ کو جانتا ہو مطلب بن ابی وداعہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے امیر المؤمنین اس کی جگہ میں جانتا ہوں مجھے اس کے متعلق پہلے یہی خطرہ تھا میں نے پیائش کی اس جگہ سے رکن یمانی تک اور اس کی جگہ سے باب حجر اسود تک اور اس جگہ سے زم زم تک ہیمانہ کے ساتھ پیائش کی ہے اور وہ پیائش میرے پاس گھر میں موجود ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرے پاس بیٹھ جاؤ میں ان کے پاس بیٹھ گیا فرمایا اور کوئی دوسرا آدمی بھیج دے جو وہ پیائش کو لے آئے جب وہ پیائش لائی گئی تو وہ پیائش اسی جگہ پوری ہوئی پھر عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے پوچھا اور ان سے مشورہ کیا تو سب نے کہا ہاں یہی اس کی جگہ ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جب یقین ہو گیا تو اسے نصب کرنے کا حکم دیا پہلے اس کی جگہ بیت اللہ کے قریب تھی پھر اسے تبدیل کر دیا۔ اور وہ (اس دن سے) اسی جگہ پر ہے جہاں آج کے دن تک۔

امام ازرقی نے سفیان بن عیینہ سے اور انہوں نے حبیب بن اسرس رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ ام نہشل کا سیلاب آیا تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مکہ کی اونچی جگہ پر بند باندھنے سے پہلے وہ (سیلاب) مقام ابراہیم کو اس کی جگہ سے لے گیا اور کوئی نہیں جانتا تھا کہ اس کی جگہ کہاں ہے۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جب (مکہ مکرمہ) تشریف لائے تو آپ نے پوچھا کون اس کی جگہ کو جانتا ہے؟ عبدالمطلب بن ابی وداعہ نے عرض کیا اے امیر المؤمنین میں جانتا ہوں میں نے اس کا اندازہ لگایا ہے اور پیانہ کے ساتھ اس کی پیائش کی ہے۔ اس لئے میں نے حجر اسود سے مقام تک پھر رکن سے مقام تک اور کعبہ شریف کی طرف سے سب پیائش کر رکھی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس پیائش کو لے آؤ وہ پیائش لے آیا تو اس کے مطابق مقام کو اپنی جگہ پر رکھا گیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سیلاب کو روکنے کے لئے بند بھی باندھ دیا تھا اس بارے میں حضرت سفیان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ وہ بات ہے جو ہم کو ہشام بن عروہ نے اپنے باپ سے بیان فرمائی کہ مقام ابراہیم پہلے بیت اللہ کے ایک گوشے میں تھا اور اسی جگہ پر رکھا گیا جس پر اب ہے۔ اور وہ جو لوگ کہتے ہیں کہ فلاں جگہ پر تھا یہ ٹھیک نہیں۔

امام الارزقی نے ابن ابی ملیکہ رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ اس مقام ابراہیم کی جگہ وہی ہے جہاں وہ آج ہے۔ زمانہ جاہلیت میں بھی اس کی جگہ یہی تھی اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے عہد میں بھی یہی جگہ تھی مگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں سیلاب اس کو لے گیا تھا اور لوگوں نے اس کو کعبہ کے ساتھ رکھ دیا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کی موجودگی میں اس کو اپنی گہ پر لوٹا دیا۔

مقام ابراہیم کو پیچھے ہٹانا

امام بیہقی نے اپنی سنن میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ بلاشبہ مقام ابراہیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور

ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں بیت اللہ کے ساتھ ملا ہوا تھا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو پیچھے ہٹا دیا۔

ابن سعد نے مجاہد رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اعلان کیا کہ مقام ابراہیم کی جگہ کون جانتا ہے جہاں وہ تھا ابو وداعہ بن صبیرہ سہمی رحمہ اللہ علیہ نے عرض کیا اے امیر المؤمنین میں اس کی جگہ کو جانتا ہوں میں نے اس کا اندازہ لگایا ہے دروازہ کی طرف سے اور میں نے اس کا اندازہ لگایا ہے رکن اور حجر اسود تک اور زم زم تک، حضرت عمر رضی اللہ عنی نے فرمایا وہ پیائش لے آ وہ لے آئے۔ پھر حضرت عمر نے اس کی پیائش کے مطابق مقام ابراہیم کو اپنی جگہ پر رکھ دیا (یعنی اسی جگہ پر) جو ابو وداعہ نے بتائی تھی۔

الحمید اور ابن نجار نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس شخص نے بیت اللہ کے ساتھ چکر لگائے اور مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعت پڑھے اور زم زم کا پانی پیے تو اس کے سارے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں (چاہے) جتنی مقدار کو پہنچ جائیں۔

الازرقی نے عمرو بن شعیب رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ اور انہوں نے اپنے باپ دادا سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کوئی آدمی (جب) بیت اللہ کے طواف کا ارادہ کرتا ہے تو گویا وہ اللہ کی رحمت میں گھس جاتا ہے اور جب (مطاف میں) داخل ہوتا ہے تو (اللہ کی رحمت) اس کو ڈھانپ لیتی ہے پھر وہ (جب طواف میں) کوئی قدم اٹھاتا ہے یا کوئی قدم رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے ہر قدم کے بدلہ میں پانچ سو نیکیاں لکھ دیتے ہیں اور اس سے پانچ سو برائیاں مٹا دیتے ہیں اور اس کے پانچ سو درجات بلند فرما دیتے ہیں۔ پھر جب وہ طواف سے فارغ ہو کر مقام ابراہیم پر آتا ہے اور دو رکعت نماز پڑھتا ہے تو وہ گناہوں سے اس طرح پاک صاف ہو جاتا ہے اس دن کی طرح جس دن اس کی ماں نے اس کو جنا تھا۔ اور اس کے لیے اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے دو غلاموں کے آزاد کرنے کا ثواب لکھ دیا جاتا ہے اور رکن یمانی پر ایک فرشتہ اس کا استقبال کرتا ہے اور اس کو کہتا ہے کہ جو تیری زندگی باقی ہے اس میں اب نئے سرے سے عمل کر، سابقہ گناہ تیرے معاف ہو گئے اور اپنے گھر والوں میں سے ستر آدمیوں کی سفارش کر۔

ابوداؤد نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ میں داخل ہوئے تو آپ نے بیت اللہ کا طواف کیا اور مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعت نماز پڑھی یعنی فتح مکہ کے دن۔

ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے حجرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ ادا کرتے ہوئے بیت اللہ کا طواف کیا اور مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعت نماز پڑھی۔

الازرقی نے طلق بن حبیب رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ ہم عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے ساتھ حطیم میں بیٹھے ہوئے تھے اچانک سایہ سمٹ گیا اور مجالس ختم ہو گئیں تو ہم نے ایک سانپ کی چمک دیکھی جو بنی شیبہ کے دروازے سے آیا تھا تو لوگوں کی آنکھیں اس کی طرف اٹھ گئیں اس نے اللہ کے گھر کے ساتھ چکر لگائے اور مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعت پڑھیں پھر ہم اس کی طرف اٹھے اور ہم نے اس سے کہا کہ اے عمرہ کرنے والے اللہ تعالیٰ نے تیری عبادت کو پورا کر دیا اور کیونکہ ہماری

زمین میں لڑکے بھی ہیں اور بے وقوف بھی ہیں۔ ہمیں ان کے متعلق تجھ سے خطرہ ہے۔ تو اس نے بطحاء کے ٹیلہ کی طرف اپنے سر کو اٹھا کر ٹیلا بنایا اور اپنی دن کو اس پر رکھا پھر آسمان کی طرف بلند ہو گیا یہاں تک کہ ہم نے اس کو نہیں دیکھا۔

وادی ذی طویٰ کے ایک جن کا واقعہ

الازرقی نے ابوالطفیل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ زمانہ جاہلیت میں جنوں کی ایک عورت وادی ذی طوی میں رہتی تھی اس کا ایک بیٹا تھا اور اس کے علاوہ اس کا کوئی اور بیٹا نہیں تھا، وہ اس سے سخت محبت کرتی تھی وہ اپنی قوم میں شریف تھا اس نے شادی کی اور اپنی بیوی کے پاس آیا۔ جب (اس کی شادی کو) ساتواں دن تھا تو اس نے اپنی ماں سے کہا اے میری ماں میں اس بات کو محبوب رکھتا ہوں کہ میں دن کو اللہ کے گھر کے سات چکر لگاؤں اس کی ماں نے اس سے کہا اے میرے بیٹے مجھے تجھ پر قریش کے بے وقوف لوگوں کا خوف ہے۔

اس کی کہا سلامتی کی امید کرتا ہوں۔ اس کی ماں نے اجازت دے دی وہ سانپ کی صورت میں لوٹ گیا اور طواف کرنے لگا بیت اللہ کے ساتھ چکر لگائے اور مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعت پڑھیں۔ پھر لوٹنے لگا تو قبیلہ بنی سہم کے ایک نوجوان نے اس کو قتل کر دیا (اس کے بعد) مکہ میں اتنا غبار اڑا کہ یہاں تک کہ پہاڑ بھی نظر نہ آتے تھے۔ ابوالطفیل نے فرمایا کہ ہم کو یہ بات پہنچی کہ جنات میں سے کسی بڑے کی موت کے وقت یہ غبار اڑا کرتا ہے۔ پھر فرمایا کہ صبح کو بنی سہم نے اپنی زمین پر بہت سے مردے افراد دیکھے جن کو جنات نے قتل کیا تھا ان میں سے ستر بوڑھے گنجے سر والے تھے جو نوجوانوں کے علاوہ تھے۔

الازرقی نے حسن بصری رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ میں کسی شہر کو نہیں جانتا کہ جس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو اس میں نماز پڑھنے کا حکم دیا ہو مگر مکہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا لفظ آیت واتخذوا من مقام ابراهيم مصلی کہا جاتا ہے مکہ مکرمہ میں پندرہ جگہ پر دعا قبول کی جاتی ہے۔

ملتزم کے پاس، میزاب کے نیچے، رکن یمانی کے پاس، صفا اور مروہ کے درمیان، رکن یمانی اور مقام ابراہیم کے درمیان، کعبہ شریف کے اندر، منیٰ میں، مزدلفہ میں، عرفات میں، اور تینوں جمرات کے پاس۔ (تفسیر درمنثور، سورہ بقرہ، بیروت)

باب الطَّوَافِ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ عَلَى الرَّاحِلَةِ

یہ باب سواری پر صفا اور مروہ کی سعی کرنے میں ہے

2975 - اَخْبَرَنِيْ عِمْرَانُ بْنُ يَزِيْدَ قَالَ اَنْبَاَنَا شُعَيْبٌ قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَبُو الزُّبَيْرِ اَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ طَافَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ لِيَرَاهُ النَّاسُ وَلِيُشْرِفَ وَلِيَسْاَلُوْهُ اِنَّ النَّاسَ غَشُوْهُ .

2975-اخرجه مسلم في الحج، باب جواز الطواف على بعير وغيره و استلام الحجر بمحجن و نحوه للراكب (الحديث 255) . واخرجه الترمذي في المناسك، باب الطواف الواجب (الحديث 1880) و الحديث عند: مسلم في الحج، باب جواز الطواف على بعير وغيره و استلام الحجر بمحجن و نحوه للراكب (الحديث 254) . تحفة الاشراف (2803) .

★★ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر اپنی سواری پر (سوار ہو کے) خانہ کعبہ کا طواف کیا تھا' اور صفا و مروہ کی سعی کی تھی' تا کہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ لیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں ملاحظہ کرتے رہیں اور لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوالات کر لیں' اس وقت لوگوں کا ہجوم آپ کے گرد تھا۔

صفا و مروہ کے درمیان سعی

(۱) امام مالک نے موطا میں امام احمد، بخاری، مسلم، ابو داؤد، نسائی، ابن ماجہ، ابن جریر، ابن ابی داؤد، ابن الانباری نے مصاحف میں، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے سنن میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ عروہ نے (جو ان کے بھانجے تھے) ان سے پوچھا کہ آپ اللہ تعالیٰ کے اس قول لفظ آیت **ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ فمن حج البیت او اعتمر فلا جناح علیہ ان یطوف بھما** کے بارے میں بتائیے میرا خیال یہ ہے کہ جو آدمی ان کا طواف نہ کرے اس پر کوئی گناہ نہیں کیا؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اے میرے بھانجے تو نے غلط کہا ہے اگر یہ مطلب ہوتا جو تو نے بیان کیا ہے تو عبارت اس طرح ہوتی **فلا جناح علیہ ان یطوف بھما** لیکن یہ آیت نازل ہوئی جب انصار اسلام لانے سے پہلے مناۃ بت کے لئے احرام باندھتے تھے جس کی وہ عبادت کیا کرتے تھے اور جو اس بت کے لئے احرام باندھتا تھا وہ صفا مروہ کی سعی کرنے سے اجتناب کرتا تھا۔ اس بارے میں ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اور عرض کیا یا رسول اللہ! کہ ہم زمانہ جاہلیت میں صفا و مروہ کی سعی کرنے سے اجتناب کرتے تھے اس پر اللہ تعالیٰ نے (یہ آیت) نازل فرمائی لفظ آیت **ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ** (الآیہ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صفا و مروہ کی سعی کی سنت بنا دیا اب کسی کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ صفا مروہ کی سعی کو چھوڑے۔

(۲) عبد بن حمید، بخاری، ترمذی، ابن جریر، ابن ابی داؤد فی المصاحف، ابن ابی حاتم، ابن السکن اور بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ ان سے صفا مروہ کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ ہم اس کو جاہلیت کے کام میں سے خیال کرتے تھے لیکن جب اسلام آیا تو ہم اس سے رک گئے پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت) نازل فرمائی لفظ آیت **ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ**۔

(۳) امام حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) اور ابن مردویہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا فرماتی ہیں یہ آیت انصار کے بارے میں نازل ہوئی زمانہ جاہلیت میں جب وہ لوگ احرام باندھتے تھے تو صفا مروہ کے درمیان طواف کرنا ان کے لئے حلال نہ تھا جب ہم (مدینہ منورہ) آئے تو انہوں نے یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتائی۔ تو (اس پر) اللہ تعالیٰ نے (یہ آیت) نازل فرمائی لفظ آیت **ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ**۔

صفا و مروہ کے درمیان سعی واجب ہے

(۴) ابن جریر، ابن ابی داؤد، فی المصاحف، ابن ابی حاتم اور حاکم نے (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ زمانہ جاہلیت میں شیاطین صفا مروہ کے درمیان ساری رات جمع ہو کر جو یہ اشعار پڑھتے تھے صفا

مروہ میں بت تھے جن کو وہ خدا سمجھتے تھے۔ جب اسلام آیا تو مسلمانوں نے کہا یا رسول اللہ! کیا ہم صفا مروہ کا طواف نہ کریں کیونکہ یہ ایک ایسا کام تھا جس کو ہم زمانہ جاہلیت میں کرتے تھے تو (اس پر) اللہ تعالیٰ نے (یہ آیت) اتاری لفظ آیت فمن حج البیت او اعتمر فلا جناح علیه ان یطوف بهما فرمایا کہ (صفا مروہ کا طواف کرنے میں) اس پر کوئی گناہ نہیں بلکہ اس کے لئے اجر ہے۔

(۵) امام طبرانی نے الاوسط میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ انصار (صحابہ) نے عرض کیا کہ صفا مروہ کے درمیان سعی کرنا جاہلیت کے کاموں میں سے ہے تو اس پر اللہ تعالیٰ نے (یہ آیت) اتاری لفظ آیت ان الصفا والمروة من شعائر الله ۔

(۶) ابن جریر نے عمرو بن جیش رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے لفظ آیت ان الصفا والمروة الآیہ کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس جاؤ اور ان سے پوچھو وہ زیادہ جاننے والے ہیں جو کچھ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اتارا گیا۔ میں ان کے پاس آیا اور ان سے (اس بارے میں) پوچھا تو انہوں نے فرمایا ان (دونوں پہاڑوں پر) بت رکھے ہوئے تھے۔ (اس لئے) جب وہ لوگ اسلام لائے تو ان دونوں کے درمیان سعی کرنے سے رک گئے یہاں تک کہ (یہ آیت) ان الصفا والمروة نازل ہوئی۔

(۷) ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ لفظ آیت ان الصفا والمروة من شعائر الله کے بارے میں فرماتے ہیں کہ لوگ صفا مروہ کے درمیان سعی کرنے سے رک گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ بتایا کہ دونوں اللہ تعالیٰ کے شعائر میں سے ہے۔ اور ان دونوں کے درمیان سعی کرنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب ہے اب ان دونوں کے درمیان سعی کرنے کی سنت قائم ہوگئی۔

(۸) سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر نے عامر شعبی رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ صفا پر ایک بت تھا جس کو اساف کہتے تھے اور مروہ پر ایک بت تھا جس کو نائلہ کہتے تھے۔ زمانہ جاہلیت میں جب بیت اللہ کا طواف کرتے تھے تو صفا مروہ کے درمیان بھی سعی کرتے ہوئے بتوں کو ہاتھ لگاتے تھے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم بتوں کی وجہ سے صفا مروہ کی سعی کرتے تھے اور ان کے درمیان سعی کرنا شعائر میں نہیں ہے (اس پر) اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا لفظ آیت ان الصفا والمروة (لآیہ) اور لفظ آیت الصفا کو مذکر فرمایا کیونکہ اس پر جو بت تھا وہ مذکر تھا۔ اور مروہ کو مؤنث ذکر فرمایا کیونکہ اس پر جو بت تھا وہ مؤنث تھا۔

(۹) سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر نے مجاہد رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ انصار نے کہا کہ ان پتھروں (یعنی صفا مروہ) کے درمیان سعی کرنا جاہلیت والوں کے کام میں سے ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا لفظ آیت ان الصفا والمروة من شعائر الله فرمایا کہ یہ عمل خیر میں سے ہے جس کے بارے میں، میں نے تم کو بتایا ہے اس پر کوئی حرج نہیں جو ان دونوں (کے درمیان) سعی نہ کرے لفظ آیت ومن تطوع خیرا فهو خیر له تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بطور نفل کے کیا پس یہ

سنن میں سے ہے۔عطار رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہتے تو اس کی جگہ کو ستر کعبہ کے ساتھ بدل دیتے۔

(۱۰) ابن جریر نے قتادہ رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ زمانہ جاہلیت میں تھامہ کے لوگ صفا و مروہ کے درمیان سعی نہیں کرتے تھے۔تو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا لفظ آیت ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ اور ان کے درمیان سعی کرنا ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام کی سنت ہے۔

مشرکین صفاء مروہ پر بتوں کو پوجتے تھے

(۱۱) عبد بن حمید، مسلم، ترمذی، ابن جریر، ابن مردویہ، بیہقی نے اپنی سنن میں زہری کے طریق سے عروہ رحمہ اللہ سے وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا انصار میں سے کچھ لوگ مناۃ (بت) کے لئے زمانہ جاہلیت میں احرام باندھتے تھے اور مناۃ مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک بت تھا انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے نبی! کہ ہم مناۃ کی تعظیم کرتے ہوئے صفا مروہ کی سعی کرتے تھے اب ہم پر سعی میں کوئی حرج ہے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی لفظ آیت ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ عروہ رحمہ اللہ علیہ نے کہا کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا کہ مجھے کچھ پرواہ نہیں اگر میں صفا مروہ کے درمیان سعی نہ کروں (کیونکہ) اللہ نے فرمایا لفظ آیت فلا جناح علیہ ان یطوف بھما حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اے میرے بھانجے! کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے لفظ آیت ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ ۔ زہری رحمہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ بات میں نے ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن الحرث بن ہشام کو بتائی تو انہوں نے کہا یہ علم ہے (اور) ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے اہل علم لوگوں کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے جب اللہ تعالیٰ نے بیت اللہ کے طواف کے بارے میں (حکم) نازل فرمایا اور صفا مروہ کے درمیان طواف کا (حکم) نازل فرمایا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ ہم زمانہ جاہلیت میں صفا مروہ کے درمیان سعی کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ نے بیت اللہ کے طواف کا تو ذکر فرمایا ہے اور صفا مروہ کے درمیان سعی نہ کریں تو اس پر اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا لفظ آیت ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ (الآیہ) ابوبکر نے فرمایا کہ یہ آیت دونوں فریقوں کے بارے میں نازل ہوئی ان کے بارے میں بھی جنہوں نے سعی کی اور ان کے بارے میں بھی جنہوں نے سعی نہ کی۔

(۱۲) امام وکیع، عبدالرزاق، عبد بن حمید، مسلم، ابن ماجہ اور ابن جریر نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ قسم ہے میری عمر کی اللہ تعالیٰ اس کے حج اور عمرہ کو پورا نہیں فرمائیں گے جو شخص صفا و مروہ کے درمیان سعی نہ کرے گا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا لفظ آیت ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ ۔

(۱۳) عبد بن حمید اور مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ انصار صفا مروہ کے درمیان سعی کو ناپسند کرتے تھے یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی لفظ آیت ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ پس ان کے درمیان سعی کرنا نفل ہے۔

(۱۴) ابوعبید نے فضائل میں، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی داؤد نے المصاحف میں، ابن المنذر اور ابن الانباری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ وہ اس آیت لفظ آیت فلا جناح علیہ ان لا یطوف بھما کو اس طرح

پڑھتے تھے۔

(۱۵) عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر نے عطار رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے مصحف میں اس طرح سے ہے۔لفظ آیت فلا جناح علیه ان لا یطوف بهما۔

(۱۶) حماد رحمہ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں نے والد کے مصحف میں (یوں) پایا لفظ آیت فلا جناح علیه ان لا یطوف بهما

(۱۷) ابن ابی داؤد نے مجاہد رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ وہ لفظ آیت فلا جناح علیه ان لا یطوف بهما پڑھتے تھے۔

(۱۸) امام طبرانی نے الاوسط میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ وہ یوں پڑھتے تھے لفظ آیت فلا جناح علیه ان لا یطوف بهما تشدید کے ساتھ پس جس نے اس کو چھوڑ دیا تو اس پر کوئی حرج نہیں۔

(۱۹) سعید بن منصور اور حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ ان کے پاس ایک آدمی آیا اور کہنے لگا کہ میں مروہ سے پہلے صفا سے شروع کرتا ہوں طواف کرنے سے پہلے نماز پڑھ لیتا ہوں یا نماز سے پہلے طواف کرتا ہوں اور ذبح کرنے سے پہلے حلق کرتا ہوں یا حلق کرانے کے بعد ذبح کرتا ہوں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا یہ باتیں اللہ کی کتاب میں سے لے لو وہ یاد کرنے کے قابل ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا لفظ آیت ان الصفا والمروة من شعائر الله (اس میں) صفا (کا حکم) ہے مروہ سے پہلے اور فرمایا لفظ آیت لا تحلقوا رؤوسكم حتى يبلغ الهدى محلة یعنی ذبح ہے حلق سے پہلے اور فرمایا لفظ آیت وطهر بيتى للطايفين والقائمين والركع السجود (الحج آیت ۲۶) اور اس آیت میں نماز سے پہلے طواف ہے۔

(۲۰) امام وکیع نے سعید بن جبیر رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ (سعی) مروہ سے پہلے صفا سے کیوں شروع کی جاتی ہے؟ انہوں نے فرمایا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا لفظ آیت ان الصفا والمروة من شعائر الله (یعنی مروہ سے پہلے صفا کا ذکر فرمایا)۔

(۲۱) امام مسلم، ترمذی، ابن جریر اور بیہقی نے سنن میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے حج میں صفا کے قریب تشریف لے گئے تو آپ نے فرمایا لفظ آیت ان الصفا والمروة من شعائر الله میں پس اللہ تعالیٰ نے کلام کو جس سے شروع فرمایا ہے تم بھی اس سے شروع کرو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعی صفا سے شروع فرمائی اور اس پر چڑھ گئے۔

(۲۲) امام شافعی، ابن سعد، احمد، ابن المنذر، ابن قانع اور بیہقی نے حبیبہ بنت ابی بحران رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو صفا مروہ کے درمیان سعی کرتے ہوئے دیکھا لوگ آپ کے آگے تھے اور آپ ان کے پیچھے سعی فرما رہے تھے یہاں تک کہ میں نے تیز سعی کی وجہ سے آپ کے گھٹنے دیکھے آپ اپنی چادر مبارک لپیٹے ہوئے تھے اور فرما

رہے تھے کہ سعی کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تم پر سعی فرض فرما دی ہے۔

(۲۳) امام طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے (کسی نے) پوچھا تو آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تم پر سعی فرض کی ہے پس تم سعی کرو۔

(۲۴) امام وکیع نے ابوفصیل عامر بن واثلہ رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سعی کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ ابراہیم علیہ السلام نے سعی کی تھی۔

(۲۵) امام طبرانی اور بیہقی نے ابوطفیل رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے عرض کیا کہ آپ کی قوم یہ گمان کرتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صفا و مروہ کے درمیان سعی کی تھی اور یہ سنت میں سے ہے آپ نے فرمایا انہوں نے سچ کہا جب ابراہیم علیہ السلام کو حج کے احکام کا حکم دیا گیا تو سعی کی جگہ کے درمیان شیطان نے ان کے سامنے اور ان کے آگے جانے کی کوشش کی مگر ابراہیم علیہ السلام اس سے آگے نکل گئے۔

(۲۶) امام حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ انہوں نے لوگوں کو صفا و مروہ کے درمیان سعی کرتے ہوئے دیکھا اور فرمایا یہ ان کاموں میں سے ہے جس کا تم کو اسماعیل علیہ السلام کی والدہ نے وارث بنایا۔

حضرت ہاجرہ واسماعیل علیہ السلام برکت

(۲۷) الخطیب نے التلخیص میں سعید بن جبیر رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ ابراہیم علیہ السلام تشریف لائے ان کے ساتھ ہاجرہ (ان کی بیوی) اور اسماعیل (ان کے بیٹے) بھی تھے ان دونوں (یعنی ہاجرہ اور اسماعیل علیہ السلام کو بیت اللہ کے پاس بٹھایا ان کی بیوی نے پوچھا کیا اس کام کا اللہ نے آپ کو حکم فرمایا ہے فرمایا ہاں! (پھر) بچے کو پیاس لگی حضرت ہاجرہ نے ادھر ادھر دیکھا پہاڑوں میں سب سے زیادہ قریب صفا کی پہاڑی تھی اس پر جا کر دیکھا تو کوئی چیز نظر نہ آئی یہ صفا مروہ کے درمیان پہلی سعی تھی۔ وہ واپس آئیں تو اپنے آگے ایک ہلکی سی آواز سنی اور فرمایا میں نے سن لیا ہے اگر تیرے پاس کوئی مدد ہے تو لے آ اچانک اس کے آگے جبرئیل علیہ السلام تھے جو اپنی ایڑھی کو زم زم پر مار رہے تھے تو پانی ابل آیا۔ وہ کوئی چیز لے آئیں تا کہ اس میں پانی کو جمع کریں۔ جبرئیل علیہ السلام نے ان سے فرمایا کیا تو پیاس سے ڈرتی ہے یہ اللہ تعالیٰ کے مہمانوں کا شہر ہے تم پیاس سے نہ ڈرو۔

(۲۸) ابن ابی شیبہ، ابوداؤد، ترمذی، حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ بیت اللہ کا طواف اور صفا مروہ کے درمیان سعی۔ اور شیاطین کو کنکری مارنا اللہ کے ذکر کو قائم کرنے کے لئے مقرر کئے گئے ہیں ان کی اور کوئی غرض نہیں۔

(۲۹) الازرقی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ صفا مروہ میں سعی کرنے کا سنت طریقہ یہ ہے کہ صفا سے اترے پھر چلتے ہوئے گزرگاہ کے بطن میں پہنچ جائے جب اس جگہ میں آئے تو دوڑے حتیٰ کہ یہاں سے پار ہو جائے پھر (اپنی رفتار پر چلے حتیٰ کہ مروہ پر آ جائے)۔

(۳۰) الازرقی نے مسروق کے طریق سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ صفا کی طرف نکلے پھر صدع (یعنی صفا کی چوڑائی) پر کھڑے ہو کر لبیک پڑھا میں نے ان سے کہا کہ لوگ یہاں ہلال (یعنی تلبیہ کہنے) سے منع کرتے ہیں انہوں نے فرمایا لیکن میں تم کو اس کا حکم کرتا ہوں کیا تو جانتا ہے اہلال کیا ہے؟ یہ وہ دعا ہے جو موسیٰ علیہ السلام کو اپنے رب کے ہاں قبولیت ہے۔ جب آپ (نیچے) وادی میں آئے تو رمل کیا اور (یہ دعا) مانگی رب اغفر وارحم انک انت الاعزالاکرم (اے میرے رب بخش دے اور رحم فرما بے شک تو بہت عزت والا اور بہت اکرام والا ہے۔

(۳۱) طبرانی اور بیہقی نے اپنی سنن میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے صدع (مقام) پر کھڑے ہوئے جو صفا میں ہے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں یہ وہ مقام ہے جس پر سورۃ بقرہ نازل ہوئی۔

وما قولہ تعالیٰ: ومن تطوع خیرا:

(۳۲) ابن ابی داؤد نے المصاحف میں الاعمش رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی قرأت میں لفظ آیت ومن تطوع خیرا ہے۔

(۳۳) سعید بن منصور نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ وہ صفا مروہ پر یہ دعا کرتے تھے تین مرتبہ (یعنی اللہ اکبر) کہتے تھے اور سات مرتبہ یہ دعا پڑھتے تھے: لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریك لہ لہ الملك ولہ الحمد وھو علی کل شیء قدیر لا الہ الا اللہ ولا نعبد الا ایاہ مخلصین لہ الدین ولو کرہ الکفرون ۔

ترجمہ: اللہ کے سوا کوئی معبود (نہیں) اس کا کوئی شریک نہیں اسی کے لئے ملک ہے اسی کی تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہم کسی کی عبادت نہیں کرتے مگر اسی کی اس کے دین کے لئے خالص ہو کر اگرچہ کافر اس کو ناپسند کریں۔

اور بہت سی دعائیں کرتے تھے یہاں تک کہ ہم تھک جاتے اگرچہ ہم جوان لوگ تھے اور ان کی دعا میں سے ایک یہ دعا بھی تھی:۔ اللّٰھم اجعلنی ممن یحبك ویحب ملائكتك والی رسلك والی عبادك الصالحین اللّٰھم حببنی الیك والی ملائكتك والی رسلك والی عبادك الصالحین

ترجمہ: اے اللہ مجھے بنا دے ان لوگوں میں سے جو تجھ سے اور تیرے فرشتوں سے اور تیرے رسولوں سے محبت کرتے ہیں اور تیرے نیک بندوں سے محبت کرتے ہیں۔ اور اے اللہ! مجھے اپنا اپنے فرشتوں، رسولوں اور نیک بندوں کا محبوب بنا دے۔

اللّٰھم یسرنی للیسری وجنبنی للعسری واغفرلی فی الاخرۃ والاولی واجعلنی من الائمۃ المتقین ومن ورثۃ جنۃ النعیم واغفرلی یوم الدین اللّٰھم انك قلت (ادعونی استجب لکم) وانك لا تخلف المیعاد ۔

ترجمہ: اے اللہ! آسانی کر دے میرے لئے آسانی کو اور بچا دے مجھے تنگی سے اور بخش دے مجھ کو دنیا میں اور آخرت میں اور مجھے متقین کے اماموں میں سے بنا دے اور جنت النعیم کے ورثا میں سے بنا دے اور میری خطاؤں کو قیامت کے دن بخش دے اے اللہ بے شک آپ نے فرمایا ہے مجھ سے دعا کرو اور میں تمہاری دعاؤں کو قبول کرونگا اور بلاشبہ آپ وعدہ خلافی نہیں

فرماتے۔

اللّٰھم اذھدیتنی للاسلام فلا تنزعہ منی ولا تنزعنی منہ حتی توفان علی الاسلام وقدرضیت عنی

ترجمہ: اے اللہ جب آپ نے مجھ کو السلام کی ہدایت دی اس کو مجھ سے نہ چھین لینا اور مجھے اس سے جدا نہ کر لینا اور مجھ سے راضی ہو جایئے۔

اللّٰھم لا تقدمنی للعذاب ولا تؤخرنی لسیء الفتن

ترجمہ: اے اللہ مجھے عذاب کے لئے پیش نہ کرنا اور مجھے برے فتنوں کے لئے پیچھے نہ چھوڑ دینا۔

(۳۴) سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ جو شخص تم میں سے حج کے لئے آئے تو اس کو چاہئے کہ بیت اللہ کے طواف سے شروع کرے اور سات چکر لگائے پھر مقام ابراہیم کے پاس دو رکعتیں پڑھے پھر صفا پر آئے اور اس پر قبلہ رخ کھڑا ہو جائے پھر سات مرتبہ تکبیریں کہے دو تکبیروں کے درمیان اللہ کی حمد اور اس کی ثنا بیان کرے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے اور اپنے لئے دعا کرے اور اسی طرح مروہ پر بھی کرے۔

(۳۵) ابن ابی شیبہ نے المصنف میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ سات جگہوں میں ہاتھ بلند کئے جاتے ہیں جب نماز کی طرف کھڑے ہو، بیت اللہ کو دیکھو، صفا مروہ پر، عرفات میں، مزدلفہ میں، شیاطین کو کنکری مارتے وقت۔

(۳۶) امام شافعی نے الام میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاتھوں کو بلند کیا جائے نماز میں، جب بیت اللہ کو دیکھو، صفا مروہ پر، عرفات میں، مزدلفہ میں اور جمروں کے پاس اور میت پر۔

(تفسیر درمنثور، سورہ بقرہ، بیروت)

باب الْمَشْيِ بَيْنَهُمَا

یہ باب ان دونوں کے درمیان چلنے میں ہے

2976 - اَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ السَّرِيِّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ كَثِيرِ بْنِ جُمْهَانَ قَالَ رَاَيْتُ ابْنَ عُمَرَ يَمْشِي بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَقَالَ اِنْ اَمْشِي فَقَدْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْشِي وَاِنْ اَسْعَى فَقَدْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْعَى .

☆☆ کثیر بن جمہان بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو صفا اور مروہ کے درمیان چلتے ہوئے دیکھا ہے۔ انہوں نے فرمایا: اگر میں چلتا ہوں تو میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو چلتے ہوئے بھی دیکھا ہے اور میں دوڑتا ہوں تو میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دوڑتے ہوئے بھی دیکھا ہے۔

2976-اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب امر الصفا و المروة (الحديث 1904) . و اخرجه الترمذي في الحج، باب ما جاء في السعي بين الصفا والمروة (الحديث 864) . و اخرجه ابن ماجه في المناسك، باب السعي بين الصفا والمروة (الحديث 2988) تحفة الاشراف (7379) .

2977 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَنْبَانَا الثَّوْرِیُّ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيْمِ الْجَزَرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ رَاَيْتُ ابْنَ عُمَرَ وَذَكَرَ نَحْوَهُ اِلَّا اَنَّهُ قَالَ وَاَنَا شَيْخٌ كَبِيْرٌ .

☆☆ ایک اور سند کے ساتھ یہ بات منقول ہے: سعید بن جبیر بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت عبداللہ بن عمر ﷠ کو ایسا کرتے ہوئے دیکھا ہے' تاہم اس میں یہ الفاظ ہیں:

انہوں نے فرمایا: میں ایک عمر رسیدہ شخص ہوں۔

باب الرَّمَلِ بَيْنَهُمَا

یہ باب ہے کہ ان دونوں کے درمیان رمل کرنا

2978 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ يَسَارٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ سَاَلُوْا ابْنَ عُمَرَ هَلْ رَاَيْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَمَلَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَقَالَ كَانَ فِىْ جَمَاعَةٍ مِّنَ النَّاسِ فَرَمَلُوْا فَلَا اُرَاهُمْ رَمَلُوْا اِلَّا بِرَمَلِهِ .

☆☆ زہری بیان کرتے ہیں: لوگوں نے حضرت عبداللہ بن عمر ﷠ سے دریافت کیا کہ آپ نے نبی اکرم ﷺ کو صفا اور مروہ کے درمیان رمل کرتے ہوئے دیکھا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: نبی اکرم ﷺ کے ساتھ اس وقت بہت سے لوگ تھے' انہوں نے رمل کیا تھا' میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان لوگوں نے اس لیے رمل کیا ہوگا کہ نبی اکرم ﷺ نے بھی رمل کیا تھا۔

شرح

سعی کرنا یعنی صفا و مروہ کے درمیان سات پھیرے کرنا حنفیہ کے نزدیک واجب ہے جب کہ حضرت امام شافعی کے ہاں رکن ہے۔ "بطن مسیل" صفا و مروہ کے درمیان ایک جگہ کا نام ہے شناخت کے لئے اس کے دونوں سروں پر نشان بنے ہوئے ہیں' جنہیں "میلین اخضری" کہتے ہیں۔ سعی کے وقت اس جگہ تیز رفتاری سے چلنا تمام علماء کے نزدیک سنت ہے۔

باب السَّعْيِ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ

یہ باب ہے کہ صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنا

2979 - اَخْبَرَنَا اَبُوْ عَمَّارٍ الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ قَالَ اَنْبَانَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اِنَّمَا سَعَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ لِيُرِيَ الْمُشْرِكِيْنَ قُوَّتَهُ .

2977-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (7067) .

2978-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (7446) .

2979-اخرجه البخاري في الحج، باب ما جاء في السعي بين الصفا و المروة (الحديث 1649)، و في المغازي، باب عمرة القضاء (الحديث 4257) . واخرجه مسلم في الحج، باب استحباب الرمل في الطواف و العمرة و في الطواف الاول من الحج (الحديث 241) . تحفة الاشراف (5943) .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صفا اور مروہ کے درمیان سعی کی تھی (یعنی دوڑ کے چلے تھے) تاکہ آپ مشرکین کے سامنے اپنی قوت کا اظہار کر سکیں۔

باب السَّعْيِ فِيْ بَطْنِ الْمَسِيلِ

یہ باب نشیبی حصے میں دوڑنے کے بیان میں ہے

2980 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ بُدَيْلٍ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ حَكِيمٍ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ عَنِ امْرَاَةٍ قَالَتْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْعَى فِيْ بَطْنِ الْمَسِيلِ وَيَقُوْلُ "لَا يُقْطَعُ الْوَادِيْ اِلَّا شَدًّا" .

☆☆ صفیہ بنت شیبہ ایک خاتون کا یہ بیان نقل کرتی ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو نشیبی حصے میں دوڑتے ہوئے دیکھا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:
نشیبی حصے کو دوڑ کر ہی عبور کیا جائے۔

باب مَوْضِعِ الْمَشْيِ

یہ باب چلنے کے مقام کے بیان میں ہے

2981 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا نَزَلَ مِنَ الصَّفَا مَشَى حَتّٰى اِذَا انْصَبَّتْ قَدَمَاهُ فِيْ بَطْنِ الْوَادِيْ سَعَى حَتّٰى يَخْرُجَ مِنْهُ .

☆☆ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ' امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ان کے والد (امام محمد باقر رضی اللہ عنہ) کے حوالے سے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب صفا کے نیچے تشریف لا رہے تھے تو آپ چلتے ہوئے آئے یہاں تک کہ جب آپ نشیبی حصے میں پہنچے تو آپ دوڑنے لگے یہاں تک کہ نشیبی حصے سے باہر نکل گئے۔

باب مَوْضِعِ الرَّمَلِ

یہ باب رمل کے مقام کے بیان میں ہے

2982 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى عَنْ سُفْيَانَ عَنْ جَعْفَرٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ لَمَّا تَصَوَّبَتْ قَدَمَا رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَطْنِ الْوَادِيْ رَمَلَ حَتّٰى خَرَجَ مِنْهُ .

☆☆ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ' اپنے والد (امام محمد باقر رضی اللہ عنہ) کے حوالے سے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل

2980-اخرجه ابن ماجه في المناسك، باب السعي بين الصفا و المروة (الحديث 2987) تحفة الاشراف (18382) .

2981-انفرد به النسائي، و سياتي (الحديث 2982 و 2983) . تحفة الاشراف (2624) .

2982-تقدم (الحديث 2981) .

کرتے ہیں: جب نبی اکرم ﷺ کے دونوں قدم نشیب میں پہنچے تو آپ دوڑ پڑے یہاں تک کہ اُس نشیبی حصے سے باہر چلے گئے۔

2983 – اَخْبَرَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنِي اَبِيْ قَالَ حَدَّثَنَا جَابِرٌ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَزَلَ - يَعْنِيْ - عَنِ الصَّفَا حَتّٰى اِذَا انْصَبَّتْ قَدَمَاهُ فِي الْوَادِيْ رَمَلَ حَتّٰى اِذَا صَعِدَ مَشٰى.

☆☆ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اپنے والد (امام محمد باقر رضی اللہ عنہ) کے حوالے سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ جب نیچے تشریف لائے (یعنی صفا سے نیچے تشریف لائے) تو جب آپ کے قدم نشیبی حصے میں پہنچے تو آپ دوڑنے لگے یہاں تک کہ آپ جب (دوسری پہاڑی پر یا اُسی پہاڑی پر دوبارہ) چڑھنے لگے تو پھر عام رفتار سے چلنے لگے۔

باب مَوْضِعِ الْقِيَامِ عَلَى الْمَرْوَةِ

یہ باب ہے کہ مروہ پہاڑی پر کھڑے ہونے کی جگہ

2984 – اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ عَنْ شُعَيْبٍ قَالَ اَنْبَاَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ الْهَادِ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَتٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَرْوَةَ فَصَعِدَ فِيْهَا ثُمَّ بَدَا لَهُ الْبَيْتُ فَقَالَ "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ". قَالَ ذٰلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ ذَكَرَ اللّٰهَ وَسَبَّحَهٗ وَحَمِدَهٗ ثُمَّ دَعَا بِمَا شَاءَ اللّٰهُ فَعَلَ هٰذَا حَتّٰى فَرَغَ مِنَ الطَّوَافِ.

☆☆ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اپنے والد (امام محمد باقر رضی اللہ عنہ) کے حوالے سے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ مروہ پہاڑی کے پاس تشریف لائے' آپ اوپر چڑھ گئے' پھر آپ کے سامنے بیت اللہ آیا تو آپ ﷺ نے یہ کلمات پڑھے:

اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے' وہی ایک معبود ہے' اس کا کوئی شریک نہیں ہے' بادشاہی اُسی کے لیے مخصوص ہے' حمد اُسی کے لیے مخصوص ہے' اور وہ ہر شے پر قدرت رکھتا ہے۔

آپ ﷺ نے یہ کلمات تین مرتبہ پڑھے' پھر آپ نے اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا' اس کی پاکی بیان کی' اس کی حمد بیان کی' پھر جو اللہ تعالیٰ کو منظور تھا وہ دعا مانگی' آپ ﷺ نے ایسا ہی کیا یہاں تک کہ آپ طواف کر کے (یعنی سعی کر کے) فارغ ہو گئے۔

باب التَّكْبِيْرِ عَلَيْهَا

یہ باب ہے کہ اُسی (مروہ پہاڑی) پر تکبیر کہنا

2983-تقدم (الحديث 2981 و 2982) .

2984-تقدم (الحديث 2974) .

2985 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيلُ قَالَ اَنْبَانَا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيهِ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَهَبَ اِلَى الصَّفَا فَرَقِيَ عَلَيْهَا حَتّٰى بَدَا لَهُ الْبَيْتُ ثُمَّ وَحَّدَ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ وَكَبَّرَهُ وَقَالَ "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ" . ثُمَّ مَشٰى حَتّٰى اِذَا انْصَبَّتْ قَدَمَاهُ سَعٰى حَتّٰى اِذَا صَعِدَتْ قَدَمَاهُ مَشٰى حَتّٰى اَتَى الْمَرْوَةَ فَفَعَلَ عَلَيْهَا كَمَا فَعَلَ عَلَى الصَّفَا حَتّٰى قَضٰى طَوَافَهُ .

☆☆ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اپنے والد (امام محمد باقر رضی اللہ عنہ) کے حوالے سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں:
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صفا پہاڑی پر تشریف لے گئے' آپ اس پر چڑھ گئے یہاں تک کہ جب بیت اللہ آپ کے سامنے آیا تو آپ نے: اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور اس کی کبریائی کا اعتراف کیا' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کلمات پڑھے:
اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے' وہی ایک معبود ہے' اس کا کوئی شریک نہیں ہے' بادشاہی اُسی کے لیے مخصوص ہے' حمد اُسی کے لیے مخصوص ہے' وہ زندگی دیتا ہے' وہ موت دیتا ہے اور وہ ہر شے پر قدرت رکھتا ہے۔
پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم عام رفتار سے چلتے رہے' یہاں تک کہ جب آپ کے پاؤں نشیبی حصے میں پہنچے تو آپ دوڑنے لگے' یہاں تک کہ جب آپ اوپر کی طرف چڑھنے لگے تو آپ پھر عام رفتار سے چلنے لگے' یہاں تک کہ آپ مروہ تشریف لائے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر بھی ایسا ہی کیا' جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صفا پر کیا تھا' یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے طواف (یعنی سعی) کو مکمل کر لیا۔

باب كَمْ طَوَافُ الْقَارِنِ وَالْمُتَمَتِّعِ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ

یہ باب ہے کہ حج قران یا حج تمتع کرنے والا شخص صفا اور مروہ کی کتنی مرتبہ سعی کرے گا؟

2986 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ اَنْبَانَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِي اَبُو الزُّبَيْرِ اَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا يَقُولُ لَمْ يَطُفِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابُهُ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ اِلَّا طَوَافًا وَاحِدًا .

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب نے صفا اور مروہ کی صرف ایک مرتبہ سعی کی تھی۔

باب اَيْنَ يُقَصِّرُ الْمُعْتَمِرُ

یہ باب ہے کہ عمرہ کرنے والا شخص کہاں بال کٹوائے گا؟

2987 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِي الْحَسَنُ بْنُ مُسْلِمٍ اَنَّ

2985-تقدم (الحديث 2972).

2986-اخرجه مسلم في الحج، باب بيان وجوه الاحرام و انه يجوز افراد الحج و التمتع و القران و جواز ادخال الحج على العمرة و متى يحل القارن من نسكه (الحديث 140) . واخرجه ابو داؤد في المناسك، باب طواف القارن (الحديث 1895) . تحفة الاشراف (2802) .

طَاوُسًا اَخْبَرَهُ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ اَخْبَرَهُ عَنْ مُعَاوِيَةَ اَنَّهُ قَصَّرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِشْقَصٍ فِيْ عُمْرَةٍ عَلَى الْمَرْوَةِ ۔

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما' حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عمرہ کرنے کے بعد مروہ پہاڑی پر تیر کی (پیکان کے ذریعے) آپ کے بال چھوٹے کیے تھے۔

2988 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَنْبَاَنَا مَعْمَرٌ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ قَصَّرْتُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمَرْوَةِ بِمِشْقَصِ اَعْرَابِيٍّ ۔

☆☆ طاؤس کے صاحبزادے اپنے والد کے حوالے سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے' حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے ایک دیہاتی کے تیر کی پیکان کے ذریعے مروہ پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بال چھوٹے کیے تھے۔

باب كَيْفَ يُقَصِّرُ

یہ باب ہے کہ بال کیسے چھوٹے کیے جائیں؟

2989 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ قَيْسِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ اَخَذْتُ مِنْ اَطْرَافِ شَعْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِشْقَصٍ كَانَ مَعِيْ بَعْدَ مَا طَافَ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فِيْ اَيَّامِ الْعَشْرِ ۔ قَالَ قَيْسٌ وَّالنَّاسُ يُنْكِرُوْنَ هٰذَا عَلٰى مُعَاوِيَةَ ۔

☆☆ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے تیر کی پیکان کے ذریعے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کناروں کے بال کاٹ دیے تھے' وہ پیکان میرے پاس تھی' یہ آپ کے بیت اللہ کا طواف کر لینے اور صفا و مروہ کی سعی کر لینے کے بعد کیا تھا' اور یہ ذوالحج کے دس دنوں میں ہوا تھا۔

قیس نامی راوی بیان کرتے ہیں: لوگوں نے اس حوالے سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی بات کو تسلیم نہیں کیا ہے۔

باب مَا يَفْعَلُ مَنْ اَهَلَّ بِالْحَجِّ وَاَهْدٰى

یہ باب ہے کہ جو شخص حج کا احرام باندھتا ہے اور قربانی کا جانور ساتھ لے کر چلتا ہے' وہ کیا کرے گا؟

2990 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ عَنْ يَحْيٰى - وَهُوَ ابْنُ اٰدَمَ - عَنْ سُفْيَانَ - وَهُوَ ابْنُ عُيَيْنَةَ - قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْقَاسِمِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نُرٰى اِلَّا

2987-تقدم (الحديث 2736) ۔

2988-تقدم (الحديث 2736) ۔

2989-انفرد به النسائي ۔ تحفة الاشراف (11430) ۔

الْحَجَّ - قَالَتْ - فَلَمَّا اَنْ طَافَ بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ قَالَ "مَنْ كَانَ مَعَهُ هَدْىٌ فَلْيُقِمْ عَلٰى اِحْرَامِهٖ وَمَنْ لَّمْ يَكُنْ مَعَهُ هَدْىٌ فَلْيَحْلِلْ" .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہم لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ روانہ ہوئے' ہمارا ارادہ صرف حج کرنے کا تھا' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خانہ کعبہ کا طواف کرلیا اور صفا و مروہ کی سعی کر لی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا:

جس شخص کے ساتھ قربانی کا جانور موجود ہو' وہ اپنے احرام کی حالت میں برقرار رہے' اور جس شخص کے ساتھ قربانی کا جانور موجود نہ ہو' وہ احرام کھول دے۔

باب مَا يَفْعَلُ مَنْ اَهَلَّ بِعُمْرَةٍ وَّاَهْدٰى

یہ باب ہے کہ جو شخص عمرے کا احرام باندھتا ہے اور قربانی کا جانور ساتھ لے کر جاتا ہے' وہ کیا کرے گا؟

2991 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ اَنْبَاَنَا سُوَيْدٌ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَمِنَّا مَنْ اَهَلَّ بِالْحَجِّ وَمِنَّا مَنْ اَهَلَّ بِعُمْرَةٍ وَّاَهْدٰى فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ اَهَلَّ بِعُمْرَةٍ وَّلَمْ يُهْدِ فَلْيَحْلِلْ وَمَنْ اَهَلَّ بِعُمْرَةٍ فَاَهْدٰى فَلَا يَحِلَّ وَمَنْ اَهَلَّ بِحَجَّةٍ فَلْيُتِمَّ حَجَّهُ" . قَالَتْ عَائِشَةُ وَكُنْتُ مِمَّنْ اَهَلَّ بِعُمْرَةٍ .

☆☆ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حجۃ الوداع کے موقع پر ہم لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ روانہ ہوئے' ہم میں سے بعض لوگوں نے حج کا احرام باندھا اور بعض (لوگوں) نے عمرے کا احرام باندھا اور قربانی کا جانور ساتھ رکھا' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا:

جس شخص نے عمرے کا احرام باندھا تھا' اس کے ساتھ قربانی کا جانور نہیں ہے' وہ احرام کھول دے' جس نے اپنے عمرے کا احرام باندھا تھا' اس کے ساتھ قربانی کا جانور ہے' تو وہ شخص بھی احرام نہ کھولے' اور جس شخص نے حج کا احرام باندھا ہے' وہ اپنا حج مکمل کر لے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں ان افراد میں شامل تھی' جنہوں نے عمرے کا احرام باندھا تھا۔

2990-انفرد به النسائي . و الحديث عند: البخاري في الحيض، باب الامر بالنفساء اذا نفسن (الحديث 294)، و في الاضاحي، باب الاضحية للمسافر و النساء (الحديث 5548)، و باب من ذبح ضحية غيره (الحديث 5559) . و مسلم في الحج، باب بيان وجوه الاحرام و انه يجوز افراد الحج و التمتع و القرآن و جواز ادخال الحج على العمرة و متى يحل القارن من نسكه (الحديث 119) . و النسائي في الطهارة، باب ما تفعل المحرمة اذا حاضت (الحديث 289)، و في الحيض و الاستحاضة، باب بدء الحيض و هل يسمى الحيض نفاسًا (الحديث 347)، و في مناسك الحج، ترك التسمية عند الاهلال (الحديث 2740) . و ابن ماجه في المناسك، باب الحائض تقضي المناسك الا الطواف (الحديث 2963) . تحفة الاشراف (17482) .

2991-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (16749) .

2992 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ مَنْصُوْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اُمِّهٖ عَنْ اَسْمَآءَ بِنْتِ اَبِيْ بَكْرٍ قَالَتْ قَدِمْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُهِلِّيْنَ بِالْحَجِّ فَلَمَّا دَنَوْنَا مِنْ مَكَّةَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهٗ هَدْىٌ فَلْيَحْلِلْ وَمَنْ كَانَ مَعَهٗ هَدْىٌ فَلْيُقِمْ عَلٰى اِحْرَامِهٖ" : قَالَتْ وَكَانَ مَعَ الزُّبَيْرِ هَدْىٌ فَاَقَامَ عَلٰى اِحْرَامِهٖ وَلَمْ يَكُنْ مَعِيَ هَدْىٌ فَاَحْلَلْتُ فَلَبِسْتُ ثِيَابِيْ وَتَطَيَّبْتُ مِنْ طِيْبِيْ ثُمَّ جَلَسْتُ اِلَى الزُّبَيْرِ فَقَالَ اسْتَاْخِرِيْ عَنِّيْ ۔ فَقُلْتُ اَتَخْشٰى اَنْ اَثِبَ عَلَيْكَ

☆☆ سیدہ اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہم لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حج کا احرام باندھ کر آئے جب ہم مکہ کے قریب پہنچے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جس شخص کے ساتھ قربانی کا جانور نہ ہو وہ احرام کھول دے اور جس شخص کے ساتھ قربانی کا جانور ہو وہ اپنے احرام پر برقرار رہے۔

سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضرت زبیر کے ساتھ قربانی کا جانور تھا' اس لیے وہ اپنے احرام کی حالت میں برقرار رہے اور میرے ساتھ چونکہ قربانی کا جانور نہیں تھا' اس لیے میں نے احرام کھول دیا اور کپڑے پہن لیے اور خوشبو لگالی' پھر میں حضرت زبیر کے پاس آ کر بیٹھی تو انہوں نے فرمایا: مجھ سے دور رہو' میں نے کہا کہ آپ کو یہ اندیشہ ہے کہ میں آپ پر حملہ کر دوں گی۔

باب الْخُطْبَةِ قَبْلَ يَوْمِ التَّرْوِيَةِ

یہ باب ہے کہ تلبیہ کے دن سے پہلے خطبہ دینا

2993 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ قَرَاْتُ عَلٰى اَبِيْ قُرَّةَ مُوْسٰى بْنِ طَارِقٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ خُثَيْمٍ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ رَجَعَ مِنْ عُمْرَةِ الْجِعِرَّانَةِ بَعَثَ اَبَا بَكْرٍ عَلَى الْحَجِّ فَاَقْبَلْنَا مَعَهٗ حَتّٰى اِذَا كَانَ بِالْعَرْجِ ثَوَّبَ بِالصُّبْحِ ثُمَّ اسْتَوٰى لِيُكَبِّرَ فَسَمِعَ الرُّغْوَةَ خَلْفَ ظَهْرِهٖ فَوَقَفَ عَلَى التَّكْبِيْرِ فَقَالَ هٰذِهٖ رُغْوَةُ نَاقَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْجَدْعَاءِ لَقَدْ بَدَا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْحَجِّ فَلَعَلَّهٗ اَنْ يَّكُوْنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنُصَلِّيَ مَعَهٗ فَاِذَا عَلِيٌّ عَلَيْهَا فَقَالَ لَهٗ اَبُوْ بَكْرٍ اَمِيْرٌ اَمْ رَسُوْلٌ قَالَ لَا بَلْ رَسُوْلٌ اَرْسَلَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبَرَآءَةَ اَقْرَؤُهَا عَلَى النَّاسِ فِيْ مَوَاقِفِ الْحَجِّ ۔ فَقَدِمْنَا مَكَّةَ فَلَمَّا كَانَ قَبْلَ التَّرْوِيَةِ بِيَوْمٍ قَامَ اَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَخَطَبَ النَّاسَ فَحَدَّثَهُمْ عَنْ مَنَاسِكِهِمْ حَتّٰى اِذَا فَرَغَ قَامَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَرَاَ عَلٰى

2992-اخرجه مسلم في الحج، باب ما يلزم من طاف بالبيت و سعى من البقاء على الاحرام و ترك التحلل (الحديث 191 و 192) . و اخرجه ابن ماجه في المناسك، باب فسخ الحج (الحديث 2983) . تحفة الاشراف (15739) .

2993-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (2777) .

النَّاسِ بَرَائَةَ حَتّٰی خَتَمَهَا ثُمَّ خَرَجْنَا مَعَهُ حَتّٰی إِذَا كَانَ يَوْمُ عَرَفَةَ قَامَ أَبُو بَكْرٍ فَخَطَبَ النَّاسَ فَحَدَّثَهُمْ عَنْ مَنَاسِكِهِمْ حَتّٰی إِذَا فَرَغَ قَامَ عَلِيٌّ فَقَرَأَ عَلَى النَّاسِ بَرَائَةَ حَتّٰی خَتَمَهَا ثُمَّ كَانَ يَوْمُ النَّحْرِ فَأَفَضْنَا فَلَمَّا رَجَعَ أَبُو بَكْرٍ خَطَبَ النَّاسَ فَحَدَّثَهُمْ عَنْ إِفَاضَتِهِمْ وَعَنْ نَحْرِهِمْ وَعَنْ مَنَاسِكِهِمْ فَلَمَّا فَرَغَ قَامَ عَلِيٌّ فَقَرَأَ عَلَى النَّاسِ بَرَائَةَ حَتّٰی خَتَمَهَا فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ النَّفْرِ الْأَوَّلُ قَامَ أَبُو بَكْرٍ فَخَطَبَ النَّاسَ فَحَدَّثَهُمْ كَيْفَ يَنْفِرُونَ وَكَيْفَ يَرْمُونَ يُعَلِّمُهُمْ مَنَاسِكَهُمْ فَلَمَّا فَرَغَ قَامَ عَلِيٌّ فَقَرَأَ بَرَائَةَ عَلَى النَّاسِ حَتّٰی خَتَمَهَا.

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنُ خُثَيْمٍ لَيْسَ بِالْقَوِيِّ فِي الْحَدِيثِ وَإِنَّمَا أَخْرَجْتُ هٰذَا لِئَلَّا يُجْعَلَ ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ وَمَا كَتَبْنَاهُ إِلَّا عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ وَيَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ لَمْ يَتْرُكْ حَدِيثَ ابْنِ خُثَيْمٍ وَلَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ إِلَّا أَنَّ عَلِيَّ بْنَ الْمَدِينِيِّ قَالَ ابْنُ خُثَيْمٍ مُنْكَرُ الْحَدِيثِ وَكَانَ عَلِيُّ بْنُ الْمَدِينِيِّ خُلِقَ لِلْحَدِيثِ.

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب جعرانہ کے عمرہ سے واپس تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حج کرنے کے لیے بھیجا' ہم لوگ ان کے ہمراہ گئے' یہاں تک کہ جب وہ ''عرج'' کے مقام پر پہنچے تو انہوں نے صبح کی نماز کے لیے تثویب کہی' پھر جب وہ تکبیر کہنے کے لیے کھڑے ہوئے تو انہوں نے اپنی پشت کے پیچھے اونٹنی کی آواز سنی تو وہ تکبیر کہنے سے رک گئے اور بولے: یہ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی جدعاء کی آواز ہے۔ شاید نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی حج کرنے کا ارادہ کرلیا ہے' ہوسکتا ہے کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہوں' تو ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہی نماز ادا کریں گے' لیکن وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان سے دریافت کیا: کیا آپ امیر کے طور پر آئے ہیں یا قاصد کے طور پر؟ فرمایا: نہیں! بلکہ قاصد کے طور پر ہوں' مجھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بری الذمہ ہونے کا اعلان کرنے کے لیے بھیجا ہے' جسے میں حج کے مختلف مواقع پر لوگوں کے سامنے پڑھ کر سنادوں گا۔

(راوی کہتے ہیں:) پھر جب ہم مکہ آ گئے تو تلبیہ کے دن سے ایک دن پہلے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے' انہوں نے لوگوں سے خطاب کیا اور انہیں حج کا طریقہ بتایا' جب وہ اس سے فارغ ہوئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور انہوں نے لوگوں کے سامنے یہ حکم پڑھ کر سنایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کفار کے ساتھ کیے ہوئے ہر معاہدے سے) بری الذمہ ہیں' انہوں نے اس کو پورا پڑھا' پھر ہم ان کے ہمراہ روانہ ہوئے' یہاں تک کہ عرفہ کے دن حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور انہوں نے لوگوں کو خطبہ دیا' لوگوں کو حج کے احکام بتائے' جب وہ اس سے فارغ ہوئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور انہوں نے بری الذمہ ہونے کا حکم لوگوں کے سامنے پڑھ کر سنایا اور اسے مکمل پڑھا' پھر قربانی کے دن جب ہم واپس آ رہے تھے تو حضرت ابوبکر تشریف لائے تو انہوں نے لوگوں کو خطبہ دیتے ہوئے انہیں واپسی اور قربانی اور حج کے دیگر مناسک کے بارے میں بتایا' جب وہ اس سے فارغ ہوئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور انہوں نے بری الذمہ ہونے کا حکم لوگوں کو پڑھ کر سنایا اور اسے مکمل پڑھا' جب روانگی کا پہلا دن آیا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور انہوں نے لوگوں کو خطبہ دیتے ہوئے انہیں بتایا کہ انہوں نے کس طرح روانہ ہونا ہے اور کس طرح رمی کرنی ہے' انہوں نے لوگوں کو حج کے مناسک کی تعلیم دی' وہ فارغ

ہوئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور انہوں نے لوگوں کے سامنے بری الذمہ ہونے کا حکم پڑھ کر سنایا اور اسے مکمل پڑھا۔
امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: ایک روایت کا ایک راوی ابن خثیم علم حدیث میں مستند نہیں ہے میں نے اس روایت کو یہاں اس لیے نقل کر دیا ہے تاکہ یہ ابن جریج کے حوالے سے ابوزبیر سے منقول نہ سمجھی جائے۔ ہم نے اس روایت کو صرف اسحاق بن ابراہیم اور یحییٰ بن سعید قطان کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ انہوں نے ابن خثیم اور عبدالرحمٰن کی روایات کو ترک نہیں کیا ہے' البتہ علی بن مدینی نے یہ بات کہی ہے کہ ابن خثیم منکر الحدیث ہے۔
علی بن مدینی کو گویا علم حدیث کی خدمت کے لیے ہی پیدا کیا گیا تھا۔

باب الْمُتَمَتِّعِ مَتَى يُهِلُّ بِالْحَجِّ

یہ باب ہے کہ حج تمتع کرنے والا شخص حج کا احرام کب باندھے گا؟

2994 - أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَدِمْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لأَرْبَعٍ مَضَيْنَ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "أَحِلُّوا وَاجْعَلُوهَا عُمْرَةً". فَضَاقَتْ بِذَلِكَ صُدُورُنَا وَكَبُرَ عَلَيْنَا فَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَحِلُّوا فَلَوْلاَ الْهَدْيُ الَّذِي مَعِي لَفَعَلْتُ مِثْلَ الَّذِي تَفْعَلُونَ". فَأَحْلَلْنَا حَتَّى وَطِئْنَا النِّسَاءَ وَفَعَلْنَا مَا يَفْعَلُ الْحَلاَلُ حَتَّى إِذَا كَانَ يَوْمُ التَّرْوِيَةِ وَجَعَلْنَا مَكَّةَ بِظَهْرٍ لَبَّيْنَا بِالْحَجِّ .

★★ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ذوالحج کی چار تاریخ کو (مکہ) آئے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
تم لوگ احرام کھول دو اور اسے عمرے میں تبدیل کر دو' تو ہمیں اس بات سے بڑی اُلجھن ہوئی اور ہمارے لیے یہ بہت مشکل کام تھا' اس بات کی اطلاع نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ملی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
اے لوگو! احرام کھول دو' اگر میرے ساتھ قربانی کا جانور نہ ہوتا تو میں بھی ایسا ہی کرتا' جس طرح تم لوگ کرو گے۔
(راوی کہتے ہیں:) تو ہم نے احرام کھول دیئے یہاں تک کہ ہم نے اپنی بیویوں کے ساتھ صحبت بھی کر لی' اور ہم نے ہر وہ عمل کیا جو کوئی بھی حالت احرام کے بغیر والا شخص کر سکتا ہے' یہاں تک کہ جب تلبیہ کا دن آیا تو ہم مکہ سے روانہ ہوئے اور ہم نے حج کا تلبیہ پڑھا۔

باب مَا ذُكِرَ فِي مِنًى

یہ باب ہے کہ منیٰ کے بارے میں جو کچھ مذکور ہے

2995 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ حَدَّثَنِي

2994-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (2445) .

2995-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (7367) .

مَالِكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَلْحَلَةَ الدُّؤَلِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِمْرَانَ الْاَنْصَارِيِّ عَنْ اَبِيهِ قَالَ عَدَلَ اِلَيَّ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ وَاَنَا نَازِلٌ تَحْتَ سَرْحَةٍ بِطَرِيقِ مَكَّةَ فَقَالَ مَا اَنْزَلَكَ تَحْتَ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ فَقُلْتُ اَنْزَلَنِي ظِلُّهَا . قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِذَا كُنْتَ بَيْنَ الْاَخْشَبَيْنِ مِنْ مِنًى وَّنَفَخَ - بِيَدِهِ نَحْوَ الْمَشْرِقِ - فَاِنَّ هُنَاكَ وَادِيًا يُقَالُ لَهُ السُّرَّبَةُ - وَفِي حَدِيثِ الْحَارِثِ يُقَالُ لَهُ السُّرَرُ - بِهِ سَرْحَةٌ سُرَّ تَحْتَهَا سَبْعُونَ نَبِيًّا" .

☆☆ محمد بن عمران انصاری اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما میرے پاس آئے' میں نے اس وقت مکہ کے راستے میں ایک درخت کے نیچے پڑاؤ کیا ہوا تھا' انہوں نے دریافت کیا: تم اس درخت کے نیچے کیوں رُکے ہو؟ میں نے جواب دیا: اس کے سائے کی وجہ سے میں یہاں رُکا ہوں۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

جب تم لوگ منیٰ کے دو پہاڑوں کے درمیان ہو' آپ نے مشرق کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: تو یہاں ایک وادی ہے' جس کا نام سربہ ہے۔

حارث نامی راوی کی روایت میں یہ الفاظ ہیں: اس کا نام سرر ہے اور وہاں ایک درخت ہے' جس کے نیچے ستر انبیاء کی ناف کاٹی گئی (یعنی ان کی پیدائش وہاں ہوئی)۔

2996 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمِ بْنِ نُعَيْمٍ قَالَ اَنْبَاَنَا سُوَيْدٌ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِ الْوَارِثِ - ثِقَةٌ - قَالَ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ الْاَعْرَجُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ عَنْ رَجُلٍ مِّنْهُمْ يُقَالُ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مُعَاذٍ قَالَ خَطَبَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِنًى فَفَتَحَ اللّٰهُ اَسْمَاعَنَا حَتّٰى اِنْ كُنَّا لَنَسْمَعُ مَا يَقُولُ وَنَحْنُ فِي مَنَازِلِنَا فَطَفِقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُهُمْ مَنَاسِكَهُمْ حَتّٰى بَلَغَ الْجِمَارَ فَقَالَ بِحَصَى الْخَذْفِ وَاَمَرَ الْمُهَاجِرِينَ اَنْ يَّنْزِلُوا فِي مُقَدَّمِ الْمَسْجِدِ وَاَمَرَ الْاَنْصَارَ اَنْ يَّنْزِلُوا فِي مُؤَخَّرِ الْمَسْجِدِ .

☆☆ حضرت عبدالرحمن بن معاذ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے منیٰ میں ہمیں خطبہ دیا' اللہ تعالیٰ نے ہماری سماعت کو کھول دیا' یہاں تک کہ ہم نے آپ کی تمام باتوں کو سن لیا' حالانکہ ہم اس وقت اپنے پڑاؤ کی جگہ پر تھے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو حج کے مناسک کی تعلیم دے رہے تھے' یہاں تک کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمرات کا تذکرہ کیا تو فرمایا:

چھوٹی کنکریوں کے ذریعے اسے کنکریاں ماری جائیں گی' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین کو یہ ہدایت کی تھی کہ وہ مسجد کے اگلے حصے میں پڑاؤ کریں اور انصار کو یہ ہدایت کی تھی کہ وہ مسجد کے پچھلے حصے میں پڑاؤ کریں۔

باب اَيْنَ يُصَلِّي الْاِمَامُ الظُّهْرَ يَوْمَ التَّرْوِيَةِ

یہ باب ہے کہ تلبیہ کے دن امام ظہر کی نماز کہاں ادا کرے گا؟

2996-اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب ما يذكر الامام في خطبته بمنى (الحديث 1957) . تحفة الاشراف (9734) .

2997 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَلَّامٍ قَالَا حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ الْاَزْرَقُ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ رُفَيْعٍ قَالَ سَاَلْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ فَقُلْتُ اَخْبِرْنِيْ بِشَيْءٍ عَقَلْتَهُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيْنَ صَلَّى الظُّهْرَ يَوْمَ التَّرْوِيَةِ قَالَ بِمِنًى . فَقُلْتُ اَيْنَ صَلَّى الْعَصْرَ يَوْمَ النَّفْرِ قَالَ بِالْاَبْطَحِ .

☆☆ عبدالعزیز بن رفیع بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا' میں نے کہا کہ آپ مجھے ایسی چیز کے بارے میں بتائیں جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں آپ کو یاد ہو' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تلبیہ کے دن ظہر کی نماز کہاں ادا کی تھی؟ انہوں نے جواب دیا: منیٰ میں' میں نے دریافت کیا: روانگی کے دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کی نماز کہاں ادا کی تھی: انہوں نے فرمایا: ابطح میں۔

باب الْغُدُوِّ مِنْ مِنًى اِلٰى عَرَفَةَ

یہ باب ہے کہ منیٰ سے عرفہ روانہ ہونا

2998 - اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيْبِ بْنِ عَرَبِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ الْاَنْصَارِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ غَدَوْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مِنًى اِلٰى عَرَفَةَ فَمِنَّا الْمُلَبِّيْ وَمِنَّا الْمُكَبِّرُ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ہم لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ منیٰ سے عرفہ روانہ ہوئے تو ہم میں سے بعض لوگ تلبیہ پڑھ رہے تھے اور بعض لوگ تکبیر کہہ رہے تھے۔

2999 - اَخْبَرَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ الدَّوْرَقِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ غَدَوْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى عَرَفَاتٍ فَمِنَّا الْمُلَبِّيْ وَمِنَّا الْمُكَبِّرُ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ عرفات روانہ ہوئے تو ہم میں سے بعض لوگ تلبیہ پڑھ رہے تھے اور بعض لوگ تکبیر کہہ رہے تھے۔

عرفہ کے دن کی فضیلت کا بیان

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عرفہ کے دن اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے (یعنی رحمت اور احسان و کریم کے ساتھ قریب ہوتا ہے) اور پھر فرشتوں کے سامنے حاجیوں پر فخر کرتا ہے اور فرماتا ہے

2997-اخرجه البخاري في الحج، باب اين يصلي الظهر يوم التروية (الحديث 1653 و 1654)، و في الحج، باب من صلى العصر يوم النفر بالابطح (الحديث 1763) . واخرجه مسلم في الحج، باب استحباب طواف الافاضة يوم النحر (الحديث 336) . و اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب الخروج الى منى (الحديث 1912) و اخرجه الترمذي في الحج، باب . 116 . (الحديث 964) . تحفة الاشراف (988) .

2998-انفرد به النسائي . و سياتي (الحديث 2999) . تحفة الاشراف (7266) .

2999-تقدم في مناسك الحج، الغدو من منى الى عرفة (الحديث 2998) .

کہ ذرا میرے بندوں کی طرف تو دیکھو، یہ میرے پاس پراگندہ بال، گرد آلود اور لبیک و ذکر کے ساتھ آوازیں بلند کرتے ہوئے دور، دور سے آئے ہیں، میں تمہیں اس بات پر گواہ بناتا ہوں کہ میں نے انہیں بخش دیا، (یہ سن کر) فرشتے کہتے ہیں کہ پروردگار ان میں فلاں شخص وہ بھی ہے جس کی طرف گناہ کی نسبت کی جاتی ہے اور فلاں شخص اور فلاں عورت بھی ہے جو گنہ گار ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے انہیں بھی بخش دیا۔ پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ایسا کوئی دن نہیں ہے جس میں یوم عرفہ کی برابر لوگوں کو آگ سے نجات و رستگاری کا پروانہ عطا کیا جاتا ہو۔

(شرح السنہ، مشکوۃ المصابیح، جلد دوم، رقم الحدیث، 1145)

منیٰ والی راتوں کو منیٰ میں رہنے میں مذاہب اربعہ کا بیان

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ ہم لوگوں کا مال بیچا کرتے ہیں (جس کی بناء پر ہمارے ساتھ بہت سا مال رہتا ہے جس کی حفاظت ضروری ہے) تو کیا ہم میں سے کوئی شخص (منیٰ سے آ کر) مکہ میں اپنے مال کے پاس رہ سکتا ہے؟ فرمایا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم رات اور دن کو منیٰ ہی میں رہتے تھے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے منیٰ والی راتوں میں پانی پلانے کی غرض سے مکہ میں رہنے کی اجازت چاہی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اجازت دے دی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ضرورت اور مجبوری کے وقت ایسا کرنا جائز ہے۔

اب مسئلہ کی طرف آیئے، جو راتیں منیٰ میں گزاری جاتی ہیں ان میں منیٰ میں قیام اکثر علماء کے نزدیک واجب ہے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کے ہاں ان راتوں میں منیٰ میں رہنا سنت ہے، حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد کا ایک قول بھی یہی ہے۔

اس ضمن میں یہ بات ذہن میں رہے کہ رات کے قیام کے سلسلہ میں رات کے اکثر حصہ یعنی آدھی رات سے زیادہ کے قیام کا اعتبار ہے اور یہی حکم ان راتوں کا بھی ہے جن میں عبادت وغیرہ کے لئے شب بیداری مستحب ہے مثلاً لیلۃ القدر وغیرہ کہ ان راتوں کے اکثر حصہ کی شب بیداری کا اعتبار ہے۔ بہرکیف جن علماء کے نزدیک منیٰ میں رات کا قیام سنت ہے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، ان کی دلیل مذکورہ بالا حدیث ہے کہ اگر منیٰ میں رات میں قیام واجب ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو ان راتوں میں مکہ میں رہنے کی اجازت کیسے دیتے۔

بعض حنفی علماء کہتے ہیں حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی طرح جس شخص کے سپرد زمزم کا پانی پلانے کی خدمت ہو یا جس کو کوئی شدید عذر لاحق ہو تو اس کے لئے جائز ہے کہ جو راتیں منیٰ میں گزاری جاتی ہیں وہ ان میں منیٰ کا قیام ترک کر دے، گویا اس سے اس طرف اشارہ مقصود ہے کہ بلا عذر سنت کو ترک کرنا جائز نہیں ہے اور یہ کہ کسی عذر کی بناء پر سنت کو ترک کرنے میں اساءۃ بھی نہیں ہے۔

منیٰ میں رہنے والوں کے لئے رمی کرنے کا حکم

حضرت عاصم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ چرانے والوں کو رخصت دی رات کو منیٰ میں رہنے کی اور ان کو یوم النحر کو رمی کرنے کا حکم فرمایا پھر دوسرے اور تیسرے دن دو دن کے لیے (اور اگر منیٰ میں رہیں) تو چوتھے دن بھی رمی کریں۔

حضرت عدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ چرانے والوں کو رخصت دی کہ ایک دن وہ رمی کریں اور ایک دن چھوڑ دیں (اور پھر رمی کریں یعنی ایک دن چھوڑ کر رمی کریں)۔ (سنن ابوداؤد)

باب التَّكْبِيْرِ فِي الْمَسِيْرِ اِلٰى عَرَفَةَ

یہ باب ہے کہ عرفہ کی طرف جاتے ہوئے تکبیر کہنا

3000 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا الْمُلَائِيُّ - يَعْنِيْ اَبَا نُعَيْمٍ الْفَضْلَ بْنَ دُكَيْنٍ - قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ قَالَ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ اَبِيْ بَكْرٍ الثَّقَفِيُّ قَالَ قُلْتُ لِاَنَسٍ وَنَحْنُ غَادِيَانِ مِنْ مِنًى اِلٰى عَرَفَاتٍ مَا كُنْتُمْ تَصْنَعُوْنَ فِي التَّلْبِيَةِ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ هٰذَا الْيَوْمِ قَالَ كَانَ الْمُلَبِّيْ يُلَبِّيْ فَلَا يُنْكَرُ عَلَيْهِ وَيُكَبِّرُ الْمُكَبِّرُ فَلَا يُنْكَرُ عَلَيْهِ.

☆☆ محمد بن ابوبکر ثقفی بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہا' وہ لوگ اس وقت منیٰ سے عرفات جا رہے تھے (میں نے دریافت کیا:) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ اقدس میں آج کے دن آپ لوگ تلبیہ کے بارے میں کیا طرزِ عمل اختیار کرتے تھے؟ تو انہوں نے فرمایا: تلبیہ پڑھنے والا تلبیہ پڑھ لیتا تھا' اور اس پر کوئی اعتراض نہیں کیا جاتا تھا' اور تکبیر کہنے والا تکبیر کہہ دیتا تھا' اس پر بھی کوئی اعتراض نہیں کیا جاتا تھا۔

باب التَّلْبِيَةِ فِيْهِ

یہ باب ہے کہ اس موقع پر تلبیہ پڑھنا

3001 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَجَاءٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَبِيْ بَكْرٍ - وَهُوَ الثَّقَفِيُّ - قَالَ قُلْتُ لِاَنَسٍ غَدَاةَ عَرَفَةَ مَا تَقُوْلُ فِي التَّلْبِيَةِ فِيْ هٰذَا الْيَوْمِ قَالَ سِرْتُ هٰذَا الْمَسِيْرَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابِهِ وَكَانَ مِنْهُمُ الْمُهِلُّ وَمِنْهُمُ الْمُكَبِّرُ فَلَا يُنْكِرُ اَحَدٌ مِنْهُمْ

3000-اخرجه البخاري في العيدين، بابا لتكبير ايام منى و اذا غدا الى عرفة (الحديث 970)، و في الحج، باب التلبية و التكبير اذا غدا من منى الى عرفة (الحديث 1659) . و اخرجه مسلم في الحج، باب استحباب ادامة الحاج التلبية حتى يشرع في رمي جمرة العقبة يوم النحر (الحديث 274 و 275) . و اخرجه النسائي في مناسك الحج، التلبية فيه (الحديث 3001) . و اخرجه ابن ماجه في المناسك، باب الغدو من منى الى عرفات (الحديث 3008) تحفة الاشراف (1452) .

3001-تقدم (الحديث 3000) .

عَلٰی صَاحِبِهٖ .

☆☆ محمد بن ابوبکر ثقفی بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے عرفہ کی صبح دریافت کیا کہ آپ لوگ اس دن تلبیہ میں کیا پڑھتے تھے؟ تو انہوں نے فرمایا: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کے ہمراہ یہ سفر کیا ہے ان اصحاب میں سے کچھ لوگ تلبیہ پڑھ رہے تھے اور کچھ لوگ تکبیر پڑھ رہے تھے' ان میں سے کسی ایک فریق نے بھی دوسرے فریق پر کوئی اعتراض نہیں کیا۔

تلبیہ پر جنت کی بشارت کا بیان

طبرانی نے الاوسط میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو تلبیہ کہنے والا بھی تلبیہ کہتا ہے اور جو تکبیر کہنے والا بھی تکبیر (یعنی اللہ اکبر) کہتا ہے تو اس کو خوشخبری دی جاتی ہے پوچھا گیا یارسول اللہ! جنت کی (خوشخبری) آپ نے فرمایا ہاں۔

بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی تلبیہ کہنے والے نے تلبیہ نہیں کہا مگر سورج اس کے گناہوں کے ساتھ غروب ہوا (یعنی وہ گناہوں سے پاک صاف ہو گیا(

ابن ابی شیبہ نے سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا کہ جو شخص اس گھر کی طرف آیا دین یا دنیا کی حاجت لے کر تو وہ اپنی حاجت لے کر واپس لوٹا۔

ابویعلی، طبرانی، دارقطنی اور بیہقی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اس طرح نکلا حج کے لئے یا عمرہ کے لئے اور اس میں مر گیا تو اس پر نہ اعمال کی پیشی ہوگی اور نہ اس کا حساب لیا جائے گا اور اس کو جنت میں داخل ہونے کو کہا جائے گا (پھر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ طواف کرنے والوں پر فخر فرماتے ہیں۔

الحرث بن اسامہ نے اپنی سند میں اصبہانی نے الترغیب میں جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مکہ کے راستے میں جاتے ہوئے یا آتے ہوئے مر گیا تو اس پر نہ اعمال کی پیشی ہوگی اور نہ اس کا حساب لیا جائے گا۔

ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے الشعب میں ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے مسجد اقصیٰ سے مسجد حرام تک حج یا عمرہ کا احرام باندھا اس کے اگلے پچھلے سب گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اور اس کے لئے جنت واجب ہوگئی۔

بیہقی نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب حج کرنے والا اپنے گھر سے نکلتا ہے اور تین دن یا تین راتیں سفر کر لیتا ہے تو وہ گناہوں سے اس طرح صاف ہوتا ہے جس دن اس کی ماں نے اس کو جنا تھا اور سارے دنوں میں اس کے درجات کی بلندی ہوتی ہے۔ اور جس شخص نے کسی میت کو کفن پہنایا تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت کا

لباس پہنائے گا اور جس نے کسی میت کو غسل دیا تو اس کے گناہ معاف ہو جائیں گے اور جس نے اس کی قبر پر لپ بھر بھر کر مٹی ڈالی تو اس کا چلو اس کے میزان میں پہاڑ سے بھی بھاری ہوگا۔ (تفسیر در منثور، سورہ بقرہ، بیروت)

باب مَا ذُكِرَ فِي يَوْمِ عَرَفَةَ

یہ باب ہے کہ عرفہ کے دن کے بارے میں جو کچھ مذکور ہے

3002 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اِدْرِيسَ عَنْ اَبِيهِ عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ قَالَ قَالَ يَهُودِيٌّ لِعُمَرَ لَوْ عَلَيْنَا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ لَاتَّخَذْنَاهُ عِيدًا (اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ) قَالَ عُمَرُ قَدْ عَلِمْتُ الْيَوْمَ الَّذِي اُنْزِلَتْ فِيهِ وَاللَّيْلَةَ الَّتِي اُنْزِلَتْ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ وَنَحْنُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَفَاتٍ .

☆☆ طارق بن شہاب بیان کرتے ہیں: ایک یہودی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: اگر ہم پر یہ آیت نازل ہوئی ہوتی تو ہم اس کے نزول کے دن کو عید کا دن بنا لیتے (وہ آیت یہ ہے:)

''آج کے دن ہم نے تمہارے لیے تمہارے دین کو مکمل کر دیا ہے''۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے یہ بات معلوم ہے کہ وہ کون سا دن تھا' جس میں یہ نازل ہوئی تھی اور وہ کون سی رات تھی جس میں یہ نازل ہوئی تھی' یہ جمعہ کی رات میں نازل ہوئی تھی' ہم لوگ اس وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عرفات میں تھے۔

شرح

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت کو پورا کر دیا اور تمہارے لیے اسلام کو (بطور) دین پسند کر لیا۔ (المائدہ:۳)

تدریجاً احکام کا نزول دین کے کامل ہونے کے منافی نہیں

یہ آیت حجۃ الوداع کے سال سال دس ہجری کو عرفہ کے دن نازل ہوئی ہے اور اس دن دین کامل ہوا ہے۔ اس پر یہ سوال ہوتا ہے کہ کیا اس سے پہلے دس سال تک دین ناقص رہا تھا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اسلام میں فرائض اور واجبات اور محرمات اور مکروہات پر مشتمل احکام کا نزول تدریجاً ہوا ہے۔ اسی طرح قرآن مجید کا نزول بھی تدریجاً ہوا ہے اور اس آیت میں دین کے کامل ہونے کا معنی یہ ہے کہ اصول اور فروع عقائد اور احکام شرعیہ کے متعلق جتنی آیات نازل ہونی تھیں وہ تمام آیات اللہ تعالیٰ نے نازل کر دی ہیں۔ عقائد کے باب میں تمام آیات نازل کر دی گئیں۔ اسی طرح قیامت تک پیش آنے والے مسائل اور

3002-اخرجه البخاري في الايمان، باب زيادة الايمان و نقصانه (الحديث 45)، و في المغازي، باب حجة الوداع (الحديث 3307)، و في التفسير، باب (اليوم اكملت لكم دينكم) (الحديث 4606)، و في الاعتصام بالكتاب و السنة (الحديث 7268) . و اخرجه مسلم في التفسير، (الحديث 3 و 4 و 5) . و اخرجه الترمذي في تفسير القرآن، باب (ومن سورة المائدة) (الحديث 3043) . واخرجه النسائي في الايمان و شرائعه، تفاضل اهل ايمان (الحديث 5027) و في التفسير: سورة المائدة، قوله تعالى (اليوم اكملت لكم دينكم) (الحديث 157) . تحفة الاشراف (10468) .

حوادث کے متعلق تمام احکام کے متعلق آیات نازل کردی گئیں اور ان کی تشریح زبان رسالت سے کردی گئی ہے۔ دین اسلام تو ہمیشہ سے کامل ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے بندوں کی آسانی کے لیے اس کا بیان تدریجا فرمایا کیونکہ جو لوگ کفر اور برائی میں سر سے پیر تک ڈوبے ہوئے تھے اگر ان کو یک لخت ان تمام احکام پر عمل کرنے کا حکم دیا جاتا تو یہ ان کی طبیعت پر سخت مشکل اور دشوار ہوتا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی سہولت کی خاطر اس کا بیان رفتہ رفتہ اور تدریجا فرمایا اور آج یہ بیان اپنے تمام وکمال کو پہنچ گیا۔

اسلام کا کامل دین ہونا ادیان سابقہ کے کامل ہونے کے منافی نہیں۔

اس آیت پر دوسرا سوال یہ ہے کہ اس آیت میں اسلام کو کامل دین فرمایا ہے تو کیا حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور دیگر انبیاء سابقین کا دین کامل نہیں تھا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ تمام ادیان سابقہ اپنے اپنے زمانوں کے لحاظ سے کامل تھے۔ ان کے زمانوں میں تہذیب وتمدن کے جو تقاضے تھے اور ان کی رعایت سے جس طرح کے شرعی احکام ہوتے چاہئیں تھے اللہ تعالیٰ نے ویسے ہی احکام نازل فرمائے پھر حالات کے بدلنے اور تہذیب وثقافت کی ترقی سے تقاضے بدلنے لگے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے ہر بعد کی شریعت میں پہلی شریعت کے بعض احکام منسوخ کردیئے اور نسخ احکام کا یہ سلسلہ سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت تک جاری رہا بلکہ آپ کی شریعت میں بھی بعض احکام منسوخ کیے گئے۔ لیکن اس آیت کے نازل ہونے کے بعد کوئی حکم منسوخ نہیں ہوگا اور اب جس قدر احکام ہیں وہ سب محکم ہیں اور ناقابل تنسیخ ہیں اور قیامت تک یہ تمام احکام نافذ العمل رہیں گے الا یہ کہ جس حکم کی مدت خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمادی ہے۔ مثلاً جزیہ کی مدت نزول عیسیٰ علیہ السلام تک ہے اور اس کی وجہ بھی یہ ہے کہ اس وقت سب مسلمان ہوجائیں گے۔ لہٰذا کسی سے جزیہ لینے کی ضرورت ہی نہیں پیش آئے گی۔ خلاصہ یہ ہے کہ ادیان سابقہ میں سے ہر دین کامل ہے اور اس کا کمال حقیقی ہے یہ اپنے زمانہ نزول سے لے کر قیامت تک کے لیے کامل ہے تمام لوگوں کے لیے اور تمام دنیا کے لیے اب یہی دین ہے اور یہی کمال حقیقی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

(آیت) وما ارسلنك الا كافة للناس بشيرا و نذيرا ۔ (سبا: ۲۸)

ترجمہ: اور ہم نے آپ کو قیامت تک کے تمام لوگوں کے لیے رسول بنایا درآنحالیکہ آپ خوشخبری دینے والے ہیں اور ڈرانے والے ہیں۔

(آیت) تبرك الذى نزل الفرقان على عبده ليكون للعلمين نذيرا ۔ (الفرقان: ۱)

ترجمہ: وہ برکت والا ہے جس نے اپنے (مقدس) بندہ پر کتاب فیصل نازل فرمائی تاکہ وہ تمام جہانوں کے لیے ڈرانے والا ہو۔ (آیت) ومن يبتغ غير الاسلام دينا فلن يقبل منه ۔ (آل عمران: ۸۵)

ترجمہ: جس شخص نے اسلام کے سوا کسی اور دین کو طلب کیا تو وہ اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا۔

امام مسلم بن حجاج قشیری ۲۶۱ھ روایت کرتے ہیں: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے انبیاء پر چھ وجوہ سے فضیلت دی گئی ہے مجھے جوامع الکلم (ایسا کلام جس میں الفاظ کم ہوں اور معنی زیادہ

ہوں) عطا کیے گئے اور رعب سے میری مدد کی گئی اور غنیمتیں میرے لیے حلال کردی گئیں اور میرے لیے تمام روئے زمین کو پاک کرنے والی (آلہ تیمم) اور مسجد بنادیا گیا اور مجھے تمام مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا اور مجھ پر نبیوں کو ختم کردیا گیا اور حضرت جابر کی روایت میں ہے ہر نبی کو بالخصوص اپنی قوم کی طرف مبعوث کیا جاتا تھا اور مجھے ہر کالے اور گورے کی طرف مبعوث کیا گیا ہے۔ (صحیح مسلم ج۲ رقم الحدیث:۵۲۳-۵۲۱ سنن ترمذی ج۳ رقم الحدیث:۱۵۵۹)

قرآن مجید کی آیات اور اس حدیث سے واضح ہوگیا کہ سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت تک تمام لوگوں کے لئے رسول بنایا گیا ہے اور اس کا معنی یہ ہے کہ آپ کی شریعت قیامت تک کے لئے ہے اور اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اسلام کے سوا اور کوئی دین قبول نہیں کیا جائے گا۔ سو واضح ہوگیا کہ باقی ادیان اپنے اپنے زمانوں کے اعتبار سے کامل تھے اور اسلام قیامت تک کے لیے کامل دین ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے خصوصیت کے ساتھ اسلام کے متعلق فرمایا: آج میں نے تمہارے لیے تمہارے دین کامل کردیا۔

یوم میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا عید ہونا۔

امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری متوفی ۳۱۰ ھ روایت کرتے ہیں: یہ آیت حجۃ الوداع کے سال یوم عرفہ کو بروز جمعہ نازل ہوئی اس کے بعد فرائض سے متعلق کوئی آیت نازل ہوئی نہ حلال اور حرام سے متعلق کوئی آیت نازل ہوئی اور اس آیت کے نازل ہونے کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صرف اکیس روز زندہ رہے۔ ابن جریج سے اسی طرح روایت کی گئی ہے۔

(جامع البیان جز۶ ص۱۰۶ مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۵ھ)

امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ ھ روایت کرتے ہیں:

عمار بن ابی عمار بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ایک یہودی کے سامنے یہ (آیت) الیوم اکملت لکم دینکم الایہ تو اس یہودی نے کہا اگر ہم پر یہ آیت نازل ہوتی تو ہم اس دن تو عید بنالیتے۔ حضرت عباس نے فرمایا یہ آیت دو عیدوں کے دن نازل ہوئی ہے۔ یوم الجمعہ کو اور یوم عرفہ کو۔ (سنن ترمذی ج۵ رقم الحدیث:۳۰۵۵)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جمعہ کا دن مسلمانوں کی عید ہے اور عرفہ کا دن بھی مسلمانوں کی عید ہے اور جن لوگوں نے یہ کہا ہے کہ مسلمانوں کی صرف دو عیدیں ہیں انہوں نے اس حدیث پر غور نہیں کیا۔ البتہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ مشہور عیدیں صرف عید الفطر اور عید الاضحیٰ ہیں جن کے مخصوص احکام شرعیہ ہیں۔ عید الفطر میں صبح افطار کیا جاتا ہے اس کے بعد دو رکعت نماز عید گاہ میں پڑھی جاتی ہے اور اس کے بعد خطبہ پڑھا جاتا ہے اور عید الاضحیٰ میں پہلے نماز اور خطبہ ہے اور اس کے بعد صاحب نصاب پر قربانی کرنا واجب ہے۔ جمعہ کا دن مسلمانوں کے اجتماع کا دن ہے اور اس میں ظہر کے بدلہ میں نماز اور خطبہ فرض کیا گیا ہے اور عرفہ کے دن غیر حاج کے لیے روزہ رکھنے میں بڑی فضیلت ہے اور اس سے دو سال کے گناہ معاف ہوجاتے ہیں۔

علامہ حسین بن محمد راغب اصفہانی متوفی ۵۰۲ ھ لکھتے ہیں: عید اس دن کو کہتے ہیں جو بار بار لوٹ کر آئے اور شریعت میں عید کا دن یوم الفطر اور یوم النحر (قربانی کا دن) کے ساتھ مخصوص ہے اور جبکہ شریعت میں یہ دن خوشی کے لیے بنایا گیا ہے۔ جیسا

کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس ارشاد میں متنبہ فرمایا ہے یہ کھانے پینے اور ازدواجی عمل کے دن ہیں اور عید کا لفظ ہر اس دن کے لیے استعمال کیا جاتا ہے جس میں کوئی خوشی حاصل ہو اور اس پر قرآن مجید کی اس آیت میں دلیل ہے:

(آیت) قال عیسیٰ ابن مریم اللّٰھم ربنا انزل علینا مآئدۃ من السمآء تکون لنا عیدا لاولینا واخرنا وٰیۃ منک (المائدۃ:۱۱۴)

ترجمہ: عیسیٰ ابن مریم نے دعا کی: اے اللہ ہمارے رب! ہم پر آسمان سے (کھانے کا) خوان نازل فرما تا کہ (اس کے نزول کا دن) ہمارے اگلوں اور پچھلوں کے لیے عید اور تیری طرف سے نشانی ہو جائے۔

(المفردات ص ۳۵۲ مطبوعہ المکتبۃ المرتضویہ ایران ۱۳۴۲ھ)

یہ بھی کہ جاسکتا ہے کہ شرعی اور اصطلاحی عید تو صرف عید الفطر اور عید الاضحیٰ ہیں اور یوم عرفہ اور یوم عرفا عید ہیں اور جس دن کوئی نعمت اور خوشی حاصل ہو وہ بھی عرفا عید کا دن ہے اور تمام نعمتوں کی اصل سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہے۔ سو جس دن یہ عظیم نعمت حاصل ہوئی وہ تمام عیدوں سے بڑھ کر عید ہے اور یہ بھی عرفا عید ہے شرعا عید نہیں ہے اس لیے مسلمان ہمیشہ سے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے دن بارہ ربیع الاول کو عید میلاد النبی مناتے ہیں۔

ایک سوال یہ کیا جاتا ہے کہ بارہ ربیع الاول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یوم ولادت ہے اور بعض اقوال کے مطابق آپ کا یوم وفات بھی یہی ہے۔ تم اس دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت پر خوشی مناتے ہو۔ اس دن آپ کی وفات پر سوگ کیوں نہیں مناتے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ شریعت نے ہمیں نعمت پر خوشی منانے اس اظہار اور بیان کرنے کا تو حکم دیا ہے اور کسی نعمت کے چلے جانے پر سوگ منانے سے منع کیا ہے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ ہم غم اور سوگ کیوں کریں؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جس طرح پہلے زندہ تھے اب بھی زندہ ہیں۔ پہلے دارالتکلیف میں زندہ تھے اب دارالجزاء اور جنت میں زندہ ہیں آپ پر امت کے اعمال پیش کیے جاتے ہیں نیک اعمال پر آپ اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے ہیں اور برے اعمال پر آپ امت کے لیے استغفار کرتے ہیں۔ آپ زائرین کے سلام کا جواب دیتے ہیں۔ طالبین شفاعت کے لیے شفاعت کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی تجلیات کے مطالعہ اور مشاہدہ میں مستغرق رہتے ہیں اور آپ کے مراتب اور درجات میں ہر آن اور ہر لحظہ ترقی ہوتی رہتی ہے۔ اس میں غم کرنے کی کون سی وجہ ہے؟ جبکہ آپ نے خود یہ فرمایا ہے میری حیات بھی تمہارے لیے خیر ہے اور میری ممات بھی تمہارے لیے خیر ہے۔ (الوفاء باحوال المصطفیٰ ص ۸۱۰)

مفتی محمد شفیع متوفی ۱۳۹۶ھ لکھتے ہیں: عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے یوم پیدائش کی عید میلاد منائی انکو دیکھ کر کچھ مسلمانوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش پر عید میلاد النبی کے نام سے ایک عید بنادی اس روز بازاروں میں جلوس نکالنے اور اس میں طرح طرح کی خرافات کو اور رات میں چراغاں کو عبادت سمجھ کر کرنے لگے۔ جس کی کوئی اصل صحابہ وتابعین اور اسلاف امت کے عمل میں نہیں ملتی۔ (معارف القرآن ج ۳ ص ۳۵ مطبوعہ ادارۃ المعارف کراچی ۱۳۹۷ھ)

سید ابوالاعلیٰ مودودی متوفی ۱۳۹۹ھ نے ایک انٹرویو کے دوران ایک سوال کے جواب میں کہا سب سے پہلے تو آپ کو یہ پوچھنا چاہیے تھا کہ اسلام میں عید میلاد النبی کا تصور بھی ہے یا نہیں۔ اس تہوار کو جس کو ھادی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب

نہیں ملتا حتیٰ کہ صحابہ کرام نے بھی اس دن کو نہیں منایا کیا جاتا ہے حقیقت میں اسلامی تہوار ہی نہیں۔ اس کا کوئی ثبوت اسلام میں نہیں ملتا حتیٰ کہ صحابہ کرام نے بھی اس دن کو نہیں منایا

افسوس! اس تہوار کو دیوالی اور دسہرہ کی شکل دے دی گئی ہے لاکھوں روپیہ برباد کیا جاتا ہے۔ (ہفت روزہ قندیل لاہور ۳ جولائی ۱۹۶۶ء)

عام طور پر شیخ محمد بن عبدالوھاب کے متبعین اور علماء دیوبند یہ تاثر دیتے ہیں کہ بارہ ربیع الاول کو عید میلاد النبی منانا اھل سنت و جماعت کا طریقہ ہے اور ان کی ایجاد واختراع ہے۔ جیسا کہ مذکور الصدر اقتباس سے ظاہر ہو رہا ہے لیکن یہ صحیح نہیں ہے بلکہ ہمیشہ سے اہل اسلام ماہ ربیع الاول میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت پر خوشی کا اظہار کرتے رہے ہیں اور ان ایام کو عید مناتے رہے ہیں۔

علامہ احمد قسطلانی متوفی ۹۱۱ ھ لکھتے ہیں: ہمیشہ سے اہل اسلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے مہینہ میں محفلیں منعقد کرتے رہے ہیں اور دعوتیں کرتے رہے ہیں اور اس مہینہ کی راتوں میں مختلف قسم کے صدقات کرتے ہیں خوشی کا اظہار کرتے ہیں اور نیک اعمال زیادہ کرتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کا واقعہ بیان کرتے ہیں۔ اس کی برکت ،ان پر فضل عام ظاہر ہوتا ہے۔ میلاد شریف منعقد کرنے سے یہ تجربہ کیا گیا ہے کہ انسان کو اپنا نیک مطلوب حاصل ہو جاتا ہے۔ سو اللہ تعالیٰ اس شخص پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے جس نے مولود مبارک کے مہینہ کی راتوں کو عیدیں بنا دیا۔

(المواھب اللدنیہ ج ۱ ص ۷۸ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۶ ھ)

علامہ احمد قسطلانی نے علامہ محمد بن محمد ابن الجزری متوفی ۸۳۳ ھ کی اس عبارت کو ان کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ علامہ محمد بن عبدالباقی زرقانی مالکی متوفی ۱۱۲۶ ھ اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

علامہ جلال الدین سیوطی نے لکھا ہے کہ قرون ثلاثہ میں اس محفل کے انعقاد کا اہتمام نہیں ہوتا تھا لیکن یہ بدعت حسنہ ہے۔ اس عمل میں بعض دنیادار لوگوں نے جو منکرات شامل کر لیے ہیں علامہ ابن الحاج مالکی نے مدخل میں ان کا رد کیا ہے اور یہ تصریح کی ہے کہ اس مہینہ میں نیکی کے کام زیادہ کرنے چاہئیں اور صدقات خیرات اور دیگر عبادات کو بکثرت کرنا چاہئے اور یہی مولود منانے کا مستحسن عمل ہے۔ علامہ ابن کثیر نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ اربل کے بادشاہ ملک مظفر ابوسعید متوفی ۶۳۰ ھ نے سب سے پہلے میلاد النبی کی محفل منعقد کی۔ یہ بہت بہادر عالم عاقل نیک اور صالح بادشاہ تھا یہ تین سو دینار خرچ کر کے بہت عظیم دعوت کا اہتمام کرتا تھا۔ (المواھب اللدنیہ ج ۱ ص ۱۳۹ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۶ ھ)

شرح صحیح مسلم جلد ثالث میں ہم نے بہت تفصیل سے میلاد النبی منانے پر بحث کی ہے اور علامہ سیوطی ملا علی قاری اور دیگر علماء نے کتاب وسنت سے جو میلاد النبی کی اصل نکالی ہے اور معترضین کے جوابات دیئے ہیں اور اس پر دلائل فراہم کیے ہیں ان کو تفصیل سے لکھا ہے۔ بعض شہروں میں میلاد النبی کے جلوس میں بعض لوگ باجے گاجے اور غیر شرعی کام کرتے ہیں اور ہمارے علماء ہمیشہ اس سے منع کرتے ہیں۔ تاہم اکثر شہروں میں بالکل پاکیزگی کے ساتھ جلوس نکالا جاتا ہے۔ میں دو مرتبہ برطانیہ گیا اور میں نے وہاں اس مہینہ میں متعدد جلوسوں میں شرکت کی۔ ان جلوسوں میں نعت خوانی اور ذکر اذکار کے سوا اور کچھ نہیں ہوتا کوئی غیر شرعی کام نہیں ہوتا اور تمام شرکاء جلوس با جماعت نماز پڑھتے ہیں اور بعد ازاں جلسہ ہوتا ہے جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

کے فضائل اور محامد بیان کیے جاتے ہیں۔

پہلے دیوبند اور جماعت اسلامی کے علماء عید میلاد النبی منانے اور جلوس نکالنے پر انکار کرتے تھے لیکن اب تقریباً پندرہ بیس سال کے عرصہ سے دیوبند اور جماعت اسلامی کے مقتدر علماء میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جلوس نکالنے اور اس میں شرکت کرنے لگے ہیں اور سپاہ صحابہ کے اکابر علماء حضرت ابوبکر حضرت عمر اور حضرت عثمان کے ایام بھی منانے لگے ہیں۔ ان دنوں میں جلوس نکالتے ہیں اور حکومت سے ان ایام میں سرکاری تعطیل کا مطالبہ کرتے ہیں۔

مفتی محمد شفیع متوفی ۱۳۹۶ھ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

کہیں قوم کے بڑے آدمی کی پیدائش یا موت کا یا تخت نشینی کا دن منایا جاتا ہے اور کہیں کسی خاص ملک یا شہر کی فتح اور کسی عظیم تاریخی واقعہ کا جس کا حاصل اشخاص خاص کی عزت افزائی کے سوا کچھ نہیں۔ اسلام اشخاص پرستی کا قائل نہیں ہے اس نے ان تمام رسوم جاہلیت اور شخصی یادگاروں کو چھوڑ کر اصول اور مقاصد کی یادگاریں قائم کرنے کا اصول بنا دیا ہے۔

(معارف القرآن ج ۳ ص ۳۴ مطبوعہ ادارۃ المعارف کراچی ۱۳۹۷ھ)

لیکن اب ہم دیکھتے ہیں کہ علماء دیوبند کی طرف سے نہ صرف ایام صحابہ منائے جاتے ہیں بلکہ وہ اپنے اکابرین مثلاً شیخ اشرف علی تھانوی اور شیخ شبیر احمد عثمانی کے ایام بھی مناتے ہیں اور دیوبند کا صد سالہ جشن بھی منایا گیا۔ ہم پہلے میلاد النبی کے جلسوں اور جلوسوں میں مقتدر علماء دیوبند کی شرکت کو باحوالہ بیان کریں گے۔ پھر ایام صحابہ اور ایام اکابرین دیوبند کو ان حضرات کا منانا بیان کریں گے۔ جماعت اسلامی کا ترجمان روزنامہ جسارت لکھتا ہے:

پاکستان قومی اتحاد کے سربراہ مولانا مفتی محمود نے کہا ہے کہ ملک میں اسلامی قوانین کے بعد قومی اتحاد نے وہ مثبت مقصد حاصل کرلیا ہے جس کے لیے اس نے ان تھک اور مسلسل تحریک چلائی تھی۔ وہ آج یہاں مسجد نیلا گنبد پر نماز ظہر کے بعد قومی اتحاد کے زیر اہتمام عید میلاد النبی کے عظیم الشان جلوس کے شرکاء سے خطاب کر رہے تھے۔ اس موقع پر قومی اتحاد کے نائب صدر نوابزادہ نصر اللہ خان امیر جماعت اسلامی پاکستان میں محمد طفیل وفاقی وزیر قدرتی وسائل چودھری رحمت الٰہی اور مسلم لیگ چٹھہ گروپ کے سیکرٹری جنرل ملک محمد قاسم نے بھی خطاب کیا۔ تقریروں کے بعد مفتی محمود اور دیگر رہنماؤں نے مسجد نیلا گنبد میں ہی نماز عصر ادا کی جس کے بعد ان رہنماؤں کی قیادت میں یہ عظیم الشان جلوس مختلف راستوں سے مسجد شہداء پہنچ کر ختم ہوا جہاں شرکاء جلوس نے مولانا مفتی محمود کی قیادت میں نماز مغرب ادا کی۔ (روزنامہ جسارت ۱۱ فروری ۱۹۷۹ء)

جماعت اسلامی اور دیوبندی ارکان پر مشتمل قومی اتحاد کی حکومت کے دور میں عید میلاد النبی کے موقع پر روزنامہ جنگ کی ایک خبر کی سرخیاں ملاحظہ فرمائیے۔

جشن عید میلاد النبی آج جوش و خروش سے منایا جائے گا تقریبات کا آغاز ۲۱ توپوں کی سلامی سے ہوگا گورنر کی صدارت میں جلسہ ہوگا شہر بھر میں جلوس نکالے جائیں گے نشتر پارک آرام باغ اور دیگر علاقوں میں جلسے ہوں گے۔

(روزنامہ جنگ کراچی ۹ فروری ۱۹۷۹ء)

روزنامہ حریت کی ایک خبر کی سرخیاں ملاحظہ فرمائیں:

اسلامی قوانین کے نفاذ کے بعد قومی اتحاد کی تحریک کا مثبت مقصد حاصل ہوگا۔ مفتی محمود نے کہا معاشرے کو مکمل طور پر اسلامی بنانے میں کچھ وقت لگے گا عید میلاد کے موقع پر مفتی محمود کی قیادت میں عظیم الشان جلوس۔ (روزنامہ حریت ۱۱ فروری ۱۹۷۹ء)

روزنامہ مشرق کی ایک خبر ملاحظہ ہو:

لاہور ۹ فروری (پ پ ا) قومی اتحاد کے صدر مفتی محمود اور نائب صدر نوابزادہ نصر اللہ خاں کل یہاں عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جلوس کی قیادت کریں گے یہ اجلاس نیلا گنبد سے نکل کر مسجد شہداء پر ختم ہوگا۔ (روزنامہ مشرق کراچی ۱۰ فروری ۱۹۷۹ء)

جمعیت علماء اسلام کے مولانا محمد اجمل خاں نے مطالبہ کیا ہے کہ خلفاء راشدین کے ایام سرکاری طور پر منائے جائیں۔

(روزنامہ جنگ لاہور، ۲۰ جون، ۱۹۹۲ء)

سپاہ صحابہ کے مرکزی صدر شیخ حاکم علی نے یکم محرم الحرام کو یوم فاروق اعظم کی سرکاری تعطیل پر کہا ہے کہ آج کا دن عید کا دن ہے۔ (نوائے وقت ۱۷ جون ۱۹۹۴ء)

سپاہ کے زیر اہتمام گزشتہ روز ۲۲ فروری کو پورے ملک میں مولانا حق نواز جھنگوی شہید کو یوم شہادت انتہائی عقیدت واحترام سے منایا گیا۔ سپاہ صحابہ جھنگ کے زیر اہتمام احرار پارک محلہ حق نواز شہید میں ایک تاریخی کانفرنس منعقد ہوئی۔ کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے سپاہ صحابہ کے قائم مقام سرپرست اعلی مولانا محمد اعظم طارق ایم۔ این۔ اے، نے کہا کہ ۲۲ فروری کی نسبت سے حضرت جھنگوی شہید کی شہادت کا دن ہے۔ اور ۲۱ رمضان المبارک کی نسبت کی وجہ سے یہی دن حضرت علی مرتضی شیر خدا کی شہادت کا دن ہے۔ (نوائے وقت ۲۳ فروری ۱۹۹۵ء)

سپاہ صحابہ کے بانی مولانا حق نواز جھنگوی کی دوسری برسی کے موقع پر ۲۲ فروری کو پاکستان سمیت دیگر ممالک میں مولانا جھنگوی کی یاد میں سپاہ صحابہ جلسے سیمینار اور دیگر تقریبات منعقد کرے گی۔ سپاہ صحابہ کے تمام مراکز ودفاتر میں ایصال ثواب کے لیے صبح نو بجے قرآن خوانی ہوگی۔ مرکزی تقریب جھنگ میں مولانا جھنگوی کی مسجد میں قرآن خوانی سے شروع ہوگی اور بعد میں عظیم الشان جلسہ ہوگا جس میں قائدین خطاب کریں گے۔ (نوائے وقت ۲۱ فروری، ۱۹۹۲ء)

یوم فاروق اعظم رضی اللہ عنہ پر تعطیل نہ کرنے کے خلاف سپاہ صحابہ کا مظاہرہ:

خلفائے راشدین کے یوم سرکاری سطح پر نہ منانا ناقابل فہم ہے محمد احمد مدنی کا مظاہرین سے خطاب۔ کراچی (پ ر) سپاہ صحابہ کے زیر اہتمام یوم شہادت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ عقیدت واحترام سے منایا گیا اس سلسلے میں جامعہ صدیق اکبر ناگن چورنگی میں اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے ڈویژنل رہنما علامہ محمد اویس نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے کارناموں پر روشنی ڈالی۔ بعد ازاں یوم شہادت حضرت عمر فاروق پر عام تعطیل نہ کرنے کے خلاف سپاہ صحابہ کے تحت احتجاجی مظاہرہ کیا گیا مظاہرین پلے کارڈ اور بینر اٹھائے ہوئے تھے جن پر یوم خلفائے راشدین کو سرکاری سطح پر منانے اس روز عام تعطیل کرنے اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف لٹریچر کی ضبطی اور اسیر رہنماؤں اور کارکنوں کی رہائی پر مشتمل مطالبات درج تھے۔ مظاہرین سے

خطاب کرتے ہوئے صوبائی سیکرٹری جنرل مولانا محمد احمد مدنی نے کہا کہ ملک میں ملکی اور علاقائی سطح کے رہنماوں کے یوم منائے جاتے ہیں لیکن اسلامی ملک میں خلفائے راشدین کے یوم پر تعطیل نہ کرنا ناقابل فہم ہے۔اس موقع پر ایک قرارداد کے ذریعے مولانا علی شیر حیدری مولانا اعظم طارق حافظ احمد بخش ایڈووکیٹ مولانا غفور ندیم اور دیگر کی رہائی کا مطالبہ کیا گیا۔ دریں اثناء سپاہ صحابہ اسٹوڈنٹس کراچی ڈویژن کے جنرل سیکرٹری حافظ سفیان عباسی شفیق الرحمٰن ابوعمار ج۔ اے قادری اور ایم۔ اے کشمیری نے مظاہرہ میں شرکت پر طلبہ کا شکریہ ادا کیا۔ (روزنامہ جنگ کراچی ۱۰ مئی ۱۹۹۷ء)

عشرہ حکیم الامت منایا جائے گا مفتی نعیم

کراچی (پ ر) سنی مجلس عمل پاکستان کے قائد مولانا محمد نعیم نے کہا ہے کہ مولانا اشرف علی تھانوی کی تعلیمی تصنیفی ا اصلاحی خدمات ہمارے لیے مشعل رہ ہیں جسے کوئی بھی عاشق رسول اور محب پاکستانی فراموش نہیں کرسکتا۔ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ ہمارا بزرگوں کے ساتھ لگاؤ اور تعلق اظہر من الشمس ہے۔ اجلاس میں سنی مجلس عمل پاکستان کے زیراہتمام عشرہ حکیم الامت منانے کا اعلان کرتے ہوئے مفتی محمد نعیم نے کہا کہ کراچی کے تمام اضلاع مین مولانا اشرف علی تھانوی کی یاد میں مختلف پروگرام منعقد کیے جائیں گے۔ (روزنامہ جنگ کراچی ۳۰ جون ۱۹۹۷ء)

کراچی (پ ر) سنی مجلس عمل پاکستان کے قائد مولانا مفتی محمد نعیم جامع مسجد صدیق اورنگی ٹاون میں عشرہ حضرت حکیم الامت کے سلسلہ میں ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہمیں چاہیے کہ ہم حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی کی تصانیف کا مطالعہ کرکے اپنی زندگیوں میں انقلاب پیدا کریں۔ انہوں نے کہا کہ ہمارا مذہب کسی پر بلاتحقیق بات کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔ اس لیے جھوٹ فریب اور غیبت سے پرہیز کیا جائے۔ اجتماع سے مولانا غلام رسول مولانا انصر محمود اور مولانا محمد صدیق نے بھی خطاب کیا۔ (روزنامہ جنگ کراچی ۴ جولائی ۱۹۹۷ء) (تفسیر تبیان القرآن، سورہ مائدہ، لاہور)

یوم عرفات کی فضیلت کا بیان

3003 - اَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ اِبْرَاهِيمَ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِىْ مَخْرَمَةُ عَنْ اَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ يُونُسَ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَا مِنْ يَوْمٍ اَكْثَرَ مِنْ اَنْ يُّعْتِقَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فِيهِ عَبْدًا اَوْ اَمَةً مِّنَ النَّارِ مِنْ يَوْمِ عَرَفَةَ اِنَّهُ لَيَدْنُو ثُمَّ يُبَاهِي بِهِمُ الْمَلَائِكَةَ وَيَقُولُ مَا اَرَادَ هَؤُلَاءِ".

قَالَ اَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ يُشْبِهُ اَنْ يَّكُونَ يُونُسَ بْنَ يُوسُفَ الَّذِىْ رَوَى عَنْهُ مَالِكٌ وَّاللّٰهُ تَعَالٰى اَعْلَمُ.

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

کوئی بھی دن ایسا نہیں ہے جس دن میں اللہ تعالیٰ عرفات کے دن سے زیادہ تعداد میں بندوں اور کنیزوں کو جہنم سے آزاد کرتا ہے اس دن اللہ تعالیٰ اپنا خاص فضل کرتا ہے اور ان لوگوں پر فرشتوں کے سامنے فخر کا اظہار کرتا ہے اور دریافت کرتا ہے: یہ

3003-اخرجه مسلم في الحج، باب في فضل الحج و العمرة و يوم عرفة (الحديث 436) . و اخرجه ابن ماجه في المناسك، باب الدعاء بعرفة (الحديث 3014) . تحفة الاشراف (16131) .

لوگ کیا چاہتے ہیں!

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: اس بات کا امکان موجود ہے اس روایت میں منقول یونس نامی راوی یونس بن یوسف ہو جس کے حوالے سے امام مالک نے احادیث روایت کی ہیں باقی اللہ بہتر جانتا ہے۔

بَاب النَّهْيِ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ

یہ باب ہے کہ عرفہ کے دن روزہ رکھنے کی ممانعت

3004 - اَخْبَرَنِیْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ فَضَالَةَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ - وَهُوَ ابْنُ يَزِيْدَ الْمُقْرِءُ - قَالَ حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ عُلَيٍّ قَالَ سَمِعْتُ اَبِیْ يُحَدِّثُ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اِنَّ يَوْمَ عَرَفَةَ وَيَوْمَ النَّحْرِ وَاَيَّامَ التَّشْرِيْقِ عِيْدُنَا اَهْلَ الْاِسْلَامِ وَهِيَ اَيَّامُ اَكْلٍ وَّشُرْبٍ".

☆☆ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

عرفہ کا دن قربانی کا دن اور ایام تشریق ہم مسلمانوں کی عید ہے اور یہ کھانے پینے کے دن ہیں۔

ایام تشریق میں روزہ رکھنے کی ممانعت کا بیان

حضرت نبیشہ ہزلی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایام تشریق کھانے پینے اور اللہ کو یاد کرنے کے دن ہیں۔ (مسلم، مشکوۃ المصابیح، جلد دوم، رقم الحدیث، 561)

ایام تشریق تین دن ہیں ذی الحجہ کی گیارہویں بارہویں اور تیرہویں تاریخ، یہاں ایام تشریق کا لفظ تغلیباً ذکر کیا گیا ہے کیونکہ یوم نحر بقرعید کا دن بھی کھانے پینے کا دن ہے بلکہ اصل تو وہی دن ہے اور تین دن اس کے بعد تابع ہیں لہٰذا ان چار دنوں میں روزے رکھنے حرام ہیں۔

حضرت ابن ہمام فرماتے ہیں کہ نو روز اور مہر جان کو روزہ رکھنا مکروہ ہے کیونکہ ان دنوں میں روزہ رکھنے سے ان ایام کی تعظیم لازم آئے گی جو شریعت اسلامی میں ممنوع ہے ہاں اگر کوئی شخص اپنے معمول کے مطابق پہلے سے روزہ رکھتا چلا آ رہا ہو اور اتفاق سے یہ ایام بھی اس کے معمول کے درمیان آ جائیں تو پھر ان دنوں کے روزے ممنوع نہیں ہوں گے۔ وذکر اللہ اس جملہ سے یہ انتباہ مقصود ہے کہ یہ ایام اگرچہ خوشی و مسرت اور کھانے پینے کے دن ہیں مگر ان امور میں مشغولیت کے باوجود اللہ کی یاد اور عبادت سے غافل نہ ہونا چاہئے گویا اس آیت کی طرف اشارہ ہے کہ۔ آیت (وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِیْۤ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ، البقرۃ: 203)۔ اور یاد کرو اللہ تعالیٰ کو گنتی کے چند دنوں میں۔ اور ذکر اللہ سے مراد ایام تشریق میں نمازوں کے بعد پڑھی جانے والی تکبیرات، قربانی کا جانور ذبح کرتے وقت تکبیرات اور حج کرنے والوں کے لئے رمی جمار وغیرہ ہیں۔

3004-اخرجه ابو داؤد في الصوم، باب صيام ايام التشريق (الحديث 2419) . و اخرجه الترمذي في الصوم، باب ما جاء في كراهية الصوم في ايام التشريق (الحديث 773) . تحفة الاشراف (9941) .

باب الرَّوَاحِ يَوْمَ عَرَفَةَ

یہ باب ہے کہ عرفہ کے دن روانہ ہونا

3005 - اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰی قَالَ اَخْبَرَنِیْ اَشْهَبُ قَالَ اَخْبَرَنِیْ مَالِكٌ اَنَّ ابْنَ شِهَابٍ حَدَّثَهٗ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كَتَبَ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مَرْوَانَ اِلَی الْحَجَّاجِ بْنِ يُوْسُفَ يَاْمُرُهٗ اَنْ لَا يُخَالِفَ ابْنَ عُمَرَ فِیْ اَمْرِ الْحَجِّ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ عَرَفَةَ جَائَهُ ابْنُ عُمَرَ حِيْنَ زَالَتِ الشَّمْسُ وَاَنَا مَعَهٗ فَصَاحَ عِنْدَ سُرَادِقِهٖ اَيْنَ هٰذَا فَخَرَجَ اِلَيْهِ الْحَجَّاجُ وَعَلَيْهِ مِلْحَفَةٌ مُعَصْفَرَةٌ فَقَالَ لَهٗ مَا لَكَ يَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ الرَّوَاحَ اِنْ كُنْتَ تُرِيْدُ السُّنَّةَ ۔ فَقَالَ لَهٗ هٰذِهِ السَّاعَةَ فَقَالَ لَهٗ نَعَمْ ۔ فَقَالَ اُفِيْضُ عَلَيَّ مَاءً ثُمَّ اَخْرُجُ اِلَيْكَ ۔ فَانْتَظَرَهٗ حَتّٰی خَرَجَ فَسَارَ بَيْنِیْ وَبَيْنَ اَبِیْ فَقُلْتُ اِنْ كُنْتَ تُرِيْدُ اَنْ تُصِيْبَ السُّنَّةَ فَاقْصُرِ الْخُطْبَةَ وَعَجِّلِ الْوُقُوْفَ ۔ فَجَعَلَ يَنْظُرُ اِلَی ابْنِ عُمَرَ كَيْمَا يَسْمَعَ ذٰلِكَ مِنْهُ فَلَمَّا رَاٰی ذٰلِكَ ابْنُ عُمَرَ قَالَ صَدَقَ ۔

☆☆ سالم بن عبداللہ بیان کرتے ہیں: (اُس وقت کے خلیفہ) عبدالملک بن مروان نے (مکّہ کے گورنر) حجاج بن یوسف کو خط لکھا اور اُسے یہ ہدایت کی کہ وہ حج کے معاملات میں کسی بھی کام کے بارے میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی مخالفت نہ کرے' جب عرفہ کا دن آیا تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سورج ڈھلنے کے بعد حجاج کے پاس تشریف لائے' میں ان کے ساتھ تھا' انہوں نے خیمے کے پاس سے اُسے آواز دی: تم کہاں ہو؟ وہ نکل کران کے پاس آیا' اس نے زعفرانی رنگ کی چادر اوڑھی ہوئی تھی' حجاج نے ان سے دریافت کیا: اے ابوعبدالرحمن! آپ کیا چاہتے ہیں؟ تو حضرت عبداللہ نے فرمایا: تم سنت پر عمل کرنا چاہتے ہو' تو روانہ ہو جاؤ۔ حجاج نے ان سے دریافت کیا: اس وقت! انہوں نے فرمایا: جی ہاں! حجاج نے کہا: میں اپنے جسم پر کچھ پانی بہالوں' پھر میں نکل کر آپ کی طرف آؤں گا' حضرت عبداللہ اس کا انتظار کرتے رہے یہاں تک کہ وہ باہر آیا تو وہ میرے اور میرے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کے درمیان چلنے لگا' میں نے کہا: اگر تم سنت پر عمل کرنا چاہتے ہو' تو خطبہ مختصر دینا اور وقوف جلدی کر لینا۔ وہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی طرف دیکھنے لگا کہ وہ اس بارے میں کیا ارشاد فرماتے ہیں' جب حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے یہ صورتِ حال ملاحظہ فرمائی تو انہوں نے فرمایا: اس نے ٹھیک کہا ہے۔

باب التَّلْبِيَةِ بِعَرَفَةَ

یہ باب ہے کہ عرفہ میں تلبیہ پڑھنا

3006 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ حَكِيْمٍ الْاَوْدِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ صَالِحٍ عَنْ مَيْسَرَةَ بْنِ حَبِيْبٍ عَنِ الْمِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ كُنْتُ مَعَ ابْنِ عَبَّاسٍ بِعَرَفَاتٍ فَقَالَ

3005-اخرجه البخاري في الحج، باب التهجير بالرواح يوم عرفة (الحديث 1660)، و باب الجمع بين الصلاتين بعرفة (الحديث 1662)، و باب قصر الخطبة بعرفة (الحديث 1663) . و اخرجه النسائي في مناسك الحج، قصر الخطبة بعرفة (الحديث 3009) . تحفة الاشراف (6916) .

3006-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (5630) .

مَا لِيْ لَا اَسْمَعُ النَّاسَ يُلَبُّونَ قُلْتُ يَخَافُونَ مِنْ مُعَاوِيَةَ . فَخَرَجَ ابْنُ عَبَّاسٍ مِنْ فُسْطَاطِهِ فَقَالَ لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ فَاِنَّهُمْ قَدْ تَرَكُوا السُّنَّةَ مِنْ بُغْضِ عَلِيٍّ .

☆☆ سعید بن جبیر بیان کرتے ہیں: میں عرفات میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ تھا' انہوں نے فرمایا: کیا وجہ ہے کہ مجھے لوگوں کے تلبیہ پڑھنے کی آواز نہیں آ رہی' میں نے جواب دیا: وہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے خوف کی وجہ سے (بلند آواز میں تلبیہ نہیں پڑھ رہے) تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اپنے خیمے سے باہر تشریف لائے اور بلند آواز میں پڑھنے لگے: میں حاضر ہوں' اے اللہ! میں حاضر ہوں' میں حاضر ہوں۔

(پھر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:) ان لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ بغض کی وجہ سے سنت کو ترک کر دیا ہے۔

باب الْخُطْبَةِ بِعَرَفَةَ قَبْلَ الصَّلَاةِ

یہ باب ہے کہ عرفہ میں نماز سے پہلے خطبہ دینا

3007 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيَانَ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ نُبَيْطٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ عَلٰى جَمَلٍ اَحْمَرَ بِعَرَفَةَ قَبْلَ الصَّلَاةِ .

☆☆ سلمہ بن نبیط اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو عرفہ میں نماز سے پہلے سرخ اونٹ پر (بیٹھ کر) خطبہ دیتے ہوئے سنا ہے۔

باب الْخُطْبَةِ يَوْمَ عَرَفَةَ عَلَى النَّاقَةِ

یہ باب ہے کہ عرفہ کے دن اونٹنی پر (بیٹھ کر) خطبہ دینا

3008 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اٰدَمَ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ نُبَيْطٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ يَوْمَ عَرَفَةَ عَلٰى جَمَلٍ اَحْمَرَ .

☆☆ سلمہ بن نبیط اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو عرفہ کے دن سرخ اونٹ پر (بیٹھ کر) خطبہ دیتے ہوئے سنا ہے۔

باب قَصْرِ الْخُطْبَةِ بِعَرَفَةَ

یہ باب ہے کہ عرفہ میں مختصر خطبہ دینا

3007-انفرد به النسائي . و الحديث عند: ابي داؤد في المناسك، باب الخطبة على المنبر بعرفة (الحديث 1916) والنسائي في مناسك الحج، الخطبة يوم عرفة على الناقة (الحديث 3008) . و ابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب ما جاء في الخطبة في العيدين (الحديث 1286) . تحفة الاشراف (11589) .

3008-تقدم في مناسك الحج، الخطبة بعرفة قبل الصلاة (الحديث 3007) .

3009 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِیْ مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ جَآءَ اِلَى الْحَجَّاجِ بْنِ يُوْسُفَ يَوْمَ عَرَفَةَ حِيْنَ زَالَتِ الشَّمْسُ وَاَنَا مَعَهٗ فَقَالَ الرَّوَاحَ اِنْ كُنْتَ تُرِيْدُ السُّنَّةَ . فَقَالَ هٰذِهِ السَّاعَةَ قَالَ نَعَمْ . قَالَ سَالِمٌ فَقُلْتُ لِلْحَجَّاجِ اِنْ كُنْتَ تُرِيْدُ اَنْ تُصِيْبَ الْيَوْمَ السُّنَّةَ فَاَقْصِرِ الْخُطْبَةَ وَعَجِّلِ الصَّلَاةَ . فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ صَدَقَ .

☆☆ سالم بن عبداللہ بیان کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما حجاج بن یوسف کے پاس عرفہ کے دن سورج ڈھلنے کے بعد تشریف لائے' میں ان کے ساتھ تھا' انہوں نے فرمایا: اگر تم سنت پر عمل کرنا چاہتے ہو' تو روانہ ہو جاؤ' اس نے دریافت کیا: اس وقت؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں!

سالم کہتے ہیں کہ میں نے حجاج سے کہا: اگر تم آج سنت پر عمل کرنا چاہتے ہو' تو خطبے کو مختصر کرنا اور نماز جلدی ادا کرنا' تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اس نے ٹھیک کہا ہے۔

باب الْجَمْعِ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ بِعَرَفَةَ

یہ باب ہے کہ عرفہ میں ظہر اور عصر کی نمازیں ایک ساتھ ادا کرنا

3010 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ عَنْ خَالِدٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّى الصَّلَاةَ لِوَقْتِهَا اِلَّا بِجَمْعٍ وَّعَرَفَاتٍ .

☆☆ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کو اس کے مخصوص وقت میں ادا کرتے تھے' البتہ مزدلفہ اور عرفات میں (آپ صلی اللہ علیہ وسلم دو نمازیں ایک ساتھ ادا کیا کرتے تھے)۔

باب رَفْعِ الْيَدَيْنِ فِی الدُّعَاءِ بِعَرَفَةَ

یہ باب ہے کہ عرفہ میں دعا مانگنے کے وقت دونوں ہاتھ بلند کرنا

3011 - اَخْبَرَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ هُشَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ قَالَ اُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ كُنْتُ رَدِيْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَفَاتٍ فَرَفَعَ يَدَيْهِ يَدْعُو فَمَالَتْ بِهٖ نَاقَتُهٗ فَسَقَطَ خِطَامُهَا فَتَنَاوَلَ

3009-تقدم في مناسك الحج، الرواح يوم عرفة (الحديث 3005) .

3010-انفرد به النسائي . والحديث عند: البخاري في الحج، باب متى يصلي الفجر بجمع (الحديث 1682) . و مسلم في الحج، باب استحباب زيادة التغليس بصلاة الصبح يوم النحر بالمزدلفة و المبالغة فيه بعد تحقق طلوع الفجر (الحديث 292) . و ابي داؤد في المناسك، باب الصلاة بجمع (الحديث 1934) . و النسائي في المواقيت، الجمع بين المغرب و العشاء بالمزدلفة (الحديث 607)، و في مناسك الحج، الجمع بين الصلاتين بالمزدلفة (الحديث 3027)، و الوقت الذي يصلي فيه الصبح بالمزدلفة (الحديث 3038) . تحفة الاشراف (9384) .

3011-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (111) .

الْخِطَامَ بِإِحْدَى يَدَيْهِ وَهُوَ رَافِعٌ يَدَهُ الْأُخْرَى .

☆☆ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: عرفات میں، میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سوار تھا' آپ نے اپنے دونوں ہاتھ دعا کے لیے بلند کیے' آپ کی اونٹنی ایک طرف مائل ہوئی تو اس کی لگام گر گئی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک دست مبارک کے ذریعے اس کی لگام کو پکڑا اور دوسرے ہاتھ کو بدستور اُٹھائے رکھا۔

3012 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَتْ قُرَيْشٌ تَقِفُ بِالْمُزْدَلِفَةِ وَيُسَمَّوْنَ الْحُمْسَ وَسَائِرُ الْعَرَبِ تَقِفُ بِعَرَفَةَ فَاَمَرَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى نَبِيَّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّقِفَ بِعَرَفَةَ ثُمَّ يَدْفَعَ مِنْهَا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ (ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ) .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ قریش مزدلفہ میں وقوف کرتے تھے' وہ خود کو حمس کا نام دیتے تھے جبکہ باقی سب عرب' عرفہ میں وقوف کرتے تھے' اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ حکم دیا تھا کہ آپ عرفہ میں وقوف کریں' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے روانہ ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل کیا:

''پھر تم وہاں سے روانہ ہو' جہاں سے لوگ روانہ ہوتے ہیں''۔

شرح

مزدلفہ " حدود حرم میں واقع ہے، جب کہ عرفات حرم سے باہر ہے۔ چنانچہ قریش اور ان کے حواری دوسرے لوگوں پر اپنی برتری اور فوقیت جتانے کے لئے مزدلفہ میں وقوف کیا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم " اہل اللہ " ہیں اور اللہ کے حرم کے باشندہ ہیں اس لئے ہم حرم سے باہر وقوف نہیں کر سکتے ، قریش کے علاوہ اور تمام اہل عرب قاعدہ کے مطابق میدان عرفات ہی میں قیام کرتے تھے چنانچہ جب اسلام کی روشنی نے طبقاتی اور اونچ نیچ کی تاریکیوں کو ختم کر دیا اور قبیلہ وذات کے دنیاوی فرق و امتیاز کو مٹا ڈالا تو یہ حکم دیا گیا کہ جس طرح تمام لوگ میدان عرفات میں وقوف کرتے ہیں اسی طرح قریش بھی میدان عرفات ہی میں وقوف کریں اور اس طرح اپنے درمیان امتیاز و فوقیت کی کوئی دیوار کھڑی نہ کریں۔

آثار تابعین کے مطابق حدود مزدلفہ کا بیان

حضرت اثر عطاء بن ابی رباح: ابن جریج سے مروی ہے کہ میں نے عطاء بن ابی رباح سے پوچھا کہ مزدلفہ کہاں ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ جب تم عرفہ کے دونوں جانب پہاڑیوں کے دونوں تنگ نائے سے کوچ کر لو وہیں سے مزدلفہ وادی محسر تک ہے۔ لیکن عرفہ کے دونوں تنگنائے مزدلفہ کا حصہ نہیں ہیں، لیکن ان دونوں کا وہ حصہ جہاں سے کوچ کا آغاز ہوتا ہے وہ مزدلفہ میں شامل و داخل نہیں ہے۔

حضرت عطاء نے بتایا: جب تم عرفہ کے دونوں تنگنائے سے کوچ کر جاؤ تو تم اس میں دائیں بائیں اور جہاں بھی چاہو

3012-اخرجه البخاري في التفسير، باب (ثم افيضوا من حيث افاض الناس) (الحديث 4520) . و اخرجه مسلم في الحج، باب في الوقوف و قوله تعالى (ثم افيضوا من حيث افاض الناس) (الحديث 151) . و اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب الوقوف بعرفة (الحديث 1910) . و اخرجه النسائي في التفسير: سورة البقرة، قوله تعالى: (ثم افيضوا من حيث افاض الناس) (الحديث 54) . تحفة الاشراف (17195) .

نزول کر سکتے ہو۔ میں نے کہا: آپ مجھے بتایئے کہ اگر میں لوگوں کی منازل سے الگ تھلگ رہوں؟ اور اس حرف (کنارہ والے حصہ میں چلا جاؤں جو عرفہ سے آنے والے کے دائیں واقع ہے اور کسی کے نزدیک نہ رہوں؟) آپ نے فرمایا: اس میں کوئی کراہت نہیں سمجھتا ہوں۔ (اخرجہ الفاکہی،) (والازرقی۔) وسندہ صحیح۔

حضرت حبیب بن ابی ثابت کا بیان ہے کہ عطاء بن ابی رباح سے مزدلفہ میں موقف کے متعلق استفسار کیا گیا، انہوں نے جواباً کہا: بطن وادی محسر کے آگے مزدلفہ کا موقف ہے۔ان سے پوچھا گیا کہ جبل قزح تک ہے۔اس کے بعد سارا خطہ مشعر حرام ہے۔ (اخرجہ الفاکہی: وسندہ صحیح)۔ اپنے زمانہ میں مکہ کے اندر مفتی حرم جلیل القدر تابعی امام عطاء بن ابی ریاح کے دو اہم ترین نص ہیں۔

پہلے نص میں آپ عرفہ سے متصل مشرق سے منیٰ سے متصل مغرب تک مزدلفہ کے حدود کو بیان کیا۔ آپ نے مشرق میں عرفہ کے دونوں مأزم یعنی تنگ حصہ سے وادئ محسر تک اس کی حد کو متعین کیا۔

سب سے اہم سوال اور قابل غور نکتہ یہ ہے کہ عرفہ کے دونوں مأزم سے کیا مراد ہے؟ اکثر لوگوں حتیٰ کہ بعض اہل بحث و تحقیق حضرات کا یہ گمان ہے کہ المازمان سے مراد دو پہاڑ ہیں۔در حقیقت وہ کلمہ مأزم کے صیغہ تثنیہ سے دھوکا کھا گئے۔

مأزم کی لغوی تحقیق کا بیان

چنانچہ وہ یہ کہتے ہیں مأزمان درحقیقت وہی دونوں پہاڑ ہیں جن کا اس وقت اخشبان نام ہے جو اخشب کا تثنیہ ہے۔میں سمجھتا ہوں کہ یہی گمان اور غلط فہمی ہی موجودہ حال میں مزدلفہ کے حدود کی تنگی کا سبب ہے لہٰذا اس اہم مسئلہ کی توضیح وتشریح لازم ہے اس کی وضاحت بتوفیق الٰہی حسب ذیل ہے۔

اولاً: مأزمان کا معنی جبلان، دو پہاڑ سرے سے ہے ہی نہیں اس سے مراد نہ تو وہ دونوں پہاڑ ہیں جو اخشبان سے موسوم ہیں نہ ان دونوں کے علاوہ کوئی دوسرے ہی دو پہاڑ مراد ہیں۔

درحقیقت مازم کا لغوی معنی ومطلب دو چیزوں کے درمیان تنگ مقام ہے خواہ دو پہاڑوں کے درمیان یا کسی وادی کے دو چھور کے درمیان ہو۔اس کو صرف لفظاً تثنیہ استعمال کیا جاتا ہے کیونکہ وہ دو چیزوں کے درمیان واقع ہے۔یہی درست اور حق بات ہے، علماء لغت کی وضاحت ملاحظہ فرمائیں: ابن منظور نے لسان العرب میں کہا: والمازم المضيق مثل المازل مازم کا معنی تنگ جگہ جیسے مازل۔

اس کو امام اصمعی نے بیان کیا ہے اور انہوں نے اس پر ابومہدیہ کے قول سے استشہاد کیا: هذا طريق يازم المآزم . وعضوات تمشق اللازما .

والمازم: كل طريق ضيق بين جبلين: مازم، ہر وہ تنگ راستہ جو دو پہاڑوں کے مابین واقع ہو۔ اسی سے ساعدہ بن جوریہ ہذلی کا قول ہے: ومقامهن اذا حبسن بمأزم . ضيق الف وصدهن الأخشب شاعر ان اونٹنیوں کی قسم کھا رہا ہے جو مأزم یعنی تنگ راہ میں روک لی گئیں۔ والمأزم: جزدمنہ میں وادی کا تنگ راستہ (لسان العرب،)

اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مازم تنگ راہ کو کہتے ہیں خواہ وہ دو پہاڑوں کے درمیان ہو خواہ وادی کے دو کناروں کے درمیان ہو۔ وادی کے تنگ راستہ کو مأزم کہا جاتا ہے، بسا اوقات اسے دونوں کناروں کی وجہ سے لفظاً تثنیہ استعمال کیا جاتا ہے اور مأزمان بولا جاتا ہے۔

لسان العرب ہی میں ابن منظور رقم طراز ہیں۔

اور اسی معنی کے پیش نظر وہ جگہ جو المشعر الحرام اور عرفہ کے درمیان واقع ہے مأزمان سے موسوم ہے، امام اصمعی نے فرمایا: روایت میں وارد المازم مزدلفہ اور عرفہ کے درمیان ایک تنگ راستہ ہے۔

یہ صاحب لسان العرب ابن منظور الافریقی کی صراحت ہے جس کو انہوں نے علامۃ العرب اور دیوان الأدب امام عبدالملک بن قریب الاصمعی سے نقل کیا ہے کہ المازمان درحقیقت مزدلفہ اور عرفہ کے درمیان فاصل تنگ راستہ کا نام ہے۔

یہ ہم جان چکے ہیں کہ فاصل تنگ راستہ درحقیقت وہی وادی عرفہ ہے اس کے علاوہ کچھ اور نہیں جیسا کہ صحابہ کرام کے سابقہ کلام میں اس کا بیان پہلے آ چکا ہے۔ اس تفصیل سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے مأزمین سے مراد عطاء بن ابی رباح اور ان کے علاوہ دوسرں کے نزدیک عرفات اور مزدلفہ کے درمیان فاصل وادی کا تنگ راستہ ہی ہے، جو نہ مزدلفہ کا حصہ ہے نہ ہی وہ عرفات کا حصہ ہے۔

ثانیاً: عطاء بن ابی رباح اور ان کے علاوہ کے سابق نص میں مازمان کی اضافت عرفہ کی طرف کی گئی ہے۔ یعنی مازمی عرفہ کہا گیا ہے۔ یہ اضافت اس لئے ہے کیونکہ مازمان اسی عرفہ سے متصل ہے اس لئے اس کی جانب اضافت درست ہے اور عرفہ سے متصل وادی عرنہ کے تنگ راستے کے سوا کچھ اور نہیں ہے اور مازمان سے یہی مراد ہے اسی لئے نبی ﷺ نے لوگوں کو متنبہ کیا کہ وہ بطن عرنہ سے دور رہیں کیونکہ وہ عرفہ سے حد درجہ قریب اور بالکل متصل اور اسی سے لگا ہوا ہے۔ اس کا احتمال تھا کہ کوئی اس وادی عرنہ کو بھی عرفات کا حصہ سمجھ بیٹھے۔

ثالثاً: سابقہ معنی ومراد کی تاکید اس امر سے بھی ہوتی ہے کہ اگر مازمان سے مراد اخشبان نامی دو پہاڑ ہوتے تو زیادہ مناسب بات یہ ہوتی کہ ان دونوں مازمی مزدلفہ کہا جاتا نہ کہ مازمی عرفہ اس لئے یہ دونوں پہاڑ عرفہ سے دور ہیں اور مزدلفہ سے بیحد قریب اور متصل ہیں، بلکہ ان دونوں پہاڑوں کے دونوں مغربی کنارے تو موجودہ حدود کے مطابق مزدلفہ کے اندر ہیں۔

رابعاً: اگر مازمان سے مراد اخشبان نامی دونوں پہاڑ ہی مان لیا جائے اور یہ کہ مزدلفہ کے حدود ان دونوں کے مغربی کناروں سے شروع ہوتے ہیں تو ایسی صورت میں حجاج ایک بہت بڑی مسافت سے محروم رہ جاتے ہیں جو قطعی طور پر مشعر حرام کا حصہ ہے جیسا کہ اس کا بیان ہو چکا ہے واضح رہے کہ یہ مسافت آج کل بعض اطراف و جہات میں تقریباً سات کلومیٹر ہے۔ اتنی بڑی مسافت اور یہ طویل رقبہ یوں ہی بیکار اور ویران باقی رہتا ہے بلا دلیل و برہان۔

خامساً: اس سابقہ توضیح شدہ مسئلہ کی تاکید اس طرح بھی ہوتی ہے کہ امام عطاء کے دوسرے نص مغرب سے مشرق تک مزدلفہ کی حد بیان کی گئی ہے انہوں نے مغرب میں وادی محسر کے اوپر سے اس کی حد بیان کی اور مشرق کی طرف رخ کیا ان سے

کہنے والے نے کہا کہ جبل قزح تک؟ تو اس پر انہوں نے کہا اس کے بعد جو کچھ ہے وہ مشعر حرام ہے۔اس طرح مزدلفہ کا سلسلہ مشرق میں جب تک ہم حرم خطہ میں ہوں اس تنگ وادی تک جاری رہتا ہے جو عرفہ اور مشعر حرام کے درمیان حد فاصل ہے۔ واللہ اعلم۔

سادساً: مورخ مکہ ابوالولید الازرقی نے کہا: اور نمرہ سے۔نمرہ وہ پہاڑ ہے جس پر حرم کی علامات ہیں جو آپ کے دائیں واقع ہوتا ہے جب آپ عرفہ کے تنگ راستہ سے نکلے ہیں موقف کا ارادہ کریں اور نمرہ پہاڑ کے نیچے چار نمرات ہیں جن کا طول و عرض پانچ گز لمبا اور چند گز چوڑا ہے۔

اس نص سے یہ بخوبی واضح ہے کہ مازمان عرفہ خود عرفہ سے بہت قریب ہے اور وہ اس نمرہ نامی پہاڑی کے بالمقابل ہے جس پر حرم کی علامات نصب ہیں جو خطہ ارض حرم کے آغاز پر دلالت کرتی ہیں۔

علماء وفقہاء کے اقوال کے مطابق حدود مزدلفہ کا بیان

حدود مزدلفہ کے بیان میں علماء وفقہا کے بہت سارے اقوال ہیں، جو اس مقصود پر دلالت کرتے ہیں، اس بحث میں چند علماء وفقہاء کے اقوال درج ذیل ہیں۔

(۱) امام مفسر ابوجعفر محمد بن جریر الطبری رحمہ اللہ کا قول: امام طبری نے فرمایا: جہاں تک مشعر کا معاملہ ہے وہ تمام جگہ ہے جو مزدلفہ کے دونوں پہاڑوں کے مابین واقع ہے، عرفہ کے تنگ راستہ سے شروع ہو کر وادی محسر تک۔البتہ عرفہ کا تنگ راستہ مشعر کا حصہ نہیں ہے۔مأزمین عرفہ کا معنیٰ و مراد اس سے قبل بیان کیا جا چکا ہے۔

(۲) امام فقیہ ابو محمد عبداللہ بن احمد بن قدامہ المقدسی رحمہ اللہ کا قول: امام ابن قدامہ المقدسی نے فرمایا: مزدلفہ کے تین نام ہیں: مزدلفہ، مشعر اور جمع۔اس کی حد عرفہ کے تنگ راستہ سے لے کر قرن محسر تک ہے اس کے دائیں بائیں جو گھاٹیاں ہیں ان میں سے کسی جگہ پر حاجی وقوف کرلے اس کے لئے کافی ہوگا۔اس کا وقوف درست ہوگا۔البتہ یاد رہے وادی محسر مزدلفہ کا حصہ نہیں ہے۔(المغنی)

چنانچہ عرفہ کے تنگ رستہ سے وادی مسر تک طول وعرض تمام گھاٹیاں نشیب وفراز مقامات اور پہاڑیاں سبھی مزدلفہ ہیں جہاں مزدلفہ کا وقوف درست ہے۔

اور امام ابومحمد ابن قدامہ المقدسی کی رائے میں کوئی جگہ ایسی نہیں ہے جس کا استثناء کیا جائے سوائے بطن وادی محسر کے۔اور محسر انتہائی چھوٹی اور حد درجہ تنگ وادی ہے۔

اگر عرفہ سے حدود مزدلفہ تک پھیلی ہوئی وہ مسافت جو آج یوں ہی رکھ چھوڑی گئی ہے مزدلفہ کا حصہ نہیں ہے تو حد درجہ تنگ وادی محسر کے مقابلہ میں اس پر متنبہ کرنا زیادہ بہتر تھا۔

(۳) امام محی الدین یحیٰی بن اشرف النووی الشافعی رحمہ اللہ کا قول: امام نووی نے فرمایا: معلوم ہونا چاہئے کہ پورا مزدلفہ حرم ہے امام ازرقی نے تاریخ مکہ میں، امام مندنجی اور ماوردی صاحب الحاوی نے اپنی کتاب الاحکام السلطانیہ اور ہمارے شوافع میں

ان دونوں کے علاوہ دیگر ائمہ نے فرمایا: مزدلفہ کی حد وادی محسر اور عرفہ کے تنگ راستے کے مابین ہے اور دونوں حد۔ یعنی مازمی عرفہ اور بطن محسر مزدلفہ میں شامل وداخل نہیں ہے۔ آمنے سامنے آگے پیچھے کی ساری گھاٹیاں اور مذکورہ حد میں داخل تمام پہاڑیاں مزدلفہ میں داخل شمار ہوں گی۔ ہاں وادی محسر ایک ایسی جگہ ہے جو منی اور مزدلفہ کے مابین حد فاصل ہے وہ دونوں میں سے کسی کا حصہ نہیں ہے۔ (المجموع شرح المہذب)

امام نووی کا یہ قول مزدلفہ پورا حرم ہے قابل غور وتدبر ہے ہیں یہ بات بخوبی معلوم ہے کہ حرم عرفات کے بعد فورا شروع ہوجاتا ہے۔ ان کا یہ قول بھی قابل تامل ہے کہ انہوں نے تمام شعاب (گھاٹیوں) اور اس سے متصل پہاڑیوں کو مزدلفہ کا حصہ بتایا ہے اور سوائے وادی محسر کے کسی بھی جگہ کا استثناء نہیں کیا، محسر نہ تو مشعر ہے نہ مزدلفہ کا حصہ ہے اور نہ منیٰ کا۔

(۴) ابن تیمیہ نے فرمایا: پورے مزدلفہ کو مشعر حرام کہا جاتا ہے اور وہ مأزمان عرفہ سے بطن محسر تک دراز ہے، ہر دو مشعر کے درمیان ایک ایسی حد ہے جو دونوں ہی مشعر کا حصہ نہیں ہے، عرفہ اور مزدلفہ کے مابین بطن عرنہ اور مزدلفہ اور منیٰ کے بطن محسر حد فاصل ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: عرفہ كلها موقف وارفعوا عن بطن عرنه و مزدلفة كلها موقف وارفعوا عن بطن محسر، ومنى كلها منحر و فجاج مكة كلها طريق (مجموع الفتاویٰ)

اور اس حدیث کو امام احمد نے مسند میں روایت کیا ہے، اس نص میں ابن تیمیہ نے مزدلفہ مشعر حرام کی حد کو جیسا پہلے بھی اوروں سے منقول ہو چکا ہے۔ عرفہ کے تنگ راستے سے لے کر وادی محسر تک بیان کیا ہے۔ اور شیخ الاسلام نے تشریح کرتے مأزمان عرفہ کے معنی ومراد کو بیان کیا اور یہ بھی ذکر کیا ہے وہ کہاں ہے؟ اور کہاں شروع ہوتا ہے؟

آپ نے وضاحت کر کے بتلایا کہ مشعر عرفہ اور مشعر مزدلفہ کے درمیان ایک فاصل ہے جو نہ اس کا حصہ ہے نہ اس کا۔ وہ حد فاصل کیا ہے؟ ابن تیمیہ نے واضح طور پر فرمایا: وہ صرف بطن عرنہ کی وادی ہے نہ کہ کوئی چیز آپ نے اس پر دلالت کرنے والی حدیث سے استدلال کیا یہ امر آپ کے کلام سے بالکل واضح ہے اور اس رائے کے بالکل موافق ہے جس کو پہلے ثابت کیا جا چکا ہے۔ والحمدللہ۔

(۵) حافظ امام ابن قیم الجوزیہ کا قول: آپ نے فرمایا: وادی محسر منی اور مزدلفہ کے درمیان ایک قدرتی حد فاصل ہے جو اس میں شامل ہے نہ اس میں۔ اور وادی عرنہ عرفہ اور مشعر حرام کے درمیان ایک قدرتی حد فاصل ہے۔ اس طور پر ہر دو مشعر کے درمیان ایک ایسا قدرتی حد فاصل جو دونوں کا حصہ نہیں ہے۔ منیٰ: حرم کا حصہ ہے اور مشعر بھی، وادی محسر حرم کا خطہ ہے اور یہ مشعر نہیں ہے۔ اور مزدلفہ حرم بھی ہے اور مشعر بھی۔ وادی عرنہ: نہ ہی مشعر ہے اور نہ حرم بلکہ حصۂ حل ہے، عرفہ حل ہے اور یہ مشعر ہے۔ (زاد المعاد)

حافظ ابن القیم کے کلام میں بڑی وضاحت اور صراحت ہے اس میں پانچ جگہوں کا بیان ہے۔

(۱) عرفہ: یہ وہ مشعر ہے جہاں پر حجاج نویں ذوالحجہ کو وقوف کرتے ہیں یہ ارض حرم نہیں ہے بلکہ حل ہے۔ (۲) عرنہ: یہ عرفہ

کے مغرب ٹھیک اس کے سامنے اسی سے ملی ہوئی تنگ وادی ہے یہ مشعر نہیں ہے، وہاں پر وقوف جائز نہیں ہے، نبی ﷺ کا
فرمان وارفعوا عن بطن عرنیہ وقوف عرفہ کے وقت عرنہ کی وادی سے دور رہو۔ (مقدم تخرج الحدیث) یہ عرنہ حل
ہے۔ (۳) مزدلفہ: یہ مشعر بھی ہے اور حرم بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فاذکروا اللہ عند المشعر الحرام (البقرۃ) اس کو عرفات سے
صرف وادی عرنہ الگ کرتی ہے۔ (۴) وادی محسر: یہ حرم ہے لیکن مشعر بالکل نہیں ہے نبی ﷺ نے فرمایا: وارفعوا عن بطن
محسر (تقدم تخریجہ) (۵) منیٰ: یہ حرم ہے اور مشعر بھی اور اسے مزدلفہ سے صرف وادی محسر جدا کرتی ہے۔
صحابہ تابعین علماء اور فقہاء رحمہم اللہ تعالیٰ سے منقول آثار واقوال کی روشنی میں یہ امر یوں بخوبی واضح ہو جاتا ہے جس میں
کسی چوں وچرا کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

درحقیقت مشعر حرام مزدلفہ خوب کشادہ ہے اور وہ بلاشبہ مشرق میں وادی عرنہ سے شروع ہوتا ہے اور یہ وادی وہ طبعی وقدرتی
حد ہے جو مزدلفہ کو عرفات سے جدا کرتی ہے اور اسی طرح مزدلفہ مغرب کی جانب وادی محسر تک دراز ہے اور یہ وادی قدرتی حد
ہے جو اسے منیٰ سے جدا کرتی ہے۔ الحمدللہ یہ کافی بڑی مسافت ہے اور بڑا رقبہ ہے جس میں اللہ کی جانب سے حجاج کے لئے کافی
کشادگی ہے۔

اہل حمس کے وقوف کا بیان

3013 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ
اَبِيْهِ قَالَ اَضْلَلْتُ بَعِيْرًا لِّيْ فَذَهَبْتُ اَطْلُبُهُ بِعَرَفَةَ يَوْمَ عَرَفَةَ فَرَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاقِفًا فَقُلْتُ مَا
شَاْنُ هٰذَا اِنَّمَا هٰذَا مِنَ الْحُمْسِ .

☆☆ محمد بن جبیر اپنے والد (حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میرا اونٹ گم ہو گیا' میں اسے تلاش
کرتا ہوا عرفہ کے دن عرفہ آیا' تو میں نے نبی اکرم ﷺ کو وہاں وقوف کیے ہوئے دیکھا' میں نے سوچا کہ یہ یہاں کیا کر رہے
ہیں؟ ان کا تعلق تو حمس (یعنی قریش) سے ہے (اور وہ لوگ مزدلفہ میں وقوف کرتے ہیں)۔

3014 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ صَفْوَانَ اَنَّ يَزِيْدَ
بْنَ شَيْبَانَ قَالَ كُنَّا وُقُوْفًا بِعَرَفَةَ مَكَانًا بَعِيْدًا مِّنَ الْمَوْقِفِ فَاَتَانَا ابْنُ مِرْبَعٍ الْاَنْصَارِيُّ فَقَالَ اِنِّيْ رَسُوْلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَيْكُمْ يَقُوْلُ "كُوْنُوْا عَلٰى مَشَاعِرِكُمْ فَاِنَّكُمْ عَلٰى اِرْثٍ مِّنْ اِرْثِ اَبِيْكُمْ اِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ
السَّلَامُ" .

☆☆ عمرو بن عبداللہ بن صفوان بیان کرتے ہیں: یزید بن شیبہ نے یہ بات بیان کی ہے کہ ہم نے عرفہ میں عام وقوف

3013-اخرجه البخاري في الحج، باب الوقوف بعرفة (الحديث 1664) . و اخرجه مسلم في الحج، باب في الوقوف وقوله تعالى: (ثم افيضوا من حيث افاض الناس) (الحديث 153) . تحفة الاشراف (3193) .

3014-اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب موضع الوقوف بعرفة (الحديث 1919) . و اخرجه الترمذي في الحج، باب ما جاء في الوقوف بعرفات و الدعاء بها (الحديث 883) . و اخرجه ابن ماجه في المناسك، باب الموقف بعرفات (الحديث 3011) . تحفة الاشراف (15526) .

کی جگہ سے ہٹ کر ایک جگہ پر وقوف کیا ہوا تھا۔ حضرت ابن مربع انصاری ہمارے پاس تشریف لائے انہوں نے بتایا کہ میں اللہ کے رسول کی طرف سے پیغام رساں کے طور پر تمہارے پاس آیا ہوں' آپ ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''تم اپنی اسی جگہ پر ٹھہرے رہنا' کیونکہ تم اپنے جدامجد حضرت ابراہیم کی وراثت کو لیے ہوئے ہو (یعنی ان کے طریقے پر عمل کر رہے ہو)''۔

شرح

عرب میں زمانہ اسلام سے پہلے یہ دستور تھا کہ میدان عرفات میں ہر قبیلہ اور ہر قوم کے لئے الگ الگ ایک جگہ موقف کے لئے متعین ہوتی تھی، ہر شخص اسی جگہ وقوف کرتا جو اس کی قوم کے لئے متعین ہوتی، چنانچہ حضرت یزید بن شیبان کے قبیلہ کا موقف جس جگہ تھا وہ جگہ اس مقام سے بہت دور تھی جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وقوف فرمایا تھا، لہٰذا حدیث امام کے موقف سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا موقف ہے۔ بہرکیف میدان عرفات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس دوری اور بعد کی بنا پر یزید بن شیبان نے چاہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ عرض کریں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں بھی اپنے قریب ہی وقوف کرنے کی اجازت عطا فرمائیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ محسوس کیا کہ یہ اس بات کی درخواست کرنے والے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی کے ذریعے کہ جن کا نام ابن مربع تھا یہ پیغام بھیجا کہ تم لوگ اپنے قدیمی موقف پر ہی وقوف کرو چنانچہ حدیث "مشاعر" سے مراد ان کا قدیمی موقف ہے اور تم لوگ اپنے اس موقف سے جو تمہارے دادا سے تمہارے لئے متعین چلا آ رہا ہے منتقل ہونے کی خواہش نہ کرو، کیونکہ اول تو پورا میدان عرفات موقف ہے۔

دوسرے یہ کہ میدان عرفات میں امام کے موقف کی دوری یا نزدیکی سے کوئی فرق نہیں پڑتا پھر یہ کہ اگر ہر شخص یہی خواہش کرنے لگے کہ میں اپنے امام اور اپنے امیر کے قریب ہی وقوف کروں تو یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ان کی تسلی کے لئے کہلائی تاکہ آپس میں نزاع و اختلاف کی صورت پیدا نہ ہو جائے۔

3015 - اَخْبَرَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِىْ قَالَ اَتَيْنَا جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ فَسَاَلْنَاهُ عَنْ حَجَّةِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَدَّثَنَا اَنَّ نَبِىَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "عَرَفَةُ كُلُّهَا مَوْقِفٌ" .

☆☆ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اپنے والد (امام محمد باقر رضی اللہ عنہ) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ہم لوگ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے نبی اکرم ﷺ کے حج کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے ہمیں یہ بتایا کہ نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

3015-اخرجه مسلم في الحج، باب ما جاء ان عرفة كلها موقف (الحديث 149) مطولاً . و اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب صفة حجة النبي صلى الله عليه وسلم (الحديث 1907 و 1908) . و الحديث عند: النسائي في مناسك الحج، فيمن لم يدرك صلاة الصبح مع الامام بالمزدلفة (الحديث 3045) . تحفة الاشراف (2596) .

عرفات سارے کا سارا ٹھہرنے کی جگہ ہے۔

باب فَرْضِ الْوُقُوْفِ بِعَرَفَةَ

یہ باب ہے کہ عرفات میں وقوف فرض ہے

3016 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا وَكِيْعٌ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَطَاءٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَعْمَرَ قَالَ شَهِدْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَتَاهُ نَاسٌ فَسَاَلُوْهُ عَنِ الْحَجِّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَلْحَجُّ عَرَفَةُ فَمَنْ اَدْرَكَ لَيْلَةَ عَرَفَةَ قَبْلَ طُلُوْعِ الْفَجْرِ مِنْ لَيْلَةِ جَمْعٍ فَقَدْ تَمَّ حَجُّهُ".

☆☆ حضرت عبدالرحمٰن بن یعمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھا' کچھ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حج سے بارے میں دریافت کیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حج عرفہ (میں وقوف) کا نام ہے' جو شخص مزدلفہ کی رات کی صبح صادق ہونے سے پہلے عرفہ کی رات میں (وقوف کو) پالیتا ہے' اس کا حج مکمل ہو جاتا ہے۔

3017 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا حِبَّانُ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ اَبِىْ سُلَيْمَانَ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اَفَاضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عَرَفَاتٍ وَّرِدْفُهُ اُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ فَجَالَتْ بِهِ النَّاقَةُ وَهُوَ رَافِعٌ يَّدَيْهِ لَا تُجَاوِزَانِ رَاْسَهُ فَمَا زَالَ يَسِيْرُ عَلٰى هِيْنَتِهِ حَتّٰى انْتَهٰى اِلٰى جَمْعٍ.

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما' حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب عرفات سے روانہ ہوئے تو حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سواری پر سوار تھے' آپ کی اونٹنی آہستہ رفتاری سے چل رہی تھی' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ بلند کیے ہوئے تھے' لیکن وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک سے بلند نہیں تھے' آپ آہستہ رفتاری کے ساتھ اسی طرح چلتے رہے یہاں تک کہ مزدلفہ آ گئے۔

3018 - اَخْبَرَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ يُوْنُسَ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِىْ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ قَيْسِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ اُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ قَالَ اَفَاضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عَرَفَةَ وَاَنَا رَدِيْفُهُ فَجَعَلَ

3016-اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب من لم يدرك عرفة (الحديث 1949) بنحوه مطولًا . و اخرجه الترمذي في الحج، باب ما جاء فيمن ادرك الامام بجمع فقد ادرك الحج (الحديث 889 و 990) مطولًا . و اخرجه النسائي في مناسك الحج، فيمن لم يدرك صلاة الصبح مع الامام بالمزدلفة (الحديث 3044) مطولًا . و اخرجه ابن ماجه في المناسك، باب من اتى عرفة قبل الفجر ليلة جمع (الحديث 3015) مطولًا . تحفة الاشراف (9735) .

3017-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (11053) .

3018-اخرجه البخاري في الحج، باب الركوب و الارتداف في الحج (الحديث 1543) مختصراً . و اخرجه مسلم في الحج، باب الافاضة من عرفات الى المزدلفة و استحباب صلاتي المغرب و العشاء جميعًا بالمزدلفة في هذه الليلة (الحديث 282) مختصراً . تحفة الاشراف (95) .

"يَا أَيُّهَا النَّاسُ عَلَيْكُمْ بِالسَّكِينَةِ وَالْوَقَارِ فَإِنَّ الْبِرَّ لَيْسَ فِي إِيضَاعِ الْإِبِلِ".

يَكْبَحُ رَاحِلَتَهُ حَتَّى أَنَّ ذِفْرَاهَا لَيَكَادُ يُصِيبُ قَادِمَةَ الرَّحْلِ وَهُوَ يَقُولُ

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے یہ بات بیان کی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عرفہ سے روانہ ہوئے تو میں آپ کے پیچھے سواری پر سوار تھا' آپ اپنی سواری کو آہستہ لے کر چل رہے تھے' یہاں تک کہ اس کے دونوں کان کجاوے کے اگلے حصے تک پہنچ رہے تھے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرمارہے تھے:

اے لوگو! آرام سے اور وقار سے چلو کیونکہ اونٹ کو تیز چلانا کوئی نیکی کا کام نہیں ہے۔

عرفات میں ٹھہرنے والے کو حکم ملا کہ وہ یہاں سے مزدلفہ جائے تاکہ مشعر الحرام کے پاس اللہ تعالیٰ کا ذکر کر سکے، اور یہ بھی فرمادیا کہ وہ تمام لوگوں کے ساتھ عرفات میں ٹھہرے، جیسے کہ عام لوگ یہاں ٹھہرتے تھے البتہ قریشیوں نے فخر و تکبر اور نشان امتیاز کے طور پر یہ ٹھہرالیا تھا کہ وہ حد حرم سے باہر نہیں جاتے تھے، اور حرم کی آخری حد پر ٹھہر جاتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم اللہ والے ہیں اسی کے شہر کے رئیس ہیں اور اس کے گھر کے مجاور ہیں، صحیح بخاری شریف میں ہے کہ قریش اور ان کے ہم خیال لوگ مزدلفہ میں ہی رک جایا کرتے تھے اور اپنا نام حمس رکھتے تھے باقی کل عرب عرفات میں جاکر ٹھہرتے تھے اور وہیں سے لوٹتے تھے اسی لئے اسلام نے حکم دیا کہ جہاں سے عام لوگ لوٹتے ہیں تم وہی سے لوٹا کرو، حضرت ابن عباس، حضرت مجاہد، حضرت عطاء، حضرت قتادہ، حضرت سدی رضی اللہ عنہم وغیرہ یہی فرماتے ہیں۔

امام ابن جریر بھی اسی تفسیر کو پسند کرتے ہیں اور اسی پر اجماع بتاتے ہیں، مسند احمد میں ہے حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرا اونٹ عرفات میں گم ہو گیا میں اسے ڈھونڈنے کے لئے نکلا تو میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو وہاں ٹھہرے ہوئے دیکھا کہنے لگا یہ کیا بات ہے کہ یہ حمس ہیں اور پھر یہاں حرم کے باہر آکر ٹھہرے ہیں، ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ افاضہ سے مراد یہاں مزدلفہ سے رمی جمار کے لئے منی کو جاتا ہے، واللہ اعلم، اور الناس سے مراد حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام ہیں، بعض کہتے ہیں مراد امام ہے، ابن جریر فرماتے ہیں اگر اس کے خلاف اجماع کی حجت نہ ہوتی تو یہی قول راجح رہتا۔

پھر استغفار کا ارشاد ہوتا ہے جو عموماً عبادات کے بعد فرمایا جاتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرض نماز سے فارغ ہو کر تین مرتبہ استغفار کیا کرتے تھے۔ (مسلم)

آپ لوگوں کو سبحان اللہ، الحمد للہ، اللہ اکبر تینتیس تینتیس مرتبہ پڑھنے کا حکم دیا کرتے تھے (بخاری ومسلم) یہ بھی مروی ہے کہ عرفہ کے دن شام کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے لئے استغفار کیا (ابن جریر) آپ کا یہ ارشاد بھی مروی ہے کہ تمام استغفاروں کا سردار یہ استغفار ہے دعا (اللّٰهم انت ربی لا اله الا انت خلقتنی وانا عبدك وانا علی عهدك ووعدك ما استطعت اعوذ بك من شر ما صنعت ابوء لك بنعمتك علی وابوء بذنبی فاغفرلی فانه لا یغفر الذنوب الا انت) حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو شخص اسے رات کے وقت پڑھ لے اگر اسی رات مر جائے گا تو قطعاً جنتی ہوگا اور جو شخص اسے دن کے وقت پڑھے گا اور اسی دن مرے گا تو وہ بھی جنتی ہے۔ (بخاری)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ کہا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے کوئی دعا سکھائیے کہ میں نماز میں اسے پڑھا کروں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ پڑھو دعا (اللّٰھم انی ظلمت نفسی ظلما کثیرا ولا یغفر الذنوب الا انت فاغفر لی مغفرۃ من عندك وارحمنی انك انت الغفور الرحیم)۔ (بخاری ومسلم)

عرفات کو عرفات کہنے کی وجہ اور وقوف عرفات کا بیان

عرفہ ایک مخصوص جگہ کا نام ہے اور یہ زمان کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے بایں طور کہ نویں ذی الحجہ کو عرفہ کا دن کہتے ہیں۔ لیکن عرفات جمع کے لفظ کے ساتھ صرف اس مخصوص جگہ ہی کے لئے استعمال ہوتا ہے اور یہ جمع اطراف وجوانب کے اعتبار سے ہے۔

عرفات مکہ مکرمہ سے تقریباً ساڑھے پندرہ میل (پچیس کلومیٹر) کے فاصلہ پر واقع ہے یہ ایک وسیع وادی یا میدان ہے جو اپنے تین طرف سے پہاڑیوں سے گھرا ہوا ہے، درمیان میں اس کے شمالی جانب جبل الرحمۃ ہے۔

عرفات کی وجہ تسمیہ کے متعلق بہت اقوال ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت آدم اور حضرت حوا جب جنت سے اتر کر اس دنیا میں آئے تو وہ دونوں سب سے پہلے اسی جگہ ملے۔ اس تعارف کی مناسبت سے اس کا نام عرفہ پڑ گیا ہے اور یہ جگہ عرفات کہلائی۔ ایک قول یہ ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام جب اس جگہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو افعال حج کی تعلیم دے رہے تھے تو وہ اس دوران ان سے پوچھتے کہ عرفت (یعنی جو تعلیم میں نے دی ہے) تم نے اسے جان لیا؟ حضرت ابراہیم جواب میں کہتے عرفت (ہاں میں جان لیا) اور آخر کار دونوں کے سوال وجواب میں اس کلمہ کا استعمال اس جگہ کی وجہ تسمیہ بن گیا۔ ان کے علاوہ اور بھی اقوال ہیں۔

وقوف عرفات یعنی نویں ذی الحجہ کو ہر حاجی کا میدان عرفات میں پہنچنا اس کی ادائیگی حج کے سلسلہ میں ایک سب سے بڑا رکن ہے جس کے بغیر حج نہیں ہوتا، چنانچہ حج کے دو رکنوں یعنی طواف الافاضہ اور وقوف عرفات میں وقوف عرفات چونکہ حج کا سب سے بڑا رکن ہے اس لئے اگر یہ ترک ہوگیا تو حج ہی نہیں ہوگا۔

مقام عرفہ یا عرفات، مکہ مکرمہ کے جنوب مشرق میں جبل رحمت کے دامن میں واقع ہے۔ جہاں وقوف عرفات جیسا حج کا بنیادی رکن ادا کیا جاتا ہے۔ یہ میدان مکے سے تقریباً **16** کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔

عرفات سال کے **354** دن غیر آباد رہتا ہے اور صرف ایک دن کے **8** سے **10** گھنٹوں کے لیے **9**) ذی الحج) ایک عظیم الشان شہر بنتا ہے۔ یہ **9** ذی الحج کی صبح آباد ہوتا ہے اور غروب آفتاب کے ساتھ ہی اس کی تمام آبادی رخصت ہو جاتی ہے اور حجاج ایک رات کیلیے مزدلفہ میں قیام کرتے ہیں۔ دور جاہلیت میں قریش نے حرم سے متعلق دیگر بدعات کے علاوہ مناسک حج سے وقوف عرفات کو بھی خارج کر دیا تھا۔ قبل از اسلام دیگر لوگ تو عرفات تک جاتے تھے لیکن قریش مزدلفہ سے آگے نہ بڑھتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم اہل حرم ہیں اس لیے حرم کی حدود سے باہر نہیں نکلیں گے لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم (حجۃ الوداع) کے موقع پر ارشاد خداوندی کے تحت عام لوگوں کے ساتھ خود بھی عرفات تک گئے۔

ائمہ ثلاثہ کے نزدیک عرفات کو پالینے والے کا حج ہوگیا

حضرت امام مالک رحمہ اللہ، امام ابوحنیفہ اور امام شافعی کا یہی مذہب ہے کہ دسویں کی فجر سے پہلے جو شخص عرفات میں پہنچ جائے، اس نے حج پالیا، حضرت امام احمد، فرماتے ہیں کہ ٹھہرنے کا وقت عرفہ کے دن کے شروع سے ہے ان کی دلیل وہ حدیث ہے جس میں مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مزدلفہ میں نماز کے لئے نکلے تو ایک شخص حاضر خدمت ہوا اور اس نے پوچھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ! میں طی کی پہاڑیوں سے آرہا ہوں اپنی سواری کو میں نے تھکا دیا اور اپنے نفس پر بڑی مشقت اٹھائی واللہ ہر ہر پہاڑ پر ٹھہرتا آیا ہوں کیا میرا حج ہوگیا؟ آپ نے فرمایا جو شخص ہمارے یہاں کی اس نماز میں پہنچ جائے اور ہمارے ساتھ چلتے وقت تک ٹھہرا رہے اور اس سے پہلے وہ عرفات میں بھی ٹھہر چکا ہو خواہ رات کو خواہ دن کو اس کا حج پورا ہوگیا اور وہ فریضہ سے فارغ ہوگیا۔ (مسند احمد وسنن) امام ترمذی اسے صحیح کہتے ہیں۔

امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس اللہ تعالیٰ نے حضرت جرائیل علیہ السلام کو بھیجا اور انہوں نے آپ کو حج کرایا جب عرفات میں پہنچے تو پوچھا کہ (عرفت) کیا تم نے پہچان لیا؟

حضرت خلیل اللہ علیہ السلام نے جواب دیا (عرفت) میں نے جان لیا کیونکہ اس سے پہلے یہاں آچکے تھے اس لئے اس جگہ کا نام ہی عرفہ ہوگیا، حضرت عطاء، حضرت ابن عباس، حضرت ابن عمر اور حضرت ابومجلز سے بھی یہی مروی ہے واللہ اعلم۔

"مشعر الحرام" "مشعر الاقصی" اور "الال" بھی ہے، اور اس پہاڑ کو بھی عرفات کہتے ہیں جس کے درمیان جبل الرحمۃ ہے، ابو طالب کے ایک مشہور قصیدے میں بھی ایک شعر ان معنوں کا ہے، اہل جاہلیت بھی عرفات میں ٹھہرتے تھے جب پہاڑ کی دھوپ چوٹیوں پر ایسی باقی رہ جاتی جیسے آدمی کے سر پر عمامہ ہوتا ہے تو وہ وہاں سے چل پڑتے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہاں سے اس وقت چلے جب سورج بالکل غروب ہوگیا، پھر مزدلفہ میں پہنچ کر یہاں پڑاؤ کیا اور سویرے اندھیرے ہی اندھیرے بالکل اول وقت میں رات کے اندھیرے اور صبح کی روشنی کے ملے جلے وقت میں آپ نے یہیں نماز صبح ادا کی اور جب روشنی واضح ہوگئی تو صبح کی نماز کے آخری وقت میں آپ نے وہاں سے کوچ کیا۔

حضرت مسور بن مخرمہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں عرفات میں خطبہ سنایا اور حسب عادت حمد وثنا کے بعد اما بعد کہہ کر فرمایا کہ حج اکبر آج ہی کا دن ہے دیکھو مشرک اور بت پرست تو یہاں سے جب دھوپ پہاڑوں کی چوٹیوں پر اس طرح ہوتی تھی جس طرح لوگوں کے سروں پر عمامہ ہوتا ہے تو سورج غروب ہونے سے پیشتر ہی لوٹ جاتے تھے لیکن ہم سورج غروب ہونے کے بعد یہاں سے واپس ہوں گے وہ مشعر الحرام سے سورج نکلنے کے بعد چلتے تھے جبکہ اتنی وہ پہاڑوں کی چوٹیوں پر دھوپ اس طرح نمایاں ہوجاتی جس طرح لوگوں کے سروں پر عمامے ہوتے ہیں لیکن ہم سورج نکلنے سے پہلے ہی چل دیں گے ہمارا طریقہ مشرکین کے طریقے کے خلاف ہے (ابن مردویہ ومستدرک حاکم) امام حاکم نے اسے شرط شیخین پر اور بالکل صحیح بتلایا ہے۔

اس سے یہ بھی ثابت ہوگیا کہ حضرت مسور رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے ان لوگوں کا قول ٹھیک

نہیں جو فرماتے ہیں کہ حضرت مسور نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے لیکن آپ سے کچھ سنا نہیں، حضرت معرور بن سوید کا بیان ہے کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو عرفات سے لوٹتے ہوئے دیکھا گویا اب تک بھی وہ منظر میرے سامنے ہے، آپ کے سر کے اگلے حصے پر بال نہ تھے اپنے اونٹ پر تھے اور فرما رہے تھے ہم واضح روشنی میں لوٹے صحیح مسلم کی حضرت جابر والی ایک مطول حدیث جس میں حجۃ الوداع کا پورا بیان ہے اس میں یہ بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سورج کے غروب ہونے تک عرفات میں ٹھہرے جب سورج چھپ گیا اور قدرے زردی ظاہر ہونے لگی تو آپ نے اپنے پیچھے اپنی سواری پر حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو سوار کیا اور اونٹنی کی نکیل تان لی یہاں تک کہ اس کا سر پالان کے قریب پہنچ گیا اور دائیں ہاتھ سے لوگوں کو اشارہ فرماتے جاتے تھے کہ لوگو آہستہ آہستہ چلو یعنی اطمینان وسکون اور دلجمعی کے ساتھ چلو جب کوئی پہاڑی آئی تو نکیل قدرے ڈھیلی کرتے تاکہ جانور بہ آسانی اوپر چڑھ جائے، مزدلفہ میں آکر آپ نے مغرب اور عشاء کی نماز ادا کی اذان ایک ہی کہلوائی اور دونوں نمازوں کی تکبیریں الگ الگ کہلوائیں مغرب کے فرضوں اور عشا کے فرضوں کے درمیان سنت نوافل کچھ نہیں پڑھے پھر لیٹ گئے، صبح صادق کے طلوع ہونے کے بعد نماز فجر ادا کی جس میں اذان واقامت ہوئی پھر قصوی نامی اونٹنی پر سوار ہو کر مشعر الحرام میں آئے قبلہ کی طرف متوجہ ہو کر دعا میں مشغول ہو گئے اور اللہ اکبر اور لا الہ الا اللہ اور اللہ کی توحید بیان کرنے لگے یہاں تک کہ خوب سویرا ہو گیا، سورج نکلنے سے پہلے ہی پہلے آپ یہاں سے روانہ ہو گئے،

حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے سوال ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب یہاں سے چلے تو کیسی چال چلتے تھے فرمایا اور درمیانہ دھیمی چال سواری چلا رہے تھے ہاں جب راستہ میں کشادگی دیکھتے تو ذرا تیز کر لیتے (بخاری ومسلم)

پھر فرمایا عرفات سے لوٹتے ہوئے مشعر الحرام میں اللہ کا ذکر کرو یعنی یہاں دونوں نمازیں جمع کر لیں، عمرو بن میمون رحمۃ اللہ علیہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مشعر الحرام کے بارے میں دریافت فرماتے ہیں تو آپ خاموش رہتے ہیں جب قافلہ مزدلفہ میں جا کر اترتا ہے تو فرماتے ہیں سائل کہاں ہے یہ مشعر الحرام، آپ سے یہ بھی مروی ہے کہ مزدلفہ تمام کا تمام مشعر الحرام ہے، پہاڑ بھی اور اس کے آس پاس کی کل جگہ، آپ نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ قزح پر بھیڑ بھاڑ کر رہے ہیں تو فرمایا یہ لوگ کیوں بھیڑ بھاڑ کر رہے ہیں؟ یہاں کی سب جگہ مشعر الحرام ہے، اور بھی بہت سے مفسرین نے یہی فرمایا ہے کہ دونوں پہاڑوں کے درمیان کی کل جگہ مشعر الحرام ہے،

حضرت عطاء سے سوال ہوتا ہے کہ مزدلفہ کہاں ہے آپ فرماتے ہیں جب عرفات سے چلے اور میدان عرفات کے دونوں کنارے چھوڑے پھر مزدلفہ شروع ہو گیا وادی محسر تک جہاں چاہو ٹھہرو لیکن میں تو قزح سے ادھر ہی ٹھہرنا پسند کرتا ہوں تاکہ راستے سے یکسوئی ہو جائے، مشاعر کہتے ہیں ظاہری نشانوں کو مزدلفہ کو مشعر الحرام اس لئے کہتے ہیں کہ وہ حرم میں داخل ہے، سلف صالحین کی ایک جماعت کا اور بعض اصحاب شافعی کا مثلاً قفال اور ابن خزیمہ کا خیال ہے کہ یہاں کا ٹھہرنا حج کا رکن ہے بغیر یہاں ٹھہرے حج صحیح نہیں ہوتا کیونکہ ایک حدیث حضرت عروہ بن مضرس سے اس معنی کی مروی ہے، بعض کہتے ہیں یہ ٹھہرنا واجب ہے۔

حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کا ایک قول یہ بھی ہے اگر کوئی یہاں نہ ٹھہرا تو قربانی دینی پڑے گی، امام صاحب کا دوسرا قول یہ ہے کہ مستحب ہے اگر نہ بھی ٹھہرا تو کچھ حرج نہیں، پس یہ تین قول ہوئے۔ ایک مرسل حدیث میں ہے کہ عرفات کا سارا میدان ٹھہرنے کی جگہ ہے، عرفات سے بھی اٹھو اور مزدلفہ کی کل حد بھی ٹھہرنے کی جگہ ہے ہاں وادی محسر نہیں۔

عرفات سے امام سے پہلے جانیوالے سے متعلق مذاہب اربعہ

جو بندہ عرفات سے امام سے پہلے چلا گیا تو اس پر دم واجب ہے۔ حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ اس پر کوئی شئی واجب نہیں ہے کیونکہ اصل رکن وقوف عرفہ ہے لہٰذا ترک طواف کی وجہ سے کچھ واجب نہ ہوگا۔ اور امام شافعی کے دوسرے قول کے مطابق اس پر دم واجب ہے، جس طرح ہمارا موقف ہے۔ اور امام مالک اور امام احمد علیہ الرحمہ نے بھی اسی طرح کہا ہے اگرچہ انہوں نے رات کے وقوف اور دن کے وقوف کو جمع نہیں کیا۔ اور علامہ کاکی نے بھی کہا ہے دن رات کو جمع کرنا شرط نہیں ہے۔ علامہ سروجی نے کہا ہے امام مالک علیہ الرحمہ نے اشتراط وقوف میں دن کو کچھ قرار نہیں دیا۔ کیونکہ ان کے نزدیک رکن ہے۔ (البنائیہ شرح الہدایہ، ۵، ص، ۲٦۷، حقانیہ ملتان)

جو شخص غروب آفتاب سے پہلے عرفات سے چلا گیا دَم دے پھر اگر غروب سے پہلے واپس آیا تو ساقط ہو گیا اور غروب کے بعد واپس ہوا تو نہیں اور عرفات سے چلا آنا خواہ باختیار ہو یا بلا اختیار ہو مثلاً اونٹ پر سوار تھا وہ اسے لے بھاگا دونوں صورت میں دَم ہے۔

اگر کسی نے اس واجب کو بلا عذر شرعی ترک کر دیا تو اسے بعض ائمہ (مالک، شافعی، اور ایک روایت میں امام احمد) کے نزدیک دَم دینا پڑے گا جبکہ امام احمد کی مشہور روایت اور اَحناف کے نزدیک ترکِ قیامِ منیٰ پر فدیہ نہیں ہے۔ لیکن اُنہیں رمی کرنا ہوگی، ایسے لوگ ایک دن بکریاں چرائیں اور ایک دن میں دونوں کی اکٹھی کنکریاں مار لیں۔ (ابن حبان، رقم، ۲۹۷۵)

بَاب الْأَمْرِ بِالسَّكِيْنَةِ فِي الْإِفَاضَةِ مِنْ عَرَفَةَ

یہ باب ہے کہ عرفہ سے روانگی کے وقت سکون سے چلنے کا حکم

3019 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحْرِزُ بْنُ الْوَضَّاحِ عَنْ إِسْمَاعِيلَ - يَعْنِي ابْنَ أُمَيَّةَ - عَنْ أَبِي غَطَفَانَ بْنِ طَرِيفٍ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ لَمَّا دَفَعَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَنَقَ نَاقَتَهُ حَتَّى أَنَّ رَأْسَهَا لَيَمَسُّ وَاسِطَةَ رَحْلِهِ وَهُوَ يَقُولُ لِلنَّاسِ "السَّكِينَةَ السَّكِينَةَ" - عَشِيَّةَ عَرَفَةَ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم روانہ ہوئے تو آپ نے اپنی اونٹنی کی مہار کو زور سے کھینچا ہوا تھا یہاں تک کہ اونٹنی کا سر پالان کے اگلے حصے کو چھو رہا تھا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں سے یہ فرما رہے تھے کہ آرام سے چلو آرام سے چلو' یہ عرفہ کی شام کی بات ہے۔

3019- انفرد به النسائي . تحفة الأشراف (6568) .

3020 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ اَبِى الزُّبَيْرِ عَنْ اَبِى مَعْبَدٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ وَّكَانَ رَدِيفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِى عَشِيَّةِ عَرَفَةَ وَغَدَاةِ جَمْعٍ لِلنَّاسِ حِيْنَ دَفَعُوا "عَلَيْكُمُ السَّكِيْنَةَ" . وَهُوَ كَافٌّ نَاقَتَهُ حَتّٰى اِذَا دَخَلَ مُحَسِّرًا وَّهُوَ مِنْ مِنًى قَالَ "عَلَيْكُمْ بِحَصَى الْخَذْفِ الَّذِى يُرْمٰى بِهٖ" . فَلَمْ يَزَلْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُلَبِّى حَتّٰى رَمَى الْجَمْرَةَ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما' حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سوار تھے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفہ کی شام اور مزدلفہ کی صبح لوگوں سے فرمایا' یعنی اس وقت جب لوگ روانہ ہو رہے تھے (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:)

تم پر سکون لازم ہے (یعنی آرام سے چلو)۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اونٹنی کو بھی کھینچا ہوا تھا (یعنی اس کی رفتار آہستہ کی ہوئی تھی) یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب وادی محسر میں پہنچے جو منیٰ میں ہے' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم چھوٹی کنکریاں لینا جس کے ذریعے رمی کی جاتی ہے' اس کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تلبیہ پڑھتے رہے' یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمرہ کی رمی کر لی (تو تلبیہ پڑھنا موقوف کیا)۔

3021 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَبِى الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ اَفَاضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ السَّكِيْنَةُ وَاَمَرَهُمْ بِالسَّكِيْنَةِ وَاَوْضَعَ فِىْ وَادِىْ مُحَسِّرٍ وَّاَمَرَهُمْ اَنْ يَّرْمُوا الْجَمْرَةَ بِمِثْلِ حَصَى الْخَذْفِ .

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب روانہ ہوئے تو آپ آرام سے چل رہے تھے' آپ نے لوگوں کو بھی آرام سے چلنے کی ہدایت کی' البتہ آپ نے وادی محسر میں اونٹنی کی رفتار تیز کر دی' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو یہ حکم دیا:

وہ چھوٹی سی کنکریوں کے ذریعے رمی جمرات کریں۔

3022 - اَخْبَرَنِىْ اَبُوْ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ اَبِى الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَفَاضَ مِنْ عَرَفَةَ وَجَعَلَ يَقُوْلُ "السَّكِيْنَةَ عِبَادَ اللّٰهِ" . يَقُوْلُ بِيَدِهٖ هٰكَذَا وَاَشَارَ اَيُّوْبُ بِبَاطِنِ كَفِّهٖ اِلَى السَّمَاءِ .

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب عرفہ سے روانہ ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

3020-اخرجه مسلم في الحج، باب استحباب ادامة الحاج التلبية حتى يشرع في رمي جمرة العقبة يوم النحر (الحديث 268) . و اخرجه النسائي في مناسك الحج، الرخصة للضعفة ان يصلوا يوم النحر الصبح بمنى (الحديث 3052)، و من اين يلتقط الحصى (الحديث 3058) . تحفة الاشراف (11057) .

3021-اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب التعجيل من جمع (الحديث 1944) . و اخرجه ابن ماجه في المناسك، باب الوقوف بجمع (الحديث 3023) مطولًا . تحفة الاشراف (2747) .

3022-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (2672) .

اے اللہ کے بندو! آرام سے چلو!
آپ ﷺ اپنے دست مبارک کے ذریعے اس طرح اشارہ بھی کر رہے تھے۔
ایوب نے اپنی ہتھیلی کے ذریعے آسمان کی طرف اشارہ کر کے یہ بات بیان کی۔

باب كَيْفَ السَّيْرُ مِنْ عَرَفَةَ

یہ باب ہے کہ عرفہ سے کس طرح چلا جائے؟

3023 - اَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيهِ عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ اَنَّهُ سُئِلَ عَنْ مَسِيْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ قَالَ كَانَ يَسِيْرُ الْعَنَقَ فَاِذَا وَجَدَ فَجْوَةً نَصَّ وَالنَّصُّ فَوْقَ الْعَنَقِ .

☆☆ ہشام اپنے والد کے حوالے سے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: ان سے حجۃ الوداع کے موقع پر نبی اکرم ﷺ کے روانہ ہونے کے بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے فرمایا: نبی اکرم ﷺ درمیانی رفتار سے چل رہے تھے، جب آپ ﷺ کچھ آدمی پاتے تھے (یعنی رش کم ہوتا تھا) تو آپ رفتار تیز کر دیتے تھے۔
(راوی کہتے ہیں:) نص لفظ کے ذریعے جس رفتار کا تذکرہ کیا جاتا ہے وہ عنق سے زیادہ تیز ہوتی ہے۔

شرح

عرفہ ایک مخصوص جگہ کا نام ہے اور یہ زمان کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے بایں طور کہ نویں ذی الحجہ کو عرفہ کا دن کہتے ہیں۔ لیکن "عرفات" جمع کے لفظ کے ساتھ صرف اس مخصوص جگہ ہی کے لئے استعمال ہوتا ہے اور یہ جمع اطراف و جوانب کے اعتبار سے ہے۔ "عرفات" مکہ مکرمہ سے تقریباً ساڑھے پندرہ میل (پچیس کلومیٹر) کے فاصلہ پر واقع ہے یہ ایک وسیع وادی یا میدان ہے جو اپنے تین طرف سے پہاڑیوں سے گھرا ہوا ہے، درمیان میں اس کے شمالی جانب جبل الرحمۃ ہے۔ عرفات کی وجہ تسمیہ کے متعلق بہت اقوال ہیں۔

کہا جاتا ہے کہ حضرت آدم اور حضرت حوا جب جنت سے اتر کر اس دنیا میں آئے تو وہ دونوں سب سے پہلے اسی جگہ ملے۔ اس تعارف کی مناسبت سے اس کا نام عرفہ پڑ گیا ہے اور یہ جگہ عرفات کہلائی۔

ایک قول یہ ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام جب اس جگہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو افعال حج کی تعلیم دے رہے تھے تو وہ اس دوران ان سے پوچھتے کہ عرفت (یعنی جو تعلیم میں نے دی ہے) تم نے اسے جان لیا؟ حضرت ابراہیم جواب میں کہتے

3023-اخرجه البخاري في الحج، باب السير اذا دفع من عرفة (الحديث 1666)، و في الجهاد، باب السرعة في السير (الحديث 2999)، و في المغازي، باب حجة الوداع (الحديث 4413) . و اخرجه مسلم في الحج، باب الافاضة من عرفات الى المزدلفة و استحباب صلاتي المغرب و العشاء جميعًا بالمزدلفة في هذه الليلة (الحديث 283 و 284) . و اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب الدفعة من عرفة (الحديث 1923) . و اخرجه النسائي في مناسك الحج، الرخصة للضعفة ان يصلوا يوم النحر الصبح بمنى (الحديث 3051) . و اخرجه ابن ماجه في المناسك، باب الدفع من عرفة (الحديث 3017) تحفة الاشراف (104) .

عرفت (ہاں میں جان لیا) اور آخر کار دونوں کے سوال و جواب میں اس کلمہ کا استعمال اس جگہ کی وجہ تسمیہ بن گیا۔ ان کے علاوہ اور بھی اقوال ہیں۔

وقوف عرفات یعنی نویں ذی الحجہ کو ہر حاجی کا میدان عرفات میں پہنچنا اس کی ادائیگی حج کے سلسلہ میں ایک سب سے بڑا رکن ہے جس کے بغیر حج نہیں ہوتا، چنانچہ حج کے دو رکنوں یعنی طواف الافاضہ اور وقوف عرفات میں وقوف عرفات چونکہ حج کا سب سے بڑا رکن ہے اس لئے اگر یہ ترک ہو گیا تو حج ہی نہیں ہو گا۔

بَاب النُّزُولِ بَعْدَ الدَّفْعِ مِنْ عَرَفَةَ

یہ باب ہے کہ عرفہ سے روانہ ہونے کے بعد سواری سے نیچے اترنا

3024 – اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ اِبْرَاهِيمَ بْنِ عُقْبَةَ عَنْ كُرَيْبٍ عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيْثُ اَفَاضَ مِنْ عَرَفَةَ مَالَ اِلَى الشِّعْبِ قَالَ فَقُلْتُ لَهُ اَتُصَلِّي الْمَغْرِبَ قَالَ "الْمُصَلّٰى اَمَامَكَ".

☆☆ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ جب عرفہ سے روانہ ہوئے تو آپ ﷺ ایک گھاٹی کی طرف چلے گئے، میں نے آپ ﷺ سے دریافت کیا کہ آپ مغرب کی نماز ادا کریں گے؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: نماز کی جگہ آگے ہے۔

3025 – اَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلاَنَ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اِبْرَاهِيمَ بْنِ عُقْبَةَ عَنْ كُرَيْبٍ عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَزَلَ الشِّعْبَ الَّذِي يَنْزِلُهُ الْاُمَرَاءُ فَبَالَ ثُمَّ تَوَضَّاَ وُضُوءًا خَفِيفًا فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ الصَّلاَةَ . قَالَ "الصَّلاَةُ اَمَامَكَ" . فَلَمَّا اَتَيْنَا الْمُزْدَلِفَةَ لَمْ يَحُلَّ آخِرُ النَّاسِ حَتّٰى صَلّٰى .

☆☆ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ اس گھاٹی میں اترے جہاں امراء پڑاؤ کرتے ہیں، وہاں آپ ﷺ نے پیشاب کیا، پھر آپ نے مختصر سا وضو کیا، میں نے عرض کی: یارسول اللہ! نماز؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نماز آگے ہو گی۔ پھر جب ہم مزدلفہ آئے تو ابھی آخری فرد مزدلفہ نہیں پہنچا ہو گا کہ نبی اکرم ﷺ نے نماز ادا کر لی۔

3024-اخرجه البخاري في الوضوء، باب اسباغ الوضوء (الحديث 139) مطولاً، و باب الرجل يوضيء صاحبه (الحديث 181)، و في الحج، باب النزول بين عرفة و جمع (الحديث 1667)، و باب الجمع بين الصلاتين بالمزدلفة (الحديث 1672) مطولاً . و اخرجه مسلم في الحج، باب الافاضة من عرفات الى المزدلفة و استحباب صلاتي المغرب و العشاء جميعًا بالمزدلفة في هذه الليلة (الحديث 276 و 277 و 278 و 279 و 280) . و اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب الدفعة من عرفة (الحديث 1925) . و اخرجه النسائي في مناسك الحج، النزول بعد الدفع من عرفة (الحديث 3025) . تحفة الاشراف (115) .

3025-تقدم في مناسك الحج، النزول بعد الدفع من عرفة (الحديث 3024) .

بَابُ الْجَمْعِ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ بِالْمُزْدَلِفَةِ

یہ باب ہے کہ مزدلفہ میں دو نمازیں ایک ساتھ ادا کرنا

وقوف مزدلفہ کی شرعی حیثیت کا بیان

ہمارے نزدیک یہ وقوف واجب ہے رکن نہیں ہے کیونکہ اگر حج کرنے والے نے اس کو ترک کیا تو اس پر دم لازم آئے گا۔ جبکہ حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ یہ رکن ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: جب تم عرفات سے واپس آؤ تو مشعر حرام کے پاس اللہ کا ذکر کرو۔ اور اس طرح کے حکم سے رکن ہونا ثابت ہوتا ہے۔

ہماری دلیل یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے اہل میں کمزوروں کو رات میں پہلے بھیج دیا اور اگر وقوف مزدلفہ رکن ہوتا تو آپ ﷺ اس طرح حکم نہ دیتے۔

اور تمہاری تلاوت کردہ آیت میں ذکر مذکور ہے جو بہ اجماع رکن نہیں ہے۔ اور وقوف مزدلفہ کا وجوب ہم نے نبی کریم ﷺ کے اس فرمان سے پہنچایا کہ جس نے ہمارے ساتھ اس موقف میں وقف کیا حالانکہ اس سے پہلے وہ عرفات سے ہو آیا ہو۔ تو اس کا حج مکمل ہوگیا۔ آپ ﷺ نے تمام حج کو وقوف مزدلفہ کے ساتھ معلق کیا ہے اور یہی واجب ہونے کی علامت کے قابل ہے ہاں البتہ جب حاجی نے اس کو عذر کی بناء پر ترک کیا یعنی اس وجہ سے کہ اس میں کمزوری یا بیماری یا وہ عورت جو بھیڑ سے ڈرنے والی ہو تو اس پر کچھ واجب نہیں ہے۔ اسی حدیث کی بناء پر جو ہم نے روایت کی ہے۔ (ہدایہ، حج، لاہور)

وقوف مزدلفہ کے وجوب میں فقہی اختلاف کا بیان

علامہ علی بن سلطان ملا علی قاری حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ ہمارے نزدیک مزدلفہ کا وقوف واجب ہے۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے ہمارے یہ وقوف مزدلفہ کیا تو اس کا حج مکمل ہوگیا ہے اس حدیث کو اصحاب سنن نے روایت کیا ہے اور امام طحاوی علیہ الرحمہ عروہ بن مضرس سے روایت کیا ہے اور اس کے ساتھ حج کی تکمیل کو معلق کیا ہے۔ لہٰذا اس سے وجوب ثابت ہوگا رکنیت ثابت نہ ہوگی۔ کیونکہ یہ خبر واحد ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے اہل و کمزوروں کو رات کو روانہ کر دیا۔ لہٰذا اگر وقوف مزدلفہ رکن ہوتا تو اہل وضعفاء وغیرہ کو رات کو ہی روانہ نہ کیا جاتا۔ لہٰذا اس سے لیث بن سعد کا قول بھی دور ہوگیا کیونکہ وہ کہتے ہیں رکن ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ھے "فَإِذَا أَفَضْتُم مِنْ عَرَفَاتٍ فَاذْكُرُوا اللَّهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ" اس میں مامور بہ اللہ کا ذکر ہے۔ لہٰذا بہ اجماع وقوف مزدلفہ رکن نہ ہوا۔ کیونکہ اس کے ترک پر کچھ واجب نہیں ہے جو ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔

حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ نے کہا ہے وقوف سنت ہے۔ اور مزدلفہ میں رات گزارنے کے بارے امام شافعی کے دو اقوال ہیں۔ ایک وجوب کا ہے اور ایک سنت کا ہے اور یہی ہمارا مذہب ہے۔ اور علامہ عینی نے "شرح تحفۃ الملوک" میں اسی

طرح ذکر کیا ہے۔

اور امام شافعی علیہ الرحمہ کے نزدیک وقوف مزدلفہ رکن ہونے کا قول جس کی اتباع صاحب ہدایہ نے کی ہے وہ صحیح نہیں ہے بلکہ صراحت کے ساتھ وہم ہے۔ (شرح الوقایہ، ج ۲، ص ۳۰، بیروت)

3026 - اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبِ بْنِ عَرَبِيٍّ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ يَحْيَى عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ اَبِىْ اَيُّوْبَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمَعَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِجَمْعٍ .

☆☆ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کی نمازیں ایک ساتھ ادا کی تھیں۔

3027 - اَخْبَرَنَا الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّا قَالَ حَدَّثَنَا مُصْعَبُ بْنُ الْمِقْدَامِ عَنْ دَاوُدَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ عُمَارَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمَعَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِجَمْعٍ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کی نمازیں ایک ساتھ ادا کی تھیں۔

3028 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنِ ابْنِ اَبِىْ ذِئْبٍ قَالَ حَدَّثَنِى الزُّهْرِيُّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمَعَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِجَمْعٍ بِاِقَامَةٍ وَّاحِدَةٍ لَّمْ يُسَبِّحْ بَيْنَهُمَا وَلَا عَلٰى اِثْرِ كُلِّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُمَا .

☆☆ سالم اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کی نمازیں ایک اقامت کے ساتھ ایک ساتھ ادا کی تھیں' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کے درمیان کوئی نفل نماز ادا نہیں کی تھی اور نہ ہی ان دونوں میں سے کسی ایک نماز کے بعد (کوئی نفل نماز ادا کی تھی)۔

3029 - اَخْبَرَنَا عِيْسَى بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ اَخْبَرَهُ اَنَّ اَبَاهُ قَالَ جَمَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ لَيْسَ بَيْنَهُمَا سَجْدَةٌ صَلَّى الْمَغْرِبَ ثَلَاثَ رَكَعَاتٍ وَّالْعِشَاءَ رَكْعَتَيْنِ . وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ يَجْمَعُ كَذٰلِكَ حَتّٰى لَحِقَ بِاللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ .

☆☆ عبیداللہ بن عبداللہ بیان کرتے ہیں: ان کے والد نے یہ بات بتائی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب اور عشاء کی نمازیں ایک ساتھ ادا کی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کے درمیان کوئی نفل نماز ادا نہیں کی تھی' آپ نے مغرب کی تین

3026-تقدم (الحديث 604) .

3027-تقدم (الحديث 607) .

3028-تقدم (الحديث 659) .

3029-اخرجه مسلم في الحج، باب الافاضة من عرفات الى المزدلفة و استحباب صلاتي المغرب و العشاء جميعاً بالمزدلفة في هذه الليلة (الحديث 287) . تحفة الاشراف (7309) .

رکعات پڑھی تھیں اور عشاء کی دو رکعات پڑھی تھیں۔ (راوی کہتے ہیں:) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی اسی طرح دونوں نمازیں ایک ساتھ ادا کیا کرتے تھے' یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہو گئے (یعنی وہ زندگی بھر ایسا ہی کرتے رہے)۔

3030 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَلَمَةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ صَلَّى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَغْرِبَ وَالْعِشَآءَ بِجَمْعٍ بِاِقَامَةٍ وَّاحِدَةٍ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مزدلفہ میں ایک ہی اقامت کے ساتھ مغرب اور عشاء کی نمازیں ایک ساتھ ادا کی تھیں۔

3031 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ اَنْبَاَنَا حِبَّانُ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ عُقْبَةَ اَنَّ كُرَيْبًا قَالَ سَاَلْتُ اُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ - وَكَانَ رِدْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشِيَّةَ عَرَفَةَ - فَقُلْتُ كَيْفَ فَعَلْتُمْ قَالَ اَقْبَلْنَا نَسِيْرُ حَتّٰى بَلَغْنَا الْمُزْدَلِفَةَ فَاَنَاخَ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ ثُمَّ بَعَثَ اِلَى الْقَوْمِ فَاَنَاخُوْا فِيْ مَنَازِلِهِمْ فَلَمْ يَحِلُّوْا حَتّٰى صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِشَآءَ الْاٰخِرَةَ ثُمَّ حَلَّ النَّاسُ فَنَزَلُوْا فَلَمَّا اَصْبَحْنَا انْطَلَقْتُ عَلٰى رِجْلَيَّ فِيْ سُبَّاقِ قُرَيْشٍ وَّرَدِفَهُ الْفَضْلُ .

☆☆ کریب بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے سوال کیا: وہ عرفہ کی شام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سوار تھے' میں نے دریافت کیا: تو آپ لوگوں نے کیا کیا تھا؟ انہوں نے بتایا: ہم لوگ چلتے رہے' یہاں تک کہ ہم مزدلفہ آ گئے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سواری کو بٹھایا' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب کی نماز ادا کی' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کی طرف پیغام بھیجا کہ وہ اپنی اپنی جگہ پر سواریاں بٹھالیں اور ابھی سب لوگ مزدلفہ نہیں پہنچے تھے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کی نماز بھی ادا کر لی' پھر سب لوگوں نے اپنی اپنی جگہ پر پڑاؤ کر لیا' اگلے دن صبح میں قریش کے پہلے جانے والے افراد کے ساتھ چلا گیا تھا' اور حضرت فضل رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سواری پر بیٹھ کر آئے تھے۔

امام مغرب وعشاء کی نماز ایک اذان واقامت کے ساتھ پڑھائے

امام لوگوں کو مغرب اور عشاء کی نماز ایک اذان واقامت کے ساتھ پڑھائے۔ جبکہ حضرت امام زفر علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ ایک اذان اور دو اقامتوں کے ساتھ پڑھائے۔ کیونکہ اس کو ظہر وعصر کو جمع کرنے پر قیاس کیا گیا ہے۔ اور ہماری دلیل یہ ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کو ایک اذان اور ایک اقامت کے ساتھ جمع فرمایا ہے۔ کیونکہ عشاء اپنے وقت میں ہے۔ اس لئے خبردار کرنے کے لئے الگ اقامت کہنے ضرورت نہیں ہے۔ جبکہ عصر عرفہ میں حکم

3030- تقدم (الحديث 480) .

3031- اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب الدفعة من عرفة (الحديث 1921) بنحوه و اخرجه ابن ماجه في المناسك ، باب النزول بين عرفات، و جمع لمن كانت له حاجة (الحديث 3019) . تحفة الاشراف (116) .

مخلف ہے کیونکہ وہ اپنے وقت سے مقدم ہے۔لہٰذا خبر دار کرنے کے لئے وہاں اقامت کہی جائے گی۔

(ہدایہ اولین، کتاب الحج، لاہور)

مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کی نماز کو ایک ساتھ پڑھنے میں احادیث کا بیان

حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مغرب اور عشاء کی نماز مزدلفہ میں جمع کر کے پڑھی اور ان دونوں (نمازوں) کے درمیان ایک رکعت بھی نہیں پڑھی اور مغرب کی تین رکعت اور عشاء کی دو رکعتیں پڑھیں اور سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ بھی اسی طرح (مغرب اور عشاء) جمع کر کے پڑھتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ سے مل گئے۔(مسلم۔714)

حضرت سیدنا سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ لوٹ کر مزدلفہ میں آئے تو وہاں انہوں نے ہمیں مغرب اور عشاء ایک تکبیر سے پڑھائی۔ پھر لوٹے اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اسی مقام پر اسی طرح نماز پڑھائی تھی۔

حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ہمیشہ نماز وقت پر ہی پڑھتے دیکھا مگر دو نمازیں۔ ایک مغرب وعشاء کہ مزدلفہ میں آپ ﷺ نے ملا کر پڑھیں اور (دوسری) اس کی صبح کو نمازِ فجر اپنے (معروف) وقت سے پہلے پڑھی۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کی نمازوں کو جمع کیا (یعنی عشاء کے وقت دونوں نمازوں کو ایک ساتھ پڑھا) اور ان میں سے ہر ایک کے لئے تکبیر کہی گئی (یعنی مغرب کے لئے علیحدہ تکبیر ہوئی اور عشاء کے لئے علیحدہ) اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ تو ان دونوں کے درمیان نفل نماز پڑھی اور نہ ان دونوں میں سے ہر ایک کے بعد۔(بخاری)

ان نمازوں کے بعد نفل پڑھنے کی جو نفی کی گئی ہے تو اس سے ان دونوں کے بعد سنتیں اور وتر پڑھنے کی نفی لازم نہیں آتی۔ باب قصۃ حجۃ الوداع میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی جو طویل حدیث گزری ہے اس کے ان الفاظ لم یسبح بینھما شیأ کی وضاحت اس طرح ہے۔

معروف حنفی محقق علامہ علی بن سلطان لکھتے ہیں: جب مزدلفہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم مغرب اور عشاء کی نمازیں پڑھ چکے تو مغرب وعشاء کی سنتیں اور نماز وتر بھی پڑھی۔ چنانچہ ایک روایت میں بھی یہ منقول ہے کہ نیز شیخ عابد سندھی نے در مختار کے حاشیہ میں اس بارہ میں علماء کے اختلافی اقوال نقل کرنے کے بعد یہی لکھا ہے کہ زیادہ صحیح بات یہی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کی نماز کے بعد سنتیں اور وتر پڑھی۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی نماز اپنے وقت کے علاوہ کسی اور وقت میں پڑھی ہو سوائے دو نمازوں کے کہ وہ مغرب وعشاء کی ہیں جو مزدلفہ میں پڑھی گئی تھیں (یعنی مزدلفہ میں مغرب کی نماز عشاء کے وقت میں پڑھی) اور اس دن (یعنی مزدلفہ میں قربانی کے دن) فجر کی نماز آپ صلی اللہ علیہ وسلم

نے وقت سے پہلے پڑھی تھی۔ (بخاری ومسلم)

یہاں صرف مغرب وعشاء کی نمازوں کو ذکر کیا گیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزدلفہ میں مغرب کی نماز عشاء کے وقت پڑھی، حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفات میں ظہر وعصر کی نماز بھی ایک ساتھ اسی طرح پڑھی تھی کہ عصر کی نماز مقدم کر کے ظہر کے وقت ہی پڑھ لی گئی تھی، لہٰذا یہاں ان دونوں نمازوں کو اس سبب سے ذکر نہیں کیا گیا کہ وہ دن کا وقت تھا، سب ہی جانتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کی نماز کو مقدم کر کے ظہر کے وقت پڑھا ہے اس لئے اس کو بطور خاص ذکر کرنے کی کوئی ضرورت محسوس نہیں ہوئی۔

فجر کی نماز وقت سے پہلے پڑھی کا مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دن فجر کی نماز وقت معمول یعنی اجالا پھیلنے سے پہلے تاریکی ہی میں پڑھ لی تھی، یہاں یہ مراد نہیں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کے وقت سے پہلے پڑھی تھی کیونکہ تمام ہی علماء کے نزدیک فجر کی نماز، فجر سے پہلے پڑھنی جائز نہیں ہے۔

امام ابوداؤد اپنی سند کے ساتھ لکھتے ہیں: حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم عرفات سے ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ لوٹے جب مزدلفہ میں پہنچے تو انہوں نے ہم کو مغرب کی تین اور عشاء کی دو رکعتیں پڑھائیں ایک ہی تکبیر سے۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو ابن عمر رضی اللہ عنہما ہم سے کہا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو اس جگہ اسی طرح نماز پڑھائی تھی (یعنی دونوں نمازیں ایک ہی تکبیر سے)

سلمہ بن کہیل سے روایت ہے کہ میں نے سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے مزدلفہ میں تکبیر کہی اور مغرب کی تین رکعتیں پڑھیں پھر عشاء کی دو رکعتیں پڑھیں اس کے بعد فرمایا میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ تھا انہوں نے اس جگہ ایسا ہی کیا تھا اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جگہ ایسا ہی کیا تھا۔

اشعث بن سلیم سے روایت ہے کہ میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ عرفات سے مزدلفہ کو آیا راستے میں وہ برابر تکبیر و تہلیل میں مشغول رہے یہاں تک کہ ہم مزدلفہ پہنچ گئے پس انہوں نے اذان دی اور اقامت کہی یا یہ کہا کہ انہوں نے کسی شخص کو حکم کیا اس نے اذان دی اور اقامت کہی اس کے بعد انہوں نے ہم کو مغرب کی تین رکعت پڑھائیں اور پھر ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا ایک اور نماز پڑھو اور انہوں نے ہم کو عشاء کی دو رکعتیں پڑھائیں اس کے بعد انہوں نے اپنا رات کا کھانا طلب کیا اشعث کہتے ہیں کہ علاج بن عمرو نے مجھ سے اسی طرح بیان کیا جس طرح میرے والد سلیم نے ابن عمر سے روایت کیا ہے کہ جب اس طریقہ کے متعلق ابن عمر سے کہا گیا تو انہوں نے کہا کہ میں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اسی طرح نماز پڑھی ہے۔ (سنن ابوداؤد)

مزدلفہ میں جمع شدہ نمازوں کے درمیان نفل نہ پڑھنے کا بیان

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم عرفات سے لوٹے یہاں تک کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھاٹی میں اترے اور پیشاب کیا اور وضو کیا لیکن مکمل وضو نہیں کیا (اس کے دو مفہوم ہو سکتے ہیں ایک تو یہ کہ آپ

صلی اللہ علیہ وسلم نے وضوشرعی نہیں کیا بلکہ وضولغوی کیا یعنی ہاتھ منہ دھویا یا یہ کہ اعضاء وضو کو تین تین مرتبہ نہیں دھویا بلکہ ایک مرتبہ دھونے پر اکتفاء کیا) میں نے عرض کیا یا رسول صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ لیجئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آگے چل کر پڑھیں گے پھر سوار ہوئے جب مزدلفہ میں پہنچے تو وہاں اترے اور پورا وضو کیا نماز کی تکبیر ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب کی نماز پڑھی پھر ہر ایک آدمی نے اپنا اونٹ اپنے ٹھکانے میں بٹھایا اس کے بعد عشاء کی تکبیر ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کی نماز پڑھی اور مغرب وعشاء کے درمیان میں کوئی نفل نماز نہیں پڑھی۔ (سنن ابوداؤد)

امام اعظم کے نزدیک مغرب وعشاء کی نماز میں جماعت کی عدم شرط کا بیان

حضرت امام اعظم علیہ الرحمہ کے نزدیک اس جمع میں جماعت شرط نہیں ہے کیونکہ مغرب اپنے وقت سے مؤخر ہے جبکہ عرفہ کی جمع میں ایسا نہیں ہے کیونکہ عصر اپنے وقت سے مقدم ہے۔ (ہدایہ، کتاب الحج لاہور)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مزدلفہ پہنچ کر مغرب اور عشاء کی نماز ملا کر پڑھی۔

حضرت زہری سے اسی سند ومفہوم کی روایت مذکور ہے اس میں یہ اضافہ ہے کہ الگ الگ تکبیر سے اور احمد نے وکیع سے نقل کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں نمازیں ایک ہی تکبیر سے پڑھیں۔

حضرت زہری سے سابقہ سند ومفہوم کے ساتھ روایت مروی ہے اس میں یہ اضافہ ہے کہ ہر نماز کے لیے ایک تکبیر کہی اور پہلی نماز کے لیے اذان نہ دی اور نہ ان دونوں نمازوں میں سے کسی نماز کے بعد نفل پڑھے مخلد نے کہا کسی نماز کے لیے اذان نہ دی۔

حضرت عبداللہ بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ مغرب کی تین اور عشاء کی دو رکعتیں پڑھیں تو مالک بن حارث نے پوچھا یہ کس طرح کی نماز ہے؟ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان دونوں نمازوں کو اسی جگہ ایک تکبیر سے پڑھا تھا۔

حضرت عبداللہ بن مالک سے روایت ہے کہ ہم نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کی نماز ایک تکبیر کے ساتھ پڑھی اس کے بعد ابن کثیر کی حدیث (سابقہ حدیث) کا مضمون ذکر کیا۔

حضرت سلمہ بن کہیل سے روایت ہے کہ میں نے سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے مزدلفہ میں تکبیر کہی اور مغرب کی تین رکعتیں پڑھیں پھر عشاء کی دو رکعتیں پڑھیں اس کے بعد فرمایا میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ تھا انہوں نے اس جگہ ایسا ہی کیا تھا اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جگہ ایسا ہی کیا تھا۔

حضرت اشعث بن سلیم سے روایت ہے کہ میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ عرفات سے مزدلفہ کو آیا راستے میں وہ برابر تکبیر وتہلیل میں مشغول رہے یہاں تک کہ ہم مزدلفہ پہنچ گئے پس انہوں نے اذان دی اور اقامت کہی یا یہ کہا کہ انہوں نے کسی

شخص کو حکم کیا اس نے اذان دی اور اقامت کہی اس کے بعد انہوں نے ہم کو مغرب کی تین رکعت پڑھائیں اور پھر ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا ایک اور نماز پڑھو اور انہوں نے ہم کو عشاء کی دو رکعتیں پڑھائیں اس کے بعد انہوں نے اپنا رات کا کھانا طلب کیا اشعث کہتے ہیں کہ علاج بن عمرو نے مجھ سے اسی طرح بیان کیا جس طرح میرے والد سلیم نے ابن عمر سے روایت کیا ہے کہ جب اس طریقہ کے متعلق ابن عمر سے کہا گیا تو انہوں نے کہا کہ میں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اسی طرح نماز پڑھی ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی غیر وقت پر نماز پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا سوائے مزدلفہ کے وہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب وعشاء کی نماز جمع کی اور اگلے دن صبح کی نماز معمول کے وقت (اسفار) سے پہلے پڑھی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب (مزدلفہ میں) رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم قزح (پہاڑ کا نام) کے پاس کھڑے ہوئے اور فرمایا یہ قزح ہے اور یہ وقوف کی جگہ ہے اور سارا مزدلفہ وقوف کی جگہ ہے (اور منیٰ تشریف لائے تو فرمایا) میں نے یہاں نحر کیا اور منیٰ نحر کی جگہ ہے پس تم اپنے ٹھکانوں پر نحر (قربانی) کرو۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں عرفات میں یہاں پر کھڑا اور عرفات سارا کا سارا ٹھہرنے کی جگہ ہے اور میں مزدلفہ میں یہاں پر ٹھہرا اور سارا مزدلفہ ٹھہرنے کی جگہ ہے (اور منیٰ میں فرمایا کہ) میں نے یہاں قربانی کی اور سارا منیٰ قربانی کی جگہ ہے پس تم اپنے اپنے ٹھکانوں پر قربانی کرو۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سارا عرفات ٹھہرنے کی جگہ ہے اور سارا منیٰ نحر (قربانی) کی جگہ ہے اور سارا مزدلفہ ٹھہرنے کی جگہ ہے اور مکہ کے تمام راستے چلنے کی جگہ ہیں اور قربانی کی جگہ ہیں۔

حضرت عمرو بن میمون رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ دور جہالت کے لوگ (مزدلفہ سے) نہیں لوٹتے تھے تاوقتیکہ ثبیر پہاڑ پر سورج کو نہ دیکھ لیتے تھے پس رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی مخالفت کی اور سورج نکلنے سے پہلے (مزدلفہ سے لوٹ آئے)۔

غروب آفتاب کے بعد مزدلفہ کی طرف جانے کا حکم

اور جب سورج غروب ہو گیا تو امام واپس آئے اور لوگ بھی وقار کے ساتھ اس کے ساتھ ہوں۔ حتیٰ کہ مزدلفہ میں آ جائیں۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ غروب کے بعد روانہ ہوئے تھے۔ اور اس کی دلیل یہ ہے کہ مشرکین کے ساتھ مخالفت کا اظہار ہے۔ نبی کریم ﷺ اپنی اونٹنی پر راستے میں آرام کے ساتھ چلتے تھے۔ (ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، حاکم، ابن ابی شیبہ)

اگر اس کو بھیڑ کا خوف ہو اور وہ امام سے پہلے چل دیا اور عرفہ کی حدود سے باہر نہیں گیا تو جائز ہے۔ اس لئے کہ وہ عرفہ سے گیا نہیں ہے۔ اور فضیلت یہ ہے کہ اپنی جگہ پر ٹھہرا رہے تاکہ وہ وقت سے پہلے ادائیگی شروع کرنے والا نہ ہو۔ اور اگر حاجی

سورج غروب ہونے اور امام کے روانہ ہونے کے بعد بھیڑ کی وجہ سے کچھ دیر ٹھہر گیا تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ کیونکہ یہ روایت ہے کہ حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے امام کے روانہ ہونے کے بعد پانی طلب کیا۔ اس کے بعد روزہ افطار کیا اور پھر وہاں سے روانہ ہوئیں۔ (ہدایہ اولین، کتاب الحج، لاہور)

عرفات سے لوٹنے اور مزدلفہ میں نماز کا بیان

امام مسلم علیہ الرحمہ اپنی اسناد کے ساتھ لکھتے ہیں کہ حضرت امّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ قریش اور وہ لوگ جو قریش کے دین پر تھے، مزدلفہ میں وقوف کرتے تھے اور اپنے کو حمس کہتے تھے (ابوالہیثم نے کہا ہے کہ یہ نام قریش کا ہے اور ان کی اولاد کا اور کنانہ اور جدیلہ قیس کا اس لئے کہ وہ اپنے دین میں حمس رکھتے تھے یعنی تشدد اور سختی کرتے تھے) اور باقی عرب کے لوگ عرفہ میں وقوف کرتے تھے۔ پھر جب اسلام آیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم فرمایا کہ عرفات میں آئیں اور وہاں وقوف فرمائیں اور وہیں سے لوٹیں۔ اور یہی مطلب ہے اس آیت کا کہ وہیں سے لوٹو جہاں سے سب لوگ لوٹتے ہیں۔ (صحیح مسلم، کتاب الحج)

حضرت سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میرا ایک اونٹ کھو گیا، میں عرفہ کے دن اس کی تلاش میں نکلا تو کیا دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے ساتھ عرفات میں کھڑے ہیں تو میں نے کہا کہ اللہ کی قسم یہ تو حمس کے لوگ ہیں یہ یہاں تک کیسے آ گئے؟ (یعنی قریش تو مزدلفہ سے آگے نہیں آتے تھے) اور قریش حمس میں شمار کئے جاتے تھے (جو لوگ مزدلفہ سے باہر نہ جاتے تھے)۔

مسلم، کریب سے روایت ہے کہ انہوں نے سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ جب تم عرفہ کی شام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سوار تھے تو تم نے کیا کیا تھا؟ انہوں نے کہا کہ ہم اس گھاٹی تک آئے جہاں لوگ نمازِ مغرب کے لئے اونٹوں کو بٹھاتے ہیں، پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹنی کو بٹھایا اترے اور پیشاب کیا۔ اور پانی بہانے کا ذکر سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ نے نہیں کیا۔ پھر وضو کا پانی مانگا اور ہلکا سا وضو کیا، پورا نہیں (یعنی ایک ایک بار اعضاء دھوئے) اور میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نماز تمہارے آگے ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہوئے یہاں تک کہ ہم مزدلفہ آئے اور مغرب کی نماز کی تکبیر ہوئی اور لوگوں نے اونٹ بٹھائے اور کھولے نہیں یہاں تک کہ عشاء کی تکبیر ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازِ عشاء پڑھائی پھر اونٹ کھول دیئے۔ میں نے کہا کہ پھر تم نے صبح کو کیا کیا؟ انہوں نے کہا کہ پھر سیدنا فضل بن عباس رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پیچھے سوار ہوئے اور میں قریش کے پہلے چلنے والوں کے ساتھ پیدل چلا۔ (صحیح مسلم)

عرفات سے واپسی تیز چلنے کا بیان

ہشام بن عروہ نے خبر دی، ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے کسی نے پوچھا (میں بھی وہیں موجود تھا) کہ حجۃ الوداع کے موقع پر عرفات سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واپس ہونے کی چال کیا تھی؟ انہوں نے جواب دیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پاؤں اٹھا کر چلتے تھے ذرا تیز، لیکن جب جگہ پاتے (ہجوم نہ ہوتا) تو تیز چلتے تھے، ہشام نے

فجوہ کے معنی کشادہ جگہ، اس کی جمع فجوات اور فجاء ہے جیسے زکوۃ

کہا کہ عنق تیز چلنا اور نص عنق سے زیادہ تیز چلنے کو کہتے ہیں۔ (صحیح بخاری، رقم ۱۶۶۶)

مفرد زکاء اس کی جمع اور سورۂ ص میں مناص کا جو لفظ آیا ہے اس کے معنی بھاگنا ہے۔

علامہ بدرالدین عینی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ اس سے نص مشتق نہیں جو حدیث میں مذکور ہے، یہ تو ایک ادنی بھی جس کی

عربیت سے ذرا سی استعداد ہو سمجھ سکتا ہے کہ مناص کو نص سے کیا علاقہ، نص مضاعف ہے اور مناص معتل ہے۔ اب یہ خیال کرنا

کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے مناص کو نص سے مشتق سمجھا ہے اس لیے یہاں اس کے معنی بیان کر دیئے جیسے عینی نے نقل کیا

ہے یہ بالکل کم فہمی ہے، اصل یہ ہے کہ اکثر نسخوں میں یہ عبارت ہی نہیں ہے اور جن نسخوں میں موجود ہے ان کی توجیہ یوں ہو سکتی

ہے کہ بعض لوگوں کو کم استعدادی سے یہ وہم ہوا ہوگا کہ مناص اور نص کا مادہ ایک ہی ہے امام بخاری نے مناص کی تفسیر کر کے اس

وہم کا رد کیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ عرفہ کے دن (میدان عرفات سے) وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے

ساتھ آ رہے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیچھے سخت شور (اونٹ ہانکنے کا) اور اونٹوں کی مار دھاڑ کی آواز سنی تو آپ نے ان

کی طرف اپنے کوڑے سے اشارہ کیا اور فرمایا کہ لوگو! آہستگی و وقار اپنے اوپر لازم کر لو، (اونٹوں کو) تیز دوڑانا کوئی نیکی نہیں

ہے۔ امام بخاری فرماتے ہیں کہ (سورۂ بقرہ میں) اوضعوا کے معنی: ریشہ دوانیاں کریں، خلالکم کا معنی تمہارے بیچ میں، اسی

سے (سورہ کہف) میں آیا ہے فجرنا خلالھا یعنی ان کے بیچ میں۔ (صحیح بخاری، رقم ۱۶۷۱)

چونکہ حدیث میں الایضاع کا لفظ آیا ہے تو امام بخاری نے اپنی عادت کے موافق قرآن کی اس آیت کی تفسیر کر دی جس میں

ولا اوضعوا خلالکم آیا ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی خلالکم کے بھی معنی بیان کر دیئے پھر سورۂ کہف میں بھی

خلالکم کا لفظ آیا تھا اس کی بھی تفسیر کر دی۔

راستے میں مغرب ادا کرنے والے کی نماز کا حکم

حضرت امام اعظم اور حضرت امام محمد علیہما الرحمہ کے نزدیک راستے میں نماز مغرب پڑھنے والے کی نماز کافی نہ ہو گی۔ اور

طلوع فجر سے پہلے تک اس پر نماز کو لوٹانا واجب ہے۔

حضرت امام ابو یوسف علیہ الرحمہ کے نزدیک اس کی نماز کافی ہے۔ لیکن اس نے برا کیا ہے۔ اس کا وہی اختلاف ہے جو

مغرب عرفات میں پڑھ لے۔ حضرت امام ابو یوسف علیہ الرحمہ کی دلیل یہ ہے کہ اس شخص نے مغرب کی نماز کو اپنے وقت میں

پڑھا ہے۔ جس طرح طلوع فجر کے بعد ہے البتہ مؤخر کرنا سنت ہے۔ لہٰذا ترک سنت کی وجہ سے برا ہوا۔

طرفین کی دلیل وہی حدیث ہے جس کو حضرت اسامہ بن زیاد رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسامہ

بن زیاد کو مزدلفہ کے راستے میں فرمایا۔ نماز تیرے سامنے ہے۔ اس سے مراد نماز کا وقت ہے۔ اور یہی اشارہ ہے کہ مؤخر کرنا

واجب ہے اور اس کی تاخیر کی دلیل یہ ہے کہ مزدلفہ میں دونوں نمازوں کو جمع کرنا ممکن ہو جائے۔ لہٰذا جب تک طلوع فجر نہ ہوا اس

پر مغرب کو لوٹانا واجب ہے۔ تاکہ مغرب و عشاء کو جمع کرنے والا ہو جائے۔ اور جب فجر طلوع ہو جائے تو جمع کرنا ممکن نہیں۔ لہٰذا

اعادہ ساقط ہو گیا۔ (ہدایہ اولین، کتاب الحج، لاہور)

مزدلفہ کے راستے میں نماز پڑھنے سے متعلق مذاہب اربعہ

علامہ بدرالدین عینی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ اور امام محمد علیہ الرحمہ کے نزدیک جس نے
مغرب راستے میں پڑھی تو وہ کافی نہیں ہے۔ اور طلوع فجر سے پہلے تک اس پر اعادہ واجب ہے۔ امام زفر اور حسن بن زیاد علیہما
الرحمہ نے بھی اسی طرح کہا ہے۔

حضرت امام ابو یوسف علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ وہی نماز کافی ہو گی البتہ اس نے مخالفت سنت کی وجہ سے برا کیا
ہے۔ حضرت امام مالک اور امام شافعی اور امام احمد علیہم الرحمہ نے بھی اسی طرح کہا ہے۔ البتہ یہ اختلاف فقہاء احناف کے نزدیک
مابین طرفین و امام ابو یوسف علیہ الرحمہ ہے۔ (البنائیہ شرح الہدایہ، ج ۵، ص ۱۱۹، حقانیہ ملتان)

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم شارح کلام مبین بھی ہیں اور شارع قوانین بھی چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے تشریعی
اختیار سے نویں ذی الحجہ کو وقوف عرفہ کے بعد نماز مغرب مزدلفہ میں پہنچ کر عشاء کے وقت میں ایک اذان اور ایک اقامت کے
ساتھ اکٹھی ادا فرمائی ہے اس لئے نماز مغرب کا وقت حجاج کے حق میں سورج غروب ہونے کے بعد شروع نہیں ہوتا بلکہ مزدلفہ
میں نماز عشاء کا وقت داخل ہونے کے بعد شروع ہوتا ہے، اب حکم شریعت یہی کہ حجاج کرام مزدلفہ پہنچ کر عشاء کا وقت شروع
ہونے کے بعد مغرب و عشاء ایک اذان، ایک اقامت کے ساتھ ادا کی نیت سے پڑھیں، تاہم ازدحام یا کسی عذر کی بناء پر اگر یہ
اندیشہ ہو کہ مزدلفہ پہنچنے تک عشاء کا وقت فوت ہو جائیگا اور صبح صادق نمودار ہو جائیگی تو راستہ میں یا جہاں کہیں ہوں مغرب و عشاء
ادا کر لی جائے، فقہائے کرام نے صراحت کی ہے کہ جب مغرب و عشاء کو جمع کرنے کا وقت فوت ہونے کا اندیشہ ہو تو نماز اصل
وقت میں ادا کرنی ضروری ہے۔

جیسا کہ مناسک ملا علی قاری مع حاشیہ ارشاد الساری باب احکام المزدلفۃ ص
میں ہے (ولا یصلی) ای احداھما (خارج المزدلفۃ) ای مطلقا (الا اذا خاف طلوع الفجر
فیصلی) ای فیہ کما فی نسخہ (حیث ھو) ای لضرورۃ ادراک وقت اصل الصلوۃ وفوت وقت
الواجب للجمع ولو کان فی الطریق اوبعرفات اومنی ونحوھا .

اگر عشاء کا وقت ختم ہونے سے پہلے مزدلفہ پہنچ جائیں تو ضروری ہے کہ مغرب و عشاء پھر سے دہرالی جائے۔

جیسا کہ فتاوی عالمگیری، کتاب المناسک، الباب الخامس فی کیفیۃ اداء الحج، ہے: ولو
صلی المغرب بعد غروب الشمس قبل ان یاتی المزدلفۃ فعلیہ ان یعیدھا اذا اتی بمزدلفۃ فی
قول ابی حنیفۃ ومحمد رحمھما اللہ تعالیٰ وکذلک لو صلی العشاء فی الطریق بعد دخول
وقتھا .

حجاج کرام اس بات کا لازمی طور پر اہتمام کریں کہ جلد از جلد وقوف واجب کے لئے مزدلفہ پہنچیں، وقوف مزدلفہ صبح صادق

سے طلوع آفتاب سے پہلے تک ایک لمحہ کے لئے ہی کیوں نہ ہو واجب ہے اگر اس کو ترک کر دیا جائے تو دم دینا لازم ہے، جو حاجی صاحبان وقوف عرفہ کے بعد راہ بھٹکنے کی وجہ یا ٹریفک کی مجبوری کے باعث طلوع آفتاب سے پہلے تک مزدلفہ نہ پہنچ سکیں ان پر ترک واجب کے سبب دم دینا لازم ہے۔

عرفات میں دو نمازوں کو جمع کرنے کا بیان

اور وہ ان کو ظہر اور عصر کی نماز ظہر کے وقت میں ایک اذان اور دو اقامتوں کے ساتھ پڑھائے۔ اور نمازوں کو جمع کرنے والی روایات کے رواۃ کے اتفاق کے ساتھ یہی نقل کیا گیا ہے۔ اور وہ حدیث جس کو حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان دونوں نمازوں کو ایک اذان اور دو اقامتوں کے ساتھ ادا فرمایا ہے۔ حالانکہ یہ ظاہر ہے کہ وہ ظہر کے لئے اذان دے اور ظہر کے لئے اقامت کہے اور پھر عصر کے لئے اقامت کہے۔ کیونکہ عصر اپنے مقررہ وقت سے پہلے ادا کی جاتی ہے لہٰذا لوگوں کو انتباہ کرنے کے لئے صرف اقامت ہی کافی ہے۔

عرفات کی دو نمازوں میں ایک تکبیر و دو اقامتوں میں مذاہب اربعہ

جس طرح کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جس طرح کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفات میں ظہر و عصر کی نماز ایک اذان اور دو تکبیر کے ساتھ پڑھی تھی چنانچہ حضرت امام شافعی حضرت امام مالک اور حضرت امام احمد کا یہی مسلک ہے لیکن حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کے ہاں مزدلفہ میں یہ دونوں نمازیں ایک اذان اور ایک ہی تکبیر کے ساتھ پڑھی جاتی ہیں کیونکہ اس موقع پر عشاء کی نماز چونکہ اپنے وقت میں پڑھی جاتی ہے اس لئے زیادتی اعلام کے لئے علیحدہ سے تکبیر کی ضرورت نہیں برخلاف عرفات میں عصر کی نماز کے کہ وہاں عصر کی نماز چونکہ اپنے وقت میں نہیں ہوتی بلکہ ظہر کے وقت ہوتی ہے اس لئے وہاں زیادتی اعلام کے لیے علیحدہ تکبیر کی ضرورت ہے، صحیح مسلم میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہی روایت منقول ہے اور ترمذی نے بھی اس کی تحسین و تصحیح کی ہے۔ عرفات و مزدلفہ کے علاوہ نمازوں کو جمع کرنے رد میں فقہ حنفی کے دلائل:

امام احمد رضا بریلوی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: سیدنا حضرت امام محمد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمیں یہ حدیث پہنچی کہ امیر المؤمنین امام العادلین ناطق بالحق والصواب عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے تمام آفاق میں فرمان واجب الاذعان نافذ فرمائے۔ کہ کوئی شخص ایک وقت میں دو نمازیں نہ جمع کرنے پائے اور ان میں ارشاد فرمایا: ایک وقت میں دو نمازیں ملانا گناہ کبیرہ ہے۔۔ المؤطا لمحمد، الجمع بین الصلوتین ☆

امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں۔ الحمدللہ، امام عادل فارق الحق والباطل نے حق واضح فرمایا۔ اور انکے فرمانوں پر کہیں سے انکار نہ آنے نے گویا مسئلہ درجہ اجماع تک مترقی کیا۔ اقول: یہ حدیث بھی ہمارے اصول پر حسن جید حجت ہے۔ علاء بن الحارث تابعی صدوق فقیہ رجال صحیح مسلم وسنن اربعہ سے ہیں۔ نیز علاء کا مختلط ہونا ہمارے نزدیک مضر نہیں جب تک یہ ثابت نہ ہو کہ یہ روایت اس اختلاط سے بعد لی گئی ہے۔ کیونکہ شیخ ابن ہمام نے فتح القدیر کتاب الصلوۃ باب الشہید میں احمد کی روایت ذکر کی ہے جسکا ایک راوی عطاء بن سائب ہے اور عطاء بن سائب کا مختلط ہونا سب کو معلوم ہے۔ مگر ابن ہمام نے

کہا مجھے امید ہے کہ حماد بن سلمہ نے یہ روایت عطاء کے اختلاط میں مبتلاء ہونے سے پہلے اس سے اخذ کی ہوگی۔ پھر اسکی دلیل بیان کی کہ اگر ابہام پایا بھی جائے تو حسن کے درجے سے کم نہیں۔

اور امام مکحول ثقہ فقیہ حافظ جلیل القدر بھی رجال مسلم واربعہ سے ہیں۔

نیز مرسل ہمارے اور جمہور کے نزدیک حجت ہے۔ رہا امام محمد کے اساتذہ کا مبہم ہونا، تو مبہم کی توثیق ہمارے نزدیک مقبول ہے۔ جیسا کہ مسلم وغیرہ میں ہے۔ خصوصا جب توثیق کرنے والی امام محمد جیسی ہستی ہو۔

اور اس سے قطع نظر یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ متعدد اسنادوں سے مروی ہونے کی وجہ سے اسکی یہ خامی دور ہوگئی ہے۔ فتح المغیث میں مقلوب کا ذکر کرتے ہوئے کہا ہے کہ مشائخ بخاری میں احمد بن عدی سے مروی ہے کہ میں نے متعدد مشائخ حدیث بیان کرتے سنا ہے ابن عدی کے واسطے سے یہ بات خطیب نے بھی اپنی تاریخ میں ذکر کی ہے اور دیگر علماء نے بھی ابن عدی کے اساتذہ کا مبہم ہونا مضر نہیں کیونکہ انکی تعداد اتنی ہے کہ اسکی وجہ سے وہ مجہول نہیں رہے۔

حضرت ابو قتادہ عدوی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا شقہ دفرمان سنا کہ تین باتیں کبیرہ گناہوں سے ہیں۔ دو نمازیں جمع کرنا۔ جہاد میں کفار کے مقابلہ سے بھاگنا۔ اور کسی کا مال لوٹ لینا۔ (کنز العمال للمتقی)

امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں۔ یہ حدیث اعلی درجہ کی صحیح ہے۔ اسکے سب رجال اسمعیل بن ابراہیم ابن علیہ سے آخر تک ائمہ ثقات عدول رجال صحیح مسلم سے ہیں۔ وللہ الحمد، طیفہ: حدیث مؤطا کے جواب میں تو ملا جی کو وہی انکا عذر معمولی عارض ہوا کہ منع کرنا عمر کا حالت اقامت میں بلا عذر تھا۔

اقول: اگر ہر جگہ ایسی ہی تخصیص تراش لینے کا دروازہ کھلے تو تمام احکام شرعیہ سے بے قیدوں کو سہل چھٹی ملے۔ جہاں چاہیں کہدیں یہ حکم خاص فلاں لوگوں کے لئے ہے۔ حدیث صحیحین کو تین طرح رد کرنا چاہا۔

اول: انکار جمع اس سے بطور مفہوم نکلتا ہے اور حنفیہ قائل مفہوم نہیں۔ اس جواب کی حکایت خود اسکے رد میں کفایت ہے۔ اس سے اگر بطور مفہوم نکلتی ہے تو مزدلفہ کی جمع۔ کہ مابعد الا ہمارے نزدیک مسکوت عنہ ہے۔ انکار جمع تو اسکا صریح منطوق ومدلول مطابقی ومنصوص عبارۃ النص ہے

اقول: اولاً۔ اسکی نسبت اگر بعض اجلہ شافعیہ کے قلم سے براہ بشریت لفظ مفہوم نکل گیا۔ ملا مدعی اجتہاد وحرمت تقلید ابو حنیفہ وشافعی کو کیا لائق تھا کہ حدیث صحیح بخاری وصحیح مسلم رد کرنے کے لئے ایسی بدیہی غلطی میں ایک متاخر مقلد کی تقلید جامد کرتے۔ شاید رد احادیث صحیحہ میں یہ شرک صریح جائز وصحیح ہوگا۔ اب نہ اس میں شائبہ نصرانیت ہے نہ اتخذوا احبارهم و رهبانهم اربابا من دون الله کی آفت ۔ کبر مقتا عند الله ان تقولوا مالا تفعلون ۔

ثانیا: بالفرض غلط فہمی ہی سہی اب یہ نامسلم کہ حنفیہ اس کے قائل نہیں۔ صرف عبارات شارع غیر متعلقہ بعقوبات میں اسکی نفی کرتے ہیں۔ کلام صحابہ ومن بعد هم من العلماء میں مفہوم مخالف بے خلاف مرعی و معتبر ۔ کمانص

علیه فی تحریر الاصول والنهر الفائق والدر المختار وغیرها من الاسفار، قد ذکرنا نصوصها، فی رسالتنا القطوف الدانیة لمن احسن الجماعة الثانیة۔

دوم: ایک رامپوری ملا سے نقل کیا کہ ابن مسعود سے مسند ابی یعلی میں روایت یہ بھی ہے کہ کان صلی اللہ علیہ وسلم یجمع بین الصلوتین فی السفر۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں دو نمازیں جمع کرتے تھے۔ تو موجود ہے کہ حدیث صحیح حسن کو حالت نزول منزل اور روایت ابی یعلی کو حالت سیر پر عمل کریں۔ یہ مذہب امام مالک کی طرف عود کر جائیگا۔

اقول: اولاً۔ ملا جی خود ہی اسی بحث میں کہہ چکے ہو کہ شاہ صاحب نے مسند ابی یعلی کو طبقہ ثالثہ میں جس میں سب اقسام کی حدیثیں صحیح، حسن، غریب، معروف، منکر، شاذ، مقلوب موجود ہیں ٹھہرایا ہے۔ پھر خود ہی اس طبقے کی کتاب کو کہا کہ اس کتاب کی حدیث بدوں تصحیح کسی محدث کے یا پیش کرنے سند کے کیونکر تسلیم کی جاوے۔ یہ کتاب اس طبقے کی ہے جس میں سب اقسام کی حدیثیں صحیح اور سقیم مخلط ہیں۔ یہ کیا دھرم ہے کہ اوروں پر منہ آؤ اور اپنے لئے ایک رامپوری ملا کی تقلید سے حلال بتاؤ۔ اتخذوا احبارهم ورهبانهم

ثانیاً: ملا جی، کسی ذی علم سے التجا کرو تو وہ تمہیں صریح و مجمل اور متعین و محتمل کا فرق سکھائے۔ حدیث صحیحین انکار جمع حقیقی میں نص صریح ہے اور روایت ابی یعلی حقیقی جمع کا اصلاً پتہ نہیں دیتی۔ بلکہ احادیث جمع صوری میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیثیں صاف صاف جمع صوری بتا رہی ہیں۔ تمہاری ذی ہوشی کہ نص و محتمل کو لاکر اختلاف محال سے راہ توفیق ڈھونڈتے ہو۔

لطیفہ اول: ملا جی کا اضطراب قابل تماشہ ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو کہیں راوی جمع ٹھہرا کر عدد رواۃ پندرہ بتاتے ہیں۔ کہیں نافی سمجھ کر چودہ۔ صدر کلام میں جہاں راویان جمع گنائے صاف صاف کہا ابن مسعود فی احدی الروایتین، اب رامپوری ملا کی تقلید سے وہ احدی روایتین بھی گئی۔ ابن مسعود خاصے مثبتان جمع ٹھہر گئے۔

سوم: جسے ملا جی بہت ہی علق نفیس سمجھے ہوئے ہیں۔ ان دو کو عربی میں بولے تھے۔ یہاں چمک چمک کر اردو میں چہک رہے ہیں کہ۔

اگر کہو جس جمع کو ابن مسعود نے نہیں دیکھا وہ درست نہیں تو تم پر یہ پہاڑ مصیبت کا ٹوٹیگا کہ جمع بین الظهر اور عصر کو عرفات میں کیوں درست کہتے ہو باوجودیکہ اس قول ابن مسعود سے تو نفی جمع فی العرفات کی بھی مفہوم ہوتی ہے۔ پس جو تم جواب رکھتے ہو اسی کو ہماری طرف سے سمجھو یعنی اگر کہو نہ ذکر کرنا ابن مسعود کا جمع فی العرفات کو بنابر شہرت عرفات کے تھا تو ہم کہیں گے کہ جمع فی السفر بھی قرن صحابہ میں مشہور تھی۔ کیونکہ چودہ صحابی سو بن مسعود کے اسکے ناقل ہیں۔ تو اسی واسطے ابن مسعود نے اسکا استثناء نہ کیا۔ اور اب محتمل نفی کا جمع بلا عذر ہوگی۔ اور اگر کہو کہ جمع فی العرفات بالقائسہ معلوم ہوتی ہے تو ہم کو کون مانع ہے مقائسہ سے۔ وعلی ہذا القیاس جو جواب تمہارا ہے وہی ہمارا ہے۔

معیار الحق مصنفہ میاں نذیر حسین ملا جی اس جواب کو ملا جی گل سر سبز بنا کر سب سے اول ذکر کیا۔ ان دو کی تو امام نووی و سلام اللہ رامپوری کی طرف نسبت کی۔ مگر اسے بہت پسند کر کے بلانقل و نسبت اپنے نامہ اعمال میں ثبت رکھا حالانکہ یہ بھی کلام

امام نووی میں مذکور اور فتح الباری وغیرہ میں ماثور تھا۔ شہرت جمع عرفات سے جو جواب امام محقق علی الاطلاق محمد بن الہمام وغیرہ علماء اعلام حنفیہ کرام نے افادہ فرمایا۔ اس کا نفیس وجلیل مطلب ملا جی کی فہم تنگ میں اصلا نہ دھنسا۔ اجتہاد کے نشہ میں ادعائے باطل شہرت جمع سفر کا آوازہ کسا، اب فقیر غفرلہ القدیر سے تحقیق حق سنئے۔

اولا: فاقول وبحول ربی اصول۔ ملا جی جواب علماء کا یہ مطلب سمجھے کہ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے دیکھیں تو تین نمازیں غیر وقت میں۔ مگر ذکر دو کیں۔ مغرب وصبح مزدلفہ، اور تیسری یعنی عصر عرفہ کو بوجہ شہرت ذکر نہ فرمایا: جس پر آپ نے یہ کہنے کی گنجائش سمجھی کہ یونہی جمع سفر بھی بوجہ شہرت ترک کی۔ اس ادعائے باطل کا لفافہ تو بحمد اللہ اوپر کھل چکا

کہ شہرت درکنار نفس ثبوت کے لالے پڑے ہیں۔ حضرت نے چودہ صحابہ کرام کا نام لیا پھر آپ ہی دس سے دست بردار ہوئے۔ چار باقی ماندہ میں دو کی روایتیں نری بے علاقہ اتر گئیں۔ رہے دو، وہاں بعونہ تعالیٰ وہ قاہر جواب پائے کہ جی ہی جانتا ہو گا۔

اگر بالفرض دو سے ثبوت ہو بھی جاتا تو کیا صرف دو کی روایت قرن صحابہ میں شہرت ہے۔ مگر یہاں تو کلام علماء کا وہ مطلب ہی نہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ حضور پرنور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے صرف انہیں دو نمازوں عصر عرفہ ومغرب مزدلفہ کا غیر وقت میں پڑھنا ثابت۔ انہیں دو کو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے دیکھا۔ انہیں دو کو صلاتین کہہ کر یہاں ارشاد فرمایا۔ اگر چہ تفصیل میں بوجہ شہرت عامہ تامہ ایک کا نام لیا۔ صرف ذکر مغرب پر اقتصار فرمایا۔ ایسا اکتفا کلام صحیح میں شائع۔

قال عزوجل . **وجعل لکم سرابیل تقیکم الحر** . اور تمہارے لئے لباس بنائے جو تمہیں گرمی سے بچاتے ہیں۔

خود انہیں نمازوں کے بارے میں امام سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم کا ارشاد دیکھئے۔ کہ پوچھا گیا۔ کیا عبداللہ رضی اللہ عنہ سفر میں کوئی نماز جمع کرتے تھے۔

فرمایا : **لا الا بجمع** ، نہ مگر مزدلفہ میں، **کما قدمنا عن سنن النسائی** ، یہاں بھی کہہ دیجیو کہ جمع سفر کو شہرۃ چھوڑ دیا ہے۔ اور سنئے ، امام ترمذی اپنی صحیح میں فرماتے ہیں ۔

العمل علی ھذا عند اھل العلم ان لا یجمع بین الصلاتین الا فی السفر اوبعرفۃ ۔

اہل علم کے یہاں عمل اسی پر ہے کہ بغیر سفر اور یوم عرفہ دو نمازیں جمع نہ کریں۔ امام ترمذی نے صرف نماز عرفہ کا استثناء کیا نماز مزدلفہ کو چھوڑ دیا۔ تو ہے یہ کہ دونوں جمعین متلازم ہیں اور ایک کا ذکر دوسری کا یقیناً مذکر۔ خصوصاً نماز عرفہ کہ اظہر واشہر۔ تو مزدلفہ کا ذکر دونوں کا ذکر ہے، غرض ان صلاتین کی دوسری نماز ظہر عرفہ ہے نہ فجر نحر۔ وہ مسئلہ جداگانہ کا افادہ ہے۔ کہ دو نمازیں تو غیر وقت میں پڑھیں اور فجر وقت معمول سے پیشتر تاریکی میں، اور بلا شبہ اجماع امت ہے کہ فجر حقیقۃً وقت سے پہلے نہ تھی، نہ ہرگز کہیں کبھی اس کا جواز اور خود اسی حدیث ابو مسعود کے الفاظ مسلم کے یہاں بروایت **جریر عن الاعمش ، قال قبل وقتھا بغلس** اس پر شاہد، اگر رات میں پڑھی جاتی تو ذکر غلس کے کیا معنی تھے۔ صحیح بخاری میں تو تصریح صریح ہے کہ فجر بعد طلوع فجر پڑھی۔

حضرت عبدالرحمٰن بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ مکہ گیا۔ پھر ہم مزدلفہ آئے تو آپ نے دونمازیں جمع کیں ایک ہی اذان واقامت سے۔ درمیان میں رات کا کھانا کھایا۔ پھر طلوع فجر کے بعد صبح کی نماز پڑھی۔

حضرت عبدالرحمٰن بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے حج ادا فرمایا پھر ہم مزدلفہ آئے جب عشا کی اذان کا وقت ہو چکا تھا یا قریب تھا۔ ایک شخص کو اذان واقامت کا حکم دیا اور نماز مغرب ادا کی اور بعد کی دو رکعتیں بھی۔ پھر شام کا کھانا منگا کر تناول فرمایا: پھر عشا کی دو رکعتیں پڑھیں جب صبح صادق ہوئی تو فرمایا: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس نماز فجر کے علاوہ اس دن اور اس مقام کے سوا کبھی نماز فجر اتنے اول وقت میں نہیں پڑھتے تھے۔ (الجامع الصحیح للبخاری، المناسک) (الجامع للبخاری المناسک، ر)

امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں۔ اور یہ بھی اجماع موافق ومخالف ہے کہ عصر عرفہ ومغرب مزدلفہ حقیقۃ غیر وقت میں پڑھیں۔ تو فجر نحر ومغرب مزدلفہ کا حکم یقیناً مختلف ہے۔ ہاں عصر عرفہ ومغرب مزدلفہ متحد الحکم اور غیر وقت میں پڑھنے کے حقیقی معنی انہیں کے ساتھ خاص۔ اور جب تک حقیقت بنتی ہو مجاز کی طرف عدول جائز نہیں۔ نہ جمع بین الحقیقۃ والمجاز ممکن۔ خصوصاً ملا جی کے نزدیک تو جب تک مانع قطعی موجود نہ ہو ظاہر پر حمل واجب۔

اور شک نہیں کہ بے وقت پڑھنے سے ظاہر متبادر وہی معنی ہیں جو ان عصر ومغرب میں حاصل نہ وہ کہ فجر میں واقع۔ تو واجب ہوا کہ جملہ صلی الفجر ان صلوتین کا بیان نہ ہو بلکہ یہ جملہ مستقلہ ہے اور صلوتین سے وہی عصر ومغرب مراد۔ تو ان میں اصلا ہرگز کسی کا ذکر متروک نہیں۔ ہاں تفصیل میں پتے کے لئے ایک ہی کا نام لیا بوجہ کمال اشتہار۔ دوسری کا ذکر مطوی کیا۔

بحمد اللہ یہ معنی ہیں جواب علماء کے جس سے ملا جی کی فہم بے مس اور ناحق آنچہ انساں می کند کی ہوس۔ ملا جی! اب اس برابری کے بڑے بول کی خبریں کہیے کہ جو جواب تمہارا ہے وہی ہمارا سمجھے۔ خدا کی شان۔

ع، اوگماں بردہ کہ من کردم چو او ☆ فرق را کے بیند آں استیزہ جو

فائدہ: یہ معنی نفیس فیض فتاح علیم جل مجدہ سے قلب فقیر پر القا ہوئے۔ پھر ارکان اربعہ ملک العلماء بحر العلوم قدس سرہ مطالعہ میں آئی دیکھا تو بعینہ یہی معنی افادہ فرمائے ہیں۔ والحمد للہ

ثانیاً: اقول وباللہ التوفیق۔ اگر نظر تتبع کو جولاں دیجئے تو بعونہ تعالیٰ واضح ہو کہ یہ جواب علماء محض تنزلی تھا۔ ورنہ اسی حدیث میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جمع عرفات بھی ذکر فرما چکے۔ یہ حدیث سنن نسائی کتاب المناسک باب الجمع بین الظہر والعصر بعرفہ میں یوں ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز اس کے وقت ہی میں پڑھتے تھے مگر مزدلفہ اور عرفات میں۔

امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں

ملاجی !اب کہئے: مصیبت کا پہاڑ کس پر ٹوٹا؟ ملاجی! ابھی آپکی نازک چھاتی پر دلی کی پہاڑی آتی ہے۔سخت جانی کے
آسرے پر سانس باقی ہوتو سر بچائیے کہ عنقریب مکہ کا پہاڑ ابوقبیس آتا ہے۔ملاجی! دعوی اجتہاد پر ادھار کھائے پھرتے ہو اور علم
حدیث کی ہوا نہ لگی احادیث مرد یہ بالمعنی صحیحین وغیرہما صحاح وسنن، مسانید ومعاجیم، جوامع واجزاء وغیرہا میں دیکھئے صدہا مثالیں
اس کی پایئے گا کہ ایک ہی حدیث کو رواۃ بالمعنی کس کس متنوع طور سے روایت کرتے ہیں۔کوئی ایک ٹکڑا کوئی دوسرا کوئی کسی طرح
،کوئی کسی طرح۔جمع طرق سے پوری بات کا پتہ چلتا ہے۔
ولہٰذا امام الشان ابوحاتم رازی معاصر امام بخاری فرماتے ہیں جب تک حدیث کو ساٹھ وجہ سے نہ لکھتے اسکی حقیقت نہ
پہچانتے۔
یہاں بھی مخرج اعمش بن عمارۃ عن عبدالرحمٰن عن عبداللہ ہے۔اعمش کے بعد حدیث منتشر ہوئی۔ان سے حفص بن
غیاث، ابومعاویۃ، ابوعوانۃ، عبدالواحد بن زیاد، جریر سفین، داؤد، شعبہ وغیرہم اجلہ نے روایت کی۔
یہ روایتیں الفاظ واطوار، بسط واختصار، اور ذکر واقتصار میں طرق شتی پر آئیں۔کسی میں مغرب وفجر کا ذکر ہے۔ظہر عرفہ
مذکور نہیں۔کروایۃ الصحیحین، کسی میں ظہر عرفہ ومغرب کا بیان ہے فجر مزدلفہ ماثور نہیں۔کروایۃ النسائی۔کسی میں صرف
مغرب کا تذکرہ ہے ظہر فجر وصیغہ ما رأیت، وغیرہ کچھ مسطور نہیں کحدیث النسائی۔
حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب وعشاء کو مزدلفہ میں جمع
کیا۔ (فتاویٰ رضویہ)

شیعہ پانچ نمازوں کو تین اوقات میں کیوں پڑھتے ہیں؟

اہل تشیع کے نامور محقق لکھتے ہیں: بہتر ہے کہ اس بحث کی وضاحت کے لئے سب سے پہلے اس بارے میں فقہاء کے
نظریات بیان کردیئے جائیں۔سارے اسلامی فرقے اس مسئلہ پر متفق ہیں کہ میدان عرفات میں ظہر کے وقت نماز ظہر اور نماز
عصر کو اکھٹا اور بغیر فاصلے کے پڑھا جاسکتا ہے اسی طرح مزدلفہ میں عشا کے وقت نماز مغرب اور عشا کو ایک ساتھ پڑھنا جائز ہے.
حنفی فرقہ کا کہنا ہے کہ: نماز ظہر وعصر اور نماز مغرب وعشاء کو اکھٹا ایک وقت میں پڑھنا صرف دو ہی مقامات میدان عرفات
اور مزدلفہ میں جائز ہے اور باقی جگہوں پر اس طرح ایک ساتھ نمازیں نہ پڑھی جائیں۔
حنبلی، مالکی اور شافعی فرقوں کا کہنا ہے کہ نماز ظہر وعصر اور نماز مغرب وعشاء کو ان گزشتہ دو مقامات کے علاوہ سفر کی حالت
میں بھی ایک ساتھ ادا کیا جاسکتا ہے ان فرقوں میں سے کچھ لوگ بعض اضطراری موقعوں جیسے بارش کے وقت یا نمازی کے بیمار
ہونے پر یا پھر دشمن کے ڈر سے ان نمازوں کو ساتھ میں پڑھنا جائز قرار دیتے ہیں۔
شیعہ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ نماز ظہر وعصر اور اسی طرح نماز مغرب وعشاء کے لئے ایک خاص وقت ہے اور ایک مشترک
وقت

(الف) نماز ظہر کا خاص وقت شرعی ظہر (زوال آفتاب) سے لے کر اتنی دیر تک ہے جس میں چار رکعت نماز پڑھی جاسکے

(ب) نماز عصر کا مخصوص وقت وہ ہے کہ جب غروب آفتاب میں اتنا وقت باقی بچا ہو کہ اس میں چار رکعت نماز پڑھی جاسکے۔(ج) نماز ظہر وعصر کا مشترک وقت نماز ظہر کے مخصوص وقت کے ختم ہونے اور نماز عصر کے مخصوص وقت کے شروع ہونے تک ہے۔

شیعہ یہ کہتے ہیں کہ ہم ان تمام مشترک اوقات میں نماز ظہر وعصر کو اکٹھا اور فاصلے کے بغیر پڑھ سکتے ہیں۔لیکن اہل سنت کہتے ہیں۔کہ نماز ظہر کا مخصوص وقت، شرعی ظہر (زوال آفتاب) سے لے کر اس وقت تک ہے جب ہر چیز کا سایہ اس کے برابر ہو جائے اس وقت میں نماز عصر نہیں پڑھی جاسکتی اور اس کے بعد سے لے کر غروب آفتاب تک نماز عصر کا مخصوص وقت ہے اس وقت میں نماز ظہر نہیں پڑھی جاسکتی۔(د) نماز مغرب کا مخصوص وقت شرعی مغرب کی ابتدا سے لے کر اس وقت تک ہے (الفقه علی المذاهب الاربعه کتاب الصلوٰة الجمع بين الصلا تين تقديمًا و تاخيرًا ، سے اقتباس) کہ جس میں تین رکعت نماز پڑھی جاسکتی ہے۔اس وقت میں صرف نماز مغرب ہی پڑھی جاسکتی ہے۔نماز عشاء کا مخصوص وقت یہ ہے کہ جب آدھی رات میں صرف اتنا وقت رہ جائے کہ اس میں چار رکعت نماز پڑھی جاسکے تو اس کوتاہ وقت میں صرف نماز عشاء ہی پڑھی جائے گی۔

مغرب وعشاء کی نمازوں کا مشترک وقت نماز مغرب کے مخصوص وقت کے ختم ہونے سے لے کر نماز عشاء کے مخصوص وقت تک ہے۔

شیعہ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اس مشترک وقت کے اندر مغرب وعشاء کی نمازیں ایک ساتھ اور بغیر فاصلے کے ادا کی جاسکتی ہیں لیکن اہل سنت یہ کہتے ہیں کہ نماز مغرب کا مخصوص وقت غروب آفتاب سے لے کر مغرب کی سرخی زائل ہونے تک ہے اور اس وقت میں نماز عشاء نہیں پڑھی جاسکتی پھر مغرب کی سرخی کے زائل ہونے سے لے کر آدھی رات تک نماز عشاء کا خاص وقت ہے اور اس وقت میں نماز مغرب ادا نہیں کی جاسکتی۔

نتیجہ: یہ نکلتا ہے کہ شیعوں کے نظریئے کے مطابق شرعی ظہر کا وقت آ جانے پر نماز ظہر بجالانے کے بعد بلا فاصلہ نماز عصر ادا کر سکتے ہیں نماز ظہر کو اس وقت نہ پڑھ کر نماز عصر کے خاص وقت تک پڑھتے ہیں۔اس طرح کہ نماز ظہر کو نماز عصر کے خاص وقت کے پہنچنے سے پہلے ختم کر دیں اور اس کے بعد نماز عصر پڑھ لیں اس طرح نماز ظہر وعصر کو جمع کیا جاسکتا ہے اگر چہ مستحب یہ ہے کہ نماز ظہر کو زوال کے بعد ادا کیا جائے اور نماز عصر کو اس وقت ادا کیا جائے کہ جب ہر چیز کا سایہ اس کے برابر ہو جائے۔

اسی طرح شرعی مغرب کے وقت نماز مغرب کے بجالانے کے بعد بلا فاصلہ نماز عشا پڑھ سکتے ہیں یا پھر اگر چاہیں تو نماز مغرب کو نماز عشاء کے خاص وقت کے قریب پڑھیں وہ اس طرح کہ نماز مغرب کو نماز عشاء کے خاص وقت کے پہنچنے سے پہلے ختم کر دیں اور اس کے بعد نماز عشاء پڑھ لیں اس طرح نماز مغرب وعشاء کو ساتھ میں پڑھا جاسکتا ہے۔اگر چہ مستحب یہ ہے کہ نماز مغرب کو شرعی مغرب کے بعد ادا کیا جائے اور نماز عشاء کو مغرب کی سرخی کے زائل ہو جانے کے بعد بجالایا جائے یہ شیعوں کو نظر یہ تھا۔

لیکن اہل سنت کہتے ہیں کہ نماز ظہر وعصر یا مغرب وعشاء کو کسی بھی جگہ اور کسی بھی وقت میں ایک ساتھ ادا کرنا صحیح نہیں ہے اس اعتبار سے بحث اس میں ہے کہ کیا ہر جگہ اور ہر وقت میں دو نمازیں ایک ساتھ پڑھی جا سکتی ہیں ٹھیک اسی طرح جیسے میدان عرفہ اور مزدلفہ میں دو نمازوں کو ایک ساتھ ایک ہی وقت میں پڑھا جاتا ہے۔

سارے مسلمان اس بات پر متفق ہیں کہ پیغمبر اکرم ﷺ نے دو نمازیں ایک ساتھ پڑھی تھیں لیکن اس روایت کی تفسیر میں دو نظریے پائے جاتے ہیں۔

الف: شیعہ کہتے ہیں کہ اس روایت سے مراد یہ ہے کہ نماز ظہر کے ابتدائی وقت میں ظہر کی نماز ادا کرنے کے بعد نماز عصر کو بجالایا جاسکتا ہے اور اسی طرح نماز مغرب کے ابتدائی وقت میں مغرب کی نماز ادا کرنے کے بعد نماز عشا کو پڑھا جاسکتا ہے اور یہ مسئلہ کسی خاص وقت اور کسی خاص جگہ یا خاص حالات سے مخصوص نہیں ہے بلکہ ہر جگہ اور ہر وقت میں ایک ساتھ دو نمازیں ادا کی جاسکتی ہیں۔

ب: اہل سنت کہتے ہیں مذکورہ روایت سے مراد یہ ہے کہ نماز ظہر کو اس کے آخری وقت میں اور نماز عصر کو اس کے اول وقت میں پڑھا جائے اور اسی طرح نماز مغرب کو اس کے آخری وقت میں اور نماز عشاء کو اس کے اول وقت میں پڑھا جائے۔

اب ہم اس مسئلے کی وضاحت کے لئے ان روایات کی تحقیق کر کے یہ ثابت کریں گے کہ ان روایات میں دو نمازوں کو جمع کرنے سے وہی مراد ہے جو شیعہ کہتے ہیں، یعنی دو نمازوں کو ایک ہی نماز کے وقت میں پڑھا جاسکتا ہے اور یہ مراد نہیں ہے کہ ایک نماز کو اس کے آخری وقت میں اور دوسری نماز کو اس کے اول وقت میں پڑھا جائے۔

دو نمازوں کو جمع کرنے میں اہل تشیع کے دلائل کا بیان

(۱) جابر بن زید کا بیان ہے کہ انہوں نے ابن عباس سے سنا ہے کہ وہ کہہ رہے تھے: میں نے پیغمبر اکرم ﷺ کے ساتھ آٹھ رکعت نماز (ظہر وعصر) اور سات رکعت نماز (مغرب وعشاء) کو ایک ساتھ پڑھا ہے ابن عباس کہتے ہیں کہ میں نے ابوشعثاء سے کہا: میرا یہ گمان ہے کہ رسول خدا ﷺ نے نماز ظہر کو تاخیر سے پڑھا ہے اور نماز عصر کو جلد ادا کیا ہے اسی طرح نماز مغرب کو بھی تاخیر سے پڑھا ہے اور نماز عشاء کو جلدی ادا کیا ہے ابوشعثاء نے کہا میرا بھی یہی گمان ہے۔ (مسند احمد ابن حنبل)

اس روایت سے اچھی طرح معلوم ہو جاتا ہے کہ پیغمبر اکرم ﷺ نے ظہر وعصر اور مغرب وعشاء کی نمازوں کو ایک ساتھ اور بغیر فاصلے کے پڑھا تھا۔ احمد ابن حنبل نے عبداللہ بن شقیق سے درج ذیل روایت نقل کی ہے:

(۲) ایک دن عصر کے بعد ابن عباس نے ہمارے درمیان خطبہ دیا یہاں تک کہ آفتاب غروب ہو گیا اور ستارے چمکنے لگے اور لوگ نماز کی ندائیں دینے لگے ان میں سے بنی تمیم قبیلے کا ایک شخص ماز نماز کہنے لگا ابن عباس نے غصے میں کہا کیا تم مجھے سنت پیغمبر کی تعلیم دینا چاہتے ہو؟ میں نے خود رسول خدا ﷺ کو ظہر وعصر اور مغرب وعشاء کی نمازوں کو ایک ساتھ پڑھتے دیکھا ہے عبداللہ نے کہا اس مسئلے سے متعلق میرے ذہن میں شک پیدا ہو گیا تو میں ابو ہریرہ کے پاس گیا اور ان سے سوال کیا تو انہوں نے ابن عباس کی بات کی تائید کی۔

(۳) اس حدیث میں دو صحابی عبداللہ ابن عباس اور ابو ہریرہ اس حقیقت کی گواہی دے رہے ہیں کہ پیغمبر اکرم (ﷺ) نے نماز ظہر وعصر اور مغرب وعشاء کو ایک ساتھ پڑھا ہے اور ابن عباس نے بھی پیغمبر اکرم ﷺ کے اس عمل کی پیروی کی ہے۔

(۴) مالک بن انس کا اپنی کتاب موطأ میں بیان ہے: رسول خدا (ﷺ) نے ظہر وعصر اور مغرب وعشاء کی نمازیں ایک ساتھ پڑھی تھیں جبکہ نہ تو کسی قسم کا خوف تھا اور نہ ہی آپ ﷺ سفر میں تھے۔

(۵) مالک بن انس نے معاذ بن جبل سے یہ روایت نقل کی ہے: رسول خدا (ﷺ) نماز ظہر عصر اور نماز مغرب وعشاء کو ایک ساتھ بجالاتے تھے۔

(۶) مالک بن انس نے نافع سے اور انہوں نے عبداللہ بن عمر سے یوں روایت نقل کی ہے: پیغمبر اکرم ﷺ جب دن میں سفر کرنا چاہتے تھے تو ظہر اور عصر کی نمازوں کو اکھٹا ادا کرلیا کرتے تھے اور جب رات میں سفر کرنا ہوتا تھا تو مغرب اور عشاء کی نمازوں کو ایک ساتھ پڑھتے تھے۔ (موطأ مالک کتاب الصلوٰۃ ص حدیث)

(۷) محمد زرقانی نے موطأ کی شرح میں ابن شعثا سے یوں روایت نقل کی ہے بے شک ابن عباس نے بصرہ میں نماز ظہر و عصر کو ایک ساتھ اور بغیر فاصلے کے پڑھا تھا اور اسی طرح نماز مغرب وعشاء کو بھی اکھٹا اور بغیر فاصلے کے بجالائے تھے۔ زرقانی نے طبرانی سے اور انھوں نے ابن مسعود سے نقل کیا ہے:

(۸) پیغمبر اکرم ﷺ نے جب نماز ظہر وعصر اور نماز مغرب وعشاء کو ایک ساتھ پڑھا تو آنحضرت ﷺ سے اس کے بارے میں پوچھا گیا (موطأ پر زرقانی کی شرح، جزاول باب الجمع بین الصلاتین فی الحضر والسفر ص طبع مصر) جواب میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اس عمل کو اس لئے انجام دیا ہے تاکہ میری امت مشقت میں نہ پڑ جائے۔

(۹) مسلم بن حجاج نے ابوزبیر سے اور انہوں نے سعید بن جبیر سے اور انہوں نے ابن عباس سے یوں روایت نقل کی ہے: پیغمبر اکرم ﷺ نے مدینہ منورہ میں بغیر خوف وسفر کے نماز ظہر وعصر کو ایک ساتھ پڑھا تھا۔ اس کے بعد ابن عباس نے پیغمبر اکرم ﷺ کے اس عمل کے بارے میں کہا کہ: آنحضرت چاہتے تھے کہ ان کی امت میں سے کوئی بھی شخص مشقت میں نہ پڑنے پائے۔

(۱۰) پیغمبر اکرم ﷺ نے مدینہ منورہ میں بغیر خوف اور بارش کے نماز ظہر وعصر اور نماز مغرب وعشاء کو اکھٹا پڑھا تھا۔ اس وقت سعید ابن جبیر نے ابن عباس سے پوچھا کہ پیغمبر اکرم ﷺ نے اس طرح کیوں کیا؟ تو ابن عباس نے کہا آنحضرت ﷺ اپنی امت کو زحمت میں نہیں ڈالنا چاہتے تھے۔

(۱۱) ابوعبداللہ بخاری نے اپنی کتاب صحیح بخاری میں اس سلسلے میں باب تاخیر الظہر الی العصر کے نام سے ایک مستقل باب قرار دیا ہے۔ یہ خود عنوان اس بات کا بہترین گواہ ہے کہ نماز ظہر میں تاخیر کر کے اسے نماز عصر کے وقت میں اکھٹا بجالایا جاسکتا ہے اس کے بعد بخاری نے اسی مذکورہ باب میں درج ذیل روایت نقل کی ہے:

(۱۲) ایک شخص نے ابن عباس سے کہا: نماز تو ابن عباس نے کچھ نہ کہا اس شخص نے پھر کہا نماز پھر بھی ابن عباس نے اسے

کوئی جواب نہ دیا تو اس شخص نے پھر کہا نماز لیکن ابن عباس نے پھر کوئی جواب نہیں دیا جب اس شخص نے چوتھی مرتبہ کہا: نماز تب ابن عباس بولے او بے اصل! تم ہمیں نماز کی تعلیم دینا چاہتے ہو؟ جبکہ ہم پیغمبر خدا ﷺ کے زمانے میں دو نمازوں کو ایک ساتھ بجالایا کرتے تھے۔

(۱۳) مسلم نے یوں روایت نقل کی ہے: پیغمبر خدا ﷺ نے غزوہ تبوک کے سفر میں نمازوں کو جمع کر کے نماز ظہر وعصر اور مغرب عشاء کو ایک ساتھ پڑھا تھا سعید بن جبیر نے کہا کہ میں نے ابن عباس سے آنحضرت ﷺ کے اس عمل کا سبب دریافت کیا تو انہوں نے جواب دیا آنحضرت چاہتے تھے کہ ان کی امت مشقت میں نہ پڑے۔

(۱۴) مسلم ابن حجاج نے معاذ سے اس طرح نقل کیا ہے: ہم پیغمبر خدا ﷺ کے ساتھ غزوہ تبوک کی طرف نکلے تو آنحضرت ﷺ نے نماز ظہر وعصر اور نماز مغرب وعشاء کو ایک ساتھ پڑھا۔ مالک ابن انس کا اپنی کتاب الموطأ میں بیان ہے کہ :ابن شہاب نے سالم بن عبداللہ سے سوال کیا کہ کیا حالت سفر میں نماز ظہر وعصر کو ایک ساتھ بجالایا جاسکتا تھا؟ سالم بن عبداللہ نے جواب دیا ہاں اس کام میں کوئی خرج نہیں ہے کیا تم نے عرفہ کے دن لوگوں کو نماز پڑھتے نہیں دیکھا ہے؟

یہاں پر اس نکتے کا ذکر ضروری ہے کہ عرفہ کے دن نماز ظہر وعصر کو نماز ظہر کے وقت میں بجالانے کو سب مسلمان جائز سمجھتے ہیں اس مقام پر سالم بن عبداللہ نے کہا تھا کہ جیسے لوگ عرفہ کے دن دو نمازوں کو اکھٹا پڑھتے ہیں اسی طرح عام دنوں میں بھی دو نمازوں کو ایک ساتھ پڑھا جاسکتا ہے۔ متقی ہندی اپنی کتاب کنز العمال میں لکھتے ہیں: عبداللہ ابن عمر نے کہا: پیغمبر خدا ﷺ نے بغیر سفر کے نماز ظہر وعصر اور مغرب وعشاء کو اکھٹا پڑھا تھا ایک شخص نے ابن عمر سے سوال کیا کہ پیغمبر اکرم ﷺ نے ایسا کیوں کیا؟ تو ابن عمر نے جواب دیا کہ آنحضرت ﷺ اپنی امت کو مشقت میں نہیں ڈالنا چاہتے تھے تا کہ اگر کوئی شخص چاہے تو دو نمازوں کو ایک ساتھ بجالائے۔ (کنز العمال کتاب الصلوٰۃ)

نتیجہ:

اب ہم گزشتہ روایات کی روشنی میں دو نمازوں کو جمع کرنے کے سلسلے میں شیعوں کے نظریہ کے صحیح ہونے پر چند دلیلیں پیش کریں گے۔

دو نمازوں کو ایک وقت میں ایک ساتھ بجالانے کی اجازت نمازیوں کی سہولت اور انہیں مشقت سے بچانے کے لئے دی گئی ہے، متعدد روایات میں اس حقیقت کو بیان کیا گیا ہے کہ اگر نماز ظہر وعصر یا مغرب۔ (کنز العمال، کتاب الصلوٰۃ)

عشاء کو ایک وقت میں بجالانا جائز نہ ہوتا تو یہ امر مسلمانوں کے لئے زحمت ومشقت کا باعث بنتا اسی وجہ سے پیغمبر اسلام ﷺ نے مسلمانوں کی سہولت اور آسانی کے لئے دو نمازوں کو ایک وقت میں بجالانے کو جائز قرار دیا ہے۔

واضح ہے کہ اگر ان روایات سے یہ مراد ہو کہ نماز ظہر کو اسکے آخری وقت (جب ہر چیز کا سایہ اسکے برابر ہوجائے) تک تاخیر کر کے پڑھا جائے اور نماز عصر کو اسکے اول وقت میں بجالایا جائے اس طرح ہر دو نمازیں ایک ساتھ مگر اپنے اوقات ہی میں پڑھی جائیں (اہل سنت حضرات ان روایات سے یہی مراد لیتے ہیں) تو ایسے کام میں کسی طرح کی سہولت نہیں ہوگی بلکہ یہ کام

مزید مشقت کا باعث بنے گا جبکہ دونمازوں کوایک ساتھ بجالانے کی اجازت کا یہ مقصد تھا کہ نمازیوں کے لئے سہولت ہو۔

اس بیان سے یہ واضح ہوجاتا ہے کہ گزشتہ روایات سے مراد یہ ہے کہ دونمازوں کوان کے مشترک وقت کے ہر حصے میں بجالایا جاسکتا ہے اب نماز گزار کواختیار ہے کہ وہ مشترک وقت کے ابتدائی حصے میں نماز پڑھے یا اس کے آخری حصے میں اوران روایات سے یہ مرادنہیں ہے کہ ایک نماز کواس کے آخری وقت میں اور دوسری کواس کے اول وقت میں ادا کیا جائے۔

روز عرفہ دونمازوں کواکٹھا پڑھنے کے حکم سے باقی دنوں میں نمازوں کوایک ساتھ پڑھنے کا جواز معلوم ہوتا ہے تمام اسلامی فرقوں کے نزدیک عرفہ کے دن ظہر وعصر کی نمازوں کوایک وقت میں بجالانا جائز ہے۔

مزید براں گزشتہ روایات میں سے بعض اس بات کی گواہ ہیں کہ میدان عرفات کی طرح باقی مقامات پر بھی نمازوں کواکٹھا بجالایا جاسکتا ہے اب اس اعتبار سے روز عرفہ اور باقی عام دنوں کے درمیان یا عرفات کی سرزمین اور باقی عام جگہوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔

لہٰذا جس طرح مسلمانوں کے متفقہ نظریئے کے مطابق عرفہ میں ظہر وعصر کی نمازوں کوظہر کے وقت پر ایک ساتھ پڑھا جاتا ہے اسی طرح عرفہ کے علاوہ بھی ان نمازوں کوظہر کے وقت اکٹھا پڑھنا بالکل صحیح ہے۔

سفر کی حالت میں دونمازوں کواکٹھا پڑھنے کے حکم سے غیر سفر میں بھی نمازوں کے ایک ساتھ بجالانے کا جواز معلوم ہوتا ہے۔ایک طرف سے حنبلی، مالکی، اور شافعی یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ حالت سفر میں دونمازوں کواکٹھا بجالایا جاسکتا ہے اور دوسری طرف گزشتہ روایات صراحت کے ساتھ کہہ رہی ہیں کہ اس اعتبار سے سفر اور غیر سفر میں کوئی فرق نہیں ہے کیونکہ پیغمبر اکرم ﷺ نے دونوں حالتوں میں نمازوں کواکٹھا پڑھا تھا۔ الفقه على المذاهب الاربعه ، كتاب الصلوٰة ،الجمع بين الصلوتين تقديما و تاخيرا ۔نمازوں کواکٹھا بجالانا صحیح ہے اسی طرح عام حالات میں بھی دونمازوں کواکٹھا پڑھا جاسکتا ہے۔

اضطراری حالت میں دونمازوں کے اکٹھا پڑھنے کے حکم سے عام حالت میں بھی نمازوں کے اکٹھا پڑھنے کا جواز معلوم ہوجاتا ہے۔اہل سنت کی صحیح اور مسند کتابوں میں سے بہت سی روایات اس حقیقت کی گواہی دیتی ہیں کہ پیغمبر اکرم ﷺ اوران کے اصحاب نے چند اضطراری موقعوں پر جیسے بارش کے وقت یا دشمن کے خوف سے یا بیماری کی حالت میں نمازوں کوایک ساتھ اور ایک ہی وقت میں (ٹھیک اسی طرح جیسے شیعہ کہتے ہیں) پڑھا تھا اور اسی وجہ سے مختلف اسلامی فرقوں کے فقہاء نے بعض اضطراری حالات میں دونمازوں کوایک ساتھ پڑھنا جائز قرار دیا ہے جب کہ گزشتہ روایات اس بات کو وضاحت کے ساتھ بیان کررہی ہیں کہ اس سلسلے میں اضطراری اور عام حالت میں کوئی فرق نہیں ہے۔ اور پیغمبر اکرم ﷺ نے دونوں حالتوں میں اپنی نمازوں کوایک ساتھ پڑھا ہے۔

اہل تشیع کا نمازوں کو جمع کرنے کا رد شیعہ کتب کی روشنی میں

اسلام میں پانچ وقت کی نمازوں کا حکم ہے لیکن شیعہ حضرات صرف **3** وقت کی نمازوں کا اہتمام کرتے ہیں فجر،ظہرین اور مغربین لیکن خود انکا مذہب اس سلسلے میں کیا کہتا ہے اسپر آج روشنی ڈالی جائے گی۔

میں نے امام ع سے پوچھا کہ حنظلہ آپ کی طرف وقت لایا ہے۔حضرت نے فرمایا کہ وہ ہم پر جھوٹ نہیں بولا ہوگا میں نے کہا کہ آپ نے ان سے بیان کیا ہے کہ پہلی نماز اللہ نے اپنے نبی پر اس آیت کے ذریعے سے نازل کی نماز پڑھو زوال شمس کے بعد سے، تو یہ وقت ظہر ہے جب سایہ قدآدم نہ ہو وقت ظہر ہے جب یہ ہو جائے تو عصر ہے یہ آخر وقت عصر کا ہے حضرت نے فرمایا سچ کہا اس نے۔(فروع کافی جلد دوم باب 4)

شیعہ عصر کی نماز چھوڑ دیتے ہیں لیکن خود انکی کتب میں لکھا ہے کہ ظہر کی نماز کے بعد عصر کی نماز پڑھنی چاہیے دیکھیں فروع کافی جلد دوم باب 4 میں ہی میں نے حضرت سے کہا کہ میں ظہر کی نماز کب پڑھوں تو فرمایا آٹھ رکعت ظہر کی نماز پڑھ پھر عصر کی نماز پڑھ۔

اسی طرح عشاء کا ذکر بھی موجود ہے جب سورج ڈوب جائے تو دونوں نمازوں کا وقت آجاتا ہے مغرب پہلے ہوگی اور عشاء بعد میں (فروع کافی جلد دوم باب 4)۔

یعنی خلاصہ کلام یہ ہے کہ شیعہ ان کتب کو اپنے لیے متبرک سمجھتے ہیں انکا دعوہ ہے کہ ہم نے براہ راست احادیث خاندان نبوی ص سے لیا ہے لیکن اپنی کتب میں اپنے اکابرین کے قول کی نفی کرتے نظر آتے ہیں جو شیعہ حضرات کے لیے یقیناً ایک لحہ فکریہ ہے۔میرے مضمون کا مقصد اگر یہاں کوئی شیعہ حضرات ہو تو اسکی دل آزاری نہیں بلکہ حقیقت بیانی ہے کافی اور صافی کتب کو شیعہ حضرات قرآن سے بھی بڑھ کر مانتے ہیں۔تو میری سمجھ میں نہیں آتا کہ غار سرمن رآیہ میں بارہویں امام کی تصدیق شدہ اس کتب کی ان روایات کو شیعہ حضرات آخر کیوں نظرانداز کرتے ہیں۔

اہل تشیع کی مستدل روایات کا تخصیص پر محمول ہونا

ہم نے اہل تشیع کے دلائل من وعن بیان کر دیے ہیں۔لیکن ان کے استدلال میں کثیر روایات مروی ہیں۔جو تخصیص پر دلالت کرتی ہیں۔جبکہ اس سے پہلے فقہ حنفی کے مطابق کثرت روایات جو قرآنی نصوص کے موافق ہونے کے ساتھ تواتر کے ساتھ موجود ہیں۔ان کی دلالت عموم پر ہے۔اہل تشیع حضرات اگر درجن تو کیا ہزاروں بھی روایات پیش کر دیں تو پھر بھی وہ ایک ایسی روایت پیش نہیں کر سکتے جس میں زمان ومکان کی تخصیص کے بغیر نمازوں کو جمع کرنے کا مسئلہ بیان ہوا ہو۔محض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اہل بیت رضی اللہ عنہم سے تعصب کرتے ہوئے جاہلانہ استدلال سے مسائل کا استنباط کرنا کس قدر قرآن وسنت کے احکام پر ڈاکہ ڈالنا ہے۔

اہل تشیع کو استدلال کرنے سے پہلے اس اصول کو مدنظر رکھنا چاہیے تھا کہ جب کسی عمل کے خلاف قول آجائے تو عمل تخصیص کا احتمال رکھنے والا ہوتا ہے۔پوری امت مسلمہ کا چودہ سو سالہ اجماع ہے کہ نمازوں کو جمع کرنے کی تخصیص صرف عرفات ومزدلفہ میں ان خاص ایام میں ہے۔اس کے سوا دنیا کے کسی ملک ،شہر، گاؤں۔گلی یا مکان کو یہ تخصیص حاصل نہیں ہے۔لہٰذا اگر کسی نے کہیں تخصیص ثابت کرنے کی کوشش کی تو وہ نص قطعی ''' کا منکر ہوگا۔کیونکہ قرآن کی اس نص میں تصریح کے ساتھ اوقات نماز کا حکم دیا گیا ہے۔اور جب نص سے صراحت ثابت ہو جائے تو کسی طرح بھی محتمل نہیں ہوتی۔لیکن اس نص کی

صراحت کے باوجود کوئی تخصیص کو ثابت کرے تو اس کو سوائے اسلام دشمنی کے کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ اہل سنت کے مؤقف میں کثیر احادیث بیان ہو چکی ہیں۔ لیکن ہم مزید تردید کے لئے فقہ کا اصول پیش کر دیتے ہیں تا کہ شک وشبہ بھی ختم ہو جائے اور روز روشن کی طرح اہل سنت کی حقانیت واضح ہو جائے۔

حکم خاص سے استدلال کرتے ہوئے عمومی حکم کو ثابت نہیں کیا جائے گا

اس قاعدہ کا ماخذ یہ ہے۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جس وقت رسول اللہ ﷺ میدان عرفات سے واپس لوٹے تو میں آپ کے ساتھ سوار تھا، جب آپ گھاٹی پر آئے تو آپ نے سواری بٹھائی اور قضاء حاجت کے لئے نیچے اتر گئے جب واپس آئے تو میں نے برتن سے پانی لے کر آپ کو وضو کرایا، پھر آپ سوار ہو کر مزدلفہ آئے اور وہاں مغرب اور عشاء کی نماز کو جمع کر کے پڑھا۔ (مسلم، ج ۱، ص ۴۱۶، قدیمی کتب خانہ کراچی)

اس حدیث میں نماز مغرب اور عشاء کو جمع کر کے پڑھنے کا ثبوت ہے جو کہ ایام حج میں اس کے احکام کے ساتھ خاص ہے لہٰذا اس حدیث سے کوئی یہ استدلال کرتے ہوئے نہیں کہہ سکتا کہ نماز مغرب اور عشاء کو جہاں چاہیں جمع کر کے پڑھ سکتے ہیں کیونکہ حکم خاص سے عمومی حکم کو ثابت نہیں کیا جا سکتا۔

حکم عام سے استدلال سے حکم خاص کی تخصیص

ترجمہ: بے شک نماز مومنوں پر وقت مقررہ پر فرض ہے۔ (النساء) اس آیت میں بیان کردہ حکم کا تقاضہ یہ ہے کہ ہر نماز کو اس کے مقررہ وقت کے اندر ادا کرنا ضروری ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ دو نمازوں کو جمع کرنے والا حکم ایام حج میں اس کے مناسک ادا کرنے والے کے ساتھ خاص ہے لہٰذا اس عام حکم کو اس سے ثابت نہیں کیا جا سکتا۔ جبکہ دو نمازوں کو جمع کرنے کے باوجود اس عمومی حکم یعنی ہر نماز کو اس کے وقت کے اندر پڑھا جائے اس پر بھی عمل ہوگا۔

باب تَقْدِيمِ النِّسَآءِ وَالصِّبْيَانِ اِلٰى مَنَازِلِهِمْ بِمُزْدَلِفَةَ

یہ باب ہے کہ خواتین اور بچوں کو مزدلفہ میں ان کی مخصوص جگہ پر پہلے بھیج دینا

3032 – اَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ قَالَ اَنْبَاَنَا سُفْيَانُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِىْ يَزِيْدَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ اَنَا مِمَّنْ قَدَّمَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ الْمُزْدَلِفَةِ فِىْ ضَعَفَةِ اَهْلِهٖ۔

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں ان افراد میں شامل تھا جنہیں نبی اکرم ﷺ نے مزدلفہ کی

3032-اخرجه البخاري في الحج، باب من قدم ضعفة اهله بليل (الحديث 1678)، و في جزاء الصيد، باب حج الصبيان (الحديث 1856) . و اخرجه مسلم في الحج، باب استحباب تقديم دفع الضعفة من النساء و غيرهن من مزدلفة الى منى في اواخر الليالي قبل زحمة الناس و استحباب المكث لغيرهم حتى يصلوا الصبح بالمزدلفة (الحديث 300 و 301) . و اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب التعجيل من جمع (الحديث 193) و الحديث عند: البخاري في الجنائز، باب اذا اسلم الصبي فمات هل يصلى عليه و هل يعرض على الصبي الاسلام (الحديث 1357) و التفسير، باب قوله (و ما لكم لا تقاتلون في سبيل الله . الى . الظالم اهلها) (الحديث 4587) . تحفة الاشراف (5864) .

رات اپنے خاندان کے کمزور افراد کے ہمراہ پہلے بھیج دیا تھا۔

3033 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كُنْتُ فِيْمَنْ قَدَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ الْمُزْدَلِفَةِ فِيْ ضَعَفَةِ اَهْلِهِ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں ان لوگوں میں شامل تھا' جنہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خاندان کے کمزور افراد کے ہمراہ مزدلفہ کی رات پہلے بھیج دیا تھا۔

3034 - اَخْبَرَنَا اَبُوْ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ وَّعَفَّانُ وَسُلَيْمَانُ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مُشَاشٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ الْفَضْلِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ ضَعَفَةَ بَنِيْ هَاشِمٍ اَنْ يَّنْفِرُوْا مِنْ جَمْعٍ بِلَيْلٍ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما' حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنوہاشم کے کمزور افراد کو یہ ہدایت کی تھی کہ وہ مزدلفہ کی رات پہلے روانہ ہو جائیں۔

3035 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَطَاءٌ عَنْ سَالِمِ بْنِ شَوَّالٍ اَنَّ اُمَّ حَبِيْبَةَ اَخْبَرَتْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَهَا اَنْ تُغَلِّسَ مِنْ جَمْعٍ اِلٰى مِنًى .

☆☆ سیدہ اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یہ ہدایت کی تھی کہ وہ اندھیرے میں ہی مزدلفہ سے منیٰ چلی جائیں۔

3036 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْعَلَاءِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَمْرٍو عَنْ سَالِمِ بْنِ شَوَّالٍ عَنْ اُمِّ حَبِيْبَةَ قَالَتْ كُنَّا نُغَلِّسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمُزْدَلِفَةِ اِلٰى مِنًى .

☆☆ سیدہ اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ اقدس میں ہم لوگ اندھیرے میں ہی مزدلفہ سے منیٰ آ گئے تھے۔

باب الرُّخْصَةِ لِلنِّسَآءِ فِي الْاِفَاضَةِ مِنْ جَمْعٍ قَبْلَ الصُّبْحِ

یہ باب ہے کہ خواتین کے لیے صبح ہونے سے پہلے ہی مزدلفہ سے جانے کی اجازت

3033-اخرجه مسلم في الحج، باب استحباب تقديم دفع الضعفة من النساء و غيرهن من مزدلفة الى منى في اواخر الليالي قبل زحمة الناس و استحباب المكث لغيرهم حتى يصلوا الصبح بمزدلفة (الحديث 302) . و اخرجه النسائي في مناسك الحج، الرخصة للضعفة ان يصلوا يوم النحر الصبح بمنى (الحديث 3048) . و اخرجه ابن ماجه في المناسك، باب من تقدم من جمع الى منى لرمي الجمار (الحديث 3026) : تحفة الاشراف (5944) .

3034-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (11052) .

3035-اخرجه مسلم في الحج، باب استحباب تقديم دفع الضعفة من النساء و غيرهن من مزدلفة الى منى في اواخر الليالي قبل زحمة الناس و استحباب المكث لغيرهم حتى يصلوا الصبح بمزدلفة (الحديث 298 و 299) بنحوه و اخرجه النسائي في مناسك الحج، تقديم النساء و الصبيان الى منازلهم بمزدلفة (الحديث 3036) . تحفة الاشراف (15850) .

3036-تقدم في مناسك الحج، تقديم النساء و الصبيان الى منازلهم بمزدلفة (الحديث 3035) .

3037 – اَخْبَرَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ اَنْبَاَنَا مَنْصُوْرٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ اِنَّمَا اَذِنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِسَوْدَةَ فِي الْاِفَاضَةِ قَبْلَ الصُّبْحِ مِنْ جَمْعٍ لِاَنَّهَا كَانَتِ امْرَاَةً ثَبِطَةً .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ ﷞ بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے سیدہ سودہ ﷞ کو یہ اجازت دی تھی کہ صبح ہونے سے پہلے ہی مزدلفہ سے چلی جائیں' اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ ایک بھاری بھرکم خاتون تھیں۔

باب الْوَقْتِ الَّذِي يُصَلَّى فِيْهِ الصُّبْحُ بِالْمُزْدَلِفَةِ

یہ باب ہے کہ اس وقت کا بیان جس میں مزدلفہ میں فجر کی نماز پڑھی جاتی ہے

3038 – اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ عُمَارَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ مَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى صَلَاةً قَطُّ اِلَّا لِمِيقَاتِهَا اِلَّا صَلَاةَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ صَلَّاهُمَا بِجَمْعٍ وَّصَلَاةَ الْفَجْرِ يَوْمَئِذٍ قَبْلَ مِيقَاتِهَا .

☆☆ حضرت عبداللہ ﷜ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو ہر نماز اس کے مخصوص وقت پر ہی ادا کرتے ہوئے دیکھا ہے' البتہ مغرب اور عشاء کی نمازیں آپ ﷺ نے مزدلفہ میں ایک ساتھ ادا کی تھیں' جبکہ اس دن فجر کی نماز آپ نے اس کے مخصوص وقت سے کچھ پہلے ادا کر لی تھی۔

دسویں ذوالحج میں فجر کو اندھیرے میں پڑھنے کا بیان

اور جب فجر طلوع ہو جائے تو امام لوگوں کو فجر کی نماز اندھیرے میں پڑھائے۔ کیونکہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اس دن اندھیرے میں نماز پڑھائی۔ (بخاری، مسلم) اور یہ بھی دلیل ہے کہ اندھیرے میں نماز پڑھانا وقوف کی ضرورت کو پورا کرنے والا ہے لہٰذا یہ اسی طرح جائز ہوگا جس طرح عرفہ میں عصر کو مقدم کرنا جائز ہے۔

(ہدایہ اولین، کتاب الحج، لاہور)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی نماز اپنے وقت کے علاوہ کسی اور وقت میں پڑھی ہو سوائے دو نمازوں کے کہ وہ مغرب وعشاء کی ہیں جو مزدلفہ میں پڑھی گئی تھیں (یعنی مزدلفہ میں مغرب کی نماز عشاء کے وقت میں پڑھی) اور اس دن (یعنی مزدلفہ میں قربانی کے دن) فجر کی نماز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وقت سے پہلے پڑھی تھی۔ (بخاری ومسلم)

یہاں صرف مغرب وعشاء کی نمازوں کو ذکر کیا گیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزدلفہ میں مغرب کی نماز عشاء کے وقت پڑھی، حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفات میں ظہر وعصر کی نماز بھی ایک ساتھ اسی طرح پڑھی تھی کہ عصر کی نماز مقدم کر

3037-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (17527) .

3038-تقدم (الحديث 607) .

کے ظہر کے وقت ہی پڑھ لی گئی تھی، لہٰذا یہاں ان دونوں نمازوں کو اس سبب سے ذکر نہیں کیا گیا کہ وہ دن کا وقت تھا، سب ہی جانتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کی نماز کو مقدم کر کے ظہر کے وقت پڑھا ہے اس لئے اس کو بطور خاص ذکر کرنے کی کوئی ضرورت محسوس نہیں ہوئی۔

فجر کی نماز وقت سے پہلے پڑھی کا مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دن فجر کی نماز وقت معمول یعنی اجالا ہونے سے پہلے تاریکی ہی میں پڑھ لی تھی، یہاں یہ مراد نہیں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کے وقت سے پہلے پڑھی تھی کیونکہ تمام ہی علماء کے نزدیک فجر کی نماز، فجر سے پہلے پڑھنی جائز نہیں ہے۔

باب فِيْمَنْ لَمْ يُدْرِكْ صَلَاةَ الصُّبْحِ مَعَ الْإِمَامِ بِالْمُزْدَلِفَةِ

یہ باب ہے کہ جو شخص مزدلفہ میں امام کے ہمراہ فجر کی نماز باجماعت ادا نہ کر سکے (اس کا حکم)

3039 - اَخْبَرَنَا سَعِيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اِسْمَاعِيْلَ وَدَاوُدَ وَزَكَرِيَّا عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ مُضَرِّسٍ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاقِفًا بِالْمُزْدَلِفَةِ فَقَالَ "مَنْ صَلّٰى مَعَنَا صَلَاتَنَا هٰذِهٖ هَا هُنَا ثُمَّ اَقَامَ مَعَنَا وَقَدْ وَقَفَ قَبْلَ ذٰلِكَ بِعَرَفَةَ لَيْلًا اَوْ نَهَارًا فَقَدْ تَمَّ حَجُّهٗ".

☆☆ حضرت عروہ بن مضرس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مزدلفہ میں وقوف کیے ہوئے دیکھا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جس شخص نے ہمارے ساتھ یہ نماز ادا کر لی ہے' اور اس نے ہمارے ساتھ یہاں قیام کر لیا ہے اور وہ اس سے پہلے عرفہ میں رات کے وقت یا دن کے وقت وقوف کر چکا ہو' تو اس کا حج مکمل ہو جائے گا۔

3040 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ جَرِيْرٌ عَنْ مُطَرِّفٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ مُضَرِّسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ اَدْرَكَ جَمْعًا مَعَ الْاِمَامِ وَالنَّاسِ حَتّٰى يُفِيْضَ مِنْهَا فَقَدْ اَدْرَكَ الْحَجَّ وَمَنْ لَمْ يُدْرِكْ مَعَ النَّاسِ وَالْاِمَامِ فَلَمْ يُدْرِكْ".

☆☆ حضرت عروہ بن مضرس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

جو شخص امام کے ساتھ اور لوگوں کے ساتھ مزدلفہ (میں وقوف) کو پالیتا ہے اور پھر وہ وہاں سے روانہ ہوتا ہے' تو اس نے حج کو پالیا' جو شخص امام کے ساتھ اور لوگوں کے ساتھ مزدلفہ میں وقوف کو نہیں پاتا ہے' اس نے حج کو نہیں پایا۔

3041 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ قَالَ حَدَّثَنَا اُمَيَّةُ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سَيَّارٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ مُضَرِّسٍ

3039- اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب من لم يدرك عرفة (الحديث 1950) و اخرجه الترمذي في الحج، باب ما جاء فيمن ادرك الامام بجمع فقد ادرك الحج (الحديث 891) . و اخرجه النسائي في مناسك الحج، فيمن لم يدرك صلاة الصبح مع الامام بالمزدلفة (الحديث 3040 و 3041 و 3042 و 3043) . و اخرجه ابن ماجه في المناسك، باب من اتى عرفة قبل الفجر ليلة جمع (الحديث 3016) . تحفة الاشراف (9900) .

3040- تقدم (الحديث 3039) .

قَالَ اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِجَمْعٍ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّىْ اَقْبَلْتُ مِنْ جَبَلَىْ طَيِّءٍ لَمْ اَدَعْ حَبْلًا اِلَّا وَقَفْتُ عَلَيْهِ فَهَلْ لِىْ مِنْ حَجٍّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ صَلّٰى هٰذِهِ الصَّلَاةَ مَعَنَا وَقَدْ وَقَفَ قَبْلَ ذٰلِكَ بِعَرَفَةَ لَيْلًا اَوْ نَهَارًا فَقَدْ تَمَّ حَجُّهُ وَقَضٰى تَفَثَهُ".

☆☆ حضرت عروہ بن مضرس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں مزدلفہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا' میں نے عرض کی: یارسول اللہ! میں طے کے دو پہاڑوں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں' میں نے راستے میں ہر ٹیلے پر پڑاؤ کیا ہے' کیا میرا حج ہو گیا ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جو شخص یہ نماز ہمارے ساتھ ادا کر لیتا ہے اور جو اس سے پہلے رات کے وقت یا دن کے وقت عرفہ میں وقوف کر چکا ہو' تو اس کا حج مکمل ہو جاتا ہے اور وہ اپنی ذمہ داری کو پورا کر لیتا ہے۔

3042 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِى السَّفَرِ قَالَ سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ يَقُوْلُ حَدَّثَنِىْ عُرْوَةُ بْنُ مُضَرِّسِ بْنِ اَوْسِ بْنِ حَارِثَةَ بْنِ لَامٍ قَالَ اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِجَمْعٍ فَقُلْتُ هَلْ لِىْ مِنْ حَجٍّ فَقَالَ "مَنْ صَلّٰى هٰذِهِ الصَّلَاةَ مَعَنَا وَوَقَفَ هٰذَا الْمَوْقِفَ حَتّٰى يُفِيْضَ وَاَفَاضَ قَبْلَ ذٰلِكَ مِنْ عَرَفَاتٍ لَيْلًا اَوْ نَهَارًا فَقَدْ تَمَّ حَجُّهُ وَقَضٰى تَفَثَهُ".

☆☆ حضرت عروہ بن مضرس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مزدلفہ میں حاضر ہوا' میں نے عرض کی: کیا میرا حج ہو گیا ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جو شخص یہ نماز ہمارے ساتھ ادا کر لے' اور اس نے یہاں وقوف کر لیا' یہاں تک کہ وہ اس وقت روانہ ہوا' یا اس سے پہلے رات کے وقت یا دن کے وقت عرفات سے روانہ ہو گیا' تو اس کا حج مکمل ہو گیا اور اس کی ذمہ داری پوری ہو گئی۔

3043 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ اِسْمَاعِيْلَ قَالَ اَخْبَرَنِىْ عَامِرٌ قَالَ اَخْبَرَنِىْ عُرْوَةُ بْنُ مُضَرِّسٍ الطَّائِيُّ قَالَ اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ اَتَيْتُكَ مِنْ جَبَلَىْ طَيِّءٍ اَكْلَلْتُ مَطِيَّتِىْ وَاَتْعَبْتُ نَفْسِىْ مَا بَقِىَ مِنْ حَبْلٍ اِلَّا وَقَفْتُ عَلَيْهِ فَهَلْ لِىْ مِنْ حَجٍّ فَقَالَ "مَنْ صَلّٰى صَلَاةَ الْغَدَاةِ هَا هُنَا مَعَنَا وَقَدْ اَتٰى عَرَفَةَ قَبْلَ ذٰلِكَ فَقَدْ قَضٰى تَفَثَهُ وَتَمَّ حَجُّهُ".

☆☆ حضرت عروہ بن مضرس طائی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا' میں نے عرض کی: میں طے کے دو پہاڑوں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں' میں نے اپنی سواری کو مشقت کا شکار کر دیا ہے اور خود کو تھکا لیا ہے' راستے میں جو بھی ٹیلا آیا' میں نے اس پر پڑاؤ کیا ہے' تو کیا میرا حج ہو گیا ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جو شخص یہاں صبح کی نماز ہمارے ساتھ پڑھ لے' اور اس سے پہلے وہ عرفہ جا چکا ہو' تو اس نے اپنی پراگندگی کو مکمل کر لیا اور

3041-تقدم (الحديث 3039) .

3042-تقدم (الحديث 3039) .

3043-تقدم (الحديث 3039) .

اس کا حج مکمل ہو گیا۔

3044 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنِي بُكَيْرُ بْنُ عَطَاءٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ يَعْمَرَ الدِّيلِيَّ قَالَ شَهِدْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَفَةَ وَاَتَاهُ نَاسٌ مِّنْ نَّجْدٍ فَاَمَرُوْا رَجُلًا فَسَاَلَهُ عَنِ الْحَجِّ فَقَالَ "اَلْحَجُّ عَرَفَةُ مَنْ جَآءَ لَيْلَةَ جَمْعٍ قَبْلَ صَلَاةِ الصُّبْحِ فَقَدْ اَدْرَكَ حَجَّهُ اَيَّامُ مِنًى ثَلَاثَةُ اَيَّامٍ (مَنْ تَعَجَّلَ فِيْ يَوْمَيْنِ فَلَا اِثْمَ عَلَيْهِ وَمَنْ تَاَخَّرَ فَلَا اِثْمَ عَلَيْهِ)". ثُمَّ اَرْدَفَ رَجُلًا فَجَعَلَ يُنَادِيْ بِهَا فِي النَّاسِ۔

☆☆ حضرت عبدالرحمٰن بن یعمر دیلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں عرفہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ موجود تھا' نجد سے تعلق رکھنے والے کچھ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے' انہوں نے ایک شخص کو یہ ہدایت کی کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے حج کے بارے میں دریافت کرے۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

حج عرفہ میں (وقوف کا نام) ہے' جو شخص فجر کی نماز ہونے سے پہلے مزدلفہ کی رات آ جائے' اس نے حج کو پا لیا' منیٰ کے دن تین دن ہیں' جو دو دن کے بعد چلا جاتا ہے' تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہوگا اور جو (تیسرے دن بھی) ٹھہرا رہتا ہے' اسے بھی کوئی گناہ نہیں ہوگا۔ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیچھے ایک شخص کو بٹھا لیا' اس نے لوگوں کے درمیان یہ اعلان کیا۔

3045 - اَخْبَرَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ قَالَ اَتَيْنَا جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ فَحَدَّثَنَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اَلْمُزْدَلِفَةُ كُلُّهَا مَوْقِفٌ"۔

☆☆ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ' امام باقر رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ہم لوگ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے ہمیں بتایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: مزدلفہ سارے کا سارا وقوف کی جگہ ہے۔

باب التَّلْبِيَةِ بِالْمُزْدَلِفَةِ

یہ باب ہے کہ مزدلفہ میں تلبیہ پڑھنا

3046 - اَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ فِيْ حَدِيْثِهٖ عَنْ اَبِي الْاَحْوَصِ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ كَثِيْرٍ - وَهُوَ ابْنُ مُدْرِكٍ - عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ قَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ وَّنَحْنُ بِجَمْعٍ سَمِعْتُ الَّذِيْ اُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ يَقُوْلُ فِيْ هٰذَا الْمَكَانِ "لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ"۔

3044-تقدم (الحديث 3016) .

3045-اخرجه مسلم في الحج، باب ما جاء ان عرفة كلها موقف (الحديث 149) مطولا . و اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب صفة حجة النبي صلى الله عليه وسلم (الحديث 1907 و 1908) مطولا، و الحديث عند: النسائي في مناسك الحج، باب رفع اليدين في الدعاء بعرفة (الحديث 3015) . تحفة الاشراف (2596) .

3046-اخرجه مسلم في الحج، باب استحباب ادامة الحاج التلبية حتى يشرع في رمي جمرة العقبة يوم النحر (الحديث 269 و 270 و 271) . تحفة الاشراف (9391) .

☆☆ عبدالرحمٰن بن یزید بیان کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ فرمایا: ہم لوگ اس وقت مزدلفہ میں موجود تھے انہوں نے فرمایا: میں نے اس ہستی کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے' جن پر سورۃ البقرہ نازل ہوئی تھی' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جگہ پر یہ کہا تھا:

''میں حاضر ہوں' اے اللہ! میں حاضر ہوں''۔

دعائے بخشش وشفاعت کا بیان

حضرت عباس بن مرداس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفہ کی شام کو اپنی امت کے لئے بخشش کی دعا مانگی، جو قبول کی گئی اور حق تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو بخش دیا۔ علاوہ بندوں کے حقوق کے کہ میں ظالم سے مظلوم کا حق لوں گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کیا کہ میرے پروردگار! اگر تو چاہے تو مظلوم کو اس حق کے بدلہ میں کہ جو ظالم نے کیا ہے جنت کی نعمتیں عطا فرما دے اور ظالم کو بھی بخش دے۔ مگر عرفہ کی شام کو یہ دعا قبول نہیں کی گئی، جب مزدلفہ میں صبح ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر وہی دعا کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو چیز مانگی وہ عطا فرما دی گئی راوی کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہنسے یا راوی نے یہ کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے۔ (یہ دیکھ کر) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میرا باپ اور میری ماں آپ پر قربان! یہ ایسا وقت ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہنستے نہیں تھے۔ (یعنی یہ وقت ہنسنے کا تو نہیں ہے) پھر کس چیز نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہنسایا۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دانتوں کو ہنستا رکھے (یعنی اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمیشہ خوش وخرم رکھے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، دشمن خدا ابلیس کو جب یہ معلوم ہوا کہ اللہ بزرگ وبرتر نے میری دعا قبول کر لی ہے اور میری امت کو بخش دیا تو اس نے مٹی لی اور اسے اپنے سر پر ڈالنے لگا اور واویلا کرنے اور چیخنے چلانے لگا چنانچہ اس کی بدحواسی اور اضطراب نے مجھے ہنسنے پر مجبور کر دیا۔ (ابن ماجہ، بیہقی)

چونکہ اس حدیث کے ظاہری مفہوم سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ امت کو مغفرت عام سے نوازا گیا ہے کہ حقوق اللہ بھی بخش دیئے ہیں اور حقوق العباد بھی اس لئے بہتر یہ ہے کہ حدیث کے مفہوم میں یہ قید لگا دی جائے کہ اس مغفرت عام کا تعلق ان لوگوں کے ساتھ جو اس سال حج کے موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، یا یہ بات اس شخص کے حق میں ہے جس کا حج مقبول ہو بایں طور کہ اس کے حج میں فسق وفجور کی کوئی بات نہ ہو۔

یا پھر یہ کہ مفہوم اس ظالم پر محمول ہے جس کو توبہ کی توفیق ہوئی اور اس نے صدق نیت اور اخلاص کے ساتھ توبہ کی مگر حق کی واپسی سے عاجز ومعذور رہا۔ پھر یہ کہ رحمت خداوندی جسے چاہے اپنے دامن میں چھپا سکتی ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت اور مغفرت عام کے سلسلہ میں فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت ہر مسلمان کو حاصل ہو گی خواہ وہ صالح ہو یا گنہگار، اور اس کی صورت یہ ہو گی کہ اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کی وجہ سے جنت میں صالح اور نیکوکار لوگوں کے تو درجات بلند کرے گا اور اکثر

گنہگاروں کو بخش کر جنت میں داخل کرے گا۔ اب رہ گئے وہ لوگ جو دوزخ میں ہوں گے تو ان کے حق میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا اثر یہ ہوگا کہ ان کے عذاب میں تخفیف اور مدت عذاب میں کمی کر دی جائے گی۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کی مغفرت اور بخشش بھی ان شاء اللہ ہر مسلمان کو حاصل ہوگی خواہ وہ صالح ہو یا گنہگار۔ بایں طور کہ جنت میں صالح و نیکوکاروں کے درجات اس جزاء و انعام سے زیادہ بلند ہوں گے جس کا وہ اپنے نیک اعمال کی وجہ سے مستحق ہوگا۔ اور فاجر و گنہگار کے حق میں اس کی مغفرت یہ ہوگی کہ یا تو انہیں اپنے فضل و کرم سے بغیر عذاب ہی کے جنت میں داخل کر دے گا یا پھر ان کے عذاب کی شدت میں کمی کر دے گا جو مغفرت ہی کی ایک نوع ہے۔

باب وَقْتِ الْاِفَاضَةِ مِنْ جَمْعٍ

یہ باب ہے کہ مزدلفہ سے روانہ ہونے کا وقت

3047 – اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِىْ اِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ شَهِدْتُ عُمَرَ بِجَمْعٍ فَقَالَ اِنَّ اَهْلَ الْجَاهِلِيَّةِ كَانُوْا لَا يُفِيْضُوْنَ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَيَقُوْلُوْنَ اَشْرِقْ ثَبِيْرُ وَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَالَفَهُمْ ثُمَّ اَفَاضَ قَبْلَ اَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ .

☆☆ عمرو بن میمون بیان کرتے ہیں: میں مزدلفہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس موجود تھا' انہوں نے ارشاد فرمایا: زمانہ جاہلیت کے لوگ اس وقت تک روانہ نہیں ہوتے تھے' جب تک سورج نہیں نکل آتا تھا' وہ یہ کہا کرتے تھے: اے ثبیر (پہاڑ)! تو روشن ہو جا! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی مخالفت کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سورج نکلنے سے پہلے ہی وہاں سے روانہ ہو گئے۔

مزدلفہ سے روانگی کا وقت طلوع شمس سے پہلے ہے

حضرت محمد بن قیس بن مخرمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ ایام جاہلیت میں (یعنی اسلام سے پہلے) لوگ عرفات سے اس وقت واپس ہوتے جب آفتاب غروب ہونے سے پہلے مردوں کے چہروں پر پگڑیوں کی طرح نظر آتا (یعنی عرفات سے غروب آفتاب سے پہلے چلتے) اور مزدلفہ سے طلوع آفتاب کے بعد اس وقت روانہ ہوتے جب آفتاب مردوں کے چہروں پر پگڑیوں کی طرح نظر آتا، مگر ہم عرفات سے اس وقت تک نہیں چلیں گے جب تک کہ آفتاب غروب نہ ہو جائے اور مزدلفہ سے ہم سورج نکلنے سے پہلے روانہ ہوں گے کیونکہ ہمارا طریقہ بت پرستوں اور مشرکین سے مختلف ہے۔ (مشکوۃ المصابیح)

مطلب یہ ہے کہ ایام جاہلیت میں لوگ عرفات سے ایسے وقت چلتے تھے جب آفتاب آدھا تو غروب ہو چکا ہوتا اور اس کا آدھا حصہ باہر ہوتا آفتاب کی اسی صورت کو پگڑی سے مشابہت دی گئی ہے کہ آفتاب کا آدھا گروہ پگڑی کی شکل کا ہوتا ہے، اسی

3047-اخرجه البخاري في الحج، باب متى يدفع من جمع (الحديث 1684)، و في مناقب الانصار، باب ايام الجاهلية (الحديث 3838) . و اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب الصلاة بجمع (الحديث 1938) . و اخرجه الترمذي في الحج، باب ما جاء ان الافاضة من جمع قبل طلوع الشمس (الحديث 896) . و اخرجه ابن ماجه في المناسك، باب الوقوف بجمع (الحديث 3022) . تحفة الاشراف (10616) .

طرح مزدلفہ سے ایسے وقت روانہ ہوتے جب آفتاب کا آدھا حصہ طلوع ہو چکا ہوتا اور آدھا حصہ اندر رہتا۔
صاحب مشکوۃ کو اس کی تحقیق نہیں ہو سکی تھی کہ یہ روایت کس نے نقل کی ہے، چنانچہ مشکوۃ کے اصل نسخہ میں لفظ رواہ کے
بعد جگہ چھوٹی ہوئی ہے البتہ ایک دوسرے صحیح نسخہ کے حاشیہ میں لکھا ہوا ہے کہ رواہ البیھقی فی شعب الایمان وقال
خطبنا وساقه نحوه ۔ثُمَّ أَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ إِنَّ اللّٰهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۔
پھر جہاں سے اور لوگ واپس ہوں وہیں سے تم بھی واپس ہو اور خدا سے بخشش مانگو بیشک خدا بخشنے والا اور رحمت کرنے والا
ہے۔

حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں: "ثم" یہاں پر خبر کا خبر پر عطف ڈالنے کے لئے ہے تا کہ ترتیب ہو جائے، گویا کہ عرفات میں ٹھہرنے والے کو حکم ملا کہ وہ یہاں سے مزدلفہ جائے تا کہ مشعر الحرام کے پاس اللہ تعالیٰ کا ذکر کر سکے، اور یہ بھی فرما دیا کہ وہ تمام لوگوں کے ساتھ عرفات میں ٹھہرے، جیسے کہ عام لوگ یہاں ٹھہرتے تھے البتہ قریشیوں نے فخر و تکبر اور نشان امتیاز کے طور پر یہ ٹھہرالیا تھا کہ وہ حد حرم سے باہر نہیں جاتے تھے، اور حرم کی آخری حد پر ٹھہر جاتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم اللہ والے ہیں اسی کے شہر کے رئیس ہیں اور اس کے گھر کے مجاور ہیں، صحیح بخاری شریف میں ہے کہ قریش اور ان کے ہم خیال لوگ مزدلفہ میں ہی رک جایا کرتے تھے اور اپنا نام حمس رکھتے تھے باقی کل عرب عرفات میں جا کر ٹھہرتے تھے اور وہیں سے لوٹتے تھے اسی لئے اسلام نے حکم دیا کہ جہاں سے عام لوگ لوٹتے ہیں تم وہیں سے لوٹا کرو۔

حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت مجاہد، حضرت عطاء، حضرت قتادہ، حضرت سدی رضی اللہ عنہم وغیرہ یہی فرماتے ہیں، امام ابن جریر بھی اسی تفسیر کو پسند کرتے ہیں اور اسی پر اجماع بتاتے ہیں، مسند احمد میں ہے حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرا اونٹ عرفات میں گم ہو گیا میں اسے ڈھونڈنے کے لئے نکلا تو میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو وہاں ٹھہرے ہوئے دیکھا کہنے لگا یہ کیا بات ہے کہ یہ حمس ہیں اور پھر یہاں حرم کے باہر آ کر ٹھہرے ہیں،

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ افاضہ سے مراد یہاں مزدلفہ سے رمی جمار کے لئے منیٰ کو جانا ہے، واللہ اعلم، اور الناس سے مراد حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام ہیں، بعض کہتے ہیں مراد امام ہے، ابن جریر فرماتے ہیں اگر اس کے خلاف اجماع کی حجت نہ ہوتی تو یہی قول راجح رہتا۔ پھر استغفار کا ارشاد ہوتا ہے جو عموماً عبادات کے بعد فرمایا جاتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرض نماز سے فارغ ہو کر تین مرتبہ استغفار کیا کرتے تھے (تفسیر ابن کثیر)

بَابُ الرُّخْصَةِ لِلضَّعَفَةِ أَنْ يُصَلُّوا يَوْمَ النَّحْرِ الصُّبْحَ بِمِنًى

یہ باب ہے کہ کمزور لوگوں کو اس بات کی اجازت ہے کہ وہ قربانی کے دن فجر کی نماز منیٰ میں ادا کر لیں

3048 - أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ عَنْ أَشْهَبَ أَنَّ دَاوُدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَهُمْ أَنَّ عَمْرَو بْنَ دِينَارٍ حَدَّثَهُ أَنَّ عَطَاءَ بْنَ أَبِي رَبَاحٍ حَدَّثَهُمْ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ أَرْسَلَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

3048-تقدم (الحديث 3033) .

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ضَعَفَةِ اَهْلِهِ فَصَلَّيْنَا الصُّبْحَ بِمِنًى وَّرَمَيْنَا الْجَمْرَةَ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنے خاندان کے کمزور افراد کے ہمراہ بھجوا دیا تھا' تو ہم نے منٰی میں صبح کی نماز ادا کر لی تھی اور ہم نے جمرہ کو کنکریاں بھی ماری تھیں۔

3049 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اٰدَمَ بْنِ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ عَائِشَةَ قَالَتْ وَدِدْتُ اَنِّيْ اسْتَاْذَنْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا اسْتَاْذَنَتْهُ سَوْدَةُ فَصَلَّيْتُ الْفَجْرَ بِمِنًى قَبْلَ اَنْ يَّاْتِيَ النَّاسُ وَكَانَتْ سَوْدَةُ امْرَاَةً ثَقِيْلَةً ثَبِطَةً فَاسْتَاْذَنَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَذِنَ لَهَا فَصَلَّتِ الْفَجْرَ بِمِنًى وَّرَمَتْ قَبْلَ اَنْ يَّاْتِيَ النَّاسُ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میری یہ خواہش تھی کہ میں بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اُسی طرح اجازت لے لیتی جس طرح سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لی تھی اور میں لوگوں کے آنے سے پہلے ہی منٰی میں فجر کی نماز ادا کر لیتی۔ سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا ایک بھاری بھرکم خاتون تھیں' انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت مانگی تھی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اجازت دے دی تھی' انہوں نے فجر کی نماز منٰی میں ادا کر لی تھی اور لوگوں کے آنے سے پہلے رمی کر لی تھی۔

3050 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ يَّحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ اَبِيْ رَبَاحٍ اَنَّ مَوْلًى لِاَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِيْ بَكْرٍ اَخْبَرَهٗ قَالَ جِئْتُ مَعَ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِيْ بَكْرٍ مِّنًى بِغَلَسٍ فَقُلْتُ لَهَا لَقَدْ جِئْنَا مِنًى بِغَلَسٍ . فَقَالَتْ قَدْ كُنَّا نَصْنَعُ هٰذَا مَعَ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِّنْكَ .

☆☆ سیدہ اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہما کے غلام یہ بیان کرتے ہیں: میں سیدہ اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہما کے ہمراہ اندھیرے میں ہی منٰی آ گیا' میں نے ان سے کہا: ہم اندھیرے میں منٰی آ گئے ہیں' تو سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا نے فرمایا: جو ہستی تم سے بہتر تھی' ہم نے ان کے ساتھ بھی اسی طرح کیا تھا۔

3051 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ سُئِلَ اُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ وَّاَنَا جَالِسٌ مَعَهٗ كَيْفَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسِيْرُ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ حِيْنَ دَفَعَ قَالَ كَانَ يُسَيِّرُ نَاقَتَهٗ فَاِذَا وَجَدَ فَجْوَةً نَصَّ .

☆☆ ہشام بن عروہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا' میں اس وقت ان کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا (سوال یہ کیا گیا:) حجۃ الوداع کے موقع پر جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم روانہ ہوئے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح چلتے تھے؟ تو انہوں نے جواب دیا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اونٹنی کو آہستہ رفتار سے لے کر چل رہے تھے' لیکن جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کشادگی

3049-اخرجه مسلم في الحج، باب استحباب تقديم دفع الضعفة من النساء و غيرهن من مزدلفة الى منى في اواخر الليالي قبل زحمة الناس و استحباب المكث لغيرهم حتى يصلوا الصبح بمزدلفة (الحديث 295) . تحفة الاشراف (17503) .

3050-اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب التعجيل من جمع (الحديث 1943) بنحوه . تحفة الاشراف (15737) .

3051-تقدم (الحديث 3023) .

پاتے تھے تو اس کی رفتار تیز کر دیتے تھے۔

3052 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِىْ اَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ اَبِىْ مَعْبَدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلنَّاسِ حِيْنَ دَفَعُوا عَشِيَّةَ عَرَفَةَ وَغَدَاةَ جَمْعٍ "عَلَيْكُمْ بِالسَّكِيْنَةِ" . وَهُوَ كَافٌّ نَاقَتَهُ حَتّٰى اِذَا دَخَلَ مِنًى فَهَبَطَ حِيْنَ هَبَطَ مُحَسِّرًا قَالَ "عَلَيْكُمْ بِحَصَى الْخَذْفِ الَّذِىْ يُرْمٰى بِهِ الْجَمْرَةُ" . وَقَالَ قَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُشِيْرُ بِيَدِهٖ كَمَا يَخْذِفُ الْاِنْسَانُ .

☆☆ حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' جب لوگ عرفہ کی رات اور مزدلفہ کی صبح روانہ ہوئے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے فرمایا:

آرام سے چلو!

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اونٹنی کو بھی آرام سے چلا رہے تھے' یہاں تک کہ آپ منٰی میں داخل ہوئے' نیچے کی طرف اُترتے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم تیزی سے اُترے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم پر لازم ہے' تم جمرہ کو مارنے کے لیے چھوٹی کنکریاں حاصل کرو۔

راوی بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک کے ذریعے اشارہ کر کے بتایا' جس طرح کوئی شخص کنکری چٹکی میں لیتا ہے۔

جمرہ عقبہ سے رمی کی ابتداء کرنے کا بیان

امام قدوری علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ اس کے بعد وہ جمرہ عقبہ سے شروع کرے۔ پس وہ وادی بطن سے اس پر ٹھیکری کی طرح ساتھ کنکریاں پھینکے۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب منٰی تشریف لائے تو کسی چیز پر توقف نہیں کیا حتیٰ کہ جمرہ عقبہ کی رمی فرمائی۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم پر کنکریاں مارنا لازم ہے البتہ تمہارے بعض کو بعضوں سے تکلیف نہ ہو۔ (طبرانی، ابوداؤد، ابن ماجہ، مسلم)

اور اگر حج کرنے والے نے انگلی کے پورے سے بڑی کنکری پھینکی تو جائز ہے اس لئے کہ اس طرح بھی رمی حاصل ہوگئی۔ ہاں البتہ دوسروں کو اذیت پہنچانے سے بچنے کے لئے بڑا پتھر نہ پھینکے۔ اور اگر اس نے عقبہ کے اوپر سے رمی کی تو وہ بھی کافی ہے۔ کیونکہ جمرہ کے گرد ونواح میں مقام نسک ہے اور ہماری روایت کردہ حدیث کی بنیاد پر وادی کے اوپر سے رمی کرنا افضل ہے۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت کے مطابق ہر کنکری مارنے کے ساتھ تکبیر کہے۔ اور اگر اس نے تکبیر کے مقام پر تسبیح پڑھی تو بھی کافی ہے کیونکہ اللہ کا ذکر اس طرح بھی حاصل ہوگیا۔ اور اللہ ذکر کرنا یہ رمی

3052-تقدم (الحديث 3020) .

کے آداب میں سے ہے۔
نبی کریم ﷺ جمرہ عقبہ کے پاس نہیں ٹھہرے تھے اور وہ پہلی تسبیح کے ساتھ ہی تلبیہ ختم کردے اسی حدیث کی بناؤ پر جو
حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی طرف سے ہم تک پہنچی ہے۔
حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جب جمرہ عقبہ کی رمی فرمائی تو آپ ﷺ نے
پہلی کنکری کے وقت تلبیہ ختم کردیا تھا۔ (مسلم، ابوداؤد، ابن ماجہ، بخاری)
اس کے بعد کنکری پھینکنے کا طریقہ یہ ہے کہ وہ کنکری کو اپنے دائیں انگوٹھے کی پشت پر رکھے اور شہادت کی انگلی کی مدد کے
ساتھ رمی کرے۔ اور رمی کی مقدار یہ ہے کہ پھینکنے والے سے گرنے کی جگہ تک پانچ ہاتھ کا فاصلہ ہو۔ حضرت امام حسن علیہ الرحمہ
نے حضرت امام اعظم علیہ الرحمہ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔ اس لئے کہ اگر اس نے اس کم کیا تو وہ ڈالنا ہے۔ اور اگر وہ کنکری
رکھے تو یا کفایت کرنے والا نہ ہوگا کیونکہ یہ رمی نہیں ہے۔
اور اگر اس نے رمی کی اور جمرہ کے قریب گری تو اس کے لئے کافی ہے کیونکہ اتنی مقدار سے بچنا ممکن نہیں ہے اور اگر وہ
جمرہ سے دور گری تو کافی نہیں ہوگا۔ کیونکہ اس طرح اس کی عبادت پہچانی نہ گئی ہاں البتہ ایک خاص مقام تک ہے۔

رمی جمرات کا مفہوم

جمار دراصل سنگریزوں اور کنکریوں کو کہتے ہیں اور جمار ج ان سنگریزوں اور کنکریوں کا نام ہے جو مناروں پر مارے جاتے
ہیں اور جن مناروں پر کنکریاں ماری جاتی ہیں انہیں جمار کی مناسبت سے جمرات کہتے ہیں۔
جمرات یعنی وہ منارے جن پر کنکریاں پھینکی جاتی ہیں تین ہیں۔ (۱) جمرہ اولیٰ۔ (۲) جمرہ وسطیٰ۔ (۳) مرہ عقبہ۔ یہ تینوں
جمرات منیٰ میں واقع ہیں اور بقر عید کے روز یعنی دسویں ذی الحجہ کو صرف جمرہ عقبہ پر کنکریاں پھینکی جاتی ہیں، پھر گیارھویں،
بارھویں اور تیرھویں کو تینوں جمرات پر کنکریاں مارنا واجب ہے۔

رمی جمار کرنے کے وقت میں مذاہب فقہاء

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کے دن کو چاشت کے وقت (یعنی زوال سے
پہلے) منارے پر کنکریاں پھینکیں اور بعد کے دنوں میں دوپہر ڈھلنے کے بعد کنکریاں پھینکیں۔ (بخاری ومسلم)
ضحیٰ دن کے اس حصہ کو کہتے ہیں جو طلوع آفتاب کے بعد سے زوال آفتاب سے پہلے تک ہوتا ہے، بعد کے دنوں سے
مراد ایام تشریق یعنی گیارھویں، بارھویں اور تیرھویں تاریخیں ہیں۔ ان دنوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زوال آفتاب کے
بعد رمی کی۔

علامہ ابن ہمام حنفی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ دوسرے دن یعنی گیارھویں تاریخ کو رمی جمار کا
وقت زوال آفتاب کے بعد ہوتا ہے اسی طرح تیسرے دن یعنی بارھویں تاریخ کو بھی رمی کا وقت زوال آفتاب کے بعد ہی ہوتا
ہے۔ اب اس کے بعد اگر کوئی شخص مکہ جانا چاہے تو وہ تیرھویں تاریخ کو طلوع فجر سے پہلے جا سکتا ہے اور اگر طلوع فجر کے بعد

مکہ جانا چاہے گا تو پھر اس پر اس دن کی رمی جمار واجب ہو جائے گی اب اس کے لئے رمی جمار کئے بغیر مکہ جانا درست نہیں ہوگا ہاں اس دن یعنی تیرہویں تاریخ کو زوال آفتاب سے پہلے بھی رمی جمار جائز ہو جائے گی۔

اس موقع پر ایک یہ مسئلہ بھی جان لیجئے کہ اگر کوئی شخص کنکریاں مناروں پر پھینکے نہیں بلکہ ان پر ڈال دے تو یہ کافی ہو جائے گا مگر یہ چیز غیر پسندیدہ ہوگی بخلاف مناروں پر کنکریاں رکھ دینے کے کہ یہ اس طرح کافی بھی نہیں ہوگا۔

حدیث پاک میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو پہلے سے روانہ کر دیا اور ان سے فرمایا کہ رمی جمرہ عقبہ آفتاب طلوع ہونے کے بعد ہی کرنا، چنانچہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کا مسلک یہی ہے کہ رمی جمرہ عقبہ کا وقت دسویں ذی الحجہ کو سورج نکلنے کے بعد شروع ہوتا ہے لیکن بعض روایت میں یہ منقول ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں سے بس اتنا ہی فرمایا تھا کہ جاؤ اور رمی جمرہ عقبہ کرو، اس روایت میں طلوع آفتاب کی قید نہیں ہے، چنانچہ حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد نے اسی روایت پر عمل کیا کہ ان کے ہاں رمی جمرہ عقبہ کا وقت نصف شب کے بعد ہی سے شروع ہو جاتا ہے۔

رمی جمار کے واسطے کنکریاں مزدلفہ یا راستہ سے لے لی جائیں

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما نے جو (مزدلفہ سے منیٰ آتے ہوئے) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری پر پیچھے بیٹھے ہوئے تھے، بیان کیا کہ جب عرفہ کی شام کو (عرفات سے مزدلفہ آتے ہوئے) اور مزدلفہ کی صبح کو (مزدلفہ سے منیٰ جاتے ہوئے) لوگوں نے سواریوں کو تیزی سے ہانکنا اور مارنا شروع کیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ اطمینان و آہستگی کے ساتھ چلنا تمہارے لئے ضروری ہے اور اس وقت خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اونٹنی کو روکے ہوئے بڑھا رہے تھے، یہاں تک کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم وادی محسر میں جو منیٰ (کے قریب مزدلفہ کے آخری حصہ) میں ہے پہنچے تو فرمایا کہ تمہیں (اس میدان سے) خذف کی کنکریاں اٹھا لینی چاہئیں جو جمرہ (یعنی مناروں) پر ماری جائیں گی۔ اور فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رمی جمرہ تک برابر لبیک کہتے رہے تھے (یعنی جمرہ عقبہ پر پہلی کنکری ماری تو لبیک کہنا موقوف کر دیا)۔ (مسلم)

عرفہ کے دن شام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب میدان عرفات سے مزدلفہ کو چلے تو اس وقت حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے۔

خذف اصل میں تو چھوٹی کنکری یا کھجور کی گٹھلی دونوں شہادت کی انگلیوں میں رکھ کر پھینکنے کو کہتے ہیں۔ اور یہاں خذف کی مانند کنکریوں سے مراد یہ ہے کہ چھوٹی چھوٹی کنکریاں جو چنے کے برابر ہوتی ہیں یہاں سے اٹھا لو جو رمی جمار کے کام آئیں گی۔

اس بارہ میں مسئلہ یہ ہے کہ رمی جمار کے واسطے کنکریاں مزدلفہ سے روانگی کے وقت وہیں سے یا راستہ میں سے اور یا جہاں سے جی چاہے لے لی جائیں ہاں جمرہ کے پاس سے وہ کنکریاں نہ لی جائیں جو جمرہ پر ماری جا چکی ہیں کیونکہ یہ مکروہ ہے ویسے اگر کوئی شخص جمرہ کے پاس ہی سے پہلے پھینکی گئی کنکریاں اٹھا کر مارے تو یہ جائز تو ہو جائے گا مگر خلاف اولیٰ ہوگا۔ چنانچہ شمنی نے شرح نقایہ میں لکھا ہے کہ ان کنکریوں سے رمی کافی ہو جائے گی مگر ایسا کرنا برا ہے۔

اس بارے میں بھی اختلافی اقوال ہیں کہ کنکریاں کتنی اٹھائی جائیں؟ آیا صرف اسی دن رمی جمرہ عقبہ کے لئے سات کنکریاں اٹھائی جائیں یا ستر کنکریاں اٹھائی جائیں جن میں سات تو اسی دن رمی جمرہ عقبہ کے کام آئیں اور تریسٹھ بعد کے تینوں دنوں میں تینوں جمرات پر پھینکی جائیں گی۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (منیٰ کے لئے) مزدلفہ سے چلے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفتار میں سکون و وقار تھا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسرے لوگوں کو بھی سکون و اطمینان کے ساتھ چلنے کا حکم دیا۔ ہاں میدان محسر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹنی کو تیز رفتاری کے ساتھ گزارا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو حکم دیا کہ خذف کی کنکریوں جیسی (یعنی چنے کی برابر) سات کنکریوں سے رمی کریں، نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (صحابہ رضی اللہ عنہم سے) یہ بھی فرمایا کہ شاید اس سال کے بعد میں تمہیں نہیں دیکھوں گا۔ (صاحب مشکوٰۃ فرماتے ہیں کہ) میں نے یہ حدیث بخاری و مسلم میں تو پائی نہیں۔ ہاں ترمذی میں یہ حدیث کچھ تقدیم و تاخیر کے ساتھ مذکور ہے۔

حدیث کے آخری الفاظ کا مطلب یہ ہے کہ یہ سال میری دنیاوی زندگی کا آخری سال ہے، آئندہ سال میں اس دنیا سے رخصت ہو جاؤں گا، اس لئے تم لوگ مجھ سے دین کے احکام اور حج کے مسائل سیکھ لو۔ چنانچہ اسی وجہ سے اس حج کو حجۃ الوداع کہا جاتا ہے کہ اسی حج کے موقعہ پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دین کے احکام پورے طور پر لوگوں تک پہنچا دیئے اور اپنے صحابہ کو رخصت و وداع کیا، پھر اگلے سال یعنی بارہ ہجری کے ماہ ربیع الاول میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا۔

صاحب مشکوٰۃ کے قول کا مطلب یہ ہے کہ صاحب مصابیح نے اس حدیث کو پہلی فصل میں نقل کیا ہے، جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ حدیث صحیحین یعنی بخاری و مسلم کی ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ بلکہ یہ ترمذی کی روایت ہے۔ اس لئے صاحب مصابیح کو چاہئے تو یہ تھا کہ وہ اس روایت کو پہلی فصل کی بجائے دوسری فصل میں نقل کرتے۔ اگرچہ اس صورت میں تقدیم و تاخیر کا اعتراض پھر بھی باقی رہتا۔

رمی جمار کے وقت تکبیر کہنے کا بیان

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں منقول ہے کہ وہ (رمی کے لئے) جمرہ کبریٰ (یعنی جمرہ عقبہ) پر پہنچے تو (اس طرح کھڑے ہوئے کہ) انہوں نے خانہ کعبہ کو اپنی بائیں طرف کیا اور منیٰ کو دائیں طرف اور پھر انہوں نے سات کنکریاں (اس طرح) پھینکیں کہ ہر کنکری پھینکتے ہوئے تکبیر کہتے تھے، پھر انہوں نے فرمایا کہ اسی طرح اس ذات گرامی (یعنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم) نے پھینکی ہیں جس پر سورہ بقرہ نازل ہوئی ہے۔ (بخاری ومسلم)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ جمرہ عقبہ پر اس طرح کھڑے ہوئے کہ خانہ کعبہ تو ان کی بائیں سمت میں تھا اور منیٰ دائیں سمت لیکن دوسرے جمرات پر اس طرح کھڑا ہونا مستحب ہے کہ منہ قبلہ کی طرف ہو۔

رمی جمرہ میں سات کنکریاں پھینکی جاتی ہیں اور ہر کنکری پھینکتے ہوئے تکبیر کہی جاتی ہے چنانچہ بیہقی کی روایت کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر کنکری کے ساتھ اس طرح تکبیر کہتے تھے۔ اللہ اکبر اللہ اکبر دعا (اللھم اجعله حجا مبرورا و ذنبا

مغفوراً عملا مشكوراً) ۔

یوں تو پورا قرآن ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا ہے لیکن اس موقع پر خاص طور پر سورہ بقرہ کا ذکر اس مناسبت سے کیا گیا ہے کہ اس سورت میں حج کے احکام وافعال مذکور ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مناروں پر کنکریاں مارنا اور صفا اور مروہ کے درمیان پھرنا ذکر اللہ کے قیام کے لئے ہے (ترمذی، دارمی) امام ترمذی نے فرمایا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

ظاہری طور پر یہ فعل ایسے ہیں کہ ان کا عبادت ہونا معلوم نہیں ہوتا اس لئے فرمایا کہ یہ دونوں فعل اللہ تعالیٰ کے ذکر کو قائم کرنے کے لئے مقرر ہوئے ہیں، چنانچہ یہ معلوم ہی ہے کہ ہر کنکری مارتے وقت تکبیر سنت اور سعی کے دوران وہ دعائیں پڑھنا بھی سنت ہے جن کا پہلے ذکر ہو چکا ہے۔

رمی کی کنکریوں میں کمی یا زیادتی کرنے کا بیان

رمی جمار حج کے واجبات سے ہے، جن جمرات کی رمی کی جاتی ہے ان میں سے ہر ایک کی رمی کے وقت سات کا عدد پورا کرنا رمی کا رکن ہے، تاہم چار یا اس سے زیادہ کنکریاں مارنے سے بھی یہ رکن ادا ہو جاتا ہے، تین یا اس سے کم کنکریاں ماری جائیں تو رمی کا رکن ادا نہیں ہوتا، اسی لئے اگر کسی حاجی صاحب نے تین یا اس سے کم کنکریاں ماری ہوں تو ان پر دم واجب ہوگا جس طرح مطلقاً رمی نہ کرنے والے پر واجب ہوتا ہے، اگر وہ دوبارہ سات کنکریاں مارلیں تو دم واجب نہ ہوگا، اس طرح چار یا اس سے زائد کنکریاں ماری جائیں تو رمی کا رکن ادا ہو جائے گا اور دم واجب نہ ہوگا، تاہم جتنی کنکریاں کم ہونگی ہر ایک کے بدلہ صدقہ واجب ہوگا۔

صدقہ کی مقدار گیہوں دینے کی صورت میں آدھا صاع یعنی سوا کلو اور جو یا کھجور دینا چاہیں تو ایک صاع یعنی ڈھائی کلو ہے ،ایک صاع 2 ،کلو 212 ،گرام کے برابر ہوتا ہے اور آدھا صاع ایک کلو 104 ،گرام کے معادل ہوتا ہے، بطور احتیاط آدھے صاع کیلئے سوا کلو اور ایک صاع کیلئے ڈھائی کلو صدقہ کرنا چاہیے ۔ شمالی ہند کے علماء کے پاس آدھا صاع ایک کلو 590 ،گرام اور ایک صاع تین کلو، 180 ،گرام ہوتا ہے۔

اگر کسی شخص کو اس امر میں شک ہو کہ اس نے چھ کنکریاں ماری ہیں یا سات، اور شک دور کرنے کیلئے اس نے ایک اور کنکری ماری جبکہ وہ سات کنکریاں مار چکا تھا تو کوئی حرج نہیں بالارادہ سات سے زائد کنکریاں مارنا مکروہ تنزیہی ہے۔

جیسا کہ مناسک ملا علی قاری مع حاشیہ ارشاد الساری، فصل فی احکام الرمی وشرائطہ وواجباتہ، ص 275، میں ہے: (التاسع اتمام العدد او اتيان اكثره) وفيه ان هذا ركن الرمي لاشرطه (فلونقص الاقل منها) اى من السبعة بان رمى اربعة وترك ثلاثة اواقل (لزمه جزاؤه) اى كماسياتى (مع الصحة) اى مع صحة رميه لحصول ركنه (ولوترك الاكثر) اى بان رمى ثلاثة او اقل (فكانه لم يرم)اى حيث انه يجب عليه دم كما لو ترك الكل

نیز اس کے ص 277، میں ہے: (ولو رمی اکثر من سبعة یکره) ای اذا رماه عن قصد واما اذا شك فی السابع ورماه وتبین انه ثامن فانه لایضره هذا ۔ صدقہ کے متعلق ص 436، میں ہے: (فالمراد نصف صاع من بر او صاع من غیره) کالتمر والشعیر۔

رمی کی تاخیر میں وجوب دم میں مذاہب اربعہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ قربانی کے دن منیٰ میں لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے (تقدیم وتاخیر کے سلسلہ میں) مسائل دریافت کر رہے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم جواب میں یہی فرماتے تھے کہ کوئی حرج نہیں ہے چنانچہ ایک شخص نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ میں نے شام ہونے کے بعد کنکریاں ماری ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی حرج نہیں ہے۔ (بخاری)

دوسرے ائمہ (ثلاثہ) کا مسلک تو یہ ہے کہ اگر کوئی شخص قربانی کے دن کنکریاں مارنے میں اتنی تاخیر کرے کہ آفتاب غروب ہو جائے تو اس پر دم واجب ہوگا، چنانچہ ان کے نزدیک حدیث میں شام کے بعد سے مراد بعد عصر ہے۔

احناف کے نزدیک اس بارے میں تفصیل ہے اور وہ یہ کہ دسویں ذی الحجہ کو طلوع فجر کے بعد اور طلوع آفتاب سے پہلے کا وقت کنکریاں مارنے کے لئے وقت جواز ہے مگر اساءۃ کے ساتھ، یعنی اگر کوئی شخص طلوع فجر کے بعد ہی کنکریاں مارے تو یہ جائز ہو جائے گا مگر یہ اچھا نہیں ہوگا۔ طلوع آفتاب کے بعد سے زوال آفتاب تک کا وقت، وقت مسنون ہے۔ زوال آفتاب کے بعد سے غروب آفتاب تک کا وقت، وقت جواز ہے مگر بغیر اساءۃ کے یعنی اگر کوئی شخص زوال آفتاب کے بعد سے غروب آفتاب تک کے کسی حصہ میں کنکریاں مارے تو یہ جائز بھی ہوگا اور اس کے بارے میں یہ بھی نہیں کہیں گے کہ اس نے اچھا نہیں کیا۔ البتہ وقت مسنون کی سعادت اسے حاصل نہیں ہوگی۔ اور غروب آفتاب کے بعد یعنی رات کا وقت، وقت جواز ہے مگر کراہت کے ساتھ۔

مگر اتنی بات ذہن میں رہے کہ کراہت اس صورت میں ہے جب کہ کوئی شخص بلا عذر اتنی تاخیر کرے کہ آفتاب بھی غروب ہو جائے اور پھر وہ رات میں کنکریاں مارے، چنانچہ اگر چرواہے یا ان کے مانند وہ لوگ جو کسی عذر کی بناء پر رات ہی میں کنکریاں مار سکتے ہوں تو ان کے حق میں کراہت نہیں ہے، البتہ اس حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ کوئی حرج نہیں ہے اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ سائل کوئی چرواہا ہوگا جس نے شام کے بعد یعنی رات میں کنکریاں ماریں اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بارے میں فرمایا کہ تم چونکہ دن میں کنکریاں مارنے سے معذور تھے اس لئے رات میں کنکریاں مارنے کی وجہ سے تم پر کوئی گناہ نہیں۔

علامہ ابن ہمام فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص بلا عذر رمی کنکریاں مارنے میں اتنی تاخیر کرے کہ صبح ہو جائے تو وہ رمی کرے گا مگر اس پر بطور جزاء دم یعنی جانور ذبح کرنا واجب ہو جائے گا، یہ حضرت امام اعظم کا قول ہے صاحبین کا اس سے اختلاف ہے۔

یوم نحر کے بعد کے دو دنوں یعنی ذی الحجہ کی گیارہویں اور بارہویں تاریخ میں کنکریاں مارنے کا وقت مسنون زوال آفتاب

کے بعد سے غروب آفتاب تک ہے اور غروب آفتاب کے بعد سے فجر طلوع ہونے تک مکروہ ہے، لہٰذا فجر طلوع ہوتے ہی حضرت امام اعظم کے نزدیک وقت ادا ختم ہو جاتا ہے جب کہ صاحبین یعنی حضرت امام ابو یوسف اور حضرت امام محمد کے نزدیک وقت ادا طلوع فجر کے بعد بھی باقی رہتا ہے، گویا رمی کا وقت طلوع فجر کے بعد بالاتفاق باقی رہتا ہے فرق صرف اتنا ہے کہ اس وقت کی رمی حضرت امام اعظم کے ہاں وقت قضا میں ہوگی اور صاحبین کے ہاں وقت ادا ہی میں! اور چوتھے دن یعنی ذی الحجہ کی تیرہویں تاریخ کو آفتاب غروب ہوتے ہی متفقہ طور پر سب کے نزدیک رمی کا وقت ادا بھی فوت ہو جاتا ہے اور وقت قضا بھی ہے۔

باب الْإِيضَاعِ فِيْ وَادِيْ مُحَسِّرٍ

یہ باب ہے کہ وادئ محسر سے تیزی سے گزرنا

3053 - اَخْبَرَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيَانَ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْضَعَ فِيْ وَادِيْ مُحَسِّرٍ .

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وادئ محسر میں رفتار تیز کر لی تھی۔

شرح

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (منیٰ کے لئے) مزدلفہ سے چلے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفتار میں سکون و وقار تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسرے لوگوں کو بھی سکون و اطمینان کے ساتھ چلنے کا حکم دیا۔ ہاں میدان محسر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹنی کو تیز رفتاری کے ساتھ گزارا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو حکم دیا کہ خذف کی کنکریوں جیسی (یعنی چنے کی برابر) سات کنکریوں سے رمی کریں، نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (صحابہ رضی اللہ عنہم سے) یہ بھی فرمایا کہ شاید اس سال کے بعد میں تمہیں نہیں دیکھوں گا۔ (صاحب مشکوۃ فرماتے ہیں کہ) میں نے یہ حدیث بخاری و مسلم میں تو پائی نہیں۔ ہاں ترمذی میں یہ حدیث کچھ تقدیم و تاخیر کے ساتھ مذکور ہے۔ (مشکوۃ المصابیح، جلد دوم، رقم الحدیث، 1156)

حدیث کے آخری الفاظ کا مطلب یہ ہے کہ یہ سال میری دنیاوی زندگی کا آخری سال ہے، آئندہ سال میں اس دنیا سے رخصت ہو جاؤں گا، اس لئے تم لوگ مجھ سے دین کے احکام اور حج کے مسائل سیکھ لو۔ چنانچہ اسی وجہ سے اس حج کو حجۃ الوداع کہا جاتا ہے کہ اسی حج کے موقعہ پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دین کے احکام پورے طور پر لوگوں تک پہنچا دیئے اور اپنے صحابہ کو رخصت و وداع کیا۔

3054 - اَخْبَرَنِيْ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ هَارُوْنَ قَالَ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْهِ

3053-اخرجه الترمذي في الحج، باب ما جاء في الافاضة من عرفات (الحديث 886) . تحفة الاشراف (2751) .

3054-انفرد به النسائي . و الحديث عند: النسائي في مناسك الحج، التكبير على الصفا (الحديث 2972)، و التهليل على الصفا (الحديث 2973)، و موضع القيام على المروة (الحديث 2984)، و عدد الحصى التي يرمى بها الجمار (الحديث 3076) . تحفة الاشراف (2623، 2636) .

قَالَ دَخَلْنَا عَلٰى جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ فَقُلْتُ اَخْبِرْنِیْ عَنْ حَجَّةِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . فَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَفَعَ مِنَ الْمُزْدَلِفَةِ قَبْلَ اَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَاَرْدَفَ الْفَضْلَ بْنَ الْعَبَّاسِ حَتّٰى اَتٰى مُحَسِّرًا حَرَّكَ قَلِيْلًا ثُمَّ سَلَكَ الطَّرِيْقَ الْوُسْطٰى الَّتِیْ تُخْرِجُكَ عَلَى الْجَمْرَةِ الْكُبْرٰى حَتّٰى اَتَى الْجَمْرَةَ الَّتِیْ عِنْدَ الشَّجَرَةِ فَرَمٰى بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ يُكَبِّرُ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ مِّنْهَا حَصَى الْخَذْفِ رَمٰى مِنْ بَطْنِ الْوَادِیْ .

☆☆ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اپنے والد (امام محمد باقر رضی اللہ عنہ) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ہم لوگ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے‘ میں نے کہا: آپ مجھے نبی اکرم ﷺ کے حج کے بارے میں بتائیں! تو انہوں نے بتایا: نبی اکرم ﷺ سورج نکلنے سے پہلے مزدلفہ سے روانہ ہو گئے تھے‘ آپ نے اپنے پیچھے حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کو بٹھا لیا تھا‘ یہاں تک کہ جب آپ ﷺ وادئ محسر میں تشریف لائے‘ تو آپ نے اپنی سواری کی رفتار کو ذرا سا تیز کر لیا‘ پھر اُس کے بعد آپ درمیانی راستے پر چلتے ہوئے گئے‘ یہ وہی راستہ ہے‘ جو آپ کو بڑے جمرہ تک لے جاتا ہے‘ یہاں تک کہ آپ ﷺ اس جمرہ کے پاس تشریف لائے‘ جو درخت کے پاس ہے‘ آپ نے اُسے سات کنکریاں ماریں‘ ان میں سے ہر ایک کنکری کے ہمراہ آپ نے تکبیر کہی‘ آپ نے چھوٹی کنکریاں ماری تھیں‘ آپ نے بطن وادی (وادی کے نشیبی حصے سے یا درمیانی حصے سے) کنکریاں ماری تھیں۔

شرح

عرفہ کے دن شام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب میدان عرفات سے مزدلفہ کو چلے تو اس وقت حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے۔ "خذف" اصل میں تو چھوٹی کنکری یا کھجور کی گٹھلی دونوں شہادت کی انگلیوں میں رکھ کر پھینکنے کو کہتے ہیں۔

اور یہاں "خذف کی مانند کنکریوں" سے مراد یہ ہے کہ چھوٹی چھوٹی کنکریاں جو چنے کے برابر ہوتی ہیں یہاں سے اٹھا لو جو رمی جمار کے کام آئیں گی۔ اس بارہ میں مسئلہ یہ ہے کہ رمی جمار کے واسطے کنکریاں مزدلفہ سے روانگی کے وقت وہیں سے یا راستہ میں سے اور یا جہاں سے جی چاہے لے لی جائیں ہاں جمرہ کے پاس سے وہ کنکریاں نہ لی جائیں جو جمرہ پر ماری جا چکی ہیں کیونکہ یہ مکروہ ہے ویسے اگر کوئی شخص جمرہ کے پاس ہی سے پہلے پھینکی گئی کنکریاں اٹھا کر مارے تو یہ جائز تو ہو جائے گا مگر خلاف اولیٰ ہوگا۔ چنانچہ شمنی نے شرح نقایہ میں لکھا ہے کہ ان کنکریوں سے رمی کافی ہو جائے گی مگر ایسا کرنا برا ہے۔ اس بارہ میں بھی اختلافی اقوال ہیں کہ کنکریاں کتنی اٹھائی جائیں؟ آیا صرف اسی دن رمی جمرہ عقبہ کے لئے سات کنکریاں اٹھائی جائیں یا ستر کنکریاں اٹھائی جائیں جن میں سات تو اسی دن رمی جمرہ عقبہ کے کام آئیں اور تریسٹھ بعد کے تینوں دنوں میں تینوں جمرات پر پھینکی جائیں گی۔

باب التَّلْبِيَةِ فِي السَّيْرِ

یہ باب ہے کہ چلتے ہوئے تلبیہ پڑھنا

3055 - اَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ عَنْ سُفْيَانَ - وَهُوَ ابْنُ حَبِيبٍ - عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ جُرَيْجٍ وَّعَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ اَبِي سُلَيْمَانَ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهُ كَانَ رَدِيفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَزَلْ يُلَبِّي حَتّٰى رَمَى الْجَمْرَةَ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما' حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سوار تھے۔(وہ فرماتے ہیں:) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسلسل تلبیہ پڑھتے رہے' یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمرہ کو کنکریاں مارلیں۔

3056 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ حَبِيبٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَبّٰى حَتّٰى رَمَى الْجَمْرَةَ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تلبیہ پڑھتے رہے' یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمرہ کو کنکریاں مارلیں۔

باب الْتِقَاطِ الْحَصٰى

یہ باب ہے کہ کنکریاں چن لینا

3057 - اَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَوْفٌ قَالَ حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ حُصَيْنٍ عَنْ اَبِي الْعَالِيَةِ قَالَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَدَاةَ الْعَقَبَةِ وَهُوَ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ "هَاتِ الْقُطْ لِيْ" . فَلَقَطْتُ لَهٗ حَصَيَاتٍ هُنَّ حَصَى الْخَذْفِ فَلَمَّا وَضَعْتُهُنَّ فِي يَدِهٖ قَالَ بِاَمْثَالِ هٰؤُلَاءِ "وَاِيَّاكُمْ وَالْغُلُوَّ فِي الدِّينِ فَاِنَّمَا اَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمُ الْغُلُوُّ فِي الدِّينِ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' عقبہ سے اگلے دن صبح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سواری پر سوار تھے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: ادھر آؤ اور مجھے کنکریاں چن دو' تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کنکریاں چن کر دیں' جو چھوٹی سی تھیں' جب میں نے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس میں رکھیں' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس طرح کی (کنکریاں مارنی چاہئیں) اور دین

3055-اخرجه البخاري في الحج، باب التلبية و التكبير غداة النحر حين يرمي الجمرة و الارتداف في السير (الحديث 1685) . و اخرجه مسلم في الحج، باب استحباب ادامة الحاج التلبية حتى يشرع في رمي جمرة العقبة يوم النحر (الحديث 267) . و اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب متى يقطع التلبية (الحديث 1815) . و اخرجه الترمذي في الحج، باب ما جاء متى تقطع التلبية في الحج (الحديث 918) . تحفة الاشراف (11050) .

3056-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (5485) .

3057-اخرجه النسائي في مناسك الحج، قدر حصى الرمي (الحديث 3059) . و اخرجه ابن ماجه في المناسك، باب قدر حصى الرمي (الحديث 3029) . تحفة الاشراف (5427) .

میں غلو کرنے سے پرہیز کرنا چاہیے' کیونکہ تم سے پہلے کے لوگ دین میں غلو کرنے کی وجہ سے ہلاکت کا شکار ہو گئے تھے۔

باب مِنْ اَيْنَ يُلْتَقَطُ الْحَصَى

یہ باب ہے کہ آدمی کنکریاں کہاں سے چنے گا؟

3058 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِىْ اَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ اَبِىْ مَعْبَدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلنَّاسِ حِيْنَ دَفَعُوا عَشِيَّةَ عَرَفَةَ وَغَدَاةَ جَمْعٍ "عَلَيْكُمْ بِالسَّكِيْنَةِ" . وَهُوَ كَافٌّ نَاقَتَهُ حَتّٰى اِذَا دَخَلَ مِنًى فَهَبَطَ حِيْنَ هَبَطَ مُحَسِّرًا قَالَ "عَلَيْكُمْ بِحَصَى الْخَذْفِ الَّذِىْ تُرْمٰى بِهِ الْجَمْرَةُ" . قَالَ وَالنَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُشِيْرُ بِيَدِهٖ كَمَا يَخْذِفُ الْاِنْسَانُ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما' حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت لوگوں سے یہ فرمایا جب وہ لوگ عرفہ کی شام اور مزدلفہ کی صبح روانہ ہوئے تھے۔ (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:) تم سکون سے چلو۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی اپنی سواری کو آہستہ روی سے لے کر چل رہے تھے' یہاں تک کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم منیٰ میں داخل ہوئے' تو وادیٔ محسر میں آپ نیچے کی طرف آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم چھوٹی کنکریاں چننا' جن کے ذریعے جمرہ کو کنکریاں ماری جائیں گی۔

راوی بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست اقدس کے ذریعے اشارہ کرتے ہوئے یہ بتایا کہ چھوٹی کنکریاں لینی ہیں۔

باب قَدْرِ حَصَى الرَّمْيِ

یہ باب ہے کہ رمی کے لیے لی جانے والی کنکریوں کی مقدار

3059 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا عَوْفٌ قَالَ حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ حُصَيْنٍ عَنْ اَبِى الْعَالِيَةِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَدَاةَ الْعَقَبَةِ وَهُوَ وَاقِفٌ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ "هَاتِ الْقُطْ لِىْ" . فَلَقَطْتُ لَهٗ حَصَيَاتٍ هُنَّ حَصَى الْخَذْفِ فَوَضَعْتُهُنَّ فِىْ يَدِهٖ وَجَعَلَ يَقُوْلُ بِهِنَّ فِىْ يَدِهٖ وَوَصَفَ يَحْيٰى تَحْرِيْكَهُنَّ فِىْ يَدِهٖ بِاَمْثَالِ هٰؤُلَاءِ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم' عقبہ کی صبح' جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سواری پر سوار تھے' فرمایا: ادھر آؤ اور مجھے کنکریاں چن دو! تو میں نے آپ کے لیے کنکریاں چن دیں' جو چھوٹی چھوٹی تھیں' جب میں نے وہ

3058-تقدم (الحدیث 3020) .

3059-تقدم (الحدیث 3057) .

آپ ﷺ کے دست اقدس میں رکھیں' تو آپ ﷺ انہیں ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ میں منتقل کرنے لگے۔

یحییٰ نامی راوی نے اپنے ہاتھ کو حرکت دے کر بتایا: اس طرح حرکت دینے سے مراد یہ ہے' اس طرح کی کنکریاں چننی چاہیے۔

باب الرُّكُوبِ اِلَى الْجِمَارِ وَاسْتِظْلَالِ الْمُحْرِمِ

یہ باب ہے کہ جمرات کی طرف سوار ہو کر جانا اور احرام والے شخص کا سائے میں آنا

حالت احرام میں سر پر سایہ کرنے کا بیان

3060 - اَخْبَرَنِىْ عَمْرُو بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ اَبِىْ عَبْدِ الرَّحِيمِ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَبِىْ اُنَيْسَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ الْحُصَيْنِ عَنْ جَدَّتِهِ اُمِّ حُصَيْنٍ قَالَتْ حَجَجْتُ فِىْ حَجَّةِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَاَيْتُ بِلَالًا يَقُوْدُ بِخِطَامِ رَاحِلَتِهِ وَاُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ رَافِعٌ عَلَيْهِ ثَوْبَهُ يُظِلُّهُ مِنَ الْحَرِّ وَهُوَ مُحْرِمٌ حَتّٰى رَمٰى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ ثُمَّ خَطَبَ النَّاسَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ وَذَكَرَ قَوْلًا كَثِيْرًا .

☆☆ سیّدہ اُم حصین رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ حج کیا ہے' میں نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ نبی اکرم ﷺ کی سواری کی لگام پکڑ کر چل رہے تھے' جبکہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما اپنی چادر نبی اکرم ﷺ پر بلند کر کے اس کے ذریعے آپ ﷺ کو گرمی سے بچنے کے لیے سایہ فراہم کر رہے تھے' حالانکہ نبی اکرم ﷺ اُس وقت احرام باندھے ہوئے تھے' یہاں تک کہ نبی اکرم ﷺ نے جمرہ عقبہ کی رمی کر لی۔ پھر آپ ﷺ نے لوگوں کو خطبہ دیا' اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کی اور بہت سی باتیں ارشاد فرمائیں۔

شرح

حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک پر کپڑے سے اس طرح سایہ کر رکھا تھا کہ وہ کپڑا اونچا ہونے کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک سے لگتا نہیں تھا۔ اور ایک روایت یہ ہے کہ وہ سایہ کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک سر پر چھتر کی مانند ایک چیز اٹھائے ہوئے تھے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ محرم کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ اپنے سر پر کسی چیز سے سایہ کر لے بشرطیکہ سایہ کرنے والی چیز اس کے سر کو نہ لگے، چنانچہ اکثر علماء کا یہی قول ہے لیکن حضرت امام مالک اور حضرت امام احمد نے اسے مکروہ کہا ہے۔

جمرہ عقبہ کی رمی کا بیان

3061 – اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا وَكِيْعٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَيْمَنُ بْنُ نَابِلٍ عَنْ قُدَامَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ

3060-اخرجه مسلم في مناسك الحج، باب استحباب رمي جمرة العقبة يوم النحر راكبًا و بيان قوله صلى الله عليه وسلم (لتا خذوا مناسككم) (الحديث 311 و 312) و اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب في المحرم يظلل (الحديث 1834) مختصراً . تحفة الاشراف (18310) .

رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْمِي جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ يَوْمَ النَّحْرِ عَلٰى نَاقَةٍ لَّهُ صَهْبَاءَ لَا ضَرْبَ وَلَا طَرْدَ وَلَا اِلَيْكَ اِلَيْكَ .

☆☆ حضرت قدامہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے قربانی کے دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ نے جمرہ عقبہ کی رمی کی آپ اپنی سواری پر سوار تھے جس کا نام صہباء تھا وہاں کوئی مار پیٹ کوئی دھکم پیل کوئی ہٹو بچو نہیں تھی۔

3062 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِي اَبُو الزُّبَيْرِ اَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْمِي الْجَمْرَةَ وَهُوَ عَلٰى بَعِيْرِهٖ وَهُوَ يَقُوْلُ "يَاَيُّهَا النَّاسُ خُذُوْا مَنَاسِكَكُمْ فَاِنِّي لَا اَدْرِيْ لَعَلِّي لَا اَحُجُّ بَعْدَ عَامِي هٰذَا" .

☆☆ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اونٹ پر سوار ہو کر جمرہ کی رمی کرتے ہوئے دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے لوگو! حج کے اعمال کی تعلیم حاصل کر لو کیونکہ مجھے یہ نہیں معلوم شاید اس سال کے بعد میں حج نہ کر سکوں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور نگاہ فراست کا بیان

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم (مرض وفات کے آیام میں ایک دن، یا جیسا کہ ایک روایت میں وضاحت بھی ہے، وفات سے پانچ راتیں پہلے) منبر پر تشریف فرما ہوئے اور (ہمیں خطاب کرتے ہوئے) فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ایک بندہ کو دونوں چیزوں کے درمیان اختیار دے دیا ہے کہ چاہے تو وہ اس دنیا کی بہار کا انتخاب کرلے جو اللہ دینا چاہے (یا جو خود لینا چاہے) اور چاہے اس چیز کا انتخاب کرلے جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے (یعنی آخرت کی نعمتیں) پس اس بندہ نے اللہ کے ہاں کی نعمتوں (اور آخرت کے اجر وثواب) کا انتخاب کرلیا ہے (کیونکہ اصل اور ابدی نعمتیں تو وہی ہیں) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد سن کر) ایک دم رو پڑے اور عرض کیا: (یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر ہماری جانوں کا نذرانہ کچھ کارگر ہو سکے تو) ہم آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر قربان ہوں، ہمارے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہو جائیں۔ ہم لوگوں (یعنی وہاں موجود صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین) کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر سخت حیرت ہوئی (کہ آخر اس موقع پر جانوں کا نذرانہ پیش کرنے کا باعث کیا چیز بنی ہے!؟ چنانچہ کچھ لوگوں نے تو (آپس میں ایک دوسرے سے) یہ بھی کہا کہ ذرا ان بڑے میاں کو تو دیکھو۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو کسی بندے کا حال بیان فرما رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو دونوں چیزوں کا اختیار دے دیا ہے کہ چاہے دنیا کی بہار کا انتخاب کرے اور چاہے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا اور یہ بڑے میاں کہہ رہے ہیں کہ (یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر

3061-اخرجه الترمذي في الحج، باب ما جاء في كراهية طرد الناس عند رمي الجمار (الحديث 903) . و اخرجه الترمذي في المناسك، باب رمي الجمار راكبًا (الحديث 3035) تحفة الاشراف (11077) .

3062-اخرجه مسلم في الحج، باب استحباب رمي جمرة العقبة يوم النحر راكبًا و بيان قوله صلى الله عليه وسلم لتاخذوا مناسككم (الحديث 310) . و اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب في رمي الجمار (الحديث 1970) . تحفة الاشراف (2804)

قربان ہوں ہمارے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہو جائیں !؟ (لیکن مراد خود اپنی ذات مبارک تھی) بلاشبہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تمام لوگوں میں سب سے زیادہ دانا تھے (انہوں نے شروع ہی میں اس رمز کو پہچان لیا کہ جس بندہ کو اختیار دیئے جارہا ہے وہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں۔ (بخاری ومسلم)

یہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے فہم وادراک کا کمال تھا، انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد سنتے ہی تاڑ لیا کہ ذات رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مفارقت کا وقت قریب آ گیا ہے اور ہمارے درمیان آپ صلی اللہ علیہ وسلم چند ہی دنوں کے مہمان ہیں انہوں نے یہ حقیقت یا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شدید علالت قرنیہ سے پہنچانی تھی یا انہوں نے اس گہرائی میں جا کر ارشاد گرامی کے رمز کو تلاش کیا کہ دنیا کی عزت اور پر بہار نعمتوں سے منہ موڑ لینا اور آخرت کی ابدی حقیقتوں کو برضاء ورغبت اختیار کر لینا وہ وصف ہے جو صرف اللہ کے نیک ترین اور مقرب ترین بندوں کے مقام تسلیم ورضا اور قرب کو ظاہر کرتا ہے، ادھر وہ جانتے ہی تھے کہ اس دنیا کی نعمتیں، مقام سید الانبیاء علیہم السلام کے شایان شان نہیں ہیں، لہٰذا ان کا ذہن اس حقیقت کی طرف منتقل ہو گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم "ایک بندہ" کے ذریعہ دراصل اپنی ذات کی طرف اشارہ فرما رہے ہیں کہ دنیاوی حیات وبقاء کو چھوڑ کر حق اور بقاء حق کو اختیار کر لینے کا فیصلہ کر لیا گیا ہے۔

باب وَقْتِ رَمْيِ جَمْرَةِ الْعَقَبَةِ يَوْمَ النَّحْرِ

یہ باب ہے کہ قربانی کے دن جمرہ عقبہ کی رمی کرنے کا وقت

چاشت کے وقت رمی کرنے کا بیان

3063 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ اَيُّوْبَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ الثَّقَفِيُّ الْمَرْوَزِيُّ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اِدْرِيْسَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ رَمٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْجَمْرَةَ يَوْمَ النَّحْرِ ضُحًى وَّرَمٰى بَعْدَ يَوْمِ النَّحْرِ اِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ .

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کے دن چاشت کے وقت جمرہ کی رمی کی تھی' جبکہ قربانی کے دن کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورج ڈھلنے کے بعد رمی کی تھی۔

شرح

ضحیٰ دن کے اس حصہ کو کہتے ہیں جو طلوع آفتاب کے بعد سے زوال آفتاب سے پہلے تک ہوتا ہے، بعد کے دنوں سے مراد ایام تشریق یعنی گیارہویں، بارہویں اور تیرہویں تاریخیں ہیں۔ ان دنوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زوال آفتاب کے بعد رمی کی۔ ابن ہمام فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ دوسرے دن یعنی گیارہویں تاریخ کو رمی جمار کا وقت زوال آفتاب کے بعد ہوتا ہے اسی طرح تیسرے دن یعنی بارہویں تاریخ کو بھی رمی کا وقت زوال آفتاب کے بعد ہی ہوتا ہے۔ اب

3063-اخرجه مسلم في الحج، باب بيان وقت استحباب الرمي (الحديث 314) . و اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب في رمي الجمار (الحديث 1971) . و اخرجه الترمذي في الحج، باب ما جاء في رمي النحر ضحى (الحديث 894) .

اس کے بعد اگر کوئی شخص مکہ جانا چاہے تو وہ تیرہویں تاریخ کو طلوع فجر سے پہلے جا سکتا ہے اور اگر طلوع فجر کے بعد مکہ جانا چاہے گا تو پھر اس پر اس دن کی رمی جمار واجب ہو جائے گی اب اس کے لئے رمی جمار کئے بغیر مکہ جانا درست نہیں ہوگا ہاں اس دن یعنی تیرہویں تاریخ کو زوال آفتاب سے پہلے بھی رمی جمار جائز ہو جائے گی۔ اس موقع پر ایک یہ مسئلہ بھی جان لیجئے کہ اگر کوئی شخص کنکریاں مناروں پر پھینکے نہیں بلکہ ان پر ڈال دے تو یہ کافی ہو جائے گا مگر یہ چیز غیر پسندیدہ ہوگی بخلاف مناروں پر کنکریاں رکھ دینے کے کہ یہ اس طرح کافی بھی نہیں ہوگا۔

باب النَّهْيِ عَنْ رَّمْيِ جَمْرَةِ الْعَقَبَةِ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ

یہ باب ہے کہ سورج نکلنے سے پہلے جمرہ عقبہ کی رمی کرنے کی ممانعت

3064 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ الْمُقْرِءُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنِ الْحَسَنِ الْعُرَنِيِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُغَيْلِمَةَ بَنِيْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ عَلٰى حُمُرَاتٍ يَّلْطَحُ اَفْخَاذَنَا وَيَقُوْلُ "اُبَيْنِيَّ لَا تَرْمُوْا جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ"۔

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بنو عبدالمطلب کے کم سن بچوں کے ہمراہ سرخ اونٹنیوں پر سوار کر کے بھیج دیا تھا' آپ نے ہمارے زانوؤں پر ہاتھ مارتے ہوئے فرمایا تھا:

میرے بچو! سورج نکلنے سے پہلے جمرہ عقبہ کی رمی نہیں کرنا۔

3065 - اَخْبَرَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ السَّرِيِّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ حَبِيْبٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدَّمَ اَهْلَهُ وَاَمَرَهُمْ اَنْ لَا يَرْمُوا الْجَمْرَةَ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ۔

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اہل خانہ کو پہلے بھیج دیا تھا' اور انہیں یہ ہدایت کی تھی کہ وہ سورج نکلنے سے پہلے جمرہ کی رمی نہ کریں۔

باب الرُّخْصَةِ فِيْ ذٰلِكَ لِلنِّسَآءِ

یہ باب ہے کہ اس بارے میں خواتین کے لیے رخصت

3066 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الطَّائِفِيُّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ اَبِيْ رَبَاحٍ قَالَ حَدَّثَتْنِيْ عَائِشَةُ بِنْتُ طَلْحَةَ عَنْ خَالَتِهَا عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ اِحْدٰى نِسَائِهِ اَنْ تَنْفِرَ مِنْ جَمْعٍ لَيْلَةَ جَمْعٍ فَتَاْتِيَ جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ فَتَرْمِيَهَا

3064-اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب التعجيل من جمع (الحديث 1940) . و اخرجه ابن ماجه في المناسك، باب من تقدم من جمع الى منى لرمي الجمار (الحديث 3025) . تحفة الاشراف (5396) .

3065-اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب التعجيل من جمع (الحديث 1941) . تحفة الاشراف (5888) .

3066-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (17877) .

وَتُصْبِحَ فِي مَنْزِلِهَا ـ وَكَانَ عَطَاءٌ يَفْعَلُهُ حَتّٰى مَاتَ ـ

☆☆ عائشہ بنت طلحہ اپنی خالہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان نقل کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ایک زوجہ محترمہ کو یہ ہدایت کی تھی کہ وہ مزدلفہ کی رات ہی مزدلفہ سے روانہ ہو جائیں اور جمرہ عقبہ جائیں وہاں اس کی رمی کریں اور صبح اپنی رہائش گاہ پر چلی جائیں۔

(راوی کہتے ہیں:) عطا زندگی بھر ایسا ہی کرتے رہے۔

باب الرَّمْيِ بَعْدَ الْمَسَاءِ

یہ باب ہے کہ شام کے بعد رمی کرنا

3067 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بَزِيعٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ - وَهُوَ ابْنُ زُرَيْعٍ - قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسْاَلُ اَيَّامَ مِنًى فَيَقُوْلُ "لَا حَرَجَ" . فَسَاَلَهُ رَجُلٌ فَقَالَ حَلَقْتُ قَبْلَ اَنْ اَذْبَحَ . قَالَ "لَا حَرَجَ" . فَقَالَ رَجُلٌ رَمَيْتُ بَعْدَ مَا اَمْسَيْتُ . قَالَ "لَا حَرَجَ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منیٰ کے ایام کے دوران جس مسئلے کے بارے میں بھی دریافت کیا گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے ایک شخص نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا اس نے عرض کی: میں نے ذبح کرنے سے پہلے سر منڈوا لیا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے! ایک شخص نے عرض کی: میں نے شام ہو جانے کے بعد رمی کی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے۔

باب رَمْيِ الرُّعَاةِ

یہ باب ہے کہ چرواہوں کا رمی کرنا

ایام تشریق کی رمی میں تقدم وتاخر کا بیان

3068 - اَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِي بَكْرٍ عَنْ اَبِيهِ عَنْ اَبِي الْبَدَّاحِ بْنِ عَدِيٍّ عَنْ اَبِيهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَخَّصَ لِلرُّعَاةِ اَنْ يَرْمُوْا يَوْمًا وَيَدَعُوا يَوْمًا .

☆☆ ابوالبداح بن عدی اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چرواہوں کو یہ اجازت دی تھی کہ وہ

3067-اخرجه البخاري في الحج، باب الذبح قبل الحلق (الحديث 1723)، و باب اذا رمى بعدما امسى او حلق قبل ان يذبح ناسيًا او جاهلًا (الحديث 1735) . و اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب الحلق و التقصير (الحديث 1983) . واخرجه ابن ماجه في المناسك، باب من قدم نسكًا قبل نسك (الحديث 3050) . تحفة الاشراف (6047) .

3068-اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب في رمي الجمار (الحديث 1975 و 1976) بنحوه و اخرجه الترمذي في الحج، باب ما جاء في الرخصة للرعاء ان يرموا يومًا و يدعوا يومًا (الحديث 954 و 955) . و اخرجه النسائي في مناسك الحج، رمي الرعاة (الحديث 3069) . و اخرجه ابن ماجه في المناسك، باب تاخير رمي الجمار من عذر (الحديث 3036 و 3037) . تحفة الاشراف (5030) .

ایک دن رمی کر لیا کریں اور ایک دن نہ کیا کریں۔

3069 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِيْ بَكْرٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِي الْبَدَّاحِ بْنِ عَاصِمِ بْنِ عَدِيٍّ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَخَّصَ لِلرُّعَاةِ فِي الْبَيْتُوْتَةِ يَرْمُوْنَ يَوْمَ النَّحْرِ وَالْيَوْمَيْنِ اللَّذَيْنِ بَعْدَهُ يَجْمَعُوْنَهُمَا فِيْ اَحَدِهِمَا ۔

☆☆ ابوالبداح بن عاصم اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے چرواہوں کو یہ اجازت دی تھی کہ وہ رات (اپنے جانوروں کے ساتھ) گزار لیں اور قربانی کے دن رمی کریں اس کے بعد دو دنوں کی رمی ایک ہی دن ایک ساتھ کر لیں۔

شرح

امام ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ علامہ طیبی کہتے ہیں کہ حدیث کی مراد یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چرواہوں کو یہ اجازت عطا فرمادی تھی کہ وہ ایام تشریق کی راتوں میں منیٰ میں نہ رہیں کیونکہ وہ اپنے جانوروں کی دیکھ بھال اور ان کے چرانے وغیرہ میں مشغول رہتے ہیں، نیز انہیں اس بات کی بھی اجازت دے دی کہ وہ صرف بقرعید کے دن جمرہ عقبہ پر کنکریاں ماریں اس کے بعد دوسرے دن یعنی گیارہویں کو رمی جمرات نہ کریں بلکہ تیسرے دن یعنی بارہویں کو دونوں دن کی ایک ساتھ رمی کریں اس طرح گیارہویں کی رمی تو بطور قضا ہوگی اور بارہویں کی ادا ہی ہوگی۔ اس بارہ میں مسئلہ یہ ہے کہ ائمہ کے نزدیک عید کے دوسرے دن کی رمی کی تقدیم جائز نہیں ہے یعنی اگر کوئی عید کے دوسرے دن یعنی گیارہویں کو اس دن کی رمی کے ساتھ تیسرے دن یعنی بارہویں کی رمی بھی کرے تو یہ درست نہیں ہوگا ہاں تاخیر درست ہے کہ دوسرے دن کی رمی بھی تیسرے دن کی رمی کے ساتھ کی جاسکتی ہے جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا ہے۔

افعال حج میں تقدیم وتاخیر کی وجہ سے وجوب دم میں مذاہب اربعہ

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع کے موقع پر جب منیٰ میں ٹھہرے تاکہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مسائل دریافت کریں تو ایک شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ ناواقفیت کی وجہ سے میں نے ذبح کرنے سے پہلے اپنا سر منڈا لیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب ذبح کر لو، اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ پھر ایک اور شخص نے آکر عرض کیا کہ میں نے ناواقفیت کی بناء پر کنکریاں مارنے سے پہلے جانور ذبح کر لیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب کنکریاں مار لو، اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جس فعل کی بھی تقدیم یا تاخیر کے بارے میں سوال کیا گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی فرمایا کہ اب کر لو۔ اس میں کوئی حرج نہیں۔ (بخاری ومسلم)

مسلم کی ایک اور روایت میں یوں ہے کہ ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا

3069-تقدم في مناسك الحج، رمي الرعاة (الحديث 3068) .

کہ میں نے کنکریاں مارنے سے پہلے سر منڈا لیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اب کنکریاں مارلو، اس میں کوئی حرج نہیں ہے، ایک اور شخص آیا اور کہنے لگا کہ میں نے خانہ کعبہ کا فرض طواف کنکریاں مارنے سے پہلے کرلیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب کنکریاں مارلو، اس میں کوئی حرج نہیں۔

اس روایت میں ان افعال حج کی تقدیم و تاخیر کے سلسلے میں فرمایا گیا ہے اور سائلین کے جواب دیئے گئے ہیں جو قربانی کے دن یعنی ذی الحجہ کی دسویں تاریخ کو کیے جاتے ہیں، چنانچہ اس دن چار چیزیں ہوتی ہیں جن کی ترتیب یہ ہے کہ پہلے منیٰ میں پہنچ کر جمرہ عقبہ پر جو ایک مینار ہے سات کنکریاں ماری جائیں، پھر جانور کہ جن کی تفصیل پہلے بیان ہو چکی ہے ذبح کیے جائیں اس کے بعد سر منڈایا جائے یا بال کتروائے جائیں اور پھر مکہ جا کر خانہ کعبہ کا طواف کیا جائے، اس ترتیب کے ساتھ ان افعال کی ادائیگی اکثر علماء کے نزدیک مذکورہ بالا حدیث کی روشنی میں سنت ہے

چنانچہ حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بھی انہیں میں شامل ہیں۔ ان حضرات کے نزدیک اگر ان افعال کی ادائیگی میں تقدیم و تاخیر ہو جائے تو بطور جزاء (اس کے بدلہ میں) دم یعنی جانور ذبح کرنا واجب نہیں ہوتا۔ علماء کی ایک جماعت کا کہنا یہ ہے کہ مذکورہ بالا ترتیب واجب ہے۔

حضرت امام اعظم اور حضرت امام مالک بھی اس جماعت کے ساتھ ہیں۔ یہ حضرات کہتے ہیں کہ ارشاد گرامی اس میں کوئی حرج نہیں ہے کا مطلب صرف اتنا ہے کہ یہ تقدیم و تاخیر چونکہ ناواقفیت یا نسیان کی وجہ سے ہوئی ہے اس لئے اس میں کوئی گناہ نہیں ہے لیکن جزاء کے طور پر دم یعنی جانور ذبح کرنا واجب ہوگا۔ لہٰذا ان حضرات کے مسلک کے مطابق ان چاروں چیزوں میں سے کوئی چیز اگر مقدم یا مؤخر ہو گئی تو بطور جزاء ایک بکری یا اس کے مانند کوئی جانور ذبح کرنا ضروری ہوگا۔

علامہ طیبی فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ایسی ہی ایک حدیث روایت کی ہے جب کہ خود انہوں نے مذکورہ افعال کی تقدیم و تاخیر کے سلسلہ میں دم واجب کیا ہے اگر وہ حدیث کے وہ معنی نہ سمجھتے جو حضرت امام اعظم اور ان کے ہمنوا علماء نے سمجھے ہیں تو وہ خود دم واجب کیوں کرتے؟

باب الْمَكَانِ الَّذِي تُرْمٰى مِنْهُ جَمْرَةُ الْعَقَبَةِ

یہ باب ہے کہ وہ جگہ جہاں سے جمرہ عقبہ کو کنکریاں ماری جائیں گی

3070 - اَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ اَبِيْ مُحَيَّاةَ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ - يَعْنِي ابْنَ يَزِيْدَ - قَالَ قِيْلَ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ اِنَّ نَاسًا يَرْمُوْنَ الْجَمْرَةَ مِنْ فَوْقِ الْعَقَبَةِ . قَالَ فَرَمٰى عَبْدُ اللّٰهِ مِنْ بَطْنِ الْوَادِيْ ثُمَّ

3070-اخرجه البخاري في الحج، باب رمي الجمار من بطن الوادي (الحديث 1747)، و باب رمي الجمار بسبع حصيات (الحديث 1748)، و باب من رمى جمرة العقبة فجعل البيت عن يساره (الحديث 1749)، و باب يكبر مع كل حصاة (الحديث 1750) . و اخرجه مسلم في الحج، باب رمي جمرة العقبة من بطن الوادي و تكون مكة عن يساره و يكبر مع كل حصاة (الحديث 305 و 306 و 307 و 308 و 309) . و اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب في رمي الجمار (الحديث 1974) . و اخرجه الترمذي في الحج، باب ما جاء كيف ترمي الجمار (الحديث 901) و اخرجه النسائي في مناسك الحج، المكان الذي ترمى منه جمرة العقبة (الحديث 3071 و 3072 و 3073) . و اخرجه ابن ماجه في المناسك، باب قدر حصى الرمي (الحديث 3030) . تحفة الاشراف (9382) .

قَالَ مِنْ هَا هُنَا وَالَّذِیْ لَا اِلٰـهَ غَيْرُهٗ رَمَى الَّذِیْ اُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ .

☆☆ عبدالرحمٰن بن یزید بیان کرتے ہیں' حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہا گیا: کچھ لوگ گھاٹی کے اوپر سے جمرہ کو کنکریاں مارتے ہیں۔ راوی کہتے ہیں: حضرت عبداللہ نے وادی کے نشیب سے اُسے کنکریاں ماریں اور پھر فرمایا:

اس ذات کی قسم جس کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے! جس شخصیت پر سورۃ البقرہ نازل ہوئی تھی' انہوں نے یہاں سے کنکریاں ماری تھیں۔

شرح

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ جمرہ عقبہ پر اس طرح کھڑے ہوئے کہ خانہ کعبہ تو ان کی بائیں سمت میں تھا اور منیٰ دائیں سمت لیکن دوسرے جمرات پر اس طرح کھڑا ہونا مستحب ہے کہ منہ قبلہ کی طرف ہو۔ رمی جمرہ میں سات کنکریاں پھینکی جاتی ہیں اور ہر کنکری پھینکتے ہوئے تکبیر کہی جاتی ہے چنانچہ بیہقی کی روایت کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر کنکری کے ساتھ اس طرح تکبیر کہتے تھے۔ اللہ اکبر اللہ اکبر دعا (اللّٰهم اجعله حجا مبرورا وذنبا مغفورا عملا مشكورا)۔ یوں تو پورا قرآن ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا ہے لیکن اس موقع پر خاص طور پر سورت بقرہ کا ذکر اس مناسبت سے کیا گیا ہے کہ اس سورت میں حج کے احکام وافعال مذکور ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو اہمیت دینے کا بیان

3071 – اَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزَّعْفَرَانِیُّ وَمَالِكُ بْنُ الْخَلِيْلِ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عَدِیٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنِ الْحَكَمِ وَمَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ رَمٰى عَبْدُ اللّٰهِ الْجَمْرَةَ بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ جَعَلَ الْبَيْتَ عَنْ يَّسَارِهٖ وَعَرَفَةَ عَنْ يَّمِيْنِهٖ وَقَالَ هَا هُنَا مَقَامُ الَّذِیْ اُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ .

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ مَا اَعْلَمُ اَحَدًا قَالَ فِیْ هٰذَا الْحَدِيْثِ مَنْصُوْرٌ غَيْرَ ابْنِ اَبِیْ عَدِیٍّ وَّاللّٰهُ تَعَالٰی اَعْلَمُ .

☆☆ عبدالرحمٰن بن یزید بیان کرتے ہیں' حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے جمرہ کو سات کنکریاں ماریں' اس وقت بیت اللہ ان کے بائیں طرف تھا' عرفہ ان کے دائیں طرف تھا' پھر وہ بولے: اس جگہ سے اس شخصیت نے کنکریاں ماری تھیں' جن پر سورۃ البقرہ نازل ہوئی تھی۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: میرے علم کے مطابق صرف ابن ابی عدی نامی راوی نے اس کی سند میں منصور کا تذکرہ کیا ہے' باقی اللہ بہتر جانتا ہے۔

3072 – اَخْبَرَنَا مُجَاهِدُ بْنُ مُوْسٰی عَنْ هُشَيْمٍ عَنْ مُغِيْرَةَ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ يَزِيْدَ قَالَ رَاَيْتُ ابْنَ مَسْعُوْدٍ رَمٰى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ مِنْ بَطْنِ الْوَادِیْ ثُمَّ قَالَ هَا هُنَا وَالَّذِیْ لَا اِلٰـهَ غَيْرُهٗ مَقَامُ الَّذِیْ اُنْزِلَتْ

3071-تقدم (الحديث 3070) .

3072-تقدم (الحديث 3070) .

عَلَيْهِ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ .

عبدالرحمٰن بن یزید بیان کرتے ہیں' میں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو وادی کے نشیب سے جمرہ عقبہ کی رمی کرتے ہوئے دیکھا' پھر انہوں نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے! یہ اُس شخصیت کے کھڑے ہونے کی جگہ ہے جن پر سورۃ البقرہ نازل ہوئی تھی (یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں کھڑے ہو کر کنکریاں ماری تھیں)۔

3073 – اَخْبَرَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَانَا ابْنُ اَبِيْ زَائِدَةَ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ سَمِعْتُ الْحَجَّاجَ يَقُوْلُ لَا تَقُوْلُوْا سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ قُوْلُوْا السُّوْرَةُ الَّتِيْ يُذْكَرُ فِيْهَا الْبَقَرَةُ . فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِاِبْرَاهِيْمَ فَقَالَ اَخْبَرَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ يَزِيْدَ اَنَّهٗ كَانَ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ حِيْنَ رَمٰى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ فَاسْتَبْطَنَ الْوَادِيَ وَاسْتَعْرَضَهَا يَعْنِي الْجَمْرَةَ فَرَمَاهَا بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ وَّكَبَّرَ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ فَقُلْتُ اِنَّ اُنَاسًا يَصْعَدُوْنَ الْجَبَلَ . فَقَالَ هَا هُنَا وَالَّذِيْ لَا اِلٰهَ غَيْرُهٗ رَاَيْتُ الَّذِيْ اُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ رَمٰى .

اعمش کہتے ہیں: میں نے حجاج کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ تم لوگ سورۃ البقرہ نہ کہا کرو' بلکہ تم لوگ یہ کہا کرو کہ وہ سورت جس میں گائے کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

راوی کہتے ہیں: میں نے اس بات کا تذکرہ ابراہیم نخعی سے کیا تو وہ بولے: عبدالرحمٰن بن یزید نے مجھے یہ بات بتائی ہے' ایک مرتبہ وہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے' اس وقت جب انہوں نے جمرہ عقبہ کی رمی کی تھی' حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ وادی کے نشیبی حصے میں آئے' وہ جمرہ کے سامنے آئے' انہوں نے اُسے سات کنکریاں ماریں' ہر کنکری کے ساتھ تکبیر کہی' میں نے ان سے کہا: کچھ لوگ پہاڑ پر چڑھ جاتے ہیں (وہاں سے کنکریاں مارتے ہیں) تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:
اس ذات کی قسم جس کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے! میں نے اس ہستی کو یہیں سے (کنکریاں مارتے ہوئے دیکھا ہے) جس پر سورۃ البقرہ نازل ہوئی تھی۔

3074 - اَخْبَرَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ اٰدَمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحِيْمِ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ وَذَكَرَ اٰخَرَ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَمَى الْجَمْرَةَ بِمِثْلِ حَصَى الْخَذْفِ .

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چھوٹی سی کنکریاں جمرہ کو ماری تھیں۔

3075 – اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْمِي الْجِمَارَ بِمِثْلِ حَصَى الْخَذْفِ .

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' مجھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ بات یاد ہے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمرات کو

3073-تقدم (الحديث 3070) .

3074-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (2883) .

3075-اخرجه مسلم في الحج، باب استحباب كون حصى الجمار بقدر حصى الخذف (الحديث 313) . و اخرجه الترمذي في الحج، باب ما جاء ان الجمار يرمى بها مثل حصى الخذف (الحديث 897) . تحفة الاشراف (2809) .

چھوٹی کنکریاں ماری تھیں جو چٹکی میں آ جاتی ہیں۔

شرح

مناروں پر کنکریاں پھینکنے کا طریقہ کئی طرح سے منقول ہے لیکن زیادہ صحیح اور آسان ترین طریقہ یہ ہے کہ کنکری کو شہادت کی انگلی اور انگوٹھے کے سروں سے پکڑ کر یعنی چٹکی میں رکھ کر پھینکا جائے، چنانچہ اب معمول بھی اسی طرح ہے۔

باب عَدَدِ الْحَصَى الَّتِيْ يُرْمٰى بِهَا الْجِمَارُ

یہ باب ہے کہ ان کنکریوں کی تعداد جو جمرات کو ماری جاتی ہیں

3076 - اَخْبَرَنِىْ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ هَارُوْنَ قَالَ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ دَخَلْنَا عَلٰى جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ فَقُلْتُ اَخْبِرْنِىْ عَنْ حَجَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . فَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَمَى الْجَمْرَةَ الَّتِيْ عِنْدَ الشَّجَرَةِ بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ يُكَبِّرُ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ مِّنْهَا حَصَى الْخَذْفِ رَمٰى مِنْ بَطْنِ الْوَادِىْ ثُمَّ انْصَرَفَ اِلَى الْمَنْحَرِ فَنَحَرَ .

☆☆ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اپنے والد (امام محمد باقر رضی اللہ عنہ) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ہم لوگ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے میں نے کہا: آپ مجھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حج کے بارے میں بتایئے تو انہوں نے فرمایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے درخت کے پاس سے جمرہ کو کنکریاں ماری تھیں آپ نے سات کنکریاں ماری تھیں اور ہر کنکری کے ساتھ تکبیر کہی

تھی وہ چھوٹی سی کنکریاں تھیں آپ نے وادی کے نشیبی حصے سے کنکریاں ماری تھیں پھر آپ قربان گاہ کی طرف تشریف لے گئے اور آپ نے قربانی کی۔

3077 - اَخْبَرَنِىْ يَحْيَى بْنُ مُوْسَى الْبَلْخِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ ابْنِ اَبِىْ نَجِيحٍ قَالَ قَالَ مُجَاهِدٌ قَالَ سَعْدٌ رَجَعْنَا فِى الْحَجَّةِ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَعْضُنَا يَقُوْلُ رَمَيْتُ بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ وَّبَعْضُنَا يَقُوْلُ رَمَيْتُ بِسِتٍّ فَلَمْ يَعِبْ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ .

☆☆ مجاہد بیان کرتے ہیں حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے یہ بات بیان کی ہے ہم لوگ حج کے موقع پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ واپس آئے تو بعض افراد یہ کہہ رہے تھے: میں نے سات کنکریاں ماری تھیں جبکہ بعض یہ کہہ رہے تھے: میں نے چھ کنکریاں ماری تھیں تو ان میں سے کسی ایک نے بھی دوسرے پر اعتراض نہیں کیا۔

3078 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا

3076-تقدم (الحديث 3054) .

3077-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (3917) .

3078-اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب في رمي الجمار (الحديث 1977) . تحفة الاشراف (6541) .

مِجْلَزٍ يَقُوْلُ سَاَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنْ شَيْءٍ مِّنْ اَمْرِ الْجِمَارِ فَقَالَ مَا اَدْرِيْ رَمَاهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسِتٍّ اَوْ بِسَبْعٍ .

☆☆ ابومجلز بیان کرتے ہیں' میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے جمرات کو کنکریاں مارنے کے بارے میں کچھ دریافت کیا' تو انہوں نے فرمایا:

مجھے اس بارے میں علم نہیں ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چھ کنکریاں ماری تھیں' یا سات کنکریاں ماری تھیں۔

باب التَّكْبِيْرِ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ

یہ باب ہے کہ ہر کنکری کے ہمراہ تکبیر کہنا

3079 - اَخْبَرَنَا هَارُوْنُ بْنُ اِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيُّ الْكُوْفِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا حَفْصٌ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ اَخِيْهِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كُنْتُ رِدْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَزَلْ يُلَبِّي حَتّٰى رَمٰى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ فَرَمَاهَا بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ يُكَبِّرُ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اپنے بھائی حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سوار تھا' نبی اکرم مسلسل تلبیہ پڑھتے رہے' یہاں تک کہ آپ نے جمرہ عقبہ کی رمی کر لی' آپ نے اسے سات کنکریاں ماری تھیں اور ہر کنکری کے ہمراہ تکبیر کہی تھی۔

باب قَطْعِ الْمُحْرِمِ التَّلْبِيَةَ اِذَا رَمٰى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ

یہ باب ہے کہ احرام والا شخص جب جمرہ عقبہ کی رمی کر لے' تو وہ تلبیہ پڑھنا منقطع کر دے گا

3080 - اَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ اَبِي الْاَحْوَصِ عَنْ خُصَيْفٍ عَنْ مُّجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ الْفَضْلُ بْنُ عَبَّاسٍ كُنْتُ رِدْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا زِلْتُ اَسْمَعُهُ يُلَبِّي حَتّٰى رَمٰى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ فَلَمَّا رَمٰى قَطَعَ التَّلْبِيَةَ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ بات بیان کی ہے' میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا' میں آپ کو مسلسل تلبیہ پڑھتے ہوئے سنتا رہا' یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمرہ عقبہ کی رمی کر لی' جب آپ نے رمی کی تو آپ نے تلبیہ پڑھنا منقطع کر دیا۔

شرح

جمار" دراصل سنگریزوں اور کنکریوں کو کہتے ہیں اور "جمار حج" ان سنگریزوں اور کنکریوں کا نام ہے جو مناروں پر مارے

3079-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (11054) .

3080-اخرجه النسائي في مناسك الحج، قطع المحرم التلبية اذا رمى جمرة العقبة (الحديث 3081) . اخرجه ابن ماجه في المناسك، باب متى يقطع الحاج التلبية (الحديث 3040) . تحفة الاشراف (11056) .

جاتے ہیں اور جن مناروں پر کنکریاں ماری جاتی ہیں انہیں جمار کی مناسبت سے "جمرات" کہتے ہیں۔ جمرات یعنی وہ منارے جن پر کنکریاں پھینکی جاتی ہیں تین ہیں۔(۱) جمرہ اولیٰ۔(۲) جمرہ وسطی۔(۳) مرہ عقبہ۔ یہ تینوں جمرات منیٰ میں واقع ہیں اور بقرعید کے روز یعنی دسویں ذی الحجہ کو صرف جمرہ عقبہ پر کنکریاں پھینکی جاتی ہیں، پھر گیارھویں، بارھویں اور تیرھویں کو تینوں جمرات پر کنکریاں مارنا واجب ہے۔

رمی کے وقت تلبیہ پڑھتے رہنے کا بیان

3081 - اَخْبَرَنَا هِلاَلُ بْنُ الْعَلاَءِ بْنِ هِلاَلٍ قَالَ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ خَيْثَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا خُصَيْفٌ عَنْ مُجَاهِدٍ وَّعَطَاءٍ وَّسَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ الْفَضْلَ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ كَانَ رَدِيفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَّهُ لَمْ يَزَلْ يُلَبِّي حَتّٰى رَمَى الْجَمْرَةَ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما نے انہیں یہ بات بتائی ہے' وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسلسل تلبیہ پڑھتے رہے' یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمرہ کی رمی کر لی۔

3082 - اَخْبَرَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ خُشَيْشُ بْنُ اَصْرَمَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مَعْبَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اَعْيَنَ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيْمِ الْجَزَرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ الْفَضْلِ بْنِ الْعَبَّاسِ اَنَّهُ كَانَ رَدِيفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَزَلْ يُلَبِّي حَتّٰى رَمَى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما' حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے' (وہ بیان کرتے ہیں:) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسلسل تلبیہ پڑھتے رہے' یہاں تک کہ آپ نے جمرہ عقبہ کی رمی کر لی۔

حج کے بعض ضروری مسائل واحکام کا بیان

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے وادی عقیق میں (جو مدینہ کا ایک جنگل ہے) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ آج کی رات میرے پروردگار کی طرف سے ایک آنے والا یعنی فرشتہ میرے پاس آیا اور کہا کہ اس مبارک وادی میں نماز پڑھئے اور وہ عمرہ کہئے جو حج کے ساتھ ہوتا ہے۔ اور ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ اور عمرہ وحج کہئے (یعنی اس وادی میں نماز پڑھنا حج وعمرہ کے برابر ہے۔

(بخاری، مشکوۃ المصابیح، جلد دوم، رقم الحدیث، 1308)

پہلے تو یہ سمجھ لیجئے کہ عربی قواعد کے مطابق لفظ "قول" فعل کے لئے بھی استعمال کیا جاتا ہے، لہذا حدیث کے آخری جملہ قل عمرۃ فی حجۃ کے معنی ہیں" اور اس نماز کو وہ عمرہ شمار کیجئے جو حج کے ساتھ ہوتا ہے" گویا اس جملہ کے ذریعہ وادی عقیق میں ادا کی

3081-تقدم (الحديث 3080) .

3082-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (11046) .

جانے والی نماز کی فضیلت کو بیان کرنا مقصود ہے کہ وادی عقیق میں جو نماز پڑھی جاتی ہے اس کا ثواب اس عمرہ کے برابر ہے جو حج کے ساتھ کیا جاتا ہے، اسی طرح دوسری روایت کے الفاظ وقل عمرۃ وحجۃ کا مطلب یہ ہے کہ وادی عقیق میں پڑھی جانے والی نماز عمرہ و حج کے برابر ہے۔

مدینہ منورہ کے کچھ اور فضائل علماء نے لکھا ہے کہ حکیم مطلق اللہ جل شانہ نے اس شہر پاک کی خاک پاک اور وہاں کے میوہ جات میں تاثیر شفا ودیعت فرمائی ہے۔ اکثر احادیث میں منقول ہے کہ "مدینہ کے غبار میں ہر قسم کے مرض کی شفا ہے" بعض دوسرے طرق سے منقول احادیث میں ہے کہ "مدینہ کے غبار میں جذام اور برص کی شفا ہے" آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کو حکم فرمایا تھا کہ وہ بخار کا علاج اس کی خاک پاک سے کریں۔

چنانچہ نہ صرف مدینہ ہی میں اس حکم پر عمل ہوتا رہا ہے بلکہ اس خاک پاک کو بطور دوا لے جانے کے سلسلہ میں بھی کتنے ہی آثار منقول ہیں اور بعض علماء نے تو اس معالجہ کا تجربہ بھی کیا ہے، حضرت شیخ مجدالدین فیروز آبادی کا بیان ہے کہ میں نے خود اس کا تجربہ کیا ہے کہ میرا ایک خدمت گار مسلسل ایک سال سے بخار کے مرض میں مبتلا تھا میں نے مدینہ کی وہ تھوڑی سی خاک پاک پانی میں گھول کر اس خدمت گار کو پلا دی اور وہ اسی دن صحت یاب ہو گیا۔

حضرت شیخ عبدالحق فرماتے ہیں کہ مدینہ کی خاک پاک سے معالجہ کا تجربہ مجھے بھی ہوا ہے وہ اس طرح کہ جن دنوں میں مدینہ منورہ میں مقیم تھا میرے پاؤں میں ایک سخت مرض پیدا ہو گیا جس کے بارہ میں تمام اطباء کا یہ متفقہ فیصلہ تھا کہ اس کا آخری درجہ موت ہے اور اب صحت دشوار ہے۔ میں نے اسی خاک پاک سے اپنا علاج کیا، تھوڑے ہی دنوں میں بہت آسانی سے صحت حاصل ہو گئی۔ اسی قسم کی خاصیتیں وہاں کی کھجور کے بارہ میں بھی منقول ہیں چنانچہ صحیح احادیث میں وارد ہے کہ اگر کوئی شخص سات عجوہ کھجوریں (عجوہ مدینہ کی کھجور کی ایک قسم ہے) نہار منہ کھا لیا کرے تو کوئی زہر اور کوئی سحر اس پر اثر نہیں کرے گا۔ فضائل مدینہ کے سلسلہ میں یہ بات بھی بطور خاص قابل لحاظ ہے کہ اس مقدس شہر کی عظمت و بزرگی ہی کی وجہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو اس شہر کے رہنے والوں کی تعظیم و تکریم کی یہ وصیت کی تھی کہ میری امت کے لوگوں کو چاہئے کہ وہ میرے ہمسایوں یعنی اہل مدینہ کے احترام کو ہمیشہ پیش ملحوظ رکھیں، ان کے حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی نہ کریں، ان سے اگر کوئی لغزش ہو جائے تو اس پر مواخذہ نہ کریں اور اس وقت تک ان کی خطاؤں سے درگزر کریں جب تک کہ وہ کبائر سے اجتناب کریں (یعنی اگر وہ کبائر کے مرتکب ہوں تو پھر رعایت اور درگزر کا کوئی سوال نہیں ہے بلکہ اللہ اور بندوں کے حقوق کے سلسلے میں شریعت کا جو حکم ہو اسے جاری کرے) یاد رکھو، جو شخص ان کے احترام کو ہمیشہ ملحوظ رکھے گا میں قیامت کے دن اس کا گواہ اور شفاعت کرنے والا ہوں گا اور جو شخص اہل مدینہ کے احترام و حرمت کو ملحوظ نہیں رکھے گا اسے طینۃ الخبال کا سیال پلایا جائے گا (واضح رہے کہ "طینۃ الخبال" دوزخ کے ایک حوض کا نام ہے جس میں دوزخیوں کی پیپ اور لہو جمع ہوتا ہے) ایک روایت میں یہ منقول ہے کہ "ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دست دعا بلند کئے اور یوں گویا ہوئے" خداوندا! جو شخص میرے اور میرے شہر والوں کے ساتھ برائی کا ارادہ کرے اس کو جلد ہی ہلاک کر دے" نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ "جس شخص نے اہل مدینہ کو

ڈرایا اس نے گویا مجھے ڈرایا" نسائی کی روایت میں یہ ہے کہ "جس شخص نے اہل مدینہ کو اپنے ظلم کے خوف میں مبتلا کیا اسے (اللہ تعالیٰ خوف میں مبتلا کرے گا اور اس پر اللہ کی، فرشتوں کی اور سب لوگوں کی لعنت ہوگی" اور ایک روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ "ایسے شخص کا کوئی بھی عمل بارگاہ الٰہی میں مقبول نہیں ہوگا خواہ فرض ہو یا نفل"۔ حج کے کچھ مسائل اور ادائیگی حج کا طریقہ اگرچہ احادیث کی تشریح میں حج کے اکثر مسائل بیان کئے جا چکے ہیں مگر اب " کتاب الحج " کے اختتام پر مناسب ہے کہ کچھ اور مسائل یکجا طور پر ذکر کر دیئے جائیں اور حج کی ادائیگی کا طریقہ بھی بیان کر دیا جائے۔

حج کے فرائض کا بیان

حج میں چار چیزیں فرض ہیں۔ (۱) احرام۔ (۲) عرفہ کے دن وقوف عرفات (۳) طواف الزیارت (۴) ان فرائض میں ترتیب کا لحاظ یعنی احرام کو وقوف عرفات پر وقوف عرفات کو طواف الزیارت پر مقدم کرنا۔ واجبات حج یہ ہیں، وقوف مزدلفہ، صفا و مروہ کے درمیاں سعی، رمی جمار، آفاقی کے لئے طواف قدوم، حلق یا تقصیر، احرام میقات سے باندھنا، غروب آفتاب تک وقوف عرفات، طواف حجر اسود سے شروع کرنا (بعض علماء نے اسے سنت کہا ہے) طواف کی ابتداء دائیں طرف سے کرنا، طواف پیادہ پا کرنا بشرطیکہ کوئی عذر لاحق نہ ہو، طواف باطہارت کرنا، طواف میں ستر ڈھانکنا، سعی کی ابتداء صفا سے کرنا، سعی پا پیادہ کرنا بشرطیکہ کوئی عذر نہ ہو، قارن اور متمتع کو بکری یا اس کی مانند جانور ذبح کرنا، ہر سات شوط یعنی ایک طواف کے بعد دو رکعت نماز پڑھنا، رمی حلق اور قربانی میں ترتیب کا لحاظ رکھنا بایں طور کہ پہلے رمی کی جائے پھر قربانی پھر حلق اور پھر طواف زیارت کی جائے، طواف الزیارۃ ایام نحر میں کرنا، طواف اس طرح کرنا کہ حطیم طواف کے اندر آ جائے، سعی طواف کے بعد کرنا، حلق حرم اور ایام نحر میں کرنا، وقوف عرفہ کے بعد ممنوعات احرام مثلاً جماع وغیرہ سے اجتناب، نیز دہ چیزیں بھی واجبات حج میں شامل ہیں، جن کو ترک کرنے سے دم لازم آتا ہے، ان چیزوں کے علاوہ اور سب حج کے مستحبات اور آداب میں سے ہیں۔

غنی کا حج فقیر کے حج سے افضل ہے، والدین کی فرمانبرداری سے حج فرض تو اولیٰ ہے لیکن حج نفل اولیٰ نہیں ہے۔ بلکہ والدین کی فرمانبرداری ہی حج نفل سے افضل ہے۔ سرائے بنانا حج نفل سے افضل ہے۔ البتہ صدقہ کے بارے میں اختلافی اقوال ہیں کہ بعض تو صدقہ کو افضل کہتے ہیں۔

اور بعض نے حج نفل کو افضل کہا ہے، تاہم بزازیہ میں ہے کہ حج نفل کی فضیلت ہی کو ترجیح دی گئی ہے، کیونکہ حج میں مال بھی خرچ ہوتا ہے اور جسمانی مشقت بھی ہوتی ہے جب کہ صدقہ میں صرف مال خرچ ہوتا ہے۔ جس حج میں وقوف عرفات جمعہ کے دن ہو وہ حج ستر حجوں پر فضیلت رکھتا ہے اور اس حج میں ہر شخص کی بلاواسطہ مغفرت ہوتی ہے، اس بارہ میں اختلافی اقوال ہیں کہ آیا حج کی وجہ سے کبیرہ گناہ ساقط ہو جاتے ہیں یا نہیں؟ بعض علماء یہ کہتے ہیں کہ ساقط ہو جاتے ہیں جس طرح کہ جب کوئی حربی کافر اسلام قبول کرتا ہے تو اس کے سب گناہ ساقط ہو جاتے ہیں لیکن بعض حضرات کا یہ قول ہے کہ حج کی وجہ سے حقوق اللہ تو معاف ہو جاتے ہیں لیکن حقوق العباد معاف نہیں ہوتے جس طرح کہ جب کوئی ذمی کافر، اسلام قبول کر لیتا ہے تو اس کے ذمہ سے حقوق اللہ تو ساقط ہو جاتے ہیں لیکن حقوق العباد ساقط نہیں ہوتے۔

قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ تمام علماء اہل سنت کا اس پر اتفاق ہے کہ کبیرہ گناہ صرف توبہ ہی سے ساقط ہوتے ہیں، محض حج کی وجہ سے بھی ساقط نہیں ہوتے، نیز کوئی بھی عالم حج کی وجہ سے دین (قرض) کے ساقط ہونے کا بھی قائل نہیں ہے۔ خواہ اس کا تعلق اللہ تعالیٰ ہی سے ہو جیسے نماز و زکوۃ، ہاں ادائیگی قرض یا ادائیگی نماز وغیرہ میں تاخیر کا گناہ ضرور ساقط ہو جاتا ہے لہٰذا جو علماء کبیرہ گناہ کے ساقط ہو جانے کے قائل ہیں ان کی مراد بھی یہی ہے۔ خانہ کعبہ کے اندر داخل ہونا مستحب ہے بشرطیکہ خود اس کو یا کسی اور کو اس سے تکلیف نہ پہنچے، خانہ کعبہ کا غلاف اور پردہ بنی شیبہ سے خریدنا جائز نہیں ہے ہاں امام سے یا اس کے نائب سے لینا جائز ہے، خانہ کعبہ کے غلاف و پردہ کو لباس میں استعمال کرنا جائز ہے اگر چہ جنبی (ناپاک) یا حائضہ ہی کیوں نہ ہو، اگر کوئی شخص کسی کو قتل کر کے حرم میں پناہ لے، تو اس کو بطور قصاص قتل کرنا اس وقت تک جائز نہیں ہے جب تک کہ وہ حرم میں رہے، ہاں اگر قاتل نے حرم ہی میں قتل کا ارتکاب کیا ہو تو اس کو بھی حرم میں مار ڈالنا جائز ہے لیکن خانہ کعبہ کے اندر قاتل کو اس صورت میں بھی قتل کرنا جائز نہیں ہے جب کہ اس نے خانہ کعبہ کے اندر ہی قتل کا ارتکاب کیا ہو۔ آب زمزم سے استنجا کرنا تو مکروہ ہے لیکن نہانا مکروہ نہیں ہے۔ مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ سے افضل ہے لیکن مدینہ منورہ کی زمین کا وہ قطعہ پاک جس پر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرما ہیں مطلقاً افضل ہے حتیٰ کہ کعبہ اور عرش و کرسی سے بھی افضل ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اطہر کی زیارت کرنا مستحب ہے بلکہ بعض علماء تو یہ کہتے ہیں کہ اس شخص کے لئے واجب ہے جسے فراغت میسر ہو! حج فرض کی ادائیگی کی صورت میں حج روضہ اطہر کی زیارت سے پہلے کرنا چاہئے ہاں نفل کی صورت میں اختیار ہے کہ چاہے تو پہلے کیا جائے چاہے پہلے زیارت کی جائے بشرطیکہ مدینہ راستہ میں نہ پڑتا ہو۔ اگر مکہ کا راستہ مدینہ سے ہو کر گزرتا ہو تو پھر پہلے روضہ اطہر کی زیارت کرنا ضروری ہے، روضہ اطہر کی زیارت کے ساتھ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی نیت بھی کرنی چاہئے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ مسجد نبوی میں ادا کی جانے والی ایک نماز مسجد حرام کے علاوہ دوسری مساجد میں ادا کی جانے والی ہزار نمازوں سے بہتر ہے۔ مسجد حرام کا استثناء اس لئے ہے کہ اس میں ادا کی جانے والی ایک نماز کا ثواب دس لاکھ نمازوں کے ثواب کے برابر ہوتا ہے) حج کی ادائیگی کا طریقہ یہ ہے کہ جس خوش نصیب کو اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے حج کی سعادت عظمیٰ کی توفیق بخشے اور وہ حج کا ارادہ کرے تو اسے چاہئے کہ پہلے وہ اپنی نیت کو درست کرے کہ اس کے پیش نظر محض اللہ تعالیٰ کی رضا مندی اور ادائیگی فرض ہو، کوئی دنیاوی غرض یا نام و نمود کا کوئی ہلکا سا تصور بھی نہ ہو ورنہ سب محنت اکارت جائے گی، پھر اپنے ماں باپ سے اجازت لے کر، اعزہ و احباب سے رخصت ہو کر، سب سے معافی تلافی کر کے اپنے وطن سے کم از کم ایسے وقت روانہ ہو کہ مکہ مکرمہ میں ساتویں ذی الحجہ سے پہلے پہنچ جائے اور ساتویں تاریخ کا خطبہ سن سکے، جب میقات پر پہنچے (ہندوستانیوں کی میقات یلملم ہے) تو احرام باندھے، اگر مفرد ہو تو صرف حج، کا قارن ہو تو حج و عمرہ دونوں کا اور متمتع وہ تو صرف عمرہ کا احرام باندھے، مستحب یہ ہے کہ احرام باندھنے سے پہلے ہاتھ پاؤں کے ناخن کٹوائے، زیر ناف اور بغل کے بال صاف کرے، حجامت بنوائے، اگر سر منڈانے کی عادت ہو تو سر منڈائے ورنہ بال درست کرائے اور ان میں کنگھی کرے۔

اگر بیوی ہمراہ ہو تو صحبت کرے، پھر وضو کرے یا نہائے لیکن نہانا افضل ہے اس کے بعد احرام کا لباس پہنے یعنی ایک لنگی باندھے اور ایک چادر اس طرح اوڑھے کہ سر کھلا رہے، یہ دونوں کپڑے نئے ہوں تو افضل ہے ورنہ صاف دھلے ہوئے ہونے چاہئیں، اگر کسی کے پاس دو کپڑے میسر نہ ہوں تو ایک ایسا کپڑا لپیٹ لینا بھی جائز ہے جس سے ستر پوشی ہو جائے پھر خوشبو لگائے، اس کے بعد نیت کرے، اگر قران کا ارادہ ہو تو اس طرح کہے۔ دعا (اللّٰهم انی ارید الحج والعمرة فیسر همالی وتقبلهما منی)۔ اگر تمتع کا ارادہ ہو تو یوں کہے۔ دعا (اللّٰهم انی ارید العمرة فیسرها لی وتقبلها منی)۔ اور اگر افراد کا ارادہ رکھتا ہو تو اس طرح کہے دعا (اللّٰهم انی ارید الحج فیسره لی وتقبله منی۔

اگر نیت کے مذکورہ بالا الفاظ زبان سے ادا نہ کئے جائیں بلکہ دل ہی میں نیت کر لی جائے تو بھی جائز ہے، نیت کے بعد لبیک کہے حج یا عمرہ کی نیت کے ساتھ لبیک کہتے ہی محرم ہو جائے گا، لبیک کے الفاظ یہ ہیں۔ لبیک اللّٰهم لبیک لبیک لا شریك لك لبیك ان الحمد والنعمة لك والملك لا شریك لك ۔ ان الفاظ میں کمی نہ کی جائے ہاں زیادتی جائز ہے چنانچہ یہ الفاظ بھی منقول ہیں جن کے اضافہ میں کوئی حرج نہیں ہے۔ لبیك و سعدیك والخیر بیدیك لبیك والرغباء الیك والعمل لبیك لبیك اله الخلق لبیك ۔ بعد ازاں اکثر اوقات آواز بلند لبیک کہتا رہے خصوصاً نماز کے بعد خواہ فرض ہو خواہ نفل نماز، صبح کے وقت، باہم ملاقات کے، بلندی پر چڑھتے یا نشیب میں اترتے وقت، غرضیکہ یہ سفر حج چونکہ نماز کے حکم میں ہے کہ جس طرح نماز میں ہر حالت کی تبدیلی پر تکبیر کہی جاتی ہے اس طرح اس سفر میں ہر حالت کی تبدیلی کے وقت لبیک کہنی چاہئے! احرام باندھ لینے کے بعد ان تمام چیزوں سے اجتناب کرنا ضروری ہے جو حالت احرام میں ممنوع ہیں مثلاً سلے ہوئے کپڑے جیسے کرتہ، انگرکھا، پاجامہ، فرغل، جبہ، قبا، بارانی موزہ، دستانہ اور ٹوپی وغیرہ نہ پہنے جائیں، جو کپڑے رنگ دار خوشبو جیسے زعفران وغیرہ میں رنگے ہوئے ہوں وہ بھی استعمال نہ کئے جائیں ہاں دھلنے کے بعد کہ جس سے خوشبو نہ آتی ہو استعمال کرنا جائز ہے، سر اور منہ کسی چیز سے نہ ڈھانکا جائے، جوئیں نہ ماری جائیں، بیوی سے نہ تو صحبت کی جائے اور نہ ان چیزوں کا ارتکاب کیا جائے جو جماع کا باعث بنتی ہیں مثلاً بوسہ لینا شہوت کے ساتھ عورت کو ہاتھ لگانا یا اس کے سامنے فحش باتیں یا جماع کا ذکر کرنا وغیرہ وغیرہ۔

فسق و فجور سے پرہیز کیا جائے کسی کے ساتھ جنگ وجدل سے گریز کیا جائے، صحرائی وحشی جانوروں کا شکار نہ کیا جائے حتیٰ کہ کوئی محرم نہ تو شکار کی طرف اشارہ کرے اور نہ شکار میں کسی کی اعانت کرے، ہاں دریائی جانوروں مثلاً مچھلی کا شکار درست ہے۔ خوشبو کا استعمال نہ کیا جائے، ناخن نہ کٹوائے جائیں، سر داڑھی بلکہ تمام بدن کے بال نہ کتروائے جائیں نہ منڈوائے جائیں اور نہ اکھاڑے جائیں، سر و داڑھی کے بالوں کو خطمی سے نہ دھویا جائے البتہ محرم نہا سکتا ہے، حمام میں داخل ہو سکتا ہے، گھر اور کجاوہ کے سایہ میں بیٹھ سکتا ہے، ہمیانی (یعنی روپیہ رکھنے والی تھیلی) کمر میں باندھ سکتا ہے اور اپنے دشمن سے دفاعی لڑائی لڑ سکتا ہے۔

احرام کی حالت میں جن جانوروں کو مارنا جائز ہے اور جن کے مارنے کی وجہ سے بطور جزاء نہ دم لازم ہوتا ہے نہ صدقہ وہ

یہ ہیں۔ کوا، چیل، سانپ، بچھو، چوہا، چیچڑی، کچھوا، بھیڑیا، گیدڑ، پتنگا، مکھی، چیونٹی، گرگٹ، بھڑ، مچھر، حملہ آور درندہ اور موذی جانور۔ جب مکہ مکرمہ کے قریب آ جائے تو غسل کرے کہ یہ مستحب ہے پھر دن میں کسی وقت باب المعلیٰ سے مکہ میں داخل ہو اور اپنی قیام گاہ پر سامان وغیرہ رکھ کر سب سے پہلے مسجد حرام کی زیارت کرے، مستحب یہ ہے کہ مسجد حرام میں لبیک کہتا ہوا اور باب السلام سے داخل ہو اور اس وقت نہایت خشوع وخضوع کی حالت اپنے اوپر طاری کرے اور اس مقدس مقام کی عظمت وجلالت کا تصور دل میں رکھے اور کعبہ کے جمال دلربا پر نظر پڑتے ہی جو کچھ دل چاہے اپنے پروردگار سے طلب کرے پھر تکبیر وتہلیل کرتا ہوا حمد وصلوٰۃ پڑھتا ہوا حجر اسود کے سامنے آئے اور اس کو بوسہ دے اور بوسہ کے وقت اپنے دونوں ہاتھ کو اس طرح اٹھائے جس طرح تکبیر تحریمہ کے وقت اٹھاتے ہیں، اگر اژدھام کی وجہ سے بوسہ نہ دے سکے تو حجر اسود کو ہاتھ لگا کر ہاتھ کو چوم لے اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو کسی لکڑی سے حجر اسود کو چھو کر چومے۔

اور اگر یہ بھی نہ کر سکے تو پھر دونوں ہتھیلیوں سے حجر اسود کی طرف اشارہ کر کے ہتھیلیوں کو چوم لے، حجر اسود کے استلام کے بعد حجر اسود کے پاس ہی سے اپنی داہنی جانب سے طواف قدوم شروع کرے، طواف میں سات شوط (چکر) کرے اور ہر شوط کو حجر اسود ہی پر ختم کرتے اور ہر شوط ختم کرنے کے بعد مذکورہ بالا طریقے سے حجر اسود کا استلام اور تکبیر وتہلیل کرے طواف میں حطیم کو بھی شامل کرے، طواف میں اضطباع کرے اور پہلے تین شوطوں میں رمل کرے نیز ہر شوط میں رکن یمانی کا بھی استلام کرے مگر اس کے استلام میں اس کو چومنا نہیں چاہئے طواف ختم کرنے کے بعد دو رکعت نماز طواف مقام ابراہیم کے قریب پڑھے، یہ نماز حنفیہ کے نزدیک واجب ہے، اگر اژدحام وغیرہ کی وجہ سے اس نماز کو مقام ابراہیم کے قریب پڑھنا ممکن نہ ہو تو پھر مسجد حرام میں جہاں بھی چاہے پڑھ لے، اس نماز کی پہلی رکعت میں سورت فاتحہ کے بعد سورت قل یا ایہا الکافرون اور دوسری رکعت میں قل ھو اللہ کی قرات کرے اور دعا میں جو چاہے اللہ سے مانگے، اس کے بعد چاہ زمزم پر آئے اور زمزم کا پانی پیٹ بھر کر پئے پھر مقام ملتزم میں آئے اور ہاتھ اٹھا کر اپنے مقصد کے لئے دعا مانگے پھر صفا سے مروہ کی طرف اپنی چال کے ساتھ چلے مگر جب وادی بطن پہنچے، تو میلین اخضرین کے درمیان تیز تیز چلے اور پھر جب مروہ پر چڑھے تو وہی کچھ یعنی تکبیر وتہلیل وغیرہ کرے جو صفا پر کیا جاتا ہے۔ اسی طرح صفا ومروہ کے درمیان سات شوط کرے، ہر شوط کی ابتداء صفا سے ہو اور انتہا مروہ پر اور ہر شوط میں میلین اخضرین کے درمیان تیز تیز چلے، یہ بات ذہن میں رہے کہ سعی سے پہلے طواف کرنا ضروری ہے۔

اگر کسی نے طواف سے پہلے سعی کر لی تو اس کے لئے ضروری ہوگا کہ وہ طواف کے بعد پھر دوبارہ سعی کرے۔ یہ بھی معلوم رہنا چاہئے کہ اس سعی، وقوف عرفات، وقوف مزدلفہ اور رمی جمار کے لئے طہارت (پاکی) شرط نہیں ہے لیکن اولیٰ ضرور ہے جب کہ طواف کے لئے طہارت شرط ہے۔ نیز طواف وسعی کے وقت ٹھہرا رہے اور اس کے دوران نفل طواف جس قدر ہو سکے کرتا رہے، مگر نفل طواف کے درمیان رمل اور اس کے بعد سعی نہ کرے، پھر ساتویں ذی الحجہ کو مسجد حرام میں خطبہ سنے، اس خطبہ میں جو ظہر کی نماز کے بعد ہوتا ہے امام حج کے احکام ومسائل بیان کرتا ہے، پھر اگر احرام کھول چکا ہو تو آٹھ ذی الحجہ کو حج کا احرام باندھ کر طلوع آفتاب کے بعد منیٰ روانہ ہو جائے۔

اگر ظہر کی نماز پڑھ کر منیٰ میں پہنچے تو بھی کوئی مضائقہ نہیں، رات منیٰ میں گزارے اور عرفہ کے روز یعنی نویں تاریخ کو فجر کی نماز اول وقت اندھیرے میں پڑھ کر طلوع آفتاب کے بعد عرفات جائے اگر کوئی آٹھویں تاریخ کو منیٰ میں نہ جائے بلکہ نویں کو عرفات میں پہنچ جائے تو بھی جائز ہے مگر یہ خلاف سنت ہے۔ عرفات میں بطن عرنہ کے علاوہ جس جگہ چاہے اترے لیکن جبل عرفات کے نزدیک اترنا افضل ہے پھر اسی دن زوال آفتاب کے بعد غسل کرے (جو سنت ہے) اور عرفات میں وقوف کرے (جو فرض ہے اور جس کے بغیر حج ہوتا ہی نہیں) امام جو خطبہ دے اسے سنے اور امام کے ساتھ بشرط احرام ظہر وعصر کی نماز ایک وقت میں پڑھے اور جبل رحمت کے پاس کھڑا ہو کر نہایت خشوع وخضوع اور تذلل واخلاص کے ساتھ تکبیر وتہلیل کرے، تسبیح پڑھے، اللہ کی ثنا کرے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے اور اپنے تمام اعزہ واحباب کے لئے استغفار کرے اور تمام متع دینی ودنیوی کے لئے دعا مانگے، پھر غروب آفتاب کے بعد امام کے ہمراہ مزدلفہ کی طرف روانہ ہو جائے اور راستہ میں استغف لبیک، حمد وصلوٰۃ اور اذکار میں مشغول رہے مزدلفہ پہنچ کر امام کے ہمراہ مغرب وعشاء کی نماز ایک ساتھ پڑھے اور رات میں وہیں رہے کیونکہ رات میں وہاں رہنا واجب ہے، نیز اس پوری رات میں نماز، تلاوت قرآن اور ذکر ودعا میں مشغول رہنا مستحب ہے، جب صبح ہو جائے تو (یعنی دسویں ذی الحجہ کو) فجر کی نماز اول وقت اندھیرے میں پڑھے اور وہاں وقوف کرے، مزدلفہ میں سوائے بطن محسر کے جہاں چاہے وقوف کر سکتا ہے۔

اس وقوف کی حالت میں نہایت الحاح وزاری کے ساتھ اپنے دینی ودنیاوی مقصد کے لئے خداوند عالم سے دعا مانگے، آفتاب نکلنے سے کچھ پہلے وقوف ختم کر لیا جائے، پھر جب روشنی خوب پھیل جائے تو آفتاب سے پہلے منیٰ واپس پہنچ کر جمرۃ العقبہ پر سات کنکریاں مارے اور پہلی کنکری مارتے ہی تلبیہ موقوف کر دے، اس کے بعد قربانی کرے پھر سر منڈوائے یا بال کتروائے، اس کے بعد وہ تمام چیزیں جو حالت احرام میں ممنوع تھیں، سوائے رفث کے، جائز ہو جائیں گی، پھر عید کی نماز منیٰ ہی میں پڑھ کر اسی دن مکہ آ جائے اور طواف زیارت کرے، اس طواف کے بعد سعی نہ کرے ہاں اگر پہلے سعی نہ کر چکا ہو تو وہ پھر اس طواف کے بعد سعی کرے، اس کے بعد رفث بھی جائز ہو جائے گا طواف زیارت سے فارغ ہو کر پھر منیٰ واپس آ جائے اور رات میں وہاں قیام کرے۔

گیارہویں تاریخ کو تینوں جمرات کی رمی کرے بایں طور کہ پہلے تو اس جمرہ پر سات کنکریاں مارے جو مسجد خیف کے قریب ہے اور جس کو جمرۃ اولیٰ کہتے ہیں اس کے بعد اس جمرہ پر جو اس کے قریب ہے اور جس کو جمرۃ وسطیٰ کہتے ہیں سات کنکریاں مارے اور پھر سوار ہو کر یا پیادہ ہی جمرہ عقبہ پر سات کنکریاں مارے اور ہر کنکری مارتے وقت تکبیر کہتا رہے، اسی طرح بارہویں تاریخ ہی کو منیٰ سے رخصت ہو گیا تو پھر اس پر تیرہویں تاریخ کو واجب نہیں ہو گی۔ گیارہویں، بارہویں اور تیرہویں تاریخوں میں رمی کا وقت زوال آفتاب کے بعد ہے لیکن تیرہویں تاریخ کو اگر طلوع فجر کے بعد اور زوال آفتاب سے پہلے بھی رمی کرے تو جائز ہے مگر مسنون زوال آفتاب کے بعد ہی ہے جب کہ گیارہویں اور بارہویں تاریخوں میں زوال آفتاب سے پہلے رمی جائز نہیں ہے۔

آخری دن رمی سے فارغ ہو کر مکہ روانہ ہو جائے اور راستہ میں تھوڑی دیر کے لئے محصب میں اترے، پھر جب مکہ مکرمہ سے وطن کے لئے روانہ ہونے لگے طواف وداع کرے اس طواف میں بھی رمل اور اس کے بعد سعی نہ کرے طواف کے بعد دو رکعت پڑھ کر زمزم کا مبارک پانی گھونٹ گھونٹ کر کے پیے اور ہر مرتبہ کعبہ مکرمہ کی طرف دیکھ کر حسرت سے آہ سرد بھرے نیز اس مبارک پانی کو منہ، سر اور بدن پر ملے پھر خانہ کعبہ کی طرف آئے اگر ممکن ہو بیت اللہ کے اندر داخل ہو اگر اندر نہ جا سکے تو اس کی مقدس چوکھٹ کو بوسہ دے اور اپنا سینہ اور منہ ملتزم پر رکھ دے اور کعبہ مکرمہ کے پردوں کو پکڑ پکڑ کر دعا کرے اور روئے اور اس وقت بھی تکبیر و تہلیل، حمد و ثنا اور دعاء استغفار میں مشغول رہے اور اللہ تعالیٰ سے اپنے مقاصد کی تکمیل طلب کرے۔ اس کے بعد پچھلے پیروں یعنی کعبہ مکرمہ کی طرف پشت نہ کر کے مسجد حرام سے باہر نکل آئے حج تمام افعال ختم ہو گئے۔

باب الدُّعَاءِ بَعْدَ رَمْيِ الْجِمَارِ

یہ باب ہے کہ جمرات کو کنکریاں مارنے کے بعد دعا مانگنا

3083 - اَخْبَرَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيْمِ الْعَنْبَرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ قَالَ اَنْبَاَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ بَلَغَنَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا رَمَى الْجَمْرَةَ الَّتِيْ تَلِي الْمَنْحَرَ مَنْحَرَ مِنًى رَمَاهَا بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ يُكَبِّرُ كُلَّمَا رَمٰى بِحَصَاةٍ ثُمَّ تَقَدَّمَ اَمَامَهَا فَوَقَفَ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ رَافِعًا يَدَيْهِ يَدْعُوْ يُطِيْلُ الْوُقُوْفَ ثُمَّ يَاْتِي الْجَمْرَةَ الثَّانِيَةَ فَيَرْمِيْهَا بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ يُكَبِّرُ كُلَّمَا رَمٰى بِحَصَاةٍ ثُمَّ يَنْحَدِرُ ذَاتَ الشِّمَالِ فَيَقِفُ مُسْتَقْبِلَ الْبَيْتِ رَافِعًا يَدَيْهِ يَدْعُوْ ثُمَّ يَاْتِي الْجَمْرَةَ الَّتِيْ عِنْدَ الْعَقَبَةِ فَيَرْمِيْهَا بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ وَّلَا يَقِفُ عِنْدَهَا . قَالَ الزُّهْرِيُّ سَمِعْتُ سَالِمًا يُحَدِّثُ بِهٰذَا عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَفْعَلُهُ .

☆☆ زہری بیان کرتے ہیں' ہمیں یہ بات پتا چلی ہے' نبی اکرم ﷺ نے جب قربان گاہ کے قریب موجود جمرہ کی رمی کر لی' وہ قربان گاہ جو منیٰ کے قریب ہے' تو آپ ﷺ نے اسے سات کنکریاں ماریں' ہر ایک کنکری مارتے ہوئے آپ نے تکبیر کہی' پھر آپ تھوڑا سا آگے ہو کر قبلہ کی طرف رخ کر کے کھڑے ہو گئے' اپنے دونوں ہاتھ آپ نے اُٹھا لیے' آپ نے دعا کی اور کافی دیر وہاں ٹھہرے رہے' پھر آپ دوسرے جمرہ کے پاس تشریف لائے' آپ نے اُسے بھی سات کنکریاں ماریں' اُسے کنکریاں مارتے ہوئے آپ نے تکبیر کہی' پھر آپ بائیں طرف ہو گئے اور بیت اللہ شریف کی طرف رخ کر کے کھڑے ہو گئے' آپ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ بلند کیے' دعا کی' پھر آپ جمرہ عقبہ کے پاس تشریف لائے' آپ نے اُسے سات کنکریاں ماریں' لیکن آپ اس کے پاس ٹھہرے نہیں۔

زہری کہتے ہیں: میں نے سالم کو یہ روایت اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے نقل

3083-اخرجه البخاري في الحج، باب اذا رمى الجمرتين يقوم مستقبل القبلة و يسهل (الحديث 1751 و 1752)، و باب الدعاء عند الجمرتين (الحديث 1753) تعليقاً . و الحديث عند: ابن ماجه في المناسك، باب اذا رمى جمرة العقبة لم يقف عندها (الحديث 3032) . تحفة الاشراف (6986) .

پھینکی جائیں تو اس طرح بھی رمی ہو جائے گی مگر یہ خلاف سنت ہے۔

جمرہ اولیٰ اور جمرہ وسطیٰ کے پاس ٹھہرنا اور حمد وصلوٰۃ اور وہاں دعا میں مشغول ہونا تو ثابت ہے لیکن تیسرے جمرہ یعنی جمرہ عقبی کے پاس ٹھہرنا اور دعا مانگنا ثابت نہیں ہے اور اس کی کوئی وجہ علت منقول نہیں ہے اگرچہ بعض علماء نے اس بارے میں کچھ نہ کچھ لکھا ہے۔

باب مَا يَحِلُّ لِلْمُحْرِمِ بَعْدَ رَمْيِ الْجِمَارِ

یہ باب ہے کہ رمی جمار کے بعد محرم کے لیے کیا چیز حلال ہو جاتی ہے؟

3084 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنِ الْحَسَنِ الْعُرَنِيِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اِذَا رَمَى الْجَمْرَةَ فَقَدْ حَلَّ لَهُ كُلُّ شَىْءٍ اِلَّا النِّسَآءَ . قِيْلَ وَالطِّيْبُ قَالَ اَمَّا اَنَا فَقَدْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَضَمَّخُ بِالْمِسْكِ اَفَطِيْبٌ هُوَ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: جب آدمی جمرہ کو کنکریاں مار لیتا ہے تو خواتین کے علاوہ ہر چیز اُس کے لیے حلال ہو جاتی ہے ان سے دریافت کیا گیا: کیا خوشبو بھی؟ تو انہوں نے فرمایا: جہاں تک میری ذات کا تعلق ہے تو میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مشک میں بسے ہوئے دیکھا تھا' تو کیا یہ خوشبو ہوتی ہے (یعنی ایسا کرنا جائز ہے)۔

سوائے عورت کے تمام ممنوعات کی حلت کا بیان

اور اس کے لئے سوائے عورت کے ہر چیز حلال ہوگئی۔ جبکہ حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے کہا ہے سوائے خوشبو کے کیونکہ وہ جماع کی طرف بلانے والی ہے۔

ہماری دلیل یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کے لئے سوائے عورت کے ہر چیز حلال ہوئی اور یہی دلیل قیاس پر مقدم ہے۔ اور ہمارے نزدیک فرج کے سوا میں جماع حلال نہیں ہے۔ جبکہ حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ نے اختلاف کیا ہے کیونکہ یہ عورتوں کے ساتھ شہوت کو پورا کرنا ہے لہٰذا اس کو پورے حلال ہونے تک مؤخر کیا جائے گا۔ (ہدایہ اولین، کتاب الحج، لاہور)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب تم میں سے کوئی رمی جمرہ عقبہ سے فارغ ہو جاتا ہے اور سر منڈوا لیتا ہے یا بال کتروا لیتا ہے تو اس کے لئے عورت کے علاوہ ہر چیز حلال ہو جاتی ہے یعنی بیوی کے ساتھ جماع ان چیزوں کے بعد بھی حلال نہیں ہوتا، بلکہ یہ طواف زیارت سے فراغت کے بعد ہی حلال ہوتا ہے اس روایت کو صاحب مصابیح نے شرح السنہ میں نقل کیا ہے اور کہا ہے کہ اس کی اسناد ضعیف ہے۔ اور احمد ونسائی نے اس روایت کو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یوں نقل کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے رمی جمرہ عقبہ کر لی تو سر منڈوانے یا بال کتروانے کے بعد اس کے لئے عورت کے علاوہ ہر چیز حلال ہو جاتی ہے۔

3084-اخرجه ابن ماجه في المناسك، باب ما يحل للرجل اذا رمى جمرة العقبة (الحديث 3041) . تحفة الاشراف (5397) .

دسویں ذی الحجہ کو جمرہ عقبہ پر کنکریاں مارنے کے بعد منیٰ ہی میں ہدی ذبح کی جاتی ہے اس کے بعد سر منڈا کر یا بال کتروا کراحرام کھول دیا جاتا ہے اس طرح رفث (عورت سے جماع وغیرہ) کے علاوہ ہر وہ چیز جواحرام کی حالت میں ممنوع تھی، جائز ہو جاتی ہے۔

دسویں ذی الحجہ کو جمرہ عقبہ پر کنکریاں مارنے کے بعد منیٰ ہی میں ہدی ذبح کی جاتی ہے اس کے بعد سر منڈا کر یا بال کتروا کر احرام کھول دیا جاتا ہے اس طرح رفث (عورت سے جماع وغیرہ) کے علاوہ ہر وہ چیز جواحرام کی حالت میں ممنوع تھی، جائز ہو جاتی ہے، چنانچہ اس باب میں سر منڈوانے اور بال کتروانے دونوں چیزوں کا ذکر ہے، اگر چہ عنوان میں صرف سر منڈوانے کے ذکر پر اکتفاء کیا ہے کیونکہ احرام سے نکلنے کے لئے بال کتروانے کی بہ نسبت سر منڈانا افضل ہے۔ یہ بات جان لیجئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ کہیں ثابت نہیں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج وعمرہ کے علاوہ اور کبھی سر منڈایا ہو۔

حاجی سے سلام لینے اور دعا منگوانے کا بیان

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب تم حاجی سے ملاقات کرو تو اس کو سلام کرو اس سے مصافحہ کرو اور اس سے اپنے لئے بخشش کی دعا کرنے کو کہو اس سے پہلے کہ وہ اپنے گھر میں داخل ہو اور یہ اس لئے کہ اس کی بخشش کی جا چکی ہے۔ (مسند احمد، مشکوۃ المصابیح، جلد دوم: رقم الحدیث، 1077)

جیسا کہ ایک روایت سے ثابت ہوتا ہے حاجی مستجاب الدعوات ہو جاتے ہیں جس وقت کہ وہ مکہ مکرمہ میں داخل ہوتے ہیں اور گھر واپس آنے کے چالیس روز بعد تک ایسے ہی رہتے ہیں۔ چنانچہ گزشتہ زمانہ میں دستور تھا اور اب بھی ہے کہ جب حجاج اپنے گھر واپس آتے تھے تو لوگ ان کے استقبال کے واسطے جایا کرتے تھے اور ان کی غرض یہ ہوتی تھی کہ چونکہ اس شخص کی مغفرت ہو چکی ہے اور یہ گناہوں سے پاک ہو کر آیا ہے اس سے مل کر مصافحہ کریں پیشتر اس کے کہ وہ دنیا میں ملوث ہو جائے تاکہ ہم کو بھی ان سے کچھ فیض پہنچے۔

اگر چہ آج کل یہ غرض کم اور نام ونمود کا جذبہ زیادہ ہوتا ہے۔ چنانچہ اس حدیث میں بھی حاجی سے سلام ومصافحہ کرنے کے لئے گھر میں داخل ہونے سے پہلے کی قید اس لئے لگائی گئی ہے کہ نہ صرف یہ کہ وہ اس وقت تک دنیا میں ملوث اور اپنے اہل وعیال میں مشغول نہیں ہوتا بلکہ اس وقت تک وہ اللہ کے راستہ ہی میں ہوتا ہے اور گناہوں سے پاک وصاف ہوتا ہے اور اس صورت میں حاجی چونکہ مستجاب الدعوات ہوتا ہے اس لئے فرمایا کہ اس سے اپنے لئے مغفرت وبخشش کی دعا کراؤ تاکہ اللہ تعالیٰ اسے قبول کرے اور تمہیں مغفرت وبخشش سے نوازے۔

علماء لکھتے ہیں کہ عمرہ کرنے والا، جہاد کرنے والا اور دینی طالب علم بھی حاجی کے حکم میں یعنی جب یہ لوگ لوٹ کر اپنے گھر آئیں تو ان سے بھی گھر میں داخل ہونے سے پہلے سلام ومصافحہ کیا جائے اور دعاء بخشش ومغفرت کی درخواست کی جائے کیونکہ یہ لوگ بھی مغفور ہوتے ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حج کرنے والے اور عمرہ کرنے

والے اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں اگر وہ اللہ تعالیٰ سے کوئی دعا مانگتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کی دعا قبول کرتا ہے اور اگر وہ اس سے مغفرت مانگتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرماتا ہے۔ (ابن ماجہ، مشکوۃ المصابیح، جلد دوم: رقم الحدیث، 1075)

شرح سنن نسائی کے اختتامی کلمات کا بیان

الحمد للہ! آج بروز پیر ۲۶ محرم الحرام ۱۴۳۷ھ بہ مطابق ۹ نومبر ۲۰۱۵ء کو شرح سنن نسائی کی تیسری جلد مکمل ہوگئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ وہ دین و دنیا کی بھلائی نصیب کرے۔ اے اللہ! معاف فرما میری خطا کو میری نادانی کو (یعنی جن چیزوں کو جاننا یا ان پر عمل کرنا واجب تھا اور میں نے ان کو نہیں جانا اسے معاف فرما) کاموں میں میری زیادتی کو اور اس گناہ سے جس کا علم مجھ سے زیادہ تجھ کو ہے۔ اے اللہ! معاف فرما میرے اس برے کام کو جسے میں نے قصداً کیا ہے، اس کام کو جسے میں نے ہنسی دل لگی میں کیا ہو اور اس کام کو جسے میں نے دانستہ یا نادانستہ کیا ہو اور یہ سب باتیں مجھ میں ہیں۔ اے اللہ بخشش فرما میرے ان گناہوں کو جو میں نے پہلے کیے ہیں ان گناہوں کی جو (بالفرض والتقدیر) بعد میں ہوں گے۔ ان گناہوں کی جو پوشیدہ سرزد ہوئے ہوں ان گناہوں کی جو کھلم کھلا کیے ہوں اور ان گناہوں کی جن کا علم مجھ سے زیادہ تجھ کو ہے۔ تو ہی (جس کو چاہے اپنی توفیق کے ساتھ اپنی رحمت کی طرف آگے کرنے والا ہے اور تو ہی) جس کو چاہے اپنی رحمت سے پیچھے ڈالنے والا ہے اور تو ہی ہر چیز پر قادر ہے۔ (بخاری ومسلم)

اللہ تعالیٰ اس کتاب کے ناشر، قاری، مؤلف، کاتب وغیرہ کے گناہوں کی بخشش کا سبب فرمائے۔ اور اس کتاب کو ہمارے لئے سعادت دارین بنائے۔ آمین،

محمد لیاقت علی رضوی بن محمد صادق

جامعہ انوار مدینہ لاہور

خوشخبری

مسلک اہلسنت و جماعت کے عقائد و نظریات۔۔۔

بد مذہبوں کے باطلہ عقائد اور ان کے رد۔۔۔

اہلسنت پر کئے جانے والے اعتراضات کے جوابات پر مشتمل کتب و رسائل، آڈیو ویڈیو بیانات اور والپیپر حاصل کرنے کے لئے تحقیقات چینل ٹیلیگرام جوائن کریں

https://t.me/tehqiqat

شرح نسائی شریف

جلد 4

تصنیف

امام ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب نسائی

شرح

اُستاذ العلماء علامہ محمد لیاقت علی رضوی دامت برکاتہم العالیہ

شبیر برادرز
اردو بازار ○ لاہور

طالب دعا زوہیب حسن عطاری

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

ھو القادر

نام کتاب ———— شرح سنن نسائی شریف

مترجم ———— ابوالعلاء محمد محی الدین جہانگیر

کمپوزنگ ———— ورڈ زمیکر

باہتمام ———— ملک شبیر حسین

سن اشاعت ———— ستمبر 2015ء

سرورق ———— اے ایف ایس ایڈورٹائزر، لاہور 0322-7202212

طباعت ———— اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز لاہور

ہدیہ ———— روپے

اسٹاکسٹ

شاکر پبلی کیشنز اردو بازار لاہور فون: 042-37240084

شبیر برادرز زبیدہ سنٹر ۴۰، اردو بازار لاہور فون: 042-37246006

شبیر برادرز اردو بازار لاہور

ضروری التماس

قارئین کرام! ہم نے اپنی بساط کے مطابق اس کتاب کے متن کی تصحیح میں پوری کوشش کی ہے، تاہم پھر بھی آپ اس میں کوئی غلطی پائیں تو ادارہ کو آگاہ ضرور کریں تاکہ وہ درست کر دی جائے۔ ادارہ آپ کا بے حد شکر گزار ہوگا۔

ترتیب

كِتَابُ النِّكَاحِ

كِتَابُ الْخَيْلِ

بَابٌ

باب حُبِّ الْخَيْلِ

باب مَا يُسْتَحَبُّ مِنْ شِيَةِ الْخَيْلِ

باب الشِّكَالِ فِي الْخَيْلِ

باب شُؤْمِ الْخَيْلِ

باب بَرَكَةِ الْخَيْلِ

باب فَتْلِ نَاصِيَةِ الْفَرَسِ

كتاب الاحباس

كتاب الوصايا

كِتَابُ النَّحْلِ

كِتَابُ الْهِبَةِ

مقدمہ رضویہ

الحمد لله رب العالمین والصلوة والسلام علی نبی رحمة العالمین وعلی آله الطیبین واصحابه الطاهرین اجمعین اما بعد فانی رتبت الکتاب باسم "شرح السنن النسائی "لان جاء فی الحدیث یعنی عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ بَعْدِی عَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ ،(الترمذی وابن ماجه ،ابن حبان وغیره)

حدیث مرسل سے متعلق بحث کا بیان

محدثین کی اصطلاح میں مرسل حدیث اسے کہتے ہیں جس میں صحابی رضی اللہ عنہ کا نام چھوڑ دیا جائے ،جیسا کہ کوئی تابعی کہے، قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ؛لیکن اصولیین کی اصطلاح میں مرسل حدیث اسے کہتے ہیں ۔جس میں کوئی ثقہ عادل راوی خواہ وہ تابعی ہو یا غیر تابعی وہ کہے " قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۔(تدریب الراوی،ص۱۹۵،بیروت)

اصولیینؒ کی تصریح کے مطابق حدیث مرسل کی دو قسمیں ہیں:(۱) مراسیلِ صحابہ رضی اللہ عنہم (۲) مراسیلِ غیر صحابہ رضی اللہ عنہم۔

مراسیلِ صحابہ رضی اللہ عنہم

یعنی صحابی رضی اللہ عنہ کا اپنے ساتھی صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کرنا اور بغیر اُن کے نام کی صراحت کیے کہنا قال رسول اللہ ﷺ۔

مراسیلِ صحابہ رضی اللہ عنہم کا حکم

مراسیل صحابہ رضی اللہ عنہم جمہور ائمہ کے نزدیک مقبول ہیں،علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ جمہور علماء مراسیلِ صحابہ رضی اللہ عنہم کے قبول کرنے پر متفق ہیں ؛ کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے عادل قرار دیا ہے اور ان کی اقتداء کی ترغیب دی ہے۔(نووی مع مسلم،ج۱،ص۳۰،بیروت)

آپ ﷺ کا ارشاد ہے۔

اَصْحَابِیْ كَالنُّجُوْمِ بِاَيِّهِمْ اِقْتَدَيْتُمْ اِهْتَدَيْتُمْ .(مشکوۃ شریف)

میرے صحابہ رضی اللہ عنہم ستاروں کے مانند ہیں،تم ان میں سے جن کی اقتداء کرو گے راہ یاب ہو جاؤ گے۔

علامہ ابو حسین رحمۃ اللہ علیہ نے یہ تصریح کی ہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ مراسیل صحابہ کو خاص طور پر لائق استدلال شمار کرتے تھے۔(المعتمد)

ابن قدامہ کہتے ہیں کہ مراسیل صحابہ کرام جمہور علماء کے نزدیک مقبول ہیں؛ کیونکہ صحابہ کرام صحابی ہی سے روایت کرتے تھے اور تمام صحابہ رضی اللہ عنہم معلوم العدالۃ ہیں اور اگر وہ غیر صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے تھے تو جب تک انہیں اس بات کا یقین نہ ہو جاتا تھا کہ یہ شخص بھی عادل اور ثقہ ہے اس وقت تک ان سے روایت نہیں لیتے تھے اور ان کی شانِ صحابیت سے یہ بات بعید بھی تھی کہ وہ ایسے اشخاص سے روایت لیں جو غیر ثقہ اور دینی امور میں غیر ذمہ دار ہوں۔(روضۃ الناظر مع شرحہا)

ابنِ صلاح رحمہ اللہ کا کہنا ہے کہ صحابہ مثلاً ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ان جیسے حضرات کی حدیث، حدیثِ متصل کے حکم میں ہے؛ کیونکہ وہ صحابہ رضی اللہ عنہم سے روایت نقل کرتے ہیں اور تمام صحابہ عادل ہیں۔(مقدمہ ابن صلاح، النوع العاشر معرفۃ المنقطع)

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بھی مراسیلِ صحابہ رضی اللہ عنہم مقبول ہیں۔(فتح القدیر)

مراسیلِ غیر صحابہ

صحابی رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی اور کی جانب سے ارسال ہو تو اس کے معتبر ہونے یا نہ ہونے میں علماء کا اختلاف پایا جاتا ہے، ذیل میں اختصار کے ساتھ اسے ذکر کیا جاتا ہے۔

الف: مرسل غیر صحابی مطلقاً مقبول ہے، علامہ آمدی رحمۃ اللہ علیہ کا یہی خیال ہے۔

ب: غیر صحابی اگر ثقہ ہوں تو ان کے ارسال کو قبول کیا جائے گا؛ ورنہ نہیں، یہ ابن حاجب رحمۃ اللہ علیہ کا موقف ہے۔

ج: مرسل غیر صحابی اگر "قرون مشہود لہا بالخیر" میں ہو تو قبول کیا جائے گا اور اگر اس کے بعد کے دور میں ہوا ہو تو قبول نہیں کیا جائے گا، یہ رائے عیسیٰ بن ابان کی ہے۔

د: مرسل غیر صحابی کا بالکل اعتبار نہیں ہے؛ لیکن جمہور علماء کا راجح قول یہ ہے کہ مرسل غیر صحابی سے استدلال کرنے میں توقف کریں گے؛ حتیٰ کہ یہ معلوم ہو جائے کہ ثقہ کا ارسال ہوا ہے یا غیر ثقہ کا؟ ثقہ کا ارسال ہو تو قبول کریں گے؛ ورنہ اسے قبول نہیں کریں گے۔(تدریب الراوی)

حافظ ابنِ حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب راوی ثقہ اور غیر ثقہ دونوں کا ارسال کر دیا کرتا ہو تو ایسے مرسل غیر صحابی کو بالاتفاق قبول نہیں کیا جائے گا۔(نخبۃ الفکر)

ائمہ اربعہ کا مسلک

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ لکھا ہے کہ جمہور محدثین اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مرسل غیر صحابی حدیث ضعیف کے حکم میں ہے۔(تدریب الراوی)

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مرسل غیر صحابی کو پانچ امور میں سے کسی ایک کی بنا پر قبول کریں گے۔

(۱) اس مرسل کو کوئی دوسرا راوی مسند بیان کرے۔

(۲) دوسرا راوی اس کو مرسل ہی روایت کرے مگر دوسرے شیخ سے۔

(۳) یا اس مرسل روایت کی تائید میں کسی صحابی رضی اللہ عنہ کا قول ہو۔

(۴) یا اکثر علماء کا قول ہو۔

(۵) یا وہ ارسال کرتا ہو صرف عادل راوی سے، ان وجوہ میں سے کوئی وجہ جب پائی جائے گی تب تو قبول کریں گے؛ ورنہ قبول نہیں کریں گے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس طرح کے مرسل غیر صحابی کا درجہ مسند جیسا ہے؛ البتہ اگر مسند و مرسل کے درمیان تعارض ہو جائے تو مسند کو مقدم کریں گے۔ (الرسالہ)

مرسل غیر صحابی غیر معتبر کیوں؟

یہ بات تو طے ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم عادل ہیں اور دینی معاملہ میں جس قدر انہیں احتیاط تھا وہ بعد کے ادوار میں نہ رہا؛ اس لیے بعد والوں میں دینی لحاظ سے مختلف خرابیاں پائی جانے لگیں اور ان خرابیوں کے لحاظ سے محدثین کو حدیث کی صحت وضعف کے متعلق زمرہ بندی کی ضرورت پیش آئی، بسا اوقات متصل السند حدیث میں بھی غیر ثقہ راوی آ جاتا ہے اور اس کی وجہ سے حدیث درجہ صحت سے نکل جاتی ہے اور ضعیف احادیث کے زمرہ میں داخل ہو جاتی ہے، جب سند میں مذکور راویوں کی وجہ سے بھی ساری احادیث قبول واعتبار کا درجہ حاصل نہیں کر پاتی تو جس سند میں راوی حذف کر دیا گیا ہو وہ حدیث کیسے لائق احتجاج بن سکتی ہے؛ لہٰذا مرسل غیر صحابی معتبر اور لائق استدلال نہیں ہے۔ (التدریب)

احناف، مالکیہ اور حنابلہ کا مسلک

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا مشہور قول یہ ہے کہ مرسل غیر صحابی بھی اگر وہ ثقہ ہو تو قابل قبول ہے اور وجہ اس کی یہ ہے کہ ثقہ راوی کا کسی راوی کے ذکر کرنے سے خاموشی اختیار کرنا خود اس بات کی دلیل ہے کہ وہ اس راوی کو ثقہ جانتا ہے؛ گویا اس کا سکوت کرنا اس کی عدالت کی خبر دینا ہے؛ اسی لیے علامہ آمدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جب عادل ثقہ کہے: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کذا، تو اس کے اس جملہ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اسے جب تک اس قول کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہونے کا یقین نہ ہوا ہوتا تو ایسے جزم ویقین کے ساتھ وہ نقل نہ کرتے۔ (الاحکام)

لیکن اگر راوی ثقہ اور غیر ثقہ دونوں کا ارسال کر دیا کرتا ہے تو احناف میں سے ابوبکر رازی اور مالکیہ میں سے ابوالولید باجی اس کے غیر معتبر ہونے کے قائل ہیں۔ (قفو الاثر)

شیخ ابوزہرہ فرماتے ہیں کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے جو مرسل غیر صحابی کو قبول کیا ہے اس کی وجہ

روایت میں تساہل برتتا نہیں ہے؛ کیونکہ انہوں نے ہر شخص کے ارسال کو جائز قرار نہیں دیا ہے؛ بلکہ وہ صرف ایسے ثقات کے ارسال کو قبول فرماتے ہیں، جن کے بارے میں اُن کو صدق سے متصف ہونے کا علم ہوتا ہے اور اس کے علاوہ کبھی ان کے قبول کرنے کا سبب اس کی شہرت ہوتی ہے، ارسال تابعین اور تبع تابعین کے زمانے میں زیادہ تھا؛ کیونکہ وہ زمانہ خیر القرون کا تھا اور مجموعی طور پر آپ کا ارشاد ہے "مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ" (مشکوٰۃ شریف) سامنے رہا کرتا تھا اس لیے حضور ﷺ کی طرف غلط بات کے منسوب کرنے کی جرات نہیں ہوتی تھی؛ لیکن جب دین کی گرفت ڈھیلی ہونے لگی اور آپ ﷺ کی طرف غلط باتوں کو منسوب کیا جانے لگا تو علماء اس کے سند کی طرف متوجہ ہوئے تاکہ راوی کو پہچانا جاسکے اور اس کی حالت کے مطابق حدیث کی صحت وسقم کا اندازہ کیا جائے؛ اسی لیے ابن سیرین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم حدیث کی سند فتنہ کی وجہ سے بیان کرنے لگے۔ (اصول مذہب الامام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ)

اسی لیے امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ جو کبار تابعین میں سے ہیں ان کے مراسیل کے بارے میں علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مراسیلِ شعبی صحیح ہیں؛ کیونکہ وہ صرف ثقہ راوی ہی کا ارسال کرتے ہیں۔ (تذکرۃ الحفاظ)

اور ابن عدی یحییٰ بن معینؒ سے نقل کرتے ہیں کہ مراسیلِ ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ صحیح ہیں۔ (نصب الرایہ)

اسی طرح حضرت سعید بن مسیّب کے مراسیل کو بھی محدثین نے حجت گردانا ہے۔ (نصب الرایہ)

قاضی شریح کے مراسیل بھی صحیح ہیں؛ کیونکہ وہ بھی ثقہ ہیں اور کبارِ تابعین میں سے ہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانے میں عہدہ قضا پر فائز تھے۔ (سیر الصحابہ رضی اللہ عنہم)

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے مراسیل کے بارے میں ابن مدینی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ وہ ثقات سے روایت کرتے ہیں اور ابوزرعۃ کا کہنا ہے کہ حسن بصری جس حدیث کو قال رسول اللہ ﷺ کہہ کر روایت کرتے ہیں اس کی کوئی نہ کوئی اصل مجھے ضرور ملی ہے۔ (القاصد الحسنہ) مراسیلِ محمد بن سیرین بھی صحیح ہیں۔ (الجوہر النقی، کتاب الحج)

مراسیلِ صحابہ کرام کی مثال

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں۔ إِنَّمَا الرِّبَا فِي النَّسِيئَةِ (مشکوٰۃ شریف) جب ان سے پوچھا گیا کہ یہ روایت آپ نے براہِ راست حضور ﷺ سے سنی ہے؟ تو فرمایا نہیں، میں نے یہ اسامۃ بن زید سے سنی ہے؟ اسی طرح حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے "مَنْ أَصْبَحَ جُنُبًا فَلَا صَوْمَ لَهُ" (اتحاف السادۃ المتقین) جب ان سے پوچھا گیا کہ یہ روایت آپ نے حضور ﷺ سے براہِ راست سنی ہے؟ تو فرمایا نہیں، میں اس کو فضل بن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کرتا ہوں۔

مراسیلِ تابعی وتبع تابعین

حضرت عطا رحمۃ اللہ علیہ، حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت ابنِ شہاب زہری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت ابی اسحاق الہمدانی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت اسماعیل بن ابی خالد رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت سعید بن جنید رحمۃ اللہ علیہ کے مراسیل بھی حجت ہیں؛ کیونکہ یہ حضرات

بھی ثقہ راوی کا ہی ارسال کرتے ہیں۔

حدیث مرسل کا ایک اور مفہوم

محدثین کے نزدیک مرسل کا ایک عام مفہوم بھی ہے کہ کبھی مرسل سے مطلق انقطاع مراد لیتے ہیں؛ خواہ وہ بصورت معلق ہو یا معضل یا منقطع اور صحاح ستہ میں لفظ مرسل اسی معنی میں بکثرت استعمال ہوا ہے، اس عام مفہوم کے اعتبار سے مرسل کی دو قسمیں ہیں۔(۱) مرسل ظاہر (۲) مرسل خفی۔

مرسل ظاہر کا بیان

وہ روایت ہے جس کا انقطاع واضح ہو اس طور پر کہ راوی ایسے شیخ سے روایت کرتا ہو جو ان کا ہمعصر نہ ہو۔

مرسل خفی کا بیان

ایسے راوی کا شیخ کی طرف روایت منسوب کرنا جس سے اس راوی کی ملاقات تو ہو؛ لیکن مطلق سماع نہ ہو یا سماع تو ہو؛ لیکن اس حدیث کا سماع ثابت نہ ہو، وہ تابعین جنہوں نے حضور ﷺ کا زمانہ پایا؛ لیکن کسی وجہ سے ملاقات نہ کر سکے، مثلاً ابوعثمان نہدی رضی اللہ عنہ، حضرت قیس بن حازم وغیرہ تو یہ حضرات اگر قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہیں تو اس روایت کو بھی مرسل خفی کہیں گے۔

محمد لیاقت علی رضوی
چک ستیکا بہاولنگر

كِتَابُ الْجِهَادِ

یہ کتاب جہاد کے بیان میں ہے

جہاد کی تعریف اور اس کی اقسام کا بیان

جہاد کا لغوی معنی ہے: اللہ کے دشمنوں سے جہاد جنگ کرنے میں اپنی پوری وسعت اور طاقت کو خرچ کرنا اور جہاد کا شرعی معنی ہے: اللہ کے دین کی سربلندی کے لیے کفار سے جنگ میں اپنی پوری طاقت اور وسعت کو خرچ کرنا۔

جہاد کی دو قسمیں ہیں: فرض عین اور فرض کفایہ اسلام کی تبلیغ کے لیے کافروں کو اسلام کی دعوت دینا اور اگر وہ اسلام کو قبول نہ کریں تو پھر ان کو جزیہ ادا کرنے کے لیے کہنا اور اگر وہ اس کو بھی قبول نہ کریں تو پھر ان سے جہاد کرنا فرض کفایہ ہے اور اگر کسی اسلامی شہر پر کافر حملہ کریں تو اس شہر کے مسلمان پر اپنے شہر کے دفاع کے لیے جہاد کرنا فرض عین ہے اور اگر اس شہر کے مسلمان اپنا دفاع نہ کر سکیں تو اس کے قریب کے شہر والوں پر جہاد کرنا فرض عین ہو جائے گا۔ علی ھذا القیاس اگر ایک اسلامی ملک اپنے دفاع کی استطاعت نہ رکھے تو اس کے قریب کے ملک پر جہاد کرنا فرض عین ہوگا۔

علامہ کاسانی حنفی نے لکھا ہے: اگر جہاد کے لیے روانہ ہونے کا مسلمانوں کو عام حکم دیا جائے تو جہاد فرض عین ہے اور اگر عام حکم نہ ہو تو جہاد فرض کفایہ ہے اور بعض مسلمانوں کے جہاد کرنے سے باقی مسلمانوں سے جہاد کی فرضیت ساقط ہو جاتی ہے۔ (بدائع الصنائع ج ۷ ص ۹۸ مطبوعہ ایچ۔ ایم۔ سعید اینڈ کمپنی ۱۴۰۰ھ)

جہاد کرنے میں عزت اور جہاد ترک کرنے میں ذلت کا بیان

اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کو مکہ میں توحید کا حکم دیا اور نماز پڑھنے کا زکوۃ ادا کرنے کا حکم دیا اور مشرکین کے ساتھ جنگ کرنے سے منع کیا اور جب آپ نے مدینہ کی طرف ہجرت کی تو باقی فرائض نازل ہوئے اور مسلمانوں کو کفار سے جنگ کرنے کی اجازت دے دی گئی تب یہ آیت نازل ہوئی کہ تم پر قتال (جہاد) فرض کر دیا گیا ہے اور قتال سے ممانعت کے بعد تم کو قتال کی اجازت دے دی گئی ہے اور اگرچہ یہ طبعاً تم پر گراں اور بھاری ہے لیکن انجام کار تمہارے لیے خیر ہے کیونکہ کافروں کو مغلوب کر کے تم ایک اسلامی ریاست قائم کر سکو گے اور آزادی کے ساتھ باعزت طریقہ سے زندگی گزار سکو گے اور اسلام کے تمام احکام پر بے خوف و خطر عمل کر سکو گے اور جنگ کے ذریعہ تم کو دشمنوں کا جو مال غنیمت حاصل ہوگا اس سے تم پر خوش حالی آئے گی اور اگر تم راہ حق میں شہید ہو گئے تو تمہارے لیے بے پناہ اجر ہے اور اگر تم کافروں سے جہاد نہیں کرو گے تو وقتی طور پر تمہیں آرام ملے گا

لیکن مآل کار تمہارے ملک پر کافر قبضہ کر کے تمہیں آزادی سے محروم کر دیں گے۔ تمہیں اپنا غلام بنالیں گے اور پھر تم کو ذلت اور خواری کی زندگی گزارنی ہوگی۔

جہاد کے درجات اور اجر وثواب کے متعلق احادیث

حافظ سیوطی بیان کرتے ہیں: امام احمد امام بخاری امام مسلم امام نسائی امام ابن ماجہ اور امام بیہقی نے (شعب الایمان میں) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ کون سا عمل سب سے افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا آپ سے کہا گیا کہ پھر کون سا عمل افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: اللہ کی راہ میں جہاد کرنا آپ سے عرض کیا گیا: پھر کون سا عمل افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: حج مبرور۔ امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سب سے افضل عمل نماز کو اس کے وقت میں پڑھنا اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنا ہے۔

امام ترمذی امام بزار امام حاکم اور امام بیہقی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے ایک شخص کا جنگل میں میٹھے پانی کے ایک چشمہ سے گزر ہوا اس نے سوچا: کاش میں لوگوں کو چھوڑ کر یہیں رہ جاؤں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لے کر یہیں آ جاؤں گا جب اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کی تو آپ نے فرمایا: ایسا نہ کرو ساٹھ سال اپنے گھر میں نماز پڑھنے سے تمہارا ایک وقت اللہ کی راہ میں گزارنا افضل ہے کیا تم یہ پسند نہیں کرتے کہ اللہ تمہاری مغفرت کر دے اور تم کو جنت میں داخل کر دے! اللہ کی راہ میں جہاد کرو جو شخص اونٹنی کا دودھ دوہے جانے کے وقت برابر بھی اللہ کی راہ میں جہاد کرتا ہے اس کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے۔

امام طبرانی نے فضالہ بن عبید سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسلام کے تین درجے ہیں: ادنیٰ اوسط اور اعلیٰ ادنیٰ درجہ کا اسلام یہ ہے کہ جس میں عام مسلمان ہیں تم جس سے بھی سوال کرو گے وہ کہے گا: میں مسلمان ہوں اور اوسط درجہ میں بعض مسلمانوں کے عمل بعض سے افضل ہوتے ہیں اور سب سے اعلیٰ درجہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنا ہے۔

امام بزار نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسلام کے آٹھ حصے ہیں اسلام (قبول کرنا) ایک حصہ ہے نماز ایک حصہ ہے زکوۃ ایک حصہ ہے روزہ ایک حصہ ہے حج بیت اللہ کا حصہ ہے۔ نیکی کا حکم دینا ایک حصہ ہے برائی سے روکنا ایک حصہ ہے اور جہاد فی سبیل اللہ ایک حصہ ہے اور وہ شخص نامراد ہے جس کا کوئی حصہ نہیں ہے۔

امام مسلم امام ابوداؤد امام نسائی امام حاکم اور امام بیہقی نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص جہاد کرنے کی تمنا کیے بغیر مر گیا وہ نفاق کے ایک حصہ کے ساتھ مرا ہے۔

امام احمد امام بخاری امام ترمذی اور امام نسائی نے عبدالرحمان بن جبران رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص کے پیر اللہ کی راہ میں غبار آلودہ ہوئے اللہ ان پیروں پر جہنم کی آگ حرام کر دیتا ہے۔

امام حاکم حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ تین آنکھیں ایسی ہیں جن کو دوزخ کی آگ نہیں چھوئے گی

ایک وہ آنکھ جو اللہ کی راہ میں نکال دی گئی دوسری وہ آنکھ جو اللہ کی راہ میں جاگتی رہی اور تیسری وہ آنکھ جو اللہ کے خوف سے روتی رہی۔

امام عبدالرزاق امام احمد امام ابوداؤد امام ترمذی امام نسائی امام ابن ماجہ امام ابن حبان امام حاکم اور امام بیہقی حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے اونٹنی کا دودھ دوہنے کے برابر وقت میں جہاد کیا اس کے لیے جنت واجب ہوگئی اور جس شخص نے صدق دل سے شہادت کے حصول کی دعا کی وہ مرجائے یا قتل کردیا جائے اس کو شہادت کا اجر ملے گا اور جو اللہ کی راہ میں زخمی ہو وہ قیامت کے دن اسی طرح زخمی اٹھے گا اس کے خون کا رنگ زعفران کی طرح ہوگا اور اس سے مشک کی خوشبو آرہی ہوگی۔

امام مسلم امام ترمذی اور امام حاکم نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت کے دروازے تلواروں کے سایوں کے نیچے ہیں۔

امام طبرانی نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جو قوم جہاد کو ترک کردیتی ہے اللہ اس پر عام عذاب بھیجتا ہے۔ امام بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب لوگ دنیاداری روپے پیسے اور کھیتی باڑی میں منہمک ہو جائیں اور اللہ کی راہ میں جہاد کو ترک کردیں اور بیع عینہ کریں تو اللہ تعالیٰ ان پر مصیبتیں نازل فرماتا ہے اور جب تک وہ اپنے دین کی طرف رجوع نہ کریں وہ مصیبتیں ان سے دور نہیں کرتا۔

(الدرالمنثور ج ا ص ۲۴۹ـ۲۴۴ مطبوعہ مکتبہ آیۃ اللہ العظمی ایران)

بَاب وُجُوبِ الْجِهَادِ

یہ باب جہاد کے وجوب کے بیان میں ہے

اجازت جہاد کا بیان

3085 - أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَلَّامٍ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ الْأَزْرَقُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا أُخْرِجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَكَّةَ قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ أَخْرَجُوْا نَبِيَّهُمْ إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ لَيَهْلِكُنَّ . فَنَزَلَتْ (أُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقَاتَلُوْنَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوْا وَإِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرٌ) فَعَرَفْتُ أَنَّهُ سَيَكُوْنُ قِتَالٌ . قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَهِيَ أَوَّلُ اٰيَةٍ نَزَلَتْ فِي الْقِتَالِ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ سے نکال دیا گیا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بولے: ان لوگوں نے اپنے نبی کو نکال دیا ہے بے شک ہم اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہیں اور ہم نے اُسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے یہ لوگ ضرور ہلاکت کا شکار ہو جائیں گے تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی:

3085-اخرجه الترمذي في تفسير القرآن، باب (ومن سورة الحج) (الحديث 3171) . و اخرجه النسائي في التفسير: سورة الحج . تحفة الاشراف (5618) .

''وہ لوگ جن کے ساتھ جنگ کی جاتی ہے انہیں یہ اجازت دی گئی ہے اس کی وجہ یہ ہے ان کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے
اور بے شک اللہ تعالیٰ ان کی مدد کرنے پر قدرت رکھتا ہے''۔
(اس پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) اس سے مجھے پتا چل گیا کہ عنقریب جنگ ہوگی۔
حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: یہ وہ پہلی آیت ہے جو جنگ کے بارے میں نازل ہوئی۔

شرح

أُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرُ ۔(الحج،۳۹)

یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب ہیں جن کو مکہ میں مشرکین بہت سخت ایذائیں پہنچاتے تھے۔ مسلمان آپ کے پاس آتے، کسی کا سر پھٹا ہوا ہوتا، کسی کو کوڑوں سے مارا ہوا ہوتا، کسی کو تپتی ہوئی ریت پر گھسیٹا ہوا ہوتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے فرماتے: صبر کرو، ابھی مجھے ان سے قتال کرنے کا حکم نہیں دیا گیا حتیٰ کہ آپ نے مکہ سے مدینہ ہجرت کر لی۔ ستر سے زیادہ آیتیں کفار کی ایذاء رسانیوں پر صبر کرنے کے متعلق نازل ہوئی تھیں اور یہ پہلی آیت ہے جس میں کفار سے جنگ کرنے کی اجازت دی گئی ہے اور اس آیت کے نازل ہونے کے بعد وہ تمام آیتیں منسوخ ہو گئیں جن میں کافر کی زیادتیوں پر عفو اور درگزر کا حکم دیا گیا تھا۔ یہ ستر سے زیادہ آیات درحقیقت ایک آیت کے حکم میں ہیں جن میں کفار کی زیادتیوں پر صبر کا حکم دیا گیا ہے۔

امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری متوفی 310ھ اپنی اسانید کے ساتھ روایت کرتے ہیں: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ چلے گئے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا انہوں نے اپنے نبی کو نکال دیا انا للہ وانا الیہ راجعون اور جب یہ آیت نازل ہوئی اذن للذین یقاتلون الآیہ تو میں نے جان لیا کہ اب جنگ ہوگی۔ (جامع البیان رقم الحدیث: 19098)

اس آیت کی تفسیر میں ابن زید نے کہا مشرکین کو معاف کرنے کا حکم دینے کے دس سال بعد یہ آیت نازل ہوئی اور مسلمانوں کو ان سے قتال کی اجازت دی گئی۔ (جامع البیان رقم الحدیث: 19100)

قتادہ نے کہا یہ پہلی آیت ہے جس میں مسلمانوں کو کفار سے قتال کی اجازت دی گئی ہے۔ (جامع البیان رقم الحدیث: 19105)

مسلمانوں کو قتال کی اجازت ملنے کا بیان

ابن ابی حاتم نے عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ پہلی آیت قتال کے بارے میں نزال ہوئی جب مسلمان کفار کے ہاتھوں تکلیف میں پڑے مکہ میں۔ ان کے کاندان کے لوگ ہی ان کے درمیان حائل ہوئے تاکہ وہ اسلام سے پھر جائیں اور ان کو ان کے گھروں سے نکال دیں اور ان پر غلبہ حاسل کر لیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ آیت اذن للذین یقتلون بانہم ظلموا۔ اور یہ حکم اس وقت ہوا جب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو نکلنے کی اجازت دی اور ان کو لڑنے کی بھی اجازت دی۔

عبدالرزاق وابن المنذر رابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ یہ پہلی آیت تھی جو قتال کے بارے میں نازل ہوئی۔

ابن زید رحمۃ اللہ علیہ سے آیت اذن للذین یقتلون کے بارے میں روایت کیا کہ ان کو ان کافروں سے لڑنے کی اجازت دے دی گئی۔ ان سے دس سال درگذر کرنے کے بعد۔

ابن ابی حاتم نے سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ سے آیت اذن للذین یقتلون کے بارے میں فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کو جہاد کی اجازت دے دی گئی۔ آیت بانہم ظلموا۔ یعنی ان پر مکہ والوں نے ظلم کیا اور جب ان کو ان کے گھروں سے نکالا تھا۔

ابن ابی شیبہ نے محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے محل سے باغیوں کو اوپر سے جھانکا اور فرمایا میرے پاس ایک آدمی کو لے آؤ جو کتاب اللہ کا قاری ہو۔ تو انہوں نے صعصعہ بن صوحان کو بھیجا۔ اس نے ان سے بات کی اور انہوں نے اپنے حق میں یہ آیت۔ آیت اذن للذين يقتلون بانهم ظلموا . وان الله على نصرهم لقدير پڑھی تو عثمان رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا تو نے جھوٹ کہا یہ تیرے اور تیرے اصحاب کے متعلق نہیں ہے لیکن یہ میرے اور میرے اصحاب کے متعلق ہے۔ (تفسیر درمنثور، سورہ حج، بیروت)

اس آیت میں دلیل ہے کہ اباحت شرع سے ہے جبکہ معتزلہ کا نظریہ اس کے خلاف ہے کیونکہ اذن کا معنی ابیح ہے یہ لفظ ہر ممنوع چیز کی اباحت کے لیے وضع کیا گیا ہے۔ یہ مفہوم سورہ بقرہ اور دوسرے مقام پر گزر چکا ہے۔ یہ اذن ہمزہ کے فتحہ کے ساتھ بھی پڑھا گیا ہے یعنی اللہ نے اجازت دی۔ یقاتلون تا کے کسرہ کے ساتھ ہے، یعنی مشرک ان سے لڑتے ہیں اور وہ مومنین ہیں اس لیے فرمایا: بانهم ظلموا انہیں اپنے شہروں سے نکال کر ان پر ظلم کیا گیا۔

حکم جہاد کی مشروعیت کا بیان

3086 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ شَقِيقٍ قَالَ اَنْبَاَنَا اَبِي قَالَ اَنْبَاَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ وَاقِدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ وَّاَصْحَابًا لَّهُ اَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا كُنَّا فِيْ عِزٍّ وَّنَحْنُ مُشْرِكُوْنَ فَلَمَّا اٰمَنَّا صِرْنَا اَذِلَّةً . فَقَالَ "اِنِّيْ اُمِرْتُ بِالْعَفْوِ فَلَا تُقَاتِلُوْا" . فَلَمَّا حَوَّلَنَا اللّٰهُ اِلَى الْمَدِيْنَةِ اَمَرَنَا بِالْقِتَالِ فَكَفُّوا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ (اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ قِيْلَ لَهُمْ كُفُّوْا اَيْدِيَكُمْ وَاَقِيْمُوا الصَّلَاةَ) .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ اور ان کے کچھ ساتھی مکہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے' انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! ہم لوگ جب مشرک تھے' اُس وقت ہم برتر حیثیت کے مالک تھے اور اب جب ہم ایمان لے آئے' تو ہماری حیثیت کم تر ہو گئی ہے۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مجھے معاف کرنے کا حکم دیا گیا ہے' تم لوگ ان کے ساتھ لڑائی نہ کرو۔

3086-اخرجه النسائي في التفسير: سورة النساء، قوله تعالى (الم تر الى الذين قيل لهم كفوا ايديكم) (الحديث 132) . تحفة الاشراف (6171) .

جب اللہ تعالیٰ ہمیں مدینہ منورہ لے گیا اور اس نے ہمیں جنگ کرنے کا حکم دیا تو اس وقت لوگوں نے جنگ نہیں کی تو اس بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

''کیا تم نے ان لوگوں کا جائزہ نہیں لیا' جنہیں یہ کہا گیا' کہ تم لوگ اپنے ہاتھ روک لو اور نماز قائم کرو''۔

3087 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ سَمِعْتُ مَعْمَرًا عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ قُلْتُ عَنْ سَعِيْدٍ قَالَ نَعَمْ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ح وَاَنْبَاَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَائَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لِاَحْمَدَ - قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "بُعِثْتُ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَبَيْنَا اَنَا نَائِمٌ اُتِيْتُ بِمَفَاتِيْحِ خَزَائِنِ الْاَرْضِ فَوُضِعَتْ فِيْ يَدِيْ" . قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ فَذَهَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنْتُمْ تَنْتَثِلُوْنَهَا .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

مجھے جامع ترین کلمات کے ہمراہ مبعوث کیا گیا ہے' رعب کے ذریعے میری مدد کی گئی ہے' ایک مرتبہ میں سویا ہوا تھا تو میرے پاس زمین کے خزانوں کی چابیاں لائی گئیں اور وہ میرے ہاتھ پر رکھ دی گئیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تو تشریف لے گئے ہیں اور تم ان خزانوں کو حاصل کر رہے ہو۔

3088 - اَخْبَرَنَا هَارُوْنُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ نِزَارٍ قَالَ اَخْبَرَنِي الْقَاسِمُ بْنُ مَبْرُوْرٍ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ نَحْوَهُ .

☆☆ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

3089 - اَخْبَرَنَا كَثِيْرُ بْنُ عُبَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ عَنِ الزُّبَيْدِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَاَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "بُعِثْتُ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَبَيْنَا اَنَا نَائِمٌ اُتِيْتُ بِمَفَاتِيْحِ خَزَائِنِ الْاَرْضِ فَوُضِعَتْ فِيْ يَدِيْ" . فَقَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ فَقَدْ ذَهَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنْتُمْ تَنْتَثِلُوْنَهَا .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: مجھے جامع ترین کلمات کے ہمراہ مبعوث کیا گیا ہے اور رعب کے ذریعے میری مدد کی گئی ہے' ایک مرتبہ میں سویا ہوا تھا' میرے پاس زمین کے خزانوں کی چابیاں لائی گئیں' وہ میرے ہاتھ میں رکھ دی گئیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تو تشریف لے گئے ہیں اور تم لوگ ان خزانوں کو حاصل کر رہے ہو۔

3090 - اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَائَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ

3087-اخرجه مسلم في المساجد و مواضع الصلاة، (الحديث 6) . تحفة الاشراف (13281 و 13342) .

3088-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (15346) .

3089-اخرجه مسلم في المساجد و مواضع الصلاة، (الحديث 6م) تحفة الاشراف (13256) .

اَخْبَرَنِی یُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ سَعِیْدُ بْنُ الْمُسَیَّبِ اَنَّ اَبَا هُرَیْرَةَ اَخْبَرَهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى یَقُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَمَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ عَصَمَ مِنِّیْ مَالَهُ وَنَفْسَهُ اِلَّا بِحَقِّهٖ وَحِسَابُهُ عَلَى اللّٰهِ" ۔

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

مجھے اس بات کا حکم دیا گیا ہے' میں لوگوں کے ساتھ اس وقت تک جنگ کرتا رہوں' جب تک وہ یہ اعتراف نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے' جو شخص یہ اعتراف کر لے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے' وہ اپنے مال اور اپنی جان کو مجھ سے محفوظ کر لے گا' البتہ اس کے حق کا حکم مختلف ہے اور اس کا حساب اللہ تعالیٰ کے ذمے ہوگا۔

3091 - اَخْبَرَنَا كَثِیْرُ بْنُ عُبَیْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حَرْبٍ عَنِ الزُّبَیْدِیِّ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ لَمَّا تُوُفِّیَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتُخْلِفَ اَبُوْ بَكْرٍ وَّكَفَرَ مَنْ كَفَرَ مِنَ الْعَرَبِ قَالَ عُمَرُ یَا اَبَا بَكْرٍ كَیْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ وَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ "اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى یَقُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَمَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ عَصَمَ مِنِّیْ نَفْسَهُ وَمَالَهُ اِلَّا بِحَقِّهٖ وَحِسَابُهُ عَلَى اللّٰهِ" ۔ قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ وَاللّٰهِ لَاُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَیْنَ الصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ فَاِنَّ الزَّكَاةَ حَقُّ الْمَالِ وَاللّٰهِ لَوْ مَنَعُوْنِیْ عَنَاقًا كَانُوْا یُؤَدُّوْنَهَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلٰى مَنْعِهَا فَوَاللّٰهِ مَا هُوَ اِلَّا اَنْ رَاَیْتُ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ شَرَحَ صَدْرَ اَبِیْ بَكْرٍ لِلْقِتَالِ وَعَرَفْتُ اَنَّهُ الْحَقُّ ۔

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ بن گئے' تو کچھ عرب کافر ہو گئے' حضرت عمر رضی اللہ عنہ بولے: اے حضرت ابوبکر! آپ ان لوگوں کے ساتھ کیسے جنگ کر سکتے ہیں' جبکہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

مجھے یہ حکم دیا گیا ہے' میں لوگوں کے ساتھ اس وقت تک جنگ کرتا رہوں' جب تک وہ یہ اعتراف نہیں کر لیتے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے' جو شخص یہ اعتراف کر لے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے' وہ اپنی جان اور اپنے مال کو مجھ سے محفوظ کر لے گا' البتہ اس کے حق کا حکم مختلف ہے' اور اس کا حساب اللہ تعالیٰ کے ذمے ہوگا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں اس شخص کے ساتھ ضرور جنگ کروں گا جو نماز اور زکوٰۃ کے درمیان فرق کرے گا' زکوٰۃ مال کا حق ہے' اللہ کی قسم! اگر وہ مجھے بکری کا کوئی ایسا بچہ دینے سے انکار کر دیں' جسے وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ادا کیا کرتے تھے' تو میں ان کے اس انکار کرنے پر بھی میں ان کے ساتھ جنگ کروں گا۔

3090-اخرجه مسلم في الايمان، باب الامر بقتال الناس حتى يقولوا لا اله الا الله محمد رسول الله و يقيموا الصلاة و يوتوا الزكاة و يومنوا بجميع ما جاء به النبي صلى الله عليه وسلم وان من فعل ذلك عصم نفسه و ماله الا بحقها و وكلت سريرته الى الله تعالى، و قتال من منع الزكاة او غيرها من حقوق الاسلام و اهتمام الامام بشعائر الاسلام (الحديث 33) . واخرجه النسائي في تحريم الدم، (الحديث 3982) . تحفة الاشراف (13344) .

3091-تقدم (الحديث 2442) .

(حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:) اللہ کی قسم! ہوا یہ کہ بعد میں مجھے اس بات کا اندازہ ہو گیا' کہ اس بارے میں جنگ کرنے کے حوالے سے اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو شرح صدر عطا کیا ہے اور مجھے یہ بات بھی پتا چل گئی کہ ان کا موقف درست ہے۔

3092 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مُغِيرَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ شُعَيْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ ح وَاَنْبَاَنَا كَثِيْرُ بْنُ عُبَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ عَنْ شُعَيْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ لَمَّا تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ اَبُوْ بَكْرٍ بَعْدَهُ وَكَفَرَ مَنْ كَفَرَ مِنَ الْعَرَبِ قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَا اَبَا بَكْرٍ كَيْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ وَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَمَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَقَدْ عَصَمَ مِنِّي مَالَهُ وَنَفْسَهُ اِلَّا بِحَقِّهِ وَحِسَابُهُ عَلَى اللّٰهِ" . قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لَاُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ فَاِنَّ الزَّكَاةَ حَقُّ الْمَالِ وَاللّٰهِ لَوْ مَنَعُوْنِيْ عَنَاقًا كَانُوْا يُؤَدُّوْنَهَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلٰى مَنْعِهَا . قَالَ عُمَرُ فَوَاللّٰهِ مَا هُوَ اِلَّا اَنْ رَاَيْتُ اَنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ شَرَحَ صَدْرَ اَبِيْ بَكْرٍ لِلْقِتَالِ فَعَرَفْتُ اَنَّهُ الْحَقُّ . وَاللَّفْظُ لِاَحْمَدَ .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ کے بعد خلیفہ بن گئے' تو کچھ عرب کافر ہو گئے' حضرت عمر رضی اللہ عنہ بولے: اے حضرت ابوبکر! آپ لوگوں کے ساتھ کیسے جنگ کر سکتے ہیں' جبکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

مجھے اس بات کا حکم دیا گیا ہے' میں لوگوں کے ساتھ صرف اس وقت تک لڑائی کروں جب تک وہ یہ اعتراف نہیں کر لیتے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے' جو شخص یہ اعتراف کر لے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے' تو وہ اپنا مال اور اپنی جان مجھ سے محفوظ کر لے گا' البتہ حق کا حکم مختلف ہے اور اس کا حساب اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہو گا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بولے: میں ان لوگوں کے ساتھ ضرور لڑائی کروں گا جو نماز اور زکوٰۃ کے درمیان فرق کرتے ہیں' کیونکہ زکوٰۃ مال کا حق ہے' اللہ کی قسم! اگر وہ مجھے بکری کا کوئی ایسا بچہ دینے سے انکار کریں جسے وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ادا کیا کرتے تھے' تو میں ان کے انکار کرنے پر بھی ان کے ساتھ جنگ کروں گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں: اللہ کی قسم! ہوا یہ کہ مجھے اس بات کا اندازہ ہو گیا' کہ اس بارے میں جنگ کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو شرح صدر عطا کیا ہے اور مجھے یہ بات بھی پتا چل گئی کہ ان کا موقف درست ہے۔

روایت کے یہ الفاظ احمد بن محمد نامی راوی کے ہیں۔

3093 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ قَالَ حَدَّثَنِي شُعَيْبُ بْنُ اَبِيْ حَمْزَةَ وَسُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ وَذَكَرَ اٰخَرَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ لَمَّا جَمَعَ اَبُوْ

3092-تقدم (الحديث 2442) .

3093-تقدم (الحديث 2442) .

بَكْرٍ لِقِتَالِهِمْ فَقَالَ عُمَرُ يَا اَبَا بَكْرٍ كَيْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ وَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَاِذَا قَالُوْهَا عَصَمُوْا مِنِّىْ دِمَائَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ اِلَّا بِحَقِّهَا" . قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لَاُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ وَاللّٰهِ لَوْ مَنَعُوْنِىْ عَنَاقًا كَانُوْا يُؤَدُّوْنَهَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلٰى مَنْعِهَا . قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَوَاللّٰهِ مَا هُوَ اِلَّا اَنْ رَاَيْتُ اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَدْ شَرَحَ صَدْرَ اَبِىْ بَكْرٍ لِقِتَالِهِمْ فَعَرَفْتُ اَنَّهُ الْحَقُّ .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے (منکرین زکوۃ کے ساتھ) جنگ کرنے کا پختہ ارادہ کرلیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ بولے: اے ابوبکر! آپ ان لوگوں کے ساتھ کیسے جنگ کر سکتے ہیں جبکہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

مجھے اس بات کا حکم دیا گیا ہے میں لوگوں کے ساتھ اُس وقت تک جنگ کروں جب تک وہ یہ اعتراف نہیں کر لیتے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں جب وہ یہ اعتراف کرلیں گے تو وہ اپنی جان اور اپنے مال مجھ سے محفوظ کرلیں گے البتہ ان کے حق کا حکم مختلف ہے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بولے: میں ایسے لوگوں کے ساتھ ضرور جنگ کروں گا جو نماز اور زکوۃ کے درمیان فرق کرتے ہیں اللہ کی قسم! اگر وہ مجھے بکری کا کوئی ایسا بچہ دینے سے انکار کریں جو وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ادا کیا کرتے تھے تو میں ان کے اس انکار کرنے پر ان کے ساتھ جنگ کروں گا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اللہ کی قسم! بعد میں مجھے یہ اندازہ ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ساتھ جنگ کرنے کے حوالے سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو شرح صدر عطا کیا ہے اور مجھے یہ بھی پتا چل گیا ہے ان کا موقف درست ہے۔

3094 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا عِمْرَانُ اَبُو الْعَوَّامِ الْقَطَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ لَمَّا تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ارْتَدَّتِ الْعَرَبُ قَالَ عُمَرُ يَا اَبَا بَكْرٍ كَيْفَ تُقَاتِلُ الْعَرَبَ فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اِنَّمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَشْهَدُوْا اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَيُقِيْمُوا الصَّلَاةَ وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ" . وَاللّٰهِ لَوْ مَنَعُوْنِىْ عَنَاقًا مِمَّا كَانُوْا يُعْطُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلَيْهِ . قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَلَمَّا رَاَيْتُ رَاْىَ اَبِىْ بَكْرٍ قَدْ شُرِحَ عَلِمْتُ اَنَّهُ الْحَقُّ .

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عِمْرَانُ الْقَطَّانُ لَيْسَ بِالْقَوِيِّ فِى الْحَدِيْثِ وَهٰذَا الْحَدِيْثُ خَطَاٌ وَّالَّذِىْ قَبْلَهُ الصَّوَابُ حَدِيْثُ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ .

☆☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوگیا تو کچھ عرب مرتد ہوگئے تو حضرت

3094-انفرد به النسائي . و سياتي (الحديث 3979) . تحفة الاشراف (6585) .

عمر رضی اللہ عنہ بولے: اے حضرت ابوبکر! آپ عربوں کے ساتھ کیسے لڑائی کریں گے؟ تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

مجھے اس بات کا حکم دیا گیا ہے میں لوگوں کے ساتھ اس وقت تک لڑتا رہوں جب تک وہ اس بات کی گواہی نہیں دیتے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے اور میں اللہ کا رسول ہوں اور وہ نماز ادا کریں اور وہ زکوٰۃ ادا کریں' اللہ کی قسم! اگر وہ مجھے بکری کے کسی ایسے بچے دینے سے انکار کردیں جو وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ادا کیا کرتے تھے' تو میں اس بات پر بھی ان سے جنگ کروں گا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب میں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اس رائے پر غور کیا' کہ انہیں اس حوالے سے شرح (صدر) حاصل ہے تو مجھے پتا چل گیا' کہ ان کا موقف درست ہے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: عمران قطان نامی راوی علم حدیث میں قوی نہیں ہے البتہ یہ روایت درست نہیں ہے' اس سے پہلے والی روایت درست ہے جو زہری نے عبید اللہ کے حوالے سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے۔

3095 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُغِيْرَةِ قَالَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ عَنْ شُعَيْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح وَاَخْبَرَنِيْ عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيْدِ بْنِ كَثِيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ قَالَ حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ اَخْبَرَهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَمَنْ قَالَهَا فَقَدْ عَصَمَ مِنِّيْ نَفْسَهُ وَمَالَهُ اِلَّا بِحَقِّهِ وَحِسَابُهُ عَلَى اللّٰهِ".

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

مجھے اس بات کا حکم دیا گیا ہے' لوگوں کے ساتھ اس وقت تک لڑتا رہوں جب تک وہ یہ اعتراف نہیں کر لیتے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے' تو جو شخص یہ اعتراف کر لے گا وہ اپنی جان اور اپنے مال کو مجھ سے محفوظ کر لے گا' البتہ اس کے حق کا حکم مختلف ہے اور اس کا حساب اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہوگا۔

3096 - اَخْبَرَنَا هَارُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ وَمُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ قَالَا حَدَّثَنَا يَزِيْدُ قَالَ اَنْبَاَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "جَاهِدُوا الْمُشْرِكِيْنَ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ وَاَلْسِنَتِكُمْ".

☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

اپنے مال اپنے ہاتھوں اور اپنی زبانوں کے ذریعے مشرکین کے ساتھ جہاد کرو۔

3095-اخرجه البخاري في الجهاد، باب دعاء النبي صلى الله عليه وسلم الناس الى الاسلام و النبوة (الحديث 2946) . و اخرجه النسائي في تحريم الدم، 1 . (الحديث 3984) . تحفة الاشراف (13152) .

3096-اخرجه ابو داؤد في الجهاد، باب كراهية ترك الغزو (الحديث 2504) . و اخرجه النسائي في الجهاد، من خان غازيًا في اهله (الحديث 3192) . تحفة الاشراف (617) .

جہاد میں سواری وغیرہ نہ ہونے کے سبب غمگین ہونے والوں کا بیان

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور نہ ان لوگوں پر کوئی حرج ہے جو آپ کے پاس آئے تا کہ آپ انہیں جہاد کے لیے سواری مہیا کریں تو آپ نے فرمایا تمہارے لیے میرے پاس کوئی سواری نہیں ہے، وہ اس حال میں واپس گئے کہ ان کی آنکھوں سے اس غم میں آنسو بہہ رہے تھے کہ ان کے پاس جہاد میں خرچ کرنے کے لیے کچھ نہیں ہے (التوبہ: ۹۲)

عبادت سے محروم ہونے کی بناء پر رونے کا بیان

امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس الرازی ابن ابی حاتم متوفی ۳۲۷ھ اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو حکم دیا کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد میں جائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی ایک جماعت آئی جن میں حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ انہوں نے کہا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہمیں کوئی سواری عطا کیجئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: اللہ کی قسم! میرے پاس کوئی سواری نہیں ہے جس پر میں تمہیں سوار کروں۔ وہ روتے ہوئے واپس چلے گئے کیونکہ جہاد سے رہ جانا ان پر بہت شاق تھا۔ اور ان کے پاس زادِ راہ تھا نہ سواری تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت اور جہاد پر حرص کی وجہ سے ان کے عذر میں یہ آیتیں نازل فرمائیں۔

(تفسیر امام ابن ابی حاتم: ج ۶ ص ۱۸۶۴۔۱۸۶۳، رقم الحدیث: ۱۰۲۰۰، مطبوعہ مکہ مکرمہ، ۱۴۱۷ھ)۔

زہدم بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے تھے کہ مرغی کا ذکر چل پڑا۔ ان کے پاس بنوتیم اللہ کا ایک سرخ رنگ والا شخص تھا گویا کہ وہ آزاد شدہ غلاموں میں سے تھا۔ اس کو کھانے کے لیے بلایا۔ اس نے کہا: میں نے اس مرغی کو کوئی چیز کھاتے ہوئے دیکھا تھا۔ مجھے اس سے گھن آئی اور میں نے اس کو نہ کھانے کی قسم کھائی ہے۔ حضرت ابوموسیٰ نے کہا: آؤ میں تمہیں اس کے متعلق ایک حدیث سناؤں: میں اشعریوں کی ایک جماعت کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سواری طلب کررہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں تم کو سوار نہیں کروں گا اور نہ میرے پاس کوئی سواری ہے جس پر میں تمہیں سوار کروں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مالِ غنیمت سے اونٹ آگئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے متعلق پوچھا اور فرمایا: اشعریوں کی جماعت کہاں ہے؟ پھر ہمارے لیے پانچ اونٹوں کا حکم دیا جو سفید کوہان والے اور فربہ تھے۔ جب ہم چل پڑے تو ہم نے آپس میں کہا: یہ ہم نے کیا کیا؟ ہ میں برکت نہ دی جائے، ہم دوبارہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے۔ ہم نے عرض کیا: ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سواری کا سوال کیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھائی تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو سواری نہیں دیں گے۔ کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھول گئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے تم کو سواری نہیں دی تھی۔ یہ سواری تم کو اللہ نے دی تھی۔ اور اللہ کی قسم! میں جس کسی کام کے نہ کرنے کی قسم کھاؤں پھر اس کام کے کرنے میں خیر دیکھوں تو میں اس کام کو کروں گا اور اس قسم کا کفارہ دوں گا۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ۳۱۳۳، صحیح مسلم رقم الحدیث: ۱۶۴۹)

اس آیت میں اور اس کے شانِ نزول میں جو حدیث ذکر کی گئی ہے اس میں مذکور ہے کہ جہاد میں شرکت سے محروم ہونے کی وجہ سے صحابہ شدتِ غم سے رو رہے تھے۔ ہم لوگ جان، مال اور اولاد کے نقصان کے غم میں روتے ہیں۔ کبھی ایسا ہوا ہے نماز قضا ہونے پر ہم روئے ہوں یا حج سے یا جہاد سے محروم ہونے پر ہم روئے ہوں۔

باب التَّشْدِيدِ فِي تَرْكِ الْجِهَادِ -

یہ باب ہے کہ جہاد نہ کرنے کی شدید مذمت

3097 - اَخْبَرَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ قَالَ حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ اَنْبَانَا ابْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ اَنْبَانَا وُهَيْبٌ - يَعْنِي ابْنَ الْوَرْدِ - قَالَ اَخْبَرَنِي عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ اَبِي صَالِحٍ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ مَاتَ وَلَمْ يَغْزُ وَلَمْ يُحَدِّثْ نَفْسَهُ بِغَزْوٍ مَاتَ عَلٰى شُعْبَةِ نِفَاقٍ" .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

جو شخص ایسی حالت میں فوت ہو جائے کہ اس نے کسی جنگ میں شرکت نہ کی ہو اور اس کے دل میں جنگ میں شرکت کی خواہش بھی نہ ہو تو وہ شخص نفاق کی ایک قسم پر مرے گا۔

شرح

اور نہ اس کے دل میں جہاد کرنے کا خیال گزرا ہو کا مطلب یہ ہے کہ اس نے نہ صرف یہ کہ اپنی پوری زندگی میں کبھی جہاد نہیں کیا بلکہ کبھی جہاد کرنے کا قصد وارادہ بھی نہیں کیا اور نہ کسی موقع پر یہ کہا کہ کاش! میں بھی جہاد کرتا اور چونکہ یہ منافقین کی خصلت ہے کہ وہ بلکہ کبھی جہاد کے وقت منہ چھپا کر گھروں میں بیٹھ جاتے ہیں اور ان کے دل میں جہاد کرنے کا خیال بھی پیدا نہیں ہوتا لہٰذا حدیث (من تشبه بقوم فهو منهم) کے مطابق ایسا مؤمن بھی منافق کے مشابہ ہوا۔

امام نووی شرح مسلم میں لکھتے ہیں کہ اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ جو شخص کوئی واجب عبادت کے نہ کرنے کا وبال اتنا زیادہ اس کے حق میں ظاہر نہیں ہوگا۔ جتنا اس صورت میں ظاہر ہوتا کہ وہ اس عبادت کے کرنے کی نیت بھی نہ کرتا اور مر جاتا۔ نیز نووی نے یہ بھی کہا ہے کہ ہمارے علماء شوافع کا اس شخص کے بارے میں اختلاف اقوال ہے جو نماز کو اس کے اول وقت میں ادا کرنے پر قادر ہو اور اس کو پڑھنے کی نیت بھی رکھتا ہو مگر اس کی ادائیگی میں تاخیر کرے اور اس نماز کا وقت ختم ہونے سے پہلے مر جائے اسی طرح حج کا معاملہ ہے کہ اس پر حج فرض ہوا اور وہ شروع ہی میں اس فرض کی ادائیگی پر قادر تھا مگر اس میں تاخیر کی یہاں تک کہ مر گیا تو بعض علماء یہ کہتے ہیں کہ وہ نماز وحج دونوں صورتوں میں گناہگار ہوگا۔

بعض علماء یہ کہتے ہیں کہ وہ دونوں ہی صورتوں میں وہ گناہگار نہیں ہوگا اور بعض علماء یہ کہتے ہیں کہ وہ حج کی صورت میں تو گنہگار ہوگا لیکن نماز کی صورت میں گناہگار نہیں ہوگا۔ حنفی علماء کا مسلک بھی اسی آخری قول کے مطابق ہے۔ (شرح مسلم، نووی)

3097-اخرجه مسلم في الامارة، باب ذم من مات و لم يغز و لم يحدث نفسه بالغزو (الحديث 158) . و اخرجه ابو داؤد في الجهاد باب كراهية ترك الغزو (الحديث 2502) . تحفة الاشراف (12567) .

باب الرُّخْصَةِ فِي التَّخَلُّفِ عَنِ السَّرِيَّةِ .

یہ باب ہے کہ چھوٹی مہم میں شریک نہ ہونے کی اجازت

3098 – اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ الْوَزِيرِ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنِ ابْنِ عُفَيْرٍ عَنِ اللَّيْثِ عَنِ ابْنِ مُسَافِرٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَسَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَوْلَا اَنَّ رِجَالًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَا تَطِيْبُ اَنْفُسُهُمْ اَنْ يَّتَخَلَّفُوْا عَنِّيْ وَلَا اَجِدُ مَا اَحْمِلُهُمْ عَلَيْهِ مَا تَخَلَّفْتُ عَنْ سَرِيَّةٍ تَغْزُوْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَوَدِدْتُ اَنِّيْ اُقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ اُحْيَا ثُمَّ اُقْتَلُ ثُمَّ اُحْيَا ثُمَّ اُقْتَلُ ثُمَّ اُحْيَا ثُمَّ اُقْتَلُ" .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! اگر یہ صورتِ حال نہ ہوتی کہ کچھ مؤمنین (جنگ میں شریک نہ ہونے) اور مجھ سے پیچھے رہ جانے سے خوش نہیں ہوں گے اور میرے پاس ان سب کو فراہم کرنے کے لیے سواریاں بھی نہیں ہیں تو میں کسی بھی چھوٹی مہم سے بھی پیچھے نہ رہتا' جو اللہ کی راہ میں لڑی جارہی ہو اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! میری یہ خواہش ہے' مجھے اللہ کی راہ میں شہید کردیا جائے' پھر زندہ کیا جائے' پھر شہید کردیا جائے' پھر زندہ کیا جائے' پھر شہید کردیا جائے' پھر زندہ کیا جائے' پھر شہید کردیا جائے۔

شرح

اس ارشادِ گرامی سے جہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بے پناہ جذبہ جہاد اور شوق شہادت کا اظہار ہوتا ہے وہیں یہ بات بھی واضح ہوجاتی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں کفار سے جتنی بھی جنگیں ہوئیں آپ چند کے علاوہ اور سب میں بنفس نفیس شریک کیوں نہ ہوئے۔ چنانچہ آپ نے اس کی علت بیان فرمائی کہ میں کفار سے جنگ کرنے کے لئے جانے والے ہر لشکر اور ہر فوج میں اس لئے شریک نہیں ہوتا کہ اگر میں جنگ میں شریک ہونے کے لئے ہر لشکر کے ہمراہ جاؤں تو یقیناً وہ بہت سے مسلمان جو نادار اور بے سروسامان ہونے کی وجہ سے اپنی سواری نہیں رکھتے جنگ میں شریک ہونے سے محروم بھی رہ جائیں گے اور میری جدائی کا غم بھی اٹھائیں گے۔

اور خود میں اتنی سواریوں کا انتظام کرنے پر قادر نہیں ہوں کہ ان پر سب مسلمانوں کو سوار کر کے اپنے ہمراہ لے جاؤں۔ اس لئے اگر مجھے یہ لحاظ نہ ہو کہ بہت سے مسلمان جنگ میں شریک ہونے سے محروم رہ جانے اور پھر مجھ سے جدا ہوجانے کی وجہ سے افسردہ دل اور شکستہ خاطر ہوں گے اور وہ اس کا بہت زیادہ غم محسوس کریں گے تو میرے اندر جہاد کا جذبہ اور اللہ کی راہ میں شہید ہوجانے کا شوق اتنا زیادہ ہے کہ میں کسی بھی لشکر کے ہمراہ جانے سے باز نہیں رہنا چاہتا اور اس بات کو بہت زیادہ پسند کرتا ہوں کہ میں بار بار زندہ کیا جاؤں اور ہر بار اللہ کی راہ میں مارا جاؤں۔

3098-اخرجه البخاري في التمني، باب ما جاء في التمني (الحديث 7226) . تحفة الاشراف (13186) .

عذر کے سبب جہاد پر نہ جاسکنے کا بیان

ان معذورین کی اللہ تعالیٰ نے تین قسمیں بیان فرمائیں: (۱) اول وہ ہیں جو بدن کے اعتبار سے تو تندرست ہوں لیکن بوڑھے ہونے کی وجہ سے کمزور ہوں۔ یا وہ لوگ جو اپنی اصل خلقت کے اعتبار سے کمزور اور نحیف ہوں۔ (۲) ثانی وہ ہیں جو بیمار ہوں۔ ان میں اندھے، لنگڑے، لولے اور اپاہج بھی داخل ہیں۔ (۳) ثالث وہ ہیں جو طاقتور اور تندرست ہوں لیکن ان کے پاس سواری اور زادِ راہ نہ ہو جس کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد کے سفر پر نہ جاسکیں۔

جہاد اور نماز میں معذورین کے متعلق احادیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک غزوہ (تبوک) کے دوران فرمایا: ہم مدینہ میں کچھ لوگوں کو چھوڑ آئے ہیں۔ ہم جس وادی اور گھاٹی بھی گئے وہ ہمارے ساتھ رہے۔ وہ عذر کی وجہ سے نہیں جاسکے۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث: ۲۸۳۸، مطبوعہ دار ارقم بیروت)۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم مدینہ میں ایسے لوگوں کو چھوڑ کر آئے ہو کہ تم نے جو سفر بھی کیا یا جو خرچ بھی کیا یا تم جس وادی بھی گئے وہ تمہارے ساتھ تھے۔ صحابہ نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! وہ ہمارے ساتھ کیسے ہوں گے حالانکہ وہ مدینہ میں ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ عذر کی وجہ سے نہیں جاسکے۔ (سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۲۵۰۸، صحیح البخاری رقم الحدیث: ۴۴۲۳، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۲۷۶۴)۔ ابن الکلبی نے بیان کیا ہے کہ حضرت عمرو بن الجموح رضی اللہ عنہ انصار میں سے آخر میں اسلام لائے تھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو غزوہ بدر میں شرکت کے لیے بلایا اور انہوں نے دیگر صحابہ کے ساتھ غزوہ بدر کی طرف نکلنے کا ارادہ کیا تو ان کے بیٹوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی وجہ سے ان کو منع کیا کیونکہ ان کی ٹانگ میں شدید لنگ تھا۔ پھر جنگ احد کا دن آیا تو انہوں نے اپنے بیٹوں سے کہا: تم لوگوں نے مجھے غزوہ بدر کی طرف نکلنے نہیں دیا تھا۔ سو اب تم مجھے غزوہ احد کی طرف نکلنے سے منع نہیں کرنا۔ انہوں نے کہا: اللہ نے آپ کو جہاد میں شرکت سے معذور رکھا ہے۔ پھر انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے بیٹے مجھے اس لنگ کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد میں جانے سے منع کرتے ہیں اور اللہ کی قسم! مجھے امید ہے کہ میں اپنی لنگڑی ٹانگ کے ساتھ جنت میں چلوں گا۔ تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم کو اللہ نے جہاد سے معذور قرار دیا ہے اوت تم پر جہاد فرض نہیں ہے اور ان کے بیٹوں سے کہا: تم پر کوئی حرج نہیں ہے اگر تم ان کو منع نہ کرو۔ شاید کہ اللہ انہیں شہادت عطا فرمائے۔ پھر حضرت عمرو بن الجموح نے اپنے ہتھیار اٹھائے اور احد کے لیے روانہ ہو گئے اور دعا کی: اے اللہ! مجھے شہادت عطا فرما! اور مجھے اپنے اہل کی طرف نامراد واپس نہ کر۔ اور جب یہ جنگ احد میں شہید ہو گئے تو ان کی بیوی ہند بنت عمرو جو حضرت جابر کی پھوپھی تھیں وہ آئیں اور انہوں نے ان کو اور اپنے بھائی عبداللہ بن عمرو بن حرام (حضرت جابر کے والد) کی لاشوں کو اٹھایا اور ان دونوں کو ایک قبر میں دفن کیا گیا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ وقدرت میں میری جان ہے۔ بے شک میں نے اس کو دیکھا وہ اپنی لنگڑی ٹانگ کے ساتھ جنت میں چل رہا تھا۔

(اسد الغابہ ج ۴ ص ۱۹۶-۱۹۵، السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۹ ص ۲۴، دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۳ ص ۲۴۶، اتحاف السادۃ المتقین ج ۱۰ ص ۳۳۲)

باب فَضْلِ الْمُجَاهِدِيْنَ عَلَى الْقَاعِدِيْنَ .

یہ باب ہے کہ جہاد کرنے والوں کی گھر بیٹھے رہنے والوں پر فضیلت

3099 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بَزِيعٍ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرٌ - يَعْنِي ابْنَ الْمُفَضَّلِ - قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اِسْحَاقَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ رَاَيْتُ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ جَالِسًا فَجِئْتُ حَتّٰى جَلَسْتُ اِلَيْهِ فَحَدَّثَنَا اَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ حَدَّثَهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُنْزِلَ عَلَيْهِ لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُجَاهِدُوْنَ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ . فَجَآءَ ابْنُ اُمِّ مَكْتُوْمٍ وَّهُوَ يُمِلُّهَا عَلَيَّ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ اَسْتَطِيْعُ الْجِهَادَ لَجَاهَدْتُ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ وَفَخِذُهُ عَلٰى فَخِذِيْ فَثَقُلَتْ عَلَيَّ حَتّٰى ظَنَنْتُ اَنْ سَتُرَضُّ فَخِذِيْ ثُمَّ سُرِّيَ عَنْهُ (غَيْرُ اُولِي الضَّرَرِ)

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اِسْحَاقَ هٰذَا لَيْسَ بِهِ بَاْسٌ وَّعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اِسْحَاقَ يَرْوِي عَنْهُ عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ وَّاَبُوْ مُعَاوِيَةَ وَعَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ سَعْدٍ لَّيْسَ بِثِقَةٍ .

☆☆ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے مروان بن حکم کو بیٹھے ہوئے دیکھا' میں آیا اور اس کے پاس آ کر بیٹھ گیا تو اس نے ہمیں یہ حدیث سنائی کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اُسے یہ حدیث سنائی ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت نازل ہوئی:

''مومنین میں سے بیٹھے ہوئے لوگ اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والے لوگ برابر نہیں ہیں''۔

حضرت عبداللہ بن اُم مکتوم رضی اللہ عنہ اُسی وقت آ گئے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت یہ آیت مجھے املاء کروا رہے تھے' انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! اگر میں جہاد میں شریک ہونے کے قابل ہوتا تو ضرور جہاد کرتا۔

(حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:) اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔ اس وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا زانو مبارک میرے زانو پر تھا' تو وہ مجھے اتنا بوجھل محسوس ہوا کہ مجھے یہ گمان ہوا کہ شاید میرا زانو ٹوٹ جائے گا' پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ کیفیت ختم ہوئی (تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت کے یہ الفاظ املاء کروائے:)

''وہ لوگ جنہیں کوئی ضرر لاحق نہ ہو''۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں' عبدالرحمٰن بن اسحاق نامی راوی میں کوئی حرج نہیں ہے۔

عبدالرحمٰن بن اسحاق نامی راوی کے حوالے سے علی بن مسہر اور ابو معاویہ نامی راوی نے حدیث روایت کی ہے۔

3099-اخرجه البخاري في الجهاد، باب قول الله عز وجل: (ولا يستوى القاعدون من المومنين غير اولى الضرر و المجاهدون في سبيل الله باموالهم و انفسهم فضل الله المجاهدين باموالهم و انفسهم على القاعدين درجة، وكلا و عد الله الحسنى و فضل الله المجاهدين على القاعدين . الى قوله ـ غفورًا رحيماً) (الحديث 2832)، و في التفسير، باب (لا يستوى القاعدون من المومنين و المجاهدون في سبيل الله) (الحديث 4592) . و اخرجه الترمذي في تفسير القرآن، باب (ومن سورة النساء) (الحديث 3033) . و اخرجه النسائي في الجهاد، فضل المجاهدين على القاعدين (الحديث 3100) . تحفة الاشراف (3739) .

جبکہ عبدالواحد بن زیاد نے نعمان بن سعد کے حوالے سے حدیث نقل کی ہے لیکن وہ مستند نہیں ہے۔

شرح

(۱) بخاری ونسائی وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم وابن مردویہ وبیہقی نے اپنی سنن میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ مسلمانوں میں سے کچھ لوگ مشرکین کے ساتھ تھے جو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے خلاف مشرکوں کی جماعت میں اضافہ کرتے کوئی تیر پھینکا ہوا ان میں سے کسی کو لگ جاتا تو وہ قتل ہو جاتا یا اس پر تلوار کا وار کیا جاتا تو وہ مارا جاتا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ آیت: ان الذین توفهم الملئكة ظالمي انفسهم نازل فرمائی۔

(۲) ابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم وابن مردویہ وبیہقی نے اپنی سنن میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ ایک قوم مکہ والوں میں سے مسلمان ہو گئی تھی اور وہ اسلام کو چھپاتے تھے تو ان کو مشرک انہیں بدر کے دن اپنے ساتھ لے آئے کچھ گرفتار کر لئے گئے اور کچھ قتل ہوئے مسلمانوں نے کہا یہ مسلمان ہمارے ساتھ تھے ان کو مجبور کیا گیا تو ان کے لئے مسلمانوں نے استغفار کیا تو یہ آیت نازل ہوئی لفظ آیت ان الذين توفهم الملئكة ظالمي انفسهم آخری آیت تک اور مکہ مکرمہ میں جو مسلمان باقی تھے ان کو یہ آیت لکھ کر بھیجی کہ اب ان کے لئے کوئی عذر نہیں ہے تو وہ نکلے ان سے مشرکین نے ان کو پکڑ لیا اور ان کو آزمائش میں ڈال دیا ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ومن الناس من يقول امنا بالله فاذا اوذى فى الله جعل فتنة الناس كعذاب الله (عنکبوت آیت ۱۰) آیت کے آخر تک مسلمانوں نے ان کی طرف اس آیت کو لکھ بھیجا وہ غمگین ہو گئے اور ہر خیر سے مایوس ہو گئے ان کے بارے میں (یہ آیت) نازل ہوئی ثم ان ربك للذين هاجروا من بعد ما فتنوا ثم جهدوا وصبروا ان ربك من بعدها لغفور رحيم (سورۃ النحل) اس آیت کو انہوں نے ان کی طرف لکھ بھیجا۔ کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے نکلنے کا راستہ بنا دیا تو وہ نکل پڑے (جب وہ نکلے تو مشرکوں نے ان کو پالیا اور ان سے لڑے یہاں تک کہ کچھ مسلمان بچ گئے اور کچھ قتل ہو گئے۔

ظالمین کے تعین میں مختلف اقوال کا بیان

(۳) عبد بن حمید وابن ابی حاتم وابن جریر نے عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے اللہ تعالیٰ کے اس قول لفظ آیت ان الذين توفهم الملئكة ظالمي انفسهم قالوا فيم كنتم سے لے کر وساءت مصيرا تک کے بارے میں روایت کیا کہ (یہ آیت) قیس بن الفاکہ بن المغیرہ، الحارث بن رفعہ ابن الاسود، قیس بن الولید بن المغیرہ، ابوالعاص بن منبہ بن الحجاج اور علی بن امیہ بن خلف کے بارے میں نازل ہوئی جب قریش اور ان کے ساتھ ابوسفیان بن حرب قریش کے قافلے کی حفاظت کے لئے نکلے تاکہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اور آپ کے صحابہ کے حملہ سے اسے بچائیں اور یوم نخلہ کو جوان کے آدمی مارے گئے تھے ان کا بدلہ لیں۔ ان کے ساتھ کچھ نوجوان مجبوراً بھی نکلے حالانکہ وہ اسلام لا چکے تھے اور یہ لوگ مقام جنگ کی بجائے ایک اور جگہ جمع ہو گئے پھر بدر میں کافر بن کر جنگ میں حصہ لیا اور اسلام سے پھر گئے اور یہ وہ لوگ تھے جن کا ہم نے نام لیا ہے۔

(۴) عبد بن حمید وابن جریر وابن ابی حاتم نے محمد بن اسحق رحمۃ اللہ علیہ سے اللہ تعالیٰ کے اس قول لفظ آیت ان الذین

توفهم الملئكة کے بارے میں روایت کیا کہ یہ قریش میں سے پانچ نوجوان تھے علی بن امیہ ابوقیس بن الفاکہ، رفعہ بن الاسود، ابوالعاص بن منبہ بن الحجاج۔ راوی نے کہا کہ میں پانچویں کو بھول گیا۔

(۵) ابن جریر نے عوفی کے طریق سے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ یہ وہ لوگ تھے جو نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بعد پیچھے رہ گئے تھے اور آپ کے ساتھ ان لوگوں نے نکلنا ترک کر دیا تھا ان میں سے جو نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) سے ملنے سے پہلے مرگیا تو فرشتوں نے ان کو منہ پر مارا اسے پیٹھ کی طرف پھیر دیا۔

(۶) الطبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ یہ وہ لوگ تھے جو مکہ میں اسلام لا چکے تھے جب رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ہجرت فرمائی تو انہوں نے ہجرت کرنے کو ناپسند کیا اور ڈر گئے تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کے نازل فرمایا لفظ آیت ان الذین توفهم الملئكة ظالمی انفسهم سے لے کر الا المستضعفین تک۔

(۷) ابن جریر وابن ابی حاتم نے ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے اس آیت کے بارے میں روایت کیا کہ یہ لوگ منافقین میں سے تھے مکہ مکرمہ ہی میں رہ گئے اور آپ کے ساتھ مدینہ منورہ کی طرف ہجرت نہ کی اور یہ لوگ قریش کے مشرکین کے ساتھ بدر کی طرف نکلے۔ اس موقع پر دوسرے لوگوں کے ساتھ یہ بھی مارے گئے۔ ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے (یہ آیت) نازل فرمائی۔

(۸) ابن جریر وابن ابی حاتم نے سدی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ جب حضرت عباس عقیل اور نوفل قید ہو گئے تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا اپنی طرف سے اور اپنے بھتیجے کی طرف فدیہ دیجئے تو انہوں نے کہا یا رسول اللہ کیا ہم آپ کے قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز نہیں پڑھتے اور ہم آپ کی شہادت نہیں دیتے؟ آپ نے فرمایا اے عباس! بے شک تم نے جھگڑا کیا اس لئے تم سے جھگڑا کیا جائے گا پھر آپ نے ان پر یہ آیت پڑھی لفظ آیت قالوا الم تكن ارض الله واسعة فتهاجروا فيها فاولئك ماوٰهم جهنم وساءت مصيرا پس جس دن یہ آیت نازل ہوئی وہ مسلمان ہو چکے تھے مگر ابھی تک ہجرت نہیں کی تھی تو وہ کافر رہے جب تک ہجرت نہ کی۔ الا المستضعفین الی لا یستطیعون حیلة ولا یهتدون سبیلا مگر وہ کمزور لوگ جو کوئی حیلہ اور راستہ نہ پاتے، حیلہ سے مراد مال اور سبیل سے مراد راستہ ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں بھی انہیں بچوں میں سے ایک تھا (جو ضعیف تھے)۔

(۹) عبد بن حمید وابن جریر نے قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے اس آیت میں روایت کیا کہ مجھ سے یہ بیان کیا گیا کہ یہ آیت ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی جو مکہ والوں میں سے اسلام لے آئے تھے اور وہ اللہ کے دشمن ابوجہل کے ساتھ نکل کھڑے ہوئے غزوہ بدر میں جنگ میں شریک ہوئے اور انہوں نے بغیر عذر کے معذرت کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کے عذروں کو قبول کرنے سے انکار فرمایا اور فرمایا الا المستضعفین یعنی اہل مکہ میں سے وہ لوگ جن کے عذر کو اللہ تعالیٰ نے قبول فرمایا ان کو اس حکم سے مستثنیٰ کر دیا ان عباس رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے میں اور میری ماں ان لوگوں میں سے تھے جو یہ حیلہ کی طاقت رکھتے تھے اور سفر کا راستہ معلوم تھا۔

(۱۰) عبد بن حمید وابن جریر وابن ابی حاتم نے مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے اس آیت کے بارے میں روایت کیا کہ جب نبی (صلی

اللہ علیہ وسلم) بھیجے گئے اور یہ لوگ ظاہر ہوئے اس کے ساتھ ایمان بھی ابھرا اور نفاق بھی ابھرا کچھ لوگ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس آئے اور انہوں نے کہا یا رسول اللہ! اگر ہم اس بات کا خوف نہ کرتے کہ (کافر) قوم ہم کو عذاب دے گی تو ہم ضرور اسلام لاتے لیکن ہم گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ کے رسول ہیں اور یہ لوگ اس بات کو آپ سے کہتے رہتے تھے جب بدر کا دن ہوا تو مشرک کھڑے ہوگئے اور انہوں نے کہا ہم سے کوئی پیچھے نہ رہے ورنہ ہم اس کے گھر کو گرادیں گے اور اس کا مال لے لیں گے تو اس پر وہ لوگ (کافروں کے ساتھ) نکل کھڑے ہوئے جو نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کو یہ باتیں کرتے تھے ان میں سے کچھ قتل ہوئے اور کچھ ان میں سے قید ہوئے جو لوگ قتل کیے گئے ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا لفظ آیت ان الذین توفھم الملئکۃ ظالمی انفسھم پھر فرمایا قالوا الم تکن ارض اللہ واسعۃ فتھاجروا فیھا اور ان لوگوں کو چھوڑ دیتے جو تم میں سے کمزور جانتے ہیں (پھر فرمایا) فاولئک ماوھم جھنم وساء ت مصیرا پھر اللہ تعالیٰ نے سچ بولنے والوں کو عذر قبول فرمالیا۔ اور فرمایا الا المستضعفین من الرجال والنساء والولدان لا یستطیعون حیلۃ ولا یھتدون سبیلا یعنی وہ لوگ اگر نکلنے کا ارادہ کرتے تو ہلاک ہوجاتے فاولئک عسی اللہ ان یعفو عنھم یعنی مشرکین کے درمیان ان کے رہنے کو (معاف کردیں گے) اور جو لوگ قید ہوئے انہوں نے کہا یا رسول اللہ! آپ جانتے ہیں کہ ہم آپ کے پاس آئے تھے اور ہم نے اس بات کی گواہی دی تھی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں اور ہم خوف کے مارے اس قوم کے ساتھ نکلے تھے اللہ تعالیٰ نے فرمایا لفظ آیت یایھا النبی قل لمن فی ایدیکم من الاسری ان یعلم اللہ فی قلوبکم فی قلوبکم خیرا یؤتکم خیرا مما اخذ منکم ویغفر لکم (الانفال آیت ۷۰) یعنی تمہارا یہ نکلنا مشرکین کے ساتھ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے خلاف اللہ تعالیٰ اس کو جانتا ہے پھر فرمایا وان یریدوا خیانتک فقد خانوا اللہ من قبل (الانفال آیت ۷۱) یعنی مشرکین کے ساتھ ان کا نکلنا اور ان میں رہنا۔

(۱۲) عبدالرزاق وعبد بن حمید وبخاری وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم وبیہقی نے اپنی سنن میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ میں اور میری ماں کمزور لوگوں میں سے تھے میں بچوں میں سے تھا اور میری ماں عورتوں میں سے تھی۔

(۱۳) عبد بن حمید وبخاری وابن جریر وطبرانی وبیہقی نے اپنی سنن میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ انہوں نے یہ آیت پڑھی لفظ آیت الا المستضعفین من الرجال والنساء والولدان اور فرمایا میں اور میری ماں ان لوگوں میں سے تھی جن کو اللہ تعالیٰ نے معذور قرار دیا۔

(۱۴) ابن جریر وابن ابی حاتم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہر نماز کے بعد یہ دعا کیا کرتے تھے۔ اے اللہ! نجات دے الولید وسلمہ بن ہشام وعیاش بن ابی ربیعہ اور ضعیف مسلمانوں کو مشرکین کے ہاتھوں سے جو نہ کوئی حیلہ کرسکتے ہیں اور نہ کوئی راستہ پاتے ہیں۔

(۱۵) بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ ہم کو نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) عشاء کی نماز پڑھا رہے تھے جب آپ نے سمع اللہ لمن حمدہ کہا تو سجدہ کرنے سے پہلے دعا کی اے اللہ کی نجات دے عیاش بن ابی ربیعہ کو اے اللہ نجات

دے سلمہ بن ہشام کو اے اللہ نجات دے الولید کو اے اللہ نجات دے ایمان والوں میں سے کمزور لوگوں کو اے اللہ مضر کے لوگوں پر پکڑ سخت کر دے اے اللہ ان پر قحط کو مسلط کر دے یوسف (علیہ السلام) کے قحط کی طرح۔

(۱۶) ابن جریر وابن المنذر رنے عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ الا المستضعفین سے مراد بوڑھی عورتیں چھوٹی لڑکیاں اور چھوٹے لڑکے ہیں۔

(۱۷) ابن ابی شیبہ نے محمد بن یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) چالیس دن صبح کی نماز میں رکوع کے بعد قنوت پڑھتے رہے اور اپنی قنوت میں یہ دعا پڑھتے تھے اے اللہ! نجات دے الولید بن الولید کو، عیاش بن ابی ربیعہ، العاص بن ہشام کو اور ان کمزور ایمان والوں کو جو مکہ میں ہیں وہ لوگ لفظ آیت لا یستطیعون حیله ولا یهتدون سبیلا (جو یہ حیلہ کی طاقت رکھتے ہیں اور نہ راہ پاتے ہیں)۔

(۱۸) الطبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ یہ آیت ان الذین توفهم الملئکة ظالمی انفسهم سے لے کر وساءت مصیرا تک ان مسلمانوں کے بارے میں نازل ہوئی جو مکہ مکرمہ میں رہتے تھے اور یہ لوگ مشرکین میں سے اپنی قوم کے ساتھ لڑائی میں نکلے اور ان کے ساتھ قتل کئے گئے پھر یہ آیت نازل ہوئی لفظ آیت الا المستضعفین من الرجال والنساء والولدان جو ان میں سے کمزور تھے اللہ تعالیٰ نے ان کا عذر قبول فرمایا اور جن کا عذر نہیں تھا وہ ہلاک ہو گئے ابن عباس نے فرمایا میں اور میری ماں ان لوگوں میں سے تھی جن کا عذر تھا۔

(۱۹) ابن المنذر رنے ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ لا یستطیعون حیلة سے قوت مراد ہے۔

(۲۰) عبد الرزاق وعبد بن حمید وابن جریر وابن المنذر رنے مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ لفظ آیت لا یستطیعون حیلة یعنی مدینہ منورہ کی طرف وہ جانے کی طاقت نہیں رکھتے تھے ولا یهتدون سبیلا سے مراد ہے کہ نہ وہ راستہ کو جانتے تھے۔

(۲۱) عبد بن حمید وابن جریر وابن المنذر رنے مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ لفظ آیت ولا یهتدون سبیلا سے مراد ہے کہ وہ لوگ مدینہ منورہ کی طرف جانے کا راستہ ہی نہیں جانتے تھے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)۔ (تفسیر درمنثور، سورہ نساء، لاہور)

معذور کا عذر کے باوجود جہاد کی تمنا کرنے کا بیان

3100 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ رَاَيْتُ مَرْوَانَ جَالِسًا فِي الْمَسْجِدِ فَاَقْبَلْتُ حَتّٰى جَلَسْتُ اِلٰى جَنْبِهٖ فَاَخْبَرَنَا اَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ اَخْبَرَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمْلٰى عَلَيْهِ لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ . قَالَ فَجَاءَهٗ ابْنُ اُمِّ مَكْتُوْمٍ وَّهُوَ يُمِلُّهَا عَلَيَّ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ اَسْتَطِيْعُ الْجِهَادَ لَجَاهَدْتُ . وَكَانَ رَجُلًا اَعْمٰى فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفَخِذُهٗ عَلٰى فَخِذِيْ حَتّٰى هَمَّتْ تَرُضُّ فَخِذِيْ ثُمَّ سُرِّيَ عَنْهُ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ (غَيْرُ اُولِي الضَّرَرِ) .

3100-تقدم في الجهاد، فضل المجاهدين على القاعدين (الحديث 3099) .

☆☆ ابن شہاب بیان کرتے ہیں' حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے مجھے یہ بات بتائی ہے'ایک مرتبہ میں نے مروان کو مسجد میں بیٹھے ہوئے دیکھا' میں اس کے پہلو میں بیٹھ گیا تو اس نے ہمیں یہ بات بتائی: حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اُسے یہ بات بتائی ہے'ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم انہیں یہ آیت املاء کروار ہے تھے:

''اہل ایمان میں سے بیٹھے ہوئے لوگ اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے لوگ برابر نہیں ہیں''۔

حضرت زید بیان کرتے ہیں' اسی دوران حضرت عبداللہ بن اُم مکتوم رضی اللہ عنہ بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آیت کے یہ الفاظ مجھے لکھوار ہے تھے' انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! اگر میں جہاد میں شریک ہونے کے قابل ہوتا تو ضرور جہاد کرتا۔ حضرت ابن اُم مکتوم رضی اللہ عنہ نابینا آدمی تھے' تو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت نازل کی۔ اس وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا زانو مبارک میرے زانو پر تھا' یہاں تک کہ مجھے یوں محسوس ہوا کہ شاید میرا زانو ٹوٹ جائے گا' پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ کیفیت ختم ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے آیت کے یہ الفاظ نازل کیے:

''وہ لوگ جنہیں کوئی ضرر لاحق نہیں ہوتا''۔

3101 - اَخْبَرَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ اَبِيهِ عَنْ اَبِي اِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ ذَكَرَ كَلِمَةً مَعْنَاهَا قَالَ "ائْتُونِي بِالْكَتِفِ وَاللَّوْحِ" . فَكَتَبَ (لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ) وَعَمْرُو بْنُ اُمِّ مَكْتُومٍ خَلْفَهُ فَقَالَ هَلْ لِي رُخْصَةٌ فَنَزَلَتْ (غَيْرُ اُولِي الضَّرَرِ) .

☆☆ حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (اس کے بعد راوی نے ایک کلمہ ذکر کیا ہے' جس کا مطلب یہ بنتا ہے) تم میرے پاس کسی جانور کے کندھے کی ہڈی یا تختی لے آؤ۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تحریر کروائی:

''اہل ایمان میں سے بیٹھے ہوئے لوگ برابر نہیں ہیں''۔

اس وقت حضرت عمرو بن اُم مکتوم رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے موجود تھے' انہوں نے دریافت کیا: کیا میرے لیے کوئی رخصت ہے؟ تو یہ آیت نازل ہوئی:

''وہ لوگ جنہیں کوئی ضرر لاحق نہیں ہوتا''۔

3102 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ اَبِي اِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ (لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ) جَاءَ ابْنُ اُمِّ مَكْتُومٍ وَكَانَ اَعْمٰى فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَكَيْفَ فِيَّ وَاَنَا اَعْمٰى قَالَ فَمَا بَرِحَ حَتّٰى نَزَلَتْ (غَيْرُ اُولِي الضَّرَرِ) .

☆☆ حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' جب یہ آیت نازل ہوئی:

''اہل ایمان میں سے بیٹھے ہوئے لوگ برابر نہیں ہیں''۔

3101-اخرجه الترمذي في الجهاد، باب ما جاء في الرخصة لا هل العذر في القعود (الحديث 1670) . و اخرجه النسائي في التفسير: سورة النساء قوله (غير اولي الضرر) (الحديث 138) . تحفة الاشراف (1859) .

3102-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (1909) .

تو حضرت ابن اُم مکتوم رضی اللہ عنہ آئے وہ نابینا شخص تھے انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! میرے بارے میں کیا حکم ہوگا' جبکہ میں تو نابینا ہوں۔ راوی کہتے ہیں: اس کے کچھ ہی دیر بعد یہ الفاظ نازل ہو گئے:

''وہ لوگ جنہیں کوئی ضرر لاحق نہیں ہوتا''۔

شرح

اللہ تعالیٰ کا ارشاد: بلاعذر اور بلاضرر (جہاد سے) بیٹھ رہنے والے مسلمان اور اللہ کی راہ میں اپنی جان اور مال سے (کافروں کے خلاف) جہاد کرنے والے برابر نہیں ہیں، اپنے جان اور مال سے جہاد کرنے والے مجاہدوں کو اللہ نے بیٹھنے والوں پر درجے میں فضیلت دی ہے اور سب سے اللہ نے اچھی عاقبت کا وعدہ کیا ہے اور اللہ نے مجاہدوں کو بیٹھنے والوں پر اجر عظیم کی فضیلت دی ہے، اللہ کی طرف سے درجات ہیں اور بخشش اور رحمت اور اللہ بہت بخشنے والا بے حد رحم فرمانے والا ہے۔ (نساء، ۹۵)

بلاعذر جہاد میں شریک نہ ہونے والے مجاہدین کے برابر نہیں ہیں

اس آیت کا معنی یہ ہے کہ جو لوگ اللہ کی راہ میں اپنی جان اور مال کے ساتھ جہاد کرتے ہیں سفر میں سختیاں اور بھوک اور پیاس کی صعوبتیں برداشت کرتے ہیں اور اللہ کے دشمنوں سے مقابلہ میں زخم کھاتے ہیں ان کے برابر وہ لوگ نہیں ہو سکتے جو بغیر کسی جسمانی عذر کے جہاد کے لیے نہیں جاتے اور اپنی جان اور مال کو اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے۔

امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ روایت کرتے ہیں: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی (آیت) لا یستوی القاعدون من المومنین. الایۃ تو حضرت عبداللہ بن عمرو ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس آئے وہ نابینا تھے انہوں نے کہا یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں نابینا ہوں۔ آپ مجھے جہاد کے متعلق کیا حکم دیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (آیت) غیر اولی الضرر. نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا (چوڑی) ہڈی اور دوات لا دیا فرمایا لوح اور دوات لاؤ۔ (سنن ترمذی رقم الحدیث: ۳۰۴۲، صحیح بخاری رقم الحدیث: ۴۵۹۴، صحیح مسلم رقم الحدیث: ۱۸۹۸)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ (آیت) غیر اولی الضرر. سے مراد وہ مسلمان ہیں جو بغیر کسی ضرر یا عذر کے جنگ بدر میں شامل نہیں ہوئے تھے اور جہاد کرنے والوں سے مراد وہ مسلمان ہیں جو جنگ بدر میں جہاد کے لیے گئے تھے۔ جب غزوہ بدر میں شریک ہونے کا حکم آیا تو نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس حضرت عبداللہ بن جحش اور حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ آئے اور عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم نابینا ہیں کیا ہمارے لیے رخصت ہے تو پھر یہ آیت نازل ہوئی۔

(سنن ترمذی رقم الحدیث: ۳۰۴۳، سنن کبری للنسائی ج ۶ رقم الحدیث: ۱۱۱۱۷)

عذر کی وجہ سے جہاد نہ کرنے والے مجاہدین کے برابر ہیں۔

اس آیت سے یہ مفہوم نکلتا ہے کہ جو مسلمان جہاد میں شامل ہونے کی نیت رکھتے ہوں لیکن جسمانی عذر کی وجہ سے شریک نہ ہو سکیں وہ اجر و ثواب میں مجاہدین کے برابر ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے بلاعذر جہاد میں شرکت نہ کرنے والوں کے متعلق فرمایا ہے وہ مجاہدوں کے برابر نہیں ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ عذر والے مجاہدین کے برابر ہیں اس کی تائید ان احادیث سے ہوتی ہے۔

امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ روایت کرتے ہیں: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ایک غزوہ میں فرمایا ہم مدینہ میں کچھ مسلمانوں کو چھوڑ آئے ہیں اور ہم نے جب بھی کسی گھاٹی یا وادی کو عبور کیا تو مدینہ کے کچھ مسلمان تمہارے ساتھ ہوتے تھے صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ تو مدینہ میں ہیں آپ نے فرمایا: وہ مدینہ میں ہیں آپ نے فرمایا: وہ مدینہ میں ہیں لیکن عذر کی وجہ سے نہیں جا سکے۔ (امام مسلم نے یہ حدیث اختصار کے ساتھ حضرت جابرؓ سے روایت کی ہے) (سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۲۷۶۵ ۲۷۶۴ صحیح مسلم رقم الحدیث: ۱۹۰۹ مسند احمد ج ۳ ص ۱۸۲۳۰۰)

غنی شاکر افضل ہے یا فقیر صابر

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے کی بھی فضیلت بیان کی ہے اس سے معلوم ہوا کہ جو مال دار لوگ اپنے مال کو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے دیگر فرائض اور واجبات کو بجالاتے ہیں اور جن کاموں سے شریعت میں منع کیا گیا ہے ان سے باز رہتے ہیں ان کو نفلی عبادت کرنے والوں پر فضیلت حاصل ہے کیونکہ وہ اپنے مال کو جہاد اسلام کی ترویج واشاعت اور دیگر نیکی کے کاموں میں صرف کرتے ہیں۔

اس مسئلہ میں بحث کی گئی ہے کہ غنی شاکر افضل ہوتا ہے یا فقیر صابر افضل ہوتا ہے بعض علماء نے اس آیت سے یہ استدلال کیا ہے کہ غنی شاکر افضل ہوتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے جو اللہ کی راہ میں مال خرچ کرتے ہیں ان کو فضیلت اور درجہ حاصل ہے نیز غنی کو قدرت حاصل ہوتی ہے اور فقیر عاجز ہوتا ہے اور قدرت عجز سے افضل ہے اور بعض نے کہا فقیر صابر افضل ہوتا ہے کیونکہ غنی شاکر کو اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے سے جو اجر ملتا ہے وہ دس گنا ہے سات سو گنا ہے یا چودہ سو گنا ہے اور بہر حال حد اور حساب سے ہے اور صبر کرنے والوں کو اللہ بے حساب اجر عطا فرماتا ہے۔

قرآن مجید میں ہے: (آیت) انما یوفی الصابرون اجرھم بغیر حساب ۔ (الزمر: ۱۰)

ترجمہ: صرف صبر کرنے والوں کو بے حساب اجر دیا جائے گا۔

اس سے معلوم ہوا کہ غنی شاکر سے صابر افضل ہے نیز غنی دنیا کی طلب میں رہتا ہے جب کہ فقیر دنیا کو ترک کرتا ہے اور دنیا کو طلب کرنے سے دنیا کو ترک کرنا افضل ہے اس سے بھی معلوم ہوا کہ فقیر صبر غنی شاکر سے افضل ہے۔

رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے عہد مبارک میں بھی یہ بحث رہتی تھی کہ فقیر صابر افضل ہے یا غنی شاکر افضل ہے اور ہر ایک اجر و ثواب میں دوسرے سے بڑھنے کی کوشش کرتا تھا۔

امام مسلم بن حجاج قشیری ۲۶۱ھ روایت کرتے ہیں: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ فقراء مہاجرین رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا مالدار لوگ تو بڑے بڑے درجات اور جنت کی نعمتیں لے گئے نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا وہ کیسے؟ انہوں نے عرض کیا جس طرح ہم نماز پڑتے ہیں وہ نماز پڑھتے ہیں اور جس طرح ہم روزے رکھتے ہیں وہ روزے رکھتے ہیں اور وہ صدقہ کرتے ہیں اور ہم صدقہ نہیں کر سکتے وہ غلام آزاد کرتے ہیں اور ہم آزاد نہیں کر سکتے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کیا میں تم کو ایسی چیز کی تعلیم نہ دوں جس سے تم ان سے بڑھ جاؤ گے جو تم پر سبقت کرتے ہیں

اور تم اپنے بعد والوں سے بھی بڑھ جاؤ گے؟ اور تم سے کوئی شخص افضل نہیں ہو سکے گا مگر وہ جو تمہاری طرح اس کام کو کرے فقراء مہاجرین نے کیوں نہیں! یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا تم ہر نماز کے بعد تینتیس تینتیس بار سبحان اللہ اللہ اکبر اور الحمد للہ کہو (دوسری روایت میں ہے سبحان اللہ الحمد للہ اور اللہ اکبر پڑھو) فقراء مہاجرین دوبارہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس آئے اور عرض کیا: ہمارے مالدار بھائیوں نے بھی اس کام کو سن لیا اور وہ بھی اس طرح کرنے لگے تب رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا یہ اللہ کا فضل ہے وہ جس کو چاہے عطا فرمائے۔ (صحیح مسلم رقم الحدیث: ۵۹۵)

اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ فقیر صابر سے غنی شاکر افضل ہے کیونکہ اس کو اپنی عبادات انجام دینے کا موقع ملتا ہے جو فقراء کی پہنچ میں نہیں ہوتیں یہ بھی واضح رہے کہ فقیر صابر سے مراد آج کل کے گداگر نہیں ہیں اور نہ غنی شاکر سے مراد آج کل کے سرمایہ دار ہیں بلکہ فقراء سے مراد ایسے فقراء ہیں جیسے فقراء مہاجرین تھے مثلاً حضرت بلال حضرت سلمان فارسی اور حضرت صہیب رومی وغیرہ اور اغنیاء سے مراد ایسے اغنیاء ہیں جیسے حضرت عثمان اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف وغیرہ تھے اور فقیر صابر سے مراد یہ نہیں ہے کہ وہ شاکر نہ ہو اور غنی شاکر سے مراد یہ نہیں ہے کہ وہ صابر نہ ہو بلکہ ہر دو کو جب کوئی نعمت ملے تو وہ اس پر اللہ کا شکر ادا کریں اور جب کوئی معصیت آئے تو وہ اس پر صبر کریں لیکن غنی کا غالب حال یہ ہے کہ اس شکر کرنے کے مواقع زیادہ ملتے ہیں اس لیے اس کو غنی شاکر سے تعبیر کرتے ہیں اور فقیر کا غالب اور شکر کرنا بھی عبادت ہے تاہم اگر اغنیاء کو یہ فضیلت حاصل ہے کہ ان کو ایسی عبادت کرنے کے زیادہ مواقع ملتے ہی جو فقراء کی دسترس میں نہیں ہیں تو فقراء کے لیے یہ فضیلت کچھ نہیں ہے کہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے جو زندگی گزاری ہے وہ عیش نعمت اور اغنیاء کی زندگی نہیں ہے وہ فقراء کی زندگی ہے اگر اغنیاء کو عبادت میں سبقت کی فضیلت حاصل ہے تو فقراء کو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی حیات اپنانے کی فضیلت حاصل ہے۔

امام مسلم بن حجاج قشیری ۲۶۱ھ روایت کرتے ہیں: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: قیامت کے دن اللہ عزوجل فرمائے گا اے ابن آدم میں بیمار ہوا تو نے میری عیادت نہیں کی! وہ کہے گا اے میرے رب میں تیری کیسے عیادت کرتا تو رب العلمین ہے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا تجھ کو علم نہیں کہ میرا فلاں بندہ بندہ بیمار تھا تو نے اس کی عیادت نہیں کی اگر تو اس کی عیادت کرتا تو مجھے اس کے پاس پاتا پھر فرمائے گا اے ابن آدم میں نے تجھ سے کھانا مانگا تو نے مجھے کھانا نہیں دیا وہ کہے گا: اے میرے رب! میں تجھے کیسے کھلاتا تو رب العلمین ہے اللہ تعالیٰ فرمائے گا میرے فلاں بندے نے تجھ سے کھانا مانگا تھا تو نے اس کو کھانا نہیں کھلایا اگر تو اس کو کھانا کھلاتا تو مجھے اس کے پاس پاتا پھر فرمائے گا اے ابن آدم! میں نے تجھ سے پانی مانگا تو نے مجھے پانی نہیں پلایا! وہ کہے گا اے میرے رب! میں تجھے کیسے پانی پلاتا تو رب العالمین ہے اللہ تعالیٰ فرمائے گا میرے فلاں بندہ نے تجھ سے پانی مانگا تو نے اس کو پانی نہیں پلایا اگر تو اس کو پانی پلاتا تو مجھے اس کے پاس پاتا۔ (صحیح مسلم رقم الحدیث: ۲۵۶۹)

فقراء کے لیے یہ کچھ کم اعزاز نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی بیماری کو اپنی بیماری اور ان کی بھوک اور پیاس کو اپنی بھوک اور پیاس فرماتا ہے اگر اغنیاء کو کثرت عبادت کی فضیلت حاصل ہے تو فقراء کے لیے یہ کم فضیلت نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے حال کو اپنا حال فرماتا ہے، ان کی بیماری کو اپنی بیماری اور ان کی بھوک اور پیاس کو اپنی بھوک اور پیاس فرماتا ہے۔

عذر کے سبب جہاد پر نہ جانے والوں سے متعلق احادیث وآثار کا بیان

(۱) ابن سعد وعبد بن حمید و بخاری و ترمذی و ابن جریر و ابن المنذر و ابن ابی حاتم و ابن الانباری نے مصاحف میں والبغوی نے اپنی معجم میں والبیہقی نے اپنی سنن میں براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ جب یہ آیت لایستوی القعدون من المؤمنین نازل ہوئی تو نبی نے فرمایا فلاں کو بلاؤ اور دوسرے لفظ میں یوں ہے زید کو بلاؤ وہ آئے اور ان کے ساتھ ایک دوات ایک تختی اور ایک کندھا تھا آپ نے فرمایا لفظ آیت لا یستوی القعدون من المؤمنین غیر اولی الضرر والمجھدون فی سبیل اللہ نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ابن ام کلثوم کو اپنا نائب بنایا انہوں نے عرض کیا رسول اللہ! میں نابینا ہوں تو اس کی جگہ یہ آیت نازل ہوئی۔ لفظ آیت لا یستوی القعدون من المؤمنین غیر اولی الضرر والمجھدون فی سبیل اللہ۔

معذورین پر جہاد فرض نہ ہونے کا بیان

(۲) ابن سعد و احمد وعبد بن حمید و بخاری ابوداؤد و ترمذی و ابن جریر و ابن المنذر و ابونعیم نے دلائل میں والبیہقی نے ابن شہاب رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے فرمایا کہ مجھ کو سہل بن سعد ساعدی نے بیان کیا کہ مروان بن حکم نے ان کو بتایا کہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے ان کو بتایا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے مجھ کو یہ لکھوایا لفظ آیت لا یستوی القعدون من المؤمنین غیر اولی الضرر والمجھدون فی سبیل اللہ ابن ام کلثوم آئے اور آپ مجھ لکھوا رہے تھے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں اگر جہاد کی طاقت رکھتا تو ضرور جہاد کرتا اور وہ نابینا تھے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اللہ پر وحی فرمائی اور آپ کی ران میری ران پر تھی اور مجھ پر اتنا بوجھ پڑھا یہاں تک کہ مجھے خوف ہوا کہ میری ران ٹوٹ نہ جائے پھر آپ سے یہ کیفیت دور ہوگئی تو اللہ تعالیٰ نے (یہ آیت) اتاری لا یستوی القعدون من المؤمنین غیر اولی الضرر والمجھدون فی سبیل اللہ آخری آیت تک۔ ابن ام کلثوم نے فرمایا اور وہ نابینا آدمی تھے جب انہوں نے مجاہدین کی فضیلت کو سنا تو کہا یا رسول اللہ صلی کس طرح ہوگا جو مومنین میں سے جہاد کی طاقت نہ رکھتا ہو۔ جب اس کی بات ختم ہوئی تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر (دوبارہ) سکینہ چھا گیا آپ کی ران میری ران پر واقع ہوگئی دوسری مرتبہ بھی میں نے اس کا بوجھ پہلی مرتبہ کی طرح پایا پھر یہ کیفیت رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے جاتی رہی تو آپ نے فرمایا: اے زید پڑھو تو میں نے پڑھا لفظ آیت لا یستوی القعدون من المؤمنین رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا یہ بھی لکھو غیر اولی الضرر اور زید نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس کو الگ نازل فرمایا میں نے اس آیت کے ساتھ ملا دیا اور قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے گویا میں اس کے الحاق کو مونڈھے کی ہڈی پر جہاں شگاف تھا دیکھ رہا ہوں۔

(۴) ابن فہر نے کتاب فضائل مالک میں و ابن عساکر نے عبد اللہ بن رافع رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ ہارون الرشید مدینہ منورہ میں آئے تو برمکی کو امام مالک کی طرف بھیجا اور ان سے (خلیفہ ہارون الرشید کی طرف سے پیغام دیتے ہوئے) کہا کہ میرے پاس وہ کتاب لے آئے جو آپ نے تصنیف کی ہے یہاں تک کہ آپ سے اس کو سن لوں امام ابن مالک نے برمکی سے کہا

میرا ان کوسلام کہہ دیجئے اور ان سے کہہ دیجئے کہ علم کی زیارت کی جاتی ہے علم زیارت کے لئے نہیں آتا اور علم کے پاس آیا جاتا ہے وہ خود چل نہیں آتا برمکی ہارون کے پاس واپس گئے اور ان سے کہا اے امیر المومنین اہل عراق کو یہ بات پہنچے گی کہ آپ نے مالک کو پیغام بھیجا مگر اس نے آپ کی مخالفت کی اس پر سختی کیجئے تاکہ وہ آپ کے پاس آجائے اچانک امام مالک (امیر المومنین کے پاس) داخل ہوئے اور ان کے ساتھ کتاب نہیں تھی اور آپ سلام کرنے کے لئے تشریف لائے تھے اور فرمایا اے امیر المومنین! اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ مقام آپ کے علم کی وجہ سے عطا فرمایا ہے آپ ان لوگوں میں سے پہلے فرد نہ بنیں جو کہ علم کو گرائے جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ بھی آپ کو گرا دے میں نے ایسے لوگوں کو دیکھا ہے جو حسب ونسب سے تعلق نہیں رکھتے وہ علم کی تعظیم کرتے ہیں تم اس کے زیادہ مستحق ہو کہ تم حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے عطا کردہ غلام کی عزت کرو امام مالک لگا تار ایسی باتیں کرتے رہے اور یہاں تک کہ ہارون رو پڑے پھر فرمایا فرمایا مجھے زہری نے خبر دی خارجہ ابن زید کی طرف سے کہ زید بن ثابت نے فرمایا میں نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے سامنے ہڈی پر آیت لکھ رہا تھا۔ لفظ آیت لا یستوی القعدون من المؤمنین غیر اولی الضرر والمجھدون وابن ام مکتوم جو نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس بیٹھے تھے۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے جہاد کی فضیلت میں نازل فرمایا اور میں نابینا آدمی ہوں کیا میرے لئے رخصت ہے؟ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا میں نہیں جانتا زید بن ثابت نے فرمایا میرا قلم (ابھی) خشک نہیں ہوا کہ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی غشی طاری ہوگئی اور آپ کی ران میری ران پر واقع ہوئی یہاں تک کہ قریب تھا کہ وحی کے بوجھ سے ٹوٹ جاتی پھر یہ کیفیت دور ہوئی تو آپ نے مجھ سے فرمایا اے زید لکھو لفظ آیت غیر اولی الضرر پس اے امیر المومنین! اس ایک حرف کے لئے جبرئیل اور فرشتے پچاس ہزار سال کے سفر سے بھیجے گئے تاکہ وہ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) تک اسے پہنچائیں کیا مجھے یہ لائق نہیں کہ میں اس کی تعظیم کروں؟

(۵) ترمذی (نے اس کو حسن کہا) ونسائی وابن جریر وابن المنذر والبیہقی نے اپنی سنن میں مقسم کے طریق سے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ (یہ آیت) لا یستوی القعدون من المؤمنین غیر اولی الضرر غزدہ بدر میں شریک نہ ہونے والوں اور شریک ہونے والوں کے بارے میں نازل ہوئی جب غزوہ بدر ہوا تو عبداللہ بن جحش اور ابن مکتوم رضی اللہ عنہ دونوں نے کہا کہ یا رسول اللہ! ہم دونوں نے کہا یا رسول اللہ! ہم دونوں نابینا ہیں کیا ہمارے لئے رخصت ہے؟ تو (یہ آیت) نازل ہوئی لفظ آیت لا یستوی القعدون من المؤمنین غیر اولی الضرر اور اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کو قاعدین پر ایک درجہ فضیلت عطا فرمائی۔ اور بیٹھنے والے بغیر عذر والے تھے (پھر فرمایا) لفظ آیت وفضل اللہ المجھدین علی القعدین اجرا عظیما یعنی مجاہدوں نے معذوروں کے علاوہ گھر میں بیٹھے رہنے والوں پر کئی درجے فضیلت دی ہے۔

(۶) عبدالرزاق وعبد بن حمید وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم مقسم کے طریق سے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ لایستوی القعدون من المؤمنین کہ یہ آیت غزدہ بدر میں شریک ہونے والوں اور شریک نہ ہونے والوں میں نازل ہوئی۔

(۷) ابن جریر وطبرانی نے الکبیر میں اپنی سند کے ساتھ جس کے رجال ثقہ ہیں زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ جب (یہ آیت) لا یستوی القعدون من المؤمنین غیر اولی الضرر والمجھدون فی سبیل اللہ نازل ہوئی تو ابن ام مکتوم

آئے اور عرض کیا یارسول اللہ! کیا میرے لئے رخصت ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں انہوں نے کہا اے اللہ! میں نابینا ہوں میرے لئے رخصت فرمایئے؟ تو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا غیر اولی الضرر تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اس کو لکھنے کا حکم فرمایا۔

(۸) عبد بن حمید والبزار وابویعلی وابن حبان وطبرانی نے فلتان بن عاصم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ ہم نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس تھے کہ ان پر یہ آیت نازل ہوئی۔ اور جب آپ پر وحی نازل ہوئی تو آپ کی نظر ایک جگہ ٹھہر جاتی اور آنکھیں کھلی ہوئیں اور آپ کے کان اور آپ کا دل (اس کے سننے کے لئے) خالی ہوجاتے جب یہ امر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا تو ہم آپ سے پہچان لیتے (کہ آپ کے پاس وحی آرہی ہے) تو آپ نے کاتب سے فرمایا کہ لفظ آیت لا یستوی القعدون من المؤمنین غیر اولی الضرر والمجھدون فی سبیل اللہ تو ایک نابینا کھڑا ہوگیا اور کہا یارسول اللہ! ہمارا کیا گناہ ہے تو اللہ تعالیٰ نے پھر وحی فرمائی۔ اور ہم نے نابینا سے کہا کہ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) پر وحی نازل ہورہی ہے۔ وہ ڈرا کہ میرے معاملے میں پتہ نہیں کون سی چیز نازل ہوگی وہ کھڑا رہا اور کہتا رہا میں پناہ مانگتا ہوں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے غضب سے آپ نے کاتب سے فرمایا لکھو غیر اولی الضرر۔

(۹) ابن جریر نے عوفی کے طریق سے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ (جب یہ آیت نازل ہوئی) لا یستوی القعدون من المؤمنین غیر اولی الضرر والمجھدون فی سبیل اللہ تو عبداللہ بن ام مکتوم نابینا نے اس کو سنا تو وہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس آئے اور عرض کیا یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے جہاد کے بارے میں نازل فرمایا میں نے جان لیا اور میں نابینا آدمی ہوں جہاد نہیں کرسکتا میرے لئے اللہ کی طرف سے رخصت ہے اگر میں جہاد میں شرکت نہ کروں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا تیرے بارے میں مجھے کوئی حکم نہیں ملا۔ میں نہیں جانتا کہ تیرے اور تیرے ساتھیوں کے بارے میں رخصت ہوگی یا نہیں ابن ام مکتوم نے کہا اے اللہ! میں آپ کو اپنی آنکھ کا واسطہ دیتا ہوں تو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا لفظ آیت لا یستوی القعدون من المؤمنین غیر اولی الضرر۔

(۱۰) عبد بن حمید وطبرانی وبیہقی نے ابونضرہ کے طریق سے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے بارے میں روایت کیا کہ یہ ان لوگوں کے بارے میں ہوئی کہ جن کو امراج اور دوروں نے جہاد سے روک دیا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کے عذر کو آسمان سے نازل فرمایا۔

(۱۱) سعید بن منصور وعبد بن حمید نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ یہ آیت ابن ام مکتوم کے بارے میں نازل ہوئی یعنی غیر اولی الضرر اور میں مسلمانوں کو بعض جگہوں میں دیکھا کہ ان کے اس جھنڈا ہوتا تھا۔

(۱۲) سعید بن منصور وعبد بن حمید وابن جریر نے عبداللہ بن شداد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ جب یہ آیت لا یستوی القعدون من المؤمنین نازل ہوئی تو ابن ام مکتوم نے کھڑے ہوکر عرض کیا یارسول اللہ! میں نابینا ہوں جیسا کہ آپ دیکھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے غیر اولی الضرر کو نازل فرمایا۔

(۱۳) عبد بن حمید نے قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ ہم کو یہ بات ذکر کی گئی کہ یہ آیت جب نازل ہوئی تو عبداللہ بن ام

مکتوم نے کہا اے اللہ کے نبی! میرا عذر ہے (اس کا کیا بنے گا) اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا لفظ آیت غیر اولی الضرر۔

(۱۴) ابن جریر نے سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ یہ آیت لا یستوی القعدون من المؤمنین غیر اولی الضرر والمجھدون فی سبیل اللہ نازل ہوئی تو نابینا آدمی نے کہا اے اللہ کے نبی! میں جہاد کو محبوب رکھتا ہوں لیکن میں جہاد کرنے کی طاقت نہیں رکھتا تو یہ نازل ہوا غیر اولی الضرر۔

(۱۵) ابن جریر نے سدی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو ابن ام مکتوم نے فرمایا یا رسول اللہ میں نابینا ہوں جہاد کی طاقت نہیں رکھتا تو اس بارے میں اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا غیر اولی الضرر۔

(۱۶) ابن سعد و عبد بن حمید و ابن جریر نے زیاد بن فیاض کے طریق سے ابو عبد الرحمن رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ جب یہ آیت لا یستوی القعدون نازل ہوئی تو عبد اللہ بن ام مکتوم نے فرمایا اے میرے رب! میں تو آزمائش میں ڈالا گیا ہوں اب میں کیا کرو؟ تو یہ نازل ہوا غیر اولی الضرر۔

(۱۷) ابن سعد و ابن المنذر نے ثابت کے طریق سے عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ جب یہ آیت لا یستوی القعدون من المؤمنین غیر اولی الضرر والمجھدون فی سبیل اللہ نازل ہوئی تو ابن ام مکتوم نے کہا اے میرے رب میرا عذر اے میرے رب میرے عذر کا کیا بنے گا تو یہ آیت نازل ہوئی غیر اولی الضرر تو ان کو درمیان میں رکھ دیا گیا اس کے بعد وہ جنت میں شریک ہوئے تھے اور کہتے تھے کہ مجھ کو جھنڈا دے دو اور مجھ کو کھڑا کر دو صفوں کے درمیان میں ہرگز نہیں بھاگوں گا۔

(۱۸) ابن المنذر نے قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ چار آیات ابن مکتوم کے بارے میں نازل ہوئی یعنی لفظ آیت لا یستوی القعدون من المؤمنین غیر اولی الضرر اور ان کے بارے میں نازل ہوا لیس علی الاعمی حرج (النور آیت ۶۱) ان کے بارے میں نازل ہوا فانھا لا تعمی الابصار (الحج آیت ۱۶) اور ان کے بارے میں نازل ہوا عبس وتولی نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ان کو بلایا اور ان کو اپنے قریب کر کے فرمایا کہ تو وہ ہے کہ تیرے بارے میں مجھے میرے رب نے عتاب فرمایا۔

(۱۹) ابن ابی حاتم نے سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ سے اس آیت کے بارے میں روایت کیا کہ گھر میں بیٹھے والا دشمن کے مقابلہ میں مجاہد کے درجہ کے برابر نہیں وکلا اور سب یعنی المجاہد اور قائد معذور (اور) فرمایا وفضل اللہ المجھدین علی القعدین کہ وہ لوگ جن کا کوئی عذر نہیں تھا اجرا عظیما (۹۵) درجت یعنی فضائل میں وکان اللہ غفورا رحیما یعنی ان درجوں کی فضیلت۔

(۲۰) ابن جریر و ابن المنذر و ابن ابی حاتم نے علی کے طریق سے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ غیر اولی الضرر سے عذر والے مراد ہیں۔

(۲۱) ابن جریر و ابن المنذر و ابن ابی حاتم نے ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ فضل اللہ المجھدین

بامو الهم وانفسهم على القعدين درجة یعنی عذروالوں پر مجاہدین کو فضیلت عطا فرمائی۔

(۲۲) عبد بن حمید و ابن جریر و ابن المنذر نے قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا کہ وكلا وعد الله الحسنى یعنی جنت اور اللہ تعالیٰ ہر فضل والے کو اپنا فضل عطا فرماتے ہیں۔

(۲۳) ابن جریر نے ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ لفظ آیت وفضل الله المجهدين على القعدين اجرا عظيما. درجت منه ومغفرة ورحمة یعنی اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کو ان مومنوں پر فضیلت دی ہے جو گھروں میں بیٹھے رہتے ہیں لفظ آیت غير اولى الضرر یعنی جو معذور نہ ہوں۔

(۲۴) ابن جریر و ابن المنذر و ابن ابی حاتم نے قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے درجت منہ ومغفرۃ ورحمۃ کے بارے میں روایت کیا کہ کہا جاتا ہے اسلام ایک درجہ ہے اور ہجرت ایک درجہ ہے اسلام میں اور جہاد ہجرت میں ایک درجہ ہے اور جہاد میں (دشمن کو) قتل کرنا ایک درجہ ہے۔

(۲۵) ابن جریر نے ابن وھب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ میں نے ابن زید رحمۃ اللہ علیہ سے اللہ تعالیٰ کے اس قول وفضل الله المجهدين على القعدين اجرا عظيما (۹۵) درجت منہ کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا درجات سات ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے سورۃ براۃ میں ذکر فرمایا یعنی ما كان لاهل المدينة ومن حولهم من الاعراب ان يتخلفوا عن رسول الله ولا يرغبوا بانفسهم عن نفسه ذلك بانهم لا يصيبهم ظما ولا نصب ان کو انہوں نے پڑھا اور یہاں تک کہ پہنچے احسن ما كانوا يعملون پوچھا کیا یہ سات درجات ہیں؟ یہ پہلی چیز تھی جہاد کا درجہ مجمل تھا وہ شخص جس نے جہاد کیا اپنے مال کے ساتھ اس کا اس آیت میں ذکر ہے۔ جب یہ درجات فضیلت کے ساتھ آئے تو ان سے اسے خارج کر دیا گیا ان میں سے اس کا حصہ نفقہ رہ گیا پھر اس آیت میں ذکر ہے۔ جب یہ درجات فضیلت کے ساتھ آئے تو ان سے اسے خارج کر دیا گیا ان میں سے اس کا حصہ نفقہ رہ گیا پھر یہ آیت تلاوت کی لا يصيبهم ظما ولا نصب اور فرمایا کہ صاحب نفقہ کے لئے نہیں ہے پھر یہ پڑھا وما انفقتم من نفقة اور فرمایا یہ قائد کا نفقہ ہے۔

(۲۶) عبد بن حمید، و ابن جریر و ابن المنذر و ابن ابی حاتم نے ابن محیریز رحمۃ اللہ علیہ سے اللہ تعالیٰ کے اس قول وفضل الله المجهدين على القعدين اجرا عظيما (۹۵) درجت کے بارے میں روایت کیا کہ درجات میں ستر درجے ہیں اور دو درجوں کے درمیان گھوڑے کے ستر سال کے دوڑنے کا فاصل ہے۔

(۲۷) عبدالرزاق نے مصنف میں ابو مجلز رحمۃ اللہ علیہ سے اللہ تعالیٰ کے اس قول وفضل الله المجهدين على القعدين اجرا عظيما (۹۵) درجت کے بارے میں روایت کیا کہ درجات میں ستر درجے ہیں اور دو درجوں کے درمیان گھوڑے کے ستر سال کے دوڑنے کا فاصلہ ہے۔

شہید کے لئے چھ بھلائیاں ہیں

(۲۸) ابن المنذر نے قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ درجت منہ ومغفرۃ ورحمۃ کے بارے میں روایت کیا کہ ہم کو یہ

ذکر کیا گیا کہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ کے راستے میں مقتول کے لئے چھ بھلائیاں ہیں خون کا پہلا قطرہ گرتے ہی اس کے تمام گناہوں کو مٹا دیا جاتا ہے اور اس کو ایمان کا جوڑا پہنایا جاتا ہے۔ پھر عذاب سے محفوظ کیا جاتا ہے پھر بڑی گھبراہٹ سے امن دیا جاتا ہے پھر جنت میں ٹھہرایا جاتا ہے پھر حورعین سے اس کی شادی کی جاتی ہے۔

(۲۹) بخاری و بیہقی نے الاسماء والصفات میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا جنت میں سو درجے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کے لئے تیار فرمایا ہے دو درجوں کے درمیان آسمان و زمین کا فاصلہ ہے جب تم اللہ تعالیٰ سے سوال کرو تو اس سے جنت الفردوس کا سوال کرو کیونکہ وہ سب سے بہترین اور اونچی جنت ہے اور اس کے اوپر رحمٰن کا عرش ہے اور اسی سے جنت کی نہریں نکلتی ہیں۔

(۳۰) عبد بن حمید و ابن ابی حاتم نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا جنت میں سو درجے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے ان مجاہدین کے لئے تیار کیا ہے جو اس کے راستے میں جہاد کرتے ہیں ہر دو درجوں کے درمیان آسمان زمین کا فاصلہ ہے۔

(۳۱) مسلم، ابوداؤد و نسائی اور حاکم نے ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا جو شخص راضی ہو اللہ کے رب ہونے پر اسلام کے دین ہونے پر اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے رسول ہونے پر اس کے لئے جنت واجب ہوگئی ابو سعید نے تعجب فرمایا اور عرض کیا یا رسول اللہ! مجھ کو دوبارہ بتائیے تو آپ نے ان کو دوبارہ بتایا پھر فرمایا ایک اور عمل بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ بندہ کے سو درجے جنت کے بلند کر دے گا اور دو درجوں کے درمیان آسمان و زمین کا فاصلہ ہے انہوں نے پوچھا یا رسول اللہ! وہ کیا ہے آپ نے فرمایا اللہ کے راستے میں جہاد کرنا۔

(۳۲) ابن ابی حاتم و ابن مردویہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا جس کو ایک تیر اللہ کے راستہ میں پہنچا اس کے لئے درجہ ہے ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ! درجہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا خبردار یہ تیر ماں کی چوکھٹ نہیں ہے بلکہ دو درجوں کے درمیان سو سال کا سفر ہے۔

(۳۳) ابن ابی حاتم و ابن مردویہ نے عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا جنت میں سو درجے ہیں ہر دو درجوں کے درمیان آسمان و زمین کا فاصلہ ہے۔

(۳۴) ابن ابی حاتم نے یزید بن ابو مالک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ کہا جاتا تھا جنت میں دو سو درجے ہیں ہر دو درجوں کے درمیان زمین و آسمان کا فاصلہ ہے اس میں یاقوت ہیں، گھوڑے ہیں، ہر درجہ میں ایک امیر ہوگا وہ دیکھتے ہیں جس کی فضیلت اور سرداری کو لوگ دیکھیں گے۔ (تفسیر درمنثور، سورہ نساء، ۹۵، لاہور)

بَاب الرُّخْصَةِ فِي التَّخَلُّفِ لِمَنْ لَهُ وَالِدَانِ ۔

یہ باب ہے کہ جس شخص کے والدین موجود ہوں اس کے لیے جنگ میں شریک نہ ہونے کی اجازت

3103 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ سُفْيَانَ وَشُعْبَةَ قَالَا حَدَّثَنَا حَبِيْبُ بْنُ اَبِي ثَابِتٍ

عَنْ اَبِي الْعَبَّاسِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ جَآءَ رَجُلٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَاْذِنُهٗ فِي الْجِهَادِ فَقَالَ "اَحَيٌّ وَّالِدَاكَ" . قَالَ نَعَمْ . قَالَ "فَفِيْهِمَا فَجَاهِدْ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جہاد میں شرکت کی اجازت لے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: کیا تمہارے ماں باپ زندہ ہیں؟ اس نے عرض کی: جی ہاں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر تم ان کی اچھی طرح سے خدمت کرو۔

اللہ تعالیٰ کی عبادت کے متصل ماں باپ کی اطاعت کا حکم دینے کی توجیہ

اللہ تعالیٰ نے پہلے اپنی عبادت کا حکم دیا پھر اس کے بعد متصل ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنے کا حکم دیا، اللہ تعالیٰ کی عبادت اور ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنے کے حکم میں حسب ذیل حکمتیں ہیں۔

ا۔ انسان کے وجود کا حقیقی سبب اللہ تعالیٰ کی تخلیق اور اس کی ایجاد ہے اور اس کا ظاہری سبب اس کے ماں باپ ہیں، اس لیے اللہ تعالیٰ نے پہلے سبب حقیقی ای کی تعظیم کا حکم دیا اور اس کے متصل بعد سبب ظاہری کی تعظیم کا حکم دیا۔

۲۔ اللہ تعالیٰ قدیم موجد ہے اور ماں باپ حادث موجود ہیں اس لیے قدیم موجد کے متعلق حکم دیا کہ اس کی عبودیت کے ساتھ تعظیم کی جائے اور ماں باپ حادث موجد ہیں اس لیے ان کے متعلق حکم دیا کہ ان کی شفقت کے ساتھ تعظیم کی جائے۔

۳۔ منعم کا شکر کرنا واجب ہے، منعم حقیقی اللہ تعالیٰ ہے سو اس کی عبادت کرنے کا حکم دیا، اور مخلوق میں سے اگر کوئی اس کے لیے منعم ہے تو وہ اس کے ماں باپ ہیں سو ان کا شکر کرنا بھی واجب ہے کیونکہ حدیث میں ہے۔

حضرت ابوسعید خدری بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے لوگوں کا شکر ادا نہیں کیا اس نے اللہ کا شکر ادا نہیں کیا۔ (سنن الترمذی رقم الحدیث: ۱۹۵۵، مسند احمد ج ۲ ص ۲۵۸، المعجم الکبیر رقم الحدیث: ۲۵۰۱، شرح السنہ ج ۷ ص ۲۶۱، مسند ابویعلی رقم الحدیث: ۲۱۲۲، المعجم الاوسط رقم الحدیث: ۳۶۰۶، مشکوٰۃ رقم الحدیث: ۳۰۲۵، کنز العمال رقم الحدیث: ۶۴۴۳)

اور مخلوق میں جتنی نعمتیں اور احسانات ماں باپ کے اولاد پر ہیں اتنی نعمتیں اور احسانات اور کسی کے نہیں ہیں، کیونکہ بچہ ماں باپ کے جسم کا ایک حصہ ہوتا ہے۔ حضرت مسور بن مخرمہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فاطمة بضعة منی ۔ (صحیح البخاری، رقم الحدیث: ۳۷۱۴، سنن ابوداؤد، رقم الحدیث: ۲۰۷۱، سنن الترمذی رقم الحدیث: ۳۸۶۷) فاطمہ میرے جسم کا ٹکڑا ہے۔ ماں باپ کی بچہ پر بہت زیادہ شفقت ہوتی ہے، بچہ کو ضرر سے دور رکھنا اور اس کی طرف خیر کو پہنچانا ان کا فطری اور طبعی وصف ہے۔ وہ خود تکلیف اٹھالیتے ہیں بچہ کو تکلیف نہیں پہنچنے دیتے اور ان کو جو خیر بھی حاصل ہو وہ چاہتے ہیں کہ یہ خیر ان کے بچے کو پہنچ جائے۔ جس وقت انسان انتہائی کمزور اور انتہائی عاجز ہوتا ہے اور وہ سانس لینے کے سوا کچھ نہیں کرسکتا اور وہ اپنے چہرے سے مکھی بھی نہیں اڑا

3103-اخرجه البخاري في الجهاد، باب الجهاد باذن الابوين (الحديث 3004)، و في الادب، باب لا يجاهد الا باذن الابوين (الحديث 5972) . و اخرجه مسلم في البر و الصلة و الاداب، باب بر الوالدين و انهما احق به (الحديث 5 و 6) . و اخرجه ابو داؤد في الجهاد، باب في الرجل يغزو و ابواه كارهان (الحديث 2529) . و اخرجه الترمذي في الجهاد، باب ما جاء فيمن خرج في الغزو و ترك ابويه (الحديث 1671) . تحفة الاشراف (8634) .

سکتا، اس وقت اس کی تمام ضروریات کے کفیل اس کے ماں باپ ہوتے ہیں۔ پس واضح ہوگیا کہ انسان پر جتنی نعمتیں اور جتنے احسانات اس کے ماں باپ کے ہیں اتنی نعمتیں اور اتنے احسانات اور کسی کے نہیں ہیں۔ اس سے معلوم ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے شکر کے بعد انسان پر اگر کسی کی نعمتوں اور احسانات کے شکر کا حق ہے تو وہ اس کے ماں باپ کا ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کا حکم دینے کے بعد ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنے کا حکم دیا۔ اللہ تعالیٰ انسان کا حقیقی مربی ہے اور ظاہری طور پر اس کے ماں باپ اس کے مربی ہیں، جس طرح اللہ تعالیٰ انسانوں کی برائیوں کے باوجود اس سے اپنی نعمتوں کا سلسلہ منقطع نہیں کرتا اسی طرح اس کے ماں باپ بھی اس کی غلط کاریوں اور نالائقیوں کے باوجود اس پر اپنے احسانات کو کم نہیں کرتے، جس طرح اللہ تعالیٰ اپنے انعامات کا بندے سے کوئی عوض طلب نہیں کرتا، اسی طرح ماں باپ بھی اولاد پر اپنے احسانات کا عوض طلب نہیں کرتے، جس طرح اللہ تعالیٰ بندوں کو غلط راستوں میں بھٹکنے اور برائیوں سے بچانے کے لیے ان کو سرزنش کرتا ہے اسی طرح ماں باپ بھی بری راہوں سے بچانے کے لیے سرزنش کرتے ہیں۔ ان وجوہ کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کا حکم دینے کے بعد ماں باپ کے ساتھ احسان کرنے کا حکم دیا ہے۔

ماں باپ کے حصول لذت کے نتیجہ میں اولاد ہوئی پھر ان کا کیا احسان ہے؟

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ ماں باپ نے اپنے فطری تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے یا حصول لذت کے لیے ایک عمل کیا جس کے نتیجہ میں اولاد پیدا ہوگئی اور اس کی پرورش کا بار ان پر پڑ گیا تو ماں باپ کا اولاد پر کون سا احسان ہوا اس کا جواب یہ ہے کہ اگر ان کا مقصود صرف حصول لذت ہوتو وہ جنسی عمل کرنے کے بعد عزل کر لیتے تاکہ استقرار حمل نہ ہوتا اور اب تو خاندانی منصوبہ بندی نے بہت سارے طریقے بتا دیے ہیں جن کے ذریعہ ماں باپ اپنی خواہش پوری کر سکتے ہیں، اور ان کو اولاد کے جھنجھٹ میں مبتلا نہیں ہونا پڑے گا، لیکن جب انہوں نے ضبط تولید کے کسی طریقہ پر عمل نہیں کیا تو اس سے معلوم ہوا کہ ان کا مقصود صرف حصول لذت نہیں تھا بلکہ حصول اولاد تھا اور اس مقصد کے لیے ان کے والد نے کسب معاش کے لیے اپنی طاقت سے بڑھ کر کام کیا، دہری، تہری ملازمتیں کیں، اور اپنی اولاد کے کھانے پینے، لباس دواؤں اور دیگر ضروریات زندگی کا خرچ اٹھانے کے لیے اپنی بساط سے بڑھ کر جدوجہد کی۔ اولاد کی ضروریات کو اپنی ضروریات پر ترجیح دی، وہ خود چاہے بھوکے رہ جائیں، خواہ ان کے لیے دوا نہ ہو لیکن اولاد کے لیے ان کی خواہش ہوتی ہے کہ ان کو وقت پر کھانا اور وقت پر دوا مل جائے، باپ خواہ ان پڑھ ہو لیکن وہ چاہتا ہے کہ اس کی اولاد اعلیٰ تعلیم حاصل کرے، اور ماں کے اولاد پر جس قدر احسانات ہیں وہ بے حد وحساب ہیں، اگر اس کا مقصد صرف فطری تقاضا پورا کرنا ہوتا اور حصول لذت ہوتا تو وہ استقرار حمل سے پہلے اسقاط کرا سکتی تھی، وہ ایام حمل اور وضع حمل کی تکلیفیں نہ اٹھاتی، پھر وہ دو سال تک بچہ کو دودھ پلاتی ہے اس کے بول و براز کو صاف کرتی ہے، اس کے بستر کو صاف رکھتی ہے، اس کا گوہ موت اٹھاتے ہوئے اس کو کوئی گھن نہیں آتی، کوئی کراہت محسوس نہیں ہوتی، راتوں کو اٹھ اٹھ کر اس کو دودھ پلاتی ہے، خود گیلے بستر پر لیٹ کر اس کو سوکھے بستر پر سلاتی ہے، اور یوں بالغ ہونے تک اس کی پرورش کرتی رہتی ہے۔ اگر گھر میں کھانا کم ہو تو خود بھوکی رہتی ہے اور بچوں کو کھلا دیتی ہے۔ غرض ماں کے اولاد پر اتنے احسانات ہیں جن کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا اور ماں باپ جو اولاد کی خدمت کرتے ہیں یہ بالکل

بے غرض اور بے لوث ہوتی ہے یہ نہ کہا جائے کہ وہ اس لیے بچہ کی پرورش کرتے ہیں کہ وہ بڑے ہو کر ان کا سہارا اور دست و بازو بنے گا، کیونکہ لڑکے کے متعلق تو یہ امید کی جاسکتی ہے، لڑکی کو تو اس کی شادی سے پہلے بھی پالنا پڑتا ہے اور شادی کے بعد بھی پالنا پڑتا ہے اور رہا لڑکا تو ان کو یہ معلوم نہیں ہوتا ہے کہ یہ جوانی کی عمر تک پہنچے گا بھی یا نہیں، کسی کام کے لائق بنے گا یا نہیں، پھر پڑھا لکھا کر کسی کام کے لائق تو ماں باپ بناتے ہیں اور یہ چیز ان کے مشاہدہ میں ہوتی ہے کہ شادی کے بعد عموماً لڑکے اپنی بیویوں کے کہنے پر چلتے ہیں اور ماں باپ کو کوئی حیثیت نہیں دیتے، وہ بھول جاتے ہیں کہ ماں باپ نے ان کو کس طرح پالا پوسا تھا اور کس طرح اس مقام تک پہنچایا تھا، یہ سب ماں باپ کے پیش نظر ہوتا ہے، اس کے باوجود وہ اولاد کی بے غرضی اور بے لوث خدمت اور پرورش کرتے ہیں، جس طرح اللہ تعالیٰ انسان کی بے غرض پرورش کرتا ہے اسی طرح ماں باپ اولاد کی بے لوث پرورش کرتے ہیں، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کا حکم دینے کے بعد اس کے متصل ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنے کا حکم دیا ہے۔ فرمایا:

ماں باپ کے حقوق کے متعلق قرآن مجید کی آیات

وقضى ربك الا تعبدوا الا اياه وبالوالدين احسانا. (بنی اسرائیل:۲۳) اور آپ کا رب حکم دے چکا ہے کہ تم اس کے سوا اور کسی کی عبادت نہ کرنا، اور ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنا۔

ووصينا الانسان بوالديه، حملته امه وهنا على وهن وفصاله فى عامين ان اشكرلى ولوالديك الى المصير. (لقمان:۱۴) اور ہم نے انسان کو اس کے والدین کے ساتھ (نیک سلوک کی) وصیت کی، اس کی ماں نے دکھ پر دکھ اٹھا کر اس کو حمل میں رکھا اور اس کا دودھ چھڑانا دو سال میں ہے (ہم نے یہ وصیت کی کہ) میرا اور اپنے والدین کا شکر ادا کرو، تم سب نے میری ہی طرف لوٹنا ہے۔

ووصينا الانسان بوالديه احسانا، حملته امه كرها ووضعته كرها. (الاحقاف:۱۵) اور ہم نے انسان کو اس کے والدین کے ساتھ نیک سلوک کرنے کا حکم دیا ہے، اس کی ماں نے دکھ جھیل کر اس کو پیٹ میں رکھا اور دکھ برداشت کر کے اس کو جنا۔

واذ اخذنا ميثاق بنى اسرائيل لا تعبدون الا الله، وبالوالدين احسانا. (البقرہ:۸۳) اور جب ہم نے بنی اسرائیل سے پکا وعدہ لیا کہ تم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا اور ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنا۔

يسئلونك ما ذا ينفقون، قل ما انفقتم من خير فللوالدين والاقربين واليتمى والمسكين وابن السبيل. (البقرہ:۲۱۵) وہ آپ سے پوچھتے ہیں کہ وہ کیا خرچ کریں؟ آپ کہیے کہ تم جو بھی پاک مال خرچ کرو وہ والدین کے لیے اور رشتہ داروں کے لیے اور یتیموں کے لیے اور مسکینوں اور مسافروں کے لیے (خرچ کرو)۔

ماں باپ کے حقوق کے متعلق احادیث کا بیان

حضرت عبداللہ بن مسعود بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب عمل کون سا ہے؟ آپ نے فرمایا نماز کو اپنے وقت پر پڑھنا، میں نے پوچھا پھر کون سا عمل ہے؟ آپ نے فرمایا ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنا، میں نے پوچھا پھر کون سا ہے؟ آپ نے فرمایا اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔ حضرت ابن مسعود نے کہا آپ نے مجھے یہ

احکام بیان فرمائے اگر میں اور پوچھتا تو آپ اور بتا دیتے۔

(صحیح البخاری، رقم الحدیث: ۵۲۷، صحیح مسلم، رقم الحدیث: ۸۵، سنن الترمذی، رقم الحدیث: ۱۷۳، سنن النسائی، رقم الحدیث: ۶۱۰)

اس حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے بعد ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنے کا حکم دیا ہے اور اس کو جہاد پر مقدم کیا ہے۔

ماں باپ کی خدمت اور ان کی اطاعت کا یہ تقاضا ہے کہ نہ براہ راست ان کی گستاخی کرے اور نہ کوئی ایسا کام کرے جو ان کی گستاخی کا موجب ہو۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمام کبیرہ گناہوں میں سے بڑا کبیرہ گناہ ہے کہ انسان اپنے والدین کو گالی دے، یا لعنت کرے۔ کہا گیا یا رسول اللہ کوئی شخص اپنے ماں باپ پر کیسے لعنت کرے گا، فرمایا ایک شخص دوسرے شخص کے ماں باپ کو گالی دے گا تو وہ دوسرا شخص اس کے ماں باپ کو گالی دے گا۔

(صحیح البخاری، رقم الحدیث: ۵۹۷۳، صحیح مسلم، رقم الحدیث: ۹۰، سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۵۱۴۱، سنن الترمذی رقم الحدیث: ۱۹۰۲)

اغراض صحیحہ اور جائز کاموں میں ماں باپ کی نافرمانی کرنا حرام ہے اور جائز کاموں میں ان کی اطاعت کرنا واجب ہے۔ جبکہ ان کا حکم کسی معصیت کو مستلزم نہ ہو۔

حضرت ابوبکرہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار فرمایا: کیا میں تم کو سب سے بڑے کبیرہ گناہ کے متعلق نہ بتاؤں۔ صحابہ نے کہا کیوں نہیں یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا اللہ کا شریک بنانا اور ماں باپ کی نافرمانی کرنا، آپ سہارے سے بیٹھے ہوئے تھے، آپ نے فرمایا اور جھوٹی بات کہنا، اس کا آپ نے تین بار تکرار فرمایا۔

(صحیح البخاری، رقم الحدیث: ۲۶۵۴، صحیح مسلم، رقم الحدیث: ۸۷، سنن الترمذی، رقم الحدیث: ۱۹۰۱)

ماں باپ کی اطاعت کا یہ بھی تقاضا ہے کہ اگر اس کا باپ اس کو یہ حکم دے کہ اپنی بیوی کو طلاق دے دو تو اس پر بیوی کو طلاق دینا واجب ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر بیان کرتے ہیں کہ میرے نکاح میں ایک عورت تھی جس سے میں محبت کرتا تھا، اور میرے والد اس کو ناپسند کرتے تھے، انہوں نے مجھے حکم دیا کہ اس کو طلاق دے دو میں نے انکار کر دیا، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا آپ نے فرمایا: اے عبداللہ بن عمر! اپنی بیوی کو طلاق دے دو۔

(سنن الترمذی، رقم الحدیث: ۱۱۸۹، سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۵۱۳۸، سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث: ۲۰۸۸، اس حدیث کی سند صحیح ہے)

ماں اور باپ دونوں کی اطاعت واجب ہے لیکن ماں کی اطاعت کا حق چار میں سے تین حصہ ہے اور باپ کی اطاعت کا حق ایک حصہ ہے۔ حضرت ابو ہریرہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ! لوگوں میں میرے نیک سلوک کا سب سے زیادہ کون مستحق ہے؟ آپ نے فرمایا تمہاری ماں، اس نے کہا پھر کون ہے؟ آپ نے فرمایا تمہاری ماں، اس نے پوچھا پھر کون ہے؟ فرمایا تمہاری ماں۔ اس نے کہا پھر کون ہے؟ فرمایا تمہارا باپ۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ۵۹۷۱، صحیح مسلم، رقم الحدیث: ۲۵۴۸)

اگر ماں باپ غیر مسلم ہوں پھر بھی ان کے ساتھ نیک سلوک واجب ہے

حضرت اسماء بنت ابی بکر بیان کرتی ہیں کہ میری والدہ میرے پاس آئیں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں مشرکہ تھیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا یا رسول اللہ! وہ اسلام سے اعراض کرتی ہیں کیا میں ان کے ساتھ صلہ رحم کروں؟ آپ نے فرمایا ہاں تم ان کے ساتھ صلہ رحم کرو۔ (صحیح البخاری، رقم الحدیث: ۲۶۲۰، صحیح مسلم، رقم الحدیث: ۱۰۰۳، سنن ابوداؤد، رقم الحدیث: ۱۶۶۸)

ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرنا جہاد پر مقدم ہے

حضرت عبداللہ بن عمرو بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: کیا میں جہاد کروں؟ آپ نے پوچھا تمہارے ماں باپ ہیں؟ اس نے کہا جی ہاں، آپ نے فرمایا پھر تم ان کی خدمت میں جہاد کرو۔ (صحیح البخاری، رقم الحدیث: ۵۹۷۲، صحیح مسلم، رقم الحدیث: ۲۵۴۹، سنن ابوداؤد، رقم الحدیث: ۲۵۲۹، سنن الترمذی رقم الحدیث: ۱۶۷۱، سنن النسائی رقم الحدیث: ۳۱۰۳، مصنف عبدالرزاق رقم الحدیث: ۹۲۸۴، مسند حمیدی رقم الحدیث: ۵۸۵، مسند احمد رقم الحدیث: ۶۵۴۴، عالم الکتب، مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱۲ ص ۴۷۳)

معاویہ بن جاہمہ السلمی بیان کرتے ہیں کہ حضرت جاہمہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی گئے اور عرض کیا میں جہاد کے لیے جانا چاہتا ہوں اور آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں، آپ نے پوچھا کیا تمہاری ماں ہے؟ اس نے کہا ہاں، آپ نے فرمایا پھر اس کے ساتھ لازم رہو، کیونکہ جنت اس کے پیروں کے پاس ہے وہ پھر دوبارہ کسی اور وقت گئے، پھر سہ بارہ کسی اور وقت گئے تو آپ نے یہی جواب دیا۔ (سنن النسائی، رقم الحدیث: ۳۱۰۴، سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث: ۲۷۸۱، مسند احمد ج ۳ ص ۴۲۹، طبع قدیم، مسند احمد رقم الحدیث: ۱۵۶۲۳، عالم الکتب، سنن کبریٰ للبیہقی ج ۹ ص ۲۶، مصنف عبدالرزاق رقم الحدیث: ۹۲۹۰، مشکوۃ رقم الحدیث: ۴۹۳۵، تاریخ بغداد ج ۳ ص ۳۳۴)

ایک روایت میں ہے جنت ماں کے قدموں کے نیچے ہے۔ (سنن النسائی رقم الحدیث: ۳۱۰۴)

حضرت انس بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے۔

(کنز العمال رقم الحدیث: ۴۵۴۳۹، بحوالہ تاریخ بغداد)

امام ابن ابی شیبہ محمد بن المنکدر سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تمہاری ماں تم کو (نفل) نماز میں بلائے تو چلے جاؤ اور جب تمہارا باپ بلائے تو نہ جاؤ۔ (الدر المنثور ج ۵ ص ۲۶۶، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۴۱۴ھ)

ماں باپ کے بڑھاپے اور ان کی موت کے بعد ان سے نیک سلوک کرنا

اس آیت میں یہ بھی فرمایا: اور اگر تمہاری زندگی میں وہ دونوں یا ان میں سے کوئی ایک بڑھاپے کو پہنچ جائے تو اس کو اف تک نہ کہنا اور نہ اس کو جھڑکنا۔

حضرت ابوہریرہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ناک خاک آلود ہو، پھر ناک خاک آلود ہو، آپ سے کہا گیا کس کی یا رسول اللہ! فرمایا: جس نے اپنے ماں باپ کے بڑھاپے کو پایا، یا ان میں سے کسی ایک کے یا دونوں کے، پھر وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہوا۔ (صحیح مسلم، رقم الحدیث: ۲۵۵۱)

حضرت انس بن مالک بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر چڑھے پھر فرمایا: آمین، آمین، آمین۔ آپ سے پوچھا گیا یا رسول اللہ! آپ نے کس چیز پر آمین کہی؟ آپ نے فرمایا میرے پاس ابھی جبرئیل آئے تھے انہوں نے کہا یا محمد! اس شخص کی ناک خاک آلود ہو جس کے سامنے آپ کا ذکر کیا گیا اور اس نے آپ پر درود نہیں پڑھا، آپ کہیے آمین تو میں نے کہا آمین۔ پھر اس نے کہا اس شخص کی ناک خاک آلود ہو جس پر رمضان کا مہینہ داخل ہوا اور اس کی مغفرت کے بغیر وہ مہینہ گزر گیا آپ کہیے آمین تو میں نے کہا آمین۔ پھر اس نے کہا اس شخص کی ناک خاک آلود ہو جس نے اپنے ماں باپ یا دونوں میں سے کسی ایک کو بڑھاپے میں پایا اور انہوں نے اس کو جنت میں داخل نہیں کیا، آپ کہیے آمین تو میں نے کہا آمین۔

(سنن الترمذی، رقم الحدیث: ۳۵۴۵، مسند احمد ج ۲ ص ۲۵۴، مسند احمد رقم الحدیث: ۷۴۴۴، صحیح ابن حبان رقم الحدیث: ۹۰۸، المستدرک ج ۱ ص ۵۴۹)

ماں باپ کے مرنے کے بعد ان کے ساتھ حسن سلوک یہ ہے کہ ان کے دوستوں کے ساتھ حسن سلوک کیا جائے، حدیث میں ہے: حضرت ابن عمر بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ سب سے بڑی نیکی یہ ہے کہ ماں باپ کے مرنے کے بعد ان کے دوستوں کے ساتھ نیکی کی جائے۔ (صحیح مسلم، رقم الحدیث: ۲۵۵۲، سنن الترمذی رقم الحدیث: ۱۹۰۳)

حضرت مالک بن ربیعہ الساعدی بیان کرتے ہیں کہ جس وقت میں بیٹھا ہوا تھا اس وقت انصار میں سے ایک شخص آیا اور کہا یا رسول اللہ! کیا ماں باپ کے فوت ہونے کے بعد بھی ان کے ساتھ کوئی نیکی کرنا میرے ذمہ ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں، چار قسم کی نیکیاں ہیں۔ (۱) ان کی نماز جنازہ پڑھنا۔ (۲) ان کے لیے استغفار کرنا اور ان کے عہد کو پورا کرنا (۳) ان کے دوستوں کی تعظیم کرنا۔ (۴) اور ان کے رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحم کرنا، یہ ان کے ساتھ وہ نیکیاں ہیں جو ان کی موت کے بعد تم پر باقی ہیں۔ (سنن ابوداؤد، رقم الحدیث: ۵۱۴۲، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۳۶۶۴، ج ۴ ص ۱۵۴، مسند احمد ج ۳ ص ۴۹۸۔ مسند احمد رقم الحدیث: ۱۶۱۵۶، عالم الکتب بیروت، حافظ زین نے کہا اس حدیث کی سند حسن ہے، مسند احمد رقم الحدیث: ۱۶۰۰۴، مطبوعہ معارف الحدیث قاہرہ، المستدرک ج ۴ ص ۱۵۴، حافظ ذہبی نے حاکم کی موافقت کی ہے)۔

سلیمان بن بریدہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص اپنی ماں کو اٹھائے ہوئے خانہ کعبہ کا طواف کر رہا تھا، اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا: کیا میں نے اپنی ماں کا حق ادا کر دیا ہے آپ نے فرمایا نہیں یہ تو اس کی ایک بار خندہ پیشانی کا بھی بدل نہیں ہے۔ (مسند البزار رقم الحدیث: ۱۸۷۲، حافظ الہیثمی نے کہا اس حدیث کی سند حسن ہے، مجمع الزوائد ج ۸ ص ۱۳۷)

ماں باپ کو جھڑکنے اور ان کو اف کہنے کی ممانعت

اس کے بعد فرمایا: اگر وہ دونوں یا ان میں سے کوئی ایک بڑھاپے کو پہنچ جائے تو اس کو اف تک نہ کہنا اور نہ ان کو جھڑکنا اور ان سے ادب سے بات کرنا۔

یعنی اپنے ماں باپ سے گھن نہ کھانا، جس طرح ان کو تم سے گھن نہیں آتی تھی، وہ تمہارا بول و براز اٹھاتے تھے اور اس کی بدبو سے ناک چڑھاتے تھے نہ تیوری پر بل ڈالتے تھے وہ تم کو نجاست سے صاف کرتے تھے اور ان کو برا نہیں لگتا تھا، اسی طرح بڑھاپے یا بیماری کی وجہ سے ان کے جسم سے کوئی ناگوار بو آئے تو تم ناگواری سے اف تک نہ کرنا۔

اور جب ماں باپ کو اف تک کہنا منع ہے تو ان کے ساتھ سخت لہجہ میں بات کرنا اور ان کو ڈانٹ ڈپٹ کرنا یا ان کو مارنا بہ طریق اولیٰ منع ہے۔ انسان جب ماں باپ سے بات کرے تو نظر نیچی رکھ کر بات کرے اور پست آواز میں بات کرے، ایسے لہجہ میں بات نہ کرے جو توہین آمیز ہو اور نہ کوئی ایسی بات کرے جس سے ان کی دل شکنی ہو، البتہ اگر وہ شریعت کے خلاف کوئی بات کہیں تو اس میں ان کی اطاعت نہ کرے۔ مثلاً اگر وہ کہیں کہ اپنی بہن سے بات نہ کرو یا اپنے بھائی یا اپنی خالہ یا اپنے ماموں سے بات نہ کرو تو اس میں ان کا حکم نہ مانے، کیونکہ رشتہ داروں سے تعلق توڑنے کی شریعت میں ممانعت ہے، تاہم ان سے اس طرح بات کریں کہ ماں باپ کو پتہ نہ چلے تاکہ ان کی دل آزاری نہ ہو۔

باب الرُّخْصَةِ فِي التَّخَلُّفِ لِمَنْ لَهُ وَالِدَةٌ .

یہ باب ہے کہ جس شخص کی صرف والدہ موجود ہو اس کے لیے جہاد میں شریک نہ ہونے کی اجازت

3104 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَبْدِ الْحَكَمِ الْوَرَّاقُ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ طَلْحَةَ - وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ - عَنْ اَبِيهِ طَلْحَةَ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ جَاهِمَةَ السُّلَمِيِّ اَنَّ جَاهِمَةَ جَآءَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَدْتُ اَنْ اَغْزُوَ وَقَدْ جِئْتُ اَسْتَشِيْرُكَ . فَقَالَ "هَلْ لَكَ مِنْ اُمٍّ" . قَالَ نَعَمْ . قَالَ "فَالْزَمْهَا فَاِنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ رِجْلَيْهَا" .

☆☆ معاویہ بن جاہمہ سلمی بیان کرتے ہیں' حضرت جاہمہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے' انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! میں جنگ میں شریک ہونا چاہتا ہوں' میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس حوالے سے مشورہ لینے کے لیے حاضر ہوا ہوں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: کیا تمہاری والدہ موجود ہیں؟ انہوں نے عرض کی: جی ہاں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر تم ان کے ساتھ رہو' کیونکہ جنت ان کے پاؤں کے نیچے ہے۔

شرح

شرح السنۃ میں لکھا ہے کہ اس حدیث سے جو حکم ثابت ہوتا ہے اس کا تعلق نفل جہاد سے ہے کہ جس شخص کے والدین زندہ ہوں اور مسلمان ہوں وہ ان کی اجازت کے بغیر نفل جہاد میں شرکت کے لئے گھر سے نہ جائے ہاں اگر جہاد فرض ہو تو پھر اس صورت میں اس کو والدین کی اجازت کی حاجت نہیں ہے۔ بلکہ اگر وہ منع بھی کریں اور جہاد میں جانے سے روکیں تو ان کا حکم نہ مانا جائے اور جہاد میں شریک ہو کر اپنا فرض ادا کیا جائے نیز اگر والدین کو اللہ نے اسلام کی ہدایت نہ بخشی ہو اور وہ کافر ہوں تو جہاد میں شریک ہونے کے لئے ان کی اجازت کی کسی حال میں بھی حاجت نہیں ہے خواہ جہاد فرض ہو یا نفل اسی طرح علماء نے یہ بھی لکھا ہے کہ اگر مسلمان ماں باپ یا ان میں سے کسی ایک کو ناگوار خاطر ہو تو ان کی اجازت کے بغیر بھی نفل عبادت جیسے حج وعمرہ کے لئے نہ جائے اور نہ نفل روزہ رکھے۔

3104-اخرجه ابن ماجه في الجهاد، باب الرجل يغزو وله ابوان (الحديث 2781) مطولاً . تحفة الاشراف (11375) .

باب فَضْلِ مَنْ يُجَاهِدُ فِيْ سَبِيلِ اللّٰهِ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ ۔

یہ باب ہے کہ جو شخص اپنی جان اور مال کے ہمراہ اللہ کی راہ میں جہاد کرتا ہے اس کی فضیلت

3105 - اَخْبَرَنَا كَثِيْرُ بْنُ عُبَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ عَنِ الزُّبَيْدِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ اَنَّ رَجُلًا اَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيُّ النَّاسِ اَفْضَلُ قَالَ "مَنْ جَاهَدَ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ فِيْ سَبِيلِ اللّٰهِ" ۔ قَالَ ثُمَّ مَنْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ "ثُمَّ مُؤْمِنٌ فِيْ شِعْبٍ مِنَ الشِّعَابِ يَتَّقِي اللّٰهَ وَيَدَعُ النَّاسَ مِنْ شَرِّهِ" ۔

☆☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' اُس نے عرض کی: یارسول اللہ! کون سا شخص زیادہ فضیلت رکھتا ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

جو شخص اپنی جان اور مال کے ذریعے اللہ کی راہ میں جہاد کرتا ہے۔

اس شخص نے عرض کی: پھر کون سا شخص؟ یارسول اللہ! نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: پھر وہ مومن جو کسی گھاٹی میں رہتا ہو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اور لوگوں کو اپنے شر سے محفوظ رکھتا ہے۔

شرح

حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں کہ ایک سفر کے دوران رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی پہاڑی کے درہ میں سے گزرے جس میں شیریں پانی کا ایک چشمہ تھا تو وہ چشمہ ان کو بہت اچھا لگا وہ کہنے لگے کہ کاش میں لوگوں سے علیحدگی اختیار کرلوں اور اس درے میں آ رہا؟ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس بات کا ذکر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان صحابی سے فرمایا کہ تم ایسا نہ کرنا کیونکہ تم میں سے کسی شخص کا اللہ کی راہ یعنی جہاد میں قیام کرنا اس کا گھر میں ستر برس نماز پڑھنے سے بہتر ہے کیا تم اس کو پسند نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ تم کو کامل طور پر بخش دے اور تمہیں ابتداء ہی میں جنت مین داخل کر دے اللہ کی راہ میں جہاد کرو کیونکہ جس شخص نے اللہ کی راہ میں اونٹنی کے فواق کے بقدر یعنی تھوڑی دیر کے لئے بھی جہاد کیا اس کے لئے جنت واجب ہوگئی۔"

(ترمذی، مشکوۃ المصابیح، جلد سوم: رقم الحدیث، 944)

ستر برس سے تحدید مراد نہیں ہے بلکہ کثرت مراد ہے چنانچہ یہ ارشاد گرامی اس روایت کے منافی نہیں ہے جس میں فرمایا گیا ہے کہ: حدیث (مقام الرجل فی الصف فی سبیل اللہ افضل عند اللہ من عبادہ الرجل ستین سنہ)۔" کسی شخص کا اللہ کی راہ میں دشمن کے مقابلہ پر صف میں کھڑا ہونا اللہ کے نزدیک کسی شخص کی ساٹھ برس کی عبادت سے بہتر ہے۔

اس حدیث کے ظاہری مفہوم سے چونکہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں سے گوشہ گزینی اختیار کرنے اور جنگل وکوہستان میں عبادت

3105-اخرجه البخاري في الجهاد، باب افضل الناس مومن مجاهد بنفسه و ماله في سبيل الله (الحديث 2786)، و في الرقاق، باب العزلة راحة من خلاط السوء (الحديث 6494) . و اخرجه مسلم في الامارة، با فضل الجهاد و الرباط (الحديث 122 و 123 و 125) . و اخرجه ابو داؤد في الجهاد، باب في ثواب الجهاد (الحديث 2485) . و اخرجه الترمذي في فضائل الجهاد، باب ما جاء اي الناس افضل (الحديث 1660) . و اخرجه ابن ماجه في الفتن، باب العزلة (الحديث 3978) . تحفة الاشراف (4151) .

الٰہی میں مشغول رہنے سے بخشش ومغفرت حاصل نہیں ہوتی اس لئے علماء اس ارشادگرامی کی یہ تاویل کرتے ہیں کہ چونکہ اس زمانے میں جہاد واجب تھا۔ اور کسی نفل کے لئے واجب کو ترک کرنا گناہ ہے اس لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ارشاد کے ذریعہ ان صحابی پر گویا یہ واضح کیا کہ اگر تم نے دنیا اور دنیا والوں سے ترک تعلق کر کے اس پہاڑی درے میں گوشہ گزینی اختیار کی اور اگر چہ اس کا مقصد محض مکمل تنہائی وخلوت میں اللہ کی عبادت میں مشغول رہنا ہو تو اس کی وجہ سے نہ صرف یہ کہ تم ان بہت سی سعادتوں اور فضیلتوں سے محروم رہ جاؤ گے جو دنیا والوں کے درمیان رہ کر دینی فرائض وذمہ داریوں کو انجام دینے کی صورت میں حاصل ہوتی ہیں بلکہ تمہارا یہ نفل عمل ایک واجب عمل اور ایک اہم دینی فریضہ یعنی جہاد کے ترک کا باعث بھی ہوگا جس سے تم گنہگاروں کے زمرے میں شامل ہو جاؤ گے۔ علاوہ ازیں جیسا کہ ترجمہ میں واضح کیا گیا ہے اس ارشادگرامی سے کامل مغفرت اور ابتداء جنت میں جانے والوں کے ساتھ جنت میں داخل ہونے پر معمول کیا جا سکتا ہے۔ یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ لوگوں کے درمیان رہنا گوشہ گزینی سے افضل ہے خصوصاً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سعادت نشان میں تو یہ افضلیت کہیں زیادہ تھی البتہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کے بعد بھی کبھی گوشہ گزینی ہی کو فضیلت حاصل ہوتی ہے جب کہ لوگوں کے درمیان رہنے سے فتنہ وشر کے غلبہ کا خوف ہو۔

باب فَضْلِ مَنْ عَمِلَ فِيْ سَبِيلِ اللّٰهِ عَلٰى قَدَمِهِ ۔

یہ باب ہے کہ اُس شخص کی فضیلت جو اللہ کی راہ میں پیدل (جہاد میں شریک ہوتا ہے)

3106 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ حَبِيْبٍ عَنْ اَبِي الْخَيْرِ عَنْ اَبِي الْخَطَّابِ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ تَبُوْكَ يَخْطُبُ النَّاسَ وَهُوَ مُسْنِدٌ ظَهْرَهُ اِلٰى رَاحِلَتِهِ فَقَالَ "اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ النَّاسِ وَشَرِّ النَّاسِ اِنَّ مِنْ خَيْرِ النَّاسِ رَجُلًا عَمِلَ فِيْ سَبِيلِ اللّٰهِ عَلٰى ظَهْرِ فَرَسِهِ اَوْ عَلٰى ظَهْرِ بَعِيْرِهِ اَوْ عَلٰى قَدَمِهِ حَتّٰى يَاْتِيَهُ الْمَوْتُ وَاِنَّ مِنْ شَرِّ النَّاسِ رَجُلًا فَاجِرًا يَقْرَاُ كِتَابَ اللّٰهِ لَا يَرْعَوِيْ اِلٰى شَيْءٍ مِّنْهُ" .

☆☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ تبوک کے موقع پر لوگوں کو خطبہ دیا اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پشت مبارک اپنی سواری کے ساتھ لگائی ہوئی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

کیا میں تمہیں سب سے بہترین شخص اور سب سے برے شخص کے بارے میں بتاؤں سب سے بہترین شخص وہ ہے جو اللہ کی راہ میں اپنے گھوڑے کی پشت پر سوار ہو کر یا اپنے اونٹ کی پشت پر سوار ہو کر یا پیدل حصہ لیتا ہے یہاں تک کہ اسے موت آجاتی ہے۔

سب سے برا شخص وہ گنہگار شخص ہے جو اللہ کی کتاب کی تلاوت کرتا ہے اور پھر بھی گناہوں سے باز نہیں آتا۔

3106-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (4412) .

اللہ تعالیٰ کے خوف کے سبب رونے کا بیان

3107 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عِيسَى بْنِ طَلْحَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ لَا يَبْكِيْ اَحَدٌ مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ فَتَطْعَمَهُ النَّارُ حَتّٰى يُرَدَّ اللَّبَنُ فِي الضَّرْعِ وَلَا يَجْتَمِعُ غُبَارٌ فِيْ سَبِيلِ اللّٰهِ وَدُخَانُ جَهَنَّمَ فِيْ مَنْخَرَيْ مُسْلِمٍ اَبَدًا .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جو شخص اللہ تعالیٰ کے خوف کی وجہ سے روتا ہے اُسے جہنم کی آگ اُس وقت تک نہیں کھا سکتی جب تک دودھ تھن میں واپس نہیں چلا جاتا (یعنی یہ بات عملی طور پر ناممکن ہے) اور اللہ کی راہ کا غبار اور جہنم کا دھواں کسی مسلمان کے نتھنوں میں جمع نہیں ہو سکتے (یعنی جہاد میں حصہ لینے والا شخص جہنم میں نہیں جائے گا)۔

شرح

یہاں تک کہ دودھ تھنوں میں واپس نہ چلا جائے یہ جملہ تعلیق بالمحال کے طور پر ہے یعنی جس طرح دوہے ہوئے دودھ کا تھنوں میں واپس جانا محال ہے۔ اسی طرح اس شخص کا دوزخ میں جانا محال ہے۔ اور حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو آنکھیں ایسی ہیں جن کو دوزخ کی آگ چھو بھی نہ سکے گی ایک تو وہ آنکھ جو اللہ کے خوف سے روئی ہو۔ اور دوسری وہ آنکھ ہے جس نے اللہ کی راہ میں یعنی جہاد میں کفار سے مجاہدین کی نگہبانی کرتے ہوئے رات گزاری ہو۔ (ترمذی)

راہ جہاد کے غبار اور جہنم کی آگ کا بیان

3108 - اَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ عَنِ الْمَسْعُوْدِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عِيسَى بْنِ طَلْحَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا يَلِجُ النَّارَ رَجُلٌ بَكٰى مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى حَتّٰى يَعُوْدَ اللَّبَنُ فِي الضَّرْعِ وَلَا يَجْتَمِعُ غُبَارٌ فِيْ سَبِيلِ اللّٰهِ وَدُخَانُ نَارِ جَهَنَّمَ" .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

اللہ تعالیٰ کے خوف کی وجہ سے رونے والا شخص جہنم میں اُس وقت تک داخل نہیں ہوگا' جب تک دودھ تھن میں واپس نہیں چلا جاتا (یعنی ایسا عملی طور پر ممکن نہیں ہے) اور اللہ کی راہ کا غبار اور جہنم کی آگ کا دھواں اکٹھے نہیں ہو سکتے (یعنی مجاہد جہنم میں نہیں جائے گا)۔

جہنم میں دو آدمیوں کے جمع نہ ہو سکنے کا بیان

3109 - اَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْهِ

3107-اخرجه الترمذي في فضائل الجهاد، باب ما جاء في فضل الغبار في سبيل الله، و في الزهد، باب ما جاء في فضل البكاء من خشية الله (الحديث 2311) و اخرجه النسائي في الجهاد، فضل من عمل في سبيل الله على قدمه (الحديث 3108) . و اخرجه ابن ماجه في الجهاد، باب الخروج في النفير (الحديث 2774) مختصراً . تحفة الاشراف (14285) .

3108-تقدم في الجهاد، فضل من عمل في سبيل الله على قدمه (الحديث 3107) .

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا يَجْتَمِعَانِ فِي النَّارِ مُسْلِمٌ قَتَلَ كَافِرًا ثُمَّ سَدَّدَ وَقَارَبَ وَلَا يَجْتَمِعَانِ فِي جَوْفِ مُؤْمِنٍ غُبَارٌ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَفَيْحُ جَهَنَّمَ وَلَا يَجْتَمِعَانِ فِي قَلْبِ عَبْدٍ الْإِيْمَانُ وَالْحَسَدُ".

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:
جہنم میں دو آدمی اکٹھے نہیں ہوں گے' وہ مسلمان جس نے کافر کو قتل کیا ہو اور اُس نے اس حوالے سے کسی افراط و تفریط سے کام نہ لیا ہو اور مؤمن کے پیٹ میں اللہ کی راہ کا غبار اور جہنم کی تپش اکٹھے نہیں ہو سکتے' اور کسی انسان کے دل میں ایمان اور حسد اکٹھے نہیں ہو سکتے۔

3110 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ اَبِیْ يَزِيْدَ عَنِ الْقَعْقَاعِ بْنِ اللَّجْلَاجِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا يَجْتَمِعُ غُبَارٌ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَدُخَانُ جَهَنَّمَ فِي جَوْفِ عَبْدٍ اَبَدًا وَّلَا يَجْتَمِعُ الشُّحُّ وَالْاِيْمَانُ فِي قَلْبِ عَبْدٍ اَبَدًا".

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:
اللہ کی راہ کا غبار اور جہنم کا دھواں ایک ہی شخص کے اندر اکٹھے نہیں ہو سکتے اور بخل اور ایمان کسی بھی بندے کے دل میں کبھی بھی اکٹھے نہیں ہو سکتے۔

بخل اور ایمان کے جمع نہ ہونے کا بیان

3111 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ اللَّجْلَاجِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا يَجْتَمِعُ غُبَارٌ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَدُخَانُ جَهَنَّمَ فِي وَجْهِ رَجُلٍ اَبَدًا وَّلَا يَجْتَمِعُ الشُّحُّ وَالْاِيْمَانُ فِي قَلْبِ عَبْدٍ اَبَدًا".

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:
اللہ کی راہ کا غبار اور جہنم کا دھواں کسی شخص کے چہرے میں اکٹھے نہیں ہو سکتے اور بخل اور ایمان کسی شخص کے دل میں کبھی اکٹھے نہیں ہو سکتے۔

3112 - اَخْبَرَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ عَامِرٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَنْصُوْرُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ اَنْبَاَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ الْهَادِ عَنْ

3109-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (12749) .

3110-انفرد به النسائي . و سياتي في الجهاد، فضل من عمل في سبيل الله على قدمه (الحديث 3111 و 3112 و 3113 و 3114 و 3115) . تحفة الاشراف (12262) .

3111-تقدم في الجهاد، فضل من عمل في سبيل الله على قدمه (الحديث 3110) .

3112-تقدم (الحديث 3110) .

سُهَيْلِ بْنِ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ اَبِیْ يَزِيْدَ عَنِ الْقَعْقَاعِ بْنِ اللَّجْلَاجِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا يَجْتَمِعُ غُبَارٌ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَدُخَانُ جَهَنَّمَ فِیْ جَوْفِ عَبْدٍ وَّلَا يَجْتَمِعُ الشُّحُّ وَالْاِيْمَانُ فِیْ جَوْفِ عَبْدٍ".

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:
اللہ کی راہ کا غبار اور جہنم کا دھواں کسی شخص کے اندر جمع نہیں ہو سکتے اور بخل اور ایمان کسی بندے کے اندر جمع نہیں ہو سکتے۔

3113 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا عَرْعَرَةُ بْنُ الْبِرِنْدِ وَابْنُ اَبِیْ عَدِيٍّ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ صَفْوَانَ بْنِ اَبِیْ يَزِيْدَ عَنْ حُصَيْنِ بْنِ اللَّجْلَاجِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا يَجْتَمِعُ غُبَارٌ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَدُخَانُ جَهَنَّمَ فِیْ مَنْخَرَیْ مُسْلِمٍ اَبَدًا".

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:
اللہ کی راہ کا غبار اور جہنم کا دھواں کسی مسلمان کے نتھنوں میں کبھی اکٹھے نہیں ہو سکتے۔

3114 - اَخْبَرَنِیْ شُعَيْبُ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ صَفْوَانَ بْنِ اَبِیْ يَزِيْدَ عَنْ حُصَيْنِ بْنِ اللَّجْلَاجِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا يَجْتَمِعُ غُبَارٌ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَدُخَانُ جَهَنَّمَ فِیْ مَنْخَرَیْ مُسْلِمٍ وَّلَا يَجْتَمِعُ شُحٌّ وَّاِيْمَانٌ فِیْ قَلْبِ رَجُلٍ مُّسْلِمٍ".

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:
اللہ کی راہ کا غبار اور جہنم کا دھواں کسی مسلمان کے نتھنوں میں اکٹھے نہیں ہو سکتے اور بخل اور ایمان کسی مسلمان کے دل میں اکٹھے نہیں ہو سکتے۔

3115 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ عَنْ شُعَيْبٍ عَنِ اللَّيْثِ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ جَعْفَرٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ اَبِیْ يَزِيْدَ عَنْ اَبِی الْعَلَاءِ بْنِ اللَّجْلَاجِ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ لَا يَجْمَعُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ غُبَارًا فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَدُخَانَ جَهَنَّمَ فِیْ جَوْفِ امْرِئٍ مُّسْلِمٍ وَّلَا يَجْمَعُ اللّٰهُ فِیْ قَلْبِ امْرِئٍ مُّسْلِمٍ الْاِيْمَانَ بِاللّٰهِ وَالشُّحَّ جَمِيْعًا.

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' اللہ تعالیٰ اپنی راہ کے غبار اور جہنم کے دھوئیں کو کسی مسلمان کے اندر اکٹھا نہیں کرے گا اور اللہ تعالیٰ کسی مسلمان کے دل میں ایمان باللہ اور بخل کو ایک ساتھ جمع نہیں کرے گا۔

باب ثَوَابِ مَنِ اغْبَرَّتْ قَدَمَاهُ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

یہ باب ہے کہ جس شخص کے دونوں پاؤں اللہ کی راہ میں غبار آلود ہوں' اس کا ثواب

3113-تقدم (الحديث 3110) . 3114-تقدم (الحديث 3110) .
3115-تقدم (الحديث 3110) .

3116 - اَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ اَبِي مَرْيَمَ قَالَ لَحِقَنِي عَبَايَةُ بْنُ رَافِعٍ وَّاَنَا مَاشٍ اِلَى الْجُمُعَةِ فَقَالَ اَبْشِرْ فَاِنَّ خُطَاكَ هٰذِهٖ فِيْ سَبِيلِ اللّٰهِ سَمِعْتُ اَبَا عَبْسٍ يَقُولُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنِ اغْبَرَّتْ قَدَمَاهُ فِيْ سَبِيلِ اللّٰهِ فَهُوَ حَرَامٌ عَلَى النَّارِ".

☆☆ یزید بن ابومریم بیان کرتے ہیں: میں جمعہ کی نماز پڑھنے کے لیے جا رہا تھا' میری ملاقات عبایہ بن رافع سے ہوئی تو وہ بولے: تمہارے لیے خوشخبری ہے! کیونکہ تمہارے یہ قدم اللہ کی راہ میں شمار ہوں گے' میں نے حضرت ابوعبس رضی اللہ عنہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

جس شخص کے دونوں پاؤں اللہ کی راہ میں غبار آلود ہو جائیں' تو وہ شخص جہنم پر حرام ہو جاتا ہے۔

شرح

یعنی جو شخص رضائے الٰہی کے لیے کوئی راستہ طے کرے اور راستہ طے کرنے میں اس کے قدموں پر گرد و غبار پڑے۔ خیال رہے کہ اللہ کی راہ حج، طلب علم، جنازہ کی حاضری، بیماری، بیمار پرسی، جماعت نماز میں حاضری سب ہی کو شامل ہے مگر مطلقاً اللہ کی راہ سے مراد سفر جہاد ہوتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ ایک شخص نے اپنا اونٹ فی سبیل اللہ وقف کیا ہے وہ کہاں استعمال کیا جائے گا، فرمایا حج میں، قرآن کریم میں جو مصرف زکوۃ میں فی سبیل اللہ واقعہ ہے امام ابو یوسف کے ہاں اس سے مجبور غازی مراد ہے، امام محمد کے ہاں مجبور حاجی۔ (مرقات)

یعنی ایسے شخص کو دوزخ کی آگ جلا نہیں سکتی جب راہ خدا کے غبار کا یہ عالم ہے تو غور کرو کہ خود جہاد کا فائدہ کیا ہوگا خوف خدا سے آنکھ کے آنسو، راہ خدا کا غبار، دوزخ کی آگ بجھانے میں اکسیر ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ابوالقاسم (محمد) صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر تم اس چیز کو جان لو جس کو میں جانتا ہوں تو یقیناً تمہارا رونا زیادہ اور ہنسنا کم ہو جائے (یعنی قیامت کے احوال اور اس کی ہولناکیاں، مبدأ و معاد کی حقیقت گنہگاروں کے تئیں اللہ تعالیٰ کا عتاب و عذاب یوم حساب کی شدت پرسش اور باری تعالیٰ کی صفات قہریہ و جلالیہ کو، جو خوف مصیبت کا باعث ہیں جس قدر میں جانتا ہوں اور پھر ان چیزوں کے تعلق سے تمہارے انجام کار کے بارے میں جو کچھ مجھے معلوم ہے اور جس کی وجہ سے میرے دل پر ہر وقت غم و خوف طاری رہتا ہے اگر تم بھی ان سب چیزوں سے پوری طرح آگاہ ہو جاؤ تو اس میں کوئی شبہ نہیں کہ خوف و ہیبت کے مارے تم ہنسنا بھول جاؤ اور اپنا زیادہ وقت رونے اور غم کھانے میں صرف کرو، کیونکہ اس صورت میں تم رجا یعنی رحمت الٰہی کی امید کے مقابلہ پر عذاب الٰہی کے خوف کو زیادہ ترجیح دینے لگو)۔ (بخاری، مشکوۃ شریف: جلد چہارم: رقم الحدیث، 1269)

اس ارشاد گرامی میں امت کے لئے ایک تنبیہ تو یہ ہے کہ اپنے اوپر گریہ طاری رکھنا چاہئے اور ان چیزوں کی یاد تازہ رکھنی

3116- اخرجه البخاري في الجمعة، باب المشي الى الجمعة (الحديث 907)، و في الجهاد، باب من اغبرت قدماه في سبيل الله (الحديث 2811) . و اخرجه الترمذي في فضائل الجهاد، باب ما جاء في فضل من اغبرت قدماه في سبيل الله (الحديث 1632) . تحفة الاشراف (9692) .

چاہیے جو رونے دھلانے اور غم کھانے کا باعث ہوتی ہیں جیسے خوف الٰہی کا احساس اور عظمت و جلال حق کی حقیقت معلوم کرنا۔ دوسری تنبیہ یہ ہے کہ جاہل و غافل لوگوں کی طرح بہت زیادہ ہنسنے اور راحت چین اختیار کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے۔ اگرچہ اللہ تعالیٰ کی طرف عفو مغفرت اور اس کی رحمت پر امید کی وجہ سے فی الجملہ راحت چین اختیار کرنا ایک حد تک گنجائش رکھتا ہے۔

باب ثَوَابِ عَيْنٍ سَهِرَتْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ

یہ باب ہے کہ اللہ کی راہ میں جاگنے والی آنکھ کا ثواب

3117 - اَخْبَرَنَا عِصْمَةُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ شُرَيْحٍ قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ شُمَيْرٍ الرُّعَيْنِيَّ يَقُوْلُ سَمِعْتُ اَبَا عَلِيٍّ التُّجِيبِيَّ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا رَيْحَانَةَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "حُرِمَتْ عَيْنٌ عَلَى النَّارِ سَهِرَتْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ".

☆☆ حضرت ابو ریحانہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: ایسی آنکھ جہنم پر حرام قرار دے دی جاتی ہے' جو اللہ کی راہ میں رات بھر جاگتی رہتی ہے۔

باب فَضْلِ غَدْوَةٍ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ .

یہ باب ہے کہ اللہ کی راہ میں صبح کے وقت جانے کی فضیلت

3118 - اَخْبَرَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ اَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "الْغَدْوَةُ وَالرَّوْحَةُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ اَفْضَلُ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا".

☆☆ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: اللہ کی راہ میں صبح کے وقت جانا یا شام کے وقت جانا' دنیا اور اس میں موجود ہر چیز سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔

باب فَضْلِ الرَّوْحَةِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ .

یہ باب ہے کہ اللہ کی راہ میں شام کے وقت جانے کی فضیلت

3119 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِي قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ اَبِي اَيُّوبَ قَالَ حَدَّثَنِي شُرَحْبِيلُ بْنُ شَرِيكٍ الْمَعَافِرِيُّ عَنْ اَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحُبُلِيِّ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا اَيُّوبَ الْاَنْصَارِيَّ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ

3117-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (12040) .

3118-اخرجه البخاري في الجهاد، باب الغدوة و الروحة في سبيل الله (الحديث 2794) . و اخرجه مسلم في الامارة، باب فضل الغدوة والروحة في سبيل الله (الحديث 114) . تحفة الاشراف (4682) .

3119-اخرجه مسلم في الامارة، باب فضل الغدوة و الروحة في سبيل الله (الحديث 115) . تحفة الاشراف (3466) .

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "غَدْوَةٌ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ اَوْ رَوْحَةٌ خَيْرٌ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ وَغَرَبَتْ" .

☆☆ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

اللہ کی راہ میں صبح کے وقت جانا یا شام کے وقت جانا' ہراس چیز سے بہتر ہے' جس پر سورج طلوع ہوتا ہے اور جس پر سورج غروب ہوتا ہے (یعنی دنیا اور اس میں موجود ہر چیز سے زیادہ بہتر ہے)۔

3120 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ عَنْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "ثَلَاثَةٌ كُلُّهُمْ حَقٌّ عَلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ عَوْنُهُ الْمُجَاهِدُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَالنَّاكِحُ الَّذِي يُرِيْدُ الْعَفَافَ وَالْمُكَاتَبُ الَّذِي يُرِيْدُ الْاَدَاءَ" .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

تین آدمی ایسے ہیں' کہ ان میں سے ہر ایک کا اللہ تعالیٰ پر حق ہے' اللہ تعالیٰ اُس کی مدد کرے۔

اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والا شخص

پاک دامنی کے حصول کے لیے نکاح کرنے والا شخص اور ایسا مکاتب غلام جو اپنے ذمے لازم ادائیگی کو ادا کرنا چاہتا ہو۔

باب الْغُزَاةِ وَفْدُ اللّٰهِ تَعَالٰى .

یہ باب ہے کہ جنگ میں حصہ لینے والے لوگ اللہ تعالیٰ کے مہمان ہوتے ہیں

3121 - اَخْبَرَنَا عِيْسَى بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ مَخْرَمَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ سَمِعْتُ سُهَيْلَ بْنَ اَبِيْ صَالِحٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبِيْ يَقُوْلُ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "وَفْدُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ ثَلَاثَةٌ الْغَازِيْ وَالْحَاجُّ وَالْمُعْتَمِرُ" .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

تین طرح کے لوگ اللہ تعالیٰ کے مہمان ہوتے ہیں: جنگ میں حصہ لینے والا شخص' حج کرنے والا شخص اور عمرہ کرنے والا شخص۔

باب مَا تَكَفَّلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لِمَنْ يُجَاهِدُ فِيْ سَبِيْلِهٖ .

یہ باب ہے کہ جو شخص اللہ کی راہ میں جہاد کرتا ہے' اس کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے لیا ہے

3122 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ

3120-اخرجه الترمذي في فضائل الجهاد، باب ما جاء في المجاهد و الناكح و المكاتب و عون الله اياهم (الحديث 1655) . و اخرجه النسائي في النكاح، باب معونة الله الناكح الذي يريد العفاف (الحديث 3218) . و اخرجه ابن ماجه في العتق، باب المكاتب (الحديث 2518) . تحفة الاشراف (13039) .

3121-تقدم (الحديث 2624) .

حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ اَبِی الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "تَكَفَّلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لِمَنْ جَاهَدَ فِیْ سَبِيْلِهٖ لَا يُخْرِجُهٗ اِلَّا الْجِهَادُ فِیْ سَبِيْلِهٖ وَتَصْدِيْقُ كَلِمَتِهٖ بِاَنْ يُّدْخِلَهُ الْجَنَّةَ اَوْ يَرُدَّهٗ اِلٰى مَسْكَنِهِ الَّذِیْ خَرَجَ مِنْهُ مَعَ مَا نَالَ مِنْ اَجْرٍ اَوْ غَنِيْمَةٍ" .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

اللہ تعالیٰ نے اس شخص کا ذمہ لے لیا ہے' جو اس کی راہ میں جہاد کرتا ہے' (ذمہ یہ لیا ہے) کہ اگر وہ شخص صرف اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کے لیے نکلا ہے اور اُس کے دین کی سربلندی کے لیے نکلا ہے' تو اللہ تعالیٰ یا تو اسے جنت میں داخل کر دے گا یا اُس کے گھر اُسے واپس لے آئے گا' جہاں سے وہ گیا تھا' اور اُس کے ہمراہ اُسے اجر و ثواب بھی حاصل ہوگا اور مالِ غنیمت بھی حاصل ہوگا۔

3123 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ مِيْنَاءَ مَوْلَى بْنِ اَبِیْ ذُبَابٍ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "انْتَدَبَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لِمَنْ يَّخْرُجُ فِیْ سَبِيْلِهٖ لَا يُخْرِجُهٗ اِلَّا الْاِيْمَانُ بِیْ وَالْجِهَادُ فِیْ سَبِيْلِیْ اَنَّهٗ ضَامِنٌ حَتّٰى اُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ بِاَيِّهِمَا كَانَ اِمَّا بِقَتْلٍ اَوْ وَفَاةٍ اَوْ اَرُدَّهٗ اِلٰى مَسْكَنِهِ الَّذِیْ خَرَجَ مِنْهُ نَالَ مَا نَالَ مِنْ اَجْرٍ اَوْ غَنِيْمَةٍ" .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

اللہ تعالیٰ اُس شخص کا ذمہ لے لیتا ہے' جو اس کی راہ میں نکلتا ہے' جو شخص صرف مجھ پر ایمان رکھتے ہوئے نکلتا ہے اور میری راہ میں جہاد کرنے کے لیے نکلتا ہے' تو میں اُس کے بارے میں یہ ضمانت دیتا ہوں کہ یا تو میں اُسے جنت میں داخل کر دوں گا' یعنی اگر وہ قتل ہو جاتا ہے یا فوت ہو جاتا ہے یا پھر میں اُس کے گھر اُسے واپس لے آؤں گا جہاں سے وہ گیا تھا' اور اس کے ہمراہ اُسے اجر و ثواب بھی حاصل ہوگا اور مالِ غنیمت بھی حاصل ہوگا۔

3124 - اَخْبَرَنِیْ عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيْدِ بْنِ كَثِيْرِ بْنِ دِيْنَارٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِیْ عَنْ شُعَيْبٍ عَنِ الزُّهْرِیِّ قَالَ اَخْبَرَنِیْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "مَثَلُ الْمُجَاهِدِ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ - وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَنْ يُّجَاهِدُ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ - كَمَثَلِ الصَّائِمِ الْقَائِمِ وَتَوَكَّلَ اللّٰهُ لِلْمُجَاهِدِ فِیْ سَبِيْلِهٖ بِاَنْ يَّتَوَفَّاهُ فَيُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ اَوْ يَرْجِعَهٗ سَالِمًا بِمَا نَالَ مِنْ اَجْرٍ اَوْ غَنِيْمَةٍ" .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

3122-اخرجه البخاري في فرض الخمس، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم (احلت لكم الغنائم) (الحديث 3123)، و في التوحيد، باب قوله تعالى: (ولقد سبقت كلمتنا لعبادنا المرسلين ، (الحديث 7457)، و باب قول الله تعالى (قل لو كان البحر مداداً لكلمات ربي لنفد البحر قبل ان تنفد كلمات ربي و لو جئنا بمثله مدداً) ، (ولو ان ما في الارض من شجرة اقلام و البحر يمده من بعده سبعة ابحر ما نفدت كلمات الله، (ان ربكم الله الذي خلق السماوات و الارض في ستة ايام ثم استوى على العرش يغشي الليل النهار يطلبه حثيثاً و الشمس و القمر و النجوم مسخرات بامره الا له الخلق و الامر تبارك الله رب العالمين) (الحديث 7463) . تحفة الاشراف (13833) .

3123-انفرد به النسائي . و سياتي (الحديث 5044) . تحفة الاشراف (14211) .

3124-اخرجه البخاري في الجهاد، افضل الناس مومن مجاهد بنفسه و ماله في سبيل الله (الحديث 2787) . تحفة الاشراف (13153) .

(یہاں ایک لفظ کے بارے میں راوی کو شبہ ہے) نفلی روزہ رکھنے اور نفلی قیام کرنے والے شخص کی مانند ہے اور اللہ تعالیٰ نے مجاہد کے لیے یہ ضمانت دی ہے اگر وہ مجاہد فوت ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کرے گا یا پھر اسے صحیح وسالم اس کے گھر واپس لے آئے گا اور ساتھ میں اسے اجر وثواب اور مال غنیمت بھی حاصل ہوگا۔

اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والے شخص کی مثال

باب ثَوَابِ السَّرِيَّةِ الَّتِي تُخْفِقُ .

یہ باب ہے کہ اُس چھوٹی جنگی مہم کا بیان جو مالِ غنیمت حاصل کیے بغیر واپس آتی ہے

3125 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِىْ قَالَ حَدَّثَنَا حَيْوَةُ وَذَكَرَ اٰخَرَ قَالَا حَدَّثَنَا اَبُوْ هَانِءٍ الْخَوْلَانِىُّ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحُبُلِىَّ يَقُوْلُ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "مَا مِنْ غَازِيَةٍ تَغْزُوْ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيُصِيْبُوْنَ غَنِيْمَةً اِلَّا تَعَجَّلُوْا ثُلُثَىْ اَجْرِهِمْ مِنَ الْاٰخِرَةِ وَيَبْقٰى لَهُمُ الثُّلُثُ فَاِنْ لَّمْ يُصِيْبُوْا غَنِيْمَةً تَمَّ لَهُمْ اَجْرُهُمْ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

جو شخص اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کے لیے جاتا ہے اور لوگوں کو مالِ غنیمت حاصل ہو جاتا ہے تو وہ اپنے آخرت کے دو تہائی اجر کو جلدی حاصل کر لیتے ہیں اور ایک تہائی ان کے لیے باقی رہ جاتا ہے لیکن اگر انہیں مالِ غنیمت حاصل نہیں ہوتا تو (آخرت میں انہیں ان کا مکمل اجر ملے گا)۔

3126 - اَخْبَرَنِىْ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ يَعْقُوْبَ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ الْحَسَنِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْمَا يَحْكِيْهِ عَنْ رَّبِّهٖ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ "اَيُّمَا عَبْدٍ مِّنْ عِبَادِىْ خَرَجَ مُجَاهِدًا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِىْ ضَمِنْتُ لَهٗ اَنْ اَرْجِعَهٗ اِنْ اَرْجَعْتُهٗ بِمَا اَصَابَ مِنْ اَجْرٍ اَوْ غَنِيْمَةٍ وَّاِنْ قَبَضْتُهٗ غَفَرْتُ لَهٗ وَرَحِمْتُهٗ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے ان کے پروردگار کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

میرا جو بندہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کے لیے نکلتا ہے اور وہ صرف میری رضامندی چاہتا ہے تو میں اُس کے لیے یہ ضمانت دیتا ہوں کہ یا تو میں اُسے واپس لے آؤں گا اور میں اُسے اجر اور مالِ غنیمت کے ہمراہ واپس لاؤں گا اگر میں نے اس کی جان کو قبض کر لیا تو میں اُس کی مغفرت کر دوں گا اور اس پر رحم کروں گا۔

3125-اخرجه مسلم في الامارة، باب بيان قدر ثواب من غزا فغنم و من لم يغنم (الحديث 153 و 154) . و اخرجه ابو داؤد في الجهاد، باب في السرية تخفق (الحديث 2497) و اخرجه ابن ماجه في الجهاد، باب النية في القتال (الحديث 2785) . تحفة الاشراف (8847) .

3126-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (6688) .

باب مَثَلِ الْمُجَاهِدِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ .

یہ باب ہے کہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے شخص کی مثال

3127 - اَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "مَثَلُ الْمُجَاهِدِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ - وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَنْ يُجَاهِدُ فِيْ سَبِيْلِهٖ - كَمَثَلِ الصَّائِمِ الْقَائِمِ الْخَاشِعِ الرَّاكِعِ السَّاجِدِ" .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے شخص کی مثال (یہاں کچھ الفاظ کے بارے میں راوی کو شک ہے' لیکن اس کا مفہوم یہی ہے) اس شخص کی مانند ہے' جو نفلی روزہ رکھتا ہے' نفلی قیام کرتا ہے' خشوع وخضوع کرتا ہے' رکوع وسجدہ کرتا ہے۔

باب مَا يَعْدِلُ الْجِهَادَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ .

یہ باب ہے کہ کون سی چیز اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کے برابر ہے

3128 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَفَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جُحَادَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ حُصَيْنٍ اَنَّ ذَكْوَانَ حَدَّثَهٗ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ حَدَّثَهٗ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ دُلَّنِيْ عَلٰى عَمَلٍ يَعْدِلُ الْجِهَادَ قَالَ "لَا اَجِدُهٗ هَلْ تَسْتَطِيْعُ اِذَا خَرَجَ الْمُجَاهِدُ تَدْخُلُ مَسْجِدًا فَتَقُوْمُ لَا تَفْتُرُ وَتَصُوْمُ لَا تُفْطِرُ" . قَالَ مَنْ يَسْتَطِيْعُ ذٰلِكَ

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا' اس نے عرض کی: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی ایسے عمل کی طرف میری رہنمائی کیجئے جو جہاد کے برابر ہو۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

میں ایسا کوئی عمل نہیں پاتا' کیا تم یہ استطاعت رکھتے ہو کہ جب کوئی مجاہد (جہاد میں شرکت کے لیے) نکلے تو تم مسجد چلے جاؤ اور مسلسل نفلی نمازیں پڑھتے رہو اور مسلسل نفلی روزے رکھتے رہو (اس وقت تک ایسا کرتے رہو جب تک وہ مجاہد واپس نہیں آجاتا)۔

اس شخص نے عرض کی: ایسا کون کرسکتا ہے۔

3129 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ عَنْ شُعَيْبٍ عَنِ اللَّيْثِ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ جَعْفَرٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ عَنْ اَبِيْ مُرَاوِحٍ عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ اَنَّهٗ سَاَلَ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّ الْعَمَلِ خَيْرٌ قَالَ

3127-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (13308) .

3128-اخرجه البخاري في الجهاد، باب فضل الجهاد و السير (الحديث 2785) . تحفة الاشراف (12842) .

3129-اخرجه البخاري في العتق، باب اي الرقاب افضل (الحديث 2518) مطولا واخرجه مسلم في الايمان، باب بيان كون الايمان بالله تعالى افضل الاعمال (الحديث 136) مطولا . و الحديث عند: ابن ماجه في العتق، باب العتق (الحديث 2523) . تحفة الاشراف (12004) .

"اِيْمَانٌ بِاللّٰهِ وَجِهَادٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ" .

☆☆ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا: کون سا عمل زیادہ بہتر ہے؟ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھنا اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔

3130 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ سَاَلَ رَجُلٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّ الْاَعْمَالِ اَفْضَلُ قَالَ "اِيْمَانٌ بِاللّٰهِ" . قَالَ ثُمَّ مَاذَا قَالَ "الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ" . قَالَ ثُمَّ مَاذَا قَالَ "حَجٌّ مَبْرُوْرٌ" .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک شخص نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا: کون سا عمل زیادہ فضیلت رکھتا ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھنا' اس نے دریافت کیا: پھر کون سا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی راہ میں جہاد کرنا' اس نے دریافت کیا: پھر کون سا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مبرور حج۔

باب دَرَجَةِ الْمُجَاهِدِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ .

یہ باب ہے کہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے شخص کا درجہ

3131 - قَالَ الْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ هَانِءٍ عَنْ اَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحُبُلِيِّ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "يَا اَبَا سَعِيْدٍ مَنْ رَضِيَ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا وَّجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ" . قَالَ فَعَجِبَ لَهَا اَبُوْ سَعِيْدٍ قَالَ اَعِدْهَا عَلَيَّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ . فَفَعَلَ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "وَاُخْرٰى يُرْفَعُ بِهَا الْعَبْدُ مِائَةَ دَرَجَةٍ فِي الْجَنَّةِ مَا بَيْنَ كُلِّ دَرَجَتَيْنِ كَمَا بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ" . قَالَ وَمَا هِيَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ "الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ" .

☆☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اے ابوسعید! جو شخص اللہ تعالیٰ کے پروردگار ہونے سے راضی ہو' اسلام کے دین ہونے سے راضی ہو اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے سے راضی ہو (یعنی ان پر ایمان رکھتا ہو) تو اُس شخص کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے۔

راوی کہتے ہیں: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے لیے یہ بات بڑی حیران کن تھی' انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ یہ بات دوبارہ ارشاد فرمائیے! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا' پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

3130-تقدم (الحديث 2623) .

3131-اخرجه مسلم في الامارة، باب بيان ما اعده الله تعالى للمجاهد في الجنة من الدرجات (الحديث 116) . و الحديث عند: النسائي في عمل اليوم والليلة، ذكر اختلاف عبد الرحمن بن شريح و عبد الله بن وهب عن ابي هانىء في خبر ابي سعيد الخدري فيه (الحديث 6) . تحفة الاشراف (4112) .

ایک اور عمل بھی ہے جس کے ذریعے جنت میں انسان کے ایک سو درجے بلند ہو جاتے ہیں اور ان میں سے دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا آسمان اور زمین کے درمیان ہے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا: یارسول اللہ! وہ کون سا عمل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ کی راہ میں جہاد کرنا اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔

3132 - اَخْبَرَنَا هَارُوْنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ بَكَّارِ بْنِ بِلَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيْسَى بْنِ الْقَاسِمِ بْنِ سُمَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ وَاقِدٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ بُسْرُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْ اِدْرِيْسَ الْخَوْلَانِيِّ عَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ اَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ وَمَاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ اَنْ يَّغْفِرَ لَهُ هَاجَرَ اَوْ مَاتَ فِيْ مَوْلِدِهٖ" . فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَا نُخْبِرُ بِهَا النَّاسَ فَيَسْتَبْشِرُوْا بِهَا فَقَالَ "اِنَّ لِلْجَنَّةِ مِائَةَ دَرَجَةٍ بَيْنَ كُلِّ دَرَجَتَيْنِ كَمَا بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اَعَدَّهَا اللّٰهُ لِلْمُجَاهِدِيْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ وَلَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا اَجِدُ مَا اَحْمِلُهُمْ عَلَيْهِ وَلَا تَطِيْبُ اَنْفُسُهُمْ اَنْ يَّتَخَلَّفُوْا بَعْدِيْ مَا قَعَدْتُ خَلْفَ سَرِيَّةٍ وَلَوَدِدْتُ اَنِّيْ اُقْتَلُ ثُمَّ اُحْيَا ثُمَّ اُقْتَلُ" .

☆☆ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

جو شخص نماز قائم کرتا ہے اور زکوٰۃ ادا کرتا ہے اور اس حالت میں مرتا ہے' وہ کسی کو اللہ کا شریک قرار نہیں دیتا تو اللہ تعالیٰ کے ذمہ یہ بات لازم ہے' وہ اس کی مغفرت کر دے اور اُسے مہاجر قرار دے' خواہ وہ شخص اپنی پیدائش کے علاقے میں فوت ہوا ہو' ہم نے عرض کی: یارسول اللہ! کیا ہم لوگوں کو اس بارے میں نہ بتائیں تاکہ وہ اس خوشخبری کو حاصل کر لیں! تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جنت میں ایک سو درجے ایسے ہیں' کہ جن میں سے ہر دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا آسمان اور زمین کے درمیان ہے' اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی راہ میں جہاد کرنے والوں کے لیے تیار کیا ہے' اگر مجھے مؤمنین کے مشقت میں مبتلا ہونے کا اندیشہ نہ ہوتا' انہیں فراہم کرنے کے لیے میرے پاس سواریاں بھی نہیں ہیں اور وہ اس بات پر بھی خوش نہیں ہوں گے کہ میں انہیں چھوڑ کر جہاد میں شرکت کے لیے چلا جاؤں' تو میں کسی چھوٹی مہم سے بھی پیچھے نہ رہتا' میری تو یہ خواہش ہے' مجھے (جہاد کے دوران اللہ کی راہ میں) شہید کر دیا جائے پھر زندہ کیا جائے پھر شہید کر دیا جائے۔

بَاب مَا لِمَنْ اَسْلَمَ وَهَاجَرَ وَجَاهَدَ .

یہ باب ہے کہ جو شخص اسلام قبول کر لینے کے بعد ہجرت کر لے' اور جہاد میں بھی حصہ لے (اس کا اجر و ثواب)

3133 - قَالَ الْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَبُوْ هَانِئٍ عَنْ عَمْرٍو

3132-انفرد به النسائي . والحديث عند : النسائي في عمل اليوم و الليلة، ذكر اختلاف الفاظ الناقلين لخبر ابي الدرداء في ذلك (الحديث 1127) . تحفة الاشراف (10943) .

بْنِ مَالِكٍ الْجَنْبِيِّ اَنَّهُ سَمِعَ فَضَالَةَ بْنَ عُبَيْدٍ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ "اَنَا زَعِيمٌ - وَالزَّعِيمُ الْحَمِيلُ - لِمَنْ اٰمَنَ بِيْ وَاَسْلَمَ وَهَاجَرَ بِبَيْتٍ فِيْ رَبَضِ الْجَنَّةِ وَبِبَيْتٍ فِيْ وَسَطِ الْجَنَّةِ وَاَنَا زَعِيمٌ لِمَنْ اٰمَنَ بِيْ وَاَسْلَمَ وَجَاهَدَ فِيْ سَبِيلِ اللّٰهِ بِبَيْتٍ فِيْ رَبَضِ الْجَنَّةِ وَبِبَيْتٍ فِيْ وَسَطِ الْجَنَّةِ وَبِبَيْتٍ فِيْ اَعْلٰى غُرَفِ الْجَنَّةِ مَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ فَلَمْ يَدَعْ لِلْخَيْرِ مَطْلَبًا وَّلَا مِنَ الشَّرِّ مَهْرَبًا يَمُوتُ حَيْثُ شَآءَ اَنْ يَّمُوتَ".

☆☆ حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: میں اس شخص کا ضامن ہوں جو مجھ پر ایمان لاتا ہے' اسلام قبول کر لیتا ہے اور ہجرت کرتا ہے' میں اُسے جنت کے ایک طرف موجود ایک گھر کی اور جنت کے درمیان موجود ایک گھر کی ضمانت دیتا ہوں اور میں اس شخص کو بھی ضمانت دیتا ہوں جو مجھ پر ایمان لاتا ہے' اسلام قبول کرتا ہے اور اللہ کی راہ میں جہاد کرتا ہے' اُسے جنت کے کنارے پر بھی ایک گھر کی ضمانت دیتا ہوں اور جنت کے درمیان میں بھی گھر کی ضمانت دیتا ہوں اور جنت کے بالائی بالا خانوں میں بھی ایک گھر کی ضمانت دیتا ہوں' جو شخص ایسا کرے گا اس نے بھلائی کے حصول کے لیے طلب کی کوئی چیز نہیں چھوڑی اور برائی سے بچنے کے لیے کوئی گنجائش نہیں چھوڑی اب وہ جہاں چاہے وہ مر سکتا ہے۔

3134 - اَخْبَرَنِيْ اِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو النَّضْرِ هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَقِيلٍ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَقِيلٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ سَالِمِ بْنِ اَبِي الْجَعْدِ عَنْ سَبْرَةَ بْنِ اَبِيْ فَاكِهٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ "اِنَّ الشَّيْطٰنَ قَعَدَ لِابْنِ اٰدَمَ بِاَطْرُقِهِ فَقَعَدَ لَهُ بِطَرِيقِ الْاِسْلَامِ فَقَالَ تُسْلِمُ وَتَذَرُ دِيْنَكَ وَدِيْنَ اٰبَائِكَ وَاٰبَاءِ اَبِيكَ فَعَصَاهُ فَاَسْلَمَ ثُمَّ قَعَدَ لَهُ بِطَرِيقِ الْهِجْرَةِ فَقَالَ تُهَاجِرُ وَتَدَعُ اَرْضَكَ وَسَمَائَكَ وَاِنَّمَا مَثَلُ الْمُهَاجِرِ كَمَثَلِ الْفَرَسِ فِي الطِّوَلِ فَعَصَاهُ فَهَاجَرَ ثُمَّ قَعَدَ لَهُ بِطَرِيقِ الْجِهَادِ فَقَالَ تُجَاهِدُ فَهُوَ جَهْدُ النَّفْسِ وَالْمَالِ فَتُقَاتِلُ فَتُقْتَلُ فَتُنْكَحُ الْمَرْاَةُ وَيُقْسَمُ الْمَالُ فَعَصَاهُ فَجَاهَدَ". فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "فَمَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ اَنْ يُّدْخِلَهُ الْجَنَّةَ وَمَنْ قُتِلَ كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ اَنْ يُّدْخِلَهُ الْجَنَّةَ وَاِنْ غَرِقَ كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ اَنْ يُّدْخِلَهُ الْجَنَّةَ اَوْ وَقَصَتْهُ دَابَّتُهُ كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ اَنْ يُّدْخِلَهُ الْجَنَّةَ".

☆☆ حضرت سبرہ بن ابوفاکہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: شیطان انسان کے راستوں میں آ کر بیٹھ جاتا ہے' وہ اسلام کے راستے پر بھی آ کر بیٹھ جاتا ہے' اور اس سے کہتا ہے: کیا تم اسلام قبول کر لو گے' اپنے دین کو اور اپنے آباؤ اجداد کے دین کو ترک کر دو گے' تو بندہ اس کی بات نہیں مانتا اور اسلام قبول کر لیتا ہے۔ پھر شیطان اُسے (پھنسانے کے لیے) ہجرت کے راستے میں آ کر بیٹھ جاتا ہے اور دریافت کرتا ہے: کیا تم ہجرت کر لو گے' تم اپنی زمین اور اپنا آسمان چھوڑ دو گے' ہجرت کر کے جانے والے شخص کی مثال تو بندھے ہوئے گھوڑے کی طرح ہوتی ہے' لیکن بندہ اس

3133-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (11037) .

3134-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (3808) .

کی بات نہیں مانتا اور ہجرت کر کے چلا جاتا ہے۔ پھر شیطان جہاد کے راستے میں اُس کے سامنے آتا ہے اور دریافت کرتا ہے: کیا تم جہاد کرو گے حالانکہ اس کے نتیجے میں جان اور مال دونوں کو خرچ کرنا پڑے گا' تم جنگ میں حصہ لیتے ہوئے مارے جاؤ گے' تمہاری بیوی کے ساتھ کوئی اور شادی کر لے گا' تمہارا مال تقسیم ہو جائے گا' تو آدمی اس کی بات نہیں مانتا اور جہاد میں حصہ لیتا ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

جو شخص ایسا کر لیتا ہے' تو اللہ تعالیٰ کے ذمے یہ بات لازم ہے' اس شخص کو جنت میں داخل کر دے اور جو شخص شہید ہو جاتا ہے' تو اللہ تعالیٰ کے ذمے یہ بات لازم ہے' اُس شخص کو جنت میں داخل کرے' اگر کوئی شخص ڈوب کر مرتا ہے' تو اللہ تعالیٰ کے ذمے یہ بات لازم ہے' اُسے جنت میں داخل کرے' اگر کوئی شخص اپنی سواری سے گر کر مر جاتا ہے' تو اللہ تعالیٰ پر یہ بات لازم ہے' وہ اُسے جنت میں داخل کرے (یعنی اللہ تعالیٰ ڈوب کر مرنے والے' اور سواری سے گر کر مرنے والے شخص کو بھی شہید کا سا اجر و ثواب عطا کرتا ہے)۔

باب فَضْلِ مَنْ اَنْفَقَ زَوْجَيْنِ فِیْ سَبِيلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ .

یہ باب ہے کہ جو شخص اللہ کی راہ میں جوڑا (یعنی ایک ہی قسم کی دو چیزیں) خرچ کرتا ہے' اس کی فضیلت

3135 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا عَمِّي قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ حُمَيْدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَخْبَرَهُ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ كَانَ يُحَدِّثُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ اَنْفَقَ زَوْجَيْنِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ نُوْدِيَ فِي الْجَنَّةِ يَا عَبْدَ اللّٰهِ هٰذَا خَيْرٌ فَمَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الصَّلَاةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّلَاةِ وَمَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الْجِهَادِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الْجِهَادِ وَمَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الصَّدَقَةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّدَقَةِ وَمَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الصِّيَامِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الرَّيَّانِ" . فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ مَا عَلَى الَّذِيْ يُدْعَى مِنْ تِلْكَ الْاَبْوَابِ كُلِّهَا مِنْ ضَرُوْرَةٍ هَلْ يُدْعَى اَحَدٌ مِنْ تِلْكَ الْاَبْوَابِ كُلِّهَا قَالَ "نَعَمْ وَاَرْجُوْ اَنْ تَكُوْنَ مِنْهُمْ" .

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

جو شخص اللہ کی راہ میں جوڑا (یعنی ایک ہی قسم کی دو چیزیں) خرچ کرتا ہے' تو جنت میں یہ اعلان کیا جائے گا: اے اللہ کے بندے! یہ چیز بہتر ہے۔

جو شخص نمازی ہو گا' اُسے نماز کے مخصوص دروازے سے بلایا جائے گا' جو شخص مجاہد ہو گا اُسے جہاد کے مخصوص دروازے سے بلایا جائے گا' اور جو شخص صدقہ و خیرات کرنے والا ہو گا اُسے صدقہ و خیرات کے مخصوص دروازے سے بلایا جائے گا' جو شخص روزہ دار ہو گا اُسے ریان نامی دروازے سے بلایا جائے گا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: اے اللہ کے نبی! اگر کسی شخص کو ان تمام دروازوں سے بلایا جائے (تو کیا بات ہے؟) کیا کسی

3135-تقدم في الصيام، ذكر الاختلاف على محمد بن ابي يعقوب في حديث ابي امامة في فضل الصائم (الحديث 2237) .

شخص کو ان تمام دروازوں سے بھی بلایا جائے گا؟
نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جی ہاں! مجھے امید ہے' تم ان لوگوں میں سے ایک ہو گے۔

باب مَنْ قَاتَلَ لِتَكُونَ كَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا .

یہ باب ہے کہ جو شخص اللہ کے دین کی سربلندی کے لیے جہاد کرے

3136 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ اَنَّ عَمْرَو بْنَ مُرَّةَ اَخْبَرَهُمْ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا وَائِلٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو مُوسَى الْاَشْعَرِيُّ قَالَ جَآءَ اَعْرَابِيٌّ اِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ الرَّجُلُ يُقَاتِلُ لِيُذْكَرَ وَيُقَاتِلُ لِيَغْنَمَ وَيُقَاتِلُ لِيُرٰى مَكَانُهُ فَمَنْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ قَالَ "مَنْ قَاتَلَ لِتَكُونَ كَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا فَهُوَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ" .

☆☆ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک دیہاتی نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' اس نے عرض کی: کوئی شخص مشہور ہونے کے لیے جہاد میں حصہ لیتا ہے' کوئی شخص مالِ غنیمت حاصل کرنے کے لیے جہاد میں حصہ لیتا ہے' کوئی شخص بہادری ظاہر کرنے کے لیے جہاد میں حصہ لیتا ہے' تو اللہ کی راہ میں کون شمار ہوگا؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:
جو شخص اس لیے جہاد میں حصہ لے گا تاکہ اللہ تعالیٰ کا دین سربلند ہو' وہ اللہ کی راہ میں شمار ہوگا۔

باب مَنْ قَاتَلَ لِيُقَالَ فُلَانٌ جَرِيءٌ .

یہ باب ہے کہ جو شخص اس لیے جنگ میں حصہ لیتا ہے تاکہ یہ کہا جائے: فلاں شخص بہادر ہے

3137 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ قَالَ تَفَرَّقَ النَّاسُ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ فَقَالَ لَهُ قَائِلٌ مِنْ اَهْلِ الشَّامِ اَيُّهَا الشَّيْخُ حَدِّثْنِي حَدِيثًا سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . قَالَ نَعَمْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ "اَوَّلُ النَّاسِ يُقْضٰى لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثَلَاثَةٌ رَجُلٌ اسْتُشْهِدَ فَاُتِيَ بِهِ فَعَرَّفَهُ نِعَمَهُ فَعَرَفَهَا قَالَ فَمَا عَمِلْتَ فِيهَا قَالَ قَاتَلْتُ فِيكَ حَتّٰى اسْتُشْهِدْتُ . قَالَ كَذَبْتَ وَلٰكِنَّكَ قَاتَلْتَ لِيُقَالَ فُلَانٌ جَرِيءٌ فَقَدْ قِيلَ ثُمَّ اُمِرَ بِهِ فَسُحِبَ عَلٰى وَجْهِهِ حَتّٰى اُلْقِيَ فِي النَّارِ وَرَجُلٌ تَعَلَّمَ الْعِلْمَ وَعَلَّمَهُ وَقَرَاَ الْقُرْآنَ فَاُتِيَ بِهِ فَعَرَّفَهُ نِعَمَهُ فَعَرَفَهَا قَالَ

3136-اخرجه البخاري في الجهاد، باب من قاتل لتكون كلمة الله هي العليا (الحديث 2810)، و باب من قاتل للمغنم هل ينقص من اجره (الحديث 3126)، و في التوحيد، باب قوله تعالى: (ولقد سبقت كلمتنا لعبادنا المرسلين) (الحديث 7458) . و اخرجه مسلم في الامارة، باب من قاتل لتكون كلمة الله هي العليا فهو في سبيل الله (الحديث 149 و 150) . و اخرجه ابوداؤد في الجهاد، باب من قاتل لتكون كلمة الله هي العليا (الحديث 2517 و 2518) . و اخرجه الترمذي في فضائل الجهاد، باب ما جاء فيمن يقاتل رياء و للدنيا (الحديث 1646) . و اخرجه ابن ماجه في الجهاد، باب النية في القتال (الحديث 2783) . تحفة الاشراف (8999) .

3137-اخرجه مسلم في الامارة، باب من قاتل للرياء و السمعة استحق النار (الحديث 152) . تحفة الاشراف (13482) .

فَمَا عَمِلْتَ فِيهَا قَالَ تَعَلَّمْتُ الْعِلْمَ وَعَلَّمْتُهُ وَقَرَأْتُ فِيكَ الْقُرْآنَ . قَالَ كَذَبْتَ وَلٰكِنَّكَ تَعَلَّمْتَ الْعِلْمَ لِيُقَالَ عَالِمٌ وَقَرَأْتَ الْقُرْآنَ لِيُقَالَ قَارِءٌ فَقَدْ قِيلَ ثُمَّ أُمِرَ بِهِ فَسُحِبَ عَلٰى وَجْهِهِ حَتّٰى أُلْقِيَ فِي النَّارِ وَرَجُلٌ وَسَّعَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَعْطَاهُ مِنْ اَصْنَافِ الْمَالِ كُلِّهِ فَأُتِيَ بِهِ فَعَرَّفَهُ نِعَمَهُ فَعَرَفَهَا فَقَالَ مَا عَمِلْتَ فِيهَا قَالَ مَا تَرَكْتُ مِنْ سَبِيلٍ تُحِبُّ".

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَلَمْ اَفْهَمْ تُحِبُّ كَمَا اَرَدْتُ "اَنْ يُنْفَقَ فِيهَا اِلَّا اَنْفَقْتُ فِيهَا لَكَ . قَالَ كَذَبْتَ وَلٰكِنْ لِيُقَالَ اِنَّهُ جَوَادٌ فَقَدْ قِيلَ ثُمَّ اُمِرَ بِهِ فَسُحِبَ عَلٰى وَجْهِهِ فَاُلْقِيَ فِي النَّارِ".

☆☆ سلیمان بن یسار بیان کرتے ہیں' کچھ لوگ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس سے اُٹھ کر گئے' تو اہل شام میں سے کسی شخص نے ان سے کہا: اے بزرگ! آپ مجھے کوئی ایسی حدیث سنایئے جو آپ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی سنی ہو؟ تو انہوں نے فرمایا: جی ہاں! میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

قیامت کے دن سب سے پہلے تین طرح کے آدمیوں کے بارے میں فیصلہ کیا جائے' ایک وہ شخص جو شہید ہو گیا تھا' اُسے بلایا جائے گا' اُسے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی پہچان کرائی جائے گی' وہ انہیں پہچان لے گا' تو اللہ تعالیٰ دریافت کرے گا' تم نے اس کے بدلے میں کیا عمل کیا' وہ جواب دے گا' میں نے تیری راہ میں جہاد میں حصہ لیا' یہاں تک کہ میں شہید ہو گیا' اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تم نے جھوٹ بولا ہے' تم نے جنگ میں اس لیے حصہ لیا تھا تا کہ یہ کہا جائے کہ فلاں شخص کتنا بہادر ہے' وہ کہہ دیا گیا ہے' پھر اس کے بارے میں حکم ہو گا تو اُسے چہرے کے بل گھسیٹ کر لے جایا جائے گا اور جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

دوسرا وہ شخص ہے' جس نے علم حاصل کیا' اس کی تعلیم دی' اس نے قرآن سیکھا' اُسے لایا جائے گا' اللہ تعالیٰ اپنی نعمتوں کی پہچان کروائے گا' وہ انہیں پہچان لے گا' اللہ تعالیٰ دریافت کرے گا: تم نے اس کے بدلے میں کیا عمل کیا؟ وہ جواب دے گا: میں نے علم حاصل کیا' اُس کی تعلیم دی' میں نے تیری رضا کے لیے قرآن کا علم حاصل کیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تم نے غلط کہا ہے' تم نے علم اس لیے حاصل کیا تا کہ یہ کہا جائے کہ یہ عالم ہے اور قرآن اس لیے سیکھا تھا تا کہ یہ کہا جائے کہ یہ قاری ہے' وہ کہہ دیا گیا ہے' پھر اُس شخص کے بارے میں حکم ہو گا' تو اُسے چہرے کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

تیسرا وہ شخص ہے' جسے اللہ تعالیٰ نے گنجائش عطا کی تھی اور اُسے مختلف اقسام کا مال و متاع عطا کیا تھا' اس شخص کو لایا جائے گا' اللہ تعالیٰ اُسے اپنی نعمتوں کی پہچان کروائے گا' وہ پہچان لے گا' تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اس کے بدلے میں تم نے کیا عمل کیا ہے؟ وہ جواب دے گا: میں نے تیری پسند کے کسی بھی راستے کو ترک نہیں کیا۔

(امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: مجھے یہاں اس لفظ کا صحیح مفہوم سمجھ میں نہیں آسکا) یعنی جس جگہ مال خرچ کرنا تجھے پسند ہے' میں نے ہر اُس جگہ پر مال کو خرچ کیا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تم نے غلط کہا ہے' تم نے ایسا اس لیے کیا تا کہ یہ کہا جائے کہ یہ شخص کتنا سخی ہے' وہ کہہ دیا گیا ہے' پھر اُس شخص کے بارے میں حکم ہو گا' تو اُسے چہرے کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

باب مَنْ غَزَا فِيْ سَبِيلِ اللّٰهِ وَلَمْ يَنْوِ مِنْ غَزَاتِهِ اِلَّا عِقَالاً ۔

یہ باب ہے کہ جو شخص اللہ کی راہ میں جہاد میں اس لیے حصہ لیتا ہے تاکہ ایک رسّی حاصل کر لے ۔

3138 – اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ جَبَلَةَ بْنِ عَطِيَّةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ الْوَلِيْدِ بْنِ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ غَزَا فِيْ سَبِيلِ اللّٰهِ وَلَمْ يَنْوِ اِلَّا عِقَالًا فَلَهُ مَا نَوٰى" ۔

☆☆ یحییٰ بن ولید اپنے دادا (حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

جو شخص اللہ کی راہ میں (ہونے والی کسی جنگ) میں حصہ لیتا ہے اور اُس کی نیت صرف ایک رسّی کا حصول ہے تو اُسے وہی چیز ملے گی' جس کی اُس نے نیت کی تھی۔

3139 - اَخْبَرَنِيْ هَارُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ قَالَ اَنْبَانَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ جَبَلَةَ بْنِ عَطِيَّةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ الْوَلِيْدِ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ غَزَا وَهُوَ لَا يُرِيْدُ اِلَّا عِقَالًا فَلَهُ مَا نَوٰى" ۔

☆☆ یحییٰ بن ولید' حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:
جو شخص جنگ میں حصہ لیتا ہے اور اس کا مقصد صرف رسّی حاصل کرنا ہو' تو اُسے وہی چیز ملے گی' جس کی اُس نے نیت کی تھی۔

باب مَنْ غَزَا يَلْتَمِسُ الْاَجْرَ وَالذِّكْرَ ۔

یہ باب ہے کہ جو شخص اجر کے حصول اور شہرت کے حصول کے لیے جنگ میں حصہ لیتا ہے

3140 – اَخْبَرَنَا عِيْسَى بْنُ هِلَالٍ الْحِمْصِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حِمْيَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ سَلَّامٍ عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ عَمَّارٍ عَنْ شَدَّادٍ اَبِيْ عَمَّارٍ عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَرَاَيْتَ رَجُلًا غَزَا يَلْتَمِسُ الْاَجْرَ وَالذِّكْرَ مَا لَهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا شَيْءَ لَهُ" ۔ فَاَعَادَهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ يَقُوْلُ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا شَيْءَ لَهُ" ۔ ثُمَّ قَالَ "اِنَّ اللّٰهَ لَا يَقْبَلُ مِنَ الْعَمَلِ اِلَّا مَا كَانَ لَهُ خَالِصًا وَّابْتُغِيَ بِهٖ وَجْهُهٗ" ۔

☆☆ حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا' اس نے عرض کی:

3138-انفرد به النسائي ۔ و سياتي في الجهاد، من غزا في سبيل الله و لم ينو من غزاته الا عقالًا (الحديث 3139) ۔تحفة الاشراف (5120) ۔

3139-تقدم في الجهاد، من غزا في سبيل الله و لم ينو من غزاته الا عقالًا (الحديث 3138) ۔

3140-انفرد به النسائي ۔ تحفة الاشراف (4881) ۔

ایسے شخص کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا رائے ہے؟ جو جنگ میں اجر کے حصول کے لیے اور شہرت کے حصول کے لیے حصہ لیتا ہے اُسے کیا ملے گا؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اُسے کچھ بھی نہیں ملے گا' اُس شخص نے اپنے سوال کو تین مرتبہ دہرایا' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے یہی فرمایا: اسے کچھ بھی نہیں ملے گا۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ صرف اُسی عمل کو قبول کرتا ہے' جو صرف اس کے لیے کیا جائے اور اس کی رضا کے حصول کے لیے کیا جائے۔

باب ثَوَابِ مَنْ قَاتَلَ فِيْ سَبِيلِ اللّٰهِ فُوَاقَ نَاقَةٍ .

یہ باب ہے کہ جو شخص اللہ کی راہ میں تھوڑی دیر کے لیے جہاد کرتا ہے' اس کا ثواب

3141 - اَخْبَرَنَا يُوْسُفُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ حَجَّاجًا اَنْبَاَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ يُخَامِرَ اَنَّ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ حَدَّثَهُمْ اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "مَنْ قَاتَلَ فِيْ سَبِيلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ رَّجُلٍ مُّسْلِمٍ فُوَاقَ نَاقَةٍ وَّجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ وَمَنْ سَاَلَ اللّٰهَ الْقَتْلَ مِنْ عِنْدِ نَفْسِهِ صَادِقًا ثُمَّ مَاتَ اَوْ قُتِلَ فَلَهُ اَجْرُ شَهِيْدٍ وَّمَنْ جُرِحَ جُرْحًا فِيْ سَبِيلِ اللّٰهِ اَوْ نُكِبَ نَكْبَةً فَاِنَّهَا تَجِيْءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَاَغْزَرِ مَا كَانَتْ لَوْنُهَا كَالزَّعْفَرَانِ وَرِيْحُهَا كَالْمِسْكِ وَمَنْ جُرِحَ جُرْحًا فِيْ سَبِيلِ اللّٰهِ فَعَلَيْهِ طَابَعُ الشُّهَدَاءِ" .

☆☆ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

جو مسلمان اللہ کی راہ میں تھوڑی دیر کے لیے حصہ لیتا ہے' اُس شخص کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے اور جو شخص سچے دل سے اللہ تعالیٰ سے شہید ہونے کی دعا مانگتا ہے' پھر وہ طبعی موت فوت ہوتا ہے یا شہید ہوتا ہے (ہر صورت میں) اُسے شہید کا سا اجر و ثواب حاصل ہوگا' اور جس شخص کو اللہ کی راہ میں زخم لگ جاتا ہے یا اُسے نیچے گرا دیا جاتا ہے' تو جب وہ قیامت کے دن آئے گا' تو اُس (زخم) کا رنگ زعفران جیسا ہوگا اور اس کی خوشبو مشک جیسی ہوگی' جس شخص کو اللہ کی راہ میں کوئی زخم لگتا ہے' اس پر شہداء کی مہر لگا دی جاتی ہے۔

باب ثَوَابِ مَنْ رَمٰى بِسَهْمٍ فِيْ سَبِيلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ .

یہ باب ہے کہ جو شخص اللہ کی راہ میں تیر چلائے' اس کا ثواب

3142 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيْدِ بْنِ كَثِيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ عَنْ صَفْوَانَ قَالَ حَدَّثَنِيْ سُلَيْمُ بْنُ عَامِرٍ عَنْ شُرَحْبِيلَ بْنِ السِّمْطِ اَنَّهُ قَالَ لِعَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ يَا عَمْرُو حَدِّثْنَا حَدِيْثًا سَمِعْتَهُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى

3141-اخرجه ابو داؤد في الجهاد، باب فيمن سال الله تعالى الشهادة (الحديث 2541) واخرجه الترمذي في فضائل الجهاد، باب ما جاء فيمن يكلم في سبيل الله (الحديث 1657) مختصراً . و اخرجه ابن ماجه في الجهاد، باب القتال في سبيل الله سبحانه و تعالى (الحديث 2792) مختصراً . و الحديث عند: الترمذي في فضائل الجهاد، باب ما جاء فيمن سال الشهادة (الحديث 1654) . تحفة الاشراف (11359) .

3142-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (10756) .

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "مَنْ شَابَ شَيْبَةً فِيْ سَبِيلِ اللّٰهِ تَعَالٰى كَانَتْ لَهُ نُوْرًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَنْ رَمٰى بِسَهْمٍ فِيْ سَبِيلِ اللّٰهِ تَعَالٰى بَلَغَ الْعَدُوَّ اَوْلَمْ يَبْلُغْ كَانَ لَهُ كَعِتْقِ رَقَبَةٍ وَّمَنْ اَعْتَقَ رَقَبَةً مُؤْمِنَةً كَانَتْ لَهُ فِدَائَهُ مِنَ النَّارِ عُضْوًا بِعُضْوٍ" .

☆☆ سلیم بن عامر بیان کرتے ہیں' شرحبیل بن سمط نے حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے کہا: اے حضرت عمرو! آپ مجھے کوئی ایسی حدیث سنایئے جو آپ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی سنی ہو؟ تو حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

جو شخص اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے بوڑھا ہو جائے' تو یہ چیز قیامت کے دن اس کے لیے نور ہوگی' جو شخص اللہ کی راہ میں کوئی تیر چلائے' خواہ وہ دشمن تک پہنچے یا نہ پہنچے تو یہ چیز اُس کے لیے غلام آزاد کرنے کی مانند ہوگی اور جو شخص کسی مؤمن غلام کو آزاد کر دیتا ہے' تو اس غلام کا ہر ایک عضو آزاد کرنے والے کے ہر ایک عضو کا فدیہ ہو جائے گا (یعنی اس کی وجہ سے آزاد کرنے والا شخص جہنم سے بچ جائے گا)۔

3143 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ سَالِمِ بْنِ اَبِى الْجَعْدِ عَنْ مَعْدَانَ بْنِ اَبِىْ طَلْحَةَ عَنْ اَبِىْ نَجِيحٍ السُّلَمِيِّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "مَنْ بَلَغَ بِسَهْمٍ فِيْ سَبِيلِ اللّٰهِ فَهُوَ لَهُ دَرَجَةٌ فِي الْجَنَّةِ" . فَبَلَّغْتُ يَوْمَئِذٍ سِتَّةَ عَشَرَ سَهْمًا .

قَالَ وَسَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "مَنْ رَمٰى بِسَهْمٍ فِيْ سَبِيلِ اللّٰهِ فَهُوَ عِدْلُ مُحَرَّرٍ" .

☆☆ حضرت ابو نجیح سلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

جو شخص اللہ کی راہ میں (دشمن تک) تیر پہنچا دے (یعنی اس طرح تیر چلائے کہ دشمن تک پہنچ جائے) تو یہ چیز اُس کے لیے جنت میں ایک درجے کے حصول کا ذریعہ بنے گی۔

راوی کہتے ہیں: میں نے اُس دن سولہ تیر (دشمن کو) مارے۔

راوی کہتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

جو شخص اللہ کی راہ میں ایک تیر پھینکتا ہے' تو یہ اُس کے لیے غلام آزاد کرنے کی مانند ہے۔

3144 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ اَبِى الْجَعْدِ عَنْ شُرَحْبِيلَ بْنِ السِّمْطِ قَالَ لِكَعْبِ بْنِ مُرَّةَ يَا كَعْبُ حَدِّثْنَا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاحْذَرْ . قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ "مَنْ شَابَ شَيْبَةً فِي الْاِسْلَامِ فِيْ سَبِيلِ اللّٰهِ كَانَتْ لَهُ نُوْرًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ" .

3143-اخرجه ابو داؤد في العتق، باب اي الرقاب افضل (الحديث 3965) مطولاً ـ و اخرجه الترمذي في فضائل الجهاد، باب ما جاء في فضل الرمي في سبيل الله (الحديث 1638) مختصراً . تحفة الاشراف (10768) .

3144-انفرد به النسائي ـ و الحديث عند: ابي داؤد في العتق، باب اي الرقاب افضل (الحديث 3967) و ابن ماجه في العتق، باب العتق (الحديث 2522) . تحفة الاشراف (11163) .

قَالَ لَهُ حَدِّثْنَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاحْذَرْ ۔ قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ "ارْمُوْا مَنْ بَلَغَ الْعَدُوَّ بِسَهْمٍ رَفَعَهُ اللّٰهُ بِهِ دَرَجَةً" ۔ قَالَ ابْنُ النَّحَّامِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا الدَّرَجَةُ قَالَ "اَمَا اِنَّهَا لَيْسَتْ بِعَتَبَةِ اُمِّكَ وَلٰكِنْ مَا بَيْنَ الدَّرَجَتَيْنِ مِائَةُ عَامٍ" ۔

☆☆ سالم بن ابوجعد شرحبیل بن سمط کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: انہوں نے حضرت کعب بن مرہ رضی اللہ عنہ سے کہا: اے حضرت کعب! آپ ہمیں نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے احتیاط کے ساتھ کوئی حدیث سنایئے (یعنی کوئی ایسی حدیث سنایئے جو آپ نے نبی اکرم ﷺ کی زبانی سنی ہو) تو انہوں نے جواب دیا: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

جو مسلمان شخص اللہ کی راہ میں (جہاد کرتے ہوئے) بوڑھا ہو جائے تو یہ چیز اس کے لیے قیامت کے دن نور کی حیثیت رکھے گی۔

شرحبیل نے حضرت کعب سے کہا کہ آپ ہمیں نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے محتاط طور پر کوئی حدیث سنایئے (یعنی کوئی ایسی حدیث جو آپ ﷺ نے کسی اور سے نہ سنی ہو بلکہ بذاتِ خود نبی اکرم ﷺ سے سنی ہو) تو حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے بتایا: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

تم لوگ تیراندازی کرو جس کا تیر دشمن کو جا کر لگ جائے گا' تو اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کا ایک درجہ بلند کرے گا۔ تو حضرت ابن نحام نے عرض کی: یارسول اللہ! درجہ کتنا ہوتا ہے؟ تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ تمہاری والدہ کے گھر کی چوکھٹ جتنا نہیں ہوتا بلکہ دو درجوں کے درمیان ایک سو سال کی مسافت کا فاصلہ ہوگا۔

3145 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ قَالَ سَمِعْتُ خَالِدًا - يَعْنِىْ ابْنَ زَيْدٍ اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الشَّامِيَّ - يُحَدِّثُ عَنْ شُرَحْبِيلَ بْنِ السِّمْطِ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ قَالَ قُلْتُ يَا عَمْرُو بْنَ عَبَسَةَ حَدِّثْنَا حَدِيْثًا سَمِعْتَهُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ فِيْهِ نِسْيَانٌ وَّلَا تَنَقُّصٌ ۔ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "مَنْ رَمٰى بِسَهْمٍ فِىْ سَبِيلِ اللّٰهِ فَبَلَغَ الْعَدُوَّ اَخْطَاَ اَوْ اَصَابَ كَانَ لَهُ كَعِدْلِ رَقَبَةٍ وَّمَنْ اَعْتَقَ رَقَبَةً مُسْلِمَةً كَانَ فِدَاءُ كُلِّ عُضْوٍ مِّنْهُ عُضْوًا مِّنْهُ مِنْ نَّارِ جَهَنَّمَ وَمَنْ شَابَ شَيْبَةً فِىْ سَبِيلِ اللّٰهِ كَانَتْ لَهُ نُوْرًا يَّوْمَ الْقِيَامَةِ" ۔

☆☆ شرحبیل بن سمط بیان کرتے ہیں' میں نے حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے کہا: اے (حضرت) عمرو بن عبسہ! آپ ہمیں کوئی ایسی حدیث سنایئے جو آپ نے نبی اکرم ﷺ کی زبانی سنی ہو اور اس میں سے کوئی بات بھولے نہ ہوں' یا اس میں سے آپ کوئی لفظ کم نہ کریں' تو انہوں نے بتایا: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

جو شخص اللہ کی راہ میں (جہاد کرتے ہوئے) تیر پھینکتا ہے اور وہ تیر دشمن تک پہنچ جاتا ہے' خواہ وہ دشمن کو لگے یا نہ لگے' اس شخص

3145-انفرد بہ النسائی ۔ تحفة الاشراف (10754) ۔

کے لیے یہ غلام آزاد کرنے کی مانند ہے اور جو شخص کسی مسلمان غلام (یا کنیز) کو آزاد کرتا ہے تو اس غلام کے جسم کا ہر عضو آزاد کرنے والے کے ہر عضو کا فدیہ بن جائے گا (یعنی آزاد کرنے والے کے جسم کو جہنم سے بچائے گا) اور جو شخص اللہ کی راہ میں (جہاد کرتے ہوئے) بوڑھا ہو جائے تو یہ چیز قیامت کے دن اُس کے لیے نور کی حیثیت رکھے گی۔

3146 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيْدٍ عَنِ الْوَلِيْدِ عَنِ ابْنِ جَابِرٍ عَنْ اَبِىْ سَلَّامٍ الْاَسْوَدِ عَنْ خَالِدِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يُدْخِلُ ثَلَاثَةَ نَفَرٍ الْجَنَّةَ بِالسَّهْمِ الْوَاحِدِ صَانِعَهُ يَحْتَسِبُ فِىْ صُنْعِهِ الْخَيْرَ وَالرَّامِىَ بِهٖ وَمُنَبِّلَهٗ"۔

☆☆ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

اللہ تعالیٰ ایک تیر کی وجہ سے تین آدمیوں کو جنت میں داخل کرے گا: اُسے بنانے والا جو اُسے بناتے ہوئے ثواب کی اُمید رکھتا ہو اُسے پھینکنے والا اور اُسے پکڑانے والا۔

باب مَنْ كُلِمَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ ۔

یہ باب ہے کہ جو شخص اللہ کی راہ میں (جہاد کرتے ہوئے) زخمی ہو جائے

3147 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَبِى الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا يُكْلَمُ اَحَدٌ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ - وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَنْ يُكْلَمُ فِىْ سَبِيْلِهٖ - اِلَّا جَآءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَجُرْحُهٗ يَثْعَبُ دَمًا اللَّوْنُ لَوْنُ دَمٍ وَّالرِّيْحُ رِيْحُ الْمِسْكِ"۔

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

جس شخص کو اللہ کی راہ میں (جہاد کرتے ہوئے) زخم آ جائے ویسے اللہ زیادہ بہتر جانتا ہے کسے اُس کی راہ میں زخم آیا ہے تو ایسا شخص قیامت کے دن آئے گا تو اس کے زخم سے خون بہہ رہا ہوگا جس کا رنگ خون کے رنگ کی مانند ہوگا لیکن اُس کی خوشبو مشک کی مانند ہوگی۔

3148 - اَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ ثَعْلَبَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "زَمِّلُوْهُمْ بِدِمَائِهِمْ فَاِنَّهٗ لَيْسَ كَلْمٌ يُكْلَمُ فِى اللّٰهِ اِلَّا اَتٰى يَوْمَ الْقِيَامَةِ جُرْحُهٗ يَدْمِىْ لَوْنُهٗ لَوْنُ دَمٍ وَّرِيْحُهٗ رِيْحُ الْمِسْكِ"۔

☆☆ حضرت عبداللہ بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

3146-اخرجه ابو داؤد في الجهاد، باب في الرمي (الحديث 2513) مطولاً . و اخرجه النسائي في الخيل، تاديب الرجل فرسه (الحديث 3580) مطولاً . تحفة الاشراف (9922) .

3147-اخرجه مسلم في الامارة، باب فضل الجهاد و الخروج في سبيل الله (الحديث 105) . تحفة الاشراف (13690) .

3148-تقدم (الحديث 2001) .

انہیں ان کے خون میں لپیٹ دو (یعنی غسل دیئے بغیر دفن کر دو) چونکہ اللہ کی راہ میں آنے والا زخم (ساتھ لے کر) آدمی قیامت کے دن آئے گا' تو اس کے زخم سے خون بہہ رہا ہوگا' جس کی رنگت خون کی رنگت جیسی ہوگی' لیکن اُس کی خوشبو مشک کی خوشبو جیسی ہوگی۔

باب مَا يَقُوْلُ مَنْ يَطْعَنُهُ الْعَدُوُّ .

یہ باب ہے کہ دشمن جس شخص کو نیزہ مار دے' وہ شخص کیا' کہے؟

3149 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ سَوَّادٍ قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِىْ يَحْيَى بْنُ اَيُّوْبَ وَذَكَرَ اٰخَرَ قَبْلَهُ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ غَزِيَّةَ عَنْ اَبِى الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ اُحُدٍ وَّوَلَّى النَّاسُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ نَاحِيَةٍ فِىْ اثْنَىْ عَشَرَ رَجُلًا مِّنَ الْاَنْصَارِ وَفِيْهِمْ طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ فَاَدْرَكَهُمُ الْمُشْرِكُوْنَ فَالْتَفَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ "مَنْ لِّلْقَوْمِ" . فَقَالَ طَلْحَةُ اَنَا . قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "كَمَا اَنْتَ" . فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ اَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ . فَقَالَ "اَنْتَ" .

فَقَاتَلَ حَتّٰى قُتِلَ ثُمَّ الْتَفَتَ فَاِذَا الْمُشْرِكُوْنَ فَقَالَ "مَنْ لِّلْقَوْمِ" . فَقَالَ طَلْحَةُ اَنَا . قَالَ "كَمَا اَنْتَ" . فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ اَنَا . فَقَالَ "اَنْتَ" . فَقَاتَلَ حَتّٰى قُتِلَ ثُمَّ لَمْ يَزَلْ يَقُوْلُ ذٰلِكَ وَيَخْرُجُ اِلَيْهِمْ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَيُقَاتِلُ قِتَالَ مَنْ قَبْلَهُ حَتّٰى يُقْتَلَ حَتّٰى بَقِىَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَطَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ لِّلْقَوْمِ" . فَقَالَ طَلْحَةُ اَنَا . فَقَاتَلَ طَلْحَةُ قِتَالَ الْاَحَدَ عَشَرَ حَتّٰى ضُرِبَتْ يَدُهُ فَقُطِعَتْ اَصَابِعُهُ فَقَالَ حَسِّ . فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَوْ قُلْتَ بِسْمِ اللّٰهِ لَرَفَعَتْكَ الْمَلَآئِكَةُ وَالنَّاسُ يَنْظُرُوْنَ" . ثُمَّ رَدَّ اللّٰهُ الْمُشْرِكِيْنَ .

☆☆ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' غزوۂ اُحد کے موقع پر کچھ لوگ پیچھے ہٹ گئے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک طرف بارہ انصاریوں کے درمیان موجود تھے' اُن میں حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ مشرکین وہاں تک پہنچے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف توجہ کی اور دریافت کیا: کون ان کا مقابلہ کرے گا؟ تو حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: میں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم اپنی جگہ رہو! ایک اور انصاری نے عرض کی: میں (مقابلہ کرتا ہوں) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہاں! تم کرلو۔ اُس شخص نے لڑائی کی' یہاں تک کہ شہید ہو گیا' اس کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح فرماتے رہے اور انصار کا کوئی ایک فرد ان دشمنوں سے لڑنے کے لیے جاتا رہا' وہ اپنے پہلے ساتھی کی طرح مقابلہ کرتا رہتا' یہاں تک کہ شہید ہو جاتا۔ آخر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ باقی رہ گئے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: کون دشمنوں کا مقابلہ کرے گا؟ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: میں! پھر حضرت طلحہ نے اس طرح لڑائی کی جیسے گیارہ افراد لڑائی کر رہے ہوں' یہاں تک کہ ان کے ہاتھ پر ضرب لگی اس کی وجہ سے ان کی انگلیاں کٹ گئیں' اس پر حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے ہائے کہا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

3149-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (2893) .

اگر تم اس وقت بسم اللہ کہہ دیتے تو فرشتے تمہیں اُٹھا لیتے اور یہ بات لوگوں کو بھی نظر آتی۔

(راوی کہتے ہیں:) پھر اللہ تعالیٰ نے مشرکین کو پسپا کر دیا۔

باب مَنْ قَاتَلَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَارْتَدَّ عَلَيْهِ سَيْفُهُ فَقَتَلَهُ .

یہ باب ہے کہ جو شخص اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے اپنی ہی تلوار کے ذریعے شہید ہو جائے

3150 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ سَوَّادٍ قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ وَعَبْدُ اللّٰهِ ابْنَا كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ سَلَمَةَ بْنَ الْاَكْوَعِ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ خَيْبَرَ قَاتَلَ اَخِي قِتَالًا شَدِيدًا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَارْتَدَّ عَلَيْهِ سَيْفُهُ فَقَتَلَهُ فَقَالَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ذٰلِكَ وَشَكُّوا فِيهِ رَجُلٌ مَاتَ بِسِلَاحِهِ قَالَ سَلَمَةُ فَقَفَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ خَيْبَرَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَتَاْذَنُ لِي اَنْ اَرْتَجِزَ بِكَ فَاَذِنَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَعْلَمْ مَا تَقُوْلُ فَقُلْتُ وَاللّٰهِ لَوْلَا اللّٰهُ مَا اهْتَدَيْنَا وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "صَدَقْتَ" . فَاَنْزِلَنْ سَكِيْنَةً عَلَيْنَا وَثَبِّتِ الْاَقْدَامَ اِنْ لَاقَيْنَا وَالْمُشْرِكُوْنَ قَدْ بَغَوْا عَلَيْنَا فَلَمَّا قَضَيْتُ رَجَزِي قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ قَالَ هٰذَا" . قُلْتُ اَخِي .

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "يَرْحَمُهُ اللّٰهُ" . فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاللّٰهِ اِنَّ نَاسًا لَيَهَابُوْنَ الصَّلَاةَ عَلَيْهِ يَقُوْلُوْنَ رَجُلٌ مَاتَ بِسِلَاحِهِ . فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَاتَ جَاهِدًا مُجَاهِدًا" .

قَالَ ابْنُ شِهَابٍ ثُمَّ سَاَلْتُ ابْنًا لِسَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ فَحَدَّثَنِي عَنْ اَبِيهِ مِثْلَ ذٰلِكَ غَيْرَ اَنَّهُ قَالَ حِيْنَ قُلْتُ اِنَّ نَاسًا لَيَهَابُوْنَ الصَّلَاةَ عَلَيْهِ . فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "كَذَبُوْا مَاتَ جَاهِدًا مُجَاهِدًا فَلَهُ اَجْرُهُ مَرَّتَيْنِ" . وَاَشَارَ بِاُصْبُعَيْهِ .

☆☆ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' غزوۂ خیبر کے موقع پر میرے بھائی نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جنگ میں بھرپور حصہ لیا' (لڑتے ہوئے) انہیں اپنی ہی تلوار لگی' جس کی وجہ سے وہ شہید ہو گئے۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ اصحاب نے اس پر کچھ تبصرہ کیا' اور انہوں نے اس بارے میں شک کا اظہار کیا' کہ جو شخص اپنے ہی ہتھیار کے ذریعے مر جاتا ہے (کیا وہ شہید شمار ہوگا یا نہیں ہوگا)۔

حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب خیبر سے واپس تشریف لا رہے تھے' تو میں نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ مجھے اجازت دیں گے کہ میں آپ کے سامنے جنگی اشعار پیش کروں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اجازت دے دی تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بولے: سوچ سمجھ کے بات کہنا! میں نے یہ اشعار پیش کیے:

3150-اخرجه مسلم في الجهاد و السير، باب غزوة خيبر (الحديث 124) . واخرجه ابو داؤد في الجهاد، باب في الرجل يموت بسلاحه (الحديث 2538) مختصراً . تحفة الاشراف (4532) .

''اللہ کی قسم! اگر اللہ تعالیٰ نہ ہوتا تو ہم ہدایت حاصل نہ کرتے' ہم (نبی اکرم ﷺ کی) تصدیق نہ کرتے' اور نماز ادا نہ کرتے''۔

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم نے ٹھیک کہا ہے۔ (میں نے اگلا شعر سنایا)

''اے اللہ! تو ہم پر سکینت نازل کرنا اور جب ہمارا دشمنوں سے سامنا ہو' تو ہمیں ثابت قدم رکھنا' کیونکہ مشرکین نے ہم پر حملہ کر دیا ہے''۔

حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے اسی طرح اپنے یہ اشعار مکمل کر لیے' نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: یہ کس کے اشعار ہیں؟ میں نے عرض کی: میرے بھائی کے۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اُس پر رحم کرے! میں نے عرض کی: یارسول اللہ! کچھ لوگ اس کے بارے میں دعائے رحمت کرنے کے حوالے سے ہچکچاہٹ کا شکار ہیں' وہ یہ کہتے ہیں: وہ شخص اپنے ہی ہتھیار کے ذریعے مرا ہے (اس لیے وہ شہید نہیں ہو گا)۔

تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

وہ جہاد کرنے والے مجاہد کے طور پر فوت ہوا ہے۔

ابن شہاب بیان کرتے ہیں' بعد میں' میں نے حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے سے سوال کیا' تو انہوں نے اپنے والد کے حوالے سے اسی کی مانند حدیث مجھے سنائی' تاہم اس میں یہ الفاظ ہیں:

حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' جب میں نے عرض کی کہ کچھ لوگ ان کے بارے میں دعائے رحمت کرنے کے حوالے سے ہچکچاہٹ کا شکار ہیں' تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: وہ غلط کہہ رہے ہیں وہ جہاد کرنے والے مجاہد کے طور پر فوت ہوا ہے اور اُسے دو مرتبہ اجر ملے گا۔

نبی اکرم ﷺ نے اپنی دو انگلیوں کے ذریعے اشارہ کر کے یہ بات ارشاد فرمائی تھی۔

باب تَمَنِّى الْقَتْلِ فِىْ سَبِيلِ اللّٰهِ تَعَالٰى .

یہ باب ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید ہونے کی آرزو کرنا

3151 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى - يَعْنِىْ ابْنَ سَعِيْدٍ الْقَطَّانَ - عَنْ يَحْيٰى - يَعْنِىْ ابْنَ سَعِيْدٍ الْاَنْصَارِىَّ - قَالَ حَدَّثَنِىْ ذَكْوَانُ اَبُوْ صَالِحٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰى اُمَّتِىْ لَمْ اَتَخَلَّفْ عَنْ سَرِيَّةٍ وَّلٰكِنْ لَا يَجِدُوْنَ حَمُوْلَةً وَّلَا اَجِدُ مَا اَحْمِلُهُمْ عَلَيْهِ وَيَشُقُّ عَلَيْهِمْ اَنْ يَتَخَلَّفُوا عَنِّىْ وَلَوَدِدْتُ اَنِّىْ قُتِلْتُ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ اُحْيِيْتُ ثُمَّ قُتِلْتُ ثُمَّ اُحْيِيْتُ ثُمَّ قُتِلْتُ" . ثَلَاثًا .

3151-اخرجه البخاري في الجهاد، باب الجعائل و الحمائل في السبيل (الحديث 2972) و اخرجه مسلم في الامارة، باب فضل الجهاد و الخروج في سبيل الله (الحديث 106م) . تحفة الاشراف (12885) .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:
اگر مجھے اپنی اُمت کے مشقت میں مبتلا ہونے کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں کسی بھی جنگی مہم سے پیچھے نہ رہتا' لیکن ان لوگوں کے پاس سواری کے جانور بھی نہیں ہیں اور میرے پاس بھی انہیں سواریاں فراہم کرنے کا انتظام نہیں ہے' اور ان کے لیے یہ بات مشکل کا باعث ہوتی ہے' وہ میرے پیچھے رہ جائیں' میری یہ خواہش ہے' مجھے اللہ کی راہ میں شہید کر دیا جائے' پھر زندہ کر دیا جائے پھر شہید کر دیا جائے' پھر زندہ کر دیا جائے پھر شہید کر دیا جائے۔ (راوی کہتے ہیں:) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ الفاظ تین مرتبہ استعمال کیے۔

3152 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِى عَنْ شُعَيْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِى سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِى هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ "وَالَّذِى نَفْسِى بِيَدِهِ لَوْلَا اَنَّ رِجَالًا مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ لَا تَطِيبُ اَنْفُسُهُمْ بِاَنْ يَّتَخَلَّفُوا عَنِّى وَلَا اَجِدُ مَا اَحْمِلُهُمْ عَلَيْهِ مَا تَخَلَّفْتُ عَنْ سَرِيَّةٍ تَغْزُو فِى سَبِيلِ اللّٰهِ وَالَّذِى نَفْسِى بِيَدِهِ لَوَدِدْتُ اَنِّى اُقْتَلُ فِى سَبِيلِ اللّٰهِ ثُمَّ اُحْيَا ثُمَّ اُقْتَلُ ثُمَّ اُحْيَا ثُمَّ اُقْتَلُ".

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:
اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! اگر اہل ایمان میں سے بعض ایسے لوگ نہ ہوتے جو جہاد میں مجھ سے پیچھے رہ جانے کو ناپسند کرتے ہیں اور میرے پاس انہیں فراہم کرنے کے لیے سواریاں بھی نہیں ہیں' تو میں کسی بھی چھوٹی جنگی مہم سے پیچھے نہ رہتا' جو اللہ کی راہ میں لڑی جاتی ہے' اُس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! میری خواہش ہے' مجھے اللہ کی راہ میں شہید کر دیا جائے' پھر زندہ کیا جائے پھر شہید کیا جائے' پھر زندہ کیا جائے پھر شہید کر دیا جائے۔

3153 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ عَنْ بَحِيرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ عَنِ ابْنِ اَبِى عَمِيرَةَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَا مِنَ النَّاسِ مِنْ نَّفْسٍ مُّسْلِمَةٍ يَّقْبِضُهَا رَبُّهَا تُحِبُّ اَنْ تَرْجِعَ اِلَيْكُمْ وَاَنَّ لَهَا الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا غَيْرُ الشَّهِيدِ". قَالَ ابْنُ اَبِى عَمِيرَةَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "وَلَاَنْ اُقْتَلَ فِى سَبِيلِ اللّٰهِ اَحَبُّ اِلَىَّ مِنْ اَنْ يَّكُونَ لِى اَهْلُ الْوَبَرِ وَالْمَدَرِ".

☆☆ حضرت ابن ابوعمیرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:
جس بھی مسلمان بندے کی جان اللہ تعالیٰ قبض کر لیتا ہے' اس میں سے کوئی بھی تمہاری طرف واپس آنے کو پسند نہیں کرتا' اگرچہ اُسے دنیا اور اس میں موجود ہر چیز مل جائے' البتہ شہید کا حکم مختلف ہے۔

حضرت ابن ابوعمیرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:
مجھے اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید کر دیا جائے' یہ میرے نزدیک اس سے زیادہ پسندیدہ ہے' مجھے دنیا کی ہر چیز مل جائے۔

3152-اخرجه البخاري في الجهاد، باب تمني الشهادة (الحديث 2797)، تحفة الاشراف (13154)

3153-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (11227)

باب ثَوَاب مَنْ قُتِلَ فِیْ سَبِیلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ .

یہ باب ہے کہ جو شخص اللہ کی راہ میں شہید ہو جائے' اس کا ثواب

3154 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو قَالَ سَمِعْتُ جَابِرًا يَقُولُ قَالَ رَجُلٌ يَوْمَ اُحُدٍ اَرَاَيْتَ اِنْ قُتِلْتُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَاَيْنَ اَنَا قَالَ "فِي الْجَنَّةِ" . فَاَلْقَى تَمَرَاتٍ فِي يَدِهٖ ثُمَّ قَاتَلَ حَتّٰى قُتِلَ .

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' غزوۂ اُحد کے موقع پر ایک شخص نے (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں) عرض کی: آپ کا کیا خیال ہے اگر مجھے اللہ کی راہ میں شہید کر دیا جائے' تو میں کہاں جاؤں گا؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت میں! تو اس شخص نے اپنے ہاتھ میں موجود کھجوریں ایک طرف رکھ دیں اور پھر جنگ کرنے لگا' یہاں تک کہ شہید ہو گیا۔

باب مَنْ قَاتَلَ فِیْ سَبِیلِ اللّٰهِ تَعَالٰی وَعَلَیْهِ دَیْنٌ .

یہ باب ہے کہ جو شخص اللہ کی راہ میں جہاد کے لیے جائے حالانکہ اس کے ذمے قرض ہو

3155 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو عَاصِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَجْلَانَ عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَخْطُبُ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ اَرَاَيْتَ اِنْ قَاتَلْتُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ صَابِرًا مُحْتَسِبًا مُقْبِلًا غَيْرَ مُدْبِرٍ اَيُكَفِّرُ اللّٰهُ عَنِّي سَيِّئَاتِي قَالَ "نَعَمْ" . ثُمَّ سَكَتَ سَاعَةً قَالَ "اَيْنَ السَّائِلُ اٰنِفًا" . فَقَالَ الرَّجُلُ هَا اَنَا ذَا . قَالَ "مَا قُلْتَ" . قَالَ اَرَاَيْتَ اِنْ قُتِلْتُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ صَابِرًا مُحْتَسِبًا مُقْبِلًا غَيْرَ مُدْبِرٍ اَيُكَفِّرُ اللّٰهُ عَنِّي سَيِّئَاتِي قَالَ "نَعَمْ اِلَّا الدَّيْنَ سَارَّنِي بِهٖ جِبْرِيلُ اٰنِفًا" .

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا' آپ اس وقت منبر پر خطبہ دے رہے تھے' اس نے عرض کی: آپ کا کیا خیال ہے' اگر میں صبر کرتے ہوئے ثواب کی اُمید رکھتے ہوئے دشمن کا سامنا کرتے ہوئے پیٹھ نہ پھیرتے ہوئے اللہ کی راہ میں جنگ کرتا ہوں' تو کیا اللہ تعالیٰ میرے گناہوں کو معاف کر دے گا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جی ہاں! پھر اُس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ دیر خاموش رہے' پھر آپ نے دریافت کیا: یہ سوال کس شخص نے کیا تھا؟ اس شخص نے عرض کی: میں نے! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: تم نے کیا' کہا تھا؟ اس نے عرض کی: آپ کا کیا خیال ہے' اگر مجھے صبر کرتے ہوئے ثواب کی اُمید رکھتے ہوئے دشمن کا مقابلہ کرتے ہوئے پیٹھ نہ پھیرتے ہوئے اللہ کی راہ میں جہاد کے دوران شہید کر دیا جائے' تو کیا اللہ تعالیٰ میرے گناہوں کو معاف کر دے گا؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جی ہاں! البتہ قرض کا حکم مختلف ہے' ابھی جبریل علیہ السلام نے مجھے سرگوشی میں یہ بات بتائی ہے۔

3156 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ

3154 - اخرجه البخاري في المغازي، باب غزوة احد (الحديث 4046) . و اخرجه مسلم في الامارة، باب ثبوت الجنة للشهيد (الحديث 143) . تحفة الاشراف (2530) .

3155 - انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (13056) .

حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ اَبِي سَعِيدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِي قَتَادَةَ عَنْ اَبِيهِ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ اِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ اِنْ قُتِلْتُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ صَابِرًا مُحْتَسِبًا مُقْبِلًا غَيْرَ مُدْبِرٍ اَيُكَفِّرُ اللّٰهُ عَنِّي خَطَايَايَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "نَعَمْ" . فَلَمَّا وَلَّى الرَّجُلُ نَادَاهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْ اَمَرَ بِهِ فَنُودِيَ لَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "كَيْفَ قُلْتَ" . فَاَعَادَ عَلَيْهِ قَوْلَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "نَعَمْ اِلَّا الدَّيْنَ كَذٰلِكَ قَالَ لِي جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ" .

☆☆ عبداللہ بن ابوقتادہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' اس نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ کا کیا خیال ہے' اگر مجھے صبر کرتے ہوئے ثواب کی اُمید رکھتے ہوئے دشمن کا سامنا کرتے ہوئے' پیٹھ نہ پھیرتے ہوئے (جہاد کے دوران) اللہ کی راہ میں شہید کردیا جاتا ہے' تو کیا اللہ تعالیٰ میرے گناہوں کو معاف کردے گا؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جی ہاں! جب وہ شخص واپس چلا گیا تو نبی اکرم ﷺ نے اُسے بلایا' یا نبی اکرم ﷺ کے حکم کے تحت اُسے بلایا گیا' پھر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم نے کیا' کہا تھا؟ اُس نے اپنے الفاظ دہرائے' تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جی ہاں! البتہ قرض کا حکم مختلف ہے۔ جبریل علیہ السلام نے مجھے اسی طرح بتایا ہے۔

3157 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ اَبِي سَعِيدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِي قَتَادَةَ عَنْ اَبِي قَتَادَةَ اَنَّهُ سَمِعَهُ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَامَ فِيهِمْ فَذَكَرَ لَهُمْ "اَنَّ الْجِهَادَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَالاِيمَانَ بِاللّٰهِ اَفْضَلُ الاَعْمَالِ" . فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ اِنْ قُتِلْتُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ اَيُكَفِّرُ اللّٰهُ عَنِّي خَطَايَايَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "نَعَمْ اِنْ قُتِلْتَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَاَنْتَ صَابِرٌ مُحْتَسِبٌ مُقْبِلٌ غَيْرُ مُدْبِرٍ اِلَّا الدَّيْنَ فَاِنَّ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ لِي ذٰلِكَ" .

☆☆ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم ﷺ کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: ایک مرتبہ آپ ﷺ ان لوگوں کے درمیان کھڑے ہوئے تھے' آپ نے ان کے سامنے اللہ کی راہ میں جہاد کرنے' اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھنے کے سب سے افضل عمل ہونے کا تذکرہ کیا' تو ایک شخص کھڑا ہوا' اس نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ کا کیا خیال ہے' اگر مجھے اللہ کی راہ میں شہید کردیا جاتا ہے' تو کیا اللہ تعالیٰ میرے گناہوں کو معاف کردے گا؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جی ہاں! اگر تمہیں اللہ کی راہ میں شریک کردیا جاتا ہے' اور تم صبر کررہے ہو اور دشمن کا مقابلہ کررہے ہو' پیٹھ نہ پھیری ہو (تو تمہیں یہ اجروثواب حاصل ہوگا) البتہ قرض کا حکم مختلف ہے' جبریل علیہ السلام نے یہ بات مجھے بتائی ہے۔

3156-اخرجه مسلم في الامارة، باب من قتل في سبيل الله كفرت خطاياه الا الدين (الحديث 117) . و اخرجه الترمذي في الجهاد، باب ما جاء فيمن يستشهد و عليه دين (الحديث 1712) . و اخرجه النسائي في الجهاد، من قاتل في سبيل الله تعالى و عليه دين (الحديث 3157) . تحفة الاشراف (12098) .

3157-تقدم في الجهاد، من قاتل في سبيل الله تعالى و عليه دين (الحديث 3156) .

3158 - أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو سَمِعَ مُحَمَّدَ بْنَ قَيْسٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَرَأَيْتَ إِنْ ضَرَبْتُ بِسَيْفِيْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ صَابِرًا مُحْتَسِبًا مُقْبِلًا غَيْرَ مُدْبِرٍ حَتّٰى أُقْتَلَ أَيُكَفِّرُ اللّٰهُ عَنِّيْ خَطَايَايَ قَالَ "نَعَمْ" . فَلَمَّا أَدْبَرَ دَعَاهُ فَقَالَ "هٰذَا جِبْرِيْلُ يَقُوْلُ إِلَّا أَنْ يَكُوْنَ عَلَيْكَ دَيْنٌ" .

☆☆ عبداللہ بن ابوقتادہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' آپ اس وقت منبر پر موجود تھے' اس نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ کا کیا خیال ہے' اگر میں صبر کرتے ہوئے' ثواب کی اُمید رکھتے ہوئے' دشمن کا مقابلہ کرتے ہوئے' پیٹھ نہ پھیرتے ہوئے' اپنی تلوار کے ساتھ لڑائی کرتا ہوں' یہاں تک کہ مجھے شہید کردیا جاتا ہے' تو کیا اللہ تعالیٰ میرے گناہوں کو معاف کردے گا؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جی ہاں! جب وہ شخص چلا گیا تو آپ ﷺ نے اُسے بلوایا اور فرمایا: جبریل یہ کہہ رہے ہیں' کہ اگر تم پر قرض ہوا تو حکم مختلف ہوگا (یعنی قرض معاف نہیں ہوگا)۔

باب مَا يُتَمَنّٰى فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ .

یہ باب ہے کہ اللہ کی راہ میں (جہاد کرنے والا شخص) کیا آرزو کرتا ہے؟

3159 - أَخْبَرَنَا هَارُوْنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ بَكَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيْسٰى - وَهُوَ ابْنُ الْقَاسِمِ بْنِ سُمَيْعٍ - قَالَ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ وَاقِدٍ عَنْ كَثِيْرِ بْنِ مُرَّةَ أَنَّ عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ حَدَّثَهُمْ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَا عَلَى الْأَرْضِ مِنْ نَفْسٍ تَمُوْتُ وَلَهَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ تُحِبُّ أَنْ تَرْجِعَ إِلَيْكُمْ وَلَهَا الدُّنْيَا إِلَّا الْقَتِيْلُ فَإِنَّهُ يُحِبُّ أَنْ يَرْجِعَ فَيُقْتَلَ مَرَّةً أُخْرٰى" .

☆☆ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:
روئے زمین پر مرنے والا ہر شخص جسے اللہ تعالیٰ کے ہاں بہتری نصیب ہو جائے' وہ یہ آرزو نہیں کرتا کہ اُسے تمہارے پاس دوبارہ بھیج دیا جائے' اگرچہ اُسے ساری دنیا مل جائے' صرف شہید کا حکم مختلف ہے کیونکہ وہ یہ پسند کرتا ہے' اُسے دوبارہ بھیجا جائے اور اُسے دوبارہ شہید کیا جائے۔

شہداء زندہ ہیں

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ أَمْوَاتٌ بَلْ أَحْيَاءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ (سورہ البقرہ۔ **154**)

اور جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کیے جاتے ہیں ان کے بارے میں یہ نہ کہو کہ وہ مردہ ہیں بلکہ وہ تو زندہ ہیں لیکن تمہیں خبر نہیں۔ دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

3158-اخرجه مسلم في الامارة، باب من قتل في سبيل الله كفرت خطاياه الا الدين (الحديث 118) . تحفة الاشراف (12104) .

3159-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (5108) .

وَلا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ فَرِحِينَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ وَيَسْتَبْشِرُونَ بِالَّذِينَ لَمْ يَلْحَقُوا بِهِمْ مِنْ خَلْفِهِمْ أَلا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلا هُمْ يَحْزَنُونَ يَسْتَبْشِرُونَ بِنِعْمَةٍ مِنَ اللَّهِ وَفَضْلٍ وَأَنَّ اللَّهَ لا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُؤْمِنِينَ (سورہ آل عمران۔169۔171)

جولوگ اللہ کی راہ میں قتل کیے گئے ان کو مردہ نہ سمجھو بلکہ وہ تو زندہ ہیں اپنے پروردگار کے مقرب ہیں کھاتے پیتے ہیں وہ خوش ہیں اس چیز سے جوان کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے عطاء فرمائی اور جولوگ ان کے پاس نہیں پہنچے ان سے پیچھے رہ گئے ہیں ان کی بھی اس حالت پر وہ خوش ہوتے ہیں کہ ان پر بھی کسی طرح کا خوف واقع ہونے والا نہیں اور نہ وہ مغموم ہوں گے وہ خوش ہوتے ہیں اللہ کی نعمت اور فضل سے اور اس بات سے کہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کا اجر ضائع نہیں فرماتے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: شہداء جنت کے دروازے پر دریا کے کنارے ایک محل میں رہتے ہیں اوران کے لیے صبح شام جنت سے رزق لایا جاتا ہے۔

(مسند احمد۔ مصنف ابن ابی شیبہ۔ المستدرک۔ صحیح علی شرط مسلم)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب بندے قیامت کے دن حساب کتاب کے لیے کھڑے ہوں گے تو کچھ لوگ اپنی تلواریں گردنوں پر اٹھائے ہوئے آئیں گے ان سے خون بہہ رہا ہوگا وہ جنت کے دروازوں پر چڑھ دوڑیں گے پوچھا جائے گا یہ کون ہیں۔ جواب ملے گا یہ شہداء ہیں جو زندہ تھے اور انہیں روزی ملتی تھی۔ (الطبرانی۔ مجموعۃ الزوائد)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم احد کے دن حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ پر کھڑے ہوئے تھے اور حضرت مصعب زمین پر شہید پڑے تھے اس دن انہی کے ہاتھ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی:

مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَنْ قَضَى نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا (الاحزاب 23)

ایمان والوں میں کچھ مرد ایسے ہیں کہ انہوں نے جس بات کا اللہ سے عہد کیا تھا اسے سچ کر دکھلایا پھر بعض تو ان میں سے وہ ہیں جنہوں نے اپنا ذمہ پورا کرلیا اور بعض ان میں سے (اللہ کی راستے میں جان قربان کرنے کے لیے) راہ دیکھ رہے ہیں اور وہ ذرہ (برابر) نہیں بدلے۔

بے شک اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے لیے گواہی دیتے ہیں کہ تم قیامت کے دن اللہ کے سامنے شہداء میں سے ہو پھر آپ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے لوگوں تم ان کے پاس آیا کرو ان کی زیارت کیا کرو ان کو سلام کیا کرو قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے قیامت کے دن تک جو بھی انہیں سلام کہے گا یہ اسے جواب دیں گے۔ (کتاب الجہاد لابن المبارک مرسلا)

حضرت محمد بن قیس بن مخرمہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ انصار میں سے ایک شخص جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت

کیا کرتے تھے احد کے دن ان کو کسی نے بتایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو چکے ہیں تو انہوں نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دین پہنچا دیا چنانچہ اب تم سب (مسلمان) ان کے دین کے لیے جہاد کرو پھر وہ تین بار اٹھے اور ہر بار موت کے منہ تک پہنچے اور بالآخر تیسرے حملے میں شہید ہو گئے جب ان کی اللہ تعالیٰ سے ملاقات ہوئی اور اپنے (شہداء) ساتھی بھی ملے تو وہ وہاں کی نعمتیں دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور کہنے لگے اے ہمارے پروردگار کیا کوئی قاصد نہیں ہے جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہماری یہ حالت بتا سکے اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں تمہارا قاصد ہوں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے جبرئیل کو حکم دیا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر یہ آیات سنائیں ولاتحسبن سے آخر تک۔ (اخرجہ المنذری فی تفسیرہ)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن مجھے دیکھا تو فرمایا اے جابر کیا بات ہے تم فکرمند نظر آتے ہو میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول میرے والد شہید ہو گئے ہیں اور اپنے اوپر قرضہ اور اہل وعیال چھوڑ گئے ہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمہیں نہ بتاؤں کہ اللہ تعالیٰ نے جب بھی کسی سے بات کی تو پردے کی پیچھے سے کی لیکن تمہارے والد سے آمنے سامنے بات فرمائی اور کہا مجھ سے جو مانگو میں دوں گا تمہارے والد نے کہا مجھے دنیا میں واپس بھیج دیجئے تا کہ دوبارہ شہید ہو سکوں۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا میری طرف سے پہلے ہی فیصلہ ہو چکا ہے کہ کسی کو واپس نہیں جانا تمہارے والد نے کہا اے میرے پروردگار پیچھے والوں کو ہماری حالت کی اطلاع دے دیجئے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں: ولاتحسبن الذین سے آخر تک۔ (ترمذی۔ ابن ماجہ۔ المستدرک)

شہداء کی زندگی کے بارے میں علماء کرام کے مختلف اقوال ہیں۔

(1) علامہ قرطبی اور اکثر علماء کرام فرماتے ہیں کہ شہداء کی حیات یقینی چیز ہے اور بلاشبہ وہ جنت میں زندہ ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے اور ان کی موت بھی ہو چکی ہے اور ان کے جسم مٹی میں ہیں اور ان کی روحیں دوسرے ایمان والوں کی ارواح کی طرح زندہ ہیں البتہ شہداء کو یہ فضیلت حاصل ہے کہ ان کے لیے شہادت کے وقت سے جنت کی روزی جاری کر دی جاتی ہے تو گویا کہ ان کے لیے ان کی دنیوی زندگی جاری ہے اور وہ ختم نہیں ہوئی۔

(2) علماء کی ایک جماعت کا فرمانا ہے کہ قبروں میں شہداء کرام کی ارواح ان کے جسموں میں لوٹا دی جاتی ہیں اور وہ عیش و آرام کے مزے کرتے ہیں جیسا کہ کافروں کو ان کی قبروں میں زندہ کر کے عذاب دیا جاتا ہے۔

(3) مجاہد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ان کی روحیں سبز پرندوں میں ڈال دی جاتی ہیں اور وہ جنت میں رہتے ہیں اور وہ کھاتے پیتے اور عیش کرتے ہیں۔ قرطبی رحمہ اللہ نے اسے صحیح قول قرار دیا ہے۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ ان کے لیے ہر سال ایک جہاد کا اجر لکھا جاتا ہے اور وہ اپنے بعد قیامت کے دن تک کے جہاد میں شریک رہتے ہیں۔

(5) ایک قول یہ ہے کہ ان کی روحیں عرش کے نیچے قیامت تک رکوع سجدے میں مشغول رہتی ہیں جیسا کہ ان زندہ مسلمانوں کی اروحیں جو باوضو سوتے ہیں۔

(6) ایک قول یہ ہے کہ ان کے جسم قبر میں خراب نہیں ہوتے اور انہیں زمین نہیں کھاتی یہی ان کی زندگی ہے۔

شہداء کی حیات کا مطلب یہ ہے کہ شہداء کو ایک طرح کی جسمانی زندگی بھی حاصل ہوتی ہے جو دوسرے مردوں کی زندگی سے زیادہ ممتاز ہوتی ہے اور ان کی ارواح کو بھی اللہ کے ہاں مختلف مقامات حاصل ہوتے ہیں یعنی ان کی روحوں کا تعلق ان کے جسموں سے بھی رہتا ہے اور ان کی ارواح کو اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی مختلف مقامات ملتے ہیں ان میں سے بعض کی ارواح سبز پرندوں میں ہوتی ہیں اور وہ جنت میں کھاتے پیتے ہیں اور عرش کے سائے میں بنی ہوئی قندیلوں میں بیٹھتے ہیں جیسا کہ صحیح احادیث کے حوالے سے ان شاء اللہ آگے آئے گا اور ان میں سے کچھ جنت کے دروازے کے پاس دریا کے کنارے والے محل میں ہوتے ہیں اور جنت سے صبح اور شام ان کی روزی آتی ہے جیسا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت میں گذر چکا ہے اور کچھ ان میں سے فرشتوں کے ساتھ جنت میں اور آسمانوں میں اڑتے پھرتے ہیں جیسا کہ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی روایت میں آئے گا اور کچھ ان میں سے جنت کی اونچی مسہریوں پر ہوتے ہیں جیسا کہ حضرت ابن رواحہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں آئے گا ان کے مقامات کا یہ فرق دنیا میں ان کے ایمان اخلاص اور جان دینے کے جذبے کے فرق کی وجہ سے ہوگا شہادت سے پہلے جس کا ایمان و اسلام میں جتنا بلند مقام ہوگا شہادت کے بعد اللہ کے ہاں اس کا اتنا بلند مقام ہوگا آئیے اب شہداء کی جسمانی زندگی پر کچھ دلائل پڑھتے ہیں۔

حضرت امام مالک رحمہ اللہ عبدالرحمٰن بن ابی صعصعہ رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہیں یہ خبر پہنچی ہے کہ حضرت عمرو بن جموع رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ دونوں انصاری صحابی تھے۔ سیلاب کی وجہ سے ان کی قبریں کھولی گئیں تاکہ ان کی جگہ بدلی جا سکے یہ دونوں حضرات ایک قبر میں تھے جب ان کی قبریں کھولی گئیں تو ان کے جسموں میں کوئی فرق نہیں آیا تھا گویا کہ انہیں کل دفن کیا گیا ہوں ان میں سے ایک کا ہاتھ شہادت کے وقت ان کے زخم پر تھا اور وہ اسی حالت میں دفن کئے گئے تھے دیکھا گیا کہ اب تک ان کا ہاتھ اسی طرح ہے لوگوں نے وہ ہاتھ وہاں سے ہٹایا مگر وہ ہاتھ واپس اسی طرح زخم پر چلا گیا غزوہ احد کے دن یہ حضرات شہید ہوئے تھے اور قبریں کھودنے کا یہ واقعہ اس کے چھیالیس سال بعد کا ہے۔ (مؤطا امام مالک رحمہ اللہ۔ سیر اعلام النبلاء)

یہ روایت حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے براہ راست بھی آئی ہے جیسا کہ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ نے کتاب الجہاد میں سند کے ساتھ ذکر فرمایا ہے۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما ارشاد فرماتے ہیں کہ جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے نہر کظامہ جاری کرنے کا ارادہ فرمایا تو آپ نے اعلان کروایا کہ جس شخص کا کوئی شہید ہو تو وہ پہنچ جائے پھر ان شہداء کے اجسام نکالے گئے تو وہ بالکل تر و تازہ تھے یہاں تک کہ کھودنے کے دوران ایک شہید کے پاؤں پر کدال لگ گئی تو خون جاری ہوگیا۔

(کتاب الجہاد لابن المبارک)

عبدالصمد بن علی رحمہ اللہ (جو بنو عباس کے خاندان میں سے ہیں) کہتے ہیں کہ میں اپنے (رشتے کے) چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر پر آیا قریب تھا کہ سیلاب کا پانی ان کو ظاہر کر دیتا میں نے انہیں قبر سے نکالا تو وہ اپنی سابقہ حالت پر تھے اور ان پر وہ چادر تھی جس میں انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کفنایا تھا اور ان کے قدموں پر اذخر (گھاس) تھی۔ میں نے ان کا سر اپنی گود میں رکھا تو وہ پیتل کی ہانڈی کی طرح (چمک رہا) تھا میں نے گہری قبر کھدوائی اور نیا کفن دے کر انہیں دفنا دیا۔ (ابن عساکر)

قیس بن حازم فرماتے ہیں کہ حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ کو ان کے کسی رشتہ دار نے خواب میں دیکھا تو انہوں نے فرمایا تم لوگوں نے مجھے ایسی جگہ دفن کر دیا ہے جہاں پانی مجھے تکلیف پہنچاتا ہے میری جگہ یہاں سے تبدیل کرو۔ رشتے داروں نے قبر کھو دی تو ان کا جسم نرم و نازک چمڑے کی طرح تھا اور داڑھی کے چند بالوں کے علاوہ جسم میں کوئی تبدیلی نہیں آئی تھی۔

(مصنف عبدالرزاق)

ترمذی (حدیث کی کتاب) میں اصحاب الاخدود (خندقوں میں شہید کیے جانے والے جن کا تذکرہ قرآن مجید کی سورہ بروج میں ہے) کا واقعہ مذکور ہے اس میں یہ بھی ہے کہ لڑکا جسے بادشاہ نے شہید کر کے دفن کر دیا تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں قبر سے نکالا گیا تو اس کی انگلی اس کی کنپٹی پر تھی (کیونکہ یہیں اس کو تیر لگا تھا)۔ (ترمذی)

یہ واقعہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیانی فترۃ والے زمانے کا ہے۔

علامہ قرطبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ تمام اہل کوفہ یہ بات نقل کرتے ہیں کہ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اقدس کی دیوار گر گئی اور یہ ولید بن عبدالمالک کا دور حکومت تھا اور حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ اس وقت مدینہ منورہ کے گورنر تھے تو روضہ مبارک سے ایک پاؤں کھل گیا لوگ ڈر گئے کہ شاید یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا پاؤں مبارک ہے چنانچہ لوگ سخت غمگین ہوئے اس وقت حضرت سالم بن عبداللہ بن عمر نے آ کر وہ پاؤں دیکھا تو فرمایا یہ میرے دادا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا پاؤں مبارک ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تھے۔ (التذکرہ للقرطبی)

حضرت ثابت بن قیس بن شماس کا واقعہ بہت مشہور ہے اور یہ واقعہ کئی صحابہ کرام اور مفسرین نے ذکر فرمایا ہے۔ حضرت ثابت کی بیٹی فرماتی ہیں کہ جب قرآن مجید میں یہ آیت نازل ہوئی: ترجمہ (اے اہل ایمان! اپنی آوازیں پیغمبر کی آواز سے اونچی نہ کرو۔

(الحجرات۔2)

تو میرے والد گھر کے دروازے بند کر کے اندر بیٹھ گئے اور رونے لگے جب اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں نہ پایا تو بلا کر گھر بیٹھ رہنے کی وجہ پوچھی انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول میری آواز (طبعی طور پر) بلند ہے میں ڈرتا ہوں کہ میرے اعمال ضائع نہ ہو جائیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آپ ان میں سے نہیں ہیں بلکہ آپ خیر والی زندگی جئیں گے اور خیر والی موت مریں گے ان کی بیٹی کہتی ہیں کہ پھر جب یہ آیت نازل ہوئی: (کہ اللہ تعالیٰ کسی اترانے والے خود پسند کو پسند نہیں کرتا۔

(لقمان۔18)

تو میرے والد نے پھر دروازہ بند کر دیا گھر میں بیٹھ گئے اور روتے رہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب انہیں نہ پایا تو انہیں بلوایا اور وجہ پوچھی تو انہوں نے کہا اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں تو خوبصورتی کو پسند کرتا ہوں اور اپنی قوم کی قیادت کو بھی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آپ ان میں سے نہیں (جن کے بارے میں آیت نازل ہوئی ہے) بلکہ آپ تو بڑی پسندیدہ زندگی گزاریں گے اور شہادت کی موت پا کر جنت میں داخل ہوں گے۔ جنگ یمامہ کے دن جب خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی قیادت میں مسلمانوں نے مسیلمہ کذاب پر حملہ کیا تو ابتداء میں مسلمانوں کو پیچھے ہٹنا پڑا اس وقت حضرت ثابت بن قیس اور حضرت

سالم رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہم لوگ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تو اس طرح نہیں لڑتے تھے۔ پھر دونوں حضرات نے اپنے لیے ایک ایک گڑھا کھودا اور اس میں کھڑے ہو کر ڈٹ کر لڑتے رہے یہاں تک کہ شہید ہو گئے اس دن حضرت ثابت رضی اللہ عنہ نے ایک قیمتی زرہ پہن رکھی تھی ان کی شہادت کے بعد ایک مسلمان نے وہ زرہ اٹھالی۔ اگلے دن ایک مسلمان نے خواب میں دیکھا کہ حضرت ثابت رضی اللہ عنہ اسے فرما رہے ہیں میں تمہیں ایک وصیت کر رہا ہوں تم اسے خیال سمجھ کر ضائع نہ کر دینا میں جب کل شہید ہوا تو ایک مسلمان میرے پاس سے گزرا اور اس نے میری زرہ اٹھالی وہ شخص لوگوں میں سب سے دور جگہ پر رہتا ہے اور اس کے خیمے کے پاس ایک گھوڑا رسی میں بندھا ہوا کود رہا ہے اور اس نے میری زرہ کے اوپر ایک بڑی ہانڈی رکھ دی ہے اور اس ہانڈی کے اوپر اونٹ کا کجاوہ رکھا ہوا ہے تم خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ اور انہیں کہو کہ وہ کسی کو بھجوا کر میری زرہ اس شخص سے لے لیں پھر جب تم مدینہ منورہ جانا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ (حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) سے کہنا کہ میرے ذمے اتنا اتنا قرضہ ہے اور میرے فلاں فلاں غلام آزاد ہیں (پھر اس خواب دیکھنے والے کو فرمایا) اور تم اسے جھوٹا خواب سمجھ کر بھلا مت دینا۔ چنانچہ (صبح) وہ شخص حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور ان تک پیغام پہنچایا تو انہوں نے آدمی بھیج کر زرہ وصول فرمالی۔ پھر مدینہ پہنچ کر اس شخص نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو پورا خواب سنایا تو انہوں نے حضرت ثابت رضی اللہ عنہ کی وصیت کو جاری فرمادیا۔ ہم کسی ایسے شخص کو نہیں جانتے جس نے مرنے کے بعد وصیت کی ہو اور اس کی وصیت کو پورا کیا گیا ہو سوائے حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کے۔ (المستدرک)

جنت سے نکل کر دوبارہ شہید ہونے کی تمنا کا بیان

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کوئی شخص جنت میں داخل ہونے کے بعد یہ تمنا نہیں کرے گا کہ اسے دنیا میں لوٹایا جائے یا دنیا کی کوئی چیز دی جائے سوائے شہید کے کہ وہ تمنا کرے گا کہ وہ دنیا میں لوٹایا جائے اور دس بار شہید کیا جائے یہ تمنا وہ اپنی (یعنی شہید کی) تعظیم (اور مقام) دیکھنے کی وجہ سے کریگا۔ (بخاری، مسلم)

شہید کے گناہوں کے کفارہ کا بیان

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا قرض کے سوا شہید کے سارے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ ایک روایت میں الفاظ اس طرح ہیں اللہ کے راستے میں قتل ہو جانا قرض کے سوا ہر گناہ کا کفارہ ہے۔ (مسلم شریف)

لیکن علامہ ابن رشد فرماتے ہیں کہ ایک قول یہ بھی ہے کہ شہید کے لیے قرض کا معاف نہ ہونا ابتداء اسلام میں تھا بعد میں یہ فرما دیا گیا کہ اللہ تعالیٰ اس کا قرضہ اداء کر دے گا۔ (مقدمات ابن رشد)

علامہ قرطبی فرماتے ہیں کہ جو قرضہ جنت میں جانے سے روکتا ہے وہ قرضہ ہے جو کسی نے لیا ہو اور اس کے پاس ادائیگی کی گنجائش بھی ہو مگر نہ وہ اسے اداء کرے اور نہ مرنے کے بعد اداء کرنے کی وصیت کرے یا وہ قرضہ ہے جو بے وقوفی اور اسراف کے

کاموں کے لئے لیا ہو اور پھر بغیر اداء کئے مر گیا ہو لیکن اگر کسی نے کوئی حق واجب اداء کرنے کے لئے قرضہ لیا ہو مثلاً فاقے سے بچنے کے لئے یا زیادہ تنگ دستی کی وجہ سے قرضہ لیا اور اس نے ادائیگی کے لئے بھی کچھ نہ چھوڑا ہو تو امید ہے کہ انشاء اللہ یہ قرضہ اس کے لئے جنت سے روکنے کا باعث نہیں بنے گا وہ مقروض شہید ہو یا غیر شہید کیونکہ مسلمانوں کے حاکم کے ذمے اس طرح کے قرضے اجتماعی مال سے اداء کرنا لازم ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: جس نے کوئی قرضہ یا حق چھوڑا وہ اللہ اور اس کے رسول کے ذمے ہے اور جس نے کوئی مال چھوڑا وہ اس کے ورثہ کے لیے ہے۔ (بخاری)

اور اگر مسلمانوں کے حاکم نے یہ قرضے ادا نہ کئے تو اللہ تعالیٰ خود یہ قرضہ قیامت کے دن اداء فرمائے گا اور قرض خواہ کو اس کی طرف سے راضی کر دے گا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: جس نے لوگوں سے مال لیا اور وہ ادائیگی کی نیت رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف سے اداء فرمادے گا اور جس نے مال لیا اور وہ اسے ضائع کرنے کی نیت رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے ضائع کر دے گا۔ (بخاری)

علامہ قرطبی رحمہ اللہ نے اس کے علاوہ بھی دلائل لکھے ہیں۔ (تذکرہ للقرطبی)

علامہ قرطبی رحمہ اللہ کے اس فرمان کی تصدیق حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے والد کے واقعے سے بھی ہوتی ہے کیونکہ جب وہ غزوہ احد کے دن نکلے تھے تو ان پر قرضہ تھا پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جابر کو پریشان دیکھا تو خوشخبری سنائی کہ تمہارے والد کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے آمنے سامنے بغیر پردے کے بات کی ہے۔ اب اگر ہر قرضہ جنت سے روکنے کا باعث ہوتا ہے تو حضرت جابر بن عبداللہ کے مقروض والد کو اتنا بڑا مقام کیسے ملتا اسی طرح حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کا واقعہ بھی گزر چکا ہے کہ انہوں نے شہادت کے وقت بائیس لاکھ کا قرضہ چھوڑا تھا۔

فرشتوں کے پروں کا سائے کا بیان

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب میرے شہید والد کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا اور ان کے ناک کان مشرکوں نے کاٹ دیئے تھے تو میں نے ارادہ کیا کہ ان کے چہرے سے کپڑا ہٹادوں تو لوگوں نے مجھے منع کر دیا اسی دوران ایک چیخنے والی عورت کی آواز سنائی دی لوگوں نے کہا یہ عمرو کی بیٹی یا بہن ہے اس پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم کیوں روتی ہو ابھی تک فرشتوں نے ان پر (یعنی شہید پر) اپنے پروں کا سایہ کیا ہوا ہے۔

شہید کے لئے جنت میں داخل ہونے کا بیان

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَىٰ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُم بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ (التوبہ۔111)

بے شک اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے ان کی جانوں اور ان کے مالوں کو اس قیمت پر کہ ان کے لیے جنت ہے خرید لیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

وَالَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَلَنْ يُضِلَّ أَعْمَالَهُمْ سَيَهْدِيهِمْ وَيُصْلِحُ بَالَهُمْ وَيُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ عَرَّفَهَا لَهُمْ، (محمد۔4۔5۔6)

اور جولوگ اللہ کی راہ میں مارے جاتے ہیں اللہ کے ان کے اعمال کو ہرگز ضائع نہیں کرے گا اللہ تعالیٰ ان کو مقصود تک پہنچائے گا اوران کی حالت سنوارے گا جس کی ان کو پہچان کرادے گا۔ (یا وہ جنت ان کے لیے خوشبو سے مہکا دی گئی ہے)۔

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: رات کو میں نے دیکھا کہ دو آدمی آئے اور انہوں نے مجھے ایک درخت پر چڑھایا پھر مجھے ایک گھر میں داخل کیا جو بہت حسین اور بہت اعلیٰ تھا میں نے اس جیسا حسین محل پہلے نہیں دیکھا ان دونوں نے مجھے بتایا کہ یہ شہداء کا گھر ہے۔ (بخاری)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرے سامنے ان تین آدمیوں کو پیش کیا گیا جو سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے (1) شہید (2) حرام سے اور شبہات سے بچنے والا (3) وہ غلام جس نے اچھی طرح اللہ تعالیٰ کی عبادت کی اور اپنے مالک کے ساتھ بھی خیر خواہی کی۔ (ترمذی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ دو آدمیوں پر (خوشی سے) ہنستا ہے ان میں سے ایک نے دوسرے کو قتل کیا اور دونوں جنت میں داخل ہو گئے صحابہ کرام نے پوچھا وہ کس طرح اے اللہ کے رسول آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ان میں سے ایک دوسرے کے ہاتھ سے قتل ہو کر جنت میں داخل ہو گیا پھر دوسرے کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی اور وہ مسلمان ہو گیا اور جہاد کرتے ہوئے شہید ہو گیا۔ (بخاری۔مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص اللہ کی رضا جوئی میں مارا گیا اللہ تعالیٰ اسے عذاب نہیں دیگا۔ (مجمع الزوائد)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جنت میں ایک محل ہے جس کا نام عدن ہے اس میں پانچ ہزار دروازے ہیں اور ہر دروازے پر پانچ ہزار حوریں ہیں۔ اس محل میں نبی، صدیق اور شہید داخل ہوں گے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ موقوفا رجالہ ثقات)

حضرت اسلم بن سلیم رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جنت میں کون جائیگا ۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: نبی جنت میں جائیں گے شہید جنت میں جائیں گے وہ بچہ جسے زندہ درگور کر دیا گیا ہو وہ جنت میں جائے گا۔ (ابوداؤد)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت حارثہ بن سراقہ رضی اللہ عنہ کی والدہ حضرت ام ربیع بن براء رضی اللہ عنہا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول کیا آپ مجھے (میرے بیٹے) حارثہ کے بارے میں نہیں بتائیں گے؟ وہ بدر کے دن ایک گمنام تیر سے مارے گئے تھے اگر وہ جنت میں ہیں تو میں صبر کرلوں گی اور اگر اس

کے علاوہ کچھ ہے تو پھر میں ان پر خوب روؤں گی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے حارثہ کی ماں جنت میں تو کئی باغات ہیں تیرا بیٹا تو فردوس اعلیٰ (یعنی جنت کے اعلیٰ ترین درجے) میں ہے۔ (بخاری)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک کالے شخص حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں ایک بدبودار جسم والا بدصورت کالا آدمی ہوں اور میرے پاس مال بھی نہیں ہے اگر میں ان (کافروں) سے لڑتا ہوا مارا جاؤں تو میں کہاں جاؤں گا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جنت میں چنانچہ وہ لڑتے ہوئے شہید ہو گئے تو حضور اکرم صلی اللہ ان کے پاس آئے اور ارشاد فرمایا: اللہ نے تمھارے چہرے کو سفید جسم کو خوشبودار اور مال کو زیادہ فرما دیا ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے یا کسی اور کے لیے فرمایا میں نے اس کی بیوی حور عین کو دیکھا کہ ان کے اونی جبے کو کھینچ رہی تھی اور ان کے اور جبے کے درمیان داخل ہو رہی تھی۔ (المستدرک۔ بیہقی)

عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس کالے شخص کا نام جعال رضی اللہ عنہ ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں نے جعفر رضی اللہ عنہ بن ابوطالب کو جنت میں دو پروں والا فرشتہ دیکھا جو جنت میں جہاں چاہیں اڑے پھرتے ہیں اور ان کے پروں کے اگلے حصے پر خون لگا ہوا ہے۔ (الطبرانی۔ مجمع الزوائد)

شہداء کی ارواح کا سبز پرندوں میں ہونے کا بیان

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب تمھارے بھائی (احد کے دن) شہید ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی روحیں سبز پرندوں میں داخل فرما دیں وہ جنت میں نہروں پر اترتے ہیں اور جنت کے میوے کھاتے ہیں اور وہ عرش کے سائے کے نیچے سونے کی قندیلوں پر بیٹھتے ہیں جب انہوں نے بہترین کھانا پینا اور آرام گاہ پالی تو انہوں نے کہا کون ہے جو ہمارے بھائیوں کو ہماری خبر دے کہ ہم جنت میں زندہ ہیں اور کھا پی رہے ہیں تاکہ وہ جہاد کو نہ چھوڑیں اور لڑائی میں بزدلی نہ دکھائیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں تمھاری خبر ان تک پہنچا دیتا ہوں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا۔ الی آخرہ۔ (ابوداؤد۔ مستدرک)

صحیح مسلم شریف میں ایسی ہی روایت موجود ہے اور دوسری کتابوں میں اس مفہوم کی کئی احادیث موجود ہیں۔

قبر کے فتنے اور قیامت کے دن کی بے ہوشی سے نجات

احادیث صحیحہ سے ثابت ہو چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں اسلامی سرحدوں کی پہرے داری کرنے والا (مرابط) قبر کے فتنے سے محفوظ رہے گا جب اس کے لیے یہ نعمت ہے تو شہید اس نعمت کا بدرجہ اولیٰ مستحق ہے۔ کیونکہ وہ مرابط سے افضل ہے، مرابط کو یہ نعمت اس وجہ سے ملتی ہے کہ وہ اپنی جان اللہ کے راستے میں قربانی کے لیے پیش کرتا ہے تو وہ شخص جس کی جان قبول کر لی گئی ہو وہ اس نعمت کا کس طرح سے مستحق نہیں ہوگا۔

راشد بن سعد کسی صحابی سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا وجہ ہے کہ مسلمانوں کو قبر کے فتنے کا سامنا ہوتا ہے سوائے شہید کے (کہ اسے قبر کے فتنے سے نجات مل جاتی ہے) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس کے سر پر تلواروں کی چمک اسے ہر فتنے سے بچانے والی ہے۔ (نسائی)

اس حدیث شریف کا معنی یہ ہے کہ قبر میں دو فرشتوں کا آدمی سے سوال کرنا قبر کا فتنہ ہے اور یہ اس لئے ہوتا ہے تا کہ مؤمن کے ایمان اور یقین کا امتحان لیا جا سکے لیکن وہ شخص جو میدان قتال میں نکلتا ہے اور وہ تلواروں کو چمکتا اور کاٹتا، نیزوں کو کودتا اور پھاڑتا تیروں کو چلتا اور جسموں سے پار ہوتا دیکھتا ہے اور اس کے سامنے سر جسموں سے اڑائے جاتے ہیں اور خون کے فوارے بہتے ہیں اور جسموں کے ٹکڑے بکھیرے جاتے ہیں اور ہر طرف مقتول اور زخمی پڑے ہوئے لوگ اسے نظر آتے ہیں مگر پھر بھی وہ میدان میں ڈٹا رہتا ہے اور پیٹھ پھیر کر بھاگنے کی بجائے اپنی جان اللہ کو سپرد کرنے کے لئے مکمل ایمان اور یقین کے ساتھ جما رہتا ہے تو یہی اس کے ایمان کے امتحان کے لیے کافی ہے کیونکہ اگر اس کے دل میں شک یا تردد ہوتا تو وہ میدان سے بھاگ جاتا اور ثابت قدمی سے محروم ہو جاتا اور منافقوں کی طرح شکوک میں پڑ جاتا مگر ایسا نہیں ہوا تو ثابت ہوا کہ اس کا ایمان مکمل اور یقین مضبوط ہے تو پھر ایسے شخص سے مزید کسی پوچھ تاچھ کی کیا ضرورت ہے۔

(اسی طرح قبر میں فرشتے جو کچھ پوچھتے ہیں شہید تو انہیں چیزوں کی عظمت اور حفاظت کے لیے جان کی قربانی دیتا ہے اور توحید، رسالت اور دین اسلام کی خاطر مرتا ہے جب اس کی یہ حالت ہے تو پھر اس سے قبر میں کسی طرح کی پوچھ تاچھ کی ضرورت ہی نہیں رہتی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں پوچھا۔

وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَاءَ اللَّهُ، (الزمر۔68)

اور جب صور پھونکا جائے گا تو جو لوگ آسمان میں ہیں اور جو زمین میں ہیں سب بے ہوش ہو کر گر پڑیں گے مگر وہ جس کو اللہ چاہے۔

کہ وہ لوگ کون ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ بے ہوشی سے بچائے گا جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا وہ شہداء ہوں گے۔ (المستدرک)

ایک اور روایت میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں پوچھا (وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَاءَ اللَّهُ) جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا یہ شہداء ہوں گے اللہ تعالیٰ انہیں اس طرح کھڑا فرمائے گا کہ وہ اپنی تلواریں لئے اللہ کے عرش کے اردگرد ہوں گے فرشتے ان کے لیے یاقوت کے بنے ہوئے عمدہ گھوڑے لائیں گے جن کی لگام سفید موتی کی اور زین سونے کی ہوگی ان کی لگام کی رسی باریک اور موٹے ریشم کی ہوگی ان پر ریشم سے نرم کپڑے بچھے ہوں گے ان گھوڑوں کا قدم تا حد نظر پڑتا ہوگا شہداء ان گھوڑوں پر جنت میں گھومیں پھریں گے

پھر لمبی تفریح کے بعد کہیں گے چلو دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کا کس طرح فیصلہ فرماتا ہے (جب وہ آئیں گے تو) اللہ تعالیٰ ان پر (خوشی سے) ہنسے گا اور حشر کے میدان میں اللہ تعالیٰ جس کے لیے ہنسے گا اس سے کوئی حساب نہیں ہوگا۔

(رواہ ابن ابی الدنیا۔ الجامع الصغیر للسیوطی)

شہر بن حوشب بیان فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ (قیامت کے دن) بادلوں میں فرشتوں کے ساتھ تشریف لائے گا پھر ایک پکارنے والا آواز لگائے گا تمام اہل محشر ابھی جان لیں گے کہ آج اللہ کا کرم کن پر ہونے والا ہے اللہ تعالیٰ فرمائے گا تم میرے ان دوستوں کو لے آؤ جنہوں نے میری رضا کے لیے اپنا خون بہایا تھا پھر شہداء آئیں گے اور قریب ہو جائیں گے۔ (کتاب الجہاد لابن المبارک)

شہید کا اپنے گھر والوں میں سے ستر کی شفاعت کرنے کا بیان

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: شہید اپنے گھر والوں میں سے ستر کی شفاعت کرے گا۔ (ابوداؤد۔ بیہقی)

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: شہید کے لیے اللہ تعالیٰ کے ہاں سات انعامات ہیں (1) خون کے پہلے قطرے کے ساتھ اس کی بخشش کر دی جاتی ہے اور اسے جنت میں اس کا مقام دکھا دیا جاتا ہے (2) اور اسے ایمان کا جوڑا پہنایا جاتا ہے (3) عذاب قبر سے اسے بچا دیا جاتا ہے (4) قیامت کے دن کی بڑی گھبراہٹ سے اسے امن دے دیا جاتا ہے (5) اس کے سر پر وقار کا تاج رکھا جاتا ہے جس کا ایک یاقوت دنیا اور اس کی تمام چیزوں سے بہتر ہے۔ (6) بہتر حور عین سے اس کی شادی کر دی جاتی ہے (7) اور اپنے اقارب میں ستر آدمیوں کے بارے میں اس کی شفاعت قبول کی جاتی ہے۔ (مسند احمد)

شہداء کا قیامت کے دن کی بڑی گھبراہٹ سے نجات

حضرت مقداد بن معدی کرب رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: شہید کے لیے اللہ تعالیٰ کے ہاں چھ خصوصی انعامات ہیں۔

(1) خون کے پہلے قطرے کے ساتھ اس کی مغفرت کر دی جاتی ہے اور جنت میں اس کا مقام اس کو دکھلا دیا جاتا ہے (2) اسے عذاب قبر سے بچا لیا جاتا ہے (3) قیامت کے دن کی بڑی گھبراہٹ سے وہ محفوظ رہتا ہے (4) اس کے سر پر وقار کا تاج رکھا جاتا ہے جس کا ایک یاقوت دنیا اور اس کی تمام چیزوں سے بہتر ہے (5) بہتر (72) حور عین سے اس کا نکاح کرا دیا جاتا ہے (6) اور اس کے اقارب میں ستر (70) کے بارے میں اس کی شفاعت قبول کی جاتی ہے۔ (ترمذی۔ مصنف عبدالرزاق۔ ابن ماجہ)

خون کا پہلا قطرہ گرتے ہی بخشش اور جنت کا مقام آنکھوں کے سامنے ہونے کا بیان

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب کوئی شخص اللہ کے راستے میں قتل کیا جاتا ہے تو زمین پر اس کے خون کا

پہلا قطرہ گرتے ہی اس کی بخشش کر دی جاتی ہے پھر اس کی طرف جنت کا رومال بھیجا جاتا ہے جس میں اس کی روح کو ڈال کر ایک جنتی جسم میں داخل کر دیا جاتا ہے پھر وہ فرشتوں کے ساتھ اس طرح اوپر چڑھتا ہے گویا کہ وہ پیدا ہوتے وقت سے فرشتوں کے ساتھ رہتا ہو پھر اسے آسمانوں پر لے جایا جاتا ہے وہ آسمانوں کے جس دروازے سے گزرتا ہے وہ دروازہ کھول دیا جاتا ہے اور جس فرشتے کے پاس سے گزرتا ہے وہ فرشتہ اس کے لیے رحمت کی دعاء اور استغفار کرتا ہے یہاں تک کہ اسے اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کیا جاتا ہے جہاں پہنچ کر وہ فرشتوں سے پہلے سجدہ کرتا ہے پھر اس کے بعد فرشتے سجدہ کرتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسے بخشش اور پاکی عطاء فرمائی جاتی ہے پھر اسے دوسرے شہداء کے پاس لایا جاتا ہے وہ ان شہداء کو ہرے بھرے باغات میں سبز کپڑے پہنے ہوئے دیکھتا ہے ان شہداء کے پاس ایک بیل اور مچھلی ہوتی ہے جس سے وہ کھیل رہے ہوتے ہیں اور انہیں ہر دن کھیلنے کے لیے نئی چیزیں دی جاتی ہیں دن کو مچھلی جنت کے نہروں میں تیرتی رہتی ہے شام کے وقت بیل اسے سینگ مار کر کاٹ دیتا ہے اور شہداء اس مچھلی کا گوشت کھاتے ہیں اور اس کے گوشت میں جنت کی تمام نہروں کا مزہ پاتے ہیں اور بیل رات کو جنت میں چرتا رہتا ہے اور وہاں کے پھل کھاتا ہے جب صبح ہوتی ہے تو مچھلی اسے اپنی دم سے ذبح کر دیتی ہے شہداء اس کا گوشت کھاتے ہیں اور جنت کے سب پھلوں کا مزہ اس میں پاتے ہیں وہ اپنے مقامات کو دیکھتے رہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے قیامت قائم کرنے کی درخواست کرتے ہیں۔ (الطبرانی۔مجمع الزوائد)

خون خشک ہونے سے پہلے حورعین کی زیارت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے شہداء کا تذکرہ کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: زمین پر شہید کا خون خشک نہیں ہوا ہوتا کہ اس کی دونوں بیویاں (یعنی حوریں) اس طرح اس کی طرف دوڑتی ہیں جس طرح دودھ پلانے والی اونٹنیاں کھلے میدان میں اپنے بچے کی طرف دوڑتی ہیں اور ان میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں ایک ایسا جوڑا ہوتا ہے جو دنیا اور اس کی تمام چیزوں سے بہتر ہوتا ہے۔ (مصنف عبدالرزاق۔مصنف ابن ابی شیبہ۔ابن ماجہ)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کون سا غلام آزاد کرنا افضل ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کی قیمت زیادہ ہو اور اپنے مالک کے ہاں پسندیدہ ہو۔ میں نے عرض کیا سب سے افضل جہاد کون سا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس میں مجاہد کا گھوڑا بھی مارا جائے اور خود اس کا خون بھی بہہ جائے (یعنی وہ شہید ہو جائے) (مسند احمد)

عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے ان لوگوں کی بات غلط ثابت ہوگئی جو یہ کہتے ہیں کہ جہاد میں غالب رہنے والا شہید ہونے والے سے افضل ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمرو بن العاص سے پوچھا گیا کہ آپ افضل ہیں یا حضرت ہشام ابن العاص؟ انہوں نے فرمایا ہم دونوں (بھائی) غزوہ یرموک میں شریک تھے رات کو میں بھی شہادت کی دعاء مانگتا رہا اور وہ بھی جب صبح ہوئی تو انہیں

شہادت نصیب ہوگئی جبکہ میں محروم رہ گیا۔ پس اسی بس تمہیں ان کی فضیلت معلوم ہو جانی چاہیئے۔ (کتاب الجہاد لابن المبارک)

چیونٹی کے کاٹنے جیسا درد اور سکرات الموت سے حفاظت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: شہید کو قتل ہوتے وقت صرف اتنا درد ہوتا ہے جتنا تم میں سے کسی کو چیونٹی کے کاٹنے سے۔ (ترمذی۔نسائی۔ابن ماجہ۔ابن حبان۔بیہقی)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب لڑائی شروع ہو جاتی ہے اور صبر نازل ہوتا ہے تو مجاہد کے لیے قتل ہونا گرمی کے دن ٹھنڈا پانی پینے سے زیادہ آسان ہوتا ہے۔ (شفاء الصدور)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: موت کا درد تلوار کی دس لاکھ ضربوں سے زیادہ سخت اور فلاں پہاڑ کو سر پر اٹھانے سے زیادہ بھاری ہے اور یہ (موت) شہید پر اور مظلوم قتل کیے جانے والے پر مچھر کے کاٹنے کے درد سے بھی زیادہ آسان ہے اللہ تعالیٰ کا ایک فرشتہ ہر رات سحری کے وقت آواز لگاتا ہے۔ اے قبر والو! تم کس پر رشک کرتے ہو؟ وہ کہتے ہیں شہید پر اور شہید ہر روز دو بار اپنے رب عزوجل کی زیارت کرتا ہے اسے نہ دنیا کی رغبت ہوتی ہے اور نہ اس کے چھوٹنے کا غم۔ (ابن عساکر)

عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں میں نے شیخ شہاب الدین سہروردی رحمہ اللہ کے والد محترم کی طرف منسوب کتاب مجموع اللطائف میں پڑھا ہے کہ ایک شخص یہ دعاء کیا کرتا تھا کہ یا اللہ میری روح جلدی سے قبض فرمایئے گا اور مجھے درد سے بچایئے گا ایک دن وہ شخص تفریح کے لیے نکلا اور ایک باغ میں جا کر سو گیا اچانک وہاں کافروں کا ایک گروہ آ گیا اور انہوں نے اس کا سر کاٹ دیا۔ اس شخص کے جاننے والوں میں سے کسی نے اسے خواب میں دیکھا تو اس کا حال پوچھا اس نے جواب دیا میں باغ میں سویا تھا جب میں نے آنکھ کھولی تو میں جنت میں تھا۔ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ نے بھی اس حکایت کو کچھ تفصیل سے بیان فرمایا ہے۔ (کتاب الجہاد لابن المبارک)

شہداء پر فرشتوں کا داخلہ اور سلام کا بیان

پہلے روایت گزر چکی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ شہداء کو بلا کر بغیر حساب کتاب جنت میں داخل فرمادے گا تو فرشتے آ کر اللہ تعالیٰ کو سجدہ کریں گے اور عرض کریں گے اے ہمارے پروردگار ہم رات دن آپ کی تسبیح و تقدیس میں لگے رہتے تھے یہ کون لوگ ہیں جنہیں آپ نے ہم پر ترجیح دی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ یہ میرے وہ بندے ہیں جنہوں نے میرے راستے میں قتال کیا اور انہیں میرے راستے میں تکلیفیں پہنچائی گئیں پھر (یہ سن کر) فرشتے ہر دروازے سے ان کے پاس آئیں گے اور کہیں گے تم پر سلامتی ہو اس وجہ سے کہ تم نے صبر کیا پس آخرت کا گھر کیا ہی اچھا ہے۔ (مسند احمد۔المستدرک صحیح الاسناد)

مطلب بن حنطب فرماتے ہیں کہ شہید کے لیے جنت میں ایک بالا خانہ ہے جو صنعا (یمن) سے جابیہ (شام) کی مسافت جتنا ہے اس کے اوپر کا حصہ موتیوں اور یاقوت سے بنا ہوا ہے اور اس کے اندر مشک اور کافور ہے۔ فرشتے شہید کے پاس اللہ تعالیٰ کا

ہدیہ لے کر آئیں گے اور ابھی یہ فرشتے وہاں سے نہیں نکلے ہوں گے کہ مزید فرشتے دوسرے دروازے سے اللہ تعالیٰ کا ہدیہ لے کر آجائیں گے۔ (کتاب الجہاد لابن المبارک)

اللہ کی ایسی رضا اور خوشنودی جس کے بعد ناراضگی نہیں ہوگی

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کچھ لوگ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہنے لگے ہمارے ساتھ ایسے آدمی بھیج دیجئے جو ہمیں قرآن وسنت کی تعلیم دیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ انصار میں سے ستر (70) حضرات جو قراء کہلاتے تھے بھیج دیئے ان میں میرے ماموں حضرت حرام رضی اللہ عنہ بھی تھے (مدینہ منورہ میں) یہ لوگ قرآن پڑھتے تھے اور راتوں کو قرآن مجید سیکھتے سکھاتے تھے اور صبح کے وقت مسجد میں آکر پانی ڈالتے تھے پھر لکڑیاں کاٹ کر انہیں بیچتے اور اصحاب صفہ اور دوسرے فقراء کے لیے کھانا خریدتے تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان حضرات کو ان لوگوں کے ساتھ روانہ فرمادیا راستے میں ان پر حملہ کردیا گیا اور انہیں اپنے مقام پر پہنچنے سے پہلے شہید کردیا گیا انہوں نے (شہادت کے بعد) عرض کیا اے ہمارے پروردگار ہماری خبر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچادیجئے کہ ہمیں اللہ تعالیٰ کی ملاقات نصیب ہوچکی ہے اور ہم اس سے راضی ہیں اور وہ ہم سے راضی ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ کافروں میں سے ایک شخص حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ماموں حضرت حرام رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور نیزہ ان کے جسم سے پار کردیا حضرت حرام رضی اللہ عنہ نے فرمایا رب کعبہ کی قسم میں کامیاب ہوگیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (صحابہ کرام سے) فرمایا: تمہارے بھائی شہید کردیئے گئے ہیں اور انہوں نے کہا ہے اے ہمارے پروردگار ہماری خبر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچادیجئے کہ ہمیں اللہ تعالیٰ سے ملاقات نصیب ہوچکی ہے اور ہم اس سے راضی ہیں اور وہ ہم سے راضی ہے۔ (بخاری۔ مسلم)

حضرت عروہ بن زبیر فرماتے ہیں کہ جب بئر معونہ پر (ستر 70 قراء) حضرات شہید ہوگئے اور حضرت عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ گرفتار ہوگئے تو کافروں کے سردار عامر بن طفیل نے ان سے ایک شہید کی طرف اشارہ کرکے پوچھا یہ کون ہیں تو انہوں نے فرمایا یہ عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ اس نے کہا میں نے انہیں قتل ہونے کے بعد دیکھا کہ انہیں آسمانوں کی طرف اٹھایا گیا۔ یہاں تک کہ مجھے آسمان ان کے اور زمین کے درمیان نظر آرہا تھا۔ پھر انہیں واپس زمین پر رکھ دیا گیا۔ (بخاری)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بئر معونہ پر شہید ہونے والے (ستر 70) حضرات کے بارے میں قرآن کی یہ آیت نازل ہوئی جو ہم پڑھا کرتے تھے۔

ترجمہ: ہماری قوم کو خبر دے دو کہ ہم اپنے رب سے ملاقات کا شرف پاچکے ہیں۔ اور وہ ہم سے راضی ہوچکا ہے اور ہم اس سے راضی ہوچکے ہیں۔ پھر یہ آیت منسوخ ہوگئی۔ (بخاری)

شہادت کی قبولیت کا بیان

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص لوہے کی (جنگی)

ٹوپی پہن کر آئے اور انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول میں قتال کروں یا اسلام لاؤں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسلام لاؤ پھر قتال کرو۔ چنانچہ انہوں نے اسلام قبول کیا پھر (اسی وقت) جہاد میں لڑتے ہوئے شہید ہو گئے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس نے عمل تھوڑا کیا اور اجر زیادہ پا گیا۔ (بخاری)

(یہ وہ خوش قسمت شخص تھے جنہوں نے ایک نماز بھی نہیں پڑھی اور جنت کے اعلیٰ مقامات کے مستحق بن گئے۔ رضی اللہ عنہ)

ایک اور روایت میں ہے کہ اس شخص نے اسلام قبول کرنے یعنی کلمہ پڑھنے کے بعد پوچھا کیا میرے لیے یہ بہتر ہے کہ میں لڑتا ہوا شہید ہو جاؤں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں۔ اس نے کہا اگر چہ میں نے اللہ کے لیے نماز نہ پڑھی ہو۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں پھر وہ لڑتے ہوئے شہید ہو گیا۔ (کتاب السنن لسعید بن منصور)

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار جہاد میں تشریف لے گئے۔ مشرکوں کی طرف سے ایک آدمی نے مسلمانوں کو مقابلے کی دعوت دی ایک مسلمان اس کے مقابلے کے لیے نکلے تو مشرک نے انہیں شہید کر دیا۔ پھر دوسرے مسلمان شخص نکلے مشرک نے انہیں بھی شہید کر دیا پھر وہ مشرک حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر کھڑا ہوا اور کہنے لگا آپ لوگ کس بات پر قتال کرتے ہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہمارا دین یہ ہے کہ لوگوں سے اس وقت تک قتال کرتے ہیں۔ جب تک وہ گواہی نہ دے دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور ہم اللہ تعالیٰ کے حقوق کو پورا کرتے ہیں اس شخص نے کہا بخدا یہ تو بہت اچھی بات ہے میں بھی اس پر ایمان لاتا ہوں پھر وہ مسلمانوں کی طرف ہو گیا اور اس نے مشرکوں پر حملہ کر دیا اور لڑتے ہوئے شہید ہو گیا (شہادت کے بعد) اسے اٹھا کر ان دو مسلمانوں کے ساتھ رکھا گیا جن کو اس نے شہید کیا تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ تینوں جنت میں سب سے زیادہ آپس میں محبت کرنے والے ہوں گے۔ (مجمع الزوائد)

کیونکہ مقتول یہ سمجھے گا کہ یہ قاتل اس کے لیے بلند مقامات اور عظیم نعمتیں حاصل کرنے کا ذریعہ بنا ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ہم غزوہ خیبر میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ مسلمانوں کا ایک دستہ نکلا تو واپسی پر اپنے ساتھ ایک چرواہے کو لے آیا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس چرواہے سے اللہ نے جو چاہا بیان فرمایا تو وہ چرواہا کہنے لگا میں آپ پر اور آپ کے دین پر ایمان لاتا ہوں اب میں ان بکریوں کا کیا کروں یہ تو میرے پاس امانت ہیں اور ایک ایک دو دو بکریاں مختلف لوگوں کی ہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم ان کے چہروں پر کنکریاں مارو یہ اپنے مالکوں کے پاس چلی جائیں گی اس نے ایک مٹھی کنکریاں یا مٹی لی اور بکریوں کے منہ پر ماری وہ بکریاں دوڑتی ہوئی اپنے گھروں کو چلی گئیں۔ پھر وہ چرواہا میدان جہاد میں آیا جہاں اسے تیر لگا اور وہ شہید ہو گیا۔ اور اس نے اللہ تعالیٰ کو ایک سجدہ بھی نہیں کیا تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے خیمے میں لے آؤ چنانچہ اسے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خیمے میں لایا گیا آپ اس کے پاس گئے، پھر وہاں سے باہر نکل آئے اور ارشاد فرمایا: تمہارے ساتھی کا اسلام بہت خوب رہا ابھی جب میں اس کے پاس گیا تو اس کی دو بیویاں حور عین اس کے پاس تھیں۔ (المستدرک صحیح الاسناد)

عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس شہید کا نام یسار تھا اور وہ عامر یہودی کا غلام تھا البتہ ابن اسحق نے اس کا نام اسلم بتایا ہے۔ (واللہ اعلم)

شہید کی فضیلت کا بیان

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: شہداء تین طرح کے ہیں (1) وہ شخص جو اپنی جان و مال کے ساتھ اللہ کے راستے میں نکلا وہ نہ لڑنا چاہتا ہے اور نہ شہید ہونا وہ تو مسلمانوں کی تعداد بڑھانے کے لیے آیا ہے اگر وہ (دوران جہاد) انتقال کر گیا یا شہید کر دیا گیا تو اس کے سارے گناہ بخش دیئے جائیں گے اور اسے عذاب قبر سے بچالیا جائے گا اور قیامت کے دن کی گھبراہٹ سے محفوظ رہے گا اور حور عین سے اس کی شادی کرائی جائے گی اور اعزاز واکرام کا لباس اسے پہنایا جائے گا اور اس کے سر پر وقار کا تاج رکھ دیا جائے گا (2) دوسرا وہ شخص جو اپنی جان و مال کے ساتھ اجر کی نیت سے نکلا وہ چاہتا ہے کہ دشمنوں کو قتل کرے لیکن خود قتل نہ کیا جائے یہ شخص اگر (دوران جہاد) انتقال کر گیا یا شہید کر دیا گیا تو اس کا گھٹنہ اللہ کے سامنے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ ہوگا۔ **فِي مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيكٍ مُقْتَدِرٍ** (قمر۔55) پاک مقام میں ہر طرح کی قدرت رکھنے والے بادشاہ کی بارگاہ میں۔

تیسرا وہ شخص جو اپنی جان و مال کے ساتھ اجر کی نیت سے نکلا وہ چاہتا ہے کہ دشمنوں کو قتل کرے اور خود بھی شہید ہو اگر (دوران جہاد) اس کا انتقال ہو گیا یا وہ شہید ہو گیا تو وہ قیامت کے دن اپنی کھلی تلوار اپنی گردن پر رکھے ہوئے آئے گا اور لوگ اس وقت گھٹنوں کے بل گرے پڑے ہوں گے۔ وہ کہے گا ہمارے لیے راستہ کھول دو ہم وہ ہیں جنہوں نے اپنا خون اور مال اللہ کے لیے لٹا دیا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر وہ یہ بات حضرت ابراہیم خلیل اللہ یا کسی اور نبی سے کہیں گے تو وہ بھی ان کے حق کو لازم سمجھتے ہوئے ان کے لیے راستہ چھوڑ دیں گے یہاں تک کہ وہ شہید عرش کے نیچے نور کے منبروں پر آئیں گے اور ان پر بیٹھ کر دیکھیں گے کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کے درمیان کس طرح فیصلہ فرماتے ہیں انہیں نہ موت کا غم ہوگا اور نہ برزخ کی تنگی، انہیں نہ صور کی آواز خوفزدہ کرے گی،

اور نہ انہیں حساب کتاب، میزان اور پل صراط کی فکر ہوگی وہ دیکھیں گے کہ لوگوں کے درمیان کس طرح سے فیصلہ کیا جاتا ہے وہ جو کچھ مانگیں گے انہیں دیا جائے گا اور جس چیز کی سفارش کریں گے وہ قبول کی جائے گی وہ جنت میں جو پسند کریں گے اسے پالیں گے اور جہاں رہنا چاہیں گے وہاں رہیں گے۔ (البزار۔ بیہقی۔ الترغیب والترہیب)

حور عین سے شادی

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: شہید کے لئے جنت سے بہت حسین جسم لایا جاتا ہے اور اس کی روح کو اس جسم میں داخل ہونے کا حکم دیا جاتا ہے شہید اس جسم میں داخل ہو کر اپنے پرانے جسم کو دیکھتا ہے کہ اس کے ساتھ کیا اچھا کیا برا کیا جاتا ہے اور کون اس پر غمگین ہوتا ہے اور کون غمگین نہیں ہوتا اور وہ باتیں کرتا ہے اور

سمجھتا ہے کہ لوگ اس کی بات سن رہے ہیں اور وہ ان کی طرف دیکھتا ہے اور سمجھتا ہے کہ وہ بھی اسے دیکھ رہے ہیں پھر اس کی بیویاں حورعین آ جاتی ہیں اور اسے اپنے ساتھ لے جاتی ہیں۔ (شفاء الصدور)

خوب اچھی طرح سے یاد رکھئے کہ کبھی کبھار حورعین جہاد میں زخمی ہونے والوں کو بھی بے ہوشی کی حالت میں نظر آ جاتی ہیں تاکہ اسے یہ بشارت دیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے شہادت کی خلعت فاخرہ تیار کر رکھی ہے۔ اس بارے میں کچھ سچے واقعات پہلے گزر چکے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ نے اپنی کتاب الجہاد میں کئی واقعات اس بارے میں ذکر فرمائے ہیں ان میں سے ایک واقعہ ابوادریس نامی بزرگ کا ہے وہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک بار میرے ساتھ جہاد میں مدینہ منورہ کے دو مجاہد تھے ان میں سے ایک کا نام زیاد تھا ایک دن محاصرے کے دوران انہیں منجنیق کے گولے کا ایک ٹکڑا گھٹنے پر لگا اور وہ بے ہوش ہو گئے اور پھر بے ہوشی میں کبھی ہنسے اور کبھی روتے تھے جب انہیں ہوش آیا تو ہم نے ہنسنے اور رونے کی وجہ پوچھی تو انہوں نے جنت کا نقشہ اور حورعین کا حلیہ بیان کر کے بتایا کہ میں نے یہ سب کچھ دیکھا ہے اس پر میں ہنسا پھر جب میں نے حور کا قرب پانے کی کوشش کی تو اس نے کہا ظہر تک انتظار کرو اور اس پر میں رو پڑا۔ ابوادریس کہتے ہیں کہ وہ ہمارے ساتھ بیٹھا ہوا بات چیت کر رہا تھا کہ ظہر کی اذان ہوئی اور اس کی روح نکل گئی۔ (کتاب الجہاد لابن المبارک)

باب مَا يَتَمَنّٰى اَهْلُ الْجَنَّةِ ـ

یہ باب ہے کہ اہل جنت کس بات کے آرزومند ہوتے ہیں؟

3160 - اَخْبَرَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا بَهْزٌ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "يُؤْتَى بِالرَّجُلِ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ يَا ابْنَ اٰدَمَ كَيْفَ وَجَدْتَ مَنْزِلَكَ فَيَقُوْلُ اَىْ رَبِّ خَيْرَ مَنْزِلٍ . فَيَقُوْلُ سَلْ وَتَمَنَّ فَيَقُوْلُ اَسْاَلُكَ اَنْ تَرُدَّنِيْ اِلَى الدُّنْيَا فَاُقْتَلَ فِيْ سَبِيْلِكَ عَشْرَ مَرَّاتٍ لِمَا يَرٰى مِنْ فَضْلِ الشَّهَادَةِ" .

★★ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

(جنت میں) ایک جنتی شخص کو لایا جائے گا' اس کا پروردگار دریافت کرے گا:

اے ابن آدم! تم نے اپنی رہائش کو کیسا پایا ہے؟ وہ عرض کرے گا: اے میرے پروردگار! یہ سب سے بہترین رہائش ہے' تو پروردگار فرمائے گا: تم مانگو کچھ آرزو کرو (تاکہ اُسے بھی پورا کر دیا جائے) تو وہ بندہ کہے گا: میں تجھ سے یہ سوال کرتا ہوں کہ تو مجھے دنیا میں واپس بھیج دے تاکہ مجھے تیری راہ میں شہید کر دیا جائے۔ (یہ مکالمہ دس مرتبہ ہوگا یا شاید اس شخص کے یہ الفاظ تھے کہ مجھے دس مرتبہ شہید کیا جائے)۔

3160-اخرجه مسلم في صفات المنافقين و احكامهم،باب صبغ انعم اهل الدنيا في النار وصبغ اشدهم بوسًا في الجنة (الحديث 55) . تحفة الاشراف (336) .

(نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں:) اس کی وجہ یہ ہے وہ شخص شہادت کی فضیلت کو دیکھ لے گا۔

باب مَا يَجِدُ الشَّهِيدُ مِنَ الْاَلَمِ ۔

یہ باب ہے کہ شہید کو کیسا درد محسوس ہوتا ہے؟

3161 - اَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ يَزِيْدَ قَالَ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ عَنِ الْقَعْقَاعِ بْنِ حَكِيمٍ عَنْ اَبِىْ صَالِحٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "الشَّهِيدُ لَا يَجِدُ مَسَّ الْقَتْلِ اِلَّا كَمَا يَجِدُ اَحَدُكُمُ الْقَرْصَةَ يُقْرَصُهَا" ۔

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: شہید کو قتل کے وقت صرف اتنی ہی تکلیف ہوتی ہے' جتنی کسی شخص کو چیونٹی کے کاٹنے سے ہوتی ہے۔

شرح

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کیے جاتے ہیں ان کو مردہ مت کہو بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تم (ان کی زندگی کا) شعور نہیں رکھتے۔ (البقرہ:۱۵۴)

اللہ کے نزدیک موت اور حیات کا معنی اور شان نزول کا بیان

اللہ تعالیٰ نے ایک اور مقام پر فرمایا:

(آیت) ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیآء عند ربھم یرزقون ۔ فرحین بما اتھم اللہ من فضلہ ویستبشرون بالذین لم یلحقوا بھم من خلفھم الا خوف علیھم ولا ھم یحزنون ۔ (آل عمران:۱۷۰-۱۶۹)

ترجمہ: اور جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کیے گئے ان کو ہرگز مردہ نہ سمجھو بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں انہیں رزق دیا جاتا ہے۔ اللہ نے انہیں اپنے فضل سے جو کچھ دیا ہے وہ اس پر خوش ہیں اور اپنے بعد کے مسلمانوں کے متعلق جو ان سے ابھی نہیں ملے یہ بشارت پا کر خوش ہوتے ہیں کہ ان پر (بھی) نہ کوئی خوف ہوگا نہ وہ غمگین ہوں گے۔

ہم یہ سمجھتے ہیں کہ جو زمین پر چلتا پھرتا ہو وہ زندہ ہے اور جو زمین کے نیچے دفن کر دیا جائے وہ مردہ ہے لیکن ان آیتوں سے معلوم ہوا کہ اللہ کے نزدیک زندہ وہ ہے جس کی زندگی کی اللہ راہ میں بسر ہو وہ زمین کے اوپر ہو پھر بھی زندہ ہے اور زمین کے نیچے ہو پھر بھی زندہ ہے اور جس کی زندگی لہو ولعب اور کفر میں بسر ہو وہ زمین کے اوپر بھی مردہ ہے اور زمین کے نیچے بھی مردہ ہے اسی لیے فرمایا: (آیت) انک لاتسمع الموتی (النمل:۸۰) آپ مردوں کو تو نہیں سناتے کافر زمین پر چلتے پھرتے تھے ان کو مردہ فرمایا اور شہید زمین کے نیچے دفن ہو گئے لیکن ان کو زندہ فرمایا:

3161-اخرجه الترمذي في فضائل الجهاد، باب ما جاء في فضل المرابط (الحديث 1668) . و اخرجه ابن ماجه في الجهاد، باب فضل الشهادة في سبيل الله (الحديث 2802) . تحفة الاشراف (12861) .

امام رازی سورۃ بقرہ کی اس آیت کے شان نزول میں لکھتے ہیں: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ یہ آیت شہداء بدر کے متعلق نازل ہوئی ہے جنگ بدر کے دن چودہ مسلمان شہید ہوئے تھے چھ مہاجرین میں سے اور آٹھ انصار میں سے مہاجرین میں سے عبیدہ بن حارث عمر بن ابی وقاص ذوالشمالین عمرو بن نفیلہ عامر بن بکر اور مجع بن عبداللہ اور انصار میں سے سعید بن خیثمہ قیس بن عبدالمنذ رزید بن حارث تمیم بن ھمام رافع بن معلیٰ حارثہ بن سراقہ معوذ بن عفراء اور عوف بن عفراء اس وقت لوگ یہ کہتے تھے کہ فلاں مرگیا اور فلاں مرگیا تو یہ آیت نازل ہوئی کہ راہ خدا میں مرنے والوں کو مردہ نہ کہو اس آیت کے شان نزول میں دوسرا قول یہ ہے کہ کفار اور منافقین یہ کہتے تھے کہ (سیدنا) محمد (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی رضا کی خاطر مسلمان بے فائدہ اپنے آپ کو قتل کرا رہے ہیں تو یہ آیت نازل ہوئی۔ (تفسیر کبیر ج۲ ص۳۵ مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۳۹۸ھ)

برزخ میں حیات کا بیان

اس آیت میں شہداء کی حیات کو بیان کیا گیا ہے قبر میں حیات کئی قسم کی ہے:

حیات کی ایک قسم برزخی حیات ہے یہ حیات ہر مومن اور کافر کو حاصل ہے دو چیزوں کے درمیان حد اور حجاب کو برزخ کہتے ہیں اور یہاں برزخ سے مراد موت سے لے کر قیامت تک کا وقت ہے قرآن مجید میں ہے:

(آیت) ومن ورآئہم برزخ الی یوم یبعثون۔ (المؤمنون:۱۰۰)

ترجمہ: اور ان کے آگے اس دن تک ایک حجاب ہے جس دن میں وہ اٹھائے جائیں گے۔

حیات برزخی پر دلیل یہ ہے کہ کافروں اور فاسقوں پر قبر میں عذاب ہوتا ہے اور نیک مسلمانوں کو قبر میں ثواب ہوتا ہے اور حیات کے بغیر عذاب اور ثواب متصور نہیں ہے انسان کا جسم تو کچھ عرصہ بعد گل سڑ جاتا ہے اور ہڈیاں بھی ریزہ ریزہ ہو کر خاک ہو جاتی ہیں پھر عذاب اور ثواب کیا صرف روح کو ہوتا ہے؟ اس میں تحقیق یہ ہے کہ انسان کے بدن کے اصلی جز کو اللہ تعالیٰ ہر حال میں قائم رکھتا ہے اور اس جز کے ساتھ روح متعلق ہو جاتی ہے اور عذاب اور ثواب کا ترتب روح اور بدن کے اس جز پر ہوتا ہے لیکن دنیاوی احکام میں یہ مردہ ہوتے ہیں۔

اولیاء اللہ کی جسمانی حیات کا بیان

اولیاء اللہ کو قبر میں جسمانی حیات حاصل ہوتی ہے اس پر دلیل یہ ہے کہ امام ترمذی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ بندہ مومن جب فرشتوں کے سوال کا صحیح جواب دے دیتا ہے تو اس کی قبر میں ستر در ستر وسعت کر دی جاتی ہے اور فرشتے اس سے کہتے ہیں کہ اس عروس (دلہن) کی طرح سو جا جس کو اس کے محبوب اہل (زوج) کے سوا کوئی بیدار نہیں کرتا حتیٰ کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کو قبر سے اٹھائے۔ (جامع ترمذی ص۱۴۷ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بندہ مومن قیامت تک قبر میں سوتا رہے گا اور سونا حیات کی فرع ہے اور جب کہ عام مشاہدہ یہ ہے کہ قبر میں بالعموم مسلمانوں کے اجسام گل سڑ جاتے ہیں اس لیے اس حدیث کو خواص مومنین یعنی اولیاء اللہ کی قبر میں حیا کے متعلق

بہ کثرت نقول موجود ہیں۔ شیخ رشید احمد گنگوہی نے لکھا ہے کہ اولیاء کرام بھی بحکم شہداء ہیں اور مشمول آیت بل احياء عند ربهم (البقرہ:۱۶۹) کے ہیں۔ (فتاوی رشیدیہ کامل مبوب ص ۸۷ مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز کراچی)

علامہ قرطبی بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ ثواب کی نیت سے اذان دینے والا اس شہید کی طرح ہے جو اپنے خون میں لتھڑا ہوا ہو اگر وہ مر گیا تو اس کی قبر میں کیڑے نہیں پڑیں گے۔ اس حدیث سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جو مومن ثواب کی نیت رکھتا ہو اس کو بھی زمین نہیں کھاتی۔ا (علامہ ابوعبداللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی متوفی ۶۶۸ھ التذکرہ فی احوال الموتی وامور الاخرۃ ص ۱۸۵ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت) یہ حدیث اولیاء اللہ کی جسمانی حیات پر واضح دلیل ہے۔

شہداء کی حیات کا بیان

شہداء کی حیات بھی جسمانی ہے جیسا کہ سورۃ آل عمران کی آیت: ۱۷۰ میں ذکر ہے شہداء کو رزق بھی دیا جاتا ہے اور سورۃ بقرہ کی اس آیت میں فرمایا ہے کہ تم ان کی حیات کا شعور نہیں رکھتے یعنی تم اپنے حواس سے ان کی حیات کا ادراک نہیں کر سکتے بایں طور کہ ہم ان کو رزق کھاتا ہوا دیکھیں یا چلتا پھرتا ہوا دیکھیں جس طرح ہم دنیا میں اور زندہ لوگوں میں آثار حیات دیکھتے ہیں اس طرح شہداء میں ہم کو آثار حیات دکھائی نہیں دیں گے لیکن شہداء بھی دنیاوی احکام میں مردہ ہیں کیونکہ ان کی شہادت کے بعد ان کی بیویوں سے عدت پوری ہونے کے بعد نکاح کرنا جائز ہے اور ان کا ترکہ ان کے وارثوں میں تقسیم کر دیا جاتا ہے۔

شہادت کے بعد بعض جسموں کے تغیر سے ان کی حیات پر معارضہ کا جواب

حیات شہداء پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ ہم کئی بار میدان جنگ میں مسلمان مقتولین کو دیکھتے ہیں چند دن گزرنے کے بعد ان کا جسم پھول اور پھٹ جاتا ہے اور اس سے بدبو آنے لگتی ہے قبروں میں ان کا جسم ریزہ ریزہ ہو جاتا ہے اور ان کی ہڈیاں بوسیدہ ہو جاتی ہیں اور یہ جسمانی حیات کے منافی ہے اس کا ایک جواب یہ ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں جو میدان جہاد میں مقتول ہوئے لیکن ان کی نیت صحیح نہیں تھی یہ لوگ صرف روزی کمانے کے لیے فوج میں بھرتی ہوئے یا شہرت اور ناموری کے لیے فوج میں بھرتی ہوئے ان کے دلوں میں اللہ کے دین کی سربلندی کے لیے جان دینا یا راہ خدا میں قتل ہونے کا جذبہ نہیں تھا اس لیے باوجود میدان جہاد میں مارے جانے کے یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک شہید نہیں تھے اس لیے ان کو جسمانی حیات سے بھی نہیں نوازا گیا۔

امام مسلم روایت کرتے ہیں؛ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک اعرابی نے حاضر ہو کر کہا: یا رسول اللہ! ایک شخص مال غنیمت کی خاطر لڑتا ہے ایک شخص نام آوری کے لیے لڑتا ہے اور ایک شخص اظہار شجاعت کے لیے لڑتا ہے ان میں سے اللہ کے لیے لڑنے والا کون ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اللہ کے دین کی سربلندی کے لیے جہاد کرے وہی (درحقیقت) اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والا ہے۔

(صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۳۹ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۷۵ھ)

امام ابن ماجہ روایت کرتے ہیں: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ایک شخص دنیا کو حاصل کرنے کے لیے جہاد کا ارادہ کرتا ہے؟ آپ نے فرمایا: اس کے لیے کوئی اجر نہیں ہے۔

اور جن مسلمانوں کی نیت صحیح ہوتی ہے ان کو شہادت کے بعد جسمانی حیات حاصل ہوتی ہے اس کی دلیل یہ حدیث ہے: امام مالک روایت کرتے ہیں کہ ان کو یہ حدیث پہنچی ہے:

حضرت عمرو بن الجموح انصاری اور حضرت عبداللہ بن عمرو انصاری رضی اللہ عنہ کی قبروں کو سیلاب نے اکھاڑ دیا تھا ان کی قبریں سیلاب کے قریب تھیں یہ دونوں ایک قبر میں مدفون تھے یہ دونوں جنگ احد میں شہید ہوئے تھے ان کی قبر کھودی گئی تا کہ ان کی قبر کی جگہ تبدیل کی جاسکے جب ان کے جسموں کو قبر سے نکالا گیا تو ان کے جسموں میں کوئی تغیر نہیں ہوا تھا یوں لگتا تھا جیسے وہ کل فوت ہوئے ہوں ان میں سے ایک زخمی تھا اور اس کا ہاتھ اس کے زخم پر تھا اس کو اسی طرح دفن کیا گیا تھا اس کے ہاتھ کو اس کے زخم سے ہٹا کر چھوڑا گیا تو وہ پھر اپنے زخم پر آ گیا جنگ احد اور قبر کھودنے کے درمیان چھیالیس (۴۶) سال کا عرصہ تھا۔ (موطا امام مالک ص ۴۸۳۔۴۸۲ مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور)

امام بیہقی نے بھی اس حدیث کو روایت کیا ہے۔ (سنن کبریٰ ج ۴ ص ۵۸۔۵۷ مطبوعہ نشر السنۃ ملتان)

یہ بھی ہوسکتا ہے کہ کاملین کو اصلی جسم کے ساتھ حیات عطا کی جائے اور عام مسلمانوں کو اس جسم معروف کے ساتھ حیات عطا نہ کی جائے بلکہ جسم مثالی کے ساتھ حیات عطا کی جائے اس مسئلہ کو زیادہ تفصیل اور تحقیق کے ساتھ ہم نے شرح صحیح مسلم جلد خامس میں بیان کیا ہے۔

سبز پرندوں میں شہید کی روح کے متمثل ہونے سے تناسخ کا جواب

حافظ سیوطی بیان کرتے ہیں: امام مالک امام احمد اور امام ترمذی نے تصحیح سند کے ساتھ اور امام نسائی اور امام ابن ماجہ نے روایت کیا ہے حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شہداء کی روحیں سبز پرندوں کے پوٹوں میں ہوتی ہیں وہ جنت کے پھلوں یا درختوں پر ہوتے ہیں۔

امام عبدالرزاق نے مصنف میں حضرت عبداللہ بن کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شہداء کی روحیں سبز پرندوں کی صورتوں میں جنت کی قندیلوں سے معلق ہوتی ہیں حتیٰ کہ قیامت کے دن اللہ انہیں (ان کے بدنوں میں) لوٹا دے گا۔ (الدر المنثور ج ۱ ص ۱۵۵ مطبوعہ مکتبہ آیۃ اللہ النجفی ایران)

امام عبدالرزاق کی اس ثانی الذکر روایت پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ شہادت کے بعد شہید کی روح کا سبز پرندہ کی صورت میں متمثل ہو جانا بعینہ تناسخ ہے اس اعتراض کا ایک یہ ہے کہ تناسخ انکار معاد پر مبنی ہے اور اس حدیث میں معاد کو بیان کیا گیا ہے دوسرا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث مرسل ہے اور زیادہ قوی اول الذکر حدیث ہے جس کی صحت کی امام ترمذی نے تصرح کی ہے اور اس حدیث پر یہ اعتراض نہیں ہے کیونکہ شہید کی روح پرندہ کے پوٹے میں حلول نہیں کرتی بلکہ پرندہ میں اپنی روح ہوتی ہے اور شہید کی روح بہ منزلہ سوار اور پرندہ اس کی سواری ہے اور اس روح کا اپنے اصل جسم یا جسم مثالی کے ساتھ تعلق قائم رہتا ہے لہٰذا یہ حدیثیں شہید کی جسمانی حیات کے منافی نہیں ہیں اور ان سے تناسخ ثابت نہیں ہوتا۔

انبیاء علیہم السلام کی حیات کا بیان

انبیاء علیہم السلام کی حیات بھی قبر میں جسمانی ہے اور یہ سب سے اعلیٰ افضل اور قوی حیات ہے اور انبیاء علیہم السلام دنیاوی احکام میں بھی زندہ ہوتے ہیں ان کی وفات کے ان کی میراث تقسیم نہیں کی جاتی اور وفات کے بعد ان کی ازاوج مطہرات سے کسی شخص کے لیے نکاح کرنا جائز نہیں ہے۔

انبیاء علیہم السلام کی حیات پر قرآن مجید کی یہ آیت دلیل ہے:

(آیت) **فلما قضينا عليه الموت مادلهم علی موته الا دآبة الارض تاكل منساته فلما خر تبينت الجن ان لو كانوا يعلمون الغيب مالبثوا فی العذاب المهين** ۔ (سبا:۱۴)

ترجمہ: تو جب ہم نے سلیمان پر موت کا حکم نافذ کردیا تو جنات کو ان کی موت پر سوائے زمین کی دیمک کے کسی نے مطلع نہیں کیا جو سلیمان کے عصا کو کھاتی رہیں پھر جب سلیمان زمین پر آرہے تو جنوں پر یہ حقیقت واضح ہوگئی کہ اگر یہ غیب جانتے ہوتے تو اس ذلت کے عذاب میں نہ پڑے رہتے۔

حضرت سلیمان (علیہ السلام) جنوں سے مسجد بیت المقدس کی تعمیر کی تجدید کرار ہے تھے جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو موت کے وقت سے مطلع کردیا تو آپ نے جنوں کو نقشہ بنا کر دیا اور خود ایک شیشہ کے مکان میں دروازہ بند کر کے عصا سے ٹیک لگا کر کھڑے ہوئے عبادت الٰہی میں مشغول ہوگئے اسی حالت میں فرشتے نے روح قبض کر لی اور آپ کا جسم مبارک اس عصا کے سہارے کھڑا رہا اور کسی کو آپ کی وفات کا احساس نہ ہوسکا وفات کے بعد مدت دراز تک جن بہ دستور تعمیر کرتے رہے جب تعمیر پوری ہوچکی تو وہ عصا دیمک کے گھن لگنے کی وجہ سے گر پڑا تب سب کو آپ کی وفات کا حال معلوم ہوا اور یہ بھی واضح ہوگیا کہ جنوں کو غیب کا علم نہیں ہوتا۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ انبیاء پر موت طاری ہونے کے بعد ان کا جسم صحیح سلامت رہتا ہے پھولنے پھٹنے گلنے اور سڑنے سے محفوظ رہتا ہے لیکن ان کی جسمانی حیات کی کیفیت ہمارے دائرہ احساس اور شعور سے خارج ہے۔ عصا میں جب گھن لگ گیا اور وہ زمین پر گر گیا اور حضرت سلیمان (علیہ السلام) کا جسم مبارک بھی زمین پر آرہا تو اس سے یہ معلوم ہوا کہ انبیاء علیہم السلام کی حیات جسمانی ہوتی ہے لیکن اس پر دنیاوی حیات کے آثار مرتب نہیں ہوتے ورنہ حضرت سلیمان (علیہ السلام) کا جسم اپنے قیام میں عصا کا محتاج نہ ہوتا اور عصا گرنے کے باوجود آپ کا جسم مبارک قائم رہتا۔ انبیاء علیہم السلام زائرین کے سلام کا جواب دیتے ہیں اور جو ان سے دعا کی درخواست کرتے ہیں ان کی شفاعت کرتے ہیں اپنی قبروں میں نماز پڑھتے ہیں اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات کے مشاہدہ اور مطالعہ میں مستغرق رہتے ہیں اور احوال برزخ پر بھی نظر رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے اذن سے کائنات میں تصرف بھی کرتے ہیں لیکن یہ تمام امور متشابہات میں سے ہیں یہ امور ایسے نہیں ہیں جیسے دنیا میں کسی انسان سے صادر ہوتے ہیں ان کی کیفیت ہم ایسے عام لوگوں کے دائرہ ادراک اور شعور سے خارج ہے احادیث میں بھی انبیاء علیہم السلام کی جسمانی حیات اور ان کے جسمانی تصرفات پر دلیل ہے۔

امام مسلم روایت کرتے ہیں: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وادی ازرق میں

گزرے آپ نے فرمایا: یہ کون سی وادی ہے؟ صحابہ نے عرض کیا: یہ وادی ازرق ہے آپ نے فرمایا: گویا کہ میں (حضرت) موسیٰ کو دیکھ رہا ہوں وہ باواز بلند تلبیہ پڑھتے ہوئے اس وادی سے اتر رہے ہیں پھر آپ وادی ھرشی سے گزرے آپ نے فرمایا: یہ کون سی وادی ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یہ وادی ھرشی ہے آپ نے فرمایا: گویا کہ میں (حضرت) یونس بن متی کی طرف دیکھ رہا ہوں وہ ایک سرخ رنگ کی فربہ اونٹنی پر سوار ہیں جس کی مہار کھجور کی چھال کی ہے انہوں نے ایک اونی جبہ پہنا ہوا ہے اور وہ اللھم لبیک کہتے ہوئے اس وادی سے گزر رہے ہیں۔ (صحیح مسلم ج ۱ ص ۹۴ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۷۵ھ)

علامہ نووی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں: اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ انبیاء علیہم السلام حج اور تلبیہ کس طرح کرتے ہیں حالانکہ وہ وفات پا چکے ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام بہ منزلہ شہداء ہیں بلکہ ان سے افضل ہیں اور شہداء اپنے رب کے نزدیک زندہ ہیں اس لیے ان کا حج کرنا اور نماز پڑھنا بعید نہیں ہے جیسا کہ دوسری حدیث میں بیان کیا گیا ہے۔

(شرح مسلم ج ۱ ص ۹۴ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۷۵ھ)

شیخ عثمانی لکھتے ہیں: انبیاء علیہم السلام زندہ ہیں اس لیے ان کے حج کرنے سے کوئی چیز مانع نہیں مانع نہیں ہے (الی قولہ) اس حدیث کی توجیہ یہ ہے کہ آپ نے ان کی روح کو دیکھا تھا آپ کے لیے ان کی روحوں کو اس طرح متمثل کر دیا گیا جس طرح شب معراج انبیاء علیہم السلام کی روحوں کو متمثل کر دیا گیا تھا اور ان کے اجسام قبروں میں تھے علامہ ابن منیر وغیرہ نے کہا: اللہ تعالیٰ نبی کی روح کے لیے ایک جسم مثالی بنا دیتا ہے پھر وہ جس طرح خواب میں دکھائی دیتے ہیں اسی طرح بیداری میں دکھائی دیتے ہیں۔

(فتح الملہم ج ۱ ص ۳۳۰ مطبوعہ مکتبہ الحجاز کراچی)

امام مسلم روایت کرتے ہیں: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) کے پاس سے گزرا اس وقت وہ اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے۔

(صحیح مسلم ج ۱ ص ۹۶ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۷۵ھ)

نیز امام مسلم روایت کرتے ہیں: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے اپنے آپ کو انبیاء علیہم السلام کی ایک جماعت میں پایا میں نے دیکھا کہ حضرت موسیٰ (علیہ السلام) نماز پڑھ رہے ہیں اور ان کے بال قبیلہ شنوءہ کے لوگوں کی طرح گھنگریالے تھے اور اس وقت حضرت عیسیٰ بن مریم (علیہ السلام) کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے اور تمہارے نبی ان کے ساتھ سب سے زیادہ مشابہ ہیں پھر نماز کا وقت آیا اور میں نے ان سب نبیوں کی امامت کی۔

(صحیح مسلم ج ۱ ص ۹۶ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۷۵ھ)

علامہ نووی لکھتے ہیں: اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ آپ نے حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کو قبر میں نماز پڑھتے ہوئے کیسے دیکھا حالانکہ آپ نے تمام انبیاء علیہم السلام کو بیت المقدس میں نماز پڑھائی اور آپ نے ان کو آسمانوں میں بھی اپنے اپنے مراتب میں دیکھا اور ان کو سلام کیا اور انہوں نے آپ کو خوش آمدید کہا اس کا جواب یہ ہے کہ ہو سکتا ہے کہ آپ نے حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کو قبر میں بیت المقدس جاتے ہوئے آسمانوں پر چڑھنے سے پہلے دیکھا ہو پھر حضرت موسیٰ (علیہ السلام) آپ سے پہلے آسمان پر پہنچ گئے ہوں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آپ نے انبیاء علیہم السلام کو پہلے نماز پڑھائی ہو اور پھر ان کو آسمانوں پر دیکھا ہو اور یہ بھی ہو سکتا ہے

کے لیے ان کے اجسام میں آثار حیات جاری فرما دیتا ہے جیسے ہمارے نبی سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت اور شان ظاہر کرنے کے لیے شب معراج آپ کی اقتداء میں سب نبیوں نے نماز پڑھوائی اور عبادت میں ان کا شغف ظاہر کرنے کے لیے وفات کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو انہیں نماز پڑھتا ہوا اور حج کرتا ہوا دکھایا۔

وفات کے بعد انبیاء علیہم السلام کے دکھائی دینے کی کیفیت کا بیان

امام غزالی لکھتے ہیں: صوفیاء کی پہلی منزل مکاشفات اور مشاہدات سے شروع ہوتی ہے حتیٰ کہ وہ بیداری میں فرشتوں اور ارواح انبیاء کا مشاہدہ کرتے ہیں ان کی آوازیں سنتے ہیں اور ان سے فوائد حاصل کرتے ہیں۔

(المنقذ من الضلال [illegible])

علامہ سیوطی لکھتے ہیں: آیا ذات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت آپ کے جسم اور روح کے ساتھ ہوتی ہے یا جسم مثالی کے ساتھ؟ امام غزالی نے کہا ہے کہ ارباب احوال آپ کے جسم اور روح کو نہیں دیکھتے بلکہ مثال کو دیکھتے ہیں (علامہ سیوطی فرماتے ہیں) آپ کی ذات مبارکہ کی جسم اور روح کے ساتھ زیارت ممتنع نہیں کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور باقی انبیاء علیہم السلام زندہ ہیں اور آپ سب کی روحیں آپ کے جسموں میں لوٹا دی گئی ہیں اور تمام انبیاء کو اپنی قبروں سے باہر آنے کا اور تمام کائنات میں تصرف کرنے کا اذن دیا گیا ہے اور امام بیہقی نے حیات انبیاء میں ایک رسالہ لکھا ہے اور دلائل النبوۃ میں لکھا ہے کہ انبیاء علیہم السلام شہداء کی طرح اپنے رب کے پاس زندہ ہیں (الحاوی للفتاوی ج ۲ ص ۲۶۳ مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد)

علامہ آلوسی حنفی لکھتے ہیں: یا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روح دکھائی دیتی ہے بایں طور کہ وہ مختلف صورتوں میں دکھائی دیتی ہے اور اس کا تعلق جسد انور کے ساتھ باقی رہتا جیسا کہ جبرائیل (علیہ السلام) حضرت دحیہ کلبی کی صورت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوتے تھے اور سدرۃ المنتہیٰ سے جدا نہیں ہوتے تھے اور یا آپ کا جسم مثالی دکھائی دیتا ہے جس کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روح متعلق ہوتی ہے اور یہ ہو سکتا ہے کہ بے شمار اجسام مثالیہ ہوں اور ان سب کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روح واحد متعلق ہو جیسا کہ ایک جسم کے متعدد اعضاء کے ساتھ روح واحد متعلق ہوتی ہے۔

(روح المعانی ج ۲۲ ص ۳۷ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

شیخ انور شاہ کشمیری لکھتے ہیں: میرے نزدیک بیداری میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ممکن ہے کیونکہ منقول ہے کہ علامہ سیوطی نے بائیس مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور آپ سے چند احادیث کی صحت کے متعلق سوال کیا اور آپ کے تصحیح فرمانے کے بعد ان احادیث کو صحیح لکھا اور علامہ شعرانی نے لکھا ہے کہ انہوں نے آپ کی بیداری میں زیارت کی اور آٹھ ساتھیوں کے ساتھ آپ سے بخاری پڑھی جن میں سے ایک حنفی تھا۔ (فیض الباری ج ۱ ص ۲۰۴ مطبوعہ مطبع حجازی مصر ۱۳۵۷ھ)

اس تمام بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء علیہم السلام اپنی اپنی قبور مبارکہ میں اپنے جسد عنصری کے ساتھ زندہ ہیں اور اپنی عبادت اور اللہ تعالیٰ کی تجلیات کے مشاہدہ میں مشغول ہیں ان پر اعمال پیش کیے جاتے ہیں نیک اعمال دیکھ کر وہ اللہ کی حمد کرتے ہیں اور برے اعمال دیکھ کر امت کے لیے استغفار کرتے ہیں اور اہل اللہ اور خاص خاص بندگان خدا ان کی

زیارت سے مستفید ہوتے ہیں ان کا کلام سنتے ہیں اور وہ اپنی قبروں سے باہر بھی آتے ہیں اور زمین اور آسمان میں
تشریف لے جاتے ہیں ایک وقت میں کئی جگہ بھی تشریف لے جاتے ہیں اس وقت ان کی روح کی صورتوں میں
ایک وقت میں کئی جگہ ان کے اجسام مثالیہ نظر آتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو حاضر ناظر کہا جاتا ہے اس کا یہی معنی ہے
ناظر کا یہ مطلب نہیں ہے کہ آپ اپنے جسم معروف اور جسد عنصری کے ساتھ ایک وقت میں ہر جگہ موجود ہوتے ہیں۔

شہید کے معنی و مفہوم کا بیان

شہید کا معنی گواہ اور حاضر ہے۔ اللہ کی راہ میں مارے جانے والے کو شہید کہتے ہیں اس کو شہید اس لیے کہتے ہیں
لیے جنت کی شہادت دی گئی ہے ایک قول یہ ہے کہ اللہ کے فرشتے اس کے پاس حاضر ہوتے ہیں ایک قول یہ ہے کہ موت کے
بعد شہید کی روح جنت میں حاضر ہو جاتی ہے جب کہ دوسروں کی روحیں فوراً جنت میں نہیں جاتی ایک قول یہ ہے کہ شہید نے
جان دے کر اس بات کی شہادت دیتا ہے کہ اس نے خدا سے کیا ہوا وعدہ پورا کر دیا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

(آیت) ان اللہ اشتری من المؤمنین انفسہم و اموالہم بان لہم الجنۃ (التوبہ: ۱۱۱)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے مؤمنوں سے ان کی جانوں اور مالوں کو جنت بدلہ میں خرید لیا۔

اسی لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ ہی کو خوب علم ہے کہ کون اس کی راہ میں زخمی ہوتا ہے۔

علامہ قرطبی التذکرہ میں لکھتے ہیں: امام آجری نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا: اے انس! اگر ہو سکے تو تم ہمیشہ باوضو رہو کیونکہ ملک الموت جس بندہ کی روح قبض کرے اور وہ اس وقت باوضو ہو
اس کے لیے شہادت لکھ دی جاتی ہے۔

امام شعبی نے حضرت ابن عمر سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے چاشت کی نماز پڑھی
تین روزے رکھے اور سفر اور حضر میں وتر کو ترک نہیں کیا اس کے لیے شہادت کا اجر لکھ دیا جاتا ہے اس حدیث کو امام ابو نعیم نے
سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔

امام حکیم ترمذی اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
شخص کے پاس کوئی نہ کوئی ایسا پسندیدہ جانور ہوتا ہے جس کے ذبح کرنے وہ انکار کرتا ہے اور اللہ کی بھی ایک ایسی مخلوق ہے جس کو
ذبح کرنے سے وہ انکار ہے کچھ لوگ بستروں پر مرتے ہیں ان کے لیے شہداء کا اجر تقسیم کیا جاتا ہے۔

(علامہ ابو عبد اللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی متوفی ۶۶۸ھ التذکرہ ص ۱۸۲۔۱۸۰ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ)

شہید کے متعلق فقہی احکام کا بیان

علامہ مرغینانی حنفی لکھتے ہیں: جس شخص کو مشرکین قتل کر دیں یا جو میدان جنگ میں مردہ پایا جائے اور اس پر زخم کے نشان
ہوں یا جس کو مسلمان ظلماً قتل کر دیں اور اس کے قتل کرنے پر ان پر دیت واجب نہ ہو وہ شہید ہے اس کو کفن دیا جائے گا اور اس کی نماز
جنازہ پڑھی جائے گی اور اس کو غسل نہیں دیا جائے گا کیونکہ وہ شہداء احد کے معنی میں ہے جن کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

سَأَلَ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ الشَّهَادَةَ بِصِدْقٍ بَلَّغَهُ اللّٰهُ مَنَازِلَ الشُّهَدَاءِ وَإِنْ مَاتَ عَلٰى فِرَاشِهِ".

☆☆ سہل بن ابوامامہ اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

جو شخص سچے دل سے اللہ تعالیٰ سے شہادت کی دعا مانگتا ہے اللہ تعالیٰ اُسے شہداء کے مرتبے پر فائز کر دے گا' اگرچہ وہ شخص اپنے بستر پر فوت ہو۔

3163 - اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِىْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ شُرَيْحٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ ثَعْلَبَةَ الْحَضْرَمِيِّ اَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ حُجَيْرَةَ يُخْبِرُ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "خَمْسٌ مَنْ قُبِضَ فِىْ شَىْءٍ مِّنْهُنَّ فَهُوَ شَهِيْدٌ الْمَقْتُوْلُ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ شَهِيْدٌ وَّالْغَرِقُ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ شَهِيْدٌ وَّالْمَبْطُوْنُ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ شَهِيْدٌ وَّالْمَطْعُوْنُ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ شَهِيْدٌ وَّالنُّفَسَاءُ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ شَهِيْدٌ".

☆☆ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

پانچ صورتیں ایسی ہیں' کہ ان میں سے کسی ایک صورت میں بھی جو آدمی فوت ہوگا وہ شہید شمار ہوگا' اللہ کی راہ میں قتل ہو جانے والا شخص شہید ہے' اللہ کی راہ میں ڈوبنے والا شخص شہید ہے' اللہ کی راہ میں پیٹ کی بیماری سے مرنے والا شخص شہید ہے' اللہ کی راہ میں طاعون کی وجہ سے مرنے والا شہید ہے' اور اللہ کی راہ میں نفاس کے دوران فوت ہونے والی عورت شہید ہے (یہاں اللہ کی راہ سے مراد مسلمان ہونے کی حالت میں مرنا ہے)۔

حکمی شہداء کے متعلق احادیث وآثار کا بیان

امام ابوداؤد متوفی ۲۷۵ھ روایت کرتے ہیں: حضرت بن عتیک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے پوچھا: تم لوگ کس چیز کو شہادت شمار کرتے ہو؟ صحابہ نے عرض کیا: اللہ عزوجل کی راہ میں قتل ہونے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قتل فی سبیل اللہ کے سوا شہادت کی سات قسمیں اور ہیں طاعون میں مرنے والا شہید ہے نمونیہ میں مرنے والا شہید ہے پیٹ کی بیماری میں مرنے والا شہید ہے جل کر مرنے والا شہید ہے کسی چیز کے نیچے دب کر مرنے والا شہید ہے اور حاملہ دردزہ میں مبتلا ہو کر مر جائے تو وہ شہید ہے، (سنن ابوداود ج ۲ص ۸۷مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور ۱۴۰۵ھ)

امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ روایت کرتے ہیں: حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے مارا گیا وہ شہید ہے جو اپنی جان کی حفاظت کرتے ہوئے قتل کیا گیا وہ شہید ہے جو دین کی حفاظت کرتے ہوئے قتل کیا گیا وہ شہید ہے اور جو اپنے اہل وعیال کی حفاظت کرتے ہوئے قتل کیا گیا وہ

3162-اخرجه مسلم في الامارة، باب استحباب طلب الشهادة في سبيل الله تعالى (الحديث 157) . و اخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب في الاستغفار (الحديث 1520) . و اخرجه الترمذي في فضائل الجهاد، باب ما جاء فيمن سال الشهادة (الحديث 1653) . و اخرجه ابن ماجه في الجهاد، باب القتال في سبيل الله سبحانه و تعالى (الحديث 2797) . تحفة الاشراف (4655) .

3163-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (9931) .

شہید ہے۔ (جامع ترمذی ص ۲۲۳ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی)

امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ روایت کرتے ہیں: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ کی راہ میں سواری سے گر کر مرا وہ شہید ہے (مسند احمد ج ۲ ص ۴۴۱ مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۳۹۸ھ)

امام عبدالرزاق بن ہمام متوفی ۲۱۱ روایت کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن نوفل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: اللہ کی راہ میں (طبعی موت) مرنے والا شہید ہے۔

(المصنف ج ۵ ص ۲۶۸ مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۳۹۰ھ)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جو شخص پہاڑ کی چوٹیوں سے گر کر مر جائے اور جس کو درندے کھا جائیں اور جو سمندر میں ڈوب جائے وہ سب اللہ کے نزدیک شہید ہیں۔ (المصنف ج ۵ ص ۲۶۹ مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۳۹۰ھ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حالت نفاس میں مرنا شہادت ہے۔

(المصنف ج ۵ ص ۲۷۱ مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۳۹۰ھ)

حضرت ایوب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب نے ٹیلہ کی چوٹی سے قریش کے ایک آدمی کو آتے دیکھا صحابہ نے کہا یہ شخص کتنا طاقت ور ہے! کاش اس کی طاقت اللہ کے راستہ میں خرچ ہوتی اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا صرف وہی شخص اللہ کے راستہ میں ہے جو قتل کر دیا جائے؟ پھر فرمایا جو شخص اپنے اہل کو سوال سے روکنے کے لیے حلال کی طلب میں نکلے وہ بھی اللہ کے راستے میں ہے اور جو شخص اپنے آپ کو سوال سے روکنے کے لیے حلال کی طلب میں نکلے وہ بھی اللہ کے راستے میں ہے اور جو شخص اپنے آپ کو سوال سے روکنے کے لیے حلال کی طلب میں نکلے وہ بھی اللہ کے راستہ میں ہے البتہ جو شخص مال کی کثرت کی طلب میں نکلے وہ شیطان کے راستہ میں ہے۔

(المصنف ج ۵ ص ۲۷۲۔۲۷۱ مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۳۹۰ھ)

امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ روایت کرتے ہیں: مسروق بیان کرتے ہیں کہ جو مسلمان کسی مصیبت (حادثہ) میں فوت ہو گیا وہ بھی شہید ہے۔ (المصنف ج ۵ ص ۳۳۳ مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی ۱۴۰۶)

امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری متوفی ۴۰۵ھ روایت کرتے ہیں: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے صدق دل کے ساتھ اللہ سے شہادت کی دعا کی اللہ اس کو شہید کا اجر عطا فرمائے گا امام مسلم امام دارمی امام ترمذی اور امام ابن ماجہ کی روایت میں ہے: خواہ وہ بستر پر فوت ہو۔

(المستدرک ج ۲ ص ۷۷ مطبوعہ دار الباز مکہ مکرمہ سنن دارمی ج ۲ ص ۱۲۵ مطبوعہ نشر السنۃ ملتان)

حافظ الہیثمی متوفی ۸۰۷ھ بیان کرتے ہیں: عبدالملک بن ہارون بن عنترہ اپنے والد سے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھیپھڑوں کی بیماری سے مرنے والا شہید ہے اور سفر میں مرنے والا شہید ہے۔

(مجمع الزوائد ج ۵ ص ۳۰۱ مطبوعہ دار الکتاب العربی ۱۴۰۲ھ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے ایک دن میں پچیس بار یہ دعا کی

اللھم بارک لی فی الموت وفیما بعد الموت اس کو اللہ تعالیٰ شہید کا اجر عطا فرمائے گا۔ (مجمع الزوائد ج ۵ ص ۳۰۱ مطبوعہ دار الکتاب العربی ۱۴۰۲ھ)

امام علی متقی متوفی ۹۷۵ ھ بیان کرتے ہیں: حضرت ربیع انصاری بیان کرتے ہیں کہ نیزہ کی ضرب سے مرنا اور درندوں کے کھانے سے مرنا یہ شہادت ہے۔ (کنز العمال ج ۴ ص ۴۱۶ مطبوعہ موسسۃ الرسالۃ بیروت ۱۴۰۵ھ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جو شخص کسی پر عاشق ہو گیا اور اس اس نے اپنے آپ کو حرام کاری سے بچا دیا شہید ہے۔ (کنز العمال ج ۴ ص ۴۱۶ مطبوعہ موسسۃ الرسالۃ بیروت ۱۴۰۵ھ)

امام علی متقی بن حسام الدین ہندی متوفی ۹۷۵ ھ بیان کرتے ہیں: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بخار (میں مرنا) شہادت ہے۔ (کنز العمال ج ۴ ص ۴۱۶ مطبوعہ موسسۃ الرسالۃ بیروت ۱۴۰۵ھ)

حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ گڑھے میں گر کر مرنا شہادت ہے۔

(کنز العمال ج ۴ ص ۴۱۹ مطبوعہ موسسۃ الرسالۃ بیروت ۱۴۰۵ھ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جس شخص پر ظلم کیا جائے وہ لڑے اور مارا جائے تو وہ شہید ہے۔

(کنز العمال ج ۴ ص ۴۲۲ مطبوعہ بیروت)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ کی راہ میں بستر پر مرے وہ شہید ہے اور سانپ یا بچھو سے ڈسا جانے والا شہید ہے اچھو سے مرنے والا شہید ہے۔ (کنز العمال ج ۴ ص ۴۲۲ مطبوعہ بیروت)

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کے اوپر گھر گر جائے وہ شہید ہے جو شخص چھت سے گرے اور ٹانگ یا گردن ٹوٹنے کی وجہ سے مر جائے وہ شہید ہے جس پر پتھر گرے اور وہ مر جائے وہ شہید ہے جو عورت اپنے خاوند پر غیرت کرتی ہو وہ مجاہد فی سبیل اللہ کی طرح ہے اور اس کے لیے شہید کا اجر ہے جو اپنے بھائی کی حفاظت کرتا ہوا مارا جائے وہ شہید ہے جو اپنے پڑوسی کی حفاظت کرتا ہوا مارا جائے وہ شہید ہے جو شخص نیکی کا حکم دے اور برائی سے روکے وہ شہید ہے۔

(کنز العمال ج ۴ ص ۴۲۵ مطبوعہ بیروت)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جو شخص سرحد کی حفاظت کرتا ہوا مارا گیا وہ شہید ہے۔

(کنز العمال ج ۴ ص ۴۱۸ مطبوعہ بیروت)

امام ابوداود سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ ھ روایت کرتے ہیں: حضرت ابو مالک اشعری بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ کے راستہ میں نکلا پھر مر گیا یا اس کو قتل کر دیا گیا وہ شہید ہے یا جس شخص کو گھوڑے یا اونٹ نے گرا دیا یا جس شخص کو حشرات الارض میں سے کسی نے ڈس لیا یا جو شخص (اللہ کی راہ میں) بستر پر مر گیا یا جس طرح بھی اللہ نے چاہا اس کو موت آ گئی وہ شہید ہے اور اس کے لیے جنت ہے۔ (سنن ابوداود ج ۱ ص ۳۳۸ مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور ۱۴۰۵ھ)

امام بخاری روایت کرتے ہیں: حضرت عائشہ بیان کرتی ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے طاعون کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا: طاعون ایک عذاب ہے جو اللہ تعالیٰ جس قوم پر چاہتا ہے بھیج دیتا ہے اور مسلمانوں کے لیے طاعون کو رحمت بنا دیا سو جو مسلمان کسی ایسے شہر میں ہو جس میں طاعون پھیلا ہوا ہو وہ اسی شہر میں ٹھہرا رہے اور صبر واستقامت کی نیت کر کے

اس شہر سے نہ نکلے اور اس پر یقین رکھے کہ جو چیز اللہ نے اس کے لیے مقرر کر دی ہے وہ ہو کر رہے گی تو وہ شہید ہے۔

(صحیح بخاری ج ۲ ص ۹۷۹ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۸۱ ھ)

امام ابو عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ متوفی ۲۷۳ ھ روایت کرتے ہیں: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص بیماری میں فوت ہو گیا وہ شہید ہے اس کو قبر کے فتنہ سے محفوظ رکھا جائے گا اور اس کو صبح و شام رزق دیا جائے گا۔ (سنن ابن ماجہ ص ۱۱۷ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی)

امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ ھ روایت کرتے ہیں: حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے صبح اٹھ کر تین مرتبہ پڑھا اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطان الرجیم اور سورۃ حشر کی آخری تین آیتوں کو پڑھا تو اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ ستر ہزار فرشتوں کو مقرر کر دیتا ہے جو شام تک اس کے لیے استغفار کرتے رہتے ہیں، اگر وہ اس دن فوت ہو گیا تو وہ شہادت کی موت مرے گا اور جس نے شام کو یہ کلمات پڑھے تو اس کا بھی یہی حکم ہے۔

(الجامع الصحیح ج ۵ ص ۱۸۲ مطبوعہ بیروت سنن دارمی ج ۲ ص ۳۲۹ مطبوعہ ملتان مسند احمد ج ۳ ص ۲۱ مطبوعہ بیروت)

امام ابو نعیم اصبہانی متوفی ۴۳۰ ھ روایت کرتے ہیں: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے چاشت کی نماز پڑھی اور ہر ماہ تین روزے رکھے اور سفر اور حضر میں کبھی وتر کو نہیں چھوڑا اس کے لیے شہید کا اجر لکھا جائے گا۔

(حلیۃ الاولیاء ج ۴ ص ۳۳۲ مطبوعہ بیروت ۱۴۰۷ ھ الترغیب والترہیب ج ۱ ص ۴۰۷ مطبوعہ قاہرہ ۱۴۰۷ ھ مجمع الزوائد طبع بیروت ۱۴۰۲ ھ ج ۲ ص ۲۴۱ کنز العمال ج ۷ ص ۸۱۰-۸۰۹ مطبوعہ بیروت ۱۴۰۵ ھ)

علامہ قرطبی متوفی ۶۶۸ ھ امام آجری متوفی ۳۶۰ ھ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے انس! اگر تم سے ہو سکے تو ہمیشہ باوضو رہو کیونکہ جب فرشتہ کسی بندہ کی روح قبض کرے اور وہ باوضو ہو تو اس کے لیے شہادت کا اجر لکھ دیا جاتا ہے۔

(التذکرۃ فی احوال الموتی وامور الآخرۃ ص ۱۸۲ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۷ ھ)

امام احمد متوفی ۲۴۱ ھ سند حسن کے ساتھ روایت کرتے ہیں: راشد بن حبیش بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیت المقدس کا خادم شہید ہے اور زکام یا کھانسی میں مرنے والا شہید ہے۔

(مسند احمد ج ۳ ص ۴۸۹ مطبوعہ دار الفکر بیروت الترغیب والترہیب مطبوعہ قاہرہ ۱۴۰۷ ھ ج ۳ ص ۳۳۴)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جس شخص نے میری امت کے فساد (بدعت اور جہالت کے غلبہ) کے وقت میری سنت پر عمل کیا اس کو سو شہیدوں کا اجر ہو گا امام بیہقی نے اس حدیث کو کتاب الزہد میں روایت کیا ہے۔

(مشکوٰۃ ص ۳۰ مطبوعہ دہلی مصابیح السنہ ج ۱ ص ۱۶۳)

امام ابن عدی نے اس حدیث کو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور اس کی سند کے متعلق لکھا ہے اس میں کوئی نقص نہیں ہے (کامل ابن عدی ج ۲ ص ۷۳۹)

حافظ منذری نے اس کو امام بیہقی اور امام طبرانی کے حوالے سے درج کیا ہے اور اس کی سند پر اعتماد کیا ہے۔ (الترغیب والترہیب ج۲ص۱۰)

امام طبرانی کی روایت میں ایک شہید کا اجر ہے۔ (المعجم الاوسط ج۶ص۱۹۷ مکتبہ المعارف ریاض ۱۴۹۵ھ) نیز یہ حدیث امام ابونعیم نے بھی روایت کی ہے۔ (حلیۃ الاولیاء ج۸ص۲۰۰ مطبوعہ بیروت) علامہ ہیثمی نے بھی اس کا ذکر کیا ہے۔ (مجمع الزوائد ج۱ص۱۷۲)

امام عبدالرزاق بن ہمام متوفی ۲۱۱ روایت کرتے ہیں: مجاہد بیان کرتے ہیں کہ ہر مومن شہید ہے پھر انہوں نے یہ آیت تلاوت کی: (آیت) والذین امنوا باللّٰہ ورسلہ اولئک ھم الصدیقون والشھدآء عندربھم لھم اجرھم ونور ھم (الحدید ۱۹)

ترجمہ: جو لوگ اللہ اور اس کے رسولوں پر (کامل) ایمان لائے وہی اللہ کے نزدیک صدیق اور شہید ہیں اور ان کے رب کے پاس ان کا اجر اور نور ہے۔ (المصنف ج۵ص۲۶۹ مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۳۹۰ھ)

حکمی شہداء کی تعداد کا بیان

مذکور الصدر احادیث میں جو حکمی شہادت کی اقسام بیان کی گئی ہیں ان کا خلاصہ حسب ذیل ہے:

(۱) طاعون میں مرنے والا۔ (۲) پیٹ کی بیماری میں مرنے والا۔ (۳) ڈوبنے والا۔ (۴) دب کر مرنے والا۔ (۵) نمونیہ میں مرنے والا۔ (۶) جل کر مرنے والا۔ (۷) دردزہ میں مبتلا ہو کر مرنے والی حاملہ۔ (۸) اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے مارا جانے والا۔ (۹) اپنی جان کی حفاظت میں مارا جانے والا۔ (۱۰) اہل وعیال کی حفاظت کرتے ہوئے مارا جانے والا۔ (۱۱) دین کی حفاظت کرتے ہوئے مارا جانے والا۔ (۱۲) سواری سے گر کر مرنے والا۔

(۱۳) اللہ کے راستہ میں مرنے والا مثلاً علم دین کی طلب میں جانے والا نماز کو جانے والا حج کو جانے والا غرض ہر نیک کام کے لیے جانے والا اس دوران اگر مر جائے۔ (۱۴) پہاڑ سے گر کر مرنے والا۔ (۱۵) جس کو درندے کھا جائیں۔ (۱۶) نفاس میں مرنے والی عورت۔ (۱۷) اپنے لیے رزق حلال کی طلب کے دوران مرنے والا۔ (۱۸) اپنے اہل وعیال کے لیے رزق حلال کی طلب کی دوران مرنے والا۔ (۱۹) کسی مصیبت یا حادثہ میں مرنے والا۔ (۲۰) صدق دل سے شہادت کی دعا کرنے والا۔ (۲۱) پھیپھڑوں کی بیماری مثلاً دمہ کھانسی یا تپ دق میں مرنے والا۔

(۲۲) سفر میں مرنے والا۔ (۲۳) جو شخص ایک دن میں پچیس بار یہ دعا کرے اللّٰھم بارک لی فی الموت وفیما بعد الموت۔

(۲۴) نیزہ کی ضرب سے مرنے والا۔ (۲۵) جو عاشق پاک دامن رہا۔ (۲۶) بخار میں مرنے والا۔ (۲۷) سرحد کی حفاظت کرتے ہوئے مرنے والا۔ (۲۸) گڑھے میں گر کر مرنے والا۔ (۲۹) ظلماً قتل کیا جانے والا۔

(۳۰) اپنے حق کی حفاظت کرتے ہوئے مارا جانے والا۔ (۳۱) اللہ کی راہ میں بستر پر فوت ہونے والا۔ (۳۲) جس کو سانپ یا بچھو ڈس لے۔ (۳۳) جو اچھو سے مر جائے۔ (۳۴) پڑوسی کی حفاظت کرتے ہوئے مارا جائے۔ (۳۵) جو چھت سے گرے اور ٹانگ یا گردن ٹوٹنے کی وجہ سے مر جائے۔ (۳۶) جو پتھر گرنے سے مر جائے۔ (۳۷) جو عورت اپنے خاوند پر غیرت کرتی ہوئی مر

جائے۔ (۳۸) نیکی کا حکم دیتے ہوئے اور برائی سے روکتے ہوئے مر جائے (۳۹) اپنے بھائی کی حفاظت کرتے ہوئے مارا جائے۔ (۴۰) جو شخص اللہ کی راہ میں سواری سے گر جانے سے مر جائے۔ (۴۱) جو شخص اللہ کی راہ میں سواری سے گر جانے سے مر جائے۔ (۴۴) جو شخص کسی بھی بیماری میں فوت ہوا وہ شہید ہے۔ (۴۵) صبح وشام سورۂ حشر کی آخری تین آیتیں پڑھنے والا شہید ہے۔ (۴۶) چاشت کی نماز پڑھنے والا ہر ماہ تین روزے رکھنے والا اور وتر قضا نہ کرنے والا شہید ہے۔ (۴۷) دائما باوضو رہنے والا شہید ہے۔ (۴۸) بیت المقدس کا خادم شہید ہے۔ (۴۹) زکام یا کھانسی میں مرنے والا شہید ہے۔ (۵۰) غلبہ بدعت کے وقت سنت پر عمل کرنے والا شہید ہے۔ (۵۱) ہر مومن کامل شہید ہے۔

3164 - اَخْبَرَنِىْ عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ قَالَ حَدَّثَنَا بَحِيرٌ عَنْ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ اَبِىْ بِلَالٍ عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "يَخْتَصِمُ الشُّهَدَاءُ وَالْمُتَوَفَّوْنَ عَلٰى فُرُشِهِمْ اِلٰى رَبِّنَا فِى الَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنَ الطَّاعُوْنِ فَيَقُوْلُ الشُّهَدَاءُ اِخْوَانُنَا قُتِلُوْا كَمَا قُتِلْنَا ـ وَيَقُوْلُ الْمُتَوَفَّوْنَ عَلٰى فُرُشِهِمْ اِخْوَانُنَا مَاتُوا عَلٰى فُرُشِهِمْ كَمَا مُتْنَا فَيَقُوْلُ رَبُّنَا انْظُرُوْا اِلٰى جِرَاحِهِمْ فَاِنْ اَشْبَهَ جِرَاحُهُمْ جِرَاحَ الْمَقْتُوْلِيْنَ فَاِنَّهُمْ مِنْهُمْ وَمَعَهُمْ فَاِذَا جِرَاحُهُمْ قَدْ اَشْبَهَتْ جِرَاحَهُمْ" ۔

☆☆ حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

شہداء اور اپنے بستر پر فوت ہونے والے (یعنی طبعی موت مرنے والے) لوگ ہمارے پروردگار کی بارگاہ میں ان لوگوں کے بارے میں گزارش کریں گے' جو طاعون کی وجہ سے فوت ہو گئے ہیں' شہداء یہ کہیں گے کہ یہ ہمارے بھائی ہیں' یہ اسی طرح مارے گئے ہیں' جس طرح ہم مارے گئے تھے جبکہ طبعی موت مرنے والے یہ کہیں گے کہ یہ ہمارے بھائی ہیں جو طبعی موت مرے ہیں' جس طرح ہم فوت ہوئے تھے' تو ہمارا پروردگار فرمائے گا: ان کے زخموں کا جائزہ لو' اگر ان کے زخم مقتولین کے زخموں کی مانند ہیں' تو یہ ان میں شمار ہوں گے اور ان کے ساتھ ہوں گے۔ (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:) تو ان لوگوں کے زخم ان (شہداء) کے زخموں کی مانند ہوں گے۔

باب اجْتِمَاعِ الْقَاتِلِ وَالْمَقْتُوْلِ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فِى الْجَنَّةِ ۔

یہ باب ہے کہ اللہ کی راہ میں شہید ہونے والے شخص اور اُسے شہید کرنے والے کا جنت میں اکٹھے ہونا

3165 – اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَبِى الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يَعْجَبُ مِنْ رَّجُلَيْنِ يَقْتُلُ اَحَدُهُمَا صَاحِبَهٗ - وَقَالَ مَرَّةً اُخْرٰى لَيَضْحَكُ مِنْ رَّجُلَيْنِ يَقْتُلُ اَحَدُهُمَا صَاحِبَهٗ - ثُمَّ يَدْخُلَانِ الْجَنَّةَ" ۔

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

3164-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (9889) .

3165-اخرجه مسلم في الامارة، باب بيان الرجلين يقتل احدهما الآخر يدخلان الجنة (الحديث 128) مطولاً . تحفة الاشراف (13685) .

اللہ تعالیٰ ایسے دو افراد سے بہت خوش ہوتا ہے' جن میں سے ایک دوسرے کو قتل کر دیتا ہے۔ (ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:)
ایسے دو افراد پر ہنس دیتا ہے جن میں سے ایک دوسرے کو قتل کر دیتا ہے اور پھر وہ دونوں جنت میں داخل ہو جاتے ہیں۔

باب تَفْسِيرِ ذٰلِكَ .

یہ باب (مذکورہ بالا حدیث) کی وضاحت کے بیان میں ہے

3166 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "يَضْحَكُ اللّٰهُ اِلٰى رَجُلَيْنِ يَقْتُلُ اَحَدُهُمَا الْاٰخَرَ كِلَاهُمَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ يُقَاتِلُ هٰذَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيُقْتَلُ ثُمَّ يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَى الْقَاتِلِ فَيُقَاتِلُ فَيُسْتَشْهَدُ" .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:
اللہ تعالیٰ ایسے دو افراد پر ہنس دیتا ہے جن میں سے ایک دوسرے کو قتل کر دیتا ہے اور وہ دونوں جنت میں چلے جاتے ہیں' یہ شخص اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے شہید ہو جاتا ہے' پھر اللہ تعالیٰ قاتل کو توبہ کی توفیق دیتا ہے' پھر وہ بھی جہاد کرتا ہے اور شہید ہو جاتا ہے۔

باب فَضْلِ الرِّبَاطِ .

یہ باب پہرہ دینے کی فضیلت میں ہے

3167 - قَالَ الْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ اَخْبَرَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ شُرَيْحٍ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيْمِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ اَبِيْ عُبَيْدَةَ بْنِ عُقْبَةَ عَنْ شُرَحْبِيْلَ بْنِ السِّمْطِ عَنْ سَلْمَانَ الْخَيْرِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ رَابَطَ يَوْمًا وَّلَيْلَةً فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَانَ لَهٗ كَاَجْرِ صِيَامِ شَهْرٍ وَّقِيَامِهٖ وَمَنْ مَاتَ مُرَابِطًا اُجْرِيَ لَهٗ مِثْلُ ذٰلِكَ مِنَ الْاَجْرِ وَاُجْرِيَ عَلَيْهِ الرِّزْقُ وَاَمِنَ مِنَ الْفَتَّانِ" .

☆☆ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:
جو شخص اللہ کی راہ میں ایک رات اور ایک دن (سرحد پر) پہرہ دیتا ہے' اُسے ایک ماہ تک نفلی روزے رکھنے اور نفلی قیام کرنے کا سا اجر ملتا ہے اور جو شخص پہرہ دیتے ہوئے فوت ہو جاتا ہے' اُسے اس کی مانند مسلسل اجر ملتا رہتا ہے اور اُسے رزق نصیب ہوتا ہے اور وہ شخص (قبر کی) آزمائش سے محفوظ رہتا ہے۔

3168 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَيُّوْبُ

3166-اخرجه البخاري في الجهاد، باب الكافر يقتل المسلم ثم يسلم فيسدد بعد و يقتل (الحديث 2826) . تحفة الاشراف (13834) .

3167-اخرجه مسلم في الامارة، باب فضل الرباط في سبيل الله عزوجل (الحديث 163) . و اخرجه النسائي في الجهاد فضل الرباط (الحديث 3168) . تحفة الاشراف (4491) .

3168-تقدم في الجهاد، فضل الرباط (الحديث 3167) .

بْنُ مُوسَى عَنْ مَكْحُولٍ عَنْ شُرَحْبِيلَ بْنِ السِّمْطِ عَنْ سَلْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ "مَنْ رَابَطَ فِي سَبِيلِ اللهِ يَوْمًا وَلَيْلَةً كَانَتْ لَهُ كَصِيَامِ شَهْرٍ وَقِيَامِهِ فَإِنْ مَاتَ جَرَى عَلَيْهِ عَمَلُهُ الَّذِي كَانَ يَعْمَلُ وَأَمِنَ الْفَتَّانَ وَأُجْرِيَ عَلَيْهِ رِزْقُهُ" .

☆☆ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:
جو شخص اللہ کی راہ میں ایک دن اور ایک رات پہرہ دیتا ہے اُسے ایک ماہ کے نفلی روزے رکھنے اور نفلی قیام کرنے کا ثواب ملتا ہے اگر وہ اس دوران فوت ہو جائے' تو اس کا عمل جاری رہتا ہے' جو وہ کرتا ہے' وہ شخص (قبر کی) آزمائش سے محفوظ ہو جاتا ہے اور اُسے (قبر میں بھی) رزق نصیب ہوتا ہے۔

3169 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ زُهْرَةَ بْنِ مَعْبَدٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو صَالِحٍ مَوْلَى عُثْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ "رِبَاطُ يَوْمٍ فِي سَبِيلِ اللهِ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ يَوْمٍ فِيمَا سِوَاهُ مِنَ الْمَنَازِلِ" .

☆☆ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:
اللہ کی راہ میں ایک دن پہرہ دینا' اس کے علاوہ کسی بھی جگہ پر ایک ہزار دن (تک نفلی عبادت کرنے) سے زیادہ بہتر ہے۔

3170 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو مَعْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا زُهْرَةُ بْنُ مَعْبَدٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ مَوْلَى عُثْمَانَ قَالَ قَالَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ "يَوْمٌ فِي سَبِيلِ اللهِ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ يَوْمٍ فِيمَا سِوَاهُ" .

☆☆ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:
اللہ کی راہ میں ایک دن (پہرہ دینا یا جنگ کرنا) اس کے علاوہ کسی بھی جگہ پر ایک ہزار دن (تک عبادت کرنے) سے زیادہ بہتر ہے۔

بابُ فَضْلِ الْجِهَادِ فِي الْبَحْرِ .

یہ باب بحری جہاد کی فضیلت میں ہے

3171 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ

3169-اخرجه الترمذي في فضائل الجهاد، باب ما جاء في فضل المرابط (الحديث 1667) و اخرجه النسائي في الجهاد، فضل الرباط (الحديث 3170) . تحفة الاشراف (9844) .

3170-تقدم في الجهاد، فضل الرباط (الحديث 3169) .

3171-اخرجه البخاري في الجهاد، باب الدعاء بالجهاد و الشهادة للرجال و للنساء (الحديث 2788 و 2789)، و في الاستئذان، باب من زار قوما فقال عندهم (الحديث 6282 و 6283)، و في التعبير، باب رؤيا النهار (الحديث 7001) . و اخرجه مسلم في الامارة، باب فضل الغزو في البحر (الحديث 160) . و اخرجه ابو داؤد في الجهاد، باب فضل الغزو في البحر (الحديث 2491) . و اخرجه الترمذي في فضائل الجهاد، باب ما جاء في غزو البحر (الحديث 1645) . تحفة الاشراف (199) .

استعمال کیے جو پہلے کیے تھے۔ سیّدہ اُمِ حرام رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نے عرض کی: یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ وہ مجھے بھی ان میں شامل کر دے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم پہلے والوں میں شامل ہو۔

(راوی بیان کرتے ہیں:) پھر سیّدہ اُمِ حرام رضی اللہ عنہا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد حکومت میں سمندری سفر پر روانہ ہوئی تھیں اور جب وہ سمندری سفر سے واپس آئیں تو اپنی سواری سے گر گئیں اور اسی وجہ سے ان کا انتقال ہو گیا۔

3172 - اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيْبِ بْنِ عَرَبِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ اُمِّ حَرَامٍ بِنْتِ مِلْحَانَ قَالَتْ اَتَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ عِنْدَنَا فَاسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بِاَبِيْ وَاُمِّيْ مَا اَضْحَكَكَ قَالَ "رَاَيْتُ قَوْمًا مِّنْ اُمَّتِيْ يَرْكَبُوْنَ هٰذَا الْبَحْرَ كَالْمُلُوْكِ عَلَى الْاَسِرَّةِ" . قُلْتُ ادْعُ اللّٰهَ اَنْ يَّجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ . قَالَ "فَاِنَّكِ مِنْهُمْ" . ثُمَّ نَامَ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ فَسَاَلْتُهُ فَقَالَ يَعْنِيْ مِثْلَ مَقَالَتِهِ قُلْتُ ادْعُ اللّٰهَ اَنْ يَّجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ . قَالَ "اَنْتِ مِنَ الْاَوَّلِيْنَ" .
فَتَزَوَّجَهَا عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ فَرَكِبَ الْبَحْرَ وَرَكِبَتْ مَعَهُ فَلَمَّا خَرَجَتْ قُدِّمَتْ لَهَا بَغْلَةٌ فَرَكِبَتْهَا فَصَرَعَتْهَا فَانْدَقَّتْ عُنُقُهَا .

☆☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سیّدہ اُمِ حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ہاں تشریف لائے آپ نے ہمارے ہاں دوپہر کے وقت قیلولہ کیا جب آپ بیدار ہوئے تو آپ مسکرا رہے تھے۔ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں! آپ کس وجہ سے مسکرا رہے ہیں؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

میں نے اپنی اُمت کے کچھ افراد کو دیکھا ہے جو اس سمندر پر یوں سوار تھے جیسے بادشاہ اپنے تخت پر بیٹھے ہوتے ہیں میں نے عرض کی: آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ وہ مجھے بھی ان میں شامل کر دے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تم ان میں سے ہو۔ پھر آپ سو گئے پھر آپ بیدار ہوئے تو آپ پھر مسکرا رہے تھے۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پھر دریافت کیا۔ (راوی کہتے ہیں: اس کے بعد پہلے والے مکالمہ کی مانند مکالمہ ہوا) میں نے عرض کی: آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ وہ مجھے ان میں شامل کر دے۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تم پہلے والوں میں شامل ہو۔

(حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:) پھر حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے اس خاتون کے ساتھ شادی کر لی وہ سمندری سفر پر روانہ ہوئے تو سیّدہ اُمِ حرام رضی اللہ عنہا بھی ان کے ہمراہ روانہ ہو گئیں جب وہ وہاں سے واپس آئیں تو ان کے سامنے ایک خچر

3172-اخرجه البخاري في الجهاد، باب فضل من يصرع في سبيل الله فمات فهو منهم (الحديث 2799 و 2800)، وباب غزو المراة في البحر (الحديث 2877 و 2878)، وباب ركوب البحر (الحديث 2894 و 2895) . و اخرجه مسلم في الامارة، باب فضل الغزو في البحر (الحديث 161 و 162)، و اخرجه ابو داؤد في الجهاد، باب فضل الغزو في البحر (الحديث 2490 و 2492) . و اخرجه ابن ماجه في الجهاد، باب فضل غزو البحر (الحديث 2776) . تحفة الاشراف (18307) .

لایا گیا' وہ اس پر سوار ہوئیں' پھر وہ اس سے گر گئیں' تو ان کی گردن کی ہڈی ٹوٹ گئی (جس کی وجہ سے ان کا انتقال ہو گیا)۔

بَاب غَزْوَةِ الْهِنْدِ ۔

یہ باب غزوۂ ہند کے بیان میں ہے

3173 - اَخْبَرَنِیْ اَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ حَکِیْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا زَکَرِیَّا بْنُ عَدِیٍّ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَیْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو عَنْ زَیْدِ بْنِ اَبِیْ اُنَیْسَةَ عَنْ سَیَّارٍ ح قَالَ وَاَنْبَاَنَا هُشَیْمٌ عَنْ سَیَّارٍ عَنْ جَبْرِ بْنِ عَبِیْدَةَ - وَقَالَ عُبَیْدُ اللّٰهِ عَنْ جُبَیْرٍ - عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ وَعَدَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ غَزْوَةَ الْهِنْدِ فَاِنْ اَدْرَکْتُهَا اُنْفِقْ فِیْهَا نَفْسِیْ وَمَالِیْ فَاِنْ اُقْتَلْ کُنْتُ مِنْ اَفْضَلِ الشُّهَدَاءِ وَاِنْ اَرْجِعْ فَاَنَا اَبُوْ هُرَیْرَةَ الْمُحَرَّرُ ۔

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے ساتھ غزوۂ ہند کا وعدہ کیا تھا' اگر میں نے اسے پا لیا تو میں اپنی جان اور مال کے ہمراہ اس میں شریک ہوں گا' اگر میں شہید ہو گیا تو میں بہترین شہید شمار ہوں گا' اگر میں واپس آ گیا تو میں وہ ابوہریرہ ہوں گا' جسے (جہنم سے) آزاد کر دیا گیا ہو (یعنی غزوۂ ہند میں شریک ہونے والے لوگ یا تو بہترین شہید ہوں گے یا اگر زندہ واپس آ گئے' تو جہنم سے آزاد شمار ہوں گے)۔

3174 - حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِیْلَ بْنِ اِبْرَاهِیْمَ قَالَ حَدَّثَنَا یَزِیْدُ قَالَ اَنْبَاَنَا هُشَیْمٌ قَالَ حَدَّثَنَا سَیَّارٌ اَبُو الْحَکَمِ عَنْ جَبْرِ بْنِ عَبِیْدَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ وَعَدَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ غَزْوَةَ الْهِنْدِ فَاِنْ اَدْرَکْتُهَا اُنْفِقْ فِیْهَا نَفْسِیْ وَمَالِیْ وَاِنْ قُتِلْتُ کُنْتُ اَفْضَلَ الشُّهَدَاءِ وَاِنْ رَجَعْتُ فَاَنَا اَبُوْ هُرَیْرَةَ الْمُحَرَّرُ ۔

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے غزوۂ ہند کا وعدہ کیا تھا' اگر میں نے اسے پا لیا تو میں اس میں اپنی جان اور اپنا مال خرچ کروں' اگر میں شہید ہو گیا تو میں سب سے زیادہ فضیلت والا شہید ہوں گا' اگر میں واپس آ گیا تو ایسا ابوہریرہ ہوں گا جو (جہنم سے) آزاد کر دیا گیا ہے۔

3175 - اَخْبَرَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحِیْمِ قَالَ حَدَّثَنَا اَسَدُ بْنُ مُوْسٰی قَالَ حَدَّثَنَا بَقِیَّةُ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبُوْ بَکْرٍ الزُّبَیْدِیُّ عَنْ اَخِیْهِ مُحَمَّدِ بْنِ الْوَلِیْدِ عَنْ لُقْمَانَ بْنِ عَامِرٍ عَنْ عَبْدِ الْاَعْلٰی بْنِ عَدِیٍّ الْبَهْرَانِیِّ عَنْ ثَوْبَانَ مَوْلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ "عِصَابَتَانِ مِنْ اُمَّتِیْ اَحْرَزَهُمَا اللّٰهُ مِنَ النَّارِ عِصَابَةٌ تَغْزُو الْهِنْدَ وَعِصَابَةٌ تَکُوْنُ مَعَ عِیْسَی ابْنِ مَرْیَمَ عَلَیْهِمَا السَّلَامُ" ۔

☆☆ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: میری اُمت کے دو گروہ ایسے ہیں' جنہیں اللہ تعالیٰ نے جہنم سے محفوظ رکھا ہے' ایک وہ گروہ ہے' جو ہند کے ساتھ جنگ

3173-انفرد به النسائی، و سیاتی فی غزوۃ الهند (الحدیث 3174) ۔ تحفة الاشراف (12234) ۔

3174-تقدم فی الجهاد، غزوۃ الهند (الحدیث 3173) ۔

3175-انفرد به النسائی ۔ تحفة الاشراف (2096) ۔

کرے گا اور ایک وہ گروہ جو حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا ساتھ دے گا۔

باب غَزْوَةِ التُّرْكِ وَالْحَبَشَةِ .

یہ باب ہے کہ ترکوں اور حبشیوں کے ساتھ جنگ (کا تذکرہ)

3176 - اَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنَا ضَمْرَةُ عَنْ اَبِي زُرْعَةَ السَّيْبَانِيِّ عَنْ اَبِي سُكَيْنَةَ - رَجُلٌ مِّنَ الْمُحَرَّرِينَ - عَنْ رَّجُلٍ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمَّا اَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحَفْرِ الْخَنْدَقِ عَرَضَتْ لَهُمْ صَخْرَةٌ حَالَتْ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْحَفْرِ فَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَخَذَ الْمِعْوَلَ وَوَضَعَ رِدَائَهُ نَاحِيَةَ الْخَنْدَقِ وَقَالَ "(تَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِهِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ)" . فَنَدَرَ ثُلُثُ الْحَجَرِ وَسَلْمَانُ الْفَارِسِيُّ قَائِمٌ يَّنْظُرُ فَبَرَقَ مَعَ ضَرْبَةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَرْقَةٌ ثُمَّ ضَرَبَ الثَّانِيَةَ وَقَالَ "(تَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِهِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ)" . فَنَدَرَ الثُّلُثُ الْاٰخَرُ فَبَرَقَتْ بَرْقَةٌ فَرَآهَا سَلْمَانُ ثُمَّ ضَرَبَ الثَّالِثَةَ وَقَالَ "(تَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِهِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ)" . فَنَدَرَ الثُّلُثُ الْبَاقِي وَخَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخَذَ رِدَائَهُ وَجَلَسَ . قَالَ سَلْمَانُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ رَاَيْتُكَ حِينَ ضَرَبْتَ مَا تَضْرِبُ ضَرْبَةً اِلَّا كَانَتْ مَعَهَا بَرْقَةٌ .

قَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "يَا سَلْمَانُ رَاَيْتَ ذٰلِكَ" . فَقَالَ اِيْ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ يَا رَسُولَ اللّٰهِ . قَالَ "فَاِنِّي حِينَ ضَرَبْتُ الضَّرْبَةَ الْاُولٰى رُفِعَتْ لِي مَدَائِنُ كِسْرٰى وَمَا حَوْلَهَا وَمَدَائِنُ كَثِيرَةٌ حَتّٰى رَاَيْتُهَا بِعَيْنَيَّ" . قَالَ لَهُ مَنْ حَضَرَهُ مِنْ اَصْحَابِهِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ادْعُ اللّٰهَ اَنْ يَّفْتَحَهَا عَلَيْنَا وَيُغَنِّمَنَا دِيَارَهُمْ وَيُخَرِّبَ بِاَيْدِينَا بِلَادَهُمْ . فَدَعَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذٰلِكَ "ثُمَّ ضَرَبْتُ الضَّرْبَةَ الثَّانِيَةَ فَرُفِعَتْ لِي مَدَائِنُ قَيْصَرَ وَمَا حَوْلَهَا حَتّٰى رَاَيْتُهَا بِعَيْنَيَّ" . قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ ادْعُ اللّٰهَ اَنْ يَّفْتَحَهَا عَلَيْنَا وَيُغَنِّمَنَا دِيَارَهُمْ وَيُخَرِّبَ بِاَيْدِينَا بِلَادَهُمْ . فَدَعَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذٰلِكَ "ثُمَّ ضَرَبْتُ الثَّالِثَةَ فَرُفِعَتْ لِي مَدَائِنُ الْحَبَشَةِ . وَمَا حَوْلَهَا مِنَ الْقُرٰى حَتّٰى رَاَيْتُهَا بِعَيْنَيَّ" . قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ ذٰلِكَ "دَعُوا الْحَبَشَةَ مَا وَدَعُوكُمْ وَاتْرُكُوا التُّرْكَ مَا تَرَكُوكُمْ" .

☆☆ ابوسکینہ ایک صحابی کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں: جب نبی اکرم ﷺ نے خندق کھودنے کا حکم دیا تو ایک چٹان لوگوں کے سامنے آ گئی جو خندق کی کھدائی میں رکاوٹ بن گئی تھی۔ نبی اکرم ﷺ کھڑے ہوئے' آپ نے کدال پکڑی' آپ ﷺ نے اپنی چادر مبارک خندق کے ایک کنارے پر رکھی اور پھر یہ فرمایا:

تمہارے پروردگار کا حکم سچائی کے ساتھ اور انصاف کے مطابق پورا ہو گیا' اس کے کلمات میں کوئی تبدیلی کرنے والا نہیں ہے' وہ سننے والا اور علم رکھنے والا ہے۔

3176-اخرجه ابو داؤد في الملاحم، باب في النهي عن تهييج الترك و الحبشة (الحديث 4302) مختصراً . تحفة الاشراف (15689) .

(پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ضرب لگائی) تو اس چٹان کا تیسرا حصہ ٹوٹ گیا' حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے یہ منظر دیکھ رہے تھے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ضرب لگانے کے ساتھ ہی ایک بجلی سی چمکی تھی' پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری ضرب لگائی اور یہ پڑھا
تمہارے پروردگار کا حکم سچائی کے ساتھ اور انصاف کے تقاضوں کے مطابق پورا ہو گیا' اس کے کلمات میں کوئی تبدیلی کرنے والا نہیں ہے' وہ سننے والا اور علم رکھنے والا ہے۔

تو اس چٹان کا ایک تہائی حصہ مزید ٹوٹ گیا' پھر ایک بجلی چمکی' اسے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے دیکھا۔
پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تیسری ضرب لگائی اور یہ کلمات پڑھے:
تمہارے پروردگار کا حکم سچائی اور انصاف کے تقاضوں کے مطابق پورا ہو گیا' اس کے کلمات میں کوئی تبدیلی کرنے والا نہیں ہے' وہ سننے والا اور علم رکھنے والا ہے۔

تو اس کا باقی رہ جانے والا ایک تہائی حصہ بھی ٹوٹ گیا' نبی اکرم (خندق سے) باہر تشریف لائے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چادر لی اور تشریف فرما ہوئے' حضرت سلمان نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں نے آپ کو دیکھا کہ جب آپ نے اس پر ضرب لگائی تو اس کے ساتھ ایک بجلی چمکی تھی' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے سلمان! تم نے اس کو دیکھا تھا؟ انہوں نے عرض کی: جی ہاں! اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ہمراہ مبعوث کیا ہے! یا رسول اللہ! (میں نے اُسے دیکھا تھا) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
جب میں نے پہلی مرتبہ ضرب لگائی تو میرے سامنے کسریٰ کے شہر اور اس کے آس پاس کے بہت سے شہر پیش کیے گئے' یہاں تک کہ میں نے ان دو آنکھوں کے ذریعے انہیں دیکھ لیا' اُس وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جو آپ کے اصحاب موجود تھے ان میں سے ایک صاحب نے عرض کی: یا رسول اللہ! آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ وہ ان علاقوں کو ہمارے لیے فتح کر دے اور وہ علاقے ہمیں مالِ غنیمت کے طور پر عطا کرے اور ہمارے ذریعے انہیں برباد کر دے (یعنی انہیں مفتوح کر دے)۔
تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا کر دی۔
(نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:)

جب میں نے دوسری مرتبہ ضرب لگائی تو میرے سامنے قیصر کے علاقے اور اُس کے آس پاس کے علاقے پیش کیے گئے میں نے اپنی ان دو آنکھوں کے ذریعے انہیں دیکھا' لوگوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ وہ ہمارے لیے ان علاقوں کو بھی فتح کر دے اور ان کی آبادیوں کو ہمیں غنیمت کے طور پر عطا کر دے اور ان علاقوں کو ہمارے ذریعے برباد کر دے (یعنی فتح کر دے)۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا کی۔
(پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:)
پھر جب میں نے تیسری ضرب لگائی تو میرے سامنے حبشہ کے علاقے اور اس کے آس پاس کی بستیاں پیش کی گئیں یہاں تک کہ میں نے اپنی ان دو آنکھوں کے ذریعے انہیں دیکھا' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر فرمایا:
تم لوگ حبشہ کو رہنے دو' جب تک وہ تمہیں رہنے دیتے ہیں اور ترکوں کو بھی چھوڑے رکھو جب تک وہ تمہیں چھوڑے رکھتے

کے حق میں یہ تنبیہ تھی کہ غریب ونادار مسلمانوں کو بنظر حقارت نہیں دیکھنا چاہئے کیونکہ اللہ کے نزدیک ان کو جو فضیلت حاصل ہے وہ بڑے بڑے مالداروں کو بھی حاصل نہیں۔

جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مالدار مسلمانوں کے مقابلہ پر غریب ونادار مسلمان کی اس اہم فضیلت کیوں بیان فرمائی تو اس کی وجہ یہ ہے کہ عام طور پر غریب ونادار مسلمان کا دل بہت صاف ہوتا ہے اور اس کے سبب وہ حق کو بہت جلد قبول کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے احکام کی پیروی بہت زیادہ کرتا ہے، اس کے برخلاف غنی و مالدار لوگ عام طور پر سرکشی اور شقاوت میں مبتلا ہو جاتے ہیں جس کی وجہ سے ان کے اندر سرکشی و بے نیازی اور تکبر کا وہ مادہ پیدا ہو جاتا ہے جو انہیں قبول حق اور احکام الٰہی کی پیروی سے باز رکھتا ہے۔ اور ایسے ہی لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ آیت (سَاَصْرِفُ عَنْ اٰيٰتِيَ الَّذِيْنَ يَتَكَبَّرُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ، الاعراف:146) اور اس حقیقت کا اندازہ علماء کے شاگردوں اور صلحاء و مشائخ کے مریدوں کو دیکھ کر کیا جا سکتا ہے کہ ان میں سے جو لوگ غریب ونادار ہوتے ہیں وہ حق بات کو بہت جلد قبول کر لیتے ہیں اور جو لوگ صاحب ثروت و مالدار ہوتے ہیں وہ ہر بات میں حیل وحجت کرتے ہیں۔

حدیث کے ظاہری مفہوم سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ پہلے گزرنے والا شخص بھی مالدار مسلمانوں میں سے تھا نہ کہ کوئی کافر تھا کیونکہ مفاضلہ (یعنی آپس میں ایک دوسرے کی اخروی فضیلت کو ظاہر کرنے) کا تعلق کفار و مسلمین کے مابین ہو ہی نہیں سکتا (یعنی کسی مسلمان اور کسی کافر کو ایک دوسرے کے مقابلہ پر رکھ کر یہ کہا ہی نہیں جا سکتا کہ اخروی اجر وثواب کے اعتبار سے ان میں سے کون شخص زیادہ افضل ہے) اور اس کی وجہ یہ ہے کہ کفار میں سے کسی بھی شخص کی طرف سرے سے خیر (یعنی اخروی سعادت و بھلائی) کی نسبت کی ہی نہیں جا سکتی (اور ظاہر ہے کہ جس شخص میں "خیر" سرے سے کوئی وجود ہی نہ ہو سکتا ہو اس کی طرف اخروی فضیلت کی نسبت بھی کسی طرح نہیں کی جا سکتی چنانچہ بعض علماء نے تو یہاں تک کہا ہے کہ جس مسلمان نے اپنی اپنی زبان سے یوں کہا کہ النصرانی خیر من الیہودی (یعنی عیسائی یہودی سے افضل ہے) تو اس کے بارے میں خوف ہے کہ وہ دائرہ کفر میں داخل نہ ہو گیا ہو کیونکہ اس نے اس جملہ کے ذریعہ گویا ان لوگوں میں "خیر" کا وجود ثابت کیا جن میں سرے سے "خیر" کا وجود ہی نہیں ہو سکتا تاہم اس پر کفر کا اطلاق، جزم کے ساتھ نہیں کیا جا سکتا، کیونکہ بعض موقعوں پر لفظ کے ذریعہ (اخروی سعادت و بھلائی کے بجائے) حق کے زیادہ قریب کا مفہوم بھی مراد لے لیا جاتا ہے اور ہو سکتا ہے کہ مذکورہ جملہ ادا کرنے والے نے لفظ خیر کو اسی مفہوم میں استعمال کیا ہو۔

نبی کریم کے فقر اختیاری کا بیان

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ایسا کبھی نہیں ہوا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت (یعنی ازواج مطہرات اور متعلقین) نے دو روز مسلسل جو کی روٹی سے پیٹ بھرا ہو (چہ جائیکہ گیہوں کی روٹی سے) یہاں تک کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا سے تشریف لے گئے۔ (بخاری ومسلم مشکوۃ المصابیح، جلد چہارم: رقم الحدیث، 1162)

دو روز مسلسل سے یہ واضح ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اہل بیت کا معمول یہی تھا کہ اگر ایک دن پیٹ بھر کر کھایا

دوسرے دن بھوکے رہے اور یہ اس وجہ سے تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خوشحالی وترفہ کی زندگی پر فقر وافلاس کی زندگی کو ترجیح دی تھی اور جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا بھر کے خزانوں کی پیش کش ہوئی اور حکم ہوا اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہیں تو مکہ کے پہاڑوں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے سونے میں تبدیل کر دیا جائے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا بھر کے خزانوں اور سونے کے پہاڑوں کو تبدیل کرنے کے بجائے فقر اور تنگدستی ہی کو اختیار کیا اور فرمایا کہ میں تو بس یہ چاہتا ہوں کہ ایک دن پیٹ بھروں اور ایک دن بھوکا رہوں، تاکہ جس دن پیٹ بھروں اس دن اللہ کا شکر ادا کروں اور جس دن بھوکا رہوں اس دن صبر کروں۔

مذکورہ بالا حدیث سے بعض لوگوں کے اس قول کی تردید ہو جاتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زندگی کے آخری حصہ میں غنی و مالدار ہو گئے تھے، کیونکہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی آخری عمر میں واقعتاً غنی ہو گئے تھے تو پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اس کہنے کے کیا معنی ہوں گے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک یہی معمول رہا کہ انہوں نے کبھی مسلسل دو دن تک جو کی روٹی سے پیٹ نہیں بھرا؟ ہاں اس میں کوئی شک نہیں کہ جب آخری زمانہ نبوی میں اسلام کو طاقت اور غلبہ ملا اور مجاہدین اسلام نے مختلف علاقوں کو فتح کیا تو اس صورت میں مال غنیمت کا مقررہ حصہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ملا اور تھوڑا بہت مال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتا رہا مگر روایات صحیحہ شاہد ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس مال کو بھی اپنے پاس کبھی نہیں رکھا، بلکہ جس طرح آتا اسی طرح اس کو اپنے پروردگار کی خوشنودی کی راہ میں خرچ کر دیتے اور خود ہمیشہ کی طرح خالی ہاتھ رہ جاتے، البتہ دل کا غنا اور بڑھ جاتا، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت یہ تھی کہ مسلسل کئی کئی راتیں بھوک میں گزار دیتے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور اہل بیت کو رات کا کھانا میسر نہیں ہوتا تھا اور وقتاً فوقتاً کھانا میسر ہونے کی صورت میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دسترخوان پر عام طور سے جس چیز کی روٹی ہوتی تھی وہ جو تھا۔

اس حدیث سے یہ بات واضح ہوئی کہ ہمارے زمانہ کے غریب ونادار لوگوں اور فقراء میں سے کوئی بھی شخص اتنی سخت زندگی نہ تو گزاتا ہے اور نہ گزار سکتا ہے جتنی سخت زندگی حضور صلی اللہ علیہ وسلم گزارتے تھے اور یہ شان اس ذات گرامی کی تھی جو نہ صرف افضل البشر بلکہ افضل الانبیاء ہے، جس کے چشم وابرو کے اشارے پر دنیا بھر کی نعمتیں اس کے قدموں میں آ سکتی تھیں۔ پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس طرز زندگی میں غریب ونادار مسلمانوں کے لئے بڑی تسلی واطمینان کا سامان پوشیدہ ہے۔ واضح رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اس قدر فقر وافلاس کی زندگی گزارنا اور بھوک کی صعوبت کو برداشت کرنا کوئی اضطرار ومجبوری کے درجہ کی چیز نہیں تھی بلکہ یہ اپنے قصد واختیار کا نتیجہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ دنیا کی لذات اور نعمتوں سے کوئی سروکار نہیں رکھتے تھے، قوت لایموت پر قناعت کرتے اور اپنی اور اپنے اہل بیت کی ضروریات پر فقراء، ومساکین اور دیگر ضرورت مندوں کی ضروریات کو ترجیح دے کر ایثار نفس پر عمل پیرا تھے اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اتنی سخت زندگی گزارتے تھے۔

بَاب فَضْلِ مَنْ جَهَّزَ غَازِيًا .

یہ باب ہے کہ جو شخص غازی کو سامان (جنگ) فراہم کرے اس کی فضیلت

3180 - اَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ الْاَشَجِّ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ جَهَّزَ غَازِيًا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَقَدْ غَزَا وَمَنْ خَلَفَهُ فِيْ اَهْلِهِ بِخَيْرٍ فَقَدْ غَزَا" .

☆☆ حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"جو شخص اللہ کی راہ میں (جہاد کرنے والے) کسی غازی کو سامان فراہم کرتا ہے تو وہ شخص بھی گویا جہاد میں شریک ہوتا ہے اور جو شخص اس غازی کی غیر موجودگی میں اس کے اہل خانہ کا خیال رکھتا ہے وہ بھی گویا جنگ میں حصہ لیتا ہے"۔

3181 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مَهْدِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا حَرْبُ بْنُ شَدَّادٍ عَنْ يَحْيٰى عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ جَهَّزَ غَازِيًا فَقَدْ غَزَا وَمَنْ خَلَفَ غَازِيًا فِيْ اَهْلِهِ بِخَيْرٍ فَقَدْ غَزَا" .

☆☆ حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

"جو شخص کسی غازی کو سامان فراہم کرتا ہے وہ بھی جنگ میں حصہ لیتا ہے اور جو شخص غازی کی غیر موجودگی میں اس کے اہل خانہ کا خیال رکھتا ہے وہ بھی جنگ میں حصہ لیتا ہے"۔

3182 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اِدْرِيْسَ قَالَ سَمِعْتُ حُصَيْنَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ يُحَدِّثُ عَنْ عَمْرِو بْنِ جَاوَانَ عَنِ الْاَحْنَفِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ خَرَجْنَا حُجَّاجًا فَقَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ وَنَحْنُ نُرِيْدُ الْحَجَّ فَبَيْنَا نَحْنُ فِيْ مَنَازِلِنَا نَضَعُ رِحَالَنَا اِذْ اَتَانَا اٰتٍ فَقَالَ اِنَّ النَّاسَ قَدِ اجْتَمَعُوْا فِي الْمَسْجِدِ وَفَزِعُوْا . فَانْطَلَقْنَا فَاِذَا النَّاسُ مُجْتَمِعُوْنَ عَلٰى نَفَرٍ فِيْ وَسَطِ الْمَسْجِدِ وَفِيْهِمْ عَلِيٌّ وَّالزُّبَيْرُ وَطَلْحَةُ وَسَعْدُ بْنُ اَبِيْ وَقَّاصٍ فَاِنَّا لَكَذٰلِكَ اِذْ جَاءَ عُثْمَانُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَلَيْهِ مُلَاءَةٌ صَفْرَاءُ قَدْ قَنَّعَ بِهَا رَاْسَهُ فَقَالَ اَهَا هُنَا طَلْحَةُ اَهَا هُنَا الزُّبَيْرُ اَهَا هُنَا سَعْدٌ قَالُوْا نَعَمْ . قَالَ فَاِنِّيْ اَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَتَعْلَمُوْنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ يَّبْتَاعُ مِرْبَدَ بَنِيْ فُلَانٍ غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ" . فَابْتَعْتُهُ بِعِشْرِيْنَ اَلْفًا اَوْ بِخَمْسَةٍ وَّعِشْرِيْنَ اَلْفًا فَاَتَيْتُ

3180-اخرجه البخاري في الجهاد، باب فضل من جهز غازيًا او خلفه بخير (الحديث 2843) . و اخرجه مسلم في الامارة، باب فضل اعانة الغازي في سبيل الله بمركوب وغيره و خلافته في اهله بخير (الحديث 135 و 136) . و اخرجه ابو داؤد في الجهاد، باب ما يجزىء من الغزو (الحديث 2509) . و اخرجه الترمذي في فضائل الجهاد، باب ما جاء في فضل من جهز غازيًا (الحديث 1628 و 1631) . و اخرجه النسائي في الجهاد، فضل من جهز غازيًا (الحديث 3181) . تحفة الاشراف (3747) .

3181-تقدم في الجهاد، باب فضل من جهز غازيًا (الحديث 3180) .

3182-انفرد به النسائي . و سياتي في الاحباس، باب وقف المساجد (الحديث 3608 و 3609) . تحفة الاشراف (9781) .

رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرْتُہٗ فَقَالَ "اجْعَلْہُ فِیْ مَسْجِدِنَا وَاَجْرُہٗ لَکَ" . قَالُوْا اللّٰہُمَّ نَعَمْ . قَالَ اَنْشُدُکُمْ بِاللّٰہِ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ اَتَعْلَمُوْنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنِ ابْتَاعَ بِئْرَ رُوْمَۃَ غَفَرَ اللّٰہُ لَہٗ فَابْتَعْتُہَا بِکَذَا وَکَذَا فَاَتَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ قَدِ ابْتَعْتُہَا بِکَذَا وَکَذَا قَالَ "اجْعَلْہَا سِقَایَۃً لِّلْمُسْلِمِیْنَ وَاَجْرُہَا لَکَ" . قَالُوْا اللّٰہُمَّ نَعَمْ . قَالَ اَنْشُدُکُمْ بِاللّٰہِ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ اَتَعْلَمُوْنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَظَرَ فِیْ وُجُوْہِ الْقَوْمِ فَقَالَ "مَنْ یُّجَہِّزْ ہٰؤُلَاءِ غَفَرَ اللّٰہُ لَہٗ" . یَعْنِیْ جَیْشَ الْعُسْرَۃِ فَجَہَّزْتُہُمْ حَتّٰی لَمْ یَفْقِدُوْا عِقَالًا وَّلَا خِطَامًا . فَقَالُوْا اللّٰہُمَّ نَعَمْ . قَالَ اللّٰہُمَّ اشْہَدِ اللّٰہُمَّ اشْہَدِ اللّٰہُمَّ اشْہَدْ .

☆☆ احنف بن قیس بیان کرتے ہیں: ہم لوگ حج کے لیے روانہ ہوئے' ایک مرتبہ ہم اپنے پڑاؤ کی جگہ پر موجود تھے' ہم نے اپنے پالان سواریوں سے اتار لیے ہوئے تھے' ایک شخص ہمارے پاس آیا اور بولا: لوگ مسجد میں اکٹھے ہو گئے ہیں اور وہ لوگ خوفزدہ ہیں' ہم لوگ مسجد میں گئے' وہاں مسجد کے درمیان میں کچھ لوگ اکٹھے تھے۔ ان میں حضرت علی' حضرت زبیر اور حضرت طلحہ اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم بھی تھے۔ ابھی اسی طرح کی صورتِ حال تھی کہ اسی دوران حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ وہاں تشریف لے آئے' انہوں نے زرد رنگ کا لباس پہنا ہوا تھا' اور چادر کے ذریعے سر کو بھی ڈھانپا ہوا تھا' انہوں نے دریافت کیا: کیا یہاں حضرت طلحہ ہیں' کیا یہاں حضرت زبیر ہیں' کیا یہاں حضرت سعد ہیں؟ لوگوں نے جواب دیا: جی ہاں! تو حضرت عثمان نے فرمایا: میں تم لوگوں کو اس اللہ کے نام کی قسم دے کر دریافت کرتا ہوں' جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے' کیا تم لوگ یہ بات جانتے ہو کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

جو بنوفلاں کی جگہ خرید لے گا' اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت کر دے گا' تو میں نے بیس ہزار (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں:) پچیس ہزار کے عوض وہ جگہ خریدی' پھر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا' اور میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بارے میں بتایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:

تم اسے ہماری مسجد کے لیے دے دو' اس کا اجر تمہیں ملے گا۔

تو ان حضرات نے جواب دیا: اللہ کی قسم! جی ہاں! (ایسا ہی ہے) پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

میں تم لوگوں کو اللہ کے نام کی قسم دے کر دریافت کرتا ہوں' جس کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے' کیا تم لوگ یہ بات جانتے ہو کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی:

جو شخص بئر رومہ کو خرید لے گا' اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت کر دے گا' تو میں نے اتنے' اتنے پیسوں کے عوض میں اسے خرید لیا تھا' پھر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا' اور میں نے عرض کی: میں نے اس کو اتنی رقم کے عوض میں خریدا ہے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:

تم اسے مسلمانوں کے پانی حاصل کرنے کے لیے مخصوص کر دو' اس کا اجر تمہیں مل جائے گا۔

تو ان لوگوں نے جواب دیا اللہ کی قسم! ایسا ہی ہے۔

پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تم لوگوں کو اس اللہ کے نام کی قسم دے کر دریافت کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، کیا تم لوگ یہ بات جانتے ہو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حاضرین کی طرف دیکھ کر یہ ارشاد فرمایا تھا: جو شخص ان لوگوں کو سامان فراہم کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت کر دے گا۔ (راوی کہتے ہیں: اس سے مراد غزوہ تبوک کے موقع پر سامان فراہم کرنا تھا) تو میں نے ان لوگوں کو سامان فراہم کیا تھا یہاں تک کہ انہیں رسیاں اور لگامیں تک فراہم کی تھیں؟ تو ان لوگوں نے جواب دیا اللہ کی قسم! ایسا ہی ہے۔

تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے اللہ! تو گواہ ہو جا! اے اللہ! تو گواہ ہو جا! اے اللہ! تو گواہ ہو جا!

تشریح

بئر رومہ کا کنواں" یہ مدینہ کے اس بڑے کنویں کا نام ہے جو وادء عقیق میں مسجد قبلتین کے شمالی جانب واقع ہے۔ اس کنویں کا پانی نہایت شیریں، لطیف اور پاکیزہ ہے۔ اس مناسبت سے کہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت کے مطابق اس کنویں کو خریدنے اور وقف کرنے کے سبب حضرت عثمان کا جنتی ہونا ثابت ہوا، اس کنویں کا ایک نام "بئر جنت یعنی جنتی کنواں" بھی مشہور ہے اس زمانہ میں حضرت عثمان نے اس کنویں کو ایک لاکھ درہم کے عوض خریدا تھا۔ "اور اپنے ڈول کو مسلمانوں کا ڈول بنا دے" یہ "وقف کرنے" سے کنایہ ہے یعنی جو شخص اس کنویں کو خریدے اور اس کو اپنی ذاتی ملک قرار نہ دے بلکہ رفاعہ عام کے لئے وقف کر دے تاکہ جس طرح خود وہ شخص اس کنویں سے فائدہ اٹھائے اسی طرح دوسرے لوگ بھی اس سے فائدہ اٹھا سکیں اس سے معلوم ہوا کہ سقایات (یعنی کنواں، تالاب اور حوض وغیرہ) وقف کرنا جائز ہے اور یہ کہ وقف کی ہوئی چیز وقف کرنے والے کی ملکیت سے نکل جاتی ہے۔" ہاں، اے اللہ" ان الفاظ کے ذریعہ ان لوگوں نے حضرت عثمان کی تصدیق کی کہ تم جو کچھ کہہ رہے ہو اس کی صداقت میں ہمیں ذرہ برابر شبہ نہیں ہے پہلے اللھم (اے اللہ) کا لفظ اسم الٰہی کے ساتھ حصول برکت کے لئے بھی تھا اور اپنی بات میں زور پیدا کرنے کے لئے بھی۔ "فلاں شخص کی اولاد" سے مراد انصار سے تعلق رکھنے والے خاندان کے وہ افراد تھے جو مسجد نبوی کے قریب آباد تھے اور ان کی ملکیت میں ایسی زمین تھی جس کو مسجد نبوی میں شامل کر دینے سے مسجد شریف وسیع اور کشادہ ہو جاتی، لہٰذا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو متوجہ کیا کہ جو شخص ہمت واستطاعت رکھتا ہو وہ اس زمین کو خرید کر مسجد میں شامل کرنے کے لئے وقف کر دے۔

حضرت عثمان غنی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش کے مطابق اس زمین کو بیس ہزار یا پچیس ہزار درہم کے عوض خرید کر مسجد نبوی میں شامل کرنے کے لئے وقف کر دیا، مسجد نبوی کی اصل تعمیر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہوئی تھی جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے پہلے سال صحابہ کرام کے ساتھ ملکر اپنے دست مبارک سے اس مسجد کی تعمیر کی اور پھر ہجرت کے ساتویں سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مسجد میں اضافہ فرما کر مربع شکل میں کر دیا۔ اس وقت اس کی دیواریں اینٹ کی تھیں اور چھت کھجور کی ٹہنیوں اور پتوں سے بنائی گئی تھی۔ اور اس کے ستون کھجور کے تنوں پر مشتمل تھے۔ حضرت ابوبکر کے عہد خلافت میں اس مسجد میں کوئی ترمیم وتوسیع نہ ہوئی، پھر ۱۷ھ میں حضرت عمر فاروق نے اس کی مرمت کرائی اور اضافہ بھی فرمایا۔ اس کے بعد ۲۹ھ

میں حضرت عثمان نے اس کی ازسرنو تعمیر کرائی اور اس کے وسعت و کشادگی کو بھی بڑھایا۔ انہوں نے اس کی دیواریں اور ستون منقش پتھروں اور چونے سے بنوائے اور چھت ساکھو کی لکڑی کی کروائی۔ حضرت عثمان کے بعد خلفاء اور بادشاہ اپنے اپنے دور میں اضافے اور مرمت کراتے رہے یہاں تک کہ ۱۲۶۵ھ میں سلطان عبدالمجید عثمانی نے نئے انداز پر اس مسجد کی پرشکوہ تعمیر کرائی۔ اور پھر اس تعمیر کی دوبارہ تجدید اور توسیع ۱۳۷۲ھ میں شاہ ابن سعود مرحوم کے حکم سے کی گئی۔ اور دو (حقیقی) شہید ہیں "یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے گویا پیشین گوئی فرمائی کہ اس وقت یہاں پہاڑی پر جو چار آدمی موجود ہیں ان میں میرے اور ابوبکر صدیق کے علاوہ باقی دو آدمیوں یعنی عمر اور عثمان کو شہادت حقیقی حاصل ہوگی۔ چنانچہ یہ دونوں حضرات حقیقی معنی میں شہید ہوئے کہ ایک (حضرت عمر) نے تو قاتلانہ حملہ کے نتیجہ میں خنجر کے زخم سے شہادت پائی اور دوسرے (حضرت عثمان) کو باغیوں نے گھر میں گھس کر نہایت بے رحمی کے ساتھ قتل کر کے جام شہادت پلایا۔

پس حدیث کے یہ الفاظ اس بات کے منافی نہیں ہیں کہ شہادت حکمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر کو حاصل ہوئی کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی موت اس زہر کے اثر عود کرنے سے ہوئی تھی جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کافی عرصہ پہلے غزوہ خیبر کے موقع پر ایک یہودی عورت نے بکری کے گوشت میں ملا کر دیا تھا اور حضرت ابوبکر کی موت اس سانپ کے زہر کے اثرات عود کرنے سے ہوئی تھی جس نے ان کو سفر ہجرت کے دوران غار ثور میں ڈس لیا تھا" اللہ اکبر کا نعرہ لگایا" یعنی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس موقع پر پہلے "اللہ اکبر" کہا اور پھر بعد میں مذکورہ الفاظ ارشاد فرمائے اور یہ "اللہ اکبر" کہنا اپنے باغیوں اور دشمنوں پر زیادہ سے زیادہ حجت قائم کرنے کی نیت سے بھی تھا اور اس امر پر اظہار تعجب کے لئے بھی کہ یہ لوگ ایک طرف تو میری باتوں کی تصدیق کر رہے ہیں اور خود زبان سے ان حقائق کو تسلیم کر رہے ہیں جن سے میری منقبت ظاہر ہوتی ہے اور دوسری طرف اپنی مفسدانہ اور باغیانہ کاروائیوں میں بدستور لگے ہوئے ہیں اور فتنہ و فساد پھیلانے اور مجھے ہلاک کر دینے کے عزائم سے باز آنے پر تیار نہیں ہیں۔

باب فَضْلِ النَّفَقَةِ فِيْ سَبِيلِ اللّٰهِ تَعَالٰى .

یہ باب اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی فضیلت میں ہے

3183 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَائَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ اَنْفَقَ زَوْجَيْنِ فِيْ سَبِيلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ نُودِيَ فِي الْجَنَّةِ يَا عَبْدَ اللّٰهِ هٰذَا خَيْرٌ فَمَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الصَّلَاةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّلَاةِ وَمَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الْجِهَادِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الْجِهَادِ وَمَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الصَّدَقَةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّدَقَةِ وَمَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الصِّيَامِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الرَّيَّانِ" . فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ هَلْ عَلٰى مَنْ دُعِيَ مِنْ هٰذِهِ الْاَبْوَابِ مِنْ ضَرُوْرَةٍ فَهَلْ يُدْعٰى اَحَدٌ مِنْ هٰذِهِ الْاَبْوَابِ كُلِّهَا قَالَ "نَعَمْ وَاَرْجُوْ اَنْ تَكُوْنَ مِنْهُمْ" .

3183- تقدم (الحديث 2438) .

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

جو شخص اللہ کی راہ میں (کسی بھی چیز کا) جوڑا خرچ کرے گا تو جنت میں یہ اعلان کیا جائے گا: اے اللہ کے بندے یہ بہتر ہے تو جو شخص نمازی ہے اسے نماز کے مخصوص دروازے سے بلایا جائے گا جو شخص جہاد کرنے والا ہے اسے جہاد کے مخصوص دروازے سے بلایا جائے گا جو شخص صدقہ کرنے والا ہے اسے صدقہ کرنے کے مخصوص دروازے سے بلایا جائے گا جو شخص روزہ رکھنے والا ہے اسے ریان نامی دروازے سے بلایا جائے گا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: اگر کسی شخص کو ان تمام دروازوں سے بلایا جائے تو اس کے کیا کہنے کیا کسی شخص کو ان تمام دروازوں سے بلایا جائے گا؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جی ہاں! اور مجھے یہ امید ہے تم بھی ان میں شامل ہو گے۔

جنت کے دروازوں سے بلائے جانے کا بیان

3184 - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ عَنِ الأَوْزَاعِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَنْبَأَنَا أَبُو سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ أَنْفَقَ زَوْجَيْنِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ دَعَتْهُ خَزَنَةُ الْجَنَّةِ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ يَا فُلاَنُ هَلُمَّ فَادْخُلْ". فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ يَا رَسُولَ اللَّهِ ذَاكَ الَّذِي لاَ تَوَى عَلَيْهِ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "إِنِّي لأَرْجُو أَنْ تَكُونَ مِنْهُمْ".

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

جو شخص اللہ کی راہ میں (کسی بھی چیز کا) جوڑا خرچ کرتا ہے تو جنت کے دربان اسے جنت کے دروازوں سے بلائیں گے کہیں گے: اے فلاں شخص! آ جاؤ اور اندر داخل ہو جاؤ۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! ایسے شخص کو تو کوئی خسارہ نہیں ہو گا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھے امید ہے تم بھی ان میں شامل ہو گے۔

3185 - أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ عَنْ يُونُسَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ صَعْصَعَةَ بْنِ مُعَاوِيَةَ قَالَ لَقِيتُ أَبَا ذَرٍّ قَالَ قُلْتُ حَدِّثْنِي. قَالَ نَعَمْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَا مِنْ عَبْدٍ مُسْلِمٍ يُنْفِقُ مِنْ كُلِّ مَالٍ لَهُ زَوْجَيْنِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ إِلاَّ اسْتَقْبَلَتْهُ حَجَبَةُ الْجَنَّةِ كُلُّهُمْ يَدْعُوهُ إِلَى مَا عِنْدَهُ". قُلْتُ وَكَيْفَ ذَلِكَ قَالَ "إِنْ كَانَتْ إِبِلاً فَبَعِيرَيْنِ وَإِنْ كَانَتْ بَقَرًا فَبَقَرَتَيْنِ".

★★ صعصعہ بن معاویہ بیان کرتے ہیں: میری ملاقات حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے ہوئی تو میں نے کہا: آپ مجھے حدیث سنائیں انہوں نے فرمایا: اچھا!

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

3184- انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (14996) .

3185- انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (11924) .

جو بھی مسلمان اپنے مال میں سے (کسی بھی چیز کا) ایک جوڑا اللہ کی راہ میں خرچ کرتا ہے تو جنت کے دربان (قیامت کے دن) اس شخص کا استقبال کریں گے وہ سب اُسے اپنی طرف آنے کی دعوت دیں گے۔

محمد کہتے ہیں: میں نے دریافت کیا: اس سے مراد کیا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: اس سے مراد ہے: اگر اونٹ ہوں تو دو اونٹ اگر گائیں ہوں تو دو گائیں۔

3186 - اَخْبَرَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِي النَّضْرِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو النَّضْرِ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ الْاَشْجَعِيُّ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ عَنِ الرُّكَيْنِ الْفَزَارِيِّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ يُسَيْرِ بْنِ عَمِيلَةَ عَنْ خُرَيْمِ بْنِ فَاتِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ اَنْفَقَ نَفَقَةً فِيْ سَبِيلِ اللّٰهِ كُتِبَتْ لَهٗ بِسَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ" .

☆☆ حضرت خریم بن فاتک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص اللہ کی راہ میں کوئی چیز خرچ کرتا ہے تو یہ چیز اس کے لیے سات سو گنا کے طور پر نوٹ کر لی جاتی ہے۔

دس گنا سے سات سو گنا اور بے حساب اجر دینے کی وجوہات کا بیان

قرآن مجید میں ایک جگہ فرمایا ہے:

(آیت) من جآء بالحسنة فله عشر امثالها ۔ (الانعام:١٦٠)

ترجمہ: جو شخص ایک نیکی لے کر آئے گا اس کو اس جیسی دس نیکیوں کا اجر ملے گا۔

اور یہاں البقرہ کی آیت:٢٦١ میں فرمایا ہے جو شخص اللہ کی راہ میں ایک دانہ خرچ کرے گا اس کو سات سو گنا اجر ملے گا اور اللہ تعالیٰ جس کے لیے چاہے گا اس اجر کو دگنا کر دے گا۔ ایک اور مقام پر فرمایا ہے۔

(آیت) انما یوفی الصبرون اجرهم بغیر حساب ۔ (الزمر : ١٠)

ترجمہ: صبر کرنے والوں کو ان کا پورا اجر بے حساب دیا جائے گا۔

کسی نیکی کا اجر دس گنا ہے کسی نیکی کا اجر سات سو گنا ہے اور کسی نیکی کا اجر بے حساب ہے اب سوال یہ ہے کہ اجر کے یہ مختلف مدارج کس حساب سے ہیں؟ اس کا جواب یہ ہے جو اللہ کی راہ میں حساب سے خرچ کرتا ہے اس کو اللہ حساب سے اجر دیتا ہے اور جو اللہ کی راہ میں بے حساب خرچ کرتا ہے اس کو اللہ بے حساب اجر دیتا ہے دوسرا جواب یہ ہے کہ اجر و ثواب کے مدارج کا یہ فرق نیت اور خلوص کے مدارج کے اعتبار سے ہے مثلا ایک کروڑ پتی کسی بھوکے کو دو روٹیاں دے یہ بھی نیکی ہے ایک متوسط آمدنی والا کسی بھوکے کو دو روٹیاں دے یہ بھی نیکی ہے اور جس کی کل کائنات دو روٹیاں تھیں وہ اگر بھوکے کو دو روٹیاں دے گا تو خود بھوکا رات گزارے گا اس کا بھوکے کو دو روٹیاں دینا بھی نیکی ہے لیکن یہ تینوں نیکیاں برابر نہیں ہیں تو ان کا اجر برابر کیسے ہوگا جس کی کل متاع دو روٹیاں ہیں اس کا دو روٹیاں دینا ایسے ہے جیسے ایک کروڑ پتی اپنی ساری دولت کسی کو دے دے اس لیے یہ ہو سکتا ہے کہ کروڑ پتی کو

3186-اخرجه الترمذي في فضائل الجهاد، باب ما جاء في فضل النفقة في سبيل الله (الحديث 1625) و اخرجه النسائي في التفسير سورة البقرة، قوله تعالى: (وانفقوا في سبيل الله) (الحديث 47) . تحفة الاشراف (3526) .

اس نیکی کا اجر دس گنا ملے گا متوسط آمدنی والے کو سات سو گنا اجر ملے اور جس کے پاس تھیں ہی دو روٹیاں اس کو بے حساب اجر ملے۔
چوتھا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے صبر کرنے والوں کے لیے بے حساب اجر کا ذکر فرمایا ہے کیونکہ اللہ کی راہ میں از خود خرچ کرنا آسان ہے اور کسی ناگہانی آفت اور نقصان پر شکوہ وشکایت نہ کرنا اور خاموشی سے اس نقصان کو برداشت کرنا مشکل ہے کیونکہ جب آدمی اللہ کی راہ میں خرچ کرتا ہے تو وہ اس کے منصوبہ اور پروگرام کے مطابق خرچ ہوتا ہے اس کو خرچ کرنے سے طمانیت اور تسکین حاصل ہوتی ہے کسی غریب اور فقیر کی حالت زار کو دیکھ کر جو اس کے دل میں رقت پیدا ہوتی ہے اور اس کی تکلیف سے اس کو جو تکلیف ہوتی ہے اس کا ازالہ ہوتا ہے لیکن اچانک اور ناگہانی نقصان ہو جائے جس میں اس کے پروگرام اور منصوبہ کا دخل نہ ہو جس میں کسی وجہ سے خوشی اور تسکین اور کوئی پہلو نہ ہو ماسوا اس کے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق اس غم کو خاموشی کے ساتھ برداشت کرلے اور کسی کے سامنے حرف شکایت زبان پر نہ لائے یہ عمل اپنے پروگرام اور منصوبہ کے مطابق خرچ کرنے کی بہ نسبت زیادہ مشکل ہے۔

صدقات وخیرات کے آداب وشرائط کا بیان

اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا ہے کہ یہ اجر وثواب تب حاصل ہوگا جب صدقہ دینے کے بعد احسان جتایا جائے نہ طعنہ دے کر اس کو اذیت پہنچائی جائے جس کو صدقہ دیا ہے امام رازی نے لکھا ہے کہ حضرت عثمان نے جب غزوہ تبوک میں ایک ہزار اونٹ مع کجاووں کے دیئے اور ایک ہزار دینار دیئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ اٹھا کر دعا کی: اے میرے رب! میں عثمان سے راضی ہو گیا تو بھی عثمان سے راضی ہو جا اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے اپنے مال سے چار ہزار دینار صدقہ کیے تو یہ آیت نازل ہوئی: جو لوگ اللہ کی راہ میں اپنے مال خرچ کرتے ہیں پھر جو کچھ خرچ کیا اس پر احسان جتاتے ہیں نہ تکلیف پہنچاتے ہیں ان کے لیے ان کے رب کے پاس ان کا اجر ہے ان پر کچھ خوف ہے نہ وہ غمگین ہوں گے۔ (البقرہ:۲۶۲)

(تفسیر کبیر ج ۲ ص ۳۳ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۳۹۸ھ)

اور تیسری آیت میں یہ فرمایا ہے: اگر کسی کو صدقہ دینے کے بعد طعنہ دے کر اس کو اذیت پہنچائی تو اس سے بہتر ہے کہ اس کو صدقہ نہ دیا جائے اور اس سے کوئی نیک اور اچھی بات کہہ دی جائے مثلاً سائل سے یہ کہہ دے کہ اس وقت ہمارے پاس گنجائش نہیں ہے اور اس سے معذرت کرے یا اس کی کسی اور دینے والے کی طرف رہنمائی کردے یا کسی مسلمان کو کوئی نصیحت کرنا اس کی خیر خواہی میں کوئی بات کرنا کسی کو نیک مشورہ دینا ایسے صدقہ کرنے سے بہتر ہے جس کے بعد اس شخص کی دل آزاری کی جائے جس کو صدقہ دیا اور اس رکوع کی چوتھی آیت میں یہ فرمایا ہے کہ صدقہ اور خیرات کرنے والے اخلاص کے ساتھ محض اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لیے صدقہ دیں لوگوں کو دکھانے اور سنانے کے لیے صدقہ نہ دیں وہ ضرورت مندوں سے اپنی سخاوت اور دریا دلی کے قصیدے سننے کی خواہش نہ رکھیں نہ یہ چاہیں کہ عام لوگوں میں ان کی فیاضی کا ذکر ہو اگر انہوں نے اپنی سخاوت اور دریا دلی کے قصیدے سننے کی خواہش نہ رکھیں نہ یہ چاہیں کہ عام لوگوں میں ان کی فیاضی کا ذکر ہو اگر انہوں نے اپنی سخاوت اور دریا دلی کے قصیدے سننے کی خواہش نہ رکھیں نہ یہ چاہیں کہ عام لوگوں میں ان کی فیاضی کا ذکر ہو اگر انہوں نے ایسا کیا تو ان کا یہ تمام عمل ضائع ہو جائے گا اور اس پر کوئی ثواب نہیں ملے گا اور ان کی مثال ایسے ہے جیسے کسی چکنے پتھر پر مٹی جمع ہوگئی اور بارش نے اس کو بالکل صاف کر دیا خلاصہ یہ ہے

۳۔ صدقہ کی مقبولیت اور اس پر اجر ملنے کی تین شرطیں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی ہیں:
(۱) احسان نہ جتایا جائے۔
(۲) جس کو صدقہ دیا ہو اس کو طعنہ دے کر آذیت نہ پہنچائی جائے۔
(۳) اخلاص کے ساتھ صدقہ دیا جائے لوگوں کو دکھانے اور سنانے کے لیے نہ دیا جائے۔

صدقات کے مصارف اجر و ثواب اور آداب و شرائط کے متعلق احادیث

حافظ سیوطی بیان کرتے ہیں: امام طبرانی نے حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے ایک شخص گزرا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے اس کے حسن اور اس کی تندرستی کو دیکھ کر کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کاش یہ شخص اللہ کی راہ میں ہوتا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر یہ شخص اپنے چھوٹے بچوں کا پیٹ پالنے کے لیے جا رہا ہے تو یہ اللہ کی راہ میں ہے اگر یہ اپنے بوڑھے ماں باپ کی خدمت کے لیے جا رہا ہے تو یہ اللہ کی راہ میں ہے اگر یہ اپنی ضروریات میں خود کو سوال سے روکنے کے لیے جا رہا ہے تو یہ اللہ کی راہ میں ہے اور اگر یہ لوگوں کو دکھانے اور فخر کے لیے جا رہا ہے تو یہ شیطان کی راہ میں ہے۔

امام احمد اور امام بیہقی نے سنن کبری میں حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جس شخص نے اللہ کی راہ میں کسی زائد چیز کو خرچ کیا اس کو سات سو گنا اجر ملے گا اور جس نے اپنی ذات پر اور اپنے اہل پر خرچ کیا اور کسی مریض کی عیادت کی یا راستہ سے کوئی تکلیف دہ چیز ہٹادی تو اس کو دس گنا اجر ملے گا اور جب تک روزہ کو فاسد نہ کرے وہ اس کے لیے ڈھال ہے اور جس شخص کو اللہ کسی جسمانی بیماری میں مبتلا کرے تو اس کو بھی اجر ملے گا۔

امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک اعمال کی سات قسمیں ہیں دو عمل واجب کرتے ہیں دو عملوں کا بدلہ ایک مثل ہے ایک عمل کا بدلہ دس گنا ہے ایک عمل کا بدلہ سات سو گنا ہے اور ایک عمل ایسا ہے کہ اس کے ثواب کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا رہے وہ دو عمل جو واجب کرتے ہیں تو جو شخص اس حال میں اللہ سے ملاقات کرے کہ اس نے اخلاص کے ساتھ اللہ کی عبادت کی ہو اور شرک بالکل نہ کیا ہو اس کے لیے جنت واجب ہے اور جس نے اللہ سے اس حال میں ملاقات کی ہو کہ اس نے شرک کیا ہو اس کے لیے دوزخ واجب ہے۔ (اور جن دو کاموں کا ایک مثل اجر ہے تو) جس نے برا کام کیا اس کو ایک برائی کی سزا ملے گی اور جس نے نیکی کا صرف ارادہ کیا اس کو ایک نیکی کا اجر ملے گا (اور جن کاموں کا سات سو گنا اجر ہے تو) جس نے اللہ کی راہ میں ایک درہم خرچ کیا اس کو سات سو درہموں کا اجر ملے گا اور جس نے اللہ کی راہ میں ایک دینار خرچ کیا اس کو سات سو دیناروں کا اجر ملے گا اور روزہ اللہ کے لیے ہے اس کے عامل کے ثواب کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

امام ابن ابی حاتم نے حسن سے روایت کیا ہے کہ کچھ لوگ کسی آدم کو اللہ کی راہ میں بھیجتے ہیں یا کسی آدمی پر خرچ کرتے ہیں پھر اس پر احسان رکھتے ہیں اور اس کو ایذاء پہنچاتے ہیں اور کہتے ہیں: میں نے اللہ کی راہ میں اتنا اتنا خرچ کیا اللہ کے نزدیک اس عمل کا

شمار نہیں ہوگا اور جو لوگ کسی کو دے کر یہ کہتے ہیں کہ کیا میں نے تم کو فلاں فلاں چیز نہیں دی تھی وہ اس کو ایذا پہنچاتے ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ امام احمد امام ابن المنذر اور امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: احسان جتانے والا ماں باپ کا نافرمان عادی شرابی جادو پر ایمان رکھنے والا اور کاہن جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

امام بزار اور امام حاکم نے صحیح سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن اللہ تین شخصوں کی طرف نظر (رحمت) نہیں فرمائے گا: ماں باپ کا نافرمان عادی شرابی اور کچھ دے کر احسان جتانے والا۔ (الدر المنثور ج۱ ص۳۳۹-۳۳۶ مطبوعہ مکتبہ آیۃ اللہ العظمی ایران)

بَاب فَضْلِ الصَّدَقَةِ فِيْ سَبِيلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ .

یہ باب اللہ کی راہ میں صدقہ کرنے کی فضیلت میں ہے

3187 - اَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا عَمْرٍو الشَّيْبَانِيَّ عَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدٍ اَنَّ رَجُلًا تَصَدَّقَ بِنَاقَةٍ مَخْطُوْمَةٍ فِيْ سَبِيلِ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَيَاْتِيَنَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِسَبْعِمِائَةِ نَاقَةٍ مَخْطُوْمَةٍ" .

★★ حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

ایک شخص نے لگام سمیت ایک اونٹنی اللہ کی راہ میں صدقہ کی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

قیامت کے دن یہ شخص لگام والی سات سو اونٹنیوں کے ہمراہ آئے گا (یعنی اسے سات سو اونٹنیاں صدقہ کرنے کا اجر ملے گا)۔

شرح

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور جو لوگ اپنے مالوں کو اللہ کی رضا جوئی اور اپنے دلوں کو مضبوط رکھنے کے لیے خرچ کرتے ہیں ان کی مثل اونچی زمین پر ایک باغ کی طرح ہے جس پر زوردار بارش ہو تو وہ اپنا پھل دگنا لائے پھر اگر اس پر زوردار بارش نہ ہو تو اسے شبنم ہی کافی ہے۔ (البقرہ: ۲۶۵)

جہاد اور اللہ کی رضا جوئی میں خرچ کرنے کی مثالوں کا فرق

اس سے پہلے فرمایا تھا کہ جو اللہ کی راہ (جہاد) میں اپنے مالوں کو خرچ کرتے ہیں ان کی مثال اس دانے کی طرح ہے جس نے سات خوشے اگائے کہ ہر خوشے میں سات سو دانے ہیں اور اسی پر عطف کرتے ہوئے فرمایا: اور جو لوگ اپنے مالوں کو اللہ کی رضا جوئی کے لیے خرچ کرتے ہیں ان کی مثال اونچی زمین پر ایک باغ کی طرح ہے دنیا میں زراعت سے غلہ اور پھل حاصل ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے آخرت میں ان کے اجر و ثواب کی مثال بھی دانوں (غلہ) اور پھلوں سے دی ہے اور جس نے اللہ کی راہ (جہاد) میں

3187- اخرجه مسلم في الامارة، باب فضل الصدقة في سبيل الله و تضعيفها (الحديث 132) . تحفة الاشراف (9987) .

خرچ کیا اس کے اجر کی مثال دانوں سے دی ہے اور جس نے اللہ کی رضا جوئی کے لیے خرچ کیا اس کی مثال باغ سے دی ہے اور جو رضا جوئی کے لیے خرچ کیا اس کی مثال باغ سے دی ہے اور جو رضا جوئی اور اسلام پر اپنا دل مضبوط رکھنے کے لیے خرچ کرتا ہے اس کی مثال باغ کے ساتھ دینے میں یہ لطافت ہے کہ جس طرح باغ میں درختوں کی جڑیں زمین میں پیوست اور مضبوط ہوتی ہیں اسی طرح اس خرچ کرنے والے کے سینہ میں اسلام کی جڑیں پیوست اور مضبوط ہیں۔ اس کے برخلاف غلہ کے دانے کھیتوں سے حاصل ہوتے ہیں اور کھیت کی جڑیں زمین میں پیوست اور مضبوط نہیں ہوتیں نیز کھیت میں پانی لگانے کی ہر کھیتی کے وقت ضرورت ہوتی ہے اور باغ پانی لگانے سے مستغنی ہوتا ہے سو اسی طرح جہاد کے لیے ہر مرتبہ جہاد کے وقت مال خرچ کرنے کی ضرورت ہے اور جو اللہ کی رضاء جوئی کے لیے خرچ کرتا ہے اس کے لیے کسی وقت اور موقع کی قید نہیں ہے وہ ہر وقت اللہ کی رضا جوئی کے لیے خرچ کرتا ہے۔

ریاکار منافق اور مخلص مومن کے راہ خدا میں خرچ کرنے کی مثالوں کا فرق

اس سے پہلی آیت (البقرہ:۲۶۴) میں اللہ تعالیٰ نے منافق کے خرچ کرنے کی مثال دی تھی کہ جو شخص اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان نہیں رکھتا اور ریاکاری سے اپنا مال خرچ کرتا ہے اس کی مثال اس چکنے پتھر کی طرح ہے جس پر (کچھ) مٹی ہو پھر اس پر زور کی بارش ہوئی جس نے اس پتھر کو بالکل صاف کر دیا احسان جتانے والے ایذاء پہنچانے والے اور منافق کو چکنے پتھر سے تشبیہ دی ہے اور ان کے خرچ کرنے کے ظاہری عمل کو چکنے پتھر پر پڑی ہوئی تھوڑی سی مٹی سے تشبیہ دی ہے اور قیامت کے دن کو زوردار بارش سے تشبیہ دی ہے۔ اور قیامت کے دن ان کے نامہ اعمال سے وہ سب دھل کر صاف ہو جائے گا جیسا کہ اس آیت میں ہے:

(آیت) وقدمنا الی ماعملوا من عمل فجعلنه ھبآء منثورا ۔ (الفرقان:۲۳)

ترجمہ: اور (ان کافروں نے اپنے زعم میں جو بھی نیک) عمل کیے ہیں ہم ان کی طرف قصد فرمائیں گے پھر ہم انہیں (فضاء میں) بکھرے ہوئے (غبار کے) باریک ذرے بنادیں گے۔

اور اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اخلاص سے خرچ کرنے والے مومن کی مثال دی ہے جو اللہ کی رضا جوئی اور اسلام پر اپنے دل کو مضبوط رکھنے کے لیے خرچ کرتا ہے اس کے اجر و ثواب کی مثال بلندی پر لگے ہوئے اس باغ کی طرح ہے جس پر زور کی بارش ہو تو وہ اپنا پھل دگنا لائے اور اگر زور کی بارش نہ ہو تو اس باغ کی ثمر آوری کے لیے معمولی شبنم ہی کافی ہے سو اسی طرح اخلاص اور اللہ کی رضا جوئی اور دین پر ثابت قدم رہنے کے لیے زیادہ خرچ کرے یا کم خرچ کرے اللہ کے ہاں اس کے اجر و ثواب کا جو باغ لگا ہوا ہے وہ پھلتا پھولتا رہے گا اس میں مخلص مسلمانوں کو یہ تسلی دینا ہے کہ اگر کوئی مسلمان تنگ دست اور کم حیثیت ہے تو وہ یہ غم نہ کرے کہ اگر اس نے اللہ کی راہ میں اپنی تنگ دستی کی وجہ سے کم خرچ کیا تو اللہ کے نزدیک اس کم حیثیت ہوگی بلکہ یہ فرمایا کہ مومن اخلاص اور اللہ کی رضا جوئی کے لیے حسب حیثیت کم خرچ کرے یا زیادہ آخرت میں اس کے اجر و ثواب کا باغ پھلتا پھولتا رہے گا۔

اللہ کی رضا جوئی اور اسلام پر ثابت قدمی کے لیے خرچ کرنے کی صورتیں

اس آیت (البقرہ: ۲۶۵) میں اللہ کی رضا جوئی اور اسلام پر ثابت قدمی کے لیے اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی ترغیب دی گئی ہے اور اس کی حسب ذیل صورتیں ہیں۔

(۱) اللہ کی رضا جوئی اور اپنے دلوں کو اسلام پر مضبوط رکھنے کا معنی یہ ہے کہ وہ اپنے آپ کو احکام شرع پر عمل کرنے کا عادی بنائیں اور اپنے نیک اعمال کو ایسی نیتوں اور ایسے اور کاموں سے محفوظ رکھیں جن سے وہ نیک اعمال فاسد ہو جائیں ایسی نیتوں میں ریاکاری اور دکھاوے کی نیت ہے اور ایسے کاموں میں صدقہ لینے والے پر احسان جتانا اور طعنہ دے کر اسے تکلیف پہنچانا ہے۔

(۲) دل کا ثابت قدم رہنا صرف اللہ کے ذکر سے حاصل ہوتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: سنو! اللہ کے ذکر سے دلوں کو اطمینان ملتا ہے تو جو شخص اس کی راہ میں مال خرچ کرتا ہے اس کا اسلام پر اس وقت تک مطمئن اور مضبوط نہیں ہوتا جب تک اس کا خرچ کرنا محض اللہ کی رضا جوئی کے لیے نہ ہو اسی وجہ سے حضرت علی نے خرچ کرتے وقت فرمایا: ہم ابوبکر نے حضرت بلال کو بھاری قیمت پر خرید کر آزاد کیا اور مشرکوں نے کہا: ضرور بلال نے ابوبکر پر کوئی احسان کیا ہوگا جس کا بدلہ چکانے کے لیے ابوبکر نے بلال کو اتنی گراں قیمت پر خرید کر آزاد کیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر کی مدح میں فرمایا:

(آیت) وما لاحد عنده من نعمة تجزى ، الا ابتغآء وجه ربه الاعلى ، ولسوف يرضى (الیل: ۲۱۔۱۹)
اور اس پر کسی کا کچھ احسان نہیں جس کا بدلہ دیا جائے۔ وہ صرف اپنے رب کی رضا جوئی کے لیے (اپنا مال خرچ کرتا ہے) جو سب سے بلند ہے، اور ضرور وہ عنقریب راضی ہوگا۔

اسی طرح حضرت صہیب رومی جب اللہ کی رضا جوئی کے لیے اپنا سارا مال و متاع مکہ میں چھوڑ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مدینہ آ گئے تو یہ آیت نازل ہوئی:

(آیت) ومن الناس من يشرى نفسه ابتغآء مرضات الله ۔ (البقرہ: ۲۰۷) اور بعض لوگ وہ ہیں جو اللہ کی رضا جوئی کے لیے اپنے نفس فروخت کر دیتے ہیں سو جب انسان کی طبیعت میں یہ چیز راسخ ہو جاتی ہے کہ وہ محض اللہ کی رضا جوئی کے لیے اپنے مال کو خرچ کرتا ہے اور اس خرچ سے کوئی نفسانی منفعت مطلوب نہیں ہوتی تو اس کے دل میں اسلام کی جڑیں پیوست ہو جاتی ہیں اور اسلام پر اس کا دل مطمئن ہو جاتا ہے۔ حضرت ابوبکر، حضرت عثمان حضرت علی حضرت صہیب رومی اور دیگر صحابہ کرام اسی پائے کے مخلصین تھے۔

(۳) جب انسان بار بار اللہ کی رضا جوئی کے لیے خرچ کرتا ہے تو اللہ کی رضا جوئی اس کی فطرت ثانیہ بن جاتی ہے اور اگر کبھی اس سے کسی نیک کام میں غفلت بھی ہو جائے تو اس کا دل فوراً اللہ کی جانب کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے اور یہی اسلام پر ثابت قدم رہنے کا وہ مرتبہ ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ذکر فرمایا ہے۔

(۴) مخلصین جب اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں تو ان کو یقین ہوتا ہے کہ اللہ ان کے عمل کو ضائع نہیں کرے گا اور ان کو جو اللہ سے ثواب کی امید ہے وہ پوری ہوگی کیونکہ ان کو یوم قیامت اور ثواب و عذاب کا یقین ہوتا ہے اس کے برعکس منافق جب خرچ کرتا

ہے تو وہ سمجھتا ہے کہ اس کا یہ عمل ضائع ہو رہا ہے کیونکہ اس کو آخرت پر ایمان نہیں ہوتا اور مخلصین کا آخرت پر یقین رکھنا ہی اسلام پر ثابت قدمی سے عبارت ہے۔

(۵) مخلصین جب اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں تو اپنے مال کو صحیح مصارف میں خرچ کرتے ہیں اور نیکی کے راستہ میں لگاتے ہیں اور خوب چھان بین کر اپنا مال خرچ کرتے ہیں اور اس بات سے ڈرتے ہیں کہ ان کا مال کہیں اللہ کی نافرمانی اور کسی گناہ کے کام میں نہ لگ جائے اور یہی وہ لوگ ہیں جو اللہ کی رضا جوئی اور اسلام پر ثابت قدمی کی نیت سے اللہ کی راہ میں اپنا مال خرچ کرتے ہیں۔

جنگ کی دو اقسام کا بیان

3188 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ عَنْ بَحِيرٍ عَنْ خَالِدٍ عَنْ اَبِیْ بَحْرِيَّةَ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ "اَلْغَزْوُ غَزْوَانِ فَاَمَّا مَنِ ابْتَغٰى وَجْهَ اللّٰهِ وَاَطَاعَ الْاِمَامَ وَاَنْفَقَ الْكَرِيْمَةَ وَيَاسَرَ الشَّرِيْكَ وَاجْتَنَبَ الْفَسَادَ كَانَ نَوْمُهٗ وَنُبْهُهٗ اَجْرًا كُلُّهٗ وَاَمَّا مَنْ غَزَا رِيَاءً وَّسُمْعَةً وَّعَصَى الْاِمَامَ وَاَفْسَدَ فِي الْاَرْضِ فَاِنَّهٗ لَا يَرْجِعُ بِالْكَفَافِ".

★★ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

جنگ دو طرح کی ہے' ایک وہ شخص جو اللہ کی رضا چاہتا ہے اور امام کی فرمانبرداری کرتا ہے اور اچھی چیز خرچ کرتا ہے' اپنے ساتھی کے ساتھ نرم رویہ رکھتا ہے' فساد کرنے سے بچتا ہے' اس کا سونا اور اس کا بیدار ہونا' ہر چیز اس کے لیے اجر ہو گی اور جو شخص دکھاوے اور ریاکاری کے لیے جنگ کرتا ہے' حاکم وقت کی نافرمانی کرتا ہے' زمین میں فساد کرتا ہے' تو وہ ایسی چیز بھی ساتھ لے کر واپس نہیں آئے گا جو ضرورت کے لیے کافی ہو۔

شہرت وریاکاری کی غرض سے عمل کرنے کا بیان

حضرت جندب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص لوگوں کو سنانے اور شہرت حاصل کرنے کے لئے کوئی عمل کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کا حال لوگوں کو سنائے گا ذلیل ورسوا کرے گا نیز جو شخص لوگوں کو دکھانے کے لئے کوئی عمل کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو ریاء کاری کی سزا دے گا یعنی قیامت کے دن اس سے کہے گا کہ اپنا اجر وثواب اسی سے مانگو جس کے لئے تم نے وہ عمل کیا تھا۔ (بخاری ومسلم، مشکوۃ المصابیح، جلد چہارم: رقم الحدیث، 1246)

بعض حضرات نے کہا ہے کہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص کوئی نیک کام محض شہرت ونا موری اور حصول عزت وجاہ کے لئے کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس دنیا میں اس کے ان عیوب اور برے کاموں کو اپنی مخلوق کے سامنے ظاہر کر دے گا جن کو وہ چھپاتا ہے اور لوگوں کی نظر میں اس کو ذلیل ورسوا کر دے گا، یا یہ کہ اللہ تعالیٰ ایسے شخص کی فاسد نیت اور بری غرض کو دنیا والوں پر آشکار کر دیتا ہے

3188- اخرجه ابو داؤد في الجهاد، باب في من يغزو و يلتمس الدنيا (الحديث 2515) . و اخرجه النسائي في البيعة، التشديد في عصيان الامام (الحديث 4206) . تحفة الاشراف (11329) .

اور قیامت کے دن بھی اپنی مخلوق پر کھول دے گا کہ یہ شخص مخلص نہیں تھا، ریاء کار تھا۔

اور بعض علماء نے یہ مراد بیان کی ہے کہ جو شخص اپنا کوئی عمل لوگوں کو سنائے گا یا وہ عمل لوگوں کو دکھائے گا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے اس نیک عمل کا ثواب صرف اس کو سنا اور دکھا دے گا، دے گا نہیں تا کہ وہ حسرت وافسوس زدہ رہے، یا یہ مراد ہے کہ جو شخص اپنا کوئی نیک عمل لوگوں کو سنائے گا، یا وہ عمل لوگوں کو دکھائے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی نیت کے مطابق اس کا وہ عمل لوگوں کو سنا اور دکھا دے گا اور گویا اس کے اس عمل کا یہی اجر وثواب ہوگا جو اس کو اسی دنیا میں مل جائے اور آخرت کے اجر وثواب سے قطعاً محروم رہے گا۔

ریا کاری کے سبب اعمال کے باطل ہونے کا بیان

ریاء کی مختلف اقسام اور صورتیں ہیں اور ان اقسام میں سب سے زیادہ بری اور نہایت قابل نفریں وہ قسم ہے کہ جس میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کا قصد اور حصول ثواب کا ارادہ قطعاً نہ ہو بلکہ واحد مقصد لوگوں کو دکھانا اور ان کی نظر میں قدر ومنزلت حاصل کرنا، جیسا کہ خالص ریاء کار بلکہ دھوکا باز لوگوں کا شیوہ ہوتا ہے کہ جب وہ لوگوں کے درمیان ہوتے ہیں تو نماز پڑھتے ہیں اور مختلف قسم کے اوراد و وظائف میں مشغول رہتے ہیں، لیکن جب تنہا ہوتے ہیں تو نہ نماز سے سروکار رکھتے ہیں اور نہ اوراد و وظائف سے بلکہ ان بدنصیبوں کی حالت تو یہ ہوتی ہے کہ وہ لوگوں کے ساتھ نماز میں بغیر پاکی اور وضو کے ہی کھڑے ہو جاتے ہیں ریاء کاری کی یہ قسم ارذل ترین اور اللہ تعالیٰ کے سخت غضب وقہر کے نازل ہونے کا باعث ہے۔

اور اس صورت میں کیا جانے والا کوئی بھی عمل قطعی باطل ہوتا ہے، بلکہ بعض حضرات نے تو یہاں تک کہا ہے اگر وہ عمل فرض ہو تو اس کا کرنا فرض کے ادا ہو جانے کے حکم میں نہیں ہوگا بلکہ اس کی قضا واجب ہوگی دوسری قسم وہ صورت ہے جس میں کسی نیک عمل کرنے میں دونوں چیزیں ہوں یعنی ارادہ ثواب بھی اور ریاء کاری بھی (دکھانے کی نیت)) لیکن ریا کا پہلو غالب ہو اور ارادہ ثواب کا پہلو ضعیف ہو، بایں حیثیت کہ اگر اس عمل کو کرنے والا تنہائی میں ہوتا تو اس عمل کو نہ کرتا اور اس کا قصد اس عمل کے صدور کا باعث نہ ہوتا اور اگر بالفرض اس عمل کا ثواب کوئی نہ ہوتا تو بھی محض ریاء کاری کا جذبہ ہی اس عمل کو اختیار کرنے کا باعث بن جاتا، اس قسم کا بھی وہی حکم ہے جو پہلی قسم کا ہے۔

تیسری قسم وہ صورت ہے جس میں کسی نیک عمل کو اختیار کرنے میں دونوں چیزیں یعنی ریاء کاری کا جذبہ اور حصول ثواب کا ارادہ برابر ہوں، بایں حیثیت کہ اگر بالفرض وہ عمل ان دونوں چیزوں میں سے بھی ایک چیز سے خالی ہوتا تو اس کو اختیار کرنے کا کوئی داعیہ پیدا نہ ہوتا بلکہ اس عمل کی طرف رغبت اسی صورت میں ہوتی جب کہ دونوں چیزیں ایک ساتھ پائی جاتی۔

اس قسم کے بارے میں بظاہر تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس میں نفع، نقصان، دونوں برابر ہوں، لیکن احادیث وآثار سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ قسم بھی مذموم اور اس صورت میں کیا جانے والا عمل بھی نا قابل قبول ہوتا ہے اور چوتھی قسم وہ صورت ہے کہ جس میں کسی نیک عمل کو اختیار کرنے میں، ثواب کی نیت اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کا ارادہ، راجح اور غالب ہو اور بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ قسم نہ تو محض باطل ہے اور نہ اس میں کوئی نقصان ہے، یا زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے۔ کہ اس صورت میں اختیار کیا جانے

والا عمل نیت وارادہ کے اعتبار سے ثواب اور عتاب دونوں کا یکساں طور پر باعث ہوتا ہے کہ ارادہ ونیت میں جس قدر اخلاص یا عدم اخلاص ہوگا اسی کے مطابق ثواب یا عتاب ہوگا، نیز اس صورت میں یہ بھی دیکھا جا سکتا ہے کہ قصد عمل میں ریاء کاری کی جو آمیزش ہے (جو اگرچہ ثواب کے ارادہ ونیت سے کمتر اور ضعیف ہے) وہ کب پیدا ہوئی ہے؟ اگر ریاء کاری کی آمیزش ابتداء عمل میں ہوئی ہے تو یہ صورت زیادہ بری کہلائے گی اور اگر عمل کے درمیان پیدا ہوئی ہے تو یہ صورت پہلی صورت سے کم برائی کی حامل ہوگی اور اگر عمل کرنے کے بعد آئی ہے تو یہ صورت دوسرے صورت سے بھی کم تر قرار دی جائے گی۔

اور اس کی وجہ سے اختیار کیا جانے والا عمل باطل نہیں کہلائے گا۔ علاوہ ازیں ایک فرق یہ بھی ملحوظ رکھا جانے گا کہ ریاء کاری کا وہ جذبہ اگر پختہ قصد وعزم کی صورت میں نمودار ہوا ہے تو اس میں زیادہ برائی ہوگی اور اگر محض ایک خیال کی صورت میں پیدا ہوا اور اس خیال ہی کی حد تک محدود رہا، آگے کچھ نہ ہوا تو یہ صورت حال یقیناً زیادہ نقصان دہ نہیں کہلائے گی۔ بہر حال حقیقت یہ ہے کہ "ریاء" ایک ایسا جذبہ ہے جس سے پوری طرح خلاصی نہایت دشوار ہے اور ہر حالت میں حقیقی اخلاص کا پایا جانا بہت مشکل، اسی لئے علماء نے یہاں تک لکھا ہے کہ کسی کے منہ سے اپنی تعریف سن کر خوش ہونا ریاء کے پائے جانے کی علامت ہے، اسی طرح تنہائی میں کوئی عمل کرتے وقت بھی دل میں ریاء کا خیال آجائے تو وہ بھی ریاء ہی کہلائے گا۔

اللہ اس سے اپنی پناہ میں رکھے اور بہر صورت اخلاص عطا فرمائے کہ اس کی مدد وتوفیق کے بغیر اس دولت کا ملنا ممکن ہی نہیں ہے۔ علماء نے ایک خاص صورت وحالت اور بیان کی ہے اور وہ یہ کہ اگر کوئی شخص کوئی نیک کام کرے اور کسی عبادت وطاعت میں معروف ہو اور لوگ اس کو وہ نیک کام اور عبادت وطاعت کرتا ہوا دیکھ لیں تو اس کو چاہئے کہ اس وقت اپنے اندر اس وقت اس بات پر خوشی ومسرت کے جذبات پیدا کرے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم اور لطف وعنایت سے نیک عمل کی توفیق عطا فرمائی اور لوگوں کی نظر با عزت بنانے کا یہ سبب پیدا فرمایا کہ گناہوں اور عیوب کی تو پردہ پوشی فرمائی۔

اور نیک اعمال واخلاق کو آشکارا فرمایا اور ان جذبات مسرت کے ساتھ یہ نیت وقصد رکھے کہ اگر میرے نیک عمل کے اظہار سے دین وطاعات کا چرچہ ہوتا ہے تو لوگ دین کی طرف راغب ہوں گے اور ان کے اندر بھی نیک اعمال کو اختیار کرنے کا داعیہ پیدا ہوگا۔ یہ چیز نہ صرف یہ کہ "ریاء" کے حکم میں داخل نہیں ہوگی، بلکہ اس کو محمود ومستحسن بھی کہا جائے گا جیسا کہ اس سلسلے میں وارد احادیث سے ثابت ہوتا ہے۔

دین کے نام پر دنیا کو طلب کرنے والوں کا بیان

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ (میں تمہیں بتاتا ہوں) کہ آخیر زمانہ میں ایسے لوگ بھی پیدا ہوں گے جو دین کے نام پر دنیا کے طلب گار ہوں گے۔ ان کی زبانیں تو شکر سے زیادہ شیریں ہوں گی لیکن ان کے دل بھیڑیوں کے دل کی طرح ہوں گے (یعنی ان کی باتیں تو بڑی خوشگوار من پسند اور نرمی وملائمت سے بھرپور ہوں گی اور ان کی تقریر وگفتگو سن کر لوگ یہ سمجھیں گے کہ یہ ہمارے بڑے ہمدرد وبہی خواہ اور غم خوار دوست ہیں اور ان کے دل میں دین وملت کا بہت درد ہے، لیکن حقیقت یہ ہوگی کہ اپنے ذاتی اغراض ومنافع کے لئے دوستی ودشمنی کرنے اور اہل تقویٰ اور دین وملت کے حقیقی خدمت

گاہوں کو نقصان و تکلیف پہنچانے اور دیگر بہیمانہ و حیوانی خصلتوں میں ان کے دل بھیڑیے کے دل کی طرح سخت اور شقی ہوں گے) اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو تنبیہ کرنے کے لئے فرماتا ہے۔ کیا یہ لوگ میری طرف سے مہلت دیئے جانے اور میرے ڈھیل دیئے کے سبب سے مغرور ہو گئے ہیں اور فریب میں مبتلا ہیں (یعنی کیا یہ اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ میں ان کا معین و مددگار ہوں اور اس دنیا میں جو کامرانیاں اور کامیابیاں نصیب ہیں وہ ان پر میری رحمت کے نازل ہونے کی بنا پر ہیں؟

کیا ان کو معلوم نہیں کہ ہم اس قسم کے لوگوں کو اسی طرح ڈھیل دیا کرتے ہیں یا اس جگہ "اغترا" سے مراد اللہ تعالیٰ سے نہ ڈرنا اور اپنے افعال بد سے توبہ نہ کرنا ہے اس صورت میں "یغترون" کے معنی یہ ہوں گے کہ یہ لوگ میرے غضب اور میرے عذاب سے نہیں ڈرتے اور کیا ان میں اتنی جرات ہوگی ہے کہ اعمال صالح کے ذریعہ اور دین کے نام پر لوگوں کو دھوکا دے کر گویا میری مخالفت پر کمربستہ ہیں۔ پس میں اپنی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں یقیناً ان لوگوں پر انہیں میں سے فتنہ و بلا مسلط کردوں گا (یعنی انہیں لوگوں میں سے ایسے امراء و حکام اور ایسے افراد و گروہ متعین کردوں گا۔

جو ان کو آفات و مصائب اور طرح طرح کے نقصان و ضرر میں مبتلا کر دیں گے۔ اور وہ آفات مصائب بڑے سے بڑے دانشور عقلمند شخص کو بھی ان آفات مصائب کو دور کرنے، ان پر آشوب حالات سے گلوخلاصی پانے اور ان کے سلسلے میں کسی مناسب و موزوں اقدام و کاروائی کرنے سے "عاجز و حیران کر دیں گے۔ (ترمذی، مشکوۃ المصابیح، جلد چہارم: رقم الحدیث، 1252)

یعنی ان اعمال کے ذریعہ کہ جو آخرت کے لئے کئے جاتے ہیں، دنیا حاصل کریں گے۔ یا یہ کہ وہ لوگ دین کے بدلہ میں دنیا کمائیں گے اور دینی و اخروی مفاد و مصالح پر دنیاوی اور مادی مفاد و منافع کو ترجیح دیں گے۔ اور زیادہ صحیح معنی یہ ہوں گے کہ وہ لوگ دین کا لبادہ اوڑھ کر دنیا والوں کو دھوکا دیں گے، بایں طور کہ وہ دنیا کمانے کی خاطر اپنی ظاہری وضع قطع اور اپنے ظاہری اعمال و اخلاق کا ایسا دلفریب مظاہرہ کریں گے کہ دنیا والے ان کو سچا عابد زاہد اور دین و ملت کا مخلص بہی خواہ سمجھ کر ان کے ساتھ عقیدت و محبت رکھیں گے اور سادہ لوح مسلمان ان کے مرید و معتقد بن کر ان کی مراد پوری کریں گے۔ مثلاً وہ نماز، روزہ اور دیگر عبادات کے پابند نظر آئیں گے اور اوراد و وظائف ذکر و شغل کی محفلیں سجائیں گے اپنے ارد گرد زہد و تقویٰ کی دیواریں کھڑی کئے نظر آئیں گے، موٹے جھوٹے کپڑوں کا لباس پہنیں گے۔

دینداروں کی سی شکل و صورت بنائیں گے ان کی تحریر و تقریر، دین و آخرت کی تلقین و تعلیم موعظت و نصیحت کی باتوں، ملت کی بھی خواہی مسلمانوں کے مفاد اور باہمی ہمدردی و غمگساری سے پر نظر آئے گی، لیکن یہ تمام چیزیں صدق و اخلاص سے خالی ریا و سمعہ کے طور پر ہوں گی، جن کا واحد مقصد مسلمانوں کو بے وقوف بنا کر دنیا سمیٹنا اور صرف ذاتی منافع حاصل کرنا ہوگا۔ پس ایسے لوگوں کی اس ریاء کارانہ زندگی کے خلاف یہ خدائی تنبیہ بیان فرمائی گئی کہ انہیں اس گھمنڈ میں ہرگز نہ رہنا چاہئے کہ ان کی یہ دھوکا کی ٹٹی ہمیشہ ہمیشہ رہے گی اور وہ اپنی اس ریاء کارانہ زندگی کی سزا اسی دنیا میں نہیں بھگتیں گے۔

اللہ قسم کھا کر کہتا ہے کہ میں ان لوگوں کو ضرور مزا چکھاؤں گا، انہیں یاد رکھنا چاہئے کہ میرا غضب و قہر ان پر یقیناً نازل ہوگا، میں ان پر ایسے امراء و حکام مسلط کردوں گا اور انہیں میں سے کچھ ایسے لوگ اور گروہ کھڑے کردوں گا، جو ان کی ناک کو آفات و مصائب،

ذلت وخواری اور تباہی وبربادی کے بھنور میں ڈال دیں گے ان کی ریاکارانہ زندگی کا پردہ چاک کریں گے اور ان کو ایسے ایسے فتنوں میں مبتلا کریں کہ وہ نجات کا کوئی راستہ نہیں پائیں گے، وہ اپنی اس خودساختہ شان وشوکت، عزت وعظمت اور جاہ ومنصب کو بچانے کے لئے جس قدر ہاتھ پاؤں ماریں گے اسی قدر ذلت ورسوائی اور تباہی وبربادی کے حلقے ان پر تنگ ہوتے جائیں گے اور بڑے بڑے دانشور، عقلمند لوگ بھی ان آفات ومصائب سے گلوخلاصی کا کوئی ذریعہ نہیں نکال پائیں گے۔

باب حُرْمَةِ نِسَاءِ الْمُجَاهِدِيْنَ .

یہ باب ہے کہ جہاد پر جانے والے افراد کی خواتین کا احترام

3189 - اَخْبَرَنَا حُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ وَّمَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ - وَاللَّفْظُ لِحُسَيْنٍ - قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "حُرْمَةُ نِسَاءِ الْمُجَاهِدِيْنَ عَلَى الْقَاعِدِيْنَ كَحُرْمَةِ اُمَّهَاتِهِمْ وَمَا مِنْ رَّجُلٍ يَّخْلُفُ فِيْ امْرَاَةِ رَجُلٍ مِّنَ الْمُجَاهِدِيْنَ فَيَخُوْنُهُ فِيْهَا اِلَّا وُقِفَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَاَخَذَ مِنْ عَمَلِهٖ مَا شَاءَ فَمَا ظَنُّكُمْ".

★★ سلیمان بن بریدہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے جہاد کے لیے جانے والے مجاہدین کی خواتین کا احترام پیچھے رہ جانے والوں پر اسی طرح لازم ہے جس طرح ان پر اپنی ماؤں کا احترام لازم ہے اگر کوئی شخص مجاہدین میں سے کسی کی بیوی کے ساتھ خیانت کرتا ہے تو قیامت کے دن اس شخص کو مجاہد کے لیے روک دیا جائے گا اور وہ مجاہد اس شخص کے اعمال میں سے جو چاہے گا حاصل کرلے گا تو تم کیا گمان کرتے ہو!

شرح

ایسی حالت میں تمہارا کیا خیال ہے؟ کا مطلب یہ ہے کہ کیا تم یہ خیال کرسکتے ہو کہ ایسی حالت میں وہ مجاہد قیامت کے دن اس شخص کی نیکیوں کو لے لینے میں کم راغب ہوگا؟ نہیں، بلکہ وہ اس کے پاس کچھ بھی نہیں چھوڑے گا اور اس کی تمام ہی نیکیاں لے لے گا یا اس شخص نے اس مجاہد کے حق میں خیانت کی ہے اس کو دیکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟ کیا وہ خیانت کرنے والے کی نیکیوں کی صورت میں مجاہد کو جو عوض وبدلہ دے گا اس میں تمہیں کوئی شک ہے؟ اگر تمہیں کوئی شک نہیں ہے اور تم یہ یقین رکھتے ہو کہ میں نے جو کچھ کہا ہے وہ قطعی سچ ہے تو پھر تم پر لازم ہے کہ تم مجاہدین کی عورتوں کی عزت وآبرو میں خیانت کرنے سے احتراز نہ کرو مبادا اس کی وجہ سے تمہیں آخرت میں اپنی ساری نیکیوں سے ہاتھ دھونا پڑ جائے۔ یا یہ کہ اللہ تعالیٰ نے مجاہد کو جو یہ مرتبہ عظیم عطا فرمایا ہے اور اس کو اس فضیلت کے ساتھ جو مخصوص کیا ہے تو تمہارا کیا خیال ... مجاہد کو بس یہی مرتبہ ملے گا؟ نہیں بلکہ اس مرتبہ اور اس مخصوص فضیلت کے ساتھ جو مخصوص کیا ہے تو تمہارا کیا خیال ہے کہ اس مجاہد کو بس یہی مرتبہ ملے گا؟ نہیں بلکہ اس

3189-اخرجه مسلم في الامارة، باب حرمة نساء المجاهدين و الم من خانهم فيهن (الحديث 139 و 140) . و اخرجه ابو داؤد في الجهاد، باب حرمة نساء المجاهدين على القاعدين (الحديث 2496) . و اخرجه النسائي في الجهاد، من خان غازيًا في اهله (الحديث 3190 و 3191) . تحفة الاشراف (1933) .

مرتبہ اور اس مخصوص فضیلت کے علاوہ بھی اس کو اور بہت عظمتیں اور بزرگیاں ملیں گی اور اس سے بھی بڑے بڑے درجات اس کو نصیب ہوں گے۔

بابُ مَنْ خَانَ غَازِيًا فِي اَهْلِهِ .

یہ باب ہے کہ جو شخص مجاہد کی بیوی کے ساتھ خیانت کرتا ہے

3190 - اَخْبَرَنِي هَارُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا حَرَمِيُّ بْنُ عُمَارَةَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "حُرْمَةُ نِسَاءِ الْمُجَاهِدِيْنَ عَلَى الْقَاعِدِيْنَ كَحُرْمَةِ اُمَّهَاتِهِمْ وَاِذَا خَلَفَهُ فِي اَهْلِهِ فَخَانَهُ قِيْلَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ هٰذَا خَانَكَ فِي اَهْلِكَ فَخُذْ مِنْ حَسَنَاتِهِ مَا شِئْتَ فَمَا ظَنُّكُمْ" .

★★ سلیمان بن بریدہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

جہاد میں حصہ لینے والوں کی خواتین کا احترام پیچھے رہنے والوں پر اُسی طرح لازم ہے جس طرح ان پر اپنی ماؤں کا احترام کرنا لازم ہے اور جب کوئی شخص کسی مجاہد کی بیوی کا نگران بنتا ہے اور اس کے ساتھ خیانت کرتا ہے تو قیامت کے دن اُس مجاہد سے کہا جائے گا: اس شخص نے تمہاری بیوی کے معاملے میں تمہارے ساتھ خیانت کی تھی تم اس کی نیکیاں وصول کرلو جتنی چاہو۔

(نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں:) پھر تمہارا کیا خیال ہے (کہ وہ کتنی نیکیاں لے گا)۔

3191 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا قَعْنَبٌ - كُوْفِيٌّ - عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "حُرْمَةُ نِسَاءِ الْمُجَاهِدِيْنَ عَلَى الْقَاعِدِيْنَ فِي الْحُرْمَةِ كَاُمَّهَاتِهِمْ وَمَا مِنْ رَّجُلٍ مِّنَ الْقَاعِدِيْنَ يَخْلُفُ رَجُلًا مِّنَ الْمُجَاهِدِيْنَ فِي اَهْلِهِ اِلَّا نُصِبَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُقَالُ يَا فُلَانُ هٰذَا فُلَانٌ فَخُذْ مِنْ حَسَنَاتِهِ مَا شِئْتَ" . ثُمَّ الْتَفَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى اَصْحَابِهِ فَقَالَ "مَا ظَنُّكُمْ تُرَوْنَ يَدَعُ لَهُ مِنْ حَسَنَاتِهِ شَيْئًا" .

★★ ابن بریدہ اپنے والد کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

مجاہدین کی خواتین کا احترام پیچھے رہ جانے والوں پر اُسی طرح لازم ہے جس طرح ان پر اپنی ماؤں کا احترام لازم ہے اور پیچھے رہنے والوں میں سے جو بھی شخص کسی مجاہد کی بیوی کے ساتھ خیانت کرتا ہے تو قیامت کے دن اُس شخص کو اُس مجاہد کے لیے روک لیا جائے گا اور کہا جائے گا: اے فلاں شخص! یہ فلاں شخص ہے تم اس کی نیکیاں جتنی چاہو وصول کرلو۔

(راوی بیان کرتے ہیں:) پھر نبی اکرم ﷺ اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہوئے اور آپ نے ارشاد فرمایا: تمہارا کیا خیال ہے اس وقت وہ مجاہد اس کی نیکیوں میں سے کوئی چیز باقی رہنے دے گا۔

3190 - تقدم في الجهاد، حرمة نساء المجاهدين (الحديث 3189) .

3191 - تقدم (الحديث 3189) .

3192 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "جَاهِدُوْا بِاَيْدِيْكُمْ وَاَلْسِنَتِكُمْ وَاَمْوَالِكُمْ" .

★★ حضرت انس رضی اللہ عنہ، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں نقل کرتے ہیں:

''اپنے ہاتھوں زبانوں اور اموال کے ذریعے جہاد کرو''۔

3193 - اَخْبَرَنَا اَبُوْ مُحَمَّدٍ مُوْسَى بْنُ مُحَمَّدٍ - هُوَ الشَّامِيُّ - قَالَ حَدَّثَنَا مَيْمُوْنُ بْنُ الْاَصْبَغِ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ قَالَ اَنْبَاَنَا شَرِيْكٌ عَنْ اَبِيْ اِسْحَاقَ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ اَمَرَ بِقَتْلِ الْحَيَّاتِ وَقَالَ "مَنْ خَافَ ثَاْرَهُنَّ فَلَيْسَ مِنَّا" .

★★ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے سانپوں کو مارنے کا حکم دیا' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص ان کے انتقام سے ڈرتا ہے اس کا ہم سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

سانپوں کو مار دینے کا بیان

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ نماز میں دو کالوں یعنی سانپ اور بچھو کو مار ڈالو۔

(احمد، ترمذی اور نسائی بالمعنی، مشکوٰۃ شریف جلد اول حدیث نمبر 968)

ابن ملک رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایسی حالت میں نماز پڑھتے ہوئے سانپ یا بچھو سامنے آ جائے تو ان کو ایک چوٹ یا دو چوٹ کے ساتھ مارنا چاہیے اس سے زیادہ چوٹ نہ مارنی چاہیے کیونکہ یہ عمل کثیر ہو جائے گا جس سے نماز فاسد ہو جائے گی۔ شرح منیہ میں بعض مشائخ کا قول مذکور ہے کہ یہ (یعنی نماز میں سانپ بچھو مارنے کا حکم) اس صورت میں ہے جب کہ نمازی کو بہت زیادہ یعنی تین قدم پے در پے چلنا نہ پڑے اور نہ زیادہ مشغولیت ہو یعنی تین چوٹ پے در پے مارنے کی ضرورت پیش نہ آئے اور اگر کوئی نمازی سانپ یا بچھو مارنے کی غرض سے پے در پے تین قدم چلے گا یا پے در پے چوٹیں مارے گا تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ کیونکہ اتنا زیادہ چلنا یا اتنی مقدار مشغولیت اختیار کرنا عمل کثیر ہے۔

امام سرخسی نے اسے مبسوط میں ذکر کیا ہے اور پھر کہا ہے کہ بہتر یہ ہے کہ اس سلسلے میں یہ فرق نہ کیا جائے کہ تین قدم چلنے سے یا تین چوٹیں مارنے سے نماز فاسد ہو جائے گی کیونکہ جس طرح حدیث پیش آ جائے (یعنی وضو ٹوٹ جانے کی شکل میں زیادہ چلنے کی سہولت دی گئی ہے اسی طرح اس مسئلے میں بھی سہولت دی گئی ہے۔ لیکن تحقیقی طور پر صحیح بات یہی ہے کہ تین قدم چلنے یا تین چوٹ مارنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ البتہ اتنی سہولت ہے کہ ایسے موقع پر جب کہ سانپ یا بچھو نماز میں سامنے آ جائے اور اس کا مارنا ضروری ہو تو ایسی صورت میں ان کو مارنے کے لئے نماز توڑ دینا مباح ہے جیسا کہ کسی مظلوم کی فریادرسی یا کسی کو ڈوبنے اور ہلاکت سے بچانے کی خاطر نماز توڑ دینا مباح ہے یعنی اگر کسی کے چھت سے گر جائے یا آگ میں جل جائے یا کنویں وغیرہ میں ڈوب

3192- تقدم (الحديث 3096) .

3193- اخرجه ابو داؤد في الادب، باب في قتل الحيات (الحديث 5249) . تحفة الاشراف (9357) .

جانے کا قوی خطرہ ہو اور قریب ہی ایک آدمی نماز میں ہو تو اس نمازی کو چاہئے کہ نماز کو توڑ دے اور انہیں بچانے کی کوشش کرے یا اسی طرح کسی نمازی کو حالت نماز میں اپنی یا غیر کی کسی چیز کے ضائع ہو جانے کا خوف ہو اور اس کی قیمت ایک درہم تک ہو تو اسے اس چیز کو بچانے کے لئے نماز توڑ دینا جائز ہے۔

اس حدیث سے بظاہر تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ صرف کالے سانپ ہی کو مارا جا سکتا ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے بلکہ حدیث میں کالے سانپ کی تخصیص محض تغلیبا کی گئی ہے چنانچہ ہدایہ میں لکھا ہے کہ ہر قسم کے سانپوں کو مارنا جائز ہے کالے سانپوں ہی کی تخصیص نہیں ہے۔

شہادت کی مختلف اقسام کا بیان

3194 – اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ عَنْ اَبِیْ عُمَيْسٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَبْرٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَادَ جَبْرًا فَلَمَّا دَخَلَ سَمِعَ النِّسَآءَ يَبْكِيْنَ وَيَقُلْنَ كُنَّا نَحْسُبُ وَفَاتَكَ قَتْلًا فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ . فَقَالَ "وَمَا تَعُدُّوْنَ الشَّهَادَةَ اِلَّا مَنْ قُتِلَ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اِنَّ شُهَدَآئَكُمْ اِذًا لَقَلِيْلٌ اَلْقَتْلُ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ شَهَادَةٌ وَّالْبَطْنُ شَهَادَةٌ وَّالْحَرَقُ شَهَادَةٌ وَّالْغَرَقُ شَهَادَةٌ وَّالْمَغْمُوْمُ - يَعْنِی الْهَدِمَ - شَهَادَةٌ وَّالْمَجْنُوْبُ شَهَادَةٌ وَّالْمَرْاَةُ تَمُوْتُ بِجُمْعٍ شَهِيْدَةٌ" . فَقَالَ رَجُلٌ اَتَبْكِيْنَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاعِدٌ قَالَ "دَعْهُنَّ فَاِذَا وَجَبَ فَلَا تَبْكِيَنَّ عَلَيْهِ بَاكِيَةٌ" .

☆☆ عبداللہ بن عبداللہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ حضرت جبر رضی اللہ عنہ کی عیادت کرنے کے لیے تشریف لائے جب آپ ﷺ گھر کے اندر داخل ہوئے تو آپ نے خواتین کو روتے ہوئے سنا وہ یہ کہہ رہی تھیں کہ ہم تو یہ سمجھ رہی تھیں کہ آپ اللہ کی راہ میں شہید ہوں گے۔ تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

تم لوگ صرف اُسی کو شہید سمجھتے ہو جو اللہ کی راہ میں قتل ہو جائے اس صورت میں تو تمہارے شہداء بہت کم ہوں گے اللہ کی راہ میں قتل ہونا بھی شہادت ہے پیٹ کی بیماری کی وجہ سے مرنا بھی شہادت ہے جل کر مرنا بھی شہادت ہے ڈوب کر مرنا بھی شہادت ہے ملبے کے نیچے آ کر مرنا بھی شہادت ہے جنون کی حالت میں مرنا بھی شہادت ہے زچگی کے وقت عورت کا فوت ہو جانا بھی شہادت ہے۔

ایک صاحب بولے: کیا تم خواتین رو رہی ہو جبکہ نبی اکرم ﷺ یہاں تشریف فرما ہیں تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: انہیں (رونے) دو۔ جب واجب ہو جائے گی (یعنی جب بیمار شخص فوت ہو جائے گا) اس وقت کوئی عورت نہ روئے۔

3195 – اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا دَاوُدُ - يَعْنِی الطَّائِیَّ - عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ جَبْرٍ اَنَّهُ دَخَلَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى مَيِّتٍ فَبَكَى النِّسَآءُ فَقَالَ جَبْرٌ

3194-تقدم في الجنائز، النهي عن البكاء على الميت (الحديث 1845).

3195-تقدم (الحديث 1845 و 3194).

تَبْكِيْنَ مَا دَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسًا قَالَ "دَعْهُنَّ يَبْكِيْنَ مَا دَامَ بَيْنَهُنَّ فَاِذَا وَجَبَ فَلَا تَبْكِيَنَّ بَاكِيَةٌ":

★★ عبدالملک بن عمیر، حضرت جبر رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک قریب المرگ شخص کے ہاں گئے، خواتین رو رہی تھیں، حضرت جبر رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا تم لوگ رو رہی ہو، جبکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہاں تشریف فرما ہیں، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انہیں رونے دو جب تک وہ شخص ان کے درمیان ہے، یہ روتی رہیں، جب وہ شخص فوت ہو جائے گا پھر کوئی نہ روئے۔

میت پر رونے کا بیان

کسی کے انتقال پر نوحہ اور چلائے بغیر رونا مکروہ نہیں ہے چلا کر اور نوحہ کے ساتھ رونا نیز میت کی زائد اور دور از حقیقت تعریف توصیف بیان کرنا جیسا کہ زمانہ جاہلیت میں مروج تھا مکروہ ہے البتہ میت کی واقعی اور حقیقی تعریف وتوصیف بطور بیان کے ذکر کرنا مکروہ نہیں ہے۔ اگر کوئی شخص مرجائے تو اس کے لواحقین سے اس کی تعزیت کرنی مستحب اور بڑی اچھی بات ہے اور تعزیت کا مفہوم یہ ہے کہ لواحقین کو صبر سکون کی تلقین کی جائے اور انہیں تسلی تشفی دی جائے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ایک بیٹی کی موت پر اسے دفن کرنے کے دوراں رو پڑے۔ (صحیح بخاری رقم الحدیث، 1258)

اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے نواسے کی وفات کے وقت روئے۔

(صحیح بخاری رقم الحدیث، (1284) صحیح مسلم رقم الحدیث، 923)

اگر یہ کہا جائے کہ ہم میت پر رونے سے منع کرنیوالی احادیث اور دوسری میت پر رونے کی اجازت دینیوالی احادیث میں تطبیق کس طرح دے سکتے ہیں؟

تو اس کا جواب یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ مندرجہ ذیل حدیث میں بیان کر دیا ہے۔ بخاری اور مسلم رحمہما اللہ تعالیٰ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ایک نواسے پر رونے لگے تو سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ نے عرض کی اے اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم یہ کیا؟

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ رحمت اور نرم دلی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے دلوں میں رکھا ہے، اور اللہ تعالیٰ بھی اپنے رحم کرنے والے بندوں پر رحم فرماتا ہے۔ (صحیح بخاری رقم الحدیث، (7377) صحیح مسلم رقم الحدیث، 923)

امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں۔ اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ سعد رضی اللہ تعالیٰ کا خیال تھا کہ رونے کی ساری قسمیں حرام ہیں، اور آنسو بہانا بھی حرام ہے، اور انہوں نے گمان کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھول گئے ہیں تو انہیں یاد دلایا، تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بتایا کہ صرف رونا اور آنسو بہانا حرام اور مکروہ نہیں، بلکہ یہ تو رحمت اور فضیلت ہے، بلکہ حرام تو نوحہ کرنا اور بین کرنا ہے، اور وہ رونا جو بین اور نوحہ کے ساتھ ملا ہوا ہو حرام ہے۔

بھی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ آنکھ سے آنسو بہنے پر عذاب نہیں دیتا، اور نہ ہی دل کے غمگین ہونے پر، بلکہ عذاب یا رحم تو اس کے ساتھ ہوتا ہے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان کی طرف اشارہ کیا۔
آنکھوں سے آنسو جاری ہونا، اور دل کا غمگین ہو جانا ہیں تو کوئی گناہ اور معصیت نہیں، لیکن نوحہ اور آہ وبکا کرنا اور کپڑے پھاڑنا گناہ ہے۔

کوئی شخص دوسرے کے جرم کی سزا نہیں پائے گا اس قاعدہ کے بعض مستثنیات

کسی شخص کو دوسرے کے گناہ کی سزا نہیں ملے گی یہ قاعدہ اس صورت میں ہے جب وہ شخص دوسروں کو اس گناہ سے منع کرتا رہے لیکن اگر کوئی شخص خود نیک ہو اور اس کے سامنے دوسرے گناہ کرتے رہیں اور وہ ان کو منع نہ کرے تو اس نیک شخص کو اس لیے عذاب ہوگا کہ اس نے ان دوسروں کو برائی سے نہیں روکا۔ قرآن مجید میں ہے۔

(آیت) کانوا لایتناھون عن منکر فعلوہ لبئس ما کانوا یفعلون ۔ (المائدہ، ۷۹)

ترجمہ۔ وہ ایک دوسرے کو ان برے کاموں سے نہیں روکتے تھے جو انہوں نے کیے تھے وہ بہت برا کام کرتے تھے۔

حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نیند سے یہ فرماتے ہوئے بیدار ہوئے لا الہ الا اللہ عرب کے لیے تباہی ہو اس شر سے جو قریب آ پہنچا یاجوج ماجوج کی رکاوٹ کے ٹوٹنے سے آج روم فتح ہو گیا۔ سفیان نے اپنے ہاتھ سے دس کا عقد بنایا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا ہم ہلاک ہو جائیں گے حالانکہ ہم میں نیک لوگ موجود ہوں گے آپ نے فرمایا ہاں جب برائیاں زیادہ ہو جائیں گی۔

(صحیح البخاری ج ۴ رقم الحدیث ۳۳۴۶ صحیح مسلم فتن ۱ (۲۸۸۰) ۷۱۰۲ سنن الترمذی ج ۴ رقم الحدیث ۲۱۹۴ مصنف عبد الرزاق رقم الحدیث ۲۰۷۴۹ مسند الحمیدی رقم الحدیث ۳۰۸ مصنف ابن ابی شیبہ رقم الحدیث ۱۹۰۱۱ مسند احمد ج ۱۰ رقم الحدیث ۲۷۴۸۶ سنن کبریٰ للبیہقی ج ۱۰ ص ۹۳)

اسی طرح اس قاعدہ سے بعض احکام بھی مستثنیٰ ہیں مثلاً اگر کوئی مسلمان دوسرے مسلمان کو خطاً قتل کر دے یا اس کا قتل شبہ عمد ہو (قتل شبہ عمد یہ ہے کہ کوئی شخص کسی کو سزا دینے کے قصد سے لاٹھی کوڑے یا ہاتھ سے ضرب لگائے اور اس کا قصد قتل کرنا نہ ہو) تو اس کی دیت عاقلہ پر لازم آتی ہے تاکہ اس کا خون رائیگاں نہ ہو اب یہاں جرم تو ایک شخص نے کیا ہے اور اس کا تاوان اس کے عاقلہ ادا کریں گے۔ عاقلہ سے مراد مجرم کے باپ کی طرف سے رشتہ دار ہیں جن کو عصبات کہتے ہیں حدیث شریف میں ہے:

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت نے اپنی سوکن کو خیمہ کی ایک چوب سے مارا اور آنحالیکہ وہ مضروبہ حاملہ تھی اور (اس ضرب سے) اس کو ہلاک کر دیا۔ ان میں سے ایک عورت بنو لحیان کی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قاتلہ کے عصبات (باپ کی طرف سے رشتہ دار) پر مقتولہ کی دیت لازم کی اور اس کے پیٹ کے بچہ کے تاوان میں ایک باندی یا ایک غلام کا دینا لازم کیا۔

(صحیح مسلم قسامہ ۳۷ (۱۶۸۲) ۴۳۱۳ سنن ابوداؤد ج ۴ رقم الحدیث ۴۵۶۸ سنن الترمذی ج ۳ رقم الحدیث ۱۴۱۵ سنن النسائی ج ۸ رقم الحدیث ۴۸۲۲، ۴۸۲۳ سنن ابن ماجہ ج ۲ رقم الحدیث ۲۶۳۳)

اسی طرح اگر مسلمانوں کے محلہ میں کوئی مسلمان مقتول پایا جائے اور یہ معلوم نہ ہو کہ اس کا قاتل کون ہے؟ تو اس محلہ کے پچاس آدمی یہ قسم کھائیں گے کہ نہ ہم نے اس کو قتل کیا ہے نہ ہم اس کے قاتل کو جانتے ہیں اور ان کے قسم کھانے کے بعد اہل محلہ پر دیت لازم آئے گی تاکہ مسلمان کا قتل رائیگاں نہ جائے اس کو قسامت کہتے ہیں یہاں بھی قتل کسی اور نے کیا ہے اور اس کا تاوان یہ محلہ والے ادا کریں گے۔ حدیث میں ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انصار کا ایک شخص یہود کی رہٹ والی زمین میں مقتول پایا گیا۔ انہوں نے اس کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا آپ نے یہود کے پچاس چنے ہوئے لوگوں کو بلایا اور ہر ایک سے یہ قسم لی کہ اللہ کی قسم! نہ میں نے اس کو قتل کیا ہے اور نہ مجھے اس کے قاتل کا علم ہے پھر ان پر دیت لازم کر دی۔ یہود نے کہا بخدا یہ وہی فیصلہ ہے جو موسیٰ (علیہ السلام) کی شریعت میں تھا۔ (سنن دارقطنی ج ۳ رقم الحدیث: ۳۱۹ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۷ھ)

کِتَابُ النِّکَاحِ

یہ کتاب نکاح کے بیان میں ہے

نکاح کے معنی ومفہوم کا بیان

علامہ ابن ہمام حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔نکاح کے لغوی معنی ہیں جمع کرنا لیکن اس لفظ کا اطلاق مجامعت کرنے اور عقد کے معنی پر بھی ہوتا ہے کیونکہ مجامعت اور عقد دونوں ہی میں جمع ہونا اور ملنا پایا جاتا ہے لہٰذا اصول فقہ میں نکاح کے یہی معنی یعنی جمع ہونا بمعنی مجامعت کرنا مراد لینا چاہئے بشرطیکہ ایسا کوئی قرینہ نہ ہو جو اس معنی کے خلاف دلالت کرتا ہو۔

علماء فقہ کی اصطلاح میں نکاح اس خاص عقد ومعاہدہ کو کہتے ہیں جو مرد وعورت کے درمیان ہوتا ہے اور جس سے دونوں کے درمیان زوجیت کا تعلق پیدا ہو جاتا ہے۔نکاح کا لغوی معنی جمع کرنا اور ملانا ہے۔جیسے عربی کی ضرب المثل ہے

انکحنا الفری فسنری

یعنی ہم نے مذکر نیل گائے اور مؤنث نیل گائے کا ملاپ کرا دیا ہے اور اب ہم دیکھیں گے کہ ان کے ہاں کیا پیدا ہوتا ہے۔یہ ضرب المثل ان لوگوں کے لئے بیان کی جاتی ہے جو کسی معاملے پر اکٹھے ہو جائیں اور انہیں یہ سمجھ نہ آ رہا ہو کہ اس کا انجام کیا ہوگا؟

لفظ" نکاح"، وطی کرنے کے لیے استعمال ہوتا ہے' کیونکہ اس میں" ملانے" کا مفہوم پایا جاتا ہے۔البتہ مجازی طور پر یہ لفظ " عقد" کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے۔لفظ نکاح عقد کے معنی میں استعمال ہونے کی مثال قرآن میں یہ ہے:

"فَانْكِحُوْهُنَّ بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ"(النساء:۲۵)

"یعنی تم ان خواتین کے گھر والوں کی اجازت سے ان کے ساتھ عقدِ نکاح کرو"۔لفظ نکاح کے وطی کے معنی میں استعمال ہونے کی مثال قرآن میں یہ ہے۔

حَتّٰى اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ (النساء:۶)

" یہاں تک کہ وہ لوگ نکاح (کی عمر) تک پہنچ جائیں"۔یہاں اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ نکاح سے مراد وطی ہے۔

علامہ بدرالدین عینی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:"شرح اسبیجابی" میں یہ بات تحریر ہے۔لغت میں نکاح کا مطلب مطلق جمع (اکٹھے کرنا) ہے۔جبکہ شریعت میں مخصوص شرائط کے ہمراہ کیا جانے والا عقد" نکاح" کہلاتا ہے۔

(البنایہ شرح الہدایہ،ج۵،ص۳،حقانیہ ملتان)

فقہائے اسلام فرماتے ہیں: نکاح، شرعی عقد کو کہتے ہیں اور اس کے ذریعے وطی مراد لی جاتی ہے۔ زیادہ صحیح رائے یہ ہے: اس سے مراد حقیقت میں وطی ہوتی ہے کیونکہ وطی کرنے میں ضم کرنے کا مفہوم حقیقت کے اعتبار سے پایا جاتا ہے جبکہ مجازی طور پر اس سے مراد عقد ہوگا۔ نکاح سے مراد حقیقت میں عقد نہیں لیا جاسکتا کیونکہ اس صورت میں لفظ نکاح کو وطی اور عقد دونوں معانی کے لیے مشترک ماننا پڑے گا اور یہ بات اصل کے خلاف ہے۔

تعریف نکاح میں مذاہب اربعہ

علامہ عبدالرحمن جزیری علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ فقہاء احناف میں بعض فقہاء نے کہا ہے کہ ایک شخص کو کسی کی ذات سے حصول نفع کا مالک بنا دینا ہے۔ اور اس کا مطلب یہ ہے کہ اس سے وہ خاص شخص صرف مخصوص عضو سے نفع حاصل کرنے کا حق رکھتا ہے۔

بعض فقہاء احناف نے یہ لکھا ہے کہ کسی شخص کو ملکہ متعہ کا مالک بنا دینا نکاح ہے۔ جبکہ بعض نے کہا ہے کہ نکاح صرف عضو خاص نہیں بلکہ جسم کے تمام اعضاء سے نفع حاصل کرنے کے لئے ہے۔

فقہاء شوافع میں بعض نے نکاح کی تعریف یوں کی ہے کہ نکاح ایک معاملہ ہے جس میں نکاح یا تزویج یا اس کے ہم معنی لفظ کو استعمال کیا جاتا ہے تاکہ اس سے معاشرت کی ملکیت حاصل ہو اور غرض اس سے یہ ہوتی ہے کہ ایک شخص لذت معلومہ سے نفع حاصل کرے۔

فقہاء مالکیہ کہتے ہیں کہ نکاح ایک محض جنسی لذت کے لئے ایک معاملہ ہے جو حصول لذت سے پہلے گواہوں کی موجودگی میں کیا جاتا ہے۔ اور اس کام کی قیمت واجب الادا نہیں ہوتی۔

فقہاء حنابلہ کہتے ہیں کہ نکاح منفعت استمتاع کے لئے ایک معاملہ ہے جس میں انکاح یا تزویج کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔ اور استمتاع سے مراد فقہاء نے یہ بیان کی ہے کہ مرد کا خود نفع حاصل کرنا ہے۔ (مذاہب اربعہ، ج ۴، ص ۴، اوقاف پنجاب)

قرآن کی روشنی میں نکاح کی اہمیت کا بیان

(۱) وَ اِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِی الْیَتٰمٰی فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰی وَ ثُلٰثَ وَ رُبٰعَ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُكُمْ ذٰلِكَ اَدْنٰۤی اَلَّا تَعُوْلُوْا (النساء، ۳)

اور اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ یتیم لڑکیوں میں انصاف نہ کرو گے تو نکاح میں لاؤ جو عورتیں تمہیں خوش آئیں دو، دو اور تین تین اور چار، چار پھر اگر ڈرو کہ دو بیبیوں کو برابر نہ رکھ سکو گے تو ایک ہی کرو یا کنیزیں جن کے تم مالک ہو یہ اس سے زیادہ قریب ہے کہ تم سے ظلم نہ ہو۔ (کنزالایمان)

(۲) وَ اِنْ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ وَ قَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِیْضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ اِلَّاۤ اَنْ یَّعْفُوْنَ اَوْ یَعْفُوَا الَّذِیْ بِیَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ وَ اَنْ تَعْفُوْۤا اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی وَ لَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ بَیْنَكُمْ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ۔(البقرہ، ۲۳۵)

اور اگر تم نے عورتوں کو بے چھوئے طلاق دے دی اور ان کے لئے کچھ مہر مقرر کر چکے تھے تو جتنا ٹھہرا تھا اس کا آدھا واجب ہے مگر یہ کہ عورتیں کچھ چھوڑ دیں۔ یا وہ زیادہ دے۔ جس کے ہاتھ میں نکاح کی گرہ ہے اور اے مردو تمہارا زیادہ دینا پرہیزگاری سے نزدیک تر ہے اور آپس میں ایک دوسرے پر احسان کو بھلا نہ دو بیشک اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے۔

(۳) وَابْتَلُوا الْيَتٰمٰى حَتّٰى إِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ فَإِنْ اٰنَسْتُمْ مِّنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوْا إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ وَلَا تَأْكُلُوْهَا إِسْرَافًا وَّبِدَارًا أَنْ يَّكْبَرُوْا وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ وَمَنْ كَانَ فَقِيْرًا فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوْفِ فَإِذَا دَفَعْتُمْ إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ فَأَشْهِدُوْا عَلَيْهِمْ وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ۔(النساء،۶)

اور یتیموں کو آزماتے رہو یہاں تک کہ جب وہ نکاح کے قابل ہوں تو اگر تم ان کی سمجھ ٹھیک دیکھو تو ان کے مال انہیں سپرد کر دو اور انہیں نہ کھاؤ حد سے بڑھ کر اور اس جلدی میں کہ کہیں بڑے نہ ہو جائیں اور جسے حاجت نہ ہو وہ بچتا رہے اور جو حاجت مند ہو وہ بقدر مناسب کھائے پھر جب تم ان کے مال انہیں سپرد کرو تو ان پر گواہ کر لو اور اللہ کافی ہے حساب لینے کو۔

احادیث کی روشنی میں نکاح کی اہمیت کا بیان

(۱) امام ترمذی علیہ الرحمہ اپنی سند کے ساتھ لکھتے ہیں۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورت سے اس کے دین اس کے مال اور اس کی خوبصورتی کی وجہ سے نکاح کیا جاتا ہے لہٰذا تم دیندار عورت کو نکاح کے لیے اختیار کرو۔ پھر فرمایا کہ تمہارے دونوں ہاتھ خاک آلودہ ہوں۔ اس باب میں عوف بن مالک، عائشہ، عبداللہ بن عمرو، اور ابوسعید سے بھی روایت ہے کہ حدیث جابر حسن صحیح ہے۔ (جامع ترمذی، رقم الحدیث، ۱۰۷۶، مرفوع)

(۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شادی کے لئے عورت کی چار باتیں دیکھی جاتی ہیں، مال، نسب، خوبصورتی، دین، تجھے دیندار کو حاصل کرنا چاہئے (اگر تو نہ مانے) تو تیرے دونوں ہاتھ خاک آلود ہو گئے۔ (صحیح بخاری، ج ۳، رقم الحدیث ۸۲)

(۳) امام بخاری و مسلم اپنی اسناد کے ساتھ روایت کرتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے جوانوں کے گروہ! تم میں سے جو شخص مجامعت کے لوازمات (یعنی بیوی بچوں کا نفقہ اور مہر ادا کرنے) کی استطاعت رکھتا ہو اسے چاہئے کہ وہ نکاح کر لے کیونکہ نکاح کرنا نظر کو بہت چھپاتا ہے اور شرم گاہ کو بہت محفوظ رکھتا ہے (یعنی نکاح کر لینے سے اجنبی عورت کی طرف نظر مائل نہیں ہوتی اور انسان حرام کاری سے بچتا ہے) اور جو شخص جماع کے لوازمات کی استطاعت نہ رکھتا ہو، اسے چاہئے کہ وہ روزے رکھے کیونکہ روزہ رکھنا اس کے لئے خصی کرنے کا فائدہ دے گا (یعنی جس طرح خصی ہو جانے سے جنسی ہیجان ختم ہو جاتا ہے اسی طرح روزہ رکھنے سے بھی جنسی ہیجان ختم ہو جاتا ہے (بخاری و مسلم)

اس خطاب عام کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جوانوں کو نکاح کی ترغیب دلاتے ہوئے نکاح کے دو بڑے فائدے

ظاہر فرمائے ہیں ایک تو یہ کہ انسان نکاح کرنے سے اجنبی عورتوں کی طرف نظر بازی سے بچتا ہے اور دوسری طرف حرام کام سے محفوظ رہتا ہے۔

(۴) امام ترمذی علیہ الرحمہ اپنی سند کے ساتھ لکھتے ہیں۔ حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چار چیزیں انبیاء کی سنتوں میں سے ہیں، حیاء کرنا، عطر لگانا، مسواک کرنا، اور نکاح کرنا۔ اس باب میں حضرت عثمان، ثوبان، ابن مسعود، عائشہ، عبداللہ بن عمر، جابر، اور عکاف سے بھی روایت ہے حدیث ابی ایوب حسن غریب ہے۔ (جامع ترمذی، رقم الحدیث، ۱۰۷۸، مرفوع)

(۵) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تمہیں ایسا شخص نکاح کا پیغام بھیجے جس کا دین واخلاق تمہیں پسند ہو تو اس سے نکاح کروا گر ایسا نہ کیا تو زمین میں فتنہ برپا ہو جائے گا اور بہت فساد ہوگا۔

(جامع ترمذی، رقم الحدیث ۱۰۸۴، مرفوع)

(۶) حضرت ابوحاتم مزنی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تمہارے پاس ایسا شخص آئے جس کے دین اور اخلاق کو تم پسند کرتے ہو تو اس سے نکاح کرو۔ اگر ایسا نہ کرو گے تو زمین میں فتنہ اور فساد ہوگا صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر چہ وہ مفلس ہی کیوں نہ ہو۔ فرمایا اگر اس کی دینداری اور اخلاق کو تم پسند کرتے ہو اسی سے نکاح کرو۔ یہی الفاظ تین مرتبہ فرمائے۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ (جامع ترمذی، رقم الحدیث، ۱۰۸۵، مرفوع)

اہل فقہ کے نزدیک نکاح کی اہمیت کا بیان

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ تم میں سے بہتر وہ ہے جس کی بیویاں زیادہ ہوں۔ علامہ حصکفی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔

لیس لنا عبادة شرعت من عهد آدم علیه السلام الی الآن ثم تستمر فی الجنة الا النکاح والایمان

(درمختار کتاب النکاح)

" کوئی عبادت ایسی نہیں جو حضرت آدم علیہ السلام کے زمانے سے لے کر آج تک مشروع ہو اور جنت میں بھی باقی رہے سوائے نکاح اور ایمان کے "

نکاح کی شرعی حیثیت کا فقہی بیان

علامہ علاؤالدین حصکفی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ اعتدال کی حالت میں یعنی نہ شہوت کا بہت زیادہ غلبہ ہو نہ عنین (نامرد) ہو اور مہر ونفقہ پر قدرت بھی ہو تو نکاح سنتِ مؤکدہ ہے کہ نکاح نہ کرنے پر اڑا رہنا گناہ ہے اور اگر حرام سے بچنا یا اتباعِ سنت و تعمیل حکم یا اولاد حاصل ہونا مقصود ہے تو ثواب بھی پائے گا اور اگر محض لذت یا قضائے شہوت منظور ہو تو ثواب نہیں۔

شہوت کا غلبہ ہے کہ نکاح نہ کرے تو معاذ اللہ اندیشہ زنا ہے اور مہر ونفقہ کی قدرت رکھتا ہو تو نکاح واجب۔ یونہی جبکہ اجنبی

عورت کی طرف نگاہ اٹھنے سے روک نہیں سکتا یا معاذ اللہ ہاتھ سے کام لینا پڑے گا۔ تو نکاح واجب ہے۔ یہ یقین ہو کہ نکاح نہ کرنے میں زنا واقع ہو جائے گا تو فرض ہے کہ نکاح کرے۔ اگر یہ اندیشہ ہے کہ نکاح کرے گا تو نان نفقہ نہ دے سکے گا یا جو ضروری باتیں ہیں ان کو پورا نہ کر سکے گا تو مکروہ ہے اور ان باتوں کا یقین ہو تو نکاح کرنا حرام مگر نکاح بہر حال ہو جائے گا۔ نکاح اور اُس کے حقوق ادا کرنے میں اور اولاد کی تربیت میں مشغول رہنا، نوافل میں مشغولی سے بہتر ہے۔ (درمختار، کتاب النکاح)

نکاح کی فقہی حیثیت کا بیان

1- حنفی مسلک کے مطابق نکاح کرنا اس صورت میں فرض ہوتا ہے جب کہ جنسی ہیجان اس درجہ غالب ہو کہ نکاح نہ کرنے کی صورت میں زنا میں مبتلا ہو جانے کا یقین ہو اور بیوی کے مہر پر اور اس کے نفقہ پر قدرت حاصل نہ ہو اور یہ خوف نہ ہو کہ بیوی کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی بجائے اس کے ساتھ ظلم وزیادتی کا برتاؤ ہوگا۔

2- نکاح کرنا اس صورت میں واجب ہو جاتا ہے جب کہ جنسی ہیجان کا غلبہ ہو مگر اس درجہ کا غلبہ نہ ہو کہ زنا میں مبتلا ہو جانے کا یقین ہو، نیز مہر ونفقہ کی ادائیگی کی قدرت رکھتا ہو اور بیوی پر ظلم کرنے کا خوف نہ ہو۔ اگر کسی شخص پر جنسی ہیجان کا غلبہ تو ہو مگر وہ مہر اور بیوی کے اخراجات کی ادائیگی پر قادر نہ ہو تو ایسی صورت میں اگر وہ نکاح نہ کرے تو اس پر گناہ نہیں ہوگا جب کہ مہر اور نفقہ پر قادر شخص جنسی ہیجان کی صورت میں نکاح نہ کرنے سے گناہ گار ہوتا ہے۔

3- اعتدال کی حالت میں نکاح کرنا سنت مؤکدہ ہے اعتدال کی حالت سے مراد یہ ہے کہ جنسی ہیجان کا غلبہ تو نہ ہو لیکن بیوی کے ساتھ مباشرت ومجامعت کی قدرت رکھتا ہو اور مہر ونفقہ کی ادائیگی پر بھی قادر ہو۔ لہٰذا اس صورت میں نکاح نہ کرنے والا گنہگار ہوتا ہے جب کہ زنا سے بچنے اور افزائش نسل کی نیت کے ساتھ نکاح کرنے والا اجر وثواب سے نوازا جاتا ہے۔

4- نکاح کرنا اس صورت میں مکروہ ہے جب کہ بیوی پر ظلم کرنے کا خوف ہو یعنی اگر کسی شخص کو اس بات کا خوف ہو کہ میرا مزاج چونکہ بہت برا اور سخت ہے اس لئے میں بیوی پر ظلم وزیادتی کروں گا تو ایسی صورت میں نکاح کرنا مکروہ ہے

5- نکاح کرنا اس صورت میں حرام ہے جبکہ بیوی پر ظلم کرنے کا یقین ہو یعنی اگر کسی شخص کو یہ یقین ہو کہ میں اپنے مزاج کی سختی وتندی کی وجہ سے بیوی کے ساتھ اچھا سلوک قطعاً نہیں کر سکتا بلکہ اس پر میری طرف سے ظلم ہونا بالکل یقینی چیز ہے تو ایسی صورت میں نکاح کرنا اس کے لئے حرام ہوگا۔

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ شریعت نے نکاح کے بارے میں مختلف حالات کی رعایت رکھی ہے بعض صورتوں میں تو نکاح کرنا فرض ہو جاتا ہے بعض میں واجب اور بعض میں سنت مؤکدہ ہوتا ہے جب کہ بعض صورتوں میں نکاح کرنا مکروہ بھی ہوتا ہے اور بعض میں تو حرام ہو جاتا ہے لہٰذا ہر شخص کو چاہئے کہ وہ اسی صورت کے مطابق عمل کرے جو اس کی حالت کے مطابق ہو۔

امام قرطبی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں: وہ شخص جو شادی کرنے کی طاقت رکھتا ہو اور بغیر شادی کے رہنے سے اسے اپنے نفس اور دین میں ضرر ونقصان کا اندیشہ ہو اور اس نقصان سے شادی کے بغیر بچنا ممکن نہ ہو تو ایسے شخص پر شادی کے وجوب میں کوئی بھی

اختلاف نہیں ہے۔
اور مرداوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب "الانصاف" میں کہا ہے کہ: جسے حرام کام میں پڑنے کا خدشہ ہو اس کے حق میں نکاح کرنا واجب ہے اس میں ایک ہی قول ہے کوئی دوسرا قول نہیں، اور یہاں پر عنت سے مراد زنا ہے اور صحیح بھی یہی ہے، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ زنا سے ہلاکت میں پڑنے کو العنت کہتے ہیں۔
دوم: اس سے مراد ہے کہ اسے اپنے آپ کو ممنوع غلط کام میں پڑنے کا خدشہ ہو، جب اسے یہ علم ہو یا اس کا گمان ہو کہ وہ اس میں پڑ جائے گا۔ (الانصاف، کتاب النکاح، احکام النکاح، بیروت)

ملت ابراہیمی میں نکاح کا طریقہ

اسلام سے پہلے اولاد اسماعیل اور ملت ابراہیمی میں نکاح کی یہ صورت تھی کہ مرد وعورت دونوں کے بڑے جمع ہو کر اپنے اپنے خاندانی فضائل پر روشنی ڈالتے تھے اور اس کے بعد مرد اور عورت کے درمیان ایک ساتھ زندگی گزارنے کا معاملہ طے پاجاتا تھا اور مہر کی ایک رقم یا کچھ سامان مرد کے ذمہ واجب کر دیا جاتا تھا، جو وہ ادا کر دیا کرتا تھا۔
رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کی اس قدیم رسم اور قدیم طریقہ کو قائم رکھا، کیوں کہ وہ طریقہ فطری طور پر معاملات کے طے ہونے کا مناسب طریقہ تھا، البتہ آپ نے خاندانی فضائل بیان کرنے کی بجائے خدا تعالیٰ کی تعریف وثنا کے ساتھ خطبہ دینے کا سلسلہ شروع کیا، موجودہ خطبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے، اسی تاریخی نکاح میں حضور علیہ السلام کی طرف سے بطور وکیل آپ کے چچا ابوطالب تھے اور حضرت خدیجہ کے وکیل ان کے چچا عمرو بن اسد تھے اور بیس اونٹ بطور مہر مقرر ہوئے تھے۔
اولاد اسماعیل پر جب تین سو سالہ جاہلیت کا عہد مسلط ہوا تو اس دور میں معاشرہ کے اندر کچھ خرابیاں پیدا ہوگئیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان خرابیوں کی اصلاح کر دی، آپ نے ایک طرف نکاح کی اہمیت قائم کی اور دوسری طرف نکاح کو آسان سے آسان تر کر دیا، تاکہ غریب سے غریب آدمی بھی بے نکاح نہ رہے، نکاح کے ذریعہ مرد اور عورت کو جو کردار کی حفاظت حاصل ہوتی ہے اور نسل انسانی کے سلسلہ میں، جو پاکیزگی اور اعتماد پیدا ہوتا ہے، وہ پیدا ہو جائے۔

زمانہ جاہلیت میں رائج شادی کے مختلف طریقے

شادی جو خاندانی زندگی کے قیام وتسلسل کا ادارہ ہے، اہل عرب کے ہاں اصول وضوابط سے آزاد تھا جس میں عورت کی عزت وعصمت اور عفت وتکریم کا کوئی تصور کارفرما نہ تھا۔ اہل عرب میں شادی کے درج ذیل طریقے رائج تھے۔

(۱) زواج البعولۃ

یہ نکاح عرب میں بہت عام تھا۔ اس میں یہ تھا کہ مرد ایک یا بہت سی عورتوں کا مالک ہوتا۔ بعولت (خاوند ہونا) سے مراد مرد کا عورتیں جمع کرنا ہوتا تھا۔ اس میں عورت کی حیثیت عام مال ومتاع جیسی ہوتی۔

زواج البدل

بدلے کی شادی، اس سے مراد دو بیویوں کا آپس میں تبادلہ تھا۔ یعنی دو مرد اپنی اپنی بیویوں کو ایک دوسرے سے بدل لیتے، اس کا نہ عورت کو علم ہوتا، نہ اس کے قبول کرنے، مہر یا ایجاب کی ضرورت ہوتی۔ بس دوسرے کی بیوی پسند آنے پر ایک مختصر سی مجلس میں یہ سب کچھ طے پا جاتا۔

نکاح متعہ

یہ نکاح بغیر خطبہ، تقریب اور گواہوں کے ہوتا۔ عورت اور مرد آپس میں کسی ایک مدت مقررہ تک ایک خاص مہر پر متفق ہو جاتے اور مدت مقررہ پوری ہوتے ہی نکاح خود بخود ختم ہو جاتا تھا طلاق کی ضرورت بھی نہیں پڑتی تھی اور اس نکاح کے نتیجے میں پیدا ہونے والی اولاد ماں کی طرف منسوب ہوتی اسے باپ کا نام نہیں دیا جاتا تھا۔

نکاح الخدن

دوستی کی شادی، اس میں مرد کسی عورت کو اپنے گھر بغیر نکاح، خطبہ اور مہر کے رکھ لیتا اور اس سے ازدواجی تعلقات قائم کر لیتا اور بعد ازاں یہ تعلق باہمی رضامندی سے ختم ہو جاتا کسی قسم کی طلاق کی ضرورت نہیں تھی۔ اگر اولاد پیدا ہو جاتی تو وہ ماں کی طرف منسوب ہوتی۔ یہ طریقہ آج کل مغربی معاشرے میں بھی رائج ہے۔

نکاح الضغینہ

جنگ کے بعد مال اور قیدی ہاتھ لگتے اور جاہلیت میں فاتح کے لیے مفتوح کی عورتیں، مال وغیرہ سب مباح تھا یہ عورتیں فاتح کی ملکیت ہو جاتیں اور وہ چاہتا تو انہیں بیچ دیتا چاہتا تو یونہی چھوڑ دیتا اور چاہتا تو ان سے مباشرت کرتا یا کسی دوسرے شخص کو تحفہ میں دے دیتا۔ یوں ایک آزاد عورت غلام بن کر بک جاتی۔ اس نکاح میں کسی خطبہ، مہر یا ایجاب وقبول کی ضرورت نہ تھی۔

نکاح شغار

وٹے سٹے کی شادی۔ یہ وہ نکاح تھا کہ ایک شخص اپنی زیر سرپرستی رہنے والی لڑکی کا نکاح کسی شخص سے اس شرط پر کر دیتا کہ وہ اپنی کسی بیٹی، بہن وغیرہ کا نکاح اس سے کرائے گا۔ اس میں مہر بھی مقرر کرنا ضروری نہ تھا اسلام نے اس کی بھی ممانعت فرما دی۔

نکاح الاستبضاع

فائدہ اٹھانے کے لیے عورت مہیا کرنے کا نکاح۔ مراد یہ ہے کہ ایک شخص اپنی بیوی کو کسی دوسرے خوبصورت مرد کے ساتھ ازدواجی زندگی گزارنے کے لیے بھیج دیتا اور خود اس سے الگ رہتا تا کہ اس کی نسل خوبصورت پیدا ہو اور جب اس کو حمل ظاہر ہو جاتا تو وہ عورت پھر اپنے شوہر کے پاس آ جاتی۔

اجتماعی نکاح

اجتماعی نکاح۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ تقریباً دس آدمی ایک ہی عورت کے لیے جمع ہوتے اور ہرایک اس سے مباشرت کرتا اور جب اس کے ہاں اولاد ہوتی تو وہ ان سب کو بلواتی اور وہ بغیر کسی پس وپیش کے آجاتے پھر وہ جسے چاہتی (پسند کرتی یا اچھا سمجھتی) اسے کہتی کہ یہ بچہ تیرا ہے اور اس شخص کو اس سے انکار کرنے کی اجازت نہ ہوتی تھی۔

نکاح البغایا

فاحشہ عورتوں سے تعلق، یہ بھی نکاح رہط سے ملتا جلتا ہے مگر اس میں دو فرق تھے، ایک تو یہ کہ اس میں دس سے زیادہ افراد بھی ہوسکتے تھے جبکہ نکاح رہط میں دس سے زیادہ نہ ہوتے تھے۔ دوسرے یہ کہ ان مردوں سے بچہ منسوب کرنا عورت کا نہیں بلکہ مرد کا کام ہوتا تھا۔

مذکورہ طریقہ ہائے زواج سے ثابت اور واضح ہوتا ہے کہ عورت کی زمانہ جاہلیت میں حیثیت مال ومتاع کی طرح تھی اسے خریدا اور بیچا جاتا تھا۔ (۱) فتح الباری شرح صحیح البخاری، کتاب النکاح، 9: 182.185 (۲) بخاری، کتاب النکاح 5: 1970، رقم: 4834 (۳) ابوداؤد، السنن، کتاب الطلاق، 2: 281، رقم: 2272 (۴) دارقطنی، السنن الکبریٰ، 7: 110 (۵) بیہقی، السنن الکبریٰ، 7: 110 (۶) قرطبی، الجامع لاحکام القرآن، 3: 120 (۷) قرطبی، الجامع لأحکام القرآن، 3: 120) (اسلام میں خواتین کے حقوق)

نکاح کی اہمیت میں اخلاقی فوائد

نکاح یعنی شادی صرف دو افراد کا ایک سماجی بندھن، ایک شخصی ضرورت، ایک طبعی خواہش اور صرف ایک ذاتی معاملہ ہی نہیں ہے بلکہ یہ معاشرہ انسانی کے وجود وبقاء کا ایک بنیادی ستون بھی ہے اور شرعی نقطہ نظر سے ایک خاص اہمیت وفضیلت کا حامل بھی ہے۔ نکاح کی اہمیت اور اس کی بنیادی ضرورت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے وقت سے شریعت محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) تک کوئی ایسی شریعت نہیں گزری ہے جو نکاح سے خالی رہی ہو اسی لئے علماء لکھتے ہیں کہ ایسی کوئی عبادت نہیں ہے جو حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر اب تک مشروع ہو اور جنت میں بھی باقی رہے سوائے نکاح اور ایمان کے چنانچہ ہر شریعت میں مرد وعورت کا اجتماع ایک خاص معاہدہ کے تحت مشروع رہا ہے اور بغیر اس معاہدہ کے مرد وعورت کا باہمی اجتماع کسی بھی شریعت ومذہب نے جائز قرار نہیں دیا ہے، ہاں یہ ضرور ہے کہ اس معاہدہ کی صورتیں مختلف رہی ہیں اور اس کے شرائط واحکام میں تغیر وتبدل ہوتا رہا ہے۔ چنانچہ اس بارے میں اسلام نے جو شرائط مقرر کی ہیں جو احکام نافذ کئے ہیں اور جو قواعد وضوابط وضع کئے ہیں اس باب سے ان کی ابتداء ہو رہی ہے۔

نکاح کے فوائد وآفات کا بیان

نکاح کا جہاں سب سے بڑا عمومی فائدہ نسل انسانی کا بقاء اور باہم توالد وتناسل کا جاری رہنا ہے وہیں اسمیں کچھ مخصوص فائدے اور بھی ہیں جن کو پانچ نمبروں میں اس طرح بیان کیا جاسکتا ہے۔

1- نکاح کر لینے سے ہیجان کم ہو جاتا ہے یہ جنسی ہیجان انسان کی اخلاقی زندگی کا ایک ہلاکت خیز مرحلہ ہوتا ہے جو اپنے سکون کی خاطر مذہب واخلاق ہی کی نہیں شرافت وانسانیت کی بھی ساری پابندیاں توڑ ڈالنے سے گریز نہیں کرتا، مگر جب اس کو جائز ذرائع سے سکون مل جاتا ہے تو پھر یہ پابند اعتدال ہو جاتا ہے اور ظاہر ہے کہ جائز ذریعہ صرف نکاح ہی ہو سکتا ہے۔

2- نکاح کرنے سے اپنا گھر بستا ہے خانہ داری کا آرام ملتا ہے گھریلو زندگی میں سکون واطمینان کی دولت نصیب ہوتی ہے اور گھریلو زندگی کے اس اطمینان وسکون کے ذریعہ حیات انسانی کو فکر وعمل کے ہر موڑ پر سہارا ملتا ہے۔

3- نکاح کے ذریعہ سے کنبہ بڑھتا ہے جس کی وجہ سے انسان اپنے آپ کو مضبوط وزبردست محسوس کرتا ہے اور معاشرہ میں اپنے حقوق ومفادات کے تحفظ کے لئے اپنا رعب داب قائم رکھتا ہے۔

4- نکاح کرنے سے نفس مجاہدہ کا عادی ہوتا ہے کیونکہ گھربار اور اہل وعیال کی خبر گیری ونگہداشت اور ان کی پرورش وپرداخت کے سلسلہ میں جدوجہد کرنا پڑتی ہے اس مسلسل جدوجہد کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ انسان بے عملی اور لاپرواہی کی زندگی سے دور رہتا ہے جو اس کے لئے دنیاوی طور پر بھی نفع بخش ہے اور اس کی وجہ سے وہ دینی زندگی یعنی عبادات وطاعات میں بھی چاق وچوبند رہتا ہے۔

5- نکاح ہی کے ذریعہ صالح ونیک بخت اولاد پیدا ہوتی ہے۔ ظاہر ہے کہ کسی شخص کی زندگی کا سب سے گراں مایہ سرمایہ اس کی صالح اور نیک اولاد ہی ہوتی ہے جس کی وجہ سے وہ نہ صرف دنیا میں سکون واطمینان اور عزت ونیک نامی کی دولت حاصل کرتا ہے بلکہ اخروی طور پر بھی فلاح وسعادت کا حصہ دار بنتا ہے۔

یہ تو نکاح کے فائدے تھے لیکن کچھ چیزیں ایسی بھی ہیں جو نکاح کی وجہ سے بعض لوگوں کے لیے نقصان وتکلیف کا باعث بن جاتی ہیں اور جنہیں نکاح کی آفات کہا جاتا ہے چنانچہ ان کو بھی چھ نمبروں میں اس طرح بیان کیا جا سکتا ہے۔

1- طلب حلال سے عاجز ہونا یعنی نکاح کرنے کی وجہ سے چونکہ گھربار کی ضروریات لاحق ہو جاتی ہیں اور طرح طرح کے فکر دامن گیر رہتے ہیں اس لئے عام طور پر طلب حلال میں وہ ذوق باقی نہیں رہتا جو ایک مجرد وتنہا زندگی میں رہتا ہے۔

2- حرام امور میں زیادتی ہونا۔ یعنی جب بیوی کے آجانے اور بال بچوں کے ہو جانے کی وجہ سے ضروریات زندگی بڑھ جاتی ہیں تو بسا اوقات اپنی زندگی کا وجود معیار برقرار رکھنے کے لئے حرام امور کے ارتکاب تک سے گریز نہیں کیا جاتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ آہستہ آہستہ ذہن وعمل سے حلال وحرام کی تمیز بھی اٹھ جاتی ہے اور بلا جھجک حرام چیزوں کو اختیار کر لیا جاتا ہے۔

3- عورتوں کے حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی ہونا۔ اسلام نے عورتوں کو جو بلند وبالا حقوق عطا کئے ہیں ان میں بیوی کے ساتھ اچھے سلوک اور حسن معاشرت کا ایک خاص درجہ ہے لیکن ایسے بہت کم لوگ ہیں جو بیوی کے حقوق کا لحاظ کرتے ہوں بلکہ بدقسمتی سے چونکہ بیوی کو زیر دست سمجھ لیا جاتا ہے اس لئے عورتوں کے حقوق کی پامالی اور ان کے ساتھ برے سلوک وبرتاؤ بھی ایک ذاتی معاملہ سے زیادہ کوئی حیثیت نہیں رکھتا، حالانکہ یہ چیز ایک انسانی اور معاشرتی بداخلاقی ہی نہیں ہے بلکہ شرعی طور پر بھی بڑے گناہ کی حامل ہے اور اس سے دین ودنیا دونوں کا نقصان ہوتا ہے۔

4۔ عورتوں کی بدمزاجی پر صبر نہ کرنا عام طور پر شوہر چونکہ اپنے آپ کو بیوی سے برتر سمجھتا ہے اس لئے اگر بیوی کی طرف سے ذرا سی بھی بدمزاجی ہوئی تو نا قابل برداشت ہو جاتی ہے اور صبر وتحمل کا دامن ہاتھ سے فوراً چھوٹ جاتا ہے۔

5۔ عورت کی ذات سے تکلیف اٹھانا بعض عورتیں ایسی ہوتی ہیں جو اپنی بدمزاجی وبداخلاقی کی وجہ سے اپنے شوہروں کے لئے تکلیف وپریشانی کا ایک مستقل سبب بن جاتی ہیں اس کی وجہ سے گھریلو ماحول غیر خوشگوار اور زندگی غیر مطمئن واضطراب انگیز بن جاتی ہے۔

6۔ بیوی بچوں کی وجہ سے حقوق اللہ کی ادائیگی سے باز رہنا یعنی ایسے لوگ کم ہی ہوتے ہیں جو اپنی گھریلو زندگی کے احکام اور بیوی بچوں کے ساتھ حسن معاشرت کے ساتھ ساتھ اپنی دینی زندگی کو پوری طرح برقرار رکھتے ہوں جب کہ عام طور پر یہ ہوتا ہے بیوی بچوں اور گھر بار کے ہنگاموں اور مصروفیتوں میں پڑ کر دینی زندگی مضمحل وبے عمل ہو جاتی ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ نہ ز عبادات وطاعات کا خیال رہتا ہے نہ حقوق اللہ کی ادائیگی پورے طور پر ہو پاتی ہے۔

نکاح کے ان فوائد وآفات کو سامنے رکھ کر اب یہ سمجھئے کہ اگر یہ دونوں مقابل ہوں یعنی فوائد وآفات برابر، برابر ہوں، تو جس چیز سے دین کی باتوں میں زیادتی ہوتی ہو اسے ترجیح دی جائے مثلاً ایک طرف تو نکاح کا یہ فائدہ ہو کہ اس کی وجہ سے جنسی ہیجان کم ہوتا ہے اور دوسری طرف نکاح کرنے سے یہ دینی نقصان سامنے ہو کہ عورت کی بدمزاجی پر صبر نہیں ہو سکے گا تو اس صورت میں نکاح کرنے ہی کو ترجیح دی جائے کیونکہ اگر نکاح نہیں کرے گا تو زنا میں مبتلا ہو جائیگا اور ظاہر ہے کہ یہ چیز عورت کی بدمزاجی پر صبر نہ کرنے سے کہیں زیادہ دینی نقصان کا باعث ہے۔

نکاح کرنے کا مستحب طریقہ

1۔ اعلانیہ ہونا۔ 2 نکاح سے پہلے خطبہ پڑھنا، کوئی سا خطبہ ہو۔ 3 مسجد میں ہونا۔ 4 جمعہ کے دن۔ 5 گواہانِ عادل کے سامنے۔ 6 عورت عمر، حسب، مال، عزت میں مرد سے کم ہو اور 7 چال چلن اور اخلاق وتقویٰ وجمال میں بیش ہو (درمختار) حدیث میں ہے: "جو کسی عورت سے بوجہ اُسکی عزت کے نکاح کرے، اللہ (عزوجل) اس کی ذلّت میں زیادتی کرے گا اور جو کسی عورت سے اُس کے مال کے سبب نکاح کرے گا، اللہ تعالیٰ اُسکی محتاجی بڑھائے گا اور اُس کے حسب کے سبب نکاح کرے گا تو اُس کے کمینہ پن میں زیادتی فرمائے گا اور جو اس لیے نکاح کرے کہ اِدھر اُدھر نگاہ نہ اُٹھے اور پاکدامنی حاصل ہو یا صلہ رحم کرے تو اللہ عزوجل اس مرد کے لیے اُس عورت میں برکت دے گا اور عورت کے لیے مرد میں۔ (رواہ الطبرانی عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کذا فی الفتح)

علامہ ابن عابدین شامی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ جس سے نکاح کرنا ہو اُسے کسی معتبر عورت کو بھیج کر دکھوالے اور عادت و اطوار وسلیقہ وغیرہ کی خوب جانچ کر لے کہ آئندہ خرابیاں نہ پڑیں۔ کنواری عورت سے اور جس سے اولاد زیادہ ہونے کی اُمید ہو نکاح کرنا بہتر ہے۔ سن رسیدہ اور بدخلق اور زانیہ سے نکاح نہ کرنا بہتر۔

عورت کو چاہیے کہ مرد دیندار، خوش خلق، مال دار، سخی سے نکاح کرے، فاسق بدکار سے نہیں۔ اور یہ بھی نہ چاہیے کہ کوئی اپنی

جوان لڑکی کا بوڑھے سے نکاح کردے۔

یہ مستحبات نکاح بیان ہوئے، اگر اس کے خلاف نکاح ہوگا تب بھی ہو جائے گا۔ ایجاب وقبول یعنی مثلاً ایک کہے میں نے اپنے کو تیری زوجیت میں دیا۔ دوسرا کہے میں نے قبول کیا۔ یہ نکاح کے رکن ہیں۔ پہلے جو کہے وہ ایجاب ہے اور اس کے جواب میں دوسرے کے الفاظ کو قبول کہتے ہیں۔ یہ کچھ ضرور نہیں کہ عورت کی طرف سے ایجاب ہو اور مرد کی طرف سے قبول بلکہ اس کا الٹ بھی ہو سکتا ہے۔

جب کوئی شخص نکاح کرنا چاہے خواہ مرد ہو یا عورت تو چاہئے کہ نکاح کا پیغام دینے سے پہلے ایک دوسرے کے حالات کی اور عادات واطوار کی خوب اچھی طرح جستجو کر لی جائے تاکہ ایسا نہ ہو کہ بعد میں کوئی ایسی چیز معلوم ہو جو طبیعت ومزاج کے خلاف ہونے کی وجہ سے زوجین کے درمیان ناچاقی وکشیدگی کا باعث بن جائے۔

یہ مستحب ہے کہ عمر، عزت، حسب اور مال میں بیوی خاوند سے کم ہو اور اخلاق وعادات خوش سلیقگی وآداب حسن وجمال اور تقویٰ میں خاوند سے زیادہ ہو اور مرد کے لئے یہ بھی مسنون ہے کہ وہ جس عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہے اس کو نکاح سے پہلے دیکھ لے بشرطیکہ یہ یقین ہو کہ میں اگر اس کو پیغام دوں گا تو منظور ہو جائے گا۔ (ردمحتار، کتاب النکاح)

مستحب ہے کہ نکاح کا اعلان کیا جائے گا اور نکاح کی مجلس اعلانیہ طور پر منعقد کی جائے جس میں دونوں طرف سے اعزہ واحباب نیز بعض علماء وصلحا بھی شریک ہوں۔ اسی طرح یہ بھی مستحب ہے کہ نکاح پڑھانے والا نیک بخت وصالح ہو اور گواہ عادل وپرہیزگار ہوں۔

بَابُ ذِكْرِ اَمْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فِي النِّكَاحِ وَاَزْوَاجِهٖ وَمَا اَبَاحَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لِنَبِيِّهٖ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) وَحَظَرَهٗ عَلٰى خَلْقِهٖ زِيَادَةً فِيْ كَرَامَتِهٖ وَتَنْبِيْهًا لِفَضِيْلَتِهٖ .

یہ باب ہے کہ نکاح اور ازواج کے معاملے میں نبی اکرم کا تذکرہ جو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کے لیے مباح قرار دیا اور ان کی بزرگی میں اضافے اور فضیلت پر متنبہ کرنے کے لیے آپ کو اپنی دیگر مخلوق پر فوقیت دی

3196- اَخْبَرَنَا اَبُوْ دَاوُدَ سُلَيْمَانُ بْنُ سَيْفٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ حَضَرْنَا مَعَ ابْنِ عَبَّاسٍ جَنَازَةَ مَيْمُوْنَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) بِسَرِفَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ هٰذِهٖ مَيْمُوْنَةُ اِذَا رَفَعْتُمْ جَنَازَتَهَا فَلَا تُزَعْزِعُوْهَا وَلَا تُزَلْزِلُوْهَا فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) كَانَ مَعَهٗ تِسْعُ نِسْوَةٍ

3196-اخرجه البخاري في النكاح، باب كثرة النساء (الحديث 5067) . و اخرجه مسلم في الرضاع، باب جواز هبتها نوبتها لضرتها (الحديث 51 و 52) . و اخرجه النسائي في عشرة النساء من الكبرى، القسم للنساء (الحديث 38) . تحفة الاشراف (5914) .

تِسْعٌ فَكَانَ يَقْسِمُ لِثَمَانٍ وَوَاحِدَةٌ لَمْ يَكُنْ يَقْسِمُ لَهَا.

❖❖ عطاء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہم لوگ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ہمراہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے جنازے میں ''سرف'' کے مقام پر شریک ہوئے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یہ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا ہیں جب تم ان کے جنازے کو اٹھاؤ تو آرام سے اٹھانا اسے جھٹکا نہ دینا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نو (9) ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن تھیں جن میں سے آپ نے آٹھ کی باری مقرر کی ہوئی تھی اور ایک کی باری مقرر نہیں کی تھی۔

باری مقرر کرنے سے متعلق فقہی احکام کا بیان

ہر کسی شخص کی ایک سے زائد بیویاں ہوں تو ان کے ساتھ شب باشی کے لئے نوبت باری مقرر کرنا واجب ہے یعنی ان کے پاس باری باری سے جانا چاہئے۔ اس سلسلہ میں چند باتوں کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔

1- جب باری مقرر ہو جائے تو ایک بیوی کی باری میں دوسری بیوی کے ہاں شب باشی جائز نہیں ہے مثلاً جس رات میں جس بیوی کے ہاں جانا ہو اس رات میں دوسری بیوی کے ہاں نہ جائے۔

2- ایک رات میں بیک وقت دو بیویوں کے ساتھ شب باشی جائز نہیں ہے اگر وہ دونوں بیویاں اس کی اجازت دیدیں اور وہ خود بھی اس کے لئے تیار ہوں تو جائز ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں جو یہ منقول ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رات میں ایک سے زائد بیویوں سے جماع کیا ہے تو یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب کہ باری مقرر کرنا واجب نہیں تھا یا یہ کہ اس سلسلہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان بیویوں کی اجازت حاصل تھی اس کے علاوہ حنفیہ یہ کہتے ہیں کہ باری مقرر کرنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر واجب نہیں تھا۔ بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے محض اپنے کرم اور اپنی عنایت سے اپنی ہر زوجہ مطہرہ کے ہاں رہنے کی باری مقرر کر دی تھی۔

3- سفر کی حالت میں بیویوں کو باری کا حق حاصل نہیں ہوتا اور نہ کسی بیوی کی باری کا لحاظ رکھنا ضروری ہے بلکہ اس کا انحصار خاوند کی مرضی پر ہے کہ وہ جس بیوی کو چاہے اپنے ساتھ سفر میں لے جائے اگرچہ بہتر اولیٰ یہی ہے کہ خاوند اپنی بیویوں کے درمیان قرعہ ڈال لے اور جس کا نام قرعہ میں نکلے اس کو سفر میں ساتھ رکھے۔

4- مقیم کے حق میں اصلی باری کا تعلق رات سے ہے دن رات کا تابع ہے ہاں جو شخص رات میں اپنے کام کاج میں مشغول رہتا ہو مثلاً چوکیداری وغیرہ کرتا ہو اور اس کی وجہ سے وہ رات اپنے گھر میں بسر نہ کر سکتا ہو تو اس کے حق میں اصل باری کا تعلق دن سے ہوگا۔

درمختار میں یہ لکھا ہے کہ جس شخص کے ایک سے زائد بیویاں ہوں تو اس پر ان بیویوں کے پاس رات میں رہنے اور ان کے کھلانے پلانے میں برابری کرنا واجب ہے ان کے ساتھ جماع کرنے یا جماع نہ کرنے اور پیار و محبت میں برابری کرنا واجب نہیں ہے بلکہ مستحب ہے۔

کسی عورت کا جماع سے متعلق اس کے شوہر پر حق ہوتا ہے اور وہ ایک بار جماع کرنے سے ساقط ہو جاتا ہے جماع کرنے کے بارے میں شوہر خود مختار ہے کہ جب چاہے کرے لیکن کبھی کبھی جماع کر لینا اس پر دیانۃً واجب ہے اور مدت ایلاء کے بقدر یعنی چار چار مہینہ تک جماع نہ کرنا خاوند کے لئے مناسب نہیں ہے ہاں اگر بیوی کی مرضی سے اتنے دنوں جماع نہ کرے تو پھر کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ ہر بیوی کے ہاں ایک ایک رات اور ایک ایک دن رہنا چاہئے لیکن برابری کرنا رات ہی میں ضروری ہے چنانچہ اگر کوئی شخص ایک بیوی کے ہاں مغرب کے فوراً بعد چلا گیا اور دوسری بیوی کے ہاں عشاء کے بعد گیا تو اس کا یہ فعل برابری کے منافی ہوگا اور اس کے بارے میں کہا جائے گا کہ اس نے باری کے حکم کو ترک کیا۔

کسی بیوی سے اس کی باری کے علاوہ یعنی کسی دوسری بیوی کی باری میں) جماع نہ کرے اسی طرح کسی بیوی کے پاس اس کی باری کے علاوہ کسی رات میں نہ جائے ہاں اگر وہ بیوی بیمار ہو تو اس کی عیادت کے لئے جا سکتا ہے بلکہ اگر اس کا مرض شدید ہو تو اس کی باری کے علاوہ بھی اس کے پاس اس وقت تک رہنا جائز جب تک کہ وہ شفایاب نہ ہو یا اس کا انتقال ہو جائے لیکن یہ اس صورت میں جائز ہے جب کہ اس کے پاس کوئی اور تیمارداری اور غم خواری کے لئے نہ ہو اور اگر خاوند اپنے گھر میں بیماری کی حالت میں ہو تو وہ اپنی ہر بیوی کو اس کی باری میں بلاتا رہے۔ (درمختار، کتاب نکاح، بیروت)

عورت کا اپنے بعض حقوق کو ساقط کر کے مرد سے صلح کر لینا

اس آیت کا معنی یہ ہے کہ اگر عورت کو متعدد قرینوں سے معلوم ہو جائے کہ اس کا شوہر اس کی طرف رغبت نہیں کرتا مثلاً وہ اس کے ساتھ محبت آمیز سلوک نہ کرے اس کی ضروریات کا خیال نہ رکھے اس سے بات چیت کم کرے یا بالکل نہ کرے نہ اس کے ساتھ عمل زوجیت کرے خواہ اس کی وجہ اس کی بدصورتی ہو یا وہ زیادہ عمر کی ہو یا اس کے مزاج میں شوہر کے ساتھ ہم آہنگی نہ ہو یا وہ مالی اعتبار سے شوہر کے معیار کی نہ ہو یا جہیز کم لائی ہو اور اب عورت کو یہ خطرہ ہو کہ اگر یہی صورت حال رہی تو شوہر اس کو طلاق دے کر الگ کر دے گا اور عورت یہ چاہتی ہو کہ نکاح کا بندھن قائم رہے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے کہ عورت اپنے بعض حقوق کو ساقط کر دے اور شوہر کو طلاق دینے سے منع کرے مثلاً وہ اس کو دوسری شادی کی اجازت دے دے اور اگر اس کی دوسری بیوی ہو جس سے شوہر کو دلچسپی ہو تو اپنی باری ساقط کر دے یا اس کا خرچ جو شوہر کے ذمہ ہے اس کو ساقط کر دے اور اس طرح شوہر کے ساتھ صلح کر لے شوہر اپنی پسند کی بیوی کے ساتھ وقت گزارے گا اور وہ مطلقہ ہونے سے بچ جائے۔

امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ روایت کرتے ہیں: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ام المومنین سودہ رضی اللہ عنہ کو یہ خطرہ محسوس ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کو طلاق دے دیں گے تو انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھے طلاق نہ دیں مجھے نکاح میں برقرار رکھیں۔ اور میری باری حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دے دیں آپ نے ایسا کیا تو یہ آیت نازل ہوئی: تو ان دونوں پر کوئی مضائقہ نہیں کہ وہ آپس میں صلح کر لیں اور صلح کرنا بہتر ہے۔ (النساء:۱۲۸) حضرت ابن عباس نے فرمایا شوہر اور بیوی جس چیز پر صلح کر لیں وہ جائز ہے۔ (سنن ترمذی رقم الحدیث:۳۰۵۱)

امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ روایت کرتے ہیں: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس آیت کی تفسیر میں فرماتی ہیں ایک

شخص کے نکاح میں کوئی عورت ہوتی وہ اس عورت سے زیادہ فائدہ حاصل نہ کرتا اور اس کو طلاق دینا چاہتا تو وہ عورت کہتی میں اپنے معاملہ میں تمہارے لیے فلاں چیز کی اجازت دیتی ہوں اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی۔ امام نسائی نے اس میں یہ زیادہ روایت کی ہے کہ وہ عورت کہتی تم مجھے طلاق نہ دو مجھے اپنے نکاح میں برقرار رکھو اور میں اپنا خرچ اور اپنی باری تم سے ساقط کرتی ہوں۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث ۱۰۱ ۵ سنن کبریٰ نسائی رقم الحدیث ۲۵)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور دلوں میں مال کی حرص رکھی گئی ہے۔ اور اگر تم نیک کام کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو تو بے شک اللہ تمہارے کاموں کی خبر رکھنے والا ہے۔ (النساء:۱۲۸)

صلح کرنے کے لیے اپنے بعض حقوق کو چھوڑنا

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے انسان کی جبلت اور طبیعت کا بیان فرمایا ہے کہ وہ فطرتاً بخل پر حرص کرتا ہے عورتیں اپنے حقوق پر حریص ہیں وہ چاہتی ہیں کہ ان کو اپنی باریوں سے حصہ ملتا رہے اور ان کو رہائش کھانے اور کپڑوں کا خرچ ملتا رہے اور شوہر ان کے ساتھ خوشگوار عائلی زندگی گزارے اور ان کا پورا مہر ادا کرے اور طلاق کی صورت میں عدت کا خرچ اٹھائے اسی طرح مرد مال کو اپنے پاس رکھنے پر حریص ہوتے ہیں وہ اپنی پسند کی بیوی کے پاس زیادہ وقت گزارنا چاہتے ہیں اور جو بیوی ناپسند ہو اس کو طلاق دے کر چھٹکارا حاصل کرنا چاہتے ہیں اور مہر معاف کرالینا چاہتے ہیں سو دونوں میں سے ہر فریق اپنا حق زیادہ سے زیادہ لینا چاہتا ہے اور دوسرے کا حق کم سے کم دینا چاہتا ہے لیکن صلح کرنے کے لیے ہر فریق کو اپنے کچھ حقوق چھوڑنے پڑتے ہیں اور دوسرے فریق کو کچھ حقوق دینے پڑتے ہیں ہر چند کہ دلوں میں حرص رکھی گئی ہے لیکن صلح کرنے کے لیے اپنے کچھ حقوق سے دستبردار ہونا ناگزیر ہے۔ جیسا کہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے الگ ہونا نہیں چاہتی تھیں اور ان کو معلوم تھا کہ آپ کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بہت محبت ہے تو انہوں نے اپنی باری حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے لیے ہبہ کر دی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ ان کو طلاق نہ دیں۔

اپنا حق کسی دوسرے کو ہبہ کر دینے کا بیان

3197- اَخْبَرَنِی اِبْرَاهِیْمُ بْنُ یَعْقُوْبَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ مَرْیَمَ قَالَ اَنْبَاَنَا سُفْیَانُ قَالَ حَدَّثَنِیْ عَمْرُو بْنُ دِیْنَارٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ تُوُفِّیَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ) وَعِنْدَهٗ تِسْعُ نِسْوَةٍ یُصِیْبُهُنَّ اِلَّا سَوْدَةَ فَاِنَّهَا وَهَبَتْ یَوْمَهَا وَلَیْلَتَهَا لِعَائِشَةَ .

◇◇ حضرت عطاء رضی اللہ عنہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو آپ کی نو ازواج رضی اللہ عنہن تھیں۔ آپ ان میں سے ہر ایک کے ہاں (رات کے وقت) رہا کرتے تھے صرف سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کے ہاں نہیں رہتے تھے کیونکہ انہوں نے اپنا مخصوص دن اور مخصوص رات سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو دے دی تھیں۔

3197-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (5950) .

شرح

حضرت سودہ کے والد کا نام زمعہ اور والدہ کا نام سموس تھا پہلے ان کی شادی حضرت سکران کے ساتھ ہوئی تھی یہ دونوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے ابتدائی ایام میں اسلام لے آئے تھے اور ہجرت کر کے حبشہ چلے گئے تھے جب ان کے خاوند حضرت سکران کا انتقال ہو گیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہ کی وفات کے بعد مکہ میں ان سے نکاح کیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح ان کے نکاح کے بعد ہوا۔ حضرت عمر یا حضرت معاویہ کے زمانہ میں ان کا انتقال ہوا اور مدینہ منورہ میں مدفون ہوئیں۔ فقہاء نے لکھا ہے کہ اگر کسی شخص کی کوئی بیوی اپنی باری اپنی کسی سوکن کو دے تو جائز ہے بشرطیکہ اس میں شوہر کی طرف سے کسی لالچ یا جبر کا دخل نہ ہو نیز اپنی باری اپنی کسی سوکن کو دینے والی عورت کے لئے یہ بھی جائز ہے کہ وہ جب چاہے اپنی پیش کش کو واپس لے لے۔

ازواج مطہرات اور رشک کا بیان

3198- اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ عَنْ يَزِيْدَ - وَهُوَ ابْنُ زُرَيْعٍ - قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ اَنَّ اَنَسًا حَدَّثَهُمْ اَنَّ النَّبِيَّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) كَانَ يَطُوْفُ عَلٰى نِسَائِهٖ فِي اللَّيْلَةِ الْوَاحِدَةِ وَلَهٗ يَوْمَئِذٍ تِسْعُ نِسْوَةٍ.

◇◇ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (بعض اوقات) ایک ہی رات میں اپنی تمام ازواج رضی اللہ عنہن کے پاس تشریف لے جایا کرتے تھے' آپ کی اس وقت نو ازواج رضی اللہ عنہن تھیں۔

3199- اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ الْمُخَرِّمِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ اَغَارُ عَلَى اللَّاتِيْ وَهَبْنَ اَنْفُسَهُنَّ لِلنَّبِيِّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَاَقُوْلُ اَوَتَهَبُ الْحُرَّةُ نَفْسَهَا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ (تُرْجِيْ مَنْ تَشَاءُ مِنْهُنَّ وَتُؤْوِيْ اِلَيْكَ مَنْ تَشَاءُ) قُلْتُ وَاللّٰهِ مَا اَرٰى رَبَّكَ اِلَّا يُسَارِعُ لَكَ فِيْ هَوَاكَ.

◇◇ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' مجھے ان خواتین پر بہت غصہ آتا تھا جو اپنے آپ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (سے نکاح کے لئے) پیش کر دیتی تھیں' میں یہ کہا کرتی تھی' کیا کوئی آزاد عورت اپنے آپ کو (نکاح کے لئے) پیش کر سکتی ہے' تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

''تم ان خواتین میں سے جسے چاہو پیچھے کر دو اور جنہیں چاہو اپنے پاس جگہ دے دو (یعنی ان کے ساتھ نکاح کر لو)''۔

3198-اخرجه البخاري في الغسل، باب الجنب يخرج و يمشي في السوق وغيره (الحديث 284)، وفي النكاح، باب كثرة النساء (الحديث 5068)، و باب من طاف على نسائه في غسل واحد (الحديث 5215) . و اخرجه النسائي في عشرة النساء من الكبرى، طواف الرجل على نسائه في الليلة الواحدة (الحديث 148) . تحفة الاشراف (1186) .

3199-اخرجه البخاري في التفسير، باب (ترجي من تشاء منهن و تؤوي اليك من تشاء و من ابتغيت ممن عزلت فلا جناح عليك) (الحديث 4788) . و اخرجه مسلم في الرضاع، باب جواز هبتها نوبتها لضرتها (الحديث 49) . و اخرجه النسائي في عشرة النساء من الكبرى، تاويل قول الله - جل ثناؤه: (ترجي من تشاء منهن و تؤوي اليك من تشاء) (الحديث 41)، و في التفسير : سورة الاحزاب، قوله تعالى: (ترجي من تشاء منهن و تؤوي اليك من تشاء) (الحديث 431) . تحفة الاشراف (16799) .

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے کہا: اللہ کی قسم! میں نے آپ کے پروردگار کو دیکھا ہے کہ وہ آپ کی خواہش بہت جلدی پوری کرتا ہے۔

ازواج مطہرات کے حالات زندگی کا بیان

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا

نام ونسب:

خدیجہ نام، ام ہند کنیت، طاہرہ لقب، سلسلہ نسب یہ ہے۔ خدیجہ بنت خویلد بن اسد بن عبدالعزی بن قصی، قصی پر پہنچ کر ان کا خاندان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان سے مل جاتا ہے۔ والدہ کا نام فاطمہ بنت زائدہ تھا، اور لوری بن غالب کے دوسرے بیٹے عامر کی اولاد تھیں۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے والد اپنے قبیلے میں نہایت معزز شخص تھے۔ مکہ آ کر اقامت کی، عبدالدار بن ابن قصی کے جوان کے ابن عم تھے، حلیف بنے اور یہیں فاطمہ بنت زائدہ سے شادی کی، جن کے بطن سے عام الفیل سے 15 سال قبل حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا پیدا ہوئیں، (طبقات ابن سعد ج8،) سن شعور کو پہنچیں تو اپنے پاکیزہ اخلاق کی بنا پر طاہرہ (اصابہ ج8 ص60) کے لقب سے مشہور ہوئیں۔

آپ کا نکاح کا بیان

باپ نے ان صفات کا لحاظ رکھ کر شادی کے لیے ورقہ بن نوفل کو جو برادر زادہ اور تورات وانجیل کے بہت بڑے عالم تھے، منتخب کیا، لیکن پھر کسی وجہ سے یہ نسبت نہ ہو سکی اور ابو ہالہ بن بناش تمیمی سے نکاح ہو گیا۔ (استیعاب ج2 ص378) ابو ہالہ کے بعد عتیق بن عابد مخزومی کے عقد نکاح میں آئیں، اسی زمانہ میں حرب الفجار چھڑی، جس میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے باپ لڑائی کے لیے نکلے اور مارے گئے (طبقات ج8 صفحہ 9) یہ عام الفیل سے 20 سال بعد کا واقعہ ہے۔ (ایضاً ص81 ج1 ق1)

تجارت کا بیان

باپ اور شوہر کے مرنے سے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو سخت دقت واقع ہوئی، ذریعہ معاش تجارت تھی جس کا کوئی نگران نہ تھا تاہم اپنے اعزہ کو مال تجارت دیکر بھیجتی تھیں، ایک وقت مال کی روانگی کا وقت آیا تو ابو طالب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ تم کو خدیجہ (رضی اللہ عنہ) سے جا کر ملنا چاہیے، ان کا مال شام جائے گا۔ بہتر ہے کہ تم بھی ساتھ لے جاتے، میرے پاس روپیہ نہیں ورنہ میں خود تمھارے لیے سرمایہ مہیا کر دیتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شہرت "امین" کے لقب سے تمام مکہ میں تھی اور آپکے حسن معاملت، راست بازی، صدق ودیانت اور پاکیزہ اخلاقی کا چرچا عام تھا، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو اس گفتگو کی خبر ملی تو فوراً پیغام بھیجا کہ "آپ میرا مال تجارت لے کر شام جائیں، جو معاوضہ اوروں کو دیتی ہوں آپ کو اس کا مضاعف دونگی۔" آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول فرمالیا اور مال تجارت لے کر میسرہ (غلام خدیجہ رضی اللہ عنہا) کے ہمراہ بصری تشریف لے گئے، اس سال کا نفع سال ہائے گزشتہ کے نفع سے مضاعف تھا، (طبقات ج1 ق1 ص81) حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے

اور مصائب میں حق کی حمایت کرتے ہیں پھر وہ آپ کو اپنے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں جو مذہبا نصرانی تھے عبرانی زبان جانتے تھے اور عبرانی زبان میں انجیل لکھا کرتے تھے، اب وہ بوڑھے اور نابینا ہو گئے تھے۔ خدیجہ نے کہا اپنے بھتیجے (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) کی باتیں سنو، بولے ابن الاخ تو نے کیا دیکھا؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے واقعہ کی کیفیت بیان کی تو کہا یہ وہی ناموس ہے جو موسی پر اترا تھا۔ کاش مجھ میں اس وقت قوت ہوتی اور زندہ رہتا جب آپ کی قوم آپ کو شہر بدر کرے گی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا یہ لوگ مجھے نکال دینگے؟ ورقہ نے جواب دیا ہاں جو کچھ آپ پر نازل ہوا جب کسی پر نازل ہوتا ہے تو دنیا اس کی دشمن ہو جاتی ہے اور اگر اس وقت تک میں زندہ رہا تو تمہاری وزنی مدد کرونگا۔ اس کے بعد ورقہ کا بہت جلد انتقال ہو گیا اور وحی کچھ دنوں کے لیے رک گئی۔ (صحیح بخاری ج اص 3،2)

اس وقت تک نماز پنجگانہ فرض نہ تھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نوافل پڑھا کرتے تھے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا بھی آپکے ساتھ نوافل میں شرکت کرتی تھیں، ابن سعد کہتے ہیں۔ (طبقات ج8ص 10)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ایک عرصہ تک خفیہ طور پر نماز پڑھا کیے۔ عفیف کندی سامان خریدنے کے لیے مکہ آئے، اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے گھر میں فروکش ہوئے صبح کے وقت ایکدن کعبہ کی طرف نظر تھی۔ دیکھا کہ ایک نوجوان آیا اور آسمان کی طرف قبلہ رخ کھڑا ہو گیا۔ پھر ایک لڑکا اس کے داہنی طرف کھڑا ہوا، پھر ایک عورت دونوں کے پیچھے کھڑی ہوئی، نماز پڑھ کر یہ لوگ چلے گئے، تو عفیف نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کوئی عظیم الشان واقعہ پیش آنے والا ہے، حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے جوابدیا، ہاں، پھر کہا جانتے ہو یہ نوجوان کون ہے؟ یہ میرا بھتیجا محمد ہے، یہ دوسرا بھتیجا علی ہے اور یہ محمد کی بیوی (خدیجہ رضی اللہ عنہا) ہے، میرے بھتیجے کا خیال ہے کہ اسکا مذہب پروردگار عالم کا مذہب ہے اور جو کچھ کرتا ہے اس کے حکم سے کرتا ہے، دنیا میں جہاں تک مجھکو علم ہے اس خیال کے صرف یہی تین شخص ہیں، (ایضاص 10، 11)

عقیلی اس روایت کو ضعیف سمجھتے ہیں، لیکن ہمارے نزدیک اس کے ضعیف ہونے کی کوئی وجہ نہیں، درایت کے لحاظ سے اس میں کوئی خرابی نہیں، روایت کی حیثیت سے اس کے ثبوت کے متعدد طریق ہیں محدث ابن سعد نے اس کو نقل کیا ہے، بغوی، ابو یعلی اور نسائی نے اس کو اپنی کتابوں میں جگہ دی ہے، حاکم، ابن خثیمہ، ابن مندہ اور صاحب غیلانیات نے اسے مقبول مانا ہے۔ اور سب سے بڑھکر یہ کہ اس کو امام بخاری نے اپنی تاریخ میں درج کیا ہے اور اس کو صحیح کہا ہے۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے صرف نبوت کی تصدیق ہی نہیں کی بلکہ آغاز اسلام میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے بڑی معین و مددگار ثابت ہوئیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو چند سال تک کفار مکہ اذیت دیتے ہوئے ہچکچاتے تھے۔ اس میں بڑی حد تک حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا اثر کام کر رہا تھا، اوپر گزر چکا ہے۔ کہ آغاز نبوت میں جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے یہ الفاظ نکلے کہ "مجھکو ڈر ہے" تو انہوں نے کہا" آپ متردد نہ ہوں، خدا آپکا ساتھ نہ چھوڑے گا" دعوت اسلام کے سلسلے میں جب مشرکین نے آپ کو طرح طرح کی اذیتیں پہنچائیں تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو تسلی اور تشفی دی، استیعاب میں ہے، (طبقات ج2ص 740) "نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مشرکین کی تردید یا تکذیب سے جو کچھ صدمہ پہنچتا، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا

کتاب النکاح

کے پاس آ کر ختم ہو جاتا تھا کیونکہ وہ آپ کی باتوں کی تصدیق کرتی تھیں اور مشرکین کے معاملہ کو آپکے سامنے ہلکا کر کے پیش کرتی تھیں،" سن 7 نبوی میں جب قریش نے اسلام کو تباہ کرنے کا فیصلہ کیا۔ تو یہ تدبیر سوچی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکے خاندان کو ایک گھاٹی میں محصور کیا جائے، چنانچہ ابو طالب مجبور ہو کر تمام خاندان ہاشم کے ساتھ شعب ابو طالب میں پناہ گزین ہوئے، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا بھی ساتھ آئیں، سیرت ابن ہشام میں ہے۔ (سیرت ابن ہشام ج ۱ ص 192)

اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شعب ابو طالب میں تھیں،" تین سال تک بنو ہاشم نے اس حصار میں بسر کی یہ زمانہ ایسا سخت گزرا کہ طلح کے پتے کھا کھا کر رہتے تھے تاہم اس زمانہ میں بھی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے اثر سے کبھی کبھی کھانا پہنچ جاتا تھا۔ چنانچہ ایک دن حکیم بن حزام نے جو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا بھتیجا تھا۔ تھوڑے سے گیہوں اپنے غلام کے ہاتھ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجے، راہ میں ابو جہل نے دیکھ لیا، اتفاق سے ابو البختری کہیں سے آ گیا، وہ اگرچہ کافر تھا، لیکن اس کو رحم آیا، ابو جہل سے کہا ایک شخص اپنی پھوپھی کو کھانے کے لیے کچھ بھیجتا ہے تو کیوں روکتا ہے، (ایضا)

وفات کا بیان

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نکاح کے بعد 25 برس تک زندہ رہیں اور 11 رمضان سن 10 نبوی (ہجرت سے تین سال قبل (بخاری ج ۱ ص 551) انتقال کیا، اس وقت ان کی عمر 64 سال 6 ماہ کی تھی، چنانچہ نماز جنازہ اس وقت تک مشروع نہیں ہوئی تھی۔ اس لئے ان کی لاش اسی طرح دفن کر دی گئی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خود ان کی قبر میں اترے، اور اپنی سب سے بڑی غمگسار کو داعی اجل کے سپرد کیا، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی قبر حجون میں ہے، (طبقات ابن سعد ج 8 ص 11) اور زیارت گاہ خلائق ہے، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات سے تاریخ اسلام میں ایک جدید دور شروع ہوا۔ یہی زمانہ ہے جو اسلام کا سخت ترین زمانہ ہے۔ اور خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس سال کو عام الحزن (سال غم) فرمایا کرتے تھے کیونکہ ان کے اٹھ جانے کے بعد قریش کو کسی شخص کا پاس نہیں رہ گیا تھا، اور وہ نہایت بیرحمی و بیباکی سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ستاتے تھے، اسی زمانہ میں آپ اہل مکہ سے ناامید ہو کر طائف تشریف لے گئے۔

اولاد کا بیان

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بہت سی اولاد ہوئی، ابوہالہ سے جو ان کے پہلے شوہر تھے، دولڑکے پیدا ہوئے، جنکے نام ہالہ و ہند تھے، دوسرے شوہر یعنی عتیق سے ایک لڑکی پیدا ہوئی، اسکا نام بھی ہند تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے چھ اولادیں پیدا ہوئیں، دو صاحبزادے جو بچپن میں انتقال کر گئے اور چار صاحبزادیاں! نام حسب ذیل ہیں، (زرقانی جلد 3 ص 221)

(1) حضرت قاسم رضی اللہ عنہ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے بڑے بیٹے تھے، انہی کے نام پر آپ ابو القاسم کنیت کرتے تھے، صغرسنی میں مکہ میں انتقال کیا، اس وقت پیروں چلنے لگے تھے۔

(2) حضرت زینب رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے بڑی صاحبزادی تھیں، (3) حضرت عبداللہ نے بہت کم عمر پائی، چونکہ زمانہ نبوت میں پیدا ہوئے تھے، اس لیے طیب اور طاہر کے لقب سے مشہور ہوئے۔ (4) حضرت رقیہ

(5) حضرت ام کلثوم (6) حضرت فاطمہ زہرا، ان سب میں ایک ایک سال کا چھوٹا بڑا پا تھا، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اپنی اولاد کو بہت چاہتی تھیں، اور چونکہ دنیا نے بھی ساتھ دیا یعنی صاحب ثروت تھیں، اس لیے عقبہ کی لونڈی سلمہ کو بچوں کی پرورش پر مقرر کیا تھا، جو ان کو کھلاتی اور دودھ پلاتی تھیں، ازواج مطہرات رضی اللہ عنہما میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو بعض خاص خصوصیتیں حاصل ہیں، وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی بیوی ہیں، وہ جب عقد نکاح میں آئیں تو ان کی عمر چالیس برس کے قریب تھی، لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی زندگی میں دوسری شادی نہیں کی، حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سوا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام اولاد انہی سے پیدا ہوئی۔

فضائل ومناقب کا بیان

ام المومنین حضرت خدیجہ طاہرہ رضی اللہ عنہ کی عظمت وفضیلت کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب فرض نبوت ادا کرنا چاہا تو فضائے عالم سے ایک آواز بھی آپ کی تائید میں نہ اٹھی، کوہ حرا، وادی عرفات، جبل فاران غرض تمام جزیرۃ العرب آپ کی آواز پر پیکر تصویر بنا ہوا تھا، لیکن اس عالمگیر خاموشی میں صرف ایک آواز تھی جو فضائے مکہ میں تموج پیدا کر رہی تھی، یہ آواز حضرت خدیجہ طاہرہ رضی اللہ عنہ کے قلب مبارک سے بلند ہوئی تھی، جو اس ظلمت کدہ کفر وضلالت میں نور الٰہی کا دوسرا تجلی گاہ تھا، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا وہ مقدس خاتون ہیں، جنہوں نے نبوت سے پہلے بت پرستی ترک کر دی تھی، چنانچہ مسند ابن حنبل میں روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا، "بخدا میں کبھی لات وعزیٰ کی پرستش نہ کرونگا" انہوں نے جواب دیا کہ لات کو جانے دیجیے، عزیٰ کو جانے دیجیے، یعنی انکا ذکر نہ کیجیے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کو ان کی ذات سے جو تقویت تھی وہ سیرت نبوی کے ایک ایک صفحہ سے نمایاں ہے، ابن ہشام میں ہے، "وہ اسلام کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی مشیر کار تھیں۔" نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے انکو جو محبت تھی، وہ اس سے ظاہر ہے کہ باوجود اس تمول اور دولت وثروت کے جو انکو حاصل تھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت خود کرتی تھیں، چنانچہ صحیح بخاری میں روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت جبرائیل نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا برتن میں کچھ لا رہی ہیں۔ آپ انکو خدا کا اور میرا سلام پہنچا دیجیے، (صحیح بخاری ج ا ص 539) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے سخت محبت تھی، لیکن وہ مکہ میں غلام کی حیثیت سے رہتے تھے، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے انکو آزاد کرایا، اور اب وہ کسی دنیاوی رئیس کے خادم ہونے کی بجائے شہنشاہ رسالت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے غلام تھے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے بیپناہ محبت تھی آپ نے ان کی زندگی تک دوسری شادی نہیں کی، ان کی وفات کے بعد آپکا معمول تھا کہ جب گھر میں کوئی جانور ذبح ہوتا تو آپ ڈھونڈ ڈھونڈ کر ان کی سہیلیوں کے پاس گوشت بھجواتے تھے، حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ گو میں نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو نہیں دیکھا، لیکن مجھکو جس قدر ان پہ رشک آتا تھا کسی اور پر نہیں آتا تھا، جسکی وجہ یہ تھی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ انکا ذکر کیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ میں نے اس پر آپ کو رنجیدہ کیا، لیکن آپ نے فرمایا کہ خدا نے مجھکو ان کی محبت دی ہے، (صحیح مسلم ج 2 ص 333،) ایک دفعہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے انتقال کے بعد ان کی بہن ہالہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے آئیں اور استیذ ان کے

قاعدے سے ا آپ نے کی اجازت مانگی، ان کی آواز حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے ملتی تھی آپکے کانوں میں آواز پڑی تو حضرت
خدیجہ یاد آگئیں اور آپ جھجک اٹھے، اور فرمایا" کہ ہالہ ہونگی۔" حضرت عائشہ بھی موجود تھیں انکو نہایت رشک ہوا، بولیں کہ
"آپ کیا ایک بڑھیا کی یاد کیا کرتے ہیں، جو مرچکیں، اور خدا نے ان سے اچھی بیویاں آپ کو دیں،" صحیح بخاری میں یہ روایت
یہیں تک ہے، لیکن استیعاب میں ہے کہ اس کے جواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "ہرگز نہیں جب لوگوں نے میری
تکذیب کی تو انہوں نے تصدیق کی، جب لوگ کافر تھے تو وہ اسلام لائیں، جب میرا کوئی نہ تھا تو انہوں نے میری مدد کی، اور میری
اولاد ان ہی سے ہوئی۔" حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے مناقب میں بہت سی حدیثیں مروی ہیں، صحیح بخاری و مسلم میں ہے۔
"عورتوں میں بہترین مریم بنت عمران ہے اور پھر عورتوں میں بہترین خدیجہ بنت خویلد ہیں" ایک مرتبہ حضرت جبرائیل علیہ السلام
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، خدیجہ آئیں تو فرمایا۔ "انکو جنت میں ایک ایسا گھر ملنے کی بشارت سنا دیجئے جو
موتی کا ہوگا اور جس میں شور وغل اور محنت و مشقت نہ ہوگی،"

حضرت سودہ رضی اللہ عنہا

نام ونسب:۔

سودہ نام تھا، قبیلہ عامر بن لوی سے تھیں، جو قریش کا ایک نامور قبیلہ تھا، سلسلہ نسب یہ ہے، سودہ بنت زمعہ بن قیس بن عبد
شمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر ابن لوی، ماں کا نام شموس تھا، یہ مدینہ کے خاندان بنو نجار سے تھیں، انکا پورا نام و
نسب یہ ہے، شموس بنت قیس بن زید بن عمرو بن لبید بن فراش بن عامر بن غنم بن عدی بن النجا۔

نکاح کا بیان

سکران رضی اللہ عنہ بن عمرو سے جو ان کے والس کے ابن عم تھے، شادی ہوئی،

قبول اسلام کا بیان

ابتدائے نبوت میں مشرف بہ اسلام ہوئیں، ان کے ساتھ ان کے شوہر بھی اسلام لائے۔ اس بنا پر انکو قدیم الاسلام ہونے کا
شرف حاصل ہے، حبشہ کی پہلی ہجرت کے وقت تک حضرت سودہ رضی اللہ عنہا اور ان کے شوہر مکہ ہی میں مقیم رہے، لیکن جب
مشرکین کے ظلم وستم کی کوئی انتہا نہ رہی اور مہاجرین کی ایک بڑی جماعت ہجرت کے لیے آمادہ ہوئی تو ان میں حضرت سودہ رضی اللہ
عنہا اور ان کے شوہر بھی شامل ہوگئے۔

کئی برس حبشہ میں رہ کر مکہ کو واپس آئیں، اور سکران رضی اللہ عنہ نے کچھ دن کے بعد وفات پائی۔

حضرت سودہ رضی اللہ عنہا حرم نبوت بنتی ہیں

حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کو تمام ازواج مطہرات میں یہ فضیلت حاصل ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد سب
سے پہلے وہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عقد نکاح میں آئیں، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے انتقال سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم

نہایت پریشان وغمگین تھے، یہ حالت دیکھ کر خولہ رضی اللہ عنہ بنت حکیم (عثمان بن مظعون کی بیوی) نے عرض کی کہ آپ کو ایک مونس ورفیق کی ضرورت ہے، آپ نے فرمایا ہاں، گھربار بال بچوں کا انتظام سب خدیجہ رضی اللہ عنہا کے متعلق تھا، آپ کے ایماء سے وہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہ کے والد کے پاس گئیں، اور جاہلیت کے طریقہ پر اسلام کیا، انعم صباحا، پھر نکاح کا پیغام سنایا، انہوں نے کہا ہاں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) شریف کفو ہیں، لیکن سودہ رضی اللہ عنہ سے بھی تو دریافت کرو، غرض سب مراتب طے ہو گئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خود تشریف لے گئے اور سودہ رضی اللہ عنہ کے والد نے نکاح پڑھایا، چار سو درہم مہر قرار پایا، نکاح کے بعد عبداللہ بن زمع (حضرت سودہ رضی اللہ عنہ کے بھائی) جو اس وقت کافر تھے، آئے اور انکو یہ حال معلوم ہوا تو سر پر خاک ڈال لی کہ کیا غضب ہو گیا، چنانچہ اسلام لانے کے بعد اپنی اس حماقت ونادانی پر ہمیشہ انکو افسوس آتا تھا، (زرقانی ج3 ص261)

حضرت سودہ رضی اللہ عنہ کا نکاح رمضان سن دس نبوی میں ہوا، اور چونکہ ان کے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کا زمانہ قریب قریب ہے، اسلیئے مؤرخین میں اختلاف ہے کہ کس کو تقدم حاصل ہے، ابن اسحاق کی روایت ہے کہ سودہ رضی اللہ عنہ کو تقدم ہے اور عبداللہ بن محمد بن عقیل حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو مقدم سمجھتے ہیں۔

(طبقات ابن سعد ج8 ص36-37-38-39، زرقانی ج3 ص360)

بعض روایتوں میں ہے کہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہ نے اپنے پہلے شوہر کی زندگی میں ایک خواب دیکھا تھا، ان سے بیان کیا تو بولے کہ شائد میری موت کا زمانہ قریب ہے، اور تمہارا نکاح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوگا، چنانچہ یہ خواب حرف بحرف پورا ہوا، (زرقانی ج3 ص260، طبقات ابن سعد ج8 ص38، 39۔)

عام حالات کا بیان

نبوت کے تیرہویں سال جب آپ نے مدینہ منورہ میں ہجرت کی تو حضرت زید رضی اللہ عنہ بن حارثہ کو مکہ بھیجا کہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہ وغیرہ کو لے کر آئیں، چنانچہ وہ اور حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہ حضرت زید رضی اللہ عنہ کے ہمراہ مدینہ آئیں،

سن دس ہجری میں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کیا تو حضرت سودہ رضی اللہ عنہ بھی ساتھ تھیں، چونکہ وہ بلند وبالا و فربہ اندام تھیں اور اس وجہ سے تیزی کے ساتھ چل پھر نہیں سکتی تھیں۔ اس لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی کہ اور لوگوں کے مزدلفہ سے روانہ ہونے کے قبل انکو چلا جانا چاہیے، کیونکہ انکو بھیڑ بھاڑ میں چلنے سے تکلیف ہوگی، (صحیح بخاری ج1 ص228)

وفات کا بیان

ایک دفعہ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھیں، انہوں نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ! ہم میں سے سب سے پہلے کون مرے گا، فرمایا کہ جسکا ہاتھ سب سے بڑا ہے، لوگوں نے ظاہرہ معنی سمجھے، ہاتھ ناپے گئے تو سب سے بڑا ہاتھ حضرت سودہ رضی اللہ عنہ کا تھا، (طبقات ج8 ص37) لیکن جب سب سے پہلے حضرت زینب رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا۔ تو معلوم ہوا کہ ہاتھ کی بڑائی سے آپ کا مقصد سخاوت وفیاضی تھی، بہرحال واقدی نے حضرت سودہ رضی اللہ عنہ کا سال وفات 54 ہجری بتایا ہے، (طبقات ابن سعد ج8 ص37، 39) لیکن ثقات کی روایت یہ ہے کہ انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اخیر زمانہ

خلافت میں انتقال کیا۔ (اسد الغابہ ج 5 باب النساء صحابیات حالات سودہ رضی اللہ عنہا)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سن 23 ہجری میں وفات پائی ہے اس لیے حضرت سودہ رضی اللہ عنہ کی وفات کا سال 22 ہجری ہوگا خمیس میں یہی روایت ہے اور سب سے زیادہ صحیح ہے، (زرقانی ج3 ص 262) اور اس کو امام بخاری، ذہبی، جزری ابن عبدالبر اور خزرجی نے اختیار کیا ہے۔

اولاد کا بیان

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی اولاد نہیں ہوئی، پہلے شوہر (حضرت سکران رضی اللہ عنہ) نے ایک لڑکا یادگار چھوڑا تھا، جسکا نام عبدالرحمٰن تھا، انہوں نے جنگ جلولاء (فارس) میں شہادت حاصل کی۔ (زرقانی ج2 ص 260)

حلیہ کا بیان

ازواج مطہرات رضی اللہ عنہما میں حضرت سودہ رضی اللہ عنہ سے زیادہ کوئی بلند بالا نہ تھا، حضرت عائشہ کا قول ہے کہ جس نے انکو دیکھ لیا، اس سے وہ چھپ نہیں سکتی تھیں۔ (صحیح بخاری ج3 ص 707) زرقانی میں ہے کہ انکا ذیل الاہا تھا، (زرقانی ص3 ص 459۔)

فضل وکمال کا بیان

حضرت سودہ رضی اللہ عنہ سے صرف پانچ حدیثیں مروی ہیں، جن میں سے بخاری میں صرف ایک ہے، صحابہ رضی اللہ عنہما میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ، ابن زبیر رضی اللہ عنہ اور یحیٰی بن عبدالرحمٰن (بن اسعد بن زرارہ) نے ان سے روایت کی ہے،

اخلاق کا بیان

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ (طبقات ج8 ص 37) سودہ کے علاوہ کسی عورت کو دیکھ کر مجھے یہ خیال نہیں ہوا کہ اس کے قالب میں میری روح ہوتی۔

اطاعت وفرمانبرداری میں وہ تمام ازواج مطہرات رضی اللہ عنہما سے ممتاز تھیں، آپ نے حجۃ الوداع کے موقع پر ازواج مطہرات رضی اللہ عنہما کو مخاطب کر کے فرمایا تھا۔ کہ میرے بعد گھر میں بیٹھنا، (زرقانی ج3 ص 291) چنانچہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہ نے اس حکم پر اس شدت سے عمل کیا کہ پھر کبھی حج کے لیے نہ نکلیں، فرماتی تھیں کہ میں حج وعمرہ دونوں کر چکی ہوں، اور اب خدا کے حکم کے مطابق گھر میں بیٹھونگی، (طبقات ج8 ص 38)

سخاوت وفیاضی بھی انکا ایک اور نمایاں وصف تھا، اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سوا وہ اس وصف میں بھی سب سے ممتاز تھیں، ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کی خدمت میں ایک تھیلی بھیجی، لانے والے سے پوچھا، اس میں کیا ہے؟ بولا درہم، بولیں کھجور کی طرح تھیلی میں درہم بھیجے جاتے ہیں۔ یہ کہکر اسی وقت سبکو تقسیم کر دیا، (اصابہ ج8 ص 118) وہ طائف کی کھالیں بناتی تھیں اور اس سے جو آمدنی ہوتی تھی، اس کو نہایت آزادی کے ساتھ نیک کاموں میں صرف کرتی تھیں، (ایضاً ص 65 حالات سودہ)

ایثار میں بھی وہ ممتاز حیثیت رکھتی تھیں، وہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آگے پیچھے نکاح میں آئیں تھیں لیکن چونکہ انکا

سن بہت زیادہ تھا۔ اس لیے جب بوڑھی ہوگئیں تو انکو سوءِ ظن ہوا کہ شاید نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم طلاق دے دیں، اور شرف صحبت سے محروم ہو جائیں، اس بنا پر انہوں نے اپنی باری حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دے دی اور انہوں نے خوشی سے قبول کر لی،

(صحیح بخاری و مسلم (کتاب النکاح جواز ہبۃ نوبتہا لضرتہا)

مزاج تیز تھا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ان کی بیحد معترف تھیں، لیکن کہتی ہیں کہ وہ بہت جلد غصہ سے بھڑک اٹھتی تھیں، ایک مرتبہ قضائے حاجت کے لیے صحرا کو جا رہی تھیں، راستے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ مل گئے، چونکہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہ کا قد نمایاں تھا، انہوں نے پہچان لیا، حضرت عمر کو ازواج مطہرات رضی اللہ عنہما کا باہر نکلنا ناگوار تھا اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پردہ کی تحریک کر چکے تھے، اس لیے بولے سودہ رضی اللہ عنہ تمکو ہم نے پہچان لیا۔ حضرت سودہ رضی اللہ عنہ کو سخت ناگوار ہوا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شکایت کی، اسی واقعہ کے بعد آیت حجاب نازل ہوئی۔ (صحیح بخاری ج1 ص26)

بایں ہمہ ظرافت اس قدر تھی کہ کبھی کبھی اس انداز سے چلتی تھیں، کہ آپ ہنس پڑتے تھے ایک مرتبہ کہنے لگیں کہ کل رات کو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی تھی، آپ نے (اس قدر دیر تک) رکوع کیا کہ مجھکو نکسیر پھوٹنے کا شبہہ ہو گیا، اس لیے میں دیر تک ناک پکڑے رہی، آپ اس جملہ کو سن کر مسکرا اٹھے، (سعد ج8 ص37)

دجال سے بہت ڈرتی تھیں، ایک مرتبہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہ کے پاس آ رہی تھیں دونوں نے مذاق کے لہجہ میں کہا تم نے کچھ سنا؟ بولیں کیا؟ کہا دجال نے خروج کیا، حضرت سودہ رضی اللہ عنہ یہ سنکر گھبرا گئیں، ایک حجرہ جس میں کچھ آدمی آگ سلگا رہے تھے، قریب تھا، فوراً اس کے اندر داخل ہوگئیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہ ہنستی ہوئی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچیں، اور آپ کو اس مذاق کی خبر کی، آپ تشریف لائے اور خیمہ کے دروازے پر کھڑے ہو کر فرمایا کہ ابھی دجال نہیں نکلا ہے، یہ سن کر حضرت سودہ رضی اللہ عنہ باہر آئیں۔ تو مکڑی کا جالا بدن میں لگا ہوا تھا اس کو باہر آ کر صاف کیا، (اصابہ ج8 ص6) (میرے نزدیک یہ روایت مشکوک اور سنداً ضعیف ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

نام ونسب:

عائشہ نام، صدیقہ اور حمیرا لقب، ام عبداللہ کنیت، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ہیں۔ ماں کا نام زینب تھا ام رومان کنیت تھی اور قبیلہ غنم بن مالک سے تھیں،

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بعثت کے بارہ سال بعد شوال کے مہینہ میں پیدا ہوئیں، صدیق اکبر کا کاشانہ وہ برج سعادت تھا، جہاں خورشید اسلام کی شعاعیں سب سے پہلے پرتوفگن ہوئیں، اس بنا پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اسلام کی ان برگزیدہ شخصیتوں میں ہیں، جن کے کانوں نے کبھی کفر وشرک کی آواز نہیں سنی، خود حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ جب سے میں نے اپنے

والدین کو پہچانا انکو مسلمان پایا، (بخاری ج1 ص 252)

حضرت عائشہ کو وائل کی بیوی نے دودھ پلایا، وائل کی کنیت ابوالقعیس تھی، وائل کے بھائی افلح، حضرت عائشہ کے رضاعی چچا کبھی کبھی ان سے ملنے آیا کرتے تھے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے وہ ان کے سامنے آتی تھیں، (ایضاً ص 320) رضاعی بھائی بھی کبھی کبھی ملنے آیا کرتا تھا، (ایضاً ص 361)

نکاح کا بیان

تمام ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن میں یہ شرف صرف حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو حاصل ہے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کنواری بیوی تھیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے وہ جبیر بن مطعم کے صاحبزادے سے منسوب ہوئی تھیں، لیکن جب حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے انتقال کے بعد خولہ رضی اللہ عنہا بنت حکیم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لے کر ام رومان سے کہا، اور انہوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا، تو چونکہ یہ ایک قسم کی وعدہ خلافی تھی، بولے کہ جبیر بن مطعم سے وعدہ کر چکا ہوں، لیکن مطعم نے خود اس بنا پر انکار کر دیا کہ اگر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ان کے گھر گئیں تو گھر میں اسلام کا قدم آ جائے گا،

بہر حال حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خولہ کے ذریعہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عقد کر دیا، پانچ سو درہم مہر قرار پایا، یہ سن دس نبوی کا واقعہ ہے، اس وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا چھ برس کی تھیں،

یہ نکاح اسلام کی سادگی کی حقیقی تصویر تھا، عطیہ رضی اللہ عنہا اسکا واقعہ اس طرح بیان کرتی ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا لڑکیوں کے ساتھ کھیل رہی تھیں، ان کی اتا آئی اور انکو لے گئی، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آ کر نکاح پڑھا دیا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا خود کہتی ہیں کہ "جب میرا نکاح ہوا تو مجھکو کچھ خبر تک نہ ہوئی جب میری والدہ نے باہر نکلنے میں روک ٹوک شروع کی، تب میں سمجھی کہ میرا نکاح ہو گیا، اس کے بعد میری بعد میری والدہ نے مجھے سمجھا بھی دیا"۔ (طبقات ابن سعد ج8 ص 40)

نکاح کے بعد مکہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قیام تین سال تک رہا، سن تیرہ نبوی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ساتھ تھے۔ اور اہل وعیال کو دشمنوں کے نرغہ میں چھوڑ آئے تھے جب مدینہ میں اطمینان ہوا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن اریقط کو بھیجا کہ ام رومان رضی اللہ عنہا، اسماء رضی اللہ عنہا اور عائشہ رضی اللہ عنہا کو لے آئیں، مدینہ میں آ کر حضرت عائشہ سخت بخار میں مبتلا ہوئیں، اشتداد مرض سے سر کے بال جھڑ گئے، (صحیح بخاری، باب الہجرۃ) صحت ہوئی تو ام رومان کو رسم عروسی ادا کرنے کا خیال آیا، اس وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر نو سال کی تھی، سہیلیوں کے ساتھ جھولا جھول رہی تھیں کہ ام رومان نے آواز دی، انکو اس واقعہ کی خبر تک نہ تھی، ماں کے پاس آئیں، انہوں نے منہ دھویا بال درست کیے گھر میں لے گئیں انصار کی عورتیں انتظار میں تھیں، یہ گھر میں داخل ہوئیں تو سب نے مبارکباد دی، تھوڑی دیر کے بعد خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، (صحیح بخاری تزویج عائشہ رضی اللہ عنہا وسیرۃ النبی جلد 2) شوال میں نکاح ہوا تھا اور شوال ہی میں یہ رسم ادا کی گئی،

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے نکاح سے عرب کے بعض بیہودہ خیالات میں اصلاح ہوئی 1)) عرب منہ بولے بھائی کی لڑکی سے شادی نہیں کرتے تھے، اسی بنا پر جب خولہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارادہ ظاہر کیا، تو انہوں نے حیرت سے کہا" کیا یہ جائز ہے؟ عائشہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھتیجی ہے "لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ انت اخی فی السلام تم تو صرف مذہبی بھائی ہو 2)) اہل عرب شوال میں شادی نہیں کرتے تھے، زمانہ قدیم میں اس مہینہ میں طاعون آیا تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی شادی اور رخصتی دونوں شوال میں ہوئیں۔

عام حالات کا بیان

غزوات میں سے صرف غزوہ احد میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی شرکت کا پتہ چلتا ہے صحیح بخاری میں حجرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ "میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا اور ام سلیم رضی اللہ عنہا کو دیکھا کہ مشک بھر بھر کر لاتی تھیں اور زخمیوں کو پانی پلاتی تھیں (بخاری ج2 ص 581)

غزوہ بنی مصطلق میں کہ سن پانچ ہجری کا واقعہ ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ کے ساتھ تھیں، واپسی میں انکا ہار کہیں گر گیا، پورے قافلے کو اترنا پڑا، نماز کا وقت آیا تو پانی نہ ملا، تمام صحابہ پریشان تھے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ہوئی اور تیمم کی آیت نازل ہوئی، اس اجازت سے تمام لوگ خوش ہوئے، اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے کہا،" اے آل ابوبکر رضی اللہ عنہ! تم لوگوں کے لیے سرمایہ برکت ہو،"

اسی لڑائی میں واقعہ افک پیش آیا۔ یعنی منافقین نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگائی احادیث اور سیر کی کتابوں میں اس واقعہ کو نہایت تفصیل کے ساتھ نقل کیا ہے، لیکن جس واقعہ کی نسبت قرآن مجید میں مذکور ہے، کہ سننے کے ساتھ لوگوں نے یہ کیوں نہیں کہہ دیا کہ "بالکل افترا ہے "اسکو تفصیل کے ساتھ لکھنے کی چنداں ضرورت نہیں۔

سن نو ہجری میں تحریم اور ایلاء، وتخییر کا واقعہ پیش آیا اور واقعہ تحریم کی تفصیل حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے حالات میں آئے گی۔ البتہ واقعہ ایلاء کی تفصیل اس مقام پر کی جاتی ہے،

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم زاہدانہ زندگی بسر فرماتے تھے۔ دو دو مہینے گھر میں آگ نہیں جلتی تھی، آئے دن فاقے ہوتے رہتے تھے، ازواج مطہرات گو شرف صحبت کی برکت سے تمام ابنائے جسم سے ممتاز ہوگئیں تھیں۔ تاہم بشریت بالکل معدوم نہیں ہو گئی تھی، خصوصاوہ دیکھتی تھیں کہ فتوحات اسلام کا دائرہ بڑھتا جاتا ہے۔ اور غنیمت کا سرمایہ اس قدر پہنچ گیا ہے کہ اسکا ادنی حصہ بھی ان کی راحت وآرام کے لیے کافی ہوسکتا ہے، ان واقعات کا اقتضا تھا کہ ان کے صبر قناعت کا جام لبریز ہو جاتا۔

ایک مرتبہ حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما خدمت نبوی میں حاضر ہوئے۔ دیکھا کہ بیچ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ادھر ادھر بیویاں بیٹھی ہیں، اور توسیع نفقہ کا تقاضا ہے، دونوں اپنی صاحبزادیوں کی تنبیہ پر آمادہ ہو گئے، لیکن انہوں نے عرض کی کہ ہم آئندہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو زائد مصارف کی تکلیف نہ دینگے۔

دیگر ازواج اپنے مطالبہ پر قائم رہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سکون خاطر میں یہ چیز اس قدر خلل انداز ہوئی، کہ آپ

نے عہد فرمایا کہ ایک مہینہ تک ازواج مطہرات سے نہ ملیں گے اتفاق یہ کہ اسی زمانہ میں آپ گھوڑے سے گر پڑے اور ساق مبارک پر زخم آیا آپ نے بالا خانے پر تنہا نشینی اختیار کی، واقعات کے قرینہ سے لوگوں نے یہ خیال کیا کہ آپ نے تمام ازواج کو طلاق دے دی؟ تو آپ نے فرمایا" نہیں" یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اللہ اکبر پکار اٹھے،

جب ایلاء کی مدت یعنی ایک مہینہ گزر چکا تو آپ بالا خانہ سے اتر آئے، سب سے پہلے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے، وہ ایک ایک دن گنتی تھیں، بولیں "یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ نے ایک مہینہ کے لیے عہد فرمایا تھا، ابھی تو انتیس ہی دن ہوئے ہیں،" ارشاد ہوا" مہینہ کبھی انتیس کا بھی ہوتا ہے۔"

اس کے بعد آیت تخییر نازل ہوئی، اس آیت کی رو سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا کہ ازواج مطہرات کو مطلع فرما دیں کہ دو چیزیں تمہارے سامنے ہیں، دنیا اور آخرت، اگر تم دنیا چاہتی ہو تو آؤ میں تمکو رخصتی جوڑے دیکر عزت واحترام کے ساتھ رخصت کر دوں، اور اگر تم خدا اور رسول اور ابدی راحت کی طلبگار ہو تو خدا نے نیکوکاروں کے لیے بڑا اجر مہیا کر رکھا ہے، چونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ان تمام معاملات میں پیش پیش تھیں، آپ نے انکو ارشاد الہی سے مطلع فرمایا، انہوں نے کہا" میں سب کچھ چھوڑ کر خدا اور رسول کو لیتی ہوں،" تمام ازواج مطہرات نے بھی یہی جوابدیا، (صحیح بخاری (جلد2 ص793) صحیح مسلم الایلاء)

ربیع الاول سن گیارہ ہجری میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی، تیرہ دن علیل رہے، جن میں آٹھ دن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں اقامت فرمائی، خلق عمیم کی بنا پر ازواج مطہرات سے صاف طور پر اجازت نہیں طلب کی بلکہ پوچھا کہ کل میں کس کے گھر رہونگا؟ دوسرا دن (دوشنبہ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں قیام فرمانے کا تھا، ازواج مطہرات نے مرضی اقدس سمجھ کر عرض کی کہ آپ جہاں چاہیں قیام فرمائیں، ضعف اس قدر زیادہ ہو گیا تھا کہ چلا نہیں جاتا تھا، حضرت علی وحضرت عباس رضی اللہ عنہما دونوں بازو تھام کر بمشکل حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں لائے،

وفات سے پانچ روز پہلے (جمعرات کو) آپ کو یاد آیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس کچھ اشرفیاں رکھوائی تھیں، دریافت فرمایا،" عائشہ! وہ اشرفیاں کہاں ہیں؟ کیا محمد خدا سے بدگمان ہو کر ملے گا، جاؤ انکو خدا کی راہ میں خیرات کر دو،"

(مسند ابن حنبل ج6 ص49)

جس دن وفات ہوئی (یعنی دوشنبہ کے روز) بظاہر طبیعت کو سکون تھا لیکن دن جیسے جیسے چڑھتا جاتا تھا، آپ پر غشی طاری ہوتی تھی، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ جب تندرست تھے تو فرمایا کرتے تھے کہ پیغمبروں کو اختیار دیا جاتا ہے کہ وہ خواہ موت کو قبول کریں یا حیات دنیا کو ترجیح دیں۔ اس حالت میں اکثر آپ کی زبان سے یہ الفاظ ادا ہوتے رہے مع الذین انعم اللہ علیہم اور کبھی یہ فرماتے اللھم فی الرفیق الاعلی وہ سمجھ گئیں کہ اب صرف رفاقت الہی مطلوب ہے۔

وفات سے ذرا پہلے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے عبدالرحمن رضی اللہ عنہ خدمت اقدس میں آئے، آپ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سینہ پر سر ٹیک کر لیٹے تھے، عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں مسواک تھی، مسواک کی طرف نظر جما دیکھا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سمجھیں کہ آپ مسواک کرنا چاہتے ہیں، عبدالرحمن رضی اللہ عنہ سے مسواک لے کر دانتوں سے

زم کی، اور خدمت اقدس میں پیش کی، آپ نے بالکل تندرستوں کی طرح مسواک کی، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فخر یہ یہ کہا کرتی تھیں کہ "تمام بیویوں میں مجھی کو یہ شرف حاصل ہوا کہ آخر وقت میں بھی میرا جھوٹا آپ نے منہ میں لگایا۔"

اب وفات کا وقت قریب آ رہا تھا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ کو سنبھالے بیٹھی تھیں کہ دفعتہً بدن کا بوجھ معلوم ہوا، دیکھا تو آنکھیں پھٹ کر چھت سے لگ گئیں تھیں اور روح پاک صلی اللہ علیہ وسلم عالم اقدس میں پرواز کر گئی تھی، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے سر اقدس تکیہ پر رکھ دیا اور رونے لگیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ابواب مناقب کا سب سے زریں باب یہ ہے کہ ان کے حجرہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مدفن بننا نصیب ہوا، اور نعش مبارک اسی حجرہ کے ایک گوشہ میں سپرد خاک کی گئی۔ چونکہ ازواج مطہرات کے لیے خدا نے دوسری شادی ممنوع قرار دی تھی اس لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے 48 سال بیوگی کی حالت میں بسر کیئے، اس زمانہ میں ان کی زندگی کا مقصد واحد قرآن وحدیث کی تعلیم تھا، جسکا ذکر آئندہ آئے گا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے دو برس بعد سن تیرہ ہجری میں ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انتقال فرمایا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے لیے یہ سایہ شفقت بھی باقی نہ رہا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے، انہوں نے جس قدر حضرت عائشہ کی دلجوئی کی وہ خود اسطرح بیان فرماتی ہیں۔ "ابن خطاب نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مجھ پر بڑے بڑے احسانات کیئے، (مستدرک حاکم ج4 ص78) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تمام ازواج مطہرات کے لیے دس دس ہزار سالانہ وظیفہ مقرر فرمایا تھا، لیکن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے لیے وظیفہ بارہ ہزار تھا، جسکی وجہ یہ تھی کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ محبوب تھیں، (مستدرک)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے واقعہ شہادت میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مکہ میں مقیم تھیں، حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما نے مدینہ جا کر انکو واقعات سے آگاہ کیا تو دعوت اصلاح کے لیے بصرہ گئیں اور وہاں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جنگ پیش آئی، جو جنگ جمل کے نام سے مشہور ہے، جمل اونٹ کو کہتے ہیں، چونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ایک اونٹ پر سوار تھیں، اور اس نے اس معرکہ میں بڑی اہمیت حاصل کی تھی، اسلیئے یہ جنگ بھی اسی کی نسبت سے مشہور ہوگئی، یہ جنگ اگرچہ بالکل اتفاقی طور پر پیش آ گئی تھی تاہم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ہمیشہ اسکا افسوس رہا۔

بخاری میں ہے کہ وفات کے وقت انہوں نے وصیت کی کہ "مجھے روضہ نبوی میں آپکے ساتھ دفن نہ کرنا، بلکہ بقیع میں ازواج کے ساتھ دفن کرنا، کیونکہ میں نے آپکے بعد ایک جرم (کتاب الجنائز ومستدرک حاکم جلد 4 ص 8) کیا ہے" ابن سعد میں ہے کہ وہ جب یہ آیت پڑھتی تھیں وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ "اے پیغمبر کی بیویو! اپنے گھروں میں وقار کے ساتھ بیٹھو۔" تو اس قدر روتی تھیں کہ آنچل تر ہو جاتا تھا، (طبقات ابن سعد ص 59 جز ثانی)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اٹھارہ برس اور زندہ رہیں اور یہ تمام زمانہ سکون اور خاموشی میں گزرا،

خطابت کے لحاظ سے بھی حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کے سوا تمام صحابہ رضی اللہ عنہم میں ممتاز تھیں، بلکہ انہوں نے جو تقریریں کی ہیں، وہ جوش اور زور کے لحاظ سے اپنا جواب نہیں رکھتیں، ایک تقریر میں فرماتی ہیں۔

لوگو! خاموش، تم پر میرا مادری حق ہے، مجھے نصیحت کی عزت حاصل ہے، سوا اس شخص کے جو خدا کا فرمانبردار نہیں ہے، مجھ کو الزام نہیں دے سکتا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سینہ پر سر رکھے ہوئے وفات پائی ہے، میں آپ کی محبوب ترین بیوی ہوں، خدا نے مجھ کو دوسروں سے ہر طرح محفوظ رکھا اور میری ذات سے مومن و منافق میں تمیز ہوئی اور میرے ہی سبب تم پر خدا نے تیمم کا حکم نازل فرمایا،

پھر میرا باپ دنیا میں تیسرا مسلمان ہے اور غار حرا میں دو کا دوسرا تھا اور پہلا شخص تھا جو صدیق کے لقب سے مخاطب ہوا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے خوش ہو کر اور اس کو طوق خلافت پہنا کر وفات پائی اس کے بعد جب مذہب اسلام کی رسی ہلنے ڈ لنے لگی تو میرا ہی باپ تھا جس نے اس کے دونوں سرے تھام لیے، جس نے نفاق کی باگ روک دی، جس نے ارتداد کا سرچشمہ خشک کر دیا، جس نے یہودیوں کی آتش افروزی سرد کی، تم لوگ اس وقت آنکھیں بند کیے غدر و فتنہ کے منتظر تھے اور شور و غوغا پر گوش برآواز تھے۔ اس نے شگاف کو برابر کیا، بیکار کو درست کیا، گرتوں کو سنبھالا، دلوں کی مدفون بیماریوں کو دور کیا، جو پانی سے سیراب ہو چکے تھے، انکو تھان تک پہنچا دیا، جو پیاسے تھے انکو گھاٹ پر لے آیا، اور جو ایک بار پانی پی چکے تھے انکو دوبارہ پانی پلایا جب وہ نفاق کا سر کچل چکا، اور اہل شرک کے لیے آتشِ جنگ مشتعل کر چکا اور تمہارے سامان کی گٹھڑی کو ڈوری سے باندھ چکا تو خدا نے اسے اٹھا لیا۔

ہاں میں سوال کا نشانہ بن گئی ہوں کہ کیوں فوج لے کر نکلی؟ میرا مقصد اس سے گناہ کی تلاش اور فتنہ کی جستجو نہیں ہے، جس کو میں پامال کرنا چاہتی ہوں، جو کچھ کہہ رہی ہوں سچائی اور انصاف کے ساتھ تنبیہ اور اتمام حجت کے لیے۔"

(عقد الفرید باب الخطب و ذکرہ عقد جلد نمبر ۱۹)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا گو شعر نہیں کہتی تھیں، تاہم شاعرانہ مذاق اس قدر عمدہ پایا تھا کہ حضرت حسان ابن ثابت رضی اللہ عنہ جو عرب کے مسلم الثبوت شاعر تھے، ان کی خدمت میں اشعار سنانے کے لیے حاضر ہوئے تھے، امام بخاری نے ادب المفرد میں لکھا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو کعب بن مالک کا پورا قصیدہ یاد تھا، اس قصیدہ میں کم و بیش چالیس اشعار تھے، کعب کے علاوہ انکو دیگر جاہلیت اور اسلامی شعراء کے اشعار بھی بکثرت یاد تھے، جنکو وہ مناسب موقعوں پر پڑھا کرتی تھیں چنانچہ وہ احادیث کی کتابوں میں منقول ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نہ صرف ان علوم کی ماہر تھیں، بلکہ دوسروں کو بھی ماہر بنا دیتی تھیں، چنانچہ ان کے دامن تربیت میں جو لوگ پرورش پا کر نکلے، اگر چہ ان کی تعداد دو سو کے قریب ہے لیکن ان میں جنکو زیادہ قرب و اختصاص حاصل تھا، وہ حسب ذیل ہیں،

عروہ بن زبیر، قاسم بن محمد، ابو سلمہ بن عبدالرحمان، مسروق، عمرۃ، صفیہ بنت شیبہ، عائشہ بنت طلحہ، معاذۃ عدویہ،

اخلاق عادات کا بیان

اخلاقی حیثیت سے بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بلند مرتبہ رکھتی تھیں، وہ نہایت قانع تھیں، غیبت سے احتراز کرتی تھیں، احسان کم قبول کرتیں، اگر چہ خودستائی ناپسند تھی تاہم خوددار تھیں، شجاعت و دلیری بھی انکا خاص جو ہر تھا۔

انکا سب سے نمایاں وصف جودو سخا تھا، حضرت عبداللہ بن زبیر فرمایا کرتے تھے کہ میں نے ان سے زیادہ سخی کسی کو نہیں دیکھا، ایک مرتبہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کی خدمت میں لاکھ درہم بھیجے تو شام ہوتے ہوتے سب خیرات کر دیئے اور اپنے لیے کچھ نہ رکھا، اتفاق سے اس دن روزہ رکھا تھا، لونڈی نے عرض کی کہ افطار کے لیے کچھ نہیں ہے، فرمایا پہلے سے کیوں نہ یاد دلایا، (مستدرک حاکم ج4 ص13)

ایک دفعہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ جوان کے متبنی فرزند تھے ان کی فیاضی دیکھ کر گھبرا گئے اور کہا کہ اب انکا ہاتھ روکنا چاہیے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو معلوم ہوا تو سخت برہم ہوئیں اور قسم کھائی کہ ان سے بات نہ کرینگی، چنانچہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ مدت تک معتوب رہے اور بڑی دقت سے انکا غصہ فرو ہوا، (صحیح بخاری باب مناقب قریش)

نہایت خاشع، متضرع اور عبادت گزار تھیں، چاشت کی نماز برابر پڑھتیں، فرماتی تھیں کہ اگر میرا باپ بھی قبر سے اٹھ آئے، اور مجھکو منع کرے تب بھی باز نہ آؤں گی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ راتوں کو اٹھ کر تہجد کی نماز ادا کرتی تھیں اور اس کی اس قدر پابند تھیں، کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جب کبھی یہ نماز قضا ہو جاتی تو نماز فجر سے پہلے اٹھ کر اس کو پڑھ لیتی تھیں، رمضان میں تراویح کا خاص اہتمام کرتی تھیں، ذکوان انکا غلام امامت کرتا اور وہ مقتدی ہوتیں۔

اکثر روزے رکھا کرتی تھیں، حج کی بھی شدت سے پابند تھیں اور ہر سال اس فرض کو ادا کرتی تھیں، غلاموں پر شفقت کرتیں، اور انکو خرید کر آزاد کرتی تھیں، ان کے آزاد کردہ غلاموں کی تعداد 67 ہے، (شرح بلوغ المرام کتاب العتق)

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا

نام ونسب:

حفصہ نام، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی تھیں، سلسلہ نسب یہ ہے، (حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب بن نفیل بن عبدالعزی بن رباح بن عبداللہ بن قرط بن رزاح بن عدی بن لوی بن فہر بن مالک) والدہ کا نام زینب بنت مظعون تھا، جو مشہور صحابی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن مظعون کی ہمشیرہ تھیں، اور خود بھی صحابیہ تھیں، حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما حقیقی بھائی بہن ہیں۔ حضرت حفصہ بعثت نبوی سے پانچ سال قبل پیدا ہوئیں، اس وقت قریش خانہ کعبہ کی تعمیر میں مصروف تھے،

نکاح کا بیان

پہلا نکاح خنیس بن حذافہ سے ہوا۔ جو خاندان بنو سہم سے تھے،

اسلام کا بیان

ماں باپ اور شوہر کے ساتھ مسلمان ہوئیں،

ہجرت اور نکاح ثانی کا بیان

شوہر کے ساتھ مدینہ کو ہجرت کی، غزوہ بدر میں خنیس رضی اللہ عنہ نے زخم کھائے اور واپس آ کر انہی زخموں کی وجہ سے شہادت پائی، عدت کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کی فکر ہوئی، اسی زمانہ میں حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہو چکا تھا، اسی بنا پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ سب سے پہلے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ملے اور ان سے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کی خواہش ظاہر کی، انہوں نے کہا میں اس پر غور کرونگا، چند دنوں کے بعد ملاقات ہوئی، تو انہوں نے صاف انکار کیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مایوس ہو کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا انہوں نے خاموشی اختیار کی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ان کی بے التفاتی سے رنج ہوا، اس کے بعد خود رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کی خواہش کی، نکاح ہو گیا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملے اور کہا کہ جب تم نے مجھ سے حفصہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کی خواہش ظاہر کی اور میں خاموش رہا، تو تمکو ناگوار گزرا، لیکن میں نے اسی بنا پر کچھ جواب نہیں دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکا ذکر کیا تھا اور میں انکا راز فاش نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ان سے نکاح کا قصد نہ ہوتا تو میں اس کے لیے آمادہ تھا، (صحیح بخاری ج 2 ص 571 واصابہ ج 8 ص 51)

وفات کا بیان

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے شعبان سن پینتالیس ہجری میں مدینہ میں انتقال کیا، یہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کا زمانہ تھا۔ مروان نے جو اس وقت مدینہ کا گورنر تھا، نماز جنازہ پڑھائی اور کچھ دور تک جنازہ کو کندھا دیا، اس کے بعد ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جنازہ کو قبر تک لے گئے، ان کے بھائی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور ان کے لڑکوں عاصم، سالم، عبداللہ، حمزہ نے قبر میں اتارا۔

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے سن وفات میں اختلاف ہے، ایک روایت ہے کہ جمادی الاول سن 41 ہجری میں وفات پائی، اس وقت انکا سن 59 سال کا تھا۔ لیکن اگر سن وفات 45 ہجری قرار دیا جائے۔ تو ان کی عمر 63 سال کی ہوگی، ایک روایت ہے کہ انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں انتقال کیا، یہ روایت اس بنا پر پیدا ہوگئی کہ وہب نے ابن مالک سے روایت کی ہے کہ جس سال افریقہ فتح ہوا، حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے اسی سال وفات پائی اور افریقہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں سن 27 ہجری میں فتح ہوا۔ لیکن یہ سخت غلطی ہے۔ افریقہ دو مرتبہ فتح ہوا۔ اس دوسری فتح کا فخر معاویہ رضی اللہ عنہ کو حاصل ہے، جنہوں نے امیر معاویہ کے عہد میں حملہ کیا تھا۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے وفات کے وقت حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو بلا کر وصیت کی اور غابہ میں جو جائیداد تھی جسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کی نگرانی میں دے گئے تھے، اس کو صدقہ کر کے وقف

کردیا، (زرقانی ج3 ص271)

اولاد کا بیان

کوئی اولاد نہیں چھوڑی۔

فضل وکمال کا بیان

البتہ معنوی یادگاریں بہت سی ہیں، اور وہ ہیں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما حمزہ رضی اللہ عنہ (ابن عبداللہ) صفیہ بنت ابوعبید رضی اللہ عنہ (زوجہ عبداللہ) حارثہ بن وہب، مطلب ابی وادعہ، ام مبشر انصاریہ، عبداللہ بن صفوان بن امیہ، عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام، (ایضا)

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے ساٹھ حدیثیں منقول ہیں، (ایضا) جوانہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سنی تھیں،

تفقہ فی الدین کے لیے واقعہ ذیل کافی ہے، ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ میں امید کرتا ہوں کہ اصحاب بدر و حدیبیہ جہنم میں داخل نہ ہونگے، حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے اعتراض کیا کہ خدا تو فرماتا ہے "تم میں سے ہر شخص وارد جہنم ہو گا" آپ نے فرمایا ہاں لیکن یہ بھی تو ہے۔ "پھر ہم پرہیزگاروں کو نجات دینگے اور ظالموں کو اس پر زانوؤں پر گرا ہوا چھوڑ دینگے" (مسند ابن حنبل ج6 ص285)

اسی شوق کا اثر تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی تعلیم کی فکر رہتی تھی، حضرت شفا رضی اللہ عنہا کو چیونٹی کے کاٹے کا منتر آتا تھا، ایکدن وہ گھر میں آئیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم حفصہ رضی اللہ عنہا کو منتر سکھلا دو، (ایضا ص281)

اخلاق کا بیان

وہ (یعنی حفصہ رضی اللہ عنہا) صائم النہار اور قائم الیل ہیں۔" (اصابہ ج8 ص52)

دوسری روایت میں ہے۔ انتقال کے وقت تک صائم رہیں۔ "اختلاف سے سخت نفرت کرتی تھیں، جنگ صفین کے بعد جب تحکیم کا واقعہ پیش آیا تو ان کے بھائی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس کو فتنہ سمجھکر خانہ نشین رہنا چاہتے تھے، لیکن حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ گو اس شرکت میں تمھارا کوئی فائدہ نہیں، تاہم تمہیں شریک رہنا چاہیے، کیونکہ لوگوں کو تمھاری رائے کا انتظار ہوگا، اور ممکن ہے کہ تمھاری عزلت گزینی ان میں اختلاف پیدا کردے۔ (صحیح بخاری ج2 ص589)

دجال سے بہت ڈرتی تھیں، مدینہ میں ابن صیاد نامی ایک شخص تھا، دجال کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو علامتیں بتائی تھیں، اس میں بہت سی موجود تھیں، اس سے اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ایکدن راہ میں ملاقات ہوگئی، انہوں نے اس کو بہت سخت سست کہا، اس پر وہ اس قدر پھولا کہ راستہ بند ہوگیا، ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کو مارنا شروع کیا حضرت حفصہ کو خبر ہوئی تو بولیں، تمکو اس سے کیا غرض، تمہیں معلوم نہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دجال کے خروج کا محرک اسکا غصہ

ہوگا۔(مسند ج 6 ص 283، مسلم کتاب الفتن ذکر ابن صیاد)

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے مزاج میں ذرا تیزی تھی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کبھی کبھی دو بدو گفتگو کرتیں اور برابر کا جواب دیتی تھیں، چنانچہ صحیح بخاری میں خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ "ہم لوگ جاہلیت میں عورت کو ذرہ برابر بھی وقعت نہ دیتے تھے، اسلام نے انکو درجہ دیا، اور قرآن میں ان کے متعلق آیتیں اتریں، تو ان کی قدر و منزلت معلوم ہوئی، لیکن میری بیوی نے کسی معاملہ میں مجھکو رائے دی، میں نے کہا، "تمکو رائے و مشورہ سے کیا واسطہ" بولیں، "ابن خطاب تمکو ذرا سی بات کی بھی برداشت نہیں حالانکہ تمھاری بیٹی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو برابر کا جواب دیتی ہے، یہاں تک کہ آپ دن بھر رنجیدہ رہتے ہیں، "میں اٹھا اور حفصہ کے پاس آیا، میں نے کہا "بیٹی میں نے سنا ہے تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو برابر کا جواب دیتی ہو" بولیں "ہاں ہم ایسا کرتے ہیں" میں نے کہا خبردار میں تمہیں عذاب الٰہی سے ڈراتا ہوں، تم اس عورت (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ) کی ریس نہ کرو جسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی وجہ سے اپنے حسن پر ناز ہے۔

(بخاری ج 2 ص کتاب التفسیر و فتح الباری ج 8 ص 504)

ترمذی میں ہے کہ ایک دفعہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا رو رہی تھیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور رونے کی وجہ پوچھی، انہوں نے کہا کہ مجھکو حفصہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ "تم یہودی کی بیٹی ہو" آپ نے فرمایا حفصہ (رضی اللہ عنہا) خدا سے ڈرو، پھر حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے ارشاد ہوا "تم نبی کی بیٹی ہو۔ تمھارا چچا پیغمبر ہے اور پیغمبر کے نکاح میں ہو، حفصہ (رضی اللہ عنہا) تم پر کس بات میں فخر کر سکتی ہے۔" (ترمذی باب فضل ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

ایک بار حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہما نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ "ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک تم سے زیادہ معزز ہیں، ہم آپ کی بیوی بھی ہیں اور چچا زاد بہن بھی، حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو ناگوار گزرا، انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی شکایت کی، آپ نے فرمایا تم نے یہ کیوں نہیں کہا، کہ تم مجھ سے زیادہ کیونکر معزز ہو سکتی ہو، میرے شوہر محمد صلی اللہ علیہ وسلم، میرے باپ ہارون علیہ السلام اور میرے چچا موسیٰ علیہ السلام ہیں۔"

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بیٹی تھیں جو تقریب نبوی میں دوش بدوش تھے، اس بنا پر حضرت عائشہ و حضرت حفصہ رضی اللہ عنہما بھی دیگر ازواج کے مقابلہ میں باہم ایک تھیں۔ چنانچہ واقعہ تحریم جو سن نو ہجری میں پیش آیا تھا، اسی قسم کے اتفاق کا نتیجہ تھا، ایک دفعہ کئی دن تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے پاس معمول سے زیادہ بیٹھے، جسکی وجہ یہ تھی کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے پاس کہیں سے شہد آ گیا تھا، انہوں نے آپ کو پیش کیا آپ کو شہد بہت مرغوب تھا۔ آپ نے نوش فرمایا، اس میں وقت مقررہ سے دیر ہوگئی، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو رشک ہوا حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب ہمارے اور تمھارے گھر میں آئیں تو کہنا کہ آپکے منہ سے مغافیر کی بو آتی ہے، (مغافیر کی بو کا اظہار کرنا کوئی جھوٹ بات نہ تھی مغافیر کے پھولوں میں اگر کسی قسم کی کرختگی ہو تو تعجب کی بات نہیں) (مغافیر کے پھولوں سے شہد کی مکھیاں رس چوتی ہیں) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھالی کہ میں شہد نہ

کھاؤں گا۔ اس پر قرآن مجید کی یہ آیت اتری، (صحیح بخاری ج2 ص29)
اے پیغمبر اپنی بیویوں کی خوشی کے لیے تم خدا کی حلال کی ہوئی چیز کو حرام کیوں کرتے ہو؟" کبھی کبھی حضرت حفصہ و حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما) میں باہم رشک ورقابت کا اظہار ہوجایا کرتا تھا،

ایک مرتبہ حضرت عائشہ و حضرت حفصہ رضی اللہ عنہما دونوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھیں، رسول صلی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم راتوں کو عائشہ کے اونٹ پر چلتے تھے اور ان سے باتیں کرتے تھے، ایکدن حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ آج رات کو تم میرے اونٹ پر اور میں تمھارے اونٹ پر سوار ہوں تاکہ مختلف مناظر دیکھنے میں آئیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا راضی ہوگئیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اونٹ کے پاس آئے جس پر حفصہ سوار تھیں جب منزل پر پہنچے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو نہیں پایا تو اپنے پاؤں کو اذخر (ایک گھاس ہے) کے درمیان لٹکا کر کہنے لگیں، "خداوندا! کسی بچھو یا سانپ کو متعین کر جو مجھے ڈس جائے۔" (صحیح بخاری (وسیرۃ النبی جلد دوم) یہ حضرت حفصہ سے رقابت کا اظہار نہیں بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت سفر جسکو حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ کے ساتھ پسند کرتے تھے اس سے محرومی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پسندیدگی کی بجائے حضرت حفصہ کو حضور کی مرضی کے خلاف اونٹ پر بٹھاتا تھا۔ از صحیح امداد اللہ انور)

میں نے ایک جگہ پڑھا تھا کہ جب حضرت حفصہ رضی اللہ تعالی عنہا بیوہ ہوئیں، اور ادھر حضرت رقیہ رضی اللہ تعالی عنہا کا انتقال ہو چکا تھا، تو حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ سے اپنی بیٹی کے رشتے کی بات کی۔ بعد ازاں حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، (مفہوم) حفصہ کو وہ ملے گا جو عثمان سے بہتر ہے اور عثمان کو وہ ملے گا جو حفصہ سے بہتر ہے۔

اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دوسری بیٹی کا نکاح حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ سے کر دیا اور حضرت حفصہ رضی اللہ تعالی عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آئیں۔

نکاح کا بیان

باپ نے ان صفات کا لحاظ رکھ کر شادی کے لیے ورقہ بن نوفل کو جو برادر زادہ اور تورات وانجیل کے بہت بڑے عالم تھے، منتخب کیا، لیکن پھر کسی وجہ سے یہ نسبت نہ ہوسکی اور ابو ہالہ بن بناش تمیمی سے نکاح ہوگیا۔ (استیعاب ج2 ص378)
ابو ہالہ کے بعد عتیق بن عابد مخزومی کے عقد نکاح میں آئیں، اسی زمانہ میں حرب الفجار چھڑی، جس میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے باپ لڑائی کے لیے نکلے اور مارے گئے (طبقات ج8 صفحہ 9) یہ عام الفیل سے 20 سال بعد کا واقعہ ہے۔ (ایضاً ص81 ج1 ق1)

حضرت زینب ام المساکین رضی اللہ عنہا

زینب نام تھا، سلسلہ نسب یہ ہے، زینب بنت خزیمہ بن عبداللہ بن عمر بن عبد مناف بن ہلال بن عامر بن صعصعہ، چونکہ

فقراء و مساکین کے ساتھ کھانا کھلایا کرتی تھیں، اسلیے ام المساکین کی کنیت کے ساتھ مشہور ہو گئیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں، عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ نے جنگ احد میں شہادت پائی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی سال ان سے نکاح کر لیا، نکاح کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس صرف دو تین مہینے رہنے پائی تھیں کہ ان کا انتقال ہو گیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد صرف یہی ایک بی بی تھیں جنہوں نے وفات پائی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود نماز جنازہ پڑھائی، اور جنۃ البقیع میں دفن ہوئیں، وفات کے وقت ان کی عمر 30 سال کی تھی۔ (اصابہ ج8 ص95،94)(سیر الصحابیات جلد دوم)

حضرت اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا

نام و نسب:

ہند نام، ام سلمہ کنیت، قریش کے خاندان مخزوم سے ہیں، سلسلہ نسب یہ ہے ہند بنت ابی امیہ سہیل بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم، والدہ بنو فراس سے تھیں اور انکا سلسلہ نسب یہ ہے، عاتکہ بنت عامر بن ربیعہ بن مالک بن جذیمہ بن علقمہ بن جذل الطعان ابن فراس بن غنم بن مالک بن کنانہ،

ابو امیہ (حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے والد) مکہ کے مشہور مخیّر اور فیاض تھے، سفر میں جاتے تو تمام قافلہ والوں کی کفالت خود کرتے تھے اسی لیے زاد الراکب کے لقب سے مشہور تھے۔ (اصابہ ج8 ص240) حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے انہی کی آغوش تربیت میں نہایت ناز و نعمت سے پرورش پائی۔

نکاح کا بیان

عبداللہ بن عبدالاسد سے جو زیادہ تر ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کے نام سے مشہور ہیں، اور جو ام سلمہ رضی اللہ عنہ کے چچازاد بھائی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے رضاعی بھائی تھے، نکاح ہوا،

اسلام کا بیان

آغاز نبوت میں اپنے شوہر کے ساتھ ایمان لائیں،

ہجرت حبشہ کا بیان

اور ان ہی کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت کی، حبشہ میں کچھ زمانہ تک قیام کر کے مکہ واپس آئیں اور یہاں سے مدینہ ہجرت کی، ہجرت میں انکو یہ فضیلت حاصل ہے کہ اہل سیر کے نزدیک وہ پہلی عورت ہیں جو ہجرت کر کے مدینہ آئیں۔

ہجرت مدینہ کا بیان

ہجرت کا واقعہ نہایت عبرت انگیز ہے، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اپنے شوہر کے ہمراہ ہجرت کرنا چاہتی تھیں (انکا بچہ سلمہ

بھی ساتھ تھا) لیکن (حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے) قبیلہ نے مزاحمت کی تھی، اس لیے حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ انکو چھوڑ کر مدینہ چلے گئے تھے، اور یہ اپنے گھر واپس آگئیں تھیں (ادھر سلمہ رضی اللہ عنہ کو ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کے خاندان والے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے چھین لے گئے) اس لیے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو اور بھی تکلیف تھی، چنانچہ روزانہ گھبرا کر گھر سے نکل جاتیں اور ابطح میں بیٹھ کر رویا کرتیں۔ سات آٹھ دن تک یہی حالت رہی اور خاندان کے لوگوں کو احساس تک نہ ہوا۔ ایکدن ابطح سے ان کے خاندان کا ایک شخص نکلا اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو روتے دیکھا تو اسکا دل بھر آیا گھر آکر لوگوں سے کہا کہ "اس غریب پر ظلم کیوں کرتے ہو، اس کو جانے دو اور اسکا بچہ اس کے حوالے کر دو۔" روانگی کی اجازت ملی تو بچے کو گود میں لے کر اونٹ پر سوار ہوگئیں اور مدینہ کا راستہ لیا، چونکہ وہ بالکل تنہا تھیں، یعنی کوئی مرد ساتھ نہ تھا، تنعیم میں عثمان بن طلحہ (کلید بردار کعبہ) کی نظر پڑی، بولا "کدھر کا قصد ہے؟" کہا "مدینے کا" پوچھا کوئی ساتھ بھی ہے، کہا "خدا اور یہ بچہ،" عثمان نے کہا "یہ نہیں ہوسکتا تم تنہا کبھی نہیں جاسکتیں" یہ کہکر اونٹ کی مہار پکڑی اور مدینہ کی طرف روانہ ہوا، راستہ میں جب کہیں ٹھہرتا تو اونٹ کو بٹھا کر کسی درخت کے نیچے چلا جاتا، اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اتر پڑتیں، روانگی کا وقت آتا تو اونٹ پر کجاوہ رکھ کر پرے ہٹ جاتا اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کہتا کہ "سوار ہو جاؤ" حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے ایسا شریف آدمی کبھی نہیں دیکھا، غرض مختلف منزلوں پر قیام کرتا ہوا۔ مدینہ لایا، قبا کی آبادی پر نظر پڑی تو بولا "اب تم اپنے شوہر کے پاس چلی جاؤ، وہ یہیں مقیم ہیں" یہ ادھر روانہ ہوئیں، اور عثمان نے مکہ کا راستہ لیا، (زرقانی ج3 ص272، 273)

قبا پہنچیں تو لوگ انکا حال پوچھتے تھے اور جب یہ اپنے باپ کا نام بتاتیں تو انکو یقین نہیں آتا تھا (یہ حیرت ان کے تنہا سفر کرنے پر تھی، شرفا کی عورتیں اسطرح باہر نکلنے کی جرأت نہیں کرتی تھیں) اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا مجبوراً خاموش ہوتی تھیں، لیکن جب کچھ لوگ حج کے ارادہ سے مکہ روانہ ہوئے اور انہوں نے اپنے گھر رقعہ بھجوایا تو اس وقت لوگوں کو یقین ہوا کہ وہ واقعی ابوامیہ کی بیٹی ہیں، ابوامیہ قریش کے چونکہ نہایت مشہور اور معزز شخص تھے، اسلیئے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بڑی وقعت کی نگاہ سے دیکھی گئیں۔ (مسند ابن حنبل ج6 ص307)

وفات ابوسلمہ رضی اللہ عنہ، نکاح ثانی اور خانگی حالات کا بیان

کچھ زمانہ تک شوہر کا ساتھ رہا، حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ بڑے شہ سوار تھے، بدر اور احد میں شریک ہوئے، غزوہ احد میں چند زخم کھائے، جنکے صدمہ سے جانبر نہ ہو سکے، جمادی الثانی سن چار ہجری میں انکا زخم پھٹا اور اسی صدمہ سے وفات پائی۔ (زرقانی ج3 ص273) حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچیں اور وفات کی خبر سنائی، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خود ان کے مکان پر تشریف لائے، گھر میں کہرام مچا تھا، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی تھیں، "ہائے غربت میں یہ کیسی موت ہوئی" نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "صبر کرو، ان کی مغفرت کی دعا مانگو، اور یہ کہو کہ خداوندا! ان سے بہتر انکا جانشین عطا کر" اس کے بعد ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کی لاش پر تشریف لائے اور جنازہ کی نماز نہایت اہتمام کے ساتھ پڑھائی گئی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نو تکبیریں کہیں، لوگوں نے نماز کے بعد پوچھا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو سہو تو نہیں ہوا؟ فرمایا یہ ہزار تکبیروں

کے مستحق تھے، وفات کے وقت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کی آنکھیں کھلی رہ گئی تھیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود دست مبارک سے آنکھیں بند کیں، اوران کی مغفرت کی دعا مانگی،

ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعدام سلمہ رضی اللہ عنہا حاملہ تھیں، وضع حمل کے بعد عدت گزر گئی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نکاح کا پیغام دیا، لیکن حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے انکار کر دیا، ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام لے کر پہنچے، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا مجھے چند عذر ہیں 1)) میں سخت غیور ہوں۔2)) صاحب عیال ہوں 3)) میرا سن زیادہ ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان زحمتوں کو گوارہ فرمایا، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو اب عذر کیا ہوسکتا تھا؟

اپنے لڑکے سے (جنکا نام عمر تھا) کہا اٹھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میرا نکاح کراؤ۔ (سنن نسائی ص 511) شوال سن چار ہجری کی اخیر تاریخوں میں یہ تقریب انجام پائی، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کی موت سے جو شدید صدمہ ہوا تھا، خداوند تعالی نے اس کو ابدی مسرت میں تبدیل کر دیا، سنن ابن ماجہ میں ہے،

جب ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے وفات پائی تو میں نے وہ حدیث یاد کی جسکو وہ مجھ سے بیان کیا کرتے تھے تو میں نے دعا شروع کی اور جب میں یہ کہنا چاہتی کہ خداوندا! مجھے ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے بہتر کون مل سکتا ہے لیکن میں نے دعا کو پڑھنا شروع کیا تو ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کے جانشین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہوئے"

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو دو چکیاں، گھڑا، اور چمڑے کا تکیہ جس میں خرمے کی چھال بھری تھی، عنایت فرمایا، یہی سامان اور بیبیوں کو بھی عنایت ہوا تھا، (مسند ج 6 ص 295)

بہت حیادار تھیں، ابتدا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکان پر تشریف لاتے تو حضرت ام سلمہ فرط غیرت سے لڑکی (زینب) کو گود میں بٹھا لیتیں، آپ یہ دیکھ کر واپس جاتے، حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو جو حضرت ام سلمہ کے رضاعی بھائی تھے، معلوم ہوا تو بہت ناراض ہوئے، اور لڑکی کو چھین لے گئے، (ایضا)

لیکن بعد میں یہ بات ختم ہوگئی، اور جسطرح دوسری بیبیاں رہتی تھیں وہ بھی رہنے لگیں، نکاح سے قبل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے انکا ذکر کیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بڑا رشک ہوا، ابن سعد میں ان سے جو روایت منقول ہے اس میں یہ فقرہ بھی ہے "یعنی مجھکو سخت غم ہوا،" (ج 8 ص 24)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سے بیحد محبت تھی، یہی وجہ ہے کہ ایک موقع پر جب تمام ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو (سوا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کچھ عرض کرنا تھا، تو انہوں نے حضرت ام سلمہ کو ہی اپنا سفیر بنا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا، صحیح بخاری میں ہے کہ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے دو گروہ تھے، ایک میں حضرت عائشہ، حفصہ، صفیہ، سودہ رضی اللہ عنہن شامل تھیں، دوسرے میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور باقی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن تھیں۔ چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو زیادہ محبوب رکھتے تھے۔ اس لیے لوگ ان ہی کی باری میں ہدیہ بھیجتے تھے، حضرت ام سلمہ کی جماعت نے ان سے کہا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرح ہم بھی سب کی بھلائی کی خواہاں

ہیں، اس بنا پر رسول صلی اللہ علیہ وسلم جسکے بھی مکان میں ہوں۔ لوگوں کو ہدیہ بھیجنا چاہیے، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے آپ سے شکایت کی تو آپ نے دو مرتبہ اعراض فرمایا، تیسری مرتبہ کہا "ام سلمہ رضی اللہ عنہا! عائشہ رضی اللہ عنہا کے معاملے میں مجھے اذیت نہ پہنچاؤ، کیونکہ ان کے سوا تم میں کوئی بیوی ایسی نہیں ہے، جسکے لحاف میں میرے پاس وحی آئی ہو، (صحیح بخاری ج1 ص532)" حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا" میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اذیت پہنچانے سے پناہ مانگتی ہوں۔"

حضرت سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم شب باش ہوتے تو انکا بچھونا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جانماز کے سامنے بچھتا تھا (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھا کرتے تھے اور یہ سامنے ہوتی تھیں۔) (مسند ج6 ص322)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خیال کا بہت خیال رکھتی تھیں، حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مشہور غلام ہیں، دراصل حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے غلام تھے، انکو آزاد کیا تو اس شرط پر کہ جب تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں تم پر ان کی خدمت لازمی ہوگی (ایضاً ص316)

عام حالات کا بیان

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے مشہور واقعات زندگی یہ ہیں، غزوہ خندق میں اگر چہ وہ شریک نہ تھیں، تاہم اس قدر قریب تھیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی گفتگو اسطرح سنتی تھیں فرماتی ہیں کہ مجھے وہ وقت خود یاد ہے کہ جب سینۂ مبارک غبار سے اٹا ہوا تھا اور آپ لوگوں کو اینٹیں اٹھا اٹھا کر دیتے اور اشعار پڑھ رہے تھے کہ دفعتہً عمار بن یاسر پر نظر پڑی فرمایا "(افسوس) ابن سمیہ! تجھ کو ایک باغی گروہ قتل کرے گا،" (ایضاً ص289)

محاصرہ بنو قریظہ سن پانچ ہجری میں یہود سے گفتگو کرنے کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ کو بھیجا تھا، اثنائے مشورہ میں ابولبابہ رضی اللہ عنہ نے ہاتھ کے اشارے سے بتلایا کہ تم لوگ قتل ہو جاؤ گے، لیکن بعد میں اس کو افشائے راز سمجھ کر اس قدر نادم ہوئے کہ مسجد کے ستون سے اپنے آپ کو باندھ لیا، چند دنوں تک یہی حالت رہی پھر توبہ قبول ہوئی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے مکان میں تشریف فرما تھے کہ صبح کو مسکراتے ہوئے اٹھے تو بولیں "خدا آپ کو ہمیشہ ہنسائے، اس وقت ہنسنے کا کیا سبب ہے؟" فرمایا "ابولبابہ رضی اللہ عنہ کی توبہ قبول ہو گئی" عرض کی "تو کیا میں انکو یہ مژدہ سنا دوں" فرمایا "ہاں اگر چاہو" حضرت ام سلمہ اپنے حجرہ کے دروازہ پر کھڑی ہوئیں اور پکار کر کہا "ابولبابہ مبارک ہو تمھاری توبہ قبول ہو گئی،" اس آواز کا کانوں میں پڑنا تھا کہ تمام مدینہ امنڈ آیا۔ (زرقانی ج2 ص153، ابن سعد ج2 ق1 ص54)

اسی سن میں آیت حجاب نازل ہوئی اس سے پیشتر ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن بعض دور کے اعزہ واقارب کے سامنے آیا کرتی تھیں، اب خاص خاص اعزہ کے سوا سب سے پردہ کرنے کا حکم ہوا۔ حضرت ابن ام کلثوم قبیلہ قریش کے ایک معزز صحابی اور بارگاہ نبوی کے مؤذن تھے اور چونکہ نابینا تھے، اس لیے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے حجروں میں آیا کرتے تھے، ایکدن آئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام سلمہ اور حضرت میمونہ رضی اللہ عنہما سے فرمایا، "ان سے فرمایا، "ان سے پردہ کرو" بولیں "وہ تو نابینا ہیں" فرمایا "تم تو نابینا نہیں ہو، تم تو انہیں دیکھتی ہو" (مسند ج6 ص296)

صلح حدیبیہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھیں، صلح کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ لوگ حدیبیہ میں قربانی کریں، لیکن لوگ اس قدر دل شکستہ تھے کہ ایک شخص بھی نہ اٹھا یہاں تک کہ جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے، تین دفعہ بار بار کہنے پر بھی ایک شخص بھی آمادہ نہ ہوا، (چونکہ معاہدہ کی تمام شرطیں بظاہر مسلمانوں کے سخت خلاف تھیں اس لیے تمام لوگ رنجیدہ اور غم سے بیتاب تھے) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں تشریف لے گئے اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے شکایت کی، انہوں نے عرض کی "آپ کسی سے کچھ نہ فرمائیں بلکہ باہر نکل کر خود قربانی کریں اور احرام اتارنے کے لیے بال منڈوائیں" آپ نے باہر آ کر قربانی کی اور بال منڈوائے اب جب لوگوں کو یقین ہو گیا کہ اس فیصلہ میں تبدیلی نہیں ہو سکتی تو سب نے قربانیاں کیں اور احرام اتارا، ہجوم کا یہ حال تھا کہ ایکدوسرے پر ٹوٹا پڑتا تھا اور عجلت اس قدر تھی کہ ہر شخص حجامت بنانے کی خدمت انجام دے رہا تھا،

(صحیح بخاری ج6 ص380)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا یہ خیال علم النفس کے ایک بڑے مسئلہ کو حل کرتا ہے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جمہور کی فطرت شناسی میں انکو کس درجہ کمال حاصل تھا، امام الحرمین فرمایا کرتے تھے کہ صنف نازک کی پوری تاریخ اصابت رائے کی ایسی عظیم الشان مثال نہیں پیش کر سکتی۔ (زرقانی ج3 ص272)

غزوہ خیبر میں شریک تھیں، مرحب کے دانتوں پر جب تلوار پڑی تو کرکراہٹ کی آواز ان کے کانوں میں آئی تھی، (استیعاب ج2 ص803)

سن نو ہجری میں ایلاء کا واقعہ پیش آیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو تنبیہ کی تو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھی آئے وہ ان کی عزیز ہوتی تھیں، ان سے بھی گفتگو کی، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا،

(صحیح بخاری ج2 ص730)

عمر رضی اللہ عنہ تم ہر معاملہ میں دخل دینے لگے یہاں تک کہ اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی ازواج کے معاملات میں بھی دخل دیتے ہو۔"

چونکہ جواب نہایت خشک تھا، اس لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ چپ ہو گئے اور اٹھ کر چلے آئے، رات کو یہ خبر مشہور ہوئی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ازواج کو طلاق دے دی صبح کو جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور تمام واقعہ بیان کیا جب حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا قول نقل کیا تو آپ مسکرائے،

حجۃ الوداع میں جو سن دس ہجری میں ہوا۔ اگرچہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا علیل تھیں، تاہم ساتھ آئیں، نبہا (غلام) اونٹ کی مہار تھامے تھا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب غلام کے پاس اس قدر مال موجود ہو کہ وہ اس کو ادا کر کے آزاد ہو سکتا ہو تو اس سے پردہ ضروری ہو جاتا ہے، (مسند ج6 ص308، ص289)

طواف کے متعلق فرمایا کہ جب نماز فجر ہو، تم اونٹ پر سوار ہو کر طواف کرو چنانچہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے ایسا ہی کیا، (صحیح بخاری ج1 ص219، 220)

سن 11 ہجری میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم علیل ہوئے، مرض نے طول کھینچا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے مکان میں منتقل ہو گئے، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اکثر آپ کو دیکھنے کے لیے جایا کرتی تھیں، ایکدن طبیعت زیادہ علیل ہوئی تو ام سلمہ رضی اللہ عنہا چیخ اٹھیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا کہ مسلمانوں کا شیوہ نہیں، (طبقات ج2 ق2 ص13) ایکدن مرض میں اشتداد ہوا تو ازواج نے دوا پلانی چاہی، چونکہ گوارہ نہ تھی، آپ نے انکار فرمایا، لیکن جب غشی طاری ہو گئی تو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بنت عمیس نے دوا پلا دی (صحیح بخاری ج2 ص641 طبقات ج2 ق2 ص32) (بعض روایتوں میں ہے کہ ان دونوں نے اسکا مشورہ دیا تھا) اسی زمانہ میں ایک روز حضرت ام سلمہ اور ام حبیبہ رضی اللہ عنہما نے جو حبشہ ہو آئی تھیں، وہاں کے عیسائی معبدوں کا (جو غالباً رومن کیتھولک گرجے ہونگے) اوران کے مجسموں اور تصویروں کا تذکرہ کیا، آپ نے فرمایا ان لوگوں میں جب کوئی نیک مرتا ہے تو اس کے مقبرہ کو عبادت گاہ بنا لیتے ہیں، اور اسکا بت بنا کر اس میں کھڑا کرتے ہیں، قیامت کے روز خدائے عزوجل کی نگاہ میں یہ لوگ بدترین مخلوق ہونگے، (صحیح بخاری صحیح مسلم)

وفات سے پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے باتیں کی تھیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اسی وقت بیتابانہ پوچھنے لگیں، لیکن حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے توقف کیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد پوچھا، (طبقات ج2 ق2 ص40)

سن اکسٹھ ہجری میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے شہادت پائی، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے خواب میں دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں، سر اور ریش مبارک غبار آلود ہے پوچھا یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا حال ہے، ارشاد ہوا، "حسین (رضی اللہ عنہ) کے مقتل سے واپس آرہا ہوں" حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیدار ہوئیں تو آنکھوں سے آنسو جاری تھے (صحیح ترمذی ص224) اسی حالت میں زبان سے نکلا اہل عراق نے حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کیا، خدا انکو قتل کرے اور حسین رضی اللہ عنہ کو ذلیل کیا خدا ان لوگوں پر لعنت کرے، (مسند ج6 ص98)

سن تریسٹھ ہجری میں واقعہ حرہ کے بعد شامی لشکر مکہ گیا، جہاں ابن زبیر رضی اللہ عنہ پناہ گزیں تھے، چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں ایسے لشکر کا تذکرہ فرمایا تھا، بعض کو شبہ ہوا، اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا بولیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے کہ ایک شخص مکہ میں پناہ لے گا، اس کے مقابلہ میں جو لشکر آئے گا بیاباں میں وہیں دھنس جائے گا۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا جو لوگ جبراً شریک کیئے گئے ہوں گے وہ بھی؟ فرمایا ہاں وہ بھی لیکن قیامت میں ان کی نیتوں کے مطابق اٹھیں گے (حضرت ابوجعفر رضی اللہ عنہ) فرماتے تھے کہ یہ واقعہ مدینہ کے میدان میں پیش آئے گا،

(صحیح بخاری ج2 ص493، 494)

وفات کا بیان

جس سال حرہ کا واقعہ ہوا (یعنی سن 63 ہجری) اسی سال حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے انتقال فرمایا اس وقت 84 برس کا سن تھا، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھی اور بقیع میں دفن کیا (زرقانی ج3 ص276) اس زمانہ میں ولید بن

عتبہ (ابوسفیان رضی اللہ عنہ کا پوتا) مدینہ کا گورنر تھا، چونکہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے وصیت کی تھی کہ وہ میرے جنازہ کی نماز نہ پڑھائے، اس لیے وہ جنگل کی طرف نکل گیا اور اپنے بجائے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو بھیج دیا۔ (طبری کبیر ج3 ص2443)

اولاد کا بیان

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پہلے شوہر سے جو اولاد ہوئی اس کے نام یہ ہیں۔ سلمہ رضی اللہ عنہ، حبشہ میں پیدا ہوئے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نکاح حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی لڑکی امامہ سے کیا تھا۔ عمر رضی اللہ عنہ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح انہوں نے ہی کیا تھا، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں فارس و بحرین کے حاکم تھے،

درہ، ان کا ذکر صحیح بخاری میں آیا ہے، حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے جو کہ ازواج مطہرات میں داخل تھیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ ہم نے سنا ہے کہ آپ درہ سے نکاح کرنا چاہتے ہیں" فرمایا یہ کیسے ہوسکتا ہے، اگر میں نے اس کو پرورش نہ بھی کیا ہوتا تو بھی وہ کسی طرح میرے لیے حلال نہ تھی، کیونکہ وہ میرے رضاعی بھائی کی لڑکی ہے۔ (صحیح بخاری ج2 ص764)

زینب رضی اللہ عنہا پہلے برہ نام تھا، لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زینب رکھا۔ (زرقانی ج3 ص272)

حلیہ کا بیان

اصابہ میں ہے، "یعنی حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نہایت حسین تھیں۔"

ابن سعد (ابن سعد ج8 ص66) نے روایت کی ہے کہ جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ان کے حسن کا حال معلوم ہوا تو سخت پریشان ہوئیں، مگر یہ واقدی کی روایت ہے جو چنداں قابل اعتبار نہیں،

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے بال نہایت گھنے تھے۔ (مسند ج6 ص389)

فضل وکمال کا بیان

علمی حیثیت اگرچہ تمام ازواج بلند مرتبہ تھیں، تاہم حضرت عائشہ اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہما کا ان میں کوئی جواب نہ تھا، چنانچہ محمود بن لبید کہتے ہیں، (طبقات ابن سعد ج6 ص317)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج احادیث کا مخزن تھیں، تاہم عائشہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہما کا ان میں کوئی حریف مقابل نہ تھا۔ مروان بن حکم ان سے مسائل دریافت کرتا اور اعلانیہ کہتا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج کے ہوتے ہوئے ہم دوسروں سے کیوں پوچھیں،" (مسند ج6 ص317)

حضرت ابو ہریرہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما دریائے علم ہونے کے باوجود ان کے دریائے فیض سے مستغنی نہ تھے، (ایضاً ص312) تابعین کرام کا ایک بڑا گروہ ان کے آستانہ فیض پر سر بر تھا۔

قرآن اچھا پڑھتیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طرز پر پڑھ سکتی تھیں، ایک مرتبہ کسی نے پوچھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

کیونکر قرات کرتے تھے؟ بولیں ایک ایک آیت الگ الگ کر کے پڑھتے تھے اس کے بعد خود پڑھ کر بتلادیا۔

(ایضاً ص300،301)

حدیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سوا انکا کوئی حریف نہ تھا، ان سے 378 روائتیں مروی ہیں۔ اس بنا پر وہ محدثین صحابہ رضی اللہ عنہم کے تیسرے طبقہ میں شامل ہیں۔

حدیث سننے کا بڑا شوق تھا۔ ایک دن بال گوندوا رہی تھیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے زبان مبارک سے ایھا الناس (لوگو!) کا لفظ نکلا تو فوراً بال باندھ کر اٹھ کھڑی ہوئیں، اور کھڑے ہو کر پورا خطبہ سنا، (ایضاً ص301)

مجتہد تھیں، صاحب اصابہ نے ان کے تذکرہ میں لکھا ہے،

"یعنی وہ کامل العقل اور صاحب الرائے تھیں۔" (اصابہ ج8 ص241)

علامہ ابن قیم نے لکھا ہے کہ ان کے فتاویٰ اگر جمع کیئے جائیں تو ایک چھوٹا سا رسالہ تیار ہو سکتا ہے، (اعلام الموقعین ج1 ص13) ان کے فتاوی کی ایک خاص خصوصیت یہ ہے کہ وہ عموماً متفق علیہ ہیں اور یہ ان کی دقیقہ رسی اور نکتہ چینی کا کرشمہ ہے، ان کی نکتہ چینی پر ذیل کے واقعات شاہد ہیں۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ عصر کے بعد دو رکعت نماز پڑھا کرتے تھے، مروان نے پوچھا آپ یہ نماز کیوں پڑھتے ہیں؟ بولے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی پڑھتے تھے، چونکہ انہوں نے یہ حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سلسلہ سے سنی تھی، مروان نے ان کے پاس تصدیق کیلیے آدمی بھیجا، انہوں نے کہا مجھکو ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے یہ حدیث پہنچی ہے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آدمی گیا اور انکو یہ قول نقل کیا تو بولیں، "یعنی خدا عائشہ (رضی اللہ عنہا) کی مغفرت کرے انہوں نے بات نہیں سمجھی، "(مسند احمد ج6 ص299، یہ واقعہ صحیح بخاری میں بھی ہے ج2 ص239)

کیا میں نے ان سے یہ نہیں کہا تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پڑھنے کی ممانعت فرمائی ہے۔"

(مسند احمد ج6 ص303)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا خیال تھا کہ رمضان میں جنابت کا غسل فوراً صبح اٹھ کر کرنا چاہیے، ورنہ روزہ ٹوٹ جاتا ہے، ایک شخص نے جا کر حضرت ام سلمہ و حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما سے جا کر پوچھا دونوں نے کہا کہ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جنابت کی حالت میں صائم ہوتے تھے، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے سنا تو رنگ فق ہو گیا، اسی خیال سے رجوع کیا اور کہا کہ میں کیا کروں فضل بن عباس رضی اللہ عنہ نے مجھ سے اسی طرح بیان کیا تھا، لیکن ظاہر ہے کہ حضرت ام سلمہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما کو زیادہ علم ہے۔ (مسند احمد ج6 ص306،307) (اسکے بعد حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اپنا فتوی واپس لے لیا) (ایضاً ص306)

ایک مرتبہ چند صحابہ رضی اللہ عنہم نے دریافت کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اندرونی زندگی کے متعلق کچھ ارشاد کیجیے، فرمایا "آپ کا ظاہر و باطن یکساں تھا۔" نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو آپ سے واقعہ بیان کیا، فرمایا تم نے بہت اچھا کیا،

(ایضاً ص309)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا جواب صاف دیتی تھیں اور کوشش کرتی تھیں کہ سائل کی تشفی ہو جائے، ایک دفعہ کسی شخص کو مسئلہ بتایا، وہ ان کے پاس سے اٹھ کر دوسری ازواج کے پاس گیا۔ سب نے ایک ہی جواب دیا، واپس آ کے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو یہ خبر سنائی تو بولیں، نعم واشفیک! ذرا ٹھہرو میں تمھاری تشفی کرنا چاہتی ہوں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق یہ حدیث سنی ہے۔ (ایضاً ص 297)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو حدیث وفقہ کے علاوہ اسرار کا بھی علم تھا، اور یہ وہ فن تھا جسکے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ عالم مخصوص تھے۔ ایک مرتبہ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ ان کے پاس آئے تو بولیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ بعض صحابی ایسے ہیں جنکو نہ میں اپنے انتقال کے بعد دیکھوں گا نہ وہ مجھکو دیکھیں گے، حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ گھبرا کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے اور ان سے یہ حدیث بیان کی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے اور کہا، "خدا کی قسم! سچ سچ کہنا کیا میں انہی میں ہوں۔" حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا نہیں، لیکن تمھارے علاوہ میں کسی کو مستثنیٰ نہیں کروں گی۔ (مسند احمد ص 307 ج 6)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے جن لوگوں نے علم حدیث حاصل کیا ان کی ایک بڑی جماعت ہے ہم صرف چند ناموں پر اکتفا کرتے ہیں۔

عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ، اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ، ہند رضی اللہ عنہا بنت الحارث الفراسیہ، صفیہ رضی اللہ عنہا بنت شیبہ، عمر رضی اللہ عنہ، زینب رضی اللہ عنہا (اولاد حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا) مصعب رضی اللہ عنہ بن عبداللہ (برادرزادہ) نبہان (غلام مکاتب) عبداللہ بن رافع، نافع رضی اللہ عنہ، شعبہ، پسر شعبہ رضی اللہ عنہ، ابوبکر رضی اللہ عنہ، خیرۃ والدہ حسن بصری، سلیمان رضی اللہ عنہ بن یسار، ابوعثمان رضی اللہ عنہ النہدی، حمید رضی اللہ عنہ، ابوسلمہ رضی اللہ عنہ، سعید بن مسیب، ابووائل، صفیہ بنت محصن، شعبی، عبدالرحمان، ابن حارث بن ہشام، عکرمہ، ابوبکر بن عبدالرحمان، عثمان بن عبداللہ ابن موہب، عروہ بن زبیر، کریب مولیٰ ابن عباس رضی اللہ عنہ، قبیصہ بن ذویب رضی اللہ عنہ، نافع مولا ابن عمر یعلے بن مالک۔

اخلاق وعادات کا بیان

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نہایت زاہدانہ زندگی بسر کرتی تھیں۔ ایک مرتبہ ایک ہار پہنا جس میں سونے کا کچھ حصہ شامل تھا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اعراض کیا تو اس کو توڑ ڈالا۔ (ایضاً ج 6 ص 319، 323) ہر مہینے میں تین دن (دوشنبہ، جمعرات اور جمعہ) روزہ رکھتی تھیں، (ایضاً ص 389) ثواب کی متلاشی رہتیں، ان کے پہلے شوہر کی اولاد ان کے ساتھ تھی، اور وہ نہایت عمدگی سے ان کی پرورش کرتی تھیں، اس بنا پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پوچھا کہ مجھکو اسکا کچھ ثواب بھی ملے گا۔ آپ نے فرمایا "ہاں"

(صحیح بخاری ج 1 ص 198)

اچھے کاموں میں شریک ہوتی تھیں، آیت تطہیر انہی کے گھر میں نازل ہوئی تھی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو بلا کر کمبل اڑھایا اور کہا "خدایا! یہ میرے اہل بیت ہیں، ان سے ناپاکی کو دور کر اور

انہیں پاک کر" حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے یہ دعا سنی تو بولیں یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں بھی ان کے ساتھ شریک ہوں ارشاد ہوا۔ تم اپنی جگہ پر ہو اور اچھی ہوں۔ (صحیح ترمذی ص530)

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی پابند تھیں، نماز کے اوقات میں بعض امراء نے تغیر وتبدل کیا یعنی مستحب اوقات چھوڑ دیئے تو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے انکو تنبیہ کی اور فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ظہر جلد پڑھا کرتے تھے اور تم عصر جلد پڑھتے ہو۔ (مسند ج6 ص289)

ایک دن ان کے بھتیجے نے دو رکعت نماز پڑھی، چونکہ سجدہ گاہ غبار آلود تھی، وہ سجدہ کرتے عقت مٹی جھاڑتے تھے، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے روکا کہ یہ فعل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روش کے خلاف ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک غلام نے ایک دفعہ ایسا کیا تھا تو آپ نے فرمایا تھا، ترب وجھک اللہ! یعنی تیرا چہرہ خدا کی راہ میں غبار آلود ہو۔ (ایضاج6 ص301)

فیاض تھیں، اور دوسروں کو بھی فیاضی کی طرف مائل کرتی تھیں۔ ایک دفعہ حضرت عبدالرحمان بن عوف نے آکر کہا اماں! میرے پاس اس قدر مال جمع ہوگیا ہے کہ اب بربادی کا خوف ہے، فرمایا بیٹا! اس کو خرچ کرو، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بہت سے صحابہ ایسے ہیں کہ جو مجھکو میری موت کے بعد پھر نہ دیکھیں گے! (ایضا ص290)

ایک مرتبہ چند فقراء جن میں عورتیں بھی تھیں، ان کے گھر آئے اور نہایت الحاح سے سوال کیا، ام الحسن بیٹھی تھیں، انہوں نے ڈانٹا لیکن حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا ہمکو اسکا حکم نہیں ہے۔ اس کے بعد لونڈی کو کہا کہ انکو کچھ دیکر رخصت کرو۔ کچھ نہ ہو تو ایک ایک چھوہارا ان کے ہاتھ پر رکھ دو، (استیعاب ج2 ص803)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے انکو جو محبت تھی اسکا یہ اثر تھا کہ آپکے موئے مبارک تبرکا رکھ چھوڑے تھے۔ جنکی وہ لوگوں کو زیارت کراتی تھیں، (مسند احمد ج6 ص296) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سے اس قدر محبت تھی کہ ایک مرتبہ انہوں نے کہا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اسکا کیا سبب ہے کہ ہمارا قرآن میں ذکر نہیں۔ تو آپ منبر پر تشریف لے گئے اور یہ آیت پڑھی

"ان المسلمین والمسلمات والمومنین والمومنات" (ایضا ص301)

مناقب کا بیان

ایک مرتبہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھی تھیں، حضرت جبرئیل آئے اور باتیں کرتے رہے، ان کے جانے کے بعد آپ نے پوچھا۔ "انکو جانتی ہو؟" بولیں وحیہ رضی اللہ عنہ تھے، لیکن جب اپ نے اس واقعہ کو اور لوگوں سے بیان کیا تو اس وقت معلوم ہوا کہ وہ جبرئیل تھے، (صحیح مسلم ج2 ص241 مطبوعہ مصر) (غالبا یہ نزول حجاب سے قبل کا واقعہ ہے۔)

حضرت زینب رضی اللہ عنہا بنت جحش

نام ونسب:

زینب نام، ام الحکیم کنیت، قبیلہ قریشکے خاندان اسد بن خزیمہ سے ہیں، سلسلہ نسب یہ ہے، زینب بنت جحش بن رباب بن

یعمر بن صبرۃ بن مرۃ بن کثیر بن غنم بن دودان بن سعد بن خزیمہ، والدہ کا نام امیمہ تھا جو عبدالمطلب جد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی تھیں، اسی بنا پر حضرت زینب رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی پھوپھی زاد بہن تھیں۔

اسلام کا بیان

نبوت کے ابتدائی دور میں اسلام لائیں، اسد الغابہ میں ہے۔شروع دور اسلام میں اسلام قبول کیا تھا۔

(اسد الغابہ ج5 ص463)

نکاح کا بیان

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زید رضی اللہ عنہ بن حارثہ کے ساتھ (آپکے آزاد کردہ غلام اور متبنیٰ تھے) انکا نکاح کر دیا، اسلام نے مساوات کی جو تعلیم رائج کی ہے اور پست و بلند کو جسطرح ایک جگہ لا کھڑا کر دیا ہے، اگرچہ تاریخ میں اس کی ہزاروں مثالیں موجود ہیں، لیکن یہ واقعہ اپنی نوعیت کے لحاظ سے ان سب پر فوقیت رکھتا ہے کیونکہ اسی سے عملی تعلیم کی بنیاد قائم ہوتی ہے، قریش اور خصوصا خاندان ہاشم کو تولیت کعبہ کی وجہ سے عرب میں جو درجہ حاصل تھا، اس کے لحاظ سے شاہان یمن بھی ان کی ہمسری کا دعویٰ نہیں کر سکتے تھے لیکن اسلام نے محض "تقویٰ" کو بزرگی کا معیار قرار دیا اور فخر و ادعاء کو جاہلیت کا شعار ٹھہرایا ہے، اس بنا پر اگرچہ حضرت زید رضی اللہ عنہ بظاہر غلام تھے تاہم وہ چونکہ (مسلمان اور مرد صالح تھے اس لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے ساتھ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا عقد کر دینے میں کوئی تکلف نہیں ہوا) تعلیم مساوات کے علاوہ اس نکاح کا ایک اور مقصد بھی تھا جو اسد الغابہ میں مذکور ہے اور وہ یہ ہے۔

"یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انکا نکاح زید رضی اللہ عنہ سے اسلیے کیا تھا کہ انکو قرآن وحدیث کی تعلیم دیں۔"

(اسد الغابہ ج5 ص463)

تقریبا ایک سال تک دونوں کا ساتھ رہا، لیکن پھر تعلقات قائم نہ رہ سکے اور شکر رنج بڑھ گئی، حضرت زید رضی اللہ عنہ نے بارگاہ نبوت میں شکایت کی (صحیح ترمذی ص531) اور طلاق دے دینا چاہا۔

"زید (رضی اللہ عنہ) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور عرض کی کہ زینب (رضی اللہ عنہا) مجھ سے زبان درازی کرتی ہیں اور میں انکو طلاق دینا چاہتا ہوں۔" (فتح الباری ج8 ص403 تفسیر سورۃ احزاب)

لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بار بار انکو سمجھاتے تھے کہ طلاق نہ دیں، قرآن مجید میں ہے "اور جبکہ تم اس شخص سے جس پر خدا نے اور تم نے احسان کیا تھا، یہ کہتے تھے کہ اپنی بیوی کو نکاح میں لیے رہو اور خدا سے خوف کرو۔"

لیکن یہ کسی طرح صحبت برآ نہ ہو سکے، اور حضرت زید رضی اللہ عنہ نے انکو طلاق دے دی حضرت زینب رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بہن تھیں۔ اور آپ ہی کی تربیت میں پلی تھیں، آپکے فرمانے سے انہوں نے یہ رشتہ منظور کر لیا تھا۔ جو ان کے نزدیک ان کے خلاف شان تھا (چونکہ زید رضی اللہ عنہ غلام رہ چکے تھے، اس لیے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو یہ نسبت گوارا نہ تھی) بہر حال وہ مطلقہ ہو گئیں تو آپ نے ان کی دلجوئی کے لیے خود ان سے نکاح کر لینا چاہا، لیکن عرب میں اس وقت تک متبنیٰ اصلی

بیٹے کے برابر سمجھا جاتا تھا، اس لیئے عام لوگوں کے خیال سے آپ تامل فرماتے تھے، لیکن چونکہ محض یہ جاہلیت کی رسم تھی اور اس کو مٹانا مقصود تھا، اس لیے یہ آیت نازل ہوئی۔

"اور تم اپنے دل میں وہ بات چھپاتے ہو جسکو خدا ظاہر کردینے والا ہے، اور تم لوگوں سے ڈرتے ہو حالانکہ ڈرنا خدا سے چاہیے۔"

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم زینب رضی اللہ عنہا کے پاس میرا پیغام لے کر جاؤ، زید رضی اللہ عنہ ان کے گھر آئے تو وہ آٹا گوندھنے میں مصروف تھیں، چاہا ان کی طرف دیکھیں لیکن پھر کچھ سوچ کر منہ پھیر لیا اور کہا "زینب (رضی اللہ عنہا) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام لایا ہوں" جواب ملا "میں بغیر استخارہ کیے کوئی رائے قائم نہیں کرتی" یہ کہا اور مصلیٰ پر کھڑی ہوگئیں، ادھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی آئی۔ فلما زید منھا وطرا زوجنا کھا، اور نکاح ہوگیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے مکان پر تشریف لائے اور بلا استیذان اندر چلے گئے۔

دن چڑھے ولیمہ ہوا جو اسلام کی سادگی کی اصل تصویر تھا اس میں روٹی اور سالن کا انتظام تھا۔ انصار میں حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خالہ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ تھیں، مالیدہ بھیجا تھا۔ غرض سب چیزیں جمع ہوگئیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو لوگوں کے بلانے کے لیے بھیجا۔ 300 آدمی شریک ہوئے۔ کھانے کے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دس دس آدمیوں کی ٹالیاں کردیں تھیں، باری باری آتے اور کھانا کھا کر واپس جاتے تھے۔

اسی دعوت میں آیت حجاب اتری، جسکی وجہ یہ تھی کہ چند آدمی مدعو تھے، کھا کر باتیں کرنے لگے اور اس قدر دیر لگائی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرط مروت سے خاموش تھے، بار بار اندر جاتے اور باہر آتے تھے، اسی مکان میں حضرت زینب رضی اللہ عنہا بھی بیٹھی ہوئی تھیں، اور انکا منہ دیوار کی طرف تھا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد و رفت کو دیکھ کر بعضوں کو خیال ہوا اور اٹھ کر چلے گئے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو دوسری ازواج کے مکان میں تھے، اطلاع دی، آپ باہر تشریف لائے تو وحی کی زبان اسطرح گویا ہوئی۔

"اے ایمان والو! نبی کے گھروں پر مت جایا کرو، مگر جس وقت تمکو کھانے کے لے اجازت دی جائے، ایسے طور پر کہ تم اس کی تیاری کے منتظر نہ رہو لیکن جب تمکو بلایا جائے تب جایا کرو، پھر جب کھانا کھا چکو تو اٹھ کر چلے جایا کرو۔ اور باتوں میں جی لگا کر مت بیٹھے رہا کرو اس بات سے نبی کو ناگواری پیدا ہوتی ہے، سو وہ تمھارا لحاظ کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ صاف بات کہنے سے لحاظ نہیں کرتا ہے اور جب تم ان سے کوئی چیز مانگو تو پردہ سے باہر مانگو۔"

آپ نے دروازہ پر پردہ لٹکا دیا، اور لوگوں کو گھر کے اندر جانے کی ممانعت ہوگئی یہ ذوالقعدہ سن پانچ ہجری کا واقعہ ہے۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے نکاح کی چند خصوصیتیں ہیں جو کہیں اور نہیں پائی جاتیں، ان کے نکاح سے جاہلیت کی ایک اور رسم کہ متبنی اصلی بیٹے کا حکم رکھتا ہے، مٹ گئی، مساوات اسلامی کا وہ عظیم الشان منظر سامنے آیا کہ آزاد کردہ غلام کی تمیز اٹھ گئی، پردہ

کا حکم ہوا۔ نکاح کے لیے وحی الٰہی آئی۔ ولیمہ میں تکلف ہوا، اسی بنا پر حضرت زینب رضی اللہ عنہ اور ازواج کے مقابلہ میں فخر کیا کرتی تھیں۔ (ترمذی ص561، اسد الغابہ ج5 ص464)

ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن میں جو بیبیاں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ہمسری کا دعوی رکھتی تھیں، ان میں حضرت زینب رضی اللہ عنہا خصوصیت کے ساتھ ممتاز تھیں، خود حجرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں۔

"ازواج میں سے وہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ میں عزت ومرتبہ میں میرا مقابلہ کرتی تھیں،"

(صحیح مسلم باب فضل عائشہ رضی اللہ عنہا)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ان کی خاطر داری منظور رہتی تھی، یہی وجہ تھی کہ جب چند ازواج نے حجرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کو سفیر بنا کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا، اور وہ نا کام واپس آئیں، تو سب نے اس خدمت (سفارت) کے لیے حجرت زینب رضی اللہ عنہا کا انتخاب کیا کیونکہ وہ اس خدمت کے لیے زیادہ موزوں تھیں، انہوں نے بڑی دیدہ دلیری سے پیغام ادا کیا، اور بڑے زور کے ساتھ یہ ثابت کرنا چاہا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس رتبہ کی مستحق نہیں ہیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا چپ ہو کر سن رہی تھیں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ کی طرف دیکھتی جاتی تھیں، حضرت زینب رضی اللہ عنہا جب تقریر کر چکیں تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مرضی پا کر کھڑی ہوئیں اور اس زور شور کے ساتھ تقریر کی کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا لاجواب ہو کر رہ گئیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" کیوں نہ ہو ابو بکر (رضی اللہ عنہ) کی بیٹی ہے"

(صحیح مسلم فضل عائشہ رضی اللہ عنہا)

وفات کا بیان

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے فرمایا تھا۔ تم میں مجھ سے جلد وہ ملیں گی جسکا ہاتھ لمبا ہوگا۔"

یہ استعارۃً فیاضی کی طرف اشارہ تھا، لیکن ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن اس کو حقیقت سمجھیں چنانچہ باہم اپنے ہاتھوں کو ناپا کرتی تھیں۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا اپنی فیاضی کی بنا پر اس پیشن گوئی کا مصداق ثابت ہوئیں، ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن میں سب سے پہلے انتقال کیا، کفن کا سامان خود تیار کر لیا تھا۔ اور وصیت کی تھی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی کفن دیں تو ان میں سے ایک کو صدقہ کر دینا، چنانچہ یہ وصیت پوری کی گئی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی، اس کے بعد ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے سے دریافت کیا کہ کون قبر میں داخل ہوگا، انہوں نے کہا وہ شخص جوان کے گھر میں داخل ہوا کرتا تھا، چنانچہ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ، محمد بن عبداللہ بن جحش، عبداللہ بن ابی احمد بن جحش نے انکو قبر میں اتارا اور بقیع میں سپرد خاک کیا،

(صحیح بخاری ج1 ص191، مسلم ص341 ج2، اسد الغابہ ص465 ج5)

حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے سن بیس ہجری میں انتقال کیا اور 53 برس کی عمر پائی، واقدی نے لکھا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جس وقت نکاح ہوا اس وقت 35 سال کی تھیں لیکن یہ عام روایت کے خلاف ہے، عام روایت کے مطابق انکا سن 38 سال کا تھا۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے مال متروکہ میں صرف ایک مکان یادگار چھوڑا تھا، جسکو ولید بن عبدالملک نے اپنے زمانہ حکومت میں پچاس ہزار درہم پر خرید کیا اور مسجد نبوی میں شامل کر دیا گیا۔ (طبری ص 2449 ج 13)

حلیہ کا بیان

حضرت زینب رضی اللہ عنہا کوتاہ قامت لیکن خوبصورت اور موزوں اندام تھیں۔ (زرقانی ص 283)

فضل وکمال کا بیان

روائتیں کم کرتی تھیں، کتب حدیث میں ان سے صرف گیارہ روائتیں منقول ہیں، راویوں میں حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا، زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہ، محمد بن عبداللہ بن جحش (برادرزادہ) کلثوم بنت طلق اور مذکور (غلام) داخل ہیں۔

اخلاق کا بیان

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ یعنی حضرت زینب (رضی اللہ عنہا) نیک خو، روزہ دار ونماز گزار تھیں۔"

(زرقانی بحوالہ ابن سعد)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ میں نے کوئی عورت زینب (رضی اللہ عنہا) سے زیادہ دیندار، زیادہ پرہیزگار، زیادہ راست گفتار، زیادہ فیاض، مخیر اور خدا کی رضا جوئی میں زیادہ سرگرم نہیں دیکھی فقط مزاج میں ذرا تیزی تھی جس پر انکو بہت جلد ندامت بھی ہوتی تھی۔" (مسلم ج 2 ص 335 (فضل عائشہ رضی اللہ عنہا)

حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا زہد وتورع میں یہ حال تھا۔ کہ جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر اتہام لگایا گیا اور اس اتہام میں خود حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی بہن حمنہ شریک تھیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اخلاقی حالت دریافت کی تو انہوں نے صاف لفظوں میں کہہ دیا۔ مجھ کو عائشہ (رضی اللہ عنہا) کی بھلائی کے سوا کسی چیز کا علم نہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ان کے اس صدق وقرار حق کا اعتراف کرنا پڑا۔

عبادت میں نہایت خشوع وخضوع کے ساتھ مصروف رہتی تھیں، ایک مرتبہ آپ مہاجرین پر کچھ مال تقسیم کر رہے تھے، حضرت زینب رضی اللہ عنہا اس معاملہ میں کچھ بول پڑیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ڈانٹا، آپ نے فرمایا ان سے درگزر کرو یہ اَوَّاہ ہیں (اصابہ ج 8 ص 93) (یعنی خاشع ومتضرع ہیں۔)

نہایت قانع وفیاض طبع تھیں، خود اپنے دست وبازو سے معاش پیدا کرتی تھیں اور اس کو خدا کی راہ میں لٹا دیتی تھیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا، تو مدینہ کے فقراء کو مساکین میں سخت کھلبلی پیدا ہوگئی اور وہ گھبرا گئے (اصابہ 113 ج 8 بحوالہ ابن سعد) ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انکا سالانہ نفقہ بھیجا، انہوں نے اس پر ایک کپڑا ڈال دیا اور برزہ بنت رافع کو حکم دیا کہ میرے خاندانی رشتہ داروں اور یتیموں کو تقسیم کردو۔ برزہ نے کہا آخر ہمارا بھی کچھ حق ہے؟ انہوں نے کہا کپڑے کے نیچے جو کچھ ہو وہ تمہارا ہے، دیکھا تو پچاسی درہم نکلے جب تمام مال تقسیم ہو چکا تو دعا کی کہ خدایا

اسی سال کے بعد عمر رضی اللہ عنہ کے عطیہ کے فائدہ نہ اٹھاؤ، دعا قبول ہوئی اور اسی سال انتقال ہوگیا۔ (ابن سعد ج8 ص78)

حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا

نام ونسب:۔

جویریہ نام، قبیلہ خزاعہ کے خاندان مصطلق سے ہیں، سلسلہ نسب یہ ہے، جویریہ رضی اللہ عنہا بنت حارث ابی ضرار بن حبیب بن عائذ بن مالک بن جذیمہ (مصطلق) بن سعد بن عمرو بن ربیعہ بن حارثہ بن عمرو مزیقیاء۔

حارث بن ابی ضرار حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کے والد بنو مصطلق کے سردار تھے۔ (طبقات ج2 ق1 ص45)

نکاح کا بیان

حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کا پہلا نکاح اپنے ہی قبیلہ میں مسافع بن صفوان (ذی شفر) سے ہوا تھا۔

غزوہ مریسیع اور نکاح ثانی کا بیان

حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کا باپ اور شوہر مسافع دونوں دشمن اسلام تھے چنانچہ حارث نے قریش کو اشارے سے یا خود سے مدینے پر حملہ کی تیاریاں شروع کی تھیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ملی تو مزید تحقیقات کے لیے بریدہ رضی اللہ عنہ بن حصیب اسلمی کو روانہ کیا، انہوں نے واپس آ کر خبر کی تصدیق کی اپ نے صحابہ کو تیاری کا حکم دیا، 2 شعبان سن پانچ ہجری کو فوجیں مدینہ سے روانہ ہوئیں اور مریسیع میں جو مدینہ منورہ سے نو منزل ہے پہنچ کر قیام کیا، لیکن حارث کو یہ خبریں پہلے سے پہنچ چکی تھیں، اس لیے اس کی جمعیت منتشر ہوگئی اور وہ خود بھی کسی طرف نکل گیا، لیکن مریسیع میں جو لوگ آباد تھے، انہوں نے صف آرائی کی اور دیر تک جم کر تیر برساتے رہے مسلمانوں نے دفعتہً ایک ساتھ حملہ کیا تو ان کے پاوں اکھڑ گئے، 11 آدمی مارے گئے اور باقی گرفتار ہوگئے، جنکی تعداد تقریباً 600 تھی، مال غنیمت میں دو ہزار اونٹ اور پانچ ہزار بکریاں ہاتھ آئیں۔

لڑائی میں جو لوگ گرفتار ہوئے۔ ان میں حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں، ابن اسحاق کی روایت ہے جو بعض حدیث کی کتابوں میں بھی ہے کہ تمام اسیران جنگ لونڈی وغلام بنا کر تقسیم کردیئے گئے۔ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہ ثابت بن قیس کے حصہ میں آئیں۔ انہوں نے ثابت سے درخواست کی کہ مکاتبت کرلو یعنی مجھ سے کچھ روپیہ لے کر چھوڑ دو، ثابت نے 9 اوقیہ سونے پر منظور کیا حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کے پاس روپیہ نہ تھا، چاہا کہ لوگوں سے روپیہ مانگ کر یہ رقم ادا کریں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھی آئیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی وہاں موجود تھیں۔

ابن اسحٰق نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی زبانی روایت کی ہے جو یقیناً ان کی ذاتی رائے ہے کہ چونکہ جویریہ رضی اللہ عنہا نہایت شیریں ادا تھیں، میں نے انکو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاتے دیکھا تو سمجھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی ان کے حسن وجمال کا وہی اثر ہوگا جو مجھ پر ہوا۔ غرض وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تمکو اس سے بہتر چیز کی خواہش نہیں؟ انہوں نے کہا وہ کیا چیز ہے؟ آپ نے فرمایا کہ "تمھاری طرف سے میں روپیہ ادا کردیتا ہوں اور تم

سے نکاح کر لیتا ہوں" حضرت جویریہ راضی ہوگئیں آپ نے تنہا وہ رقم ادا کر دی، اور ان سے شادی کر لی۔

لیکن دوسری روایت میں اس سے زیادہ واضح بیان مذکور ہے۔

اصل واقعہ یہ ہے کہ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کا باپ (حارث) رئیس عرب تھا۔ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا جب گرفتار ہوئیں، تو حارث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور کہا کہ میری بیٹی کنیز نہیں بن سکتی، میری شان اس سے بالاتر ہے میں اپنے قبیلے کا سردار اور رئیس عرب ہوں آپ اس کو آزاد کر دیں، آپ نے فرمایا کہ کیا یہ بہتر نہ ہوگا کہ جویریہ رضی اللہ عنہا کی مرضی پر چھوڑ دیا جائے، حارث نے جا کر جویریہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے تیری مرضی پر رکھا ہے دیکھنا مجھکو رسوا نہ کرنا، انہوں نے کہا "میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہنا پسند کرتی ہوں۔" چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے شادی کر لی۔

ابن سعد نے طبقات میں یہ روایت کی ہے کہ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کے والد نے انکا زرفدیہ کیا اور جب وہ آزاد ہو گئیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے نکاح کر لیا۔

حضرت جویریہ رضی اللہ عنہ سے جب نکاح کیا تو تمام اسیران جنگ جو اہل فوج کے حصہ میں آ گئے تھے، دفعۃً رہا کر دیے گئے، فوج نے کہا کہ جس خاندان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شادی کر لی وہ غلام نہیں ہو سکتا،

(ابوداؤد کتاب العتاق ج 2 ص 105 طبقات ج 2 ق 1 ص 46 صحیح مسلم ص 61)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے کسی عورت کو جویریہ رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر اپنی قوم کے حق میں مبارک نہیں دیکھا، ان کے سبب سے بنو مصطلق کے سینکڑوں گھرانے آزاد کر گئے گئے، (اسد الغابہ 5 ص 420) حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کا نام برہ تھا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بدل کر جویریہ رضی اللہ عنہا رکھا کیونکہ اس میں بدفالی تھی۔ (صحیح مسلم ج 2 ص 231)

وفات کا بیان

حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا نے ربیع الاول سن 50 ہجری میں وفات پائی، اس وقت انکا سن 65 برس کا تھا، مروان نے نماز جنازہ پڑھائی اور جنت البقیع میں دفن ہوئیں،

حلیہ کا بیان

حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا خوبصورت اور موزوں اندام تھیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں۔

كانت امرة حلوة ملاحة لا يراها احد الا اخذت نبفسه۔ (اسد الغابہ ج 5 ص 420)

فضل و کمال کا بیان

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے چند حدیثیں روایت کیں، ان سے حسب ذیل بزرگوں نے حدیث سنی ہے، ابن عباس رضی اللہ عنہ، جابر رضی اللہ عنہ، ابن عمر رضی اللہ عنہ، عبید بن السباق، طفیل، ابو ایوب مراغی، کلثوم، ابن مصطلق، عبداللہ بن شداد بن الہاد،

کریب۔

اخلاق کا بیان

حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا زاہدانہ زندگی بسر کرتی تھیں، ایکدن صبح کو مسجد میں دعا کر رہی تھیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم گزرے اور دیکھتے ہوئے چلے گئے، دوپہر کے قریب آئے تب بھی انکو اسی حالت میں پایا۔ (صحیح ترمذی ص590)

جمعہ کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے گھر تشریف لائے تو روزہ سے تھیں، حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ کل روزہ سے تھیں؟ بولیں، "نہیں" فرمایا "تو کل رکھو گی؟" جواب ملا! نہیں "ارشاد ہوا" تو پھر تمکو افطار کر لینا چاہیے۔" (صحیح بخاری ج1 ص267)

دوسری روایتوں میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر مہینہ میں تین دن روزہ رکھتے تھے ان تین دنوں میں ایک دن جمعہ کا ضرور ہوتا تھا۔ اس لیے تنہا جمعہ کے دن ایک روزہ رکھنے میں علماء کا اختلاف ہے، آئمہ حنفیہ کے نزدیک جائز ہے، امام مالک سے بھی جواز کی روایت ہے۔ بعض شافعیہ نے اس سے روکا ہے، تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو فتح الباری جلد 4 صفحہ 204۔

امام ابو یوسف کے نزدیک احتیاط اس میں ہے کہ جمعہ کے روزہ کے ساتھ ایک روزہ اور ملا لیا جایا کرے (بذل المجہود جلد صفحہ 169) یہ بحث صرف جمعہ کے دن روزہ رکھنے سے متعلق ہے اور دنوں سے اسکا تعلق نہیں ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سے محبت تھی۔ اور ان کے گھر آتے جاتے تھے ایک مرتبہ آ کر پوچھا کہ " کچھ کھانے کو ہے؟" جواب ملا۔ "میری کنیز نے صدقہ کا گوشت دیا تھا وہی رکھا ہے اور اس کے سوا اور کچھ نہیں" فرمایا" اسے اٹھا لاؤ، کیونکہ صدقہ جس کو دیا گیا تھا اس کو پہنچ چکا" (صحیح مسلم ج1 ص400)

حضرت اُمِ حبیبہ رضی اللہ عنہا

نام ونسب:

رملہ نام، ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کنیت، سلسلہ نسب یہ ہے، رملہ بنت ابی سفیان صخر بن حرب بن امیہ بن عبد شمس، والدہ کا نام صفیہ بنت ابوالعاص تھا، جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی حقیقی پھوپھی تھیں،

حضرت ام حبیبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے 17 سال پہلے پیدا ہوئیں۔ (اصابہ ج8 ص84)

نکاح کا بیان

عبید اللہ بن جحش سے کہ حرب امیہ کے حلیف تھے، نکاح ہوا۔ (ایضا) زرقانی ج3 ص276 بحوالہ ابن سعد)

اسلام کا بیان

اور ان ہی کے ساتھ مسلمان ہوئیں، اور حبش کو ہجرت کی، حبش میں جا کر عبید اللہ نے عیسائی مذہب اختیار کیا، ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے بھی کہا لیکن وہ اسلام پر قائم رہیں، اب وہ وقت آ گیا کہ انکو اسلام اور ہجرت کی فضیلت کے ساتھ ام المومنین بننے کا

شرف حاصل ہو۔ عبیداللہ نے عیسائی ہوکر بالکل آزادانہ زندگی بسر کرنا شروع کردی، مے نوشی کی عادت ہوگئی، آخر انکا انتقال ہوگیا،

نکاح ثانی کا بیان

عدت کے دن ختم ہوئے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن امیہ ضمیری کو نجاشی کی خدمت میں بغرض نکاح بھیجا، جب وہ نجاشی کے پاس پہنچے تو اس نے ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کو اپنی لونڈی ابرہہ کے ذریعہ پیغام دیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھکو تمہارے نکاح کے لیے لکھا ہے، انہوں نے خالد بن سعید اموی کو وکیل مقرر کیا اور اس مژدہ کے صلہ میں ابرہہ کو چاندی کے دو کنگن اور انگوٹھیاں دیں، جب شام ہوئی تو نجاشی نے جعفر رضی اللہ عنہ بن ابی طالب اور وہاں کے مسلمانوں کو جمع کر کے خود نکاح پڑھایا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے چار سو دینار مہر ادا کیا، نکاح کے بعد حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا جہاز میں بیٹھکر روانہ ہوئیں اور مدینہ کی بندرگاہ میں اتریں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت خیبر میں تشریف رکھتے تھے۔ یہ سن 6 ہجری کا واقعہ ہے (مسند ج6 ص427 و تاریخ طبری واقعات سن 6 ہجری) اس وقت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کی عمر 36 یا 37 سال کی تھی،

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کے متعلق کئی روائتیں ہیں، ہم نے جو روایت لی ہے وہ مسند کی ہے اور مشہور روائتوں کے مطابق کی ہے، البتہ مہر کی تعداد میں کچھ غلطی معلوم ہوتی ہے، عام روایت یہ ہے اور مسند میں بھی ہے کہ ازواج مطہرات اور صاحبزادیوں کا مہر چار چار سو درہم تھا، اسی بنا پر چار سو دینار راوی کا سہو ہے، اس موقع پر ہمکو صحیح مسلم کی ایک روایت کی تنقید کرنا ہے،

صحیح مسلم میں ہے کہ لوگ ابوسفیان کو نظر اٹھا کر دیکھنا اور ان کے پاس بیٹھنا ناپسند کرتے تھے اس بنا پر انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے تین چیزوں کی درخواست کی جن میں ایک یہ بھی تھی کہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے شادی کرلیجیئے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی درخواست منظور فرمائی۔ (صحیح مسلم ج2 ص361) اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ابوسفیان کے مسلمان ہونے کے وقت حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا ازواج مطہرات میں داخل نہیں ہوئی تھیں لیکن یہ راوی کا وہم ہے چنانچہ ابن سعد، ابن حزم، ابن جوزی۔ ابن اثیر، بیہقی اور عبدالعظیم منذری نے اس کے خلاف روائتیں کی ہیں، اور ابن سعد کے سوا سب نے اس روایت کی تردید کی ہے۔

وفات کا بیان

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بھائی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں سن 44 ہجری میں انتقال کیا اور مدینہ میں دفن ہوئیں، اس وقت 73 برس کا سن تھا۔ قبر کے متعلق اس قدر معلوم ہے کہ امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مکان میں تھی، حضرت علی رضی اللہ عنہ بن حسین سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ میں نے مکان کا ایک گوشہ کھدوایا تو ایک کتبہ برآمد ہوا کہ "یہ رملہ بنت صخر کی قبر ہے" چنانچہ اس کو میں نے اسی جگہ رکھ دیا، (استیعاب جلد2 ص750)

وفات کے قریب حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے حجرت عائشہ و حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہما کو اپنے پاس بلایا اور کہا کہ

سوتنوں میں باہم جو کچھ ہوتا ہے وہ ہم لوگوں میں بھی کبھی ہو جایا کرتا تھا، اس لیے مجھکو معاف کردو، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے معاف کردیا اور ان کے لیے دعائے مغفرت کی تو بولیں تم نے مجھکو خوش کیا خدا تمکو خوش کرے،

(اصابہ ج 8 ص 85 بحوالہ ابن سعد (ابن سعد جز نساء ص 71))

اولاد کا بیان

پہلے شوہر سے ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیدا ہوئے، عبداللہ اور حبیبہ رضی اللہ عنہ، حبیبہ رضی اللہ عنہا نے آغوش نبوت میں تربیت پائی، اور داؤد بن عروہ بن مسعود کو منسوب ہوئیں، جو قبیلہ ثقیف کے رئیس اعظم تھے۔

حلیہ کا بیان

خوبصورت تھیں، صحیح مسلم میں خود ابوسفیان کی زبانی منقول ہے۔ (صحیح مسلم جلد 2 ص 361) میرے ہاں عرب کی حسین تر اور جمیل تر عورت موجود ہے۔

فضل وکمال کا بیان

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے حدیث کی کتابوں میں 65 روائتیں منقول ہیں، راویوں کی تعداد بھی کم نہیں ہے، بعض کے نام یہ ہیں، حبیبہ رضی اللہ عنہا (دختر) معاویہ رضی اللہ عنہ اور عتبہ رضی اللہ عنہ پسران ابوسفیان عبداللہ بن عتبہ، ابوسفیان بن سعید ثقفی (خواہرزادہ) سالم بن سوار (مولی) ابوالجراح، صفیہ بنت شیبہ، زینب بنت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ، عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ، ابوصالح السمان، شہر بن حوشب۔

اخلاق کا بیان

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے جوش ایمان کا یہ منظر قابل دید ہے کہ فتح مکہ سے قبل جب ان کے باپ ابوسفیان کفر کی حالت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مدینہ آئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بچھونے پر بیٹھنا چاہتے تھے، حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے یہ دیکھ کر بچھونا الٹ دیا، ابوسفیان سخت برہم ہوئے کہ بچھونا اس قدر عزیز ہے۔ بولیں یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرش ہے۔ اور آپ مشرک ہیں اور اس بناء پر ناپاک ہیں، ابوسفیان نے کہا کہ تو میرے پیچھے بہت بگڑ گئی،

(اصابہ ج 8 ص 85 بحوالہ ابن سعد)

حدیث پر بہت شدت سے عمل کرتی تھیں۔ اور دوسروں کو بھی تاکید کرتی تھیں۔ ان کے بھانجے ابوسفیان بن سعید بن المغیرہ آئے اور انہوں نے ستو کھا کر کلی کی تو بولیں تمکو وضو کرنا چاہیے کیونکہ جس چیز کو آگ پکائے اس کے استعمال سے وضو لازم آتا ہے۔ (مسند ج 2 ص 326) یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے۔

(یہ حکم منسوخ ہے، یعنی پہلے تھا پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو باقی نہیں رکھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام آگ پر پکی ہوئی چیزیں کھاتے تھے اور اگر پہلے سے وضو ہوتا تو دوبارہ وضو نہیں کرتے تھے۔ بلکہ پہلے ہی وضو سے نماز پڑھ لیا کرتے تھے

اس قسم کی ایک حدیث حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے حالات میں آئندہ ملے گی۔)

ابوسفیان رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا۔ تو خوشبو لگا کر رخساروں پر ملی اور کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے کہ تین دن سے زیادہ غم نہ کیا جائے، البتہ شوہر کے لیے 4 مہینہ 10 دن سوگ کرنا چاہیے۔ (صحیح بخاری ج2 ص803)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک مرتبہ سنا تھا کہ جو شخص بارہ رکعت روزانہ نفل پڑھے گا، اس کے لیے جنت میں گھر بنایا جائے گا، فرماتی ہیں فما برحت اصلیھن بعد! میں انکو ہمیشہ پڑھتی ہوں، اسکا یہ اثر ہوا کہ ان کے شاگرد اور بھائی عتبہ اور عتبہ کے شاگرد عمرو بن اوس اور عمر کے شاگرد نعمان بن سالم سب اپنے اپنے زمانہ میں برابر یہ نمازیں پڑھتے رہے۔ (مسند ج6 ص327)

فطرۃً نیک مزاج تھیں، ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا میری بہن سے آپ نکاح کر لیجئے فرمایا" کیا تمہیں یہ پسند ہے۔" بولیں "ہاں میں ہی آپ کی تنہا بیوی نہیں ہوں، اس لیے میں یہ پسند کرتی ہوں کہ آپ کے نکاح کی سعادت میں میرے ساتھ میری بہن بھی شریک ہو۔" (صحیح بخاری ج2 ص764) (وامھاتکم اللاتی ارضعنکم و یحرم من الرضاعۃ مایحرم من النسب)

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا

نام ونسب:۔

اصلی نام زینب تھا لیکن وہ چونکہ جنگ خیبر میں خاص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حصہ میں آئی تھیں اور عرب میں غنیمت کے ایسے حصے کو جو امام یا بادشاہ کے لیے مخصوص ہوتا ہے صفیہ کہتے تھے اس لیے وہ بھی صفیہ کے نام سے مشہور ہو گئیں، یہ زرقانی کی روایت ہے۔

حضرت صفیہ کو باپ اور ماں دونوں کی طرف سے سیادت حاصل ہے۔ باپ کا نام حیی بن اخطب تھا۔ جو قبیلہ بنونضیر کا سردار تھا۔ اور حضرت ہارون علیہ السلام کی نسل میں شمار ہوتا تھا۔ ماں جسکا نام ضرو تھا، سموال رئیس قریظہ کی بیٹی تھی۔ اور یہ دونوں خاندان (قریظہ اور نضیر) بنواسرائیل کے ان تمام قبائل سے ممتاز سمجھے جاتے تھے، جنہوں نے زمانہ دراز سے عرب کے شمالی حصوں میں سکونت اختیار کر لی تھی۔

نکاح کا بیان

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی شادی پہلے سلام بن مشکم القریظی سے ہوئی تھی۔ سلام نے طلاق دی تو کنانہ بن ابی الحقیق کے نکاح میں آئیں۔ جو ابورافع تاجر حجاز اور رئیس اور خیبر کا بھتیجا تھا۔ کنانہ جنگ خیبر میں مقتول ہوا۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے باپ اور بھائی بھی کام آئے اور خود بھی گرفتار ہوئیں جب خیبر کے تمام قیدی جمع کیے گئے تو دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک لونڈی کی درخواست کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انتخاب کرنے کی اجازت دی، انہوں نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو منتخب کیا، لیکن ایک صحابی نے آپ کی خدمت میں آ کر عرض کی کہ آپ نے رئیسہ بنونضیر و قریظہ کو دحیہ کو دے دیا، وہ تو صرف آپکے لیے سزاوار ہے، مقصود یہ تھا کہ رئیسہ عرب کے ساتھ عام عورتوں کا سا برتاؤ مناسب نہیں۔ چنانچہ حضرت دحیہ رضی اللہ عنہ کو

آپ نے دوسری لونڈی عنایت فرمائی اور صفیہ کو آزاد کر کے نکاح کر لیا، (صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب مایذکر فی الفخذ صحیح مسلم ج 1 ص 546) خیبر سے روانہ ہوئے تو مقام صہبا میں رسم عروسی ادا کی، (اصابہ ج 8 ص 126) اور جو کچھ سامان لوگوں کے پاس تھا۔ اس کو جمع کر کے دعوت ولیمہ فرمائی، وہاں سے روانہ ہوئے تو آپ نے انکو خود اپنے اونٹ پر سوار کر لیا اور اپنی عبا سے ان پر پردہ کیا، یہ گویا اس بات کا اعلان تھا کہ وہ ازواج مطہرات میں داخل ہو گئیں۔ (طبقات ج 8 جزء النساء ص 86)

عام حالات کا بیان

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے مشہور واقعات میں حج کا سفر ہے، جو انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا تھا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ایام محاصرہ میں جو سن 35 ہجری میں ہوا تھا۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے ان کی بیحد مدد کی تھی، جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر ضروریات زندگی مسدود کر دی گئیں، اور ان کے مکان پر پہرہ بٹھا دیا گیا۔ تو وہ خود خچر پر سوار ہو کر ان کے مکان کی طرف چلیں، غلام ساتھ تھا، اشتر کی نظر پڑی تو انہوں نے آ کر خچر کو مارنا شروع کیا، حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے کہا مجھکو ذلیل ہونے کی ضرورت نہیں میں واپس جاتی ہوں تم خچر کو چھوڑ دو۔ گھر واپس آئیں تو حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو اس خدمت پر مامور کیا، وہ ان کے مکان سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس کھانا اور پانی لے جاتے تھے۔ (اصابہ ج 1 ص 127 بحوالہ ابن سعد)

وفات کا بیان

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے رمضان 50 ہجری میں وفات پائی اور جنت البقیع میں دفن ہوئیں، اس وقت ان کی عمر ساٹھ سال کی تھی۔ ایک لاکھ ترکہ چھوڑا، اور ایک ثلث کے لیے اپنے یہودی بھانجے کے لیے وصیت کر گئیں، (زرقانی ج 3 ص 296)

حلیہ کا بیان

کوتاہ قامت اور حسین تھیں۔ (صحیح مسلم ج 1 ص 548)

فضل وکمال کا بیان

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے چند حدیثیں مروی ہیں، جنکو حضرت زین العابدین رضی اللہ عنہ، اسحاق بن عبداللہ بن حارث، مسلم بن صفوان، کنانہ اور یزید بن معتب وغیرہ نے روایت کیا ہے، دیگر ازواج کی طرح حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا بھی اپنے زمانہ میں علم کا مرکز تھیں، چنانچہ حضرت صہیرہ رضی اللہ عنہا بنت جیفر حج کر کے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے پاس مدینہ آئیں تو کوفہ کی بہت سی عورتیں مسائل دریافت کرنے کی غرض سے بیٹھی ہوئی تھیں، صہیرہ رضی اللہ عنہا کا بھی یہی مقصد تھا۔ اس لیے انہوں نے کوفہ کی عورتوں سے سوال کرائے اور ایک فتوی نبیذ کے متعلق تھا۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے سنا تو بولیں اہل عراق اس مسئلہ کو اکثر پوچھتے ہیں، (مسند ج 6 ص 377)

اخلاق کا بیان

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا میں بہت سے محاسن اخلاق جمع تھے، اسد الغابہ میں ہے، (اسد الغابہ ج 5 ص 490) "وہ عقلمند

عورتوں میں نہایت عقلمند تھیں۔ زرقانی میں ہے۔ (زرقانی ج3 ص296)

یعنی صفیہ رضی اللہ عنہا عقل والی، فاضلہ اور حلم والی تھیں۔ حلم وتحمل ان کے باب فضائل کا نہایت جلی عنوان ہے، غزوہ خیبر میں جب وہ اپنی بہن کے ساتھ گرفتار ہوکر آ رہی تھیں تو ان کی بہن یہودیوں کی لاشوں کو دیکھ کر چیخ اٹھتی تھیں، حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا اپنے محبوب شوہر کی لاش سے قریب ہوکر گزریں لیکن اب بھی اسی طرح پیکر متانت تھیں اوران کی جبین تحمل پر کسی قسم کی شکن نہیں آئی،

ایک مرتبہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے انکو یہودیہ کہا، انکو معلوم ہوا۔ تو رونے لگیں، حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک کنیز تھی، جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے جا کران کی شکایت کیا کرتی تھی، چنانچہ ایکدن کہاان میں یہودیت کا اثر آج تک باقی ہے، وہ یوم السبت کو اچھا سمجھتی ہیں۔ اور یہودیوں کے ساتھ صلہ رحمی کرتی ہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تصدیق کے لیے ایک شخص کو بھیجا، حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے جوابدیا کہ یوم السبت کو اچھا سمجھنے کی کوئی ضرورت نہیں، اس کے بدلے خدا نے ہمکو جمعہ کا دن عنایت فرمایا ہے۔ البتہ میں یہود کے ساتھ صلہ رحمی کرتی ہوں، وہ میرے خویش واقارب ہیں اس کے بعد لونڈی کو بلا کر پوچھا کہ تم نے میری شکایت کی تھی؟ بولی "ہاں مجھے شیطان نے بہکا دیا تھا۔" حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا خاموش ہوگئیں اور اس لونڈی کو آزاد کردیا، (اصابہ ج8 ص127 وزرقانی ج3 ص296)

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت محبت تھی، چنانچہ جب آپ علیل ہوئے تو نہایت حسرت سے بولیں "کاش آپ کی بیماری مجھکو ہو جاتی۔" ازواج نے ان کی طرف دیکھنا شروع کیا، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ سچ کہہ رہی ہیں۔ (زرقانی ج3 ص296 بحوالہ ابن سعد) (یعنی اس میں تصنع کا شائبہ نہیں ہے۔)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ان کے ساتھ نہایت محبت تھی۔ اور ہر موقع پر ان کی دلجوئی فرماتے تھے۔ ایک بار آپ سفر میں تھے، ازواج مطہرات بھی تھیں، حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا اونٹ سوئے اتفاق سے بیمار ہوگیا۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے پاس اونٹ ضرورت سے زیادہ تھے، آپ نے ان سے فرمایا کہ ایک اونٹ صفیہ رضی اللہ عنہا کو دیدو۔ انہوں نے کہا، کیا میں اس یہودیہ کو اپنا اونٹ دے دوں؟ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان سے اس قدر ناراض ہوئے کہ دو مہینے تک ان کے پاس نہ گئے، (اصابہ ج8 ص126 بحوالہ ابن سعد وزرقانی ج3 ص296) ایک مرتبہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کی قد وقامت کی نسبت چند جملے کہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے ایسی بات کہی ہے کہ اگر سمندر میں چھوڑ دی جائے تو اس میں مل جائے

(ابوداؤد ج2 ص193) (یعنی سمندر کو بھی گدلا کر سکتی ہے۔)

ایک بار آپ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے، دیکھا کہ رورہی ہیں آپ نے رونے کی وجہ پوچھی، تو انہوں نے کہا کہ "عائشہ وحفصہ (رضی اللہ عنہما) کہتی ہیں کہ ہم تمام ازواج میں افضل ہیں، ہم آپ کی زوجہ ہونے کے ساتھ آپ کی چچازاد بہنیں بھی ہیں۔" آپ نے فرمایا کہ تم نے یہ کیوں نہ کہدیا کہ "ہارون میرے باپ، موسیٰ میرے چچا اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میرے شوہر ہیں اسلیے تم لوگ کیونکر مجھ سے افضل ہوسکتی ہو،" (صحیح ترمذی ص638 باب فضل ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم،)

سفر حج میں حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا اونٹ بیٹھ گیا تھا۔ اور وہ سب سے پیچھے رہ گئی تھیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ادھر

سے گزرے تو دیکھا کہ زار و قطار رو رہی ہیں، آپ نے رداء اور دست مبارک سے ان کے آنسو پونچھے، آپ آنسو پونچھتے جاتے تھے اور وہ بے اختیار روتی جاتی تھیں۔ (زرقانی ج3 ص296)

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا صاحب چشم اور فیاض واقع ہوئی تھیں، چنانچہ جب وہ ام المومنین بن کر مدینہ میں آئیں تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو اپنی سونے کی بجلیاں تقسیم کیں۔ (زرقانی ج3 ص296)

کھانا بہایت عمدہ پکاتی تھیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تحفۃً بھیجا کرتی تھیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس انہوں نے پیالہ میں جو کھانا بھیجا تھا اسکا ذکر بخاری اور نسائی وغیرہ میں آیا ہے۔

3200- اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ الْمُقْرِءُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ اَنَا فِي الْقَوْمِ اِذْ قَالَتِ امْرَاَةٌ اِنِّيْ قَدْ وَهَبْتُ نَفْسِيْ لَكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَرَأْ فِيَّ رَأْيَكَ . فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ زَوِّجْنِيْهَا . فَقَالَ: "اذْهَبْ فَاطْلُبْ وَلَوْ خَاتَمًا مِّنْ حَدِيْدٍ" . فَذَهَبَ فَلَمْ يَجِدْ شَيْئًا وَّلَا خَاتَمًا مِّنْ حَدِيْدٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "اَمَعَكَ مِنْ سُوَرِ الْقُرْاٰنِ شَيْءٌ" . قَالَ نَعَمْ . قَالَ فَزَوَّجَهُ بِمَا مَعَهُ مِنْ سُوَرِ الْقُرْاٰنِ .

✧✧ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں اس وقت حاضرین میں موجود تھا جب ایک خاتون نے کہا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! میں اپنے آپ کو آپ کے لئے ہبہ کرتی ہوں (یعنی آپ سے نکاح کے لئے خود کو پیش کرتی ہوں۔) آپ میرے بارے میں جو مناسب سمجھیں فیصلہ کریں۔

ایک صاحب کھڑے ہوئے اور عرض کی' کیا آپ میری شادی اس خاتون کے ساتھ کردیں گے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم جاؤ اور تلاش کرو اگرچہ (مہر میں دینے کے لئے) لوہے کی ایک انگوٹھی ہو۔ وہ صاحب گئے انہیں کوئی چیز نہیں ملی لوہے کی ایک انگوٹھی بھی نہیں ملی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تمہیں قرآن پاک کی کچھ سورتیں یاد ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں! تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یاد قرآن پاک کی سورتوں کی وجہ سے ان کی شادی اس خاتون کے ساتھ کردی۔

بَابُ مَا افْتَرَضَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلٰى رَسُوْلِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَحَرَّمَهٗ عَلٰى خَلْقِهٖ لِيَزِيْدَهٗ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ قُرْبَةً اِلَيْهِ .

یہ باب ہے کہ وہ چیزیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کے لئے جائز قرار دیا ہے اور دیگر مخلوق کے لئے حرام قرار دیا ہے تاکہ اللہ تعالیٰ اپنی بارگاہ میں نبی کے مرتبہ اور مقام کو زیادہ کرے

3200-اخرجه البخاري في النكاح، باب التزويج على القرآن و بغير صداق (الحديث 5149) مطولا . و اخرجه مسلم في النكاح، باب الصداق و جواز كونه تعليم قرآن و خاتم حديث و غير ذلك من قليل و كثير و استحباب كونه خمسمائة درهم لمن لا يجحف به (الحديث 77) مطولا . و اخرجه النسائي في النكاح، باب الكلام الذي ينعقد به النكاح (الحديث 3280) . تحفة الاشراف (4689) .

3201- اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ خَالِدِ النَّيْسَابُوْرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُوسٰى بْنِ اَعْيَنَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) اَنَّهَا اَخْبَرَتْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) جَاءَهَا حِيْنَ اَمَرَهُ اللّٰهُ اَنْ يُخَيِّرَ اَزْوَاجَهُ - قَالَتْ عَائِشَةُ - فَبَدَاَ بِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَقَالَ: "اِنِّيْ ذَاكِرٌ لَكِ اَمْرًا فَلَا عَلَيْكِ اَنْ لَا تُعَجِّلِيْ حَتّٰى تَسْتَاْمِرِيْ اَبَوَيْكِ" . قَالَتْ وَقَدْ عَلِمَ اَنَّ اَبَوَيَّ لَا يَاْمُرَانِّيْ بِفِرَاقِهِ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) (يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ اُمَتِّعْكُنَّ) فَقُلْتُ فِيْ هٰذَا اَسْتَاْمِرُ اَبَوَيَّ فَاِنِّيْ اُرِيْدُ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ .

✧✧ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی ازواج رضی اللہ عنہن کو اختیار دینے کے بارے میں کہا گیا تو آپ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آغاز مجھ سے کیا۔ آپ نے فرمایا: میں تمہارے سامنے معاملہ رکھنے لگا ہوں تم نے جلدی نہیں کرنی اور اپنے والدین سے مشورہ کرنا ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ بات جانتے تھے کہ میرے والدین مجھے آپ سے علیحدگی کی ہدایت نہیں کریں گے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی۔

''اے نبی! تم اپنی بیویوں سے یہ کہہ دو کہ اگر تم دنیاوی زندگی چاہتی ہو اور اُس کی زینت چاہتی ہو تو آگے آؤ میں تمہیں مال و متاع دے دوں (اور پھر طلاق دے دوں)''۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' میں نے عرض کی: کیا میں اس معاملے میں اپنے ماں باپ سے مشورہ کروں گی' میں اللہ تعالیٰ اس کے رسول اور آخرت کے گھر کو چاہتی ہوں۔

3202- اَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدِ الْعَسْكَرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا الضُّحٰى عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَدْ خَيَّرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) نِسَاءَهُ اَوَكَانَ طَلَاقًا .

✧✧ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج رضی اللہ عنہن کو اختیار دیا تھا تو کیا یہ طلاق ہوگئی تھی۔

3203- اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ اِسْمَاعِيْلَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ

3201-اخرجه البخاري في التفسير، باب (قل لا زواجك ان كنتن تردن الحياة الدنيا و زينتها فتعالين امتعكن و اسرحكن سراحا جميلا) (الحديث 4785)، و باب (وان كنتن تردن الله و رسوله و الدار الآخرة فان الله اعد للمحسنات منكن اجرًا عظيماً) (الحديث 4786) تعليقاً . و اخرجه مسلم في الطلاق، باب بيان ان تخيير امراته لا يكون طلاقاً الا بالنية (الحديث 22) . و اخرجه الترمذي في تفسير القرآن، باب (ومن سورة الاحزاب) (الحديث 3204) واخرجه النسائي في الطلاق، باب التوقيت في الخيار (الحديث 3439) . تحفة الاشراف (17767) .

3202-اخرجه البخاري في الطلاق، باب من خير ازواجه (الحديث 5262) و اخرجه مسلم في الطلاق، باب بيان ان تخيير امراته لا يكون طلاقاً الا بالنية (الحديث 28) . و اخرجه ابو داؤد في الطلاق، باب في الخيار (الحديث 2203) . و اخرجه الترمذي في الطلاق، باب ما جاء في الخيار (الحديث 1179 م) . و اخرجه النسائي في الطلاق، باب في المخيرة تختار زوجها (الحديث 3444 و 3445) . و اخرجه ابن ماجه في الطلاق، باب الرجل يخير امراته (الحديث 2052) . تحفة الاشراف (17634) .

مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَيَّرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَاخْتَرْنَاهُ فَلَمْ يَكُنْ طَلَاقًا .

جہ جہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ہمیں اختیار دیا' ہم نے نبی اکرم ﷺ کو اختیار کرلیا تو یہ طلاق نہیں ہوئی تھی۔

3204- اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ عَنْ سُفْيَانَ قَالَ حَفِظْنَاهُ مِنْ عَمْرٍو عَنْ عَطَاءٍ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ مَا مَاتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) حَتّٰى اُحِلَّ لَهُ النِّسَآءُ .

◇◇ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ کا اس وقت تک وصال نہیں ہوا جب تک آپ کے لئے خواتین کو حلال نہیں کر دیا گیا (یعنی آپ بیک وقت زیادہ خواتین کے ساتھ شادی کر سکتے تھے)

3205- اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ هِشَامٍ - وَهُوَ الْمُغِيْرَةُ بْنُ سَلَمَةَ الْمَخْزُوْمِيُّ - قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) حَتّٰى اَحَلَّ اللّٰهُ لَهُ اَنْ يَّتَزَوَّجَ مِنَ النِّسَآءِ مَا شَآءَ .

◇◇ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ کے وصال سے پہلے اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے یہ بات حلال قرار دے دی کہ آپ جتنی چاہیں خواتین کے ساتھ شادی کر سکتے ہیں۔

بَابُ الْحَثِّ عَلَى النِّكَاحِ .

یہ باب نکاح کی ترغیب کے بیان میں ہے

3206- اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ عَنْ اَبِىْ مَعْشَرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ كُنْتُ مَعَ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَّهُوَ عِنْدَ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ عُثْمَانُ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) عَلٰى فِتْيَةٍ - قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ فَلَمْ اَفْهَمْ فِتْيَةً كَمَا اَرَدْتُ - فَقَالَ: "مَنْ كَانَ مِنْكُمْ ذَا طَوْلٍ فَلْيَتَزَوَّجْ فَاِنَّهُ اَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَاَحْصَنُ لِلْفَرْجِ وَمَنْ لَا فَالصَّوْمُ لَهُ وِجَاءٌ" .

◇◇ علقمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا' وہ اس وقت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ساتھ موجود تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: نبی اکرم ﷺ تشریف لائے (راوی کہتے ہیں) یعنی چند نوجوانوں کے پاس تشریف لائے امام عبدالرحمن نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں' مجھے لفظ فتیۃ کا مطلب سمجھ میں نہیں آیا جو میں نے ارادہ کیا تھا (راوی کہتے ہیں)

3203-اخرجه البخاري في الطلاق، باب من خير ازواجه (الحديث 5263) و اخرجه مسلم في الطلاق، باب بيان ان تخيير امراته لا يكون طلاقا الا بالنية (الحديث 24 و 25 و 26 و 27) . و اخرجه الترمذي في الطلاق، باب ما جاء في الخيار (الحديث 1179) . و اخرجه النسائي في الطلاق، باب في المخيرة تختار زوجها (الحديث 3441 و 3442 و 3443) . تحفة الاشراف (17614) .

3204-اخرجه الترمذي في تفسير القرآن، باب (ومن سورة الاحزاب) (الحديث 3216) . تحفة الاشراف (17389) .

3205-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (16328) .

3205-تقدم في الصيام، ذكر الاختلاف على محمد بن ابي يعقوب في حديث ابي امامة في فضل الصائم (الحديث 2242)

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم میں سے جو شخص صاحب حیثیت ہو اسے شادی کرنی چاہیے کیونکہ یہ نگاہ کو زیادہ پست رکھنے والی ہے اور شرمگاہ کی زیادہ حفاظت کرنے والی ہے اور جو ایسا نہ کر سکتا ہو تو روزہ اس کے لیے شہوت کو ختم کرنے کا ذریعہ ہے گا۔

شرح

اس روایت کے ذریعے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جوانوں کو نکاح کی ترغیب دیتے ہوئے نکاح کے دو بڑے فوائد ظاہر فرمائے ہیں ایک تو یہ کہ انسان نکاح کرنے سے اجنبی عورتوں کی طرف نظربازی سے بچتا ہے اور دوسری طرف حرام کاری سے محفوظ رہتا ہے۔ جوانی کی حد انسان بالغ ہونے کے بعد جوان کہلاتا ہے لیکن جوانی کی یہ حد کہاں تک ہے؟ اس میں اختلاف ہے چنانچہ امام شافعی کے نزدیک جوانی کی حد تیس برس کی عمر تک ہے جبکہ امام اعظم ابوحنیفہ یہ فرماتے ہیں کہ ایک انسان چالیس برس کی عمر تک جوان کہلانے کا مستحق رہتا ہے۔

3207- اَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ اِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ اَنَّ عُثْمَانَ قَالَ لِابْنِ مَسْعُودٍ هَلْ لَكَ فِي فَتَاةٍ اُزَوِّجُكَهَا . فَدَعَا عَبْدُ اللّٰهِ عَلْقَمَةَ فَحَدَّثَ اَنَّ النَّبِيَّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَالَ: "مَنِ اسْتَطَاعَ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ فَاِنَّهُ اَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَاَحْصَنُ لِلْفَرْجِ وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَلْيَصُمْ فَاِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ" .

علقمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا آپ کو کسی لڑکی (کے ساتھ شادی) میں دلچسپی ہے تو میں آپ کی شادی اس کے ساتھ کروادوں تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ کو بلوایا اور انہیں بتایا کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: تم میں سے جو شخص شادی کر سکتا ہو تو اسے شادی کرنی چاہیے کیونکہ یہ نگاہ کو جھکا کر رکھنے والی ہے اور شرمگاہ کی حفاظت کرنے والی ہے اور جو شخص ایسا نہ کر سکتا ہو اسے روزہ رکھنا چاہیے کیونکہ یہ اس کی شہوت کو ختم کر دے گا۔

3208- اَخْبَرَنِي هَارُونُ بْنُ اِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيُّ الْكُوفِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمُحَارِبِيُّ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ وَالْاَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ لَنَا رَسُولُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَاِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ" .

قَالَ اَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْاَسْوَدُ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ لَيْسَ بِمَحْفُوظٍ .

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ہم سے فرمایا: تم میں سے جو شخص شادی کر سکتا ہو اسے شادی کرنی چاہیے اور جو نہ کر سکتا ہو اسے روزے رکھنے چاہئیں کیونکہ یہ اس کی شہوت کو ختم کر دیں گے۔

امام نسائی فرماتے ہیں: اس حدیث میں "اسود" نامی راوی "محفوظ" نہیں ہے۔

3207- [illegible] ذکر الاختلاف علی محمد بن ابی یعقوب فی حدیث ابی امامۃ فی فضل الصائم، الحدیث 2239.

3208- [illegible] ذکر الاختلاف علی محمد بن ابی یعقوب فی حدیث ابی امامۃ فی فضل الصائم، الحدیث [illegible]

3209- اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَنْكِحْ فَاِنَّهُ اَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَاَحْصَنُ لِلْفَرْجِ وَمَنْ لَا فَلْيَصُمْ فَاِنَّ الصَّوْمَ لَهُ وِجَاءٌ".

✧✧ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا: اے نوجوانو! تم میں سے جو شخص شادی کر سکتا ہو اسے شادی کر لینی چاہئے کیونکہ یہ نگاہ کو زیادہ جھکا کر رکھتی ہے اور شرمگاہ کی زیادہ حفاظت کرتی ہے جو ایسا نہ کر سکے اسے روزے رکھنے چاہئیں کیونکہ روزہ اس کی شہوت کو ختم کر دے گا۔

3210- اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ عُمَارَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ". وَسَاقَ الْحَدِيْثَ .

✧✧ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے نوجوانو! تم میں سے جو شادی کر سکتا ہو اسے شادی کر لینی چاہئے (امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) اس کے بعد انہوں نے حسب سابق حدیث بیان کی ہے۔

3211- اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ كُنْتُ اَمْشِيْ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بِمِنًى فَلَقِيَهُ عُثْمَانُ فَقَامَ مَعَهُ يُحَدِّثُهُ فَقَالَ يَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَلَا اُزَوِّجُكَ جَارِيَةً شَابَّةً فَلَعَلَّهَا اَنْ تُذَكِّرَكَ بَعْضَ مَا مَضٰى مِنْكَ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ اَمَا لَئِنْ قُلْتَ ذَاكَ لَقَدْ قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ".

✧✧ حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ منیٰ میں جا رہا تھا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی ان کے ساتھ ملاقات ہوئی تو وہ ان کے ساتھ کھڑے ہو گئے اور بات چیت کرنے لگے۔ انہوں نے فرمایا: اے ابوعبدالرحمٰن! کیا ہم آپ کی شادی کسی نوجوان لڑکی کے ساتھ نہ کروا دیں تاکہ وہ آپ کو گزرے ہوئے دنوں کی یاد تازہ کر دے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر آپ یہ کہتے ہیں (تو ٹھیک ہے) ویسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا تھا' اے نوجوانو! تم میں سے جو نوجوان شادی کر سکتا ہو؟ اسے شادی کر لینی چاہئے۔

بَابُ النَّهْيِ عَنِ التَّبَتُّلِ .

یہ باب مجرد رہنے کی ممانعت میں ہے

3212- اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ

3209-تقدم في الصيام، ذكر الاختلاف على محمد بن ابي يعقوب في حديث ابي امامة في فضل الصائم (الحديث 2238) .

3210-تقدم في الصيام، ذكر الاختلاف على محمد بن ابي يعقوب في حديث ابي امامة في فضل الصائم (الحديث 2238) .

3211-تقدم في الصيام، ذكر الاختلاف على محمد بن ابي يعقوب في حديث ابي امامة في فضل الصائم (الحديث 2239) .

الْمُسَيَّبِ عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ قَالَ لَقَدْ رَدَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) عَلٰى عُثْمَانَ التَّبَتُّلَ وَلَوْ اَذِنَ لَهُ لَاخْتَصَيْنَا .

❖❖ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی مجرد رہنے کی خواہش کو مسترد کر دیا تھا اگر آپ انہیں اجازت دے دیتے تو پھر ہم سب (خود کو) خصی کروا لیتے۔

تبتل کی ممانعت کا بیان

تبتل کے معنی ہیں عورتوں سے انقطاع اور ترک نکاح، نصاریٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متبعین) کے ہاں تبتل ایک اچھا اور پسندیدہ فعل ہے کیونکہ ان کے نزدیک دینداری کی آخری حد یہ ہے کہ انسان عورتوں سے اجتناب کرے اور نکاح وغیرہ سے پرہیز کرے۔ لیکن جس طرح عیسائیت یا بعض دوسرے مذاہب میں نکاح کو ترک کر دینا اور لذائذ زندگی سے کنارہ کش ہو جانا عبادت اور نیکی وتقوی کی آخری حد سمجھا جاتا ہے اس طرح کی کوئی بات اسلام میں نہیں ہے بلکہ شریعت اسلامیہ نے نکاح کو انسانی زندگی کے لئے ایک ضرورت قرار دے کر اس کی اہمیت کو واضح کیا ہے اور بتایا ہے کہ لذائذ زندگی سے مکمل کنارہ کشی اور خود ساختہ تکالیف برداشت کرنا عبادت نہیں ہے بلکہ رہبانیت ہے جسے اس دین فطرت میں کوئی مقام حاصل نہیں ہے۔ ہاں امام شافعی اتنا ضرور کہتے ہیں کہ بغیر نکاح زندگی گزارنا افضل ہے لیکن امام شافعی کا یہ قول بھی نکاح کے بارے میں شریعت اسلامیہ کے بنیادی منشاء کے منافی نہیں ہے کیونکہ اول تو اس کا تعلق صرف فضیلت سے ہے اور دوسرے یہ کہ یہ فضیلت بھی نفس نکاح یعنی کرنے یا نہ کرنے) کے بارے میں نہیں ہے بلکہ صرف تخلی للعبادۃ (یعنی عبادت کے لئے مجرد رہنا) کے نکتہ نظر سے ہے گویا امام شافعی کا مقصد صرف یہ ظاہر کرنا ہے کہ عبادات میں مشغول رہنا نکاح کی مشغولیت سے افضل ہے۔

چنانچہ ملا علی قاری نے مرقات میں امام شافعی کی دلیلیں نقل کرنے کے بعد امام اعظم ابوحنیفہ کی بہت سی دلیلیں نقل کی ہیں جن سے یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ تجرد بغیر نکاح رہنے کے مقابلہ میں تاہل نکاح کرنا ہی افضل ہے۔ بہرکیف حضرت عثمان بن مظعون نے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے تبتل کی اجازت چاہی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اس کی اجازت دینے سے انکار کر دیا کیونکہ اسلام مسلمانوں کے ہاں نکاح کے ذریعہ افزائش نسل کو پسند کرتا ہے تاکہ اس کے ذریعہ دنیا میں زیادہ سے زیادہ اللہ کے حقیقی نام لیوا موجود رہیں اور وہ ہمیشہ کفر وباطل کے خلاف جہاد کرتے رہیں۔

اسی سلسلہ میں حدیث کے راوی حضرت سعد بن ابی وقاص نے یہ کہا کہ اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عثمان کو تبتل کی اجازت دیدیتے تو ہم سب اپنے آپ کو خصی کر ڈالتے تاکہ ہمیں عورتوں کی ضرورت نہ پڑتی اور نہ ہمیں عورتوں سے متعلق کسی برائی میں مبتلا ہونے کا خوف رہتا۔

علامہ طیبی کہتے ہیں کہ اس موقع کے مناسب تو یہ تھا کہ حضرت سعد یہ کہتے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عثمان کو تبتل کی اجازت دیدیتے تو ہم بھی تبتل کرتے۔ مگر حضرت سعد نے یہ کہنے کی بجائے یہ کہا کہ ہم سب اپنے آپ کو خصی کر ڈالتے لہٰذا حضرت سعد نے یہ بات دراصل بطور مبالغہ کہی یعنی اپنی اس بات سے ان کا مقصد یہ تھا کہ اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عثمان کو

اجازت دے دیتے تو ہم بھی تبتل میں اتنا مبالغہ اور اتنی سخت کوشش کرتے کہ آخرکار خصی کی مانند ہو جاتے۔ گویا اس جملے سے حضرت سعد کی مراد حقیقتاً خصی ہو جانا نہیں تھا کیونکہ یہ فعل یعنی اپنے آپ کو خصی کروالنا جائز نہیں ہے۔

اور علامہ نووی کہتے ہیں کہ حضرت سعد نے یہ بات اس وجہ سے کی کہ ان کا گمان یہ تھا کہ خصی ہو جانا جائز ہے حالانکہ ان کا یہ گمان حقیقت و واقعہ کے خلاف تھا کیونکہ خصی ہو جانا انسان کے لئے حرام ہے خواہ چھوٹی عمر کا ہو یا بڑی عمر کا اس موقع پر جانوروں کے بارے میں جان لینا چاہئے کہ ہر اس جانور کو خصی کرنا حرام جو غیر ماکول یعنی کھایا نہ جاتا ہو اور جو جانور کھایا جاتا ہے اس کو خصی کرنا چھوٹی عمر میں تو جائز ہے لیکن بڑی عمر میں حرام ہے۔ جانوروں کو خصی کرنے کے بارے میں مذکورہ بالا تفصیل علامہ نووی شافعی نے لکھی ہے جب کہ فقہ حنفی کی کتابوں اور مختار اور ہدایہ میں بڑی عمر اور چھوٹی عمر کی تفصیل کے بغیر صرف یہ لکھا ہے کہ جانوروں کو خصی کرنا جائز ہے۔

3213- اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ اَشْعَثَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) نَهٰى عَنِ التَّبَتُّلِ .

✧✧ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجرد رہنے سے منع کیا ہے۔

3214- اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ عَنِ النَّبِيِّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) . اَنَّهُ نَهٰى عَنِ التَّبَتُّلِ .

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَتَادَةُ اَثْبَتُ وَاَحْفَظُ مِنْ اَشْعَثَ وَحَدِيْثُ اَشْعَثَ اَشْبَهُ بِالصَّوَابِ وَاللّٰهُ تَعَالٰى اَعْلَمُ .

✧✧ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں' آپ نے مجرد رہنے سے منع کیا ہے۔

امام نسائی فرماتے ہیں: قتادہ اشعث سے زیادہ مستند اور زیادہ حافظ ہیں۔ تاہم اشعث سے منقول حدیث زیادہ درست ہے۔ باقی اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔

3215- اَخْبَرَنَا يَحْيٰى بْنُ مُوْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ رَجُلٌ شَابٌّ قَدْ خَشِيْتُ عَلٰى نَفْسِي الْعَنَتَ وَلَا اَجِدُ طَوْلًا اَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ اَفَاَخْتَصِيْ فَاَعْرَضَ عَنْهُ النَّبِيُّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) حَتّٰى قَالَ ثَلَاثًا فَقَالَ النَّبِيُّ (صَلَّى اللّٰهُ

3212-اخرجه البخاري في النكاح، باب ما يكره من التبتل و الخصاء (الحديث 5073 و 5074) . و اخرجه مسلم في النكاح، باب استحباب النكاح لمن تاقت نفسه اليه و وجد مونه و اشتغال من عجز عن المون بالصوم (الحديث 6 و 7 و 8) . و اخرجه الترمذي في النكاح، باب ما جاء في النهي عن التبتل (الحديث 1083) . و اخرجه ابن ماجه في النكاح، باب النهي عن التبتل (الحديث 1848) . تحفة الاشراف (3856) .

3213-انفرد به النسائي . وسياتي في النكاح، باب النهي عن التبتل (الحديث 3216) موقوفاً . تحفة الاشراف (16100) .

3214-اخرجه الترمذي في النكاح، باب ما جاء في النهي عن التبتل (الحديث 1082) و اخرجه ابن ماجه في النكاح، باب النهي عن التبتل (الحديث 1849) . تحفة الاشراف (4590) .

3215-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (15207) .

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "يَا اَبَا هُرَيْرَةَ جَفَّ الْقَلَمُ بِمَا اَنْتَ لاقٍ فَاخْتَصِ عَلٰى ذٰلِكَ اَوْ دَعْ".

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْاَوْزَاعِيُّ لَمْ يَسْمَعْ هٰذَا الْحَدِيْثَ مِنَ الزُّهْرِيِّ وَهٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ قَدْ رَوَاهُ يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ .

✧✧ حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں ایک نوجوان آدمی ہوں مجھے اپنی ذات کے حوالے سے گناہ میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہے اور میں اتنا صاحب حیثیت بھی نہیں ہوں کہ خواتین سے شادی کرسکوں تو کیا میں خصی ہو جاؤں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے منہ پھیر لیا یہاں تک کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے تین مرتبہ یہ بات کہی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ! قلم خشک ہو چکا ہے اس بارے میں جو تم نے کرنا ہے اب تمہاری مرضی ہے تم خصی ہو جاؤ یا اسے چھوڑ دو۔

امام نسائی فرماتے ہیں: اوزاعی نے اس حدیث کو زہری نے نہیں سنا ہے۔ تاہم یہ حدیث ''صحیح'' ہے۔ اسے یونس نے زہری سے روایت کیا ہے۔

3216- اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْخَلَنْجِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ سَعِيْدٍ مَوْلٰى بَنِيْ هَاشِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا حُصَيْنُ بْنُ نَافِعٍ الْمَازِنِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي الْحَسَنُ عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ اَنَّهُ دَخَلَ عَلٰى اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ عَائِشَةَ قَالَ قُلْتُ اِنِّيْ اُرِيْدُ اَنْ اَسْاَلَكِ عَنِ التَّبَتُّلِ فَمَا تَرَيْنَ فِيْهِ قَالَتْ فَلَا تَفْعَلْ اَمَا سَمِعْتَ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقُوْلُ (وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّذُرِّيَّةً) فَلَا تَتَبَتَّلْ .

✧✧ حضرت سعد بن ہشام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' وہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے (وہ کہتے ہیں) میں نے عرض کی: میں یہ چاہتا ہوں کہ میں آپ سے مجرد رہنے کے بارے میں دریافت کروں' اس بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ انہوں نے جواب دیا: تم ایسا نہ کرو' کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نہیں سنا ہے۔

''اور ہم نے تم سے پہلے رسول مبعوث کئے تھے اور ہم نے انہیں بیویاں اور اولاد عطا کی تھی''۔

(تو جب رسولوں کی بیویاں اور اولاد تھی) تو تم مجرد نہ رہو۔

3217- اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا عَفَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ نَفَرًا مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَالَ بَعْضُهُمْ لَا اَتَزَوَّجُ النِّسَآءَ . وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا اٰكُلُ اللَّحْمَ . وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا اَنَامُ عَلٰى فِرَاشٍ . وَقَالَ بَعْضُهُمْ اَصُوْمُ فَلَا اُفْطِرُ . فَبَلَغَ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: "مَا بَالُ اَقْوَامٍ يَقُوْلُوْنَ كَذَا وَكَذَا لٰكِنِّيْ اُصَلِّيْ وَاَنَامُ وَاَصُوْمُ وَاُفْطِرُ وَاَتَزَوَّجُ النِّسَآءَ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِيْ فَلَيْسَ مِنِّيْ" .

3216-تقدم (الحديث 3213) .

3217-اخرجه مسلم في النكاح، باب استحباب النكاح لمن تاقت نفسه اليه و وجد مؤنه و اشتغال من عجز عن المؤن بالصوم (الحديث 5) . تحفة الاشراف (334) .

✧✧ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کچھ حضرات نے یہ کہا کہ میں خواتین سے شادی نہیں کروں گا' کچھ نے یہ کہا میں گوشت نہیں کھاؤں گا' ایک نے یہ کہا: میں بستر پر سوؤں گا نہیں' ایک نے یہ کہا کہ میں نفلی روزے رکھتا رہوں گا کوئی روزہ ترک نہیں کروں گا' اس بات کی اطلاع نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ملی تو آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کرنے کے بعد ارشاد فرمایا: لوگوں کو کیا ہو گیا ہے جو اس طرح کی باتیں کرتے ہیں' میں نفل نماز پڑھتا بھی ہوں اور سوتا بھی ہوں (نفل) روزہ رکھتا بھی ہوں اور نہیں بھی رکھتا ہوں اور میں نے خواتین سے شادی بھی کی ہے' جو شخص میری سنت سے اعراض کرے گا اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

بَابُ مَعُوْنَةِ اللّٰهِ النَّاكِحَ الَّذِىْ يُرِيْدُ الْعَفَافَ .

یہ باب ہے کہ وہ نکاح کرنے والا شخص جو پاکدامنی چاہتا ہو اللہ تعالیٰ کا اس کی مدد کرنا

3218- اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَالَ: "ثَلَاثَةٌ حَقٌّ عَلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ عَوْنُهُمُ الْمُكَاتَبُ الَّذِىْ يُرِيْدُ الْاَدَاءَ وَالنَّاكِحُ الَّذِىْ يُرِيْدُ الْعَفَافَ وَالْمُجَاهِدُ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ" .

✧✧ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: تین طرح کے لوگوں پر اللہ تعالیٰ کا حق ہے کہ وہ ان کی مدد کرے ایک وہ مکاتب جو اپنی ادائیگی کرنا چاہتا ہو دوسرا وہ نکاح کرنے والا جو پاکدامنی چاہتا ہو اور ایک وہ مجاہد جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرے۔

شرح

مکاتب اس غلام کو کہتے تھے جس کا آقا اس سے یہ کہہ دیتا تھا کہ اگر تم مجھے اتنا روپیہ کما کر دیدو گے تو تم آزاد ہو جاؤ گے۔ اسی طرح روپیہ کی وہ مقدار جو اس غلام کا آقا آزادی کے لئے ضروری قرار دیتا تھا بدل کتابت کہلاتی تھی۔

بَابُ نِكَاحِ الْاَبْكَارِ .

یہ باب کنواری لڑکی کے ساتھ شادی کرنے میں ہے

3219- اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَمْرٍو عَنْ جَابِرٍ قَالَ تَزَوَّجْتُ فَاَتَيْتُ النَّبِىَّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

3218-تقدم (الحديث 3120) .

3219-اخرجه البخاري في النفقات، باب عون المراة زوجها في ولده (الحديث 5367) مطولًا، و في الدعوات، باب الدعاء للمتزوج (الحديث 6387) مطولًا . و اخرجه مسلم في الرضاع، باب استحباب نكاح البكر (الحديث 56) مطولًا . و اخرجه الترمذي في النكاح، باب ما جاء في تزويج الابكار (الحديث 1100) مطولًا . و اخرجه النسائي في عشرة النساء مالكبرى، ملاعبة الرجل زوجته (الحديث 51) . تحفة الاشراف (2512) .

وَسَلَّمَ) فَقَالَ: "اَتَزَوَّجْتَ يَا جَابِرُ" . قُلْتُ نَعَمْ . قَالَ: "بِكْرًا اَمْ ثَيِّبًا" . فَقُلْتُ ثَيِّبًا . قَالَ: "فَهَلَّا بِكْرًا تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ" .

◇◇ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے شادی کرلی' میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا' آپ نے فرمایا: اے جابر! کیا تم نے شادی کرلی ہے۔ میں نے عرض کی: جی ہاں! آپ نے فرمایا: کنواری لڑکی کے ساتھ یا بیوہ کے ساتھ' میں نے عرض کی: بیوہ کے ساتھ' آپ نے فرمایا: کنواری کے ساتھ کیوں نہیں کی تاکہ تم اس کے ساتھ خوش مزاجی کرتے اور وہ تمہارے ساتھ خوش مزاجی کرتی۔

3220 - اَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ قَزَعَةَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ - وَهُوَ ابْنُ حَبِيْبٍ - عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ لَقِيَنِىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَقَالَ: "يَا جَابِرُ هَلْ اَصَبْتَ امْرَاَةً بَعْدِىْ" . قُلْتُ نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ . قَالَ: "اَبِكْرًا اَمْ اَيِّمًا" . قُلْتُ اَيِّمًا . قَالَ: "فَهَلَّا بِكْرًا تُلَاعِبُكَ" .

◇◇ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجھ سے ملاقات ہوئی آپ نے فرمایا: اے جابر! کیا تم نے میرے بعد کسی خاتون کے ساتھ شادی کرلی ہے میں نے عرض کی: جی ہاں! یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ نے فرمایا: کنواری کے ساتھ یا ثیبہ کے ساتھ؟ میں نے عرض کی: ثیبہ کے ساتھ! آپ نے فرمایا: کنواری کے ساتھ کیوں نہیں کی تاکہ وہ تمہارے ساتھ خوش مزاجی سے رہتی۔

شرح

تم اس کے ساتھ کھیلتے الخ، سے آپ کی بے تکلفی اور کمال الفت ورغبت مراد ہے مطلب یہ ہے کہ کنواری عورت سے نکاح کرنے میں آپس کی زندگی زیادہ الفت ورغبت کے ساتھ گزرتی ہے اور بے تکلفی اور چاہت زیادہ ہوتی ہے اس کے برخلاف بیوہ عورت جب کسی دوسرے کی زوجیت میں آتی ہے چونکہ اس کا دل پہلے خاوند کی یاد کی کسک محسوس کرتا ہے دوسرے یہ کہ اگر رہن سہن اور میل ملاپ میں اس دوسرے خاوند کو اپنے پہلے خاوند کی طرح نہیں پاتی تو اس کی طبیعت اچاٹ ہو جاتی ہے ان باتوں کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ اتنی زیادہ بے تکلف اور خوش مزاج ثابت نہیں ہوتی جتنی ایک کنواری عورت ہوتی ہے۔

حدیث کے آخری جملہ کا مطلب یہ ہے کہ اپنے گھروں میں جانے میں جلدی نہ کرو بلکہ کچھ دیر توقف کرو تاکہ تمہاری بیویاں رات سے پہلے اپنا بناؤ سنگھار کر کے تمہاری مجامعت کے لئے اپنے آپ کو تیار کرلیں اور جب تم رات میں ان کے پاس پہنچو تو تمہیں کسی قسم کا کوئی تکدر اور کوئی بے لطفی نہ ہو۔ اس موقع پر یہ خلجان پیدا ہوسکتا ہے کہ دوسری حدیثوں میں تو اپنے گھر واپس آنے والے مسافر کو رات کے وقت گھر میں داخل ہونے سے منع فرمایا گیا ہے جب کہ یہاں رات کے وقت گھروں میں داخل ہونے کو فرمایا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ گھر لوٹنے والے مسافر کو رات کے وقت گھر میں داخل ہونے کی جو ممانعت ہے اس کا تعلق اس صورت سے ہے جب کہ بغیر اطلاع کے یکا یک گھر میں چلا جائے اور اگر گھر والوں کو پہلے سے اطلاع ہو جیسا کہ اس موقع پر ہوا تو اس

3220-انفرد به النسائي . وسياتي في النكاح، على ما تنكح المراة (الحديث 3226) . تحفة الاشراف (2465) .

صورت میں رات کے وقت اپنے گھر میں داخل ہونا ممنوع نہیں ہوگا۔

بَابُ تَزَوُّجِ الْمَرْاَةِ مِثْلَهَا فِي السِّنِّ .

یہ باب ہے کہ عورت کا اس کے ہم عمر شخص کے ساتھ شادی کرنا

3221- اَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسٰى عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيهِ قَالَ خَطَبَ اَبُو بَكْرٍ وَّعُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَاطِمَةَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "اِنَّهَا صَغِيرَةٌ" . فَخَطَبَهَا عَلِيٌّ فَزَوَّجَهَا مِنْهُ .

✧✧ حضرت عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لیے شادی کا پیغام بھیجا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ کمسن ہے پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کے لیے شادی کا پیغام بھیجا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی شادی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کردی۔

بَابُ تَزَوُّجِ الْمَوْلٰى الْعَرَبِيَّةَ .

یہ باب ہے کہ آزادشدہ غلام کا (آزاد) عرب عورت کے ساتھ شادی کرنا

3222- اَخْبَرَنَا كَثِيرُ بْنُ عُبَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ عَنِ الزُّبَيْدِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ طَلَّقَ وَهُوَ غُلَامٌ شَابٌّ فِي اِمَارَةِ مَرْوَانَ ابْنَةَ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ وَّاُمُّهَا بِنْتُ قَيْسٍ الْبَتَّةَ فَاَرْسَلَتْ اِلَيْهَا خَالَتُهَا فَاطِمَةُ بِنْتُ قَيْسٍ تَاْمُرُهَا بِالْاِنْتِقَالِ مِنْ بَيْتِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَسَمِعَ بِذٰلِكَ مَرْوَانُ فَاَرْسَلَ اِلَى ابْنَةِ سَعِيدٍ فَاَمَرَهَا اَنْ تَرْجِعَ اِلٰى مَسْكَنِهَا وَسَاَلَهَا مَا حَمَلَهَا عَلَى الْاِنْتِقَالِ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَعْتَدَّ فِي مَسْكَنِهَا حَتّٰى تَنْقَضِيَ عِدَّتُهَا فَاَرْسَلَتْ اِلَيْهِ تُخْبِرُهُ اَنَّ خَالَتَهَا اَمَرَتْهَا بِذٰلِكَ فَزَعَمَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ قَيْسٍ اَنَّهَا كَانَتْ تَحْتَ اَبِي عَمْرِو بْنِ حَفْصٍ فَلَمَّا اَمَّرَ رَسُولُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) عَلِيَّ بْنَ اَبِي طَالِبٍ عَلَى الْيَمَنِ خَرَجَ مَعَهُ وَاَرْسَلَ اِلَيْهَا بِتَطْلِيقَةٍ هِيَ بَقِيَّةُ طَلَاقِهَا وَاَمَرَ لَهَا الْحَارِثَ بْنَ هِشَامٍ وَّعَيَّاشَ بْنَ اَبِي رَبِيعَةَ بِنَفَقَتِهَا فَاَرْسَلَتْ - زَعَمَتْ - اِلَى الْحَارِثِ وَعَيَّاشٍ تَسْاَلُهُمَا الَّذِي اَمَرَ لَهَا بِهِ زَوْجُهَا فَقَالَا وَاللّٰهِ مَا لَهَا عِنْدَنَا نَفَقَةٌ اِلَّا اَنْ تَكُونَ حَامِلًا وَّمَا لَهَا اَنْ تَكُونَ فِي مَسْكَنِنَا اِلَّا بِاِذْنِنَا فَزَعَمَتْ اَنَّهَا اَتَتْ رَسُولَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لَهُ فَصَدَّقَهُمَا . قَالَتْ فَاطِمَةُ فَاَيْنَ اَنْتَقِلُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ: "انْتَقِلِي عِنْدَ ابْنِ اُمِّ مَكْتُومٍ الْاَعْمٰى الَّذِي سَمَّاهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فِي كِتَابِهِ" .

3221- انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (1972) .

3222- اخرجه مسلم في الطلاق، باب المطلقة ثلاثا لا نفقة لها (الحديث 41) و اخرجه ابو داؤد في الطلاق، باب في نفقة المبتوتة (الحديث 2290) . و اخرجه النسائي في الطلاق (نفقة الحامل المبتوتة (الحديث 3554) . تحفة الاشراف (18031) .

قَالَتْ فَاطِمَةُ فَاعْتَدَدْتُ عِنْدَهُ وَكَانَ رَجُلًا قَدْ ذَهَبَ بَصَرُهُ فَكُنْتُ اَضَعُ ثِيَابِي عِنْدَهُ حَتّٰى اَنْكَحَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) اُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ فَاَنْكَرَ ذٰلِكَ عَلَيْهَا مَرْوَانُ وَقَالَ لَمْ اَسْمَعْ هٰذَا الْحَدِيْثَ مِنْ اَحَدٍ قَبْلَكِ وَسَاٰخُذُ بِالْقَضِيَّةِ الَّتِيْ وَجَدْنَا النَّاسَ عَلَيْهَا . مُخْتَصَرٌ .

✧✧ حضرت عبداللہ بن عقبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' حضرت عبداللہ بن عمرو بن عثمان رضی اللہ عنہ نے (اپنی اہلیہ کو) طلاق دے دی وہ نوجوان آدمی تھے' یہ مروان کی حکومت کے زمانے کی بات ہے' ان کی اہلیہ حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی تھیں اور اس خاتون کی ماں حضرت قیس رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی تھیں شوہر نے انہیں طلاق بتہ دی تھی اس خاتون کی خالہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا نے انہیں پیغام بھیجا اور یہ ہدایت کی کہ وہ عبداللہ بن عمرو کے گھر سے کہیں اور منتقل ہو جائے مروان کو اس بارے میں پتہ چلا تو اس نے حضرت سعید رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی کو پیغام بھیجا اور انہیں یہ ہدایت کی کہ وہ اپنے سابقہ گھر میں واپس چلی جائے مروان کو یہ بات بری لگی جو اس خاتون نے اپنی عدت ختم ہونے سے پہلے اپنی رہائش سے دوسری جگہ اپنی رہائش منتقل کر دی تھی اس خاتون نے مروان کو پیغام بھیجا اور انہیں بتایا کہ ان کی خالہ نے انہیں یہ ہدایت کی تھی تو فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا نے یہ بات بتائی: وہ حضرت ابوعمرو بن حفص رضی اللہ عنہ کی اہلیہ تھیں جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ کو یمن کا امیر مقرر کیا تو یہ صاحب حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ چلے گئے انہوں نے باقی رہ جانے والی ایک طلاق فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کو بھجوا دی اور حارث بن ہشام اور عیاش بن ابوربیعہ کو ان کے لئے ہدایت کی کہ وہ اس خاتون کا خرچ ادا کر دیں تو اس خاتون نے حارث اور عیاش کو یہ پیغام بھیجا اور ان سے یہ مطالبہ کیا کہ اس کے شوہر نے اس کو جو خرچ دینے کی ہدایت کی تھی اس کو وہ دیا جائے تو ان دونوں نے جواب دیا: اللہ کی قسم! اس خاتون کو دینے کے لئے ہمارے پاس کوئی خرچ نہیں ہے اگر یہ حاملہ ہوتی تو دے دیتے اسی طرح یہ ہمارے گھر میں ہماری اجازت کے بغیر نہیں رہ سکتی۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس بات کا تذکرہ کیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کی رائے کی تصدیق کی فاطمہ رضی اللہ عنہا نے دریافت کیا: پھر میں کہاں منتقل ہو جاؤں یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ نے فرمایا: تم ابن ام مکتوم جو نابینا ہے اس کے ہاں منتقل ہو جاؤ (یا شاید راوی کے الفاظ ہیں) یہ وہ ہیں جن کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں کیا ہے۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' میں نے ان کے ہاں اپنی عدت بسر کی وہ صاحب ایسے تھے کہ ان کی بینائی رخصت ہو چکی تھی اس لئے میں ان کی موجودگی میں سر سے چادر وغیرہ اتار سکتی تھی یہاں تک کہ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میری شادی حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے کر دی۔

(راوی بیان کرتے ہیں) مروان نے ان کی اس بات کو تسلیم نہیں کیا اور بولا ہم نے یہ حدیث آپ سے پہلے کسی سے نہیں سنی ہم اس بارے میں وہی فیصلہ کریں گے جو ہم نے لوگوں کو دیتے ہوئے دیکھا ہے (امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) یہ روایت مختصر ہے۔

3223- اَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ بَكَّارِ بْنِ رَاشِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَنْبَاَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ اَبَا حُذَيْفَةَ بْنَ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ بْنِ عَبْدِ شَمْسٍ - وَكَانَ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا مَعَ

3223-اخرجه البخاري في النكاح، باب الاكفاء في الدين (الحديث 5088) . تحفة الاشراف (16467) .

رَسُوْلِ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) - تَبَنَّى سَالِمًا وَّاَنْكَحَهُ ابْنَةَ اَخِيهِ هِنْدَ بِنْتَ الْوَلِيْدِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ بْنِ عَبْدِ شَمْسٍ وَّهُوَ مَوْلًى لِامْرَاَةٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ كَمَا تَبَنَّى رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) زَيْدًا وَّكَانَ مَنْ تَبَنَّى رَجُلًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ دَعَاهُ النَّاسُ ابْنَهُ فَوَرِثَ مِنْ مِيرَاثِهِ حَتّٰى اَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فِيْ ذٰلِكَ (اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْا اٰبَآئَهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ وَمَوَالِيْكُمْ) فَمَنْ لَّمْ يُعْلَمْ لَهُ اَبٌ كَانَ مَوْلًى وَّاَخًا فِي الدِّيْنِ ـ مُخْتَصَرٌ.

✧✧ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' حضرت ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ بن عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس ان حضرات میں شامل ہیں جنہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ غزوۂ بدر میں شرکت کی ہے انہوں نے سالم نامی صاحب کو منہ بولا بیٹا بنالیا تھا' اور اپنی بھتیجی ہند بنت ولید بن عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس کے ساتھ اس کی شادی کردی تھی وہ شخص ایک انصاری خاتون کا آزاد کردہ غلام تھا جس طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید رضی اللہ عنہ کو منہ بولا بیٹا بنایا ہوا تھا اسی طرح ان لوگوں نے اسے بنایا ہوا تھا۔ زمانہ جاہلیت میں لوگ جب کسی کو اپنا منہ بولا بیٹا بناتے تھے تو لوگ اس بیٹا بنانے والے کے بیٹے کے طور پر اس شخص کو بلایا کرتے تھے اور وہ شخص اپنے منہ بولے باپ کی وراثت میں وارث ہوا کرتا تھا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں یہ حکم نازل کیا۔

''تم ان لوگوں کو ان کے باپ دادا کے نام سے بلاؤ یہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں انصاف کے زیادہ مطابق ہے اور اگر تمہیں ان کے باپ دادا کا علم نہ ہو تو وہ تمہارے دینی بھائی ہیں اور آزاد کردہ غلام ہیں''۔

راوی بیان کرتے ہیں' جس شخص کے باپ کا پتہ نہیں چلتا تھا اسے ''مولیٰ'' کہا جاتا تھا' اور دینی بھائی قرار دیا جاتا تھا۔

(امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں' یہ روایت مختصر ہے)

3224- اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ اُوَيْسٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ قَالَ قَالَ يَحْيٰى - يَعْنِي ابْنَ سَعِيْدٍ - وَاَخْبَرَنِي ابْنُ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ وَابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رَبِيْعَةَ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) وَّاُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) اَنَّ اَبَا حُذَيْفَةَ بْنَ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ بْنِ عَبْدِ شَمْسٍ - وَكَانَ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) تَبَنَّى سَالِمًا وَّهُوَ مَوْلًى لِامْرَاَةٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ كَمَا تَبَنَّى رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) زَيْدَ بْنَ حَارِثَةَ وَاَنْكَحَ اَبُوْ حُذَيْفَةَ بْنُ عُتْبَةَ سَالِمًا ابْنَةَ اَخِيهِ هِنْدَ ابْنَةَ الْوَلِيْدِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ وَكَانَتْ هِنْدُ بِنْتُ الْوَلِيْدِ بْنِ عُتْبَةَ مِنَ الْمُهَاجِرَاتِ الْاُوَلِ وَهِيَ يَوْمَئِذٍ مِّنْ اَفْضَلِ اَيَامٰى قُرَيْشٍ فَلَمَّا اَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فِيْ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ (اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ) رُدَّ كُلُّ اَحَدٍ يَّنْتَمِيْ مِنْ اُولٰٓئِكَ اِلٰى اَبِيْهِ فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ يُّعْلَمُ اَبُوْهُ رُدَّ اِلٰى مَوَالِيْهِ ـ

✧✧ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' حضرت ابوحذیفہ بن عتبہ بن عبدالشمس رضی اللہ عنہ ان حضرات میں شامل ہیں جنہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ غزوۂ بدر میں شرکت کی ہے انہوں نے سالم نامی صاحب کو اپنا منہ بولا بیٹا بنالیا یہ صاحب ایک

3224-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (16686) .

انصاری خاتون کے آزاد کردہ غلام تھے بالکل اسی طرح جس طرح نبی اکرم ﷺ نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو منہ بولا بیٹا بنایا تھا۔ حضرت ابوحذیفہ بن عتبہ رضی اللہ عنہ نے سالم کی شادی اپنی بھتیجی ہند بنت ولید بن عتبہ بن ربیعہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ کر دی۔ ہند بنت ولید بن عتبہ بن ربیعہ ابتدائی زمانے میں ہجرت کرنے والی خواتین میں شامل تھیں اور یہ اس وقت قریش کی بیوہ عورتوں میں سب سے زیادہ فضیلت رکھتی تھیں پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی جو حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے۔

''ان لوگوں کو ان کے باپ دادا کے نام سے بلاؤ یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک انصاف کے زیادہ مطابق ہے''۔

تو جن لوگوں کو (منہ بولے باپ کی طرف) منسوب کیا جاتا تھا ان میں سے ہر ایک کو اس کے باپ کی طرف منسوب کر دیا گیا اگر کسی کے باپ کا علم نہیں ہو سکا تو اسے اس کے آزاد کرنے والے کی طرف منسوب کیا گیا۔

بَابُ الْحَسَبِ .

یہ باب حسب کے بیان میں ہے

3225- اَخْبَرَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ تُمَيْلَةَ عَنْ حُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "اِنَّ اَحْسَابَ اَهْلِ الدُّنْيَا الَّذِىْ يَذْهَبُوْنَ اِلَيْهِ الْمَالُ" .

✧✧ حضرت ابوبریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے' اہل دنیا کے نزدیک حسب کی بنیاد مال ہے۔

شرح

حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی عورت سے نکاح کرنے کے بارے میں چار چیزوں کو ملحوظ رکھا جاتا ہے اول اس کا مالدار ہونا دوم اس کا حسب نسب والی ہونا سوم اس کا حسین وجمیل ہونا اور چہارم اس کا دین دار ہونا لہٰذا دیندار عورت کو اپنا مطلوب قرار دو اور خاک آلودہ ہوں تیرے دونوں ہاتھ۔ (بخاری ومسلم)

حسب ونسب والی سے مراد وہ عورت ہے جو نہ صرف اپنی ذات میں شرف وبلندی اور وجاہت رکھتی ہو بلکہ وہ جس خاندان وقبیلہ کی فرد ہو وہ خاندان وقبیلہ بھی عزت ووجاہت اور شرف وبلندی کا حامل ہو چنانچہ انسان کی یہ فطری خواہش ہوتی ہے کہ وہ ایسی عورت سے بیاہ کرے جو باحیثیت وباعزت خاندان وقبیلہ کی فرد ہو تاکہ اس عورت کی وجہ سے اپنی اولاد کے نسب میں شرف وبلندی کا امتیاز حاصل ہو۔

بہرکیف حدیث کا حاصل یہ ہے کہ عام طور پر لوگ عورت سے نکاح کرنے کے سلسلہ میں مذکورہ چار چیزوں کو بطور خاص ملحوظ رکھتے ہیں کہ کوئی شخص تو مالدار عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہے۔ بعض لوگ اچھے حسب ونسب کی عورت کو بیوی بنانا پسند کرتے ہیں

3225-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (1970) .

بہت سے لوگوں کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ ایک حسین وجمیل عورت ان کی رفیقہ حیات بنے اور کچھ نیک بندے دین دار عورت کو ترجیح دیتے ہیں لہٰذا دین ومذہب سے تعلق رکھنے والے ہر شخص کو چاہئے کہ وہ دین دار عورت ہی کو اپنے نکاح کے لئے پسند کرے کیونکہ اس میں دنیا کی بھی بھلائی ہے اور آخرت کی بھی سعادت ہے۔

اور خاک آلودہ ہوں تیرے دونوں ہاتھ دیتے تو یہ جملہ لفظی مفہوم کے اعتبار سے ذلت وخواری اور ہلاکت کی بددعا کے لئے کنایہ کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے لیکن یہاں اس جملہ سے یہ بددعا مراد نہیں ہے بلکہ اس کا مقصد دین دار عورت کو اپنا مطلوب قرار دینے کی ترغیب دلانا ہے۔

بَابُ عَلٰى مَا تُنْكَحُ الْمَرْاَةُ ـ

یہ باب ہے کہ کن خوبیوں کی وجہ سے کسی خاتون سے شادی کی جاسکتی ہے

3226-اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ اَنَّهُ تَزَوَّجَ امْرَاَةً عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَلَقِيَهُ النَّبِيُّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَقَالَ: "اَتَزَوَّجْتَ يَا جَابِرُ" ـ قَالَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ: "بِكْرًا اَمْ ثَيِّبًا" ـ قَالَ قُلْتُ بَلْ ثَيِّبًا ـ قَالَ: "فَهَلَّا بِكْرًا تُلَاعِبُكَ" ـ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كُنَّ لِيْ اَخَوَاتٌ فَخَشِيْتُ اَنْ تَدْخُلَ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُنَّ ـ قَالَ: "فَذَاكَ اِذًا اِنَّ الْمَرْاَةَ تُنْكَحُ عَلٰى دِيْنِهَا وَمَالِهَا وَجَمَالِهَا فَعَلَيْكَ بِذَاتِ الدِّيْنِ تَرِبَتْ يَدَاكَ" ـ

◇◇ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں ایک خاتون کے ساتھ شادی کرلی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ان سے ملاقات ہوئی آپ نے فرمایا: اے جابر! تم نے شادی کرلی ہے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں' میں نے عرض کی: جی ہاں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: کنواری کے ساتھ یا بیوہ کے ساتھ' حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے عرض کی بلکہ ثیبہ کے ساتھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کنواری کے ساتھ کیوں نہیں کی تاکہ وہ تمہارے ساتھ کھیلتی؟ میں نے عرض کی: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! میری بہنیں ہیں مجھے یہ اندیشہ ہوا کہ وہ میرے اور بہنوں کے درمیان رکاوٹ بن جائے گی۔ راوی بیان کرتے ہیں' اس وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا: پھر ٹھیک ہے' عورت سے اس کے دین' اس کے مال' اس کی خوبصورتی (میں سے کسی ایک وجہ سے) نکاح کیا جاتا ہے تم پر لازم ہے کہ تم دین دار عورت کو ترجیح دو تمہارے ہاتھ خاک آلود ہوں۔

بَابُ كَرَاهِيَةِ تَزْوِيجِ الْعَقِيْمِ ـ

یہ باب ہے کہ بانجھ عورت کے ساتھ شادی کا مکروہ ہونا

3227- اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ قَالَ اَنْبَاَنَا الْمُسْتَلِمُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ

3226-اخرجه مسلم في الرضاع، باب استحباب نكاح ذات الدين (الحديث 54) . و الحديث عند: ابن ماجه في النكاح، باب تزويج الابكار (الحديث 1860) . تحفة الاشراف (2436) .

مَنْصُورِ بْنِ زَاذَانَ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ عَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَقَالَ إِنِّي أَصَبْتُ امْرَأَةً ذَاتَ حَسَبٍ وَمَنْصِبٍ إِلَّا أَنَّهَا لَا تَلِدُ أَفَأَتَزَوَّجُهَا فَنَهَاهُ ثُمَّ أَتَاهُ الثَّانِيَةَ فَنَهَاهُ ثُمَّ أَتَاهُ الثَّالِثَةَ فَنَهَاهُ فَقَالَ: "تَزَوَّجُوا الْوَلُودَ الْوَدُودَ فَإِنِّي مُكَاثِرٌ بِكُمْ".

◇◇ حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے عرض کی: مجھے ایک ایسی عورت کے ساتھ شادی کا موقع مل رہا ہے جو صاحب حیثیت ہے البتہ وہ بچے پیدا نہیں کر سکتی' کیا میں اس کے ساتھ شادی کر لوں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اس سے منع کیا وہ دوبارہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پھر منع کر دیا وہ تیسری مرتبہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کرنے سے اسے منع کر دیا اور فرمایا: اولاد پیدا کرنے کے قابل اور محبت کرنے والی عورت کے ساتھ شادی کرو کیونکہ میں تمہاری کثرت کی وجہ سے (قیامت کے دن) فخر کروں گا۔

بَابُ تَزْوِيجِ الزَّانِيَةِ .

یہ باب ہے کہ زنا کرنے والی عورت کے ساتھ شادی کرنا

3228- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدٍ التَّيْمِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى - هُوَ ابْنُ سَعِيدٍ - عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ الْأَخْنَسِ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ مَرْثَدَ بْنَ أَبِي مَرْثَدٍ الْغَنَوِيَّ - وَكَانَ رَجُلًا شَدِيدًا - وَكَانَ يَحْمِلُ الْأُسَارَى مِنْ مَكَّةَ إِلَى الْمَدِينَةِ . قَالَ فَدَعَوْتُ رَجُلًا لِأَحْمِلَهُ وَكَانَ بِمَكَّةَ بَغِيٌّ يُقَالُ لَهَا عَنَاقُ وَكَانَتْ صَدِيقَتَهُ خَرَجَتْ فَرَأَتْ سَوَادِي فِي ظِلِّ الْحَائِطِ فَقَالَتْ مَنْ هَذَا مَرْثَدٌ مَرْحَبًا وَأَهْلًا يَا مَرْثَدُ انْطَلِقِ اللَّيْلَةَ فَبِتْ عِنْدَنَا فِي الرَّحْلِ . قُلْتُ يَا عَنَاقُ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) حَرَّمَ الزِّنَا . قَالَتْ يَا أَهْلَ الْخِيَامِ هَذَا الدُّلْدُلُ هَذَا الَّذِي يَحْمِلُ أُسَرَاءَكُمْ مِنْ مَكَّةَ إِلَى الْمَدِينَةِ . فَسَلَكْتُ الْخَنْدَمَةَ فَطَلَبَنِي ثَمَانِيَةٌ فَجَاءُوا حَتَّى قَامُوا عَلَى رَأْسِي فَبَالُوا فَطَارَ بَوْلُهُمْ عَلَيَّ وَأَعْمَاهُمُ اللَّهُ عَنِّي فَجِئْتُ إِلَى صَاحِبِي فَحَمَلْتُهُ فَلَمَّا انْتَهَيْتُ بِهِ إِلَى الْأَرَاكِ فَكَكْتُ عَنْهُ كَبْلَهُ فَجِئْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنْكِحُ عَنَاقَ فَسَكَتَ عَنِّي فَنَزَلَتِ (الزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَا إِلَّا زَانٍ أَوْ مُشْرِكٌ) فَدَعَانِي فَقَرَأَهَا عَلَيَّ وَقَالَ: "لَا تَنْكِحْهَا".

◇◇ حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: مرثد بن ابی مرثد غنوی ایک صحت مند آدمی تھے یہ مکہ مکرمہ کے قیدیوں کو اونٹ پر سوار کروا کے مدینہ منورہ لایا کرتے تھے وہ بیان کرتے ہیں: میں نے ایک مرتبہ ایک شخص کو بلایا تاکہ میں اسے سوار کر کے لے جاؤں مکہ میں ایک بدکار عورت موجود تھی جس کا نام عناق تھا یہ اس شخص کی سہیلی تھی ایک دن وہ نکلی اور اس نے دیوار کے سائے میں میرا ہیولیٰ دیکھا وہ عورت بولی کون ہے؟ مرثد ہو؟ تمہیں خوش آمدید اے مرثد! آج

3227-اخرجه ابو داؤد في النكاح، باب النهي عن تزويج من لم يلد من النساء (الحديث 2050) . تحفة الاشراف (11477) .

3228-اخرجه ابو داؤد في النكاح، باب في قوله تعالى (الزاني لا ينكح الا زانية) (الحديث 2051) مختصراً . و اخرجه الترمذي في تفسير القرآن، باب (و من سورة النور) (الحديث 3177) . تحفة الاشراف (8753) .

رات آ جاؤ اور رات ہمارے ساتھ خیمے میں رہو میں نے کہا: اے عناق! نبی اکرم ﷺ نے زنا کرنے کو حرام قرار دیا ہے تو وہ عورت بولی اے خیمے میں رہنے والو! تم اس پرندے کو دیکھو یہ جو تمہارے قیدیوں کو مکہ سے سوار کروا کے مدینے تک لے جائے گا (یہ میرے ساتھ زنا بھی نہیں کرسکتا) میں خندمہ میں چل پڑا آٹھ آدمی میرے پیچھے آئے وہ آئے یہاں تک کہ وہ میرے سر پر کھڑے ہوئے (میں اس وقت سو رہا تھا) انہوں نے پیشاب کر دیا اور پھر اللہ تعالیٰ نے ان کی بصارت چھین لی میں اپنے ساتھی کے پاس آیا تا کہ اسے سوار کر کے لے کر آؤں جب میں اسے لے کر "اراک" پہنچا تو میں نے اس کی بندش کو کھول دیا اس کے بعد میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے عرض کی: یارسول اللہ (ﷺ)! میں عناق کے ساتھ شادی کرنا چاہتا ہوں۔ نبی اکرم ﷺ خاموش رہے پھر یہ آیت نازل ہوئی۔

''زنا کرنے والی عورت کے ساتھ صرف زنا کرنے والا شخص یا مشرک شخص شادی کریں گے''۔

نبی اکرم ﷺ نے مجھے بلایا اور ان آیات کو میرے سامنے تلاوت کیا اور فرمایا' تم اس کے ساتھ شادی نہ کرو۔

مشرک مردوں اور مشرک عورتوں کے ساتھ مسلمانوں کے نکاح کا عدم جواز

اس سے پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے یتیم کے ساتھ مخالطت کا جواز بیان فرمایا تھا جس کا تقاضا یہ تھا کہ یتیم کے مال کے ساتھ اپنا مال مخلوط کرنا بھی جائز ہے اور یتیم لڑکے یا یتیم لڑکی کے ساتھ اپنا یا اپنی اولاد کا نکاح کرنا بھی جائز ہے تو اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے نکاح کے بعض مسائل بیان فرمائے کہ مشرک مردوں کے ساتھ مسلمان عورتوں کا اور مشرک عورتوں کے ساتھ مسلمان مردوں کا نکاح جائز نہیں ہے کیونکہ نکاح کی وجہ سے شوہر اور بیوی کے ساتھ جسمانی اور ذہنی قرب ہوتا ہے وہ دونوں ایک دوسرے کے عقائد نظریات افکار اور خیالات سے متاثر ہوتے ہیں اس لیے یہ خدشہ ہے کہ مشرک شوہر کے عقائد سے بھی ہوسکتا تھا کہ مسلمان بیوی متاثر ہو یا مشرک عورت کے نظریات سے مسلمان شوہر متاثر ہو اس لیے اسلام نے یہ راستہ ہی بند کر دیا اگر چہ یہ بھی ہوسکتا تھا کہ مسلمان شوہر یا بیوی سے مشرک بیوی یا شوہر متاثر ہو جائے لیکن جب کوئی چیز نفع اور نقصان کے درمیان دائر ہو تو نقصان سے بچنے کو نفع کے حصول پر مقدم کیا جاتا ہے اس لیے اسلام نے مسلمانوں اور مشرکوں کے درمیان مناکحت کا معاملہ کلیۃً منقطع کر دیا۔ یہاں شرک سے مراد کفر ہے اس لیے ملحد مجوسی بت پرست اور کسی قسم کے بھی کافر سے نکاح جائز نہیں ہے مسلمان مرد کا نہ مسلمان کا عورت کا۔

حافظ جلال الدین سیوطی اس آیت کے شان نزول متعلق لکھتے ہیں: امام ابن ابی حاتم اور امام ابن المنذر نے مقاتل بن حیان سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت حضرت ابو مرثد غنوی کے متعلق نازل ہوئی ہے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کی کہ وہ عناق نامی ایک مشرکہ عورت سے نکاح کرلیں جو نہایت ہوئی ہے انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کی کہ وہ عناق نامی ایک مشرکہ عورت سے نکاح کرلیں جو نہایت حسین و جمیل عورت تھی اور حضرت ابو مرثد مسلمان ہو چکے تھے انہوں نے کہا: یارسول اللہ! وہ عورت مجھے بہت اچھی لگتی ہے تب یہ آیت نازل ہوئی: اور مشرک عورتوں سے نکاح نہ کرو۔ الآیۃ

(الدرالمنثور ج ۱ ص ۲۵۶ مطبوعہ مکتبہ آیۃ اللہ العظمی ایران)

اس آیت میں یہ بھی فرمایا ہے کہ آزاد مشرک کی بہ نسبت مسلمان غلام بہتر ہے اور کسی آزاد مسلمان عورت کا نکاح مسلمان غلام سے کردینا اللہ کے نزدیک اس سے بہتر ہے کہ اس کا نکاح آزاد مشرک سے کیا جائے حالانکہ غلام آزاد کا کفو نہیں ہے سو غیر کفو میں نکاح کے جواز کے لیے یہ آیت صریح جزیہ ہے۔

مشرک عورتوں سے نکاح کی ممانعت کے باوجود اہل کتاب سے نکاح کے جواز کی توجیہ

اسلام میں یہ جائز ہے کہ اہل کتاب عورتوں کے ساتھ مسلمان مرد نکاح کرلیں لیکن اہل کتاب مردوں کے ساتھ مسلمان عورتون کا نکاح کرنا جائز نہیں ہے قرآن مجید نے مشرک عورتوں سے نکاح کی ممانعت کے باوجود کتابیہ یعنی یہودی یا عیسائی عورت کے ساتھ نکاح کی اجازت دی ہے۔

(آیت) وطعام الذین اوتوا الکتب حل لکم وطعامکم حل لھم والمحصنت من المؤمنت والمحصنت من الذین اوتو الکتب من قبلکم اذا اتیتموھن اجورھن محصنین غیر مصفحین ولا متخذی اخدان ۔ (المائدہ:۵)

ترجمہ: اور اہل کتاب کا ذبیحہ تمہارے لیے حلال ہے اور تمہارا ذبیحہ ان کے لیے حلال ہے اور (تمہاری) آزاد پاک دامن مسلمان عورتیں اور تم سے پہلے اہل کتاب کی آزاد پاک دامن عورتیں (تمہارے لیے حلال ہیں) جب کہ تم ان سے نکاح کرکے ان کا مہر ادا کرو نہ ان سے ظاہر ابدکاری کرو اور نہ خفیہ آشنائی کرو۔

اب یہ سوال ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے مشرک عورتوں سے نکاح کی ممانعت کردی تھی تو پھر کتابیہ سے نکاح کی اجازت کیوں دی جب کہ اہل کتاب یہودی اور عیسائی بھی مشرک ہیں۔ قرآن مجید میں ہے:

(آیت) وقالت الیھود عزیر ابن اللہ وقالت النصری المسیح ابن اللہ ۔ (التوبہ:۳۰)

ترجمہ: اور یہود نے کہا: عزیر اللہ کا بیٹا ہے اور نصاریٰ نے کہا: مسیح اللہ کا بیٹا ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ ہر چند کہ یہود و نصاریٰ دونوں مشرک ہیں لیکن قرآن مجید کی اصطلاح ہے کہ اس نے بت پرستوں پر مشرکین کا اطلاق کیا ہے اور یہود و نصاریٰ پر اہل کتاب کا قرآن مجید میں ہے:

(آیت) ما یود الذین کفروا من اھل الکتب ولا المشرکین ۔ (البقرہ:۱۰۵)

ترجمہ: کافروں میں سے اہل کتاب اور مشرکین یہ پسند نہیں کرتے کہ

(آیت) لم یکن الذین کفروا من اھل الکتب والمشرکین منفکین حتی تاتیھم البینۃ ۔ (البینہ:۱)

ترجمہ: کافر اہل کتاب اور مشرکین بغیر واضح دلیل کے اپنے دین کو چھوڑنے والے نہ تھے۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ ہر چند کہ مشرک عورتوں میں اہل کتاب عورتیں بھی داخل تھیں لیکن اللہ تعالیٰ نے مشرک عورتوں میں اہل کتاب عورتیں بھی داخل تھیں لیکن اللہ تعالیٰ نے مشرکات کے عموم سے اہل کتاب عورتوں کو مستثنیٰ کرلیا اور یہ اصطلاح میں عام مخصوص عنہا البعض ہے حافظ جلال الدین سیوطی لکھتے ہیں۔

امام ابن جریر، امام ابن المنذر، امام ابن ابی حاتم اور امام بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے (آیت) ولا تنکحوا المشرکت ۔ (البقرہ ۲۲۱) کی تفسیر میں روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت سے اہل کتاب کی عورتوں کو مستثنیٰ کر لیا ہے اور دلیل استثناء یہ آیت ہے۔

(آیت) والمحصنت من الذین اوتوا الکتب ۔ (المائدہ ۵)

ترجمہ: اور اہل کتاب کی آزاد پاک دامن عورتیں (تمہارے لیے حلال ہیں)

(الدر المنثور ج ۱ ص ۲۵۶ مطبوعہ مکتبہ آیۃ اللہ العظمیٰ ایران)

باقی رہی یہ بحث کہ خالص مشرک عورتوں اور اہل کتاب میں نکاح کے جواز کا فرق کرنے کی کیا وجہ ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ مشرک نہ خدا کو مانتا ہے نہ کتاب کو نہ رسول اللہ کو نہ قیامت اور جزاء اور سزاء کو نہ حلال اور حرام کا قائل ہوتا ہے اس کے برعکس اہل کتاب ان تمام امور کو مانتے ہیں ان کے کفر کی صرف یہ وجہ ہے کہ انہوں نے غلو محبت میں اپنے اپنے رسول کو خدا اور خدا کا بیٹا کہہ دیا۔

دوسری بحث یہ ہے کہ مسلمان مردوں کا اہل کتاب عورتوں کے ساتھ نکاح جائز قرار دیا ہے اور مسلمان عورتوں کا اہل کتاب مردوں کے ساتھ نکاح جائز نہیں کیا اس فرق کی کیا وجہ ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ عائلی اور گھریلو زندگی میں مرد حاکم ہوتا ہے اور اس کا گھر میں قبضہ اور اقتدار ہوتا ہے اور عورت فطرۃ منفعل مزاج اور گھر میں محکوم ہوتی ہے۔ اگر کسی یہودی یا عیسائی مرد کے ساتھ مسلمان عورت کا نکاح جائز ہوتا تو عین ممکن تھا کہ وہ مسلمان عورت اپنے کافر شوہر کے معتقدات اور خیالات سے متاثر ہو جاتی اور اسلام کو چھوڑ کر مرتد ہو جاتی۔ اس کے برعکس جب شوہر مسلمان ہو اور بیوی یہودی یا عیسائی ہو تو چونکہ گھر میں حاکم اور مقتدر شوہر ہوتا ہے اس لیے گھر میں اسلامی ماحول اور لٹریچر فراہم ہوگا اور اس اہل کتاب عورت کو اسلام کو قریب سے دیکھنے پڑھنے اور سمجھنے کا موقع ملے گا اسلامی معاشرہ اسلام کی تہذیب اور مسلمان خاندان سے میل جول اور ربط وضبط کی وجہ سے اس کے اسلام قبول کرنے کے بہت ذرائع میسر ہوں گے اور وہ جلد یا بہ دیر مسلمان ہو جائے گی اور اگر بالفرض وہ مسلمان نہ بھی ہو تو بچے بہرحال باپ کے دین کے تابع رہیں گے اور ظاہر ہے کہ یہ تمام مواقع دارالسلام میں ہی میسر ہوتے ہیں اس لیے ہمارے فقہاء نے لکھا ہے کہ دارالکفر میں اہل کتاب عورت کے ساتھ نکاح کرنا مکروہ تحریمی ہے کیونکہ وہاں کفر کا غلبہ ہوتا ہے اور جس حکمت کی وجہ سے اہل کتاب عورت کے ساتھ نکاح کو جائز قرار دیا گیا ہے اس کے پورے ہونے کے مواقع وہاں میسر نہیں ہیں۔

اہل کتاب باندیوں سے نکاح میں فقہاء کے مذاہب کا بیان

امام ابوحنیفہ کے نزدیک آزاد مسلمان عورت سے نکاح کی قدرت کے باوجود باندی یا کتابیہ باندی سے نکاح کرنا مکروہ ہے کیونکہ باندی کی اولاد بھی اس کے مالک کی غلام ہوتی ہے اور آزاد شخص کے لئے یہ باعث عار ہے کہ اس کی اولاد لونڈی اور غلام بن جائے۔

اس آیت میں باندیوں کے ساتھ مسلمان ہونے کی صفت کو ذکر کیا ہے امام شافعی کے نزدیک چونکہ مفہوم مخالف معتبر ہوتا ہے

اس لئے ان کے نزدیک یہ صفت بمنزلہ شرط ہے اور جو شخص آزاد (کنواری) مسلمان عورت سے نکاح کی استطاعت نہ رکھتا ہو وہ باندی سے اسی وقت نکاح کرسکتا ہے جب باندی مسلمان ہو اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک باندی کا مسلمان ہونا شرط نہیں ہے بلکہ مستحب ہے باندی اگر اہل کتاب ہو پھر بھی وہ اس سے نکاح کرسکتا ہے۔ (النکت والعیون ج ۱ ص ۴۷۲ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)

امام احمد کا بھی یہی مذہب ہے اور امام مالک کے نزدیک جو شخص آزاد مسلمان عورت سے نکاح کی طاقت رکھتا ہو وہ بھی باندی سے نکاح کرسکتا ہے اور امام اعظم کے نزدیک آزاد مسلمان عورت کے ہوتے ہوئے باندی سے نکاح جائز نہیں (الجامع احکام القرآن ج ۵ ص ۱۳۶) اہل کتاب باندیوں سے نکاح کے جواز پر امام ابوحنیفہ کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے محرمات کے علاوہ ہر عورت سے نکاح کرنے کو حلال قرار دیا ہے ماسوا ان کے جن کی کتاب اللہ میں تخصیص کرلی گئی ہے اور اہل کتاب باندی کی تخصیص نہیں کی گئی وہ آیتیں یہ ہیں۔

(آیت) فانکحوا ماطاب لکم من النساء

ترجمہ: تو اپنی پسند کے موافق عورتوں سے نکاح کرلو۔

(آیت) واحل لکم ما وراء ذالکم ۔ (النساء:۲۴)

اور محرمات کے علاوہ باقی عورتیں تم پر حلال کردی گئی ہیں۔ (روح المعانی ج ۵ ص ۸ مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت)

ان آیات کے عموم کا تقاضا یہ ہے کہ اہل کتاب باندی کے ساتھ بھی نکاح جائز ہے اور یہی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک ہے۔

3229 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ وَغَيْرُهُ عَنْ هَارُوْنَ بْنِ رِئَابٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ وَّعَبْدِ الْكَرِيْمِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ - عَبْدُ الْكَرِيْمِ يَرْفَعُهُ اِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ وَّهَارُوْنُ لَمْ يَرْفَعْهُ - قَالَا جَآءَ رَجُلٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَقَالَ اِنَّ عِنْدِىْ امْرَاَةً هِىَ مِنْ اَحَبِّ النَّاسِ اِلَىَّ وَهِىَ لَا تَمْنَعُ يَدَ لَامِسٍ ۔ قَالَ: "طَلِّقْهَا" ۔ قَالَ لَا اَصْبِرُ عَنْهَا ۔ قَالَ: "اسْتَمْتِعْ بِهَا" ۔

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ هٰذَا الْحَدِيْثُ لَيْسَ بِثَابِتٍ وَّعَبْدُ الْكَرِيْمِ لَيْسَ بِالْقَوِىِّ وَهَارُوْنُ بْنُ رِئَابٍ اَثْبَتُ مِنْهُ وَقَدْ اَرْسَلَ الْحَدِيْثَ وَهَارُوْنُ ثِقَةٌ وَّحَدِيْثُهُ اَوْلٰى بِالصَّوَابِ مِنْ حَدِيْثِ عَبْدِ الْكَرِيْمِ ۔

◇◇ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی' میری بیوی مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے لیکن وہ کسی چھونے والے کے ہاتھ کو روکتی نہیں ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اسے طلاق دے دو اس نے کہا: میرا اس کے بغیر گزارہ نہیں ہوسکتا آپ نے فرمایا: پھر تم اس کے ساتھ گزارا کرو۔

امام نسائی فرماتے ہیں: یہ حدیث مستند نہیں ہے۔ عبدالکریم نامی راوی قوی نہیں ہے۔ ہارون بن رئاب اس سے زیادہ مستند

3229-انفرد به النسائي، و سياتي (الحديث 3465) . تحفة الاشراف (5807) .

ہے۔اس نے حدیث میں "ارسال" کیا ہے۔ ہارون ثقہ ہے۔ اور اس کی روایت کردہ حدیث عبدالکریم سے منقول روایت سے زیادہ درست ہے۔

بَابُ كَرَاهِيَةِ تَزْوِيجِ الزُّنَاةِ .

یہ باب ہے کہ زنا کرنے والی عورتوں کے ساتھ شادی کرنا مکروہ ہے

3230- اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِىْ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَالَ: "تُنْكَحُ النِّسَآءُ لِاَرْبَعَةٍ لِمَالِهَا وَلِحَسَبِهَا وَلِجَمَالِهَا وَلِدِيْنِهَا فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّيْنِ تَرِبَتْ يَدَاكَ" .

◇◇ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: کسی خاتون سے چار خوبیوں میں سے کسی ایک کی وجہ سے شادی کی جاسکتی ہے؟ اس کے مال کی وجہ سے، اس کے حسب کی وجہ سے، اس کی خوبصورتی کی وجہ سے اور اس کے دین کی وجہ سے۔ تم دیندار عورت کو ترجیح دو! تمہارے ہاتھ خاک آلود ہوں۔

بَابُ اَيُّ النِّسَآءِ خَيْرٌ .

یہ باب ہے کہ کون سی عورت زیادہ بہتر ہے؟

3231- اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ سَعِيْدِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قِيْلَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) اَيُّ النِّسَآءِ خَيْرٌ قَالَ: "الَّتِىْ تَسُرُّهُ اِذَا نَظَرَ وَتُطِيْعُهُ اِذَا اَمَرَ وَلَا تُخَالِفُهُ فِىْ نَفْسِهَا وَمَالِهَا بِمَا يَكْرَهُ" .

◇◇ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' عرض کی گئی' یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! کون سی عورت زیادہ بہتر ہے؟ آپ نے فرمایا: وہ کہ جب آدمی اسے دیکھے تو وہ اسے اچھی لگے جب اسے حکم دے تو اس کی فرمانبرداری کرے اور وہ عورت اپنی ذات اور اپنے مال کے بارے میں شوہر کی ایسی مخالفت نہ کرے جو اسے ناپسند ہو۔

بَابُ الْمَرْاَةِ الصَّالِحَةِ .

یہ باب نیک عورت کے بیان میں ہے

3230-اخرجه البخاري في النكاح، باب الاكفاء في الدين (الحديث 5090) . و اخرجه مسلم في الرضاع، باب استحباب نكاح ذات الدين (الحديث 53) و اخرجه ابو داؤد في النكاح، باب ما يؤمر به من تزويج ذات الدين (الحديث 2047) . واخرجه ابن ماجه في النكاح، باب تزويج ذات الدين (الحديث 1858) . تحفة الاشراف (14305) .

3231-اخرجه النسائي في عشرة النساء من الكبرى، طاعة المراة زوجها (الحديث 75) . تحفة الاشراف (13058) .

3232- اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ قَالَ حَدَّثَنَا حَيْوَةُ وَذَكَرَ آخَرَ اَنْبَاَنَا شُرَحْبِيْلُ بْنُ شَرِيْكٍ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحُبُلِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَالَ: "اِنَّ الدُّنْيَا كُلَّهَا مَتَاعٌ وَّخَيْرُ مَتَاعِ الدُّنْيَا الْمَرْاَةُ الصَّالِحَةُ" .

❖❖ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: یہ دنیا ساری کی ساری مال ومتاع ہے اور دنیا کی بہترین متاع نیک عورت ہے۔

بَابُ الْمَرْاَةِ الْغَيْرَاءِ .

یہ باب رشک کرنے والی عورت کے بیان میں ہے

3233- اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ اَنْبَاَنَا النَّضْرُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ اِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَنَسٍ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَا تَتَزَوَّجُ مِنْ نِسَاءِ الْاَنْصَارِ قَالَ: "اِنَّ فِيْهِمْ لَغَيْرَةً شَدِيْدَةً" .

❖❖ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' لوگوں نے عرض کی: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! کیا ہم انصاری خواتین کے ساتھ شادی نہ کریں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان میں رشک کا جذبہ بہت زیادہ پایا جاتا ہے۔

بَابُ اِبَاحَةِ النَّظَرِ قَبْلَ التَّزْوِيجِ .

یہ باب ہے کہ شادی سے پہلے (خاتون کو) دیکھنے کا مباح ہونا

3234- اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ - وَهُوَ ابْنُ كَيْسَانَ - عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ خَطَبَ رَجُلٌ امْرَاَةً مِّنَ الْاَنْصَارِ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "هَلْ نَظَرْتَ اِلَيْهَا" . قَالَ لَا . فَاَمَرَهُ اَنْ يَّنْظُرَ اِلَيْهَا .

❖❖ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک (مہاجر) صاحب نے ایک انصاری خاتون کو نکاح کا پیغام بھیجا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان صاحب سے دریافت کیا: کیا تم نے اس خاتون کو دیکھ لیا ہے؟ اس نے عرض کی: نہیں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ہدایت کی کہ وہ اس خاتون کو دیکھ لے۔

3235- اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ اَبِيْ رِزْمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ عَنْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْمُزَنِيِّ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ خَطَبْتُ امْرَاَةً عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)

3232-اخرجه مسلم في الرضاع، باب خير متاع الدنيا المراة الصالحة (الحديث 64) واخرجه ابن ماجه في النكاح، باب افضل النساء (الحديث 1855) . تحفة الاشراف (8849) .

3233-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (171) .

3234-اخرجه مسلم في النكاح، باب ندب النظر الى وجه المراة و كفيها لمن يريد تزوجها (الحديث 74 و 75) مطولاً . واخرجه النسائي في النكاح، اذا استشار رجل رجلاً في المراة هل يخبره بما يعلم (الحديث 3246 و 3247) . تحفة الاشراف (13446) .

فَقَالَ النَّبِیُّ (صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "اَنَظَرْتَ اِلَيْهَا" . قُلْتُ لَا . قَالَ: "فَانْظُرْ اِلَيْهَا فَاِنَّهُ اَجْدَرُ اَنْ يُّؤْدَمَ بَيْنَكُمَا"

◇◇ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں ایک خاتون کو نکاح کا پیغام بھیجا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا تم نے اسے دیکھ لیا ہے؟ میں نے عرض کی: نہیں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اسے دیکھ لو یہ تم دونوں کے درمیان محبت پیدا کرنے میں زیادہ مناسب ہوگا۔

شرح

اپنی منسوبہ کو نکاح کا پیغام بھیجنے سے پہلے ایک نظر دیکھ لینا مستحب ہے کیونکہ اگر وہ عورت پسند آ گئی اور طبیعت کو بھا گئی تو اس نکاح کے بعد وہ اس عورت کیوجہ سے بدکاری سے بچا رہے گا جو نکاح کا اصل مقصود ہے اس موقع پر یہ بات ذہن نشین رہنی چاہئے کہ ایک موقع پر جو یہ فرمایا گیا ہے کہ کسی عورت سے اس کے حسن و جمال کی وجہ سے نکاح نہ کیا جائے تو اس حکم کا یہ مقصد نہیں ہے کہ حسن و جمال کو ملحوظ ہی نہ رکھا جائے بلکہ اس کا مقصد یہ ہے کہ کسی حسین وجمیل عورت سے نکاح کرنے میں کوئی دینی نقصان وفساد ہو تو اس دینی نقصان کوتاہی سے بالکل صرف نظر کر کے اس سے محض اس بناء پر نکاح نہ کیا جائے کہ وہ حسن و جمال کی حامل ہے۔

اور حضرت مغیرہ بن شعبہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک عورت سے منگنی کا ارادہ کیا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ کیا تم نے اس عورت کو دیکھا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ نہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اس عورت کو ایک نظر دیکھ لو کیونکہ دیکھ لینا بہت مناسب و بہتر ہے (احمد ترمذی نسائی (ابن ماجہ داری)

یعنی اگر تم اپنی منسوبہ کو ایک نظر دیکھ لینے کے بعد اس سے نکاح کرو گے تو آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ محبت، الفت بہت زیادہ ہوگی کیونکہ جب منسوبہ کو دیکھ لینے کے بعد نکاح ہوتا ہے تو عام طور پر کوئی پچھتاوا نہیں ہوتا اور نہ اپنے اس انتخاب پر کوئی شرمندگی و پریشانی اٹھانی پڑتی ہے۔

منگیتر کو دیکھنے میں فقہی مذاہب اربعہ کا بیان

مخطوبہ سے مراد وہ عورت ہے جس سے نکاح کا پیغام دیا گیا ہو عورت سے مراد جس کے وہ اعضاء ہیں جن جن کو چھپانے کا حکم دیا گیا ہے۔ منسوبہ کو دیکھنے کا مسئلہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ حضرت امام شافعی حضرت امام احمد اور اکثر علماء کے نزدیک اپنی منسوبہ کو نکاح سے پہلے دیکھ لینا جائز ہے خواہ منسوبہ اس بات کی اجازت دے یا نہ دے۔ حضرت امام مالک کے ہاں اپنی منسوبہ کو نکاح سے پہلے دیکھنا اسی صورت میں جائز ہے جب کہ اس کی اجازت حاصل ہو اس کی اجازت کے بغیر دیکھنا جائز نہیں ہے لیکن ایک روایت کے مطابق حضرت امام مالک کے ہاں منسوبہ کو دیکھنا مطلقاً ممنوع ہے۔ اس بارے میں فقہی مسئلہ یہ بھی ہے کہ بہتر اور مناسب یہی ہے کہ مرد اپنی منسوبہ کو دیکھنے کی بجائے کسی تجربہ کار اور معتمد عورت کو بھیج دے تا کہ وہ اس کی منسوبہ کو دیکھ کر مطلوبہ معلومات فراہم کر دے۔

3235-اخرجه الترمذي في النكاح، باب ما جاء في النظر الى المخطوبة (الحديث 1087) و اخرجه ابن ماجه في النكاح، باب النظر الى المراة اذا اراد ان يتزوجها (الحديث 1866) . تحفة الاشراف (11489) .

بَابُ التَّزْوِيجِ فِي شَوَّالٍ

یہ باب ہے کہ شوال کے مہینے میں شادی کرنا

3236 - أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أُمَيَّةَ عَنْ عَبْدِ

ن يتزوجها (الحديث 1866) . تحفة الاشراف (11489) .

اللَّهِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ تَزَوَّجَنِي رَسُولُ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فِي شَوَّالٍ وَأُدْخِلْتُ عَلَيْهِ فِي شَوَّالٍ وَكَانَتْ عَائِشَةُ تُحِبُّ أَنْ تُدْخِلَ نِسَاءَهَا فِي شَوَّالٍ فَأَيُّ نِسَائِهِ كَانَتْ أَحْظَى عِنْدَهُ مِنِّي

✧✧ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے ساتھ شوال کے مہینے میں شادی کی تھی اور شوال کے مہینے میں' میں آپ کے ہاں (رخصت ہوکر) آئی تھی۔

راوی بیان کرتے ہیں' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اس بات کو پسند کرتی تھیں کہ خواتین کی رخصتی شوال کے مہینے میں ہو۔ (سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں میرے جیسی حیثیت اور کون سی زوجہ محترمہ کی تھی۔

شرح

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بعض جاہل لوگ شوال کے ماہ میں شادی بیاہ کرنے کو جو منحوس سمجھتے ہیں وہ بالکل غلط ہے بلکہ اس مہینہ میں شادی بیاہ کرنا یا دولہن کو رخصت کرا کر اپنے گھر لانا مستحب ہے۔ چنانچہ عرب میں بھی زمانہ جاہلیت کے لوگ یہی عقیدہ رکھتے تھے اور شوال میں نکاح کرنے اور دولہن کو گھر میں لانے کو برا سمجھتے تھے۔ اسی غلط عقیدہ کی تردید میں حضرت عائشہ نے یہ بات فرمائی کہ اگر شوال کے مہینہ میں شادی بیاہ کرنا اپنے اندر کوئی نحوست رکھتا ہے تو پھر آخر میں شادی میرے حق میں منحوس کیوں نہیں رہی جب کہ شوال ہی میں میرا نکاح ہوا اور شوال ہی کے مہینہ میں رخصت کرا کر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر آئی اور اس بات کو دنیا جانتی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات میں جو خوش نصیبی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت مجھے نصیب ہوئی وہ کسی بھی زوجہ کو حاصل نہیں ہوئی۔

بَابُ الْخِطْبَةِ فِي النِّكَاحِ .

یہ باب نکاح کا پیغام بھیجنے کے بیان میں ہے

3237 - أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَلَّامٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ قَالَ سَمِعْتُ

3236-اخرجه مسلم في النكاح، باب استحباب التزوج و التزويج في شوال واستحباب الدخول فيه (الحديث 73) . و اخرجه الترمذي في النكاح، باب ما جاء في الاوقات التي يستحب فيها النكاح (الحديث 1093) . و اخرجه النسائي في النكاح، البناء في شوال (الحديث 3377) . و اخرجه ابن ماجه في النكاح، باب متى يستحب البناء بالنساء (الحديث 1990) . تحفة الاشراف (16355) .

3237-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (18028 و 18384) .

أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ الْمُعَلِّمُ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ بُرَيْدَةَ قَالَ حَدَّثَنِي عَامِرُ بْنُ شَرَاحِيلَ الشَّعْبِيُّ أَنَّهُ سَمِعَ فَاطِمَةَ بِنْتَ قَيْسٍ - وَكَانَتْ مِنَ الْمُهَاجِرَاتِ الْأُوَلِ - قَالَتْ خَطَبَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ فِي نَفَرٍ مِّنْ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ (صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) وَخَطَبَنِي رَسُولُ اللهِ (صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) عَلَى مَوْلَاهُ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ وَقَدْ كُنْتُ حُدِّثْتُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ (صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَالَ: "مَنْ أَحَبَّنِي فَلْيُحِبَّ أُسَامَةَ". فَلَمَّا كَلَّمَنِي رَسُولُ اللهِ (صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قُلْتُ أَمْرِي بِيَدِكَ فَأَنْكِحْنِي مَنْ شِئْتَ. فَقَالَ: "انْطَلِقِي إِلَى أُمِّ شَرِيكٍ". وَأُمُّ شَرِيكٍ امْرَأَةٌ غَنِيَّةٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ عَظِيمَةُ النَّفَقَةِ فِي سَبِيلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ يَنْزِلُ عَلَيْهَا الضِّيفَانُ فَقُلْتُ سَأَفْعَلُ. قَالَ: "لَا تَفْعَلِي فَإِنَّ أُمَّ شَرِيكٍ كَثِيرَةُ الضِّيفَانِ فَإِنِّي أَكْرَهُ أَنْ يَسْقُطَ عَنْكِ خِمَارُكِ أَوْ يَنْكَشِفَ الثَّوْبُ عَنْ سَاقَيْكِ فَيَرَى الْقَوْمُ مِنْكِ بَعْضَ مَا تَكْرَهِينَ وَلٰكِنِ انْتَقِلِي إِلَى ابْنِ عَمِّكِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ". وَهُوَ رَجُلٌ مِّنْ بَنِي فِهْرٍ فَانْتَقَلْتُ إِلَيْهِ. مُخْتَصَرٌ.

✧✧ حضرت عامر بن شراحیل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' انہوں نے فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا' یہ پہلی ہجرت کرنے والی خواتین میں شامل ہیں' وہ بیان کرتی ہیں' حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی موجودگی میں مجھے نکاح کا پیغام بھیجا پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آزاد کردہ غلام اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کے لئے بھی مجھے نکاح کا پیغام بھیجا اس سے پہلے مجھے یہ بات پتہ چل چکی تھی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا ہے: جو شخص مجھ سے محبت کرتا ہو وہ اسامہ سے بھی محبت کرے' جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے اس بارے میں بات کی تو میں نے عرض کی: میرا معاملہ آپ کے ہاتھ میں ہے آپ جس سے چاہیں میری شادی کر دیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم ام شریک کے پاس چلی جاؤ (راوی کہتے ہیں) سیدہ ام شریک رضی اللہ عنہا خوشحال خاتون تھیں یہ انصار سے تعلق رکھتی تھیں اللہ تعالیٰ کی راہ میں بہت زیادہ خرچ کیا کرتی تھیں ان کے ہاں مہمان بہت زیادہ آیا کرتے تھے (فاطمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں) میں نے کہا: میں ایسا کرلوں گی پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم ایسا نہ کرو کیونکہ شریک کے ہاں مہمان بہت زیادہ آتے ہیں مجھے یہ اچھا نہیں لگتا اس دوران تمہارے سر سے چادر اتر جائے یا تمہاری پنڈلی سے کپڑا ہٹ جائے اور لوگ تمہارے جسم کے اس حصے کو دیکھیں جو تمہیں اچھا نہ لگے تم اپنے چچازاد عبداللہ بن عمرو بن ام مکتوم کے ہاں چلی جاؤ! وہ بنو فہر سے تعلق رکھتے تھے تو میں ان کے ہاں منتقل ہوگئی (یہ روایت مختصر ہے)

شرح

اعلان نکاح نکاح کا اعلان کرنا مستحب ہے چنانچہ فرمایا گیا ہے کہ نکاح کا اعلان کرو اگرچہ دف بجا کر ہی کیوں نہ اعلان کرنا پڑے۔ دف بجانے کے سلسلہ میں علماء کے اختلافی اقوال ہیں چنانچہ بعض حضرات یہ فرماتے ہیں کہ دف بجانا تو حرام ہے یا مطلقا مکروہ ہے اور بعض علماء نے اس کو مطلقا مباح کہا ہے زیادہ صحیح بات یہی ہے کہ بعض مواقع پر جیسے عید کے دن کسی معزز مسافر و مہمان کے آنے کے وقت اور نکاح کے موقع پر دف بجانا مباح ہے ان کے علاوہ اور کسی بھی وقت اور کسی بھی موقعہ پر دف بجانا حرام ہے۔ خطبہ علماء نے اسے خ کے پیش کے ساتھ یعنی خطبہ بھی صحیح کہا ہے اور خ کے زیر کے ساتھ یعنی خطبہ کو بھی صحیح قرار دیا ہے دونوں میں

ہے خطبہ سے مراد نکاح کا پیغام بھیجنا اور خطبہ اس خطبے کو کہتے ہیں جو نکاح میں پڑھایا جاتا ہے چنانچہ یہاں عنوان میں خطبہ سے مراد نکاح کا پیغام بھیجنا (کہ جسے منگنی کہتے ہیں) بھی ہوسکتا ہے لیکن زیادہ صحیح بات یہی ہے کہ یہاں خطبہ سے وہی مراد ہے جو نکاح کے وقت پڑھا جاتا ہے۔ حنفیہ کے نزدیک عقد نکاح کے وقت خطبہ پڑھنا مسنون ہے شوافع کے نزدیک بھی مسنون ہے لیکن ان کے ہاں عقد نکاح ہی نہیں بلکہ ہر عقد مثلاً بیع وشراء وغیرہ کے وقت بھی خطبہ پڑھنا مسنون ہے۔

بَابُ النَّهْيِ اَنْ يَّخْطُبَ الرَّجُلُ عَلٰى خِطْبَةِ اَخِيهِ ۔

یہ باب ہے کہ ایک شخص کے نکاح کے پیغام کی موجودگی میں دوسرے شخص کا نکاح کا پیغام بھیجنے کی ممانعت

3238- اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَالَ: "لَا يَخْطُبُ اَحَدُكُمْ عَلٰى خِطْبَةِ بَعْضٍ" .

✧✧ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: کوئی شخص دوسرے کے پیغام میں نکاح کی موجودگی کا پیغام نہ بھیجے۔

3239- اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ وَّسَعِيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) وَقَالَ مُحَمَّدٌ عَنِ النَّبِيِّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "لَا تَنَاجَشُوْا وَلَا يَبِعْ حَاضِرٌ لِّبَادٍ وَّلَا يَبِعِ الرَّجُلُ عَلٰى بَيْعِ اَخِيْهِ وَلَا يَخْطُبُ عَلٰى خِطْبَةِ اَخِيْهِ وَلَا تَسْاَلِ الْمَرْاَةُ طَلَاقَ اُخْتِهَا لِتَكْتَفِءَ مَا فِيْ اِنَائِهَا" .

✧✧ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: مصنوعی بولی نہ لگاؤ کوئی بھی شہری شخص

3238-اخرجه مسلم في النكاح، باب تحريم الخطبة على خطبة اخيه حتى ياذن او يترك (الحديث 49) مطولاً . و اخرجه الترمذي في البيوع، باب ما جاء في النهي عن البيع على بيع اخيه (الحديث 1292) . و الحديث عند: النسائي في البيوع، بيع الرجل على بيع اخيه (الحديث 4515) . تحفة الاشراف (8284) .

3239-اخرجه البخاري في البيوع، باب لا يبيع على بيع اخيه ولا يسوم على سوم اخيه حتى ياذن له او يترك (الحديث 2140) . و اخرجه مسلم في النكاح، باب تحريم الخطبة على خطبة اخيه حتى ياذن او يترك (الحديث 51) . و اخرجه ابو داؤد في النكاح، باب في كراهية ان يخطب الرجل على خطبة اخيه (الحديث 2080) مختصراً . و اخرجه الترمذي في النكاح، باب ما جاء ان لا يخطب الرجل على خطبة اخيه (الحديث 1134) مختصراً . و اخرجه ابن ماجه في النكاح، باب لا يخطب الرجل على خطبة اخيه (الحديث 1867) مختصراً . و الحديث عند: مسلم في البيوع، باب تحريم بيع الحاضر للبادي (الحديث 18) . و ابي داؤد في البيوع و الاجارات، باب في النهي عن النجش (الحديث 3438) . و الترمذي في الطلاق، باب ما جاء لا تسال المراة طلاق اختها (الحديث 1190)، و في البيوع ، باب ما جاء لا يبيع حاضر لباد (الحديث 1222)، و باب ما جاء في كراهية النجش في البيوع (الحديث 1304) و ابن ماجه في التجارات، باب لا يبيع الرجل على بيع اخيه ولا يسوم على سومه (الحديث 2172)، و باب ما جاء في النهي عن النجش (الحديث 2174)، و باب النهي ان يبيع حاضر لباد (الحديث 2175) . تحفة الاشراف (13123) .

(منڈی میں پہنچنے سے پہلے) دیہاتی کے ساتھ سودا نہ کرے کوئی شخص دوسرے کے سودے کے مقابلے میں سودا نہ کرے اور کوئی شخص اپنے بھائی کے نکاح کے پیغام کی موجودگی میں نکاح کا پیغام نہ بھیجے اور کوئی عورت اپنی بہن کی طلاق کا مطالبہ نہ کرے تا کہ اس کے حصے کا رزق بھی اسے حاصل ہو جائے۔

3240 - اَخْبَرَنَا هَارُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْنٌ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ ح وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَائَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَالَ: "لَا يَخْطُبْ اَحَدُكُمْ عَلٰى خِطْبَةِ اَخِيْهِ".

✧✧ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: کوئی بھی شخص اپنے بھائی کے نکاح کے پیغام کی موجودگی میں نکاح کا پیغام نہ بھیجے۔

3241 - اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَالَ: "لَا يَخْطُبْ اَحَدُكُمْ عَلٰى خِطْبَةِ اَخِيْهِ حَتّٰى يَنْكِحَ اَوْ يَتْرُكَ".

✧✧ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: کوئی بھی شخص اپنے بھائی کے نکاح کے پیغام کی موجودگی میں نکاح کا پیغام نہ بھیجے یہاں تک کہ وہ شخص شادی کرلے یا وہ اس معاملے کو ترک کر دے۔

3242 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَالَ: "لَا يَخْطُبْ اَحَدُكُمْ عَلٰى خِطْبَةِ اَخِيْهِ".

✧✧ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: کوئی شخص اپنے بھائی کے نکاح کے پیغام کی موجودگی میں اپنا پیغام نہ بھیجے۔

بَابُ خِطْبَةِ الرَّجُلِ اِذَا تَرَكَ الْخَاطِبُ اَوْ اَذِنَ لَهُ

یہ باب ہے کہ جب پہلے نکاح کا پیغام بھیجنے والا شخص اس کو ترک کر دے یا دوسرے شخص کو اجازت دیدے تو کسی شخص کا نکاح کا پیغام بھیجنا

3243 - اَخْبَرَنِيْ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْحَسَنِ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ سَمِعْتُ نَافِعًا يُحَدِّثُ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) اَنْ يَّبِيْعَ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَيْعِ

3240-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (13968) .

3241-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (13372) .

3242-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (14545) .

3243-اخرجه البخاري في النكاح، باب لا يخطب على خطبة اخيه حتى ينكح او يدع (الحديث 5142) . تحفة الاشراف (7778) .

بَعْضٍ وَلَا يَخْطُبُ الرَّجُلُ عَلٰى خِطْبَةِ الرَّجُلِ حَتّٰى يَتْرُكَ الْخَاطِبُ قَبْلَهُ اَوْ يَأْذَنَ لَهُ الْخَاطِبُ .

✧✧ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع کیا ہے کہ کوئی ایک شخص دوسرے شخص کے سودے پر سودا کرے اور کوئی ایک شخص دوسرے کے نکاح کے پیغام کی موجودگی میں اپنا نکاح کا پیغام بھیجے البتہ اگر دوسرا شخص نکاح کا پیغام ترک کر دے یا اسے اجازت دیدے تو وہ نکاح کا پیغام بھیج سکتا ہے۔

3244- اَخْبَرَنِىْ حَاجِبُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِىْ ذِئْبٍ عَنِ الزُّهْرِىِّ وَيَزِيْدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قُسَيْطٍ عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَعَنِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ ثَوْبَانَ اَنَّهُمَا سَاَلَا فَاطِمَةَ بِنْتَ قَيْسٍ عَنْ اَمْرِهَا فَقَالَتْ طَلَّقَنِىْ زَوْجِىْ ثَلَاثًا فَكَانَ يَرْزُقُنِىْ طَعَامًا فِيْهِ شَىْءٌ فَقُلْتُ وَاللّٰهِ لَئِنْ كَانَتْ لِىَ النَّفَقَةُ وَالسُّكْنٰى لَاَطْلُبَنَّهَا وَلَا اَقْبَلُ هٰذَا . فَقَالَ الْوَكِيْلُ لَيْسَ لَكِ سُكْنٰى وَلَا نَفَقَةٌ . قَالَتْ فَاَتَيْتُ النَّبِىَّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ: "لَيْسَ لَكِ سُكْنٰى وَلَا نَفَقَةٌ فَاعْتَدِّىْ عِنْدَ فُلَانَةَ" . قَالَتْ وَكَانَ يَاْتِيْهَا اَصْحَابُهُ ثُمَّ قَالَ: "اعْتَدِّىْ عِنْدَ ابْنِ اُمِّ مَكْتُوْمٍ فَاِنَّهُ اَعْمٰى فَاِذَا حَلَلْتِ فَآذِنِيْنِىْ" . قَالَتْ فَلَمَّا حَلَلْتُ آذَنْتُهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "وَمَنْ خَطَبَكِ" . فَقُلْتُ مُعَاوِيَةُ وَرَجُلٌ آخَرُ مِنْ قُرَيْشٍ . فَقَالَ النَّبِىُّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "اَمَّا مُعَاوِيَةُ فَاِنَّهُ غُلَامٌ مِنْ غِلْمَانِ قُرَيْشٍ لَا شَىْءَ لَهُ وَاَمَّا الْآخَرُ فَاِنَّهُ صَاحِبُ شَرٍّ لَا خَيْرَ فِيْهِ وَلٰكِنِ انْكِحِىْ اُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ" . قَالَتْ فَكَرِهْتُهُ . فَقَالَ لَهَا ذٰلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَنَكَحَتْهُ .

✧✧ حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عبدالرحمٰن بن ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ان دونوں نے سیّدہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے ان کے معاملے کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے بتایا: میرے شوہر نے مجھے تین طلاقیں دے دیں' اس نے مجھے کھانے کے لئے بھی کچھ دیا جس میں کچھ کمی تھی' میں نے کہا: اللہ کی قسم! اگر خرچ اور رہائش میرا حق ہے تو میں اس کو ضرور طلب کروں گی اور میں اس کو قبول نہیں کروں گی۔ وکیل نے کہا: تمہیں خرچ' رہائش کا حق نہیں ملے گا وہ خاتون بیان کرتی ہیں' میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی' میں نے اس کا تذکرہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہیں رہائش اور خرچ کا حق نہیں ملے گا تم فلاں خاتون کے ہاں عدت بسر کرو' وہ خاتون بیان کرتی ہیں' ان خاتون کے ہاں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آیا کرتے تھے' پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم ابن ام مکتوم کے ہاں عدت بسر کرو کیونکہ وہ نابینا ہے جب تمہاری عدت ختم ہو جائے تو تم مجھے بتا دینا وہ خاتون بیان کرتی ہیں' جب میری عدت ختم ہو گئی تو میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بارے میں بتایا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

3244-اخرجه مسلم في الطلاق، باب المطلقة ثلاثًا لا نفقة لها (الحديث 36 و 37 و 38 و 39 و 40) . و اخرجه ابو داؤد في الطلاق، باب في نفقة المبتوتة (الحديث 2284 و 2235 و 2236 و 2237 و 2239) . واخرجه النسائي في النكاح، باب اذا استشارت المراة رجلًا فيمن يخطبها هل يخبرها بما يعلم (الحديث 3245) . و الحديث عند: مسلم في الطلاق، باب المطلقة ثلاثًا نفقة لها (الحديث 37 و 38 و 39 و 40) . و ابي داؤد في الطلاق، باب نفقة المبتوتة (الحديث 2289) . و النسائي في الطلاق، باب الرخصة في ذلك (الحديث 3405) . و الرخصة في خروج المبتوتة من بيتها في عدتها لسكناها (الحديث 3548) ، و في عشرة النساء من الكبرى، وضع المراة ثيابها عند الاعمى (الحديث 361) . تحفة الاشراف (18036 و 18038) .

تمہیں نکاح کا پیغام کس نے بھیجا ہے؟ میں نے جواب دیا: معاویہ رضی اللہ عنہ نے اور قریش سے تعلق رکھنے والے ایک اور شخص نے (راوی نے اس کا نام ذکر نہیں کیا) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جہاں تک معاویہ رضی اللہ عنہ کا تعلق ہے تو وہ قریش کا لڑکا ہے اس کے پاس کوئی چیز نہیں ہے اور جہاں تک دوسرے شخص کا تعلق ہے تو وہ اچھا آدمی نہیں ہے اور اس میں بھلائی نہیں ہے البتہ تم اسامہ کے ساتھ شادی کرلو (وہ خاتون بیان کرتی ہیں) مجھے یہ اچھا نہیں لگا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات تین مرتبہ کہی تو میں نے ان کے ساتھ شادی کرلی۔

بَابُ اِذَا اسْتَشَارَتِ الْمَرْاَةُ رَجُلاً فِيْمَنْ يَّخْطُبُهَا هَلْ يُخْبِرُهَا بِمَا يَعْلَمُ .

یہ باب ہے کہ جب کوئی خاتون کسی مرد سے مشورہ کرے اس شخص کے بارے میں جس نے اسے نکاح کا پیغام بھیجا ہو تو کیا وہ مرد اپنے علم کے مطابق اسے بتائے گا

3245- اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَائَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لِمُحَمَّدٍ - عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ عَنْ مَّالِكٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ اَنَّ اَبَا عَمْرِو بْنَ حَفْصٍ طَلَّقَهَا الْبَتَّةَ وَهُوَ غَائِبٌ فَاَرْسَلَ اِلَيْهَا وَكِيْلُهُ بِشَعِيْرٍ فَسَخِطَتْهُ . فَقَالَ وَاللّٰهِ مَا لَكِ عَلَيْنَا مِنْ شَىْءٍ . فَجَائَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ: "لَيْسَ لَكِ نَفَقَةٌ" . فَاَمَرَهَا اَنْ تَعْتَدَّ فِىْ بَيْتِ اُمِّ شَرِيْكٍ ثُمَّ قَالَ: "تِلْكَ امْرَاَةٌ يَّغْشَاهَا اَصْحَابِىْ فَاعْتَدِّىْ عِنْدَ ابْنِ اُمِّ مَكْتُوْمٍ فَاِنَّهُ رَجُلٌ اَعْمٰى تَضَعِيْنَ ثِيَابَكِ فَاِذَا حَلَلْتِ فَاٰذِنِيْنِىْ" . قَالَتْ فَلَمَّا حَلَلْتُ ذَكَرْتُ لَهُ اَنَّ مُعَاوِيَةَ بْنَ اَبِىْ سُفْيَانَ وَاَبَا جَهْمٍ خَطَبَانِىْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "اَمَّا اَبُوْ جَهْمٍ فَلَا يَضَعُ عَصَاهُ عَنْ عَاتِقِهٖ وَاَمَّا مُعَاوِيَةُ فَصُعْلُوْكٌ لَا مَالَ لَهُ وَلٰكِنِ انْكِحِىْ اُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ" . فَكَرِهْتُهُ ثُمَّ قَالَ: "انْكِحِىْ اُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ" .

فَنَكَحْتُهُ فَجَعَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فِيْهِ خَيْرًا وَّاغْتَبَطْتُ بِهٖ .

◇◇ حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سیدہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں' ابوعمرو بن حفص نے انہیں طلاق بتہ دے دی وہ اس وقت وہاں موجود نہیں تھے' انہوں نے اس خاتون کو اپنے وکیل کے ذریعے کچھ "جو" بھجوائے وہ خاتون اس وکیل پر ناراض ہوئیں تو وہ وکیل بولا: اللہ کی قسم! ہمارے ذمے آپ کو کوئی ادائیگی لازم نہیں ہے وہ خاتون نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اس نے اس بات کا تذکرہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہیں خرچ کا حق حاصل نہیں ہے' پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ہدایت کی' تم ام شریک کے ہاں عدت بسر کرو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ ایسی خاتون ہے جس کے ہاں میرے اصحاب بکثرت آتے جاتے ہیں تم ابن ام مکتوم کے ہاں عدت بسر کرو کیونکہ وہ نابینا شخص ہیں تم وہاں اپنے سر سے چادر اتار بھی دو گی تو کوئی بات نہیں ہے جب تمہاری عدت ختم ہو جائے' تو تم مجھے بتا دینا وہ خاتون بیان کرتی ہیں' جب میری عدت ختم ہو گئی

3245-تقدم في النكاح، خطبة الرجل اذا ترك الخاطب او اذن له (الحديث 3244) .

میں نے اس بات کا تذکرہ نبی اکرم ﷺ سے کیا کہ معاویہ بن ابوسفیان اور ابوجہم نے مجھے نکاح کا پیغام بھجوایا ہے تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جہاں تک ابوجہم کا تعلق ہے تو وہ اپنی لاٹھی کندھے سے نیچے نہیں رکھتا جہاں تک معاویہ کا تعلق ہے تو وہ مفلس آدمی ہے اس کے پاس مال نہیں ہے تم اسامہ بن زید کے ساتھ شادی کرلو (وہ خاتون کہتی ہیں) مجھے وہ اچھے نہیں لگے۔ نبی اکرم ﷺ نے پھر فرمایا: تم اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کے ساتھ شادی کرلو! تو میں نے ان کے ساتھ شادی کرلی۔ اللہ تعالیٰ نے اس میں میرے لئے بھلائی رکھ دی اور مجھ پر رشک کیا جانے لگا۔

بَابُ اِذَا اسْتَشَارَ رَجُلٌ رَجُلاً فِي الْمَرْاَةِ هَلْ يُخْبِرُهُ بِمَا يَعْلَمُ .

یہ باب ہے کہ جب کوئی شخص کسی دوسرے شخص سے خاتون کے بارے میں مشورہ کرے تو کیا وہ شخص اسے اپنے علم کے مطابق اطلاع دے گا

3246 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اٰدَمَ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ هَاشِمِ بْنِ الْبَرِيْدِ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَقَالَ اِنِّيْ تَزَوَّجْتُ امْرَاَةً . فَقَالَ النَّبِيُّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "اَلَا نَظَرْتَ اِلَيْهَا فَاِنَّ فِيْ اَعْيُنِ الْاَنْصَارِ شَيْئًا" .

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَجَدْتُ هٰذَا الْحَدِيْثَ فِيْ مَوْضِعٍ اٰخَرَ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ كَيْسَانَ اَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَ وَالصَّوَابُ اَبُوْ هُرَيْرَةَ .

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک انصاری شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے عرض کی: میں نے ایک خاتون کے ساتھ شادی کرلی ہے' نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کیا تم نے اسے دیکھا ہے؟ کیونکہ انصار کی آنکھوں میں کچھ ہوتا ہے۔

امام ابوعبدالرحمٰن نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: یہی حدیث میں نے ایک اور مقام پر یزید بن کیسان کے حوالے سے دیکھی ہے کہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے یہ حدیث بیان کی ہے جبکہ درست روایت یہ ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ روایت بیان کی ہے۔

3247 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَجُلاً اَرَادَ اَنْ يَتَزَوَّجَ امْرَاَةً فَقَالَ النَّبِيُّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "اُنْظُرْ اِلَيْهَا فَاِنَّ فِيْ اَعْيُنِ الْاَنْصَارِ شَيْئًا" .

3246-اخرجه مسلم في النكاح، باب ندب النظر الى وجه المراة و كفيها لمن يريد تزوجها (الحديث 74 و 75) . واخرجه النسائي في النكاح، اذا استشار رجل رجلاً في المراة هل يخبره بما يعلم (الحديث 3247) و الحديث عند: النسائي في النكاح، اباحة النظر قبل التزويج (الحديث 3234) تحفة الاشراف (13446) .

3247-تقدم في النكاح، اذا استشار رجل رجلاً في المراة هل يخبره بما يعلم (الحديث 3246) .

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک شخص نے ایک خاتون کے ساتھ شادی کرنے کا ارادہ کیا' نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم اسے دیکھ لو کیونکہ انصار کی آنکھوں میں کچھ (نقص) ہوتا ہے۔

بَابُ عَرْضِ الرَّجُلِ ابْنَتَهُ عَلٰى مَنْ يَّرْضٰى -

یہ باب ہے کہ آدمی کا اپنی بیٹی (کے ساتھ شادی کے لئے) اپنے پسندیدہ شخص کو پیشکش کرنا

3248- اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَنْبَاَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ عُمَرَ قَالَ تَاَيَّمَتْ حَفْصَةُ بِنْتُ عُمَرَ مِنْ خُنَيْسٍ - يَعْنِي ابْنَ حُذَافَةَ - وَكَانَ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا فَتُوُفِّيَ بِالْمَدِيْنَةِ فَلَقِيْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ حَفْصَةَ فَقُلْتُ اِنْ شِئْتَ اَنْكَحْتُكَ حَفْصَةَ . فَقَالَ سَاَنْظُرُ فِي ذٰلِكَ . فَلَبِثْتُ لَيَالِيَ فَلَقِيْتُهُ فَقَالَ مَا اُرِيْدُ اَنْ اَتَزَوَّجَ يَوْمِي هٰذَا . قَالَ عُمَرُ فَلَقِيْتُ اَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيْقَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقُلْتُ اِنْ شِئْتَ اَنْكَحْتُكَ حَفْصَةَ فَلَمْ يَرْجِعْ اِلَيَّ شَيْئًا فَكُنْتُ عَلَيْهِ اَوْجَدَ مِنِّي عَلٰى عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَلَبِثْتُ لَيَالِيَ فَخَطَبَهَا اِلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَاَنْكَحْتُهَا اِيَّاهُ فَلَقِيَنِي اَبُوْ بَكْرٍ فَقَالَ لَعَلَّكَ وَجَدْتَ عَلَيَّ حِيْنَ عَرَضْتَ عَلَيَّ حَفْصَةَ فَلَمْ اَرْجِعْ اِلَيْكَ شَيْئًا . قُلْتُ نَعَمْ . قَالَ فَاِنَّهُ لَمْ يَمْنَعْنِي حِيْنَ عَرَضْتَ عَلَيَّ اَنْ اَرْجِعَ اِلَيْكَ شَيْئًا اِلَّا اَنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) يَذْكُرُهَا وَلَمْ اَكُنْ لِاُفْشِيَ سِرَّ رَسُوْلِ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) وَلَوْ تَرَكَهَا نَكَحْتُهَا .

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' (ان کی بیٹی) حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا' خنیس رضی اللہ عنہ یعنی ابن حذافہ رضی اللہ عنہ کے (انتقال کی) وجہ سے بیوہ ہوگئیں۔ یہ نبی اکرم ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم میں شامل تھے اور غزوۂ بدر میں شریک ہوئے تھے ان کا مدینہ منورہ میں انتقال ہوا (حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں) میری ملاقات حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے ہوئی' میں نے انہیں حفصہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ شادی کی پیشکش کی' میں نے کہا: اگر آپ چاہیں تو میں حفصہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ آپ کی شادی کروا دیتا ہوں۔ انہوں نے کہا: میں اس بات کا جائزہ لوں گا کچھ دن گزرنے کے بعد جب میں ان سے ملا تو انہوں نے کہا: میرا یہ خیال ہے کہ مجھے ابھی شادی نہیں کرنی چاہیے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں پھر میری ملاقات حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ہوئی میں نے کہا: اگر آپ چاہیں تو میں آپ کی شادی حفصہ رضی اللہ عنہا سے کروا دیتا ہوں تو انہوں نے مجھے کوئی جواب نہیں دیا مجھے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر جتنا غصہ آیا تھا اس سے زیادہ ان پر آیا' کچھ دن گزرنے کے بعد نبی اکرم ﷺ نے حفصہ رضی اللہ عنہا کے لئے مجھے شادی کا پیغام بھیجا تو میں نے حفصہ رضی اللہ عنہا کی شادی نبی اکرم ﷺ سے کردی۔ پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مجھ سے ملے تو انہوں نے فرمایا: شاید جب تم نے مجھے حفصہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ شادی کی پیشکش کی تھی اور میں نے جواب نہیں دیا تھا تو اس وجہ سے تمہیں مجھ پر غصہ آیا تھا' میں نے جواب دیا: جی ہاں انہوں نے فرمایا: میں

3248-اخرجه البخاري في المغازي، باب 12 . (الحديث 4005)، و في النكاح، باب عرض الانسان ابنته او اخته على اهل الخير (الحديث 5122) . و باب من قال: لا نكاح الا بولي (الحديث 5129) مختصراً، وباب تفسير ترك الخطبة (الحديث 5145) مختصراً . و اخرجه النسائي في النكاح، انكاح الرجل ابنته الكبيرة (الحديث 3259) . تحفة الاشراف (10523) .

نے اس وقت اس لئے جواب نہیں دیا تھا جب تم نے میرے سامنے پیشکش کی تھی کیونکہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو اس کا تذکرہ کرتے ہوئے سنا تھا اس لئے میں نبی اکرم ﷺ کے راز کو ظاہر نہیں کرنا چاہتا تھا اگر نبی اکرم ﷺ اس کے ساتھ شادی نہ کرتے تو میں کر لیتا۔

بَابُ عَرْضِ الْمَرْاَةِ نَفْسَهَا عَلٰى مَنْ تَرْضٰى .

یہ باب ہے کہ عورت کا اپنے پسندیدہ شخص کے سامنے اپنے ساتھ نکاح کی پیشکش کرنا

3249 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنِیْ مَرْحُوْمُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِیْزِ الْعَطَّارُ اَبُوْ عَبْدِ الصَّمَدِ قَالَ سَمِعْتُ ثَابِتًا الْبُنَانِیَّ یَقُوْلُ کُنْتُ عِنْدَ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ وَّعِنْدَهٗ ابْنَةٌ لَّهٗ فَقَالَ جَآئَتِ امْرَاَةٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ (صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ) فَعَرَضَتْ عَلَیْهِ نَفْسَهَا فَقَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَكَ فِیَّ حَاجَةٌ

◈ حضرت ثابت بنانی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس موجود تھا۔ اس وقت ان کی صاحبزادی بھی ان کے پاس موجود تھی۔ انہوں نے بتایا کہ ایک خاتون نبی اکرم ﷺ کے سامنے آئی اور اس نے اپنے آپ کو (نکاح کے لیے) نبی اکرم ﷺ کے سامنے پیش کیا اور نبی اکرم ﷺ سے عرض کی۔ کیا آپ مجھ سے شادی کرنا چاہیں گے۔

3250 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَرْحُوْمٌ قَالَ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ امْرَاَةً عَرَضَتْ نَفْسَهَا عَلَی النَّبِیِّ (صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ) فَضَحِکَتِ ابْنَةُ اَنَسٍ فَقَالَتْ مَا کَانَ اَقَلَّ حَیَائَهَا . فَقَالَ اَنَسٌ هِیَ خَیْرٌ مِّنْكِ عَرَضَتْ نَفْسَهَا عَلَی النَّبِیِّ (صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ) .

◈ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک خاتون نے نبی اکرم ﷺ کو اپنے ساتھ شادی کی پیشکش کی۔ (راوی بیان کرتے ہیں) حضرت انس رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ہنس پڑیں اور بولی: وہ عورت کتنی کم حیا والی تھی تو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہ تم سے زیادہ بہتر تھی کہ اس نے نبی اکرم ﷺ کے سامنے خود سے نکاح کی پیشکش کی تھی۔

بَابُ صَلٰوةِ الْمَرْاَةِ اِذَا خُطِبَتْ وَاسْتِخَارَتِهَا رَبَّهَا .

یہ باب ہے کہ جب کسی عورت کو نکاح کا پیغام دیا جائے تو اس کا نماز ادا کرنا اور اپنے پروردگار سے استخارہ کرنا

3251 - اَخْبَرَنَا سُوَیْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَیْمَانُ بْنُ الْمُغِیْرَةِ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ

3249-اخرجه البخاري في النكاح، باب عرض المراة نفسها على الرجل الصالح (الحديث 5120) مطولًا، و في الادب، باب ما لا يستحيا من الحق للتفقه في الدين (الحديث 6123) مطولًا . و اخرجه النسائي في النكاح، باب عرض المراة نفسها على من ترضى (الحديث 3250) مطولًا . و اخرجه ابن ماجه في النكاح، باب التي وهبت نفسها للنبي صلى الله عليه وسلم (الحديث 2001) . تحفة الاشراف (468) .

3250-تقدم في النكاح، باب عرض المراة نفسها على من ترضى (الحديث 3249) .

لَمَّا انْقَضَتْ عِدَّةُ زَيْنَبَ قَالَ رَسُولُ اللهِ (صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) لِزَيْدٍ "اذْكُرْهَا عَلَيَّ". قَالَ زَيْدٌ فَانْطَلَقْتُ فَقُلْتُ يَا زَيْنَبُ أَبْشِرِي أَرْسَلَنِي إِلَيْكِ رَسُولُ اللهِ (صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) يَذْكُرُكِ. فَقَالَتْ مَا أَنَا بِصَانِعَةٍ شَيْئًا حَتَّى أُسْتَأْمِرَ رَبِّي فَقَامَتْ إِلَى مَسْجِدِهَا وَنَزَلَ الْقُرْآنُ وَجَاءَ رَسُولُ اللهِ (صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَدَخَلَ بِغَيْرِ أَمْرٍ.

◇◇ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' جب حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی عدت ختم ہوگی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اس کے سامنے میرے نکاح کے پیغام کا ذکر کرو۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں آیا اور میں نے کہا: اے زینب! آپ کو خوشخبری ہو۔ اللہ کے رسول نے مجھے بھیجا ہے۔ انہوں نے (نکاح کے لیے) آپ کا ذکر کیا ہے تو سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں اس وقت تک کوئی کام نہیں کرتی جب تک میں اپنے پروردگار کا حکم معلوم نہ کرلوں۔ پھر وہ اپنی جائے نماز پر کھڑی ہوئیں۔ (راوی بیان کرتے ہیں) تو اس بارے میں قرآن نازل ہوا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے (راوی کہتے ہیں) یعنی ان کے گھر میں اجازت لیے بغیر اندر آ گئے۔

آسمان سے حکم نکاح کے آنے کا بیان

3252 - أَخْبَرَنِي أَحْمَدُ بْنُ يَحْيَى الصُّوفِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ طَهْمَانَ أَبُو بَكْرٍ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ كَانَتْ زَيْنَبُ بِنْتُ جَحْشٍ تَفْخَرُ عَلَى نِسَاءِ النَّبِيِّ (صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) تَقُولُ إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ أَنْكَحَنِي مِنَ السَّمَاءِ. وَفِيهَا نَزَلَتْ آيَةُ الْحِجَابِ.

◇◇ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دیگر تمام ازواج کے سامنے فخر کا اظہار کرتی تھیں اور یہ فرمایا کرتی تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے میرا نکاح کیا ہے۔

(راوی بیان کرتے ہیں) انہی کے بارے میں حجاب کے بارے میں آیت نازل ہوئی تھی۔

استخارہ کے معنی ومفہوم کا بیان

استخارہ کے معنی ہیں خیر طلب کرنا، اور شریعت کی زبان میں اس سے خاص دعا مراد ہے۔ جب کسی معاملے کے مفید یا مضر ہونے میں تردد ہو اور کوئی ایک فیصلہ انسان کے لئے مشکل ہو جائے تو اس مشکل اور تردد کو دور کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں یہ دعا مانگنا تا کہ اس معاملے میں تردد دور ہو جائے اور مفید پہلو متعین ہو جائے، یہ دعا استخارہ کہلاتی ہے اور نماز استخارہ وہ نفل نماز ہے جو اس دعاء سے پہلے پڑھی جاتی ہے۔

استخارہ درحقیقت مشورے کی ایک ترقی یافتہ اور اعلیٰ ترین شکل ہے۔ دونوں میں فرق یہ ہے کہ مشورہ اپنے ہم جنس افراد سے کیا جاتا ہے تا کہ ان کے علم وتجربے سے فائدہ اٹھا کر مفید سے مفید تر قدم اٹھایا جائے، جبکہ استخارہ میں اللہ تعالیٰ سے عرض کیا جاتا ہے

3251-اخرجه مسلم في النكاح، باب زواج زينب بنت جحش و نزول الحجاب و اثبات وليمة العرس (الحديث 89) مطولاً . تحفة الاشراف (410).

3252-اخرجه البخاري في التوحيد، باب (وكان عرشه على الماء) (و هو رب العرش العظيم) (الحديث 7421) . و اخرجه النسائي في عشرة النساء من الكبرى، الافتخار (الحديث 32) . تحفة الاشراف (1124) .

کہ اے اللہ! ہمارے اس معاملے کے مفید اور مضر تمام پہلوؤں سے آپ بخوبی واقف ہیں، آپ کے علم میں جو پہلو ہمارے لئے مفید اور بہتر ہو اسے ہمارے سامنے روشن کر کے، ہمارے دلوں کو اس کی طرف مائل و مطمئن کر دیجئے۔

اسلامی تعلیمات جو تمام کی تمام انسان کی دنیا و آخرت اور معاش و معاد کی درستی و صلاح کی کفیل ہیں، استخارہ بھی انہیں میں سے ایک زریں اصول ہے، جو تردد اور مشکلات میں انسان کی درست رہنمائی اور سہولت کے لئے اللہ تعالیٰ نے عطاء فرمایا ہے۔ در اصل انسان کتنا ہی عقلمند، زیرک، و دانا اور تجربہ کار و ہوش یار ہو، بہر حال اس کا علم حد درجہ ناقص، معلومات انتہائی محدود، تجربات کا دائرہ تنگ اور وہ بھی غیر یقینی، فہم میں نہایت کمزوری اور بے انتہاء تفاوت اور سب سے بڑھ کر اس کی بشری درماندگیاں اور عیوب و نقائص ایسا داغ ہیں جو ہر وقت اس کے ساتھ ہیں، اس لئے انسان کا اپنی آراء و افعال میں غلطی کر جانا اور مفید کو مضر یا مضر کو مفید سمجھ لینا ایک ایسی مشاہداتی، تجرباتی اور واقعاتی حقیقت ہے جس کا انکار ناممکن ہے۔ اس کے برخلاف اللہ تعالیٰ کا وسیع و محیط علم اور بے مثال قدرت و بصیرت ایسی کامل و مکمل اور ہر شئی کو شامل و محیط ہیں کہ کائنات کا ذرہ ذرہ، ماضی و مستقبل سب اس کے احاطہ علم میں ہیں اور زیر قدرت ہیں اور وہ ہر چیز کے ہر پہلو سے بخوبی و بکمال واقفیت رکھتا ہے۔ اب ایسی علیم و خبیر اور قادر و بصیر ذات عالی سے اگر کسی معاملے میں رہنمائی لی جائے اور خیر طلب کی جائے تو کیا اس سے بڑھ کر کسی اور کی رہنمائی ہو سکتی ہے؟ ہرگز نہیں۔

استخارہ انسان کی عملی زندگی کی ایک اہم ضرورت اور لازمی جزو ہے، کیوں کہ انسانی زندگی صبح و شام ایسے نو بنو حادثات اور تغیر پذیر حالات سے دوچار ہوتی ہے جہاں وہ لاچار ہو جاتا ہے کہ کسی نہایت باخبر ذات سے رہنمائی لے۔ مولانا عبدالماجد دریابادی نے ان حادثات و تغیرات کا بڑا صاف نقشہ پیش کیا ہے۔ لکھتے ہیں: ہر فرد بشر کو اپنی اپنی حیثیت و مرتبہ کے لحاظ سے دنیا کی کیسی کیسی کشمکش سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ اختیار و اضطرار دونوں کی کیسی کیسی آزمائشوں سے گزرنا ہوتا ہے۔ رنج و راحت، غم و مسرت، ضعف و قوت، محبت و عداوت، تنگ دستی و فراغت، افسردگی و نشاط، بخل و جود، حلم و غضب، شقاوت و سعادت کی کیسی کیسی وادیوں میں سے ہو کر گزرنا ہوتا ہے۔ اپنے ضمیر سے کبھی دباؤ، کبھی مروت کے ماتحت کیسے کیسے سمجھوتے کرنے پڑتے ہیں۔ شاعر ہو کہ ادیب، مورخ ہو کہ مفسر، صوفی ہو کہ فقیہ، زندگی کے اس اتار چڑھاؤ سے کسی کو بھی مفر نہیں۔ ان ہوش ربا، دلخراش اور مدحوش کن حالات سے سابقہ پڑنے پر جو شخص، اللہ علیم و خبیر سے رہنمائی کا سوال کر لے اور سوال کا ڈھنگ بھی وہ ہو جو اس کے عظیم و جلیل پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا سکھلایا ہوا ہو تو بتلایا جائے کیا ایسا شخص کبھی ندامت و پشیمانی اٹھائے گا؟ یقین نہ آئے تو صادق و امین آمنہ کے در یتیم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان سنیے!

ترجمہ: جس نے استخارہ کیا وہ ناکامی سے دور رہا، جس نے مشورہ کیا وہ ندامت سے محفوظ رہا اور جس نے (معاشرت و معیشت میں) متوسط راہ اپنائی وہ محتاجی اور فقر سے بچ گیا۔ (کنز)

سر دست اس موضوع پر چند مزید احادیث کا ترجمہ ملاحظہ فرمالیں تاکہ بظاہر معمولی نظر آنے والے عمل کی اصل حقیقت و اہمیت اور قدر و منزلت سے آگاہی ہو جائے۔

(۱) اللہ تعالیٰ سے استخارہ کرنا اور اس کے حکم پر راضی رہنا انسان کی نیک بختی اور بڑی سعادت ہے جبکہ استخارہ نہ کرنا اور اللہ

کے حکم پر ناراض ہونا بدبختی اور بڑی شقاوت ہے (ترمذی)

(۲) جب کسی کام کا ارادہ کرو تو سات مرتبہ اپنے رب سے اس کے بارے میں استخارہ کرو پھر دیکھو کہ سب سے پہلے دل میں کیا خیال آتا ہے جو خیال پہلے آئے اسی میں خیر ہے (عمل الیوم واللیلۃ)

(۳) حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں استخارہ کی دعا اس طرح تعلیم فرماتے تھے جس طرح قرآن کی سورتیں تعلیم فرماتے تھے اور تمام معاملات میں استخارہ کرنے کی تاکید فرماتے تھے (احیاء العلوم)

بعض حکماء کا مقولہ ہے کہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ چار چیزوں کی توفیق عطاء فرما دیں وہ چار چیزوں سے محروم نہ رہے گا 1) جس کو شکر کی توفیق عطا ہو وہ نعمتوں کی بڑھوتری سے محروم نہ ہوگا 2) جس کو توبہ کی توفیق مل گئی وہ قبولیت سے محروم نہ ہوگا 3) جس کو استخارہ کی طرف متوجہ کر دیا جائے وہ درست رائے اور مفید نتیجہ سے محروم نہ کیا جائے گا 4) جس کو مشورہ کرنے کی عادت ہو وہ درست مشورہ سمجھنے میں دھوکہ نہ کھائے گا۔

یہاں ایک اہم سوال یہ ہے کہ استخارہ کن کاموں میں کیا جاتا ہے؟ آیا اس بارے میں کوئی تخصیص ہے یا ہر کام میں استخارہ کیا جاسکتا ہے اس کا مختصر اور آسان سا جواب یہ ہے کہ استخارہ صرف ان کاموں میں کیا جاتا ہے جن میں مفید یا مضر دونوں پہلوؤں کا احتمال ہو، کیوں کہ ایسے موقع پر انسان متردد اور شش و پنج میں پڑ جاتا ہے، اور اس تردد کو ختم کرنے اور مفید پہلو جاننے کیلیے ہی استخارہ کا طریقہ بتایا گیا ہے۔ مثلاً معاشی ضروریات کے لئے تجارت و ملازمت یا زراعت و مزدوری وغیرہ امور میں تردد ہو کہ آیا تجارت کی جائے یا ملازمت؟ اسی طرح یہ تردد کہ تجارت اپنے شہر میں کی جائے یا کسی دوسرے شہر کا سفر کیا جائے؟ وغیرہ۔ الغرض تمام وہ معاملات خواہ ان کا تعلق معاشرے سے ہو، معاملات سے ہو یا معیشت سے ہو جن کو اسلام نے جائز کہا ہو جب ان کے مختلف پہلوؤں میں تردد پیدا ہو جائے تو اس تردد کو دور کرنے کے لئے استخارہ مسنون اور مبارک و پسندیدہ عمل ہے۔

بہت سی چیزیں ایسی ہیں جنہیں شریعت نے فرض و واجب یا حرام قرار دیا ہے مثلاً نماز، روزہ، زکوۃ، جہاد اور حج عبادات میں، صداقت، امانت، دیانت، اخلاص وغیرہ اخلاق میں فرض اور مطلوب و پسندیدہ ہیں۔ ان کے کرنے یا نہ کرنے میں استخارہ نہیں ہوتا کیوں کہ ان کا کرنا ہی مطلوب ہے اور اسی کا حکم ہے۔ اسی طرح جو چیزیں حرام اور گناہ ہیں مثلاً ناحق قتل کرنا، زناکاری، شراب نوشی، ڈکیتی وغیرہ جرائم میں، اور سود خوری، ناجائز ملاوٹ، ناپ تول میں کمی بیشی، ناجائز ذخیرہ اندوزی خرید و فروخت میں حرام اور گناہ ہیں تو ان میں استخارہ نہیں ہوتا۔ یاد رہے کہ اوپر جو چیزیں ذکر کی گئیں جن میں استخارہ نہیں ہوسکتا، اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کے کرنے یا نہ کرنے میں شریعت نے جو پہلو متعین کر دیا اس پر عمل ضروری ہے اور خاص اسی پہلو میں استخارہ نہیں ہوسکتا، کسی اور حیثیت سے استخارہ ممکن ہوسکتا ہے مثلاً جس پر حج فرض ہو اس کے لئے اس کی ادئیگی لازمی ہے اب یہ استخارہ نہیں ہوسکتا کہ حج کروں یا نہ کروں کیوں کہ کرنا ضروری ہو چکا ہے البتہ اس میں استخارہ ہوسکتا ہے کہ رفیق سفر کس کو بنایا جائے اور راستہ کون سا اختیار کیا جائے؟ وغیرہ۔

بَابُ كَيْفَ الْاِسْتِخَارَةُ .

یہ باب ہے کہ استخارہ کیسے کیا جائے؟

3253- اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِى الْمَوَالِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) يُعَلِّمُنَا الْاِسْتِخَارَةَ فِى الْاُمُوْرِ كُلِّهَا كَمَا يُعَلِّمُنَا السُّوْرَةَ مِنَ الْقُرْاٰنِ يَقُوْلُ "اِذَا هَمَّ اَحَدُكُمْ بِالْاَمْرِ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ مِنْ غَيْرِ الْفَرِيْضَةِ ثُمَّ يَقُوْلُ اللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَسْتَخِيْرُكَ بِعِلْمِكَ وَاَسْتَعِيْنُكَ بِقُدْرَتِكَ وَاَسْاَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيْمِ فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ اللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ خَيْرٌ لِّىْ فِىْ دِيْنِىْ وَمَعَاشِىْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِىْ - اَوْ قَالَ فِىْ عَاجِلِ اَمْرِىْ وَاٰجِلِهٖ - فَاقْدُرْهُ لِىْ وَيَسِّرْهُ لِىْ ثُمَّ بَارِكْ لِىْ فِيْهِ وَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّىْ فِىْ دِيْنِىْ وَمَعَاشِىْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِىْ - اَوْ قَالَ فِىْ عَاجِلِ اَمْرِىْ وَاٰجِلِهٖ - فَاصْرِفْهُ عَنِّىْ وَاصْرِفْنِىْ عَنْهُ وَاقْدُرْ لِىَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ اَرْضِنِىْ بِهٖ - قَالَ - وَيُسَمِّىْ حَاجَتَهٗ" .

✧✧ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں تمام معاملات میں استخارہ کرنے کی اس طرح کی تعلیم دیا کرتے تھے جیسے ہمیں قرآن کی کوئی سورت سکھایا کرتے تھے۔ آپ یہ فرماتے تھے: جب کسی شخص کو کوئی معاملہ درپیش ہو تو وہ فرض کے علاوہ دو رکعت ادا کرے۔ پھر یہ پڑھے۔

"اے اللہ! میں تیرے علم کے مطابق تجھ سے خیر طلب کرتا ہوں اور تیری قدرت کے مطابق تجھ سے مدد طلب کرتا ہوں اور تجھ سے تیرے عظیم فضل کا سوال کرتا ہوں۔ بے شک تو قدرت رکھتا ہے اور میں قدرت نہیں رکھتا تو جانتا ہے اور میں نہیں جانتا تو غیوب کا بہت زیادہ علم رکھنے والا ہے۔ اے اللہ! اگر تو یہ جانتا ہے کہ یہ معاملہ میرے لئے' میرے دین کے لیے' میری زندگی اور میرے انجام کے اعتبار سے (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) جلد یا بدیر انجام کے اعتبار سے بہتر ہے تو اسے میرے مقدر میں کر دے اور اسے میرے لیے آسان کر دے۔ پھر میرے لیے اس میں برکت کر دے۔ اگر تو یہ جانتا ہے کہ یہ معاملہ میرے لیے' میرے دین کے لیے میری زندگی اور میری آخرت کے اعتبار سے برا ہے (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) جلد یا بدیر انجام کے اعتبار سے برا ہے تو اسے مجھ سے پھیر دے اور مجھے اس سے پھیر دے اور میرے لیے بھلائی مقدر کر دے خواہ وہ جہاں کہیں بھی ہو اور پھر مجھے اس سے راضی کر دے۔

راوی بیان کرتے ہیں: پھر وہ شخص اپنی حاجت کا تذکرہ کرے۔

3253-اخرجه البخاري في التهجد، باب ما جاء في التطوع مثنى مثنى (الحديث 1162)، و في الدعوات، باب الدعاء عند الاستخارة (الحديث 6382)، و في التوحيد، باب قول الله تعالى: (الحديث 7390) . و اخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب في الاستخارة (الحديث 1538) و اخرجه الترمذي في الصلاة، باب ما جاء في صلاة الاستخارة (الحديث 480) . و اخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب ما جاء في صلاة الاستخارة (الحديث 1383) . تحفة الاشراف (3055) .

حدیث استخارہ کی شرح کا بیان

علامہ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے کہتے ہیں: الاستخارۃ: اسم ہے، اور استخار اللہ کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے اس نے بہتر چیز اور خیر طلب کی، اس سے مراد یہ ہے کہ ضرورت کے وقت دو کاموں میں سے بہتر اور اچھا کام طلب کرنا۔

قولہ: "ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سب معاملات میں استخارہ کرنا سکھاتے تھے۔

ابن ابی جمرہ کہتے ہیں: عام کہہ کر خاص مراد لیا گیا ہے، کیونکہ کسی واجب اور مستحب کام کرنے کے لیے استخارہ نہیں کیا جائیگا اور نہ ہی کسی حرام اور مکروہ کام کو ترک کرنے کے لیے استخارہ ہوگا، بلکہ جب کوئی مباح اور مستحب کام میں سے دو معاملے ایک دوسرے کے معارض ہوں کہ اسے کونسے عمل سے ابتدا کرنی چاہیے اور کس کام پر اقتصار کرنے کے لیے استخارہ ہوگا۔

میں کہتا ہوں: یہ عموم ہر حقیر اور عظیم کام کو شامل ہے، ہوسکتا ہے کسی حقیر اور چھوٹے سے کام کرنے کے نتیجہ میں امر عظیم حاصل ہو جائے۔

قولہ: "اذا ھم" جب اسے کوئی کام درپیش ہو۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہما کی روایت میں یہ الفاظ ہیں: "جب تم میں کوئی کام کرنا چاہے تو وہ یہ کہے۔

قولہ: "تو وہ فرض کے علاوہ دو رکعت ادا کرے۔

اس میں نماز فجر سے احتراز کیا گیا ہے، امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ "الاذکار" میں کہتے ہیں: مثلا اگر کسی نے نماز ظہر کے فرضوں یا دوسری سنت مؤکدہ کے بعد دعاء استخارہ کہی۔۔۔ اور ظاہر یہ ہوتا ہے ایسا کہا جائے:

اگر اس نے بعینہ اس نماز اور نماز استخارہ کی نیت کی تو یہ کافی ہوگی، لیکن اگر نیت نہ کی تو پھر نہیں۔

اور ابن ابی جمرہ کہتے ہیں: نماز کو دعاء سے مقدم کرنے میں حکمت یہ ہے کہ: استخارہ سے مراد دنیا اور آخرت کی خیر و بھلائی جمع کرنا ہے، اس لیے مالک الملک کا دروازہ کھٹکھٹانے کی ضرورت ہے، اور اس کے لیے نماز سے بہتر اور افضل اور نفع مند چیز کوئی نہیں، اس میں اللہ تعالیٰ کی تعظیم اور اس کی حمد و تعریف اور ثناء، اور مالی اور حال کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ کی طرف محتاجگی ہے۔

قولہ: "ثم لیقل" پھر یہ کہے" ظاہر یہ ہے کہ یہ دعاء دو رکعت نماز سے فارغ ہونے کے بعد پڑھی جائیگی، اور یہ بھی احتمال ہے کہ اس میں نماز کے اذکار اور دعاء کی ترتیب ہو تو اس طرح فراغت کے بعد اور سلام پھیرنے سے قبل دعاء پڑھے۔

قولہ: "اللّٰھم انی استخیرك" یہاں باء تعلیل کے لیے ہے، یعنی اس لیے کہ اے اللہ تو زیادہ علم والا ہے۔

اور اسی طرح "بقدرتک" میں بھی باء تعلیل کے لیے ہے، اور یہ بھی احتمال ہے کہ باء استعانۃ کی ہو۔

قولہ: "استقدرک" اس کا معنی یہ ہے: میں تجھ سے طلب کرتا ہوں کہ مطلوبہ عمل اور کام پر مجھے قدرت عطا کر، اور یہ بھی احتمال ہے کہ اس کا معنی یہ ہو: میں تجھ سے اس کام میں آسانی اور سہولت کا طلبگار ہوں، یعنی میری قدرت میں کر دے۔

قولہ: "و اسئلك من فضلك" یہ اس کی طرف اشارہ ہے کہ رب کی جانب سے عطاء اس کی جانب سے فضل ہے، اور کسی ایک کو بھی اس کی نعمتوں میں اس پر حق حاصل نہیں، جیسا کہ اہل سنت کا عقیدہ ہے۔

قولہ:"فانك تقدر و لا اقدر، و تعلم و لا اعلم" تو قدرت اور طاقت رکھتا ہے اور میں طاقت نہیں رکھتا، تو علم والا ہے اور مجھے علم نہیں۔

یہ اس طرف اشارہ ہے کہ یقیناً علم اور قدرت صرف اللہ وحدہ کے لیے ہی ہے، اور اس میں سے بندے کے لیے وہی ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس کے مقدر میں رکھا ہے۔

قولہ:"اللّٰھم ان کنت تعلم ان ھذا الامر" اے اللہ اگر تجھے علم ہے کہ یہ کام۔

اور ایک دوسری روایت میں ہے:"پھر اس کام کا بعینہ نام لے" اس کا ظاہر سیاق یہی ہے کہ اسے زبان سے ادا کرے، اور یہ بھی احتمال ہے کہ وہ دعاء کرتے وقت اس کام کو اپنے ذہن میں رکھے۔

قولہ:"فاقدرہ لی" یعنی اسے میرے لیے پورا کردے، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کا معنی ہے: میرے لیے اس کام کو آسان کردے۔

قولہ:"فاصرفہ عنی و اصرفنی عنہ" اسے مجھ سے اور مجھے اس سے دور کردے۔ یعنی اس کام کو چاہنے کے باوجود اس کام کو نہ کرسکنے کی حالت میں اس کے دل میں کچھ باقی نہ رہے۔

قولہ:"و رضنی" یعنی مجھے اس پر راضی کردے، تاکہ میں اسے طلب کرنے اور نہ ہی اسے کرنے پر نادم نہ رہوں، کیونکہ مجھے اس کے انجام کی خبر نہیں، اگرچہ میں اس کام کو کرنے کی خواہش کے وقت اس پر راضی تھا۔

اس میں راز یہ ہے کہ اس کا دل اس کام کے ساتھ معلق نہ رہے اور وہ کبیدہ خاطر نہ ہو، بلکہ اس کا دل مطمئن ہو جائے، اور فیصلہ اور قضاء پر راضی اور سکون نفس حاصل ہو سکے۔

استخارہ کی تعلیم دینے کا بیان

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سرتاج دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے تمام کاموں کے لئے دعائے استخارہ اس طرح سکھاتے تھے۔ جیسے قرآن کریم کی کوئی سورت سکھاتے تھے (یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس دعا کی تعلیم کا بہت اہتمام رکھتے تھے) چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ "جب تم میں سے کوئی آدمی کسی کام کا ارادہ کرے تو اس کو چاہیے کہ فرض نماز کے علاوہ دو رکعت (نفل) پڑھے پھر یہ دعائے پڑھے۔" اے اللہ! میں تیرے علم کے وسیلے سے تجھ سے بھلائی مانگتا ہوں اور تیری قدرت کے واسطے سے (نیک عمل کرنے کی) تجھ سے قدرت مانگتا ہوں اور میں تجھ سے تیرا فضل مانگتا ہوں کیونکہ تو ہی (ہر چیز پر) قادر ہے میں (تیری مرضی کے بغیر کسی چیز پر) قادر نہیں ہوں، تو (سب چیزوں کو) جانتا ہے میں کچھ نہیں جانتا اور تو پوشیدہ باتوں کو جاننے والا ہے، اے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام (یعنی مقصد) میرے لئے میرے دین میں، میری دنیا میں، میری زندگی اور میری آخرت میں، یا فرمایا اس جہان (یعنی دنیا) میں اس جہان (آخرت) میں بہتر ہے تو اسے میرے لئے مہیا فرمادے اور اسے میرے لئے آسان فرمادے، پھر اس میں میرے واسطے برکت دے اور اگر تو اس امر (یعنی میرے مقصد اور میری مراد) کو میرے دین، میری زندگی اور میری آخرت میں، یا فرمایا اور اس جہان اور اس جہان میں برا جانتا ہے تو مجھے اس سے اور اسے مجھ سے پھیر دے اور

میرے لئے جہاں بھلائی ہو وہ مہیا فرما پھر اس کے ساتھ مجھے راضی کر۔" راوی کہتے ہیں کہ لفظ ہذا الامر کی جگہ) اپنی حاجت کا نام لینا چاہیے۔(صحیح البخاری، مشکوۃ المصابیح، جلد اول، رقم الحدیث، 1296)

اگر ایسے کام کا ارادہ کیا جائے جو مباح ہو اور اس کی کامیابی و بھلائی میں شک وتردد ہو مثلاً سفر کا ارادہ ہو، تجارت شروع کرنے کا خیال ہو، نکاح کرنا چاہتا ہو یا اسی قسم کے دوسرے مباح کام تو ایسے موقع پر مناسب اور بہتر یہ ہے کہ استخارے کو اپنا راہبر و مشیر بنایا جائے۔ کھانے پینے یا اسی قسم کے دوسرے مقرر و متعین کاموں کے لئے استخارہ نہیں کرنا چاہیے اگر کوئی کام خیر محض ہو تو اس میں استخارہ نہ کیا جائے استخارے کی برکت یہ ہے کہ کام شروع کرنے والے کے حق میں جو بات بھی بہتر ہوتی ہے وہ اس کے دل میں جگہ لے لیتی ہے اور دل اپنے حق میں بہتر بات ہی کا فیصلہ کرتا ہے۔ استخارے کا طریقہ یہ ہے کہ باوضو ہو کر کسی بھی وقت علاوہ اوقات مکروہ کے استخارے کی نیت سے دو رکعت نماز پڑھے اور اس کے بعد مذکورہ دعا پڑھی جائے۔ اگر سنت کی تحیۃ المسجد کی یا تحیۃ الوضو کی پڑھی جانے والی نمازوں میں سے ہی دو رکعت پڑھنے کے بعد دعاء استخارہ پڑھ لی جائے تو بھی جائز ہے لیکن اولیٰ یہی ہے کہ علیحدہ سے دو رکعت نماز بطور خاص استخارہ کی نیت ہی سے پڑھنی چاہیے۔

اس نماز میں جو بھی سورت پڑھنی چاہیے پڑھ سکتا ہے کسی خاص سورت کا تعین نہیں ہے تاہم بعض روایتوں میں ہے کہ قل یا ایھا الکافرون اور قل ہو اللہ پڑھنا بہتر ہے۔ دعا کے الفاظ "او عاجل امری" میں صرف اور صرف راوی کے شک کو ظاہر کر رہے ہیں، یعنی راوی کو شک واقع ہو گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فی دینی ومعاشی وعاقبۃ امری فرمایا ہے یا ان تینوں الفاظ کی جگہ عاجل امری واجلہ فرمایا۔ بہر حال افضل یہ ہے کہ اس دعا میں یہ دونوں جملے پڑھے جائیں۔

حدیث کی آخری الفاظ ویسمی حاجتہ کا مطلب یہ ہے کہ دعا میں لفظ ھذا الامر بطریق عموم واقع ہے استخارہ کرنے والا اپنی دعا میں اس جگہ اپنا مقصد اور اپنی مراد ظاہر کرے مثلاً "ھذا الامر" کی بجائے یوں کہے: "ھذا السفر یا ھذا الاقامۃ" یا اسی طرح جو بھی مقصد ہو ذکر کرے نیز یہ بھی جائز ہے کہ پہلے ھذا الامر کہہ لے اس کے بعد اپنا مقصد اور اپنی مراد کا ذکر کرے۔ ایک اور روایت میں یہ مختصر استخارہ بھی منقول ہے کہ "اگر کسی آدمی کو جلدی ہو اور کوئی وقتی و ہنگامی کام ہو تو اسے چاہیے کہ وہ صرف یہ پڑھ لے۔ اَللّٰھُمَّ خِرْلِیْ وَاخْتَرْلِیْ وَلَا تَکِلْنِیْ اِلٰی اِخْتِیَارِیْ ۔ "اے اللہ! (میرے حق میں تیرے نزدیک جو بہتر اور مناسب ہو اسے) میرے لئے پسند اور میرے لئے اختیار فرما اور مجھے میرے اختیار کا پابند نہ بنا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ ایک روایت میں فرماتے ہیں کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ "انس! جب تم کسی کام کا ارادہ کرو تو اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے سات مرتبہ استخارہ کرو، پھر اس کے بعد (اس کا نتیجہ) دیکھو، تمہارے دل میں جو کچھ ڈالا جائے (یعنی استخارے کے نتیجے میں بارگاہ حق کی جانب سے، جو چیز القاء کی جائے اسی کو اختیار کرو کہ تمہارے لئے وہی بہتر ہے۔

مسائل کے حل کے لئے استخارہ کرنے کا بیان

ایک روایت میں ہے حضرت فاروق فرماتے ہیں میرے اور حضرت صدیق کے درمیان کلالہ کے بارے میں اختلاف ہوا اور بات وہی تھی جو میں کہتا تھا۔ حضرت عمر نے سگے بھائیوں اور ماں زاد بھائیوں کو جبکہ وہ جمع ہوں، ثالث میں شریک کیا تھا اور حضرت

ابوبکر اس کے خلاف تھے۔ ابن جریر میں ہے کہ خلیفۃ المومنین جناب فاروق نے ایک رقعہ پر دادا کے ورثے اور کلالہ کے بارے میں کچھ لکھا پھر استخارہ کیا اور ٹھہرے رہے اور اللہ سے دعا کی کہ پروردگار اگر تیرے علم میں اس میں بہتری ہے تو تو اسے جاری کر دے پھر جب آپ کو زخم لگایا گیا تو آپ نے اس رقعہ کو منگوا کر مٹا دیا اور کسی کو علم نہ ہوا کہ اس میں کیا تحریر تھا پھر خود فرمایا کہ میں نے اس میں دادا کا اور کلالہ کا لکھا تھا اور میں نے استخارہ کیا تھا پھر میرا خیال یہی ہوا کہ تمہیں اسی پر چھوڑ دوں جس پر تم ہو۔

(تفسیر ابن کثیر، النساء، ۱۷۶، بیروت)

مشرکین کو حدود حرم سے نکال دینے کا بیان

اللہ تعالیٰ احکم الحاکمین اپنے پاک دین والے پاکیزگی اور طہارت والے مسلمان بندوں کو حکم فرماتا ہے کہ وہ دین کی رو سے نجس مشرکوں کو بیت اللہ شریف کے پاس نہ آنے دیں یہ آیت سنہ 9 ہجری میں نازل ہوئی اسی سال نبی کریم رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھیجا اور حکم دیا کہ مجمع حج میں اعلان کر دو کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج کو نہ آئے اور کوئی ننگا شخص بیت اللہ شریف کا طواف نہ کرے اس شرعی حکم کو اللہ تعالیٰ قادر وقیوم نے یوں ہی پورا کیا کہ نہ وہاں مشرکوں کو داخلہ نصیب ہوا نہ کسی نے اس کے بعد عریانی کی حالت میں اللہ کے گھر کا طواف کیا۔ حضرت جابر بن عبداللہ غلام اور ذمی شخص کو مستثنیٰ بناتے ہیں۔

مسند کی حدیث میں فرمان رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ ہماری اس مسجد میں اس کے بعد سوائے معاہدہ والے اور تمہارے غلاموں کے اور کوئی کافر نہ آئے۔ لیکن اس مرفوع سے زیادہ صحیح سند والی موقوف روایت ہے۔ خلیفۃ المسلمین حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمان جاری کر دیا تھا کہ یہود ونصرانی کو مسلمانوں کی مسجدوں میں نہ آنے دو ان کا یہ امتناعی حکم اسی آیت کے تحت تھا۔

حضرت عطاء فرماتے ہیں کہ حرم سارا اس حکم میں مثل مسجد حرام کے ہے۔ یہ آیت مشرکوں کی نجاست پر بھی دلیل واثق ہے۔ صحیح حدیث میں ہے مومن نجس نہیں ہوتا۔ باقی رہی یہ بات کہ مشرکوں کا بدن اور ذات بھی نجس ہے یا نہیں؟ پس جمہور کا قول تو یہ ہے کہ نجس نہیں۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب کا ذبیحہ حلال کیا ہے۔

بعض ظاہر یہ کہتے ہیں کہ مشرکوں کے بدن بھی ناپاک ہی۔ حسن فرماتے ہیں جو ان سے مصافحہ کرے وہ ہاتھ دھوڈالے۔ اس حکم پر بعض لوگوں نے کہا کہ پھر تو ہماری تجارت کا مندا ہو جائے گا۔ ہمارے بازار بیرونق ہو جائیں گے اور بہت سے فائدے جاتے رہیں گے اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ غنی وحمید فرماتا ہے کہ تم اس بات سے نہ ڈرو اللہ تمہیں اور بہت سی صورتوں سے دلا دے گا تمہیں اہل کتاب سے جزیہ دلائے گا اور تمہیں غنی کر دے گا تمہاری مصلحتوں کو تم سے زیادہ رب جانتا ہے اس کا حکم اس کی ممانعت کسی نہ کسی حکمت سے ہی ہوتی ہے۔ یہ تجارت اتنے فائدے کی نہیں جتنا فائدہ وہ تمہیں جزیئے سے دیتا۔ ان اہل کتاب سے جو اللہ، اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم، اور قیامت کے منکر ہیں جو کسی نبی کے صحیح معنی میں پورے متبع نہیں بلکہ اپنی خواہشوں کے اور اپنے بڑوں کی تقلید کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔

اگر انہیں اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی شریعت پر پورا ایمان ہوتا تو وہ ہمارے اس نبی پر بھی ضرور ایمان لاتے ان کی بشارت تو ہر نبی دیتا رہا ان کی اتباع کا حکم ہر نبی نے دیا لیکن باوجود اس کے وہ اس اشرف الرسل کے انکاری ہیں پس اگلے نبیوں کے شرع سے بھی دراصل انہیں کوئی دور کا سروکار بھی نہیں اسی وجہ سے ان نبیوں کا زبانی اقرار ان کے لئے بیسود ہے کیونکہ یہ سید الانبیاء افضل الرسل خاتم النبیین اکمل المرسلین سے کفر کرتے ہیں اس لئے ان سے بھی جہاد کرو۔ ان سے جہاد کے حکم کی یہ پہلی آیت ہے اس وقت تک آس پاس کے مشرکین سے جنگ ہو چکی تھی ان میں سے اکثر توحید کے جھنڈے تلے آ چکے تھے جزیرۃ العرب میں اسلام نے جگہ کر لی تھی اب یہود و نصاریٰ کی خبر لینے اور انہیں راہ حق دکھانے کا حکم ہوا۔

سنہ 9 ہجری میں یہ حکم اترا اور آپ نے رومیوں سے جہاد کی تیاری کی لوگوں کو اپنے ارادے سے مطلع کیا مدینہ کے اردگرد کے عربوں کو آمادہ کیا اور تقریباً تیس ہزار کا لشکر لے کر روم کا رخ کیا۔ بجز منافقین کے یہاں کوئی نہ رکا سوائے بعض کے۔ موسم سخت گرم تھا پھلوں کا وقت تھا روم سے جہاد کے لئے شام کے ملک کا دور دراز کا کٹھن سفر تھا۔ تبوک تک تشریف لے گئے وہاں تقریباً بیس روز قیام فرمایا پھر اللہ سے استخارہ کر کے حالت کی تنگی اور لوگوں کی ضعیفی کی وجہ سے واپس لوٹے۔

ابن ابی حاتم میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی سے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دے دی تھی کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا آپ کے نکاح میں آئیں گی۔ یہی بات تھی جسے آپ نے ظاہر نہ فرمایا اور حضرت زید کو سمجھایا کہ وہ اپنی بیوی کو الگ نہ کریں۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اگر اللہ کی وحی کتاب اللہ میں سے ایک آیت بھی چھپانے والے ہوتے تو اس آیت کو چھپا لیتے۔ وطر کے معنی حاجت کے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ جب زید ان سے سیر ہو گئے اور باوجود سمجھانے بجھانے کے بھی میل ملاپ قائم نہ رہ سکا بلکہ طلاق ہو گئی تو اللہ تعالیٰ نے حضرت زینب کو اپنے نبی کے نکاح میں دے دیا۔ اس لئے ولی کے ایجاب وقبول سے مہر اور گواہوں کی ضرورت نہ رہی۔

مسند احمد میں ہے حضرت زینب کی عدت پوری ہو چکی تو رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید بن حارثہ سے کہا کہ تم جاؤ اور انہیں مجھ سے نکاح کرنے کا پیغام پہنچاؤ۔ حضرت زید گئے اس وقت آپ آٹا گوندھ رہی تھیں۔ حضرت زید پر ان کی عظمت اس قدر چھائی کہ سامنے پڑ کر بات نہ کر سکے منہ پھیر کر بیٹھ گئے اور ذکر کیا۔ حضرت زینب نے فرمایا ٹھہرو! میں اللہ تعالیٰ سے استخارہ کر لوں۔ یہ تو کھڑی ہو کر نماز پڑھنے لگیں ادھر رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی اتری جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں نے ان کا نکاح تجھ سے کر دیا۔ چنانچہ اسی وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم بے اطلاع چلے آئے پھر ولیمے کی دعوت میں آپ نے ہم سب کو گوشت روٹی کھلائی۔ لوگ کھا پی کر چلے گئے مگر چند آدمی وہیں بیٹھے باتیں کرتے رہے۔

آپ باہر نکل کر اپنی بیویوں کے حجرے کے پاس گئے۔ آپ انہیں السلام علیک کرتے تھے اور وہ آپ سے دریافت کرتی تھیں کہ فرمایئے بیوی صاحبہ سے خوش تو ہیں؟ مجھے یہ یاد نہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی یا آپ خبر دیئے گئے کہ لوگ وہاں سے چلے گئے۔ اس کے بعد آپ اس گھر کی طرف تشریف لے گئے میں بھی آپ کے ہمراہ تھا میں نے آپ کے ساتھ ہی جانے کا ارادہ کیا لیکن آپ نے پردہ گرا دیا اور میرے اور آپ کے درمیان حجاب ہو گیا اور پردے کی آیتیں اتریں اور صحابہ کو نصیحت کی گئی اور

فرمادیا گیا کہ نبی کے گھروں میں بے اجازت نہ جاؤ۔ (مسلم وغیرہ)

بیت اللہ کی تعمیر اور استخارہ کا بیان

صحیح مسلم شریف میں یزید بن معاویہ کے زمانہ میں جب کہ شامیوں نے مکہ شریف پر چڑھائی کی اور جو ہونا تھا وہ ہوا۔ اس وقت حضرت عبداللہ نے بیت اللہ کو یونہی چھوڑ دیا۔ موسم حج کے موقع پر لوگ جمع ہوئے انہوں نے یہ سب کچھ دیکھا بعدازاں آپ نے لوگوں سے مشورہ لیا کہ کیا کعبۃ اللہ سارے کو گرا کر نئے سرے سے بنائیں یا جوٹوٹا ہوا ہے اس کی اصلاح کر لیں؟ تو حضرت عبداللہ بن عباس نے فرمایا میری رائے یہ ہے کہ آپ جوٹوٹا ہوا ہے اسی کی مرمت کر دیں باقی سب پرانا ہے رہنے دیں۔ آپ نے فرمایا اگر تم میں سے کسی کا گھر جل جاتا تو وہ تو خوش نہ ہوتا جب تک اسے نئے سرے سے نہ بناتا پھر تم اپنے رب عزوجل کے گھر کی نسبت اتنی کمزور رائے کیوں رکھتے ہو؟ اچھا میں تین دن تک اپنے رب سے استخارہ کروں گا پھر جو سمجھ میں آئے گا وہ کروں گا۔ تین دن کے بعد آپ کی رائے یہی ہوئی کہ باقی ماندہ دیواریں بھی توڑی جائیں اور از سر نو کعبہ کی تعمیر کی جائے چنانچہ یہ حکم دے دیا لیکن کعبے کو توڑنے کی کسی کی ہمت نہیں پڑتی تھی۔ ڈر تھا کہ جو پہلے توڑنے کے لیے چڑھے گا اس پر عذاب نازل ہوگا لیکن ایک باہمت شخص چڑھ گیا اور اس نے ایک پتھر توڑا۔ جب لوگوں نے دیکھا کہ اسے کچھ ایذا نہیں پہنچی تو اب ڈھانا شروع کیا اور زمین تک برابر یکساں صاف کر دیا اس وقت چاروں طرف ستون کھڑے کر دیئے تھے اور ایک کپڑا تان دیا تھا۔ اب بناء بیت اللہ شروع ہوئی۔ (تفسیر ابن کثیر، سورہ بقرہ ۱۲۸، بیروت)

بَابُ اِنْكَاحِ الْاِبْنِ اُمَّهُ .

یہ باب ہے کہ بیٹے کا اپنی ماں کی (دوسری) شادی کروادینا

3254 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِيلَ بْنِ اِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ حَدَّثَنِي ابْنُ عُمَرَ بْنِ اَبِي سَلَمَةَ عَنْ اَبِيهِ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ لَمَّا انْقَضَتْ عِدَّتُهَا بَعَثَ اِلَيْهَا اَبُو بَكْرٍ يَخْطُبُهَا عَلَيْهِ فَلَمْ تَزَوَّجْهُ فَبَعَثَ اِلَيْهَا رَسُولُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَخْطُبُهَا عَلَيْهِ فَقَالَتْ اَخْبِرْ رَسُولَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) اَنِّي امْرَاَةٌ غَيْرَى وَاَنِّي امْرَاَةٌ مُصْبِيَةٌ وَلَيْسَ اَحَدٌ مِنْ اَوْلِيَائِي شَاهِدٌ .

فَاَتَى رَسُولَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ: "ارْجِعْ اِلَيْهَا فَقُلْ لَهَا اَمَّا قَوْلُكِ اِنِّي امْرَاَةٌ غَيْرَى فَسَاَدْعُو اللّٰهَ لَكِ فَيُذْهِبُ غَيْرَتَكِ وَاَمَّا قَوْلُكِ اِنِّي امْرَاَةٌ مُصْبِيَةٌ فَسَتُكْفَيْنَ صِبْيَانَكِ وَاَمَّا قَوْلُكِ اَنْ لَيْسَ اَحَدٌ مِنْ اَوْلِيَائِي شَاهِدٌ فَلَيْسَ اَحَدٌ مِنْ اَوْلِيَائِكِ شَاهِدٌ وَلَا غَائِبٌ يَكْرَهُ ذٰلِكَ" . فَقَالَتْ لِابْنِهَا يَا عُمَرُ قُمْ فَزَوِّجْ رَسُولَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَزَوَّجَهُ . مُخْتَصَرٌ .

❖❖ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب ان کی عدت ختم ہوئی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انہیں نکاح کا پیغام بھیجا تو

3254-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (18204) .

سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے ان کے ساتھ شادی نہیں کی۔ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو ان کے پاس بھیجا اور انہیں نکاح کا پیغام بھیجا تو سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: آپ رسول اللہ کو بتا دیں کہ میں ایک تیز مزاج عورت ہوں اور بال بچے دار بھی ہوں۔ میرے سرپرستوں میں کوئی یہاں موجود بھی نہیں ہے۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کے سامنے اس کا تذکرہ کیا تو آپ نے فرمایا: تم اس کے پاس جا کر اس سے یہ کہو کہ جہاں تک تمہارے یہ کہنے کا تعلق ہے میں تیز مزاج عورت ہوں تو میں اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کروں گا کہ وہ تمہارے مزاج کی تیزی کو ختم کر دے۔ جہاں تک تمہارے یہ کہنے کا تعلق ہے کہ تم بال بچے دار عورت ہو تو تم اپنے بچوں کی کفایت کر لوگی۔ جہاں تک تمہارے یہ کہنے کا تعلق ہے کہ میرا کوئی سرپرست نہیں ہے تو تمہارے سرپرست موجود ہوں یا نہ ہوں ان میں سے کوئی بھی اس بات کو ناپسند نہیں کرے گا۔ (راوی بیان کرتے ہیں) پھر سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بیٹے سے کہا: اے عمر! تم اٹھو اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (میری) شادی کروا دو تو اس صاحبزادے نے وہ شادی کروا دی (راوی بیان کرتے ہیں) یہ حدیث مختصر ہے۔

بَابُ اِنْكَاحِ الرَّجُلِ ابْنَتَهُ الصَّغِيْرَةَ .

یہ باب ہے کہ آدمی کا اپنی کم سن بیٹی کی شادی کروانا

3255- اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) تَزَوَّجَهَا وَهِيَ بِنْتُ سِتٍّ وَّبَنٰى بِهَا وَهِيَ بِنْتُ تِسْعٍ .

✧✧ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ان کے ساتھ شادی کی تھی وہ اس وقت چھ سال کی تھیں۔ جب ان کی رخصتی ہوئی وہ اس وقت نو سال کی تھیں۔

3256- اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ النَّضْرِ بْنِ مُسَاوِرٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ تَزَوَّجَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) لِسَبْعِ سِنِيْنَ وَدَخَلَ عَلَيَّ لِتِسْعِ سِنِيْنَ .

✧✧ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب میرے ساتھ شادی کی تو میں اس وقت سات سال کی تھی اور جب میری رخصتی ہوئی تو میں نو سال کی تھی۔

3257- اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْثَرٌ عَنْ مُطَرِّفٍ عَنْ اَبِيْ اِسْحَاقَ عَنْ اَبِيْ عُبَيْدَةَ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ تَزَوَّجَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) لِتِسْعِ سِنِيْنَ وَصَحِبْتُهُ تِسْعًا .

✧✧ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب میرے ساتھ شادی کی تو میں نو سال کی تھی اور میں نو سال آپ کے ساتھ رہی۔

3255-اخرجه مسلم في النكاح، باب تزوج الاب البكر الصغيرة (الحديث 70) . تحفة الاشراف (17203) .

3256-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (16781) .

3257-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (17796) .

3258- اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ وَاَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ تَزَوَّجَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) وَهِيَ بِنْتُ تِسْعٍ وَّمَاتَ عَنْهَا وَهِيَ بِنْتُ ثَمَانِيَ عَشْرَةَ ۔

◈◈ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: جب نبی اکرم ﷺ نے ان کے ساتھ شادی کی تو اس وقت وہ نو سال کی تھیں اور جب نبی اکرم ﷺ کا وصال ہوا تو وہ اس وقت اٹھارہ سال کی تھیں۔

باپ کے لئے عدم اجازت صغیرہ پر اجماع کا بیان

علامہ ابن عبدالبر رحمہ اللہ کہتے ہیں: "علماء کرام کا اس پر اجماع ہے کہ باپ اپنی چھوٹی عمر کی بچی کی شادی کر سکتا ہے اور اس میں اسے بچی سے مشورہ کرنے کی ضرورت نہیں، کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عائشہ بنت ابوبکر رضی اللہ عنہما سے شادی کی تو ان کی عمر ابھی چھ یا سات برس تھی، ان کا نکاح ان کے والد نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تھا۔ (الاستذکار (ج16 / 49-50.)

اور علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ کہتے ہیں۔ چھوٹی بچی کا والد اس کی شادی کرے گا اس پر اتفاق ہے بخلاف شاذ قول کے کیونکہ اسی پر اتفاق ہے۔ (فتح الباری (ج۹ص ۳۳۹)

چھوٹی بچی کی رخصتی اور اس سے دخول کرنا

عقد نکاح کرنے سے یہ چیز لازم نہیں آتی، کیونکہ یہ تو سب کو معلوم ہے کہ بعض اوقات بڑی عمر کی عورت کا نکاح ہوتا ہے لیکن اس سے اس کا دخول لازم نہیں آتا، اور اس کا پوری وضاحت سے بیان اس طرح ہو سکتا ہے کہ بعض اوقات عقد نکاح کے بعد اور دخول یعنی رخصتی سے قبل ہی طلاق ہو جاتی ہے، تو اس صورت میں اس کے کچھ احکام بھی ہیں اور یہ اپنے عموم کے اعتبار سے چھوٹی عمر کی بچی کو بھی شامل ہے اگر مہر مقرر کیا گیا ہے تو اسے نصف مہر ادا کرنا ہوگا، اور اس کی کوئی عدت نہیں ہوگی۔

نصف مہر کے متعلق اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے:) اور اگر تم انہیں چھونے سے پہلے ہی طلاق دے دو اور تم نے ان کا مہر بھی مقرر کر دیا ہو تو مقرر کردہ مہر کا آدھا مہر دے دو، یہ اور بات ہے کہ وہ خود معاف کر دیں، یا وہ شخص جس کے ہاتھ میں نکاح کی گرہ ہے وہ معاف کر دے (البقرۃ (237.) اور دوسری عورت یعنی جس پر عدت نہیں کے متعلق ارشاد باری تعالی ہے:) اے ایمان والو جب تم مومن عورتوں سے نکاح کرو پھر ہاتھ لگانے سے پہلے طلاق دے دو تو ان پر تمہارا کوئی حق عدت کا نہیں جسے تم شمار کرو، چنانچہ تم کچھ نہ کچھ انہیں دے دو اور بھلے طریقہ سے انہیں رخصت کر دو (الاحزاب (49.)

اس بنا پر جس چھوٹی بچی کا نکاح ہو جائے تو اسے خاوند کے سپرد اس وقت نہیں کیا جائیگا جب تک وہ رخصتی اور مباشرت کے قابل نہیں ہو جاتی، اور اس میں اس کے بالغ ہونے کی شرط نہیں؛ بلکہ مباشرت کو برداشت کرنے کی طاقت ہونی چاہیے، اور اگر رخصتی ہونے کے بعد طلاق ہو تو اس کی عدت تین ماہ ہوگی جیسا کہ اوپر بیان ہوا ہے. اس سلسلہ میں علماء کے یہ اقوال ہیں جو کہ چھوٹی بچی سے استمتاع یا اس سے دخول کا گمان کرنے والے کا رد ہیں۔

3258-اخرجه مسلم في النكاح، باب تزوج الاب البكر الصغيرة (الحديث 72) . تحفة الاشراف (15956) .

امام نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں: "چھوٹی عمر کی لڑکی کی رخصتی اور اس سے دخول کا وقت یہ ہے کہ اگر خاوند اور ولی کسی چیز پر متفق ہونے ہوں جس میں چھوٹی بچی کو نقصان اور ضرر نہیں تو اس پر عمل کیا جائیگا، اور اگر ان میں اختلاف ہو تو امام احمد اور ابو عبید کہتے ہیں کہ نو برس کی بچی کو اس پر مجبور کیا جائیگا لیکن اس سے چھوٹی بچی کو نہیں۔

اور امام شافعی اور مالک اور ابو حنیفہ رحمہم اللہ کہتے ہیں اس کی حد جماع برداشت کرنے کی استطاعت ہے، اور یہ چیز عورتوں میں مختلف ہوتی ہے اس میں عمر کی قید نہیں لگائی جا سکتی، اور یہی صحیح ہے، اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں عمر کی تحدید نہیں اور نہ ہی اس میں منع کیا گیا ہے کہ اگر وہ اس عمر سے قبل استطاعت رکھتی ہو اس کی رخصتی نہیں کی جا سکتی، اور نہ ہی اس کے لیے اجازت پائی جاتی ہی جو نو برس کی ہونے کے باوجود جماع کی استطاعت نہ رکھتی ہو، داودی رحمہ اللہ کہتے ہیں: عائشہ رضی اللہ عنہا بہت بہتر جوان ہوئی تھیں۔ (شرح مسلم 9، 206)

نابالغ لڑکے یا لڑکی کو بالغ ہونے کے بعد ملنے والے اختیار کا حکم

اگر باپ یا دادا ان دونوں کی شادی کر دیتے ہیں۔ نابالغ لڑکے اور نابالغ لڑکی کی تو ان دونوں کے بالغ ہونے کے بعد ان دونوں کو اسے ختم کرنے کا اختیار نہیں ہوگا کیونکہ وہ دونوں کامل رائے رکھتے ہیں اور زیادہ شفقت رکھتے ہیں تو ان دونوں کی موجودگی کی وجہ سے عقد لازم ہو جائے گا جیسا کہ اس ترکے اور بچی کے خوفت کے بعد رضامندی کی وجہ سے یہ لازم ہو جاتا۔

اگر باپ یا دادا کے علاوہ کوئی اور (رشتے دار) ان کی شادی کر دیتا ہے تو ان دونوں میں سے ہر ایک کو (نکاح کو ختم کرنے کا) اس وقت اختیار حاصل ہوگا جب وہ بالغ ہو جائے اگر وہ چاہے تو نکاح کو برقرار رکھے گا اگر چاہے تو فسخ کر دے۔ یہ رائے امام ابو حنیفہ اور امام محمد کے نزدیک ہے۔ امام ابو یوسف فرماتے ہیں ان دونوں کو کوئی اختیار حاصل نہیں ہوگا۔ انہوں نے اسے بھی باپ اور دادا پر قیاس کیا ہے۔ ان دونوں حضرات (یعنی امام ابو حنیفہ اور امام محمد) کی دلیل یہ ہے: بھائی کی رشتے داری ناقص ہوتی ہے اور یہ کمی شفقت میں کمی کا احساس دلاتی ہے جس کے نتیجے میں مقاصد میں خلل کا امکان رہتا ہے تو اس کا تدارک صرف بالغ ہونے پر اختیار دینے سے ہی ممکن ہے۔ حکم کے مطلق ہونے میں باپ دادا کے علاوہ میں ماں اور قاضی بھی شامل ہوں گے اور یہی صحیح روایت ہے کیونکہ ان میں سے ایک میں رائے کمزور ہوتی ہے اور دوسرے میں شفقت کی کمی پائی جاتی ہے تو ایسی صورت میں اس کو اختیار دیا جائے گا۔ (ہدایہ اولین، کتاب نکاح ملاحظہ)

بلوغ کی علامت ومفہوم کا بیان

لڑکے کے بالغ ہونے کی علامت یہ کہ اس کو احتلام ہونے لگے اور اس میں عورت کو حاملہ کر دینے کی صلاحیت پیدا ہو جائے اور انزال ہو سکتا ہو۔ اسی طرح لڑکی کے بالغ ہونے کی علامت یہ ہے کہ اس کو ماہواری آ جائے اور احتلام ہو جائے اور اس کے حمل ہو سکتا ہو اگر یہ علامتیں نہ پائی جائیں تو پھر جب لڑکے اور لڑکی دونوں کی عمر پندرہ سال کی ہو جائے تو وہ بالغ کے حکم میں داخل ہو جائیں گے فتوی اسی قول پر ہے لڑکے کے بالغ ہونے کی کم سے کم مدت بارہ برس کی عمر ہے اور لڑکی کے بالغ ہونے کی کم سے کم مدت

نو برس ہے۔
اگر لڑکا لڑکی بالغ ہونے کے قریب ہوں اور وہ یہ کہیں کہ ہم بالغ ہو گئے ہیں تو ان دونوں کی اس بات کو صحیح سمجھا جائے گا اور وہ دونوں حکم میں بالغ کی مانند ہوں گے۔

حضرت ابن عمر کہتے ہیں کہ تین ہجری میں غزوہ احد کے موقع پر جہاد میں جانے کے لئے مجھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیا گیا جب کہ میری عمر چودہ سال تھی مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے واپس کر دیا یعنی جہاد میں شرکت کے لئے مجھ کو لے گئے) پھر غزوہ خندق کے موقع پر جب کہ میری عمر پندرہ سال تھی مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے جہاد میں جانے کی اجازت عطاء فرمادی کیونکہ بالغ ہونے کی عمر پندرہ سال ہے) حضرت عمر بن عبدالعزیز فرماتے ہیں کہ عمر لڑنے والوں اور لڑکوں کے درمیان فرق کرنے والی ہے (بخاری مسلم مشکوۃ شریف، ج ۳، حدیث ۵۶۴)

جب حضرت عمر بن عبدالعزیز نے یہ حدیث سنی تو مذکورہ بالا جملہ ارشاد فرمایا کہ جس سے ان کی مراد یہ تھی کہ جب لڑکا پندرہ سال کی عمر کو پہنچ جائے اور جو پندرہ سال کی عمر کو نہ پہنچے اس کو نابالغ لڑکوں میں شمار کیا جائے اس سے معلوم ہوا کہ بالغ ہونے کی عمر پندرہ سال ہے۔

نکاح میں خیارِ بلوغ کا فقہی مفہوم و حکم

نابالغ لڑکی یا لڑکے کا بلوغت سے قبل ولی کے کیے ہوئے نکاح کو بالغ ہونے پر رد کر دینے کا اختیار خیار بلوغ کہلاتا ہے۔
اسلام نے خواتین کو ازدواجی حقوق عطا کرتے ہوئے خیار بلوغ کا حق عطا کیا جو اسلام کے نزدیک انفرادی حقوق کے باب میں ذاتی اختیار کی حیثیت رکھتا ہے۔ احناف کے نزدیک اگر کسی ولی نے نابالغ لڑکے یا لڑکی کا نکاح کیا ہو تو وہ لڑکا یا لڑکی بالغ ہونے پر خیار بلوغ کا حق استعمال کر کے نکاح ختم کر سکتے ہیں۔

جس طرح بالغ خاتون کو یہ اختیار حاصل ہے کہ اگر ولی نے اس کی اجازت کے بغیر اس کا نکاح کیا ہو تو عدم رضا کی بناء پر اسے اس نکاح کو تسلیم نہ کرنے اور باطل قرار دینے کا اختیار حاصل ہے، اسی طرح ایک نابالغہ کو بھی جس کا نکاح نابالغی کے زمانہ میں کسی ولی نے کیا ہو، بلوغ کے بعد عدم رضا کی بناء پر خیار بلوغ حاصل ہے۔

خیار بلوغ کے حق کی بناء پر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ایک حدیث مبارکہ ہے جس میں قدامہ بن مظعون نے اپنی بھتیجی اور حضرت عثمان بن مظعون کی صاحب زادی کا نکاح حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کر دیا تھا اور وہ لڑکی بوقت نکاح نابالغ تھی۔ بلوغت کے بعد اُس لڑکی نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اس نکاح کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ عثمان بن مظعون فوت ہوئے اور پسماندگان میں خویلہ بنت حکیم بن امیہ بن حارثہ بن اوقص سے ایک بیٹی چھوڑی اور اپنے بھائی قدامہ بن مظعون کو وصیت کی۔ راوی عبداللہ کہتے ہیں: یہ دونوں میرے خالو

تھے۔ میں نے قدامہ بن مظعون کو عثمان بن مظعون کی بیٹی سے نکاح کا پیغام بھیجا تو اس نے میرا نکاح اس سے کرادیا اس کے بعد مغیرہ بن شعبہ اس لڑکی کی ماں کے پاس آیا اور اسے مال کا لالچ دیا۔ وہ عورت اس کی طرف مائل ہوگئی اور لڑکی بھی اپنی ماں کی خواہش کی طرف راغب ہوگئی پھر ان دونوں نے انکار کردیا یہاں تک کہ ان کا معاملہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پیش ہوا۔

قدامہ بن مظعون نے عرض کیا: یارسول اللہ! یہ میرے بھائی کی بیٹی ہے اور میرے بھائی نے مجھے اس کے متعلق وصیت کی تھی پس میں اس کی شادی اس کے ماموں زاد عبداللہ بن عمر سے کردی۔ میں نے اس کی بھلائی اور کفو میں کوئی کمی نہ کی لیکن یہ عورت اپنی ماں کی خواہش کی طرف مائل ہوگئی اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ یتیم ہے، للہذا اس کا نکاح اس کی اجازت کے بغیر نہیں کیا جاسکتا۔ راوی کہتے ہیں: اس کے بعد میرا اس کے مالک بننے کا جھگڑا ہی ختم ہوگیا اور اس نے مغیرہ سے شادی کرلی۔

(احمد بن حنبل، المسند، رقم ۶۱۳۶)

پس حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اِس کی علیحدگی کا حکم دیا اور فرمایا: یتیم بچیوں کا نکاح ان کے اجازت کے بغیر نہ کیا جائے پس اگر وہ خاموش رہیں تو وہی ان کی اجازت ہے۔ (بیہقی، السنن الکبری، 121:7)

حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ ایک کنواری لڑکی نبی کی خدمت میں حاضر ہوئی اور بولی کہ اس کے باپ نے اس کی مرضی کے بغیر اس کا نکاح کردیا ہے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اختیار دیا (یعنی اگر وہ چاہے تو نکاح فسخ کردے)۔

(سنن ابوداؤد: جلد دوم: رقم الحدیث، 331)

دعویٰ بلوغت میں قول مدعی قبول کیا جائے گا

علامہ علاؤالدین حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ اگر کسی لڑکی کا نکاح نابالغہ سمجھ کر اس کے باپ نے کردیا وہ کہتی ہے میں بالغہ ہوں میرا نکاح صحیح نہ ہوا اور اس کا باپ یا شوہر کہتا ہے نابالغہ ہے اور نکاح صحیح ہے تو اگر اس کی عمر نو برس کی ہو اور مراہقہ (۹ برس عمر تقریبا) ہو تو لڑکی کا قول مانا جائے گا اور اگر دونوں نے اپنے اپنے دعوے پر گواہ پیش کیے تو بلوغ کے گواہ کو ترجیح ہے۔ یونہی اگر لڑکے مراہق (۱۲ سال تقریبا عمر ہو) نے اپنے بلوغ کا دعویٰ کیا تو اسی کا قول معتبر ہے، مثلاً اس کے باپ نے اس کی کوئی چیز بیچ ڈالی، یہ کہتا ہے میں بالغ ہوں اور بیع صحیح نہ ہوئی اس کا باپ یا خریدار کہتا ہے نابالغ ہے تو بالغ ہونا قرار پائے گا جب کہ اس کی عمر اس قابل ہو۔ (درمختار، کتاب النکاح، ج ۴، ص ۱۶۵، بیروت)۔

علامہ علی بن محمد زبیدی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ عورت کو یہ معلوم نہ تھا کہ اسے خیار بلوغ حاصل ہے اس بنا پر اس نے اس پر عملدرآمد بھی نہ کیا، اب اسے یہ مسئلہ معلوم ہوا تو اب کچھ نہیں کرسکتی کہ اس کے لیے جہل عذر نہیں اور لونڈی کسی کے نکاح میں ہے اب آزاد ہوئی تو اسے خیار عتق حاصل ہے کہ بعد آزادی چاہے اس نکاح پر باقی رہے یا فسخ کرالے۔ اس کے لیے جہل عذر ہے کہ باندیوں کو مسائل سیکھنے کا موقع نہیں ملتا اور حرہ کو ہر وقت حاصل ہے اور نہ سیکھنا خود اسی کا قصور ہے لہٰذا قابل معذوری نہیں۔ لڑکا یا ثیب بالغ ہوئے تو سکوت سے خیار بلوغ باطل نہ ہوگا، جب تک صاف طور پر اپنی رضا یا کوئی ایسا فعل جو رضا پر دلالت کرے (مثلاً

بوسہ لینا، چھونا، مہر لینا دینا، وطی پر راضی ہونا) نہ پایا جائے، مجلس سے اٹھ جانا بھی خیار کو باطل نہیں کرتا کہ اس کا وقت محدود نہیں عمر بھر اس کا وقت ہے۔ رہا یہ امر کہ فسخ نکاح سے مہر لازم آئے گا یا نہیں اگر اُس سے وطی نہ ہوئی تو مہر بھی نہیں اگرچہ فرقت جانب زوج سے ہو اور وطی ہو چکی ہے تو مہر لازم ہوگا اگرچہ فرقت جانب زوجہ سے ہو۔ (جوہرہ نیرہ، کتاب النکاح)

علامہ علاؤ الدین حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ اور اگر ولی نے عورت بالغہ کا نکاح اس کے سامنے کر دیا اور اُسے اس کا علم بھی ہوا اور سکوت کیا تو یہ رضا ہے۔ یہ احکام جو مذکور ہوئے ولی اقرب کے ہیں، اگر ولی بعید یا اجنبی نے نکاح کا اذن طلب کیا تو سکوت اذن نہیں بلکہ اگر عورت کوآری ہے تو صراحۃً اذن کے الفاظ کہے یا کوئی ایسا فعل کرے جو قول کے حکم میں ہو، مثلاً مہر یا نفقہ طلب کرنا، خوشی سے ہنسنا، خلوت پر راضی ہونا، مہر یا نفقہ قبول کرنا۔ اور اگر ولی نے عورت سے کہا میں یہ چاہتا ہوں کہ فلاں سے تیرا نکاح کر دوں۔ اس نے کہا ٹھیک ہے، جب چلا گیا تو کہنے لگی میں راضی نہیں اور ولی کو اس کا علم نہ ہوا اور نکاح کر دیا تو صحیح ہو گیا۔

(درمختار، کتاب النکاح)

بَابُ اِنْكَاحِ الرَّجُلِ ابْنَتَهُ الْكَبِيْرَةَ ۔

یہ باب ہے کہ آدمی کا اپنی بڑی بیٹی کی شادی کروانا

3259- اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِىْ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِىْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يُحَدِّثُ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ حَدَّثَنَا قَالَ يَعْنِىْ تَاَيَّمَتْ حَفْصَةُ بِنْتُ عُمَرَ مِنْ خُنَيْسِ بْنِ حُذَافَةَ السَّهْمِىِّ - وَكَانَ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَتُوُفِّىَ بِالْمَدِيْنَةِ - قَالَ عُمَرُ فَاَتَيْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ حَفْصَةَ بِنْتَ عُمَرَ قَالَ قُلْتُ اِنْ شِئْتَ اَنْكَحْتُكَ حَفْصَةَ ۔ قَالَ سَاَنْظُرُ فِىْ اَمْرِىْ فَلَبِثْتُ لَيَالِىَ ثُمَّ لَقِيَنِىْ فَقَالَ قَدْ بَدَا لِىْ اَنْ لَا اَتَزَوَّجَ يَوْمِىْ هٰذَا ۔ قَالَ عُمَرُ فَلَقِيْتُ اَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيْقَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقُلْتُ اِنْ شِئْتَ زَوَّجْتُكَ حَفْصَةَ بِنْتَ عُمَرَ ۔ فَصَمَتَ اَبُوْ بَكْرٍ فَلَمْ يَرْجِعْ اِلَىَّ شَيْئًا فَكُنْتُ عَلَيْهِ اَوْجَدَ مِنِّىْ عَلٰى عُثْمَانَ فَلَبِثْتُ لَيَالِىَ ثُمَّ خَطَبَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَاَنْكَحْتُهَا اِيَّاهُ فَلَقِيَنِىْ اَبُوْ بَكْرٍ فَقَالَ لَعَلَّكَ وَجَدْتَ عَلَىَّ حِيْنَ عَرَضْتَ عَلَىَّ حَفْصَةَ فَلَمْ اَرْجِعْ اِلَيْكَ شَيْئًا ۔ قَالَ عُمَرُ قُلْتُ نَعَمْ ۔ قَالَ فَاِنَّهُ لَمْ يَمْنَعْنِىْ اَنْ اَرْجِعَ اِلَيْكَ شَيْئًا فِيْمَا عَرَضْتَ عَلَىَّ اِلَّا اَنِّىْ قَدْ كُنْتُ عَلِمْتُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَدْ ذَكَرَهَا وَلَمْ اَكُنْ لِاُفْشِىَ سِرَّ رَسُوْلِ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) وَلَوْ تَرَكَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَبِلْتُهَا ۔

✧✧ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا خنیس بن حذافہ کے انتقال کی وجہ سے بیوہ ہو گئیں۔ یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے تھے۔ ان کا انتقال مدینہ منورہ میں ہوا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں حضرت

3259-تقدم (الحديث 3248) .

عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آیا۔ میں نے ان کے سامنے حفصہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کی پیشکش کی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے کہا، اگر آپ چاہیں تو میں آپ کی شادی حفصہ رضی اللہ عنہا سے کروادیتا ہوں۔ وہ بولے میں اس کا جائزہ لیتا ہوں۔ کچھ دن گزرنے کے بعد وہ پھر مجھ سے ملے تو وہ بولے کہ میرا یہ خیال ہے کہ ابھی مجھے شادی نہیں کرنی چاہیے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں پھر میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور میں نے کہا: اگر آپ چاہیں تو میں آپ کی شادی حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا سے کروادیتا ہوں تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ چلے گئے اور انہوں نے مجھے کوئی جواب نہیں دیا۔ مجھے ان پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے زیادہ غصہ آیا۔ کچھ دن گزرنے کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے لیے شادی کا پیغام بھیجا تو میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حفصہ رضی اللہ عنہا کی شادی کردی۔ پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مجھ سے ملے اور بولے کہ شاید آپ کو مجھ پر غصہ آیا ہے کہ جب مجھے حفصہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکاح کی پیشکش کی تھی تو میں نے آپ کو کوئی جواب نہیں دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: جی ہاں! حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے آپ کو اس لیے جواب نہیں دیا۔ جب آپ نے میرے سامنے یہ پیشکش کی تھی کیونکہ میں یہ جانتا تھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے لیے نکاح کا پیغام بھیجنے والے ہیں۔ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے راز کو ظاہر نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اسے ترک کردیتے تو میں اسے قبول کرلیتا۔

صاحب رائے عورت کی ولایت میں مذاہب اربعہ

احناف کے نزدیک جب عورت بڑی عمر کی ہوجائے اور صاحب رائے بن جائے تو اس کے باپ کی ولایت ختم ہوجاتی ہے، اس طرح وہ جہاں پسند کرے جہاں اس کو کوئی خوف وخطرہ نہ ہو رہ سکتی ہے، اور ثیبہ عورت (مطلقہ یا بیوہ) کو اپنے ساتھ اسی صورت میں رکھا جاسکتا ہے جب امن نہ ہو اور خطرہ محسوس ہو تو پھر والد یا دادا اسے اپنے ساتھ رکھے کوئی اور نہیں، ابتداء میں یہی لکھا ہے۔

اور مالکی کہتے ہیں: عورت کے بارے میں یہ ہے کہ اس کی پرورش اور دیکھ بھال جاری رہے گی، حتی کہ شادی تک نفسی ولایت ہوگی اور جب خاوند کے پاس چلی جائے تو یہ ولایت ختم ہوگی۔

اور شافعیہ کے ہاں یہ ہے کہ: جب بچہ بالغ ہوجائے تو اس کی ولایت ختم ہوجاتی ہے چاہے وہ لڑکی ہو یا لڑکا۔

اور حنابلہ کے ہاں یہ ہے کہ: اگر لڑکی ہو تو وہ علیحدہ نہیں رہ سکتی اور اس کے والد کو اسے منع کرنے کا حق حاصل ہے، کیونکہ ایسی حالت میں خدشہ ہے کہ اس کے پاس کوئی ایسا شخص آجائے جو اسے غلط راہ پر لگائے اور خراب کردے، اور اس طرح اس لڑکی اور اس کے خاندان پر عار بن جائے، اور اگر اس لڑکی کا والد نہ ہو تو اس کے ولی اور خاندان والوں کے لیے اسے منع کرنے کا حق حاصل ہے

(الموسوعۃ الفقہیۃ (8/204-205.)

اولاد کی مسئولیت وذمہ داری ختم ہونے کے وقت میں مذاہب اربعہ کے اقوال یہی ہیں، اور علماء کرام کا تقریبا اس پر اتفاق ہی ہے کہ لڑکی پر اس کے گھر والوں کی ذمہ داری جاری رہتی ہے چاہے وہ بالغ بھی ہوجائے، اور کچھ نے اس کی شادی ہونے پر ذمہ داری ختم ہونے کا کہا ہے، کیونکہ شادی ہونے کے بعد اس کا خاوند ذمہ دار موجود ہے، اور کچھ نے یہ شرط لگائی ہے کہ وہ امن والی جگہ میں ہو جہاں اس کو کوئی خطرہ نہ ہو۔

ولایت نکاح کے اطلاق میں فقہ شافعی وحنفی کا اختلاف

امام شافعی کا مؤقف یہ ہے: ولایت کا حق دینے کی بنیاد شفقت اور مہربانی کا جذبہ ہے' کیونکہ باپ اور دادا کے علاوہ دیگر رشتے داروں میں یہ جذبہ کم پایا جاتا ہے۔ اس لئے اس کی کمی کی وجہ سے باپ اور دادا کے علاوہ دوسرے کسی رشتے دار میں یہ ولایت ثابت نہیں ہوگی۔

اپنے مؤقف کی تائید میں امام شافعی یہ دلیل پیش کرتے ہیں: یہی وجہ ہے: باپ اور دادا کے علاوہ کوئی دوسرا ولی نابالغ لڑکے اور نابالغ لڑکی کے مال میں تصرف نہیں کرسکتا۔ حالانکہ مال کی حیثیت ذات کے مقابلے میں کم ہوتی ہے' تو پھر ذات کے بارے میں تصرف کرنے کا حق باپ دادا کے علاوہ کسی اور کو کیسے دیا جاسکتا ہے۔

ہماری دلیل یہ ہے: نفسِ قرابت (رشتے داری) شفقت اور رحمت کا تقاضا کرتی ہے' اس لئے باپ اور دادا کی طرح دیگر رشتے داروں کو ولایت کا حق حاصل ہوگا' کیونکہ قرابت کا پہلو ان میں بھی موجود ہے' لیکن کیونکہ دوسرے رشتے داروں میں باپ اور دادا سے کم شفقت پائی جاتی ہے۔ اس لئے ہم باپ دادا کو ولایت الزام بھی دیتے ہیں' یعنی ان کا کیا ہوا عقد لازم ہوگا' جسے وہ نابالغ لڑکا یا لڑکی' بالغ ہونے کے بعد فسخ نہیں کرسکتے' اس کے برخلاف دیگر رشتے دار نابالغ لڑکے یا لڑکی کا نکاح کرسکتے ہیں' لیکن اس لڑکے یا لڑکی کو بالغ ہونے پر یہ اختیار حاصل ہوگا' اگر وہ چاہیں تو اس نکاح کو فسخ کردیں۔

امام شافعی نے نکاح میں باپ اور دادا کے علاوہ دیگر رشتہ داروں کی نکاح میں ولایت کو مال میں ولایت پر قیاس کیا تھا۔ مصنف فرماتے ہیں: مال میں تصرف کرنے کی صورت اس سے مختلف ہے' کیونکہ اس تصرف میں تکرار پایا جاتا ہے اور تصرف کے نتیجے میں پیش آنے والے خلل کا تدارک ممکن نہیں ہوتا۔ اس لئے اس میں وہی ولایت مفید ثابت ہوسکتی ہے جس میں الزام (لازم) کرنے کا پہلو پایا جاتا ہو' تو کیونکہ باپ اور دادا کے علاوہ دیگر رشتے داروں کو ولایت الزام کا حق حاصل نہیں ہوتا اس لئے انہیں مال میں تصرف کا حال دینے کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔

اگر نابالغ لڑکی ثیبہ ہو' تو امام شافعی کے نزدیک حکم مختلف ہوتا ہے' اس کی وجہ یہ ہے: ہمارے نزدیک ولایت کا حق دینے کی وجہ بچی کا نابالغ ہونا ہے' جبکہ امام شافعی کے نزدیک اس حق کی وجہ بچی کا باکرہ ہونا ہے۔ امام شافعی اپنے مؤقف کی تائید میں یہ دلیل پیش کرتے ہیں: عقل اور فہم ہونا ایک باطنی معاملہ ہے اور جب لڑکی ثیبہ ہوجائے تو اس کے ذریعے اس عقل اور تجربے کا ظہور ہوجاتا ہے۔ یہی وجہ ہے: ہم اس نابالغ لڑکی کے ثیبہ ہونے پر حکم کی بنیاد رکھیں' کیونکہ ثیبہ کا تعلق مرد سے قائم ہوچکا ہوتا ہے' اس لئے وہ اپنا نفع نقصان بہتر طور پر سمجھ سکتی ہے اور اس کے لئے کسی دوسرے کی ولایت کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ لہٰذا ثیبہ خواہ بالغ یا نابالغ ہو اس پر ولایت کا حق کسی کو حاصل نہیں ہوگا۔

احناف یہ دلیل پیش کرتے ہیں: ولایت کا مدار دو چیزوں پر ہوتا ہے۔ ضرورت اور کامل شفقت نابالغ لڑکے اور نابالغ لڑکی کے لئے ولایت کی ضرورت ہوتی ہے' جبکہ باپ اور دادا میں کامل شفقت پائی جاتی ہے' اس لئے نابالغ لڑکے اور لڑکی کے حق میں یہ

بات ثابت ہوگی خواہ وہ لڑکی باکرہ ہو یا ثیبہ۔

امام شافعی کا یہ کہنا: مرد کے ساتھ تعلق قائم ہونے کے نتیجے میں ثیبہ لڑکی سمجھدار ہو جاتی ہے اور اس کے لیے ولایت کی ضرورت باقی نہیں رہتی' ہم اس بات کو تسلیم نہیں کرتے: اس کی وجہ یہ ہے: نابالغ لڑکی میں شہوت موجود نہیں ہوتی اور شہوت کی عدم موجودگی کی وجہ سے مرد کے ساتھ تعلق ہونا یا نہ ہونا اس کے لئے یکساں حیثیت رکھتا ہے' اس لئے یہ تعلق اس لڑکی کی سمجھ بوجھ میں اضافے کا باعث نہیں بن سکتا ہے۔

یہی وجہ ہے: ہم ولایت کے بارے میں' باکرہ ہونے کی بجائے نابالغ ہونے کا اعتبار کرتے ہیں۔ یہاں مصنف نے یہ بات بیان کی ہے: ہم نے باپ دادا کے علاوہ دیگر رشتے داروں کو نابالغ لڑکی کا نکاح کروانے کا جو حق دیا ہے اس کی تائید نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کے ذریعے ہوتی ہے۔ ''نکاح' عصبات کے سپرد ہوگا''۔ مصنف نے یہ بات بیان کی ہے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات مطلق طور پر ارشاد فرمائی ہے' اس میں کوئی فصل نہیں ہے' یعنی فلاں کو یہ حق ہوگا اور فلاں کو نہیں ہوگا۔ کیونکہ عصبہ رشتے دار مختلف قسم کے ہوتے ہیں' تو اس کے بارے میں مصنف نے یہ اصول بیان کیا ہے' ان میں ولایت کا حق اسی ترتیب سے ہوگا جس ترتیب کے مطابق وہ عصبہ رشتے دار' وراثت کے حق دار بنتے ہیں اور وراثت کی طرح نکاح میں بھی قریبی عصبہ دور کے عصبہ کو مجوب کر دے گا۔

باکرہ کے سقوط اختیار کے فقہی مسائل

علامہ ابن عابدین شامی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ اور اگر ولی اس عورت سے خود اپنا نکاح کرنا چاہتا ہے اور اجازت لینے گیا اس نے سکوت کیا تو یہ رضا ہے اور اگر نکاح اپنے سے کرلیا اب خبر دی اور سکوت کیا تو یہ رد ہے رضا نہیں۔ اور اگر کسی خاص کی نسبت عورت سے اذن مانگا اس نے انکار کر دیا مگر ولی نے اسی سے نکاح کر دیا۔ اب خبر پہنچی اور ساکت رہی تو یہ اذن ہو گیا اور اگر کہا کہ میں تو پہلے ہی سے اُس سے نکاح نہیں چاہتی ہوں تو یہ رد ہے اور اگر جس وقت خبر پہنچی انکار کیا پھر بعد کو رضا ظاہر کی تو یہ نکاح جائز نہ ہوا۔

اور اذن لینے میں یہ بھی ضروری ہے کہ جس سے نکاح کرنے کا ارادہ ہو اس کا نام اس طرح لیا جائے جس کو وہ عورت جان سکے۔ اگر یوں کہا کہ ایک مرد سے تیرا نکاح کر دوں یا یوں کہ فلاں قوم کے ایک شخص سے نکاح کر دوں تو یوں اذن نہیں ہو سکتا۔ اور اگر یوں کہا کہ فلاں یا فلاں سے تیرا نکاح کر دوں اور عورت نے سکوت کیا تو اذن ہو گیا۔ ان دونوں میں جس ایک سے چاہے کر دے یا یوں کہا کہ پڑوس والوں میں سے کسی سے نکاح کر دوں یا یوں کہا کہ چچا زاد بھائیوں میں کسی سے نکاح کر دوں اور سکوت کیا اور ان دونوں صورتوں میں ان سب کو جانتی بھی ہو تو اذن ہو گیا۔ ان میں جس ایک سے کرے گا ہو جائے گا اور سب کو جانتی نہ ہو تو اذن نہیں۔

اور اگر عورت نے اذن عام دے دیا، مثلاً ولی نے کہا کہ بہت سے لوگوں نے پیغام بھیجا ہے، عورت نے کہا جو تو کرے مجھے

مذکور ہے یا جس سے تو چاہے نکاح کردے تو یہ اذنِ عام ہے جس سے چاہے نکاح کردے مگر اس صورت میں بھی اگر کسی خاص شخص کی نسبت عورت پیشتر انکار کرچکی ہے تو اس کے بارے میں اذن نہ سمجھا جائے گا۔ اور اگر اذن لینے میں مہر کا ذکر شرط نہیں اور بعض مشائخ نے شرط بتایا لہٰذا ذکر ہوجانا چاہیے کہ اختلاف سے بچنا ہے اور اگر ذکر نہ کیا تو ضرور ہے کہ جو مہر باندھا جائے وہ مہر مثل سے کم نہ ہو اور کم ہو تو بغیر عورت کے راضی ہوئے عقد صحیح نہ ہوگا۔ اور اگر زیادہ ہی ہو تو اگرچہ عورت راضی ہو اولیا کو اعتراض کا حق حاصل ہے یعنی جب کہ کسی غیر ولی نے نکاح کیا ہو اور ولی نے خود ایسا کیا تو اب کون اعتراض کرے۔ (ردمحتار، ج ۴، ص ۱۵۹، بیروت)

بَابُ اسْتِئْذَانِ الْبِكْرِ فِي نَفْسِهَا .

یہ باب ہے کہ کنواری لڑکی سے اس کے بارے میں اجازت لینا

3260 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْفَضْلِ عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَالَ: "الْاَيِّمُ اَحَقُّ بِنَفْسِهَا مِنْ وَلِيِّهَا وَالْبِكْرُ تُسْتَأْذَنُ فِي نَفْسِهَا وَاِذْنُهَا صُمَاتُهَا" .

✧✧ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: بیوہ (یا طلاق یافتہ) اپنے ولی کے مقابلے میں اپنی ذات کی زیادہ حقدار ہے اور کنواری سے اس کے بارے میں اجازت لی جائے گی اور اس کی خاموشی ہی اس کی اجازت ہے۔

3261 - اَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ قَالَ سَمِعْتُهُ مِنْهُ بَعْدَ مَوْتِ نَافِعٍ بِسَنَةٍ وَلَهُ يَوْمَئِذٍ حَلْقَةٌ قَالَ اَخْبَرَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْفَضْلِ عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَالَ: "الْاَيِّمُ اَحَقُّ بِنَفْسِهَا مِنْ وَلِيِّهَا وَالْيَتِيمَةُ تُسْتَأْمَرُ وَاِذْنُهَا صُمَاتُهَا" .

✧✧ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: بیوہ (یا طلاق یافتہ) اپنے ولی سے زیادہ اپنی ذات کی حقدار ہے اور کنواری لڑکی سے اس کی اجازت معلوم کی جائے گی اور اس کی خاموشی ہی اس کی اجازت ہے۔

3262 - اَخْبَرَنِي اَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الرِّبَاطِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ قَالَ حَدَّثَنِي اَبِي عَنِ ابْنِ اِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنِي صَالِحُ بْنُ كَيْسَانَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسِ بْنِ رَبِيعَةَ عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَالَ: "الْاَيِّمُ اَوْلَى بِاَمْرِهَا وَالْيَتِيمَةُ تُسْتَأْمَرُ فِي نَفْسِهَا وَاِذْنُهَا

3260-اخرجه مسلم في النكاح، باب استئذان الثيب في النكاح بالنطق و البكر بالسكوت (الحديث 66 و 67 و 68) . واخرجه ابو داؤد في النكاح، باب في الثيب (الحديث 2098 و 2099 و 2100) . و اخرجه الترمذي في النكاح، باب ما جاء في استئمار البكر و الثيب (الحديث 1108) . و اخرجه النسائي في النكاح، استئذان البكر في نفسها (الحديث 3261 و 3262 و 3263) و استئمار الاب البكر في نفسها (الحديث 3264) . و اخرجه ابن ماجه في النكاح، باب استئمار البكر و الثيب (الحديث 1870) . تحفة الاشراف (6517) .

3261-تقدم في النكاح، استئذان البكر في نفسها (الحديث 3260) .

3262-تقدم (الحديث 3260) .

صُمَاتُهَا ۔

◇◇ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: بیوہ (یا طلاق یافتہ) اپنے معاملے کی زیادہ حقدار ہے اور کنواری لڑکی سے اس کی ذات کے بارے میں مرضی معلوم کی جائے گی اور اس کی خاموشی ہی اس کی مرضی ہے (یا اجازت ہے)۔

3263- اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَنْبَاَنَا مَعْمَرٌ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَالَ: "لَيْسَ لِلْوَلِيِّ مَعَ الثَّيِّبِ اَمْرٌ وَّالْيَتِيْمَةُ تُسْتَاْمَرُ فَصَمْتُهَا اِقْرَارُهَا" ۔

◇◇ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم نے ارشاد فرمایا ہے: ولی بیوہ (یا طلاق یافتہ) کے ساتھ زبردستی نہیں کر سکتا اور کنواری لڑکی سے اس کی مرضی معلوم کی جائے گی اور اس کی خاموشی ہی اس کا اقرار ہے۔

شرح

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور جب تم اپنی عورتوں کو طلاق دے دو اور وہ اپنی عدت کو پہنچ جائیں تو انہیں ان کے (ان ہی پہلے خاوندوں کے) ساتھ نکاح کرنے سے روکو جب وہ دستور کے مطابق ایک دوسرے سے راضی ہو جائیں۔ (البقرہ: ۲۳۲)

بغیر ولی کے عورت کے کیے ہوئے نکاح کے متعلق مذاہب اربعہ

امام بخاری روایت کرتے ہیں: حسن بیان کرتے ہیں کہ حضرت معقل بن یسار کی بہن کو ان کے خاوند نے طلاق دے دی اور ان کو چھوڑے رکھا حتیٰ کہ ان کی عدت پوری ہو گئی پھر ان کی بہن کے خاوند نے دوبارہ نکاح کا پیغام دیا تو حضرت معقل نے رشتہ دینے سے انکار کر دیا تو یہ آیت نازل ہوئی۔ (صحیح بخاری ج ۲ ص ۶۴۹ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۸۱ھ)

ائمہ ثلاثہ کے نزدیک ولی کی اجازت کے بغیر عورت کا از خود نکاح کرنا جائز نہیں ہے وہ اس آیت سے اس طرح استدلال کرتے ہیں کہ اگر بغیر ولی کے عورت کا از خود نکاح کرنا جائز ہوتا تو حضرت معقل کی بہن از خود اپنا نکاح اپنے پچھلے خاوند سے کر لیتیں اور ان کے خاوند کو یہ ضرورت نہ پڑتی کہ وہ ان کے بھائی سے رشتہ مانگیں اور نہ ان کے بھائی کے منع کرنے کی کوئی وجہ ہوتی اسی لیے امام شافعی نے کہا ہے کہ بغیر ولی کے عورت کے نکاح کے عدم جواز پر یہ آیت قوی دلیل ہے نیز ائمہ ثلاثہ کی دلیل یہ حدیث ہے۔

امام ابوداؤد روایت کرتے ہیں: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس عورت نے اپنے اولیاء کی اجازت کے بغیر نکاح کیا اس کا نکاح باطل ہے یہ تین بار فرمایا نیز فرمایا: جس عورت کا کوئی ولی نہ ہو اس کا ولی سلطان ہے۔ (سنن ابوداؤد ج ۱ ص ۲۸۴ مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور ۱۴۰۵ھ)

امام ابوحنیفہ کے نزدیک یہ جائز ہے کہ بالغہ عورت اپنا نکاح از خود کر لے ان کا استدلال بھی اسی آیت سے ہے وہ فرماتے ہیں کہ اس آیت میں نکاح کا اسناد عورتوں کی طرف کیا گیا ہے اور ان کو نکاح سے روکنے سے منع فرمایا ہے اور اس لیے بھی کہ یہ خاص ان

3263-تقدم (الحديث 3260) ۔

کا حق ہے کیونکہ وہی اہل معاشرت ہیں اس لیے ان کا یہ تصرف صحیح ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت کا یہ جواب دیتے ہیں کہ وہ نابالغہ اور مجنونہ پر محمول ہے۔

بغیر ولی کے عورت کے کیے ہوئے نکاح کے جواز کے متعلق احادیث اور آثار

امام ابوحنیفہ کا استدلال حسب ذیل احادیث سے ہے: امام مسلم روایت کرتے ہیں: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: غیر شادی شدہ لڑکی (خواہ کنواری ہو یا بیوہ) ولی کی بہ نسبت اپنے نکاح کی زیادہ حق دار ہے۔ (صحیح مسلم ج ۱ ص ۴۵۵ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۷۵ھ)

امام بخاری روایت کرتے ہیں: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: غیر شادی شدہ لڑکی کا نکاح اس کے مشورے کے بغیر نہ کیا جائے اور کنواری کا نکاح اس کی اجازت کے بغیر نہ کیا جائے عرض کیا گیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی اجازت کیسے ہوگی؟ اس کی خاموشی۔

(صحیح بخاری ج ۱ ص ۷۷۲ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۷۵ھ)

حضرت خنساء بنت حزام انصاریہ بیان کرتی ہیں کہ ان کے باپ نے ان کا نکاح کر دیا در آں حالیکہ وہ بیوہ تھیں اور ان کو یہ نکاح ناپسند تھا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں تو آپ نے اس نکاح کو مسترد کر دیا۔

(صحیح بخاری ج ۱ ص ۷۷۱-۷۷۲ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۷۵ھ)

امام ابن ابی شیبہ روایت کرتے ہیں: حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر ایک عورت نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے بیٹے کے چچا (دیور) نے میرے نکاح کا پیغام دیا اور میرے باپ نے اس نکاح کو مسترد کر دیا اور میرا نکاح وہاں کر دیا جہاں مجھے پسند نہیں تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بلایا اور اس سے یہ معاملہ دریافت فرمایا: اس کے باپ نے کہا: میں نے اس کے نکاح میں کسی خیر کو ترک نہیں کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ نکاح نہیں ہوا (اور عورت سے فرمایا:) جاؤ جس سے چاہو نکاح کرلو۔

(المصنف ج ۴ ص ۱۳۱-۱۳۲ مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی ۱۴۰۶ھ)

قاسم بن محمد کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر کی بیٹی حفصہ کا نکاح منذر بن الزبیر سے کر دیا۔ اس وقت حضرت عبدالرحمٰن موجود نہیں تھے جب وہ آئے تو انہوں ناراض ہو کر کہا: اے خدا کے بندو! کیا مجھ ایسے شخص کی بیٹی کا نکاح اس کے مشورہ کے بغیر کیا جا سکتا ہے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ناراض ہوئیں اور فرمایا: کیا تم منذر کو ناپسند کرتے ہو؟

(المصنف ج ۴ ص مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی ۱۴۰۶ھ)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ولی کے بغیر ایک عورت کے نکاح کو جائز قرار دیا اس عورت کی مرضی سے اس کی ماں کا نکاح کر دیا تھا۔ (المصنف ج ۴ ص ۱۳۳ مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی ۱۴۰۶ھ)

بَابُ اسْتِئْمَارِ الْاَبِ الْبِكْرَ فِيْ نَفْسِهَا .

یہ باب ہے کہ باپ کا کنواری لڑکی سے اس کی مرضی معلوم کرنا

3264- اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ زِيَادِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْفَضْلِ عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَالَ: "الثَّيِّبُ اَحَقُّ بِنَفْسِهَا وَالْبِكْرُ يَسْتَأْمِرُهَا اَبُوْهَا وَاِذْنُهَا صُمَاتُهَا" .

◇◇ حضرت ابن عباس بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: بیوہ (یا طلاق یافتہ) اپنی ذات کی زیادہ حقدار ہے اور کنواری لڑکی سے اس کا باپ مرضی معلوم کرے گا اور اس کی خاموشی ہی اس کی اجازت ہے۔

ولایت کے انتقال میں مذاہب اربعہ کا بیان

مذاہب اربعہ کے فقہاء اس پر متفق ہیں اور ان میں کوئی اختلاف نہیں کہ والد اور دادا کی وفات کے بعد بڑا بھائی بہنوں کا ولی ہو گا لیکن ولی کی ترتیب میں ان کا اختلاف پایا جاتا ہے اس میں اختلاف نہیں کہ لڑکی کا باپ یا دادا یا بھائی والد کی جانب سے وصیت کردہ شخص نہ ہو تو اس کا بڑا بھائی ہی لڑکی کا ولی ہو گا۔

لڑکی کی ولایت نفسی میں لڑکی کی شادی کرنا بھی شامل ہے اور راجح یہی ہے کہ لڑکی بالغ ہونے کی صورت میں لڑکی کے ولی کے لیے اس کی اجازت کے بغیر شادی کرنا جائز نہیں جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے۔

دوسرا امر: مالی ولایت کا معنی یہ ہے کہ کوئی شخص کسی کے مالی امور کی نگرانی کرے یعنی اس کے مال کی حفاظت اور معاہدے وغیرہ کرنے اور تمام مالی معاملات طے کرنا شامل ہیں اور یہ چھوٹے بچے اور بچی اور جو مال میں تصرف کا اہل نہیں اس کے ساتھ مخصوص ہیں مثلاً مجنون اور کند ذہن۔ اور اگر بچہ یا بچی مکلف ہونے کی عمر کا ہو جائے اور لڑکی مال میں حسن تصرف رکھتی ہو تو اس کا مال اس کے سپرد کر دیا جائیگا کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے۔

اور یتیموں کو پرکھتے رہو یہاں تک کہ وہ جب نکاح کی عمر کو پہنچ جائیں اور تم ان میں ہوشیاری اور حسن تدبیر دیکھو تو انہیں ان کے مال سونپ دو، اور ان کے بڑے ہو جانے کے ڈر سے ان کے مال جلدی جلدی فضول خرچیوں میں تباہ مت کرو، مالداروں کو چاہیے کہ (ان کے مال سے) بچتے رہیں، ہاں مسکین و محتاج ہو تو دستور کے مطابق واجبی طور سے کھا لے، پھر جب انہیں ان کے مال سونپو تو گواہ بنا لو، دراصل حساب لینے والا اللہ تعالیٰ ہی کافی ہے۔ (النساء: ۶)

بھائی کے لیے بہن کے مال میں سے اس کی رضامندی کے بغیر کچھ بھی لینا جائز نہیں ہے۔ مالی اعمال اور نفسی پر ولایت رکھنے والے شخص میں عقل، بلوغت کی شرط ہونا ضروری ہے اس لیے کہ بچے اور مجنون کے لیے ولایت نہیں ہوتی جیسا کہ پیچھے بیان ہو چکا ہے لیکن یہاں تنبیہ کے لیے ایک گزارش ہے کہ نفسی ولایت باپ سے بالغ فرزند پھر بھائی کی طرف منتقل ہوتی ہے لیکن مالی

ولایت میں اولاء کی ترتیب میں اختلاف کا کوئی تعلق نہیں۔

احناف کے ہاں باپ اور پھر اس نے جس کی وصیت کی ہو اور پھر دادا اور پھر اس نے جس کی وصیت کی ہو اور پھر قاضی اور اس نے جس کی وصیت کی ہو ولی ہوگا۔

اور مالکیہ اور حنابلہ کے ہاں باپ اور پھر اس کی جانب سے وصیت کردہ شخص اور پھر قاضی یا اس کا قائم مقام شخص ولی بنے گا۔

اور شافعی حضرات کے ہاں باپ اور پھر دادا پھر ان میں باقی رہنے والے کی جانب سے وصیت کردہ شخص پھر قاضی یا اس کا قائم مقام شخص ولی بنے گا۔ چوتھا قول: مالی ولایت باپ اور دادا کے بعد ماں کے لیے ہوگی اور پھر اس کے بعد اقرب ترین عصبہ نفس کے ساتھ، امام احمد سے ایک روایت ہے۔ (الانصاف 5/324.)

بَابُ اسْتِئْمَارِ الثَّيِّبِ فِي نَفْسِهَا .

یہ باب ہے کہ بیوہ (یا طلاق یافتہ) سے اس کے بارے میں معلوم کرنا

3265- اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ دُرُسْتَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اِسْمَاعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى اَنَّ اَبَا سَلَمَةَ حَدَّثَهُ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَالَ: "لَا تُنْكَحُ الثَّيِّبُ حَتّٰى تُسْتَأْذَنَ وَلَا تُنْكَحُ الْبِكْرُ حَتّٰى تُسْتَأْمَرَ" . قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ اِذْنُهَا قَالَ: "اِذْنُهَا اَنْ تَسْكُتَ" .

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: بیوہ (یا طلاق یافتہ) سے تب تک شادی نہیں کی جا سکتی جب تک اس سے اجازت نہ لی جائے اور کنواری کی اس وقت تک شادی نہ کی جائے' جب تک اس کی مرضی نہ معلوم کی جائے۔ لوگوں نے دریافت کیا اس کی اجازت کیسے ہوگی؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا: اس کی اجازت یہ ہوگی کہ وہ خاموش رہے۔

بَابُ اِذْنِ الْبِكْرِ .

یہ باب ہے کہ کنواری لڑکی کا اجازت دینا

3266- اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ اَبِىْ مُلَيْكَةَ يُحَدِّثُ عَنْ ذَكْوَانَ اَبِىْ عَمْرٍو عَنْ عَآئِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَالَ: "اسْتَأْمِرُوا النِّسَآءَ فِىْ اَبْضَاعِهِنَّ" . قِيْلَ فَاِنَّ الْبِكْرَ تَسْتَحِىْ وَتَسْكُتُ . قَالَ: "هُوَ اِذْنُهَا" .

✧✧ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' خواتین سے ان کی شادی کے بارے میں مرضی معلوم کیا کرو۔ ان سے کہا گیا

3265-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (15433) .

3266-اخرجه البخاري في النكاح ، باب لا ينكح الاب و غيره البكر و الثيب الا برضاهما (الحديث 5137) مختصراً، و في الحيل، باب في النكاح (الحديث 6971) بنحوه . و اخرجه مسلم في النكاح، باب استئذان الثيب في النكاح بالنطق و البكر بالسكوت (الحديث 65) بنحوه . تحفة الاشراف (16075) .

کنواری لڑکی تو شرماجاتی ہے اور خاموش رہتی ہے تو انہوں نے فرمایا: یہی اس کی اجازت ہے۔

3267- اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰی قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ - وَهُوَ ابْنُ الْحَارِثِ - قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِي كَثِيرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنِي اَبُو هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَالَ: "لَا تُنْكَحُ الْاَيِّمُ حَتّٰى تُسْتَاْمَرَ وَلَا تُنْكَحُ الْبِكْرُ حَتّٰى تُسْتَاْذَنَ" . قَالُوْا يَا رَسُولَ اللّٰهِ كَيْفَ اِذْنُهَا قَالَ: "اَنْ تَسْكُتَ" .

◇◇ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: طلاق یافتہ (یا بیوہ) کی شادی اس وقت تک نہ کی جائے جب تک اس سے اجازت نہ لی جائے اور کنواری لڑکی کی شادی اس وقت تک نہ کی جائے۔ جب تک اس کی مرضی معلوم نہ کی جائے۔ لوگوں نے دریافت کیا: یارسول اللہ! اس کی اجازت کیسے ہوگی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ کہ وہ خاموش رہے۔

بغیر ولی کے عورت کے کیے ہوئے نکاح کے متعلق مذاہب اربعہ کا بیان

امام بخاری روایت کرتے ہیں: حسن بیان کرتے ہیں کہ حضرت معقل بن یسار کی بہن کو ان کے خاوند نے طلاق دے دی اور ان کو چھوڑے رکھا حتی کہ ان کی عدت پوری ہوگئی پھر ان کی بہن کے خاوند نے دوبارہ نکاح کا پیغام دیا تو حضرت معقل نے رشتہ دینے سے انکار کر دیا تو یہ آیت نازل ہوئی۔ (صحیح بخاری ج ۲ ص ۶۴۹ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۸۱ھ)

ائمہ ثلاثہ کے نزدیک ولی کی اجازت کے بغیر عورت کا از خود نکاح کرنا جائز نہیں ہے وہ اس آیت سے اس طرح استدلال کرتے ہیں کہ اگر بغیر ولی کے عورت کا از خود نکاح کرنا جائز ہوتا تو حضرت معقل کی بہن از خود اپنا نکاح اپنے پچھلے خاوند سے کر لیتیں اور ان کے خاوند کو یہ ضرورت نہ پڑتی کہ وہ ان کے بھائی سے رشتہ مانگیں اور نہ ان کے بھائی کے منع کرنے کی کوئی وجہ ہوتی اسی لیے امام شافعی نے کہا ہے کہ بغیر ولی کے عورت کے نکاح کے عدم جواز پر یہ آیت قوی دلیل ہے نیز ائمہ ثلاثہ کی دلیل یہ حدیث ہے۔

امام ابوداؤد روایت کرتے ہیں: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس عورت اپنے اولیاء کی اجازت کے بغیر نکاح کیا اس کا نکاح باطل ہے یہ تین بار فرمایا نیز فرمایا: جس عورت کا کوئی ولی نہ ہو اس کا ولی ن ہے۔ (سنن ابوداؤد ج ا ص ۲۸۴ مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور ۱۴۰۵ھ)

امام ابوحنیفہ کے نزدیک یہ جائز ہے کہ بالغہ عورت اپنا نکاح از خود کر لے ان کا استدلال بھی اسی آیت سے ہے وہ فرماتے ہیں ں آیت میں نکاح کا اسناد عورتوں کی طرف کیا گیا ہے اور ان کو نکاح سے روکنے سے منع فرمایا ہے اور اس لیے بھی کہ یہ خاص ان ہے کیونکہ وہی اہل مباشرت ہیں اس لیے ان کا یہ تصرف صحیح ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت کا یہ جواب دیتے ہیں نابالغہ اور مجنونہ پر محمول ہے۔

1- اخرجه البخاري في النكاح، باب لا ينكح الاب و غيره البكر و الثيب الا برضاهما (الحديث 5136) و في الاكراه، باب لا يجوز نكاح ء (الحديث 6946)، و في الحيل، باب في النكاح (الحديث 6968) . و اخرجه مسلم في النكاح، باب استئذان الثيب في النكاح بالنطق ئر بالسكوت (الحديث 64) . تحفة الاشراف (15425) .

بغیر ولی کے عورت کے کیے ہوئے نکاح کے جواز کے متعلق احادیث اور آثار

امام ابوحنیفہ کا استدلال حسب ذیل احادیث سے ہے: امام مسلم روایت کرتے ہیں: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: غیر شادی شدہ لڑکی (خواہ کنواری ہو یا بیوہ) ولی کی بہ نسبت اپنے نکاح کی زیادہ حق دار ہے۔ (صحیح مسلم ج ۱ص ۴۵۵ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۷۵ھ)

امام بخاری روایت کرتے ہیں: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: غیر شادی شدہ لڑکی کا نکاح اس کے مشورے کے بغیر نہ کیا جائے اور کنواری کا نکاح اس کی اجازت کے بغیر نہ کیا جائے عرض کیا گیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی اجازت کیسے ہوگی؟ اس کی خاموشی۔ (صحیح بخاری ج ۱ص ۷۷۱ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۷۵ھ)

حضرت خنساء بنت خزام انصاریہ بیان کرتی ہیں کہ ان کے باپ نے ان کا نکاح کر دیا در آں حالیکہ وہ بیوہ تھیں اور ان کو یہ نکاح ناپسند تھا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں تو آپ نے اس نکاح کو مسترد کر دیا۔

(صحیح بخاری ج ۱ص ۷۷۱۔۲ ج ۲ص ۱۰۲۸ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۷۵ھ)

امام ابن ابی شیبہ روایت کرتے ہیں: حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر ایک عورت نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے بیٹے کے چچا (دیور) نے میرے نکاح کا پیغام دیا اور میرے باپ نے اس نکاح کو مسترد کر دیا اور میرا نکاح وہاں کر دیا جہاں مجھے پسند نہیں تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بلایا اور اس سے یہ معاملہ دریافت فرمایا: اس کے باپ نے کہا: میں نے اس کے نکاح میں کسی خیر کو ترک نہیں کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ نکاح نہیں ہوا (اور عورت سے فرمایا:) جاؤ جس سے چاہو نکاح کر لو۔ (المصنف ج ۲ ۔ ۴ ص ۱۳۶۔۱۳۲ مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی ۱۴۰۶ھ)

قاسم بن محمد کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر کی بیٹی حفصہ کا نکاح منذر بن الزبیر سے کر دیا۔ اس وقت حضرت عبدالرحمٰن موجود نہیں تھے جب وہ آئے تو انہوں نے ناراض ہو کر کہا: اے خدا کے بندو! کیا مجھ ایسے شخص کی بیٹی کا نکاح اس کے مشورہ کے بغیر کیا جا سکتا ہے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ناراض ہوئیں اور فرمایا: کیا تم منذر کو ناپسند کرتے ہو؟

(المصنف ج ۲ ۔ ۴ ص مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی ۱۴۰۶ھ)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ولی کے بغیر ایک عورت کے نکاح کو جائز قرار دیا اس عورت کی مرضی سے اس کی ماں کا نکاح کر دیا تھا۔ (المصنف ج ۲ ۔ ۴ ص ۱۳۴ مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی ۱۴۰۶ھ)

بَابُ الثَّيِّبِ يُزَوِّجُهَا اَبُوْهَا وَهِيَ كَارِهَةٌ .

یہ باب ہے کہ طلاق یافتہ (یا بیوہ) عورت کے باپ کا اس کی شادی کرنا جبکہ اس عورت کو یہ ناپسند ہو

3268- اَخْبَرَنَا هَارُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْنٌ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ وَاَنْبَاَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْقَاسِمِ عَنْ مَالِكٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْقَاسِمِ عَنْ

اَبِيهِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَمُجَمِّعِ ابْنَىْ يَزِيْدَ بْنِ جَارِيَةَ الْاَنْصَارِيِّ عَنْ خَنْسَاءَ بِنْتِ خِذَامٍ اَنَّ اَبَاهَا زَوَّجَهَا وَهِيَ ثَيِّبٌ فَكَرِهَتْ ذٰلِكَ فَاَتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَرَدَّ نِكَاحَهُ .

◇◇ حضرت خنساء بنت خدام رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' ان کے والد نے ان کی شادی کر دی۔ وہ اس وقت (طلاق یافتہ) یا بیوہ تھیں۔ انہیں یہ رشتہ پسند نہیں آیا۔ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے نکاح کو ختم کروا دیا۔

بَابُ الْبِكْرِ يُزَوِّجُهَا اَبُوْهَا وَهِيَ كَارِهَةٌ .

یہ باب ہے کہ اگر کنواری کا باپ اس کی شادی کرے اور وہ (اس رشتے کو) ناپسند کرتی ہو

3269- اَخْبَرَنَا زِيَادُ بْنُ اَيُّوْبَ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ غُرَابٍ قَالَ حَدَّثَنَا كَهْمَسُ بْنُ الْحَسَنِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ فَتَاةً دَخَلَتْ عَلَيْهَا فَقَالَتْ اِنَّ اَبِيْ زَوَّجَنِيْ ابْنَ اَخِيهِ لِيَرْفَعَ بِيْ خَسِيْسَتَهُ وَاَنَا كَارِهَةٌ . قَالَتِ اجْلِسِيْ حَتّٰى يَاْتِيَ النَّبِيُّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَاَخْبَرَتْهُ فَاَرْسَلَ اِلٰى اَبِيهَا فَدَعَاهُ فَجَعَلَ الْاَمْرَ اِلَيْهَا فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ اَجَزْتُ مَا صَنَعَ اَبِيْ وَلٰكِنْ اَرَدْتُ اَنْ اَعْلَمَ اَلِلنِّسَاءِ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ

◇◇ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' ایک خاتون ان کے پاس آئی اور بولی: میرے والد نے میری شادی اپنے بھتیجے کے ساتھ کر دی تا کہ میری وجہ سے اس کی کم حیثیت کو ختم کیا جا سکے۔ مجھے وہ پسند نہیں ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: تم بیٹھ جاؤ جب تک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نہیں آ جاتے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو میں نے آپ کو اس بارے میں بتایا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لڑکی کے باپ کو بلایا اور لڑکی کا معاملہ اس لڑکی کے سپرد کیا۔ اس لڑکی نے عرض کی: یا رسول اللہ! میرے والد نے جو کیا ہے میں اس کو برقرار رکھتی ہوں لیکن میں یہ چاہتی تھی کہ میں یہ جان لوں کہ کیا اس بارے میں عورتوں کو کوئی اختیار ہے؟۔

3270- اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "تُسْتَاْمَرُ الْيَتِيْمَةُ فِيْ نَفْسِهَا فَاِنْ سَكَتَتْ فَهُوَ اِذْنُهَا وَاِنْ اَبَتْ فَلَا جَوَازَ عَلَيْهَا" .

◇◇ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: کنواری لڑکی سے اس کے بارے میں مرضی معلوم کی جائے۔ اگر وہ خاموش رہے تو یہی اس کی اجازت ہے۔ اگر وہ انکار کر دے تو اس کے ساتھ زبردستی نہیں کی جا سکتی۔

3268- اخرجه البخاري في النكاح، باب اذا زوج الرجل ابنته و هي كارهة فنكاحه مردود (الحديث 5138 و 5139)، و في الاكراه، باب لا يجوز نكاح المكره (الحديث 6945)، و في الحيل، باب في النكاح (الحديث 6969) . و اخرجه ابو داؤد في النكاح، باب في الثيب (الحديث 2101) . و اخرجه ابن ماجه في النكاح، باب من زوج ابنته و هي كارهة (الحديث 1873) . تحفة الاشراف (15824) .

3269- انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (16186) .

3270- انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (15110) .

بَابُ الرُّخْصَةِ فِيْ نِكَاحِ الْمُحْرِمِ .

یہ باب ہے کہ حالت احرام والے شخص کے نکاح کرنے کی رخصت

3271- اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَوَاءٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ وَيَعْلَى بْنِ حَكِيْمٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ تَزَوَّجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) مَيْمُوْنَةَ بِنْتَ الْحَارِثِ وَهُوَ مُحْرِمٌ وَّفِيْ حَدِيْثِ يَعْلٰى بِسَرِفَ .

◇◇ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب سیّدہ میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا کے ساتھ شادی کی تو اس وقت آپ حالت احرام میں تھے۔

یعلیٰ نامی راوی کی روایت میں یہ الفاظ ہیں: ''سرف'' کی مقام پر کی تھی۔

3272- اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ اَبِي الشَّعْثَاءِ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ اَخْبَرَهُ اَنَّ النَّبِيَّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) تَزَوَّجَ مَيْمُوْنَةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ .

◇◇ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب سیّدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی تھی تو آپ اس وقت حالت احرام میں تھے۔

3273- اَخْبَرَنَا عُثْمَانُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْحَجَّاجِ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) نَكَحَ مَيْمُوْنَةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ جَعَلَتْ اَمْرَهَا اِلَى الْعَبَّاسِ فَاَنْكَحَهَا اِيَّاهُ .

◇◇ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب سیّدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ شادی کی تو اس وقت آپ حالت احرام میں تھے۔ آپ نے سیّدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کا سرپرست حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا تھا تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے سیّدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کی شادی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کروائی تھی۔

3274- اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ - وَهُوَ ابْنُ مُوْسٰى - عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) تَزَوَّجَ مَيْمُوْنَةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ .

◇◇ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب سیّدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی تھی تو آپ اس وقت حالت احرام میں تھے۔

3271-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (6200) .

3272-تقدم (الحديث 2837 و 2838) .

3273-انفرد به النسائي، و سياتي في النكاح، الرخصة في نكاح المحرم (الحديث 3274) . تحفة الاشراف (5929) .

3274-تقدم في النكاح، الرخصة في نكاح المحرم (الحديث 3273) .

حالت احرام میں نکاح سے متعلق قاعدہ فقہیہ کا بیان

جب نفی ایسی چیز کی جنس سے ہو جسے اس کی دلیل سے پہچانا جائے یا ایسی چیز سے ہو جس کا حال مشتبہ ہو لیکن یہ معلوم ہو کہ راوی نے دلیل معرفت پر اعتماد کیا ہے تو نفی اثبات کی طرح ہوگی ورنہ نہیں۔ (الحسامی)

اس کا ثبوت یہ ہے۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: محرم اپنا نکاح کرسکتا ہے نہ کسی اور کا، نہ نکاح کا پیغام دے سکتا ہے۔ (صحیح مسلم ج ۱ ص ۴۵۲، قدیمی کتب خانہ کراچی)

اس حدیث میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ حالت احرام میں نکاح نہ کیا جائے، تو یہاں ایسی نفی بیان ہوئی ہے جس کی دوسری دلیل سے حال مشتبہ ہے لہٰذا یہ نفی اثبات کی طرح ہوگی اور وہ دوسری روایت یہ ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حالت احرام میں حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا۔ (صحیح مسلم ج ۱، ۴۵۲، قدیمی کتب خانہ کراچی)

اس روایت سے پہلی نفی والی روایت کا حال مشتبہ جبکہ ایک تیسری روایت میں ایک ایزید بن اصم بیان کرتے ہیں کہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے حلال ہونے کی حالت میں نکاح کیا، حضرت میمونہ میری اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خالہ تھیں (صحیح مسلم ج ۱، کتاب النکاح، قدیمی کتب خانہ کراچی)

بَابُ النَّهْيِ عَنْ نِكَاحِ الْمُحْرِمِ .

یہ باب ہے کہ حالت احرام والے شخص کے نکاح کرنے کی ممانعت

3275 - اَخْبَرَنَا هَارُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْنٌ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ وَّالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ نُبَيْهِ بْنِ وَهْبٍ اَنَّ اَبَانَ بْنَ عُثْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "لَا يَنْكِحُ الْمُحْرِمُ وَلَا يُنْكِحُ وَلَا يَخْطُبُ".

❖❖ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: حالت احرام والا شخص نہ خود نکاح کرا سکتا ہے نہ کسی کا نکاح کروا سکتا ہے اور نہ ہی کسی کو نکاح کا پیغام بھجوا سکتا ہے۔

3276 - حَدَّثَنَا اَبُو الْاَشْعَثِ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ - وَهُوَ ابْنُ زُرَيْعٍ - قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ مَطَرٍ وَّيَعْلَى بْنِ حَكِيْمٍ عَنْ نُبَيْهِ بْنِ وَهْبٍ عَنْ اَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ اَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حَدَّثَ عَنِ النَّبِيِّ (صَلَّى اللّٰهُ

3275-تقدم (الحديث 2842) .

3276-تقدم (الحديث 2842) .

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) أَنَّهُ قَالَ: "لاَ يَنْكِحُ الْمُحْرِمُ وَلاَ يُنْكِحُ وَلاَ يَخْطُبُ".

◈◈ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: حالت احرام والا شخص نہ خود نکاح کرسکتا ہے نہ ہی کسی کا نکاح کرواسکتا ہے اور نہ ہی کسی کو نکاح کا پیغام بھجواسکتا ہے۔

بَابُ مَا يُسْتَحَبُّ مِنَ الْكَلاَمِ عِنْدَ النِّكَاحِ .

یہ باب ہے کہ نکاح کے وقت کون سا کلام مستحب ہے

3277- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْثَرٌ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي الأَحْوَصِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ عَلَّمَنَا رَسُولُ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) التَّشَهُّدَ فِي الصَّلاَةِ وَالتَّشَهُّدَ فِي الْحَاجَةِ قَالَ التَّشَهُّدُ فِي الْحَاجَةِ "أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ نَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا مَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلاَ مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُضْلِلِ اللَّهُ فَلاَ هَادِيَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ". وَيَقْرَأُ ثَلاَثَ آيَاتٍ .

◈◈ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نماز کے دوران تشہد کا طریقہ تعلیم دیا اور ضرورت کے وقت تشہد طریقہ کا تعلیم دیا (یعنی نکاح کا خطبہ سکھایا تھا) آپ نے ضرورت کے تشہد (یعنی نکاح کے خطبے میں یہ الفاظ تعلیم دیے تھے)

بے شک ہر طرح کی حمد اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہے۔ ہم اسی کی حمد بیان کرتے ہیں' ہم اسی سے مدد طلب کرتے ہیں' ہم اسی سے مغفرت طلب کرتے ہیں' ہم اپنی ذات کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ ہدایت عطا کرے اسے کوئی گمراہ نہیں کرسکتا اور جسے اللہ تعالیٰ گمراہ رہنے دے اسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا۔ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے اور میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے خاص بندے اور رسول ہیں۔

پھر آپ نے تین آیات تلاوت کیں۔

3278- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ دَاوُدَ عَنْ عَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَجُلاً كَلَّمَ النَّبِيَّ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فِي شَيْءٍ فَقَالَ النَّبِيُّ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "إِنَّ الْحَمْدَ لِلَّهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ مَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلاَ مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُضْلِلِ اللَّهُ فَلاَ هَادِيَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللَّهُ وَحْدَهُ لاَ شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ

3277-اخرجه ابو داؤد في النكاح، باب في خطبة النكاح (الحديث 2118م) و اخرجه الترمذي في النكاح، ما جاء في خطبة النكاح (الحديث 1105) مطولاً . و اخرجه النسائي في عمل اليوم والليلة، ما يستحب من الكلام عند الحاجة (الحديث 488 و 489 و 493) . واخرجه ابن ماجه في النكاح، باب خطبة النكاح (الحديث 1892) . تحفة الاشراف (9506) .

3278-اخرجه مسلم في الجمعة، باب تخفيف الصلاة و الخطبة (الحديث 46) مطولاً و اخرجه ابن ما جه في النكاح، باب خطبة النكاح (الحديث 1893) تحفة الاشراف (5586) .

أَمَّا بَعْدُ'' .

◇◇ حضرت ابن عباس ﷠ بیان کرتے ہیں' ایک شخص نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ کسی معاملے میں بات چیت کی تو نبی اکرم ﷺ نے یہ پڑھا:

''بے شک ہر طرح کی حمد اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔ہم اسی کی حمد بیان کرتے ہیں' ہم اسی سے مدد مانگتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ ہدایت عطا کرے۔اسے کوئی گمراہ نہیں کرسکتا اور جسے اللہ تعالیٰ گمراہ رہنے دے اسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا اور میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے اور میں اس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد ﷺ اس کے خاص بندے اور رسول ہیں''۔

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الْخُطْبَةِ ـ

یہ باب ہے کہ کس طرح کا خطبہ مکروہ ہے

3279- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ أَنْبَأَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ تَمِيمِ بْنِ طَرَفَةَ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ تَشَهَّدَ رَجُلَانِ عِنْدَ النَّبِيِّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَقَالَ أَحَدُهُمَا مَنْ يُطِعِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ رَشَدَ وَمَنْ يَعْصِهِمَا فَقَدْ غَوَى ـ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "بِئْسَ الْخَطِيبُ أَنْتَ" ـ

◇◇ حضرت عدی بن حاتم ﷛ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ کے سامنے دو آدمیوں نے خطبہ دیا اس میں سے ایک نے یہ پڑھا۔

''جو شخص اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرے اور اس کے رسول کی اطاعت کرے وہ ہدایت حاصل کر گیا اور جس نے ان دونوں کی نافرمانی کی وہ گمراہ ہو گیا''۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم بہت بُرے خطیب ہو۔

بَابُ الْكَلَامِ الَّذِي يَنْعَقِدُ بِهِ النِّكَاحُ ـ

یہ باب ہے کہ وہ کلام جس کے ذریعے نکاح منعقد ہو جاتا ہے

3280- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ عَنْ سُفْيَانَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا حَازِمٍ يَقُولُ سَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ يَقُولُ إِنِّي لَفِي الْقَوْمِ عِنْدَ النَّبِيِّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَقَامَتِ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّهَا قَدْ وَهَبَتْ نَفْسَهَا لَكَ

3279-اخرجه مسلم في الجمعة، باب تخفيف الصلاة و الخطبة (الحديث 48) . و اخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب الرجل يخطب على قوس (الحديث 1099)، و في الادب، باب . 85 . (الحديث 4981) . تحفة الاشراف (9850) .

3280-تقدم في النكاح، ذكر امر رسول الله صلى الله عليه وسلم في النكاح و ازواجه و ما اباح الله عزوجل لنبيه صلى الله عليه وسلم و حظره على خلقه زيادة في كرامته و تنبيهًا لفضيلته (الحديث 3200) .

فَرَأْ فِيهَا رَأْيَكَ . فَسَكَتَ فَلَمْ يُجِبْهَا النَّبِيُّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) بِشَيْءٍ ثُمَّ قَامَتْ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اِنَّهَا قَدْ وَهَبَتْ نَفْسَهَا لَكَ فَرَأْ فِيهَا رَأْيَكَ . فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ زَوِّجْنِيهَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ . قَالَ: "هَلْ مَعَكَ شَيْءٌ" . قَالَ لاَ . قَالَ: "اذْهَبْ فَاطْلُبْ وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ" . فَذَهَبَ فَطَلَبَ ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ لَمْ اَجِدْ شَيْئًا وَلاَ خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ . قَالَ: "هَلْ مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ شَيْءٌ" . قَالَ نَعَمْ مَعِيَ سُورَةُ كَذَا وَسُورَةُ كَذَا . قَالَ: "قَدْ اَنْكَحْتُكَهَا عَلٰى مَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ" .

✧✧ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ کچھ لوگوں کے ساتھ موجود تھا۔ ایک عورت کھڑی ہوئی' اس نے عرض کی: یارسول اللہ! وہ اپنا آپ' آپ کے لیے ہبہ کرتی ہے۔ آپ اس کے بارے میں اپنی رائے بیان کیجئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے۔ آپ نے اسے کوئی جواب نہیں دیا۔ پھر وہ کھڑی ہوئی اس نے عرض کی: یارسول اللہ! وہ اپنا آپ' آپ کے لیے ہبہ کرتی ہے۔ آپ اس کے بارے میں اپنی رائے بیان کیجئے تو ایک صاحب کھڑے ہوئے اور انہوں نے عرض کی یارسول اللہ! میری شادی اس کے ساتھ کر دیجئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تمہارے پاس کوئی شے ہے' اس نے عرض کی نہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جاؤ اور تلاش کرو۔ اگرچہ لوہے کی ایک انگوٹھی ہو۔ وہ گیا' اس نے تلاش کیا اور بولا: مجھے کوئی چیز نہیں ملی۔ لوہے کی کوئی انگوٹھی بھی نہیں ملی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تمہیں قرآن یاد ہے۔ اس نے عرض کی: جی ہاں! مجھے فلاں فلاں سورت یاد ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو تمہیں قرآن آتا ہے اس کے ذریعے میں تمہاری شادی اس عورت کے ساتھ کرتا ہوں۔

بَابُ الشُّرُوطِ فِي النِّكَاحِ .

یہ باب نکاح میں شرائط رکھنے کے بیان میں ہے

3281- اَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ اَنْبَاَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ اَبِي حَبِيبٍ عَنْ اَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَالَ: "اِنَّ اَحَقَّ الشُّرُوطِ اَنْ يُوَفّٰى بِهِ مَا اسْتَحْلَلْتُمْ بِهِ الْفُرُوجَ" .

✧✧ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: پوری کیے جانے کی سب سے زیادہ حقدار وہ شرائط ہیں جن کے ذریعے تم شرمگاہوں کو حلال کرتے ہو۔

3282- اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ تَمِيمٍ قَالَ سَمِعْتُ حَجَّاجًا يَقُولُ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ اَبِي اَيُّوبَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ اَبِي حَبِيبٍ اَنَّ اَبَا الْخَيْرِ حَدَّثَهُ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ عَنِ النَّبِيِّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)

3281-اخرجه البخاري في الشروط، باب الشروط في المهر عند عقدة النكاح (الحديث 2721)، و في النكاح، باب الشروط في النكاح (الحديث 5151) . و اخرجه مسلم في النكاح، باب الوفاء بالشروط في النكاح (الحديث 63) . و اخرجه ابو داؤد في النكاح، باب في الرجل يشترط لها دارها (الحديث 2139) . و اخرجه الترمذي في النكاح، باب ما جاء في الشرط عند عقدة النكاح (الحديث 1127) . و اخرجه النسائي في النكاح، الشروط في النكاح (الحديث 3282) و اخرجه ابن ماجه في النكاح، باب الشرط في النكاح (الحديث 1954) تحفة الاشراف (9953) .

3282-تقدم في النكاح، الشروط في النكاح (الحديث 3281) .

قَالَ: "إِنَّ أَحَقَّ الشُّرُوطِ أَنْ يُوَفَّى بِهِ مَا اسْتَحْلَلْتُمْ بِهِ الْفُرُوجَ".

◆◆ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: پوری کیے جانے کی سب سے زیادہ حقدار وہ شرائط ہیں جن کے ذریعے تم شرمگاہوں کو حلال کرتے ہو۔

شرح

سب سے اہم شرط سے مراد بیوی کا مہر ہے یا پھر بیوی کے وہ تمام حقوق مراد ہیں جو شوہر کے ذمہ ہوتے ہیں لہٰذا حدیث کا حاصل یہ ہے کہ تم اپنی بیوی کے مہر ادا کرو ان کے کھانے پینے کا خرچ ان کو دو، انہیں رہنے کے لئے مکان دو اور ان کی دیگر ضروریات زندگی اپنی استطاعت کے مطابق پوری کرو اور صرف یہ نہیں بلکہ ان کے ساتھ اپنی زندگی اس حسن سلوک میل جول اور پرمحبت انداز سے گزارو جو ایک باوقار اور شریف انسان کی شان کے عین مطابق ہے۔ اب رہی یہ بات کہ ان چیزوں کو شرط کیوں کہا گیا ہے تو واقعہ یہ ہے کہ جب کوئی شخص کسی عورت سے نکاح کرتا ہے تو اس کے ذہن میں تصور کے ہر گوشہ میں یہی عزم ہوتا ہے کہ وہ جس عورت کو اپنی بیوی بنا کر اپنے گھر لا رہا ہے اس کے تمام حقوق کی ادائیگی پورے طور پر کرے گا اور پھر وہ ان حقوق کی ادائیگی کا التزام بھی کرتا ہے لہٰذا اس کا یہ عزم اور پھر یہ التزام اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ گویا اس نے حقوق کی ادائیگی کی شرط کی ہے۔

بَابُ النِّكَاحِ الَّذِيْ تَحِلُّ بِهِ الْمُطَلَّقَةُ ثَلَاثًا لِمُطَلِّقِهَا

یہ باب ہے کہ وہ نکاح جس کی وجہ سے تین مرتبہ طلاق یافتہ عورت طلاق دینے والے کے لیے حلال ہو جاتی ہے

3283- اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جَائَتِ امْرَاَةُ رِفَاعَةَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَقَالَتْ اِنَّ رِفَاعَةَ طَلَّقَنِيْ فَاَبَتَّ طَلَاقِيْ وَاِنِّيْ تَزَوَّجْتُ بَعْدَهُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الزَّبِيْرِ وَمَا مَعَهُ اِلَّا مِثْلُ هُدْبَةِ الثَّوْبِ. فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) وَقَالَ: "لَعَلَّكِ تُرِيْدِيْنَ اَنْ تَرْجِعِيْ اِلٰى رِفَاعَةَ لَا حَتّٰى يَذُوْقَ عُسَيْلَتَكِ وَتَذُوْقِيْ عُسَيْلَتَهُ".

◆◆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں رفاعہ کی اہلیہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ اس نے عرض کی: رفاعہ نے مجھے طلاق دیدی ہے اور طلاق بتہ دی ہے۔ اس کے بعد میں نے عبدالرحمٰن بن زبیر کے ساتھ شادی کر لی۔ اس کا ساتھ میرے لیے کپڑے کے اس کنارے کی طرح ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا دیئے اور فرمایا: شاید تم دوبارہ رفاعہ کے ساتھ شادی کرنا

3283-اخرجه البخاري في الشهادات، باب شهادة المختبيء (الحديث 2639) . و اخرجه مسلم في النكاح، باب لا تحل المطلقة ثلاثا لمطلقها حتى تنكح زوجا غيره و يطاها ثم يفارقها و تنقضي عدتها (الحديث 111) واخرجه الترمذي في النكاح ، باب ما جاء فيمن يطلق امراته ثلاثا فيتزوجها آخر فيطلقها قبل ان يدخل بها (الحديث 1118) . و اخرجه النسائي في الطلاق، باب احلال المطلقة ثلاثا و النكاح الذي يحلها به (الحديث 3411) . و اخرجه ابن ماجه في النكاح، باب الرجل يطلق امراته ثلاثا فتزوج فيطلقها قبل ان يدخل بها اترجع الى الاول (الحديث 1932) . تحفة الاشراف (16436) .

چاہتی ہو۔ ایسا اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک وہ (عبدالرحمن بن زبیر) تمہارا شہد نہیں چکھ لیتا اور تم اس کا شہد نہیں چکھ لیتی۔

بَابُ تَحْرِيمِ الرَّبِيبَةِ الَّتِي فِي حَجْرِهِ .

باب 44: زیر پرورش (سوتیلی بیٹی) کے ساتھ شادی کرنا حرام ہے

3284 - اَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ بَكَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَنْبَاَنَا شُعَيْبٌ قَالَ اَخْبَرَنِي الزُّهْرِيُّ قَالَ اَخْبَرَنِي عُرْوَةُ اَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ اَبِي سَلَمَةَ - وَاُمُّهَا اُمُّ سَلَمَةَ زَوْجُ النَّبِيِّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) - اَخْبَرَتْهُ اَنَّ اُمَّ حَبِيبَةَ بِنْتَ اَبِي سُفْيَانَ اَخْبَرَتْهَا اَنَّهَا قَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اَنْكِحْ اُخْتِي بِنْتَ اَبِي سُفْيَانَ . قَالَتْ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "اَوَتُحِبِّينَ ذٰلِكِ" . فَقُلْتُ نَعَمْ لَسْتُ لَكَ بِمُخْلِيَةٍ وَّاَحَبُّ مَنْ يُشَارِكُنِي فِي خَيْرٍ اُخْتِي . فَقَالَ النَّبِيُّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "اِنَّ اُخْتَكِ لَا تَحِلُّ لِي" . فَقُلْتُ وَاللّٰهِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اِنَّا لَنَتَحَدَّثُ اَنَّكَ تُرِيدُ اَنْ تَنْكِحَ دُرَّةَ بِنْتَ اَبِي سَلَمَةَ . فَقَالَ: "بِنْتُ اُمِّ سَلَمَةَ" . فَقُلْتُ نَعَمْ . فَقَالَ: "وَاللّٰهِ لَوْلَا اَنَّهَا رَبِيبَتِي فِي حَجْرِي مَا حَلَّتْ لِي اِنَّهَا لَابْنَةُ اَخِي مِنَ الرَّضَاعَةِ اَرْضَعَتْنِي وَاَبَا سَلَمَةَ ثُوَيْبَةُ فَلَا تَعْرِضْنَ عَلَيَّ بَنَاتِكُنَّ وَلَا اَخَوَاتِكُنَّ" .

◇◇ عروہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' سیدہ زینب رضی اللہ عنہا بنت ابوسلمہ اور سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے انہیں یہ بات بتائی: سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا بنت ابی سفیان نے انہیں یہ بات بتائی: انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! میری بہن جو حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ہیں۔ آپ اس کے ساتھ شادی کرلیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم اس بات کو پسند کرتی ہو۔ میں نے جواب دیا: جی ہاں! کیونکہ میں آپ کی اکلوتی بیوی نہیں ہوں اور مجھے یہ پسند ہے کہ میری اس بھلائی میں میری بہن بھی شریک ہو۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہاری بہن میرے لیے حلال نہیں ہے۔ میں نے کہا: اللہ کی قسم! یارسول اللہ! ہم تو یہ بات چیت کررہی ہیں کہ آپ درہ بنت ابوسلمہ کے ساتھ شادی کرنا چاہتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: ابوسلمہ کی بیٹی؟ میں نے جواب دیا: جی ہاں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی قسم! اگر وہ میری سوتیلی بیٹی نہ ہوتی تو بھی میرے لیے حلال نہیں تھی کیونکہ وہ میرے رضاعی بھائی کی بیٹی ہے۔ مجھے اور ابوسلمہ کو ثوبیہ نے دودھ پلایا ہے۔ میرے سامنے اپنی بیٹیوں اور بہنوں کے رشتوں کی پیشکش نہ کیا کرو۔

محرمات نکاح سے متعلق تفصیلی احکام کا بیان

محرمات کی تفصیل جو عورتیں محرمات میں سے ہیں ان کی نو قسمیں ہیں یا یوں کہیے کہ نکاح کے حرام ہونے کے نو سبب ہیں جن

3284- اخرجه البخاري في النكاح، باب (و امهاتكم اللاتي ارضعنكم)، ويحرم من الرضاع ما يحرم من النسب (الحديث 5101)، باب (وربائبكم اللاتي في حجوركم من نسائكم اللاتي دخلتم بهن) (الحديث 5106)، و باب (و ان تجمعوا بين الاختين الا ما قد سلف) (الحديث 5107)، و باب عرض الانسان ابنته او اخته على اهل الخير (الحديث 5123) مختصراً، و في النفقات، باب المراضع من المواليات و غيرهن (الحديث 5372) و اخرجه مسلم في الرضاع، باب تحريم الربيبة و اخت المراة (الحديث 15 و 16) . و اخرجه النسائي في النكاح، تحريم الجمع بين الام و البنت (الحديث 3285) و (3286) مختصراً، و تحريم الجمع بين الاختين (الحديث 3287) . و اخرجه ابن ماجه في النكاح، باب يحرم من الرضاع ما يحرم من النسب (الحديث 1939) . تحفة الاشراف (15875) .

کی نمبروار تفصیل یوں ہے: پہلا سبب: نسبی رشتہ: جو عورتیں نسبی رشتہ کے سبب حرام ہوتی ہیں وہ یہ ہیں۔ ماں بیٹی بہن پھوپھی خالہ بھتیجی اور بھانجی۔ لہٰذا ان رشتوں سے نکاح کرنا جماع کرنا اور ایسے کام کرنا جو جماع کے محرک اور سبب بن جاتے ہیں جیسے بوسہ لینا وغیرہ یہ سب کام ہمیشہ کے لئے حرام ہیں۔

ماں سے اپنی ماں بھی مراد ہے اور دادی اور نانی خواہ اوپر کے درجہ کی ہوں جیسے پردادی اور پرنانی وغیرہ) بھی مراد ہیں۔ بیٹی کے حکم میں اپنی حقیقی بیٹی اپنے بیٹے کی بیٹی پوتی اپنی بیٹی کی بیٹی یعنی نواسی اور اس طرح نیچے تک سب شامل ہیں۔ اسی طرح بہن خواہ حقیقی ہو خواہ سوتیلی صرف باپ شریک ہو اور خواہ اخیافی صرف ماں شریک ہو سب حرام ہیں۔ بھتیجی اور بھانجی سے بھی تین طرح کی بھتیجیاں اور بھانجیاں یعنی حقیقی بھائی بہن کی اولاد، سوتیلے بھائی بہن کی اولاد اور اخیافی بھائی بہن کی اولاد مراد ہیں (اگرچہ نیچے درجہ کی ہوں کہ یہ سب محرمات میں سے ہیں۔

پھوپھی بھی تینوں طرح کی مراد ہیں یعنی حقیقی پھوپھی سوتیلی باپ شریک) پھوپھی اور اخیافی صرف ماں شریک پھوپھی اسی طرح پھوپھی کے حکم میں باپ کی پھوپھی اور دادا کی پھوپھی اور دادی کی پھوپھی بھی شامل ہیں کہ یہ سب پھوپھیاں بھی محرمات میں سے ہیں، ہاں پھوپھی کی پھوپھی حرام ہے یا نہیں اس میں تفصیل ہے۔ اگر مثلاً زید کی پھوپھی اس کے باپ کی حقیقی بہن ہو یا سوتیلی یعنی صرف باپ شریک بہن ہو تو اس پھوپھی کی پھوپھی زید کے لئے حرام ہوگی اور اگر زید کی پھوپھی اس کے باپ کی اخیافی (یعنی صرف ماں شریک) بہن ہو تو ایسی پھوپھی زید کے لئے حرام نہیں ہوگی۔

خالہ بھی تین طرح کی مراد ہیں تفصیل یہ ہے کہ: اگر مثلاً سوتیلی خالہ اخیافی خالہ اپنے باپ کی خالہ اور اپنی ماں کی خالہ یہ سب خالائیں حرام ہیں لیکن خالہ کی خالہ کے بارے میں تفصیل ہے اگر مثلاً زید کی خالہ اس کی ماں کی حقیقی بہن ہو یا اخیافی یعنی صرف ماں شریک بہن ہو تو اس خالہ کی خالہ زید کے لئے حرام ہوگی یعنی اس سے زید کا نکاح نہیں ہوسکتا اور اگر زید کی خالہ اس کی ماں کی سوتیلی یعنی صرف باپ شریک بہن ہو تو ایسی خالہ حرام نہیں ہوگی اس سے زید کا نکاح جائز ہوگا۔

دوسرا سبب سسرالی رشتہ: وہ عورتیں جو بسبب صہریت یعنی سسرالی رشتہ کی وجہ سے حرام ہو جاتی ہیں ان کی چار قسمیں ہیں ایک ساس یعنی بیوی کی ماں دو یا ساس یعنی بیوی کی دادی، ننیا ساس یعنی بیوی کی نانی اور اس سے اوپر کے درجہ کی مثلاً بیوی کے باپ اور ماں کی دادی وغیرہ بیوی کی بیٹی اور بیوی کے بیٹوں کی اولاد اور اس سے نیچے کے درجہ کی مثلاً بیوی کی نواسی کی اولاد وغیرہ یہ سب حرام ہیں بشرطیکہ بیوی سے جماع کرلیا ہو خواہ وہ بیوی کی بیٹی اس مرد کی پرورش میں ہو یا نہ ہو اور حنفی علماء نے بیوی کی بیٹیوں کی حرمت کے سلسلہ میں خلوت صحیحہ کو جماع کا قائم مقام قرار نہیں دیا یعنی بیوی کی بیٹیوں کی حرمت ثابت کرنے کے لئے یہ ضروری قرار دیا ہے کہ مرد نکاح کے بعد بیوی سے جماع بھی کرلے اگر صرف خلوت صحیحہ ہوئی ہو یعنی جماع کرنے کا پورا موقع مل گیا ہو) مگر دونوں نے جماع نہ کیا ہو تو اس صورت میں اس بیوی کی بیٹی (جو دوسرے شوہر کے نطفہ سے ہو) کی حرمت ثابت نہیں ہوگی بہو یعنی بیٹے کی بیوی پوت بہو یعنی پوتے کی بیوی اور نواسی بہو یعنی نواسے کی بیوی اور اسے نیچے کے درجہ کی (یعنی پڑپوتے کی بیوی وغیرہ) اور ان عورتوں کے ساتھ ان کے شوہروں یعنی بیٹے اور پوتے وغیرہ نے جماع کیا ہو یا نہ کیا ہو دونوں صورتوں میں حرام ہیں۔ ہاں لے پالک یعنی

منہ بولے بیٹے کی بیوی حرام نہیں ہوتی یعنی مثلاً زید بکر کا منہ بولا بیٹا ہے تو زید کی بیوی بکر کے حق میں محرمات میں سے نہیں ہوگی اگر زید اپنی بیوی کو طلاق دیدے یا وہ مرجائے تو بکر اس کی مطلقہ یا وہ بیوہ سے اپنا نکاح کر سکتا ہے باپ کی بیوی یعنی سوتیلی ماں اور دادا اور نانا کی بیویاں یعنی سوتیلی دادی اور سوتیلی نانی اور اس سے اوپر کے درجہ کے یہ سب بھی ہمیشہ کے لئے حرام ہیں نہ ان سے نکاح ہو سکتا ہے اور نہ کسی دوسرے طریقہ سے جماع ہو سکتا ہے۔

سسرالی رشتہ سے حرمت اس صورت میں ثابت ہوتی ہے جب کہ نکاح صحیح ہو فاسد نکاح سے حرمت ثابت نہیں ہوگی چنانچہ اگر کسی شخص نے کسی عورت سے زنا کیا تو زنا کرنے والے کے لئے اس عورت کی ماں، دادی، نانی اور اس عورت کی بیٹی پوتی نواسی سب حرام ہو جائیں گی اسی طرح اس عورت کے لئے زنا کرنے والے کے باپ دادا نانا اور اس عورت کے لڑکے پوتے نواسے سب حرام ہو جائیں گے۔ اگر کسی شخص نے ایک عورت سے جماع کیا جس کی وجہ سے اس عورت کے پیشاب اور پاخانہ کا مقام ایک ہو گیا تو اس عورت کی ماں جماع کرنے والے کے لئے حرام نہیں ہوگی کیونکہ اس صورت میں یقین کے ساتھ نہیں کہا جا سکتا کہ اس نے عورت کے پیشاب کے مقام ہی میں جماع کیا ہے ہاں اگر جماع کے بعد وہ عورت حاملہ ہو جائے اور یہ معلوم بھی ہو جائے کہ یہ حمل اسی شخص کے نطفہ سے قرار پایا ہے تو اس صورت میں اس کی ماں اس کے لئے حرام ہو جائے گی۔

اور جس طرح یہ حرمت جماع کرنے سے ثابت ہوتی ہے اسی طرح شہوت کے ساتھ) عورت کو چھونے بوسہ لینے اور شہوت کے ساتھ عورت کی شرمگاہ کی طرف دیکھنے سے ثابت ہو جاتی ہے۔ اور یہ مذکورہ چیزیں یعنی چھونا وغیرہ خواہ نکاح کی صورت میں پیش آئیں یا خواہ ملکیت کی صورت میں اور خواہ فجور کی صورت میں حنفیہ کے نزدیک یہ تینوں یکساں ہیں۔ نیز حنفی علماء نے یہ بھی لکھا ہے کہ اس بارے میں شبہ اور غیر شبہ برابر ہیں اور اس سلسلہ میں شہوت کے ساتھ مباشرت (مرد و عورت کا شہوت کے ساتھ ایک دوسرے سے لپٹنا) بھی بوسہ کے حکم میں ہے اسی طرح معانقہ کا بھی یہی حکم ہے ایسے ہی اگر شہوت کے ساتھ دانتوں سے اس کو کاٹا تو بھی یہی حکم ہے یعنی ان تمام صورتوں میں حرمت ثابت ہو جاتی ہے۔

اگر کسی نے شہوت کے ساتھ مرد کے عضو مخصوص کی طرف دیکھا یا شہوت کے ساتھ اس کو ہاتھ لگایا یا بوسہ لیا تو اس صورت میں اس کے ساتھ حرمت مصاہرت ثابت ہو جائے گی اور باقی دوسرے تمام اعضاء کی طرف دیکھنے سے اور ان کو ہاتھ لگانے سے حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوتی ہاں اگر یہ دیکھنا یا ہاتھ لگانا شہوت کے ساتھ ہو تو پھر بغیر کسی اختلاف کے حرمت ثابت ہو جائے گی۔ حرمت کے سلسلہ میں عورت کی شرمگاہ کے ظاہری حصہ کو دیکھنے کا اعتبار نہیں ہے بلکہ اندر کے حصہ کو دیکھنے سے حرمت ثابت ہوا کرتی ہے چنانچہ علماء نے لکھا ہے کہ اگر مرد کسی کھڑی ہوئی عورت کی شرم گاہ کو دیکھ لے تو اس صورت میں حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوگی کیونکہ عورت جب کھڑی ہوئی ہو تو اس کی شرم گاہ کے اندرونی حصہ پر نظر نہیں پڑتی بلکہ شرمگاہ کے اندرونی حصہ پر اس وقت نظر پڑے گی جب وہ پشت سے تکیہ لگائے ہوئے بیٹھی ہو۔

اگر کسی مرد نے عورت کی شرمگاہ کے اندرونی حصہ کو اس طرح دیکھا کہ درمیان میں باریک پردہ یا شیشہ حائل تھا لیکن اندرونی حصہ نظر آ رہا تھا تو بھی حرمت ثابت ہو جائے گی۔ ہاں اگر کوئی شخص آئینہ دیکھ رہا تھا اور اس میں کسی عورت کی شرمگاہ نظر آ گئی اور پھر

مرد نے اس کو شہوت کے ساتھ دیکھا تو اس مرد پر نہ اس عورت کی ماں حرام ہوگی اور نہ بیٹی حرام ہوگی کیونکہ اس نے شرمگاہ کو نہیں دیکھا بلکہ اس کا برعکس دیکھا۔ اگر کوئی عورت پانی کے حوض کے کنارے پر یا پل پر بیٹھی ہو اور کسی مرد نے اس کا عکس پانی میں دیکھا اور پھر اس کے بعد وہ شہوت کے ساتھ پانی ہی میں اس کی شرمگاہ کا عکس دیکھتا رہا تو اس صورت میں بھی حرمت ثابت نہیں ہوگی ہاں اگر عورت پانی میں ہو اور مرد کی نگاہ اس کی شرمگاہ پر پڑ جائے اور پھر اسے شہوت کے ساتھ دیکھے تو حرمت ثابت ہو جائے گی۔ کسی عورت کو شہوت کے ساتھ چھونے سے حرمت ثابت ہونے کے سلسلے میں یہ ضروری نہیں ہے کہ قصداً چھوئے تب ہی حرمت ثابت ہوگی بلکہ چاہے قصداً چھوئے یا چاہے بھول کر چھوئے چاہے کسی کے زبردستی کرنے سے یا خود غلطی سے چھوئے اور چاہے نیند کی حالت میں چھوئے ہر صورت میں حرمت ثابت ہو جائے گی۔ چنانچہ اگر کسی مرد نے جماع کرنے کے لئے اپنی بیوی کو نیند سے اٹھانا چاہا مگر غلطی سے اس کا ہاتھ لڑکی پر پڑ گیا اور پھر یہ سمجھ کر کہ یہی میری بیوی ہے شہوت کے ساتھ اس کی چٹکی بھر لی اور وہ لڑکی بھی جوان تھی قابل شہوت تھی تو اس صورت میں اس مرد کے لئے اس لڑکی کی ماں یعنی اس کی بیوی ہمیشہ کے لئے حرام ہو جائے گی۔ اگر کسی مرد نے شہوت کے ساتھ عورت کے ان بالوں کو ہاتھ لگایا جو سر سے ملے ہوئے ہیں تو حرمت ثابت ہو جائے گی اور اگر لٹکے ہوئے بالوں کو ہاتھ لگایا تو حرمت ثابت نہیں ہوگی مگر ناطفی نے اس تفصیل کے بغیر مطلقا بالوں کے چھونے کو حرمت کا باعث لکھا ہے اسی طرح اگر مرد نے عورت کے ناخن کو شہوت کے ساتھ ہاتھ لگایا تو حرمت ثابت ہو جائے گی۔ یہ جو بتایا گیا ہے کہ عورت کو شہوت کے ساتھ چھونا اور ہاتھ لگانا حرمت کو ثابت کر دیتا ہے تو اس بارے میں یہ بات ملحوظ رہے کہ عورت کو چھونے اور ہاتھ لگانے سے اسی صورت میں حرمت مصاہرت ثابت ہوتی ہے جب کہ دونوں کے درمیان کپڑا حائل نہ ہو اور اگر کپڑا حائل ہو تو وہ اس قدر باریک ہو کہ چھونے والے کا ہاتھ بدن کی حرارت محسوس نہیں ہوتی تو حرمت ثابت نہیں ہوگی خواہ اس کی وجہ سے مرد کے عضو مخصوص میں ایستادگی ہی کیوں نہ ہو جائے، اسی طرح اگر کسی مرد نے عورت کے موزہ کے نیچے کا حصہ چھوا تو حرمت ثابت ہو جائے گی ہاں اگر موزے پر چمڑا چڑھا ہوا ہو جس کی وجہ سے عورت کے پاؤں کی ایڑھی چھونے والے کو محسوس نہ ہو تو حرمت ثابت نہیں ہوگی۔ اگر کسی مرد نے عورت کا بوسہ لیا ایسی حالت میں کہ دونوں کے درمیان کپڑا حائل ہو تو حرمت ثابت ہو جائے گی بشرطیکہ بوسہ لینے والے کو عورت کے دانتوں کی یا ہونٹوں کی ٹھنڈک محسوس ہو۔ حرمت ثابت ہونے کے لئے یہ ضروری نہیں کہ چھونے کے بعد دیر تک چھوتا ہی رہے چنانچہ علماء نے لکھا ہے کہ اگر کسی نے شہوت کے ساتھ اپنی بیوی کی طرف ہاتھ بڑھایا لیکن وہ ہاتھ بیوی کی بجائے اپنی لڑکی کی ناک پر پڑ گیا اور اس کے ساتھ ہی شہوت زیادہ ہوگئی تو اس لڑکی کی ماں یعنی بیوی اس مرد کے لئے حرام ہو جائے گی اگر چہ اس نے اپنا ہاتھ فوراً ہی ہٹا لیا ہو۔ حرمت ثابت ہونے کے لئے یہ شرط ہے کہ جس عورت کو ہاتھ لگایا جائے یا بوسہ لیا جائے اور وہ قابل شہوت ہو اور فتوی اس پر ہے کہ کم سے کم نو سال کی لڑکی قابل شہوت ہوتی ہے اس سے کم نہیں، چنانچہ اگر کسی مرد نے کسی ایسی نابالغہ لڑکی سے جماع کیا جو قابل شہوت نہ ہو یں تو حرمت ثابت نہیں ہوگی اس کے برخلاف اگر عورت اتنی بوڑھی ہو جائے کہ قابل شہوت نہ رہے تو وہ حرمت ثابت ہونے کا باعث بن جاتی ہے کیونکہ وہ حرمت کے حکم میں داخل ہو چکی تھی اور بڑھاپے کی وجہ سے اس حکم سے باہر نہیں ہو سکتی جب کہ نابالغہ ابھی حرمت کے حکم میں داخل ہی نہیں ہوئی۔ جس طرح حرمت ثابت ہونے کے لئے عورت کا قابل شہوت ہونا

شرط ہے اسی طرح مرد کا بھی قابل شہوت ہونا شرط ہے۔لہٰذا اگر چار سال کے بچہ نے مثلا اپنے باپ کی بیوی یعنی اپنی سوتیلی ماں سے جماع کر لیا تو اس کی وجہ سے حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوگی۔لیکن اگر جماع کرنے والا ایسا بچہ ہو جس کے ہم عمر بچے عام طور پر جماع کر سکتے ہوں تو تو اس کا وہی حکم ہوگا جو بالغ کا ہوتا ہے اور اس بارے میں علماء نے لکھا ہے کہ ایسے بچہ کی پہچان یہ ہے کہ وہ جماع کرنے پر قادر ہو عورت کی طرف اس کا میلان ظاہر ہوتا ہو اور عورتیں اس سے شرم کرتی ہوں۔مذکورہ بالا چیزوں یعنی چھونے اور دیکھنے کے بارے میں شہوت یعنی ہیجان کا ہونا شرط ہے یعنی عورت کو ہاتھ لگانے بوسہ لینے اور شرم گاہ کے اندرونی حصہ کی طرف دیکھتے وقت اگر شہوت ہو تب حرمت ثابت ہوگی لہٰذا اگر یہ دونوں چیزیں بغیر شہوت کے پائی جائیں اور پھر بعد میں شہوت پیدا ہو تو حرمت ثابت نہیں ہوگی اور شہوت کا معیار مرد کے لئے یہ ہے کہ اس کے عضو مخصوص میں ایستادگی ہو جائے اور اگر ایستادگی پہلے سے تھی تو اس میں زیادتی ہو جائے۔اس مسئلہ میں یہی قول صحیح ہے اور اسی پر فتوی ہے لہٰذا اگر کسی مرد کے عضو مخصوص میں ایستادگی تھی ایسی حالت میں اس نے اپنی بیوی کو اپنے پاس بلایا اور پھر اسی دوران کسی طرح اس کا عضو مخصوص اس کی لڑکی کی دونوں رانوں کے درمیان داخل ہو گیا تو اس صورت میں اگر اس کے عضو مخصوص کی ایستادگی میں زیادتی نہ پیدا ہوگئی ہو تو اس لڑکی کی ماں یعنی اس کی بیوی اس کے لئے حرام نہیں ہوگی۔اور شہوت کا معیار اس مرد کے لئے ہے جو جوان اور جماع کرنے پر قادر ہو اور اگر مرد بوڑھا ہو تو اس کے حق میں شہوت کا معیار یہ ہے کہ خواہش کے وقت اس کے قلب میں حرکت پیدا ہو جائے اگر پہلے سے حرکت نہیں تھی اور اگر قلب میں پہلے سے حرکت موجود تھی تو اس خواہش میں زیادتی ہو جائے اور عورت کے لئے اس اس مرد کے لئے جس کا عضو مخصوص کٹا ہوا ہو شہوت کا معیار یہ ہے کہ قلب میں خواہش پیدا ہو اور ہاتھ لگانے وغیرہ سے جنسی لذت حاصل ہو۔اگر خواہش وغیرہ پہلے سے موجود نہ تھی اور اگر یہ پہلے سے موجود تھی تو اس میں زیادتی ہو جائے اور یہ بات ملحوظ رہے کہ مرد وعورت میں سے کسی ایک میں شہوت کا ہونا حرمت ثابت ہونے کے لئے کافی ہو۔ہاتھ لگانے یا بوسہ لینے وغیرہ سے جو حرمت ثابت ہوتی ہے اس میں یہ شرط اور ضروری ہے کہ انزال نہ ہو اگر ہاتھ لگانے یا شرمگاہ کی طرف دیکھنے کے وقت انزال ہو گیا تو حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوگی۔کیونکہ اب انزال ہونے سے یہ بات ثابت ہو جائے گی کہ چھونا وغیرہ جماع لینے کا سبب نہیں بنا۔اگر کسی مرد نے عورت کی مقعد کی طرف دیکھا تو اس سے حرمت ثابت نہیں ہوگی اسی طرح اگر کسی مرد نے عورت کے پیچھے کی طرف بدفعلی کی تو حرمت ثابت نہیں ہوگی۔ایسے ہی اگر مرد کے ساتھ جماع کے افعال کئے تو حرمت ثابت نہیں ہوگی۔اگر کسی مرد نے اپنی بیوی کے ساتھ حرمت مصاہرت کا اقرار کیا تو اس کا اعتبار کیا جائے گا اور ان دونوں یعنی میاں بیوی کے درمیان علیحدگی کرا دی جائے گی اسی طرح اگر مرد نکاح سے قبل زمانہ کی طرف حرمت کی نسبت کرے یعنی اپنی بیوی سے یوں کہے کہ میں نے تم سے نکاح کرنے سے پہلے تمہاری ماں سے جماع کیا تھا تو اس کی بات کا اعتبار کیا جائے گا اور دونوں میں جدائی کرا دی جائے گی لیکن اس عورت کا پورا مہر (جو نکاح کے وقت متعین ہوا تھا) واجب ہوگا عقد واجب نہیں ہوگا اور اس اقرار کے لئے مداومت شرط نہیں یعنی صرف ایک مرتبہ اقرار کر لینا کافی ہے بار بار اقرار کرنا ضروری نہیں ہے اسی لئے اگر کوئی شخص اپنے اقرار سے رجوع کر لے یعنی ایک مرتبہ اقرار کرنے کے بعد پھر انکار کر دے تو قاضی اس نکاح کو صحیح تسلیم نہیں کرے گا ہاں اگر اس نے واقعۃً غلط اقرار کیا تھا تو عنداللہ وہ عورت اس کی بیوی رہے گی

اگر چہ ظاہراً قاضی جدائی کرا دے گا۔ اگر کسی شخص نے ایک عورت کے بارے میں یہ کہا کہ میری رضاعی ماں ہے (یعنی اس عورت نے مجھے دودھ پلایا ہے) اور پھر کچھ عرصہ بعد جب اس عورت سے نکاح کرنا چاہے اور یہ کہے کہ میں نے پہلے غلط کہا تھا کہ یہ میری رضاعی ماں ہے تو اس صورت میں اس کے لئے اس عورت سے نکاح کرنا استحساناً جائز ہوگا۔ اگر کسی شخص نے عورت کا بوسہ لیا اور پھر کہنے لگا کہ یہ شہوت کے ساتھ نہیں تھا یا عورت کو چھوا اور یا اس کی شرم گاہ کی طرف دیکھا اور کہا کہ یہ شہوت کے ساتھ نہیں تھا تو بوسہ لینے کی صورت میں تو فوراً حرمت کا حکم لگا دیا جائے گا جب تک کہ یہ یقین نہ ہو جائے کہ اس نے واقعی شہوت کے ساتھ بوسہ نہیں لیا تھا اور دوسری دونوں صورتوں میں حرمت کا حکم فوراً لگا دیا جائے گا جب یہ یقین ہو جائے کہ یہ چیز شہوت کے ساتھ سرزد ہوئی ہے تو حرمت کا حکم لگایا جائے گا اور یہ فرق اس وجہ سے ہے کہ بوسہ عام طور پر شہوت کے ساتھ لیا جاتا ہے اور بوسہ کی بنیاد ہی شہوت پہ ہوتی ہے بخلاف چھونے اور دیکھنے کے کہ یہ دونوں فعل بغیر شہوت کے بھی سرزد ہوتے ہیں مگر یہ حکم اس صورت میں ہے کہ جب کہ شرمگاہ کے علاوہ کسی اور عضو کو چھوا ہو اور اگر کسی شخص نے عورت کی شرمگاہ کو چھوا ہو اور پھر کہا کہ یہ شہوت کے ساتھ نہیں تھا تو ایسی صورت میں اس کی بات کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔ اگر کسی شخص نے عورت کی چھاتی پکڑ لی اور کہا کہ شہوت کے ساتھ نہیں پکڑی تھی تو اس کی بات کا اعتبار نہیں کیا جائے گا اسی طرح اگر عورت کے ساتھ جانور پر سوار ہوا تو اس کا بھی یہی حکم ہے کہ ہاں اگر عورت کی پشت پر سوار ہو کر دریا کو پار کیا اور کہا کہ اس وقت شہوت نہیں تھی تو اس کی بات کا اعتبار کیا جائے گا۔ ایک شخص نے لوگوں کے سامنے اقرار کیا کہ میں نے فلاں عورت کو شہوت کے ساتھ چھوا ہے یا اس کا بوسہ لیا ہے اور ان لوگوں نے اس کے اس اقرار کی گواہی دی تو اس کی گواہی قبول کی جائے گی اور حرمت مصاہرت ثابت ہو جائے گی اسی طرح اگر گواہ یہ کہیں کہ فلاں شخص نے فلاں عورت کو شہوت کے ساتھ ہاتھ لگایا تھا یا بوسہ لیا تھا تو ان کی گواہی مانی جائے گی کیونکہ شہوت ایک ایسی چیز ہے جو فی الجملہ معلوم ہو جاتی ہے چنانچہ جن لوگوں کے عضو میں حرکت ہوتی ہے اس کو دیکھ کر اور جن کے عضو میں حرکت نہیں ہوتی ان کے بارے میں دوسری علامتوں سے شہوت کا معلوم ہو جانا ممکن ہوتا ہے۔ قاضی علی سعدی فرماتے ہیں کہ اگر نشہ میں مدہوش کسی شخص نے اپنی لڑکی کو پکڑ کر اپنے بدن سے لپٹایا اور اس کا بوسہ لیا اور پھر جب اس سے جماع کرنے کا ارادہ کیا تو لڑکی نے کہا کہ میں تمہاری لڑکی ہوں، یہ سن کر اس شخص نے لڑکی کو چھوڑ دیا تو اس صورت میں بھی لڑکی کی ماں یعنی اس شخص کی بیوی اس کے لئے حرام ہو جائے گی۔ اگر کسی شخص سے پوچھا گیا کہ تم نے اپنی ساس کے ساتھ کیا کیا ہے؟ اس نے جواب میں کہا کہ میں نے جماع کیا ہے تو اس صورت میں بھی حرمت مصاہرت ثابت ہو جائے گی اگر چہ سوال کرنے والے نے مذاق میں سوال کیا ہو اور اس شخص نے بھی از راہ مذاق ہی جواب دیا ہو پھر اس کے بعد وہ شخص لاکھ کہے کہ میں نے یہ بات غلط کہی تھی اس کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔ اگر کسی شخص نے کسی ایسی لونڈی کے بارے میں جو اس کی ملکیت میں ہو یہ کہا کہ میں نے اس لونڈی سے جماع کیا ہے تو وہ لونڈی اس کے لڑکے کے لئے حلال نہیں ہوگی اور اگر اس نے کسی ایسی لونڈی کے بارے میں جو اس کی ملکیت نہیں ہے بلکہ کسی اور کی ہے یہ کہا کہ میں نے اس سے جماع کیا ہے تو اس صورت میں اس کے لڑکے کے لئے یہ جائز ہوگا کہ اپنے باپ کی اس بات کا اعتبار نہ کرے اور اس لونڈی کو اپنی ملکیت میں لے کر اس سے جماع کرے اور اگر کسی شخص کو اپنے باپ کی میراث میں کوئی لونڈی ملی تو وہ اس سے جماع کر سکتا ہے جب تک کہ یقین کے ساتھ یہ معلوم نہ ہو جائے کہ

باپ نے اس لونڈی کے ساتھ جماع کیا ہے۔ اگر کسی شخص نے کسی عورت سے اس شرط پر شادی کی کہ وہ باکرہ ہے لیکن شادی کے بعد جب اس سے جماع کرنے کا ارادہ کیا تو معلوم ہوا کہ وہ باکرہ نہیں ہے پھر اس نے عورت سے پوچھا کہ تمہارا پردہ بکارۃ کس طرح زائل ہوا ہے (یعنی تمہارے ساتھ کسی مرد نے جماع کیا ہے؟) عورت نے جواب دیا کہ تمہارے باپ نے اس صورت میں اگر وہ شخص خاوند اس کی بات کا اعتبار کرے تو نکاح ختم ہو جائے گا۔ اور عورت مہر کی حقدار نہیں ہوگی۔ اور اگر وہ شخص اس کی بات کا اعتبار نہ کرے اور کہے کہ تم جھوٹ بولتی ہو تو نکاح باقی رہے گا۔ اگر کسی عورت نے اپنے شوہر کے لڑکے کے بارے میں کہا کہ اس نے مجھے شہوت کے ساتھ چھوا ہے لہٰذا میں اپنے شوہر کی بیوی نہیں رہی تو عورت کی اس بات کا اعتبار نہیں کیا جائے گا بلکہ شوہر کے لڑکے کا قول معتبر ہوگا۔ کسی شخص نے اپنے باپ کی بیوی کا شہوت کے ساتھ زبردستی بوسہ لیا یا کسی باپ نے اپنے لڑکے کی بیوی کا شہوت کے ساتھ زبردستی بوسہ لیا اور شوہر نے کہا کہ یہ عمل شہوت کے ساتھ نہیں تھا تو شوہر کی بات کا اعتبار کیا جائے گا اور یہ اسی کی بیوی رہے گی لیکن اگر شوہر نے اس بات کو تسلیم کر لیا کہ بوسہ لینا واقعی شہوت ہی کے ساتھ تھا تو پھر دونوں (میاں بیوی) میں جدائی ہو جائے گی اور شوہر پر مہر واجب ہوگا مگر شوہر وہ رقم جو اس نے مہر میں ادا کی ہے اس شخص سے وصول کرے گا جس کی وجہ سے یہ صورت حال پیدا ہوئی ہے بشرطیکہ اس نے فتنہ پھیلانے کے لئے یہ حرکت کی ہو اور اگر یہ حرکت فتنہ پھیلانے کے مقصد سے نہیں تھی تو پھر کچھ بھی وصول کرنے کا حق نہیں ہوگا۔

اور اگر اس مسئلہ میں بوسہ لینے کی بجائے باپ نے لڑکے کی بیوی سے یا لڑکے نے باپ کی بیوی سے جماع کر لیا تو اس صورت میں شوہر مہر میں دی ہوئی رقم کسی طرح بھی وصول نہیں کر سکتا کیونکہ جماع کرنے والے پر حد واجب ہوگی اور ضابطہ یہ ہے کہ شرعی حد کے ساتھ کوئی مالی جرمانہ واجب نہیں ہوتا۔ کسی شخص نے کسی دوسرے شخص کی باندی کے ساتھ نکاح کیا اور پھر اس کے قبل کہ اس کا خاوند جماع کرتا باندی نے شوہر کے لڑکے کا شہوت کے ساتھ بوسہ لیا خاوند نے دعوی کیا کہ میری بیوی نے میرے لڑکے کا بوسہ شہوت کے ساتھ لیا ہے مگر باندی کے آقا نے کہا کہ یہ غلط ہے، اس صورت میں نکاح ختم ہو جائے گا کیونکہ شوہر نے اس بات کا اقرار کر لیا ہے کہ میری بیوی نے شہوت کے ساتھ بوسہ لیا ہے لیکن شوہر پر پورا مہر واجب نہیں ہوگا بلکہ نصف مہر واجب ہوگا کیونکہ اس باندی کے مالک نے اس کی بات کو جھٹلایا ہے اس بارے میں لونڈی کا قول معتبر نہیں ہوگا کہ میں نے شہوت کے ساتھ بوسہ لیا تھا لہٰذا میرا پورا مہر دو۔ اگر کسی عورت نے لڑائی جھگڑے میں اپنے دادا کا عضو مخصوص پکڑ لیا اور کہا کہ میں نے شہوت کے ساتھ نہیں پکڑا تھا تو اس کی بات کا اعتبار کیا جائے گا۔ حرمت مصاہرت یا حرمت رضاعت کی وجہ سے نکاح باطل نہیں ہوتا بلکہ فاسد ہو جاتا ہے (جس کی وجہ سے جماع کرنا حرام ہو جاتا ہے لہٰذا شوہر کو چاہئے کہ طلاق دیدے اگر وہ طلاق نہ دے تو پھر قاضی دونوں کے درمیان جدائی کرا دے) چنانچہ جدائی سے پہلے اگر شوہر نے جماع کر لیا تو اس پر حد واجب نہیں ہوگی خواہ اس نے جماع شبہ میں مبتلا ہو کر ہی کیا ہو یا بغیر شبہ کے کیا ہو۔

اگر کسی شخص نے ایک عورت سے حرام کاری کی یا ایسا کوئی بھی فعل کیا جس سے حرمت مصاہرت ثابت ہو جاتی ہے جیسے چھونا وغیرہ اور پھر توبہ کر لی تو یہ شخص اس عورت کی لڑکی کا محرم ہی رہے گا اس لئے کہ اس کی لڑکی سے نکاح کرنا اس کے حق میں ہمیشہ کے

لئے حرام ہے اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ محرمت، زنا سے ثابت ہو جاتی ہے اور ایسے ہی ان تمام چیزوں سے بھی ثابت ہو جاتی ہے جن سے حرمت مصاہرت ثابت ہوتی ہے جیسے چھونا وغیرہ۔ اگر مثلاً زید نے خالدہ سے نکاح کیا اور زید کے لڑکے نے (جو خالدہ کے پیٹ سے نہیں ہے) خالدہ کی بیٹی سے جو خالدہ کے پہلے شوہر سے ہے) نکاح کر لیا یا خالدہ کی ماں سے نکاح کر لیا تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

اگر کسی شخص نے عضو مخصوص پر کپڑا لپیٹ کر اپنی بیوی سے جماع کیا تو دیکھا جائے گا کہ وہ کپڑا باریک تھا اور مرد کے عضو مخصوص کو حرارت محسوس ہونے سے نہیں روکتا تھا تو وہ عورت جماع کے بعد پہلے شوہر کے لئے جس نے اسے طلاق مغلظہ دیدی تھی) حلال ہو جائے گی اور اگر کپڑا ایسا تھا جس کی وجہ سے اس کے عضو مخصوص کو حرارت محسوس نہیں ہو رہی تھی تو وہ عورت اپنے شوہر کے لئے حلال نہیں ہوگی۔ (فتاویٰ عالمگیری، کتاب نکاح، بیروت)

حرمت رضاعت کا بیان

تیسرا سبب دودھ کا رشتہ: یعنی وہ عورتیں جو رضاعت دودھ پلانے کی وجہ سے حرام ہیں چنانچہ تمام وہ رشتے جو نسبی اور سسرالی ہونے کی وجہ سے حرام ہیں رضاعت کی وجہ سے بھی حرام رہیں گے اگر کسی عورت نے کسی بچہ کو اس کی شیر خوارگی کی عمر میں دودھ پلایا ہے تو ان دونوں میں ماں اور اولاد کا تعلق پیدا ہو جائے گا لہٰذا دودھ پلانے والی عورت کا شوہر دودھ والے بچہ کا رضائی باپ ہوگا جس کی وجہ سے رضائی ماں اور باپ کے تمام وہ رشتے دار اس بچہ کے لئے حرام ہوں گے جو حقیقی ماں اور باپ کی رشتہ داری کی وجہ سے حرام ہوتے ہیں۔ شیر خوارگی کی عمر میں مطلقاً دودھ پینے سے حرمت رضاعت ثابت ہو جاتی ہے خواہ زیادہ دودھ پیا ہو خواہ کم پیا ہو اور کم کی آخری حد یہ ہے کہ دودھ کا پیٹ میں مطلقاً پہنچ جانا یقینی کے ساتھ معلوم ہو جائے۔ شیر خوارگی کی عمر حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کے قول کے مطابق تو تیس مہینہ تک ہے اور صاحبین یعنی حضرت امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ کے قول کے مطابق دو برس تک ہے۔ اگر کسی بچہ نے شیر خوارگی کی عمر میں دودھ پینا بند کر دیا اور پھر کچھ عرصہ کے بعد اس نے شیر خوارگی ہی کی عمر میں دودھ پیا تو یہ رضاعت کے حکم میں داخل ہوگا کیونکہ دودھ پلانا شیر خوارگی ہی کی مدت میں واقع ہوا ہے۔

شیر خوارگی کی مدت رضاعت گزر جانے کے بعد دودھ پینے سے حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوتی۔ علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ دودھ پلانے کی اجرت کے استحقاق کے سلسلے میں شیر خوارگی کی مدت دو برس ہی تسلیم کی گئی ہے چنانچہ اگر کسی شخص نے اپنی بیوی کو طلاق دیدی اور اس مطلقہ نے اس کے بچہ کو دو برس کی عمر کے بعد دودھ پلانے کی اجرت کا مطالبہ بچہ کے باپ یعنی اپنے سابق شوہر سے کیا تو اس کا مطالبہ تسلیم نہیں ہوگا اور بچہ کے باپ کو اس بات پر مجبور نہیں کیا جائے گا کہ وہ اپنی مطلقہ کو دو برس کے بعد کے عرصہ کے دودھ پلانے کی اجرت دے ہاں اس کی مطلقہ نے دو برس کے عرصہ میں جو دودھ پلایا ہے اس کی اجرت دینے پر اسے مجبور کیا جائے گا۔

حرمت رضاعت جس طرح رضائی ماں یعنی دودھ پلانے والی کی رشتہ داروں میں ثابت ہوتی ہے اسی طرح رضائی باپ کے رشتہ داروں میں بھی ثابت ہوتی ہے اور رضائی باپ سے مراد دودھ پلانے والی کا وہ خاوند ہے جس کے جماع کی وجہ سے دودھ

اترتا ہے۔" رضیع، یعنی دودھ پینے والے پر اس کے رضاعی ماں باپ اور ان رضاعی ماں باپ کے اصول یعنی ان کے باپ دادا وغیرہ) اور ان کے فروع یعنی ان کی اولاد خواہ وہ نسبی ہوں یا رضاعی سب حرام ہیں۔ یہاں تک کہ اس کے دودھ پینے سے پہلے اس کی رضاعی ماں کے ہاں جو اولاد ہو چکی ہوگی یا اس کے دودھ پینے کے بعد جو اولاد ہوگی اور وہ اولاد خواہ اس کے رضاعی باپ سے ہو خواہ اس کی رضاعی ماں کے کسی دوسرے شوہر سے ہو یا اس کی رضاعی بہن اور بھائی بہن کی اولاد اس کے بھتیجے، بھتیجی اور بھانجے بھانجی ہوں گے، اسی طرح رضاعی باپ کا بھائی اس کا چچا ہوگا رضاعی باپ کی بہن اس کی پھوپھی ہوگی رضاعی ماں کا بھائی اس کا ماموں ہوگا۔ رضاعی ماں کی بہن اس کی خالہ ہوگی اور رضاعی ماں کا دادا اور اس کی دادی و نانی رضیع کا دادا اور اس کی دادی و نانی ہوگی۔ جس طرح رضاعت میں نسبی رشتوں کی حرمت ثابت ہوتی ہے جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے اسی طرح رضاعت میں حرمت مصاہرت یعنی سسرالی رشتہ کی حرمت بھی ثابت ہوتی ہے چنانچہ رضاعی باپ کی بیوی اور رضیع دودھ پینے والے پر حرام ہیں اور رضیع کی بیوی اس کے رضاعی باپ پر حرام ہے اسی دوسرے رشتوں کو بھی قیاس کیا جاتا ہے لیکن دو صورتیں مستثنیٰ ہیں اول تو یہ کہ اگر کوئی شخص یہ چاہے کہ اپنے نسبی بیٹے کی بہن سے نکاح کرلے تو یہ اس کے لئے جائز نہیں ہے لیکن رضاعت یعنی دودھ کے رشتہ میں یہ جائز ہے کیونکہ کسی شخص کے نسبی بیٹے کی بہن اگر اس کے نطفہ سے ہے تو وہ اس کی حقیقی بیٹی ہوگی اور اگر اس کے نطفہ سے نہیں ہے تو پھر یہ یعنی اس کی سوتیلی بیٹی ہوگی جب کہ دودھ کے رشتہ میں یہ دونوں باتیں مفقود ہوتی ہیں چنانچہ اگر نسبی رشتہ میں بھی ان دونوں باتوں میں سے ایک بھی بات نہیں پائی جائے گی تو نکاح درست ہوگا مثلاً کسی ایسی لونڈی کے بچہ پیدا ہوا جو دو آدمیوں کی مشترک مملوکہ ہے اور وہ دونوں شریک اس بچہ پر اپنا اپنا دعویٰ کرتے ہیں یہاں تک کہ اس بچہ کا نسب ان دونوں سے ثابت ہو گیا ہے، ادھر ان دونوں کے ہاں اپنی اپنی عورت سے ایک ایک بیٹی ہے تو اب ان دونوں میں سے ہر ایک کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ دوسرے شریک کی بیٹی سے اپنا نکاح کرلے کیونکہ اس صورت میں دونوں باتوں میں اسے ایک بات بھی نہیں پائی گئی باوجودیکہ ان میں سے جس نے بھی دوسرے کی بیٹی سے نکاح کیا ہے اس نے گویا اپنے نسبی بیٹے کی بہن سے نکاح کیا ہے۔

دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ کسی شخص کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے نسبی بھائی کی ماں سے نکاح کرے اور دودھ کے رشتہ میں یہ جائز ہے کیونکہ نسبی رشتہ میں یا تو یہ صورت ہوگی کہ وہ دونوں اخیافی یعنی سسرالی صرف ماں شریک) بھائی ہوں گے اسی طرح دونوں کی ماں ایک ہی ہوگی یا یہ صورت ہوگی کہ وہ دونوں سوتیلے صرف باپ شریک بھائی ہوں گے اسی طرح بھائی کی ماں اپنے باپ کی بیوی ہوگی جب کہ دودھ کے رشتہ میں یہ دونوں باتیں مفقود ہوتی ہیں۔

دودھ شریک بھائی کی بہن سے یعنی جس نے اس کی ماں کا دودھ پیا ہے اس کی بہن سے نکاح کرنا جائز ہے جس طرح کہ نسبی رشتہ میں جائز ہے مثلاً زید کا ایک سوتیلا بھائی ہے جس کا نام بکر ہے اور بکر کی ایک اخیافی بہن ہے یعنی دونوں کی ماں تو ایک ہے مگر باپ الگ الگ ہیں تو بکر کی اس اخیافی بہن سے نکاح کرنا زید کے لئے جائز ہوگا جو بکر کا سوتیلا بھائی ہے۔ دودھ شریک بھائی کی ماں یعنی جس نے اس کی ماں کا دودھ پیا ہے اس کی ماں) محرمات میں سے نہیں ہے اسی طرح رضاعی چچا رضاعی ماموں رضاعی پھوپھی اور رضاعی خالہ کی ماں بھی محرمات میں سے نہیں۔

اپنی رضاعی پوتی کی ماں سے نکاح کرنا جائز ہے اسی طرح اپنے رضاعی بیٹے کی دادی اور نانی سے بھی نکاح کرنا جائز ہے۔ رضاعی بیٹے کی پھوپھی اس کی بہن کی ماں اس کی بھانجی اور اس کی پھوپھی کی بیٹی سے بھی نکاح کرنا جائز ہے، اسی طرح عورت کو اپنی رضاعی بہن کے باپ اپنے رضاعی بیٹے کے بھائی اپنے رضاعی پوتے کے باپ اور اپنے رضاعی بیٹے کے دادا اور ماموں سے نکاح کرنا جائز ہے جب کہ نسبی رشتہ میں یہ سب محرمات میں سے ہیں جن سے نکاح کرنا جائز نہیں ہوتا۔ کسی شخص نے اپنی بیوی کو جس کے دودھ اترا ہوا تھا طلاق دیدی پھر اس مطلقہ نے عدت کے دن گزار کر ایک دوسرے شخص سے نکاح کر لیا اور اس دوسرے خاوند نے اس سے جماع کیا تو اس بارے میں علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جب اس دوسرے خاوند کے نطفہ سے اس کے بچہ پیدا ہوگا تو اس عورت کے دودھ کا سبب بھی دوسرا خاوند قرار پائے گا اس کے دودھ سے پہلے خاوند کا کوئی تعلق باقی نہیں رہے گا ہاں اگر دوسرے خاوند سے حاملہ نہیں ہوگی تو اس دودھ کا سبب پہلا ہی خاوند سمجھا جائے گا۔ لیکن اگر یہ صورت ہو کہ دوسرے شوہر سے حاملہ تو ہوئی مگر ابھی بچہ پیدا نہیں ہوا ہے تو حضرت امام اعظم ابوحنیفہ فرماتے ہیں کہ جب تک اس دوسرے شوہر کا بچہ پیدا نہ ہو جائے دودھ پہلے شوہر ہی کا کہلائے گا۔ ایک شخص نے کسی عورت سے نکاح کیا لیکن اس سے کبھی بھی کوئی بچہ پیدا نہیں ہوا پھر (بغیر کسی ولادت کے) اس کے دودھ اتر آیا اور وہ دودھ اس نے کسی دوسرے کے بچے کو پلایا تو وہ دودھ اسی عورت کا کہلائے گا اس کے خاوند کا اس دودھ سے کوئی تعلق نہیں ہوگا۔ اس صورت میں اس دودھ پینے والے بچہ اور اس شخص کی اس اولاد کے درمیان جو دوسری بیوی سے ہو حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوگی۔ ایک شخص نے کسی عورت سے زنا کیا جس کے نتیجہ میں اس کے ہاں ولادت ہوئی اور پھر اس عورت نے کسی دوسری لڑکی کو دودھ پلایا تو اس زنا کرنے والے اس کے باپ دادا اور اس کی اولاد کو اس دودھ پینے والی لڑکی سے نکاح کرنا جائز نہیں ہوگا ہاں زنا کرنے والے کا چچا اور اس کا ماموں نکاح کر سکتا ہے جس طرح کہ زنا کرنے کے نتیجہ میں پیدا ہونے والی لڑکی سے زنا کرنے والے کا چچا اور ماموں نکاح کر سکتا ہے۔ کسی شخص نے شبہ میں مبتلا ہو کر یعنی کسی غلط فہمی کا شکار ہو کر ایک عورت سے جماع کیا جس سے وہ حاملہ ہوگئی اور پھر اس نے کسی بچہ کو دودھ پلایا تو یہ بچہ اس جماع کرنے والے کا رضاعی بیٹا ہوگا اس پر یہ قیاس کیا جانا چاہئے کہ جن صورتوں میں بچہ کا نسب جماع کرنے والے سے ثابت ہوتا ہے انہی صورتوں میں رشتہ رضاعت بھی اس سے ثابت ہوگا اور جن صورتوں میں بچہ کا نسب جماع کرنے والے سے ثابت نہیں ہوتا اس صورت میں رشتہ رضاعت دودھ پلانے والی عورت سے ثابت ہوگا۔ کسی شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا اور اس سے عورت کے ہاں بچہ پیدا ہوا۔ عورت نے اپنے بچہ کو دودھ پلایا اور بعد میں دودھ خشک ہو گیا کچھ عرصہ کے بعد دودھ پھر اتر آیا اور اس نے کسی دوسرے لڑکے کو وہ دودھ پلایا تو اس لڑکے کے لئے اس شخص کی اس اولاد سے نکاح کرنا جائز ہوگا جو اس دودھ پلانے والی عورت کے علاوہ کسی دوسری بیوی کے بطن سے ہو۔ کسی کنواری لڑکی کے دودھ اتر آیا اور اس نے وہ دودھ کسی بچی کو پلایا تو یہ اس بچی کی رضاعی ماں ہوگی اور رضاعت کے تمام احکام دونوں کے حق میں ثابت ہوں گے لہٰذا اگر کسی شخص نے اس کنواری لڑکی سے نکاح کیا اور جماع سے پہلے اسے طلاق دیدی تو اس شخص کے لئے اس دودھ پینے والی لڑکی سے نکاح کرنا جائز ہوگا (کیونکہ اس صورت میں بیوی کی بیٹی کا بھی یہی حکم ہے) اور اگر جماع کے بعد طلاق دی تو اس لڑکی سے نکاح کرنا ناجائز ہوگا۔ اگر کسی ایسی لڑکی کے دودھ اتر آیا جس کی عمر نو برس سے کم تھی اور پھر اس نے وہ

دودھ ایک لڑکے کو پلایا تو اس سے دونوں کے درمیان حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوگی کیونکہ حرمت رضاعت اسی صورت میں ثابت ہوتی ہے جب کہ دودھ نو برس یا نو برس سے زائد کی عمر میں اترے۔ اسی طرح اگر کسی کنواری لڑکی کی چھاتیوں میں زرد رنگ کا پانی اتر آیا تو اس کے پلانے سے بھی حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوتی۔ کسی عورت نے ایک بچہ کے منہ میں اپنی چھاتی داخل کر دی لیکن بچہ کا اس کی چھاتی سے دودھ چوسنا معلوم نہیں ہوا تو اس صورت میں شک کی وجہ سے حرمت رضاعت کا حکم نافذ نہیں کیا جائے گا البتہ احتیاط کا تقاضا یہی ہے کہ حرمت ثابت ہو جائے۔ کسی عورت کی چھاتی سے زرد رنگ کی بہنے والی پتلی چیز بچہ کے منہ میں پہنچ گئی تو حرمت رضاعت ثابت ہو جائے گی اور یہی کہا جائے گا کہ یہ دودھ ہی ہے جس کا رنگ متغیر ہو گیا ہے۔ اگر کسی مرد کی چھاتیوں میں دودھ اتر آیا اور اس نے کسی بچہ کو پلا دیا تو اس سے حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوگی اور حرمت ثابت ہونے کے لئے زندہ اور مردہ عورت کے دودھ کا یکساں حکم ہے۔ اور اگر دو بچوں نے کسی ایک چار پائے جانور کا دودھ پیا تو اس سے حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوگی۔ رضاعت کا حکم دار الاسلام اور دار الحرب دونوں جگہ یکساں ہے لہٰذا اگر کسی کافر عورت نے دار الحرب میں کسی کافر بچہ کو دودھ پلایا اور پھر وہ دودھ پلانے والی اس کے قرابت دار اور دودھ پینے والا بچہ مسلمان ہو گئے یا وہ دار الحرب میں اسلام ہی کی حالت میں تھے اور پھر دار الحرب سے دار الاسلام میں آ گئے تو پھر رضاعت کے تمام احکام نافذ ہوں گے۔ جس طرح عورت کی چھاتی سے دودھ پینے سے حرمت رضاعت ثابت ہوتی ہے اسی طرح بچہ کے منہ میں دودھ ڈال دینے یا ناک میں نچوڑ دینے سے بھی حرمت رضاعت ثابت ہو جاتی ہے البتہ کان میں ٹپکانے عضو مخصوص کے سوراخ میں ڈالنے حقنہ کے ذریعہ استعمال کرنے اور مقعد میں اور دماغ اور پیٹ کے زخم میں ڈالنے سے حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوتی اگرچہ دودھ ان زخموں کے ذریعہ دماغ اور پیٹ میں پہنچ جائے۔ لیکن حضرت امام محمد کے نزدیک حقنہ کے ذریعہ استعمال کرنے سے حرمت ثابت ہو جاتی ہے۔ اگر غذا کی کسی چیز میں دودھ مل گیا اور اسے آگ پر پکا کر کھانا بنا لیا گیا جس کی وجہ سے دودھ کی حقیقت بدل گئی تو اس کو کھانے سے حرمت ثابت نہیں ہوتی خواہ دودھ غالب ہو یا مغلوب ہو اور اگر دودھ ملی ہوئی چیز آگ پر پکائی نہیں گئی تو اس صورت میں بھی اس کو کھانے سے حرمت ثابت نہیں ہوگی۔ بشرطیکہ اس چیز میں دودھ غالب نہ ہو اور اگر وہ دودھ غالب ہوگا تو بھی حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کے نزدیک حرمت ثابت نہیں ہوگی کیونکہ جب بہنے والی چیز جمی ہوئی چیز میں مخلوط ہو گئی تو بہنے والی چیز اس جمی ہوئی چیز کے تابع ہو گئی اور مشروبات کی قسم سے خارج ہو گئی یعنی پینے کے قابل نہیں رہی اسی لئے علماء نے کہا ہے کہ جس چیز میں دودھ مخلوط ہو گیا اگر وہ غالب نہ ہو اور اب بھی وہ دودھ بہنے کے قابل ہو تو اس کے پینے سے حرمت ثابت ہو جائے گی۔ (فتاویٰ ہندیہ، کتاب طلاق، بیروت)

دودھ کا بکری وغیرہ کے دودھ سے مکس ہو جانے کا بیان

اگر عورت کا دودھ (کسی جانور مثلاً) بکری کے دودھ میں مخلوط ہو گیا اور عورت کا دودھ غالب ہے تو اس کے پینے سے حرمت ثابت ہو جائے گی۔ اسی طرح اگر عورت نے اپنے دودھ میں روٹی بھگوئی اور روٹی نے دودھ کو جذب کر لیا یا اپنے دودھ میں ستو گھولا اور پھر وہ روٹی یا ستو کسی بچہ کو کھلا دیا تو اگر اس میں دودھ کا ذائقہ موجود ہو تو حرمت ثابت ہو جائے گی۔ لیکن ذائقہ کی موجودگی کی شرط اسی صورت میں ہے جب کہ اس کو لقمہ لقمہ کر کے کھلایا جائے اور اگر گھونٹ گھونٹ کر کے پلایا گیا تو پھر اگر ذائقہ موجود نہ ہو تب بھی

حرمت ثابت ہو جائے گی۔

اگر عورت کا دودھ پانی یا دوا یا جانور کے دودھ میں مخلوط ہو گیا تو اس میں غالب کا اعتبار ہوگا یعنی اگر وہ دودھ غالب ہوگا تو اس کو پینے سے حرمت ثابت ہو جائے گی اور اگر پانی وغیرہ غالب ہوگا تو حرمت ثابت نہیں ہوگی) اس طرح اگر عورت کا دودھ کسی بھی پتلی سیال چیز یا کسی بھی جمی ہوئی چیز میں مخلوط ہو جائے تو غالب کا اعتبار ہوگا اور غالب سے مراد یہ ہے کہ اس کا رنگ بو اور ذائقہ تینوں چیزیں یا ان میں سے کوئی ایک چیز محسوس و معلوم ہو۔ اور اگر دونوں چیزیں یعنی دودھ اور وہ چیز جس میں دودھ مخلوط ہو گیا ہے برابر ہوں تو حرمت کا ثابت ہونا ضروری ہو جائے گا کیونکہ دودھ مغلوب نہیں ہے۔

اگر دو عورتوں کا دودھ باہم مل گیا ہے تو حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام ابو یوسف کے نزدیک اس عورت سے حرمت رضاعت ثابت ہوگی جس کا دودھ زیادہ اور غالب ہو لیکن حضرت امام محمد یہ فرماتے ہیں کہ اس صورت میں دونوں عورتوں سے حرمت رضاعت ثابت ہو جائے گی حضرت امام ابوحنیفہ کا ایک قول بھی اسی کے مطابق ہے اور یہی قول زیادہ صحیح اور اقرب الی الاحتیاط ہے اور اگر دونوں عورتوں کا دودھ برابر ہو تو متفقہ طور پر یعنی ان تینوں ائمہ کے نزدیک مسئلہ یہی ہے کہ دونوں عورتوں کے ساتھ حرمت رضاعت ثابت ہو جائے گی۔

اگر کسی عورت نے اپنے دودھ کا چھاچھ یا دہی یا پنیر اور یا دوا وغیرہ بنالیا اور اسے کسی بچہ کو کھلا دیا تو اس سے حرمت ثابت نہیں ہوگی کیونکہ اس پر رضاعت یعنی دودھ پینے کا اطلاق نہیں ہوتا۔ بستی وگاؤں کی کسی عورت نے ایک بچی کو دودھ پلایا مگر بعد میں یہ کسی کو بھی یاد و معلوم نہیں رہا کہ وہ دودھ پلانے والی عورت کون تھی اور پھر اس بستی کے کسی شخص نے اس لڑکی سے نکاح کر لیا تو یہ نکاح جائز ہو جائے گا۔ عورتوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ بلا ضرورت کسی بچی کو اپنا دودھ نہ پلائیں اور اگر کسی بچہ کو اپنا دودھ پلائیں تو یاد رکھیں یا لکھ لیا کریں عورتوں کی عادت ہوتی ہے کہ وہ بلا ضرورت دوسروں کے بچوں کے منہ میں اپنی چھاتی دے دیتی ہیں اور انہیں دودھ پلا دیتی ہیں اور پھر بعد میں انہیں یاد بھی نہیں رہتا کہ کس بچہ کو میں نے اپنا دودھ پلایا ہے اس کی وجہ سے حرمت رضاعت کے احکام کی صریحا خلاف ورزی ہوتی ہے لہٰذا اس بارے میں احتیاط ضروری ہے۔

دودھ خواہ پہلے پلایا ہو خواہ بعد میں پلایا گیا ہو حرمت رضاعت بہر صورت ثابت ہو جائے گی پہلے اور بعد میں کوئی فرق نہیں ہو گا لہٰذا اگر کسی شخص نے ایک شیر خوار بچی سے نکاح کر لیا اور پھر بعد میں اس شخص یعنی خاوند کی نسبی یا رضاعی ماں نے یا بہن نے یا لڑکی نے آ کر اس کو اپنا دودھ پلا دیا تو یہ بچی اس شخص کے لئے حرام ہو جائے گی اور اس پر نصف مہر واجب ہوگا لیکن اس نصف مہر کے طور پر جو رقم وہ ادا کرے گا اسے وہ مرضعہ یعنی دودھ پلانے والی سے وصول کرلے گا بشرطیکہ اس دودھ پلانے والی نے محض شرارت یعنی نکاح ختم کرانے کے لئے اپنا دودھ پلا دیا ہو اور اگر اس نے شرارت کی نیت سے دودھ نہ پلایا ہو بلکہ وہ بچی بھوک سے بلک رہی تھی اور اس عورت نے ہمدردی کے جذبہ سے اسے دودھ پلا دیا تو پھر خاوند اس سے اپنی رقم کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔ کسی شخص نے دو شیر خوار بچیوں سے نکاح کیا اس کے بعد ایک اجنبی عورت نے آ کر ان دونوں بچیوں کو ایک ساتھ یا یکے بعد دیگرے دودھ پلا دیا تو وہ دونوں بچیاں شوہر کے لئے حرام ہو جائیں گی اور پھر اس کے بعد وہ ان دونوں میں سے کسی ایک سے جسے وہ پسند کرے نکاح کر سکتا

ہے۔ اور اگر اس کے نکاح میں دو کی بجائے تین بچیاں ہوں اور اس عورت نے ان تینوں کو ایک ساتھ دودھ پلایا تو وہ تینوں حرام ہو جائیں گی اس کے بعد وہ ان تینوں میں سے جس سے چاہے نکاح کر سکتا ہے۔ اور اگر تینوں کو یکے بعد دیگرے پلایا تو پہلی دو تو حرام ہو جائیں گی اور تیسری اس کی بیوی رہے گی اور اگر پہلے تو دو بچیوں کو ایک ساتھ دودھ پلایا اور اس کے بعد تیسری کو پلایا تو بھی یہی حکم ہوگا۔ اور اگر پہلے ایک لڑکی کو پلایا اور بعد میں دو کو ایک ساتھ پلایا تو تینوں حرام ہو جائیں گی اور ان میں سے ہر ایک بچی کا نصف مہر اس پر واجب ہوگا جسے وہ دودھ پلانے والی سے وصول کرے گا بشرطیکہ اس نے شرارت کی نیت سے دودھ پلایا ہو اور اگر اس کے نکاح میں چار بچیاں ہوں اور اس عورت نے ان چاروں بچیوں کو ایک ساتھ یا یکے بعد دیگرے ایک ایک کر کے دودھ پلایا ہو تو چاروں حرام ہو جائیں گی اور اگر پہلے ایک کو اور پھر تین کو ایک ساتھ پلایا ہو تو بھی یہی حکم ہوگا اور اگر پہلے تین کو ایک ساتھ اور بعد میں چوتھی کو پلایا تو چوتھی حرام نہیں ہوگی۔ اگر کسی شخص نے ایک بڑی عورت سے اور ایک شیر خوار بچی سے نکاح کیا اور پھر بڑی نے چھوٹی کو اپنا دودھ پلا دیا تو شوہر کے لئے دونوں حرام ہو جائیں گی اب اگر اس شخص نے بڑی سے جماع نہیں کیا تھا تو اس کو کچھ مہر نہیں ملے گا اور چھوٹی کو اس کا آدھا مہر دینا واجب ہوگا جسے وہ بڑی سے وصول کرے گا بشرطیکہ اس نے شرارت کی نیت سے اسے دودھ پلایا ہو اور اگر اس نے دودھ شرارت کی نیت سے نہیں پلایا تو اس سے کچھ وصول نہیں کیا جائے گا اگرچہ اس بڑی کو یہ معلوم ہو کہ یہ چھوٹی بچی میرے شوہر کی بیوی ہے۔ رضاعت دودھ پلانے کا ثبوت دو باتوں میں سے کسی ایک بات سے ہو جاتا ہے ایک تو اقرار یعنی کوئی عورت خود اقرار کرے کہ میں نے فلاں کو دودھ پلایا ہے اور دوسرے گواہی یعنی گواہ یہ گواہی دیں کہ فلاں عورت نے فلاں بچے کو دودھ پلایا ہے) اور رضاعت کے سلسلہ میں گواہی یا تو دو مردوں کی معتبر ہوتی ہے یا ایک مرد اور دو عورتوں کی بشرطیکہ وہ عادل ہوں۔ (حرمت رضاعت کی وجہ سے میاں بیوی کے درمیان) جو تفریق جدائی ہوتی ہے وہ قاضی کے حکم کے ذریعہ ہی ہو سکتی ہے اور جب دو عادل مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں کسی میاں بیوی کے درمیان رضاعت کے رشتہ کی گواہی دیں اور اس کی بنیاد پر قاضی ان دونوں کے درمیان تفریق کرا دے تو عورت کو کچھ نہیں ملے گا بشرطیکہ اس کے ساتھ جماع نہ ہوا ہو اور اگر جماع ہو چکا ہوگا تو مہر مثل اور مہر متعین میں سے جس کی مقدار کم ہوگی وہ مہر خاوند پر واجب ہوگا اور نفقہ وسکنہ یعنی کھانے پینے کا خرچ اور رہنے کے لئے مکان واجب نہیں ہوگا۔ اگر دو عادل مردوں یا ایک مرد اور دو عورتوں نے نکاح ہو جانے کے بعد شادی شدہ عورت کے سامنے گواہی دی اور کہا کہ شوہر کے ساتھ تمہارا رشتہ رضاعت ثابت ہوتا ہے) تو اس عورت کے لئے شوہر کے ساتھ رہنا جائز نہیں ہے کیونکہ یہ شہادت صحیح ہے بایں طور کہ جس طرح یہ شہادت اگر قاضی کے سامنے دی جاتی تو رضاعت ثابت ہو جاتی اور وہ دونوں کے درمیان تفریق کرا دیتا ہے) اسی طرح جب یہ شہادت عورت کے سامنے آئے گی تو اس کا حکم بھی وہی ہوگا اور اگر رضاعت کی یہ خبر صرف ایک شخص دے اور اس عورت کے دل میں یہ بات پیدا ہو جائے کہ یہ شخص سچ کہہ رہا ہے تو شوہر سے پرہیز کرنا بہتر ہے لیکن واجب نہیں ہے۔ ایک شخص نے کسی عورت سے نکاح کیا اور اس کے بعد ایک دوسری عورت نے آکر ان دونوں میاں بیوی سے کہا کہ میں نے تم دونوں کو دودھ پلایا ہے تو اس مسئلہ کی چار صورتیں ہوں گی، 1- اگر دونوں میاں بیوی نے اس عورت کا اعتبار کر لیا تو نکاح فاسد ہو جائے گا اور عورت کو کچھ مہر نہیں ملے گا بشرطیکہ اس کے ساتھ جماع نہ ہوا ہو۔ 2- اگر دونوں میاں بیوی نے اس عورت کا اعتبار نہ کیا تو نکاح بحالہ

باقی رہے گا لیکن اگر وہ عورت جس نے رشتہ رضاعت کی خبر دی ہے) عادل ہے تو پھر احتیاط کا تقاضہ یہی ہوگا کہ خاوند اپنی بیوی کو چھوڑ دے اب اگر اس نے چھوڑ دیا تو بہتر ہے کہ خاوند نصف مہر دیدے اور عورت کے لئے بہتر یہ ہے کہ کچھ نہ لے بشرطیکہ چھوڑنا جماع سے پہلے ہوا اور اگر چھوڑنے سے پہلے جماع ہو چکا ہو تو مرد کے لئے بہتر یہ ہے کہ وہ اس کا پورا مہر بھی دیدے اور عدت کے ایام پورے ہونے تک نفقہ وسکنہ بھی دے اور عورت کے لئے بہتر یہ ہے کہ مہر مثل و مہر متعین میں سے جس کی مقدار کم ہو وہ لے لے اور نفقہ وسکنہ نہ لے اور اگر خاوند نے بیوی کو نہیں چھوڑا (یعنی اس نے طلاق نہیں دی) تو بیوی کو خاوند کے پاس رہنا جائز ہے۔

اسی طرح اگر دو عورتوں نے یا ایک مرد اور ایک عورت نے یا دو غیر عادل مردوں نے یا غیر عادل ایک مرد اور دو عورتوں نے رضاعت کی گواہی دی تو اس کا بھی یہی حکم ہوگا یعنی خاوند کے لئے بہتر یہی ہوگا کہ وہ اپنی بیوی کو چھوڑ دے۔ 3- اگر خاوند نے اس عورت کا اعتبار کیا اور بیوی نے اعتبار نہیں کیا تو نکاح فاسد ہو جائے گا اور مہر دینا واجب ہوگا 4- اگر بیوی نے اس عورت کا اعتبار کیا مگر خاوند نے اس کا اعتبار نہیں کیا تو نکاح بحالہ باقی رہے گا لیکن بیوی کے لئے ضروری ہے کہ وہ خاوند سے قسم کھلوائے کہ وہ واقعۃً اس عورت کی بات کو صحیح نہیں سمجھتا) اور اگر خاوند قسم کھانے سے انکار کر دے تو دونوں کے درمیان جدائی کرادی جائے گی۔

ایک مرد نے کسی عورت سے نکاح کیا اور پھر کہنے لگا کہ یہ میری رضاعی بہن ہے یا اس کی طرف اسی قسم کے کسی اور رضاعی رشتہ کی نسبت کی اس کے بعد اس نے کہا کہ مجھے وہم ہو گیا تھا میں نے جو کچھ کہا تھا غلط تھا تو استحساناً ان دونوں کے درمیان تفریق نہیں کرائی جائے گی بشرطیکہ وہ اپنی اس دوسری بات پر قائم رہے کہ میں نے جو کچھ کہا تھا غلط ہے) اور اگر وہ اپنی پہلی بات پر قائم رہے اور یہ کہے کہ میں نے جو کچھ کہا تھا وہ صحیح ہے تو اس صورت میں دونوں کے درمیان تفریق کرادی جائے گی پھر اس کے بعد وہ اپنی پہلی بات سے انکار کرے تو اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ اور اگر عورت نے اپنے خاوند کی اس بات کی تصدیق کر دی تو اس کو کچھ مہر نہیں ملے گا بشرطیکہ اس کے ساتھ جماع نہ ہوا ہو) اور اگر اس عورت کے ساتھ جماع ہو چکا ہو اور وہ اپنے خاوند کی اس بات کی تصدیق نہ کرے تو مرد پر اس کا پورا مہر اور نفقہ وسکنہ واجب ہوگا۔

اور اگر مرد نے کسی عورت کے بارے میں اس سے نکاح کرنے سے پہلے یہ کہا کہ یہ میری رضاعی بہن ہے یا رضاعی ماں ہے اور پھر بعد میں کہنے لگا مجھے وہم ہو گیا تھا یا مجھ سے چوک ہو گئی تھی (یعنی میں نے پہلے جو کچھ کہا تھا غلط ہے) تو اس شخص کو اس عورت سے نکاح کرنا جائز ہوگا۔ اور اگر اپنی سابقہ بات پر قائم رہا یعنی بعد میں اس نے کہا کہ میں نے جو کچھ پہلے کہا تھا وہ صحیح ہے تو اس صورت میں اس عورت سے اس کو نکاح کرنا جائز نہیں ہوگا اور اگر وہ اس کے باوجود نکاح کر لے تو ان دونوں کے درمیان جدائی کرا دی جائے گی اور اگر وہ اپنے سابقہ اقرار ہی سے مکر جائے (یعنی یہ کہنے لگے کہ میں نے یہ اقرار نہیں کیا تھا کہ یہ میری رضاعی ماں یا بہن ہے) لیکن دو شخص اس بات کی گواہی دیں کہ اس نے اقرار کیا تھا تو پھر اس صورت میں ان کے درمیان جدائی کرادی جائے گی۔

اگر کسی عورت نے کسی مرد کے بارے میں اقرار کیا کہ یہ میرا رضاعی باپ رضاعی بھائی یا رضاعی بھتیجا ہے لیکن مرد نے اس کا انکار کیا اور اس کے بعد پھر عورت نے بھی اپنے قول کی تردید کی اور کہا کہ مجھ سے غلطی ہو گئی تھی تو اس عورت سے نکاح جائز ہو جائے گا اور اسی طرح اگر مرد نے اس عورت سے نکاح کر لیا قبل اس کے کہ وہ عورت اپنے قول کی تردید کرتی تو نکاح صحیح ہوگا۔ اگر کسی مرد

نے کسی عورت سے جو اس کے نکاح میں ہو اپنے نسبی رشتہ کا اقرار کیا یعنی یوں کہا کہ یہ عورت میری حقیقی ماں ہے یا حقیقی بہن ہے یا حقیقی بیٹی ہے اور اس عورت کا نسب کسی کو معلوم نہیں ہے نیز وہ مرد یہ صلاحیت رکھتا ہے (یعنی اس کے بارے میں یہ گمان ہو سکتا ہے کہ وہ عورت اس کی ماں یا بیٹی ہو تو) اس مرد سے دوبارہ پوچھا جائے گا اب اگر وہ یہ کہے کہ مجھے وہم ہو گیا تھا یا میں چوک گیا تھا، یا میں نے غلط کہا تھا تو استحساناً ان کا نکاح باقی رہے گا اور اگر دوبارہ پوچھے جانے پر اس نے یہ کہا کہ میں نے جو کچھ کہا تھا وہی صحیح ہے تو پھر دونوں میں تفریق کرادی جائے گی۔

اور اگر مرد یہ صلاحیت نہیں رکھتا یعنی ان دونوں کی عمر میں اس قدر تفاوت ہے کہ وہ اس بات کا امکان نہیں رکھتا) کہ وہ عورت جس عمر کی ہے اس عمر کی کوئی عورت اس کی حقیقی ماں یا اس کی حقیقی بہن ہو سکے تو نسب ثابت نہیں ہوگا اور ان دونوں ۔ جدائی نہیں کرائی جائے گی اور اگر مرد نے اپنی بیوی کے بارے میں کہا کہ یہ میری حقیقی لڑکی ہے اور پھر بعد میں اپنی اس بات [illegible] بھی نہیں کی بلکہ اس پر اصرار کرتا رہا حالانکہ لوگوں کو اس لڑکی کا نسب معلوم ہے (یعنی دنیا جانتی ہے کہ یہ لڑکی اس کی نہیں بلکہ دوسرے کی ہے) تو ان دونوں کے درمیان جدائی نہیں کرائی جائے گی اور اسی طرح اگر اس نے یہ کہا کہ یہ میری حقیقی ماں ہے حالانکہ لوگوں کو اس کا نسب معلوم ہے (یعنی سب جانتے ہیں کہ یہ اس کی ماں نہیں ہے) تو اس صورت میں بھی دونوں کے درمیان تفریق نہیں کرائی جائے گی چوتھا سبب جمع کرنا: یعنی وہ عورتیں جو دوسری عورتوں کے ساتھ جمع ہو کر محرمات میں سے ہو جاتی ہیں اور ان کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) اجنبی عورتوں کو جمع کرنا (۲) ذوات الارحام کو جمع کرنا پہلی قسم یعنی اجنبی عورتوں کو جمع کرنے کا مطلب یہ ہے کہ شریعت نے جس قدر نکاحوں کی اجازت دی ہے ان سے زیادہ نکاح کرنا چنانچہ شریعت نے آزاد مرد کو ایک وقت میں چار نکاح تک کی اجازت اور غلام کو ایک وقت میں دو نکاح تک کی اجازت دی ہے لہٰذا کسی آزاد شخص کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ ایک وقت میں چار سے زیادہ عورتوں کو جمع کرے (یعنی چار سے زیادہ عورتوں کو اپنی بیوی بنائے) اور غلام کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ ایک وقت میں دو سے زیادہ عورتوں کو جمع کرے آزاد شخص کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ ایک وقت میں جتنی چاہے بغیر نکاح باندیاں رکھے باندیاں رکھنے کی تعداد کی کوئی قید نہیں ہے لیکن غلام کو بغیر نکاح باندی رکھنا جائز نہیں ہے۔ اگرچہ اس کا آقا اجازت دیدے آزاد شخص کے لئے جائز ہے کہ وہ بیک وقت چار عورتوں سے نکاح کر سکتا ہے اور وہ چار عورتیں خواہ آزاد ہوں خواہ باندیاں ہوں اور آزاد دونوں ملی جلی ہوں۔

اگر کسی شخص نے پانچ عورتوں سے یکے بعد دیگرے نکاح کیا تو پہلی چار کا نکاح جائز اور پانچویں کا باطل ہوگا اور اگر پانچوں سے ایک ہی عقد میں نکاح کیا تو پانچوں کا نکاح باطل ہوگا اسی طرح اگر کسی غلام نے تین عورتوں سے نکاح کیا تو یہی تفصیل ہوگی کہ ان تینوں سے یکے بعد دیگرے نکاح کرنے کی صورت میں تو پہلی دونوں کا نکاح صحیح ہو جائے گا اور تیسری کا باطل ہوگا اور اگر تینوں سے ایک ہی عقد میں نکاح کیا تو تینوں کا نکاح باطل ہوگا۔ اگر کسی حربی کافر نے پانچ کافرہ عورتوں سے نکاح کیا اور پھر وہ سب یعنی پانچوں بیویاں اور شوہر مسلمان ہو گئے تو اگر یہ پانچوں نکاح یکے بعد دیگرے ہوئے تھے تو پہلی چار بیویاں جائز رہیں گی اور پانچویں

بیوی سے جدائی کرادی جائے گی اور اگر پانچوں نکاح ایک ہی عقد میں ہوئے تھے تو پانچوں کا نکاح باطل ہو جائے گا اور ان پانچوں سے شوہر کی جدائی کرادی جائے گی۔ اگر کسی عورت نے ایک عقد میں دو مردوں سے نکاح کیا اور ان میں سے ایک شخص کے نکاح میں پہلے سے چار عورتیں تھیں تو اس کا نکاح اس دوسرے شخص کے ساتھ صحیح ہوگا (جس کے نکاح میں پہلے چار بیویاں نہیں تھیں اور اگر ان دونوں کے نکاح میں پہلے سے چار بیویاں تھیں یا ان میں سے کسی ایک کے بھی نکاح میں چار عورتیں نہیں تھیں تو یہ نکاح کسی کے ساتھ بھی صحیح نہیں ہوگا۔ جمع کرنے کی دوسری قسم یعنی ذوات الارحام کو جمع کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ایسی دو عورتوں کو بیک وقت اپنے نکاح میں رکھا جائے گا جو آپس میں ذی رحم اور نسبی رشتہ دار ہوں چنانچہ دو بہنوں کو بیک وقت اپنے نکاح میں رکھنا حرام ہے اسی طرح دو بہنوں کو باندی بنا کر ان سے جماع کرنا بھی حرام ہے یعنی اگر دو بہنیں بطور باندی کسی کی ملکیت میں ہوں تو دونوں سے جماع نہ کیا جائے اس کی تفصیل آگے آرہی ہے خواہ وہ دونوں نسبی حقیقی بہنیں ہوں یا رضاعی بہنیں ہوں۔

اس بارے میں اصول اور ضابطہ یہ ہے کہ ایسی دو عورتیں جو ایک دوسرے کی رشتہ دار ہوں اور ایسا رشتہ ہو کہ اگر ان میں سے کسی ایک کو مرد فرض کر لیا جائے تو آپس میں ان دونوں کا نکاح درست نہ ہو خواہ وہ رشتہ نسبی حقیقی ہو یا رضاعی ہو تو ایسی دو عورتوں کو بیک وقت اپنے نکاح میں رکھنا جائز نہیں ہوتا لہٰذا جس طرح دو حقیقی یا رضاعی بہنوں کو جمع کرنا حرام ہے اسی طرح لڑکی اور اس کی حقیقی یا رضاعی پھوپھی کو بیک وقت اپنے نکاح میں رکھنا حرام ہے ایسے ہی کسی لڑکی اور اس کی حقیقی یا رضاعی خالہ یا اسی قسم کی کسی اور رشتہ دار کو بیک وقت اپنے نکاح میں رکھنا جائز نہیں ہے۔ ہاں کسی عورت اور اس کے پہلے خاوند کی لڑکی کو جو اس عورت کے بطن سے نہیں ہے) بیک وقت اپنے نکاح میں رکھنا جائز ہے کیونکہ اگر اس عورت کو مرد فرض کر لیا جائے تو اس کے شوہر کی اس لڑکی سے اس کو نکاح کرنا جائز ہوگا بخلاف اس کے عکس کے کہ اگر اس لڑکی کو مرد فرض کر لیا جائے تو اس کے لئے اس عورت یعنی باپ کی بیوی سے نکاح کرنا جائز نہیں ہوگا) اسی طرح کسی عورت اور اس کی باندی کو بیک وقت اپنے نکاح میں رکھنا جائز ہے بشرطیکہ پہلے اس باندی سے نکاح کیا ہو۔ (فتاویٰ ہندیہ، کتاب طلاق، بیروت)

بَابُ تَحْرِيمِ الْجَمْعِ بَيْنَ الْأُمِّ وَالْبِنْتِ .

باب ماں اور بیٹی کو نکاح میں جمع کرنا حرام ہے

3285 - اَخْبَرَنَا وَهْبُ بْنُ بَيَانٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ حَدَّثَهُ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ اَبِيْ سَلَمَةَ اَنَّ اُمَّ حَبِيْبَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنْكِحْ بِنْتَ اَبِيْ تَعْنِيْ اُخْتَهَا . فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "وَتُحِبِّيْنَ ذٰلِكِ" . قَالَتْ نَعَمْ لَسْتُ لَكَ بِمُخْلِيَةٍ وَّاَحَبُّ مَنْ شَرِكَنِيْ فِيْ خَيْرٍ اُخْتِيْ . فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "اِنَّ ذٰلِكِ لَا يَحِلُّ" . قَالَتْ اُمُّ حَبِيْبَةَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاللّٰهِ لَقَدْ تَحَدَّثْنَا اَنَّكَ تَنْكِحُ دُرَّةَ بِنْتَ اَبِيْ سَلَمَةَ . فَقَالَ: "بِنْتُ اُمِّ سَلَمَةَ" .

3285-تقدم في النكاح، تحريم الربيبة التي في حجره (الحديث 3284) .

قَالَتْ اُمُّ حَبِيْبَةَ نَعَمْ ـ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "فَوَاللّٰهِ لَوْ اَنَّهَا لَمْ تَكُنْ رَبِيْبَتِیْ فِیْ حَجْرِیْ مَا حَلَّتْ اِنَّهَا لَابْنَةُ اَخِیْ مِنَ الرَّضَاعَةِ اَرْضَعَتْنِیْ وَاَبَا سَلَمَةَ ثُوَيْبَةُ فَلَاتَعْرِضْنَ عَلَیَّ بَنَاتِكُنَّ وَلَا اَخَوَاتِكُنَّ" ۔

✧✧ سیدہ ام حبیبہ ﷞ بیان کرتی ہیں انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ میری بہن کے ساتھ شادی کر لیجئے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کیا تم اس بات کو پسند کرتی ہو۔ انہوں نے عرض کی: جی ہاں! یارسول اللہ! کیونکہ میں آپ کی اکلوتی بیوی نہیں ہوں۔ مجھے یہ پسند ہے کہ اس بھلائی میں میری بہن بھی شریک ہو تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ حلال نہیں ہے۔ سیدہ ام حبیبہ ﷞ نے عرض کی: یارسول اللہ (ﷺ)! اللہ کی قسم! ہم تو یہ بات چیت کر رہے ہیں کہ آپ درہ بنت ابوسلمہ کے ساتھ شادی کرنا چاہتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ام سلمہ ﷞ کی بیٹی! سیدہ ام حبیبہ ﷞ نے عرض کی: جی ہاں! نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ کی قسم! اگر وہ سوتیلی بیٹی نہ ہوتی تو بھی میرے لیے حلال نہیں تھی کیونکہ وہ میرے رضاعی بھائی کی بیٹی ہے۔ مجھے اور ابوسلمہ کو ثویبہ نے دودھ پلایا ہے۔ تم میرے سامنے اپنی بیٹیوں اور بہنوں کے رشتوں کی پیشکش نہ کیا کرو۔

3286 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِیْ حَبِيْبٍ عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ اَبِیْ سَلَمَةَ اَخْبَرَتْهُ اَنَّ اُمَّ حَبِيْبَةَ قَالَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) اِنَّا قَدْ تَحَدَّثْنَا اَنَّكَ نَاكِحٌ دُرَّةَ بِنْتَ اَبِیْ سَلَمَةَ ـ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "اَعَلٰی اُمِّ سَلَمَةَ لَوْ اَنِّیْ لَمْ اَنْكِحْ اُمَّ سَلَمَةَ مَا حَلَّتْ لِیْ اِنَّ اَبَاهَا اَخِیْ مِنَ الرَّضَاعَةِ" ۔

✧✧ سیدہ ام حبیبہ ﷞ بیان کرتی ہیں انہوں نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں عرض کی ہم تو یہ بات چیت کر رہے ہیں کہ آپ درہ بنت ابوسلمہ کے ساتھ شادی کرنا چاہتے ہیں تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ام سلمہ ﷞ کی موجودگی میں۔ اگر میں نے ام سلمہ ﷞ کے ساتھ نکاح نہ کیا ہوتا تو بھی وہ میرے لیے حلال نہیں تھی کیونکہ اس کا باپ میرا رضاعی بھائی ہے۔

بَابُ تَحْرِيْمِ الْجَمْعِ بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ ۔

یہ باب ہے کہ دو بہنوں کو (نکاح میں) اکٹھے کرنا حرام ہے

3287 - اَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِیِّ عَنْ عَبْدَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ اَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ اُمِّ حَبِيْبَةَ اَنَّهَا قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ لَكَ فِیْ اُخْتِیْ قَالَ: "فَاَصْنَعُ مَاذَا" ـ قَالَتْ تَزَوَّجُهَا ـ قَالَ: "فَاِنَّ ذٰلِكَ اَحَبُّ اِلَيْكِ" ـ قَالَتْ نَعَمْ لَسْتُ لَكَ بِمُخْلِيَةٍ وَّاَحَبُّ مَنْ يَّشْرَكُنِیْ فِیْ خَيْرٍ اُخْتِیْ ـ قَالَ: "اِنَّهَا لَا تَحِلُّ لِیْ" ـ قَالَتْ فَاِنَّهُ قَدْ بَلَغَنِیْ اَنَّكَ تَخْطُبُ دُرَّةَ بِنْتَ اُمِّ سَلَمَةَ ـ قَالَ: "بِنْتُ اَبِیْ سَلَمَةَ" ـ قَالَتْ نَعَمْ ـ قَالَ: "وَاللّٰهِ لَوْ لَمْ تَكُنْ رَبِيْبَتِیْ مَا حَلَّتْ لِیْ اِنَّهَا لَابْنَةُ اَخِیْ مِنَ الرَّضَاعَةِ فَلَاتَعْرِضْنَ عَلَیَّ بَنَاتِكُنَّ وَلَا اَخَوَاتِكُنَّ" ۔

✧✧ سیدہ ام حبیبہ ﷞ بیان کرتی ہیں انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! کیا آپ میری بہن میں دلچسپی رکھتے ہیں۔

3286- تقدم (الحديث 3284) .

3287- تقدم (الحديث 3284) .

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میں کیا کروں؟ انہوں نے عرض کی: آپ اس کے ساتھ شادی کرلیں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کیا تمہیں یہ بات پسند ہے۔ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں! کیونکہ میں آپ کی اکلوتی بیوی نہیں ہوں۔ مجھے یہ بات پسند ہے کہ میری بہن بھی اس بھلائی میں میرے ساتھ شریک ہو۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: وہ میرے لئے حلال نہیں ہے۔ سیّدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: ہمیں تو یہ پتہ چلا ہے کہ آپ درہ بنت ابوسلمہ کو نکاح کا پیغام بھیج رہے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ابوسلمہ کی بیٹی کو۔ سیّدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: جی ہاں! نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ کی قسم! اگر وہ میری سوتیلی بیٹی نہ ہوتی تو بھی میرے لئے حلال نہیں تھی کیونکہ وہ میرے رضاعی بھائی کی بیٹی ہے۔ تم لوگ میرے سامنے اپنی بیٹیوں اور بہنوں کے رشتوں کی پیشکش نہ کیا کرو۔

نکاح میں محرمات کو جمع کرنے کی ممانعت میں فقہی مسائل کا بیان

اگر کسی شخص نے دو بہنوں سے ایک ہی عقد میں نکاح کیا تو نکاح باطل ہوگا اور ان دونوں کو ان کے شوہر سے جدا کرادیا جائے گا اور پھر یہ جدائی اگر دخول یعنی جماع سے پہلے ہوگی تو ان دونوں کو مہر کے طور پر کچھ نہیں دلوایا جائے گا اور اگر جدائی دخول کے بعد ہوگی تو مہر مثل اور مہر متعین میں سے جس کی مقدار کم ہوگی وہ ان دونوں میں سے ہر ایک کو دیا جائے گا۔ اگر کسی شخص نے دو بہنوں سے مختلف عقد میں یعنی یکے بعد دیگرے نکاح کیا تو جو نکاح بعد میں ہوگا وہ فاسد ہوجائے گا اور شوہر کے لئے ضروری ہوگا کہ وہ اس سے علیحدگی اختیار کرے اگر وہ خود سے علیحدگی اختیار نہ کرے اور قاضی کو اس کا علم ہوجائے تو قاضی علیحدگی کرادے۔ اور پھر یہ علیحدگی اگر دخول جماع سے پہلے واقع ہوگئی تو علیحدگی کے احکام (یعنی مہر وعدت وغیرہ) میں سے کوئی حکم نافذ نہیں ہوگا اور اگر دخول کے بعد علیحدگی واقع ہوگئی تو مہر مثل اور مہر متعین میں سے جس کی مقدار کم ہوگی وہ مہر مل جائے گا اور اس پر عدت واجب ہوگی اور اگر بچہ پیدا ہوا تو اس کا نسب ثابت ہوگا اور اس شخص کو اپنی بیوی یعنی پہلی منکوحہ سے اس وقت تک علیحدہ رہنا ہوگا جب تک کہ اس کی بہن کی عدت پوری نہ ہوجائے اور اگر کسی شخص نے دو بہنوں سے دو عقدوں میں یعنی یکے بعد دیگرے نکاح کرلیا مگر یہ معلوم نہیں کہ کس بہن سے پہلے اور کس بہن سے بعد میں نکاح کیا تھا تو ایسی صورت میں شوہر کو حکم دیا جائے گا کہ وہ بیان کرے اگر وہ بیان کردے کہ فلاں بہن سے پہلے اور فلاں بہن سے بعد میں نکاح کیا تھا تو اس بیان کے مطابق عمل کیا جائے (یعنی پہلی کا نکاح باقی اور دوسری کا نکاح باطل قرار دیا جائے اور اگر شوہر بھی بیان نہ کرسکے تو پھر قاضی ان دونوں ہی سے شوہر کی علیحدگی کرادے، علیحدگی کے بعد ان دونوں کو نصف مہر ملے گا بشرطیکہ دونوں کا مہر برابر ہو اور عقد کے وقت متعین ہوا ہو اور یہ علیحدگی بھی جماع سے پہلے واقع ہوئی ہو اور اگر دونوں کا مہر برابر نہ ہو تو ان میں سے ہر ایک کو دوسرے کے مہر کا چوتھائی حصہ ملے گا اور اگر عقد کے وقت مہر متعین نہ ہوا تو آدھے مہر کی بجائے ایک جوڑا کپڑا دونوں کو دیا جائے گا۔ اور اگر یہ علیحدگی جماع کے بعد ہوئی ہو تو ہر ایک کو اس کا مہر پورا ملے گا۔

اور ابوجعفر ہندوانی فرماتے ہیں کہ مسئلہ مذکورہ کا یہ حکم اس وقت ہوگا جب کہ ان دونوں میں سے ہر ایک یہ دعویٰ کرے کہ پہلے مجھ سے نکاح ہوا تھا اور گواہ کی ایک کے بھی پاس نہ ہوں تو دونوں کو نصف مہر دلایا جائے گا لیکن اگر دونوں یہ کہیں کہ ہمیں کچھ معلوم نہیں کہ ہم میں سے کس کا نکاح پہلے ہوا ہے تو ان کے بارے میں کوئی فیصلہ نہیں کیا جائے گا جب تک کہ دونوں کسی ایک بات پر متفق ہوکر صلح نہ کرلیں اور دونوں کے صلح کی صورت یہ ہوگی کہ وہ دونوں قاضی کے پاس جاکر یہ کہیں کہ ہم دونوں کا مہر ہمارے خاوند پر

واجب ہے اور ہمارے اس مطالبہ میں کوئی تیسرا دعوی دار شریک نہیں ہے (یعنی ہمارے خاوند پر مہر کی جو رقم واجب ہے اس میں ہم دونوں کے علاوہ اور کسی تیسری عورت کا کوئی حق نہیں ہے) لہٰذا ہم دونوں اس بات پر صلح و اتفاق کرتی ہیں کہ نصف مہر لے لیں اس کے بعد قاضی فیصلہ کر دے گا اور اگر ان دونوں میں سے ہر ایک نے اپنا نکاح پہلے ہونے پر گواہ پیش کئے تو مرد پر نصف مہر واجب ہوگا جو دونوں کے درمیان تقسیم کر دیا جائے گا اس حکم میں تمام علماء کا اتفاق ہے نیز دو بہنوں کے سلسلہ میں جو احکام بیان کئے گئے ہیں وہ ایسی تمام عورتوں میں بھی جاری ہوں گے جن کا جمع کرنا (یعنی جن کو بیک وقت اپنے نکاح میں رکھنا) حرام ہے اور اگر یہ شخص یعنی جس نے دو بہنوں سے ایک عقد میں نکاح کر لیا تھا اور یہ نکاح باطل ہونے کی وجہ سے ان دونوں بہنوں اور اس کے درمیان علیحدگی کرا دی تھی) ان دونوں بہنوں کے علیحدہ ہو جانے کے بعد پھر ان دونوں میں سے کسی ایک سے نکاح کرنا چاہے تو نکاح کر سکتا ہے بشرطیکہ علیحدگی جماع سے پہلے ہوئی ہو اور اگر یہ علیحدگی جماع کے بعد ہوئی تھی تو اس صورت میں دونوں بہنوں کی عدت گزر جانے سے پہلے نکاح کرنا جائز نہیں ہوگا اور اگر ایک عدت میں ہے اور دوسری کی عدت پوری ہوگئی ہے تو اس بہن سے نکاح کرنا جائز ہوگا جو عدت میں ہے دوسری سے اس وقت تک نکاح کرنا جائز نہیں ہوگا جب تک اس بہن کی عدت پوری نہ ہو جائے جو عدت میں ہے اور اگر علیحدگی سے پہلے ان دونوں میں سے کسی ایک کے ساتھ جماع ہو گیا تھا تو اس بہن سے نکاح کرنا جائز ہوگا جس سے جماع ہو چکا تھا اور اگر اس بہن سے نکاح کرنا چاہے جس سے جماع نہیں ہوا تھا تو) اس سے اس وقت تک نکاح کرنا جائز نہیں ہوگا جب تک اس بہن کی عدت پوری نہ ہو جائے جس سے جماع ہوا تھا، ہاں اگر اس بہن کی عدت پوری ہو جائے جس سے جماع ہوا تھا تو پھر ان دونوں میں سے جس سے چاہے نکاح کر سکتا ہے۔

جس طرح بیک وقت دو بہنوں کو اپنے نکاح میں رکھنا جائز نہیں ہے اسی طرح بیک وقت دو باندی بہنوں سے جنسی لطف حاصل کرنا یعنی مساس و جماع کرنا بھی جائز نہیں ہے (یعنی اگر کسی شخص کی ملکیت میں بیک وقت دو بہنیں بطور باندی ہوں تو وہ ان دونوں سے جنسی تلذذ حاصل نہ کرے بلکہ ان میں سے کسی ایک ہی سے مساس و جماع وغیرہ کرے) کیونکہ ان دونوں میں سے کسی ایک سے جنسی لطف لینے کے بعد دوسری بہن حرام ہو جائے گی اس دوسری بہن سے اسی وقت جنسی لطف حاصل کر سکتا ہے جب کہ پہلی بہن کو اپنے اوپر حرام کر لے۔

اسی طرح اگر کسی شخص نے ایک باندی خریدی اور اس سے جماع کر لیا پھر اس کے بعد اس کی بہن کو خرید لیا تو صرف پہلی ہی سے جماع کر سکتا ہے دوسری سے جماع اس وقت تک حرام ہوگا جب تک کہ پہلی کو اپنے لئے حرام نہ کر لے اور حرام کرنے کی صورت یہ ہوتی ہے کہ یا تو کسی سے اس کا نکاح کر دے یا اپنی ملکیت سے نکال دے یا آزاد کر دے یا کسی کو ہبہ کر دے یا فروخت کر دے یا صدقہ کر دے اور یا مکاتب بنا دے۔ اس سلسلہ میں یہ بات ملحوظ رہنی چاہئے کہ بعض حصہ کو آزاد کرنا کل حصہ کو آزاد کرنے کے مترادف ہے (مثلاً کسی نے اپنی باندی سے کہا کہ میں نے تیرا آدھا حصہ یا تیرا چوتھائی حصہ آزاد کیا تو یہ کل کو آزاد کرنے کے مرادف ہوگا اور اس سے جماع کرنا ناجائز ہوگا) اسی طرح اس کے بعض حصہ کو اپنی ملکیت سے نکالنا کل کو اپنی ملکیت سے نکالنے کے مرادف ہوگا۔

اگر صرف یہ کہہ دیا جائے کہ پہلی مجھ پر حرام ہے تو اس کو کہہ دینے کی وجہ سے دوسری سے جماع کرنا جائز نہیں ہوگا جیسا کہ ایک کے حیض ونفاس اور احرام وروزہ کی وجہ سے دوسری حلال نہیں ہو جاتی یعنی جس طرح اگر ایک بہن حیض وغیرہ کی حالت میں حرام ہو جاتی ہے تو محض اس کی وجہ سے اس کی دوسری بہن حلال نہیں ہو جاتی اسی طرح فقط اتنا کہہ دینا کہ پہلی میرے لئے حرام ہے دوسری کو حلال کر دینے کے لئے کافی نہیں ہے) اگر کسی شخص نے ان دونوں بہنوں سے جماع کر لیا جو بطور باندی اس کی ملکیت میں تھیں تو اس کے بعد ان دونوں میں سے کسی کے ساتھ جماع نہیں کر سکتا تاوقتیکہ مذکورہ بالا طریقہ کے مطابق دوسری کو اپنے لئے حرام نہ کر لے۔ اگر کسی شخص نے ان دونوں باندی بہنوں میں سے کہ جو بیک وقت اس کی ملکیت میں تھیں کسی ایک کو فروخت کر دیا لیکن وہ کسی عیب کی وجہ سے لوٹ کر آ گئی یا اس کو ہبہ کر دیا تھا لیکن اپنے ہبہ کو ختم کر کے اسے واپس لے لیا یا اس کا نکاح کر دیا تھا مگر اس کے شوہر نے اس کو طلاق دیدی اور اس کی عدت بھی پوری ہوگئی تو ان صورتوں میں وہ شخص ان میں سے کسی ایک سے بھی جماع نہ کرے تاوقتیکہ دوسری بہن کو اپنے لئے حرام نہ کر لے۔ کسی شخص نے ایک باندی سے نکاح کر لیا اور اس کے ساتھ جماع کرنے سے پہلے اس کی بہن کو خرید لیا تو اس کے لئے خریدی ہوئی باندی سے جنسی لطف حاصل کرنا جائز نہیں ہوگا کیونکہ فراش یعنی زوجیت کا استحقاق نفس نکاح سے ثابت ہو جاتا ہے اس لئے اگر وہ خریدی ہوئی باندی سے جماع کرے گا تو یہی کہا جائے گا کہ اس نے فراش یعنی زوجیت کا استحقاق) میں دو بہنوں کو جمع کیا اور یہ حرام ہے۔

اگر ایک شخص نے اپنی باندی سے جماع کر لیا اور اس کے بعد اس کی بہن سے نکاح کیا تو یہ نکاح صحیح ہوگا اور جب نکاح صحیح ہو گیا تو اب وہ باندی سے جماع نہ کرے گا اگرچہ ابھی تک منکوحہ سے جماع نہ کیا ہو اور اس منکوحہ سے اس وقت تک جماع نہ کرے جب تک کہ اپنی باندی یعنی منکوحہ کی بہن کو مذکورہ بالا طریقوں میں سے کسی ایک طریقہ سے اپنے لئے حرام نہ کر لے اور اگر اس نے اپنی باندی کی بہن سے ایسی صورت میں نکاح کیا کہ اس باندی سے جماع نہیں ہوا ہے تو پھر منکوحہ سے جماع کر سکتا ہے۔ اگر کسی شخص نے اپنی باندی سے جماع کے بعد اس کی بہن سے نکاح کیا مگر وہ نکاح کسی وجہ سے فاسد ہو گیا تو محض نکاح سے وہ باندی حرام نہ ہوگی ہاں اگر نکاح کے بعد وہ منکوحہ سے جماع کر لے تو باندی سے جماع کرنا حرام ہو جائے گا۔

اگر دو بہنوں نے کسی شخص سے یہ کہا کہ ہم نے اتنے مہر کے عوض تمہارے ساتھ اپنا نکاح کیا اور یہ الفاظ دونوں کی زبان سے ایک ساتھ ادا ہوئے اور اس شخص نے ان میں سے ایک کا نکاح قبول کر لیا تو یہ نکاح جائز ہو جائے گا اور اگر پہلے خود اس شخص نے ان دونوں بہنوں سے یہ کہا کہ میں نے تم میں سے ہر ایک کے ساتھ ایک ہزار روپیہ کے عوض اپنا نکاح کیا اور ان میں سے ایک نے قبول کر لیا اور دوسری نے انکار کر دیا تو دونوں کا نکاح باطل ہوگا۔ امام محمد علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ کسی شخص نے اپنا نکاح کروانے کے لئے ایک آدمی کو اپنا وکیل بنایا اور پھر کسی دوسرے آدمی کو بھی اسی کام کے لئے اپنا وکیل بنا دیا اس کے بعد ان دونوں میں سے ہر ایک وکیل نے ایک ایک عورت سے اس شخص کا نکاح ان عورتوں کی اجازت کئے بغیر کر دیا اور پھر بعد میں معلوم ہوا کہ وہ دونوں عورتیں رضاعی بہنیں ہیں، نیز ان دونوں وکیلوں کی زبان سے نکاح کے الفاظ ایک ساتھ ادا ہوئے تھے تو اس صورت میں دونوں عورتوں کے نکاح باطل ہوں گے۔

اسی طرح اگر یہ دونوں نکاح ان عورتوں کی اجازت سے ہوں یا ایک کی اجازت سے اور ایک کی بغیر اجازت تو بھی یہی حکم ہوگا۔ ایک شخص مثلاً زید نے دو بہنوں سے نکاح کیا حالانکہ ان میں سے ایک بہن کسی دوسرے شخص کے نکاح میں تھی یا کسی دوسرے شوہر کے طلاق دینے کی وجہ سے ابھی عدت کے دن گزار رہی تھی تو اس صورت میں زید کا نکاح صرف دوسری بہن کے ساتھ صحیح ہوگا۔ اگر کسی شخص نے اپنی بیوی کو طلاق رجعی یا ایک طلاق بائن یا تین طلاق دی یا نکاح فاسد ہو جانے کی وجہ سے نکاح فسخ ہو گیا یا شبہ ہو کر کسی عورت سے جماع کر لیا غرضیکہ ان میں سے کسی بھی صورت کے پیدا ہونے کی وجہ سے وہ عورت کہ عدت کے دن گزر رہی ہو تو اس کے زمانہ عدت میں اس کی بہن سے وہ شخص نکاح نہیں کر سکتا اور جس طرح اس کے زمانہ عدت میں اس کی بہن سے نکاح کرنا جائز نہیں اسی طرح اس کی کسی بھی ایسی رشتہ والی عورت سے نکاح کرنا جائز نہیں جو اس کے لئے ذوات الارحام میں سے ہو اور دونوں کا بیک وقت کسی ایک کے نکاح میں رہنا حرام ہو (مثلاً اس کے زمانہ عدت میں اس کی بھتیجی سے نکاح کرنا جائز نہیں) اور اسی طرح اس کے زمانہ عدت میں اس کے علاوہ مزید چار عورتوں سے نکاح کرنا بھی حلال نہیں۔

اگر کسی شخص نے اپنی باندی کو جو ام ولد یعنی اس کے بچہ کی ماں تھی آزاد کر دیا تو جب تک اس کی عدت پوری نہ ہو جائے اس کی بہن سے شادی کرنا جائز نہیں ہوگا۔ البتہ امام ابوحنیفہ کے نزدیک اس کے زمانہ عدت میں اس کے ماسوا چار عورتوں سے نکاح کرنا جائز ہوگا جب کہ صاحبین یعنی حضرت امام ابو یوسف اور حضرت امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک اس کے زمانہ عدت میں اس کی بہن سے بھی نکاح کر سکتا ہے۔ اگر کسی شوہر نے کہا کہ میری مطلقہ بیوی نے بتایا کہ اس کی عدت کے دن پورے ہو گئے ہیں (لہٰذا میں اس کی بہن سے نکاح کر سکتا ہوں) تو اس صورت میں دیکھا جائے گا کہ طلاق دیئے ہوئے کتنا عرصہ ہوا ہے؟ اگر طلاق دیئے ہوئے تھوڑا عرصہ ہوا ہے جس میں عدت پوری ہونے کا کوئی امکان ہی نہیں تو شوہر کا قول معتبر نہیں ہوگا اس طرح اس کی مطلقہ بیوی کا یہ کہنا کہ میری عدت پوری ہو گئی ہے قابل اعتبار نہ ہوگا ہاں اگر وہ کوئی ایسی صورت بیان کرے جس میں عدت پوری ہونے کا احتمال ہو جیسے وہ یہ بیان کرے کہ طلاق کے دوسرے دن میرا حمل جس کے اعضاء پورے تھے ساقط ہو گیا ہے تو اس صورت میں اس کا قول معتبر ہوگا۔ اور طلاق کو اتنا عرصہ گزر چکا ہو کہ اس میں عدت پوری ہونے کا امکان ہو تو اگر عورت اپنے شوہر کے قول کی تصدیق کر دے یا اس مجلس میں موجود نہ ہو تو شوہر کا قول معتبر ہوگا اور اس کے لئے بیک وقت چار دوسری عورتوں سے یا سابقہ بیوی کی بہن سے نکاح کرنا جائز ہوگا بلکہ حنفی علماء تو یہ کہتے ہیں کہ اس صورت میں اگر بیوی شوہر کو جھٹلا دے تو بھی شوہر کا قول معتبر ہوگا۔ کسی شخص کی بیوی مرتد ہو کر دارالحرب چلی جائے تو شوہر کے لئے اس کی عدت پوری ہونے سے پہلے اس کی بہن سے نکاح کرنا جائز ہے جیسا کہ اس کے مرجانے کی صورت میں اس کی بہن سے نکاح کرنا جائز ہے۔

پھر اگر وہ مرتدہ عورت مسلمان ہو کر دارالحرب سے لوٹے اور اس کا شوہر اس کی بہن سے نکاح کر چکا ہو تو اس کی بہن کا نکاح فاسد نہیں ہوگا اور اگر وہ بہن کے ساتھ نکاح ہونے سے پہلے لوٹے تو حضرت امام ابوحنیفہ کے نزدیک تو اس صورت میں بھی وہ شخص اس کی بہن سے نکاح کر سکتا ہے لیکن صاحبین یعنی حضرت امام ابو یوسف اور حضرت امام محمد یہ فرماتے ہیں کہ وہ شخص اس صورت میں اس کی بہن سے نکاح نہیں کر سکتا۔

ایسی دو عورتوں کو بیک وقت اپنے نکاح میں رکھنا جائز نہیں ہے جو ایک دوسرے کی پھوپھی یا ایک دوسرے کی خالہ ہوں اور اس کی صورت یہ ہے کہ مثلاً زید نے عمرو کی ماں سے اور عمرو نے زید کی ماں سے نکاح کیا اور ان دونوں کے ہاں لڑکیاں پیدا ہوئیں تو ان میں ہر ایک لڑکی دوسری لڑکی کی پھوپھی ہوگی یا یہ کہ مثلاً زید نے عمرو کی لڑکی سے اور عمرو نے زید کی لڑکی سے نکاح کیا اور ان کے ہاں لڑکیاں پیدا ہوئیں تو ان میں سے ہر ایک لڑکی کی خالہ ہوگی اور ان دونوں کو بیک وقت اپنے نکاح میں رکھنا جائز نہیں ہوگا۔

اگر کسی شخص نے ایسی دو عورتوں سے نکاح کر لیا جن میں سے ایک تو اس شخص کے لئے حرام تھی خواہ اس کی محرم ہونے کی وجہ سے یا شادی شدہ ہونے کی وجہ سے اور یا بت پرست ہونے کی وجہ سے اور دوسری عورت ایسی تھی جس سے اس شخص کو نکاح کرنا جائز تھا تو ایسی صورت میں اس کا اس عورت کے ساتھ نکاح صحیح ہوگا جو اس کے لئے حلال تھی اور اس عورت کے ساتھ نکاح باطل ہوگا جو اس کے لئے حرام تھی اور مقرر کردہ کل مہر اسی عورت کو ملے گا جس کے ساتھ نکاح صحیح ہوا ہے یہ حکم امام اعظم ابوحنیفہ کے قول کے مطابق ہے اور اگر اس شخص نے نکاح کے بعد اس عورت سے جماع کر لیا جس کے ساتھ نکاح کرنا اس کے لئے حلال نہیں تھا تو اس کو مہر مثل ملے گا خواہ وہ کسی مقدار میں ہو اور مقرر کردہ کل مہر اس عورت کو ملے گا جس کے ساتھ نکاح کرنا حلال تھا۔

سبب مملوکہ ہونے کا بیان

وہ باندیاں جن کے ساتھ نکاح کرنا حرام ہے جب کہ پہلے سے آزاد عورت نکاح میں ہو اسی طرح آزاد عورت سے اور باندی سے ایک ساتھ نکاح کرنا بھی حرام ہے۔ مدبر یعنی وہ لونڈی جس سے اس کا آقا کہہ دے کہ میرے مرنے کے بعد تو آزاد ہو جائے گی) اور ام ولد (یعنی وہ باندی جس کے پیٹ سے اس کے آقا کا بچہ پیدا ہو) اس کا بھی یہی حکم ہے۔ اگر کسی شخص نے ایک عقد میں ایک آزاد عورت اور ایک باندی سے نکاح کیا تو آزاد عورت کا نکاح صحیح ہوگا اور باندی کا نکاح باطل ہو جائے گا بشرطیکہ وہ آزاد عورت ایسی ہو جس سے نکاح کرنا اس کے لئے جائز تھا اگر وہ آزاد عورت ایسی ہو جس کے ساتھ نکاح کرنا اس کے لئے جائز نہیں تھا جیسے وہ اس کی پھوپھی یا خالہ تھی تو پھر باندی کا نکاح باطل نہیں ہوگا اور اگر کسی شخص نے پہلے باندی سے نکاح کیا اور پھر آزاد عورت سے نکاح کیا تو دونوں کا نکاح صحیح ہوگا۔

اگر کسی شخص نے اپنی بیوی کو جو ایک آزاد عورت ہے طلاق بائن یا تین طلاق دیدیں اور وہ ابھی تک اپنی عدت کے دن گزار رہی تھی کہ اس شخص نے ایک باندی سے نکاح کر لیا تو اس صورت میں حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کا قول تو یہ ہے کہ باندی کا نکاح جائز نہیں ہوگا اور امام ابویوسف و امام محمد یہ فرماتے ہیں کہ جائز ہو جائے گا اور اگر کوئی شخص اپنی بیوی کی طلاق رجعی کی عدت کے دوران کسی باندی سے نکاح کرلے تو اس کے بارے میں متفقہ طور پر یہ مسئلہ ہے کہ اس کا نکاح جائز نہیں ہوگا۔

اگر کسی شخص نے ایک باندی اور ایک ایسی آزاد عورت کے ساتھ نکاح کیا جو نکاح فاسد یا جماع بشبہ کی عدت کے دن گزار رہی تھی تو باندی کا نکاح صحیح ہو جائے گا۔ اگر کسی شخص نے اپنی منکوحہ باندی کی طلاق رجعی کی عدت کے دوران کسی آزاد عورت سے نکاح کیا اور پھر اپنی اس منکوحہ باندی سے رجوع کر لیا (یعنی اپنی دی ہوئی طلاق واپس لے کر پھر اسے بیوی بنا لیا) تو یہ جائز ہوگا۔ کسی غلام نے اپنے آقا کی اجازت کے بغیر ایک آزاد عورت سے نکاح کیا اور اس سے جماع بھی کر لیا اور پھر آڑا کی اجازت کے بغیر کسی

باندی سے بھی نکاح کرلیا اور اس کے بعد اس کے آقا نے اس کو دونوں سے نکاح کی اجازت دیدی تو اس صورت میں آزاد عورت کا نکاح صحیح اور باندی کا باطل ہو جائے گا۔

اگر کسی شخص نے کسی دوسرے شخص کی باندی سے اس کی اجازت کے بغیر نکاح کرلیا لیکن اس کے ساتھ جماع نہیں کیا اور پھر کسی آزاد عورت سے بھی نکاح کرلیا اور اس کے بعد باندی کے مالک نے نکاح کی اجازت دیدی تو اس صورت میں بھی باندی کا نکاح صحیح نہیں ہوگا اور اگر کسی شخص نے ایک باندی سے اس کے مالک کی اجازت کے بغیر نکاح کیا اور پھر اس باندی کی لڑکی سے جو آزاد تھی نکاح کرلیا اور اس کے بعد باندی کے مالک نے باندی کے نکاح کی اجازت دیدی تو لڑکی کا نکاح صحیح ہوگا باندی کا نکاح صحیح نہ ہوگا۔

ایک شخص مثلاً زید کے ایک بالغہ لڑکی اور ایک بالغہ باندی ہے زید نے کسی شخص سے کہا کہ میں نے دونوں کا نکاح اتنے مہر کے عوض تمہارے ساتھ کر دیا اس شخص نے باندی کا نکاح قبول کرلیا تو یہ نکاح باطل ہوگا اور اگر اس کے بعد اس شخص نے آزاد لڑکی کا نکاح قبول کرلیا تو یہ نکاح جائز ہو جائے گا۔ اور اگر کوئی شخص آزاد عورت سے نکاح کرنے کی استطاعت رکھنے کے باوجود کسی باندی سے نکاح کرلے اور وہ باندی خواہ مسلمان ہو یا اہل کتاب یعنی یہودی اور عیسائی) تو نکاح صحیح ہو جائے گا لیکن یہ بات ملحوظ رہے کہ آزاد عورت سے نکاح کرنے کی استطاعت وقدرت رکھنے کے باوجود باندی سے نکاح کرنا مکروہ ہے۔

اگر کسی شخص نے ایک ہی عقد میں چار باندیوں اور پانچ آزاد عورتوں سے نکاح کیا تو صرف باندیوں کا نکاح صحیح ہوگا۔ چھٹا سبب تعلق حق غیر: یعنی ان عورتوں کے ساتھ نکاح کرنا حرام ہے جن کے ساتھ کسی دوسرے مرد کا حق متعلق ہو۔ چنانچہ جو عورت کسی کے نکاح میں ہو، یا کسی کی عدت میں ہو اور عدت خواہ طلاق کی ہو یا موت کی یا نکاح فاسد کی کہ جس میں جماع ہو گیا تھا اور یا شبہ نکاح کی تو ایسی عورت سے نکاح کرنا جائز نہیں۔ اگر کسی شخص نے انجانے میں دوسرے کی منکوحہ عورت سے نکاح کرلیا اور اس کے ساتھ جماع بھی کرلیا تو اب جب کہ ان میں جدائی ہوگی تو عورت پر عدت واجب ہوگی۔

اور اگر وہ شخص جانتا تھا کہ یہ دوسرے کی بیوی ہے تو جدائی کے بعد اس عورت پر عدت واجب نہیں ہوگی اور اس کے خاوند کے لئے اس سے جماع کرنا ناجائز نہیں ہوگا اور اگر اس کا خاوند اسے طلاق دیدے تو صاحب عدت کے لئے زمانہ عدت میں اس سے نکاح کرنا جائز ہوگا بشرطیکہ عدت کے علاوہ اور کوئی مانع موجود نہ ہو۔ جس عورت کو زنا کا حمل ہو اس سے نکاح کرنا جائز ہے لیکن جب تک ولادت نہ ہو جائے خاوند کو اس سے جماع کرنا ناجائز ہے اور اسباب جماع یعنی بوسہ اور مساس وغیرہ بھی ناجائز ہیں اور اگر اس حاملہ زنا سے وہ شخص نکاح کرے جس نے اس کے ساتھ زنا کیا تھا تو اس کا نکاح بھی صحیح ہوگا اور وہ وضع حمل سے قبل جماع بھی کرسکتا ہے اور وہ عورت نفقہ کی مستحق ہوگی۔

ایک شخص نے کسی عورت سے نکاح کیا کچھ عرصہ بعد میں عورت کا حمل ساقط ہو گیا جس کے اعضاء ظاہر ہو چکے تھے اب اگر یہ اسقاط حمل نکاح سے چار ماہ یا اسے زائد عرصہ بعد ہوا ہے تو نکاح جائز ہوگا اور اگر چار مہینہ سے کم عرصہ میں یہ اسقاط ہوا ہے تو نکاح جائز نہیں ہوگا اس لئے کہ حمل کے اعضاء چار مہینہ سے کم میں ظاہر نہیں ہوتے (حاصل یہ کہ اگر اسقاط نکاح سے چار ماہ یا اس سے

زائد عرصہ کے بعد ہوا ہے اور حمل کے اعضاء ظاہر ہیں تو یہ اس بات کا ثبوت ہوگا کہ وہ حمل اسی شخص کا ہے جس نے نکاح کیا ہے اور اگر چار ماہ سے کم عرصہ میں اسقاط ہوا ہے اور حمل کے اعضاء ظاہر ہیں تو پھر یہ احتمال ہوگا کہ وہ عورت کسی دوسرے شخص کے نکاح میں تھی اور اس کا یہ حمل ہے اور ظاہر ہے کہ اس صورت میں نکاح صحیح نہیں ہوتا اور ایسی حاملہ عورت جس کے بارے میں یہ معلوم ہو کہ اس کا حمل فلاں شخص کے جائز نطفہ سے ہے تو متفقہ طور پر یہ مسئلہ ہے کہ اس سے نکاح کرنا جائز نہیں ہوتا۔

اور امام ابو یوسف نے حضرت امام اعظم ابو حنیفہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ اگر کوئی ایسی عورت ہو جو حربی کافر سے حاملہ ہوئی ہو اور وہ ہجرت کر کے یا باندی بنا کر دار الاسلام میں لائی گئی ہو تو اس سے نکاح کرنا جائز ہے۔ لیکن جب تک اس کے ہاں ولادت نہ ہو جائے اس سے جماع کرنا جائز نہیں ہوگا۔

امام طحاوی نے اسی قول پر اعتماد کیا ہے لیکن حضرت امام محمد نے حضرت امام اعظم ابو حنیفہ کا ایک یہ قول نقل کیا ہے کہ اس صورت میں نکاح جائز نہیں ہوتا اسی پر امام کرخی نے اعتماد کیا ہے اور یہی قول زیادہ صحیح اور قابل اعتماد ہے۔ اگر کسی شخص نے اپنی ام ولد باندی کا نکاح کسی کے ساتھ کر دیا در آنحالیکہ وہ اپنے آقا سے حاملہ تھی تو یہ نکاح باطل ہوگا ہاں اگر وہ حاملہ نہ ہو تو پھر نکاح صحیح ہوگا۔

ایک شخص نے اپنی باندی سے جماع کیا اور اس کے بعد کسی سے اس کا نکاح کر دیا تو نکاح جائز ہو جائے گا لیکن آقا کے لئے یہ مستحب ہوگا کہ وہ اپنے نطفہ کی حفاظت کی خاطر اس باندی سے استبراء کرائے (یعنی ایک حیض آنے کے بعد اس کو خاوند سے جماع کرانے دے اور جب یہ نکاح جائز ہو گیا تو خاوند کے لئے استبراء کا انتظار کئے بغیر) اس سے جماع کرنا بھی جائز ہوگا۔ یہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ اور حضرت امام ابو یوسف کا قول ہے اور حضرت امام محمد کا یہ قول ہے کہ میں اسے پسند نہیں کرتا کہ اس کا خاوند اس کے استبراء کے بغیر اس سے جماع کرلے۔

فقیہ ابو اللیث فرماتے ہیں کہ اس مسئلہ میں حضرت امام محمد کا قول مبنی بر احتیاط ہے اور ہم اسی پر عمل کرتے ہیں لیکن اس مسئلہ میں ائمہ کا یہ اختلاف قول اس صورت میں ہے کہ جب آقا نے باندی کا نکاح استبراء کرائے بغیر کر دیا ہو اور اگر نکاح سے پہلے استبراء ہو چکا تھا یعنی آقا سے مجامعت کے بعد باندی کو ایک حیض آ گیا تھا تو اس صورت میں سب کا متفقہ قول یہی ہے کہ خاوند کو استبراء کے بغیر اس سے جماع کرنا جائز ہوگا۔

کسی شخص نے ایک عورت کو زنا کراتے دیکھا اور پھر بعد میں خود اس سے نکاح کر لیا تو حضرت امام اعظم ابو حنیفہ اور حضرت امام ابو یوسف کے نزدیک اس استبراء سے پہلے بھی اس سے جماع کرنا جائز ہوگا لیکن حضرت امام محمد کا اس صورت میں بھی یہی قول ہے کہ میں اسے پسند نہیں کرتا کہ اس کا خاوند اس سے استبراء کے بغیر جماع کرلے۔ اگر کوئی شخص اپنے لڑکے کی باندی سے نکاح کرلے تو حنفیہ کے نزدیک یہ نکاح جائز ہو جائے گا۔

اگر کسی عورت کو قید کر کے دار الحرب سے دار الاسلام لایا گیا اور اس کا شوہر ساتھ نہیں ہے تو اس پر عدت واجب نہ ہوگی اور اس سے کوئی بھی شخص نکاح کر سکتا ہے اسی طرح اگر کوئی عورت مسلمان ہو کر دار الحرب سے ہجرت کر کے دار الاسلام آ جائے تو امام ابو حنیفہ کے قول کے مطابق اس پر بھی عدت واجب نہیں ہوگی اور اس سے کوئی بھی شخص نکاح کر سکتا ہے لیکن صاحبین یعنی امام

ابو یوسف اور امام محمد کے نزدیک اس پر عدت واجب ہوگی۔ جب تک اس کی عدت پوری نہ ہو جائے) اس سے نکاح کرنا جائز نہیں ہوگا لیکن اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ اس سے جماع کرنا اس وقت تک جائز نہیں ہوگا جب تک کہ ایک حیض آ جانے کی وجہ سے استبراء نہ ہو جائے۔

سبب اختلاف مذہب ہونا

وہ عورتیں جن کے مشترک ہونے کی وجہ سے ان سے نکاح کرنا حرام ہے چنانچہ آتش پرست اور بت پرست عورتوں سے نکاح کرنا جائز نہیں خواہ وہ آزاد ہوں یا باندی اور بت پرستوں کے حکم میں وہ عورتیں بھی داخل ہیں جو سورج اور ستاروں کی پرستش کرتی ہیں یا اپنی پسندیدہ تصویروں کی پوجا کرتی ہیں یا یونانی حکماء کے نظریہ کے مطابق اللہ کے بے کار معطل ہونے کا عقیدہ رکھتی ہیں یا زندقہ (یعنی دہریت) میں مبتلا ہیں یا فرقہ باطنیہ اور فرقہ اباحیہ سے تعلق رکھتی ہیں فرقہ باطنیہ سے وہ فرقہ مراد ہے جو قرآن کے باطنی معنی کا عقیدہ رکھتا ہے اور فرقہ اباحیہ سے مراد وہ فرقہ ہے جس کے ہاں دنیا کا ہر کام خواہ وہ اچھا ہو یا برا کرنا جائز ہے) اسی طرح ہر اس مذہب کو ماننے والی عورت بھی اسی حکم میں داخل ہے جس کو اختیار کرنا کفر کا باعث ہو اسی طرح اپنی اس باندی سے جو آتش پرست مشرکہ ہو جماع کرنا بھی ناجائز ہے۔ مسلمان کو کتابیہ یعنی یہودی یا عیسائی عورت سے جو دار الحرب میں رہتی ہو اور ذمیہ کافرہ یعنی مسلمانوں کے ملک میں خراج دے کر رہنے والی) عورت سے شادی کرنا جائز ہے خواہ وہ آزاد ہو یا باندی ہو لیکن اولیٰ یہی ہے کہ ان سے بھی شادی نہ کی جائے اور نہ ان کا ذبح کیا ہوا جانور بغیر ضرورت کے کھایا جائے۔ اگر کسی مسلمان نے کسی یہودی یا عیسائی عورت سے شادی کر لی تو اس کو یہ اختیار ہوگا کہ وہ اپنی بیوی کو اس کے عبادت خانہ (یعنی گرجا گھر وغیرہ (نہ جانے دے اور نہ اسے اپنے گھر میں شراب بنانے دے لیکن مسلمان شوہر کو یہ اختیار نہیں ہوگا کہ وہ اپنی عیسائی یا یہودی بیوی کو حیض و نفاس کے منقطع ہونے اور جنابت لاحق ہونے پر غسل کے لئے مجبور کرے۔ اگر کسی مسلمان نے دار الحرب میں کتابیہ حربیہ سے نکاح کر لیا تو اس کا نکاح جائز ہو جائے گا لیکن مکروہ ہوگا اور پھر اس نکاح کے بعد دونوں میاں بیوی دار الاسلام آ جائیں تو دار الحرب میں کیا ہوا نکاح باقی رہے گا۔ ہاں اگر یہ صورت ہو کہ شوہر دار الاسلام آ جائے اور بیوی کو وہیں چھوڑ آئے تو تباین دارین (ملک بدل جانے) کی وجہ سے دونوں میں جدائی ہو جائے گی۔ جو لوگ کسی آسمانی مذہب کے پیروکار ہوں اور ان کے فرقہ کے لے آسمانی کتاب بھی ہو جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت شیث علیہ السلام کے صحیفے اور حضرت داؤد علیہ السلام کی کتاب زبور وغیرہ تو وہ لوگ اہل کتاب میں شمار ہوں گے اور ان کی عورتوں سے مسلمانوں کی شادی بھی جائز ہے اور ان کا ذبح کیا ہوا جانور کھانا بھی حلال ہوگا۔ اگر کسی شخص کے والدین میں سے ایک تو کتابی یعنی یہودی یا عیسائی ہو اور دوسرا آتش پرست ہو تو وہ شخص اہل کتاب میں شمار کیا جائے گا۔ ایک مسلمان نے کسی کتابیہ عورت سے شادی کی اور پھر وہ عورت اپنا مذہب تبدیل کر کے) آتش پرست ہوگئی تو وہ اپنے مسلمان شوہر کے لئے حرام ہو جائے گی اور دونوں کی شادی کالعدم قرار پائیگی اور اگر یہودی عورت سے شادی کی اور پھر وہ عیسائی ہوگئی یا عیسائی عورت سے شادی کی اور شادی کے بعد وہ یہودی ہوگئی تو اس صورت میں نکاح باقی رہے گا۔ اس بارے میں اصول و ضابطہ ملحوظ رہنا چاہئے کہ تبدیل مذہب کے وقت یہ دیکھا جائے گا کہ خاوند بیوی میں سے جس نے بھی اپنا مذہب چھوڑ کر کوئی دوسرا مذہب قبول کیا ہے وہ

کوئی ایسا مذہب تو نہیں ہے کہ اگر وہ دونوں از سر نو شادی کریں تو اس مذہب کی وجہ سے ان کی شادی جائز نہ ہو سکے (مثلاً آتش پرستی ایسا مذہب ہے کہ اگر کوئی مسلمان کسی آتش پرست عورت سے شادی کرنا چاہے تو اس کے لئے یہ جائز نہیں ہوگا) چنانچہ اگر وہ مذہب ایسا ہوگا جس کے پیروکار اور مسلمان کے درمیان شادی بیاہ سرے سے جائز ہی نہیں ہوتا تو خاوند و بیوی میں سے جو بھی اپنا مذہب چھوڑ کر اس مذہب کو قبول کرے گا شادی کالعدم ہو جائے گی۔ اب رہی یہ بات کہ اگر مسلمان خاوند اور یہودی یا عیسائی بیوی میں سے کوئی بھی مجوسیت (یعنی آتش پرستی) اختیار کرلے اور اس کی وجہ سے ان دونوں کی شادی فاسد ہو جائے تو اس کے بعد کیا حکم ہوگا؟ تو اس بارے میں مسئلہ یہ ہے کہ اگر شادی کے فاسد ہونے کا سبب عورت بنی ہے یعنی بیوی نے مجوسیت اختیار کر لی ہے تو دونوں کے درمیان جدائی ہو جائے گی اور اسے نہ مہر ملے گا اور نہ متعہ بشرطیکہ اس نے جماع سے پہلے اپنا مذہب تبدیل کیا ہو اور اگر اس نے اس وقت مجوسیت کو اختیار کیا جب کہ اس کا شوہر اس سے جماع کر چکا تھا تو پھر اس کو پورا مہر دیا جائے گا اور اگر شادی کے فاسد ہونے کا سبب مرد بنا ہے یعنی خاوند نے اپنا مذہب چھوڑ کر مجوسیت کو اختیار کر لیا ہے اور خاوند و بیوی میں جدائی ہوگئی ہے تو اسے عورت کو مقررہ مہر کا آدھا دینا ہوگا بشرطیکہ یہ صورت حال جماع سے پہلے ہی واقع ہو چکی ہو اور اگر مہر مقرر نہیں تھا تو متعہ ایک جوڑا کپڑا دینا ہوگا اور اگر جماع کے بعد ایسا ہوا تو پھر اس عورت کو پورا مہر دینا واجب ہوگا۔ جو مسلمان مرتد ہو گیا ہو اس کا نکاح نہ تو کسی مرتدہ سے جائز ہوتا ہے نہ کسی کافرہ سے اور نہ کسی مسلمان عورت سے، اسی طرح جو مسلمان عورت مرتدہ ہو جائے اس کا نکاح بھی کسی کے ساتھ جائز نہیں ہوتا۔ کسی مسلمان عورت کی شادی نہ تو مشرک سے جائز ہوتی ہے اور نہ کتابی یعنی یہودی یا عیسائی سے۔ بت پرست و آتش پرست عورت کی شادی ہر مشرک و کافر سے صحیح ہو جاتی ہے مگر مرتد کے ساتھ صحیح نہیں ہوتی۔ ذمی کافروں کا آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ شادی کرنا جائز ہے اگرچہ ان کے مذاہب مختلف ہوں۔ مسلمان کے لئے اپنی مسلمان بیوی کی موجودگی میں کتابیہ یعنی یہودی یا عیسائی عورت) سے اور اپنی کتابیہ بیوی کی موجودگی میں مسلمان عورت سے عقد ثانی جائز ہے اور نوبت یعنی شب گزاری کے لئے باری مقرر کرنے کے سلسلے میں دونوں کے حقوق برابر ہوں گے۔ آٹھواں سبب مالک ہونا: یعنی وہ عورتیں جو مالک ہونے کے سبب سے اپنے مملوک غلام کے لئے حرام ہیں۔ چنانچہ کسی عورت کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے غلام سے نکاح کرے اسی طرح اس کو اس غلام کے ساتھ بھی نکاح کرنا جائز نہیں ہے جو اس کے اور کسی دوسرے شخص کے درمیان مشترک ہو۔ اگر نکاح کے بعد خاوند بیوی میں کوئی بھی ایک دوسرے کے کل یا جزء کا مالک ہو جائے تو نکاح باطل ہو جائے گا۔ اگر کسی مرد نے اپنی لونڈی سے نکاح کر لیا یا اس لونڈی سے نکاح کیا جس کا وہ جزوی مالک ہے تو یہ نکاح صحیح نہیں ہوگا۔ لیکن اس بارے میں یہ بات ملحوظ رہے کہ ہمارے زمانہ میں لونڈی غلاموں کی خرید و فروخت کا بالکل رواج نہیں رہا اور نہ آج کے دور میں وہ شرائط و قیود پائی جاتی ہیں جن کی موجودگی میں لونڈی سے جماع جائز ہوتا ہے اسی لئے بعض علماء لکھتے ہیں کہ اگر کہیں لونڈی رکھنے کا کوئی رواج ہو تو اس سے جماع نہ کرنا چاہئے بلکہ) اس لونڈی سے نکاح کر لینا چاہئے تاکہ اگر واقعۃً لونڈی نہ ہو بلکہ آزاد عورت ہو تو نکاح کی وجہ سے اس سے جماع کرنا جائز ہو جائے اگر کسی آزاد مرد نے اپنی بیوی کو جو کسی کی باندی ہو شرط خیار کے ساتھ خرید لیا تو اس صورت میں اس کا نکاح باطل نہیں ہوگا۔ یہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کا قول ہے۔ نواں سبب طلاق: یعنی وہ عورتیں جو طلاق سے حرام ہو جاتی ہیں چنانچہ

اگر کسی شخص نے اپنی بیوی کو جو آزاد عورت ہو تین طلاق دیدیں تو اس کے بعد اس سے نکاح کرنا جائز نہیں ہوتا ہاں اگر وہ عورت اپنی عدت پوری کر کے) دوسرے کسی مرد سے نکاح کر لے اور دونوں میں مجامعت ہو جائے اور پھر وہ مرد اس کو طلاق دیدے تو عدت گزرنے کے بعد پہلے شوہر کے لئے اس سے نکاح کرنا جائز ہو جاتا ہے۔

اور اگر کسی شخص نے کسی باندی سے نکاح کیا اور پھر اسے دو طلاقیں دیدیں تو اس کے بعد اس سے بھی نکاح کرنا جائز نہیں ہوتا اور جس طرح اس سے نکاح کرنا جائز نہیں اسی طرح اس کو باندی بنا کر اس سے جماع کرنا بھی درست نہیں ہے۔ ایک شخص نے کسی کی باندی سے نکاح کیا اور پھر طلاق دیدیں اس کے بعد اس کو خرید کر آزاد کر دیا اب اگر وہ اس سے نکاح کرنا چاہے تو وہ اس صورت میں جائز ہوگا کہ وہ کسی دوسرے مرد سے نکاح کرے اور وہ مرد اس کے ساتھ جماع کرے اور پھر اس کو طلاق دیدے اور جب عدت کے دن پورے ہو جائیں تو وہ شخص یعنی پہلا شوہر اس سے نکاح کر لے۔ (فتاویٰ ہندیہ، کتاب طلاق، بیروت)

بَابُ الْجَمْعِ بَيْنَ الْمَرْاَةِ وَعَمَّتِهَا .

یہ باب ہے کہ عورت اور اس کی پھوپھی کو (نکاح میں) جمع کرنا

3288- اَخْبَرَنِىْ هَارُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْنٌ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ اَبِى الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "لَا يُجْمَعُ بَيْنَ الْمَرْاَةِ وَعَمَّتِهَا وَلَا بَيْنَ الْمَرْاَةِ وَخَالَتِهَا" .

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: عورت اور اس کی پھوپھی کو اور عورت کو اور اس کی خالہ کو (نکاح میں) جمع نہ کیا جائے۔

3289- اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوْبَ بْنِ عَبْدِ الْوَهَّابِ بْنِ يَحْيَى بْنِ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ عَنْ يُوْنُسَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ اَخْبَرَنِىْ قَبِيْصَةُ بْنُ ذُؤَيْبٍ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) اَنْ يُجْمَعَ بَيْنَ الْمَرْاَةِ وَعَمَّتِهَا وَالْمَرْاَةِ وَخَالَتِهَا .

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع کیا ہے کہ عورت اور اس کی پھوپھی اور عورت اور اس کی خالہ کو (نکاح میں) جمع کیا جائے۔

3290- اَخْبَرَنِىْ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ يَعْقُوْبَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِىْ مَرْيَمَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اَيُّوْبَ اَنَّ جَعْفَرَ بْنَ

3288-اخرجه البخاري في النكاح، باب لا تنكح المراة على عمتها (الحديث 5109) و اخرجه مسلم في النكاح، باب تحريم الجمع بين المراة و عمتها او خالتها في النكاح (الحديث 33) . تحفة الاشراف (13812) .

3289-اخرجه البخاري في النكاح، باب لا تنكح المراة على عمتها (الحديث 5110) و اخرجه مسلم في النكاح، باب تحريم الجمع بين المراة و عمتها او خالتها في النكاح (الحديث 35 و 36) . و اخرجه ابو داؤد في النكاح، باب ما يكره ان يجمع بينهن من النساء (الحديث 2066) . تحفة الاشراف (14288) .

3290-اخرجه مسلم في النكاح، باب تحريم الجمع بين المراة و عمتها او خالتها في النكاح (الحديث 34) . و اخرجه النسائي في النكاح، الجمع بين المراة و عمتها (الحديث 3291) تحفة الاشراف (14156) .

رَبِيعَةَ حَدَّثَهُ عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) أَنَّهُ نَهٰى أَنْ تُنْكَحَ الْمَرْأَةُ عَلٰى عَمَّتِهَا أَوْ خَالَتِهَا .

◇◇ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ‘ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں کہ آپ نے اس بات سے منع کیا ہے کہ عورت اور اس کی پھوپھی یا خالہ کو (نکاح میں) جمع کیا جائے۔

3291- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) نَهٰى عَنْ أَرْبَعِ نِسْوَةٍ يُجْمَعُ بَيْنَهُنَّ الْمَرْأَةِ وَعَمَّتِهَا وَالْمَرْأَةِ وَخَالَتِهَا .

◇◇ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں‘ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چار طرح کی خواتین کو نکاح میں جمع کرنے سے منع کیا ہے۔عورت اور اس کی پھوپھی‘ عورت اور اس کی خالہ۔

3292- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ أَخْبَرَنِي أَيُّوبُ بْنُ مُوسٰى عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْأَشَجِّ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) أَنَّهُ قَالَ: "لَا تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ عَلٰى عَمَّتِهَا وَلَا عَلٰى خَالَتِهَا" .

◇◇ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ‘ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: عورت اور اس کی پھوپھی‘ عورت اور اس کی خالہ کو (نکاح میں) جمع نہ کیا جائے۔

3293- أَخْبَرَنَا مُجَاهِدُ بْنُ مُوسٰى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) أَنْ تُنْكَحَ الْمَرْأَةُ عَلٰى عَمَّتِهَا أَوْ عَلٰى خَالَتِهَا .

◇◇ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع کیا ہے کہ عورت اور اس کی پھوپھی یا عورت اور اس کی خالہ کو (نکاح میں) جمع کیا جائے۔

3294- أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ دُرُسْتَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ أَنَّ أَبَا سَلَمَةَ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) أَنَّهُ قَالَ: "لَا تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ عَلٰى عَمَّتِهَا وَلَا عَلٰى خَالَتِهَا" .

◇◇ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ‘ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں۔عورت اور اس کی پھوپھی یا عورت اور اس کی خالہ کو (نکاح میں) جمع نہ کیا جائے۔

3291-تقدم في النكاح، الجمع بين المراة و عمتها (الحديث 3290) .

3292-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (14103) .

3293-اخرجه مسلم في النكاح، باب تحريم الجمع بين المراة و عمتها او خالتها في النكاح (الحديث 40) . تحفة الاشراف (14990) .

3294-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (15434) .

بَابُ تَحْرِيمِ الْجَمْعِ بَيْنَ الْمَرْاَةِ وَخَالَتِهَا ۔

یہ باب ہے کہ عورت اور اس کی خالہ کو نکاح میں جمع کرنا حرام ہے

3295- اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَالَ: "لَا تُنْكَحُ الْمَرْاَةُ عَلٰى عَمَّتِهَا وَلَا عَلٰى خَالَتِهَا" ۔

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: عورت اور اس کی پھوپھی یا عورت اور اس کی خالہ کو نکاح میں (جمع کرنا) حرام ہے۔

3296- اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا الْمُعْتَمِرُ عَنْ دَاوُدَ بْنِ اَبِىْ هِنْدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) اَنْ تُنْكَحَ الْمَرْاَةُ عَلٰى عَمَّتِهَا وَالْعَمَّةُ عَلٰى بِنْتِ اَخِيْهَا ۔

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع کیا ہے۔ بیوی کی بھتیجی یا بیوی کی پھوپھی کے ساتھ شادی کی جائے (یعنی انہیں نکاح میں جمع کیا جائے)۔

3297- اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَخْبَرَنِىْ عَاصِمٌ قَالَ قَرَاْتُ عَلَى الشَّعْبِيِّ كِتَابًا فِيْهِ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَالَ: "لَا تُنْكَحُ الْمَرْاَةُ عَلٰى عَمَّتِهَا وَلَا عَلٰى خَالَتِهَا" ۔ قَالَ سَمِعْتُ هٰذَا مِنْ جَابِرٍ ۔

✧✧ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: عورت اور اس کی پھوپھی' عورت اور اس کی خالہ کو نکاح میں (جمع) نہ کیا جائے۔

3298- اَخْبَرَنِىْ مُحَمَّدُ بْنُ اٰدَمَ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ عَاصِمٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) اَنْ تُنْكَحَ الْمَرْاَةُ عَلٰى عَمَّتِهَا وَخَالَتِهَا ۔

✧✧ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع کیا ہے۔ عورت اور اس کی پھوپھی یا عورت اور اس کی خالہ کو نکاح میں (جمع) کیا جائے۔

3299- اَخْبَرَنِىْ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْحَسَنِ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ اَبِى الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ

3295-انفرد به النسائي ۔ تحفة الاشراف (14552) ۔

3296-اخرجه البخاري في النكاح، باب لا تنكح المراة على عمتها (الحديث 5108) تعليقاً ۔ و اخرجه ابو داؤد في النكاح، باب ما يكره ان يجمع بينهن من النساء (الحديث 2065) مطولاً ۔ و اخرجه الترمذي في النكاح، باب ما جاء لا تنكح المراة على عمتها ولا على خالتها (الحديث 1126) مطولاً ۔ تحفة الاشراف (13539) ۔

3297-اخرجه البخاري في النكاح، باب لا تنكح المراة على عمتها (الحديث 5108) ۔ و اخرجه النسائي في النكاح، تحريم الجمع بين المراة وخالتها (الحديث 3298) ۔ تحفة الاشراف (2345) ۔

3298-تقدم في النكاح، تحريم الجمع بين المراة و خالتها (الحديث 3297) ۔

نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) اَنْ تُنْكَحَ الْمَرْاَةُ عَلٰى عَمَّتِهَا اَوْ عَلٰى خَالَتِهَا ۔

✧✧ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع کیا ہے۔ عورت اور اس کی پھوپھی یا عورت اور اس کی خالہ کو نکاح میں (جمع) کیا جائے۔

شرح

پھوپھی اور خالہ سے عمومیت مراد ہے یعنی خواہ حقیقی پھوپھی اور خالہ ہوں جیسے اس عورت کے باپ اور ماں کی بہن یا مجازی ہوں جیسے اس عورت کے دادا اور پڑدادا یا اس سے اوپر کے درجہ کی بہن اور نانی و پڑنانی یا اس سے اوپر کی درجہ کی بہن۔ حدیث میں پھوپھی بھتیجی اور خالہ بھانجی کی تخصیص محض اتفاقی ہے کہ کسی شخص نے ان دونوں ہی کے بارے میں پوچھا ہوگا اس لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف انہی دو کا تذکرہ فرمایا ورنہ ان دونوں کے علاوہ اور بھی کچھ عورتیں ایسی ہیں جن کو بیک وقت اپنے نکاح میں رکھنا حرام ہے۔

بَابُ مَا يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعِ ۔

یہ باب ہے کہ رضاعت سے کونسی حرمت ثابت ہوتی ہے

3300- اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ اَنْبَاَنَا مَالِكٌ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَالَ: "مَا حَرَّمَتْهُ الْوِلَادَةُ حَرَّمَهُ الرَّضَاعُ" ۔

✧✧ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتی ہیں' ولادت جس حرمت کو ثابت کرتی ہے' رضاعت بھی اسی حرمت کو ثابت کرتی ہے۔

شرح

جو رشتے نسب کی وجہ سے ایک دوسرے کے لئے حرام ہیں وہی رشتے دودھ پینے کی وجہ سے بھی ایک دوسرے کے لئے حرام ہو جاتے ہیں مثلاً جس طرح نسبی یعنی حقیقی بہن اپنے بھائی کے لئے حرام ہے اسی طرح رضائی بہن بھی حرام ہے۔ ہاں کچھ مسائل ایسے ہیں جو اس کلیہ سے مستثنیٰ ہیں چنانچہ بعض صورتوں میں نسبی رشتہ اور رضائی رشتہ کے درمیان فرق ہو جاتا ہے جس کی تفصیل پچھلے صفحات میں گزر چکی ہے۔

علامہ نووی فرماتے ہیں کہ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اگرچہ رضاعت سے نکاح حرام ہو جاتا ہے اور نظر و خلوت اور مسافرت حلال ہو جاتی ہے (یعنی مثلاً رضائی ماں بیٹے کے درمیان نکاح تو حرام ہو جاتا ہے اور ایک دوسرے کی طرف نگاہ ڈالنا اور ایک

3299-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (2871) .

3300-اخرجه ابو داؤد في النكاح، باب يحرم من الرضاعة ما يحرم من النسب (الحديث 2055) . و اخرجه الترمذي في الرضاع، باب ما جاء يحرم من الرضاع ما يحرم من النسب (الحديث 1147) . تحفة الاشراف (16344) .

دوسرے کے ساتھ تنہائی میں اٹھنا بیٹھنا اور ایک دوسرے کے ساتھ تنہا سفر کرنا جائز ہو جاتا ہے لیکن رضائی رشتہ پر نسبی رشتہ کے تمام احکام نافذ نہیں ہوتے چنانچہ رضائی رشتہ میں نہ تو ایک دوسرے کا وراث ہوتا ہے، نہ ایک دوسرے پر نان ونفقہ واجب ہوتا ہے، نہ ایک دوسرے کی ملکیت میں آ جانے سے آزادی مل جاتی ہے اور اگر دودھ پلانے والی اپنا دودھ پینے والے کو قتل کر دے تو اس کے ذمہ سے اس کا قصاص بھی ساقط نہیں ہوتا چنانچہ ان تمام صورتوں میں وہ دونوں رضائی رشتہ دار بالکل اجنبیوں کی طرح ہوتے ہیں۔ اور حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ ایک دن میرے رضائی چچا میرے گھر آئے اور انہوں نے میرے پاس آنے کی اجازت مانگی میں نے ان کو اجازت دینے سے انکار کر دیا تا کہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ لوں کہ ان کا میرے پاس آنا درست ہے یا نہیں) چنانچہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے بارے میں پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ تمہارے چچا ہیں ان کو اپنے پاس آنے کی اجازت دیدو حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ یہ سن کر میں نے عرض کیا کہ مجھ کو تو عورت نے دودھ پلایا تھا کسی مرد نے تو دودھ نہیں پلایا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ تمہارے چچا ہیں اس لئے وہ تمہارے پاس آ سکتے ہیں (حضرت عائشہ نے بیان کیا کہ) میرے رضائی چچا کی یہ آمد اس وقت کا واقعہ ہے جب کہ ہمارے لئے اجنبی مردوں سے پردہ کرنا واجب ہو چکا تھا (بخاری ومسلم)

تشریح: حضرت عائشہ کے جن رضائی چچا کا ذکر کیا گیا ہے ان کا نام افلح تھا اور حضرت عائشہ نے جس عورت کا دودھ پیا تھا اس کے خاوند ابوالقعیس تھے اور وہ افلح کے بھائی تھے۔ اس رشتہ سے وہ حضرت عائشہ کے رضائی چچا ہوئے۔ مجھ کو تو عورت نے دودھ پلایا الخ، سے حضرت عائشہ کا مطلب یہ تھا کہ میں نے چونکہ عورت کا دودھ پیا ہے اس لئے میرا رضاعت کا تعلق تو عورت سے قائم ہوا ہے نہ کہ مرد سے گویا حضرت عائشہ یہ سمجھتی تھیں کہ کسی عورت کا دودھ پلانا اس کے خاوند کے قرابت داروں سے رضاعت کا تعلق قائم نہیں کرتا۔

چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ کے اس گمان کی تصحیح کی کہ کسی عورت کا دودھ پلانا جس طرح اس عورت سے اور اس کے قرابت داروں سے رضاعت کا رشتہ قائم کرتا ہے اسی طرح اس کے خاوند اور خاوند کے قرابت داروں سے بھی رضائی تعلق پیدا کر دیتا ہے اور جس طرح رضائی ماں کی بہن رضائی خالہ اور اس کی بیٹی رضائی بہن ہوتی ہے اسی طرح اس کے خاوند کا بھائی بھی رضائی چچا ہوتا ہے اور رضائی چچا چونکہ حقیقی چچا کی مانند ہے اس لئے افلح تمہارے پاس شوق سے آئیں ان سے کوئی شرم و پردہ نہیں ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جس طرح دودھ پلانے والی کے قرابت داروں کے ساتھ حرمت رضاعت ثابت ہو جاتی ہے اس طرح اس کے خاوند کے قرابت داروں سے بھی حرمت رضاعت کا تعلق ہو جاتا ہے۔

3301 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِىْ حَبِيْبٍ عَنْ عِرَاكٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا اَخْبَرَتْهُ اَنَّ عَمَّهَا مِنَ الرَّضَاعَةِ يُسَمَّى اَفْلَحَ اسْتَاْذَنَ عَلَيْهَا فَحَجَبَتْهُ فَاَخْبَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)

3301-اخرجه البخاري في الشهادات، باب الشهادة على الانساب و الرضاع المستفيض و الموت القديم (الحديث 2644) بنحوه . و اخرجه مسلم في الرضاع، باب تحريم الرضاعة من ماء الفحل (الحديث 9 و 10) و اخرجه النسائي في النكاح، لبن الفحل (الحديث 3318) . تحفة الاشراف (16369) .

فَقَالَ: "لَا تَحْتَجِبِيْ مِنْهُ فَإِنَّهُ يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعِ مَا يَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ".

◇◇ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' ان کے رضاعی چچا جن کا نام افلح تھا نے ان کے ہاں آنے کی اجازت مانگی تو میں نے ان سے پردہ کیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بارے میں بتایا گیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہیں اس سے پردہ نہیں کرنا چاہئے کیونکہ رضاعت کے ذریعے وہی حرمت ثابت ہوتی ہے جو نسب کے ذریعے ثابت ہوتی ہے۔

3302 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ بَكْرٍ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَالَ: "يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعِ مَا يَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ".

◇◇ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتی ہیں' رضاعت کے ذریعے وہی حرمت ثابت ہوتی ہے جو نسب کے ذریعے ثابت ہوتی ہے۔

3303 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ هَاشِمٍ "عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ" عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ بَكْرٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَمْرَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعِ مَا يَحْرُمُ مِنَ الْوِلَادَةِ".

◇◇ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: رضاعت کے ذریعے وہی حرمت ثابت ہوتی ہے جو ولادت کے ذریعے ثابت ہوتی ہے۔

بَابُ تَحْرِيْمِ بِنْتِ الْاَخِ مِنَ الرَّضَاعَةِ .

یہ باب ہے کہ رضاعی بھتیجی کے ساتھ (شادی کرنا) حرام ہے

3304 - اَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ اَبِيْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ اَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا لَكَ تَنَوَّقُ فِيْ قُرَيْشٍ وَتَدَعُنَا قَالَ: "وَعِنْدَكَ اَحَدٌ". قُلْتُ نَعَمْ بِنْتُ حَمْزَةَ. قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "اِنَّهَا لَا تَحِلُّ لِيْ اِنَّهَا ابْنَةُ اَخِيْ مِنَ الرَّضَاعَةِ".

◇◇ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ قریش (کی دیگر شاخوں) میں دلچسپی رکھتے ہیں اور ہمیں چھوڑ دیتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تمہارے پاس کوئی رشتہ ہے۔ میں نے جواب دیا: جی ہاں! حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ میرے لئے حلال نہیں ہے کیونکہ وہ میرے رضاعی بھائی کی بیٹی ہے۔

3302-اخرجه مسلم في الرضاع، باب يحرم من الرضاعة ما يحرم من الولادة (الحديث 2) . تحفة الاشراف (17902) .

3303-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (17955) .

3304-اخرجه مسلم في الرضاع، باب تحريم ابنة الأخ من الرضاعة (الحديث 11) تحفة الاشراف (10171) .

شرح

یوں تو حضرت حمزہ ابولہب کی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی چچا تھے لیکن وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دودھ شریک بھائی بھی تھے، جس کی صورت یہ ہوئی تھی کہ ابولہب کے ہاں ایک لونڈی تھی جس کا نام ثوبیہ تھا ثوبیہ نے پہلے حضرت حمزہ کو دودھ پلایا تھا اور پھر چار سال کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی دودھ پلایا یہ، ثوبیہ ہے جس نے جب ابولہب کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدا ہونے کی خوشخبری سنائی تو ابولہب نے بھتیجے کی پیدائش کی خوشی میں اس کو آزاد کردیا، بیان کیا جاتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش پر ابولہب نے اپنی اس خوشی و مسرت کا جو اظہار کیا تھا اس کی وجہ سے پیر کے دن حق تعالیٰ کی طرف سے ابولہب کے عذاب میں تخفیف کردی جاتی ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پیر ہی کے دن پیدا ہوئے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو چار عورتوں نے دودھ پلایا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ محترمہ نے، حضرت حلیمہ نے، ثوبیہ نے اور ام ایمن نے جو آپ کے والد محترم حضرت عبداللہ کی لونڈی تھی۔

3305-اَخْبَرَنِیْ اِبْرَاهِیْمُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ سَعِیْدٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ زَیْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ ذُكِرَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ (صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ) بِنْتُ حَمْزَةَ فَقَالَ: "اِنَّهَا ابْنَةُ اَخِیْ مِنَ الرَّضَاعَةِ" . قَالَ شُعْبَةُ هٰذَا سَمِعَهُ قَتَادَةُ مِنْ جَابِرِ بْنِ زَیْدٍ .

◇◇ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی کا ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا: وہ میرے رضاعی بھائی کی بیٹی ہے۔

3306- اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الصَّبَّاحِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَوَاءٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِیْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ زَیْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ) اُرِیْدَ عَلٰی بِنْتِ حَمْزَةَ فَقَالَ: "اِنَّهَا ابْنَةُ اَخِیْ مِنَ الرَّضَاعَةِ وَاِنَّهُ یَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعِ مَا یَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ" .

◇◇ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی کا رشتہ پیش کیا گیا تو آپ نے فرمایا: وہ میرے رضاعی بھائی کی بیٹی ہے۔ اللہ کی قسم! رضاعت کے ذریعے وہی حرمت ثابت ہوتی ہے جو نسب کے ذریعے ثابت ہوتی ہے۔

3305-اخرجه البخاري في الشهادات، باب الشهادة على الانساب و الرضاع المستفيض و الموت القديم (الحديث 2645)، و في النكاح، باب (وامهاتكم اللاتي ارضعنكم) و يحرم من الرضاع ما يحرم من النسب (الحديث 5100) و اخرجه مسلم في الرضاع، باب تحريم ابنة الاخ من الرضاعة (الحديث 12 و 13) و اخرجه النسائي في النكاح، تحريم بنت الاخ من الرضاعة (الحديث 3306) و اخرجه ابن ماجه في النكاح، باب يحرم من الرضاع ما يحرم من النسب (الحديث 1938) . تحفة الاشراف (5378) .

3306-تقدم في النكاح، تحريم بنت الاخ من الرضاعة (الحديث 3305) .

بَابُ الْقَدْرِ الَّذِیْ یُحَرِّمُ مِنَ الرَّضَاعَةِ .

یہ باب ہے کہ رضاعت کی جو مقدار حرمت کو ثابت کرتی ہے

3307 - أَخْبَرَنِي هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْنٌ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ فِيمَا أَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ - وَقَالَ الْحَارِثُ فِيمَا أُنْزِلَ مِنَ الْقُرْآنِ - عَشْرُ رَضَعَاتٍ مَعْلُومَاتٍ يُحَرِّمْنَ ثُمَّ نُسِخْنَ بِخَمْسٍ مَعْلُومَاتٍ فَتُوُفِّيَ رَسُولُ اللهِ (صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) وَهِيَ مِمَّا يُقْرَأُ مِنَ الْقُرْآنِ .

◇◇ سیدہ عائشہ صدیقہ ﷝ بیان کرتی ہیں' پہلے اللہ تعالیٰ نے قرآن میں جو حکم نازل کیا تھا۔ اس میں دس متعین مرتبہ دودھ پلانا تھا جو حرمت ثابت کرتا تھا۔ پھر اسے منسوخ کر کے پانچ مرتبہ ہو گیا۔ جب نبی اکرم ﷺ کا وصال ہوا تو اس آیت کی تلاوت کی جاتی تھی۔

شرح

حضرت ام فضل کہتی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک بار یا دو بار دودھ پینا حرام نہیں کرتا (یعنی ایک بار یا دو بار چوسنے سے نکاح کے لئے حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوتی) اور حضرت عائشہ کی روایت میں یوں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک بار یا دو بار چوسنا (نکاح کو) حرام نہیں کرتا۔ اور ام فضل کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک بار یا دو بار منہ میں چھاتی داخل کر لینا حرام نہیں کرتا (یہ سب روایتیں مسلم نے نقل کی ہیں)

(مشکوۃ المصابیح، جلد سوم، رقم الحدیث، 380)

بظاہر ان روایتوں سے یہ مفہوم اخذ ہوتا ہے کہ ایک بار یا دو بار دودھ چوسنے سے نکاح حرام نہیں ہوتا ہاں تین بار یا اس سے زائد مرتبہ دودھ چوسنے سے حرمت رضاعت ثابت ہو جاتی ہے چنانچہ بعض علماء نے اسی پر عمل کرنے کا فتویٰ دیا ہے لیکن حنفیہ اور اکثر علماء کے نزدیک مسئلہ یہ ہے کہ مطلق دودھ پینے سے حرمت رضاعت ثابت ہو جاتی ہے خواہ وہ مقدار کے اعتبار سے کم سے کم ہو یا زیادہ سے زیادہ ہو بشرطیکہ دودھ بچہ کے حلق سے نیچے اتر کر پیٹ میں پہنچ جائے اور وہ دودھ بھی مدت رضاعت شیر خوارگی کی مدت میں پیا گیا ہو اور مدت رضاعت اکثر علماء بشمول صاحبین یعنی امام ابویوسف اور امام محمد کے نزدیک دو سال کی عمر تک ہے جب کہ حضرت امام ابوحنیفہ کا قول یہ ہے کہ مدت رضاعت ڈھائی سال کی عمر تک ہے لیکن حنفی مسلک میں صاحبین ہی کے قول پر فتویٰ ہے۔ جو علماء یہ کہتے ہیں کہ مطلق دودھ پینے سے حرمت رضاعت ثابت ہو جاتی ہے ان کی دلیل قرآن کریم کی یہ آیت ہے (وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِيْٓ اَرْضَعْنَكُمْ) (4۔النساء:23) اور تم پر تمہاری رضائی مائیں حرام ہیں، اس روایت میں مطلق دودھ پینے کی حرمت رضاعت کا ذکر ہے کم و زیادہ کی کوئی قید نہیں ہے لہٰذا خبر واحد کو چونکہ یہ درجہ حاصل نہیں ہوگا کہ وہ قرآن کریم کے کسی مطلق حکم مقید کرے اس لئے مذکورہ

3307-اخرجه مسلم في الرضاع، باب التحريم بخمس رضعات (الحديث 24) . واخرجه ابو داؤد في النكاح، باب هل يحرم ما دون خمس رضعات (الحديث 2062) . و اخرجه الترمذي في الرضاع، باب ما جاء لا تحرم المصة و لا المصتان (الحديث 1150م) . واخرجه ابن ماجه في النكاح، باب رضاع الكبير (الحديث 1944) بمعناه . تحفة الاشراف (17897) .

روایت اس بات کی دلیل نہیں بن سکتی کہ حرمت رضاعت اسی صورت میں ثابت ہوتی ہے کہ جب بچہ نے تین بار یا تین بار سے زائد دودھ چوسا ہو نیز ان حضرات کی ایک دلیل حضرت عائشہ کی وہ روایت بھی ہے جس میں مطلق دودھ پینے سے حرمت ثابت ہو جانے کو ان الفاظ کے ذریعہ بیان کیا گیا ہے حدیث (یحرم من الرضاعة ما یحرم من الولادة) دودھ پینے سے وہ رشتے حرام ہو جاتے ہیں جو پیدائش کی وجہ سے حرام ہو جاتے ہیں حرمت رضاعت کے سلسلہ میں حضرت امام شافعی یہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی بچہ پانچ بار سے کم دودھ پئے تو حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوتی ان کی دلیل آنے والی حدیث ہے۔ اور حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ قرآن کریم میں یہ حکم نازل ہوا تھا کہ دس بار دودھ پینا جب کہ اس کے پینے کا کامل یقین ہو (نکاح کو) حرام کرتا ہے پھر یہ حکم پانچ بار پینے کے ساتھ کہ جس کے پینے کا کامل یقین ہو منسوخ ہو گیا (یعنی جب بعد میں یہ حکم نازل ہوا کہ پانچ بار دودھ پینا کہ اس کے پینے کا کامل یقین ہو حرمت رضاعت ثابت کرتا ہے تو پہلا حکم منسوخ ہو گیا اس کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا سے تشریف لے گئے اور یہ آیت قرآن کریم میں تلاوت کی جاتی رہی (مسلم)

پہلے یہی حکم تھا کہ اگر کوئی بچہ کسی عورت کا دس بار دودھ پی لے تو ان دونوں کے درمیان حرمت رضاعت ثابت ہو جاتی ہے بعد میں نہ صرف یہ کہ یہ حکم ہی منسوخ ہو گیا بلکہ اس آیت کی تلاوت بھی منسوخ ہو گئی جس میں یہ حکم تھا اور یہ آیت نازل ہوئی کہ پانچ بار دودھ پینا نکاح کو حرام کرتا ہے اور پھر اس آیت کی تلاوت بھی تمام صحابہ کے نزدیک تو منسوخ ہو گئی لیکن حضرت عائشہ کی قرات میں اس کی تلاوت منسوخ نہیں ہوئی یہاں تک کہ اب حضرت امام شافعی فرماتے ہیں کہ اس آیت کا حکم تو باقی ہے کہ حرمت رضاعت پانچ بار دودھ پینے ہی سے ثابت ہوتی ہے اور اس کی تلاوت منسوخ ہو گئی ہے لیکن حضرت امام اعظم اور دیگر علماء کے نزدیک اس آیت کی تلاوت بھی منسوخ ہو گئی اور اس کا حکم بھی اس مطلق آیت (وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِيْۤ اَرْضَعْنَكُمْ) (النساء:23) کے ذریعہ منسوخ ہو گیا۔

حرمت رضاعت میں گھونٹ پینے کے اعتبار کا بیان

3308- اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الصَّبَّاحِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَوَاءٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ وَاَيُّوْبَ عَنْ صَالِحٍ اَبِى الْخَلِيْلِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ نَوْفَلٍ عَنْ اُمِّ الْفَضْلِ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) سُئِلَ عَنِ الرَّضَاعِ فَقَالَ: "لَا تُحَرِّمُ الْاِمْلَاجَةُ وَلَا الْاِمْلَاجَتَانِ".

وَقَالَ قَتَادَةُ "الْمَصَّةُ وَالْمَصَّتَانِ".

✧✧ سیدہ ام فضل رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے رضاعت کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا: ایک یا دو گھونٹ حرمت ثابت نہیں کرتے ہیں۔

قتادہ نامی راوی نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں: ایک مرتبہ یا دو مرتبہ چوسنا۔

3309- اَخْبَرَنَا شُعَيْبُ بْنُ يُوْسُفَ عَنْ يَحْيٰى عَنْ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِىْ اَبِىْ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ

3308-اخرجه مسلم في الرضاع، باب في المصة و المصتان (الحديث 18 و 19 و 20 و 21 و 22 و 23) و اخرجه ابن ماجه في النكاح، باب لا تحرم المصة و لا المصتان (الحديث 1940) . تحفة الاشراف (18051) .

3309-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (5281) .

النَّبِيِّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَالَ: "لَا تُحَرِّمُ الْمَصَّةُ وَالْمَصَّتَانِ".

◇◇ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: ایک مرتبہ یا دو مرتبہ چوسنا حرمت ثابت نہیں کرتا۔

3310- اَخْبَرَنَا زِيَادُ بْنُ اَيُّوْبَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ اَيُّوْبَ عَنِ ابْنِ اَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "لَا تُحَرِّمُ الْمَصَّةُ وَالْمَصَّتَانِ".

◇◇ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: ایک مرتبہ یا دو مرتبہ چوسنا حرمت ثابت نہیں کرتا۔

3311- اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بَزِيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ - يَعْنِيْ ابْنَ زُرَيْعٍ - قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ كَتَبْنَا اِلَى اِبْرَاهِيْمَ بْنِ يَزِيْدَ النَّخَعِيِّ نَسْاَلُهُ عَنِ الرَّضَاعِ فَكَتَبَ اَنَّ شُرَيْحًا حَدَّثَنَا اَنَّ عَلِيًّا وَّابْنَ مَسْعُوْدٍ كَانَا يَقُوْلَانِ يُحَرِّمُ مِنَ الرَّضَاعِ قَلِيْلُهُ وَكَثِيْرُهُ. وَكَانَ فِيْ كِتَابِهِ اَنَّ اَبَا الشَّعْثَاءِ الْمُحَارِبِيَّ حَدَّثَنَا اَنَّ عَائِشَةَ حَدَّثَتْهُ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) كَانَ يَقُوْلُ "لَا تُحَرِّمُ الْخَطْفَةُ وَالْخَطْفَتَانِ".

◇◇ قتادہ بیان کرتے ہیں: ہم نے ابراہیم بن یزید نخعی کو خط میں لکھا ان سے رضاعت کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے جواب میں لکھا کہ حضرت شریح رضی اللہ عنہ نے یہ بات بیان کی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ہمیں یہ حدیث بیان کی ہے: رضاعت کی تھوڑی اور زیادہ مقدار حرمت کو ثابت کر دیتی ہے۔

ان کی کتاب میں یہ بات تحریر تھی کہ ابوشعثاء محاربی نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی وجہ سے یہ بات بیان کی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: ایک یا دو گھونٹ پینے سے حرمت ثابت نہیں ہوتی۔

3312- اَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ فِيْ حَدِيْثِهِ عَنْ اَبِي الْاَحْوَصِ عَنْ اَشْعَثَ بْنِ اَبِي الشَّعْثَاءِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) وَعِنْدِيْ رَجُلٌ قَاعِدٌ فَاشْتَدَّ ذٰلِكَ عَلَيْهِ وَرَاَيْتُ الْغَضَبَ فِيْ وَجْهِهِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّهُ اَخِيْ مِنَ الرَّضَاعَةِ. فَقَالَ: "اُنْظُرْنَ مَا اِخْوَانُكُنَّ. وَمَرَّةً اُخْرٰى - اُنْظُرْنَ مَنْ اِخْوَانُكُنَّ مِنَ الرَّضَاعَةِ فَاِنَّ الرَّضَاعَةَ مِنَ الْمَجَاعَةِ".

◇◇ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے۔ ایک صاحب میرے پاس بیٹھے

3310-اخرجه مسلم في الرضاع، باب في المصة و المصتان (الحديث 17) و اخرجه ابو داؤد في النكاح، باب هل يحرم ما دون خمس رضعات (الحديث 2063) . و اخرجه الترمذي في الرضاع باب ما جاء لا تحرم المصة ولا المصتان (الحديث 1150) . و اخرجه ابن ماجه في النكاح، باب لا تحرم المصة ولا المصتان (الحديث 1941) . تحفة الاشراف (16189) .

3311-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (10124 و 16133) .

3312-اخرجه البخاري في الشهادات، باب الشهادة على الانساب و الرضاع المستفيض و الموت القديم (الحديث 2647)، و في النكاح، باب من قال لا رضاع بعد حولين (الحديث 5102) . و اخرجه مسلم في الرضاع، باب انما الرضاعة من المجاعة (الحديث 32) و اخرجه ابو داؤد في النكاح، باب في رضاعة الكبير (الحديث 2058) و اخرجه ابن ماجه في النكاح، باب لا رضاع بعد فصال (الحديث 1945) تحفة الاشراف (17658) .

ہوئے تھے۔آپ کو یہ بات ناگوار گزری۔میں نے آپ کے چہرے پر ناراضگی کے آثار دیکھے۔میں نے عرض کی یارسول اللہ! یہ میرا رضاعی بھائی ہے۔نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اس بات کی تحقیق کرلیا کرو کہ تمہارے بھائی کون ہیں؟ اور دوبارہ فرمایا: اس بات کی تحقیق کرلیا کرو کہ تمہارے رضاعی بھائی کون ہیں کیونکہ رضاعت بھوک کے عالم میں ثابت ہوتی ہے۔

بَابُ لَبَنِ الْفَحْلِ ۔

یہ باب ہے کہ دودھ (پلانے والی عورت کے) شوہر (کا حکم)

3313- اَخْبَرَنَا هَارُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْنٌ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ بَكْرٍ عَنْ عَمْرَةَ اَنَّ عَائِشَةَ اَخْبَرَتْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) كَانَ عِنْدَهَا وَاَنَّهَا سَمِعَتْ رَجُلًا يَسْتَاْذِنُ فِیْ بَيْتِ حَفْصَةَ قَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا رَجُلٌ يَسْتَاْذِنُ فِیْ بَيْتِكَ ۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "اُرَاهُ فُلَانًا" ۔ لِعَمِّ حَفْصَةَ مِنَ الرَّضَاعَةِ ۔ قَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ لَوْ كَانَ فُلَانٌ حَيًّا - لِعَمِّهَا مِنَ الرَّضَاعَةِ - دَخَلَ عَلَیَّ ۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "اِنَّ الرَّضَاعَةَ تُحَرِّمُ مَا يُحَرِّمُ مِنَ الْوِلَادَةِ" ۔

✧✧ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ ان کے پاس موجود تھے۔آپ نے ایک شخص کی آواز سنی جو سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے ہاں اندر آنے کی اجازت مانگ رہا تھا۔سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' میں نے عرض کی: یارسول اللہ! یہ شخص پر آپ کے گھر کے اندر آنے کی اجازت مانگ رہا ہے۔نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میرا خیال ہے کہ یہ فلاں شخص ہوگا۔نبی اکرم ﷺ نے سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے رضاعی چچا کے بارے میں یہ بات بیان کی۔سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی' اگر فلاں شخص زندہ ہوتا۔انہوں نے اپنے رضاعی چچا کے بارے میں یہ کہا تو کیا وہ میرے ہاں اندر آجاتے۔نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: رضاعت اس حرمت کو ثابت کرتی ہے' جس کو ولادت ثابت کرتی ہے۔

3314- اَخْبَرَنِیْ اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عَطَاءٌ عَنْ عُرْوَةَ اَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ جَآءَ عَمِّیْ اَبُو الْجَعْدِ مِنَ الرَّضَاعَةِ فَرَدَدْتُهٗ - قَالَ وَقَالَ هِشَامٌ هُوَ اَبُو الْقُعَيْسِ - فَجَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَاَخْبَرْتُهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "اِئْذَنِیْ لَهٗ" ۔

✧✧ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' میرے چچا ابوالجعد جو میرے رضاعی چچا تھے۔میرے گھر آئے تو میں نے انہیں واپس کردیا۔ہشام نامی راوی بیان کرتے ہیں' یہ ابوالقعیس تھے۔جب نبی اکرم ﷺ تشریف لائے تو میں نے انہیں اس بارے میں بتایا' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم نے اسے اجازت دے دینی تھی۔

3313-اخرجه البخاري في الشهادات، باب الشهادة على الانساب و الرضاع المستفيض و الموت القديم (الحديث 2646)، و في فرض الخمس، باب ما جاء في بيوت ازواج النبي صلى الله عليه وسلم و ما نسب من البيوت اليهن (الحديث 3105) . و اخرجه البخاري في النكاح، باب (وامهاتكم اللاتي ارضعنكم) (الحديث 5099) . و اخرجه مسلم في الرضاع، باب يحرم من الرضاعة ما يحرم من الولادة (الحديث 1) . تحفة الاشراف (17900) .

3314-اخرجه مسلم في الرضاع، باب تحريم الرضاعة من ماء الفحل (الحديث 8) . تحفة الاشراف (16375) .

3315 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ بْنِ عَبْدِ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنِي اَبِي عَنْ اَبِيهِ " عَنْ اَيُّوبَ عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ اَخَا اَبِي الْقُعَيْسِ اسْتَاْذَنَ عَلٰى عَائِشَةَ بَعْدَ آيَةِ الْحِجَابِ فَاَبَتْ اَنْ تَاْذَنَ لَهُ فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَقَالَ: "ائْذَنِي لَهُ فَاِنَّهُ عَمُّكِ" . فَقُلْتُ اِنَّمَا اَرْضَعَتْنِي الْمَرْاَةُ وَلَمْ يُرْضِعْنِي الرَّجُلُ . فَقَالَ: "اِنَّهُ عَمُّكِ فَلْيَلِجْ عَلَيْكِ" .

✧✧ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' ابوالقعیس کے بھائی نے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں اندر آنے کی اجازت مانگی' یہ حجاب کا حکم نازل ہونے کے بعد کی بات ہے تو سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے انکار کر دیا۔ اس بات کا تذکرہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم نے اسے اجازت دے دینی تھی کیونکہ وہ تمہارا چچا ہے۔ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' میں نے عرض کی: مجھے عورت نے دودھ پلایا ہے۔ مرد نے دودھ نہیں پلایا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ تمہارا چچا ہے تمہارے ہاں اندر آ سکتا ہے۔

3316 - اَخْبَرَنَا هَارُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اَنْبَاَنَا مَعْنٌ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ اَفْلَحُ اَخُو اَبِي الْقُعَيْسِ يَسْتَاْذِنُ عَلَيَّ وَهُوَ عَمِّي مِنَ الرَّضَاعَةِ فَاَبَيْتُ اَنْ آذَنَ لَهُ حَتّٰى جَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَاَخْبَرْتُهُ فَقَالَ: "ائْذَنِي لَهُ فَاِنَّهُ عَمُّكِ" . قَالَتْ عَائِشَةُ وَذٰلِكَ بَعْدَ اَنْ نَزَلَ الْحِجَابُ .

✧✧ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' ابوالقعیس کے بھائی افلح آئے۔ انہوں نے میرے ہاں اندر آنے کی اجازت مانگی۔ وہ میرے رضاعی چچا تھے۔ میں نے انہیں اجازت دینے سے انکار کر دیا۔ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو میں نے انہیں یہ بات بتائی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نے اسے اجازت دے دینی تھی کیونکہ وہ تمہارا چچا ہے۔ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' یہ حجاب کا حکم نازل ہونے کے بعد کی بات ہے۔

3317 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْعَلَاءِ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَهِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتِ اسْتَاْذَنَ عَلَيَّ عَمِّي اَفْلَحُ بَعْدَ مَا نَزَلَ الْحِجَابُ فَلَمْ آذَنْ لَهُ فَاَتَانِي النَّبِيُّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَسَاَلْتُهُ فَقَالَ: "ائْذَنِي لَهُ فَاِنَّهُ عَمُّكِ" . قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّمَا اَرْضَعَتْنِي الْمَرْاَةُ وَلَمْ يُرْضِعْنِي الرَّجُلُ . قَالَ: "ائْذَنِي لَهُ تَرِبَتْ يَمِيْنُكِ فَاِنَّهُ عَمُّكِ" .

✧✧ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' میرے چچا افلح نے اندر آنے کی اجازت مانگی۔ یہ حجاب کا حکم نازل ہونے کے بعد کی بات ہے تو میں نے انہیں اجازت نہیں دی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے ہاں تشریف لائے۔ میں نے آپ سے اس بارے میں دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: تم نے اسے اجازت دے دینی تھی کیونکہ وہ تمہارا چچا ہے۔ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! مجھے

3315-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (17348) .

3316-اخرجه البخاري في النكاح، باب لبن الفحل (5103) . و اخرجه مسلم في الرضاع، باب تحريم الرضاعة من ماء الفحل (الحديث 3) تحفة الاشراف (16597) .

3317-اخرجه مسلم في الرضاع، باب تحريم الرضاعة من ماء الفحل (الحديث 4) .

عورت نے دودھ پلایا ہے مجھے مرد نے دودھ نہیں پلایا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم نے اسے اجازت دے دینی تھی۔ تمہارے ہاتھ خاک آلود ہوں وہ تمہارے چچا ہیں۔

3318- اَخْبَرَنَا الرَّبِيْعُ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَسْوَدِ وَاِسْحَاقُ بْنُ بَكْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ مُضَرَ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيْعَةَ عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جَآءَ اَفْلَحُ اَخُو اَبِى الْقُعَيْسِ يَسْتَاْذِنُ فَقُلْتُ لَا آذَنُ لَهُ حَتّٰى اَسْتَاْذِنَ نَبِىَّ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَلَمَّا جَآءَ نَبِىُّ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قُلْتُ لَهُ جَآءَ اَفْلَحُ اَخُو اَبِى الْقُعَيْسِ يَسْتَاْذِنُ فَاَبَيْتُ اَنْ آذَنَ لَهُ . فَقَالَ: "ائْذَنِىْ لَهُ فَاِنَّهُ عَمُّكِ" . قُلْتُ اِنَّمَا اَرْضَعَتْنِى امْرَاَةُ اَبِى الْقُعَيْسِ وَلَمْ يُرْضِعْنِى الرَّجُلُ قَالَ: "ائْذَنِىْ لَهُ فَاِنَّهُ عَمُّكِ" .

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' ابوالقعیس کے بھائی افلح آئے۔ انہوں نے اندر آنے کی اجازت مانگی۔ میں نے کہا: میں اس وقت تک اجازت نہیں دوں گی جب تک میں نبی اکرم ﷺ سے اس بارے میں دریافت نہ کرلوں۔ نبی اکرم ﷺ تشریف لائے تو میں نے آپ کو بتایا کہ افلح آئے تھے جو ابوالقعیس کے بھائی ہیں۔ انہوں نے اندر آنے کی اجازت مانگی تو میں نے انہیں اجازت دینے سے انکار کردیا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم نے اسے اجازت دے دینی تھی کیونکہ وہ تمہارے چچا ہیں۔ میں نے عرض کی: مجھے ابوالقعیس کی بیوی نے دودھ پلایا ہے۔ مرد نے دودھ نہیں پلایا تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم نے اسے اجازت دے دینی تھی کیونکہ وہ تمہارا چچا ہے۔

بَابُ رَضَاعِ الْكَبِيْرِ .

یہ باب ہے کہ بڑی عمر کے شخص کو دودھ پلانا

3319- اَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِىْ مَخْرَمَةُ بْنُ بُكَيْرٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ سَمِعْتُ حُمَيْدَ بْنَ نَافِعٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ زَيْنَبَ بِنْتَ اَبِىْ سَلَمَةَ تَقُوْلُ سَمِعْتُ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِىِّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) تَقُوْلُ جَآءَتْ سَهْلَةُ بِنْتُ سُهَيْلٍ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّىْ لَاَرٰى فِىْ وَجْهِ اَبِىْ حُذَيْفَةَ مِنْ دُخُوْلِ سَالِمٍ عَلَىَّ . قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "اَرْضِعِيْهِ" . قُلْتُ اِنَّهُ لَذُوْ لِحْيَةٍ . فَقَالَ: "اَرْضِعِيْهِ يَذْهَبْ مَا فِىْ وَجْهِ اَبِىْ حُذَيْفَةَ" . قَالَتْ وَاللّٰهِ مَا عَرَفْتُهُ فِىْ وَجْهِ اَبِىْ حُذَيْفَةَ بَعْدُ .

ويرى الفقهاء أن المقصود بالرضاعة هنا ان تفرغ سَهْلَةُ بِنْتُ سُهَيْلٍ لبنها فى إناء وترسله لسَالِمٍ لشربه وتكرر ذلك خمس مرات وبذلك تحرم عليه .

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جو نبی اکرم ﷺ کی زوجہ محترمہ ہیں بیان کرتی ہیں' سہلہ بنت سہیل نبی اکرم ﷺ کی

3318-تقدم (الحديث 3301) .

3319-اخرجه مسلم فى الرضاع، باب رضاعة الكبير (الحديث 29 و 30) بنحوه . تحفة الاشراف (17841) .

خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! سالم کے میرے گھر آنے کی وجہ سے میں نے اپنے شوہر (ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ) کے چہرے پر ناراضگی کے اثرات دیکھے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم اسے (سالم کو) جو تمہارا منہ بولا بیٹا ہے دودھ پلا دو۔ اس خاتون نے عرض کی: وہ تو داڑھی والا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم اسے دودھ پلا دو۔ اس کے نتیجے میں ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کے چہرے پر ناراضگی ہے وہ ختم ہو جائے گی۔ وہ خاتون بیان کرتی ہیں: اللہ کی قسم! اس کے بعد میں نے ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کے چہرے پر ناراضگی نہیں دیکھی۔

(امام نسائی فرماتے ہیں:) فقہاء فرماتے ہیں یہاں مراد یہ ہے کہ سہلہ بنت سہیل نے اپنا دودھ کسی برتن میں ڈال کر سالم کو بھجوا دیا تاکہ وہ اسے پی لے پانچ مرتبہ ایسا کرنے سے وہ عورت اس مرد کے لیے حرام (رضاعی ماں) ہو گئی۔

3320 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ سَمِعْنَاهُ مِنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ - وَهُوَ ابْنُ الْقَاسِمِ - عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ جَآئَتْ سَهْلَةُ بِنْتُ سُهَيْلٍ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَقَالَتْ اِنِّىْ اَرٰى فِىْ وَجْهِ اَبِىْ حُذَيْفَةَ مِنْ دُخُوْلِ سَالِمٍ عَلَىَّ .قَالَ: "فَاَرْضِعِيْهِ" . قَالَتْ وَكَيْفَ اُرْضِعُهُ وَهُوَ رَجُلٌ كَبِيْرٌ فَقَالَ: "اَلَسْتُ اَعْلَمُ اَنَّهُ رَجُلٌ كَبِيْرٌ" . ثُمَّ جَآئَتْ بَعْدُ فَقَالَتْ وَالَّذِىْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ نَبِيًّا مَا رَاَيْتُ فِىْ وَجْهِ اَبِىْ حُذَيْفَةَ بَعْدُ شَيْئًا اَكْرَهُ .

✧✧ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: سہلہ بنت سہیل نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کی: میں نے اپنے منہ بولے بیٹے سالم کے اپنے ہاں آنے کی وجہ سے (اپنے شوہر) ابوحذیفہ کے چہرے پر ناراضگی دیکھی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم اسے (سالم کو) دودھ پلا دو۔ اس خاتون نے عرض کی: میں اسے کیسے دودھ پلا سکتی ہوں وہ تو بڑا آدمی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کیا مجھے یہ پتہ نہیں ہے کہ وہ بڑا آدمی ہے (سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں) اس کے بعد وہ خاتون آئیں اور عرض کی: اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ہمراہ نبی بنا کر مبعوث کیا ہے میں نے اس کے بعد ابوحذیفہ کے چہرے پر ایسی کوئی علامت نہیں دیکھی جو مجھے ناپسند ہو۔

3321 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ يَحْيٰى بْنِ الْوَزِيْرِ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِىْ سُلَيْمَانُ عَنْ يَحْيٰى وَرَبِيْعَةَ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ اَمَرَ النَّبِىُّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) امْرَاَةَ اَبِىْ حُذَيْفَةَ اَنْ تُرْضِعَ سَالِمًا مَوْلٰى اَبِىْ حُذَيْفَةَ حَتّٰى تَذْهَبَ غَيْرَةُ اَبِىْ حُذَيْفَةَ فَاَرْضَعَتْهُ وَهُوَ رَجُلٌ .قَالَ رَبِيْعَةُ فَكَانَتْ رُخْصَةً لِسَالِمٍ .

✧✧ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ابوحذیفہ کی اہلیہ کو یہ ہدایت کی کہ وہ حضرت ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام اور (منہ بولے بیٹے سالم کو) دودھ پلا دیں تاکہ حضرت ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کا غصہ ختم ہو جائے تو اس خاتون نے اس لڑکے کو دودھ پلا دیا تھا حالانکہ وہ بڑی عمر کا لڑکا تھا۔ ربیعہ نامی راوی بیان کرتے ہیں: یہ سالم کے لئے

3320- اخرجه مسلم في الرضاع، باب رضاعة الكبير (الحديث 26) . و اخرجه ابن ماجه في النكاح، باب رضاع الكبير (الحديث 1943) . تحفة الاشراف (17484) .

3321- انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (17452) .

رخصت تھی۔

3322- اَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ عَنْ سُفْيَانَ - وَهُوَ ابْنُ حَبِيبٍ - عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ اَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جَائَتْ سَهْلَةُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ سَالِمًا يَدْخُلُ عَلَيْنَا وَقَدْ عَقَلَ مَا يَعْقِلُ الرِّجَالُ وَعَلِمَ مَا يَعْلَمُ الرِّجَالُ . قَالَ: "اَرْضِعِيْهِ تَحْرُمِيْ عَلَيْهِ بِذٰلِكَ" . فَمَكَثْتُ حَوْلًا لَا اُحَدِّثُ بِهٖ وَلَقِيْتُ الْقَاسِمَ فَقَالَ حَدِّثْ بِهٖ وَلَا تَهَابُهُ .

◇◇ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' حضرت سہلہ رضی اللہ عنہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں' انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! سالم ہمارے گھر آجاتا ہے وہ اتنا ہی سمجھدار ہے جتنے لوگ ہوتے ہیں اسے ان باتوں کا پتہ ہے جو مردوں کو پتہ ہوتا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اسے دودھ پلا دو وہ تمہارے لئے اس وجہ سے حرام ہو جائے گا۔ راوی بیان کرتے ہیں' میں نے ایک سال تک یہ حدیث کسی کو نہیں سنائی پھر میری ملاقات قاسم نامی راوی سے ہوئی تو انہوں نے مجھے کہا تم اس حدیث کو بیان کرو اور اس سے ڈرو نہیں۔

3323- اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ عَنْ عَبْدِ الْوَهَّابِ قَالَ اَنْبَاَنَا اَيُّوْبُ عَنِ ابْنِ اَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ سَالِمًا مَوْلٰى اَبِيْ حُذَيْفَةَ كَانَ مَعَ اَبِيْ حُذَيْفَةَ وَاَهْلِهٖ فِيْ بَيْتِهِمْ فَاَتَتْ بِنْتُ سُهَيْلٍ اِلَى النَّبِيِّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَقَالَتْ اِنَّ سَالِمًا قَدْ بَلَغَ مَا يَبْلُغُ الرِّجَالُ وَعَقَلَ مَا عَقَلُوْهُ وَاِنَّهٗ يَدْخُلُ عَلَيْنَا وَاِنِّيْ اَظُنُّ فِيْ نَفْسِ اَبِيْ حُذَيْفَةَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا . فَقَالَ النَّبِيُّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "اَرْضِعِيْهِ تَحْرُمِيْ عَلَيْهِ" . فَاَرْضَعَتْهُ فَذَهَبَ الَّذِيْ فِيْ نَفْسِ اَبِيْ حُذَيْفَةَ فَرَجَعْتُ اِلَيْهِ فَقُلْتُ اِنِّيْ قَدْ اَرْضَعْتُهٗ فَذَهَبَ الَّذِيْ فِيْ نَفْسِ اَبِيْ حُذَيْفَةَ .

◇◇ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' ابوحذیفہ کا آزاد کردہ غلام (اور منہ بولا بیٹا سالم) حضرت ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ اور ان کے گھر والوں کے ساتھ ان کے گھر میں رہا کرتا تھا۔ سہیل کی صاحبزادی (جو ابوحذیفہ کی اہلیہ تھیں) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں انہوں نے عرض کی: سالم اس عمر تک پہنچ گیا ہے جو مردوں کی ہوتی ہے وہ ہر وہ چیز سمجھتا ہے جو مرد سمجھتے ہیں۔ وہ ہمارے ہاں آتا ہے جس کی وجہ سے مجھے ابوحذیفہ کی ناراضگی کا اندازہ ہوتا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اسے دودھ پلا دو وہ تمہارے لئے حرام ہو جائے گا۔ وہ خاتون کہتی ہیں' میں نے اسے دودھ پلا دیا تو وہ ناراضگی جو ابوحذیفہ کی تھی ختم ہوگئی۔ اور میں دوبارہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی' میں نے عرض کی: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! میں نے اسے دودھ پلا دیا ہے اور حضرت ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کی جو ناراضگی تھی وہ ختم ہوگئی ہے۔

3324- اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ وَمَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ

3322-اخرجه مسلم في الرضاع، باب رضاعة الكبير (الحديث 27 و 28) . و اخرجه النسائي في النكاح، باب رضاع الكبير (الحديث 3323) . تحفة الاشراف (17464) .

3323-تقدم في النكاح، باب رضاع الكبير (الحديث 3322) .

3324-اخرجه ابو داؤد في النكاح، باب من حرم به (الحديث 2061) مطولاً . تحفة الاشراف (18377) .

عَنْ عُرْوَةَ قَالَ اَبٰى سَائِرُ اَزْوَاجِ النَّبِيِّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) اَنْ يَّدْخُلَ عَلَيْهِنَّ بِتِلْكَ الرَّضْعَةِ اَحَدٌ مِّنَ النَّاسِ - يُرِيْدُ رَضَاعَةَ الْكَبِيْرِ - وَقُلْنَ لِعَائِشَةَ وَاللّٰهِ مَا نُرَى الَّذِيْ اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) سَهْلَةَ بِنْتَ سُهَيْلٍ اِلَّا رُخْصَةً فِيْ رَضَاعَةِ سَالِمٍ وَّحْدَهٗ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) وَاللّٰهِ لَا يَدْخُلُ عَلَيْنَا اَحَدٌ بِهٰذِهِ الرَّضْعَةِ وَلَا يَرَانَا .

◇◇ حضرت عروہ ؓ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ کی تمام ازواج ؓ نے اس بات کو مسترد کر دیا تھا کہ اس طرح دودھ پلانے کے نتیجے میں کوئی شخص ان کے ہاں آئے۔ راوی کی مراد بڑی عمر کے لڑکے کو دودھ پلانا ہے۔
نبی اکرم ﷺ کی ان ازواج ؓ نے حضرت عائشہ ؓ سے یہ کہا تھا: اللہ کی قسم! ہم یہ سمجھتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے بطور خاص سہلہ بنت سہیل کو سالم کو دودھ پلانے کی اجازت دی تھی۔ اس طرح سے دودھ پلانے کے نتیجے میں کوئی شخص ہمارے ہاں نہیں آسکتا اور ہمیں نہیں دیکھ سکتا۔

3325- اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَبِيْ عَنْ جَدِّيْ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَخْبَرَنِيْ اَبُوْ عُبَيْدَةَ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَمْعَةَ اَنَّ اُمَّهٗ زَيْنَبَ بِنْتَ اَبِيْ سَلَمَةَ اَخْبَرَتْهُ اَنَّ اُمَّهَا اُمَّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) كَانَتْ تَقُوْلُ اَبٰى سَائِرُ اَزْوَاجِ النَّبِيِّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) اَنْ يُّدْخِلَ عَلَيْهِنَّ بِتِلْكَ الرَّضَاعَةِ وَقُلْنَ لِعَائِشَةَ وَاللّٰهِ مَا نُرٰى هٰذِهٖ اِلَّا رُخْصَةً رَّخَّصَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) خَاصَّةً لِسَالِمٍ فَلَا يَدْخُلُ عَلَيْنَا اَحَدٌ بِهٰذِهِ الرَّضَاعَةِ وَلَا يَرَانَا .

◇◇ سیدہ ام سلمہ ؓ جو نبی اکرم ﷺ کی زوجہ محترمہ ہیں وہ بیان کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ کی دیگر تمام ازواج ؓ نے اس بات کو مسترد کر دیا تھا کہ اس نوعیت کی رضاعت کے نتیجے میں کوئی شخص ان کے ہاں آئے۔ ان ازواج ؓ نے سیدہ عائشہ ؓ سے یہ کہا تھا: اللہ کی قسم! ہم یہ سمجھتی ہیں یہ وہ رخصت ہے جو نبی اکرم ﷺ نے بطور خاص سالم کے لئے دی تھی۔ اس طرح کی رضاعت کے ذریعے کوئی ہمارے ہاں نہیں آسکتا اور ہمیں نہیں دیکھ سکتا۔

دودھ پلانے کے شرعی احکام کا بیان

بعض مطلقہ عورتوں کے دودھ پیتے بچے ہوتے ہیں اور کبھی کبھی ماں باپ کے جھگڑوں کی وجہ سے دودھ پیتے بچے ضائع ہو جاتے ہیں اور بعض اوقات باپ سے انتقام لینے کیلئے ان کو مائیں دودھ نہیں پلاتیں اس لیے اللہ تعالیٰ نے ماؤں کو یہ نصیحت کی ہے وہ اپنے بچوں کو دودھ پلائیں اور یہ کہ باہمی رضامندی سے وہ بچوں کو پورے دو سال تک دودھ پلائیں اور بچوں کے باپ پر یہ لازم کیا کہ وہ اپنی طاقت اور وسعت کے مطابق دودھ پلانے والیوں کو کھانے اور کپڑوں کا خرچ مہیا کریں اور یہ کہ بچوں کی وجہ سے ماں باپ میں سے کوئی فریق دوسرے پر زیادتی نہ کرے مثلاً ماں بچوں کو پالنے اور پرورش کرنے کی وجہ سے باپ کو ضرر پہنچائے اور کھانے

3325-اخرجه مسلم في الرضاع، باب رضاعة الكبير (الحديث 31) . و اخرجه ابن ماجه في النكاح، باب لا رضاع بعد فصال (الحديث 1947) بنحوه . تحفة الاشراف (18274) .

اور کپڑوں کا دستور سے زیادہ خرچ طلب کرے یا ماں بچوں کو دودھ پلانا چاہتی ہے اور باپ زبردستی بچوں کو ماں سے چھین لے یا اس کو دودھ پلانے پر مجبور کرے یا اس کے خرچ میں قدر معروف سے کمی کرے۔ اس تفسیر کی بناء پر اس آیت میں وہ مطلقہ عورتیں مراد ہیں جن کی ان کے خاوندوں سے اولاد ہو اور اجنبی دائیوں کی بہ نسبت دودھ پلانے کی وہ زیادہ حق دار ہیں اور بعض علماء کی یہ رائے ہے کہ اس آیت میں مطلقاً دودھ پلانے والی مائیں مراد ہیں خواہ وہ مطلقہ عورتیں ہوں یا منکوحہ عورتیں ہوں۔

امام مالک کے نزدیک ماں پر دودھ پلانا واجب ہے خواہ وہ منکوحہ ہو یا مطلقہ اور جمہور کے نزدیک ماں پر اس وقت دودھ پلانا واجب ہے جب بچہ کسی اور عورت کا دودھ نہ پیے۔ اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ دودھ پلانے کی مکمل مدت دو سال پلانا ہے کیونکہ اس مدت میں بچہ کو اپنی نشوونما کے لیے دودھ کی حاجت ہوتی ہے نیز اس آیت سے یہ معلوم ہوا کہ کم از کم دودھ پلانے کی کوئی حد نہیں ہے اور ماں باپ باہمی مشورہ سے جتنے عرصہ تک چاہیں دودھ پلائیں اور اس کے بعد دودھ چھڑا دیں۔ اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ دودھ پلانے والی کے کھانے اور کپڑے کا خرچ باپ کے ذمہ ہے اور دایہ کی اجرت بھی باپ کے ذمہ ہے اور امام شافعی کے نزدیک بچہ کی ماں کا بھی دودھ پلانے کی اجرت طلب کرنا جائز ہے خواہ وہ نکاح میں ہو یا عدت میں اور بچہ کا خرچ بھی باپ کے ذمہ ہے اور اگر باپ زندہ نہ ہو تو باپ کے وارث کے ذمہ بھی یہی احکام ہیں اس پر لازم ہے کہ وہ دودھ پلانے والی کے کھانے اور کپڑے کا خرچ دے اور دودھ پلانے کی اجرت دے اور دودھ پلانے والی کو ترک نہ کرے۔

امام ابوحنیفہ اور امام احمد کے نزدیک یہ آیت محارم کے نفقہ کے وجوب کی اصل ہے ان کے نزدیک ہر ذورحم محرم پر خرچ واجب ہے مثلاً ماموں اور پھوپھی پر اور امام مالک اور امام شافعی کے نزدیک بچوں کا خرچ صرف والدین پر واجب ہے بچہ کا خرچ باپ پر واجب ہے باپ فوت ہو گیا ہو تو اس کے ترکہ سے خرچ کرنا واجب ہے اور اگر اس کا مال نہ ہو تو پھر ماں پر واجب ہے قرآن مجید کی اس آیت سے امام ابوحنیفہ اور امام احمد کی رائے کی تائید ہوتی ہے کیونکہ قرآن مجید نے باپ کے بعد وارث پر بچہ کے خرچ کو واجب کیا ہے۔

دودھ پلانے کی مدت میں ائمہ مذاہب کی آراء کا بیان

علامہ ماوردی شافعی لکھتے ہیں: دو سال کی مدت کی تفسیر میں دو قول ہیں ایک قول یہ ہے کہ جس عورت کے ہاں چھ ماہ کے بعد بچہ پیدا ہو جائے وہ دو سال دودھ پلائے تاکہ تیس مہینے پورے ہو جائیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

(آیت) وحمله وفصله ثلثون شهرا. (الاحقاف:۱۵)

ترجمہ: اور حمل اور دودھ چھڑانے کی مدت تیس ماہ ہے۔

یہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے اور عطاء اور ثوری کا قول یہ ہے کہ ہر بچہ کو دودھ پلانے کی مدت دو سال ہے۔

(النکت والعیون ج ۱ ص ۳۰۰ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

قاضی ابوبکر ابن العربی مالکی نے لکھا ہے کہ دودھ پلانے کی کم از کم مدت کی کوئی حد نہیں ہے اور زیادہ سے زیادہ حد دو سال ہے۔ (احکام القرآن ج ۱ ص ۲۷۳ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۸ھ)

علامہ ابن قدامہ حنبلی نے لکھا ہے کہ دودھ پلانے کی مدت دو سال ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ باقی ازواج مطہرات امام مالک امام شافعی امام ابویوسف امام محمد شعبی اوزاعی اور ابوثور کا یہی مسلک ہے۔

(المغنی ج ۸ ص ۱۴۲ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۰۵ھ)

علامہ المرغینانی الحنفی لکھتے ہیں: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک دودھ پلانے کی مدت تیس مہینے ہے اور امام ابویوسف اور امام محمد کے نزدیک دو سال ہے امام شافعی کا بھی یہی قول ہے اور امام زفر کے نزدیک یہ مدت تین سال ہے کیونکہ دو سال کے بعد بچے کو دفعۃً دودھ سے غذا کی طرف لانا مشکل ہے۔ اس لیے بعد کے ایک سال میں دودھ کے ساتھ اس کو غذا کا عادی بنایا جائے اور تین سال کے بعد مکمل دودھ چھڑا دیا جائے۔ امام ابویوسف اور امام محمد کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: حمل اور دودھ چھڑانے کی مدت تیس ماہ ہے۔ (الاحقاف: ۱۵) اور کم از کم حمل کی مدت چھ ماہ ہے تو دودھ چھڑانے کے لیے دو سال باقی بچے امام دارقطنی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: طفولیت کی دو سال کی عمر کے بعد دودھ پلانے کا حکم نہیں ہے۔ (سنن دارقطنی ج ۴ ص ۱۷۴) اس حدیث کو امام عبدالرزاق اور امام مالک نے بھی روایت کیا ہے۔

امام ابوحنیفہ کی دلیل یہی آیت ہے اور اس کی توجیہ یہ ہے اللہ تعالیٰ نے دو چیزیں ذکر کیں (حمل اور دودھ چھڑانا) اور دونوں کی ایک مدت ذکر فرمائی یعنی تیس مہینے لہٰذا ان میں سے ہر ایک کی مدت مکمل تیس ماہ ہوگی لیکن ان میں ایک یعنی حمل کی مدت ایک حدیث سے دو سال متعین ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: کہ بچہ ماں کے پیٹ میں دو سال سے زیادہ نہیں رہتا۔ (سنن دارقطنی ج ۳ ص ۳۲۲ مطبوعہ ملتان سنن کبریٰ ج ۷ ص ۴۴۳ مطبوعہ ملتان)

ان میں سے ایک کی مدت اس حدیث کی بناء پر دو سال رہ گئی تو دوسرے یعنی دودھ چھڑانے کی مدت اپنی اصل پر تیس ماہ رہے گی نیز دو سال تک بچہ کو دودھ پلانے کے بعد فوراً غذا کی طرف راجع کرنا مشکل ہوگا اس لیے اس کو چھ مہینے میں بہ تدریج غذا کا عادی بنایا جائے گا اور اڑھائی سال کے بعد کلی طور پر دودھ چھڑا دیا جائے گا اور سورۂ بقرہ میں جو ارشاد ہے: اور مائیں اپنے بچوں کو مکمل دو سال دودھ پلائیں۔ (البقرہ: ۲۳۳) اور حدیث میں ہے: دو سال کے بعد دودھ پلانا نہیں ہے ان
مائیں اپنے بچوں کو مکمل دو سال دودھ پلائیں (البقرہ: ۲۳۳) اور حدیث میں ہے: دو سال کے بعد دودھ پلانا نہیں ہے ان
آیت اور اس حدیث کا محمل یہ ہے کہ دو سال سے زیادہ بچے کو دودھ پلانے کا استحقاق نہیں ہے۔ (ہدایہ اولین ص ۳۵۱ مطبوعہ مکتبہ شرکت علمیہ ملتان)

ہر چند کہ امام اعظم اور صاحبین دونوں کے قول منقول ہیں لیکن علامہ حصکفی نے امام اعظم کے قول کو ترجیح دی ہے۔

(در مختار مع رد المحتار ج ۲ ص ۴۰۳ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۴۰۷ھ)

بَابُ الْغِيلَةِ ۔

یہ باب ہے کہ غیلہ (دودھ پلانے والی عورت کے ساتھ صحبت کرنا)

3326- اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ وَإِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ مَالِكٍ عَنْ اَبِي الْاَسْوَدِ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ جُدَامَةَ بِنْتَ وَهْبٍ حَدَّثَتْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَالَ: "لَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ اَنْهٰى عَنِ الْغِيلَةِ حَتّٰى ذَكَرْتُ اَنَّ فَارِسَ وَالرُّوْمَ يَصْنَعُهُ" . وَقَالَ إِسْحَاقُ "يَصْنَعُوْنَهُ فَلَا يَضُرُّ اَوْلَادَهُمْ" .

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' جدامہ بنت وہب نے انہیں یہ بات بتائی: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: پہلے میں نے یہ ارادہ کیا تھا کہ میں غیلہ (دودھ پلانے کی حالت میں جماع کرنے) سے منع کردوں پھر مجھے خیال آیا کہ اہل فارس اور اہل روم اس طرح کرلیتے ہیں۔"یصنعة" کی بجائے"یصنعونه" ہے۔اسحاق نامی راوی بیان کرتے ہیں (یہ الفاظ زائد ہیں) وہ ایسا کرتے ہیں اوران کی اولاد کو کوئی نقصان نہیں ہوتا۔

شرح

غیلہ کے معنی ہیں حمل کی حالت میں بچہ کو دودھ پلانا اور نہایہ میں لکھا ہے کہ غیلہ کا مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص ایام رضاعت میں اپنی بیوی سے جماع کرے چنانچہ اہل عرب غیلہ یعنی ایام رضاعت میں اپنی بیوی سے جماع کرنے) احتراز کرتے تھے اوراس کی وجہ ان کا یہ گمان تھا کہ اس صورت میں شیر خوار بچہ کو نقصان پہنچتا ہے اسی لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یہ ارادہ فرمایا کہ لوگوں کو ایام رضاعت میں اپنی بیوی کے پاس جانے سے منع کردیں لیکن جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ روم وفارس کے لوگ ایسا کرتے ہیں اوران کی اولاد کو کوئی نقصان نہیں ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ممانعت کا ارادہ ترک فرمادیا۔

حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہ کہتی ہیں کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ تم اپنی اولاد کو مخفی طور پر قتل نہ کرو کیونکہ غیل سوار پر اثر انداز ہوتا ہے اوراسے گھوڑے سے گرادیتا ہے (ابوداؤد ،مشکوۃ المصابیح ،جلد سوم :رقم الحدیث ،399)

اپنی اولاد کو مخفی طور پر قتل نہ کرو، کا مطلب یہ ہے کہ غیلہ کے ذریعہ اولاد کو ہلاکت میں نہ ڈالو اور یہ پہلے بتایا جاچکا ہے کہ حمل کی حالت میں دودھ پلانے یا مدت رضاعت میں جماع کرنے کو غیلہ کہتے ہیں لہٰذا حدیث کا حاصل یہ ہوا کہ غیلہ کی وجہ سے بچہ کے مزاج میں خرابی پیدا ہوجاتی ہے اوراس کے قویٰ ضعیف ہوجاتے ہیں اوراس خرابی وضعف کا اثر اس کے بالغ ہونے کے بعد تک رہتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ بچہ بڑا ہونے کے بعد جب میدان کارزار میں جاتا ہے تو دشمن کے مقابلہ میں سست اور کمزور پڑجاتا ہے اور گھوڑے سے گر پڑتا ہے اور یہ چیز اس کے حق میں ایسی ہے جیسا کہ اسے مقابلہ سے پہلے ہی قتل کردیا گیا ہو لہٰذا غیلہ نہ کرو تاکہ غیلہ کی وجہ سے اپنے بچے کے قتل ہوجانے کا باعث نہ بنو۔

اس موقع پر یہ خلجان پیدا ہوسکتا ہے کہ اس حدیث سے معلوم ہو کہ بچہ پر غیلہ کا اثر پڑتا ہے جبکہ اس سے پہلے گزرنے والی بعض

3326-اخرجه مسلم في النكاح، باب جواز الغيلة و هي وطء المرضع و كراهة العزل (الحديث 140 و 141 و 142) . و اخرجه ابو داؤد في الطب، باب في الغيل (الحديث 3882) . و اخرجه الترمذي في الطب ، باب ما جاء في الغيلة (الحديث 2076 و 2077) واخرجه ابن ماجه في النكاح، باب الغيل (الحديث 2011) تحفة الاشراف (15786)

احادیث سے یہ معلوم ہوا تھا کہ غیلہ بچہ پر اثر انداز نہیں ہوتا؟ اس کا جواب طیبی نے یہ دیا ہے کہ گزشتہ احادیث میں بچہ پر غیلہ کے اثر انداز ہونے کی نفی زمانہ جاہلیت کے اس اعتقاد کی تردید کے لئے تھے کہ لوگ غیلہ ہی کو حقیقی مؤثر سمجھتے تھے۔ اور اس حدیث کے ذریعہ غیلہ کے اثر انداز ہونے کا جو اثبات کیا گیا ہے وہ اس بات کے پیش نظر ہے کہ غیلہ فی الجملہ سبب بنتا ہے اور مؤثر حقیقی حق تعالیٰ کی مرضی اور اس کا حکم ہے۔ یا یوں کہا جائے کہ اس حدیث میں غیلہ کی جو ممانعت بیان کی گئی ہے وہ نہی تنزیہی کے طور پر ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزشتہ ارشاد (لقد ہممت) الخ تحریم پر محمول ہے اسی طرح دونوں حدیثوں میں کوئی تضاد باقی نہیں رہے گا اس کے علاوہ یہ بھی کہا جا سکتا ہے) ان دونوں کی بنیاد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اجتہاد تھا یعنی جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ عرب کے لوگ جب غیلہ کرتے ہیں تو ان کے بچے ضعیف و کمزور ہو جاتے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غیلہ سے منع کیا مگر جب بعد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے روم و فارس کے لوگوں کو دیکھا کہ ان کے ہاں غیلہ کی وجہ سے بچہ کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غیلہ کی ممانعت کو ختم کر دیا۔

بَابُ الْعَزْلِ .

یہ باب عزل کے بیان میں ہے

3327 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ وَّحُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ قَالَا حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ بِشْرِ بْنِ مَسْعُوْدٍ وَّرَدَّ الْحَدِيْثَ حَتّٰى رَدَّهُ اِلٰى اَبِىْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ ذُكِرَ ذٰلِكَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَالَ: "وَمَا ذَاكُمْ". قُلْنَا الرَّجُلُ تَكُوْنُ لَهُ الْمَرْاَةُ فَيُصِيْبُهَا وَيَكْرَهُ الْحَمْلَ وَتَكُوْنُ لَهُ الْاَمَةُ فَيُصِيْبُ مِنْهَا وَيَكْرَهُ اَنْ تَحْمِلَ مِنْهُ . قَالَ: "لَا عَلَيْكُمْ اَنْ لَا تَفْعَلُوْا فَاِنَّمَا هُوَ الْقَدَرُ" .

✧✧ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس (عزل کرنے) کا تذکرہ کیا گیا۔ آپ نے فرمایا: یہ ہوتا کیا ہے' ہم نے عرض کی: ایک شخص کسی عورت کے ساتھ صحبت کرنا چاہتا ہے اور اس کے حاملہ ہونے کو ناپسند کرتا ہے یا کسی شخص کی کنیز ہے وہ اس کے ساتھ صحبت کرنا چاہتا ہے اور اس کے حاملہ ہونے کو ناپسند کرتا ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم ایسا نہ بھی کرو تو تمہیں کوئی نقصان نہیں ہوگا کیونکہ یہ تقدیر کے مطابق ہوگا۔

3328 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِى الْفَيْضِ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مُرَّةَ الزُّرَقِيَّ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ الزُّرَقِيِّ اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) عَنِ الْعَزْلِ فَقَالَ اِنَّ امْرَاَتِىْ تُرْضِعُ وَاَنَا اَكْرَهُ اَنْ تَحْمِلَ . فَقَالَ النَّبِىُّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "اِنَّ مَا قَدْ قُدِّرَ فِى الرَّحِمِ سَيَكُوْنُ" .

3327-اخرجه مسلم في النكاح، باب حكم العزل (الحديث 130 و 131) و اخرجه النسائي في عشرة النساء من الكبرى، ذكر الاختلاف على الزهري في خبر ابي سعيد فيه (الحديث 209 و 210) . تحفة الاشراف (4113) .

3328-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (12045) .

✧✧ حضرت ابوسعید زرقی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک شخص نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عزل کے بارے میں دریافت کیا اس نے عرض کی: میری بیوی نے بچے کو جنم دیا ہے مجھے یہ ناپسند ہے کہ وہ حاملہ ہو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رحم کے نصیب میں جو کچھ ہے وہ ہوگا۔

عزل سے متعلق فقہی تفصیل کا بیان

حضرت جابر کہتے ہیں کہ ہم لوگ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں عزل کیا کرتے تھے اور قرآن کریم نازل ہوتا رہتا تھا یعنی نزول کا سلسلہ جاری تھا مگر اس بارے میں کوئی ممانعت نازل نہیں ہوئی۔ (بخاری ومسلم) اور مسلم نے اپنی روایت میں یہ الفاظ بھی نقل کئے ہیں کہ ہمارے اس فعل کی اطلاع نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تھی مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس سے منع نہیں فرمایا۔ (مشکوۃ المصابیح، جلد سوم: رقم الحدیث، 395)

عزل کا مطلب یہ ہے کہ عورت سے اس طرح جماع کیا جائے کہ مرد جب منزل ہونے لگے تو وہ اپنا عضو مخصوص عورت کی شرم گاہ سے باہر نکال کر مادہ کا باہر ہی اخراج کر دے۔ اس طریقہ سے مادہ منویہ چونکہ اندر نہیں پہنچتا اس لئے عورت حاملہ ہونے سے بچ جاتی ہے۔

علامہ ابن ہمام فرماتے ہیں کہ اکثر علماء اس بات کے قائل ہیں کہ عزل جائز ہے اور بعض حضرات جن میں کچھ صحابہ بھی شامل ہیں اس کو ناجائز کہتے ہیں لیکن زیادہ صحیح بات یہی ہے کہ عزل کرنا جائز ہے چنانچہ درمختار میں بھی یہی لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی کی خاص مصلحت یا عذر کی بناء پر عزل کرنا چاہے تو اس کی اجازت ہے لیکن یہ ملحوظ رہے کہ اپنی لونڈی سے عزل کرنا تو اس کی اجازت کے بغیر بھی جائز ہے جب کہ اپنی آزاد منکوحہ سے اس کی اجازت کے بعد ہی جائز ہوگا اسی طرح اگر کسی دوسرے کی لونڈی اپنے نکاح میں ہو تو اس کے مالک کی اجازت حاصل کرنے کے بعد اس سے عزل کرنا جائز ہوگا۔ حضرت امام شافعی کے بارے میں سید نے یہ لکھا ہے کہ ان کے نزدیک بھی اپنی آزاد منکوحہ سے اس کی اجازت کے بعد ہی عزل کرنا جائز ہے لیکن لونڈی خواہ اپنی مملوکہ ہو یا منکوحہ ہو اس کی اجازت کے بغیر بھی عزل کرنا جائز ہے۔

اور امام نووی نے جو شافعی المسلک ہیں، انہوں نے یہ لکھا ہے کہ ہمارے یعنی شوافع کے نزدیک عزل کرنا مکروہ ہے کیونکہ یہ انقطاع نسل کا سبب ہے۔ اور حضرت جابر کہتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میرے پاس لونڈی ہے جو ہماری خدمت کرتی ہے اور میں اس سے جماع بھی کرتا ہوں لیکن میں اسے ناپسند کرتا ہوں کہ وہ حاملہ ہو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم چاہو تو عزل کر لیا کرو لیکن اس لونڈی کے ذریعہ جو چیز پیدا ہونی مقدر ہو چکی ہے وہ ضرور پیدا ہوگی۔ اس کے بعد کچھ عرصہ تک وہ شخص نہیں آیا اور پھر جب آیا تو کہنے لگا کہ میری لونڈی حاملہ ہو گئی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا کہ میں نے تو تمہیں پہلے ہی آگاہ کر دیا تھا کہ اس کے ذریعہ جو چیز پیدا ہونی مقدر ہو چکی ہے وہ ضرور پیدا ہوگی۔

(مسلم)

علامہ نووی کہتے ہیں کہ یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ عزل کرنے کے باوجود اگر حمل ٹھہر جائے تو اس کا نسب ثابت ہوگا اور علامہ ابن ہمام نے اس بارے میں لکھا ہے کہ اگر کسی شخص نے عورت کی اجازت کے بعد یا اس کی اجازت کے بغیر عزل کیا

اور اس کے باوجود اس عورت کے حمل ٹھہر گیا تو آیا اس شخص کے لئے اس حمل سے انکار کرنا یعنی یہ کہنا کہ یہ حمل میرا نہیں ہے) جائز ہے یا نہیں؟ اس مسئلہ میں تفصیل ہے، چنانچہ علماء کا قول ہے کہ اگر اس شخص نے عزل کرنے کے بعد دخول نہیں کیا تھا یا دخول کیا تھا مگر اس سے پہلے پیشاب نہیں کیا تھا تو پھر اس کے لئے اس حمل سے انکار کرنا جائز نہیں ہوگا کیونکہ اس صورت میں اس بات کا قوی احتمال ہوسکتا ہے کہ اس کے ذکر میں منی کا کوئی قطرہ باقی رہ گیا ہو اور وہ اب دخول کی صورت میں عورت کے رحم میں چلا گیا ہو اسی طرح حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کا یہ مسلک ہے کہ اگر کسی شخص نے مثلاً جماع سے فارغ ہونے کے بعد پیشاب کرنے سے پہلے غسل جنابت کیا اور اس کے بعد جب اس نے پیشاب کیا تو منی کا کوئی قطرہ نکل آیا تو اس صورت میں اس پر واجب ہوگا کہ وہ اب پھر غسل کرے۔

اور حضرت ابوسعید خدری کہتے ہیں کہ جب ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بنی المصطلق کی جنگ میں گئے تو عرب قوم میں سے کچھ لونڈی غلام ہمارے ساتھ آئے، ہمیں عورتوں کی خواہش ہوئی اور مجرد رہنا ہمارے لئے سخت مشکل ہوگیا اور ان لونڈیوں سے جو ہمارے ہاتھ لگی تھیں ہم نے عزل کرنا چاہا) تاکہ ان کے حمل نہ ٹھہر جائے) آخر ہم نے عزل کا ارادہ کرلیا مگر پھر ہم نے سوچا کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان ہیں تو یہ جائز ہے یا نہیں؟ چنانچہ ہم نے آپ سے اس کے بارے میں دریافت تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم عزل نہ کرو تو اس میں تمہارا کوئی نقصان نہیں ہے اس لئے کہ قیامت تک جو جان پیدا ہونے والی ہے وہ تو پیدا ہو کر رہے گی (بخاری ومسلم)

امام نووی کہتے ہیں کہ سبیا من العرب سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اہل عرب پر بھی رق جاری ہوتا ہے جب کہ وہ مشرک ہوں (یعنی جس طرح غیر عرب مشرک وکافر جنگ میں پکڑ لئے جانے کے بعد غلام ولونڈی بنائے جا سکتے ہیں اسی طرح اگر وہ مشرک وکافر جن کا تعلق عرب نسل سے ہو کسی جنگ میں بطور قیدی ہاتھ لگیں تو وہ بھی مسلمانوں کے حق میں لونڈی غلام ہو جاتے ہیں کیونکہ یہاں جن لونڈی غلاموں کا ہاتھ لگنا ذکر کیا گیا ہے ان کا تعلق بنی المصطلق سے تھا جو قبیلہ خزاعہ کی ایک شاخ تھی اور قبیلہ خزاعہ والے اہل عرب میں سے تھے چنانچہ حضرت امام شافعی کا قول قدیم بھی یہی ہے۔ (ما علیکم ان لاتفعلوا) میں حروف "الف" کے زبر کے ساتھ یعنی (ان) بھی صحیح ہے اور الف کے زیر کے ساتھ یعنی ان بھی صحیح ہے اس جملہ کے معنی نووی نے یہ بیان کئے ہیں کہ اگر تم عزل نہ کرو تو اس میں کوئی نقصان نہیں ہے کیونکہ جب یہ بات طے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس نفس کو پیدا کرنا مقدر کر دیا ہے تو وہ ضرور پیدا ہو کر رہے گا اس لئے تم عزل کرو یا عزل نہ کرو پیدا ہونوالی جان پر اس کا کوئی اثر نہیں ہوگا اگر اسے دنیا میں آنا ہے تو تم لاکھ عزل کرو ضبط ولادت کے لاکھ طریق آزما لو وہ اس دنیا میں آکر رہے گی اور اگر اس کا پیدا ہونا مقدر نہیں ہے تو پھر اگر عزل نہ کرو تو تمہارا کوئی نقصان نہیں حاصل یہ کہ تمہارا عزل کرنا کوئی فائدہ مند چیز نہیں ہے۔

اس اعتبار سے یہ حدیث عزل کے عدم جواز کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ اور بعض علماء کہتے ہیں کہ (ان لاتفعلوا) میں حرف "لا" زائد ہے اس صورت میں اس جملہ کے یہ معنی ہوں گے کہ عزل کرنے میں کوئی قباحت نہیں اس اعتبار سے یہ حدیث عزل کے جائز ہونے کی دلیل ہوگی۔ اور حضرت ابوسعید خدری راوی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عزل کرنے کے بارے میں پوچھا گیا

(کہ عزل کرنا جائز ہے یا نہیں) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا منی کے ہر پانی سے بچہ بنتا ہے اور جب اللہ تعالیٰ کسی چیز کو پیدا کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کو پیدا ہونے سے کوئی چیز نہیں روک سکتی۔ (مسلم)

بظاہر اشکال پیدا ہوسکتا ہے کہ سوال اور جواب میں کوئی مطابقت نہیں ہے حالانکہ اگر حدیث کے حقیقی مفہوم پر نظر ہو تو یہ اشکال پیدا ہونے کا کوئی محل ہی نہیں رہ جاتا کیونکہ سوال کا مقصد یہ تھا کہ عزل کرنے کی اجازت مل جائے تاکہ عورت کے ہاں ولادت ہونے کا کوئی خوف نہ رہے، سوال کے اسی حقیقی مفہوم کے پیش نظر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ تم لوگ تو یہ سمجھتے ہو کہ مرد کی منی کا عورت کے رحم میں گرنا عورت کے ہاں ولادت ہونے کا سبب ہے اور عزل کر لینا ولادت نہ ہونے کا سبب ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ منی کے ہر پانی سے بچہ نہیں بنتا اکثر ایسا ہوتا ہے کہ مرد کی منی عورت کے رحم تک پہنچ جاتی ہے مگر اس سے بچہ نہیں بنتا اور بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ لوگ عزل کرتے ہیں مگر اس کے باوجود عورت حاملہ ہو جاتی ہے لہٰذا اس سے معلوم ہوا کہ عورت کا حاملہ ہونا مرد کے مادہ تولید کے اندر کرنے پر موقوف نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی مشیت وارادہ پر موقوف ہے، اسی طرح عورت کا حاملہ نہ ہونا بھی اللہ تعالیٰ کی مشیت وارادہ ہی پر موقوف ہے عزل پر موقوف نہیں ہے۔ ہاں یہ ثابت ضرور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تولد وتناسل کا ایک نظام مقرر کر دیا ہے کہ مرد کے نطفہ سے بچہ کی تولید ہوتی ہے اس لئے ہوسکتا ہے کہ عزل کرنے کی صورت میں بھی نطفہ کا کوئی حصہ بلا اختیار عورت کے رحم میں چلا جائے اور اس سے بچہ بن جائے بلکہ اس میں بھی کوئی شک نہیں ہے کہ اگر کسی بچہ کا پیدا ہونا تقدیر الٰہی میں ہے تو اللہ تعالیٰ کو اس پر قدرت حاصل ہے کہ وہ اس بچہ کو بغیر نطفہ کے بھی پیدا کر دے۔ بظاہر یہ احادیث عزل کے جائز نہ ہونے پر دلالت کرتی ہیں لیکن ان کا حقیقی مفہوم ومنشاء اس طرف اشارہ کرتا ہے کہ عزل کرنا پسندیدہ نہیں ہے بلکہ مکروہ ہے۔

اس مسئلہ میں حنفیہ اور دوسرے علماء کا جو فقہی مسلک ہے اس کا بیان حضرت جابر کی روایت کی تشریح میں گزر چکا ہے۔ اور حضرت سعد بن ابی وقاص کہتے ہیں کہ ایک دن ایک شخص رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا کہ میں اپنی عورت سے عزل کرتا ہوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا کہ تم ایسا کیوں کرتے ہو؟ اس شخص نے کہا کہ میں اس کے شیر خوار بچہ کی وجہ سے ڈرتا ہوں کہ کہیں مدت رضاعت میں وہ حاملہ نہ ہو جائے اور اس حالت میں بچہ کو دودھ پلانا نقصان پہنچ جائے گا) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر یہ نقصان پہنچاتا تو روم وفارس والوں کو ضرور نقصان پہنچاتا (مسلم)

لوگوں کا خیال یہ تھا کہ مدت رضاعت میں جماع اور پھر حمل ٹھہرنے سے چونکہ عورت کے دودھ میں خرابی پیدا ہو جاتی ہے اس لئے اس دودھ کو پینے سے شیر خوار بچہ کو نقصان پہنچتا ہے اس کے علاوہ ایسی حالت میں عورت کا دودھ بھی کم ہو جاتا ہے اس کا حاصل یہ تھا کہ اسی خوف کی بناء پر اس شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عزل کی اجازت چاہی اس کے جواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا اس کا حاصل یہ تھا کہ اگر مدت رضاعت میں جماع کرنا اور حمل ٹھہر جانا شیر خوار بچہ کو نقصان دہ ہوتا تو یہ روم وفارس والوں کو ضرور نقصان پہنچاتا کیونکہ وہ اس کے عادی ہیں اور جب ان کی یہ عادت ان کے لئے نقصان دہ نہیں ہے تو معلوم ہوا کہ مدت رضاعت میں حمل ٹھہر جانا نقصان دہ نہیں ہے لہٰذا عزل کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے اور حمل ٹھہر جانے کے خوف کی وجہ سے عزل نہ کرو گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد عزل کی کراہت وناپسندیدگی کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ اور حضرت جدامہ بنت وہب کہتی

ہیں کہ ایک دن میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اس وقت لوگوں کی ایک جماعت وہاں موجود تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو مخاطب کر کے فرما رہے تھے کہ میں نے یہ ارادہ کیا تھا کہ لوگوں کو غیلہ سے منع کر دوں لیکن پھر میں نے دیکھا کہ روم و فارس کے لوگ اپنی اولاد کی موجودگی میں غیلہ کرتے ہیں اور اس کی وجہ سے ان کی اولاد کو کوئی نقصان نہیں ہوتا تو میں نے اس ارادہ کو ترک کر دیا) پھر لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عزل کرنے کے بارے میں پوچھا کہ اس کا کیا حکم ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ عزل کرنا تو پوشیدہ طور پر زندہ گاڑ دینا ہے اور یہ ایک بری عادت ہے جو اس آیت کریمہ (وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ ، التکویر:8) (اور جب زندہ گاڑی ہوئی لڑکی سے پوچھا جائے گا کہ وہ کس گناہ کی پاداش میں قتل کی گئی تھی) کے حکم میں داخل ہے۔ (مسلم)

غیلہ کے معنی ہیں حمل کی حالت میں بچہ کو دودھ پلانا اور نہایہ میں لکھا ہے کہ غیلہ کا مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص ایام رضاعت میں اپنی بیوی سے جماع کرے چنانچہ اہل عرب غیلہ یعنی ایام رضاعت میں اپنی بیوی سے جماع کرنے) احتراز کرتے تھے اور اس کی وجہ ان کا یہ گمان تھا کہ اس صورت میں شیر خوار بچہ کو نقصان پہنچتا ہے اسی لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یہ ارادہ فرمایا کہ لوگوں کو ایام رضاعت میں اپنی بیوی کے پاس جانے سے منع کر دیں لیکن جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ روم و فارس کے لوگ ایسا کرتے ہیں اور ان کی اولاد کو کوئی نقصان نہیں ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ممانعت کا ارادہ ترک فرما دیا۔ واد کے معنی ہیں زندہ درگور کرنا، جیتا گاڑ دینا، زمانہ جاہلیت میں اہل عرب تنگدستی کے خوف اور عار کی وجہ سے اپنی بچیوں کو زندہ گاڑ دیتے تھے مذکورہ بالا آیت کریمہ میں اس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان والدین سے سخت بازپرس کی جائے گی جو اپنے ہاتھوں اپنی بچیوں کو زندہ گاڑ دیتے تھے، چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عزل کو بھی واد خفی یعنی پوشیدہ زندہ گاڑ دینے سے تعبیر فرمایا۔ اس طرح یہ حدیث منسوخ ہے یا آپ نے یہ بات محض تہدید و تنبیہ کے طور پر فرمائی ہے یا پھر یہ کہ اس ارشاد کے ذریعہ گویا اس طرف اشارہ مقصود ہے کہ عزل نہ کرنا ہی اولیٰ اور زیادہ بہتر ہے۔ ان حضرات کی تائید اس روایت سے بھی ہوتی ہے کہ ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی ایک مجلس منعقد تھی۔

حاضرین میں حضرت علی حضرت زبیر اور حضرت سعد رضوان اللہ علیہم اجمعین جیسے جلیل القدر صحابہ کے علاوہ امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق بھی موجود تھے۔ عزل کے سلسلہ میں مباحثہ ہو رہا تھا صحابہ کی رائے تھی کہ اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے لیکن ایک صحابی نے یہ کہا کہ لوگ تو یہ کہتے ہیں کہ یہ عزل کرنا مودۃ (چھوٹی مؤدۃ ہے یعنی جس طرح اپنی اولاد کو زندہ گاڑ دینا مؤدۃ کبریٰ ہے اسی طرح عزل کرنا مؤدۃ صغریٰ ہے حضرت علی نے اس کے جواب میں فرمایا کہ اس سلسلہ میں حاصل کلام یہ ہے کہ جب تک بچہ میں جان نہ پڑے مؤدۃ کے مفہوم کا اطلاق نہیں ہوگا یعنی اگر جان پڑ جانے کے بعد اسقاط حمل کرایا جائے یا زندہ پیدا ہونے کے بعد اسے جیتا جاگتا گاڑ دیا جائے تو اس کو مؤدۃ کہا جائے گا۔ حضرت علی کا یہ جواب سن کر حضرت عمر نے فرمایا علی! اللہ تعالیٰ تمہاری عمر دراز کرے تم نے سچ کہا ہے چنانچہ فقہی مسئلہ یہ ہے کہ جب تک بچہ میں جان نہ پڑے اسقاط حمل جائز ہے اور قرار حمل کے بعد ایک سو بیس دن میں حمل کے اندر جان پڑتی ہے گویا قرار حمل کے بعد ایک سو بیس دن کے اندر اندر تو اسقاط حمل جائز ہے اس کے بعد جائز

نہیں ہے۔ بعض حضرات یہ فرماتے ہیں کہ یہ ارشاد گرامی عزل کے حرام ہونے پر دلالت نہیں کرتا البتہ اس کے مکروہ ہونے پر ضرور دلالت کرتا ہے بایں معنی کہ عزل کرنا واد حقیقی یعنی واقعۃً زندہ درگور کردینے کے حکم میں داخل نہیں ہے کیونکہ واد حقیقی کا مطلب ہوتا ہے ایک جان کو ہلاک کردینا جب کہ عزل میں یہ صورت نہیں ہوتی البتہ عزل کرنا واد حقیقی کے مشابہ یقیناً ہے اسی واسطے اس کو پوشیدہ زندہ گاڑ دینا فرمایا گیا ہے جو اس طرف اشارہ کرتا ہے کہ عزل کے ذریعہ چونکہ اپنے مادہ تولید نطفہ کو ضائع کیا جاتا ہے اور یہ بات بالکل ظاہر ہے کہ مادۂ تولید اللہ تعالیٰ نے بچہ پیدا ہونے کے لئے مہیا کیا ہے اس لئے یہ فعل یعنی عزل کرنا اپنے بچہ کو ہلاک کرنے یا اس کو زندہ درگور کردینے کے مشابہ ہے۔

علامہ ابن ہمام کہتے ہیں کہ حضرت ابن مسعود کے بارے میں یہ صحیح روایت منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ عزل مؤدۃ صغریٰ ہے۔ نیز حضرت ابوامامہ کے بارے میں یہ منقول ہے کہ جب ان سے عزل کا حکم پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے کسی مسلمان کو عزل کرتے نہیں دیکھا سنا اس سے معلوم ہوا کہ عزل کرنا پسندیدہ نہیں ہے) اسی طرح حضرت ابن عمر سے یہ منقول ہے کہ حضرت عمر فاروق نے بعض لوگوں کو عزل کرنے پر مارا ہے اور حضرت عثمان غنی کے بارے میں یہ منقول ہے کہ وہ عزل کرنے سے منع کرتے تھے۔ ان تمام روایات سے عزل کی ممانعت ثابت ہوتی ہے لیکن علماء لکھتے ہیں کہ یہ ممانعت نہی تنزیہی کے طور پر ہے۔

بَابُ حَقِّ الرَّضَاعِ وَحُرْمَتِهٖ

یہ باب ہے کہ رضاعت کا حق اور اس کی حرمت کا بیان

3329 - اَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ هِشَامٍ قَالَ وَحَدَّثَنِى اَبِىْ عَنْ حَجَّاجِ بْنِ حَجَّاجٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا يُذْهِبُ عَنِّىْ مَذَمَّةَ الرَّضَاعِ قَالَ: "غُرَّةُ عَبْدٍ اَوْ اَمَةٍ"۔

◇◇ حجاج بن حجاج رضی اللہ عنہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے عرض کی: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! رضاعت کا حق مجھ سے کیسے ادا ہوسکتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ایک غلام یا کنیز کی ادائیگی کے ذریعے۔

شرح

جب مرد ایسی عورت کو ملازم رکھ لیتا ہے جو (بچے کی ماں اور اس مرد) کی بیوی ہو یا اس کی عدت گزار رہی ہوتا کہ وہ عورت اپنے بچے کو دودھ پلائے تو ایسا کرنا جائز نہیں ہے اس کی وجہ یہ ہے: دینی اعتبار سے ماں ہی دودھ پلانے کی پابند ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: "مائیں اپنی اولاد کو دودھ پلائیں" تاہم ماں کے عاجز ہونے کے احتمال کی وجہ سے اسے معذور قرار دیا جائے گا لیکن جب وہ معاوضے پر دودھ پلانے پر تیار ہوگئی تو اس سے یہ ثابت ہو جائے گا وہ دودھ پلاسکتی ہے لہٰذا یہ عمل اس پر واجب ہو جائے گا اور اس کے لئے اس کا معاوضہ لینا جائز نہیں ہوگا۔ یہاں عدت گزارنے والی عورت سے مراد وہ عورت ہے جسے رجعی طلاق دی گئی

3329-اخرجه ابو داؤد في النكاح، باب في الرضخ عند الفصال (الحديث 2064) و اخرجه الترمذي في الرضاع، باب ما جاء ما يذهب مذمة الرضاع (الحديث 1153) . تحفة الاشراف (3295) .

ہو اور اس بارے میں یہی ایک روایت ہے' کیونکہ نکاح ابھی برقرار ہے۔ جس عورت کو طلاق بتہ دی گئی ہو' ایک روایت کے مطابق اس کا بھی یہی حکم ہے۔ دوسری روایت کے مطابق اس کے لئے معاوضہ لینا جائز ہے' کیونکہ نکاح ختم ہو چکا ہے۔ پہلی روایت کی وجہ یہ ہے: بعض احکام کے حق میں نکاح باقی ہوتا ہے۔ اگر مرد ایسی عورت کو ملازم رکھتا ہے' جو اس کی منکوحہ ہو یا اس کی عدت بسر کر رہی ہوتا کہ وہ اس مرد کے اس بیٹے کو دودھ پلائے' جو دوسری بیوی سے ہے' تو ایسا کرنا جائز ہوگا' کیونکہ اس بچے کو دودھ پلانا اس عورت پر لازم نہیں ہے۔

اگر اس عورت کی عدت پوری ہو جاتی ہے' اور پھر مرد اسے ملازم رکھتا ہے' یعنی اس لیے کہ وہ عورت اپنے بچے کو دودھ پلائے تو یہ جائز ہوگا اس کی وجہ یہ ہے: نکاح مکمل طور پر ختم ہو چکا ہے اور وہ عورت (اس مرد کیلئے) اجنبی عورت کی طرح ہے۔ اگر باپ یہ کہتا ہے: میں اس (یعنی بچے کی ماں) کو اجرت پر مقرر نہیں کرتا اور کسی دوسری عورت کو لے آتا ہے (جس کا معاوضہ کم ہو) پھر بچے کی ماں اس اجنبی عورت جتنے معاوضے پر راضی ہو جاتی ہے یا کسی معاوضے کے بغیر راضی ہو جاتی ہے' تو وہی زیادہ حقدار ہوگی' کیونکہ ماں زیادہ شفیق ہوتی ہے' تو بچے کے لئے بہتری یہی ہے: اسے ماں کے سپرد کیا جائے۔ اگر وہ زیادہ معاوضے کی طلبگار ہو' تو شوہر اس کے ساتھ زبردستی نہیں کر سکتا یعنی پانے سے ضرر دور کرنے کے لئے۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں اسی بات کی طرف اشارہ ہے۔ ''ماں کو اس کی اولاد کے حوالے سے ضرر نہ پہنچایا جائے اور باپ کو اس کی اولاد کے حوالے سے'' یعنی باپ کو اس بات کا پابند نہ کیا جائے کہ وہ ماں کو اجنبی عورت سے زیادہ معاوضہ دے۔ کمسن بچے کا خرچ اس کے باپ کے ذمے لازم ہوگا۔ اگرچہ اس کا دین باپ کے دین سے مختلف ہو' جس طرح بیوی کا خرچ شوہر کے ذمے لازم ہوتا ہے' اگرچہ بیوی کا دین شوہر کے دین سے مختلف ہو۔ جہاں تک بچے کا تعلق ہے' تو اس کی دلیل اس آیت کا مطلق ہونا ہے' جو ہم نے تلاوت کی ہے۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے: وہ بچہ اس شخص کا جزء ہے' لہٰذا وہ اس کی اپنی ذات کے حکم میں ہوگا۔ جہاں تک بیوی کا تعلق ہے' تو اس کا سبب صحیح عقد ہے' جو اس احتباس کے مقابلے میں ہو یعنی جو مرد کے لئے ثابت ہے۔ مسلمان مرد اور کافر عورت کے درمیان عقد ٹھیک ہوتا ہے اور اس عقد پر احتباس کا حکم مرتب ہوتا ہے اس لیے خرچ کی ادائیگی لازم ہوگی۔ ہم نے جتنی بھی صورتیں ذکر کی ہیں ان سب میں باپ پر خرچ اس وقت لازم ہوگا جب اس بچے کا اپنا کوئی مال نہ ہو۔ لیکن اگر مال ہو' تو اصل حکم یہی ہے: انسان کا خرچ اس کے اپنے مال میں سے دیا جاتا ہے' خواہ وہ نابالغ ہو یا بالغ ہو۔ (ہدایہ اولین، کتاب طلاق، لاہور)

دودھ پلانے کے شرعی احکام کا بیان

بعض مطلقہ عورتوں کے دودھ پیتے بچے ہوتے ہیں اور کبھی کبھی ماں باپ کے جھگڑوں کی وجہ سے دودھ پیتے بچے ضائع ہو جاتے ہیں اور بعض اوقات باپ سے انتقام لینے کیلئے ان کو مائیں دودھ نہیں پلاتیں اس لیے اللہ تعالیٰ نے ماؤں کو یہ نصیحت کی یہ وہ اپنے بچوں کو دودھ پلائیں اور یہ کہ باہمی رضامندی سے وہ بچوں کو پورے دو سال تک دودھ پلائیں اور بچوں کے باپ پر یہ لازم کیا کہ وہ اپنی طاقت اور وسعت کے مطابق دودھ پلانے والیوں کو کھانے اور کپڑوں کا خرچ مہیا کریں اور یہ کہ بچوں کی وجہ سے ماں باپ میں سے کوئی فریق دوسرے پر زیادتی نہ کرے مثلاً ماں بچوں کو پالنے اور پرورش کرنے کی وجہ سے باپ کو ضرر پہنچائے اور کھانے

اور کپڑوں کا دستور سے زیادہ خرچ طلب کرے یا ماں بچوں کو دودھ پلانا چاہتی ہے اور باپ زبردستی بچوں کو ماں سے چھین لے یا اس کو دودھ پلانے پر مجبور کرے یا اس کے خرچ میں قدر معروف سے کمی کرے۔ اس تفسیر کی بناء پر اس آیت میں وہ مطلقہ عورتیں مراد ہیں جن کی ان کے خاوندوں سے اولاد ہو اور اجنبی دائیوں کی بہ نسبت دودھ پلانے کی وہ زیادہ حق دار ہیں اور بعض علماء کی یہ رائے ہے کہ اس آیت میں مطلقا دودھ پلانے والی مائیں مراد ہیں خواہ وہ مطلقا عورتیں ہوں یا منکوحہ عورتیں ہوں۔

امام مالک کے نزدیک ماں پر دودھ پلانا واجب ہے خواہ وہ منکوحہ ہو یا مطلقہ اور جمہور کے نزدی ماں پر اس وقت دودھ پلانا واجب ہے جب بچہ کسی اور عورت کا دودھ نہ پئے۔ اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ دودھ پلانے کی مکمل مدت دوسال پلانا ہے کیونکہ اس مدت میں بچہ کو اپنی نشوونما کے لیے دودھ کی حاجت ہوتی ہے نیز اس آیت سے یہ معلوم ہوا کہ کم از کم دودھ پلانے کی کوئی حد نہیں ہے اور ماں باپ باہمی مشورہ سے جتنے عرصہ تک چاہیں دودھ پلائیں اور اس کے بعد دودھ چھڑا دیں۔ اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ دودھ پلانے والی کے کھانے اور کپڑے کا خرچ باپ کے ذمہ ہے اور دایہ کی اجرت بھی باپ کے ذمہ ہے اور امام شافعی کے نزدیک بچہ کی ماں کا بھی دودھ پلانے کی اجرت طلب کرنا جائز ہے خواہ وہ نکاح میں ہو یا عدت میں اور بچہ کا خرچ بھی باپ کے ذمہ ہے اور اگر باپ زندہ نہ ہو تو باپ کے وارث کے ذمہ بھی یہی احکام ہیں اس پر لازم ہے کہ وہ دودھ پلانے والی کے کھانے اور کپڑے کا خرچ دے اور دودھ پلانے کی اجرت دے اور دودھ پلانے والی کو ترک نہ کرے۔ امام ابوحنیفہ اور امام احمد کے نزدیک یہ آیت محارم کے نفقہ کے وجوب کی اصل ہے ان کے نزدیک ہر ذورحم محرم پر خرچ واجب ہے مثلا ماموں اور پھوپھی پر اور امام مالک اور امام شافعی کے نزدیک بچوں کا خرچ صرف والدین پر واجب ہے بچہ کا خرچ باپ پر واجب ہے باپ فوت ہو گیا ہو تو اس کے ترکہ سے خرچ کرنا واجب ہے اور اگر اس کا مال نہ ہو تو پھر ماں پر واجب ہے قرآن مجید کی اس آیت سے امام ابوحنیفہ اور امام احمد کی رائے کی تائید ہوتی ہے کیونکہ قرآن مجید نے باپ کے بعد وارث پر بچہ کے خرچ کو واجب کیا ہے۔

دودھ پلانے کی مدت میں ائمہ مذاہب کی آراء کا بیان

علامہ ماوردی شافعی لکھتے ہیں: دوسال کی مدت کی تفسیر میں دو قول ہیں ایک قول یہ ہے کہ جس عورت کے ہاں چھ ماہ کے بعد بچہ پیدا ہو جائے وہ دوسال دودھ پلائے تاکہ تیس مہینے پورے ہو جائیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

(آیت) وحمله وفصله ثلثون شهرا۔ (الاحقاف:۱۵)

ترجمہ: اور حمل اور دودھ چھڑانے کی مدت تیس ماہ ہے۔

یہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے اور عطاء اور ثوری کا قول یہ ہے کہ ہر بچہ کو دودھ پلانے کی مدت دوسال ہے۔

(النکت والعیون ج ۱ ص ۳۰۰ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

قاضی ابوبکر ابن العربی مالکی نے لکھا ہے کہ دودھ پلانے کی کم از کم مدت کی کوئی حد نہیں ہے اور زیادہ سے زیادہ حد دوسال ہے۔ (احکام القرآن ج ۱ ص ۲۷۳ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۸ھ)

علامہ ابن قدامہ حنبلی نے لکھا ہے کہ دودھ پلانے کی مدت دوسال ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت

ابن مسعود رضی اللہ عنہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ باقی ازواج
مطہرات امام مالک امام شافعی امام ابو یوسف امام محمد شعبی اوزاعی اور ابو ثور کا یہی مسلک ہے۔

(المغنی ج ۸ ص ۱۴۲ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۰۵ھ)

علامہ المرغینانی الحنفی لکھتے ہیں: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک دودھ پلانے کی مدت تیس مہینے ہے اور امام ابو یوسف اور
امام محمد کے نزدیک دو سال ہے امام شافعی کا بھی یہی قول ہے اور امام زفر کے نزدیک یہ مدت تین سال ہے کیونکہ دو سال کے بعد بچے
کو دفعۃً دودھ سے غذا کی طرف لانا مشکل ہے۔ اس لیے بعد کے ایک سال میں دودھ کے ساتھ اس کو غذا کا عادی بنایا جائے اور تین
سال کے بعد مکمل دودھ چھڑا دیا جائے۔ امام ابو یوسف اور امام محمد کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: حمل اور دودھ چھڑانے کی
مدت تیس ماہ ہے۔ (الاحقاف: ۱۵) اور کم از کم حمل کی مدت چھ ماہ ہے تو دودھ چھڑانے کے لیے دو سال باقی بچے امام دارقطنی حضرت
ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: طفولیت کی دو سال کی عمر کے بعد دودھ پلانے کا عمل
نہیں ہے۔ (سنن دارقطنی ج ۴ ص ۱۷۴) اس حدیث کو امام عبدالرزاق اور امام مالک نے بھی روایت کیا ہے۔

امام ابوحنیفہ کی دلیل یہی آیت ہے اور اس کی توجیہ یہ ہے اللہ تعالیٰ نے دو چیزیں ذکر کیں (حمل اور دودھ چھڑانا) اور دونوں
کی ایک مدت ذکر فرمائی یعنی تیس مہینے لہٰذا ان میں سے ہر ایک کی مدت مکمل تیس ماہ ہوگی لیکن ان میں ایک یعنی حمل کی مدت ایک
حدیث سے دو سال متعین ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: کہ بچہ ماں کے پیٹ میں دو سال سے زیادہ نہیں
باقی رہتا۔ (سنن دارقطنی ج ۳ ص ۳۲۲ مطبوعہ ملتان سنن بیہقی ج ۷ ص ۴۴۳ مطبوعہ ملتان)

ان میں سے ایک کی مدت اس حدیث کی بناء پر دو سال رہ گئی تو دوسرے یعنی دودھ چھڑانے کی مدت اپنی اصل پر تیس ماہ رہے
گی نیز دو سال تک بچہ کو دودھ پلانے کے بعد فوراً غذا کی طرف راجع کرنا مشکل ہوگا اس لیے اس کو بقیہ چھ مہینے میں بہ تدریج غذا کا
عادی بنایا جائے گا اور اڑھائی سال کے بعد کلی طور پر دودھ چھڑا دیا جائے گا اور سورۃ بقرہ میں جو ارشاد ہے: اور مائیں اپنے بچوں کو
مکمل دو سال دودھ پلائیں۔ (البقرہ: ۲۳۳) اور حدیث میں ہے: دو سال کے بعد دودھ پلانا نہیں ہے اس مائیں اپنے بچوں کو مکمل دو
سال دودھ پلائیں (البقرہ: ۲۳۳) اور حدیث میں ہے: دو سال کے بعد دودھ پلانا نہیں ہے اس آیت اور اس حدیث کا محمل یہ ہے کہ
دو سال سے زیادہ بچے کو دودھ پلانے کا استحقاق نہیں ہے۔ (ہدایہ اولین ص ۳۵۱-۳۵۰ مطبوعہ مکتبہ شرکت علمیہ ملتان)

ہر چند کہ امام اعظم اور صاحبین دونوں کے قول مفتی بہ ہیں لیکن علامہ حصکفی نے امام اعظم کے قول کو ترجیح دی ہے۔ (درمختار علی
ھامش الرد ج ۱ ص ۴۰۳ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۴۰۷ھ)

بَابُ الشَّهَادَةِ فِي الرَّضَاعِ .

یہ باب ہے کہ رضاعت کے بارے میں گواہی دینا

3330 - أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ أَنْبَأَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ أَيُّوبَ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ حَدَّثَنِي عُبَيْدُ بْنُ

ابِیْ مَرْیَمَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ وَقَدْ سَمِعْتُهُ مِنْ عُقْبَةَ وَلٰكِنِّیْ لِحَدِيْثِ عُبَيْدٍ اَحْفَظُ قَالَ تَزَوَّجْتُ امْرَاَةً فَجَآئَتْنَا امْرَاَةٌ سَوْدَآءُ فَقَالَتْ اِنِّیْ قَدْ اَرْضَعْتُكُمَا ۔ فَاَتَيْتُ النَّبِیَّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَاَخْبَرْتُهٗ فَقُلْتُ اِنِّیْ تَزَوَّجْتُ فُلَانَةَ بِنْتَ فُلَانٍ فَجَآئَتْنِیْ امْرَاَةٌ سَوْدَآءُ فَقَالَتْ اِنِّیْ قَدْ اَرْضَعْتُكُمَا ۔ فَاَعْرَضَ عَنِّیْ فَاَتَيْتُهٗ مِنْ قِبَلِ وَجْهِهٖ فَقُلْتُ اِنَّهَا كَاذِبَةٌ ۔ قَالَ: "وَكَيْفَ بِهَا وَقَدْ زَعَمَتْ اَنَّهَا قَدْ اَرْضَعَتْكُمَا دَعْهَا عَنْكَ" ۔

◇◇ حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے ایک عورت سے شادی کرلی ایک سیاہ فام عورت آئی اس نے بتایا: میں نے تم دونوں (میاں بیوی کو) دودھ پلایا ہے۔ میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے آپ کو اس کے بارے میں بتایا۔ میں نے کہا: میں نے فلاں کی صاحبزادی فلاں سے شادی کی ہے تو پھر ایک سیاہ فام عورت میرے پاس آئی ہے اس نے بتایا: میں نے تم دونوں (میاں بیوی) کو دودھ پلایا ہے تو نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے چہرہ پھیر لیا میں پھر آپ کے چہرے کے سامنے آیا اور میں نے عرض کی: وہ جھوٹ کہتی ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اب کیا ہو سکتا ہے؟ جب کہ اس نے یہ بات بیان کردی ہے کہ اس نے تم دونوں کو دودھ پلایا ہے تم اس عورت کو چھوڑ دو۔

وہ مسائل جن میں صرف عورت ہی کی گواہی معتبر ہے

وہ مسائل جن سے مرد آگاہ نہیں ہوسکتے ان میں صرف عورت ہی کی گواہی معتبر ہوگی چاہے گواہی دینے والی ایک ہی عورت ہو

تجوز شهادة المراة الواحد فيما لا يطلع عليه الرجال . جن امور سے مرد مطلع نہیں ہوسکتے ان میں ایک عورت کی گواہی معتبر ہوگی۔ (عبدالرزاق،المصنف،7،484،رقم 13978)

تجوز شهادة المرأة الواحدة فی الرضاع. بچے کی رضاعت میں ایک عورت کی گواہی بھی معتبر ہے۔

(عبدالرزاق،المصنف،8:335،رقم 15406)

و يقبل فی الولادة والبكارة والعيوب بالنساء في موضع لا يطلع عليه الرجال شهادة امراة واحد. ولادت اور عورتوں کے وہ معاملات جن سے مرد آگاہ نہیں ہوسکتے وہاں ایک عورت کی گواہی قبول کی جائے گی۔

(مرغینانی،ہدایہ،2:154)

ہم یہاں ان معاملات اور مسائل کو بیان کریں گے جن میں مردوں کی گواہی معتبر نہیں، بلکہ صرف عورت کی گواہی معتبر ہے ان مسائل میں علماء کا اتفاق ہے اور کوئی اختلافی رائے نہیں پائی جاتی۔

3330-اخرجه البخاري في العلم، باب الرحلة في المسالة النازلة و تعليم اهله (الحديث 88) بنحوه مختصراً، وفي البيوع، باب تفسير المشبهات (الحديث 2052) بنحوه مختصراً، و في الشهادات، باب اذا شهد شاهد او شهود بشيء (الحديث 2640) بنحوه، وباب شهادة الاماء و العبيد (الحديث 2659)، وباب شهادة المرضعة (الحديث 2660) مختصراً، وفي النكاح، باب شهادة المرضعة (الحديث 5104) . واخرجه ابو داؤد في الأقضية، باب الشهادة في الرضاع (الحديث 3603 و 3604) واخرجه الترمذي في الرضاع، باب ما جاء في شهادة المرأة الواحدة في الرضاع (الحديث 1151) . تحفة الاشراف (9905) .

ولادت اور بچے کے رونے پر گواہی

اگر بچہ کی ولادت اور بچے کے رونے کے مسئلے میں کوئی نزاع واقع ہو جائے تو یہاں صرف عورت کی گواہی معتبر ہوگی مرد کی نہیں۔ اس لئے کہ یہ ان اُمور میں سے ہے جن پر اکثر اوقات مرد مطلع نہیں ہو سکتے۔ اس معاملے میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دائی کی تنہا گواہی جائز قرار دی ہے۔

رضاعت پر عورت کی گواہی کا بیان

اسی طرح اگر رضاعت کے معاملے پر اختلاف ہو جائے اور معاملہ قاضی تک پہنچ جائے تو عورت کو یہ حق ہے کہ وہ گواہی دے کیونکہ یہ وہ مسئلہ ہے جو عورت کے ساتھ خاص ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا موقف ہے کہ دودھ پلانے والی عورت کی تنہا گواہی قبول کی جائے گی۔ اس لئے کہ بخاری میں روایت ہے کہ حضرت عقبہ بن حارث نے اُم یحییٰ بنت ابی اہاب سے نکاح کیا۔ تو سوداء لونڈی نے آ کر کہا کہ تم دونوں کو میں نے دودھ پلایا تھا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اُنہوں نے یہ مسئلہ پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

کیف و قد قیل ففارقها و نکحت زوجا غیره. نکاح کیسے (قائم رہ سکتا ہے) اور گواہی دیدی گئی ہے۔ تو عقبہ نے ان سے علیحدگی اختیار کرلی اور بنت ابی اہاب نے کسی اور سے نکاح کرلیا۔ (بخاری، 934:2، رقم:2497)

ماہواری پر عورت کی گواہی کا بیان

ماہواری (حیض) کے کسی بھی اختلاف پر بھی گواہی عورت ہی دے سکتی ہے۔ اسلام میں عورتوں کے حقوق اور عزت واحترام کے اس تذکرے سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ انسانی تہذیب کے اس مرحلے پر جب عورت کو جانوروں سے بھی بدتر تصور کیا جاتا تھا اور کسی عزت وتکریم کا مستحق نہیں سمجھا جاتا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کو وہ حقوق عطا فرمائے جس سے اسے تقدس اور احترام پر مبنی سماجی و معاشرتی مقام نصیب ہوا۔ اور آج کے ترقی یافتہ دور میں بھی یہ صرف اسلام کا عطا کردہ ضابطہ حیات ہے جہاں عورت کو تکریم اور بنیادی انسانی حقوق کے تحفظ کی ضمانت میسر آ سکتی ہے۔

بَابُ نِكَاحِ مَا نَكَحَ الْآبَاءُ .

یہ باب ہے کہ اس عورت کے ساتھ نکاح کرنا جس کے ساتھ باپ دادا میں سے کسی نے نکاح کیا ہو

3331- اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ حَكِيمٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ صَالِحٍ عَنِ

3331-اخرجه ابو داؤد في الحدود، باب في الرجل يزني بحريمه (الحديث 4456 و 4457) . و اخرجه الترمذي في الاحكام، باب فيمن تزوج امراة ابيه (الحديث 1362) و اخرجه النسائي في النكاح، نكاح ما نكح الآباء (الحديث 3332) و اخرجه ابن ماجه في الحدود، باب من تزوج امراة ابيه من بعده (الحديث 2607) . تحفة الاشراف (15534) .

السُّدِّيِّ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ لَقِيتُ خَالِي وَمَعَهُ الرَّايَةُ فَقُلْتُ أَيْنَ تُرِيدُ قَالَ أَرْسَلَنِي رَسُولُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) إِلَى رَجُلٍ تَزَوَّجَ امْرَأَةَ أَبِيهِ مِنْ بَعْدِهِ أَنْ أَضْرِبَ عُنُقَهُ أَوْ أَقْتُلَهُ .

✧✧ حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میری' میرے ماموں سے ملاقات ہوئی ان کے پاس ایک جھنڈا تھا' میں نے دریافت کیا: آپ کہاں جا رہے ہیں؟ انہوں نے مجھے بتایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایسے شخص کی طرف بھیجا ہے جس نے اپنے باپ کی بیوی کے ساتھ باپ کے بعد شادی کر لی ہے (اس ہدایت کے ساتھ بھیجا ہے) کہ میں اس کی گردن اڑا دوں (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) میں اسے قتل کر دوں۔

3332- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو عَنْ زَيْدٍ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ الْبَرَاءِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ أَصَبْتُ عَمِّي وَمَعَهُ رَايَةٌ فَقُلْتُ أَيْنَ تُرِيدُ فَقَالَ بَعَثَنِي رَسُولُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) إِلَى رَجُلٍ نَكَحَ امْرَأَةَ أَبِيهِ فَأَمَرَنِي أَنْ أَضْرِبَ عُنُقَهُ وَآخُذَ مَالَهُ .

✧✧ حضرت یزید بن براء رضی اللہ عنہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں اپنے چچا سے ملا ان کے پاس جھنڈا موجود تھا۔ میں نے دریافت کیا: آپ کہاں جا رہے ہیں؟ انہوں نے بتایا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اس شخص کی طرف بھیجا ہے جس نے اپنے باپ کی بیوی سے شادی کر لی۔ آپ نے مجھے یہ ہدایت کی ہے کہ میں اس کی گردن اڑا دوں اور اس کے مال پر قبضہ کر لوں۔

شرح

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور ان عورتوں کے ساتھ نکاح نہ کرو جن کے ساتھ تمہارے باپ دادا نکاح کر چکے ہیں مگر جو ہو چکا بے شک ایسا فعل بے حیائی اور موجب غضب ہے اور بہت ہی برا طریقہ ہے۔ (النساء:۲۲)

باپ کی منکوحہ سے بیٹے کے نکاح کے متعلق مذاہب فقہاء کا بیان

عکرمہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا زمانہ جاہلیت میں لوگ محرمات کو حرام قرار دیتے تھے لیکن اپنے باپ کی بیوی (سوتیلی ماں) سے نکاح کو جائز سمجھتے تھے اسی طرح دو بہنوں کو ایک نکاح میں جمع کرنا بھی جائز سمجھتے تھے اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کاموں کو حرام قرار دے دیا۔

اس آیت میں یہ دلیل ہے کہ جس عورت سے باپ نے مباشرت کی ہو وہ اس کے بیٹے پر حرام ہے خواہ وہ عورت اس کے باپ کی بیوی ہو یا باندی ہو یا اجنبی عورت ہو جس سے اس نے زنا کیا ہو۔ اور یہ فقہاء احناف کا مذہب ہے اور اکثر مفسرین کا مختار ہے اور امام شافعی کا مذہب یہ ہے کہ جس عورت سے باپ نے زنا کیا ہو وہ اس کے بیٹے پر حرام نہیں ہے کیونکہ زنا قبیح بنفسہ ہے اس لئے وہ کسی امر مشروع کے لئے سبب بننے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ امر مشروع سے مراد تحریم مصاہرت (سسرالی رشتوں کی تحریم) ہے کیونکہ یہ ایک نعمت ہے اور نعمت کسی حرام چیز کو شامل نہیں ہوتی ہماری دلیل یہ ہے کہ بچہ کے سبب سے ماں باپ ایک دوسرے کے جز

3332-تقدم في النكاح، نكاح ما نكح الآباء (الحديث 3331) .

ہو جاتے ہیں اسی لئے بچہ دونوں کی طرف منسوب ہوتا ہے اور عورت کے اصول وفروع بچہ کے لئے مرد کے اصول وفروع کے حکم میں ہوتے ہیں اور مرد کے اصول وفروع بچہ کے لئے عورت کے اصول وفروع کے حکم میں ہوتے ہیں اور باپ نے جس عورت سے مباشرت کی ہو اس سے بیٹے کا نکاح اس لئے حرام ہے کہ یہ مباشرت اولاد کا سبب ہے نہ اس لئے کہ یہ مباشرت بصورت زنا ہے۔ اسی طرح جس عورت کو باپ نے شہوت سے مس کر لیا ہو یا اس کی فرج کو شہوت سے دیکھا ہو وہ بھی بیٹے پر حرام ہے اور امام شافعی کے نزدیک حرام نہیں ہے امام ابوحنیفہ کی دلیل یہ ہے کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے باپ کی منکوحہ سے نکاح کرنے سے منع فرمایا ہے اور نکاح کا حقیقی معنی وطی اور مباشرت ہے۔ ایجاب اور قبول کا عقد نہیں ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ قرآن مجید میں ہے:

(آیت) وابتلوا الیتمی حتی اذا بلغوا النکاح ۔ (النساء : ۶)

ترجمہ: اور یتیموں کی آزمائش کرتے رہو حتی کہ جب وہ نکاح (کی عمر) کو پہنچ جائیں۔

اس آیت میں نکاح سے مراد وطی اور مباشرت ہے کیونکہ انسان جب وطی اور مباشرت کی صلاحیت کی عمر کو پہنچ جاتا ہے تب ہی وہ بالغ ہوتا ہے ورنہ عقد تو بچپن میں بھی ہو سکتا ہے اور جوانی اور بڑھاپے میں بھی۔

(آیت) فان طلقھا تحل لہ من بعد حتی تنکح زوجا غیرہ (البقرہ: ۲۳۰)

ترجمہ: پھر اگر اس کا شوہر اس کو (تیسری) طلاق دے دے تو وہ عورت اس پر اس وقت تک حلال نہیں ہے حتی کہ وہ عورت اس شوہر کے علاوہ کسی اور مرد سے نکاح کرے۔

اس آیت میں بھی نکاح سے مراد وطی اور مباشرت ہے کیونکہ دوسرے شوہر کے صرف عقد نکاح اور نکاح کے دو بول پڑھوانے سے وہ عورت پہلے شوہر پر حلال نہیں ہوتی جب تک کہ دوسرا شوہر اس سے وطی نہ کرے۔

(آیت) الزانی لا ینکح الا زانیۃ ۔ (النور : ۳)

ترجمہ: زانی صرف زانیہ سے ہی نکاح کرتا ہے۔

اس آیت میں نکاح سے مراد اگر عقد لیا جائے تو یہ واقع کے خلاف ہے اس لئے یہاں لامحالہ وطی اور مباشرت ہی مراد ہے۔

اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے ناکح الید ملعون (حاشیۃ القاضی ج ۱ ص ۴۴۹) ہاتھ سے نکاح کرنے والا ملعون ہے یہاں نکاح سے مراد عقد نہیں ہو سکتا اس مراد بھی وطی اور مباشرت ہے اور جن آیات میں نکاح عقد کے معنی میں ہے مثلاً (آیت) فانکحوا ماطاب لکم من النساء ۔ (النساء: ۳) یا جس طرح آپ نے فرمایا النکاح سنتی ۔ (الجامع الکبیر ج ۸ ص ۸) وہاں نکاح مجازاً عقد کے معنی میں ہی ہے۔

امام اللغۃ امام اسماعیل بن حماد جوہری متوفی ۳۹۸ ھ لکھتے ہیں: نکاح کا معنی وطی ہے اور کبھی یہ عقد کے لئے بھی مستعمل ہوتا ہے۔ (الصحاح ج ۱ ص ۴۱۳ مطبوعہ دار العلم بیروت ۱۳۹۶ ھ)

علامہ محمد بن مکرم بن منظور افریقی متوفی ۷۱۱ ھ لکھتے ہیں: ازہری نے کہا ہے کہ کلام عرب میں نکاح کا اصل معنی وطی ہے اور تزوج کو بھی نکاح کہتے ہیں کیونکہ تزوج وطی مباح کا سبب ہے۔ (لسان العرب ج ۲ ص ۶۲۶ مطبوعہ قم ایران ۱۴۰۵ ھ)

علامہ سید محمد مرتضی زبیدی متوفی ۱۲۰۵ھ لکھتے ہیں: نکاح کا اصل معنی وطی ہے اور ایک قول یہ ہے کہ وطی کے لئے عقد کرنے کا بھی نکاح کہا جاتا ہے کیونکہ یہ وطی مباح کا سبب ہے قرآن مجید میں نکاح عقد کے معنی میں مستعمل ہوا ہے کیونکہ وطی جماع کے لئے صریح ہے اور عقد جماع سے کنایہ ہے اور بلاغت اور ادب کے بھی موافق ہے اسی طرح زمخشری اور راغب اصفہانی وغیرہ نے ذکر کیا ہے۔ (تاج العروس شرح القاموس ج ۲ ص ۲۴۲ مطبوعہ المطبعۃ الخیریہ مصر ۱۳۰۶ھ)

علامہ ابوعبداللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی متوفی ۶۶۸ھ لکھتے ہیں: باپ کی منکوحہ سے ہر حال میں نکاح حرام ہے کیونکہ نکاح جماع اور تزوج (شادی) دونوں کو کہتے ہیں پس اگر باپ نے کسی عورت سے شادی کی ہو یا بغیر نکاح کے کسی عورت سے وطی کی ہو تو وہ عورت اس کے بیٹے پر حرام ہے۔ عرب میں یہ رواج تھا کہ باپ کی منکوحہ سے نکاح کر لیتے تھے۔ عمرو بن امیہ نے اپنے باپ کے مرنے کے بعد اس کی بیوی سے نکاح کر لیا اور اس سے مسافر اور ابومعیط دو بیٹے پیدا ہوئے۔ ابوقیس ایک صالح انصاری تھے وہ فوت ہو گئے تو ان کے بیٹے قیس نے اپنے باپ کی بیوی کو نکاح کا پیغام دیا اس نے کہا میں تو تم کو اپنا بیٹا سمجھتی ہوں لیکن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ مسئلہ دریافت کروں گی۔ اس نے آ کر آپ سے پوچھا تو یہ آیت نازل ہوئی۔

(الجامع الاحکام القرآن ج ۵ ص ۱۰۴۔۱۰۳ مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران ۱۳۸۷ھ)

علامہ ابوالفرج علی بن محمد جوزی حنبلی متوفی ۵۹۷ھ لکھتے ہیں: نکاح وطی میں حقیقت ہے اور عقد میں مجاز ہے کیونکہ نکاح کا معنی جمع کرنا ہے اور جمع صرف وطی میں ہے اور عقد اس کا سبب ہے اس لئے عقد کو بھی نکاح کہتے ہیں۔

(زاد المسیر ج ۲ ص ۴۴ مطبوعہ بیروت ۱۴۰۷ھ)

خلاصہ یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ امام مالک اور امام احمد کے نزدیک باپ کی مدخولہ سے بیٹے کا نکاح کرنا مطلقاً حرام ہے خواہ دخول نکاح سے ہو خواہ زنا سے اور امام شافعی کے نزدیک باپ کی منکوحہ سے بیٹے کا نکاح حرام ہے اور باپ کی مزنیہ سے بیٹے کا نکاح حرام نہیں ہے۔

باپ کی منکوحہ سے نکاح کرنے کی سزا کا بیان

باپ کی منکوحہ بیٹے کی ماں ہے اور جو شخص اپنی ماں یا کسی اور محرم کے ساتھ نکاح کرے اس کی سزا اسلام میں یہ ہے کہ اس کو قتل کر دیا جائے اور اس کی جائیداد ضبط کر لی جائے۔ امام ابوداود براء کے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میرے چچا نے مجھے اس شخص کو قتل کرنے اور اس کا مال ضبط کرنے کے لئے بھیجا جس نے اپنی ماں سے نکاح کر لیا تھا (سنن ابوداود رقم الحدیث: ۴۴۵۷) امام ابوحنیفہ اس حدیث کی روشنی میں فرماتے ہیں جو شخص اپنی محرم سے نکاح کرے اس کو تعزیراً قتل کر دیا جائے اور جو شخص اس کے ساتھ زنا کرے اس پر حد جاری کی جائے۔

بَابُ تَأْوِيْلِ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ (وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ)

یہ باب ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی تفسیر

"اور عورتوں میں سے پاک دامن عورتیں، ماسوائے ان کے جو تمہاری زیر ملکیت ہیں"

3333 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِى الْخَلِيْلِ عَنْ اَبِى عَلْقَمَةَ الْهَاشِمِيِّ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ اَنَّ نَبِىَّ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) بَعَثَ جَيْشًا اِلٰى اَوْطَاسٍ فَلَقُوْا عَدُوًّا فَقَاتَلُوْهُمْ وَظَهَرُوْا عَلَيْهِمْ فَاَصَابُوْا لَهُمْ سَبَايَا لَهُنَّ اَزْوَاجٌ فِى الْمُشْرِكِيْنَ فَكَانَ الْمُسْلِمُوْنَ تَحَرَّجُوْا مِنْ غِشْيَانِهِنَّ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ (وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ) اَىْ هٰذَا لَكُمْ حَلَالٌ اِذَا انْقَضَتْ عِدَّتُهُنَّ .

◇◇ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اوطاس کی طرف ایک لشکر روانہ کیا ان کا سامنا دشمن سے ہوا۔ انہوں نے دشمن سے جنگ کی اور ان پر غالب آ گئے۔ انہوں نے ان کی کچھ عورتوں کو قیدی بنا لیا جن کے شوہر مشرک تھے۔ مسلمانوں نے ان عورتوں کے ساتھ صحبت کرنے میں حرج محسوس کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

"اور عورتوں میں سے پاک دامن عورتیں البتہ وہ جو تمہارے زیر ملکیت ہوں"۔

یعنی یہ تمہاری زیر ملکیت عورتیں تمہارے لئے حلال ہیں' جب ان کی عدت ختم ہو جائے۔

شرح

(آیت) والمحصنات من النسآء الا ما ملکت ایمانکم ۔ (النساء : ۲۴)

ترجمہ: دوسروں کی بیویاں تم پر حرام ہیں البتہ تمہاری باندیاں تم پر حرام نہیں۔

(آیت) والذین ہم لفروجہم حافظون، الا علی ازواجہم اوماملکت ایمانہم فانہم غیر ملومین،

(المومنون: ۵۔۶ المعارج: ۳۰۔۲۹)

ترجمہ: اور جو لوگ اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرتے ہیں البتہ اپنی بیویوں اور باندیوں سے مباشرت کرنے میں ان پر ملامت نہیں ہے۔

ان کے علاوہ قرآن مجید میں اور بھی بہت سی آیات ہیں جن میں باندیوں کے ساتھ مباشرت کی اجازت دی گئی ہے۔ اب صرف ایک بات رہ جاتی ہے کہ عقد نکاح میں عورت اپنے اختیار سے یہ عقد کرتی ہے جب کہ جب باندی کو ہبہ کیا جاتا ہے یا اس کو

3333-اخرجه مسلم في الرضاع، باب جواز وطء المسبية بعد الاستبراء و ان كان لها زوج انفسخ نكاحها بالسبي (الحديث 33 و 34 و 35) . و اخرجه ابو داؤد في النكاح، باب في وطء السبايا (الحديث 2155) و اخرجه الترمذي في النكاح، باب ما جاء في الرجل يسبي الامة و لها زوج هل يحل له ان يطاها (الحديث 1132م) . و اخرجه النسائي في التفسير: سورة النساء، قول تعالى: (والمحصنات من النساء الا ما ملكت ايمانكم) (الحديث 116) . تحفة الاشراف (4434) .

فروخت کیا جاتا ہے تو اس میں اس کا کوئی اختیار نہیں ہوتا۔ اس کا ایک جواب یہ ہے کہ مسلمانوں کے خلاف جنگ کرنے کی پاداش میں بطور سزا اس کا یہ اختیار سلب کر لیا گیا۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ جب سے دنیا میں لونڈی اور غلام بنانے کا رواج ہوا لونڈیوں کے ساتھ یہی معاملہ روا رکھا گیا ہے اس لئے اگر کافر مسلمانوں کے ساتھ یہ معاملہ کریں تو ان کے ساتھ بھی عمل مکافات کے طور پر یہی معاملہ روا رکھا گیا لیکن جو شخص کسی باندی کے ساتھ مباشرت کرتا ہے اور اس سے اولاد ہو جاتی ہے تو وہ اس کی حقیقی اولاد اور اس کی وارث ہوتی ہے اور وہ باندی ام ولد ہو جاتی ہے اور اس شخص کے مرنے کے بعد وہ آزاد ہو جاتی ہے اسلام نے غلامی کے رواج کو ختم کرنے کے لئے بہت اقدامات کئے ہیں اور غلاموں کو آزاد کرنے کے لئے بہت بشارتیں دی ہیں

بَابُ الشِّغَارِ .

یہ باب شغار کے بیان میں ہے

3334- اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنِىْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) نَهٰى عَنِ الشِّغَارِ .

✧✧ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے شغار سے منع کیا ہے۔

3335- اَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَالَ: "لَا جَلَبَ وَلَا جَنَبَ وَلَا شِغَارَ فِى الْاِسْلَامِ وَمَنِ انْتَهَبَ نُهْبَةً فَلَيْسَ مِنَّا" .

✧✧ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: اسلام میں جلب، جنب اور شغار کی کوئی حیثیت نہیں ہے اور جو شخص لوٹ مار کرے گا اس کا ہم سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

3336- اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ عَنِ الْفَزَارِيِّ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "لَا جَلَبَ وَلَا جَنَبَ وَلَا شِغَارَ فِى الْاِسْلَامِ" .

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ هٰذَا خَطَاٌ فَاحِشٌ وَّالصَّوَابُ حَدِيْثُ بِشْرٍ .

✧✧ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: اسلام میں جلب، جنب اور شغار کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

3334-اخرجه البخاري في الحيل، باب الحيلة في النكاح (الحديث 6960) مطولاً . واخرجه مسلم في النكاح، باب تحريم نكاح الشغار و بطلانه (الحديث 58) مطولاً . واخرجه ابو داؤد في النكاح، باب في الشغار (الحديث 2074) مطولاً . تحفة الاشراف (8141) .

3335-اخرجه الترمذي في النكاح، باب ما جاء في النهي عن نكاح الشغار (الحديث 1123) . و اخرجه النسائي في الخيل، الجلب (الحديث 3592) و الحديث عند: ابي داؤد في الجهاد، باب في الجلب على الخيل في السباق (الحديث 2581م) و ابن ماجه في الفتن، باب النهي عن النهبة (الحديث 3937) . تحفة الاشراف (10793) .

3336-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (566) .

امام نسائی بیان کرتے ہیں: یہ بہت بڑی غلطی ہے اور درست یہ ہے کہ یہ روایت بشر نامی راوی کی ہے۔

شرح

شغار دو آدمیوں کے درمیان ایک دوسرے کی بیٹی سے نکاح کرنے کی ایک خاص صورت کا نام ہے جیسے کہ زید بکر سے اپنی بیٹی کا نکاح اس شرط پر کرے کہ وہ اپنی بیٹی کا نکاح زید سے کردے گا۔ اور ان دونوں کے نکاح میں مہر کچھ بھی متعین نہ ہو بلکہ ان دونوں کے درمیان ایک دوسرے کی بیٹی کا تبادلہ ہی گویا مہر ہو اس طرح کا نکاح زمانہ جاہلیت میں لوگ کیا کرتے تھے مگر اسلام نے اس سے منع کر دیا ہے۔ اس بارے میں فقہی اختلاف یہ ہے کہ حضرت امام شافعی کے ہاں تو اس طرح کا نکاح سرے سے صحیح ہی نہیں ہوتا جبکہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کا مسلک یہ ہے کہ اگر کوئی شخص اس طرح سے نکاح کرے تو وہ نکاح صحیح ہو جائے گا اور مہر مثل دینا لازم ہوگا لیکن حکم یہ ہے کہ اس طرح کے نکاح سے اجتناب کرنا چاہئے۔

بَابُ تَفْسِيرِ الشِّغَارِ .

یہ باب شغار کی وضاحت کے بیان میں ہے

3337- اَخْبَرَنَا هَارُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْنٌ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ ح وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ مَالِكٌ حَدَّثَنِيْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) نَهٰى عَنِ الشِّغَارِ وَالشِّغَارُ اَنْ يُزَوِّجَ الرَّجُلَ الرَّجُلُ ابْنَتَهٗ عَلٰى اَنْ يُزَوِّجَهُ ابْنَتَهٗ وَلَيْسَ بَيْنَهُمَا صَدَاقٌ .

✧✧ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شغار سے منع کیا ہے اور شغار یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی بیٹی کی شادی کسی آدمی کے ساتھ اس شرط پر کرے کہ وہ اپنی بیٹی کی شادی اس کے ساتھ کردے گا اور ان دونوں کے درمیان کوئی مہر نہیں ہوگا۔

3338- اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَلَّامٍ قَالَا حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ الْاَزْرَقُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) عَنِ الشِّغَارِ . قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ وَالشِّغَارُ كَانَ الرَّجُلُ يُزَوِّجُ ابْنَتَهٗ عَلٰى اَنْ يُزَوِّجَهٗ اُخْتَهٗ .

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شغار سے منع کیا ہے۔ عبیداللہ نامی راوی بیان کرتے ہیں: شغار یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی بیٹی کی شادی اس شرط پر کرے کہ دوسرا شخص اپنی بہن کی شادی اس سے کردے گا۔

3337-اخرجه البخاري في النكاح، باب الشغار (الحديث 5112) و اخرجه مسلم في النكاح، باب تحريم النكاح الشغار و بطلانه (الحديث 57) و اخرجه ابن ماجه في النكاح، باب النهي عن الشغار (الحديث 1883) . و الحديث عند: ابي داؤد في النكاح، باب في الشغار (الحديث 2074) . و الترمذي في النكاح، باب ما جاء في النهي عن نكاح الشغار (الحديث 1124) تحفة الاشراف (8323) .

3338-اخرجه مسلم في النكاح، باب تحريم نكاح الشغار و بطلانه (الحديث 61) و الحديث عند: ابن ماجه في النكاح، باب النهي عن الشغار (الحديث 1884) . تحفة الاشراف (13796) .

شغار:

یہ عربی لفظ ہے جو شرعاً نکاحِ باطل کی ایک قسم کے لئے مستعمل ہے جس کی تعریف یہ ہے کہ ایک شخص اپنی متعلقہ عورت کا دوسرے شخص کو اس شرط پر نکاح دے کہ وہ بھی اسے اپنی متعلقہ کا نکاح دے۔۔۔ خواہ تقرر مہر ہو یا نہ۔

غیر مقلدین کے نزدیک شغار کی لفظی تحقیق

لغت میں اس کے اصلی معنی رفع یعنی اُٹھانے کے ہیں۔کہا جاتا ہے،شغر الكلب إذا رفع رجلها ليبول (کتے پیشاب کے لئے ٹانگ اُٹھائی) اور جب باب مفاعلہ سے ہو تو رفع میں مشارکت ہوگی۔شغار باب مفاعلہ کا مصدر ہے جس کی تائید ابی ریحانہ کی حدیث سے بھی ہوتی ہے۔لفظ یہ ہیں:۔

أن النبی (صلی اللہ علیہ وسلم) نهى عن المشاغرة (أخرجه أبو الشيخ في كتاب النكاح)

یعنی حدیث میں شغار اور مشاغرہ دونوں لفظ آئے ہیں جو باب مفاعلہ کی مصدر ہیں۔امام اللغۃ ابن قتیبہ رحمۃ اللہ علیہ شغار کے معنی میں فرماتے ہیں۔

"كل واحد منهما يشغر عند الجماع

شغار شرعی اسی محاورہ سے ماخوذ ہے۔کہا جاتا ہے کہ وہ

شغر البلد إذا خلا (یعنی شہر محافظ سے خالی ہوگیا۔) سے ماخوذ ہے۔

اور اس کا اصل معنی بعد اور خلو ہے اور شغار کو مہر سے خالی ہونے کی وجہ سے شغار کہا جاتا ہے۔لیکن یہ مرجوح ہے کیوں کہ شغار (شرع میں) منقول ہے اور شغار لغوی منقول عنہ۔منقول کی اپنے منقول عنہ سے مناسبت ضروری ہوتی ہے۔

اگر غور کیا جائے تو مناسبت تامہ پہلے محاورہ سے ہی حاصل ہوتی ہے۔کیونکہ اس صورت میں فریقین میں رفع رجل للجماع میں مشارکت مراد ہوگی جو شغر الکلب لیبول سے بہت مناسب ہے اور لغۃ میں شغر الرجل المرأۃ بھی مستعمل ہے لیکن شغر البلد سے ایسی مناسبت حاصل نہیں کیونکہ نکاح کے مہر سے خالی ہونے کی حیثیت ثانوی ہے۔

غیر مقلدین کے نزدیک شغار کی معنوی تحقیق

شغار کی دو صورتیں ہیں۔شغار بہ تقرر مہر۔شغار بلا تقرر مہر۔

رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے شغار سے مطلقاً منع فرمایا ہے۔مسند احمد اور صحیح مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:۔

نھی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) عن الشغار، والشغار أن يقول الرجل زوجني ابنتك وأزوجك ابنتي أو زوجني أختك وأزوجك أختي۔

رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے شغار سے منع فرمایا اور شغار یہ ہے کہ ایک شخص (دوسرے سے) کہے کہ میں تجھے اپنی بیٹی یا

بہن کا نکاح دیتا ہوں (اس شرط پر) کہ تو مجھے اپنی بہن یا بیٹی کا نکاح دے۔

اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نکاح شغار کی جو تفسیر روایت کی ہے، اس میں آپ نے تقرر اور عدم تقرر مہر کی کوئی شرط نہیں لگائی۔

شبہہ:

اگر کوئی کہے کہ شغار کی یہ تفسیر حضرت ابو ہریرہ کی ہے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نہیں۔

ازالہ شبہہ:

جواب دو طرح سے ہے:

اولاً:

یہ ظاہر کے خلاف ہے کیونکہ جب حدیث کا پہلا حصہ مرفوع ہے تو دوسرا (تفسیر شغار) بھی مرفوع ہوگا دوسرے حصہ کو موقوف ثابت کرنے کے لئے دلیل کی ضرورت ہے جو موجود نہیں۔ اگر یہ شبہہ اس وجہ سے وارد ہوا ہے کہ تفسیر شغار کے الفاظ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے بھی ہو سکتے ہیں، جیسا کہ پہلا حصہ ان کے الفاظ ہیں جس کا مفہوم رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے ہی ہے تو اس کی وضاحت یوں ہے کہ مرفوع حدیث کے لئے صرف مفہوم رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے ہونا ضروری ہوتا ہے۔ الفاظ کبھی صحابی رضی اللہ عنہ کے ہوتے ہیں اور کبھی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے۔ صحابی اس مفہوم کے لئے اگر اپنے الفاظ بھی استعمال کرے تو حدیث مرفوع ہی ہوگی۔ جیسا کہ پہلے حصہ حدیث میں مسلم ہے۔ نیز دوسرے حصہ کے لئے کوئی ایسا اشارہ بھی نہیں جس سے ثابت ہو کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے الفاظ نقل نہیں کیے بلکہ لفظوں میں شغار کی تفسیر کی ہے۔ اس قسم کے کمزور شبہات سے اس کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ پر موقوف نہیں بنایا جا سکتا۔

ثانیاً: اگر بالفرض یہ تفسیر لفظاً موقوف ہو پھر بھی حکماً ہے کہ کیوں کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اہلِ لسان ہیں۔ ان دونوں کے مروجہ شغار سے خوب واقف تھے اور صحابی کے لئے غالب خیال یہی ہوتا ہے کہ اس نے یہ معنی نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) سے سمجھے ہیں۔ اسی بنا پر ایسی موقوف حدیث حکماً مرفوع سمجھی جاتی ہے۔ کما تقرر فی الاصول۔

رقم الحدیث، 2:

مسلم میں ابن عمر رضی اللہ عنہما اور ابن حبان میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:۔

لاشغار فی الاسلام (یعنی اسلام میں شغار نہیں ہے۔)

اس حدیث میں لائے نفی جنس اسلام میں ایسے شغار کے وجود اور انعقاد کی نفی کر رہا ہے اور اس حدیث میں ان لوگوں کی صاف تردید ہے جو ناجائز تو کہتے ہیں مگر نکاح کے واقع ہو جانے کے قائل ہیں۔

لائے نفی جنس بطلان کی دلیل ہے:

جمہور نحاۃ کے نزدیک لائے نفی جنس حرف ہے جو کسی شے کی جنس کی نفی کرنے کے لئے آتا ہے اور اس معنی کے لئے نص ہے۔

بنو تمیم اسے فعل منفی (اثنی) کے معنی میں لیتے ہیں اور لا کی خبر کو صفت بناتے ہیں۔
دونوں صورتوں میں لا شغار فی الاسلام کے الفاظ شغار کے بطلان کی دلیل ہیں۔ جو سلب کلی کا صور (علامت) کی وجہ سے شغار کے ہر فرد شغار بہ تقرر مہر اور شغار بغیر تقرر مہر کو باطل قرار دیتا ہے۔
بعض لوگ نکاح شغار کو معتبر قرار دینے کے لئے لا کی خبر کی تقدیر ایسی کرتے ہیں جس سے حرام ہونے کے باوجود نکاح منعقد ہوجائے۔ حالانکہ وہ عربیت سے ناواقف ہیں، کیونکہ لائے نفی جنس کی تقدیری خبر کا قانون حسب ذیل ہے:
خبر یا تو مطلق (افعال عامہ سے) ہوگی یا مقید، مقید کی دو صورتیں ہیں یا تو مقید بر ظرف ہوگی یا مقید بغیر ظرف یعنی افعال خاصہ سے ہوگی۔ افعال خاصہ کی صورت میں اس کا حذف منع ہے باقی صورتوں میں حذف بہت ہے۔
اب وجود شغار باقی رکھنے کے لئے لا شغار فی الاسلام میں خبر افعال خاصہ سے بنانی عربیت کے خلاف ہے۔ کیوں کہ اس صورت میں حذف خبر منع ہے۔ حالانکہ یہاں خبر محذوف ہے۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ یہاں خبر افعال عامہ سے ہے۔
لائے نفی جنس کی طرح نہی بھی تحریم اور بطلان کے لئے ہے:
نہی میں اصل تحریم ہے، جیسا کہ خطابی نے "معالم السنن" میں کہا ہے اور اس نکاح کو ایسی باطل قرار دیا ہے جس طرح نکاح متعہ اور لڑکی پر اس کی خالہ اور پھوپھی کا نکاح باطل ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے " کتاب الام " میں شغار اور متعہ میں صحۃ اور عدم صحۃ کا فرق کرنے والوں کی کلام کا تفصیلی معارضہ پیش کیا ہے اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ناجائز حیلہ قرار دیا ہے۔
اس نہی کو اصل معنی تحریم اور بطلان سے پھیرنے کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ اسی طرح لائے نفی جنس کو اصلی معنی سے پھیر کر مبالغہ قرار دینا بے دلیل ہے۔

تحریم شغار اور اجماع علماء کا بیان

مذکورہ بالا احادیث سے مطلق شغار کی ممانعت نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) سے ثابت ہو چکی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بہ تقرر مہر اور بغیر تقرر مہر کا کوئی فرق نہیں کیا، لیکن بعض علماء نے شغار کی مذکورہ بالا نبوی تفسیر سے واقف نہ ہونے کی بناء پر اس کی تعریف میں اختلاف کیا ہے جبکہ شغار کی حرمت پر سب کا اتفاق ہے۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔
اس پر سب متفق ہیں کہ نکاح شغار ناجائز ہے۔
شغار کی تعریف بعض علما کی غلطی کی وجہ سے میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے مطلقاً ممانعت ذکر کرنے کے بعد الگ الگ احادیث سے بھی شغار کی دونوں صورتوں کی حرمت بیان کر رہا ہوں جو حسب ذیل ہے:

نکاحِ شغار بہ تقررِ مہر کا بیان

عن عبدالرحمن بن هرمز الاعرج ان العباس ابن عبدالله بن العباس انكح بن الحكم ابنته وانكحه عبدالرحمن ابنته وقد كانا جعلا صداقا فكتب معاوية بن ابي سفيان الى مروان بن الحكم يامره بالتفريق بينهما وقال في كتابه: هذا الشغار الذي نهى عنه رسول الله (صلى الله

علیہ وسلم) أخرجہ أحمد وأبوداود

عبدالرحمن الأعرج سے روایت ہے کہ عباس بن عبداللہ بن عباس نے عبدالرحمن بن الحکم کو اپنی بیٹی کا نکاح دیا اور عبدالرحمن بن الحکم نے عباس بن عبداللہ کو اپنی بیٹی کا اور دونوں نے مہر بھی رکھا پس معاویہ رضی اللہ عنہ نے مروان بن الحکم کو ان کے درمیان جدائی کرا دینے کا حکم لکھا اور اپنی چٹھی میں لکھا کہ یہ وہی شغار ہے جس سے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے منع فرمایا تھا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نکاح مبادلہ بہ تقرر مہر شغار ہی ہے۔

شبہ:

اگر کوئی کہے کہ منتقی مع شرح نیل الأوطار میں وقد کانا جعلا صداقا کی جگہ وقد کانا جعلاہ صداقا ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ یہاں جعل مرکب ہے جس کا پہلا مفعول (ضمیر) محذوف ہے اور معنی یہ ہے کہ انہوں نے اسی نکاح کو مہر قرار دیا تھا جو عدم تقرر مہر کی صورت ہے۔

ازالہ شبہ:

وقد کانا جعلاہ صداقا (ضمیر کے ساتھ) نقل کی غلطی ہے۔ منتقی متن کے نسخوں، مسند احمد اور ابوداود اصل کتابوں میں وقد کانا جعلا صداقا (بغیر ضمیر کے) ہے۔ نیز اسے محذوف جاننا قواعد عربیہ کے خلاف ہے جس کی تفصیل یوں ہے کہ:

جعل دو قسم کا ہوتا ہے: بسیط + مرکب۔ جعل مرکب مبتدا خبر کے افعال سے ہے اور فعل تحویل کہلاتا ہے۔ اگر بغیر قرینہ کے اس کا مفعول حذف کیا جائے تو تحویل کے معنی واضح نہ ہوں گے۔ نیز پہلا مفعول معنی مبتدا ہے جس کا تعین تخصص ہونا چاہئے اور حذف میں ابہام پایا جاتا ہے۔ حذف سے جعل (مرکب) کا جعل (بسیط) سے التباس بھی لازم آئے گا جو مانع حذف ہے۔ نیز ضرورت کے بغیر حذف فصاحت و بلاغت کے خلاف ہے۔ خصوصاً جب کہ التباس ہو۔ اس لئے یہاں کوئی مفعول (ضمیر) محذوف نہیں بلکہ جعل (بسیط) ہے اور وقد کانا جعلا صداقا کے معنی یہ ہیں کہ ان دونوں نے مہر رکھا تھا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شغار مع تقرر مہر سے منع فرمایا ہے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے جو تفریق کا حکم دیا وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق تھا۔ نہیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ اس کے مرفوع ہونے کی دلیل ہیں۔ باقی رہا یہ وہم کہ شاید حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے یہ اپنی طرف سے کیا ہے، قابل التفات نہیں کیوں کہ جس طرح صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ نقل کرے تو حدیث مرفوع ہوتی ہے۔ اسی طرح وہ مفہوم بیان کرے تو بھی مرفوع ہو گی۔ یہاں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنا مفہوم بیان کیا ہے۔

حدیث کے الفاظ ہذا الشغار" میں مبتدا خبر دونوں معرفہ ہیں اور ایک معرف باللام ہے۔ اس لئے معرف باللام محصور ہے اور یہ حصر ادعائی ہے جس سے مبالغہ مراد ہے یعنی اس صورت (مع تقرر مہر) کا شغار میں داخل ہونا ایسا یقینی ہے۔ جیسا کہ صرف یہی شغار (ممنوعہ) ہے۔ اس مبالغہ سے مقصد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا یہ ہے کہ اس صورت کے شغار سے خارج ہونے کا کسی قسم کا شبہ نہ کیا جائے۔

نکاح شغار بلاتقرر مہر کا بیان

حدثني نافع عن ابن عمر ان رسول الله (صلى الله عليه وسلم) نهى عن الشغار، قلت لنافع: ما الشغار؟ قال ينكح ابنة الرجل وينكحه ابنته بغير صداق، وينكح أخت الرجل وينكحه أخته بغير صداق أخرجه البخاري (في كتاب الحيل وفي باب الشغار) ومسلم وأحمد وأبو داود والترمذي والنسائي وابن ماجه ولفظ أبي داود زاد مسدد في حديثه قلت لنافع وما الشغار؟ (الحديث)

عبیداللہ روایت کرتے ہیں کہ نافع نے مجھے عبداللہ بن عمر سے یہ حدیث سنائی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شغار سے منع فرمایا ہے۔ میں نے نافع سے کہا، شغار کیا ہے؟ کہا، ایک شخص دوسرے کی بیٹی سے نکاح کرتا ہے اور اسے بغیر مہر کے اپنی بیٹی کا نکاح دیتا ہے اور کسی کی بہن سے نکاح کرتا ہے اور اسے اپنی بہن کا نکاح بغیر مہر کے دیتا ہے۔ اسے جماعت نے روایت کیا اور ابوداود کے لفظ یہ ہی۔ زاد مسدد فی حدیثہ قلت لنافع: ما الشغار؟ یعنی مسدد نے (شغار کی ممانعت کے ذکر کے بعد اور شغار کی تعریف سے قبل) زیادہ کیا ہے۔ میں نے نافع سے پوچھا: شغار کیا ہے؟ یعنی بعد والی شغار کی تعریف نافع نے کی۔

یہ تعریف جو نافع نے کی ہے۔۔۔ شغار کی وہ صورت ہے جس میں مہر مقرر نہیں ہوتا۔ یہ تفسیر شغار اگرچہ نافع کی ہے، لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا شغار مطلق (بہ تقرر مہر و بلاتقرر مہر) سے منع کرنا حدیث ابی ہریرہ میں گزر چکا ہے۔ اس لئے نافع کی بیان کردہ صورت بھی شغار ممنوعہ کی ایک شکل ہے۔

طبرانی وغیرہ کتب حدیث میں نکاح شغار کے بیان میں جن احادیث میں "لا صداق بینھما" یا "بغیر صداق" وغیرہ الفاظ آئے ہیں وہ سب شغار کی مذکورہ بالا منہی عنہ صورت کا بیان ہے اگرچہ وہ احادیث ضعیف ہیں۔

تفریق:

مندرجہ بالا دلائل سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ نکاح شغار باطل ہے اور اگر ایسا نکاح ہو جائے تو منعقد نہیں ہوگا اور تفریق (جدائی) کرائی جائے گی۔ جیسا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کرائی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان لا شغار فی الاسلام کا یہی مطلب ہے۔

نوٹ: نکاح شغار، نکاح مبادلہ اور نکاح وٹہ سٹہ ایک ہی ہیں اور نکاح میں ایسی شروط نکاح کو باطل کر دیتی ہیں۔ خواہ وہ نکاح کے وقت ہوں یا اس سے قبل کیونکہ نکاح سے قبل کی ہوئی شرط بھی نیت میں ہوتی ہے۔

امام ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ نے المحلی (:) میں یہی تعریف ذکر کی ہے اس کے بعد امام مالک سے نقل فرماتے ہیں:۔

لا يجوز هذا النكاح ويفسخ دخل بها أو لم يدخل وكذلك لو قال: از وجك ابنتي على أن تزوجني ابنتك بمأة دينار فلا خير في ذلك۔ کہ یہ نکاح ناجائز ہے اور فسخ ہوگا خواہ زوجین جمع ہو چکے ہوں یا نہ اور یہی حکم ہے اس نکاح کا کہ کہیں تجھے اپنی بیٹی کا نکاح دیتا ہوں اس شرط پر کہ تو مجھے سو دینار مہر سے اپنی بیٹی کا نکاح دے۔ اس میں کوئی خیر نہیں۔

امام ترمذی اپنی جامع میں فرماتے ہیں۔

وقال بعض اهل العلم: نكاح الشغار مفسوخ ولا يحل وإن جعل لهما صداق وهو قول الشافعي واحمد واسحاق کہ بعض اہل علم نے فرمایا: نکاح شغار فسخ ہوگا اور منعقد نہیں ہوگا۔ اگر چہ دونوں کے لئے مہر کا تقرر ہوا اور یہ شافعی، احمد اور اسحاق کا مذہب ہے۔

عن ابن دريد: شغر الرجل المرأة إذا رفع برجليها للنكاح (تاج العروس) قاموس میں ہے شغر، كمنع الرجل المرأة شغورا رفع رجلها للنكاح۔ شغر۔ رفع کے معنی میں ہو تو منع باب سے استعمال ہوتا ہے اور خلوّ کے معنی میں ہو تو نصر سے۔

حافظ صاحب نے اس حدیث کو بطور لغوی شاہد کے ذکر فرمایا ہے کیونکہ الفاظ حدیث لغوی طور پر ٹھیک ہیں، لیکن حدیث سنداً ضعیف ہے۔ بعض علماء میں جو شغر المہر کا محاورہ مشہور ہے۔ یہ عربی لغت میں مستعمل نہیں اس لئے شغار میں فریقین سے مہر کا رفع مراد لینا غلط ہے۔

افعال عامہ۔ وجود، ثبوت، کون، حصول اور استقرار ہیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ لائے نفی جنس۔۔۔ وجود شے کی نفی تو کرتا ہے لیکن کبھی نفی وجود سے مقصد مبالغہ ہوتا ہے۔ حافظ صاحب اسی کی تردید کر رہے ہیں کہ یہ مجاز کی قسم سے ہے جو یہاں نہیں بن سکتی کیونکہ حقیقی معنی سے مجازی کی طرف مجبور کرنے والی یہاں کوئی دلیل نہیں جس کا ہونا ضروری ہوتا ہے۔

حافظ ابن عبدالبر سے بھی یہی منقول ہے۔ مبسوط للسرخسی اور ہدایہ وغیرہ کی عبارات سے یہ وہم ہوتا ہے کہ حنفیہ شغار کی حرمت کے قائل نہیں جس کی وضاحت یوں ہے کہ متقدمین حنفیہ اس کے ناجائز ہونے میں تو دوسرے علماء سے متفق ہیں، لیکن اس کی صحت و انعقاد کے قائل ہیں اور نکاح شغار کو (جب کہ وہ کر لیا جائے) صحیح قرار دے کر مہر مثل واجب کرتے ہیں اور فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی تاویل اس طرح کرتے ہیں کہ جب مہر مثل واجب ہوگیا تو نکاحِ شغار نہ رہا کیوں کہ ان کے نزدیک شغار وہ ہوتا ہے جو نکاح بلا مہر ہو۔

مذکورہ بحث میں غیر مقلدین نے لفظی و معنوی طرق و ذرائع کا سہارا لے کر بڑی کوشش کی ہے کہ مسئلہ بیان کر دیں لیکن افسوس اتنی بحث کے باوجود کسی بھی فعل کے وقوع و عدم وقوع اور مشروع و عدم مشروع یعنی ذات فعل اور وقوع فعل کے درمیان فرق نہ کر سکے۔ لہٰذا شغار منع ہے لیکن جب واقع ہوا تو اس کا وقوع ثابت ہو جائے گا۔

بَابُ التَّزْوِيجِ عَلٰى سُوَرٍ مِّنَ الْقُرْاٰنِ .

یہ باب ہے کہ قرآن کے کسی سورۃ (کے بطور مہر ہونے) پر شادی کرنا

3339- اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ عَنْ اَبِىْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ اَنَّ امْرَاَةً جَاءَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ جِئْتُ لاَهَبَ نَفْسِىْ لَكَ ـ فَنَظَرَ اِلَيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ) فَصَعَّدَ النَّظَرَ إِلَيْهَا وَصَوَّبَهُ ثُمَّ طَأْطَأَ رَأْسَهُ فَلَمَّا رَأَتِ الْمَرْأَةُ أَنَّهُ لَمْ يَقْضِ فِيهَا شَيْئًا جَلَسَتْ فَقَامَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِهِ فَقَالَ أَيْ رَسُولَ اللّٰهِ إِنْ لَمْ يَكُنْ لَكَ بِهَا حَاجَةٌ فَزَوِّجْنِيهَا . قَالَ: "هَلْ عِنْدَكَ مِنْ شَيْءٍ" . فَقَالَ لَا وَاللّٰهِ مَا وَجَدْتُ شَيْئًا . فَقَالَ: "انْظُرْ وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ" . فَذَهَبَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ لَا وَاللّٰهِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَلَا خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ وَلٰكِنْ هٰذَا إِزَارِي - قَالَ سَهْلٌ مَا لَهُ رِدَاءٌ - فَلَهَا نِصْفُهُ . فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "مَا تَصْنَعُ بِإِزَارِكَ إِنْ لَبِسْتَهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْهَا مِنْهُ شَيْءٌ وَإِنْ لَبِسَتْهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْكَ مِنْهُ شَيْءٌ" . فَجَلَسَ الرَّجُلُ حَتّٰى طَالَ مَجْلِسُهُ ثُمَّ قَامَ فَرَآهُ رَسُولُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) مُوَلِّيًا فَأَمَرَ بِهِ فَدُعِيَ فَلَمَّا جَاءَ قَالَ: "مَاذَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ" . قَالَ مَعِي سُورَةُ كَذَا وَسُورَةُ كَذَا . عَدَّدَهَا .

فَقَالَ: "هَلْ تَقْرَؤُهُنَّ عَنْ ظَهْرِ قَلْبٍ" . قَالَ نَعَمْ . قَالَ: "مَلَّكْتُكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ" .

❖❖ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک خاتون نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اس نے عرض کی: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! میں آپ کی خدمت میں اس لئے حاضر ہوئی ہوں کہ اپنی ذات کو (نکاح کے لئے) آپ کے سامنے پیش کروں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف دیکھا۔ آپ نے نگاہ اٹھا کر اس کی طرف دیکھا اور پھر اپنا سر جھکا لیا۔ جب اس خاتون نے دیکھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بارے میں کوئی فیصلہ نہیں دیا تو وہ بیٹھ گئی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے ایک صاحب کھڑے ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! اگر آپ کو اس کی ضرورت نہیں ہے تو آپ میرے ساتھ اس کی شادی کر دیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تمہارے پاس (مہر میں دینے کے لئے) کچھ ہے۔ اس نے عرض کی: نہیں! اللہ کی قسم! مجھے کوئی چیز نہیں ملی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم جائزہ لو اگر چہ لوہے کی ایک انگوٹھی ہو وہ واپس گئے اور آ کر بولے: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! اللہ کی قسم! لوہے کی ایک انگوٹھی بھی نہیں ہے البتہ صرف میرا یہ تہبند ہے۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اس شخص کے اوپر والے حصے پر کوئی چادر نہیں تھی (وہ صاحب بولے) اس تہبند کا نصف اس عورت کو دے دیتا ہوں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم اس تہبند کو پہن کر رکھو گے تو وہ عورت اس کا کیا کرے گی اس کے جسم پر اس کا کوئی حصہ نہیں ہوگا اور اگر وہ پہن لے گی تو تم پر (یعنی تمہارے جسم پر) کچھ نہیں ہوگا۔ پھر وہ صاحب بیٹھ گئے یعنی کافی دیر بیٹھے رہے پھر وہ اٹھ کر کھڑے ہوئے جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں مڑ کر جاتے ہوئے دیکھا تو آپ کے حکم کے تحت انہیں بلا کر لایا گیا جب وہ آئے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: تمہیں قرآن کتنا یاد ہے؟ اس نے جواب دیا: مجھے فلاں فلاں سورۃ یاد ہے۔ اس نے ان سورتوں کی گنتی کی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم انہیں زبانی پڑھ سکتے ہو؟ اس نے عرض کی: جی ہاں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہیں جو قرآن آتا ہے اس کے ذریعے میں نے اسے تمہاری ملکیت میں دیا (یعنی اس کی شادی تم سے کر دی)

3339-اخرجه البخاري في فضائل القرآن، باب القراءة عن ظهر القلب (الحديث 5030) . و اخرجه مسلم في النكاح، باب الصداق و جواز كونه تعليم قرآن و خاتم حديد و غير ذلك من قليل و كثير و استحباب كونه خمسمائة درهم لمن لا يجحف به (الحديث 76) . تحفة الاشراف (4778) .

تعلیم قرآن کو مہر قرار دینے کا بیان

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ میں یہ حکم تھا کہ اگر کوئی عورت اپنے آپ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہبہ کر دیتی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے ہبہ کو قبول کر لیتے تھے تو وہ عورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے حلال ہو جاتی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اس کا کچھ مہر واجب نہیں ہوتا تھا۔ یہ اور کسی کے لئے نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں جائز تھا اور نہ اب جائز ہے بلکہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے تھا یعنی صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے لئے جائز تھا چنانچہ قرآن کریم کی یہ آیت اس پر دلالت کرتی ہے۔ اور اگر کوئی مؤمن عورت اپنے تئیں پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ہبہ کر دے یعنی مہر لینے کے بغیر نکاح میں آنا چاہے) اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس سے نکاح کرنا چاہیں تو وہ عورت حلال ہے لیکن اے محمد یہ اجازت صرف آپ ہی کو ہے سب مسلمانوں کو نہیں۔

اس بارے میں فقہی تفصیل یہ ہے کہ حضرت امام شافعی کے نزدیک بغیر مہر کے لفظ ہبہ کے ذریعہ نکاح کا جواز صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تھا یہ کسی اور کے لئے جائز نہیں ہے جب کہ حنفی مسلک یہ ہے کہ لفظ ہبہ کے ذریعہ نکاح کرنا تو سب کے لئے جائز ہے مگر اس صورت میں مہر کا واجب نہ ہونا صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تھا لہٰذا اگر کوئی عورت اپنے آپ کو کسی شخص کے لئے ہبہ کرے اور وہ شخص اس ہبہ کو قبول کر لے تو اس ہبہ کے ذریعہ دونوں کے درمیان نکاح صحیح ہو جائے گا اور اس شخص پر مہر مثل واجب ہوگا اگرچہ وہ عورت مہر کا کوئی ذکر نہ کرے یا مہر کی نفی ہی کیوں نہ کر دے لہٰذا حنفی مسلک کے مطابق مذکورہ بالا آیت کے الفاظ (خَالِصَةً لَّكَ) 33۔الاحزاب:50) کے معنی ہیں کہ اپنے آپ کو ہبہ کر دینے والی عورت کا مہر واجب ہوئے بغیر حلال ہونا صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہے۔ (ولو خاتما من حدید) (اگرچہ لوہے کی انگوٹھی ہو) سے معلوم ہوا کہ از قسم مال کسی بھی چیز کا مہر باندھنا جائز ہے خواہ وہ چیز کتنی ہی کم تر کیوں نہ ہو بشرطیکہ مرد و عورت دونوں اس پر راضی ہوں چنانچہ حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد کا یہی مسلک ہے اس بارے میں امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام مالک کا جو مسلک ہے۔ حنفیہ کی دلیل حضرت جابر کی یہ روایت ہے جس کو دار قطنی نے نقل کیا ہے کہ حدیث (لاتنکحوا النساء الا الاکفاء) الخ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورتوں کا نکاح ان کے کفو ہی سے کیا جائے گا اور عورتوں کا نکاح ان کے ولی کریں اور دس درہم سے کم مہر کا اعتبار نہیں ہے۔ نیز حنفی مسلک کی تائید دار قطنی اور بیہقی ہی میں منقول حضرت علی کے اس ارشاد سے بھی ہوتی ہے کہ حضرت علی نے فرمایا کہ دس درہم سے کم کا مہر معتبر نہیں) حضرت سہیل کی اس روایت کو حنفیہ نے مہر معجل پر محمول کیا ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معمول تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ازواج مطہرات کے مقررہ مہر میں سے کچھ حصہ علی الفور عین جماع کرنے سے پہلے دیدیتے تھے اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان صحابی کو بھی یہ حکم فرمایا کہ اگر تمہیں کوئی بھی چیز خواہ وہ لوہے کی انگوٹھی ہی کیوں نہ ہو مل جائے تو لے آؤ تا کہ نکاح کے بعد اس عورت کو مہر کے طور پر کچھ نہ کچھ دے سکو۔

اسی بناء پر بعض علماء نے یہ مسئلہ اخذ کیا ہے کہ نکاح کے بعد اپنی بیوی سے اس وقت تک جماع نہ کیا جائے جب تک اس کے مہر میں سے کچھ نہ کچھ اسے دے دیا جائے چنانچہ حضرت ابن عمر حضرت ابن عباس حضرت زہری اور حضرت قتادہ کا یہی مسلک تھا ان کی

دلیل یہ ہے کہ جب حضرت علی نے حضرت فاطمہ سے نکاح کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حضرت فاطمہ کے پاس اس وقت تک جانے سے ممانعت کردی جب تک کہ وہ حضرت فاطمہ کو ان کے مہر میں سے کچھ نہ دیدیں حضرت علی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اس وقت تو میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم فاطمہ کو اپنی زرہ دیدو حضرت علی نے حضرت فاطمہ کو اپنی زرہ دیدی اور اس کے بعد ان کے پاس گئے اور یہ معلوم ہے کہ حضرت فاطمہ کا مہر چار سو مثقال چاندی کا تھا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کو اس مقررہ مہر سے ایک زرہ کی بقدر دینے کا حکم دیا تھا لہٰذا ان حضرات کے نزدیک مقررہ مہر میں سے علی الفور یعنی جماع سے قبل کچھ دیدینا واجب ہے جب کہ حنفیہ کے ہاں یہ مستحب ہے واجب نہیں ہے۔

حدیث کے آخری الفاظ سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم قرآن کو مہر قرار دیا، چنانچہ بعض ائمہ نے اسے جائز رکھا ہے جب کہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کے نزدیک یہ جائز نہیں ہے وہ فرماتے ہیں کہ اس صورت میں یعنی تعلیم قرآن کو مہر قرار دے کے نکاح کر لینے کی صورت میں نکاح تو صحیح ہو جاتا ہے مگر خاوند پر مہر مثل واجب ہوتا ہے اور جہاں تک اس روایت کا تعلق ہے تو ارشاد گرامی (بما معک) الخ میں حرف با بدل کے لئے نہیں ہے بلکہ سببیت کے اظہار کے لئے ہے یعنی اس جملہ کے معنی یہ ہیں کہ قرآن میں سے جو کچھ تمہیں یاد ہے اس کے سبب میں نے تمہارا نکاح اس عورت سے کر دیا گویا تمہیں قرآن کا یاد ہونا اس عورت کے ساتھ ہوا تھا تو قبولیت اسلام ان کے نکاح کا سبب تھا اسے مہر قرار نہیں دیا گیا تھا۔ تم اس کو قرآن کی تعلیم دیا کرو یہ حکم بطور وجوب نہیں تھا بلکہ بطریق استحباب تھا لہٰذا یہ اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم قرآن کو مہر قرار دیا تھا۔

حق مہر اور اس کی مقدار کا بیان

مہر حقوق زوجیت حاصل ہونے کے اس معاوضہ کو کہتے ہیں جو عورت کو اس کے شوہر کی طرف سے دیا جاتا ہے۔ مہر کے نہ دینے کی نیت نہ ہونا نکاح کے صحیح ہونے کی ایک شرط ہے یعنی اگر کوئی شخص نکاح کے وقت یہ نیت کرلے کہ مہر دیا ہی نہ جائے گا تو اس کا نکاح صحیح نہ ہوگا۔ نکاح کے وقت مہر کا ذکر کرنا نکاح صحیح ہونے کے لئے شرط نہیں ہے اگر مہر کا ذکر نہ کیا جائے تو نکاح صحیح ہو جائے گا اور شوہر پر مہر مثل واجب ہوگا۔

مہر کی مقدار: نہ تو شریعت نے مہر کے لئے کسی خاص مقدار کو متعین کر کے اسے واجب قرار دیا ہے اور نہ اس کی زیادہ سے زیادہ کوئی حد مقرر کی گئی ہے بلکہ اسے شوہر کی حیثیت و استطاعت پر موقوف رکھا ہے کہ جو شخص جس قدر مہر دینے کی استطاعت رکھتا ہو اسی قدر مقرر کرے البتہ مہر کی کم سے کم ایک حد ضرور مقرر کی گئی ہے تاکہ کوئی شخص اس سے کم مہر نہ باندھے، چنانچہ حنفیہ کے مسلک میں مہر کی کم سے کم مقدار دس درہم (۶۲ء30 گرام چاندی) ہے اگر کسی شخص نے اتنا مہر باندھا جو دس درہم یعنی (۶۲ء۳۰ گرام چاندی) کی قیمت سے کم ہو تو مہر صحیح نہیں ہوگا۔

حضرت امام مالک کے نزدیک کم سے کم مہر کی آخری حد چوتھائی دینار ہے اور حضرت امام شافعی و حضرت امام احمد یہ فرماتے ہیں کہ جو بھی چیز ثمن یعنی قیمت ہونے کی صلاحیت رکھتی ہو اس کا مہر باندھنا جائز ہے۔ ازواج مطہرات اور صاحبزادیوں کا مہر: ام المؤمنین حضرت ام حبیبہ کے علاوہ تمام ازواج مطہرات اور حضرت فاطمۃ کے علاوہ تمام صاحبزادیوں کا مہر پانچ سو درہم چاندی کی

مقدار ۱۵۷۵ ماشہ یعنی ایک کلو ۵۳۰ گرام ہوتی ہے۔ آجکل کے نرخ کے مطابق ایک کلو ۵۳۰ گرام چاندی کی قیمت تقریباً ۹۱۸ روپے ہوتی ہے۔ ام المؤمنین ام حبیبہ کا مہر چار ہزار درہم یا چار سو دینار تھا، چار ہزار درہم بارہ ہزار چھ سو ماشہ یعنی بارہ کلو ۲۴۷ گرام چاندی کے بقدر ہوتے ہیں اور چاندی کے موجودہ نرخ کے مطابق اس کی قیمت سات ہزار تین سو اڑتالیس (۷۳۴۸) روپیہ ہوتی ہے۔

حضرت فاطمہ زہراء کا مہر چار سو مثقال نقرہ تھا، چار سو مثقال اٹھارہ سو ماشہ یعنی ایک کلو ۷۵۰ گرام چاندی کے بقدر ہوتے ہیں اور چاندی کے موجودہ نرخ کے مطابق اس کی قیمت ایک ہزار پچاس روپیہ ہوتی ہے۔

اس قدر چاندی کے ساتھ روپے کی یہ مطابقت آج کل کے دور میں درست نہیں ہے کیونکہ پاکستان میں روپے کی قیمت بہت زیادہ گر چکی ہے۔ ہاں ہر زمانے میں چاندی کی قیمت معلوم کر کے روپے کی تعیین کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

بَابُ التَّزْوِيجِ عَلَى الْإِسْلَامِ

یہ باب ہے کہ اسلام قبول کرنے کی (شرط پر شادی کرنا)

3340 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِي طَلْحَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ تَزَوَّجَ اَبُوْ طَلْحَةَ اُمَّ سُلَيْمٍ فَكَانَ صَدَاقُ مَا بَيْنَهُمَا الْإِسْلَامَ اَسْلَمَتْ اُمُّ سُلَيْمٍ قَبْلَ اَبِي طَلْحَةَ فَخَطَبَهَا فَقَالَتْ اِنِّي قَدْ اَسْلَمْتُ فَاِنْ اَسْلَمْتَ نَكَحْتُكَ . فَاَسْلَمَ فَكَانَ صَدَاقَ مَا بَيْنَهُمَا .

✧✧ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کے ساتھ جب شادی کی تھی تو ان دونوں کے درمیان مہر اسلام تھا۔ سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے پہلے اسلام قبول کیا تھا۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے انہیں شادی کا پیغام بھیجا تو انہوں نے کہا: میں مسلمان ہو چکی ہوں اگر آپ مسلمان ہو جاتے ہیں تو میں آپ کے ساتھ شادی کر لوں گی تو حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ بھی مسلمان ہو گئے۔ ان دونوں کے درمیان یہی مہر تھا۔

3341 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ النَّضْرِ بْنِ مُسَاوِرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ خَطَبَ اَبُوْ طَلْحَةَ اُمَّ سُلَيْمٍ فَقَالَتْ وَاللّٰهِ مَا مِثْلُكَ يَا اَبَا طَلْحَةَ يُرَدُّ وَلٰكِنَّكَ رَجُلٌ كَافِرٌ وَّاَنَا امْرَاَةٌ مُّسْلِمَةٌ وَّلَا يَحِلُّ لِيْ اَنْ اَتَزَوَّجَكَ فَاِنْ تُسْلِمْ فَذَاكَ مَهْرِيْ وَمَا اَسْاَلُكَ غَيْرَهُ . فَاَسْلَمَ فَكَانَ ذٰلِكَ مَهْرَهَا - قَالَ ثَابِتٌ فَمَا سَمِعْتُ بِامْرَاَةٍ قَطُّ كَانَتْ اَكْرَمَ مَهْرًا مِّنْ اُمِّ سُلَيْمٍ الْاِسْلَامَ - فَدَخَلَ بِهَا فَوَلَدَتْ لَهُ .

✧✧ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کو نکاح کا پیغام بھیجا تو انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! ابوطلحہ آپ جیسی شخصیت کا نکاح کا پیغام مسترد نہیں کیا جا سکتا لیکن آپ کافر ہیں اور میں مسلمان عورت ہوں میرے لئے آپ کے ساتھ شادی کرنا حلال نہیں ہے اگر آپ اسلام قبول کر لیتے ہیں تو یہ میرا مہر ہوگا اس کے علاوہ آپ سے کوئی تقاضہ نہیں کروں گی تو انہوں نے اسلام قبول کر لیا تو یہ سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کا مہر تھا۔

3340-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (968) .

3341-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (278) .

ثابت نامی راوی بیان کرتے ہیں' میں نے ایسی کسی خاتون کے بارے میں نہیں سنا جس کا مہر سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا سے بہتر ہو یعنی جو اسلام تھا۔

پھر حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے ان کی رخصتی کروائی اور سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے ان کے بچوں کو جنم دیا۔

شرح

حضرت ام سلیم ملحان کی بیٹی اور حضرت انس بن مالک کی ماں ہیں۔ پہلے ان کی شادی مالک بن نضر کے ساتھ ہوئی تھی جس سے حضرت انس پیدا ہوئے مالک کو قبولیت اسلام کی توفیق نہیں ہوئی اور وہ حالت شرک میں مارا گیا پھر ام سلیم نے اسلام قبول کر لیا اور ابوطلحہ نے جو اس وقت مشرک تھے ان کو اپنے نکاح کا پیغام دیا ام سلیم سے ان کا نکاح ہو گیا۔ لہٰذا حدیث کے الفاظ اور اسلام قبول کر لینا ہی مہر قرار پایا: کی وضاحت حنفیہ کے مسلک کے مطابق یہ ہے کہ ام سلیم کے ساتھ ابوطلحہ کا نکاح تو مہر کے ساتھ ہی ہوا لیکن ام سلیم نے اپنے وعدہ کے مطابق ابوطلحہ کے اسلام لانے کی وجہ سے اپنا مہر بخش دیا گویا ابوطلحہ کا اسلام قبول کرنا ان کے آپس کے نکاح کا سبب ہوا نہ یہ کہ قبولیت اسلام ان کا مہر تھا ہاں دوسرے ائمہ اس حدیث کو ظاہری معنی پر محمول کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ ابوطلحہ کا اسلام قبول کرنا ہی ان کا مہر تھا۔

زوجین کے قبول اسلام کا بیان

حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ ایک عورت نے اسلام قبول کیا اور پھر اس نے ایک شخص سے نکاح کر لیا اس کے بعد اس کا پہلا شوہر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں اسلام قبول کر چکا ہوں اور میری اس بیوی کو میرے اسلام قبول کر لینے کا علم تھا (لیکن اس کے باوجود اس نے دوسرے شخص سے نکاح کر لیا) چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کو دوسرے خاوند سے علیحدہ کر کے پہلے خاوند کے حوالے کر دیا اور ایک روایت میں یوں ہے کہ اس پہلے خاوند نے یہ کہا کہ وہ عورت یعنی میری بیوی جس نے اب دوسرے شخص سے نکاح کر لیا ہے میرے ساتھ ہی مسلمان ہوئی تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر اس عورت کو اسی پہلے شوہر کے حوالہ کر دیا (ابوداؤد، مشکوۃ المصابیح، جلد سوم، رقم الحدیث، 391)

اور شرح السنۃ میں یہ روایت نقل کی گئی ہے کہ نبی کریم نے ان جیسی بہت سی عورتوں کو ان کے پہلے نکاح کے مطابق ان کے شوہروں کے حوالہ کر دیا تھا، جن کے شوہر دین اور ملک کے فرق کے بعد ان کے ساتھ اسلام کی صف میں شامل ہو گئے تھے (یعنی غیر مسلم میاں بیوی میں سے کسی ایک کے اسلام قبول کر لینے کی وجہ سے اور ایک کے دارالاسلام میں اور دوسرے کے دارالحرب میں رہنے کی وجہ سے گویا دونوں کے درمیان مذہبی اور ملکی بعد و اختلاف واقع ہو جاتا تھا مگر جب وہ دوسرا بھی اسلام قبول کر لیتا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے سابقہ نکاح کو باقی رکھتے ہوئے بیوی کو شوہر کے حوالہ کر دیتے تھے۔ گویا قبولیت اسلام کے بعد تجدید نکاح کی ضرورت نہیں ہوتی تھی) چنانچہ ان عورتوں میں ایک عورت ولید بن مغیرہ کی بیٹی بھی تھی جو صفوان بن امیہ کی بیوی تھی یہ عورت اپنے شوہر سے پہلے فتح مکہ کے دن مسلمان ہو گئی اور اس کے شوہر نے اسلام سے گریز کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے شوہر صفوان بن امیہ کے پاس اس کے چچا کے بیٹے وہب بن عمیر کو اپنی مبارک چادر دے کر بھیجا اور اس کو امان عطا کیا (یعنی آپ صلی اللہ

علیہ وسلم نے وہب کو بطور علامت اپنی چادر دے کر بھیجا کہ وہ صفوان کو یہ چادر دکھا کر مطلع کریں کہ قتل وتشدد سے تمہیں امان دی گئی ہے تم بلاخوف آسکتے ہو) پھر جب صفوان آگئے تو ان کی سیر کے لئے چار مہینے مقرر کئے گئے (یعنی انہیں اجازت دی گئی کہ وہ پورے امن وامان کے ساتھ چار مہینے تک مسلمانوں کے درمین گھومیں پھریں تا کہ وہ مسلمانوں کی عادات واطوار کا اچھی طرح مشاہدہ کرلیں چنانچہ وہ چند دنوں تک مسلمانوں کے درمیان گھومتے پھرتے رہے) یہاں تک کہ صفوان بھی اپنی بیوی کے مسلمان ہونے کے دو مہینے بعد) مسلمان ہوگئے۔ اور ولید کی بیٹی جوان کے نکاح میں تھی ان کی بیوی برقرار رہی۔ اسی طرح ان عورتوں میں ایک عورت ام حکیم تھیں جو حارث بن ہشام کی بیٹی اور ابوجہل کے بیٹے عکرمہ کی بیوی تھیں انہوں نے بھی فتح مکہ کے دن مکہ میں اسلام قبول کیا اور ان کے خاوند عکرمہ نے اسلام سے گریز کیا اور یمن چلے گئے۔

چنانچہ کچھ دنوں کے بعد ام حکیم بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے اپنے خاوند کو راہ راست پر لانے کے لئے) یمن پہنچیں اور انہوں نے اپنے خاوند عکرمہ کو اسلام قبول کرنے کی ترغیب دی تا نکہ وہ مسلمان ہوگئے اور ان دونوں کا نکاح باقی رہا۔ اس روایت کو امام مالک نے ابن شہاب سے بطریق ارسال نقل کیا ہے۔

اگر غیر مسلم میاں بیوی میں سے کوئی ایک مسلمان ہو جائے اور دوسرا مسلمان نہ ہو تو ان دونوں کا نکاح باقی رہے گا یا نہیں؟ اس بارے میں مظہر کہتے ہیں کہ حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد یہ فرماتے ہیں کہ اس صورت میں اگر وہ دوسرا کہ جس نے پہلے کے ساتھ اسلام قبول نہیں کیا تھا خواہ وہ بیوی ہو یا خاوند ہو) عدت کے ایام گزرنے سے پہلے اسلام قبول کرلے تو ان کا نکاح باقی رہے گا خواہ ان دونوں کا سابقہ مذہب یکساں رہا ہو مثلاً دونوں عیسائی یا یہودی اور یا بت پرست رہے ہوں خواہ دونوں کا سابقہ مذہب یکساں نہ رہا ہو مثلاً ایک کا مذہب بت پرستی رہا ہو اور دوسرا عیسائی یا یہودی رہا ہو اسی طرح خواہ وہ دونوں ہی دارالاسلام میں رہنے والے ہوں یا دارالحرب میں اور خواہ ان میں ایک تو دارالاسلام میں رہتا ہو اور دوسرا دارالحرب میں۔

اور حضرت امام اعظم ابوحنیفہ یہ فرماتے ہیں کہ اس صورت میں ان دونوں کے درمیان تفریق ان تین وجوہ میں سے کسی ایک وجہ ہی سے ہوسکتی ہے اول یہ کہ عدت کے دن پورے ہو جائیں دوم یہ کہ ان دونوں میں سے جس نے اسلام قبول کرلیا ہے وہ اسلام قبول نہ کرنے والے کو اسلام کی دعوت دے اور وہ اسلام قبول کرنے سے انکار کردے۔ سوم یہ کہ ان دونوں میں سے کوئی ایک دار الاسلام سے منتقل ہو کر دار الحرب چلا جائے یا دارالحرب چھوڑ کر دارالاسلام آجائے۔ نیز امام اعظم کے نزدیک ان دونوں میں سے کسی ایک کا اسلام قبول کرنا خواہ مجامعت سے پہلے واقع ہوا ہو یا بعد میں دونوں صورتوں کا یکساں حکم ہے۔

بَابُ التَّزْوِيجِ عَلَى الْعِتْقِ .

یہ باب ہے کہ آزاد کرنے کی شرط (مہر ہونے) پر شادی کرنا

3342- اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ وَعَبْدِ الْعَزِيْزِ - يَعْنِيْ ابْنَ صُهَيْبٍ - عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ح وَاَنْبَاَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ وَّشُعَيْبٍ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)

أَعْتَقَ صَفِيَّةَ وَجَعَلَهُ صَدَاقَهَا .

❖❖ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیّدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کو آزاد کیا تھا' اور اسی کو ان کا مہر قرار دیا تھا۔

3343- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ح وَأَنْبَأَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ الْحَبْحَابِ

عَنْ أَنَسٍ أَعْتَقَ رَسُولُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) صَفِيَّةَ وَجَعَلَ عِتْقَهَا مَهْرَهَا . وَاللَّفْظُ لِمُحَمَّدٍ .

❖❖ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیّدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کو آزاد کر دیا تھا' اور ان کی آزادی کو ان کا مہر قرار دیا تھا۔

بَابُ عِتْقِ الرَّجُلِ جَارِيَتَهُ ثُمَّ يَتَزَوَّجُهَا .

یہ باب ہے کہ آدمی کا اپنی کنیز کو آزاد کر کے پھر اس کے ساتھ شادی کر لینا

3344- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ قَالَ حَدَّثَنِي صَالِحُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ عَامِرٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ بْنِ أَبِي مُوسَى عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "ثَلَاثَةٌ يُؤْتَوْنَ أَجْرَهُمْ مَرَّتَيْنِ رَجُلٌ كَانَتْ لَهُ أَمَةٌ فَأَدَّبَهَا فَأَحْسَنَ أَدَبَهَا وَعَلَّمَهَا فَأَحْسَنَ تَعْلِيمَهَا ثُمَّ أَعْتَقَهَا وَتَزَوَّجَهَا وَعَبْدٌ يُؤَدِّي حَقَّ اللّٰهِ وَحَقَّ مَوَالِيهِ وَمُؤْمِنُ أَهْلِ الْكِتَابِ" .

❖❖ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: تین طرح کے لوگوں کو دوگنا اجر ملے گا۔ ایک وہ شخص جس کی کوئی کنیز ہو وہ اس کو ادب سکھائے اور اچھی طرح ادب سکھائے اس کو تعلیم دے اور اچھی طرح تعلیم دے پھر اسے آزاد کرے اور پھر اس کے ساتھ شادی کرے۔ دوسرا وہ غلام جو اللہ تعالیٰ کے حق کو اور اپنے آقا کے حق کو اچھی طرح انجام دے اور

3342-اخرجه البخاري في الخوف، باب التكبير و الغلس بالصبح و الصلاة عند الاغارة و الحرب (947) مطولاً، و في النكاح، باب من جعل عتق الامة صداقها (الحديث 5086) . و اخرجه مسلم في النكاح، باب فضيلة اعتاقه امته ثم يتزوجها (الحديث 85) . و اخرجه ابو داؤد في النكاح، باب في الرجل يعتق امته ثم يتزوجها (الحديث 2054) . واخرجه الترمذي في النكاح، باب ما جاء في الرجل يعتق الامة ثم يتزوجها (الحديث 1115) . و اخرجه ابن ماجه في النكاح، باب الرجل يعتق امته ثم يتزوجها (الحديث 1957) تحفة الاشراف (291 و 1067) .

3343-اخرجه البخاري في النكاح، باب الوليمة ولو بشاة (الحديث 5169) . و اخرجه مسلم في النكاح، باب فضيلة اعتاقه امته ثم يتزوجها (الحديث 85) . تحفة الاشراف (912) .

3344-اخرجه البخاري في العلم، باب تعليم الرجل امته و اهله (الحديث 97)، و في العتق، باب العبد اذا احسن عبادة ربه و نصح سيده (الحديث 2547) مختصراً، و في الجهاد، باب فضل من اسلم من اهل الكتابين (الحديث 3011)، و في احاديث الانبياء، باب قول الله (واذكر في الكتاب مريم اذ انتبذت من اهلها) (الحديث 3446)، و في النكاح، باب اتخاذ السراري (الحديث 5083) . و اخرجه مسلم في الايمان، باب وجوب الايمان برسالة نبينا محمد صلى الله عليه وسلم الى جميع الناس و نسخ الملل بملته (الحديث 241) . و اخرجه الترمذي في النكاح، باب ما جاء في الفضل في ذلك (الحديث 1116) . و اخرجه ابن ماجه في النكاح، باب الرجل يعتق امته ثم يتزوجها (الحديث 1956) . تحفة الاشراف (9107) .

اہل کتاب سے تعلق رکھنے والا مومن۔

3345- اَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ اَبِيْ زُبَيْدٍ عَبْثَرِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ مُطَرِّفٍ عَنْ عَامِرٍ عَنْ اَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "مَنْ اَعْتَقَ جَارِيَتَهُ ثُمَّ تَزَوَّجَهَا فَلَهُ اَجْرَانِ".

✧✧ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص اپنی کنیز کو آزاد کرے اور پھر اس کے ساتھ شادی کرے تو اسے دوگنا اجر ملے گا۔

بَابُ الْقِسْطِ فِي الْاَصْدِقَةِ .

یہ باب ہے کہ مہر میں انصاف سے کام لینا

3346- اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى وَسُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ اَنَّهُ سَاَلَ عَائِشَةَ عَنْ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ (وَاِنْ خِفْتُمْ اَنْ لَا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتَامٰى فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَآءِ) قَالَتْ يَا ابْنَ اُخْتِيْ هِيَ الْيَتِيْمَةُ تَكُوْنُ فِيْ حِجْرِ وَلِيِّهَا فَتُشَارِكُهُ فِيْ مَالِهِ فَيُعْجِبُهُ مَالُهَا وَجَمَالُهَا فَيُرِيْدُ وَلِيُّهَا اَنْ يَتَزَوَّجَهَا بِغَيْرِ اَنْ يُقْسِطَ فِيْ صَدَاقِهَا فَيُعْطِيَهَا مِثْلَ مَا يُعْطِيْهَا غَيْرُهُ فَنُهُوْا اَنْ يَنْكِحُوْهُنَّ اِلَّا اَنْ يُقْسِطُوْا لَهُنَّ وَيَبْلُغُوْا بِهِنَّ اَعْلٰى سُنَّتِهِنَّ مِنَ الصَّدَاقِ فَاُمِرُوْا اَنْ يَنْكِحُوْا مَا طَابَ لَهُمْ مِنَ النِّسَآءِ سِوَاهُنَّ قَالَ عُرْوَةُ قَالَتْ عَائِشَةُ ثُمَّ اِنَّ النَّاسَ اسْتَفْتَوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) بَعْدُ فِيْهِنَّ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ (وَيَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَآءِ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِيْهِنَّ) اِلٰى قَوْلِهٖ (وَتَرْغَبُوْنَ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ) قَالَتْ عَائِشَةُ وَالَّذِيْ ذَكَرَ اللّٰهُ تَعَالٰى اَنَّهُ يُتْلٰى فِي الْكِتَابِ الْاٰيَةُ الْاُوْلَى الَّتِيْ فِيْهَا (وَاِنْ خِفْتُمْ اَنْ لَا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتَامٰى فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَآءِ) قَالَتْ عَائِشَةُ وَقَوْلُ اللّٰهِ فِي الْاٰيَةِ الْاُخْرٰى (وَتَرْغَبُوْنَ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ) رَغْبَةَ اَحَدِكُمْ عَنْ يَتِيْمَتِهِ الَّتِيْ تَكُوْنُ فِيْ حَجْرِهٖ حِيْنَ تَكُوْنُ قَلِيْلَةَ الْمَالِ وَالْجَمَالِ فَنُهُوْا اَنْ يَنْكِحُوْا مَا رَغِبُوْا فِيْ مَالِهَا مِنْ يَتَامَى النِّسَآءِ اِلَّا بِالْقِسْطِ مِنْ اَجْلِ رَغْبَتِهِمْ عَنْهُنَّ .

✧✧ حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: انہوں نے سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں دریافت کیا:

''اور اگر تمہیں یہ اندیشہ ہو کہ تم یتیم لڑکیوں کے بارے میں انصاف سے کام نہیں لو گے تو تم ان عورتوں کے ساتھ شادی

3345-اخرجه البخاري في العتق، باب فضل من ادب جاريته و علمها (الحديث 2544) و اخرجه مسلم في النكاح، باب فضيلة اعتاقة امته ثم يتزوجها (الحديث 86) . و اخرجه ابو داؤد في النكاح، باب في الرجل يعتق امته ثم يتزوجها (الحديث 2053) . تحفة الاشراف (9108) .

3346-اخرجه البخاري في الشركة، باب شركة اليتيم و اهل الميراث (الحديث 2494)، و في النكاح، باب الترغيب في النكاح (الحديث 5064) مختصرًا و اخرجه مسلم في التفسير . (الحديث 6) . واخرجه ابو داؤد في النكاح، باب ما يكره ان يجمع بينهن من النساء (الحديث 2068) . تحفة الاشراف (16693) .

کرو جو تمہیں اچھی لگتی ہیں"۔

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اے میرے بھانجے یہ اس یتیم لڑکی کے بارے میں ہے جو اپنے ولی کی زیر پرورش ہوتی تھی اور اس ولی کے مال میں اس کی شراکت دار ہوتی تھی۔ اس ولی کو اس لڑکی کا مال اور خوبصورتی اچھے لگتے تھے تو اس کا ولی اس کے ساتھ شادی کرنا چاہتا تھا لیکن اس کا مہر انصاف کے ساتھ ادا نہیں کرتا تھا' اور اتنا ادا نہیں کرتا تھا جتنا وہ اپنی دیگر بیویوں کو ادا کرتا تھا تو لوگوں کو اس بات سے منع کر دیا گیا کہ وہ اگر لڑکیوں کے ساتھ شادی کرنا چاہتے ہیں تو انہیں انصاف کے مطابق ادائیگی کریں اور اپنے عام رواج کے مطابق انہیں مہر دیں۔ بصورت دیگر انہیں یہ ہدایت کی گئی کہ وہ ان خواتین کے ساتھ شادی کرلیں جوان لڑکیوں کے علاوہ ہیں جو انہیں اچھی لگتی ہیں۔

عروہ کہتے ہیں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات بیان کی پھر لوگوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت کے نزول کے بعد ان خواتین کے بارے میں دریافت کیا: تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

"لوگ تم سے خواتین کے بارے میں دریافت کرتے ہیں تم فرما دو اللہ تعالیٰ ان کے بارے میں تمہیں یہ حکم دیتا ہے"۔

یہ آیت یہاں تک ہے: "اور تم اس بات میں دلچسپی رکھتے ہو کہ تم ان کے ساتھ شادی کرلو"۔

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' جس چیز کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے کیا ہے جو اس کی کتاب میں آیت تلاوت کی جاتی ہے وہ پہلی آیت جو ان کے بارے میں ہے:

"اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ تم یتیم لڑکیوں کے بارے میں انصاف نہیں کرسکو گے تو تم ان خواتین کے ساتھ شادی کرو جو تمہیں پسند ہوں"۔

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں' اور دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

"اور تمہیں دلچسپی نہیں ہوتی کہ تم ان کے ساتھ شادی کرو"۔

اس سے مراد یہ ہے کہ کوئی شخص ایسی یتیم لڑکی کے ساتھ شادی نہیں کرنا چاہتا جو اس کی زیر پرورش ہو اور لڑکی مال اور خوبصورتی کے حوالے سے کم حیثیت کی مالک ہو تو ان لوگوں کو اس بات سے منع کیا گیا ہے کہ انہیں جن یتیم لڑکیوں کے مال میں دلچسپی ہو وہ اس کے ساتھ نکاح کرتے ہوئے انصاف سے کام لیں کیونکہ انہیں ان میں دلچسپی ہوتی ہے۔

شرح

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور (وہ احکام بھی) جو تم پر ان یتیم لڑکیوں کے متعلق پڑھے جارہے ہیں جن کا وہ حق تم انہیں نہیں دیتے جو ان کے لیے فرض کیا گیا ہے اور تم ان سے نکاح کرنے کی رغبت رکھتے ہو۔ (النساء: ۱۲۷)

یتیم لڑکیوں کے حقوق کا بیان

اس آیت میں یتیم لڑکیوں کے جس حق کا ذکر کیا گیا ہے اس حق کے متعلق دو قول ہیں ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد ان کی میراث ہے اور دوسرا قول یہ ہے کہ اس سے مراد ان کا مہر ہے اور اس آیت کے مخاطبین کے متعلق بھی دو قول ہیں ایک قول یہ ہے کہ

اس سے مراد عورتوں کے سرپرست ہیں وہ عورتوں کے مہر پر خود قبضہ کر لیتے تھے اور ان عورتوں کو ان کا مہر نہیں دیتے تھے دوسرا قول یہ ہے کہ اس سے مراد یتیم لڑکی کا ولی ہے جب وہ اس یتیم لڑکی سے نکاح کرتا تھا تو اس کے مہر میں انصاف نہیں کرتا تھا۔ نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے تم ان سے نکاح کی رغبت رکھتے ہو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کی تفسیر یہ کی ہے کہ تم ان یتیم لڑکیوں کے حسن وجمال اور ان کے مال و دولت کی وجہ سے ان کے ساتھ نکاح کرنے میں رغبت رکھتے ہو اور حسن نے اس کی تفسیر میں یہ کہا ہے کہ تم ان کی بدصورتی کی وجہ سے ان کے ساتھ نکاح میں رغبت نہیں رکھتے اور ان کے مال و دولت میں رغبت کی وجہ سے ان کو اپنے پاس روکے رکھتے ہو اور ان کو کہیں اور نکاح نہیں کرنے دیتے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور کمزور بچوں کے متعلق (بھی تمہیں حکم دیتا ہے) اور یہ کہ یتیموں کے ساتھ انصاف پر قائم رہو اور تم جو بھی نیک کام کرتے ہو تو بے شک اللہ کو اس کا علم ہے۔ (النساء: ۱۲۷)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ پہلے لوگ لڑکوں اور لڑکیوں کو وارث نہیں بناتے تھے اللہ تعالیٰ نے ان کو اس سے منع فرمایا اور ہر حصہ دار کو حصہ مقرر فرما دیا اور یتیموں کے متعلق انصاف کرنے کا حکم دیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس کا معنی یہ ہے کہ ان کا مہر مقرر کرنے میں اور وراثت میں ان کا حصہ ادا کرنے میں انصاف سے کام لیا جائے۔ (زاد المسیر ج ۲ ص ۱۲۸)۔

خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو عورتوں کے حقوق کے متعلق نصیحت کی ہے اور فرمایا ہے کہ عورتوں یتیم لڑکیوں اور کمزور بچوں کے وہی احکام ہیں جو پہلے اللہ تعالیٰ نے فرض کیے تھے اور یہاں مسلمانوں کے سوال کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے پھر ان ہی احکام کی طرف متوجہ کیا ہے تاکہ مسلمان ان آیات میں غور وفکر کریں اور ان کے تقاضوں پر عمل کریں۔

3347- اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْهَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ قَالَ سَاَلْتُ عَائِشَةَ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَتْ فَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) عَلَى النَّبِيِّ عَشْرَةَ اُوْقِيَّةً وَّنَشٍّ وَّذٰلِكَ خَمْسُمِائَةِ دِرْهَمٍ.

✧✧ حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے بتایا نبی اکرم ﷺ نے بارہ اوقیہ اور ایک نش (مہر کی ادائیگی کے عوض میں شادی کی تھی اور یہ پانچ سو درہم کے برابر ہے)

3348- اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا دَاوٗدُ بْنُ قَيْسٍ عَنْ مُوْسَى بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ الصَّدَاقُ اِذْ كَانَ فِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) عَشْرَةَ اَوَاقٍ.

3347-اخرجه مسلم في النكاح، باب الصداق وجواز كونه تعليم قرآن و خاتم حديث و غير ذلك من قليل و كثير و استحباب كونه خمسمائة درهم لمن لا يجحف به (الحديث 78) . واخرجه ابو داؤد في النكاح، باب الصداق (الحديث 2105) . و اخرجه ابن ماجه في النكاح، باب صداق النساء (الحديث 1886) . تحفة الاشراف (17739) .

3348-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (14630) .

⟡⟡ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان موجود تھے اس وقت مہر دس اوقیہ ہوا کرتا تھا۔

3349- اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرِ بْنِ اِيَاسِ بْنِ مُقَاتِلِ بْنِ مُشَمْرِخِ بْنِ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيلُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ عَنْ اَيُّوبَ وَابْنِ عَوْنٍ وَّسَلَمَةَ بْنِ عَلْقَمَةَ وَهِشَامِ بْنِ حَسَّانَ - دَخَلَ حَدِيثُ بَعْضِهِمْ فِي بَعْضٍ - عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ قَالَ سَلَمَةُ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ نُبِّئْتُ عَنْ اَبِي الْعَجْفَاءِ - وَقَالَ الْاٰخَرُوْنَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ اَبِي الْعَجْفَاءِ - قَالَ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ اَلَا لَا تَغْلُوا صُدُقَ النِّسَاءِ فَاِنَّهُ لَوْ كَانَ مَكْرُمَةً فِي الدُّنْيَا اَوْ تَقْوٰى عِنْدَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ كَانَ اَوْلَاكُمْ بِهِ النَّبِيُّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) مَا اَصْدَقَ رَسُولُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) امْرَاَةً مِّنْ نِسَائِهِ وَلَا اُصْدِقَتِ امْرَاَةٌ مِّنْ بَنَاتِهِ اَكْثَرَ مِنْ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ اُوقِيَّةً وَّاِنَّ الرَّجُلَ لَيُغْلِي بِصَدُقَةِ امْرَاَتِهِ حَتّٰى يَكُونَ لَهَا عَدَاوَةٌ فِي نَفْسِهِ وَحَتّٰى يَقُولَ كُلِّفْتُ لَكُمْ عَلَقَ الْقِرْبَةِ وَكُنْتُ غُلَامًا عَرَبِيًّا مُّوَلَّدًا فَلَمْ اَدْرِ مَا عَلَقُ الْقِرْبَةِ قَالَ وَاُخْرٰى يَقُولُونَهَا لِمَنْ قُتِلَ فِي مَغَازِيكُمْ اَوْ مَاتَ قُتِلَ فُلَانٌ شَهِيدًا اَوْ مَاتَ فُلَانٌ شَهِيدًا وَّلَعَلَّهُ اَنْ يَكُونَ قَدْ اَوْقَرَ عَجُزَ دَابَّتِهِ اَوْ دَفَّ رَاحِلَتِهِ ذَهَبًا اَوْ وَرِقًا يَطْلُبُ التِّجَارَةَ فَلَا تَقُولُوا ذَاكُمْ وَلٰكِنْ قُولُوا كَمَا قَالَ النَّبِيُّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "مَنْ قُتِلَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ اَوْ مَاتَ فَهُوَ فِي الْجَنَّةِ".

⟡⟡ حضرت ابوعجفاء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم زیادہ مہر مقرر نہ کرو کیونکہ اگر یہ دنیا میں عزت کا باعث ہوتا اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پرہیزگاری کا نشان ہوتا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تم سب کے مقابلے میں اس کے زیادہ حقدار تھے جب کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج رضی اللہ عنہن میں سے کسی کو اور آپ کی صاحبزادیوں میں سے کسی کو بارہ اوقیہ سے زیادہ مہر نہیں دیا۔ ایک آدمی کسی عورت کا ایک مہر تو زیادہ دے دیتا ہے یہاں تک کہ وہ اسی وجہ سے اس عورت سے نفرت کرنے لگتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ تمہاری وجہ سے مجھے "علق القربة" کام کرنا (راوی کہتے ہیں) میں ایک ایسا عرب نوجوان ہوں جو عجمی علاقوں میں پیدا ہوا ہوں اس لئے مجھے نہیں پتہ کہ "علق القربة" کا مطلب کیا ہے پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ کہا: کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ فلاں شخص جنگ میں مارا گیا فلاں شخص شہید ہو گیا اور فلاں شخص شہید ہو گیا ہو سکتا ہے کہ اس نے اپنے جانور کی پیٹھ پر وزن لادا ہوا اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس نے اپنے جانور پر سونا یا چاندی لادے ہوں اور اس کا مقصد تجارت ہو (اور وہ راستے میں مارا گیا ہو) تم لوگ اس طرح کی باتیں نہ کیا کرو جب تم نے یہ بات کہنی ہو تو یہ کہا کرو کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص اللہ کی راہ میں مارا گیا وہ جنت میں جائے گا۔

3350- اَخْبَرَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ الدُّورِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ شَقِيقٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مَّعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ اُمِّ حَبِيبَةَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)

3349-اخرجه ابو داؤد في النكاح، باب الصداق (الحديث 2106) مختصراً . و اخرجه الترمذي في النكاح، باب (منه) (الحديث 1114م) مختصراً . و اخرجه ابن ماجه في النكاح، باب صداق النساء (الحديث 1887) مختصرًا تحفة الاشراف (10655) .

3350-انفرد به النسائي . و الحديث عند: ابي داؤد في النكاح، باب في الولي (الحديث 2086) . تحفة الاشراف (15854) .

تَزَوَّجَهَا وَهِيَ بِأَرْضِ الْحَبَشَةِ زَوَّجَهَا النَّجَاشِيُّ وَأَمْهَرَهَا أَرْبَعَةَ الآفٍ وَّجَهَّزَهَا مِنْ عِنْدِهِ وَبَعَثَ بِهَا مَعَ شُرَحْبِيلَ ابْنِ حَسَنَةَ وَلَمْ يَبْعَثْ إِلَيْهَا رَسُولُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) بِشَيْءٍ وَّكَانَ مَهْرُ نِسَائِهِ أَرْبَعَمِائَةِ دِرْهَمٍ.

◈◈ سیّدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ شادی کر لی وہ اس وقت حبشہ کی سرزمین پر موجود تھیں۔ نجاشی نے ان کی شادی کروائی تھی اور مہر کے طور پر انہیں چار ہزار درہم دیے تھے اور اپنی طرف سے انہیں سامان فراہم کیا تھا۔ نجاشی نے انہیں حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ بھیجا تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کوئی چیز نہیں بھجوائی تھی ویسے آپ کی عام ازواج رضی اللہ عنہن کا مہر چار سو درہم ہوتا تھا۔

شرح

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اے نبی ہم نے آپ کے لیے آپ کی ان ازواج کو حلال کر دیا ہے جن کا مہر آپ ادا کر چکے ہیں اور آپ کی ان کنیزوں کو جو اللہ نے آپ کو مال غنیمت سے عطا فرمائی ہیں اور آپ کے چچا کی بیٹیاں اور آپ کی پھوپھیوں کی بیٹیاں اور آپ کے ماموں کی بیٹیاں اور آپ کی خلاؤں کی بیٹیاں جنہوں نے آپ کے ساتھ ہجرت کی (وہ بھی آپ کے لیے حلال ہیں) اور وہ مومنہ عورت بھی جس نے اپنا نفس آپ کے لیے ہبہ کر دیا اگر نبی اس کو اپنے نکاح میں لینا چاہیں یہ حکم صرف آپ کے لیے مخصوص ہے عام مسلمانوں کے لیے نہیں ہے بیشک ہم اس چیز کو جانتے ہیں جو ہم نے ان پر ان کی بیویوں اوان کی کنیزوں کے متعلق فرض کی ہے (آپ کے لیے یہ خصوصی حکم) اس لیے ہے کہ آپ پر کوئی دشواری نہ ہو اور اللہ بہت بخشنے والا بے حد رحم فرمانے والا ہے۔ (الاحزاب: ۵۰)

حضرت ام ہانی کو نکاح کا پیغام دینا

حضرت ام ہانی بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے نکاح کا پیغام دیا میں نے آپ کے سامنے (اپنے بچوں والی ہونے کا) عذر پیش کیا آپ نے میرا عذر قبول فرمالیا پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: اے نبی! ہم نے آپ کے لیے آپ کی ان ازواج کو حلال کر دیا ہے جن کا مہر آپ ادا کر چکے ہیں اور آپ کی ان کنیزوں کو جو اللہ نے آپ کو مال غنیمت سے عطا فرمائی ہیں اور آپ کے چچا کی بیٹیاں اور آپ کی پھوپھیوں کی بیٹیاں اور آپ کے ماموں کی بیٹیاں اور آپ کی خالاؤں کی بیٹیاں جنہوں نے آپ کے ساتھ ہجرت کی (وہ بھی آپ کے لیے حلال ہیں) اور وہ مومنہ عورت بھی جس نے اپنا نفس آپ کے لیے ہبہ کر دیا اگر نبی اس کو اپنے نکاح میں لینا چاہیں۔ (الاحزاب: ۵۰) حضرت ام ہانی نے کہا سو میں آپ کے لیے حلال نہ تھی کیونکہ میں نے ہجرت نہیں کی تھی اور میں طلقاء میں سے تھی (فتح مکہ کے بعد آپ نے اہل مکہ سے فرمایا تھا تم طلقاء ہو یعنی آزاد ہو)۔ (سنن الترمذی رقم الحدیث: ۳۲۱۴ المعجم الکبیر ج ۲۴ رقم الحدیث: ۱۰۰۷ المستدرک ج ۲ ص ۴۲۰ سنن کبریٰ للبیہقی ج ۷ ص ۵۴)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج کا مہر

حافظ عماد الدین اسماعیل بن عمر بن کثیر متوفی ۷۷۴ھ لکھتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا ہم نے آپ کے

لیے آپ کی ان ازواج کو حلال کردیا ہے جن کے مہر آپ ادا کر چکے ہیں مجاہد وغیرہ نے بیان کیا آپ کی ازواج کا مہر پانچ سو درہم تھا یعنی 131.25 تولہ چاندی ماسوا حضرت ام حبیبہ کے ان کا مہر نجاشی نے چار سو دینار رکھا تا اور ماسوا حضرت صفیہ بنت حی کے ان کا مہر ان کی آزادی کو قرار دیا گیا تھا کیونکہ وہ غزوہ خیبر میں قید ہو کر آئیں تھیں آپ نے ان کو آزاد کر کے ان سے نکاح کرلیا اور ان کے آزاد کرنے کو ان کا مہر قرار دیا اسی طرح حضرت جویریہ بنت الحارث تھیں وہ بنو المصطلق کے قیدیوں میں سے تھیں آپ نے حضرت ثابت بن قیس بن شماس کو ان کا بدل کتابت ادا کیا اور ان سے نکاح کرلیا۔ اس کے بعد فرمایا: اور آپ کی ان کنیزوں کو آپ کے لیے حلال کردیا جو اللہ نے آپ کو مال غنیمت سے عطا فرمائی تھیں۔

حضرت صفیہ اور حضرت جویریہ آپ کی ملک میں آئیں آپ نیان کو آزاد کر کے ان سے نکاح کرلیا اور حضرت ریحانہ بنت شمعون النضر یہ اور حضرت ماریہ قبطیہ جو حضرت ابراہیم کی والدہ تھیں یہ آپ کی کنیزیں تھیں۔

نکاح کی اجازت کے رشتوں میں اسلام کا متوسط حکم

نصاری کے ہاں چچا کی بیٹی اور پھوپھی کی بیٹی اور ماموں کی بیٹی اور خالہ کی بیٹی سے نکاح جائز نہ تھا یہ تفریط تھی اور یہود کے ہاں بھائی کی بیٹی اور بہن کی بیٹی بھی سے نکاح جائز تھا یہ افراط تھا اسلام نے افراط اور تفریط کو ترک کر کے متوسط حکم دیا بھانجی اور بھتیجی سے نکاح کو حرام کردیا اور چچا کی بیٹی اور پھوپھی کی بیٹی اور خالہ کی بیٹی اور ماموں کی بیٹی سے نکاح کو جائز قرار دیا جیسا کہ اس آیت میں ہے۔ اور آپ کی چچا کی بیٹیاں اور آپ کی پھوپھیوں کی بیٹیاں اور آپ کے ماموں کی بیٹیاں اور آپ کی خالاؤں کی بیٹیاں جنہوں نے آپ کے ساتھ ہجرت کی وہ بھی آپکے لیے حلال ہیں۔

جن خواتین نے اپنے آپ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کے لیے پیش کیا

اس کے بعد فرمایا: اور وہ مومنہ عورت بھی جس نے اپنا نفس آپ کے لیے ہبہ کردیا اگر نبی اس کو اپنے نکاح میں لینا چاہیں یہ حکم صرف آپ کے لیے مخصوص ہے عام مسلمانوں کے لیے نہیں ہے۔

ثابت البنانی بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کے پاس تھا اور ان کے پاس ان کی بیٹی تھی حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا ایک عورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور اس نے اپنے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش کیا وہ کہنے لگی یارسول اللہ! کیا آپ کو میری ضرورت ہے؟ حضرت انس کی بیٹی نے یہ سن کر کہا اس عورت میں کس قدر کم شرم و حیا تھی وہ کیسی بری عورت تھی! وہ کیسی بری عورت تھی! وہ کیسی بری عورت تھی! حضرت انس نے کہا وہ تم سے بہتر تھی اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں رغبت کی اور اپنے آپ کو حضور پر پیش کیا۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث: ۵۱۲۰ سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۲۰۰۱ مسند احمد رقم الحدیث: ۱۳۸۷۱)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ مجھے ان عورتوں پر غیرت آتی (یعنی وہ بری لگتی تھیں) تھی جو اپنے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش کرتی تھیں اور میں کہتی تھی کہ کیا کوئی عورت اپنے آپ کو کسی پر پیش کرسکتی ہے! پھر جب اللہ تعالیٰ یہ آیت نازل فرمائی:

ترجي من تشآء منهن و توي اليك من تشآء ط ومن ابتغيت ممن عزلت فلاجناح عليك ط (الاحزاب:۵۱)

ان میں سے جس کو آپ چاہیں اپنے پاس سے دور کر دیں اور جس کو چاہیں اپنے پاس رکھیں اور جن کو آپ نے الگ کر رکھا ہے ان میں سے جس کو چاہیں پھر طلب کر لیں تو آپ پر کوئی حرج نہیں ہے۔

تب میں نے یہ کہا کہ میں صرف یہ دیکھتی ہوں کہ آپ کا رب آپ کی خواہش بہت جلد پوری کر دیتا ہے۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ۴۷۸۸ صحیح مسلم رقم الحدیث: ۱۴۶۴ سنن النسائی رقم الحدیث: ۳۱۹۹)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا جس عورت نے اپنے آپ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش کیا وہ حضرت میمونہ بنت الحارث ہیں اور مشہور یہ ہے کہ وہ حضرت زینب بنت خزیمہ الانصاریہ ہیں اور وہی ام المساکین ہیں اور وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں فوت ہو گئیں تھیں کافی عورتوں نے اپنے آپ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکاح کے لیے اپنے آپ کو پیش کیا ان میں ایک خاتون بنو بکر کی تھیں یہ وہی ہیں جنہوں نے آپ کے مقابلہ میں دنیا کو اختیار کر لیا تھا ایک خاتون بنو الجون کی تھیں یہ وہی ہیں جنہوں نے آپ سے پناہ طلب کی تھی اور دو قیدی عورتیں تھیں ایک حضرت صفیہ اور دوسری حضرت جویریہ۔ اس کے برخلاف دوسرا قول یہ ہے کہ آپ کے نکاح میں ایسی کوئی خاتون نہیں تھی جنہوں نے آپ کے ساتھ نکاح کے لیے اپنے آپ کو پیش کیا ہو اس کو امام ابن ابی حاتم نے از عکرمہ از ابن عباس روایت کیا ہے اور امام ابن جریر نے یونس بن بکیر سے روایت کیا ہے جن خواتین نے اپنے آپ کو آپ کے ساتھ نکاح کے لیے پیش کیا تھا آپ نے ان میں سے کسی کو قبول نہیں فرمایا اور یہ آپ کے لیے مباح تھا اور آپ کے ساتھ مخصوص تھا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

ان اراد النبی ان یستنکحھا۔ (الاحزاب: ۵۰) اگر نبی ان کے ساتھ نکاح کرنا چاہیں یعنی ان کو پسند کر لیں۔

بغیر مہر کے محض ہبہ سے کوئی خاتون عام مسلمانوں کے لیے جائز نہیں ہے

اس کے بعد فرمایا: یہ حکم صرف آپ کے لیے مخصوص ہے عام مسلمانوں کے لیے نہیں ہے۔ (الاحزاب: ۵۰)

عکرمہ نے کہا جو عورت اپنا نفس آپ کے علاوہ کسی اور کو ہبہ کرے تو اس کے لیے وہ عورت حلال نہیں ہے وہ اس وقت تک اس سے نکاح نہیں کر سکتا جب تک اس کا مہر مقرر نہ کرے اسی طرح مجاہد اور شعبی وغیرہ ما نے کہا یعنی اگر کوئی عورت اپنا نفس کسی شخص کو ہبہ کر دے تو وہ شخص جب بھی اس کے ساتھ عمل زوجیت کرے گا تو اس پر مہر مثل واجب ہو جائے گا جس طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بنت واثق کے متعلق فیصلہ فرمایا تھا اس نے کسی شخص کو اپنا نفس ہبہ کر دیا تھا جب اس کا خاوند فوت ہو گیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کے لیے اس کے خاوند کے ترکہ سے مہر مثل واجب ہوگا اور موت اور عمل زوجیت دونوں مہر مشکل کے اثبات اور اس کی تاکید میں برابر ہیں۔ ہاں اگر کوئی خاتون نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا نفس ہبہ کر دے تو آپ پر کسی صورت میں بھی اس کو مہر ادا کرنا واجب نہیں ہے کیونکہ آپ کے لیے یہ جائز ہے کہ آپ بغیر عقد نکاح اور بغر گواہوں اور بغیر ولی کے اور بغر مہر کے ذکر کے کسی خاتون کو اپنی زوجہ قرار دیں اور اس کو زوجیت سے مشرف فرمائیں جسا کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے قصہ میں ہوا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیعلاوہ کسی اور کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ بغیر مہر کے اور بغیر ولی اور عقد نکاح کے محض کسی عورت کے ہبہ کرنے سے وہ کسی کی بیوی ہو جائے۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بیشک ہم اس چیز کو جانتے ہیں جو ہم نے ان پر ان کی بیویوں اور ان کی کنیزوں کے متعلق فرض کی ہے۔
(الاحزاب: ۵۰)

حضرت ابی بن کعب مجاہد حسن بصری قتادہ اور امام ابن جریر نے اس کی تفسیر میں کہا یعنی ہم نے عام مسلمانوں کو زیادہ سے زیادہ چار آزاد مومن عورتوں سے نکاح کی اجازت دی ہے اور ان پر مہر کو لازم کیا ہے اور عقد نکاح میں دو مسلمان گواہوں کو لازم کیا ہے اور خود بالغہ یا اس کے ولی کی رضامندی کو نکاح کی شرط قرار دیا ہے اور باندیوں سے حصول لذت میں ان کے لیے کوئی تعداد مقرر نہیں کی اور نہ اس میں مہر کی شرط ہے اور نہ خود باندی کی یا اس کے ولی کی رضامندی کی شرط ہے۔

(تفسیر ابن کثیر ملخصا و موضحا ج ۳ ص ۵۴۸۔۵۴۶ دار الفکر بیروت ۱۴۱۹ھ)

آپ کے خصائص میں سے وہ چیزیں جو صرف آپ پر فرض ہیں امت پر فرض نہیں ہیں

اللہ تعالیٰ نے بعض احکام شرعیہ خصوصیت سے آپ کے لیے مقرر کیے بعض چیزیں صرف آپ پر فرض ہیں اور بعض چیزیں صرف آپ پر حرام ہیں اور بعض چیزیں صرف آپ کے لیے جائز اور حلال ہیں اور امت کے دوسرے افراد ان میں آپ کے شریک نہیں ہیں بعض احکام جو صرف آپ پر فرض ہیں ان کی تفصیل یہ ہے:

(۱) بعض علماء کے نزدیک تہجد کی نماز صرف آپ پر فرض تھی اور تاحیات آپ پر تہجد فرض رہی اور صحیح یہ ہے کہ پہلے آپ پر تہجد فرض تھی اور بعد میں اس کی فرضیت منسوخ ہوگئی قرآن مجید میں ہے:

ومن الیل فتھجد بہ نافلۃ لك (الاسراء: ۷۹) رات کے کچھ حصہ میں تہجد پڑھیں جو آپ کے لیے نفل ہے۔

(۲) جو مسلمان فقیر ہو اور وہ قرض ادا کیے بغیر فوت ہو جائے تو وسعت اور خوش حالی آنے کے بعد اس کا قرض ادا کرنا اور اس کے اہل وعیال کی کفالت کرنا آپ پر فرض تھا۔

(۳) غیر شرعی امور میں اصحاب رائے سے مشورہ کرنا آپ پر فرض تھا قرآن مجید میں ہے:

وشاورھم فی الامر۔ (آل عمران: ۱۵۹) دنیاوی امور میں ان سے مشورہ کیجئے۔

(۴) اپنی ازواج کو اپنے پاس رہنے یا نہ رہنے اور دنیا اور آخرت میں سے کسی ایک کو اختیار دینا آپ پر فرض تھا۔

(۵) تمام قرآن مجید کا پہنچانا آپ پر فرض ہے قرآن مجید میں ہے:

یایھا الرسول بلغ مآ انزل الیك من ربك ط وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ (المائدہ: ۶۷)

اے رسول! آپ کے رب کی طرف سے جو کچھ آپ پر نازل کیا گیا ہے اس کو پہنچا دیجئے اور اگر آپ نے ایسا نہیں کیا تو آپ نے کار رسالت کو ادا نہیں کیا۔

(۶) قرآن مجید میں جو احکام شرعیہ بیان کیے گئے ہیں ان کو سمجھانا اور ان کو قولاً اور عملاً بیان کرنا بھی آپ پر فرض ہے۔ قرآن مجید میں ہے:

وانزلنآ الیك الذکر لتبین للناس مانزل الیھم۔ (النحل: ۴۴) ہم نے آپ کی طرف قرآن مجید کو نازل کیا ہے تاکہ آپ

لوگوں کو بیان کریں کہ ان کی طرف کیا نازل کیا گیا ہے۔

(۷) اگر کوئی شخص آپ کے سامنے غلط یا نامناسب بات کہے یا غلط یا نامناسب کام کرے تو اس کی اصلاح کرنا بھی آپ پر فرض ہے کیونکہ اگر آپ نے اس غلط کام یا غلط بات کی اصلاح نہ کی تو اس کا معنی یہ ہوگا کہ آپ نے اس غلط کام یا غلط بات کو جائز اور ثابت رکھا ہے۔

(۸) علامہ قرطبی نے لکھا ہے کہ چاشت اور وتر کی نمازیں اور مسواک کرنا اور قربانی بھی آپ پر فرض تھا۔

(الجامع لاحکام القرآن جز ۱۴ص۱۹۲دارالفکر بیروت ۱۴۱۵ھ)

(۹) اگر آپ کا ساتھ کوئی بھی نہ دے پھر بھی اللہ کی راہ میں قتال کرنا آپ پر فرض تھا قرآن مجید میں ہے:

فقاتل فی سبیل اللہ ج لا تکلف الا نفسک۔(النساء:۸۴) آپ اللہ کی راہ میں قتال کیجئے آپ کے سوا اور کوئی اس حکم کا مکلف نہیں ہے۔

(۱۰) جب آپ کے پاس کوئی چیز ہو اور کوئی شخص اس کا سوال کرے تو اس کو دینا آپ پر فرض ہے۔ قرآن مجید میں ہے:

واما السآئل فلا تنھر۔(الضحیٰ:۱۰) اور آپ سائل کو مت جھڑکیں۔

(۱۱) اپنے رب کی نعمتوں کو بیان کرنا بھی آپ پر فرض ہے قرآن مجید میں ہے:

واما بنعمۃ ربک فحدث۔ (الضحیٰ:۱۱) اور آپ اپنے رب کی نعمتوں کو بیان کیجئے۔

آپ کے خصائص میں سے وہ چیزیں جو صرف آپ پر حرام یا ممنوع ہیں امت پر حرام یا ممنوع نہیں ہیں

اسی طرح بعض چیزیں صرف آپ پر حرام کی گئی ہیں اور وہ آپ کی امت پر حرام نہیں ہیں ان کی تفصیل یہ ہے:

(۱) آپ پر اور آپ کی آل پر زکوۃ لینا حرام کر دیا گیا ہے حدیث میں ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے صدقہ کی کھجوروں سے ایک کھجور اٹھا کر اپنے منہ میں ڈال لی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چھوڑ دو چھوڑ دو اس کو پھینک دو کیا تم کو معلوم نہیں کہ ہم صدقہ نہیں کھاتے اور ایک روایت میں ہے کہ صدقہ ہم پر حرام ہے۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث:۱۴۹۱ صحیح مسلم رقم الحدیث:۱۰۶۹ السنن الکبریٰ للنسائی رقم الحدیث:۸۶۴۶)

(۲) نفلی صدقہ بھی آپ پر حرام ہے البتہ آپ کی آل کو نفلی صدقہ دینا جائز ہے۔

(۳) تکیہ لگا کر کھانا آپ کے لیے جائز نہیں ہے حدیث میں ہے:

حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تکیہ سے ٹیک لگا کر کھانا نہیں کھاتا۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث:۵۳۹۹ سنن ابوداؤد رقم الحدیث:۳۷۶۹ سنن ترمذی رقم الحدیث ۱۸۳۰ سنن ابن ماجہ رقم الحدیث:۳۲۶۲ مسند احمد رقم الحدیث:۱۸۹۶۱ سنن دارمی رقم الحدیث:۲۰۷۷ المعجم الاوسط رقم الحدیث:۱۰۴۷)

(۴) کچا لہسن کچی پیاز اور بدبودار سبزیوں کا کھانا بھی آپ کے لیے جائز نہیں تھا حدیث میں ہے:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس آدمی نے کچا لہسن یا کچی پیاز کھائی وہ ہماری مساجد سے دور رہے اور اپنے گھر بیٹھے آپ کے پاس سبزیاں لائی گئیں آپ نے ان کی بو محسوس کی آپ نے پوچھا یہ کون سی سبزیاں ہیں آپ کو بتایا گیا آپ نے فرمایا یہ تم اپنے بعض اصحاب کو کھلاؤ جب آپ نے دیکھا کہ وہ اس کے کھانے کو نا پسند کر رہے ہیں تو آپ نے فرمایا تم لوگ کھاؤ کیونکہ میں ان سے ہم کلام ہوتا ہوں جن سے تم ہم کلام نہیں ہوتے۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث ۸۵۵ سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۳۸۲۲ سنن الترمذی رقم الحدیث: ۱۸۰۶ سنن النسائی رقم الحدیث: ۸۰۷ صحیح ابن حبان رقم الحدیث: ۱۶۴۴ مسند احمد رقم الحدیث: ۱۵۲۷۳)

علامہ قرطبی نے لکھا ہے: (۵) آپ پر باطن کے خلاف ظاہر کرنا حرام ہے (۶) آپ پر ازواج کو بدلنا حرام ہے (۷) آزاد مکاتبہ سے نکاح کرنا آپ پر حرام ہے (۸) باندی سے نکاح کرنا آپ پر حرام ہے (۹) آپ پر پڑھنا اور لکھنا حرام ہے لیکن یہ صحیح نہیں ہے (۱۰) کفار کو اللہ تعالیٰ نے جو دنیاوی نعمتیں دی ہیں ان کی طرف نظر پھیلا کر دیکھنا آپ پر حرام ہے قرآن مجید میں ہے:

ولا تمدن عينيك الى ما متعنا به ازوا جامنهم زهرة الحيوة الدنيا (طٰہٰ:۱۳۱) اور آپ ان چیزوں کی طرف آنکھیں پھیلا کر نہ دیکھیں جو ہم نے کافروں کے مختلف گروہوں کو دی ہیں یہ محض دنیاوی زندگی کی زینت ہیں۔

(الجامع لاحکام القرآن ج۱۴ص۱۹۳ مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۵ھ)

آپ کے خصائص میں سے وہ چیزیں جو صرف آپ پر حلال ہیں امت پر حلال نہیں ہیں
اور جو چیزیں اللہ تعالیٰ نے خاص آپ کے لیے حلال کی ہیں ان کی تفصیل یہ ہے:

(۱) مال غنیمت میں سے پانچواں حصہ (۲) وصال کے روزے (۳) چار سے زیادہ عورتوں سے نکاح کرنا (۴) جو عورت اپنا نفس آپ کو ہبہ کرے اس سے بغیر مہر ادا کیے نکاح کرنا (۵) بغیر گواہوں اور مہر کے اور بغیر عقد کے نکاح کرنا (۶) ازواج کے درمیان باری کے وجوب کا ساقط ہونا (۷) کسی باندی کو آزاد کر کے اس کے آزاد کرنے کو اس کا مہر قرار دینا (۸) مکہ میں بغیر احرام کے داخل ہونا (۹) مکہ میں قتال کرنا (۱۰) کسی کو وارث نہ بنانا (۱۱) آپ کی وفات کے بعد آپ کی ازواج کا زوجیت پر برقرار رہنا اور ان سے دوسروں کے نکاح کا حرام ہونا (۱۲) آپ کی مطلقہ سے بھی دوسروں کے نکاح کا حرام ہونا (۱۳) حالت جنابت میں آپ کا مسجد میں داخل ہونا (۱۴) ایک ماہ کی مسافت سے آپ کا رعب طاری ہونا۔

انبیاء سابقین علیہم السلام کے اعتبار سے آپ کے خصائص

(۱) تمام روئے زمین کا آپ کے لیے مسجد ہونا (۲) تمام روئے زمین کا آپ کے لیے آلہ تیمم ہونا (۳) مال غنیمت کا آپ کے لیے حلال ہونا (۴) قربانی کا آپ کے لیے حلال ہونا (۵) قیامت تک تمام لوگوں کے لیے آپ کا رسول ہونا (۶) آپ کا خاتم النبیین ہونا (۷) اعمال امت کا آپ پر پیش کیا جانا (۸) آپ کی امت کا سب امتوں سے زیادہ ہونا (۹) قیامت میں سب سے پہلے اٹھنا (۱۰) شفاعت کبریٰ کا حصول (۱۱) مقام محمود کا حصول (۱۲) تمام انبیاء سابقین کے معجزات کا حصول (۱۳) آپ کے معجزات کا سب نبیوں سے زیادہ ہونا (۱۴) آپ کے عمر اد کا کلمہ پڑھنا (۱۵) تمام مخلوق کی انواع کا آپ پر ایمان لانا (۱۶) سب سے

کم بعثت کا زمانہ پانا اور سب سے زیادہ پیروکار چھوڑ کر جانا (۱۷) انگلیوں سے پانی کا جاری کرنا (۱۸) کنکریوں کا آپ کے ہاتھ میں تسبیح کرنا (۱۹) کھجور کے تنے کا آپ کے فراق میں رونا (۲۰) آپ کی شریعت کا تمام شرائع سابقہ کے لیے ناسخ ہونا (۲۱) آپ کی شریعت کا غیر منسوخ ہونا (۲۲) شب اسراء میں تمام نبیوں کی امامت فرمانا (۲۳) حمد کا جھنڈا آپ کے ہاتھ میں ہونا (۲۴) تمام نبیوں سے افضل اور ان کا قائد ہونا (۲۵) سب سے پہلے جنت میں داخل ہونا (۲۶) قیامت کے دن تمام نبیوں کا گواہ ہونا (۲۷) اللہ کو دیکھ کر اس کی گواہی دینا (۲۸) حصول وحی کے لیے کسی جگہ جانے کا قصد نہ کرنا بلکہ جس جگہ آپ ہوں وہیں وحی الٰہی کا نازل ہو جانا (۲۹) حیات انسانی کے ہر شعبہ کے لیے اسوہ نمونہ اور آئیڈیل ہونا (۳۰) دنیا میں اللہ کے دیدار کا حاصل ہونا (۳۱) اللہ کا محبوب ہونا۔ (تبیان القرآن، احزاب، لاہور)

بَابُ التَّزْوِيجِ عَلٰى نَوَاةٍ مِّنْ ذَهَبٍ .

یہ باب ہے کہ سونے کی ایک گٹھلی (مہر ہونے) پر شادی کرنا

3351 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لِمُحَمَّدٍ - عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ عَنْ مَّالِكٍ عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيْلِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ جَآءَ اِلَى النَّبِيِّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) وَبِهٖ اَثَرُ الصُّفْرَةِ فَسَاَلَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَاَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ تَزَوَّجَ امْرَاَةً مِّنَ الْاَنْصَارِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "كَمْ سُقْتَ اِلَيْهَا" . قَالَ زِنَةَ نَوَاةٍ مِّنْ ذَهَبٍ . قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "اَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ" .

❖❖ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے ان پر زرد رنگ کا نشان موجود تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے اس بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا کہ انہوں نے ایک انصاری خاتون کے ساتھ شادی کر لی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نے اسے کتنا مہر ادا کیا ہے۔ انہوں نے عرض کی: ایک گٹھلی کے وزن جتنا سونا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم ولیمہ کرو خواہ ایک بکری ذبح کر کے دعوت کرو۔

3352 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ صُهَيْبٍ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسًا يَقُوْلُ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ رَاٰنِىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) وَعَلَىَّ بَشَاشَةُ الْعُرْسِ فَقُلْتُ تَزَوَّجْتُ امْرَاَةً مِّنَ الْاَنْصَارِ . قَالَ: "كَمْ اَصْدَقْتَهَا" . قَالَ زِنَةَ نَوَاةٍ مِّنْ ذَهَبٍ .

❖❖ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے یہ بات بیان کی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے

3351-اخرجه البخاري في النكاح، باب الصفرة للمتزوج (الحديث 5153) تحفة الاشراف (736) .

3352-اخرجه مسلم في النكاح، باب الصداق و جواز كونه تعليم قرآن و خاتم حديد وغيره ذلك من قليل و كثير و استحباب كونه خمسمائة درهم لمن لا يجحف به (الحديث 82) . تحفة الاشراف (9716) .

مجھے دیکھا مجھ پر نئی شادی کا علامتی نشان موجود تھا' میں نے عرض کی: میں نے ایک انصاری خاتون کے ساتھ شادی کرلی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم نے اسے کتنا مہر دیا ہے تو حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: ایک گٹھلی کے وزن جتنا سونا۔

3353- اَخْبَرَنَا هِلاَلُ بْنُ الْعَلاَءِ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ حَدَّثَنِيْ عَمْرُو بْنُ شُعَيْبٍ ح وَاَخْبَرَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ تَمِيْمٍ قَالَ سَمِعْتُ حَجَّاجًا يَقُوْلُ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ النَّبِيَّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَالَ: "اَيُّمَا امْرَاَةٍ نُكِحَتْ عَلٰى صَدَاقٍ اَوْ حِبَاءٍ اَوْ عِدَةٍ قَبْلَ عِصْمَةِ النِّكَاحِ فَهُوَ لَهَا وَمَا كَانَ بَعْدَ عِصْمَةِ النِّكَاحِ فَهُوَ لِمَنْ اُعْطِيَهُ وَاَحَقُّ مَا اُكْرِمَ عَلَيْهِ الرَّجُلُ ابْنَتُهُ اَوْ اُخْتُهُ". اَللَّفْظُ لِعَبْدِ اللّٰهِ .

✧✧ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جس عورت کے ساتھ مہر یا ادائیگی یا ادائیگی کا وعدہ رخصتی سے پہلے کیا جائے تو یہ سب کچھ اس عورت کی ملکیت ہوگا جو (ادائیگی یا وعدہ) رخصتی کے بعد ہوگا یہ دینے والے شخص کی ملکیت ہوگا اور آدمی کی عزت سب سے زیادہ اس کی بہن یا بیٹی کی وجہ سے ہوتی ہے۔

بَابُ اِبَاحَةِ التَّزَوُّجِ بِغَيْرِ صَدَاقٍ .

یہ باب ہے کہ مہر کے بغیر شادی کا درست ہونا

3354- اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ سَعِيْدٍ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ زَائِدَةَ بْنِ قُدَامَةَ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ وَالْاَسْوَدِ قَالاَ اُتِيَ عَبْدُ اللّٰهِ فِيْ رَجُلٍ تَزَوَّجَ امْرَاَةً وَلَمْ يَفْرِضْ لَهَا فَتُوُفِّيَ قَبْلَ اَنْ يَدْخُلَ بِهَا فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ سَلُوْا هَلْ تَجِدُوْنَ فِيْهَا اَثَرًا قَالُوْا يَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ مَا نَجِدُ فِيْهَا يَعْنِيْ اَثَرًا . قَالَ اَقُوْلُ بِرَاْيِيْ فَاِنْ كَانَ صَوَابًا فَمِنَ اللّٰهِ لَهَا كَمَهْرِ نِسَائِهَا لاَ وَكْسَ وَلاَ شَطَطَ وَلَهَا الْمِيْرَاثُ وَعَلَيْهَا الْعِدَّةُ فَقَامَ رَجُلٌ مِّنْ اَشْجَعَ فَقَالَ فِيْ مِثْلِ هٰذَا قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فِيْنَا فِيْ امْرَاَةٍ يُقَالُ لَهَا بِرْوَعُ بِنْتُ وَاشِقٍ تَزَوَّجَتْ رَجُلاً فَمَاتَ قَبْلَ اَنْ يَدْخُلَ بِهَا فَقَضٰى لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) بِمِثْلِ صَدَاقِ نِسَائِهَا وَلَهَا الْمِيْرَاثُ وَعَلَيْهَا الْعِدَّةُ . فَرَفَعَ عَبْدُ اللّٰهِ يَدَيْهِ وَكَبَّرَ .

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ لاَ اَعْلَمُ اَحَدًا قَالَ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ الْاَسْوَدُ غَيْرُ زَائِدَةَ .

✧✧ علقمہ رضی اللہ عنہ اور اسود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک شخص کا معاملہ پیش کیا گیا جس نے

3353-اخرجه ابو داؤد في النكاح، باب في المقام عند البكر (الحديث 2129) . و اخرجه ابن ماجه في النكاح، باب الشرط في النكاح (الحديث 1955) . تحفة الاشراف (8745) .

3354-اخرجه ابو داؤد في النكاح، باب فيمن تزوج و لم يسم صداقًا حتى مات (الحديث 2114 و 2115) مختصراً . و اخرجه الترمذي في النكاح، باب ما جاء في الرجل يتزوج المراة فيموت عنها قبل ان يفرض لها (الحديث 1145) . و اخرجه النسائي في النكاح، اباحة التزويج بغير صداق (3355 و 3356 و 3357 و 3358)، وفي الطلاق، عدة المتوفى عنها زوجها قبل ان يدخل بها (الحديث 3524) . و اخرجه ابن ماجه في النكاح، باب الرجل يتزوج ولا يفرض لها فيموت على ذلك (الحديث 1891) . تحفة الاشراف (11461) .

کسی عورت کے ساتھ شادی کی تھی اور اس کا مہر مقرر نہیں کیا تھا' اور وہ اس عورت کے ساتھ صحبت کرنے سے پہلے فوت ہو گیا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: تم لوگ دریافت کرو ہو سکتا ہے کہ تم لوگوں کو اس بارے میں کوئی حدیث مل جائے۔ لوگوں نے جواب دیا: ابوعبدالرحمٰن ہمیں اس بارے میں کوئی حدیث نہیں ملی تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں اس بارے میں اپنی رائے کے ساتھ حکم دوں گا اگر وہ درست ہوا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہو گا' اس عورت کو اس جیسی دیگر عورتوں جیسا مہر ملے گا کسی کمی اور اضافے کے بغیر۔ وہ عورت وراثت میں حقدار ہو گی اور اس کے ذمے عدت کی ادائیگی لازم ہو گی تو اشجع قبیلے کا ایک شخص کھڑا ہوا اور بولا اس طرح کی صورتحال میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی فیصلہ کیا تھا ہمارے درمیان ایک عورت تھی جس کا نام بروع بنت واشق تھا اس نے ایک مرد کے ساتھ شادی کی آدمی کا عورت کی رخصتی سے پہلے انتقال ہو گیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بارے میں یہ فیصلہ کیا تھا کہ اس کو اس جیسی دیگر خواتین جتنا مہر ملے گا اس عورت کو وراثت میں سے حصہ ملے گا اور اس پر عدت کی ادائیگی لازم ہو گی۔ راوی کہتے ہیں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور تکبیر کہی۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں کسی بھی ایسے شخص سے میں واقف نہیں ہوں جس نے اس روایت کو اسود کے حوالے سے نقل کیا ہو صرف زائدہ نے نقل کیا ہے۔

3355- اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّهُ اُتِيَ فِيْ امْرَاَةٍ تَزَوَّجَهَا رَجُلٌ فَمَاتَ عَنْهَا وَلَمْ يَفْرِضْ لَهَا صَدَاقًا وَّلَمْ يَدْخُلْ بِهَا فَاخْتَلَفُوْا اِلَيْهِ قَرِيْبًا مِّنْ شَهْرٍ لَا يُفْتِيْهِمْ ثُمَّ قَالَ اَرٰى لَهَا صَدَاقَ نِسَائِهَا لَا وَكْسَ وَلَا شَطَطَ وَلَهَا الْمِيْرَاثُ وَعَلَيْهَا الْعِدَّةُ . فَشَهِدَ مَعْقِلُ بْنُ سِنَانٍ الْاَشْجَعِيُّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَضٰى فِيْ بِرْوَعَ بِنْتِ وَاشِقٍ بِمِثْلِ مَا قَضَيْتَ .

✧✧ حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ' حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں' ان کی خدمت میں ایک عورت کا معاملہ پیش کیا گیا جس کے ساتھ ایک صاحب نے شادی کی تھی اور پھر اس شخص کا انتقال ہو گیا اور اس نے اس عورت کے لئے کوئی مہر مقرر نہیں کیا تھا' اور اس کے ساتھ صحبت بھی نہیں کی تھی۔ لوگوں نے اس عورت کا معاملہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش کیا تقریباً ایک ماہ گزر گیا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اس بارے میں کوئی فیصلہ نہیں دیا۔ پھر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا' میرا یہ خیال ہے کہ اس عورت کو عام عورتوں جتنا مہر ملے گا جس میں کوئی کمی اور کوئی اضافہ نہیں ہو گا۔ اس عورت کو وراثت میں حصہ ملے گا اور اس عورت پر عدت بسر کرنا لازم ہو گا تو حضرت معقل بن سنان نے یہ گواہی دی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بروع بنت واشق نامی خاتون کے بارے میں اسی طرح کا فیصلہ دیا تھا جو آپ نے دیا ہے۔

3356- اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ فِرَاسٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ فِيْ رَجُلٍ تَزَوَّجَ امْرَاَةً فَمَاتَ وَلَمْ يَدْخُلْ بِهَا وَلَمْ يَفْرِضْ لَهَا قَالَ لَهَا الصَّدَاقُ وَعَلَيْهَا

3355-تقدم (الحديث 3354) .

3356-تقدم (الحديث 3354) .

الْعِدَّةُ وَلَهَا الْمِيرَاثُ . فَقَالَ مَعْقِلُ بْنُ سِنَانٍ فَقَدْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَضٰى بِهٖ فِيْ بِرْوَعَ بِنْتِ وَاشِقٍ .

✧✧ حضرت عبداللہ ایسے شخص کے بارے میں فرماتے ہیں: جس نے کسی عورت کے ساتھ شادی کی اس کا انتقال ہو گیا اس نے اس عورت کے ساتھ صحبت نہیں کی اور اس کے لئے مہر مقرر نہیں کیا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اس عورت کو مہر ملے گا لیکن اس پر عدت کی ادائیگی بھی لازم ہوگی اور اسے وراثت میں حصہ بھی ملے گا تو حضرت معقل بن سنان رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا ہے انہوں نے بروع بنت واشق کے بارے میں اسی طرح کا فیصلہ دیا تھا۔

3357- اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ مِثْلَهُ .

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

3358- اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ دَاوُدَ بْنِ اَبِيْ هِنْدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّهُ اَتَاهُ قَوْمٌ فَقَالُوْا اِنَّ رَجُلاً مِّنَّا تَزَوَّجَ امْرَاَةً وَّلَمْ يَفْرِضْ لَهَا صَدَاقًا وَّلَمْ يَجْمَعْهَا اِلَيْهِ حَتّٰى مَاتَ . فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ مَا سُئِلْتُ مُنْذُ فَارَقْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) اَشَدَّ عَلَيَّ مِنْ هٰذِهٖ فَأْتُوْا غَيْرِيْ . فَاخْتَلَفُوْا اِلَيْهِ فِيْهَا شَهْرًا ثُمَّ قَالُوْا لَهُ فِيْ اٰخِرِ ذٰلِكَ مَنْ نَسْاَلُ اِنْ لَمْ نَسْاَلْكَ وَاَنْتَ مِنْ جِلَّةِ اَصْحَابِ مُحَمَّدٍ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) بِهٰذَا الْبَلَدِ وَلاَ نَجِدُ غَيْرَكَ . قَالَ سَاَقُوْلُ فِيْهَا بِجَهْدِ رَاْيِيْ فَاِنْ كَانَ صَوَابًا فَمِنَ اللّٰهِ وَحْدَهُ لاَ شَرِيْكَ لَهُ وَاِنْ كَانَ خَطَاً فَمِنِّيْ وَمِنَ الشَّيْطٰنِ وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ مِنْهُ بُرَآءٌ اُرٰى اَنْ اَجْعَلَ لَهَا صَدَاقَ نِسَائِهَا لاَ وَكْسَ وَلاَ شَطَطَ وَلَهَا الْمِيرَاثُ وَعَلَيْهَا الْعِدَّةُ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا . قَالَ وَذٰلِكَ بِسَمْعِ اُنَاسٍ مِّنْ اَشْجَعَ فَقَامُوْا فَقَالُوْا نَشْهَدُ اَنَّكَ قَضَيْتَ بِمَا قَضٰى بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فِيْ امْرَاَةٍ مِّنَّا يُقَالُ لَهَا بِرْوَعُ بِنْتُ وَاشِقٍ . قَالَ فَمَا رُئِيَ عَبْدُ اللّٰهِ فَرِحَ فَرْحَةً يَّوْمَئِذٍ اِلاَّ بِاِسْلاَمِهٖ .

✧✧ حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں نقل کرتے ہیں، کچھ لوگ ان کے پاس آئے انہوں نے بتایا: ہم میں سے ایک شخص نے ایک خاتون کے ساتھ شادی کی اس نے اس عورت کا کوئی مہر مقرر نہیں کیا اور اس کے ساتھ صحبت بھی نہیں کی یہاں تک کہ اس شخص کا انتقال ہو گیا تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب سے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا ہوا ہوں اس سے زیادہ سخت مسئلہ مجھ سے نہیں پوچھا گیا تم لوگ دوسرے لوگوں کے پاس جاؤ۔ لوگ اس مسئلے کا حل ایک ماہ تک تلاش کرتے رہے پھر انہوں نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے کہا، ہم اگر آپ سے نہیں پوچھیں گے تو کس سے دریافت کریں گے آپ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں شامل ہیں جو اس شہر میں موجود ہیں ہمیں آپ کے علاوہ اور کوئی شخص نہیں ملتا تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اس بارے میں اپنی رائے کے تحت فیصلہ کرتا ہوں اگر وہ درست ہوگی تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوگی جس کا کوئی شریک نہیں ہے اور اگر وہ

3357-تقدم (الحدیث 3354) .

3358-تقدم (الحدیث 3354) .

غلطی ہوگی تو میری طرف سے اور شیطان کی طرف سے ہوگی۔ اللہ اور اس کا رسول اس سے بری ہوں گے۔ میرا یہ خیال ہے کہ میں اس عورت کو دیگر خواتین جتنا مہر دوں گا جس میں کوئی کمی اور کوئی اضافہ نہیں ہوگا اور اس عورت کو وراثت میں سے حصہ ملے گا اور اس پر چار ماہ دس دن تک عدت کی ادائیگی لازم ہوگی۔ راوی کہتے ہیں: وہاں کچھ ایسے لوگ بھی موجود تھے جنہوں نے حضرت اشجع رضی اللہ عنہ کی زبانی یہی بات سنی تھی وہ کھڑے ہوئے انہوں نے بتایا: ہم یہ گواہی دیتے ہیں کہ آپ نے وہی فیصلہ دیا ہے جو اس بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا تھا۔ ایک خاتون کے بارے میں جو ہم سے تعلق رکھتی تھی اس کا نام بروع بنت واشق تھا۔ راوی بیان کرتے ہیں: حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اس دن جتنے خوش ہوئے تھے اس سے زیادہ اور کبھی اتنے خوش نہیں ہوئے۔ صرف اس دن (اس سے زیادہ خوش) ہوئے تھے جب انہوں نے اسلام قبول کیا تھا۔

بَابُ هِبَةِ الْمَرْاَةِ نَفْسَهَا لِرَجُلٍ بِغَيْرِ صَدَاقٍ ۔

یہ باب ہے کہ کسی عورت کا اپنے آپ کو کسی مرد کے لئے کسی مہر کے بغیر ہبہ کرنا

3359 - اَخْبَرَنَا هَارُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْنٌ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ اَبِىْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) جَائَتْهُ امْرَاَةٌ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّىْ قَدْ وَهَبْتُ نَفْسِىْ لَكَ ۔ فَقَامَتْ قِيَامًا طَوِيْلًا فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ زَوِّجْنِيهَا اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَكَ بِهَا حَاجَةٌ ۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "هَلْ عِنْدَكَ شَىْءٌ" ۔ قَالَ مَا اَجِدُ شَيْئًا ۔ قَالَ: "اِلْتَمِسْ وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِيْدٍ" ۔ فَالْتَمَسَ فَلَمْ يَجِدْ شَيْئًا فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "هَلْ مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ شَىْءٌ" ۔ قَالَ نَعَمْ سُوْرَةُ كَذَا وَسُوْرَةُ كَذَا ۔ لِسُوَرٍ سَمَّاهَا ۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "قَدْ زَوَّجْتُكَهَا عَلٰى مَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ" ۔

✧✧ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک خاتون نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اس نے عرض کی: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! میں اپنے آپ کو آپ کے لئے ہبہ کرتی ہوں۔ وہ خاتون کافی دیر کھڑی رہی (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی جواب نہیں دیا) تو ایک صاحب کھڑے ہوئے انہوں نے عرض کی: آپ میری شادی اس کے ساتھ کردیں اگر آپ کو اس کی ضرورت نہیں ہے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تمہارے پاس (مہر میں دینے کے لئے) کچھ ہے۔ اس نے عرض کی: نہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم تلاش کرو خواہ لوہے کی ایک انگوٹھی ہو۔ اس نے تلاش کی لیکن اسے کوئی چیز نہیں ملی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: کیا تمہیں قرآن یاد ہے؟ اس نے عرض کی: جی ہاں فلاں اور فلاں سورت یاد ہے۔ اس نے ان سورتوں کے نام لئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہیں جو قرآن آتا ہے اس کی وجہ سے میں نے اس کی شادی تم سے کردی۔

3359-اخرجه البخاري في الوكالة، باب و كالة المراة الامام في النكاح (الحديث 2310)، و في النكاح، باب السلطان ولي (الحديث 5135) و اخرجه ابو داؤد في النكاح، باب في التزويج على العمل يعمل (الحديث 2111) و اخرجه الترمذي في النكاح، باب (منه) (الحديث 1114) و الحديث عند: البخاري في التوحيد، باب (قل اي شيء اكبر شهادة قل الله) (الحديث 7417) . تحفة الاشراف (4742) .

بَابُ اِحْلَالِ الْفَرْجِ .

یہ باب شرمگاہ کو حلال کردینے کے بیان میں ہے

3360 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِیْ بِشْرٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ عُرْفُطَةَ عَنْ حَبِیْبِ بْنِ سَالِمٍ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِیْرٍ عَنِ النَّبِیِّ (صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ) فِی الرَّجُلِ یَأْتِیْ جَارِیَةَ امْرَاَتِهٖ قَالَ: "اِنْ کَانَتْ اَحَلَّتْهَا لَهٗ جَلَدْتُهٗ مِائَةً وَّاِنْ لَّمْ تَکُنْ اَحَلَّتْهَا لَهٗ رَجَمْتُهٗ" .

✧✧ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں نقل کرتے ہیں' ایسے کسی شخص کے بارے میں جو اپنی بیوی کی کنیز کے ساتھ زنا کرلیتا ہے' آپ نے فرمایا: اگر یہ عورت اس کنیز کو اپنے شوہر کے لئے حلال کردیتی ہے تو میں اسے ایک سو کوڑے لگاؤں گا اور اگر یہ اس کے لئے حلال نہیں کرتی تو میں اسے سنگسار کروادوں گا۔

3361 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَبَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبَانُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ خَالِدِ بْنِ عُرْفُطَةَ عَنْ حَبِیْبِ بْنِ سَالِمٍ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِیْرٍ اَنَّ رَجُلًا یُقَالُ لَهٗ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ حُنَیْنٍ وَّیُنْبَزُ قُرْقُوْرًا اَنَّهٗ وَقَعَ بِجَارِیَةِ امْرَاَتِهٖ فَرُفِعَ اِلَی النُّعْمَانِ بْنِ بَشِیْرٍ فَقَالَ لَاَقْضِیَنَّ فِیْهَا بِقَضِیَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ (صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ) اِنْ کَانَتْ اَحَلَّتْهَا لَکَ جَلَدْتُکَ وَاِنْ لَّمْ تَکُنْ اَحَلَّتْهَا لَکَ رَجَمْتُکَ بِالْحِجَارَةِ فَکَانَتْ اَحَلَّتْهَا لَهٗ فَجُلِدَ مِائَةً . قَالَ قَتَادَةُ کَتَبْتُ اِلٰی حَبِیْبِ بْنِ سَالِمٍ فَکَتَبَ اِلَیَّ بِهٰذَا .

✧✧ حضرت حبیب بن سالم رضی اللہ عنہ' حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں' ایک صاحب جن کا نام عبدالرحمٰن بن حنین تھا' اور انہیں قرقور کہا جاتا تھا انہوں نے اپنی بیوی کی کنیز کے ساتھ صحبت کرلی' یہ معاملہ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش کیا گیا تو انہوں نے کہا: میں اس بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے کے مطابق فیصلہ کروں گا' اگر یہ عورت اس کنیز کو تمہارے لئے حلال قرار دے دیتی ہے تو میں تمہیں کوڑے لگاؤں گا اور اگر یہ حلال قرار نہیں دیتی تو میں تمہیں پتھروں کے ذریعے سنگسار کروادوں گا تو اس خاتون نے اس کنیز کو اس کے لئے حلال قرار دے دیا تو حضرت نعمان رضی اللہ عنہ نے اسے سو کوڑے لگوائے۔

قتادہ کہتے ہیں میں نے حبیب بن سالم کو خط لکھا تو انہوں نے اس بارے میں مجھے تحریری طور پر یہ حدیث بھجوائی۔

3362 - اَخْبَرَنَا اَبُوْ دَاوٗدَ قَالَ حَدَّثَنَا عَارِمٌ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ اَبِیْ عَرُوْبَةَ عَنْ

3360-اخرجه ابو داؤد في الحدود، باب في الرجل يزني بجارية امراته (الحديث 4458 و 4459) . و اخرجه الترمذي في الحدود، باب ما جاء في الرجل يقع على جارية امراته (الحديث 1451 و 1452) . و اخرجه النسائي في النكاح، باب احلال الفرج (الحديث 3361 و 3362) . و اخرجه ابن ماجه في الحدود، باب من وقع على جارية امراته (الحديث 2551) تحفة الاشراف (الحديث 11613) .

3361-تقدم (الحديث 3360) .

3362-تقدم (الحديث 3360) .

قَتَادَةَ عَنْ حَبِيْبِ بْنِ سَالِمٍ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَالَ فِيْ رَجُلٍ وَّقَعَ بِجَارِيَةِ امْرَاَتِهِ "اِنْ كَانَتْ اَحَلَّتْهَا لَهُ فَاجْلِدْهُ مِائَةً وَّاِنْ لَّمْ تَكُنْ اَحَلَّتْهَا لَهُ فَارْجُمْهُ" .

✧✧ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: ایسے شخص کے بارے میں جو اپنی بیوی کی کنیز کے ساتھ صحبت کر لیتا ہے اگر وہ عورت اس کنیز کو اس شخص کے لئے حلال قرار دے دیتی ہے تو میں اسے سو کوڑے لگواؤں گا اور اگر وہ اس کنیز کو اس کے لئے حلال قرار نہیں دیتی تو میں اسے سنگسار کروا دوں گا۔

3363 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ قَبِيْصَةَ بْنِ حُرَيْثٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْمُحَبِّقِ قَالَ قَضَى النَّبِيُّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فِيْ رَجُلٍ وَّطِءَ جَارِيَةَ امْرَاَتِهِ "اِنْ كَانَ اسْتَكْرَهَهَا فَهِيَ حُرَّةٌ وَّعَلَيْهِ لِسَيِّدَتِهَا مِثْلُهَا وَاِنْ كَانَتْ طَاوَعَتْهُ فَهِيَ لَهُ وَعَلَيْهِ لِسَيِّدَتِهَا مِثْلُهَا" .

✧✧ حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ بن محبق بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے شخص کے بارے میں یہ فیصلہ دیا ہے' جس نے اپنی بیوی کی کنیز کے ساتھ صحبت کر لی تھی اگر اس نے زبردستی ایسا کیا ہے تو وہ کنیز آزاد شمار ہوگی اور اس مرد پر یہ لازم ہوگا کہ اس کنیز کی مالک خاتون کو اس جیسی دوسری کنیز دے اور اگر اس کنیز نے اپنی رضامندی کے ساتھ ایسا کیا ہے تو وہ کنیز اس شخص کی ملکیت شمار ہوگی اور اس شخص پر یہ لازم ہوگا کہ وہ اس کی مالک عورت کو اس جیسی دوسری کنیز دے۔

3364 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بَزِيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْمُحَبِّقِ اَنَّ رَجُلًا غَشِيَ جَارِيَةً لِامْرَاَتِهِ فَرُفِعَ ذٰلِكَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَقَالَ: "اِنْ كَانَ اسْتَكْرَهَهَا فَهِيَ حُرَّةٌ مِّنْ مَّالِهِ وَعَلَيْهِ الشَّرْوٰى لِسَيِّدَتِهَا وَاِنْ كَانَتْ طَاوَعَتْهُ فَهِيَ لِسَيِّدَتِهَا وَمِثْلُهَا مِنْ مَّالِهِ" .

✧✧ حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ بن محبق بیان کرتے ہیں' ایک شخص نے اپنی بیوی کی کنیز کے ساتھ صحبت کر لی۔ یہ معاملہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا گیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر اس شخص نے اس کنیز کے ساتھ زبردستی کی ہے تو وہ کنیز اس شخص کے مال میں سے آزاد شمار ہوگی اور اس شخص کے ذمے لازم ہوگا کہ وہ اس جیسی کنیز اس کی مالک عورت کو دے اور اگر اس کنیز نے اپنی رضامندی کے ساتھ ایسا کیا ہے تو وہ اپنی مالک عورت کے پاس رہے گی اور اس جیسی دوسری کنیز اس مرد کے مال میں سے لی جائے گی۔

بَابُ تَحْرِيْمِ الْمُتْعَةِ .

یہ باب متعہ کے حرام ہونے کے بیان میں ہے

3363-اخرجه ابو داؤد في الحدود، باب في الرجل يزني بجارية امراته (الحديث 4460 و 4461) . و اخرجه النسائي في النكاح، باب احلال الفرج (الحديث 3364) . و اخرجه ابن ماجه في الحدود، باب من وقع على جارية امراته (الحديث 2552) مختصراً . تحفة الاشراف (4559) .

3364-تقدم (الحديث 3363) .

3365 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ عَنِ الْحَسَنِ وَعَبْدِ اللّٰهِ ابْنَيْ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيهِمَا اَنَّ عَلِيًّا بَلَغَهُ اَنَّ رَجُلًا لَا يَرٰى بِالْمُتْعَةِ بَاْسًا فَقَالَ اِنَّكَ تَائِهٌ اِنَّهُ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) عَنْهَا وَعَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ الْاَهْلِيَّةِ يَوْمَ خَيْبَرَ .

◇◇ حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ جو حضرت محمد رضی اللہ عنہ (بن حنفیہ) کے صاحبزادے ہیں اپنے والد کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں' حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ پتہ چلا کہ ایک صاحب متعہ کرنے میں کوئی حرج محسوس نہیں کرتے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہ گمراہ شخص ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ خیبر کے دن اس سے اور پالتو گدھوں کا گوشت کھانے سے منع کیا ہے۔

3366 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهٗ - قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ الْقَاسِمِ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ وَالْحَسَنِ ابْنَيْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ اَبِيهِمَا عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) نَهٰى عَنْ مُتْعَةِ النِّسَاءِ يَوْمَ خَيْبَرَ وَعَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ الْاِنْسِيَّةِ .

◇◇ حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ خیبر کے دن خواتین سے متعہ کرنے اور پالتو گدھوں کا گوشت کھانے سے منع کیا ہے۔

3367 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ وَّمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَّمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالُوْا اَنْبَاَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيْدٍ يَّقُوْلُ اَخْبَرَنِيْ مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ اَنَّ ابْنَ شِهَابٍ اَخْبَرَهٗ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ وَالْحَسَنَ ابْنَيْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ اَخْبَرَاهُ اَنَّ اَبَاهُمَا مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ اَخْبَرَهُمَا اَنَّ عَلِيَّ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) يَوْمَ خَيْبَرَ عَنْ مُتْعَةِ النِّسَاءِ .

قَالَ ابْنُ الْمُثَنّٰى يَوْمَ حُنَيْنٍ وَّقَالَ هٰكَذَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ مِنْ كِتَابِهٖ .

◇◇ حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ خیبر کے دن خواتین سے متعہ کرنے سے منع کیا ہے۔ ابن مثنی کی روایت میں "غزوہ حنین کے دن" کے الفاظ ہیں۔ وہ فرماتے ہیں: عبدالوہاب نے اپنی کتاب میں سے اسی

3365-اخرجه البخاري في المغازي، باب غزوة خيبر (الحديث 4216)، و في النكاح، باب نهي رسول الله صلى الله عليه وسلم عن نكاح المتعة (الحديث 5115)، و في الذبائح و الصيد، باب لحوم الحمر الانسية (الحديث 5523) و في الحيل، باب الحيلة في النكاح (الحديث 6961) . و اخرجه مسلم في النكاح، باب نكاح المتعة و بيان انه ابيح ثم نسخ ثم ابيح ثم نسخ و استقر تحريمه الى يوم القيامة (الحديث 29 و 30 و 31 و 32)، و في الصيد و الذبائح، باب تحريم اكل لحم الحمر الانسية (الحديث 22) . و اخرجه الترمذي في النكاح، باب ما جاء في تحريم نكاح المتعة (الحديث 1121)، و في الاطعمة، باب ما جاء في لحوم الحمر الاهلية (الحديث 1794) . و اخرجه النسائي في النكاح، تحريم المتعة (الحديث 3366 و 3367)، و في الصيد و الذبائح، تحريم اكل لحوم الحمر الاهلية (الحديث 4345 و 4346) . واخرجه ابن ماجه في النكاح، باب النهي عن نكاح المتعة (الحديث 1961) . تحفة الاشراف (10263) .

3366-تقدم في النكاح، تحريم المتعة (الحديث 3365) .

3367-تقدم (الحديث 3365) .

طرح یہ حدیث ہمیں سنائی ہے۔

3368- اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ الرَّبِيْعِ بْنِ سَبْرَةَ الْجُهَنِيِّ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ اَذِنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) بِالْمُتْعَةِ فَانْطَلَقْتُ اَنَا وَرَجُلٌ اِلَى امْرَاَةٍ مِّنْ بَنِي عَامِرٍ فَعَرَضْنَا عَلَيْهَا اَنْفُسَنَا فَقَالَتْ مَا تُعْطِيْنِيْ فَقُلْتُ رِدَائِي . وَقَالَ صَاحِبِيْ رِدَائِي . وَكَانَ رِدَاءُ صَاحِبِيْ اَجْوَدَ مِنْ رِدَائِي وَكُنْتُ اَشَبَّ مِنْهُ فَاِذَا نَظَرَتْ اِلَى رِدَاءِ صَاحِبِيْ اَعْجَبَهَا وَاِذَا نَظَرَتْ اِلَيَّ اَعْجَبْتُهَا ثُمَّ قَالَتْ اَنْتَ وَرِدَاؤُكَ يَكْفِيْنِي . فَمَكَثْتُ مَعَهَا ثَلَاثًا ثُمَّ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَالَ: "مَنْ كَانَ عِنْدَهُ مِنْ هٰذِهِ النِّسَآءِ اللَّاتِيْ يَتَمَتَّعُ فَلْيُخَلِّ سَبِيْلَهَا".

✧✧ حضرت سبرہ جہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے متعہ کرنے کی اجازت دی تو میں اور ایک صاحب بنی عامر سے تعلق رکھنے والی ایک خاتون کے پاس گئے۔ہم نے اپنا آپ اس کے سامنے پیش کیا۔وہ عورت بولی: تم مجھے کیا دو گے؟ میں نے کہا: میری یہ چادر ہے راوی کہتے ہیں' میرے ساتھی کے پاس بھی چادر تھی۔ میرے ساتھی کی چادر میری چادر سے زیادہ بہتر تھی اور میں اس سے زیادہ نوجوان تھا۔ جب اس عورت نے میرے ساتھی کی چادر کی طرف دیکھا تو وہ اسے پسند آئی جب اس نے میری طرف دیکھا تو میں اسے پسند آ گیا۔ پھر اس عورت نے کہا: تم اور تمہاری چادر میرے لئے کافی ہیں۔ میں اس عورت کے ساتھ تین دن تک رہا پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کوئی اس طرح کی خاتون کے ساتھ ہو جس سے اس نے نفع حاصل کیا ہو تو اسے الگ کر دے۔

جواز متعہ پر علماء شیعہ کے دلائل کا بیان

مشہور شیعہ مفسر ابو علی فضل بن الحسن الطبرسی من القرن السادس لکھتے ہیں: اس آیت سے مراد نکاح المتعہ ہے اور یہ وہ نکاح ہے جو مہر معین سے مدت معین کے لئے کیا جاتا ہے۔ حضرت ابن عباس سدی ابن سعید اور تابعین کی ایک جماعت سے یہی مروی ہے اور ہمارے اصحاب امامیہ کا یہی مذہب ہے اور یہی واضح ہے کیونکہ لفظ استمتاع اور تمتع کا لفظی معنی نفع اور لذت حاصل کرنا ہے لیکن عرف شرع میں وہ اس عقد معین کے ساتھ مخصوص ہے۔ خصوصا جب اس لفظ کی عورتوں کی طرف اضافت ہو اس بناء پر اس آیت کا یہ معنی ہو گا جب تم ان سے متع کر لو تو ان کو اس کی اجرت دے دو اور اس کو اس کی اجرت دے دو اور اس کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جماع کے بعد مہر کو واجب نہیں کیا بلکہ متعہ کے بعد مہر کو واجب کیا ہے اور حضرت ابی بن کعب حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس آیت کی اس طرح قرات کی ہے:

(آیت) فما استمتم به منهن الى اجل مسمى فاتوهن اجورهن .

ترجمہ: جب تم نے مدت معین تک ان سے استمتاع (متعہ) کیا تو ان کو ان کی اجرت (مہر) دے دو۔

3368-اخرجه مسلم في النكاح، باب نكاح المتعة و بيان انه ابيح ثم نسخ ثم ابيح ثم نسخ و استقر تحريمه الى يوم القيامة (الحديث 19)، و (الحديث 20) مطولاً، و (الحديث 21 و 22) مختصراً، و (الحديث 23)، و (الحديث 24 و 25 و 26) مختصراً، و (الحديث 27) مطولاً، و (الحديث 28) مختصراً . و اخرجه ابو داؤد في النكاح، باب في نكاح المتعة (الحديث 2072 و 2073) مختصراً . و اخرجه ابن ماجه في النكاح، باب النهي عن نكاح المتعة (الحديث 1962) مطولاً . تحفة الاشراف (3809) .

اوراس آیت میں یہ تصریح ہے کہ اس آیت میں آیت میں استمتاع سے مراد عقد متعہ ہے۔

حکم نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ متعہ سے منع نہیں کرتے تو کسی بدبخت کے سوا کوئی زنا نہیں کرتا اور عطا نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر کے عہد میں متعہ کیا ہے۔ نیز اس آیت میں لفظ استمتاع سے مراد متعہ ہے نہ کہ جماع اور انتفاع اس پر دلیل یہ ہے کہ اگر اس آیت کا یہ معنی ہو کہ جن عورتوں سے تم مہر کے عوض لذت حاصل کی یعنی جماع کیا ہے تو ان کو ان کا مہر ادا کر دو تو اس سے لازم آئے گا کہ بغیر جماع کے مہر واجب نہ ہو۔ حالانکہ یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ غیر مدخولہ کا بھی نصف مہر واجب ہوتا ہے۔ اس پر مزید تائید یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں دو متعہ (متعہ نکاح اور تمتع بالحج) حلال تھے اور میں ان سے منع کرتا ہوں اور تمتع بالحج بالاتفاق منسوخ نہیں ہے تو پھر تمتع بالنکاح بھی منسوخ نہیں ہوگا۔

(مجمع البیان ج ۳ ص ۵۳-۵۲ مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران ۱۴۱۱ھ)

علماء شیعہ کے نزدیک متعہ کے فقہی احکام کا بیان

شیخ ابو جعفر محمد بن یعقوب کلینی متوفی ۳۲۹ھ روایت کرتے ہیں: ابو عمیر کہتے ہیں کہ میں نے ہشام بن سالم سے متعہ کا طریقہ پوچھا انہوں نے کہا تم یوں کہو اے اللہ کی بندی میں اتنے پیسوں کے عوض اتنے دنوں کے لئے تم سے متعہ کرتا ہوں جب وہ ایام گزر جائیں گے تو اس کو طلاق ہو جائے گی اور اس کی کوئی عدت نہیں ہے۔

(الفروع من الکافی ج ۵ ص ۴۵۶-۴۵۵ مطبوعہ دار الکتب الاسلامیہ تہران ۱۳۲۶ھ)

شیخ ابو جعفر محمد بن الحسن الطوسی متوفی ۴۶۰ھ روایت کرتے ہیں:

منصور صیقل بیان کرتے ہیں کہ ابو عبد اللہ (علیہ السلام) نے فرمایا مجوسی (آتش پرست) عورت سے متعہ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے (الاستبصار ج ۳ ص ۱۴۴ مطبوعہ دار الاسلامیہ طہران ۱۳۶۵ھ)

زرارہ کہتے ہیں کہ ابو عبد اللہ (علیہ السلام) سے پوچھا گیا کہ کیا متعہ صرف چار عورتوں سے کیا جا سکتا ہے؟ انہوں نے کہا متعہ اجرت کے عوض ہوتا ہے خواہ ہزار عورتوں سے کر لو۔ (الاستبصار ج ۳ ص ۱۴۷)

عمر بن حنظلہ بیان کرتے ہیں کہ متعہ میں فریقین کے درمیان میراث نہیں ہوتی۔ (الاستبصار ج ۳ ص ۱۵۲)

شیخ ابو جعفر محمد بن علی بن حسین قمی متوفی ۳۸۱ھ لکھتے ہیں:

محمد بن نعمان نے ابو عبد اللہ (علیہ السلام) سے پوچھا کم از کم کتنی چیز کے عوض متعہ ہو سکتا ہے انہوں نے کہا دو مٹھی گندم سے۔ تم اس سے کہو کہ میں تم سے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے مطابق متعہ کرتا ہوں تو نکاح ہے زنا نہیں ہے اس شرط پر کہ نہ میں تمہارا وارث ہوں اور نہ تم میری وارث ہو نہ میں تم سے اولاد کا مطالبہ کروں گا یہ نکاح ایک مدت متعین تک ہے پھر اگر میں نے چاہا تو میں اس مدت میں اضافہ کر دوں گا اور تم بھی اضافہ کر دینا۔ (من لا یحضرہ الفقیہ ج ۳ ص ۲۴۹ مطبوعہ دار الکتب الاسلامیہ تہران ۱۳۶۱ھ)

شیخ روح اللہ خمینی متعہ کے احکام بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

(۲۴۲۱) متعہ والی عورت اگر چہ حاملہ ہو جائے خرچ کا حق نہیں رکھتی۔

(۲۴۲۲) متعہ والی عورت (چار راتوں میں سے ایک رات) ایک بستر پر سونے اور شوہر سے ارث پانے اور شوہر بھی اس کا وارث بننے کا حق نہیں رکھتا۔

(۲۴۲۳) متعہ والی عورت کو اگر چہ علم نہ ہو کہ وہ اخراجات اور اکٹھا سونے کا حق نہیں رکھتی تب بھی اس کا عقد صحیح ہے اور نہ جاننے کی وجہ سے بھی شوہر پر کوئی حق نہیں رکھتی۔ (توضیح المسائل اردو ۳۶۹ ۳۶۸ مطبوعہ سازمان تبلیغات)

علماء شیعہ کے جواز متعہ پر دلائل کے جوابات کا بیان

علماء شیعہ نے الی اجل مسمی کی قرات سے متعہ کے جواز پر جو استدلال کیا ہے وہ صحیح نہیں ہے کیونکہ یہ قرات شاذہ ہے قرآن مجید کی جو قرات متواتر ہے حتی کہ شیعہ کے قرآن میں بھی جو قرات مذکورہ ہے اس میں یہ الفاظ موجود نہیں ہیں اس لئے قرات متواترہ کے مقابلہ میں اس قرات سے استدلال درست نہیں ہے۔

اس پر اتفاق ہے کہ جنگ خیبر سے پہلے متعہ حلال تھا پھر جنگ خیبر کے موقعہ پر متعہ کو حرام کر دیا گیا پھر فتح مکہ کے موقع پر تین دن کے لئے متعہ حلال کیا گیا تھا اور اس کے بعد اس کو دائما حرام کر دیا گیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ متعہ کے جواز کے قائل تھے لیکن اخیر عمر میں انہوں نے اس سے رجوع کر لیا تھا اور جب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ آپ نے متعہ کے جواز کا فتوی دیا ہے؟ تو انہوں نے کہا میں نے یہ فتوی نہیں دیا میرے نزدیک متعہ خون مردار اور خنزیر کی طرح حرام ہے اور یہ صرف اضطرار کے وقت حلال ہے یعنی جب نکاح کرنا ممکن نہ ہو اور انسان کو غلبہ شہوت کی وجہ سے زنا کا خطرہ ہو لیکن اخیر عمر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس سے بھی رجوع کر لیا اور یہ جو بعض روایات میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں متعہ کیا جاتا تھا حتی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے منع کر دیا اس کا جواب یہ ہے کہ جن لوگوں تک متعہ کی حرمت نہیں پہنچی تھی وہ متعہ کرتے تھے حضرت عمر نے ان کو تبلیغ کر دی تو وہ متعہ سے باز آ گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے متعہ کو حرام نہیں کیا نہ یہ ان کا منصب ہے انہوں نے صرف متعہ کی حرمت بیان کی ہے جیسے اور دیگر احکام شرعیہ بیان کئے ہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جو فرمایا کہ اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ متعہ سے منع نہ کرتے تو کوئی بد بخت ہی زنا کرتا اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ متعہ کی حرمت کو قرآن اور حدیث سے واضح نہ کرتے اور متعہ کی ممانعت پر سختی سے عمل نہ کراتے تو زنا بالکل ختم ہو جاتا۔

صحیح مسلم میں حضرت ابن مسعود حضرت ابن عباس حضرت جابر حضرت سلمہ بن اکوع اور حضرت سبرہ بن معبد جہنی رضی اللہ عنہ سے اباحت متعہ کے متعلق احادیث ہیں۔ لیکن کسی حدیث میں یہ نہیں ہے کہ وطن میں متعہ کی اجازت دی گئی ہو ان تمام احادیث میں یہ مذکور ہے کہ سفر میں متعہ کی اجازت دی گئی تھی۔ جہاں ان صحابہ کی بیویاں نہیں تھیں جب کہ وہ گرم علاقے تھے اور عورتوں کے بغیر ان کا رہنا مشکل تھا۔ اس وجہ سے جہاد کے موقعہ پر ضرورتا متعہ کی اجازت دی گئی حضرت ابن ابی عمر رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ تصریح ہے کہ ابتداء اسلام میں ضرورت کی بناء پر متعہ کی اجازت تھی جیسے ضرورت کے وقت مردار کا کھانا مباح ہوتا ہے فتح مکہ کے

موقع پر متعہ کو قیامت تک کے لئے حرام کر دیا گیا اور حجۃ الوداع کے موقع پر تاکیداً اس تحریم کو دہرایا گیا ہم ان تمام امور پر باحوالہ احادیث پیش کریں گے۔

شیخ طبرسی نے لکھا ہے کہ اگر اس آیت کا یہ معنی ہو کہ جن عورتوں سے تم نے مہر کے عوض لذت حاصل کی یعنی جماع کیا ہے تو ان کا مہر ادا کر دو تو اس سے لازم آئے گا کہ بغیر جماع کے مہر واجب نہ ہو، حالانکہ یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ غیر مدخول کا بھی نصف مہر واجب ہوتا ہے یہ دلیل صحیح نہیں ہے کیونکہ اس آیت میں حصر کا کوئی لفظ نہیں ہے کہ تم صرف اسی عورت کا مہر ادا کرو جس سے تم نے جماع کیا ہو۔

حرمت متعہ پر قرآن مجید سے دلائل کا بیان

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

(آیت) فانکحوا ماطاب لکم من النساء مثنی وثلاث وربع فان خفتم الا تعدلوا فواحدة وما ملکت ایمانکم ۔ (النساء،۳)

ترجمہ: جو عورتیں تم کو پسند ہیں ان سے نکاح کرو دو دو سے تین تین سے اور چار چار سے اور اگر تمہیں یہ خدشہ ہو کہ ان کے درمیان انصاف نہیں کر سکو گے تو صرف ایک نکاح کرو یا اپنی کنیزوں پر اکتفاء کرو۔

یہ آیت سورۃ نساء سے لی گئی ہے جو مدنی سورت ہے اور ہجرت کے بعد نازل ہوئی ہے اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے قضاء شہوت کی صرف دو جائز صورتیں بیان فرمائی ہیں کہ وہ ایک سے چار تک نکاح کر سکتے ہیں اور اگر ان میں عدل قائم نہ رکھ سکیں تو پھر اپنی باندیوں سے نفسانی خواہش پوری کر سکتے ہیں اور بس! اگر متعہ بھی قضاء شہوت کی جائز شکل ہوتا تو اللہ تعالیٰ اس کا بھی ان دو صورتوں کے ساتھ ذکر فرما دیتا اور اس جگہ متعہ کا بیان نہ کرنا ہی اس بات کا بیان ہے کہ وہ جائز نہیں ہے۔ اوائل اسلام سے لے کر فتح مکہ تک متعہ کی جو شکل معمولی اور مباح تھی اس آیت کے ذریعہ اس کو منسوخ کر دیا گیا۔

شیعہ حضرات کو اگر شبہ ہو کہ اس آیت میں لفظ نکاح متعہ کو بھی شامل ہے لہٰذا نکاح کے ساتھ متعہ کا جواز بھی ثابت ہو گیا تو اس کا جواب یہ ہے کہ نکاح کی حد صرف چار عورتوں تک ہے اور متعہ میں عورتوں کی تعداد کے لئے کوئی قید نہیں ہے۔ اس کی مزید تفصیل یہ ہے کہ نکاح اور متعہ دو الگ الگ حقیقتیں ہیں نکاح میں عقد دائمی ہوتا ہے اور متعہ میں عقد عارضی ہوتا ہے نکاح میں منکوحات کی تعداد محدود ہے اور متعہ میں ممتوعات کی کوئی حد نہیں۔ نکاح میں نفقہ سکنی نسب اور میراث لازم ہوتے ہیں اور ایلاء ظہار لعان اور طلاق عارض ہوتے ہیں اور متعہ میں ان میں سے کوئی امر لازم نہیں ہے نہ عارض۔ لہٰذا نکاح اور متعہ دو متضاد حقیقتیں ہیں اور نکاح سے متعہ کا ارادہ غیر معقول ہے۔

حرمت متعہ پر احادیث سے دلائل کا بیان

امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ روایت کرتے ہیں: حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ خیبر کے دن عورتوں سے متعہ اور پالتو گدھوں کے گوشت کو حرام کر دیا۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث ۴۲۱۶، صحیح مسلم رقم الحدیث ۱۴۰۷، سنن ترمذی رقم الحدیث: ۱۱۲۲)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ تبوک میں گئے ہم ثنیۃ الوداع پر

اترے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چراغوں کو دیکھا اور عورتوں کو روتے ہوئے دیکھا آپ نے پوچھا یہ کیا ہے؟ بتایا گیا کہ جن عورتوں سے متعہ کیا گیا تھا وہ رو رہی ہیں آپ نے فرمایا نکاح طلاق عدت اور میراث نے متعہ کو حرام کر دیا۔

(مسند ابو یعلی رقم الحدیث: ۶۵۹۴ موسسۃ علوم القرآن بیروت ۱۴۰۸ھ)

کیونکہ متعہ میں نہ طلاق ہوتی ہے نہ عدت اور نہ میراث نہ اس کو نکاح کہا جاتا ہے بلکہ اس میں عورت کا نان نفقہ بھی واجب نہیں ہوتا جیسا کہ کتب شیعہ سے با حوالہ گزر چکا ہے اور نہ متعہ والی عورت پر بیوی کا اطلاق ہوتا ہے کیونکہ قرآن مجید میں بیویوں کی وارثت بیان کی گئی ہے اور متعہ والی عورت وارث نہیں ہوتی۔

اس حدیث کی سند میں ایک راوی مومل بن اسماعیل ہے امام بخاری نے اس کو ضعیف کہا ہے لیکن ابن معین اور ابن حبان نے اس کو ثقہ قرار دیا ہے اس کی سند کے باقی راوی حدیث صحیح کے راوی ہیں۔

امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی متوفی ۳۶۰ھ روایت کرتے ہیں: حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہم باہر گئے اور ہمارے ساتھ وہ عورتیں تھیں جن کے ساتھ ہم نے متعہ کیا تھا جب ہم ثنیۃ الرکاب پر پہنچے تو ہم نے کہا یا رسول اللہ یہ وہ عورتیں ہیں جن سے ہم نے متعہ کیا تھا آپ نے فرمایا یہ قیامت تک کے لئے حرام کر دی گئی ہیں۔

(المعجم الاوسط: ۹۴۴ مطبوعہ مکتبہ المعارف ریاض۔ ۱۴۱۶ھ)

اس حدیث کی سند میں ایک راوی صدقہ بن عبداللہ ہے۔ امام احمد نے اس کو ضعیف کہا ہے اور امام ابوحاتم نے اس کو ثقہ کہا ہے اور اس کے باقی راوی حدیث صحیح کے راوی ہیں۔

سعید بن جبیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہا آپ نے متعہ کے جواز کا کیسا فتوی دیا ہے؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا (آیت) انا للہ وانا الیہ راجعون خدا کی قسم میں نے یہ فتوی نہیں دیا اور نہ میں نے یہ ارادہ کیا تھا میں نے اسی صورت میں متعہ کو حلال کہا ہے جس صورت میں اللہ نے مردار خون اور خنزیر کے گوشت کو حلال فرمایا ہے۔

(المعجم الکبیر رقم الحدیث: ۱۰۶۰۱ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

اس حدیث کی سند میں حجاج بن ارطاۃ ثقہ ہے لیکن وہ مدلس ہے اور اس کے باقی راوی حدیث صحیح کے راوی ہیں

امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ روایت کرتے ہیں: ربیع بن مرہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجر اسود اور باب کعبہ کے درمیان کھڑے ہوئے تھے آپ نے فرمایا: سنو! اے لوگو! میں نے تم کو متعہ کرنے کی اجازت دی تھی سنو اب اللہ نے متعہ کو قیامت تک کے لئے حرام کر دیا ہے سو جس شخص کے پاس ان میں سے کوئی عورت ہے اس کو چھوڑ دے اور جو کچھ اس کو دیا ہے وہ اس سے واپس نہ لے۔

سعید بن مسیب بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالی عمر پر رحم فرمائے اگر وہ متعہ کی حرمت نہ بیان کرتے تو علی الاعلان زنا ہوتا۔

حضرت عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا سنو متعہ زنا ہے۔

(المصنف ج ۴ ص ۲۹۳۔۲۹۲ مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی ۱۴۰۶ھ)

امام عبدالرزاق بن ہمام ۲۱۱ھ روایت کرتے ہیں: ابن ابی عمرۃ انصاری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ان کے متعہ کے متعلق فتویٰ کے بارے میں پوچھا انہوں نے کہا میں نے امام المتقین کے ساتھ متعہ کیا ہے ابن ابی عمرہ نے کہا اللہ معاف فرمائے متعہ ضرورت کی بناء پر رخصت تھا جیسے ضرورت کے وقت مردار خون اور خنزیر کے گوشت کی رخصت ہوتی ہے۔

(المصنف رقم الحدیث: ۱۴۰۳۳)

ربیع بن سبرہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں سے متعہ کو حرام کر دیا۔

(المصنف رقم الحدیث: ۱۴۰۳۴)

معمر اور حسن بیان کرتے ہیں کہ عمرۃ القضاء کے موقع پر صرف تین دن کے لئے متعہ حلال ہوا تھا اس سے پہلے حلال ہوا تھا نہ اس کے بعد۔ (المصنف رقم الحدیث: ۱۴۰۴۰ سنن سعید بن منصور رقم الحدیث: ۸۴۲)

ربیع بن سبرہ والد سے روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حجۃ الوداع کے لئے مدینہ سے روانہ ہوئے جب آپ مقام عسفان پر پہنچے تو آپ نے فرمایا عمرہ حج میں داخل ہو گیا۔ سراقہ نے پوچھا یا رسول اللہ کیا یہ دائما ہے؟ آپ نے فرمایا ہے۔ جب ہم مکہ پہنچے تو ہم نے بیت اللہ اور صفا اور مروہ کے درمیان طواف کیا پھر پھر آپ نے ہم کو عورتوں سے متعہ کرنے کا حکم دیا ہم نے کہا ہم اس کو مدت معین کے لئے کریں گے آپ نے فرمایا کرو میں اور میرا ایک ساتھی باہر نکلے ہم دونوں کے پاس ایک ایک چادر تھی ہم دونوں ایک عورت کے پاس گئے اور ہم دونوں نے اپنے آپ کو اس پر پیش کیا اس نے میرے ساتھی کی چادر کی طرف دیکھا تو وہ میری چادر سے زیادہ نئی تھی اور میری طرف دیکھا تو میں اس سے زیادہ جوان تھا بالآخر اس نے مجھ کو پسند کر لیا اور میں نے اپنی چادر کے عوض اس سے متعہ کر لیا میں اس کے ساتھ اس رات کو رہا جب صبح کو میں مسجد کی طرف گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے جس شخص نے کسی عورت کے ساتھ مدت معین کے لئے متعہ کیا ہے تو وہ اس کو طے شدہ چیز دے دے اور جو اس کو دے رکھا ہے اس سے واپس نہ لے اور اس سے الگ ہو جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قیامت تک کے لئے متعہ حرام کر دیا ہے۔

(المصنف رقم الحدیث: ۱۴۰۴۱ سنن کبریٰ للبیہقی ج ۷ ص ۲۰۳)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے متعہ کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا یہ زنا ہے۔ (المصنف رقم الحدیث: ۱۴۰۴۲)

حسن بصری بیان کرتے ہیں کہ متعہ صرف تین دن ہوا پھر اللہ عزوجل اور اس کے رسول نے اس کو حرام کر دیا۔

(المصنف رقم الحدیث: ۱۴۰۴۳ سنن کبریٰ للبیہقی ج ۷ ص ۲۰۷)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: متعہ کو طلاق عدت اور میراث نے منسوخ کر دیا۔

(المصنف رقم الحدیث: ۱۴۰۴۴ سنن کبریٰ للبیہقی ج ۷ ص ۲۰۷)

حارث بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا رمضان نے ہر روزہ کو منسوخ کر دیا زکوۃ نے ہر صدقہ کو منسوخ کر دیا، اور طلاق عدت اور میراث نے متعہ کو منسوخ کر دیا۔

(المصنف رقم الحدیث: ۱۴۰۴۶ سنن کبریٰ للبیہقی ج ۷ ص ۲۰۷۔ موارد الظمآن: ص ۳۰۹)

احادیث شیعہ سے حرمت متعہ پر دلائل کا بیان

زید بن علی اپنے آباء سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ خیبر کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پالتو گدھوں کے گوشت اور نکاح متعہ کو حرام کر دیا۔ (تہذیب الاحکام ج ۷ ص ۲۵۱ الاستبصار ج ۳ ص ۱۴۲ مطبوعہ دار الکتب الاسلامیہ تہران)

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ جب خیبر کے دن متعہ حرام کر دیا گیا تھا تو پھر فتح مکہ کے موقع پر متعہ کیوں ہوا اس کا جواب یہ ہے کہ متعہ خیبر کے دن ہی حرام کر دیا گیا تھا فتح مکہ کے موقع پر ضرورت کی وجہ سے تین دن کے لئے عارضی رخصت دی گئی اور پھر اس کو دائما حرام کر دیا گیا اور حجۃ الوداع کے موقع پر تاکیدا اس کی حرامت کو دہرایا گیا جیسے اور کئی حرام کاموں کی حرمت کو اس موقع پر بیان کیا گیا۔

بَابُ اِعْلاَنِ النِّكَاحِ بِالصَّوْتِ وَضَرْبِ الدُّفِّ .

یہ باب ہے کہ آواز کے ذریعے اور دف بجا کر نکاح کا اعلان کرنا

3369 - اَخْبَرَنَا مُجَاهِدُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ اَبِىْ بَلْجٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حَاطِبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "فَصْلُ مَا بَيْنَ الْحَلاَلِ وَالْحَرَامِ الدُّفُّ وَالصَّوْتُ فِى النِّكَاحِ" .

✧✧ حضرت محمد بن حاطب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: حلال اور حرام (نکاح کے درمیان فرق) دف اور آواز ہے۔

3370 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ اَبِىْ بَلْجٍ قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ حَاطِبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "اِنَّ فَصْلَ مَا بَيْنَ الْحَلاَلِ وَالْحَرَامِ الصَّوْتُ" .

✧✧ حضرت محمد بن حاطب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: حلال اور حرام کے درمیان فرق آواز (کے ذریعے اعلان) ہے۔

شرح

اعلان نکاح نکاح کا اعلان کرنا مستحب ہے چنانچہ فرمایا گیا ہے کہ نکاح کا اعلان کرو اگر چہ دف بجا کر ہی کیوں نہ اعلان کرنا پڑے، دف بجانے کے سلسلہ میں علماء کے اختلافی اقوال ہیں چنانچہ بعض حضرات یہ فرماتے ہیں کہ دف بجانا تو حرام ہے یا مطلقا مکروہ ہے اور بعض علماء نے اس کو مطلقا مباح کہا ہے زیادہ صحیح بات یہی ہے کہ بعض مواقع پر جیسے عید کے دن کسی معزز مسافر و مہمان کے آنے کے وقت اور نکاح کے موقع پر دف بجانا مباح ہے ان کے علاوہ اور کسی بھی وقت اور کسی بھی موقعہ پر دف بجانا حرام ہے۔

3369-اخرجه الترمذي في النكاح، باب ما جاء في اعلان النكاح (الحديث 1088) و اخرجه النسائي في النكاح، اعلان النكاح بالصوت و ضرب الدف (الحديث 3370) . و اخرجه ابن ماجه في النكاح، باب اعلان النكاح (الحديث 1896) . تحفة الاشراف (11221) .

3370-تقدم في النكاح، اعلان النكاح بالصوت و ضرب الدف (الحديث 3369) .

خطبہ علماء نے اسے خ کے پیش کے ساتھ یعنی خطبہ بھی صحیح کہا ہے اور خ کے زیر کے ساتھ یعنی خِطبہ کو بھی صحیح قرار دیا ہے دونوں میں فرق یہ ہے خِطبہ سے مراد نکاح کا پیغام بھیجنا اور خطبہ اس خطبے کو کہتے ہیں جو نکاح میں پڑھایا جاتا ہے چنانچہ یہاں عنوان میں خطبہ سے مراد نکاح کا پیغام بھیجنا (کہ جسے منگنی کہتے ہیں) بھی ہوسکتا ہے لیکن زیادہ صحیح بات یہی ہے کہ یہاں خطبہ سے وہی مراد ہے جو نکاح کے وقت پڑھا جاتا ہے۔

حنفیہ کے نزدیک عقد نکاح کے وقت خطبہ پڑھنا مسنون ہے شوافع کے نزدیک بھی مسنون ہے لیکن ان کے ہاں عقد نکاح ہی نہیں بلکہ ہر عقد مثلاً بیع وشراء وغیرہ کے وقت بھی خطبہ پڑھنا مسنون ہے۔ شادی بیاہ کی رسوم وبدعات شرط سے مراد وہ شرطیں ہیں جو نکاح میں ذکر کی جائیں خواہ وہ فاسد ہوں یا صحیح ہوں۔

یہ مسلمانوں کی بدقسمتی ہے کہ نکاح جیسا پاکیز معاملہ بھی غیر مسلموں کی ناپاک رسموں اور ملکی رواجوں سے محفوظ نہیں رہا ہے بلکہ واقعہ یہ ہے کہ اس ملک کی غیر شرعی رسمیں جس کثرت اور شدت کے ساتھ مسلمانوں کے شادی بیاہ کے معاملات میں داخل ہوگئی ہیں اس نے نکاح کے اسلامی اور مسنون طریقے کو بالکل ہی اوجھل کر دیا ہے اور اب تو جس قدر رسمیں رائج ہیں یا پہلے رائج تھیں ان سب کا احاطہ کرنا بھی ناممکن ہوگیا ہے تاہم اس موقع پر ضروری معلوم ہوتا ہے کہ کچھ رسموں اور بدعتوں کا ذکر کر دیا جائے تاکہ ان سے بچنے کی کوشش کی جائے۔

حرام باجوں اور مزامیر کا استعمال کرنا، ناچ گانے اور قوالی کا انتظام کرنا، سہرا باندھنا، کٹھ پتلیوں کے کھیل جیسی لغویات کرانا، گھر بار کی غیر معمولی اور اسراف کی حد تک زیبائش وآرائش کرنا جیسے دیواروں کو کپڑے سے ڈھانکنا گھوڑے پر سواری کرنا بارات لے کر بلاضرورت شہر میں پھرنا دولہا کا شہر وآبادی کے مزارات پر جانا اور وہاں کچھ نقد چڑھا کر پھر برأت میں شامل ہو جانا، بارات کے ساتھ ڈھول باجا ہونا، یا گانے والوں کا اور گانے والیوں کو بارت میں شامل کرنا، آتش بازی کے ذریعہ اپنا مال ضائع کرنا اور بارات میں مردوں کے سامنے عورتوں کا جلوہ آرائی کرنا یہ سب چیزیں بہت سی برائی کی ہیں اور حرام ہیں۔

اسی طرح یہ چیزیں بھی حرام ہیں مثلاً نکاح کی مجلس میں مستور چیزوں کو ظاہر کرنا دولہا کو ریشمی مسند پر بٹھانا، دولہا کی پگڑی کو ڈوری سے ناپنا اور پھر اس ڈوری کو ٹوٹکا کرنے والے یا ساحر کو دے دینا تاکہ وہ اس کے ذریعہ دولہا دولہن کے درمیان محبت کے لئے کوئی ٹوٹکا کر دے سونے چاندی کے برتنوں میں کھانا پینا باراتیوں اور دولہا کے قرابت داروں کی حد سے زیادہ تعریف وتوصیف کرنا اور ان کی بے جا خوشامد وچاپلوسی میں ایسی باتیں کرنا جو بالکل جھوٹی ہوں۔ ایسے ہی یہ چیزیں بھی حرام ہیں۔

دولہا کا حریریا زعفرانی رنگ کا یا کسبنا اور یا ریشمی کپڑا پہننا (مردوں کے لئے ایسے کپڑے شادی کے علاوہ بھی پہننے حرام ہیں) دولہا کے سر سے پگڑی اتار کر دولہن کے سر پر رکھ دینا، دولہا کا دولہن کے گرد سات بار چکر لگانا اجنبی عورتوں کا دولہا کے پاس آنا اور اسے ہاتھ لگانا یا اس کے ناک کان پکڑنا اور اس کے ساتھ بے حیائی کی باتیں کرنا دولہا کا انگوٹھا دودھ کے ذریعہ عورت سے دھلوانا عورتوں کا دولہا کو شکر کھلانا اور دودھ پلانا مصری کی ڈلی دولہن کے بدن پر رکھ کر دولہا سے کہنا اسے اپنے منہ سے اٹھالو اور خلوت میں جب دولہا دولہن جمع ہوں تو عورتوں کا انہیں گھیرے رہنا۔ یہ سب چیزیں بدعت اور حرام ہیں جن کا شریعت وسنت سے کوئی تعلق نہیں

ہے ان سے اجتناب کرنا انتہائی ضروری ہے۔

حضرت ربیع بن معوذ بن عفرا کہتی ہیں کہ جب میں نکاح کے بعد اپنے شوہر کے گھر رخصت ہوکر آئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ہاں تشریف لائے اور میرے بستر پر اس طرح بیٹھ گئے جس طرح تم میرے بستر پر بیٹھے ہو (ربیع نے یہ بات حضرت خالد بن ذکوان کو مخاطب کرتے ہوئے کہی جنہوں نے یہ روایت نقل کی ہے) اور ہمارے خاندان کی بچیوں نے جو اس وقت ہمارے گھر میں موجود تھیں دف بجانا شروع کیا اور ہمارے آباء میں سے جو لوگ بدر کے دن شہید ہو گئے تھے ان کی خوبیوں اور شجاعت پر مشتمل اشعار پڑھنے لگیں اسی دوران ان میں سے ایک بچی نے یہ کہا کہ "اور ہمارے درمیان وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو کل ہونے والی بات کو جانتے ہیں" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا کہ اس بات کو چھوڑ دو (یعنی اس قسم کی باتیں نہ کہو) بلکہ وہی کہو جو پہلے کہہ رہی تھیں (بخاری ومسلم، مشکوۃ المصابیح، جلد سوم: رقم الحدیث، 357)

عفراء حضرت معوذ کی والدہ کا نام ہے، حضرت معوذ ایک عظیم المرتبت صحابی ہیں جنہوں نے غزوہ بدر کے موقع پر حق کا پرچم سر بلند کرتے ہوئے میدان کارزار میں جام شہادت نوش کیا اور تاریخ اسلام کی یہی وہ عظیم ہستی ہے جس نے اپنے بھائی معاذ کی معیت میں اس غزوہ بدر میں ابوجہل لعین کو قتل کیا۔ بچیوں سے انصار کی وہ چھوٹی بچیاں مراد ہیں جو ابھی بچپن کے دور سے گزر رہی تھیں اور حد بلوغ کو نہیں پہنچی تھیں۔ اکمل الدین نے کہا کہ یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ وقت نکاح اور زفاف کے اعلان کے لئے دف بجانا جائز ہے پھر بعض علماء نے اس جواز میں ختنہ، عیدین، مسافر کی آمد اور تقریب میں مسرت میں احباب واعزہ کے اجتماع کو بھی شامل کر دیا ہے یعنی نکاح کی طرح ان مواقع پر بھی دف بجانا جائز ہے لیکن یہ بات ملحوظ رہے کہ دف سے مراد وہ دف ہے جس میں جھانج نہ ہو کیونکہ جھانج دار دف بجانا متفقہ طور پر مکروہ ہے۔

حدیث کے آخری جملہ کی وضاحت یہ ہے کہ اس وقت جب کہ وہ بچیاں اپنے آباء واجداد کے بہادرانہ کارناموں اور حق کی راہ میں جان کے قربان ہو جانے کی پرُشجاعت داستانوں کے گیت گانے لگیں تو اسی دوران ایک بچی نے جو ابھی عقائد کے نازک گوشوں سے ناواقف تھی گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی توصیف میں یہ کہا کہ ہمارے درمیان وہ نبی موجود ہیں جو یہ جانتے ہیں کہ آنے والی کل میں کیا وقوع پذیر ہوگا چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سنتے ہی اسے روک دیا کیونکہ اس نے علم غیب کی نسبت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کی تھی جو ظاہر ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیسے گوارا ہو سکتی تھی اس لئے کہ عقائد کا یہ کھلا ہوا مسئلہ ہے کہ غیب کی باتوں کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا، ہاں یہ اور بات ہے کہ غیب کی جن باتوں کو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے اپنے رسولوں پر منکشف فرما دیتا ہے۔

یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ جن اشعار میں شریعت کے خلاف اور عقائد کے منافی کوئی بات نہ ہو اور فحش کذب شامل نہ ہو انہیں پڑھنا اور سننا جائز ہے۔ اور حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ ایک عورت نکاح کے بعد رخصت کرا کر انصار کے ایک شخص کے ہاں لائی گئی تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص سے فرمایا کہ کیا تمہارے ساتھ کھیل یعنی دف اور گانا نہیں ہے (یعنی شریعت نے شادی بیاہ میں جس دف کے بجانے کی اجازت دی ہے اور جس قسم کے گیت جائز قرار دیئے ہیں تمہاری شادی ان چیزوں سے خالی

کیوں ہے؟ کیونکہ انصار تو ان چیزوں کو بہت پسند کرتے ہیں۔ (بخاری شریف)

بَابُ كَيْفَ يُدْعَى لِلرَّجُلِ اِذَا تَزَوَّجَ .

یہ باب ہے کہ جب کوئی شخص شادی کرے تو اسے کیسے دعا دی جائے

3371- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ وَّمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَا حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ اَشْعَثَ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ تَزَوَّجَ عَقِيْلُ بْنُ اَبِىْ طَالِبٍ امْرَاَةً مِّنْ بَنِىْ جُشَمٍ فَقِيْلَ لَهٗ بِالرِّفَاءِ وَالْبَنِيْنِ . قَالَ قُوْلُوْا كَمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "بَارَكَ اللّٰهُ فِيْكُمْ وَبَارَكَ لَكُمْ" .

◇◇ حضرت حسن رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' جب حضرت عقیل بن ابی طالب نے بنی جشم سے تعلق رکھنے والی ایک خاتون سے شادی کی تو انہیں دعا دی گئی بالرفاء والبنین (یعنی پھلو پھولو بال بچے ہوں) تو انہوں نے فرمایا: تم وہ کہو جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کہا کرتے تھے "اللہ تعالیٰ تمہیں برکت دے اور تمہارے اندر برکت دے"۔

بَابُ دُعَاءِ مَنْ لَّمْ يَشْهَدِ التَّزْوِيْجَ .

یہ باب ہے کہ جو شخص شادی میں شریک نہ ہوا ہو اس کا دعا دینا

3372- اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) رَاٰى عَلٰى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَثَرَ صُفْرَةٍ فَقَالَ: "مَا هٰذَا" . قَالَ تَزَوَّجْتُ امْرَاَةً عَلٰى وَزْنِ نَوَاةٍ مِّنْ ذَهَبٍ . فَقَالَ: "بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ اَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ" .

◇◇ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ پر زرد رنگ کا نشان دیکھا تو فرمایا: یہ کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: میں نے ایک گٹھلی کے وزن جتنے سونے کے عوض میں ایک عورت سے شادی کر لی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہیں برکت دے تم ایک بکری ذبح کر کے دعوت کرو۔

بَابُ الرُّخْصَةِ فِى الصُّفْرَةِ عِنْدَ التَّزْوِيْجِ .

یہ باب ہے کہ شادی کے وقت زرد رنگ کی رخصت

3371-اخرجه النسائي في عمل اليوم و الليلة، ما يقال له اذا تزوج (الحديث 262) . و اخرجه ابن ماجه في النكاح، باب تهنئة النكاح (الحديث 1906) تحفة الاشراف (10014) .

3372-اخرجه البخاري في النكاح، باب كيف يدعى للمتزوج (الحديث 5155)، و في الدعوات، باب الدعاء للمتزوج (الحديث 6386) . و اخرجه مسلم في النكاح، باب الصداق وجواز كونه تعليم قرآن و خاتم حديد و غير ذلك من قليل و كثير و استحباب كونه خمسمائة درهم لمن لا يجحف به (الحديث 79) . و اخرجه الترمذي في النكاح، باب ما جاء في الوليمة (الحديث 1094) . و اخرجه ابن ماجه في النكاح، باب الوليمة (الحديث 1907) . تحفة الاشراف (288) .

3373- اَخْبَرَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا بَهْزُ بْنُ اَسَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ قَالَ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ جَاءَ وَعَلَيْهِ رَدْعٌ مِنْ زَعْفَرَانٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "مَهْيَمْ". قَالَ تَزَوَّجْتُ امْرَاَةً. قَالَ: "وَمَا اَصْدَقْتَ". قَالَ وَزْنَ نَوَاةٍ مِنْ ذَهَبٍ. قَالَ: "اَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ".

✧✧ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ آئے ان پر زرد رنگ کا نشان موجود تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: یہ کس وجہ سے ہے؟ انہوں نے جواب دیا: میں نے ایک خاتون کے ساتھ شادی کر لی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نے کیا مہر دیا ہے؟ انہوں نے عرض کی: ایک گٹھلی کے جتنا سونا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم ولیمہ کرو خواہ ایک بکری ذبح کر کے دعوت کرو۔

3374- اَخْبَرَنِىْ اَحْمَدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ الْوَزِيْرِ بْنِ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ كَثِيْرِ بْنِ عُفَيْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيْلِ عَنْ اَنَسٍ قَالَ رَاٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) عَلَيَّ - كَاَنَّهٗ يَعْنِىْ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ - اَثَرَ صُفْرَةٍ فَقَالَ: "مَهْيَمْ". قَالَ تَزَوَّجْتُ امْرَاَةً مِنَ الْاَنْصَارِ. فَقَالَ: "اَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ".

✧✧ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ پر (یعنی حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ پر) زرد رنگ کا نشان دیکھا تو دریافت کیا' یہ کس وجہ سے ہے؟ انہوں نے بتایا: میں نے ایک انصاری خاتون کے ساتھ شادی کر لی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم ولیمہ کرو خواہ ایک بکری ذبح کرو۔

بَابُ تَحِلَّةِ الْخَلْوَةِ .

یہ باب ہے کہ خلوت کی بخشش

3375- اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ عَلِيًّا قَالَ تَزَوَّجْتُ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ابْنِ بِىْ. قَالَ: "اَعْطِهَا شَيْئًا". قُلْتُ مَا عِنْدِىْ مِنْ شَىْءٍ. قَالَ: "فَاَيْنَ دِرْعُكَ الْحُطَمِيَّةُ". قُلْتُ هِيَ عِنْدِىْ. قَالَ: "فَاَعْطِهَا اِيَّاهُ".

✧✧ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب میں نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ شادی کی تو میں نے عرض کی: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ اس کی رخصتی کر دیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اسے کچھ دو تو سہی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی: میرے پاس کوئی بھی چیز نہیں ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہاری وہ حطمی زرہ کہاں ہے؟ میں نے عرض کی: وہ میرے پاس ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم وہ اسے دے دو۔

3373-اخرجه ابو داؤد في النكاح، باب قلة المهر (الحديث 2109) تحفة الاشراف (339) .

3374-انفرد به النسائي، و سياتي في النكاح، الهدية لمن عرس (الحديث 3388) مطولاً . تحفة الاشراف (798) .

3375-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (10199) .

3376- اَخْبَرَنَا هَارُوْنُ بْنُ اِسْحَاقَ عَنْ عَبْدَةَ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا تَزَوَّجَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "اَعْطِهَا شَيْئًا" . قَالَ مَا عِنْدِي . قَالَ: "فَاَيْنَ دِرْعُكَ الْحُطَمِيَّةُ" .

◇◇ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ شادی کی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا: تم اسے کوئی چیز دو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی: میرے پاس کوئی چیز نہیں ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہاری حطمی زرہ کہاں ہے؟

بَابُ الْبِنَاءِ فِي شَوَّالٍ .

یہ باب شوال میں رخصتی کرنے کے بیان میں ہے

3377- اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا وَكِيْعٌ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اِسْمَاعِيْلَ بْنِ اُمَيَّةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ تَزَوَّجَنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فِي شَوَّالٍ وَّاُدْخِلْتُ عَلَيْهِ فِي شَوَّالٍ فَاَيُّ نِسَائِهِ كَانَ اَحْظٰى عِنْدَهُ مِنِّي .

◇◇ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شوال کے مہینے میں میرے ساتھ شادی کی تھی اور شوال کے مہینے میں ہی میری رخصتی ہوئی تھی تو آپ کی کون سی ایسی زوجہ محترمہ ہے جو آپ کی بارگاہ میں میرے جیسی حیثیت کی مالک ہو۔

بَابُ الْبِنَاءِ بِابْنَةِ تِسْعٍ .

یہ باب ہے کہ نو برس کی عمر میں لڑکی کی رخصتی کرنا

3378- اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اٰدَمَ عَنْ عَبْدَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ تَزَوَّجَنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) وَاَنَا بِنْتُ سِتٍّ وَّدَخَلَ عَلَيَّ وَاَنَا بِنْتُ تِسْعِ سِنِيْنَ وَكُنْتُ اَلْعَبُ بِالْبَنَاتِ .

◇◇ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے ساتھ شادی کی اس وقت میری عمر چھ برس تھی اور جب میری رخصتی ہوئی تو میری عمر نو برس تھی۔ اور میں گڑیوں کے ساتھ کھیلتی تھی۔

3379- اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سَعْدِ بْنِ الْحَكَمِ بْنِ اَبِي مَرْيَمَ قَالَ حَدَّثَنَا عَمِّي قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اَيُّوْبَ قَالَ اَخْبَرَنِي عُمَارَةُ بْنُ غَزِيَّةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ اَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ تَزَوَّجَنِي

3376-اخرجه ابو داؤد في النكاح، باب في الرجل يدخل بامراته قبل ان ينقدها شيئاً (الحديث 2125) . تحفة الاشراف (6000) .

3377-تقدم (الحديث 3236) .

3378-اخرجه مسلم في النكاح، باب تزويج الاب البكر الصغيرة (الحديث 70) تحفة الاشراف (17066) .

3379-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (17751) .

رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) وَهِيَ بِنْتُ سِتِّ سِنِيْنَ وَبَنٰى بِهَا وَهِيَ بِنْتُ تِسْعٍ .

❖❖ سیدہ عائشہ ﷞ بیان کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ نے میرے ساتھ شادی کی اس وقت ان کی عمر چھ برس تھی اور ان کی رخصتی ہوئی تو ان کی عمر نو برس تھی۔

بَابُ الْبِنَاءِ فِي السَّفَرِ -

یہ باب سفر کے دوران رخصتی کروانے کے بیان میں ہے

3380- اَخْبَرَنَا زِيَادُ بْنُ اَيُّوْبَ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ ابْنُ عُلَيَّةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ صُهَيْبٍ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) غَزَا خَيْبَرَ فَصَلَّيْنَا عِنْدَهَا الْغَدَاةَ بِغَلَسٍ فَرَكِبَ النَّبِيُّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) وَرَكِبَ اَبُوْ طَلْحَةَ وَاَنَا رَدِيْفُ اَبِيْ طَلْحَةَ فَاَخَذَ نَبِيُّ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فِيْ زُقَاقِ خَيْبَرَ وَاِنَّ رُكْبَتِيْ لَتَمَسُّ فَخِذَ رَسُوْلِ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) وَاِنِّيْ لَاَرٰى بَيَاضَ فَخِذِ نَبِيِّ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَلَمَّا دَخَلَ الْقَرْيَةَ قَالَ: "اللّٰهُ اَكْبَرُ خَرِبَتْ خَيْبَرُ اِنَّا اِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ" . قَالَهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَالَ وَخَرَجَ الْقَوْمُ اِلٰى اَعْمَالِهِمْ - قَالَ عَبْدُ الْعَزِيْزِ - فَقَالُوْا مُحَمَّدٌ - قَالَ عَبْدُ الْعَزِيْزِ وَقَالَ بَعْضُ اَصْحَابِنَا وَالْخَمِيْسُ - وَاَصَبْنَاهَا عَنْوَةً فَجَمَعَ السَّبْيَ فَجَآءَ دِحْيَةُ فَقَالَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اَعْطِنِيْ جَارِيَةً مِّنَ السَّبْيِ . قَالَ: "اذْهَبْ فَخُذْ جَارِيَةً" . فَاَخَذَ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ فَجَآءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَقَالَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اَعْطَيْتَ دِحْيَةَ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ سَيِّدَةَ قُرَيْظَةَ وَالنَّضِيْرِ مَا تَصْلُحُ اِلَّا لَكَ . قَالَ: "ادْعُوْهُ بِهَا" . فَجَآءَ بِهَا فَلَمَّا نَظَرَ اِلَيْهَا النَّبِيُّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَالَ: "خُذْ جَارِيَةً مِّنَ السَّبْيِ غَيْرَهَا" . قَالَ وَاِنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) اَعْتَقَهَا وَتَزَوَّجَهَا . فَقَالَ لَهُ ثَابِتٌ يَّا اَبَا حَمْزَةَ مَا اَصْدَقَهَا قَالَ نَفْسَهَا اَعْتَقَهَا وَتَزَوَّجَهَا - قَالَ - حَتّٰى اِذَا كَانَ بِالطَّرِيْقِ جَهَّزَتْهَا لَهُ اُمُّ سُلَيْمٍ فَاَهْدَتْهَا اِلَيْهِ مِنَ اللَّيْلِ فَاَصْبَحَ عَرُوْسًا قَالَ: "مَنْ كَانَ عِنْدَهُ شَيْءٌ فَلْيَجِئْ بِهِ" . قَالَ وَبَسَطَ نِطَعًا فَجَعَلَ الرَّجُلُ يَجِيْءُ بِالْاَقِطِ وَجَعَلَ الرَّجُلُ يَجِيْءُ بِالتَّمْرِ وَجَعَلَ الرَّجُلُ يَجِيْءُ بِالسَّمْنِ فَحَاسُوْا حَيْسَةً فَكَانَتْ وَلِيْمَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) .

❖❖ حضرت انس ﷜ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ غزوہ خیبر میں شریک ہوئے ہم نے آپ کے پیچھے صبح کی نماز اندھیرے میں ادا کی' پھر نبی اکرم ﷺ سوار ہوئے' پھر حضرت ابوطلحہ ﷜ بھی سوار ہوئے میں حضرت ابوطلحہ ﷜ کے پیچھے بیٹھ گیا' نبی اکرم ﷺ خیبر کی گلیوں میں چلنے لگے۔ میرا گھٹنا آپ کے زانوں سے مس ہو جایا کرتا تھا میں نے نبی اکرم ﷺ کے زانوں کی سفیدی کو بھی کبھی کبھار دیکھ لیا۔ جب نبی اکرم ﷺ بستی میں داخل ہوئے تو آپ نے فرمایا: اللہ اکبر! خیبر برباد ہو جائے گا جب ہم

3380-اخرجه البخاري في الصلاة، باب ما يذكر في الفخذ (الحديث 371) . و اخرجه مسلم في النكاح، باب فضيلة اعتاقه امته ثم يتزوجها (الحديث 84) و الحديث عند: مسلم في الجهاد و السير، باب غزوة خيبر (الحديث 120) . و ابي داؤد في الخراج و الامارة و الفيء، باب ما جاء في حكم ارض خيبر (الحديث 3009) . تحفة الاشراف (990) .

کسی قوم کے میدان میں پڑاؤ کرتے ہیں' تو وہ ڈرائے جانے والے لوگوں کے لئے بہت بری صبح ہوتی ہے' یہ بات آپ نے تین مرتبہ کہی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' وہ لوگ گھروں سے اپنے کام کاج کے لئے نکلے۔ انہوں نے کہا: محمد آ گئے (بعض روایات میں اور لشکر کے الفاظ ہیں) ہم نے اچانک حملہ کر کے ان پر قابو پالیا۔ ان کے قیدیوں کو جمع کیا گیا۔ حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ آئے اور عرض کی' اے اللہ کے نبی! مجھے قیدیوں میں سے کوئی کنیز دے دیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم جاؤ اور کسی بھی کنیز کو لے لو۔ انہوں نے حضرت صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا کو اختیار کیا۔ ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا اے اللہ کے نبی آپ نے دحیہ کو صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا دے دی ہے وہ نضیر اور قریظہ قبیلے کی سردار ہے۔ وہ صرف آپ کے لائق ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دحیہ کو اس کنیز سمیت بلاؤ۔ وہ کنیز کو ساتھ لے کر آئے۔ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کنیز کو دیکھا تو آپ نے دحیہ سے فرمایا: تم اس کی بجائے کسی اور کنیز کو لے لو۔ راوی بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کو آزاد کر کے ان کے ساتھ شادی کر لی۔

حضرت ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا: اے ابوحمزہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کیا مہر دیا تھا تو انہوں نے جواب دیا: ان کی ذات کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں آزاد کر کے ان کے ساتھ شادی کی تھی۔

یہاں تک کہ راستے میں سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تیار کیا تھا' اور انہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں راستے میں بھیجا اور اگلے دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ولیمہ کیا آپ نے فرمایا: جس کے پاس جو چیز ہو وہ لے آئے آپ نے دسترخوان بچھوایا کوئی شخص پنیر لے آیا کوئی شخص کھجوریں لے آیا کوئی شخص گھی لے آیا لوگوں نے اس کا حیس تیار کیا یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ولیمہ تھا۔

3381- اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ اُوَيْسٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ عَنْ يَحْيٰى عَنْ حُمَيْدٍ اَنَّهٗ سَمِعَ اَنَسًا يَقُوْلُ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) اَقَامَ عَلٰى صَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيِّ بْنِ اَخْطَبَ بِطَرِيْقِ خَيْبَرَ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ حِيْنَ عَرَّسَ بِهَا ثُمَّ كَانَتْ فِيْمَنْ ضُرِبَ عَلَيْهَا الْحِجَابُ .

◈◈ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ صفیہ بنت حیی بن اخطب رضی اللہ عنہا کی خیبر کے راستے میں رخصتی کی آپ نے تین دن وہاں قیام کیا۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب آپ نے ان کے ساتھ شادی کی تھی۔ پھر آپ کے حکم کے تحت انہیں ان خواتین میں شامل کیا جن کے لئے پردہ کیا جاتا ہے۔ یعنی وہ آپ کی ازواج رضی اللہ عنہن میں شامل ہو گئیں۔

3382- اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ اَنَسٍ قَالَ اَقَامَ النَّبِيُّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) بَيْنَ خَيْبَرَ وَالْمَدِيْنَةِ ثَلَاثًا يَبْنِيْ بِصَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيٍّ فَدَعَوْتُ الْمُسْلِمِيْنَ اِلٰى وَلِيْمَتِهٖ فَمَا كَانَ فِيْهَا مِنْ خُبْزٍ وَّلَا لَحْمٍ اَمَرَ بِالْاَنْطَاعِ وَاَلْقٰى عَلَيْهَا مِنَ التَّمْرِ وَالْاَقِطِ وَالسَّمْنِ فَكَانَتْ وَلِيْمَتَهٗ فَقَالَ الْمُسْلِمُوْنَ

3381-اخرجه البخاري في المغازي، باب غزوة خيبر (الحديث 4212) تحفة الاشراف (796) .

3382-اخرجه البخاري في النكاح، باب اتخاذ السراري (الحديث 5085)، وباب البناء في السفر (الحديث 5159) تحفة الاشراف (577) .

اِحْدٰى اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ اَوْ مِمَّا مَلَكَتْ يَمِيْنُهُ فَقَالُوْا اِنْ حَجَبَهَا فَهِيَ مِنْ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَاِنْ لَّمْ يَحْجُبْهَا فَهِيَ مِمَّا مَلَكَتْ يَمِيْنُهُ فَلَمَّا ارْتَحَلَ وَطَّاَ لَهَا خَلْفَهُ وَمَدَّ الْحِجَابَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ النَّاسِ .

✧✧ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے راستے میں مدینہ منورہ میں تین دن قیام کیا جس میں آپ نے سیدہ صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا کی رخصتی کروائی میں مسلمانوں کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ولیمے کے لئے بلا کر لایا اس ولیمے میں روٹی اور گوشت نہیں تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے تحت دستر خوان بچھایا گیا اور لوگوں نے اس پر کھجوریں پنیر اور گھی ڈال دیا یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ولیمہ تھا۔ بعض لوگوں نے دریافت کیا: یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ ہوں گی یا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیزوں میں شریک ہوں گی تو کچھ لوگوں نے کہا: اگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں پردہ کروایا تو یہ ازواج مطہرات میں شامل ہوں گی اور اگر پردہ نہیں کروایا تو یہ ان کنیزوں میں شمار ہوں گی جو آپ کی ملکیت ہیں۔ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم روانہ ہوئے تو آپ نے اپنے پیچھے ان کے لئے بچھونا بچھوایا اور ان کے لئے لوگوں سے پردہ کروادیا۔

بَابُ اللَّهْوِ وَالْغِنَاءِ عِنْدَ الْعُرْسِ .

یہ باب ہے کہ شادی کے وقت کھیل کود اور گانا

3383- اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَرِيْكٌ عَنْ اَبِيْ اِسْحَاقَ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى قَرَظَةَ بْنِ كَعْبٍ وَّاَبِيْ مَسْعُوْدٍ الْاَنْصَارِيِّ فِيْ عُرْسٍ وَّاِذَا جَوَارٍ يُغَنِّيْنَ فَقُلْتُ اَنْتُمَا صَاحِبَا رَسُوْلِ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) وَمِنْ اَهْلِ بَدْرٍ يُفْعَلُ هٰذَا عِنْدَكُمْ . فَقَالَا اجْلِسْ اِنْ شِئْتَ فَاسْمَعْ مَعَنَا وَاِنْ شِئْتَ اذْهَبْ قَدْ رُخِّصَ لَنَا فِي اللَّهْوِ عِنْدَ الْعُرْسِ .

✧✧ حضرت عامر بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں حضرت قرظہ بن کعب رضی اللہ عنہ اور ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک شادی میں حاضر ہوا۔ وہاں کچھ لڑکیاں تھیں جو گانا گا رہی تھیں۔ میں نے کہا: آپ دونوں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں اور غزوۂ بدر میں شریک ہوئے ہیں اور آپ کی موجودگی میں ایسا کیا جا رہا ہے تو انہوں نے کہا: تم بیٹھ جاؤ اگر چاہتے ہو تو ہمارے ساتھ سنو اور اگر چاہتے ہو تو تم چلے جاؤ۔ ہمیں شادی کے وقت گانے بجانے کی رخصت دی گئی ہے۔

بَابُ جِهَازِ الرَّجُلِ ابْنَتَهُ .

یہ باب ہے کہ آدمی کا اپنی بیٹی کو جہیز دینا

3384- اَخْبَرَنَا نُصَيْرُ بْنُ الْفَرَجِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ زَائِدَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَطَاءُ بْنُ السَّائِبِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ جَهَّزَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَاطِمَةَ فِيْ خَمِيْلٍ وَّقِرْبَةٍ وَّوِسَادَةٍ

3383-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (9993) .

3384-اخرجه ابن ماجه في الزهد، باب ضجاع آل محمد صلى الله عليه وسلم (الحديث 4152) مطولًا . تحفة الاشراف (10104) .

حَشْوُهَا إِذْخِرٌ .

✧✧ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ایک خمیل، ایک مشکیزہ اور ایک تکیہ دیا تھا جس میں اذخر (گھاس) بھری ہوئی تھی۔

بَابُ الْفُرُشِ .

یہ باب فرش (بچھونے کا بیان) کے بیان میں ہے

3385 - اَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِىْ اَبُوْ هَانِءٍ الْخَوْلَانِيُّ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحُبُلِيَّ يَقُوْلُ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَالَ: "فِرَاشٌ لِلرَّجُلِ وَفِرَاشٌ لِاَهْلِهٖ وَالثَّالِثُ لِلضَّيْفِ وَالرَّابِعُ لِلشَّيْطٰنِ" .

✧✧ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: ایک بستر مرد کے لئے ہو ایک اس کی بیوی کے لئے ہو اور ایک مہمان کے لئے ہو اور چوتھا شیطان کے لئے ہوتا ہے۔

بَابُ الْاَنْمَاطِ .

یہ باب ہے کہ انماط (قیمتی چادر یا قالین) کا بیان

3386 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "هَلْ تَزَوَّجْتَ" . قُلْتُ نَعَمْ . قَالَ: "هَلِ اتَّخَذْتُمْ اَنْمَاطًا" . قُلْتُ وَاَنّٰى لَنَا اَنْمَاطٌ قَالَ: "اِنَّهَا سَتَكُوْنُ" .

✧✧ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: کیا تم نے شادی کر لی ہے؟ میں نے عرض کی: جی ہاں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم نے قیمتی چادر بچھائی تھی۔ میں نے عرض کی: ہمیں قیمتی چادریں کہاں سے ملیں گی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عنقریب مل جائیں گی۔

بَابُ الْهَدِيَّةِ لِمَنْ عَرَّسَ .

یہ باب ہے کہ جس نے شادی کی ہو اسے تحفہ دینا

3385-اخرجه مسلم في اللباس والزينة، باب كراهة ما زاد على الحاجة من الفراش و اللباس (الحديث 41) . و اخرجه ابو داؤد في اللباس، باب في الفرش (الحديث 4142) . تحفة الاشراف (2377) .

3386-اخرجه البخاري في النكاح، باب الانماط و نحوها للنساء (الحديث 5161) و اخرجه مسلم في اللباس و الزينة، باب جواز اتخاذ الانماط (الحديث 39) و اخرجه ابو داؤد في اللباس، باب في الفرش (الحديث 4145) . تحفة الاشراف (3029) .

3387- اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا جَعْفَرٌ - وَهُوَ ابْنُ سُلَيْمَانَ - عَنِ الْجَعْدِ اَبِي عُثْمَانَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ تَزَوَّجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَدَخَلَ بِاَهْلِهِ - قَالَ - وَصَنَعَتْ اُمِّي اُمُّ سُلَيْمٍ حَيْسًا - قَالَ - فَذَهَبْتُ بِهِ اِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَقُلْتُ اِنَّ اُمِّي تُقْرِئُكَ السَّلَامَ وَتَقُوْلُ لَكَ اِنَّ هٰذَا لَكَ مِنَّا قَلِيْلٌ . قَالَ: "ضَعْهُ - ثُمَّ قَالَ - اذْهَبْ فَادْعُ فُلَانًا وَّفُلَانًا وَّمَنْ لَقِيْتَ" . وَسَمّٰى رِجَالًا فَدَعَوْتُ مَنْ سَمّٰى وَمَنْ لَقِيْتُهُ قُلْتُ لِاَنَسٍ عِدَّةُ كَمْ كَانُوْا قَالَ يَعْنِيْ زُهَاءَ ثَلَاثِمِائَةٍ . فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "لِيَتَحَلَّقْ عَشَرَةٌ عَشَرَةٌ فَلْيَاْكُلْ كُلُّ اِنْسَانٍ مِّمَّا يَلِيْهِ" . فَاَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا فَخَرَجَتْ طَائِفَةٌ وَّدَخَلَتْ طَائِفَةٌ قَالَ لِيْ "يَا اَنَسُ ارْفَعْ" . فَرَفَعْتُ فَمَا اَدْرِيْ حِيْنَ رَفَعْتُ كَانَ اَكْثَرَ اَمْ حِيْنَ وَضَعْتُ .

◇◇ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شادی کی' آپ نے اپنی اہلیہ کی رخصتی کروائی تو حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میری والدہ نے ''حیس'' بنایا' پھر مجھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا کہ میری والدہ نے آپ کو سلام کہا ہے اور آپ سے یہ کہا ہے کہ ہماری طرف سے آپ کے لئے یہ تھوڑا سا تحفہ ہے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے رکھ دو اور فرمایا: جاؤ اور فلاں کو بلا کر لاؤ اور فلاں کو بلا کر لاؤ اور جو بھی تمہیں ملے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ کا نام لیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جن کا نام لیا اور جو مجھے ملے میں سب کو بلا کر لے آیا۔ راوی کہتے ہیں' میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا: ان لوگوں کی تعداد کتنی تھی؟ تو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: تین سو کے قریب تھی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم لوگ دس دس کا حلقہ بنا کر بیٹھ جاؤ اور ہر شخص اپنے آگے سے کھائے۔ سب نے کھانا کھالیا اور سیر بھی ہو گئے ایک گروہ چلا جاتا تھا تو دوسرا گروہ اندر آجاتا تھا۔ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: اسے اٹھا لو جب میں نے اسے اٹھایا تو مجھے نہیں معلوم کہ جب میں نے اسے اٹھایا تھا اس وقت زیادہ تھا یا جب میں نے رکھا تھا اس وقت زیادہ تھا۔

3388- اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ الْوَزِيْرِ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ كَثِيْرِ بْنِ عُفَيْرٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيْلِ عَنْ اَنَسٍ اَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُوْلُ آخٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) بَيْنَ قُرَيْشٍ وَّالْاَنْصَارِ فَآخٰى بَيْنَ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيْعِ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ فَقَالَ لَهُ سَعْدٌ اِنَّ لِيْ مَالًا فَهُوَ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ شَطْرَانِ وَلِيَ امْرَاَتَانِ فَانْظُرْ اَيُّهُمَا اَحَبُّ اِلَيْكَ فَاَنَا اُطَلِّقُهَا فَاِذَا حَلَّتْ فَتَزَوَّجْهَا . قَالَ بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فِيْ اَهْلِكَ وَمَالِكَ دُلُّوْنِيْ - اَيْ - عَلَى السُّوْقِ . فَلَمْ يَرْجِعْ حَتّٰى رَجَعَ بِسَمْنٍ وَّاَقِطٍ قَدْ اَفْضَلَهُ .

قَالَ وَرَاٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) عَلَيَّ اَثَرَ صُفْرَةٍ فَقَالَ: "مَهْيَمْ" . فَقُلْتُ تَزَوَّجْتُ امْرَاَةً مِّنَ الْاَنْصَارِ . فَقَالَ: "اَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ" .

3387-اخرجه البخاري في النكاح، باب الهدية للعروس (الحديث 5163) تعليقًا مطولًا . و اخرجه مسلم في النكاح، باب زواج زينب بنت جحش و نزول الحجاب و اثبات و ليمة العرس (الحديث 94 و 95) مطولًا . و اخرجه الترمذي في تفسير القرآن، باب (ومن سورة الاحزاب) (الحديث 3218) . تحفة الاشراف (513) .

3388-تقدم (الحديث 3374) .

❖❖ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش اور انصار کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا تو جب حضرت سعد بن ربیعہ رضی اللہ عنہ اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو بھائی بنایا تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے کہا: میرا کچھ مال ہے وہ میرے اور آپ کے درمیان نصف نصف تقسیم ہوگا' میری دو بیویاں ہیں آپ انہیں دیکھ لیں جو آپ کو پسند ہوگی تو میں اسے طلاق دے دیتا ہوں جب اس کی عدت گزر جائے گی تو آپ اس کے ساتھ شادی کر لیں۔ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ تعالیٰ آپ کی بیویوں اور آپ کے مال میں آپ کو برکت دے آپ بازار کی طرف میری رہنمائی کریں۔ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ بازار سے جب واپس آئے تو انہیں منافع میں کچھ گھی اور پنیر حاصل ہوا حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ دن بعد مجھ پر زرد رنگ کا نشان دیکھا تو دریافت کیا: یہ کس وجہ سے ہے؟ میں نے جواب دیا: میں نے ایک انصاری خاتون کے ساتھ شادی کر لی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم ولیمہ کرو خواہ ایک بکری ہو۔

كِتَابُ الطَّلَاقِ

یہ کتاب طلاق کے بیان میں ہے

طلاق کی لغوی تعریف

علامہ ابن ہمام حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ یہ مصدر ہے: طلقت المرأة و طلقت تطلق طلاقا فهي طالق سے یعنی چھوڑنا، ترک کرنا اور الگ کر دینا۔ کہا جاتا ہے: طلق البلاد یعنی اس نے شہر چھوڑ دیا، اور أطلق الأسير یعنی قیدی کو رہا کر دیا۔ اسی طرح یہ چند دیگر معانی پر بھی دلالت کرتا ہے۔

اس کا اطلاق پاک، صاف، اور حلال پر بھی ہوتا ہے۔ کہا جاتا ہے: هو لك طلق یعنی وہ تیرے لیے حلال ہے۔ اسی طرح بُعد اور دوری پر بھی بولا جاتا ہے، کہا جاتا ہے: طلق فلان فلاں شخص دور ہوا۔

اسے خروج اور نکلنے کے معنوں میں بھی استعمال کیا جاتا ہے جیسا کہ أنت طلق من هذا الأمر (اللسان: ۲۶۹۴، مجمل اللغه: ۳۳۰۳) یعنی تو اس معاملے سے خارج ہے۔

علامہ ابن حجر عسقلانی شافعی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔

مذکورہ معانی پر گہری نظر ڈالتے ہیں تو مقصود لفظ طلاق اور ان میں ہم یک گونہ ربط پاتے ہیں۔ جب شوہر بیوی کو طلاق دیتا ہے تو اس کو چھوڑ رہا ہوتا ہے اور کسی دوسرے کے لیے اسے حلال کر رہا ہوتا ہے۔ اس سے دوری اختیار کر رہا ہوتا ہے تو اس عقد سے بھی نکل رہا ہوتا ہے جو ان دونوں کو جمع کیے ہوئے تھا، چنانچہ لفظ طلاق میں یہ تمام معانی جمع ہو جاتے ہیں۔ (فتح الباری: ۲۵۸۹)

طلاق کی شرعی تعریف

طلاق کی شرعی تعریف کے سلسلہ میں فقہائے کرام کی طرف سے متعدد عبارات دیکھنے میں آئی ہیں۔ ان میں سے جامع و مانع تعریف اس طرح ہوگی۔

حل قيد النكاح (وبعضه) في الحال أو المآل بلفظ مخصوص۔ (الدر المختار: ۳۱۴۲)

علامہ ابن قاسم لکھتے ہیں۔ کہ حال یا مستقبل میں کسی مخصوص لفظ کے ساتھ نکاح کی گرہ کھولنا۔ یہ تعریف الدر المختار کی ہے، جس پر اہل علم کا اتفاق موجود ہے۔ میں نے اس میں (وبعضہ) کا اضافہ اس لیے کیا ہے کہ اس میں طلاق رجعی بھی داخل ہو جائے۔

(الروض المربع لابن قاسم: ۴۸۲۶)

قرآن کے مطابق مشروعیت طلاق کا بیان

(۱) اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌۢ بِاِحْسَانٍ ۔ (البقرہ، ۲۳۰)

طلاق (جس کے بعد رجعت ہو سکے) دو بار تک ہے پھر بھلائی کے ساتھ روک لینا ہے یا بھلائی کے ساتھ چھوڑ دینا۔

(۲) فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يَّتَرَاجَعَآ اِنْ ظَنَّآ اَنْ يُّقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۔ (البقرہ، ۲۳۲)

پھر اگر تیسری طلاق دی تو اس کے بعد وہ عورت اسے حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے شوہر سے نکاح نہ کرے۔ پھر اگر دوسرے شوہر نے طلاق دے دی تو اُن دونوں پر گناہ نہیں کہ دونوں آپس میں نکاح کر لیں۔ اگر یہ گمان ہو کہ اللہ (عزوجل) کے حدود کو قائم رکھیں گے اور یہ اللہ (عزوجل) کی حدیں ہیں، اُن لوگوں کے لیے بیان کرتا ہے جو سمجھ دار ہیں۔

(۳) وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ سَرِّحُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ وَّلَا تُمْسِكُوْهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوْا وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا وَّاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمَآ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ وَالْحِكْمَةِ يَعِظُكُمْ بِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۔ (البقرہ، ۲۳۱)

اور جب تم عورتوں کو طلاق دو اور اُن کی میعاد پوری ہونے لگے تو اُنہیں بھلائی کے ساتھ روک لو یا خوبی کے ساتھ چھوڑ دو اور اُنہیں ضرر دینے کے لیے نہ روکو کہ حد سے گزر جاؤ اور جو ایسا کرے گا اُس نے اپنی جان پر ظلم کیا اور اللہ (عزوجل) کی آیتوں کو ٹھٹھا نہ بناؤ اور اللہ (عزوجل) کی نعمت جو تم پر ہے اُسے یاد کرو اور وہ جو اُس نے کتاب و حکمت تم پر اُتاری تمہیں نصیحت دینے کو اور اللہ (عزوجل) سے ڈرتے رہو اور جان لو کہ اللہ (عزوجل) ہر شے کو جانتا ہے۔

(۴) وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ اِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ذٰلِكَ يُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِكُمْ اَزْكٰى لَكُمْ وَاَطْهَرُ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۔ (البقرہ، ۲۳۲)

اور جب عورتوں کو طلاق دو اور اُن کی میعاد پوری ہو جائے تو اے عورتوں کے والیو! اُنہیں شوہروں سے نکاح کرنے سے نہ روکو جب کہ آپس میں موافق شرع رضا مند ہو جائیں۔ یہ اُس کو نصیحت کی جاتی ہے جو تم میں سے اللہ (عزوجل) اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو۔ یہ تمہارے لیے زیادہ ستھرا اور پاکیزہ ہے اور اللہ (عزوجل) جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

(۵) فان خفتم الا یقیما حدود اللہ فلا جناح علیھما فیما افتدت بہ (البقرہ ۲۲۹)

اگر تم کو خوف ہو کہ وہ اللہ کی حدوں پر قائم نہ رہ سکیں گے تو دونوں پر کوئی حرج نہیں کہ عورت بدلہ دے کر علیحدگی اختیار

کرے۔

اس آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ جب شوہر اور بیوی اللہ تعالیٰ کے احکام وحدود کو قائم نہ رکھ سکیں اور نکاح کے مقاصد فوت ہونے کا پختہ [illegible] ینہ موجود ہو تو پھر ایسی صورت میں شوہر کے لئے مباح ہے کہ وہ اسلام کے بیان کردہ طریقے کے مطابق طلاق دے اور اسی طرح عورت کے لئے بھی مباح ہے کہ اپنے شوہر سے خلع کر سکتی ہے تاکہ حدود اللہ جیسے بڑے احکام کے تحفظ کے لئے کم نقصان کا ارتکاب کر لیا جائے۔ کیونکہ وہ دونوں کسی دوسری جگہ اپنے اپنے نکاح بعد میں کر سکتے ہیں لیکن اگر اللہ تعالیٰ کی حدوں کو توڑ دیا تو دنیا میں اس کا کوئی قائم مقام نہیں ہے کہ جس سے اس قانون کے ٹوٹنے کا ازالہ کیا جائے۔ کیونکہ وحی منقطع ہو چکی اور قوانین اسلام کو ابدی حیثیت حاصل ہے۔

احادیث کے مطابق مشروعیت طلاق کا بیان

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے راوی، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے معاذ! کوئی چیز اللہ (عزوجل) نے غلام آزاد کرنے سے زیادہ پسندیدہ روئے زمین پر پیدا نہیں کی اور کوئی شے روئے زمین پر طلاق سے زیادہ ناپسندیدہ پیدا نہ کی۔

(سنن الدارقطنی، کتاب الطلاق، الحدیث، ۳۹۳۹)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: کہ تمام حلال چیزوں میں خدا کے نزدیک زیادہ ناپسندیدہ طلاق ہے۔ (سنن أبی داود، کتاب الطلاق، باب کراھیة الطلاق، الحدیث، ۲۱۷۸)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے راوی کہ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ ابلیس اپنا تخت پانی پر بچھاتا ہے اور اپنے لشکر کو بھیجتا ہے اور سب سے زیادہ مرتبہ والا اُس کے نزدیک وہ ہے جس کا فتنہ بڑا ہوتا ہے۔ اُن میں ایک آکر کہتا ہے میں نے یہ کیا یہ کیا۔ ابلیس کہتا ہے تو نے کچھ نہیں کیا۔ دوسرا آتا ہے اور کہتا ہے میں نے مرد اور عورت میں جُدائی ڈال دی۔ اسے اپنے قریب کر لیتا ہے اور کہتا ہے، ہاں تو ہے۔ (مسند احمد بن حنبل، رقم الحدیث، ۱۴۳۸۴)

إنما الطلاق لمن أخذ بالساق (سنن ابن ماجہ: ۲۰۸۱) طلاق کا اختیار اسی کو ہے جو پنڈلی تھامتا ہے۔

مشروعیت طلاق پر اجماع کا بیان

علامہ ابن قدامہ حنبلی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو طلاق دی اور پھر ان سے رجوع کیا۔ (سنن نسائی: ۳۵۶۰، سنن ابوداؤد: ۲۲۸۳) طلاق کی مشروعیت پر بیسیوں احادیث وآثار موجود ہیں۔

جہاں تک اجماع کا تعلق ہے تو صدر اوّل سے لے کر موجودہ زمانہ تک طلاق کے جواز پر اجماع چلا آرہا ہے اور کسی ایک نے بھی اس کا انکار نہیں کیا۔ (المغنی لابن قدامہ: ۳۲۳۱۰)

طلاق دینے کا فقہی حکم

علامہ علاؤ الدین حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ طلاق دینا جائز ہے البتہ بغیر عذر شرعی ممنوع ہے۔ اور وجہ شرعی ہو تو مباح ہے۔ بلکہ

بعض صورتوں میں مستحب مثلاً عورت اس کو یا اوروں کو ایذا دیتی یا نماز نہیں پڑھتی ہے۔عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بے نمازی عورت کو طلاق دے دوں اور اُس کا مہر میرے ذمہ باقی ہو،اس حالت کے ساتھ دربار خدا میں میری پیشی ہو تو یہ اُس سے بہتر ہے کہ اُس کے ساتھ زندگی بسر کروں۔اور بعض صورتوں میں طلاق دینا واجب ہے مثلاً شوہر نامرد یا ہیجڑا ہے یا اس پر کسی نے جادو یا عمل کردیا ہے کہ جماع کرنے پر قادر نہیں اور اس کے ازالہ کی بھی کوئی صورت نظر نہیں آتی کہ ان صورتوں میں طلاق نہ دینا سخت تکلیف پہنچانا ہے۔(درمختار، کتاب طلاق، ج ۴،ص ۴۱۴، بیروت)

حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں۔لغت میں طلاق کے معنی بندھن کھول دینا اور چھوڑ دینا ہے اور اصطلاح شرع میں طلاق کہتے ہیں اس پابندی کو اٹھا دینا جو نکاح کی وجہ سے خاوند اور جورو پر ہوتی ہے۔حافظ نے کہا کبھی طلاق حرام ہوتی ہے جیسے خلاف سنت طلاق دی جائے (مثلاً حالت حیض میں یا تین طلاق ایک ہی مرتبہ دے دے یا اس طہر میں جس میں وطی کر چکا ہو) کبھی مکروہ جب بلا سبب محض شہوت رانی اور نئی عورت کی ہوس میں ہو،کبھی واجب ہوتی ہے جب شوہر اور زوجہ میں مخالفت ہو اور کسی طرح میل نہ ہو سکے اور دونوں طرف کے پنچ طلاق ہی ہو جانی مناسب سمجھیں۔کبھی طلاق مستحب ہوتی ہے جب عورت نیک چلن نہ ہو،کبھی جائز مگر علماء نے کہا ہے کہ جائز کسی صورت میں نہیں کہ مگر اس وقت جب نفس اس عورت کی طرف خواہش نہ کرے اور اس کا خرچ اٹھانا بے فائدہ پسند نہ کرے۔(فتح الباری، بتصرف)

اس صورت میں بھی طلاق مکروہ ہوگی۔خاوند کو لازم ہے کہ جب اس نے ایک عفیفہ پاک دامن عورت سے جماع کیا تو اب اس کو نبا ہے اور اگر صرف یہ امر کہ اس عورت کو دل نہیں چاہتا طلاق کے جواز کی علت قرار دی جائے تو پھر عورت کو بھی طلاق کا اختیار ہونا چاہئے۔جب وہ خاوند کو پسند نہ کرے حالانکہ ہماری شریعت میں عورت کو طلاق کا اختیار بالکل نہیں دیا گیا ہے (ہاں خلع کی صورت ہے جس میں عورت اپنے آپ کو مرد سے جدا کرسکتی ہے جس کے لیے شریعت نے کچھ ضوابط رکھے ہیں جن کو اپنے مقام پر لکھا جائے گا) نکاح کے بعد اگر زوجین میں خدانخواستہ عدم موافقت پیدا ہو تو اس صورت میں حتی الامکان صلح صفائی کرائی جائے جب کوئی بھی راستہ نہ بن سکے تو طلاق دی جائے۔

طلاق کی ممانعت میں احادیث

حضرت محارب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے جن امور کو مباح کیا ہے ان میں سب سے ناپسندیدہ عمل طلاق کا ہے۔(سنن ابوداؤد: جلد دوم: رقم الحدیث، 413)

حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک حلال چیزوں میں سے سب سے زیادہ ناپسندیدہ چیز طلاق ہے۔(سنن ابوداؤد: جلد دوم: رقم الحدیث، 414)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی عورت کو اس کے شوہر سے یا غلام کو اس کے آقا سے برگشتہ کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔(سنن ابوداؤد: جلد دوم: رقم الحدیث، 411)

حضرت عبداللہ بن عمر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا حلال کئے گئے کاموں میں سے اللہ عزوجل کوسب سے زیادہ ناپسند (چیز) طلاق ہے۔ (سنن ابن ماجہ: جلد دوم: رقم الحدیث، 175)

مسائل طلاق پر عدم التفات سے معاشرتی نقصانات

جس طرح اسلامی شریعت نے نکاح کے معاملے اور معاہدے کو ایک عبادت کی حیثیت دے کر عام معاملات ومعاہدات کی سطح سے بلند رکھا ہے اور بہت سی پابندیاں اس پر لگائی ہیں اسی طرح اس معاملہ کا ختم کرنا بھی عام لین دین کے معاملات کی طرح آزاد نہیں رکھا کہ جب جس کا دل چاہا اس معاملہ کو ختم کر دیا اور کسی دوسرے سے نکاح کا معاملہ کر لے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس نکاح کو ختم کرنے کا ایک خاص حکیمانہ قانون بنایا ہے جس کو طلاق کہتے ہیں۔۔

آج کل جو طلاق کے حوالے سے ہمارے معاشرے میں بے چینی اختلافات اور انتشار پایا جاتا ہے اس کا حقیقی سبب صرف یہی ہے کہ لوگوں نے اسلام کے نظام طلاق کو اس کے صحیح مفہوم میں سمجھا ہی نہیں اور سمجھنے کی کوشش بھی نہیں کی۔ اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وہ اپنی جہالت کی بنا پر اپنے لئے مسائل کو خود پیدا کرتے ہیں اور بدنام اسلام اور علماء کو کرتے ہیں۔۔

آج کل کے عام مسلمانوں کو علماء کی یاد محض مردے کو غسل دلوانے، نماز جنازہ پڑھوانے، باپ کے مرنے کے بعد میراث سے حصہ ڈھونڈنے کے وقت ہی آتی ہے یا پھر نکاح کے وقت ادب سے مولوی کے سامنے بیٹھے ہوتے ہیں۔ وہ طلاق دینے کے بعد مولوی کے پاؤں پکڑ کر بیٹھنے پر تو آمادہ ہوتے ہیں۔ لیکن طلاق دینے سے قبل مولوی صاحب سے طلاق دینے کا طریقہ پوچھنے کی زحمت گوارا نہیں کرتے۔ اور خود ہی سیکھنے کی زحمت برداشت کرتے ہیں۔ نتیجہ بھی یہی نکلتا ہے کہ طلاق مغلظہ دے کر در در کی ٹھوکریں کھاتے ہیں۔ جہالت کے ہاتھوں مجبور ہو کر عزت وناموس کا جنازہ بھی دھوم سے نکلواتے ہیں اور رحمت عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی زبان مبارک سے لعنت کے مستحق قرار بھی پاتے ہیں۔

نکاح کے حوالے سے اسلامی تعلیمات یا یوں کہیے کہ منشاء خداوندی یہ ہے نکاح کا معاملہ اور معاہدہ عمر بھر کے لئے ہو، اس کے توڑنے اور ختم کرنے کی کبھی نوبت ہی نہ آئے۔ کیونکہ نکاح کو ختم کرنے کا اثر صرف میاں بیوی پر ہی نہیں پڑتا، بلکہ ان کی نسل اور اولاد کی تباہی و بربادی اور بعض اوقات خاندانوں اور قبیلوں میں فساد تک پہنچ جاتا ہے۔ اور پورا معاشرہ اس سے بری طرح متاثر ہوتا ہے۔

اسی لئے شریعت اسلامیہ جو اسباب اور وجوہ اس نکاح کو توڑنے کا سبب بن سکتے تھے ان تمام اسباب کو راہ سے ہٹانے کا پورا انتظام کیا ہے۔ میاں بیوی کے ہر معاملے اور ہر حال کے لئے جو ہدایتیں قرآن وسنت میں مذکور ہیں ان سب کا حاصل یہی ہے کہ یہ رشتہ ہمیشہ زیادہ سے زیادہ مستحکم ہوتا چلا جائے۔ ٹوٹنے نہ پائے، میاں بیوی میں ناموافقت کی صورت میں اول افہام وتفہیم سے کام لیا جائے۔ مسئلہ حل نہ ہو تو زجر وتنبیہ کی جائے۔ اور پھر بھی اگر معاملہ حل نہ ہو سکے تو خاندان ہی کے چند افراد کو ثالث بنا کر معاملہ طے کرنے کی تعلیم دی ہے۔

وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا اِنْ يُّرِيْدَآ اِصْلَاحًا يُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا خَبِيْرًا ۔(النساء،۳۵)

اور اگر تم کو میاں بی بی کے جھگڑے کا خوف ہو۔ تو ایک حاکم مرد والوں کی طرف سے بھیجو اور ایک حاکم عورت والوں کی طرف سے۔ یہ دونوں اگر صلح کرانا چاہیں گے تو اللہ ان میں میل کر دے گا بے شک اللہ جاننے والا خبر دار ہے۔

اس آیت میں خاندان ہی کے افراد کو ثالث بنانے کا فرمان کس قدر حکیمانہ ہے کہ اگر میاں بیوی کے اختلاف کا یہ معاملہ خاندان سے باہر گیا تو بات بڑھ جانے اور دلوں میں زیادہ بعد پیدا ہو جانے کا خطرہ ہے۔

لیکن بسا اوقات ایسی صورتحال پیدا ہو جاتی ہے کہ اصلاح احوال کی تمام تر کوششیں نا کام ہو جاتی ہیں اور تعلق نکاح کے مطلوبہ ثمرات میاں بیوی، خاندان اور معاشرے کو حاصل نہیں ہو پاتے۔ اور میاں بیوی کا آپس میں ایک ساتھ رہنا ان دونوں کے لئے ہی نہیں بلکہ خاندان اور معاشرے کے لئے ایک عذاب بن سکتا ہے یا بن جاتا ہے۔

ایسی حالت میں نکاح کے اس رشتہ کو ختم کرنے میں ہی سب کے لئے راحت اور سلامتی بن سکتا ہے۔ اسی لئے شریعت اسلامیہ نے بعض دیگر مذاہب کی طرح یہ نہیں کہا کہ جب ایک بار نکاح ہو گیا تو اب یہ نا قابل تنسیخ ہے۔ بس جو بھی ہے جیسا بھی ہے جہاں بھی ہے اب ساری زندگی ایک ساتھ ہی رہنا ہے۔ بلکہ شریعت نے طلاق اور فسخ نکاح کا قانون بنایا ہے۔ طلاق کا اختیار مرد کو دیا۔ جس میں عادۃً فکر و تدبر اور تحمل کا مادہ عورت سے زیادہ ہوتا ہے۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ عورت کو بالکل اس حق سے محروم کر دیا کہ وہ شوہر کے ظلم و ستم سہنے پر ہی مجبور رہے۔ بلکہ عورت کو یہ حق دیا ہے کہ حاکم شرعی کی عدالت میں اپنا معاملہ پیش کر کے نکاح فسخ کرا سکے۔

اسی طرح شریعت اسلامیہ کی یہ تعلیم بھی نہیں ہے جس کا جب دل چاہے نکاح ختم کر دے۔ جب چاہا دوبارہ شادی کر لی۔ جیسا کہ یورپ امریکہ وغیرہ میں عموماً کیا جا رہا ہے۔ اور یہی بد تہذیبی جمہوریت اور حقوق نسواں کے نام پر دوسروں پر مسلط کرنے کی ایک کامیاب کوشش کی جا رہی ہے۔

بہر حال مختصر یہ کہ شریعت نے نکاح کو ختم کرنے کا اختیار بہر حال دیا ہے اور یہ اختیار مرد کو بھی حاصل ہے اور عورت کو بھی حاصل ہے۔ مگر شریعت کے بتائے ہوئے طریقہ کار کے مطابق۔ چونکہ ہمارا موضوع اس وقت طلاق ہے جس کا تعلق مرد کے نکاح کو ختم کرنے کے حق سے ہے اس لئے عورت کے نکاح کو ختم کرنے کے حق، تنسیخ نکاح۔ یا خلع سے یہاں بات نہیں کروں گا۔۔۔

شریعت نے مرد کو بوقت ضرورت شدیدہ کے نکاح کو ختم کرنے کی اجازت دی ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی اسلام نے مرد کو بعض ہدایات دی ہیں یا یوں کہہ لیجئے کہ اس پر بعض پابندیاں عائد کی ہیں۔

(۱) شریعت نے بتا دیا کہ مرد کا طلاق کا اختیار استعمال کرنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت مبغوض اور مکروہ ہے صرف مجبوری کی حالت میں اجازت ہے۔

(۲) حالت غیظ وغضب میں یا کسی وقتی اور ہنگامی ناگواری میں اس طلاق کے اختیار کو استعمال نہ کرے۔ لیکن اگر کرے گا تو طلاق تو ہو چکی مگر گناہ بھی ملے گا۔

(۳) اسی طرح عورت کے ایام ماہواری میں طلاق دینے سے منع کیا گیا ہے۔ اگر دی تو طلاق تو ہو گی مگر گناہ گار ہوگا۔

(۴) معاملہ نکاح کو ختم کرنے کا طریقہ وہ نہیں رکھا گیا جو عام معاملات کو ختم کرنے کا رکھا گیا ہے۔ ادھر معاملہ ختم ادھر دونوں فریق آزاد جو مرضی ہے کریں چاہے خود ہی دوبارہ معاملہ کر لیں یا فوراً کسی دوسرے سے معاملہ کر لیں۔ بلکہ معاملہ نکاح کو ختم کرنے کے لئے پہلے تو اس کے تین درجے تین طلاقوں کی صورت میں رکھے ہیں۔ پھر اس پر عدت کی پابندی لگائی ہے۔ عدت پوری ہونے تک معاملا نکاح کے متعدد اثرات باقی رہتے ہیں۔ مثلاً عورت دوسرا نکاح دوران عدت نہیں کر سکتی۔ اور مرد ذمہ عورت کا نان ونفقہ دوران عدت ہوگا۔

(۵) ایک یا دو طلاق صریح الفاظ میں دی ہے تو نکاح نہیں ٹوٹا، عدت ختم ہونے سے قبل مرد رجوع کر سکتا ہے۔

(۶) لیکن یہ رجوع کا اختیار بھی اللہ تعالیٰ نے مرد کو صرف دو طلاق تک محدود رکھا ہے۔ اس کے بعد تیسری طلاق اگر دے دی تو مرد کو رجوع کا اختیار حاصل نہیں ہوگا۔۔ حکیمانہ قانون اللہ تعالیٰ نے عورت کی حفاظت کے لئے بنا رکھا ہے تا کہ کوئی ظالم اور بے قدر شخص ہمیشہ طلاق دیتا اور رجوع کرتا ہی نہ رہے۔ اور اس کی نظر میں بیوی یا عورت کی کوئی قدر ومنزلت ہی نہ ہو۔

طلاق کی شرعی حیثیت کا بیان

فقہاء کا کہنا ہے کہ طلاق پر پانچ احکامات لاگو ہوتے ہیں۔ کبھی واجب ہوتی ہے: یہ اس وقت جب شوہر مباشرت (صحبت) کے قابل نہ ہو، یا بیوی پر خرچ نہیں کر سکتا، تو اس کی دینداری کا تقاضا ہے اس کو طلاق دیدے، (اگر یہ بیوی کی خواہش ہو تو)، تا کہ اس کو روکنے کے نتیجہ میں اس کے اخلاق میں بگاڑ نہ آ جائے، یا کوئ نقصان نہ ہو، نیز ناچاقی کی اصلاح کے لئے جمع ثالثوں کی طلاق، جب دونوں میں ہوئے جھگڑوں کی اصلاح کی کوششیں ناکام ہو جائیں، اور دونوں ثالث، دونوں میں علاحدگی ہی مناسب سمجھیں۔

کبھی مستحب ہوتی ہے: یہ اس صورت میں جب بیوی، شوہر کے حقوق کی ادائیگی میں تساہل برتے، مثلاً بغیر کسی شرعی سبب کے اپنے آپ کو شوہر سے دور رکھے، اور اس پر مصر رہے، نیز اس صورت میں بھی طلاق مستحب ہے، جب بیوی خود، نااتفاقی کی بنا پر اسکا مطالبہ کرے، اور اس پر مصر رہے۔

کبھی جائز ہوتی ہے: یہ اس صورت میں جب بیوی کی بد اخلاقی، اور اس کے برے سلوک سے بچنے، اس کی واقعی ضرورت پیش آئے، یا شوہر بیوی سے اتنی سخت نفرت کرتا ہیکہ اس کو کنٹرول نہیں کر سکتا، یا یہ اندیشہ لاحق ہو جائے کہ بیوی کی حق تلفی ہوگی، یا اس پر ظلم ہوگا، (اس صورت میں طلاق جائز ہوگی)۔

انہی تینوں احکام کیطرف دفعہ نے ان لفظوں میں اشارہ کیا ھے، "یہ، ایسی شادی سے، جسکا شرعی مقصد پورا نہیں ہو رہا ہو، ایسے وقت میں چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے رکھی گ ءہے، جبکہ خاوند و بیوی کے درمیان اختلافات زور پکڑ جائیں، اور یہ یقین

ہو جائے کہ شادی کا برقرار رہنا محال ہے"۔

موجودہ دفعہ میں مذکور لفظ 'شرع' (مشروع کی گئی ہے یا رکھی گئی ہے)، میں، واجب، مستحب، اور جائز سبھی آ جاتے ہیں۔

طلاق کبھی مکروہ ہوتی ہے، یہ عام فقہاء کا مذہب ہے، یہ اس صورت میں، جب طلاق کی کوئی ضرورت ہی نہ ہو۔ بعض لوگوں کا تو کہنا ہیکہ اسمیں بیوی کے لئے بنا کسی سبب کے جو تکلیف ونقصان ہے، اس بنا پر یہ طلاق حرام ہے۔

طلاق کبھی حرام ہوتی ہے: یہ اس صورت میں، جب شوہر کو یقین ہو کہ یا تو بیوی سے بے انتہا قلبی تعلق کی بنا پر، یا اس کے علاوہ کسی اور خاتون سے شادی پر قادر نہ ہونے کی وجہ سے گناہ میں مبتلا ہونیکا یقین ہو، نیز حالت حیض میں یا اس پاکی کی حالت میں، جس میں صحبت کی ہو، طلاق دینا حرام ہے، اس کو بدعی طلاق کہتے ہیں، اسکا تفصیلی بیان آگے آئے گا۔

مسئلہ طلاق میں اصلاح عوام کی ضرورت

لیکن بدقسمتی سے بہت سے لوگ بیک وقت تین طلاقیں دے بیٹھتے ہیں پھر علمائے کرام سے مسئلہ پوچھتے ہیں تو علمائے حق اہل سنت وجماعت یہ فتویٰ دیتے ہیں کہ اب وہ بغیر حلالہ کے تمہارے نکاح میں نہیں آسکتی کیونکہ شریعت نے بغیر حلالہ کے شوہر اول سے اسکا نکاح منع کر دیا ہے۔ تو جاہل وبے وقوف لوگ سر پکڑ کو بلبلا اٹھتے ہیں کہ دیکھو ایک شخص کا گھر برباد ہو رہا ہے اور اس کے پانچ ،سات بچے ہیں جو معصوم ہیں وہ بیچارے تو بھوک سے مر جائیں گے۔ خاندان کے اندر کئی دشمنیاں جنم لیں گی اور علمائے کرام پر اس طرح کے جملے کستے ہیں کہ جیسے ان کے درمیان اور علمائے کرام کے درمیان حق وباطل کا معرکہ شروع ہو چکا ہے۔

لیکن افسوس: اس بات پر کہ لوگ ساری ساری عمر بسر کر جاتے ہیں مگر نکاح، طلاق اور دیگر شرعی احکام کو سمجھنے کی طرف ذرا توجہ نہیں دیتے۔ ایسے لوگوں کو یاد رکھنا چاہیے اگر غلطی ان کی اپنی ہو اور الزام شریعت پر، یہ کتنی بڑی غلط فہمی ہے۔ اور اللہ کا کیا ہوا حرام تو کسی بھی صورت میں حلال نہیں ہوسکتا۔ اگرچہ ساری دنیا کے روشن خیال اور عقل کل کا دعوی کرنے والے لوگ ساری عمر اپنا سر پکڑ کر بیٹھیں تب بھی وہ اللہ کے حرام کیے ہوئے کو حلال نہیں کر سکتے۔ لہٰذا جزائے مہربانی اپنی غلطیوں کی وجہ سے اسلام کے احکام کو بدلنے سے باز رہیں۔

اسی طرح وہ نام نہاد علماء جو عوامی خواہشات کی پیروی کرتے ہوئے تین طلاقوں کو ایک طلاق کہہ دیتے ہیں اور پھر اس پر فتاوی جات کی بھرپور اشاعت بھی کر بیٹھتے ہیں انہیں بھی یاد رکھنا چاہیے کہ تین، تین ہوتا ہے اور ایک، ایک ہوتا ہے۔ کیا اگر کسی نے کہا کہ اس کے تین خدا ہیں تو کیا تم اس کی توحید کو قبول کر لو گے۔ اگر ایسی توحید قابل قبول نہیں تو پھر وحدہ لاشریک کے احکام کو بھی حق کے ساتھ بیان کرو، نہ کہ عوامی خواہشات کی پیروی۔؟

یاد رہے احکام شرع میں حلت وحرمت کا حکم شرعی نصوص کے ذریعے ثابت کرنا یہ کوئی عام لوگوں کا منصب نہیں ہے کہ وہ جس طرح چاہیں استدلال کرتے ہوئے احکام کی تشریح کریں۔ یہ مجتہدانہ صلاحیت وبصیرت اہل علم لوگوں یعنی فقہائے اسلاف کا کام تھا اور وہ پوری دیانتداری کے ساتھ یہ کام کر گزرے ہیں اور اب ہمیں ان کی اتباع وتقلید کا حکم ہے۔

بَابُ وَقْتِ الطَّلَاقِ لِلْعِدَّةِ الَّتِي اَمَرَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اَنْ تُطَلَّقَ لَهَا النِّسَآءُ

یہ باب ہے کہ اس عدت کے حساب سے طلاق کا وقت' جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا ہے' اس حساب سے خواتین کو طلاق دی جائے

3389 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ السَّرَخْسِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ الْقَطَّانُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ اَخْبَرَنِيْ نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّهُ طَلَّقَ امْرَاَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ فَاسْتَفْتَى عُمَرُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ طَلَّقَ امْرَاَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ فَقَالَ "مُرْ عَبْدَ اللّٰهِ فَلْيُرَاجِعْهَا ثُمَّ يَدَعْهَا حَتّٰى تَطْهُرَ مِنْ حَيْضَتِهَا هٰذِهٖ ثُمَّ تَحِيْضَ حَيْضَةً اُخْرٰى فَاِذَا طَهُرَتْ فَاِنْ شَآءَ فَلْيُفَارِقْهَا قَبْلَ اَنْ يُجَامِعَهَا وَاِنْ شَآءَ فَلْيُمْسِكْهَا فَاِنَّهَا الْعِدَّةُ الَّتِيْ اَمَرَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اَنْ تُطَلَّقَ لَهَا النِّسَآءُ"۔

☆☆ نافع' حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: انہوں نے اپنی اہلیہ کو طلاق دے دی' وہ خاتون اس وقت حیض کی حالت میں تھی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ مسئلہ دریافت کیا' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: عبداللہ نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی ہے' وہ عورت اس وقت حیض کی حالت میں تھی۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تم عبداللہ سے یہ کہو کہ وہ اس عورت سے رجوع کرلے' پھر اس کو ایسے ہی رہنے دے' یہاں تک کہ وہ اُس حیض سے پاک ہو جائے' پھر جب اُسے اگلی مرتبہ حیض آئے اور وہ اس سے پاک ہو جائے' اس وقت اگر عبداللہ چاہے' تو اس عورت سے صحبت کرنے سے پہلے اس سے علیحدگی اختیار کرلے' اگر چاہے' تو اُسے اپنے ساتھ رہنے دے' یہ وہ عدت ہے' جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا ہے' اس عدت کے حساب سے خواتین کو طلاق دی جائے۔

طلاق بدعت کی تعریف

عربی زبان میں ثلاثی مجرد کے باب سے مشتق اسم طلاق کے ساتھ کسرہ صفت لگا کر عربی اسم بدعتِ لگانے سے مرکب توصیفی بنا۔ اردو زبان میں بطور اسم استعمال ہوتا ہے۔ 1867ء کو "نورالہدایہ" میں تحریراً مستعمل ملتا ہے۔

(فقہ) اس طلاق کی تین صورتیں ہیں (1) حالت حیض میں طلاق دی ہو، (2) ایسے طہر میں طلاق دی ہو جس میں مباشرت ہو چکی ہو (۳) تین طلاقیں بیک وقت دے دی ہوں۔ "امام مالک علیہ الرحمہ اور بہت سے فقہا نے تیسری طلاق کو جائز ہی نہیں رکھا وہ اس کو طلاق بدعت کہتے ہیں۔

حالت حیض کی وقوع طلاق میں مذاہب اربعہ

علامہ بدرالدین عینی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ حیض کی حالت میں طلاق دینے والے کو چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

3389-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (8220) .

رجوع کا حکم دیا تھا، اس لئے فقہاء کے درمیان یہ سوال پیدا ہوا ہے کہ یہ حکم کس معنی میں ہے۔ امام ابوحنیفہ، امام شافعی، امام احمد، امام اوزاعی، ابن ابی لیلی، اسحاق بن راہویہ اور ابوثور کہتے ہیں کہ ایسے شخص کو رجوع کا حکم تو دیا جائے گا مگر رجوع پر مجبور نہ کیا جائے گا۔

(عمدۃ القاری، علامہ بدرالدین عینی حنفی علیہ الرحمہ)

ہدایہ میں حنفیہ کا مذہب یہ بیان کیا گیا ہے کہ اس صورت میں رجوع کرنا نہ صرف مستحب بلکہ واجب ہے۔ مغنی المحتاج میں شافعیہ کا مسلک یہ بیان ہوا ہے کہ جس نے حیض میں طلاق دی ہو اور تین نہ دے ڈالی ہوں اس کے لئے مسنون یہ ہے کہ وہ رجوع کرے، اور اس کے بعد والے طہر میں طلاق نہ دے بلکہ اس کے گزرنے کے بعد جب دوسری مرتبہ عورت حیض سے فارغ ہو تب طلاق دینا چاہے تو دے، تا کہ حیض میں دی ہوئی طلاق سے رجوع محض کھیل کے طور پر نہ ہو۔

الانصاف میں حنابلہ کا مسلک یہ بیان ہوا ہے کہ اس حالت میں طلاق دینے والے کے لئے رجوع کرنا مستحب ہے۔

لیکن امام مالک علیہ الرحمہ اور ان کے اصحاب کہتے ہیں کہ حیض کی حالت میں طلاق دینا جرم قابل دست اندازی پولیس ہے۔ عورت خواہ مطالبہ کرے یا نہ کرے، بہر حال حاکم کا یہ فرض ہے کہ جب کسی شخص کا یہ فعل اس کے علم میں آئے تو وہ اسے رجوع پر مجبور کرے اور عدت کے آخری وقت تک اس پر دباؤ ڈالتا رہے۔ اگر وہ انکار کرے تو اسے قید کر دے۔ پھر بھی انکار کرے تو اسے مارے۔ اس پر نہ مانے تو حاکم خود فیصلہ کر دے کہ "میں نے تیری بیوی تجھ پر واپس کر دی" اور حاکم کا یہ فیصلہ رجوع ہوگا جس کے بعد مرد کے لئے اس عورت سے مباشرت کرنا جائز ہوگا، خواہ اس کی نیت رجوع کی ہو یا نہ ہو، کیونکہ حاکم کی نیت کی قائم مقام ہے۔

(حاشیہ الدسوقی)

مالکیہ یہ بھی کہتے ہیں کہ جس شخص نے طوعاً و کرہاً حیض میں دی ہوئی طلاق سے رجوع کر لیا ہو وہ اگر طلاق ہی دینا چاہے تو اس کے لئے مستحب طریقہ یہ ہے کہ جس حیض میں اس نے طلاق دی ہے اس کے بعد والے طہر میں اسے طلاق نہ دے بلکہ جب دوبارہ حیض آنے کے بعد وہ طاہر ہو اس وقت طلاق دے۔ طلاق سے متصل والے طہر میں طلاق نہ دینے کا حکم دراصل اس لئے دیا گیا ہے کہ حیض کی حالت میں طلاق دینے والے کا رجوع صرف زبانی کلامی نہ ہو بلکہ اسے طہر کے زمانے میں عورت سے مباشرت کرنی چاہیے پھر جس طہر میں مباشرت کی جا چکی ہو اس میں طلاق دینا چونکہ ممنوع ہے، لہٰذا طلاق دینے کا صحیح وقت اس کے طہر والا ہی ہے

(حاشیہ الدسوقی)

3390 – اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ الْقَاسِمِ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهُ طَلَّقَ امْرَاَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مُرْهُ فَلْيُرَاجِعْهَا ثُمَّ لِيُمْسِكْهَا حَتّٰى تَطْهُرَ ثُمَّ تَحِيْضَ ثُمَّ تَطْهُرَ ثُمَّ اِنْ شَآءَ اَمْسَكَ بَعْدُ وَاِنْ شَآءَ طَلَّقَ قَبْلَ اَنْ يَمَسَّ فَتِلْكَ الْعِدَّةُ الَّتِيْ اَمَرَ اللّٰهُ

3390-اخرجه البخاري في الطلاق، باب قول الله تعالى (يا ايها النبي اذا طلقتم النساء فطلقوهن لعدتهن و احصوا العدة) (الحديث 5251) . و اخرجه مسلم في الطلاق، باب تحريم طلاق الحائض بغير رضاها و انه لو خالف و قع الطلاق و يومر برجعتها (الحديث 1) . و اخرجه ابو داؤد في الطلاق، باب في طلاق السنة (الحديث 2179) تحفة الاشراف (8336) .

عَزَّوَجَلَّ اَنْ تُطَلَّقَ لَهَا النِّسَآءُ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں یہ بات منقول ہے: انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں اپنی اہلیہ کو طلاق دے دی وہ خاتون اس وقت حیض کی حالت میں تھی حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں دریافت کیا' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اس سے کہو کہ وہ اس عورت سے رجوع کر لے' پھر اُسے اپنے ساتھ رہنے دے' یہاں تک کہ وہ پاک ہو جائے' پھر اُسے حیض آئے پھر پاک ہو جائے' پھر اگر وہ چاہے' تو اس کے بعد اُسے اپنے ساتھ رہنے دے' اگر چاہے' تو اس کے ساتھ صحبت کرنے سے پہلے اُسے طلاق دیدے' یہ وہ عدت ہے' جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا ہے' اس کے حساب سے عورتوں کو طلاق دی جائے۔

3391 - اَخْبَرَنِىْ كَثِيْرُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا الزُّبَيْدِىُّ قَالَ سُئِلَ الزُّهْرِىُّ كَيْفَ الطَّلَاقُ لِلْعِدَّةِ فَقَالَ اَخْبَرَنِىْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ طَلَّقْتُ امْرَاَتِىْ فِىْ حَيَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِىَ حَائِضٌ . فَذَكَرَ ذٰلِكَ عُمَرُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَغَيَّظَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ ذٰلِكَ فَقَالَ "لِيُرَاجِعْهَا ثُمَّ يُمْسِكْهَا حَتّٰى تَحِيضَ حَيْضَةً وَّتَطْهُرَ فَاِنْ بَدَا لَهُ اَنْ يُطَلِّقَهَا طَاهِرًا قَبْلَ اَنْ يَمَسَّهَا فَذَاكَ الطَّلَاقُ لِلْعِدَّةِ كَمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ" . قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ فَرَاجَعْتُهَا وَحَسِبْتُ لَهَا التَّطْلِيقَةَ الَّتِىْ طَلَّقْتُهَا .

☆☆ زبیدی بیان کرتے ہیں' زہری سے سوال کیا گیا: عدت کے حساب سے طلاق کیسے ہوگی؟ تو انہوں نے بتایا: سالم بن عبداللہ نے مجھے یہ بات بتائی ہے' حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات ظاہری میں اپنی بیوی کو طلاق دے دی' وہ عورت اس وقت حیض کی حالت میں تھی' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ مسئلہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ذکر کیا' تو اس بات پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہو گئے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اُسے چاہیے کہ وہ اس عورت سے رجوع کر لے' پھر اُسے اپنے ساتھ رہنے دے' یہاں تک کہ اُسے ایک مرتبہ حیض آ جائے اور پھر وہ پاک ہو جائے' پھر اگر وہ مناسب سمجھے تو طہر کی حالت میں اس کے ساتھ صحبت کیے بغیر اُسے طلاق دیدے تو یہ وہ طلاق ہوگی جو عدت کے حساب سے ہے' جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حکم نازل کیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' میں نے اس خاتون کے ساتھ رجوع کر لیا' تاہم جو طلاق میں نے اُسے دی تھی' اس طلاق کو شمار کیا تھا۔

طلاق ثلاثہ کے وقوع میں مذاہب اربعہ

ایک مجلس میں تین دفعہ دی گئی طلاق کو سنت کے خلاف ہے، طلاق بدعت ہے؛ لیکن اس کے واقع ہو جانے میں ائمہ اربعہ کا

3391-اخرجه مسلم في الطلاق، باب تحريم طلاق الحائض بغير رضاها و انه لو خالف و قع الطلاق و يومر برجعتها (الحديث 4م) . تحفة الاشراف (6927) .

اختلاف نہیں، حضرت امام نووی شافعی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

"وقد اختلف العلماء فیمن قال لامراته انت طالق ثلثاً فقال الشافعی ومالك وابوحنیفة واحمد وجماهیر العلماء من السلف والخلف یقع الثلاث" ۔ (نووی شرح مسلم)

علامہ نووی شافعی کہتے ہیں: امام مالک علیہ الرحمہ، امام ابوحنیفہ، امام شافعی اور قدیم وجدید تمام علماء کے نزدیک تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں۔ اسی طرح امام ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں کہ جس شخص نے بیک وقت تین طلاقیں دیں وہ واقع ہو جائیں گی۔

سیدنا حضرت ابوہریرہ، حضرت ابن عمر، حضرت عبداللہ بن عمرو، حضرت ابن مسعود اور حضرت انس رضی اللہ عنہم اجمعین کا بھی یہی نظریہ ہے اور بعد کے تابعین اور ائمہ بھی اسی کے قائل ہیں۔ (المغنی، ج:7،ص ۲۸۲، بیروت)

بیک وقت تین طلاق دینا حرام ہیں

حضرت محمود ابن لبید کہتے ہیں کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس شخص کے بارے میں بتایا گیا جس نے اپنی بیوی کو ایک ساتھ تین طلاقیں دی تھیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم غضبناک ہو کر کھڑے ہو گئے اور فرمایا کیا اللہ عزوجل کی کتاب کے ساتھ کھیلا جاتا ہے (یعنی حکم خداوندی کے ساتھ استہزاء کیا جاتا ہے) درآنحالیکہ میں تمہارے درمیان موجود ہوں یہ سن کر مجلس نبوی میں موجود صحابہ میں سے ایک شخص کھڑا ہوا اور عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا میں اس شخص کو قتل نہ کر دوں؟ (نسائی)

اللہ عزوجل کی کتاب سے قرآن کریم کی یہ آیت (اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ فَاِمْسَاكٌ بِمَعْرُوْفٍ) 2۔البقرۃ:229) مراد ہے۔

اس آیت میں یہاں یہ حکم بیان کیا گیا ہے کہ ایک ساتھ تین طلاقیں نہ دینی چاہئیں بلکہ متفرق طور پر دینی چاہئیں وہیں (وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا (2۔البقرۃ:231) کے ذریعہ یہ تنبیہ فرمائی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکام کو لہو لعب کی طرح بے وقعت مت سمجھو چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی آیت کی طرف اشارہ فرمایا کہ متفرق طور پر طلاق دینے کی بجائے ایک ساتھ تینوں طلاقیں دینا حق تعالیٰ کے حکم ومنشاء کی خلاف ورزی ہے اور یہ خلاف ورزی گویا حق تعالیٰ کے احکام کے ساتھ استہزاء ہے۔ کیونکہ جس شخص نے حق تعالیٰ کے حکم کے خلاف کیا اس نے درحقیقت اپنے عمل سے یہ ثابت کیا کہ اس کی نظر میں حکم خداوندی کی کوئی وقعت نہیں ہے کہ اس پر عمل نہ کرنا اور کرنا دونوں برابر ہیں۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کے نزدیک تین طلاق ایک ساتھ دینا بدعت وحرام ہے۔ اور اس حدیث سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی شخص کے اس فعل پر غضب ناک ہوتے تھے جو گناہ ومعصیت کا باعث ہوتا تھا حضرت امام شافعی کے نزدیک تین طلاق ایک ساتھ دینا حرام نہیں ہے بلکہ خلاف اولیٰ ہے۔

علماء لکھتے ہیں کہ تین طلاقیں ایک ساتھ نہ دینے میں فائدہ یہ ہے کہ ایک طلاق کے بعد شاید اللہ تعالیٰ خاوند کے دل کو اس کی بیوی کی طرف مائل کر دے اور اس کے فیصلہ میں کوئی ایسی خوشگوار تبدیلی آجائے کہ وہ رجوع کر لے اور ان دونوں کے درمیان مستقل جدائی کی نوبت نہ آئے۔

علماء کے اس بارے میں مختلف اقوال ہیں کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے یوں کہے کہ انت طالق ثلاثا (یعنی تجھ پر تین طلاق ہیں) تو آیا اس کی بیوی پر ایک طلاق پڑے گی یا تین طلاق واقع ہوں گی چنانچہ حضرت امام مالک علیہ الرحمہ حضرت امام شافعی حضرت امام ابوحنیفہ حضرت امام احمد اور جمہور علماء یہ فرماتے ہیں کہ تین طلاقیں پڑیں گی جب کہ طاؤس اور بعض اہل ظاہر یہ کہتے ہیں کہ ایک طلاق پڑ گئی۔

ایک صحابی کا یہ کہنا کہ میں اس شخص کو قتل نہ کر دوں؟ اس بناء پر تھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو کتاب اللہ کے ساتھ استہزاء کرنے والا کہا تھا جو کفر ہے اور اگر کوئی مسلمان کفر کی حد میں داخل ہو جائے تو اس کی سزا قتل ہے حالانکہ ان صحابی نے یہ نہیں جانا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کے بارے میں جو الفاظ ارشاد فرمائے ہیں وہ زجر و توبیخ پر مبنی ہیں ان کے حقیقی معنی مراد نہیں ہیں۔

ایک ساتھ تین طلاقیں دینے کا بیان

حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ان سے حضرت عویمر عجلان نے بیان کیا کہ میں حضرت عاصم بن عدی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے عرض کیا کہ اگر کوئی شخص اپنی اہلیہ کے پاس کسی اجنبی آدمی کو دیکھے اور وہ شخص اس اجنبی شخص کو قتل کر دے تو اس قتل کرنے کے عوض کیا اس شخص کو بھی قتل کر دیں گے اگر وہ شخص ایسا نہ کرے؟ یعنی اس عورت کے شوہر کے واسطے کیا شرعی حکم ہے؟ تم یہ مسئلہ اے عاصم میری جانب سے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کرو چنانچہ پھر حضرت عاصم رضی اللہ عنہ نے یہ مسئلہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا اگرچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مذکورہ سوال ناگوار محسوس ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سوال کو برا خیال فرمایا اور سائل کے اس سوال کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے معیوب خیال فرمایا حضرت عاصم رضی اللہ عنہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناگواری محسوس کر کے گراں محسوس ہوا اس وجہ سے حضرت عاصم رضی اللہ عنہ کو اس سوال سے افسوس ہوا اور ان کو اس سوال سے شرمندگی محسوس ہوئی اور خیال ہوا کہ میں نے خواہ مخواہ یہ مسئلہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا بہرحال جس وقت حضرت عاصم رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے واپس گھر تشریف لائے جب حضرت عویمر کہنے لگے کہ تم سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ارشاد فرمایا ہے؟ حضرت عویمر سے حضرت عاصم نے کہا کہ تم نے مجھ کو اس طرح کے سوال کرنے کا خواہ مخواہ مشورہ دیا (یعنی مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ مسئلہ نہیں دریافت کرنا چاہیے تھا) اس پر حضرت عویمر نے جواب دیا کہ خدا کی قسم میں اس مسئلہ کو بغیر دریافت کیے نہیں رہوں گا۔ یہ کہہ کر حضرت عویمر حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف چل دیئے۔ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے درمیان تشریف فرما تھے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر کوئی شخص اپنی بیوی کے ساتھ کسی دوسرے کو دیکھے اور اگر یہ شخص اس کو قتل کر دے تو کیا اس کو بھی قتل کر دیا جائے گا؟ آیا اس کے ساتھ (یعنی قاتل کے ساتھ) کس قسم کا معاملہ ہوگا؟ اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تمہارے واسطے حکم خداوندی نازل ہو چکا ہے تم جاؤ اور اس عورت کو لے کر آؤ۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ان دونوں نے لعان کیا یعنی حضرت عویمر اور ان کی اہلیہ محترمہ نے اور ہم لوگ بھی اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک موجود

تھے۔ جس وقت حضرت عویمر لعان سے فارغ ہو گئے تو فرمانے لگے کہ اگر اب میں اس خاتون کو مکان میں رکھوں تو میں جھوٹا اور غلط گو قرار پایا۔ چنانچہ انہوں نے اس کو اسی وقت تین طلاقیں دے ڈالیں اور انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کا انتظار بھی نہ فرمایا۔ (سنن نسائی: جلد دوم: رقم الحدیث، 1340)

بیک وقت تین طلاقیں دینے کی ممانعت وانعقاد

سہ بارہ طلاق کا طریقہ یقیناً قرآن وحدیث کے خلاف اور گناہ ومعصیت ہے، غور وفکر کے بغیر غصہ کی حالت میں طلاق دینے کی وجہ سے زوجین مزید مشکلات میں مبتلاء ہو جاتے ہیں، اس لئے سہ بارہ طلاق کا طریقہ اختیار نہیں کرنا چاہیے اور مسلم معاشرے میں مرد حضرات کو اس سے واقف کرانا چاہیے تاکہ سہ بارہ طلاق کا غیر شرعی طریقہ اختیار نہ کیا جائے اور معصیت کی یہ راہ مسدود ہو جائے، اس کے باوجود اگر کوئی شخص تین طلاق دے تو تین واقع ہو جائیں گی۔ عہد نبوی میں ایک صاحب نے تین طلاق دی تو حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے نافذ قرار دیا

،سنن ابوداؤد شریف کتاب الطلاق، باب فی اللعان ص **306**، میں حدیث پاک ہے: **عن سهل بن سعد فی هذا الخبر قال فطلقها ثلاث تطليقات عند رسول الله صلى الله عليه وسلم فانفذه رسول الله صلى الله عليه وسلم .**

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے (حضرت عویمر عجلانی رضی اللہ عنہ کے) واقعہ کے بارے میں روایت ہے انہوں نے فرمایا (عویمر عجلانی رضی اللہ عنہ) نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور اپنی بیوی کو تین طلاق دی تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تین طلاق کو نافذ قرار دیا۔

اس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ تین طلاق کو کالعدم نہیں قرار دیا جا سکتا، جمہور صحابہ وتابعین اور ائمہ اربعہ اہل سنت کا مذہب یہی ہے کہ تین طلاق دینے سے تین طلاق واقع ہو جاتی ہیں۔

یہ مسئلہ احادیث مبارکہ سے ثابت اور صحابہ وتابعین، فقہاء ومحدثین سے منقول ہونے کے بعد اس کے مقابل کسی کی رائے کو قبول نہیں کیا جا سکتا مقام غور ہے کہ غصہ کی حالت میں اگر کوئی شخص کسی دنیوی قانون کی خلاف ورزی کرے تو اس کو قابل سزا قرار دیا جاتا ہے اور وہی شخص اسلامی قانون کی خلاف ورزی کرے تو غصہ کی حالت کا عذر پیش کر کے رائے زنی کی جاتی ہے، اہل اسلام قرآن وحدیث میں بتائے گئے اصول واحکام کے پابند ہیں، لہٰذا تین طلاق کے سلسلہ میں دی گئی یہ رائے کہ غصہ کی حالت میں اور بیوی کو اطلاع نہ پہنچنے کی صورت میں طلاق واقع نہیں ہوگی، ناقابل قبول ہے۔

رد المحتار ج **2** کتاب الطلاق ص **455**، میں ہے: **وذهب جمهور الصحابة والتابعين ومن بعد هم من ائمة المسلمين الى انه يقع ثلاث وعن هذا قلنا لو حكم حاكم بانها واحدة لم ينفذ حكمه لانه لايسوغ الاجتهاد فيه فهو خلاف لا اختلاف .**

طلاق ثلاثہ کے نفاذ کا ثبوت

حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور میں نے عرض کیا کہ میں خالد کی لڑکی ہوں اور فلاں کی اہلیہ ہوں اور اس نے مجھ کو طلاق کہلوائی ہے اور میں اس کے لوگوں سے خرچہ اور رہائش کے واسطے مکان مانگ رہی ہوں۔ وہ انکار کرتے ہیں۔ شوہر کی جانب کے لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس عورت کے شوہر نے اس کو تین طلاقیں دے کر بھیجا ہے اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اس کا نان نفقہ اور رہائش کے واسطے جگہ اس خاتون کو ملتی ہے کہ جس خاتون سے مرد طلاق سے رجوع کرے اور تین طلاق دینے کے بعد طلاق سے رجوع نہیں ہوسکتا۔ اس وجہ سے ایسی عورت کا نان نفقہ بھی نہ ملے گا۔ (سنن نسائی: جلد دوم: رقم الحدیث، 1341)

ایک مجلس کی تین طلاقوں کے وقوع میں اسلاف امت مسلمہ کا اختلاف

علامہ ابن قدامہ حنبلی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ ابن عباس، ابو ہریرہ، ابن عمر، عبداللہ بن عمرو، ابن مسعود اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کے نزدیک ایک مجلس کی تین طلاق واقع ہو جاتی ہیں اور عورت اس پر حرام ہو جائے گی حتی کہ کسی دوسرے مرد سے شادی کرے اور پھر بیوہ ہو یا طلاق پائے اور اس میں مدخولہ یا غیر مدخولہ کا کوئی فرق نہیں۔ اور یہی قول ہے بعد کے اکثر اہل علم کا تابعین اور ائمہ میں سے بھی ہے۔

اور عطاء، طاؤس سعید بن جبیر، ابوالشعثا اور عمرو بن دینار کا کہنا ہے کہ غیر مدخولہ کی اکٹھی تین طلاقیں ایک ہوں گی۔ اور طاؤس ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہ کی ابتدائی خلافت میں تین طلاقیں ایک ہوتی تھیں، اور سعید بن جبیر، عمرو بن دینار، مجاہد، اور مالک بن الحارث ابن عباس سے طاؤس کی روایت کے خلاف روایت کرتے ہیں، اور ابن عباس رضی اللہ عنہ کا فتویٰ بھی طاؤس کی روایت کے خلاف ہے۔ (مغنی، ج ۷، ص ۳۷۰، بیروت)

بہ یک وقت تین طلاقوں کے عدم وقوع میں غیر مقلدین کے عجیب استدلالات

غیر مقلدین نے تین کو ایک ثابت کرنے کے لئے ہر طرح کے ہتھکنڈے استعمال کرنے شروع کر دیئے ہیں اور اس قسم کے استدلال شروع کیے ہیں جو بعض اوقات عقل و ادارک سے بالکل دور اور انسانی سوچ سے کوسوں دور ہیں۔ اول تو غیر مقلدین رائے اور قیاس کی سخت مخالفت کرتے ہیں مگر جب خود کسی مسئلہ میں رائے یا قیاس سے کام لیتے ہیں تو پھر تمام عقلی حدود سے بھی گزر جاتے ہیں۔ ان کا دعویٰ ہمہ وقت قرآن و حدیث ہوتا ہے۔ اور کسی قسم کے فقہی اصول کو خاطر میں نہیں لاتے لیکن جب کسی مسئلہ میں پھنس جاتے ہیں یا فقہاء کی مخالفت کی ٹھان لیتے ہیں تو پھر رائے، قیاس، ظن، گمان اور ہر طرح غیر فقہی اصول بھی اپنانے سے گریز نہیں کرتے۔

طلاق ثلاثہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا تعزیری فیصلہ

اللہ تعالیٰ کے نزدیک طلاق ناپسندیدہ عمل ہے: اسلام کے اصول عدل و اصلاح پر مبنی ہیں اسی بناء پر بوقت مجبوری اسلام نے

طلاق کو جائز رکھا ہے۔یعنی اگر میاں بیوی کے درمیان نباہ کی صورت نہیں رہتی تو پھر طلاق کے ذریعہ وہ ایک دورے سے خلاصی کر سکیں گے باوجود اس کے کہ یہ فعل اللہ کو پسند نہیں جیسا کہ حدیث میں ہے کہ:"عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حلال چیزوں میں اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ ناپسند چیز طلاق ہے"۔

(المستدرک للحاکم، ج2، ص:196)

اس حدیث کو امام حاکم نے صحیح کہا ہے اور حافظ ذھبی نے تلخیص میں اس کو صحیح مسلم کی شرط پر مانا ہے۔اس ناپسندیدگی سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ طلاق آخری حربہ ہے اس سے قبل جہاں تک اصلاح کا امکان ہو تو اس کی کوشش کی جائے۔

بیک وقت زیادہ طلاق دینا منع ہے:

اسی لئے شریعت نے بیک وقت ایک سے زیادہ طلاقیں دینے سے منع فرمایا ہے۔ محمود بن ابید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی شخص کی خبر دی گئی کہ اس نے بیک وقت اپنی بیوی کو تین طلاقین دیدی ہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم غصہ کی حالت میں کھڑے ہو گئے اور فرمانے لگے کہ اللہ کی کتاب سے کھیل ہو رہا ہے حالانکہ میں تم میں موجود ہون یہاں تک کہ یہ سن کر ایک آدمی کھڑا ہو گیا اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اس کو قتل نہ کر دوں؟ (سنن نسائی، ج2، ص:81)

فقہ حنفی کی مشھور کتاب ہدایہ مین بیک وقت تین طلاقوں کو بدعت کہا گیا ہے اور اس طرح طلاق دینے والے کو عاصی اور گنہگار بتلایا گیا ہے۔(ہدایہ، ج2، باب طلاق السنۃ، ص:355)

امام ابوبکر جصاص رازی حنفی نے صحابہ رض سے اس مسئلہ کی بابت چند آثار نقل کر کے فرماتے ہین:"ان صحابہ رضی اللہ عنہم سے تین طلاقیں اکھٹی دینے کی منع ثابت ہے۔اور کسی ایک صحابی سے اس کے خلاف منقول نہیں لہذا اجماع ہوا۔"

(احکام القرآن، ج1، ص:383)

(طلاق سنت) بلکہ شریعت نے طریقہ یہ بتلایا ہے کہ کم از کم ایک مہینہ کے بعد دوسری طلاق ہو۔چنانچہ امام نسائی نے سنن میں اس کے لیے ایک باب مقرر کیا ہے کہ "باب طلاق السنۃ" اس کے تحت یہ حدیث لائے ہیں۔

"عبداللہ ابن مسعود رض سے روایت ہے (وہ فرماتے ہیں) مسنون طریقہ طلاق کہ یہ ہے کہ طہر کی حالت میں بغیر ہم بستری کے ایک طلاق دے پھر ایک ماہواری کے بعد طہر آئے تو دوسری طلاق دے اسی طرح تیسرے طہر میں۔پھر (تیسری) طلاق دے اس کے بعد عدت گزارے۔اور امام اعمش فرماتے ہیں کہ ابراہیم نخعی سے یہ مسئلہ پوچھا تو انہوں نے بھی یہی جواب دیا"۔

(سنن نسائی، ج2، باب طلاق السنۃ، ص۸۰)

اور علامہ ابوبکر جصاص رازی حنفی فرماتے ہیں:"ہمارے علماء (حنفی) نے کہا ہے کہ طلاق کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ جب حیض سے پاک ہو تو بغیر جماع (ہمبستری) کرنے کے ایک طلاق دیدے اور اگر تین دینا چاہتا ہے تو ہر ایک طلاق ہر ایک طہر میں قبل الجماع (ہمبستری سے پہلے) دیدے یہی قول امام سفیان ثوری کا ہے۔اور امام ابوحنیفہ نے کہا ہے کہ بواسطہ ابراہیم نخعی ہم کو خبر پہنچی

قارئین!

طلاق فی نفسہ ایک مباح عمل ہے اگر چہ وہ لوگ کثرت سے طلاق دے رہے تھے، اور اس سے ایک بہت بڑا فتنہ شروع ہو گیا تھا، اور امیر المومنین نے ان کی تنبیہ کے لیے یہ قدم اٹھایا؛ تاہم آپ نے اس پر بھی (اسی طرح) ندامت کا اظہار کیا (کہ) جو چیز ایک مباح تھی، اگر چہ وہ شرارت کا سبب بن گئی، تاہم مجھے یہ حق نہیں تھا کہ ایسا قدم اٹھاؤں جس سے ایک مباح چیز جس کی اللہ نے رخصت دی ہے وہ ممنوع ہو جائے۔ امیر المومنین تو شرعی معاملات میں اپنے دخل دینے سے اتنے خائف تھے۔ اگر چہ اس میں افادیت کے کئی پہلو موجود بھی ہوں پھر بھی ایسے قدم اٹھانے پر نادم ہو جاتے تھے۔ پھر جب خود فیصلہ کرنے والا اپنے فیصلہ پر نادم ہے تو پھر اس کا سہارا لے کر ایک صریح اور واضح حکم (کو) جو کہ حدیث میں مذکور ہو اس کے خلاف مذہب بنانا کسی طرح جائز نہیں۔

(امیر المومنین سیدنا عمر بن خطاب رض کے دیگر بعض انتظامی اور تعزیری فیصلے) امیر المومنین عمر رض کے ایسے کئی اقدام ہیں جو انتظام کے طور پر تھے۔ مثلاً: ☆ شرابی کا گھر جلانا۔ (کتاب الاموال لابی عبید القاسم ابن سلام، ص:102 وما بعدھا) ☆ اسی طرح جب لوگ شراب سے باز نہیں آ رہے تھے تو اس کی سزا 40 سے بڑھا کر 80 کوڑوں تک کر دی اور بعض کو ملک بدر کر دیا۔ ☆ کوفہ کے گورنر سعد رض کی جگہ کو جلانا اس لیے کہ رعیت والوں سے وہ پردہ میں تھے۔ (اغاثۃ اللھفان، ج1، ص-349348)

طلاق ثلاثہ میں بعض کا اتفاقی مؤقف

پہلی قسم (لفظ تین کو تین بار تکرار کرنے) میں طلاق اس لئے واقع نہیں ہوگی کیونکہ یہ ایک طلاق ہے اور صیغہ طلاق میں لفظ تین کو استعمال کرنے سے تین طلاقیں واقع نہیں ہوں گی، اس کی مثال ایسی ہی ہے کہ نماز کی ہر رکعت میں ایک مرتبہ سورہ فاتحہ پڑھنا شرط ہے ،لہٰذا اگر کوئی پوری نماز میں ایک مرتبہ سورہ فاتحہ پڑھے اور نماز ختم کرنے کے بعد لفظ پانچ یا دس کی قید کا اضافہ کرے (اور کہے کہ میں نے پانچ مرتبہ یا دس مرتبہ سورہ فاتحہ پڑھ لیا) تو کوئی بھی یہ نہیں کہے گا کہ اس نے پانچ مرتبہ یا دس مرتبہ سورہ فاتحہ کی تکرار کی ہے۔

اور جن احکام میں بھی تکرار اور عدد کی شرط ہے اس میں اسی طرح ہے: جیسے رمی جمرات میں سات مرتبہ پتھر مارنا واجب ہے اور ایک مرتبہ میں سات پتھر مارنا کافی نہیں ہے، یا لعان کے مسئلہ میں چار مرتبہ شہادت کو ایک مرتبہ شہادت کو چار کی قید سے ادا کرنا کافی نہیں ہے بلکہ اصل شہادت کو چار مرتبہ اس کی طرف سے تکرار کرے۔ (اہل تشیع کے مسائل)

ایک مجلس کی طلاق ثلاثہ کا حدیث سے ثبوت وقوع

عامر شعبی سے روایت ہے میں نے فاطمہ بنت قیس سے کہا تم اپنی طلاق کو حدیث بیان کرو۔ انہوں نے کہا کہ میرے خاوند نے مجھ کو تین طلاقیں دیں اور وہ یمن کو جانے والا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس (طلاق) کو برقرار رکھا۔

(سنن ابن ماجہ: جلد دوم: رقم الحدیث، 181

طلاق ثلاثہ کے وقوع میں مذاہب اسلاف و مذاہب اربعہ

واضح رہے کہ از روئے قرآن وحدیث وجمہور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین رضی اللہ عنہم وتبع تابعین رضی اللہ عنہم، ائمہ

مجتہدین بالخصوص چاروں ائمہ کرام امام اعظم ابوحنیفہ، امام مالک علیہ الرحمہ، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہم ان تمام حضرات کے نزدیک ایک ساتھ تین طلاق دینے سے تینوں طلاقیں واقع ہوجاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

الطلاق مرتان فامساك بمعروف او تسريح باحسان (بقره)

اور اگلی آیت میں ہے: فان طلقها فلاتحل له من بعد حتى تنكح زوجا غيره (بقره)

یعنی دو طلاق دینے تک تو مرد کو رجوع کا اختیار ہے، لیکن جب تیسری طلاق بھی دیدی تو اب مرد کے لئے رجوع کا حق باقی نہیں رہتا، عورت اپنے شوہر پر حرمت مغلظہ کے ساتھ حرام ہوجاتی ہے۔

چنانچہ اس آیت کی تفسیر میں علامہ قرطبی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: ترجم البخاری علی هذه الاية باب من اجاز الطلاق الثلاث بقوله تعالىٰ الطلاق مرتان، فامساك بمعروف او تسريح باحسان، وهذا اشارة الى ان هذه التعديد انما هو فسخة لهم فمن ضيق على نفسه لزمه قال علمائنا: واتفق ائمة الفتوىٰ على لزوم ايقاع الطلاق الثلاث فى كلمة واحدة وهو قول جمهور السلف المشهور عن الحجاج بن ارطاة وجمهور السلف والائمة انه لازم واقع ثلاثاً ولافرق بين ان يوقع ثلاثاً مجتمعة فى كلمة او متفرقة فى كلمات (الجامع لاحکام القرآن)

اسی طرح احکام القرآن میں ہے

قال ابوبكر: قوله تعالىٰ الطلاق مرتان فامساك بمعروف او تسريح باحسان الاية: يدل على وقوع الثلاث معاً مع كونه منهياً عنها

اسی طرح حدیث میں ہے:

عن عائشة ان رجلًا طلق امراته ثلاثاً فتزوجت فطلق فسئل النبيا اتحل للاول قال لاحتى يذوق عسيلتها كما ذاق الاول (بخاری شریف)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے اپنی عورت کو تین طلاقیں دیدیں پھر اس نے دوسرے سے نکاح کرلیا، اس نے صحبت کئے بغیر طلاق دیدی، آپ علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ پہلے خاوند کے لئے یہ عورت حلال ہوئی؟ آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا: جب تک دوسرا شوہر صحبت نہ کرلے پہلے شوہر کے لئے حلال نہیں ہوگی۔

اس حدیث میں طلق امراته ثلاثًا کا جملہ اس کا مقتضی ہے کہ تین طلاق اکھٹی اور دفعۃً دی گئیں۔ اسی طرح حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے تین طلاقیں اکٹھی واقع ہوجانے پر استدلال ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔

وهى بايقاع الثلاث اعم من ان تكون مجمعةً او متفرقةً (فتح البارى، ادارة بحوث العلمية)

حدیث میں ہے:

عن مجاهد قال كنت عند ابن عباس فجاءه رجل فقال انه طلق امراته ثلاثاً قال فسكت حتى ظننت انه رآدها اليه ثم قال ينطلق احدكم فيركب الحموقة ثم يقول: يا ابن عباس يا ابن عباس وان الله تعالیٰ قال ومن يتق الله يجعل له مخرجاً، وانك لم تتق الله فلااجد لك مخرجاً، عصيت ربك وبانت منك امراتك . (سنن ابی داؤد،حقانیہ)

ترجمہ: مجاہد سے روایت ہے کہ ایک دفعہ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک آدمی آیا اور کہا کہ میں نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دی ہیں (کیا حکم ہے) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کوئی جواب نہیں دیا اور خاموش ہو گئے (مجاہد کہتے ہیں) مجھے گمان ہونے لگا کہ شاید ابن عباس رضی اللہ عنہما اس کی بیوی کو واپس لوٹانے والے ہیں پھر ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کہ تم میں سے بعض لوگ ایسے ہیں کہ ان پر حماقت سوار ہوتی ہے، پھر میرے پاس آتا ہے اور کہتا ہے یا ابن عباس یا ابن عباس رضی اللہ عنہ جب کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے وہ اس کے لئے راستہ نکالتا ہے اور تو اللہ تعالیٰ سے ڈرا نہیں (اور بیک وقت تین طلاقیں دیدی) اس لئے قرآن کے مطابق تمہارے لئے کوئی راستہ نہیں پاتا تو نے خدا کی نافرمانی کی ہے اور تمہاری بیوی تم پر حرام ہوگئی ہے اور تم سے جدا ہوگئی ہے۔ اور ابوداؤد اس حدیث کو بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

روی هذا الحديث حميد الاعرج وغيره عن مجاهد عن ابن عباس صلى الله عليه وسلم كلهم قالوا فى الطلاق الثلاث انه اجاز ها قال وبانت منك (ابی داؤد ج۱،ط حقانیہ)

یعنی ان حضرات نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے یہ تمام رواۃ متفقہ طور پر نقل فرمارہے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے تین طلاقوں کو نافذ فرمادیا اور فتویٰ دیا کہ عورت جدا ہوگئی۔ اسی طرح نسائی شریف کی حدیث میں ہے:

عن محمود بن لبيد قال اخبر رسول الله ا عن رجل طلق امراته ثلاث تطليقات جميعاً فقام غضباناً ثم قال ايلعب بكتاب الله وانا بين اظهر كم حتى قال رجل وقال يا رسول الله الا اقتله (سنن نسائی، کتاب طلاق، قدیمی کتب خانہ کراچی)

ترجمہ: محمود بن لبید سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ آپ علیہ الصلاۃ والسلام کو خبر دی گئی کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں اکٹھی دیدیں ہیں۔ آپ علیہ السلام نے غضبناک ہو کر تقریر فرمائی کہ کیا کتاب اللہ کے ساتھ کھیل کیا جارہا ہے، حالانکہ میں تمہارے درمیان موجود ہوں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ غصہ دیکھ کر ایک صحابی کھڑے ہوگئے اور عرض کیا: یارسول اللہ! کیا اسے قتل نہ کردوں۔

حدیث مذکورہ بالا سے ثابت ہوتا ہے کہ تین طلاقیں مجتمعاً واقع ہوجاتی ہیں۔ اگر واقع نہ ہوتیں تو نبی کریم غضبناک نہ ہوتے اور فرمادیتے کہ کوئی حرج نہیں رجوع کرلو۔

اسی طرح مؤطا امام مالک علیہ الرحمہ میں ہے۔

عن مالك بلغه ان رجلاً قال لابن عباس رضی الله عنهما انی طلقت امراتی مأة تطليقة ما ذاتری علي؟ فقال له ابن عباس طلقت منك بثلاث وسبع وتسعون اتخذت بها آيات الله هزوا

ترجمہ: ایک شخص نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا میں نے اپنی بیوی کو سو طلاقیں دے دیں ہیں، اس کے متعلق آپ کیا فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: تین طلاقوں سے تو عورت تجھ سے جدا ہوگئی اور بقیہ ستانوے طلاقوں سے تو نے اللہ کی آیات کا تمسخر کیا ہے۔

اور طحاوی شریف میں ہے:

عن مالك بن حارث قال رجل الى ابن عباس فقال ان عمی طلق امراته ثلاثاً فقال: ان عمك عصى الله فاثمه الله واطاع الشيطان فلم يجعل له مخرجا فقلت كيف ترى فی رجل يحلها له فقال من يخادع الله يخادعه (باب الرجل يطلق امراته ثلاثا معا .

مالک بن حارث فرماتے ہیں کہ ایک شخص ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آیا اور کہا میرے چچا اپنی عورت کو دفعۃً تین طلاقیں دے بیٹھے ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: تیرے چچا نے خدا کی نافرمانی کی اور شیطان کی اطاعت کی اور آپ نے اس کے لئے کوئی گنجائش نہیں نکالی۔ مالک بن حارث فرماتے ہیں، میں نے عرض کیا: آپ اس شخص کے متعلق کیا فرماتے ہیں جو اس عورت کو اس شوہر کے لئے حلال کرے؟ آپ نے فرمایا: جو اللہ سے چالبازی کرے گا اللہ بھی اس کے ساتھ ایسا ہی معاملہ کرے گا۔

اور مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے:

عن انس قال كان عمر اذا اتى برجل قد طلق امراته ثلاثاً فی مجلس اوجعه ضرباً وفرق بينهما وفيه ايضا عن معمر عن الزهری فی رجل طلق امراته ثلاثاً جميعاً قال ان من فعل فقد عصى ربه وبانت منه امراته .

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس ایسا شخص لایا جاتا جس نے اپنی بیوی کو ایک مجلس میں تین طلاق دی ہوتیں تو آپ اس کو سزا دیتے ہیں اور دونوں میں تفریق کر دیتے ہیں۔ تو قرآنی آیات وتفاسیر واحادیث سے روز روشن کی طرح یہ بات واضح ہوتی ہے کہ دفعۃً تین طلاقیں دینے سے تین ہی شمار ہوتی ہیں۔

باقی غیر مقلدین کا مسلک فتویٰ از روئے قرآن وحدیث اور جمہور صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین اور چاروں ائمہ کے متفقہ مسلک کے خلاف ہے، جیسا کہ اوپر لکھا گیا ہے اور جس حدیث کو بطور استدلال پیش کیا ہے، اس حدیث سے تین طلاقوں کو ایک شمار کرنے کا استدلال کرنا تمام فقہاء کے نزدیک باطل ہے۔ مذکورہ حدیث حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ہے اس حدیث

سے استدلال کرنا اس لئے درست نہیں ہے کہ اس حدیث کو ابوداؤد نے بھی روایت کیا ہے اور اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ روایت غیر مدخولہ کے متعلق ہے، عام نہیں ہے۔ واضح رہے کہ عورتیں دو قسم کی ہیں۔

غیر مدخولہ (جس کے ساتھ ہمبستری نہ ہوئی ہو)

مدخولہ (جس کے ساتھ صحبت ہو چکی ہو) غیر مدخولہ عورت کو اگر الگ الگ لفظوں میں اس طرح طلاق دی جائے۔ تجھے طلاق ہے، تجھے طلاق ہے، تجھے طلاق ہے تو پہلے ہی لفظ سے وہ بائنہ ہو جاتی ہے یعنی نکاح سے نکل جاتی ہے اور ایسی عورت پر عدت بھی لازم نہیں ہوتی، جب یہ عورت پہلے ہی لفظ سے بائنہ ہوگی اور اس پر عدت بھی نہیں تو اس کے بعد وہ طلاق کا محل نہ رہی، اس بناء پر دوسری اور تیسری طلاق لغو ہوتی ہے، اسی اعتبار سے حدیث میں کہا گیا ہے کہ اگر تین طلاقیں دی جائیں تو ایک شمار ہوتی ہیں۔ حضور اکرم احضرت صدیق اکبر اور حضرت عمر کے ابتدائی سالوں میں غیر مدخولہ کو طلاق دینے کا یہی طریقہ تھا۔ مگر بعد میں لوگوں نے جلد بازی شروع کر دی اور ایسی غیر مدخولہ کو ایک ساتھ ایک لفظ میں تین طلاق دینے لگے تو حضرت عمر نے فرمایا کہ اب تین طلاق ہی ہوں گی۔ کہ (انت طالق ثلاثا) کہہ کر طلاق دی ہے اور یہ لفظ نکاح قائم ہونے کی حالت میں بولا ہے۔ (ابوداؤد شریف ج ۱، ص ۳۰۶)

دوسرا جواب یہ ہے کہ حضور اکرم اور حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر کے ابتدائی زمانہ میں جب انت طالق، انت طالق، انت طالق کہا جاتا تو عموماً لوگوں کی دوسری اور تیسری طلاق سے تاکید کی نیت ہوتی، استیناف کی نیت نہیں ہوتی تھی اور اس زمانہ میں لوگوں میں دین اور تقویٰ اور خوف آخرت اور خوف خدا غالب تھا دنیا کی خاطر دروغ بیانی کا خطرہ تک دل میں نہ آتا تھا۔ آخرت میں جوابدہی اور آخرت کے عذاب کا اتنا استحضار رہتا کہ مجرم بذات خود حاضر ہو کر اپنے جرم کا اقرار کرتا اور اپنے اوپر شرعی حد جاری کرنے کی درخواست کرتا، اس بناء پر ان کی بات پر اعتماد کر کے ایک طلاق کا حکم کیا جاتا، اسی اعتبار سے حدیث میں کہا گیا ہے کہ اس زمانے میں تین طلاقیں ایک شمار کی جاتی تھیں مگر جیسے جیسے عہد نبوی سے بعد ہوتا گیا اور بکثرت عجمی لوگ بھی حلقہ بگوش اسلام ہونے لگے، ان میں تقویٰ وخوف آخرت کا معیار کم ہونے لگا اور پہلے جیسی سچائی، امانت داری اور دیانت داری نہ رہی، دنیا اور عورت کی خاطر دروغ بیانی ہونے لگی، جس کا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جاسکتا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس عراق سے ایک سرکاری خط آیا کہ یہاں ایک شخص نے اپنی بیوی کو یہ جملہ کہا ہے حبلك على غاربك (تیری رسی تیری گردن پر ہے) حضرت عمر بن خطاب نے اپنے عامل کو لکھا کہ ان مرہ ان یوافینی بمکۃ فی الموسم اس کو کہو کہ حج کے زمانہ میں مکہ مکرمہ میں مجھ سے ملے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حج کے زمانہ میں کعبہ کا طواف کر رہے تھے کہ اس آدمی (عراقی) نے آپ سے ملاقات کی اور سلام کیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم کون ہو، اس نے کہا: میں وہی ہوں جس کو آپ نے حج کے زمانہ میں طلب کیا تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تجھے رب کعبہ کی قسم سچ بتا حبلك على غاربك سے تیری کیا نیت تھی، اس نے کہا: اے امیر المؤمنین! آپ نے اگر اس مبارک جگہ کے علاوہ کسی اور جگہ قسم لی ہوتی تو میں صحیح نہ بتاتا، حقیقت یہ ہے کہ میں نے اس جملے سے فراق کا یعنی عورت کو اپنے نکاح سے الگ کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: عورت تیرے ارادے کے مطابق تجھ سے علیحدہ ہوگئی۔

(موطا امام مالک علیہ الرحمہ ماجاء فی الخلیۃ والبریۃ واشباہ ذلک بحوالہ فتاویٰ رحیمہ)

یہ عراقی ایک عورت کے لئے جھوٹی قسم کھانے کے لئے اور دروغ بیانی کے لئے تیار تھا مگر کعبۃ اللہ اور حرم شریف کی عظمت وتقدس کا خیال رکھتے ہوئے کذب بیانی سے احتراز کیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عوام کی جب یہ حالت دیکھی، نیز آپ کی نظر اس حدیث پر تھی۔

اکرموا اصحابی فانهم خیارکم، ثم الذین یلونهم، ثم الذین یلونهم، ثم یظهر الکذب حتی ان الرجل یحلف ولایستحلف ویشهد ولایستشهد الخ . (مشکوٰۃ المصابیح، باب مناقب الصحابۃ)

یعنی عہد نبوت سے جیسے جیسے دوری ہوتی چلی جائے گی، دینداری کم ہوتی رہے گی اور کذب ظاہر ہوگا۔ حضرت عمر؟ نے موجودہ اور آئندہ حالات کو پیش نظر رکھ کر صحابہ سے مشورہ کیا کہ جب ابھی یہ حالت ہے تو آئندہ کیا حالت ہوگی اور لوگ عورت کو الگ کردینے کی نیت سے تین طلاق دیں گے اور پھر غلط بیانی کر کے کہیں گے کہ ہم نے ایک طلاق کی نیت کی تھی۔ آپ نے اس چور دروازے کو بند کرنے کے لئے فیصلہ کیا کہ لوگوں نے ایسی چیز میں جلد بازی شروع کردی جس میں انہیں دیر کرنی چاہئے تھی، اب جو شخص تین مرتبہ طلاق دے گا، ہم اسے تین ہی قرار دیں گے۔ صحابہ کرام نے اس فیصلہ سے اتفاق کیا اور کسی ایک نے بھی حضرت عمر کی مخالفت نہ کی، چنانچہ طحاوی شریف میں ہے۔

فخاطب عمر بذلک الناس جمیعا وفیهم اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ورضی اللہ عنهم الذین قد علموا ما تقدم من ذلک فی زمن رسول اللہ ا فلم ینکره علیہ منهم ولم یدفعه دافع

(طحاوی، ج۲،ص۳۲۰)

محقق احناف علامہ ابن ہمام رحمۃ اللہ فرماتے ہیں۔

ولم ینقل عن احد منهم انه خالف عمر حین امضی الثلاث وهی یکفی فی الاجماع

(حاشیہ ابوداؤد، ج۱،ص۳۰۶)

یعنی کسی ایک صحابی سے بھی یہ منقول نہیں ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صحابہ کی موجودگی میں تین طلاق کا فیصلہ کیا، ان میں سے کسی ایک نے بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خلاف کیا ہو اور اس قدر بات اجماع کے لئے کافی ہے۔ امام نووی اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

فاختلف العلماء فی جوابه وتاویله فالاصح ان معناه انه کان فی اول الامر اذا قال لها انت طالق، انت طالق، انت طالق، ولم ینو تاکیداً ولااستینافاً یحکم بوقوع طلقة لقلة ارادتهم الاستیناف بذلک فحمل علی الغالب الذی هو ارادة التاکید فلما کان فی زمن عمر وکثر استعمال الناس بهذه الصیغة وغلب منهم ارادة الاستیناف بها حملت الاطلاق علی الثلاث عملاً بالغالب السابق الی الفهم (نووی شرح مسلم ج۱،ص۴۷۸، قدیمی کتب خانہ کراچی)

یعنی حدیث حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی بالکل صحیح تاویل اور اس کی صحیح مراد یہ ہے کہ شروع زمانہ میں جب کوئی انت طالق، انت طالق، انت طالق کہہ کر طلاق دیتا تو عموماً اس زمانہ میں دوسری اور تیسری طلاق سے تاکید کی نیت ہوتی تھی، استیناف کی نیت نہ ہوتی تھی، جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا زمانہ آیا اور لوگوں نے اس جملہ کا استعمال بکثرت شروع کیا اور عموماً ان کی نیت طلاق کی دوسرے اور تیسرے لفظ سے استیناف ہی کی ہوتی تھی، اس لئے اس جملہ کا جب کوئی استعمال کرتا تو عرف کی بناء پر تین طلاقوں کا حکم کیا جاتا۔

یہ ہے حدیث حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا مطلب محدثین کی نظر میں اور یہی تشریح اور مقصد صحیح ہے۔ جو مطلب غیر مقلدین بیان کرتے ہیں، وہ صحیح نہیں۔ اس لئے کہ راوی حدیث حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے خود تین طلاقوں کے نفاذ کا فتویٰ دیا ہے، جیسا کہ مذکور ہو چکا ہے۔

علامہ ابن قیم نے بھی باوجود اس تشدد و تصلب کے جو ان کو اس مسئلہ میں تھا، حضرت ابن عباس کے اس فتویٰ ایک مجلس میں تین طلاقیں تین ہیں اور اس کے بعد رجعت جائز نہیں سے انکار نہیں کیا، بلکہ اس فتویٰ کے ثابت ہونے کا صاف اقرار کیا ہے۔ چنانچہ اغاثة اللفهان میں فرماتے ہیں۔

فقد صح بلاشك ابن مسعود وعلي ابن عباس الإلزام بالثلاث ان اوقعها جملة

اور چونکہ یہ مسئلہ حلال و حرام کے متعلق ہے، اگر واقعی تین کو ایک سمجھا جاتا تو اس کے راوی صرف حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ہی کیوں ہیں، ان کے علاوہ دوسرے صحابہ کرام سے اس کے بارے میں کوئی روایت نہیں ہے، جبکہ ان سے بڑے خلیفہ راشد حضرت عمر فاروق اس کے برخلاف فیصلہ فرماتے ہیں اور یہ صحابہ کرام کے سامنے کی بات ہے اور ایک صحابی نے بھی اس حکم کے خلاف نہیں کیا جس سے اس مسئلہ پر ان کا اجماع معلوم ہوتا ہے۔ الغرض تین طلاقیں شرعاً واقع ہو چکی ہیں، بیوی شوہر پر حرمت مغلظہ سے حرام ہو گئی ہے، گمراہ لوگوں سے فتویٰ لے کر حرام کو حلال بنانے کی کوشش کرنا بدترین گناہ ہے، لہٰذا دونوں میں علیحدگی ضروری ہے، بصورت دیگر اگر ایک ساتھ رہے تو حرام کے اندر مبتلا ہوں گے چنانچہ حدیث میں ہے۔

من اعلام الساعة وان يكثروا اولاد الزنا قيل لابن مسعود وهم مسلمون ! قال نعم: ياتي على الناس زمان يطلق الرجل المرأة طلقها فيقيم على فراشها منهما زانيان ما اقاما ۔

(الخصائص الکبری للسیوطی ج ۲، ص ۲۷۰، حقانیہ)

اور قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ ہے کہ زنا کی اولاد کی کثرت ہو جائے گی، پوچھا گیا حضرت ابن مسعود سے کیا وہ مسلمان ہوں گے؟ فرمایا: ہاں! وہ مسلمان ہوں گے، ایک زمانہ آئے گا لوگوں پر کہ مرد اپنی بیوی کو طلاق دے دے گا، لیکن پھر بھی اس کے ساتھ اس کے بستر پر رہے گا جب تک دونوں اس طرح رہیں گے زنا کار ہوں گے۔

قال: ياتي على الناس زمان يطلق الرجل المرأة ثم يجحدها طلاقها ثم يقيم على فرجها فهما زانيان ما اقاما (المعجم الاوسط للطبرانی ج ۵، ص ۳۳۲، بیروت)

فرمایا کہ لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا کہ مرد اپنی بیوی کو طلاق دے گا پھر طلاق دینے سے انکار کرے گا پھر اس سے ہم بستری کرتا رہے گا پس جب تک وہ دونوں اس طرح رہیں گے زنا کار ہوں گے۔

تین طلاق کے بارے میں حدیثِ ابنِ عباس پر بحث

شیخ حسن الکوثری لکھتے ہیں کہ یہ دعویٰ کرنے کے بعد کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا تین طلاق کو طلاق دہندگان پر نافذ کرنا بطورِ سزا تھا، حکمِ شرعی کے طور پر نہیں تھا، غیر مقلدین لکھتے ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی جانب سے یہ سزا لوگوں کو طلاق کو کھلونا بنانے سے روکنے کے لئے تھی، اور یہ محض وقتی سزا تھی، پھر معاملہ اور زیادہ اُلجھ گیا، اور لوگ اندھا دُھند طلاق کو کھلونا بنانے لگے، اور اکثر صحابہ اس موقع پر موجود تھے، اور وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حکم کو دیکھ رہے تھے جس کو انہوں نے برقرار رکھا تھا، اور وہ، اکثر حضرات کی رائے کے مطابق خروج سے بچنے کے لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مخالفت سے ڈرتے تھے، اور ان میں سے بعض حضرات سمجھتے تھے کہ یہ حکم محض زجر و تعزیر کی خاطر ہے، پس کبھی تین طلاق کے نفاذ کا فتویٰ دیتے تھے، اور کبھی عدمِ نفاذ کا۔ اور اس اعتبار سے کہ آخری دو طلاقیں عدت میں باطل ہیں، واقع نہیں ہوتیں، جیسا کہ ابنِ عباس سے دونوں طرح کے فتوے ثابت ہیں۔

اس کے بعد تابعین کا دور آیا تو انہوں نے بھی اختلاف کیا، ان میں سے بہت سے حضرات پر فتویٰ کے بارے میں واردشدہ روایات کی حقیقت اوجھل ہوگئی، زبانوں میں عجمیت داخل ہو چکی تھی، اور انہوں نے روایات عربی طریقے پر سنی تھیں کہ: فلاں نے تین طلاقیں دیں اس لئے جو لوگ عربیت کا صحیح ذوق نہیں رکھتے تھے اور جو انشاء اور خبر کے درمیان فرق پر غور نہیں کر سکتے تھے، انہوں نے یہ سمجھ لیا کہ تین طلاق دینے کا مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص طلاق دینے کے ارادے سے اپنی بیوی کو یوں کہے کہ: تجھے تین طلاق۔

اور حدیثِ عمر کو تکرار فی المجلس پر محمول کرنا، جبکہ قبل ازیں تکرار کو تاکید پر محمول کیا جاتا تھا (جیسا کہ نووی اور قرطبی کی رائے ہے) ناقابلِ اعتبار تاویل ہے، جس کو حدیثِ ابنِ عباس جو رکانہ کے بارے میں وارد ہے ساقط قرار دیتی ہے (یہ حدیث مسندِ احمد میں ہے، اور ابھی آپ دیکھیں گے کہ یہ روایت خود ہی ساقط ہے، کسی دُوسری چیز کو کیا ساقط کرے گی)، اور ابنِ حجر کہتے ہیں کہ: یہ حدیث اس مسئلے میں نص ہے، یہ اس تاویل کو قبول نہیں کرتی جو دُوسری احادیث میں جاری ہو سکتی ہے (یہ حدیث ابنِ حجر کے نزدیک معلول ہے، جیسا کہ التلخیص الحبیر میں ہے، پس اس کا محتملِ تاویل نہ ہونا کیا فائدہ دیتا ہے؟)

میں کہتا ہوں کہ مجھے رہ رہ کر تعجب ہوتا ہے کہ اس خود رو مجتہد کے کلام میں آخر ایک بات بھی ایسی کیوں نہیں ملتی جس کو کسی درجے میں بھی صحیح اور دُرست کہہ سکیں؟ شاید حق تعالیٰ شانہ نے ان لوگوں کو رُسوا کرنے کا فیصلہ کر رکھا ہے جو پوری اُمت کے خلاف بغاوت کرتے ہیں، واقعی اللہ تعالیٰ کے فیصلے کو ٹالنا ناممکن ہے، اور وہ حکیم و خبیر ہے!

یا سبحان اللہ! کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسے شخص کے بارے میں یہ تصور کیا جاسکتا ہے وہ لوگوں کو ماثبت فی الشرع کے خلاف پر مجبور کریں؟ اور کیا صحابہ کے بارے میں یہ خیال کیا جاسکتا ہے کہ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ڈر کر ان کی ہاں میں ہاں

ملا دیں؟ حالانکہ ان میں ایسے حضرات بھی موجود تھے جو کج روی کجی کو اپنی تلواروں سے سیدھا کر دیتے تھے۔ مولفِ رسالہ نے جو کچھ کہا ہے یہ خالص رافضی وساوس اور رافضیت کے جراثیم ہیں، اہلِ فساد ان جراثیم کو چکنے چپڑے الفاظ کے پردے میں چھپانا چاہتے ہیں۔

کوئی کج رو کسی ایک صحابی سے ایک بھی صحیح روایت پیش نہیں کر سکتا کہ انہوں نے فتویٰ دیا ہو کہ تین طلاقیں ایک ہوتی ہیں، اس کو زیادہ سے زیادہ کوئی چیز مل سکتی ہے تو وہ اس قبیل سے ہوگی جس کو ابنِ رجب نے اعمش سے نقل کیا ہے، اور جس کا ذکر گزشتہ سطور میں آچکا ہے۔

یا ابوالصہبا کی روایت کے قبیل سے ہوگی جس کی عللِ قادحہ کو اہلِ علم طشت از بام کر چکے ہیں، اور یہ بھی اس صورت میں ہے جبکہ اس روایت کو اس احتمال پر محمول کیا جائے جس کے اہلِ زیغ قائل ہیں، اس کی بحث عنقریب آتی ہے۔

یا ابوالزبیر کی اس منکر روایت کے قبیل سے ہوگی جس کے منکر ہونے کے دلائل اُوپر گزر چکے ہیں، یا طلاقِ رکانہ کی بعض روایات کے قبیل سے ہوگی جن کا غلط ہونا عنقریب آتا ہے، یا اس قبیل سے ہوگی جس کو ابنِ سیرین بیس برس تک ایسے لوگوں سے سنتے رہے جن کو وہ سچا سمجھتے تھے، بعد میں اس کے خلاف نکلا، جیسا کہ صحیح مسلم میں ہے۔ یا ابنِ مغیث جیسے ساقط الاعتبار شخص کی نقل کے قبیل سے ہوگی۔

پس کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نہیں جانتے تھے کہ لوگوں کو خلافِ شرع پر مجبور کرنا حرام اور بدترین حرام ہے اور شریعت سے خروج ہے؟ اور کیسا بُرا خروج؟ چلئے فرض کر لیجئے! کہ انہوں نے لوگوں کو مجبور کیا تھا، لیکن سوال یہ ہے کہ ترکِ رجعت یا منعِ تزوّج پر مجبور کرنے کی قیمت نکاح وطلاق پر مجبور کرنے سے زیادہ تو نہیں ہوگی؟ اکثر اہلِ علم کے نزدیک جبراً نکاح کا ایجاب وقبول کرانے سے نکاح نہیں ہوتا، اسی طرح جبراً طلاق کے الفاظ کہلانے سے طلاق نہیں ہوتی، اس صورت میں کیا ان طلاق دینے والوں کو یہ استطاعت نہیں تھی کہ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے علم کے بغیر اپنی مطلقہ عورت سے رُجوع کر لیں؟ یا (بعد از عدّت) نکاح کر لیں؟ آخر ایسا کون ہے جو لوگوں کو ایسی چیزوں سے روک دے جن کے وہ مالک ہیں؟ یہاں تک کہ انساب میں گڑبڑ ہو جائے، اور شرور کے تمام دروازے چوپٹ کھل جائیں۔

اور ابنِ قیم کو خیال ہوا کہ وہ اپنے کلامِ فاسد پر یہ کہہ کر پردہ ڈال سکتے ہیں کہ حضرت عمر کا یہ عمل اس تعزیر کے قبیل سے تھا جو ان کے لئے مشروع تھی، لیکن سوال یہ ہے کہ یہ کیسے تصوّر کیا جاسکتا ہے کہ کوئی شخص تعزیر کے طور پر ایک شرعی حکم کے اِلغا کا اقدام کرے؟ اور ایسے نام نہاد تعزیری حکم کا اس تعزیر سے کیا جوڑ جو شریعت میں معروف ہے اور جس کے فقہائے اُمت قائل ہیں؟ ابنِ قیم اس مسئلے پر طول طویل کلام کرنے کے باوجود اس کی ایک بھی نظیر تو پیش نہیں کر سکے، بلکہ اس دروازے کا کھولنا درحقیقت پوری شریعت کو اس قسم کے حیلوں بہانوں سے معطل کر دینے کا دروازہ کھولنا ہے، جیسا کہ طوفی حنبلی نے مصالحِ مرسلہ کی آڑ میں اسی قسم کا دروازہ کھولنے میں دراز نفسی سے کام لیا ہے، پس اس قسم کی توجیہ درحقیقت ایک گندی تہمت ہے، حضرت عمر پر بھی، ان جمہور صحابہ پر بھی جنھوں نے حضرت عمر کی اس مسئلے میں موافقت کی، اور خود شریعتِ مطہرہ پر بھی۔ چنانچہ یہ بات اس شخص پر مخفی نہیں جس نے اس مسئلے کی گہرائی

میں اُتر کر دیکھا ہو، اور جس نے اس کے تمام اطراف و جوانب کی پوری چھان بین کی ہو، محض شاذ اقوال کی تقلید پر اکتفا نہ کیا ہو، یا بحث کے محض کسی ایک گوشے کو نہ لے اُڑا ہو۔

اور حافظ ابنِ رجب حنبلی نے اپنی مذکورہ بالا کتاب میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فیصلوں کے بارے میں ایک نفیس فائدہ ذکر کیا ہے، میرے لئے ممکن نہیں کہ اس کی طرف اشارہ کئے بغیر اسے چھوڑ جاؤں، وہ لکھتے ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جو فیصلے کئے وہ دو قسم کے ہیں، ایک یہ کہ اس مسئلے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے کوئی فیصلہ سرے سے صادر نہ ہوا ہو، اور اس کی پھر دو صورتیں ہیں:

ایک یہ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس مسئلے میں غور کرنے کے لئے صحابہ کو جمع کیا، ان سے مشورہ فرمایا، اور صحابہ نے اس مسئلے پر ان کے ساتھ اِجماع کیا، یہ صورت تو ایسی ہے کہ کسی کے لئے اس میں شک وشبہ کی گنجائش نہیں کہ یہی حق ہے۔ جیسے عمر تین کے بارے میں آپ کا فیصلہ، اور جیسے اس شخص کے بارے میں فیصلہ جس نے اِحرام کی حالت میں بیوی سے صحبت کر کے حج کو فاسد کر لیا تھا کہ وہ اس اِحرام کے مناسک کو پورا کرے، اور اس کے ذمہ قضا اور دَم لازم ہے، اور اس قسم کے اور بہت سے مسائل۔

اور دُوسری صورت یہ کہ صحابہ نے اس مسئلے میں حضرت عمر کے فیصلے پر اِجماع نہیں کیا، بلکہ حضرت عمر کے زمانے میں بھی اس مسئلے میں ان کے اقوال مختلف رہے، ایسے مسئلے میں اختلاف کی گنجائش ہے، جیسے دادا کے ساتھ بھائیوں کی میراث کا مسئلہ۔

اور دُوسری قسم وہ ہے جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ، حضرت عمر کے فیصلے کے خلاف مروی ہو۔ اس کی چار صورتیں ہیں۔

اوّل: یہ کہ اس میں حضرت عمر نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے کی طرف رُجوع کر لیا ہو، ایسے مسئلے میں حضرت عمر کے پہلے قول کا کوئی اعتبار نہیں۔

دوم: یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس مسئلے میں دو حکم مروی ہوں، ان میں سے ایک حضرت عمر کے فیصلے کے موافق ہو، اس صورت میں جس فیصلے پر حضرت عمر نے عمل کیا وہ دُوسرے کے لئے ناسخ ہوگا۔

سوم: یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنسِ عبادات میں متعدد انواع کی رُخصت دی ہو، پس حضرت عمر ان انواع میں افضل اور اَصلح کو لوگوں کے لئے اختیار کر لیں، اور لوگوں سے اس کی پابندی کرائیں۔ پس جس صورت کو حضرت عمر نے اختیار فرمایا ہو اس کو چھوڑ کر کسی دُوسری صورت پر عمل کرنا ممنوع نہیں۔

چہارم: یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ کسی علت پر مبنی تھا، وہ علت باقی نہ رہی تو حکم بھی باقی نہ رہا، جیسے مؤلفۃ القلوب، یا کوئی ایسا مانع پایا گیا جس نے اس حکم پر عمل کرنے سے روک دیا۔

اور صاحبِ بصیرت پر مخفی نہیں کہ زیرِ بحث مسئلہ ان انواع واقسام میں کس قسم کی طرف راجع ہے۔ چنانچہ اب ہم حدیثِ ابنِ عباس پر، جس میں حضرت عمر کے تین طلاقوں کے نافذ کرنے کا ذکر ہے، اور حدیثِ رکانہؓ پر بحث کرتے ہیں، تاکہ یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہو جائے کہ کسی کج رو شخص کے لئے ان دونوں حدیثوں سے تمسک کی گنجائش نہیں، بلکہ ان دونوں سے جمہور کے

دلائل میں مزید اضافہ ہوجاتا ہے۔

رہی ابن عباس کی حدیث، جس کے گرد یہ شذوذ پسند گنگناتے نظر آتے ہیں، اس اُمید پر کہ ان کو اس حدیث میں کوئی ایسی چیز مل جائے گی جو ان کو اُمت کے خلاف بغاوت کے لئے کچھ سہارے کا کام دے سکے گی، اس حدیث کا متن یہ ہے۔ ابنِ عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں، حضرت ابوبکر کے زمانے میں اور حضرت عمر کی خلافت کے پہلے دو سالوں میں تین طلاق ایک تھی، پس حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: لوگوں نے ایک ایسے معاملے میں جلد بازی سے کام لیا، جس میں ان کے لئے سوچ بچار کی گنجائش تھی، پس اگر ہم ان تین طلاقوں کو ان پر نافذ کردیں (تو بہتر ہو)، چنانچہ آپ نے ان پر تین طلاق کو نافذ قرار دے دیا۔

اور ایک دُوسری روایت میں حضرت طاؤس سے یہ الفاظ مروی ہیں کہ ابوالصہبا نے ابنِ عباس سے کہا کہ: اپنی عجیب و غریب باتوں میں سے کچھ لایئے! کیا تین طلاق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر کے زمانے میں ایک نہیں تھی؟ ابنِ عباس نے فرمایا کہ: ہاں! یہی تھا، پھر جب حضرت عمر کے زمانے میں لوگوں نے پے درپے طلاق دینی شروع کی تو حضرت عمر نے تین طلاقوں کو ان پر نافذ کردیا۔

اور ایک روایت میں طاؤس سے یہ الفاظ مروی ہیں کہ ابوالصہبا نے ابنِ عباس سے کہا کہ: کیا آپ کو علم ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں، حضرت ابوبکر کے زمانے میں اور حضرت عمر کی خلافت کے تین سالوں میں تین طلاق صرف ایک ٹھہرائی جاتی تھی؟ ابنِ عباس نے کہا: ہاں!

ان تینوں احادیث کی تخریج امام مسلم نے اپنی صحیح میں کی ہے۔ لیکن مستدرک حاکم میں یہ دودن کا جو لفظ ہے (یعنی تین طلاقوں کو ایک کی طرف لوٹایا جاتا تھا) تو یہ عبداللہ بن موٴمل کی روایت سے ہے، جس کو ابنِ معین، ابوحاتم اور ابنِ عدی نے ضعیف کہا ہے، ابوداوٴد اس کو منکر الحدیث کہتے ہیں، اور ابنِ ابی ملیکہ کے الفاظ حدیث میں انقطاع کے الفاظ ہیں، اور اگر حاکم میں تشیع نہ ہوتا تو وہ مستدرک میں اس حدیث کی تخریج سے انکار کردیتے، چنانچہ شیعوں میں کتنے ہی ایسے اشخاص ہیں جو روافض کی تلبیسات کے اور ان کے مذہب شیعہ کا لبادہ اوڑھنے سے دھوکا کھا جاتے ہیں، بغیر اس کے کہ جانیں کہ اس قسم کے مسائل سے شیعوں کا اصل مدعا کیا ہے۔

اب ہمیں سب سے پہلے طلاق الثلاث کے لفظ پر غور کرنا چاہئے کہ آیا الثلاث پر لامِ استغراق داخل ہے اور تین طلاق سے ہر قسم کی تین طلاقیں مراد ہیں؟ یا تین طلاقوں کی کوئی خاص معہود قسم مراد ہے؟ چنانچہ (پہلی شق تو باطل ہے، کیونکہ) یہاں ہر قسم کی تین طلاق مراد لینا ممکن نہیں، کیونکہ تین طلاق کی ایک صورت یہ ہے کہ تین طلاقیں الگ الگ طہروں میں دی جائیں، ایسی تین طلاقوں کا ایک ہونا ممکن نہیں، خواہ یہ طلاق کی تعداد کو تین تک محدود کئے جانے سے قبل ہو، یا اس کے بعد، کیونکہ جب تک طلاق کو تین تک محدود نہیں کیا گیا تھا لوگ جتنی چاہیں طلاق دے سکتے تھے، اور تین کے ایک ہونے کا کوئی اعتبار نہیں تھا، لہٰذا طلاق کو تین تک محدود قرار دینے سے پہلے تین کے ایک ہونے کے کوئی معنی نہیں تھے، اور اس کے بعد بھی تین کے ایک ہونے کا تصوّر نہیں کیا جاسکتا،

کیونکہ حق تعالیٰ شانہ کا ارشاد: اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ اس اَمر میں نص ہے کہ طلاق کی تعداد، جس کے بعد مراجعت صحیح ہے، صرف دو ہیں، تیسری طلاق کے بعد عورت شوہر کے لئے حلال نہیں رہے گی یہاں تک کہ وہ دُوسرے شوہر سے نکاح کرے۔ پس اس آیتِ شریفہ کے نزول کے بعد تین کو ایک قرار دینا کیسے ممکن ہوگا؟

الغرض! اس حدیث میں تین طلاقوں سے مراد ایسی تین طلاقیں مراد نہیں ہوسکتیں جو الگ الگ طہروں میں دی گئی ہوں، لہٰذا صرف ایک ہی احتمال باقی رہا کہ تین طلاقوں سے مراد ایسی تین طلاقیں ہیں جو ایسے الگ الگ طہروں میں نہ دی گئی ہوں، جن میں صحبت نہ ہوئی ہو، اور اس احتمال کی صرف دو صورتیں ہیں، یا تو یہ تین طلاقیں بیک لفظ دی جائیں گی، یا الگ الگ الفاظ سے، اگر الگ الگ الفاظ سے پے در پے واقع کی جائیں تو اس مطلقہ کے ساتھ شوہر کی خلوت ہوچکی ہوگی یا نہیں، اگر خلوت نہیں ہوئی تھی تو وہ پہلے لفظ سے بائنہ ہوجائے گی، دُوسری اور تیسری طلاق کا محل ہی نہیں رہے گی۔ اور جس صورت میں کہ عورت کے ساتھ شوہر کی خلوت ہوچکی ہو، پس اگر طلاق دینے والے کی نیت ایک طلاق کی تھی اور اس نے دُوسرا اور تیسرا لفظ محض تاکید کے طور پر استعمال کیا تھا تو دیانۃً اس کا قول قبول کیا جائے گا۔

اور جس صورت میں کہ تین طلاق بالفاظِ غیر متعاقبہ یا بلفظِ واحد واقع کی گئی ہوں تو اس کے دو مفہوم ہوسکتے ہیں: ایک یہ کہ آج جو تین طلاق بلفظِ واحد دینے کا رواج ہے، دورِ نبوی، دورِ صدیقی اور حضرت عمر کے ابتدائی دور میں اس کا رواج نہیں تھا، بلکہ ان مقدس اَدوار میں اس کے بجائے ایک طلاق دینے کا رواج تھا، لوگ ان زمانوں میں سنت طلاق کی رعایت کرتے ہوئے تین الگ الگ طہروں میں طلاق دیا کرتے تھے، بعد کے زمانے میں لوگ پے در پے اکٹھی طلاقیں دینے لگے، کبھی حیض کی حالت میں، کبھی ایک ہی طہر میں بلفظِ واحد یا بالفاظِ متعاقبہ۔

دُوسرا مفہوم یہ ہوسکتا ہے کہ جس طرح تین طلاق دینے کا آج رواج ہے کہ لوگ بلفظِ واحد یا بالفاظِ متعاقبہ ایک طہر میں یا حیض کی حالت میں طلاق دیا کرتے ہیں، یہی رواج ان تین مقدس زمانوں میں بھی تھا، لیکن ان زمانوں میں ایسی تین طلاقوں کو ایک ہی شمار کیا جاتا تھا، تو کیا ہم اس معاملے میں ان حضرات کی مخالفت کریں؟ اور ہم ان کو تین طلاقیں شمار کریں جبکہ وہ حضرات ان تین کو ایک شمار کرتے تھے؟

الغرض! سبر و تقسیم کے بعد جو آخری دو احتمال نکلتے ہیں ان میں سے پہلے احتمال کے خلاف کوئی ایسی چیز نہیں جو اس کو غلط قرار دے، اس کے برعکس دُوسرے احتمال کے غلط ہونے کے قوی دلائل موجود ہیں، مثلاً اس حدیث کے راوی حضرت عبداللہ بن عباس کا فتویٰ اس کے خلاف ہے، (جو اس احتمال کے باطل اور مردود ہونے کی دلیل ہے)، چنانچہ نقاد نے کتنی ہی احادیث کو اس بنا پر نا قابلِ عمل قرار دیا ہے کہ ان کی روایت کرنے والے صحابہ رضی اللہ عنہم کا فتویٰ ان کے خلاف ہے، جیسا کہ ابنِ رجب نے شرح علل ترمذی میں اس کو شرح و بسط سے لکھا ہے، یہی مذہب ہے یحییٰ بن معین کا، یحییٰ بن سعید القطان کا، احمد بن حنبل کا اور ابن المدینی کا۔ اگرچہ بعض اہلِ علم کی رائے یہ ہے کہ راوی کی روایت کا اعتبار ہے، اس کی رائے کا اعتبار نہیں، لیکن یہ بھی اس صورت میں ہے کہ حدیث اپنے مفہوم میں نص ہو کہ اس میں دُوسرا احتمال نہ ہو، یا اگر مفہوم قطعی نہیں تو کم سے کم راجح احتمال ہو، مرجوح نہ ہو، لیکن جو احتمال کہ

محض فرضی اور مصنوعی ہو اس رائے کے مطابق بھی وہ کیسے لائق شمار ہوسکتا ہے؟ اور جس شخص نے علم مصطلح الحدیث میں صرف متاخرین کی کتابوں تک اپنی نظر کو محدود رکھا ہو اس نے اپنی بصارت پر اپنی نظر کے اُفق کی پٹی باندھ رکھی ہے، اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ فتویٰ تواتر کے ساتھ ثابت ہے کہ تین طلاق بلفظِ واحد سے تین ہی واقع ہوتی ہیں۔ جیسا کہ گزشتہ بحث میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کی روایت حضرت عطاء، حضرت عمرو بن دینار، حضرت سعید بن جبیر، حضرت مجاہد رحمہم اللہ اور دیگر حضرات کے حوالے سے بلکہ خود طاؤس کے حوالے سے بھی گزر چکی ہے۔

اس روایت کے نقل کرنے میں طاؤس منفرد ہیں، اور ان کی یہ روایت دیگر حضرات کی روایت کے خلاف ہے، اور یہ ایسا شذوذ (شاذ ہونا) ہے جس کی وجہ سے روایت مردود ہو جاتی ہے، جیسا کہ مذکورہ بالا وجہ سے مردود ہو جاتی ہے۔

کرابیسی کے حوالے سے اُوپر گزر چکا ہے کہ ابن طاؤس جو اپنے والد سے اس روایت کو نقل کرتے ہیں انہوں نے اس شخص کو جھوٹا قرار دیا ہے جو ان کے باپ (طاؤس) کی طرف یہ بات منسوب کرے کہ وہ تین طلاق کے ایک ہونے کے قائل تھے۔

اس روایت کے یہ الفاظ کہ: ابوالصہبا نے کہا یہ انقطاع کے الفاظ ہیں، (یعنی معلوم نہیں کہ طاؤس نے خود ابوالصہبا سے یہ بات سنی یا نہیں؟) اور صحیح مسلم میں بعض احادیث منقطع موجود ہیں۔

نیز ابوالصہبا سے اگر ابن عباس کا مولیٰ مراد ہے تو وہ ضعیف ہے، جیسا کہ امام نسائی نے ذکر کیا ہے، اور اگر کوئی دُوسرا ہے تو مجہول ہے۔

نیز حدیث کے بعض طرق میں یہ الفاظ ہیں: ہات من ہنا تک یعنی ابوالصہبا نے ابن عباس کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ: لایئے! اپنی قابلِ نفرت اور بُری باتوں میں سے کچھ سنایئے! حضرت ابن عباس کی جلالتِ قدر کو ملحوظ رکھتے ہوئے ان کے درجے کا کوئی صحابی بھی ان کو ایسے الفاظ سے مخاطب نہیں کرسکتا، چہ جائیکہ ان کا غلام ایسی گستاخانہ گفتگو کرے، اور حضرت ابن عباس اس کے ان گستاخانہ خطاب کی تردید بھی نہ کریں۔

اور بریں تقدیر کہ ابن عباس نے اس کو بغیر تردید کے جواب دیا (تو گویا اس حدیث کا قابلِ نفرت اور بُری باتوں میں سے ہونا تسلیم کرلیا) اندریں صورت یہ روایت خود انہی کے اقرار و تسلیم کے مطابق قبیح اور مردود باتوں میں سے ہوئی، (پھر اس کو استدلال میں پیش کرنے کے کیا معنی؟) اور حضرت ابن عباس کی رُخصتوں کا حکم سلف و خلف کے درمیان مشہور ہے، اور امام مسلم؟ کی عادت یہ ہے کہ وہ تمام طرقِ حدیث کو ایک ہی جگہ جمع کردیتے ہیں، تاکہ حدیث پر حکم لگانا آسان ہو، اور یہ حدیث کے مرتبے کی تعریف و تشخیص کا ایک عجیب و غریب طریقہ ہے۔

اس حدیث کا اگر زیرِ بحث مفہوم لیا جائے تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ نعوذ باللہ حضرت عمر نے محض اپنی رائے سے شریعت سے خروج اختیار کیا، اور حضرت عمر کی عزت و عظمت اس سے بالاتر ہے کہ ایسی بات ان کی جانب منسوب کی جائے۔

نیز اس سے جمہور صحابہ پر یہ تہمت عائد ہوتی ہے کہ وہ نعوذ باللہ اپنے تنازعات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حَکَم بنانے کے بجائے رائے کو حَکَم ٹھہراتے تھے، اور یہ ایک ایسی شناعت و قباحت ہے جس کو صحابہ کے بارے میں روافض کے سوا کوئی گوارا نہیں

کر سکتا، اور اہلِ تحقیق کے نزدیک اس شذوذ کا مصدر روافض ہیں۔

اور یہ سمجھنا کہ: حضرت عمر کا یہ عمل سیاسی تھا، جس کو بطور تعزیر اختیار کرنے کی حضرت عمر کے لئے گنجائش تھی یہ نری تہمت ہے، جس سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا دامن پاک ہے۔ آخر ایسا کون ہوگا جو سیاست کے طور پر شریعت کے خلاف بغاوت کو جائز رکھے؟

پس یہ عشرہ کاملہ (پوری دس وجوہ) آخری دو احتمالوں میں سے دُوسرے احتمال کے باطل ہونے کا فیصلہ کرتی ہیں، لہٰذا برتقدیرِ صحت حدیث پہلا احتمال متعین ہے، () اور میں ذیول طبقات الحفاظ کی تعلیقات میں بھی اس حدیث کے علل کو ذکر کر چکا ہوں، جو یہاں کے بیان کے قریب قریب ہے۔ علاوہ ازیں تین کو ایک کہنا (نصاریٰ کا قول ہے) مسلمانوں کے مذہب سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔

جعلوا الثلاثة واحدًا، لو انصفوا   لم يجعلوا العدد الكثير قليلًا

انہوں نے تین کو ایک بنا دیا، اگر وہ انصاف کرتے تو عددِ کثیر کو قلیل نہ بناتے۔

حافظ ابنِ رجب اپنی مذکور الصدر کتاب میں ابنِ عباس کی اس حدیث پر گفتگو شروع کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ پس اس حدیث کے بارے میں ائمہءِ اسلام کے دو مسلک ہیں، ایک مسلک امام احمد اور ان کے موافقین کا ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اس حدیث کی اسناد میں کلام ہے، کیونکہ یہ روایت شاذ ہے، طاؤس اس کے نقل کرنے میں متفرد ہیں، اور ان کا کوئی متابع موجود نہیں، کوئی راویءِ حدیث خواہ بذاتِ خود ثقہ ہو، لیکن ثقہ راویوں کے خلاف اس کا کسی حدیث کے نقل کرنے میں متفرد ہونا حدیث میں ایک ایسی علت ہے جو اس کے قبول کرنے میں توقف کو واجب کر دیتی ہے، اور جس کی وجہ سے روایت شاذ یا منکر بن جاتی ہے، جبکہ وہ کسی دُوسرے صحیح طریق سے مروی نہ ہو۔ اور یہ طریقہ ہے متقدمین ائمہ حدیث کا، جیسے امام احمد، یحییٰ بن معین، یحییٰ بن قطان، علی بن المدینی وغیرہ۔ اور زیرِ بحث حدیث ایسی ہے کہ اس کو طاؤس کے سوا حضرت ابنِ عباس سے کوئی بھی روایت نہیں کرتا، ابنِ منصور کی روایت میں ہے (ہم اس روایت کی طرف سابق میں اشارہ کر چکے ہیں) کہ: امام احمد نے فرمایا۔

ابنِ عباس کے تمام شاگرد طاؤس کے خلاف روایت کرتے ہیں۔ (ہم اس کی مثل اثرم) سے بھی اُوپر نقل کر چکے ہیں، اور جوزجانی (صاحب الجرح) کہتے ہیں: یہ حدیث شاذ ہے، میں نے زمانہءِ قدیم میں اس کی بہت تتبع تلاش کی، لیکن مجھے اس کی کوئی اصل نہیں ملی۔

اس کے بعد ابنِ رجب لکھتے ہیں اور جب اُمت کسی حدیث کے مطابق عمل نہ کرنے پر اجماع کر لے تو اس کو ساقط اور متروک العمل قرار دینا واجب ہے، امام عبدالرحمٰن بن مہدی فرماتے ہیں کہ: وہ شخص علم میں امام نہیں ہو سکتا جو شاذ علم کو بیان کرے۔ امام ابراہیم نخعی فرماتے ہیں کہ: وہ حضرات (یعنی سلف صالحین) احادیثِ غریبہ سے کراہت کیا کرتے تھے۔ یزید بن ابی حبیب کہتے ہیں کہ: جب تم کوئی حدیث سنو تو اس کو تلاش کرو، جس طرح گم شدہ چیز کو تلاش کیا جاتا ہے، اگر پہچانی جائے تو ٹھیک، ورنہ اس کو چھوڑ دو۔ امام مالک سے مروی ہے کہ: بدتر علم غریب ہے، اور سب سے بہتر علم ظاہر ہے، جس کو عام لوگ روایت کرتے ہیں۔ اور اس

باب میں سلف کے بہت سے ارشاد مروی ہیں۔

اس کے بعد ابنِ رجب لکھتے ہیں حضرت ابنِ عباس جو اس حدیث کے راوی ہیں، ان سے صحیح اسانید کے ساتھ ثابت ہے کہ انہوں نے اس حدیث کے خلاف اکٹھی تین طلاق کے لازم ہونے کا فتویٰ دیا، اور امام احمد اور امام شافعینے اسی علت کی وجہ سے اس حدیث کو معلول قرار دیا ہے، جیسا کہ ابنِ قدامہ نے المغنی میں ذکر کیا ہے، اور تنہا یہی ایک علت ہوتی تو اس حدیث کے ساقط ہونے کے لئے کافی تھی، چہ جائیکہ اس کے ساتھ یہ علت بھی شامل ہو کہ یہ حدیث شاذ اور منکر ہے اور اجماعِ اُمت کے خلاف ہے۔ اور قاضی اسماعیل اَحکام القرآن میں لکھتے ہیں کہ: طاؤس اپنے فضل وصلاح کے باوجود بہت سی منکر اشیاء روایت کیا کرتے ہیں، من جملہ ان کے ایک یہ حدیث ہے، اور اَیوب سے مروی ہے کہ وہ طاؤس کی کثرتِ خطا سے تعجب کیا کرتے تھے اور ابنِ عبدالبر کہتے ہیں کہ اس حدیث کی روایت میں طاؤس نے شذوذ اختیار کیا ہے۔

پھر ابنِ رجب لکھتے ہیں کہ علمائے اہلِ مکہ ان شاذ اقوال کی وجہ سے طاؤس پر نکیر کیا کرتے تھے جن کے نقل کرنے میں وہ متفرد ہوں۔ اور کرابیسی ادب القضا میں لکھتے ہیں کہ: طاؤس، ابنِ عباس سے بہت سے اخبارِ منکرہ نقل کرتے ہیں، اور ہماری رائے یہ ہے واللہ اعلم کہ یہ منکر خبریں انہوں نے عکرمہ سے لی ہیں، اور سعید بن مسیب، عطاء اور تابعین کی ایک جماعت عکرمہ سے پرہیز کرتی ہے۔ عکرمہ، طاؤس کے پاس گئے تھے، طاؤس نے عکرمہ سے وہ کچھ لیا ہے جن کو عموماً وہ ابنِ عباس سے روایت کرتے ہیں۔ ابوالحسن السبکی کہتے ہیں کہ: پس ان روایات کی ذمہ داری عکرمہ پر ہے، طاؤس پر نہیں۔

اور ابنِ طاؤس سے کرابیسی کی روایت ہم پہلے نقل کرچکے ہیں کہ: ان کے باپ طاؤس کی طرف یہ جو کچھ منسوب کیا گیا ہے، وہ سب جھوٹ ہے۔ یہ گفتگو تو مسلکِ اوّل سے متعلق تھی۔ اور دُوسرے مسلک کے بارے میں ابنِ رجب ہی لکھتے ہیں اور یہ مسلک ہے ابنِ راہویہ کا اور ان کے پیروکاروں کا، اور وہ ہے معنیٔ حدیث پر کلام کرنا، اور وہ یہ کہ حدیث کو غیر مدخول بہا پر محمول کیا جائے، اس کو ابنِ منصور نے اسحاق بن راہویہ سے نقل کیا ہے۔ اور الجوزجانی نے الجامع میں اس کی طرف اشارہ کیا ہے، اور ابوبکر الاثرم نے اپنی سنن میں اس پر باب باندھا ہے، اور ابوبکر الخلال نے بھی اس پر دلالت کی ہے، اور سنن ابوداوٴد میں بروایت حماد بن زید عن اَیوب عن غیر واحد عن طاؤس عن ابنِ عباس یہ حدیث اس طرح نقل کی ہے کہ آدمی جب اپنی بیوی کو تین طلاق دُخول سے پہلے دیتا تو اس کو ایک ٹھہراتے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اور حضرت ابوبکر کے زمانے میں اور حضرت عمر کے ابتدائی دور میں، پھر جب حضرت عمر نے لوگوں کو دیکھا کہ پے درپے طلاق دینے لگے ہیں تو فرمایا کہ ان کو ان پر نافذ کردو۔

اور اَیوب امام کبیر ہیں، پس اگر کہا جائے کہ وہ روایت تو مطلق تھی تو ہم کہیں گے کہ ہم دونوں دلیلوں کو جمع کرکے یہ کہیں گے کہ وہ روایت بھی قبل الدخول پر محمول ہے۔

یہاں تک مسلکِ ثانی میں ابنِ رجب کا کلام تھا۔ اور شوکانی نے اپنے رسالہ تین طلاق میں (ابوداوٴد کی مندرجہ بالا) اس روایت کو (جس میں طلاق قبل الدخول کا ذکر ہے) بعض افرادِ عام کی تنصیص کے قبیل سے ٹھہرانے کا قصد کیا ہے، حالانکہ ہم ذکر

کر چکے ہیں کہ الثلاث میں لام کو استغراق پر محمول کرنا صحیح نہیں، لہٰذا یہ روایت اس قبیل سے نہیں ہوگی۔ اور شوکانی کا یہ کلام محض اس لئے کہ ان کو بہر حال بولتے رہنا ہے، خواہ بات کا نفع ہو یا نہ ہو، بالکل ایسی ہی حالت جس کا ذکر امام زفر؟ نے فرمایا تھا (کہ میں مخالف کے ساتھ مناظرہ کرتے ہوئے اسے صرف خاموش ہو جانے پر مجبور نہیں کرتا بلکہ اس کے ساتھ مناظرہ کرتا رہتا ہوں یہاں تک کہ وہ پاگل ہو جائے، اور پاگل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ایسی مجنونانہ باتیں کرنے لگے جو کبھی کسی نے نہیں کیں)۔

پھر شوکانی کہتے ہیں کہ: طلاق قبل الدخول نادر ہے، پس لوگ کیسے پے در پے طلاقیں دینے لگے یہاں تک کہ حضرت عمر غصہ ہو گئے؟ میں کہتا ہوں کہ جو چیز ایک شہر میں یا ایک زمانے میں نادر شمار ہوتی ہے وہ بسا اوقات دُوسرے زمانے میں اور دُوسرے شہر میں نادر نہیں، بلکہ کثیر الوقوع ہوتی ہے، اس لئے شوکانی کا یہ اعتراض بے محل ہے، علاوہ ازیں شوکانی یہ چاہتے ہیں کہ سنن ابوداوٴد میں روایت شدہ صحیح حدیث کے حکم کو محض رائے سے باطل کر دیں، (پس یہ درحقیقت انکارِ حدیث کے جراثیم ہیں)، غالباً اس قدر وضاحت اس بات کو بتانے کے لئے کافی ہے کہ ان لوگوں کے لئے حدیثِ ابنِ عباس سے استدلال کی کوئی گنجائش نہیں۔

اب لیجئے حدیثِ رکانہ! جس سے یہ لوگ تمسک کرنا چاہتے ہیں، یہ وہ حدیث ہے جسے امام احمد نے مسند میں بایں الفاظ ذکر کیا ہے حدیث بیان کی ہم سے سعد بن ابراہیم نے، کہا: خبر دی ہم کو میرے والد نے محمد بن اسحاق سے، کہا: حدیث بیان کی مجھ سے داوٴد بن حصین نے عکرمہ سے، اس نے ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے کہ انہوں نے فرمایا۔

رکانہ بن عبد یزید نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں ایک ہی مجلس میں دے دی تھیں، پھر ان کو اس پر شدید غم ہوا، پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا کہ تم نے کیسے طلاق دی تھی؟ انہوں نے کہا کہ: میں نے تین طلاقیں ایک ہی مجلس میں دے دیں۔ فرمایا: یہ تو ایک ہوئی، لہٰذا تم اگر چاہو تو اس سے رُجوع کرلو، چنانچہ رکانہ نے اس سے رُجوع کرلیا۔

اور مجھے بے حد تعجب ہوتا ہے کہ جو شخص یہ دعویٰ کرتا ہے کہ صحابہ کے زمانے میں تین طلاق أنتِ طالق ثلاثًا کے لفظ سے ہوتی ہی نہیں تھی، وہ اس حدیث سے تین کو ایک کی طرف رَدّ کرنے پر استدلال کیسے کرنا چاہتا ہے؟ پس جو تین طلاق کہ مجلسِ واحد میں أنتِ طالق ثلاثًا کے الفاظ سے نہ ہو تو لامحالہ تکرارِ لفظ کے ساتھ ہوگی، اور تکرار کی صورت میں دو احتمال ہیں، ایک یہ کہ اس نے تاکید کا ارادہ کیا ہو، دُوسرے یہ کہ تین طلاق واقع کرنے کا قصد کیا ہو، پس جب معلوم ہوا کہ اس نے صرف ایک کا ارادہ کیا تھا تو دیانۃً اس کا قول قبول کیا جائے گا، اور اس کا یہ کہنا کہ میں نے تین طلاق دیں، اس کے معنی یہ ہوں گے کہ اس نے طلاق کا لفظ تین بار دہرایا، اور ہوسکتا ہے کہ راوی نے حدیث کو مختصر کرکے روایت بالمعنی کردی ہو۔ علاوہ ازیں یہ حدیث منکر ہے، جیسا کہ امام جصاص اور ابنِ ہمام فرماتے ہیں، کیونکہ یہ پختہ کار ثقہ راویوں کی روایت کے خلاف ہے، نیز یہ حدیث معلول بھی ہے، جیسا کہ ابنِ حجر نے تخریج احادیث رافعی (التلخیص الحبیر) میں ذکر کیا ہے، تخریج میں ابنِ حجر کے الفاظ یہ ہیں۔

حدیث: رکانہ بن عبد یزید نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، پس کہا کہ: میں نے اپنی بیوی سہیمہ کو البتہ طلاق دے دی ہے، اور اللہ کی قسم! کہ میں نے ایک طلاق کا ارادہ کیا تھا، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری بیوی مجھ کو لوٹا دی۔ اس حدیث کو امام شافعی، ابوداوٴد، ترمذی اور ابنِ ماجہ نے تخریج کیا ہے۔ اور انہوں نے اس میں اختلاف کیا ہے کہ آیا یہ رکانہ تک

مسند ہے یا مرسل؟ ابوداوٗد، ابن حبان اور حاکم نے اس کی تصحیح کی ہے، اور امام بخاری نے اس کو اضطراب کی وجہ سے معلول کہا ہے، ابن عبدالبر نے تمہید میں کہا ہے کہ محدثین نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے، اور اس باب میں ابن عباس سے بھی روایت ہے (یعنی بلفظِ ثلاث، جیسا کہ ہم نے اُوپر پوری روایت نقل کردی ہے) اس کو امام احمد نے اور حاکم نے روایت کیا ہے، اور یہ معلول ہے۔

بلکہ ابن حجر نے فتح الباری میں ان حضرات کی رائے کی تصویب کی ہے کہ (ابن عباس کی مذکورہ بالا حدیث میں) تین کا لفظ بعض راویوں کا تبدیل کیا ہوا لفظ ہے، کیونکہ البتہ کے لفظ سے تین طلاق واقع کرنا شائع تھا، (اس لئے راوی نے البتہ کو تین سمجھ کر تین طلاق کا لفظ نقل کردیا) اور اہلِ علم کے اقوال طلاقِ بتہ کے بارے میں مشہور ہیں۔

اب ہم مسندِ احمد میں (مذکورہ بالا) حدیث محمد بن اسحاق پر کلام کرتے ہیں تاکہ اس کے منکر اور معلول ہونے کے وجوہ ظاہر ہوجائیں۔ رہا محمد بن اسحاق! تو امام مالک اور ہشام بن عروہ وغیرہ نے طویل وعریض الفاظ میں اس کو کذاب کہا ہے، یہ صاحب ضعفا سے تدلیس کرتے تھے، اور بیان کئے بغیر اہلِ کتاب کی کتابوں سے نقل کرتے تھے اور بتاتے نہیں تھے کہ یہ اہلِ کتاب کی روایت ہے، اس پر قدری کی بھی تہمت ہے، اور لوگوں کی حدیث کو اپنی حدیث میں داخل کردینے کا بھی ان پر الزام ہے، یہ ایسا شخص نہیں جس کا قول صفات میں قبول کیا جائے، اور نہ اَحادیثِ اَحکام میں اس کی روایت معتبر ہے، خواہ وہ سماع کی تصریح کرے، جبکہ اس کی روایت کے خلاف روایات پے درپے وارد ہوں، اور جس نے اس کی روایت کو قوی کہا ہے تو صرف مغازی میں قوی کہا ہے۔

اس حدیث کی سند میں دُوسرا راوی داوٗد بن حصین ہے، جو خارجیوں کے مذہب کے داعیوں میں سے تھا، اور اگر امام مالک نے اس سے روایت نہ کی ہوتی تو اس کی حدیث ترک کردی جاتی، جیسا کہ ابوحاتم نے کہا ہے، اور ابن مدینی کہتے ہیں کہ داوٗد بن حصین جس روایت کو عکرمہ سے نقل کرے، وہ منکر ہے، اور اہلِ جرح وتعدیل کا کلام اس کے بارے میں طویل الذیل ہے، جن حضرات نے اس کی روایت کو قبول کیا ہے تو صرف اس صورت میں قبول کیا جبکہ وہ نکارت سے خالی ہو، پس اس کی روایت ثقہ ثبت راویوں کے خلاف کیسے قبول کی جاسکتی ہے؟

اور تیسرا راوی عکرمہ ہے، جس پر بہت سی بدعات کی تہمت ہے، اور سعید ابن مسیب اور عطاء جیسے حضرات اس سے اجتناب کرتے تھے، پس حضرت ابن عباس سے روایت کرنے والے ثقہ راویوں کے خلاف اس کا قول کیسے قبول کیا جائے گا؟ پس جس نے اس روایت کو منکر کہا اس نے بہت ہی صحیح کہا ہے۔ اور امام احمد سے اس قسم کے متن کی تحسین ایسی سند کے ساتھ صحیح نہیں، حالانکہ وہ خود فرماتے ہیں کہ: طاوٗس کی روایت حضرت ابن عباس سے تین طلاق کے بارے میں شاذ اور مردود ہے، جیسا کہ ہم اسحاق بن منصور اور ابوبکر اثرم کے حوالے سے قبل ازیں نقل کرچکے ہیں۔

علامہ ابن ہمام حنفی لکھتے ہیں کہ: صحیح تر وہ روایت ہے جس کو ابوداوٗد، ترمذی اور ابن ماجہ نے نقل کیا ہے کہ: رکانہ نے اپنی بیوی کو بتہ طلاق دی تھی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے حلف لیا کہ اس نے صرف ایک کا ارادہ کیا تھا، اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت اس کو واپس کرادی، اس نے دُوسری طلاق حضرت عمر کے زمانے میں اور تیسری حضرت عثمان کے زمانے میں دی۔

اور اسی کی مثل مسندِ شافعی میں ہے، چنانچہ ابوداوٗد کی سند میں نافع بن عجیر بن عبدیزید ہے، پس نافع کو ابن حبان نے ثقات

میں ذکر کیا ہے، اگر چہ نافع کو بعض ایسے لوگوں نے مجہول کہا ہے جن کی رجال سے ناواقفیت بہت زیادہ ہے۔ اور اس کے والد کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ کبار تابعین میں ہیں اور ان کے بارے میں کوئی جرح منقول نہیں۔ اور امام شافعی کی سند میں عبداللہ بن علی بن سائب بن عبید بن عبد یزید ابورکانہ واقع ہے، جس کو امام شافعی نے ثقہ کہا ہے۔ رہے عبداللہ بن علی بن یزید بن رکانہ، جس کو ابنِ حزم ذکر کرتے ہیں، ان کی ابنِ حبان نے توثیق کی ہے۔ علاوہ ازیں تابعین میں یہی کافی ہے کہ ان کو جرح کے ساتھ ذکر نہ کیا گیا ہو، تا کہ وہ جہالتِ وصفی سے نکل جائیں، صحیحین میں اس نوعیت کے بہت سے رجال ہیں، جیسا کہ الذہبی؟ نے یہ کہتے ہوئے اعتماد کیا ہے کہ آدمی کی اولاد اور اس کے گھر کے لوگ اس کے حالات سے زیادہ واقف ہوا کرتے ہیں۔

حافظ ابنِ رجب نے ابنِ جریج کی وہ حدیث ذکر کی ہے، جس میں وہ کہتے ہیں کہ: مجھے خبر دی ہے ابورافع مولیٰ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد میں سے بعض نے عکرمہ سے انہوں نے ابنِ عباس سے (اس سند سے مسند کی روایت کے ہم معنی روایت ذکر کی ہے) اس روایت کو ذکر کر کے حافظ ابنِ رجب لکھتے ہیں کہ:

اس کی سند میں مجہول راوی ہے، اور جس شخص کا نام نہیں لیا گیا وہ محمد بن عبداللہ بن ابی رافع ہے، جو ضعیف الحدیث ہے، اور اس کی احادیث منکر ہیں، اور کہا گیا ہے کہ وہ متروک ہے، لہٰذا یہ حدیث ساقط ہے، اور محمد بن ثور الصنعانی کی روایت میں ہے کہ رکانہ نے کہا: میں نے اس کو طلاق دے دی، اس میں ثلاثا کا لفظ ذکر نہیں کیا، اور محمد بن ثور ثقہ ہیں، بڑے درجے کے آدمی ہیں، نیز اس کے معارض وہ روایت بھی ہے جو رکانہ کی اولاد سے مروی ہے کہ اس نے اپنی بیوی کو بتہ طلاق دی تھی۔

اس سے ابنِ قیم کے کلام کا فساد معلوم ہو جاتا ہے جو انہوں نے اس حدیث پر کیا ہے، جس صورت میں کہ حدیثِ رکانہ میں البتہ کی روایت صحیح ہو اس سے جمہور کے دلائل میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے، اور جس صورت میں کہ حدیثِ رکانہ میں اضطراب ہو، جیسا کہ امام ترمذی نے امام بخاری سے نقل کیا ہے، اور امام احمد نے اس کے تمام طرق کو ضعیف قرار دیا ہے، اور ابنِ عبدالبر نے بھی اس کی تضعیف میں امام احمد کی پیروی کی ہے، اس صورت میں حدیثِ رکانہ کے الفاظ میں کسی لفظ سے بھی استدلال ساقط ہو جاتا ہے۔ اس حدیث کے اضطرابات میں سے ایک یہ ہے کہ کبھی روایت کرتے ہیں کہ طلاق دینے والا ابورکانہ تھا، اور کبھی یہ کہ رکانہ کا باپ نہیں بلکہ خود رکانہ تھا، اس اضطراب کو یوں دفع کیا جا سکتا ہے کہ یہ اضطراب تین کی روایت میں ہے، البتہ کی روایت میں نہیں، البتہ کی روایت متن وسند کے اعتبار سے علل سے خالی ہے، اور اگر فرض کر لیا جائے کہ اس میں بھی علت ہے تو (یہ روایت ساقط الاعتبار ہو گی اور) باقی دلائل بغیر معارض کے باقی رہیں گے۔

اور ابنِ رجب کہتے ہیں ہم اُمت میں سے کسی کو نہیں جانتے جس نے اس مسئلے میں مخالفت کی ہو، نہ ظاہری مخالفت، نہ حکم کے اعتبار سے، نہ فیصلے کے لحاظ سے، نہ علم کے طور پر، نہ فتویٰ کے طور پر۔ اور یہ مخالفت نہیں واقع ہوئی مگر بہت ہی کم افراد کی جانب سے، ان لوگوں پر بھی ان کے ہم عصر حضرات نے آخری درجے کی نکیر کی، ان میں سے اکثر لوگ اس مسئلے کو مخفی رکھتے تھے، اس کا اظہار نہیں کرتے تھے۔

پس اللہ تعالیٰ کے دِین کے اخفاء پر اِجماعِ اُمت کیسے ہو سکتا ہے، جس دِین کو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے

ذریعے نازل فرمایا؟ اور اس شخص کے اجتہاد کی پیروی کیسے جائز ہوسکتی ہے جو اپنی رائے سے اس کی مخالفت کرتا ہو؟ اس کا اعتقاد ہرگز جائز نہیں۔

اُمید ہے کہ اس بیان سے واضح ہو گیا ہوگا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا تین طلاق کو نافذ کرنا حکمِ شرعی تھا، جس کی مدد پر کتاب و سنت موجود ہیں، اور جو اِجماعِ فقہائے صحابہ کے مقارن ہے، تابعین اور ان سے بعد کے حضرات کا اِجماع مزید براں ہے، اور یہ حکمِ شرعی کے مقابلے میں تعزیری سزا نہیں تھی۔ پس جو شخص حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے تین طلاق کو نافذ کرنے سے خروج کرتا ہے وہ ان تمام چیزوں سے خروج کرتا ہے۔ (مقالہ، شیخ حسن کوثری)

3392 - اَخْبَرَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِیْلَ بْنِ اِبْرَاهِیْمَ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ تَمِیْمٍ عَنْ حَجَّاجٍ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَیْجٍ اَخْبَرَنِیْ اَبُو الزُّبَیْرِ اَنَّهٗ سَمِعَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ اَیْمَنَ یَسْاَلُ ابْنَ عُمَرَ وَاَبُو الزُّبَیْرِ یَسْمَعُ كَیْفَ تَرٰی فِیْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَاَتَهٗ حَائِضًا فَقَالَ لَهٗ طَلَّقَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ امْرَاَتَهٗ وَهِیَ حَائِضٌ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلَ عُمَرُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ طَلَّقَ امْرَاَتَهٗ وَهِیَ حَائِضٌ . فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ "لِیُرَاجِعْهَا" . فَرَدَّهَا عَلَیَّ قَالَ "اِذَا طَهُرَتْ فَلْیُطَلِّقْ اَوْ لِیُمْسِكْ" . قَالَ ابْنُ عُمَرَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ (یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ) فِیْ قُبُلِ عِدَّتِهِنَّ .

☆☆ ابوزبیر بیان کرتے ہیں' عبدالرحمٰن بن ایمن نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سوال کیا: ابوزبیر اس بات کو سن رہے تھے (سوال یہ تھا) کہ ایسے شخص کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ جو اپنی بیوی کو اُس عورت کے حیض کے دوران طلاق دے دیتا ہے؟ تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اُسے جواب دیا۔

عبداللہ بن عمر نے بھی اپنی بیوی کو طلاق دے دی تھی اور وہ عورت اُس وقت حیض کی حالت میں تھی' یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ اقدس کی بات ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ مسئلہ دریافت کیا' انہوں نے عرض کی: عبداللہ بن عمر نے اپنی بیوی کو اُس عورت کے حیض کے دوران طلاق دے دی ہے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اُسے چاہیے کہ وہ اس عورت سے رجوع کر لے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کو میرے پاس واپس بھجوا دیا تھا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا: جب وہ پاک ہو جائے گی' اس وقت وہ چاہے' تو اسے طلاق دیدے اور چاہے' تو اپنے ساتھ رہنے دے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت کی:

''اے نبی! جب تم اپنی بیویوں کو طلاق دو' تو عدت کے وقت کے آغاز میں انہیں طلاق دو۔

3392-اخرجه مسلم في الطلاق، باب تحريم طلاق الحائض بغير رضاها و انه لو خالف و قع الطلاق و يومر برجعتها (الحديث 14) . و اخرجه ابو داؤد في الطلاق، باب في طلاق السنة (الحديث 2185) تحفة الاشراف (7443) .

3393 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ قَالَ سَمِعْتُ مُجَاهِدًا يُحَدِّثُهُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ (يَاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ) قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قُبُلِ عِدَّتِهِنَّ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما' اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں بیان کرتے ہیں:

''اے نبی! جب تم اپنی بیویوں کو طلاق دو تو ان کی عدت کے حساب سے طلاق دو''۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: اس سے مراد یہ ہے' عدت کے ابتدائی وقت میں طلاق دو۔

طلاق کا لغوی معنی

امام اللغت سید زبیدی طلاق کا معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: عباب میں ہے کہ عورت کی طلاق کے دو معنی ہیں: (۱) نکاح کی گرہ کو کھول دینا (ب) ترک کر دینا چھوڑ دینا۔ لسان العرب میں ہے کہ عثمان اور زید کی حدیث ہے: طلاق کا تعلق مردوں سے ہے اور عدت کا تعلق عورتوں سے ہے۔ (تاج العروس ج ۶ ص ۴۲۵ مطبوعہ المطبعۃ الخیریہ مصر ۱۳۰۶ھ)

طلاق کا اصطلاحی معنی

علامہ ابن نجیم طلاق کا فقہی معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: الفاظ مخصوصہ کے ساتھ فی الفور یا از روئے مآل نکاح کی قید کو اٹھا دینا طلاق ہے۔ الفاظ مخصوصہ سے مراد وہ الفاظ ہیں جو مادہ طلاق پر صراحۃً یا کنایۃً مشتمل ہوں اس میں خلع بھی شامل ہے اور نامردی اور لعان کی وجہ سے نکاح کی قید از روئے مآل اٹھ جاتی ہے۔ (البحر الرائق ج ۳ ص ۲۳۵ مطبوعہ مکتبہ ماجدیہ کوئٹہ)

طلاق کی اقسام کا بیان

طلاق کی تین قسمیں ہیں: احسن حسن بدعی۔

طلاق احسن: جن ایام ماہواری سے پاک ہو اور ان ایام میں بیوی سے مقاربت بھی نہ کی ہو ان ایام میں صرف ایک طلاق دی جائے اس میں دوران عدت مرد کو رجوع کا حق رہتا ہے اور عدت گزرنے کے بعد عورت بائنہ ہو جاتی ہے اور فریقین کی باہمی رضامندی سے دوبارہ نکاح ہو سکتا ہے۔

طلاق حسن: جن ایام میں عورت پاک ہو اور مقاربت بھی نہ کی وہ ان ایام میں ایک طلاق دی جائے اور جب ایک ماہواری گزر جائے تو بغیر مقاربت کیے دوسری طلاق دی جائے اور جب دوسری ماہواری گزر جائے تو بغیر مقاربت کیے تیسری طلاق دی جائے اس کے بعد جب تیسری ماہواری گزر جائے تو عورت مغلظہ ہو جائے گی اور اب شرعی حلالہ کے بغیر اس سے دوبارہ عقد نہیں ہو سکتا۔

طلاق بدعی: اس کی تین صورتیں ہیں:

(۱) ایک مجلس میں تین طلاقیں دفعۃً دی جائیں خواہ ایک کلمہ سے مثلاً تم کو تین طلاقیں دیں یا کلمات متعددہ سے مثلاً کہے: تم کو

3393- انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (6389) .

طلاق دی تم کو طلاق دی تم کو طلاق دی (ب) عورت کی ماہواری کے ایام میں اس کو ایک طلاق دی جائے اس طلاق سے رجوع کرنا واجب ہے اور یہ طلاق شمار کی جاتی ہے۔ (ج) جن ایام میں عورت سے مقاربت کی ہو ان ایام میں عورت کو ایک طلاق دی جائے طلاق بدعی کسی صورت میں ہو اس کا دینے والا گنہگار ہوتا ہے۔ (درمختار علی حاشیہ ردالمحتار ج۲ص ۵۷۸۔۵۷۳ مطبوعہ استنبول ۱۳۲۷ھ)

صریح لفظ طلاق کے ساتھ ایک یا دو طلاقیں دی جائیں تو یہ طلاق رجعی ہے اور اگر صریح لفظ طلاق نہ ہو کنایہ سے طلاق دی جائے تو یہ طلاق بائن ہے مثلاً طلاق کی نیت سے بیوی سے کہا: تو میری ماں کی مثل ہے طلاق رجعی میں دوبارہ رجوع کیا جا سکتا ہے لیکن پچھلی طلاقیں شمار ہوں گی اگر پہلے دو طلاقیں دی تھیں تو رجوع کے بعد صرف ایک طلاق کا مالک رہ جائے گا۔ طلاق بائن سے فی الفور نکاح منقطع ہو جاتا ہے لیکن اگر تین سے کم طلاقیں بائن ہوں تو باہمی رضامندی سے دوبارہ عقد ہو سکتا ہے لیکن پچھلی طلاقوں کا شمار ہو گا۔

طلاق کیوں مشروع کی گئی:؟

اسلام کا منشاء یہ ہے کہ جو لوگ رشتہ نکاح میں منسلک ہو جائیں ان کے نکاح کو قائم اور برقرار رکھنے کی حتی المقدور کوشش کی جائے اور اگر کبھی ان کے درمیان اختلاف یا نزاع پیدا ہو تو رشتہ دار اور مسلم سوسائٹی کے ارباب حل وعقد اس اختلاف کو دور کر کے ان میں صلح کرائیں اور اگر ان کی پوری کوشش کے باوجود زوجین میں صلح نہ ہو سکے تو یہ خطرہ ہو کہ اگر یہ بدستور رشتہ نکاح میں بندھے رہے تو یہ حدود اللہ کو قائم نہ رکھ سکیں گے اور نکاح کے مقاصد فوت ہو جائیں گے تو ان کو عدم موافقت اور باہمی نفرت کے باوجود ان کو نکاح میں رہنے پر مجبور نہ کیا جائے اس صورت میں ان کی ان کے رشتہ داروں اور معاشرہ کے دیگر افراد کی بہتری اور مصلحت اسی میں ہے کہ عقد نکاح کو توڑنے کے لیے شوہر کو طلاق دینے سے نہ روکا جائے۔ طلاق کے علاوہ عقد نکاح کو فسخ کرنے کے لیے دوسری صورت یہ ہے کہ عورت شوہر کو کچھ دے دلا کر خلع کرا لے اور تیسری صورت قاضی کی تفریق ہے اور چوتھی صورت یہ ہے کہ جن دو مسلمان حکموں کو نزاعی حالت میں معاملہ سپرد کیا گیا ہو وہ نکاح کو فسخ کرنے کا فیصلہ کر دیں۔

صرف ناگزیر حالت میں طلاق دیجائے۔

قرآن مجید کی تعلیم یہ ہے کہ اگر شوہر کو بیوی ناپسند ہو پھر بھی وہ اس سے نباہ کرنے کی کوشش کرے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

(آیت) وعاشروهن بالمعروف فان كرهتموهن فعسى ان تكرهوا شيئا ويجعل الله فيه خيرا كثيرا . . (النساء:۱۹)

ترجمہ: اور اپنی بیویوں کے ساتھ بھلائی اور حسن سلوک کے ساتھ رہو اور اگر تم کو وہ ناپسند ہو تو ہو سکتا ہے کہ تم کسی چیز کو ناپسند کرو اور اللہ تعالیٰ اس میں بہت سی بھلائی پیدا کر دے۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

حضرت محارب بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جن چیزوں کو حلال کیا ہے ان میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک طلاق سب سے زیادہ ناپسندیدہ ہے۔ (سنن ابوداؤد ج۱ص ۲۹۶ مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور ۱۴۰۵ھ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حلال چیزوں میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے ناپسندیدہ طلاق ہے۔ (سنن ابوداؤد ج ا ص ۲۹۶ مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور ۱۴۰۵ھ)

قرآن اور سنت کی ان ہدایات کی روشنی میں شوہر پر یہ لازم ہے کہ اختلاف اور نزاع کی حالت میں حتی الامکان طلاق سے گریز کرے اور اگر طلاق دینا ناگزیر ہو تو صرف ایک طلاق رجعی دے کیونکہ اس کے بعد عدت کے تین ماہ تک اس معاملہ نظر ثانی کا موقع رہے گا ورنہ عدت کے بعد عورت علیحدہ ہو جائے گی آج کل کے لوگوں نے یہ سمجھ لیا ہے کہ تین بار کہے بغیر طلاق نہیں ہوتی اس لیے یا تو وہ خود تین طلاقیں دیتے ہیں وکیل اور وثیقہ نویس ان کو تین طلاقیں لکھ دیتے ہیں اور جب طلاق نافذ ہو جاتی ہے تو یہ لوگ پشیمان ہوتے ہیں اور مفتیوں کے پاس جاتے ہیں کہ دوبارہ نکاح یا رجوع کا کوئی حیلہ بتلائیں حتیٰ کہ یہ لوگ حلالہ کی ناگوار صورت کو قبول کرنے پر تیار ہو جاتے ہیں حالانکہ اس قسم کے حلالہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی ہے لیکن بعد میں بچوں کی دربدری اور دوسرے برے نتائج سے بچنے کیلیے اس وقت فریقین ہر قیمت پر صلح کے لیے تیار ہو جاتے ہیں۔ یہ میری تیس سالہ افتاء کی زندگی کا تجربہ ہے۔

صرف مرد کو طلاق کا اختیار کیوں دیا گیا:؟

طلاق دینے کا حق مرد کو تفویض کیا گیا ہے حالانکہ عقد نکاح عورت اور مرد دونوں کی باہمی رضامندی سے وجود میں آتا ہے تو پھر عورت کو یہ اختیار کیوں نہیں ہے کہ وہ بھی جب چاہے اس عقد کو ختم کر دے؟

اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ عورت مغلوب الغضب ہوتی ہے اور اس کو جلد غصہ آتا ہے اگر طلاق دینے کا معاملہ عورت کے اختیار میں ہوتا تو وقوع طلاق کی شرح دو چند سے بھی زیادہ بڑھ جاتی۔ عام طور پر یہ دیکھا گیا ہے کہ عورت کے مطالبہ اور اس کی ضد پر شوہر طلاق دیتا ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ مرد کے مقابلہ میں عورت کی قوت فیصلہ کمزور ہوتی ہے خصوصی حیض کے ایام میں عورت ذہنی اضطراب میں مبتلا ہوتی ہے اور ان ایام میں اس کا ذہن منتشر اور مزاج چڑچڑا ہو جاتا ہے اس لیے اگر طلاق دینے کا معاملہ عورت کے سپرد کیا جاتا تو شرح طلاق زیادہ ہو جاتی اور اکثر ہنستے بستے گھر ویران ہو جاتے تیسری وجہ یہ ہے کہ عورتیں ناقصات العقل ہوتی ہیں جیسا صحیح بخاری صحیح مسلم جامع ترمذی سنن ابن ماجہ سنن ابوداؤد مسند احمد بن حنبل اور مستدرک۔ ا (بخاری ج ا ص ۱۴۴۔ ج ا ص ۹۷۔ ج ا ص ۱۳۱۔ ج ا ص ۲۶۱۔ ج ا ص ۲۶۳۔ مسلم ج ا ص ۶۰ ابوداؤد ج ا ص ۲۸۷ ترمذی ص ۳۷۵ ابن ماجہ ص ۲۸۹ مسند احمد بن حنبل ج ۲ ص ۶۷ مستدرک ج ۲ ص ۱۹۰۔) میں اس کی تصریح ہے اور فسخ نکاح کا معاملہ ناقص العقل کے سپرد کرنے کے لائق نہیں ہے۔

طلاق کا معاملہ مرد کو مفوض کرنے کی چوتھی وجہ یہ ہے کہ چونکہ مرد اپنا مال خرچ کر کے حقوق زوجیت حاصل کرتا ہے اس لیے ان حقوق سے دست کش ہونیکا اختیار بھی اسی کو دیا گیا ہے اور ظاہر ہے کہ جو شخص اپنا روپیہ خرچ کر کے کوئی چیز حاصل کرتا ہے وہ اس چیز کو آخری حد تک رکھنے کی کوشش کرتا ہے اور صرف اس وقت اس چیز کو چھوڑتا ہے جب اس کو چھوڑنے کے سوا اور کوئی چارہ کار باقی نہ رہے۔ اس کے برخلاف حقوق زوجیت کو قائم کرنے میں عورت کو کوئی محنت کرنی پڑتی ہے نہ پیسہ خرچ کرنا پڑتا ہے اس لیے اگر طلاق کی باگ ڈور عورت کے ہاتھ میں دے دی جاتی تو عورت کو طلاق واقع کرنے میں اس قدر سوچ وبچار اور تامل کی ضرورت نہ

ہوتی۔ علاوہ ازیں یہ اقدام عدل وانصاف کے بھی خلاف ہوتا۔

طلاق میں عورت کی رضامندی کا اعتبار کیوں نہیں ہے؟

یہ ٹھیک ہے کہ بعض اوقات عورت طلاق لینا نہیں چاہتی اور اپنے اور اپنے بچوں کے مستقبل کی خاطر وہ اپنے شوہر کے نکاح میں ہی رہنا چاہتی ہے لیکن مرد بدمزاج اور ظالم ہوتا ہے اور عورت کی مرضی کے خلاف وہ اس کو طلاق دیتا ہے ایسی صورت میں بعض عورتیں یہ کہتی ہیں کہ جب نکاح کے عقد میں اس کی مرضی کا دخل ہے تو طلاق میں اس کی رضامندی کا دخل کیوں نہیں ہے؟ اور اس کی مرضی کے بغیر طلاق کیوں مؤثر قرار دی جاتی ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ کسی عقد کو بھی قائم کرنے کے لیے فریقین رضامندی ضروری ہے۔ (مثلاً وکالت اجارت مضاربت وغیرہ) لیکن عقد کو فسخ کرنے کے لیے دونوں فریقوں کی رضامندی ضروری نہیں ہوتی کوئی ایک فریق بھی دوسرے کی مرضی کے خلاف عقد توڑ سکتا ہے اس لیے اگر کوئی شخص کسی عورت کو اپنے نکاح میں رکھنے پر آمادہ نہ ہو اور اس کے ساتھ عمل زوجیت پر تیار نہ ہو تو اس سے بہ زور یہ عمل نہیں کرایا جا سکتا نہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ تم خواہی نخواہی اس عورت کو اپنے نکاح میں رکھو اور اس کو خرچ دیتے رہو اور چونکہ ازدواجی زندگی کا گاڑی میں اہم رول مرد ادا کرتا ہے کیونکہ عمل زوجیت اور نفقہ کی ادائیگی میں مرد فاعل ہوتا ہے اور عورت اس کے فعل کی محل یا منفعل ہوتی ہے۔ اس لیے عقد نکاح کو قائم رکھنے یا اس کو فسخ کرنے کا اختیار بھی صرف مرد کو دیا گیا ہے۔

خلع:

طلاق کو مرد کے اختیار میں دینے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وقوع طلاع میں عورت کا بالکل دخل نہیں ہے عورت کو خلع کا اختیار دیا گیا ہے اگر عورت کو مرد کی شکل وصورت پسند نہ ہو یا کسی اور طبعی نامناسبت کی وجہ سے وہ مرد کو ناپسند کرتی ہو تو وہ اپنا مہر چھوڑ کر یا کچھ اور دے دلا کر شوہر سے طلاق کا مطالبہ کرسکتی ہے۔

سید محمد قطب شہید لکھتے ہیں: امام بخاری اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ثابت بن قیس ابن شماس کی بیوی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئیں اور عرض کیا: یارسول اللہ! میں ثابت کے خلق اور اس کے دین کے بارے میں کوئی حرف گیری نہیں کرتی لیکن میں اسلام کے بعد کفر (ناشکری یا شوہر کے حقوق کو ادا نہ کرنا) کو ناپسند کرتی ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیاتم اس کا باغ واپس کردوگی؟ (ثابت نے ان کو مہر میں باغ واپس کردوگی؟ (ثابت نے ان کو مہر میں باغ دیا تھا) انہوں نے کہا: ہاں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ثابت سے فرمایا: باغ لے لو اور اس کو طلاق دے دو

(فی ظلال القرآن ج ۲ ص ۱۹۹ مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت ۱۳۸۶ھ)

اس حدیث کی روشنی میں یہ ہونا چاہئے کہ جب کسی عورت کو کسی طبعی ناہمواری کی وجہ سے شوہر ناپسند ہو اور یہ نفرت اس قدر بڑھ جائے کہ وہ اس نفرت کی وجہ سے شوہر کے حقوق ادا نہ کر سکے تو پھر وہ قاضی اسلام سے رجوع کرے اور قاضی مہر واپس کر کے شوہر سے طلاق دلا دے یاد رہے کہ یہاں قاضی شوہر سے طلاق دلوائے گا از خود نکاح فسخ نہیں کرے گا۔

قاضی اور حکمین کی تفریق کا بیان

طلاق دینا مرد کے اختیار میں ہے لیکن اگر مرد عورت پر تعدی اور ظلم کرتا ہے اور اس کو طلاق نہیں دیتا تو عورت کو حق ہے کہ وہ عدالت سے نکاح فسخ کرالے اور مذہب مالکیہ کے مطابق یہ تفریق نافذ ہو جائے گی اسی طرح اگر خاوند تنگ کرنے کیلیے عورت کو نفقہ دے نہ طلاق دے تب بھی عورت عدالت سے تفریق کرا سکتی ہے اگر کسی نوجوان عورت کا خاوند پاگل ہو جائے اور ٹھیک نہ ہو سکے یا کسی اور ناقابل علاج بیماری میں مبتلا ہو جائے اور حقوق زوجیت ادا نہ کر سکے تب بھی عورت عدالت سے تفریق کرا سکتی ہے اگر کسی نوجوان عورت کا خاوند کسی جرم کی وجہ سے لمبی مدت کے لیے سزایاب ہو یا اس کو عمر قید ہو جائے تب بھی عورت عدلت سے تفریق کرا سکتی ہے اگر کسی نوجوان عورت کا خاوند لاپتہ ہو جائے اور عورت کے گزر بسر کا ذریعہ نہ ہو تو بھی عورت عدالت تحقیق کے بعد فی الفور تفریق کر دے گی۔ اگر عورت اور مرد میں اختلاف ہو اور حکمین کو مقرر کر لیں اور حکمین تفریق کا فیصلہ کر دین تو تفریق ہو جائے گی۔

یہ تمام صورتیں امام مالک کے نزدیک جائز ہیں اور فقہاء احناف نے تصریح کی ہے کہ ضرورت کے وقت امام مالک کے مذہب پر عمل درست ہے اور یہ بھی تصریح ہے کہ قاضی اپنے اجتہاد سے مذہب غیر کے مطابق فیصلہ کر سکتا ہے اور اس پر عمل صحیح ہے ان تمام امور کی باحوالہ مکمل مفصل اور مدلل بحث ہم نے شرح صحیح مسلم جلد ثالث باب ۴۰۴ (۱۱۲۱-۱۰۹۲) میں بیان کر دی ہے۔

تین طلاقوں کی تحدید کی وجوہات مصالح اور حکمتوں کا بیان

اسلام نے صرف تین طلاقوں کی گنجائش رکھی ہے پہلی اور دوسری طلاق دینے کے بعد مرد کو اس طلاق سے رجوع کرنے کا اختیار ہے لیکن تیسری طلاق دینے کے بعد مرد کو رجوع کرنے کا اختیار نہیں ہے اب اگر وہ مرد اور عورت پھر چاہیں تو اس کے سوال اور کوئی صورت نہیں ہے عورت عدت گزارنے کے بعد کسی اور شخص سے نکاح کرے نکاح کرنے کے بعد وہ شخص اس سے عمل زوجیت (صحبت) کرے اور پھر اپنی مرضی سے جب اس کو طلاق دے دے تو پھر وہ عورت اس کی عدت گزار کر پہلے شوہر کے نکاح میں جا سکتی ہے ظاہر ہے کہ یہ ناگوار اور مشکل صورت ہے اس لیے مرد کو تیسری طلاق دینے سے پہلے اچھی طرح سوچ و بچار اور غور وفکر کرنا چاہیے تا کہ بعد میں پریشانی اور پچھتاوے کا سامنا نہ کرنا پڑے اور رو دھو کر مفتیوں سے حیلے نہ پوچھے جائیں اور اپنا مذہب چھوڑ کر غیر مقلدیت کے دامن میں پناہ لینے کی ضرورت نہ پڑے اسلام نے اسی لیے بیک وقت تین طلاقیں دینے سے روکا ہے اور اس فعل کو معصیت اور گناہ قرار دیا ہے۔

سنت کے مطابق اور احسن طریقے سے طلاق دینے کے فوائد کا بیان

جب کوئی شخص سنت کے مطابق صحیح طریقہ سے عورت کی پاکیزگی کے ان ایام میں جن میں اس نے جماع نہ کیا ہو صرف ایک طلاق دے گا اور دوسری طلاق کے لیے اگلی پاکیزگی کے ایام تک رکا رہے گا جو تقریباً ایک ماہ کے برابر ہیں تو اس عرصہ میں وہ اس معاملہ پر سو دفعہ سے زیادہ غور کرے گا اور گمان غالب ہے کہ اس کی رائے بدل جائے گی (کیونکہ میں تیس سالہ افتاء کی زندگی میں بارہا دیکھ چکا ہوں کہ کل شوہر نے تین طلاقیں دی ہیں اور آج وہ دوڑا چلا آ رہا ہے کہ کوئی حیلہ بتلائیں کہ نکاح قائم رہ سکے۔ جب

ایک دن میں رائے بدل جاتی ہے حالات بدل جاتے ہیں تو ایک ماہ میں تو بہت گنجائش ہے) اگر بیوی یا اس کے غلط طرز عمل کی وجہ سے یہ اختلاف کی صورت پیدا ہوئی ہے تو ایک ماہ میں اس کے طرز عمل میں تبدیلی یا مطالبہ طلاق ترک کر دینے کا غالب امکان ہے اس طرح دوسری طلاق پڑنے کا خطرہ ٹل جائے گا اور تیسری طلاق کی نوبت نہیں آئے گی جب کہ اسلام کی تعلیمات کے مطابق احسن طریقہ یہ ہے کہ زمانہ طہر میں بشرط عدم مجامعت صرف ایک طلاق دی جائے اور عدت کے پورے زمانہ میں دوبارہ طلاق نہ دی جائے اور عدت کے اس تین ماہ میں طلاق سے رجوع کرنے کا زیادہ موقع رہے گا اور بالفرض رجوع نہیں کیا اور عدت گزر گئی اور عورت بائنہ ہوگئی اور بعد میں حالات سازگار ہوئے تو اب دوبارہ نکاح کرنے کی گنجائش ہے اور کسی حلالہ کی ضرورت نہیں ہے جب کہ تین طلاقیں دینے کے بعد یہ گنجائش نہیں رہتی۔

طلاق کی تدریج میں مرد کی اور تحدید میں عورت کی رعایت ہے۔

تین طلاق کی تحدید سے دراصل عورت کو فائدہ پہنچانا مقصود ہے کیونکہ اگر طلاق میں کوئی تحدید نہ ہوتی تو عورت کی گلوخلاصی کا کوئی ذریعہ نہ ہوتا۔ زمانہ جاہلیت میں مرد عورت کو طلاق دیتا اور عدت پوری ہونے سے پہلے رجوع کر لیتا پھر طلاق دے دیتا اور یہ سلسلہ یونہی چلتا رہتا تھا۔

امام رازی نے الطلاق مرتان کا شان نزول بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ایک عورت نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آ کر یہ شکایت کیکہ اس کا شوہر اس کو بار بار طلاق دیتا ہے اور پھر رجوع کر لیتا ہے جس کی وجہ سے اس کو ضرر ہوتا ہے۔ اس پر موقع پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

(آیت) الطلاق مرتن فامساك بمعروف اوتسريح باحسان ۔ (البقرہ : ۲۲۹)

ترجمہ: دوبارہ طلاق دینے کے بعد دستور کے مطابق عدت میں روکنا ہے یا حسن سلوک کے ساتھ چھوڑ دینا ہے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

(آیت) فان طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجا غيره فان طلقها فلا جناح عليهما ان يتراجعا ان ظنا ان يقيما حدود الله ۔ (البقرہ : ۲۳۰)

ترجمہ: پھر اگر اسے (تیسری) طلاق دے دی تو وہ عورت اس (تیسری طلاق) کے بعد اس کے لیے حلال نہیں یہاں تک کہ (وہ عورت) اس کے علاوہ کسی اور مرد سے نکاح کرے پھر اگر (دوسرا خاوند) اس کو طلاق دے دے تو ان پر کوئی گناہ نہیں کہ (دوسرا خاوند کی عدت گزارنے کے بعد) وہ آپس میں رجوع کر لیں اگر وہ سمجھیں کہ وہ اللہ کی حدود کو قائم رکھ سکیں گے۔

ایک مجلس میں دی گئی تین طلاقوں کے نتائج کا بیان

چونکہ تیسری طلاق آخری حد ہے اور اس کے بعد رجوع کی گنجائش نہیں ہے اس لیے تیسری طلاق دینے سے پہلے بہت سوچ و بچار اور غور و خوض کرنا چاہیے اور اس آخری قدم اٹھانے سے پہلے دوستوں اور رشتہ داروں سے مشورہ بھی کر لینا چاہیے اور یہ اسی وقت

ہوسکتا ہے جب اسلام کی ہدایت کے مطابق طلاق وقفہ وقفہ سے دی جائے اگر ایک مجلس میں بیک وقت تین طلاقیں دے دی گئیں تو پھر بعد میں پریشانی اور پشیمانی کے سوا اور کچھ حاصل نہیں ہوگا اس لیے بکثرت احادیث اور آثار میں بیک وقت تین طلاقیں دینے کو معصیت اور گناہ فرمایا ہے لیکن اگر کسی شخص نے بدقسمتی سے معصیت کا ارتکاب کر کے ایک مجلس میں تین طلاقیں دے دیں تو اس کو اب صبر واستقامت اور حوصلہ سے اس اقدام کے نتیجہ اور انجام کا سامنا کرنا چاہیے اور اپنے ہاتھوں کی ہوئی اس علیحدگی کو قبول کر لینا چاہیے۔ حلالہ کا مکروہ حیلہ اختیار کرے نہ غیر مقلد مولویوں کے خلاف شرع فتویٰ پر عمل کرنے کے لے در بدر مارا مارا پھرے کیونکہ تین طلاقوں کو ایک طلاق قرار دینا عقل اور درایت کے بھی خلاف ہے اور قرآن اور حدیث کے بھی خلاف ہے۔ عددی معاملات میں یہ کہیں نہیں ہوتا کہ کوئی شخص تین یا پانچ یا دس عدد کو ایک عدد قرار دے اور اگر کوئی شخص دس روپوں کو ایک روپیہ قرار دے تو یہ منطق اور قانون دونوں کے خلاف ہے پھر تین طلاقوں کو ایک طلاق قرار دیتے وقت ان لوگوں کی منطق کہاں رخصت ہو جاتی ہے۔ آئندہ مباحث میں ہم ان شاء اللہ ایک مجلس کی تین طلاقوں پر گفتگو کریں گے۔ پہلے ہم ایک مجلس کی تین طلاقوں کے جواز اور عدم جواز میں اختلاف فقہاء بیان کریں گے پھر تین طلاقوں کو ایک طلاق قرار دینے پر غیر مقلدین کے دلائل پیش کر کے ان کا جائزہ لیں گے اس کے بعد قرآن مجید احادیث آثار صحابہ اور اقوال تابعین کی روشنی میں جمہور فقہاء اسلام کا یہ مؤقف پیش کریں گے کہ اگر کسی شخص نے بدقسمتی سے معصیت کا ارتکاب کر کے ایک مجلس میں تین طلاقیں دے دیں تو وہ بہرحال نافذ ہو جائیں گی۔

سید ابوالاعلیٰ مودودی لکھتے ہیں: بیک وقت تین طلاقیں دے کر عورت کو بدر کر دینا نصوص صریحہ کی بناء پر معصیت ہے۔ علماء امت کے درمیان اس مسئلہ میں جو کچھ اختلاف ہے وہ صرف اس امر میں ہے کہ ایسی تین طلاقیں ایک طلاق رجعی کے حکم میں ہیں یا تین طلاق مغلظہ کے حکم میں لیکن اس کے بدعت اور معصیت ہونے میں کسی کا اختلاف نہیں۔

حالانکہ امام شافعی کا اس میں اختلاف ہے وہ بیک وقت تین طلاقوں کو بدعت اور گناہ نہیں مباح کہتے ہیں اور امام احمد کا ایک قول بھی یہی ہے۔ سید ابوالاعلیٰ نے مذہب فقہاء کی تحقیق کیے بغیر یہ لکھ دیا ہے۔

(حقوق الزوجین ص ۱۵۰ مطبوعہ ادارہ ترجمان لاہور بائیسویں بار ۱۹۸۶ء)

بیک وقت دی گئی تین طلاقوں کے حکم میں میں جمہور کا مؤقف کا بیان

جمہور علماء اہل سنت کے نزدیک بیک وقت دی گئی تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں۔ علامہ نووی شافعی لکھتے ہیں: امام شافعی امام مالک امام ابوحنیفہ اور قدیم وجدید جمہور علماء کے نزدیک یہ تینوں طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں۔

(شرح مسلم ج ۱ ص ۴۷۸ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۷۵ھ)

علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں: جس شخص نے بیک وقت تین طلاقیں دیں وہ واقع ہو جائیں گی خواہ دخول سے پہلے دی ہوں یا دخول کے بعد۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کا یہی نظریہ ہے اور بعد کے تابعین اور ائمہ کا بھی یہی موقف ہے۔

(علامہ ابو محمد عبداللہ بن قدامہ حنبلی متوفی ۶۲۰ھ المغنی ج ۷ ص ۲۸۲ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۰۵ھ)

قاضی ابن رشد مالکی لکھتے ہیں کہ جمہور فقہاء کا یہی مؤقف ہے کہ بیک وقت دی گئی تین طلاقوں سے تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں۔ (ہدایۃ المجتہد ج ۲ ص ۴۶ مطبوعہ دارالفکر بیروت)

علامہ الحصکفی الحنفی لکھتے ہیں کہ بار بار لفظ طلاق کا تکرار کرنے سے تمام طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں اور اگر طلاق دینے والا تاکید کی نیت کرے تو اس کا دیانۃً اعتبار ہوگا۔۲ (علامہ علاؤ الدین الحصکفی الحنفی متوفی ۱۰۸۸ھ درمختار علی ہامش ردالمحتار ج ۲ ص ۶۳۲ مطبوعہ استنبول ۱۳۲۷ھ)
(یعنی قضاءً اعتبار نہیں ہوگا)

بیک وقت دی گئی تین طلاقوں میں شیخ ابن تیمیہ اور ان کے موافقین کا مؤقف کا بیان

شیخ ابن تیمیہ لکھتے ہیں: اگر کسی شخص نے ایک طہر میں ایک لفظ یا متعدد الفاظ کے ساتھ تین طلاقیں دیں مثلاً کہا کہ تم کو تین طلاقیں یا کہا کہ تم کو طلاق ہے تم کو طلاق ہے تم کو طلاق ہے یا کہا: تم کو تین طلاقیں یا دس طلاقیں یا سو طلاقیں یا ہزار طلاقیں اس قسم کی عبارات میں متقدمین اور متاخرین علماء کے تین نظریات ہیں ایک اور چوتھا قول بھی ہے جو محض من گھڑت اور بدعت ہے پہلا قول یہ ہے کہ یہ طلاق مباح اور لازم ہے یہ امام شافعی کا قول ہے۔ امام احمد کا بھی ایک قول یہی ہے۔ یہ قول متقدمین میں بکثرت صحابہ اور تابعین سے منقول ہے اور تیسرا قول یہ ہے کہ یہ طلاق حرام ہے لیکن اس سے صرف ایک طلاق لازم آتی ہے یہ قول صحابہ میں حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن مسعود سے بھی مروی ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے دو قول ہیں تابعین اور بعد کے لوگوں میں سے طاؤس خلاص بن عمرو محمد بن اسحاق سے منقول ہے داؤد اور ان کے اکثر اصحاب کا یہی قول ہے ابو جعفر محمد بن علی بن الحسین اور ان کے بیٹے جعفر بن محمد کا بھی یہی قول ہے اسی وجہ سے شیعہ حضرات کا بھی یہی مسلک ہے۔ امام ابو حنیفہ امام مالک اور امام احمد بن حنبل کے بعض اصحاب کا بھی یہی قول ہے۔ چوتھا قول بعض معتزلہ اور بعض شیعہ کا ہے وہ یہ ہے کہ بیک وقت تین طلاق دینے سے کوئی طلاق نہیں پڑتی سلف صالحین میں سے کوئی بھی اس کا قائل نہیں تھا اور تیسرا قول ہی وہ ہے جس پر کتاب و سنت سے دلائل موجود ہیں۔

(مجموع الفتاوی ج ۳۳ ص ۹۰ ے مطبوعہ بامر فہد بن عبدالعزیز آل السعود)

شیخ ابن قیم لکھتے ہیں کہ بیک وقت تین طلاقوں کے وقوع کے بارے میں چار مذاہب ہیں پہلا مذہب یہ ہے کہ تینوں طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں یہ قول ائمہ اربعہ جمہور تابعین اور بکثرت صحابہ کا ہے (رضی اللہ عنہم) دوسرا مذہب یہ ہے کہ یہ طلاق واقع نہیں ہوتی بلکہ مردود ہے کیونکہ یہ بدعت محرمہ ہے اور بدعت اس حدیث کی وجہ سے مردود ہے: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے ایسا عمل کیا جو ہمارے دین میں نہیں ہے وہ مردود ہے۔ اس مذہب کو ابو محمد بن حزم نے بیان کیا ہے اور لکھا ہے کہ امام احمد نے فرمایا: یہ باطل ہے اور رافضیوں کا قول ہے۔ تیسرا مذہب یہ ہے کہ اس سے ایک رجعی طلاق واقع ہوتی ہے یہ مذہب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے جیسا کہ امام ابو داؤد نے ذکر کیا ہے امام احمد نے کہا: یہ ابن اسحاق کا مذہب ہے وہ کہتے ہیں کہ جو شخص سنت کی مخالفت کرے اس کو سنت کی طرف لوٹانا چاہیے۔ (تابعین میں سے) طاؤس اور عکرمہ کا بھی یہی قول ہے اور شیخ ابن تیمیہ کا بھی یہی نظریہ ہے چوتھا مذہب یہ ہے کہ مدخول بہا اور غیر مدخول بہا میں فرق ہے مدخول بہا کو تینوں طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں

اور غیر مدخول بہا کو ایک طلاق واقع ہوتی ہے یہ قول حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے تلامذہ کا ہے اور اسحاق بن راھویہ کا بھی یہی مسلک ہے (زاد المعارج ۴ ص ۵۴ مطبوعہ مصطفیٰ البابی واولادہ مصر)

بیک وقت دی گئی طلاقوں میں علماء شیعہ کا مؤقف کا بیان

جیسا کہ ابن تیمیہ نے لکھا ہے بعض شیعہ کا مؤقف یہ ہے کہ اگر بیک وقت تین طلاقیں دی جائیں تو کوئی طلاق واقع نہیں ہوتی۔ (شرائع الاسلام ج ۲ ص ۵۷)

اور جمہور شیعہ کا مذہب یہ ہے کہ بیک وقت دی گئی تین طلاقوں سے ایک طلاق واقع ہوتی ہے۔ شیخ ابو جعفر کلینی روایت کرتے ہیں:

زرارہ کہتے ہیں کہ میں نے کسی ایک علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو ایک مجلس یا متعدد مجالس میں تین طلاقیں دیں درآں حالیکہ وہ عورت حیض سے پاک تھی؟ انہوں نے کہا: یہ ایک طلاق ہوگئی۔

(الفروع من الکافی ج ۶ ص ۷۱۔۷۰ مطبوعہ دار الکتب الاسلامیہ ایران)

عمرو بن براء کہتے ہیں کہ میں نے ابو عبداللہ سے کہا کہ ہمارے اصحاب یہ کہتے ہیں کہ کوئی شخص جب اپنی بیوی کو ایک طلاق دے یا سو طلاقیں دے تو صرف ایک طلاق واقع ہوتی ہے اور ہمیں آپ سے اور آپ کے آباء علیہم السلام سے یہ حدیث پہنچی ہے کہ جب کوئی شخص ایک بار طلاق دے یا سو بار طلاق دے تو وہ ایک طلاق ہوتی ہے۔ ابو عبداللہ (علیہ السلام) نے کہا: مسئلہ اسی طرح ہے جس طرح تمہیں پہنچا ہے۔ (الفروع من الکافی ج ۶ ص ۷۱ مطبوعہ دار الکتب الاسلامیہ ایران)

تین طلاقوں کو ایک طلاق قرار دینے پر شیخ ابن تیمیہ اور ان کے موافقین کے دلائل کا بیان

شیخ ابن تیمیہ لکھتے ہیں: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: (آیت) الطلاق مرتان اس سے معلوم ہوا کہ وہ طلاق رجعی جس میں طلاق کے بعد رجوع کیا جاتا ہے ایک بار دینے کے بعد دوسری مرتبہ دی جاتی ہے جیسے کسی شخص نے کہا: جاؤ دو بار تسبیح کرو یا تین بار تسبیح کرو یا سو بار تسبیح کرو اس پر عمل کے لیے ضروری ہے کہ وہ اتنی بار تسبیح کرے کہ یہ عدد پورا ہو جائے مثلاً کہے: سبحان اللہ سبحان اللہ تو یہ دو بار ہوگا اور اگر اس نے کہا: دو بار سبحان اللہ (سبحان اللہ مرتان) یا سو بار سبحان اللہ (سبحان اللہ مأة مرة) کہا تو یہ ایک تسبیح شمار کی جائے گی علی ہذا القیاس جس شخص نے اپنی بیوی سے کہا: تمہیں دو طلاقیں یا تمہیں تین طلاقیں یا تمہیں دس طلاقیں یا تمہیں ہزار طلاقیں تو یہ ایک طلاق شمار کی جائے گی۔ اس کو واضح کرنے کے لیے شیخ ابن تیمیہ نے ایک مثال دی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مشروع فرمایا ہے کہ نماز کے بعد تینتیس بار سبحان اللہ تینتیس بار الحمد للہ اور تینتیس بار اللہ اکبر کہا جائے اب اگر کوئی شخص کہے: سبحان اللہ الحمد للہ اللہ اکبر عدد خلقہ (اس کی مخلوق کی تعداد کے برابر) تو یہ صرف ایک تسبیح شمار کی جائے گی۔

شیخ ابن تیمیہ لکھتے ہیں: ہمارے علم میں یہ بات نہیں ہے کہ کسی شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں ایک لفظ کے ساتھ تین طلاقیں دی ہوں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر تین طلاقیں لازم کر دی ہوں اس بارے میں کوئی حدیث صحیح یا حسن مروی نہیں ہے اور نہ کسی مستند کتاب میں کوئی ایسی حدیث نقل کی گئی ہے اس سلسلے میں جتنی احادیث نقل کی گئی ہیں وہ سب ائمہ

حدیث کی تصریح کے مطابق ضعیف ہیں بلکہ موضوع ہیں بلکہ صحیح مسلم اور دیگر سنن اور مسانید میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے اور حضرت ابوبکر کے زمانہ خلافت میں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے ابتدائی دو سالوں میں تین طلاقوں کو ایک شمار کیا جاتا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لوگوں نے اس کام میں عجلت کرنی شروع کر دی ہے جس میں انہیں مہلت دی گئی تھی اگر ہم ان پر یہ تین طلاقیں نافذ کر دیں تو بہتر ہوگا پھر آپ نے یہ تین طلاقیں نافذ کر دیں اس سلسلے میں دوسری حدیث یہ ہے: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت رکانہ بن عبد یزید نے اپنی بیوی کو ایک مجلس میں تین طلاقیں دیں پھر سخت غمگین ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے سوال کیا: تم نے کس طرح طلاق دی تھی؟ انہوں نے کہا: میں نے تین طلاقیں دی تھیں۔ آپ نے فرمایا: ایک مجلس میں؟ انہوں نے کہا: جی آپ نے فرمایا: یہ ایک طلاق ہوئی ہے اگر تم چاہو تو اس سے رجوع کر سکتے ہو۔ حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ پھر حضرت رکانہ نے رجوع کر لیا شیخ ابن تیمیہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہ استفسار فرمایا: ایک مجلس میں؟ اس سے یہ مفہوم نکلتا ہے کہ اگر ایک مجلس میں تین طلاقیں نہ دی جائیں تو پھر وہ ایک نہیں قرار دی جاتیں اور جب ایک مجلس میں تین طلاقیں دی جائیں تو وہ ایک قرار دی جائے گی حضرت رکانہ کی یہ حدیث شیخ ابن تیمیہ نے مسند احمد کے حوالے سے بیان کی ہے۔

(مجموع الفتاوی ج ۳۳ ص ۱۴-۱۱ مطبوعہ بامر فہد بن عبدالعزیز)

شیخ ابن تیمیہ اور ان کے موافقین کے دلائل کے جوابات کا بیان

شیخ ابن تیمیہ نے الطلاق مرتان سے یہ استدلال کیا ہے کہ ہر طلاق الگ الگ دی جائے تب وہ متعدد طلاقیں متصور ہوں گی اور اگر کسی نے کہا: تم کو تین طلاقیں تو چونکہ یہ طلاق ایک بار دی گئی ہے اس لیے یہ ایک طلاق ہی شمار ہوگی۔

شیخ ابن تیمیہ کا یہ استدلال خود انہیں بھی مفید نہیں ہے کیونکہ اس استدلال کا یہ تقاضا ہے کہ کسی شخص نے ایک بار مجلس میں تین بار کہا: میں نے تم کو طلاق دی میں نے تم کو طلاق دی میں نے تم کو طلاق دی تو یہ تین طلاقیں واقع ہونی چاہئیں کیونکہ یہ تین بار دی گئی ہیں حالانکہ شیخ کے نزدیک یہ بھی ایک طلاق ہے جیسا کہ اس سے پہلے باحوالہ گزر چکا ہے۔

زنا کی شہادات اور قسامت کی قسموں پر قیاس کے جوابات کا بیان

شیخ ابن قیم جوزیہ نے زنا کی چار شہادتوں اور قسامت کی پچاس قسموں سے بیک وقت دی گئیں تین طلاقوں کو ایک طلاق قرار دینے پر استدلال کیا ہے کہ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں چار بار گواہی دیتا ہوں کہ فلاں شخص نے زنا کیا ہے تو اس کی یہ گواہی مردود ہوگی جب تک چار آدمی الگ الگ گواہی نہ دیں اسی طرح اگر ایک آدمی یہ کہے کہ میں پچاس قسمیں کھاتا ہوں کہ میں قتل کیا نہ قاتل دیکھا ہے تو اس کی یہ قسم معتبر نہیں ہوگی جب تک کہ پچاس آدمی الگ الگ قسمیں نہ کھائیں اسی طرح اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں تم کو تین طلاقیں دیتا ہوں تو یہ تین طلاقیں بھی معتبر نہیں ہوں گی جب تک کہ وہ الگ الگ تین طلاقیں نہ دے۔

(زاد المعاد ج ۴ ص ۵۵ مطبوعہ مصطفی البابی واولادہ مصر ۱۳۶۹ھ)

اس استدلال کا ایک جواب تو یہی ہے کہ یہ دلیل خود شیخ ابن قیم کو بھی مفید نہیں ہے کیونکہ اس دلیل کا تقاضا یہ ہے کہ ایک مجلس

میں اگر تین بار الگ الگ تین طلاقیں دی جائیں تو وہ واقع ہو جانی چاہئیں حالانکہ ان کے نزدیک ایک مجلس میں الگ الگ تین طلاقیں دی جائیں تو وہ بھی واقع نہیں ہوتیں۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ زنا کی شہادت اور قسامت پر طلاق کا قیاس درست نہیں ہے کیونکہ جو شخص یہ کہے کہ میں زنا کی چار گواہیاں دیتا ہوں یا میں قتل نہ کرنے کی پچاس قسمیں کھاتا ہوں اس کی گواہی اور قسم مطلقاً مردود ہے برخلاف طلاق کے کیونکہ جو شخص کہے: میں تم کو تین طلاقیں دیتا ہوں اس کی طلاق ان کے نزدیک بھی مطلقاً مردود نہیں ہے بلکہ ایک طلاق واقع ہو جائے گی۔ یہ دوسرا جواب علامہ آلوسی کی عبارت سے مستفاد ہے۔

علامہ آلوسی نے اس استدلال کے جواب میں لکھا ہے کہ شہادات لعان اور رمی جمرات پر طلاق کو قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے دونوں کے احکام الگ الگ ہیں اور ایک کو دوسرے پر قیاس نہیں کیا جا سکتا علاوہ ازیں طلاق کا معاملہ حلت اور حرمت سے ہے اور اس میں احتیاط یہی ہے کہ جو تین طلاقیں بیک وقت دی گئی ہیں اور واقع مان لی جائیں۔

(علامہ سید محمود آلوسی متوفی ۱۲۷۰ھ روح المعانی ج ۲ ص ۱۳۹ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

اور یہ مسلم اصول ہے کہ جب اباحت اور تحریم میں تعارض ہو تو تحریم کو ترجیح دی جاتی ہے۔ بیک وقت دی گئی تین طلاقوں کو شیخ ابن تیمیہ اور ان کے موافقین ایک طلاق دے کر نکاح کو مباح کہتے ہیں اور جمہور ان تین طلاقوں کو تین ہی شمار کر کے نکاح کو حرام کہتے ہیں اور اس اصول کے مطابق جمہور کے قول کو ترجیح دی جائے گی کیونکہ اباحت اور تحریم کے تعارض میں تحریم ہی کو ترجیح دی جاتی ہے۔

تسبیح فاطمہ پر قیاس کے جوابات کا بیان

پیر محمد کرم شاہ الازہری لکھتے ہیں کہ: حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی لخت جگر خاتون جنت سے فرمایا تھا کہ بیٹی نماز کے بعد ۳۳ بار سبحان اللہ ۳۳ بار الحمد اور ۳۴ بار اکبر پڑھا کرو یہ لونڈیوں سے بہتر ہے اب اگر کوئی شخص سبحان اللہ تینتیس بار (ایک دفعہ) کہہ دے تو کیا وہ اس اجر و ثواب کا مستحق ہو گا؟ ۔۲ (پیر محمد کرم شاہ الازہری دعوت فکر و نظر مع ایک مجلس کی تین طلاقیں ص ۲۲۹ مطبوعہ نعمانی کتب خانہ لاہور ۱۹۸۹ء) (پیر صاحب اس سے یہ سمجھانا چاہتے ہیں کہ ایک مرتبہ تین طلاقیں کہنے طلاقیں واقع نہیں ہوتیں)

یہ دلیل سب سے شیخ ابن تیمیہ نے قائم کی تھی اس کے بعد شیخ ابن تیمیہ کے متبعین مزید مثالوں کے ساتھ اس کو نقل کرتے چلے گئے ہیں ہم اس دلیل کے چار جواب بیان کر چکے ہیں کہ یہ استدلال ان حضرات کو بھی مفید نہیں ہے کیونکہ ایک مجلس میں کلمات متعددہ سے تین بار تین طلاقیں دی جائیں تو اس دلیل کے اعتبار سے وہ نافذ ہونی چاہئیں حالانکہ یہ لوگ اس کو بھی تین طلاق نہیں مانتے بلکہ ایک طلاق کہتے ہیں دوسرا یہ کہ جب اباحت اور تحریم میں تعارض ہو تو ترجیح تحریم کی ہوتی ہے تیسرا جواب ہم نے علامہ آلوسی سے نقل کیا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص ایک دفعہ مثلاً یوں کہہ دے کہ سو بار سبحان اللہ تو اس حدیث پر عمل نہیں ہو گا اور یہ تسبیح فاطمہ نہیں ہو گی اور وہ اس کے اجر کا مستحق نہیں ہو گا اس کے برخلاف کوئی شخص اپنی بیوی سے کہے: تم کو تین طلاقیں تو آپ بھی یہ تو مانتے ہیں کہ ایک طلاق ہو جائے گی اس لیے یہ قیاس صحیح نہیں ہے۔ علامہ آلوسی نے جو دوسرا جواب دیا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ تین طلاقوں کو ایک طلاق قرار دینا حرام کو حلال کرنا ہے اس لیے اس قسم کی تک بندیوں اور ڈھکوسلوں سے اللہ اور رسول کے حرام کردہ کو حلال نہیں کرنا چاہیے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر عہد رسالت کے معمول کو بدلنے کے الزام کے جوابات:

شیخ ابن تیمیہ اور ان کے موافقین کی دوسری دلیل: صحیح مسلم کی حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر کے عہد میں بیک وقت دی گئی تین طلاقوں کو ایک طلاق قرار دیا جاتا ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ کہا کہ اگر ان کو تین طلاق ہی قرار دیا جائے تو [illegible] پھر انہوں نے ایسا ہی کر دیا جس طرح شیخ ابن تیمیہ اور اس کے موافقین نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کی صریح مخالفت کی اور تمام صحابہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کو قبول کر لیا اگر اس بات کو مان لیا جائے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور ان کے دور میں فوت ہونے والے صحابہ کے علاوہ کوئی صحابی اس قابل نہیں رہے گا کہ اس کے دین پر اعتماد کیا جائے اور اس کی روایت کو قبول کیا جائے یہی وجہ ہے کہ جمہور فقہاء اسلام نے اس حدیث کا ظاہر معنی نہیں لیا اور اس حدیث کے متعدد جوابات دیئے ہیں۔ ا (حضرت پیر محمد کرم شاہ الازہری محقق سنی حنفی عالم ہیں اس مسئلہ میں ان کی رائے ائمہ اربعہ کے متفق علیہ موقف سے مختلف ہے تاہم ہماری معلومات کے مطابق انہوں نے اس رائے پر فتویٰ نہیں دیا لیکن چونکہ غیر مقلد حضرات ان کا رسالہ مسلسل چھاپ رہے ہیں اس لیے ہم نے ان کے دلائل کا جواب ضروری سمجھا تاکہ عوام اہل سنت ان کے حوالے سے کسی غلط فہمی کا شکار نہ ہوں۔ (غلام رسول سعیدی غفرلہ) ایک جواب یہ ہے کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔

صحیح مسلم کی زیر بحث روایت غیر صحیح اور مردود ہے۔

قرآن مجید سے یہ ثابت ہے کہ ایک مجلس میں دی گئی تین طلاقیں نافذ ہو جاتی ہیں جیسا کہ ان شاء اللہ عنقریب واضح ہوگا اور صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی متفق علیہ حدیث ہے جس کو صحاح ستہ کے دیگر مؤلفین نے بھی روایت کیا ہے کہ حضرت عویمر رضی اللہ عنہ نے ایک مجلس میں تین طلاقیں دیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان طلاقوں کو نافذ کر دیا نیز دیگر احادیث صحیحہ اور بکثرت آثار صحابہ اور اقوال تابعین سے ثابت ہے کہ ایک مجلس میں دی گئی تین طلاقیں نافذ ہو جاتی ہیں (جس کا تفصیلی بیان عنقریب آ رہا ہے) اور صحیح مسلم میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی یہ روایت چونکہ قرآن مجید احادیث صحیحہ اور آثار صحابہ کی صراحت کے خلاف ہے اس لیے یہ روایت شاذ اور معلل ہے اور استدلال سے خارج ہے۔

صحیح مسلم کی زیر بحث روایت کے غیر صحیح ہونے پر دوسری دلیل کا بیان

اس روایت کے شاذ معلل اور مردود ہونے کی دوسری وجہ یہ ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ خود یہ فتویٰ دیتے تھے کہ ایک مجلس میں دی گئی تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں۔ حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ متصور نہیں ہے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک چیز روایت کریں اور فتویٰ اس کے خلاف دیں اس لیے یہ روایت شاذ ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی طرف روایت کو منسوب کرنے میں طاؤس کو وہم ہوا ہے۔

(فتح الباری ج ۹ ص ۳۶۳ مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور ۱۴۰۱ھ)

صحیح مسلم کی اس زیر بحث حدیث کو طاؤس نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور حافظ ابن حجر عسقلانی کا

صراحت کے مطابق یہ طاؤس کا وہم ہے اس کی مزید وضاحت امام بیہقی کے بیان سے ہوتی ہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ان احادیث میں سے ہے جن میں امام بخاری اور امام مسلم کا اختلاف ہے امام مسلم نے اس کو روایت کیا ہے اور امام بخاری نے اس کو ترک کر دیا ہے اور میرا گمان یہ ہے کہ امام بخاری نے اس حدیث کو اس لیے ترک کیا ہے کہ یہ روایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی باقی روایات کے مخالف ہے پھر امام بیہقی نے اپنی سند کے ساتھ بیان کیا ہے کہ عکرمہ نے کہا: حضرت ابن عباس نے فرمایا: پہلے انسان تین طلاق دینے کے بعد رجوع کر لیتا تھا الطلاق مرتان نے اس کو منسوخ کر دیا۔ سعید بن جبیر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا: جس شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں وہ اس پر حرام ہو گئی مجاہد کہتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت ابن عباس سے پوچھا: میں نے اپنی بیوی کو سو طلاقیں دی ہیں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم تین طلاقیں لے لو اور ستانوے طلاقوں کو چھوڑ دو مجاہد سے ہی روایت ہے کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو طلاقیں دیں حضرت ابن عباس نے فرمایا: تم نے اپنے رب کی نافرمانی کی تمہاری بیوی تم سے علیحدہ ہو گئی تم نے اللہ کا خوف نہیں کیا اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے کوئی مخرج نہیں رکھا ان کے علاوہ عطاء عمرو بن دینار اور مالک بن حارث وغیرہ طاؤس کے علاوہ حضرت ابن عباس کے تمام تلامذہ حضرت ابن عباس سے یہی روایت کرتے ہیں کہ یک وقت دی گئی تین طلاقیں نافذ ہو جاتی ہیں اس کے برخلاف صرف طاؤس نے حضرت ابن عباس سے یہ روایت کیا ہے کہ عہد رسالت اور عہد ابوبکر میں تین طلاقیں ایک قرار دی جاتی تھیں اس لیے یہ روایت طاؤس کے وہم پر محمول کی جائے گی اور صحیح نہیں ہے۔ (سنن کبریٰ ج ۷ ص ۳۳۷ مطبوعہ نشر السنۃ ملتان)

اعتبار راوی کی روایت کا ہے یا اس کی رائے کا؟

پیر محمد کرم شاہ الازہری لکھتے ہیں: اس حدیث کا یہ جواب بھی دیا گیا ہے کہ صحابہ کرام کا عمل اس حدیث کے خلاف ہے خصوصاً حضرت ابن عباس راوی حدیث کا فتویٰ بھی اس کے خلاف ہے تو اس روایت پر عمل کرنا کیونکر درست ہو سکتا ہے الی قولہ۔ اس کے متعلق مختصر یہ گزارش ہے کہ حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان عالیشان کے سامنے کسی کا قول حجت نہیں نیز حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی دو روایتیں آئی ہیں ایک وہ جو اوپر گزری دوسری وہ جسے مسند میں امام احمد نے نقل کیا ہے: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا نظریہ یہ تھا کہ ہر طہر کے وقت طلاق دی جائے۔ دوسرے صحابہ کرام کے اقوال کا ذکر جا بجا گزر چکا ہے نیز اصول فقہ کا یہ مسلمہ قاعدہ ہے کہ اعتبار راوی کی روایت کا ہے نہ کہ اس کی ذاتی رائے کا۔

(دعوت فکر و نظر مع ایک مجلس کی تین طلاقیں ص ۲۲۹ مطبوعہ نعمانی کتب خانہ لاہور ۱۹۷۹ء)

بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان عالیشان کے مقابلہ میں کسی کا قول حجت نہیں ہے لیکن یہ کون سی حدیث صحیح سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا: تین طلاقوں کو ایک طلاق قرار دیا جائے۔ اگر مسلم کی حدیث مذکور مراد ہے تو اول تو اس میں آپ کے کسی فرمان کا ذکر نہیں ہے۔ ثانیاً اسی حدیث میں تو بحث ہو رہی ہے کہ یہ ثابت اور صحیح نہیں ہے طاؤس کا وہم ہے۔

مشہور غیر مقلد عالم قاضی شوکانی نے بھی اعتراف کیا ہے۔ امام احمد بن حنبل نے فرمایا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے تمام شاگردوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے طاؤس کے خلاف روایت کیا ہے۔ سعید بن جبیر مجاہد اور نافع نے حضرت

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس کے برخلاف روایت کی ہے۔ (نیل الاوطار ج ۸ ص ۲۲ مطبوعہ مکتبہ الکلیات الازہریہ قاہرہ ۱۳۹۸ھ)

اور چونکہ صحیح مسلم کی یہ روایت طاؤس کے وہم پر مبنی ہے اس لیے صحیح نہیں ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر عہد رسالت کے معمول کی مخالفت اور تمام صحابہ پر مداہنت کی تہمت لگانے سے کیا یہ بہتر نہیں ہے کہ ایک معقول وجہ (طاؤس کے وہم) کی بنیاد پر اس حدیث کو مسترد کر دیا جائے۔

پیر محمد کرم شاہ صاحب نے لکھا ہے: نیز اصول فقہ کا یہ مسلمہ قاعدہ ہے کہ اعتبار روای کی روایت کا ہے نہ کہ اس کی رائے کا اس کے بارے میں گزارش ہے کہ عام روایوں کے بارے میں بے شک ایسا ہی ہے لیکن جب صحابی رسول کسی حدیث کی روایت کریں اور ان کا عمل یا فتویٰ اس حدیث کے خلاف ہو تو پھر دو ہی باتیں ہوسکتی ہیں یا تو یہ روایت صحیح نہیں یا اس صحابی کے نزدیک منسوخ ہو چکی ہے کیونکہ صحابی رسول سے یہ متصور نہیں کہ وہ ایک حدیث کرے اور عمل اس کے خلاف کرے۔ کتب صحاح میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد رفع یدین کرتے تھے اور امام طحاوی نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پیچھے نماز پڑھی انہوں نے تکبیر تحریمہ کے علاوہ رفع یدین نہیں کیا۔ اس روایت کو بیان کرنے کے بعد امام طحاوی لکھتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو رفع یدین کرتے ہوئے دیکھا پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد اس کو ترک کر دیا اور یہ اس کے بغیر نہیں ہوسکتا کہ ان کے نزدیک کسی دلیل سے رفع یدین منسوخ ہو چکا ہو۔ ا (امام ابو جعفر احمد بن الطحاوی الحنفی متوفی ۳۲۱ھ شرح معانی الآ ثار ج ۱ ص ۱۳۳ مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور ۱۴۰۴ھ) نیز حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جس برتن میں کتا منہ ڈال دے اس کو سات مرتبہ دھونا ضروری ہے اور خود تین مرتبہ دھوتے تھے۔ امام طحاوی لکھتے ہیں کہ ہم حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ حسن ظن رکھتے ہیں اور اس کے بارے میں یہ بدگمانی نہیں کرتے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک حدیث سن کر اس پر عمل کرنا ترک کر دیں گے اور اگر وہ ایسا کریں تو ان کی عدالت (نیکوکاری) ساقط ہو جائے گی اور وہ اس قابل بھی نہیں رہیں گے کہ ان کی کوئی بات قبول کی جائے چہ جائیکہ ان کی روایت قبول کی جائے اس لیے ضروری ہے کہ یہ کہا جائے کہ حضرت ابو ہریرہ کے نزدیک یہ روایت منسوخ ہو چکی ہے۔ (شرح معانی الآ ثار ج ۱ ص ۱۳ مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور ۱۴۰۴ھ)

جب صحابی رسول کا عمل یا فتویٰ اس کی روایت کے خلاف ہو تو اس کی دوسری وجہ یہ ہے کہ اس روایت کی نسبت اس صحابی کی طرف صحیح نہیں ہے یا پھر اس روایت میں کوئی تاویل ہے۔

علامہ پرہاروی لکھتے ہیں۔ راوی کا عمل جب حدیث کے خلاف ہو تو یہ اس حدیث کی صحت میں طعن کا موجب ہے یا اس حدیث کے منسوخ ہونے پر دلیل ہے یا پھر اس حدیث میں تاویل ہے اور اس کا ظاہری معنی مراد نہیں ہے۔

(النبراس ص ۲۳ مطبوعہ شاہ عبد الحق اکیڈمی بندیال الطبعۃ الاولی ۱۳۹۷ھ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث جس کو طاؤس نے بیان کیا ہے ایسی ہی ہے قوی ترین بات یہ ہے کہ چونکہ یہ طاؤس کا وہم ہے اس لیے صحیح اور ثابت نہیں ہے۔ جمہور فقہاء اسلام نے اس کو منسوخ قرار دے کر بھی جواب دیا ہے اور اس کا ظاہری معنی

چھوڑ کر تاویل بھی کی ہے عنقریب ہم بعض تاویلات کا ذکر کریں گے۔

پیر محمد کرم شاہ صاحب نے اس بحث میں یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طواف میں رمل کرتے تھے اور ان کا قول یہ ہے کہ رمل سنت نہیں ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ رمل کے معاملہ میں حضرت ابن عباس کی رائے جمہور کے خلاف ہے اور تین طلاقوں کے مسئلہ میں ان کی روایت دیگر احادیث اور جمہور کے موافق ہے اور ان کی منفرد رائے کو ترک کرنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ ان کی جو روایت جمہور کے موافق ہو اس کو بھی ترک کر دیا جائے۔

نیز یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ اگر راوی کا عمل اور فتویٰ اس کی روایت کے خلاف ہو تو غیر مقلدین اور شوافع کا وہی مسلک ہے جو پیر محمد اکرم شاہ صاحب نے فتح الباری کے حوالے سے بیان کیا ہے اور نیل الاوطار میں بھی مشہور غیر مقلد عالم قاضی شوکانی نے ایسا ہی لکھا ہے۔ا (قاضی محمد بن علی بن محمد شوکانی متوفی: ۱۲۵۰ھ نیل الاوطار ج ۸ ص ۲۲ مطبوعہ مکتبۃ الکلیات الازھریہ قاہرہ ۱۳۹۸ھ) اور حق اور صواب احناف اور مالکیہ کا نظریہ ہے۔ جس کو ہم نے امام طحاوی اور علامہ بہاروی کے حوالوں سے بیان کیا ہے۔

صحیح مسلم میں درج طاؤس کی روایت کے غلط اور شاذ ہونے پر مزید دلائل کا بیان

طاؤس کی اس روایت کے وہم اور غلط ہونے پر ایک اور واضح قرینہ یہ ہے کہ خود طاؤس کا فتویٰ بھی اس روایت کے خلاف تھا طاؤس یہ کہتے تھے کہ اگر غیر مدخولہ کو ایک مجلس میں تین لفظوں کے ساتھ تین طلاقیں دی جائیں تو یہ ایک طلاق ہو گی (کیونکہ وہ پہلی طلاق کے بعد بائنہ ہو جاتی ہے اور بعد کی طلاقوں کا محل نہیں رہتی) طاؤس مدخولہ کی تین طلاقوں کو ایک طلاق نہیں قرار دیتے تھے۔

امام ابن ابی شیبہ روایت کرتے ہیں: لیث بیان کرتے ہیں کہ طاؤس اور عطاء کہتے تھے کہ جب کوئی شخص اپنی بیوی کو مقاربت سے پہلے تین طلاقیں دے تو وہ ایک طلاق ہو گی (المصنف ج ۵ ص ۲۶ مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی الطبعۃ الاولیٰ ۱۴۰۶ھ)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ طاؤس مطلقاً تین طلاقوں کو ایک نہیں کہتے تھے اس لیے طاؤس کی یہ روایت جس کو امام مسلم نے بیان کیا ہے وہم اور مغالطہ سے خالی نہیں ہے۔

علامہ ماردینی طاؤس کی اس روایت پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: علامہ ابن عبدالبر (صاحب استذکار) نے کہا ہے کہ طاؤس کی یہ روایت وہم اور غلط ہے۔ علماء میں سے کسی نے اس کو قبول نہیں کیا۔ حضرت ابن عباس سے طاؤس کی یہ روایت اس لیے صحیح نہیں ہے کہ ثقہ راویوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس کے خلاف روایت کیا ہے۔ (الجوہر النقی علی ھامش البیہقی ج ۷ ص ۲۳۸۔ ۲۳۷ مطبوعہ نشر السنۃ ملتان)

نیز علامہ ابو جعفر بن نحاس کتاب الناسخ والمنسوخ میں لکھتے ہیں کہ طاؤس ہر چند کہ نیک شخص ہیں لیکن وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بہت سی روایات میں متفرد ہیں اہل علم ان روایات کو قبول نہیں کرتے ان روایات میں سے ایک روایت وہ بھی ہے جس میں انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے تین طلاقوں کے ایک ہونے کی روایت کی ہے لیکن حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت علی سے صحیح روایت یہی ہے کہ تین طلاقیں تین ہی ہوتی ہیں۔

طاؤس کی روایت کا صحیح محمل کا بیان

جمہور فقہاء اسلام نے اولا تو اس حدیث کے فنی سقم کی وجہ سے اس کو قبول نہیں کیا ثانیا بر سبیل تنزل اس میں تاویل کی اور کہا کہ دور رسالت اور دور صحابہ میں لوگ تاکید کی نیت سے تین بار طلاق دیتے تھے بعد میں حضرت عمر کے دور میں لوگوں نے تین طلاق دینے کی نیت سے تین بار طلاق کہنا شروع کر دیا اس لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کی نیات کے اعتبار سے ان تین طلاقوں کو تین طلاقیں ہی قرار دیا۔ ان جوابات سے واضح ہو گیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی امر کو نہیں بدلا بلکہ اسی چیز کو نافذ کیا ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سے ثابت ہے امام ترمذی اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

حضرت رکانہ کہتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے اپنی بیوی کو طلاق البتہ دی ہے۔ آپ نے فرمایا: تم نے طلاق البتہ سے کیا مراد لیا تھا؟ میں نے کہا: ایک طلاق! آپ نے فرمایا: قسم بخدا! میں نے کہا: قسم بخدا! آپ نے فرمایا: پس یہ وہی طلاق ہے جس کا تم نے ارادہ کیا ہے یعنی ایک۔ ا

(امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ جامع ترمذی ص ۱۸۹ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی)

اس حدیث کو امام ابوداؤد نے تین اسانید کے ساتھ بیان کیا ہے۔

(امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۳۰۰ مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور ۱۴۰۵ھ)

امام ابن ماجہ نے بھی اس حدیث کو روایت کیا ہے۔ ۳ (امام ابوعبداللہ محمد بن یزید بن ماجہ متوفی ۲۷۳ھ، سنن ابن ماجہ ص ۱۴۸ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب، کراچی) اس حدیث سے ظاہر ہو گیا کہ مجلس واحد میں لفظ واحد سے تین طلاقوں کا ارادہ کیا جائے تو یہ جائز ہے کیونکہ اگر یہ جائز نہ ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت رکانہ سے یہ ایک عبارت سے صرف ایک طلاق ہوتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت رکانہ سے طلاق کی تعداد کا دریافت کرنا اور ان کی مراد پر قسم لینا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ مجلس واحد میں لفظ واحد سے تین طلاقیں مؤثر ہو جاتی ہیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جو فیصلہ نافذ کیا وہ اس حدیث کے مطابق تھا اور جمہور فقہاء اسلام کا نظریہ بھی اسی حدیث کے تابع ہے۔

حضرت رکانہ سے متعلق مسند احمد کی روایت کے فنی اسقام کا بیان

شیخ ابن تیمیہ نے حضرت رکانہ سے متعلق ایک دوسری روایت مسند احمد کے حوالے سے ذکر کی ہے جس میں یہ ہے کہ حضرت رکانہ نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دی تھیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ایک طلاق قرار دیا اور انہیں رجوع کرنے کا حکم دیا۔ شیخ ابن تیمیہ نے مسند احمد کی اس حدیث کو جامع ترمذی سنن ابن ماجہ سنن ابوداؤد کی مذکورہ الصدر روایت پر ترجیح دی ہے۔ لیکن شیخ ابن تیمیہ کا جامع ترمذی سنن ابن ماجہ اور سنن ابوداؤد کی روایت پر مسند احمد کو ترجیح دینا عدل و انصاف سے سخت بعید ہے کیونکہ اہل علم سے مخفی نہیں ہے کہ مسند احمد میں صرف احادیث صحیحہ کو جمع کرنے کا التزام نہیں کیا گیا اس میں ضعیف حسن صحیح ہر قسم کی احادیث ہیں برخلاف جامع ترمذی سنن ابن ماجہ اور سنن ابوداؤد کے کیونکہ یہ ان کتب احادیث میں سے ہیں جن میں احادیث صحیحہ جمع کرنے کا التزام کیا گیا ہے یہی وجہ ہے کہ جامع ترمذی سنن ابن ماجہ اور سنن ابوداؤد کو صحاح ستہ میں شمار کیا جاتا ہے اور مسند احمد کو صحاح ستہ میں

شمار نہیں کیا جاتا۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ امام ابوداؤد کے علم میں بھی مسند احمد کی یہ روایت تھی جس میں طلاق البتہ کی بجائے تین طلاقوں کا ذکر ہے لیکن انہوں نے اس روایت کو اپنی کتاب میں درج نہیں کیا اور اس کی وجہ یہ بیان کی: هذا اصح من حديث ابن جريج ان ركانة طلق امراته ثلاثا لانهم اهل بيته وهم اعلم به۔ا

(امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ سنن ابوداؤد ج اص ۳۰۱ مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور ۱۴۰۵ھ)

یہ حدیث ابن جریج کی روایت کی بہ نسبت صحیح ہے جس میں ہے کہ حضرت رکانہ نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دی تھیں کیونکہ اس حدیث کی روایت حضرت رکانہ کے اہل بیت سے ہے اور وہ اپنے گھر کے واقعات کو دوسروں کی نسبت زیادہ جاننے والے تھے۔ امام ابوداؤد نے اپنی تینوں احادیث یزید بن رکانہ سے روایت کی ہیں اسی طرح امام ترمذی نے بھی یزید بن رکانہ کی روایت سے حدیث بیان کی ہے اس کے برخلاف امام احمد نے مسند احمد میں ابن جریج سے حضرت رکانہ کی روایت بیان کی ہے اور یہ بالکل معقول اور انصاف کی بات ہے کہ حضرت رکانہ کے گھر کا واقعہ وہی درست ہوگا جو ان کے بیٹے نے بیان کیا ہے اور ان کے بیٹے کی روایت کے خلاف اگر کسی غیر متعلق شخص نے کوئی واقعہ بیان کیا ہے تو وہ درست قرار نہیں دیا جائے گا۔

شیخ ابن تیمیہ نے البتہ والی روایت کو مرجوح قرار دینے کے لیے کسی کتاب کا حوالہ دیئے بغیر لکھا ہے: امام احمد بن حنبل امام بخاری ابوعبید اور ابومحمد بن حزم نے البتہ والی روایت کو ضعیف قرار دیا اور بیان کیا ہے کہ اس کے راوی مجہول ہیں ان کی عدالت اور ضبط کا حال معلوم نہیں ہے۔ (مجموع الفتاوی ج ۳۳ ص ۱۵ مطبوعہ بامر فہد بن عبدالعزیز آل السعود)

امام احمد بن حنبل چونکہ اس روایت کو اپنی کتاب میں درج کرنے والے ہیں اس لیے وہ ایک فریق کی حیثیت رکھتے ہیں لہٰذا اگر ان کی تضعیف بالفرض ہو بھی تو خارج از بحث ہے اور ابن حزم کا حوالہ دینا شیخ ابن تیمیہ کی مغالطہ آفرینی ہے۔ شیخ ابن حزم نے سنن ابوداؤد کی ایک اور روایت کو بعض بنی ابی رافع کی وجہ سے مجہول لکھا ہے جس کا ذکر باحوالہ آگے آ رہا ہے۔ رہے امام بخاری تو ان کے بارے میں یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ انہوں نے البتہ والی روایت کی تضعیف کی ہے بلکہ صحیح یہ ہے کہ امام بخاری نے مسند احمد والی روایت کو مضطرب اور معلل قرار دیا ہے جیسا کہ حافظ ابن حجر نے لکھا ہے۔۲ (حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ تلخیص الحبیر ج ۳ ص ۲۵۵ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ) اور علامہ ابن عبدالبر نے اس کو تمہید میں ضعیف قرار دیا ہے۔

علامہ ابن جوزی مسند احمد والی حدیث کے بارے میں لکھتے ہیں: یہ حدیث صحیح نہیں ہے اس کی سند کا ایک راوی ابن اسحاق مجروح ہے اور دوسرا راوی داؤد اس سے بھی زیادہ ضعیف ہے۔ امام ابن حبان نے کہا ہے کہ اس کی روایات سے اجتناب کرنا واجب ہے اور البتہ والی (صحاح ستہ کی) روایت صحت کے قریب ہے اور مسند احمد والی روایت میں راویوں کی غلطی ہے۔

(العلل المتناہیہ فی الاحادیث الواہیہ ج ۲ ص ۱۵۱ مطبوعہ ادارۃ العلوم الاثریہ فیصل آباد)

علامہ ابوبکر رازی جصاص نے مسند احمد کی اس روایت کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ حدیث منکر ہے۔

(احکام القرآن ج اص ۳۸۸ مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ۱۴۰۰ھ)

علامہ ابن ہمام نے لکھا ہے کہ رکانہ کی حدیث منکر ہے اور صحیح روایت وہ ہے جو ابوداؤد ترمذی اور ابن ماجہ میں ہے کہ رکانہ نے

اپنی بیوی کو طلاق البتہ دی تھی۔ (فتح القدیر ج ۳ ص ۲۳۱ مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر)

حضرت رکانہ سے متعلق صحاح کی روایت کی تقویت کا بیان

شیخ ابن تیمیہ نے حضرت رکانہ کی البتہ والی روایت پر جرح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اس حدیث کے راوی مجہول ہیں اور ان کی عدالت اور ضبط کا حال معلوم نہیں ہے۔ شیخ ابن تیمیہ کی یہ بات بھی عدل و انصاف اور حقیقت اور صداقت سے بہت دور ہے یہ حدیث ترمذی ابن ماجہ اور داؤد میں ہے امام ابوداؤد نے اس کو تین مختلف سندوں کے ساتھ بیان کیا ہے۔ اختصار کے پیش نظر ہم صرف امام ترمذی کی سند کے راویوں کی عدالت اور ضبط کا حال بیان کررہے ہیں۔

امام ترمذی نے اس حدیث کو از ھناد از قبیصہ از جریر بن حازم از زبیر بن سعید از عبداللہ بن علی بن یزید بن رکانہ بیان کیا ہے۔ سند کے پہلے راوی ھناد ہیں ان کے بارے میں حافظ ابن حجر لکھتے ہیں: امام احمد بن حنبل نے کہا: تم ھناد کو لازم رکھو ابو حاتم نے کہا: وہ بہت سچے ہیں قتیبہ نے کہا: میں نے دیکھا کہ وکیع ھناد سے زیادہ کسی کی تعظیم نہیں کرتے تھے امام نسائی نے کہا کہ وہ ثقہ ہیں امام ابن حبان نے بھی ان کا ثقات میں ذکر کیا ہے۔ (تہذیب التہذیب ج ۱۱ ص ۷۱ مطبوعہ مجلس دائرۃ المعارف ہند ۱۳۲۵ھ)

اس سند کے دوسرے روای قبیصہ ہیں ان کے بارے میں حافظ ابن حجر لکھتے ہیں کہ حافظ ابوزرعہ سے قبیصہ اور ابونعیم کے بارے میں پوچھ گیا تو انہوں نے کہا: ان دونوں میں قبیصہ افضل ہیں ابن حاتم کہتے ہیں: میں نے اپنے والد سے قبیصہ کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا: وہ بہت سچے ہیں اسحاق بن یسار نے کہا: میں نے شیوخ میں سے قبیصہ سے بڑھ کر کوئی حافظ نہیں دیکھا امام نسائی نے کہا: ان سے روایت میں کوئی حرج نہیں اور امام ابن حبان نے ان کا ثقات میں ذکر کیا ہے۔

(تہذیب التہذیب ج ۸ ص ۳۴۹۔۳۴۸ مطبوعہ مجلس دائرۃ المعارف ہند ۱۳۲۵ھ)

اس حدیث کے تیسرے راوی ہیں: جریر بن حازم ان کے بارے میں حافظ ابن حجر لکھتے ہیں: موسیٰ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ حماد جتنی تعظیم جریر بن حازم کی کرتے تھے کسی اور کی نہیں کرتے تھے عثمان دارمی نے ابن معین سے نقل کیا ہے کہ یہ ثقہ ہیں دوری کہتے ہیں: میں نے یحیٰی سے پوچھا کہ جریر بن حازم اور ابوالاشہب میں کس کی روایت بہتر ہے؟ انہوں نے کہا: جریر کی روایت احسن اور اسند ہے۔ ابو حاتم نے کہا: یہ بہت سچے اور نیک ہیں۔ (تہذیب التہذیب ج ۲ ص ۷۰ مطبوعہ مجلس دائرۃ المعارف ہند ۱۳۲۵ھ)

اس حدیث کے چوتھے راوی زبیر بن سعید ہیں ان کے بارے میں حافظ ابن حجر لکھتے ہیں: دوری نے ابن معین سے نقل کیا کہ یہ ثقہ ہیں دار قطنی نے کہا: یہ معتبر ہیں اور امام ابن حبان نے ان کا ثقات میں ذکر کیا ہے۔

(تہذیب التہذیب ج ۳ ص ۳۱۵ مطبوعہ مجلس دائرۃ المعارف ہند ۱۳۲۵ھ)

اس حدیث کے پانچویں راوی ہیں: عبداللہ بن یزید بن رکانہ یہ خود حضرت رکانہ کے اہل بیت سے ہیں امام ابن حبان نے انکا ثقات میں ذکر کیا ہے۔ (حافظ ابن حبان تیمی متوفی ۳۵۴ھ کتاب الثقات ج ۷ ص ۱۵ مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۰۱ھ)

اور حافظ ابن حجر نے اس کو مقرر رکھا ہے۔

(حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ج ۵ ص ۲۲۵ مطبوعہ مجلس دائرۃ المعارف ہند ۱۳۲۵ھ)

حضرت رکانہ سے متعلق سنن ابوداؤد کی ایک شاذ روایت کے ضعف کا بیان

پیر محمد کرم شاہ صاحب نے سنن ابوداؤد کی اس روایت سے بھی استدلال کیا ہے کہ جس میں ہے: حضرت عبد یزید ابورکانہ نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم اپنی بیوی ام رکانہ سے رجوع کرلو۔ انہوں نے کہا: یا رسول اللہ! میں نے تو اسے تین طلاقیں دے دی ہیں آپ نے فرمایا: میں جانتا ہوں تم اس سے رجوع کرلو۔

(سنن ابوداؤد ج ا ص ۲۹۹۔۲۹۸ مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور ۱۴۰۵ھ)

اس حدیث سے پیر صاحب کا استدلال اس لیے صحیح نہیں ہے کہ اس کی سند میں بعض بنی ابی رافع موجود ہیں جو مجہول ہیں۔ غیر مقلدین کے بہت بڑے عالم شیخ ابن حزم اس حدیث کی سند پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ (شیخ ابن تیمیہ نے سنن ابوداؤد کی جس حدیث کے بارے میں ابن حزم کا حوالہ دیا تھا وہ اصل میں یہ حدیث ہے)

ہمارے علم میں اس حدیث کے سوا ان لوگوں کی اور کوئی دلیل نہیں ہے اور یہ حدیث صحیح نہیں ہے کیونکہ ابورافع کی اولاد میں سے جس شخص سے یہ روایت ہے اس کا نام لیا گیا اور مجہول راوی کی روایت دلیل نہیں ہو سکتی۔

(المحلی ج ۱۰ ص ۱۶۸ مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیر یہ ۱۳۵۲ھ)

اگر کوئی شخص یہ کہے کہ مستدرک کی بعض روایات میں بعض بنی ابی رافع کی تعیین محمد بن عبیداللہ بن ابی رافع سے کردی گئی ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ حافظ ابن حجر عسقلانی محمد بن عبیداللہ بن ابی رافع کے بارے میں لکھتے ہیں امام بخاری نے کہا: یہ منکر الحدیث ہے۔ ابن معین نے کہا: یہ لیس بشیء ہے ابوحاتم نے کہا: یہ ضعیف الحدیث منکر الحدیث اور ذاہب الحدیث ہے۔ ابن عدی نے کہا: یہ کوفہ کی شیعہ میں سے ہے اور فضائل میں اس نے ایسی روایات بیان کی ہیں جن کا کوئی مطالع نہیں ہے ابن حبان نے اس کا ثقات میں ذکر کیا۔ برقانی نے دارقطنی سے روایت کیا کہ یہ متروک ہے یادر ہے کہ امام بخاری نے فرمایا ہے: جس شخص کے بارے میں میں یہ کہوں کہ یہ منکر الحدیث ہے اس سے روایت کرنا صحیح نہیں ہے۔ دوسری بات یہ ملحوظ رہنی چاہیے کہ امام ابن عدی نے اس کو شیعہ لکھا ہے اور تین طلاقوں کو ایک طلاق قرار دینا شیعہ حضرات کا مسلک ہے۔ (تہذیب التہذیب ج ۹ ص ۲۲۱ مطبوعہ مجلس دائرۃ المعارف ہند ۱۳۲۵ھ)

اس روایت کی سند اس پائے کی نہیں ہے جس سے حلال اور حرام کے مسئلہ میں استدلال ہو سکے خصوصا جبکہ اس روایت سے وہ چیز حلال ہو رہی ہو جو قرآن مجید اور احادیث صحیحہ کی صراحت سے حرام ہو چکی ہو اور ائمہ اربعہ اور جمہور مسلمین کا اس کی حرمت پر اتفاق ہو۔

شیخ ابن تیمیہ اور ان کے حامیوں کے پاس تین طلاقوں کو ایک طلاق قرار دینے کے لیے صرف یہ تین روایات تھیں: ایک صحیح مسلم کی روایت جو طاؤس کا وہم اور شاذ روایت ہے دوسری مسند احمد کی روایت جو مضطرب منکر معلل اور ضعیف روایت ہے تیسری سنن ابوداؤد کی یہ روایت جو مجہول منکر اور متروک کی روایت ہے۔ (تبیان القرآن، ج ۲، البقرہ، لاہور)

بیک وقت دی گئی طلاقوں کے تین ہونے پر جمہور کے قرآن مجید سے دلائل

اللہ تعالیٰ نے طلاق دینے کا یہ قاعدہ بیان فرمایا ہے کہ دو طلاقوں کے بعد بھی خاوند کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ چاہے تو ان طلاقوں

سے رجوع کرلے اور چاہے تو رجوع نہ کرے لیکن:

(آیت) فان طلقها فلا تحل له من بعد حتی تنکح زوجا غیره ۔ (البقرہ:۲۳۰)

ترجمہ: پس اگر اس نے اس کو ایک اور طلاق دے دی تو اب وہ عورت اس کے لیے حلال نہیں ہے تاوقتیکہ وہ کسی اور شخص سے نکاح کرے۔

اس آیت سے پہلے الطلاق مرتان کا ذکر ہے یعنی طلاق رجعی دو مرتبہ دی جاسکتی ہے اس کے بعد فان طلقها فرمایا: اس کے شروع میں حرف فا ہے جو تعقیب بلا مہلت کے لیے آتا ہے اور اب قواعد عربیہ کے اعتبار سے معنی یہ ہوا کہ دو رجعی طلاقیں دینے کے بعد خاوند نے اگر فوراً تیسری طلاق دے دی تو اب وہ عورت اس مرد کے لیے اس وقت تک حلال نہیں ہے جب تک کہ وہ شرعی قاعدہ کے مطابق کسی اور مرد کے ساتھ نکاح نہ کرے اس آیت میں اگر حرف ثم یا اس قسم کا کوئی اور حرف ہوتا جو مہلت اور تاخیر پر دلالت کرتا تو علی التعیین یہ کہا جاسکتا تھا کہ ایک طہر میں ایک طلاق اور دوسرے طہر میں دوسری طلاق اور تیسرے طہر میں تیسری طلاق دی جائے گی لیکن قرآن مجید میں ثم کی بجائے فا کا ذکر کیا گیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اگر خاوند نے دو طلاقیں دینے کے بعد فوراً تیسری طلاق دے دی تو اس کی بیوی اس کے لیے حلال نہیں رہے گی۔

قرآن مجید نے الطلاق مرتان فرمایا ہے یعنی دو مرتبہ طلاق دی جائے اور دو مرتبہ طلاق دینا اس سے عام ہے کہ ایک مجلس میں دو مرتبہ طلاق دی جائے یا دو طہروں میں دو مرتبہ طلاق دی جائے اور اس کے بعد فوراً اگر تیسری طلاق دے دی تو اس کی بیوی اس پر حرام ہو جائے گی اس سے واضح ہو گیا کہ اگر کسی شخص نے ایک مجلس میں تین بار طلاق دی اور بیوی سے کہہ دیا: میں نے تم کو طلاق دی میں نے تم کو طلاق دی میں نے تم کو طلاق دی تو یہ تینوں طلاقیں واقع ہو جائیں گی اور اس کی بیوی اس پر حرام ہو جائے گی۔ غیر مقلدوں کے مشہور مستند اور ان کے بہت بڑے عالم شیخ ابن حزم اس آیت کے بارے میں لکھتے ہیں:

یہ آیت بیک وقت دی گئی تین طلاقوں اور الگ الگ دی گئی طلاقوں دونوں پر صادق آتی ہے اور اس آیت کو بغیر کسی نص کے طلاق کی بعض صورتوں کے ساتھ خاص کرنا جائز نہیں۔ (المحلی ج ۱۰ ص ۷ امطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ ۱۳۵۲ھ)

قرآن مجید کی اس آیت سے بھی جمہور فقہاء اسلام کا استدلال ہے:

(آیت) اذا نکحتم المؤمنت ثم طلقتموهن من قبل ان تمسوهن فمالکم علیهن من عدة تعتدونها ۔ (الاحزاب:۴۹)

ترجمہ: جب تم مسلمان عورتوں سے نکاح کرو پھر ان کو مقاربت سے پہلے طلاق دے دو تو ان پر تمہارے لیے کوئی عدت نہیں جس کو تم گنو۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے غیر مدخولہ کو طلاق دینے کا ذکر فرمایا ہے اور طلاق دینے کو اس سے عام رکھا ہے کہ بیک وقت اکٹھی تین طلاقیں دی جائیں یا الگ الگ طلاقیں دی جائیں اور جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے مطلق اور عام رکھا ہو اس کو اخبار آحاد اور احادیث صحیحہ سے بھی مقید اور خاص نہیں کیا جاسکتا چہ جائیکہ ماوشما کی غیر معصوم آراء اور غیر مستند اقوال سے اس کو مقید کیا جاسکے۔

قرآن مجید سے استدلال پر اعتراض کے جوابات کا بیان

پیر محمد کرم شاہ الازہری نے اس استدلال کے جواب میں لکھا ہے: دوسری آیت اور سنت نبوی ان کے اطلاق کو مقید کر دیا ہے اور ان کے احکام اور شرائط کو بیان کر دیا ہے نیز ان آیات میں ایک ساتھ طلاق دینے کی بھی تو کہیں تصریح نہیں۔

(دعوت فکر و نظر مع ایک مجلس کی تین طلاقیں ص ۴۴، مطبوعہ نعمانی کتب خانہ لاہور ۱۹۷۹ء)

قرآن مجید کی کسی آیت میں یہ تصریح نہیں ہے کہ بیک وقت اجتماعی طور پر دی گئی تین طلاقیں ایک ہوں گی جس کو اس آیت کے عموم کی تخصیص پر قرینہ بنایا جا سکے نہ کسی حدیث صحیح میں یہ تصریح ہے ہاں یہ ضروری ہے کہ بیک وقت تین طلاقیں دینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی کا موجب ہے اور بدعت اور گناہ ہے اور یہی احناف کا مسلک ہے اور سنت طریقہ الگ الگ طہروں میں تین طلاقیں دینا ہے لیکن اس میں گفتگو نہیں ہے گفتگو اس میں ہے کہ اگر کسی شخص نے خلاف سنت طریقہ سے بیک وقت تین طلاقیں دے دیں تو آیا وہ نافذ ہوں گی یا نہیں! البتہ بکثرت احادیث اور آثار سے یہ ثابت ہے کہ بیک وقت دی گئی تین طلاقیں نافذ ہو جائیں گی جیسا کہ عنقریب واضح ہوگا۔ غیر مقلدوں کے امام ثانی ابن حزم اس آیت کے بارے میں لکھتے ہیں:

اس آیت میں عموم ہے اور تین دو اور ایک طلاق دینے کی اباحت ثابت ہوتی ہے۔

(المحلی ج ۱۰ ص ۱۷۹ مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ ۱۳۵۲ھ)

جمہور فقہاء اسلام نے اس آیت سے بھی استدلال کیا ہے:

(آیت) للمطلقت متاع بالمعروف ۔ (البقرہ: ۲۴۱)

ترجمہ: مطلقہ عورتوں کو رواج کے مطابق متاع (کپڑوں کا جوڑا) دینا چاہیے۔

شیخ ابن حزم اس آیت سے استدلال کرتے ہوئے لکھتے ہیں: اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مطلقہ کو عام رکھا ہے خواہ وہ ایک طلاق سے مطلقہ ہو یا دو سے یا تین سے اور ان میں سے کسی کے ساتھ اس کو خاص نہیں کیا۔

(المحلی ج ۱۰ ص ۱۷۰ مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ ۱۳۵۲ھ)

اس آیت میں مطلقہ عورتوں کو متعہ (کپڑوں کا جوڑا) دینے کی ہدایت کی ہے خواہ وہ عورتیں تین طلاقوں سے مطلقہ ہوں یا دو طلاقوں سے مطلقہ ہوں یا ایک سے اور کسی ایک طلاق کے ساتھ مطلقہ کی تخصیص نہیں فرمائی یہی چیز شیخ ابن حزم نے بیان کی ہے۔

قرآن مجید میں طلاق کے عموم اور اطلاق کی اور بھی آیات ہیں لیکن ہم بغرض اختصار انہی آیات پر اکتفا کرتے ہیں۔

بیک وقت دی گئی تین طلاقوں پر جمہور فقہاء اسلام کے احادیث سے دلائل

امام بخاری روایت کرتے ہیں: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انصار میں سے ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا: یا رسول اللہ! یہ بتلایئے کہ ایک شخص اپنی عورت کے ساتھ کسی مرد کو دیکھ لے تو اس کو قتل کر دے یا کیا کرے؟ اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں قرآن مجید میں لعان کا مسئلہ ذکر فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تیرے اور تیری بیوی کے درمیان اللہ تعالیٰ نے فیصلہ فرما دیا حضرت سہل کہتے ہیں کہ ان دونوں نے میرے سامنے مسجد میں لعان کیا جب وہ

لعان سے فارغ ہو گئے تو اس شخص نے کہا: اب اگر میں اس عورت کو اپنے پاس رکھوں تو میں خود جھوٹا ہوں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے پہلے لعان سے فارغ ہوتے ہی اس نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنی بیوی سے علیحدگی اختیار کر لی آپ نے فرمایا: سب لعان کرنے والوں کے درمیان یہ تفریق ہے۔ ابن شہاب کہتے ہیں: اس کے بعد یہ طریقہ مقرر ہو گیا کہ سب لعان کرنے والوں کے درمیان تفریق کر دی جائے۔

(صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۰۰ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۸۱ھ)

علامہ ابن حجر عسقلانی اس حدیث کی شرح میں علامہ نووی کی شرح مسلم کے حوالے سے لکھتے ہیں: اس نے اس لیے تین طلاقیں دی تھیں کہ اس کا گمان یہ تھا کہ لعان سے اس کی بیوی حرام نہیں ہوئی تو اس نے کہا: اس کو تین طلاقیں۔

(فتح الباری ج ۹ ص ۴۵۱ مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور ۱۴۰۱ھ)

اس حدیث سے واضح ہو گیا کہ صحابہ کرام کے درمیان یہ بات معروف اور مقرر تھی کہ ایک مجلس میں تین طلاقیں دینے سے بیوی حرام ہو جاتی ہے اسی وجہ سے اس شخص نے اپنی بیوی سے تفریق اور تحریم کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس کو تین طلاقیں دیں اگر ایک مجلس میں تین طلاقیں سے ایک طلاق رجعی واقع ہوتی تو اس صحابی کا یہ فعل عبث ہوتا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسے فرماتے: بیک وقت تین طلاقوں سے تمہاری مفارقت نہیں ہو گی۔

اس سلسلے میں امام بخاری نے یہ حدیث بھی روایت کی ہے: حضرت سہل کہتے ہیں کہ ان دونوں نے مسجد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لعان کیا در آں حالیکہ میں بھی لوگوں کے ساتھ تھا۔ حضرت عویمر نے کہا: یا رسول اللہ! اب اگر میں نے اس کو اپنے پاس رکھا تو میں جھوٹا ہوں پھر حضرت عویمر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم دینے سے پہلے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں (صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۰۰ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی الطبعۃ الاولی ۱۳۸۱ھ)

اس حدیث کو امام مسلم نے بھی روایت کیا ہے۔

(امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ ھ صحیح مسلم ج ۱ ص ۴۸۹ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۷۵ھ)

امام نسائی نے بھی اس حدیث کو روایت کیا ہے ۲ (امام عبدالرحمان احمد بن شعیب نسائی متوفی ۳۰۳ ھ سنن نسائی ج ۲ ص ۱۸۱ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی) اور ابو داؤد میں بھی ہے۔

علامہ نووی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں کہ جمہور کے نزدیک نفس لعان سے تفریق ہو جاتی ہے اور محمد بن ابی صفرہ مالکی نے کہا ہے کہ نفس لعان سے تفریق نہیں ہوتی ان کی دلیل یہ ہے کہ اگر نفس لعان سے تفریق ہوتی تو حضرت عویمر اس کو تین طلاقیں نہ دیتے اور شوافع نے اس حدیث سے یہ استدلال کیا ہے کہ ایک مجلس میں تین طلاقیں دینا مباح ہے۔

(صحیح مسلم ج ۱ ص ۴۸۹ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۷۵ھ)

بخاری اور مسلم کی اس حدیث سے یہ بات بہر حال واضح ہو گئی کہ صحابہ کرام کے درمیان یہ بات معروف اور متفق علیہ تھی کہ تین طلاقوں سے تفریق اور تحریم ہو جاتی ہے اور اس کے بعد رجوع جائز نہیں ہے ورنہ حضرت عویمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے سامنے تفریق کے قصد سے اپنی بیوی کو لفظ واحد سے تین طلاقیں نہ دیتے۔

اس واقعہ میں سنن ابوداؤد کی درج ذیل حدیث نے مسئلہ بالکل واضح کردیا ہے۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ اس واقعہ میں بیان کرتے ہیں کہ حضرت عویمر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تین طلاقیں دیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان طلاقوں کو نافذ کر دیا۔ (سنن ابوداؤد ج اص ۳۰۶ مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور ۱۴۰۵ھ)

اس حدیث میں اس بات کی صاف تصریح ہے کہ حضرت عویمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک مجلس میں اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تین طلاقوں کو نافذ کر دیا۔ صحیح بخاری صحیح مسلم سنن نسائی اور سنن ابوداؤد میں حضرت عویمر رضی اللہ عنہ کے اس واقعہ کو پڑھنے کے بعد کسی انصاف پسند شخص کے لیے اس مسئلہ میں تردد کی گنجائش نہیں رہنی چاہیے کہ بیک وقت دی گئی تین طلاقیں نافذ ہو جاتی ہیں۔ والحمد للہ رب العلمین۔

حضرت عویمر کی حدیث سے استدلال پر اعتراض کے جوابات کا بیان

پیر محمد کرم شاہ الازہری اس حدیث سے جمہور فقہاء اسلام کے استدلال کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں: جہاں تک اس حدیث کی سند کا تعلق ہے اس کی صحت میں کسی کو کلام نہیں۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم دونوں میں موجود ہے لیکن کیا اس حدیث سے استدلال درست ہے تو یہ ذرا تفصیل طلب ہے خود ابوبکر الجصاص اور شمس الائمہ سرخسی نے فرمایا کہ اس حدیث سے استدلال درست نہیں۔ (دعوت فکر و نظر مع ایک مجلس کی تین طلاقیں ص ۲۲۵ مطبوعہ نعمانی کتب خانہ لاہور ۱۹۷۹ء)

پیر محمد کرم شاہ صاحب کا یہ استدلال سخت حیرت کا باعث ہے۔ جمہور فقہاء اسلام نے اس حدیث سے اس پر استدلال کیا ہے کہ تین طلاقیں اگر بیک وقت دی جائیں تو تینوں واقع ہو جاتی ہیں علامہ ابوبکر جصاص اور علامہ سرخسی نے اس استدلال کا رد نہیں کیا بلکہ یہ کہا ہے کہ احناف کے نزدیک بیک وقت تین طلاقین دینا گناہ ہے اور امام شافعی کہتے ہیں کہ بیک وقت تین طلاقیں دینا مباح ہے اور اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں کہ اگر بیک وقت تین طلاقیں دینا گناہ ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عویمر عجلانی رضی اللہ عنہ کے تین طلاقیں دینے پر انکار فرماتے اور آپ کا انکار نہ فرمانا بیک وقت تین طلاقوں کے مباح ہونے کی دلیل ہے۔ علامہ ابوبکر الجصاص اور علامہ سرخسی نے ان کے اس استدلال کا رد فرمایا ہے۔ اب ہم پہلے علامہ ابوبکر الجصاص کی اصل عبارت ذکر کرتے ہیں۔

علامہ ابوبکر الجصاص الرازی فرماتے ہیں: امام شافعی نے فرمایا کہ جب شارع صلی اللہ علیہ وسلم نے تین طلاقیں بیک وقت دینے سے منع فرمایا تو اس سے ثابت ہوا کہ بیک وقت تین طلاقیں دینا مباح ہے۔ (علامہ جصاص فرماتے ہیں) اس حدیث سے امام شافعی کا استدلال کرنا درست نہیں ہے کیونکہ ان کا مذہب یہ ہے کہ عورت کے لعان سے پہلے خاوند کے لعان کرنے سے تفریق ہو جاتی ہے اور عورت اس سے علیحدہ ہو جاتی ہے اور اس کے بعد طلاق لاحق نہیں ہوتی اور جب طلاق واقع ہوئی نہ اس کا حکم ثابت ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کا کیسے انکار فرماتے۔ اگر یہ سوال کیا جائے کہ تمہارے یعنی احناف کے مذہب پر اس حدیث کی کیا توجیہ ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ ہو سکتا ہے کہ یہ طلاق دینے کا طریقہ اور وقت مقرر کرنے سے پہلے کا واقعہ ہو اور ایک طہر میں

تین طلاقوں کو جمع کرنے کی ممانعت سے پہلے انہوں نے تین طلاقیں دی ہوں۔

(احکام القرآن ج ۱ ص ۳۸۴ مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ۱۴۰۰ھ)

اس عبارت سے واضح ہو گیا کہ علامہ جصاص کی بحث اس بات میں ہے کہ بیک وقت تین طلاقیں دینا ممنوع ہے یا مباح ہے اس میں بحث نہیں ہے کہ تین طلاقیں دینے کے بعد ایک طلاق واقع ہوتی ہے یا تین۔

اب ہم آپ کے سامنے علامہ سرخسی کی اصل عبارت پیش کر رہے ہیں علامہ سرخسی فرماتے ہیں: امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تین طلاقوں کے جمع کا بدعت ہونا اور ان کو الگ الگ دینے کا سنت ہونا میں نہیں جانتا بلکہ سب طرق طلاق دینا مباح ہے اور بسا اوقات کہتے ہیں کہ تین طلاقوں کو جمع کر کے دینا سنت ہے حتی کہ جب کسی شخص نے اپنی بیوی سے کہا: تم کو سنت کے مطابق تین طلاقیں ہیں تو تینوں واقع ہو جائیں گی اور اس پر سب کا اتفاق ہے کہ اگر وہ اکٹھی تین طلاقوں کی نیت کر لے تو تینوں اکٹھی واقع ہو جاتی ہیں کیونکہ الفاظ کے برخلاف نیت کرنا باطل ہے۔ امام شافعی نے حضرت عویمر عجلانی رضی اللہ عنہ سے حدیث سے استدلال کیا ہے جب حضرت عویمر نے اپنی بیوی سے لعان کر لیا تو کہا: یا رسول اللہ! میں نے اگر اب اس عورت کو رکھ لیا تو میں جھوٹا قرار پاؤں گا اس کو تین طلاقیں۔ (المبسوط ج ۶ ص ۴ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت الطبعۃ الثالثۃ ۱۳۹۸ھ)

اس کے بعد علامہ سرخسی نے امام شافعی کے اور بھی دلائل ذکر کیے ہیں اور آخر میں اس حدیث کا جواب دیتے ہوئے اور احناف کے مسلک پر دلیل قائم کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے جب اپنی بیوی کو حالت حیض میں طلاق دی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو رجوع کرنے کا حکم دیا انہوں نے پوچھا: یہ بتلائیے کہ اگر میں اس کو تین طلاقیں دے دوں تو کیا پھر بھی رجوع کر سکتا ہوں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں تمہاری بیوی تم سے علیحدہ ہو جائے گی اور تین طلاق دینا گناہ ہے (یہی احناف کی دلیل ہے۔ سعید غفرلہ) ان احادیث سے یہ ظاہر ہو گیا کہ آپ نے حضرت عویمر عجلانی کو تین طلاقیں دینے سے اس وجہ سے نہیں روکا تھا کہ وہ اس وقت سخت غصہ میں تھے اور آپ کو علم تھا کہ اس وقت وہ آپ کی بات نہیں مانیں گے اور اس وجہ سے کافر ہو جائیں گے۔ اس وجہ سے آپ نے ازروئے شفقت انکار کو کسی اور وقت کے لیے مؤخر کر دیا دوسرا جواب یہ ہے کہ جب آپ نے یہ فرمایا تھا کہ جاؤ تمہارا اس پر کوئی حق نہیں ہے تو یہی آپ کا انکار تھا۔ تیسرا جواب یہ ہے کہ تین طلاقوں کو بیک وقت دینا اس وقت مکروہ ہے جب وہ بلاضرورت ہوں اور ان کی تلافی اور تدارک ممکن ہو اور حضرت عویمر عجلانی کے حق میں یہ وجہ متحقق نہیں تھی کیونکہ جو میاں بیوی آپس میں لعان کرنے پر مصر ہوں ان کی طلاق کا تدارک نہیں ہو سکتا اور حضرت عویمر عجلانی رضی اللہ عنہ لعان کرنے پر مصر تھے۔

(المبسوط ج ۶ ص ۶۔۵ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت الطبعۃ الثالثۃ ۱۳۹۸ھ)

دیکھیے شمس الائمہ سرخسی کیا فرما رہے ہیں: اور پیر محمد کرم شاہ صاحب الازہری ان کے حوالے سے کیا سمجھا رہے ہیں؟ فیاللاسف۔

صحیحین کی ایک اور حدیث سے استدلال پر اعتراض کا جواب کا بیان

امام بخاری باب من اجاز الطلاق الثلاث جس نے بیک وقت تین طلاقوں کو جائز قرار دیا کے باب میں اس حدیث کو روایت

کرتے ہیں: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں اس عورت نے کہیں اور شادی کر لی اس نے بھی طلاق دے دی پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ آیا یہ عورت پہلے خاوند پر حلال ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں جب تک کہ دوسرا خاوند پہلے خاوند کی طرح اس کی مٹھاس نہ چکھ لیے۔

(صحیح بخاری ج ۲ ص ۷۹۱ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی الطبعۃ الاولی ۱۳۸۱ھ)

اس حدیث کو امام مسلم نے بھی روایت کیا ہے۔ (صحیح مسلم ج ۱ ص ۴۶۳ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی الطبعۃ الاولی ۱۳۷۵ھ)

علامہ عینی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں کہ ظاہر یہ ہے کہ اس شخص نے اس کو تین طلاقیں مجموعی طور پر (ایک مجلس میں) دی تھیں۔ یہی وجہ ہے کہ امام بخاری نے اس حدیث کو اس باب میں ذکر کیا ہے۔

(عمدۃ القاری ج ۲۰ ص ۲۶۷ مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر ۱۳۴۸ھ)

علامہ ابن حجر عسقلانی نے بھی حدیث کی باب سے مطابقت بیان کرتے ہوئے یہی لکھا ہے۔

(فتح الباری ج ۹ ص ۳۶۷ مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور ۱۴۰۱ھ)

صحیح بخاری و مسلم کی اس حدیث سے بھی واضح ہو گیا کہ بیک وقت تین طلاقوں کے بعد تحریم ہو جاتی ہے اور رجوع جائز نہیں رہتا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیک وقت تین طلاقیں دی جانے کے بعد فرمایا کہ یہ اس شوہر پر حلال نہیں ہے اور یہ استدلال بالکل واضح ہے کیونکہ بیک وقت تین طلاقوں کے بعد رجوع کا ناجائز ہونا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے ہے۔ بیک وقت تین طلاقوں کی تحریم میں یہ حدیث بھی بالکل واضح ہے۔

پیر محمد کرم شاہ الازہری اس حدیث سے جمہور کے استدلال کا رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں: حدیث میں کوئی ایسا لفظ نہیں ہے جس سے یہ معلوم ہو کہ یہ تین طلاقیں ایک ساتھ دی گئیں تھیں بلکہ طلق ثلاثا کا مطلب تو یہ ہے کہ اس نے تین بار طلاقیں دیں اس لیے اس حدیث سے بھی استدلال درست نہ ہوا۔ (دعوت فکر و نظر مع ایک مجلس کی تین طلاقیں ص ۲۲۶ مطبوعہ نعمانی کتب خانہ لاہور ۱۹۷۹ء)

جمہور فقہاء اسلام کا اس حدیث سے استدلال بالکل درست ہے اور طلق ثلاثا کا یہی معنی ہے کہ اس نے بیک وقت تین طلاقیں دیں۔ پیر صاحب جو کہہ رہے ہیں کہ اس کا مطلب ہے: اس نے تین بار طلاقیں دیں اس کے لیے طلق ثلاثا کی جگہ طلق ثلث مرات کا لفظ ہونا چاہیے تھے اور اس سے بھی پیر صاحب کا مدعا ثابت نہیں ہوتا کیونکہ ایک مجلس میں تین لفظوں سے تین بار طلاق دی جائے تو وہ بھی ان کے نزدیک ایک طلاق ہوتی۔ ہے۔ پیر صاحب کا مدعا تب ثابت ہوتا جب حدیث کے الفاظ یوں ہوتے: طلق ثلاث تطلیقات فی ثلاثۃ اطہار تین طہروں میں تین طلاقیں دیں لیکن بخاری اور مسلم کی روایت میں ہے: طلق ثلاثا یعنی انہوں نے بیک وقت تین طلاقیں دیں اور اس سے جمہور فقہاء اسلام ہی کا مدعا ثابت ہوتا ہے لہٰذا اس حدیث سے جمہور کا استدلال بالکل درست ہے۔

سوید بن غفلہ کی روایت کی تحقیق کا بیان

امام بیہقی روایت کرتے ہیں: سوید بن غفلہ بیان کرتے ہیں کہ عائشہ خثعمیہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں

ج جب حضرت علی رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو اس نے حضرت حسن سے کہا: آپ کو خلافت مبارک ہو حضرت حسن نے کہا: تم حضرت علی کی شہادت پر خوشی کا اظہار کر رہی ہو تم کو تین طلاقیں دیں اس نے اپنے کپڑے لیے اور بیٹھ گئی حتی کہ اس کی عدت پوری ہوگئی حضرت حسن نے اس کی طرف اس کا بقیہ مہر اور دس ہزار کا صدقہ بھیجا جب اس کے پاس قاصد یہ مال لے کر آیا تو اس نے کہا: مجھے اپنے جدا ہونے والے محبوب سے یہ تھوڑا سا سامان ملا ہے جب حضرت حسن تک یہ بات پہنچی تو انہوں نے آبدیدہ ہو کر فرمایا: اگر میں نے اپنے نانا سے یہ حدیث نہ سنی ہوتی یا کہا: اگر میرے والد نے یہ بیان نہ کیا ہوتا کہ انہوں نے میرا نانا سے سنا ہے: جس شخص نے بھی اپنی بیوی کو تین طلاقیں دی خواہ الگ الگ طہروں میں یا بیک وقت تو وہ عورت اس کے لیے اس وقت تک حلال نہیں ہے جب تک کہ وہ کسی اور خاوند سے نکاح نہ کر لے تو میں اس سے رجوع کر لیتا۔ (سنن کبری ج ۷ ص ۳۳۶ مطبوعہ نشر السنہ ملتان)

یہ حدیث انتہائی واضح اور صریح ہے کہ بیک وقت دی گئی تین طلاقوں سے تین طلاقیں ہی واقع ہوتی ہیں۔

امام دارقطنی نے بھی اس حدیث کو سوید بن غفلہ سے دو سندوں کے ساتھ روایت کیا ہے۔

(سنن دارقطنی ج ۴ ص ۳۱۔۳۰ مطبوعہ نشر السنہ ملتان)

امام الہیثمی نے بھی اس حدیث کو طبرانی کے حوالے سے سوید بن غفلہ اور ابو اسحاق سے روایت کیا ہے۔

(مجمع الزوائد ج ۴ ص ۳۳۹ مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت ۱۴۰۲ھ)

غیر مقلدوں کے عالم شیخ شمس الحق عظیم آبادی امام دارقطنی کی بیان کردہ اس حدیث کی پہلی سند پر جرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں: اس حدیث کی سند میں عمرو بن قیس رازی ارزق ہے یہ راوی بہت سچا ہے لیکن اس کے اوہام میں امام ابوداؤد نے کہا: اس میں کوئی حرج نہیں لیکن اس کی حدیث میں خطاء ہے اور اس کی سند میں سلمہ بن فضل قاضی رہے ہے۔ ابن راھویہ نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے اور امام بخاری نے کہا: اس کی احادیث میں منکر روایات بھی ہیں ابن معین نے کہا: یہ تشیع کرتا تھا میں نے اس کی احادیث لکھی ہیں اور اس میں کوئی حرج نہیں ہے ابو حاتم نے کہا: اس کی احادیث سے استدلال نہیں ہوتا۔ ابو زرعہ نے کہا کہ رے کے لوگ اس کی غلط رائے اور ظلم کی وجہ سے اس کو پسند نہیں کرتے تھے۔ (التعلیق المغنی علی دارقطنی ج ۴ ص ۳۰ مطبوعہ نشر السنہ ملتان)

شیخ عظیم آبادی نے اس حدیث کے دو راویوں کے بارے میں صرف جرح کے اقوال نقل کر دیئے ہیں حالانکہ ان دونوں کی زیادہ تعدیل کی گئی ہے حافظ ابن حجر لکھتے ہیں: عمر ابن حجر لکھتے ہیں: عمرو بن قیس رازی ازرق سے امام بخاری نے تعالیق میں روایت کی ہے امام ترمذی امام ابوداؤد امام نسائی اور امام ابن ماجہ نے ان کی روایات کو ذکر کیا ہے اور ان سے استدلال کیا ہے رے کے لوگ امام ابوسفیان ثوری کے پاس گئے اور ان سے احادیث سننے کی درخواست کی۔ انہوں نے فرمایا: کیا تمہارے پاس عمرو بن ابی قیس نہیں ہیں؟ امام ابوداؤد نے ایک جگہ کہا کہ ان کی حدیث میں خطاء ہوتی ہے اور دوسری جگہ فرمایا: ان سے روایت میں کوئی حرج نہیں ہے۔ امام ابن حبان اور ابن شاہین نے ان کا ثقات میں ذکر کیا ہے۔ عثمان بن ابی شیبہ نے کہا: ان سے روایت کیا میں کوئی حرج نہیں ہے ہاں ان سے حدیث میں کچھ وہم بھی ہے۔ امام بزار نے فرمایا: یہ مستقیم الحدیث ہیں یعنی ان کی روایت صحیح ہے۔

(تہذیب التہذیب ج ۸ ص ۹۵۔۹۴ مطبوعہ مجلس دائرۃ المعارف ہند)

اس حدیث کی سند کے دوسرے راوی پر شیخ عظیم آبادی نے جرح کی ہے وہ ہیں سلمہ بن فضل قاضی رے (طہران) حافظ ابن حجر عسقلانی اس کے بارے میں لکھتے ہیں: امام ابن معین ان کو ایک روایت میں ثقہ اور ایک میں لیس بہ باس کہتے ہیں ابن سعد ان کو ثقہ اور صدوق کہتے ہیں محدث ابن عدی فرماتے ہیں: ان کی حدیث میں غرائب وافراد تو ہیں لیکن میں نے ان کی کوئی حدیث نہیں دیکھی جو حد انکار تک پہنچتی ہو ان کی احادیث متقارب اور قابل برداشت ہیں۔ امام ابن حبان نے ان کا ثقات میں ذکر کیا ہے۔ اور لکھتے ہیں یخطئی ویخالف امام ابوداؤد ان کو ثقہ کہتے ہیں۔ امام احمد فرماتے ہیں: میں ان کے بارے میں سوائے خیر کے اور کچھ نہیں جانتا۔ (تہذیب التہذیب ج ۴ص ۱۵۴۔ ۱۵۳ مطبوعہ مجلس دائرۃ المعارف ہند ۱۳۲۵ھ)

حافظ ابن حجر عسقلانی نے اس حدیث کی سند کے دو راویوں عمرو بن ابی قیس رازی اور سلمہ بن فضل قاضی رے (طہران) کے بارے میں جو ائمہ حدیث کی آراء پیش کی ہیں ان میں ان کی زیادہ تر تعدیل کی گئی ہے اور ان کے حفظ اور اتقان کی توثیق اور حافظ الہیثمی اس حدیث کی سن کے راویوں کے بارے میں لکھتے ہیں:

اس حدیث کو طبرانی نے روایت کیا ہے اس کے راویوں میں کچھ ضعف ہے لیکن ان کی توثیق کی گئی ہے۔

(مجمع الزوائد ج ۴ص ۳۴۰۔ ۳۳۹ مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت ۱۴۰۲ھ)

حافظ نورالدین الہیثمی کا علم رجال میں بہت اونچا مقام ہے اور جب انہوں نے یہ تصریح کر دی ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے تو ایک انصاف پسند شخص کو اس کی سند میں تردد کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے علاوہ ازیں یہ حدیث متعدد اسانید سے مروی ہے دو سندوں سے امام دارقطنی نے روایت کیا ہے دو سندوں سے امام طبرانی نے روایت کیا ہے امام بیہقی نے لکھا ہے کہ سوید بن غفلہ سے اس کو عمرو بن شمر اور ابراہیم بن عبدالاعلیٰ نے بھی روایت کیا ہے اس طرح اس حدیث کی سات اسانید کا بیان آ گیا ہے جس سے اس حدیث کو مزید تقویت پہنچتی ہے۔ ا (پیر محمد کرم شاہ الازہری نے اس حدیث کو بیہقی کی ایک سند کے حوالے سے بیان کیا ہے اور اس سند پر جرح کی ہے جب کہ ہم نے سنن دارقطنی کی ایک روایت کی سند کی صحت کو ثابت کیا ہے اور اس کی سند کی جرح کا جواب دیا ہے اور مجمع الزوائد سے اس کی توثیق کی ہے۔ (سعیدی غفرلہ)

سنن نسائی کی روایت سے استدلال پر اعتراض کا جواب

بیک وقت دی گئی تین طلاقوں کے واقع ہونے کے ثبوت میں یہ حدیث بھی بہت واضح اور صریح ہے۔ امام نسائی روایت کرتے ہیں: محمود بن لبید روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر دی گئی کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو بیک وقت تین طلاقیں دے دیں۔ آپ غصہ سے کھڑے ہو گئے اور فرمایا: میرے سامنے کتاب اللہ کو کھیل بنایا جا رہا ہے؟ حتیٰ کہ ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا: یا رسول اللہ! میں اس کو قتل نہ کر دوں۔ (سنن نسائی ج ۲ص ۱۸۱ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی)

اگر بیک وقت دی گئی طلاقوں کے نافذ ہونے کا عہد رسالت میں معمول نہ ہوتا اور تین طلاقوں سے ایک طلاق مراد لینے کا معمول ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر ناراض کیوں ہوئے تھے؟ ظاہر ہے کہ ایک طلاق تو سنت ہے اور اگر بیک وقت دی گئی طلاقیں بھی ایک طلاق کے مترادف ہیں تو وہ حکماً سنت قرار پائیں گی اور اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غضب اور ناراضگی

کی کوئی وجہ نہیں ہے۔اس حدیث سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ بیک وقت تین طلاقیں دینا بدعت اور گناہ ہے۔ورنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر ناراض نہ ہوتے۔

پیر محمد کرم شاہ الازہری اس حدیث کے بارے میں لکھتے ہیں: حضور کا ایسے شخص پر ناراض ہونا جس نے تین طلاقیں ایک بار دی تھیں اس امر پر صراحتہ دلالت کرتا ہے کہ ایسا کرنا حکم الہی کے سراسر خلاف ہے (دعوت فکر ونظر مع ایک مجلس کی تین طلاقیں ص ۲۳۱ مطبوعہ نعمانی کتب خانہ لاہور ۱۹۷۹ء)

یقیناً خلاف ہے اور یہ احناف کا مذہب ہے اسی لیے وہ بیک وقت تین طلاقوں کو بدعت اور گناہ کہتے ہیں لیکن پیر صاحب کا مدعا یہ ہے کہ بیک وقت تین طلاقوں سے ایک طلاق ہوتی ہے اور وہ اس حدیث سے ثابت نہیں ہوتا بلکہ اس کے برخلاف جمہور فقہاء اسلام کا مؤقف ثابت ہوتا ہے کہ بیک وقت تین طلاقیں دینے سے تین طلاقیں ثابت ہو جاتی ہیں۔

حافظ الہیثمی روایت کرتے ہیں۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنی بیوی کو حالت حیض میں طلاق دی پھر عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا میں اپنی بیوی کو تین طلاقیں دینے کے بعد رجوع کر سکتا ہوں؟ آپ نے فرمایا: تین طلاقیں دینے کے بعد تمہاری بیوی تم سے علیحدہ ہو جائے گی اور تمہارا بیوی کو تین طلاقیں دینا گناہ ہے۔اس حدیث کو طبرانی نے روایت کیا ہے اس میں علی بن سعید ایک راوی ہے۔دار قطنی نے کہا: وہ قوی نہیں ہے اور دوسروں نے اس کو عظیم قرار دیا اور اس کے باقی تمام راوی ثقہ ہیں۔(مجمع الزوائد ج ۴ ص ۳۳۶ مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت ۱۴۰۲ھ)

حافظ الہیثمی نے اس حدیث کی فنی حیثیت بھی متعین کر دی ہے کہ امام دار قطنی نے اس کے ایک راوی علی بن سعید رازی کی ثقاہت سے اختلاف کیا ہے اور اس حدیث کے باقی تمام راویوں کی ثقاہت پر اتفاق ہے اور امام دار قطنی کے اختلاف سے اس حدیث کی صحت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔اس حدیث میں یہ بھی تصریح ہے کہ بیک وقت دی گئی تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں اور یہ بھی کہ یہ فعل گناہ ہے۔

بیک وقت دی گئی تین طلاقوں کے واقع ہونے میں آثار صحابہ اور اقوال تابعین

امام عبد الرزاق روایت کرتے ہیں: سالم بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جس شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں اور وہ واقع ہو جائیں گی اور اس شخص نے اپنے رب کی نافرمانی کی۔

(المصنف ج ۶ ص ۳۹۵ مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی الطبعۃ الاولی ۱۴۰۶ھ)

یہ حدیث صحیح مسلم میں بھی ہے۔(صحیح مسلم ج ۱ ص ۴۷۶ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۷۵ھ)

مجاہد کہتے ہیں کہ حضرت ابن عباس نے بیان کیا کہ ان سے ایک شخص نے کہا: اے ابو عباس میں نے اپنی عورت کو تین طلاقیں دے دی ہیں۔حضرت ابن عباس نے (طنزا) فرمایا: یا ابا عباس پھر فرمایا: تم میں سے کوئی شخص حماقت سے طلاق دیتا ہے پھر کہتا ہے: اے ابو عباس! تم نے اپنے رب کی نافرمانی کی اور تمہاری بیوی تم سے علیحدہ ہو گئی۔

(المصنف ج ۶ ص ۳۹۷ مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی الطبعۃ الاولی ۱۴۰۶ھ)

امام ابوبکر بن ابی شیبہ روایت کرتے ہیں: واقع بن سحبان بیان کرتے ہیں کہ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو ایک مجلس میں تین طلاقیں دے دیں؟ حضرت عمران بن حصین نے کہا: اس شخص نے اپنے رب کی نافرمانی کی اور اس کی بیوی اس پر حرام ہوگئی۔ (المصنف ج ۵ ص ۱۱ مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی الطبعۃ الاولی ۱۴۰۶ھ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس کوئی ایسا شخص لایا جاتا جس نے اپنی بیوی کو ایک مجلس میں تین طلاقیں دی ہوں تو آپ اس کو مارتے تھے اور ان کے درمیان تفریق کردیتے تھے۔

(المصنف ج ۵ ص ۱۱ مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی الطبعۃ الاولی ۱۴۰۶ھ)

زہری کہتے ہیں کہ جس شخص نے اپنی بیوی کو بیک وقت تین طلاق دے دیں اس نے اپنے رب کی نافرمانی کی اور اس کی بیوی اس سے علیحدہ ہوگئی۔ (المصنف ج ۵ ص ۱۱ مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی الطبعۃ الاولی ۱۴۰۶ھ)

شعبی سے پوچھا گیا: اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے علیحدہ ہونا چاہے؟ اس نے کہا: اس کو تین طلاقیں دے دے۔

(المصنف ج ۵ ص ۱۲ مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی الطبعۃ الاولی ۱۴۰۶ھ)

علقمہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو سو طلاقیں دے دیں؟ آپ نے فرمایا: تین طلاقوں سے اس کی بیوی حرام ہوگئی اور باقی ستانوے طلاقیں حد سے تجاوز ہیں۔

(المصنف ج ۵ ص ۱۲ مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی الطبعۃ الاولی ۱۴۰۶ھ)

حبیب کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آکر ایک شخص کہنے لگا: میں نے اپنی بیوی کو ہزار طلاقیں دی ہیں آپ نے فرمایا: تمہاری بیوی تین طلاقوں سے علیحدہ ہوگئی باقی طلاقیں اپنی بیویوں میں تقسیم کردو۔

(المصنف ج ۵ ص ۱۳ مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی الطبعۃ الاولی ۱۴۰۶ھ)

معاویہ بن ابی یحییٰ کہتے ہیں کہ حضرت عثمان کے پاس ایک شخص نے آکر کہا: میں نے اپنی بیوی کو سو طلاقیں دیں ہیں؟ آپ نے فرمایا: تین طلاقوں سے تمہاری بیوی تم پر حرام ہوگئی اور باقی ستانوں طلاقیں حد سے تجاوز ہیں۔

(المصنف ج ۵ ص ۱۳ مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی الطبعۃ الاولی ۱۴۰۶ھ)

حضرت مغیر بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو سو طلاقیں دے دی ہیں۔ آپ نے فرمایا: تین طلاقوں نے اس پر اس کی بیوی کو حرام کردیا اور ستانوں طلاقیں زائد ہیں۔

(المصنف ج ۵ ص ۱۴-۱۳ مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی الطبعۃ الاولی ۱۴۰۶ھ)

شعبی کہتے ہیں کہ شریح سے کسی نے پوچھا: میں نے اپنی بیوی کو سو طلاقیں دے دی ہیں۔ انہوں نے کہا: تمہاری بیوی تین طلاقوں سے علیحدہ ہوگئی اور باقی طلاقیں اسراف اور معصیت ہیں۔ (المصنف ج ۵ ص ۱۴ مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی الطبعۃ الاولی ۱۴۰۶ھ)

حسن بصری سے ایک شخص نے کہا: میں نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دی ہیں؟ آپ نے فرمایا: تمہاری بیوی تم سے علیحدہ ہوگئی۔ (المصنف ج ۵ ص ۱۴ مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی الطبعۃ الاولی ۱۴۰۶ھ)

حضرت جابر بیان کرتے ہیں کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا گیا کہ ایک شخص نے مقاربت سے پہلے اپنی بیوی کو

تین طلاقیں دے دی۔ آپ نے فرمایا: اس کی بیوی اس کے لیے اس وقت تک حلال نہیں ہے جب تک دوسرا شوہر اس سے مقاربت نہ کر لے۔ (المصنف ج ۵ ص ۲۲ مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی الطبعۃ الاولی ۱۴۰۶ھ)

حضرت ابوہریرہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تینوں یہ فتوی دیتے تھے کہ جس شخص نے مقاربت سے پہلے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں تو اس کی بیوی اس پر اس وقت تک حلال نہیں ہے جب تک وہ دوسرے شخص سے نکاح نہ کر لے۔ (المصنف ج ۵ ص ۲۳ مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی الطبعۃ الاولی ۱۴۰۶ھ)

ابراہیم نخعی کہتے ہیں کہ جب کسی شخص نے مقاربت سے پہلے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں تو وہ اس پر اس وقت تک حلال نہیں ہے جب تک کہ وہ دوسرے شوہر سے نکاح کر لے۔ (المصنف ج ۵ ص ۲۳ مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی الطبعۃ الاولی ۱۴۰۶ھ)

مذکور الصدر تینوں روایات میں غیر مدخولہ پر جن تین طلاقوں کے واقع کرنے کا حکم کیا گیا ہے اس سے مراد بیک وقت دی گئی لفظ واحد سے تین طلاقیں ہیں کیونکہ اگر الفاظ متعددہ سے تین طلاقیں دی جائیں تو پہلی طلاق سے غیر مدخولہ عورت بائنہ ہو جاتی ہے اور بقیہ طلاقوں کا محل نہیں رہتی اور وہ طلاقیں بالغو ہو جاتی ہیں۔ حسب ذیل حدیث سے اس کی وضاحت ہو جاتی ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب کوئی شخص دخول سے پہلے تین طلاقیں دے تو وہ عورت اس پر اس وقت تک حلال نہیں ہے جب تک کہ دوسرے شخص سے نکاح نہ کر لے اور اگر اس نے متفرق الفاظ سے یہ طلاقیں دی ہیں تو عورت پہلی طلاق سے بائنہ ہو جائے گی۔ (المصنف ج ۵ ص ۲۵ مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی الطبعۃ الاولی ۱۴۰۶ھ)

ہم نے مذکور الصدر روایات میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت عبداللہ بن مسعود حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ایسے گیارہ جلیل القدر فقہاء صحابہ اور امہات المؤمنین کے فتاویٰ اور تصریحات پیش کی ہیں کہ بیک وقت دی گئی تین طلاقیں تین ہی واقع ہوتی ہیں اور فقہاء تابعین میں سے ابن شہاب زہری شعبی شریح حسن بصری اور ابراہیم نخعی کے فتاویٰ پیش کیے ہیں قرآن مجید اور احادیث صحیحہ کی صراحت کے بعد جمہور فقہاء اسلام کا مؤقف انہی نفوس قدسیہ کی اتباع پر مبنی ہے۔

باب طَلَاقِ السُّنَّةِ

یہ باب ہے کہ سنت کے مطابق طلاق دینا

3394 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ اَيُّوْبَ قَالَ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ اَبِي اِسْحَاقَ عَنْ اَبِي الْاَحْوَصِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّهُ قَالَ طَلَاقُ السُّنَّةِ تَطْلِيْقَةٌ وَّهِيَ طَاهِرٌ فِيْ غَيْرِ جِمَاعٍ فَاِذَا حَاضَتْ وَطَهُرَتْ طَلَّقَهَا اُخْرٰى فَاِذَا حَاضَتْ وَطَهُرَتْ طَلَّقَهَا اُخْرٰى ثُمَّ تَعْتَدُّ بَعْدَ ذٰلِكَ بِحَيْضَةٍ ۔ قَالَ الْاَعْمَشُ سَاَلْتُ

3394- اخرجه النسائي في الطلاق، باب طلاق السنة (الحديث 3395) مختصراً . واخرجه ابن ماجه في الطلاق (الحديث 2020 و 2021) بنحوه مختصراً . تحفة الاشراف (9511) .

اِبْرَاهِيمَ فَقَالَ مِثْلَ ذٰلِكَ ۔

☆☆ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: سنت کے مطابق طلاق دینے کا طریقہ یہ ہے' آدمی اس وقت طلاق دے' جب عورت طہر کی حالت میں ہو اور اس کے ساتھ صحبت نہ کی گئی ہو' پھر جب اُسے ایک مرتبہ حیض آ جائے پھر وہ پاک ہو جائے' تو اسے دوسری طلاق دے' پھر اُسے حیض آ جائے پھر وہ پاک ہو جائے' تو اگلی طلاق دے۔

پھر اس کے بعد وہ عورت حیض کے حساب سے عدت بسر کرے گی۔

اعمش بیان کرتے ہیں' میں نے ابراہیم نخعی سے یہ مسئلہ دریافت کیا' تو انہوں نے بھی اس کی مانند جواب دیا۔

3395 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيَانَ عَنْ اَبِي اِسْحَاقَ عَنْ اَبِي الْاَحْوَصِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ طَلَاقُ السُّنَّةِ اَنْ يُطَلِّقَهَا طَاهِرًا فِي غَيْرِ جِمَاعٍ ۔

☆☆ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: سنت کے مطابق طلاق یہ ہے' آدمی عورت کو اس کے طہر کی حالت میں طلاق دے جبکہ اس کے ساتھ (اس طہر کے دوران) صحبت نہ کی ہو۔

طلاق سنت کا بیان

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ طلاق سنت اس طریقہ سے ہے کہ انسان بغیر جماع کیے عورت کو پاکی کی حالت میں طلاق دے دے پھر جس وقت اس کو حیض آ جائے اور وہ عورت پاک ہو جائے تو اس وقت اس کو دوسری طلاق دے دے پھر جس وقت اس کو حیض آ جائے اور وہ پاک ہو جائے جب اس کو اور ایک طلاق دے پھر اس کے بعد عورت ایک حیض عدت گزارے۔ حضرت اعمش رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضرت ابراہیم سے دریافت کیا تو انہوں نے بھی اسی طریقہ سے بیان فرمایا۔ (سنن نسائی: جلد دوم: رقم الحدیث، 1332)

حضرت یونس بن جبیر سے روایت ہے کہ میں نے ابن عمر سے اس شخص کے بارے میں پوچھا جو اپنی بیویوں کو ایام حیض میں طلاق دیتا ہے فرمایا تم عبداللہ بن عمر کو جانتے ہو؟ انہوں نے بھی اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں طلاق دی تھی جس پر حضرت عمر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا آپ نے انہیں رجوع کرنے کا حکم دیا، حضرت عمر نے پوچھا کیا وہ طلاق بھی گنی جائے گی؟ فرمایا خاموش رہو، اگر وہ عاجز ہو اور پاگل ہو جائیں تو کیا ان کی طلاق نہیں گنی جائے گی۔ (جامع ترمذی: جلد اول: رقم الحدیث، 1183)

حضرت عبداللہ بن مسعود نے بیان کیا طلاق کا سنت طریقہ ہے کہ عورت کو طہر میں ایک طلاق دے جب تیسری بار پاک ہو تو آخری طلاق دے اور اس کے بعد عدت ایک حیض ہو گی۔ (سنن ابن ماجہ: جلد دوم: رقم الحدیث، 178)

طلاق سنت میں فقہی مذاہب اربعہ

حضرت سالم اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنی بیوی کو ایام حیض میں طلاق دی جس پر حضرت عمر نے نبی کریم

3395-تقدم (الحديث 3394) .

صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا انہیں رجوع کرنے کا حکم دو۔ پھر حاملہ ہونے یا حیض سے پاک ہونے کی صورت میں طلاق دیں حضرت یونس بن جبیر کی ابن عمر اور سالم کی اپنے والد سے مروی حدیث دونوں حسن صحیح ہیں یہ دوسری حدیث حضرت ابن عمر سے کئی سندوں سے مروی ہے اس پر علماء صحابہ اور دیگر علماء کا عمل ہے۔ کہ طلاق سنت یہی ہے کہ ایسے طہر میں طلاق دی جائے جس میں جماع نہ کیا ہو بعض اہل علم کہتے ہیں کہ ایک طہر میں ایک طلاق دینا بھی سنت ہے امام شافعی، احمد کا بھی یہی قول ہے بعض اہل علم فرماتے ہیں کہ طلاق سنت اسی صورت میں ہوگی کہ ایک ہی طلاق دے ثوری اسحاق کا یہی قول ہے حاملہ عورت کو جس وقت چاہے طلاق دے امام شافعی، احمد، اور اسحاق کا یہی قول ہے بعض علماء کے نزدیک اسے ہر ماہ میں ایک طلاق دی جائے۔ (جامع ترمذی: جلد اول: رقم الحدیث، 1184)

وقت ومحل کے اعتبار سے اقسام طلاق کا بیان

طلاق کی قسمیں: یہ بات جاننی چاہئے کہ وقت محل کے اعتبار سے نفس طلاق کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) احسن (۲) حسن، حسن کو سنی بھی کہتے ہیں (۳) بدعی

طلاق احسن کی صورت یہ ہے کہ ایک طلاق رجعی ایسے طہر پاکی کی حالت میں دی جائے جس میں جماع نہ کیا ہو اور پھر اس کو اسی حالت میں چھوڑے یعنی پھر نہ تو اس کو اور طلاق دے اور نہ اس سے جماع کرے) یہاں تک کہ اس کی عدت پوری ہو جائے طلاق کی یہ پہلی قسم سب سے بہتر ہے۔

طلاق حسن: کی صورت یہ ہے کہ ایک طلاق حسن رجعی ایسے طہر پاکی کی حالت میں دی جائے جس میں جماع نہ کیا ہو بشرطیکہ عورت مدخول بہا ہو اور اگر عورت غیر مدخول بہا ہو تو اس کے لئے ایک طلاق حسن ہے نیز اس کو حیض کی حالت میں بھی طلاق دی جا سکتی ہے اور آئسہ صغیرہ اور حاملہ عورتوں کے لئے طلاق حسن یہ ہے کہ ان کو تین مہینہ تک ہر مہینہ میں ایک طلاق دی جائے نیز ان عورتوں کو جماع کے بعد بھی طلاق دینا جائز ہے طلاق کی یہ دوسری قسم بھی بہتر ہے۔

طلاق بدعی: کی صورت یہ ہے کہ مدخول بہا کو ایک ہی طہر میں یا ایک ہی دفعہ میں تین طلاقیں دیدے یا ایسی دو طلاقیں دے جس میں رجعت کی گنجائش نہ ہو یا اس کو اس طہر میں طلاق دے جس میں جماع کر چکا ہو اس طرح اگر کسی شخص نے حیض کی حالت میں طلاق دی تو یہ بھی طلاق بدعی کے حکم میں ہے اور اگر وہ عورت کہ جس کو حیض کی حالت میں طلاق دی ہے مدخول بہا ہو تو صحیح تر روایت کے مطابق اس سے رجوع کرنا واجب ہے جب کہ بعض علماء نے رجوع کرنے کو مستحب کہا ہے، پھر جب وہ پاک ہو جائے اور اس کے بعد دوسرا حیض آئے اور پھر اس سے بھی پاک ہو جائے تب اگر طلاق دینا ضروری ہو تو اس دوسرے طہر میں طلاق دی جائے طلاق کی یہ تیسری قسم شریعت کی نظر میں ناپسندیدہ ہے گو طلاق واقع ہو جاتی ہے مگر طلاق دینے والا گنہگار ہوتا ہے۔

طلاق کی اقسام میں مذاہب اربعہ

احناف طلاق کی تین قسمیں قرار دیتے ہیں: احسن، حَسن اور بدعی۔ احسن طلاق یہ ہے کہ آدمی اپنی بیوی کو ایسے طہر میں جس

کے اندراس نے مجامعت نہ کی ہو، صرف ایک طلاق دے کر عدت گزر جانے دے۔ حَسَن یہ ہے کہ ہر طہر میں ایک ایک طلاق دے۔ اس صورت میں تین طہروں میں تین طلاق دینا بھی سنت کے خلاف نہیں ہے۔ اگر چہ بہتر یہی ہے کہ ایک ہی طلاق دے کر عدت گزر جانے دی جائے۔ اور طلاق بدعت یہ ہے کہ آدمی بیک وقت تین طلاق دے دے، یا ایک ہی طہر کے اندر الگ الگ اوقات میں تین طلاق دے، یا حیض کی حالت میں طلاق دے، یا ایسے طہر میں طلاق دے جس میں وہ مباشرت کر چکا ہو۔ ان میں سے جو فعل بھی وہ کرے گا گناہگار ہوگا۔ یہ تو ہے حکم ایسی مدخولہ عورت کا جسے حیض آتا ہو۔ رہی غیر مدخولہ عورت تو اسے سنت کے مطابق طہر اور حیض دونوں حالتوں میں طلاق دی جاسکتی ہے۔ اور اگر عورت ایسی مدخولہ ہو جسے حیض آنا بند ہو گیا ہو، یا ابھی آنا شروع ہی نہ ہوا ہو، تو اسے مباشرت کے بعد بھی طلاق دی جاسکتی ہے، کیونکہ اس کے حاملہ ہونے کا امکان نہیں ہے۔ اور عورت حاملہ ہو تو مباشرت کے بعد اسے بھی طلاق دی جاسکتی ہے، کیونکہ اس کا حاملہ ہونا پہلے ہی معلوم ہے۔ لیکن ان تینوں قسم کی عورتوں کو سنت کے مطابق طلاق دینے کا طریقہ یہ ہے کہ ایک ایک مہینہ بعد طلاق دی جائے، اور احسن یہ ہے کہ صرف ایک طلاق دے کر عدت گزر جانے دی جائے۔ (ہدایہ، فتح القدیر، احکام القرآن للجصاص، عمدۃ القاری)

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بھی طلاق کی تین قسمیں ہیں۔ سُنی، بدعی مکروہ، اور بدعی حرام۔ سنت کے مطابق طلاق یہ ہے کہ مدخولہ عورت کو جسے حیض آتا ہو، طہر کی حالت میں مباشرت کیے بغیر ایک طلاق دے کر عدت گزر جانے دی جائے۔ بدعی مکروہ یہ ہے کہ ایسے طہر کی حالت میں طلاق دی جائے جس میں آدمی مباشرت کر چکا ہو، یا مباشرت کیے بغیر ایک طہر میں ایک سے زیادہ طلاقیں دی جائیں، یا عدت کے اندر الگ الگ طہروں میں تین طلاقیں دی جائیں، یا بیک وقت تین طلاقیں دے ڈالی جائیں۔ اور بدعی حرام یہ ہے کہ حیض کی حالت میں طلاق دی جائے۔ (حاشیہ الدسوقی علی الشرح الکبیر۔ احکام القرآن لابن العربی)

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا معتبر مذہب یہ ہے جس پر جمہور حنابلہ کا اتفاق ہے: مدخولہ عورت جس کو حیض آتا ہو اسے سنت کے مطابق طلاق دینے کا طریقہ یہ ہے کہ طہر کی حالت میں مباشرت کیے بغیر اسے طلاق دی جائے، پھر اسے چھوڑ دیا جائے یہاں تک کہ عدت گزر جائے۔ لیکن اگر اسے تین طہروں میں تین الگ الگ طلاقیں دی جائیں، یا ایک ہی طہر میں تین طلاقیں دے دی جائیں، یا بیک وقت تین طلاقیں دے ڈالی جائیں، یا حیض کی حالت میں طلاق دی جائے، یا ایسے طہر میں طلاق دی جائے جس میں مباشرت کی گئی ہو اور عورت کا حاملہ ہونا ظاہر نہ ہو، تو یہ سب طلاق بدعت اور حرام ہیں۔ لیکن اگر عورت غیر مدخولہ ہو، یا ایسی مدخولہ ہو جسے حیض آنا بند ہو گیا ہو، یا ابھی حیض آنا شروع ہی نہ ہوا ہو، یا حاملہ ہو، تو اس کے معاملہ میں نہ وقت کے لحاظ سے سنت و بدعت کا کوئی فرق ہے نہ تعداد کے لحاظ سے۔ (الانصاف فی معرفۃ الراجح من الخلاف علیٰ مذہب احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ)

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک طلاق کے معاملہ میں سنت اور بدعت کا فرق کے لحاظ سے ہے نہ کہ تعداد سے یعنی مدخول عورت جس کو حیض آتا ہو اسے حیض کی حالت میں طلاق دینا یا جو حاملہ ہوسکتی ہو اسے ایسے طہر میں طلاق دینا جس میں مباشرت کی جاچکی ہو اور عورت کا حاملہ ہونا ظاہر نہ ہو بدعت اور حرام ہے۔ رہی طلاقوں کی تعداد، تو خواہ بیک وقت تین طلاقیں دی جائیں، یا

ایک ہی طُہر میں دی جائیں، یا الگ الگ طُہروں میں دی جائیں، بہر حال یہ سنت کے خلاف نہیں ہے۔ اور غیر مدخولہ عورت جسے حیض آنا بند ہوگیا ہو، یا حیض آیا ہی نہ ہو، یا جس کا حاملہ ہونا ظاہر ہو، اس کے معاملہ میں سنت اور بدعت کا کوئی فرق نہیں ہے۔ (مغنی المحتاج)

ہر قسم کی طلاق کے وقوع میں اتفاق مذاہب اربعہ

کسی طلاق کے بدعت، مکروہ، حرام، یا گناہ ہونے کا مطلب ائمہ اربعہ کے نزدیک یہ نہیں ہے کہ وہ واقع ہی نہ ہو۔ چاروں مذاہب میں طلاق، خواہ حیض کی حالت میں دی گئی ہو، یا بیک وقت تین طلاقیں دے دی گئی، یا ایسے طہر میں طلاق دی گئی ہو جس میں مباشرت کی جا چکی ہو اور عورت کا حاملہ ہونا ظاہر نہ ہوا ہو، یا کسی اور ایسے طریقے سے دی گئی ہو جسے کسی امام نے بدعت قرار دیا ہے، بہر حال واقع ہو جاتی ہے، اگرچہ آدمی گناہ گار ہوتا ہے۔ لیکن بعض دوسرے مجتہدین نے اس مسئلے میں ائمہ اربعہ سے اختلاف کیا ہے۔

حضرت سعید بن مسیب اور بعض دوسرے تابعین کہتے ہیں کہ جو شخص سنت کے خلاف حیض کی حالت میں طلاق دے دے اس کی طلاق سرے سے واقع ہی نہیں ہوتی۔ یہی رائے امامیہ کی ہے۔ اور اس رائے کی بنیاد یہ ہے کہ ایسا کرنا چونکہ ممنوع اور بدعت محرمہ ہے اس لئے یہ غیر مؤثر ہے۔ حالانکہ اوپر جو احادیث ہم نقل کر آئے ہیں ان میں یہ بیان ہوا کہ حضرت عبداللہ بن عمر نے جب بیوی کو حالت حیض میں طلاق دی تو حضور نے انہیں رجوع کا حکم دیا۔ اگر یہ طلاق واقع ہی نہیں ہوئی تھی تو رجوع کا حکم دینے کے کیا معنی؟ اور یہ بھی بکثرت احادیث سے ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اور اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم نے ایک سے زیادہ طلاق دینے والے کو اگرچہ گناہ گار قرار دیا ہے، مگر اس کی طالق کو غیر مؤثر قرار نہیں دیا۔

باب مَا يَفْعَلُ اِذَا طَلَّقَ تَطْلِيْقَةً وَّهِيَ حَائِضٌ ۔

یہ باب ہے کہ جب کوئی شخص اپنی بیوی کو طلاق دیدے اور وہ عورت حیض کی حالت میں ہو تو پھر اس شخص کو کیا کرنا چاہیے؟

3396 – اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ قَالَ سَمِعْتُ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ عَنْ نَّافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّهٗ طَلَّقَ امْرَاَتَهٗ وَهِيَ حَائِضٌ تَطْلِيْقَةً فَانْطَلَقَ عُمَرُ فَاَخْبَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذٰلِكَ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مُرْ عَبْدَ اللّٰهِ فَلْيُرَاجِعْهَا فَاِذَا اغْتَسَلَتْ فَلْيَتْرُكْهَا حَتّٰى تَحِيضَ فَاِذَا اغْتَسَلَتْ مِنْ حَيْضَتِهَا الْاُخْرٰى فَلَا يَمَسَّهَا حَتّٰى يُطَلِّقَهَا فَاِنْ شَآءَ اَنْ يُمْسِكَهَا فَلْيُمْسِكْهَا فَاِنَّهَا الْعِدَّةُ الَّتِيْ اَمَرَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اَنْ تُطَلَّقَ لَهَا النِّسَآءُ" ۔

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں بات منقول ہے: انہوں نے اپنی اہلیہ کو طلاق دے دی وہ عورت اس

3396-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (8123) .

وقت حیض کی حالت میں تھی' انہوں نے ایک طلاق دی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ' نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو اس بارے میں بتایا تو نبی اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا:

تم عبداللہ سے یہ کہو کہ وہ اس عورت سے رجوع کر لے جب وہ عورت غسل کر لے تو پھر اُسے ایسے ہی رہنے دے' یہاں تک کہ اُسے اگلی مرتبہ حیض آ جائے' پھر وہ اگلے حیض کے بعد غسل کر لے تو پھر اس کے ساتھ صحبت نہ کرے' یہاں تک کہ اسے طلاق دیدے' اگر وہ اُسے روکنا چاہے' تو اُسے روک لے' یہ وہ عدت ہے' جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا ہے' اس کے حساب سے عورتوں کو طلاق دی جائے۔

3397 - اَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ مَوْلَى طَلْحَةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهُ طَلَّقَ امْرَاَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "مُرْهُ فَلْيُرَاجِعْهَا ثُمَّ لِيُطَلِّقْهَا وَهِيَ طَاهِرٌ اَوْ حَامِلٌ" .

☆☆ سالم بن عبداللہ' حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: انہوں نے اپنی اہلیہ کو طلاق دے دی' وہ خاتون اس وقت حیض کی حالت میں تھی' انہوں نے اس بات کا تذکرہ نبی اکرم ﷺ سے کیا' تو آپ ﷺ نے فرمایا:

تم اس سے کہو کہ وہ اُس عورت سے رجوع کر لے' پھر اُسے اس وقت طلاق دے' جب وہ عورت طہر کی حالت میں ہو یا حاملہ ہو۔

حالت حیض میں مباشرت کرنے کی دینی اور دنیاوی خرابی کا بیان

امام ابوداؤد روایت کرتے ہیں: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حائضہ عورت سے جماع کے سوا باقی سب کچھ کر سکتے ہو۔ (سنن ابوداؤد ج ا ص ۲۹۴ مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور ۱۴۰۵ھ)

اس حدیث کی بناء پر ہمارے فقہاء نے یہ کہا ہے کہ شوہر ایام حیض میں اپنی بیوی سے جسمانی قرب اور جسمانی لذت حاصل کر سکتا ہے البتہ ناف کے نیچے سے لے کر گھٹنوں تک احتراز کرے کیونکہ اگر اس میں بھی دست درازی کرے گا تو خطرہ ہے کہ وہ عمل زوجیت میں مبتلا ہو جائے گا۔

امام ابن ماجہ روایت کرتے ہیں: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے حائضہ عورت سے جماع کیا یا کسی عورت کی سرین میں دخول کیا یا کسی شخص نے کاہن کے قول، کی تصدیق کی تو اس نے (سیدنا) محمد (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) پر نازل شدہ دین کے ساتھ کفر کیا۔ (سنن ابن ماجہ ص ۴۷ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی)

جدید میڈیکل سائنس سے بھی واضح ہو گیا کہ حائضہ عورت کے ساتھ مباشرت کرنے سے مرد کے عضو مخصوص میں سوزاک ہو جاتا ہے اور بعض اوقات مرد اور عورت دونوں بانجھ ہو جاتے ہیں۔

3397-اخرجه مسلم في الطلاق، باب تحريم طلاق الحائض بغير رضاها و انه لو خالف وقع الطلاق و يومر برجعتها (الحديث 5) . و اخرجه ابو داؤد في الطلاق، باب في طلاق السنة (الحديث 2181) . و اخرجه الترمذي في الطلاق و اللعان، باب ما جاء في طلاق السنة (الحديث 1176) . واخرجه ابن ماجه في الطلاق، باب الحامل كيف تطلق (الحديث 2023) . تحفة الاشراف (6797) .

باب الطَّلاقِ لِغَيْرِ الْعِدَّةِ .

یہ باب ہے کہ عدت کا خیال رکھے بغیر طلاق دینا

3398 - اَخْبَرَنِیْ زِیَادُ بْنُ اَیُّوْبَ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَیْمٌ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُوْ بِشْرٍ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ طَلَّقَ امْرَاَتَهٗ وَهِیَ حَائِضٌ فَرَدَّهَا عَلَیْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰی طَلَّقَهَا وَهِیَ طَاهِرٌ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں یہ بات منقول ہے: انہوں نے اپنی اہلیہ کو طلاق دے دی' وہ خاتون اس وقت حیض کی حالت میں تھی' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خاتون کو ان کے پاس واپس بھجوا دیا' یہاں تک کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اس خاتون کو اس وقت طلاق دی' جب وہ خاتون طہر کی حالت میں تھی۔

باب الطَّلاقِ لِغَیْرِ الْعِدَّةِ وَمَا یُحْتَسَبُ مِنْهُ عَلَی الْمُطَلِّقِ .

یہ باب ہے کہ عدت کا لحاظ کیے بغیر طلاق دینا اور طلاق دینے والے کی طرف سے یہ طلاق شمار کی جائے گی

3399 - اَخْبَرَنَا قُتَیْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ اَیُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ یُوْنُسَ بْنِ جُبَیْرٍ قَالَ سَاَلْتُ ابْنَ عُمَرَ عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَاَتَهٗ وَهِیَ حَائِضٌ فَقَالَ هَلْ تَعْرِفُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ فَاِنَّهٗ طَلَّقَ امْرَاَتَهٗ وَهِیَ حَائِضٌ فَسَاَلَ عُمَرُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَمَرَهٗ اَنْ یُّرَاجِعَهَا ثُمَّ یَسْتَقْبِلَ عِدَّتَهَا . فَقُلْتُ لَهٗ فَیَعْتَدُّ بِتِلْكَ التَّطْلِیْقَةِ فَقَالَ مَهْ اَرَاَیْتَ اِنْ عَجَزَ وَاسْتَحْمَقَ .

☆☆ یونس بن جبیر بیان کرتے ہیں' میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ایسے شخص کے بارے میں دریافت کیا جو اپنی بیوی کو اس عورت کے حیض کے دوران طلاق دے دیتا ہے' تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا تم عبداللہ بن عمر کو جانتے ہو' اس نے بھی اپنی بیوی کو حیض کے دوران طلاق دے دی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ مسئلہ دریافت کیا' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یہ ہدایت کی کہ وہ (یعنی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) اس عورت سے رجوع کر لیں' پھر نئے سرے سے اس کی عدت شمار کریں۔

یونس بن جبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے ان سے دریافت کیا: کیا انہوں نے طلاق کو شمار کیا تھا؟ تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: خیال کرو' کیا وہ عاجز تھا' یا احمق تھا (جو اس کی دی ہوئی طلاق شمار نہ ہوتی)۔

3400 - اَخْبَرَنَا یَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَیَّةَ عَنْ یُوْنُسَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِیْرِیْنَ عَنْ یُوْنُسَ بْنِ

3398-انفرد به النسائی . تحفة الاشراف (7068) .

3399-اخرجه البخاري في الطلاق، باب اذا طلقت الحائض تعتد بذلك الطلاق (الحديث 5252) مختصراً، وباب من طلق و هل يواجه الرجل امراته بالطلاق (الحديث 5258)، وباب مراجعة الحائض (الحديث 5333) . و اخرجه مسلم في الطلاق، باب تحريم طلاق الحائض بغير رضاها و انه لو خالف وقع الطلاق و يؤمر برجعتها (الحديث 7 و 8 و 9 و 10) . و اخرجه ابو داؤد في الطلاق، باب في طلاق السنة (الحديث 2183 و 2184) . و اخرجه الترمذي في الطلاق و اللعان، باب ماجاء في طلاق السنة (الحديث 1175) . و اخرجه النسائي في الطلاق الطلاق لغير العدة و ما يحتسب منه على المطلق (الحديث 3400)، وباب الرجعة (الحديث 3577) . و اخرجه ابن ماجه في الطلاق، باب طلاق السنة (الحديث 2022) . و الحديث عند: ابي داؤد في الطلاق، باب في طلاق السنة (الحديث 2183) تحفة الاشراف (8573) .

جُبَيْرٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ رَجُلٌ طَلَّقَ امْرَاَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ فَقَالَ اَتَعْرِفُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ فَاِنَّهُ طَلَّقَ امْرَاَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ فَاَتَى عُمَرُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْاَلُهُ فَاَمَرَهُ اَنْ يُرَاجِعَهَا ثُمَّ يَسْتَقْبِلَ عِدَّتَهَا قُلْتُ لَهُ اِذَا طَلَّقَ الرَّجُلُ امْرَاَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ اَيَعْتَدُّ بِتِلْكَ التَّطْلِيقَةِ فَقَالَ مَهْ وَاِنْ عَجَزَ وَاسْتَحْمَقَ .

☆☆ یونس بن جبیر بیان کرتے ہیں' میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا: ایک شخص اپنی بیوی کو اُس عورت کے حیض کے دوران طلاق دے دیتا ہے' تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا تم عبداللہ بن عمر کو جانتے ہو؟ اس نے بھی اپنی بیوی کو اُس عورت کے حیض کے دوران طلاق دے دی تھی' تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ مسئلہ دریافت کیا' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یہ ہدایت کی کہ وہ (یعنی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) اپنی بیوی سے رجوع کر لے پھر نئے سرے سے اس کی عدت کا آغاز کرے۔

یونس کہتے ہیں: میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا: جب کوئی شخص اپنی بیوی کو اس کے حیض کے دوران طلاق دے دیتا ہے' تو کیا اس طلاق کو شمار کیا جائے گا؟ تو انہوں نے فرمایا: خیال کرو! اگر وہ عاجز ہو یا احمق ہو (یعنی اس کی طلاق کو کیوں شمار نہیں کیا جائے گا)۔

باب الثَّلَاثِ الْمَجْمُوعَةِ وَمَا فِيهِ مِنَ التَّغْلِيظِ .

یہ باب ہے کہ تین طلاقیں ایک ساتھ دینا اور اس کی شدید مذمت

3401 - اَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِي مَخْرَمَةُ عَنْ اَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ مَحْمُودَ بْنَ لَبِيدٍ قَالَ اُخْبِرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَاَتَهُ ثَلَاثَ تَطْلِيقَاتٍ جَمِيعًا فَقَامَ غَضْبَانًا ثُمَّ قَالَ "اَيُلْعَبُ بِكِتَابِ اللّٰهِ وَاَنَا بَيْنَ اَظْهُرِكُمْ" . حَتّٰى قَامَ رَجُلٌ وَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اَلَا اَقْتُلُهُ .

☆☆ حضرت محمود بن لبید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک ایسے شخص کے بارے میں بتایا گیا جس نے اپنی بیوی کو ایک ساتھ تین طلاقیں دے دی تھیں' آپ صلی اللہ علیہ وسلم غصے کے عالم میں کھڑے ہوئے' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

کیا میری موجودگی میں اللہ کی کتاب کے ساتھ کھیلا جاتا ہے' یہاں تک کہ ایک اور صاحب کھڑے ہوئے اور انہوں نے عرض کی:

یارسول اللہ! کیا میں اسے قتل نہ کر دوں؟

حالت غصہ میں طلاق کی تین صورتوں کا بیان

علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ لکھتے ہیں: حافظ ابن قیم حنبلی نے غضبناک شخص کی طلاق کے متعلق ایک رسالہ لکھا ہے اس میں یہ کہا ہے کہ غضبان شخص کی تین قسمیں ہیں ایک یہ کہ اس کو مبادی غضب حاصل ہوں یعنی غضب کی ابتدائی

3400-تقدم (الحديث 3399) .

3401-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (11237) .

کیفیت ہو اس کی عقل متغیر نہ ہو اور اس کو علم ہو کہ وہ کیا کہہ رہا ہے اور کیا قصد کر رہا ہے۔ اس قسم میں کوئی اشکال نہیں ہے دوسری قسم یہ ہے کہ وہ انتہائی غضب میں ہو اور اس کو علم نہ ہو کہ وہ کیا کہہ رہا ہے اور نہ اس کا ارادہ ہو۔ اس قسم میں اس بات میں کوئی شک نہیں کہ اس کے اقوال نافذ نہیں ہوں گے اور تیسری قسم وہ ہے جو ان دونوں کے درمیان متوسط ہو بایں طور کہ وہ مجنون کی مثل نہ ہو یہ قسم محل نظر ہے اور دلائل کا تقاضا یہ ہے کہ اس کے اقوال بھی نافذ نہ ہوں۔ حافظ ابن قیم کا کلام ختم ہوا لیکن صاحب الغایہ حنبلی نے اس تیسری قسم میں حافظ ابن قیم کی مخالفت کی ہے اور کہا ہے کہ اس میں اقوال نافذ ہوں گے اور اس کی طلاق واقع ہو جائے گی اور یہ ہمارے موقف کے مطابق ہے جیسا کہ ہم نے مدہوش کی بحث میں لکھا ہے۔ (الی قولہ) پس اس مسئلہ میں مدہوش کی تعریف پر اعتماد کرنا چاہیے اور اسی پر حکم دائر کرنا چاہیے۔ اور جس شخص کے اقوال اور افعال میں اکثر و بیشتر خلل رہتا ہو یا بڑھاپے یا بیماری کا کسی آفت کی وجہ سے کسی کی عقل میں خلل آ گیا ہو تو جب تک اس کی یہ کیفیت رہے (یعنی الٹی سیدھی باتیں کرتا ہو اور الٹے سیدھے کام کرتا ہو) اس کے اقوال اور افعال کا اعتبار نہیں کیا جائے گا خواہ اس کو ان اقوال اور افعال کا علم ہو اور اس نے ان کا ارادہ کیا ہو کیونکہ اس کا یہ علم اور ارادہ معتبر نہیں ہے کیونکہ اس کو ادراک صحیح حاصل نہیں ہے۔ آخر میں علامہ شامی نے یہ لکھا ہے کہ جب کوئی شخص شدید غضب کی حالت میں طلاق دے اور بعد میں اس کو یاد نہ رہے کہ اس نے کیا کہا تھا اور دو آدمی یہ گواہی دیں کہ اس نے طلاق دی تھی تو اس کی طلاق واقع ہو جائے گی۔ ہاں اگر اس کی عقل میں خلل ہو اور اس کی زبان پر ایسے الفاظ جاری ہوں جن کو وہ سمجھتا ہو نہ ان کا ارادہ کرتا ہو تو یہ جنون کا اعلیٰ مرتبہ ہے اس میں طلاق واقع نہیں ہوگی اور اس کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ والوالجیہ میں مذکور ہے کہ اگر وہ غضب کی ایسی حالت میں ہو کہ اس کی زبان پر ایسے الفاظ جاری ہوں جو اس کو بعد میں یاد نہ رہیں تو دو گواہوں کے قول پر اعتماد کرنا جائز ہے کہ یہ عبادت ہمارے بیان کی صراحتاً تائید کرتی ہے۔ (ردالمحتار ج ۲ ص ۴۲۷ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۴۰۷ھ)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی متوفی ۱۳۴۰ھ لکھتے ہیں: غضب اگر واقعی اس درجہ شدت پر ہو کہ حد جنون تک پہنچا دے تو طلاق نہ ہوگی اور یہ کہ غضب اس شدت پر تھا یا تو گواہان عادل سے ثابت ہو یا وہ اس کا دعویٰ کرے اور اس کی یہ عادت مشہور و معروف ہو تو قسم کے ساتھ اس کا قول مان لیں گے ورنہ مجرد دعویٰ معتبر نہیں۔ یوں تو ہر شخص اس ادعا کرے اور غصہ کی طلاق واقع ہی نہ ہو۔ حالانکہ طلاق نہیں ہوتی مگر بحالت غصہ۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۵ ص ۶۳۹ مطبوعہ سنی دار الاشاعت فیصل آباد)

نیز تحریر فرماتے ہیں: غصہ مانع وقوع طلاق نہیں بلکہ اکثر وہی طلاق پر حامل ہوتا ہے تو اسے مانع قرار دینا گویا حکم طلاق کا راسا ابطال ہے۔ ہاں اگر شدت غیظ و جوش غضب اس حد کو پہنچ جائے کہ اس سے عقل زائل ہو جائے خبر نہ رہے کیا کہتا ہوں زبان سے کیا نکلتا ہے تو بے شک ایسی حالت کی طلاق ہرگز واقع نہ ہوگی۔ (الی قولہ) اور اگر وہ دعویٰ کرے کہ اس تحریر کے وقت میرا غصہ ایسی ہی حالت کو پہنچا ہوا تھا کہ میری عقل بالکل زائل ہو گئی تھی اور مجھے نہ معلوم تھا کہ میں کیا کہتا ہوں کیا میرے منہ سے نکلتا ہے تو اطمینان بندہ کے لیے اس کا ثبوت گواہان عادل سے دے کہ اگر چہ عنداللہ وہ اپنے بیان میں سچا ہو اور اسے عورت کے پاس جانا دیانۃً روا ہو مگر عورت کو بے ثبوت بقائے نکاح اس کے پاس رہنا ہرگز حلال نہیں ہو سکتا تو ضرور ہوا کہ زید اپنے دعویٰ پر گواہ دے یا اگر معلوم و معروف ہے کہ اس سے پہلے بھی کبھی اس کی ایسی حالت ہو گئی تھی تو گواہوں کی کچھ حاجت نہیں مجرد قسم کھا کر بیان کرے ورنہ مقبول

نہیں۔(فتاویٰ رضویہ ج۵ص۲۲۳۔۲۲۴ مطبوعہ فیصل آباد)

علامہ خیرالدین رملی حنفی متوفی ۱۰۸۱ھ لکھتے ہیں: شرح الطحاوی سے نقل کر کے تاتارخانیہ میں یہ تصریح کی ہے کہ مدہوش کی طلاق واقع نہیں ہوتی اسی طرح محقق ابن ہمام نے فتح القدیر میں اور علامہ تمرتاشی غزی نے اپنے متن تنویر الابصار میں یہ تصریح کی ہے۔فقہاء کا اس پر اجماع ہے کہ غیر عاقل کی طلاق واقع نہیں ہوتی سوا اس کے کہ اس کی عقل نشہ کے سبب سے زائل ہو جو کہ معصیت ہے تو اس صورت میں بہ طور سزا اس کی طلاق واقع ہو جائے گی۔غیر عاقل میں ہر وہ شخص داخل ہے جس کی عقل ان امور سے زائل ہوتی ہو۔جنون عتہ برسام اغمار(بے ہوشی) اور دہش جنون ایک مشہور بیماری ہے اور عتہ کا معنی ہے کم فہمی اور کلام کا غلط اور صحیح ہونا اور تدبیر کا فساد یہ عقل کے اختلال کی وجہ سے ہوتا ہے کبھی وہ عقل مندوں کی طرح کلام کرتا ہے اور کبھی مجنونوں کی طرح اور برسام ایک بیماری ہے جس میں بیمار ہذیان بکتا ہے(بے سروپا باتیں کرتا ہے) اور دہش کا معنی ہے عقل جاتی رہے بھول اور غفلت کی وجہ سے یا عشق کی وجہ سے اور جس نے مدہوش کی تفسیر حیرت زدہ کی ہے اس نے غلطی کی قاموس میں لکھا ہے کہ مدہوش وہ شخص ہے جس کی عقل ذہول یا عشق کی وجہ سے جاری رہی۔

مجنون کے متعلق حکم یہ ہے کہ جس کے متعلق معلوم ہو کہ اس کو جنون ہو چکا ہے اور اس نے طلاق دی اور اس نے کہا مجھے دوبارہ جنون ہوا اور میں نے طلاق دی تو اس کی قسم کے ساتھ اس کا قول قبول کر لیا جائے گا اور اگر پہلے اس کو جنون نہ ہوا ہو تو اس کا قول قبول نہیں کیا جائے گا۔خانیہ تاتارخانیہ اور دیگر کتب میں اسی طرح ہے مدہوش کا معاملہ بھی اسی طرح ہے۔اگر ایک مرتبہ پہلے وہ مدہوش ہو چکا ہے تو قسم کے ساتھ اس کا قول قبول کر لیا جائے گا اور اگر وہ پہلے مدہوش نہیں ہوا تو قضاءً اس کا قول قبول نہیں ہوگا ہاں گواہوں کی گواہی سے ثابت ہو جائے گا اور دیانۃً اس کا قول قبول ہو جائے گا۔(الفتاویٰ الخیریہ علی ہامش الحامدیہ ج اص ۶۸۔۶۷ مطبوعہ کوئٹہ)

بَابُ الرُّخْصَةِ فِيْ ذٰلِكَ ۔

یہ باب ہے کہ (تین طلاقیں ایک ساتھ دینے) کی اجازت

3402 – اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ الْقَاسِمِ عَنْ مَّالِكٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ ابْنُ شِهَابٍ اَنَّ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ السَّاعِدِيَّ اَخْبَرَهُ اَنَّ عُوَيْمِرًا الْعَجْلَانِيَّ جَآءَ اِلٰى عَاصِمِ بْنِ عَدِيٍّ فَقَالَ اَرَاَيْتَ يَا عَاصِمُ لَوْ اَنَّ رَجُلًا وَّجَدَ

3402-اخرجه البخاري في الطلاق، باب من جواز الطلاق الثلاث لقول الله تعالى: (الطلاق مرتان فامساك بمعروف او تسريح باحسان) (الحديث 5259) و باب اللعان (الحديث 5308)، وباب التلاعن في المسجد (الحديث 5309) و اخرجه مسلم في اللعان . (الحديث 1 و 2 و 3) . واخرجه ابو داؤد في الطلاق، باب في اللعان (الحديث 2245 و 2247 و 2248 و 2249 و 2250) مختصرًا و (2251 و 2252) و الحديث عند: البخاري في الصلاة، باب القضاء و اللعان في المسجد بين الرجال و النساء (الحديث 423)، و في التفسير، باب (والذين يرمون ازواجهم و لم يكن لهم شهداء الا انفسهم فشهادة احدهم اربع شهادات بالله انه لمن الصادقين) (الحديث 4745)، وباب (و الخامسة ان لعنة الله عليه ان كان من الكاذبين) (الحديث 4746)، و في الحدود، باب من اظهر الفاحشة و اللطخ و التهمة بغير بينة (الحديث 6854)، و في الاحكام، باب من قضى ولاعن في المسجد (الحديث 7165)، و في الاعتصام بالكتاب و السنة، باب ما يكره من التعمق والتنازع و الغلو في الدين و البدع (الحديث 7304) . و ابي داؤد في الطلاق، باب في اللعان (الحديث 2248 و 2249 و 2251 و 2252) . وابن ماجه في الطلاق، باب اللعان (الحديث 2066) . تحفة الاشراف (4805) .

مَعَ امْرَاَتِهِ رَجُلًا اَيَقْتُلُهُ فَيَقْتُلُوْنَهُ اَمْ كَيْفَ يَفْعَلُ سَلْ لِيْ يَا عَاصِمُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ فَسَاَلَ عَاصِمٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَرِهَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَسَائِلَ وَعَابَهَا حَتّٰى كَبُرَ عَلٰى عَاصِمٍ مَا سَمِعَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَجَعَ عَاصِمٌ اِلٰى اَهْلِهِ جَائَهُ عُوَيْمِرٌ فَقَالَ يَا عَاصِمُ مَاذَا قَالَ لَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عَاصِمٌ لِعُوَيْمِرٍ لَمْ تَاْتِنِيْ بِخَيْرٍ قَدْ كَرِهَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَسْاَلَةَ الَّتِيْ سَاَلْتَ عَنْهَا . فَقَالَ عُوَيْمِرٌ وَّاللّٰهِ لَا اَنْتَهِيْ حَتّٰى اَسْاَلَ عَنْهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . فَاَقْبَلَ عُوَيْمِرٌ حَتّٰى اَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَطَ النَّاسِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ رَجُلًا وَّجَدَ مَعَ امْرَاَتِهِ رَجُلًا اَيَقْتُلُهُ فَتَقْتُلُوْنَهُ اَمْ كَيْفَ يَفْعَلُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "قَدْ نَزَلَ فِيْكَ وَفِيْ صَاحِبَتِكَ فَاذْهَبْ فَائْتِ بِهَا" . قَالَ سَهْلٌ فَتَلَاعَنَا وَاَنَا مَعَ النَّاسِ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا فَرَغَ عُوَيْمِرٌ قَالَ كَذَبْتُ عَلَيْهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنْ اَمْسَكْتُهَا . فَطَلَّقَهَا ثَلَاثًا قَبْلَ اَنْ يَّاْمُرَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

★★ حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' عویمر عجلانی' عاصم بن عدی کے پاس آئے اور بولے: عاصم آپ کا کیا خیال ہے' اگر کوئی شخص اپنی بیوی کے ساتھ کسی شخص کو پاتا ہے' اگر وہ اسے قتل کر دیتا ہے' تو تم لوگ اُسے قتل کر دو گے' تو اب اس شخص کو کیا کرنا چاہیے؟ اے عاصم! آپ میرے لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سوال کیجئے گا۔ عاصم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سوال کیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ سوال پسند نہیں آیا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر ناراضگی کا اظہار کیا' یہ بات عاصم کے لیے بہت گراں گزری جو انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی سنی تھی' جب عاصم اپنے گھر واپس گئے' تو عویمر ان کے پاس آئے اور بولے: اے عاصم! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو کیا جواب دیا ہے؟ تو عاصم نے عویمر سے کہا: تمہاری طرف سے مجھے کوئی بھلائی نصیب نہیں ہوئی ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سوال کو ناپسند کیا ہے' جو تم نے اس بارے میں کیا تھا۔ تو عویمر نے کہا: اللہ کی قسم! میں خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں دریافت کروں گا۔

پھر عویمر رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت لوگوں کے درمیان موجود تھے' انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! ایسے شخص کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے' جو اپنی بیوی کے ساتھ ایک اور شخص کو پاتا ہے' اگر وہ اسے قتل کر دیتا ہے' تو آپ لوگ اُسے قتل کر دیں گے تو ایسے شخص کو کیا کرنا چاہیے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تمہارے اور تمہاری بیوی کے بارے میں حکم نازل ہو گیا ہے' تم جاؤ اور اُسے لے کر آؤ۔

حضرت سہل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' پھر ان دونوں نے لعان کیا' اس وقت میں بھی ان لوگوں کے ساتھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھا۔

جب عویمر لعان کے کلمات ادا کر کے فارغ ہوئے' تو انہوں نے کہا: یارسول اللہ! اب اگر میں اس عورت کو اپنے ساتھ رہنے دیتا ہوں' تو اس کا مطلب ہے' میں نے اس پر جھوٹا الزام لگایا ہے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے انہیں کوئی ہدایت دینے سے پہلے ہی عویمر نے

اس عورت کو تین طلاقیں دے دیں۔

3403 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ يَزِيْدَ الْاَحْمَسِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا الشَّعْبِيُّ قَالَ حَدَّثَتْنِيْ فَاطِمَةُ بِنْتُ قَيْسٍ قَالَتْ اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ اَنَا بِنْتُ اٰلِ خَالِدٍ وَّاِنَّ زَوْجِيْ فُلَانًا اَرْسَلَ اِلَيَّ بِطَلَاقِيْ وَاِنِّيْ سَاَلْتُ اَهْلَهُ النَّفَقَةَ وَالسُّكْنٰى فَاَبَوْا عَلَيَّ . قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّهُ قَدْ اَرْسَلَ اِلَيْهَا بِثَلَاثِ تَطْلِيْقَاتٍ . قَالَتْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِنَّمَا النَّفَقَةُ وَالسُّكْنٰى لِلْمَرْاَةِ اِذَا كَانَ لِزَوْجِهَا عَلَيْهَا الرَّجْعَةُ" .

☆☆ سیّدہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی میں نے عرض کی: میرا تعلق فلاں خاندان سے ہے اور میرا شوہر فلاں شخص ہے اس نے مجھے طلاق بھجوادی ہے میں نے اس کے اہل خانہ سے خرچ اور رہائش کا مطالبہ کیا تو انہوں نے میری بات نہیں مانی' ان لوگوں نے عرض کی: یارسول اللہ! اس کے شوہر نے اسے تین طلاقیں بھجوادی ہیں۔

سیّدہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''خرچ اور رہائش کا حق عورت کے لیے اس وقت ہوتا ہے جب اس کے شوہر کو اس سے رجوع کرنے کا اختیار ہو''۔

3404 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَلَمَةَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَلْمُطَلَّقَةُ ثَلَاثًا لَيْسَ لَهَا سُكْنٰى وَلَا نَفَقَةٌ" .

☆☆ سیّدہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے یہ بات نقل کرتی ہیں: جس عورت کو تین طلاقیں دے دی گئی ہوں اُسے رہائش اور خرچ نہیں ملے گا۔

3405 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ عَنْ اَبِيْ عَمْرٍو - وَهُوَ الْاَوْزَاعِيُّ - قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَتْنِيْ فَاطِمَةُ بِنْتُ قَيْسٍ اَنَّ اَبَا عَمْرِو بْنَ حَفْصٍ الْمَخْزُوْمِيَّ طَلَّقَهَا ثَلَاثًا فَانْطَلَقَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ فِيْ نَفَرٍ مِّنْ بَنِيْ مَخْزُوْمٍ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اَبَا عَمْرِو بْنَ حَفْصٍ طَلَّقَ فَاطِمَةَ ثَلَاثًا فَهَلْ لَهَا نَفَقَةٌ فَقَالَ "لَيْسَ لَهَا نَفَقَةٌ وَّلَا سُكْنٰى" .

☆☆ سیّدہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ابوعمرو بن حفص مخزومی نے انہیں تین طلاقیں دے دیں' تو خالد بن ولید

3403-اخرجه مسلم في الطلاق، باب المطلقة ثلاثًا نفقة لها (الحديث 42 و 43 و 44 و 45) . واخرجه الترمذي في الطلاق و اللعان، باب ما جاء في المطلقة ثلاثًا لا سكنى لها ولا نفقة (الحديث 1180) . واخرجه النسائي في الطلاق، باب الرخصة في ذلك (الحديث 3404)، و الرخصة في خروج المبتوتة من بيتها في عدتها لسكناها (الحديث 3549 و 3550) و اخرجه ابن ماجه في الطلاق، باب من طلق ثلاثًا في مجلس واحد (الحديث 2024) . و الحديث عند: مسلم في الطلاق، باب المطلقة ثلاثًا لا نفقة لها (الحديث 46) و ابي داؤد في الطلاق، باب من انكر ذلك على فاطمة بنت قيس (الحديث 2291) . و ابن ماجه في الطلاق، باب المطلقة ثلاثًا هل لها سكنى و نفقة (الحديث 2036) . تحفة الاشراف (18025) .

3404-تقدم في الطلاق، باب الرخصة في ذلك (الحديث 3403) .

3405-تقدم (الحديث 3244) .

بنومخزوم کے چند افراد کے ہمراہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! ابوعمرو بن حفص نے فاطمہ کو تین طلاقیں دے دی ہیں تو کیا اسے خرچ ملے گا؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

''اسے خرچ اور رہائش نہیں ملے گی''۔

بیوی کے نان ونفقہ کے معنی ومفہوم کا بیان

نفقات نفقہ کی جمع ہے اور نفقہ اس چیز کو کہتے ہیں کہ جو خرچ کی جائے جب کہ شرعی اصطلاح میں طعام لباس اور سکنی مکان کو نفقہ کہتے ہیں چونکہ نفقہ کی کئی نوعیتیں اور قسمیں ہوتی ہیں جیسے بیوی کا نفقہ اولاد کا نفقہ والدین کا نفقہ اور عزیز واقارب کا نفقہ وغیرہ اس لئے نفقہ کی ان انواع کے اعتبار سے عنوان میں نفقات یعنی جمع کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے نیز یہاں نفقہ سے اس کا عام مفہوم مراد ہے خواہ واجب ہو یا غیر واجب ہو۔

لونڈی غلام کے حقوق کا مطلب ہے ان کو کھلانا پہنانا اور ان پر ایسے کاموں کا بوجھ نہ ڈالنا جو ان کی طاقت وہمت سے باہر ہوں۔

بیوی کے نفقہ کے احکام ومسائل کا بیان

مرد پر اپنی بیوی کا نفقہ یعنی کھانے پینے کا خرچ لباس اور مکان دینا واجب ہے چاہے مرد عمر میں اپنی بیوی سے چھوٹا ہی کیوں نہ ہو اور خواہ بیوی مسلمان ہو یا کافرہ ہو خواہ بالغہ ہو یا ایسی نابالغہ ہو جس سے جماع نہ کیا جا سکتا ہو لیکن نفقہ واجب ہونے کی شرط یہ ہے کہ اس بیوی نے اپنے آپ کو شوہر کے گھر میں شوہر کے سپرد کر دیا ہو اگر سپرد نہ کیا ہو تو اس کی وجہ یا تو اس کا کوئی حق ہو کہ جس کو ادا کرنے سے انکار کرتا ہو یا خود شوہر سپرد کرنے کا مطالبہ نہ کرتا ہو۔

بہتر یہ ہے کہ شوہر اپنی بیوی کو اپنا ہم پیالہ وہم نوالہ بنائے دونوں ایک ساتھ رہیں اور حیثیت کے مطابق جو کچھ میسر ہو اس میں دونوں گزارہ کریں اور جیسا کہ شریف گھرانوں کا قاعدہ ہے شوہر باہر کسب معاش کرنے اور بیوی گھر کے انتظامات کی ذمہ دار بنے شوہر جو کچھ کمائے اس کے مطابق جنس وسامان گھر میں مہیا کرے اور بیوی اپنی سلیقہ شعاری کے ذریعہ اس جنس وسامان کو پورے گھر اور متعلقین کی ضرورتوں میں صرف کرے اور اگر کسی وجہ سے شوہر وبیوی کا اس طرح ہم پیالہ وہم نوالہ رہنا ممکن نہ ہو اور بیوی قاضی و حاکم کے یہاں یہ درخواست کرے کہ میرے لئے شوہر پر نفقہ مقرر کر دیا جائے تو حاکم وقاضی کی طرف سے بیوی کے لئے ماہانہ نفقہ کھانے پینے کا خرچ مقرر کر دیا جائے گا۔ اور وہ مقرر مقدار اس کے سپرد کر دیا جائے گا اسی طرح ایک سال میں دو مرتبہ کپڑا دینا مقرر کیا جائے گا اور وہ مقرر کپڑا ہر ششماہی پر اس کے حوالہ کر دیا جائے گا اگر قاضی وحاکم نے عورت کے لئے ماہانہ نفقہ مقرر کر دیا تو شوہر اس کو ماہانہ ادا کرے گا اور اگر شوہر نے ماھانہ نہ دیا اور عورت نے روزانہ طلب کیا تو شام کے وقت عورت کو مطالبہ کرنے کا اختیار ہو گا۔

نفقہ مقرر کرنے کے سلسلہ میں اس مقدار کا لحاظ رکھا جائے گا جو بیوی کے لئے کافی ہو اور بغیر کسی اسراف وتنگی کے اپنا گزارہ کر

سکے۔ رہی معیار کی بات تو اس میں میاں بیوی دونوں کی حالت وحیثیت کا اعتبار ہوگا اگر وہ دونوں مالی طور پر اچھی حالت وحیثیت کے مالک ہیں تو اچھی ہی حیثیت کا نفقہ بھی واجب ہوگا اور اگر وہ دونوں تنگ دست ومفلس ہوں تو نفقہ بھی اسی کے اعتبار سے واجب ہوگا اور اگر یہ صورت ہو کہ میاں تو خوش حال ہو اور بیوی تنگدست ہو یا میاں تنگدست ہو اور بیوی خوشحال ہو تو پھر درمیانی درجہ کا نفقہ واجب ہوگا یعنی وہ نفقہ دیا جائے گا جو خوشحالی کے درجہ سے کم ہو اور تنگدستی کے درجہ سے زیادہ ہو اور بعض حضرات یہ فرماتے ہیں کہ بہرصورت شوہر ہی کی حالت کا اعتبار کیا جائے گا وہ جس حالت وحیثیت کا ہوگا اسی کے مطابق نفقہ مقرر کیا جائے گا خواہ بیوی کسی بھی حیثیت وحالت کی مالک ہو۔

اگر شوہر وبیوی کے درمیان خوشحالی وتنگدستی کے بارے میں اختلاف پیدا ہو جائے یعنی شوہر تو کہے کہ میں تنگدست ہوں اس لئے تنگدستی کا نفقہ دوں گا اور بیوی کہے کہ نہیں تم خوشحال ہو اس لیے میں خوشحالی کا نفقہ لوں گی اور پھر یہ معاملہ حاکم وقاضی کی عدالت میں پہنچے اور بیوی اپنے دعوی کے گواہ پیش کر دے تو ان گواہوں کا اعتبار کر کے بیوی کے لئے خوشحالی کا نفقہ مقرر کیا جائے گا اور اگر بیوی نے گواہ پیش نہ کئے تو پھر شوہر کے قول کا اعتبار کیا جائے گا۔

اگر بیوی کے ساتھ کوئی خادم یا خادمہ بھی ہے اور شوہر خوشحال ہے تو عورت کے نفقہ کے ساتھ اس خادم یا خادمہ کا نفقہ بھی شوہر پر واجب ہوگا اور اگر شوہر تنگ دست ہو تو اس خادم یا خادمہ کا نفقہ شوہر پر لازم نہیں ہوگا۔

اگر حاکم وقاضی نے شوہر کی تنگدستی کی وجہ سے اس کی بیوی کے لئے تنگدستی کا نفقہ مقرر کر دیا اور پھر شوہر خوش حال ہو گیا اور بیوی نے خوش حالی کے نفقہ کا دعوی کر دیا تو اس کے لئے خوشحالی کا نفقہ مقرر کیا جائے گا اور اگر شوہر کی خوش حالی کی وجہ سے بیوی کے لئے خوشحالی کا نفقہ مقرر کیا گیا تھا اور پھر شوہر تنگدست ہو گیا تو اب تنگدستی کا نفقہ مقرر کر دیا جائیگا۔

جو عورت شوہر کی وفات کی عدت میں ہو اس کو نفقہ نہیں ملتا خواہ حاملہ ہو یا غیر حاملہ ہو اسی طرح جو بیوی نافرمان ہو جائے یعنی شوہر کی اجازت کے بغیر اور بلا کسی وجہ کے شوہر کے گھر سے چلی جائے تو اس کا نفقہ بھی شوہر پر واجب نہیں ہوگا۔ نیز جو بیوی کسی دین یعنی قرض وغیرہ کی عدم ادائیگی کی جہ سے قید خانہ میں ڈال دی گئی ہو یا اپنے میکہ میں ایسی بیمار ہو کہ شادی کے بعد شوہر کے گھر نہ بھیجی گئی ہو، یا اس کو کوئی غاصب لے کر بھاگ گیا ہو یا وہ اتنی کم عمر ہو کہ اس کے ساتھ جماع نہ کیا جا سکتا ہو اور یا بغیر شوہر کے حج کو چلی گئی ہو تو اس کا نفقہ بھی شوہر پر واجب نہیں ہوگا ہاں جو بیوی شوہر کے ساتھ حج کو جائے گی اس کا حضر کا نفقہ شوہر پر واجب ہوگا سفر کا خرچ اور سواری کا کرایہ واجب نہیں ہوگا۔

اگر بیوی اپنے میکہ میں بیمار ہوئی اور نکاح کے بعد ہی شوہر کے گھر بھیجی گئی تو اس کا نفقہ بھی شوہر پر واجب نہیں ہوگا البتہ جو بیوی اپنے شوہر کے گھر آ کر بیمار ہوئی ہے اس کا نفقہ شوہر پر واجب ہوگا۔

شوہر کو چاہئے کہ بیوی کے رہنے کا ٹھکانہ ومکان شرعی مقاصد کا لحاظ رکھتے ہوئے اپنی حیثیت واستطاعت کے مطابق خود مقرر و مہیا کرے اور وہ مکان ایسا ہونا چاہئے جو خود اس کے اہل وعیال اور اس بیوی کے اہل وعیال سے خالی ہو اور اگر خود بیوی ان اہل وعیال کے ساتھ رہنا چاہے تو پھر اس طرح کا مکان بنا دینا واجب نہیں رہے گا۔

اگر شوہر کے گھر میں کئی کمرے ہوں اور ان میں سے ایک کمرہ کہ جس میں کواڑ اور تالہ کنجی وغیرہ ہو خالی کر کے بیوی کو دیدے تو یہ کافی ہے بیوی کو دوسرے کمرے کا مطالبہ کرنے کا حق نہیں ہوگا۔

اگر شوہر چاہے کہ گھر میں بیوی کے پاس اس کے عزیز و اقارب کو (اگرچہ دوسرے شوہر سے اس بیوی کا لڑکا ہی کیوں نہ ہو) آنے سے منع کر دے تو اس کو اس کا حق ہے ہاں اگر بیوی کے وہ عزیز و اقارب اس کے محرم ہوں تو ان کو بیوی کا سامنا کرنے یا اس سے بات چیت کرنے سے روکنے کا حق اس کو نہیں ہے اسی طرح شوہر کو یہ بھی حق نہیں ہے کہ وہ مہینہ میں ایک بار بیوی کو اپنے والدین کے پاس جانے یا والدین کو اس کے پاس آنے سے روکے یعنی ہفتہ میں ایک بار سے زائد آنے جانے سے روک سکتا ہے) اور والدین کے علاوہ دوسرے ذی رحم محرم رشتہ داروں کے پاس سال بھر میں ایک مرتبہ بیوی کے جانے یا بیوی کے پاس ان کے آنے پر پابندی عائد کرنے کا حق نہیں ہے یعنی سال بھر میں ایک بار سے زائد ان کے آنے پر پابندی عائد کر سکتا ہے۔

جو عورت طلاق کی عدت میں ہو وہ شوہر سے نفقہ اور رہنے کے لئے مکان پانے کی مستحق ہے خواہ طلاق رجعی ہو یا بائن ہو یا مغلظہ ہو اور خواہ عورت حاملہ ہو یا غیر حاملہ ہو، اسی طرح جو عورت ایسی تفریق جدائی کی عدت میں ہو جو کسی معصیت کی وجہ سے نہیں بلکہ کسی شرعی حق کی وجہ سے واقع ہوئی ہو تو اس کا نفقہ و سکنی بھی شوہر کے ذمہ ہوگا، مثلاً کوئی ام ولد یا مدبرہ کسی کے نکاح میں تھی اور پھر خیار عتق کی بناء پر اس نے شوہر سے جدائی اختیار کر لی یا کسی نابالغہ کا نکاح اس کے ولی نے کسی شخص سے کر دیا تھا اور پھر اس نے بالغ ہونے کے بعد خیار بلوغ کی بناء پر اس شوہر سے جدائی اختیار کر لی تو ان صورتوں میں بھی عورت نفقہ اور سکنی پانے کی مستحق ہوگی اور اگر عورت کسی ایسی تفریق (جدائی) کی عدت میں ہو جو کسی معصیت کی بناء پر واقع ہوئی ہو اور اسکا نفقہ و سکنی شوہر کے ذمہ نہیں ہوگا، مثلاً عورت نعوذ باللہ مرتد ہوگئی یا اس نے شوہر کے بیٹے سے کوئی ایسا برا فعل کرا لیا جس سے شوہر پر حرام ہوگئی جیسے اس سے ہم بستری کر لی یا اس کو شہوت سے چھو لیا یا اس کا بوسہ لیا اور اس کی وجہ سے میاں بیوی کے درمیان جدائی واقع ہوگئی اور وہ عدت میں بیٹھ گئی تو ان صورتوں میں وہ شوہر سے کھانے پینے کا خرچ اور رہنے کے لئے مکان پانے کی مستحق نہیں ہوگی۔

اگر کسی عورت کو تین طلاقیں دی گئیں اور وہ عدت میں بیٹھ گئی نیز نفقہ و سکنی کی حقدار رہی لیکن پھر زمانہ عدت میں نعوذ باللہ مرتد ہوگئی تو اس کے نفقہ و سکنی کا حق ساقط ہو جائیگا اور اگر عورت نے اپنے زمانہ عدت میں شوہر کے لڑکے یا شوہر کے باپ سے ناجائز تعلق قائم کر لیا یا شہوت سے بوس و کنار کرا لیا تو نفقہ و سکنی کی مستحق رہے گی بشرطیکہ وہ عدت طلاق رجعی کی نہ ہو بلکہ طلاق بائن مغلظہ کی ہو۔

بیوی کا خرچ شوہر پر لازم ہونے کا بیان

اور بیوی کا خرچ شوہر کے ذمے لازم ہے خواہ بیوی مسلمان ہو یا کافر ہو جب وہ اپنے آپ کو شوہر کے گھر حوالے کر دے تو اس کا خرچ اس کا لباس اور رہائش شوہر کے ذمے ہوگی۔ اس بارے میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان بنیادی حکم ہے۔ ''خوشحال شخص اپنی حیثیت کے مطابق خرچ کرے گا''۔ نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''بچے کا والد اس کی ماں کا کھانا اور لباس مناسب طور پر دے گا''۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے خطبے میں یہ بات ارشاد فرمائی تھی۔ ''ان خواتین کی خوراک اور لباس کی مناسب طور پر

فراہمی تم پر لازم ہے''۔ اس کی وجہ یہ ہے: نفقہ دراصل اس بات کا عوض ہے' جو عورت کو روکے رکھنے کا اختیار مرد کو حاصل ہوتا ہے اور جو بھی شخص کسی دوسرے کے حق کے لئے رکنے کا پابند ہو اس کا خرچ روکنے والے کے ذمے ہوگا۔ اس کی مثال قاضی اور عامل کی تنخواہ کا حکم ہے۔ ان تمام دلائل میں کوئی فصل نہیں ہے اس لیے خرچ کی ادائیگی کے بارے میں مسلمان اور کافر بیوی کی حیثیت یکساں ہوگی۔ خرچ کی مقدار کے بارے میں مرد اور عورت دونوں کی حیثیت کا خیال رکھا جائے گا۔ فرماتے ہیں: یہ امام قدوری کی رائے ہے اور امام خصاف نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے اور فتویٰ بھی اسی کے مطابق دیا جاتا ہے۔

خصاف کے قول سے مراد یہ ہے: جب میاں بیوی دونوں خوشحال ہوں گے تو خرچ بھی خوشحالی کے حساب سے واجب ہوگا اور اگر دونوں تنگدست ہوں گے تو خرچ بھی اسی حیثیت کے مطابق ہوگا' لیکن اگر شوہر خوشحال ہو اور بیوی غریب ہو' تو اس کا خرچ عام غریب عورتوں سے زیادہ ہوگا' اور مالدار عورتوں سے کم ہوگا۔

امام کرخی اور امام شافعی کے نزدیک تمام حالات میں مرد کی حیثیت کا خیال رکھا جائے گا۔ اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: ''خوشحال شخص اپنی حیثیت کے مطابق خرچ کرے''۔

امام خصاف کے فتویٰ کی وجہ یہ ہے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوسفیان کی بیوی ہند رضی اللہ عنہا سے یہ فرمایا تھا ''تم اپنے شوہر کے مال میں سے اتنا لے سکتی ہو جو تمہارے لیے اور تمہاری اولاد کے لیے مناسب طور پر کافی ہو''۔ تو اس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہند رضی اللہ عنہا کا اعتبار کیا تھا اور رفقہ کا تقاضا بھی یہی ہے' کیونکہ خرچ کفایت کے اعتبار سے لازم ہوتا ہے اور غریب عورت کے لئے خوشحال عورتوں جیسی کفایت ضروری نہیں ہے' اس لیے اسے زیادہ ادائیگی کی کوئی ضرورت نہیں ہوگی۔ جہاں تک نص کا تعلق ہے' تو ہم بھی اس کے مطابق یہی کہتے ہیں: مرد کے لئے یہی حکم ہے کہ وہ اپنی گنجائش کے مطابق خرچ کرے اور جو باقی ہوگا وہ اس کے ذمے قرض ہوگا۔

قرآن پاک میں ''معروف'' سے مراد میانہ روی ہے' کیونکہ واجب بھی یہی ہے۔ زیر بحث مسئلے میں یہ بات تحقیق پایہ تک پہنچ چکی ہے کہ نفقے کے سلسلے میں کوئی معین مقدار نہیں کی جاسکتی۔ جبکہ امام شافعی نے یہ بات بیان کی ہے: خوشحال شخص پر نصف صاع کی ادائیگی لازم ہوگی اور غریب شخص پر چوتھائی صاع کی اور درمیانے درجے کے شخص پر ڈیڑھ مد کی ادائیگی لازم ہوگی۔ کیونکہ جو بھی چیز کفایت کے طور پر واجب ہوگی وہ شرعی طور پر متعین نہیں کی جاسکتی۔ (ہدایہ اولین، کتاب طلاق، لاہور)

نفقہ ولد کے والد پر ہونے میں شرعی بیان

وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَه رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ اِلَّا وُسْعَهَا لَا تُضَآرَّ وَالِدَةٌ بِوَلَدِهَا وَلَا مَوْلُوْدٌ لَّه بِوَلَدِه ☆ وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذٰلِكَ ۔(البقرہ، ۲۳۳)

اور جس کا بچہ ہے۔ اس پر عورتوں کا کھانا پہننا ہے حسب دستور۔ کسی جان پر بوجھ نہ رکھا جائے گا مگر اس کے مقدور بھر ماں کو ضرر نہ دیا جائے اس کے بچہ سے۔ اور نہ اولاد والے کو اس کی اولاد سے۔ یا ماں ضرر نہ دے اپنے بچہ کو اور نہ اولاد

والا اپنی اولاد کو۔ اور جو باپ کا قائم مقام ہے اس پر بھی ایسا ہی واجب ہے۔ (کنز الایمان)

صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔

یعنی والد، اس انداز بیان سے معلوم ہوا کہ نسب باپ کی طرف رجوع کرتا ہے۔ بچہ کی پرورش اور اس کو دودھ پلوانا باپ کے ذمہ واجب ہے اس کے لئے وہ دودھ پلانے والی مقرر کرے لیکن اگر ماں اپنی رغبت سے بچہ کو دودھ پلائے تو مستحب ہے۔

شوہر اپنی زوجہ پر بچہ کے دودھ پلانے کے لئے جبر نہیں کر سکتا اور نہ عورت شوہر سے بچہ کے دودھ پلانے کی اجرت طلب کر سکتی ہے جب تک کہ اس کے نکاح یا عدت میں رہے۔ اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ کو طلاق دی اور عدت گزر چکی تو وہ اس سے بچہ کے دودھ پلانے کی اجرت لے سکتی ہے۔

اگر باپ نے کسی عورت کو اپنے بچہ کے دودھ پلانے پر بہ اجرت مقرر کیا اور اس کی ماں اسی اجرت پر یا بے معاوضہ دودھ پلانے پر راضی ہوئی تو ماں ہی دودھ پلانے کی زیادہ مستحق ہے اور اگر ماں نے زیادہ اجرت طلب کی تو باپ کو اس سے دودھ پلوانے پر مجبور نہ کیا جائے گا۔ (تفسیر احمدی مدارک) المعروف سے مراد یہ ہے کہ حسب حیثیت ہو بغیر تنگی اور فضول خرچی کے۔

یعنی اس کو اس کے خلاف مرضی دودھ پلانے پر مجبور نہ کیا جائے۔ زیادہ اجرت طلب کر کے۔ ماں کا بچہ کو ضرر دینا یہ ہے کہ اس کو وقت پر دودھ نہ دے اور اس کی نگرانی نہ رکھے یا اپنے ساتھ مانوس کر لینے کے بعد چھوڑ دے اور باپ کا بچہ کو ضرر دینا یہ ہے کہ مانوس بچہ کو ماں سے چھین لے یا ماں کے حق میں کوتاہی کرے جس سے بچہ کو نقصان پہنچے۔ (خزائن: عرفان، بقرہ، ۲۳۳)

بیوی اور اولاد کا بقدر ضرورت نفقہ خاوند پر واجب ہے

ام المؤمنین حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ ہندہ بنت عتبہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرا شوہر ابوسفیان بہت بخیل اور حریص ہے وہ مجھ کو اتنا خرچ نہیں دیتا جو مجھے اور میری اولاد کی ضروریات کے لئے کافی ہو جائے البتہ اگر میں اس کے مال میں سے خود کچھ نکال لوں اس طرح اس کو خبر نہ ہو تو ہماری ضروریات پوری ہو جاتی ہیں تو کیا یہ جائز ہے کہ میں شوہر کو خبر کئے بغیر اس کے مال میں سے اپنی اور اولاد کی ضروریات کے بقدر کچھ نکال لوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی اور اپنی اولاد کی ضروریات کے بقدر کہ جو شریعت کے مطابق ہو یعنی اوسط درجہ کا خرچ اس کے مال میں سے لے لیا کرو (بخاری ومسلم)

امام نووی شافعی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ نفقہ بقدر ضرورت واجب ہے۔ چنانچہ تمام علماء کا اس پر اجماع واتفاق ہے امام نووی فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے کئی مسئلے ثابت ہوتے ہیں (۱) مرد پر اس کی بیوی اور نابالغ اولاد (جس کی ذاتی ملکیت میں مال نہ ہو) کا نفقہ واجب ہے (۲) نفقہ ضرورت وحاجت کے بقدر واجب ہوتا ہے (۳) فتویٰ دیتے وقت یا کوئی شرعی حق نافذ کرتے وقت اجنبی عورت کا کلام سننا جائز ہے (۴) کسی شخص کے بارے میں ایسی کوئی بات بیان کرنا کہ جس کو اگر وہ سنے تو ناگواری محسوس کرے جائز ہے بشرطیکہ یہ بیان کرنا کہ کوئی مسئلہ پوچھنے یا فتویٰ لینے کی غرض سے ہو (۵) اگر کسی شخص پر کسی دوسرے شخص کا کوئی مالی مطالبہ ہو اور وہ اس کی ادائیگی نہ کرتا ہو تو مطالبہ والے کے لئے جائز ہے کہ وہ اس شخص کی اجازت کے بغیر

اس کے مال میں سے اپنے مطالب کے بقدر لے لے (۶) بیوی بھی اپنے شوہر کے مال کے ذریعہ اپنی اولاد پر خرچ کرنے اور ان کی کفالت کرنے کی ذمہ دار ہے (۷) بیوی کو اپنی ضرورت کے تحت گھر سے باہر نکلنا جائز ہے خواہ شوہر نے اس کی صریحاً اجازت دے دی ہو یا بیوی کو اس کی رضامندی کا علم ہو (۸) قاضی اور حاکم کو یہ اختیار ہے کہ اگر وہ کسی معاملہ میں مناسب سمجھے تو محض اپنے علم اور اپنی معلومات کی بنیاد پر حکم جاری کر دے جیسا کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہندہ سے گواہ طلب نہیں کیے بلکہ اپنی معلومات کی بنیاد پر حکم دے دیا۔ (شرح مسلم، نووی)

وجوب نفقہ میں فقہی مذاہب کا بیان

حافظ ابن کثیر دمشقی لکھتے ہیں۔ بچوں کی ماں کا نان نفقہ بچوں کے والد پر ہے۔ اپنے اپنے شہروں کی عادت اور دستور کے مطابق ادا کریں، نہ تو زیادہ ہو نہ کم بلکہ حسب طاقت و وسعت درمیانی خرچ دے دیا کرو جیسے فرمایا آیت (لینفق ذو سعة من سعتیه) یعنی کشادگی والے اپنی کشادگی کے مطابق اور تنگی والے اپنی طاقت کے مطابق دیں، اللہ تعالیٰ طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا، عنقریب اللہ تعالیٰ سختی کے بعد آسانی کر دے گا۔

ضحاک فرماتے ہیں کہ جس شخص نے اپنی بیوی کو طلاق دی اور اس کے ساتھ بچہ بھی ہے تو اس کی دودھ پلائی کے زمانہ تک کا خرچ اس مرد پر واجب ہے۔ پھر ارشاد باری ہے کہ عورت اپنے بچے کو دودھ پلانے سے انکار کر کے اس کے والد کو تنگی میں نہ ڈال دے بلکہ بچے کو دودھ پلاتی رہے اس لئے کہ یہی اس کی گزارن کا سبب ہے۔ دودھ سے جب بچہ بے نیاز ہو جائے تو بیشک بچہ کو دے دے لیکن پھر بھی نقصان رسانی کا ارادہ نہ ہو۔ اسی طرح خاوند اس سے جبراً بچے کو الگ نہ کرے جس سے غریب دکھ میں پڑے۔ وارث کو بھی یہی چاہئے کہ بچے کی والدہ کو خرچ سے تنگ نہ کرے، اس کے حقوق کی نگہداشت کرے اور اسے ضرر نہ پہنچائے۔

حنفیہ اور حنبلیہ میں سے جو لوگ اس کے قائل ہیں کہ رشتہ داروں میں سے بعض کا نفقہ بعض پر واجب ہے انہوں نے اسی آیت سے استدلال کیا ہے۔

حضرت عمر بن خطاب اور جمہور سلف صالحین سے یہی مروی ہے۔ سمرہ والی مرفوع حدیث سے بھی یہی مترشح ہوتا ہے جس میں ہے کہ جو شخص اپنے کسی محرم رشتہ دار کا مالک ہو جائے تو وہ آزاد ہو جائے گا۔ یہ بھی یاد رہے کہ دو سال کے بعد دودھ پلانا عموماً بچہ کو نقصان دیتا ہے، یا تو جسمانی یا دماغی۔ حضرت علقمہ نے ایک عورت کو دو سال سے بڑے بچے کو دودھ پلاتے ہوئے دیکھ کر منع فرمایا۔ پھر فرمایا گیا ہے اگر یہ رضامندی اور مشورہ سے دو سال کے اندر اندر جب کبھی دودھ چھڑانا چاہیں تو ان پر کوئی حرج نہیں ہاں ایک کی چاہت دوسرے کی رضامندی کے بغیر ناکافی ہو گی اور یہ بچے کے بچاؤ کی اور اس کی نگرانی کی ترکیب ہے۔ خیال فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر کس قدر رحیم و کریم ہے کہ چھوٹے بچوں کے والدین کو ان کاموں سے روک دیا جس میں بچے کی بربادی کا خوف تھا، اور وہ حکم دیا جس سے ایک طرف بچے کا بچاؤ ہے دوسری جانب ماں باپ کی اصلاح ہے۔

سورۃ طلاق میں فرمایا آیت (فان ارضعن لکم فاتوھن اجورھن) الخ، اگر عورتیں بچے کو دودھ پلایا کریں تو تم ان کی اجرت بھی دیا کرو اور آپس میں عمدگی کے ساتھ معاملہ رکھو۔ یہ اور بات ہے کہ تنگی کے وقت کسی اور سے دودھ پلوادو، چنانچہ یہاں بھی فرمایا اگر والدہ اور والد متفق ہو کر کسی عذر کی بنا پر کسی اور سے دودھ شروع کرائیں اور پہلے کی اجازت کامل طور پر والد والدہ کو دے دے تو بھی دونوں پر کوئی گناہ نہیں، اب دوسری کسی دایہ سے اُجرت چکا کر دودھ پلوادیں۔ لوگو اللہ تعالیٰ سے ہر امر میں ڈرتے رہا کرو اور یاد رکھو کہ تمہارے اقوال وافعال کو وہ بخوبی جانتا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر، بقرہ، ۲۳۳)

مطلقہ ثلاثہ کے نفقہ میں مذاہب اربعہ

حضرت شعبی کہتے ہیں کہ فاطمہ بنت قیس نے فرمایا میرے شوہر نے رسول اللہ کے زمانے میں مجھے تین طلاقیں دیں تو آپ نے فرمایا تیرے لیے نہ تو گھر ہے اور نہ نفقہ۔ مغیرہ کہتے ہیں کہ میں نے جب ابراہیم سے اس حدیث کا تذکرہ کیا تو انہوں نے کہا کہ حضرت عمر نے فرمایا ہم اللہ کی کتاب اور اپنے نبی کی سنت کو ایک عورت کے قول کی وجہ سے نہیں چھوڑ سکتے جس کے متعلق ہمیں یہ بھی معلوم نہ ہو کہ اسے یاد بھی ہے یا بھول گئی ہے حضرت عمر تین طلاق والی کو گھر اور کپڑا دیتے تھے۔

(جامع ترمذی: جلد اول: رقم الحدیث، 1189)

حضرت شعبی سے روایت ہے کہ میں فاطمہ بنت قیس کے پاس گیا اور ان سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے معاملے میں کیا فیصلہ فرمایا تھا؟ کہا کہ میرے خاوند نے مجھے لفظ 'بتہ' کے ساتھ طلاق دی تھی تو میں نے ان سے نان نفقہ اور گھر کے لیے جھگڑا کیا لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے گھر اور نان نفقہ نہ دیا۔ داؤد کی حدیث میں یہ بھی ہے پھر مجھے حکم دیا کہ ام مکتوم کے گھر عدت کے دن گزار دوں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے بصری، عطاء بن ابی رباح، احمد اور اسحاق وغیرہ کا یہی قول ہے کہ جب شوہر کے پاس رجوع کا اختیار باقی نہ رہے تو رہائش اور نان نفقہ بھی اس کے ذمہ نہیں رہتا لیکن بعض علماء صحابہ جن میں عمر بن خطاب، اور عبداللہ بن مسعود بھی شامل ہیں کہتے ہیں کہ تین طلاق کے بعد بھی عدت پوری ہونے تک گھر اور نان نفقہ مہیا کرنا شوہر کے ذمہ ہے، سفیان اور اہل کوفہ کا یہ قول ہے بعض اہل علم فرماتے ہیں کہ شوہر کے ذمے صرف رہائش کا بندوبست رہ جاتا ہے نان نفقہ کی ذمہ داری نہیں۔ مالک لیث بن سعد اور شافعی کا بھی یہی قول ہے امام شافعی اپنے قول کی یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ اللہ نے فرمایا (لَا تُخْرِجُوهُنَّ مِنْ بُيُوتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ إِلَّا أَنْ يَأْتِينَ بِفَاحِشَةٍ مُبَيِّنَةٍ) امام شافعی کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ بنت قیس کو اس لئے گھر نہیں دلوایا کہ وہ اپنے شوہر سے سخت کلامی کرتی تھیں۔ امام شافعی فرماتے ہیں کہ فاطمہ بنت قیس کے واقعہ پر مشتمل حدیث کی رو سے ایسی عورت کے لیے نفقہ بھی نہیں۔ (جامع ترمذی: جلد اول: رقم الحدیث، 1190)

نفقہ ولد کا باپ پر ہونے میں اہل علم کا اجماع

علامہ ابن قدامہ مقدسی حنبلی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ ابن منذر کہتے ہیں: ہمیں اہل علم میں سے جتنے بھی یاد ہیں ان سب کا اس پر اجماع ہے کہ ان بچوں کا خرچہ جن کے پاس مال نہیں والد کے ذمہ ہے، اور اس لیے بھی کہ اولاد انسان کا ایک حصہ ہے اور والد

کے جگر کا ٹکڑا ہے۔

لھذا جس طرح اس کا اپنے آپ اور گھر والوں پر خرچہ کرنا واجب ہے اسی طرح اپنے بعض یعنی اولاد اور اپنی اصل یعنی ماں باپ پر خرچ کرنا بھی واجب ہے۔(المغنی (8/171)

بچوں پر خرچہ کرنے میں کتاب وسنت اور اجماع دلیل اور اصل ہے۔

کتاب اللہ کے دلائل: اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے: (اگر تمہارے کہنے سے وہی دودھ پلائیں تو تم انہیں ان کی اجرت دے دو) الطلاق (6)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے رضاعت کی اجرت والد کے ذمہ واجب کی ہے۔

اور ایک دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: (اور جن کے بچے ہیں ان کے ذمہ ان کا روٹی کپڑا ہے جو دستور کے مطابق ہے) البقرۃ (233)

سنت نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دلیل: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ھند رضی اللہ عنہا کو فرمایا: (جتنا تمہیں اور تمہارے اولاد کو اچھے طریقے سے کفایت کرے وہ لے لیا کرو) (صحیح بخاری رقم الحدیث، (5364) صحیح مسلم رقم الحدیث، (1714)

اور اجماع کی دلیل اوپر بیان کی جا چکی ہے۔ علماء کرام کا اس پر بھی اتفاق ہے کہ چھوٹے بڑے بچوں کا خرچہ اس وقت تک والد کے ذمہ ہے جب تک وہ مستغنی نہیں ہو جاتے۔

علماء کرام اس پر متفق ہیں کہ والد پر اس بیٹے کا کوئی خرچہ لازم نہیں جس کے پاس مال ہو اور وہ مستغنی ہو اگر چہ وہ عمر میں چھوٹا ہی کیوں نہ ہو۔ اور اس پر بھی متفق ہیں کہ بیٹا جب بالغ ہو جائے اور کمانے پر قادر ہو تو والد پر اس کا خرچہ لازم نہیں۔ علماء کرام کا اس میں اختلاف ہے کہ اگر بیٹا فقیر اور بالغ ہو لیکن کمانے کی قدرت نہ رکھے تو اکثر علماء کرام کا خیال ہے کہ والد کے ذمہ اس کا خرچہ نہیں اس لیے کہ وہ کماء کرنے کی قدرت وطاقت رکھتا ہے۔

اور کچھ علماء کرام کا کہنا ہے کہ بیٹا اگر فقیر اور بالغ ہو چکا ہے وہ کمانے کی قدرت وطاقت رکھے والد پر اسکا خرچہ واجب ہے۔

اس میں وہ دلیل نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرمان لیتے ہیں: (نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ھند رضی اللہ عنہ کو فرمایا تھا: اپنے اور اپنے بچوں کی کفایت جتنا مال لے لیا کرو)۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس فرمان میں بالغ اور صحیح کو مستثنی نہیں کیا، اور اس لیے کہ وہ بیٹا فقیر ہے جس کی بنا پر وہ خرچہ کا مستحق ہے کہ غنی والد اس پر خرچہ کرے جیسا کہ اگر بیٹا اندھا ہو یا مستقل مریض ہو۔ ابن تیمیہ سے پوچھا گیا: والد غنی اور مالدار اور اس کا بیٹا تنگ دست ہو تو کیا غنی والد اپنے تنگ دست بیٹے پر خرچ کرے گا؟ ابن تیمیہ کا جواب تھا: جی ہاں اگر بیٹا فقیر ہو اور کمائی کرنے سے عاجز اور والد مالدار ہو تو بیٹے پر بہتر اور اچھے طریقے سے خرچہ کرنا لازم ہے۔ اھ یہ مختصر لکھا گیا ہے

علماء کرام کا اس پر بھی اختلاف ہے کہ اگر بیٹی بالغ ہو جائے تو کیا والد کے ذمہ اس کا خرچہ ہے کہ نہیں؟ اکثر علماء کرام کہ کہنا ہے کہ شادی تک اس پر خرچہ لازم ہے، اور یہی قول اقرب الی الصواب ہے اس لیے کہ وہ کمائی کرنے سے عاجز ہے۔ علماء کرام کے کلام

کا مجمل طور پر مفہوم یہی ہے، آپ کچھ نصوص اوران کے دلائل جن سے علماء کرام نے استدلال کیا ہے مندرجہ ذیل کتب میں دیکھ سکتے ہیں (علماء شافعیہ: کتاب الام (8/340) علماء مالکیہ: المدونۃ (2/263) اور تبیین المسالک شرح تدریب المسالک (3/244)۔ علماء حنفیہ: المبسوط (5/223)۔ علماء حنابلہ: المغنی ابن قدامۃ (8/171)

نفقہ زوجہ میں فقہی تصریحات کا بیان

علامہ علاؤالدین حصکفی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ ہم بستری کے بعد اگر عورت، شوہر کے یہاں آنے سے انکار کرتی ہے تو اگر مہر معجل کا مطالبہ کرتی ہے کہ دے دو تو جاؤں گی۔ تو نفقہ کی مستحق ہے ورنہ نہیں ہے۔ جس مکان میں عورت رہتی ہے۔ وہ اس کی ملک ہے اور شوہر کا آنا، وہاں بند کر دیا تو نفقہ نہیں پائے گی۔ ہاں اگر اس نے شوہر سے کہا کہ مجھے اپنے مکان میں لے چلو یا میرے لیے کرایہ کا کوئی مکان لے دو اور شوہر نہ لے گیا تو نفقہ کی مستحق ہے کہ قصور شوہر کا ہے۔

عورت شوہر کے گھر بیمار ہوئی یا میکہ میں تھی اور بیمار ہو کر اس کے یہاں گئی یا اپنے ہی گھر رہی مگر شوہر کے یہاں جانے سے انکار نہ کیا تو نفقہ واجب ہے اور اگر شوہر کے یہاں بیمار ہوئی اور اپنے میکہ چلی گئی اور اگر اتنی بیمار ہے کہ ڈولی وغیرہ پر بھی نہیں آسکتی تو نفقہ کی مستحق ہے اور اگر آسکتی ہے مگر نہیں آتی تو نہیں ہے۔

عورت شوہر کے یہاں سے ناحق چلی گئی تو نفقہ نہیں پائے گی جب تک واپس نہ آئے اور اگر اس وقت واپس آئی کہ شوہر مکان پر نہیں بلکہ پردیس چلا گیا ہے جب بھی نفقہ کی مستحق ہے۔ اگر مرد وعورت دونوں مالدار ہوں تو نفقہ مالدار کا سا ہوگا اور دونوں محتاج ہوں تو محتاجوں کا سا۔ اور ایک مالدار ہے اور دوسرا محتاج تو متوسط درجے کا یعنی محتاج جیسا کھاتا ہوں اس سے عمدہ اور اغنیاء (مالدار) جیسا کھاتے ہوں اس سے کم نفقہ کا تعین روپوں سے نہیں کیا جاسکتا کہ ہمیشہ اتنے ہی روپے دیئے جائیں اس لیے کہ نرخ بدلتا رہتا ہے۔ ارزانی اور گرانی دونوں کے مصارف یکساں نہیں ہوسکتے۔

عورت جب رخصت ہو کر آئی تو اس وقت سے شوہر کے ذمہ اس کا لباس ہے۔ اگرچہ عورت کے پاس کتنے ہی جوڑے ہوں۔

سال میں کم از کم دو جوڑے دینا واجب ہے۔ ہر ششماہی پر ایک جوڑا، مگر اس کا لحاظ ضروری ہے کہ اگر دونوں مالدار ہوں تو مالداروں کے سے کپڑے ہوں اور محتاج وغریب ہوں تو غریبوں کے سے اور ایک مالدار ہو ایک محتاج تو متوسط ہوں جیسے کھانے میں تینوں باتوں کا لحاظ ہے۔ لباس میں اس شہر کے رواج کا اعتبار ہے۔ جاڑے گرمی میں جیسے کپڑوں کا وہاں چلن ہے وہ دے۔ اور اونی موزے جو جاڑوں میں سردی کی وجہ سے پہنے جاتے ہیں۔ یہ دینے ہوں گے۔

نفقہ کا تیسرا جزء سکنٰی ہے یعنی رہنے کا مکان کہ شوہر جو رہنے کیلئے مکان دے وہ خالی ہو یعنی شوہر کے متعلقین وہاں نہ رہیں اور اگر اس مکان میں شوہر کے متعلقین رہتے ہوں اور عورت نے اسی کو اختیار کر لیا کہ سب کے ساتھ رہے تب بھی کوئی مضائقہ نہیں۔ جیسا کہ عام طور پر ہمارے اطراف وبلاد میں دستور ہے۔ ہاں یہ لحاظ ضروری ہے کہ شوہر کے رشتہ دار اسے ناحق ایذ نہ دیں۔ عورت

اپنی سوت یا شوہر کے متعلقین کے ساتھ رہنا نہیں چاہتی تو اگر مکان میں کوئی ایسا دالان اس کو دے دے جس میں دروازہ ہو اور عورت اسے بند کر سکتی ہو کہ اس کا سامان محفوظ رہے تو اب دوسرا مکان طلب کرنے کا اسے اختیار نہیں۔ بشرطیکہ شوہر کے رشتہ دار، عورت کو تکلیف نہ پہنچاتے ہوں۔

عورت تنہا مکان چاہتی ہے اور شوہر مالدار ہے تو اسے ایسا مکان دے جس میں پاخانہ، غسل خانہ، باورچی خانہ وغیرہ ضروریات علیحدہ ہوں اور غریبوں میں خالی ایک کمرہ دے دینا کافی ہے۔ اگرچہ غسل خانہ وغیرہ مشترک ہو۔

یہ بات ضروری ہے کہ عورت کو ایسے مکان میں رکھے جس کے پڑوسی صالحین ہوں کہ فاسقوں بدچلنوں میں خود بھی رہنا اچھا نہیں نہ کہ ایسے مقام پر عورت کا ہونا۔ اگر مکان بہت بڑا ہو کہ عورت وہاں تنہا رہنے سے گھبراتی اور ڈرتی ہے تو وہاں کوئی ایسی نیک عورت رکھے جس سے دل وابستگی ہو اور جی بہلا رہے یا عورت کو کوئی دوسرا مکان دے جو اتنا بڑا نہ ہو اور اس کے ہمسایہ نیک لوگ ہوں۔ (درمختار، باب نفقہ)

علامہ ابن عابدین آفندی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ عورت کے والدین ہر ہفتہ میں ایک بار اپنی لڑکی کے یہاں آ سکتے ہیں۔ شوہر منع نہیں کر سکتا۔ ہاں اگر رات میں وہاں رہنا چاہتے ہوں تو شوہر کو منع کرنے کا اختیار ہے۔ یونہی عورت اپنے والدین کے یہاں ہر ہفتہ میں ایک بار بار جا سکتی ہے مگر رات بغیر اجازت اپنے شوہر وہاں نہیں رہ سکتی اور غیروں کے یہاں جانے یا ان کی عیادت کرنے یا شادی وغیرہ تقریبوں کی شرکت سے منع کر دے عورت بغیر اجازت جائے گی تو گناہ گار ہوگی اور اجازت سے گئی اور وہاں پردہ کا خیال نہ رکھا اور شوہر کو یہ بات معلوم ہے تو دونوں گنہگار ہوئے۔

جس کام میں شوہر کی حق تلفی نہ ہوتی ہو، نہ اس میں کوئی نقصان ہو اگر عورت گھر میں وہ کام کر لیا کرے جیسے کپڑا سینا پرونا کاڑھنا یا ایسے ہی اور دوسرے کام جن کیلیے گھر سے باہر نہ جانا پڑے تو ایسے کاموں سے منع کرنے کی حاجت نہیں۔ خصوصا جبکہ شوہر گھر نہ ہو کہ ان کاموں سے جی بہلتا رہے گا اور بے کار بیٹھے گی تو وسوسے اور خطرے پیدا ہوتے رہیں گے اور لایعنی وفضول باتوں میں مشغول ہوگی۔ (ردمحتار، کتاب طلاق، باب نفقہ)

بَاب طَلَاقِ الثَّلَاثِ الْمُتَفَرِّقَةِ قَبْلَ الدُّخُوْلِ بِالزَّوْجَةِ

یہ باب ہے کہ بیوی سے صحبت کرنے سے پہلے تین طلاقیں الگ الگ دینا

3406 - اَخْبَرَنَا اَبُوْ دَاوُدَ سُلَيْمَانُ بْنُ سَيْفٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ اَبَا الصَّهْبَاءِ جَآءَ اِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ الثَّلَاثَ كَانَتْ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبِىْ بَكْرٍ وَّصَدْرًا مِّنْ خِلَافَةِ عُمَرَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا تُرَدُّ اِلَى الْوَاحِدَةِ قَالَ نَعَمْ .

3406-اخرجه مسلم في الطلاق، باب طلاق الثلاث (الحديث 15 و 16) . و اخرجه ابو داؤد في الطلاق، باب نسخ المراجعة بعد التطليقات الثلاث (الحديث 2200) . تحفة الاشراف (5715) .

☆☆ طاؤس کے صاحبزادے اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ابوصہباء حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بولے: اے ابن عباس! کیا آپ یہ بات نہیں جانتے ہیں' کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ اقدس میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے ابتدائی دور میں تین طلاقیں' ایک شمار ہوتی تھیں؟ تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جی ہاں!

باب الطَّلَاقِ لِلَّتِي تَنْكِحُ زَوْجًا ثُمَّ لَا يَدْخُلُ بِهَا .

یہ باب ہے کہ ایسی عورت کی طلاق کا حکم جو کسی شخص کے ساتھ شادی کرتی ہے اور وہ پھر اس کے ساتھ صحبت نہیں کرتا

3407 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ رَّجُلٍ طَلَّقَ امْرَاَتَهُ فَتَزَوَّجَتْ زَوْجًا غَيْرَهُ فَدَخَلَ بِهَا ثُمَّ طَلَّقَهَا قَبْلَ اَنْ يُوَاقِعَهَا اَتَحِلُّ لِلْاَوَّلِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا حَتّٰى يَذُوْقَ الْاٰخَرُ عُسَيْلَتَهَا وَتَذُوْقَ عُسَيْلَتَهُ" .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسے شخص کے بارے میں دریافت کیا گیا جو اپنی بیوی کو طلاق دے دیتا ہے' پھر وہ عورت دوسرے شخص کے ساتھ شادی کر لیتی ہے' پھر وہ اس عورت کی رخصتی کروالیتا ہے' لیکن اس کے ساتھ صحبت کرنے سے پہلے اُسے طلاق دے دیتا ہے' تو کیا وہ عورت پہلے شخص کے لیے حلال ہو جائے گی؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جی نہیں! جب تک دوسرا شوہر اُس عورت کا شہد نہیں چکھ لیتا اور وہ عورت اس شخص کے شہد کو نہیں چکھ لیتی''۔

3408 - اَخْبَرَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ اللَّيْثِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَيُّوْبُ بْنُ مُوْسٰى عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جَائَتِ امْرَاَةُ رِفَاعَةَ الْقُرَظِيِّ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ نَكَحْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الزَّبِيْرِ وَاللّٰهِ مَا مَعَهُ اِلَّا مِثْلُ هٰذِهِ الْهُدْبَةِ . فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَعَلَّكِ تُرِيْدِيْنَ اَنْ تَرْجِعِيْ اِلٰى رِفَاعَةَ لَا حَتّٰى يَذُوْقَ عُسَيْلَتَكِ وَتَذُوْقِيْ عُسَيْلَتَهُ" .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: رفاعہ قرظی کی اہلیہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں' اس نے عرض کی: یارسول اللہ! میں نے عبدالرحمٰن بن زبیر کے ساتھ شادی کی' اللہ کی قسم! ان کا ساتھ میرے لیے چادر کے اس کنارے کی طرح

3407-اخرجه ابو داؤد في الطلاق، باب المبتوتة لا يرجع اليها زوجها حتى تنكح زوجًا غيره (الحديث 2309) . تحفة الاشراف (15958) .

3408-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (16416) .

ہے (یعنی وہ میرے ساتھ صحبت کرنے کے قابل نہیں ہیں) تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: شاید تم دوبارہ رفاعہ کے ساتھ شادی کرنا چاہتی ہو! ایسا اس وقت تک نہیں ہوسکتا جب تک وہ (یعنی عبدالرحمٰن بن زبیر) تمہارا شہد نہیں چکھ لیتا اور تم اس کا شہد نہیں چکھ لیتی۔

نکاح حلالہ کا فقہی مفہوم کا بیان

حدیث کے آخری جملہ کا مطلب یہ ہے کہ جب تک تمہارا دوسرا شوہر تمہارے ساتھ جماع نہ کرے اور پھر اس کی طلاق کے بعد تم عدت کے دن پورے نہ کرلو تم اپنے سابق خاوند یعنی رفاعہ سے نکاح نہیں کرسکتیں چنانچہ یہ حدیث مشہور اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ حلالہ یعنی سابق خاوند کے واسطے حلال ہونے کے لیے کسی دوسرے مرد سے محض نکاح کرنا ہی کافی نہیں ہے بلکہ مجامعت بھی ضروری ہے البتہ مجامعت میں صرف دخول کافی ہے انزال شرط نہیں۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے محلل اور محلل لہ پر لعنت فرمائی ہے (دارمی) ابن ماجہ نے اس روایت کو حضرت علی حضرت ابن عباس اور حضرت عقبہ ابن عامر سے نقل کیا ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح، جلد سوم: رقم الحدیث، 495)

فرض کیجئے کہ دو شخص ہیں ایک کا نام زید ہے اور دوسرے کا نام بکر ہے زید نے اپنی بیوی خالدہ کو تین طلاقیں دیدیں اور اس کی عدت کے دن پورے ہوگئے ہیں اب زید پھر چاہتا ہے کہ وہ خالدہ کو دوبارہ اپنی زوجیت میں لائے۔ لہٰذا دوسرا شخص یعنی بکر خالدہ سے اس شرط یا ارادہ کے ساتھ نکاح کرتا ہے کہ جماع کے بعد خالدہ کو طلاق دیدی جائے گی تاکہ خالدہ کا پہلا شوہر زید کہ جس نے اس کو تین طلاقیں دی تھیں اس سے دوبارہ نکاح کرسکے اور خالدہ کا پہلا شوہر محلل لہ یعنی جس کے لئے حلالہ کیا گیا) کہلائے گا۔

حدیث میں انہی دونوں کے بارے میں فرمایا گیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر لعنت فرمائی ہے حلالہ کرنے والے پر لعنت فرمانے کی دلیل یہ ہے کہ اس نے زبان سے تحلیل کی شرط کا اظہار واقرار کرنے کے بعد اور محض جدائی اختیار کرنے کے قصد سے اس عورت سے نکاح کیا جب کہ نکاح اس لئے شروع ہوا ہے کہ اس کے ذریعہ مرد وعورت ہمیشہ کے لئے ایک دوسرے کے رفیق حیات ودمساز رہیں، لہٰذا اس صورت میں نہ صرف یہ کہ نکاح کے اصل مقصد ومنشاء پر زد پڑتی ہے بلکہ عورت کی حرمت و عزت بھی مجروح ہوتی ہے اسی لئے ایک حدیث میں اس کو مستعار بکری سے تشبیہ دی گئی ہے۔

اور محلل لہ یعنی پہلے خاوند پر لعنت فرمانے کی دلیل یہ ہے کہ اس صورت حال اور اس نکاح کا اصل باعث وہی بنا ہے لیکن یہ بات ملحوظ رہے کہ اس حدیث سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ اس صورت میں عقد باطل ہوتا ہے بلکہ حدیث کے الفاظ سے ثابت ہوتا ہے کہ عقد صحیح ہوجاتا ہے کیونکہ حدیث میں اس نکاح کرنے والے کو محلل کہا گیا ہے اور یہ ایک ظاہر بات ہے کہ کوئی شخص محلل اسی صورت میں ہوتا ہے جب کہ عقد صحیح ہو عقد فاسد سے محلل نہیں ہوتا لہٰذا ثابت ہوا کہ اس ارشاد گرامی میں لعنت کا حقیقی مفہوم مراد نہیں ہے بلکہ یہاں مراد محلل اور محلل لہ کی خساست طبع کو ظاہر کرنا ہے اور یہ واضح کرنا ہے کہ یہ ایک قبیح فعل ہے جس کو کوئی سلیم الطبع انسان پسند نہیں کرسکتا۔

حلالہ کے مکروہ تحریمی ہونے کا بیان

ہدایہ اور فقہ کی دیگر کتابوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر حلالہ کو زبان سے مشروط کیا گیا ہو یعنی محلل اس عورت سے کہ جس کو اس کا خاوند تین طلاقیں دے چکا ہے یہ کہے کہ میں تم سے اس لئے نکاح کرتا ہوں کہ تمہیں اس خاوند کے لئے کہ جس نے تمہیں طلاق دی ہے حلال کر دوں یعنی میں تم سے صرف اس لئے نکاح کرتا ہوں کہ میں جماع کے بعد تمہیں طلاق دیدوں تا کہ تمہارے پہلے خاوند کے لے تم سے دوبارہ نکاح کرنا حلال ہو جائے یا وہ عورت محلل سے یوں کہے کہ میں تم سے اس لئے نکاح کرتی ہوں کہ میں اپنے پہلے خاوند کے لئے حلال ہو جاؤں تو اس صورت میں حلالہ مکروہ تحریمی ہوگا۔ ہاں اگر زبان سے یہ نہ کہا جائے مگر نیت میں یہ بات ہو تو پھر محلل نہ قابل مواخذہ ہوگا اور نہ لعنت کا مورد ہوگا کیونکہ اس صورت میں یہی کہا جائے گا کہ اس کا مقصد دراصل اصلاح احوال ہے۔

علامہ ابن ہمام نے کہا ہے کہ اس عورت نے کہ جس کو تین طلاقیں دی جا چکی ہیں غیر کفو سے اپنے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کرلیا اور پھر اس نے اس کے ساتھ جماع بھی کرلیا تو اس صورت میں وہ عورت پہلے خاوند کے لئے حلال نہیں ہوگی چنانچہ فتوی اسی قول پر ہے۔ (فتح القدیر، کتاب طلاق، باب حلالہ)

صاحبین کے نزدیک نکاح حلالہ کے فساد کا بیان

امام ابو یوسف سے یہ روایت ہے۔ وہ یہ فرماتے ہیں: حلالہ کی نیت سے نکاح پڑھوایا گیا ہو تو یہ نکاح فاسد ہوگا' کیونکہ اس کی مثال موقت نکاح کی سی ہوگی' اور موقت نکاح فاسد ہوتا ہے' لہٰذا اس نکاح کو بھی فاسد قرار دیا جائے گا' تو جب یہ نکاح فاسد قرار دیا جائے گا' تو اس کے نتیجے میں جو صحبت کی گئی ہے وہ عورت کو پہلے شوہر کے لئے حلال نہیں کرے گی صحبت کے لئے یہ بات شرط ہے: وہ صحیح نکاح کے نتیجے میں کی گئی ہو جبکہ یہ صورت یہاں نہیں پائی گئی ہے۔

اس بارے میں امام محمد علیہ الرحمہ سے یہ روایت ہے: حلالہ کی شرط پر نکاح صحیح ہو جاتا ہے۔ کیونکہ فاسد شرائط کے نتیجے میں نکاح باطل نہیں ہوتا' لیکن اس کے نتیجے میں وہ عورت پہلے شوہر کے لئے حلال نہیں ہوگی۔ کیونکہ نکاح کا بنیادی مقصد یہی ہے کہ اسے تاعمر برقرار رکھا جائے لیکن پہلے سے ہی یہ بات طے کر لی گئی ہے کہ نکاح کو فوراً ختم کر دیا جائے گو یا وہ شخص شریعت کے حکم کی خلاف ورزی کر رہا ہے' لہٰذا اس شخص کو اس عمل کے نتیجے سے محروم کر دیا جائے گا' جیسے کوئی شخص وراثت حاصل کرنے کے لئے اپنے مورث کو قتل کر دیتا ہے' تو اس کو وراثت سے محروم کر دیا جاتا ہے۔

احناف کی فقہی اصطلاحات پر شائع شدہ کتاب القاموس الفقہی مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی میں مُحلّل کی تعریف یہ لکھی ہے کہ: مُحلّل سے مراد حلالہ کرنے والا وہ شخص ہے جو مطلقہ ثلاثہ کے ساتھ اس لئے نکاح کرے تا کہ وہ پہلے خاوند کے لئے حلال ہو جائے اور حدیث شریف میں وارد ہے حلالہ کرنے والا اور جس کے لئے حلالہ کیا جائے ان دونوں پر اللہ کی لعنت ہو۔"

یہی معنی لغت کی مشہور کتب القاموس المحیط ۳/ ۱۴۷ اور المعجم الوسیط ص ۱۹۴ پر بھی موجود ہے۔ حلالہ کی

تشریح احناف کے مشہور امام اور امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کے شاگرد محمد بن حسن الشیبانی کی زبانی ملاحظہ کیجئے۔

محمد بن حسن شیبانی اپنی کتاب الاثار رقم ۸۷۸ پر مُحَلِّل اور مُحَلَّل لہ کی توضیح کرتے ہوئے رقم طراز ہیں: ''مُحَلِّل (حلالہ کرنے والا) اور مُحَلَّل لہ (جس کے لئے حلالہ کیا جائے) کا بیان یہ ہے کہ ایک مرد اپنی عورت کو تین طلاقیں دے۔ پھر چاہے کہ اس کا کسی دوسرے مرد سے نکاح کر دے تاکہ وہ اس کو اس کے لئے حلال کر دے۔

حلالہ سے متعلق اختلاف کا بیان اور غیر مقلدین کی وہم پرستی

اختلاف کی صورت میں یہ ہے کہ اگر اس شرط پر نکاح کیا جائے کہ دوسرا خاوند اسے طلاق دے دے گا تو کیا یہ نکاح ہو جائے گا۔ اگر چہ یہ شرط بے کار ہوگی یا نکاح ہی نہیں ہوگا۔ اب اگر یہ نکاح صحیح قرار پائے تو طلاق کے بعد عورت کا پہلے خاوند سے نکاح جائز ہوگا اور اگر یہ نکاح صحیح قرار نہیں پاتا تو عورت پہلے خاوند کے لئے بدستور حرام رہے گی۔ سیدنا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ نکاح صحیح ہوگا کیونکہ فاسد شرائط سے نکاح کے انعقاد میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔

یہ عبارت من وعن ہم نے نقل کر دی ہے۔ اب اس کی وضاحت ملاحظہ کیجئے۔ مولوی صدیق ہزاروی نے اس عبارت میں یہ بات تسلیم کی ہے کہ امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کے نزدیک حلت (عورت کو حلال کروانے) کی شرط پر نکاح صحیح ہوگا اور یہی بات فقہ حنفی کی معتبر کتب کنز الدقائق ص، مع فتح القدیر، اور دیگر کتب فقہ میں موجود ہے۔ یہ تو آپ نے پیچھے پڑھ لیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق حلالہ کرنے والا اور کروانے والا ملعون ہیں اور حلالہ کرنے والا اُدھار سانڈ کی مانند ہے۔ یہ احادیث اس پر دلالت کرتی ہیں کہ نکاح حلالہ صحیح نہیں بلکہ نکاح فاسد ہے۔ صاحب سبل السلام راقم ہیں:

مذکورہ حدیث حلالہ کی حرمت پر دلالت کرتی ہے۔ اس لئے کہ لعنت کا اطلاق فعل حرام کے مرتکب پر ہی ہوتا ہے اور ہر حرام چیز پر شریعت میں نہی وارد ہے اور نہی فساد کا تقاضا ہے۔

لہٰذا جب حلالہ حرام اور منہی عنہ ہے، اس لئے یہ نکاح فاسد قرار پاتا ہے۔ یہی مفہوم دیگر صحیح احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ نکاح حلالہ نکاح فاسد ہے، زنا اور بدکاری ہے، نکاح صحیح نہیں ہے۔

سیرت صحابہ رضی اللہ عنہم سے ''ایک آدمی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آیا اور ایک ایسے آدمی کے بارے میں پوچھا جس نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں۔ پھر اس (طلاق دینے والے آدمی) کے بھائی نے اس کے مشورے کے بغیر اس سے اس لئے نکاح کر لیا تاکہ وہ اس عورت کو اپنے بھائی کے لئے حلال کر دے۔ کیا یہ پہلے کے لئے حلال ہو سکتی ہے۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ صحیح نکاح کے بغیر یہ حلال نہیں ہو سکتی ہم اس طریقے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بدکاری (زنا) شمار کرتے تھے۔'' (مستدرک حاکم، رط، قدیم، ربیہقی ر، التلخیص الحبیر باب موانع النکاح، رتحفۃ الاحوذی ر، امام حاکم نے فرمایا۔ یہ حدیث بخاری و مسلم کی شرط پر ہے اور امام ذہبی نے تلخیص مستدرک میں امام حاکم کی موافقت کی ہے)۔

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اللہ کی قسم میرے پاس حلالہ کرنے والا اور کروانے والا لایا گیا تو میں دونوں کو

سنگسار کر دوں گا۔" (مصنف عبدالرزاق ر،سن سعید بن منصور ر،بیہقی ر)

فتوے سے بھی ہوتی ہے کہ ان کے پاس ایک آدمی لایا گیا جس نے حلالے کی غرض سے نکاح کیا تھا تو انہوں نے ان دونوں کے درمیان جدائی کرادی اور فرمایا "یہ عورت حلالہ کے ذریعے پہلے خاوند کی طرف نہیں لوٹ سکتی بلکہ ایسے نکاح کے ذریعے لوٹ سکتی ہے جو رغبت کے ساتھ ہوا اور دھوکہ دہی کے علاوہ ہو۔" (بیہقی)

اسی طرح عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ بھی مروی ہے کہ: " کہ حلالہ کرنے والا مرد و عورت اگر چہ بیس سال اکٹھے رہیں، وہ زنا ہی کرتے رہیں گے۔" (مغنی ابن قدامہ، کتاب طلاق)

اس قسم کی روایات سے غیر مقلدین نے وہم پرستی کا ایک طوفان کھڑا کیا ہوا ہے کہ حلالہ فقہاء نے جائز قرار دیا ہے حالانکہ اس میں قباحتیں ہیں۔ اور وہ ناجائز ہے۔

حلالہ کے منکرین کے توہمات کا بیان

فرقہ ظاہر یہ غیر مقلدین نام نہاد اسلام کے داعی حلالے کی مذمت اور انکار تو بڑے شور سے کرتے ہیں۔ جبکہ یہی غیر مقلدین حلالے کے شرعی مأخذ کا انکار نہیں کر سکتے ورنہ قرآن وحدیث کا انکار لازم آئے گا۔ اصل میں حلالہ سے متعلق بیان کردہ وعید اور ایک معذوری کی صورت حال کو سمجھنے کی بہ جائے جہلاء غیر مقلدین نے سیدھا انکار کر دیا۔ جبکہ یہ لوگ اتنا بھی علم نہیں رکھتے کہ کسی بھی حلال و جائز حکم کا جب محل یا مقصد بدل جائے تو وہ بھی نیکی گناہ میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ ایک مسلمان بچہ بھی جانتا ہے کہ جب کوئی شخص نماز رضائے حق کی بہ جائے ریاکاری کے لئے پڑھے تو وہی نیکی جہنم کا ایندھن بن جاتی ہے۔ لیکن افسوس! فرقہ غیر مقلدین کتنے کی عقل سے دور ہیں کہ حلالہ کا مطلق طور پر انکار کر دیا اور کسی قسم کی شرعی نصوص کو خاطر میں نہ لائے۔ اللہ تعالیٰ ہم اہل اسلام کو اس قسم کے فتنوں سے محفوظ فرمائے۔ امین۔

قارئین ملاحظہ کر سکتے ہیں کہ ہم نے حلالے کی جائز و ناجائز دونوں صورتوں کو بیان کر دیا ہے اور یہی فقہاء احناف کا مذہب اور جمہور ائمہ و فقہاء امت کا مذہب ہے۔

نکاح ثانی کے بعد حق طلاق میں مذاہب اربعہ

ائمہ کا اس میں بھی اختلاف ہے کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو دو یا ایک طلاق دے دی، پھر چھوڑے رہا یہاں تک کہ وہ عدت سے نکل گئی، پھر اس نے دوسرے سے گھر بسا لیا، اس سے ہم بستری بھی ہوئی، پھر اس نے بھی طلاق دے دی اور اس کی عدت ختم ہو چکی، پھر اگلے خاوند نے اس سے نکاح کر لی تو اسے تین میں سے جو طلاقیں یعنی ایک یا دو جو باقی ہیں صرف انہی کا اختیار رہے گا یا پہلے کی طرح طلاقیں گنتی سے ساقط ہو جائیں گی اور اسے از سر نو تینوں طلاقوں کا حق حاصل ہو جائے گا، پہلا مذہب تو ہے امام مالک علیہ الرحمہ امام شافعی اور امام احمد کا اور صحابہ کی ایک جماعت کا، دوسرا مذہب ہے امام ابوحنیفہ اور ان کے ساتھیوں کا اور ان کی دلیل یہ ہے کہ جب اس طرح تیسری طلاق ہو، گنتی میں نہیں آئی تو پہلی دوسری کیا آئے گی، واللہ اعلم۔

بَابِ طَلَاقِ الْبَتَّةِ ۔

یہ باب ہے کہ طلاقِ بتہ (کے بارے میں حکم)

3409 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جَاءَتِ امْرَاَةُ رِفَاعَةَ الْقُرَظِيِّ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبُوْ بَكْرٍ عِنْدَهٗ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ كُنْتُ تَحْتَ رِفَاعَةَ الْقُرَظِيِّ فَطَلَّقَنِي الْبَتَّةَ فَتَزَوَّجْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الزَّبِيْرِ وَاِنَّهٗ وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا مَعَهٗ اِلَّا مِثْلُ هٰذِهِ الْهُدْبَةِ وَاَخَذَتْ هُدْبَةً مِّنْ جِلْبَابِهَا وَخَالِدُ بْنُ سَعِيْدٍ بِالْبَابِ فَلَمْ يُؤْذَنْ لَهٗ فَقَالَ يَا اَبَا بَكْرٍ اَلَا تَسْمَعُ هٰذِهِ تَجْهَرُ بِمَا تَجْهَرُ بِهٖ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔ فَقَالَ "تُرِيْدِيْنَ اَنْ تَرْجِعِيْ اِلٰى رِفَاعَةَ لَا حَتّٰى تَذُوْقِيْ عُسَيْلَتَهٗ وَيَذُوْقَ عُسَيْلَتَكِ" ۔

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: رفاعہ قرظی کی (سابقہ) اہلیہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں' اس وقت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھے' اس عورت نے عرض کی: یارسول اللہ! میں پہلے رفاعہ قرظی کی بیوی تھی' اس نے مجھے طلاق بتہ دے دی' پھر میں نے عبدالرحمٰن بن زبیر کے ساتھ شادی کر لی تو اللہ کی قسم! یارسول اللہ! اس کا ساتھ میرے لیے صرف چادر کے اس کنارے کی طرح ہے' اس خاتون نے اپنی چادر کے کنارے کو پکڑ کر یہ بات کہی۔ حضرت خالد بن سعید اس وقت دروازے پر موجود تھے' انہیں بھی اندر آنے کی اجازت نہیں ملی تھی' انہوں نے (وہیں دروازے سے) کہا: اے ابوبکر! کیا آپ سن نہیں رہے ہیں' یہ عورت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بلند آواز میں کیا بات کہہ رہی ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (اس خاتون سے) فرمایا: شاید تم رفاعہ کے ساتھ دوبارہ شادی کرنا چاہتی ہو؟ ایسا اس وقت تک نہیں ہوسکتا' جب تک تم اس (یعنی عبدالرحمٰن بن زبیر) کا شہد نہیں چکھ لیتی اور وہ تمہارا شہد نہیں چکھ لیتا۔

طلاق کو شدت یا زیادتی کے ساتھ موصوف کرنے کا بیان

جب شوہر طلاق کو کسی بھی قسم کے اضافے یا شدت کے ساتھ موصوف کرے' تو بائنہ طلاق واقع ہوگی' جیسے مرد یہ کہے: تمہیں طلاق بائنہ ہے' یا طلاق بتہ ہے۔ امام شافعی فرماتے ہیں: (ایسی صورت میں) طلاق رجعی واقع ہوگی' لیکن اس کے لئے یہ بات شرط ہے: یہ طلاق دخول کے بعد ہو' کیونکہ طلاق اسی طرح مشروع ہے' اس کے بعد رجوع کیا جاسکے اس لیے لفظ "بینونہ" یا اس کے علاوہ کسی اور لفظ کے ساتھ اسے موصوف کرنا' شریعت کے خلاف ہوگا' تو یہ صفت لغو قرار دی جائے گی' جیسے مرد یہ کہے۔ "تمہیں اس طرح کی طلاق ہے کہ اس میں مجھے تم سے رجوع کرنے کا اختیار نہ رہے"۔ ہماری دلیل یہ ہے: مرد نے طلاق کو ایسی چیز کے ساتھ موصوف کیا ہے' جس کا احتمال اس لفظ کے اندر موجود ہے۔ کیا آپ نے غور نہیں کیا؟ دخول کرنے سے پہلے اور عدت کے بعد' طلاق

3409-اخرجه البخاري في الادب، باب التبسم و الضحك (الحديث 6084) . و اخرجه مسلم في النكاح، باب لا تحل المطلقة ثلاثا لمطلقها حتى تنكح زوجا غيره و يطاها ثم يفارقها و تنقضي عدتها (الحديث 113) . تحفة الاشراف (16631) .

ہی کے ذریعے علیحدگی پیدا ہوتی ہے اس لیے یہ صفت دو میں سے ایک احتمال کا تعین کر دے گی۔

جو مثال آپ نے بیان کی ہے: اس میں ہم بھی طلاق بائنہ کے قائل ہیں۔ طلاق رجعی کے قائل نہیں ہیں، لیکن اس وقت جب مرد نے کوئی نیت نہ کی ہو تو ایک بائنہ طلاق واقع ہوگی۔ اگر اس نے دو کی نیت کی ہو تو بھی ایک ہی واقع ہوگی لیکن اگر اس نے تین کی نیت کی ہو تو تین طلاقیں واقع ہوں گی جیسا کہ اس سے پہلے ہم یہ بات بیان کر چکے ہیں۔ اگر مرد نے ''تمہیں طلاق ہے'' سے ایک طلاق کی نیت کی ہو اور لفظ ''بائنہ'' یا لفظ ''بتہ'' کے ذریعے دوسری طلاق کی نیت کی ہو تو دو بائنہ طلاقیں واقع ہو جائیں گی کیونکہ یہ صفت اس قابل ہے کہ مرد اس کے ذریعے ابتداء ہی میں طلاق دے سکے۔

علامہ علاؤالدین حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ طلاق کے ساتھ کوئی صفت ذکر کی جس سے شدت سمجھی جائے تو بائن ہوگی مثلاً بائن یا، البتہ فحش طلاق، طلاق شیطان، طلاق بدعت، بدتر طلاق، پہاڑ برابر، ہزار کی مثل، ایسی کہ گھر بھر جائے۔ سخت، لنبی، چوڑی، کھر کھری، سب سے بُری، سب سے کڑی، سب سے گندی، سب سے ناپاک، سب سے کڑوی، سب سے بڑی، سب سے چوڑی، سب سے لنبی، سب سے موٹی پھر اگر تین کی نیت کی تو تین ہونگی ورنہ ایک اور اگر عورت باندی ہے تو دو کی نیت صحیح ہے۔

(درمختار، باب صریح، ج ۴، ۴۸۵)

طلاق بتہ میں فقہ شافعی و حنفی کا اختلاف

حضرت رکانہ ابن عبد یزید کے بارے میں روایت ہے کہ انہوں نے اپنی بیوی سہیمہ کو طلاق بت دی اور پھر اس کا ذکر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا اور کہا کہ خدا کی قسم میں نے ایک طلاق کی نیت کی تھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ کیا واقعی خدا کی قسم تم نے ایک طلاق کی نیت کی تھی؟ رکانہ نے کہا کہ ہاں خدا کی قسم میں نے ایک طلاق کی نیت کی تھی چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی عورت کو ان کی طرف لوٹا دیا پھر رکانہ نے اس عورت کو دوسری طلاق حضرت عمر کے عہد خلافت میں اور تیسری طلاق حضرت عثمان غنی کے عہد خلافت میں دی اس روایت کو ابوداؤد ترمذی ابن ماجہ اور دارمی نے نقل کیا ہے لیکن ترمذی ابن ماجہ اور دارمی نے اپنی روایت میں دوسری اور تیسری طلاق کا ذکر نہیں کیا ہے۔ (مشکوۃ المصابیح، جلد سوم: رقم الحدیث، 483)

طلاق بت، کا مطلب یہ ہے کہ حضرت رکانہ نے ان الفاظ میں طلاق دی انت طالق البتۃ یعنی تجھ پر طلاق البتۃ ہے) لفظ البتۃ بت کا اسم مرہ ہے جسکے معنی ہیں کاٹنا قطع کرنا لہٰذا طلاق بتہ کا مفہوم یہ ہوا کہ ایسی طلاق، جو نکاح کا تعلق بالکل باقی نہیں رہنے دیتی اور عورت کو نکاح سے قطعی طور پر نکال دیتی ہے۔

ان کی عورت کو ان کی طرف لوٹا دیا کا مطلب حضرت امام شافعی کے نزدیک تو یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رکانہ کو رجوع کر لینے کا حکم دیا اور گویا رکانہ نے رجوع کر لینے کے اس حکم کی بناء پر ان الفاظ راجعتها الى نكاحى میں نے اس کو اپنے نکاح میں لوٹا لیا) کے ذریعہ اس عورت کو اپنے نکاح میں واپس کر لیا۔

حضرت امام شافعی نے یہ مطلب اس لئے مراد لئے ہیں کہ ان کے نزدیک طلاق بتہ ایک طلاق رجعی ہے ہاں اگر اس کے

ذریعہ دو یا تین طلاقوں کی نیت کی گئی ہو تو پھر نیت کے مطابق ہی دو یا تین طلاقیں واقع ہوتی ہیں۔ اور حضرت امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کے نزدیک چونکہ اس لفظ کے ساتھ طلاق دینے سے ایک طلاق بائن پڑتی ہے خواہ ایک طلاق کی نیت کی ہو یا دو طلاق کی یا اور کچھ بھی نیت نہ کی گئی ہو اسلئے ان کے نزدیک اس جملہ کے معنی یہ ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کو جدید نکاح کے ذریعہ رکانہ کی طرف لوٹا دیا۔

طلاق بتہ میں فقہی مذاہب اربعہ

حضرت عبداللہ بن یزید بن رکانہ اپنے والد اور وہ ان کے دادا سے نقل کرتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں نے اپنی بیوی کو بتہ طلاق دی آپ نے پوچھا اس سے آپ کی کیا مراد ہے کتنی طلاقیں مراد ہیں میں نے کہا کہ ایک۔ آپ نے فرمایا اللہ کی قسم میں نے کہا ہاں اللہ کی قسم۔ پس آپ نے فرمایا وہی ہوگی جو تم نے نیت کی۔ اس حدیث کو ہم صرف اسی سند سے جانتے ہیں علماء، صحابہ، اور دوسرے علماء کا لفظ البتہ کے استعمال میں اختلاف ہے کہ اس سے کتنی طلاقیں مراد ہوتی ہیں حضرت عمر سے مروی ہے کہ یہ ایک ہی طلاق ہے۔ حضرت علی فرماتے ہیں کہ اس سے تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں۔
بعض اہل علم فرماتے ہیں کہ طلاق دینے والے کی نیت کا اعتبار ہے اگر ایک طلاق کی نیت کی ہو تو ایک اگر تین کی نیت کی ہو تو تین واقع ہوتی ہیں لیکن اگر دو کی نیت کی ہو تو ایک ہی واقع ہوگی۔ سفیان ثوری اور اہل کوفہ کا یہی قول ہے۔
امام مالک علیہ الرحمہ بن انس فرماتے ہیں اگر لفظ البتہ کے ساتھ طلاق دے اور عورت سے صحبت کر چکا تو تین طلاق واقع ہوں گی۔ امام شافعی فرماتے ہیں کہ اگر ایک طلاق کی نیت ہو تو ایک واقع ہوگی اور رجوع کا اختیار ہوگا اگر دو کی نیت کی ہو تو دو اگر تین کی نیت کی ہو تو تین واقع ہوں گی۔ (جامع ترمذی: جلد اول: رقم الحدیث، 1185)

باب اَمْرِكِ بِيَدِكِ

یہ باب ہے کہ تمہارا معاملہ تمہارے اختیار میں ہے (کے الفاظ استعمال کرنے کا حکم)

3410 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ نَصْرِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ قُلْتُ لِاَيُّوْبَ هَلْ عَلِمْتَ اَحَدًا قَالَ فِيْ اَمْرِكِ بِيَدِكِ اَنَّهَا ثَلَاثٌ غَيْرَ الْحَسَنِ فَقَالَ لَا ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَّ غَفْرًا اِلَّا مَا حَدَّثَنِيْ قَتَادَةُ عَنْ كَثِيْرٍ مَوْلَى ابْنِ سَمُرَةَ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "ثَلَاثٌ". فَلَقِيْتُ كَثِيْرًا فَسَاَلْتُهُ فَلَمْ يَعْرِفْهُ فَرَجَعْتُ اِلٰى قَتَادَةَ فَاَخْبَرْتُهُ فَقَالَ نَسِيَ.

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ هٰذَا حَدِيْثٌ مُنْكَرٌ.

☆☆ حماد بن زید بیان کرتے ہیں: میں نے ایوب سے دریافت کیا: کیا آپ کے علم میں حسن کے علاوہ کوئی اور بھی ایسا

3410-اخرجه ابو داؤد في الطلاق، باب في امرك بيدك (الحديث 2204) و (الحديث 2205) مختصراً، من قول الحسن . واخرجه الترمذي في الطلاق، باب ما جاء في (امرك بيدك) (الحديث 1178) . تحفة الاشراف (14992) .

شخص ہے جو اس بات کا قائل ہو"تمہارا معاملہ تمہارے ہاتھ میں ہے" کے الفاظ استعمال کرنے سے تین طلاقیں ہو جاتی ہیں تو ایوب نے جواب دیا: جی نہیں! پھر وہ بولے: یااللہ! مجھے بخش دینا! میرے علم میں صرف وہ روایت ہے جو قتادہ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے طور پر نقل کی ہے جس میں یہ بات ہے اس سے تین طلاقیں ہو جاتی ہیں۔

راوی کہتے ہیں: پھر میری ملاقات کثیر سے ہوئی میں نے ان سے اس بارے میں دریافت کیا تو وہ اس سے واقف نہیں تھے پھر میں قتادہ کے پاس آیا اور میں نے انہیں اس بارے میں بتایا تو وہ بولے: وہ یہ بات بھول گئے ہیں۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: یہ روایت منکر ہے۔

اختیار طلاق میں اقوال اسلاف کا بیان

حماد بن زید نقل کرتے ہیں کہ میں نے ایوب سے پوچھا کہ آپ حسن کے علاوہ کسی اور شخص کو جانتے ہیں جس نے کہا کہ بیوی سے یہ کہنے سے کہ تمہارا معاملہ تمہارے ہاتھ میں ہے تین طلاق واقع ہو جاتی ہیں فرمایا میں حسن کے سوا کسی کو نہیں جانتا پھر فرمایا اے اللہ بخشش فرما مجھے یہ حدیث قتادہ سے پہنچی انہوں نے ابوہریرہ سے اور انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کی کہ آپ نے فرمایا تین طلاقیں ہو گئیں ایوب کہتے ہیں کہ میں نے کثیر سے ملاقات کر کے اس کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے اس سے لاعلمی کا اظہار کیا پھر میں حضرت قتادہ کے پاس آیا اور انہیں اس بات کی خبر دی انہوں نے فرمایا کہ کثیر بھول گئے ہیں یہ حدیث ہم صرف سلیمان بن حرب کی حماد بن زید سے روایت سے جانتے ہیں میں نے امام بخاری سے اس حدیث کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا ہم سے بھی سلیمان بن حرب، حماد بن زید سے یہی حدیث نقل کرتے ہیں۔ لیکن یہ حضرت ابوہریرہ پر موقوف ہے یعنی حضرت ابوہریرہ کا قول ہے۔ علی بن نصر حافظ اور صاحب حدیث ہیں۔

اہل علم کا اس مسئلے میں اختلاف ہے کہ اگر کوئی اپنی بیوی کو اختیار دیتے ہوئے یہ کہے کہ تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے تو کتنی طلاقیں ہوتی ہیں بعض علماء صحابہ جن میں حضرت عمر، اور عبداللہ بن مسعود بھی شامل ہیں کہتے ہیں کہ اس سے ایک ہی طلاق واقع ہوگی اور یہ تابعین اور ان کے بعد کے علماء میں سے کئی حضرات کا قول ہے عثمان بن عفان، اور زید بن ثابت کہتے ہیں کہ فیصلہ وہی ہوگا جو عورت کرے گی۔ ابن عمر فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو اختیار دے اور وہ خود کو تین طلاق دے تو اس صورت میں اگر خاوند کا دعویٰ ہو کہ اس نے صرف ایک ہی طلاق کا اختیار دیا تھا تو اس سے قسم لی جائے گی اور اسی کے قول کا اعتبار ہوگا۔ امام احمد کا بھی یہی قول ہے امام اسحاق حضرت ابن عمر کے قول پر عمل کرتے ہیں۔ (جامع ترمذی: جلد اول: رقم الحدیث، 1186)

بیوی کو طلاق کے اختیار دینے میں فقہی مذاہب

مسروق حضرت عائشہ سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے بیوی کو اختیار دینے کے مسئلہ میں اہل علم کا اختلاف ہے حضرت عمر اور عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو طلاق کا اختیار دے اور وہ خود کو طلاق دیدے تو

ایک طلاق بائنہ ہوگی ان سے یہ بھی مروی ہے کہ وہ ایک طلاق رجعی بھی دے سکتی ہے لیکن اگر وہ اپنے شوہر کو اختیار کرے تو کچھ بھی نہیں حضرت علی سے منقول ہے کہ اگر وہ خود کو اختیار کرے گی تو ایک طلاق بائن اور اگر وہ اپنے شوہر کے ساتھ رہنا اختیار کرے گی تو ایک طلاق رجعی ہوگی۔

حضرت زید بن ثابت کہتے ہیں کہ اگر اس نے اپنے شوہر کو اختیار کیا تو ایک اور اگر خود کو اختیار کیا تو تین طلاق واقع ہو جائیں گی۔ اکثر فقہاء علماء، صحابہ اور تابعین نے اس باب میں حضرت عمر اور عبداللہ بن مسعود کا قول اختیار کیا ہے سفیان ثوری، اور اہل کوفہ کا بھی یہ قول ہے امام احمد بن حنبل حضرت علی کے قول پر عمل کرتے ہیں۔ (جامع ترمذی: جلداول: رقم الحدیث، 1188)

باب إِحْلَالِ الْمُطَلَّقَةِ ثَلَاثًا وَّالنِّكَاحِ الَّذِي يُحِلُّهَا بِهِ .

یہ باب ہے کہ جس عورت کو تین طلاقیں دی گئی ہوں اُسے حلال کرنا' اس نکاح کا بیان جس کے ذریعے وہ عورت پہلے شوہر کے لیے حلال ہوگی

3411 - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَنْبَأَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جَاءَتِ امْرَأَةُ رِفَاعَةَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ إِنَّ زَوْجِي طَلَّقَنِي فَأَبَتَّ طَلَاقِي وَإِنِّي تَزَوَّجْتُ بَعْدَهُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الزَّبِيرِ وَمَا مَعَهُ إِلَّا مِثْلَ هُدْبَةِ الثَّوْبِ . فَضَحِكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ "لَعَلَّكِ تُرِيدِينَ أَنْ تَرْجِعِي إِلَى رِفَاعَةَ لَا حَتَّى يَذُوقَ عُسَيْلَتَكِ وَتَذُوقِي عُسَيْلَتَهُ" .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: رفاعہ کی (سابقہ) اہلیہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی' اس نے عرض کی: میرے (سابقہ) شوہر نے مجھے طلاق دے دی تھی' اس نے مجھے طلاق بتہ دی تھی' پھر اس کے بعد میں نے عبدالرحمٰن بن زبیر کے ساتھ شادی کر لی' تو اس کا ساتھ صرف چادر کے کنارے کی طرح ہے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا دیئے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شاید تم دوبارہ رفاعہ کے ساتھ شادی کرنا چاہتی ہو' ایسا اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک وہ (یعنی عبدالرحمٰن بن زبیر) تمہارا شہد نہیں چکھ لیتا اور تم اس کا شہد نہیں چکھ لیتی ہو۔

3412 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنِي الْقَاسِمُ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَجُلًا طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا فَتَزَوَّجَتْ زَوْجًا فَطَلَّقَهَا قَبْلَ أَنْ يَمَسَّهَا فَسُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَحِلُّ لِلْأَوَّلِ فَقَالَ "لَا حَتَّى يَذُوقَ عُسَيْلَتَهَا كَمَا ذَاقَ الْأَوَّلُ" .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں' تو اس عورت نے دوسرے

3411-تقدم (الحديث 3283) .

3412-اخرجه البخاري في الطلاق، باب جوز الطلاق الثلاث، لقول الله تعالى (الطلاق مرتان فامساك بمعروف او تسريح باحسان) (الحديث 5261) . واخرجه مسلم في النكاح، باب لا تحل المطلقة ثلاثا لمطلقها حتى تنكح زوجا غيره و يطأها ثم يفارقها و تنقضي عدتها (الحديث 115) . تحفة الاشراف (17536) .

شخص کے ساتھ شادی کرلی دوسرے شخص نے اس کے ساتھ صحبت کرنے سے پہلے ہی اس کو طلاق دے دی نبی اکرم ﷺ سے سوال کیا گیا: کیا یہ عورت پہلے شخص کے لیے جائز ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''نہیں! جب تک (دوسرا شوہر) اس کا شہد نہیں چکھ لیتا بالکل اسی طرح جس طرح پہلے نے چکھا تھا''۔

3413 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ اَنْبَانَا هُشَيْمٌ قَالَ اَنْبَانَا يَحْيَى بْنُ اَبِي اِسْحَاقَ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ الْغُمَيْصَاءَ اَوِ الرُّمَيْصَاءَ اَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَشْتَكِي زَوْجَهَا اَنَّهُ لَا يَصِلُ اِلَيْهَا فَلَمْ يَلْبَثْ اَنْ جَآءَ زَوْجُهَا فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هِيَ كَاذِبَةٌ وَّهُوَ يَصِلُ اِلَيْهَا وَلٰكِنَّهَا تُرِيْدُ اَنْ تَرْجِعَ اِلٰى زَوْجِهَا الْاَوَّلِ . فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَيْسَ ذٰلِكَ حَتّٰى تَذُوْقِي عُسَيْلَتَهُ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' غمیصاء (راوی کو شک ہے' شاید یہ لفظ ہے) رمیصاء نامی خاتون نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی' اس نے نبی اکرم ﷺ کے سامنے اپنے شوہر کی شکایت کی کہ وہ اس کے ساتھ صحبت نہیں کرتا ہے' تھوڑی دیر کے بعد اس کا شوہر بھی وہاں آ گیا' اس نے عرض کی: یارسول اللہ! یہ عورت جھوٹ بول رہی ہے' وہ اس عورت کے ساتھ صحبت کرتا ہے' لیکن یہ عورت یہ چاہتی ہے اپنے سابقہ شوہر کے پاس واپس چلی جائے' تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''یہ اس وقت تک نہیں ہوسکتا جب تک تم اس (دوسرے شوہر) کا شہد نہیں چکھ لیتی ہو''۔

3414 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ قَالَ سَمِعْتُ سَالِمَ بْنَ رَزِيْنٍ يُحَدِّثُ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الرَّجُلِ تَكُوْنُ لَهُ الْمَرْاَةُ يُطَلِّقُهَا ثُمَّ يَتَزَوَّجُهَا رَجُلٌ اٰخَرُ فَيُطَلِّقُهَا قَبْلَ اَنْ يَّدْخُلَ بِهَا فَتَرْجِعُ اِلٰى زَوْجِهَا الْاَوَّلِ قَالَ "لَا حَتّٰى تَذُوْقَ الْعُسَيْلَةَ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما' نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں:

ایسا شخص جس کی بیوی ہو اور وہ اسے طلاق دیدے اور پھر دوسرا شخص اس کے ساتھ شادی کرلے' اور پھر وہ دوسرا شخص اس عورت کے ساتھ صحبت کرنے سے پہلے اس کو طلاق دیدے تو کیا وہ عورت پہلے شوہر کے پاس واپس جاسکتی ہے؟ تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

''ایسا اس وقت تک نہیں ہوسکتا' جب تک وہ عورت (دوسرے شوہر) کا شہد نہیں چکھ لیتی''۔

3415 - اَخْبَرَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ عَنْ رَزِيْنِ بْنِ سُلَيْمَانَ الْاَحْمَرِيِّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الرَّجُلِ يُطَلِّقُ امْرَاَتَهُ ثَلَاثًا

3413-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (5670 الف).

3414-اخرجه ابن ماجه في النكاح، باب الرجل يطلق امراته ثلاثًا فتزوج فيطلقها قبل ان يدخل بها اترجع الى الاول (الحديث 1933) . تحفة الاشراف (7083) .

3415-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (6715) .

فَيَتَزَوَّجُهَا الرَّجُلُ فَيُغْلِقُ الْبَابَ وَيُرْخِي السِّتْرَ ثُمَّ يُطَلِّقُهَا قَبْلَ اَنْ يَّدْخُلَ بِهَا قَالَ "لَا تَحِلُّ لِلْاَوَّلِ حَتّٰى يُجَامِعَهَا الْاٰخَرُ".

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ هٰذَا اَوْلٰى بِالصَّوَابِ .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسے شخص کے بارے میں دریافت کیا گیا جو اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیتا ہے' پھر ایک اور شخص اس عورت کے ساتھ شادی کر لیتا ہے' وہ دروازہ بند کر لیتا ہے' پردہ گرا دیتا ہے (یعنی دونوں کے درمیان خلوت ہو جاتی ہے)' لیکن پھر وہ دوسرا شوہر اس عورت کے ساتھ صحبت کرنے سے پہلے اُسے طلاق دے دیتا ہے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"وہ عورت پہلے شوہر کے لیے اس وقت تک حلال نہیں ہوگی جب تک دوسرا شوہر صحبت نہیں کر لیتا"۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: یہ روایت درست ہونے کے زیادہ لائق ہے۔

باب اِحْلَالِ الْمُطَلَّقَةِ ثَلَاثًا وَّمَا فِيْهِ مِنَ التَّغْلِيظِ .

یہ باب ہے کہ جس عورت کو تین طلاقیں دی گئی ہوں' اُسے (پہلے شوہر کے لیے) حلال کروانا اور اس کی شدید مذمت

3416 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ اَبِيْ قَيْسٍ عَنْ هُزَيْلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَاشِمَةَ وَالْمُوْتَشِمَةَ وَالْوَاصِلَةَ وَالْمَوْصُوْلَةَ وَاٰكِلَ الرِّبَا وَمُوْكِلَهٗ وَالْمُحَلِّلَ وَالْمُحَلَّلَ لَهٗ .

★★ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے گودنے والی اور گدوانے والی' مصنوعی بال لگانے والی اور لگوانے والی' سود کھانے والے شخص اور اُسے کھلانے والے شخص' حلالہ کرنے والے شخص اور جس کے لیے حلالہ کیا جا رہا ہے' (ان سب پر) لعنت کی ہے۔

باب مُوَاجَهَةِ الرَّجُلِ الْمَرْاَةَ بِالطَّلَاقِ .

یہ باب ہے کہ شوہر کا بیوی کے سامنے آتے ہی اُسے طلاق دے دینا

3417 - اَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ قَالَ سَاَلْتُ الزُّهْرِيَّ عَنِ الَّتِيْ اسْتَعَاذَتْ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ الْكِلَابِيَّةَ لَمَّا دَخَلَتْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْكَ . فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَقَدْ عُذْتِ بِعَظِيْمٍ الْحَقِيْ بِاَهْلِكِ" .

3416-اخرجه الترمذي في النكاح، باب ما جاء في المحل و المحلل له (الحديث 1120) مختصراً . تحفة الاشراف (9595) .

3417-اخرجه البخاري في الطلاق، باب من طلق و هل يواجه الرجل امراته بالطلاق (الحديث 5254) . و اخرجه ابن ماجه في الطلاق، باب ما يقع به الطلاق من الكلام (الحديث 2050) . تحفة الاشراف (16512) .

☆☆ امام اوزاعی بیان کرتے ہیں' میں نے زہری سے اس خاتون کے بارے میں دریافت کیا جس نے نبی اکرم ﷺ سے پناہ مانگی تھی' تو انہوں نے بتایا: عروہ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے یہ بات نقل کی ہے' بنو کلاب سے تعلق رکھنے والی ایک خاتون کے ساتھ نبی اکرم ﷺ نے شادی کی' جب آپ ﷺ اس کے پاس تشریف لے گئے' تو وہ بولی: میں آپ ﷺ سے اللہ کی پناہ مانگتی ہوں' تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''تم نے ایک عظیم ذات کی پناہ مانگی ہے' تم اپنے گھر واپس چلی جاؤ۔''

(یعنی آپ نے اسے طلاق دے دی)

باب اِرْسَالِ الرَّجُلِ اِلٰی زَوْجَتِهٖ بِالطَّلَاقِ .

یہ باب ہے کہ شوہر کا بیوی کو طلاق بھجوانا

3418 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ اَبِيْ بَكْرٍ - وَهُوَ ابْنُ اَبِي الْجَهْمِ - قَالَ سَمِعْتُ فَاطِمَةَ بِنْتَ قَيْسٍ تَقُوْلُ اَرْسَلَ اِلَيَّ زَوْجِي بِطَلَاقِي فَشَدَدْتُ عَلَيَّ ثِيَابِي ثُمَّ اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "كَمْ طَلَّقَكِ" . فَقُلْتُ ثَلَاثًا . قَالَ "لَيْسَ لَكِ نَفَقَةٌ وَّاعْتَدِّي فِيْ بَيْتِ ابْنِ عَمِّكِ ابْنِ اُمِّ مَكْتُوْمٍ فَاِنَّهٗ ضَرِيْرُ الْبَصَرِ تُلْقِيْنَ ثِيَابَكِ عِنْدَهٗ فَاِذَا انْقَضَتْ عِدَّتُكِ فَاٰذِنِيْنِيْ" . مُخْتَصَرٌ .

☆☆ سیّدہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میرے شوہر نے مجھے طلاق بھجوا دی' میں نے اپنی چادر اوپر لی اور نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوگئی' نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: اس نے تمہیں کتنی طلاقیں دی ہیں؟ میں نے جواب دیا: تین! نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: پھر تمہیں خرچ نہیں ملے گا' تم اپنے چچازاد ابن اُم مکتوم کے ہاں عدت بسر کرو' کیونکہ وہ نابینا ہے' تم اس کے ہاں اپنے سر سے چادر وغیرہ اتار سکتی ہو' پھر جب تمہاری عدت ختم ہو جائے گی' تو تم مجھے اطلاع دے دینا۔

امام نسائی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں' یہ روایت مختصر ہے۔

3419 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ تَمِيْمٍ مَوْلٰى فَاطِمَةَ عَنْ فَاطِمَةَ نَحْوَهٗ .

☆☆ یہی روایت ایک اور سند کے حوالے سے بھی منقول ہے۔

3418-اخرجه مسلم في الطلاق، باب المطلقة ثلاثًا لا نفقة لها (الحديث 47 و 48 و 49 و 50) . و اخرجه النسائي في عشرة النساء من الكبرى، وضع المراة ثيابها عند الاعمى (الحديث 362) . و الحديث عند: مسلم في الطلاق، باب المطلقة ثلاثًا لا نفقة لها (الحديث 47) . و الترمذي في النكاح، باب ما جاء ان لا يخطب الرجل على خطبة اخيه (الحديث 1135) . والنسائي في الطلاق، باب نفقة البائنة (الحديث 3553) . و ابن ماجه في الطلاق، باب المطلقة ثلاثًا هل لها سكنى و نفقة (الحديث 3035) . تحفة الاشراف (18037) .

3419-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (18020) .

باب تَاْوِيْلِ قَوْلِهٖ عَزَّ وَجَلَّ (يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ) .

یہ باب ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی وضاحت: ''اے نبی! تم اس چیز کو حرام کیوں قرار دیتے ہو؟ جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے حلال قرار دی ہے''

3420 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ بْنِ عَلِيِّ الْمَوْصِلِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مَخْلَدٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ سَالِمٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ اِنِّيْ جَعَلْتُ امْرَاَتِيْ عَلَيَّ حَرَامًا . قَالَ كَذَبْتَ لَيْسَتْ عَلَيْكَ بِحَرَامٍ ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْاٰيَةَ (يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ) عَلَيْكَ اَغْلَظُ الْكَفَّارَةِ عِتْقُ رَقَبَةٍ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے بارے میں یہ بات منقول ہے: ایک مرتبہ ایک شخص ان کے پاس آیا اور بولا: میں نے اپنی بیوی کو اپنے لیے حرام قرار دے دیا ہے' تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: تم نے غلط کہا ہے' وہ تم پر حرام نہیں ہوئی' پھر انہوں نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

''اے نبی! تم اس چیز کو حرام کیوں قرار دیتے ہو جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے حلال قرار دی ہے''۔

(حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:) سب سے بڑا کفارہ غلام آزاد کرنا ہے (وہ تم پر لازم ہوگا)۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اے نبی مکرم! آپ اس چیز کو کیوں حرام قرار دے رہے ہیں جس کو اللہ نے آپ کے لیے حلال فرمادیا ہے، آپ اپنی بیویوں کی رضا طلب کرتے ہیں اور اللہ بہت بخشنے والا بے حد رحم فرمانے والا ہے (التحریم ۱)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کس چیز کو حرام قرار دیا تھا، یعنی کس چیز سے فائدہ اٹھانے سے اپنے آپ کو روک لیا تھا، اس سلسلہ میں تین روایات ہیں: ایک روایت یہ ہے کہ آپ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہ کے پاس جاتے تھے، وہ آپ کو شہد پلاتی تھیں، اس سے آپ نے اپنے آپ کو روک لیا تھا۔ دوسری روایت یہ ہے کہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو شہد پلایا تھا، سو آپ نے شہد پینے سے اپنے آپ کو روک لیا، تیسری روایت یہ ہے کہ آپ نے حضرت ماریہ قبطیہ سے مقاربت کرنے سے اپنے آپ کو روک لیا۔

پہلی روایت کی تفصیل یہ ہے:

امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ روایت کرتے ہیں:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے پاس ٹھہر کر شہد پیتے تھے، حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ میں نے اور حضرت حفصہ نے مل کر یہ فیصلہ کیا کہ ہم میں سے جس کے پاس بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائیں، وہ یہ کہے کہ مجھے آپ سے مغافیر (ایک قسم کا گوند جس کی بو آپ کو ناپسند تھی) کی بو آ رہی ہے، کیا آپ نے مغافیر کھایا ہے؟ آپ ہم میں سے کسی ایک کے پاس آئے، اور اس نے آپ سے ایسا ہی کہا: آپ نے فرمایا: نہیں! میں نے

3420-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (5511) .

زینب بنت جحش کے پاس شہد پیا ہے اور میں دوبارہ اس کو نہیں پیوں گا، پھر یہ آیت نازل ہوئی: لم تحرم ما احل اللہ لک (الی قولہ تعالٰی) ان تتوبا یہ آیت حضرت عائشہ اور حفصہ کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔ وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِیُّ اِلٰی بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِیْثًا (التحریم: ۳) اس سے مقصود آپ کا یہ فرمانا ہے: نہیں! میں نے شہد پیا تھا۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ۵۲۶۷، صحیح مسلم رقم الحدیث: ۱۴۷۴، سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۳۷۱۴، سنن نسائی رقم الحدیث: ۳۷۹۵، ۳۷۹۵، السنن الکبریٰ للنسائی رقم الحدیث: ۵۶۱۴)

دوسری روایت کی تفصیل یہ ہے:

امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ روایت کرتے ہیں:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مٹھاس اور شہد کو پسند فرماتے تھے، عصر کی نماز کے بعد آپ اپنی ازواج (مطہرات) کے پاس جاتے تھے، ایک دن آپ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اور ان کے پاس معمول سے زیادہ ٹھہرے، میں نے اس کی وجہ پوچھی، مجھے یہ بتلایا گیا کہ حفصہ کی قوم کی ایک عورت نے انہیں شہد بھیجا اور حفصہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شہد کا شربت پلایا تھا، میں نے سوچا: خدا کی قسم! ہم اب کوئی تدبیر کریں گے، میں نے اس بات کا حضرت سودہ سے ذکر کیا اور کہا: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے پاس آئیں اور تمہارے قریب ہوں تو تم کہنا: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ نے مغافیر کھایا ہے؟ آپ فرمائیں گے نہیں، پھر تم کہنا، یہ بو کیسی ہے؟ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات سخت نا پسند تھی کہ آپ سے بو آئے، آپ یہی کہیں گے کہ مجھے حضرت حفصہ نے شہد کا شربت پلایا تھا، تم کہنا کہ شاید ان شہد کی مکھیوں نے درخت عرفطہ کا رس چوسا ہوگا، میں بھی یہی کہوں گی اور اے صفیہ! تم بھی یہی کہنا، جب آپ حضرت سودہ کے پاس آئے تو حضرت سودہ کہتی ہیں: اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں ہے (تمہارے ڈر سے) میں نے یہ ارادہ کیا کہ میں وہی بات کہوں جو تم نے مجھے بتائی تھی، ابھی آپ دروازے پر تھے کہ حضرت سودہ نے کہا: حفصہ نے مجھے شہد کا شربت پلایا تھا، حضرت سودہ نے کہا: شاید اس شہد کی مکھیوں نے عرفطہ کے درخت کو چوسا ہوگا، پھر جب آپ میرے پاس آئے تو میں نے بھی یہی کہا، پھر جب آپ حضرت صفیہ کے پاس گئے تو انہوں نے بھی یہی کہا، پھر جب آپ حضرت صفیہ کے پاس گئے تو انہوں نے کہا: یارسول اللہ! کیا میں آپ کو شہد نہ پلاؤں؟ آپ نے فرمایا: مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے، حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ حضرت سودہ نے کہا: بخدا! ہم نے آپ پر شہد حرام کر دیا (یعنی اس کے استعمال سے روک دیا) میں نے ان سے کہا: چپکی رہو۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ۶۹۷۲، صحیح مسلم کتاب الطلاق: ۲۱، رقم المسلسل: ۳۶۱۵، سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۳۷۱۵، سنن ترمذی رقم الحدیث: ۱۸۳۱، السنن الکبریٰ للنسائی رقم الحدیث: ۵۶۱۴، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۳۳۲۳)

صحیحین کی دو روایتوں کے تعارض کا جواب

صحیح مسلم کی پہلی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب بنت جحش کے پاس شہد پیا تھا اور ان کے خلاف حیلہ کرنے والی حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ تھیں، یہ حدیث عبید بن عمیر کی روایت ہے اور صحیح بخاری میں بھی ہے، اس کے

برخلاف دوسری حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حفصہ کے پاس شہد پیا تھا اور ان کے خلاف حیلہ کرنے والی حضرت عائشہ، حضرت صفیہ اور حضرت سودہ تھیں، یہ ہشام بن عروہ کی روایت ہے اور بخاری میں بھی ہے۔ عبید بن عمیر اور ہشام بن عروہ کی روایات باہم متعارض ہیں، علامہ بدرالدین عینی، علامہ ابن حجر اور علامہ کرمانی نے کہا ہے: یہ دو الگ الگ واقعات ہیں اور ان میں کوئی تعارض نہیں ہے۔ (عمدۃ القاری ج ۲۰ ص ۲۴۴) اور قاضی عیاض، علامہ قرطبی اور علامہ نووی کی تحقیق یہ ہے کہ عبید بن عمیر اور ہشام بن عروہ کی روایات باہم متعارض ہیں، علامہ بدرالدین عینی، علامہ ابن حجر اور علامہ کرمانی نے کہا ہے: یہ دو الگ الگ واقعات ہیں اور ان میں کوئی تعارض نہیں ہے۔ (عمدۃ القاری ج ۲۰ ص ۲۴۴) اور قاضی عیاض، علامہ قرطبی اور علامہ نووی کی تحقیق یہ ہے کہ عبید بن عمیر کی روایات راجح ہے اور ہشام بن عروہ کی روایت مرجوع ہے، ہماری رائے میں یہی صحیح ہے اور اس پر حسب ذیل ہیں۔

(ا) عبید بن عمیر کی سند زیادہ قوی ہے، اس سند کو امام نسائی، اصیلی، علامہ نووی اور حافظ ابن حجر نے ترجیح دی ہے۔

(ب) عبید کی روایت قرآن مجید کے موافق ہے کیونکہ قرآن مجید میں ہے: ان تظاھرا علیہ یعنی دو ازواج نے یہ کارروائی کی تھی اور دو کا ذکر عبید کی روایت میں ہے، ہشام نے تین کا ذکر کیا ہے۔

(ج) امام بخاری نے حضرت عائشہ سے روایت کیا ہے کہ ازواج مطہرات کے دو گروہ تھے، حضرت عائشہ، حضرت سودہ، حضرت حفصہ اور حضرت صفیہ ایک گروہ میں تھیں اور حضرت زینب بنت جحش اور حضرت ام سلمہ دوسرے گروہ میں تھیں۔ اس سے بھی معلوم ہوا کہ آپ جن کے پاس شہد پینے کے لیے ٹھہرتے تھے وہ حضرت زینب بنت جحش تھیں، اس لیے حضرت عائشہ کو یہ ناگوار ہوا اور ان کو طبعی غیرت لاحق ہوئی، کیونکہ ان کا تعلق حضرت عائشہ کے مقابل گروہ سے تھا۔

(د) عبید بن عمیر کی روایت کی تائید حضرت عمر اور حضرت ابن عباس کی روایات سے بھی ہوتی ہے، جن میں یہ تصریح ہے کہ کارروائی کرنے والی حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ تھیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ پہلی روایت ہی زیادہ صحیح اور زیادہ معتمد ہے۔

تیسری روایت کی تفصیل یہ ہے:

امام علی بن عمر دار قطنی متوفی ۳۸۵ھ روایت کرتے ہیں:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ام ولد حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا سے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں مقاربت کی، حضرت حفصہ نے آپ کو ان کے ساتھ دیکھ لیا، وہ کہنے لگیں: آپ میرے حجرہ میں ان سے مقاربت کر رہے ہیں، آپ نے اپنی ازواج سے صرف میرے ساتھ یہ سلوک کیا ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کے نزدیک میری کوئی اہمیت نہیں ہے، آپ نے فرمایا: تم اس واقعہ کا عائشہ سے ذکر نہ کرنا، اب میرا ان سے مقاربت کرنا حرام ہے۔ حضرت حفصہ نے کہا: یہ آپ پر کس طرح حرام ہوں گی حالانکہ یہ آپ کی کنیز ہیں، آپ نے قسم کھائی کہ آپ ان سے مقاربت نہیں کریں گے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اس بات کا کسی سے ذکر نہ کرنا، پھر حضرت حفصہ نے حضرت عائشہ کو یہ بات بتادی، تب آپ نے یہ قسم کھائی کہ آپ ایک ماہ تک اپنی ازواج کے پاس نہیں جائیں گے، پھر آپ انتیس راتوں تک اپنی ازواج کے پاس نہیں گئے

پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰہُ لَکَ (التحریم:۱)

(سنن دار قطنی رقم الحدیث: ۳۸۴۶، دار المعرفہ، بیروت، ۱۴۲۲ھ)

حافظ اسماعیل بن عمر بن کثیر شافعی دمشقی متوفی ۷۷۴ھ اس حدیث کو ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

ہم کو یہ خبر پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قسم کا کفارہ دے دیا اور اپنی کنیز سے مقاربت کر لی، اور حضرت عمر سے روایت ہے کہ آپ نے حضرت ماریہ سے مقاربت نہ کرنے کی قسم کھائی تھی، پھر جب تک حضرت حفصہ نے حضرت عائشہ کو اس واقعہ کی خبر نہیں دی، آپ نے حضرت ماریہ سے مقاربت نہیں کی، تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

قَدْ فَرَضَ اللّٰہُ لَکُمْ تَحِلَّۃَ اَیْمَانِکُمْ (التحریم:۲) (اے مسلمانو!) بے شک اللہ نے تمہارے لیے قسموں کو کھولنے کا طریقہ مقرر فرما دیا ہے۔

اس حدیث کی سند صحیح ہے اور صحاح ستہ کے مصنفین میں سے کسی نے اس حدیث کو روایت نہیں کیا اور حافظ الضیاء المقدسی نے اپنی کتاب مستخرج میں اسی روایت کو اختیار کیا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر ج ۴ ص ۴۲۵، دار الفکر، بیروت، ۱۴۱۹ھ)

مذکور الصدر روایت میں حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کا ذکر آ گیا ہے، اس لیے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ماریہ کی سوانح ذکر کر دی جائے۔

حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کی سوانح

حافظ احمد بن علی بن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ لکھتے ہیں: حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ام ولد ہیں، ان کے بطن سے حضرت ابراہیم متولد ہوئے۔ امام محمد بن سعد نے اپنی سند کے ساتھ ذکر کیا ہے کہ مقوقس صاحب اسکندریہ نے سات ہجری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حضرت ماریہ اور ان کی بہن سیرین کو بھیجا، ان کے علاوہ ایک ہزار مثقال سونا، بیس ملائم کپڑے اور خچر (دلدل) اور ایک دراز گوش بھیجا جس کا نام عفیر یا یعفور تھا، اور اس کے ساتھ خصی شخص بھی تھا جس کا نام مابور تھا، اور ایک بوڑھا شخص بھیجا جو حضرت ماریہ کا بھائی تھا، اور ان سب کو حضرت حاطب بن ابی بلتعہ کے ساتھ بھیجا، پھر حضرت حاطب بن ابی بلتعہ نے حضرت ماریہ کے سامنے اسلام کو پیش کیا اور مسلمان ہونے کی ترغیب دی، پس وہ بھی مسلمان ہو گئیں اور ان کی بہن بھی مسلمان ہو گئیں اور وہ خصی شخص اپنے دین پر برقرار رہا حتیٰ کہ وہ بعد میں مدینہ پہنچ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر مسلمان ہو گیا، حضرت ماریہ کا گورا رنگ تھا اور وہ بہت خوبصورت تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ایک بلند منزل پر ٹھہرایا، اس کو ام ابراہیم کا بالا خانہ کہا جاتا تھا، آپ ان کے پاس بہت زیادہ آتے جاتے تھے اور ان سے مباشرت کرتے تھے کیونکہ وہ آپ کی باندی تھیں، آپ نے ان کو پردہ میں رکھا، وہ آپ سے حاملہ ہو گئیں اور آٹھ ہجری میں ان کا وضع حمل ہوا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: مجھے کسی عورت پر اتنی غیرت نہیں آتی تھی جتنی غیرت مجھے حضرت ماریہ پر آتی تھی، اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ بہت خوبصورت اور گھونگریالے بالوں والی تھیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ بہت پسند تھیں، جب وہ مصر سے آئیں تو آپ نے ان کو حضرت حارث بن النعمان کے گھر میں ٹھہرایا، سو وہ ہماری پڑوسن ہو گئیں، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

ان کو وہاں سے بالا خانے میں منتقل کر دیا۔

امام بزار نے سند حسن کے ساتھ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ قبط کے امیر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دو باندیاں اور ایک خچر پیش کیا تھا، آپ مدینہ میں اس خچر پر سواری کرتے تھے، ان دو باندیوں میں سے ایک باندی کو آپ نے اپنے پاس رکھ لیا تھا۔

امام واقدی نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تا حیات حضرت ماریہ کو خرچ دیتے رہے حتیٰ کہ وہ فوت ہو گئے، پھر حضرت عمر ان کو خرچ دیتے رہے حتیٰ کہ ان کے دور خلافت میں حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا فوت ہو گئیں۔

واقدی نے بیان کیا ہے کہ محرم ۱۶ ہجری میں حضرت ماریہ کی وفات ہوئی، حضرت عمر نے ان کے جنازہ میں بہت لوگوں کو جمع کیا اور بقیع میں اوران کی نماز جنازہ پڑھائی۔ (الاصابہ ج ۸ ص ۳۱۱، ۳۱۰ دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۱۵ھ)

مابور پر حضرت ماریہ کی تہمت اور اس کا اس تہمت سے بری ہونا

امام مسلم بن حجاج قشیری ۲۶۱ھ اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ام ولد حضرت ماریہ پر ایک شخص (مابور) کے ساتھ تہمت لگائی جاتی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ تم جا کر اس کی گردن ماردو، جس وقت حضرت علی اس کے پاس پہنچے وہ اس وقت ٹھنڈک حاصل کرنے کے لیے غسل کر رہا تھا، حضرت علی نے اس سے کہا: نکلو اور اپنا ہاتھ بڑھا کر اس کو نکالا، تب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ اس کا آلہ تناسل بالکل کٹا ہوا ہے، تب حضرت علی رضی اللہ عنہ رک گئے، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس کا آلہ تو بالکل کٹا ہوا ہے۔ (صحیح مسلم التوبۃ: ۵۹، رقم الحدیث: ۲۷۷۱، الرقم المسلسل: ۶۸۹۰)

قاضی عیاض بن موسیٰ مالکی متوفی ۵۴۴ھ لکھتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حرم محترم (حضرت ماریہ) کو اس سے محفوظ رکھا کہ ان کی طرف سے کوئی تقصیر ہو اور واقعہ یہ تھا کہ مابور قبطعی تھا اور حضرت ماریہ بھی قبطیہ تھیں اور ہم زبان اور ہم علاقہ ہونے کی وجہ سے وہ آپ کے پاس آتا تھا اور آپ سے باتیں کرتا تھا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو حضرت ماریہ کے ساتھ باتیں کرنے سے منع کر دیا تھا اور جب اس نے عمل نہیں کیا تو وہ قتل کا مستحق ہو گیا، یا تو آپ کی مخالفت کرنے کی وجہ سے اور یا اس وجہ سے کہ اس نے آپ کو ایذاء پہنچائی، اس وجہ سے آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ اس کو قتل کر دیں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آپ کو اس کی ایذاء پہنچائی، اس وجہ سے آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ اس کو قتل کر دیں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آپ کو اس کی پاک دامنی کا علم ہو اور آپ کو معلوم ہوا کہ اس کا آلہ نہیں ہے، اس کے باوجود آپ نے اس کو قتل کرنے کا حکم دیا تا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اس کو برہنہ دیکھ لیں اوران پر حقیقتِ حال منکشف ہو جائے اور جو لوگ اس کو حضرت ماریہ کے ساتھ تہمت لگاتے ہیں وہ تہمت زائل ہو جائے، اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف یہ وحی کی ہو کہ آپ اس کو قتل نہ کریں کیونکہ آپ پر اس کا حال منکشف ہو جائے گا کیونکہ وہ کنویں میں برہنہ نہار ہا ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آپ نے اس کو حقیقۃً قتل کرنے کا حکم دیا ہو حالانکہ آپ کا علم تھا کہ وہ قتل نہیں ہو گا کیونکہ اس کا اس تہمت سے بری ہونا آپ کے نزدیک دلیل سے واضح ہو جائے گا۔ (اکمال

المعلم بفوائد مسلم: ج ۸ ص ۳۰۴، دارالوفا، بیروت، ۱۴۱۹ھ)

علامہ محمد بن خلیفہ وشتانی ابی مالکی متوفی ۸۲۸ھ اور علامہ سنوسی مالکی متوفی ۸۹۵ھ نے بھی اس جواب کو نقل کیا ہے۔(اکمال اکمال المعلم ومکمل اکمال الاکمال ج ۹ ص ۲۱۷، ۲۱۶، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۱۵ھ)

اللہ تعالیٰ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قسم کا کفارہ ادا کرنا

امام محمد بن سعد نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضرت ماریہ کے آنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دن اور رات کا اکثر وقت حضرت ماریہ کے ساتھ بسر ہوتا تھا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے بیٹا پیدا کر دیا۔

زید بن اسلم سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام ابراہیم کے متعلق فرمایا کہ یہ مجھ پر حرام ہے، پھر یہ آیت نازل ہوئی:

قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَيْمَانِكُمْ (التحریم:۲) اے مسلمانو! بے شک اللہ نے تمہارے لیے قسموں کو کھولنے کا طریقہ مقرر فرما دیا ہے۔

امام محمد بن سعد نے ضحاک سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اوپر اپنی باندی کو حرام کر لیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کا انکار کر دیا اور وہ باندی آپ پر لوٹا دی اور آپ کی قسم کا کفارہ دے دیا۔

(الطبقات الکبریٰ ج ۸ ص ۱۷۱، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۱۸ھ)

التحریم! کے سبب نزول کی تین روایتوں میں سے کون سی روایت زیادہ صحیح اور معتبر ہے؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ چیز کے نفع سے اپنے آپ کو جو روک لیا تھا، ہم نے ذکر کیا ہے کہ اس سلسلہ میں تین روایات ہیں لیکن زیادہ صحیح اور معتبر روایت یہ ہے کہ آپ نے اپنے آپ کو حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے پاس ٹھہر کر شہد پینے سے روک لیا تھا۔

علامہ ابو عبد اللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی متوفی ۶۶۸ لکھتے ہیں: ان اقوال میں زیادہ صحیح پہلا قول ہے یعنی حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا آپ کو شہد پلاتی تھیں اور حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو ناگوار گزرنے کی وجہ سے آپ نے اپنے آپ کو اس سے روک لیا تھا، اور سب سے کمزور قول متوسط ہے یعنی حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا آپ کو شہد پلاتی تھیں، جس سے آپ نے اپنے آپ کو روک لیا۔ علامہ ابن العربی نے کہا: اس کے ضعیف کی وجہ یہ ہے کہ اس حدیث کے راوی عادل نہیں ہیں اور اس کا معنی اس لیے درست نہیں ہے کہ کسی ہبہ شدہ چیز کو واپس کر دینا تحریم نہیں ہے، اور رہی تیسری روایت کہ آپ نے حضرت ماریہ قبطیہ کو اپنے اوپر حرام کر لیا تھا تو اس کے راوی بھی ثقہ ہیں اور اس کا معنی بھی درست ہے لیکن یہ حدیث صحاح ستہ میں نہیں ہے اور یہ مرسل روایت ہے، خلاصہ یہ ہے کہ راجح اور صحیح پہلی روایت ہے۔ (الجامع الاحکام القرآن جز ۱۸ ص ۱۶۶، دارالفکر، بیروت، ۱۴۱۵ھ)

حافظ عماد الدین ابن کثیر متوفی ۷۷۴ھ نے پہلے یہ روایت ذکر کی کہ حضرت حفصہ آپ کو شہد پلاتی تھیں، پھر لکھا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضرت زینب بنت جحش ہی وہ خاتون ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شہد پلاتی تھیں، پھر

حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ دونوں اپنی تجویز پر متفق ہو گئیں اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ہو سکتا ہے کہ دونوں واقعے اس آیت کے نزول کا سبب ہوں، مگر اس پر اعتراض ہے۔ اس کے بعد انہوں نے ایک حدیث ذکر کی ہے جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس کا تعلق حضرت زینب کے شہد پلانے سے ہی تھا۔ (تفسیر ابن کثیر ج ۴ ص ۴۲۷، دار الفکر، بیروت، ۱۴۱۹ھ)

حافظ احمد بن علی بن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ لکھتے ہیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تحریم میں اختلاف ہے، حضرت عائشہ کی حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس کا سبب حضرت زینب بنت جحش کے ہاں شہد پینا ہے، اور ایک حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے حضرت ماریہ سے مقاربت کو اپنے اوپر حرام قرار دیا تھا، پس یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ آیت ان دونوں سببوں سے نازل ہوئی ہو۔

(فتح الباری ج ۹ ص ۶۵۵، دار الفکر، بیروت، ۱۴۲۰ھ)

علامہ شہاب الدین احمد بن محمد بن الخفاجی المتوفی ۱۰۶۹ھ لکھتے ہیں: التحریم: ۱ کے سبب نزول میں اختلاف ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ یہ حضرت ماریہ کے قصہ میں نازل ہوئی ہے اور ایک قول یہ ہے کہ یہ شہد پینے کے قصہ میں نازل ہوئی ہے۔ علامہ نووی شافعی متوفی ۶۷۶ھ نے صحیح مسلم رقم الحدیث: ۱۴۷۴ کی شرح میں لکھا ہے کہ یہ آیت شہد کے قصہ میں نازل ہوئی ہے نہ کہ حضرت ماریہ کے قصہ میں، جو کہ غیر صحاح میں مروی ہے اور صحیح یہی ہے کہ یہ آیت حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے ہاں شہد پینے کے سلسلہ میں نازل ہوئی ہے۔ (عنایۃ القاضی ج ۹ ص ۲۰۳، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۱۷ھ)

قاضی عیاض بن موسیٰ مالکی متوفی ۵۴۴ھ لکھتے ہیں: صحیح یہ ہے کہ آیت شہد کے قصہ میں نازل ہوئی ہے نہ کہ حضرت ماریہ کے قصہ میں جو کہ غیر صحاح میں مروی ہے۔ (یہ قصہ المعجم الکبیر رقم الحدیث: ۱۱۳۰ میں مروی ہے) علامہ ذہبی نے کہا: اس کی سند میں ایک راوی مجہول ہے اور اس سے حدیث ساقط ہے (کسی سند صحیح سے یہ قصہ مروی نہیں ہے۔ امام نسائی نے کہا کہ شہد کے قصہ میں حضرت عائشہ کی حدیث کی سند جید ہے اور اعلیٰ درجہ کی صحیح ہے۔ (اکمال المعلم بفوائد مسلم ج ۵ ص ۲۹، دار الوفاء، بیروت، ۱۴۱۹ھ)

علامہ بن خلیفہ ابی مالکی متوفی ۸۲۸ھ نے بھی اسی طرح لکھا ہے۔ (اکمال اکمال المعلم ج ۵ ص ۲۰۳، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۱۵ھ)۔

علامہ سید محمود آلوسی حنفی متوفی ۱۲۷۰ھ لکھتے ہیں: خلاصہ یہ ہے کہ التحریم: ۱ کے سبب نزول میں روایات مختلف ہیں لیکن علامہ نووی شافعی اور علامہ نووی کی تحقیق یہ ہے کہ حضرت ماریہ کے قصہ کی سند صحیح نہیں ہے کہ اس کا سبب نزول حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے ہاں شہد پینا ہے۔ (روح المعانی جز ۲۸ ص ۲۱۸، دار الفکر، بیروت، ۱۴۱۷ھ)

مغافیر کے معنی کی تحقیق

صحیح مسلم: ۱۴۷۴ میں ہے: حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: آپ کے منہ سے مغافیر کی بو آ رہی ہے، سو ہم مغافیر کے معنی کی تحقیق کر رہے ہیں:

علامہ ابو السعادات المبارک بن محمد ابن الاثیر الجزری المتوفی ۶۰۶ھ لکھتے ہیں: مغافیر کا واحد مغفور ہے، اس کی بو سخت ناگوار اور بری ہوتی ہے۔ (النہایہ ج ۳ ص ۳۳۶، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۱۸ھ)

نیز علامہ ابن الاثیر لکھتے ہیں: الغرفط ببول کا درخت ہے، اس سے بدبودار گوند نکلتا ہے، جب شہد کی مکھی اس کے پتوں کا رس

چوتی ہے تو اس کے شہد سے ناگوار بو آتی ہے۔ (العنایہ ج ۳ ص ۱۹۸، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

علامہ محمد طاہر گجراتی متوفی ۹۸۶ھ لکھتے ہیں: یہ ایک میٹھا گوند ہوتا ہے جس کی بو ناگوار ہوتی ہے، علامہ کرمانی نے کہا ہے: یہ گوند کسی درخت سے حاصل ہوتا ہے اور اس کو پانی میں ملا کر پیا جاتا ہے، اس کی بو ناگوار ہوتی ہے، اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو ناپسند کرتے تھے کہ آپ کے منہ سے اس کی بو آئے۔ (مجمع بحار الانوار ج ۴ ص ۵۱، مکتبہ دارالایمان، مدینہ منورہ، ۱۴۱۵ھ)

اس حدیث پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مغافیر نہیں کھایا تھا پھر ازواج مطہرات نے کیسے کہہ دیا کہ آپ نے مغافیر کھایا ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث میں ہے: ازواج نے کہا: شاید اس شہد کی مکھیوں نے عرفط کے درخت کو چوسا ہوگا۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث: ۶۹۷۲)

ازواج کا مطلب یہ تھا کہ اس وجہ سے جو شہد آپ نے پیا اس سے مغافیر کی بو آ رہی ہے۔

علامہ اسماعیل بن حماد جوہری متوفی ۳۹۸ھ لکھتے ہیں: کیکر، ببول، بیروی اور دیگر کانٹے دار درختوں سے پھوٹ کر جو گوند نکلتا ہے اس کو مغفور کہتے ہیں۔ (الصحاح ج ۲ ص ۷۷۲، دارالعلم للملایین، ۱۳۷۶ھ)

حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے پاس زیادہ ٹھہرانے کے لیے مغافیر کا حیلہ کرنا آیا گناہ تھا یا نہیں؟

علامہ بدرالدین محمود بن احمد عینی حنفی متوفی ۸۵۵ لکھتے ہیں: ازواج مطہرات نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت زینب کے گھر زیادہ ٹھہرنے سے منع کرنے کے لیے یہ حیلہ کیا تھا کہ آپ سے کہا کہ آپ کے منہ سے مغافیر کی بو آ رہی ہے، علامہ کرمانی نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج کے لیے یہ حیلہ کرنا کس طرح جائز ہوگا، پھر اس کا یہ جواب دیا کہ یہ عورتوں کی غیرت طبعیہ کے تقاضوں سے ہے اور ان کا یہ کہنا گناہ صغیرہ ہے جو ان کی دوسری نیکیوں سے معاف ہو گیا۔

(عمدۃ القاری جز ۲۰ ص ۳۴۷، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۲۱ھ)

غیرت کا معنی

میں کہتا ہوں کہ ایک حدیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے خود اپنی طرف غیرت کرنے کی نسبت کی ہے:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شہد اور مٹھاس سے محبت کرتے تھے، جب آپ عصر کی نماز پڑھ کر لوٹے تو آپ حضرت حفصہ بنت عمر کے پاس گئے اور وہاں بہت زیادہ دیر ٹھہرے، پس مجھے غیرت آئی۔ الحدیث۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ۵۲۶۸)

علامہ المبارک بن محمد ابن الاثیر الجزری المتوفی ۶۰۶ھ لکھتے ہیں: غیرت کا معنی ہے، حمیت، عار اور کسی چیز کا ناگوار ہونا یا اس چیز کو ناپسند کرنا، یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو طبعی طور پر یہ ناپسند تھا کہ آپ کسی اور زوجہ کے پاس زیادہ دیر ٹھہریں۔

(النہایہ ج ۳ ص ۳۶۰، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۱۸ھ)

علامہ محمد طاہر گجراتی متوفی ۹۸۶ھ لکھتے ہیں: والغیرۃ کراھۃ المشارکۃ فی محبوب محبوب میں کسی اور کی شرکت کے ناپسند کرنے کو

غیرت کہتے ہیں، اللہ تعالیٰ شرک کو پسند نہیں کرتا اس لیے اس نے شرک کرنے سے منع کر دیا ہے۔ اسی طرح وہ بے حیائی کے کاموں کو پسند نہیں کرتا اس لیے اس نے بے حیائی کے کاموں سے منع فرما دیا ہے۔ حدیث میں ہے: اللہ سے زیادہ کوئی اس چیز پر غیرت کرنے والا نہیں ہے کہ اس کا بندہ زنا کرے۔ (البخاری: ۵۲۲۳) (مجمع بحار الانوار ج ۴ ص ۸۵، مکتبہ دار الایمان، المدینۃ المنورۃ)

اس معنی کے اعتبار سے غیرت کا معنی یہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں کسی اور کی شرکت کو نا پسند کرتی تھی اور وہ یہ چاہتی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زیادہ سے زیادہ قرب صرف ان کو حاصل رہے اور حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے پاس آپ کا زیادہ ٹھہرنا آپ سے شدید محبت کی وجہ سے ناپسند تھا اور میں علامہ کرمانی کی اس بات سے متفق نہیں ہوں کہ یہ آپ کا گناہ صغیرہ تھا، کیونکہ آپ نے جو کہا تھا کہ آپ کے منہ سے مغافیر کی بو آ رہی ہے یہ کچھ غلط اور جھوٹ نہ تھا کیونکہ حضرت عائشہ کے خیال میں آپ نے جو شہد پیا تھا تو شہد کی مکھیوں نے مغافیر کے درخت سے اس کا رس چوسا تھا اور اس میں مغافیر کی بو آ گئی تھی، البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ ان کا یہ حیلہ کرنا خلاف اولیٰ ہو اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں اس قدر ذوب گئیں تھیں کہ اس کے خلاف اولیٰ ہونے کی طرف ان کی توجہ مبذول نہیں ہوئی، اور ان کے بلند مقام کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ نے ان کو اس پر بھی توجہ کرنے کا حکم دیا اور فرمایا: اِنْ تَتُوْبَآ اِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا (التحریم: ۴) اگر تم دونوں اللہ سے توبہ کرو (تو اچھا ہے) کیونکہ تمہارے دل اعتدال سے کچھ ہٹ چکے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شہد سے امتناع کو حرام سے تعبیر کرنے کی تحقیق

صحیح مسلم: ۱۴۷۴ میں ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے شہد نہیں پیوں گا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا ذکر یوں کیا۔ آپ اس چیز کو حرام کیوں کرتے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے حلال کر دیا ہے۔ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ (التحریم: ۱)

امام رازی فرماتے ہیں: جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہو اس کو حلال کرنا غیر ممکن ہے، کیونکہ حلال کرنے میں حلت کو ترجیح ہے اور حرام کرنے میں حرمت کو ترجیح ہے اور دونوں ترجیحیں جمع نہیں ہو سکتیں، پس قرآن مجید میں لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ (التحریم: ۱) آپ اس چیز کو کیوں حرام کر رہے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے حلال کر دیا ہے، کا کیا محمل ہوگا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں حلال چیز کے نفع سے اپنے آپ کو روکنا مراد ہے، اللہ تعالیٰ کے حلال کردہ کو شرعاً حرام کرنا مراد نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے حلال کو حرام قرار دینا یا اس کے حرام ہونے کا اعتقاد کرنا کفر ہے، لہٰذا اس کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کیسے جائز ہو سکتی ہے۔ (تفسیر کبیر ج ۱۰ ص ۵۶۹، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: آپ اللہ کے حلال کردہ کو حرام کیوں کرتے ہیں، اس آیت سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی چیز کے حلال یا حرام کرنے کا اختیار نہیں ہے، یہ قول باطل ہے، آپ نے اللہ تعالیٰ کے حلال کردہ کو حرام نہیں کیا جیسا کہ امام رازی کی عبارت سے واضح ہو چکا ہے اور آپ کا کسی چیز کو حلال کرنا یا حرام کرنا قرآن مجید سے ثابت ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ (الاعراف: ۱۵۷) (وہ نبی) مسلمانوں کے لیے پاک چیزوں کو حلال کرتے ہیں اور ناپاک چیزوں کو حرام کرتے ہیں۔ البتہ یہ عقیدہ رکھنا ضروری ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کسی چیز کو حلال یا

حرام کرنا، اللہ تعالیٰ کی مشیت کے تابع ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم وحی جلی یا وحی خفی کے کسی اشارہ سے اللہ تعالیٰ کی مشیت کو جان کر کسی چیز کو حلال یا حرام کرتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شہد نہ پینے کے عزم کو سید مودودی کا ناپسندیدہ عمل کہنا

سید ابوالاعلیٰ مودودی لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ (التحریم:۱) کی تفسیر میں لکھتے ہیں: یہ دراصل استفہام نہیں ہے بلکہ ناپسندیدگی کا اظہار ہے یعنی مقصود نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ دریافت کرنا نہیں ہے کہ آپ نے یہ کام کیوں کیا ہے بلکہ آپ کو اس بات پر متنبہ کرنا ہے کہ اللہ کی حلال کی ہوئی چیز کو اپنے اوپر حرام کر لینے کا جو فعل آپ سے صادر ہوا ہے وہ اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے۔ (الیٰ قولہ) اس لیے اللہ تعالیٰ نے آپ کے اس فعال پر گرفت فرمائی اور آپ کو اس تحریم سے باز رہنے کا حکم دیا۔ (تفہیم القرآن ج۶ص۱۵)

سید ابوالاعلیٰ مودودی نے جس طرح بار بار حلال کو حرام کرنے کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کی ہے اور آپ کے اس فعل کی جس طرح تصویر کھینچی ہے وہ اہل ایمان کے لیے یقیناً دل آزار ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اوپر شہد کو حرام نہیں کیا تھا بلکہ اپنے آپ کو اس کے استعمال سے روک لیا تھا جیسا کہ امام رازق کی تحقیق سے ظاہر ہو چکا ہے اور حدیث شریف کے الفاظ یہ ہیں: لن اعودلہ میں دوبارہ ہرگز شہد نہیں پیوں گا اور جن چیزوں کا کھانا پینا اللہ تعالیٰ نے مباح کر دیا ہے ان میں مباح کرنے کے معنی ہی یہ ہیں کہ ان کو کھانا اور نہ کھانا دونوں جائز ہیں، آپ کے لیے جس طرح شہد کو پینا جائز تھا اسی طرح اس کو نہ پینا بھی جائز تھا، پھر ایک مباح کا کام کرنا کس طرح ناپسندیدہ ہو سکتا ہے، دراصل اس آیت میں نہ آپ کے کسی فعل کے ناپسندیدہ ہونے پر تنبیہ کرنا مقصود ہے نہ آپ کے کسی فعل پر گرفت کی گئی ہے بلکہ آپ کی تعظیم و تکریم اور مقام نبوت کا اظہار کرنا مقصود ہے۔

اللہ تعالیٰ نے یہ بتلایا ہے کہ آپ ازواج کو راضی کرنے کے لیے شہد کو کیوں ترک کر رہے ہیں، آپ کا یہ مقام نہیں کہ آپ ازواج کو راضی کریں، آپ کا مقام یہ ہے کہ ازواج آپ کو راضی کریں، جن کی رضا خود خالق کائنات کو مطلوب ہے نہیں مخلوق میں سے کسی کو راضی کرنے کی کیا ضرورت ہے، اسی سیاق میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَاِنْ تَظٰهَرَا عَلَيْهِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ (التحریم:۴) اگر نبی کے خلاف تم دونوں ایک دوسرے کی مدد کرتی رہیں تو بے شک اللہ نبی کا مددگار ہے اور جبریل اور نیک مسلمان اور اس کے بعد سب فرشتے بھی (ان کے) مددگار ہیں۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ پر واضح کیا کہ اگر تم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کہنے پر نہیں چلیں تو انہیں کیا کمی ہوگی، جن کا اللہ محبت ہے، جبرائیل ان کا موافق ہے، نیک مسلمان اور سارے فرشتے ان کے مددگار ہیں، اگر ان آیات میں اللہ تعالیٰ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل کو ناپسندیدہ قرار دے کر اس کی گرفت فرما رہا ہوتا تو کیا اس کا یہی انداز ہوتا!

بلاشبہ اللہ تعالیٰ ساری کائنات کا مالک اور مولیٰ ہے اور جس کی گرفت کرنا چاہے اس پر قادر ہے، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت اور سلطنت سے محمد (بے حد تعریف کیے ہوئے) مصطفیٰ اور مجتبیٰ (پسندیدہ اور برگزیدہ) بنایا ہے، آپ کو علی الاطلاق ہدایت کا منبع بنایا ہے، بغیر کسی استثناء کے آپ کے تمام افعال کو مسلمانوں کے لیے اسوہ حسنہ قرار دیا ہے، ہر مسلمان کی

اخروی فوز وفلاح کے لیے آپ کی اتباع کو مطلقاً لازم کیا ہے، ہر مسلمان پر آپ کی اطاعت مطلقاً فرض کردی ہے۔ آپ کا کوئی فعل نا پسندیدہ اور گرفت کا موجب نہیں ہے۔ یقیناً سید مودودی کی یہ تفسیر ہی ناپسندیدہ اور گرفت کی موجب ہے۔

بیوی کو حرام کہنے میں مذاہب فقہاء کا بیان

صحیح مسلم: ۳۰۷۳ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے اپنی بیوی کو حرام کہنا قسم ہے اور اس پر کفارہ لازم ہے، اس مسئلہ میں فقہاء کے مسالک حسب ذیل ہیں۔

علامہ نووی شافعی لکھتے ہیں: جس شخص نے اپنی بیوی سے یہ کہا کہ تو مجھ پر حرام ہے اس کے بارے میں امام شافعی کا مذہب یہ ہے کہ اگر اس نے ان الفاظ سے طلاق کی نیت کی ہے تو طلاق ہوگی اور اگر اس نے بغیر طلاق اور ظہار کی نیت کے بعینہٖ اس عورت کی تحریم کی نیت کی ہے تو ان الفاظ کی وجہ سے اس پر قسم کا کفارہ لازم آئے گا لیکن یہ قسم نہیں ہے اور اگر اس نے بغیر کسی نیت کے یہ الفاظ کہے ہیں تو اس میں امام شافعی کے دو قول ہیں، زیادہ صحیح یہ ہے کہ اس پر قسم کا کفارہ لازم آئے گا، دوسرا قول یہ ہے کہ اس کا یہ قول لغو ہے اور اس پر کوئی شرعی حکم مرتب نہیں ہوگا۔ (صحیح مسلم ج۱ص۴۷۸، کراچی)

علامہ نووی شافعی نے لکھا کہ امام مالک کا مذہب مشہور یہ ہے کہ ان کلمات سے تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں، خواہ بیوی مدخولہ ہو یا غیر مدخولہ، لیکن اگر اس نے تین سے کم کی نیت کی ہے تو غیر مدخولہ میں اس کی نیت قبول کر لی جائے گی۔ علامہ وشتانی مالکی کی عبارت سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے۔ (اکمال اکمال المعلم ج۴ص۱۱۱ طبع قدیم، بیروت)

علامہ علی بن سلیمان مرادی حنبلی لکھتے ہیں کہ جس شخص نے اپنی بیوی سے کہا: تو مجھ پر حرام ہے اس کے بارے میں فقہاء حنبلیہ کے تین قول ہیں: (ا) یہ ظہار ہے اور یہی فی الجملہ مذہب ہے، مستوعب، خلاصہ، محرر، عاتیین، حاوی صغیر اور فروع میں اس کو مقدم کیا گیا ہے۔ (ب) یہ کنایہ ظاہرہ ہے اور اس سے تین طلاقیں پڑ جاتی ہیں، حنبل اور اثرم سے روایت ہے: حرام تین طلاقیں ہیں (ج) یہ قسم ہے، علامہ زرکشی نے کہا ہے کہ یہ لفظ قسم میں ظاہر ہے، اگر اس نے یہ لفظ بغیر کسی نیت کے کہا ہے تو یہ قسم ہے اور اگر طلاق کی نیت کی تو طلاق ہے اور ظہار کی نیت کی تو ظہار ہے، ہدایہ، مذہب، مسبوک الذہب اور مستوعب وغیرہ میں لکھا ہے کہ مشہور فی المذہب یہی قول ہے۔ (الانصاف ج۸ص۴۸۶)

علامہ ابوالحسن مرغینانی حنفی لکھتے ہیں: جس شخص نے اپنی بیوی سے کہا: جو مجھ پر حرام ہے اس کی نیت کے بارے میں سوال کیا جائے گا، اگر اس نے کہا: میں نے جھوٹ کا ارادہ کیا تھا تو اسی پر محمول کیا جائے گا، کیونکہ یہ اس کے کلام کی حقیقت ہے اور ایک قول یہ ہے کہ قضاءً تصدیق نہیں کی جائے گی کیونکہ یہ قول بظاہر قسم ہے، اور اگر اس نے یہ کہا کہ میں نے طلاق کا ارادہ کیا ہے تو ان کلمات سے طلاق بائنہ ہوگی، الا یہ کہ اس نے تین طلاقوں کا ارادہ کیا ہو، اور اگر اس نے کہا: میں نے ظہار کا ارادہ کیا ہے تو یہ ظہار ہے، یہ امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف کا نظریہ ہے۔ امام محمد یہ کہتے ہیں کہ ان کلمات سے ظہار نہیں ہو سکتا کیونکہ ان میں تشبیہ نہیں ہے، اور شیخین کی دلیل یہ ہے کہ اس نے حرمت کا اطلاق کیا ہے اور ظہار میں بھی حرمت ہوتی ہے، اور اگر وہ کہے کہ میں نے تحریم کا ارادہ کیا ہے یا بلا ارادہ یہ الفاظ کہے ہیں تو یہ ایلاء ہے، کیونکہ ہمارے نزدیک حلال کو حرام کرنا قسم ہے اور بعض مشائخ نے کہا ہے کہ جب کسی شخص نے

بلانیت یہ الفاظ کہے تو عرف کی بناء پر اس کو طلاق (بائنہ پر محمول کیا جائے گا۔ (ہدایہ مع فتح القدیر ج۴ص۵۵،سکھر)

علامہ بابرتی حنفی نے لکھا ہے کہ: ابوبکر اسعاف، ابوجعفر ہندوانی اور ابوبکر سعید نے لکھا ہے کہ فقیہ ابو اللیث نے کہا ہے ہم اسی قول پر عمل کرتے ہیں کیونکہ ہمارے زمانے میں لوگوں کی یہ عام عادت ہے کہ وہ ان الفاظ سے طلاق کا ارادہ کرتے ہیں۔ (الغایہ علی ھامش فتح القدیر ج۴ص۵۶،سکھر)

علامہ ابن ہمام حنفی لکھتے ہیں: یہ مشائخ متاخرین کا اپنے زمانے کے عرف کی بناء پر فتویٰ ہے، یہی وجہ ہے کہ مرد یہ الفاظ کہتے ہیں اور اگر عورت خاوند سے کہے: تم پر حرام ہوں تو یہ قسم ہے اور اس کے بعد اس نے خاوند کو مقاربت کا موقع دیا تو اس کی قسم ٹوٹ جائے گی اور اس پر کفارہ لازم ہوگا، یہ کلمہ ایسے ہے جیسے مرد نے بغیر نیت کے طلاق کے الفاظ کہے تو صریح الفاظ کی وجہ سے طلاق واقع ہو جاتی ہے اور یہاں پر صراحت کا موجب عرف ہے، اس بناء پر فقہاء نے کہا ہے کہ کسی شخص نے یہ کلمات کہے اور کہا: میری نیت طلاق کی نہیں تھی تو قضاء: اس کی تصدیق نہیں کی جائے گی۔ (فتح القدیر ج۴ص۵۶،سکھر)

علامہ ابن عابدین شامی حنفی لکھتے ہیں: جس شخص نے اپنی بیوی سے کہا: تو مجھ پر حرام ہے فقہاء متاخرین کہتے ہیں، ان الفاظ سے بغیر نیت کے طلاق بائنہ واقع ہو جائے گی اور فتویٰ متاخرین کے قول پر ہے۔ (ردالمحتار ج۴ص۴۴۳، داراحیاء التراث العربی، بیروت، ۱۴۱۹ھ)

باب تَاْوِيْلِ هٰذِهِ الْاٰيَةِ عَلٰى وَجْهٍ اٰخَرَ .

یہ باب ہے کہ اسی آیت کی ایک اور وضاحت

3421 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ حَجَّاجٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ اَنَّهُ سَمِعَ عُبَيْدَ بْنَ عُمَيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَمْكُثُ عِنْدَ زَيْنَبَ وَيَشْرَبُ عِنْدَهَا عَسَلًا فَتَوَاصَيْتُ وَحَفْصَةَ اَيَّتُنَا مَا دَخَلَ عَلَيْهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلْتَقُلْ اِنِّي اَجِدُ مِنْكَ رِيحَ مَغَافِيرَ فَدَخَلَ عَلٰى اِحْدَاهُمَا فَقَالَتْ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ "بَلْ شَرِبْتُ عَسَلًا عِنْدَ زَيْنَبَ - وَقَالَ - لَنْ اَعُوْدَ لَهُ" . فَنَزَلَ (يَاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ) (اِنْ تَتُوْبَا اِلَى اللّٰهِ) لِعَائِشَةَ وَحَفْصَةَ (وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِيُّ اِلٰى بَعْضِ اَزْوَاجِهِ حَدِيثًا) لِقَوْلِهِ "بَلْ شَرِبْتُ عَسَلًا" . كُلُّهُ فِيْ حَدِيْثِ عَطَاءٍ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے ہاں ٹھہرا کرتے تھے اور ان کے ہاں

3421-اخرجه البخاري في التفسير، باب (يايها النبي لم تحرم ما احل الله لك تبتغي مرضاة ازواجك و الله غفور رحيم) (الحديث 4912) مختصراً، و في الطلاق، باب لم تحرم ما احل الله لك (الحديث 5267)، و في الايمان و النذور، باب اذا حرم طعامًا (الحديث 6691). و اخرجه مسلم في الطلاق، باب وجوب الكفارة على من حرم امراته و لم ينو الطلاق (الحديث 20) . و اخرجه ابو داؤد في الاشربة، باب في شراب العسل (الحديث 3714) و اخرجه النسائي في الايمان و النذور، تحريم ما احل الله عز و جل (الحديث 3804)، و في عشرة النساء، باب الغيرة (الحديث 3968)، وهو في عشرة النساء من الكبرى، الغيرة (الحديث 20)، و في التفسير: سورة التحريم، قول تعالى: (يا ايها النبي لم تحرم ما احل الله لك) (الحديث 620) . تحفة الاشراف (16322)

شہد پیا کرتے تھے ایک مرتبہ میں نے اور حفصہ نے طے کیا' کہ ہم میں سے جس کے پاس بھی نبی اکرم ﷺ تشریف لائیں گے تو وہ یہ کہے گی کہ مجھے آپ ﷺ سے مغافیر کی بو آ رہی ہے' تو نبی اکرم ﷺ ان دونوں خواتین میں سے کسی ایک کے ہاں تشریف لے گئے' اُس خاتون نے آپ ﷺ کی خدمت میں یہی عرض کی' نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

لیکن میں نے تو زینب کے ہاں شہد پیا تھا' اب میں یہ نہیں پیوں گا۔

تو یہ آیت نازل ہوئی:

''اے نبی! تم اس چیز کو کیوں حرام قرار دیتے ہو جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے حلال قرار دی ہے''۔

''(اے نبی کی ازواج!) اگر تم اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرو''۔

یہ حکم سیّدہ عائشہ اور سیّدہ حفصہ رضی اللہ عنہما کے لیے ہے۔

''اور جب نبی نے اپنی ایک زوجہ سے سرگوشی میں بات کی''۔

اس سے مراد نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان ہے' میں نے شہد پیا تھا۔

یہ تمام روایت عطاء نامی راوی کے حوالے سے منقول ہے۔

باب الْحَقِي بِاَهْلِكِ .

یہ باب ہے کہ اپنے میکے چلی جاؤ (کہنے کا حکم)

3422 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمِ بْنِ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَكِّيِّ بْنِ عِيْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ يُحَدِّثُ حَدِيْثَهُ حِيْنَ تَخَلَّفَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ وَقَالَ فِيْهِ اِذَا رَسُوْلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْتِيْنِيْ فَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَاَخْبَرَنِيْ سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُوْنُسَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ اَخْبَرَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ يُحَدِّثُ حَدِيْثَهُ حِيْنَ تَخَلَّفَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ وَسَاقَ قِصَّتَهُ وَقَالَ اِذَا رَسُوْلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْتِيْ فَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْمُرُكَ اَنْ تَعْتَزِلَ امْرَاَتَكَ . فَقُلْتُ اُطَلِّقُهَا اَمْ مَاذَا قَالَ لَا بَلِ اعْتَزِلْهَا فَلَا تَقْرَبْهَا . فَقُلْتُ لِامْرَاَتِي الْحَقِي بِاَهْلِكِ فَكُوْنِيْ عِنْدَهُمْ حَتّٰى يَقْضِيَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فِيْ هٰذَا الْاَمْرِ .

☆☆ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ' غزوۂ تبوک کے موقع پر نبی اکرم ﷺ سے پیچھے رہ جانے کا واقعہ بیان کرتے ہیں' انہوں نے اس میں یہ بات بیان کی ہے' نبی اکرم ﷺ کا قاصد میرے پاس آیا اور بولا: اللہ کے رسول نے تمہیں یہ حکم دیا ہے' تم اپنی بیوی سے الگ رہو۔

3422-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (11145) .

میں نے دریافت کیا: کیا میں اُسے طلاق دے دوں' اس سے مراد کیا ہے؟ تو اس نے کہا: نہیں! بلکہ تم اس سے علیحدگی اختیار کرو' اُس کے قریب نہ جانا۔ تو میں نے اپنی بیوی سے کہا: تم اپنے میکے چلی جاؤ اوران کے ہاں رہو' یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس بارے میں کوئی فیصلہ کر دے۔

3423 - اَخْبَرَنِىْ مُحَمَّدُ بْنُ جَبَلَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُوْسٰى بْنِ اَعْيَنَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِىْ عَنْ اِسْحَاقَ بْنِ رَاشِدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ اَخْبَرَنِىْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ سَمِعْتُ اَبِىْ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ - قَالَ وَهُوَ اَحَدُ الثَّلَاثَةِ الَّذِيْنَ تِيْبَ عَلَيْهِمْ - يُحَدِّثُ قَالَ اَرْسَلَ اِلَىَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاِلٰى صَاحِبَىَّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تَعْتَزِلُوْا نِسَائَكُمْ. فَقُلْتُ لِلرَّسُوْلِ اُطَلِّقُ امْرَاَتِىْ اَمْ مَاذَا اَفْعَلُ قَالَ لَا بَلْ تَعْتَزِلُهَا فَلَا تَقْرَبْهَا . فَقُلْتُ لِامْرَاَتِى الْحَقِىْ بِاَهْلِكِ فَكُوْنِىْ فِيْهِمْ فَلَحِقَتْ بِهِمْ .

★★ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' یہ ان تین افراد میں سے ایک ہیں' جن کی توبہ قبول کی گئی۔ وہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اور میرے دونوں ساتھیوں کو یہ پیغام بھیجا کہ اللہ کے رسول تمہیں یہ حکم دے رہے ہیں' کہ تم لوگ اپنی بیویوں سے الگ رہو۔ تو میں نے قاصد سے دریافت کیا: کیا میں اپنی بیوی کو طلاق دے دوں' یا پھر مجھے کیا کرنا چاہیے؟ تو اس نے کہا: نہیں! بلکہ تم اس سے الگ ہو' اس کے قریب نہ جاؤ۔ تو میں نے اپنی بیوی سے کہا: تم اپنے میکے چلی جاؤ اور وہیں رہو۔ تو وہ وہاں چلی گئی۔

3424 . - اَخْبَرَنَا يُوْسُفُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنِىْ

3423-اخرجه البخاري في المغازي، باب حديث كعب بن مالك (الحديث 4418) مطولاً واخرجه مسلم في التوبة، باب حديث توبة كعب بن مالك و صاحبيه (الحديث 53) مطولاً . و اخرجه ابو داؤد في الطلاق، باب فيما عنى به الطلاق و النيات (الحديث 2202) . و اخرجه النسائي في الطلاق، باب الحقي باهلك (الحديث 3424 و 3425) و الحديث عند: البخاري في الوصايا، باب اذا تصدق او وقف بعض رقيقه او دوابه فهو جائز (الحديث 2757)، و في الجهاد، باب من اراد غزوة فورى بغيرها و من احب الخروج يوم الخميس (الحديث 2947)، و في المناقب ، باب صفة النبي صلى الله عليه وسلم (الحديث 3556) و في مناقب الانصار، باب وفود الانصار الى النبي صلى الله عليه وسلم بمكة و بيعة العقبة (الحديث 3889) و في المغازي، باب قصة غزوة بدر (الحديث 3951)، و في التفسير، باب (سيحلفون بالله لكم اذا انقلبتم اليهم لتعرضوا عنهم فاعرضوا عنهم انهم رجس وما واهم جهنم جزاءً بما كانوا يكسبون) (الحديث 4673)، وباب (لقد تاب الله على النبي و المهاجرين و الانصار الذين اتبعوه في ساعة العسرة من بعد ما كاد تزيغ قلوب فريق منهم ثم تاب عليهم انه بهم رؤف رحيم) (4676)، وباب (و على الثلاثة الذين خلفوا حتى اذا ضاقت عليهم الارض بما رحبت وضاقت عليهم انفسهم وظنوا ان لا ملجا من الله الا اليه ثم تاب عليهم ليتوبوا ، ان الله هو التواب الرحيم) (الحديث 4677)، و باب (يا ايها الذين آمنوا اتقوا الله و كونوا مع الصادقين) (الحديث 4678)، و في الاستئذان، باب من لم يسلم على من اقترف ذنبًا و من لم يرد سلامه حتى يتبين توبته و الى متى تتبين توبة العاصي (الحديث 6255)، و في الايمان و النذور، باب اذا اهدى ماله على وجه النذر والتوبة ، الحديث 6690)، و في الاحكام، باب هل للامام ان يمنع المجرمين و اهل المعصية من الكلام معه و الزيارة و نحوه (الحديث 7225) . والنسائي في التفسير: سورة التوبة، قوله تعالى : (يا ايها الذين امنوا اتقوا الله و كونوا مع الصادقين، (الحديث 252) . تحفة الاشراف (11131) .

3424-تقدم (الحديث 3423) .

عُقَیْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ كَعْبٍ قَالَ سَمِعْتُ كَعْبًا يُحَدِّثُ حَدِيْثَهٗ حِيْنَ تَخَلَّفَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ وَقَالَ فِيْهِ اِذَا رَسُوْلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْتِيْنِیْ وَيَقُوْلُ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْمُرُكَ اَنْ تَعْتَزِلَ امْرَاَتَكَ . فَقُلْتُ اُطَلِّقُهَا اَمْ مَاذَا اَفْعَلُ قَالَ بَلِ اعْتَزِلْهَا وَلَا تَقْرَبْهَا . وَاَرْسَلَ اِلٰى صَاحِبَیَّ بِمِثْلِ ذٰلِكَ فَقُلْتُ لِامْرَاَتِی الْحَقِیْ بِاَهْلِكِ وَكُوْنِیْ عِنْدَهُمْ حَتّٰى يَقْضِیَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فِیْ هٰذَا الْاَمْرِ . خَالَفَهُمْ مَعْقِلُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ .

☆☆ عبداللہ بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ کوغزوہ تبوک کے موقع پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہ جانے کا واقعہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے انہوں نے اس میں یہ بات بیان کی ہے:

جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا قاصد میرے پاس آیا' تو وہ بولا: اللہ کے رسول نے تمہیں یہ حکم دیا ہے' تم اپنی بیوی سے الگ رہو۔ میں نے دریافت کیا: میں اُسے طلاق دے دوں' یا پھر مجھے کیا کرنا چاہیے؟ تو اس نے کہا: تم اس سے الگ رہو اور اس کے قریب نہ جاؤ۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے دونوں ساتھیوں کی طرف بھی اسی کی مانند پیغام بھجوایا تھا' میں نے اپنی بیوی سے کہا: تم اپنے میکے چلی جاؤ اور ان کے ہاں رہو' جب تک اللہ تعالیٰ اس بارے میں فیصلہ نہیں دے دیتا۔

معقل بن عبیداللہ نامی راوی نے اس سے مختلف روایت نقل کی ہے۔

3425 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْدَانَ بْنِ عِيْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ اَعْيَنَ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْقِلٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبٍ عَنْ عَمِّهٖ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبِیْ كَعْبًا يُحَدِّثُ قَالَ اَرْسَلَ اِلَیَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاِلٰى صَاحِبَیَّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تَعْتَزِلُوْا نِسَائَكُمْ فَقُلْتُ لِلرَّسُوْلِ اُطَلِّقُ امْرَاَتِیْ اَمْ مَاذَا اَفْعَلُ قَالَ لَا بَلْ تَعْتَزِلُهَا وَلَا تَقْرَبْهَا . فَقُلْتُ لِامْرَاَتِی الْحَقِیْ بِاَهْلِكِ فَكُوْنِیْ فِيْهِمْ حَتّٰى يَقْضِیَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ . فَلَحِقَتْ بِهِمْ . خَالَفَهٗ مَعْمَرٌ .

☆☆ حضرت کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اور میرے دونوں ساتھیوں کو پیغام بھیجا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں یہ حکم دے رہے ہیں' کہ تم لوگ اپنی بیویوں سے الگ رہو' میں نے قاصد سے دریافت کیا: کیا میں اپنی بیوی کو طلاق دے دوں' یا پھر مجھے کیا کرنا چاہیے؟ اس نے کہا: نہیں! بلکہ تم اس سے الگ رہو اور اس کے قریب نہ جاؤ تو میں نے اپنی بیوی سے کہا: تم اپنے میکے چلی جاؤ اور وہیں رہو' یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ فیصلہ دیدے۔ تو وہ عورت وہاں چلی گئی۔

معمر نامی راوی نے اس سے مختلف روایت نقل کی ہے۔

3426 - اَخْبَرَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ - وَهُوَ ابْنُ ثَوْرٍ - عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ فِیْ حَدِيْثِهٖ اِذَا رَسُوْلٌ مِّنَ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ اَتَانِیْ

3425-تقدم (الحديث 3423) .

3426-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (11154) .

فَقَالَ اعْتَزِلِ امْرَاَتَكَ . فَقُلْتُ أُطَلِّقُهَا قَالَ لَا وَلٰكِنْ لَا تَقْرَبْهَا . وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ الْحَقِي بِاَهْلِكِ .

☆☆ عبدالرحمٰن بن کعب اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ان کی حدیث میں یہ بات بھی ہے:

نبی اکرم ﷺ کا قاصد میرے پاس آیا اور وہ بولا: تم اپنی بیوی سے الگ رہو میں نے دریافت کیا: کیا میں اُسے طلاق دے دوں؟ اُس نے جواب دیا: جی نہیں! بلکہ تم اس کے قریب نہ جاؤ۔

اس راوی نے اس روایت میں یہ ذکر نہیں کیا' کہ تم اپنے میکے چلی جاؤ۔

باب طَلَاقِ الْعَبْدِ .

یہ باب ہے کہ غلام کا طلاق دینا

3427 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اَبِي كَثِيرٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ مُعَتِّبٍ اَنَّ اَبَا حَسَنٍ مَوْلَى بَنِي نَوْفَلٍ اَخْبَرَهُ قَالَ كُنْتُ اَنَا وَامْرَاَتِي مَمْلُوكَيْنِ فَطَلَّقْتُهَا تَطْلِيقَتَيْنِ ثُمَّ اُعْتِقْنَا جَمِيعًا فَسَاَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ اِنْ رَاجَعْتَهَا كَانَتْ عِنْدَكَ عَلٰى وَاحِدَةٍ قَضٰى بِذٰلِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . خَالَفَهُ مَعْمَرٌ .

☆☆ ابوحسن جو بنونوفل کے غلام تھے' وہ بیان کرتے ہیں' میں اور میری بیوی دونوں مملوک تھے' میں نے اُسے دو طلاقیں دے دیں' پھر ہم دونوں کو آزاد کر دیا گیا' میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ مسئلہ دریافت کیا' تو انہوں نے فرمایا:

اگر تم اس سے رجوع کر لیتے ہو' تو تمہارے پاس صرف ایک طلاق کا اختیار باقی رہ جائے گا۔

نبی اکرم ﷺ نے یہ فیصلہ دیا ہے۔

معمر نامی راوی نے اس سے مختلف روایت نقل کی ہے (جو درج ذیل ہے)۔

3428 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَنْبَاَنَا مَعْمَرٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِي كَثِيرٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ مُعَتِّبٍ عَنِ الْحَسَنِ مَوْلَى بَنِي نَوْفَلٍ قَالَ سُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ عَنْ عَبْدٍ طَلَّقَ امْرَاَتَهُ تَطْلِيقَتَيْنِ ثُمَّ عُتِقَا اَيَتَزَوَّجُهَا قَالَ نَعَمْ . قَالَ عَمَّنْ قَالَ اَفْتٰى بِذٰلِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ لِمَعْمَرٍ الْحَسَنُ هٰذَا مَنْ هُوَ لَقَدْ حَمَلَ صَخْرَةً عَظِيمَةً .

☆☆ بنونوفل کے غلام حسن بیان کرتے ہیں' حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ایسے غلام کے بارے میں دریافت کیا گیا جو اپنی بیوی کو دو طلاقیں دے دیتا ہے' پھر وہ دونوں آزاد ہو جاتے ہیں' تو کیا وہ شخص اس عورت کے ساتھ شادی کر سکتا ہے؟ حضرت

3427-اخرجه ابو داؤد في الطلاق، باب في سنة طلاق العبد (الحديث 2187 و 2188) بنحوه . و اخرجه النسائي في الطلاق، باب طلاق العبد (الحديث 3428) . واخرجه ابن ماجه في الطلاق، باب من طلق امة تطليقتين ثم اشتراها (الحديث 2082) بنحوه . تحفة الاشراف (6561) .

3428-تقدم (الحديث 3427) .

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جی ہاں! سائل نے دریافت کیا: آپ کس بنیاد پر یہ فتویٰ دیتے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بارے میں یہی فتویٰ دیا ہے۔

امام عبدالرزاق بیان کرتے ہیں' عبداللہ بن مبارک نے معمر سے دریافت کیا: یہ حسن کون صاحب ہیں؟ انہوں نے بڑا وزنی پتھر اُٹھالیا ہے۔

باب مَتَى يَقَعُ طَلَاقُ الصَّبِيِّ

باب: بچے کی دی ہوئی طلاق کب واقع ہوتی ہے؟

3429 - اَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا اَسَدُ بْنُ مُوسٰى قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ اَبِي جَعْفَرٍ الْخَطْمِيِّ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ خُزَيْمَةَ عَنْ كَثِيرِ بْنِ السَّائِبِ قَالَ حَدَّثَنِي اَبْنَاءُ قُرَيْظَةَ اَنَّهُمْ عُرِضُوا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ قُرَيْظَةَ فَمَنْ كَانَ مُحْتَلِمًا اَوْ نَبَتَتْ عَانَتُهُ قُتِلَ وَمَنْ لَمْ يَكُنْ مُحْتَلِمًا اَوْ لَمْ تَنْبُتْ عَانَتُهُ تُرِكَ .

☆☆ کثیر بن سائب بیان کرتے ہیں' بنوقریظہ سے تعلق رکھنے والے دوافراد نے مجھے یہ بات بتائی ہے' جنگ قریظہ کے موقع پر ان لوگوں کو پیش کیا گیا تو جولڑکا بالغ ہو چکا تھا جس کے زیر ناف بال اُگ چکے تھے' اسے قتل کر دیا گیا اور جو بالغ نہیں ہوا تھا یا جس کے زیر ناف بال نہیں اُگے تھے' اسے چھوڑ دیا گیا۔

3430 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَطِيَّةَ الْقُرَظِيِّ قَالَ كُنْتُ يَوْمَ حُكْمِ سَعْدٍ فِيْ بَنِيْ قُرَيْظَةَ غُلَامًا فَشَكُّوْا فِيَّ فَلَمْ يَجِدُوْنِيْ اَنْبَتُّ فَاسْتُبْقِيْتُ فَهَا اَنَا ذَا بَيْنَ اَظْهُرِكُمْ .

☆☆ عطیہ قرظی بیان کرتے ہیں' جس دن حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے بنوقریظہ کے بارے میں فیصلہ دیا تھا' اس دن میں کم سن لڑکا تھا' ان لوگوں کو میرے بالغ ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں شک ہوا' لیکن انہوں نے میرے زیر ناف بال اُگے ہوئے نہیں پائے' تو مجھے چھوڑ دیا گیا' اسی وجہ سے آج میں تمہارے درمیان موجود ہوں۔

3431 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنِيْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَرَضَهُ يَوْمَ اُحُدٍ وَّهُوَ ابْنُ اَرْبَعَ عَشْرَةَ سَنَةً فَلَمْ يُجِزْهُ وَعَرَضَهُ يَوْمَ الْخَنْدَقِ

3429-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (15661) .

3430-اخرجه ابو داؤد في الحدود، باب في الغلام يصيب الحد (الحديث 4404 و 4405) بنحوه . واخرجه النسائي في قطع السارق ، حد البلوغ و ذكر السن الذي اذا بلغها الرجل و المراة اقيم عليهما الحد(الحديث 4996) بنحوه . واخرجه الترمذي في السير، ما جاء في النزول على الحكم (الحديث 1584) بنحوه . و اخرجه ابنماجه في الحدود باب من لا يجب عليه الحد (الحديث 2541 و 2542) بنحوه . تحفة الاشراف (9904) .

3431-اخرجه البخاري في المغازي ، باب غزوة الخندق (الحديث 4097) . واخرجه ابو داؤد في الخراج و الامارة و الفيء (الحديث 2957)، و في الحدود ، باب في الغلام يصيب الحد (الحديث 3306) . تحفة الاشراف (8153) .

وَهُوَ ابْنُ خَمْسَ عَشْرَةَ سَنَةً فَاَجَازَهُ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' غزوہ اُحد کے موقع پر انہوں نے خود کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیا تھا اس وقت ان کی عمر چودہ برس تھی' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اجازت نہیں دی تھی' پھر انہوں نے غزوہ خندق کے موقع پر خود کو پیش کیا اس وقت وہ پندرہ برس کے ہو چکے تھے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اجازت دے دی۔

بَاب مَنْ لَا يَقَعُ طَلَاقُهُ مِنَ الْاَزْوَاجِ .

یہ باب ہے کہ کون سے شوہر کی طلاق واقع نہیں ہوتی ؟

3432 - اَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَآئِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "رُفِعَ الْقَلَمُ عَنْ ثَلَاثٍ عَنِ النَّائِمِ حَتّٰى يَسْتَيْقِظَ وَعَنِ الصَّغِيْرِ حَتّٰى يَكْبُرَ وَعَنِ الْمَجْنُوْنِ حَتّٰى يَعْقِلَ اَوْ يُفِيْقَ" .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتی ہیں:

تین طرح کے لوگوں سے قلم اُٹھا لیا گیا ہے: سویا ہوا شخص' یہاں تک کہ بیدار ہو جائے' نابالغ شخص' یہاں تک کہ بالغ ہو جائے' اور پاگل' یہاں تک کہ اُسے عقل آ جائے۔

(راوی کو شک ہے' شاید یہ الفاظ ہیں:) اُسے افاقہ ہو جائے۔

حالت نشہ کی طلاق میں فقہی مذاہب اربعہ

علامہ ابن ہمام حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ فقہاء کی اصطلاح میں شراب یا کوئی بھی نشہ آور چیز پی کر اس طرح بدمست ہو جائے کہ مرد و عورت کا امتیاز بھی باقی نہ رہے اور زمین آسمان کا فرق بھی نہ کر سکے۔۔ اگر شراب یا دوسری حرام چیزیں افیون، بھنگ وغیرہ کے پینے سے عقل زائل ہو جائے اور وہ شخص نشہ میں اپنی بیوی کو طلاق دے دے تو حنفیہ کے نزدیک طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ تابعین میں سے حضرت سعید بن المسیب، حضرت عطاء، حضرت حسن بصری، حضرت ابراہیم نخعی، حضرت ابن سیرین، حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہم وغیرھم کا یہی مسلک ہے۔ حضرت امام مالک علیہ الرحمہ، حضرت اوزاعی، اور ایک روایت کے مطابق امام احمد بن حنبل اور حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہم بھی اسی کے قائل ہیں۔۔ البتہ حضرت قاسم بن محمد، حضرت طاؤس، حضرت ربیعہ بن عبدالرحمٰن، حضرت لیث، حضرت زفر رحمۃ اللہ علیہم وغیرہ کہتے ہیں کہ ایسے شخص کی طلاق واقعہ نہیں ہوتی ہے، صحابہ کرام میں سے حضرت عثمان غنی اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم کا بھی یہی فتویٰ ہے۔ حنفیہ میں سے حضرت امام طحاوی اور حضرت امام کرخی کے نزدیک بھی ایسے شخص کی طلاق واقعہ نہیں ہوتی ہے۔ (فتح القدیر ج ۳، ص ۳۴۵، بیروت۔ البحر الرائق)

3432-اخرجه ابو داود في الحدود، باب في المجنون يسرق او يصيب حدًا (الحديث 4398). و اخرجه ابن ماجه في الطلاق، باب طلاق المعتوه و الصغير و النائم (الحديث 1041) تحفة الاشراف (15935) .

ہنسی مزاق کی طلاق کا بیان

ھازل وہ شخص ہے جو اپنی بات سے حقیقی معنی اور مفہوم مراد نہ لے۔ تو اگر کسی شخص نے ہنسی مزاق کے طور پر اپنی بیوی کو طلاق دے دی اور طلاق دینے کا معنی مراد نہ لیا ہو۔ تو بھی اس شخص کی طلاق واقع ہو جائے گی۔ کچھ لوگ سمجھتے ہیں کہ ہنسی مزاق کے طور پہ اپنی بیوی کو طلاق دینے سے طلاق واقع نہیں ہوتی ہے مگر یہ بلکل غلط ہے حدیث پاک میں ارشاد فرمایا گیا ہے کہ

ثلاث جدھن جد و ھزلھن جد ، النكاح والعتاق وال،طلاق ۔یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تین چیزیں ایسی ہیں جن کو ہنسی کے طور پر کرنا۔ اور واقعی طور پر کرنا دونوں برابر ہیں۔

(۱) نکاح (۲) عتاق یعنی غلام آزاد کرنا (۳) طلاق۔ حضرت ابو ہریرہ کی روایت میں یہ الفاظ منقول ہیں:

ثلاث جد ھن جد وھزلھن جد النكاح والطلاق والرجعة: یعنی تین چیزیں ایسی ہیں جن کو قصدا کہنا اور ہنسی مزاق کے طور پہ کہنا برابر ہے (۱) نکاح (۲) طلاق (۳) رجعت۔ (سنن ابو داود، کتاب طلاق)

ان تین چیزوں میں حکم شرعی یہ ہے کہ اس لفظ کے اصل معنی کے مطابق اثر ہو گا۔ دو مرد و عورت اگر بلا قصد ہنسی مزاق میں گواہوں کے سامنے نکاح کا ایجاب وقبول کر لیں تو نکاح منعقد ہو جائے گا۔ اسی طرح بلا قصد و نیت ہنسی مزاق میں صریح طور پر طلاق دے دیں تو طلاق واقع ہو جاتی ہے ایسے ہی اپنے کسی غلام کو ہنسی مزاق میں آزاد کر دے تو غلام آزاد ہو جائے گا ہنسی مزاق کو ئی عزر نہیں مانا جاتا۔

باب مَنْ طَلَّقَ فِيْ نَفْسِهِ ۔

یہ باب ہے کہ جو شخص دل میں طلاق دیدے

3433 - اَخْبَرَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْحَسَنِ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَلَّامٍ قَالَا حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - قَالَ "اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى تَجَاوَزَ عَنْ اُمَّتِيْ كُلَّ شَيْءٍ حَدَّثَتْ بِهِ اَنْفُسَهَا مَا لَمْ تَكَلَّمْ بِهِ اَوْ تَعْمَلْ" ۔

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''بے شک اللہ تعالیٰ نے میری اُمت کی ہر ایسی چیز سے درگزر کیا ہے' جو وہ دل میں سوچتے ہیں' جب تک وہ اس کے بارے میں کلام نہیں کرتے یا اس پر عمل نہیں کرتے''۔

3434 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اِدْرِيْسَ عَنْ مِسْعَرٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ زُرَارَةَ بْنِ اَوْفٰى عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ تَجَاوَزَ لِاُمَّتِيْ مَا وَسْوَسَتْ بِهِ

3433-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (14192) .

وَحَدَّثَتْ بِهِ اَنْفُسَهَا مَا لَمْ تَعْمَلْ اَوْ تَتَكَلَّمْ بِهٖ"۔

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

"بے شک اللہ تعالیٰ نے میری اُمت کے وسوسوں سے درگزر کیا ہے اور خیالات سے درگزر کیا ہے جب تک وہ اس پر عمل نہیں کرتے یا اس بارے میں کلام نہیں کرتے"۔

3435 - اَخْبَرَنِیْ مُوْسٰی بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ الْجُعْفِيُّ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ شَيْبَانَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ زُرَارَةَ بْنِ اَوْفٰی عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی تَجَاوَزَ لِاُمَّتِیْ عَمَّا حَدَّثَتْ بِهٖ اَنْفُسَهَا مَا لَمْ تَكَلَّمْ اَوْ تَعْمَلْ بِهٖ"۔

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"بے شک اللہ تعالیٰ نے میری اُمت کی ان چیزوں سے درگزر کیا ہے جو وہ سوچتے ہیں جب تک وہ (اس بارے میں) کلام نہیں کرتے یا اس پر عمل نہیں کرتے"۔

باب الطَّلَاقِ بِالْاِشَارَةِ الْمَفْهُوْمَةِ ۔

یہ باب ہے کہ ایسے اشارے کے ذریعے طلاق دینا جو سمجھ میں آ جائے

3436 - اَخْبَرَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا بَهْزٌ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَارٌ فَارِسِيٌّ طَيِّبُ الْمَرَقَةِ فَاَتٰی رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ وَّعِنْدَهٗ عَآئِشَةُ فَاَوْمَاَ اِلَيْهِ بِيَدِهٖ اَنْ تَعَالَ وَاَوْمَاَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰی عَآئِشَةَ اَیْ وَهٰذِهٖ فَاَوْمَاَ اِلَيْهِ الْاٰخَرُ هٰكَذَا بِيَدِهٖ اَنْ لَا مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلَاثًا ۔

☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ایرانی پڑوسی تھا جو سالن بہت اچھا بناتا تھا ایک دن وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اس وقت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھیں تو اس نے اپنے ہاتھ کے ذریعے اشارہ کیا

3434-اخرجه البخاري في العتق، باب الخطا و النسيان في العتاقة و الطلاق و نحوه (الحديث 2528)، و في النكاح، باب الطلاق في الاغلاق و الكره و السكران و المجنون و امرهما و الغلط و النسيان في الطلاق و الشرك وغيره (الحديث 5265)، و في الايمان و النذور، باب اذا حنث ناسيًا في الايمان (الحديث 6664) . و اخرجه مسلم في الايمان، باب تجاوز الله عن حديث النفس و الخواطر بالقلب اذا لم تستقر (الحديث 201 و 202) . و اخرجه ابو داؤد في الطلاق، باب في الوسوسة بالطلاق (الحديث 2209) . واخرجه الترمذي في الطلاق، باب ما جاء فيمن يحدث نفسه بطلاق امراته (الحديث 1183) . و اخرجه النسائي في الطلاق، باب من طلق في نفسه (الحديث 3435) . و اخرجه ابن ماجه في الطلاق، باب من طلق في نفسه و لم يتكلم به (الحديث 2040)، وباب طلاق المكره و الناسي (الحديث 2044) . تحفة الاشراف (12896) .

3435-تقدم (الحديث 3434) .

3436-اخرجه مسلم في الاشربة، باب ما يفعل الضيف اذا تبعه غير من دعاه صاحب الطعام و استحباب اذا صاحب الطعام للتابع (الحديث 139) . تحفة الاشراف (335) .

کہ آپ ﷺ آ جائیں' تو نبی اکرم ﷺ نے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف اشارہ کیا' یعنی یہ بھی آ جائے' تو اس نے آپ ﷺ کو جواب میں اشارہ کیا' کہ جی نہیں' ایسا دو مرتبہ یا شاید تین مرتبہ ہوا۔

باب الْكَلَامِ إِذَا قَصَدَ بِهِ فِيمَا يَحْتَمِلُ مَعْنَاهُ ۔

یہ باب ہے کہ جب کسی کلام کے ذریعے ایسا معنی مراد لیا جائے' جس معنی کا وہ کلام احتمال کرتا ہو

3437 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ وَّالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ اَخْبَرَنِىْ مَالِكٌ عَنْ يَّحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَقَّاصٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ - وَفِىْ حَدِيْثِ الْحَارِثِ اَنَّهٗ سَمِعَ عُمَرَ يَقُوْلُ - قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّةِ وَاِنَّمَا لِامْرِءٍ مَا نَوٰى فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهٗ اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فَهِجْرَتُهٗ اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهٗ لِدُنْيَا يُصِيْبُهَا اَوِ امْرَاَةٍ يَتَزَوَّجُهَا فَهِجْرَتُهٗ اِلٰى مَا هَاجَرَ اِلَيْهِ" ۔

☆☆ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:
''اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے اور ہر شخص کو وہی اجر ملے گا جو اس نے نیت کی ہوگی' جس شخص کی ہجرت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف ہوگی' اس کی ہجرت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف شمار ہوگی اور جس شخص کی ہجرت دنیاوی فائدے کے حصول کے لیے ہوگی' یا کسی عورت کے ساتھ شادی کرنے کے لیے ہوگی' تو اس کی ہجرت اُسی طرف شمار ہوگا' جس ہجرت کی (نیت کر کے اس نے) ہجرت کی تھی''۔

باب الْإِبَانَةِ وَالْإِفْصَاحِ بِالْكَلِمَةِ الْمَلْفُوْظِ بِهَا إِذَا قَصَدَ بِهَا لِمَا لَا يَحْتَمِلُ مَعْنَاهَا لَمْ تُوجِبْ شَيْئًا وَّلَمْ تُثْبِتْ حُكْمًا ۔

یہ باب ہے کہ ادا کیے جانے والے کلمے کو واضح اور فصیح کرنا' جب اس کے ذریعے وہ معنی مراد لیا جا رہا ہو' جس کا وہ لفظ احتمال نہ رکھتا ہو' تو یہ کسی بھی چیز کو واجب نہیں کرے گا اور کسی بھی حکم کو ثابت نہیں کرے گا

3438 - اَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ بَكَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَيَّاشٍ قَالَ حَدَّثَنِىْ شُعَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنِىْ اَبُو الزِّنَادِ مِمَّا حَدَّثَهٗ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ الْاَعْرَجُ مِمَّا ذَكَرَ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ "اُنْظُرُوْا كَيْفَ يَصْرِفُ اللّٰهُ عَنِّىْ شَتْمَ قُرَيْشٍ وَّلَعْنَهُمْ اِنَّهُمْ يَشْتِمُوْنَ مُذَمَّمًا وَّيَلْعَنُوْنَ مُذَمَّمًا وَّاَنَا مُحَمَّدٌ" ۔

3437-تقدم (الحديث 75) ۔

3438-انفرد به النسائي ۔ تحفة الاشراف (13782) ۔

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:
''تم لوگ جائزہ لو کہ اللہ تعالیٰ کس طرح قریش کے بُرا کہنے کو اور ان کے لعنت کرنے کو مجھ سے پھیر دیتا ہے' وہ لوگ بُرا کہتے ہوئے مذمم (جس کی مذمت کی جائے) کہتے ہیں اور لعنت کرتے ہوئے مذمم (جس کی مذمت کی جائے) کہتے ہیں' حالانکہ میں محمد (جس کی تعریف کی جائے) ہوں''۔

باب التَّوْقِيتِ فِي الْخِيَارِ .

یہ باب ہے کہ اختیار میں کوئی مدت متعین کرنا

3439 - اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَنْبَاَنَا يُوْنُسُ بْنُ يَزِيْدَ وَمُوْسٰى بْنُ عَلِيٍّ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ لَمَّا اُمِرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ بِتَخْيِيْرِ اَزْوَاجِهٖ بَدَاَ بِيْ فَقَالَ "اِنِّيْ ذَاكِرٌ لَكِ اَمْرًا فَلَا عَلَيْكِ اَنْ لَا تُعَجِّلِيْ حَتّٰى تَسْتَاْمِرِيْ اَبَوَيْكِ" . قَالَتْ قَدْ عَلِمَ اَنَّ اَبَوَايَ لَمْ يَكُوْنَا لِيَاْمُرَانِيْ بِفِرَاقِهٖ - قَالَتْ - ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْاٰيَةَ (يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا) اِلٰى قَوْلِهٖ (جَمِيْلًا) فَقُلْتُ اَفِيْ هٰذَا اَسْتَاْمِرُ اَبَوَيَّ فَاِنِّيْ اُرِيْدُ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ - قَالَتْ عَائِشَةُ - ثُمَّ فَعَلَ اَزْوَاجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ مَا فَعَلْتُ وَلَمْ يَكُنْ ذٰلِكَ حِيْنَ قَالَ لَهُنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاخْتَرْنَهٗ طَلَاقًا مِّنْ اَجْلِ اَنَّهُنَّ اخْتَرْنَهٗ .

☆☆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی ازواج کو اختیار دینے کا حکم دیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے میرے پاس تشریف لائے' آپ نے فرمایا: میں تمہارے سامنے ایک معاملہ ذکر کرنے لگا ہوں اور تم نے جلد بازی سے کام نہیں لینا' بلکہ پہلے اپنے ماں باپ سے مشورہ کر لینا۔

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات پتہ تھی کہ میرے والدین مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے علیحدگی اختیار کرنے کے بارے میں کبھی نہیں' کہیں گے۔ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت کی:

''اے نبی! تم اپنی بیویوں سے یہ کہہ دو کہ اگر تم لوگ دنیاوی زندگی چاہتی ہو' یہ آیت یہاں تک ہے: ''جمیلا''۔

میں نے عرض کی: کیا میں اس بارے میں اپنے ماں باپ سے مشورہ کروں' میں اللہ' اس کے رسول اور آخرت کے گھر کو چاہتی ہوں۔

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی باقی تمام ازواج نے بھی ویسا ہی کیا جو میں نے کیا تھا' جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یہ اختیار دیا تھا' انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار کر لیا تھا' تو یہ بات طلاق شمار نہیں ہوئی تھی' کیونکہ ان خواتین نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار کر لیا تھا۔

3440 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ ثَوْرٍ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ

3439-تقدم في النكاح، ما افترض الله عزوجل على رسوله عليه السلام و حرمه على خلقه ليزيده ان شاء الله قربة اليه (الحديث 3201) .

عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا نَزَلَتْ (اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ) دَخَلَ عَلَىَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَدَاَ بِىْ فَقَالَ "يَا عَائِشَةُ اِنِّىْ ذَاكِرٌ لَّكِ اَمْرًا فَلَا عَلَيْكِ اَنْ لَا تَعْجَلِىْ حَتّٰى تَسْتَاْمِرِىْ اَبَوَيْكِ" . قَالَتْ قَدْ عَلِمَ وَاللّٰهِ اَنَّ اَبَوَىَّ لَمْ يَكُوْنَا لِيَاْمُرَانِىْ بِفِرَاقِهٖ فَقَرَاَ عَلَىَّ (يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا) فَقُلْتُ اَفِىْ هٰذَا اَسْتَاْمِرُ اَبَوَىَّ فَاِنِّىْ اُرِيْدُ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ .

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ هٰذَا خَطَاٌ وَّالْاَوَّلُ اَوْلٰى بِالصَّوَابِ وَاللّٰهُ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى اَعْلَمُ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: جب یہ آیت نازل ہوئی:

"اگر تم اللہ اور اس کے رسول کو چاہتی ہو"۔

تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے میرے پاس آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اے عائشہ! میں تمہارے سامنے ایک معاملہ ذکر کرنے لگا ہوں' تم اس بارے میں جلد بازی سے کام نہ لینا اور پہلے اپنے ماں باپ سے مشورہ کر لینا۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: اللہ کی قسم! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ بات جانتے تھے کہ میرے ماں باپ مجھے کبھی بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے علیحدگی اختیار کرنے کی ہدایت نہیں کریں گے' پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سامنے یہ آیت تلاوت کی:

"اے نبی! تم اپنی بیویوں سے کہہ دو کہ اگر تم دنیاوی زندگی اور اس کی زیب و زینت چاہتی ہو"۔

تو میں نے عرض کی: کیا میں اس بارے میں اپنے ماں باپ سے مشورہ کروں گی' میں اللہ اور اس کے رسول کو چاہتی ہوں۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: یہ روایت غلط ہے' پہلی روایت درست ہونے کے زیادہ قریب ہے' باقی اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔

باب فِي الْمُخَيَّرَةِ تَخْتَارُ زَوْجَهَا .

یہ باب ہے کہ جس عورت کو اختیار دیا گیا ہو' اس کا اپنے شوہر کو اختیار کر لینا

3441 – اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى - هُوَ ابْنُ سَعِيْدٍ - عَنْ اِسْمَاعِيْلَ عَنْ عَامِرٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَيَّرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاخْتَرْنَاهُ فَهَلْ كَانَ طَلَاقًا

☆☆ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اختیار دیا تو ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار کر لیا' تو کیا یہ چیز طلاق شمار ہوئی تھی۔

3442 – اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَاصِمٍ قَالَ قَالَ الشَّعْبِيُّ

3440-اخرجه البخاري في التفسير، باب (وان كنتن تردن الله و رسوله و الدار الاخرة فان الله اعد للمحسنات منكن اجرًا عظيماً) (الحديث 4786م) تعليقاً . و اخرجه مسلم في الطلاق، باب في الايلاء و اعتزال النساء و تخييرهن و قوله تعالى (وان تظاهرا عليه) (الحديث 35) . و اخرجه ابن ماجه في الطلاق، باب الرجل يخير امراته (الحديث 2053) . تحفة الاشراف (16632) .

3441-تقدم في النكاح، ما افترض الله عزوجل على رسوله عليه السلام و حرمه على خلقه ليزيده ان شاء الله قربة اليه (الحديث 3203) .

عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ قَدْ خَيَّرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِسَائَهُ فَلَمْ يَكُنْ طَلَاقًا ۔

☆☆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج کو اختیار دیا تھا تو یہ چیز طلاق شمار نہیں ہوئی تھی۔

3443 – اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ صُدْرَانَ عَنْ خَالِدِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا اَشْعَثُ - وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ - عَنْ عَاصِمٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ قَدْ خَيَّرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِسَائَهُ فَلَمْ يَكُنْ طَلَاقًا ۔

☆☆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج کو اختیار دیا تھا' اور یہ چیز طلاق نہیں تھی۔

3444 – اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ اَبِى الضُّحٰى عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ قَدْ خَيَّرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِسَائَهُ اَفَكَانَ طَلَاقًا ۔

☆☆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج کو اختیار دیا تھا تو کیا یہ چیز طلاق تھی۔

3445 - اَخْبَرَنِىْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الضَّعِيْفُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ خَيَّرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاخْتَرْنَاهُ فَلَمْ يَعُدَّهَا عَلَيْنَا شَيْئًا ۔

☆☆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اختیار دیا' ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار کر لیا' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حوالے سے ہم پر کچھ شمار نہیں کیا (یعنی اسے طلاق شمار نہیں کیا)۔

باب خِيَارِ الْمَمْلُوْكَيْنِ يُعْتَقَانِ ۔

یہ باب ہے کہ غلام اور کنیز کو جب آزاد کر دیا جائے' تو ان کا اختیار

3446 – اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ مَسْعَدَةَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ مَوْهَبٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ كَانَ لِعَآئِشَةَ غُلَامٌ وَّجَارِيَةٌ قَالَتْ فَاَرَدْتُ اَنْ اُعْتِقَهُمَا فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "اِبْدَئِىْ بِالْغُلَامِ قَبْلَ الْجَارِيَةِ"

☆☆ قاسم بن محمد بیان کرتے ہیں' سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا ایک غلام اور ایک کنیز تھی (شاید وہ دونوں میاں بیوی تھے) سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نے ان دونوں کو آزاد کرنے کا ارادہ کیا' میں نے اس بات کا تذکرہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

3442-تقدم في النكاح، ما افترض الله عزوجل على رسوله عليه السلام و حرمه على خلقه ليزيده ان شاء الله قربة اليه (الحديث 3203) .

3443-تقدم في النكاح، ما افترض الله عزوجل على رسوله عليه السلام و حرمه على خلقه ليزيده ان شاء الله قربة اليه (الحديث 3203) .

3444-تقدم في النكاح، ما افترض الله عزوجل على رسوله عليه السلام و حرمه على خلقه ليزيده ان شاء الله قربة اليه (الحديث 3202) .

3445-تقدم في النكاح، ما افترض الله عزوجل على رسوله عليه السلام و حرمه على خلقه ليزيده ان شاء الله قربة اليه (الحديث 3202) .

3446-اخرجه ابو داؤد في الطلاق، باب في المملوكين يعتقان معًا هل تخير امراته (الحديث 2237) بنحوه . و اخرجه ابن ماجه في العتق، باب من اراد عتق رجل و امراته فليبدأ بالرجل (الحديث 2532) بنحوه . تحفة الاشراف (17534)

نے ارشاد فرمایا:

''کنیز سے پہلے غلام کو آزاد کر دینا''۔

باب خِيَارِ الْاَمَةِ .

یہ باب ہے کہ کنیز کو آزاد ہونے پر (علیحدگی کا) اختیار ہونا

3447 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ الْقَاسِمِ عَنْ مَّالِكٍ عَنْ رَّبِيعَةَ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ كَانَ فِىْ بَرِيْرَةَ ثَلَاثُ سُنَنٍ اِحْدَى السُّنَنِ اَنَّهَا اُعْتِقَتْ فَخُيِّرَتْ فِىْ زَوْجِهَا وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَلْوَلَاءُ لِمَنْ اَعْتَقَ" . وَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْبُرْمَةُ تَفُوْرُ بِلَحْمٍ فَقُرِّبَ اِلَيْهِ خُبْزٌ وَّاُدْمٌ مِّنْ اُدْمِ الْبَيْتِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَلَمْ اَرَ بُرْمَةً فِيْهَا لَحْمٌ" . فَقَالُوْا بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ذٰلِكَ لَحْمٌ تُصُدِّقَ بِهٖ عَلٰى بَرِيْرَةَ وَاَنْتَ لَا تَاْكُلُ الصَّدَقَةَ . فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "هُوَ عَلَيْهَا صَدَقَةٌ وَّهُوَ لَنَا هَدِيَّةٌ" .

☆☆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: بریرہ کے حوالے سے تین شرعی احکام کا علم حاصل ہوا' جب اُسے آزاد کیا گیا تو اس کے شوہر کے بارے میں اُسے اختیار دیا گیا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا: ولاء کا حق آزاد کرنے والے کو حاصل ہوتا ہے۔

ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں تشریف لائے' تو اس وقت ہنڈیا میں گوشت پک رہا تھا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں روٹی اور گھر کا سالن دیا گیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

میں نے تو ہنڈیا میں گوشت دیکھا تھا (وہ تم نے مجھے کھانے کے لیے کیوں نہیں دیا ہے؟) گھر والوں نے عرض کی: جی ہاں! یارسول اللہ! وہ گوشت ہے' لیکن وہ بریرہ کو صدقہ کے طور پر دیا گیا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم صدقہ نہیں کھاتے ہیں' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''وہ اس کے لیے صدقہ ہے' لیکن ہمارے لیے (اس کی طرف سے) ہدیہ ہوگا''۔

3448 - اَخْبَرَنِىْ مُحَمَّدُ بْنُ اٰدَمَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ اَبِيْهِ

3447-اخرجه البخاري في النكاح، باب الحرة تحت العبد (الحديث 5097)، و في الطلاق، باب لا يكون بيع الامة طلاقًا (الحديث 5279)، و في الاطعمة، باب الادم (الحديث 5430) . و اخرجه مسلم في العتق، باب انما الولاء لمن اعتق (الحديث 14) و الحديث عند: مسلم في الزكاة، باب اباحة الهدية للنبي صلى الله عليه وسلم و لبني هاشم و نبي المطلب و ان كان المهدي ملكها بطريق الصدقة و بيان ان الصدقة اذا قبضها المتصدق عليه زال عنها و صف الصدقة و حلت لكل احد ممن كانت الصدقة محرمة عليه (الحديث 173) . تحفة الاشراف (17449) .

3448-اخرجه مسلم في العتق، باب انما الولاء لمن اعتق (الحديث 10) . و الحديث عند: مسلم في الزكاة، باب اباحة الهابة اللنبي صلى الله عليه وسلم و لبني هاشم و بني المطلب و ان كان المهدي ملكها بطريق الصدقة و بيان ان الصدقة اذا قبضها المتصدق عليه زال عنها وصف الصدقة و حلت الكل احد ممن كانت الصدقة محرمة عليه (الحديث 172) . تحفة الاشراف (17528) .

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ فِي بَرِيرَةَ ثَلَاثُ قَضِيَّاتٍ أَرَادَ أَهْلُهَا أَنْ يَبِيعُوهَا وَيَشْتَرِطُوا الْوَلَاءَ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "اشْتَرِيهَا وَأَعْتِقِيهَا فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ" . وَأُعْتِقَتْ فَخَيَّرَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاخْتَارَتْ نَفْسَهَا وَكَانَ يُتَصَدَّقُ عَلَيْهَا فَتُهْدِي لَنَا مِنْهُ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "كُلُوهُ فَإِنَّهُ عَلَيْهَا صَدَقَةٌ وَهُوَ لَنَا هَدِيَّةٌ" .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: بریرہ کے حوالے سے تین احکام کا علم حاصل ہوا' اس کے مالکان نے اسے فروخت کرنے کا ارادہ کیا اور اس کی ولاء کی شرط رکھی' میں نے اس بات کا تذکرہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''تم اسے خرید کر آزاد کردو کیونکہ ولاء کا حق آزاد کرنے والے کو حاصل ہوتا ہے''۔

اُسے آزاد کیا گیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے اختیار دیا (کہ وہ اپنے شوہر سے علیحدگی اختیار کرسکتی ہے) تو اس نے اپنی ذات کو اختیار کرلیا۔

ایک مرتبہ اُسے کوئی چیز صدقہ کی گئی تو اس نے اس چیز میں سے کچھ ہمیں ہدیہ کے طور پر دیا' میں نے اس بات کا تذکرہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا' تو آپ نے ارشاد فرمایا:

''تم لوگ اسے کھالو' کیونکہ یہ چیز اُسے صدقے کے طور پر دی گئی تھی اور ہمارے لیے یہ ہدیے کے طور پر ہے''۔

باب خِيَارِ الْأَمَةِ تُعْتَقُ وَزَوْجُهَا حُرٌّ

یہ باب ہے کہ جب کسی کنیز کو آزاد کیا جائے اور اس کا شوہر آزاد شخص ہو' تو اُسے (شوہر سے علیحدگی کا) اختیار ہوتا ہے

3449 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتِ اشْتَرَيْتُ بَرِيرَةَ فَاشْتَرَطَ أَهْلُهَا وَلَاءَهَا فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "أَعْتِقِيهَا فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْطَى الْوَرِقَ" . قَالَتْ فَأَعْتَقْتُهَا فَدَعَاهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَيَّرَهَا مِنْ زَوْجِهَا فَقَالَتْ لَوْ أَعْطَانِي كَذَا وَكَذَا مَا أَقَمْتُ عِنْدَهُ . فَاخْتَارَتْ نَفْسَهَا وَكَانَ زَوْجُهَا حُرًّا .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نے بریرہ کو خرید لیا' اس کے مالکان نے اس کی ولاء کی شرط عائد کی' میں نے اس بات کا تذکرہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا' تو آپ نے ارشاد فرمایا:

تم اسے آزاد کردو' ولاء کا حق اُسے حاصل ہوگا' جس نے قیمت ادا کی ہے۔

3449-اخرجه البخاري في الفرائض، باب ميراث السائبة (الحديث 6754 و 6758) و اخرجه النسائي في البيوع، البيع يكون فيه الشرط الفاسد فيصح البيع و يبطل الشرط (الحديث 4656) . و الحديث عند: البخاري في العتق، باب بيع الولاء و هبته (الحديث 2536)، و باب اذا اسلم على يديه (الحديث 6758) . و الترمذي في البيوع، باب ما جاء في اشتراط الولاء و الزجر عن ذلك (الحديث 1256)، و في الولاء و الهبة، باب ما جاء ان الولاء لمن اعتق (الحديث 2125) . تحفة الاشراف (15992) .

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نے اُسے آزاد کر دیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بلایا اور اس کے شوہر کے بارے میں اسے اختیار دیا تو وہ بولی:

''اگر وہ مجھے اتنی اور اتنی رقم بھی دیدے تو بھی میں اس کے پاس نہیں ٹھہرنا چاہوں گی''۔

(سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:) اُس نے اپنی ذات کو اختیار کیا اور اس کا شوہر آزاد شخص تھا۔

3450 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا اَرَادَتْ اَنْ تَشْتَرِیَ بَرِيْرَةَ فَاشْتَرَطُوْا وَلَائَهَا فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "اشْتَرِيهَا وَاَعْتِقِيهَا فَاِنَّ الْوَلَاءَ لِمَنْ اَعْتَقَ" . وَاُتِیَ بِلَحْمٍ فَقِيْلَ اِنَّ هٰذَا مِمَّا تُصُدِّقَ بِهٖ عَلٰی بَرِيْرَةَ . فَقَالَ "هُوَ لَهَا صَدَقَةٌ وَّلَنَا هَدِيَّةٌ" . وَخَيَّرَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ زَوْجُهَا حُرًّا .

☆☆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: انہوں نے بریرہ کو خریدنے کا ارادہ کیا' تو اس کے مالکان نے اس کی ولاء کی شرط عائد کی' سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس بات کا تذکرہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تم اسے خرید کر آزاد کردو' کیونکہ ولاء کا حق آزاد کرنے والے کو حاصل ہوتا ہے''۔

ایک مرتبہ گوشت لایا گیا اور یہ کہا گیا: یہ وہ گوشت ہے' جو بریرہ کو صدقہ کے طور پر دیا گیا ہے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''یہ اس کے لیے صدقہ ہے اور ہمارے لیے ہدیہ ہے''۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بریرہ کے آزاد ہونے کے وقت اس کو شوہر سے علیحدگی کا اختیار دیا تھا' اس کا شوہر آزاد شخص تھا۔

باب خِيَارِ الْاَمَةِ تُعْتَقُ وَزَوْجُهَا مَمْلُوْكٌ .

یہ باب ہے کہ کنیز کو آزاد ہونے کے وقت اختیار دینا جبکہ اس کا شوہر غلام ہو

3451 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا جَرِيْرٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَاتَبَتْ بَرِيْرَةُ عَلٰی نَفْسِهَا بِتِسْعِ اَوَاقٍ فِیْ كُلِّ سَنَةٍ بِاُوْقِيَّةٍ فَاَتَتْ عَائِشَةَ تَسْتَعِيْنُهَا فَقَالَتْ لَا اِلَّا اَنْ يَّشَاؤُوْا اَنْ اَعُدَّهَا لَهُمْ عَدَّةً وَّاحِدَةً وَّيَكُوْنُ الْوَلَاءُ لِیْ . فَذَهَبَتْ بَرِيْرَةُ فَكَلَّمَتْ فِیْ ذٰلِكَ اَهْلَهَا فَاَبَوْا عَلَيْهَا اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ الْوَلَاءُ لَهُمْ فَجَائَتْ اِلٰی عَائِشَةَ وَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ ذٰلِكَ فَقَالَتْ لَهَا مَا قَالَ اَهْلُهَا فَقَالَتْ لَاهَا اللّٰهِ اِذًا اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ الْوَلَاءُ لِیْ . فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَا هٰذَا" . فَقَالَتْ يَا

3450-تقدم في الزكاة، اذا تحولت الصدقة (الحديث 2613) .

3451-اخرجه مسلم في العتق، باب انما الولاء لمن اعتق (الحديث 9) . و اخرجه ابو داؤد في الطلاق، باب في المملوكة تعتق و هي تحت حرا و عبد (الحديث 2233) مختصراً . و اخرجه الترمذي في الرضاع، باب ما جاء في المراة تعتق و لها زوج (الحديث 1154) مختصراً . و الحديث عند: البخاري في المكاتب، باب استعانة المكاتب و سواله الناس (الحديث 2563) . تحفة الاشراف (16770) .

رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ بَرِيْرَةَ اَتَتْنِيْ تَسْتَعِيْنُ بِيْ عَلٰى كِتَابَتِهَا فَقُلْتُ لَا اِلَّا اَنْ يَّشَاۗءُوْا اَنْ اَعُدَّهَا لَهُمْ عَدَّةً وَّاحِدَةً وَّيَكُوْنَ الْوَلَاۗءُ لِيْ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِاَهْلِهَا فَاَبَوْا عَلَيْهَا اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ الْوَلَاۗءُ لَهُمْ ۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "ابْتَاعِيْهَا وَاشْتَرِطِيْ لَهُمُ الْوَلَاۗءَ فَاِنَّ الْوَلَاۗءَ لِمَنْ اَعْتَقَ" ۔ ثُمَّ قَامَ فَخَطَبَ النَّاسَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ "مَا بَالُ اَقْوَامٍ يَّشْتَرِطُوْنَ شُرُوْطًا لَّيْسَتْ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ يَقُوْلُوْنَ اَعْتِقْ فُلَانًا وَّالْوَلَاۗءُ لِيْ كِتَابُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ اَحَقُّ وَشَرْطُ اللّٰهِ اَوْثَقُ وَكُلُّ شَرْطٍ لَّيْسَ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ فَهُوَ بَاطِلٌ وَّاِنْ كَانَ مِائَةَ شَرْطٍ" ۔ فَخَيَّرَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ زَوْجِهَا وَكَانَ عَبْدًا فَاخْتَارَتْ نَفْسَهَا ۔ قَالَ عُرْوَةُ فَلَوْ كَانَ حُرًّا مَّا خَيَّرَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔

☆☆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: بریرہ نے اپنی ذات کے بارے میں نو اوقیہ کے عوض میں کتابت کا معاہدہ کر لیا' جس میں سے ہر سال ایک اوقیہ ادا کرنا تھا' وہ اس سلسلے میں مدد لینے کے لیے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئی تو سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ایسے نہیں' اگر وہ چاہیں' تو میں انہیں تمام رقم ایک ساتھ ادا کر دیتی ہوں اور ولاء کا حق مجھے حاصل ہوگا۔ بریرہ گئی' اس نے اس بارے میں اپنے مالکان سے گفتگو کی تو انہوں نے اس کو تسلیم نہیں کیا اور یہ شرط رکھی کہ ولاء کا حق ان کے پاس رہے گا۔ بریرہ پھر سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آ گئی' اس وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف لے آئے' بریرہ نے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو بتایا: اس کے مالکان نے کیا' کہا ہے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: نہیں! پھر اس صورت میں نہیں' یہ سودا اسی وقت ہوگا' جب ولاء کا حق مجھے حاصل ہوگا۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: کیا معاملہ ہے؟ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: یارسول اللہ! بریرہ میرے پاس آئی تھی تاکہ اپنی کتابت کی رقم ادا کرنے کے لیے مجھ سے رقم لے' تو میں نے یہ کہا کہ نہیں! اگر وہ مالکان چاہیں' تو میں ان کو تمام رقم ایک ساتھ ادا کر دیتی ہوں' لیکن ولاء کا حق مجھے حاصل ہوگا' اس نے اس بات کا تذکرہ اپنے مالکان سے کیا' تو انہوں نے اس بات کو تسلیم نہیں کیا اور یہ شرط رکھی کہ ولاء کا حق انہیں ہی حاصل ہوگا۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تم اسے خرید کر ان کے لیے ولاء کی شرط رہنے دو' کیونکہ ولاء کا حق آزاد کرنے والے کو حاصل ہوتا ہے' پھر اس کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے' آپ نے لوگوں کو خطبہ دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کی' پھر آپ نے ارشاد فرمایا:

لوگوں کو کیا ہو گیا ہے' وہ ایسی شرائط عائد کر دیتے ہیں' جن کی اجازت اللہ کی کتاب میں نہیں ہے' وہ یہ کہتے ہیں: اے فلاں! تم آزاد کر دو اور ولاء کا حق مجھے حاصل ہوگا حالانکہ اللہ تعالیٰ کی کتاب (کا حکم) پورا کرنے کا سب سے زیادہ حقدار ہے اور اللہ تعالیٰ کی (طرف سے اجازت یافتہ) شرط سب سے زیادہ مضبوط ہوتی ہے' ہر وہ شرط جس کی اجازت اللہ کی کتاب میں نہ ہو' وہ باطل ہوگی' اگرچہ سو شرطیں عائد کی جائیں۔

پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بریرہ کے شوہر کے بارے میں اُسے اختیار دیا' وہ شخص غلام تھا تو بریرہ نے اپنی ذات کو اختیار کر لیا۔

عروہ کہتے ہیں: اگر وہ آزاد ہوتا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اُسے اختیار نہ دیتے۔

3452 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا الْمُغِيْرَةُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ رُوْمَانَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ زَوْجُ بَرِيْرَةَ عَبْدًا .

☆☆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: بریرہ کا شوہر غلام شخص تھا۔

3453 - اَخْبَرَنَا الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ دِيْنَارٍ قَالَ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَآئِشَةَ اَنَّهَا اشْتَرَتْ بَرِيْرَةَ مِنْ اُنَاسٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَاشْتَرَطُوا الْوَلَاءَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "الْوَلَاءُ لِمَنْ وَلِيَ النِّعْمَةَ" . وَخَيَّرَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ زَوْجُهَا عَبْدًا وَّاَهْدَتْ لِعَآئِشَةَ لَحْمًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَوْ صَنَعْتُمْ لَنَا مِنْ هٰذَا اللَّحْمِ" . قَالَتْ عَآئِشَةُ تُصُدِّقَ بِهِ عَلٰى بَرِيْرَةَ . فَقَالَ "هُوَ عَلَيْهَا صَدَقَةٌ وَّهُوَ لَنَا هَدِيَّةٌ" .

☆☆ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: انہوں نے بریرہ کو کچھ انصاریوں سے خرید لیا تو انہوں نے ولاء کی شرط عائد کی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ولاء کا حق اُسے حاصل ہوتا ہے جو ولی نعمت ہوتا ہے (یعنی جو آزاد کرتا ہے) پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بریرہ کو اختیار دیا' اس کا شوہر غلام تھا۔

ایک مرتبہ بریرہ نے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو کچھ گوشت تحفے کے طور پر دیا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
اگر تم لوگ مجھے بھی اس گوشت میں سے کچھ کھانے کے لیے دے دیتے (تو مناسب ہوتا) سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: یہ تو بریرہ کو صدقے کے طور پر دیا گیا تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ اُسے صدقے کے طور پر دیا گیا تھا' اور ہمارے لیے ہدیے کے طور پر ہوگا۔

3454 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اَبِيْ بُكَيْرٍ الْكَرْمَانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَآئِشَةَ - قَالَ وَكَانَ وَصِيَّ اَبِيْهِ قَالَ وَفَرِقْتُ اَنْ اَقُوْلَ سَمِعْتُهُ مِنْ اَبِيْكَ - قَالَتْ عَآئِشَةُ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَرِيْرَةَ وَاَرَدْتُ اَنْ اَشْتَرِيَهَا وَاَشْتَرِطَ الْوَلَاءَ

3452-اخرجه مسلم في العتق، باب انما الولاء لمن اعتق (الحديث 13) . تحفة الاشراف (17354) .

3453-اخرجه مسلم في العتق، باب انما الولاء لمن اعتق (الحديث 11) . و اخرجه ابو داؤد في الطلاق، باب في المملوكة تعتق و هي تحت حر او عبد (الحديث 2234) مختصراً . و الحديث عند: مسلم في الزكاة، باب اباحة الهدية للنبي صلى الله عليه وسلم و لبني هاشم و بني المطلب و ان كان المهدي ملكها بطريق الصدقة و بيان ان الصدقة اذا قبضها المتصدق عليه زال عنها و صف الصدقة و حلت لكل احد ممن كانت الصدقة محرمة عليه (الحديث 173) . تحفة الاشراف (17490) .

3454-اخرجه البخاري في الهبة، باب قبول الهدية (الحديث 2587) . و اخرجه مسلم في العتق، باب انما الولاء لمن اعتق (الحديث 12) و الحديث عند: مسلم في الزكاة، باب اباحة الهدية للنبي صلى الله عليه وسلم و لبني هاشم و بني المطلب و ان كان المهدي ملكها بطريق الصدقة و بيان ان الصدقة اذا قبضها المتصدق عليه زال عنها و صف الصدقة و حلت لكل احد ممن كانت الصدقة محرمة عليه (الحديث 173م) . و النسائي في البيوع، البيع يكون فيه الشرط الفاسد فيصح البيع و يبطل الشرط (الحديث 4657) . تحفة الاشراف (17491) .

لِاَهْلِهَا فَقَالَ "اشْتَرِيهَا فَإِنَّ الْوَلَاءَ لِمَنْ أَعْتَقَ" . قَالَ وَخُيِّرَتْ وَكَانَ زَوْجُهَا عَبْدًا ثُمَّ قَالَ بَعْدَ ذٰلِكَ مَا أَدْرِي وَأُتِيَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلَحْمٍ . فَقَالُوا هٰذَا مِمَّا تُصُدِّقَ بِهِ عَلٰى بَرِيرَةَ .
قَالَ "هُوَ لَهَا صَدَقَةٌ وَلَنَا هَدِيَّةٌ" .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بریرہ کے بارے میں دریافت کیا: میں اُسے خریدنا چاہ رہی تھی' لیکن شرط یہ رکھی گئی تھی کہ اس کی ولاء کا حق اس کے مالکان کو حاصل ہوگا۔
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اسے خرید لو' کیونکہ ولاء کا حق آزاد کرنے والے کو حاصل ہوتا ہے۔
راوی بیان کرتے ہیں: بریرہ کو اختیار دیا گیا تھا' ان کا شوہر غلام تھا' اس کے بعد روایت کے الفاظ کے بارے میں مجھے علم نہیں ہے (روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں:)
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گوشت پیش کیا گیا تو لوگوں نے عرض کی: یہ وہ گوشت ہے' جو بریرہ کو صدقے کے طور پر دیا گیا تھا' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
''یہ اس کے لیے صدقہ ہے اور ہمارے لیے ہدیہ ہے''۔

بابُ الْإِيلَاءِ .

یہ باب ایلاء کے بیان میں ہے

ایلاء کا فقہی مفہوم

ایلاء "آلا یَألُو" سے باب افعال ہے۔ "آلا یَألُو" کا اصل لغوی مفہوم کسی امر میں کوتاہی اور کمی کرنا ہے اور "ایلاء" ایلاء کے لغوی معنی یہ ہیں کہ قسم (یمین) کے ہیں خواہ کسی بھی بات پر قسم کھائی جائے۔ جبکہ اصطلاحی معنی یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی بیوی سے مطلق طور پر یا ہمیشہ کے لیے یا چار مہینہ اور اس سے زیادہ مدت کے لیے صحبت نہ کرنے کی قسم کھالے، اسی طرح بیوی سے صحبت کرنے کی صورت میں کوئی ایسی چیز اپنے اوپر لازم کرلے جس کی ادائیگی ایک گونہ دشوار اور مشکل ہو مثلاً یہ کہے کہ اگر میں تجھ سے صحبت کرلوں تو مجھ پر حج یا روزہ وغیرہ واجب ہو جائے تو بھی ایلاء ہی شمار ہوگا۔ (فقہ اسلامی وادلہ، ج۹، ص۵۰۳)
ایلاء کا لغوی معنی ہے: قسم کھانا اور اصطلاح شرع میں اس کا معنی ہے: مدت مخصوصہ تک اپنی منکوحہ سے جماع نہ کرنے کی قسم کھانا اور زیادہ صحیح تعریف یہ ہے کہ اپنی منکوحہ سے چار مہینے تک جماع نہ کرنے کی قسم کھانا۔

مدت ایلاء گزرنے کے بعد وقوع طلاق میں مذاہب اربعہ

حضرت سلیمان ابن یسار تابعی کہتے ہیں کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دس بلکہ اس سے بھی زیادہ صحابیوں کو پایا ہے وہ سب یہ فرمایا کرتے تھے کہ ایلاء کرنے والے کو ٹھہرایا جائے (شرح السنہ مشکوۃ المصابیح، جلد سوم: رقم الحدیث، 496)
ایلاء اس کو کہتے ہیں کہ کوئی مرد یہ قسم کھائے کہ میں چار مہینہ یا اس سے زائد مثلاً پانچ مہینہ یا چھ مہینہ) تک اپنی بیوی سے جماع

نہیں کروں گا لہٰذا اگر اس مرد نے اپنی بیوی سے جماع نہیں کیا یہاں تک کہ چار مہینے گزر گئے تو اس صورت میں اکثر صحابہ کے قول کے مطابق اس مرد کی بیوی پر محض چار مہینے گزر جانے سے طلاق نہیں پڑے گی بلکہ ایلاء کرنے والے کو ٹھہرایا جائیگا یعنی حاکم وقاضی اس کو محبوس کرے گا اور اس سے یہ کہے گا کہ یا تو اپنی عورت سے رجوع کر دیعنی اس سے جماع کرلو اور اپنی قسم پوری نہ کرنے کا کفارہ دو یا اپنی بیوی کو طلاق دیدو۔ چنانچہ حضرت امام مالک علیہ الرحمہ حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد کا مسلک یہی ہے نیز حضرت امام شافعی یہ فرماتے ہیں کہ اگر وہ مرد حاکم وقاضی کی اس بات پر عمل نہ کرے یعنی نہ تو عورت سے رجوع کرے اور نہ طلاق دے تو حاکم کو اختیار ہے کہ وہ اس کی بیوی کو طلاق دیدے۔ اور حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کا مسلک یہ ہے کہ اس صورت میں اگر اس مرد نے چار مہینے کے اندر اپنی بیوی سے جماع کرلیا تو اس کا ایلاء ساقط ہو جائیگا۔ مگر اس پر قسم پوری نہ کرنے کا کفارہ لازم آئے گا اور اگر اس نے جماع نہ کیا یہاں تک کہ چار مہینے گزر گئے تو اس کی بیوی پر ایک طلاق بائن پڑ جائے گی ایلاء کے دیگر مسائل اور اس کی تفصیل فقہ کی کتابوں میں دیکھی جاسکتی ہے۔

علامہ ابن قدامہ مقدسی حنبلی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔" امام نخعی اور قتادہ اور حماد، ور ابن ابی لیلی اور اسحاق کا قول ہے کہ جس نے بھی قلیل یا اکثر وقت میں وطئی نہ کرنے کی قسم اٹھائی، اور اسے چار ماہ تک چھوڑ دیا تو اس نے ایلاء کیا ہے کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے: (ان لوگوں کے لیے جو اپنی بیویوں سے ایلاء کرتے ہیں وہ چار ماہ تک انتظار کریں)، اور یہ شخص ایلاء کرنے والا ہے؛ کیونکہ ایلاء حلف ہے اور اس نے قسم اٹھائی ہے۔(المغنی (7/415).

ایلاء کے حکم کا بیان

علامہ ابن محمود البابرتی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ ایلاء کا حکم یہ ہے کہ اگر وہ شخص اس عورت سے چار ماہ تک صحبت نہ کرے تو چار ماہ بعد خود بخود طلاق بائن پڑ جائے گی اور اگر چار ماہ کے اندر صحبت کرلے تو قسم کا کفارہ دینا پڑیگا۔

(عنایہ شرح الہدایہ، ج ۵، ص ۲۴۴، بیروت)

علامہ مرغینانی حنفی لکھتے ہیں: جب کوئی شخص اپنی بیوی سے یہ کہے کہ اللہ کی قسم! میں تم سے مقاربت نہیں کروں گا یا کہے: اللہ کی قسم! میں تم سے چار مہینے مقاربت نہیں کروں گا تو وہ ایلاء کرنے والا ہے کیونکہ قرآن مجید میں ہے: جو لوگ اپنی عورتوں سے مباشرت نہ کرنے کی قسم کھالیتے ہیں ان کے لیے چار مہینے کی مہلت ہے اگر انہوں نے (اس مدت میں) رجوع کرلیا تو بے شک اللہ بہت بخشنے والا بڑا بردبار ہے اور اگر انہوں نے طلاق ہی کا ارادہ کرلیا ہے تو بے شک اللہ خوب سننے والا بہت جاننے والا ہے۔

(البقرہ: ۲۲۷_۲۲۶)

اگر اس نے چار مہینے کے اندر اپنی بیوی سے مباشرت کرلی تو اس کی قسم ٹوٹ جائے گی اور اس پر کفارہ لازم ہوگا اور ایلاء ساقط ہوجائے گا اور اگر اس نے چار مہینے اپنی بیوی سے مقاربت نہیں کی تو اس کی بیوی پر از خود طلاق بائنہ واقع ہوجائے گی۔

امام شافعی نے کہا: کہ قاضی کے تفریق کرنے سے طلاق بائنہ واقع ہوگی جیسا کہ مقطوع الالہ اور نامرد کے مسئلہ میں قاضی کی تفریق سے طلاق بائنہ واقع ہوتی ہے۔ ہماری دلیل یہ ہے کہ اس نے عورت کے حق کو اس سے سلب کر کے اس پر ظلم کیا ہے اس لیے

شریعت نے اس کو یہ سزادی ہے کہ اس مدت کے پوری ہونے پر نکاح کی نعمت اس سے زائل ہو جائے گی۔ حضرت عثمان حضرت علی حضرت عبداللہ بن مسعود حضرت عبداللہ بن عمر حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے اسی طرح منقول ہے اور ان کی اقتداء کرنی ہمارے لیے کافی ہے اور اس لیے کہ زمانہ جاہلیت میں قسم کھاتے ہی فوراً طلاق واقع ہو جاتی تھی اور شریعت اسلامیہ نے وقوع طلاق کے لیے مدت پوری ہونے کی حد مقرر کر دی۔

اگر اس نے چار ماہ تک مقاربت نہ کرنے کی قسم کھائی تھی تو چار ماہ کے بعد قسم ساقط ہو جائے گی اور اگر اس نے یہ قسم کھائی تھی کہ میں کبھی بھی اس سے مقاربت نہیں کروں گا تو چار ماہ بعد اس کی بیوی کو طلاق بائنہ ہو جائے گی اور قسم باقی رہے گی پھر اگر اس نے اس سے دوبارہ نکاح کر لیا اور اس کے بعد مقاربت کر لی تو فبہا اور اسے اس قسم کے توڑنے کا کفارہ دینا ہوگا اور اگر اس نے پھر چار ماہ تک مقاربت نہیں کی تو اس کی بیوی پر دوبارہ طلاق بائنہ پڑ جائے گی اور اگر اس نے اس سے پھر تیسری بار نکاح کر لیا تو پھر اسی طرح ہوگا یعنی اگر اس نے مقاربت کر لی تو فبہا ورنہ چار ماہ بعد پھر اس کی بیوی پر طلاق بائنہ پڑ جائے گی اور اس کے بعد حلالہ شرعیہ کے بغیر وہ اس سے چوتھی بار نکاح نہیں کر سکتا اور چوتھی بار نکاح کرنے کے بعد پھر اسی طرح ہوگا۔

اگر اس نے چار ماہ سے کم کی قسم کھائی ہے تو یہ ایلاء نہیں ہے کیونکہ حضرت ابن عباس نے فرمایا: چار ماہ سے کم میں ایلاء نہیں ہے کیونکہ جس شخص نے ایک ماہ مقاربت نہ کرنے کی قسم کھائی اور پھر چار ماہ تک مقاربت نہیں کی تو بقیہ تین ماہ کے عرصہ میں اس نے بغیر قسم کے مقاربت نہیں کی اور جو بغیر قسم کے تین ماہ بلکہ اس سے زائد عرصہ تک بھی مقاربت نہ کرے تو اس سے طلاق واقع نہیں ہوتی۔ (ہدایہ اولین ص ۴۰۲-۴۰۱ مطبوعہ شرکۃ علمیہ ملتان)

علامہ المرغینانی نے امام شافعی کا جو یہ مذہب نقل کیا ہے کہ چار ماہ کی مدت گزرنے کے بعد قاضی کی تفریق سے طلاق بائن ہوگی یہ نقل صحیح نہیں ہے بلکہ امام شافعی کا مذہب یہ ہے کہ مدت گزرنے کے بعد شوہر کو اختیار ہے چاہے تو رجوع کر لے اور چاہے تو طلاق دے دے۔

ایلاء کے بعد وقوع طلاق میں ائمہ ثلاثہ کا مذہب اور دلائل اور فقہاء احناف کی طرف سے جوابات:

علامہ ماوردی شافعی لکھتے ہیں: چار ماہ گزرنے کے بعد وقوع طلاق کے متعلق دو قول ہیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت ابن زید رضی اللہ عنہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ اس مدت کے گزرنے کے بعد طلاق بائنہ واقع ہو جاتی ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا دوسرا قول اور ایک روایت میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا دوسرا قول یہ ہے کہ چار ماہ گزرنے کے بعد شوہر کو اختیار ہے خواہ رجوع کرے خواہ طلاق دے دے امام شافعی اور اہل مدینہ کا یہی مذہب ہے۔

(النکت والعیون ج ا ص ۲۹۰-۲۸۹ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

علامہ ابن جوزی حنبلی نے بھی مؤخر الذکر قول نقل کیا ہے۔ اس کے بعد لکھتے ہیں: ابو صالح نے بیان کیا کہ بارہ صحابہ سے یہی (مؤخر الذکر) قول منقول ہے اور امام مالک امام احمد اور امام شافعی کا یہی مذہب ہے۔ اور دوسرا قول یہ ہے کہ چار ماہ گزرنے کے بعد

ازخود طلاق واقع ہو جائے گی اور یہ طلاق بائن ہو گی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور حضرت قبیصہ بن ذویب رضی اللہ عنہ سے یہی منقول ہے۔

(زادالمسیر ج ا ص ۲۵۷ مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۴۰۷ھ)

قاضی ابوبکر ابن العربی مالکی لکھتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: (آیت) وان عزموا الطلاق۔ (البقرہ: ۲۲۷) پس اگر وہ طلاق کا ارادہ کریں اس میں یہ دلیل ہے کہ مدت گزرنے سے ازخود طلاق واقع نہیں ہوتی بلکہ طلاق اس وقت واقع ہو گی جب شوہر طلاق دینے کا قصد کرے گا امام ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب نے یہ کہا ہے کہ چار ماہ تک اس کا رجوع نہ کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ اس کا عزم طلاق ہے ہمارے علماء نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ چار ماہ تک رجوع نہ کرنا اس کا ماضی ہے اور ماضی پر عزم کرنا محال ہے اور اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ چار ماہ گزرنے کے بعد اگر وہ طلاق کا عزم کریں اس سے معلوم ہوا کہ چار ماہ گزرنے کے بعد اس کے طلاق دینے سے طلاق واقع ہو گی۔ (احکام القرآن ج ا ص ۲۴۷ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۸ھ)

قاضی ابوبکر ابن العربی کا یہ استدلال درست نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے اگر وہ طلاق کا عزم کریں یہ نہیں فرمایا کہ وہ زبان سے طلاق دیں جب کہ ائمہ ثلاثہ کا یہ مذہب ہے کہ شوہر جب زبان سے طلاق دے گا تو طلاق واقع ہو گی اور قرآن مجید میں زبان سے طلاق دینے کا ذکر نہیں ہے بلکہ طلاق کے عزم کا ذکر ہے اور اس کا چار ماہ تک رجوع نہ کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ اس عزم کا ذکر ہے اور اس کا چار ماہ تک رجوع نہ کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ اس کا عزم طلاق دینا تھا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا: پس اگر وہ طلاق کا عزم کریں اس کا معنی یہ نہیں ہے کہ اس مدت کے بعد وہ عزم کریں بلکہ اس کا معنی ہے: اگر وہ طلاق کے عزم پر مستمر اور برقرار رہیں تو اللہ تعالیٰ خوب سننے والا ہے بہت جاننے والا ہے یعنی ان کے دل کی بات کو سننے والا ہے اور ان کی نیت کو جاننے والا ہے سننے کا تعلق صرف کلام لفظی سے نہیں ہوتا بلکہ کلام نفسی سے بھی ہوتا ہے۔

3455 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَكَمِ الْبَصْرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ يَعْفُوْرٍ عَنْ اَبِي الضُّحٰى قَالَ تَذَاكَرْنَا الشَّهْرَ عِنْدَهٗ فَقَالَ بَعْضُنَا ثَلَاثِيْنَ . وَقَالَ بَعْضُنَا تِسْعًا وَّعِشْرِيْنَ . فَقَالَ اَبُو الضُّحٰى حَدَّثَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ اَصْبَحْنَا يَوْمًا وَّنِسَاءُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبْكِيْنَ عِنْدَ كُلِّ امْرَاَةٍ مِّنْهُنَّ اَهْلُهَا فَدَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَاِذَا هُوَ مَلْآنُ مِنَ النَّاسِ - قَالَ - فَجَآءَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَصَعِدَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِيْ عُلِّيَّةٍ لَّهٗ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَلَمْ يُجِبْهُ اَحَدٌ ثُمَّ سَلَّمَ فَلَمْ يُجِبْهُ اَحَدٌ ثُمَّ سَلَّمَ فَلَمْ يُجِبْهُ اَحَدٌ فَرَجَعَ فَنَادٰى بِلَالًا فَدَخَلَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَطَلَّقْتَ نِسَائَكَ فَقَالَ "لَا وَلٰكِنِّي اٰلَيْتُ مِنْهُنَّ شَهْرًا" . فَمَكَثَ تِسْعًا وَّعِشْرِيْنَ ثُمَّ نَزَلَ فَدَخَلَ عَلٰى نِسَائِهٖ .

☆☆ ابویعفور بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ شیخ ابوضحیٰ کے سامنے ہمارے درمیان مہینے کے بارے میں بحث ہو گئی' بعض حضرات کا یہ کہنا تھا کہ مہینہ تیس دن کا ہوتا ہے' بعض کا یہ کہنا تھا: انتیس دن کا ہوتا ہے۔ تو شیخ ابوضحیٰ نے کہا: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

3455-اخرجه البخاري في النكاح، باب هجرة النبي صلى الله عليه وسلم نساء ه في غير بيوتهن (الحديث 5203) مختصراً . تحفة الاشراف (6455) .

نے ہمیں یہ حدیث سنائی ہے ایک مرتبہ دن کے وقت (ہم نے دیکھا) نبی اکرم ﷺ کی ازواج رو رہی ہیں اور ہر زوجہ محترمہ کے پاس ان کے گھر والے (یعنی میکے والے) موجود ہیں میں مسجد میں آیا تو وہاں بہت سے لوگ جمع تھے پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں جانے کے لیے آگے ہوئے۔

نبی اکرم ﷺ اس وقت اپنے بالا خانے میں آرام فرما تھے۔ انہوں نے (اندر جانے کی اجازت مانگنے کے لیے) سلام کیا لیکن کوئی جواب نہیں آیا انہوں نے پھر سلام کیا پھر کوئی جواب نہیں آیا انہوں نے پھر سلام کیا پھر کوئی جواب نہیں آیا وہ وہاں سے واپس آئے اور انہوں نے بلند آواز میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو پکارا (حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ سے اجازت مانگی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اجازت مل گئی) تو وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دریافت کیا: آپ ﷺ نے اپنی ازواج کو طلاق دے دی ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جی نہیں! میں نے ان کے ساتھ ایک ماہ کے لیے ایلاء کیا ہے پھر انتیس دن گزرنے کے بعد نبی اکرم ﷺ اس بالا خانہ سے نیچے تشریف لائے اور اپنی ازواج کے پاس تشریف لے گئے۔

3456 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ اَنَسٍ قَالَ اٰلَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ نِسَائِهٖ شَهْرًا فِيْ مَشْرَبَةٍ لَّهٗ فَمَكَثَ تِسْعًا وَّعِشْرِيْنَ لَيْلَةً ثُمَّ نَزَلَ فَقِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَيْسَ اٰلَيْتَ عَلٰى شَهْرٍ قَالَ "اَلشَّهْرُ تِسْعٌ وَّعِشْرُوْنَ".

☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے اپنی ازواج کے ساتھ ایک ماہ کے لیے ایلاء کیا اور آپ ﷺ اپنے بالا خانے میں مقیم رہے آپ نے وہاں انتیس دن قیام کیا پھر آپ بالا خانے سے نیچے اترے پھر آپ ﷺ کی خدمت میں عرض کی گئی: یا رسول اللہ! کیا آپ نے ایک ماہ کے لیے ایلاء نہیں کیا تھا؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''مہینہ (بعض اوقات) انتیس دن کا بھی ہوتا ہے''۔

شرح

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جس زمانہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیویوں سے ایک مہینہ کی علیحدگی اختیار کئے ہوئے مکان میں گوشہ نشین تھے تو ایک دن حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت کے طلب گار ہوئے انہوں نے دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازہ پر لوگ جمع ہیں۔ اور کسی کو حاضر ہونے کی اجازت نہیں مل رہی مگر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اجازت مل گئی اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں چلے گئے پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے حاضر ہونے کی اجازت مانگی ان کو بھی اجازت مل گئی چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حالت میں پایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اردگرد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں بیٹھی ہوئی تھیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت غمگین اور خاموش تھے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ صورت حال دیکھ کر اپنے دل میں کہا کہ اس وقت مجھے کوئی

3456- انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (643) .

ایسی بات کہنی چاہئے۔ جس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑیں، چنانچہ انہوں کہا کہ "یارسول اللہ! اگر آپ دیکھیں کہ خارجہ کی بیٹی یعنی میری بیوی مجھ سے روٹی پانی کا خرچ معمول سے زیادہ طلب کرے تو میں کھڑا ہو کر اس کی گردن پر مار لگاؤں۔ حضرت عمر نے یہ بات کچھ اس انداز سے کہی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے اور پھر فرمایا کہ یہ میری عورتیں جنہیں تم میرے اردگرد بیٹھی دیکھ رہے مجھ سے معمول سے زیادہ خرچ مانگ رہی ہیں یہ سنتے ہی حضرت ابوبکر کھڑے ہوئے اور اپنی صاحبزادی حضرت عائشہ کی گردن پر مارنے لگے، اسی طرح حضرت عمر بھی کھڑے ہوئے اور وہ بھی اپنی صاحبزادی حضرت حفصہ کی گردن پر مارنے لگے اور پھر ان دونوں یعنی حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ کیا تم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس چیز کا مطالبہ کر رہی ہو جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود نہیں ہے یعنی یہ بات کتنی غیر مناسب ہے کہ تم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مالی حالت جانتی ہو اور اس کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اتنے خرچ کا مطالبہ کرتی ہو جس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پورا کرنے پر قادر نہیں ہیں کیا تمہارا یہ مطالبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پریشانی میں مبتلا کرنے کے مترادف نہیں ہے ان عورتوں نے کہا کہ بے شک ہم نے بے جا مطالبہ کیا تھا جس پر ہم نادم ہیں اور آئندہ کے لئے ہم عہد کرتی ہیں کہ اللہ کی قسم اب ہم کبھی بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس چیز کا مطالبہ نہیں کریں گی جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نہ ہو۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چونکہ علیحدگی کی قسم کھالی تھی اس لئے اس قسم کو پورا کرنے کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مہینہ تک یا انتیس دن تک اپنی بیویوں سے علیحدہ رہے (اس جگہ حدیث کے کسی راوی کو شک ہوا کہ حضرت جابر نے یہاں ایک مہینہ کہا تھا یا انتیس دن کہا تھا) پھر یہ آیات۔ (يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَاُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا 28 وَاِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَه وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِيْمًا ، الاحزاب: 28۔29)۔ تک نازل ہوئی حضرت جابر کہتے ہیں کہ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا رابطہ قائم کیا کیونکہ تمام ازواج مطہرات میں وہی سب سے زیادہ عقل مند اور افضل تھیں۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ عائشہ میں تمہارے سامنے ایک بات پیش کرنا چاہتا ہوں لیکن ساتھ ہی میں یہ بھی چاہتا ہوں کہ تم اس کا جواب دینے میں جلدی نہ کرو بلکہ اس کے بارے میں اپنے والدین سے مشورہ کرلو۔ حضرت عائشہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! فرمائیے وہ کیا بات ہے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سامنے مذکورہ بالا آیت پڑھی۔

حضرت عائشہ نے یہ آیت سن کر کہا کہ یارسول اللہ! کیا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معاملہ میں اپنے والدین سے مشورہ لوں یعنی مشورہ تو اس معاملہ میں کیا جاتا ہے جس میں کوئی تردد ہو جب کہ اس معاملہ میں مجھے کوئی تردد نہیں ہے۔ بلکہ میں اللہ اور اللہ کے رسول اور آخرت کے گھر کو اختیار کر لیا یعنی میں اس معاملہ میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی وخواہش کے سامنے سر تسلیم خم کرتی ہوں کہ اسی میں میرے لئے دنیا کی بھی بھلائی ہے اور آخرت کی کامیابی بھی ہے مگر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ درخواست کرتی ہوں کہ اس وقت میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو کچھ عرض کیا ہے اس کا ذکر اپنی کسی اور بیوی سے نہ کریں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ بات ممکن نہیں ہے کیونکہ اگر کوئی بیوی مجھ سے یہ پوچھے گی تو میں اس کے سامنے ضرور ذکر کروں گا،

اللہ تعالیٰ نے مجھے اس لئے نہیں بھیجا ہے کہ میں کسی کو رنج پہنچاؤں یا کسی کو خواہ مخواہ تکلیف میں مبتلا کروں بلکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس لئے بھیجا ہے کہ میں مخلوق اللہ کو دین کے احکام سکھاؤں اور آسانی (یعنی دینی دنیوی راحت) سے ہمکنار کروں۔

(مسلم، مشکوٰۃ المصابیح، جلد سوم: رقم الحدیث، 451)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حال میں پایا الخ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ واقعہ پردہ واجب ہونے سے پہلے کا ہے کیونکہ اگر پردہ واجب ہو چکا ہوتا تو نہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس طرح زنانہ خانہ میں عورتوں کے سامنے جاتے اور نہ عورتیں ان کے سامنے ہوتیں۔ "جس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑیں" اس سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مقصد یہ تھا کہ میں کوئی دلچسپ بات کہہ دوں جس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا غم وملال زائل ہو جائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہو جائیں اس سے معلوم ہوا کہ یہ مستحب ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے کسی دوست وعزیز کو غمگین دیکھے تو وہ اس کے سامنے کوئی بات ذکر کرے جس سے وہ ہنس پڑے اور خوش ہو جائے اور خود بھی اس بات میں شریک ہو کر اپنا رنج وغم بھول جائے چنانچہ منقول ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے کسی صحابی کو غمگین دیکھتے تو اس کو خوش طبعی اور ہنسی مذاق کے ذریعہ خوش کر دیتے تھے۔ حدیث میں جس آیت کا ذکر کیا گیا ہے وہ پوری یوں ہے ایت (يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَاُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا 28 وَاِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَه وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِيْمًا ، الاحزاب:28-29)۔ اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم! آپ اپنی بیویوں سے کہہ دیجئے کہ (میں نے تو فقر کو اختیار کیا ہے) اگر تم میرے فقر پر راضی نہیں ہو بلکہ دنیا کی آرام دہ زندگی اور اس کی زینت وآرائش کی خواستگار ہو تو مجھے بتا دو اور آؤ میں تمہیں کچھ مال دوں اور اچھی طرح رخصت کر دوں (یعنی ہمیشہ کے لئے تم سے علیحدگی اختیار کر لوں) اور اگر تم میرے فقر پر راضی ہو اور یہ چاہتی ہو کہ تمہیں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رضامندی حاصل ہو اور جنت تمہارا ٹھکانا بنے تو سن لو کہ تم میں جو نیکوکاری کرنے والی ہیں ان کے لئے اللہ نے اجر عظیم تیار کر رکھا ہے (یعنی تمہاری اس مشقت کے عوض جو تمہیں میری فقر وفاقہ کی زندگی کی رفیق بننے میں اٹھانی پڑے گی اللہ تعالیٰ تمہیں بے اندازہ اجر وثواب عطا کرے گا۔ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں میں سب سے پہلے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا رابطہ قائم کیا اور ان کے سامنے اس آسمانی ہدایت کو رکھنے سے پہلے ان پر واضح کر دیا کہ میں تمہارے سامنے جو ہدایت وضابطہ رکھنے والا ہوں میں چاہتا ہوں کہ اس کے بارے میں کوئی فیصلہ کرنے سے پہلے اپنے والدین سے مشورہ کا حکم اس لئے دیا کہ حضرت عائشہ اگرچہ سب سے زیادہ سمجھدار اور عقل مند تھیں مگر بہرحال صغیر السن تھیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خوف تھا کہ کہیں عائشہ کم عمری کے جذبات میں نہ بہہ جائیں۔

اور وہ دنیا کی عیش وعشرت کی خاطر مجھے چھوڑ کر آخرت کی ابدی سعادتوں سے منہ نہ موڑ لیں جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اس سے صرف عائشہ ہی کو نقصان اور تباہی سے دوچار ہونا نہیں پڑے گا، بلکہ ان کے والدین کو بھی سخت اذیت اور تکلیف پہنچے گی لیکن اگر اس معاملہ میں اپنے والدین سے مشورہ کریں تو وہ انہیں وہی صلاح دیں گے جو ان کی دنیا اور ان کے دین کی بھلائی اور بہتری کے مطابق ہوگی۔ مگر یہ حضرت عائشہ کی فطری سعادت کی بات تھی کہ انہوں نے اپنے والدین کے مشورہ کے بغیر اپنا یہ فیصلہ سنا دیا کہ میں دنیا کی

آرام دہ زندگی پر آخرت کی ابدی سعادتوں کو ترجیح دیتی ہوں اور اللہ اور اس کے رسول کی مرضی ومنشاہی کو اختیار کرتی ہوں۔ حضرت عائشہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ جو درخواست کی کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو کچھ جواب دیا ہے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی کسی اور بیوی سے ذکر نہ کریں۔

تو ان کا یہ خیال تھا کہ شاید اس موقعہ پر کوئی بیوی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فقر پر راضی نہ ہو کہ دنیا کی آرام دہ زندگی کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے علیحدہ ہو جائے اس لئے انہوں نے سوچا کہ اگر کسی بیوی کو میرے اس ایمان ویقین سے بھرپور فیصلہ کا علم ہوا تو شاید اسے بھی راہنمائی مل جائے اور وہ بھی ایسا ہی فیصلہ کرے لیکن اگر میرے اس فیصلہ سے لاعلمی رہے گی تو بہت ممکن ہے کہ کوئی بیوی دنیا کے عیش وآرام کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پرمشقت رفاقت پر ترجیح دے اس لئے اچھا ہی ہوگا اگر کوئی بیوی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح سے نکل جائے گویا حضرت عائشہ کی اس خواہش کا محرک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی وہ بے پناہ محبت تھی جس میں وہ کسی دوسری عورت کو شریک دیکھنا گوارا نہیں کرتی تھیں۔ لیکن بہر حال رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں تمام بیویوں کی بھلائی وبرائی یکساں حیثیت رکھتی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کیسے گوارا کر سکتے تھے کہ ایک بیوی تو آخرت کی سعادتوں سے نوازی جائے اور دوسری بیوی دنیا کو اختیار کر کے تباہی کے راستہ پر لگ جائے چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ کی اس درخواست کو قبول کرنے سے انکار کر دیا اور ان پر واضح کر دیا، کہ مجھ سے جو بھی بیوی پوچھے گی میں اس کو بتا دوں گا کیونکہ اس کی بھلائی اسی میں پوشیدہ ہے اگر میں کسی کو نہ بتاؤں تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ میں نے اس تئیں شفقت کا رویہ نہیں اپنایا اور اس کو وہ راستہ نہیں دکھایا جو اس کی راحت، اس کی بھلائی اور اس کی اخروی فلاح کے لئے ضروری ہے حالانکہ مجھے اللہ تعالیٰ نے اس لئے مبعوث نہیں کیا ہے کہ میں لوگوں کے حق میں بدخواہی کروں یا کسی کو تکلیف ومصیبت اور رنج وغم میں مبتلا کروں اس دنیا میں اس لئے آیا ہوں کہ کائنات انسانی کے ہر فرد کو دنیا وآخرت کی بھلائی کی تعلیم دوں اور ہر انسان کو اس کے دینی دنیاوی معاملات میں آسانی و سہولت کی راہ دکھاؤں۔

ایلا کا معنی اور ایلاء کے بعد وقوع طلاق میں فقہاء احناف کا مؤقف

ایلاء کا لغوی معنی ہے۔ قسم کھانا اور اصطلاح شرع میں اس کا معنی ہے: مدت مخصوصہ تک اپنی منکوحہ سے جماع نہ کرنے کی قسم کھانا اور زیادہ صحیح تعریف یہ ہے کہ اپنی منکوحہ سے چار مہینے تک جماع نہ کرنے کی قسم کھانا۔

علامہ مرغینانی حنفی لکھتے ہیں: جب کوئی شخص اپنی بیوی سے یہ کہے کہ اللہ کی قسم! میں تم سے مقاربت نہیں کروں گا یا کہے: اللہ کی قسم! میں تم سے چار مہینے مقاربت نہیں کروں گا تو وہ ایلاء کرنے والا ہے کیونکہ قرآن مجید میں ہے: جو لوگ اپنی عورتوں سے مباشرت نہ کرنے کی قسم کھا لیتے ہیں ان کے لیے چار مہینے کی مہلت ہے اگر انہوں نے (اس مدت میں) رجوع کر لیا تو بے شک اللہ بہت بخشنے والا بڑا بردبار ہے اور اگر انہوں نے طلاق ہی کا ارادہ کر لیا ہے تو بے شک اللہ خوب سننے والا بہت جاننے والا ہے۔ (البقرہ: ۲۲۷۔۲۲۶)

اگر اس نے چار مہینے کے اندر اپنی بیوی سے مباشرت کر لی تو اس کی قسم ٹوٹ جائے گی اور اس پر کفارہ لازم ہوگا اور ایلاء ساقط ہو جائے گا اور اگر اس نے چار مہینے اپنی بیوی سے مقاربت نہیں کی تو اس کی بیوی پر از خود طلاق بائنہ واقع ہو جائے گی۔

علامہ ابن جوزی حنبلی نے بھی مؤخر الذکر قول نقل کیا ہے۔ اس کے بعد لکھتے ہیں: ابو صالح نے بیان کیا کہ بارہ صحابہ سے یہی (مؤخر الذکر) قول منقول ہے اور امام مالک امام احمد اور امام شافعی کا یہی مذہب ہے۔ اور دوسرا قول یہ ہے کہ چار ماہ گزرنے کے بعد از خود طلاق واقع ہو جائے گی اور یہ طلاق بائن ہو گی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور حضرت قبیصہ بن ذویب رضی اللہ عنہ سے یہی منقول ہے:

(زاد المسیر ج ۱ ص ۲۵۷ مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۴۰۷ھ)

قاضی ابوبکر ابن العربی مالکی لکھتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: (آیت) وان عزمو الطلاق۔ (البقرہ: ۲۲۷) پس اگر وہ طلاق کا ارادہ کریں اس میں یہ دلیل ہے کہ مدت گزرنے سے از خود طلاق واقع نہیں ہوتی بلکہ طلاق اس وقت واقع ہوگی جب شوہر طلاق دینے کا قصد کرے گا امام ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب نے یہ کہا ہے کہ چار ماہ تک اس کا رجوع نہ کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ اس کا عزم طلاق ہے ہمارے علماء نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ چار ماہ تک رجوع نہ کرنا اس کا ماضی ہے اور ماضی پر عزم کرنا محال ہے اور اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ چار ماہ گزرنے کے بعد اگر وہ طلاق کا عزم کریں اس سے معلوم ہوا کہ چار ماہ گزرنے کے بعد اس کے طلاق دینے سے طلاق واقع ہوگی۔ (احکام القرآن ج ۱ ص ۲۴۷ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۸ھ)

قاضی ابوبکر ابن العربی کا یہ استدلال درست نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے اگر وہ طلاق کا عزم کریں یہ نہیں فرمایا کہ وہ زبان سے طلاق دیں جب کہ ائمہ ثلاثہ کا یہ مذہب ہے کہ شوہر جب زبان سے طلاق دے گا تو طلاق واقع ہوگی اور قرآن مجید میں زبان سے طلاق دینے کا ذکر نہیں ہے بلکہ طلاق کے عزم کا ذکر ہے اور اس کا چار ماہ تک رجوع نہ کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ اس عزم کا ذکر ہے اور اس کا چار ماہ تک رجوع نہ کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ اس کا عزم طلاق دینا تھا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا: پس اگر وہ طلاق کا عزم کریں اس کا معنی یہ نہیں ہے کہ اس مدت کے بعد وہ عزم کریں بلکہ اس کا معنی ہے: اگر وہ طلاق کے عزم پر مستمر اور برقرار رہیں تو اللہ تعالیٰ خوب سننے والا ہے، بہت جاننے والا ہے یعنی ان کے دل کی بات کو سننے والا ہے اور ان کی نیت کو جاننے والا ہے سننے کا تعلق صرف کلام لفظی سے نہیں ہوتا بلکہ کلام نفسی سے بھی ہوتا ہے۔

مدت ایلاء کے بعد والی طلاق میں مذاہب اربعہ

علامہ ابن ہمام حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ امام شافعی علیہ الرحمہ نے یہ نہیں کہا ہے کہ قاضی تفریق کر دیں گا بلکہ ان کا مذہب بھی یہی ہے کہ طلاق رجعی واقع ہو جائے گی اور اسی طرح امام مالک علیہ الرحمہ اور امام احمد بن حنبل علیہما الرحمہ کا بھی مذہب ہے (لہٰذا احناف اور ائمہ ثلاثہ کا اس مسئلہ میں اختلاف طلاق رجعی اور بائنہ ہونے میں ہے۔ وقوع طلاق میں کوئی اختلاف نہیں ہے)۔

(فتح القدیر، ج ۸، ص ۲۷، بیروت)

حضرت سلیمان ابن یسار تابعی کہتے ہیں کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دس بلکہ اس سے بھی زیادہ صحابیوں کو پایا ہے وہ سب یہ فرمایا کرتے تھے کہ ایلاء کرنے والے کو ٹھہرایا جائے (شرح السنہ)

ایلاء اس کو کہتے ہیں کہ کوئی مرد یہ قسم کھائے کہ میں چار مہینہ یا اس سے زائد مثلاً پانچ مہینہ یا چھ مہینہ) تک اپنی بیوی سے جماع

علامہ ابن جوزی حنبلی نے بھی مؤخر الذکر قول نقل کیا ہے۔اس کے بعد لکھتے ہیں: ابوصالح نے بیان کیا کہ بارہ صحابہ سے یہی (مؤخر الذکر) قول منقول ہے اور امام مالک امام احمد اور امام شافعی کا یہی مذہب ہے۔ اور دوسرا قول یہ ہے کہ چار ماہ گزرنے کے بعد ازخود طلاق واقع ہو جائے گی اور یہ طلاق بائن ہوگی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور حضرت قبیصہ بن ذویب رضی اللہ عنہ سے یہی منقول ہے:

(زادالمسیر ج اص ۲۵۷ مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۴۰۷ھ)

قاضی ابوبکر ابن العربی مالکی لکھتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: (آیت) وان عزموا الطلاق ۔ (البقرہ: ۲۲۷) پس اگر وہ طلاق کا ارادہ کریں اس میں یہ دلیل ہے کہ مدت گزرنے سے ازخود طلاق واقع نہیں ہوتی بلکہ طلاق اس وقت واقع ہوگی جب شوہر طلاق دینے کا قصد کرے گا امام ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب نے یہ کہا ہے کہ چار ماہ تک اس کا رجوع نہ کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ اس کا عزم طلاق ہے۔ ہمارے علماء نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ چار ماہ تک رجوع نہ کرنا اس کا ماضی ہے اور ماضی پر عزم کرنا محال ہے اور اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ چار ماہ گزرنے کے بعد اگر وہ طلاق کا عزم کریں اس سے معلوم ہوا کہ چار ماہ گزرنے کے بعد اس کے طلاق دینے سے طلاق واقع ہوگی۔ (احکام القرآن ج اص ۲۴۷ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۸ھ)

قاضی ابوبکر ابن العربی کا یہ استدلال درست نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے اگر وہ طلاق کا عزم کریں یہ نہیں فرمایا کہ وہ زبان سے طلاق دیں جب کہ ائمہ ثلاثہ کا یہ مذہب ہے کہ شوہر جب زبان سے طلاق دے گا تو طلاق واقع ہوگی اور قرآن مجید میں زبان سے طلاق دینے کا ذکر نہیں ہے بلکہ طلاق کے عزم کا ذکر ہے اور اس کا چار ماہ تک رجوع نہ کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ اس عزم کا ذکر ہے اور اس کا چار ماہ تک رجوع نہ کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ اس کا عزم طلاق دینا تھا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا: پس اگر وہ طلاق کا عزم کریں اس کا معنی یہ نہیں ہے کہ اس مدت کے بعد وہ عزم کریں بلکہ اس کا معنی ہے: اگر وہ طلاق کے عزم پر مستمر اور برقرار رہیں تو اللہ تعالیٰ خوب سننے والا ہے۔ بہت جاننے والا ہے یعنی ان کے دل کی بات کو سننے والا ہے اور ان کی نیت کو جاننے والا ہے سننے کا تعلق صرف کلام لفظی سے نہیں ہوتا بلکہ کلام نفسی سے بھی ہوتا ہے۔

مدت ایلاء کے بعد والی طلاق میں مذاہب اربعہ

علامہ ابن ہمام حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ امام شافعی علیہ الرحمہ نے یہ نہیں کہا ہے کہ قاضی تفریق کردیں گا بلکہ ان کا مذہب بھی یہی ہے کہ طلاق رجعی واقع ہو جائے گی اور اسی طرح امام مالک علیہ الرحمہ اور امام احمد بن حنبل علیہما الرحمہ کا بھی مذہب ہے (لہٰذا احناف اور ائمہ ثلاثہ کا اس مسئلہ میں اختلاف طلاق رجعی اور بائنہ ہونے میں ہے۔ وقوع طلاق میں کوئی اختلاف نہیں ہے)۔

(فتح القدیر، ج ۸، ص ۲۷، بیروت)

حضرت سلیمان ابن یسار تابعی کہتے ہیں کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دس بلکہ اس سے بھی زیادہ صحابیوں کو پایا ہے وہ سب یہ فرمایا کرتے تھے کہ ایلاء کرنے والے کو ٹھہرایا جائے (شرح السنۃ)

ایلاء اس کو کہتے ہیں کہ کوئی مرد یہ قسم کھائے کہ میں چار مہینہ یا اس سے زائد مثلاً پانچ مہینہ یا چھ مہینہ) تک اپنی بیوی سے جماع

نہیں کروں گا لہٰذا اگر اس مرد نے اپنی بیوی سے جماع نہیں کیا یہاں تک کہ چار مہینے گزر گئے تو اس صورت میں اکثر صحابہ کے قول کے مطابق اس مرد کی بیوی پر محض چار مہینے گزر جانے سے طلاق نہیں پڑے گی بلکہ ایلاء کرنے والے کو ٹھہرایا جائے گا یعنی حاکم وقاضی اس کو محبوس کرے گا اور اس سے یہ کہے گا کہ یا تو اپنی عورت سے رجوع کرو یعنی اس سے جماع کرلو اور اپنی قسم پوری نہ کرنے کا کفارہ دو یا اپنی بیوی کو طلاق دے دو۔ چنانچہ حضرت امام مالک علیہ الرحمہ حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد کا مسلک یہی ہے نیز حضرت امام شافعی یہ فرماتے ہیں کہ اگر وہ مرد حاکم وقاضی کی اس بات پر عمل نہ کرے یعنی نہ تو عورت سے رجوع کرے اور نہ طلاق دے تو حاکم کو اختیار ہے کہ وہ اس کی بیوی کو طلاق دیدے۔

اور حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کا مسلک یہ ہے کہ اس صورت میں اگر اس مرد نے چار مہینے کے اندر اپنی بیوی سے جماع کرلیا تو اس کا ایلاء ساقط ہو جائے گا۔ مگر اس پر قسم پوری نہ کرنے کا کفارہ لازم آئے گا اور اگر اس نے جماع نہ کیا یہاں تک کہ چار مہینے گزر گئے تو اس کی بیوی پر ایک طلاق بائن پڑ جائے گی ایلاء کے دیگر مسائل اور اس کی تفصیل فقہ کی کتابوں میں دیکھی جا سکتی ہے۔

مدت ایلاء گزرنے کے بعد وقوع طلاق میں فقہی مذاہب اربعہ

حافظ ابن کثیر دمشقی لکھتے ہیں کہ اگر چار مہینے گزر جانے کے بعد وہ طلاق دینے کا قصد کرے، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ چار مہینے گزرتے ہیں طلاق نہیں ہوگی۔

جمہور متاخرین کا یہی مذہب ہے، گو ایک دوسری جماعت یہ بھی کہتی ہے کہ بلا جماع چار ماہ گزرنے کے بعد طلاق ہو جائے گی۔ حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت ابن مسعود، حضرت ابن عباس، حضرت ابن عمر، حضرت زید بن ثابت اور بعض تابعین سے بھی یہی مروی ہے لیکن یاد رہے کہ راجح قول اور قرآن کریم کے الفاظ اور صحیح حدیث سے ثابت شدہ قول یہی ہے کہ طلاق واقع نہ ہوگی۔

احناف کہتے ہیں بائن ہوگی، جو لوگ طلاق پڑنے کے قائل ہیں وہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد اسے عدت بھی گزارنی پڑے گی۔ ہاں ابن عباس اور ابوالشعثاء فرماتے ہیں کہ اگر ان چار مہینوں میں اس عورت کو تین حیض آ گئے ہیں تو اس پر عدت بھی نہیں۔ امام شافعی کا بھی قول یہی ہے لیکن جمہور متاخرین علماء کا فرمان یہی ہے کہ اس مدت کے گزرتے ہیں طلاق واقع نہ ہوگی بلکہ اب ایلاء کرنے والے کو مجبور کیا جائے گا کہ یا تو وہ اپنی قسم کو توڑے یا طلاق دے۔ موطا مالک میں حضرت عبداللہ بن عمر سے یہی مروی ہے۔ صحیح بخاری میں بھی یہ روایت موجود ہے،

امام شافعی اپنی سند سے حضرت سلیمان بن یسار سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے دس سے اوپر صحابیوں سے سنا کہ وہ کہتے تھے چار ماہ کے بعد ایلاء کرنے والے کو کھڑا کیا گیا تو کم سے کم یہ تیرہ صحابی ہو گئے۔ حضرت علی سے بھی یہی منقول ہے۔ امام شافعی فرماتے ہیں یہی ہمارا مذہب ہے اور یہی حضرت عمر، حضرت ابن عمر، حضرت عثمان بن زید بن ثابت اور دس سے اوپر اور دوسرے صحابہ کرام سے مروی ہے، دارقطنی میں ہے حضرت ابوصالح فرماتے ہیں میں نے بارہ صحابیوں سے اس مسئلہ کو پوچھا، سب نے یہی

جواب عنایت فرمایا، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت ابودرداء، حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ، حضرت ابن عمر، حضرت ابن عباس، بھی یہی فرماتے ہیں اور تابعین میں سے حضرت سعید بن مسیب، حضرت عمر بن عبدالعزیز، حضرت مجاہد، حضرت طاؤس، حضرت محمد بن کعب، حضرت قاسم رحمتہ اللہ علیہ اجمعین کا بھی یہی قول ہے اور حضرت امام مالک علیہ الرحمہ، حضرت امام شافعی ،حضرت امام احمد اوران کے ساتھیوں کا بھی یہی مذہب ہے۔امام بن جریر بھی اسی قول کو پسند کرتے ہیں۔(تفسیر ابن کثیر، بقرہ، ۲۶۶)

حافظ ابن کثیر نے ائمہ ثلاثہ کے مذاہب نقل کرنے میں سہو کیا

ہم نے فتح القدیر سے فقہی مذاہب بیان کیے ہیں جس میں امام، علامہ، ترجمان حنفیت کمال الدین ابن ہمام علیہ الرحمہ جن کی تحقیق کے اغیار اور اہل ظواہر بھی قائل ہیں انہوں نے یہ لکھا ہے کہ ائمہ ثلاثہ کے نزدیک بھی مدت ایلاء گزرنے کے ساتھ طلاق رجعی واقع ہوجاتی ہے۔جبکہ حافظ ابن کثیر تابعین کی طرف کثرت سے اقوال کی نسبت بھی کی اوران کے بعد ائمہ ثلاثہ کی طرف یہ مؤقف منسوب کیا ہے کہ ان کے نزدیک مدت ایلاء گزرنے کے بعد طلاق واقع نہ ہوگی۔یہ تفسیر ابن کثیر میں ان کا سہو ہے۔

مدت ایلاء کے خود بائنہ ہونے میں فقہی مذاہب

مسروق، حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں سے ایلاء اورانہیں اپنے اوپر حرام کرلیا، پھرآپ نے قسم کا کفارہ ادا کیا اور جس چیز کو حرام کیا تھا اسے حلال کیا اس باب میں حضرت ابوموسیٰ اور انس سے بھی روایت ہے مسلمہ بن عقیل کی داؤد سے منقول حدیث علی بن مسہر وغیرہ داؤد سے منقول حدیث نقل کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایلاء کیا الخ۔ اس حدیث میں مسروق کے عائشہ سے نقل کرنے کا ذکر نہیں اور یہ حدیث مسلمہ کی حدیث سے زیادہ صحیح ہے۔ایلاء کی تعریف یہ ہے کہ کوئی شخص قسم کھائے کہ وہ چار مہینے یا اس سے زیادہ تک اپنی بیوی کے قریب بھی نہیں جائے گا پھر چار مہینے گزرجانے کے بعد عورت کے قریب نہ جائے تو کیا حکم ہے؟ اہل علم کا اس بارے میں اختلاف ہے بعض علماء اور تابعین فرماتے ہیں کہ چار ماہ گزرجانے پر تو وہ ٹھہر جائے یا تو رجوع کرے یا طلاق دے۔امام مالک علیہ الرحمہ بن انس، شافعی، احمد، اسحاق کا یہی قول ہے بعض علماء اور دوسرے علماء فرماتے ہیں کہ چار ماہ گزرنے پر ایک طلاق بائن خود بخود ہو جائے گی، سفیان ثوری اور اہل کوفہ کا یہی قول ہے۔

(جامع ترمذی: جلد اول: رقم الحدیث، 1213)

امام ترمذی علیہ الرحمہ نے مختلف فقہی مذاہب کے فقہاء کے اقوال نقل کیے ہیں۔جن میں ائمہ ثلاثہ کا قول کہ یا ایلاء والا رجوع کرے یا طلاق دے اس سے یہ اشتباہ ہوسکتا ہے کہ شاید ائمہ ثلاثہ کے نزدیک مدت ایلاء گزرجانے کے بعد طلاق واقع نہیں ہوتی حالانکہ ائمہ ثلاثہ نے طلاق دینے کا حکم دیا ہے لہٰذا اس حکم کا وقوع طلاق یا عدم وقوع کے حکم سے کوئی تعلق نہیں ہے۔یعنی اگر وہ طلاق نہ دے تو کیا پھر بھی ائمہ ثلاثہ کے نزدیک طلاق واقع نہ ہوگی یہ مسئلہ جامع ترمذی کی مذکورہ روایت سے ثابت نہیں کیا جاسکتا۔

ایلاء کے طلاق نہ ہونے میں فقہ شافعی کے دلائل

نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اکثر صحابہ سے یہ روایت کیا گیا ہے کہ اگر چار ماہ گزرجائیں تو اس شخص سے جس نے "ایلاء" کیا

ہے (یعنی ازدواجی تعلقات نہ رکھنے کی قسم کھائی ہے)، یہ کہا جائے گا کہ وہ بیوی کو یا تو رکھنے کا فیصلہ کرے یا پھر اسے طلاق دے دے۔ بعض دوسرے صحابہ سے یہ مروی ہے کہ چار ماہ کا گزرنا ہی اس بات کا ثبوت ہے کہ وہ شخص طلاق دینا چاہتا ہے۔ اس معاملے میں ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم، میرے ماں باپ آپ پر قربان، کوئی بات نہیں ملتی۔

نوٹ: اس حکم کی دلیل یہ ہے کہ کوئی شخص بلا دلیل اپنی بیوی کو لٹکائے نہ رکھے۔ اگر کوئی ایسی بیہودہ قسم کھا بیٹھے تو پھر یا تو بیوی کو آزاد کرے اور یا پھر قسم توڑ کر اس کا کفارہ ادا کرے۔ آیت کے الفاظ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایسی قسم کھانا بہرحال ایک گناہ کا فعل ہے۔

سائل: ان دونوں میں سے آپ نے کس نقطہ نظر کو اختیار کیا ہے؟ شافعی: میری دلیل یہ ہے کہ قسم کھانے سے طلاق لازم نہیں آتی۔ اگر خاتون اپنے حقوق کا مطالبہ کرے تو ہم چار ماہ تک تو علیحدگی نہیں کروائیں گے۔ جب چار ماہ گزر جائیں گے تو اس سے کہا جائے گا، یا تو طلاق دو یا پھر واپس آؤ۔ اس کا ازدواجی تعلقات قائم کر لینا واپسی کا ثبوت ہوگا۔

سائل: اس دلیل کو آپ نے کس بنیاد پر اختیار کیا ہے؟ شافعی: مجھے یہ کتاب اللہ اور عقل کے زیادہ قریب لگی ہے۔

سائل: کتاب اللہ سے اس بارے میں کوئی بات ملتی ہے؟

شافعی: اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ "للذین یؤلون من نسائہم تربص اربعۃ اشہر" یعنی "جو لوگ اپنی بیویوں سے ازدواجی تعلق نہ رکھنے کی قسم کھا بیٹھیں، ان کے لئے چار ماہ کی مہلت ہے"۔ آیت کے ظاہری مفہوم میں یہ بات ملتی ہے کہ جس (خاتون کو) اللہ نے چار ماہ انتظار کرنے کا حکم دیا ہے، اس کے لئے چار ماہ تک تو انتظار کے سوا اور کوئی چارہ نہیں ہے۔

یہ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ نے چار مہینے میں لوٹ آنے کا جو حکم دیا ہے، وہ اس طرح سے ہو جیسا کہ آپ کسی کو کہیں، "میں آپ کو چار ماہ کی مہلت دے رہا ہوں، اس میں یہ عمارت تعمیر کر دیجیے۔" کوئی شخص بھی یہ بات اس وقت نہیں سمجھ سکتا کہ بات کس سے کی گئی ہے جب تک وہ اس کلام کے سیاق و سباق سے واقف نہ ہو۔

اگر یہ کہا جائے کہ "آپ کو چار ماہ کی مہلت ہے" تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ وہ شخص اس وقت تک دعویٰ نہیں کر سکتا جب تک چار ماہ پورے نہ ہو جائیں اور عمارت کی تعمیر مکمل نہ ہوئی ہو۔ اس وقت تک اس بلڈر کو یہ نہیں کہا جا سکتا کہ تم نے عمارت کی تعمیر بروقت مکمل نہیں کی جب تک چار ماہ کی مدت پوری نہ ہو جائے۔ جب مدت پوری ہو جائے گی (اور اس نے تعمیر مکمل نہ کی ہو گی) تب کہا جائے گا کہ تم نے کام پورا نہیں کیا۔ ہاں یہ ممکن ہے کہ چار ماہ مکمل ہونے سے پہلے (پراگریس دیکھنے پر) یہ معلوم ہو جائے کہ چار ماہ کی مدت پوری ہونے پر بھی عمارت کی تعمیر مکمل نہ ہوگی۔

(قسم کھانے کے بعد خاتون سے) رجوع کر لینے کا معاملہ (عمارت کی طرح نہیں ہے۔) اس میں چار ماہ گزرنے کے بعد ہی پتہ چل سکتا ہے کیونکہ ازدواجی تعلقات تو بہت ہی کم وقت میں قائم کئے جا سکتے ہیں۔ جیسا کہ میں بیان کر چکا ہوں کہ اگر ایک شخص اپنی بیوی سے علیحدہ ہو جائے اور چار ماہ اسی طرح گزار دے۔ اس کے بعد بھی وہ علیحدہ رہے تو وہ اللہ کے نزدیک جواب دہ ہوگا۔ اب اس پر لازم ہے کہ وہ یا تو واپس لوٹے اور یا پھر اسے طلاق دے دے۔

اگر اس آیت کے آخری حصے میں ایسی کوئی بات نہ پائی جائے جس کی بنیاد پر دوسرا نقطہ نظر اختیار (یعنی چار ماہ علیحدہ رہنے سے طلاق خود بخود واقع ہو جائے گی) کرنا ضروری ہو تو پھر اپنے ظاہری مفہوم پر ہم پہلے نقطہ نظر ہی کو ترجیح دیں گے۔ قرآن کے معنی کو اپنے ظاہری مفہوم ہی پر لیا جائے گا۔ ہاں اگر سنت یا اجماع سے کوئی دلیل مل جائے تو پھر اس کے ظاہری معنی کی بجائے مجازی معنی کو بھی قبول کیا جا سکتا ہے۔

سائل: کیا آیت کے سیاق و سباق میں بھی کوئی ایسی بات ہے جو آپ کی وضاحت کی توثیق کرتی ہو؟

شافعی: اللہ عزوجل نے یہ بیان کرنے کے بعد کہ "ایلاء کرنے والے کے لئے چار ماہ کی مہلت ہے" فرمایا کہ **"فان فاء وا، فان الله غفور رحيم، وإن عَزَمُوا الطلاق، فإن الله سميع عليم"** یعنی "اگر وہ واپس آ جائیں تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ اگر انہوں نے طلاق ہی کا ارادہ کر رکھا ہے تو بے شک اللہ سننے جاننے والا ہے۔" اس نے ان دونوں صورتوں کے احکام کو بغیر کسی فاصلے کے بیان فرما دیا ہے۔ یہ دونوں چار ماہ کے بعد واقع ہوں گے۔ اب یا تو اس شخص کو بیوی سے رجوع کرنا ہوگا یا طلاق دینی ہوگی۔ یہ اختیار ایک ہی وقت میں استعمال کیا جا سکے گا۔ ان میں سے کوئی بات ایک دوسرے سے پہلے نہیں ہو سکتی۔ ان دونوں کا ذکر اکٹھے ہی ہوا ہے۔ یہ معاملہ ایسا ہی ہے جیسا اگر (وہ شخص جس کے پاس دوسرے کی کوئی چیز گروی رکھی ہوئی ہے) کہے، "قرض ادا کر کے اپنی گروی چیز واپس لے لو یا پھر میں اسے بیچنے لگا ہوں۔" جب بھی دو کاموں میں اختیار ہوتا ہے کہ "یہ کر لو یا یہ کر لو" تو پھر یہ ایک ہی وقت میں ہوتا ہے۔

اگر ایسا نہ ہوتا تو ان دونوں کا ذکر ایک ساتھ نہ ہوتا۔ پھر یہ کہا جاتا کہ ایلاء کرنے والا چار ماہ کے عرصے میں بیوی سے رجوع کر سکتا ہے لیکن اگر وہ طلاق کا ارادہ رکھتا ہے تو پھر یہ چار ماہ کے بعد ہی ہوگا۔ اس صورت میں ایک آپشن کے لئے تو کھلا وقت ہوتا جبکہ دوسری آپشن کے لئے بہت کم وقت ہوتا۔ (ایسا نہیں ہوا بلکہ) ان دونوں کا ذکر ایک ساتھ ہی کیا گیا ہے۔ سائل: اگر وہ چار ماہ سے پہلے ہی بیوی سے رجوع کر لے تو کیا اسے "رجوع کرنا" ہی کہیں گے؟

شافعی: جی ہاں۔ یہ ایسے ہی ہے کہ اگر میں آپ سے کہوں، "آپ پر یہ قرض (ایک مخصوص مدت میں) ادا کرنا لازم ہے۔ اگر آپ نے اسے وقت سے پہلے ادا کر دیا تو آپ اس سے بری ہو جائیں گے۔" اب اگر آپ وقت پورا ہونے سے پہلے ہی اسے ادا کر دیتے ہیں تو یہ جلدی کر کے آپ ایک اچھا کام کریں گے۔

کیا آپ اس سے اتفاق نہیں کریں گے کہ اگر (ایلاء کرنے والا) شخص ہر روز رجوع کرنے کا فیصلہ کرے لیکن چار ماہ تک ازدواجی تعلقات قائم نہ کرے تو وہ ایک غلط کام کر رہا ہے۔ سائل: اگر وہ شخص ازدواجی تعلقات قائم کرنے کے قابل ہے، تو جب تک وہ ایسا نہیں کرے گا، ارادے کا تو کوئی مطلب ہی نہیں۔

شافعی: اگر وہ شخص ازدواجی تعلقات تو قائم کر لے لیکن اس خاتون سے رجوع کرنے کا ارادہ نہ رکھتا ہو تو کیا وہ اس ذمہ داری سے بری ہو جائے گا کہ چار ماہ کی مدت میں طلاق دے۔ ازدواجی تعلقات کی اہمیت تو یہی ہے (کہ اس کے ذریعے وہ شخص اپنی بیوی سے رجوع کرے۔ سائل: جی ہاں۔

شافعی: اگر ایک شخص یہ ارادہ کر لے کہ وہ اپنی بیوی سے رجوع نہیں کرے گا اور وہ ہر روز یہ قسم کھائے کہ وہ رجوع نہیں کرے گا۔ اس کے بعد چار ماہ پورے ہونے سے چند لمحے قبل وہ ازدواجی تعلقات قائم کر لے تو کیا وہ ایلاء کے قانون کے تحت طلاق دینے کی ذمہ داری سے بری ہو جائے گا۔ (دل میں کھوٹ کے ساتھ) ازدواجی تعلقات قائم کرنے سے کیا وہ طلاق دینے کی ذمہ داری سے بری ہو سکتا ہے؟ سائل: جی ہاں۔

شافعی: اگر اس کا ارادہ بیوی سے رجوع کا نہیں ہے، اور وہ ازدواجی تعلقات واپس لینے کی نیت سے نہیں بلکہ محض لطف اندوز ہونے کے لئے قائم کر رہا ہے تو کیا آپ کی اور ہماری دلیل میں وہ ایلاء کے قانون کے تحت طلاق دینے کی ذمہ داری سے بری ہو جائے گا؟ سائل: یہ ایسا ہی ہے جیسا آپ نے فرمایا۔ ازدواجی تعلقات خواہ کسی بھی ارادے سے قائم کیے جائیں اس کے تحت وہ (ایلاء کے قانون کے تحت طلاق دینے کی) ذمہ داری سے بری ہو جائے گا۔

شافعی: اگر وہ روزانہ رجوع کا فیصلہ کرے تو پھر چار ماہ گزرنے پر کس طرح یہ لازم آتا ہے کہ وہ طلاق بھی دے جب کہ نہ تو اس نے اس کا ارادہ کیا اور نہ ہی اس پر بات کی ہے۔ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ یہ دلیل کسی کی عقل میں بھی آ سکتی ہے؟ سائل: یہ دلیل عقل کے خلاف کیسے ہے؟

شافعی: اگر ایک شخص اپنی بیوی سے کہے، "خدا کی قسم میں کبھی تمہارے قریب نہ آؤں گا۔" یا یہ کہے "تمہیں چار مہینے کے لئے طلاق ہے۔" تو آپ اس کے بارے میں کیا کہیں گے؟ سائل: اگر میں کہوں کہ ہاں؟ شافعی: اگر اس نے چار ماہ سے قبل ازدواجی تعلقات قائم کر لیے تو؟

سائل: یہ تو نہیں ہو سکتا۔ (ازدواجی تعلقات قائم نہ کرنے کی قسم کھانا) یا چار ماہ کے لئے طلاق دے دینا ایک جیسی بات تو نہیں ہے۔

شافعی: ایک ایلاء کرنے والے شخص کا قسم کھانا طلاق نہیں ہے۔ یہ محض ایک قسم ہے جو مدت گزرنے کے بعد طلاق میں تبدیل ہو جائے گی۔ کیا کسی بھی عقل مند شخص کے لئے یہ درست ہے کہ وہ کسی آیت یا حدیث کے بغیر اپنی طرف سے کوئی بات کہے؟ سائل: یہ دلیل تو آپ کے نقطہ نظر کے بھی خلاف ہے۔ شافعی: وہ کیسے؟

سائل: آپ کا نقطہ نظر یہ ہے کہ اگر چار ماہ کی مدت ختم ہو جائے تو اب ایلاء کرنے والے شخص کے لئے لازم ہے کہ وہ اپنی بیوی سے رجوع کرے۔ اگر وہ ایسا نہیں کرتا تو اسے طلاق دینے پر مجبور کیا جائے گا۔

شافعی: ایلاء کی قسم کھا لینے سے طلاق واقع نہیں ہو جاتی۔ یہ ایک ایسی قسم ہے جس کے بارے میں اللہ نے وقت مقرر کر دیا ہے تاکہ خاوند بیوی کو (لٹکا کر) نقصان نہ پہنچائے۔ اس نے حکم یہ دیا ہے کہ اب یا تو وہ رجوع کرے یا پھر طلاق دے۔ اس حکم کی مدت قسم کھانے کے وقت سے چار ماہ مقرر کر دی گئی ہے۔ اس کے بعد اس شخص کو مجبور کیا جائے گا کہ وہ دو میں ایک راستے کا اختیار کر لے۔ یا تو خاتون سے رجوع کرے یا پھر اسے طلاق دے۔ اگر وہ ان دونوں سے انکار کرے تو حکمران اسے مجبور کرے گا کہ وہ اس کی طلاق کو جاری کر دے جس کے بعد اس کے لئے ازدواجی تعلقات قائم رکھنا ممنوع قرار پائے۔

مدت ایلاء کے بعد وقوع طلاق میں فقہ حنفی کے دلائل

امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ اصل حکم جو ہے کہ یہ شخص اپنی عورت سے قربت کی قسم کھائے، رب عزوجل نے اسے چار مہینے کی مہلت دی ہے، اگر چار مہینے کے اندر قربت کرلے گا تو عورت نکاح سے نہ نکلے گی کفارہ دینا ہوگا، اور اگر چار مہینے کامل گزر جائیں گے تو ایک طلاق بائن ہو جائے گی، عورت نکاح سے نکل جائے گی، پھر دوسرے یا تیسرے مہینے کوئی طلاق نہ ہوگی،

قال اللہ تعالٰی للذین یؤلون من نساء ھم تربص اربعۃ اشھر فان فآؤا فان اللہ غفور رحیم ۝ وان عزمو االطلاق فان اللہ سمیع علیم ۝ واللہ تعالٰی اعلم ۔

اللہ تعالٰی نے فرمایا: وہ لوگ جو بیویوں سے ایلاء کرتے ہیں ان کی قسم کی مدت چار ماہ ہے اگر اس دوران رجوع کرلیں تو اللہ تعالٰی بخشنے والا، رحم فرمانے والا ہے، اور اگر وہ (رجوع نہ کرکے) طلاق کا عزم کیے ہوں تو اللہ تعالٰی سننے والا جاننے والا ہے۔

آثار سے طلاق ایلاء کا بیان

ابن شہاب سے روایت ہے کہ سعید بن میسب اور ابوبکر بن عبدالرحمٰن کہتے تھے جو شخص ایلاء کرے اپنی عورت سے تو جب چار مہینے گزر جائیں ایک طلاق پڑ جائے گی مگر خاوند کو اختیار ہے کہ جب تک عورت عدت میں ہے رجعت کرلے۔

عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ كَانَ يَقْضِي فِي الرَّجُلِ إِذَا آلَى مِنْ امْرَأَتِهِ أَنَّهَا إِذَا مَضَتْ الْأَرْبَعَةُ الْأَشْهُرِ فَهِيَ تَطْلِيقَةٌ وَلَهُ عَلَيْهَا الرَّجْعَةُ مَا دَامَتْ فِي عِدَّتِهَا

مالک کو پہنچا کہ مروان بن حکم حکم کرتے تھے جب کوئی شخص اپنی عورت سے ایلاء کرے اور چار مہینے گزر جائیں تو ایک طلاق پڑ جائے گی مگر خاوند کو اختیار رہے گا کہ جب تک عورت عدت میں ہے رجعت کرلے۔

قَالَ مَالِك وَعَلَى ذَلِكَ كَانَ رَأْيُ ابْنِ شِهَابٍ کہا مالک نے ابن شہاب کی دلیل یہی تھی۔

عَنْ مَالِك أَنَّهُ سَأَلَ ابْنَ شِهَابٍ عَنْ إِيلَاءِ الْعَبْدِ فَقَالَ هُوَ نَحْوُ إِيلَاءِ الْحُرِّ وَهُوَ عَلَيْهِ وَاجِبٌ وَإِيلَاءُ الْعَبْدِ شَهْرَانِ ۔

امام مالک علیہ الرحمہ نے ابن شہاب سے غلام کی ایلاء کا حال پوچھا تو ابن شہاب نے کہا کہ غلام کا ایلاء بھی آزاد شخص کی طرح ہے مگر غلام کی مدت دو مہینے ہے۔ (موطا امام مالک علیہ الرحمہ: جلد اول: رقم الحدیث، 1847)

علامہ ابن ہمام حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ امام بخاری نے حضرت امام مالک علیہ الرحمہ والی روایت جو انہوں حضرت نافع روایت کی ہے وہ سب زیادہ صحیح سند والی ہے۔ اور اس کے سوا والی کوئی روایت مرتبے میں اس کے موافق نہیں ہے۔ (اس میں بھی مدت ایلاء کے بعد وقوع طلاق کا بیان ہے)۔ (فتح القدیر، ج ۸، ص ۴۸۰، بیروت)

قوت آثار کے مطابق فقہ حنفی کا مؤقف طلاق ایلاء میں اصح

علامہ ابن ہمام حنفی علیہ الرحمہ فقہاء شوافع کے دلائل کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ہم شوافع کے مذہب کا اس لئے رد کرتے ہیں کہ بہت سے آثار میں تعارض ہے۔ اور اصول کے مطابق آثار میں ترجیح دی ہے اور معروف چار آثار حسب ذیل ہیں۔

(۱) امام عبدالرزاق علیہ الرحمہ سے روایت ہے کہ حضرت عثمان اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہما ایلاء کے بارے میں فرماتے ہیں جب چار ماہ اس کی عدت گزر جائے تو اسے ایک طلاق ہے اور وہ اپنی جان کی زیادہ حقدار ہے اور مطلقہ والی عدت گزارے۔ اس کی سند سب سے جید ہے جبکہ اس سے اختلافی سند میں حبیب کی پہچان بھی نہیں ہے اور یہ بھی کوئی نہیں جانتا کہ طاؤس نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے اخذ کیا ہے لہٰذا وہ سند منقطع ہے۔

(۲) امام عبدالرزاق علیہ الرحمہ سے روایت ہے کہ حضرت علی، ابن مسعود اور ابن عباس رضی اللہ عنہم ایلاء کے بارے میں فرماتے ہیں جب چار اس کی عدت گزر جائے تو اسے ایک طلاق ہے اور وہ اپنی جان کی زیادہ حقدار ہے اور مطلقہ والی عدت گزارے۔ اور ان میں ہر ایک کی روایت مرسل ہے۔

(۳)(۴) امام ابن ابی شیبہ علیہ الرحمہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم دونوں فرماتے ہیں کہ جب کسی شخص نے ایلاء کیا اور رجوع نہ کیا اور اس کی مدت گزر گئی تو اسے ایک طلاق بائنہ ہو جائے گی۔

اس روایت کے رواۃ تمام وہی ہیں جن کی تخریج امام بخاری اور امام مسلم کی ہے۔ لہٰذا اس کے تمام راوی صحیح ہیں۔ سب سے تقدم اس روایت کو ہوتا ہے جس کو امام بخاری اور امام مسلم نے بیان کیا ہو اور ان کے بعد تقدم اس روایت کو ہوتا ہے جو روایت ان کے شرط کے مطابق صحیح ہو اور یہ روایت امام بخاری و مسلم کی شرط کے مطابق صحیح ہے۔ (فتح القدیر، بتصرف، ج ۸، ص ۲۸۲، بیروت)

مدت ایلاء کے گزر جانے سے وقوع طلاق میں مذاہب اسلاف

حضرت عثمان، ابن مسعود، زید بن ثابت وغیرہم کے نزدیک رُجوع کا موقع چار مہینے کے اندر ہی ہے۔ اس مدّت کا گزر جانا خود اِس بات کی دلیل ہے کہ شوہر نے طلاق کا عزم کرلیا ہے، اس لیے مدّت گزرتے ہی طلاق خود بخود واقع ہو جائے گی اور وہ ایک طلاق بائن ہوگی، یعنی دورانِ عدّت میں شوہر کو رُجوع کا حق نہ ہوگا۔ البتہ اگر وہ دونوں چاہیں، تو دوبارہ نکاح کر سکتے ہیں۔ حضرات عمر، علی، ابنِ عباس اور ابنِ عمر سے بھی ایک قول اسی معنی میں منقول ہے اور فقہائے حنفیہ نے اسی دلیل کو قبول کیا ہے۔

سعید بن مُسیَّب، مکحول، زُہری وغیرہ حضرات اس دلیل سے یہاں تک تو متفق ہیں کہ چار مہینے کی مدّت گزرنے کے بعد خود بخود طلاق واقع ہو جائے گی، مگر اُن کے نزدیک وہ ایک طلاق رجعی ہوگی، یعنی دورانِ عدّت میں شوہر کو رجوع کر لینے کا حق ہوگا اور رجوع نہ کرے تو عدّت گزر جانے کے بعد دونوں اگر چاہیں، تو نکاح کر سکیں گے۔

بخلاف اس کے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، ابوالدّرداء اور اکثر فقہائے مدینہ کی دلیل یہ ہے کہ چار مہینے کی مدّت گزرنے کے بعد معاملہ عدالت میں پیش ہوگا اور حاکمِ عدالت شوہر کو حکم دے گا کہ یا تو اس عورت سے رُجوع کرے یا اسے طلاق دے۔ حضر

ت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ابنِ عمر رضی اللہ عنہما کا ایک قول اس کی تائید میں بھی ہے اور امام مالک علیہ الرحمہ و شافعی نے اسی کو قبول کیا ہے۔

نوٹ: اس مسئلہ کی سب سے جامع تحقیق علامہ ابن ہمام حنفی علیہ الرحمہ نے فتح القدیر میں کی ہے جو یقیناً لاجواب ہے اور ان کی بیان کردہ اس بحث کے بعد فقہ حنفی کی ترجیح روز روشن کی طرح واضح ہو جائے گی اہل علم فتح القدیر میں بیان کردہ اسناد و احوال اور دلائل قاہرہ اور کئی فقہی اصول جو اس بحث کے پس منظر میں بیان ہوئے ہیں ان کی طرف رجوع کریں۔ (رضوی عفی عنہ)

باب الظِّهَارِ

یہ باب ظہار کے بیان میں ہے

ظہار کا لغوی معنی و تعریف

ظہار کے لغوی معنی: ظہار ظہر سے مشتق ہے ظہر کے معنی پیٹھ کے ہیں۔ ظہار کے اصطلاحی معنی: بیوی یا اس کے بعض حصہ جیسے آدھا یا چوتھائی وغیرہ یا اس کے ایسے عضو جس کو بول کر پورا وجود مراد لیا جاتا ہو، جیسے سر، وغیرہ کو اپنے حقیقی یا سسرالی یا رضاعی محرم کے ایسے عضو سے تشبیہ دینا جس کا دیکھنا جائز نہیں۔ جو اپنی منکوحہ کو یا اس کے کسی ایسے جزء کو جس کو بول کر کل مراد لیا جا سکتا ہو، اپنی محرم عورت کے ساتھ تشبیہ دے، ظہار کہلاتا ہے جس کی مثال یہ ہے۔

جب کوئی شخص اپنی بیوی سے کہے: تو مجھ پر میری ماں کی پشت کی مثل ہے تو وہ اس پر حرام ہو جاتی ہے اور اب اس سے جماع کرنا جائز نہیں اور نہ اسکو چھونا اور نہ بوسہ لینا جائز ہے حتی کہ وہ اس ظہار کا کفارہ ادا کرے۔ (ہدایہ اولین ج ۳ ص ۳۸۹ مجتبائی دہلی)

ظہار کا فقہی مفہوم

علامہ علاؤالدین حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ ظہار کا معنی ہے کہ اپنی زوجہ یا اُس کے کسی جزءِ شائع یا ایسے جز کو جو کُل سے تعبیر کیا جاتا ہو ایسی عورت سے تشبیہ دینا جو اس پر ہمیشہ کے لیے حرام ہو یا اس کے کسی ایسے عضو سے تشبیہ دینا جس کی طرف دیکھنا حرام ہو مثلاً کہا تو مجھ پر میری ماں کی مثل ہے یا تیرا سر یا تیری گردن یا تیرا نصف میری ماں کی پیٹھ کی مثل ہے۔ (درمختار، ج ۵، ص ۱۲۵، بیروت)

علامہ علی بن محمد زبیدی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ عورت کے سر یا چہرہ یا گردن یا شرمگاہ کو محارم سے تشبیہ دی تو ظہار ہے اور اگر عورت کی پیٹھ یا پیٹ یا ہاتھ یا پاؤں یا ران کو تشبیہ دی تو نہیں۔ یونہی اگر محارم کے ایسے عضو سے تشبیہ دی جسکی طرف نظر کرنا حرام نہ ہو مثلاً سر یا چہرہ یا ہاتھ یا پاؤں یا بال تو ظہار نہیں اور گھٹنے سے تشبیہ دی تو ہے۔ (جوہرہ نیرہ، باب ظہار، رحمانیہ لاہور)

شیخ نظام الدین حنفی لکھتے ہیں کہ محارم کی پیٹھ یا پیٹ یا ران سے تشبیہ دی یا کہا میں نے تجھ سے ظہار کیا تو یہ الفاظ صریح ہیں ان میں نیت کی کچھ حاجت نہیں کچھ بھی نیت نہ ہو یا طلاق کی نیت ہو یا اکرام کی نیت ہو، ہر حالت میں ظہار ہی ہے اور اگر یہ کہتا ہے کہ مقصود جھوٹی خبر دینا تھا یا زمانہ گزشتہ کی خبر دینا ہے تو قضاءً تصدیق نہ کرینگے اور عورت بھی تصدیق نہیں کر سکتی۔ (عالمگیری، باب ظہار)

ظہار کا شرعی حکم

علامہ علی بن محمد زبیدی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہظہار کا حکم یہ ہے کہ جب تک کفارہ نہ دیدے اُس وقت تک اُس عورت سے جماع کرنا یاشہوت کے ساتھ اُس کا بوسہ لینا یا اُس کو چھونا یا اُس کی شرمگاہ کی طرف نظر کرنا حرام ہے اور بغیر شہوت چھونے یا بوسہ لینے میں حرج نہیں مگر لب کا بوسہ بغیر شہوت بھی جائز نہیں کفارہ سے پہلے جماع کرلیا تو توبہ کرے اور اُس کے لیے کوئی دوسرا کفارہ واجب نہ ہوا مگر خبردار پھر ایسا نہ کرے اور عورت کو بھی یہ جائز نہیں کہ شوہر کو قربت کرنے دے۔ (جوہرہ نیرہ، باب ظہار)

قرآن کے مطابق حکم ظہار کا بیان

وَ الَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَآسَّا ذٰلِكُمْ تُوْعَظُوْنَ بِهٖ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ .(المجادلہ،۳)

اور وہ جو اپنی بیبیوں کو اپنی ماں کی جگہ کہیں۔ پھر وہی کرنا چاہیں جس پر اتنی بڑی بات کہہ چکے۔ تو ان پر لازم ہے۔ ایک بردہ آزاد کرنا۔ قبل اس کے کہ ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں۔ یہ ہے جو نصیحت تمہیں کی جاتی ہے اور اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے

فقہائے اسلام نے اس آیت کے الفاظ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلوں، اور اسلام کے اصول عامہ سے اس مسئلے میں جو قانون اخذ کیا ہے اس کی تفصیلات یہ ہیں۔

ظہار کا یہ قانون عرب جاہلیت کے اس رواج کو منسوخ کرتا ہے جس کی رو سے یہ فعل نکاح کے رشتے کو توڑ دیتا تھا اور عورت شوہر کے لیے ابداً حرام ہو جاتی تھی۔ اسی طرح یہ قانون ان تمام قوانین اور رواجوں کو بھی منسوخ کرتا ہے جو ظہار کو بے معنی اور بے اثر سمجھتے ہوں اور آدمی کے لیے اس بات کو جائز رکھتے ہوں کہ وہ اپنی بیوی کا ماں یا محرمات سے تشبیہ دے کر بھی اس کے ساتھ حسب سابق زن وشو کا تعلق جاری رکھے، کیونکہ اسلام کی نگاہ میں ماں اور دوسری محرمات کی حرمت ایسی معمولی چیز نہیں ہے کہ انسان ان کے اور بیوی کے درمیان مشابہت کا خیال بھی کرے، کجا کہ اس کے زبان پر لائے۔ ان دونوں انتہاؤں کے درمیان اسلامی قانون نے اس معاملہ میں جو موقف اختیار کیا ہے وہ تین بنیادوں پر قائم ہے۔ ایک یہ کہ ظہار سے نکاح نہیں ٹوٹتا بلکہ عورت بدستور شوہر کی بیوی رہتی ہے۔ دوسرے یہ کہ ظہار سے عورت وقتی طور پر شوہر کے لیے حرام ہو جاتی ہے۔ تیسرے یہ یہ حرمت اس وقت تک باقی رہتی ہے جب تک شوہر کفارہ ادا نہ کردے، اور یہ کہ صرف کفارہ ہی اس حرمت کو رفع کرسکتا ہے۔

ظہار کرنے والے شخص کے بارے میں یہ امر متفق علیہ ہے کہ اس شوہر کا ظہار معتبر ہے جو عاقل و بالغ ہو اور بحالت ہوش و حواس ظہار کے الفاظ زبان سے ادا کرے۔ بچے اور مجنون کا ظہار معتبر نہیں ہے۔ نیز ایسے شخص کا ظہار بھی معتبر نہیں جو ان الفاظ کو ادا کرتے وقت اپنے ہوش وحواس میں نہ ہو، مثلاً سوتے میں بڑبڑائے، یا کسی نوعیت کی بیہوشی میں مبتلا ہو گیا ہو۔ اس کے بعد حسب ذیل امور میں فقہاء کے درمیان اختلاف ہے۔

نشئی کے ظہار میں مذاہب اربعہ

نشے کی حالت میں ظہار کرنے والے کے متعلق ائمہ اربعہ سمیت فقہاء کی عظیم اکثریت کہتی ہے کہ اگر کسی شخص نے کوئی نشہ آور چیز جان بوجھ کر استعمال کی ہو تو اس کا ظہار اس کی طلاق کی طرح قانوناً صحیح مانا جائے گا، کیونکہ اس نے یہ حالت اپنے اوپر خود طاری کی ہے۔ البتہ اگر مرض کی دلیل سے اس نے کوئی دوا پی ہو اور اس سے نشہ لاحق ہو گیا ہو، یا پیاس کی شدت میں وہ جان بچانے کے لیے شراب پینے پر مجبور ہوا ہو تو اس طرح کے نشے کی حالت میں اس کے ظہار و طلاق کو نافذ نہیں کیا جائے گا۔ احناف اور شوافع اور حنابلہ کی دلیل یہی ہے اور صحابہ کا عام مسلک بھی یہی تھا۔ بخلاف اس کے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا قول یہ ہے کہ نشے کی حالت میں طلاق و ظہار معتبر نہیں ہے۔ احناف میں سے امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ اور کرخی رحمۃ اللہ علیہ اس قول کو ترجیح دیتے رہیں اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا بھی ایک قول اس کی تائید میں ہے۔ مالکیہ کے نزدیک ایسے نشے کی حالت میں ظہار معتبر ہوگا جس میں آدمی بالکل بہک نہ گیا ہو، بلکہ وہ مربوط اور مرتب کلام کر رہا ہو اور اسے یہ احساس ہو کہ وہ کیا کہہ رہا ہے۔

ظہار کے متعین وقت سے متعلق فقہی مذاہب اربعہ

کیا ظہار ایک خاص وقت تک کے لیے ہو سکتا ہے؟ حنفی اور شافعی کہتے ہیں کہ اگر آدمی نے کسی خاص وقت کی تعیین کر کے ظہار کیا ہو تو جب تک وہ وقت باقی ہے، بیوی کو ہاتھ لگانے سے کفارہ لازم آئے گا، اور اس وقت کے گزر جانے پر ظہار غیر مؤثر ہو جائے گا۔ اس کی دلیل سلمہ بن صخر بیاضی کا واقعہ ہے جس میں انہوں نے اپنی بیوی سے رمضان کے لیے ظہار کیا تھا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے یہ نہیں فرمایا تھا کہ وقت کی تعیین بے معنی ہے۔ بخلاف اس کے امام مالک علیہ الرحمہ اور ابن ابی لیلیٰ کہتے ہیں کہ ظہار جب بھی کیا جائے گا، ہمیشہ کے لیے ہوگا اور وقت کی تخصیص غیر مؤثر ہوگی، کیونکہ جو حرمت واقع ہو چکی ہے وہ وقت گزر جانے پر آپ سے آپ ختم نہیں ہو سکتی۔

مشروط ظہار کیا گیا ہو تو جس وقت بھی شرط کی خلاف ورزی ہوگی، کفارہ لازم آجائے گا۔ مثلاً آدمی بیوی سے یہ کہتا ہے کہ اگر میں گھر میں آؤں تو میرے اوپر تو ایسی ہے جیسے میری ماں کی پیٹھ۔ اس صورت میں وہ جب بھی گھر میں داخل ہوگا۔ کفارہ ادا کیے بغیر بیوی کو ہاتھ نہ لگا سکے گا۔

ایک بیوی سے کئی مرتبہ ظہار کے الفاظ کہے گئے ہوں تو حنفی اور شافعی کہتے ہیں کہ خواہ ایک ہی نشست میں ایسا کیا گیا ہو یا متعدد نشستوں میں، بہر حال جتنی مرتبہ یہ الفاظ کہے گئے ہوں اتنے ہی کفارے لازم آئیں گے، الا یہ کہ کہنے والے نے ایک دفعہ کہنے کے بعد اس قول کی تکرار محض اپنے پہلے قول کی تاکید کے لیے کی ہو۔ بخلاف اس کے امام مالک علیہ الرحمہ اور امام احمد بن حنبل کہتے ہیں کہ خواہ کتنی ہی مرتبہ اس قول کی تکرار کی گئی ہو، قطع نظر اس سے کہ اعادہ کی نیت ہو یا تاکید کی، کفارہ ایک ہی لازم ہوگا۔ یہی قول شعبی، طاؤس، عطاء بن ابی رباح، حسن بصری، اور اوزاعی رحمہم اللہ کا ہے حضرت علی کا فتویٰ یہ ہے کہ اگر تکرار ایک نشست میں کی گئی ہو تو ایک ہی کفارہ ہوگا، اور مختلف نشستوں میں ہو تو جتنی نشستوں میں کی گئی ہو اتنے ہی کفارے دینے ہوں گے۔ قتادہ اور عمرو

بن دینار کی دلیل بھی یہی ہے۔

ظہار کے بعد رجوع میں مذاہب اربعہ

قرآن مجید میں جس چیز کو کفارہ لازم آنے کا سبب قرار دیا گیا ہے وہ محض ظہار نہیں ہے بلکہ ظہار کے بعد عود ہے۔ یعنی اگر آدمی صرف ظہار کر کے رہ جائے اور عود نہ کرے تو اس پر کفارہ لازم نہیں آتا۔ اب سوال یہ ہے کہ وہ عود کیا ہے جو کفارہ کا موجب ہے؟ اس بارے میں فقہاء کے مالک یہ ہیں۔

حنفیہ کہتے ہیں کہ عود سے مراد مباشرت کا ارادہ ہے۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ محض ارادے اور خواہش پر کفارہ لازم آ جائے، حتیٰ کہ اگر آدمی ارادہ کر کے رہ جائے اور عملی اقدام نہ کرے تب بھی اسے کفارہ دینا پڑے۔ بلکہ اس کا صحیح مطلب یہ ہے کہ جو شخص اس حرمت کو رفع کرنا چاہے جو اس نے ظہار کر کے بیوی کے ساتھ تعلق زن وشو کے معاملہ میں اپنے اوپر عائد کر لی تھی وہ پہلے کفارہ دے، کیونکہ یہ حرمت کفارہ کے بغیر رفع نہیں ہو سکتی۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے اس معاملہ میں تین قول ہیں، مگر مالکیہ کے ہاں ان کا مشہور ترین اور صحیح ترین قول اس مسلک کے مطابق ہے جو اوپر حنفیہ کا بیان ہوا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ظہار سے جس چیز کو اس نے اپنے اوپر حرام کر لیا تھا۔ وہ بیوی کے ساتھ مباشرت کا تعلق تھا۔ اس کے بعد عود یہ ہے کہ وہ اس کے ساتھ یہی تعلق رکھنے کے لیے پلٹے۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک بھی ابن قدامہ نے قریب قریب وہی نقل کیا ہے جو اوپر دونوں اماموں کا بیان کیا گیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ظہار کے بعد مباشرت کے حلال ہونے کے لیے کفارہ شرط ہے۔ ظہار کرنے والا جو شخص اسے حلال کرنا چاہے وہ گویا تحریم سے پلٹنا چاہتا ہے۔ اس لیے اسے حکم دیا گیا کہ اسے حلال کرنے سے پہلے کفارہ دے، ٹھیک اسی طرح جیسے کوئی شخص ایک غیر عورت کو اپنے لیے حلال کرنا چاہے تو اس سے کہا جائے گا کہ اسے حلال کرنے سے پہلے نکاح کرے۔

امام شافعی کا مسلک ان تینوں سے مختلف ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ آدمی کا اپنی بیوی سے ظہار کرنے کے بعد اسے حسب سابق بیوی بنائے رکھنا، یا بالفاظ دیگر اسے بیوی کی حیثیت سے روکے رکھنا عود ہے۔ کیونکہ جس وقت اس نے ظہار کیا اسی وقت گویا اس نے اپنے لیے یہ بات حرام کر لی کہ اسے بیوی بنا کر رکھے۔ لہٰذا اگر اس نے ظہار کرتے ہی فوراً اسے طلاق نہ دی اور اتنی دیر تک اسے روکے رکھا جس میں وہ طلاق کے الفاظ زبان سے نکال سکتا تھا، تو اس نے عود کر لیا اور اس پر کفارہ واجب ہو گیا۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ ایک سانس میں ظہار کرنے کے بعد اگر آدمی دوسرے ہی سانس میں طلاق نہ دے دے تو کفارہ لازم آ جائے گا، خواہ بعد میں اس کا فیصلہ یہی ہو کہ اس عورت کو بیوی بنا کر نہیں رکھنا ہے، اور اس کا کوئی ارادہ اس کے ساتھ تعلق زن وشوہر کھنے کا نہ ہو۔ حتیٰ کہ چند منٹ غور کر کے وہ بیوی کو طلاق بھی دے ڈالے تو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک کی رو سے کفارہ اس کے ذمہ لازم رہے گا۔

کفارے سے پہلے چھونے کی ممانعت میں مذاہب اربعہ

قرآن کا حکم ہے کہ ظہار کرنے والا کفارہ دے قبل اس کے کہ زوجین ایک دوسرے کو مَس کریں۔ ائمہ اربعہ کا اس بات پر

اتفاق ہے کہ اس آیت میں مس سے مراد چھونا ہے، اس لیے کفارہ سے پہلے صرف مباشرت ہی حرام نہیں ہے بلکہ شوہر کسی طرح بھی بیوی کو چھو نہیں سکتا۔ شافعیہ شہوت کے ساتھ چھونے کو حرام کہتے ہیں، حنابلہ ہر طرح کے تلذذ کو حرام قرار دیتے ہیں، اور مالکیہ لذت کے لیے بیوی کے جسم پر بھی نظر ڈالنے کو ناجائز ٹھیراتے ہیں اور ان کے نزدیک صرف چہرے اور ہاتھوں پر نظر ڈالنا اس سے مستثنیٰ ہے۔

ظہار کے بعد اگر آدمی بیوی کو طلاق دے دے تو رجعی طلاق ہونے کی صورت میں رجوع کر کے بھی وہ کفارہ دیے بغیر اس کو ہاتھ نہیں لگا سکتا۔ بائن ہونے کی صورت میں اگر اس سے دوبارہ نکاح کرے تب بھی اسے ہاتھ لگانے سے پہلے کفارہ دینا ہوگا۔ حتیٰ کہ اگر تین طلاق دے چکا ہو، اور عورت دوسرے آدمی نکاح کرنے کے بعد بیوہ یا مطلقہ ہو چکی ہو، اور اس کے بعد ظہار کرنے والا شوہر اس سے از سر نو نکاح کر لے، پھر بھی کفارے کے بغیر وہ اس کے لیے حلال نہ ہوگی۔ کیونکہ وہ اسے ماں یا محرمات سے تشبیہ دے کر اپنے اوپر ایک دفعہ حرام کر چکا ہے، اور یہ حرمت کفارے کے بغیر رفع نہیں ہو سکتی۔ اس پر ائمہ اربعہ کا اتفاق ہے۔

عورت کے لیے لازم ہے کہ جس شوہر نے اس کے ساتھ ظہار کیا ہے اسے ہاتھ نہ لگانے دے جب تک وہ کفارہ ادا نہ کرے۔ اور چونکہ تعلق زن و شو عورت کا حق ہے جس سے ظہار کر کے شوہر نے اسے محروم کیا ہے، اس لیے اگر وہ کفارہ نہ دے تو بیوی عدالت سے رجوع کر سکتی ہے۔ عدالت اس کے شوہر کو مجبور کرے گی کہ وہ کفارہ دے کر حرمت کی وہ دیوار ہٹائے جو اس نے اپنے اور اس کے درمیان حائل کر لی ہے۔ اور اگر وہ نہ مانے تو عدالت اسے ضرب یا قید یا دونوں طرح کی سزائیں دے سکتی ہے۔ یہ بات بھی چاروں مذاہب فقہ میں متفق علیہ ہے۔ البتہ فرق یہ ہے کہ مذہب حنفی میں عورت کے لیے صرف یہی ایک چارہ کار ہے، ورنہ ظہار پر خواہ کتنی ہی مدت گزر جائے، عورت کو اگر عدالت اس مشکل سے نہ نکالے تو وہ تمام عمر معلق رہے گی، کیونکہ ظہار سے نکاح ختم نہیں ہوتا، صرف شوہر کا حق تمتع سلب ہوتا ہے۔ ملکی مذہب میں اگر شوہر عورت کو ستانے کے لیے ظہار کر کے معلق چھوڑ دے تو اس پر ایلاء کے احکام جاری ہوں گے، یعنی وہ چار مہینے سے زیادہ عورت کو روک کر نہیں رکھ سکتا (احکام ایلاء کے لیے ملاحظہ ہو تفہیم القرآن، جلد اول، البقرہ، حواشی 245 تا 247)۔ شافعیہ کے نزدیک اگرچہ ظہار میں احکام ایلاء تو صرف اس وقت جاری ہو سکتے ہیں جبکہ شوہر نے ایک مدت خاص کے لیے ظہار کیا ہو اور وہ مدت چار مہینے سے زیادہ ہو، لیکن چونکہ مذہب شافعی کی رو سے شوہر پر اسی وقت کفارہ واجب ہو جاتا ہے جب وہ عورت کو بیوی بنا کر رکھے رہے، اس لیے یہ ممکن نہیں رہتا کہ وہ کسی طویل مدت تک اس کو معلق رکھے۔

قرآن اور سنت میں تصریح ہے کہ ظہار کا پہلا کفارہ غلام آزاد کرنا ہے۔ اس سے آدمی عاجز ہو تب دو مہینے کے روزوں کی شکل میں کفارہ دے سکتا ہے۔ اور اس سے بھی عاجز ہو تب 60 مسکینوں کو کھانا کھلا سکتا ہے۔ لیکن اگر تینوں کفاروں سے کوئی شخص عاجز ہو تو چونکہ شریعت میں کفارے کی کوئی اور شکل نہیں رکھی گئی ہے اس لیے اسے اس وقت تک انتظار کرنا ہوگا جب تک وہ ان میں سے کسی ایک پر قادر نہ ہو جائے۔ البتہ سنت سے یہ ثابت ہے کہ ایسے شخص کی مدد کی جانی چاہیے تا کہ وہ تیسرا کفارہ ادا کر سکے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت المال سے ایسے لوگوں کی مدد فرمائی ہے جو اپنی غلطی سے اس مشکل میں پھنس گئے تھے اور تینوں کفاروں سے عاجز تھے۔

قرآن مجید کفارہ میں رَقَبہ آزاد کرنے کا حکم دیتا ہے جس کا اطلاق لونڈی اور غلام دونوں پر ہوتا ہے اور اس میں عمر کی کوئی قید نہیں ہے۔ شیر خوار بچہ بھی اگر غلامی کی حالت میں ہو تو اسے آزاد کیے جا سکتے ہیں یا صرف مومن غلام ہی آزاد کرنا ہوگا۔ حنفیہ اور ظاہریہ کہتے ہیں غلام خواہ مومن ہو یا کافر، اس کا آزاد کر دینا کفارہ ظہار کے لیے کافی ہے، کیونکہ قرآن میں مطلق رَقَبہ کا ذکر ہے، یہ نہیں کہا گیا ہے کہ وہ مومن ہی ہونا چاہیے۔ بخلاف اس کے شافعیہ، مالکیہ اور حنابلہ اس کے لیے مومن کی شرط لگاتے ہیں، اور انہوں نے اس حکم کو ان دوسرے کفاروں پر قیاس کیا ہے جن میں رقبہ کے ساتھ قرآن مجید میں مومن کی قید لگائی گئی ہے۔

کفارہ ظہار سے پہلے صحبت کر لینے کا بیان

3457 - اَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوْسٰى عَنْ مَّعْمَرٍ عَنِ الْحَكَمِ بْنِ اَبَانَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَجُلًا اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ ظَاهَرَ مِنِ امْرَاَتِهٖ فَوَقَعَ عَلَيْهَا فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ ظَاهَرْتُ مِنِ امْرَاَتِيْ فَوَقَعْتُ قَبْلَ اَنْ اُكَفِّرَ . قَالَ "وَمَا حَمَلَكَ عَلٰى ذٰلِكَ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ" . قَالَ رَاَيْتُ خَلْخَالَهَا فِيْ ضَوْءِ الْقَمَرِ . فَقَالَ "لَا تَقْرَبْهَا حَتّٰى تَفْعَلَ مَا اَمَرَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا' اس نے پہلے اپنی بیوی کے ساتھ ظہار کیا تھا' اور پھر اس کے ساتھ صحبت کر لی تھی' اس نے عرض کی: یارسول اللہ! میں نے اپنی بیوی کے ساتھ ظہار کیا تھا' پھر میں نے اس کا کفارہ ادا کرنے سے پہلے ہی اپنی بیوی کے ساتھ صحبت کر لی۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے! تم نے ایسا کیوں کیا؟ اس نے عرض کی: میں نے چاند کی روشنی میں اس کی پازیب دیکھی (تو خود پر قابو نہیں پا سکا)۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اب تم اس کے قریب اُس وقت تک نہ جانا جب تک تم وہ نہ کر لو' جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے (یعنی جب تک تم ظہار کا کفارہ نہیں ادا کر لیتے' اس وقت تک اپنی بیوی کے پاس نہ جانا)۔

کفارہ ظہار ادا کرنے سے پہلے جماع کرنے میں مذاہب اربعہ

حضرت امام شافعی کا مطلب یہ ہے کہ ظہار کیا پھر اس عورت کو روک رکھا یہاں تک کہ اتنا زمانہ گزر گیا کہ اگر چاہتا تو اس میں باقاعدہ طلاق دے سکتا تھا لیکن طلاق نہ دی۔

حضرت امام احمد فرماتے ہیں کہ پھر لوٹے جماع کی طرف یا ارادہ کرے تو یہ حلال نہیں تاوقتیکہ مذکورہ کفارہ ادا نہ کرے۔ امام مالک علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ مراد اس سے جماع کا ارادہ یا پھر بسانے کا عزم یا جماع ہے۔

حضرت امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ وغیرہ کہتے ہیں مراد ظہار کی طرف لوٹنا ہے اس کی حرمت اور جاہلیت کے حکم کے اٹھ جانے کے

3457-اخرجه ابو داؤد في الطلاق، باب في الظهار (2223 و 2225م) و (2221 و 2222 و 2224 و 2225) مرسلا . واخرجه الترمذي في الطلاق، باب ما جاء في كفارة الظهار (الحديث 1199) و اخرجه النسائي في الطلاق، باب الظهار (الحديث 3458 و 3459) مرسلا . و اخرجه ابن ماجه في الطلاق، باب المظاهر يجامع قبل ان يكفر (الحديث 2065) . تحفة الاشراف (6036) .

بعد پس جو شخص اب ظہار کرے گا اس پر اس کی بیوی حرام ہو جائے گی جب تک کہ یہ کفارہ ادا نہ کرے،

حضرت سعید فرماتے ہیں مراد یہ ہے کہ جس چیز کو اس نے اپنی جان پر حرام کر لیا تھا اب پھر اس کام کو کرنا چاہے تو اس کا کفارہ ادا کرے۔

حضرت حسن بصری کا قول ہے کہ مجامعت کرنا چاہے ورنہ اور طرح چھونے میں قبل کفارہ کے بھی ان کے نزدیک کوئی حرج نہیں۔ ابن عباس وغیرہ فرماتے ہیں یہاں مس سے مراد صحبت کرنا ہے۔ زہری فرماتے ہیں کہ ہاتھ لگانا پیار کرنا بھی کفارہ کی ادائیگی سے پہلے جائز نہیں۔

سنن میں ہے کہ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے اپنی بیوی سے ظہار کیا تھا پھر کفارہ ادا کرنے سے پہلے میں اس سے مل لیا آپ نے فرمایا اللہ تجھ پر رحم کرے ایسا تو نے کیوں کیا؟ کہنے لگا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چاندنی رات میں اس کے خلخال کی چمک نے مجھے بیتاب کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب اس سے قربت نہ کرنا جب تک کہ اللہ کے فرمان کے مطابق کفارہ ادا نہ کر دے، نسائی میں یہ حدیث مرسلاً مروی ہے اور امام نسائی رحمتہ اللہ علیہ مرسل ہونے کو اولیٰ بتاتے ہیں۔ پھر کفارہ بیان ہو رہا ہے کہ ایک غلام آزاد کرے، ہاں یہ قید نہیں کہ مومن ہی ہو جیسے قتل کے کفارے میں غلام کے مومن ہونے کی قید ہے۔

حضرت امام شافعی تو فرماتے ہیں یہ مطلق اس مقید پر محمول ہوگی کیونکہ غلام کو آزاد کرنے کی شرط جیسی وہاں ہے ایسی ہی یہاں بھی ہے، اس کی دلیل یہ حدیث بھی ہے کہ ایک سیاہ فام لونڈی کی بابت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا اسے آزاد کر دو یہ مومنہ ہے، اوپر واقعہ گزر چکا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ظہار کر کے پھر کفارہ سے قبل واقع ہونے والے کو آپ نے دوسرا کفارہ ادا کرنے کو نہیں فرمایا۔ پھر فرماتا ہے اس سے تمہیں نصیحت کی جاتی ہے یعنی دھمکایا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہاری مصلحتوں سے خبردار ہے اور تمہارے احوال کا عالم ہے۔ جو غلام کو آزاد کرنے پر قادر نہ ہو وہ دو مہینے کے لگاتار روزے رکھنے کے بعد اپنی بیوی سے اس صورت میں مل سکتا ہے اور اگر اس کا بھی مقدور نہ ہو تو پھر ساٹھ مسکینوں کو کھانا دینے کے بعد، پہلے حدیثیں گزر چکیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ مقدم پہلی صورت پھر دوسری پھر تیسری، جیسے کہ بخاری و مسلم کی اس حدیث میں بھی ہے جس میں آپ نے رمضان میں اپنی بیوی سے جماع کرنے والے کو فرمایا تھا۔

ہم نے یہ احکام اس لئے مقرر کیے ہیں کہ تمہارا کامل ایمان اللہ پر اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ہو جائے۔ یہ اللہ کی مقرر کردہ حدیں ہیں اس کے محرمات ہیں خبردار اس حرمت کو نہ توڑنا۔ جو کافر ہوں یعنی ایمان نہ لائیں حکم برداری نہ کریں شریعت کے احکام کی بے عزتی کریں ان سے لاپرواہی برتیں انہیں بلاؤں سے بچنے والا نہ سمجھو بلکہ ان کے لئے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہیں۔

3458 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الْحَكَمِ بْنِ اَبَانَ عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ تَظَاهَرَ رَجُلٌ مِّنِ امْرَاَتِهٖ فَاَصَابَهَا قَبْلَ اَنْ يُّكَفِّرَ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهٗ

3458-تقدم (الحديث 3457).

النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَا حَمَلَكَ عَلَى ذٰلِكَ". قَالَ رَحِمَكَ اللّٰهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ رَأَيْتُ خَلْخَالَهَا أَوْ سَاقَيْهَا فِي ضَوْءِ الْقَمَرِ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "فَاعْتَزِلْهَا حَتّٰى تَفْعَلَ مَا أَمَرَكَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ".

★★ عکرمہ بیان کرتے ہیں' ایک شخص نے اپنی بیوی کے ساتھ ظہار کر لیا اور پھر کفارہ ادا کرنے سے پہلے اس کے ساتھ صحبت کر لی' اس بات کا تذکرہ اس نے نبی اکرم ﷺ سے کیا' تو نبی اکرم ﷺ نے اس سے دریافت کیا: تم نے ایسا کیوں کیا؟ اس نے عرض کی: یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے! میں نے چاند کی روشنی میں اس کی پازیب دیکھی (راوی کو شک ہے' شاید یہ الفاظ ہیں:) اس کی پنڈلیاں دیکھیں (تو خود پر قابو نہیں پاسکا)۔

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اب تم اس سے الگ رہنا' یہاں تک کہ تم وہ نہیں کر لیتے جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں حکم دیا ہے (یعنی جب تک تم کفارہ نہیں ادا کر دیتے)۔

ظہار ثابت کرنے والے اعضاء کی تشبیہ میں مذاہب اربعہ

بیوی کس کس سے تشبیہ دینا ظہار ہے؟ اس مسئلے میں فقہاء کے درمیان اختلاف ہے: عامر شعبی کہتے ہیں کہ صرف ماں سے تشبیہ ظہار ہے، باقی اور کسی بات پر اس حکم کا اطلاق نہیں ہوتا۔ مگر فقہاء امت میں سے کسی گروہ نے بھی ان سے اس معاملہ میں اتفاق نہیں کیا ہے، کیونکہ قرآن نے ماں سے تشبیہ کو گناہ قرار دینے کی دلیل یہ بیان کی ہے کہ یہ نہایت بیہودہ اور جھوٹی بات ہے۔ اب یہ ظاہر ہے کہ جن عورتوں کی حرمت ماں جیسی ہے ان کے ساتھ بیوی کو تشبیہ دینا بیہودگی اور جھوٹ میں اس سے کچھ مختلف نہیں ہے، اس لیے کوئی دلیل نہیں کہ اس کا حکم وہی نہ ہو جو ماں سے تشبیہ کا حکم ہے۔

حنفیہ کہتے ہیں کہ اس حکم میں تمام وہ عورتیں داخل ہیں جو نسب یا رضاعت، یا ازدواجی رشتہ کی بنا پر آدمی کے لیے ابداً حرام ہیں، مگر وقتی طور پر جو عورتیں حرام ہوں اور کسی وقت حلال ہو سکتی ہوں وہ اس میں داخل نہیں ہیں۔ جیسے بیوی کی بہن، اس کی خالہ، اس کی پھوپھی، یا غیر عورت جو آدمی کے نکاح میں نہ ہو۔ ابدی محرمات میں سے کسی عورت کے کسی ایسے عضو کے ساتھ تشبیہ دینا جس پر نظر ڈالنا آدمی کے لیے حلال نہ ہو، ظہار ہوگا۔ البتہ بیوی کے ہاتھ، پاؤں، سر، بال، دانت وغیرہ کو ابداً حرام عورت کی پیٹھ سے، یا بیوی کو اس کے سر، ہاتھ، پاؤں جیسے اجزائے جسم سے تشبیہ دینا ظہار نہ ہوگا کیونکہ ماں بہن کے ان اعضاء پر نگاہ ڈالنا حرام نہیں ہے۔ اسی طرح یہ کہنا کہ تیرا ہاتھ میری ماں کے ہاتھ جیسا ہے، یا تیرا پاؤں میری ماں کے پاؤں جیسا ہے، ظہار نہیں ہے۔

شافعیہ کہتے ہیں کہ اس حکم میں صرف وہی عورتیں داخل ہیں جو ہمیشہ حرام تھیں اور ہمیشہ حرام رہیں، یعنی ماں، بہن، بیٹی وغیرہ۔ مگر وہ عورتیں اس میں داخل نہیں ہیں جو کبھی حلال رہ چکی ہوں، جیسے رضاعی ماں، بہن، ساس اور بہو، یا کسی وقت حلال ہو سکتی ہوں، جیسے سالی۔ ان عارضی یا وقتی حرام عورتوں کے ماسوا ابدی حرمت رکھنے والی عورتوں میں سے کسی کے ان اعضا کے ساتھ بیوی کو تشبیہ دینا ظہار ہوگا جن کا ذکر بغرض اظہار اکرام و توقیر عادۃً نہیں کیا جاتا۔ رہے وہ اعضاء جن کا اظہار اکرام و توقیر کے کیا جاتا ہے تو

ان تشبیہ صرف اس صورت میں ظہار ہوگی جبکہ یہ بات ظہار کی نیت سے کہی جائے۔مثلاً بیوی سے یہ کہنا کہ تو میرے لیے میری ماں کی آنکھ یا جان کی طرح ہے، یا ماں کے ہاتھ، پاؤں یا پیٹ کی طرح ہے، یا ماں کے پیٹ یا سینے سے بیوی کے پیٹ یا سینے کو تشبیہ دینا، یا بیوی کے سر، پیٹھ یا ہاتھ کو اپنے لیے ماں کی پیٹھ جیسا قرار دینا، یا بیوی کو یہ کہنا کہ تو میرے لیے میری ماں جیسی ہے، ظہار کی نیت سے ہو تو ظہار ہے اور عزت کی نیت سے ہو تو عزت ہے۔

مالکیہ کہتے ہیں کہ ہر عورت جو آدمی کے لیے حرام ہو، اس سے بیوی کو تشبیہ دینا ظہار ہے، حتیٰ کہ بیوی سے یہ کہنا بھی ظہار کی تعریف میں آتا ہے تو میرے اوپر فلاں غیر عورت کی پیٹھ جیسی ہے، نیز وہ کہتے ہیں کہ ماں اور ابدی محرمات کے کسی عضو سے بیوی کو یا بیوی کے کسی عضو کو تشبیہ دینا ظہار ہے، اور اس میں یہ شرط نہیں ہے کہ وہ اعضاء ایسے ہوں جن پر نظر ڈالنا حلال نہ ہو، کیونکہ ماں کے کسی عضو پر بھی اس طرح کی نظر ڈالنا جیسی بیوی پر ڈالی جاتی ہے، حلال نہیں ہے۔

حنابلہ اس حکم میں تمام ان عورتوں کو داخل سمجھتے ہیں جو ابداً حرام ہوں، خواہ وہ پہلے بھی حلال رہ چکی ہوں، مثلاً ساس، یا دودھ پلانے والی ماں رہیں وہ عورتیں جو بعد میں کسی وقت حلال ہو سکتی ہوں، (مثلاً سالی)، تو ان کے معاملہ میں امام احمد کا ایک قول یہ ہے کہ ان سے تشبیہ بھی ظہار ہے اور دوسرا قول یہ ہے کہ ان سے تشبیہ دینا ظہار کی تعریف میں آجاتا ہے۔البتہ بال، ناخن، دانت جیسے غیر مستقل اجزاء جسم اس حکم سے خارج ہیں۔

اعضاء سے متعلق ظہار میں فقہی بیان

علامہ علی بن محمد زبیدی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ جب کسی شخص نے عورت کے سر یا چہرہ یا گردن یا شرمگاہ کو محارم سے تشبیہ دی تو ظہار ہے اور اگر عورت کی پیٹھ یا پیٹ یا ہاتھ یا پاؤں یا ران کو تشبیہ دی تو نہیں۔ یوہیں اگر محارم کے ایسے عضو سے تشبیہ دی جسکی طرف نظر کرنا حرام نہ ہو مثلاً سر یا چہرہ یا ہاتھ یا پاؤں یا بال تو ظہار نہیں اور گھٹنے سے تشبیہ دی تو ہے۔(جوہرہ نیرہ باب ظہار)

علامہ علاؤالدین حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔محارم سے مراد عام ہے نسبی ہوں یا رضاعی یا سُسرالی رشتہ سے لہٰذا ماں، بہن پھوپھی لڑکی اور رضاعی ماں اور بہن وغیرہما اور زوجہ کی ماں اور لڑکی جبکہ زوجہ مدخولہ ہو اور مدخولہ نہ ہو تو اُس کی لڑکی سے تشبیہ دینے میں ظہار نہیں کہ وہ محارم میں نہیں۔ یوہیں جس عورت سے اُس کے باپ یا بیٹے نے معاذ اللہ زنا کیا ہے اُس سے تشبیہ دی یا جس عورت سے اس نے زنا کیا ہے اُس کی ماں یا لڑکی سے تشبیہ دی تو ظہار ہے۔محارم کی پیٹھ یا پیٹ یا ران سے تشبیہ دی یا کہا میں نے تجھ سے ظہار کیا تو یہ الفاظ صریح ہیں ان میں نیت کی کچھ حاجت نہیں کچھ بھی نیت نہ ہو یا طلاق کی نیت ہو یا اکرام کی نیت ہو، ہر حالت میں ظہار ہی ہے اور اگر یہ کہتا ہے کہ مقصود جھوٹی خبر دینا تھا یا زمانہ گزشتہ کی خبر دینا ہے تو قضاء تصدیق نہ کرینگے اور عورت بھی تصدیق نہیں کر سکتی۔(درمختار، باب ظہار)

3459 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ قَالَ اَنْبَاَنَا الْمُعْتَمِرُ ح وَاَنْبَاَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ قَالَ سَمِعْتُ الْحَكَمَ بْنَ اَبَانَ قَالَ سَمِعْتُ عِكْرِمَةَ قَالَ اَتٰى رَجُلٌ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ

3459-تقدم (الحديث 3457) .

يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اِنَّهُ ظَاهَرَ مِنِ امْرَاَتِهٖ ثُمَّ غَشِيَهَا قَبْلَ اَنْ يَّفْعَلَ مَا عَلَيْهِ . قَالَ "مَا حَمَلَكَ عَلٰى ذٰلِكَ" .
قَالَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ رَاَيْتُ بَيَاضَ سَاقَيْهَا فِي الْقَمَرِ . قَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "فَاعْتَزِلْ حَتّٰى تَقْضِيَ مَا عَلَيْكَ" . وَقَالَ اِسْحَاقُ فِيْ حَدِيْثِهٖ "فَاعْتَزِلْهَا حَتّٰى تَقْضِيَ مَا عَلَيْكَ" . وَاللَّفْظُ لِمُحَمَّدٍ .
قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمُرْسَلُ اَوْلٰى بِالصَّوَابِ مِنَ الْمُسْنَدِ وَاللّٰهُ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى اَعْلَمُ .

☆☆ عکرمہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' اس نے عرض کی: اے اللہ کے نبی! اس نے اپنی بیوی کے ساتھ ظہار کیا' پھر اس پر جو چیز لازم تھی' اسے کرنے سے پہلے (یعنی ظہار کا کفارہ ادا کرنے سے پہلے) اس نے اپنی بیوی کے ساتھ صحبت بھی کر لی۔ نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: تم نے ایسا کیوں کیا؟ اس نے عرض کی: اے اللہ کے نبی! میں نے چاند کی روشنی میں اس کی پنڈلیوں کی سفیدی دیکھی (تو خود پر قابو نہیں پا سکا)۔

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

تم اب الگ رہنا جب تک تم اس چیز کو ادا نہیں کر دیتے جو تم پر لازم ہے (یعنی جب تک کفارہ ادا نہیں کر دیتے)۔

اسحاق نامی راوی نے ایک لفظ مختلف نقل کیا ہے' روایت کے یہ الفاظ محمد بن عبدالاعلیٰ نامی راوی کے ہیں۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: اس روایت کا ''مسند'' کی بجائے ''مرسل'' ہونا زیادہ درست ہے' باقی اللہ بہتر جانتا ہے۔

مثل امی کہنے سے وقوع ظہار میں مذاہب اربعہ

اس امر میں تمام فقہاء کا اتفاق ہے کہ بیوی سے یہ کہنا کہ تو میرے اوپر میری ماں کی پیٹھ جیسی ہے صریح ظہار ہے کیونکہ اہل عرب میں یہی ظہار کا طریقہ تھا اور قرآن مجید کا حکم اسی کے بارے میں نازل ہوا ہے۔ البتہ اس امر میں فقہاء کے درمیان اختلاف ہے کہ دوسرے الفاظ میں سے کون سے ایسے ہیں جو صریح ظہار کے حکم میں ہیں، اور کون سے ایسے ہیں جن کے ظہار ہونے یا نہ ہونے کا فیصلہ قائل کی نیت پر کیا جائے گا۔

حنفیہ کے نزدیک ظہار کے صریح الفاظ وہ ہیں جن میں صاف طور پر حلال عورت (بیوی) کو حرام عورت (یعنی محرمات ابدیہ میں سے کسی عورت) سے تشبیہ دی گئی ہو، یا تشبیہ ایسے عضو سے دی گئی ہو جس پر نظر ڈالنا حلال نہیں ہے، جیسے یہ کہنا کہ تو میرے اوپر ماں یا فلاں حرام عورت کے پیٹ یا ران جیسی ہے۔ ان کے سوا دوسرے الفاظ میں اختلاف کی گنجائش ہے۔ اگر کہے کہ تو میرے اوپر حرام ہے جیسے میری ماں کی پیٹھ تو امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کے نزدیک یہ صریح ظہار ہے، لیکن امام ابو یوسف اور امام محمد علیہ الرحمہ کے نزدیک ظہار کی نیت ہو تو ظہار ہے اور طلاق کی نیت ہو تو طلاق۔ اگر کہے کہ تو میری ماں جیسی ہے یا میری ماں کی طرح ہے تو حنیفہ کا عام فتویٰ یہ ہے کہ یہ ظہار کی نیت سے ظہار ہے، طلاق کی نیت سے طلاق بائن، اور اگر کوئی نیت نہ ہو تو بے معنی ہے۔ لیکن امام محمد علیہ الرحمہ کے نزدیک یہ قطعی ہے۔ اگر بیوی کو ماں یا بہن یا بیٹی کہہ کر پکارے تو یہ سخت بیہودہ بات ہے جس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے غصے کا اظہار فرمایا تھا، مگر اسے ظہار نہیں قرار دیا۔ اگر کہے کہ تو میرے اوپر ماں کی طرح حرام ہے تو یہ ظہار کی نیت سے ظہار ہے، طلاق کی نیت سے طلاق، اور کوئی نیت نہ ہو تو ظہار ہے۔ اگر کہے کہ تو میرے لیے ماں کی طرح یا ماں جیسی ہے تو نیت پوچھی

جائے گی۔عزت اور توقیر کی نیت سے کہا ہو تو عزت اور توقیر ہے۔ظہار کی نیت سے کہا ہو تو ظہار ہے۔طلاق کی نیت سے کہا ہو تو طلاق ہے۔کوئی نیت نہ ہو اور یونہی یہ بات کہہ دی ہو تو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بے معنی ہے، امام ابو یوسف کے نزدیک اس پر ظہار کا تو نہیں مگر قسم کا کفارہ لازم آئے گا، اور امام محمد علیہ الرحمہ کے نزدیک یہ ظہار ہے۔

شافعیہ کے نزدیک ظہار کے صریح الفاظ یہ ہیں کہ کوئی شخص اپنی بیوی سے کہے کہ تو میرے نزدیک، یا میرے ساتھ، یا میرے لیے ایسی ہے جیسی میری ماں کی پیٹھ۔یا تو میری ماں کی پیٹھ کی طرح ہے۔یا تیرا جسم، یا تیرا بدن، یا تیرا نفس میرے لیے میری ماں کے جسم یا بدن یا جنس کی طرح ہے۔ان کے سوا باقی تمام الفاظ میں قائل کی نیت پر فیصلہ ہوگا۔

حنابلہ کے نزدیک ہر وہ لفظ جس سے کسی شخص نے بیوی کو یا اس کے مستقل اعضاء میں سے کسی عضو کو کسی ایسی عورت سے جو اس کے لیے حرام ہے، یا اس کے مستقل اعضاء میں سے کسی عضو سے صاف صاف تشبیہ دی ہو، ظہار کے معاملہ میں صریح مانا جائے گا۔

مالکیہ کا مسلک بھی قریب قریب یہی ہے، البتہ تفصیلات میں ان کے فتوے الگ الگ ہیں۔مثلاً کسی شخص کی بیوی سے یہ کہنا کہ میرے لیے میری ماں جیسی ہے، یا میری ماں کی طرح ہے مالکیوں کے نزدیک ظہار کی نیت سے ہو تو ظہار ہے، طلاق کی نیت سے ہو تو طلاق اور کوئی نیت نہ ہو تو ظہار ہے۔حنبلیوں کے نزدیک یہ بشرط نیت صرف ظہار قرار دیا جاسکتا ہے۔اگر کوئی شخص بیوی سے کہے کہ تو میری ماں ہے تو مالکیہ کہتے ہیں کہ یہ ظہار ہے اور حنابلہ کہتے ہیں کہ یہ بات اگر جھگڑے اور غصے کی حالت میں کہی گئی ہو تو ظہار ہے، اور پیار محبت کی بات چیت میں کہی گئی ہو تو کو یہ بہت ہی بری بات ہے لیکن ظہار نہیں ہے۔اگر کوئی شخص کہے تجھے طلاق ہے تو میری ماں کی طرح ہے تو حنابلہ کے نزدیک یہ طلاق ہے نہ کہ ظہار، اور اگر کہے تو میری ماں کی طرح ہے تجھے طلاق ہے تو ظہار اور طلاق دونوں واقع ہو جائیں گے۔یہ کہنا کہ تو میرے اوپر ایسی حرام ہے جیسی میری ماں کی بیٹھ مالکیہ اور حنابلہ دونوں کے نزدیک ظہار ہے خواہ طلاق ہی کی نیت سے یہ لفاظ کہے گئے ہوں، یا نیت کچھ بھی نہ ہو۔

الفاظ ظہار کی اس بحث میں یہ بات اچھی طرح سمجھ لینی چاہیے کہ فقہاء نے اس باب میں جتنی بحثیں کی ہیں وہ سب عربی زبان کی الفاظ اور محاورات سے تعلق رکھتی ہیں، اور ظاہر ہے کہ دنیا کی دوسری زبانیں بولنے والے نہ عربی زبان میں ظہار کریں گے، نہ ظہار کرتے وقت عربی الفاظ اور فقروں کا ٹھیک ٹھیک ترجمہ زبان سے ادا کریں گے۔اس لیے کسی لفظ یا فقرے کے متعلق اگر یہ فیصلہ کرنا ہو کہ وہ ظہار کی تعریف میں آتا ہے یا نہیں، تو اسے اس لحاظ سے نہیں جانچنا چاہیے کہ وہ فقہاء کے بیان کردہ الفاظ میں سے کس کا صحیح ترجمہ ہے، بلکہ صرف یہ دیکھنا چاہیے کہ آیا قائل نے بیوی کو جنسی تعلق کے لحاظ سے محرمات میں سے کسی کے ساتھ صاف صاف تشبیہ دی ہے، یا اس کے الفاظ میں دوسرے مفہومات کا بھی احتمال ہے؟ اس کی نمایاں ترین مثال خود وہ فقرہ ہے جس کے متعلق تمام فقہاء اور مفسرین کا اتفاق ہے کہ عرب میں ظہار کے لیے وہی بولا جاتا تھا اور قرآن مجید کا حکم اسی کے بارے میں نازل ہوا ہے، یعنی اَنْتِ عَلَیَّ کَظَھْرِ اُمِّیْ (تو میرے اوپر میری ماں کی پیٹھ جیسی ہے)۔غالباً دنیا کی کسی زبان میں، اور کم از کم اردو کی حد تک تو ہم یقین کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ اس زبان میں کوئی ظہار کرنے والا ایسے الفاظ استعمال نہیں کر سکتا جو اس عربی فقرے کا لفظی ترجمہ ہوں۔

البتہ وہ اپنی زبان کے ایسے الفاظ ضرور استعمال کر سکتا ہے جن کا مفہوم ٹھیک وہی ہو جسے ادا کرنے کے لیے ایک عرب یہ فقرہ بولا کرتا تھا۔ اس کا مفہوم یہ تھا کہ تجھ سے مباشرت میرے لیے ایسی ہے جیسے اپنی ماں سے مباشرت، یا جیسے بعض جہلا بیوی سے کہہ بیٹھتے ہیں کہ تیرے پاس آؤں تو اپنی ماں کے پاس جاؤں تو اپنی ماں کے پاس جاؤں۔

بیوی کو مطلق حرام کہنے سے ظہار میں فقہی مذاہب اربعہ

جب خاوند اپنی بیوی کو اپنے لیے حرام کر لے یعنی وہ کہے: تم مجھ پر حرام ہو، تو کیا یہ ظہار ہوگا یا کہ طلاق یا اس میں قسم کا کفارہ؟ اس میں فقہاء کرام کا بہت زیادہ اختلاف پایا جاتا ہے، قاضی عیاض رحمہ اللہ نے اس مسئلہ میں چودہ اقوال نقل کیے ہیں اور امام نووی رحمہ اللہ نے مسلم کی شرح میں بھی نقل کیے ہیں۔

ان میں راجح قول یہی معلوم ہوتا ہے کہ اگر وہ اس سے ظہار کی نیت کرے تو یہ ظہار ہوگا، اور اگر طلاق کی نیت کرے تو طلاق ہوگی اور اگر قسم کی نیت رکھتا ہو تو یہ قسم کہلائیگی، اس لیے یہ اس کی نیت پر منحصر ہے جو نیت کرے گا وہی معاملہ ہوگا، امام شافعی رحمہ اللہ کا مسلک یہی ہے، اور ایک روایت میں امام احمد رحمہ اللہ سے یہی منقول ہے۔ اور اگر وہ اس سے کچھ نیت نہ رکھے تو پھر اسے قسم کا کفارہ ادا کرنا ہوگا، امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ اور امام شافعی کا مسلک یہی ہے۔

کفارہ واجب ہونے کی دلیل صحیح بخاری کی درج ذیل حدیث ہے: ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ: "جب مرد اپنی بیوی کو اپنے لیے حرام کر لے تو یہ قسم ہے وہ اس کا کفارہ ادا کرے گا۔ اور انہوں نے فرمایا: تمہارے لیے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بہترین نمونہ ہیں۔ (صحیح بخاری رقم الحدیث، (4911) صحیح مسلم رقم الحدیث، (1473۔)

اس حدیث کی شرح میں امام نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں۔ جب کوئی شخص اپنی بیوی کو "تم مجھ پر حرام ہو" کہے تو اس میں علماء کرام کا اختلاف پایا جاتا ہے امام شافعی رحمہ اللہ کا مسلک یہ ہے کہ اگر اس نے طلاق کی نیت کی تو طلاق ہوگی، اور اگر ظہار کی نیت کی تو ظہار ہوگا، اور اگر بعینہ بغیر طلاق اور ظہار کے حرام ہونے کی نیت کی تو اس پر نفس لفظ کے ساتھ قسم کا کفارہ لازم ہوگا، لیکن یہ قسم نہیں کہلائیگی۔

اور اگر اس میں کچھ بھی نیت نہ کرے تو امام شافعی کے دو قول ہیں: ان میں زیادہ صحیح یہ ہے کہ اس پر قسم کا کفارہ لازم آئیگا، اور دوسری قول یہ ہے کہ: یہ لغو ہے اس میں کچھ نہیں اور اس کے نتیجہ میں کوئی حکم مرتب نہیں ہوگا، ہمارا یہی مذہب ہے۔

اور قاضی عیاض رحمہ اللہ نے اس مسئلہ میں چودہ قول نقل کیے ہیں۔ پہلا: امام مالک علیہ الرحمہ کے مسلک میں مشہور یہ ہے کہ اس سے تین طلاق واقع ہو جاتی ہیں، چاہے عورت سے دخول ہو چکا ہو یا نہ ہوا ہو، لیکن اگر اس نے تین طلاق سے کم کی نیت کی تو غیر مدخولہ عورت کے لیے خاص طور پر قبول کیا جائیگا، ان کا کہنا ہے: علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور زید اور حسن اور حکم کا بھی یہی مسلک ہے۔

چنانچہ مالکیوں کا مسلک یہ ہے کہ: اس حرمت سے تین طلاق واقع ہو جائینگی، تو اس طرح بینونت کبری واقع ہو جائیگی اور ظاہر یہی ہوتا ہے کہ قاضی نے اسی مذہب کی بنا پر حکم لگایا ہے، اور آپ کے خاوند کے قول: "آپ کے ساتھ زندگی بسر کرنا حرام ہے" کو

اس حرمت میں شامل کیا ہے جس میں فقہاء کرام کا اختلاف پایا جاتا ہے۔

مالکیہ نے بیان کیا ہے کہ جس شخص نے بھی زندگی بسر کرنا حرام قرار دیا اور اس سے اپنی بیوی کی نیت کی تو اس سے تین طلاق ہو جائینگی۔ حاشیۃ الدسوقی (2/382) اور فتح العلی المالک (2/34)

ہم نے اس مسئلہ میں فقہاء کے اقوال میں سے وہ قول پیش کیا ہے جو راجح معلوم ہوتا ہے، اور اس مسئلہ میں نیت کی طرف اشارہ کرنا باقی ہے، اور اسی طرح قسم یا طلاق یا ظہار کی نیت میں فرق بھی۔

اگر کوئی قائل یہ کہے کہ: ان تین امور (یعنی طلاق، ظہار اور قسم) میں کیا فرق ہے؟ تو ہم کہیں گے: ان میں فرق یہ ہے کہ:

پہلی حالت: قسم میں اس نے حرام کرنے کی نیت نہیں کی لیکن ممانعت کی ایک قسم کی نیت کی ہے، یا تو معلق یا پھر غیر معلق، مثلا وہ کہے: اگر تم نے ایسے کیا تو تم مجھ پر حرام ہو، تو یہ معلق ہے، اس کا مقصد اپنے لیے بیوی کو حرام کرنا نہ تھا، بلکہ اس کا مقصد تو بیوی کو اس کام سے روکنا اور منع کرنا ہے۔

اور اسی طرح یہ الفاظ: "تم مجھ پر حرام ہو" سے اس کا مقصد بیوی کو روکنا ہے، تو ہم یہ کہتے ہیں کہ: یہ قسم ہے کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فرمان ہے:

اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ اس چیز کو اپنے لیے حرام کیوں کرتے ہیں جسے اللہ نے آپ کے لیے حلال کیا ہے، آپ اپنی بیویوں کی رضامندی حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

پھر اس کے بعد اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا: یقیناً اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے تمہارے لیے تمہاری قسموں کو کھولنا واجب کر دیا ہے۔ اللہ کا فرمان: اللہ نے آپ کے لیے جو حلال کیا ہے۔ اس میں ما اسم موصولہ ہے جو عموم کا فائدہ دیتا ہے اور یہ بیوی اور لونڈی اور کھانے پینے اور لباس وغیرہ سب کو شامل ہے، تو اس کا حکم قسم کا حکم ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: "جب کوئی شخص اپنی بیوی سے کہے: تم مجھ پر حرام ہو تو یہ قسم ہے وہ اس کا کفارہ ادا کرے گا، اور اس کا اس آیت سے استدلال ظاہر ہے۔

دوسری حالت: اس سے خاوند طلاق کا ارادہ رکھتا ہو اور "تم مجھ پر حرام ہو" یعنی میں تجھے چھوڑنے والا ہوں، اور وہ اپنے ساتھ نہ رکھنا چاہتا ہو، اور وہ ان الفاظ کے ساتھ اسے چھوڑنے کا ارادہ کرے تو یہ طلاق کہلائیگی اس لیے کہ یہ علیحدگی کے لیے صحیح، اور پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: "اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے، اور ہر شخص کے لیے وہی ہے جو اس نے نیت کی"

تیسری حالت: اس سے ظہار کا ارادہ کیا ہو، ظہار کا معنی یہ ہے کہ وہ بیوی اس پر حرام ہے، بعض اہل علم کا کہنا ہے کہ یہ ظہار نہیں کیونکہ اس میں ظہار کے الفاظ نہیں ہیں۔

اور بعض علماء کہتے ہیں کہ یہ ظہار ہے؛ کیونکہ بیوی سے ظہار کرنے والے کے قول کا معنی یہی ہے "تم مجھ پر میری ماں کی پشت کی طرح ہو" اس کا معنی حرام کے علاوہ کچھ نہیں لیکن اس نے اسے حرمت کے سب سے اعلی درجہ سے مشابہت دی ہے اور وہ ماں کی پشت ہے، اس لیے کہ یہ اس پر سب سے زیادہ حرام ہے تو یہ ظہار کہلائیگا۔ (الشرح الممتع (5/476)

ظہار کی بعض شرائط میں مذاہب اربعہ

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ظہار صرف اس شوہر کا معتبر ہے جو مسلمان ہو۔ ذمیوں پر ان احکام کا اطلاق نہیں ہوتا، کیونکہ قرآن مجید میں اَلَّذِيْنَ يُظَاهِرُوْنَ مِنْكُمْ کے الفاظ ارشاد ہوئے ہیں جن کا خطاب مسلمانوں سے ہے، اور تین قسم کے کفاروں میں سے ایک کفارہ قرآن میں روزہ بھی تجویز کیا گیا ہے جو ظاہر ہے کہ ذمیوں کے لیے نہیں ہو سکتا۔ امام شافعی اور امام احمد کے نزدیک یہ احکام ذمی اور مسلمان، دونوں کے ظہار پر نافذ ہوں گے، البتہ ذمی کے لیے روزہ نہیں ہے۔ وہ یا غلام آزاد کرے یا 60 مسکینوں کو کھانا کھلائے۔

جو عاقل و بالغ آدمی ظہار کے صریح الفاظ بحالت ہوش و حواس زبان سے ادا کرے اس کا یہ عذر قابل قبول نہیں ہو سکتا کہ اس نے غصے میں، یا نداق مذاق میں، یا پیار سے ایسا کہا، یا یہ کہ اس کی نیت ظہار کی نہ تھی۔ البتہ جو الفاظ اس معاملہ میں صریح نہیں ہیں، اور جن میں مختلف معنوں کا احتمال ہے، ان کا حکم الفاظ کی نوعیت پر منحصر ہے۔ آگے چل کر ہم بتائیں گے کہ ظہار کے صریح الفاظ کون سے ہیں اور غیر صریح کون سے۔

یہ امر متفق علیہ ہے کہ ظہار اس عورت سے کیا جا سکتا ہے جو آدمی کے نکاح میں ہو۔ البتہ اس امر میں اختلاف ہے کہ کیا غیر عورت سے بھی ظہار ہو سکتا ہے۔ اس معاملہ میں مختلف مسالک یہ ہیں۔

حنفیہ کہتے ہیں کہ غیر عورت سے اگر آدمی یہ کہے کہ میں تجھ سے نکاح کروں تو میرے اوپر تو ایسی ہے جیسے میری ماں کی پیٹھ، تو جب بھی وہ اس سے نکاح کرے گا کفارہ ادا کیے بغیر اسے ہاتھ نہ لگا سکے گا۔ یہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فتویٰ ہے۔ ان کے زمانہ میں ایک شخص نے ایک عورت سے یہ بات کہی اور بعد میں اس سے نکاح کر لیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اسے کفارہ ظہار دینا ہوگا۔

مالکیہ اور حنابلہ بھی یہی بات کہتے ہیں، اور وہ اس پر یہ اضافہ کرتے ہیں کہ اگر عورت کی تخصیص نہ کی گئی ہو بلکہ کہنے والے نے یوں کہا ہو کہ تمام عورتیں میرے اوپر ایسی ہیں، تو جس سے بھی وہ نکاح کرے گا اسے ہاتھ لگانے سے پہلے کفارہ دینا ہوگا۔ یہی دلیل سعید بن المسیب، عروہ بن زبیر، عطاء بن ابی رباح، حسن بصری اور اسحاق بن راہویہ کی ہے۔ شافعیہ کہتے ہیں کہ نکاح سے پہلے ظہار بالکل بے معنی ہے۔ ابن عباس اور قتادہ کی بھی یہی دلیل ہے۔

3460 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ تَمِيْمِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ وَسِعَ سَمْعُهُ الْاَصْوَاتَ لَقَدْ جَاءَتْ خَوْلَةُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَشْكُوْ زَوْجَهَا فَكَانَ يَخْفٰى عَلَيَّ كَلَامُهَا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ (قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِيْ تُجَادِلُكَ فِيْ زَوْجِهَا وَتَشْتَكِيْ اِلَى اللّٰهِ وَاللّٰهُ يَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا) الْاٰيَةَ .

3460-اخرجه البخاري في التوحيد، باب (و كان الله سميعًا بصيراً) (الحديث 7385م) تعليقاً، مختصراً . و اخرجه ابن ماجه في المقدمة، باب فيما انكرت الجهمية (الحديث 188)، و في الطلاق، باب الظهار (الحديث 2063) مطولاً . تحفة الاشراف (16332) .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ہر طرح کی حمد اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہے جو تمام آوازوں کو سن لیتا ہے ایک مرتبہ خولہ (نامی خاتون) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اس نے اپنے شوہر کی شکایت کی اس کی بات مجھے سمجھ نہیں آسکی (لیکن اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں حکم نازل کردیا جو یہ ہے:)

''اللہ تعالیٰ نے اس عورت کی بات سن لی جو اپنے شوہر کے بارے میں تمہارے ساتھ بحث کررہی تھی اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شکایت کررہی تھی اللہ تعالیٰ تم دونوں کے مکالمے کو سن رہا تھا''۔

شرح

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: بے شک اللہ نے اس عورت کی بات سن لی جو اپنے خاوند کے متعلق بحث اور تکرار کررہی تھی اور اللہ سے شکایت کررہی تھی اور اللہ تم دونوں کی باتیں سن رہا تھا بے شک اللہ بہت سننے والا خوب دیکھنے والا ہے۔ تم میں سے جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کرتے ہیں (یہ کہتے ہیں کہ تمہاری پیٹھ میری ماں کی پیٹھ کی مثل ہے) وہ عورتیں ان کی حقیقت میں مائیں نہیں ہیں ان کی مائیں تو صرف وہ ہیں جن سے وہ پیدا ہوئے ہیں اور بے شک وہ ضرور بری اور جھوٹی بات کہتے ہیں اور بے شک اللہ ضرور بہت معاف کرنے والا اور بہت بخشنے والا ہے۔ (المجادلہ: ۲۔۱)

المجادلہ: ۱حضرت خولہ بنت ثعلبہ رضی اللہ عنہا کے متعلق نازل ہوئی وہ حضرت اوس بن الصامت رضی اللہ عنہا کے نکاح میں تھیں۔ ان کا جسم بہت حسین تھا اور ان کے شوہر بہت شہوت اور بہت غصے والے تھے۔ انہوں نے ان کو اپنی خواہش پوری کرنے کے لئے بلایا حضرت خولہ نے انکار کیا۔ انہوں نے کہا: تمہاری پشت مجھ پر میری ماں کی پشت کی طرح ہے پھر وہ اپنے قول پر نادم ہوئے اور زمانہ جاہلیت میں ایلاء اور ظہار طلاق شمار ہوتا تھا۔ حضرت اوس نے کہا: میرا گمان ہے کہ تم مجھ پر حرام ہو چکی ہو۔ حضرت خولہ نے کہا: اللہ کی قسم! یہ طلاق نہیں ہے اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئیں۔ اس وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے سر کی ایک جانب دھو رہی تھیں۔ حضرت خولہ نے کہا: یارسول اللہ! بے شک میرے خاوند حضرت اوس بن الصامت نے مجھ سے شادی کی تھی اس وقت میں جوان مالدار خوشحال اور رشتہ داروں والی تھی حتیٰ کہ جب حضرت اوس نے میرا مال کھالیا اور میری جوانی ختم کردی اور میرے رشتہ دار بکھر گئے اور میری عمر زیادہ ہوگئی تو انہوں نے مجھ سے ظہار کرلیا اور اب وہ نادم ہیں کیا کوئی ایسی صورت ہے کہ وہ اور میں پھر سے جمع ہو جائیں اور وہ مجھ سے اپنی خواہش پوری کرسکیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اس پر حرام ہو چکی ہو۔ حضرت خولہ نے کہا: یارسول اللہ! اس ذات کی قسم جس نے آپ پر کتاب نازل کی ہے۔ اس نے طلاق کا ذکر نہیں کیا اور وہ میرے بچوں کا باپ ہے اور مجھے تمام لوگوں سے زیادہ محبوب ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا: تم اس پر حرام ہو چکی ہو۔ حضرت خولہ نے کہا: پھر میں اللہ سے اپنے فقر وفاقہ اور تنہائی کا ذکر کرتی ہوں۔ انہوں نے میرے ساتھ بہت وقت گزارا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا: میرا یہی گمان ہے کہ تم اس پر حرام ہو چکی ہو اور تمہارے معاملہ میں مجھے کوئی حکم نہیں دیا گیا۔ وہ بار بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنا مدعا عرض کرتی رہی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے یہی فرماتے رہے کہ تم اس پر حرام ہو چکی ہو۔ اس نے کہا: میں اللہ سے اپنے فاقہ اور اپنی پریشان حالی کی شکایت کرتی ہوں اور میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں۔ اگر میں یہ بچے

حضرت اوس کو دے دوں تو یہ ضائع ہو جائیں گے اور اگر میں ان بچوں کو اپنے پاس رکھوں تو یہ بھوکے رہیں گے پھر حضرت خولہ نے آسمان کی طرف سر اٹھا کر دیکھا اور کہنے لگیں: اے اللہ! میں تجھ سے شکایت کرتی ہوں اے اللہ! تو اپنے نبی کی زبان پر میری کشادگی کا حکم نازل فرما اور یہ اسلام میں پہلا ظہار کا واقعہ تھا۔ پھر حضرل عائشہ کھڑی ہو کر اپنے سر کی دوسری جانب دھونے لگیں۔ حضرت خولہ نے کہا: اے اللہ کے نبی! میرے معاملہ میں غور فرمائیں اللہ مجھے آپ پر فدا کرے۔ حضرت عائشہ نے کہا: اپنی بات مختصر کرو اور زیادہ بحث نہ کرو۔ کیا تم دیکھ نہیں رہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کی کیا کیفیت ہے؟ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جب وحی نازل ہوتی تھی تو آپ کے چہرے کا رنگ بدل جاتا تھا۔ جب آپ پر وحی نازل ہو چکی تو آپ نے اس سے فرمایا: اپنے خاوند کو بلاؤ۔ جب وہ اس کو بلا لائی تو آپ نے اس کے سامنے قد سمع اللہ قول التی تجادلک الایات پڑھیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: برکت والی ہے وہ ذات جس کی سماعت تمام آوازوں کو محیط ہے۔ بے شک وہ عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کر رہی تھی اور میں گھر کی ایک جانب ان کی کچھ باتیں سن رہی تھی اور بعض باتیں مجھ سے مخفی رہیں۔

(معالم التنزیل ج ۵ ص ۳۹۔ ۳۸ مسند احمد ج ۶ ص ۴۱۰ سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۲۲۱۴ سنن بیہقی ج ۷ ص ۳۸۹ صحیح ابن حبان رقم الحدیث: ۴۲۷۹ السنن الکبریٰ للنسائی رقم الحدیث: ۱۱۵۸۰ سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۲۰۶۳۔ ۱۸۸ تفسیر عبدالرزاق رقم الحدیث: ۳۱۱۸ المستدرک ج ۲ ص ۴۸۱)

ظہار کو زمانہ جاہلیت میں سب سے شدید طلاق قرار دیا جاتا تھا کیونکہ اس میں بیوی کی پشت کو اپنی ماں کی پشت سے تشبیہ دی جاتی تھی اور عربوں میں نکاح اور طلاق کے جو احکام تھے وہ اسلام میں اس وقت تک معتبر رہتے تھے جب تک اسلام میں ان احکام کو منسوخ نہیں کر دیا جاتا تھا اور اسلام میں ظہار کا یہ پہلا واقعہ تھا اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب کے عرف کے موافق ابتداءً اس کو برقرار رکھا۔ پھر جب حضرت خولہ رضی اللہ عنہا اس مسئلہ سے دوچار ہوئیں اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس میں بہت بحث و تکرار کی اور اللہ تعالیٰ سے فریاد کی تو اللہ تعالیٰ نے زمانہ جاہلیت کی اس رسم کو منسوخ فرما دیا اور ظہار کی مذمت میں المجادلہ: ۲ نازل ہوئی اور اس کے بعد آیات میں یہ بتایا کہ جب کوئی شخص ظہار کرنے کے بعد اس سے رجوع کرنا چاہے تو پھر اس کا کیا طریقہ ہے۔

ظہار کی تعریف اور اس کے حکم کا بیان

المجادلہ: ۲ میں فرمایا: جو لوگ تم میں سے اپنی بیویوں سے ظہار کرتے ہیں وہ عورتیں ان کی حقیقت میں مائیں نہیں ہیں ان کی مائیں تو صرف وہ ہیں جن سے وہ پیدا ہوئے ہیں اور بے شک وہ ضرور بری اور جھوٹی بات کہتے ہیں اور بے شک اللہ ضرور بہت معاف کرنے والا اور بہت بخشنے والا ہے۔

علامہ ابوالحسن علی بن ابی بکر المرغینانی الحنفی المتوفی ۵۷۳ ھ لکھتے ہیں: جب کوئی شخص اپنی بیوی سے کہے: تو مجھ پر میری ماں کی پشت کی مثل ہے تو وہ اس پر حرام ہو جاتی ہے اور اب اس سے عمل زوجیت کرنا جائز نہیں ہے اور نہ اس کو چھونا اور اس کو بوسہ دینا جائز ہے حتیٰ کہ وہ اس ظہار کا کفارہ ادا کرے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے المجادلہ: ۳ میں فرمایا ہے۔

اور ظہار زمانہ جاہلیت کی طلاق تھی۔ شریعت نے اس کی اصل کو برقرار رکھا اور اس کے حکم کو وقت مقرر کی تحریم کی طرف کفارہ کے ساتھ منتقل کر دیا اور ظہار نکاح کو زائل کرنے والا نہیں ہے۔ اس لئے کہ یہ جھوٹ بولنے اور بری بات کہنے کا جرم ہے۔ اسی لئے اس کے مناسب یہ سزا ہے کہ ظہار کرنے والے پر اس کی بیوی کے ساتھ جماع کو حرام قرار دیا جائے اور کفارہ ادا کرنے سے یہ حرمت ساقط ہو جائے پھر جب اس عمل زوجیت کو حرام کیا گیا تو اس کے دواعی اور محرکات کو بھی حرام کر دیا گیا۔ اس کے برخلاف حائض اور روزہ دار کے ساتھ جماع کے محرکات کو حرام نہیں کیا گیا کیونکہ حیض اور روزہ کا اکثر وقوع ہوتا ہے کیونکہ اگر ان میں عمل زوجیت کے محرکات کو حرام قرار دیا جاتا تو اس سے حرج لازم آتا۔ اس کے برخلاف ظہار کا اتنا وقوع نہیں ہوتا۔ اس میں عمل زوجیت کے دواعی اور محرکات کو حرام قرار دینے سے حرج لازم نہیں آئے گا۔ (الہدایہ نصب الرایہ ج ۳ ص ۳۵۴۔۳۵۳ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۶ھ)

ظہار کے الفاظ اور اس کی دیگر تفاصیل کا بیان

اللہ تعالیٰ نے اس سے منع فرمایا ہے کہ کوئی شخص اپنی بیوی سے یوں کہے کہ تم مجھ پر ایسی ہو جیسی میری ماں کی پشت ہے۔ اس کو فقہ کی اصطلاح میں ظہار کہتے ہیں۔ ظہار کی تعریف یہ ہے کہ بیوی یا اس کے کسی عضو کو اپنی ماں یا کسی اور محرم کی پشت یا کسی اور عضو سے تشبیہ دینا اس کا حکم یہ ہے کہ اس پر بیوی سے جماع اور بوس و کنار وغیرہ حرام ہو جاتا ہے۔ جب تک وہ کفارہ ظہار نہ ادا کرے اور جب کسی شخص نے اپنی بیوی سے کہا: تم مجھ پر ایسی ہو جیسے میری ماں کا پیٹ یا اس کی ران ہے تو یہ بھی ظہار ہے اور اگر اس نے ماں کے علاوہ اپنی بہن یا اپنی پھوپھی یا رضاعی ماں یا کسی اور محرم کی پشت سے اپنی بیوی کو تشبیہ دی تو یہ بھی ظہار ہے اور اگر اس نے اپنی بیوی کے کسی عضو کو اپنی ماں سے تشبیہ دی مثلاً اپنی بیوی سے کہا: تمہارا سر میری ماں کی پشت کی طرح ہے یا تمہاری شرم گاہ یا تمہارا چہرہ یا تمہارا نصف یا تمہارا ثلث میری ماں کی طرف ہے تو یہ بھی ظہار ہے اور اگر اس نے کہا: تم میری ماں کی مثل ہو تو اس کا حکم اس کی نیت پر موقوف ہے۔ اگر اس کی نیت یہ تھی کہ تم میری ماں کی طرح معزز ہو تو طلاق یا ظہار کچھ نہیں ہے اور اگر اس نے کہا: میری نیت ظہار کی تھی تو یہ ظہار ہے اور اگر اس نے کہا: میری نیت طلاق کی تھی تو اس سے طلاق بائن واقع ہو جائے گی۔

(ہدایہ اولین ص ۴۱۰۔۴۰۹ ملخصا وموضحا مطبوعہ مکتبہ شرکت علمیہ ملتان)

بیوی کو طلاق کی نیت سے ماں بہن کہنے سے طلاق واقع نہ ہونے کے دلائل

حضرت ابراہیم (علیہ السلام) نے اپنی زوجہ حضرت سارہ کے متعلق فرمایا: یہ میری بہن ہے۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ۳۳۵۸۔۲۲۱۷ صحیح مسلم رقم الحدیث: ۲۳۷۱ سنن الترمذی رقم الحدیث: ۳۱۶۶ مسند احمد رقم الحدیث: ۹۲۳۰ عالم الکتب)

علامہ بدر الدین محمود بن احمد عینی حنفی متوفی ۸۵۵ھ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں: اس حدیث سے یہ مسئلہ معلوم ہوا کہ جس شخص نے بغیر کسی نیت کے اپنی بیوی کے متعلق کہا یہ میری بہن ہے تو اس کا یہ کہنا طلاق نہیں ہے۔

(عمدۃ القاری ج ۱۲ ص ۴۵ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۱ھ)

حضرت ابوتمیمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو اپنی بیوی سے یہ کہتے ہوئے سنا اے میری بہن! تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو مکروہ قرار دیا اور اس کو یہ کہنے سے منع فرمایا۔ (سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۲۲۱۱۔۲۲۱۰ بیروت)

علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی حنفی ۱۲۵۲ھ لکھتے ہیں: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یہ قول ظہار نہیں ہے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سوائے کراہت اور ممانعت کے اس کا اور کوئی حکم نہیں بیان فرمایا اسی طرح اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو اے بیٹی! کہے تو اس کا بھی یہی حکم ہے۔ (ردالمحتار ج ۴ص ۱۰۵ مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت ۱۴۱۹ھ)

ان احادیث سے یہ واضح ہو گیا کہ بیوی کو بہن یا بیٹی کہنے سے طلاق واقع نہیں ہوتی۔ بیوی کو میری ماں کہنے سے بھی طلاق واقع نہیں ہوتی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ناپسند اس لئے فرمایا کہ یہ واقع کے خلاف ہے اور جھوٹ ہے۔ اس پر صرف توبہ کرنا واجب ہے۔ فقہاء نے یہ بھی کہا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو طلاق کی نیت سے ماں، بہن کہے تب بھی طلاق واقع نہیں ہوگی۔

علامہ حسن بن منصور اوز جندی المعروف قاضی خاں متوفی ۵۹۲ھ لکھتے ہیں:

ولو قال لا مراته ان فعلت كذافانت امي و نوى به التحريم فهو باطل لا يلزمه شيء

اور اگر اس نے اپنی بیوی سے کہا: اگر تو نے فلاں کام کیا تو تو میری ماں ہے اور اس سے اس کی مراد یہ تھی کہ اس کی بیوی اس پر حرام ہو جائے گی تو اس کا یہ قول باطل ہے اور اس پر کچھ لازم نہیں آئے گا یعنی اس کی بیوی حرام نہیں ہوگی۔

قاضی خاں کی اس عبارت کا تقاضا بھی یہی ہے کہ اگر کسی نے اپنی بیوی کو اپنی ماں یا بہن کہا تو اس سے طلاق واقع نہیں ہوگی خواہ اس نے طلاق کی نیت کی ہو۔

علامہ محمد بن علی بن محمد الحصکفی الحنفی المتوفی ۱۰۸۸ھ لکھتے ہیں: کسی شخص نے اپنی بیوی سے کہا: تو مجھ پر میری ماں کی مثل ہے یا کہا: تو میری ماں کی مثل ہے اور اس سے بیوی کے معزز ہونے کی نیت کی یا ظہار کی نیت کی یا طلاق کی نیت کی تو اس کی نیت صحیح ہے اور جس کی اس نے نیت کی وہی حکم لاگو ہوگا اور اگر اس نے کوئی نیت نہیں کی یا تشبیہ کا ذکر نہیں کیا (یعنی طلاق کی نیت سے کہا تو مریری ماں ہے) تو اس کا یہ کلام لغو ہوگا۔ (الدرالمختار مع ردالمحتار ج ۵ص ۱۰۳ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۴۰۹ھ)

اور علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ لکھتے ہیں:

انت امی بلا تشبیہ فانہ باطل وان نوی:

ترجمہ: کسی شخص نے اپنی بیوی سے بغیر تشبیہ دیئے کہا: تو میری ماں ہے تو اس کا یہ قول باطل ہے خواہ اس نے طلاق کی نیت کی ہو۔ (ردالمحتار ج ۵ص ۹۸ مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت ۱۴۱۹ھ)

اسی طرح علامہ ابراہیم بن محمد حلبی حنفی متوفی ۹۵۶ھ نے لکھا ہے: اور اگر کسی شخص نے اپنی بیوی سے کہا: تو مجھ پر میری ماں کی مثل ہے تو اگر اس نے اپنی بیوی کے معزز ہونے کی نیت کی تو اس کی تصدیق کی جائے گی اور اگر اس نے اس قول سے ظہار کی نیت کی ہے تو یہ ظہار ہوگا یا طلاق کی نیت کی ہے تو یہ طلاق بائن ہوگی اور اگر اس نے کوئی نیت نہیں کی تو پھر اس قول سے کوئی حکم ثابت نہیں ہوگا۔ (ملتقی الابحر مع مجمع الانہر ج ۲ص ۱۱۸ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۹ھ)

نیز علامہ الکلیوبی نے لکھا ہے:

ظہار کی تعریف میں تشبیہ کی قید اس لئے لگائی ہے کہ اگر کسی شخص نے بغیر تشبیہ دیئے اپنی بیوی سے کہا: تو میری ماں ہے یا میری

بہن ہے یا بیٹی ہے تو یہ ظہار نہیں ہے اور اگر اس نے اپنی بیوی سے کہا اگر تو نے فلاں کام کیا تو تو میری ماں ہے اور اس کی بیوی نے وہ کام کر لیا تو اس کا یہ قول باطل ہوگا خواہ اس نے اس قول سے بیوی کے حرام ہونے کی نیت کی ہو۔ (مجمع الانہر ج ۲ ص ۱۱۵)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی متوفی ۱۳۴۰ھ سے سوال کیا گیا کہ ایک شخص نے بحالت غصہ اپنی زوجہ کو ماں، بہن کہہ دیا مگر نان نفقہ دیتا رہا عورت اس کے نکاح میں رہی یا بحکم شرع شریف جاتی رہی؟

اعلیٰ حضرت قدس سرہ اس کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

الجواب: زوجہ کو ماں، بہن کہنا خواہ یوں کہ اسے ماں، بہن کہہ کر پکارے یا یوں کہے: تو میری ماں، بہن ہے سخت گناہ و ناجائز ہے مگر اس سے نہ نکاح میں خلل آئے نہ توبہ کے سوا کچھ اور لازم ہو در مختار میں ہے:

اولا ینو شیئا او حذف الکاف لغا وتعین الادنی ای البر یعنی الکرامۃ ویکرہ قولہ انت امی ویا ابنتی ویا اختی ونحوہ۔

ترجمہ: اور اگر اس نے کوئی نیت نہیں کی یا تشبیہ کا ذکر نہیں کیا تو ادنیٰ درجہ کا حکم متعین ہوگا یعنی عزت اور کرامت کا اور اس کا اپنی بیوی کو یہ کہنا مکروہ ہے کہ تو میری ماں ہے یا یہ کہنا: اے میری بیٹی اور اے میری بہن اور اس کی مثل۔

(در مختار علی ہامش رد المحتار ج ۵ ص ۱۰۳ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۴۱۹ھ)

علامہ شامی نے اس پر لکھا ہے: حذف الکاف بان قال انت امی و من بعض الظن جعلہ من باب زید اسد منتقی عن القہستانی قلب و یدل علیہ ما نذکرہ عن الفتح من انہ لا بد من التصریح من الاداۃ ۔ اسی میں ہے: انت امی بلا تشبیہ باطل و ان نوی ۔

ترجمہ: اگر اس نے تشبیہ کا ذکر نہیں کیا اور بایں طور اپنی بیوی سے کہا تو میری ماں ہے بعض لوگوں کا یہ گمان ہے کہ یہ قول ایسا ہے جیسے کوئی کہے زید شیر ہے میں کہتا ہوں اس پر دلیل یہ ہے کہ ہم فتح القدیر سے نقل کریں گے کہ تشبیہ کے حرف کا ذکر کرنا ضروری ہے نیز علامہ شامی نے کہا: بغیر تشبیہ کے بیوی کو یہ کہنا کہ تو میری ماں ہے باطل ہے خواہ اس نے طلاق کی نیت کی ہو۔ (رد المحتار ج ۵ ص ۹۸ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۴۱۹ھ)

ہاں اگر یوں کہا ہو کہ تو مثل یا مانند یا ماں، بہن کی جگہ ہے تو اگر بہ نیت طلاق کہا تو ایک طلاق بائن ہو گئی اور عورت نکاح سے نکل گئی اور بہ نیت ظہار یا تحریم کہا یعنی یہ مراد ہے کہ مثل ماں، بہن کے مجھ پر حرام ہے تو ظہار ہو گیا اب جب تک کفارہ نہ دے لے عورت سے جماع کرنا یا شہوت کے ساتھ اس کا بوسہ لینا یا بنظر شہوت اس کے کسی بدن کو چھونا یا بہ نگاہ شہوت اس کی شرم گاہ دیکھنا سب حرام ہو گیا اور اس کا کفارہ یہ ہے کہ جماع سے پہلے ایک غلام آزاد کرے اس کی طاقت نہ ہو تو لگاتار دو مہینہ کے روزے رکھے اس کی بھی قوت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو صدقہ فطر کی طرح اناج یا کھانا دے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اور اگر ان میں کوئی نیت نہ تھی تو یہ لفظ بھی لغو و مہمل ہوگا جس سے طلاق یا کفارہ وغیرہ کچھ لازم نہ آئے گا در مختار میں ہے:

ان نوی بانت علی مثل امی او کامی و کذاب لو حذف علی (خانیہ) برا او ظہارا او طلاقا صحت نیتہ و وقع مانواہ و ان لم ینو شیئا او حذف الکاف لغا ۔

ترجمہ: اس نے بیوی سے کہا: تو مجھ پر میری ماں کی مثل ہے یا کہا: تو میری ماں کی مثل ہے اور اس سے بیوی کے معزز ہونے کی نیت کی یا ظہار کی نیت کی یا طلاق کی نیت کی تو اس کی نیت صحیح ہے اور جس کی اس نے نیت کی ہے وہی حکم لاگو ہوگا اور اگر اس نے کوئی نیت نہیں کی یا تشبیہ کا ذکر نہیں کیا (یعنی طلاق کی نیت سے کہا: تو میری ماں ہے) تو اس کا یہ کلام لغو ہوگا۔ (الدر المختار مع رد المحتار ج۵ ص۱۰۲ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۴۱۹ھ)

ھندیہ میں خانیہ سے ہے: اگر اس نے اپنے قول سے تحریم کی نیت کی تو اس میں اختلاف ہے اور صحیح یہ ہے کہ یہ سب کے نزدیک ظہار ہوگا۔ (فتاویٰ رضویہ ج۵ ص۶۳۱۔۶۳۰ مطبوعہ سنی دار الاشاعت فیصل آباد)

اعلیٰ حضرت نے درمختار کی آخری عبارت جو نقل کی ہے اس میں یہ تصریح ہے کہ اگر اس نے بیوی کو طلاق کی نیت سے ماں بہن کہا تو یہ کلام لغو ہے اور اس سے طلاق نہیں ہوگی۔ اسی طرح علامہ شامی کی عبارت بھی گزر چکی ہے کہ اگر اس نے بیوی کو خواہ طلاق کی نیت سے کہا: تو میری ماں ہے تو یہ قول باطل ہے۔ (رد المحتار ج۵ ص۹۸) یعنی اس سے طلاق نہیں ہوگی۔

خلاصہ یہ ہے کہ احادیث صحیحہ صریحہ فتاویٰ قاضی خاں الدر المختار رد المحتار ملتقی الابحر مجمع الانھر اور فتاویٰ رضویہ کی عبارات سے یہ واضح ہو گیا کہ اگر کسی شخص نے اپنی بیوی سے یہ کہا کہ تو میری ماں بہن ہے تو اس سے طلاق واقع نہیں ہوگی۔ خواہ اس نے یہ قول طلاق دینے کی نیت سے کہا ہو یا بیوی کو اپنے نفس پر حرام قرار دینے کی نیت سے کہا ہو۔ اس شخص کا یہ قول واقع کے خلاف ہے اور جھوٹ ہے اور اس پر واجب ہے کہ وہ اس جھوٹ سے توبہ کرے۔ ہم نے اس قدر تفصیل اس لئے کی ہے کہ یہ مسئلہ عامۃ الوقوع ہے لوگ غصہ میں بیوی کو ماں، بہن کہہ دیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اس سے طلاق ہوگئی۔ (تبیان القرآن، مجادلہ، لاہور)

ظہار سے حرمت دلیل کا بیان

حضرت امام شافعی کا مطلب یہ ہے کہ ظہار کیا پھر اس عورت کو روک رکھا یہاں تک کہ اتنا زمانہ گزر گیا کہ اگر چاہتا تو اس میں با قاعدہ طلاق دے سکتا تھا لیکن طلاق نہ دی۔ امام احمد فرماتے ہیں کہ پھر لوٹے جماع کی طرف یا ارادہ کرے تو یہ حلال نہیں تاوقتیکہ مذکورہ کفارہ ادا نہ کرے۔

امام مالک علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ مراد اس سے جماع کا ارادہ یا پھر بسانے کا عزم یا جماع ہے۔ امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ وغیرہ کہتے ہیں مراد ظہار کی طرف لوٹنا ہے اس کی حرمت اور جاہلیت کے حکم کے اٹھ جانے کے بعد پس جو شخص اب ظہار کرے گا اس پر اس کی بیوی حرام ہو جائے گی جب تک کہ یہ کفارہ ادا نہ کرے،

حضرت سعید فرماتے ہیں مراد یہ ہے کہ جس چیز کو اس نے اپنی جان پر حرام کر لیا تھا اب پھر اس کام کو کرنا چاہے تو اس کا کفارہ ادا کرے۔

حضرت حسن بصری کا قول ہے کہ مجامعت کرنا چاہے ورنہ اور طرح چھونے میں قبل کفارہ کے بھی ان کے نزدیک کوئی حرج نہیں۔ ابن عباس وغیرہ فرماتے ہیں یہاں مس سے مراد صحبت کرنا ہے۔ زہری فرماتے ہیں کہ ہاتھ لگانا پیار کرنا بھی کفارہ کی ادائیگی سے پہلے جائز نہیں۔

کفارہ ظہار سے قبل جماع کرنے میں اعادہ کفارہ کے عدم پر فقہی مذاہب اربعہ

حضرت سلمہ بن صخر بیاضی سے نقل کرتے ہیں کہ جو شخص ظہارہ کفارہ ادا کرنے سے پہلے جماع کرے اس پر ایک کفارہ ہے یہ حدیث حسن غریب ہے اکثر اہل علم کا اسی پر عمل ہے سفیان، ثوری، مالک، شافعی، احمد، اور اسحاق کا بھی یہی قول ہے بعض اہل علم کے نزدیک ایسے شخص پر دو کفارہ واجب ہیں۔ عبدالرحمن بن مہدی کا بھی یہی قول ہے۔ جامع ترمذی: جلد اول: رقم الحدیث، 1210

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ ایک شخص اپنی بیوی سے ظہار کرنے کے بعد اس سے صحبت کر بیٹھا پھر وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے اپنی بیوی سے ظہار کیا تھا اور کفارہ ادا کرنے سے پہلے اس سے صحبت کر لی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تم پر رحم کرے تمہیں کس چیز نے اس پر مجبور کیا وہ کہنے لگا میں نے چاند کی روشنی میں اس کی پازیب دیکھ لی تھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب اللہ کا حکم (کفارہ ادا) پورا کرنے سے پہلے اس کے پاس نہ جانا یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ جامع ترمذی: جلد اول: رقم الحدیث، 1211

اکثر علماء کا یہی مسلک ہے کہ اگر کوئی شخص ظہار کرے اور پھر کفارہ ادا کرنے سے پہلے جماع کر لے تو اس پر بھی ایک ہی کفارہ واجب ہوگا لیکن بعض علماء یہ فرماتے ہیں کہ کفارہ ادا کرنے سے پہلے جماع کر لینے کی صورت میں دو کفارے واجب ہو جاتے ہیں۔

اگر کوئی شخص اپنی ایک سے زائد دو یا تین اور چار بیویوں سے ظہار کرے یعنی ان سب سے یوں کہے کہ تم سب مجھ پر میری ماں کی پیٹھ کی مانند حرام ہو تو اس صورت میں متفقہ طور پر تمام علماء یہ کہتے ہیں کہ وہ شخص ان سب سے ظہار کرنے والا ہو جاتا ہے البتہ اس بارے میں اختلافی اقوال ہیں کہ اس پر کفارہ ایک واجب ہوگا یا کئی واجب ہوں گے۔

چنانچہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام شافعی کے نزدیک تو اس پر کئی کفارے واجب ہوں گے یعنی وہ ان بیویوں میں سے جس کسی کے ساتھ بھی جماع کا ارادہ کرے گا پہلے کفارہ ادا کرنا واجب ہوگا حسن، زہری اور ثوری وغیرہ کا بھی یہی قول ہے جبکہ حضرت امام مالک علیہ الرحمہ اور حضرت امام احمد یہ فرماتے ہیں کہ اس پر ایک ہی کفارہ واجب ہوگا یعنی وہ پہلے ایک کفارہ ادا کر دے اس کے بعد ہر بیوی کے ساتھ جماع کرنا جائز ہوگا۔

حضرت عکرمہ، حضرت ابن عباس سے نقل کرتے ہیں کہ ایک شخص نے اپنی بیوی سے ظہار کیا اور پھر کفارہ ادا کرنے سے پہلے جماع کر لیا اس کے بعد وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ واقعہ ذکر کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ کس چیز نے تمہیں ایسا کرنے پر آمادہ کیا یعنی کیا دلیل پیش آئی کہ تم کفارہ ادا کرنے سے پہلے جماع کر بیٹھے اس نے عرض کیا کہ چاندنی میں اس کی پازیب کی سفیدی پر میری نظر پڑ گئی اور میں جماع کرنے سے پہلے اپنے آپ کو نہ روک سکا۔ یہ سن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہنس دیئے۔ اور اس کو یہ حکم دیا کہ اب دوبارہ اس سے اس وقت تک جماع نہ کرنا جب تک کفارہ ادا نہ کرو (ابن ماجہ)، ترمذی نے بھی اسی طرح کی یعنی اس کے ہم معنی روایت نقل کی ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے، نیز ابوداؤد اور نسائی نے اس طرح کی روایت مسند اور مرسل نقل کی ہے اور نسائی نے کہا ہے کہ مسند کی بہ نسبت مرسل زیادہ صحیح ہے۔

کفارات متفرقہ کے فرق کا بیان

یہ احکام جو کفارہ کے متعلق بیان کیے گئے یعنی غلام آزاد کرنے اور روزے رکھنے کے متعلق یہ ظہار کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ ہر کفارہ کے یہی احکام ہیں۔ مثلاً قتل کا کفارہ یا روزہ رمضان توڑنے کا کفارہ، قسم کا کفارہ مگر قسم کے کفارہ میں تین روزے ہیں۔ اور یہ حکم کہ روزہ توڑ دیا تو سرے سے رکھنے ہونگے کفارہ کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ جہاں پے درپے کی شرط ہو مثلاً پے درپے روزوں کی منت مانی تو یہاں بھی یہی حکم ہے البتہ اگر عورت نے رمضان کا روزہ توڑ دیا اور کفارہ میں روزے رکھ رہی تھی اور حیض آ گیا تو سرے سے رکھنے کا حکم نہیں بلکہ جتنے باقی ہیں اُن کا رکھنا کافی ہے۔ ہاں اگر اس حیض کے بعد آئسہ ہوگئی یعنی اب ایسی عمر ہوگئی کہ حیض نہ آئے گا تو سرے سے رکھنے کا حکم دیا جائے گا کہ اب وہ پے درپے دو مہینے کے روزے رکھ سکتی ہے اور اگر اثنائے کفارہ میں عورت کے بچہ ہوا تو سرے سے رکھے۔ ظہار و غیر ظہار کے کفاروں میں ایک اور فرق ہے وہ یہ کہ غیر ظہار کے کفارے میں اگر رات میں وطی کی یا دن میں بھول کر کی تو سرے سے روزے رکھنے کی حاجت نہیں۔ یونہی ظہار کے روزوں میں اگر بھول کر کھالیا یا دوسری عورت سے بھول کر جماع کیا یا رات میں قصداً جماع کیا تو سرے سے رکھنے کی حاجت نہیں۔ (درمختار، کتاب طلاق، باب کفارہ)

کفارے کے روزوں میں قمری مہینوں میں مذاہب اربعہ

اس امر پر اتفاق ہے کہ مہینوں سے مراد ہلالی مہینے ہیں۔ اگر طلوع ہلال سے روزوں کا آغاز کیا جائے تو دو مہینے پورے کرنے ہوں گے۔ اگر بیچ میں کسی تاریخ سے شروع کیا جائے تو حنفیہ اور حنابلہ کہتے ہیں کہ 60 روزے رکھنے چاہئیں۔ اور شافعیہ کہتے ہیں کہ پہلے اور تیسرے مہینے میں مجموعی طور پر 30 روزے رکھ اور بیچ کا ہلالی مہینہ خواہ 29 کا ہو یا 30 کا، اس کے روزے رکھ لینے کافی ہیں۔

حنفیہ اور شافعیہ کہتے ہیں کہ روزے ایسے وقت شروع کرنے چاہییں جب کہ بیچ میں نہ رمضان آئے نہ عیدین نہ یوم النحر اور ایام تشریق، کیونکہ کفارہ کے روزے رکھنے کے دوران میں رمضان کے روزے رکھنے اور عیدین اور یوم النحر اور ایام تشریق کے روزے چھوڑنے سے دو مہینے کا تسلسل ٹوٹ جائے گا اور نئے سرے سے روزے چھوڑنے سے دو مہینے کا تسلسل ٹوٹ جائے گا اور نئے سرے سے روزے پڑیں گے۔ حنابلہ کہتے ہیں کہ بیچ میں رمضان کے روزے رکھنے اور حرام دنوں کے روزے نہ رکھنے سے تسلسل نہیں ٹوٹتا۔

دو مہینوں کے دوران میں خواہ آدمی کسی عذر کی بنا پر روزہ چھوڑے یا بلا عذر، دونوں صورتوں میں حنفیہ اور شافعیہ کے نزدیک تسلسل ٹوٹ جائے گا اور نئے سرے سے روزے رکھنے ہوں گے۔ یہی دلیل امام محمد علیہ الرحمہ باقر، ابراہیم نخعی، سعید بن جبیر اور سفیان ثوری کی ہے۔ امام مالک علیہ الرحمہ اور امام احمد کے نزدیک مرض یا سفر کے عذر سے بیچ میں روزہ چھوڑا جاسکتا ہے اور اس سے تسلسل نہیں ٹوٹتا، البتہ بلا عذر روزہ چھوڑ دینے سے ٹوٹ جاتا ہے۔ ان کا استدلال یہ ہے کہ کفارہ کے روزے رمضان کے فرض روزوں زیادہ موکد نہیں ہیں۔ جب ان کو عذر کی بنا پر چھوڑا جاسکتا ہے تو کوئی دلیل نہیں کہ ان کو نہ چھوڑا جاسکے۔ یہی قول حضرت عبداللہ بن عباس، حسن بصری، عطاء بن ابی رباح، سعید بن المسیب، عمرو بن دینار، شعبی طاؤس، مجاہد، اسحاق بن راہویہ، ابو عبید اور

ابوثور ہے۔

دو مہینوں کے دوران میں اگر آدمی اس بیوی سے مباشرت کر بیٹھے جس سے اس نے ظہار کیا ہو، تو تمام ائمہ کے نزدیک اس کا تسلسل ٹوٹ جائے گا اور نئے سرے سے روزے رکھنے ہوں گے کیونکہ ہاتھ لگانے سے پہلے دو مہینے کے مسلسل روزے رکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔

قرآن اور سنت کی رو سے تیسرا کفارہ (یعنی 60 مسکینوں کا کھانا) وہ شخص دے سکتا ہے جو دوسرے کرنے (دو مہینے کے مسلسل روزوں) کی قدرت نہ رکھتا ہو۔

روزوں پر قدرت نہ رکھنے والے کا بیان

علامہ علاؤالدین حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ جب کفارہ ظہار ادا کرنے والے میں روزے رکھنے پر بھی قدرت نہ ہو کہ بیمار ہے اور اچھے ہونے کی امید نہیں یا بہت بوڑھا ہے تو ساٹھ مسکینوں کو دونوں وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلائے اور یہ اختیار ہے کہ ایک دم سے ساٹھ مسکینوں کو کھلا دے یا متفرق طور پر، مگر شرط یہ ہے کہ اس اثنا میں روزے پر قدرت حاصل نہ ہو ورنہ کھلانا صدقہ نفل ہوگا اور کفارہ میں روزے رکھنے ہونگے۔ اور اگر ایک وقت ساٹھ کو کھلایا دوسرے وقت ان کے سوا دوسرے ساٹھ کو کھلایا تو ادا نہ ہوا بلکہ ضرور ہے کہ پہلوں یا پچھلوں کو پھر ایک وقت کھلائے۔ (درمختار، باب کفارہ ظہار)

علامہ ابن عابدین آفندی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ شرط یہ ہے کہ جن مسکینوں کو کھانا کھلایا ہو اُن میں کوئی نابالغ غیر مراہق نہ ہو ہاں اگر ایک جوان کی پوری خوراک کا اُسے مالک کر دیا تو کافی ہے۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ہر مسکین کو بقدر صدقہ فطر یعنی نصف صاع گیہوں یا ایک صاع جَو یا ان کی قیمت کا مالک کر دیا جائے مگر اباحت کافی نہیں اور انھیں لوگوں کو دے سکتے ہیں جنھیں صدقہ فطر دے سکتے ہیں جن کی تفصیل صدقہ فطر کے بیان میں مذکور ہوئی اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ صبح کو کھلا دے اور شام کے لیے قیمت دیدے یا شام کو کھلا دے اور صبح کے کھانے کی قیمت دیدے یا دو دن صبح کو یا شام کو کھلا دے یا تیس کو کھلائے اور تیس کو دیدے غرض یہ کہ ساٹھ کی تعداد جس طرح چاہے پوری کرے اس کا اختیار ہے یا پاؤ صاع گیہوں اور نصف صاع جو دیدے یا کچھ گیہوں یا جو دے باقی کی قیمت ہر طرح اختیار ہے۔

کھلانے میں پیٹ بھر کر کھلانا شرط ہے اگر چہ تھوڑے ہی کھانے میں آسودہ ہو جائیں اور اگر پہلے ہی سے کوئی آسودہ تھا تو اُس کا کھانا کافی نہیں اور بہتر یہ ہے کہ گیہوں کی روٹی اور سالن کھلائے اور اس سے اچھا کھانا ہو تو اور بہتر اور جو کی روٹی ہو تو سالن ضروری ہے۔

علامہ علاؤالدین حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ ایک مسکین کو ساٹھ دن تک دونوں وقت کھلایا یا ہر روز بقدر صدقہ فطر اُسے دے دیا جب بھی ادا ہو گیا اور اگر ایک ہی دن میں ایک مسکین کو سب دے دیا ایک دفعہ میں یا ساٹھ دفعہ کر کے یا اُس کو سب بطور اباحت دیا تو صرف اُس ایک دن کا ادا ہوا۔ یونہی اگر تیس مساکین کو ایک ایک صاع گیہوں دیے یا دو دو صاع جَو تو صرف تیس کو دینا قرار پائیگا یعنی

تیس مساکین کو پھر دینا پڑے گا یہ اُس صورت میں ہے کہ ایک دن میں دیے ہوں اور دو دنوں میں دیے تو جائز ہے۔ ساٹھ مساکین کو پاؤ پاؤ صاع گیہوں دیے تو ضرور ہے کہ ان میں ہر ایک کو اور پاؤ پاؤ صاع دے اور اگر ان کی عوض میں اور ساٹھ مساکین کو پاؤ پاؤ صاع دیے تو کفارہ ادا نہ ہوا۔ ایک سو بیس مساکین کو ایک وقت کھانا کھلا دیا تو کفارہ ادا نہ ہوا بلکہ ضرور ہے کہ ان میں سے ساٹھ کو پھر ایک وقت کھلائے خواہ اُسی دن یا کسی دوسرے دن اور اگر وہ نہ ملیں تو دوسرے ساٹھ مساکین کو دونوں وقت کھلائے۔

(درمختار، کتاب طلاق، باب ظہار)

روزوں پر عدم قدرت کے اعتبار میں فقہی مذاہب اربعہ کا بیان

ائمہ اربعہ کے نزدیک روزوں پر قادر نہ ہونے کے معنی یہ ہیں کہ آدمی یا تو بڑھاپے کی دلیل سے قادر نہ ہو، یا مرض کے سبب سے، یا اس سبب سے کہ وہ مسلسل دو مہینے تک مباشرت سے پرہیز نہ کر سکتا ہو اور اسے اندیشہ ہو کہ اس دوران میں کہیں بے صبری نہ کر بیٹھے۔ ان تینوں عذرات کا صحیح ہونا اس احادیث سے ثابت ہے جو اوس بن صامت انصاری اور سلمہ بن صخر بیاضی کے معاملہ میں وارد ہوئی ہیں۔ البتہ مرض کے معاملہ میں فقہاء کے درمیان تھوڑا سا اختلاف ہے۔ حنفیہ کہتے ہیں کہ مرض کا عذر اس صورت میں صحیح ہوگا جب کہ یا تو اس کے زائل ہونے کی امید نہ ہو، یا روزوں سے مرض کے بڑھ جانے کا اندیشہ ہو۔ شافعیہ کہتے ہیں کہ اگر روزوں سے ایسی شدید مشقت لاحق ہوتی ہو جس سے آدمی کو یہ خطرہ ہو کہ دو مہینے کے دوران میں کہیں سلسلہ منقطع نہ کرنا پڑے، تو یہ عذر بھی صحیح ہو سکتا ہے۔ مالکیہ کہتے ہیں کہ اگر آدمی کا گمان غالب یہ ہو کہ وہ مستقبل میں روزہ رکھنے کے قابل ہو سکے گا تو انتظار کر لے، اور اگر گمان غالب اس قابل نہ ہو سکنے کا ہو تو مسکینوں کو کھانا کھلا دے۔ حنابلہ کہتے ہیں کہ روزے سے مرض بڑھ جانے کا اندیشہ بالکل کافی عذر ہے۔ کھانا صرف ان مساکین کو دیا جا سکتا ہے جن کا نفقہ آدمی کے ذمہ واجب نہ ہوتا ہو۔

حنفیہ کہتے ہیں کہ کھانا مسلمان اور ذمی، دونوں قسم کے مساکین کو دیا جا سکتا ہے، البتہ حربی اور مستامن کفار کو نہیں دیا جا سکتا۔ مالکیہ، شافعیہ اور حنابلہ کی دلیل یہ ہے کہ صرف مسلمان مساکین ہی کو دیا جا سکتا ہے۔

یہ امر متفق علیہ ہے کہ کھانا دینے سے مراد دو وقت کا پیٹ بھر کھانا دینا ہے۔ البتہ کھانا دینے کے مفہوم میں اختلاف ہے۔ حنفیہ کہتے ہیں کہ دو وقت کی شکم سیری کے قابل غلہ دے دینا، یا کھانا پکا کر دو وقت کھلا دینا، دونوں یکساں صحیح ہیں، کیونکہ قرآن مجید میں اِطعام کا لفظ استعمال ہوا ہے جس کے معنی خوراک دینے کے بھی ہیں اور کھلانے کے بھی۔ مگر مالکیہ، شافعیہ اور حنابلہ پکا کر کھلانے کو صحیح نہیں سمجھتے بلکہ غلہ دے دینا ہی ضروری قرار دیتے ہیں غلہ دینے کی صورت میں یہ امر متفق علیہ ہے کہ وہ غلہ دینا چاہیے جو اس شہر یا علاقے کے لوگوں کی عام غذا ہو۔ اور سب مسکینوں کو برابر دینا چاہیے۔

حنفیہ کے نزدیک اگر ایک ہی مسکین کو 60 دن تک کھانا دیا جائے تو یہ بھی صحیح ہے، البتہ یہ صحیح نہیں ہے کہ ایک ہی دن اسے 60 دنوں کی خوراک دے دی جائے۔ لیکن باقی تینوں مذاہب ایک مسکین کو دینا صحیح نہیں سمجھتے۔ ان کے نزدیک 60 ہی مساکین کو دینا ضروری ہے۔ اور یہ بات چاروں مذاہب میں جائز نہیں ہے کہ 60 آدمیوں کو ایک وقت کی خوراک اور دوسرے 60 آدمیوں کو

دوسرے وقت کی خوراک دی جائے۔

کفارے کی عدم تجزی میں فقہی مذاہب اربعہ کا بیان

یہ بات چاروں مذاہب میں سے کسی میں جائز نہیں ہے کہ آدمی 30 دن کے روزے رکھے اور 30 مسکینوں کو کھانا دے۔ دو کفارے جمع نہیں کیے جاسکتے۔ روزے رکھنے ہوں تو پورے دو مہینوں کے مسلسل رکھنے چاہییں۔ کھانا کھلانا ہو تو 60 مسکینوں کو کھلایا جائے۔

اگرچہ قرآن مجید میں کفارہ طعام کے متعلق یہ الفاظ استعمال نہیں کیے گئے ہیں کہ یہ کفارہ بھی زوجین کے ایک دوسرے کو چھونے سے پہلے ادا ہونا چاہیے، لیکن فحوائے کلام اس کا مقتضی ہے کہ اس تیسرے کفارے پر بھی اس قید کا اطلاق ہوگا۔ اسی لیے ائمہ اربعہ نے اس کو جائز نہیں رکھا ہے کہ کفارہ طعام کے دوران میں آدمی بیوی کے پاس جائے۔ البتہ فرق یہ ہے کہ جو شخص ایسا کر بیٹھے اس کے متعلق حنابلہ یہ حکم دیتے ہیں کہ اسے از سر نو کھانا دینا ہوگا۔ اور حنفیہ اس معاملہ میں رعایت کرتے ہیں، کیونکہ اس تیسرے کفارے کے معاملے میں مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَاسَّا کی صراحت نہیں ہے اور یہ چیز رعایت کی گنجائش دیتی ہے۔

یہ احکام فقہ کی حسب ذیل کتابوں سے اخذ کیے گئے ہیں: ہدایہ۔ فتح القدیر۔ بدایع الصنائع۔ احکام القرآن للجصاص۔ فقہ شافعی: المنہاج للنووی مع شرح مغنی المحتاج۔ تفسیر کبیر۔ فقہ مالکی: حادیۃ الدسوقی علی اشرح الکبری۔ ہدایۃ المجتہد۔ احکام القرآن ابن عربی۔ فقہ حنبلی: المغنی لابن قدامہ۔ فقہ ظاہری: المحلّیٰ لابن حزم۔

باب مَا جَآءَ فِي الْخُلْعِ .

یہ باب خلع کے بیان میں ہے

خلع کے معنی ومفہوم کا بیان

خلع خ کے پیش کے ساتھ خلع خ کے زبر کے ساتھ) اسم ہے خلع کے لغوی معنی ہیں کسی چیز کو نکالنا اور عام طور پر یہ لفظ بدن سے کسی پہنی ہوئی چیز مثلا کپڑے اور موزے وغیرہ اتارنے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔

شرعی اصطلاح میں اس لفظ کے معنی ہیں ملکیت نکاح کو مال کے عوض میں لفظ خلع کے ساتھ زائل کرنا یا ملکیت نکاح ختم کرنے کے لئے لفظ خلع کے ساتھ اپنی عورت سے مال لینا اس شرعی اصطلاح کی توضیح یہ ہے کہ اگر میاں بیوی میں اختلاف ہو جائے اور دونوں میں کسی طرح نباہ نہ ہوسکے اور مرد طلاق بھی نہ دیتا ہو تو عورت کو جائز ہے کہ کچھ مال دے کر اپنا مہر دے کر نجات حاصل کرلے مثلا اپنے مرد سے کہے کہ اتنا روپیہ لے کر خلع کر دو یعنی میری جان چھوڑ دو یا یوں کہے کہ جو مہر تمہارے ذمہ ہے اس کے عوض میری جان چھوڑ دو اس کے جواب میں مرد کہے کہ میں نے چھوڑ دی تو اس سے عورت پر ایک طلاق بائن پڑ جائے گی اور دونوں میں جدائی ہوجائے گی۔

خلع سے مراد فسخ یا طلاق ہونے میں مذاہب اربعہ

مظہر نے لکھا ہے کہ اس بارے میں علماء کے اختلافی اقوال ہیں کہ اگر مرد عورت سے کہے کہ میں نے اتنے مال کے عوض تم سے خلع کیا اور بیوی کہے کہ میں نے قبول کیا اور پھر میاں بیوی کے درمیان جدائی واقع ہو جائے تو آیا یہ طلاق ہے یا فسخ ہے، چنانچہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام مالک علیہ الرحمہ کا مسلک یہ ہے کہ یہ طلاق بائن ہے حضرت امام شافعی کا زیادہ صحیح قول بھی یہی ہے لیکن حضرت امام احمد کا مسلک یہ ہے کہ یہ فسخ ہے اور حضرت امام شافعی کا بھی ایک قول یہی ہے

اگر میاں بیوی کے باہمی اختلاف کی بنیاد شوہر کی زیادتی وسرکشی ہو اور شوہر کی اس زیادتی وسرکشی کی دلیل سے بیوی خلع چاہتی ہو تو اس صورت میں شوہر کے لیے یہ مکروہ ہے کہ وہ خلع کے معاوضہ کے طور پر کوئی چیز مثلاً روپیہ وغیرہ لے اور اگر میاں بیوی کے باہمی اختلاف کی بنیاد بیوی کی نافرمانی وسرکشی ہو یعنی بیوی کی نافرمانی وبداطواری کی دلیل سے خلع کی نوبت آئی ہو تو اس صورت میں شوہر کے لیے یہ مکروہ ہے کہ وہ اس خلع کے عوض میں اس قدر رقم لے کہ اس نے عورت کے مہر میں جو رقم دی ہے اس سے بھی زیادہ ہو۔

خلع کے طلاق ہونے میں فقہ حنفی کی ترجیحی دلیل

حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ ثابت ابن قیس کی بیوی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ثابت ابن قیس پر مجھے غصہ نہیں آتا اور نہ میں ان کی عادات اور ان کے دین میں کوئی عیب لگاتی ہوں لیکن میں اسلام میں کفر یعنی کفران نعمت یا گناہ کو پسند نہیں کرسکتی، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم ثابت ابن قیس کا باغ جو انہوں نے تمہیں مہر میں دیا ہے) ان کو واپس کرسکتی ہو؟ ثابت کی بیوی نے کہا کہ ہاں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر ثابت سے فرمایا کہ تم اپنا باغ لے لو اور اس کو ایک طلاق دیدو۔ (بخاری، مشکوۃ المصابیح، جلد سوم: رقم الحدیث، 475)

ثابت ابن قیس کی بیوی کے کہنے کا مطلب یہ تھا کہ میں اپنے شوہر سے اس لئے جدائی اختیار کرنا نہیں چاہتی کہ وہ بداخلاق ہیں یا ان کی عادات مجھے پسند نہیں ہیں یا یہ کہ ان کے دین میں کچھ نقصان ہے بلکہ صورت حال یہ ہے کہ مجھے ان سے محبت نہیں ہے اور وہ طبعی طور پر مجھے ناپسند ہیں لیکن بہر حال وہ میرے شوہر ہیں اور مجھے ڈر ہے کہ کہیں ان کے تئیں میری طرف سے کوئی ایسی حرکت نہ ہو جائے جو اسلامی حکم کے خلاف ہو مثلاً مجھ سے کوئی نافرمانی ہو جائے یا ان کی مرضی کے خلاف کوئی فعل سرزد ہو جائے تو ایسی صورت میں گویا کفران نعمت یا گناہ ہوگا جو مجھے گوارہ نہیں ہے اس لئے میں کیوں نہ ان سے جدائی اختیار کرلوں۔

کہا جاتا ہے کہ ثابت ابن قیس بہت بدصورت تھے اور ٹھگنے (پست) قد تھے اور ان کی بیوی کا نام حبیبہ یا جمیلہ تھا جو بہت خوبصورت اور حسین تھیں اسی لئے ان دونوں کا جوڑا بہت ناموزوں تھا اور ان کی بیوی ان کو پسند نہیں کرتی تھیں چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی عرض کے مطابق حضرت ثابت کو مصلحۃ یہ حکم دیا کہ وہ اپنی بیوی کو ایک طلاق دیدیں اس سے معلوم ہوا کہ طلاق دینے والے کے حق میں یہ اولی افضل ہے کہ وہ ایک طلاق دے تاکہ اگر رجوع کرنا منظور ہو تو رجوع کرلے نیز اس سے یہ بات بھی

ثابت ہوئی کہ خلع طلاق ہے فسخ نہیں ہے چنانچہ صاحب ہدایہ نے اس سلسلہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک حدیث بھی نقل کی ہے کہ الخلع تطليقة بائنة یعنی خلع طلاق بائن ہے۔

خلع کے یکطرفہ نہ ہونے میں مذاہب اربعہ

فدیہ کے لفظ میں معاوضہ کا معنی ہے اور معاوضہ میں باہمی رضامندی ضروری ہے۔

وفي تسميته صلى الله عليه وسلم الخلع فديه دليل على ان فيه معنى المعاوضة ولهذا اعتبر فيه رضا الزوجين (زاد المعاد)

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو خلع کا نام فدیہ رکھا یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اس میں معاوضہ کے معنی پائے جاتے ہیں اور اس لئے اس میں زوجین کی رضامندی کو لازمی قرار دیا۔

فان خفتم سے جملہ شرطیہ شروع ہوتا ہے اور فلاجناح عليهما فيماافتدت به جملہ جزائیہ ہے، جزا سے کہیں یہ ثابت نہیں ہو رہا کہ اگر زوجین اندیشہ محسوس کریں کہ وہ اللہ کی حدیں قائم نہیں رکھ سکیں گے تو حکام ان کے درمیان تفریق کر دیں۔ خلع کی صورت میں شوہر کچھ مالی مفاد حاصل کر لیتا ہے جبکہ طلاق دینے کی صورت میں مالی فوائد سے یکسر محروم رہتا ہے، اس لئے بجائے طلاق کے شوہر کے لئے خلع باعث کشش ہے، بسا اوقات شوہر خلع دینے پر رضامند ہوتا ہے مگر بیوی یا تو جدائی ہی نہیں چاہتی یا چاہتی ہے مگر جدائی کے بدلے مہر وغیرہ سے دستبردار ہونے پر تیار نہیں ہوتی۔ سوال یہ ہے کہ کیا عدالت شوہر کی خواہش پر بیوی کو زبردستی خلع لینے پر مجبور کر سکتی ہے؟ ظاہر ہے عدالت ایسا اختیار نہیں رکھتی پس آیت شریفہ کی رو سے جس طرح بیوی کی رضامندی ضروری ہے اسی طرح شوہر کی رضامندی بھی ضروری ہے۔

ایک مقدمہ فرض کیجئے کہ شوہر طلاق نہیں دینا چاہتا اور عورت طلاق چاہتی ہے مگر مہر نہیں چھوڑنا چاہتی، علیحدگی کی کوئی اور معقول دلیل بھی موجود نہیں اور حکام کو صرف اندیشہ نہیں بلکہ یقین ہے کہ دونوں حدود اللہ قائم نہیں رکھ سکیں گے، کیا فان خفتم کے خطاب کی دلیل سے حکام زبردستی ان کا نکاح منسوخ اور کالعدم کر سکتے ہیں؟

آیت شریفہ اپنی گفتگو میں میاں بیوی دونوں کو شریک رکھتی ہے ولا یحل لکم سے شوہر کو مال واپس لینے سے منع کر دیا گیا ہے، الا ان یخافا سے ایک صورت میں اجازت دی گئی، ان لا یقیما حدود اللہ کے الفاظ سے بدل خلع کے جواز کو بیان کیا گیا ہے، مگر مال کے بدلے علیحدگی کی صورت میں زوجین کو مال کی ادائیگی و وصولی میں گناہ کا شک ہو سکتا تھا، فلا جناح علیھما کے الفاظ سے اس تردد کو زائل کر دیا گیا۔

ہر وہ شخص جسے سخن فہمی کا سلیقہ ہو وہ ان علیحدہ علیحدہ جملوں اور آیت شریفہ کے مجموعی تاثر سے یہی مفہوم اخذ کرے گا کہ خلع میں میاں بیوی دونوں کی رضامندی ضروری ہے جب تک زبان و بیان کے قاعدوں کا خون نہ کیا جائے، اور خواہشات کا رندہ قرآن کریم پر نہ چلایا جائے، اس وقت تک شوہر کی رضامندی کے بغیر خلع کا جواز آیت شریفہ سے ثابت نہیں ہوتا۔

میاں بیوی مل کر نکاح کی صورت میں ایک گرہ لگاتے ہیں مگر قرآن کریم کے بیان کے مطابق یہ گرہ لگنے کے بعد صرف شوہر ہی اسے کھول سکتا ہے، یعنی طلاق کا اختیار صرف مرد کے ہاتھ میں ہے۔ الذی بیدہ عقدۃ النکاح جس کے ہاتھ میں نکاح کی گرہ ہے۔

عمرو بن شعیب کی مرفوع روایت میں ہے جو سند کے لحاظ سے حسن درجے سے کم نہیں کہ اس سے مراد شوہر ہے، حضرت علی اور ابن عباس سمیت صحابہ کی اکثریت سے یہی تفسیر منقول ہے، حافظ ابن جریر طبری نے بھی نا قابل انکار دلائل سے یہی ثابت کیا ہے خلع کی شرطیں بھی وہی ہیں جو طلاق کی ہیں، اور طلاق میں شوہر کی مرضی و اجازت شرط ہے اس لئے خلع میں بھی شوہر کی رضامندی شرط ہے، وشرطه شرط الطلاق (فتاوی ہندیہ) خلع کی شرائط وہی ہیں جو طلاق کی ہیں۔

حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی اور ظاہری سمیت تمام ائمہ مجتہدین اس نظریے میں ہم خیال و ہم زبان ہیں کہ خلع میں میاں بیوی دونوں کی رضامندی شرط ہے۔

حنفی مسلك: والخلع جائز عند السلطان وغيره لانه عقد يعتمد التراضي (المبسوط) شافعی مسلك: لان الخلع طلاق فلا يكون لأحد ان يكلف عن احد اب ولا سيد ولا ولي ولا سلطان
(الامام الشافعی، مکتبہ الازہریہ)

مالکی مسلك: وتجبر على الرجوع اليه ان لم يرفرافهما بخلع او بغيره المنتقى)
حنبلی مسلك لانه قطع عقد بالتراضي فاشبه الاقالة ابن قدامة، المغنی دار المنار
ظاهری مسلك: الخلع هو الافتداء وانما يجوز بتراضيهما. (ابن حزم، المحلی اداره الطباعة المنيرية)

حضرت جمیلہ رضی اللہ عنہا کا واقعہ

بخاری شریف میں حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ حضرت ثابت بن قیس کی بیوی (جمیلہ) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں ثابت بن قیس کے اخلاق اور دین داری سے ناراض نہیں ہوں، لیکن میں اسلام لانے کے بعد کفر کی باتوں سے ڈرتی ہوں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم ان کو ان کا باغ (جو انہوں نے بطور مہر دیا تھا) لوٹا دو گی؟ انہوں نے کہا ہاں، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ثابت سے کہا کہ تم باغ قبول کر لو اور انہیں ایک طلاق دے دو۔

بعض حضرات اس واقعے سے استدلال کرتے ہیں کہ مذکورہ خلع کا واقعہ شوہر کی مرضی کے خلاف ہوا تھا۔ مگر سنن نسائی کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ معاملہ شوہر کی رضامندی سے ہوا تھا۔ نسائی کے الفاظ یہ ہیں۔

فارسل الى ثابت فقال له خذ الذى لها عليك، وخل سبيلها، قال نعم۔ (المطبعہ المیمنیہ)

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ثابت رضی اللہ عنہ کے پاس پیغام بھیجا، کہ جو مال ان کا تم پر واجب ہے وہ لے لو، اور ان کو چھوڑ دو، حضرت ثابت نے کہا ٹھیک ہے۔

قال نعم کے الفاظ اس مفہوم و مدعا میں بالکل واضح ہیں کہ حضرت ثابت نے خلع قبول کی تھی، اور جب شوہر خلع قبول کر لے تو بحث کی ضرورت ہی نہیں رہتی، علاوہ ازیں اگر صرف حاکم کا اطمینان کافی ہوتا جیسا کہ ہماری عدالتوں کا دستور ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ استفسار کرنے کی ضرورت ہی نہ تھی کہ کیا تم ان کا باغ لوٹا دو گی؟ بلکہ جوں ہی آپ خلع کی ضرورت محسوس فرماتے بحیثیت حاکم ہونے کے فیصلہ صادر فرما دیتے۔

رہا یہ امر کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شوہر کو حکم دیا تھا کہ باغ لے لو اور اسے طلاق دے دو، تو اس حکم کی حیثیت محض مشورہ تھی جیسا کہ بخاری کے مستند شارحین حافظ ابن حجر، علامہ عینی اور قسطلانی نے لکھا ہے۔

ھو امر ارشاد و اصلاح لا ایجاب (فتح الباری)

نیز اگر حاکم زوجین کی رضامندی کے بغیر خلع کی ڈگری جاری کرنے کا مجاز ہوتا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت ثابت کو طلاق کا حکم دینے کی ضرورت ہی نہ تھی، امام ابوبکر جصاص رازی نے حضرت جمیلہ کے واقعے سے یہی نکتہ کشید کیا ہے۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں۔

اگر یہ اختیار سلطان کو ہوتا کہ وہ یہ دیکھیں کہ زوجین حدود اللہ کو قائم نہیں کریں گے، تو ان کے درمیان خلع کا فیصلہ کر دے خواہ زوجین خلع چاہیں یا نہ چاہیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان دونوں سے سوال ہی نہ فرماتے اور نہ شوہر سے یہ فرماتے کہ تم ان سے خلع کر لو، بلکہ خود خلع کا فیصلہ فرما کر عورت کو مرد سے چھڑا دیتے اور شوہر کو اس کا باغ واپس لوٹا دیتے، خواہ وہ دونوں اس سے انکار کرتے یا ان میں سے کوئی ایک انکار کرتے، چنانچہ لعان میں زوجین کے درمیان تفریق کا اختیار چونکہ حاکم کو ہوتا ہے اس لئے وہ لعان کرنے والے شوہر سے یہ نہیں کہتا کہ تم اپنے بیوی کو چھوڑ دو بلکہ خود ان دونوں کے درمیان تفریق کر دیتا ہے۔ (احکام القرآن، سہیل اکیڈمی لاہور)

حکمین کا اختیار تفریق کا بیان

زوجین کے پاس مفاہمت کے لئے جو حکمین بھیجے جاتے ہیں۔ امام مالک علیہ الرحمہ کے نزدیک اگر وہ مناسب سمجھیں تو زوجین میں تفریق بھی کر سکتے ہیں۔ بعض دیگر ائمہ بھی اس سلسلے میں امام مالک علیہ الرحمہ کے ہم خیال ہیں، جب کہ امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ، امام شافعی، امام احمد بن حنبل اور دوسرے تمام فقہاء رحمہم اللہ کا مسلک یہ ہے کہ جب تک شوہر حکمین کو تفریق کے سلسلے میں اپنا نمائندہ و مختار نہ بنائیں اس وقت تک ان کو شوہر کی مرضی کے بغیر تفریق کرنے کا حق حاصل نہیں، دونوں جانب کے فقہاء نے سورہ نساء کی آیت نمبر اور چند آثار سے استدلال کیا ہے۔ سورہ نساء میں ہے: اگر وہ دونوں (حکمین) اصلاح کا ارادہ کریں گے تو اللہ تعالیٰ زوجین کے درمیان موافقت پیدا فرما دے گا۔

آیت شریفہ کے اس ٹکڑے سے معلوم ہوتا ہے کہ حکمین تفریق و علیحدگی کے لئے نہیں بلکہ پھوٹ سے بچانے کے لئے

جارہے ہیں۔ امام شافعی نے کتاب الام میں ذکر کیا ہے۔

حاکم کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ حکمین کو اپنی دلیل سے شوہر کے حکم کے بغیر تفریق کا حکم دے۔

لیس له ان یامرهما یفرقان ان رایا الا بامر الزوج (کتاب الام)

ابن حزم الظاہری بہت سختی کے ساتھ لکھتے ہیں۔

لیس فی الآیة ولا شئی من السنن ان للحکمین ان یفرقا ولا ان ذالك للحاکم . المحلیٰ . ادارہ طباعه منیریه)

یعنی کسی آیت یا کسی حدیث سے یہ ثابت نہیں ہوتا، کہ حکمین کو میاں بیوی کے درمیاں علیحدگی کرنے کا اختیار ہے اور نہ یہ اختیار حاکم کو ثابت ہوتا ہے۔

معقول اسباب کی بناء پر تفریق کا بیان

جو حقوق بیوی کے شوہر پر واجب ہیں وہ دو قسم پر ہیں: ایک وہ ہیں جو قانونی حیثیت رکھتے ہیں جن کے بغیر نکاح کے مقاصد اور مصالح حاصل نہیں کئے جا سکتے، مثلاً نان ونفقہ کی ادائیگی، وظائف زوجیت وغیرہ۔ یہ حقوق بزور عدالت حاصل کئے جا سکتے ہیں بعض اوقات عورت بہت مشکل سے دوچار ہو جاتی ہے۔ ظالم شوہر نہ آباد کرتا ہے اور نہ خوش اسلوبی سے رہائی دیتا ہے۔ کبھی لاپتہ ہو جاتا ہے، کبھی پاگل ہوتا ہے، کبھی نامرد ہوتا ہے اور کبھی جان بوجھ کر نان نفقہ ادا نہیں کرتا۔ ایسی صورتوں میں شوہر پر واجب ہو جاتا ہے، کہ وہ طلاق دے دے اگر وہ طلاق سے انکار کرے تو عدالت اس کی مرضی کے بغیر تنسیخ نکاح کر سکتی ہے۔

اس کے برخلاف بعض حقوق ایسے ہیں جن کی ادائیگی شوہر پر دیانتاً ضروری ہے، لیکن وہ قانونی حیثیت نہیں رکھتے اور انہیں بزور عدالت حاصل نہیں کیا جا سکتا، مثلاً شوہر بیوی کے ساتھ حسن سلوک یا خوش اخلاقی کے ساتھ پیش نہ آتا ہو ایسے حقوق کو بذریعہ عدالت نہیں منوایا جا سکتا۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ شوہر کی رضامندی کے بغیر یک طرفہ طور پر خلع کی ڈگری صادر کرنا از روئے شرع درست نہیں۔

بلاسبب طلاق کا مطالبہ کرنے کے لئے وعید

حضرت ثوبان روایت کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ نے فرمایا جو خاتون کسی تکلیف کے بغیر اپنے شوہر سے طلاق کا مطالبہ کرے تو اس پر جنت کی خوشبو حرام ہوگی۔ (سنن دارمی: جلد دوم: رقم الحدیث، 128)

بغیر کسی سبب کے خلع کی ممانعت کا بیان

3461 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ قَالَ اَنْبَانَا الْمَخْزُومِیُّ - وَهُوَ الْمُغِيرَةُ بْنُ سَلَمَةَ - قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ اَيُّوبَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ "الْمُنْتَزِعَاتُ وَالْمُخْتَلِعَاتُ هُنَّ

3461-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (12256) .

الْمُنَافِقَاتُ" . قَالَ الْحَسَنُ لَمْ اَسْمَعْهُ مِنْ غَيْرِ اَبِي هُرَيْرَةَ .

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحَسَنُ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ اَبِي هُرَيْرَةَ شَيْئًا .

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"(کسی وجہ کے بغیر شوہروں) علیحدگی اختیار کرنے والی اور خلع لینے والی عورتیں ہی منافق ہوتی ہیں"۔

حسن نامی راوی بیان کرتے ہیں: میں نے یہ روایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے علاوہ اور کسی سے نہیں سنی ہے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: حسن نامی راوی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کوئی بھی حدیث نہیں سنی ہے۔

خلع کے طلاق ہونے میں فقہی مذاہب اربعہ

حافظ ابن کثیر شافعی لکھتے ہیں۔ کہ خلع کو بعض حضرات طلاق میں شمار نہیں کرتے۔ وہ فرماتے ہیں کہ اگر ایک شخص نے اپنی بیوی کو دو طلاقیں دے دیں ہیں پھر اس عورت نے خلع کرا لیا ہے تو اگر خاوند چاہے تو اس سے پھر بھی نکاح کر سکتا ہے اور اس پر دلیل یہی آیت وارد کرتے ہیں۔

یہ قول حضرت ابن عباس کا ہے، حضرت عکرمہ بھی فرماتے ہیں کہ یہ طلاق نہیں، دیکھو آیت کے اول و آخر طلاق کا ذکر ہے پہلے دو طلاقوں کا پھر آخر میں تیسری طلاق کا اور درمیان میں جو خلع کا ذکر ہے، پس معلوم ہوا کہ خلع طلاق نہیں بلکہ فسخ ہے۔ امیر المومنین حضرت عثمان بن عفان اور حضرت عمر طاؤس عکرمہ، احمد بن حنبل، اسحاق بن راہویہ، ابوثور، داؤد بن علی ظاہری کا بھی یہی مذہب ہے۔ امام شافعی کا بھی قدیم قول یہی ہے اور آیت کے ظاہری الفاظ بھی یہی ہیں۔ بعض دیگر بزرگ فرماتے ہیں کہ خلع طلاق بائن ہے اور اگر ایک سے زیادہ کی نیت ہوگی تو وہ بھی معتبر ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ ام بکر اسلمیہ نے اپنے خاوند عبداللہ بن خالد سے خلع لیا اور حضرت عثمان نے اسے ایک طلاق ہونے کا فتوئی دیا اور ساتھ ہی فرما دیا کہ اگر کچھ سامان لیا ہو تو جتنا سامان لیا ہو وہ ہے، لیکن یہ اثر ضعیف ہے۔

حضرت عمر، حضرت علی، حضرت ابن مسعود، حضرت ابن عمر، سعید بن مسیب، حسن، عطا، شریح، شعبی، ابراہیم، جابر بن زید، مالک، ابوحنیفہ اور ان کے ساتھی ثوری، اوزاعی، ابوعثمان بتی کا یہی قول ہے کہ خلع طلاق ہے۔ امام شافعی کا بھی جدید قول یہی ہے، ہاں حنیفہ کہتے ہیں کہ اگر دو طلاق کی نیت خلع دینے والے کی ہے تو دو ہو جائیں گی۔ اگر کچھ بھی لفظ نہ کہے اور مطلق خلع ہو تو ایک طلاق بائن ہوگی اگر تین کی نیت ہے تو تین ہو جائیں گی۔ امام شافعی کا ایک اور قول بھی ہے کہ اگر طلاق کا لفظ نہیں اور کوئی دلیل و شہادت بھی نہیں تو وہ بالکل کوئی چیز نہیں۔ (تفسیر ابن کثیر)

طلاق، خلع اور فسخ نکاح کے فرق کا بیان

طلاق صرف خاوند کے الفاظ اور اس کے اختیار و رضا سے ہوتی ہے، لیکن فسخ نکاح خاوند کے الفاظ کے بغیر بھی ہو جاتا ہے۔ اس میں خاوند کی رضا اور اختیار کی شرط نہیں۔

امام شافعی رحمہ اللہ کہتے ہیں: "ہر وہ جس سے تفریق اور علیحدگی کا فیصلہ کیا جائے اور خاوند اس کے الفاظ نہ بولے، اور اسے نہ چاہے۔تو یہ علیحدگی طلاق نہیں کہلائیگی۔(الام (5/128.)

2 طلاق کے کئی ایک اسباب ہیں، اور بعض اوقات بغیر کسی سبب کے بھی ہو سکتی ہے، بلکہ طلاق تو صرف خاوند کا اپنی بیوی کو چھوڑنے کی رغبت سے ہوگی۔

لیکن فسخ نکاح کے لیے سبب کا ہونا ضروری ہے جو فسخ کو واجب یا مباح کرے. فسخ نکاح ثابت ہونے والے اسباب کی مثالیں: خاوند اور بیوی کے مابین کفو و مناسبت نہ ہونا جنہوں نے لزوم عقد میں اس کی شرط لگائی ہے. جب خاوند یا بیوی میں سے کوئی ایک اسلام سے مرتد ہو جائے، اور دین اسلام میں واپس نہ آئے. جب خاوند اسلام قبول کرلے اور بیوی اسلام قبول کرنے سے انکار کر دے، اور وہ مشرکہ ہو اور اہل کتاب سے تعلق نہ رکھتی ہو۔

خاوند اور بیوی میں لعان ہو جائے. خاوند کا نفقہ واخراجات سے تنگ اور عاجز ہو جانا، جب بیوی فسخ نکاح طلب کرے. خاوند یا بیوی میں سے کسی ایک میں ایسا عیب پایا جائے جو استمتاع میں مانع ہو، یا پھر دونوں میں نفرت پیدا کرنے کا باعث بنے۔

3 فسخ نکاح کے بعد خاوند کو رجوع کا حق حاصل نہیں اس لیے وہ اسے نئے عقد نکاح اور عورت کی رضامندی سے ہی واپس لا سکتا ہے. لیکن طلاق رجعی کی عدت میں وہ اس کی بیوی ہے، اور اسے پہلی اور دوسری طلاق کے بعد اسے رجوع کرنے کا حق حاصل ہے، چاہے بیوی راضی ہو یا راضی نہ ہو۔

فسخ نکاح میں مرد جن طلاقوں کی تعداد کا مالک ہے اسے شمار نہیں کیا جاتا. امام شافعی رحمہ اللہ کہتے ہیں: "اور خاوند اور بیوی کے مابین جو فسخ نکاح ہو تو اس سے طلاق واقع نہیں ہوتی، نہ تو ایک اور نہ ہی اس کے بعد۔(کتاب الام (5/199.)

ابن عبدالبر رحمہ اللہ کہتے ہیں: "فسخ نکاح اور طلاق میں فرق یہ ہے کہ اگرچہ ہر ایک سے خاوند اور بیوی میں علیحدگی اور تفریق ہو جاتی ہے: فسخ یہ ہے کہ جب اس کے بعد خاوند اور بیوی دوبارہ نکاح کریں تو وہ پہلی عصمت پر ہیں، اور عورت اپنے خاوند کے پاس تین طلاق پر ہوگی (یعنی خاوند کو تین طلاق کا حق ہوگا) اور اگر اس نے فسخ نکاح سے قبل طلاق دی اور رجوع کر لیا تو اس کے پاس دو طلاقیں ہونگی۔(الاستذکار (6/181.)

3462 – اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ اَنْبَانَا ابْنُ الْقَاسِمِ عَنْ مَالِكٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّهَا اَخْبَرَتْهُ عَنْ حَبِيبَةَ بِنْتِ سَهْلٍ اَنَّهَا كَانَتْ تَحْتَ ثَابِتِ بْنِ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ وَاَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ اِلَى الصُّبْحِ فَوَجَدَ حَبِيبَةَ بِنْتَ سَهْلٍ عِنْدَ بَابِهِ فِي الْغَلَسِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ هٰذِهِ" . قَالَتْ اَنَا حَبِيبَةُ بِنْتُ سَهْلٍ يَا رَسُولَ اللّٰهِ . قَالَ "مَا شَاْنُكِ" . قَالَتْ لَا اَنَا وَلَا ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ . لِزَوْجِهَا فَلَمَّا جَاءَ ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ قَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "هٰذِهِ حَبِيبَةُ بِنْتُ سَهْلٍ قَدْ ذَكَرَتْ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ تَذْكُرَ" . فَقَالَتْ حَبِيبَةُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ كُلُّ مَا اَعْطَانِي عِنْدِي . فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ

3462-اخرجه ابو داؤد في الطلاق، باب في الخلع (الحديث 2227) تحفة الأشراف (15792) .

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِثَابِتٍ "خُذْ مِنْهَا" . فَاَخَذَ مِنْهَا وَجَلَسَتْ فِي اَهْلِهَا .

★★ عمرہ بنت عبدالرحمٰن بیان کرتی ہیں: سیدہ حبیبہ بنت سہل رضی اللہ عنہا' حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کی اہلیہ تھیں' ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز ادا کرنے کے لیے گھر سے باہر نکلے' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اندھیرے میں اپنے دروازے کے پاس حبیبہ بنت سہل کو کھڑے ہوئے پایا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: تم کون ہو؟ انہوں نے جواب دیا: میں حبیبہ بنت سہل ہوں' یا رسول اللہ! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: تمہیں کیا کام ہے؟ اس نے عرض کی: میرا اور ثابت بن قیس کا گزارا نہیں ہو سکتا' اس نے اپنے شوہر کے بارے میں یہ بات کہی' پھر ثابت بن قیس بھی آ گئے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: یہ حبیبہ بنت سہل ہے' جس نے جو اللہ کو منظور تھا وہ بیان کیا ہے' تو حبیبہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! انہوں نے جو کچھ بھی مجھے دیا تھا' وہ میرے پاس ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ثابت سے فرمایا: تم اس سے وہ وصول کرلو۔

انہوں نے اس خاتون سے وہ وصول کرلیا اور وہ عورت اپنے میکے چلی گئی۔

3463 - اَخْبَرَنَا اَزْهَرُ بْنُ جَمِيلٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ امْرَاَةَ ثَابِتِ بْنِ قَيْسٍ اَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ اَمَا اِنِّيْ مَا اَعِيْبُ عَلَيْهِ فِيْ خُلُقٍ وَّلَا دِيْنٍ وَّلٰكِنِّيْ اَكْرَهُ الْكُفْرَ فِي الْاِسْلَامِ . فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَتَرُدِّيْنَ عَلَيْهِ حَدِيْقَتَهٗ" . قَالَتْ نَعَمْ . قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اقْبَلِ الْحَدِيْقَةَ وَطَلِّقْهَا تَطْلِيْقَةً" .

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کی اہلیہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں' انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ثابت بن قیس کے اخلاق یا ان کے دین کے حوالے سے مجھے ان پر کوئی اعتراض نہیں ہے' لیکن میں مسلمان ہونے کے باوجود (شوہر کی) ناشکری کو پسند نہیں کرتی ہوں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: کیا تم اس کا باغ اس کو واپس کردو گی' جو اس نے تمہیں مہر کے طور پر ادا کیا تھا؟ تو اس نے عرض کی: جی ہاں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ثابت رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تم اس سے باغ لے لو اور اسے ایک طلاق دے دو۔

خلع میں زیادہ مال لینے سے متعلق مذاہب اربعہ

جمہور کا مذہب تو یہ ہے کہ خلع عورت اپنے سے دیئے ہوئے سے زیادہ لے تو بھی جائز ہے کیونکہ قرآن نے آیت (فی ما افتدت بہ) فرمایا ہے، حضرت عمر کے پاس ایک عورت اپنے خاوند سے بگڑی ہوئی آئی، آپ نے فرمایا اسے گندگی والے گھر میں قید کردو پھر قید خانہ سے اسے بلوایا اور کہا کیا حال ہے؟ اس نے کہا آرام کی راتیں مجھ پر میری زندگی میں یہی گزری ہیں۔ آپ نے اس کے خاوند سے فرمایا اس سے خلع کرلے۔ اگرچہ گوشوارہ کے بدلے ہی ہو، ایک روایت میں ہے اسے تین دن وہاں قید رکھا تھا، ایک اور روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا اگر یہ اپنی چٹیا کی دھجی بھی دے تو لے لے اور اسے الگ کردے۔ حضرت عثمان فرماتے ہیں اس کے سوا سب کچھ لے کر بھی خلع ہو سکتا ہے۔

3463-اخرجه البخاري في الطلاق، باب الخلع و كيف الطلاق فيه (الحديث 5273 و 5274) . تحفة الاشراف (6052) .

ربیع بنت معوذ بن عفراء فرماتی ہیں میرے خاوند اگر موجود ہوتے تو بھی میرے ساتھ سلوک کرنے میں کمی کرتے اور کہیں چلے جاتے تو بالکل ہی محروم کر دیتے۔ ایک مرتبہ جھگڑے کے موقع پر میں نے کہہ دیا کہ میری ملکیت میں جو کچھ ہے لے لو اور مجھے خلع دو۔ اس نے کہا اور یہ معاملہ فیصل ہو گیا لیکن میرے چچا معاذ بن عفراء اس قصہ کو لے کر حضرت عثمان کے پاس گئے۔ عثمان نے بھی اسے برقرار رکھا اور فرمایا کہ چوٹی کی دھجی چھوڑ کر سب کچھ لے لو، بعض روایتوں میں ہے یہ بھی اور اس (سیس) چھوٹی چیز بھی غرض سب کچھ لے لو، پس مطلب ان واقعات کا یہ ہے کہ یہ دلیل ہے اس پر کہ عورت کے پاس جو کچھ ہے دے کر وہ خلع کرا سکتی ہے اور خاوند اپنی دی ہوئی چیز سے زائد لے کر بھی خلع کر سکتا ہے۔

ابن عمر، ابن عباس، مجاہد، عکرمہ، ابراہیم نخعی، قبیصہ بن ذویب، حسن بن صالح عثمان رحمہم اللہ اجمعین بھی یہی فرماتے ہیں۔ امام مالک علیہ الرحمہ، لیث، امام شافعی اور ابوثور کا مذہب بھی یہی ہے۔ امام ابن جریر بھی اسی کو پسند فرماتے ہیں۔

اور اصحاب ابوحنیفہ کا قول ہے کہ اگر قصور اور ضرر رسانی عورت کی طرف سے ہو تو خاوند کو جائز ہے کہ جو اس نے دیا ہے واپس لے لے لیکن اس سے زیادہ لینا جائز نہیں۔ گو زیادہ لے لے تو بھی قضاء کے وقت جائز ہوگا اور اگر خاوند کی اپنی جانب سے زیادتی ہو تو اسے کچھ بھی لینا جائز نہیں۔ گو، لے لے تو قضا جائز ہوگا۔

امام احمد ابوعبید اور اسحق بن راھویہ فرماتے ہیں کہ خاوند کو اپنے دیئے ہوئے سے زیادہ لینا جائز ہی نہیں۔ سعید بن مسیب عطاء عمرو بن شعیب زہری طاؤس حسن شعبی حماد بن ابوسلیمان اور ربیع بن انس کا بھی یہی مذہب ہے۔ عمر اور حاکم کہتے ہیں حضرت علی کا بھی یہ فیصلہ ہے۔

اوزاعی کا فرمان ہے کہ قاضیوں کا فیصلہ ہے کہ دیئے ہوئے سے زیادہ کو جائز نہیں جانتے۔ اس مذہب کی دلیل وہ حدیث بھی ہے جو اوپر بیان ہو چکی ہے جس میں ہے کہ اپنا باغ لے لو اور اس سے زیادہ نہ لو۔ مسند عبد بن حمید میں بھی ایک مرفوع حدیث ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خلع لینے والی عورت سے اپنے دیئے ہوئے سے زیادہ لینا مکروہ رکھا، اور اس صورت میں جو کچھ فدیہ وہ دے لے گا، کا لفظ قرآن میں ہے۔ اس کے معنی یہ ہوں گے کہ دیئے ہوئے میں سے جو کچھ دے، کیونکہ اس سے پہلے یہ فرمان موجود ہے کہ تم نے جو انہیں دیا ہے اس میں سے کچھ نہ لو، ربیع کی قرأت میں بہ کے بعد منہ کا لفظ بھی ہے۔ پھر فرمایا کہ یہ حدود اللہ ہیں ان سے تجاوز نہ کرو ورنہ گنہگار رہوں گے۔

عدت خلع میں حق طلاق پر مذاہب فقہاء

اس عورت پر عدت کے اندر اندر دوسری طلاق بھی واقع ہو سکتی ہے یا نہیں؟ اس میں علماء کے تین قول ہیں۔ ایک یہ کہ نہیں، کیونکہ وہ عورت اپنے نفس کی مالکہ ہے اور اس خاوند سے الگ ہو گئی ہے، ابن عباس ابن زبیر عکرمہ جابر بن زید حسن بصری شافعی احمد اسحاق ابوثور کا یہی قول ہے۔

دوسرا قول امام مالک علیہ الرحمہ کا ہے کہ اگر خلع کے ساتھ ہی بغیر خاموش رہے طلاق دے دے تو واقع ہو جائے گی ورنہ نہیں،

یہ مثل اس کے ہے جو حضرت عثمان سے مروی ہے۔

تیسرا قول یہ ہے کہ عدت میں طلاق واقع ہو جائے گی۔ ابوحنیفہ ان کے اصحاب، ثوری، اوزاعی، سعید بن مسیب، شریح، طاؤس، ابراہیم، زہری، حاکم، حکم اور حماد کا بھی یہی قول ہے۔

ابن مسعود اور ابوالدرداء سے بھی یہ مروی تو ہے لیکن ثابت نہیں۔ پھر فرمایا ہے کہ یہ اللہ کی حدیں ہیں۔ صحیح حدیث میں ہے اللہ تعالیٰ کی حدوں سے آگے نہ بڑھو، فرائض کو ضائع نہ کرو، محارم کی بے حرمتی نہ کرو، جن چیزوں کا ذکر شریعت میں نہیں تم بھی ان سے خاموش رہو کیونکہ اللہ کی ذات بھول چوک سے پاک ہے۔ اس آیت سے استدلال ہے ان لوگوں کا جو کہتے ہیں کہ تینوں طلاقیں ایک مرتبہ ہی دینا حرام ہیں۔ مالکیہ اور ان کے موافقین کا یہی مذہب ہے، ان کے نزدیک سنت طریقہ یہی ہے کہ طلاق ایک ایک دی جائے کیونکہ آیت (الطلاق مرتان) کہا پھر فرمایا کہ یہ حدیں ہیں اللہ کی، ان سے تجاوز نہ کرو،

اس کی تقویت اس حدیث سے بھی ہوتی ہے جو سنن نسائی میں ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک مرتبہ یہ معلوم ہوا کہ کسی شخص نے اپنی بیوی کو تینوں طلاقیں ایک ساتھ دی ہیں۔ آپ سخت غضبناک ہو کر کھڑے ہو گئے اور فرمانے لگے کیا میری موجودگی میں کتاب اللہ کے ساتھ کھیلا جانے لگا۔ یہاں تک کہ ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اجازت دیں تو میں اس شخص کو قتل کرو، لیکن اس روایت کی سند میں انقطاع ہے۔

بانجھ کے فسخ نکاح کا ذریعہ نہ ہونے کا بیان

علامہ ابن قدامہ رحمہ اللہ فسخ نکاح کو جائز کرنے والے عیوب بیان کرنے کے بعد کہتے ہیں: "ہمارے علم کے مطابق تو اہل علم کے ہاں اس میں کوئی اختلاف نہیں، صرف حسن بصری رحمہ اللہ کا کہنا ہے کہ: جب دونوں یعنی خاوند اور بیوی میں سے کوئی ایک بانجھ ہو تو دوسرے کو اختیار ہوگا۔

اور امام احمد رحمہ اللہ یہ پسند کرتے ہیں کہ وہ اپنا معاملہ واضح کرے، ہو سکتا ہے اس کی بیوی اولاد چاہتی ہو، اور یہ نکاح کے شروع میں ہونا چاہیے، لیکن اس سے فسخ ثابت نہیں ہوتا، اگر اس سے فسخ نکاح ثابت ہوتا تو پھر آیسہ یعنی ناامید ہونے والی عورت میں یہ ضرور ثابت ہوتا؛ اور اس لیے بھی کہ اس کا علم نہیں، کیونکہ کچھ آدمی ایسے ہوتے ہیں جنہیں جوانی میں اولاد نہیں ہوتی لیکن بڑھاپے میں اولاد ہو جاتی ہے. اور سارے عیوب سے ان کے ہاں فسخ نکاح ثابت نہیں ہوتا۔ (المغنی (7/143.)

اس آیت شریفہ کے مضمون کا خلاصہ حسب ذیل ہے۔ اگر کوئی شوہر اپنی بیوی کو چھوڑنا چاہے تو بیوی سے کچھ مال لینا اس کے لئے حلال نہیں، خواہ وہ مال خود شوہر ہی کا دیا ہو کیوں نہ ہو۔ صرف ایک ہی صورت ایسی ہے جس میں شوہر کے لئے بیوی سے معاوضہ لینا حلال ہے، وہ یہ کہ میاں بیوی دونوں کو یہ احتمال ہو کہ وہ دونوں اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ ضابطوں کو قائم نہیں کر سکیں گے۔

پس اگر ایسی صورتِ حال پیدا ہو جائے کہ میاں بیوی دونوں یہ محسوس کرتے ہوں کہ اب وہ میاں بیوی کی حیثیت سے حدودِ خداوندی کو قائم نہیں رکھ سکیں گے تو ان دونوں کو خلع کا معاملہ کر لینے میں کوئی گناہ نہیں، اور اس صورت میں بیوی سے بدل خلع کا

وصول کرنا شوہر کے لئے حلال ہوگا۔

3464 - اَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ وَاقِدٍ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ اَبِىْ حَفْصَةَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ امْرَاَتِىْ لَا تَمْنَعُ يَدَ لَامِسٍ . فَقَالَ "غَرِّبْهَا اِنْ شِئْتَ" . قَالَ اِنِّىْ اَخَافُ اَنْ تَتَّبِعَهَا نَفْسِىْ . قَالَ "اسْتَمْتِعْ بِهَا" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا' اس نے عرض کی: میری بیوی کسی بھی چھونے والے کے ہاتھ کو نہیں روکتی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اگر تم چاہو تو اُسے فارغ کر دو۔

اس نے عرض کی: مجھے یہ اندیشہ ہے' میرا دل پھر بھی اُسی کی طرف لگا رہے گا۔

تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

پھر تم اس سے نفع حاصل کرتے رہو۔

3465 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ اَنْبَاَنَا هَارُوْنُ بْنُ رِئَابٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ تَحْتِىْ امْرَاَةً لَا تَرُدُّ يَدَ لَامِسٍ قَالَ "طَلِّقْهَا" . قَالَ اِنِّىْ لَا اَصْبِرُ عَنْهَا . قَالَ "فَاَمْسِكْهَا" .

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ هٰذَا خَطَاٌ وَّالصَّوَابُ مُرْسَلٌ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' ایک شخص نے عرض کی: یارسول اللہ! میری بیوی ہے' جو کسی چھونے والے کے ہاتھ کو واپس نہیں کرتی ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم اسے طلاق دے دو۔

انہوں نے عرض کی: میں اس کے بغیر بھی نہیں رہ سکتا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

پھر تم اسے اپنے پاس رکھو۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: یہ روایت غلط ہے' درست یہ ہے' یہ روایت "مرسل" ہے۔

باب بَدْءِ اللِّعَانِ .

یہ باب لعان کے آغاز کے بیان میں ہے

لعان کے حکم شرعی کا بیان

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور جو لوگ اپنی بیویوں کو زنا کی تہمت لگائیں اور ان کے پاس خود ان کے سوا اور کوئی گواہ نہ ہوں، تو وہ

3464-اخرجه ابو داؤد في النكاح، باب النهي عن تزويج من لم يلد من النساء (الحديث 2049) . تحفة الاشراف (6161) .

3465-تقدم (الحديث 3229) .

ان میں سے کسی ایک شخص کو گواہی یہ ہے کہ وہ چار مرتبہ اللہ کی قسم کھا کر یہ کہے کہ بے شک وہ ضرور سچوں میں سے ہے اور پانچویں بار یہ کہے کہ اس پر اللہ کی لعنت ہو اگر وہ جھوٹوں میں سے ہو اور عورت سے حد زنا اس طرح دُور ہو سکتی ہے کہ وہ چار مرتبہ اللہ کی قسم کھا کر کہے کہ بے شک اس کا خاوند ضرور جھوٹوں میں سے ہے اور پانچویں بار یہ کہے کہ اس پر اللہ کا عذاب نازل ہو اگر وہ (خاوند) سچوں میں سے ہو اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی (تو تم پر فوراً عذاب نازل ہو جاتا) اور بے شک اللہ بہت توبہ قبول کرنے والا بہت حکمت والا ہے (النور: ۱۰۔۶)

لعان کا لغوی اور اصطلاحی معنی

لعان کا لفظ لعن سے ماخوذ ہے علامہ سید مرتضیٰ زبیدی لکھتے ہیں کہ لعن کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہو تو اس کا معنی ہے دھتکارنا اور خیر دے دور کرنا، اور جب اس کی نسبت مخلوق کی طرف ہو تو یہ بددعا کا کلمہ ہے، اور لکھتے ہیں کہ لعان کا معنی یہ ہے کہ جب کوئی شخص اپنی بیوی کو زنا کی تہمت لگائے تو امام اس کے اور اس کی بیوی کے درمیان لعان کرائے اور مرد سے ابتداء کرے، مرد چار بار یہ کہے کہ میں اللہ کو اس بات پر گواہ بناتا ہوں کہ اس نے فلاں مرد کے ساتھ زنا کیا ہے اور میں اپنی اس تہمت میں صادق ہوں، جب وہ چار بار یہ قسم کھالے تو پانچویں بار یہ کہے کہ میں اللہ کو اس بات پر گواہ بناتی ہوں کہ اس شخص نے جو مجھ پر تہمت لگائی ہے یہ اس تہمت میں جھوٹوں میں سے ہے اور پانچویں بار یہ کہے کہ اگر یہ سچوں میں سے ہو تو مجھ پر اللہ کا غضب نازل ہو، لعان کے بعد وہ عورت اس شخص سے بائنہ ہو جائے گی اور کبھی اس شخص کے لئے حلال نہیں ہوگی، اگر وہ حاملہ ہو تو بچہ اس عورت کے ساتھ لاحق کیا جائے گا۔ (تاج العروس ج ۹ ص ۳۳۵۔۳۳۴)

لعان کے شرعی معنی میں مذاہب فقہاء کا بیان

علامہ بدرالدین عینی حنفی لکھتے ہیں کہ لعان کا شرعی معنی ہے ایسی شہادات جو قسموں سے موکد ہوں، اور لعنت کے ساتھ مقرون ہوں، اور امام شافعی فرماتے ہیں یہ دو قسمیں ہیں جو لفظ شہادت کے ساتھ موکد ہوں، امام شافعی کے نزدیک اس میں قسم کی اہلیت شرط ہے اس لئے مسلمان اور اس کی بیوی میں بھی لعان ہو جاتا ہے، امام مالک اور امام احمد فرماتے ہیں کہ ہمارے نزدیک اس میں شہادت کی اہلیت شرط ہے اس لئے لعان ایسے مسلمان، آزاد، عاقل، بالغ کے ساتھ خاص ہے جس پر حد قذف نہ لگائی گئی ہو۔

(عمدۃ القاری جز ۲۰ ص ۲۹۰)

زانی کو از خود قتل کرنے کا حکم

علامہ نووی لکھتے ہیں کہ جب کوئی شخص اپنی بیوی کے ساتھ کسی اجنبی مرد کو پائے اور یہ متحقق ہو جائے کہ اس نے زنا کیا ہے اور وہ شخص اس سبب سے اس زانی کو قتل کر دے تو جمہور فقہاء اسلام کا یہ نظریہ ہے کہ اس پر قصاص لازم آئے گا الا یہ کہ وہ زنا کے ثبوت پر چار گواہ پیش کر دے یا مقتول کے ورثاء اس کے زنا کا اعتراف کر لیں۔ اور یہ شرط بھی ہے کہ وہ زانی شادی شدہ ہو، یہ دنیاوی ضابطہ ہے اور اگر وہ سچا ہے تو آخرت میں اس پر کوئی وبال نہیں ہوگا۔ بعض شوافع کا قول یہ ہے کہ جو شخص بھی سلطان کی اجازت کے بغیر کسی

شادی شدہ زانی کو قتل کرے گا اس سے قصاص لیا جائے گا۔ (شرح مسلم ج ا ص ۴۸۸، کراچی)

امام ابوحنیفہ کا قول جمہور کے موافق ہے، اگر دو شخص گواہی دیں کہ اس شخص نے فلاں آدمی کو زنا کے سبب سے قتل کیا ہے تو جمہور کے نزدیک اس سے قصاص لیا جائے گا اور امام احمد کے نزدیک اس پر قصاص نہیں ہے۔ (فتح الباری ج ۹ ص ۴۴۹، لاہور)

جمہور کی دلیل ابن ماجہ کی روایت ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے تو حضرت سعد کے جواب میں فرمایا تلوار کافی گواہ ہے، پھر فرمایا نہیں! مجھے خدشہ ہے کہ پھر لوگ نشہ اور غیرت میں آ کر دھڑا دھڑ قتل کرنا شروع کر دیں گے۔

(سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۲۶۰۶)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ص نے اس سبب سے قتل کرنے کی اجازت نہیں دی، البتہ جس پر چار گواہوں سے زنا ثابت ہو جائے اس کا معاملہ الگ ہے کیونکہ وہ مباح الدم ہے اس لئے اس صورت میں اس سے قصاص نہیں لیا جائے گا، لیکن کسی شخص کو بھی قانون اپنے ہاتھ میں لینے کی اجازت نہیں ہے اور اس وجہ سے وہ مواخذہ کا مستحق ہوگا۔

لعان کے بعد تفریق میں مذاہب فقہاء کا بیان

علامہ بدر الدین عینی حنفی لکھتے ہیں کہ امام مالک، امام شافعی اور ان کے موافقین کا یہ نظریہ ہے کہ نفس لعان سے، لعان کرنے والوں کے درمیان تفریق ہو جاتی ہے، امام مالک اور ان کے اکثر اصحاب کا قول یہ ہے کہ عورت کے لعان سے فارغ ہونے کے بعد تفریق ہو جاتی ہے اور امام شافعی اور ان کے اکثر اصحاب کا قول یہ ہے کہ مرد کے لعان سے فارغ ہوتے ہی تفریق ہو جات ہے۔ سحنون مالکی کا بھی یہی قول ہے۔ امام ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب اور سفیان ثوری کا یہ قول ہے کہ نفس لعان سے تفریق نہیں ہوتی بلکہ لعان کے بعد قاضی کے تفریق کرنے سے تفریق ہوتی ہے، اور امام احمد بن حنبل کے اس مسئلہ میں دو قول ہیں، ایک میں احناف کے ساتھ ہیں اور دوسرے میں شوافع کے۔ (عمدۃ القاری جز ۲۰ ص ۲۹۵، مصر) علامہ ابوالحسن مرداوی حنبل لکھتے ہیں کہ وجیز میں لکھا ہے کہ امام احمد کا مذہب یہ ہے کہ نفس لعان سے تفریق ہو جاتی ہے اور محرر، نظم، رعایتیں، حاوی صغیر، فروع وغیرہ کتب حنابلہ میں اسی قول کو مقدم کیا ہے، اور امام احمد بن حنبل کا دوسرا قول یہ ہے کہ نفس لعان سے تفریق نہیں ہوتی جب تک کہ حاکم تفریق نہ کرے۔ خرقی (المغنی ابن قدامہ کا متن) کا یہی مختار ہے۔ قاضی، شریف، ابوالخطاب اور ابن النساء وغیرہم فقہاء حنابلہ نے اسی قول کو اختیار کیا ہے، ہدایہ، مذہب، مسبوک الذہب اور دوسری کتب حنابلہ میں بھی اسی قول کو اختیار کیا ہے اور انتصار میں لکھا ہے کہ عام اصحاب حنابلہ کا بھی یہی مختار ہے۔ (الانصاف ج ۹ ص ۲۵۲۔ ۲۵۱، بیروت)

فقہاء احناف کے نظریہ پر دلائل کا بیان

فقہاء احناف کی دلیل یہ ہے یہ امام مسلم نے اپنی صحیح میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت درج کی جس میں پہے لعان کا واقعہ درج ہے، حضرت ابن عمر نے لعان کی کاروائی بیان کرنے کے بعد فرمایا ثم فرق بینھما۔ (صحیح مسلم رقم الحدیث: ۱۴۹۳) پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعان کرنے والوں کے درمیان تفریق کر دی۔ امام بخاری نے حضرت ابن عمر کی اس روایت کی سعید بن جبیر سے بھی روایت کیا ہے۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث: ۵۳۱۱) اور نافع سے بھی۔ نافع سے دو روایات ذکر کی ہیں ایک روایت کے الفاظ

اس طرح ہیں: (صحیح البخاری رقم الحدیث: ۵۳۱۳)

نافع کہتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعان کرنے والے مرد اور عورت کے درمیان تفریق کر دی۔

ان احادیث صحیحہ سے واضح ہو گیا کہ نفس لعان سے تفریق نہیں ورنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعان کے بعد تفریق نہ فرماتے۔

فقہاء احناف کی دوسری دلیل یہ ہے کہ امام بخاری نے حضرت عویمر عجلانی رضی اللہ عنہ کے واقعہ لعان میں یہ بیان کیا ہے کہ لعان کے بعد حضرت عویمر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: یارسول اللہ! (لعان کے بعد) اگر اب میں اس کو اپنے نکاح میں رکھوں تو پھر میں جھوٹا قرار پاؤں گا، پھر انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ فرمانے سے پہلے ہی اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں۔ اس حدیث کو امام مسلم نے بھی روایت کیا ہے۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث: ۵۳۰۸، صحیح مسلم رقم الحدیث: ۱۴۹۲)

ان احادیث صحیحہ سے واضح ہو گیا کہ نفس لعان سے تفرق نہیں ہوتی ورنہ حضرت عویمر اس کو تین طلاقیں نہ دیتے یا رسول اللہ فرماتے اب تین طلاقوں کی کیا ضرورت ہے تفریق تو ہو گئی۔

علامہ نووی کے اعتراضات کے جوابات کا بیان

علامہ نووی نے اس دلیل پر یہ اعتراض کیا ہے کہ روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اذھب فلا سبیل لک علیھا۔ جاؤ اس عورت پر تمہاری ملکیت نہیں ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عویمر رضی اللہ عنہ کے طلاق دینے کو رد کر دیا، یعنی اب تمہاری اس پر ملکیت نہیں ہے اس لئے طلاق واقع نہیں ہو گی۔ (صحیح مسلم ج ۱ ص ۴۸۹، کراچی)

حافظ ابن حجر عسقلانی نے علامہ نووی کی اس دلیل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ شرح مسلم میں علامہ نووی کی اس عبارت سے یہ وہم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عویمر کے تین طلاقیں دینے کے بعد فرمایا لا سبیل لک علیھا۔ اور یہ کہ یہ جملہ حضرت بن سعد ساعدی کی روایت میں موجود ہے، حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ یہ جملہ حضرت ابن عمر کی روایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کے بعد ہے: اللہ یعلم ان احد کما کاذب۔ (فتح الباری ج ۹ ص ۴۵۲۔۴۵۱، لاہور)

حافظ ابن حجر عسقلانی کی اس وضاحت سے یہ معلوم ہو گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد فلا سبی لک علیھا کا حضرت عویمر کی دی گئی تین طلاقوں کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے نہ یہ تین طلاقوں پر رد ہے، اس معاملہ میں علامہ نووی نیا یک کھلا ہوا مغالطہ کھایا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد لاسبیل لك علیھا جس حدیث میں ہے وہ حسب ذیل ہے:

سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمر سے لعان کرنے والوں کے متعلق پوچھا تو انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نیلعان کرنے والوں سے فرمایا تمہارا حساب اللہ تعالیٰ پر ہے، تم دونوں میں سے ایک جھوٹا ہے اور اس عورت پر اب تمہاری ملکیت نہیں ہے۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث: ۵۳۱۲)

اس حدیث سے نہ صرف یہ واضح ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد لا سبیل لك علیھا کا تعلق حضرت عویمر کے قصہ سے نہیں ہے بلکہ اس سے یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ لعان کرنے والوں کے درمیان نفس لعان سے تفریق نہیں ہوئی بلکہ رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے ہوئی ہے۔

نفس لعان سے تفریق نہ ہونے پر ایک واضح دلیل یہ ہے کہ جب حضرت عویمر نے لعان کے بعد تین طلاقیں دیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تین طلاقوں کو نافذ کر دیا۔ اگر نفس لعان سے تفریق ہو جاتی تو آپ ان تین طلاقوں کو مسترد کر دیتے، امام ابوداؤد روایت کرتے ہیں: (سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۲۲۵۰)

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عویمر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تین طلاقوں کو نافذ کر دیا۔

علامہ نووی نے دوسرا اعتراض یہ کیا ہے کہ دوسری روایت میں ہے: ففارقها حضرت عویمر اپنی بیوی سے علیحدہ ہو گئے۔ لیکن یہ تین طلاقیں دینے کے بعد کا واقعہ ہے جیسا کہ صحیح مسلم میں ابن شہاب کی حضرت سہل بن سعد ساعدی کی روایت سے ظاہر ہے۔ اس لئے اس روایت کا یہ لفظ بھی علامہ نووی اور شوافع کے مسلک کے لئے مفید نہیں ہے۔

(صحیح مسلم کتاب اللعان رقم حدیث الباب: ۳، رقم الحدیث بلا تکرار: ۱۴۹۲، رقم الحدیث المسلسل: ۳۶۷۵)

صحیح مسلم میں حضرت ابن عمر کی بکثرت روایات مذکور ہیں۔ (رقم حدیث الباب: ۹، ۸، ۷) جن میں تصریح ہے کہ لعان کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تفریق کی، اور یہ موقف احناف کی واضح دلیل ہیں اور فقہاء مالکیہ اور شافعیہ کے موقف پر کوئی حدیث نہیں ہے۔

لعان کی وجہ سے بچہ کے نسب کی نفی میں مذاہب فقہاء کا بیان

حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں ایک شخص نے لعان کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے درمیان تفریق کر دی اور بچہ کو ماں کے ساتھ لاحق کر دیا۔ (صحیح مسلم رقم الحدیث: ۱۴۹۴)

علامہ بدرالدین عینی حنفی لکھتے ہیں کہ جمہور فقہاء تابعین اور ائمہ اربعہ کا مسلک یہ ہے کہ لعان کے بعد بچہ کو ماں کے ساتھ لاحق کر دیا جائے گا اور وہ ایک دوسرے کے وارث ہوں گے اور باپ سے اس کا نسب منتفی ہوگا۔ امام طحاوی کہتے ہیں کہ عامر، شعبی، محمد بن ابی ذئب اور بعض اہل مدینہ نے اس مسئلہ میں جمہور سے اختلاف کیا ہے کیونکہ بچہ اس کا ہوتا ہے کہ جس کے بستر پر ہو اس لئے لعان کرنے والے شخص سے ہی نسب ثابت ہوگا، لیکن ان کے خلاف یہ حدیث جمہور کی قوی دلیل ہے اور اس قاعدہ میں اس حدیث سے تخصیص کی جائے گی۔ البتہ ایک اور اختلاف یہ ہے کہ ماں سے نسبت اس وقت منتفی ہوگا جب بچہ پیدا ہوتے ہی یا زیادہ دن گزرنے سے پہلے مرد اس کا انکار کر دے، امام ابوحنیفہ نے دن مقرر نہیں کیے۔ امام ابویوسف فرماتے ہیں سات دن کے کے بعد انکار معتبر نہیں ہے۔ اور امام محمد فرماتے ہیں چالیس دن کے بعد انکار معتبر نہیں ہے۔ یعنی اس سے پہلے انکار کا شرعاً اعتبار ہوگا اور امام شافعی فرماتے ہیں کہ اگر بچہ پیدا ہوتے ہیں فوراً انکار کر دیا تو اس کا انکار شرعاً معتبر ہوگا ورنہ نہیں۔ (عمدۃ القاری ج ۲۰ ص ۳۰۲، مصر)

3466 – اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ اَبِیْ سَلَمَةَ وَاِبْرَاهِيْمُ بْنُ

3466- انفرد به النسائي ۔ تحفة الأشراف (5031) ۔

سَعْدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ عَاصِمِ بْنِ عَدِيٍّ قَالَ جَائَنِيْ عُوَيْمِرٌ - رَجُلٌ مِّنْ بَنِي الْعَجْلَانِ - فَقَالَ اَیْ عَاصِمُ اَرَاَیْتُمْ رَجُلًا رَاٰی مَعَ امْرَاَتِهٖ رَجُلًا اَیَقْتُلُهٗ فَتَقْتُلُوْنَهٗ اَمْ كَیْفَ یَفْعَلُ یَا عَاصِمُ سَلْ لِیْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ۔ فَسَاَلَ عَاصِمٌ عَنْ ذٰلِكَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَعَابَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْمَسَائِلَ وَكَرِهَهَا ۔ فَجَائَهٗ عُوَیْمِرٌ فَقَالَ مَا صَنَعْتَ یَا عَاصِمُ فَقَالَ صَنَعْتُ اَنَّكَ لَمْ تَاْتِنِیْ بِخَیْرٍ كَرِهَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْمَسَائِلَ وَعَابَهَا ۔ قَالَ عُوَیْمِرٌ وَّاللّٰهِ لَاَسْاَلَنَّ عَنْ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ۔ فَانْطَلَقَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلَهٗ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ "قَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فِیْكَ وَفِیْ صَاحِبَتِكَ فَاْتِ بِهَا" ۔ قَالَ سَهْلٌ وَّاَنَا مَعَ النَّاسِ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَجَآءَ بِهَا فَتَلَاعَنَا فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاللّٰهِ لَئِنْ اَمْسَكْتُهَا لَقَدْ كَذَبْتُ عَلَیْهَا ۔ فَفَارَقَهَا قَبْلَ اَنْ یَّاْمُرَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِفِرَاقِهَا فَصَارَتْ سُنَّةَ الْمُتَلَاعِنَیْنِ ۔

☆☆ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ' حضرت عاصم بن عدی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں' وہ کہتے ہیں: عویمر میرے پاس آئے' ان کا تعلق بنوعجلان سے تھا' وہ بولے: اے عاصم! ایسے شخص کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے' جو اپنی بیوی کے ساتھ کسی شخص کو پاتا ہے' اگر وہ اسے قتل کر دیتا ہے' تو تم لوگ اُسے قتل کر دو گے' اے عاصم! پھر اس شخص کو کیا کرنا چاہیے؟ تم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں دریافت کرو۔ عاصم نے اس بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سوال پر ناپسندیدگی کا اظہار کیا' آپ کو یہ بات اچھی نہیں لگی' عویمر' عاصم کے پاس آئے اور بولے: اے عاصم! تم نے کیا' کیا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: میں نے ایسا کرلیا تھا' لیکن تمہاری طرف سے مجھے کوئی بھلائی نصیب نہیں ہوئی' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سوال کو ناپسند کیا ہے' اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر ناراضگی کا اظہار کیا ہے۔ عویمر بولے: اللہ کی قسم! میں خود اس بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ضرور دریافت کروں گا' پھر وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے یہ سوال کیا' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں جواب دیا: اللہ تعالیٰ نے تمہارے اور تمہاری بیوی کے بارے میں حکم نازل کر دیا ہے۔

تم اسے ساتھ لے کر آؤ۔

(اس کے بعد راوی) حضرت سہل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: اس وقت لوگوں کے ساتھ میں بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھا' عویمر اپنی بیوی کو ساتھ لے کر آئے' ان دونوں نے لعان کیا' پھر عویمر نے عرض کی: یارسول اللہ! اگر میں اب بھی اسے اپنے ساتھ رہنے دیتا ہوں' تو اس کا مطلب یہ ہے' میں نے اس پر جھوٹا الزام لگایا ہے' پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے انہیں کچھ ہدایت دینے سے پہلے ہی انہوں نے اپنی بیوی سے علیحدگی اختیار کر لی (یعنی اسے طلاق دے دی)۔

(ابن شہاب زہری کہتے ہیں:) اس کے بعد لعان کرنے والوں کے درمیان یہی طریقہ رائج ہو گیا۔

لعان کے فقہی مفہوم کا بیان

لعان اور ملاعنہ کے معنی ہیں ایک دوسرے پر لعنت کرنا' شرعی اصطلاح میں لعان اس کو کہتے ہیں کہ جب شوہر اپنی بیوی پر زنا کی

تہمت لگائے یا جو بچہ پیدا ہوا اس کے بارے میں یہ کہے کہ یہ میرا نہیں نہ معلوم کس کا ہے اور بیوی اس سے انکار کرے اور کہے کہ تم مجھ پر تہمت لگا رہے ہو پھر وہ قاضی اور شرعی حاکم کے پاس فریاد کرے قاضی شوہر کو بلا کر اس الزام کو ثابت کرنے کے لئے کہے چنانچہ اگر شوہر گواہوں کے ذریعہ ثابت کر دے تو قاضی اس کی بیوی پر زنا کی حد جاری کرے اور اگر شوہر چار گواہوں کے ذریعہ الزام ثابت نہ کر سکے تو پھر قاضی پہلے شوہر کو اس طرح کہلائے کہ میں خدا کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ میں نے جو زنا کی نسبت اس کی طرف کی ہے اس میں سچا ہوں عورت کی طرف اشارہ کر کے چار دفعہ شوہر اسی طرح کہے پھر پانچویں دفعہ مرد کی طرف اشارہ کر کے یوں کہے کہ اس مرد نے میری طرف جو زنا کی نسبت کی ہے اگر اس میں یہ سچا ہے تو مجھ پر خدا کا غضب ٹوٹے۔

جب دونوں اس طرح ملاعنت کریں تو حاکم دونوں میں جدائی کرا دے گا اور ایک طلاق بائن پڑھ جائے گی اور وہ عورت اس مرد کے لئے ہمیشہ کے لئے حرام ہو جائے گی ہاں اگر اس کے بعد مرد خود اپنے کو جھٹلائے یعنی یہ اقرار کر لے کہ میں نے عورت پر جھوٹی تہمت لگائی تھی تو اس صورت میں اس پر حد تہمت جاری کی جائے گی اور عورت سے پھر نکاح کرنا اس کے لئے درست ہو جائے گا لیکن حضرت امام ابویوسف یہ فرماتے ہیں کہ اگر مرد خود اپنے کو جھٹلائے تب بھی عورت اس کے لئے ہمیشہ کو حرام رہے گی۔

حکم لعان کے نزول کا بیان

حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ ایک صحابی ہلال ابن امیہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنی بیوی شریک ابن سحماء صحابی کے ساتھ زنا کی تہمت لگائی یعنی ہلال نے کہا کہ شریک ابن سحماء نے میری بیوی کے ساتھ زنا کیا ہے) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہلال سے فرمایا کہ اپنے الزام کے ثبوت میں گواہ پیش کرو ورنہ جھوٹی تہمت لگانے کے جرم میں تمہاری پیٹھ پر حد جاری کی جائے گی یعنی اسی کوڑے مارے جائیں گے ہلال نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر ہم میں سے کوئی کسی کو اپنی بیوی کے ساتھ بدکاری میں مبتلا دیکھے تو کیا وہ گواہ ڈھونڈتے چلا جائے؟ یعنی اول تو ایسی صورت میں اتنا موقع کہاں کہ کسی کو گواہ کرے پھر یہ کہ کسی کو گواہ کرنے کی وہ جگہ کیا ہے لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہی فرمائے جا رہے تھے کہ گواہ پیش کرو ورنہ تمہاری پیٹھ پر حد جاری کی جائے گی پھر ہلال نے عرض کیا کہ قسم ہے اس پاک ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا میں سچا ہوں مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسا حکم ضرور نازل فرمائے گا جو میری پیٹھ کو حد سے بری رکھے گا، آخر کا کچھ ہی عرصہ بعد حضرت جبریل تشریف لائے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیتیں نازل کی گئی ہیں آیت (وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ) 24۔النور:26)(یعنی اور جو لوگ کہ اپنی بیویوں کو تہمت لگاتے ہیں الخ پھر اس کے بعد کی آیتوں (اِنْ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ) 24۔النور:26) تک تلاوت کی اس کے بعد ہلال دربار رسالت میں حاضر ہوئے اور گواہی دی یعنی لعان کی جو تفصیل پیچھے بیان کی جا چکی ہے اس کے ساتھ انہوں نے پانچ مرتبہ گواہی کے ذریعہ لعان کیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ میں تم سے کوئی ایک جھوٹا ہے سو تم میں سے کون ہے جو توبہ کرے اس کے بعد ہلال کی بیوی کھڑی ہوئی اور لعان کیا یعنی چار مرتبہ اپنی پاکدامنی کی شہادت دی اور جب وہ پانچویں مرتبہ گواہی دینے چلی تو صحابہ نے اس کو روکا اور کہا کہ اچھی طرح سوچ سمجھ لو یہ پانچویں گواہی تم دونوں کے

درمیان جدائی کو واجب کر دے گی یا اگر تم جھوٹی ہوگی تو آخرت میں عذاب کو واجب کر دے گی۔

حضرت ابن عباس کہتے ہیں یہ سن کر وہ عورت ٹھہر گئی اور پیچھے ہٹی یعنی وہ پانچویں مرتبہ کچھ گواہی دینے میں متامل ہوئی جس سے ہمیں یہ گمان ہوا کہ یہ اپنی بات سے پھر جائے گی لیکن پھر اس نے کہا کہ میں لعان سے بچ کر اور اپنے خاوند کے الزام کی تصدیق کر کے اپنی قوم کو ساری عمر کے لئے رسوانہیں کروں گی یہ کہہ کر اس نے پانچویں گواہی کو بھی پورا کیا اس طرح جب لعان پورا ہو گیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں میاں بیوی کے درمیان جدائی کرا دی تو آپ نے فرمایا کہ اس کو دیکھتے رہنا اگر اس نے ایسے بچے کو جنم دیا جس کی آنکھیں سرمئی کولہے بھاری اور پنڈلیاں موٹی ہوں تو وہ بچہ شریک ابن سحماء کا ہوگا کیونکہ شریک اسی طرح کے ہیں چنانچہ جب اس عورت نے ایسے ہی بچہ کو جنم دیا جو شریک کے مشابہ تھا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کتاب اللہ کا مذکورہ حکم نہ ہوتا جس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ لعان کرنے والوں پر تعزیر جاری نہیں ہوگی) تو پھر میں اس عورت کے ساتھ دوسرا ہی معاملہ کرتا یعنی شریک کے ساتھ اس بچہ کی مشابہت اس عورت کی بدکاری کا ایک واضح قرینہ ہے اس لئے اس کی اس بدکاری پر میں اس کو ایسی سزا دیتا کہ دیکھنے والوں کو عبرت ہوتی (بخاری)

اس حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اسلام میں سب سے پہلے حضرت ہلال نے لعان کیا ہے اور اس موقع پر لعان کے سلسلہ میں مذکورہ آیت نازل ہوئی اس بارے میں جو تحقیقی تفصیل ہے وہ حضرت سہل کی روایت کی تشریح میں بیان ہو چکی ہے۔

بلاشبہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے الخ، بظاہر زیادہ صحیح یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ان دونوں کے لعان سے فارغ ہونے کے بعد ارشاد فرمائی اور اس ارشاد گرامی کی مراد یہ ہے کہ جو بھی شخص کوئی جھوٹی بات کہے یا کسی پر جھوٹی تہمت لگائے تو اس پر لازم ہے کہ وہ توبہ کرے بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات لعان سے پہلے ان دونوں کو جھوٹ کے عواقب سے ڈرانے کے لئے ارشاد فرمائی تھی۔

اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ حاکم وقاضی کسی بھی معاملہ میں اپنے گمان وخیال قرائن اور کسی علامت کی بنیاد پر کوئی حکم نہ دے بلکہ وہی حکم دے جس کے دلائل وشواہد تقاضا کریں۔

لعان کے حکم کا بیان

علامہ علی بن محمد زبیدی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ لعان کا حکم یہ ہے کہ اس سے فارغ ہوتے ہی اس شخص کو اُس عورت سے وطی حرام ہے مگر فقط لعان سے نکاح سے خارج نہ ہوئی بلکہ لعان کے بعد حاکم اسلام تفریق کر دیگا اور اب مطلقہ بائن ہوگی لہٰذا بعد لعان اگر قاضی نے تفریق نہ کی ہو تو طلاق دے سکتا ہے ایلا وظہار کر سکتا ہے دونوں میں سے کوئی مرجائے تو دوسرا اُس کا ترکہ پائیگا اور لعان کے بعد اگر وہ دونوں علیحدہ ہونا نہ چاہیں جب بھی تفریق کر دی جائیگی۔

اگر لعان کی ابتدا قاضی نے عورت سے کرائی تو شوہر کے الفاظ لعان کہنے کے بعد عورت سے پھر کہلوائے اور دوبارہ عورت سے نہ کہلوائے اور تفریق کر دی تو ہوگئی۔ لعان ہو جانے کے بعد ابھی تفریق نہ کی تھی کہ خود قاضی کا انتقال ہو گیا یا معزول ہو گیا اور

دوسرا اُس کی جگہ مقرر کیا گیا تو یہ قاضی دوم اب پھر لعان کی وجہ سے ہے۔ (جوہرہ نیرہ، کتاب طلاق، باب کفارہ ظہار)

باب اللِّعَانِ بِالْحَبَلِ ۔

یہ باب ہے کہ حاملہ بیوی کے ساتھ لعان کرنا

3467 - حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِي بَكْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ عُقْبَةَ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَاعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ الْعَجْلَانِيِّ وَامْرَاَتِهِ وَكَانَتْ حُبْلٰى ۔

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عجلانی اور ان کی اہلیہ کے درمیان لعان کروایا تھا' وہ عورت حاملہ تھی۔

باب اللِّعَانِ فِيْ قَذْفِ الرَّجُلِ زَوْجَتَهُ بِرَجُلٍ بِعَيْنِهٖ ۔

یہ باب ہے کہ جب کوئی شخص اپنی بیوی پر کسی متعین شخص کے ساتھ زنا کا الزام لگائے' تو اس پر لعان کرنا

3468 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى قَالَ سُئِلَ هِشَامٌ عَنِ الرَّجُلِ يَقْذِفُ امْرَاَتَهُ فَحَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ سَاَلْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ عَنْ ذٰلِكَ وَاَنَا اَرٰى اَنَّ عِنْدَهُ مِنْ ذٰلِكَ عِلْمًا فَقَالَ اِنَّ هِلَالَ بْنَ اُمَيَّةَ قَذَفَ امْرَاَتَهُ بِشَرِيْكِ ابْنِ السَّحْمَاءِ - وَكَانَ اَخُو الْبَرَاءِ بْنِ مَالِكٍ لِاُمِّهٖ وَكَانَ اَوَّلَ مَنْ لَاعَنَ - فَلَاعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُمَا ثُمَّ قَالَ "اَبْصِرُوْهُ فَاِنْ جَاءَتْ بِهٖ اَبْيَضَ سَبِطًا قَضِيْءَ الْعَيْنَيْنِ فَهُوَ لِهِلَالِ بْنِ اُمَيَّةَ وَاِنْ جَاءَتْ بِهٖ اَكْحَلَ جَعْدًا اَحْمَشَ السَّاقَيْنِ فَهُوَ لِشَرِيْكِ ابْنِ السَّحْمَاءِ" ۔ قَالَ فَاُنْبِئْتُ اَنَّهَا جَاءَتْ بِهٖ اَكْحَلَ جَعْدًا اَحْمَشَ السَّاقَيْنِ ۔

★★ عبدالاعلیٰ بیان کرتے ہیں: ہشام سے ایسے شخص کے بارے میں دریافت کیا گیا جو اپنی بیوی پر زنا کا الزام لگاتا ہے' تو ہشام نے محمد کے حوالے سے یہ بات نقل کی' وہ کہتے ہیں: میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے اس بارے میں دریافت کیا' میں یہ سمجھتا تھا کہ اس بارے میں ان کے پاس کوئی معلومات ہوگی' تو انہوں نے فرمایا: ہلال بن امیہ نے اپنی بیوی پر یہ الزام لگایا تھا کہ اس کے شریک بن سحماء کے ساتھ ناجائز تعلقات ہیں' یہ براء بن مالک کے والدہ کی طرف سے بھائی تھے اور یہ وہ پہلے شخص ہیں' جنہوں نے لعان کیا' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں میاں بیوی کے درمیان لعان کروایا' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس کا جائزہ لینا' اگر اس عورت نے سفید رنگت' لمبے بالوں اور کمزور آنکھوں والے بچے کو جنم دیا تو وہ ہلال بن امیہ کی اولاد ہوگا'

3467-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (6330) .

3468-اخرجه مسلم في اللعان، (الحديث 11) . و اخرجه النسائي في الطلاق، كيف اللعان (الحديث 3469) مطولًا . تحفة الاشراف (1461) .

اگر اس نے سرگیں آنکھوں' گھنگھریالے بالوں اور بھاری پنڈلیوں والے بچے کو جنم دیا تو وہ شریک بن سحماء کا ہوگا۔
راوی کہتے ہیں: بعد میں مجھے یہ پتہ چلا کہ اس عورت نے سرگیں آنکھوں' گھنگھریالے بالوں اور بھاری پنڈلیوں والے بچے کو جنم دیا تھا۔

شرح

حضرت سہل ابن سعد ساعدی کہتے ہیں کہ ایک صحابی عویمر عجلانی نے دربار رسالت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس شخص کے بارے میں بتایئے جو اپنی بیوی کے ساتھ کسی اجنبی مرد کو پائے اور اسے یہ یقین ہو کہ اس مرد نے اس کی بیوی کے ساتھ زنا کیا ہے کیا وہ اس مرد کو قتل کر ڈالے؟ اگر وہ اس کو مار ڈالے گا تو مقتول کے وارث اس کو قتل کر دیں گے ایسی صورت میں وہ کیا کرے آیا اس عار پر صبر کرے یا کوئی اقدام کرے) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر اس سے فرمایا کہ تم میاں بیوی کے قضیہ میں وحی نازل کی گئی ہے جاؤ اپنی بیوی کو بلا لاؤ حضرت سہل کہتے ہیں کہ عویمر اپنی بیوی کو بلا لائے اور میاں بیوی نے مسجد نبوی میں لعان کیا اور میں بھی اس وقت دوسرے لوگوں کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہی موجود تھا چنانچہ جب وہ دونوں میاں بیوی لعان سے فارغ ہوئے تو عویمر (یعنی میاں نے کہا کہ اگر میں اس عورت کو اپنے پاس رکھوں تو گویا میں نے اس پر تہمت لگائی ہے اس کے بعد انہوں نے اس عورت کو تین بار طلاق دی پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر یہ عورت اپنے موجودہ حمل سے ایسا بچہ جنے جس کا رنگ سیاہ آنکھیں بہت کالی ہوں کولہے بڑے ہوں اور دونوں پنڈلیوں کا گوشت بھرا ہو تو میں اس کے علاوہ اور کچھ نہیں سمجھوں گا کہ عویمر نے اس عورت کے بارے میں جو کہا ہے وہ سچ کہا ہے کیونکہ عویمر نے جس مرد کی طرف زنا کی نسبت کی وہ اسی رنگ وصورت کا ہے اور جب اسی کی شباہت کا بچہ پیدا ہوگا تو یہی کہا جائے گا کہ وہ اسی کے نطفہ سے ہے اور اگر اس عورت نے ایسا بچہ جنا جس کا رنگ سرخ ہو اور بامنی کے رنگ کا معلوم ہوتا ہو تو پھر میں اس کے علاوہ اور کچھ نہیں سمجھوں گا کہ عویمر نے اس کے بارے میں جھوٹ بولا ہے یعنی عویمر چونکہ سرخ رنگ کے ہیں اس لئے بچہ کی رنگت بھی سرخ ہوئی تو سمجھا جائے گا کہ بچہ عویمر ہی کے نطفہ سے ہے اور عویمر نے اپنی بیوی کو جھوٹی تہمت لگائی ہے) چنانچہ جب اس عورت کا بچہ پیدا ہوا تو وہ اسی صورت کا تھا جس کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عویمر کی تصدیق کے لئے ذکر کیا تھا (یعنی وہ بچہ اسی مرد کی شباہت کا تھا جس کی طرف سے عویمر نے زنا کی نسبت کی تھی گویا عویمر کی بات سچ ثابت ہوئی اس کے بعد وہ بچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کے مطابق) اپنی ماں کی طرف منسوب کیا گیا۔ (بخاری ومسلم، مشکوۃ المصابیح، جلد سوم: رقم الحدیث، 501)

اگر کوئی شخص کسی غیر مرد کو اپنی بیوی کے ساتھ منہ کالا کرتا ہوا پائے اور وہ شخص اس مرد کو جان سے مار ڈالے تو اس کے بارے میں علماء کے اختلافی اقوال ہیں کہ آیا وہ شخص جس نے اپنی بیوی کے ساتھ منہ کالا کرنے والے کو جان سے مار ڈالا ہے) اسلامی قانون کے مطابق قصاص یعنی سزائے موت کا مستوجب ہے یا نہیں؟

چنانچہ جمہور علماء کا قول یہی ہے کہ اس کو سزائے موت دی جائے ہاں اگر وہ شخص اس بات کے ثبوت میں کہ مقتول نے اس کی بیوی کے ساتھ منہ کالا کیا تھا چار گواہ پیش کر دے یا خود مقتول کے ورثاء اس بات کا اقرار کر لیں تو اس صورت میں اس کو سزائے موت

نہیں دی جائے گی تاہم یہ ملحوظ رہے کہ اگر چار پیش نہ کرنے یا مقتول کے ورثاء کے اقرار نہ کرنے کی صورت میں اسے سزائے موت دے دی گئی تو واقع کے اعتبار سے وہ سچا تھا تو اللہ کے نزدیک گنہگار نہیں سمجھا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے وحی نازل کی ہے کا مطلب یہ ہے کہ اس مسئلہ میں یہ آیتیں نازل ہوئیں ہیں۔ آیت (وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ اِلَّآ اَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ شَهٰدٰتٍ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ وَالْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كَانَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ) النور:6-7) اور جو لوگ اپنی بیویں پر زنا کی تہمت لگائیں اور ان کے پاس بجز اپنے ہی دعوی کے اور کوئی گواہ نہ ہو تو ان کی شہادت جو کہ ان کو حد قذف سے بچا سکتی ہے یہی ہے وہ چار بار اللہ کی قسم کھا کر یہ کہہ دے بے شک میں سچا ہوں اور پانچویں بار یہ کہے کہ مجھ پر اللہ کی لعنت ہو اگر میں جھوٹا ہوں (آخر تک) بعض مفسرین کے قول کے مطابق یہ آیات کریمہ ۹ھ کے ماہ شعبان میں نازل ہوئیں ہیں ابن ملک فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ لعان کے بارے میں مذکورہ بالا آیت حضرت عویمر کے واقعہ پر نازل ہوئی ہے اور اسلام میں سب سے پہلا لعان انہی کی طرف سے ہوا تھا۔

جب کہ بعض علماء یہ کہتے ہیں کہ یہ آیت ایک دوسرے صحابی حضرت ہلال ابن امیہ کے بارے میں نازل ہوئی تھی اور اسلام میں سب سے پہلے ہلال ہی نے لعان کیا ہے چنانچہ آگے حضرت ابن عباس کی جو روایت آئے گی اس سے یہی ثابت ہوتا ہے لہٰذا اس صورت میں ارشاد گرامی تم میاں بیوی کے قضیہ میں وحی نازل کی گئی ہے کا مطلب یہ ہوگا کہ تمہارے قضیہ جیسے ایک قضیہ میں وحی نازل کی گئی ہے۔

بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ یہ بھی احتمال ہے کہ یہ آیت دونوں ہی کے بارے میں نازل ہوئی ہو جس کی صورت یہ ہوئی ہوگی کہ پہلے ان میں سے کسی ایک نے نبی کریم سے اپنے بارے میں سوال کیا ہوگا پھر بعد میں دوسرے کا قضیہ پیش آیا ہوگا اور اس نے بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا ہوگا یہاں تک کہ ان دونوں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی لیکن ان دونوں میں حضرت ہلال نے پہلے لعان کیا۔ گویا میں نے اس پر جھوٹی تہمت لگائی ہے یہ حضرت عویمر نے دراصل تین طلاق دینے کا سبب بیان کیا ہے کہ اس صورت حال کے بعد بھی اگر میں اس عورت کو اپنے نکاح میں رکھوں اور طلاق نہ دوں تو اس سے یہ لازم آئے گا کہ میں نے اس کی طرف زنا کی جھوٹی نسبت کی ہے کیونکہ اس کو نکاح میں رکھنے کا مطلب یہی ہوگا کہ گویا میں نے جو کچھ کہا ہے سب جھوٹ ہے اور یہ عورت بدکاری کے گناہ سے پاک ہے۔

باب كَيْفَ اللِّعَانُ

یہ باب ہے کہ لعان کیسے کیا جائے گا؟

3469 – اَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ يَزِيْدَ قَالَ حَدَّثَنَا مَخْلَدُ بْنُ حُسَيْنٍ الْاَزْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ اِنَّ اَوَّلَ لِعَانٍ كَانَ فِي الْاِسْلَامِ اَنَّ هِلَالَ بْنَ اُمَيَّةَ قَذَفَ شَرِيْكَ ابْنَ

3469-انفرد به النسائي . والحديث عند: مسلم في اللعان، (الحديث 11) . و النسائي في الطلاق، باب اللعان ، في قذف الرجل زوجته برجل بعينه (الحديث 3468) . تحفة الاشراف (1461) .

السَّحْمَآءِ بِامْرَاَتِهٖ فَاَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَهٗ بِذٰلِكَ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَرْبَعَةَ شُهَدَاءَ وَاِلَّا فَحَدٌّ فِيْ ظَهْرِكَ" . يُرَدِّدُ ذٰلِكَ عَلَيْهِ مِرَارًا فَقَالَ لَهُ هِلَالٌ وَّاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ لَيَعْلَمُ اَنِّيْ صَادِقٌ وَّلَيُنْزِلَنَّ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَيْكَ مَا يُبَرِّءُ ظَهْرِيْ مِنَ الْجَلْدِ . فَبَيْنَمَا هُمْ كَذٰلِكَ اِذْ نَزَلَتْ عَلَيْهِ اٰيَةُ اللِّعَانِ (وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ) اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ فَدَعَا هِلَالًا فَشَهِدَ اَرْبَعَ شَهَادَاتٍ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمِنَ الصَّادِقِيْنَ وَالْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَةَ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كَانَ مِنَ الْكَاذِبِيْنَ ثُمَّ دُعِيَتِ الْمَرْاَةُ فَشَهِدَتْ اَرْبَعَ شَهَادَاتٍ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمِنَ الْكَاذِبِيْنَ فَلَمَّا اَنْ كَانَ فِي الرَّابِعَةِ اَوِ الْخَامِسَةِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "وَقِّفُوْهَا فَاِنَّهَا مُوْجِبَةٌ" . فَتَلَكَّاَتْ حَتّٰى مَا شَكَكْنَا اَنَّهَا سَتَعْتَرِفُ ثُمَّ قَالَتْ لَا اَفْضَحُ قَوْمِيْ سَائِرَ الْيَوْمِ .

فَمَضَتْ عَلَى الْيَمِيْنِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اُنْظُرُوْهَا فَاِنْ جَاءَتْ بِهٖ اَبْيَضَ سَبِطًا قَضِيْءَ الْعَيْنَيْنِ فَهُوَ لِهِلَالِ بْنِ اُمَيَّةَ وَاِنْ جَاءَتْ بِهٖ اٰدَمَ جَعْدًا رَبْعًا حَمْشَ السَّاقَيْنِ فَهُوَ لِشَرِيْكِ ابْنِ السَّحْمَآءِ" . فَجَاءَتْ بِهٖ اٰدَمَ جَعْدًا رَبْعًا حَمْشَ السَّاقَيْنِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَوْلَا مَا سَبَقَ فِيْهَا مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ لَكَانَ لِيْ وَلَهَا شَاْنٌ" . قَالَ الشَّيْخُ وَالْقَضِيْءُ طَوِيْلُ شَعْرِ الْعَيْنَيْنِ لَيْسَ بِمَفْتُوْحِ الْعَيْنِ وَلَا جَاحِظِهِمَا وَاللّٰهُ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى اَعْلَمُ .

☆☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' اسلام میں سب سے پہلا لعان ہلال بن امیہ نے کیا تھا' انہوں نے شریک بن سحماء پر یہ الزام لگایا' کہ اس کے ان کی بیوی کے ساتھ تعلقات ہیں' وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بارے میں بتایا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

یا تو چار گواہ پیش کرو' ورنہ تم پر حد جاری ہوگی۔

لیکن وہ اپنی بات مسلسل دُہراتے رہے' پھر ہلال نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی: اللہ کی قسم! یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ یہ بات جانتا ہے' میں سچا ہوں اور اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وہ حکم نازل کردے گا' جس کے نتیجے میں مجھ پر حد جاری نہیں ہوگی۔ اسی دوران نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر لعان کے حکم سے متعلق یہ آیت نازل ہوئی:

''اور جو لوگ اپنی بیویوں پر الزام لگاتے ہیں''۔

یہ آیت آخر تک ہے۔

تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہلال کو بلایا' انہوں نے اللہ کے نام پر چار مرتبہ یہ گواہی دی کہ وہ سچے ہیں اور پانچویں مرتبہ یہ کہا کہ اگر وہ جھوٹے ہوں' تو ان پر اللہ کی لعنت ہو۔ پھر اس عورت کو بلایا گیا' اس نے اللہ کے نام پر چار مرتبہ یہ گواہی دی کہ وہ (یعنی اس عورت کا شوہر) جھوٹے ہیں' جب چوتھی مرتبہ یا شاید پانچویں مرتبہ وہ یہ کہنے لگی' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے روکو!' کیونکہ اب اگر اس نے یہ کہا' تو یہ چیز اس کے لیے جہنم کو لازم کردے گی۔

وہ عورت ہچکچا گئی' یہاں تک کہ ہمیں یہ شک ہوا کہ شاید اب وہ (اپنے جرم اعتراف کرلے گی' لیکن پھر وہ بولی: میں اپنی قوم کو کبھی رسوانہیں ہونے دوں گی اس نے قسم نہیں اُٹھائی۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اس عورت کا جائزہ لینا' اگر اس نے سفید رنگت کے مالک' لمبے بالوں والے' خراب آنکھوں والے بچے کو جنم دیا تو وہ ہلال بن امیہ کا بچہ ہوگا' اگر اس نے گندمی رنگت کے مالک گھنگھریالے بالوں والے' درمیانے سے جسم کے مالک اور پتلی پنڈلیوں والے بچے کو جنم دیا تو وہ شریک بن سحماء کا ہوگا۔

پھر اس عورت نے گندمی رنگت' گھنگھریالے بالوں' درمیانی جسامت اور پتلی پنڈلیوں والے بچے کو جنم دیا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اگر اس بارے میں اللہ کی کتاب کا حکم نہ آچکا ہوتا تو میں اُس عورت کے ساتھ مختلف سلوک کرتا۔

شیخ فرماتے ہیں: روایت میں استعمال ہونے والے لفظ ''قططی'' سے مراد آنکھوں کے لمبے بال ہیں' اس طرح کی آنکھیں مکمل کھلی ہوئی بھی نہ ہوں اور مکمل بند بھی نہ ہوں' باقی اللہ تعالیٰ زیادہ بہتر جانتا ہے۔

لعان کی شرائط کا بیان

شیخ نظام الدین حنفی لکھتے ہیں کہ لعان کی درج ذیل شرائط ہیں۔(۱) نکاح صحیح ہو۔ اگر اُس عورت سے اس کا نکاح فاسد ہوا ہے اور تہمت لگائی تو لعان نہیں۔(۲) زوجیت قائم ہو خواہ دخول ہوا ہو یا نہیں لہٰذا اگر تہمت لگانے کے بعد طلاق بائن دی تو لعان نہیں ہوسکتا اگرچہ طلاق دینے کے بعد پھر نکاح کرلیا۔ یونہی اگر طلاق بائن دینے کے بعد تہمت لگائی یا زدلیل کے مرجانے کے بعد تو لعان نہیں اور اگر تہمت کے بعد رجعی طلاق دی یا رجعی طلاق کے بعد تہمت لگائی تو لعان ساقط نہیں۔

(۳) دونوں آزاد ہوں۔(۴) دونوں عاقل ہوں۔(۵) دونوں بالغ ہوں۔(۶) دونوں مسلمان ہوں۔(۷) دونوں ناطق ہوں یعنی اُن میں کوئی گونگا نہ ہو۔(۸) اُن میں کسی پر حد قذف نہ لگائی گئی ہو۔(۹) مرد نے اپنے اِس قول پر گواہ نہ پیش کیے ہوں۔

(۱۰) عورت زنا سے انکار کرتی ہو اور اپنے کو پارسا کہتی ہو اصطلاح شرع میں پارسا اُس کو کہتے ہیں جس کے ساتھ وطی حرام نہ ہوئی ہو نہ وہ اس کے ساتھ متہم ہو۔ لہٰذا طلاق بائن کی عدت میں اگر شوہر نے اُس سے وطی کی اگرچہ وہ اپنی نادانی سے یہ سمجھتا تھا کہ اس سے وطی حلال ہے تو عورت عفیفہ نہیں۔ یونہی اگر نکاح فاسد کر کے اُس سے وطی کی تو عفت جاتی رہی یا عورت کی اولاد ہے جس کے باپ کو یہاں کے لوگ نہ جانتے ہوں اگرچہ حقیقۃً وہ ولد الزنا3) نہیں ہے یہ صورت متہم ہونے کی ہے اس سے بھی عفت جاتی رہتی ہے۔ اور اگر وطی حرام عارضی سبب سے ہو مثلاً حیض ونفاس وغیرہ میں جن میں وطی حرام ہے وطی کی تو اس سے عفت نہیں جاتی۔

(۱۱) صریح زنا کی تہمت لگائی ہو یا اُس کی جو اولاد اس کے نکاح میں پیدا ہوئی اُس کو کہتا ہو کہ یہ میری نہیں یا جو بچہ عورت کا دوسرے شوہر سے ہے اُس کو کہتا ہو کہ یہ اُس کا نہیں۔(۱۲) دارالاسلام میں یہ تہمت لگائی ہو۔ (۱۳) عورت قاضی کے پاس اُس کا

مطالبہ کرے۔ (۱۴) شوہر تہمت لگانے کا اقرار کرتا ہو یا دو مرد گواہوں سے ثابت ہو۔ لعان کے وقت عورت کا کھڑا ہونا شرط نہیں بلکہ مستحب ہے۔ (عالم گیری، باب لعان، ۵،ص ۵۱۵، بیروت)

لعان کی قسموں کا بیان

اس سلسلے میں ہلال بن امیہ کے مقدمے کی جو تفصیلات صحاح ستہ اور مسند احمد اور تفسیر ابن جریر میں ابن عباس اور انس بن مالک رضی اللہ عنہما سے منقول ہوئی ہیں ان میں بیان کیا گیا ہے کہ اس آیت کے نزول کے بعد ہلال اور ان کی بیوی، دونوں عدالت نبوی میں حاضر کیے گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے حکم خداوندی سنایا۔ پھر فرمایا خوب سمجھ لو کہ آخرت کا عذاب دنیا کے عذاب سے زیادہ سخت چیز ہے۔ ہلال نے عرض کیا میں نے اس پر بالکل صحیح الزام لگایا ہے۔ عورت نے کہا یہ بالکل جھوٹ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھا، تو ان دونوں میں ملاعَنت کرائی جائے۔ چنانچہ پہلے ہلال اٹھے اور انہوں نے حکم قرآنی کے مطابق قسمیں کھائی۔ نبی صلی اللہ الیہ وسلم اس دوران میں بار بار فرماتے رہے۔ اللہ کو معلوم ہے کہ تم میں سے ایک ضرور جھوٹا ہے، پھر کیا تم میں سے کوئی توبہ کرے گا؟

پانچویں قسم سے پہلے حاضرین نے ہلال سے کہا خدا سے ڈرو، دنیا کا عذاب آخرت کے عذاب سے ہلکا ہے۔ یہ پانچویں قسم تم پر عذاب واجب کردے گی۔ مگر ہلال نے کہا جس خدا نے یہاں میری پیٹھ بچائی ہے وہ آخرت میں بھی مجھے عذاب نہیں دے گا۔ یہ کہ کرانہوں نے پانچویں قسم بھی کھالی۔ پھر عورت اٹھی اور اس نے بھی قسمیں کھانی شروع کیں۔

پانچویں قسم سے پہلے اسے بھی روک کر کہا گیا کہ خدا سے ڈر، آخرت کے عذاب کی بہ نسبت دنیا کا عذاب برداشت کرلینا آسان ہے۔

یہ آخری قسم تجھ پر عذاب الٰہی کو واجب کردے گی۔ یہ سن کر وہ کچھ دیر رکتی اور جھجکتی رہی۔ لوگوں نے سمجھا اعتراف کرنا چاہتی ہے مگر پھر کہنے لگی میں ہمیشہ کے لیے اپنے قبیلے کو رسوا نہیں کروں گی اور پانچویں قسم بھی کھا گئی۔ اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کے درمیان تفریق کرادی اور فیصلہ فرمایا کہ اس کا بچہ (جو اس وقت پیٹ میں تھا) ماں کی طرف منسوب ہوگا، باپ کا نہیں پکارا جائے گا، کسی کو اس پر یا اس کے بچے پر الزام لگانے کا حق نہ ہوگا، جو اس پر یا اس کے بچے پر الزام لگائے گا وہ حد قذف کا مستحق ہوگا، اور اس کو زمانہ عدت کے نفقے اور سکونت کا کوئی حق ہلال پر حاصل نہیں ہے کیونکہ یہ طلاق یا وفات کے بغیر شوہر سے جدا کی جارہی ہے۔ پھر آپ نے لوگوں سے کہا کہ اس کے ہاں جب بچہ ہو تو دیکھو، وہ کس پر گیا ہے۔ اگر اس اس شکل کا ہو تو ہلال کا ہے، اور اگر اس صورت کا ہو تو اس شخص کا ہے جس کے بارے میں اس پر الزام لگایا گیا ہے۔ وضع حمل کے بعد دیکھا گیا کہ وہ مؤخر الذکر صورت کا تھا، اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لو لا الأیمان (یا بہ روایت دیگر لو لا مضیٰ من کتاب اللہ) لکان لی و لھا شان، یعنی اگر قسمیں نہ ہوتیں (یا خدا کی کتاب پہلے ہی فیصلہ نہ کرچکی ہوتی) تو میں اس عورت سے بری طرح پیش آتا۔

دورنبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں طلاق ثلاثہ کا نفاذ

عویمر عجلانی کے مقدمے کی روداد سہل بن عدساعدی اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی ابن ماجہ اور مسند احمد میں ملتی ہے۔ اس میں بیان ہوا ہے کہ عویمر اور ان کی بیوی، دونوں مسجد نبوی میں بلائے گئے۔ مُلاعنت سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بھی تنبیہ کرتے ہوئے تین بار فرمایا اللہ خوب جانتا ہے کہ تم میں سے ایک ضرور جھوٹا ہے۔ پھر کیا تم میں سے کوئی توبہ کرے گا؟ جب کسی نے توبہ نہ کی تو دونوں میں ملاعنت کرائی گئی۔ اس کے بعد عویمر نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اب اگر میں اس عورت کو رکھوں تو جھوٹا ہوں۔ یہ کہہ کر انہوں نے تین طلاقیں دے دیں بغیر اس کے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ایسا کرنے کا حکم دیا ہوتا۔ سہل بن سعد کہتے ہیں کہ ان طلاقوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نافذ فرمادیا اور ان کے درمیان تفریق کرادی اور فرمایا کہ یہ تفریق ہے ہر ایسے جوڑے کے معاملے میں جو باہم لعان کرے۔ اور سنت یہ قائم ہوگئی کہ لعان کرنے والے زوجین کو جدا کر دیا جائے، پھر وہ دونوں کبھی جمع نہیں ہوسکتے۔ مگر ابن عمر صرف اتنا بیان کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے درمیان تفریق کرادی۔ سہل بن سعد یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ عورت حاملہ تھی اور عویمر نے کہا کہ یہ حمل میرا نہیں ہے۔ اس بنا پر بچہ ماں کی طرف منسوب کیا گیا اور سنت یہ جاری ہوئی کہ اس طرح کا بچہ ماں سے میراث پائے گا اور ماں ہی اس سے میراث پائے گی۔

ان دو مقدموں کے علاوہ متعدد روایات ہم کو کتب حدیث میں ایسی بھی ملتی ہیں جن میں یہ تصریح نہیں ہے کہ یہ کن اشخاص کے مقدموں کی ہیں۔ ہوسکتا ہے کہ ان میں سے بعض ان ہی دونوں مقدموں سے تعلق رکھتی ہوں، مگر بعض میں کچھ دوسرے مقدمات کا بھی ذکر ہے اور ان سے قانون لعان کے بعض اہم نکات پر روشنی پڑتی ہے۔

حضرت ابن عمر ایک مقدمے کی روداد بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ زوجین جب لعان کر چکے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے درمیان تفریق کردی (بخاری، مسلم، نسائی، احمد، ابن جریر)۔ ابن عمر کی ایک اور روایت ہے کہ ایک شخص اور اس کی بیوی کے درمیان لعان کرایا گیا۔ پھر اس نے حمل سے انکار کیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے درمیان تفریق کردی اور فیصلہ فرمایا کہ بچہ صف ماں کا ہوگا۔ (صحاح ستہ اور مسند احمد بن حنبل)

حضرت ابن عمر ہی کی ایک اور روایت ہے کہ ملاعنت کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا حساب اب اللہ کے ذمہ ہے، تم میں سے ایک بہر حال جھوٹا ہے۔ پھر آپ نے مرد سے فرمایا: لا سبيل لك عليها (یعنی اب یہ تیری نہیں رہی۔ نہ تو اس پر کوئی حق جتا سکتا ہے، نہ کسی قسم کی دست درازی یا دوسری انتقامی حرکت اس کے خلاف کرنے کا مجاز ہے)۔ مرد نے کہا یارسول اللہ اور میرا مال (یعنی وہ مہر تو مجھے دلوائیے جو میں نے اسے دیا تھا)۔ فرمایا: لا مال لك، ان كنت صدقت عليها فهو بما استحللت من فوجها و ان كنت كذبت عليها فذاك ابعد و ابعد لك منها (یعنی مال واپس لینے کا تجھے کوئی حق نہیں ہے، اگر تو نے اس پر سچا الزام لگایا ہے تو وہ مال اس لذت کا بدل ہے جو تو نے حلال کر کے اس سے اٹھائی، اور اگر تو نے اس پر جھوٹا الزام لگایا ہے تو مال تجھ سے اور بھی زیادہ دور چلا گیا، وہ اس کی بہ نسبت تجھ سے زیادہ دور ہے) (بخاری، مسلم، ابوداؤد)

امام دارقطنی نے علی بن ابی طالب اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما کا قول نقل کیا ہے: سنت یہ مقرر ہو چکی ہے کہ لعان کرنے والے زوجین پھر کبھی باہم جمع نہیں ہو سکتے (یعنی ان کا دوبارہ نکاح پھر کبھی نہیں ہو سکتا)۔ اور دارقطنی ہی حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت نقل کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا ہے کہ یہ دونوں پھر کبھی جمع نہیں ہو سکتے۔

حضرت قبیصہ بن ذؤیب کی روایت ہے کہ حضرت عمر کے زمانے میں ایک شخص نے اپنی بیوی کے حمل کو ناجائز قرار دیا، پھر اعتراف کرلیا کہ یہ حمل اس کا اپنا ہے، پھر وضع حمل کے بعد کہنے لگا کہ یہ بچہ میرا نہیں ہے۔ معاملہ حضرت عمر کی عدالت میں پیش ہوا۔ ؓ نے اس پر حد قذف جاری کی اور فیصلہ کیا کہ بچہ اسی کی طرف منسوب ہوگا۔ (دارقطنی، بیہقی)

حضرت ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حاضر ہو کر عرض کیا میری ایک بیوی ہے جو مجھے بہت محبوب ہے۔ مگر اس کا حال یہ ہے کہ کسی ہاتھ لگانے والے کا ہاتھ نہیں جھٹکتی (واضح رہے کہ یہ کنایہ تھا جس کے معنی زنا کے بھی ہو سکتے ہیں اور زنا سے کم تر درجے کی اخلاقی کمزوری کے بھی)۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا طلاق دیدے۔ اس نے کہا مگر میں اس کے بغیر رہ نہیں سکتا۔ فرمایا تو اسے رکھے رہ (یعنی آپ نے اس سے اس کنایے کی تشریح نہیں کرائی اور اس کے قول کو الزام زنا پر محمول کر کے لعان کا حکم نہیں دیا)۔ (سنن نسائی)

حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ ایک اعرابی نے حاضر ہو کر عرض کیا میری بیوی نے کالا لڑکا جنا ہے اور میں نہیں سمجھتا کہ ہو میرا ہے (یعنی محض لڑکے کے رنگ نے اسے شبہ میں ڈالا تا ورنہ بیوی پر زنا کا الزام لگانے کے لیے اس کے پاس کوئی اور دلیل نہ تھی)۔ آپ نے پوچھا تیرے پاس کچھ اونٹ تو ہوں گے۔ اس نے عرض کیا ہاں۔ آپ نے پوچھا ان کے رنگ کیا ہیں؟ کہنے لگا سرخ۔ آپ نے پوچھا ان میں کوئی خاکستری بھی ہے؟ کہنے لگا جی ہاں، بعض ایسے بھی ہیں۔ آپ نے پوچھا یہ رنگ کہاں سے آیا؟ کہنے لگا شاید کوئی رگ کھینچ لے گئی (یعنی ان کے باپ دادا میں سے کوئی اس رنگ کا ہوگا اور اسی کا اثر ان میں آ گیا)۔ فرمایا شاید اس بچے کو بھی کوئی رگ کھینچ لے گئی اور آپ نے اسے نفی وَلَد (بچے کے نسب سے انکار) کی اجازت نہ دی (بخاری، مسلم، احمد، ابوداؤد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک اور روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت لعان پر کلام کرتے ہوئے فرمایا جو عورت کسی خاندان میں ایسا بچہ گھسالائے جو اس خاندان کا نہیں ہے (یعنی حرام کا پیٹ رکھوا کر شوہر کے سر منڈھ دے) اس کا اللہ سے کچھ واسطہ نہیں، اللہ اس کو جنت میں ہرگز داخل نہ کرے گا۔ اور جو مرد اپنے بچے کے نسب سے انکار کرے حالانکہ بچہ اس کو دیکھ رہا ہو، اللہ قیامت کے روز اس سے پردہ کرے گا اور اسے تمام اگلی پچھلی خلق کے سامنے رسوا کر دے گا (ابوداؤد، نسائی، دارمی)

آیت لعان اور یہ روایات و نظائر اور شریعت کے اصول عامہ اسلام میں قانون لعان کے وہ مآخذ ہیں جن کی روشنی میں فقہاء نے لعان کا مفصل ضابطہ بنایا ہے۔ اس ضابطے کی اہم دفعات یہ ہیں۔

جو شخص بیوی کی بدکاری دیکھے اور لعان کا راستہ اختیار کرنے کے بجائے قتل کا مرتکب ہو جائے اس کے بارے میں اختلاف ہے۔ ایک گروہ کہتا ہے کہ اسے قتل کیا جائے گا کیونکہ اس کو طور حد جاری کرنے کا حق نہ تھا۔ دوسرا گروہ کہتا ہے کہ اسے قتل نہیں کیا

جائے گا اور نہ اس کے فعل پر کوئی مواخذہ ہوگا بہ شرط یہ کہ اس کی صداقت ثابت ہو جائے (یعنی یہ کہ فی الواقع اس نے زنا ہی کے ارتکاب پر یہ فعل کیا)۔ امام احمد اور اسحاق بن راہو یہ کہتے ہیں کہ اسے اس امر کے دو گواہ لانے ہوں گے کہ قتل کا سبب یہی تھا۔

مالکیہ میں سے ابن القاسم اور ابن حبیب اس پر مزید شرط یہ لگاتے ہیں کہ زانی جسے قتل کیا گیا وہ شادی شدہ ہو، ورنہ کنوارے زانی کو قتل کرنے پر اس سے قصاص لیا جائے گا۔ مگر جمہور فقہاء کا مسلک یہ ہے کہ اس کو قصاص سے صرف اس صورت میں معاف کیا جائے گا جب کہ وہ زنا کے چار گواہ پیش کرے، یا مقتول مرنے سے پہلے خود اس امر کا اعتراف کر چکا ہو کہ وہ اس کی بیوی سے زنا کر رہا تھا، اور مزید یہ کہ مقتول شادی شدہ ہو۔ (نیل الاوطار، ج 6، ص 228)

لعان گھر بیٹھے آپس ہی میں نہیں ہو سکتا۔ اس کے لیے عدالت میں جانا ضروری ہے۔ لعان کے مطالبے کا حق صرف مرد ہی کے لیے نہیں ہے بلکہ عورت بھی عدالت میں اس کا مطالبہ کر سکتی ہے جب کہ شوہر اس پر بدکاری کا الزام لگائے یا اس کے بچے کا نسب تسلیم کرنے سے انکار کرے۔

لعان کا کنایہ و استعاریہ سے عدم ثبوت کا بیان

لعان محض کنایے اور استعارے یا اظہار شک و شبہ پر لازم نہیں آتا، بلکہ صرف اس صورت میں لازم آتا ہے جب کہ شوہر صریح طور پر زنا کا الزام عائد کرے یا صاف الفاظ میں بچے کو اپنا بچہ تسلیم کرنے سے نکار کر دے۔ امام مالک علیہ الرحمہ اور لیث بن سعد اس پر یہ مزید شرط بڑھاتے ہیں کہ قسم کھاتے وقت شوہر کو یہ کہنا چاہیے کہ اس نے اپنی آنکھوں سے بیوی کو زنا میں مبتلا دیکھا ہے۔ لیکن یہ قید بے بنیاد ہے۔ اس کی کوئی اصل نہ قرآن میں ہے اور نہ حدیث میں۔

لاعن کے قسم سے پہلو تہی کرنے میں مذاہب اربعہ

اگر الزام لگانے کے بعد شوہر قسم کھانے سے پہلو تہی کرے تو امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے اصحاب کہتے ہیں کہ اسے قید کر دیا جائے گا اور جب تک وہ لعان نہ کرے یا اپنے الزام کا جھوٹا ہونا نہ مان لے، اسے نہ چھوڑا جائے گا، اور جھوٹ مان لینے کی صورت میں اس کو حد قذف لگائی جائے گی۔ اس کے برعکس امام مالک علیہ الرحمہ، شافعی، حسن بن صالح اور لیث بن سعد کی دلیل یہ ہے کہ لعان سے پہلو تہی کرنا خود ہی اقرار کذب ہے اس لیے حد قذف واجب آجاتی ہے۔

اگر شوہر کے قسم کھا چکنے کے بعد عورت لعان سے پہلو تہی کرے تو حنفیہ کی دلیل یہ ہے کہ اسے قید کر دیا جائے اور اس وقت تک نہ چھوڑا جائے جب تک وہ لعان نہ کرے، یا پھر زنا کا اقرار نہ کر لے۔ دوسری طرف مذکورہ بالا ائمہ کہتے ہیں کہ اس صورت میں اسے رجم کر دیا جائے گا۔ ان کا استدلال قرآن کے اس ارشاد سے ہے کہ عورت سے عذاب صرف اس صورت میں دفع ہوگا جب کہ وہ بھی قسم کھا لے۔ اب چونکہ وہ قسم نہیں کھاتی اس لیے لامحالہ وہ عذاب کی مستحق ہے۔

اقرار سے ثبوت حد اور مودودی کی جعل سازی

لیکن اس دلیل میں کمزوری یہ ہے کہ قرآن یہاں عذاب کی نوعیت تجویز نہیں کرتا بلکہ مطلقاً سزا کا ذکر کرتا ہے۔ اگر کہا جائے

کہ سزا سے مراد یہاں زنا ہی کی سزا ہوسکتی ہے تو اسکا جواب یہ ہے کہ زنا کی سزا کے لیے قرآن نے صاف الفاظ میں چار گواہوں کی شرط لگائی ہے۔اس شرط کو محض ایک شخص کی چار قسمیں پورا نہیں کر دیتیں۔شوہر کی قسمیں اس بات کے لیے تو کافی ہیں کہ وہ خود قذف کی سزا سے بچ جانے اور عورت پر لعان کے احکام مترتب ہوسکیں، مگر اس بات کے لیے کافی نہیں ہیں کہ ان سے عورت پر زنا کا الزام ثابت ہو جائے۔عورت کا جوابی قسمیں کھانے سے انکار شبہ ضرور پیدا کرتا ہے اور بڑا قوی شبہ پیدا کر دیتا ہے، لیکن شبہات پر حدود جاری نہیں کی جاسکتیں۔اس معاملہ کو مرد کی حد قذف پر قیاس نہیں کرنا چاہیے، کیونکہ اس کا قذف تو ثابت ہے، جبھی تو اس کو لعان پر مجبور کیا جاتا ہے۔مگر اس کے برعکس عورت پر زنا کا الزام ثابت نہیں ہے کیونکہ وہ اس کے اپنے اقرار یا چار یعنی شہادتوں کے بغیر ثابت نہیں ہوسکتا۔(نوٹ۔اقرار سے ثبوت حد میں شرعی نصوص موجود ہیں اہل علم سے مخفی نہیں ہے)

لعان کے قانونی نتائج میں سے بعض متفق علیہ ہیں، اور بعض میں فقہاء کے درمیان اختلاف ہے۔متفق علیہ نتائج یہ ہیں:
عورت اور مرد دونوں کسی سزا کے مستحق نہیں رہتے۔مرد بچے کے نسب کا منکر ہو تو بچہ صرف ماں کا قرار پائے گا، نہ باپ کی طرف منسوب ہوگا نہ اس سے میراث پائے گا، ماں اس کی وارث ہوگی اور وہ ماں کا وارث ہوگا۔عورت کو زانیہ اور اس کے بچے کو ولد الزنا کہنے کا کسی کو حق نہ ہوگا، خواہ لعان کے وقت اس کے حالات ایسے ہی کیوں نہ ہوں کہ لوگوں کو اس کے زانیہ ہونے میں شک نہ رہے۔
جو شخص لعان کے بعد اس پر یا اس کے بچے پر سابق الزام کا اعادہ کرے گا وہ حد کا مستحق ہوگا۔عورت کا مہر ساقط نہ ہوگا۔عورت دوران عدت میں مرد سے نفقہ اور مسکن پانے کی حق دار نہ ہوگی۔عورت اس مرد کے لیے حرام ہو جائے گی۔

تفریق لعان میں فقہی مذاہب اربعہ

اختلاف دو مسئلوں میں ہے۔ایک یہ کہ لعان کے بعد عورت اور مرد کی علیحدگی کیسے ہوگی؟ دوسرے یہ کہ لعان کی بناء پر علیحدہ ہو جانے کے بعد کیا ان دونوں کا پھر مل جانا ممکن ہے؟ پہلے مسئلے میں امام شافعی کہتے ہیں کہ جس وقت مرد لعان سے فارغ ہو جائے اسی وقت فرقت آپ سے آپ واقع ہو جاتی ہے خواہ عورت جوابی لعان کرے نہ کرے۔امام مالک علیہ الرحمہ، لیث بن سعد اور زفر کہتے ہیں کہ مرد اور عورت دونوں جب لعان سے فارغ ہوں تب فرقت واقع ہوتی ہے۔اور امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ، ابویوسف اور محمد کہتے ہیں کہ لعان سے فرقت آپ ہی آپ واقع نہیں ہو جاتی بلکہ عدالت کے تفریق کرانے سے ہوتی ہے۔اگر شوہر خود طلاق دے دے تو بہتر، ورنہ حاکم عدالت ان کے درمیان تفریق کا اعلان کرے گا۔

دوسرے مسئلے میں امام مالک علیہ الرحمہ، ابویوسف، زمر، سفیان ثوری، اسحاق بن راہویہ، شافعی، احمد بن حنبل اور حسن بن زیاد کہتے ہیں کہ لعان سے جو زوجین جدا ہوئے ہوں وہ پھر ہمیشہ کے لیے ایک دوسرے پر حرام ہو جاتے ہیں، دوبارہ وہ باہم نکاح کرنا بھی چاہیں تو کسی حال میں نہیں کر سکتے۔یہی دلیل حضرت عمر، حضرت علی اور حضرت عبداللہ بن مسعود کی بھی ہے۔
جبکہ سعید بن مسیب، ابراہیم نخعی، شعبی، سعید بن جبیر، ابوحنیفہ اور محمد رحمہم اللہ کی دلیل یہ ہے کہ اگر شوہر اپنا جھوٹ مان لے اور اس پر حد قذف جاری ہو جائے تو پھر ان دونوں کے درمیان دوبارہ نکاح ہوسکتا ہے۔وہ کہتے ہیں کہ ان کو ایک دوسرے کے لیے

حرام کرنے والی چیز لعان ہے۔ جب تک وہ اس پر قائم رہیں، حرمت بھی قائم رہے گی۔ مگر جب شوہر اپنا جھوٹ مان کر سزا پا گیا تو لعان ختم ہو گیا اور حرمت بھی اٹھ گئی۔

لعان کی صورت میں تفریق کا بیان

حضرت ابن عمر کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص اور اس کی بیوی کے مابین لعان کا حکم فرمایا چنانچہ اس لعان کی وجہ سے وہ شخص اس عورت کے بچہ سے دور ہو گیا یعنی بچہ کا نسب اس شخص سے ہٹا دیا گیا نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میاں بیوی کے درمیان تفریق کرادی اور بچہ کو عورت کے حوالے کر دیا (بخاری مسلم) اور حضرت ابن عمر کی ایک روایت میں جو بخاری ومسلم ہی نے نقل کی ہے یہ الفاظ ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو نصیحت کی اور آخرت کا عذاب یاد دلایا (تا کہ وہ جھوٹ نہ بولے اور عورت اپنے الزام کو ناحق ثابت نہ کرے) اور اس کو اس بات سے آگاہ کیا کہ دنیا کا عذاب آخرت کے عذاب سے سہل ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کو بلایا اس کو بھی نصیحت کی اور آخرت کا عذاب یاد دلایا اور آگاہ کیا کہ دنیا کا عذاب آخرت کے عذاب سے سہل ہے۔ (مشکوۃ المصابیح، جلد سوم: رقم الحدیث، 502)

تفریق کرادی کا مطلب یہ ہے کہ لعان کی صورت میں میاں بیوی کے درمیان تفریق جدائی حاکم وقاضی کے حکم ہی سے ہوتی ہے نہ کہ محض لعان سے چنانچہ حضرت امام ابوحنیفہ کا مسلک یہی ہے نیز ان کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ اگر نفس لعان ہی سے تفریق واقع ہو جاتی تو پھر تین طلاقیں کیوں دی جاتیں جیسا کہ اوپر کی حدیث میں گزرا ہے کہ حضرت عویمر نے لعان کے بعد اپنی بیوی کو تین طلاق دی۔ دنیا کے عذاب سے مراد حد یعنی شرعی سزا ہے اس کی وضاحت یہ ہے کہ اگر مرد کسی عورت کو چاہے وہ اس کی بیوی ہی کیوں نہ ہو) زنا کی تہمت لگائے اور اس کی تہمت جھوٹی ثابت ہو جائے تو شرعی قانون کے مطابق اس پر حد جاری کی جائیگی یعنی اس کو ایک پاکدامن عورت پر زنا کی جھوٹ تہمت لگانے کے جرم میں اسی کوڑے مارے جائیں گے۔

اور اگر وہ مرد سچا ثابت ہو جائے یعنی یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ جائے کہ اس عورت نے بدکاری کرائی ہے تو پھر اس عورت پر حد جاری ہوگی کہ شادی شدہ ہونے کی صورت میں اس کو سنگسار کر دیا جائے گا اور غیر شادی شدہ ہونے کی صورت میں سو کوڑے مارے جائیں گے اس صورت میں یہ امکان ہو سکتا ہے کہ مرد نے کسی غلط فہمی کی بناء پر یا کسی خاص جذبہ کے تحت عورت کو تہمت لگادی ہو اور پھر اسے یہ یقین ہو گیا ہو کہ میں نے عورت پر جو الزام لگایا ہے وہ بے بنیاد ہے مگر اب اس خوف سے کہ ایک پاکدامن عورت پر جھوٹی تہمت لگائی تھی یا یہ کہ واقعۃ عورت نے بدکاری کرائی ہو مگر اس خوف سے کہ میں سنگسار کر دی جاؤں گی یا سو کوڑے ماری جاؤں گی اپنے اس گناہ کا اعتراف واقرار نہیں کرتی بلکہ ملاعنت پر تیار ہو جاتی ہے لہٰذا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس امکانی صورت کے خلاف دونوں کو متنبہ کرتے ہوئے فرمایا کہ آخرت کے عذاب کے مقابلہ میں دنیا کا عذاب یعنی یہاں کی سزا کہیں آسان اور سہل ہے اس لئے جو صورت حال ہو اور جو سچ بات ہو اس کا اعتراف واقرار کر لو اور اس دنیا کے آسان عذاب کو اختیار کر کے آخرت کے سخت ترین عذاب سے بچو۔

باب قَوْلِ الْإِمَامِ اللّٰهُمَّ بَيِّنْ .

یہ باب ہے کہ حاکم کا یہ کہنا: اے اللہ! (تو اس معاملے کو) واضح کر دے!

3470 - اَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ اَنْبَاَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهُ قَالَ ذُكِرَ التَّلَاعُنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عَاصِمُ بْنُ عَدِيٍّ فِيْ ذٰلِكَ قَوْلًا ثُمَّ انْصَرَفَ فَاَتَاهُ رَجُلٌ مِّنْ قَوْمِهٖ يَشْكُوْ اِلَيْهِ اَنَّهُ وَجَدَ مَعَ امْرَاَتِهٖ رَجُلًا قَالَ عَاصِمٌ مَا ابْتُلِيْتُ بِهٰذَا اِلَّا بِقَوْلِيْ فَذَهَبَ بِهٖ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَهُ بِالَّذِيْ وَجَدَ عَلَيْهِ امْرَاَتَهُ وَكَانَ ذٰلِكَ الرَّجُلُ مُصْفَرًّا قَلِيْلَ اللَّحْمِ سَبِطَ الشَّعَرِ وَكَانَ الَّذِي ادَّعٰى عَلَيْهِ اَنَّهُ وَجَدَهُ عِنْدَ اَهْلِهٖ اٰدَمَ خَدْلًا كَثِيْرَ اللَّحْمِ . فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اللّٰهُمَّ بَيِّنْ" . فَوَضَعَتْ شَبِيْهًا بِالرَّجُلِ الَّذِيْ ذَكَرَ زَوْجُهَا اَنَّهُ وَجَدَهُ عِنْدَهَا فَلَاعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُمَا . فَقَالَ رَجُلٌ لِابْنِ عَبَّاسٍ فِي الْمَجْلِسِ اَهِيَ الَّتِيْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَوْ رَجَمْتُ اَحَدًا بِغَيْرِ بَيِّنَةٍ رَجَمْتُ هٰذِهٖ" . قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَا تِلْكَ امْرَاَةٌ كَانَتْ تُظْهِرُ فِي الْاِسْلَامِ الشَّرَّ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لعان کا ذکر کیا گیا تو عاصم بن عدی نے اس بارے میں کوئی بات کہی' پھر وہ واپس چلے گئے' پھر ان کی قوم کا ایک فرد ان کے پاس آیا اور ان کے سامنے یہ شکایت کی کہ اس نے اپنی بیوی کے پاس ایک اور شخص کو پایا ہے' تو عاصم بولے: میں اس آزمائش میں صرف اپنے اس قول کی وجہ سے گرفتار ہوا ہوں۔ پھر وہ اُسے ساتھ لے کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو اس کے بارے میں بتایا' جس صورتِ حال میں اس نے اپنی بیوی کو پایا تھا' وہ شخص زرد رنگ کا مالک تھا' اس کے جسم پر گوشت بھی کم تھا' اور اس کے بال بھی بالکل سیدھے تھے' جبکہ جس شخص پر اس نے الزام لگایا تھا کہ اس نے اپنی بیوی کے پاس اس شخص کو پایا ہے' وہ شخص گندمی رنگت کا مالک تھا' اس کی پنڈلیاں بھری ہوئی تھیں اور جسم پر گوشت زیادہ تھا' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی:

اے اللہ! (اس معاملے کو) واضح کر دے!

تو اس عورت نے اس مرد کے ساتھ مشابہت رکھنے والے بچے کو جنم دیا' جس مرد کا تذکرہ اس کے شوہر نے کیا تھا کہ اس نے اس مرد کو اپنی بیوی کے پاس پایا تھا۔

پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں میاں بیوی کے درمیان لعان کروا دیا۔

اس محفل کے دوران ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا: کیا یہ وہی عورت ہے' جس کے بارے

3470-اخرجه البخاري في الطلاق، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم (لو كنت راجمًا بغير بينة) (الحديث 5310)، وباب قول الامام: اللهم بين (الحديث 5316) و في الحدود، باب من اظهر الفاحشة و اللطخ و التهمة بغير بينة (الحديث 6856) . و اخرجه مسلم في اللعان (الحديث 12) . و اخرجه النسائي في الطلاق، باب قول الامام اللهم بين (الحديث 3471) تحفة الاشراف (6328) .

میں نبی اکرم ﷺ نے یہ فرمایا تھا:
اگر میں کسی ثبوت کے بغیر کسی کو سنگسار کرواتا تو اس عورت کو کروا دیتا۔
تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: نہیں! وہ عورت (دوسری تھی) جو اسلام میں برائی کا اظہار کرتی تھی۔

3471 - اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ السَّكَنِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَهْضَمٍ عَنْ اِسْمَاعِيلَ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ يَحْيَى قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْقَاسِمِ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهُ قَالَ ذُكِرَ التَّلَاعُنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عَاصِمُ بْنُ عَدِيٍّ فِيْ ذٰلِكَ قَوْلًا ثُمَّ انْصَرَفَ فَلَقِيَهُ رَجُلٌ مِّنْ قَوْمِهٖ فَذَكَرَ اَنَّهُ وَجَدَ مَعَ امْرَاَتِهٖ رَجُلًا فَذَهَبَ بِهٖ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَهُ بِالَّذِيْ وَجَدَ عَلَيْهِ امْرَاَتَهٗ وَكَانَ ذٰلِكَ الرَّجُلُ مُصْفَرًّا قَلِيْلَ اللَّحْمِ سَبِطَ الشَّعْرِ وَكَانَ الَّذِيْ ادَّعٰى عَلَيْهِ اَنَّهٗ وَجَدَ عِنْدَ اَهْلِهٖ اٰدَمَ خَدْلًا كَثِيْرَ اللَّحْمِ جَعْدًا قَطَطًا . فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اللّٰهُمَّ بَيِّنْ" . فَوَضَعَتْ شَبِيْهًا بِالَّذِيْ ذَكَرَ زَوْجُهَا اَنَّهٗ وَجَدَهٗ عِنْدَهَا فَلَاعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُمَا فَقَالَ رَجُلٌ لِابْنِ عَبَّاسٍ فِي الْمَجْلِسِ اَهِيَ الَّتِيْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَوْ رَجَمْتُ اَحَدًا بِغَيْرِ بَيِّنَةٍ رَجَمْتُ هٰذِهٖ" . قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَا تِلْكَ امْرَاَةٌ كَانَتْ تُظْهِرُ الشَّرَّ فِي الْاِسْلَامِ .

☆☆ عبدالرحمٰن بن قاسم اپنے والد کے حوالے سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کے سامنے لعان کا ذکر کیا گیا تو عاصم بن عدی نے اس بارے میں کوئی بات کہی' پھر وہ واپس چلے گئے' پھر ان کی قوم کا ایک فرد ان سے ملا اور اس نے یہ بات ذکر کی کہ اس نے اپنی بیوی کے پاس ایک اور شخص کو پایا ہے۔ عاصم اس کو ساتھ لے کر نبی اکرم ﷺ کے پاس آئے اور اس نے نبی اکرم ﷺ کو بتایا: اس نے اپنی بیوی کو کس صورتِ حال میں پایا۔
اس شخص کا رنگ زرد تھا' اس کے جسم پر گوشت کم تھا' اور اس کے بال بالکل سیدھے تھے' جس شخص پر اس نے الزام لگایا تھا کہ اس نے اس شخص کو اپنی بیوی کے پاس پایا ہے' اس شخص کا رنگ گندمی تھا' اُس کی پنڈلیاں بھاری تھیں' جسم پر گوشت زیادہ تھا' قد درمیانہ تھا' اور بال گھنگھریالے تھے۔
نبی اکرم ﷺ نے دعا کی: اے اللہ! (اس معاملے کو) واضح کردے۔
پھر اس عورت نے اس شخص کے ساتھ مشابہت رکھنے والے بچے کو جنم دیا' جس شخص کا تذکرہ اس کے شوہر نے کیا تھا کہ اس نے اس شخص کو اپنی بیوی کے پاس پایا تھا' پھر نبی اکرم ﷺ نے ان دونوں میاں بیوی کے درمیان لعان کروا دیا۔
(راوی کہتے ہیں:) ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے اس محفل میں یہ دریافت کیا' کہ کیا یہ وہی عورت ہے' جس کے بارے میں نبی اکرم ﷺ نے یہ فرمایا تھا کہ اگر میں کسی کو ثبوت کے بغیر سنگسار کرتا تو اس عورت کو کر دیتا۔
تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: نہیں! وہ عورت اسلام میں شر کو ظاہر کیا کرتی تھی۔ (اس جملے کے دو مفہوم ہو

3471-تقدم (الحديث 3470) .

سکتے ہیں' ایک مفہوم یہ ہے' وہ عورت مسلمان ہونے کے باوجود بُرائی پھیلایا کرتی تھی' اور ایک مفہوم یہ ہوسکتا ہے' وہ مسلمانوں کے درمیان بُرائی پھیلایا کرتی تھی)۔

باب الْاَمْرِ بِوَضْعِ الْيَدِ عَلٰى فِيْ الْمُتَلاَعِنَيْنِ عِنْدَ الْخَامِسَةِ .

یہ باب ہے کہ پانچویں مرتبہ کے اعتراف کے وقت لعان کرنے والوں کے منہ پر ہاتھ رکھنے کا حکم

3472 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مَيْمُوْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ رَجُلاً حِيْنَ اَمَرَ الْمُتَلاَعِنَيْنِ اَنْ يَّتَلاَعَنَا اَنْ يَّضَعَ يَدَهُ عِنْدَ الْخَامِسَةِ عَلٰى فِيْهِ وَقَالَ "اِنَّهَا مُوْجِبَةٌ" .

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دومیاں بیوی کو لعان کرنے کی ہدایت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پانچویں مرتبہ کے اعتراف کے وقت ایک شخص کو حکم دیا' کہ اس (مرد) کے منہ پر ہاتھ رکھ دے۔
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ (پانچویں مرتبہ کا اعتراف دونوں میں سے کسی ایک کے لیے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کو) لازم کردے گا۔

باب عِظَةِ الْاِمَامِ الرَّجُلَ وَالْمَرْاَةَ عِنْدَ اللِّعَانِ .

یہ باب ہے کہ لعان کے وقت حاکم کا مرد اور عورت کو وعظ ونصیحت کرنا

3473 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ وَّمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالاَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ اَبِىْ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ جُبَيْرٍ يَّقُوْلُ سُئِلْتُ عَنِ الْمُتَلاَعِنَيْنِ فِيْ اِمَارَةِ ابْنِ الزُّبَيْرِ اَيُفَرَّقُ بَيْنَهُمَا فَمَا دَرَيْتُ مَا اَقُوْلُ فَقُمْتُ مِنْ مَّقَامِي اِلٰى مَنْزِلِ ابْنِ عُمَرَ فَقُلْتُ يَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمُتَلاَعِنَيْنِ اَيُفَرَّقُ بَيْنَهُمَا قَالَ نَعَمْ . سُبْحَانَ اللّٰهِ اِنَّ اَوَّلَ مَنْ سَاَلَ عَنْ ذٰلِكَ فُلاَنُ بْنُ فُلاَنٍ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ - وَلَمْ يَقُلْ عَمْرٌو اَرَاَيْتَ - الرَّجُلَ مِنَّا يَرٰى عَلٰى امْرَاَتِهٖ فَاحِشَةً اِنْ تَكَلَّمَ فَاَمْرٌ عَظِيْمٌ - وَقَالَ عَمْرٌو اَتٰى اَمْرًا عَظِيْمًا - وَاِنْ سَكَتَ سَكَتَ عَلٰى مِثْلِ ذٰلِكَ . فَلَمْ يُجِبْهُ فَلَمَّا كَانَ بَعْدَ ذٰلِكَ اَتَاهُ فَقَالَ اِنَّ الْاَمْرَ الَّذِىْ سَاَلْتُكَ ابْتُلِيْتُ بِهٖ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ هٰؤُلاَءِ الْاٰيَاتِ فِيْ سُوْرَةِ النُّوْرِ (وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ) حَتّٰى بَلَغَ (وَالْخَامِسَةَ اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَا اِنْ كَانَ مِنَ الصَّادِقِيْنَ) فَبَدَاَ بِالرَّجُلِ فَوَعَظَهُ وَذَكَّرَهُ وَاَخْبَرَهُ اَنَّ عَذَابَ الدُّنْيَا اَهْوَنُ مِنْ عَذَابِ الْاٰخِرَةِ فَقَالَ وَالَّذِىْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا كَذَبْتُ . ثُمَّ ثَنّٰى بِالْمَرْاَةِ فَوَعَظَهَا وَذَكَّرَهَا فَقَالَتْ وَالَّذِىْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ اِنَّهٗ لَكَاذِبٌ فَبَدَاَ بِالرَّجُلِ فَشَهِدَ اَرْبَعَ شَهَادَاتٍ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمِنَ الصَّادِقِيْنَ وَالْخَامِسَةَ اَنَّ لَعْنَةَ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كَانَ مِنَ الْكَاذِبِيْنَ ثُمَّ ثَنّٰى بِالْمَرْاَةِ فَشَهِدَتْ اَرْبَعَ شَهَادَاتٍ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمِنَ الْكَاذِبِيْنَ وَالْخَامِسَةَ اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَا اِنْ كَانَ مِنَ

3472-اخرجه ابو داود في الطلاق، باب في اللعان (الحديث 2255) . تحفة الاشراف (6372) .

3473-اخرجه مسلم في اللعان، (الحديث 4) . و اخرجه الترمذي في الطلاق، باب ما جاء في اللعان (الحديث 1202)، و في تفسير القرآن، باب (ومن سورة النور) (الحديث 3178) . تحفة الاشراف (7058) .

الصَّادِقِينَ فَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا .

☆☆ سعید بن جبیر بیان کرتے ہیں' حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے عہد حکومت میں مجھ سے لعان کرنے والوں کے بارے میں دریافت کیا گیا' کہ کیا ان کے درمیان علیحدگی ہو جائے گی' تو مجھے یہ سمجھ نہیں آئی کہ میں کیا جواب دوں' میں اپنی جگہ سے اُٹھ کر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے گھر چلا گیا' میں نے دریافت کیا: اے ابوعبدالرحمٰن! کیا لعان کرنے والوں کے درمیان علیحدگی کر دی جائے گی؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں! سبحان اللہ! اس بارے میں سب سے پہلے فلاں بن فلاں نے دریافت کیا تھا' اس نے عرض کی تھی: یارسول اللہ! ایسے شخص کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہو جو اپنی بیوی کو گناہ کا ارتکاب کرتے ہوئے دیکھتا ہے' اگر وہ اس بارے میں بات چیت کرتا ہے' تو یہ بہت بڑا معاملہ ہے۔ (یہاں راوی کو چند الفاظ کے بارے میں شک ہے' الفاظ مختلف ہیں' لیکن مفہوم یہی ہے) اگر وہ خاموش رہتا ہے' تو اس طرح کی بات پر خاموش رہتا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے کوئی جواب نہیں دیا' پھر اس کے بعد وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا' اس نے عرض کی: میں نے جس مسئلے کے بارے میں آپ سے دریافت کیا تھا' میں خود اس آزمائش میں مبتلا ہو گیا ہوں۔ (حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں:) تو اللہ تعالیٰ نے سورۂ نور میں موجود یہ آیت نازل کر دی:

''اور جو لوگ اپنی بیویوں پر الزام لگاتے ہیں''۔

یہ آیات یہاں تک ہیں:

''اور پانچویں مرتبہ وہ یہ کہے گی کہ اگر وہ مرد سچا ہے' تو اس عورت پر اللہ کا غضب نازل ہو''۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مرد سے آغاز کیا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے وعظ و نصیحت کی' اُسے سمجھایا اور اسے بتایا: آخرت کے عذاب کے مقابلے میں دنیا کا عذاب کہیں زیادہ آسان ہے۔ اس شخص نے عرض کی: اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ہمراہ مبعوث کیا ہے! میں نے جھوٹ نہیں بولا ہے' پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد میں اس عورت کے ساتھ بات چیت کی' اُسے وعظ و نصیحت کی' اسے سمجھایا تو اس نے عرض کی:

اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ہمراہ مبعوث کیا ہے! یہ شخص جھوٹ بول رہا ہے۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مرد سے آغاز کیا' اس نے اللہ کے نام پر چار مرتبہ یہ گواہی دی کہ وہ سچا ہے اور پانچویں مرتبہ یہ کہا کہ اگر وہ جھوٹا ہو' تو اس پر اللہ کی لعنت ہو' پھر بعد میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت سے یہ عمل کروایا' اس عورت نے چار مرتبہ اللہ کے نام کی گواہی دی کہ وہ مرد جھوٹ بول رہا ہے اور پانچویں مرتبہ یہ کہا کہ اگر وہ مرد سچا ہو' تو اس عورت پر اللہ کا غضب نازل ہو۔

پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کے درمیان تفریق کروا دی۔

باب التَّفْرِيقِ بَيْنَ الْمُتَلاعِنَيْنِ .

یہ باب ہے کہ لعان کرنے والوں کے درمیان تفریق کرنا

3474 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى - وَاللَّفْظُ لَهُ - قَالاَ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عَزْرَةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ لَمْ يُفَرِّقِ الْمُصْعَبُ بَيْنَ الْمُتَلاعِنَيْنِ . قَالَ سَعِيْدٌ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِابْنِ عُمَرَ فَقَالَ فَرَّقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ اَخَوَىْ بَنِى الْعَجْلاَنِ .

☆☆ سعید بن جبیر بیان کرتے ہیں' مصعب بن زبیر نے لعان کرنے والوں کے درمیان علیحدگی نہیں کروائی' میں نے اس بات کا تذکرہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کیا' تو انہوں نے فرمایا: اللہ کے رسول نے بنوعجلان سے تعلق رکھنے والے (لعان کرنے والے) میاں بیوی کے درمیان علیحدگی کروادی تھی۔

باب اسْتِتَابَةِ الْمُتَلاعِنَيْنِ بَعْدَ اللِّعَانِ . .

یہ باب ہے کہ لعان کے بعد لعان کرنے والوں سے توبہ کروانا

3475 - اَخْبَرَنَا زِيَادُ بْنُ اَيُّوْبَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ رَجُلٌ قَذَفَ امْرَاَتَهُ . قَالَ فَرَّقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ اَخَوَىْ بَنِى الْعَجْلاَنِ وَقَالَ "اللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّ اَحَدَكُمَا كَاذِبٌ فَهَلْ مِنْكُمَا تَائِبٌ" . قَالَ لَهُمَا ثَلاَثًا فَاَبَيَا فَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا . قَالَ اَيُّوْبُ وَقَالَ عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ اِنَّ فِىْ هٰذَا الْحَدِيْثِ شَيْئًا لاَ اَرَاكَ تُحَدِّثُ بِهِ قَالَ قَالَ الرَّجُلُ مَالِىْ قَالَ "لاَ مَالَ لَكَ اِنْ كُنْتَ صَادِقًا فَقَدْ دَخَلْتَ بِهَا وَاِنْ كُنْتَ كَاذِبًا فَهِيَ اَبْعَدُ مِنْكَ" .

☆☆ سعید بن جبیر بیان کرتے ہیں' میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا:

ایک شخص اپنی بیوی پر زنا کا الزام لگاتا ہے' تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنوعجلان سے تعلق رکھنے والے میاں بیوی کے درمیان علیحدگی کروادی تھی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:

اللہ تعالیٰ یہ بات جانتا ہے' تم دونوں میں سے ایک جھوٹا ہے' تو کیا تم میں سے وہ ایک فرد توبہ کرنا چاہے گا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں سے تین مرتبہ یہ کلمات کہے' تو ان دونوں نے ایسا نہیں کیا' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کے درمیان علیحدگی کروادی۔

ایوب نامی راوی نے یہ بات بیان کی ہے' عمرو بن دینار نے یہ بات کہی ہے' میں یہ سمجھتا ہوں کہ تم نے اس روایت کے کچھ حصے کو بیان نہیں کیا ہے' پھر عمرو بن دینار نے وہ قصہ بیان کرتے ہوئے یہ بات بیان کی:

3474-اخرجه مسلم في اللعان، (الحديث 7) . تحفة الاشراف (7061) .

3475-اخرجه البخاري في الطلاق، باب صداق الملاعنة (الحديث 5311)، و باب قول الامام للمتلاعنين ان احدكما كاذب فهل منكما من تائب (الحديث 5312)، و باب المهر للمدخول عليها و كيف الدخول او طلقها قبل الدخول و المسيس (الحديث 5349) . و اخرجه مسلم في اللعان، (الحديث 6) مختصراً . و اخرجه ابو داؤد في الطلاق، باب في اللعان (الحديث 2258) . تحفة الاشراف (7050) .

اس مرد نے یہ کہا: میرے مال (کا کیا ہوگا جو میں نے اس عورت کو مہر کے طور پر دیا تھا) تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:
تمہیں کوئی مال نہیں ملے گا کیونکہ اگر تم اپنی بات میں سچے ہو تو تم اس عورت کے ساتھ صحبت کر چکے ہو اگر تم اپنی بات میں جھوٹے ہو تو پھر تو تمہارا اس کے ساتھ کوئی واسطہ ہی نہیں ہوگا۔

بَاب اجْتِمَاعِ الْمُتَلَاعِنَيْنِ .

یہ باب ہے کہ لعان کرنے والوں کا اکٹھا ہونا

3476 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو قَالَ سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ جُبَيْرٍ يَقُوْلُ سَاَلْتُ ابْنَ عُمَرَ عَنِ الْمُتَلَاعِنَيْنِ فَقَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْمُتَلَاعِنَيْنِ "حِسَابُكُمَا عَلَى اللّٰهِ اَحَدُكُمَا كَاذِبٌ وَّلَا سَبِيْلَ لَكَ عَلَيْهَا" . قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَالِيْ قَالَ "لَا مَالَ لَكَ اِنْ كُنْتَ صَدَقْتَ عَلَيْهَا فَهُوَ بِمَا اسْتَحْلَلْتَ مِنْ فَرْجِهَا وَاِنْ كُنْتَ كَذَبْتَ عَلَيْهَا فَذَاكَ اَبْعَدُ لَكَ" .

☆☆ سعید بن جبیر بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت عبداللہ بن عمر ﷺ سے دو لعان کرنے والے (میاں بیوی) کے بارے میں دریافت کیا' تو انہوں نے بتایا: نبی اکرم ﷺ نے لعان کرنے والوں سے فرمایا تھا:
تم دونوں کا حساب اللہ کے ذمے ہے' تم دونوں میں سے ایک جھوٹا ہے' (پھر آپ ﷺ نے مرد سے فرمایا:) اب تمہارا اس عورت کے ساتھ کوئی واسطہ نہیں ہے۔ اس شخص نے عرض کی: یارسول اللہ! میرے مال (کا کیا ہوگا جو میں نے اس کو مہر کے طور پر دیا تھا) تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمہیں کوئی مال نہیں ملے گا' اگر تم نے اس کے بارے میں سچ کہا ہے' تو وہ مال اس چیز کا عوض بن جائے گا جو تم نے اس کی شرمگاہ کو حلال کیا تھا' اگر تم نے اس پر جھوٹا الزام لگایا ہے' تو پھر تو وہ تم سے اور زیادہ دور ہو جائے گا۔

بَاب نَفْيِ الْوَلَدِ بِاللِّعَانِ وَاِلْحَاقِهِ بِاُمِّهِ .

یہ باب ہے کہ لعان کی وجہ سے بچے کے نسب کی نفی کرنا اور اُسے اس کی ماں کے ساتھ لاحق کر دینا

3477 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ لَاعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ رَجُلٍ وَّامْرَاَتِهِ وَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا وَاَلْحَقَ الْوَلَدَ بِالْاُمِّ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر ﷺ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ایک شخص اور اس کی بیوی کے درمیان لعان کروایا تھا'

3476-اخرجه البخاري في الطلاق، باب قول الامام للمتلاعنين ان احدكما كاذب فهل منكما من تائب (الحديث 5312)، وباب المتعة للتي لم يفرض لها (الحديث 5350) . و اخرجه مسلم في اللعان، (الحديث 5) . واخرجه ابو داؤد في الطلاق، باب في اللعان (الحديث 2257) . تحفة الاشراف (7051) .

3477-اخرجه البخاري في الطلاق، باب يلحق الولد بالملاعنة (الحديث 5315)، و في الفرائض، باب ميراث الملاعنة (الحديث 6748) . و اخرجه مسلم في اللعان . (الحديث 8) . و اخرجه ابو داؤد في الطلاق، باب في اللعان (الحديث 2259) . و اخرجه الترمذي في الطلاق، باب ما جاء في اللعان (الحديث 1203) . و اخرجه ابن ماجه في الطلاق، باب اللعان (الحديث 2069) . تحفة الاشراف (8322) .

آپ ﷺ نے ان دونوں کے درمیان علیحدگی کروادی تھی اور بچے کو اس کی ماں کے ساتھ لاحق کر دیا تھا۔

حضانت کے معنی ومفہوم کا بیان

جب پرندے انڈے پروں کے نیچے ڈھانپ لیتے ہیں تو عربی زبان میں اس کو کہا جاتا ھے حضن الطائر بیضه عورت کا پرورش کرنا ٹھیک اسی ممتا کا مظہر ہے جو ایک بے زبان مادہ کو اس بات پر مجبور کرتا ہے کہ وہ انڈوں یا چھوٹے بچوں کو اپنی آغوش محبت میں سمیٹ لے۔

حَضَنَ الطَّائِرُ بَيْضَهُ حَضْنًا مِنْ بَابِ قَتَلَ وَحِضَانًا بِالْكَسْرِ أَيْضًا ضَمَّهُ تَحْتَ جَنَاحِهِ

(المصباح المنیر، ج ۲، ص ۷۰)

حق حضانت کے ثبوت شرعی کا بیان

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور بولی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ میرا بیٹا ہے۔ زمانہ حمل میں میرا پیٹ اسکا غلاف تھا اور زمانہ رضاعت میری چھاتی اس کے پینے کا برتن اور میری گود اسکا ٹھکانا۔ اب اس کے باپ نے مجھے طلاق دیدی اور چاہتا ہے کہ اس بچہ کو مجھ سے چھین لے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت سے فرمایا تو ہی اس کی زیادہ حقدار ہے جب تک کہ تو کسی اور سے نکاح نہ کرے۔

(سنن ابوداؤد: جلد دوم: رقم الحدیث، 510)

امام بخاری حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ صلح حدیبیہ کے بعد دوسرے سال میں جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم عمرہ قضا سے فارغ ہو کر مکہ معظمہ سے روانہ ہوئے تو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی چچا چچا کہتی پیچھے ہولیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اُنھیں لے لیا اور ہاتھ پکڑ لیا پھر حضرت علی و زید بن حارثہ و جعفر طیار رضی اللہ عنہم میں ہر ایک نے اپنے پاس رکھنا چاہا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا، میں نے ہی اسے لیا اور میرے چچا کی لڑکی ہے اور حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے کہا، میرے چچا کی لڑکی ہے اور اس کی خالہ میری بی بی ہے اور حضرت زید رضی اللہ عنہ نے کہا، میرے (رضاعی) بھائی کی لڑکی ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑکی خالہ کو دلوائی اور فرمایا: کہ "خالہ بمنزلہ ماں کے ہے اور حضرت علی سے فرمایا: کہ تم مجھ سے ہو اور میں تم سے اور حضرت جعفر سے فرمایا: کہ تم میری صورت اور سیرت میں مشابہ ہو اور حضرت زید سے فرمایا: کہ تم ہمارے بھائی اور ہمارے مولیٰ ہو۔ (صحیح بخاری، رقم الحدیث، ۴۲۵۱)

پرورش کے لئے شرائط کا بیان

حق پرورش کے لیے ضروری ہے کہ جس کی پرورش کی جائے وہ نابالغ ہو اور اگر بالغ ہو تو معتوہ ہو (عقل وہوش کے اعتبار سے متوازن نہ ہو)۔

بالغ اور ذی ہوش (رشید) لڑکے اور لڑکیاں والدین میں سے جس کے ساتھ رہنا چاہیں رہ سکتے ہیں، لڑکے ہوں تو ان کو تنہا

بھی رہنے کا حق حاصل ہے، لڑکی ہو تو اس کو تنہا رہنے کی اجازت نہ ہوگی۔

حق پرورش کے لیے کچھ شرطیں وہ ہیں جو عورتوں اور مردوں دونوں کے لیے ضروری ہیں، کچھ شرطیں مردوں سے متعلق ہیں اور کچھ عورتوں سے متعلق، عورتوں اور مردوں کے لیے مشترکہ اوصاف میں سے یہ ہے کہ پرورش کرنے والا عاقل و بالغ ہو۔

بعض لوگوں نے یہ شرط بھی لگائی ہے کہ فاسق نہ ہو، لیکن حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کا خیال ہے کہ فسق جتنا عام ہے، اس کے تحت اس قسم کی شرط لگانا بچوں کے حق میں مفید نہ ہوگا، اس لیے بھی کہ اکثر اوقات فاسق و فاجر ماں باپ بھی اپنے بچوں کے لیے فسق و فجور کی راہ کو پسند نہیں کرتے۔

حقیقت یہ ہے کہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کی رائے عین قرین قیاس ہے، بشرطیکہ پرورش کرنے والی ایسی پیشہ ور فاسقہ نہ ہو کہ اس سے اپنے زیر پرورش بچوں کو غلط راہ پر ڈال دینا غیر متوقع نہ ہو۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جب تک بچوں میں دین کو سمجھنے کی صلاحیت پیدا نہ ہو جائے کافرہ ماں کو بھی بچہ پر حق پرورش حاصل ہے، ہاں اگر عورت مرتد ہو جائے تو اس کو حق پرورش بھی باقی نہ رہے گا، غلامی بھی حق پرورش میں مانع ہے، غلام یا باندی اس حق سے محروم رہیں گے، کہ وہ بچہ کی مناسب پرورش و پرداخت کے لیے وقت فارغ نہیں کر سکتے۔

عورتوں کے لیے حق پرورش کی خاص شرط یہ ہے کہ وہ بچہ کی محرم رشتہ دار ہو۔

دوسرے اس نے کسی ایسے مرد سے نکاح نہ کیا ہو، جو اس زیر پرورش بچہ کا محرم نہ ہو، اگر ایسے اجنبی شخص سے نکاح کر لیا تو اس کا حق پرورش ختم ہو جائے گا، ہاں اگر اس کا نیا شوہر بچہ کا محرم ہو، جیسے بچہ کے چچا سے نکاح کر لے، یا بچہ کی نانی اس کے دادا سے نکاح کر لے تو اس کے حق پرورش پر کوئی اثر نہیں پڑے گا، روایت موجود ہے کہ ایک خاتون کو حق پرورش دیتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: انت احق به مالم تنکحی (سنن ابوداؤد)

مردوں کو حق پرورش حاصل ہونے کے لیے ضروری ہے کہ اگر زیر پرورش لڑکی کا مسئلہ ہو تو وہ مرد اس کا محرم ہوتا ہو، البتہ اگر کوئی دوسرا پرورش کنندہ موجود نہ ہو اور قاضی مناسب سمجھے اور مطمئن ہو تو وہ چچا زاد بھائی کے پاس بھی لڑکی کو رکھ سکتا ہے، لڑکی کا حق پرورش جس کو دیا جائے ضروری ہے کہ وہ مرد امین اور قابل اعتماد ہو، یہاں تک کہ بھائی اور چچا ہی کیوں نہ ہو لیکن فسق و خیانت کی وجہ سے اس پر اطمینان نہ محسوس کیا جائے تو انہیں حق پرورش حاصل نہ ہو سکے گا۔

بچے کی پرورش کی زیادہ حقدار ماں ہوگی

اور جب میاں بیوی کے درمیان علیحدگی واقع ہو جائے تو ماں بچے (کی پرورش) کرنے کی زیادہ حقدار ہوگی اس کی دلیل وہ روایت ہے: ایک مرتبہ ایک خاتون نے عرض کی: یا رسول اللہ! میرا یہ بیٹا ہے۔ میرا پیٹ اس کے لئے پناہ تھا میری گود اس کے لئے آرام دہ تھی میری چھاتی اس کے لئے سیرابی کا ذریعہ ہے اور اس کا باپ یہ کہتا ہے کہ وہ اسے مجھ سے جدا کر دے گا تو نبی اکرم نے ارشاد فرمایا: تم اس کی زیادہ حقدار ہو جب تک تم (دوسری) شادی نہیں کر لیتی۔

اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے: پرورش کے حوالے سے ماں زیادہ شفیق ہوتی ہے اور پرورش کرنے کی زیادہ بہتر صلاحیت رکھتی ہے۔اس لئے (بچے کو) اس کے سپرد کرنے میں زیادہ شفقت پائی جاتی ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق نے اس حقیقت کی طرف ان الفاظ میں اشارہ کیا ہے: ''اے عمر! اُس (ماں) کا لعاب دہن اس بچے کے لیے تمہارے پاس سے ملنے والے شہد اور عسل سے زیادہ بہتر ہوگا''۔

حضرت ابوبکر نے یہ بات اس وقت ارشاد فرمائی تھی جب حضرت عمر اور ان کی اہلیہ کے درمیان علیحدگی ہوگئی تھی اور اس وقت کثیر تعداد میں صحابہ کرام موجود تھے۔ (بچے کا) خرچ باپ کے ذمے ہوگا جیسا کہ ہم عنقریب اس کا ذکر کریں گے۔ بچے کی پرورش کے لیے ماں کو مجبور نہیں کیا جاسکتا کیونکہ ہوسکتا ہے' کسی وجہ سے وہ پرورش کرنے سے عاجز ہو۔اگر بچے کی ماں (پرورش کرنے کی قانونی اہلیت نہ رکھتی ہو) تو بچے کی نانی اُس کی دادی سے زیادہ حقدار ہوگی اگرچہ وہ نانی دور کی عزیزہ (یعنی پرنانی) ہو۔اس کی وجہ یہ ہے: یہ حق ماں کی طرف سے مستفاد ہوتا ہے۔

اگر نانی موجود نہ ہو تو بچے کی بہنوں کے مقابلے میں اس کی دادی زیادہ حق دار ہوگی کیونکہ وہ بھی ماں ہی شمار ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے: نانی اور دادی کو وراثت میں سے چھٹا حصہ ملتا ہے۔اس کی یہ وجہ بھی ہے: اس رشتے میں اولاد کے لیے زیادہ شفقت پائی جاتی ہے۔اگر بچے کی دادی موجود نہ ہو تو اس کی پھوپھیوں اور خالاؤں کے مقابلے میں اُس کی بہنیں زیادہ حقدار ہوں گی' کیونکہ وہ اُس کے ماں باپ کی اولاد ہیں اور اسی وجہ سے انہیں وراثت میں بھی فوقیت حاصل ہوتی ہے۔ایک روایت کے مطابق: باپ کی طرف سے شریک بہن کے مقابلے میں بچے کی خالہ زیادہ حقدار ہوگی'اُس کی دلیل نبی اکرم کا یہ فرمان ہے:

''خالہ بھی ماں ہوتی ہے''۔ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''اُس (یوسف) نے اپنے ماں باپ کو تخت پر بٹھایا''۔ایک قول کے مطابق: وہ خاتون حضرت یوسف علیہ السلام کی خالہ تھیں۔سگی بہن کو فوقیت حاصل ہوگی کیونکہ اس میں زیادہ شفقت پائی جاتی ہے' پھر ماں کی طرف سے شریک بہن ہوگی' اور اس کے بعد باپ کی طرف سے شریک بہن کا حق ہوگا۔اس کی وجہ یہ ہے: خواتین کو یہ حق ماں کی نسبت سے حاصل ہوتا ہے۔ پھر پھوپھیاں خالاؤں سے زیادہ حقدار ہوں گی کیونکہ ماں کی طرف سے رشتے داری کو ترجیح دی جاسکے۔ان میں بھی وہی اصول کارفرما ہوگا جو ہم نے بہنوں کے بارے میں بیان کیا ہے۔یعنی دو جہت سے قرابت رکھنے والی کو ترجیح حاصل ہوگی اس کے بعد ماں کی طرف سے قرابت کو ترجیح ہوگی۔اس کے بعد پھوپھیوں کو بھی اسی اصول کے اعتبار سے حق حاصل ہوگا۔ان تمام خواتین میں سے جو بھی شادی کرلے گی' اُس کا حق ساقط ہوجائے گا۔اس کی دلیل وہ روایت ہے جسے ہم نقل کرچکے ہیں۔اس کی وجہ یہ بھی ہے: جب ماں کا (دوسرا) شوہر اجنبی ہونے کی حیثیت رکھتا ہے اور اس میں شفقت کی کمی پائی جاتی ہے تو کسی دوسرے میں بدرجۂ اولیٰ (یہ شفقت کم ہوگی)۔تاہم نانی کا حکم مختلف ہے۔ جب اُس کا دوسرا شوہر (بچے کا) دادا ہو۔ کیونکہ وہ بچے کے باپ کا قائم مقام شمار ہوگا۔تو اس صورت میں بچے کے لیے شفقت کا پہلو پایا جائے گا۔اسی طرح (پرورش کا حق رکھنے والی خاتون) کا وہ شوہر جو بچے کا محرم ہو (وہ خاتون کے حق کو ساقط نہیں کرے گا) کیونکہ بچے کے ساتھ اس کی قرابت کی وجہ سے شفقت موجود ہونے کا پہلو پایا جائے گا۔جس خاتون کا حق شادی کرنے کی وجہ سے ساقط ہوجائے اگر اس کی شادی ختم ہو

جاتی ہے تو اس کا حق اسے واپس مل جائے گا کیونکہ رکاوٹ زائل ہوگئی ہے۔

حق حضانت میں محرماتی ترتیب کا بیان

علامہ علاؤالدین حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔کہ ماں اگر نہ ہو یا پرورش کی اہل نہ ہو یا انکار کر دیا یا اجنبی سے نکاح کیا تو اب حق پرورش نانی کے لیے ہے یہ بھی نہ ہو تو نانی کی ماں اس کے بعد دادی پردادی بشرائط مذکورہ بالا پھر حقیقی بہن پھر اخیافی بہن پھر سوتیلی بہن پھر حقیقی بہن کی بیٹی پھر اخیافی بہن کی بیٹی پھر خالہ یعنی ماں کی حقیقی بہن پھر اخیافی پھر سوتیلی پھر سوتیلی بہن کی بیٹی پھر حقیقی بھتیجی پھر اخیافی بھائی کی بیٹی پھر سوتیلے بھائی کی بیٹی پھر اسی ترتیب سے پھوپیاں پھر ماں کی خالہ پھر باپ کی خالہ پھر ماں کی پھوپیاں پھر باپ کی پھوپیاں اوران سب میں وہی ترتیب ملحوظ ہے کہ حقیقی پھر اخیافی پھر سوتیلی۔اوراگر کوئی عورت پرورش کرنے والی نہ ہو یا ہو مگر اسکا حق ساقط ہو تو عصبات بہ ترتیب ارث یعنی باپ پھر دادا پھر حقیقی بھائی پھر سوتیلا پھر بھتیجے پھر چچا پھر اس کے بیٹے مگر لڑکی کو چچازاد بھائی کی پرورش میں نہ دیں خصوصاً جبکہ مشتہاۃ ہو اور اگر عصبات بھی نہ ہوں تو ذوی الارحام کی پرورش میں دیں مثلاً اخیافی بھائی پھر اُسکا بیٹا پھر ماں کا چچا پھر حقیقی ماموں۔چچا اور پھوپھی اور ماموں اور خالہ کی بیٹیوں کو لڑکے کی پرورش کا حق نہیں۔

اگر چند شخص ایک درجہ کے ہوں تو اُن میں جو زیادہ بہتر ہو پھر وہ کہ زیادہ پرہیزگار ہو پھر وہ کہ اُن میں بڑا ہو حقدار ہے۔(درمختار، باب حضانت، ج ۵،ص ۲۶۷، بیروت)

حق حضانت میں والدہ کے استحقاق کا بیان

پرورش کا حق عمر کی ایک حد تک عورتوں کو اوراس کے بعد مردوں کو حاصل ہوتا ہے،البتہ حق پرورش کے معاملہ میں شریعت نے عورتوں کے طبعی رفق،شفقت اور چھوٹے بچوں کی طبعی صلاحیت،نیز خود ماں کی ممتا اوراس کے جذبات مادری کی رعایت کرتے ہوئے عورتوں کو اولیت دی ہے۔

علامہ کاسانی رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ میں: وَالْأَصْلُ فِيهَا النِّسَاءُ ؛ لِأَنَّهُنَّ أَشْفَقُ وَأَرْفَقُ وَأَهْدَى إِلَى تَرْبِيَةِ الصِّغَارِ .(بدائع الصنائع فَصْلٌ فِي بَيَانِ مَنْ لَهُ الْحَضَانَةُ)

اس بات پرفقہاء کا اتفاق ہے کہ حق پرورش میں ماں سب سے پہلے اور مقدم ہے،اس کے بعد پھر جو رشتہ کے اعتبار سے زیادہ قریب ہو،چنانچہ ماں کے بعد نانی چاہے وہ بالائی پشت کی ہو،نانی نہ ہو تو دادی اورٍ دادی میں بھی یہی ترتیب ہے،کہ دادی نہ ہو تو پردادی بہن سے زیادہ مستحق ہے،دادی کے بعد بہن،بہن کے بعد خالہ،خالہ کے بعد پھوپیوں کا درجہ ہے،بہن،خالہ،پھوپی،ان سب میں یہ ترتیب بھی ہے کہ ماں باپ دونوں کی شرکت کے ساتھ جو رشتہ ہو وہ مقدم ہے،اس کے بعد ماں شریک اوراس کے بعد باپ شریک کا درجہ ہے۔

اگر خواتین میں کوئی مستحق نہ ہو تو پھر حق پرورش ان مردوں کی طرف لوٹے گا جو عصبہ رشتہ دار ہوں اوران رشتہ داروں میں جو وارث ہونے کے اعتبار سے مقدم ہوگا وہی حق پرورش کا بھی ذمہ دار ہوگا،فقہاء نے مردوں میں حق پرورش کی ترتیب یوں لکھی ہے،

باپ، دادا، پردادا وغیرہ، اس کے بعد حقیقی بھائی، پھر باپ شریک بھائی، پھر حقیقی بھتیجے، پھر باپ شریک بھائی کا لڑکا، پھر حقیقی چچا، پھر باپ شریک چچا، پھر حقیقی چچازاد بھائی، اس کے بعد باپ شریک چچا کا لڑکا، بشرطیکہ جس کی پرورش کی جارہی ہو وہ لڑکا ہو، لڑکی نہ ہو ان کے بعد باپ کے چچا اور دادا کے چچا وغیرہ کا حق ہے۔

حق حضانت کا ماں کی طرف ہونے میں قاعدہ فقہیہ

ولاية الحضانة تستفاد من قبل الامهات ، (ہدایہ اولین ج ۲ ص ۴۱۴)

حضانت کی ولایت ماؤں کی طرف سے ہوتی ہے۔ اس کی وضاحت یہ ہے کہ جب شوہر اور بیوی کے درمیان جدائی ہو جائے تو اس صورت میں بچے کی پرورش کا زیادہ حقدار اور اس پر شفقت کی زیادہ حقدار اس کی ماں ہے کیونکہ حق حضانت یعنی پرورش کا حق ماں کو دیا گیا ہے اور وہی زیادہ شفقت ورحم کرنے والی ہوتی ہے۔

اس کا ثبوت یہ ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ میرا بیٹا ہے جس کے لئے میرا بطن ٹھکانہ رہا، میری چھاتی نے اس کو سیراب کیا اور میری گود اسی کے لئے پرورش گاہ رہی، اور اب اس کے باپ نے مجھے طلاق دے دی اور وہ مجھ سے چھیننا چاہتا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت سے فرمایا: تو اس کی زیادہ حقدار ہے جب تک کہ تو کسی دوسرے سے نکاح کر لے۔ (سنن ابوداؤد، ج ۱ ص ۳۱۰، دارالحدیث ملتان)

ترجمہ: اور مائیں اپنے بچوں کو پورے دوسال دودھ پلائیں۔ (البقرہ، ۲۳۳)

اس سے بھی یہ استنباط ہوتا ہے کہ پیداواری کا نفع ذمہ داری کی وجہ سے ہوتا ہے لہٰذا اس حکم کا تقاضہ بھی یہی ہے کہ حضانت کی ولایت ماں کو حاصل ہے۔ (قواعد فقہیہ مع فوائد رضویہ، شبیر برادرز، لاہور)

بچے کو کب اختیار دیا جائے:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ بچے کو اس کے باپ اور اس کی ماں کے درمیان اختیار دیا جائے۔ (جامع ترمذی ج ۱ ص ۱۶۲، فاروقی کتب خانہ ملتان)

اس حدیث کا محمل یہ ہے کہ جب بچہ بالغ ہو جائے تو اسے اختیار دیا جائے کہ وہ اپنے باپ کے ساتھ رہنا چاہتا ہے یا اپنی ماں کے ساتھ رہنا چاہتا ہے لیکن یہ حدیث باب الحضانۃ سے بالکل نہیں ہے۔ (قوت المغتذی ج ۱ ص ۱۶۲، فاروقی کتب خانہ ملتان)

بَاب اِذَا عَرَّضَ بِامْرَاَتِهٖ وَشَكَّ فِيْ وَلَدِهٖ وَاَرَادَ الْاِنْتِفَاءَ مِنْهُ ـ

یہ باب ہے کہ جب کوئی شخص اشارے کے طور پر اپنی بیوی پر زنا کا الزام لگائے اور اپنے بچے کے بارے میں شک کا اظہار کرے اور اپنی ذات سے اس کے نسب کی نفی کرنا چاہے (تو اس کا حکم کیا ہوگا؟)

3478 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ

اَنَّ رَجُلًا مِّنْ بَنِیْ فَزَارَةَ اَتَی رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ امْرَاَتِیْ وَلَدَتْ غُلَامًا اَسْوَدَ ۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "هَلْ لَكَ مِنْ اِبِلٍ" ۔ قَالَ نَعَمْ ۔ قَالَ "فَمَا اَلْوَانُهَا" ۔ قَالَ حُمْرٌ ۔ قَالَ "فَهَلْ فِيْهَا مِنْ اَوْرَقَ" ۔ قَالَ اِنَّ فِيْهَا لَوُرْقًا ۔ قَالَ "فَاَنّٰى تَرٰى اَتٰى ذٰلِكَ" ۔ قَالَ عَسٰى اَنْ يَّكُوْنَ نَزَعَهٗ عِرْقٌ ۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "وَهٰذَا عَسٰى اَنْ يَّكُوْنَ نَزَعَهٗ عِرْقٌ" ۔

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' بنوفزارہ سے تعلق رکھنے والا ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا' اس نے عرض کی: یارسول اللہ! میری بیوی نے ایک سیاہ فام بچے کو جنم دیا ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: کیا تمہارے پاس اونٹ ہیں؟ اس نے عرض کی: جی ہاں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: ان کا رنگ کیا ہے؟ اس نے جواب دیا: سرخ! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: کیا ان میں کوئی خاکستری رنگ کا بھی ہے؟ اس نے عرض کی: جی ہاں! اس میں خاکستری رنگ کا بھی ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: تمہارا کیا خیال ہے' وہ کہاں سے آ گیا؟ اس نے عرض کی: ہوسکتا ہے' کسی رگ نے اسے کھینچ لیا ہو' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

یہ بھی تو ہوسکتا ہے (تمہارے بچے کو) کسی رگ نے کھینچ لیا ہو۔

3479 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بَزِيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ مِّنْ بَنِیْ فَزَارَةَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ امْرَاَتِیْ وَلَدَتْ غُلَامًا اَسْوَدَ ۔ وَهُوَ يُرِيْدُ الْاِنْتِفَاءَ مِنْهُ ۔ فَقَالَ "هَلْ لَكَ مِنْ اِبِلٍ" ۔ قَالَ نَعَمْ ۔ قَالَ "مَا اَلْوَانُهَا" ۔ قَالَ حُمْرٌ ۔ قَالَ "هَلْ فِيْهَا مِنْ اَوْرَقَ" ۔ قَالَ فِيْهَا ذَوْدٌ وُرْقٌ ۔ قَالَ "فَمَا ذَاكَ تُرٰى" ۔ قَالَ لَعَلَّهٗ اَنْ يَّكُوْنَ نَزَعَهَا عِرْقٌ ۔ قَالَ "فَلَعَلَّ هٰذَا اَنْ يَّكُوْنَ نَزَعَهٗ عِرْقٌ" ۔ قَالَ فَلَمْ يُرَخِّصْ لَهٗ فِی الْاِنْتِفَاءِ مِنْهُ ۔

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' بنوفزارہ سے تعلق رکھنے والا ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا' اس نے عرض کی: میری بیوی نے سیاہ فام بچے کو جنم دیا ہے۔ (راوی کہتے ہیں:) وہ شخص اس بچے کے نسب کی نفی کرنا چاہتا تھا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: کیا تمہارے پاس اونٹ ہیں؟ اس نے عرض کی: جی ہاں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: ان کا رنگ کیا ہے؟ اس نے عرض کی: سرخ! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: ان میں کوئی خاکستری بھی ہے؟ اس نے عرض کی: ان میں خاکستری بھی ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: تم کیا سمجھتے ہو کہ وہ کیوں ہے؟ اس نے عرض کی: ہوسکتا ہے' کسی رگ نے اسے کھینچ لیا ہو۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ بھی تو ہوسکتا ہے' اسے (یعنی تمہارے بچے کو) کسی رگ نے کھینچ لیا ہے۔

3478-اخرجه مسلم في اللعان، (الحديث 18) . واخرجه ابو داؤد في الطلاق، باب اذا شك في الولد (الحديث 2260) . و اخرجه ابن ماجه في النكاح، باب الرجل يشك في ولده (الحديث 2002) . تحفة الاشراف (13129) .

3479-اخرجه مسلم في اللعان، (الحديث 19) . واخرجه ابو داؤد في الطلاق، باب اذا شك في الولد (الحديث 261) . تحفة الاشراف (13273) .

راوی کہتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے اس شخص کو اس بچے کے نسب کی اپنی ذات سے نفی کرنے کی اجازت نہیں دی۔

3480 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُغِيْرَةِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ حَيْوَةَ - حِمْصِيٌّ - قَالَ حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ اَبِي حَمْزَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ وُلِدَ لِيْ غُلَامٌ اَسْوَدُ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "فَاَنّٰى كَانَ ذٰلِكَ". قَالَ مَا اَدْرِيْ قَالَ "فَهَلْ لَكَ مِنْ اِبِلٍ". قَالَ نَعَمْ. قَالَ "فَمَا اَلْوَانُهَا".

قَالَ حُمْرٌ. قَالَ "فَهَلْ فِيْهَا جَمَلٌ اَوْرَقُ". قَالَ فِيْهَا اِبِلٌ وُرْقٌ. قَالَ "فَاَنّٰى كَانَ ذٰلِكَ". قَالَ مَا اَدْرِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِلَّا اَنْ يَكُوْنَ نَزَعَهُ عِرْقٌ. قَالَ "وَهٰذَا لَعَلَّهُ نَزَعَهُ عِرْقٌ". فَمِنْ اَجْلِهِ قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا لَا يَجُوْزُ لِرَجُلٍ اَنْ يَّنْتَفِيَ مِنْ وَّلَدٍ وُلِدَ عَلٰى فِرَاشِهِ اِلَّا اَنْ يَّزْعُمَ اَنَّهُ رَاٰى فَاحِشَةً.

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ ہم نبی اکرم ﷺ کے پاس موجود تھے' ایک شخص کھڑا ہوا' اُس نے عرض کی: یارسول اللہ! میرا ایک بچہ سیاہ فام ہے' نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: یہ کیسے ہو گیا ہے؟ اس نے جواب دیا: مجھے نہیں علم' نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: کیا تمہارے پاس اونٹ ہیں؟ اس نے عرض کی: جی ہاں! نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: ان کا رنگ کیا ہے؟ اس نے عرض کی: سرخ' نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: کیا ان میں کوئی خاکستری رنگ کا اونٹ ہے؟ اس نے عرض کی: جی ہاں! ان میں خاکستری رنگ کا بھی اونٹ ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: وہ کہاں سے آ گیا؟ اس نے عرض کی: یارسول اللہ! مجھے نہیں علم' البتہ یہ ہوسکتا ہے' کسی رگ نے اُسے کھینچ لیا ہو' تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ بھی تو ہوسکتا ہے' اس (بچے کو) کسی رگ نے کھینچ لیا ہو۔

اس بنیاد پر نبی اکرم ﷺ نے یہ فیصلہ دیا تھا کہ کسی بھی شخص کے لیے یہ بات جائز نہیں ہے' اپنے فراش پر پیدا ہونے والے بچے کے نسب کی' اپنی ذات سے نفی کرے' ماسوائے اس صورت کے کہ وہ اس عورت کو زنا کا ارتکاب کرتے ہوئے دیکھے۔

باب التَّغْلِيْظِ فِي الْاِنْتِفَاءِ مِنَ الْوَلَدِ.

یہ باب ہے کہ بچے کے نسب کی نفی کرنے کی شدید مذمت

3481 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ قَالَ شُعَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ الْهَادِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يُوْنُسَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ سَعِيْدِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ حِيْنَ نَزَلَتْ اٰيَةُ الْمُلَاعَنَةِ "اَيُّمَا امْرَاَةٍ اَدْخَلَتْ عَلٰى قَوْمٍ رَجُلًا لَيْسَ مِنْهُمْ فَلَيْسَتْ مِنَ اللّٰهِ فِيْ شَيْءٍ وَّلَا يُدْخِلُهَا اللّٰهُ جَنَّتَهُ وَاَيُّمَا رَجُلٍ جَحَدَ وَلَدَهُ وَهُوَ يَنْظُرُ اِلَيْهِ احْتَجَبَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ مِنْهُ وَفَضَحَهُ عَلٰى رُءُوْسِ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ".

3480-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (13170) .

3481-اخرجه ابو داؤد في الطلاق، باب التغليظ في الانتفاء (الحديث 2263) . تحفة الاشراف (12972) .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:
اس وقت جب یہ آیت نازل ہوئی' جس میں لعان کا ذکر ہے۔ (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:)
جو عورت کسی قوم میں ایسے شخص کو داخل کردے جس کا ان کے ساتھ کوئی تعلق نہ ہو' (یعنی وہ عورت زنا کے نتیجے میں کسی ایسے بچے کو جنم دے جو اس کے شوہر کا نطفہ نہ ہو) تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کی کوئی حیثیت نہیں ہوگی اور اللہ تعالیٰ اس عورت کو اپنی جنت میں داخل نہیں کرے گا اور جو شخص اپنے بچے کے نسب کی نفی کردے' حالانکہ وہ اسے (اپنی اولاد سمجھتا ہو) تو اللہ تعالیٰ اس شخص سے حجاب کرلے گا اور اسے قیامت کے دن تمام پہلے' اور بعد والے لوگوں کی موجودگی میں رسوا کرے گا۔

باب اِلْحَاقِ الْوَلَدِ بِالْفِرَاشِ اِذَا لَمْ يَنْفِهِ صَاحِبُ الْفِرَاشِ .

یہ باب ہے کہ بچے کے نسب کو فراش کے ساتھ منسوب کرنا' جب صاحبِ فراش نے اس کی نفی نہ کی ہو

3482 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدٍ وَّاَبِىْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ" .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:
''بچہ فراش والے کا ہوگا اور زنا کرنے والے کو محرومی ملے گی''۔

3483 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدٍ وَّاَبِىْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ" .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:
''بچہ فراش والے کا ہوگا اور زنا کرنے والے کو محرومی ملے گی''۔

3484 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتِ اخْتَصَمَ سَعْدُ بْنُ اَبِىْ وَقَّاصٍ وَّعَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ فِىْ غُلَامٍ فَقَالَ سَعْدٌ هٰذَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ابْنُ اَخِىْ عُتْبَةَ بْنِ اَبِىْ وَقَّاصٍ عَهِدَ اِلَىَّ اَنَّهُ ابْنُهُ انْظُرْ اِلٰى شَبَهِهٖ . وَقَالَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ اَخِىْ وُلِدَ عَلٰى فِرَاشِ اَبِىْ مِنْ وَّلِيْدَتِهٖ . فَنَظَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى شَبَهِهٖ فَرَاٰى شَبَهًا بَيِّنًا بِعُتْبَةَ فَقَالَ "هُوَ لَكَ يَا عَبْدُ الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ وَاحْتَجِبِىْ مِنْهُ يَا سَوْدَةُ بِنْتَ زَمْعَةَ" . فَلَمْ يَرَ سَوْدَةَ قَطُّ .

3482-اخرجه مسلم في الرضاع، باب الولد للفراش و توقي الشبهات (الحديث 37م) . و اخرجه الترمذي في الرضاع، باب ما جاء ان الولد للفراش (1157) . واخرجه ابن ماجه في النكاح، باب الولد للفراش و للعاهر الحجر (الحديث 2006) . تحفة الاشراف (13134) .

3483-اخرجه مسلم في الرضاع، باب الولد للفراش و توقي الشبهات (الحديث 37) . تحفة الاشراف (13282) .

3484-اخرجه البخاري في البيوع، باب شراء المملوك من الحربي و هبته و عتقه (الحديث 2218)، باب من ادعى اخا او ابن اخ (الحديث 6765)، و في الحدود، باب للعاهر الحجر (الحديث 6817) مختصراً . و اخرجه مسلم في الرضاع، باب الولد للفراش و توقي الشبهات (الحديث 36) . تحفة الاشراف (16584) .

☆☆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: سعد بن ابی وقاص اور عبد بن زمعہ کے درمیان ایک بچے کے بارے میں اختلاف ہو گیا' سعد نے کہا: یارسول اللہ! یہ میرے بھائی عتبہ بن ابی وقاص کا بیٹا ہے' میرے بھائی نے اس کے بارے میں مجھ سے عہد لیا تھا کہ یہ اس کا بیٹا ہے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی مشابہت ملاحظہ کر سکتے ہیں۔ عبد بن زمعہ نے کہا: یہ میرا بھائی ہے' جو میرے والد کے فراش پر ان کی کنیز کے ہاں پیدا ہوا ہے' جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بچے کی مشابہت کا جائزہ لیا تو وہ واضح طور پر عتبہ کے ساتھ مشابہت رکھتا تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اے عبد! یہ تمہیں ملے گا' کیونکہ بچہ فراش والے کا ہوتا ہے اور زنا کرنے والے کو محرومی ملتی ہے' اے سودہ! تم اس بچے سے حجاب کرنا۔

(سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:) تو سیّدہ سودہ رضی اللہ عنہا کو اس بچے نے کبھی نہیں دیکھا۔

3485 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ يُوْسُفَ بْنِ الزُّبَيْرِ - مَوْلًى لَهُمْ - عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ كَانَتْ لِزَمْعَةَ جَارِيَةٌ يَطَؤُهَا هُوَ وَكَانَ يَظُنُّ بِآخَرَ يَقَعُ عَلَيْهَا فَجَائَتْ بِوَلَدٍ شِبْهِ الَّذِىْ كَانَ يَظُنُّ بِهِ فَمَاتَ زَمْعَةُ وَهِيَ حُبْلَى فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ سَوْدَةُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَاحْتَجِبِيْ مِنْهُ يَا سَوْدَةُ فَلَيْسَ لَكِ بِاَخٍ"

☆☆ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' زمعہ کی ایک کنیز تھی جس کے ساتھ وہ صحبت کیا کرتا تھا' وہ یہ سمجھتا تھا کہ کوئی اور شخص بھی اس عورت کے ساتھ صحبت کرتا ہے' پھر اس عورت نے اس بچے کو جنم دیا جو اس شخص کے ساتھ مشابہت رکھتا تھا جس کے بارے میں زمعہ کو یہ گمان تھا (کہ وہ شخص بھی اس کی کنیز کے ساتھ صحبت کرتا ہے)۔

جب زمعہ کا انتقال ہوا تو وہ کنیز حاملہ تھی۔ سیّدہ سودہ رضی اللہ عنہا نے اس بات کا تذکرہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''بچہ فراش والے کا ہوتا ہے' لیکن اے سودہ! تم اس شخص سے حجاب کرنا' کیونکہ وہ تمہارا بھائی نہیں ہے''۔

3486 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مُغِيْرَةَ عَنْ اَبِىْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ"۔

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَلَا اَحْسُبُ هٰذَا عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ وَّاللّٰهُ تَعَالٰى اَعْلَمُ۔

☆☆ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''بچہ فراش والے کا ہوتا ہے اور زنا کرنے والے کو محرومی ملتی ہے''۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ روایت حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول نہیں ہو گی' باقی اللہ بہتر جانتا ہے۔

3485-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (5293) .

3486-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (9294) .

شرح

حضرت ابوامامہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حجۃ الوداع کے سال اپنے خطبہ میں یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر حقدار کو اس کا حق دے دیا ہے لہٰذا وارث کے لئے وصیت نہیں ہے۔

(ابوداؤد، ابن ماجہ، مشکوۃ المصابیح، جلد سوم، رقم الحدیث، 297)

امام ترمذی نے یہ مزید نقل کیا ہے کہ بچہ صاحب فراش کے لئے ہے اور زنا کرنے والے کے لئے پتھر ہے، نیز ان کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے اور حضرت ابن عباس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ نقل کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) کہ وارث کے لئے وصیت نہیں ہے مگر جب کہ وارث چاہیں، یہ حدیث منقطع ہے اور یہ مصابیح کے الفاظ ہیں۔ اور دار قطنی کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ) وارث کے حق میں وصیت جائز نہیں ہوتی مگر جب کہ وارث چاہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ہر حق دار کو اس کا حق دے دیا ہے الخ) کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ورثاء کے لئے حصے متعین ومقرر فرما دیئے ہیں خواہ وہ کسی وارث کے حق میں یہ وصیت کر بھی جائے کہ اسے دوسرے وارثوں سے اتنا زیادہ حصہ دیا جائے تو شرعی طور پر اس کا کچھ اعتبار نہیں ہاں اگر تمام ورثاء عاقل و بالغ ہوں اور وہ برضاء ورغبت کسی وارث کو میت کی وصیت کے مطابق اس کے حصے سے زیادہ دیدیں تو کوئی مضائقہ نہیں ہے جیسا کہ آپ پہلے پڑھ چکے ہیں آیت میراث نازل ہونے سے پہلے اپنے اقرباء کے حق میں وصیت کر جانا واجب تھا مگر جب آیت میراث نازل ہوئی اور تمام ورثاء کے حصے متعین ومقرر ہو گئے تو وصیت کا واجب ہونا منسوخ ہو گیا۔ فراض ویسے تو عورت کو کہتے ہیں لیکن یہاں (الولد للفراش) میں فراش سے مراد صاحب فراش یعنی عورت کا مالک ہے۔ حدیث گرامی کے اس جملہ کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص کسی عورت سے زنا کرے اور اس کے نتیجہ میں بچہ پیدا ہو جائے تو اس بچہ کا نسب زنا کرنے والے سے قائم نہیں ہوتا بلکہ وہ صاحب فراش کی طرف منسوب ہوتا ہے خواہ وہ صاحب فراش زنا کرانے والی عورت کا خاوند ہو یا لونڈی ہونے کی صورت میں) اس کا آقا ہو اور یا وہ شخص جس نے شبہ میں مبتلا ہو کر اس عورت سے صحبت کر لی تھی۔ اور زنا کرنے والے کے لئے پتھر ہے یہ جملہ زنا کرنے والے کی محرومی کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ جیسا کہ ہماری عام بول چال میں کسی ایسے شخص کے بارے میں کہ جسے کچھ نہیں ملتا کہہ دیا کرتے ہیں کہ اسے خاک پتھر ملے گا، لہٰذا اس جملہ کا مطلب یہ ہے کہ زنا کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے بچہ کا نسب چونکہ زنا کرنے والے سے قائم نہیں ہوتا اس لئے ولد الزنا کی میراث میں سے اس کو کچھ نہیں ملے گا۔ یا پھر یہ کہ یہاں پتھر سے مراد سنگسار کرنا ہے کہ اس زنا کرنے والے کو اگر وہ شادی شدہ تھا سنگسار کر دیا جائے گا)۔ ان کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے کا مطلب یہ ہے کہ اس بدکاری میں مبتلا ہونے والوں کا حساب وکتاب اللہ پر ہے کہ وہ ہر ایک کو ان کے کرتوت کے مطابق بدلہ دے گا۔ ویسے یہ جملہ ایک دوسرے معنی سے زیادہ مناسبت رکھتا ہے اور وہ یہ کہ جہاں تک دنیا کا تعلق ہے تو یہاں ہم زنا کرنے والوں کو سزا دیتے ہیں بایں طور کہ ان پر حد جاری کرتے ہیں اب رہا وہاں یعنی آخرت کا معاملہ تو یہ اللہ تعالیٰ کی مرضی ومنشاء پر موقوف ہے چاہے تو مؤاخذہ کرے اور چاہے تو اپنے بے پایاں رحم وکرم کے صدقہ میں انہیں بخش دے۔ مذکورہ بالا عبارت کا مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ جو شخص زنا کرے یا کسی اور گناہ میں مبتلا ہو اور اس پر کوئی حد قائم نہ ہو یعنی دنیا میں اسے کوئی سزا

نہ دی جائے تو اس کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے وہ چاہے تو اسے بخش دے اور چاہے اسے عذاب میں مبتلا کرے۔

زنا کے سبب نسب ثابت نہ ہونے کا بیان

حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ عتبہ بن ابی وقاص نے اپنے بھائی سعد بن ابی وقاص کو وصیت کی کہ زمعہ کی لونڈی کا لڑکا میرے نطفہ سے ہے تم اس کو لے لینا چنانچہ فتح مکہ کے سال سعد نے اس لڑکے کو لے لیا اور کہا کہ یہ میرا بھتیجا ہے جبکہ ابن زمعہ نے کہا کہ یہ میرا بھائی ہے پھر وہ دونوں اپنا معاملہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئے اور سعد نے کہا کہ یہ لڑکا میرا بھائی ہے اور میرے باپ کی لونڈی کا بیٹا ہے جو میرے باپ کے بستر پر پیدا ہوا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کی بات سن کر فرمایا کہ عبد بن زمعہ 'اس بچہ کے تم ہی حقدار ہو کیونکہ بچہ صاحب فراش کی طرف منسوب ہوتا ہے اور زانی کے لئے نسب و میراث سے محرومی ہے یا یہ کہ زانی سنگساری کا مستوجب ہے) پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سودہ بنت زمعہ سے فرمایا کہ تم اس لڑکے سے پردہ کیا کرو کیونکہ اس میں عتبہ کی شباہت نظر آتی ہے چنانچہ حضرت سودہ اس لڑکے کے سامنے کبھی نہیں آئیں یہاں تک کہ وہ واصل بحق ہو گیا) ایک روایت میں یوں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عبد بن زمعہ وہ لڑکا تمہارا بھائی ہے اس لئے کہ وہ لڑکا ان کے باپ کے بستر پر پیدا ہوا تھا۔ (بخاری و مسلم، مشکوۃ المصابیح، جلد سوم: رقم الحدیث، 509)

اس حدیث میں جو چند نام ذکر ہوئے ہیں پہلے ان کے بارے میں بتا دینا ضروری ہے تاکہ صورت واقعہ کو سمجھنے میں آسانی ہو۔ عتبہ حضرت سعد بن ابی وقاص کا حقیقی بھائی تھا حضرت سعد کو تو اللہ تعالیٰ نے اسلام کی دولت سے بہرور کیا اور وہ ایک جلیل القدر صحابی ہوئے مگر عتبہ کفر کے اندھیرے سے نہ نکل سکا یہاں تک کہ کفر کی حالت میں مر گیا اور یہی وہ بد بخت تھا اور یہی وہ بد بخت تھا جس نے غزوہ احد کے موقع پر رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دندان مبارک شہید کئے تھے۔ زمعہ حضرت سودہ کے باپ تھے اور عبد ان زمعہ کے بیٹے یعنی حضرت سودہ کے حقیقی بھائی تھے حضرت سودہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ تھیں۔ اب حدیث کی طرف آئیے کہ عتبہ نے زمعہ کی لونڈی سے زنا کیا جس کے نتیجہ میں لڑکا پیدا ہوا چونکہ زمانہ جاہلیت میں یہ دستور تھا کہ زانی کے دعوی پر ولد الزنا (حرامی بچہ) کا نسب اسی زنی سے ثابت ہوتا تھا اس لئے عتبہ نے اس قدیم دستور کے مطابق اس لڑکے کے بارے میں دعوی کیا کہ یہ میرا ہے اور اپنے بھائی حضرت سعد کو وصیت کی کہ تم اس لڑکے کو اپنی تحویل میں لے لینا اور اس کی پرورش کرنا چنانچہ حضرت سعد نے فتح مکہ کے سال اپنے بھائی کی وصیت کے مطابق اس لڑکے کو اپنی تحویل میں لے لیا اور یہ اعلان کیا کہ یہ میرا بھتیجا ہے ادھر زمعہ کے بیٹے عبد نے یہ دعوی کیا کہ یہ میرا بھائی ہے کیونکہ اس کو میرے باپ نے اپنی لونڈی سے جنوایا ہے غرضیکہ ان دونوں کے درمیان ایک تنازعہ کی صورت ہو گئی تو وہ دونوں اس معاملہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے کر آئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد بن زمعہ سے فرمایا کہ یہ تمہارا بھائی ہے کیونکہ بچہ صاحب فراش ہی سے ثابت ہوتا ہے۔ اور زانی اس سے محروم رہتا ہے۔ (بچہ صاحب فراش کی طرف منسوب ہوتا ہے اور زانی کے لئے محرومی ہے)

ام المومنین حضرت سودہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس حکم کہ تم اس لڑکے سے پردہ کیا کرو) کا مطلب یہ تھا کہ اگرچہ یہ لڑکا شرعی حکم کے مطابق تمہارا بھائی ہوا بایں طور کہ اس کا نسب تمہارے باپ زمعہ سے ثابت ہو گیا ہے اور یہ بھی اپنی جگہ پر صحیح ہے کہ شرعی

معاملات میں مشابہت اور قیافہ وقرائن کا اعتبار نہیں لیکن وہ لڑکا چونکہ عتبہ کے مشابہ ہے اور عتبہ کے دعوی کی وجہ سے اس کا عتبہ کے نطفہ سے ہونا ایک حد تک حقیقت کے مطابق بھی ہے اس لئے احتیاط وورع کا تقاضا یہی ہے کہ تم اس کے سامنے نہ آؤ۔ دوسری روایت کے آخری الفاظ (انہ ولد علی فراش ابیہ) (اس لئے کہ وہ لڑکا ان کے باپ کے بستر پر پیدا ہوا تھا) دراصل حدیث کے راوی کا اپنا قول ہے یعنی راوی نے ان الفاظ کے ذریعہ یہ واضح کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد بن زمعہ کے حق میں یہ حکم کہ وہ لڑکا تمہارا بھائی ہے اس لئے صادر فرمایا تھا کہ وہ ان کے باپ (زمعہ) کے بستر پر پیدا ہوا تھا) ان کے بستر پر پیدا ہونے کا مطلب یہ ہے کہ استقرار حمل اور بچہ کی ولادت کے زمانہ میں وہ لونڈی زمعہ کی ملکیت میں اور ان کے تصرف میں تھی نیز وہ لڑکا انہی کے گھر میں پیدا ہوا تھا۔

باب فِرَاشِ الْاَمَةِ ۔

یہ باب ہے کہ کنیز کا فراش (ہونا)

3487 – اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتِ اخْتَصَمَ سَعْدُ بْنُ اَبِيْ وَقَّاصٍ وَّعَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ فِي ابْنِ زَمْعَةَ قَالَ سَعْدٌ اَوْصَانِيْ اَخِيْ عُتْبَةُ اِذَا قَدِمْتَ مَكَّةَ فَانْظُرِ ابْنَ وَلِيْدَةِ زَمْعَةَ فَهُوَ ابْنِيْ ۔ فَقَالَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ هُوَ ابْنُ اَمَةِ اَبِيْ وُلِدَ عَلٰى فِرَاشِ اَبِيْ ۔ فَرَاٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَبَهًا بَيِّنًا بِعُتْبَةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَاحْتَجِبِيْ مِنْهُ يَا سَوْدَةُ" ۔

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: سعد بن ابی وقاص اور عبد بن زمعہ کے درمیان ایک لڑکے کے بارے میں اختلاف ہو گیا' سعد نے کہا: میرے بھائی عتبہ نے مجھے یہ وصیت کی تھی کہ جب تم مکہ آؤ تو زمعہ کی کنیز کے بیٹے کا خیال رکھنا' کیونکہ وہ میرا بیٹا ہے۔ جبکہ عبد بن زمعہ نے یہ کہا کہ یہ میرے والد کی کنیز کا بیٹا ہے' جو میرے والد کے فراش پر پیدا ہوا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بچے کی عتبہ کے ساتھ واضح مشابہت ملاحظہ فرمائی' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''بچہ فراش والے کو ملتا ہے' اے سودہ! تم اس سے پردہ کرنا''۔

باب الْقُرْعَةِ فِي الْوَلَدِ اِذَا تَنَازَعُوا فِيْهِ وَذِكْرِ الْاِخْتِلَافِ عَلَى الشَّعْبِيِّ فِيْهِ فِيْ حَدِيْثِ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ ۔

یہ باب ہے کہ جب کسی بچے کے نسب کے بارے میں لوگوں کے درمیان اختلاف ہو جائے' تو بچے کے بارے میں قرعہ اندازی کرنا' اس بارے میں حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول روایت میں شعبی سے نقل ہونے والے اختلاف کا تذکرہ

3487-اخرجه البخاري في الخصومات، باب دعوى الوصي للميت (الحديث 2421) و اخرجه مسلم في الرضاع، باب الولد للفراش و توقي الشبهات (الحديث 36م) و اخرجه ابو داؤد في الطلاق، باب الولد للفراش (الحديث 2273) . واخرجه ابن ماجه في النكاح، باب الولد للفراش، و للعاهر الحجر (الحديث 2004) . تحفة الاشراف (16435) .

3488 - اَخْبَرَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ خُشَيْشُ بْنُ اَصْرَمَ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَنْبَاَنَا الثَّوْرِيُّ عَنْ صَالِحٍ الْهَمْدَانِيِّ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَبْدِ خَيْرٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ قَالَ اُتِيَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِثَلَاثَةٍ وَّهُوَ بِالْيَمَنِ وَقَعُوْا عَلٰى امْرَاَةٍ فِيْ طُهْرٍ وَّاحِدٍ فَسَاَلَ اثْنَيْنِ اَتُقِرَّانِ لِهٰذَا بِالْوَلَدِ قَالَا لَا . ثُمَّ سَاَلَ اثْنَيْنِ اَتُقِرَّانِ لِهٰذَا بِالْوَلَدِ قَالَا لَا . فَاَقْرَعَ بَيْنَهُمْ فَاَلْحَقَ الْوَلَدَ بِالَّذِيْ صَارَتْ عَلَيْهِ الْقُرْعَةُ وَجَعَلَ عَلَيْهِ ثُلُثَيِ الدِّيَةِ فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضَحِكَ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ .

☆☆ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری حیات میں) جب حضرت علی رضی اللہ عنہ یمن میں تھے تو ان کے سامنے تین آدمی لائے گئے جنہوں نے ایک ہی طہر کے دوران ایک عورت کے ساتھ صحبت کی تھی (پھر اس عورت کے ہاں بچہ پیدا ہو گیا تو ان کے درمیان اس بارے میں اختلاف ہو گیا کہ بچہ کس کا ہے؟)۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دو آدمیوں سے دریافت کیا کہ کیا تم اس (تیسرے شخص) کے حق میں اس بچے کا اقرار کرتے ہو؟ ان دونوں نے جواب دیا: جی نہیں! پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے باقی دو سے دریافت کیا: کیا تم اس (تیسرے شخص) کے حق میں بچے کا اقرار کرتے ہو؟ ان دونوں نے جواب دیا: جی نہیں! تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کے درمیان قرعہ اندازی کر لی اور بچے کا نسب اس کے ساتھ ثابت کر دیا جس کا قرعہ نکلا تھا۔ آپ نے اس پر دو تہائی دیت کی ادائیگی لازم قرار دی' جب اس فیصلے کا تذکرہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا دیئے' یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھیں نظر آنے لگیں۔

3489 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنِ الْاَجْلَحِ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِي الْخَلِيْلِ الْحَضْرَمِيُّ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ قَالَ بَيْنَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْ جَآءَهُ رَجُلٌ مِّنَ الْيَمَنِ فَجَعَلَ يُخْبِرُهُ وَيُحَدِّثُهُ وَعَلِيٌّ بِهَا فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَتٰى عَلِيًّا ثَلَاثَةُ نَفَرٍ يَّخْتَصِمُوْنَ فِيْ وَلَدٍ وَّقَعُوْا عَلٰى امْرَاَةٍ فِيْ طُهْرٍ . وَسَاقَ الْحَدِيْثَ .

☆☆ ایک اور سند کے ساتھ یہ الفاظ نقل کیے گئے ہیں: حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھے' اسی دوران ایک یمنی شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ واقعہ بتانا شروع کیا' اس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ یمن میں موجود تھے۔ اس شخص نے عرض کی: یا رسول اللہ! حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس تین آدمی آئے' جن کا ایک بچے کے بارے میں اختلاف چل رہا تھا' ان تینوں نے ایک ہی طہر کے دوران ایک عورت کے ساتھ صحبت کی تھی۔ (اس کے بعد راوی نے پوری حدیث ذکر کی ہے)

3488-اخرجه ابو داؤد في الطلاق، باب من قال بالقرعة اذا تنازعوا في الولد (الحديث 2270) . و اخرجه ابن ماجه في الاحكام، باب القضاء بالقرعة (الحديث 2348) . تحفة الاشراف (3670) .

3489-اخرجه ابو داؤد في الطلاق، باب من قال بالقرعة اذا تنازعوا في الولد (الحديث 2269) و (الحديث 2271) موقوفاً . و اخرجه النسائي في الطلاق، باب القرعة في الولد اذا تنازعوا فيه و ذكر الاختلاف على الشعبي فيه من حديث زيد ابن ارقم (الحديث 3490 و 3491) و (الحديث 3492) موقوفاً تحفة الاشراف (3669) .

3490 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنِ الْاَجْلَحِ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِي الْخَلِيْلِ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَوْمَئِذٍ بِالْيَمَنِ فَاَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ شَهِدْتُ عَلِيًّا اُتِيَ فِيْ ثَلَاثَةِ نَفَرٍ ادَّعَوْا وَلَدَ امْرَاَةٍ فَقَالَ عَلِيٌّ لِاَحَدِهِمْ تَدَعُهُ لِهٰذَا . فَاَبٰى وَقَالَ لِهٰذَا تَدَعُهُ لِهٰذَا . فَاَبٰى وَقَالَ لِهٰذَا تَدَعُهُ لِهٰذَا . فَاَبٰى قَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنْتُمْ شُرَكَاءُ مُتَشَاكِسُوْنَ وَسَاُقْرِعُ بَيْنَكُمْ فَاَيُّكُمْ اَصَابَتْهُ الْقُرْعَةُ فَهُوَ لَهُ وَعَلَيْهِ ثُلُثَا الدِّيَةِ . فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ .

☆☆ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھا' حضرت علی رضی اللہ عنہ ان دنوں یمن میں تھے' ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا' اس نے عرض کی: میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات بتا رہا ہوں کہ ان کے پاس تین آدمی آئے' جو ایک عورت کے ہاں پیدا ہونے والے بچے (کا باپ ہونے) کے دعوے دار تھے' حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان میں سے ایک سے دریافت کیا: کیا تم اس بچے کو اس شخص کے حق میں چھوڑ دو گے؟ تو اس نے تسلیم نہیں کیا' پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دوسرے سے دریافت کیا: کیا تم اس کے حق میں اس بچے کو چھوڑ دو گے؟ اس نے بھی یہ بات نہیں مانی' پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تیسرے سے دریافت کیا: کیا تم اس بچے کو (باقی دو افراد) کے حق میں چھوڑ دو گے؟ تو اس نے بھی یہ بات نہیں مانی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا:

تم تینوں ایسے شراکت داروں کی مانند ہو' جن کا آپس میں جھگڑا چل رہا ہے' اس لیے میں تمہارے درمیان قرعہ اندازی کرواؤں گا' جس کے نام کا قرعہ نکل آئے گا' تو وہ بچہ اس کا ہوگا' اور اس پر دو تہائی دیت کی ادائیگی لازم ہوگی۔

جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ واقعہ سنا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا دیئے' یہاں تک کہ آپ کی داڑھیں نظر آنے لگیں۔

3491 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ شَاهِيْنَ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ رَجُلٍ مِّنْ حَضْرَمَوْتَ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ قَالَ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيًّا عَلَى الْيَمَنِ فَاُتِيَ بِغُلَامٍ تَنَازَعَ فِيْهِ ثَلَاثَةٌ . وَسَاقَ الْحَدِيْثَ . خَالَفَهُمْ سَلَمَةُ بْنُ كُهَيْلٍ .

☆☆ امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ حضر موت سے تعلق رکھنے والے ایک شخص کے حوالے سے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یمن (گورنر بنا کر) بھیجا' ان کے سامنے ایک بچے کا مقدمہ لایا گیا' جس کے بارے میں تین آدمیوں کے درمیان تنازعہ چل رہا تھا۔

3492 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ قَالَ سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِي الْخَلِيْلِ اَوِ ابْنِ اَبِي الْخَلِيْلِ اَنَّ ثَلَاثَةَ نَفَرٍ اشْتَرَكُوْا فِيْ طُهْرٍ فَذَكَرَ نَحْوَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ زَيْدَ

3490-تقدم في الطلاق، باب القرعة في الولد اذا تنازعوا فيه و ذكر الاختلاف على الشعبي فيه في حديث زيد بن ارقم (الحديث 3489) .

3491-تقدم في الطلاق، باب القرعة في الولد اذا تنازعوا فيه و ذكر الاختلاف على الشعبي فيه في حديث زيد بن ارقم (الحديث 3489) .

3492-تقدم في الطلاق، باب القرعة في الولد اذا تنازعوا فيه و ذكر الاختلاف على الشعبي فيه في حديث زيد بن ارقم (الحديث 3489) .

بْنَ اَرْقَمَ وَلَمْ يَرْفَعْهُ .

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ هٰذَا صَوَابٌ وَّاللّٰهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰى اَعْلَمُ .

☆☆ یہی روایت بعض دیگر اسناد کے ہمراہ بھی منقول ہے جن میں کچھ لفظی اختلاف پایا جاتا ہے۔
ایک سند میں حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کا تذکرہ نہیں ہے اور یہ روایت مرفوع حدیث کے طور پر بھی منقول نہیں ہے۔
امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: یہ روایت درست ہے باقی اللہ بہتر جانتا ہے۔

باب الْقَافَةِ .

یہ باب قیافہ شناسی کے بیان میں ہے

3493 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيَّ مَسْرُوْرًا تَبْرُقُ اَسَارِيْرُ وَجْهِهٖ فَقَالَ "اَلَمْ تَرَىْ اَنَّ مُجَزِّزًا نَظَرَ اِلٰى زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ وَاُسَامَةَ فَقَالَ اِنَّ بَعْضَ هٰذِهِ الْاَقْدَامِ لَمِنْ بَعْضٍ" .

☆☆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: (ایک دن) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے ہاں تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم انتہائی خوش تھے اور خوشی کی وجہ سے آپ کا چہرہ مبارک چمک رہا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تمہیں پتہ ہے مجزز (نامی قیافہ شناس) نے زید بن حارثہ اور اسامہ (کے پاؤں دیکھ کر) یہ کہا ہے: یہ پاؤں ایک دوسرے سے متعلق ہیں۔

3494 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ مَسْرُوْرًا فَقَالَ "يَا عَآئِشَةُ اَلَمْ تَرَىْ اَنَّ مُجَزِّزًا الْمُدْلِجِيَّ دَخَلَ عَلَيَّ وَعِنْدِيْ اُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ فَرَاٰى اُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ وَّزَيْدًا وَّعَلَيْهِمَا قَطِيْفَةٌ وَّقَدْ غَطَّيَا رُءُوْسَهُمَا وَبَدَتْ اَقْدَامُهُمَا فَقَالَ هٰذِهٖ اَقْدَامٌ بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ" .

☆☆ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ایک دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے ہاں تشریف لائے تو بہت خوش تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عائشہ! تمہیں پتہ ہے مجزز مدلجی میرے ہاں آیا اس وقت میرے پاس اسامہ بن زید بھی موجود تھا اس نے اسامہ بن زید اور زید کو دیکھا ان دونوں کے اوپر چادر تھی دونوں کے سر ڈھانپے ہوئے تھے اور پاؤں ظاہر تھے تو وہ (قیافہ شناس) بولا: یہ پاؤں ایک دوسرے سے متعلق ہیں۔

3493-اخرجه البخاري في الفرائض، باب القائف (الحديث 6770) . و اخرجه مسلم في الرضاع، باب العمل بالحاق القائف الولد (الحديث 38) . و اخرجه ابو داؤد في الطلاق، باب في القافة (الحديث 2268) . و اخرجه الترمذي في الولاء و الهبة، باب ما جاء في القافة (الحديث 2129) . تحفة الاشراف (16581) .

3494-اخرجه البخاري في الفرائض، باب القائف (الحديث 6771) . و اخرجه مسلم في الرضاع، باب العمل بالحاق القائف الولد (الحديث 39) . و اخرجه ابو داؤد في الطلاق، باب في القافة (الحديث 2267) . و اخرجه الترمذي في الولاء و الهبة، باب ما جاء في القافة (الحديث 2129م) . واخرجه ابن ماجه في الاحكام، باب القضاء بالقرعة (الحديث 2349) . تحفة الاشراف (16433) .

شرح

حضرت زید بن حارثہ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متبنیٰ (لے پالک) تھے بہت گورے اور خوبصورت تھے جب کہ ان کے صاحبزادے حضرت اسامہ کالے تھے اور اپنی ماں کے ہم رنگ تھے ان کی ماں جن کا نام ام ایمن تھا ایک لونڈی اور کالے رنگ کی تھیں باپ بیٹے رنگت کے اس فرق کی وجہ سے منافق حضرت اسامہ کے نسب میں عیب لگاتے تھے اور دلیل یہ دیتے تھے کہ ایسے حسین اور خوبصورت باپ کا بیٹا اتنا کالا کیسے ہوسکتا ہے؟ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم منافقوں کی اس بات سے بہت کبیدہ خاطر ہوتے تھے کہ اسی دوران میں یہ واقعہ پیش آیا۔ مجزر مدلجی عرب کا ایک مشہور قیافہ شناس اور اپنے فن میں یگانہ روزگار تھا وہ آدمی کی صورت دیکھ کر اس کے حالات وکوائف اور اوصاف وخصوصیات معلوم کرلیا کرتا تھا چنانچہ مسجد نبوی میں آیا اور اس نے حضرت زید اور حضرت اسامہ کے پیر دیکھے تو اس نے علم قیافہ کی رو سے یہ فیصلہ کیا کہ یہ پیر جن دو آدمیوں کے ہیں ان دونوں کو آپس میں باپ بیٹا ہونا چاہئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس بات سے بہت خوش ہوئے کیونکہ اہل عرب کے ہاں قیافہ شناس کا قول معتبر ہوتا تھا اور اس کے فیصلہ کو سند کا درجہ دیا جاتا تھا لہٰذا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بھی اطمینان ہوگیا کہ اب جب کہ اسامہ کا نسب اس سند سے ثابت ہوگیا ہے تو منافقین بھی ان کے نسب کے بارے میں طعن کرنے کی ہمت نہیں کریں گے۔ لیکن یہ بات ملحوظ رہنی چاہئے کہ اس حدیث سے لازم نہیں آتا کہ شرعی احکام اور اثبات نسب میں قیافہ شناس کا قول معتبر ہوتا ہے۔

چنانچہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کا مسلک یہی ہے البتہ حضرت امام شافعی حضرت امام مالک اور حضرت امام احمد رحمہم اللہ قیافہ شناس کے قول کو معتبر مانتے ہیں یہاں تک کہ ان کے مسلک میں یہ مسئلہ ہے کہ اگر کوئی لونڈی دو آدمیوں کی مشترک ملکیت ہو اور اس کے بچہ پیدا ہو اور پھر وہ دونوں شریک اس بچہ کے نسب کا دعویٰ کریں یعنی ہر ایک یہ کہے کہ یہ میرا بچہ ہے تو اس صورت میں ان دونوں کو قیافہ شناس کی طرف رجوع کرنا چاہئے۔ اور وہ قیافہ شناس اپنے قیافہ کی بنیاد پر جو فیصلہ کرے اس کو قبول کرلینا چاہئے جب کہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کے نزدیک اس صورت میں وہ بچہ شرعی حکم کے اعتبار سے دونوں کا ہوگا اگرچہ واقعہ کے اعتبار سے وہ کسی ایک کا ہوگا اور وہ لونڈی دونوں کی ام ولد ہوگی۔

حضرت داؤد وسلیمان کے فیصلے کا بیان

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (حضرت داؤد علیہ السلام کے زمانہ کا یہ قصہ بیان فرمایا کہ دو عورتیں تھیں اور ان دونوں کے پاس ایک ایک لڑکا تھا، (ایک دن) ایک بھیڑیا آیا اور ان میں سے ایک عورت کے لڑکے کو اٹھا کر لے گیا، (اب دونوں نے آپس میں جھگڑنا شروع کیا، ایک نے کہا کہ بھیڑیا جس لڑکے کو لے گیا ہے وہ تیرا تھا اور دوسری نے کہا کہ نہیں وہ تیرا لڑکا تھا۔

آخرکار دونوں اپنا مقدمہ لے کر حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس پہنچیں اور حضرت داؤد علیہ السلام نے (دونوں کے بیانات سن کر) موجود لڑکا بڑی عمر کی عورت کو دلوادیا، پھر وہ دونوں عورتیں حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس آئیں اور ان سے (پورا قضیہ اور حضرت داؤد علیہ السلام کا فیصلہ) بیان کیا (نیز انہوں نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے اپنا فیصلہ دینے کا کہا) حضرت سلیمان

علیہ السلام نے (صورت واقعہ کی نزاکت اور پیچیدگی کو سمجھ کر (اپنے خادموں سے) کہا کہ ذرا چھری اٹھالاؤ میں اس لڑکے کو بیچ میں سے دو ٹکڑے کرکے ان دونوں عورتوں میں بانٹ دوں گا۔ چھوٹی عمر کی عورت (نے ان کا یہ فیصلہ سنا تو تڑپ اٹھی اور کہنے لگی: اللہ آپ پر رحم کرے ایسا نہ کیجئے لڑکا بڑی عمر والی عورت ہی کو دے دیجئے، یہ اسی کا ہے (یہ دیکھ کر) حضرت سلیمان علیہ السلام نے چھوٹی عمر والی عورت کے حق میں فیصلہ کیا اور اس کو لڑکا دلوادیا۔ (بخاری ومسلم، مشکوۃ المصابیح، جلد پنجم: رقم الحدیث، 283)

اس قضیہ کی بنیاد یہ تھی کہ دونوں عورتیں جو عمر میں ایک دوسرے سے چھوٹی بڑی تھیں ایک ہی جگہ رہتی تھیں، ان دونوں کے پاس ایک ایک بچہ تھا اور بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ دونوں بچے ہم عمر بھی تھے اور ہم شکل بھی، اس لئے جب بھیڑیا ان میں سے ایک بچہ کو اٹھا کر لے گیا تو دونوں عورتوں کے درمیان یہ نزاع پیدا ہوگیا کہ بھیڑیا جس بچہ کو اٹھا کر لے گیا ہے وہ کس کا تھا؟ ہر ایک عورت یہ کہتی کہ وہ بچہ اس کا نہیں تھا بلکہ دوسری عورت کا تھا۔ یا یہ کہ وہ بچے ہم عمر اور ہم شکل نہیں تھے اور دونوں عورتیں خوب جانتی تھیں کہ بھیڑیا کس کے بچہ کو لے گیا ہے لیکن اس بچہ کی ماں یا تو بدحواسی میں یہ ماننے کو تیار نہیں تھی کہ اس کا بچہ جاتا رہا ہے یا وہ دوسرے بچہ کو جو موجود تھا، اس لئے ہتھیانا چاہتی تھی کہ اس کو اپنے پاس رکھ کر اپنے اصل بچہ کا غم ہلکا کرسکے اور یا اس کے اس دعوے کے پیچھے کوئی اور فاسد غرض کارفرما ہوگی، بہرحال جب یہ قضیہ حضرت داؤد علیہ السلام کے سامنے پیش ہوا تو انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ جس بچہ کو بھیڑیا اٹھا کر لے گیا ہے وہ اس عورت کا تھا جو چھوٹی عمر کی ہے اور موجود لڑکے کو بڑی عمر والی عورت کے حوالہ کرنے کا حکم دیا حضرت داؤد علیہ السلام نے یہ فیصلہ یا تو اس بنیاد پر کیا کہ وہ بچہ بڑی عمر والی عورت ہی کے پاس تھا اور شرعی قاعدہ یہ ہے کہ اگر کسی چیز کی ملکیت کے بارے میں کوئی واضح اور یقینی ثبوت نہ ہو تو اس چیز کا زیادہ حق دار وہ شخص مانا جائے گا جس کے قبضے میں وہ چیز ہوگی۔ یا یہ کہ وہ بچہ بڑی عمر والی عورت سے کچھ مناسبت رکھتا تھا لہٰذا حضرت داؤد علیہ السلام نے علمی قیافہ سے کام لے کر مذکورہ فیصلہ صادر کیا بہرحال ان کے اس فیصلہ کی بنیاد ان دونوں میں سے کوئی بات ہو یا ان کے علاوہ کسی اور قرینہ اور دلیل کو انہوں نے مدنظر رکھا ہو یہ بات طے ہے کہ ان کا یہ فیصلہ ان کے اپنے اجتہاد کا نتیجہ تھا اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ وحی نہیں تھا کیونکہ اگر اس سلسلہ میں ان پر کوئی وحی آئی ہوتی اور ان کو یہ فیصلہ اسی وحی کے تحت ہوتا تو حضرت سلیمان علیہ السلام ان کے فیصلے کے خلاف الگ فیصلہ نہ دیتے۔

جب یہ قضیہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے سامنے پیش کیا گیا تو انہوں نے اس کا فیصلہ کرنے کا بالکل نفسیاتی طریقہ اختیار کیا انہوں نے دونوں کے دعوے سن کر کہا کہ ایک چھری لاؤ میں اس بچہ کو بیچ سے کاٹ کر دو ٹکڑے کئے دیتا ہوں اور تم دونوں میں سے ہر ایک کو ایک ایک ٹکڑا دے دوں گا ان کا مقصد یہ تھا کہ دونوں عورتوں کی ممتا کا امتحان ہو جائے اس بات پر ان دونوں طرف سے جس ردعمل کا اظہار ہوگا وہ صحیح نتیجہ تک پہنچنے میں مدد دے گا ظاہر ہے جو عورت اس بچہ کی اصل ماں ہوگی وہ چاہے اس بچہ کو اپنے سے جدا کرنے پر راضی ہو جائے مگر اپنی آنکھوں کے سامنے اس بچے کے دو ٹکڑے کئے جانے کو کسی حال میں برداشت نہیں کرے گی چنانچہ یہی ہوا جب حضرت سلیمان علیہ السلام نے ان دونوں کو پرکھنے کے لئے یہ بات کہی تو بڑی عمر والی عورت خاموش رہی مگر چھوٹی عمر والی عورت تڑپ گئی اور کہنے لگی کہ ایسا ظلم نہ کیجئے میں اس پر راضی ہوں کہ آپ اس بچہ کو اس بڑی عمر والی عورت کے حوالے کردیں۔ اور یہ بچہ جیتا رہے لیکن مجھے یہ گوارہ نہیں کہ اس بچہ کو چیر کر دو ٹکڑے کردیا جائے اور موت کی آغوش میں پہنچا دیا جائے حضرت

سلیمان علیہ السلام کے کہنے کا جو مقصد تھا وہ پورا ہوگیا انہوں نے اس بچہ کے تئیں چھوٹی عمر والی عورت کی ظاہر کردہ شفقت ومحبت کو اس کی ممتا اور بڑی عمر والی عورت کی خاموشی کو اس کی سنگدلی اور بچہ سے بے تعلقی پر محمول کر کے نتیجہ اخذ کرلیا کہ یہ بچہ چھوٹی عمر والی عورت کا ہے اور بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ بعد میں بڑی عمر والی عورت نے اقرار بھی کیا ہوگا کہ وہ بچہ اس کا نہیں ہے بلکہ دوسری عورت کا ہے، لہٰذا حضرت سلیمان علیہ السلام نے بچہ کو اس کی اصل ماں یعنی چھوٹی عمر والی عورت کے حوالہ کردیا! اب حضرت سلیمان علیہ السلام کے اس فیصلہ کے متعلق یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے حضرت داؤد علیہ السلام کے فیصلہ کو کیسے توڑا، جب کہ حضرت داؤد علیہ السلام کا فیصلہ ایک نبی کا فیصلہ تھا اور کسی نبی کے فیصلہ کو توڑا نہیں جاسکتا، چاہے وہ فیصلہ اس نبی کے اپنے اجتہاد ہی کا نتیجہ کیوں نہ ہو؟

اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے اس بڑی عمر والی عورت کے حق میں حتمی اور یقینی فیصلہ صادر نہیں کردیا تھا بلکہ حدیث میں جس فیصلہ کا ذکر کیا گیا ہے وہ احتمالی نوعیت رکھتا ہے اور اس کی حیثیت انتظامی حکم کی تھی اور اس سے ان کا مقصد اس معاملہ کو محض رفع دفع کرنا تھا اور ممکن ہے کہ ان کی شریعت میں پائی جانے والی کسی گنجائش کے تحت کسی ایسے حکم کو منسوخ کیا جانا جائز ہو جس کا تعلق وحی الٰہی یا نص شرعی کے بجائے اجتہاد سے ہو۔

بحیرہ راہب اور علم قیافہ شناسی کا بیان

حضرت ابوموسیٰ بیان کرتے ہیں (کہ ایک مرتبہ) ابوطالب نے (تجارت کی غرض) شام کا سفر کیا تو ان کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی گئے (جو اس وقت بارہ سال کی عمر کے تھے، یہ تجارتی قافلہ (ملک شام کے ایک مقام بصریٰ میں) ایک راہب یعنی عیسائی پادری (بحیرا نام) کے ہاں مقیم ہوا) اور سب نے اپنے کجاوے کھول لئے "راہب ان لوگوں سے ملاقات کے لئے خود چلا آیا، حالانکہ اس سے پہلے جب بھی یہ لوگ ادھر سے گزرے اور اس راہب کے ہاں قیام کیا تو اس نے کبھی باہر آکر ان سے ملاقات نہیں کی تھی۔ راوی کہتے ہیں کہ یہ لوگ اپنے کجاوے کھول رہے تھے اور راہب ان کے درمیان کسی کو ڈھونڈتا پھر رہا تھا، یہاں تک کہ اس نے آکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ پکڑ لیا اور بولا یہی ہے، تمام جہانوں کا سردار، یہی ہے تمام جہانوں کے پروردگار کا رسول (جو انسانیت عامہ کی ہدایت کے لئے آیا ہے) یہی وہ شخص ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے تمام جہان والوں کے لئے رحمت ورافت کا ذریعہ بنا کر بھیجا ہے۔ قریش کے شیوخ نے راہب کو یہ کہتے سنا تو) کسی شیخ نے اس سے پوچھا کہ: تم اس (نوعمر) کے بارے میں (یہ سب باتیں) کہاں سے جانتے ہو؟ راہب نے جواب دیا: جب تم دو پہاڑوں کے درمیان والے راستہ سے نکل کر سامنے آئے تو (میں یہاں سے دیکھ رہا تھا کہ، کوئی درخت اور کوئی پتھر ایسا نہ تھا جو سجدہ میں نہ گرا ہو اور درخت وپتھر بڑے پیغمبر کے علاوہ اور کسی کو سجدہ نہیں کرتے، نیز میں نے ایک اس شخص کو اس مہر نبوت کے ذریعہ بھی پہچانا ہے جو اس کے شانہ کی ہڈی کے نیچے سیب کے مانند واقعہ ہے۔ پھر وہ راہب اپنے گھر میں گیا اور قافلہ والوں کے لئے کھانا تیار کیا اور جب وہ کھانا لے کر ان کے پاس آیا تو) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اونٹ چرانے گئے ہوئے تھے، راہب نے قافلہ والوں سے کہا کہ اس شخص کو بلوا لو (کیونکہ میرا مہمان خصوصی اصل میں وہی شخص ہے اور اسی کے اعزاز میں میں نے کھانا تیار کرایا ہے) چنانچہ (بلا بھیجنے پر یا از خود) نبی کریم صلی اللہ علیہ

وسلم تشریف لے آئے اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم آ رہے تھے ابر کا ایک ٹکڑا آپ پر سایہ کئے ہوئے تھا، پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے پاس پہنچے تو دیکھا کہ ایسی جگہوں پر کہ جہاں درخت کا سایہ تھا وہ لوگ پہلے ہی قبضہ کر کے بیٹھ گئے تھے تو فورا درخت کی شاخوں نے ایک ٹکڑا آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر سایہ کر لیا (یہ ماجرا دیکھ کر) راہب نے قافلہ والوں سے کہا کہ درخت کے سایہ کو دیکھوں جو اس شخص پر جھک آیا ہے۔ پھر اس نے کہا، میں تم لوگوں کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں) یہ بتاؤ کہ تم میں سے کون شخص اس (نوعمر) کا سرپرست ہے؟ لوگوں نے کہا: ابوطالب ہیں۔ (یہ سن کر) راہب بڑی دیر تک ابوطالب کو اس بات کے لئے سمجھاتا رہا اور قسم دیتا رہا کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ واپس بھیج دیں بالآخر ابوطالب نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ واپس بھیج دیا، نیز ابوبکر نے بلال کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ کر دیا اور راہب نے کنک اور روغن زیت کا توشہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا۔ (ترمذی، مشکوۃ المصابیح، جلد پنجم: رقم الحدیث، 506)

نیز میں نے اس شخص کو اس مہر نبوت کے ذریعہ بھی پہچانا ہے۔۔ الخ۔ "بعض روایتوں میں یہ بھی آیا ہے کہ راہب اہل قافلہ کو یہ جواب دینے کے بعد کھڑا ہوا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گلے لگایا اور پھر اہل قافلہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتی زندگی کے بارے میں بہت سے سوال کئے کہ ان کے شب وروز کس طرح گزرتے ہیں، ان کے رہنے سہنے، اٹھنے بیٹھنے، لیٹنے، سونے اور کھانے پینے کا کیا انداز ہے اور لوگوں کے ساتھ ان کے اخلاق ومعاملات کیسے ہیں وغیرہ وغیرہ اہل قافلہ نے جو جواب دیئے ان کو اس نے اپنی کتابوں میں پڑھی ہوئی باتوں اور اپنی معلومات کے بالکل مطابق پایا۔ درخت کی شاخوں نے جھک کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر سایہ کر لیا" کے تحت شارحین نے لکھا ہے کہ اگرچہ اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سر پر ابر کے اس ٹکڑے کا سایہ موجود تھا جو راستہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر سایہ فگن چلا آ رہا تھا لیکن اس کے باوجود درخت نے جھک کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر جو سایہ کیا وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امتیازی حیثیت اجاگر کرنے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعزاز کو ظاہر کرنے کے لئے تھا اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس وقت ابر کا سایہ ہٹ گیا تھا، اس لئے درخت نے جھک کر سایہ کر لیا جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزہ کا اظہار تھا۔ بہرحال سر مبارک پر بادل کا سایہ فگن ہونا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں سے ہے، لیکن علماء نے لکھا ہے کہ یہ صورت ہمیشہ نہیں رہتی تھی بلکہ کبھی ضرورت واحتیاج کے وقت یہ معجزہ ظاہر ہوتا تھا۔

درخت کے سایہ کو دیکھو جو اس پر جھک آیا ہے" سے راہب کا مطلب یہ تھا کہ اگر تم (بادل کی صورت میں) آسمان کے سایہ کو نہیں دیکھ سکتے تو زمین کے اس سایہ ہی کو دیکھ لو جو درخت کی شاخوں کی صورت میں اس ہستی پر جھکا ہوا ہے۔ زیادہ صحیح بات یہ ہے کہ راہب کی مراد اہل قافلہ کو سر کی آنکھوں سے نہیں دل کی آنکھوں سے دیکھنے کی طرف متوجہ کرنا تھا کیونکہ سر کی آنکھوں سے تو وہ لوگ خود ہی دیکھ رہے تھے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ جن لوگوں نے اپنی فطرت سلیم مسخ کر کے جہل وانکار کی تاریکی میں بھٹکنا ہی اپنا مقدر بنا لیا تھا ان کی دل کی آنکھیں تو تعصب اور ہٹ دھرمی سے ایسی بند ہوئیں کہ انہوں نے پیغمبر آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی آسمانی صداقت کی اس بڑی سے بڑی علامتیں کھلی آنکھوں سے دیکھنے کے باوجود نور ہدایت کی کوئی کرن حاصل نہیں کی، وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ورسالت کی سب نشانیاں (سر کی آنکھوں سے) دیکھتے تھے لیکن دل کی آنکھوں کا) ایسا دیکھنا ان کو نصیب نہیں ہوتا

تھا جوان کے کام آتا اور ان کو راہ راست پر لگا دیتا جیسا کہ قرآن کریم نے فرمایا: وتر ہم ینظرون الیک وہم لا یبصرون "اور ان کافروں) کو آپ دیکھتے ہیں کہ گویا آپ کو دیکھ رہے ہیں حالانکہ وہ کچھ بھی نہیں دیکھتے۔

بالآخر ابوطالب نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ واپس بھیج دای" بات دراصل یہ تھی کہ بصری رومی سلطنت کے زیر نگین تھا جہاں عیسائی شہنشاہیت کا پرچم لہرا رہا تھا اور وہاں بڑے بڑے عیسائی پادریوں نے اپنے علم وقیافہ کی بنیاد پر نبی آخر الزمان کی بعثت کی خبر دی تھی، جس سے ایک طرح کی سراسیمگی اس عیسائی شہنشاہیت پر طاری ہوگئی تھی اور اس بات کا وسیع پیمان پر انتظام کیا گیا تھا کہ جس طرح بھی ممکن ہو اس نئے نبی کو اپنے اثرات پھیلانے سے پہلے ہی دنیا سے ختم کر دیا جائے! راہب بحیرا چونکہ آسمانی کتابوں کا سچا عالم تھا اور نبی آخر الزمان کے تئیں عقیدت رکھتا تھا اس لئے اس نے نبی کریم کو پہچان کر حضرت ابوطالب پر زور ڈالا کہ آپ کو مکہ واپس کر دیں، اس کو خوف تھا کہ اگر رومی سلطنت کے گماشتوں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بھنک مل گئی تو وہ فوراً گرفتار کر کے اپنے ساتھ لے جائیں گے اور قتل کر ڈالیں گے، چنانچہ ترمذی اور حاکم نے یہ روایت بھی نقل کی ہے کہ ادھر تو حضرات ابوطالب کے تجارتی قافلہ کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سفر شروع ہوا ادھر رومی سلطنت کے گماشتے جن کی تعداد سات تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ٹوہ میں لگ گئے کہ جہاں بھی ملیں قتل کر دیا جائے۔

اس ٹوہ میں وہ بحیرا راہب تک بھی پہنچ گئے، بحیرا نے ان کو دیکھ کر کہا کہ تم لوگ یہاں کیا کرنے آ گئے؟ انہوں نے کہا: ہمیں معلوم ہوا ہے کہ پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم اس مہینے (اپنے ملک سے) سفر پر روانہ ہونے والے ہیں، لہذا ہر راستہ پر آدمی لگا دیئے گئے ہیں کہ وہ جب بھی ہماری سلطنت کی حدود میں) داخل ہوں ان کو فوراً مار ڈالا جائے۔ بحیرا نے کہا: مجھے یہ بتاؤ کہ اگر اللہ تعالیٰ نے کسی چیز کو مقدر کر دیا ہے تو کیا کوئی شخص اس کو بدل سکتا ہے، ان گماشتوں نے جواب دیا نہیں، تب بحیرا نے کہا (میں تمہیں سچی بات بتاتا ہوں کہ تم لوگ جس شخص کی تلاش میں ہو وہ یقیناً اللہ کا سب سے بڑا پیغمبر بننے والا ہے، دنیا کی کوئی طاقت اس کو نقصان نہیں پہنچا سکتی لہٰذا تم اپنے اس خیال خام سے باز آ جاؤ کہ اس کو قتل کر دو گے اور بہتر یہی ہے کہ) تم اس کی اطاعت کو قبول کر کے اس کے ساتھ عقیدت ومحبت رکھو۔ کنک اور روغن زیت کا توشہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ کیا" کنک موٹی روٹی کو کہتے ہیں اور بعض حضرات نے کہا ہے کہ کنک اس خاص قسم کی روٹی کو کہتے تھے جو آٹے، دودھ اور شکر کو ملا کر بناتے تھے، اس روٹی کے ساتھ روغن زیت اس لئے دیا تھا کہ روٹی سے لگا کر کھانے کے کام آئے۔

باب اِسْلَامِ اَحَدِ الزَّوْجَيْنِ وَتَخْيِيرِ الْوَلَدِ ۔

یہ باب ہے کہ میاں بیوی میں سے کسی ایک کا اسلام قبول کرنا اور اس بارے میں بچے کو اختیار دینا

3495 - اَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عُثْمَانَ الْبَتِّيِّ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ سَلَمَةَ الْاَنْصَارِيِّ عَنْ اَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ اَنَّهُ اَسْلَمَ وَاَبَتِ امْرَاَتُهُ اَنْ تُسْلِمَ فَجَاءَ ابْنٌ لَهُمَا صَغِيرٌ لَمْ يَبْلُغ

3495-اخرجه ابو داؤد في الطلاق، باب اذا اسلم احد الابوين مع من يكون الولد (الحديث 2244) بمعناه . و اخرجه ابن ماجه في الاحكام، باب تخيير الصبي بين ابويه (الحديث 2352) بمعناه . تحفة الاشراف (3594) .

الْحُلُمَ فَاَجْلَسَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْاَبَ هَا هُنَا وَالْاُمَّ هَا هُنَا ثُمَّ خَيَّرَهُ فَقَالَ "اَللّٰهُمَّ اهْدِهٖ". فَذَهَبَ اِلٰى اَبِيْهِ .

☆☆ عبدالحمید بن سلمہ انصاری اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: انہوں نے اسلام قبول کر لیا' لیکن ان کی اہلیہ نے اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا' پھر وہ اپنے کم سن نابالغ بچے کو لے کر آئے' نبی اکرم ﷺ نے اس کے والد کو ایک طرف بٹھا دیا اور والدہ کو دوسری طرف بٹھا دیا' پھر آپ ﷺ نے اس بچے کو اختیار دیا اور دعا کی: اے اللہ! اسے ہدایت نصیب کر! تو وہ بچہ اپنے والد کی طرف چلا گیا۔

3496 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ زِيَادٌ عَنْ هِلَالِ بْنِ اُسَامَةَ عَنْ اَبِيْ مَيْمُوْنَةَ قَالَ بَيْنَا اَنَا عِنْدَ اَبِيْ هُرَيْرَةَ فَقَالَ اِنَّ امْرَاَةً جَآئَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ فِدَاكَ اَبِيْ وَاُمِّيْ اِنَّ زَوْجِيْ يُرِيْدُ اَنْ يَّذْهَبَ بِابْنِيْ وَقَدْ نَفَعَنِيْ وَسَقَانِيْ مِنْ بِئْرِ اَبِيْ عِنَبَةَ . فَجَآءَ زَوْجُهَا وَقَالَ مَنْ يُّخَاصِمُنِيْ فِيْ ابْنِيْ فَقَالَ "يَا غُلَامُ هٰذَا اَبُوْكَ وَهٰذِهٖ اُمُّكَ فَخُذْ بِيَدِ اَيِّهِمَا شِئْتَ" . فَاَخَذَ بِيَدِ اُمِّهٖ فَانْطَلَقَتْ بِهٖ .

☆☆ ابومیمونہ بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس موجود تھا' انہوں نے یہ بات بیان کی کہ ایک خاتون نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی' اس نے عرض کی: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں! میرا شوہر یہ چاہتا ہے' وہ میرے بچے کو اپنے ساتھ لے جائے حالانکہ یہ بچہ مجھے نفع دیتا ہے اور ابوعنبہ کے کنویں سے زیادہ مجھے سیراب کرتا ہے (یعنی مجھے اس کی شدید ضرورت ہے) اسی دوران اس عورت کا شوہر بھی آ گیا اور وہ بولا: میرے بیٹے کے بارے میں کون مجھ سے جھگڑا کر سکتا ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

اے بچے! یہ تمہارے ابو ہیں اور یہ تمہاری امی ہیں' تم ان میں سے جس کا چاہو ہاتھ پکڑ لو۔

تو اس بچے نے اپنی ماں کا ہاتھ پکڑ لیا اور وہ عورت اُس بچے کو اپنے ساتھ لے گئی۔

باب عِدَّةِ الْمُخْتَلِعَةِ .

یہ باب خلع حاصل کرنے والی عورت کی عدت میں ہے

3497 - اَخْبَرَنَا اَبُوْ عَلِيٍّ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى الْمَرْوَزِيُّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ شَاذَانُ بْنُ عُثْمَانَ اَخُوْ عَبْدَانَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ الرُّبَيِّعَ

3496-اخرجه ابو داؤد في الطلاق، باب من احق بالولد (الحديث 2277) مطولاً، و اخرجه الترمذي في الاحكام، باب ما جاء في تخيير الغلام بين ابويه اذا افترقا (الحديث 1357) مختصراً . و اخرجه ابن ماجه في الاحكام، باب تخيير الصبي بين ابويه (الحديث 2351) مختصراً . تحفة الاشراف (15463) .

3497-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (15847) .

بِنْتَ مُعَوِّذِ ابْنِ عَفْرَاءَ اَخْبَرَتْهُ اَنَّ ثَابِتَ بْنَ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ ضَرَبَ امْرَاَتَهُ فَكَسَرَ يَدَهَا وَهِيَ جَمِيلَةُ بِنْتُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اُبَيٍّ فَاَتٰى اَخُوهَا يَشْتَكِيهِ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَرْسَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى ثَابِتٍ فَقَالَ لَهُ "خُذِ الَّذِیْ لَهَا عَلَيْكَ وَخَلِّ سَبِيلَهَا" . قَالَ نَعَمْ . فَاَمَرَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ تَتَرَبَّصَ حَيْضَةً وَّاحِدَةً فَتَلْحَقَ بِاَهْلِهَا .

☆☆ سیّدہ ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کو مارا اور اس کا ہاتھ توڑ دیا' ان کی بیوی کا نام جمیلہ بنت عبداللہ تھا' اس عورت کا بھائی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں شکایت کرنے کے لیے حاضر ہوا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ثابت کو پیغام بھجوایا اور ان سے کہا:

اس عورت کا جو تم پر حق تھا (یعنی جو رقم تم نے اسے مہر کے طور پر ادا کی تھی) وہ حاصل کر لو اور اس عورت کو آزاد کر دو۔

ثابت نے کہا: ٹھیک ہے! پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس خاتون کو یہ ہدایت کی کہ وہ ایک حیض تک انتظار کرے گی' پھر وہ اپنے میکے چلی جائے گی۔

3498 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَمِّي قَالَ حَدَّثَنَا اَبِي عَنِ ابْنِ اِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنِي عُبَادَةُ بْنُ الْوَلِيدِ بْنِ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ عَنْ رُبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذٍ قَالَ قُلْتُ لَهَا حَدِّثِينِي حَدِيثَكِ . قَالَتِ اخْتَلَعْتُ مِنْ زَوْجِي ثُمَّ جِئْتُ عُثْمَانَ فَسَاَلْتُهُ مَاذَا عَلَيَّ مِنَ الْعِدَّةِ فَقَالَ لَا عِدَّةَ عَلَيْكِ اِلَّا اَنْ تَكُونِي حَدِيثَةَ عَهْدٍ بِهِ فَتَمْكُثِي حَتّٰى تَحِيضِي حَيْضَةً - قَالَ - وَاَنَا مُتَّبِعٌ فِي ذٰلِكَ قَضَاءَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَرْيَمَ الْمَغَالِيَّةِ كَانَتْ تَحْتَ ثَابِتِ بْنِ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ فَاخْتَلَعَتْ مِنْهُ .

☆☆ عبادہ بن ولید' سیّدہ ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: میں نے ان سے کہا: آپ مجھے کوئی حدیث سنائیے! تو انہوں نے بتایا: میں نے اپنے شوہر سے خلع حاصل کر لیا' پھر میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئی اور میں نے ان سے دریافت کیا: مجھ پر کتنی عدت لازم ہوگی؟ تو انہوں نے فرمایا: تم پر کوئی عدت لازم نہیں ہوگی' البتہ اگر تم نے اپنے شوہر کے ساتھ کچھ عرصہ پہلے صحبت کی ہو' تو پھر تم ایک حیض تک ٹھہری رہو گی۔

میں اس بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے کی پیروی کر رہا ہوں' جو فیصلہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مریم مغالیہ کے بارے میں دیا تھا' جو ثابت بن قیس کی اہلیہ تھی اور اس خاتون نے ان سے خلع حاصل کر لیا تھا۔

باب مَا اسْتُثْنِيَ مِنْ عِدَّةِ الْمُطَلَّقَاتِ .

یہ باب ہے کہ طلاق یافتہ عورتوں کی عدت میں جو استثنیٰ کیا گیا ہے (اس کا حکم)

3499 - اَخْبَرَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ قَالَ اَنْبَاَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ قَالَ حَدَّثَنِي اَبِي قَالَ اَنْبَاَنَا يَزِيدُ النَّحْوِيُّ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهِ (مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ

3498-اخرجه ابن ماجه في الطلاق، باب عدة المختلعة (الحديث 2058) . تحفة الاشراف (15836) .

بِخَيْرٍ مِّنْهَا اَوْ مِثْلِهَا) وَقَالَ (وَاِذَا بَدَّلْنَا ايَةً مَّكَانَ ايَةٍ وَّاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يُنَزِّلُ) الْاٰيَةَ وَقَالَ (يَمْحُو اللّٰهُ مَا يَشَاءُ وَيُثْبِتُ وَعِنْدَهُ اُمُّ الْكِتَابِ) فَاَوَّلُ مَا نُسِخَ مِنَ الْقُرْآنِ الْقِبْلَةُ وَقَالَ (وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوْءٍ) وَقَالَ (وَاللَّائِي يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيضِ مِنْ نِسَائِكُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلَاثَةُ اَشْهُرٍ) فَنُسِخَ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ تَعَالٰى (وَاِنْ طَلَّقْتُمُوهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوهُنَّ) (فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا) ۔

☆☆ عکرمہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان نقل کرتے ہیں:

(ارشادِ باری تعالیٰ ہے:) ''ہم جو بھی آیت منسوخ کردیتے ہیں' یا اُسے بھلادیتے ہیں' تو اس سے زیادہ بہتر یا اس کی مانند لے آتے ہیں''۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''جب ہم ایک آیت کو دوسری آیت کی جگہ تبدیل کردیتے ہیں' تو اللہ تعالیٰ زیادہ جانتا ہے' اُسے کیا نازل کرنا ہے''۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''اللہ تعالیٰ جس چیز کو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور جس چیز کو چاہتا ہے' ثابت رکھتا ہے' اس کے پاس اُم الکتاب ہے''۔

(حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:)

سب سے پہلے قرآن میں سے قبلہ کا حکم منسوخ ہوا۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''طلاق یافتہ عورتیں تین قروء تک اپنے آپ کو روکے رکھیں گی (یعنی اتنا عرصہ عدت بسر کریں گی)''۔

(ایک اور مقام پر) ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''تمہاری عورتوں میں سے جو خواتین حیض سے مایوس ہو چکی ہوں' اگر تمہیں شک ہو' تو ان کی عدت تین ماہ ہوگی''۔

(حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:) تو اس کا حکم منسوخ ہوگیا اور (یہ آیت نازل ہوگئی)۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''اگر تم ان عورتوں کے ساتھ صحبت کرنے سے پہلے انہیں طلاق دے دیتے ہو' تو ان پر کوئی عدت لازم نہیں ہوگی' جسے تم شمار کرو''۔

شرح

اگر لفظ قروء کو محمول کیا جائے طہر پر جس طرح کہ امام شافعی اس طرف گئے ہیں اعتبار کرتے ہوئے کہ طہر مذکر ہے نہ کہ حیض اور جمع میں کتاب مؤنث ہے وارد ہوئی ہے اس نے اس بات پر دلالت کی کہ یہ جمع مذکر ہے اور طہر ہے اس خاص پر عمل کا ترک کرنا لازم

3499-اخرجه ابو داؤد في الطلاق، باب في نسخ ما استثني به من عدة المطلقات (الحديث 2282) مختصراً، و الحديث عند: ابي داؤد في الطلاق، باب نسخ المراجعة بعد التطليقات الثلاث (الحديث 2195) . و النسائي في الطلاق، باب نسخ المراجعة بعد التطليقات الثلاث (الحديث 3556) . تحفة الاشراف (6253) .

آئیگا اس لیے کہ وہ حضرات جنہوں نے قرء کو طہر پر محمول کیا ہے وہ تین طہر ثابت نہیں کر سکتے ہیں بلکہ دو طہر اور تیسرے کا بعض اور تیسرا وہ ہے جس میں طلاق واقع ہوئی ہے پس اس اختلاف پر تخریج کی جائے گی تیسرے حیض میں رجوع کے حکم کی اور اس کے حکم کے زائل ہونے کی اور غیر زوج کے ساتھ نکاح کو صحیح قرار دینے اور اس کو باطل کرنے کی اور اس کے علاوہ چار عورتوں ساتھ نکاح کی اور میراث کے احکام کی باوجودیکہ شعبے اور تفاصیل کثیر ہیں۔ (اصول شاشی، بحث خاص وعام، لاہور)

قروء سے مراد طہر ہونے میں فقہاء شوافع کے دلائل کا بیان

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا ارشاد ہے کہ یہاں لفظ قروء سے مراد طہر (خاتون کی پاکیزگی کے دورانیے) ہے۔ اس کے مثل رائے سیدنا زید بن ثابت، سیدنا ابن عمر اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم سے ملتی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے صحابہ میں سے ایک گروہ کا نقطہ نظر یہ ہے کہ یہاں قروء کا مطلب خاتون کے حیض کے پیریڈ ہیں۔ اس طلاق یافتہ خاتون کے لئے اس وقت تک (دوسری شادی کرنا) جائز نہ ہوگا جب تک کہ وہ تیسرے حیض سے پاک ہونے کے بعد غسل نہ کر لے۔

شافعیقروء کا مطلب ہے دورانیہ۔ یہ دورانیے اس بات کی علامت ہیں کہ جب تک یہ پورے نہ ہو جائیں، طلاق یافتہ خاتون دوسری شادی نہ کرے۔ جو لوگ اس دورانیے سے حیض کا دورانیہمراد لیتے ہیں ان کی رائے یہ ہے کہ یہاں کم سے کم اوقات کا ذکر ہوا ہے اور کم اوقات سے ہی وقت میں حدود مقرر کی جا سکتی ہیں۔ حیض کا دورانیہ، پاکیزگی کے دورانیےسے کم ہوتا ہے اس وجہ سے زبان کے نقطہ نظر سے یہ زیادہ مناسب ہے کہ اسے عدت کی مدت مقرر کرنے کے لئے استعمال کیا جائے۔ یہ اسی طرح ہے کہ دو مہینوں کے درمیان فاصلہ کرنے کے لئے چاند نظر آنے کو حد مقرر کیا گیا ہے۔

غالباً انہوں نے یہ رائے اس بنیاد پر اختیار کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے غزوہ اوطاس میں حاصل کردہ ایک لونڈی کے بارے میں حکم دیا کہ اس سے اس وقت تک ازدواجی تعلقات قائم نہ کیے جائیں جب تک ایک مرتبہ حیض آنے سے اس کا استبراء نہ ہو جائے (یعنی یہ معلوم نہ ہو جائے کہ وہ حاملہ تو نہیں ہے۔) آزاد اور لونڈی کے بارے میں استبراء میں فرق کیا گیا ہے۔ آزاد خاتون کا استبراء تین مکمل حیض کے دورانیوں سے ہوتا ہے جب وہ پاک ہو جائے اور لونڈی کا استبراء ایک ہی مکمل حیض سے پاکیزگی کے بعد ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے نئے چاند کو مہینوں کی نشاندھی کے لئے بنایا ہے اور وقت کا شمار رویت ہلال سے کیا جاتا ہے۔ ہلال دن اور رات کے علاوہ ایک علامت ہے۔ یہ تیس دن کے بعد بھی ہو سکتا ہے اور انتیس دن کے بعد بھی۔ بیس تیس دن کے اعداد تو چھوٹے ایام کے مجموعے ہی ہوتے ہیں اور اس کے علاوہ ان کا کوئی مطلب نہیں ہوتا۔ اگر قروء وقت کا نام ہے تو پھر یہ دن اور رات کے کسی مجموعے کا نام ہوگا۔ عدت کی طرح حیض کے مدت کا تعین بھی دن اور رات ہی سے کیا جائے گا۔ وقت کسی (علاقے کی) حدود کی طرح ہوتا ہے۔ کبھی یہ حد علاقے میں داخل ہوتی ہے اور کبھی نہیں۔ وقت کا ایک خاص مطلب بھی ہے۔

اگر خون رحم سے باہر نکل آئے اور ظاہر ہو جائے تو اس کا نام حیضہے اور اگر ظاہر نہ ہو اور رحم کے اندر ہی رہ جائے تو اس کا نام

طہر ہے۔ طہر اور قرء دونوں الفاظ کا تعلق خون کو روکنے سے ہے نہ کہ بہنے سے۔ طہر سے اگر وقت مراد لیا جائے تو عربی زبان میں اسے قرء کہنا زیادہ مناسب ہوگا کیونکہ اس کا تعلق خون کو روکنے سے ہے۔

جب سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنی بیوی کو حالت حیض میں طلاق دے دی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ اپنے بیٹے کو کہیں کہ وہ خاتون سے رجوع کر لیں اور (اگر طلاق دینی ہی ہے تو) پھر اس حالت میں طلاق دیں جب وہ (حیض سے) پاک ہو جائیں اور ان سے (پاک ہونے کے بعد) ازدواجی تعلقات قائم نہ کیے گئے ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا یہ عدت کا وقت ہے جسے اللہ نے طلاق (سے شروع کرنے) کا حکم دیا ہے۔ (مالک)

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کہ إذا طَلَّقْتُمُ النساء فطلقوهنَّ لِعِدَّتِهِنَّ یعنی جب تم خواتین کو طلاق دو تو انہیں عدت (شروع کرنے) کے لئے طلاق دو۔ یہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے یہ واضح فرمادیا کہ عدت طہر سے شروع ہوگی نہ کہ حالت حیض سے۔ اللہ تعالیٰ نے تین قروء کا ذکر فرمایا ہے۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ خاتون کو تین طہر تک انتظار کرنا چاہیے۔

اگر تیسرا طہر لمبا ہو جائے اور حیض شروع نہ ہو تو اس خاتون کے لئے اس وقت دوسری شادی کی اجازت نہیں ہے جب تک کہ حیض آ نہ جائے۔ اگر وہ خاتون حیض کے آنے سے (اپنی عمر یا بیماری کے باعث) مایوس ہو جائے یا اسے اس کا اندیشہ بھی ہو تو پھر وہ مہینوں کے ذریعے اپنی عدت کا شمار کرے۔ اس معاملے میں خاتون کے غسل کرنے کا کوئی اعتبار نہیں ہے کیونکہ غسل تو تین کے علاوہ ایک چوتھی چیز ہے۔ جو شخص خاتون کو دوسرا نکاح کرنے کی اجازت دینے کے لئے غسل کو ضروری قرار دیتا ہے، اسے پھر یہ بھی کہنا چاہیے کہ اگر وہ ایک سال یا اس سے بھی زیادہ بغیر غسل کے بیٹھی رہے تو اس کے لئے شادی کرنا جائز نہ ہوگی۔

ان دونوں اقوال میں سے یہ کہ قرء سے مراد طہر ہے کتاب اللہ کے زیادہ قریب ہے اور زبان بھی اسی معنی میں واضح ہے۔ بہر حال اللہ ہی بہتر جاننے والا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے کنیز کے بارے میں ایک حیض کے ذریعے استبراء (یعنی حمل نہ ہونے کا یقین کرنے) کا حکم دیا۔ اگر وہ کنیز حالت طہر میں تھی، پھر اس حیض آ گیا تو حیض کے مکمل ہونے کے بعد اس کے نئے طہر کے شروع ہونے سے یہ واضح ہو جائے گا کہ وہ حاملہ نہیں تھی۔ خون کا صرف نظر آ جانا ہی کافی نہیں ہے بلکہ حیض کے پورا ہونے کا انتظار ضروری ہے کیونکہ وہی طہر حمل کے بغیر سمجھا جائے گا جس سے پہلے ایک حیض مکمل ہو چکا ہو۔

خاتون کو عدت دو وجہ سے پوری کرنا ضروری ہے۔ ایک تو یہ یقین کرنا ہے کہ وہ حاملہ نہیں ہے اور دوسری وجہ اس کے علاوہ ہے۔ جب خاتون نے دو حیض، دو طہر اور اس کے بعد تیسرا طہر بھی گزار لیا تو پھر وہ استبراء کے عمل سے دو بار گزر چکی۔ استبراء کے علاوہ دوسری وجہ اللہ کے حکم کی پابندی بھی ہے کیونکہ اس نے تین قروء تک رکنے کا حکم دیا ہے۔ (کتاب رسالہ، امام شافعی)

قرء سے مراد حیض ہونے میں سلف وخلف فقہاء کے اقوال کا بیان

دوسرا مذہب یہ ہے کہ اس سے مراد تین حیض ہیں، اور جب تک تیسرے حیض سے پاک نہ ہولے تب تک وہ عدت ہی میں

ہے۔ بعض نے غسل کر لینے تک کہا ہے اور اس کی کم سے کم مدت تینتیس دن اور ایک لحظہ ہے اس کی دلیل میں ایک تو حضرت عمر فاروق کا یہ فیصلہ ہے کہ ان کے پاس ایک مطلقہ عورت آئی اور کہا کہ میرے خاوند نے مجھے ایک یا دو طلاقیں دی تھیں پھر وہ میرے پاس اس وقت آیا جبکہ اپنے کپڑے اتار کر دروازہ بند کئے ہوئے تھی (یعنی تیسرے حیض سے نہانے کی تیاری میں تھی تو فرمائے کیا حکم ہے یعنی رجوع ہو جائے گا یا نہیں؟) آپ نے فرمایا میرا خیال تو یہی ہے رجوع ہو گیا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود نے اس کی تائید کی۔ حضرت صدیق اکبر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت ابودرداء، حضرت عبادہ بن صامت، حضرت انس بن مالک، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت معاذ، حضرت ابی بن کعب، حضرت ابوموسیٰ اشعری، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم سے بھی یہی مروی ہے۔ سعید بن مسیب، علقمہ، اسود، ابراہیم، مجاہد، عطاء، طاؤس، سعید بن جبیر، عکرمہ، محمد بن سیرین، حسن، قتادہ، شعبی، ربیع، مقاتل بن حیان، سدی، مکحول، ضحاک، عطاء خراسانی بھی یہی فرماتے ہیں۔

امام ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب کا بھی یہی مذہب ہے۔ امام احمد سے بھی زیادہ صحیح روایت میں یہی مروی ہے آپ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بڑے بڑے صحابہ کرام سے یہی مروی ہے۔ ثوری، اوزاعی، ابن ابی لیلی، ابن شبرمہ، حسن بن صالح، ابوعبید اور اسحق بن راہویہ کا قول بھی یہی ہے۔ ایک حدیث میں بھی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ بن ابی حبیش سے فرمایا تھا نماز کو اقراء کے دنوں میں چھوڑ دو۔ پس معلوم ہوا کہ قروء سے مراد حیض ہے لیکن اس حدیث کا ایک راوی منذر مجہول ہے جو مشہور نہیں۔ ہاں ابن حبان اسے ثقہ بتاتے ہیں۔

امام ابن جریر فرماتے ہیں لغت کے اعتبار قرء کہتے ہیں ہر اس چیز کے آنے اور جانے کے وقت کو جس کے آنے جانے کا وقت مقرر ہو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس لفظ کے دونوں معنی ہیں حیض کے بھی اور طہر کے بھی اور بعض اصولی حضرات کا یہی مسلک ہے۔

اصمعی بھی فرماتے ہیں کہ قرء کہتے ہیں وقت کو ابوعمر بن علاء کہتے ہیں عرب میں حیض کو اور طہر کو دونوں کو قرء کہتے ہیں۔ ابوعمر بن عبدالبر کا قول ہے کہ زبان عرب کے ماہر اور فقہاء کا اس میں اختلاف ہی نہیں کہ طہر اور حیض دونوں کے معنی قرء کے ہیں۔

باب عِدَّةِ الْمُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا ۔

یہ باب بیوہ عورت کی عدت کے بیان میں ہے

3500 – اَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ وَكِيعٍ عَنْ شُعْبَةَ قَالَ حَدَّثَنِي حُمَيْدُ بْنُ نَافِعٍ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ اُمُّ حَبِيبَةَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "لَا يَحِلُّ لِامْرَاَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ

3500-اخرجه البخاري في الجنائز، باب احداد المراة على غير زوجها (الحديث 1280 و 1281)، و في الطلاق، باب تحد المتوفى عنها اربعة اشهر و عشرًا (الحديث 5334)، و باب الكحل للحادة (الحديث 5338) بمعناه . و باب (والذين يتوفون منكم و يذرون ازواجاً . الى قوله . بما تعلمون خبير) (الحديث 5345) و اخرجه مسلم في الطلاق، باب وجوب الاحداد في عدة الوفاة و تحريمه في غير ذلك الا ثلاثة ايام (الحديث 58 و 59 و 62) . و اخرجه ابو داؤد في الطلاق، باب احداد المتوفى عنها زوجها (الحديث 2299) و اخرجه الترمذي في الطلاق، باب ما جاء في عدة المتوفى عنها زوجها (الحديث 1195) . و اخرجه النسائي في الطلاق، باب سقوط الاحداد عن الكتابية المتوفى عنها زوجها (3527)، و ترك الزينة للحادة المسلمة دون اليهودية و النصرانية و (الحديث 3533) مطولًا . تحفة الاشراف (15874) .

الْاٰخِرِ تَحِدُّ عَلٰى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ اِلَّا عَلٰى زَوْجٍ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا"۔

☆☆ سیّدہ زینب بنت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: سیّدہ اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات بیان کی ہے میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

"اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھنے والی کسی بھی عورت کے لیے یہ بات جائز نہیں ہے وہ کسی کے مرنے پر تین دن سے زیادہ سوگ کرے البتہ اپنے شوہر کا سوگ وہ چار ماہ دس دن تک کرے گی"۔

عدت وفات کا بیان اور عدت کی تعریف کا بیان

اس سے پہلی آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے مطلقہ عورت کی عدت کا ذکر فرمایا تھا اور اب بیوہ کی عدت کا ذکر فرما رہا ہے۔ وہ مدت جس میں عورت شوہر کی گھر میں بغیر نکاح کے ٹھہری رہے اور بغیر عذر شرعی کے گھر سے باہر نہ نکلے تاکہ اس کے رحم کا استبراء ہو جائے یا شوہر کی موت پر سوگ ہو مطلقہ کے لیے یہ مدت تین حیض ہے اور بیوہ کے لیے یہ عدت چار ماہ دس دن ہے اور جو عورت حاملہ ہو اس کی عدت وضع حمل ہے خواہ شوہر کی موت کے ایک ساعت بعد واضع حمل ہو جائے عدت وفات میں مدخول بہا اور غیر مدخول بہا کا کوئی فرق نہیں ہے۔ چار ماہ دس دن تک سوگ کرنا صرف شوہر کی موت کے ساتھ خاص ہے اور کسی عزیز یا رشتہ دار کی موت پر تین دن سے زیادہ سوگ کرنا جائز نہیں ہے۔

امام بخاری روایت کرتے ہیں: زینب بنت ابی سلمہ بیان کرتی ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئی انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو عورت اللہ پر اور یوم آخرت پر یقین رکھتی ہو اس کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ کسی کی مرگ پر دین دن سے زیادہ سوگ کرے سوائے شوہر کے اس پر چار ماہ دس دن سوگ کرے۔ پھر جب حضرت زینب بنت جحش کے بھائی فوت ہو گئے تھے تو میں ان کے پاس گئی انہوں نے خوشبو منگا کر اپنے جسم پر لگائی اور کہا: مجھے خوشبو لگانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے البتہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا ہے کہ جو عورت اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان لائی ہو اس کے لیے کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ کرنا جائز نہیں ہے البتہ خاوند (کی موت) پر چار ماہ دس دن تک سوگ کرے گی۔ (صحیح بخاری ج اص ۱۷۱ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۸۱ھ)

عدت کے مسائل اور شرعی احکام کا بیان

علامہ علاء الدین حصکفی حنفی لکھتے ہیں: مسلمان منکوحہ بالغہ عورت جب طلاق ثلاثہ مغلظہ کی عدت گزارے یا عدت وفات گزارے تو انقطاع نکاح پر افسوس کے اظہار کے لیے زینت کو ترک کر دے زیورات اور ریشمی کپڑے نہ پہنے باریک دانتوں کی کنگھی سے بال نہ سنوارے خوشبو اور تیل نہ لگائے سرمہ اور مہندی نہ لگائے زعفران اور سرخ یا زرد رنگ میں رنگے کپڑے نہ پہنے ہاں عذر کی وجہ سے ان میں سے کسی ایک چیز کو بھی اختیار کر سکتی ہے کالے اور نیلے رنگ کے کپڑے پہن سکتی ہے کافرہ صغیرہ مجنونہ نکاح فاسد وطی بالشبہ اور طلاق رجعی کی معتدہ پر سوگ نہیں ہے۔ دیگر رشتہ داروں کی موت پر صرف تین دن تک سوگ کرنا مباح ہے خاوند کے لیے جائز ہے کہ عورت کو تین دن سے زیادہ سوگ کرنے پر منع کرے کیونکہ عورت کا مزین ہونا اس کا حق ہے ہاں اگر خاوند کو

اعتراض نہ ہو یا عورت شادی شدہ نہ ہو تو پھر تین دن سے زیادہ بھی سوگ کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ (علامہ شامی نے کہا ہے کہ علامہ حصکفی کا تین دن سے زیادہ سوگ کی اجازت دینا صحیح نہیں ہے اور یہ حدیث کے خلاف ہے جیسا کہ ابھی صحیح بخاری کے حوالے سے گزرا ہے۔ سعیدی غفرلہ) ہر قسم کی عدت گزارنے والی کو نکاح کا پیغام دینا حرام ہے البتہ اشارہ کنایہ سے اپنا مدعا ظاہر کرنا جائز ہے مثلاً کہے: مجھے امید ہے کہ ہم اکٹھے رہیں گے یا آپ بہت خوبصورت ہیں یا نیک ہیں بہ شرطیکہ وہ عورت عدت وفات گزار رہی ہو اور عدت طلاق میں ایسا کہنا مطلقاً جائز نہیں ہے۔ کیونکہ اس سے اس کے شوہر کے ساتھ عداوت پیدا ہوگی۔ جو عورت عدت گزار رہی ہو خواہ وہ طلاق رجعی کی عدت ہو یا طلاق بائن کی وہ گھر سے بالکل نہ نکلے نہ رات کو نہ دن کو اور اگر حویلی میں دوسرے لوگوں کے گھر ہوں تو اس کے صحن میں بھی نہ جائے خواہ شوہر کی اجازت ہو کیونکہ یہ اللہ کا حق ہے اور جو عورت عدت وفات گزار رہی ہو وہ دن اور رات میں گھر سے باہر جا سکتی ہے لیکن رات کا اکثر حصہ اپنے گھر میں گزارے۔ وجہ فرق یہ ہے کہ مطلقہ کے خرچ کا کفیل اس کا خاوند ہے اس لیے اس کو گھر سے باہر نکلنے کی اجازت نہیں ہے اور جو عدت وفات گزار رہی ہے اس کے خرچ کا کوئی کفیل نہیں ہے اس لیے اس کو طلب معاش کے لیے دن اور رات کے وقت میں نکلنا ہوگا ہاں اگر اس کے خرچ کی کفالت کا انتظام ہو تو پھر اس کو بھی مطلقہ کی طرح گھر سے باہر نکلنے کی اجازت نہیں ہے اور وہاں عدت گزارے خواہ عدت طلاق ہو یا عدت وفات اور اس گھر سے نہ نکلے ماسوا اس صورت کے کہ اس کو اس گھر سے نکال دیا جائے یا وہ گھر منہدم ہو جائے یا اس گھر کے انہدام کا خدشہ ہو یا وہاں اس کے مال کے تلف ہونے کا خطرہ ہو اس کے پاس اس گھر کا کرایہ نہ ہو اس قسم کی اگر کوئی ناگزیر صورت ہو مثلاً وہ اس گھر میں تنہا ہو اور اس کی جان کو خطرہ ہو ایسی صورت میں وہ اس گھر کے قریب کسی گھر میں منتقل ہو سکتی ہے اور عدت طلاق میں جہاں اس کا شوہر چاہے وہاں منتقل ہو جائے جب عورت عدت طلاق گزار رہی ہو تو اس کے اور شوہر کے درمیان ایک پردہ ضروری ہے اور اگر گھر تنگ ہو یا شوہر فاسق ہو تو پھر اس کا اس گھر سے نکل جانا بہتر ہے۔ (در مختار علی ھامش الرد ص ۶۲۱ - ۶۱۶ ملخصا مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۴۰۷ھ)

عدت کے دوران عورتوں کو جن کاموں سے منع کیا ہے مثلاً بغیر عذر شرعی کے گھر سے باہر نکلنا یا بناؤ سنگھار کرنا یا کسی سے عقد ثانی کا عہد و پیمان کرنا اگر عورتیں عدت کے دوران ان میں سے کوئی کام کریں تو اس عورت کے وارثوں اور سرپرستوں پر لازم ہے کہ عورت کو اس سے منع کریں اور اگر وہ منع نہیں کریں گے تو گنہگار ہوں گے اور اگر اس عورت کے اولیاء نہ ہوں تو پھر یہ حکام اور عام مسلمانوں کا فریضہ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: اور جب وہ اپنی عدت پوری کر لیں تو وہ دستور کے موافق جو کام اپنے لیے کریں اس میں تم پر کوئی حرج (یا گناہ) نہیں ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر انہوں نے عدت سے پہلے یہ کام کیے اور تم نے ان کو نہ روکا تو تمہیں گناہ ہوگا۔

اس آیت میں عدت وفات چار ماہ دس دن بیان کی گئی ہے لیکن یہ عدت وفات غیر حاملہ کے ساتھ مخصوص ہے جو عورت حاملہ ہو اس کی عدت وضع حمل ہے خواہ شوہر کی وفات کے ایک منٹ بعد وضع حمل ہو جائے قرآن مجید میں ہے۔

(آیت) واولات الاحمال اجلھن ان یضعن حملھن ۔ (الطلاق: ۴)

ترجمہ: اور حاملہ عورتوں کی عدت یہ ہے کہ ان کا وضع حمل ہو جائے۔ اس سے پہلے عدت وفات ایک سال تھی جیسا کہ

اس آیت سے ظاہر ہے۔

(آیت) والذین یتوفون منکم ویذرون ازواجا، وصیة لازواجهم متاعا الی الحول غیر اخراج ۔ (البقرہ:۲۴۰)

ترجمہ: اورتم میں سے جولوگ مرجائیں اوراپنی بیویاں چھوڑ جائیں وہ (مرنے سے پہلے) اپنی بیویوں کے لیے یہ وصیت کر جائیں کہ ان کا گھر سے نکالے بغیران کوایک سال کا خرچ دیا جائے۔

سورہ بقرہ کی زیر بحث آیت سے یہ آیت منسوخ ہوگئی اوراب ایک سال کے بجائے چارہ ماہ دس دن عدت وفات ہے۔

3501 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ نَافِعٍ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ اُمِّ سَلَمَةَ قُلْتُ عَنْ اُمِّهَا قَالَ نَعَمْ اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنِ امْرَاَةٍ تُوُفِّيَ عَنْهَا زَوْجُهَا فَخَافُوا عَلٰى عَيْنِهَا اَتَكْتَحِلُ فَقَالَ "قَدْ كَانَتْ اِحْدَاكُنَّ تَمْكُثُ فِيْ بَيْتِهَا فِيْ شَرِّ اَحْلَاسِهَا حَوْلًا ثُمَّ خَرَجَتْ فَلَا اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا" ۔

☆☆ سیّدہ زینب بنت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا اپنی والدہ کے حوالے سے یہ بات نقل کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی خاتون کے بارے میں دریافت کیا گیا جس کا شوہرفوت ہو جاتا ہے اوراس کے اہل خانہ کواس بات کا اندیشہ ہے اس کی آنکھیں خراب ہو جائیں گی تو کیا ایسی عورت سرمہ لگاسکتی ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا:

"پہلے (بیوہ عورت) اپنے گھر میں انتہائی خراب لباس میں ایک سال تک ٹھہری رہتی تھی (ایک سال گزرنے کے بعد) گھر سے باہر آتی تھی تو اب چار ماہ دس دن تک ایسا کیوں نہیں کرسکتی"۔

3502 - اَخْبَرَنِيْ اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا جَرِيْرٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدِ بْنِ قَيْسِ بْنِ قَهْدٍ الْاَنْصَارِيِّ - وَجَدُّهُ قَدْ اَدْرَكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - عَنْ حُمَيْدِ بْنِ نَافِعٍ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ اُمِّ سَلَمَةَ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ وَاُمِّ حَبِيْبَةَ قَالَتَا جَاءَتِ امْرَاَةٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ اِنَّ ابْنَتِيْ تُوُفِّيَ عَنْهَا زَوْجُهَا وَاِنِّيْ اَخَافُ عَلٰى عَيْنِهَا اَفَاَكْحُلُهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "قَدْ كَانَتْ اِحْدَاكُنَّ تَجْلِسُ حَوْلًا وَّاِنَّمَا هِيَ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا فَاِذَا كَانَ الْحَوْلُ خَرَجَتْ وَرَمَتْ وَرَائَهَا بِبَعْرَةٍ" ۔

☆☆ سیّدہ زینب بنت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا' سیّدہ اُم سلمہ اور سیّدہ اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے یہ بات نقل کرتی ہیں: ایک

3501-اخرجه البخاري في الطلاق، باب تحد المتوفى عنها اربعة اشهر و عشرًا (الحديث 5336)، و باب الكحل للحادة (الحديث 5338)، و في الطب باب الاثمد و الكحل من الرمد (الحديث 5706) . و اخرجه مسلم في الطلاق، باب وجوب الاحداد في عدة الوفاة و تحريمه في غير ذلك الا ثلاثة ايام (الحديث 58 و 60 و 61) . و اخرجه ابو داؤد في الطلاق، باب احداد المتوفى عنها زوجها (الحديث 2299) و اخرجه الترمذي في الطلاق، باب ما جاء في عدة المتوفى عنها زوجها (الحديث 1197) و اخرجه النسائي في الطلاق، باب عدة المتوفى عنها زوجها (الحديث 3502)، و ترك الزينة للحادة المسلمة دون اليهودية و النصرانية (الحديث 3535)، والنهي عن الكحل للحادة (الحديث 3540 و 3541 و 3542 و 3543) . تحفة الاشراف (18259) .

3502-تقدم في الطلاق، باب عدة المتوفى عنها زوجها (الحديث 3501) .

خاتون نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اس نے عرض کی: میری بیٹی کا شوہر فوت ہو گیا ہے مجھے اس کی آنکھوں کے بارے میں اندیشہ ہے تو کیا میں اس میں سرمہ لگا دوں؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

''پہلے کوئی عورت ایک سال تک ٹھہری رہتی تھی یہ تو چار ماہ دس دن ہیں (پہلے یہ ہوتا تھا) وہ عورت ایک سال گزرنے کے بعد گھر سے باہر آتی تھی پھر وہ اپنے پیچھے مینگنی پھینکتی تھی تو اس کی عدت ختم ہوتی تھی''۔

3503 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ سَمِعْتُ نَافِعًا يَقُوْلُ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ اَبِى عُبَيْدٍ اَنَّهَا سَمِعَتْ حَفْصَةَ بِنْتَ عُمَرَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا يَحِلُّ لِامْرَاَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ تَحِدُّ عَلٰى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثٍ اِلَّا عَلٰى زَوْجٍ فَاِنَّهَا تَحِدُّ عَلَيْهِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا" .

☆☆ سیّدہ حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتی ہیں:

''اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھنے والی کسی بھی عورت کے لیے یہ بات جائز نہیں ہے وہ کسی کے مرنے پر تین دن سے زیادہ سوگ کرے البتہ شوہر کا حکم مختلف ہے کیونکہ شوہر پر وہ چار ماہ دس دن تک سوگ کرے گی''۔

3504 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الصَّبَّاحِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَوَاءٍ قَالَ اَنْبَاَنَا سَعِيْدٌ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ اَبِى عُبَيْدٍ عَنْ بَعْضِ اَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا يَحِلُّ لِامْرَاَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ تَحِدُّ عَلٰى مَيِّتٍ اَكْثَرَ مِنْ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ اِلَّا عَلٰى زَوْجٍ فَاِنَّهَا تَحِدُّ عَلَيْهِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا" .

☆☆ صفیہ بنت عبید نبی اکرم ﷺ کی ایک زوجہ محترمہ اور سیّدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے یہ بات نقل کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھنے والی کسی بھی عورت کے لیے یہ جائز نہیں ہے وہ کسی کے مرنے پر تین دن سے زیادہ سوگ کرے البتہ شوہر کا حکم مختلف ہے کیونکہ وہ عورت شوہر پر چار ماہ دس دن تک سوگ کرے گی''۔

3505 - اَخْبَرَنِىْ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا السَّهْمِيُّ - يَعْنِىْ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ بَكْرٍ - قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ اَبِىْ عُبَيْدٍ عَنْ بَعْضِ اَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِىَ اُمُّ سَلَمَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ .

☆☆ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے تاہم اس میں یہ بات مذکور ہے نبی اکرم ﷺ کی زوجہ محترمہ سے

3503 - اخرجه مسلم في الطلاق، باب وجوب الاحداد في عدة الوفاة و تحريمه في غير ذلك الا ثلاثة ايام (الحديث 63 و 64) . و اخرجه ابن ماجه في الطلاق، باب هل تحد المراة على غير زوجها (الحديث 2086) . تحفة الاشراف (15817) .

3504 - انفرد به النسائي . و سياتي في الطلاق، باب عدة المتوفى عنها زوجها (الحديث 3505) . تحفة الاشراف (18283) .

3505 - تقدم (الحديث 3504) .

مراد سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا ہی ہیں۔

شرح

وَالْمُطَلَّقٰتُ یَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ ؕ وَلَا یَحِلُّ لَهُنَّ اَنْ یَّكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِیْٓ اَرْحَامِهِنَّ اِنْ كُنَّ یُؤْمِنَّ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ وَبُعُوْلَتُهُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِیْ ذٰلِكَ اِنْ اَرَادُوْٓا اِصْلَاحًا ؕ وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِیْ عَلَیْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۪ وَلِلرِّجَالِ عَلَیْهِنَّ دَرَجَةٌ ؕ وَاللّٰهُ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ (۲۲۸، البقرہ)

مطلقہ عورتوں کی عدت مقرر کرنے کا شان نزول

اس سے پہلے ایلاء کی دو آیتوں کو اللہ تعالیٰ نے طلاق پر ختم کیا تھا اور طلاق کو عدت لازم ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں عدت کا حکم بیان فرمایا ہے۔ حافظ جلال الدین سیوطی نے اس آیت کے شان نزول میں حسب ذیل احادیث ذکر کی ہیں:

امام ابوداؤد امام ابی حاتم اور امام بیہقی نے روایت کیا ہے کہ حضرت اسماء بنت یزید بن السکن انصاریہ بیان کرتی ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں طلاق دی گئی اس وقت مطلقہ کے لیے کوئی عدت نہیں ہوتی تھی تو اللہ تعالیٰ نے طلاق کی عدت کو بیان فرمایا اور یہ آیت نازل فرمائی۔ وہ پہلی خاتون ہیں جن کے متعلق عدت طلاق نازل ہوئی۔

امام عبد بن حمید نے قتادہ سے روایت کیا ہے کہ زمانہ جاہلیت میں طلاق کی کوئی عدت نہیں ہوتی تھی۔

(الدرالمنثور ج ۱ ص ۲۷۴ مطبوعہ مکتبہ آیۃ اللہ العظمی ایران)

مطلقہ عورتوں کی اقسام اور ان کی عدتوں کا بیان

اس آیت میں مطلقات کی عدت تین قروء (تین حیض) بیان کی گئی ہے اور مطلقہ کے کئی افراد ہیں غیر مدخولہ کی سرے سے عدت ہی نہیں ہے۔

(آیت) یایها الذین امنوا اذا نكحتم المؤمنت ثم طلقتموهن من قبل ان تمسوهن فمالكم علیهن من عدة تعتدونها فمتعوهن وسرحوهن سراحا جمیلا ۔ (الاحزاب:۴۹)

ترجمہ: اے مسلمانو! جب تم مسلمان عورتوں سے نکاح کرو پھر تم ان کو مباشرت سے پہلے طلاق دے دو تو پھر تمہارے لیے ان پر کوئی عدت نہیں جسے تم شمار کرو سو تم ان کو کچھ فائدہ پہنچاؤ اور حسن سلوک کے ساتھ انہیں چھوڑ دو۔

اور جو عورت مطلقہ ہو اور حاملہ ہو اس کی عدت وضع حمل ہے:

(آیت) واولات الاحمال اجلهن ان یضعن حملهن ۔ (الطلاق:۴)

ترجمہ: اور حاملہ عورتوں کی عدت وضع حمل ہے۔

اور جو عورت مطلقہ ہو غیر حاملہ ہو لیکن صغر سن یا بڑھاپے کی وجہ سے اس کو حیض نہ آتا ہو اس کی عدت تین ماہ ہے:

(آیت) والٰئی یئسن من المحیض من نسآئكم ان ارتبتم فعدتهن ثلثة اشهر والٰئی لم یحضن (الطلاق:۴)

ترجمہ: اور تمہاری عورتوں میں سے جو حیض سے مایوس ہو چکی ہیں اگر تمہیں اشتباہ ہو (کہ ان کی عدت کیا ہو گی؟) تو ان کی

عدت تین مہینے ہے اور جن عورتوں کو ابھی حیض آنا شروع نہیں ہوا (ان کی عدت بھی تین ماہ ہے)۔
اور جو مطلقہ عورت مدخولہ ہو غیر حاملہ ہو بالغہ اور جوان ہو لیکن باندی ہو اس کی عدت دو حیض ہے سو اس آیت میں جس مطلقہ عورت کی عدت تین حیض بیان کی گئی ہے وہ ایسی مطلقہ عورت ہے جو مدخولہ ہو غیر بالغہ اور جوان ہو اور آزاد ہو اور مطلقات کے عموم سے مطلقہ عورتوں کے باقی افراد مستثنیٰ ہیں اس لیے یہ آیت عام مخصوص عنہ البعض ہے۔

عدت کا لغوی اور شرعی معنی اور عدت کے احکام:

اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

(آیت) یایها النبی اذا طلقتم النسآء فطلقوهن لعدتهن واحصوا العدة واتقوا الله ربکم لا تخرجوهن من بیوتهن ولا یخرجن الا ان یاتین بفاحشة مبینة وتلك حدود الله ومن یتعد حدود الله فقد ظلم نفسه (الطلاق:۱)

اے نبی! (مسلمانوں سے کہیے:) جب تم (اپنی) عورتوں کو طلاق دو تو ان کو عدت کے لیے (اس زمانہ میں جس میں جماع نہ کیا ہو) طلاق دو اور عدت کو شمار کرو اور اپنے رب اللہ سے ڈرتے رہو تم مطلقہ عورتوں کو دوران عدت ان کے گھروں سے نہ نکالو اور وہ خود (بھی) نہ نکلیں البتہ اگر وہ کسی کھلی گھروں سے نہ نکالو اور وہ خود (بھی) نکلیں البتہ اگر وہ کسی کھلی بے حیائی کا ارتکاب کریں (تو پھر نکال دو) اور یہ اللہ کی حدود ہیں اور جس نے اللہ کی حدود سے تجاوز کیا اس نے اپنی جان پر ظلم کیا۔

عدت کا لغوی معنی ہے

گننا اور شمار کرنا اور اس کا اصطلاح شرع میں یہ معنی ہے کہ زوال نکاح کے بعد عورت کا شوہر کے مکان میں ایک مدت معینہ تک ٹھہرنا اور انتظار کرنا۔ عورت کے حق میں عدت کا رکن یہ ہے کہ دوران عدت اس کا گھر سے باہر نکلنا حرام ہے اور دوران عدت نکاح کرنا یا نکاح کا پیغام کرنا حرام ہے اور مرد پر لازم ہے کہ وہ عدت کے زمانہ میں عورت کو رہائش اور کھانے کا خرچ مہیا کرے۔ اگر اس نے تین طلاقیں دی ہیں تو مطلقہ اس کے گھر میں اجنبی عورت کی طرح رہے گی اور اس سے پردہ کرے گی۔ عدت کے دوران مرد پر مطلقہ کی بہن اس کی پھوپھی اس کی خالہ اس کی بھتیجی اور اس کی بھانجی سے نکاح کرنا حرام ہے اسی طرح اگر مطلقہ اس کی چوتھی بیوی تھی اور بقیہ تین اس کے نکاح میں ہیں تو اب وہ دوران عدت مزید کسی عورت سے نکاح نہیں کر سکتا۔

(ردالمحتار ج ۲ ص ۵۹۹۔ ۵۹۸ مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت ۱۴۰۷ھ)

عدت مقرر کرنے کی حکمتیں:

عدت کی حکمت یہ ہے کہ عورت کے رحم کا استبراء ہو جائے اور معلوم ہو جائے کہ وہ حاملہ ہے یا نہیں کیونکہ اگر اس کو حیض آ گیا تو وہ حاملہ نہیں ہو گی اور اس کی عدت تین حیض ہو گی ورنہ وضع حمل تک اس کی عدت ہو گی دوسری حکمت یہ ہے کہ اگر عورت دوسرا نکاح کرتی ہے تو اس نکاح اور دوسرے نکاح کے درمیان واقع ہونا چاہیے تا کہ اس وقفہ میں عورت کے دل و دماغ پر پہلے شوہر کے جو

اثرات نقش ہو چکے تھے وہ محو ہو جائیں اور وہ خالی الذہن ہو کر دوسرے شوہر کے نکاح میں جائے تیسری حکمت یہ ہے کہ عدت کے دوران عورت طلاق کے عواقب اور نتائج پر غور کرے کہ اس کی کس خطا یا زیادتی کی وجہ سے طلاق واقع ہوئی تا کہ دوسرے نکاح میں وہ ان غلطیوں کا اعادہ نہ کرے اور اگر شوہر کی کسی بدسلوکی یا زیادتی کے نتیجے میں طلاق واقع ہوئی ہے تو اب دوسرے نکاح میں زیادہ غور وفکر اور تامل سے کام لے اور احتیاط سے نکاح کرے تا کہ پھر اسی قماش کے شوہر کے پلے نہ بندھ جائے چوتھی حکمت یہ ہے کہ اگر ایک طلاق یا دو طلاقوں کی عدت گزار رہی ہے تو شوہر کے لیے اس طلاق سے رجوع کرنے کا موقع باقی رہے اور جس جھگڑے یا فساد کی بناء پر یہ طلاق واقع ہوئی تھی بعد میں جب فریقین کا جوش غضب ٹھنڈا ہو جائے تو اس جھگڑے کے عوامل پر غور کریں اور شوہر حسن سلوک کے ساتھ زندگی گزارنے کے لیے رجوع کر لے جس طرح اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں فرمایا ہے: اور ان کے خاوند اس مدت میں (طلاق رجعی کو) واپس لینے کے زیادہ حق دار ہیں بشرطیکہ ان کا ارادہ حسن سلوک کے ساتھ رہنے کا ہو اس لیے یہ ضروری ہے کہ صرف ایک یا زیادہ سے زیادہ دو طلاقیں دی جائیں تا کہ رجوع کا موقع باقی رہے اور تین طلاقیں دے کر بعد میں پچھتانا نہ پڑے اور بچوں کی زندگی ویران نہ ہو ہمارے زمانہ میں یہ وبا عام ہے کہ لوگ جب طلاق دیتے ہیں تو تین طلاقوں سے کم نہیں دیتے یا وثیقہ نویس سے طلاق لکھواتے ہیں اور وہ تین طلاقیں لکھ کر دستخط کرا لیتا ہے اور جب جھگڑے کا جوش ختم ہو جاتا ہے تو میاں بیوی دونوں دربدر مارے مارے پھرتے ہیں غیر مقلد مولوی سے فتویٰ لیتے ہیں یا حلالہ کی ناگوار صورت اختیار کرتے ہیں۔

قرء کے معانی کے متعلق ائمہ لغت کی تصریحات:

اللہ تعالیٰ نے مطلقہ کی عدت تین قروء بیان فرمائی ہے لیکن قروء کی تفسیر میں مجتہدین کا اختلاف ہے امام ابوحنیفہ اور امام احمد کے نزدیک قروء کا معنی حیض ہے اور امام مالک اور امام شافعی کے نزدیک قروء کا معنی طہر ہے۔ لغت میں قرء کا معنی حیض اور طہر ہے اور یہ لغت اضداد سے ہے۔

علامہ فیروز آبادی لکھتے ہیں: قرء کا معنی حیض طہر اور وقت ہے۔ (قاموس ج ۱ ص ۱۳۶ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت ھ)

علامہ جوہری لکھتے ہیں: قرء کا معنی حیض ہے اس کی جمع قروء اور اقراء ہے حدیث میں ہے: اپنے ایام اقراء میں نماز کو ترک کر دو اس حدیث میں قروء کا اطلاق حیض پر ہے اور قرء کا معنی طہر بھی ہے یہ لغت اضداد سے ہے۔

(الصحاح ج ۱ ص ۶۴ مطبوعہ دار العلم بیروت ۱۴۰۴ھ)

علامہ ابن منظور افریقی نے بھی یہی لکھا ہے۔ (لسان العرب ج ۱ ص ۱۳۰ مطبوعہ نشر ادب الحوزۃ قم ایران ۱۴۰۵ھ)

علامہ راغب اصفہانی لکھتے ہیں: قرء حقیقت میں طہر سے حیض میں داخل ہونے کا نام ہے اور جب کہ یہ لفظ حیض اور طہر دونوں کا جامع ہے تو اس کا ہر ایک پر اطلاق کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: مطلقہ عورتیں اپنے آپ کو (نکاح ثانی سے) تین قروء تک روکے رکھیں یعنی تین حیض تک روکے رکھیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اپنے ایام اقراء میں نماز پڑھنے سے بیٹھی رہو یعنی اپنے ایام حیض میں۔ اہل لغت نے کہا ہے کہ قرء کا معنی ہے: جمع ہونا اور ایام حیض میں رحم میں خون جمع ہوتا ہے۔

(المفردات ص ۴۰۲ مطبوعہ المکتبۃ المرتضویہ ایران ۱۳۴۲ھ)

قرء بہ معنی حیض کی تائید میں احادیث اور فقہاء احناف کے دلائل:

امام ترمذی روایت کرتے ہیں: عدی بن ثابت اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مستحاضہ کے متعلق فرمایا: تم اپنے ان ایام اقراء میں نماز چھوڑ دو جن میں تم کو حیض آتا ہے پھر تم غسل کرو اور ہر نماز کے لیے وضو کرو نماز پڑھو اور روزہ رکھو۔ (جامع ترمذی ص ۳۴ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی)

اس حدیث میں یہ دلیل بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرء کا اطلاق حیض پر کیا ہے اور یہ دلیل بھی ہے کہ حیض کی کم از کم مدت تین دن اور زیادہ سے زیادہ دس دن ہے کیونکہ اقراء عربی قواعد کے اعتبار سے جمع قلت ہے اور اس کا اطلاق کم از کم تین اور زیادہ سے زیادہ دس پر ہوتا ہے اور آپ نے حیض کے لیے اقراء کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔

اس حدیث کو امام ابوداؤد۔ ا (امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ سنن ابوداؤد ج اص ۲۷ مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور ۱۴۰۵ھ)

امام نسائی۔ ۲۔ (امام ابوعبدالرحمان نسائی متوفی ۳۰۳ھ سنن نسائی ج اص ۶۵ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی)

اور امام دارقطنی۔ ۳ (امام علی بن عمر دارقطنی متوفی ۳۸۵ھ سنن دارقطنی ج اص ۲۱۲ مطبوعہ نشر السنۃ ملتان) نے بھی روایت کیا ہے۔

نیز امام ترمذی روایت کرتے ہیں: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: باندی کی طلاق (مغلظہ) دو طلاقیں ہیں اور اس کی عدت دو حیض ہیں۔ (جامع ترمذی ص ۱۹۱ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی)

اس حدیث کو امام ابوداؤد۔ ا (امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۲۷۵ مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور ۱۴۰۵ھ)

امام ابن ماجہ۔ ۲ (امام ابوعبداللہ محمد بن یزید بن ماجہ متوفی ۲۷۳ھ سنن ابن ماجہ ص ۱۵۰ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب، کراچی)

امام مالک۔ ۳ (امام مالک بن انس اصبحی متوفی ۱۷۹ھ موطا امام مالک ص ۵۲۶ مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور)

امام دارمی۔ ۴ (امام ابوعبدالرحمان نسائی متوفی ۳۰۳ھ سنن نسائی ج ۲ ص ۲۹۸ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی)

اور امام احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ ۵ (امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ، مسند احمد ج ۶ ص ۱۱۷ مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت، ۱۳۹۸ھ)

اس حدیث سے وجہ استدلال یہ ہے کہ اس پر اتفاق ہے کہ آزاد اور باندی کی عدت کے عدد میں فرق ہے جنس میں فرق نہیں ہے اور جب باندی کی عدت دو حیض ہے تو آزاد عورت کی عدت تین حیض ہوئی اور حدیث میں یہ تصریح ہے کہ قرء سے مراد حیض ہے۔

حافظ جلال الدین سیوطی لکھتے ہیں: امام عبدالرزاق امام ابن جریر اور امام بیہقی نے عمرو بن دینار سے روایت کیا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے کہا: الاقراء سے مراد حیض ہے۔

امام ابن جریر اور امام بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ثلاثۃ قروء سے مراد تین حیض ہیں۔

امام عبد بن حمید نے مجاہد سے اس آیت کی تفسیر میں روایت کیا ہے کہ اس سے مراد حیض ہے۔

وکیع نے حسن سے روایت کیا ہے کہ عورت حیض کیساتھ عدت گزارے خواہ اس کو ایک سال کے بعد حیض آئے۔

امام عبدالرزاق نے عکرمہ سے روایت کیا ہے کہ الاقراء حیض ہیں طہر نہیں ہیں۔

امام عبدالرزاق نے عکرمہ سے روایت کیا ہے کہ الاقراء حیض ہیں طہر نہیں ہیں۔
امام عبدالرزاق اور امام بیہقی نے حضرت زید بن ثابت سے روایت کیا ہے کہ طلاق دینا مردوں پر موقوف ہے اور عدت عورتوں پر موقوف ہے۔ (الدرالمنثور ج ا ص ۲۷۵۔۲۷۴ مطبوعہ مکتبہ آیۃ اللہ العظمی ایران)

فقہاء احناف نے ثلاثۃ قروء میں لفظ ثلثۃ سے بھی استدلال کیا ہے کیونکہ اگر قرء کا معنی طہر لیا جائے تو جس طہر میں طلاق دی جائے گی اس طہر کیا جائے گا یا نہیں اگر اس طہر کو شمار کیا جائے تو دو طہر اور ایک طہر کا کچھ حصہ یعنی اڑھائی طہر عدت قرار پائے گی اور اگر اس طہر کو شمار نہ کیا جائے تو ساڑھے تین طہر عدت قرار پائے گی اور تین قروء صرف اسی صورت میں عدت ہو سکتی ہے جب قرء کا معنی حیض کیا جائے۔

فقہاء احناف نے قرء بہ معنی حیض لینے پر یہ عقلی استدلال کیا ہے کہ عدت مشروع کرنے کی حکمت یہ ہے کہ استبراء رحم ہو جائے یعنی یہ معلوم ہو جائے کہ عورت کے رحم میں شوہر کا نطفہ استقرار پا گیا ہے اور بچہ بننے کا عمل شروع ہو گیا ہے یا اس کا رحم خالی اور صاف ہے سو اگر عورت کو حیض آ گیا تو معلوم ہوا کہ اس کا رحم خالی ہے اور اگر حیض نہیں آیا تو معلوم ہوا کہ اس میں نطفہ ٹھہر گیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ عدت کی حکمت حیض سے پوری ہوتی ہے نہ کہ طہر سے اس لیے صحیح یہی ہے کہ قرء کا معنی حیض کیا جائے۔

فقہاء شافعیہ اور مالکیہ نے اس آیت سے استدلال کیا ہے: (آیت) فطلقوھن لعدتھن۔ (الطلاق: ۱) انہوں نے کہا: اس آیت میں لام توقیت کے لیے ہے اور آیت کا معنی ہے: ان کو عدت کے وقت میں طلاق دو اور چونکہ حیض میں طلاق دینا مشروع نہیں ہے اس سے معلوم ہوا کہ عدت کا وقت طہر ہے اس لیے ثلثۃ قروء میں قروء بہ معنی طہر ہے اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں لام توقیت کیلیے نہیں بلکہ اختصاص کے لیے ہے یعنی طلاق عدت کے ساتھ مختص ہے اور عدت حیض سے شروع ہوتی ہے اس لیے طلاق حیض سے پہلے دینی چاہیے نہ کہ دوران حیض اور اس کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ ایک قراءت میں ہے: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کو یوں بھی پڑھا ہے: فی قبل عدتھن (روح المعانی ج ا ص ۱۳۲) یعنی ان کو عدت سے پہلے طلاق دو نیز قرء بہ معنی حیض پر یہ دلیل ہے کہ اللہ تعالی نے ثلثۃ قروء کے بعد فرمایا ہے: عورتوں کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اس چیز کو چھپائیں جو اللہ نے ان کے رحموں میں پیدا کیا ہے اور یہ واضح ہے کہ اس کا تعلق حیض سے ہے نہ کہ طہر سے۔

قرء کے معنی کی تعیین میں دیگر ائمہ مذاہب کی آراء:

علامہ ماوردی شافعی لکھتے ہیں: قروء کے متعلق دو قول ہیں: ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد حیض ہے یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ حضرت ابوموسی رضی اللہ عنہ مجاہد قتادہ ضحاک عکرمہ سدی امام مالک اور ابوحنیفہ کا قول ہے (علامہ ماوردی کو نقل میں تسامح ہوا ہے امام مالک کے نزدیک اس کا معنی حیض نہیں طہر ہے البتہ امام احمد کے نزدیک اس کا معنی حیض ہے) دوسرا قول یہ ہے کہ اس کا معنی طہر ہے یہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ زہری ابان بن عثمان امام شافعی اور اہل حجاز کا قول ہے۔ (النکت والعیون ج ا ص ۲۹۱۔۲۹۰ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)

علامہ قرطبی مالکی لکھتے ہیں: اس آیت سے مراد یہ ہے کہ مطلقہ عورتیں اپنے آپ کو تین ادوار یا تین انتقالات تک (عقد ثانی

ہے) روکے رکھیں اور مطلقہ کبھی حیض سے طہر کی طرف اور کبھی طہر سے حیض کی طرف منتقل ہوتی ہے اور یہاں طہر سے حیض کی طرف انتقال تو قطعاً مراد نہیں ہے کیونکہ حیض میں طلاق دینا تو اصلاً مشروع نہیں ہے اور جب کہ طلاق دینا طہر میں مشروع ہے تو پھر عدت تین انتقالات ہے اور پہلا انتقال اس طہر سے ہے جس میں طلاق واقع ہے۔

(الجامع الاحکام القرآن ج ۳ ص ۱۱۵۔۱۱۴ مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران ۱۳۸۷ھ)

علامہ ابن جوزی حنبلی لکھتے ہیں: اقراء کے متعلق فقہاء کے دو قول ہیں ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد حیض ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ عکرمہ ضحاک سدی سفیان ثوری اوزاعی حسن بن صالح امام ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب اور امام احمد بن حنبل کا یہی قول ہے امام احمد نے کہا: میں پہلے یہ کہتا تھا کہ قرء بہ معنی طہر ہے اور اب میرا مذہب یہ ہے کہ قرء کا معنی حیض ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ اقراء سے مراد اطہار ہیں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا زہری ابان بن عثمان امام مالک بن انس اور امام شافعی کا یہی مذہب ہے۔ (زاد المسیر ج ۱ ص ۲۶۰۔۲۵۹ مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۴۰۷ھ)

علامہ ابوبکر جصاص حنفی لکھتے ہیں: ہر چند کہ قرء کا اطلاق حیض اور طہر دونوں پر ہوتا ہے لیکن چند دلائل کی وجہ سے قرء بہ معنی حیض راجح ہے ایک دلیل یہ ہے کہ اہل لغت نے کہا ہے کہ قرء کا معنی کا معنی اصل لغت میں وقت ہے اور اس لحاظ سے اس کا بہ معنی حیض ہونا راجح ہے کیونکہ وقت کسی چیز کے حادث ہونے کا ہوتا ہے اور حادث حیض ہوتا ہے کیونکہ طہر تو حالت اصلی ہے اور بعض نے کہا: قرء کا معنی اصل لغت میں جمع اور تالیف ہے اس اعتبار سے بھی حیض اولیٰ ہے کیونکہ ایام حیض میں رحم میں خون جمع ہوتا رہتا ہے دوسری دلیل یہ ہے کہ اس عورت کو ذات الاقراء کہا جاتا ہے جس کو حیض آتا ہو اور جو کم سن ہو یا بڑھیا بانجھ ہو اس کو ذات الاقراء نہیں کہا جاتا ہے حالانکہ طہر تو ان کو اس وقت حاصل ہوتا ہے تیسری دلیل یہ ہے کہ لغت قرآن پر اتھارٹی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قرء کو حیض کے معنی میں استعمال فرمایا ہے طہر کے معنی میں استعمال نہیں فرمایا کیونکہ آپ نے فرمایا: مستحاضہ اپنے ایام اقراء میں نماز پڑھنا چھوڑ دے اور آپ نے حضرت فاطمہ بنت ابی حبیش سے فرمایا: جب تمہارا قرء آئے تو نماز چھوڑ دے اور آپ نے حضرت فاطمہ بنت ابی حبیش سے فرمایا: جب تمہارا قرء آئے تو نماز چھوڑ دو اور جب وہ چلا جائے تو غسل کر کے نماز پڑھو اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: باندی کی طلاقیں دو ہیں اور اس کا قرء دو حیض ہیں اور ایک روایت میں فرمایا: اس کی عدت دو حیض ہیں اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اوطاس کی باندیوں کے متعلق فرمایا: وضع حمل سے پہلے حاملہ سے وطی نہ کی جائے اور جب تک ایک حیض سے استبراء نہ ہو جائے غیر حاملہ سے وطی نہ کی جائے۔ (احکام القرآن ج ۱ ص ۳۶۷۔۳۶۴ مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ۱۴۰۰ھ)

امام بخاری بیان کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جب وطی شدہ باندی کو ہبہ کیا جائے یا اسے فروخت کیا جائے یا وہ آزاد ہو جائے تو ایک حیض کے ساتھ اس کے رحم کا استبراء کیا جائے اور کنواری باندی کا استبراء نہ کیا جائے۔

(صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۹۸۔۲۹۷ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۸۱ھ)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور عورتوں کے لیے بھی دستور کے مطابق مردوں پر اسی طرح حقوق ہیں جس طرح مردوں کے عورتوں پر حقوق ہیں اور مردوں کو عورتوں پر ایک درجہ فضیلت ہے۔ (البقرہ: ۲۲۸)

اسلام میں عورتوں کے مردوں پر حقوق

اس آیت کی تفسیر میں ہم پہلے یہ بیان کریں گے کہ اسلام نے عورتوں کو کیا حقوق دیئے ہیں اس کے بعد مردوں کے حقوق اور ان کی فضیلت بیان کریں گے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

(آیت) **یایھا الذین امنوا لایحل لکم ان ترثوالنسآء کرھا ولا تعضلوھن لتذھبوا ببعض ما اتیتموھن الا ان یاتین بفاحشۃ مبینہ وعاشروھن بالمعروف فان کرھتموھن فعسی ان تکرھوا شیاویجعل اللہ فیہ خیرا کثیرا ۔ وان ارتم الستبدال زوج مکان زوج واتیتم احدھن قنطارا فلاتاخذوا منہ شینا اتاخذونہ بھتانا واثمامبینا ۔ وکیف تاخذونہ وقد افضی بعضکم الی بعض واخذن منکم میثاقا غلیظا ۔ ۔** (النساء: ۲۰-۱۸)

ترجمہ: اے ایمان والو! تمہارے لیے زبردستی عورتوں کا وارث بنا جانا جائز نہیں ہے اور ان سے اپنے دیئے ہوئے مہر کا بعض حصہ لینے کے لیے ان کو نہ روکو ماسوا اس کے کہ وہ کھلی ہوئی بے حیائی کا کام کریں اور تم ان کے ساتھ حسن سلوک کے ساتھ زندگی گزارو پس اگر تم ان کو ناپسند کرو گے تو یہ ہوسکتا ہے کہ تم کسی چیز کو ناپسند کرو اور اللہ تمہارے لیے اس میں خیر کثیر رکھ دے۔ اور اگر تم ایک بیوی کو چھوڑ کر دوسری بیوی سے نکاح کا ارادہ کرو اور تم ان میں سے کسی ایک کو بہت زیادہ مال دے چکے ہو تو اس سے کوئی چیز واپس نہ لو کیا تم اس مال کو بہتان باندھ کر واپس لو گے اور کھلے گناہ کا ارتکاب کرو گے۔ اور تم اس مال کو کیسے واپس لو گے حالانکہ تم (خلوت میں) ایک دوسرے سے باہم مل چکے ہو؟ اور وہ تم سے (عقد نکاح کے ساتھ) پختہ عہد لے چکی ہیں۔

ان آیتوں کا شان نزول یہ ہے کہ زمانہ جاہلیت میں جب کسی عورت کا خاوند مر جاتا تو اس کے خاوند کا سوتیلا بیٹا یا بھائی یا کوئی اور رشتہ دار اس سے بالجبر نکاح کر لیتا یا کسی دوسرے شخص سے اس کا بالجبر نکاح کر دیتا اور اس کے کل مہر یا آدھے مہر پر قبضہ کر لیتا اسلام نے عورتوں پر اس ظلم اور بری رسم کو مٹایا اور زبردستی عورتوں کا کسی سے بھی نکاح کرنے سے منع فرمایا دوسری اہم چیز ہے مہر کا تحفظ کرنا۔ زمانہ جاہلیت میں لوگ مختلف حیلوں بہانوں سے عورتوں کا مہر دبا لیتے تھے اسلام نے اس بری رسم کو مٹایا واضح رہے کہ دنیا کے کسی مذہب نے بھی عورتوں کے لیے مہر کو لازم نہیں کیا صرف اسلام ہی عورتوں کو یہ حق دیا ہے، مہر کا فائدہ یہ ہے کہ اگر خاوند عورت کو طلاق دے دے یا مر جائے تو عورت کے پاس مہر کی صورت میں ایک معقول آمدنی ہو جس کے ذریعہ وہ اپنے نئے مستقبل کا آغاز کر سکے۔

ان آیتوں میں عورتوں کا خاوند پر تیسرا حق یہ بیان کیا ہے کہ مردوں کو ہدایت دی کہ وہ عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کے ساتھ زندگی بسر کریں۔ رہائش میں کھانے پینے بات چیت کرنے میں اور دیگر عائلی اور خانگی معاملات میں ان کے ساتھ حسن سلوک کے

ساتھ رہیں۔

چوتھا حق یہ بیان کیا ہے کہ اگر عورت کی صورت یا سیرت تم کو ناپسند ہو پھر بھی اس کے ساتھ ازدواج کے ناطے نہ توڑ دو اور صبر و شکر کے ساتھ اس کے ہمراہ زندگی گزار دو ہوسکتا ہے کہ اس سے ایسی صالح اولاد پیدا ہو کہ اسے دیکھ کر تم بیوی کی بدصورتی یا اس کی بری عادتوں کو بھول جاؤ یا کسی اور وجہ یا کسی اور وجہ سے اللہ تمہارے لیے اس نکاح میں ڈھیروں برکتیں نازل فرمائے۔

پانچواں حق یہ بیان کیا ہے کہ اگر عورت کو تم سونے چاندی کے پل کے برابر ڈھیروں مال بھی دے چکے ہو خواہ مہر کی صورت میں یا ویسے ہی بہ طور ہبہ تو اس مال کو اب اس سے واپس نہ لو تم نے صرف مال دیا ہے عورت تو اپنا جسم اور بدن تمہارے حوالے کر چکی ہے اور جسم و جان کے مقابلہ میں مال کی کیا حقیقت ہے۔

(آیت) فان خفتم الا تعدلوا فواحدة او ماملكت ايمانكم ذلك ادنى الا تعولوا ۔ واتوا النسآء صدقتهن نحلة ۔ (النساء:۳۔۴)

ترجمہ: پھر اگر تمہیں یہ خدشہ ہو کہ تم ان (متعدد ازواج) میں عدل قائم نہ رکھ سکو گے تو فقط ایک سے نکاح کرو یا اپنی مملوکہ باندیوں پر اکتفاء کرو یہ کسی ایک زوجہ کی طرف بہت مائل ہونے سے زیادہ قریب ہے۔ اور عورتوں کو ان کا مہر خوشی سے ادا کرو۔

اسلام نے ضرورت کی بناء پر تعدد ازدواج کی اجازت دی ہے لیکن جو ان میں عدل کر سکے اور جو عدل نہ کر سکے اس کو یہ حکم دیا ہے کہ وہ صرف ایک نکاح پر اکتفاء کرے۔ ان آیتوں میں عورتوں کا مردوں پر ایک حق یہ بیان کیا ہے کہ ان میں عدل و انصاف کیا جائے اور دوسرا حق یہ بیان کیا ہے کہ ان کا مہر خوشی سے ادا کیا جائے۔ سورۃ نساء کی ان آیتوں سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے عورتوں کے مہر کی ادائیگی کے متعلق بہت تاکید کی ہے اور ہمارے دور میں اس معاملہ میں بہت سستی کی جاتی ہے۔

(آیت) وعلى المولود له رزقهن وكسوتهن بالمعروف ۔ (البقرۃ:۲۳۳)

ترجمہ: اور دودھ پلانے والی ماؤں کا کھانا اور کپڑا دستور کے مطابق اس شخص کے ذمہ ہے جس کا بچہ ہے۔

اس آیت میں یہ بتایا ہے کہ عورتوں کا مردوں پر یہ حق ہے کہ وہ ان کو کھانا اور کپڑا مہیا کریں اگر عورتیں امور خانہ داری انجام دیتی ہیں اور کھانا پکاتی ہیں تو یہ ان کی طرف سے احسان ہے اور ازواج مطہرات اور صحابیات کی سنت ہے۔

(آیت) فان ارضعن لكم فاتوهن اجورهن واتمروا بينكم بمعروف وان تعاسرتم فسترضع له اخرى ۔ (الطلاق:۶)

ترجمہ: پھر اگر وہ تمہارے لیے (بچہ کو) دودھ پلائیں تو انہیں ان کی اجرت دو اور آپس میں دستور کے ساتھ مشورہ کرو اور اگر تم باہم دشواری محسوس کرو تو بچہ کو کوئی اور عورت دودھ پلا دے گی۔

اس آیت میں بتایا ہے کہ بچہ کو دودھ پلانا عورت کی ذمہ داری نہیں ہے اور عورت مرد کی غلام نہیں ہے اور مرد ڈکٹیٹر نہ بنے بلکہ گھریلو معاملات کو باہمی مشاورت سے چلائیں اور اگر عورت بچہ کو دودھ پلائے تو اس کا یہ حق ہے کہ مرد سے اس کی اجرت لے لے

اور یہ کہ عورت کو دودھ پلانے پر مجبور نہیں کیا جاسکتا۔

اگر شوہر اور بیوی کے درمیان کوئی مناقشہ ہوجائے تو اللہ تعالیٰ نے عورت کے حقوق کی محافظت کرتے ہوئے فرمایا:

(آیت) والتی تخافون نشوزھن فعظوھن واھجروھن فی المضاجع واضربوھن فان اطعنکم فلا تبغوا علیھن سبیلا ۔ (النساء:۳۴)

ترجمہ: اور جن عورتوں سے تمہیں نافرمانی کا خوف ہوان کو (نرمی سے) نصیحت کرواورانہیں ان کی خواب گاہوں میں تنہا چھوڑ دو (اگر وہ پھر بھی باز نہ آئیں) تو انہیں (تادیبا خفیف سا) مارو پھر وہ اگر تمہاری فرمانبرداری کریں تو انہیں تکلیف پہنچانے کا کوئی بہانہ تلاش نہ کرو۔

تعدداز دواج کی صورت میں عدل وانصاف کی تاکید کرتے ہوئے فرمایا:

(آیت) ولن تستطیعوا ان تعدلوا بین النسآء ولو حرصتم فلا تمیلوا کل المیل فتذروھا کالمعلقة وان تصلحوا وتتقوا فان اللہ کان غفورا رحیما ،وان یتفرقا یغن اللہ کلا من سعته ۔

(النساء:۱۲۹)

ترجمہ: اور خواہ تم عدل کرنے پر حریص ہو پھر بھی تم متعدد ازواج میں عدل نہ کرسکو گے (تو جسکی طرف تم کو رغبت نہ ہو) اس سے مکمل اعراض نہ کرو کہ اسے یوں چھوڑ دو گویا وہ درمیان میں لٹکی ہوئی ہے اور اگر تم اپنی اصلاح کرلو اور خدا سے ڈرو تو بے شک اللہ بہت بخشنے والا بڑا مہربان ہے۔ اور اگر شوہر اور بیوی علیحدگی اختیار کرلیں تو اللہ تعالیٰ ہر ایک کو اپنی وسعت سے مستغنی کردے گا۔

اگر عورت کو طلاق دے دی جائے تو اللہ تعالیٰ نے دوران عدت عورت کے حقوق بیان کرتے ہوئے فرمایا:

(آیت) اسکنوھن من حیث سکنتم من وجدکم ولا تضاروھن لتضیقوا علیھن وان کن اولات حمل فانفقوا علیھن حتی یضعن حملھن ۔ (الطلاق:۶)

ترجمہ: ان عورتوں کو اپنی وسعت کے مطابق وہیں رکھو جہاں خود رہتے ہو اور انہیں تنگ کرنے کے لیے تکلیف نہ پہنچاؤ اور اگر وہ عورتیں حاملہ ہوں تو وضع حمل تک انکو خرچ دیتے رہو۔

یہ تو اس مطلقہ عورت کے حقوق تھے جس کے ساتھ مباشرت ہوچکی ہو اور جس عورت کو مباشرت سے پہلے طلاق دے دی ہو اس کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

(آیت) وان طلقتموھن من قبل ان تمسوھن وقد فرضتم لھن فریضة فنصف ما فرضتم ۔(البقرہ:۲۳۷)

ترجمہ: اگر تم نے عورتوں کو مباشرت سے پہلے طلاق دے دی در آں حالیکہ تم ان کا مہر مقرر کر چکے تھے تو تم پر آدھا مہر ادا کرنا واجب ہے۔

(آیت) لاجناح علیکم ان طلقتم النسآء مالم تمسوھن اوتفرضوا لھن فریضة ومتعوھن علی

الموسع قدرہ وعلی المقترقدرہ ۔ (البقرہ : ۲۳۶)

ترجمہ: اگر تم مباشرت سے پہلے عورتوں کو طلاق دے دو تو کوئی حرج نہیں ہے یا تم نے ان کا کچھ مہر مقرر نہ کیا ہو اور ان کو استعمال کی کچھ چیزیں دو خوشحال اپنی وسعت کے مطابق اور تنگ دست اپنی حیثیت کے مطابق:

(آیت) ولا تمسکوھن ضرارالتعتدوا ۔ (البقرہ : ۲۳۱)

ترجمہ: اوران کو ضرر پہنچانے کے لیے ان کو (اپنے نکاح میں) نہ روکو تا کہ تم ان پر زیادتی کرو۔

اس آیت سے ائمہ ثلاثہ نے یہ استدلال کیا ہے کہ اگر خاوند عورت کو خرچ دے نہ طلاق دے تو عدالت اس نکاح کو فسخ کر سکتی ہے اور ضرورت کی بنا پر علماء احناف کو بھی اسی قول پر فتوی دینا چاہیے۔ واضح رہے کہ اگر شوہر نامرد ہو تو فقہاء احناف کے نزدیک بھی عدالت نکاح کو فسخ کر سکتی ہے جب کہ نفقہ پر بقاء حیات کا مدار ہے اور شوہر کے مرد ہونے پر صرف خواہش نفسانی کی تکمیل کا مدار ہے۔

عورتوں کے حقوق کے سلسلہ میں قرآن مجید کی آیات ذکر کرنے کے بعد اب ہم اس سے متعلق چند احادیث پیش کررہے ہیں :حافظ سیوطی لکھتے ہیں:

امام ترمذی امام نسائی اور امام ابن ماجہ نے حضرت عمرو بن الاحوص سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سنو! تمہاری ازواج پر تمہارا حق ہے اور تمہاری ازواج کا تم پر حق ہے تمہارا حق یہ ہے کہ وہ تمہارے بستروں پر تمہارے ناپسندیدہ لوگوں کو نہ آنے دیں اور نہ تمہارے ناپسندیدہ لوگوں کو تمہارے گھروں میں آنے دیں اور ان کا تم پر حق یہ ہے کہ تم ان کو اچھے کپڑے پہناؤ اور اچھے کھانے کھلاؤ۔

امام احمد ابوداؤد امام ابن ماجہ امام ابن جریر امام حاکم اور امام بیہقی نے حضرت معاویہ بن حیدہ قشیری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ عورت کا اس کے خاوند پر کیا حق ہے؟ آپ نے فرمایا: جب وہ کھانا چاہے تو اس کو کھانا کھلائے اور جب پہننا چاہے تو اس کو پہنائے اس کے چہرے پر نہ مارے اس کو برا نہ کہے اور (تادیبا) صرف گھر میں اس سے علیحدگی اختیار کرے۔ (الدرالمنثور ج اص ۲۷۶ مطبوعہ مکتبہ آیۃ اللہ العظمی ایران)

حافظ منذری بیان کرتے ہیں۔

میمون اپنے والد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی نے فرمایا: جو شخص کسی عورت سے کوئی مہر مقرر کر کے نکاح کرے خواہ کم ہو یا زیادہ اور اس کا ارادہ مہر ادا کرنے کا نہ ہو اور وہ اسے دھوکے میں رکھے اور تادم مرگ اس کا مہر ادا نہ کرے تو وہ اللہ تعالی سے زانی ہونے کی حالت میں ملاقات کرے گا۔

امام ترمذی اور امام ابن حبان نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا: مومنوں میں سے اس شخص کا ایمان کامل ہوگا اور اس شخص کے اخلاص سب سے اچھے ہوں گے جس کے اخلاق اپنی ازواج کے ساتھ اچھے ہوں گے۔

امام ابن حبان حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے بہتر شخص وہ ہے جو اپنی اہلیہ کے ساتھ بہتر ہو اور میں تم سب سے زیادہ اپنے اہل کے ساتھ بہتر ہوں۔

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عورتوں کے ساتھ خیر خواہی کرو کیونکہ عورت کو پسلی سے پیدا کیا گیا ہے اور سب سے زیادہ ٹیڑھی پسلی سب سے اوپر والی ہوتی ہے اگر تم اس کو سیدھا کرنے لگو گے تو وہ ٹوٹ جائے گی سو عورتوں کے ساتھ خیر خواہی کرو۔

امام ابن ماجہ اور امام ترمذی حضرت عمرو بن الاحوص رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں اللہ کی حمد و ثنا اور وعظ و نصیحت کے بعد فرمایا: سنو! عورتوں کے ساتھ خیر خواہی کرو وہ صرف تمہاری مددگار ہیں تم ان پر صرف اس صورت میں حق رکھتے ہو جب وہ کھلی بدکاری کریں اگر وہ ایسا کریں تو ان کو ان کی خواب گاہوں میں تنہا چھوڑ دو اور ان کو معمولی سا مارو پھر اگر وہ تمہاری اطاعت کر لیں تو ان کو مزید مارنے کے لیے کوئی بہانہ نہ بناؤ سنو! تمہارا تمہاری بیویوں پر حق ہے اور تمہاری بیویوں کا تم پر حق ہے تمہارا ان پر حق یہ ہے کہ وہ تمہارے بستروں پر ان کو نہ آنے دیں جن کو تم ناپسند کرتے ہو اور نہ ان کو گھروں میں آنے دیں جن کو تم ناپسند کرتے ہو سنو ان کا تم پر حق یہ ہے کہ تم ان کے کھانے اور پینے میں ان کے ساتھ حسن سلوک کرو (الترغیب والترہیب ج ۳ ص ۵۰۔ ۴۸ ملتقطا مطبوعہ دار الحدیث قاہرہ)

اسلام میں مردوں کے عورتوں پر حقوق:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

(آیت) الرجال قوامون علی النسآء بما فضل اللہ بعضھم علی بعض وبما انفقوا من اموالھم فالصلحت قنتت حفظت للغیب بما حفظ اللہ والتی تخافون نشوزھن فعظوھن واھجروھن فی المضاجع واضربوھن فان اطعنکم فلا تبغوا علیھن سبیلا . (النساء: ۳۴)

ترجمہ: مرد عورتوں کے (حاکم یا) منتظم ہیں کیونکہ اللہ نے ان میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے اور اس لیے بھی کہ انہوں نے ان پر اپنے مال خرچ کیے ہیں سو نیک عورتیں فرمانبردار ہوتی ہیں مردوں کی غیر حاضری میں بھی اللہ کی حفاظت کے ساتھ (شوہر کی عزت اور اس کے مال کی) حفاظت کرتی ہیں اور تمہیں جن عورتوں کی نافرمانی کرنے کا خدشہ ہو ان کو نصیحت کرو اور انہیں ان کی خواب گاہوں میں تنہا چھوڑ دو اور انہیں (تادیبا) مارو اور اگر وہ تمہاری فرمانبرداری کریں تو پھر ان کو مارنے کے لیے بہانے تلاش نہ کرو۔

اس آیت میں یہ بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مردوں کو عورتوں پر فضیلت دی ہے اور ان کو جسمانی اور عقلی قوت زیادہ عطا کی ہے دوسری فضیلت یہ ہے کہ مرد کو عورت کے اخراجات کا کفیل بنایا ہے اور اس کے گھر کا منتظم بنایا ہے تیسری فضیلت یہ ہے کہ مرد کو عورت پر حاکم بنایا ہے اور عورت کو مرد کی فرمانبرداری کا پابند کیا ہے چوتھی فضیلت یہ ہے کہ مرد کو عورت پر یہ فوقیت دی ہے کہ وہ اس کو اس کی نافرمانی پر تادیبا مار سکتا ہے اور پانچویں فضیلت یہ دی ہے کہ عورت کو اس کا پابند کیا ہے کہ وہ مرد کی غیر حاضری میں اس کی عزت کی

حفاظت کرے اور اپنی پارسائی کو مجروح نہ کرے اور شوہر کی غیر حاضری میں اس کے مال کی بھی حفاظت کرے غرضیکہ جسمانی قوی کھانے پینے رہائش اور لباس کے اخراجات اور شوہر کے احکام کی تعمیل اور اس کے مال اور اپنی عفت کی حفاظت ہر اعتبار سے عورت کو مرد کا تابع اور محکوم قرار دیا ہے۔

(آیت) بیدہ عقدۃ النکاح ۔(البقرہ:۲۳۷)

ترجمہ: نکاح کی گرہ مرد کے ہاتھ میں ہے۔

اس آیت میں یہ بتایا ہے کہ نکاح کی گرہ کو قائم رکھنے یا طلاق کے ذریعہ اس کو توڑنے کا اختیار اللہ تعالیٰ نے مرد کے ہاتھ میں رکھا ہے۔عورت کے ذمہ مرد کے فرائض اور مرد کے ذمہ جو عورتوں کے حقوق ہیں ان کا بیان حسب ذیل احادیث میں ہے:

حافظ منذری بیان کرتے ہیں: امام ترمذی امام ابن ماجہ اور امام حاکم نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو عورت اس حال میں مری کہ اس کا خاوند اس سے راضی تھا وہ جنت میں داخل ہوگئی۔

امام ابن حبان نے اپنی صحیح میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو عورت پانچ وقت کی نمازیں پڑھے اپنی پارسائی کی حفاظت کرے اور اپنے شوہر کی اطاعت کرے وہ جس دروازے سے چاہے گی جنت میں داخل ہو جائے گی۔

امام بزار اور امام حاکم حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک عورت حاضر ہوئی اس نے کہا: میں فلانہ بنت فلاں ہوں آپ نے فرمایا: میں تمہیں پہچانتا ہوں بتاؤ کیا کام ہے؟ اس نے کہا: فلاں عبادت گزار میرا عم زاد ہے۔آپ نے فرمایا: میں اس کو جانتا ہوں اس نے کہا: وہ مجھے نکاح کا پیغام دے رہا ہے مجھے بتائیں کہ مرد کا بیوی پر کیا حق ہے؟ اگر میں اس کا حق ادا کرنے کی طاقت رکھوں گی تو اس سے نکاح کرلوں گی۔آپ نے فرمایا: مرد کا حق یہ ہے کہ اگر بالفرض مرد کے نتھنوں سے خون اور پیپ بہ رہا ہو اور تم اس کو چاٹ لو پھر بھی اس کا حق ادا نہیں ہوا۔

اگر کسی بشر کے لیے سجدہ جائز ہوتا تو میں عورت کو حکم دیتا کہ جب خاوند آئے تو عورت اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔امام حاکم نے کہا: اس حدیث کو سند صحیح ہے۔

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی عورت کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ خاوند کی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر (نفلی) روزہ رکھے اور نہ اس کی اجازت کے بغیر کسی کو گھر میں آنے کی اجازت دے۔

امام حاکم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی مسلمان عورت کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے خاوند کے گھر میں کسی ایسے شخص کو آنے کی اجازت دے جس کو وہ ناپسند کرتا ہو اور نہ اس کی مرضی کے بغیر گھر سے نکلے اور نہ اس معاملہ میں کسی اور کی اطاعت کرے اور نہ اس سے الگ بستر پر سوئے اور نہ اس کو ستائے اگر اس کا خاوند ظلم کرتا ہو تو وہ اس کے پاس جائے حتیٰ کہ اس کو راضی کرے اگر وہ اس کی معذرت قبول کرلے تو فبہا اور اللہ بھی اس کے عذر کو

قبول کرلے گا اس کی حجت صحیح ہوگی اور اس پر کوئی گناہ نہیں ہوگا اور اگر خاوند پھر بھی اس سے راضی نہیں ہوا تو اللہ کے نزدیک اس کی حجت تمام ہوگئی امام حاکم نے کہا: یہ حدیث صحیح ہے۔

امام طبرانی نے سند جید کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ قبیلہ خثعم کی ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہنے لگی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے بتائیے کہ خاوند کے بیوی پر کیا حقوق ہیں؟ میں بے نکاح عورت ہوں اگر میں نے ان حقوق کے ادا کرنے کی طاقت پائی تو نکاح کرلوں گی ورنہ بے نکاح رہوں گی آپ نے فرمایا: بیوی پر شوہر کے حقوق میں سے یہ ہے کہ اگر وہ اونٹ کے کجاوہ پر بیٹھی ہو اور شوہر اسے مباشرت کے لیے بلائے تو وہ انکار نہ کرے اور اس کا بیوی پر یہ حق ہے کہ وہ اس کی اجازت کے بغیر (نفلی) روزہ نہ رکھے اگر وہ اس کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر نکلی تو اس کے واپس آنے تک آسمان کے فرشتے رحمت کے فرشتے اور عذاب کے فرشتے اس پر لعنت کرتے رہیں گے۔ اس عورت نے کہا: یہ حقوق ضروری ہیں اور میں کبھی نکاح نہیں کروں گی۔

امام ترمذی اور امام ابن ماجہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب بھی دنیا میں کوئی عورت اپنے خاوند کو ایذاء پہنچاتی ہے کہ جنت میں اس کی بیوی بڑی آنکھوں والی حور اس سے کہتی ہے: اللہ تجھے ہلاک کرے تو اس کو نہ ستا یہ تیرے پاس عارضی طور پر ہے اور عنقریب ہمارے پاس آنے والا ہے۔

امام ترمذی امام نسائی اور امام ابن حبان نے اپنی صحیح میں حضرت طلق بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب مرد عورت کو اپنے کسی کام سے بلائے تو عورت فوراً آ جائے خواہ تنور پر بیٹھی ہو۔

امام بخاری امام مسلم امام ابوداؤد اور امام نسائی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب مرد عورت کو اپنے بستر پر بلائے اور وہ نہ آئے اور شوہر ناراضگی میں رات گزارے تو صبح تک اس پر فرشتے لعنت کرتے رہتے ہیں۔

امام ترمذی امام ابن ماجہ اور امام ابن حبان نے اپنی صحیح میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین شخصوں کی نماز ان کے سروں سے ایک بالشت بھی اوپر نہیں جاتی۔ جو شخص کسی قوم کی امامت کرے اور وہ اس کو (کسی شرعی عیب کی وجہ سے) ناپسند کرتے ہو اور جو عورت اس حال میں رات گزارے کہ اس کا خاوند اس پر ناراض ہو اور دو مسلمان بھائی جو آپس میں لڑے ہوئے ہوں۔

امام طبرانی نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو عورت اپنے خاوند کی مرضی کے بغیر گھر سے نکلے اس کے واپس آنے تک آسمان کے سارے فرشتے اور جن انسانوں اور جنوں کے پاس سے وہ گزرتی ہے سب اس پر لعنت کرتے ہیں (الترغیب والترہیب ج ۳ ص ۵۹-۵۲ ملتقطا مطبوعہ دار الحدیث قاہرہ ۱۴۰۷ھ)

آیا عورت پر مرد کی خدمت واجب ہے یا نہیں

فقہاء مالکیہ کا اس میں اختلاف ہے بعض علماء مالکیہ نے کہا ہے کہ بیوی پر شوہر کی خدمت کرنا واجب نہیں ہے کیونکہ عقد نکاح

کا تقاضا یہ ہے کہ عورت اس کو مباشرت کا موقع دے نہ کہ خدمت کا کیونکہ یہ مزدوری کا عقد نہیں ہے اور نہ نکاح کے ذریعے عورت اس کی باندی بن گئی یہ عقد اجارہ ہے نہ عقد تملیک یہ صرف عقد مباشرت ہے (نکاح کا معنی مباشرت ہے) لہٰذا عورت سے شوہر مباشرت کے علاوہ اور کسی چیز کا مطالبہ نہیں کرسکتا کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اگر وہ تمہاری فرمانبرداری کرلیں تو تم ان کو مارنے کے لیے بہانے نہ ڈھونڈو۔ (النساء:۳۴)

اور بعض علماء نے کہا ہے کہ عورت پر خاوند کی خدمت کرنا واجب ہے۔ اگر اس کا تعلق معزز اور خوشحال گھرانے سے ہو تو گھر کی دیکھ بھال اور خانگی امور کی نگرانی اس کے ذمہ ہے اور اگر وہ متوسط گھرانے کی ہو تو اس پر لازم ہے کہ وہ خاوند کا بستر وغیرہ بچھائے اور اگر وہ غریب گھرانے کی ہو تو اس پر گھر کی صفائی کرنا کپڑے دھونا اور کھانا پکانا لازم ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: عورتوں کے اتنے ہی حقوق ہیں جتنے دستور کے مطابق ان کے فرائض ہیں۔ (البقرہ:۲۲۸) اور یہ معقول رائے ہے اور ہر زمانے میں مسلمانوں کے گھرانوں میں اس پر عمل ہوتا رہا ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کی ازواج محترمات چکی سے آٹا پیستی تھیں کھانا پکاتی تھیں بستر بچھاتی تھیں اور اپنے خاوندوں کے لیے کھانا لاکر رکھتی تھیں اور دیگر انواع کی خدمت کرتی تھیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے معاشرت کی ذمہ داریوں کو مرد اور عورت پر تقسیم کردیا تھا حضرت سیدنا فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ذمہ خانگی ذمہ داریاں تھیں اور حضرت مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کے ذمہ کسب معاش اور کمانے کی ذمہ داریاں تھیں۔

حاصل بحث یہ ہے کہ مردوں کی طرح عورتوں کے بھی حقوق ہیں۔ مردوں پر لازم ہے کہ وہ اپنی عورتوں کے ساتھ اچھے اخلاق اور حسن سلوک کے ساتھ رہیں ان کو ضرر نہ پہنچائیں۔ ہر فریق اس معاملہ میں اللہ سے ڈرے بیوی خاوند کی اطاعت کرے اور ہر ایک دوسرے کے لیے بن سنور کر رہے۔ امام ابن جریر طبری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ میں اپنی بیوی کے لیے بن سنور کر رہتا ہوں جیسے وہ میرے لیے بن ٹھن کر رہتی ہے ضرورت کے وقت ہر فریق دوسرے کے کام آئے اور بیماری میں ہر فریق دوسرے کا علاج اور خدمت کرے۔

باب عِدَّةِ الْحَامِلِ الْمُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا .

یہ باب حاملہ بیوہ کی عدت کے بیان میں ہے

3506 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لِمُحَمَّدٍ - قَالَا اَنْبَاَنَا ابْنُ الْقَاسِمِ عَنْ مَالِكٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ اَنَّ سُبَيْعَةَ الْاَسْلَمِيَّةَ نُفِسَتْ بَعْدَ وَفَاةِ زَوْجِهَا بِلَيَالٍ فَجَاءَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَاْذَنَتْ اَنْ تَنْكِحَ فَاَذِنَ لَهَا فَنَكَحَتْ .

☆☆ حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' سبیعہ اسلمیہ کے ہاں ان کے شوہر کی وفات کے چند دن بعد بچے کی

3506-اخرجه البخاري في الطلاق، باب (واولات الاحمال اجلهن ان يضعن حملهن) (الحديث 5320) . و اخرجه النسائي في الطلاق، باب عدة الحامل المتوفى عنها زوجها (الحديث 3507) بمعناه . و اخرجه ابن ماجه في الطلاق، باب الحامل المتوفى عنها زوجها اذا وضعت حلت للازواج (الحديث 2029) بمعناه . تحفة الاشراف (11272) .

پیدائش ہوگئی' وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور آپ ﷺ سے شادی کرنے کی اجازت مانگی' تو نبی اکرم ﷺ نے انہیں اجازت دے دی تو انہوں نے شادی کر لی۔

3507 - اَخْبَرَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ نَصْرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دَاوُدَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيهِ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ سُبَيْعَةَ اَنْ تَنْكِحَ اِذَا تَعَلَّتْ مِنْ نِفَاسِهَا .

☆☆ حضرت مسور بن مخرمہ ﷺ بیان کرتے ہیں' سیدہ سبیعہ کو نبی اکرم ﷺ نے یہ ہدایت کی کہ جب وہ نفاس سے پاک ہو جائیں' تو وہ (دوسری) شادی کر لیں۔

3508 - اَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ قَالَ اَخْبَرَنِي جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ اِبْرَاهِيمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ اَبِي السَّنَابِلِ قَالَ وَضَعَتْ سُبَيْعَةُ حَمْلَهَا بَعْدَ وَفَاةِ زَوْجِهَا بِثَلَاثَةٍ وَّعِشْرِيْنَ اَوْ خَمْسَةٍ وَّعِشْرِيْنَ لَيْلَةً فَلَمَّا تَعَلَّتْ تَشَوَّفَتْ لِلْاَزْوَاجِ فَعِيبَ ذٰلِكَ عَلَيْهَا فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "مَا يَمْنَعُهَا قَدِ انْقَضٰى اَجَلُهَا" .

☆☆ ابوسنابل بیان کرتے ہیں' سبیعہ نے اپنے شوہر کے انتقال کے تئیس یا شاید پچیس دن کے بعد بچے کو جنم دے دیا' جب وہ نفاس سے پاک ہوئیں' تو اس نے شادی کے لیے خود کو آراستہ کیا' اس حوالے سے اس پر اعتراض کیا گیا' اس مسئلے کا تذکرہ نبی اکرم ﷺ سے کیا گیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

جب اس کی عدت پوری ہو چکی ہے' تو پھر کیا چیز اس کے لیے رکاوٹ بن سکتی ہے۔

3509 - اَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَخْبَرَنِي عَبْدُ رَبِّهٖ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا سَلَمَةَ يَقُوْلُ اخْتَلَفَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ وَابْنُ عَبَّاسٍ فِي الْمُتَوَفّٰى عَنْهَا زَوْجُهَا اِذَا وَضَعَتْ حَمْلَهَا قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ تُزَوَّجُ . وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَبْعَدَ الْاَجَلَيْنِ . فَبَعَثُوْا اِلٰى اُمِّ سَلَمَةَ فَقَالَتْ تُوُفِّيَ زَوْجُ سُبَيْعَةَ فَوَلَدَتْ بَعْدَ وَفَاةِ زَوْجِهَا بِخَمْسَةَ عَشَرَ نِصْفِ شَهْرٍ - قَالَتْ - فَخَطَبَهَا رَجُلَانِ فَحَطَّتْ بِنَفْسِهَا اِلٰى اَحَدِهِمَا فَلَمَّا خَشُوْا اَنْ تَفْتَاتَ بِنَفْسِهَا قَالُوْا اِنَّكِ لَا تَحِلِّيْنَ . قَالَتْ فَانْطَلَقْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "قَدْ حَلَلْتِ فَانْكِحِي مَنْ شِئْتِ" .

☆☆ ابوسلمہ بیان کرتے ہیں' حضرت ابو ہریرہ اور حضرت عبداللہ بن عباس ﷺ کے درمیان اس مسئلے کے بارے میں اختلاف ہو گیا' کہ جب کسی بیوہ عورت کے ہاں بچے کی پیدائش ہو جائے (تو اس کی عدت کیا ہو گی؟) حضرت ابو ہریرہ ﷺ کا یہ کہنا تھا کہ ایسی عورت کے ساتھ شادی کی جا سکتی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس ﷺ اس بات کے قائل تھے (بیوگی کی مخصوص عدت

3507-تقدم (الحديث 3506) .

3508-اخرجه الترمذي في الطلاق، باب ما جاء في الحامل المتوفى عنها زوجها تضع (الحديث 1193) . و اخرجه ابن ماجه في الطلاق، باب الحامل المتوفى عنها زوجها اذا وضعت حلت للازواج (الحديث 2027) . تحفة الاشراف (12053) .

3509-انفرد به النسائي . وسياتي في الطلاق، باب عدة الحامل المتوفى عنها زوجها (الحديث 3510) . تحفة الاشراف (18233) .

یعنی چار ماہ دس دن اور بچے کی پیدائش میں سے جو چیز بعد میں پوری ہو رہی ہوگی اس کے مطابق) وہ عورت عدت بسر کرے گی۔
ان لوگوں نے سیّدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں کسی کو بھیجا تو سیّدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا نے بتایا: سبیعہ کے شوہر کا انتقال ہو گیا' اس نے اپنے شوہر کے انتقال کے پندرہ دن بعد یعنی نصف مہینے بعد بچے کو جنم دیا۔ سیّدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: دو آدمیوں نے اُسے نکاح کا پیغام بھیجا' وہ ان میں سے ایک کی طرف مائل ہو گئی' جب دوسرے شخص کے اہل خانہ نے یہ اندیشہ محسوس کیا' کہ اس صورت میں وہ اُسے کھو دیں گے تو انہوں نے یہ کہا:
تم تو ابھی حلال ہی نہیں ہوئی ہو (یعنی ابھی تمہاری عدت ہی ختم نہیں ہوئی ہے)۔ سیّدہ سبیعہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
''تمہاری عدت ختم ہو چکی ہے' تم جس کے ساتھ چاہو شادی کر لو''۔

3510 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لِمُحَمَّدٍ - قَالَ اَنْبَانَا ابْنُ الْقَاسِمِ عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ رَبِّهِ بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ قَالَ سُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَاَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنِ الْمُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا وَهِىَ حَامِلٌ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اٰخِرُ الْاَجَلَيْنِ . وَقَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ اِذَا وَلَدَتْ فَقَدْ حَلَّتْ .
فَدَخَلَ اَبُوْ سَلَمَةَ اِلٰى اُمِّ سَلَمَةَ فَسَاَلَهَا عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَتْ وَلَدَتْ سُبَيْعَةُ الْاَسْلَمِيَّةُ بَعْدَ وَفَاةِ زَوْجِهَا بِنِصْفِ شَهْرٍ فَخَطَبَهَا رَجُلَانِ اَحَدُهُمَا شَابٌّ وَّالْاٰخَرُ كَهْلٌ فَحَطَّتْ اِلَى الشَّابِّ فَقَالَ الْكَهْلُ لَمْ تَحْلِلْ . وَكَانَ اَهْلُهَا غُيَّبًا فَرَجَا اِذَا جَآءَ اَهْلُهَا اَنْ يُّؤْثِرُوْهُ بِهَا فَجَآءَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "قَدْ حَلَلْتِ فَانْكِحِىْ مَنْ شِئْتِ" .

☆☆ ابوسلمہ بیان کرتے ہیں' حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے حاملہ بیوہ کے بارے میں دریافت کیا گیا تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:
جو عدت بعد میں پوری ہو رہی ہوگی (اس کے مطابق) وہ عورت عدت بسر کرے گی اور پھر اس کے لیے دوسری شادی کرنا جائز ہوگا۔
جبکہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''وہ عورت جیسے ہی بچے کو جنم دے گی' تو اس کی عدت ختم ہو جائے گی''۔
پھر ابوسلمہ' سیّدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے اس بارے میں دریافت کیا' سیّدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا نے بتایا:
سبیعہ اسلمیہ نے اپنے شوہر کے انتقال کے نصف مہینے (یعنی پندرہ دن) بعد بچے کو جنم دے دیا' دو آدمیوں نے اُسے شادی کا پیغام بھیجا' ان میں سے ایک نوجوان تھا' جبکہ دوسرا عمر رسیدہ تھا تو وہ عورت نوجوان کی طرف مائل ہو گئی تو عمر رسیدہ شخص نے کہا:
تم تو ابھی حلال ہی نہیں ہوئی ہو (یعنی ابھی تمہاری عدت پوری نہیں ہوئی ہے)۔
اس وقت سبیعہ کے خاندان والے وہاں موجود نہیں تھے' اس لیے اس عمر رسیدہ شخص کو یہ اُمید تھی کہ جب اس کے خاندان کے

3510-تقدم في الطلاق، باب عدة الحامل المتوفى عنها زوجها (الحديث 3509) .

افراد آئیں گے تو وہ اس عمر رسیدہ شخص کو دوسرے شخص پر ترجیح دیں گے' وہ عورت نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی (اور اس معاملے کا تذکرہ کیا) تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''تمہاری عدت پوری ہو چکی ہے' تم جس کے ساتھ چاہو نکاح کر لو''۔

3511 - اَخْبَرَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بَزِیْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا یَزِیْدُ - وَهُوَ ابْنُ زُرَیْعٍ - قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ اَبِیْ کَثِیْرٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ قِیْلَ لِابْنِ عَبَّاسٍ فِیْ امْرَاَةٍ وَّضَعَتْ بَعْدَ وَفَاةِ زَوْجِهَا بِعِشْرِیْنَ لَیْلَةً اَیَصْلُحُ لَهَا اَنْ تَزَوَّجَ قَالَ لَا اِلَّا اٰخِرَ الْاَجَلَیْنِ . قَالَ قُلْتُ قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی (وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ یَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ) فَقَالَ اِنَّمَا ذٰلِكَ فِی الطَّلَاقِ . فَقَالَ اَبُوْ هُرَیْرَةَ اَنَا مَعَ ابْنِ اَخِیْ - یَعْنِیْ اَبَا سَلَمَةَ . فَاَرْسَلَ غُلَامَهُ کُرَیْبًا فَقَالَ ائْتِ اُمَّ سَلَمَةَ فَسَلْهَا هَلْ کَانَ هٰذَا سُنَّةً مِّنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَجَآءَ فَقَالَ قَالَتْ نَعَمْ سُبَیْعَةُ الْاَسْلَمِیَّةُ وَضَعَتْ بَعْدَ وَفَاةِ زَوْجِهَا بِعِشْرِیْنَ لَیْلَةً فَاَمَرَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ تَزَوَّجَ فَکَانَ اَبُو السَّنَابِلِ فِیْمَنْ یَّخْطُبُهَا .

☆☆ ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں' حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ایسی خاتون کے بارے میں دریافت کیا گیا جو اپنے شوہر کے انتقال کے بیس دن بعد بچے کو جنم دے دیتی ہے' تو کیا اس عورت کے لیے یہ بات جائز ہے' وہ دوسری شادی کر لے؟ تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: نہیں! جو عدت بعد میں پوری ہوگی (اُسے گزارنے کے بعد وہ عورت دوسری شادی کر سکتی ہے)۔

راوی کہتے ہیں: میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے تو یہ ارشاد فرمایا ہے:

''حمل والی عورتوں کی عدت اس وقت ختم ہوگی جب وہ حمل کو جنم دیں''۔

تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یہ حکم طلاق کے بارے میں ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بولے: میں (اس مسئلے میں) اپنے بھتیجے کے ساتھ ہوں' یعنی ابوسلمہ کے ساتھ ہوں۔ پھر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اپنے غلام ابوسنابل کو بھیجا' انہوں نے فرمایا: تم حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس جاؤ اور ان سے یہ مسئلہ دریافت کرو کہ کیا اس بارے میں نبی اکرم ﷺ کی کوئی حدیث ہے۔ وہ غلام اُن (سیّدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا) کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہ بات بتائی تو سیّدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: جی ہاں! سبیعہ اسلمیہ نے اپنے شوہر کے انتقال کے بیس دن کے بعد بچے کو جنم دے دیا تھا' تو نبی اکرم ﷺ نے اسے (دوسری) شادی کرنے کی ہدایت کی تھی۔ ابوسنابل ان لوگوں میں شامل تھا' جس نے اسے نکاح کا پیغام بھیجا تھا۔

3511-اخرجه البخاري في التفسير، باب (واولات الاحمال اجلهن ان يضعن حملهن و من يتق الله يجعل الله له من امره يسرا) (الحديث 4909) . و اخرجه مسلم في الطلاق، باب انقضاء عدة المتوفى عنها زوجها وغيرها بوضع الحمل (الحديث 57) و اخرجه الترمذي في الطلاق، باب ما جاء في الحامل المتوفى عنها زوجها تضع (الحديث 1194) . و اخرجه النسائي في الطلاق، باب عدة الحامل المتوفى عنها زوجها (الحديث 3512 و 3513 و 3514 و 3515) . تحفة الاشراف (18206) .

3512 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَحْيٰى عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ وَابْنَ عَبَّاسٍ وَّاَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ تَذَاكَرُوْا عِدَّةَ الْمُتَوَفّٰى عَنْهَا زَوْجُهَا تَضَعُ عِنْدَ وَفَاةِ زَوْجِهَا فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ تَعْتَدُّ اٰخِرَ الْاَجَلَيْنِ . وَقَالَ اَبُوْ سَلَمَةَ بَلْ تَحِلُّ حِيْنَ تَضَعُ . فَقَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ اَنَا مَعَ ابْنِ اَخِيْ . فَاَرْسَلُوْا اِلٰى اُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ وَضَعَتْ سُبَيْعَةُ الْاَسْلَمِيَّةُ بَعْدَ وَفَاةِ زَوْجِهَا بِيَسِيْرٍ فَاسْتَفْتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَمَرَهَا اَنْ تَتَزَوَّجَ .

☆☆ سلیمان بن یسار بیان کرتے ہیں' حضرت ابوہریرہ' حضرت ابن عباس اور ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہم کے درمیان ایسی بیوہ عورت کی عدت کے بارے میں بحث ہوگئی جو شوہر کی وفات کے بعد بچے کو جنم دے دیتی ہے' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: وہ عورت وہ والی عدت گزارے گی جو بعد میں ختم ہوگی۔

ابوسلمہ نے کہا: جی نہیں! بلکہ جیسے ہی وہ بچے کو جنم دے گی' اس کی عدت ختم ہو جائے گی۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اپنے بھتیجے (ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن) کے ساتھ ہوں' پھر ان لوگوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں کسی شخص کو بھیجا تو انہوں نے بتایا: سبیعہ اسلمیہ نے اپنے شوہر کے انتقال کے کچھ عرصے بعد بچے کو جنم دے دیا تھا' اس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ مسئلہ دریافت کیا تھا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے یہ ہدایت کی تھی کہ وہ (دوسری) شادی کر لے (یعنی اس کی عدت ختم ہو چکی ہے اور وہ دوسری شادی کر سکتی ہے)۔

3513 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى بْنُ وَاصِلِ بْنِ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اٰدَمَ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ كُرَيْبٍ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ كُرَيْبٍ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ وَضَعَتْ سُبَيْعَةُ بَعْدَ وَفَاةِ زَوْجِهَا بِاَيَّامٍ فَاَمَرَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ تَزَوَّجَ .

☆☆ سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: سبیعہ نے اپنے شوہر کے انتقال کے کچھ دن بعد بچے کو جنم دے دیا تھا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے (دوسری) شادی کرنے کی اجازت دے دی تھی۔

3514 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ عَنْ مَالِكٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ وَّاَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اخْتَلَفَا فِي الْمَرْاَةِ تُنْفَسُ بَعْدَ وَفَاةِ زَوْجِهَا بِلَيَالٍ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ اٰخِرُ الْاَجَلَيْنِ . وَقَالَ اَبُوْ سَلَمَةَ اِذَا نُفِسَتْ فَقَدْ حَلَّتْ . فَجَآءَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ فَقَالَ اَنَا مَعَ ابْنِ اَخِيْ . يَعْنِيْ اَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ . فَبَعَثُوْا كُرَيْبًا مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ اِلٰى اُمِّ سَلَمَةَ يَسْاَلُهَا عَنْ ذٰلِكَ فَجَآئَهُمْ فَاَخْبَرَهُمْ اَنَّهَا قَالَتْ وَلَدَتْ سُبَيْعَةُ بَعْدَ وَفَاةِ زَوْجِهَا بِلَيَالٍ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "قَدْ حَلَلْتِ".

3512-تقدم (الحديث 3511) .

3513-تقدم (الحديث 3511) .

3514-تقدم (الحديث 3511) .

☆☆ سلیمان بن یسار بیان کرتے ہیں' حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن کے درمیان اس عورت کے بارے میں اختلاف ہوگیا' جو شوہر کے انتقال کے کچھ دن بعد بچے کو جنم دے دیتی ہے' تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: وہ اس عدت (کے بعد نکاح کرسکتی ہے) جو عدت بعد میں ختم ہوگی' جبکہ ابوسلمہ کا یہ کہنا تھا کہ جیسے ہی اس کے ہاں بچے کی پیدائش ہوئی ہے' اس کی عدت ختم ہوگئی' اسی دوران حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے' انہوں نے فرمایا: میں اپنے بھتیجے (یعنی ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن) کے ساتھ ہوں' پھر ان حضرات نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے غلام کریب کو سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں بھیجا تاکہ وہ ان سے اس مسئلے کے بارے میں دریافت کریں' پھر وہ غلام واپس ان کے پاس آیا اور انہیں یہ بتایا: سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات بیان کی ہے' سبیعہ نے اپنے شوہر کے انتقال کے کچھ دن بعد بچے کو جنم دے دیا تھا' اس نے اس بات کا تذکرہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمہاری عدت پوری ہوچکی ہے۔

3515 - اَخْبَرَنَا حُسَيْنُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ اَخْبَرَنِىْ سُلَيْمَانُ بْنُ يَسَارٍ قَالَ اَخْبَرَنِىْ اَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ كُنْتُ اَنَا وَابْنُ عَبَّاسٍ وَّاَبُوْ هُرَيْرَةَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اِذَا وَضَعَتِ الْمَرْاَةُ بَعْدَ وَفَاةِ زَوْجِهَا فَاِنَّ عِدَّتَهَا اٰخِرُ الْاَجَلَيْنِ . فَقَالَ اَبُوْ سَلَمَةَ فَبَعَثْنَا كُرَيْبًا اِلٰى اُمِّ سَلَمَةَ يَسْاَلُهَا عَنْ ذٰلِكَ فَجَآءَنَا مِنْ عِنْدِهَا اَنَّ سُبَيْعَةَ تُوُفِّىَ عَنْهَا زَوْجُهَا فَوَضَعَتْ بَعْدَ وَفَاةِ زَوْجِهَا بِاَيَّامٍ فَاَمَرَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ تَتَزَوَّجَ .

☆☆ ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ میں حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہم کے پاس موجود تھا' حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: جب کوئی عورت اپنے شوہر کے انتقال کے بعد بچے کو جنم دیتی ہے' تو اس کی عدت وہ ہوگی جو بعد میں پوری ہو۔ ابوسلمہ کہتے ہیں: ہم نے کریب کو سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں بھیجا تاکہ ان سے اس بارے میں دریافت کریں' وہ ان کے پاس سے واپس ہمارے پاس آیا اور بتایا: سبیعہ کے شوہر کا انتقال ہوگیا' اس کے شوہر کے انتقال کے کچھ دن بعد اس نے بچے کو جنم دیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دوسری شادی کرنے کا حکم دیا (یعنی اُسے دوسری شادی کرنے کی اجازت دی)۔

3516 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنِىْ اَبِىْ عَنْ جَدِّىْ قَالَ حَدَّثَنِىْ جَعْفَرُ بْنُ رَبِيْعَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ هُرْمُزَ عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ اَبِىْ سَلَمَةَ اَخْبَرَتْهُ عَنْ اُمِّهَا اُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ امْرَاَةً مِّنْ اَسْلَمَ يُقَالُ لَهَا سُبَيْعَةُ كَانَتْ تَحْتَ زَوْجِهَا فَتُوُفِّىَ عَنْهَا وَهِىَ حُبْلٰى فَخَطَبَهَا اَبُو السَّنَابِلِ بْنُ بَعْكَكٍ فَاَبَتْ اَنْ تَنْكِحَهُ فَقَالَ مَا يَصْلُحُ لَكِ اَنْ تَنْكِحِىْ حَتّٰى تَعْتَدِّىْ اٰخِرَ الْاَجَلَيْنِ . فَمَكَثَتْ قَرِيْبًا مِّنْ عِشْرِيْنَ لَيْلَةً ثُمَّ نُفِسَتْ فَجَآءَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "اِنْكِحِىْ" .

3515-تقدم (الحديث 3511) .

3516-اخرجه البخاري في الطلاق، باب (واولات الاحمال اجلهن ان يضعن حملهن) (الحديث 5318) . تحفة الاشراف (18273) .

☆☆ ابوسلمہ بن عبدالرحمن بیان کرتے ہیں' سیدہ زینب بنت ابوسلمہ رضی اللہ عنہا نے اپنی والدہ سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا' جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ ہیں' کے حوالے سے انہیں یہ بات بتائی ہے' اسلم قبیلے کی ایک خاتون جس کا نام سبیعہ تھا' اس کے شوہر کا انتقال ہوگیا' وہ خاتون اس وقت حاملہ تھی' سنابل نامی صاحب نے اسے شادی کا پیغام بھیجا تو اس نے ان صاحب کے ساتھ شادی کرنے سے انکار کر دیا تو ابوسنابل نے کہا: تم اس وقت تک دوسری شادی نہیں کرسکتی ہو جب تک تمہاری وہ عدت پوری نہیں ہوجاتی جو بعد میں ختم ہوتی ہے' اس عورت نے شوہر کے انتقال کے تقریباً تیس دن بعد بچے کو جنم دیا تھا' وہ خاتون نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''تم نکاح کرلو (یعنی تم نکاح کرسکتی ہو)''۔

3517 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ دَاوُدُ بْنُ اَبِيْ عَاصِمٍ اَنَّ اَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَخْبَرَهُ قَالَ بَيْنَمَا اَنَا وَاَبُوْ هُرَيْرَةَ عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ اِذْ جَآئَتْهُ امْرَاَةٌ فَقَالَتْ تُوُفِّيَ عَنْهَا زَوْجُهَا وَهِيَ حَامِلٌ فَوَلَدَتْ لِاَدْنٰى مِنْ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ مِّنْ يَّوْمِ مَاتَ . فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اٰخِرُ الْاَجَلَيْنِ . فَقَالَ اَبُوْ سَلَمَةَ اَخْبَرَنِيْ رَجُلٌ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ سُبَيْعَةَ الْاَسْلَمِيَّةَ جَآئَتْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ تُوُفِّيَ عَنْهَا زَوْجُهَا وَهِيَ حَامِلٌ فَوَلَدَتْ لِاَدْنٰى مِنْ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ فَاَمَرَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ تَتَزَوَّجَ . قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ وَاَنَا اَشْهَدُ عَلٰى ذٰلِكَ .

☆☆ ابوسلمہ بن عبدالرحمن بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ میں اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس موجود تھے' اسی دوران ایک خاتون ان کے پاس آئی اور یہ بتایا: اس کے شوہر کا انتقال ہوگیا ہے' اس وقت وہ عورت حاملہ تھی' اس نے شوہر کے انتقال کے بعد چار ماہ گزرنے سے پہلے ہی بچے کو جنم دے دیا تھا' تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

جو عدت بعد میں پوری ہوتی ہے' اس کے بعد وہ عورت اگلی شادی کرسکتی ہے۔

تو ابوسلمہ نے کہا: مجھے ایک صحابی نے یہ بات بتائی ہے' سبیعہ اسلمیہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی' اس نے یہ بتایا: وہ بیوہ ہوچکی تھی اور حاملہ تھی اور اس نے چار ماہ گزرنے سے پہلے ہی بچے کو جنم دے دیا ہے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے یہ ہدایت کی تھی: (یعنی اس کو یہ اجازت دی تھی کہ) وہ (دوسری) شادی کرسکتی ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں بھی اس بات کی گواہی دیتا ہوں۔

3518 - اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ عُبَيْدَ

3517-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (15693) .

3518-اخرجه البخاري في المغازي، باب 10 . (الحديث 3991) تعليقاً، و في الطلاق، باب (و اولات الاحمال اجلهن ان يضعن حملهن) (الحديث 5319) مختصراً . و اخرجه مسلم في الطلاق، باب انقضاء عدة المتوفى عنها زوجها وغيرها بوضع الحمل (الحديث 56) . و اخرجه ابو داؤد في الطلاق، باب في عدة الحامل (الحديث 2306) . و اخرجه النسائي في الطلاق، باب عدة الحامل المتوفى عنها زوجها (الحديث 3519 و 3520) و اخرجه ابن ماجه في الطلاق، باب الحامل المتوفى عنها زوجها اذا وضعت حلت للازواج (الحديث 2028) . تحفة الاشراف (15890) .

اللّٰہِ بْنَ عَبْدِ اللّٰہِ حَدَّثَهُ اَنَّ اَبَاهُ كَتَبَ اِلٰى عُمَرَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَرْقَمَ الزُّهْرِيِّ يَاْمُرُهُ اَنْ يَّدْخُلَ عَلٰى سُبَيْعَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ الْاَسْلَمِيَّةِ فَيَسْاَلَهَا حَدِيْثَهَا وَعَمَّا قَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ اسْتَفْتَتْهُ فَكَتَبَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اِلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ يُخْبِرُهُ اَنَّ سُبَيْعَةَ اَخْبَرَتْهُ اَنَّهَا كَانَتْ تَحْتَ سَعْدِ ابْنِ خَوْلَةَ - وَهُوَ مِنْ بَنِيْ عَامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ وَّكَانَ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا فَتُوُفِّيَ عَنْهَا زَوْجُهَا فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ وَهِيَ حَامِلٌ - فَلَمْ تَنْشَبْ اَنْ وَّضَعَتْ حَمْلَهَا بَعْدَ وَفَاتِهٖ فَلَمَّا تَعَلَّتْ مِنْ نِفَاسِهَا تَجَمَّلَتْ لِلْخُطَّابِ فَدَخَلَ عَلَيْهَا اَبُو السَّنَابِلِ بْنُ بَعْكَكٍ - رَجُلٌ مِّنْ بَنِيْ عَبْدِ الدَّارِ - فَقَالَ لَهَا مَا لِيْ اَرَاكِ مُتَجَمِّلَةً لَعَلَّكِ تُرِيْدِيْنَ النِّكَاحَ اِنَّكِ وَاللّٰهِ مَا اَنْتِ بِنَاكِحٍ حَتّٰى تَمُرَّ عَلَيْكِ اَرْبَعَةُ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا ۔ قَالَتْ سُبَيْعَةُ فَلَمَّا قَالَ لِيْ ذٰلِكَ جَمَعْتُ عَلَيَّ ثِيَابِيْ حِيْنَ اَمْسَيْتُ فَاَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلْتُهُ عَنْ ذٰلِكَ فَاَفْتَانِيْ بِاَنِّيْ قَدْ حَلَلْتُ حِيْنَ وَضَعْتُ حَمْلِيْ وَاَمَرَنِيْ بِالتَّزْوِيْجِ اِنْ بَدَا لِيْ ۔

☆☆ عبیداللہ بن عبداللہ بیان کرتے ہیں' ان کے والد نے عمر بن عبداللہ زہری کو خط لکھا اور انہیں یہ ہدایت کی کہ وہ سبیعہ بنت حارث کے پاس جائیں' ان سے ان کے واقعے کے بارے میں دریافت کریں اور اس چیز کے بارے میں دریافت کریں کہ جب انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے اپنا مسئلہ دریافت کیا تھا تو نبی اکرم ﷺ نے انہیں کیا جواب دیا تھا؟ تو عمر بن عبداللہ نے عبداللہ بن عتبہ کو جوابی خط میں یہ بات تحریر کی: سیّدہ سبیعہ نے انہیں یہ بات بتائی ہے' وہ سعد بن خولہ کی اہلیہ تھیں' ان کا تعلق بنو عامر بن لوی سے تھا' یہ وہ صاحب ہیں' جنہیں غزوۂ بدر میں شرکت کرنے کا شرف حاصل ہے' حجۃ الوداع کے موقع پر جن کا انتقال ہو گیا' وہ خاتون اس وقت حاملہ تھیں' اپنے شوہر کے انتقال کے کچھ دن بعد انہوں نے بچے کو جنم دے دیا' جب وہ نفاس سے پاک ہوئیں' تو انہوں نے خود کو آراستہ کیا' تاکہ لوگ انہیں نکاح کا پیغام بھیجیں' ابوسنابل نامی صاحب ان کے ہاں آئے' ان کا تعلق بنو عبدالدار سے تھا' ان صاحب نے اس خاتون سے کہا: کیا وجہ ہے' میں تمہیں دیکھ رہا ہوں کہ تم بڑی بنی سنوری ہوئی ہو' شاید تم دوسری شادی کرنا چاہتی ہو' اللہ کی قسم! تم اس وقت تک دوسری شادی نہیں کر سکتی جب تک چار ماہ دس دن نہیں گزر جاتے۔

سیّدہ سبیعہ بیان کرتی ہیں: جب انہوں نے مجھے یہ بات بیان کی تو میں نے اپنی چادر سر پر لی اور شام کے وقت نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی' میں نے آپ سے اس بارے میں دریافت کیا' تو آپ نے مجھے یہ مسئلہ بتایا: جیسے ہی میں نے بچے کو جنم دیا' میری عدت ختم ہو چکی ہے اور آپ ﷺ نے مجھے یہ اجازت دی کہ اگر میں چاہوں' تو دوسری شادی کر سکتی ہوں۔

3519 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحِيْمِ قَالَ حَدَّثَنِيْ زَيْدُ بْنُ اَبِيْ اُنَيْسَةَ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ حَبِيْبٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ الزُّهْرِيِّ قَالَ كَتَبَ اِلَيْهِ يَذْكُرُ اَنَّ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَهُ اَنَّ زُفَرَ بْنَ اَوْسِ بْنِ الْحَدَثَانِ النَّصْرِيَّ حَدَّثَهُ اَنَّ اَبَا السَّنَابِلِ بْنَ بَعْكَكِ بْنِ السَّبَّاقِ قَالَ لِسُبَيْعَةَ الْاَسْلَمِيَّةِ لَا تَحِلِّيْنَ حَتّٰى يَمُرَّ عَلَيْكِ اَرْبَعَةُ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا اَقْصَى الْاَجَلَيْنِ ۔ فَاَتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

3519-تقدم (الحديث 3518) .

وَسَلَّمَ فَسَأَلَتْهُ عَنْ ذٰلِكَ فَزَعَمَتْ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفْتَاهَا أَنْ تَنْكِحَ إِذَا وَضَعَتْ حَمْلَهَا وَكَانَتْ حُبْلٰى فِيْ تِسْعَةِ أَشْهُرٍ حِيْنَ تُوُفِّيَ زَوْجُهَا وَكَانَتْ تَحْتَ سَعْدِ ابْنِ خَوْلَةَ فَتُوُفِّيَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَكَحَتْ فَتًى مِنْ قَوْمِهَا حِيْنَ وَضَعَتْ مَا فِيْ بَطْنِهَا .

☆☆ زفر بن اوس نصری بیان کرتے ہیں' ابوسنابل نے سبیعہ اسلمیہ سے کہا: تم (دوسری شادی کرنے کے لیے) اس وقت تک حلال نہیں ہوگی' جب تک چار ماہ دس دن نہیں گزر جاتے جو دو طرح کی عدت میں سے بعد میں ختم ہونے والی عدت ہے۔ وہ خاتون نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور آپ سے اس بارے میں دریافت کیا' تو اس خاتون کا یہ کہنا ہے' نبی اکرم ﷺ نے اُسے یہ مسئلہ بتایا: جیسے ہی اس نے بچے کو جنم دیا' وہ (دوسری) شادی کرسکتی ہے۔

جب اس خاتون کے شوہر کا انتقال ہوا تو اس وقت وہ نو ماہ کی حاملہ تھی' وہ حضرت سعد بن خولہ کی اہلیہ تھی جن کا انتقال نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ حجۃ الوداع کرتے ہوئے ہوگیا تھا' تو اس خاتون نے بچے کو جنم دینے کے بعد اپنی قوم کے ایک نوجوان کے ساتھ شادی کرلی تھی۔

3520 - أَخْبَرَنَا كَثِيْرُ بْنُ عُبَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ عَنِ الزُّبَيْدِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُتْبَةَ كَتَبَ إِلٰى عُمَرَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْأَرْقَمِ الزُّهْرِيِّ أَنِ ادْخُلْ عَلٰى سُبَيْعَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ الْأَسْلَمِيَّةِ فَاسْأَلْهَا عَمَّا أَفْتَاهَا بِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَمْلِهَا . قَالَ فَدَخَلَ عَلَيْهَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ فَسَأَلَهَا فَأَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا كَانَتْ تَحْتَ سَعْدِ ابْنِ خَوْلَةَ - وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا - فَتُوُفِّيَ عَنْهَا فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَوَلَدَتْ قَبْلَ أَنْ تَمْضِيَ لَهَا أَرْبَعَةُ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا مِنْ وَفَاةِ زَوْجِهَا فَلَمَّا تَعَلَّتْ مِنْ نِفَاسِهَا دَخَلَ عَلَيْهَا أَبُو السَّنَابِلِ - رَجُلٌ مِنْ بَنِيْ عَبْدِ الدَّارِ - فَرَآهَا مُتَجَمِّلَةً فَقَالَ لَعَلَّكِ تُرِيْدِيْنَ النِّكَاحَ قَبْلَ أَنْ تَمُرَّ عَلَيْكِ أَرْبَعَةُ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا . قَالَتْ فَلَمَّا سَمِعْتُ ذٰلِكَ مِنْ أَبِي السَّنَابِلِ جِئْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَدَّثْتُهُ حَدِيْثِيْ . فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "قَدْ حَلَلْتِ حِيْنَ وَضَعْتِ حَمْلَكِ" .

☆☆ عبیداللہ بن عبداللہ بیان کرتے ہیں' عبداللہ بن عتبہ نے عمر بن عبداللہ زہری کو خط میں لکھا کہ تم سیّدہ سبیعہ بنت حارث کے پاس جاؤ اور ان سے اس چیز کے بارے میں دریافت کرو' جو نبی اکرم ﷺ نے ان کے حمل کے بارے میں انہیں فتویٰ دیا تھا تو عمر بن عبداللہ اس خاتون کے پاس تشریف لے گئے اور ان سے اس بارے میں دریافت کیا' تو اس خاتون نے انہیں بتایا: وہ حضرت سعد بن خولہ کی اہلیہ تھیں' جو نبی اکرم ﷺ کے ان اصحاب میں شامل ہیں' جنہیں غزوۂ بدر میں شرکت کرنے کا شرف حاصل ہے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا انتقال حجۃ الوداع کے موقع پر ہوگیا تھا۔ سیّدہ سبیعہ نے اپنے شوہر کے انتقال کے بعد چار ماہ دس دن گزرنے سے پہلے ہی بچے کو جنم دے دیا' جب وہ نفاس سے پاک ہوئیں' تو ابوسنابل ان کے ہاں آئے' جن کا تعلق بنوعبدالدار سے

3520-تقدم (الحديث 3518) .

تھا انہوں نے اس خاتون کو آراستہ دیکھا تو فرمایا: شاید تم چار ماہ دس دن گزرنے سے پہلے دوسری شادی کرنا چاہتی ہو وہ خاتون کہتی ہیں کہ جب میں نے ابوسنابل کی زبانی یہ بات سنی تو میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ ﷺ کو اس بارے میں بتایا تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جیسے ہی تم نے بچے کو جنم دیا تمہاری عدت ختم ہوگئی ہے۔

3521 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰی قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا فِیْ نَاسٍ بِالْكُوْفَةِ فِیْ مَجْلِسٍ - لِلْاَنْصَارِ - عَظِیْمٍ فِیْهِمْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِیْ لَیْلٰی فَذَكَرُوْا شَاْنَ سُبَیْعَةَ فَذَكَرْتُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ فِیْ مَعْنٰی قَوْلِ ابْنِ عَوْنٍ حَتّٰی تَضَعَ . قَالَ ابْنُ اَبِیْ لَیْلٰی لٰكِنَّ عَمَّهٗ لَا یَقُوْلُ ذٰلِكَ فَرَفَعْتُ صَوْتِیْ وَقُلْتُ اِنِّیْ لَجَرِیْءٌ اَنْ اَكْذِبَ عَلٰی عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ وَهُوَ فِیْ نَاحِیَةِ الْكُوْفَةِ . قَالَ فَلَقِیْتُ مَالِكًا قُلْتُ كَیْفَ كَانَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ یَقُوْلُ فِیْ شَاْنِ سُبَیْعَةَ قَالَ قَالَ اَتَجْعَلُوْنَ عَلَیْهَا التَّغْلِیْظَ وَلَا تَجْعَلُوْنَ لَهَا الرُّخْصَةَ لَاُنْزِلَتْ سُوْرَةُ النِّسَآءِ الْقُصْرٰی بَعْدَ الطُّوْلٰی .

★★ محمد (بن سیرین) کہتے ہیں: میں کوفہ میں کچھ انصاریوں کی محفل میں بیٹھا ہوا تھا جن میں عبدالرحمٰن بن ابولیلیٰ بھی موجود تھے ان حضرات نے سیّدہ سبیعہ کا واقعہ چھیڑ دیا تو میں نے عبداللہ بن عتبہ کے حوالے سے یہ بات نقل کی کہ ایسی عورت جب بچے کو جنم دے تو اس کی عدت ختم ہو جاتی ہے تو ابن ابی لیلیٰ نے کہا: لیکن اس کے چچا تو یہ فتویٰ نہیں دیتے ہیں میں نے بلند آواز میں کہا: اگر میں عبداللہ بن عتبہ کے حوالے سے جھوٹی بات بیان کروں تو پھر تو یہ میری بڑی جرأت ہوگی حالانکہ وہ کوفہ کے ہی ایک کنارے پر رہتے ہیں۔

پھر میری ملاقات مالک سے ہوئی تو میں نے دریافت کیا: سیّدہ سبیعہ کے واقعے کے بارے میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کیا کہتے تھے؟ تو انہوں نے فرمایا: وہ کہا کرتے تھے: تم ایسی عورت پر شدت لاگو کرتے ہو تم اسے رخصت فراہم نہیں کرتے ہو چھوٹی والی سورۂ نساء بڑی والی سورت کے بعد نازل ہوئی تھی۔

3522 - اَخْبَرَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ مِسْكِیْنِ بْنِ نُمَیْلَةَ - یَمَامِیٌّ - قَالَ اَنْبَاَنَا سَعِیْدُ بْنُ اَبِیْ مَرْیَمَ قَالَ اَنْبَاَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ح وَاَخْبَرَنِیْ مَیْمُوْنُ بْنُ الْعَبَّاسِ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِیْدُ بْنُ الْحَكَمِ بْنِ اَبِیْ مَرْیَمَ قَالَ اَخْبَرَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ ابْنُ شُبْرُمَةَ الْكُوْفِیُّ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ النَّخَعِیِّ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ قَیْسٍ اَنَّ ابْنَ مَسْعُوْدٍ قَالَ مَنْ شَآءَ لَاعَنْتُهٗ مَا اُنْزِلَتْ (وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ یَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ) اِلَّا بَعْدَ اٰیَةِ الْمُتَوَفّٰی عَنْهَا زَوْجُهَا اِذَا وَضَعَتِ الْمُتَوَفّٰی عَنْهَا زَوْجُهَا فَقَدْ حَلَّتْ وَاللَّفْظُ لِمَیْمُوْنٍ .

★★ علقمہ بن قیس بیان کرتے ہیں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ یہ فرمایا کرتے تھے: جو شخص چاہے میں اس مسئلے پر اس

3521-اخرجه البخاري في التفسير، باب (والذين يتوفون منكم و يذرون ازواجا يتربصن بانفسهن اربعة اشهر و عشراً . الى . بما تعملون خبير) (الحديث 4532)، و باب (و اولات الاحمال اجلهن ان يضعن حملهن و من يتق الله يجعل له من امره يسراً) (الحديث 4910) تعليقاً . و اخرجه النسائي في التفسير، سورة البقرة، قوله تعالى (والذين يتوفون منكم ويذرون ازواجاً) (الحديث 63) . تحفة الاشراف (9544) .

3522-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (9442) .

کے ساتھ لعان کرنے کے لیے تیار ہوں کہ یہ آیت:

''اور حمل والی عورتوں کی عدت کا اختتام اس وقت ہوگا' جب وہ حمل کو جنم دیں''۔

بیوہ عورت کی عدت سے متعلق آیت کے بعد نازل ہوئی تھی' بیوہ عورت جیسے ہی بچے کو جنم دے گی' اس کی عدت ختم ہو جائے گی۔

روایت کے یہ الفاظ میمون نامی راوی کے ہیں۔

3523 - اَخْبَرَنَا اَبُوْ دَاوُدَ سُلَيْمَانُ بْنُ سَيْفٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ وَهُوَ ابْنُ اَعْيَنَ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ ح وَاَخْبَرَنِىْ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُعَاوِيَةَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اِسْحَاقَ عَنِ الْاَسْوَدِ وَمَسْرُوْقٍ وَّعَبِيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ سُوْرَةَ النِّسَآءِ الْقُصْرٰى نَزَلَتْ بَعْدَ الْبَقَرَةِ۔

☆☆ حضرت عبداللہ (بن مسعود رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں' خواتین کے احکام سے متعلق چھوٹی والی سورت' سورۃ البقرہ کے بعد نازل ہوئی تھی۔

حاملہ عورت کی عدت کا اختتام وضع حمل پہ ہوگا

اور اگر وہ عورت حاملہ ہو' تو اس کی عدت وضع حمل (بچے کی پیدائش) ہوگی اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: ''اور حمل والی عورتوں کی عدت کی انتہاء بچے کو جنم دینا ہے''۔ اگر وہ عورت کنیز ہو' تو اس کی عدت دو حیض ہوگی' اس کی دلیل نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہے: ''کنیز کو دو طلاقیں دی جائیں گی' اور اس کی عدت دو حیض ہوگی''۔ اس کی ایک وجہ یہ ہے: غلام ہونا (نعمت کو) نصف کر دینا ہے' اور کیونکہ حیض کے اجزاء نہیں کیے جاسکتے اس لیے یہ مکمل ہوگا اور دو حیض شمار ہوں گے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے ان الفاظ میں اسی بات کی طرف اشارہ کیا ہے۔ ''اگر میں استطاعت رکھتا تو اس (کنیز) کی عدت کو ڈیڑھ حیض مقرر کرتا''۔ اگر وہ کنیز ایسی ہو کہ اسے حیض نہ آتا ہو' تو اس کی عدت ڈیڑھ ماہ ہوگی' کیونکہ اس وقت کو حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے اس لیے کنیز ہونے پر عمل کرتے ہوئے اسے نصف قرار دینا ممکن ہے۔ (ہدایہ اولین، کتاب طلاق، لاہور)

ابوسنابل سے مروی ہے سبعیہ اسلمیہ جو حارث کی بیٹی تھی اپنے خاوند کی وفات کے بعد بیس دن بعد بچہ جنی۔ جب نفاس سے فارغ ہوئی تو اس نے بناؤ سنگار کیا۔ لوگوں کو اچنبھا ہوا اور انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسکا حال بیان کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک وہ سنگار کرے۔ اس کی عدت مکمل ہو چکی ہے۔ (سنن ابن ماجہ: جلد دوم: رقم الحدیث، 184)

حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ وہ اور حضرت ابن عباس حضرت ابوہریرہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے ان لوگوں نے ایک ایسے شخص کا مسئلہ چھیڑ دیا جو فوت ہو جائے اور اس کی وفات کے کچھ دن بعد بچے کی پیدائش ہو جائے حضرت ابن عباس نے بیان کیا بیوگی اور حمل میں سے جو مدت زیادہ ہوگی وہ اس کی عدت ہوگی۔ ابوسلمہ بولے جیسے ہی وہ بچے کو جنم دے گی اس کی عدت ختم ہو جائے گی یہ دونوں صاحبان اس مسئلے پر الجھ پڑے حضرت ابوہریرہ بولے میں اپنے بھتیجے کے ساتھ ہوں یعنی ابوسلمہ کی

3523-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (9184) .

تائید کرتا ہوں۔ان حضرات نے حضرت ابن عباس کے غلام کریب کو سیدہ ام فاطمہ کے پاس یہ مسئلہ دریافت کرنے کے لیے بھیجا تو سیدہ ام سلمہ نے یہ بات بتائی کہ سبیعہ بنت حارث اسلمیہ کے شوہر فوت ہوگئے ان کی وفات کے کچھ دن بعد ان کے ہاں بچے کی پیدائش ہوگئی تو بنو ابن دار سے تعلق رکھنے والے ایک صاحب جن کی کنیت ابوسنابل تھی نے نکاح کا پیغام بھجوایا اور اسے یہ بتایا کہ تمہاری عدت ختم ہو چکی ہے اس عورت نے یہ ارادہ ظاہر کیا کہ وہ کسی اور کے ساتھ نکاح کرنا چاہتی ہے تو ابوسنابل نے اس سے کہا کہ تمہاری عدت ابھی ختم نہیں ہوئی سبیعہ نامی خاتون نے اس بات کا ذکر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو آپ نے اسے اجازت دی کہ وہ شادی کرسکتی ہے۔(سنن دارمی: جلد دوم: رقم الحدیث، 136)

حاملہ کی عدت ونکاح ثانی میں مذاہب فقہاء

حافظ ابن کثیر شافعی لکھتے ہیں۔وضع حمل اس کی عدت ہے گو طلاق یا خاوند کی موت کے ذرا سی دیر بعد ہی ہو جائے، جیسے کہ اس آیہ کریمہ کے الفاظ ہیں اور احادیث نبویہ سے ثابت ہے اور جمہور علماء سلف وخلف کا قول ہے، ہاں حضرت علی اور حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ سورہ بقرہ کی آیت اور اس آیت کو ملا کر ان کا فتوٰی یہ ہے کہ ان دونوں میں سے جو زیادہ دیر میں ختم ہو وہ عدت یہ گذارے یعنی اگر بچہ تین مہینے سے پہلے پیدا ہو گیا تو تین مہینے کی عدت ہے اور تین مہینے گذر چکے اور بچہ نہیں ہوا تو بچے کے ہونے تک عدت ہے، صحیح بخاری شریف میں حضرت ابوسلمہ سے روایت ہے کہ ایک شخص حضرت ابن عباس کے پاس آیا اور اس وقت حضرت ابوہریرہ بھی وہیں موجود تھے اس نے سوال کیا کہ اس عورت کے بارے میں آپ کا کیا فتوٰی ہے جسے اپنے خاوند کے انتقال کے بعد چالیسویں دن بچہ ہو جائے آپ نے فرمایا دونوں عدتوں میں سے آخری عدت اسے گذارنی پڑے گی یعنی اس صورت میں تین مہینے کی عدت اس پر ہے،ابوسلمہ نے کہا قرآن میں تو ہے کہ حمل والیوں کی عدت بچہ کا ہو جانا ہے،

حضرت ابوہریرہ نے فرمایا میں بھی اپنے چچازاد بھائی حضرت ابوسلمہ کے ساتھ ہوں یعنی میرا بھی یہی فتوٰی ہے،حضرت ابن عباس نے اسی وقت اپنے غلام کریب کو ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجا کہ جاؤ ان سے یہ مسئلہ پوچھ آؤ انہوں نے فرمایا سبیعہ اسلمیہ کے شوہر قتل کئے گئے اور یہ اس وقت امید سے تھیں چالیس راتوں کے بعد بچہ ہو گیا اسی وقت نکاح کا پیغام آیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کردیا پیغام دینے والوں میں حضرت ابوالسنابل بھی تھے۔یہ حدیث قدرے طوالت کے ساتھ اور کتابوں میں بھی ہے،

حضرت عبداللہ بن عتبہ نے حضرت عمر بن عبداللہ بن ارقم زہری کو لکھا کہ وہ سبیعہ بنت حارث اسلمیہ کے پاس جائیں اور ان سے ان کا واقعہ دریافت کر کے انہیں لکھ بھیجیں، یہ گئے دریافت کیا اور لکھا کہ ان کے خاوند حضرت سعد بن خولہ رضی اللہ عنہ تھے یہ بدری صحابی تھے حجۃ الوداع میں فوت ہو گئے اس وقت یہ حمل سے تھیں تھوڑے ہی دن کے بعد انہیں بچہ پیدا ہو گیا جب نفاس سے پاک ہوئیں تو اچھے کپڑے پہن کر بناؤ سنگھار کر کے بیٹھ گئیں حضرت ابوالسنابل بن بلک جب ان کے پاس آئے تو انہیں اس حالت میں دیکھ کر کہنے لگے تم جو اس طرح بیٹھی ہو تو کیا نکاح کرنا چاہتی ہو واللہ تم نکاح نہیں کر سکتیں جب تک کہ چار مہینے دس دن نہ گذر جائیں۔میں یہ سن کر چادر اوڑھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ سے یہ مسئلہ پوچھا آپ نے فرمایا بچہ پیدا

ہوتے ہی تم عدت سے نکل گئیں اب تمہیں اختیار ہے اگر چاہو تو اپنا نکاح کر لو (مسلم)

صحیح بخاری میں اس آیت کے تحت میں اس حدیث کے وارد کرنے کے بعد یہ بھی ہے کہ حضرت محمد بن سیرین ایک مجلس میں تھے جہاں حضرت عبدالرحمٰن بن ابویعلی بھی تھے جن کی تعظیم تکریم ان کے ساتھی بہت ہی کیا کرتے تھے انہوں نے حاملہ کی عدت آخری دو عدتوں کی میعاد بتائی اس پر میں نے حضرت سبیعہ والی حدیث بیان کی، اس پر میرے بعض ساتھی مجھے ٹہوکے لگانے لگے میں نے کہا پھر تو میں نے بڑی جرات کی اگر عبداللہ پر میں نے بہتان باندھا حالانکہ وہ کوفہ کے کونے میں زندہ موجود ہیں پس وہ ذرا شرما گئے اور کہنے لگے لیکن ان کے چچا تو یہ نہیں کہتے ہیں۔

حضرت ابوعطیہ مالک بن عامر سے ملا انہوں نے مجھے حضرت سبیعہ والی حدیث پوری سنائی میں نے کہا تم نے اس بابت حضرت عبداللہ سے بھی کچھ سنا ہے؟ فرمایا یہ حضرت عبداللہ کہتے تھے آپ نے فرمایا کیا تم اس پر سختی کرتے ہو اور رخصت نہیں دیتے؟ سورہ نساء قصریٰ یعنی سورۃ طلاق سورہ نساء طولی کے بعد اتری ہے اور اس میں فرمان ہے کہ حاملہ عورت کی عدت وضع حمل ہے،

ابن جریر میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جو ملاعنہ کرنا چاہے میں اس سے ملاعنہ کرنے کو تیار ہوں یعنی میرے فتوے کے خلاف جس کا فتویٰ ہو میں تیار ہوں کہ وہ میرے مقابلہ میں آئے اور جھوٹے پر اللہ کی لعنت کرے، میرا فتویٰ یہ ہے کہ حمل والی کی عدت بچہ کا پیدا ہو جانا ہے پہلے عام حکم تھا کہ جن عورتوں کی خاوند مر جائیں وہ چار مہینے دس دن عدت گذاریں اس کے بعد یہ آیت نازل ہوئی کہ حمل والیوں کی عدت بچے کا پیدا ہو جانا ہے پس یہ عورتیں ان عورتوں میں سے مخصوص ہو گئیں اب مسئلہ یہی ہے کہ جس عورت کا خاوند مر جائے اور وہ حمل سے ہو تو جب حمل سے فارغ ہو جائے، عدت سے نکل گئی۔ ابن ابی حاتم کی روایت میں ہے کہ حضرت ابن مسعود نے یہ اس وقت فرمایا تھا جب انہیں معلوم ہوا کہ حضرت علی کا فتویٰ یہ ہے کہ اس کی عدت ان دونوں عدتوں میں سے جو آخری ہو وہ ہے،

مسند احمد میں ہے کہ حضرت ابی بن کعب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ حمل والیوں کی عدت جو وضع حمل ہے یہ تین طلاق والیوں کی عدت ہے یا فوت شدہ خاوند والیوں کی آپ نے فرمایا دونوں کی، یہ حدیث بہت غریب ہے بلکہ منکر ہے اس لئے کہ اس کی اسناد میں مثنی بن صباح ہے اور وہ بالکل متروک الحدیث ہے، لیکن اس کی دوسری سندیں بھی ہیں۔ پھر فرماتا ہے اللہ تعالیٰ متقیوں کے لئے ہر مشکل سے آسانی اور ہر تکلیف سے راحت عنایت فرما دیتا ہے، یہ اللہ کے احکام اور اس کی پاک شریعت ہے جو اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے سے تمہاری طرف اتار رہا ہے اللہ سے ڈرنے والوں کو اللہ تعالیٰ اور چیزوں کے ڈر سے بچا لیتا ہے اور ان کے تھوڑے عمل پر بڑا اجر دیتا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر، طلاق، ۴)

باندی کی عدت میں مذاہب فقہاء

حافظ ابن کثیر شافعی لکھتے ہیں کہ اسی طرح لونڈی کی عدت بھی اتنی نہیں، اس کی عدت اس سے آدھی ہے یعنی دو مہینے اور پانچ راتیں، جمہور کا مذہب یہی ہے، جس طرح لونڈی کی حد بہ نسبت آزاد عورت کے آدھی ہے اسی طرح عدت بھی۔ محمد بن سیرین اور

بعض علماء ظاہر یہ لونڈی کی اور آزاد عورت کی عدت میں برابری کے قائل ہیں۔ان کی دلیل ایک تو اس آیت کا عموم ہے، دوسرے یہ کہ عدت ایک جلی امر ہے جس میں تمام عورتیں یکساں ہیں۔ حضرت سعید ابن مسیب ابوالعالیہ وغیرہ فرماتے ہیں اس عدت میں حکمت یہ ہے کہ اگر عورت کو حمل ہو گا تو اس مدت میں بالکل ظاہر ہو جائے گا۔

حضرت ابن مسعود کی بخاری ومسلم والی مرفوع حدیث میں ہے کہ انسان کی پیدائش کا یہ حال ہے کہ چالیس دن تک تو رحم مادر میں نطفہ کی شکل میں ہوتا ہے، پھر خون بستہ کی شکل چالیس دن تک رہتی ہے پھر چالیس دن تک گوشت کا لوتھڑا رہتا ہے پھر اللہ تعالٰی فرشتے کو بھیجتا ہے اور وہ اس میں روح پھونکتا ہے۔تو یہ ایک سوبیس دن ہوئے جس کے چار مہینے ہوئے، دس دن احتیاطاً اور رکھ دے کیونکہ بعض مہینے انتیس دن کے بھی ہوتے ہیں اور جب روح پھونک دی گئی تو اب بچہ کی حرکت محسوس ہونے لگتی ہے اور حمل بالکل ظاہر ہو جاتا ہے۔اس لئے اتنی عدت مقرر کی گئی۔

سعید بن مسیب فرماتے ہیں دس دن اس لئے ہیں کہ روح انہی دس دنوں میں پھونکی جاتی ہے۔ ربیع بن انس بھی یہی فرماتے ہیں۔حضرت امام احمد سے ایک روایت میں یہ بھی مروی ہے تاکہ جس لونڈی سے بچہ ہو جائے اس کی عدت بھی آزاد عورت کے برابر ہے اس لئے کہ وہ فراش بن گئی اور اس لئے بھی کہ مسند احمد میں حدیث ہے۔حضرت عمرو بن عاص نے فرمایا لوگو سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہم پر خلط ملط نہ کرو۔ اولاد والی لونڈی کی عدت جبکہ اس کا سردار فوت ہو جائے چار مہینے اور دس دن ہیں۔ یہ حدیث ایک اور طریق سے بھی ابوداؤد میں مروی ہے۔امام احمد اس حدیث کو منکر بتاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس کے ایک راوی قبیصہ نے اپنے استاد عمر سے یہ روایت نہیں سنی۔

حضرت سعید بن مسیب مجاہد، سعید بن جبیر، حسن بن سیرین، ابن عیاض زہری اور عمرو بن عبدالعزیز کا یہی قول ہے۔ یزید بن عبدالملک بن مروان جو امیر المومنین تھے، یہی حکم دیتے تھے۔ اوزاعی، اسحاق بن راہویہ اور احمد بن حنبل بھی ایک روایت میں یہی فرماتے ہیں لیکن طاؤس اور قتادہ اس کی عدت بھی آدھی بتلاتے ہیں یعنی دو ماہ پانچ راتیں۔

حضرت امام ابوحنیفہ اور ان کے ساتھ حسن بن صالح بن حی فرماتے ہیں دو حیض عدت گزارے، حضرت علی ابن مسعود، عطاء اور ابراہیم نخعی کا قول بھی یہی ہے۔ امام مالک، امام شافعی اور امام احمد کی مشہور روایت یہ ہے کہ اس کی عدت ایک حیض ہی ہے۔ ابن عمر، شعبی، مکحول، لیث، ابوعبید، ابوثور اور جمہور کا یہی مذہب ہے۔ حضرت لیث فرماتے ہیں کہ اگر حیض کی حالت میں اس کا سید فوت ہوا ہے تو اسی حیض کا ختم ہو جانا اس کی عدت کا ختم ہو جانا ہے۔ امام مالک فرماتے ہیں اگر حیض نہ آتا ہو تو تین مہینے عدت گزارے۔ امام شافعی اور جمہور فرماتے ہیں ایک مہینہ اور تین دن مجھے زیادہ پسند ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر، بقرہ، ۲۳۴)

وضع حمل سے اختتام عدت کا بیان

"جس حمل کے وضع ہونے سے عدت ختم ہو جاتی ہے وہ ہو گا جس میں انسان کا سر یا پاؤں بن چکا ہو، تو بالا جماع اس سے عدت ختم ہو جائیگی، اسے ابن منذر رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کیونکہ معلوم ہو چکا ہے کہ یہ حمل تھا اس لیے یہ عمومی نصوص میں داخل

ہوگا۔

لیکن اگر ایسا حمل وضع ہو جس میں ابھی کچھ بھی واضح نہ ہوا ہو اور وہ صرف خون اور گوشت کا لوتھڑا ہی ہو اور خلقت واضح نہ ہوئی ہو تو ثقہ دائیوں نے گواہی دی ہو کہ اس میں خفیہ صورت واضح ہو چکی تھی تو اس سے بھی عدت ختم ہو جائیگی؛ کیونکہ یہ حمل ہے اور عمومی نصوص میں داخل ہے۔ (کشاف القناع (5/413.)

باب عِدَّةِ الْمُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا قَبْلَ اَنْ يَّدْخُلَ بِهَا .

جب کسی عورت کے ساتھ صحبت کرنے سے پہلے ہی اس کے شوہر کا انتقال ہو جائے اس کی عدت کا حکم

3524 - اَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلاَنَ قَالَ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّهٗ سُئِلَ عَنْ رَّجُلٍ تَزَوَّجَ امْرَاَةً وَّلَمْ يَفْرِضْ لَهَا صَدَاقًا وَّلَمْ يَدْخُلْ بِهَا حَتّٰى مَاتَ قَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ لَّهَا مِثْلُ صَدَاقِ نِسَائِهَا لاَ وَكْسَ وَلاَ شَطَطَ وَعَلَيْهَا الْعِدَّةُ وَلَهَا الْمِيرَاثُ . فَقَامَ مَعْقِلُ بْنُ سِنَانٍ الْاَشْجَعِيُّ فَقَالَ قَضٰى فِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بِرْوَعَ بِنْتِ وَاشِقٍ - امْرَاَةٍ مِّنَّا - مِثْلَ مَا قَضَيْتَ . فَفَرِحَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات منقول ہے: ان سے ایسے شخص کے بارے میں سوال کیا گیا جو کسی خاتون کے ساتھ شادی کر لیتا ہے وہ اس خاتون کا مہر مقرر نہیں کرتا اور اس کی رخصتی بھی نہیں کرواتا' اس سے پہلے اس شخص کا انتقال ہو جاتا ہے۔ تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایسی عورت کو مہر مثل ملے گا' اس میں کوئی کمی و بیشی نہیں ہوگی اور ایسی عورت پر عدت گزارنا لازم ہوگا' اسے وراثت میں سے بھی حصہ ملے گا۔ تو حضرت معقل بن سنان اشجعی رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور بولے: ہمارے بارے میں (یعنی ہمارے قبیلے کی ایک خاتون) بروع بنت واشق کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی فیصلہ دیا تھا جو فیصلہ آپ نے دیا ہے۔ تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اس بات پر بہت خوش ہوئے۔

غیر مدخولہ کے تصرف مہر میں اولیاء کے حق پر فقہی مذاہب اربعہ

اس صورت میں جو یہاں بیان ہو رہی ہے آدھے مہر پر علماء کا اجماع ہے، لیکن تین کے نزدیک پورا مہر اس وقت واجب ہو جاتا ہے جبکہ خلوت ہو گئی یعنی میاں بیوی تنہائی کی حالت میں کسی مکان میں جمع ہو گئے، گو ہم بستری نہ ہوئی ہو۔ امام شافعی کا بھی پہلا قول یہی ہے اور خلفائے راشدین کا فیصلہ بھی یہی ہے، لیکن امام شافعی کی روایت سے حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ اس صورت میں بھی صرف نصف مہر مقررہ ہی دینا پڑے گا،

امام شافعی فرماتے ہیں میں بھی یہی کہتا ہوں اور ظاہر الفاظ کتاب اللہ کے بھی یہی کہتے ہیں۔ امام بیہقی فرماتے ہیں کہ اس روایت کے ایک راوی لیث بن ابی سلیم اگرچہ سند پکڑے جانے کے قابل نہیں لیکن ابن ابی طلحہ سے ابن عباس کی یہ روایت مروی ہے

3524-تقدم في النكاح، اباحة التزويج بغير صداق (الحديث 3354) .

جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا فرمان یہی ہے، پھر فرماتا ہے کہ اگر عورتیں خود ایسی حالت میں اپنا آدھا مہر بھی خاوند کو معاف کر دیں تو یہ اور بات ہے اس صورت میں خاوند کو سب معاف ہو جائے گا۔ ابن عباس فرماتے ہیں کہ ثیبہ عورت اگر اپنا حق چھوڑ دے تو اسے اختیار ہے۔ بہت سے مفسرین تابعین کا یہی قول ہے،

محمد بن کعب قرظی کہتے ہیں کہ اس سے مراد عورتوں کا معاف کرنا نہیں بلکہ مردوں کا معاف کرنا ہے۔ یعنی مرد اپنا آدھا حصہ چھوڑ دے اور پورا مہر دے دے لیکن یہ قول شاذ ہے کوئی اور اس قول کا قائل نہیں، پھر فرماتا ہے کہ وہ معاف کر دے جس کے ہاتھ میں نکاح کی گرہ ہے۔ ایک حدیث میں ہے اس سے مراد خاوند ہے۔

حضرت علی سے سوال ہوا کہ اس سے مراد کیا عورت کے اولیاء ہیں، فرمایا نہیں بلکہ اس سے مراد خاوند ہے۔ اور بھی بہت سے مفسرین سے یہی مروی ہے۔ امام شافعی کا جدید قول بھی یہی ہے۔

امام ابوحنیفہ وغیرہ کا بھی یہی مذہب ہے، اس لئے کہ حقیقتاً نکاح کو باقی رکھنا توڑ دینا وغیرہ یہ سب خاوند کے ہی اختیار میں ہے اور جس طرح ولی کو اس کی طرف سے جس کا ولی ہے، اس کے مال کا دے دینا جائز نہیں اسی طرح اس کے مہر کے معاف کر دینے کا بھی اختیار نہیں۔ دوسرا قول اس بارے میں یہ ہے کہ اس سے مراد عورت کے باپ بھائی اور وہ لوگ ہیں جن کی اجازت بغیر عورت نکاح نہیں کر سکتی۔

ابن عباس، علقمہ، حسن، عطاء، طاؤس، زہری، ربیعہ، زید بن اسلم، ابراہیم نخعی، عکرمہ، محمد بن سیرین سے بھی یہی مروی ہے کہ ان دونوں بزرگوں کا بھی ایک قول یہی ہے۔

امام مالک علیہ الرحمہ کا اور امام شافعی کا قول قدیم بھی یہی ہے، اس کی دلیل یہ ہے کہ ولی نے ہی اس حق کا حقدار اسے کیا تھا تو اس میں تصرف کرنے کا بھی اسے اختیار ہے، گو اور مال میں ہیر پھیر کرنے کا اختیار نہ ہو، عکرمہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے معاف کر دینے کی رخصت عورت کو دی اور اگر وہ بخیلی اور تنگ دلی کرے تو اس کا ولی بھی معاف کر سکتا ہے۔ گو وہ عورت سمجھدار ہو،

حضرت شریح بھی یہی فرماتے ہیں لیکن جب شعبی نے انکار کیا تو آپ نے اس سے رجوع کر لیا اور فرمانے لگے کہ اس سے مراد خاوند ہی ہے بلکہ وہ اس بات پر مباہلہ کو تیار رہتے تھے۔

غیر مدخول بہا بیوی کو طلاق دینے کی مختلف صورتوں کا بیان

اور اگر شوہر نے غیر مدخول بہا بیوی کو تین طلاقیں دیں تو وہ تینوں واقع ہو جائیں گی' کیونکہ طلاق محذوف کی دلیل سے واقع ہوئی ہے اور اس کا مطلب ''طلاقاً ثلاثا'' ہوگا' جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے۔ اس لیے صرف انت طالق کہنے سے طلاق واقع نہیں ہوگی' بلکہ تینوں اکٹھی واقع ہو جائیں گی۔ اگر غیر مدخول بہا بیوی کو تین طلاقیں الگ' الگ دی جائیں تو وہ پہلی ہی طلاق کے ذریعے بائنہ ہو جائے گی' اور دوسری اور تیسری طلاق واقع نہیں ہوں گی' جیسے شوہر نے یہ کہا: تمہیں طلاق ہے' طلاق ہے' طلاق ہے' کیونکہ ہر لفظ الگ طور پر واقع ہوا ہے' لیکن اس کے لئے یہ بات شرط ہے' کلام میں کوئی ایسی چیز ذکر نہ کی جائے' جو صدر کلام میں تغییر پیدا کر

دیتی ہے یعنی یہ ہو کہ کلام کا پہلا حصہ آخری حصے پر موقوف ہو جائے۔

اس لیے پہلی طلاق اسی وقت واقع ہو جائے گی دوسری طلاق اس وقت پہنچے گی جب وہ پہلے ہی بائنہ ہو چکی ہے۔ (اس لیے وہ لغو جائے گی) اسی طرح اگر شوہر اپنی غیر مدخول بہا بیوی سے یہ کہے: تمہیں ایک اور ایک طلاق ہے تو ایک ہی طلاق واقع ہوگی جیسا کہ ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں وہ عورت پہلی طلاق کے ذریعے بائنہ ہو جائے گی۔ اگر شوہر نے یہ کہا: تمہیں ایک طلاق ہے اور وہ عورت لفظ ایک کی ادائیگی سے پہلے انتقال کر گئی تو طلاق باطل ہو جائے گی اس کی دلیل یہ ہے: مرد نے طلاق کی صفت کے طور پر عدد کو ذکر کیا ہے لہٰذا واقع ہونے والی چیز عدد ہوگا لیکن جب عدد کا ذکر کرنے سے پہلے عورت کا انتقال ہو گیا تو طلاق ہونے سے پہلے ہی طلاق کا محل ختم ہو گیا اس لیے وہ طلاق باطل شمار ہوگی۔ اسی طرح اگر شوہر نے یہ کہا: تمہیں دو طلاقیں ہیں یا تین طلاقیں ہیں تو بھی یہی حکم ہوگا جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے کیونکہ یہ صورت بھی معنوی اعتبار سے سابقہ صورت کی مشابہ ہے۔

علامہ علاؤالدین حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ اور جب کسی شخص نے غیر مدخولہ کو کہا تجھے تین طلاقیں تو تین ہونگی اور اگر کہا تجھے طلاق تجھے طلاق یا کہا تجھے طلاق طلاق طلاق یا کہا تجھے طلاق ہے ایک اور ایک تو ان صورتوں میں ایک بائن واقع ہوگی باقی لغو و بیکار ہیں یعنی چند لفظوں سے واقع کرنے میں صرف پہلے لفظ سے واقع ہوگی اور باقی کے لیے محل نہ رہے گی اور موطؤہ میں بہر حال تین واقع ہونگی۔ اور کسی شخص نے کہا تجھے تین طلاقیں الگ الگ تو ایک ہوگی۔ یونہی اگر کہا تجھے دو طلاقیں اُس طلاق کے ساتھ جو میں تجھے دوں پھر ایک طلاق دی تو ایک ہی ہوگی۔ (درمختار، کتاب طلاق)

جب طلاق کے ساتھ کوئی عدد یا وصف مذکور ہو تو اُس عدد یا وصف کے ذکر کرنے کے بعد واقع ہوگی صرف طلاق سے واقع نہ ہوگی مثلاً لفظ طلاق کہا اور عدد یا وصف کے بولنے سے پہلے عورت مرگئی تو طلاق نہ ہوئی اور اگر عدد یا وصف بولنے سے پہلے شوہر مر گیا یا کسی نے اُس کا مونھ بند کر دیا تو ایک واقع ہوگی کہ جب شوہر مر گیا تو ذکر نہ پایا گیا صرف ارادہ پایا گیا اور صرف ارادہ نا کافی ہے اور منہ بند کر دینے کی صورت میں اگر ہاتھ ہٹاتے ہی اُسنے فوراً عدد یا وصف کو ذکر کر دیا تو اس کے موافق ہوگی ورنہ وہی ایک ہے۔

غیر مدخولہ کے طلاق سے بائنہ ہونے پر اتفاق

علامہ ابن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: "اہل علم اس پر متفق ہیں کہ جس عورت سے دخول نہ کیا گیا ہو اسے ایک طلاق دینے سے ہی طلاق بائن ہو جاتی ہے، اور طلاق دینے والے کو اس سے رجوع کا حق حاصل نہیں؛ اس لیے کہ رجوع تو عدت میں کیا جا سکتا ہے اور دخول سے قبل کوئی عدت نہیں ہے۔

اس لیے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے۔ اے ایمان والو جب تم مومن عورتوں سے نکاح کرو اور پھر انہیں دخول سے قبل طلاق دے دو تو تمہارے لیے ان پر کوئی عدت نہیں جسے وہ عدت شمار کریں۔ (الاحزاب، ۴۹) (المغنی (397/7.)

نکاح ثانی کے لئے حق طلاق میں مذاہب اربعہ

علامہ ابن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: "اس کا اجمالی بیان یہ ہے کہ جب اس کی بیوی بائن ہو جائے، اور پھر اس نے اسی عورت

سے شادی کر لی تو اس کی تین حالتیں ہیں۔

پہلی حالت: وہ اسے تین طلاقیں دے دے، اور وہ عورت کسی دوسرے شخص سے شادی کرے اور وہ اسے چھوڑ دے پھر پہلا خاوند اس سے شادی کر لے تو بالاجماع یہ عورت تین طلاق میں واپس آ ئیگی یعنی اسے تین طلاق دینے کا حق ہوگا، ابن منذر کا قول یہی ہے۔

دوسری حالت: اسے تین کی بجائے ایک یا دو طلاق دی ہوں، اور خاوند اپنی بیوی سے رجوع کر لے، یا پھر دوسرے خاوند سے قبل وہ دوبارہ نکاح کر لے تو جتنی طلاق باقی ہونگی اس میں ہی وہ عورت واپس آ ئیگی، ہمارے علم کے مطابق اس میں کوئی اختلاف نہیں۔

تیسری حالت: اسے تین سے کم یعنی ایک یا دو طلاق ہوئی ہوں، اور عورت کی عدت ختم ہو جائے، پھر اس نے کسی دوسرے شخص سے نکاح کر لیا ہو، اور پھر بعد میں وہ عورت پہلے خاوند سے شادی کر لے تو امام احمد رحمہ اللہ سے اس مسئلہ میں دو روایات ہیں۔

پہلی روایت: وہ باقی ماندہ طلاق کے ساتھ ہی واپس ہوگی، اکابر صحابہ کرام عمر اور علی اور ابی بن کعب اور معاذ اور عمران بن حصین اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہم کا یہی قول ہے۔

اور زید اور عبداللہ بن عمرو بن عاص سے یہی مروی ہے اور سعید بن مسیب اور عبیدہ اور حسن، مالک، ثوری، ابن ابی لیلی، شافعی، اسحاق، ابوعبیدہ، ابوثور، محمد بن حسن، ابن منذر کا یہی قول ہے۔

اور امام احمد سے دوسری روایت یہ ہے کہ: وہ تین طلاق پر ہی واپس آ ئیگی یعنی اسے پھر تین طلاق کا حق حاصل ہوگا ابن عمر، ابن عباس رضی اللہ عنہم اور عطاء، نخعی، شریح ابوحنیفہ اور ابو یوسف رحمہم اللہ کا قول یہی ہے۔ (المغنی (7/389.)

جب تو گھر میں داخل ہوئی تو تجھے ایک طلاق ہوئی

اگر شوہر نے ''غیر مدخول بہا'' بیوی سے یہ کہا: اِنْ دَخَلْتِ الدَّارَ فَاَنْتِ طَالِقٌ وَّاحِدَةً وَّوَاحِدَةً 'اگر تم گھر میں داخل ہوئی' تو تمہیں ایک اور ایک طلاق ہے اور پھر وہ عورت گھر میں داخل ہوگئی' تو امام ابوحنیفہ کے نزدیک ایک طلاق واقع ہوگی' جبکہ صاحبین کے نزدیک دو طلاقیں واقع ہو جائیں گی۔ اگر شوہر نے بیوی سے یہ کہا: اَنْتِ طَالِقٌ وَّاحِدَةً وَّوَاحِدَةً اِنْ دَخَلْتِ الدَّارَ (تمہیں ایک اور ایک طلاق ہے' اگر تم گھر میں داخل ہوئی) اور پھر وہ عورت گھر میں داخل ہوگئی' تو تمام حضرات کے نزدیک دو طلاقیں واقع ہو جائیں گی۔ پہلی صورت میں صاحبین کی دلیل یہ ہے: لفظ ''و'' مطلق طور پر جمع کے لئے استعمال ہوتا ہے اس لیے دونوں ایک ساتھ واقع ہو جائیں گی' جیسا کہ مرد نے دو طلاقوں کا لفظ استعمال کیا ہو' یا شرط کو مؤخر کر دیا ہو۔ امام ابوحنیفہ نے یہ بات بیان کی ہے: مطلق جمع میں ایک دوسرے کے ساتھ ملنے کا بھی احتمال ہوتا ہے اور ترتیب کا بھی احتمال ہوتا ہے' تو اگر پہلا معنی مراد لیا جائے' تو دو واقع ہوں گی' اور اگر دوسرا معنی مراد لیا جائے' یعنی ترتیب کا لحاظ کیا جائے' تو ایک ہی واقع ہوگی' جیسے اگر مرد نے شرط کا ذکر ہی نہ کیا ہوتا اور صرف یہ کہا ہوتا: تمہیں ایک اور ایک طلاق ہے' تو آپ کے نزدیک بھی شک کی بنیاد پر ایک سے زیادہ طلاق نہ ہوتی۔ تاہم جب شرط

کومؤخر کر دیا جائے' تو حکم اس سے مختلف ہوگا' کیونکہ شرط کو مؤخر کرنے کے نتیجے میں کلام کے آغاز میں تغیر پیدا ہو جاتا ہے اور کلام کا آغاز' شرط پر موقوف ہو جاتا ہے' اس لیے دونوں طلاقیں ایک ساتھ واقع ہو جائیں گی' لیکن جب شرط کا ذکر پہلے کیا گیا ہو' تو کلام کے آغاز میں تغیر پیدا نہیں ہوتا اور موقوف ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اگر حرف ''ف'' کے ذریعے عطف کیا جائے' تو امام کرخی کے مطابق تینوں حضرات کے درمیان اسی طرح اختلاف ہوگا' لیکن فقیہہ ابواللیث کے بیان کے مطابق' تمام فقہاء کا اتفاق ہے' ایک ہی طلاق واقع ہوگی' کیونکہ ''ف'' ''تعقیب'' کے لئے استعمال ہوتا ہے اور یہی دلیل زیادہ درست ہے۔

علامہ علاؤالدین حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ جب کسی شخص نے اپنی بیوی سے کہا کہ تجھے ایک طلاق ہے اور ایک اگر گھر میں گئی تو گھر میں جانے پر دو ہونگی اور اگر یوں کہا کہ اگر تو گھر میں گئی تو تجھے ایک طلاق ہے اور ایک تو ایک ہوگی اور موطوءہ میں بہر حال دو ہونگی۔ (درمختار، ج ۴، ص ۵۰۹، بیروت)

وجود شرط وقوع طلاق کو مستلزم ہے

اسی شرط پر طلاق دینے کا بیان یہ تو ضابطہ ہے کہ اگر کسی چیز کو کسی شرط پر معلق کر دے تو شرط پائے جانے پر اس شئی (مشروط) کا وجود ہو جائے گا جیسے اگر سورج نکل جائے تو روشنی ہوگی اب جیسے سورج نکلے گا تو روشنی خود بخود ہو جائے گی۔ حوالہ اسی طرح طلاق کے باب میں بھی کوئی شخص طلاق کو کسی شرط پر معلق کر دے تو اس شرط کے پائے جاتے ہی طلاق واقع ہو جائے گی جیسے کسی نے اجنبی عورت سے کہا، اگر تجھ سے میرا نکاح ہوا تو تجھے طلاق ہے، چند دنوں بعد دونوں میں نکاح ہوا تو نکاح ہوتے ہی طلاق فوراً واقع ہو جائے گی۔

عن عبد الله بن عمر أنه كان يقول : إذا قال الرجل : إذا نكحت فلانة فهي طالق فهي كذلك إذا نكحها وإذا كان طلقها واحدة أو اثنتين أو ثلاثا فهو كما قال (مؤطا محمد، باب الرجل يقول إذا نكحت فلانة فهي طالق، رقم الحديث، (۵۶۳)

جب طلاق کے ساتھ کوئی عدد یا وصف مذکور ہو تو اُس عدد یا وصف کے ذکر کرنے کے بعد واقع ہوگی صرف طلاق سے واقع نہ ہوگی مثلاً لفظ طلاق کہا اور عدد یا وصف کے بولنے سے پہلے عورت مرگئی تو طلاق نہ ہوئی اور اگر عدد یا وصف بولنے سے پہلے شوہر مرگیا یا کسی نے اُس کا منہ بند کر دیا تو ایک واقع ہوگی کہ جب شوہر مرگیا تو ذکر نہ پایا گیا صرف ارادہ پایا گیا اور صرف ارادہ ناکافی ہے اور مونھ بند کر دینے کی صورت میں اگر ہاتھ ہٹاتے ہی اُسنے فوراً عدد یا وصف کو ذکر کر دیا تو اس کے موافق ہوگی ورنہ وہی ایک۔

صفتی طلاق معلق میں عطف کا بیان

یہاں مصنف نے یہ مسئلہ بیان کیا ہے: اگر شوہر نے طلاق کو معلق کیا ہو اور طلاق کے الفاظ کے ساتھ اس کی صفت بھی ذکر کی ہو اور وہ صفت عدد کے ہمراہ ذکر کی ہو اور پھر دو اعداد کے درمیان حرف عطف ''و'' استعمال کیا ہو' تو اس بارے میں کیا حکم ہوگا۔ اس کی مثال مصنف نے یہ دی ہے' جیسے شوہر نے بیوی کو مخاطب کرتے ہوئے یہ الفاظ استعمال کیے۔

ان دخلت الدار فانت طالق واحدة وواحدة (اگر تم گھر میں داخل ہو تو تمہیں طلاق ہے ایک اور ایک)۔
پھر وہ عورت گھر میں داخل ہو جائے' تو امام ابوحنیفہ کے نزدیک اس عورت کو ایک طلاق ہو گی جبکہ صاحبین رحمہما اللہ اس بات کے قائل ہیں: اس عورت کو دو طلاقیں ہوں گی۔ یہاں مصنف نے اس بات کی وضاحت کی ہے: اگر شوہر نے یہ الفاظ استعمال کیے ہوں: انت طالق واحدة وواحدة ان دخلت الدار۔
یعنی اس نے طلاق کے ہونے کا ذکر پہلے کیا ہو اور شرط کا ذکر بعد میں کیا ہو' تو اس بات پر تمام فقہاء کے درمیان اتفاق پایا جاتا ہے کہ اس صورت میں عورت کو دو طلاقیں ہو جائیں گی۔
یعنی دونوں صورتوں میں فرق یہ ہے: طلاق کو جس چیز کے ساتھ مشروط کیا گیا ہے اگر اس کا ذکر پہلے کیا گیا ہے' تو امام ابوحنیفہ کے نزدیک ایک طلاق ہو گی' اور اگر اس کا ذکر بعد میں کیا گیا ہے' تو امام ابوحنیفہ کے نزدیک دو طلاقیں ہوں گی۔
صاحبین رحمہما اللہ نے اپنے مؤقف کی تائید میں یہ دلیل نقل کی ہے: شوہر نے لفظ واحدة اور دوسرے لفظ واحدة کے درمیان حرف ''و'' ذکر کیا ہے' اور یہ جمع کا مفہوم پیدا کرنے کے لئے آتا ہے' اور یہ مطلق طور پر اس مفہوم میں استعمال ہوتا ہے' لہٰذا پہلے لفظ واحدة اور دوسرے لفظ واحدة کے ذریعے ایک' ایک طلاقیں ایک ساتھ واقع ہوں گی' یعنی دو طلاقیں ایک ساتھ واقع ہو جائیں گی یہ بالکل اسی طرح ہے' جیسے شوہر نے یہ الفاظ استعمال کیے ہوں' تمہیں دو طلاقیں ہیں۔
یہاں یہ بات یاد رہے: مصنف اس عورت کا ذکر کر رہے ہیں' جس کے ساتھ مرد نے صحبت نہ کی ہو اس کی دلیل یہ ہے: ایسی عورت کو اگر ایک طلاق دی جائے' تو وہ اس ایک طلاق کے ذریعے بائنہ ہو جاتی ہے' اور ایسی عورت پر کوئی عدت نہیں ہوتی لہٰذا ایک طلاق واقع ہونے کے ساتھ ہی وہ دوسری طلاق کا محل نہیں رہتی ہے۔
لیکن اگر ایسی عورت کو بیک وقت ایک ہی لفظ کے ذریعے دو یا تین طلاقیں دیدی جائیں' تو وہ دونوں یا تینوں واقع ہو جاتی ہیں۔ امام ابوحنیفہ نے اپنے مؤقف کی تائید میں یہ بات نقل کی ہے: اگرچہ لفظ ''و'' مطلق طور پر جمع کے لئے استعمال ہوتا ہے' لیکن اس میں دو احتمالات موجود ہوتے ہیں' یا تو یہ متصل ہونے کے معنی میں استعمال کیا گیا ہو' یا یہ ترتیب کے لئے استعمال کیا گیا ہو' اگر اسے متصل ہونے کے معنی میں استعمال کیا گیا ہو' تو پھر دونوں طلاقیں ایک ساتھ واقع ہوں گی' لیکن اگر یہ ترتیب کا مفہوم ادا کرنے کے لئے استعمال کیا جائے' تو اس صورت میں پہلی طلاق واقع ہونے کے ساتھ ہی عورت دوسری طلاق کا محل نہیں رہے گی' لہٰذا ایک طلاق واقع ہو گی۔
امام ابوحنیفہ یہ فرماتے ہیں: جب شوہر نے شرط کا ذکر موخر کر دیا ہو' تو اب اس شرط نے ابتدائے کلام کو تبدیل کر دیا ہے' اور ابتدائے کلام اس شرط پر موقوف ہو گا' لہٰذا جب یہ شرط پائی جائے گی' تو ابتدائے کلام ایک ساتھ پایا جائے گا۔
لیکن جب شوہر نے شرط کا ذکر پہلے کیا تھا' تو اس صورت میں اس شرط کو تبدیل کرنے والی کوئی چیز نہیں تھی' تو لہٰذا

ابتدائے کلام شرط پر موقوف نہیں تھا۔ یہاں مصنف نے یہ مسئلہ بیان کیا ہے: اگر شوہر نے اپنے الفاظ میں حرف عطف کے لئے "و" کی بجائے حرف "ف" استعمال کیا ہو تو اس بارے میں کیا حکم ہوگا۔

امام کرخی کے بیان کے مطابق اس بارے میں آئمہ کے درمیان یہی اختلاف پایا جاتا ہے یعنی امام ابوحنیفہ کے نزدیک اگر شرط کا ذکر پہلے کیا گیا ہو تو ایک طلاق ہوگی اور اگر بعد میں کیا گیا ہو تو دو طلاقیں ہو جائیں گی جبکہ صاحبین رحمہما اللہ کے نزدیک دونوں صورتوں میں دو طلاقیں واقع ہوں گی۔

بَاب الْإِحْدَادِ

یہ باب سوگ کرنے کے بیان میں ہے

3525 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا يَحِلُّ لِامْرَاَةٍ تَحِدُّ عَلٰى مَيِّتٍ اَكْثَرَ مِنْ ثَلَاثٍ اِلَّا عَلٰى زَوْجِهَا".

★★ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتی ہیں: "کسی بھی عورت کے لیے کسی کے مرنے پر تین دن سے زیادہ سوگ کرنا جائز نہیں ہے البتہ اس کے شوہر کا حکم مختلف ہے"۔

3526 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَبَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ كَثِيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا يَحِلُّ لِامْرَاَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ تَحِدَّ فَوْقَ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ اِلَّا عَلٰى زَوْجٍ".

★★ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتی ہیں:

"اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھنے والی کسی بھی عورت کے لیے یہ بات جائز نہیں ہے وہ کسی کا تین دن سے زیادہ سوگ کرے البتہ شوہر کا حکم مختلف ہے"۔

تین دن سے زیادہ سوگ کی ممانعت کا بیان

سوگ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ بناؤ سنگھار ترک کر دے اور خوشبو وسرمہ وغیرہ لگانے سے پرہیز کرے چنانچہ یہ سوگ کرنا کسی دوسری میت پر تو تین دن سے زیادہ جائز نہیں ہے۔ لیکن اپنے شوہر کی وفات پر چار مہینے دس دن تک یعنی ایام عدت میں سوگ کرنا واجب ہے۔ اب رہی یہ بات کہ چار مہینہ دس دن یعنی عدت کی مدت کی ابتداء کب سے ہوگی تو جمہور علماء کے نزدیک اس مدت کی ابتداء خاوند کی موت کے بعد سے ہوگی لیکن حضرت علی اس کے قائل تھے کہ عدت کی ابتداء اس وقت سے ہوگی جس وقت کہ عورت کو

3525-اخرجه مسلم في الطلاق، باب وجوب الاحداد في عدة الوفاة و تحريمه في غير ذلك الا ثلاثة ايام (الحديث 65) . و اخرجه ابن ماجه في الطلاق، باب هل تحد المراة على غير زوجها (الحديث 2085) . تحفة الاشراف (16441) .

3526-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (16461) .

خاوند کے انتقال کی خبر ہوئی ہے لہٰذا اگر کسی عورت کا خاوند کہیں باہر سفر وغیرہ میں مر گیا اور اس عورت کو اس کی خبر نہیں ہوئی یہاں تک کہ چار مہینے دس دن گزر گئے تو جمہور علماء کے نزدیک عدت پوری ہوگئی جب کہ حضرت علی کے قول کے مطابق اس کی عدت پوری نہیں ہوگی بلکہ اس کو خبر ہونے کے وقت سے چار مہینے دس دن تک عدت میں بیٹھنا ہوگا۔

حضرت ام عطیہ کہتی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی عورت کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ نہ کرے ہاں اپنے شوہر کے مرنے پر چار مہینے دس دن تک سوگ کرے اور ان ایام یعنی زمانہ عدت میں عصب کے علاوہ نہ تو کوئی رنگین کپڑا پہنے نہ سرمہ لگائے اور نہ خوشبو لگائے البتہ حیض سے پاک ہوتے وقت تھوڑا سا قسط یا اظفار استعمال کرے تو قباحت نہیں (بخاری ومسلم)

رنگین کپڑے سے مراد وہ کپڑا ہے جو کسم، زعفران اور گیرو وغیرہ کے تیز اور شوخ رنگ میں رنگا گیا ہو اور عام طور پر زینت و آرائش کے طور پر پہنا جاتا ہو اور کتاب کافی میں لکھا ہے کہ اگر کسی عورت کے پاس رنگین کپڑوں کے علاوہ اور کوئی کپڑا نہ ہو تو وہ رنگین کپڑا بھی پہن سکتی ہے کیونکہ اس کی ستر پوشی بہر حال زیادہ ضروری ہے لیکن شرط یہ ہے کہ وہ ان رنگین کپڑوں کو زیب و زینت کے مقصد سے استعمال نہ کرے۔ عصب اس زمانہ میں ایک خاص قسم کی چادر کو کہتے تھے جو اس طور پر بنی ہوتی تھی کہ پہلے سوت کو جمع کر کے ایک جگہ باندھ لیتے تھے پھر اس کو کسم میں رنگتے تھے اور اس کے بعد اس کو بنتے تھے چنانچہ وہ سرخ رنگ کی ایک چادر ہو جاتی تھی جس میں سفید دھاریاں بھی ہوتی تھیں کیونکہ سوت کو باندھ کر رنگنے کی وجہ سے سوت کا وہ حصہ سفید رہ جاتا تھا جو بندھا ہوا ہوتا تھا۔ اس سے بھی معلوم ہوا کہ عدت والی عورت کو رنگین کپڑا پہننے کی جو ممانعت ہے اس کا تعلق اس کپڑے سے ہے جو بننے کے بعد رنگا گیا ہو تو اس کا پہننا بھی درست ہے۔

علامہ ابن ہمام حنفی یہ فرماتے ہیں کہ ہمارے علماء حنفیہ کے نزدیک عدت والی عورت کو عصب کا پہننا بھی درست نہیں ہے حضرت امام شافعی کے نزدیک عدت والی عورت کو عصب پہننا جائز ہے خواہ وہ موٹا ہو یا مہین ہو جب کہ حضرت امام مالک مہین عصب کو پہننے سے منع کرتے ہیں موٹے عصب کو منع نہیں کرتے۔ سرمہ لگانے کے سلسلہ میں ائمہ کے جو اختلافی اقوال ہیں وہ پیچھے حضرت ام سلمہ کی روایت کے ضمن میں بیان کیے جا چکے ہیں۔

علامہ ابن ہمام فرماتے ہیں کہ حنفی مسلک کے مطابق عدت والی عورت کو مجبوری کی حالت میں سرمہ لگانا جائز ہے ویسے جائز نہیں ہے۔ قسط اور اظفار یہ دونوں ایک قسم کی خوشبو ہیں قسط تو عود کو کہتے ہیں جس عام طور پر عورتیں یا بچے دھونی لیتے ہیں کرمانی نے کہا ہے کہ قسط عود ہندی کو کہتے ہیں جسے اگر یا کوٹ کہا جاتا ہے۔ اظفار ایک قسم کا عطر ہوتا تھا یہ دونوں خوشبوئیں اس زمانہ میں عام طور پر عرب کی عورتیں حیض سے پاک ہوتے وقت بدبو دور کرنے کے لئے شرمگاہ میں استعمال کرتی تھیں۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عدت والی عورت کو خوشبو استعمال کرنے سے منع فرمایا ہے لیکن حائضہ کو حیض سے پاک ہوتے وقت بدبو دور کرنے کے لئے ان دونوں خوشبوؤں کے استعمال کی اجازت دے دی۔ یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ جس عورت کا خاوند مر گیا ہو اس پر عدت کے زمانہ میں سوگ کرنا واجب ہے چنانچہ اس پر تمام علماء کا اجماع واتفاق ہے البتہ سوگ کی تفصیل میں اختلافی اقوال ہیں۔

حضرت امام شافعی اور جمہور علماء تو یہ کہتے ہیں کہ خاوند کی وفات کے بعد ہر عدت والی عورت پر سوگ کرنا واجب ہے خواہ وہ مدخول بہا

ہو یعنی جس کے ساتھ جماع ہو چکا ہو یا غیر مدخول بہا ہو (یعنی جس کے ساتھ جماع نہ ہوا ہو) خواہ چھوٹی ہو یا بڑی خواہ باکرہ ہو یا ثیبہ خواہ آزاد ہو یا لونڈی اور خواہ مسلمہ ہو یا کافرہ۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کے نزدیک سات قسم کی عورتوں پر سوگ واجب نہیں ہے۔ جس کی تفصیل درمختار کے مطابق یہ ہے کہ (۱) کافرہ (۲) مجنونہ (۳) صغیرہ (۴) معتدہ عتق یعنی وہ ام ولد جو اپنے مولیٰ کی طرف سے آزاد کئے جانے یا اپنے مولیٰ کے مر جانے کی وجہ سے عدت میں بیٹھی ہو (۵) وہ عورت جو نکاح فاسد کی عدت میں بیٹھی ہو (۶) وہ عورت جو وطی بالشبہ کی عدت میں بیٹھی ہو یعنی جس سے کسی غیر مرد نے غلط فہمی میں جماع کر لیا ہو اور اس کی وجہ سے عدت میں بیٹھی ہو (۷) وہ عورت جو طلاق رجعی کی عدت میں بیٹھی ہو۔ جیسا کہ حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ خاوند کے علاوہ کسی کے مرنے پر عورت کو تین دن سے زیادہ سوگ کرنا جائز نہیں ہے اور تین دن تک بھی صرف مباح ہے واجب نہیں ہے۔

چنانچہ اگر تین دنوں میں بھی خاوند سوگ کرنے سے منع کرے تو اس کو اس کا حق ہے کیونکہ بیوی کے بناؤ سنگار کا تعلق خاوند کے حق سے ہے اگر تین دنوں میں خاوند کی خواہش یہ ہو کہ وہ سوگ ترک کر کے بناؤ سنگار کرے اور بیوی خاوند کا کہنا نہ مانے تو اس بات پر بیوی کو مارنا خاوند کے لئے جائز ہے کیونکہ سوگ کرنے میں خاوند کا حق فوت ہو جاتا ہے۔ سوگ کے احکام و مسائل جس عورت کو طلاق رجعی ملی ہو اس کی عدت تو فقط اتنی ہی ہے کہ وہ مقررہ مدت تک گھر سے باہر نہ نکلے اور نہ کسی دوسرے مرد سے نکاح کرے اس کے لئے بناؤ سنگھار وغیرہ درست ہے اور جس عورت کو جو مکلفہ مسلمہ یعنی بالغ و عاقل اور مسلمان ہو تین طلاقیں مل گئیں یا ایک طلاق بائن یا اور کسی طرح سے نکاح ٹوٹ گیا یا خاوند مر گیا تو ان سب صورتوں میں اس کے لئے یہ حکم ہے کہ جب تک عدت میں رہے تب تک نہ تو گھر سے باہر نکلے نہ اپنا دوسرا نکاح کرے اور نہ بناؤ سنگھار کرے یہ سب باتیں اس پر حرام ہیں۔ اس سنگھار نہ کرنے اور میلے کچیلے رہنے کو سوگ کہتے ہیں۔

جب تک عدت ختم نہ ہو تب تک خوشبو لگانا کپڑے بسانا زیور گہنا پہننا پھول پہننا سرمہ لگانا پان کھا کر منہ لال کرنا مسی مسلنا سر میں تیل ڈالنا کنگھی کرنا مہندی لگانا اچھے کپڑے پہننا ریشمی اور رنگے ہوئے بہار دار کپڑے پہننا یہ سب باتیں ممنوع ہیں۔ ہاں مجبوری کی حالت میں اگر ان میں سے کوئی چیز اختیار کی گئی تو کوئی مضائقہ نہیں مثلاً سر میں درد ہونے کی وجہ سے تیل ڈالنے کی ضرورت پڑے تو بغیر خوشبو کا تیل ڈالنا درست ہے اسی طرح دوا کے لئے سرمہ لگانا بھی ضرورت کے وقت درست ہے۔ جس عورت کا نکاح صحیح نہیں ہوا تھا بلکہ بے قاعدہ ہو گیا تھا اور وہ فسخ کرا دیا گیا یا خاوند مر گیا تو ایسی عورت پر سوگ کرنا واجب نہیں ہے۔ اسی طرح جو عورت عتق یعنی آزادی کی عدت میں ہو جیسے ام ولد کو اس کا مولیٰ آزاد کر دے اور وہ اس کی وجہ سے عدت میں بیٹھی ہو تو اس پر سوگ کرنا واجب نہیں ہے۔

جو عورت عدت میں بیٹھی ہو اس کے پاس نکاح کا پیغام بھیجنا جائز نہیں ہے ہاں نکاح کا کنایہ یعنی یہ کہنا کہ میں اس عورت سے نکاح کرنے کی خواہش رکھتا ہوں یا اس سے نکاح کرنے کا میں ارادہ رکھتا ہوں جائز ہے، مگر یہ بھی اس صورت میں جائز ہے کہ جب کہ وہ عورت وفات کی عدت میں بیٹھی ہو اگر طلاق کی عدت میں بیٹھی ہو تو یہ بھی جائز نہیں ہے۔ جو عورت طلاق کی عدت میں بیٹھی ہو

اس کو تو کسی بھی وقت گھر سے نکلنا جائز نہیں ہے ہاں جو عورت وفات کی عدت میں بیٹھی ہو وہ دن میں نکل سکتی ہے اور کچھ رات تک نکل سکتی ہے مگر رات اپنے گھر کے علاوہ دوسری جگہ بسر نہ کرے لونڈی اپنے آقا کے کام سے گھر سے باہر نکل سکتی ہے۔

معتدہ (عدت والی عورت) کو اپنی عدت کے دن اسی مکان میں گزارنے چاہئیں جس میں وہ فسخ وطلاق یا خاوند کی موت کے وقت سکونت پذیر ہو ہاں اگر اس مکان سے زبردستی نکالا جائے اس مکان میں اپنے مال واسباب کے ضائع ہونے کا خوف ہو یا اس مکان کے گر پڑنے کا خطرہ ہو اور یا اس مکان کا کرایہ ادا کرنے پر قادر نہ ہو تو ان صورتوں میں کسی دوسرے مکان میں عدت بیٹھنا جائز ہے۔ اسی طرح اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے کہ میاں بیوی ایک ہی مکان میں رہیں اگرچہ وہ طلاق بائن کی عدت میں بیٹھی ہو بشرطیکہ دونوں کے درمیان پردہ حائل رہے ہاں اگر خاوند فاسق اور ناقابل اعتماد ہو یا مکان تنگ ہو تو عورت اس گھر سے منتقل ہو جائے اگرچہ خاوند کا منتقل ہونا اولیٰ ہے۔

اور اگر میاں بیوی کے ایک ہی مکان میں رہنے کی صورت میں وہ دونوں اپنے ساتھ کسی ایسی معتمد عورت کو رکھ لیں جو دونوں کو ایک دوسرے سے الگ رکھنے پر قادر ہو تو بہت ہی اچھا ہے۔ اگر مرد عورت کو اپنے ساتھ سفر میں لے گیا اور پھر سفر کے دوران اس کو طلاق بائن یا تین طلاقیں دیدیں یا مرد مر گیا اور عورت کا شہر یعنی اس کا وطن اس جگہ سے کہ جہاں طلاق یا وفات واقع ہوئی ہے سفر شرعی یعنی تین دن کے سفر سے کم مسافت پر واقع ہو تو وہ اپنے شہر واپس آ جائے اور اگر اس مقام سے جہاں طلاق یا وفات ہوئی ہے اس کا شہر سفر شرعی (یعنی تین دن کی مسافت) کے بقدر یا اس سے زائد فاصلہ پر واقع ہے اور وہ منزل مقصود (جہاں کے لئے سفر اختیار کیا تھا) اس مسافت سے کم فاصلہ پر واقع ہے تو اپنے شہر واپس آنے کی بجائے منزل مقصود چلی جائے اور ان دونوں صورتوں میں خواہ اس کا ولی اس کے ساتھ ہو یا ساتھ نہ ہو۔

لیکن بہتر یہ ہے کہ وہ عورت طلاق یا وفات کے وقت کسی شہر میں ہو تو وہاں سے عدت گزارے بغیر نہ نکلے تو کسی محرم کا ساتھ ہونا ضروری ہے لیکن صاحبین یعنی حضرت امام ابویوسف اور حضرت امام محمد یہ فرماتے ہیں کہ اگر اس کا کوئی محرم اس کے ساتھ ہو تو پھر عدت سے پہلے بھی اس شہر سے نکل سکتی ہے۔

باب سُقُوْطِ الْاِحْدَادِ عَنِ الْكِتَابِيَّةِ الْمُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا .

یہ باب ہے کہ اہل کتاب (سے تعلق رکھنے والی) بیوہ پر سوگ کا حکم لاگو نہیں ہوگا

3527 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي اَيُّوْبُ بْنُ مُوْسٰى عَنْ حُمَيْدِ بْنِ نَافِعٍ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ اَبِي سَلَمَةَ اَنَّ اُمَّ حَبِيْبَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ عَلٰى هٰذَا الْمِنْبَرِ "لَا يَحِلُّ لِامْرَاَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ اَنْ تَحِدَّ عَلٰى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ اِلَّا عَلٰى زَوْجٍ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا" .

☆☆ سیّدہ زینب بنت ابوسلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: سیّدہ اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات بیان کی ہے میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو

3527-تقدم (الحديث 3500) .

اس منبر پر یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

''اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان رکھنے والی کسی بھی عورت کے لیے یہ بات جائز نہیں ہے' وہ کسی کے مرنے پر تین دن سے زیادہ سوگ کرے' البتہ وہ اپنے شوہر کا چار ماہ دس دن سوگ کرے گی''۔

باب مَقَامِ الْمُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا فِي بَيْتِهَا حَتَّى تَحِلَّ ۔

یہ باب ہے کہ بیوہ عورت کا اپنے گھر میں عدت ختم ہونے تک مقیم رہنا

3528 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اِدْرِيسَ عَنْ شُعْبَةَ وَابْنِ جُرَيْجٍ وَيَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ وَمُحَمَّدِ بْنِ اِسْحَاقَ عَنْ سَعْدِ بْنِ اِسْحَاقَ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ كَعْبٍ عَنِ الْفَارِعَةِ بِنْتِ مَالِكٍ اَنَّ زَوْجَهَا خَرَجَ فِي طَلَبِ اَعْلَاجٍ فَقَتَلُوْهُ - قَالَ شُعْبَةُ وَابْنُ جُرَيْجٍ وَكَانَتْ فِي دَارٍ قَاصِيَةٍ فَجَاءَتْ وَمَعَهَا اَخُوهَا اِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرُوا لَهُ فَرَخَّصَ لَهَا حَتَّى اِذَا رَجَعَتْ دَعَاهَا فَقَالَ "اجْلِسِي فِي بَيْتِكِ حَتَّى يَبْلُغَ الْكِتَابُ اَجَلَهُ" ۔

★★ زینب بنت کعب' سیدہ فارعہ بنت مالک رضی اللہ عنہا کا یہ بیان نقل کرتی ہیں:

ان کے شوہر اپنے کچھ غلاموں کی تلاش میں نکلے' ان غلاموں نے انہیں قتل کر دیا' یہاں شعبہ اور ابن جریج نامی راوی نے یہ الفاظ اضافی نقل کیے ہیں' وہ خاتون آبادی سے ہٹ کر ایک گھر میں رہتی تھی' وہ خاتون اپنے بھائی کے ساتھ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں' ان لوگوں نے نبی اکرم ﷺ کے سامنے اس صورتِ حال کا تذکرہ کیا' آپ ﷺ نے اسے (اپنے میکے میں' کسی گھر میں منتقل ہونے کی) اجازت دے دی' جب وہ خاتون واپس گئی تو آپ ﷺ نے اُسے بلوایا اور فرمایا:

تم اپنے گھر میں ہی مقیم رہو' جب تک تمہاری عدت پوری نہیں ہو جاتی۔

معتدہ کا ایامِ عدت تک اسی گھر میں رہنے کا بیان

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ معتدہ (یعنی عدت میں بیٹھی ہوئی عورت) کو بلاضرورت ایک مکان سے دوسرے مکان میں اٹھ آنا درست نہیں ہے۔ شرح السنۃ میں لکھا ہے کہ اس بارے میں علماء کے اختلافی اقوال ہیں کہ جو عورت اپنے خاوند کے مرجانے کی وجہ سے عدت میں بیٹھی ہو اس کے لئے سکنی یعنی شوہر ہی کے مکان میں عدت گزارنا) ضروری ہے یا نہیں چنانچہ اس سلسلہ میں حضرت امام شافعی کے دو قول ہیں جس میں زیادہ صحیح قول یہ ہے کہ اس کے لئے سکنی ضروری ہے حضرت عمر حضرت عثمان حضرت

3528-اخرجه ابو داؤد في الطلاق، باب في المتوفى عنها تنتقل (الحديث 2300) مطولًا و اخرجه الترمذي في الطلاق، باب ما جاء اين تعتد المتوفى عنها زوجها (الحديث 1204) مطولًا و اخرجه النسائي في الطلاق، مقام المتوفى عنها زوجها في بيتها حتى تحل (الحديث 3529 و 3530)، و عدة المتوفى عنها زوجها من يوم ياتيها الخبر (الحديث 3532) مطولًا، و في التفسير: سورة البقرة، قوله تعالى(والذين يتوفون منكم و يذرون ازواجاً) (الحديث 64) واخرجه ابن ماجه في الطلاق، باب اين تعتد المتوفى عنها زوجها (الحديث 2031) . تحفة الاشراف (18045) .

عبداللہ ابن مسعود اور حضرت عبداللہ ابن عمر بھی اسی کے قائل تھے ان کی طرف سے یہی حدیث بطور دلیل پیش کی جاتی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے تو فریعہ کو مکان منتقل کرنے کی اجازت دے دی مگر پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو منتقل ہونے سے منع کر دیا اور یہ حکم دیا کہ وہ اپنے شوہر کے اسی مکان میں عدت کے دن گزاریں اس سے ثابت ہوا کہ فریعہ کو پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اجازت دینا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس حدیث (امکثی فی بیتک) الخ تم اپنے اسی گھر میں عدت میں بیٹھو) کے ذریعہ منسوخ ہو گیا۔ حضرت امام شافعی کا دوسرا قول یہ ہے کہ معتدہ وفات کے لئے سکنی ضروری نہیں ہے بلکہ وہ جہاں چاہے عدت میں بیٹھ جائے اور یہی قول حضرت علی حضرت ابن عباس اور حضرت عائشہ کا بھی تھا اس قول کی دلیل یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فریعہ کو مکان میں منتقل ہونے کی اجازت عطا فرمادی تھی اور پھر بعد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنے ہی مکان میں عدت گزارنے کا جو حکم فرمایا وہ استحباب کے طور پر تھا۔

3529 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِىْ حَبِيْبٍ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ اِسْحَاقَ عَنْ عَمَّتِهٖ زَيْنَبَ بِنْتِ كَعْبٍ عَنِ الْفُرَيْعَةِ بِنْتِ مَالِكٍ اَنَّ زَوْجَهَا تَكَارٰى عُلُوْجًا لِيَعْمَلُوْا لَهٗ فَقَتَلُوْهُ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَتْ اِنِّىْ لَسْتُ فِىْ مَسْكَنٍ لَهٗ وَلَا يَجْرِىْ عَلَىَّ مِنْهُ رِزْقٌ اَفَاَنْتَقِلُ اِلٰى اَهْلِىْ وَيَتَامَاىَ وَاَقُوْمُ عَلَيْهِمْ قَالَ "افْعَلِىْ" . ثُمَّ قَالَ "كَيْفَ قُلْتِ" . فَاَعَادَتْ عَلَيْهِ قَوْلَهَا قَالَ "اعْتَدِّىْ حَيْثُ بَلَغَكِ الْخَبَرُ" .

☆☆ زینب بنت کعب سیّدہ فریعہ بنت مالک رضی اللہ عنہا کے بارے میں یہ بات نقل کرتی ہیں: ان کے شوہر نے کچھ عجمی مزدور کام کے لیے مقرر کیے ان مزدوروں نے انہیں قتل کر دیا تو اس خاتون نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات کا تذکرہ کیا اور یہ بتایا: میں اپنے شوہر کے گھر میں مقیم نہیں ہوں اور نہ ہی اب ان کی طرف سے مجھے کچھ خرچ مل سکتا ہے تو کیا میں اپنے میکے منتقل ہو جاؤں میرے ساتھ یتیم بچے بھی ہیں اور میں ان لوگوں کی دیکھ بھال بھی کرلوں گی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تم ایسا کرلو۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: تم نے کیا کہا ہے؟

اس خاتون نے اپنی بات دُہرائی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جس جگہ (یعنی اپنے شوہر کے جس گھر میں) تمہیں (شوہر کے انتقال کی) خبر ملی تھی تم وہیں عدت بسر کرو"۔

3530 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ سَعْدِ بْنِ اِسْحَاقَ عَنْ زَيْنَبَ عَنْ فُرَيْعَةَ اَنَّ زَوْجَهَا خَرَجَ فِىْ طَلَبِ اَعْلَاجٍ لَهٗ فَقُتِلَ بِطَرَفِ الْقَدُوْمِ - قَالَتْ - فَاَتَيْتُ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْتُ لَهُ النُّقْلَةَ اِلٰى اَهْلِىْ وَذَكَرْتُ لَهٗ حَالًا مِّنْ حَالِهَا - قَالَتْ - فَرَخَّصَ لِىْ فَلَمَّا اَقْبَلْتُ نَادَانِىْ فَقَالَ "امْكُثِىْ فِىْ اَهْلِكِ حَتّٰى يَبْلُغَ الْكِتَابُ اَجَلَهٗ" .

☆☆ سیّدہ زینب بنت کعب رضی اللہ عنہا سیّدہ فریعہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں یہ بات نقل کرتی ہیں: ان کے شوہر کچھ

3529-تقدم (الحديث 3528) .

3530-تقدم (الحديث 3528) .

بھی (مزدوروں) کی تلاش میں نکلے تو انہیں "طرف قدوم" کے مقام پر قتل کر دیا گیا' وہ خاتون بیان کرتی ہیں: میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ ﷺ کے سامنے اپنے میکے منتقل ہونے کا تذکرہ کیا' میں نے آپ ﷺ کے سامنے اپنی حالت کا تذکرہ کیا' وہ خاتون بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ نے مجھے اجازت دے دی' جب میں واپس جانے لگی' تو آپ ﷺ نے مجھے بلایا اور فرمایا: تم اپنے گھر میں ہی ٹھہری رہو' جب تک تمہاری عدت پوری نہیں ہو جاتی۔

باب الرُّخْصَةِ لِلْمُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا اَنْ تَعْتَدَّ حَيْثُ شَائَتْ .

یہ باب ہے کہ بیوہ عورت کے لیے اس بات کی اجازت ہے' وہ جہاں چاہے عدت بسر کرے

3531 - اَخْبَرَنِىْ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ قَالَ حَدَّثَنَا وَرْقَاءُ عَنِ ابْنِ اَبِىْ نَجِيْحٍ قَالَ عَطَاءٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ نَسَخَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ عِدَّتَهَا فِىْ اَهْلِهَا فَتَعْتَدُّ حَيْثُ شَائَتْ وَهُوَ قَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ (غَيْرَ اِخْرَاجٍ) .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' اس آیت نے' شوہر کے گھر میں عدت بسر کرنے کے حکم کو منسوخ کر دیا ہے' اب ایسی عورت جہاں چاہے عدت بسر کر سکتی ہے (ان کی مراد) اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:
"نکالے بغیر"۔

باب عِدَّةِ الْمُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا مَنْ يَّوْمِ يَاْتِيهَا الْخَبَرُ .

یہ باب ہے کہ بیوہ عورت کی عدت اس دن سے شروع ہوگی جب اس کے پاس (شوہر کے انتقال) کی اطلاع آئے گی

3532 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ سَعْدِ بْنِ اِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَتْنِىْ زَيْنَبُ بِنْتُ كَعْبٍ قَالَتْ حَدَّثَتْنِىْ فُرَيْعَةُ بِنْتُ مَالِكٍ اُخْتُ اَبِىْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَتْ تُوُفِّىَ زَوْجِىْ بِالْقَدُوْمِ فَاَتَيْتُ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْتُ لَهُ اَنَّ دَارَنَا شَاسِعَةٌ فَاَذِنَ لَهَا ثُمَّ دَعَاهَا فَقَالَ "امْكُثِىْ فِىْ بَيْتِكِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا حَتّٰى يَبْلُغَ الْكِتَابُ اَجَلَهُ" .

☆☆ سیّدہ فریعہ بنت مالک رضی اللہ عنہا جو حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی بہن ہیں' وہ بیان کرتی ہیں: میرے شوہر کا قدوم میں انتقال ہو گیا' میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ ﷺ کے سامنے یہ گزارش کی: ہمارا گھر آبادی سے ہٹ کر ہے'

3531-اخرجه البخاري في التفسير، باب (والذين يتوفون منكم و يذرون ازواجًا يتربصن بانفسهن اربعة اشهر و عشراً . الى . بما تعملون خبير) (الحديث 4531م)، وفي الطلاق، باب (والذين يتوفون منكم و يذرون ازواجاً . الى قوله بما تعملون خبير) (الحديث 5344م) . واخرجه ابو داؤد في الطلاق، باب من راى التحول (الحديث 2301) تحفة الاشراف (5900) .

3532-تقدم (الحديث 3528) .

تو نبی اکرم ﷺ نے اس خاتون کو (اپنے میکے منتقل ہونے کی) اجازت دے دی' پھر آپ ﷺ نے اس خاتون کو بلوایا اور فرمایا: ''تم چار ماہ دس دن تک اپنے گھر میں ہی رہو' جب تک تمہاری عدت پوری نہیں ہو جاتی''۔

باب تَرْكِ الزِّينَةِ لِلْحَادَّةِ الْمُسْلِمَةِ دُونَ الْيَهُودِيَّةِ وَالنَّصْرَانِيَّةِ .

یہ باب ہے کہ سوگ کرنے والی مسلمان خاتون کے لیے زینت ترک کرنے کا حکم

یہ حکم یہودی یا عیسائی بیوی کے لیے نہیں ہے

3533 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ الْقَاسِمِ عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِىْ بَكْرٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ نَافِعٍ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ اَبِىْ سَلَمَةَ اَنَّهَا اَخْبَرَتْهُ بِهٰذِهِ الْاَحَادِيْثِ الثَّلَاثَةِ قَالَتْ زَيْنَبُ دَخَلْتُ عَلٰى اُمِّ حَبِيْبَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ تُوُفِّيَ اَبُوْهَا اَبُوْ سُفْيَانَ بْنُ حَرْبٍ فَدَعَتْ اُمُّ حَبِيْبَةَ بِطِيْبٍ فَدَهَنَتْ مِنْهُ جَارِيَةً ثُمَّ مَسَّتْ بِعَارِضَيْهَا ثُمَّ قَالَتْ وَاللّٰهِ مَا لِيْ بِالطِّيْبِ مِنْ حَاجَةٍ غَيْرَ اَنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا يَحِلُّ لِامْرَاَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ تَحِدُّ عَلٰى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ اِلَّا عَلٰى زَوْجٍ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا" .

☆☆ سیدہ زینب بنت ابوسلمہ رضی اللہ عنہا نے تین احادیث بیان کی ہیں۔

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں سیدہ اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئی' اس وقت جب ان کے والد حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تھا تو سیدہ اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا نے خوشبو منگوائی' ایک کنیز کو اس میں سے تیل لگایا' پھر انہوں نے وہ خوشبو اپنے گالوں پر بھی لگائی' پھر یہ بات بیان کی: اللہ کی قسم! مجھے اس وقت خوشبو استعمال کرنے کی ضرورت نہیں تھی' لیکن میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھنے والی کسی بھی عورت کے لیے یہ بات جائز نہیں ہے' وہ تین دن سے زیادہ کسی کے مرنے پر سوگ کرے' البتہ اپنے شوہر کا سوگ چار ماہ دس دن تک کرے گی۔

3534 - قَالَتْ زَيْنَبُ ثُمَّ دَخَلْتُ عَلٰى زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ حِيْنَ تُوُفِّيَ اَخُوْهَا وَقَدْ دَعَتْ بِطِيْبٍ وَّمَسَّتْ مِنْهُ ثُمَّ قَالَتْ وَاللّٰهِ مَا لِيْ بِالطِّيْبِ مِنْ حَاجَةٍ غَيْرَ اَنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ عَلَى الْمِنْبَرِ "لَا يَحِلُّ لِامْرَاَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ تَحِدُّ عَلٰى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ اِلَّا عَلٰى زَوْجٍ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا" .

3533-تقدم (الحديث 3500) .

3534-اخرجه البخاري في الجنائز، باب احداد المراة على غير زوجها (الحديث 1282)، و في الطلاق، باب مراجعة الحائض (الحديث 5335) . واخرجه مسلم في الطلاق، باب وجوب الاحداد في عدة الوفاة و تحريمه في غير ذلك الا ثلاثة ايام (الحديث 58 و 59 و 60 م) . واخرجه ابو داؤد في الطلاق، باب احداد المتوفى عنها زوجها (الحديث 2299) و اخرجه الترمذي في الطلاق، باب ما جاء في عدة المتوفى عنها زوجها (الحديث 1196) . تحفة الاشراف (15879) .

☆☆ سیّدہ زینب (بنت ابوسلمہ) رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: پھر میں سیّدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئی' اس وقت جب ان کے بھائی کا انتقال ہوا تھا تو انہوں نے بھی خوشبو منگوائی اور تھوڑی سی خوشبو لگائی' پھر انہوں نے ارشاد فرمایا: اللہ کی قسم! مجھے خوشبو استعمال کرنے کی ضرورت نہیں تھی' لیکن میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

''اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھنے والی کسی عورت کے لیے یہ بات جائز نہیں ہے' وہ تین دن سے زیادہ کسی کے مرنے پر سوگ کرے' البتہ اپنے شوہر کا سوگ چار ماہ دس دن تک کرے گی''۔

3535 - وَقَالَتْ زَيْنَبُ سَمِعْتُ أُمَّ سَلَمَةَ تَقُولُ جَائَتِ امْرَأَةٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ ابْنَتِي تُوُفِّيَ عَنْهَا زَوْجُهَا وَقَدِ اشْتَكَتْ عَيْنَهَا أَفَأَكْحُلُهَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا" . ثُمَّ قَالَ "إِنَّمَا هِيَ أَرْبَعَةُ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا وَقَدْ كَانَتْ إِحْدَاكُنَّ فِي الْجَاهِلِيَّةِ تَرْمِي بِالْبَعْرَةِ عِنْدَ رَأْسِ الْحَوْلِ" .

قَالَ حُمَيْدٌ فَقُلْتُ لِزَيْنَبَ وَمَا تَرْمِي بِالْبَعْرَةِ عِنْدَ رَأْسِ الْحَوْلِ قَالَتْ زَيْنَبُ كَانَتِ الْمَرْأَةُ إِذَا تُوُفِّيَ عَنْهَا زَوْجُهَا دَخَلَتْ حِفْشًا وَلَبِسَتْ شَرَّ ثِيَابِهَا وَلَمْ تَمَسَّ طِيبًا وَلَا شَيْئًا حَتَّى تَمُرَّ بِهَا سَنَةٌ ثُمَّ تُؤْتَى بِدَابَّةٍ حِمَارٍ أَوْ شَاةٍ أَوْ طَيْرٍ فَتَفْتَضُّ بِهِ فَقَلَّمَا تَفْتَضُّ بِشَيْءٍ إِلَّا مَاتَ ثُمَّ تَخْرُجُ فَتُعْطَى بَعْرَةً فَتَرْمِي بِهَا وَتُرَاجِعُ بَعْدُ مَا شَائَتْ مِنْ طِيبٍ أَوْ غَيْرِهِ . قَالَ مَالِكٌ تَفْتَضُّ تَمْسَحُ بِهِ فِي حَدِيثِ مُحَمَّدٍ . قَالَ مَالِكٌ الْحِفْشُ الْخُصُّ .

☆☆ سیّدہ زینب (بنت ابوسلمہ) رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نے سیّدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے' ایک خاتون نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی' اس نے عرض کی: یارسول اللہ! میری بیٹی کا شوہر فوت ہو گیا ہے' میری بیٹی کی آنکھوں میں تکلیف ہے' کیا میں اُسے سرمہ لگا سکتی ہوں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: نہیں!

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ تو چار ماہ دس دن ہیں حالانکہ زمانۂ جاہلیت میں کوئی عورت ایک سال گزرنے کے بعد اونٹ کی مینگنی پھینکا کرتی تھی۔

روایت کے راوی حمید بیان کرتے ہیں' میں نے سیّدہ زینب بنت ابوسلمہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا: ایک سال گزرنے کے بعد مینگنی پھینکنے سے مراد کیا ہے؟ تو سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا نے بتایا: (زمانۂ جاہلیت میں) جب کسی عورت کا شوہر فوت ہو جاتا تھا تو وہ تنگ و تاریک گھر میں داخل ہو جاتی تھی اور انتہائی عام سا کپڑا پہنتی تھی' وہ خوشبو بھی نہیں لگاتی تھی' یہاں تک کہ جب ایک سال گزر جاتا تھا تو پھر کسی گدھے' بکری یا پرندے کو لایا جاتا تھا' جس پر وہ ہاتھ پھیرتی تھی' تو ایسے کسی بھی جانور پر جب وہ ہاتھ پھیرتی تھی' تو عام طور پر وہ مر جاتا تھا' پھر اس کے بعد وہ باہر آتی تھی' پھر اسے ایک مینگنی دی جاتی تھے جسے وہ پھینکتی تھی' اس کے بعد وہ جو چاہے خوشبو وغیرہ استعمال کر سکتی تھی۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: روایت کے لفظ تفتض کا مطلب ہے: اس پر ہاتھ پھیرتی تھی۔

3535-تقدم (الحديث 3500) .

محمد بن سلمہ نامی راوی نے یہ بات بیان کی ہے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: روایت کے لفظ حفش سے مراد کوٹھڑی ہے۔

باب مَا تَجْتَنِبُ الْحَادَّةُ مِنَ الثِّيَابِ الْمُصْبَغَةِ ۔

یہ باب ہے کہ سوگ کرنے والی عورت رنگین کپڑوں سے اجتناب کرے گی

3536 - اَخْبَرَنَا حُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ حَفْصَةَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا تُحِدُّ امْرَاَةٌ عَلٰى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثٍ اِلَّا عَلٰى زَوْجٍ فَاِنَّهَا تُحِدُّ عَلَيْهِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا وَّلَا تَلْبَسُ ثَوْبًا مَصْبُوغًا وَّلَا ثَوْبَ عَصْبٍ وَّلَا تَكْتَحِلُ وَلَا تَمْتَشِطُ وَلَا تَمَسُّ طِيْبًا اِلَّا عِنْدَ طُهْرِهَا حِيْنَ تَطْهُرُ نُبَذًا مِّنْ قُسْطٍ وَّاَظْفَارٍ" ۔

☆☆ سیّدہ اُم عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''کوئی بھی عورت تین دن سے زیادہ کسی کے مرنے پر سوگ نہ کرے البتہ شوہر کا حکم مختلف ہے کیونکہ وہ عورت اس پر چار ماہ دس دن سوگ کرے گی وہ عورت (سوگ کے دوران) رنگا ہوا کپڑا نہیں پہنے گی سر پر پٹی نہیں باندھے گی سرمہ نہیں لگائے گی کنگھی نہیں کرے گی خوشبو استعمال نہیں کرے گی البتہ طہر کے وقت وہ اسے استعمال کر سکتی ہے وہ طہر کے وقت پاکیزگی حاصل کرنے کے لیے قسط یا اظفار (نامی دو مختلف قسم کی خوشبوئیں) تھوڑی سی استعمال کر سکتی ہے''۔

3537 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اَبِىْ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ طَهْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِىْ بُدَيْلٌ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "الْمُتَوَفّٰى عَنْهَا زَوْجُهَا لَا تَلْبَسُ الْمُعَصْفَرَ مِنَ الثِّيَابِ وَلَا الْمُمَشَّقَةَ وَلَا تَخْتَضِبُ وَلَا تَكْتَحِلُ" ۔

☆☆ سیّدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتی ہیں:

''بیوہ عورت معصفر کپڑے نہیں پہنے گی گہرے رنگ کے کپڑے نہیں پہنے گی وہ خضاب نہیں لگائے گی اور سرمہ نہیں لگائے گی''۔

باب الْخِضَابِ لِلْحَادَّةِ ۔

یہ باب ہے کہ سوگ کرنے والی عورت کا خضاب لگانا

3536-اخرجه البخاري في الحيض، باب الطيب للمراة عند غسلها من المحيض (الحديث 313)، و في الطلاق، باب تلبس الحادة ثياب العصب (الحديث 5342) و اخرجه مسلم في الطلاق، باب وجوب الاحداد في عدة الوفاة و تحريمه في غير ذلك الا ثلاثة ايام (الحديث 66) . و اخرجه ابو داؤد في الطلاق، باب فيما تجتنبه المعتدة في عدتها (الحديث 2302 و 2303) . و اخرجه ابن ماجه في الطلاق، باب هل تحد المراة على غير زوجها (الحديث 2087) . تحفة الاشراف (18134) .

3537-اخرجه ابو داؤد في الطلاق، باب فيما تجتنبه المعتدة في عدتها (الحديث 2304) تحفة الاشراف (18280) .

3538 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ عَنْ حَفْصَةَ عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا يَحِلُّ لِامْرَاَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ تَحِدَّ عَلٰى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثٍ اِلَّا عَلٰى زَوْجٍ وَّلَا تَكْتَحِلُ وَلَا تَخْتَضِبُ وَلَا تَلْبَسُ ثَوْبًا مَّصْبُوْغًا" .

☆☆ سیّدہ اُم عطیہ رضی اللہ عنہا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتی ہیں:

''اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھنے والی کسی بھی عورت کے لیے یہ بات جائز نہیں ہے وہ کسی کے مرنے پر تین دن سے زیادہ سوگ کرے' البتہ وہ اپنے شوہر کا سوگ (چار ماہ دس دن تک کرے گی) وہ سرمہ نہیں لگائے گی' خضاب نہیں لگائے گی' رنگے ہوئے کپڑے نہیں پہنے گی''۔

باب الرُّخْصَةِ لِلْحَادَّةِ اَنْ تَمْتَشِطَ بِالسِّدْرِ .

یہ باب ہے کہ سوگ کرنے والی عورت کے لیے بیری کے پتوں کے ذریعے سر دھونے کی اجازت

3539 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِىْ مَخْرَمَةُ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ سَمِعْتُ الْمُغِيْرَةَ بْنَ الضَّحَّاكِ يَقُوْلُ حَدَّثَتْنِىْ اُمُّ حَكِيْمٍ بِنْتُ اَسِيْدٍ عَنْ اُمِّهَا اَنَّ زَوْجَهَا تُوُفِّىَ وَكَانَتْ تَشْتَكِىْ عَيْنَهَا فَتَكْتَحِلُ الْجِلَاءَ فَاَرْسَلَتْ مَوْلَاةً لَّهَا اِلٰى اُمِّ سَلَمَةَ فَسَاَلَتْهَا عَنْ كُحْلِ الْجِلَاءِ فَقَالَتْ لَا تَكْتَحِلُ اِلَّا مِنْ اَمْرٍ لَّا بُدَّ مِنْهُ دَخَلَ عَلَىَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ تُوُفِّىَ اَبُوْ سَلَمَةَ وَقَدْ جَعَلْتُ عَلٰى عَيْنِىْ صَبِرًا فَقَالَ "مَا هٰذَا يَا اُمَّ سَلَمَةَ" . قُلْتُ اِنَّمَا هُوَ صَبِرٌ يَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَيْسَ فِيْهِ طِيْبٌ . قَالَ "اِنَّهُ يَشُبُّ الْوَجْهَ فَلَا تَجْعَلِيْهِ اِلَّا بِاللَّيْلِ وَلَا تَمْتَشِطِىْ بِالطِّيْبِ وَلَا بِالْحِنَّاءِ فَاِنَّهُ خِضَابٌ" . قُلْتُ بِاَىِّ شَىْءٍ اَمْتَشِطُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ "بِالسِّدْرِ تُغَلِّفِيْنَ بِهِ رَاْسَكِ" .

☆☆ اُم حکیم بنت اُسید اپنی والدہ کا یہ بیان نقل کرتی ہیں: ان کے شوہر کا انتقال ہو گیا' اس خاتون کی آنکھوں میں تکلیف تھی' تو اس نے جلاء (نامی) سرمہ لگایا' اس نے اپنی کنیز کو سیّدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں بھیجا تا کہ ان سے جلاء نامی سرمہ لگانے کا مسئلہ دریافت کرے تو سیّدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

''ایسی عورت صرف اس وقت سرمہ لگا سکتی ہے' جب انتہائی ضرورت ہو''۔

(سیّدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا نے بتایا:)

جب میرے پہلے شوہر حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے ہاں تشریف لائے' میں نے اپنی آنکھوں میں صبر لگایا ہوا تھا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: اے اُم سلمہ! یہ کیوں لگایا ہوا ہے؟ میں نے عرض کی: یہ صبر ہے' یارسول اللہ! جس میں خوشبو نہیں ہوتی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

3538-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (18131) .

3539-اخرجه ابو داؤد في الطلاق، باب فيما تجتنبه المعتدة في عدتها (الحديث 2305) تحفة الاشراف (18300) .

یہ چہرے کو خوبصورت کر دیتا ہے' تم اسے صرف رات کے وقت لگالیا کرو' لیکن تم خوشبو اور مہندی استعمال نہ کرنا کیونکہ یہ بھی خضاب ہے۔ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! میں کس چیز کے ذریعے اپنے بالوں کو صاف کروں؟

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

بیری کے پتوں کے ذریعے' تم اس کے ذریعے اپنے سر کو دھو سکتی ہو۔

باب النَّهْيِ عَنِ الْكُحْلِ لِلْحَادَّةِ .

یہ باب ہے کہ سوگ کرنے والی عورت کے لیے سرمہ لگانے کی ممانعت

3540 - اَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ اللَّيْثِ عَنْ اَبِيهِ قَالَ حَدَّثَنَا اَيُّوبُ - وَهُوَ ابْنُ مُوسٰى - قَالَ حُمَيْدٌ وَّحَدَّثَتْنِي زَيْنَبُ بِنْتُ اَبِي سَلَمَةَ عَنْ اُمِّهَا اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ جَائَتِ امْرَاَةٌ مِّنْ قُرَيْشٍ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اِنَّ ابْنَتِي رَمِدَتْ اَفَاَكْحُلُهَا . وَكَانَتْ مُتَوَفّٰى عَنْهَا . فَقَالَ "اَلا اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا" . ثُمَّ قَالَتْ اِنِّي اَخَافُ عَلٰى بَصَرِهَا فَقَالَ "لَا اِلَّا اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا قَدْ كَانَتْ اِحْدَاكُنَّ فِي الْجَاهِلِيَّةِ تَحِدُّ عَلٰى زَوْجِهَا سَنَةً ثُمَّ تَرْمِي عَلٰى رَاْسِ السَّنَةِ بِالْبَعْرَةِ" .

☆☆ سیّدہ زینب بنت ابوسلمہ رضی اللہ عنہا اپنی والدہ سیّدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان نقل کرتی ہیں: قریش سے تعلق رکھنے والی ایک عورت آئی' اس نے عرض کی: یارسول اللہ! میری بیٹی کی آنکھوں میں تکلیف ہے' کیا میں اسے سرمہ لگادوں' وہ بیوہ ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں! چار ماہ دس دن تک (وہ سرمہ استعمال نہیں کرسکتی)۔ اس خاتون نے عرض کی: مجھے اس کی بینائی کے بارے میں اندیشہ ہے (کہ اگر سرمہ نہ لگایا تو بینائی ضائع ہوجائے گی) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں! چار ماہ دس دن (سے پہلے وہ ایسا نہیں کر سکتی) زمانۂ جاہلیت میں کوئی عورت ایک سال تک اپنے شوہر کا سوگ کیا کرتی تھی' پھر ایک سال گزرنے کے بعد وہ مینگنی پھینکتی تھی (تو اس کی عدت ختم شمار ہوتی تھی)۔

3541 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ يَّحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ نَافِعٍ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ اَبِي سَلَمَةَ عَنْ اُمِّهَا اَنَّ امْرَاَةً اَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلَتْهُ عَنِ ابْنَتِهَا مَاتَ زَوْجُهَا وَهِيَ تَشْتَكِي قَالَ "قَدْ كَانَتْ اِحْدَاكُنَّ تَحِدُّ السَّنَةَ ثُمَّ تَرْمِي الْبَعْرَةَ عَلٰى رَاْسِ الْحَوْلِ وَاِنَّمَا هِيَ اَرْبَعَةُ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا" .

☆☆ سیّدہ زینب بنت ابوسلمہ رضی اللہ عنہا اپنی والدہ (سیّدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا) کا یہ بیان نقل کرتی ہیں: ایک خاتون نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی بیٹی کے بارے میں دریافت کیا' جس کے شوہر کا انتقال ہوگیا تھا' اور وہ لڑکی بیمار تھی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: پہلے کوئی عورت ایک سال تک سوگ کیا کرتی تھی' پھر سال گزرنے کے بعد وہ مینگنی پھینکتی تھی (تو اس کی

3540-تقدم (الحديث 3501) .

3541-تقدم (الحديث 3501) .

عدت ختم شمار ہوتی تھی) یہ تو چار ماہ دس دن ہیں۔

3542 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْدَانَ بْنِ عِيسَى بْنِ مَعْدَانَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَعْيَنَ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُعَاوِيَةَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ نَافِعٍ مَوْلَى الْاَنْصَارِ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ اَبِي سَلَمَةَ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ اَنَّ امْرَاَةً مِّنْ قُرَيْشٍ جَائَتْ اِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ اِنَّ ابْنَتِي تُوُفِّيَ عَنْهَا زَوْجُهَا وَقَدْ خِفْتُ عَلَى عَيْنِهَا وَهِيَ تُرِيدُ الْكُحْلَ فَقَالَ "قَدْ كَانَتْ اِحْدَاكُنَّ تَرْمِي بِالْبَعْرَةِ عَلَى رَاْسِ الْحَوْلِ وَاِنَّمَا هِيَ اَرْبَعَةُ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا" - فَقُلْتُ لِزَيْنَبَ مَا رَاْسُ الْحَوْلِ قَالَتْ كَانَتِ الْمَرْاَةُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ اِذَا هَلَكَ زَوْجُهَا عَمَدَتْ اِلَى شَرِّ بَيْتٍ لَّهَا فَجَلَسَتْ فِيهِ حَتّٰى اِذَا مَرَّتْ بِهَا سَنَةٌ خَرَجَتْ فَرَمَتْ وَرَائَهَا بِبَعْرَةٍ .

☆☆ سیّدہ زینب بنت ابوسلمۂ سیّدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان نقل کرتی ہیں: قریش سے تعلق رکھنے والی ایک خاتون نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اس نے عرض کی: یارسول اللہ! میری بیٹی کے شوہر کا انتقال ہوگیا ہے مجھے اپنی بیٹی کی آنکھوں کے حوالے سے اندیشہ ہے وہ خاتون اس لڑکی کو سرمہ لگانا چاہتی تھی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''پہلے کوئی عورت ایک سال گزرنے کے بعد مینگنی پھینکتی تھی (تو اس کی عدت ختم ہوتی تھی) یہ تو چار ماہ دس دن ہیں''۔

راوی کہتے ہیں: میں نے سیّدہ زینب بنت ابوسلمہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا: سال گزرنے سے مراد کیا ہے؟ تو انہوں نے بتایا: زمانۂ جاہلیت میں جب کسی عورت کا شوہر فوت ہو جاتا تھا تو وہ گھر کے سب سے بُرے حصے میں چلی جاتی تھی اور وہاں رہتی تھی یہاں تک کہ ایک سال گزر جاتا تھا' پھر وہ اس حصے سے باہر آتی تھی' پھر وہ اپنے پیچھے مینگنی پھینکتی تھی' تو اس کی عدت یا سوگ ختم ہوتا تھا۔

3543 - اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبِ بْنِ عَرَبِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ نَافِعٍ عَنْ زَيْنَبَ اَنَّ امْرَاَةً سَاَلَتْ اُمَّ سَلَمَةَ وَاُمَّ حَبِيبَةَ اَتَكْتَحِلُ فِي عِدَّتِهَا مِنْ وَّفَاةِ زَوْجِهَا فَقَالَتْ اَتَتِ امْرَاَةٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلَتْهُ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ "قَدْ كَانَتْ اِحْدَاكُنَّ فِي الْجَاهِلِيَّةِ اِذَا تُوُفِّيَ عَنْهَا زَوْجُهَا اَقَامَتْ سَنَةً ثُمَّ قَذَفَتْ خَلْفَهَا بِبَعْرَةٍ ثُمَّ خَرَجَتْ وَاِنَّمَا هِيَ اَرْبَعَةُ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا حَتّٰى يَنْقَضِيَ الْاَجَلُ" .

☆☆ سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ایک خاتون نے سیّدہ اُم سلمہ اور سیّدہ اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا سے یہ دریافت کیا: کیا کوئی عورت اپنے شوہر کی وفات کے بعد والی عدت کے دوران سرمہ لگا سکتی ہے؟ تو انہوں نے بتایا: ایک خاتون نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں دریافت کیا' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''زمانۂ جاہلیت میں کوئی عورت' جب اس کا شوہر فوت ہو جاتا تھا تو وہ ایک سال تک رہتی تھی' پھر وہ اپنے پیچھے مینگنی پھینکتی تھی' پھر وہ (اپنی کوٹھڑی سے) باہر آتی تھی' یہ تو چار ماہ دس دن ہیں (وہ ایسا اس وقت تک نہیں کرسکتی) جب تک اس کی عدت پوری نہیں ہو جاتی''۔

3542-تقدم (الحديث 3501) .

3543-تقدم (الحديث 3501) .

ایام عدت میں زیب وزینت پر فقہی مذاہب اربعہ

حضرت ام سلمہ کہتی ہیں کہ ایک عورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میری لڑکی کا خاوند مرگیا ہے جس کی دلیل سے وہ عدت میں ہے اور اس کی آنکھیں دکھتی ہیں تو کیا میں اس کی آنکھوں میں سرمہ لگادوں؟ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں اس عورت نے یہ دو بار یا تین بار پوچھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر بار یہی جواب دیتے تھے کہ نہیں پھر فرمایا کہ عدت چار مہینہ اور دس دن ہے جب کہ ایام جاہلیت میں تم میں کی ایک عورت یعنی بیوہ سال بھر کے بعد مینگنیاں پھینکتی تھی (بخاری ومسلم، مشکوۃ المصابیح، جلد سوم: رقم الحدیث، 524)

یہ حدیث بظاہر امام احمد کی دلیل ہے کہ کیونکہ ان کے نزدیک اس عورت کو سرمہ لگانا جائز نہیں ہے جس کا خاوند مرگیا ہو اور وہ عدت میں بیٹھی ہو خواہ آنکھیں دکھنے کی دلیل سے اس کو سرمہ لگانے کی ضرورت ہو اور خواہ وہ محض زینت یا عادت کی بناء پر لگانا چاہے جب کہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام مالک علیہ الرحمہ کے نزدیک مجبوری کی حالت میں مثلاً آنکھ دکھنے کی صورت میں سرمہ لگانا جائز ہے اور حضرت امام شافعی بھی آنکھیں دکھنے کی صورت میں سرمہ لگانے کی اجازت دیتے ہیں مگر اس شرط کے ساتھ کہ رات میں لگائے اور دن میں پونچھ لے۔

اس حدیث کے بارے میں حنفی علماء یہ فرماتے ہیں کہ اس عورت نے زینت کے لئے سرمہ لگانا چاہا ہوگا مگر بہانہ کیا ہوگا آنکھ دکھنے کا اور چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کا علم ہوگا اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سرمہ لگانے کی اجازت دینے سے انکار فرمادیا ہے۔

حدیث کے آخری جملہ کی وضاحت یہ ہے کہ اسلام سے پہلے زمانہ جاہلیت میں یہ رسم تھی کہ جس عورت کا خاوند مرجاتا وہ ایک تنگ وتاریک کوٹھری میں بیٹھی رہتی اور بہت خراب کپڑے جو اکثر وبیشتر ٹاٹ اور نمدے کی صورت میں ہوتا تھا پہنے رہا کرتی تھی زینت کی کوئی چیز استعمال نہیں کرتی تھی خوشبو بھی نہیں لگاتی تھی غرض کہ پورے ایک سال تک اسی حالت میں رہتی پھر جس دن سال ختم ہوتا اس دن اس کے پاس گدھا یا بکری اور یا کوئی بھی جانور و پرندہ لایا جاتا جس سے وہ اپنی شرمگاہ رگڑتی اور اس کے بعد اس کوٹھڑی سے باہر نکلتی پھر اس کے ہاتھ میں چند مینگنیاں دی جاتیں جن کو وہ پھینکتی اور اس کے ساتھ ہی عدت سے نکل آتی۔ لہٰذا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی رسم کی طرف اشارہ فرمایا کہ پچھلے زمانہ میں عدت کی مدت بھی بہت زیادہ تھی اور اس میں خرابیاں اور پریشانیاں بھی بہت تھیں جب کہ اسلام میں عدت کی مدت بھی بہت کم ہے یعنی چار مہینہ دس دن زیادہ تھی اور اس میں خرابی اور پریشانی بھی نہیں ہے تو پھر اتنا اضطراب کیوں ہے؟

حضرت ام سلمہ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ ہیں روایت کرتی ہیں کہ جب میرے پہلے شوہر ابوسلمہ کا انتقال ہوا اور میں عدت میں بیٹھی ہوئی تھی تو ایک دن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر تشریف لائے اس وقت میں نے اپنے منہ پر ایلوا لگا رکھا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دیکھ کر فرمایا کہ ام سلمہ یہ کیا ہے یعنی تم نے عدت کے دنوں میں منہ پر یہ کیا لگا رکھا ہے؟ میں نے

عرض کیا کہ یہ تو ایلوا ہے جس میں کسی قسم کی کوئی خوشبو نہیں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مگر ایلوا چہرے کو جوان بنا دیتا ہے یعنی ایلوا لگانے سے چہرہ چمکدار ہو جاتا ہے اور اسکا رنگ نکھر جاتا ہے لہٰذا تم اس کو نہ لگاؤ ہاں اگر کسی دلیل سے لگانا ضروری ہی ہو تو) رات میں لگا لو اور دن میں صاف کر ڈالو کیونکہ رات میں استعمال کرنے سے بناؤ سنگار کا گمان ہوتا ہے) اسی طرح خوشبودار کنگھی بھی نہ کرو اور نہ مہندی کے ساتھ کنگھی کرو کیونکہ مہندی سرخ رنگ لئے ہوتی ہے اور اس میں خوشبو ہوتی ہے جب کہ یہ سوگ کی حالت میں ممنوع ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! پھر میں کس چیز کے ساتھ کنگھی کروں یعنی اپنے بالوں کو کس چیز سے صاف کروں؟) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیری کے پتوں کے ساتھ کنگھی کرو اور ان پتوں سے اپنے سر کو غلاف کی طرح ڈھانپ لو یعنی بیری کے پتے اپنے سر پر اتنی مقدار میں ڈالو کہ وہ تمہارے سر کو غلاف کی طرح ڈھانپ لیں۔

(ابوداؤد و نسائی، مشکوۃ المصابیح، جلد سوم: رقم الحدیث، 527)

خوشبودار تیل کے بارے میں تو علماء کا اتفاق و اجماع ہے کہ عدت والی عورت اس کا استعمال نہ کرے البتہ بغیر خوشبو کے تیل مثلاً روغن زیتون و تل کے بارے میں اختلافی اقوال ہیں چنانچہ امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام شافعی تو بغیر خوشبو کا تیل لگانے بھی منع کرتے ہیں البتہ ضرورت و مجبوری کی حالت میں اس کی اجازت دیتے ہیں اور حضرت امام مالک علیہ الرحمہ حضرت امام احمد اور علماء ظواہر نے عدت والی عورت کے لئے ایسے تیل کے استعمال کو جائز رکھا ہے جس میں خوشبو نہ ہو۔

اور حضرت ام سلمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس عورت کا خاوند مر جائے وہ نہ کسم میں رنگا ہوا کپڑا پہنے نہ گیرہ میں رنگا ہوا کپڑا پہنے نہ زیور پہنے نہ ہاتھ پاؤں اور بالوں پر مہندی لگائے اور نہ سرمہ لگائے۔

(ابوداؤد و نسائی

اگر سیاہ اور خاکستری رنگ کے کپڑے پہنے تو کوئی مضائقہ نہیں اسی طرح کسم میں زیادہ دنوں کا رنگا ہوا کپڑا کہ جس سے خوشبو نہ آتی ہو پہننا بھی درست ہے ہدایہ میں لکھا ہے کہ مذکورہ بالا عورت کو کسی عذر مثلا کھجلی یا جوئیں یا کسی بیماری کی دلیل سے ریشمی کپڑا پہننا بھی جائز ہے۔

حضرت زینب کہتی ہیں کہ میں نے اپنی والدہ حضرت ام سلمہ سے سنا وہ فرماتی ہیں کہ ایک عورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری لڑکی کا شوہر فوت ہو گیا ہے اور اس کی آنکھیں دکھتی ہیں کیا ہم اسے سرمہ لگا سکتے ہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو یا تین مرتبہ فرمایا نہیں۔ پھر فرمایا یہ چار ماہ دس دن ہیں اور زمانہ جاہلیت میں تم ایک سال گزارنے پر اونٹ کی مینگیاں پھینکتی تھیں اس باب میں فریعہ بنت مالک بن سنان (جو ابوسعید خدری کی بہن ہیں) اور حفصہ بنت عمر سے بھی روایت ہے حدیث زینب حسن صحیح ہے صحابہ کرام اور دیگر اہل علم کا اس پر عمل ہے کہ جس کا شوہر فوت ہو جائے وہ خوشبو اور زیبائش سے پرہیز کرے۔ سفیان ثوری، مالک، شافعی، احمد، اسحاق کا یہی قول ہے۔

(جامع ترمذی: جلد اول: رقم الحدیث، 1209)

رجوع وامساک کے فقہی احکام

عدت والی عورتوں کی عدت جب پوری ہونے کے قریب پہنچ جائے تو ان کے خاوندوں کو چاہئے کہ دو باتوں میں سے ایک کرلیں یا تو انہیں بھلائی اور سلوک کے ساتھ اپنے ہی نکاح میں روک رکھیں یعنی طلاق جو دی تھی اس سے رجوع کر کے با قاعدہ اس کے ساتھ بود و باش رکھیں یا انہیں طلاق دے دیں، لیکن برا بھلا کہے بغیر گالی گلوچ دیئے بغیر سرزنش اور ڈانٹ ڈپٹ بغیر بھلائی اچھائی اور خوبصورتی کے ساتھ۔ (یہ یاد رہے کہ رجعت کا اختیار اس وقت ہے جب ایک طلاق ہوئی ہو یا دو ہوئی ہوں) پھر فرمایا ہے اگر رجعت کا ارادہ ہو اور رجعت کرو یعنی لوٹا لو تو اس پر دو عادل مسلمان گواہ رکھ لو، ابوداؤد اور ابن ماجہ میں ہے کہ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص اپنی بیوی کو طلاق دیتا ہے پھر اس سے جماع کرتا ہے نہ طلاق پر گواہ رکھتا ہے نہ رجعت پر تو آپ نے فرمایا اس نے خلاف سنت طلاق دی اور خلاف سنت رجوع کیا طلاق پر بھی گواہ رکھنا چاہئے اور رجعت پر بھی، اب دوبارہ ایسا نہ کرنا۔

حضرت عطار حمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں نکاح، رجعت بغیر دو عادل گواہوں کے جائز نہیں جیسے فرمان اللہ ہے ہاں مجبوری ہو تو اور بات ہے، پھر فرماتا ہے گواہ مقرر کرنے اور سچی شہادت دینے کا حکم انہیں ہو رہا ہے جو اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہوں اللہ کی شریعت کے پابند اور عذاب آخرت سے ڈرنے والے ہوں۔

حضرت امام شافعی فرماتے ہیں رجعت پر گواہ رکھنا واجب ہے گو آپ سے ایک دوسرا قول بھی مروی ہے اسی طرح نکاح پر گواہ رکھنا بھی آپ واجب بتاتے ہیں ایک اور جماعت کا بھی یہی قول ہے، اس مسئلہ کو ماننے والی علماء کرام کی جماعت یہ بھی کہتی ہے کہ رجعت زبانی کہے بغیر ثابت نہیں ہوتی کیونکہ گواہ رکھنا ضروری ہے اور جب تک زبان سے نہ کہے گواہ کیسے مقرر کئے جائیں گے پھر فرماتا ہے کہ جو شخص احکام اللہ بجا لائے اس کی حرام کردہ چیزوں سے پرہیز کرے اللہ تعالیٰ اس کے لئے مخلصی پیدا کر دیتا ہے ایک اور جگہ ہے اس طرح رزق پہنچاتا ہے کہ اس کے خواب و خیال میں بھی نہ ہو۔

مسند احمد میں ہے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک مرتبہ میرے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کی تلاوت کی پھر فرمایا اے ابوذر اگر تمام لوگ صرف اسے ہی لے لیں تو کافی ہے، پھر آپ نے بار بار اس کی تلاوت شروع کی یہاں تک کہ مجھے اونگھ آنے لگی پھر آپ نے فرمایا ابوذر تم کیا کرو گے جب تمہیں مدینہ سے نکال دیا جائے گا؟ جواب دیا کہ میں اور کشادگی اور رحمت کی طرف چلا جاؤں گا یعنی مکہ شریف کو، وہیں کا کبوتر بن کر رہ جاؤں گا، آپ نے فرمایا پھر کیا کرو گے جب تمہیں وہاں سے بھی نکالا جائے؟ میں نے کہا شام کی پاک زمین میں چلا جاؤں گا فرمایا جب شام سے نکالا جائے گا تو کیا کرے گا؟ میں نے کہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ پیغمبر بنا کر بھیجا ہے پھر تو اپنی تلوار اپنے کندھے پر رکھ کر مقابلہ پر اتر آؤں گا، آپ نے فرمایا کیا میں تجھے اس سے بہتر ترکیب بتاؤں؟ میں نے کہا ہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم ضرور ارشاد ہو فرمایا سنتا رہ اور مانتا رہ اگرچہ حبشی غلام ہو، ابن ابی حاتم میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قرآن کریم میں بہت ہی جامع آیت

(ترجمہ) ہے اور سب سے زیادہ کشادگی کا وعدہ اس آیت (ترجمہ) الخ، میں ہے، مسند احمد میں فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ جو شخص بکثرت استغفار کرتا رہے اللہ تعالیٰ اسے ہر غم سے نجات اور ہر تنگی سے فراخی دے گا اور ایسی جگہ سے رزق پہنچائے گا جہاں کا اسے خیال وگمان تک نہ ہو، حضرت ابن عباس فرماتے ہیں اسے اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت کے ہر کرب وبےچینی سے نجات دے گا، ربیع فرماتے ہیں لوگوں پر کام بھاری ہو اس پر آسان ہو جائے گا، حضرت عکرمہ فرماتے ہیں مطلب یہ ہے کہ جو شخص اپنی بیوی کو اللہ کے حکم کے مطابق طلاق دے گا اللہ اسے نکاسی اور نجات دے گا، ابن مسعود وغیرہ سے مروی ہے کہ وہ جانتا ہے کہ اللہ اگر چاہے دے اگر چاہے نہ دے،

حضرت قتادہ فرماتے ہیں تمام امور کے شبہ سے اور موت کی تکلیف سے بچا لے گا اور روزی ایسی جگہ سے دے گا جہاں کا گمان بھی نہ ہو، حضرت سدی فرماتے ہیں یہاں اللہ سے ڈرنے کی یہ معنی ہیں کہ سنت کے مطابق طلاق دے اور سنت کے مطابق رجوع کرے، آپ فرماتے ہیں حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے کو کفار گرفتار کر کے لے گئے اور انہیں جیل خانہ میں ڈال دیا ان کے والد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اکثر آتے اور اپنے بیٹے کی حالت اور حاجت مصیبت اور تکلیف بیان کرتے رہتے آپ انہیں صبر کرنے کی تلقین کرتے اور فرماتے عنقریب اللہ تعالیٰ ان کے چھٹکارے کی سبیل بنا دے گا، تھوڑے دن گذرے ہوں گے کہ ان کے بیٹے دشمنوں میں سے نکل بھاگے راستہ میں دشمنوں کی بکریوں کا ریوڑ مل گیا جسے اپنے ساتھ ہنکالائے اور بکریاں لئے ہوئے اپنے والد کی خدمت میں جا پہنچے پس یہ آیت اتری کہ متقی بندوں کو اللہ نجات دے دیتا ہے اور اس کا گمان بھی نہ ہو وہاں سے اسے روزی پہنچاتا ہے، مسند احمد میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ گناہ کی دلیل سے انسان اپنی روزی سے محروم ہو جاتا ہے تقدیر کو لوٹانے والی چیز صرف دعا ہے عمر میں زیادتی کرنے والی چیز صرف نیکی اور خوش سلوکی ہے۔

سیرت ابن اسحاق میں ہے کہ حضرت مالک بن اشجعی رضی اللہ عنہ کے لڑکے حضرت عوف رضی اللہ عنہ جب کافروں کی قید میں تھے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان سے کہلوادو کہ بکثرت (ترجمہ) پڑھتا رہے، ایک دن اچانک بیٹھے بیٹھے ان کی قید کھل گئی اور یہ وہاں سے نکل بھاگے اور ان لوگوں کی ایک اونٹنی ہاتھ لگ گئی جس پر سوار ہو لئے راستے میں ان کے اونٹوں کے ریوڑ ملے انہیں بھی اپنے ساتھ ہنکالائے وہ لوگ پیچھے دوڑے لیکن یہ کسی کے ہاتھ نہ لگے سیدھے اپنے گھر آئے اور دروازے پر کھڑے ہو کر آواز دی باپ نے آواز سن کر فرمایا اللہ کی قسم یہ تو عوف ہے ماں نے کہا ہائے وہ کہاں وہ تو قید وبند کی مصیبتیں جھیل رہا ہوگا اب دونوں ماں باپ اور خادم دروازے کی طرف دوڑے دروازہ کھولا تو ان کے لڑکے حضرت عوف رضی اللہ عنہ ہیں اور تمام انگنائی اونٹوں سے بھری پڑی ہے پوچھا کہ یہ اونٹ کیسے ہیں انہوں نے واقعہ بیان فرمایا کہا اچھا ٹھہرو میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی بابت مسئلہ دریافت کر آؤں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ سب تمہارا مال ہے جو چاہو کرو اور یہ آیت اتری کہ اللہ سے ڈرنے والوں کی مشکل اللہ آسان کرتا ہے اور بے گمان روزی پہنچاتا ہے، ابن ابی حاتم کی حدیث میں ہے جو شخص ہر طرف سے کھچ کر اللہ کا ہو جائے اللہ اس کی ہر مشکل میں اسے کفایت کرتا ہے اور بغیر گمان روزیاں دیتا ہے اور جو اللہ سے ہٹ کر دنیا ہی کا ہو جائے اللہ بھی اسے اسی کے حوالے کر دیتا ہے،

مسند احمد میں ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کی سواری پر آپ کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے جو آپ نے فرمایا بچے میں تمہیں چند باتیں سکھاتا ہوں سنو تم اللہ کو یاد رکھو وہ تمہیں یاد رکھے گا اللہ کے احکام کی حفاظت کرو تو اللہ کو اپنے پاس بلکہ اپنے سامنے پاؤ گے جب کچھ مانگنا ہو اللہ ہی سے مانگو جب مدد طلب کرنی ہو اسی سے مدد چاہو تمام امت مل کر تمہیں نفع پہنچانا چاہے اور اللہ کو منظور نہ ہو تو ذرا سا بھی نفع نہیں پہنچا سکتی اور اسی طرح سارے کے سارے جمع ہو کر تجھے کوئی نقصان پہنچانا چاہیں تو بھی نہیں پہنچا سکتے اگر تقدیر میں نہ لکھا ہو قلمیں اٹھ چکیں اور صحیفے خشک ہو گئے، ترمذی میں بھی یہ حدیث ہے،

امام ترمذی رحمتہ اللہ علیہ اسے حسن صحیح کہتے ہیں مسند احمد کی اور حدیث میں ہے جسے کوئی حاجت ہو اور وہ لوگوں کی طرف لے جائے تو بہت ممکن ہے کہ وہ سختی میں پڑ جائے اور کام مشکل ہو جائے اور جو اپنی حاجت اللہ کی طرف لے جائے اللہ تعالیٰ ضرور اس کی مراد پوری کرتا ہے یا تو جلدی اسی دنیا میں ہی یا دیر کے ساتھ موت کے بعد۔ پھر ارشاد ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے قضا اور احکام جس طرح اور جیسے چاہے اپنی مخلوق میں پورے کرنے والا اور اچھی طرح جاری کرنے والا ہے۔ ہر چیز کا اس نے اندازہ مقرر کیا ہوا ہے جیسے اور جگہ ہے (ترجمہ) ہر چیز اس کے پاس ایک اندازے سے ہے۔

باب الْقُسْطِ وَالْاَظْفَارِ لِلْحَادَّةِ .

یہ باب ہے کہ سوگ کرنے والی عورت کا قسط اور اظفار (مخصوص قسم کی خوشبو) استعمال کرنا

3544 - اَخْبَرَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ - هُوَ الدُّوْرِيُّ - قَالَ حَدَّثَنَا الْاَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ حَفْصَةَ عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ رَخَّصَ لِلْمُتَوَفّٰى عَنْهَا عِنْدَ طُهْرِهَا فِى الْقُسْطِ وَالْاَظْفَارِ .

☆☆ سیدہ اُم عطیہ رضی اللہ عنہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ بات نقل کرتی ہیں:

''آپ نے بیوہ عورت کو طہر کے وقت قسط اور اظفار (مخصوص قسم کی خوشبو) استعمال کرنے کی اجازت دی ہے''۔

باب نَسْخِ مَتَاعِ الْمُتَوَفّٰى عَنْهَا بِمَا فُرِضَ لَهَا مِنَ الْمِيرَاثِ .

یہ باب ہے کہ بیوہ عورت کو مخصوص ادائیگی کا حکم، وراثت میں حصہ دار بننے کے بعد منسوخ ہو گیا ہے

3545 - اَخْبَرَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى السِّجْزِيُّ خَيَّاطُ السُّنَّةِ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ قَالَ اَخْبَرَنِىْ اَبِىْ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ النَّحْوِيُّ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِىْ قَوْلِهِ (وَالَّذِيْنَ

3544-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (18141) .

3545-اخرجه ابو داؤد في الطلاق، باب نسخ متاع المتوفى عنها زوجها بما فرض لها من الميراث (الحديث 2298) . و اخرجه النسائي في الطلاق، باب نسخ متاع المتوفى عنها بما فرض لها من الميراث (الحديث 3546) عن عكرمة من قوله . تحفة الاشراف (6250) .

یَتَوَفَّوْنَ مِنْکُمْ وَیَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا وَّصِیَّةً لِّاَزْوَاجِھِمْ مَّتَاعًا اِلَی الْحَوْلِ غَیْرَ اِخْرَاجٍ) نُسِخَ ذٰلِكَ بِاٰیَةِ الْمِیْرَاثِ مِمَّا فُرِضَ لَھَا مِنَ الرُّبُعِ وَالثُّمُنِ وَنَسَخَ اَجَلَ الْحَوْلِ اَنْ جُعِلَ اَجَلُھَا اَرْبَعَةَ اَشْھُرٍ وَّعَشْرًا ۔

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں بیان کرتے ہیں:

''اور تم میں سے جو لوگ فوت ہو جائیں اور اپنی بیویاں چھوڑ جائیں' تو وہ اپنی بیویوں کے لیے وصیت کریں گے کہ انہیں گھر سے نکالے بغیر ایک سال تک خرچ فراہم کیا جائے گا''۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' وراثت کے حکم سے متعلق آیت کے ذریعے یہ حکم منسوخ ہو گیا ہے' کیونکہ ایسی صورت میں عورت کے لیے چوتھائی یا آٹھویں حصے کو مقرر کر دیا گیا ہے' اسی طرح ایک سال کی مدت کو بھی منسوخ کر دیا گیا ہے اور اُسے چار ماہ دس دن کر دیا گیا ہے۔

ایک سال تک عدتِ وفات کے منسوخ ہونا کا بیان

اس آیت میں فرمایا ہے کہ جو لوگ موت کی آہٹ محسوس کریں یا قریب المرگ ہوں وہ اپنی بیویوں کے لیے یہ وصیت کریں کہ انہیں ایک سال تک خرچ دیا جائے اور گھر سے نہ نکالا جائے جمہور فقہاء اور مفسرین کے نزدیک یہ آیت سورۃ بقرہ کی اس آیت سے منسوخ ہے' جس میں فرمایا ہے: تم میں سے جو لوگ فوت ہو جائیں اور اپنی بیویاں چھوڑ جائیں وہ (عورتیں) اپنے آپ کو چار ماہ دس دن تک (عقدِ ثانی سے) روکے رکھیں۔ (البقرہ:۲۳۴)

امام ابن جریر طبری نے قتادہ سے روایت کیا ہے کہ پہلے جب کسی عورت کا خاوند فوت ہو جاتا تھا تو خاوند کے مال سے اس کے لیے ایک سال کی رہائش اور خرچ مہیا کیا جاتا تھا پھر جب سورۃ نساء میں عورت کی میراث مقرر کر دی گئی کہ اگر اس کے خاوند کی اولاد نہ ہو تو اس کو خاوند کے مال کا چوتھائی حصہ ملے گا اور اگر اس کی اولاد ہو تو پھر اس کو خاوند کے مال کا آٹھواں حصہ ملے گا تو پھر رہائش اور نفقہ کا یہ حکم منسوخ ہو گیا البتہ مجاہد کے نزدیک یہ آیت منسوخ نہیں ہے ان کے نزدیک اس کا محمل یہ ہے کہ بیوہ پر چار ماہ دس دن عدت گزارنا تو واجب ہے جیسا کہ البقرہ:۲۳۴ میں مذکور ہے اس کے بعد سال کے باقی ماندہ سات ماہ بیس دن میں عدت گزارنے کا اسے اختیار ہے چاہے وہ یہ عدت گزارے یا نہ گزارے۔ (جامع البیان ج۲ص۳۶۲ مطبوعہ دارالمعرفۃ بیروت ۱۴۰۹ھ)

امام بخاری روایت کرتے ہیں: حضرت ابن الزبیر نے حضرت عثمان سے کہا: (آیت) **والذین یتوفون منکم ویذرون ازواجا** ۔ (البقرہ:۲۴۰) الی قولہ غیر اخراج اس آیت کو سورۃ بقرہ کی دوسری آیت نے منسوخ کر دیا ہے تو پھر آپ نے اس آیت کو مصحف میں کیوں لکھا ہے؟ حضرت عثمان نے کہا: اے بھتیجے ہم اس آیت کو اسی طرح رہنے دیں گے قرآن مجید کی کسی آیت کو اس کی جگہ سے تبدیل نہیں کریں گے (یعنی قرآن مجید کی آیات کو لکھنا امر توفیقی تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس آیت کی جو جگہ بتائی تھی اس کو وہیں لکھا گیا تھا)۔ (صحیح بخاری ج۲ص۶۵۱ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۸۱ھ)

علامہ ابن جوزی حنبلی لکھتے ہیں: زمانہ جاہلیت میں جب کوئی شخص مر جاتا تو اس کی بیوی ایک سال تک عدت گزارتی اس پر اس کی وراثت سے ایک سال تک خرچ کیا جاتا جب ایک سال پورا ہو جاتا تو وہ اپنے شوہر کے گھر سے نکلتی اور اس کے پاس ایک مینگنی

ہوتی وہ ایک کتے کو مینگنی مارتی اور شوہر کی عدت سے باہر آجاتی اور مینگنی کو مارنے کا مطلب یہ تھا کہ وہ کہتی کہ میرے نزدیک خاوند کی وفات کے بعد میرا اس کی عدت گزارنا میرے نزدیک اس مینگنی کو مارنے سے زیادہ آسان تھا اسلام نے اپنے ظہور کے بعد ان کو پہلے اپنے اسی دستور پر قائم رکھا اور بیوہ کی عدت ایک سال ہی برقرار رہی۔ پھر اس کے بعد اس حکم کو سورۃ البقرہ:۲۳۴ سے منسوخ کردیا گیا اور بیوہ کی عدت چار ماہ دس دن مقرر کردی گئی۔ (زادالمسیر ج اص ۲۸۶ مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۴۰۷ھ)

عدت وفات کا بیان

3546 – اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ عِكْرِمَةَ فِیْ قَوْلِهٖ عَزَّ وَجَلَّ (وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا وَّصِيَّةً لِّاَزْوَاجِهِمْ مَّتَاعًا اِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ اِخْرَاجٍ) قَالَ نَسَخَتْهَا (وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا) .

☆☆ عکرمہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں بیان کرتے ہیں (ارشادِ باری تعالیٰ ہے:)

''تم میں سے جو لوگ فوت ہو جاتے ہیں اور بیویاں چھوڑ کر جاتے ہیں تو وہ اپنی بیویوں کے لیے وصیت کریں گے کہ ان کو گھر سے نکالے بغیر ایک سال تک کا خرچ فراہم کیا جائے گا''۔

عکرمہ کہتے ہیں: اس کو درج ذیل آیت نے منسوخ کردیا ہے۔

(ارشادِ باری تعالیٰ ہے:) ''تم میں سے جو لوگ فوت ہو جاتے ہیں اور بیویاں چھوڑ کر جاتے ہیں تو وہ چار ماہ دس دن تک عدت بسر کریں گی''۔

عدت وفات کے شرعی حکم میں اختلاف فقہاء کا بیان

امام مالک کے نزدیک اگر خاوند کا اپنا یا کرایہ کا مکان ہو تو بیوہ کا اس گھر میں عدت گزارنا واجب ہے اور عدت سے پہلے گھر سے نکلنا مطلقاً جائز نہیں ہے امام شافعی کا ظاہر قول یہ ہے کہ خاوند کے مال سے بیوہ کے لیے عدت تک رہائش مہیا کرنا واجب ہے۔ امام احمد کے نزدیک اگر بیوہ غیر حاملہ ہو تو اس کے لیے عدت کی رہائش کا استحقاق نہیں ہے اور اگر وہ حاملہ ہو تو پھر ان کے دو قول ہیں اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک بیوہ کا خاوند کے گھر میں عدت گزارنا واجب ہے لیکن وہ دن کے اوقات میں گھر سے باہر نکل سکتی ہے۔

حدیث سے عدت وفات کا بیان

امام مالک روایت کرتے ہیں: زینب بنت کعب بن عجرہ بیان کرتی ہیں کہ حضرت فریعہ بنت مالک بن سنان جو حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی بہن تھیں وہ روایت کرتی ہیں کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئیں اور آپ سے یہ سوال کیا کہ وہ بنو خدرہ میں اپنے خاندان میں جاسکتی ہیں کیونکہ ان کے شوہر اپنے چند بھاگے ہوئے غلاموں کو ڈھونڈنے گئے تھے حتیٰ کہ جب وہ قدوم کے راستہ میں پہنچے۔

3546-تقدم (الحديث 3545) .

تو انہوں نے ان غلاموں کو جالیا سوان غلاموں نے ان کے شوہر کو قتل کر دیا وہ کہتی ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ پوچھا کہ آیا میں بنو خدرہ میں اپنے میکہ میں جا سکتی ہوں تا کہ وہاں عدت وفات گزاروں کیونکہ میرے خاوند نے اپنی ملکیت میں کوئی مکان چھوڑا ہے نہ نفقہ وہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں! وہ کہتی ہیں کہ جب میں واپس ہوئی حتی کہ میں (ابھی) حجرہ میں تھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے آواز دی یا مجھے کسی سے آواز دے کر بلوایا آپ نے پوچھا: تم نے کیا کہا تھا ؟ میں نے پھر آپ سے اپنے خاوند کی وفات کا پورا قصہ دہرایا آپ نے فرمایا: تم اپنے گھر میں ٹھہری رہو حتی کہ تمہاری عدت پوری ہو جائے وہ کہتی ہیں کہ میں نے چار ماہ دس دن عدت گزاری جب حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا دور خلافت تھا تو انہوں نے مجھ سے اس کے متعلق سوال کیا میں نے یہ حدیث بیان کی تو انہوں نے اس حدیث کی پیروی کی اور اس کے مطابق فیصلہ کیا۔

(موطا امام مالک ص ۵۳۱۔ ۵۳۰ مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور) (سنن ابوداؤد ج ۱ ص ۳۱۵۔ ۳۱۴ جامع ترمذی ص ۱۹۳ سنن نسائی ج ۲ ص ۱۱۶ سنن ابن ماجہ ص ۱۴۶ سنن دارمی ج ۲ ص ۹۰)

عدت وفات کے متعلق فقہاء حنبلیہ کا نظریہ کا بیان

علامہ ابن قدامہ حنبلی بیان کرتے ہیں: زیادہ ظاہر قول یہ ہے کہ جو عورت عدت وفات گزارے اس کے لیے بھی رہائش مہیا کرنا واجب ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فریعہ سے فرمایا تھا: تم اپنے شوہر کے گھر میں رہو حتی کہ تمہاری عدت پوری ہو جائے سو انہوں نے اس گھر میں چار ماہ دس دن عدت گزاری امام ترمذی وغیرہ نے یہ کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے دوسرا قول یہ ہے کہ اس کے لیے جس طرح نفقہ کا استحقاق نہیں ہے اسی طرح اس کے لیے رہائش کا بھی استحقاق نہیں ہے اور پہلے قول کی دلیل یہ ہے کہ رہائش اس کے پانی (منی) کی حفاظت کے لیے ہوتی ہے اور وہ اس کی وفات کے بعد بھی موجود ہے اور نفقہ کا وجوب خاوند کے تسلط کی وجہ سے ہوتا ہے اور موت سے وہ منقطع ہو گیا نیز نفقہ عورت کا حق ہے اور وہ میراث سے ساقط ہو گیا اور رہائش اللہ تعالیٰ کا حق ہے اور وہ ساقط نہیں ہوا۔ (نہایۃ المحتاج ج ۷ ص ۵۴ دار الکتب العلمیہ بیروت)

عدت وفات کے متعلق فقہاء مالکیہ کا نظریہ کا بیان

علامہ قرطبی مالکی حضرت فریعہ کی حدیث نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں: حجاز اور عراق کے علماء کے درمیان یہ حدیث معروف ہے اور اس حدیث کی بناء پر وہ کہتے ہیں کہ بیوہ شوہر کے گھر عدت گزارے اور گھر سے باہر نہ نکلے۔ داؤد ظاہری یہ کہتے ہیں کہ قرآن مجید نے بیوہ پر عدت گزارنا لازم کیا ہے یہ لازم نہیں کیا کہ وہ شوہر کے گھر عدت گزارے حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ، کا بھی یہی قول ہے موطا امام مالک میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیوہ عورتوں کو عدت سے پہلے حج پر جانے سے بھی منع کرتے تھے یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اجتہاد تھا ان کے نزدیک بیوہ خاوند کے گھر عدت گزارنا لازم تھا اور قرآن اور سنت کا یہی مقتضی ہے اس لیے عدت سے پہلے بیوہ کا حج اور عمرہ کے لیے بھی جانا جائز نہیں ہے امام مالک نے کہا: جب تک بیوہ نے احرام نہ باندھا ہو اس کو گھر لوٹا دیا جائے گا۔ یہ حکم اس وقت ہے جب خاوند کا گھر اس کی ملکیت میں ہو۔

امام مالک امام شافعی امام ابوحنیفہ امام احمد اور اکثر فقہاء کا یہی مسلک ہے جیسا کہ حضرت فریعہ کی حدیث میں ہے اور اگر خاوند اس گھر میں رہتا ہو لیکن اس کا مالک نہ ہو تو عدت کے دوران بیوہ کے لیے اس میں رہنے کا استحقاق ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہو گیا تھا کہ حضرت فریعہ کے خاوند اس گھر کے مالک نہیں تھے پھر بھی آپ نے حضرت فریعہ سے فرمایا: تم عدت پوری ہونے تک اس گھر میں رہو۔ امام ابوحنیفہ اور امام شافعی کا اس میں اختلاف ہے یہ حکم اس وقت ہے جب اس کا خاوند اس مکان کا کرایہ دیتا رہا ہو لیکن اگر خاوند نے اس مکان کا کرایہ نہ دیا ہو تو خاوند خواہ امیر ہو اس کے مال سے بیوہ کے لیے رہائش کا کوئی استحقاق نہیں ہے کیونکہ بیوہ کا رہائش پر استحقاق اس وقت ہو گا جب خاوند کی مکان پر مکمل ملکیت ہو۔

(الجامع الاحکام القرآن ج ۳ ص ۱۷۸۔۱۷۷ مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران ۱۳۸۷ھ)

عدت وفات کے متعلق فقہاء احناف کا نظریہ کا بیان

علامہ ابوبکر جصاص حنفی لکھتے ہیں: مطلقہ اور بیوہ اس گھر سے باہر نہ نکلے جس میں وہ رہتی تھی البتہ بیوہ دن میں باہر جا سکتی ہے لیکن رات اس گھر میں آ کر گزارے مطلقہ کے باہر نہ نکلنے کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

(آیت) لا تخرجوهن من بيوتهن ولا يخرجن الا ان ياتين بفاحشة مبينة۔ (الطلاق:۱)

ترجمہ: ان مطلقہ عورتوں کو ان کے گھروں سے نہ نکالو نہ وہ خود نکلیں الا یہ کہ وہ کھلی بے حیائی کا ارتکاب کریں۔

اور بیوہ کے گھر سے باہر نہ جانے کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

(آیت) متاعا الى الحول غير اخراج ۔ (البقرہ:۲۴۰)

ترجمہ: بیوہ عورتوں کو ایک سال تک خرچ دیا جائے اور گھر سے نکالا نہ جائے۔

پھر چار ماہ دس دن سے زائد مدت کو البقرہ:۲۳۴ سے منسوخ کر دیا اور چار ماہ دس دن کی مدت تک یہ حکم باقی رہا اور حضرت فریعہ کی حدیث سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فریعہ کو ان کے خاوند کے گھر سے منتقل ہونے سے منع فرمایا دیا تھا اس حدیث سے دو باتیں معلوم ہوئیں اول یہ کہ بیوہ خاوند کے گھر سے منتقل نہ ہو اور ثانی یہ کہ بیوہ کا گھر سے باہر نکلنا ممنوع نہیں ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھر سے باہر نکلنے سے منع نہیں فرمایا اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا یہی قول ہے کہ بیوہ عورت دن میں گھر سے باہر نکل سکتی ہے لیکن رات میں گھر میں گزارے۔

(احکام القرآن ج ا ص ۴۱۹۔۴۱۸ مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ۱۴۰۰ھ)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور مطلقہ عورتوں کے لیے دستور کے مطابق متاع ہے جو اللہ سے ڈرنے والوں پر واجب ہے۔

(البقرہ:۲۴۲)

مطلقہ عورتوں کے مہر کی ادائیگی کا وجوب

اس پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے بیوہ عورتوں کو فائدہ پہنچانے کا ذکر فرمایا تھا کہ انہیں ایک سال کا نفقہ اور رہائش مہیا کی جائے

اوراس آیت میں مطلقہ عورتوں کا ذکر فرمایا جو طلاق یافتہ اور مدخول بہا عورتیں ہیں کہ اگر ان کا مہر پہلے مقرر تھا تو طلاق کے وقت ان کو ان کو پورا مہر ادا کیا جائے اور اگر پہلے ان کا مہر مقرر نہیں تھا تو ان کو مہر مثل ادا کیا جائے۔اللہ تعالیٰ نے بیوہ عورتوں کے حقوق کے بعد مطلقہ عورتوں کے حقوق کا ذکر فرمایا اس میں یہ اشارہ ہے کہ طلاق بھی بہ منزلہ موت ہے کیونکہ جس طرح شوہر کی موت کے بعد شوہر کی علیحدگی ہو جاتی ہے اسی طرح طلاق کے بعد بھی شوہر سے علیحدگی ہو جاتی ہے۔مہر کی پوری تفصیل اور تحقیق ان شاء اللہ ہم النساء:۴ میں بیان کریں گے۔

اس آیت میں مطلقات سے مراد وہ عورتیں ہیں جن کو مباشرت کے بعد طلاق دی گئی ہو کیونکہ جن عورتوں کو مباشرت سے پہلے طلاق دی گئی ہو ان کا حکم البقرہ:۲۳۶ میں بیان کیا جا چکا ہے اور متاع سے مراد مہر ہے اور طلاق کے بعد مہر کا ادا کرنا واجب ہے خواہ مقرر شدہ مہر ہو یا مہر مثل بعض علماء نے کہا ہے کہ متاع سے مراد عورت کا لباس وغیرہ ہے یعنی مطلقہ عورتوں کو مہر کے علاوہ لباس وغیرہ بھی دیا جائے اور جس عورت کا مہر مقرر نہ کیا گیا ہو اور اس کو مباشرت سے پہلے طلاق دے دی گئی اس کو لباس دینا واجب ہے اور باقی تین قسم کی مطلقہ عورتوں (جن کا مہر مقرر کیا گیا ہو خواہ مدخولہ ہو یا غیر مدخولہ اور وہ مدخولہ جس کا مہر مقرر نہ کیا گیا ہو) کو لباس دینا مستحب ہے۔

باب الرُّخْصَةِ فِیْ خُرُوجِ الْمَبْتُوتَةِ مِنْ بَیْتِهَا فِیْ عِدَّتِهَا لِسُكْنَاهَا .

یہ باب ہے کہ جس عورت کو طلاقِ بتہ دی گئی ہو وہ اپنی عدت کے دوران اپنے گھر سے باہر جا سکتی ہے

3547 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْحَمِیدِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَخْلَدٌ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَیْجٍ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَاصِمٍ اَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ قَیْسٍ اَخْبَرَتْهُ وَكَانَتْ عِنْدَ رَجُلٍ مِنْ بَنِیْ مَخْزُومٍ اَنَّهُ طَلَّقَهَا ثَلَاثًا وَّخَرَجَ اِلٰی بَعْضِ الْمَغَازِیْ وَاَمَرَ وَكِیلَهُ اَنْ یُعْطِیَهَا بَعْضَ النَّفَقَةِ فَتَقَالَّتْهَا فَانْطَلَقَتْ اِلٰی بَعْضِ نِسَاءِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهِیَ عِنْدَهَا فَقَالَتْ یَا رَسُولَ اللّٰهِ هٰذِهٖ فَاطِمَةُ بِنْتُ قَیْسٍ طَلَّقَهَا فُلَانٌ فَاَرْسَلَ اِلَیْهَا بِبَعْضِ النَّفَقَةِ فَرَدَّتْهَا وَزَعَمَ اَنَّهُ شَیْءٌ تَطَوَّلَ بِهٖ . قَالَ "صَدَقَ" . قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ "فَانْتَقِلِیْ اِلٰی اُمِّ كُلْثُومٍ فَاعْتَدِّیْ عِنْدَهَا" . ثُمَّ قَالَ "اِنَّ اُمَّ كُلْثُومٍ امْرَاَةٌ یَكْثُرُ عُوَّادُهَا فَانْتَقِلِیْ اِلٰی عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ اُمِّ مَكْتُومٍ فَاِنَّهُ اَعْمٰی" . فَانْتَقَلَتْ اِلٰی عَبْدِ اللّٰهِ فَاعْتَدَّتْ عِنْدَهُ حَتّٰی انْقَضَتْ عِدَّتُهَا ثُمَّ خَطَبَهَا اَبُو الْجَهْمِ وَمُعَاوِیَةُ بْنُ اَبِیْ سُفْیَانَ فَجَاءَتْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تَسْتَاْمِرُهُ فِیْهِمَا فَقَالَ "اَمَّا اَبُو الْجَهْمِ فَرَجُلٌ اَخَافُ عَلَیْكِ قَسْقَاسَتَهُ لِلْعَصَا وَاَمَّا مُعَاوِیَةُ فَرَجُلٌ اَمْلَقُ مِنَ الْمَالِ" . فَتَزَوَّجَتْ اُسَامَةَ بْنَ زَیْدٍ بَعْدَ ذٰلِكَ .

☆☆ عبدالرحمٰن بن عاصم بیان کرتے ہیں' سیدہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا نے انہیں یہ بات بتائی ہے' وہ بنو مخزوم سے تعلق رکھنے والے ایک صاحب کی اہلیہ تھیں' ان صاحب نے انہیں تین طلاقیں دے دیں اور خود کسی جنگ میں شرکت کے لیے چلے گئے

3547-انفرد به النسائي . تحفة الأشراف (18030) .

انہوں نے اپنے وکیل کو یہ ہدایت کی کہ وہ اس خاتون کو کچھ خرچ دے دیں'اس خاتون نے اس خرچ کو کم شمار کیا' تو نبی اکرم ﷺ کی ایک زوجہ محترمہ کے پاس گئیں' اسی دوران نبی اکرم ﷺ تشریف لے آئے' تو وہ خاتون نبی اکرم ﷺ کی زوجہ محترمہ کے پاس ہی موجود تھی' زوجہ محترمہ نے عرض کی: یارسول اللہ! یہ فاطمہ بنت قیس ہے' جسے فلاں شخص نے طلاق دے دی ہے اور اس نے اس کی طرف کچھ خرچ بھیجا ہے' تو اس نے اُسے واپس کر دیا ہے' اس کے شوہر نے یہ گمان کیا ہے' یہ بھی وہ مہربانی کر رہا ہے (جو رقم دے رہا ہے) تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اس کے شوہر کی رائے ٹھیک ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

تم اُم کلثوم کے ہاں منتقل ہو جاؤ اور اس کے ہاں عدت بسر کرو۔

پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اُم کلثوم ایک ایسی خاتون ہے' جس کے ہاں مہمان بہت زیادہ ہوتے ہیں' تم عبداللہ بن اُم مکتوم کے ہاں منتقل ہو جاؤ' کیونکہ وہ نابینا ہے۔

تو وہ خاتون حضرت عبداللہ کے ہاں منتقل ہو گئی اور اس نے ان کے ہاں ہی عدت گزاری' یہاں تک کہ اس کی عدت پوری ہو گئی تو ابوجہم اور معاویہ بن ابوسفیان نے اُسے نکاح کا پیغام بھیجا۔ وہ خاتون نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور آپ ﷺ سے ان دونوں کے بارے میں مشورہ لیا تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

جہاں تک ابوجہم کا تعلق ہے' تو وہ ایک ایسا فرد ہے' مجھے اس کے بارے میں یہ اندیشہ ہے' وہ تمہارے لیے اپنے عصا کو حرکت دیتا رہے گا (یعنی مار پیٹ کرے گا) جہاں تک معاویہ کا تعلق ہے' تو اس کے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔

پھر اس خاتون نے اس کے بعد حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے ساتھ شادی کر لی۔

3548 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا حُجَيْنُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ اَنَّهَا اَخْبَرَتْهُ اَنَّهَا كَانَتْ تَحْتَ اَبِىْ عَمْرِو بْنِ حَفْصِ بْنِ الْمُغِيْرَةِ فَطَلَّقَهَا اٰخِرَ ثَلَاثِ تَطْلِيْقَاتٍ . فَزَعَمَتْ فَاطِمَةُ اَنَّهَا جَآءَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَفْتَتْهُ فِىْ خُرُوْجِهَا مِنْ بَيْتِهَا فَاَمَرَهَا اَنْ تَنْتَقِلَ اِلَى ابْنِ اُمِّ مَكْتُوْمٍ الْاَعْمٰى فَاَبٰى مَرْوَانُ اَنْ يُّصَدِّقَ فَاطِمَةَ فِىْ خُرُوْجِ الْمُطَلَّقَةِ مِنْ بَيْتِهَا . قَالَ عُرْوَةُ اَنْكَرَتْ عَآئِشَةُ ذٰلِكَ عَلٰى فَاطِمَةَ .

☆☆ ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن' سیدہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: وہ عمرو بن حفص بن مغیرہ کی اہلیہ تھی' ان صاحب نے انہیں تین طلاقیں دے دیں' فاطمہ بیان کرتی ہیں: وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اپنے گھر سے باہر آنے کا مسئلہ آپ ﷺ سے دریافت کیا' نبی اکرم ﷺ نے انہیں یہ ہدایت کی کہ وہ ابن اُم مکتوم نابینا کے ہاں منتقل ہو جائیں۔

3548-تقدم (الحديث 3244) .

راوی کہتے ہیں: مروان نے اس بات کو تسلیم نہیں کیا' کہ طلاق یافتہ عورت کے اپنے گھر سے نکلنے کے بارے میں فاطمہ کی بات کی تصدیق کرے۔

عروہ کہتے ہیں: سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بھی اس حوالے سے فاطمہ کی بات کو تسلیم نہیں کیا۔

3549 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا حَفْصٌ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ اَبِيهِ عَنْ فَاطِمَةَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ زَوْجِي طَلَّقَنِي ثَلَاثًا وَّاَخَافُ اَنْ يُقْتَحَمَ عَلَيَّ . فَاَمَرَهَا فَتَحَوَّلَتْ .

☆☆ ہشام اپنے والد کے حوالے سے سیّدہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے عرض کی: یارسول اللہ! میرے شوہر نے مجھے تین طلاقیں دے دی ہیں' اب مجھے یہ اندیشہ ہے' کہیں وہ میرے ہاں آ نہ جائے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے تحت وہ خاتون اس گھر سے ایک (دوسرے) گھر میں منتقل ہوگئیں۔

3550 - اَخْبَرَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ مَاهَانَ - بَصْرِيٌّ - عَنْ هُشَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَيَّارٌ وَّحُصَيْنٌ وَّمُغِيْرَةُ وَدَاوُدُ بْنُ اَبِي هِنْدٍ وَّاِسْمَاعِيْلُ بْنُ اَبِي خَالِدٍ وَّذَكَرَ اٰخَرِيْنَ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ فَسَاَلْتُهَا عَنْ قَضَاءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهَا فَقَالَتْ طَلَّقَهَا زَوْجُهَا الْبَتَّةَ فَخَاصَمَتْهُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي السُّكْنٰى وَالنَّفَقَةِ قَالَتْ فَلَمْ يَجْعَلْ لِيْ سُكْنٰى وَلَا نَفَقَةً وَّاَمَرَنِيْ اَنْ اَعْتَدَّ فِيْ بَيْتِ ابْنِ اُمِّ مَكْتُوْمٍ .

☆☆ امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں' میں سیّدہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے' ان کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے' کے بارے میں دریافت کیا' تو انہوں نے بتایا: ان کے شوہر نے انہیں طلاقِ بتہ دے دی تھی' انہوں نے اپنا مقدمہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا جو رہائش اور خرچ کے بارے میں تھا۔ سیّدہ فاطمہ بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے رہائش اور خرچ کا حق نہیں دیا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہ ہدایت کی کہ میں ابن اُم مکتوم کے ہاں عدت گزاروں۔

طلاق بتہ کا فقہی مفہوم

حضرت عبداللہ بن یزید بن رکانہ اپنے والد اور وہ ان کے دادا سے نقل کرتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں نے اپنی بیوی کو بتہ طلاق دی آپ نے پوچھا اس سے آپ کی کیا مراد ہے کتنی طلاقیں مراد ہیں میں نے کہا کہ ایک۔ آپ نے فرمایا اللہ کی قسم میں نے کہا ہاں اللہ کی قسم۔ پس آپ نے فرمایا وہی ہوگی جو تم نے نیت کی۔ اس حدیث کو ہم صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔

علماء، صحابہ، اور دوسرے علماء کا لفظ البتہ کے استعمال میں اختلاف ہے کہ اس سے کتنی طلاقیں مراد ہوتی ہیں حضرت عمر سے مروی ہے کہ یہ ایک ہی طلاق ہے۔

حضرت علی فرماتے ہیں کہ اس سے تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں بعض اہل علم فرماتے ہیں کہ طلاق دینے والے کی نیت کا اعتبار

3549-تقدم (الحديث 3403) .

3550-تقدم (الحديث 3403) .

ہے اگر ایک طلاق کی نیت کی ہو تو ایک اگر تین کی نیت کی ہو تو تین واقع ہوتی ہیں لیکن اگر دو کی نیت کی ہو تو ایک ہی واقع ہوگی۔ سفیان ثوری اور اہل کوفہ کا یہی قول ہے۔

امام مالک علیہ الرحمہ بن انس فرماتے ہیں اگر لفظ البتہ کے ساتھ طلاق دے اور عورت سے صحبت کر چکا تو تین طلاق واقع ہوں گی۔ امام شافعی فرماتے ہیں کہ اگر ایک طلاق کی نیت ہو تو ایک واقع ہوگی اور رجوع کا اختیار ہوگا اگر دو کی نیت کی ہو تو دو اگر تین کی نیت کی ہو تو تین واقع ہوں گی۔ (جامع ترمذی: جلد اول: رقم الحدیث، 1185)

3551 - اَخْبَرَنِىْ اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اِسْحَاقَ الصَّاغَانِىُّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الْجَوَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا عَمَّارٌ - هُوَ ابْنُ رُزَيْقٍ - عَنْ اَبِىْ اِسْحَاقَ عَنِ الشَّعْبِىِّ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ قَالَتْ طَلَّقَنِىْ زَوْجِىْ فَاَرَدْتُ النُّقْلَةَ فَاَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "انْتَقِلِىْ اِلٰى بَيْتِ ابْنِ عَمِّكِ عَمْرِو ابْنِ اُمِّ مَكْتُومٍ فَاعْتَدِّىْ فِيْهِ" . فَحَصَبَهُ الْاَسْوَدُ وَقَالَ وَيْلَكَ لِمَ تُفْتِىْ بِمِثْلِ هٰذَا . قَالَ عُمَرُ اِنْ جِئْتِ بِشَاهِدَيْنِ يَشْهَدَانِ اَنَّهُمَا سَمِعَاهُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاِلَّا لَمْ نَتْرُكْ كِتَابَ اللّٰهِ لِقَوْلِ امْرَاَةٍ (لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْ بُيُوْتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ اِلَّا اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ) .

☆☆ سیدہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میرے شوہر نے مجھے طلاق دے دی میں نے (شوہر کے گھر سے) منتقل ہونے کا ارادہ کیا میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تم اپنے چچازاد عمرو بن ام مکتوم کے ہاں منتقل ہو جاؤ اور وہاں عدت بسر کرو''۔

جب راوی نے یہ روایت بیان کی تو اسود نے انہیں کنکریاں مارتے ہوئے کہا: تمہارا ستیاناس ہو! تم اس کے مطابق فتویٰ کیوں دے رہے ہو؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس خاتون سے یہ کہا تھا: اگر تم دو آدمیوں کو گواہ کے طور پر پیش کرو جو اس بات کی گواہی دیں کہ ان دونوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی یہ بات سنی ہے تو ٹھیک ہے ورنہ ہم اللہ کی کتاب کے حکم کو کسی عورت کے بیان کی وجہ سے ترک نہیں کریں گے۔ تم ایسی خواتین کو ان کے گھروں سے نہ نکالو اور وہ خواتین بھی اپنے گھروں سے نہ نکلیں البتہ اگر وہ واضح طور پر برائی کا ارتکاب کریں (تو حکم مختلف ہے)۔

باب خُرُوْجِ الْمُتَوَفّٰى عَنْهَا بِالنَّهَارِ .

یہ باب بیوہ عورت کے گھر سے باہر نکلنے میں ہے

3552 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْحَمِيْدِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَخْلَدٌ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ اَبِى الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ

3551-تقدم (الحديث 3403) .

3552-اخرجه مسلم في الطلاق، باب جواز خروج المعتدة البائن و المتوفى عنها زوجها في النهار لحاجتها (الحديث 55) . و اخرجه ابو داؤد في الطلاق، باب في المبتوتة تخرج بالنهار (الحديث 2297) . و اخرجه ابن ماجه في الطلاق، باب هل تخرج المراة في عدتها (الحديث 2034) . تحفة الاشراف (2799) .

قَالَ طُلِّقَتْ خَالَتُهُ فَاَرَادَتْ اَنْ تَخْرُجَ اِلٰى نَخْلٍ لَّهَا فَلَقِيَتْ رَجُلًا فَنَهَاهَا فَجَائَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "اخْرُجِى فَجُدِّى نَخْلَكِ لَعَلَّكِ اَنْ تَصَدَّقِى وَتَفْعَلِى مَعْرُوْفًا" ۔

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ان کی خالہ کو طلاق ہو گئی تو اس خاتون نے اپنے باغ میں جا کر کام کرنے کا ارادہ کیا' ان کی ملاقات ایک صاحب سے ہوئی تو ان صاحب نے انہیں اس سے منع کر دیا' وہ خاتون نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''تم اپنے گھر سے باہر جاؤ' اپنے باغ میں کام کرو تا کہ تم اس کی آمدن کو صدقہ کر سکو یا نیکی کے کام میں استعمال کر سکو''۔

باب نَفَقَةِ الْبَائِنَةِ ۔

یہ باب ہے کہ جس عورت کو طلاقِ بائنہ ہوئی ہو' اس کے خرچ کا حکم

3553 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَكَمِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِىْ بَكْرِ بْنِ اَبِى الْجَهْمِ قَالَ دَخَلْتُ اَنَا وَاَبُوْ سَلَمَةَ عَلٰى فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ قَالَتْ طَلَّقَنِىْ زَوْجِى فَلَمْ يَجْعَلْ لِىْ سُكْنٰى وَلَا نَفَقَةً - قَالَتْ - فَوَضَعَ لِىْ عَشَرَةَ اَقْفِزَةٍ عِنْدَ ابْنِ عَمٍّ لَهُ خَمْسَةُ شَعِيْرٍ وَخَمْسَةُ تَمْرٍ فَاَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لَهُ ذٰلِكَ فَقَالَ "صَدَقَ" . وَاَمَرَنِىْ اَنْ اَعْتَدَّ فِىْ بَيْتِ فُلَانٍ وَكَانَ زَوْجُهَا طَلَّقَهَا طَلَاقًا بَائِنًا .

☆☆ ابوبکر بن ابوجہم بیان کرتے ہیں' میں اور ابوسلمہ' فاطمہ بنت قیس کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے بتایا: میرے شوہر نے مجھے طلاق دے دی تھی' انہوں نے مجھے رہائش اور خرچ فراہم نہیں کیا تھا' انہوں نے مجھے دس قفیز دیے تھے جو ان کے چچازاد کے پاس تھے' جن میں سے پانچ جَو کے تھے اور پانچ کھجور کے تھے۔ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور میں نے اس بارے میں آپ کو بتایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس نے ٹھیک کہا ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہ ہدایت کی کہ میں فلاں شخص کے ہاں عدت بسر کروں۔

(راوی کہتے ہیں:) ان کے شوہر نے انہیں طلاق بائنہ دی تھی۔

نفقہ و سکنیٰ کے مسائل واحکام کا بیان

نفقات نفقہ کی جمع ہے اور نفقہ اس چیز کو کہتے ہیں کہ جو خرچ کی جائے جب کہ شرعی اصطلاح میں طعام لباس اور سکنی مکان کو نفقہ کہتے ہیں چونکہ نفقہ کی کئی نوعیتیں اور قسمیں ہوتی ہیں جیسے بیوی کا نفقہ اولاد کا نفقہ والدین کا نفقہ اور عزیز و اقارب کا نفقہ وغیرہ اس لئے نفقہ کی ان انواع کے اعتبار سے عنوان میں نفقات یعنی جمع کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے نیز یہاں نفقہ سے اس کا عام مفہوم مراد ہے خواہ واجب ہو یا غیر واجب ہو۔ لونڈی غلام کے حقوق کا مطلب ہے ان کو کھلانا پہنانا اور ان پر ایسے کاموں کا بوجھ نہ ڈالنا جو ان کی طاقت و ہمت سے باہر ہوں۔

3553-تقدم (الحديث 3418) .

بیوی کے نفقہ کے احکام ومسائل: مرد پر اپنی بیوی کا نفقہ یعنی کھانے پینے کا خرچ لباس اور مکان دینا واجب ہے چاہے مرد عمر میں اپنی بیوی سے چھوٹا ہی کیوں نہ ہو اور خواہ بیوی مسلمان ہو یا کافرہ ہو خواہ بالغہ ہو یا ایسی نابالغہ ہو جس سے جماع نہ کیا جا سکتا ہو لیکن نفقہ واجب ہونے کی شرط یہ ہے کہ اس بیوی نے اپنے آپ کو شوہر کے گھر میں شوہر کے سپرد کر دیا ہو اگر سپرد نہ کیا ہو تو اس کی وجہ یا تو اس کا کوئی حق ہو کہ جس کو ادا کرنے سے انکار کرتا ہو یا خود شوہر سپرد کرنے کا مطالبہ نہ کرتا ہو۔

بہتر یہ ہے کہ شوہر اپنی بیوی کو اپنا ہم پیالہ وہم نوالہ بنائے دونوں ایک ساتھ رہیں اور حیثیت کے مطابق جو کچھ میسر ہو اس میں دونوں گزارہ کریں اور جیسا کہ شریف گھرانوں کا قاعدہ ہے شوہر باہر کسب معاش کرے اور بیوی گھر کے انتظامات کی ذمہ دار بنے شوہر جو کچھ کمائے اس کے مطابق جنس وسامان گھر میں مہیا کرے اور بیوی اپنی سلیقہ شعاری کے ذریعہ اس جنس وسامان کو پورے گھر اور متعلقین کی ضرورتوں میں صرف کرے۔

اور اگر کسی وجہ سے شوہر و بیوی کا اس طرح ہم پیالہ وہم نوالہ رہنا ممکن نہ ہو اور بیوی قاضی وحاکم کے یہاں یہ درخواست کرے کہ میرے لئے شوہر پر نفقہ مقرر کر دیا جائے تو حاکم وقاضی کی طرف سے بیوی کے لئے ماہانہ نفقہ کھانے پینے کا خرچ مقرر کر دیا جائے گا۔ اور وہ مقرر مقدار اس کے سپرد کر دیا جائے گا اسی طرح ایک سال میں دو مرتبہ کپڑا دینا مقرر کیا جائے گا اور وہ مقرر کپڑا ہر شش ماہی پر اس کے حوالہ کر دیا جائے گا۔

اگر قاضی وحاکم نے عورت کے لئے ماہانہ نفقہ مقرر کر دیا تو شوہر اس کو ماہانہ ادا کرے گا اور اگر شوہر نے ماہانہ نہ دیا اور عورت نے روزانہ طلب کیا تو شام کے وقت عورت کو مطالبہ کرنے کا اختیار ہوگا۔ نفقہ مقرر کرنے کے سلسلہ میں اس مقدار کا لحاظ رکھا جائے گا جو بیوی کے لئے کافی ہو اور بغیر کسی اسراف وتنگی کے اپنا گزارہ کر سکے۔ رہی معیار کی بات تو اس میں میاں بیوی دونوں کی حالت و حیثیت کا اعتبار ہوگا اگر وہ دونوں مالی طور پر اچھی حالت وحیثیت کے مالک ہیں تو اچھی ہی حیثیت کا نفقہ بھی واجب ہوگا اور اگر وہ دونوں تنگ دست ومفلس ہوں تو نفقہ بھی اسی کے اعتبار سے واجب ہوگا۔

اور اگر یہ صورت ہو کہ میاں تو خوش حال ہو اور بیوی تنگدست ہو یا میاں تنگدست ہو اور بیوی خوشحال ہو تو پھر درمیانی درجہ کا نفقہ واجب ہوگا یعنی وہ نفقہ دیا جائے گا جو خوشحالی کے درجہ سے کم ہو اور تنگدستی کے درجہ سے زیادہ ہو اور بعض حضرات یہ فرماتے ہیں کہ بہر صورت شوہر ہی کی حالت کا اعتبار کیا جائے گا وہ جس حالت وحیثیت کا ہوگا اسی کے مطابق نفقہ مقرر کیا جائے گا خواہ بیوی کسی بھی حیثیت وحالت کی مالک ہو۔ اگر شوہر و بیوی کے درمیان خوشحالی وتنگدستی کے بارے میں اختلاف پیدا ہو جائے یعنی شوہر تو کہے کہ میں تنگدست ہوں اس لئے تنگدستی کا نفقہ دوں گا۔

اور بیوی کہے کہ نہیں تم خوشحال ہو اس لئے میں خوشحالی کا نفقہ لوں گی اور پھر یہ معاملہ حاکم وقاضی کی عدالت میں پہنچے اور بیوی اپنے دعوی کے گواہ پیش کر دے تو ان گواہوں کا اعتبار کر کے بیوی کے لئے خوشحالی کا نفقہ مقرر کیا جائے گا اور اگر بیوی نے گواہ پیش نہ کئے تو پھر شوہر کے قول کا اعتبار کیا جائے گا۔ اگر بیوی کے ساتھ کوئی خادم یا خادمہ بھی ہے اور شوہر خوشحال ہے تو عورت کے نفقہ کے ساتھ اس خادم یا خادمہ کا نفقہ بھی شوہر پر واجب ہوگا اور اگر شوہر تنگ دست ہو تو اس خادم یا خادمہ کا نفقہ شوہر پر لازم نہیں ہوگا۔ اگر

حاکم وقاضی نے شوہر کی تنگدستی کی وجہ سے اس کی بیوی کے لئے تنگدستی کا نفقہ مقرر کر دیا اور پھر شوہر خوش حال ہو گیا اور بیوی نے خوش حالی کے نفقہ کا دعوی کر دیا تو اس کے لئے خوشحالی کا نفقہ مقرر کیا جائے گا۔

اور اگر شوہر کی خوش حالی کی وجہ سے بیوی کے لئے خوشحالی کا نفقہ مقرر کیا گیا تھا اور پھر شوہر تنگدست ہو گیا تو اب تنگدستی کا نفقہ مقرر کر دیا جائے گا۔ جو عورت شوہر کی وفات کی عدت میں ہو اس کو نفقہ نہیں ملتا خواہ حاملہ ہو یا غیر حاملہ ہو اسی طرح جو بیوی نافرمان ہو جائے یعنی شوہر کی اجازت کے بغیر اور بلا کسی وجہ کے شوہر کے گھر سے چلی جائے تو اس کا نفقہ بھی شوہر پر واجب نہیں ہوگا۔ نیز جو بیوی کسی دین یعنی قرض وغیرہ کی عدم ادائیگی کی وجہ سے قید خانہ میں ڈال دی گئی ہو یا اپنے میکہ میں ایسی بیمار ہو کہ شادی کے بعد شوہر کے گھر نہ بھیجی گئی ہو، یا اس کو کوئی غاصب لے کر بھاگ گیا ہو یا وہ اتنی کم عمر ہو کہ اس کے ساتھ جماع نہ کیا جا سکتا ہو اور یا بغیر شوہر کے حج کو چلی گئی ہو تو اس کا نفقہ بھی شوہر پر واجب نہیں ہوگا ہاں جو بیوی شوہر کے ساتھ حج کو جائے گی اس کا حضر کا نفقہ شوہر پر واجب ہوگا سفر کا خرچ اور سواری کا کرایہ واجب نہیں ہوگا۔

اگر بیوی اپنے میکہ میں بیمار ہوئی اور نکاح کے بعد ہی شوہر کے گھر بھیجی گئی تو اس کا نفقہ بھی شوہر پر واجب نہیں ہوگا البتہ جو بیوی اپنے شوہر کے گھر آ کر بیمار ہوئی ہے اس کا نفقہ شوہر پر واجب ہوگا۔ شوہر کو چاہئے کہ بیوی کے رہنے کا ٹھکانہ و مکان شرعی مقاصد کا لحاظ رکھتے ہوئے اپنی حیثیت و استطاعت کے مطابق خود مقرر و مہیا کرے اور وہ مکان ایسا ہونا چاہئے جو خود اس کے اہل وعیال اور اس بیوی کے اہل وعیال سے خالی ہو اور اگر خود بیوی ان اہل وعیال کے ساتھ رہنا چاہے تو پھر اس طرح کا مکان بنا دینا واجب نہیں رہے گا۔

اگر شوہر کے گھر میں کئی کمرے ہوں اور ان میں سے ایک کمرہ کہ جس میں کواڑ اور تالہ کنجی وغیرہ ہو خالی کر کے بیوی کو دیدے تو یہ کافی ہے بیوی کو دوسرے کمرے کا مطالبہ کرنے کا حق نہیں ہوگا۔ اگر شوہر چاہے کہ گھر میں بیوی کے پاس اس کے عزیز و اقارب کو اگرچہ دوسرے شوہر سے اس بیوی کا لڑکا ہی کیوں نہ ہو) آنے سے منع کر دے تو اس کو اس کا حق ہے ہاں اگر بیوی کے وہ عزیز و اقارب اس کے محرم ہوں تو ان کو بیوی کا سامنا کرنے یا اس سے بات چیت کرنے سے روکنے کا حق اس کو نہیں ہے اسی طرح شوہر کو یہ بھی حق نہیں ہے کہ وہ مہینہ میں ایک بار بیوی کو اپنے والدین کے پاس جانے یا والدین کو اس کے پاس آنے سے روکے یعنی ہفتہ میں ایک بار سے زائد آنے جانے سے روک سکتا ہے) اور والدین کے علاوہ دوسرے ذی رحم محرم رشتہ داروں کے پاس سال بھر میں ایک مرتبہ بیوی کے جانے یا بیوی کے پاس ان کے آنے پر پابندی عائد کرنے کا حق نہیں ہے یعنی سال بھر میں ایک بار سے زائد ان کے آنے پر پابندی عائد کر سکتا ہے۔

جو عورت طلاق کی عدت میں ہو وہ شوہر سے نفقہ اور رہنے کے لئے مکان پانے کی مستحق ہے خواہ طلاق رجعی ہو یا بائن ہو یا مغلظہ ہو اور خواہ عورت حاملہ ہو یا غیر حاملہ ہو، اسی طرح جو عورت ایسی تفریق جدائی کی عدت میں ہو جو کسی معصیت کی وجہ سے نہیں بلکہ کسی شرعی حق کی وجہ سے واقع ہوئی ہو تو اس کا نفقہ و سکنی بھی شوہر کے ذمہ ہوگا، مثلاً کوئی ام ولد یا مدبرہ کسی کے نکاح میں تھی اور پھر خیار عتق کی بناء پر اس نے شوہر سے جدائی اختیار کر لی یا کسی نابالغہ کا نکاح اس کے ولی نے کسی شخص سے کر دیا تھا اور پھر اس نے بالغ ہونے کے بعد خیار بلوغ کی بناء پر اس شوہر سے جدائی اختیار کر لی تو ان صورتوں میں بھی عورت نفقہ اور سکنی پانے کی مستحق ہوگی اور

اگر عورت کسی ایسی تفریق (جدائی) کی عدت میں ہو جو کسی معصیت کی بناء پر واقع ہوئی ہو اور اس کا نفقہ وسکنی شوہر کے ذمہ نہیں ہوگا، مثلاً عورت نعوذ باللہ مرتد ہوگئی یا اس نے شوہر کے بیٹے سے کوئی ایسا برا فعل کرالیا جس سے شوہر پر حرام ہوگئی جیسے اس سے ہم بستری کر لی یا اس کو شہوت سے چھولیا یا اس کا بوسہ لیا اور اس کی وجہ سے میاں بیوی کے درمیان جدائی واقع ہوگئی اور وہ عدت میں بیٹھ گئی تو ان صورتوں میں وہ شوہر سے کھانے پینے کا خرچ اور رہنے کے لئے مکان پانے کی مستحق نہیں ہوگی۔

اگر کسی عورت کو تین طلاقیں دی گئیں اور وہ عدت میں بیٹھ گئی نیز نفقہ وسکنی کی حقدار رہی لیکن پھر زمانہ عدت میں نعوذ باللہ مرتد ہوگئی تو اس کے نفقہ وسکنی کا حق ساقط ہو جائے گا اور اگر عورت نے اپنے زمانہ عدت میں شوہر کے لڑکے یا شوہر کے باپ سے ناجائز تعلق قائم کرلیا یا شہوت سے بوس وکنار کرالیا تو نفقہ وسکنی کی مستحق رہے گی بشرطیکہ وہ عدت طلاق رجعی کی نہ ہو بلکہ طلاق بائن مغلظہ کی ہو۔ اولاد کے نفقہ کے احکام ومسائل نابالغ اولاد جس کی ذاتی ملکیت میں کچھ بھی مال واسباب نہ ہو کے اخراجات اس کے باپ کے ذمہ ہوتے ہیں۔

اگرچہ باپ خود تنگدست ومفلس کیوں نہ ہو کوئی دوسرا آدمی اس ذمہ داری میں شریک نہیں کیا جائے گا۔ اگر بچہ ابھی دودھ پیتا ہو اور اس کی ماں اس کے باپ کے نکاح میں ہو نیز وہ بچہ دوسری عورت کا دودھ پی لیتا ہو اور اس کی ماں اس کو دودھ پلانا نہ چاہتی ہو تو اس ماں کو دودھ پلانے پر مجبور نہیں کیا جائے گا ہاں اگر بچہ کسی دوسری عورت کا دودھ پیتا ہی نہ ہو یا ماں کے علاوہ دودھ پلانے والی نہ ملے تو اس صورت میں وہ دودھ پلانے پر مجبور کی جائے گی۔ اگر ماں بچہ کو دودھ پلانے سے انکار کردے اور کوئی دوسری عورت دودھ پلانے والی ملتی ہو تو یہ حکم ہے کہ باپ دودھ پلانے والی کو مقرر کردے جو بچہ کو ماں کے پاس آ کر دودھ پلائے اب اگر اس بچہ کی ذاتی ملکیت میں مال موجود ہو تو اس دودھ پلانے والی کی اجرت اس بچہ کے مال سے دی جائے گی۔

اگر بچہ کی ذاتی بلکیت میں مال موجود نہ ہو تو پھر دودھ پلانے کی اجرت باپ کے ذمہ ہوگی۔ اگر باپ بچہ کی ماں کو دودھ پلانے کے لئے اجارہ پر مقرر کرے اور وہ اس کے نکاح میں ہو یا طلاق رجعی کی عدت میں ہو تو یہ جائز نہیں ہے ہاں اگر وہ ماں طلاق بائن یا طلاق مغلظہ کی عدت میں ہو تو اس کو بھی دودھ پلانے کے لئے اجرت پر رکھنا بعض حضرات کے نزدیک تو ناجائز ہے اور بعض حضرات کے نزدیک جائز ہے اسی طرح عدت گزرنے کے بعد ماں کو دودھ پلانے کے لئے اجرت پر رکھ لینا جائز ہے بلکہ اس صورت میں تو وہ ماں دودھ پلانے والی کسی دوسری عورت کی بہ نسبت زیادہ اجرت کا مطالبہ نہ کرے تو اس کی حماقت ہوگی۔

اگر کوئی شخص اپنی منکوحہ یا معتدہ کو اپنے اس بچہ کو دودھ پلانے کے لئے اجرت پر رکھے جو دوسری بیوی کے بطن سے ہو تو یہ اجارہ جائز ہے اگر کسی کی بالغ بیٹی بالکل مفلس وتنگدست ہو یا بالغ بیٹا اپاہج ومعذور ہو تو ان کے اخراجات بھی باپ ہی کے ذمہ ہوں گی چنانچہ فتوی اسی پر ہے جبکہ بعض حضرات یہ فرماتے ہیں کہ ان کے اخراجات کا دو تہائی حصہ باپ کے ذمہ اور ایک حصہ ماں کے ذمہ ہوگا۔

والدین کے نفقہ کے احکام ومسائل اصول یعنی باپ دادا دادی نانا نانی (خواہ اس کے اوپر کے درجہ کے ہوں) اگر محتاج ہوں تو ان کے اخراجات کی ذمہ داری اولاد پر ہے بشرطیکہ اولاد خوشحال وتونگر ہو اور خوشحال وتونگر ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اولاد مالی طور

پر اس حیثیت و درجہ کی ہو کہ اس کو صدقہ وزکوۃ کا مال لینا حرام ہو اگر تونگر اولاد میں مذکر و مؤنث یعنی بیٹا اور بیٹی دونوں ہوں تو اس نفقہ کی ذمہ داری دونوں پر برابر ہوگی۔

محتاج شخص کا نفقہ واجب ہونے کے سلسلے میں قرب و جزئیت کا اعتبار ہے نہ کہ وارث کا مثلاً اگر کسی محتاج شخص کی بیٹی اور پوتا دونوں مال دار ہوں تو اس کا نفقہ بیٹی پر واجب ہوگا باوجودیکہ اس شخص کی میراث دونوں کو پہنچتی ہے اسی طرح اگر کسی محتاج شخص کی نواسی اور بھائی دونوں مالدار ہوں تو اس کا نفقہ نواسی پر واجب ہوگا اگرچہ اس شخص کی میراث کا مستحق صرف بھائی ہوگا۔ ذوی الارحام کے نفقہ کے احکام ومسائل ہر مالدار شخص پر اس کے ہر ذی رحم محرم کا نفقہ واجب ہے بشرطیکہ وہ ذی رحم محرم محتاج ہو یا نابالغ ہو یا مفلس عورت ہو یا اپاہج ومعذور ہو یا اندھا ہو یا طالب علم ہو اور یا جہل و بیوقوفی یا کسی اور عذر کی بنا پر کمانے پر قادر نہ ہو اور اگر وہ مالدار شخص ان لوگوں پر خرچ نہ کرے تو اس کو خرچ کرنے پر مجبور کیا جائے گا۔

ذی رحم محرم رشتہ داروں کا نفقہ مقدار میراث کے اعتبار سے واجب ہوتا ہے۔ اور میراث کی مقدار کے اعتبار کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص اپنی محتاجی وتنگدستی کی وجہ سے اپنے ذی رحم محرم رشتہ داروں سے نفقہ حاصل کرنے کا مستحق ہے اگر اس کو مردہ تصور کرلیا جائے اور اس کی میراث کو اس کے ان ذی رحم محرم وارثوں پر تقسیم کیا جائے تو جس وارث کے حصہ میں میراث کی جو مقدار آئے گی وہی مقدار اس کے نفقہ کے طور پر اس ذی رحم محرم پر واجب ہوگی مثلاً زید ایک محتاج وتنگدست شخص ہے اس کے قریبی اعزاء ہیں صرف تین متفرق بہنیں ہیں یعنی ایک تو حقیقی بہن ہے ایک سوتیلی بہن ہے اور ایک اخیافی بہن ہے ان تینوں بہنوں پر زید کا نفقہ واجب ہے جس کو وہ تینوں اس طرح پورا کریں گی کہ زید کا پورا نفقہ پانچ برابر برابر حصوں میں کر کے تین خمس تو حقیقی بہن کے ذمہ ہوگا ایک خمس سوتیلی بہن کے ذمہ ہوگا اور ایک خمس اخیافی بہن کے ذمہ ہوگا مقدار کی یہ تقسیم بالکل اسی طرح ہے جس طرح زید کے ترکہ میں سے ان بہنوں کے حصہ کی میراث کی تقسیم ہوگی۔ نیز اس سلسلہ میں مقدار میراث کا درحقیقت ہر وقت متعین ومعلوم ہونا شرط نہیں ہے بلکہ محض وراثت کی اہلیت کا ہونا شرط ہے چنانچہ اگر زید (جو محتاج ومفلس ہے) کا ایک ماموں ہے اور ایک چچازاد بھائی ہے اور وہ دونوں ہی مالدار ہیں تو زید کا نفقہ اس کے ماموں پر واجب ہوگا۔

جو شخص محتاج ومفلس ہو اس پر کسی کا نفقہ واجب نہیں ہوتا خواہ وہ والدین ہوں یا ذی رحم محرم رشتہ دار لیکن بیوی اور اولاد کا نفقہ اس پر ہر حال میں واجب رہے گا۔ دین ومذہب کے اختلاف کی صورت میں ایک دوسرے پر نفقہ واجب نہیں ہوتا لیکن بیوی والدین دادا دادی اور اولاد اور اولاد کی اولاد خواہ مذکر ہوں یا مؤنث یہ لوگ اس حکم سے مستثنیٰ ہیں ان کا نفقہ دین ومذہب کے اختلاف کے باوجود واجب ہوتا ہے۔ محتاج باپ کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ اپنے نفقہ کے لئے اپنے لڑکے کا مال یعنی اشیاء منقولہ بیچ سکتا ہے لیکن عقار یعنی اشیاء غیر منقولہ جیسے زمین وباغات کو بیچنے کا اختیار نہیں ہوگا اسی طرح اس لڑکے پر اگر باپ کا نفقہ کے علاوہ کوئی اور دین یعنی قرض ومطالبہ ہو تو اس کے لئے لڑکے کی اشیاء منقولہ کو بھی بیچنے کا اختیار نہیں ہوگا۔ نیز ماں کو اپنے لڑکے کا بھی کوئی مال خواہ اشیاء منقولہ ہو یا غیر منقولہ بیچنے کا اختیار حاصل نہیں ہوتا اور صاحبین یعنی حضرت امام ابو یوسف اور حضرت امام محمد کے نزدیک تو باپ کو بھی اشیاء منقولہ کے بیچنے کا اختیار نہیں ہے۔

باندی اور غلام کے نفقہ کے احکام و مسائل آقا پر اپنے غلام اور باندی کے اخراجات کی کفالت ضروری ہے خواہ ان میں ملکیت پوری ہو جیسے خالص غلام یا ادھوری ہو جیسے مدبرہ اور ام ولد اور خواہ کمسن ہوں یا بڑی عمر والے اور خواہ اپاہج و معذور ہوں۔ یا بالکل تندرست و توانا ہوں۔ اگر کوئی شخص اپنے غلاموں کی کفالت سے انکار کرے تو وہ غلام اس بات کے مختار ہوں گے کہ محنت و مزدوری کریں اور جو کچھ کمائیں اس سے اپنے اخراجات پورے کریں اور اگر ان کے لئے کوئی مزدوری کا کام نہ ہو اور وہ کما کر اپنے اخراجات پورے نہ کر سکتے ہوں تو پھر قاضی و حاکم کی طرف سے آقا کو مجبور کیا جائے گا کہ وہ ان غلاموں کو فروخت کر دے۔ اگر کسی شخص نے کوئی جانور خریدا تو اس پر جانور کے چارہ پانی کا انتظام کرنا واجب ہے لیکن اگر ان کو چارہ پانی دینے سے انکار کر دیا تو اس کو قانونی طور پر اس جانور کو فروخت کرنے پر مجبور نہیں کیا جائے گا۔ لیکن دیانۃً اور اخلاقی طور پر اس کو حکم دیا جائے گا کہ وہ اس جانور کو فروخت کر دے یا اس کے چارہ پانی کا انتظام کرے۔

وجوب متاع پر فقہاء احناف کے دلائل کا بیان

علامہ ابوبکر رازی جصاص حنفی لکھتے ہیں: امام ابوحنیفہ امام ابویوسف امام محمد اور امام زفر کے نزدیک جس عورت کا مہر مقرر نہ کیا گیا ہو اور اس کو دخول سے پہلے طلاق دے دی گئی ہو اس کو متاع دینا واجب ہے وجوب کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (آیت) **فمتعوهن** ان کو متاع دو۔ یہ امر کا صیغہ ہے اور امر وجوب کا تقاضا کرتا ہے الا یہ کہ اس کے خلاف استحباب پر کوئی دلیل قائم ہو اور وہ یہاں نہیں ہے نیز فرمایا: (آیت) **وللمطلقت متاع بالمعروف** . (البقرہ: ۲۴۱) دستور کے مطابق متاع مطلقات کی ملکیت ہے کیونکہ لام تملیک کے لیے ہے اور جو چیز کسی کی ملکیت اور اس کا حق ہو اس کا ادا کرنا واجب ہوتا ہے اور تیسری دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (آیت) **حقا علی المحسنین** اور **حق علی المتقین** یہ وجوب کی تاکید ہے۔

(احکام القرآن ج ۱ ص ۴۲۸ مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ۱۴۰۰ھ)

متاع کے وجوب کے خلاف فقہاء مالکیہ کے دلائل کے جوابات

علامہ ابن عربی مالکی نے جو یہ اعتراض کیا ہے کہ اگر متاع واجب ہوتی تو ہر مسلمان پر واجب ہوتی صرف متقین اور محسنین پر واجب نہ ہوتی اس کا جواب یہ ہے کہ یہ وجوب کی تاکید ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ متاع محسنین اور متقین پر حق ہے اور حق سے زیادہ اور کوئی وجوب کے لیے مؤکد نہیں ہے جس طرح (آیت) **هدی للمتقين** . سے یہ لازم نہیں آتا کہ قرآن مجید تمام مسلمانوں کے لیے ہدایت نہ ہو اسی طرح (آیت) **حقا علی المتقین** سے یہ لازم نہیں آتا کہ مطلقہ کی متاع ہر مسلمان پر واجب نہ ہو نیز اس کا معنی ہے جو تقویٰ اور احسان کی طرف رجوع کرنے والا ہو اور ہر مسلمان تقویٰ اور احسان کی طرف رجوع کرنے والا ہے۔ باقی یہ جو کہا ہے کہ اگر متاع واجب ہوتی تو اللہ تعالیٰ اس کی مقدار معین نہیں کی جا سکتی اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: خوشحال پر (یہ متاع) اس کے (حال کے) موافق ہے اور تنگ دست پر اس کے لائق ہے۔

اللہ کا ارشاد ہے: البتہ عورتیں کچھ چھوڑ دیں یا جس کے ہاتھ میں نکاح کی گرہ ہے وہ کچھ زیادہ دے دے۔ (تو درست ہے)

(البقرہ: ۲۳۷)

بَاب نَفَقَةِ الْحَامِلِ الْمَبْتُوتَةِ .

یہ باب ہے کہ جس حاملہ عورت کو طلاقِ بتہ دی گئی ہو اُس کے خرچ کا حکم

3554 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيْدِ بْنِ كَثِيْرِ بْنِ دِيْنَارٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِىْ عَنْ شُعَيْبٍ قَالَ قَالَ الزُّهْرِيُّ اَخْبَرَنِىْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ طَلَّقَ ابْنَةَ سَعِيْدِ بْنِ زَيْدٍ - وَاُمُّهَا حَمْنَةُ بِنْتُ قَيْسٍ - الْبَتَّةَ فَاَمَرَتْهَا خَالَتُهَا فَاطِمَةُ بِنْتُ قَيْسٍ بِالانْتِقَالِ مِنْ بَيْتِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَسَمِعَ بِذٰلِكَ مَرْوَانُ فَاَرْسَلَ اِلَيْهَا فَاَمَرَهَا اَنْ تَرْجِعَ اِلٰى مَسْكَنِهَا حَتّٰى تَنْقَضِىَ عِدَّتُهَا فَاَرْسَلَتْ اِلَيْهِ تُخْبِرُهُ اَنَّ خَالَتَهَا فَاطِمَةَ اَفْتَتْهَا بِذٰلِكَ وَاَخْبَرَتْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَفْتَاهَا بِالانْتِقَالِ حِيْنَ طَلَّقَهَا اَبُوْ عَمْرِو بْنُ حَفْصٍ الْمَخْزُوْمِيُّ فَاَرْسَلَ مَرْوَانُ قَبِيْصَةَ بْنَ ذُؤَيْبٍ اِلٰى فَاطِمَةَ فَسَاَلَهَا عَنْ ذٰلِكَ فَزَعَمَتْ اَنَّهَا كَانَتْ تَحْتَ اَبِىْ عَمْرٍو لَمَّا اَمَّرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيَّ بْنَ اَبِىْ طَالِبٍ عَلَى الْيَمَنِ خَرَجَ مَعَهُ فَاَرْسَلَ اِلَيْهَا بِتَطْلِيْقَةٍ وَّهِىَ بَقِيَّةُ طَلَاقِهَا فَاَمَرَ لَهَا الْحَارِثَ بْنَ هِشَامٍ وَّعَيَّاشَ بْنَ اَبِىْ رَبِيْعَةَ بِنَفَقَتِهَا فَاَرْسَلَتْ اِلَى الْحَارِثِ وَعَيَّاشٍ تَسْاَلُهُمَا النَّفَقَةَ الَّتِىْ اَمَرَ لَهَا بِهَا زَوْجُهَا فَقَالَا وَاللّٰهِ مَا لَهَا عَلَيْنَا نَفَقَةٌ اِلَّا اَنْ تَكُوْنَ حَامِلًا وَّمَا لَهَا اَنْ تَسْكُنَ فِىْ مَسْكَنِنَا اِلَّا بِاِذْنِنَا . فَزَعَمَتْ فَاطِمَةُ اَنَّهَا اَتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لَهُ فَصَدَّقَهُمَا قَالَتْ فَقُلْتُ اَيْنَ اَنْتَقِلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ "انْتَقِلِىْ عِنْدَ ابْنِ اُمِّ مَكْتُوْمٍ" . وَهُوَ الْاَعْمَى الَّذِىْ عَاتَبَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فِىْ كِتَابِهٖ فَانْتَقَلْتُ عِنْدَهٗ فَكُنْتُ اَضَعُ ثِيَابِىْ عِنْدَهٗ حَتّٰى اَنْكَحَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَعَمَ- اُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ .

☆☆ عبیداللہ بن عبداللہ بیان کرتے ہیں: عبداللہ بن عمرو بن عثمان نے حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی کو طلاقِ بتہ دے دی اس خاتون کی ماں حمنہ بنت قیس تھیں اس خاتون کی خالہ فاطمہ بنت قیس نے اُسے یہ ہدایت کی کہ تم عبداللہ بن عمرو کے گھر سے منتقل ہو جاؤ' جب مروان کو اس بات کا پتہ چلا تو اس نے اس خاتون کو پیغام بھجوایا اور اسے یہ ہدایت کہ وہ اپنے گھر میں واپس چلی جائے اور اس وقت تک وہاں رہے' جب تک اس کی عدت پوری نہیں ہو جاتی' تو اس خاتون نے مروان کو جواب میں پیغام بھجوایا' کہ اس کی خالہ فاطمہ بنت قیس نے اُسے یہ بات بتائی ہے اور انہوں نے یہ بات کہی ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خاتون کو یہ حکم دیا تھا کہ جب اس کے شوہر ابوعمرو بن حفص مخزومی نے انہیں طلاق دی تھی' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یہ ہدایت کی تھی کہ وہ اپنے گھر سے منتقل ہو جائیں۔

مروان نے قبیصہ بن ذویب کو سیّدہ فاطمہ کی خدمت میں بھیجا اور ان سے اس بارے میں دریافت کیا' تو سیّدہ فاطمہ نے بتایا: وہ ابوعمرو کی اہلیہ تھیں' جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ کو یمن کا گورنر مقرر کیا' تو ابوعمرو بھی ان کے ساتھ چلے

3554-تقدم (الحديث 3222) .

گئے' پھر انہوں نے اس خاتون کو ایک طلاق بھجوادی' جو باقی رہ گئی تھی' ان کے شوہر نے حارث بن ہشام اور عیاش بن ابو ربیعہ کو یہ ہدایت کی کہ وہ اس خاتون کو خرچ فراہم کر دیں' اس خاتون نے حارث اور عیاش کو پیغام بھیجا اور اپنے خرچ کا مطالبہ کیا' جس کے بارے میں ان کے شوہر نے انہیں ہدایت کی تھی' تو ان دونوں صاحبان نے کہا: اللہ کی قسم! اس عورت کو کوئی ادائیگی کرنا ہم پر لازم نہیں ہے' البتہ اگر یہ حاملہ ہوتی' تو حکم مختلف ہوتا' نہ ہی یہ عورت ہمارے گھر میں رہ سکتی ہے' البتہ اگر ہم اس کو اجازت دیں' تو پھر حکم مختلف ہوگا۔

فاطمہ بنت قیس بیان کرتی ہیں: وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور آپ ﷺ کے سامنے اس بات کا تذکرہ کیا' تو نبی اکرم ﷺ نے ان دونوں صاحبان کی رائے کو درست قرار دیا' سیّدہ فاطمہ بیان کرتی ہیں: میں نے عرض کی: یارسول اللہ! پھر میں کہاں منتقل ہو جاؤں؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم ابن اُمِ مکتوم کے ہاں منتقل ہو جاؤ' وہ نابینا شخص ہے' یہ وہی صاحب ہیں' جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں عتاب کا حکم نازل کیا تھا' تو میں ان کے ہاں منتقل ہوگئی' وہاں میں اپنے سر سے چادر وغیرہ اتار دیا کرتی تھی' یہاں تک کہ نبی اکرم ﷺ نے اس خاتون کی شادی کروادی۔

وہ خاتون کہتی ہیں: نبی اکرم ﷺ نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کی شادی کروائی تھی۔

لفظ ''سراح'' کے صریح ہونے یا نہ ہونے میں فقہی مذاہب

لفظ "السراح" جمہور فقہاء کے ہاں طلاق کے صریح الفاظ میں شامل نہیں ہوتا، اس لیے اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو اسرحی کے الفاظ بولے تو اس سے طلاق کی نیت کے بغیر طلاقِ واقع نہیں ہوگی۔

شافعیہ اور بعض حنابلہ کہتے ہیں کہ: یہ طلاق کے صریح الفاظ میں شامل ہوتا ہے، اس لیے اگر خاوند نے بیوی سے "اسرحی" کہا تو طلاق واقع ہو جائیگی، اور خاوند کا قول نیت نہ کرنا قبول نہیں ہوگا، الا یہ کہ اگر اس پر کوئی قرینہ دلالت کرے کہ وہ اس سے طلاق مراد نہیں لے رہا تھا۔

مثلا اگر وہ بیوی سے فصل والی جگہ میں جلدی جانے کا کہنے کے بعد "اسرحی" کہے، اور شافعی حضرات میں سے ابن حجر مکی رحمہ اللہ کا فتوی ہے کہ: "اسرحی" کنایہ کے الفاظ میں شامل ہوتا ہے، کیونکہ یہ سرح بغیر شد کے میں سے ہے، نہ کہ سرّح شد کے ساتھ۔ اور الرملی نے نھایۃ المحتاج میں ذکر کیا ہے کہ: "جب خاوند طلاق کے صریح الفاظ بولے تو پھر خاوند کی یہ بات قبول نہیں کی جائیگی کہ اس نے طلاقِ کا ارادہ نہیں کیا تھا، لیکن یہ کہ اگر اس پر کوئی قرینہ دلالت کرتا ہو، اور اس میں انہوں نے یہ ذکر کیا ہے کہ جب وہ بیوی کو کہے: کھیت جلد جانے کا حکم دینے کے بعد اسرحی کا لفظ بولے تو اس کا قبول کیا جائیگا۔ (نھایۃ المحتاج (6/429)

اور مالکیہ یہ کہتے ہیں کہ: بغیر نیت کے ہی لفظ سراح سے طلاق واقع ہو جائیگی؛ کیونکہ ان کے ہاں بعض کے نزدیک یہ لفظ صریح میں شامل ہوتا ہے، یا پھر ظاہری طور پر لکھے جو نیت کا محتاج نہ ہو۔

راجح جمہور کا مسلک ہے، اس لیے السراح یا سرحتک یا اسرحی کے الفاظ سے طلاق اسی صورت میں واقع ہوگی جب وہ طلاق

کی نیت کرے گا۔

طلاق صریح کے الفاظ سے طلاق میں فقہی مذاہب

علامہ ابن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: "قال (اور جب وہ کہے میں نے تجھے طلاق دی، یا میں نے تجھے علیحدہ کردیا، یا میں نے تجھے چھوڑ دیا تو اسے طلاق لازم ہوگی) یہ اس کا تقاضہ کرتا ہے کہ صریح طلاق کے تین الفاظ ہیں الطلاق، الفراق، اور السراح اور ان سے بنائے جانے والے دوسرے صیغے۔

امام شافعی کا مسلک یہی ہے، اور ابوعبداللہ بن حامد کا کہنا ہے کہ: طلاق کا صریح لفظ صرف ایک ہی ہے اور وہ طلاق اور اس سے بنائے جانے والے صیغے اس کے علاوہ کوئی اور لفظ صریح نہیں، امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ اور امام مالک علیہ الرحمہ رحمہما اللہ کا مسلک یہی ہے۔

لیکن امام مالک علیہ الرحمہ اس سے بغیر نیت کے بھی طلاق واقع ہونے کے قائل ہیں؛ کیونکہ ظاہری کنایات نیت کے محتاج نہیں ہوتے۔ اس قول کی دلیل یہ ہے کہ فراق اور السراح کے الفاظ طلاق کے علاوہ بھی بہت زیادہ استعمال ہوتے ہیں، اس لیے باقی کنایہ کے الفاظ کی طرح یہ بھی طلاق میں صریح نہیں ہونگے۔

پہلی دلیل یہ ہے کہ: کتاب اللہ میں یہ الفاظ خاوند اور بیوی کے مابین علیحدگی اور جدائی کے معنی میں وارد ہوئے ہیں، تو یہ اس میں طلاق کے الفاظ کی طرح صریح ہوئے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے: (اچھے طریقہ سے روک لو، یا پھر اچھے طریقہ سے چھوڑ دو)۔ اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے: (اور اگر وہ دونوں علیحدہ ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ ہر ایک کو اپنی وسعت میں سے غنی کر دیگا)۔ (مغنی، کتاب طلاق)

طلاق کے صریح الفاظ کا فقہی بیان

علامہ علاؤالدین حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ لفظ صریح مثلاً میں نے تجھے طلاق دی، تجھے طلاق ہے، تو مطلقہ ہے، تو طالق ہے، میں تجھے طلاق دیتا ہوں، اے مطلقہ۔ ان سب الفاظ کا حکم یہ ہے کہ ایک طلاق رجعی واقع ہوگی اگر چہ کچھ نیت نہ کی ہو یا بائن کی نیت کی یا ایک سے زیادہ کی نیت ہو یا کہے میں نہیں جانتا تھا کہ طلاق کیا چیز ہے مگر اس صورت میں کہ وہ طلاق کو نہ جانتا تھا دیانۃً واقع نہ ہوگی۔

طلاغ، تلاغ، طلاک، تلاک، تلاکھ، تلاکھ، تلاخ، تلاح، تلاق، طِلاق۔ بلکہ توتلے کی زبان سے، تلات۔ یہ سب صریح کے الفاظ ہیں، ان سب سے ایک طلاق رجعی ہوگی اگر چہ نیت نہ ہو یا نیت کچھ اور ہو۔ ط ل اق، طالام الف قاف کہا اور نیت طلاق ہو تو ایک رجعی ہوگی۔

اردو میں یہ لفظ کہ میں نے تجھے چھوڑا، صریح ہے اس سے ایک رجعی ہوگی، کچھ نیت ہو یا نہ ہو۔ یونہی یہ لفظ کہ میں نے فارغ خطی یا فارخطی یا فارکھتی دی، صریح ہے۔

لفظ طلاق غلط طور پر ادا کرنے میں عالم وجاہل برابر ہیں۔ بہر حال طلاق ہو جائے گی اگر چہ وہ کہے میں نے دھمکانے کے

لیے غلط طور پر ادا کیا طلاق مقصود نہ تھی ورنہ صحیح طور پر بولتا۔ ہاں اگر لوگوں سے پہلے کہہ دیا تھا کہ میں دھمکانے کے لیے غلط لفظ بولوں گا طلاق مقصود نہ ہوگی تو اب اس کا کہا مان لیا جائیگا۔ (درمختار، باب صریح، ج ۴، ص ۴۴۶، بیروت)

حاملہ عورت سے رجوع کرنے کا بیان

جو شخص اپنی بیوی کو طلاق دیدے اور وہ عورت حمل کی حالت میں ہو اور اس کے ہاں بچے کی پیدائش ہو جائے اور مرد دعویٰ کر دے میں نے تو اس عورت کے ساتھ صحبت ہی نہیں کی ہے تو مرد کو رجوع کا اختیار ہوگا' کیونکہ جب حمل کا ظہور اتنے عرصے میں ہو کہ اسے شوہر سے منسوب کیا جا سکے تو وہ اسی شوہر کا شمار ہوگا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: ''بچہ صاحب فراش کا ہوتا ہے''۔ یہ معاملہ اس مرد کے صحبت کرنے کی دلیل بھی بن جائے گا۔ اسی طرح بچہ کا نسب اس سے ثابت ہو جائے گا' تو وہ مرد وطی کرنے والا شمار ہوگا' لہٰذا جب وطی ثابت ہو جائے' تو ملکیت مستحکم ہو جائے گی۔ ملکیت میں جو بھی طلاق دی جائے گی اس کے بعد رجوع کی گنجائش ہوگی۔ اور شریعت کی تکذیب کی دلیل سے شوہر کا بیان غلط قرار دیا جائے گا۔ کیا یہ بات طے شدہ نہیں ہے: وطی سے ''احصان'' ثابت ہو جاتا ہے' تو رجوع کرنے کا صحیح ہونا بدرجہ اولیٰ ثابت ہوگا۔ مذکورہ مسئلے کی صورت یہ ہے: مرد کے طلاق دینے سے پہلے خاتون نے بچے کو جنم دیا ہو' کیونکہ اگر طلاق دینے کے بعد بچے کی پیدائش ہوئی' تو بچے کی پیدائش کے ساتھ ہی عورت کی عدت ختم ہو جائے گی' اور رجوع کی کوئی گنجائش نہیں رہے گی۔

اگر شوہر نے بیوی کے ساتھ خلوت کی' دروازہ بند کر دیا' یا پردہ لٹکا دیا' اور پھر یہ کہہ دیا: میں نے اس کے ساتھ صحبت نہیں کی اور پھر عورت کو طلاق دیدی تو اسے رجوع کا حق حاصل نہیں ہوگا۔ کیونکہ نکاح کی ملکیت وطی کرنے سے مؤکد ہوتی ہے' لیکن شوہر نے صحبت نہ کرنے کا اقرار کر لیا ہے' تو اس کی ذات کے بارے میں تصدیق کی جائے گی' کیونکہ رجوع کرنے کا حق بنیادی طور پر مرد کو ہی حاصل ہوتا ہے۔ اس لئے اسے جھٹلایا نہیں جائے گا۔ جبکہ اس عورت کے مہر کا حکم اس سے مختلف ہے' کیونکہ اس کے طے شدہ مہر کا تعلق اس وقت ہوتا ہے جب عورت خود کو مرد کے سپرد کر دے اس میں مرد کا تمتع کرنا شرط نہیں ہے۔ اس کے برخلاف پہلی صورت کا حق مختلف ہے۔ (ہدایہ اولین، کتاب طلاق، لاہور)

باب الْاَقْرَاءِ .

یہ باب اقراء کے بیان میں ہے

3555 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي يَزِيْدُ بْنُ

3555-اخرجه ابو داؤد في الطهارة، باب في المراة تستحاض و من قال : تدع الصلاة في عدة الايام التي كانت تحيض (الحديث 280) . واخرجه النسائي في الطهارة، ذكر الاقراء (الحديث 211)، و في الحيض و الاستحاضة، ذكر الاقراء (الحديث 356) . و الحديث عند: ابي داؤد في الطهارة، باب في المراة تستحاض و من قال: تدع الصلاة في عدة الايام التي كانت تحيض (الحديث 281)، و باب من قال: اذا اقبلت الحيضة تدع الصلاة (الحديث 286) و النسائي في الطهارة ذكر الاغتسال من الحيض (الحديث 201)، و في الحيض و الاستحاضة، ذكر الاستحاضة و اقبال الدم و ادباره (الحديث 34800، و باب الفرق بين دم الحيض والاستحاضة (الحديث 360) .

اَبِیْ حَبِیْبٍ عَنْ بُکَیْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْاَشَجِّ عَنِ الْمُنْذِرِ بْنِ الْمُغِیْرَةِ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَیْرِ اَنَّ فَاطِمَةَ ابْنَةَ اَبِیْ حُبَیْشٍ حَدَّثَتْهُ اَنَّهَا اَتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَشَکَتْ اِلَیْهِ الدَّمَ فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ "اِنَّمَا ذٰلِكِ عِرْقٌ فَانْظُرِیْ اِذَا اَتَاكِ قُرْؤُكِ فَلَا تُصَلِّیْ فَاِذَا مَرَّ قُرْؤُكِ فَلْتَطَّهَّرِیْ - قَالَ - ثُمَّ صَلِّیْ مَا بَیْنَ الْقُرْءِ اِلَی الْقُرْءِ" .

☆☆ عروہ بن زبیر بیان کرتے ہیں' سیّدہ فاطمہ بنت ابوحبیش رضی اللہ عنہا نے انہیں یہ بات بتائی ہے' وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اوران کے سامنے خون خارج ہونے کی شکایت کی تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

یہ ایک رگ کا خون ہے' تم اس بات کا جائزہ لیتی رہو' جب تمہیں حیض آ جائے' تو تم اس وقت نماز ادا نہ کرنا' پھر جب تمہارا حیض گزر جائے' تو تم پاک ہو جاؤ گی' پھر تم ایک حیض سے دوسرے حیض (تک کے درمیانی عرصے میں) نماز ادا کرتی رہو۔

حیض کا لغوی اور اصطلاحی معنی کا بیان

علامہ راغب اصفہانی لکھتے ہیں: جو خون رحم سے وقت مخصوص میں وصف مخصوص کے ساتھ خارج ہو اس کو حیض کہتے ہیں۔

علامہ ابن عابدین شامی حنفی لکھتے ہیں: لغت میں حیض کا معنی ہے: سیلان (بہنا) جب کوئی وادی بہنے لگے تو کہتے ہیں: حاض الوادی اوقات مخصوص میں خون بہنے کی وجہ سے اس خون کو حیض کہتے ہیں اور اصطلاح شرع میں حیض اس صفت شرعیہ کو کہتے ہیں جو ان کاموں کے کرنے سے مانع ہو جن کے لیے حیض سے پاک ہونا شرط ہے مثلاً نماز پڑھنا قرآن مجید کو چھونا روزہ رکھنا مسجد میں داخل ہونا اور عمل زوجیت کرنا۔

علامہ حصکفی نے حیض کی یہ تعریف کی ہے: وہ خون جو بالغہ کے رحم سے بغیر وقت ولادت کے خارج ہو۔ رحم کی قید سے استحاضہ خارج ہو گیا کیونکہ یہ خون ایک رگ سے خارج ہوتا ہے اور یہ افعال مذکورہ سے مانع نہیں ہے رحم اس ظرف کو کہتے ہیں جس میں بچہ ہوتا ہے یعنی بچہ دانی اور بغیر وقت ولادت کی قید سے نفاس خارج ہو گیا (نفاس بھی افعال مذکورہ سے مانع ہے) ولادت کے بعد عورت کے رحم سے جو خون نکلتا ہے اس کو نفاس کہتے ہیں:

حیض کا سبب یہ ہے کہ حضرت حواء نے شجر ممنوع کھا لیا تھا تو اللہ تعالیٰ نے ان کو حیض میں مبتلا کر دیا امام بخاری نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حیض کے متعلق فرمایا: اللہ تعالیٰ نے آدم کی بیٹیوں پر اس کو مقدر کر دیا ہے حیض کا رکن یہ ہے کہ خون رحم سے نکل کر فرج داخل کے باہر آ جائے اگر وہ خون فرج داخل ہی میں رہے تو وہ حیض نہیں ہے۔ (المفردات ص مطبوعہ المکتبۃ المرتضویہ ایران ۱۳۴۲ھ)

ایام حیض کے تعین میں مذاہب ائمہ کا بیان

علامہ نووی شافعی لکھتے ہیں: حیض کی کم از کم مدت ایک دن اور رات ہے اور اس کی زیادہ سے زیادہ مدت پندرہ دن ہے اور عموماً حیض چھ یا سات دن ہوتا ہے اور دو حیضوں کے درمیان کم از کم طہر (پاکیزگی کے ایام) کی مدت پندرہ دن ہے۔

(الدر المختار علی رد المختار ج ۱ ص ۱۸۹۔ ۱۸۸ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۴۰۷ھ)

علامہ دردو مالکی لکھتے ہیں: حیض کی کم از کم مدت کی کوئی حد نہیں ہے اور اس کی زیادہ سے زیادہ مدت پندرہ دن ہے۔

(روضۃ الطالبین ج ا ص ۲۲۸۔۲۴۷ مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۴۰۵ھ)

علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں: حیض کی کم از کم مدت ایک دن اور ایک رات ہے اور اس کی زیادہ سے زیادہ مدت پندرہ دن ہے۔ (المغنی ج ا ص ۱۸۹ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۰۵ھ)

علامہ علاء الدین حصکفی حنفی لکھتے ہیں: حیض کی کم از کم تین دن اور تین راتیں ہیں اور زیادہ سے زیادہ مدت دس دن ہے۔

(درمختار علی هامش ردالمحتار ج ا ص ۱۸۶ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۴۰۷ھ)

فقہاء احناف کی دلیل حسب ذیل احادیث ہیں: امام دار قطنی روایت کرتے ہیں: حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی کنواری اور شادی شدہ عورت کا حیض تین دن سے کم اور دس دن سے زیادہ نہیں ہوتا دس دن کے بعد نکلنے والا خون استحاضہ ہے۔ حائضہ ایام حیض کے بعد کی نمازوں کی قضا کرے۔ حیض میں سرخی مائل سیاہ گاڑھا خون ہوتا ہے اور استحاضہ میں زرد رنگ کا پتلا خون ہوتا ہے۔ (سنن دار قطنی ج ا ص ۲۱۸ مطبوعہ نشر السنۃ ملتان)

امام دار قطنی نے ایک اور سند سے بھی اس حدیث کو روایت کیا ہے۔ (سنن دار قطنی ج ا ص ۲۱۸ مطبوعہ نشر السنۃ ملتان)

حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حیض کم از کم تین دن اور زیادہ سے زیادہ دس دن ہوتا ہے۔ (سنن دار قطنی ج ا ص ۲۱۹ مطبوعہ نشر السنۃ ملتان)

امام دار قطنی نے ان احادیث کی سند کو ضعیف کہا ہے لیکن تعدد اسانید کی وجہ سے یہ احادیث حسن لغیرہ ہو گئیں اور ان سے استدلال صحیح ہے نیز ان احادیث کی تقویت حسب ذیل آثار سے ہوتی ہے:

امام دار قطنی روایت کرتے ہیں: معاویہ بن قرہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حیض کی کم از کم مدت تین دن اور زیادہ سے زیادہ دس دن ہے۔ وکیع نے کہا: حیض تین سے دس دن تک ہے اس کے علاوہ استحاضہ ہے۔

(سنن دار قطنی ج ا ص ۲۱۰ مطبوعہ نشر السنۃ ملتان)

امام دار قطنی نے ایک اور سند سے بھی یہ اثر بیان کیا اور سفیان کا بھی یہی قول نقل کیا ہے

(سنن دار قطنی ج ا ص ۲۱۰ مطبوعہ نشر السنۃ ملتان)

علامہ شامی نے لکھا ہے کہ متعدد اسانید کے ساتھ چھ صحابہ سے منقول ہے کہ حیض کم از کم تین دن اور زیادہ سے زیادہ دن ہے۔

(ردالمحتار ج ا ص ۱۸۹ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۴۰۷ھ)

علامہ ابن ہمام لکھتے ہیں: امام ابن عدی نے کامل میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین دن سے کم حیض نہیں ہوتا اور دس دن سے زیادہ حیض نہیں ہوتا۔ (فتح القدیر ج ا ص ۱۴۳ مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر)

امام ابن جوزی نے علل متناہیہ میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حیض کی کم از کم مدت تین دن اور زیادہ سے زیادہ دس دن ہے۔ (العلل المتناہیہ مطبوعہ مکتبہ اثریہ فیصل آباد ۱۴۰۱ھ)

حیض نفاس اور استحاضہ میں مبتلا خواتین کے مسائل کا بیان

حیض نفاس اور استحاضہ میں مبتلا خواتین کے مسائل کا بیان
علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی لکھتے ہیں: (۱) حالت حیض میں طہارت (پاکیزگی) کے حصول کیلیے وضو کرنا منع ہے منافی کے لیے غسل کرنا جائز ہے جیسے دوران حج بدن صاف کرنے کے لیے غسل کرتے ہیں اسی طرح جن وضائف کے پڑھنے کی اس کی عادت ہو مثلاً تکبیر تہلیل درود شریف ان کے لیے وضو کرنا جائز ہے کیونکہ فقہاء نے کہا ہے کہ حائضہ کے لیے مستحب یہ ہے کہ وہ ہر نماز کے وقت وضو کرکے اتنی دیر جائے نماز پر بیٹھ کر وظیفہ پڑھتی رہے جتنی دیر میں وہ نماز پڑھتی تھی تا کہ اس کی نماز کی عادت قائم رہے اس عمل سے اس کو بہترین نماز پڑھنے کا اجر ملے گا۔

(۲) حیض کی حالت میں نماز پڑھنا منع ہے خواہ کسی قسم کی نماز ہو یا سجدہ شکر ہو حالت حیض میں جو نمازیں ہوگئیں ان کی قضا نہیں ہے۔

(۳) حائضہ کا اعتکاف کرنا منع ہے اور اگر دوران اعتکاف اس کو حیض آ گیا تو اس کا اعتکاف فاسد ہو جائے گا۔

(۴) حالت حیض میں طواف صدر (وداع) ممنوع ہے۔

(۵) حالت حیض میں طلاق دینا حرام ہے۔

(۶) حیض آنے سے لڑکی بالغہ ہو جاتی ہے۔

(۷) عدت پوری ہونے کا تعلق بھی حیض سے ہے آزاد عورت کی عدت تین حیض ہے اور باندی کی عدت دو حیض ہے۔

(۸) استبراء کا تعلق بھی حیض سے ہے جب مال غنیمت سے کوئی باندی ملے یا کسی باندی کو خریدے تو ایک حیض تک اس سے وطی نہ کرے ایک حیض گزر جانے کے بعد معلوم ہو جائے گا کہ اس کے رحم میں استقرار نطفہ ہے یا نہیں۔

(۹) حیض منقطع ہونے کے بعد غسل کرنا واجب ہے۔

(۱۰) رمضان کے روزہ کے کفارہ اور قتل کے کفارے میں مسلسل روزے رکھے جاتے ہیں اگر ان روزوں کے درمیان حائضہ کو حیض آ گیا تو اس کا تسلسل نہیں ٹوٹے گا۔

(۱۱) حائضہ عورت پر روزہ رکھنا منع ہے لیکن وہ ان فوت شدہ روزوں کی قضا کرے گی اس نے نفل روزہ شروع کیا اور پھر حیض آ گیا تو اس کی قضا کرے گی۔

(۱۲) حائضہ عورت کا مسجد میں داخل ہونا منع ہے۔

(۱۳) حائضہ کے لیے کعبہ کا طواف کرنا منع ہے۔

(۱۴) حائضہ کی ناف سے گھٹنے تک اس کے شوہر کا قریب ہونا منع ہے۔

(۱۵) تلاوت قرآن کے قصد سے قرآن پڑھنا منع ہے البتہ دعا کے قصد سے سورۃ فاتحہ یا کسی اور آیت کو پڑھنا یا تبرک کے قصد سے بسم اللہ پڑھنا جائز ہے۔

(۱۶) قرآن مجید کو چھونا منع ہے خواہ وہ متصل یا منفصل غلاف میں ہو۔

(۱۷) اللہ کا ذکر کرنا تسبیح کرنا قبروں کی زیارت کرنا جائز ہے اسی طرح عید گاہ میں جانا جائز ہے۔

(۱۸) ہاتھ دھونے اور کلی کرنے کے بعد کھانا پینا جائز ہے اور ہاتھ منہ دھوئے بغیر جنبی کے لیے کھانا مکروہ ہے حائضہ کے لیے مکروہ نہیں ہے۔

(۱۹) جب اکثر مدت پوری ہونیکے بعد حیض منقطع ہو (یعنی دس دن کے بعد) تو شوہر کا اس کے ساتھ بغیر اس کے غسل کے وطی کرنا جائز ہے اور غسل کے بعد وطی کرنا مستحب ہے۔

(۲۰) اگر کم مدت گزرنے کے بعد اس کا حیض منقطع ہوا تو حائضہ وضو کرے اور آخری وقت میں نماز پڑھ لے۔

(۲۱) اگر حائض کے ایام مقرر ہیں اور اس سے کم وقت میں حیض منقطع ہو گیا تو اس کے شوہر کے لیے اس سے مباشرت جائز نہیں ہے البتہ وہ احتیاطاً نماز پڑھے اور روزہ رکھے۔

(۲۲) اگر حیض کم مدت میں منقطع ہو گیا تو شوہر کا اس سے اس وقت تک وطی کرنا جائز نہیں ہے جب تک کہ وہ غسل نہ کرے۔

(۲۳) اگر حیض منقطع ہونے کے بعد حائضہ نے نماز کا اتنا وقت پالیا جس میں تکبیر تحریمہ پڑھی جاسکتی ہے تو اس پر وہ نماز فرض ہو گئی اور اس کی قضا کرے گی۔

(۲۴) جو شخص حائضہ عورت سے حلال سمجھ کر مباشرت کرے گا وہ کافر ہو جائے گا۔

(۲۵) مدت حیض سے کم یا مدت حیض کے بعد آنے والا خون استحاضہ ہے اس کا حکم اس طرح ہے جس طرح کسی معذور شخص کی ناک سے ہمیشہ خون جاری ہو تو اس سے نماز روزہ ساقط نہیں ہوتا اسی طرح مستحاضہ سے بھی نماز روزہ ساقط نہیں ہوتا۔ اس کی طہارت کا طریقہ یہ ہے کہ وہ نماز کے ایک وقت میں وضو کرے یہ وضو اس پورے وقت میں شرعاً قائم رہے گا بشرطیکہ کسی اور وجہ سے وضو نہ ٹوٹے وہ اس وضو سے پورے وقت میں تمام عبادتیں کرسکتی ہے اور وقت ختم ہونے کے بعد اسے دوسرے وقت کے لیے وضو کرنا ہوگا۔

(۲۶) ولادت کے بعد رحم سے جو خون نکلتا ہے اس کو نفاس کہتے ہیں۔ اس کے کم ہونے کی کوئی حد نہیں ہے اور اکثر نفاس کی حد چالیس دن ہے اور چالیس دن کے بعد جو خون آ تا رہے وہ استحاضہ ہے استحاضہ کے دوران وہ نمازیں پڑھے گی اور روزے رکھے گی اور معذور شخص کی طرح وضو کرے گی۔

(۲۷) نفاس کا خون نکلنے سے عدت پوری ہو جاتی ہے خواہ وہ عدت طلاق ہو یا عدت وفات ہو۔

(۲۸) حیض اور نفاس میں مبتلا دونوں عورتیں ان ایام میں نماز نہیں پڑھیں گی اور ان پر ان ایام کی قضا نہیں ہے البتہ ان ایام میں اگر رمضان کے روزے آ گئے تو روزے نہیں رکھیں گی بعد میں فوت شدہ روزوں کی قضا کریں گی۔

(ردالمحتار ج ۱ ص ۲۰۰۔ ۱۸۱ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۴۰۷ھ)

باب نَسْخِ الْمُرَاجَعَةِ بَعْدَ التَّطْلِيقَاتِ الثَّلَاثِ .

یہ باب ہے کہ تین طلاقیں ہو جانے کے بعد رجوع کرنے کی اجازت منسوخ ہے

3556 - حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ النَّحْوِيُّ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِيْ قَوْلِهِ (مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَا اَوْ مِثْلِهَا) وَقَالَ (وَاِذَا بَدَّلْنَا اٰيَةً مَّكَانَ اٰيَةٍ وَّاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يُنَزِّلُ) الْاٰيَةَ وَقَالَ (يَمْحُو اللّٰهُ مَا يَشَاءُ وَيُثْبِتُ وَعِنْدَهٗ اُمُّ الْكِتَابِ) فَاَوَّلُ مَا نُسِخَ مِنَ الْقُرْاٰنِ الْقِبْلَةُ وَقَالَ (وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوْءٍ وَّلَا يَحِلُّ لَهُنَّ اَنْ يَّكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِيْ اَرْحَامِهِنَّ) اِلٰى قَوْلِهٖ (اِنْ اَرَادُوْا اِصْلَاحًا) وَذٰلِكَ بِاَنَّ الرَّجُلَ كَانَ اِذَا طَلَّقَ امْرَاَتَهٗ فَهُوَ اَحَقُّ بِرَجْعَتِهَا وَاِنْ طَلَّقَهَا ثَلَاثًا فَنَسَخَ ذٰلِكَ وَقَالَ (الطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَاِمْسَاكٌ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌ بِاِحْسَانٍ) .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں بیان کرتے ہیں:

(ارشادِ باری تعالیٰ ہے:)

''ہم جو آیت منسوخ کرتے ہیں یا جسے بھلا دیتے ہیں ہم اس سے بہتر لے آتے ہیں یا اس کی مانند لے آتے ہیں''۔

اسی طرح ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''اور جب ہم ایک آیت کی جگہ دوسری آیت کو تبدیل کر دیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ زیادہ بہتر جانتا ہے اس چیز کے بارے میں جو وہ نازل کرتا ہے''۔

اور ایک مقام پر ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے برقرار رکھتا ہے اُس کے پاس اُم الکتاب ہے''۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں قرآن میں سب سے پہلے قبلہ کا حکم منسوخ ہوا تھا۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''اور طلاق یافتہ عورتیں تین قروء تک اپنے آپ کو روکے رکھیں گی ان کے لیے یہ بات جائز نہیں ہے وہ اس چیز کو چھپا دیں جسے اللہ تعالیٰ نے ان کے رحم میں پیدا کیا ہے''۔

یہ آیت یہاں تک ہے: ''اگر وہ اصلاح کا ارادہ کریں''۔

(حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:) اس کی وجہ یہ ہے پہلے کوئی شخص اپنی بیوی کو طلاق دے دیتا تھا تو وہ اس سے رجوع

3556-اخرجه ابو داؤد في الطلاق، باب نسخ المراجعة بعد التطليقات الثلاث (الحديث 2195) مختصراً، والحديث عند: ابي داؤد في الطلاق، باب في نسخ ما استثني من عدة المطلقات (الحديث 2282) و النسائي في الطلاق، ما استثني من عدة المطلقات (الحديث 3499) . تحفة الاشراف (6253) .

کرنے کا حق رکھتا تھا اگرچہ اس نے اس عورت کو تین طلاقیں دی ہوں پھر قرآن نے اس حکم کو منسوخ کر دیا اور ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''طلاق دو مرتبہ ہوتی ہے پھر معروف طریقے سے روکنا ہے یا احسان کے ساتھ چھوڑ دینا ہے''۔

شرح

امام رازی نے الطلاق مرتان کا شان نزول بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ایک عورت نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آ کر یہ شکایت کی کہ اس کا شوہر اس کو بار بار طلاق دیتا ہے اور پھر رجوع کر لیتا ہے جس کی وجہ سے اس کو ضرر ہوتا ہے۔ اس پر موقع پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ (آیت) الطلاق مرتن فامساك بمعروف او تسريح باحسان (البقرہ:۲۲۹)

ترجمہ: دوبارہ طلاق دینے کے بعد دستور کے مطابق عدت میں روکنا ہے یا حسن سلوک کے ساتھ چھوڑ دینا ہے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

(آیت) فان طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجا غيره فان طلقها فلا جناح عليهما ان يتراجعا ان ظنا ان يقيما حدود الله۔ (البقرہ:۲۳۰)

ترجمہ: پھر اگر اسے (تیسری) طلاق دے دی تو وہ عورت اس (تیسری طلاق) کے بعد اس کے لیے حلال نہیں یہاں تک کہ (وہ عورت) اس کے علاوہ کسی اور مرد سے نکاح کرے پھر اگر (دوسرا خاوند) اس کو طلاق دے دے تو ان پر کوئی گناہ نہیں کہ (دوسرا خاوند کی عدت گزارنے کے بعد) وہ آپس میں رجوع کر لیں اگر وہ سمجھیں کہ وہ اللہ کی حدود کو قائم رکھ سکیں گے۔

ایک مجلس میں دی گئی تین طلاقوں کے نتائج کا بیان

چونکہ تیسری طلاق آخری حد ہے اور اس کے بعد رجوع کی گنجائش نہیں ہے اس لیے تیسری طلاق دینے سے پہلے بہت سوچ و بچار اور غور و خوض کرنا چاہیے اور اس آخری قدم اٹھانے سے پہلے دوستوں اور رشتہ داروں سے مشورہ بھی کر لینا چاہیے اور یہ اسی وقت ہوسکتا ہے جب اسلام کی ہدایت کے مطابق طلاق وقفہ وقفہ سے دی جائے اگر ایک مجلس میں بیک وقت تین طلاقیں دے دی گئیں تو پھر بعد میں پریشانی اور پشیمانی کے سوا اور کچھ حاصل نہیں ہوگا اس لیے بکثرت احادیث اور آثار میں بیک وقت تین طلاقیں دینے کو معصیت اور گناہ فرمایا ہے لیکن اگر کسی شخص نے بدقسمتی سے معصیت کا ارتکاب کر کے ایک مجلس میں تین طلاقیں دے دیں تو اس کو اب صبر و استقامت اور حوصلہ سے اس اقدام کے نتیجہ اور انجام کا سامنا کرنا چاہیے اور اپنے ہاتھوں کی ہوئی اس علیحدگی کو قبول کر لینا چاہیے۔ حلالہ کا مکروہ حیلہ اختیار کرے نہ غیر مقلد مولویوں کے خلاف شرع فتویٰ پر عمل کرنے کے لیے دربدر مارا مارا پھرے کیونکہ تین طلاقوں کو ایک طلاق قرار دینا عقل اور درایت کے بھی خلاف ہے اور قرآن اور حدیث کے بھی خلاف ہے۔ عددی معاملات میں یہ کہیں نہیں ہوتا کہ کوئی شخص تین یا پانچ یا دس عدد کو ایک عدد قرار دے اور اگر کوئی شخص دس روپوں کو ایک روپیہ قرار دے تو یہ منطق اور قانون دونوں کے خلاف ہے پھر تین طلاقوں کو ایک طلاق قرار دیتے وقت ان لوگوں کی منطق کہاں رخصت ہو جاتی ہے۔

نسخ کی تحقیق کا بیان

یہود مسلمانوں سے حسد اور بغض رکھتے اور ان پر اعتراض کرنے اور دین اسلام میں طعن کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے تھے جب اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کا قبلہ بدلا اور مسلمان مسجد اقصیٰ کے بجائے مسجد حرام کی طرف منہ کرکے نماز پڑھنے لگے تو یہود نے کہا کہ (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اپنے اصحاب کو پہلے ایک حکم دیتے ہیں اور پھر اس سے منع کر دیتے ہیں سو یہ قرآن ان ہی کا بنایا ہوا ہے اس لیے اس کے احکام متضاد ہیں تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی کہ ہم جس آیت کو منسوخ یا محو کرتے ہیں تو اس سے بہتر یا اس جیسی دوسری آیت لے آتے ہیں۔

نسخ کے دو معنی کا بیان

لغت میں نسخ کے دو معنی ہیں ایک معنی لکھنا اور نقل کرنا اس اعتبار سے تمام قرآن منسوخ ہے یعنی لوح محفوظ سے آسمان دنیا کے بیت العزت کی طرف نقل کیا گیا ہے قرآن مجید میں نسخ کا لفظ لکھنے اور نقل کرنے کے معنی میں بھی استعمال ہوا ہے:

(آیت) انا کنا نستنسخ بمما کنتم تعملون ۔ (الجاثیہ:۲۹)

ترجمہ: بیشک ہم لکھتے رہے جو کچھ تم کرتے تھے۔

نسخ کا دوسرا معنی ہے: کسی چیز کو باطل اور زائل کرنا اور اس کی دو قسمیں ہیں۔

(ا) کسی چیز کو زائل کرکے دوسری چیز کو اس کے قائم مقام کر دیا جائے جیسے عرب کہتے ہیں کہ بڑھاپے نے جوانی کو منسوخ کر دیا یعنی جوانی کے بعد بڑھاپا آ گیا اور زیر بحث آیت میں ہے: ہم جس آیت کو منسوخ کرتے ہیں تو اس سے بہتر یا اس جیسی دوسری آیت لے آتے ہیں۔اس کی تعریف یہ ہے دلیل شرعی سے کسی حکم شرعی کو زائل کرنا۔

(ب) کسی چیز کا قائم مقام کیے بغیر اس کو زائل کر دیا جائے، جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ہم اس کو محو کر دیتے ہیں یعنی ہم تمہارے ذہنوں اور دلوں سے اس آیت کو نکال دیتے ہیں پس وہ آیت یاد آتی ہے نہ اس کو پڑھا جاتا ہے اس کی تائید ان روایات سے ہوتی ہے:

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: امام عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ نے مصنف میں امام طیالسی اور امام سعید بن منصور نے امام عبداللہ بن احمد نے زوائد مسند میں امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابن منذر رحمۃ اللہ علیہ نے اور ابن الانباری نے مصاحف میں امام دارقطنی نے امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے تصحیح سند کے ساتھ امام ابن مردویہ رحمۃ اللہ علیہ نے اور امام الضیاء نے المختارۃ میں زر بن حبیش رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ مجھ سے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا: تم سورۃ احزاب میں کتنی آیات پڑھتے ہو؟ میں نے تہتر آیات حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے یاد ہے کہ سورۃ احزاب سورۃ بقرہ کے برابر یا اس سے بھی بڑی تھی اور ہم نے اس میں یہ آیت پڑھی تھی کہ جب بوڑھا مرد یا بوڑھی عورت زنا کریں تو ان کو رجم کر دو یہ اللہ کی طرف سے عبرت والی سزا ہے اور اللہ عزیز اور حکیم ہے پھر ان میں سے جو آیتیں محو کر دی گئیں وہ محو کر دی گئیں۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تاریخ میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

کے سامنے سورۃ احزاب پڑھی تھی مجھے اس کی ستر آیتیں بھلا دی گئی ہیں جن کو اب میں نہیں پاتا۔

امام ابوعبید رحمۃ اللہ علیہ امام ابن الانباری رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابن مردویہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں سورۃ احزاب میں دوسو آیتیں پڑھی جاتی تھیں اور جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مصاحف کو لکھا تو وہ صرف اتنی آیات لکھنے پر قادر ہوئے جواب ہیں۔ (درمنثور ج ۵ ص ۱۸۰۔ ۱۷۹ مطبوعہ مکتبہ آیۃ اللہ النجفی ایران)

نسخ اور بداء کے فرق کا بیان

یہود نے نسخ کا انکار کیا ہے اور ان کے خلاف یہ دلیل ہے کہ تورات میں مذکور ہے کہ حضرت نوح (علیہ السلام) کی شریعت میں خون کے سوا ہر چیز حلال تھی پھر حضرت موسیٰ (علیہ السلام) نے بہت سے حیوان حرام کر دیئے اور حضرت آدم (علیہ السلام) کی شریعت میں بہن کا بھائی سے نکاح جائز تھا اور حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کی شریعت میں اللہ نے اس کو حرام کر دیا اور پہلے حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کو حکم دیا کہ اپنے بیٹے کو ذبح کریں پھر اس حکم کو منسوخ کر دیا اور پہلے حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کو حکم دیا کہ بچھڑے کی پرستش کرنے والوں کو قتل کریں اور ستر ہزار اسرائیلیوں کے قتل کے بعد اس حکم کو منسوخ کر دیا اور یہ بداء نہیں ہے بلکہ ایک عبارت سے دوسری عبارت کی طرف اور ایک حکم سے دوسرے کی طرف منتقل کرتا ہے اور میں کوئی مصلحت ہوتی ہے اور کسی حکم کا اظہار ہوتا ہے بداء اس وقت ہوتا جب حکم دینے والے کو اس حکم کے انجام کا علم نہ ہوتا اور جس کو اپنے حکم کے نتیجہ کا علم ہو اور وہ مصلحت کے تبدیل ہونے سے اپنے احکام تبدیل کرتا ہو وہ بداء نہیں ہوتا جیسے ماہر ڈاکٹر کو مریض کے احوال کا علم ہوتا ہے اور وہ نسخہ بدل بدل کر دوائیں لکھتا ہے اللہ تعالیٰ کے احکام اور خطابات تبدیل ہوتے ہیں اور علم اور ارادہ میں کوئی تغیر نہیں ہوتا۔

یہود نے نسخ اور بداء کو ایک چیز قرار دیا اسی وجہ سے انہوں نے بداء کو نا جائز کہا نحاس نے کہا: نسخ اور بداء میں فرق یہ ہے کہ نسخ میں عبارت کے ایک حکم کو دوسرے حکم سے بدل دیا جاتا ہے مثلاً پہلے کوئی چیز حلال تھی پھر اس کو حرام کر دیا یا اس کے برعکس اور بداء اس کو کہتے ہیں کہ آدمی ایک کام کا ارادہ کرے پھر اس کو ترک کر دے مثلاً ایک شخص کہے: فلاں آدمی کے پاس جاؤ پھر اس کو خیال آئے کہ اس کے پاس نہ جانا بہتر ہے تو وہ اپنے اس قول سے رجوع کر کے کہے: وہاں مت جاؤ اور یہ انسانوں کو عارض ہوتا ہے کیونکہ ان کا علم نا تمام ہے اور مآل کار کو محیط نہیں ہے مثلاً کوئی شخص کہے: اس سال فلاں چیز کو کاشت کرو پھر اس کو خیال آئے کہ یہ ٹھیک نہیں ہے اور کہے: یہ کاشت نہ کرو تو یہ بداء ہے اور اللہ تعالیٰ جو عالم الغیب ہے اس کے حق میں یہ متصور نہیں ہے۔

علماء شیعہ اللہ تعالیٰ کے حق میں بداء کے قائل ہیں شیخ کلینی روایت کرتے ہیں ابوعبداللہ (علیہ السلام) نے اس آیت یمحو اللہ مایشاء ویثبت کے متعلق فرمایا: اللہ اسی چیز کو مٹاتا ہے جو ثابت تھی اور اسی چیز کو ثابت کرتا ہے جو نہیں تھی۔

(الاصول من الکافی ج ا ص ۱۴۶ مطبوعہ دار الکتب الاسلامیہ تہران)

شیخ طباطبائی اس حدیث کے حاشیہ پر لکھتے ہیں: بداء ان اوصاف میں سے ہے جن کے ساتھ ہمارے افعال اختیاریہ متصف ہوتے ہیں کیونکہ ہم کسی مصلحت کے علم کی وجہ سے کسی فعل کو اختیار کرتے ہیں پھر ہمیں کسی اور مصلحت کا علم ہوتا ہے جو پہلی مصلحت

کے خلاف ہوتی ہے پھر ہم پہلے ارادہ کے خلاف ارادہ کرتے ہیں کیونکہ جو چیز ہم سے پہلے مخفی تھی وہ اب ظاہر ہوئی ہے اور اسی کو بداء کہتے ہیں کیونکہ بداء کا معنی ظہور کے خلاف ہے، (الی قولہ) یہ بات معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ کو تمام موجودات اور حوادث کا واقع کے مطابق علم ہے اور اس علم میں مطلقا بداء نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ کا ایک علم وہ ہے جو اشیاء کے مبادی اس کے مقتضیات اور شرائط اور اس کے موانع کے عدم کے ساتھ متعلق ہے (مثلاً فلاں چیز ہو اور فلاں نہ ہو تو فلاں چیز ہوگی جیسے بارش ہو اور سیلاب نہ آئے تو فصل اچھی ہوگی) اور اس علم میں یہ ممکن ہے کہ جس چیز کا ہونا اللہ کے نزدیک ظاہر تھا وہ کسی شرط کے عدم یا کسی مانع کے وجود کی وجہ سے نہ ہو اور پھر اللہ کو معلوم ہو کہ وہ چیز نہیں ہوگی اور اللہ تعالیٰ نے جو فرمایا (آیت) یمحوا اللہ مایشاء ویثبت اس سے یہی مراد ہے۔

(حاشیہ الاصول من الکافی ج ا ص ۱۴۶ مطبوعہ دار الکتب الاسلامیہ تہران)

شیخ طباطبائی نے علم کی جو دوسری قسم بیان کی ہے وہ مخلوق کا علم تو ہوسکتا ہے خالق اور عالم الغیب کی شان کو پہلے علم نہ ہو اور اس پر یہ چیز بعد میں ظاہر ہو اور بداء کہلائے اور اس آیت سے مراد تقدیر معلق ہے مثلاً کسی شخص کی عمر چالیس سال لکھ دی پھر اس نے کوئی نیکی کی یا کسی نے دعا کی تو اس کی عمر بڑھا کر پچاس سال کر دی اور چالیس سال کو مٹا دیا اور اگر نیکی نہیں کی یا کسی نے دعا نہیں کی تو چالیس سال کو برقرار رکھا لیکن یہ اس کا علم نہیں ہے اس کو لوح محفوظ میں اس لیے لکھا ہے کہ نیکی اور دعا کی فضیلت ظاہر ہو۔

خبر کے منسوخ ہونے یا نہ ہونے کا اختلاف کا بیان

اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ اخبار میں نسخ واقع ہوتا ہے یا نہیں جمہور کا موقف ہے کہ نسخ صرف اوامر اور نواہی (احکام) کے ساتھ مخصوص ہے خبر منسوخ نہیں ہوتی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جس چیز کی خبر دی ہے اگر وہ منسوخ ہو جائے تو اللہ تعالیٰ کے کلام میں کذب لازم آئے گا اور یہ محال ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ اگر خبر کسی حکم شرعی کو متضمن ہو تو اس کا منسوخ ہونا جائز ہے اور اس کی مثال یہ آیت ہے:

(آیت) ومن ثمرت النخیل والاعناب تتخذون منہ سکرا و رزقا حسنا (النحل: ۶۷)

ترجمہ: اور کھجور اور انگور کے بعض پھل ہیں جن سے تم سکر اور اچھا رزق بناتے ہو۔

سکر کا ایک معنی ہے: سرکہ اور میٹھا مشروب اور سکر کا دوسرا معنی ہے: نشہ آور مشروب اگر اس کا معنی سرکہ یا میٹھا مشروب ہو تو پھر اس کا نسخ سے کوئی تعلق نہیں ہے لیکن ابن جبیر نخعی شعبی اور ابوثور کا قول یہ ہے کہ اس سے مراد نشہ آور مشروب اور خمر ہے اور یہ آیت مکی ہے اور خمر (انگور کی شراب) کے حرام ہونے سے پہلے نازل ہوئی ہے یہ آیت اس حکم شرعی کو متضمن ہے کہ خمر حلال ہے اور سورۃ مائدہ میں جو مدینہ منورہ میں نازل ہوئی خمر کو حرام کر دیا گیا۔ بہرحال اس سے یہ واضح ہو گیا کہ اگر خبر کسی حکم شرعی کو متضمن ہو تو اس پر نسخ وارد ہوسکتا ہے۔

نسخ اور تخصیص کے فرق کا بیان

جب عام میں تخصیص کی جاتی ہے تو اس تخصیص پر بھی نسخ کا گمان کیا جاتا ہے حالانکہ تخصیص نسخ نہیں ہے کیونکہ نسخ کی تعریف ہے: دلیل شرعی سے کسی حکم شرعی کا اٹھا دینا اور تخصیص کی تعریف ہے: عام کو اس کے بعض افراد میں منحصر کر دینا ہر چند کہ دونوں کی

تعریفیں الگ الگ ہیں لیکن ان دونوں میں قوی مشابہت ہے کیونکہ نسخ میں حکم کو بعض زمانہ کے ساتھ خاص کر دیا جاتا ہے اور تخصیص میں بعض افراد سے حکم کو ساقط کر دیا جاتا ہے اس کے باوجود ان دونوں میں حسب ذیل وجوہ سے فرق ہے:

(۱) تخصیص کے بعد عام مجاز ہے کیونکہ عام کے لفظ کو کل افراد کے لیے وضع کیا گیا ہے اور اس کا قرینہ مخصص ہے اور یہ مجاز کی علامت ہے اور جو نص منسوخ ہوگی وہ اسی طرح حقیقت ہے اور وہ اپنے مدلول کے لحاظ سے تمام زمانوں کو شامل ہے البتہ ناسخ نے اس پر دلالت کی کہ اللہ تعالیٰ نے فلاں وقت تک اس حکم پر عمل کرانے کا ارادہ کیا ہے۔

(۲) تخصیص سے جو افراد خارج ہو گئے وہ لفظ عام سے مراد نہیں ہوتے اور جو حکم منسوخ ہو گیا وہ اس لفظ سے مراد ہوتا ہے۔

(۳) جو نص منسوخ ہو جائے اس سے استدلال کرنا باطل ہے اور تخصیص کے بعد بھی عام اپنے باقی ماندہ افراد میں حجت ہوتا ہے۔

(۴) نسخ صرف کتاب اور سنت سے ہوتا ہے اور تخصیص حس اور عقل سے بھی ہوتی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ حضرت ھود (علیہ السلام) نے قوم عاد سے فرمایا:

(آیت) بل ھو ما استعجلتم بہ ریح فیھا عذاب الیم . تدمر کل شیء بامر ربھا، (الاحقاف: ۲۵-۲۴)

ترجمہ: بلکہ یہ وہ (عذاب) ہے جس کو تم نے جلدی طلب کیا ہے ایک آندھی ہے جس میں دردناک عذاب ہے۔ یہ آندھی ہر چیز کو اپنے رب کے حکم سے برباد کر دے گی۔

ہر چیز کے عموم میں زمین اور آسمان بھی شامل ہیں اور حس ان کی مخصص ہے کیونکہ اس آندھی سے زمین اور آسمان برباد نہیں ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہدہد نے بلقیس کے متعلق بیان کیا:

(آیت) واوتیت من کل شیء ولھا عرش عظیم . (النمل: ۲۳)

ترجمہ: اور اس کو ہر چیز دی گئی ہے اور اس کا بہت بڑا تخت ہے۔

ظاہر ہے کہ بلقیس کے پاس ہر چیز نہیں تھی اور حس اس کی مخصص ہے کہ اس کے پاس حضرت سلیمان (علیہ السلام) اور اس کے درباری نہیں تھے اور موجودہ دور کی ایجادات بلقیس کے پاس نہیں تھیں۔

(آیت) ان اللہ علی کل شیء قدیر . (البقرہ: ۲۰)

ترجمہ: بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

اس کے عموم کی عقل مخصص ہے کیونکہ واجب اور محال اللہ کی قدرت میں نہیں ہیں یعنی اپنا شریک بنانا اور اپنے آپ کو معدوم کرنا یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت میں نہیں ہیں۔

(۵) جمہور کے نزدیک خبر میں نسخ نہیں ہوتا اور تخصیص خبر میں بھی ہوتی ہے۔

نسخ اور تقیید کے فرق کا بیان

بعض عبارات میں کسی خبر کو مطلق بیان کیا جاتا ہے اور بعض دوسری عبارات میں اس خبر کی تقیید بیان کر دی جاتی ہے اس تقیید کو

بھی بعض علماء نسخ گمان کر لیتے ہیں، حالانکہ یہ اطلاق اور تقیید کے باب سے ہے نسخ نہیں ہے اس کی مثال یہ ہے کہ قرآن مجید میں ہے:

(آیت) اجیب دعوة الداع اذا دعان : (البقرہ:۱۸۶)

ترجمہ: جب کوئی شخص دعا کرتا ہے تو میں اس کی دعا قبول کرتا ہوں۔

بہ ظاہر اس آیت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ حکم مطلق ہے اور اللہ تعالیٰ ہر دعا کرنے والے کی دعا کو ہر حال میں قبول فرماتا ہے لیکن ایک اور آیت میں اللہ تعالیٰ نے دعا کے قبول کرنے کو اپنی مشیت کے ساتھ مقید کر دیا ہے:

(آیت) بل ایاہ تدعون فیکشف ماتدعون الیہ ان شآء : (الانعام:۴۱)

ترجمہ: بلکہ تم اسی سے دعا کرو تو وہ اگر چاہے تو اس مصیبت کو دور کر دے گا جس کے لیے تم اس سے دعا کرتے ہو۔

عرف اور تعامل کا بدلنا نسخ نہیں ہے:

ہم یہ واضح کر چکے ہیں کہ احکام شرعیہ میں نسخ صرف کتاب اور سنت سے ہوتا ہے اور فقہاء کا جو یہ قاعدہ ہے کہ زمانہ کے اختلاف سے احکام مختلف ہو جاتے ہیں اور تعامل اور عرف کے بدل جانے سے احکام بدل جاتے ہیں اس کو نسخ نہیں کہتے یہ مجتہدین کا اختلاف ہے مثلاً متقدمین تعلیم قرآن امامت اذان خطبہ اور تدریس کی اجرت کو ناجائز کہتے تھے لیکن متاخرین نے اس کو جائز کہا اسی طرح مفقود الخبر کے متعلق متقدمین پہلے امام اعظم کے قول پر یہ کہتے تھے کہ اس کی بیوی نوے سال تک انتظار کرے پھر اس کو مردہ قرار دے کر اس کی بیوی کو نکاح ثانی کی اجازت دی جائے گی لیکن متاخرین فقہاء احناف امام مالک کے قول پر اس کو صرف چار سال تک انتظار کرنے کا حکم دیتے ہیں۔ اس طرح پہلے صاع وغیرہ کے اعتبار سے خرید وفروخت ہوتی تھی اب کلوگرام کے اعتبار سے ہوتی ہے۔

قرآن مجید کی آیات منسوخہ کی تعداد میں اختلاف کا منشاء

بعض متقدمین علماء نے نسخ کا بہت عام معنی مراد لیا اور مطلقاً ازالہ کو نسخ قرار دیا ان کے نزدیک کسی تلاوت کا ازالہ بھی نسخ ہے اور کسی حکم شرعی کا بدل جانا بھی نسخ ہے عام کی تخصیص بھی نسخ ہے استثناء بھی نسخ ہے مطلق کی تقیید بھی نسخ ہے کسی آیت میں بیان کیے گئے وصف کا ازالہ بھی نسخ ہے اس لیے ان کے نزدیک آیات منسوخہ کی تعداد پانچ سو تک پہنچ گئی اور محققین علماء نے یہ کہا کہ نسخ صرف دلیل شرعی سے حکم شرعی کے زائل کرنے کو کہتے ہیں اللہ تعالیٰ یا اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے کسی حکم کو بیان کرتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کے علم میں وہ حکم کسی مصلحت کی وجہ سے کسی خاص وقت کے لیے ہوتا ہے لیکن چونکہ اس حکم کے ساتھ اس مدت کو بیان نہیں کیا جاتا اس لیے ہم یہ سمجھتے ہیں کہ وہ حکم دائمی ہے اور جب اللہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس حکم کو زائل کر دیتے ہیں تو اس پہلے حکم کو منسوخ سمجھا جاتا ہے حالانکہ اس ناسخ کے ذریعہ اللہ یا اس کا رسول اس پہلے حکم کی مدت بیان فرماتے ہیں کہ جس حکم کو تم دائمی سمجھ رہے تھے وہ دراصل اس مدت تک کے لیے تھا۔

باب الرَّجْعَةِ .

یہ باب رجوع کرنے کے بیان میں ہے

3557 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ يُوْنُسَ بْنَ جُبَيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ قَالَ طَلَّقْتُ امْرَاَتِىْ وَهِىَ حَائِضٌ فَاَتَى النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُمَرُ فَذَكَرَ لَهٗ ذٰلِكَ فَقَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مُرْهُ اَنْ يُّرَاجِعَهَا فَاِذَا طَهُرَتْ - يَعْنِىْ - فَاِنْ شَآءَ فَلْيُطَلِّقْهَا" . قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ فَاحْتَسَبْتَ مِنْهَا فَقَالَ مَا يَمْنَعُهَا اَرَاَيْتَ اِنْ عَجَزَ وَاسْتَحْمَقَ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' میں نے اپنی اہلیہ کو طلاق دے دی' وہ عورت اس وقت حیض کی حالت میں تھی' حضرت عمر رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کے سامنے اس بات کا تذکرہ کیا' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس (یعنی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما) سے کہو کہ اس عورت سے رجوع کرلے' پھر جب وہ پاک ہوجائے' تو اگر وہ چاہے' تو اسے طلاق دیدے۔

راوی کہتے ہیں: میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا: کیا آپ نے اس طلاق کو شمار کیا تھا؟ تو انہوں نے فرمایا: اس میں کون سی چیز رکاوٹ ہوئی تھی' تمہارا کیا خیال ہے' کیا وہ عاجز تھا یا احمق تھا (جو اس کی دی ہوئی طلاق شمار نہ ہوتی)۔

حق رجوع کے ختم ہونے والے وقت کا بیان

اور جب (عدت گزارنے والی عورت) کے تیسرے حیض کا خون دس دن کے بعد بند ہوجائے' تو رجوع کرنے کا حق ختم ہو جائے گا۔ اگر چہ عورت نے ابھی غسل نہ کیا ہو۔ اگر حیض کا خون دس دن سے پہلے بند ہوجائے' تو جب تک وہ خاتون غسل نہ کرے' یا ایک نماز کا وقت پورا نہ گزر جائے' تو اس وقت تک شوہر کو رجوع کرنے کا حق حاصل ہوگا اس کی دلیل یہ ہے: شرعی طور پر دس دن سے زیادہ حیض نہیں ہوسکتا اس لئے خون کے منقطع ہونے کے ساتھ ہی حیض ختم شمار ہوجائے گا' اور عدت پوری ہوجائے گی' اور رجوع کرنے کا حق ختم ہوجائے گا۔

لیکن اگر دس دن سے پہلے ہی حیض کی آمد رک جائے' تو رجوع کا حق باقی رہے گا' کیونکہ ہوسکتا ہے دوبارہ خون جاری ہو جائے اس کے منقطع ہونے کا یقین ہونا ضروری ہوگا اور یہ یقین اسی وقت ثابت ہوسکتا ہے جب غسل کرلیا جائے یا اس عورت کو پاک عورتوں کے حکم میں شامل کرلیا جائے' جیسے ایک نماز کا وقت گزر جائے۔ اس کے برخلاف جب بیوی اہل کتاب ہو' تو اس کے حق میں مزید کسی علامت کی توقع نہیں ہے' لہٰذا اس بارے میں صرف خون کے منقطع ہونے پر اکتفاء کیا جائے گا۔

امام ابوحنیفہ اور امام ابویوسف کے نزدیک رجوع کا حق اسی وقت منقطع ہوجائے گا جب عورت تیمم کرکے کوئی بھی (نفل) نماز ادا کرلے اور نماز پڑھنے کی قید استحسان کے طور پر لگائی گئی ہے۔ جبکہ امام محمد علیہ الرحمہ نے یہ بات بیان کی ہے: عورت کے تیمم کرنے

3557-تقدم (الحديث 3933) .

کے ساتھ ہی یہ حق ختم ہو جائے گا' اور قیاس کا تقاضا بھی یہی ہے' کیونکہ جب پانی کے استعمال پر قدرت نہ ہو تو تیمم کرنا مطلق طہارت شمار ہوتا ہے' یہاں تک کہ جو احکام غسل کے ذریعے ثابت ہوتے ہیں وہ تمام احکام تیمم کے ذریعے ثابت ہو جاتے ہیں تو تیمم، غسل کی مانند ہوگا۔

شیخین نے یہ بات بیان کی ہے: تیمم درحقیقت انسان کو پاک نہیں کرتا ہے' بلکہ آلودہ کر دیتا ہے اور اس کو صرف ضرورت کے پیش نظر طہارت قرار دیا گیا ہے تاکہ فرائض میں اضافہ نہ ہوتا رہے' اس کی ضرورت نماز کی ادائیگی کے وقت پیش آتی ہے۔ نماز کا وقت شروع ہونے سے پہلے پیش نہیں آتی۔ اس طرح دیگر جن امور کے لئے تیمم کا حکم دیا گیا ہے وہ بھی نماز کے کا اقتضاء ہونے کی دلیل سے ضرورت کے تحت ثابت ہوتے ہیں۔ یہ بھی کہا گیا ہے: شیخین کے نزدیک نماز شروع کرنے کے ساتھ ہی رجوع کرنے کا حق منقطع ہو جائے گا' اور یہ بھی روایت کیا گیا ہے' نماز سے فارغ ہونے کے بعد منقطع ہوگا' تاکہ نماز کے جواز کا حکم پختہ ہو سکے۔ (ایسی صورت میں) جب عورت غسل کر لے اور اس دوران جسم کا کوئی ایسا حصہ بھول جائے جس تک پانی نہ پہنچا ہو' تو اگر وہ حصہ پورے ایک عضو کے برابر ہو' یا اس سے زیادہ ہو' تو رجوع کرنے کا حق منقطع نہیں ہوگا' لیکن اگر اس سے کم نہ ہو' تو شوہر کے رجوع کرنے کا حق منقطع ہو جائے گا۔ (ہدایہ اولین، کتاب طلاق، لاہور)

مصنف فرماتے ہیں: یہ مسئلہ بھی استحسان کے طور پر ہے' ورنہ قیاس کا تقاضا یہ ہے: کامل عضو رہ جانے کی صورت میں شوہر کو رجوع کا حق باقی نہ رہے' کیونکہ وہ عورت اکثر جسم کو دھو چکی ہے۔ اس طرح اگر ایک عضو سے کم حصہ سوکھا رہ گیا تھا' تو بھی قیاس کا تقاضا یہی ہے' رجوع کا حکم باقی رہے' کیونکہ جنابت اور حیض کے حکم کو تقسیم نہیں کیا جا سکتا۔ استحسان کی دلیل یہ ہے: ایک عضو سے کم حصہ خشک رہ جائے گا' تو یہ کہا جائے گا' شاید یہ حصہ اپنے تھوڑے حجم کی دلیل سے پہلے خشک ہو گیا ہو اس لئے پانی نہ پہنچنے کا حکم نہیں دیا جا سکتا ہے' اس لئے ہم نے یہ فیصلہ دیا' اس صورت میں رجوع کرنے کا حق منقطع ہو جائے گا' دوسرے شوہر کے ساتھ نکاح کرنا بھی جائز نہیں ہوگا تاکہ دونوں باتوں میں احتیاط پر عمل کیا جا سکے' لیکن مکمل عضو کا حکم اس سے مختلف ہے' کیونکہ مکمل عضو اس طرح سے جلد خشک نہیں ہوتا اور نہ ہی غسل کے دوران عام طور پر مکمل عضو کے بارے میں غفلت اختیار کی جاتی ہے' لہٰذا دونوں مسائل الگ حیثیت کے حامل ہوں گے۔

امام ابو یوسف نے یہ بات بیان کی ہے: اگر کلی کرنے کا یا ناک میں پانی ڈالنے کا عمل چھوٹ جائے' تو اس کا مطلب یہ ہے: پورا عضو چھوٹ گیا۔ ان سے دوسری روایت یہ ہے: جس کے امام محمد علیہ الرحمہ بھی قائل ہیں: یہ ایک مکمل عضو سے کم شمار ہوں گے۔ اس کی دلیل یہ ہے: کلی کرنے اور ناک میں پانی ڈالنے کی فرضیت میں اختلاف پایا جاتا ہے' جبکہ دیگر اعضاء کا حکم اس سے مختلف ہے۔

علامہ ابن ہمام حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ جب دس ۱۰ دن رات سے کم میں منقطع ہوا اور نہ نہائی نہ نماز کا وقت ختم ہوا بلکہ تیمم کر لیا تو رجعت منقطع نہ ہوئی ہاں اگر اس تیمم سے پوری نماز پڑھ لی تو اب رجعت نہیں ہو سکتی اگرچہ وہ نماز نفل ہو اور اگر ابھی نماز پوری نہیں ہوئی ہے، بلکہ شروع کی ہے تو رجعت کر سکتا ہے اور اگر تیمم کر کے قرآن مجید پڑھا یا مصحف شریف چھوا یا مسجد میں گئی تو

رجعت ختم نہ ہوئی۔ (فتح القدیر، کتاب طلاق)

غسل کیا اور کوئی جگہ ایک عضو سے کم مثلاً بازو یا کلائی کا کچھ حصہ یا دو ایک انگلی بھول گئی جہاں پانی پہنچنے نہ پہنچنے میں شک ہے تو رجعت ختم ہوگئی مگر دوسرے سے نکاح اُس وقت کرسکتی ہے کہ اُس جگہ کو دھولے یا نماز کا وقت گزر جائے اور اگر یقین ہے کہ وہاں پانی نہیں پہنچا ہے یا قصداً اُس جگہ کو چھوڑ دیا تو رجعت ہوسکتی ہے اور اگر پورا عضو جیسے ہاتھ یا پاؤں بھولی تو رجعت ہوسکتی ہے، کُلّی کرنا اور ناک میں پانی چڑھانا دونوں ملکر ایک عضو ہیں اور ہر ایک ایک عضو سے کم ہے۔ (ردمحتار، کتاب طلاق)

حق رجوع کے اختتام میں مذاہب اربعہ

رجعی طلاق دینے والے کے لئے رجوع کا موقع کس وقت تک ہے؟ اس میں بھی فقہاء کے درمیان سے مراد تین حیض تین طہر؟ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک قرء سے مراد حیض ہے اور امام احمد بن حنبل کا معتبر مذہب بھی یہی ہے۔ یہ دلیل چاروں خلفاء راشدین، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ ابی بن کعب، معاذ بن جبل، ابوالدردا، عبادہ بن صامت اور ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہم سے منقول ہے۔ امام محمد علیہ الرحمہ نے مؤطا میں شعبی کا قول نقل کیا ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے 13 صحابیوں سے ملے ہیں، اور ان سب کی دلیل یہی تھی۔ اور یہی بکثرت تابعین نے بھی اختیار کی ہے۔

اس اختلاف کی بنا شافعیہ اور مالکیہ کے نزدیک تیسرے حیض میں داخل ہوتے ہی عورت کی عدت ختم ہو جاتی ہے، اور مرد کا حق رجوع ساقط ہو جاتا ہے۔ اور اگر طلاق حیض کی حالت میں دی گئی ہو، اس حیض کا شمار عدت میں نہ ہوگا، بلکہ چوتھے حیض میں داخل ہونے پر عدت ختم ہوگی۔ (مغنی المحتاج، حاشیہ الدسوقی)

حنفیہ کا مذہب یہ ہے کہ اگر تیسرے حیض میں دس دن گزرنے پر خون بند ہو تو عورت کی عدت ختم نہ ہوگی جب تک عورت غسل نہ کرے، یا ایک نماز کا پورا وقت نہ گزر جائے۔ پانی نہ ہونے کی صورت میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جب عورت تیمم کر کے نماز پڑھ لے اس وقت مرد کا حق رجوع ختم ہوگا، اور امام محمد علیہ الرحمہ کے نزدیک تیمم کرتے ہی حق رجوع ختم ہو جائے گا (ہدایہ) امام احمد کا معتبر مذہب جس پر جمہور حنابلہ کا اتفاق ہے، یہ ہے کہ جب تک عورت تیسرے حیض سے فارغ ہو کر غسل نہ کرلے مرد کا حق رجوع باقی رہے گا۔ (الانصاف)

دلیل استحسان کے پیش نظر اکثر کو کل کے قائم مقام کرنے کا بیان

مصنف نے یہاں یہ بات بیان کی ہے: یہ حکم استحسان کے پیش نظر ہے۔ قیاس کا تقاضا تو یہ تھا: اگر ایک مکمل عضو بھی دھونے سے رہ گیا تھا تو بھی رجوع کرنے کا حق باقی نہ رہتا کیونکہ عورت نے اپنے جسم کے اکثر حصے کو دھولیا تھا اور اصول یہ ہے: اکثر پر کل کا اطلاق کیا جاتا ہے اور کثیر کے مقابلے میں قلیل معدوم شمار ہوتا ہے اس لئے جب اکثر جسم دھویا گیا تو یہی حکم ہونا چاہئے کہ پورا جسم دھولیا گیا ہے۔ جبکہ دوسری طرف قیاس کا تقاضا یہ ہے: اگر ایک عضو سے کم حصہ بھی خشک رہ گیا ہے تو رجوع کا حق باقی ہونا چاہئے

کیونکہ جنابت اور حیض کو اجزاء میں تقسیم نہیں کیا جا سکتا تو ایک عضو سے کم حصہ خشک رہنے کی صورت میں جنابت یا حیض کی ناپاکی باقی رہے گی۔

استحسان کی صورت یہ ہے: عام طور پر ایک عضو سے کم حصہ جلد خشک ہو جاتا ہے اس لئے یہ بات یقین سے نہیں کہی جا سکتی کہ پانی وہاں تک پہنچا ہی نہیں ہے' یا پہنچنے کے بعد خشک ہو گیا ہے۔ اس لئے ہم نے یہ حکم دیا ہے: اس صورت میں یعنی ایک مکمل عضو سے کم حصہ خشک رہ گیا تھا' تو رجوع کرنے کا حق ختم ہو جائے گا تاہم عورت کے لئے یہ بات جائز نہیں ہوگی: وہ مکمل غسل کرنے سے پہلے دوسری شادی کر لے جب تک وہ اس خشک حصے کو دھو کر غسل مکمل نہیں کر لیتی یہ حکم احتیاط کے پیش نظر ہے۔

لیکن مکمل عضو خشک رہ جانے کا حکم اس سے مختلف ہے' کیونکہ عام طور پر نہ تو وہ مکمل طور پر جلدی خشک ہوتا ہے' اور نہ ہی آدمی عام طور پر اسے دھونے سے غافل ہوتا ہے اس لئے ان دونوں کے درمیان فرق ہوگا۔ یہاں ایک سوال سامنے آتا ہے کہ اگر وہ عورت غسل کرنے کے دوران پورا جسم دھو لیتی ہے' لیکن کلی نہیں کرتی اور ناک میں پانی نہیں ڈالتی تو اس کا حکم کیا ہوگا؟

مصنف نے یہ بات بیان کی ہے: ایک روایت کے مطابق امام ابو یوسف اس بات کے قائل ہیں: غسل میں کلی کرنے اور ناک میں پانی ڈالنے کو ترک کرنا ایک مکمل عضو کو ترک کرنے کے مترادف ہے یعنی اگر مذکورہ بالا عورت غسل کرتے ہوئے کلی کرنے اور ناک میں پانی ڈالنے کو ترک کر دے اور باقی پورے جسم کو دھو لے تو امام ابو یوسف کے نزدیک اس کے شوہر کو رجوع کرنے کا اختیار باقی ہوگا۔ امام ابو یوسف سے دوسری روایت یہ منقول ہے' اور امام محمد علیہ الرحمہ بھی اس بات کے قائل ہیں: غسل میں کلی کرنے اور ناک میں پانی ڈالنے کو ترک کرنا ایک مکمل عضو سے کم حصے کو ترک کرنے کے مترادف ہے یعنی اس صورت میں غسل مکمل ہو جاتا ہے۔ مصنف نے اس بات کی وضاحت کی ہے: ناک میں پانی ڈالنے اور کلی کرنے کی فرضیت میں اختلاف پایا جاتا ہے' جبکہ دیگر اعضاء کا حکم اس سے مختلف ہے' کیونکہ انہیں دھونے کی فرضیت میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

3558 - حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اٰدَمَ عَنِ ابْنِ اِدْرِيسَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحَاقَ وَيَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ وَّعُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ ح وَاَخْبَرَنَا زُهَيْرٌ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالُوْا اِنَّ ابْنَ عُمَرَ طَلَّقَ امْرَاَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ فَذَكَرَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "مُرْهُ فَلْيُرَاجِعْهَا حَتّٰى تَحِيضَ حَيْضَةً اُخْرٰى فَاِذَا طَهُرَتْ فَاِنْ شَآءَ طَلَّقَهَا وَاِنْ شَآءَ اَمْسَكَهَا فَاِنَّهُ الطَّلَاقُ الَّذِي اَمَرَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ بِهٖ" . قَالَ تَعَالٰى (فَطَلِّقُوهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ) .

☆☆ نافع' حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: لوگوں نے یہ بات بتائی ہے' حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی' وہ عورت اس وقت حائضہ تھی' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس بات کا تذکرہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اُس سے کہو کہ وہ اس عورت سے رجوع کر لے جب تک کہ اسے اگلی مرتبہ حیض نہیں آ جاتا' جب وہ پاک ہو جائے گی' تو اگر چاہے' تو اسے طلاق دیدے اور اگر چاہے' تو اسے اپنے پاس رکھے' یہ وہ طلاق ہے' جس کے

3558 - انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (8506) .

بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''تو تم ان لوگوں کو ان کی عدت کے حساب سے طلاق دو''۔

3559 - اَخْبَرَنَا عَلِیُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا اِسْمَاعِیْلُ عَنْ اَیُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ قَالَ کَانَ ابْنُ عُمَرَ اِذَا سُئِلَ عَنِ الرَّجُلِ طَلَّقَ امْرَاَتَهٗ وَهِیَ حَائِضٌ فَیَقُوْلُ اَمَّا اِنْ طَلَّقَهَا وَاحِدَةً اَوِ اثْنَتَیْنِ فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَهٗ اَنْ یُّرَاجِعَهَا ثُمَّ یُمْسِکَهَا حَتّٰی تَحِیْضَ حَیْضَةً اُخْرٰی ثُمَّ تَطْهُرَ ثُمَّ یُطَلِّقَهَا قَبْلَ اَنْ یَّمَسَّهَا وَاَمَّا اِنْ طَلَّقَهَا ثَلَاثًا فَقَدْ عَصَیْتَ اللّٰهَ فِیْمَا اَمَرَكَ بِهٖ مِنْ طَلَاقِ امْرَاَتِكَ وَبَانَتْ مِنْكَ امْرَاَتُكَ .

☆☆ نافع بیان کرتے ہیں' حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ایسے شخص کے بارے میں دریافت کیا گیا جو اپنی بیوی کو اس وقت طلاق دیتا ہے' جب وہ عورت حیض کی حالت میں ہو تو انہوں نے فرمایا: اگر تو اس شخص نے اُسے ایک طلاق دی ہے یا دو طلاقیں دی ہیں' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے یہ ہدایت کی تھی کہ وہ اس سے رجوع کر لے' اور پھر اسے اپنے پاس رکھے' یہاں تک کہ اس عورت کو اگلی مرتبہ حیض آ جائے' پھر اس کے بعد وہ پاک ہو جائے' پھر اگر وہ چاہے' تو اس کے ساتھ صحبت کرنے سے پہلے اسے طلاق دیدے' لیکن اگر مرد اسے تین طلاقیں دے چکا ہو' تو تم نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی ہے' اس چیز کے بارے میں' جس کے بارے میں اس نے تمہیں اپنی بیوی کو طلاق دینے کا حکم دیا ہے اور تمہاری بیوی تم سے الگ ہو جائے گی۔

3560 - اَخْبَرَنَا یُوْسُفُ بْنُ عِیْسٰی - مَرْوَزِیٌّ - قَالَ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوْسٰی قَالَ حَدَّثَنَا حَنْظَلَةُ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ طَلَّقَ امْرَاَتَهٗ وَهِیَ حَائِضٌ فَاَمَرَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَرَاجَعَهَا .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں یہ بات منقول ہے: انہوں نے اپنی بیوی کو اس کے حیض کے دوران طلاق دے دی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یہ ہدایت کی' تو انہوں نے اس خاتون سے رجوع کر لیا۔

3561 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِیٍّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ قَالَ ابْنُ جُرَیْجٍ اَخْبَرَنِیْهِ ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ اَبِیْهِ اَنَّهٗ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ یُسْاَلُ عَنْ رَّجُلٍ طَلَّقَ امْرَاَتَهٗ حَائِضًا فَقَالَ اَتَعْرِفُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ نَعَمْ .

قَالَ فَاِنَّهٗ طَلَّقَ امْرَاَتَهٗ حَائِضًا فَاَتٰی عُمَرُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَهُ الْخَبَرَ فَاَمَرَهٗ اَنْ یُّرَاجِعَهَا حَتّٰی تَطْهُرَ . وَلَمْ اَسْمَعْهُ یَزِیْدُ عَلٰی هٰذَا .

☆☆ طاؤس کے صاحبزادے اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو سنا' ان سے

3559-اخرجه مسلم في الطلاق، باب تحريم طلاق الحائض بغير رضاها و انه لو خالف وقع الطلاق و يومر برجعتها (الحديث 3) مطولاً . تحفة الاشراف (7544) .

3560-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (6758) .

-اخرجه مسلم في الطلاق، باب تحريم طلاق الحائض بغير رضاها و انه لو خالف وقع الطلاق و يومر برجعتها (الحديث 13) مطولاً تحفة الاشراف (7101) .

یہ شخص کے بارے میں دریافت کیا گیا جو اپنی بیوی کو اس کے حیض کے دوران طلاق دے دیتا ہے؟ تو حضرت عبداللہ نے فرمایا: کیا تم عبداللہ بن عمر کو جانتے ہو؟ میں نے جواب دیا: جی ہاں! تو انہوں نے فرمایا: اس نے بھی اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں طلاق دے دی تھی' تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بارے میں بتایا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے (یعنی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو) یہ ہدایت کی کہ وہ اس عورت سے رجوع کرلے یہاں تک کہ وہ عورت پاک ہو جائے۔

(راوی کہتے ہیں:) میں نے اپنے استاد کو اس سے زیادہ الفاظ نقل کرتے ہوئے نہیں سنا۔

3562 - اَخْبَرَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ اَنْبَاَنَا يَحْيَى بْنُ اٰدَمَ ح وَاَنْبَاَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ مُحَمَّدٍ اَبُوْ سَعِيْدٍ قَالَ نُبِّئْتُ عَنْ يَحْيَى بْنِ زَكَرِيَّا عَنْ صَالِحِ بْنِ صَالِحٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - وَقَالَ عَمْرٌو اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - كَانَ طَلَّقَ حَفْصَةَ ثُمَّ رَاجَعَهَا . وَاللّٰهُ اَعْلَمُ .

☆☆ سعید بن جبیر' حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کو طلاق دے دی تھی' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے رجوع کرلیا تھا۔

(امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں:) باقی اللہ بہتر جانتا ہے۔

رجعت کی لغوی واصطلاحی تعریف وحکم کا بیان

رجعت کے لغوی معنی: لوٹانا اصطلاحی معنی: پہلے سے قائم نکاح (جو طلاق کی دلیل سے ختم ہو رہا ہے) پھر سے برقرار رکھنا ہے۔

طلاق کی تین قسموں میں سے رجعت صرف طلاقِ رجعی ہی میں ہوا کرتی ہے اور طلاق رجعی میں بھی عدت ختم ہونے سے پہلے ہی رجعت کرنے کا حق ہوتا ہے، اس کے بعد رجعت نہیں کرسکتا، رجعت کے لیے عورت کا رضا مند ہونا یا اس کے علم میں لاکر رجعت کرنا ضروری نہیں۔

رجعت کے دو طریقے ہیں۔ (۱) قولی، (۲) فعلی

(۱) رجعت کا پہلا طریقہ یہ ہے کہ زبان سے صاف صاف الفاظ میں کہہ دے کہ میں نے تم کو اپنے نکاح میں لوٹا لیا اور اس پر دو گواہ بنائے (یہ رجعت کا بہتر طریقہ ہے) یا رجعت کے لیے ایسے الفاظ کا استعمال کرے جو دو معنی رکھتے ہوں (۱) حقیقی معنی (۲) مجازی معنی جس سے رجعت مراد لی جائے جیسے تو میرے نزدیک ویسے ہی ہے جیسے پہلے تھی، البتہ ان الفاظ میں رجعت کی نیت کرنے سے رجعت ہوگی ورنہ نہیں (ان دونوں صورتوں کو رجعتِ قولی کہتے ہیں)۔

(۲) رجعت کرنے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ عورت کے ساتھ ایسے افعال کئے جائیں جو صرف بیوی کیساتھ کیے جاتے

3562-اخرجه ابو داؤد في الطلاق، باب في المراجعة (الحديث 2283) . و اخرجه ابن ماجه في الطلاق، باب حدثنا سويد بن سعيد (الحديث 2016) . تحفة الاشراف (10493) .

ہیں: اس کو شہوت سے چھولے یا بوسہ لیلے یا صحبت کرلیو غیرہ، اس کیلئے گواہ وغیرہ کی ضرورت نہیں۔

رجوع وعدم رجوع کی صورت میں اقسام طلاق

اسی طرح حضرات فقہاء نے قرآن وسنت کی نصوص کو سامنے رکھتے ہوئے وقوع کے اعتبار سے طلاق کی تین قسمیں کی ہیں۔ یعنی عدت گزر جانے کے بعد عورت اور مرد کی حیثیت کیا رہے گی۔ گویا کہ طلاق کی یہ تین قسمیں وقوع طلاق کے بعد اس کے اثرات اوران کے نتائج کو ظاہر کرتی ہیں۔

(۱) طلاق رجعی

وہ طلاق کہلاتی ہے جس کے بعد عورت کی عدت کے اندر مرد کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ عورت سے رجوع کرلے۔۔لیکن مرد کو یہ اختیار صرف ایک یا دو طلاقوں تک رہتا ہے۔

طلاق رجعی کا حکم

طلاق رجعی کا حکم یہ ہے کہ طلاق دیتے ہی وہ نکاح سے نہیں نکلے گی بلکہ عدت گزرنے تک وہ نکاح میں رہے گی اس لیے عدت کے اندر شوہر اس کو دیکھ سکتا ہے، چھو سکتا ہے اور صحبت وغیرہ کرسکتا ہے مگر ایسا کرنے سے رجعت ہو جائے گی اور وہ رجعت نہ کرنا چاہے تو ان ساری چیزوں سے اپنے آپ کو محفوظ رکھے اور عورت کے لیے مناسب یہ ہے کہ وہ عدت میں اچھا زیب وزینت اور خوب بناؤ سنگھار کرتی رہے کہ ہوسکتا ہے مرد کا دل اس کی طرف مائل ہو جائے اور رجعت کرلے، عدت گزر گئی اور مرد نے رجعت نہیں کی تو وہ نکاح سے نکل جائے گی اور اب وہ اس کے لیے اجنبیہ کا حکم رکھے گی اور عدت کے بعد بغیر نکاح کے مرد اس کو اپنی بیوی نہیں بنا سکتا۔

(۲) طلاق بائن یا بائنہ صغری

اگر عورت کو ایک یا دو طلاق رجعی دے کر عدت کے اندر اس سے رجوع نہیں کیا تو عدت گزر جانے کے بعد وہ عورت بائن یعنی جدا ہو جاتی ہے۔ دونوں میاں بیوی ایک دوسرے کے لئے اجنبی کی حیثیت اختیار کر گئے۔۔۔لیکن اگر عدت گزرنے کے بعد۔۔یا ایک عرصہ گزرنے کے بعد وہ دونوں باہمی رضامندی نکاح کرنا چاہیں تو ان کا دوبارہ سے نکاح نئے ایجاب وقبول اور نئے حق مہر کے ساتھ ہوسکتا ہے۔ اسی دلیل سے اس طلاق کو بائنہ صغری یعنی چھوٹی جدائی والی بھی کہا جاتا ہے۔

طلاق بائن کا حکم

طلاق بائن کا حکم یہ ہے کہ طلاق دیتے ہی وہ نکاح سے نکل جائے گی اب شوہر کے لیے وہ اجنبیہ کی حیثیت رکھتی ہے اس لیے اس کو دیکھنا غیر ضروری بات کرنا، چھونا اور جماع وغیرہ سب ممنوع ہوگا البتہ اس میں یہ گنجائش ہوگی کہ اگر وہ اس کو پھر سے اپنی بیوی بنانا چاہتا ہو تو از سرِ نو نکاح کرنا ہوگا، خواہ عدت میں ہو یا عدت کے بعد۔

(۳) طلاق مغلظہ

وہ ہے جس میں تین طلاقیں تین طہروں میں متواتر دے دی جائیں۔ یا ایک ہی طہر میں تین طلاقیں دی جائیں۔ یا ایک ہی لفظ میں تین طلاقیں دی جائیں۔۔ ایسی عورت طلاق دینے والے مرد پر فوری طور پر اس وقت تک حرام ہو جاتی ہے جب تک وہ اس طلاق دینے والے شوہر کی عدت گزار کر دوسرے کسی شخص سے نکاح کر کے اس کے ساتھ جماع نہ کر لے۔ اور پھر وہ دوسرا شوہر خود ہی کسی دلیل سے اس کو طلاق دے دے یا وہ فوت ہو جائے۔ تو اس کی طلاق کی یا وفات کی عدت پوری کرنے کے بعد اگر دونوں میاں بیوی چاہیں تو نئے ایجاب وقبول اور نئے حق مہر کے ساتھ دوبارہ نکاح کر سکتے ہیں۔۔ چونکہ اس طلاق میں بیوی کی جدائی سابقہ شوہر سے زیادہ ہو جاتی ہے اور عموما خواتین واپس پہلے شوہر سے نکاح نہیں کرتی ہیں اس لئے اس طلاق کو بائنہ کبریٰ بھی کہا جاتا ہے۔

طلاق مغلظہ کا حکم

طلاق مغلظہ کا حکم یہ ہے کہ وہ فورا اس کے نکاح سے ہمیشہ کے لیے نکل جائے گی اور عدت کے اندر بھی وہ اجنبیہ ہی کی طرح ہوگی اور وہ اس کو پھر سے اپنی زدلیل بنانا چاہتا ہو تو نہیں بنا سکتا البتہ اتنی گنجائش ہوگی کہ اس عورت کی عدت گزرنے کے بعد اس کا نکاح کسی اور مرد سے ہو جائے اور ان دونوں میں صحبت بھی ہو جائے پھر شوہر ثانی کسی دلیل سے اسے طلاق دیدے یا اس کا انتقال ہو جائے اور وہ ان کی عدت گزارے تو اب شوہر اول اسے اپنی زدلیل نکاح کے ذریعہ بنا سکتا ہے لیکن اس عورت کی نیت عقد ثانی کے وقت حلالہ کی ہو تو وہ اور شوہر ثانی دونوں گناہ گار ہونگے۔ مذکورہ احادیث میں حلالہ کرنے والے مرد اور عورت دونوں پر لعنت فرمائی، جس سے معلوم ہوا کہ وہ دونوں گنہگار ہیں۔

حق طلاق مرد کے پاس ہونے کی حکمتوں کا بیان

سوال: یہاں ایک سوال عموما بعض ناواقف حضرات کی طرف سے اٹھایا جاتا ہے کہ۔ جی طلاق تو مرد نے دی اور سزا عورت کو دی جا رہی ہے؟

جواب: اسلام بیان کردہ مذکورہ نظام طلاق اور اسلام کی دیگر معاشرتی تعلیمات کو سامنے رکھ کر اگر اس کا جائزہ لیا جائے ہر انصاف پسند شخص پر یہ واضح ہو جاتا ہے کہ اصل میں یہ سزا عورت کو نہیں مرد کو دی گئی ہے۔۔
کیونکہ اللہ تعالی نے اس کو بیوی جیسی نعمت عطا کی تھی اور اس کی حفاظت اور دیکھ بھال کا فریضہ مرد کو سونپا گیا تھا۔ اور اگر حالات کے ناموافق ہونے کی دلیل سے اس کو طلاق دینی ہی تھی تو وہ راستہ اختیار کرتا جو کہ طلاق کی پہلی دو قسموں یعنی طلاق رجعی اور طلاق بائن میں اس کو دکھایا گیا ہے۔۔ اور اس کی ترغیب بھی دی گئی ہے۔۔۔ لیکن اس نے اللہ کے مقرر کردہ حدود سے تجاوز کیا اور طلاق مغلظہ دے کر اپنی بیوی کو ہمیشہ ہمیشہ اپنے سے جدا کر لیا۔۔ اب دونوں ایک دوسرے کے لئے دو اجنبیوں کی حیثیت اختیار کر گئے ہیں۔۔

اور آپ تھوڑا سا تصور کریں اس اسلامی معاشرہ کا جس میں نکاح ثانی کوئی عیب نہیں سمجھا جاتا، جس میں طلاق شدہ اور بیوہ خواتین سے نکاح کوئی برائی نہیں سمجھا جاتا۔۔ جس میں بیوہ اور طلاق شدہ عورت کو دوسری، تیسری چوتھی، پانچویں، چھٹی، ساتویں۔الخ شادی کرنے پر طعنے دینا یا اس کو برا سمجھنا معیوب اور گناہ سمجھا جاتا ہے۔اس اسلامی معاشرہ میں کیا وہ عورت جس کو اس کے سابقہ شوہر نے حدود اللہ سے تجاوز کرتے ہوئے طلاق بدعت، یا طلاق مغلظہ دے کر اس کو خود سے جدا کر دیا۔وہ واپس اس سابقہ شوہر کے عقد میں جانا پسند کرے گی۔۔اور اگر چلی بھی جاتی ہے تو یقیناً وہ یہ دیکھ کر جائے گی کہ اب اس کا مرتبہ ومقام شوہر کی نظر میں پہلے سے بہتر ہوگا۔تب ہی تو اس نے دوبارہ عقد کرنے کی خواہش کا اظہار کیا ہے۔

باوجود اس کے کہ وہ جانتا ہے کہ وہ کسی دوسرے کی بیوی رہ چکی ہے۔۔۔اور اگر وہ سمجھتی ہو کہ سابقہ شوہر کے پاس دوبارہ جانا اس کے لئے مفید نہیں ہے۔تو اس پر جبر کرنے والا کوئی نہیں ہے۔۔اس کو اسی طرح اپنا نکاح سابقہ شوہر سے کرنے یا نہ کرنے کا حق حاصل ہے جس طرح اس کے کنوارا ہونے کے وقت اس کو حاصل تھا۔۔مگر آج کے دور میں جو ہم عورت کو مجبور پاتے ہیں اس میں قصور اسلام کے نظام طلاق کا نہیں ہمارے اس غیر اسلامی معاشرے کا ہے۔۔اسلام، اس کے قوانین اور احکامات اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک مکمل اور بھرپور پیکج ہیں۔اس کے تمام لازمات کو ہمارا معاشرہ پورا کرے گا تو پھر اس کے ثمرات ہمیں میسر آئیں گے۔۔ایسا نہیں کہ اس پیکج میں سے جو ہمیں پسند ہے وہ ہم لے لیں اور جو پسند نہیں اس کو یا تو ترک کر دیں۔۔یا اس میں پیوندکاری شروع کر دیں۔اور پھر امید اور توقع یہ رکھیں کہ اللہ کے بیان کردہ تمام ثمرات بھی ہمیں میسر آئیں۔۔یاد رکھیں اللہ تعالیٰ کے بیان کردہ ثمرات تب ہی میسر ہوں گے جب ہم اس پیکج کو عملی طور پر دل وجان سے اپنائیں گے۔

تین طلاقوں کے بعد عورت کا دوسرے شوہر سے شادی کرنے کے لازمی ہونے کو جس طرح نشانہ بنایا جاتا ہے اس کی دلیل اسلام کے نظام طلاق سے عدم واقفیت، ہمارے اس غیر اسلام معاشرے کے رسوم ورواج اور ہماری جہالت کی خرابی ہے۔اس میں اسلامی نظام طلاق کا کوئی عمل دخل نہیں ہے۔

رجعی طلاق دینے کے بعد شوہر کو عدت کے دوران رجوع کرنے کا حق ہوتا ہے

اور جب شوہر نے اپنی بیوی کو ایک یا دو طلاقیں دی ہوں تو وہ عدت کے دوران اس سے رجوع کر سکتا ہے خواہ عورت اس بات پر راضی ہو یا نہ ہو' اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''تم انہیں معروف طریقے سے روک لو'' اور یہ فرمان مطلق طور پر ذکر ہوا ہے۔اس کے لیے عدت کا قیام ضروری بھی ہے' کیونکہ رجعت کا مطلب یہ ہے ملکیت کو برقرار رکھا جائے۔کیا آپ نے غور نہیں کیا: قرآن میں اس رجوع کرنے کے لئے لفظ امساک (استعمال ہوا ہے) اور امساک کا معنی باقی رکھنا ہے اور یہ برقرار رکھنا عدت میں ہی ممکن ہو سکتا ہے' کیونکہ عدت گزر جانے کے بعد نکاح کی ملکیت باقی نہیں رہے گی۔

رجوع کے حکم کا شرعی ثبوت

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے دور نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنی اہلیہ کو طلاق دی اور وہ حالت حیض

میں تھیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ مسئلہ دریافت فرمایا۔ یعنی حضرت عبداللہ نے حالت حیض میں اپنی بیوی کو طلاق دے دی ہے یہ طلاق دینا کیسا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم حضرت عبداللہ سے کہو کہ وہ اپنی بیوی کی جانب رجوع کر لیں۔ پھر وہ ان کو روکے رکھیں۔ یہاں تک کہ وہ حالت حیض سے پاک ہو جائیں۔ پھر جس وقت اس کو دوسرا حیض آ جائے اور وہ اس سے پاک ہو جائیں تو جب اگر عبداللہ کا دل چاہے تو اس کو رکھ لیں یا طلاق دے دیں۔ لیکن شرط یہ ہے کہ اس دوسرے حیض کے بعد بھی ان کے پاس نہ جائیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہی عدت ہے اور خدا تعالیٰ نے اسی کے مطابق طلاق دینے کا حکم فرمایا ہے۔ (سنن نسائی: جلد دوم: رقم الحدیث، 1328)

حضرت زہری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت زہری سے کسی نے یہ دریافت کیا کہ عدت پر طلاق کس طرح سے واقع ہوتی ہے؟ یعنی خداوند قدوس نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا ہے تو اس کے معنی کیا ہوئے اور عدت کے دوران طلاق دینا کس طریقہ سے ہوتا ہے؟ حضرت زہری نے جواب دیا کہ میں نے حضرت سالم بن عبداللہ سے سنا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے تھے کہ میں نے اپنی بیوی کو دور نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں طلاق دی اور وہ خاتون اس وقت حالت حیض میں تھیں۔ پھر میرے والد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس واقعہ کا تذکرہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس وقت یہ بات سنی تو ان کو غصہ آ گیا اور وہ فرمانے لگے عبداللہ کو اس واسطے رجوع کرنا مناسب ہے اور ان کو چاہیے کہ وہ طلاق سے رجوع کر لیں اور عورت کو پاک ہونے دینا چاہیے پھر اگر اس کو طلاق دینا بہتر ہوا تو عورت کو طلاق دینا چاہیے۔ وہ اس عورت کو پاکی کی حالت میں ہم بستری کرے بغیر طلاق دے دیں۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہی معنی ہیں آیت کریمہ میں کے یہی معنی ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں میں نے رجوع کیا اور اس طلاق کو حساب میں لگایا یعنی میں نے جو طلاق دی تھی اس کا میں نے حساب لگایا۔ اس لیے کہ وہ طلاق اگرچہ سنت کے خلاف تھی اور حرام تھی لیکن طلاق واقع ہو چکی تھی۔

(سنن نسائی: جلد دوم: رقم الحدیث، 1329)

تیسرے حیض کے ساتھ ہی سقوط رجوع کے حق میں فقہی مذاہب

اس مسئلہ میں فقہا کے درمیان اختلاف ہے۔ ایک جماعت کے نزدیک جب تک عورت تیسرے حیض سے فارغ ہو کر نہانہ لے، اس وقت تک طلاق بائن نہ ہوگی اور شوہر کو رُجوع کا حق باقی رہے گا۔ حضرات ابوبکر رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ، علی رضی اللہ عنہ، ابن عباس رضی اللہ عنہ، ابوموسیٰ اشعری، ابنِ مسعود اور بڑے بڑے صحابہ رضی اللہ عنہم کی یہی دلیل ہے اور فقہائے حنفیہ نے اسی کو قبول کیا ہے۔ بخلاف اِس کے دُوسری جماعت کہتی ہے کہ عورت کو تیسری بار حیض آتے ہی شوہر کا حقِ رجوع ساقط ہو جاتا ہے۔ یہ دلیل حضرات عائشہ رضی اللہ عنہا، ابنِ عمر رضی اللہ عنہما، اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی ہے اور فقہائے شافعیہ و مالکیہ نے اسی کو اختیار کیا ہے۔ مگر واضح رہے کہ یہ حکم صرف اس صُورت سے متعلق ہے، جس میں شوہر نے عورت کو ایک یا دو طلاقیں دی ہوں۔ تین طلاقیں دینے کی صُورت میں شوہر کو حقِ رُجوع نہیں ہے۔

حکم رجوع کا خطاب مردوں کے لئے ہے

یہاں مصنف نے یہ مسئلہ بیان کیا ہے: اگر کسی شخص نے اپنی بیوی کو ایک رجعی طلاق دی ہو یا دو رجعی طلاقیں دی ہوں اور پھر وہ اس عورت کی عدت پوری ہونے سے پہلے اس کے ساتھ رجوع کرنا چاہے تو اسے اس بات کا حق حاصل ہوگا' وہ اس عورت کے ساتھ رجوع کرلے خواہ عورت اس رجوع کے لئے رضامند ہو یا رضامند نہ ہو۔ مصنف نے اپنے مؤقف کی تائید میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان پیش کیا ہے۔ ''تو تم ان کو مناسب طریقے سے روک لو''

اس حکم کا مخاطب مرد ہیں' اور اس میں عورت کی رضامندی یا عدم رضامندی کی کوئی قید ذکر نہیں کی گئی ہے تاہم اس کے لئے یہ ضروری ہے' یہ عمل یعنی رجوع کرنا صرف عورت کی عدت کے دوران ہو سکتا ہے اس کی دلیل یہ ہے: رجوع کرنے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ مرد اپنی ملکیت کو برقرار رکھ رہا ہے۔ کیا آپ نے اس بات پر غور نہیں کیا؟ اس عمل کو امساک (روکنا) کا نام دیا گیا ہے' جس کا مطلب کسی چیز کو باقی رکھنا اور یہ برقرار رکھنا صرف عدت کے دوران پایا جا سکتا ہے' کیونکہ جب عدت ختم ہو جائے گی' تو شوہر کی ملکیت باقی نہیں رہے گی' تو اسے رجوع کرنے کا حق بھی حاصل نہیں ہوگا۔

رجوع کے طریقے کا فقہی بیان

اور رجوع اس طرح ہو سکتا ہے' شوہر بیوی سے مخاطب ہو کر یہ کہے: میں نے تم سے رجوع کر لیا' یا یہ کہے: میں نے اپنی بیوی سے رجوع کر لیا۔ رجوع کرنے کے بارے میں یہ الفاظ صریح ہیں اور ان کے بارے میں ائمہ کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے۔ شوہر عورت کے ساتھ صحبت کرے' یا اس کا بوسہ لے' شہوت کے ساتھ اسے چھولے یا اس کی شرمگاہ کی طرف شہوت کے ساتھ دیکھ لے تو ان تمام صورتوں میں ہمارے نزدیک (رجوع شمار ہوگا) امام شافعی نے یہ بات بیان کی ہے: جب وہ شخص بولنے کی قدرت رکھتا ہو' تو الفاظ ادا کئے بغیر رجوع کرنا درست نہیں ہوگا۔ اس کی دلیل یہ ہے (امام شافعی کے نزدیک) رجوع کرنا' نئے سرے سے نکاح کرنے کی مانند ہے (یہاں تک کہ عدت کے دوران رجوع کئے بغیر) بیوی کے ساتھ صحبت کرنا حرام ہے۔ ہمارے نزدیک رجوع کا مطلب نکاح کو برقرار رکھنا ہے' جیسا کہ ہم پہلے یہ بات بیان کر چکے ہیں اور آئندہ بھی اس کی وضاحت کریں گے۔ مرد کا فعل بھی اس کے نکاح کے قائم رکھنے کے اسی طرح دلیل بن سکتا ہے جیسے اختیار ساقط کرنے کے لئے بن سکتا ہے۔

اور فعل کا رجوع کرنے کی دلیل ہونا ایسے افعال کے ذریعے ثابت ہوگا جو نکاح کے ساتھ مخصوص ہوں اور وہ افعال وہی ہیں جن کا ہم ذکر کر چکے ہیں۔ بطور خاص آزاد عورت کے حق میں۔ اس کے برخلاف اس طرح سے چھونا اور اس طرح سے دیکھنا جو شہوت کے بغیر ہو (اس کا حکم مختلف ہے) کیونکہ شہوت کے بغیر دیکھ لینا' یا چھو لینا نکاح کے بغیر بھی جائز ہوتا ہے' جیسے دایہ اور طبیب وغیرہ کے لئے ایسا کرنا جائز ہے۔ اور شرمگاہ کے علاوہ' نگاہ ڈالنے کے بارے میں تو اس بات کا امکان زیادہ ہے' جو ایک ہی جگہ رہنے والے لوگوں کے درمیان پایا جا سکتا ہے۔ عدت کے دوران شوہر بیوی کے ساتھ ہی رہے گا' لہٰذا فرج کے علاوہ دیگر اعضاء کی طرف دیکھنے کو اگر رجعت قرار دیا جائے' تو (تو یہ عملی طور پر ممکن نہیں) اس لئے پھر اسے طلاق دینا پڑے گی' اور اس عورت کی عدت

خواہ مخواہ طویل ہوتی چلی جائے گی۔ (ہدایہ اولین کتاب طلاق، لاہور)

طریقہ رجوع میں مذاہب اربعہ

رجوع کس طرح ہوتا ہے اور کس طرح نہیں ہوتا؟ اس مسئلے میں فقہاء کے درمیان یہ امر متفق علیہ ہے کہ جس شخص نے اپنی بیوی کو رجعی طلاق دی ہو وہ عدت ختم ہونے پہلے چاہے رجوع کرسکتا ہے، خواہ عورت راضی ہو یا نہ ہو۔ کیونکہ قرآن مجید (سورہ بقرہ، آیت 228) میں فرمایا گیا ہے وَبُعُولَتُهُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِي ذٰلِكَ ان کے شوہر اس مدت کے اندر انہیں واپس لے لینے کے پوری طرح حق دار ہیں" اس سے خود بخود یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ عدت گزرنے سے پہلے تک ان کی زوجیت برقرار رہتی ہے اور وہ انہیں قطعی طور پر چھوڑ دینے سے پہلے واپس لے سکتے ہیں۔ بالفاظ دیگر رجوع کوئی تجدید نکاح نہیں ہے کہ اس کے لئے عورت کی رضا ضروری ہو۔ شافعیہ کے نزدیک رجوع صرف قول ہی سے ہوسکتا ہے، عمل سے نہیں ہوسکتا۔ اگر آدمی زبان سے یہ نہ کہے کہ میں نے رجوع کیا تو مباشرت یا اختلاط کا کوئی فعل خواہ رجوع کی نیت ہی سے کیا گیا ہو، رجوع قرار نہیں دیا جائے گا، بلکہ اس صورت میں عورت سے ہر قسم سے کا استمتاع حرام ہے چاہے وہ بلا شہوت ہی ہو۔ لیکن مطلقہ رجعیہ سے مباشرت کرنے پر حد نہیں ہے، کیونکہ علماء کا اس کے حرام ہونے پر اتفاق نہیں ہے۔ البتہ جو اس کے حرام ہونے کا اعتقاد رکھتا ہو اسے تعزیز دی جائے گی۔ مزید براں آدمی رجوع بالقول کرے یا نہ کرے (مغنی المحتاج، کتاب طلاق)

مالکیہ کہتے ہیں کہ رجوع قول اور فعل، دونوں سے ہوسکتا ہے۔ اگر رجوع بالقول میں آدمی صریح الفاظ استعمال کرے تو خواہ اس کی نیت رجوع کی ہو یا نہ ہو، رجوع ہوجائے گا، بلکہ اگر وہ مذاق کے طور پر بھی رجوع قرار دیے جائیں گے جبکہ وہ رجوع کی نیت سے کہے گئے ہوں۔ رہا رجوع بالفعل تو کوئی فعل خواہ وہ اختلاط ہو، یا مباشرت، اس وقت تک رجوع قرار نہیں دیا جاسکتا جب تک کہ وہ رجوع کی نیت سے نہ کیا گیا ہو (حاشیہ الدسوقی۔ احکام القرآن لابن العربی)

حنفیہ اور حنابلہ کا مسلک رجوع بالقول کے معاملہ میں وہی جو مالکیہ کا ہے۔ رہا رجوع بالفعل، تو مالکیہ کے برعکس ان دونوں مذاہب کا فتوی یہ ہے کہ شوہر اگر عدت کے اندر مطلقہ رجعیہ سے مباشرت کرلے تو وہ آپ سے آپ رجوع ہے، خواہ وہ مباشرت سے کم کسی درجے کا ہو، اور حنابلہ محض اختلاط کو رجوع نہیں مانتے (ہدایہ، فتح القدیر، عمدۃ القاری، الانصاف)

چھونے سے اثبات رجوع میں فقہی مذاہب ثلاثہ

قول کے ساتھ رجوع اس طرح ہوگا کہ: خاوند کہے: میں نے اپنی بیوی سے رجوع کرلیا، یا پھر اسے رکھ لیا، یا اسے اپنی عصمت میں واپس لے لیا، یا بیوی کو مخاطب کرتے ہوئے کہے: میں نے تجھ سے رجوع کرلیا، یا تجھے رکھ لیا، یا تجھے واپس کرلیا. فقہاء کرام کا اتفاق ہے کہ مندرجہ بالا الفاظ کے ساتھ رجوع ثابت ہو جائیگا. اور الفاظ کے قائم مقام کتابت یعنی لکھائی اور اسی طرح بولنے سے عاجز شخص کا اشارہ بھی یہی معنی دیگا. رہا فعل کے ساتھ رجوع کرنا تو یہ جماع کے ساتھ ہوگا اور اس میں بھی شرط یہ ہے کہ یہ جماع رجوع کے مقصد سے ہو۔

شیخ عبدالرحمٰن السعدی رحمہ اللہ کہتے ہیں: "اگر خاوند نے بیوی کو طلاق رجعی دے دی ہو یا تو اس کی عدت ختم ہو چکی ہوگی تو اس صورت میں اس کے لیے نئے نکاح کے ساتھ ہی حلال ہوگی جس میں پوری شروط نکاح موجود ہوں۔ یا پھر وہ ابھی عدت میں ہی ہو اگر بیوی سے وطء اور جماع کرنے کا مقصد بیوی سے رجوع ہو تو بیوی سے رجوع ہو جائیگا اور یہ وطء بھی مباح ہوگی۔ لیکن اگر وہ اس سے رجوع کا ارادہ نہیں رکھتا تو ایک مذہب کے مطابق یہ رجو ہو جائیگا، لیکن صحیح یہی ہے کہ اس سے رجوع نہیں ہوگا۔ اس بنا پر یہ وطی حرام ہوگی۔ (الارشاد الی معرفۃ الاحکام)

علامہ ابن قدامہ حنبلی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ اس لیے صرف خاوند کا آپ کو چھونا آپ سے رجوع نہیں کہلائیگا۔ جمہور علماء کرام جن میں امام مالک علیہ الرحمہ امام شافعی اور امام احمد شامل ہیں کا یہ کہنا ہے کہ: صرف شہوت کے ساتھ چھونے سے رجوع حاصل نہیں ہو جائیگا، لیکن امام مالک علیہ الرحمہ کا کہنا ہے کہ اگر شہوت کے ساتھ چھونے سے اس کا مقصد رجوع کرنا ہو تو رجوع کی نیت سے شہوت کے ساتھ چھونا رجوع کہلائیگا، اس لیے جب آپ کا خاوند یہ کہہ رہا ہے کہ اس نے رجوع کی نیت نہیں کی تو پھر اس سے رجوع حاصل نہیں ہوا۔ (المغنی (7/404)

فعلی رجوع میں مذاہب اربعہ

فعل کے ساتھ بیوی سے رجوع کرنے میں علماء کرام کا اختلاف پایا جاتا ہے مثلاً: جماع اور اس کی ابتدائی اشیاء یعنی بیوی سے بوس و کنار کرنا، اس میں علماء کے چار قول ہیں:

پہلا قول: احناف کہتے ہیں کہ جماع کرنے اور شہوت سے بوس و کنار کرنے سے کے ساتھ رجوع ہو جائیگا چاہے درمیان میں حائل بھی ہو لیکن شہوت کی حرارت ہونی چاہیے، انہوں نے اس سب کو رجوع پر محمول کیا ہے، گویا کہ وہ اپنی وطء اور جماع سے اس سے رجوع کرنے پر راضی ہو گیا ہے۔

دوسرا قول: مالکیہ کے ہاں جماع اور اس کے مقدمات سے رجوع ہو جائے گا لیکن شرط یہ ہے کہ خاوند اس میں رجوع کی نیت کرے، اس لیے اگر اس نے رجوع کی نیت سے بیوی کا بوسہ لیا یا اسے شہوت سے چھولیا یا جماع والی جگہ کو شہوت سے دیکھا یا اس سے وطء اور جماع کیا لیکن اس میں رجوع کی نیت نہ تھی تو ان اشیاء سے رجوع صحیح نہیں ہوگا، بلکہ اس نے حرام کا ارتکاب کیا۔

تیسرا قول: شافعی حضرات کہتے ہیں کہ رجوع صرف قول کے ساتھ ہی صحیح ہوگا، مطلقاً فعل کے ساتھ رجوع صحیح نہیں، چاہے وطء ہو یا اس کے مقدمات اور چاہے فعل میں اس نے رجوع کی نیت بھی کی ہو یا نیت نہ ہو۔

چوتھا قول: حنابلہ کہتے ہیں کہ وطیء کے ساتھ رجوع صحیح ہے چاہے خاوند نے بیوی سے رجوع کی نیت کی ہو یا نیت نہ کی ہو، لیکن وطء کے مقدمات سے صحیح مذہب میں رجوع ثابت نہیں ہوگا

(تبیین الحقائق (2/251) حاشیۃ ابن عابدین (3/399) الخرشی علی خلیل (4/81) حاشیۃ البجیرمی (4/41) الانصاف (9/156) مطالب اولی النھی (5/480.)

جو فعل سبب حرمت مصاہرت وہی سبب رجعت قاعدہ فقہیہ

علامہ محمد امین آفندی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ جس فعل سے حرمت مصاہرت ہوتی ہے اُس سے رجعت ہو جائیگی مثلاً وطی کرنا یا شہوت کے ساتھ مونھ یا رخسار یا ٹھوڑی یا پیشانی یا سر کا بوسہ لینا یا بلا حائل بدن کو شہوت کے ساتھ چھونا یا حائل ہو تو بدن کی گرمی محسوس ہو یا فرج داخل کی طرف شہوت کے ساتھ نظر کرنا اور اگر یہ افعال شہوت کے ساتھ نہ ہوں تو رجعت نہ ہوگی اور شہوت کے ساتھ بلا قصد رجعت ہوں جب بھی رجعت ہو جائے گی۔ اور بغیر شہوت بوسہ لینا یا چھونا مکروہ ہے جبکہ رجعت کا ارادہ نہ ہو۔ یونہی اُسے برہنہ دیکھنا بھی مکروہ ہے۔ (ردمحتار، کتاب طلاق، باب رجعت)

رجوع کے لئے گواہی کے استحباب کا بیان

یہ مستحب ہے' رجوع کرنے کے لئے دو گواہ قائم کر لئے جائیں' اگر گواہ موجود نہ ہوں' تو عورت سے رجوع کرنا صحیح شمار ہوگا۔ امام شافعی کے ایک قول کے مطابق اور امام مالک علیہ الرحمہ کے نزدیک گواہوں کے بغیر رجوع کرنا درست نہیں ہوگا۔ اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: ''اور تم اپنے میں سے دو عادل گواہوں کو گواہ بنالو''۔ ہماری دلیل یہ ہے: نص مطلق ہے' اور گواہ بنانے کی قید کے بغیر ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے: رجوع کرنے کا مطلب نکاح کو باقی رکھنا ہے اور باقی رکھنے میں گواہی شرط نہیں ہوتی۔ بالکل اس طرح جیسے ایلاء میں رجوع کرنے میں یہ شرط نہیں ہے۔ البتہ احتیاط کے پیش نظر ایسا کرنا مستحب ہے تاکہ اس بارے میں باہمی طور پر کوئی اختلاف نہ رہے۔

امام شافعی نے جس آیت کو تلاوت کیا ہے وہ استحباب پر محمول ہوگی۔ کیا آپ نے غور نہیں کیا اسے علیحدگی کے ساتھ ملا دیا ہے اور اس میں ایسا کرنا مستحب ہے' لہٰذا یہ بات مستحب ہوگی کہ وہ اس بارے میں عورت کو بتا دے تاکہ کسی معصیت کا شکار نہ ہو۔ جب عدت ختم ہو جائے اور شوہر یہ کہے: میں نے عدت کے دوران ہی عورت سے رجوع کر لیا تھا اور عورت بھی اس بات کی تصدیق کر دے' تو یہ بات رجوع شمار ہوگی۔ اگر عورت مرد کی اس بات کو جھوٹ قرار دے' تو اس کی بات کو تسلیم کیا جائے گا' کیونکہ شوہر نے ایک ایسی بات کی خبر دی ہے جس کو وہ فوری طور پر موجود کرنے کا مالک نہیں ہے' لہٰذا اس بارے میں متہم شمار ہوگا۔ البتہ عورت نے اس کی تصدیق کر دی ہو' تو یہ تہمت ختم ہو جائے گی۔ امام ابوحنیفہ کے نزدیک عورت کے لیے قسم اٹھانا واجب نہیں ہے' اور قسم لینے کا یہ مسئلہ چھ باتوں سے متعلق ہوتا ہے۔ جس کا ذکر ہم کتاب نکاح میں کر چکے ہیں۔ (ہدایہ، کتاب طلاق، لاہور)

رجعت کے مسنون طریقے کا فقہی بیان

علامہ علی بن محمد زبیدی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ رجعت کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ کسی لفظ سے رجعت کرے اور رجعت پر دو عادل شخصوں کو گواہ کرے اور عورت کو بھی اس کی خبر کر دے کہ عدت کے بعد کسی اور سے نکاح نہ کر لے اور اگر کر لیا تو تفریق کر دی جائے اگرچہ دخول کر چکا ہو کہ یہ نکاح نہ ہوا۔ اور اگر قول سے رجعت کی مگر گواہ نہ کیے یا گواہ بھی کیے مگر عورت کو خبر نہ کی تو مکروہ خلاف سنت ہے مگر رجعت ہو جائے گی۔ اور اگر فعل سے رجعت کی مثلاً اُس سے وطی کی یا شہوت کے ساتھ بوسہ لیا یا اُس کی شرمگاہ کی

طرف نظر کی تو رجعت ہوگئی مگر مکروہ ہے۔اُسے چاہیے کہ پھر گواہوں کے سامنے رجعت کے الفاظ کہے۔

(جوہرہ نیرہ، کتاب طلاق)

رجعت کی شرعی حیثیت میں فقہی مذاہب اربعہ

اگر رجعت کا ارادہ ہو اور رجعت کرو یعنی لوٹا لو تو اس پر دو عادل مسلمان گواہ رکھ لو، ابوداؤد اور ابن ماجہ میں ہے کہ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص اپنی بیوی کو طلاق دیتا ہے پھر اس سے جماع کرتا ہے نہ طلاق پر گواہ رکھتا ہے نہ رجعت پر تو آپ نے فرمایا اس نے خلاف سنت طلاق دی اور خلاف سنت رجوع کیا طلاق پر بھی گواہ رکھنا چاہئے اور رجعت پر بھی، اب دوبارہ ایسا نہ کرنا۔حضرت عطار حمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں نکاح، رجعت بغیر دو عادل گواہوں کے جائز نہیں جیسے فرمان اللہ ہے ہاں مجبوری ہو تو اور بات ہے، پھر فرماتا ہے گواہ مقرر کرنے اور سچی شہادت دینے کا حکم انہیں ہو رہا ہے جو اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہوں اللہ کی شریعت کے پابند اور عذاب آخرت سے ڈرنے والے ہوں۔حضرت امام شافعی فرماتے ہیں رجعت پر گواہ رکھنا واجب ہے گو آپ سے ایک دوسرا قول بھی مروی ہے اسی طرح نکاح پر گواہ رکھنا بھی آپ واجب بتاتے ہیں ایک اور جماعت کا بھی یہی قول ہے، اس مسئلہ کو ماننے والی علماء کرام کی جماعت یہ بھی کہتی ہے کہ رجعت زبانی کہے بغیر ثابت نہیں ہوتی کیونکہ گواہ رکھنا ضروری ہے اور جب تک زبان سے نہ کہے گواہ کیسے مقرر کئے جائیں گے۔احناف کے نزدیک رجعت کی گواہی مستحب ہے۔

فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ فَارِقُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ وَّ اَشْهِدُوْا ذَوَيْ عَدْلٍ مِّنْكُمْ وَ اَقِيْمُوا الشَّهَادَةَ لِلّٰهِ ذٰلِكُمْ يُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ مَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۔ (الطلاق،۲)

تو جب وہ اپنی میعاد تک پہنچنے کو ہوں تو انہیں بھلائی کے ساتھ روک لو یا بھلائی کے ساتھ جدا کر دو۔اور اپنے میں دو ثقہ کو گواہ کر لو اور اللہ کے لئے گواہی قائم کرو۔اس سے نصیحت فرمائی جاتی ہے اسے جو اللہ اور پچھلے دن پر ایمان رکھتا ہو۔اور جو اللہ سے ڈرے۔اللہ اس کے لئے نجات کی راہ نکال دے گا۔(کنزالایمان)

صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔تمہیں اختیار ہے اگر تم ان کے ساتھ حُسنِ معاشرت و مرافقت رہنا چاہو تو رجعت کر لو اور دل میں پھر دوبارہ طلاق دینے کا ارادہ نہ رکھو اور اگر تمہیں ان کے ساتھ خوبی سے بسر کر سکنے کی امید نہ ہو تو مَہر وغیرہ ان کے حق ادا کر کے ان سے جدائی کر لو اور انہیں ضرر نہ پہنچاؤ اس طرح کہ آخرِ عدت میں رجعت کر لو، پھر طلاق دے دو اور اس طرح انہیں ان کی عدت دراز کر کے پریشانی میں ڈالو ایسا نہ کرو اور خواہ رجعت کرو یا فرقت اختیار کرو دونوں صورتوں میں دفعِ تہمت اور رفعِ نزاع کیلئے دو مسلمانوں کو گواہ کر لینا مستحب ہے۔چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔

مقصود اس سے اس کی رضا جوئی ہو اور اقامتِ حق و تعمیلِ حکمِ الٰہی کے سوا اپنی کوئی فاسد غرض اس میں نہ ہو۔اس سے استدلال

کیا جاتا ہے کہ کفار شرائع واحکام کے ساتھ مخاطب نہیں۔اور طلاق دے تو طلاقِ سنی دے اور معتدہ کو ضرر نہ پہنچائے، نہ اسے مسکن سے نکالے اور حسب حکمِ الٰہی مسلمانوں کو گواہ کر لے۔

جس سے وہ دنیا و آخرت کے غموں سے خلاص پائے اور ہر تنگی و پریشانی سے محفوظ رہے۔ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ جو شخص اس آیت کو پڑھے اللہ تعالیٰ اس کیلئے شبہاتِ دنیا غمراتِ موت وشدائدِ روزِ قیامت سے خلاص کی راہ نکالے گا اور اس آیت کی نسبت سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ میرے علم میں ایک ایسی آیت ہے جسے لوگ محفوظ کر لیں تو ان کی ہر ضرورت وحاجت کیلئے کافی ہے۔

شانِ نزول: عوف بن مالک کے فرزند کو مشرکین نے قید کر لیا تو عوف نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے یہ بھی عرض کیا کہ میرا بیٹا مشرکین نے قید کر لیا ہے اور اسی کے ساتھ اپنی محتاجی وناداری کی شکایت کی، سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ڈر رکھو اور صبر کرو اور کثرت سے لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ پڑھتے رہو عوف نے گھر آ کر اپنی بی بی سے یہ کہا اور دونوں نے پڑھنا شروع کیا وہ پڑھ ہی رہے تھے کہ بیٹے نے دروازہ کھٹکھٹایا دشمن غافل ہو گیا تھا اس نے موقع پایا قید سے نکل بھاگا اور چلتے ہوئے چار ہزار بکریاں بھی دشمن کی ساتھ لے آیا، عوف نے خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر دریافت کیا کہ یہ بکریاں ان کے لئے حلال ہیں؟ حضور نے اجازت دی اور یہ آیت نازل ہوئی۔ (خزائن العرفان)

طلاق رجعی میں نفقہ وسکنہ کی ذمہ داری میں فقہی مذاہب

اس امر میں تمام فقہاء کا اتفاق ہے کہ مطلقہ کو اگر رجعی طلاق دی گئی ہو تو شوہر پر اس کی سکونت اور اس کے نفقہ کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔اور اس امر پر بھی اتفاق ہے کہ اگر عورت حاملہ ہو، تو خواہ اسے رجعی طلاق دی گئی ہو یا قطعی طور پر الگ کر دینے والی بہر حال اس کے وضع حمل تک اس کی سکونت اور اس کی نفقہ کا ذمہ دار شوہر ہو گا۔اس کے بعد اختلاف اس امر میں ہوا ہے کہ آیا غیر حاملہ مطلقہ مَبْتُوتہ (یعنی جسے قطعی طور پر الگ کر دینے والی طلاق دی گئی ہو) سکونت اور نفقہ دونوں کی حق دار ہے؟ یا صرف سکونت کا حق رکھتی ہے؟ یا دونوں میں سے کسی کی بھی حق دار نہیں ہے؟

ایک گروہ کہتا ہے کہ وہ سکونت اور نفقہ دونوں کی حق دار ہے۔ یہ رائے حضرت عمر، حضرت عبداللہ بن مسعود حضرت علی بن حسین (امام زین العابدین)، قاضی شُریح اور ابراہیم نخعی کی ہے۔اسی کو حنفیہ نے اختیار کیا ہے، اور امام سُفیان ثوری اور حسن بن صالح کا بھی یہی مذہب ہے۔اس کی تائید دار قطنی کی اس حدیث سے ہوتی ہے جس میں حضرت جابر بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: المطلقة ثلاثا لها السکنیٰ والنفقة، جس عورت کو تین طلاقیں دی جا چکی ہوں اس کے لیے زمانہ عدت میں سکونت اور نفقہ کا حق ہے۔

اس کی مزید تائید ان روایات سے ہوتی ہے جن میں بتایا گیا ہے کہ فاطمہ بنت قیس کی حدیث کو حضرت عمر نے یہ کہہ کر رد کر دیا تھا کہ ایک عورت کے قول پر اپنے رب کی کتاب اور اپنے نبی کی سنت کو ترک نہیں کر سکتے۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمر

کے علم میں لازماً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ سنت ہوگی کہ ایسی عورت کے لیے نفقہ اور سکونت کا حق ہے۔ بلیہ ابراہیم نخعی کی ایک روایت میں تو یہ تصریح ہے کہ حضرت عمر نے فاطمہ بنت قیس کی حدیث کو رد کرتے ہوئے فرمایا تھا سمعت رسول الله صلی الله علیه و سلم یقول لها السكنى و النفقة، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ ایسی عورت کے لیے سکونت کا حق بھی ہے اور نفقہ کا بھی امام ابوبکر جصاص احکام القرآن میں اس مسئلے پر مفصل بحث کرتے ہوئے اس مسلک کے حق میں پہلی دلیل یہ دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مطلقاً فرمایا ہے فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ، ان کو ان کی عدت کے لیے طلاق دو اس فرمان الٰہی کا اطلاق اس شخص پر بھی تو ہوتا ہے جو دو طلاق پہلے دے کر رجوع کر چکا ہو اور اب اسے صرف ایک ہی طلاق دینے کا حق باقی ہو۔ دوسری دلیل ان کی یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طلاق دینے کا جب یہ طریقہ بتایا کہ آدمی یا تو ایسے طہر میں طلاق دے جس میں مباشرت نہ کی گئی ہو یا ایسی حالت میں طلاق دے جبکہ عورت کا حاملہ ہونا ظاہر ہو چکا ہو تو اس میں آپ نے پہلی، دوسری، یا آخری طلاق کے درمیان کوئی فرق نہیں کیا۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد کہ ان کو اسی جگہ رکھو جہاں تم رہتے ہو ہر قسم کی طلاق سے متعلق مانا جائے گا۔ تیسری دلیل وہ یہ دیتے ہیں کہ حاملہ مطلقہ خواہ رجعیہ ہو یا مبتوتہ، اس کی سکونت اور اس کا نفقہ شوہر پر واجب ہے۔ اور غیر حاملہ رجعیہ کے لیے بھی یہ دونوں حقوق واجب ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ کونت اور نفقہ کا وجوب دراصل حمل کی بنا پر نہیں ہے بلکہ اس بنا پر ہے کہ یہ دونوں قسم کی عورتیں شرعاً شوہر کے گھر میں رہنے پر مجبور ہیں۔ اب اگر یہی حکم مبتوتہ غیر حاملہ کے بارے میں بھی ہو تو کوئی وجہ نہیں کہ اس کی سکونت اور اس کا نفقہ مرد کے ذمہ نہ ہو۔

دوسرا گروہ کہتا ہے کہ مطلقہ مبتوتہ کے لیے سکونت کا حق تو ہے مگر نفقہ کا حق نہیں ہے۔ یہ مسلک سعید بن المسیب، سلیمان بن یسار، عطاء، شعبی، اوزاعی، لیث اور ابوعبید رحمہم اللہ کا ہے، اور امام شافعی اور امام مالک نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے۔ لیکن مغنی المحتاج میں امام شافعی کا مسلک اس سے مختلف بیان ہوا ہے جیسا کہ آگے آ رہا ہے۔

تیسرا گروہ کہتا ہے کہ مطلقہ مبتوتہ کے لیے نہ سکونت کا حق ہے نہ نفقہ کا۔ یہ مسلک حسن بصری، حماد، ابن ابی لیلیٰ، عمرو بن دینار، طاؤس، اسحاق بن راہویہ، اور ابوثور کا ہے۔ ابن جریر نے حضرت ابن عباس کا بھی یہی مسلک نقل کیا ہے۔ امام احمد بن حنبل اور امامیہ نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے۔

اور مغنی المحتاج میں شافعیہ کا مسلک بھی یہ بیان کیا گیا ہے کہ تجب سکنی لمعتدة طلاقٍ او حاملٍ ولا بائن. ولحائل البائن لا نفقة لها ولا كسوة۔ طلاق کی بنا پر جو عورت عدت گزار رہی ہو اس کے لیے سکونت کا حق واجب ہے خواہ وہ حاملہ ہو یا نہ ہو، مگر بائنہ کے لیے واجب نہیں ہے۔ اور غیر حاملہ بائنہ کے لیے نہ نفقہ ہے اور نہ کپڑا۔ اس مسلک کا استدلال ایک تو قرآن مجید کی اس آیت سے ہے کہ لَا تَدْرِيْ لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا تم نہیں جانتے، شاید اس کے بعد اللہ موافقت کی کوئی صورت پیدا کر دے۔ اس سے وہ یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ یہ بات مطلقہ رجعیہ کے حق ہی میں درست ہو سکتی ہے نہ کہ مبتوتہ کے حق میں۔ اس لیے مطلقہ کو گھر میں رکھنے کا حکم بھی رجعیہ ہی کے لیے خاص ہے۔ دوسرا استدلال فاطمہ بنت قیس کی حدیث سے ہے جسے کتب حدیث میں بکثرت صحیح سندوں کے ساتھ روایت کیا گیا ہے۔

یہ فاطمہ رضی اللہ عنہ بن قیس الفہر یہ اولین مہاجرات میں سے تھیں، بڑی عاقلہ سمجھی جاتی تھیں، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے موقع پر اصحاب شوریٰ کا اجتماع انہی کے ہاں ہوا تھا۔ یہ پہلے ابوعمرو بن حفص رضی اللہ عنہ المغیرۃ المخزومی کے نکاح میں تھیں، پھر ان کے شوہر نے ان کو تین طلاقیں دے کر الگ کر دیا، اور بعد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نکاح حضرت اسامہ بن زید سے کیا۔ ان کا قصہ یہ ہے کہ ان کو شوہر ابوعمرو پہلے ان کو دو طلاق دے چکے تھے۔ پھر جب حضرت علی کے ساتھ وہ یمن بھیجے گئے تو انہوں نے وہاں سے باقی ماندہ تیسری طلاق بھی ان کو بھیج دی۔ بعض روایات میں یہ ہے کہ ابوعمرو ہی نے اپنے رشتہ داروں کو پیغام بھیجا تھا کہ عدت کے زمانے میں ان کو گھر میں رکھیں اور ان کا خرچ برداشت کریں۔ اور بعض میں یہ ہے کہ انہوں نے خود نفقہ وسکونت کے حق کا مطالبہ کیا تھا۔ بہر حال جو صورت بھی ہو، شوہر کے رشتہ داروں نے ان کا حق ماننے سے انکار کر دیا۔ اس پر یہ دعویٰ لے کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچیں، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ فرمایا کہ نہ تمہارے لیے نفقہ ہے نہ سکونت۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **انما النفقه و السكنىٰ للمرأة علىٰ زوجها ما كانت لهٗ عليها رجعة، فاذالم يكن له عليها رجعة فلا نفقة و لا سكنىٰ**۔ عورت کا نفقہ اور اس کی سکونت تو شوہر پر اس صورت میں واجب ہے جب کہ شوہر کو اس پر رجوع کا حق ہو۔ مگر جب رجوع کا حق نہ ہو تو نہ نفقہ ہے نہ سکونت (مسند احمد)

طبرانی اور نسائی نے بھی قریب قریب یہی روایت نقل کی ہے اور اس کے آخری الفاظ یہ ہیں **فاذا كانت لا تحل له حتى تنكح زوجا غيره فلا نفقة ولا سكنىٰ** ۔ لیکن جب وہ اس کے لیے اس وقت تک حلال نہ ہو جب تک اس کے سوا کسی اور مرد سے نکاح نہ کرے تو پھر اس کے لیے نہ نفقہ ہے نہ سکونت۔ یہ حکم بیان کرنے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو پہلے ام شریک کے گھر میں عدت گزارنے کا حکم دیا اور بعد میں فرمایا کہ تم ابن ام مکتوم کے ہاں رہو۔

لیکن اس حدیث کو جن لوگوں نے قبول نہیں کیا ہے ان کے دلائل یہ ہیں۔

اولاً، ان کو شوہر کے رشتہ داروں کا گھر چھوڑنے کا حکم اس لیے دیا گیا تھا کہ وہ بہت تیز زبان تھیں اور شوہر کے رشتہ دار ان کی بد مزاجی سے تنگ تھے۔ سعید بن المسیب کہتے ہیں کہ ان خاتون نے اپنی حدیث بیان کر کے لوگوں کو فتنے میں ڈال دیا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ وہ زبان دراز تھیں، اس لیے ان کو ابن ام مکتوم کے ہاں رکھا گیا (ابوداؤد)۔ دوسری روایت میں سعید بن المسیب کا یہ قول منقول ہوا ہے کہ انہوں نے اپنے شوہر کے رشتہ داروں سے زبان درازی کی تھی اس لیے انہیں اس گھر سے منتقل ہونے کا حکم دیا گیا تھا (جصاص)۔ سلیمان بن یسار کہتے ہیں ان کا گھر سے نکلنا دراصل بد مزاجی کی وجہ سے تھا۔ (ابوداؤد)

ثانیاً، ان کی روایت کو حضرت عمر نے اس زمانے میں رد کر دیا تھا جب بکثرت صحابہ موجود تھے اور اس معاملہ کی پوری تحقیقات ہو سکتی تھی۔ ابراہیم نخعی کہتے ہیں کہ جب حضرت عمر کو فاطمہ رضی اللہ عنہا کی یہ حدیث پہنچی تو انہوں نے فرمایا **لسنا بتاركي اٰية في كتاب الله و قول رسول الله صلى الله عليه و سلم لقول امرأة لعلها اوهمت سمعت رسول الله صلى الله عليه و سلم يقول لها السكنىٰ و لنفقة** ۔ ہم کتاب اللہ کی ایک آیت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کو ایک عورت کے قول کی وجہ سے نہیں چھوڑ سکتے جسے شاید کچھ وہم ہوا ہے۔ میں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ مبتوتہ کے لیے سکونت کا

حق بھی ہے اور نفقہ کا بھی (جصاص)۔ ابواسحاق کہتے ہیں کہ میں اسود بن یزید کے پاس کوفہ کی مسجد میں بیٹھا تھا۔ وہاں شعبی نے فاطمہ بنت قیس کی حدیث کا ذکر کیا۔ اس پر حضرت اسود نے شعبی کو کنکریاں کھینچ ماریں اور کہا کہ حضرت عمر کے زمانے میں جب فاطمہ کی یہ روایت پیش کی گئی تھی تو انہوں نے کہا تھا ہم اپنے رب کی کتاب اور اپنے نبی کی سنت کو ایک عورت کے قول کی وجہ سے رد نہیں کر سکتے، معلوم نہیں اس نے یاد رکھا یا بھول گئی۔ اس کے لیے نفقہ اور سکونت ہے، اللہ کا حکم ہے لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْۢ بُيُوْتِهِنَّ یہ روایت باختلاف الفاظ مسلم، ابوداؤد، ترمذی اور نسائی میں منقول ہوئی ہے۔

ثالثاً، مروان کے زمانہ حکومت میں جن مطلقہ مبتوتہ کے متعلق ایک نزاع چل پڑی تھی، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فاطمہ بنت قیس کی روایت پر سخت اعتراضات کیے تھے۔ قاسم بن محمد کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کیا آپ کو فاطمہ کا قصہ معلوم نہیں ہے؟ انہوں نے جواب دیا فاطمہ کی حدیث کا ذکر نہ کرو تو اچھا ہے (بخاری) بخاری نے دوسری روایت جو نقل کی ہے اس میں حضرت عائشہ کے الفاظ یہ ہیں فاطمہ کو کیا ہو گیا ہے، وہ خدا سے ڈرتی نہیں؟ تیسری روایت میں حضرت عروہ بن زبیر کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ نے فرمایا فاطمہ کے لیے یہ حدیث بیان کرنے میں کوئی بھلائی نہیں ہے۔ حضرت عروہ ایک اور روایت میں بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ نے فاطمہ پر سخت ناراضی کا اظہار فرمایا اور کہا وہ دراصل ایک خالی مکان میں تھیں جہاں کوئی مونس نہ تھا اس لیے ان کی سلامتی کی خاطر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو گھر بدل دینے کی ہدایت فرمائی تھی۔

رابعاً، ان خاتون کا نکاح بعد میں اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے ہوا تھا، اور محمد بن اسامہ کہتے ہیں کہ جب کبھی فاطمہ اس حدیث کا ذکر کرتیں میرے والد، جو چیز بھی ان کے ہاتھ لگتی اٹھا کر ان پر دے مارتے تھے (جصاص)۔ ظاہر ہے کہ حضرت اسامہ کے علم میں سنت اس کے خلاف نہ ہوتی تو وہ اس حدیث کی روایت پر اتنی ناراضی کا اظہار نہیں کر سکتے تھے۔ (تفہیم القرآن)

كِتَابُ الْخَيْلِ

یہ کتاب گھوڑوں کے بیان میں ہے

1 - بَابٌ

باب: (بلاعنوان)

3563 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الْوَاحِدِ قَالَ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ - وَهُوَ ابْنُ مُحَمَّدٍ - قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ يَزِيدَ بْنِ صَالِحِ بْنِ صَبِيحٍ الْمُرِّيُّ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيمُ بْنُ اَبِيْ عَبْلَةَ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْجُرَشِيِّ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ نُفَيْلٍ الْكِنْدِيِّ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَذَالَ النَّاسُ الْخَيْلَ وَوَضَعُوا السِّلَاحَ وَقَالُوْا لَا جِهَادَ قَدْ وَضَعَتِ الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا فَاَقْبَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِوَجْهِهٖ وَقَالَ "كَذَبُوا الْاٰنَ الْاٰنَ جَآءَ الْقِتَالُ وَلَا يَزَالُ مِنْ اُمَّتِيْ اُمَّةٌ يُقَاتِلُوْنَ عَلَى الْحَقِّ وَيُزِيغُ اللّٰهُ لَهُمْ قُلُوبَ اَقْوَامٍ وَّيَرْزُقُهُمْ مِنْهُمْ حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ وَحَتّٰى يَاْتِيَ وَعْدُ اللّٰهِ وَالْخَيْلُ مَعْقُوْدٌ فِيْ نَوَاصِيهَا الْخَيْرُ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَهُوَ يُوْحٰى اِلَيَّ اَنِّيْ مَقْبُوْضٌ غَيْرَ مُلَبَّثٍ وَّاَنْتُمْ تَتَّبِعُوْنِيْ اَفْنَادًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ وَّعُقْرُ دَارِ الْمُؤْمِنِيْنَ الشَّامُ".

☆☆ حضرت سلمہ بن نفیل کندی بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ میں نبی اکرم ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا ایک شخص نے عرض کی: یارسول اللہ! لوگوں نے گھوڑوں کی حیثیت کم کر دی ہے اور ہتھیار رکھ دیے ہیں وہ یہ کہتے ہیں: اب جہاد باقی نہیں رہا اور جنگ کی صورتِ حال ختم ہو چکی ہے تو نبی اکرم ﷺ نے اپنا چہرۂ مبارک اس کی طرف کیا اور فرمایا:

لوگوں نے غلط کہا ہے یہ اب بھی ہے یہ اب بھی ہے قتال موجود ہے اور میری اُمت کا ایک گروہ ہمیشہ حق کی خاطر جنگ کرتا رہے گا اور ان کے لیے اللہ تعالیٰ کچھ لوگوں کے دلوں کو گمراہ کر دے گا، اور انہیں ان اقوام کی طرف سے (مالِ غنیمت کے طور پر) رزق دیتا رہے گا یہاں تک کہ قیامت قائم ہو جائے گی اور اللہ تعالیٰ کا وعدہ آ جائے گا گھوڑوں کی پیشانی میں قیامت کے دن تک بھلائی لکھ دی گئی ہے مجھے وحی کے ذریعے یہ بات بتائی گئی ہے کہ میرا انتقال ہو جائے گا اور تم لوگ میرے بعد مختلف گروہوں میں تقسیم ہو جاؤ گے اور آپس میں لڑنا شروع کر دو گے اُس وقت اہل ایمان کے لیے محفوظ جگہ شام ہو گی۔

3563- انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (4563) .

شرح

حضرت انس کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گھوڑوں کی پیشانیوں میں برکت ہے۔" (بخاری ومسلم) پیشانی سے مراد "ذات" ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے گھوڑوں میں ایک خاص قسم کی برکت رکھی ہے کیونکہ گھوڑوں کے ذریعہ جہاد کیا جاتا ہے جس میں دنیا وآخرت کی خیر وبھلائی ہے۔

حضرت جریر ابن عبداللہ بجلی کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک گھوڑے کی پیشانی کے بالوں کو اپنی انگلی سے بل دیتے جاتے تھے اور فرماتے جاتے تھے کہ گھوڑے (وہ جانور ہیں) جن کی پیشانیوں میں قیامت تک کے لئے خیر وبھلائی بندھی ہوئی ہے کیونکہ گھوڑوں کے ذریعہ جہاد کے کرنے کی سعادت حاصل ہوتی ہے جس میں دنیا کا مال غنیمت حاصل ہوتا ہے۔ (مسلم)

حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے اور اس کے وعدے کو سچ جاننے کی وجہ سے اللہ کی راہ میں (کام لینے کے لئے اپنے گھر) گھوڑا باندھا تو اس گھوڑے کی سیری وسیرابی (یعنی اس نے دنیا میں جو کچھ کھایا اور پیا ہے وہ) اور اس کی لید اور اس کا پیشاب قیامت کے دن اس شخص کے اعمال کی ترازو میں تولے جائیں گے۔ (بخاری، مشکوۃ المصابیح، جلدسوم: رقم الحدیث، 980)

اللہ پر ایمان لانے اور اس کے وعدے کو سچ جاننے کی وجہ سے" کا مطلب یہ ہے کہ اس نے جہاد میں جانے اور دشمنوں سے لڑائی کے لئے جو گھوڑا اپنے ہاں باندھا ہو اس میں اس کی نیت محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے حصول اور اس کے حکم کی فرمانبرداری کی ہو اور اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کے لئے جس عظیم اجرت وثواب کا وعدہ کیا ہے اس کی طلب گاری کی خاطر ہو۔ "سیری اور سیرابی" سے مراد وہ چیزیں ہیں جن سے جانور کا پیٹ بھرتا ہے اور سیراب ہوتا ہے یعنی گھاس، دانہ، پانی وغیرہ لہٰذا یہ ساری چیزیں بھی ثواب ملنے کے اعتبار سے اس شخص کے نامہ اعمال میں لکھی جائیں گی کہ قیامت کے دن یہ چیزیں ثواب کی شکل میں اس کو حاصل ہوں گی اور اس کے میزان اعمال میں تولی جائیں گی۔

گھوڑوں کی پیشانی میں بھلائی ہونے کا بیان

3564 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى بْنِ الْحَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا مَحْبُوبُ بْنُ مُوسَى قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اِسْحَاقَ - يَعْنِى الْفَزَارِيَّ - عَنْ سُهَيْلِ بْنِ اَبِىْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "الْخَيْلُ مَعْقُوْدٌ فِىْ نَوَاصِيْهَا الْخَيْرُ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ الْخَيْلُ ثَلَاثَةٌ فَهِىَ لِرَجُلٍ اَجْرٌ وَّهِىَ لِرَجُلٍ سَتْرٌ وَّهِىَ عَلٰى رَجُلٍ وِزْرٌ فَاَمَّا الَّذِىْ هِىَ لَهٗ اَجْرٌ فَالَّذِىْ يَحْتَبِسُهَا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَتَّخِذُهَا لَهٗ وَلَا تُغَيِّبُ فِىْ بُطُوْنِهَا شَيْئًا اِلَّا كُتِبَ لَهٗ بِكُلِّ شَىْءٍ غَيَّبَتْ فِىْ بُطُوْنِهَا اَجْرٌ وَّلَوْ عَرَضَتْ لَهٗ مَرْجٌ" . وَسَاقَ الْحَدِيْثَ .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

"گھوڑوں کی پیشانی میں قیامت کے دن تک کے لیے بھلائی رکھ دی گئی ہے گھوڑے تین قسم کے ہوتے ہیں یہ ایک

3564-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (12790) .

شخص کے لیے اجر ہوتے ہیں' ایک شخص کے لیے (جہنم سے) رکاوٹ ہوتے ہیں اور ایک شخص پر گناہ ہوتے ہیں'
جہاں تک اس گھوڑے کا تعلق ہے، جو اپنے مالک کے لیے اجر ہوتا ہے' تو یہ وہ گھوڑا ہوتا ہے' جسے آدمی اللہ کی راہ میں
ثواب کی اُمید رکھنے کے لیے دیتا ہے' اسے جہاد کے لیے تیار رکھتا ہے' ایسے گھوڑے کے پیٹ میں جو چیز بھی جاتی ہے'
اس کے بدلے میں اس شخص کو اجر ملتا ہے' اگر اس کے سامنے چراگاہ آ جائے''۔
اس کے بعد راوی نے پوری حدیث ذکر کی ہے۔

3565 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَائَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ السَّمَّانِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "الْخَيْلُ لِرَجُلٍ اَجْرٌ وَّلِرَجُلٍ سَتْرٌ وَّعَلٰى رَجُلٍ وِزْرٌ فَاَمَّا الَّذِيْ هِيَ لَهُ اَجْرٌ فَرَجُلٌ رَبَطَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَاَطَالَ لَهَا فِيْ مَرْجٍ اَوْ رَوْضَةٍ فَمَا اَصَابَتْ فِيْ طِيَلِهَا ذٰلِكَ فِي الْمَرْجِ اَوِ الرَّوْضَةِ كَانَ لَهُ حَسَنَاتٌ وَّلَوْ اَنَّهَا قَطَعَتْ طِيَلَهَا ذٰلِكَ فَاسْتَنَّتْ شَرَفًا اَوْ شَرَفَيْنِ كَانَتْ اٰثَارُهَا" - وَفِيْ حَدِيْثِ الْحَارِثِ "وَاَرْوَاثُهَا حَسَنَاتٍ لَّهُ وَلَوْ اَنَّهَا مَرَّتْ بِنَهَرٍ فَشَرِبَتْ مِنْهُ وَلَمْ يُرِدْ اَنْ تُسْقٰى كَانَ ذٰلِكَ حَسَنَاتٍ فَهِيَ لَهُ اَجْرٌ وَّرَجُلٌ رَبَطَهَا تَغَنِّيًا وَّتَعَفُّفًا وَّلَمْ يَنْسَ حَقَّ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فِيْ رِقَابِهَا وَلَا ظُهُوْرِهَا فَهِيَ لِذٰلِكَ سَتْرٌ وَّرَجُلٌ رَبَطَهَا فَخْرًا وَّرِيَاءً وَّنِوَاءً لِاَهْلِ الْاِسْلَامِ فَهِيَ عَلٰى ذٰلِكَ وِزْرٌ" - وَسُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحُمُرِ فَقَالَ "لَمْ يَنْزِلْ عَلَيَّ فِيْهَا شَيْءٌ اِلَّا هٰذِهِ الْاٰيَةُ الْجَامِعَةُ الْفَاذَّةُ (فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ)"۔

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:
''گھوڑا ایک شخص کے لیے اجر ہوتا ہے' ایک شخص کے لیے (جہنم سے) رکاوٹ ہوتا ہے اور ایک شخص کے لیے گناہ ہوتا ہے' جہاں تک اس شخص کا تعلق ہے جس کے لیے یہ اجر ہوتا ہے' تو یہ وہ شخص ہے جو اللہ کی راہ میں اُسے باندھتا ہے اور چراگاہ میں اس کی رسّی کھلی چھوڑ دیتا ہے' (راوی کو شک ہے' شاید یہاں لفظ) باغ استعمال ہوتا ہے' تو اپنی اس رسّی کے ساتھ وہ اس چراگاہ میں یا اس باغ میں جہاں تک جاتا ہے' تو یہ اُس شخص کے لیے نیکیاں ہوتی ہیں اور اگر وہ اپنی رسّی تڑوا لیتا ہے اور ایک ٹیلے پر یا دو ٹیلوں پر چڑھ جاتا ہے' تو اس کے قدموں کے نشان (اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:) اس کی لید بھی اس شخص کے لیے نیکیاں شمار ہوتی ہیں' اور اگر وہ گھوڑا کسی نہر کے پاس سے گزرتے ہوئے اس

3565-اخرجه البخاري في المساقاة، باب شرب الناس و سقي الدواب من الانهار (الحديث 2371)، و في الجهاد، باب الخيل لثلاثة (الحديث 2860)، و في المناقب، باب 28 . (الحديث 3646)، و في التفسير، باب قوله (فمن يعمل مثقال ذرة خيرًا يره) (الحديث 4962)، و في الاعتصام بالكتاب و السنة، باب الاحكام التي تعرف بالدلائل (الحديث 7356) . و اخرجه مسلم في الزكاة، باب اثم مانع الزكاة (الحديث 24 و 25) مطولًا . و الحديث عند: البخاري في التفسير، باب (ومن يعمل مثقال ذرة شرًا يره) (الحديث 4963). تحفة الاشراف (12316) .

میں سے کچھ پی لیتا ہے حالانکہ مالک نے اُسے پلانے کا ارادہ نہیں کیا، تو یہ چیز بھی اس شخص کے لیے نیکی شمار ہوتی ہے تو یہ گھوڑا اس شخص کے لیے اجر ہے ایک شخص وہ ہے، جو گھوڑے کو اس لیے باندھتا ہے کہ خوشحال رہے اور لوگوں سے مانگنے سے بچا رہے وہ اس کی گردن اور اس کی پشت کے بارے میں، اللہ تعالیٰ کے حق کو بھولتا نہیں ہے تو یہ اس کے لیے رکاوٹ ہے اور ایک وہ شخص ہے، جو گھوڑے کو فخر اور ریاکاری اور مسلمانوں کے ساتھ دشمنی کی وجہ سے باندھتا ہے تو یہ اس کے لیے گناہ ہوگا۔

(راوی بیان کرتے ہیں:) نبی اکرم ﷺ سے گدھے کے بارے میں دریافت کیا گیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس بارے میں مجھ پر کوئی باقاعدہ آیت نازل نہیں ہوئی البتہ صرف یہ ایک آیت ہے، جو اس کو بھی جامع ہے:

''جو شخص ذرّے کے برابر نیکی کرے گا، وہ اس کا اجر دیکھے گا اور جو شخص ذرے کے برابر بُرائی کرے گا وہ اس کا بدلہ دیکھ لے گا''۔

باب حُبِّ الْخَيْلِ

یہ باب گھوڑے سے محبت کرنے میں ہے

3566 - اَخْبَرَنِیْ اَحْمَدُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ قَالَ حَدَّثَنِیْ اِبْرَاهِیْمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ اَبِیْ عَرُوْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ لَمْ یَکُنْ شَیْءٌ اَحَبَّ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ النِّسَآءِ مِنَ الْخَیْلِ .

★★ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کو خواتین کے بعد، سب سے زیادہ گھوڑوں سے محبت تھی۔

حضرت سلیمان (علیہ السلام) کی گھوڑوں کے ساتھ مشغولیت کی توجیہ

ص: ۳۲ میں ہے: (حضرت سلیمان نے کہا:) بے شک میں نے خیر (نیک مال) کی محبت اپنے رب کے ذکر کی وجہ سے اختیار کی ہے۔ اس آیت میں حضرت سلیمان (علیہ السلام) نے گھوڑوں پر خیر کا اطلاق فرمایا ہے، اس کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ ہمارے نبی سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی گھوڑوں پر خیر کا اطلاق فرمایا ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: گھوڑوں کی پیشانیوں میں قیامت تک خیر ہے۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث: ۳۶۴۴، سنن الترمذی رقم الحدیث: ۱۶۹۴، سنن النسائی رقم الحدیث: ۳۵۷۲، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۲۷۸۷)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: گھوڑوں کی پیشانیوں میں خیر رکھی دی گئی ہے۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث: ۳۶۴۵، سنن النسائی رقم الحدیث: ۳۵۷۱، صحیح مسلم رقم الحدیث: ۱۸۷۴) حضرت سلیمان (علیہ السلام) کا منشاء یہ تھا کہ چونکہ گھوڑوں پر سوار ہو کر دشمنانِ اسلام کے خلاف جہاد کیا جاتا ہے اور گھوڑوں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا دین سربلند ہوتا ہے اس لیے میں

3566-انفرد به النسائي . وسياتي في عشرة النساء، باب حب النساء (الحديث 3951) . و هو في عشرة النساء من الكبرى، حب النساء (الحديث 3) . تحفة الاشراف (1221) .

گھوڑوں سے محبت رکھتا ہوں۔ ص آ: ۳۳۔۳۲ میں ہے: حتیٰ کہ جب وہ گھوڑے نگاہ سے اوجھل ہو گئے تو اس نے حکم دیا کہ ان (گھوڑوں) کو دوبارہ میرے سامنے لاؤ، پھر وہ ان کی پنڈلیوں اور گردنوں پر ہاتھ پھیرنے لگے علامہ ابوعبداللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی متوفی ۶۶۸ ھ لکھتے ہیں: حضرت سلیمان (علیہ السلام) کا ایک گول میدان تھا جس میں وہ گھوڑوں کا مقابلہ کرایا کرتے تھے، حتیٰ کہ جب وہ گھوڑے دور نکل کر ان کی آنکھوں سے اوجھل ہو گئے اور اس کا معنی یہ نہیں ہے کہ سورج غائب ہو گیا اور ان کی نگاہوں سے اوجھل ہو گیا، کیونکہ اس آیت میں پہلے سورج کا ذکر نہیں ہے کہ اس کی طرف ضمیر لوٹائی جائے، البتہ گھوڑوں کا ذکر ہے، اس لیے اس کا معنی یہ ہے کہ وہ گھوڑے ان کی نظر سے غائب اور اوجھل ہو گئے اور نحاس نے یہ ذکر کیا کہ حضرت سلیمان (علیہ السلام) نماز پڑھ رہے تھے تو ان کے پاس مال غنیمت سے حاصل شدہ گھوڑے لائے گئے تا کہ وہ ان کا معائنہ کریں، حضرت سلیمان (علیہ السلام) اس وقت نماز پڑھ رہے تھے، انہوں نے اشارہ کیا کہ ان گھوڑوں کو ان کے اصطبلوں میں پہنچا دیا جائے، حتیٰ کہ وہ گھوڑے ان کی نظر سے اوجھل ہو گئے اور جب حضرت سلیمان (علیہ السلام) نماز سے فارغ ہو گئے تو آپ نے فرمایا: ان گھوڑوں کو دوبارہ میرے پاس لاؤ، پھر آپ ان کی گردنوں اور پنڈلیوں پر ہاتھ پھیرنے لگے اور آپ کا ان کی گردنوں پر ہاتھ پھیرنا ان کے اکرام کے لیے تھا۔ تا کہ لوگوں کو یہ معلوم ہو جائے کہ اگر کوئی بڑا اور باوقار آدمی گھوڑوں کی گردنوں اور پنڈلیوں پر ہاتھ پھیرے تو یہ کام اس کے مقام اور وقار کے خلاف نہیں ہے۔ (الجامع الاحکام القرآن جز ۱۵ ص ۷۵، دار الفکر، بیروت، ۱۴۱۵ ھ) امام فخر الدین محمد بن عمر رازی متوفی ۶۰۶ ھ نے بھی اس تفسیر کو راجح قرار دیا ہے۔ (تفسیر کبیر ج ۹ ص ۳۹۰)

جمہور مفسرین کی بیان کی ہوئی حضرت سلیمان (علیہ السلام) کی گھوڑوں کے ساتھ مشغولیت

زیادہ تر مفسرین نے یہ لکھا ہے کہ حضرت سلیمان (علیہ السلام) گھوڑوں کے معائنہ میں اس قدر مشغول ہوئے کہ سورج غروب ہو گیا اور آپ کی نماز قضاء ہو گئی، پھر اس کے غم اور غصہ میں آپ نے گھوڑوں کی گردنوں اور پنڈلیوں کو کاٹ ڈالا۔ امام عبدالرحمٰن بن علی بن محمد الجوزی المتوفی ۵۹۷ ھ لکھتے ہیں: مفسرین نے کہا ہے کہ: حضرت سلیمان (علیہ السلام) کو گھوڑے دکھائے جاتے رہے اور وہ ان کے معائنہ میں اس قدر منہمک ہوئے کہ سورج غروب ہو گیا اور ان کی عصر کی نماز قضاء ہو گئی اور ان کی لوگوں پر اس قدر ہیبت تھی کہ کوئی شخص یہ جرات نہ کر سکا کہ ان کو عصر کی نماز یاد دلاتا، پس حضرت سلیمان (علیہ السلام) بھول گئے اور جب سورج غروب ہو گیا تو ان کو یاد آیا کہ انہوں نے عصر کی نماز نہیں پڑھی اور اس وقت انہوں نے یہ کہا: بے شک میں نے نیک مال (یعنی گھوڑوں) کی محبت کو اپنے رب کے ذکر پر ترجیح دی، حتیٰ کہ جب سورج ان کی نگاہ سے اوجھل ہو گیا تو انہوں نے حکم دیا کہ ان گھوڑوں کو دوبارہ ان کے سامنے لاؤ، پھر وہ ان کی پنڈلیوں اور گردنوں پر تلوار سے ہاتھ مارنے لگے۔ مذکور الصدر تفسیر سعید بن جبیر، ضحاک، قتادہ، زجاج اور سدی سے مروی ہے، مفسرین نے کہا ہے کہ اپنے رب کے ذکر سے ان کی مراد عصر کی نماز ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت ابن مسعود اور قتادہ وغیرہم کا یہی قول ہے، زجاج نے کہا: مجھے معلوم نہیں کہ عصر کی نماز ان پر فرض تھی یا نہیں، مگر یہ کہ جس وقت ان گھوڑے پیش کیے گئے تھے اس وقت وہ اپنے رب کا ذکر کیا کرتے تھے۔ اور قرآن مجید میں جو مذکور ہے حتیٰ توارت بالحجاب اس سے مراد ہے کہ سورج ان کی نظروں سے چھپ گیا، ہر چند کہ اس سے پہلے اس آیت میں سورج کا ذکر نہیں تھا

کہ اس کی طرف توارت کی ضمیر مستتر لوٹائی جائے، مگر سورج کے ذکر پر اس آیت میں قرینہ ہے کیونکہ ص:۳۱ میں ہے: اذ عرض علیہ بالعشی الصفنت الجیاد (ص:۳۱) جب اس کے سامنے ڈھلے سدھے ہوئے تیز رفتار گھوڑے پیش کیے گئے زوال کے بعد سے غروب آفتاب تک کے وقت کو العشی کہا جاتا ہے، اس کا معنی ہے: غروب آفتاب تک ان کو گھوڑے دکھائے جاتے رہے، اس کے بعد جس کے متعلق فرمایا ہے: وہ چھپ گیا تو ظاہر ہے وہ سورج ہی ہوسکتا ہے، پس سورج کا ذکر اس سے پہلے العشی کے ضمن میں موجود ہے۔
حضرت سلیمان (علیہ السلام) نے فرمایا تھا: ان گھوڑوں کو دوبارہ میرے سامنے لاؤ۔ مفسرین نے اس کی تفسیر میں کہا ہے کہ گھوڑوں کے معائنہ میں مشغول ہونے کی وجہ سے ان کی نماز قضا ہوگئی اور انہوں نے وقت گزارنے کے بعد نماز پڑھی، اس پر غم اور غصہ کی وجہ سے انہوں نے کہا: کہ گھوڑوں کو دوبارہ میرے سامنے لاؤ، پھر وہ ان کی پنڈلیوں اور گردنوں پر ہاتھ مارنے لگے اور اس کی تفسیر میں تین قول ہیں۔

(۱) حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ حضرت سلیمان (علیہ السلام) نے گھوڑوں کی پنڈلیوں اور گردنوں پر تلوار سے وار کیے اور ان کی پنڈلیوں اور گردنوں کو کاٹ ڈالا۔ (المعجم الاوسط رقم الحدیث: ۶۹۹۳، مجمع الزوائد، ج ۷ ص ۹۹) امام الحسین بن مسعود البغوی المتوفی ۵۰۶ ھ نے لکھا ہے:
الحسن البصر بیان کرتے ہیں کہ حضرت سلیمان (علیہ السلام) کے لیے سمندر سے پروں والے گھوڑے نکالے گئے، وہ ظہر کی نماز پڑھنے کے بعد اپنے تخت پر بیٹھ گئے اور ان کا معائنہ کرنے لگے حتیٰ کہ سورج غروب ہوگیا اور ان کی عصر کی نماز فوت ہوگئی، ان کی ہیبت اور ان کے رعب کی وجہ سے کسی نے ان کو عصر کی نماز پر متنبہ نہیں کیا، جب نماز قضا ہوگئی تو انہوں نے دوبارہ گھوڑوں کو منگوایا اور اللہ عزوجل کا قرب اور اس کی رضا حاصل کرنے کے لیے ان گھوڑوں کی پنڈلیوں اور ان کی گردنوں کو تلوار سے کاٹ ڈالا کیونکہ ان میں مشغول ہونے کی وجہ سے ان کی عصر کی نماز رہ گئی تھی اور گھوڑوں کو کاٹنا ان کے لیے مباح تھا، اگرچہ ہم پر حرام ہے۔ جیسا کہ ہمارے لیے جانوروں کو ذبح کرنا مباح ہے۔ (معالم التنزیل ج ۴ ص ۶۷، داراحیاء التراث العربی، بیروت، ۱۴۲۰ ھ)
امام ابواسحاق احمد بن ابراہیم ثعلبی متوفی ۴۲۷ ھ، علامہ ابوالحسن علی بن محمد الماوردی المتوفی ۴۵۰ ھ، علامہ ابوبکر بن العربی المتوفی ۵۴۳ ھ، علامہ ابن عطیہ اندلسی متوفی ۵۴۶ ھ، حافظ ابن کثیر متوفی ۷۷۴ ھ، علامہ عبدالرحمن بن محمد الثعالبی المالکی المتوفی ۸۷۵ ھ، علامہ سیوطی متوفی ۹۱۱ ھ، علامہ اسماعیل حقی متوفی ۱۱۳۷ ھ، علامہ آلوسی متوفی ۱۲۷۰ ھ وغیرہم نے اس آیت کی تفسیر میں اسی تفسیر کو اختیار کیا ہے۔

(۲) اس کی تفسیر میں دوسرا قول یہ ہے کہ حضرت سلیمان (علیہ السلام) گھوڑوں کی محبت کی وجہ سے ان کی پنڈلیوں اور گردنوں پر پیار سے ہاتھ پھیر رہے تھے۔ یہ علی بن ابی طلحہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ، مجاہد، امام ابن جریر اور ابویعلی کا قول ہے۔
(۳) حضرت سلیمان (علیہ السلام) نے لوہے کو گرم کر کے ان کی پنڈلیوں اور گردنوں پر داغ لگایا، اس قول کو ثعلبی نے نقل کیا ہے۔

مفسرین نے اول قول پر اعتماد کیا ہے، انہوں نے کہا کہ گھوڑوں کے معائنہ کی مشغولیت کی وجہ سے نماز قضا ہونے اور بعد میں

ان ہی گھوڑوں کی پنڈلیوں اور گردنوں پر پیار سے ہاتھ پھیرنے میں کیا مناسبت ہے؟

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ پہلا قول اس لیے فاسد ہے کہ جانوروں کا کیا قصور ہے، پھر ان کو قتل کر کے سزا دینے اور اپنا غم اور غصہ دور کرنے کی کیا توجیہ ہے اور یہ فعل تو جابر بادشاہوں کے حال کے مناسب ہے، انبیاء علیہم السلام کی سیرت کے مناسب نہیں ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت سلیمان (علیہ السلام) نے یہ فعل اس وجہ سے کیا تھا کہ اس کا کرنا ان کے لیے مباح تھا اور یہ ہوسکتا ہے کہ ایک فعل ان کی شریعت میں جائز ہو اور وہ فعل ہماری شریعت میں جائز نہ ہو، علاوہ ازیں یہ بھی ہوسکتا ہے کہ انہوں نے ان گھوڑوں کا گوشت کھانے کے لیے ان کو ذبح کیا ہو اور گھوڑوں کا گوشت کھانا جائز ہے، پس حضرت سلیمان (علیہ السلام) کا یہ فعل قابل اعتراض نہیں ہے، وہب بن منبہ نے کہا: جب حضرت سلیمان (علیہ السلام) نے گھوڑوں کی پنڈلیوں اور گردنوں پر وار کیے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے اس فعل کو مشکور فرمایا اور گھوڑوں کے بدلہ میں ان کے لیے ہوا کو مسخر کر دیا اور ہوا گھوڑوں کی بہ نسبت زیادہ تیز رفتار تھی اور اس کے ذریعہ سفر کرنا زیادہ باعث تعجب تھا۔ (زاد المسیر ج ۷ ص ۱۳۲-۱۲۹، مکتب اسلامی، بیروت، ۱۴۰۷ھ)

جمہور مفسرین کی بیان کی ہوئی حضرت سلیمان (علیہ السلام) کی گھوڑوں کے ساتھ مشغولیت پر امام رازی کا رد

جیسا کہ ہم نے اس سے پہلے ذکر کیا کہ جمہور مفسرین نے اس تفسیر کو اختیار کیا ہے، لیکن امام رازی نے اس تفسیر کو حسب ذیل وجوہ سے رد کر دیا ہے:

(۱) یہ تفسیر اس پر مبنی ہے کہ توارت بالحجاب کی ضمیر مستتر سورج کی طرف لوٹائی جائے اور اس سے پہلے اس آیت میں سورج کا ذکر نہیں ہے بلکہ سدھے ہوئے تیز رفتار گھوڑوں کا ذکر ہے اور اگر کوئی بعید تاویل کر کے سورج کی طرف ضمیر لوٹائی جائے تو اس سے بہتر ہے کہ بغیر تاویل کے گھوڑوں کی طرف ضمیر لوٹائی جائے، یعنی جب وہ گھوڑے ان کی نظر سے اوجھل ہو گئے تو انہوں نے ان کو دوبارہ بلوایا۔

(۲) اس آیت میں مذکور ہے کہ حضرت سلیمان (علیہ السلام) نے کہا: میں نے اپنے رب کے ذکر کی وجہ سے خیر (گھوڑوں) سے محبت کی ہے کیونکہ یہ گھوڑے جہاد میں استعمال ہوتے ہیں تو جب ان کی گھوڑوں سے محبت اللہ کے ذکر کی وجہ سے تھی تو پھر یہ روایت صحیح نہیں ہے کہ وہ گھوڑوں کے معائنہ میں مشغول ہونے کی وجہ سے نماز کو بھول گئے یا اللہ کے ذکر کو بھول گئے کیونکہ گھوڑوں کا معائنہ کرنا بھی تو اللہ کے ذکر سے محبت کی وجہ سے تھا، تو وہ معائنہ کے وقت بھی اللہ کے ذکر میں مشغول تھے، لہٰذا یہ روایت صحیح نہیں ہے۔

(۳) اس روایت کے مطابق حضرت سلیمان (علیہ السلام) نے جب کہا: ردوھا تو اس کا معنی تھا کہ آپ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ وہ سورج کو لوٹا دیں، اس پر یہ اعتراض ہے کہ اگر حضرت سلیمان (علیہ السلام) سے نماز عصر قضا ہو گئی تھی تو ان پر لازم تھا کہ وہ توبہ اور استغفار کرتے اور اللہ کی بارگاہ میں روتے اور گڑگڑاتے اور اظہار ندامت کرتے، جیسا کہ انبیاء علیہم السلام کا طریقہ ہے کہ اگر ان سے بھولے سے بھی کوئی لغزش ہو جائے تو وہ اللہ تعالیٰ سے توبہ اور استغفار کرتے ہیں نہ کہ وہ اپنی شان دکھانے کے لیے فرشتوں پر حکم چلاتے اور ان سے کہتے کہ سورج کو دوبارہ لوٹاؤ تاکہ میں عصر کی قضا نماز پڑھ لوں۔

(۴) قرآن مجید میں ہے: فطفق مسحا بالسوق والاعناق اس روایت میں اس کا معنی یہ بیان کیا گیا ہے کہ حضرت سلیمان نے تلوار سے گھوڑوں کی پنڈلیاں اور گردنیں کاٹ ڈالیں، جب کہ مسح کا معنی ہاتھ پھیرنا ہے نہ کہ تلوار سے کاٹنا، ورنہ لازم آئے گا کہ وامسحو برء وسکم وارجلکم (المائدہ:٦) کا معنی ہوگا کہ تلوار سے اپنے سروں اور اپنے پیروں کو کاٹ دو اور کوئی عاقل بھی ایسا نہیں کہہ سکتا۔

(۵) جو لوگ اس معنی اور اس روایت کے قائل ہیں انہوں نے حضرت سلیمان (علیہ السلام) کی طرف متعدد افعال مذمومہ کی نسبت کی ہے (۱) نماز کو ترک کرنا (۲) ان پر دنیاوی مال کی محبت اس قدر غالب تھی کہ اس کی محبت میں وہ نماز پڑھنا بھول گئے، حالانکہ حدیث میں ہے، حسن بصری بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

وقالوا ربنا عجل لنا قطنا قبل یوم الحساب (ص:١٦) اور انہوں نے کہا: اے ہمارے رب! ہمارا حصہ تو ہمیں روز حساب سے پہلے ہی جلد دے دے جب کافروں نے ایسی جہالت کی بات کی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! ان کی جہالت پر صبر کیجئے اور ہمارے بندے داؤد کو یاد کیجئے، پھر حضرت داؤد (علیہ السلام) کا قصہ ذکر کیا اور پھر اس کے بعد حضرت سلیمان (علیہ السلام) کا قصہ ذکر کیا اور گویا کہ یوں فرمایا: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! ان کافروں کی جاہلانہ باتوں پر صبر کیجئے اور ہمارے بندے سلیمان کو یاد کیجئے اور یہ کلام اس وقت مناسب ہوگا جب اس کے بعد حضرت سلیمان (علیہ السلام) کے اعمال صالحہ اور اخلاق حسنہ ذکر فرمائے ہوں اور یہ ذکر فرمایا ہو کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی عبادت کی مشقت پر صبر کیا اور دنیاوی لذتوں سے اعراض کیا اور اگر اس قصہ سے مقصود یہ ہو کہ حضرت سلیمان (علیہ السلام) نے گھوڑوں کی محبت میں مشغول ہو کر نماز کو ترک کر دیا اور پھر فرشتوں کو حکم دیا کہ سورج کو لوٹائیں اور اپنا غصہ گھوڑوں پر نکالا اور ان کی گردنیں اور پنڈلیاں کاٹ ڈالیں تو پھر یہ قصہ اس جگہ ذکر کرنے کے لائق نہیں ہے، کیونکہ اس قصہ میں حضرت سلیمان (علیہ السلام) کی سیرت میں مخالفین کی ایذاء رسانیوں پر صبر کرنے یا عبادت کی مشقت پر صبر کرنے کا کوئی پہلو نہیں ہے، حتیٰ کہ اس قصہ سے ہمارے نبی سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو صبر کرنے پر ترغیب دی جائے کہ آپ اس طرح صبر کیجئے جس طرح حضرت سلیمان نے صبر کیا تھا۔

حضرت سلیمان (علیہ السلام) کی گھوڑوں کے ساتھ مشغولیت کی صحیح توجیہ

اس لیے اس قصہ کی توجیہ صرف اس طرح صحیح ہے کہ گھوڑوں کو پالنا اور ان کو اصطبل میں رکھنا اس کے دین میں اس طرح پسندیدہ تھا جس طرح ہمارے دین میں گھوڑوں کو جہاد کے لیے رکھنا پسندیدہ ہے، پھر حضرت سلیمان (علیہ السلام) جب جہاد کے لیے جانے لگے تو وہ ایک مجلس میں بیٹھے اور گھوڑوں کو حاضر کرنے کا حکم دیا اور گھوڑوں کی مشق کرانے کے لیے ان کو دوڑانے کا حکم دیا اور یہ فرمایا کہ میں دنیا کی وجہ سے ان گھوڑوں سے محبت نہیں کرتا، بلکہ میں اللہ کے ذکر کی اشاعت اور اس کے دین کی سربلندی کے لیے گھوڑوں سے محبت کرتا ہوں، کیونکہ جہاد میں ان پر سواری کی جاتی ہے، پھر آپ نے جب گھوڑوں کو دوڑانے کا حکم دیا اور وہ آپ کی نظروں سے اوجھل ہو گئے تو آپ نے ان کو حکم دیا جو گھوڑوں کو مشق کرا رہے تھے کہ وہ گھوڑوں کو واپس لائیں اور جب وہ گھوڑے واپس آ گئے تو آپ شفقت سے ان گھوڑوں کی پنڈلیوں اور ان کی گردنوں پر ہاتھ پھیرنے لگے اور ان پر ہاتھ پھیرنے سے حسب

ذیل امور مطلوب تھے:

(۱) گھوڑوں کی تکریم کرنا اور ان کی قدرومنزلت کو واضح کرنا کیونکہ دشمنان اسلام سے جنگ کرنے میں گھوڑوں کا بہت بڑا حصہ ہے۔

(۲) حضرت سلیمان (علیہ السلام) گھوڑوں کے احوال، ان کی بیماریوں اور ان کے عیوب کو دوسروں کی بہ نسبت خوب سے زیادہ جانتے تھے، اس لیے وہ ان کی پنڈلیوں اور گردنوں پر ہاتھ پھیر کر یہ جانچ رہے تھے کہ ان میں کوئی عیب یا مرض تو نہیں ہے۔ قرآن مجید کی ان آیتوں کی یہ تفسیر جو ہم نے ذکر کی ہے، یہ قرآن مجید کے الفاظ کے بالکل مطابق اور موافق ہے اور اس تفسیر پر ان اعتراضات میں سے کوئی اعتراض لازم نہیں آتا جو اکثر مفسرین کی تفسیر پر لازم آتے ہیں اور مجھے اس پر سخت تعجب ہوتا ہے کہ ان مفسرین نے ان کمزور وجوہ اور اس روایت کو کیسے قبول کرلیا جب کہ اس روایت کی تائید میں ان کے پاس کوئی شبہ بھی نہیں ہے چہ جائیکہ کوئی دلیل ہو۔ اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ جمہور علماء اور مفسرین نے اس تفسیر کو اختیار کیا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی عصمت پر بہ کثرت دلائل قائم ہیں اور ان حکایات کی صحت پر کوئی دلیل نہیں ہے اور اگر خبر واحد صحیح بھی ہو تو وہ دلائل قطعیہ سے مزاحم ہونے کی صلاحیت نہیں رکھتی تو اس ضعیف روایت میں کب اتنا دم ہے کہ وہ عصمت انبیاء کے دلائل قطعیہ کے مزاحم ہو سکے۔ (تفسیر کبیر ج۹ص ۳۹۲-۳۹۰، داراحیاء التراث العربی، بیروت، ۱۴۱۵ھ)

حضرت سلیمان (علیہ السلام) کے گھوڑوں کی تعداد کے متعلق مختلف اقوال

مقاتل نے کہا: حضرت سلیمان (علیہ السلام) اپنے والد حضرت داؤد (علیہ السلام) کی طرف سے ایک ہزار گھوڑوں کے وارث ہوئے تھے، اس پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام تو کسی کو اپنے مال کا وارث نہیں بناتے، اس کا جواب یہ ہے کہ وارثت سے مراد یہ ہے کہ وہ ایک ہزار گھوڑوں کے انتظام کے متولی تھے۔ حسن بصری، ضحاک، ابن زید اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سلیمان (علیہ السلام) کے پاس پروں والے ایک سو گھوڑے تھے۔ (الجامع لاحکام القرآن جز ۱۵ص ۱۷۴)

پروں والے گھوڑوں کی تائید میں یہ حدیث ہے:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک یا غزوہ خیبر سے واپس آئے اور ان کے طاق (الماری) پر پردہ پڑا ہوا تھا، ہوا کے جھونکے سے طاق پر پڑے ہوئے پردہ کی ایک جانب کھل گئی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی الماری میں رکھی ہوئی گڑیاں نظر آئیں، آپ نے پوچھا: اے عائشہ! یہ کیا ہیں؟ انہوں نے کہا: یہ میری بیٹیاں ہیں اور آپ نے گڑیوں کے درمیان کپڑے کی دھجیوں سے بنائے ہوئے گھوڑے کو دیکھا جس کے دو پر بھی بنائے ہوئے تھے، آپ نے پوچھا: میں ان گڑیوں کے وسط میں کیا چیز دیکھ رہا ہوں؟ حضرت عائشہ نے کہا: یہ گھوڑا ہے، آپ نے پوچھا: اس کے اوپر کیا چیز بنی ہوئی ہے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: یہ اس کے دو پر ہیں، آپ نے پوچھا: گھوڑے کے پر ہیں؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: کیا آپ نے نہیں سنا کہ حضرت سلیمان (علیہ السلام) کے گھوڑوں کے پر تھے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: یہ سن کر آپ اس قدر ہنسے کہ میں نے آپ کی ڈاڑھیں دیکھیں۔ (سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۴۹۳۲)

باب مَا يُسْتَحَبُّ مِنْ شِيَةِ الْخَيْلِ ..

یہ باب ہے کہ گھوڑے کا کون سا رنگ پسندیدہ ہے؟

3567 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اَحْمَدَ الْبَزَّازُ هِشَامُ بْنُ سَعِيْدٍ الطَّالَقَانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُهَاجِرٍ الْاَنْصَارِيُّ عَنْ عَقِيْلِ بْنِ شَبِيْبٍ عَنْ اَبِيْ وَهْبٍ - وَكَانَتْ لَهُ صُحْبَةٌ - قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "تَسَمَّوْا بِاَسْمَآءِ الْاَنْبِيَاءِ وَاَحَبُّ الْاَسْمَآءِ اِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ عَبْدُ اللّٰهِ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ وَارْتَبِطُوا الْخَيْلَ وَامْسَحُوا بِنَوَاصِيْهَا وَاَكْفَالِهَا وَقَلِّدُوْهَا وَلَا تُقَلِّدُوْهَا الْاَوْتَارَ وَعَلَيْكُمْ بِكُلِّ كُمَيْتٍ اَغَرَّ مُحَجَّلٍ اَوْ اَشْقَرَ اَغَرَّ مُحَجَّلٍ اَوْ اَدْهَمَ اَغَرَّ مُحَجَّلٍ".

☆☆ حضرت ابو کعب رضی اللہ عنہ جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں وہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:
''تم لوگ انبیاء کے ناموں کے مطابق نام رکھو، اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے پسندیدہ نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہیں تم گھوڑے تیار رکھو ان کی پیشانی اور پٹھوں پر ہاتھ پھیرا کرو ان کی گردن میں کوئی چیز ڈالا کرو تاہم ان کی گردن میں تانت سے بنی ہوئی تار نہ ڈالا کرو اور تم بھورے رنگ کا پنج کلیان گھوڑا سرخ رنگ کا پنج کلیان یا سیاہ رنگ کا پنج کلیان گھوڑا رکھا کرو''۔

باب الشِّكَالِ فِي الْخَيْلِ .

یہ باب ہے کہ گھوڑے میں شکال ہونا

3568 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ح وَاَنْبَاَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ اَبِيْ زُرْعَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكْرَهُ الشِّكَالَ مِنَ الْخَيْلِ . وَاللَّفْظُ لِاِسْمَاعِيْلَ .

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم گھوڑے میں شکال کو ناپسند کرتے تھے۔
روایت کے یہ الفاظ اسمٰعیل نامی راوی کے ہیں۔

3569 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنِيْ سَلْمُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ

3567-اخرجه ابو داؤد في الجهاد، باب فيما يستحب من الوان الخيل (الحديث 2543 و 2544) مختصراً . و الحديث عند: ابي داؤد في الجهاد، باب اكرام الخيل و ارتباطها و المسح على اكفالها (الحديث 2553)، و في الادب، باب في تغيير الاسماء، (الحديث 4950) . تحفة الاشراف (15519 و 15520 و 15521) .

3568-اخرجه مسلم في الامارة، باب ما يكره من صفات الخيل (الحديث 102م) . تحفة الاشراف (14894) .

3569-اخرجه مسلم في الامارة، باب ما يكره من صفات الخيل (الحديث 101 و 102) . و اخرجه ابو داؤد في الجهاد، باب ما يكره من الخيل (الحديث 2547) . و اخرجه الترمذي في الجهاد، باب ما جاء ما يكره من الخيل (الحديث 1698) . و اخرجه ابن ماجه في الجهاد، باب ارتباط الخيل في سبيل الله (الحديث 2790) . تحفة الاشراف (14890) .

عَنْ اَبِیْ زُرْعَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ كَرِهَ الشِّكَالَ مِنَ الْخَیْلِ .
قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الشِّكَالُ مِنَ الْخَیْلِ اَنْ تَكُوْنَ ثَلَاثُ قَوَائِمَ مُحَجَّلَةً وَّوَاحِدَةٌ مُطْلَقَةً اَوْ تَكُوْنَ الثَّلَاثَةُ مُطْلَقَةً وَّرِجْلٌ مُحَجَّلَةً وَّلَیْسَ یَكُوْنُ الشِّكَالُ اِلَّا فِیْ رِجْلٍ وَّلَا یَكُوْنُ فِی الْیَدِ .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھوڑے میں شکال کو ناپسند کیا ہے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: گھوڑے میں شکال یہ ہے: اس کے تین پاؤں پرنشان ہوں اور ایک پرنشان نہ ہو یا ایک پاؤں پرنشان ہو اور تین پاؤں پرنشان نہ ہو اور ہاتھ میں نشان نہ ہو۔

شرح

راوی نے تو شکال کی وضاحت یہ کی ہے کہ گھوڑا جس کے ایک ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں پر سفیدی ہو لیکن صاحب قاموس اور دوسرے تمام اہل لغت کے نزدیک گھوڑے میں شکال کا مطلب یہ ہے کہ اس گھوڑے کے تین پاؤں تو سفید ہوں اور ایک پاؤں باقی تمام بدن کا ہم رنگ ہو یا اس کے برعکس ہو یعنی ایک پاؤں سفید ہو اور تین پاؤں بدن کے ہم رنگ ہوں۔ اصل میں "شکل" لغت میں اس رسی کو کہتے ہیں کہ جس پر چوپائے کے پیر باندھے جاتے ہیں۔

لہٰذا اس طرح کے گھوڑے کو اس کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایسے گھوڑے کو از راہ تفاول کے ناپسند فرماتے تھے کہ وہ گھوڑا گویا بصورت شکول ہے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تجربہ سے یہ معلوم ہوا ہے کہ اس کا جنس کا گھوڑا اصیل نہیں ہوتا۔ بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ اگر اشکل گھوڑے کی پیشانی پر اتنی سفیدی ہو کہ جو ہاتھ کے انگوٹھے سے نہ چھپ سکے تو اس کا عیب دور ہو جاتا ہے اور پھر وہ ناپسندیدہ نہیں رہتا ہے۔

باب شُؤْمِ الْخَیْلِ .

یہ ہے کہ باب گھوڑے کا منحوس ہونا

3570 – اَخْبَرَنَا قُتَیْبَةُ بْنُ سَعِیْدٍ وَّمُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ - وَاللَّفْظُ لَهٗ - قَالَا حَدَّثَنَا سُفْیَانُ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "الشُّؤْمُ فِیْ ثَلَاثَةٍ الْمَرْاَةِ وَالْفَرَسِ وَالدَّارِ" .

☆☆ سالم اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:
"نحوست تین چیزوں میں ہوتی ہے: عورت' گھوڑا اور گھر"۔

تین چیزوں میں شؤم ہونے کا بیان

شوم ضد ہے "یمن" کی جس کے معنی ہیں بے برکتی اور اسی کو نحوست کہتے ہیں، لہٰذا حدیث میں جو یہ فرمایا گیا ہے کہ ان تین

3570-اخرجه مسلم في السلام، باب الطيرة و الفال و ما يكون فيه من الشوم (الحديث 116م) . و اخرجه الترمذي في الأدب، باب ما جاء في الشوم (الحديث 2824م) . تحفة الاشراف (6826) .

چیزوں میں نحوست ہوتی تو تفصیل کے ساتھ سمجھ لیجئے کہ نحوست سے کیا مراد ہے۔ بعض حضرات کہتے ہیں کہ گھر کی نحوست سے گھر کی تنگی اور بری ہمسائیگی مراد ہے یعنی جو گھر تنگ وتاریک ہو اور اس کا پڑوس برا ہو تو وہ گھر تکلیف و پریشانی کا باعث ہو جاتا ہے عورت کی نحوست سے مہر کی زیادتی اور اس کی بدمزاجی وزبان درازی اور بانجھ پن مراد ہے یعنی جس عورت کا مہر زیادہ مقرر کیا گیا ہو وہ بد مزاجی وتندخوزبان دراز ہو اور یہ کہ بانجھ ہو تو ایسی عورت راحت وسکون کی بجائے اذیت وکوفت کا ذریعہ بن جاتی ہے۔

اسی طرح گھوڑے کی نحوست سے اس کا شوخ ہونا مٹھا قدم ہونا اور اس پر وار ہو کر جہاد نہ کیا جانا مراد ہے یعنی جو گھوڑا ایسا ہو کہ اپنی خوشی کی وجہ سے پریشان کرتا ہو، سست رفتار ہو اور مٹھا ہو اور اس پر سوار ہو کر جہاد کرنے کی بھی نوبت نہ آئی ہو تو وہ گھوڑا اپنے مالک کے لئے کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔

کچھ علماء یہ کہتے ہیں کہ ان تین چیزوں میں نحوست کے اظہار کرنے کا مقصد دراصل یہ بتانا ہے کہ اگر بالفرض کسی چیز میں نحوس کا ہونا اپنی کوئی حقیقت رکھتا تو ان تین چیزوں میں نحوست ہوتی گویا اس تشریح سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ کسی چیز میں نحوست کا ہونا کوئی معنی نہیں رکھتا چنانچہ یہ کہنا کہ فلاں چیز نحوس ہے یا فلاں چیز میں نحوست ہے صرف ایک واہمہ کے درجہ کی چیز ہے جس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہے کیونکہ اگر واقعۃً نحوست کسی چیز میں ہوا کرتی تو ان تین چیزوں میں ضرور ہوتی کیونکہ یہ تین چیزیں نحوست کے قابل ہو سکتی تھی۔

چنانچہ یہ ارشاد ایسا ہی ہے جیسا کہ ایک روایت میں فرمایا گیا ہے کہ اگر کوئی چیز تقدیر کے دائرہ سے باہر ہوتی تو وہ نظر بد تھی یعنی کائنات کی ہر جنبش وحرکت اور یہاں کا ذرہ ذرہ پابند تقدیر ہے اس عالم میں صرف وہی ظہور میں آتا ہے جو پہلے سے مقدر ہو چکا ہو کوئی چیز تقدیر سے باہر نہیں ہے اور اگر بفرض محال کوئی چیز مقدرات کے دائرہ سے باہر ہوتی تو وہ نظر بد ہے (کہ جسے عام طور پر نظر لگنا کہتے ہیں) لہٰذا جس طرح اس ارشاد کا مقصد یہ ظاہر کرنا نہیں ہے کہ نظر بد تقدیر کے دائرہ کار سے باہر ہے اسی طرح مذکورہ بالا تینوں چیزوں کے ساتھ نحوس کا ذکر کرنے کا یہ مقصد نہیں ہے کہ ان تین چیزوں میں نحوست ہوتی ہے۔

اور بعض علماء یہ کہتے ہیں کہ اس ارشاد گرامی کے ذریعہ دراصل امت کے لوگوں کو یہ تعلیم دی گئی ہے کہ اگر کسی کے پاس ایسا مکان ہو جس میں رہنا وہ ناپسند کرتا ہو یا کسی کی ایسی بیوی ہو جس کے ساتھ صحبت ومباشرت اسے ناگوار ہو یا کسی کے پاس ایسا گھوڑا ہو جو اسے اچھا معلوم نہ ہوتا ہو تو ان صورتوں میں یہ چیزیں چھوڑ دینی چاہئیں یعنی مکان والا اس مکان سے منتقل ہو جائے بیوی والا اس کو طلاق دیدے اور گھوڑے والا اس گھوڑے کو بیچ دے۔ حدیث کی ان توضیحات کی روشنی میں یہ بات صاف ہو گئی کہ یہ ارشاد گرامی طیرۃ منہی عنہا (بدشگونی لینے کی ممانعت کے منافی نہیں ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ عام طور پر لوگ جو یہ کہہ دیا کرتے ہیں کہ یہ مکان منحوس ہے یا فلاں عورت یا فلاں گھوڑا اسبز قدم ہے تو یہ بات یہاں مراد نہیں ہے۔

تین چیزوں میں نحوست کے ہونے کا بیان

3571 - اَخْبَرَنِی هَارُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْنٌ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ وَّالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهٗ - عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حَمْزَةَ وَسَالِمٍ ابْنَیْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ

عُمَرَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "الشُّؤْمُ فِي الدَّارِ وَالْمَرْاَةِ وَالْفَرَسِ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''نحوست گھر میں یا عورت میں یا گھوڑے میں ہوتی ہے''۔

3572 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اِنْ يَكُ فِيْ شَيْءٍ فَفِي الرَّبْعَةِ وَالْمَرْاَةِ وَالْفَرَسِ" .

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''اگر کسی چیز میں نحوست ہوتی' تو گھر میں' عورت میں یا گھوڑے میں ہوتی''۔

باب بَرَكَةِ الْخَيْلِ .

یہ باب ہے کہ گھوڑے میں برکت ہونا

3573 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا النَّضْرُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِي التَّيَّاحِ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسًا ح وَاَنْبَاَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُو التَّيَّاحِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "الْبَرَكَةُ فِيْ نَوَاصِي الْخَيْلِ" .

☆☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''گھوڑوں کی پیشانیوں میں برکت ہے''۔

باب فَتْلِ نَاصِيَةِ الْفَرَسِ .

یہ باب ہے کہ گھوڑے کی پیشانی کو گودنا

3574 - اَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ عَنْ عَمْرِو بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ

3571-اخرجه البخاري في النكاح، باب ما يتقى من شوم المراة (الحديث 5093)، و في الطب، باب (لا عدوى) (الحديث 5772) . و اخرجه مسلم في السلام باب الطيرة و الفال و ما يكون فيه من الشوم (الحديث 115 و 116 و 118) . و اخرجه ابو داؤد في الطب، باب في الطيرة (الحديث 3922) . و اخرجه الترمذي في الادب، باب ما جاء في الشوم (الحديث 2824) . و اخرجه النسائي في عشرة النساء من الكبرى، شوم المراة (الحديث 393)، و ذكر الاختلاف على يونس فيه (الحديث 394 و 395 و 396 و 397 و 398 و 402) . تحفة الاشراف (6699) .

3572-اخرجه مسلم في السلام، باب الطيرة و الفال و ما يكون فيه من الشوم (الحديث 120) . تحفة الاشراف (2824) .

3573-اخرجه البخاري في الجهاد، باب الخيل معقود في نواصيها الخير الى يوم القيامة (الحديث 2851)، و في المناقب، باب 28 . (الحديث 3645) . و اخرجه مسلم في الامارة، باب الخيل في نواصيها الخير الى يوم القيام (الحديث 100) . تحفة الاشراف (1695) .

3574-اخرجه مسلم في الامارة، باب الخيل في نواصيها الخير الى يوم القيامة (الحديث 97) . تحفة الاشراف (3238) .

اَبِیْ زُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ جَرِیْرٍ عَنْ جَرِیْرٍ قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَفْتِلُ نَاصِیَةَ فَرَسٍ بَیْنَ اُصْبُعَیْهِ وَیَقُوْلُ "اَلْخَیْلُ مَعْقُوْدٌ فِیْ نَوَاصِیْهَا الْخَیْرُ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ الْاَجْرُ وَالْغَنِیْمَةُ" .

☆☆ حضرت جریر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھوڑے کی پیشانی کے بالوں کو اپنی دو انگلیوں کے ذریعے گوندھ رہے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرما رہے تھے:

''گھوڑوں کی پیشانیوں میں قیامت تک کے لیے بھلائی رکھ دی گئی ہے اور اجر اور غنیمت بھی رکھے گئے ہیں''۔

3575 - اَخْبَرَنَا قُتَیْبَةُ بْنُ سَعِیْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّیْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اَلْخَیْلُ فِیْ نَوَاصِیْهَا الْخَیْرُ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''گھوڑوں کی پیشانی میں قیامت کے دن تک بھلائی رکھ دی گئی ہے''۔

3576 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ اَبُوْ کُرَیْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اِدْرِیْسَ عَنْ حُصَیْنٍ عَنْ عَامِرٍ عَنْ عُرْوَةَ الْبَارِقِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ "اَلْخَیْلُ مَعْقُوْدٌ فِیْ نَوَاصِیْهَا الْخَیْرُ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ" .

☆☆ حضرت عروہ بارقی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''گھوڑوں کی پیشانیوں میں قیامت کے دن تک بھلائی رکھ دی گئی ہے''۔

3577 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عَدِیٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ حُصَیْنٍ عَنِ الشَّعْبِیِّ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ اَبِی الْجَعْدِ اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ "اَلْخَیْلُ مَعْقُوْدٌ فِیْ نَوَاصِیْهَا الْخَیْرُ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ الْاَجْرُ وَالْمَغْنَمُ" .

☆☆ حضرت عروہ بن ابوجعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

''گھوڑوں کی پیشانیوں میں: قیامت کے دن تک کے لیے بھلائی رکھ دی گئی ہے اور اجر اور غنیمت بھی (رکھے گئے ہیں)''۔

3578 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِیٍّ قَالَ اَنْبَاَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِی السَّفَرِ

3575-اخرجه مسلم في الامارة، باب الخيل في نواصيها الخير الى يوم القيامة (الحديث 96م) . و اخرجه ابن ماجه في الجهاد باب ارتباط الخيل في سبيل الله (الحديث 2787) . تحفة الاشراف (8287) .

3576-اخرجه البخاري في الجهاد، باب الخيل معقود في نواصيها الخير الى يوم القيامة (الحديث 2850)، و باب الجهاد ماض مع البر و الفاجر (الحديث 2852)، و في فرض الخمس، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم (احلت لكم الغنائم) (الحديث 3119)، و في المناقب، باب 28 . (الحديث 3643) . و اخرجه مسلم في الامارة، باب الخيل في نواصيها الخير الى يوم القيامة (الحديث 98 و 99) . و اخرجه الترمذي في الجهاد، باب ما جاء في فضل الخيل (الحديث 1694) . و اخرجه النسائي في الخيل، باب فتل ناصية الفرس (الحديث 3577 و 3578 و 3579) . و اخرجه ابن ماجه في التجارات، باب اتخاذ الماشية (الحديث 2305)، و في الجهاد، باب ارتباط الخيل في سبيل الله (الحديث 2786) . تحفة الاشراف (9897) .

3577-تقدم في الخيل، باب فتل ناصية الفرس (الحديث 3576) .

3578-تقدم في الخيل، باب فتل ناصية الفرس (الحديث 3576) .

عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عُرْوَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "الْخَيْلُ مَعْقُوْدٌ فِيْ نَوَاصِيْهَا الْخَيْرُ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ الْاَجْرُ وَالْمَغْنَمُ".

★★ حضرت عروہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

''گھوڑوں کی پیشانیوں میں' قیامت کے دن تک کے لیے بھلائی رکھ دی گئی ہے اور اجر اور غنیمت بھی رکھے گئے ہیں''۔

3579 – اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ اَنْبَاَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَخْبَرَنِيْ حُصَيْنٌ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِي السَّفَرِ اَنَّهُمَا سَمِعَا الشَّعْبِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ اَبِي الْجَعْدِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "الْخَيْلُ مَعْقُوْدٌ فِيْ نَوَاصِيْهَا الْخَيْرُ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ الْاَجْرُ وَالْمَغْنَمُ".

★★ حضرت عروہ بن ابوجعد بارقی رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''گھوڑوں کی پیشانیوں میں' قیامت کے دن تک بھلائی رکھ دی گئی ہے اور اجر اور غنیمت بھی رکھے گئے ہیں''۔

باب تَاْدِيْبِ الرَّجُلِ فَرَسَهُ.

یہ باب ہے کہ آدمی کا اپنے گھوڑے کی تربیت کرنا

3580 – اَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ بْنِ مُجَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ بْنِ جَابِرٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ سَلَّامٍ الدِّمَشْقِيُّ عَنْ خَالِدِ بْنِ يَزِيْدَ الْجُهَنِيِّ قَالَ كَانَ عُقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ يَمُرُّ بِيْ فَيَقُوْلُ يَا خَالِدُ اخْرُجْ بِنَا نَرْمِيْ. فَلَمَّا كَانَ ذَاتَ يَوْمٍ اَبْطَاْتُ عَنْهُ فَقَالَ يَا خَالِدُ تَعَالَ اُخْبِرْكَ بِمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَتَيْتُهُ فَقَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ بِالسَّهْمِ الْوَاحِدِ ثَلَاثَةَ نَفَرٍ الْجَنَّةَ صَانِعَهُ يَحْتَسِبُ فِيْ صُنْعِهِ الْخَيْرَ وَالرَّامِيَ بِهِ وَمُنَبِّلَهُ وَارْمُوْا وَارْكَبُوْا وَاَنْ تَرْمُوْا اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ تَرْكَبُوْا وَلَيْسَ اللَّهْوُ اِلَّا فِيْ ثَلَاثَةٍ تَاْدِيْبِ الرَّجُلِ فَرَسَهُ وَمُلَاعَبَتِهِ امْرَاَتَهُ وَرَمْيِهِ بِقَوْسِهِ وَنَبْلِهِ وَمَنْ تَرَكَ الرَّمْيَ بَعْدَ مَا عَلِمَهُ رَغْبَةً عَنْهُ فَاِنَّهَا نِعْمَةٌ كَفَرَهَا". اَوْ قَالَ "كَفَرَ بِهَا".

★★ خالد بن یزید جہنی بیان کرتے ہیں: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ میرے پاس سے گزرے' تو انہوں نے فرمایا: اے خالد! تم میرے ساتھ آؤ' تاکہ ہم اکٹھے تیر اندازی کریں۔ ایک دن میں نے ان کے ساتھ جانے میں تاخیر کر دی' پھر انہوں نے فرمایا: اے خالد! آؤ! میں تمہیں اس بارے میں وہ بات بتاتا ہوں' جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمائی ہے' میں ان کے پاس آ گیا تو انہوں نے بتایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''اللہ تعالیٰ ایک تیر کی وجہ سے' تین آدمیوں کو جنت میں داخل کرے گا' ایک اُسے بنانے والا' جو اُسے بنانے میں ثواب کا

3579-تقدم في الخيل، باب فتل ناصية الفرس (الحديث 3576) .

3580-اخرجه ابو داؤد في الجهاد، باب في الرمي (الحديث 2513) . والحديث عند: النسائي في الجهاد، ثواب من رمى بسهم في سبيل الله عزوجل (الحديث 3146) . تحفة الاشراف (9922) .

اُمید وار ہو دوسرا اُسے پھینکنے والا اور تیسرا اُسے پکڑانے والا"۔ (نبی اکرم ﷺ نے یہ بھی فرمایا ہے:)

"تم لوگ تیر اندازی کرو اور سواری کیا کرو اور تمہارا تیر اندازی کرنا میرے نزدیک تمہارے سواری کرنے سے زیادہ پسندیدہ ہے اور کھیل کو صرف تین چیزوں میں ہو سکتی ہے جب آدمی اپنے گھوڑے کی تربیت کر رہا ہو یا جب آدمی اپنی بیوی کے ساتھ دل لگی کر رہا ہو اور یہ کہ آدمی اپنی کمان اور تیر کے ذریعے تیر اندازی کرے جو شخص تیر اندازی سیکھنے کے بعد اس سے منہ موڑتے ہوئے اسے چھوڑ دے تو وہ شخص نعمت کا انکار کرے گا (یہاں ایک لفظ کے بارے میں راوی کو شک ہے)"۔

باب دَعْوَةِ الْخَيْلِ .

یہ باب گھوڑے کی دعا کے بیان میں ہے

3581 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ اَنْبَانَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيْدِ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ يَزِيْدُ بْنُ اَبِيْ حَبِيْبٍ عَنْ سُوَيْدِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ حُدَيْجٍ عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَا مِنْ فَرَسٍ عَرَبِيٍّ اِلَّا يُؤْذَنُ لَهٗ عِنْدَ كُلِّ سَحَرٍ بِدَعْوَتَيْنِ اللّٰهُمَّ خَوَّلْتَنِيْ مَنْ خَوَّلْتَنِيْ مِنْ بَنِيْ اٰدَمَ وَجَعَلْتَنِيْ لَهٗ فَاجْعَلْنِيْ اَحَبَّ اَهْلِهٖ وَمَالِهٖ اِلَيْهِ اَوْ مِنْ اَحَبِّ مَالِهٖ وَاَهْلِهٖ اِلَيْهِ" .

☆☆ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

"ہر عربی گھوڑا سحری کے وقت دو دعائیں مانگتا ہے: اے اللہ! تو نے جس انسان کو مجھے عطاء کیا ہے اور مجھے اُسے دے دیا ہے تو مجھے اس شخص کے نزدیک اس کے اہل خانہ اور مال سے زیادہ پسندیدہ بنا دے (یہاں چند الفاظ کے بارے میں راوی کو شک ہے لیکن اس کا مفہوم یہی ہے)"۔

باب التَّشْدِيْدِ فِيْ حَمْلِ الْحَمِيْرِ عَلَى الْخَيْلِ .

یہ باب ہے کہ گدھے کی گھوڑی سے جفتی کرانے کی شدید مذمت

3582 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ حَبِيْبٍ عَنْ اَبِي الْخَيْرِ عَنِ ابْنِ زُرَيْرٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اُهْدِيَتْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَغْلَةٌ فَرَكِبَهَا فَقَالَ عَلِيٌّ لَوْ حَمَلْنَا الْحَمِيْرَ عَلَى الْخَيْلِ لَكَانَتْ لَنَا مِثْلَ هٰذِهٖ . قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِنَّمَا يَفْعَلُ ذٰلِكَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ" .

☆☆ حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں خچر پیش کیا گیا' آپ ﷺ اس پر سوار

3581-انفرد به النسائي . تحفة الإشراف (11979) .

3582-اخرجه ابوداؤد في الجهاد، باب في كراهية الحمر تنزى على الخيل (الحديث 2565) . تحفة الأشراف (10184) .

ہوئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے گزارش کی: اگر ہم گدھے کو گھوڑی پر چھوڑ دیں: تو ہمارے پاس بھی اس طرح کے جانور آ جائیں گے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی:

''یہ عمل وہ لوگ کریں گے جو علم نہیں رکھتے ہیں''۔

شرح

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کا مطلب یہ تھا کہ یہ غیر دانشمندانہ کام تو وہی لوگ کر سکتے ہیں جو یہ نہیں جانتے کہ اس (گھوڑیوں پر گدھے چھوڑنے) سے بہتر گھوڑی پر گھوڑا ہی چھوڑنا ہے کیونکہ جو فوائد گھوڑی سے اس کی نسل پیدا ہونے کی صورت میں حاصل ہوتے ہیں وہ اس کے پیٹ سے خچر پیدا ہونے سے حاصل نہیں ہو سکتے ہیں۔ یا یہ مراد ہے کہ یہ کام وہی نادان کر سکتے ہیں جو شریعت کے احکام سے واقف نہیں ہیں اور ان کو اس چیز کا راستہ نظر نہیں آتا جو ان کے حق میں اولیٰ اور بہتر ہے۔ اس حدیث میں گویا گھوڑی پر گدھا چھوڑنے کی ممانعت مذکور ہے۔ اور یہ ممانعت "نہی کراہت" کے طور پر ہے۔

3583 – اَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ اَبِي جَهْضَمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ فَسَاَلَهُ رَجُلٌ اَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَاُ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ قَالَ لَا . قَالَ فَلَعَلَّهُ كَانَ يَقْرَاُ فِي نَفْسِهِ قَالَ خَمْشًا هٰذِهٖ شَرٌّ مِّنَ الْاُوْلٰى اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْدٌ اَمَرَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى بِاَمْرِهٖ فَبَلَّغَهُ وَاللّٰهِ مَا اخْتَصَّنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَيْءٍ دُوْنَ النَّاسِ اِلَّا بِثَلَاثَةٍ اَمَرَنَا اَنْ نُسْبِغَ الْوُضُوْءَ وَاَنْ لَا نَاْكُلَ الصَّدَقَةَ وَلَا نُنْزِيَ الْحُمُرَ عَلَى الْخَيْلِ .

☆☆ عبداللہ بن عبیداللہ بیان کرتے ہیں: میں ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس موجود تھا، ایک شخص نے ان سے دریافت کیا: کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر اور عصر کی نماز میں تلاوت کی ہے؟ انہوں نے جواب دیا: جی نہیں! اس شخص نے دریافت کیا: ہو سکتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پست آواز میں تلاوت کی ہو؟ تو انہوں نے فرمایا: تمہارے چہرے پر خراشیں پڑ جائیں، یہ تو پہلی سے بھی زیادہ بری بات ہوگئی، کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایسے بندے تھے، جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے حکم کا پابند کیا تھا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان احکام کی تبلیغ کر دی، اللہ کی قسم! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے باقی لوگوں کو چھوڑ کر بطور خاص ہمارے لیے کوئی حکم نہیں دیا ہے، صرف تین چیزیں ایسی ہیں، جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ہدایت کی تھیں (کہ ہم اہتمام کے ساتھ ان کا خیال رکھا کریں) ہم اچھی طرح وضو کیا کریں، ہم زکوٰۃ استعمال نہ کریں اور ہم گدھوں سے گھوڑیوں کی جفتی نہ کروائیں۔

بَاب عَلَفِ الْخَيْلِ .

یہ باب گھوڑے کے چارے کے بیان میں ہے

3584 - قَالَ الْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ حَدَّثَنِيْ طَلْحَةُ بْنُ اَبِيْ سَعِيْدٍ اَنَّ

3583-تقدم في الطهارة، الامر باسباغ الوضوء (الحديث 141) .

3584-اخرجه البخاري في الجهاد، باب من احتبس فرساً في سبيل الله (الحديث 2853) . تحفة الاشراف (1296) .

سَعِيْدًا الْمَقْبُرِيَّ حَدَّثَهُ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنِ احْتَبَسَ فَرَسًا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ اِيْمَانًا بِاللّٰهِ وَتَصْدِيْقًا لِوَعْدِ اللّٰهِ كَانَ شِبَعُهُ وَرِيُّهُ وَبَوْلُهُ وَرَوْثُهُ حَسَنَاتٍ فِي مِيْزَانِهِ" .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''جو شخص اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کے وعدے کی تصدیق کرتے ہوئے کسی گھوڑے کو اللہ کی راہ میں تیار کرتا ہے تو اس گھوڑے کا چارا کھانا' اس کا کچھ پینا' اس کا پیشاب کرنا اور گوبر کرنا اس شخص کے نامۂ اعمال میں نیکیوں کے طور پر (شمار ہوگا)''۔

باب غَايَةِ السَّبَقِ لِلَّتِي لَمْ تُضْمَرْ .

یہ باب ہے کہ جو گھوڑے سکھائے ہوئے نہ ہوں' ان کے مقابلے کی آخری حد

3585 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَابَقَ بَيْنَ الْخَيْلِ يُرْسِلُهَا مِنَ الْحَفْيَاءِ وَكَانَ اَمَدُهَا ثَنِيَّةَ الْوَدَاعِ وَسَابَقَ بَيْنَ الْخَيْلِ الَّتِي لَمْ تُضْمَرْ وَكَانَ اَمَدُهَا مِنَ الثَّنِيَّةِ اِلَى مَسْجِدِ بَنِي زُرَيْقٍ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے گھوڑوں کے درمیان دوڑ لگوائی تھی' وہ حفیہ سے دوڑے تھے اور ان کی آخری حد' ثنیۃ الوداع تھی' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان گھوڑوں کے درمیان بھی دوڑ لگوائی تھی' جنہیں سدھایا نہیں گیا تھا' ان کا فاصلہ ثنیۃ الوداع سے لے کر مسجد بنو زریق تک تھا۔

باب اِضْمَارِ الْخَيْلِ لِلسَّبَقِ .

یہ باب ہے کہ گھوڑے کو مقابلے میں حصہ لینے کے لیے سدھانا

3586 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَابَقَ بَيْنَ الْخَيْلِ الَّتِي قَدْ اُضْمِرَتْ مِنَ الْحَفْيَاءِ وَكَانَ اَمَدُهَا ثَنِيَّةَ الْوَدَاعِ وَسَابَقَ بَيْنَ الْخَيْلِ الَّتِي لَمْ تُضْمَرْ مِنَ الثَّنِيَّةِ اِلَى مَسْجِدِ بَنِي زُرَيْقٍ وَاَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ كَانَ مِمَّنْ سَابَقَ بِهَا .

3585-اخرجه البخاري في الجهاد، باب اضمار الخيل للسبق (الحديث 2869) مختصراً . و في الاعتصام بالكتاب و السنة، باب ما ذكر النبي صلى الله عليه وسلم و حض على اتفاق اهل العلم و ما اجتمع عليه الحرمان مكة و المدينة و ما كان بهما من مشاهد النبي صلى الله عليه وسلم و المهاجرين و الانصار و مصلى النبي صلى الله عليه وسلم و المنبر و القبر (الحديث 7336) . و اخرجه مسلم في الامارة، باب المسابقة بين الخيل و تضميرها (الحديث 95م) . تحفة الاشراف (8280) .

3586-اخرجه البخاري في الصلاة، باب هل يقال مسجد بني فلان (الحديث 420) . و اخرجه مسلم في الامارة، باب المسابقة بين الخيل و تضميرها (الحديث 95) . واخرجه ابو داؤد في الجهاد، باب في السبق (الحديث 2575) . تحفة الاشراف (8340) .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سدھائے ہوئے گھوڑوں کے درمیان حفیہ سے لے کر ثنیۃ الوداع تک، اور غیر سدھائے ہوئے گھوڑوں کے درمیان ثنیۃ الوداع سے لے کر مسجد بنوزریق تک مقابلہ کروایا تھا۔
حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بھی مقابلے میں حصہ لینے والوں میں شامل تھے۔

باب السَّبَقِ .

یہ باب (گھڑدوڑ کا) مقابلہ کروانے کے بیان میں ہے

3587 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنِ ابْنِ اَبِیْ ذِئْبٍ عَنْ نَافِعِ بْنِ اَبِیْ نَافِعٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا سَبَقَ اِلَّا فِیْ نَصْلٍ اَوْ حَافِرٍ اَوْ خُفٍّ" .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:
''مقابلہ صرف تیراندازی میں' گھوڑوں کی دوڑ میں اور اونٹوں کی دوڑ میں ہوسکتا ہے''۔

3588 - اَخْبَرَنَا سَعِيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَبُوْ عُبَيْدِ اللّٰهِ الْمَخْزُوْمِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ اَبِیْ ذِئْبٍ عَنْ نَافِعِ بْنِ اَبِیْ نَافِعٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا سَبَقَ اِلَّا فِیْ نَصْلٍ اَوْ خُفٍّ اَوْ حَافِرٍ" .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:
''مقابلہ صرف تیراندازی میں' اونٹوں کی دوڑ میں، یا گھوڑوں کی دوڑ میں ہوسکتا ہے''۔

3589 - اَخْبَرَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ يَعْقُوْبَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ مَرْيَمَ قَالَ اَنْبَاَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ اَبِیْ جَعْفَرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰهِ مَوْلَى الْجُنْدَعِيِّيْنَ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَا يَحِلُّ سَبَقٌ اِلَّا عَلٰى خُفٍّ اَوْ حَافِرٍ .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مقابلہ صرف اونٹوں کی دوڑ میں یا گھوڑوں کی دوڑ میں ہوسکتا ہے۔

3590 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى عَنْ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاقَةٌ تُسَمَّى الْعَضْبَاءَ لَا تُسْبَقُ فَجَاءَ اَعْرَابِیٌّ عَلٰى قَعُوْدٍ فَسَبَقَهَا فَشَقَّ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ فَلَمَّا رَاٰى مَا فِیْ وُجُوْهِهِمْ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ سُبِقَتِ الْعَضْبَاءُ . قَالَ "اِنَّ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ اَنْ لَا يَرْتَفِعَ مِنَ الدُّنْيَا شَیْءٌ اِلَّا وَضَعَهُ" .

3587-اخرجه ابوداؤد في الجهاد، باب في السبق (الحديث 2574) و اخرجه الترمذي في الجهاد، باب ما جاء في الرهان و السبق (الحديث 1700) واخرجه النسائي في الخيل، باب السبق (الحديث 3588) . تحفة الاشراف (14638) .

3588-تقدم (الحديث 3587) .

3589-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (15447) .

3590-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (641) .

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک اونٹنی تھی، جس کا نام عضباء تھا' مقابلے میں اس سے آگے نہیں نکلا جاسکتا تھا' ایک مرتبہ ایک دیہاتی اپنے اونٹ پر سوار ہو کر آیا، تو اس کا اونٹ اس اونٹنی سے آگے نکل گیا' مسلمانوں کو یہ بات بہت بُری لگی' جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کے چہرے کے تاثرات دیکھے (تو اس کی وجہ دریافت کی) انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! عضباء پیچھے رہ گئی ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ پر یہ بات لازم ہے کہ وہ دنیا میں جس کو سربلندی عطا کرتا ہے' اُسے پست بھی کر دے''۔

3591 - اَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ اَبِى الْحَكَمِ - مَوْلٰى لِبَنِىْ لَيْثٍ - عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا سَبَقَ اِلَّا فِىْ خُفٍّ اَوْ حَافِرٍ" .

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''مقابلہ صرف اونٹوں کی دوڑ میں اور گھوڑوں کی دوڑ میں ہو سکتا ہے''۔

بابُ الْجَلَبِ .

یہ باب جلب کے بیان میں ہے

3592 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بَزِيعٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ - وَهُوَ ابْنُ زُرَيْعٍ - قَالَ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا جَلَبَ وَلَا جَنَبَ وَلَا شِغَارَ فِى الْاِسْلَامِ وَمَنِ انْتَهَبَ نُهْبَةً فَلَيْسَ مِنَّا" .

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''اسلام میں جب' جلب اور شغار کی کوئی حیثیت نہیں ہے' جو شخص کسی کا مال زبردستی چھین لیتا ہے' اس کا ہم سے کوئی تعلق نہیں ہے''۔

بابُ الْجَنَبِ .

یہ باب جب کے بیان میں ہے

3593 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِىْ قَزَعَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا جَلَبَ وَلَا جَنَبَ وَلَا شِغَارَ فِى الْاِسْلَامِ" .

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

3591-اخرجه ابن ماجه في الجهاد، باب السبق و الرهان (الحديث 2878) . تحفة الاشراف (14877) .

3592-تقدم (الحديث 3335) .

3593-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (10817) .

''اسلام میں جلب' جنب اور شغار کی کوئی حیثیت نہیں ہے''۔

جلب اور جنب کے مفہوم کا بیان

جلب اور جنب "یہ ہے کہ زکوۃ وصول کرنے والا زکوۃ دینے والوں کی قیام گاہوں سے کہیں دور ٹھہرے اور ان کو یہ حکم دے کہ وہ اپنی زکوۃ کا مال جیسے مویشی لے کر یہاں آ جائیں۔ اور "جنب" یہ ہے کہ زکوۃ دینے والے اپنے زکوۃ کے مال جیسے مویشیوں کو لے کر اپنی قیامگاہوں سے کہیں دور چلے جائیں اور زکوۃ وصول کرنے والے کو اس مشقت میں مبتلا کریں کہ وہ ان کے پاس پہنچ کر زکوۃ وصول کرے۔ لہٰذا یہ دونوں ہی ممنوع و مکروہ ہیں۔ گھوڑ دوڑ میں "جلب" یہ ہے کہ گھوڑ دوڑ میں شریک ہونے والا کوئی سوار کسی دوسرے شخص کو اس مقصد سے اپنے گھوڑے کے پیچھے لگا لے کہ وہ اس کے گھوڑے کو ڈانٹتا اور جھڑکتا رہے تا کہ وہ آگے بڑھ جائے۔ اور "جنب" یہ ہے کہ اپنے گھوڑے کے پہلو بہ پہلو ایک دوسرا گھوڑا رکھے تا کہ جب سواری کا گھوڑا تھک جائے تو اس گھوڑے پر سوار ہو جائے، یہ دونوں باتیں بھی ممنوع ہیں۔

3594 - اَخْبَرَنِیْ عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِیْدِ بْنِ کَثِیْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا بَقِیَّةُ بْنُ الْوَلِیْدِ قَالَ حَدَّثَنِیْ شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنِیْ حُمَیْدٌ الطَّوِیْلُ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ قَالَ سَابَقَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَعْرَابِیٌّ فَسَبَقَهُ فَکَاَنَّ اَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَجَدُوْا فِیْ اَنْفُسِهِمْ مِنْ ذٰلِکَ فَقِیْلَ لَهٗ فِیْ ذٰلِکَ فَقَالَ "حَقٌّ عَلَی اللّٰهِ اَنْ لَا یَرْفَعَ شَیْءٌ نَفْسَهٗ فِی الدُّنْیَا اِلَّا وَضَعَهُ اللّٰهُ" ۔

★★ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک دیہاتی نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اونٹ کی دوڑ کا مقابلہ کیا، تو وہ آپ سے آگے نکل گیا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو اس سے بہت افسوس ہوا' اس بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کوئی گزارش کی گئی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ پر یہ بات لازم ہے کہ وہ دنیا میں جسے سربلندی عطا کرے' اللہ تعالیٰ اسے پست بھی کر دے''۔

باب سُهْمَانِ الْخَیْلِ ۔

یہ باب گھوڑوں کے حصوں کے بیان میں ہے

3595 - قَالَ الْحَارِثُ بْنُ مِسْکِیْنٍ قِرَاءَةً عَلَیْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ سَعِیْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ یَحْیَی بْنِ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَیْرِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّهٗ کَانَ یَقُوْلُ ضَرَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَامَ خَیْبَرَ لِلزُّبَیْرِ بْنِ الْعَوَّامِ اَرْبَعَةَ اَسْهُمٍ سَهْمًا لِلزُّبَیْرِ وَسَهْمًا لِذِی الْقُرْبٰی لِصَفِیَّةَ بِنْتِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اُمِّ الزُّبَیْرِ وَسَهْمَیْنِ لِلْفَرَسِ ۔

★★ یحییٰ بن عباس اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ خیبر کے موقع پر حضرت زبیر بن

3594-الفرد به النسائي . تحفة الاشراف (696) .

3595-الفرد به النسائي . تحفة الاشراف (5291) .

عوام رضی اللہ عنہ کو چار حصے عطاء کیے تھے ایک حصہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کا تھا' ایک حصہ ان کے ذوی القربیٰ ہونے کا تھا' کیونکہ (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی) سیدہ صفیہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ عنہا حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی والدہ تھیں' جبکہ دو حصے ان کے گھوڑے کے تھے۔

مال غنیمت میں گھوڑے کا ایک حصہ ہونے کا بیان

اور صرف گھوڑے کو ایک ہی حصہ دیا جائے گا، امام ابو یوسف فرمایا کہ دو گھوڑوں کو حصہ دیا جائے گا اس لیے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق مروی ہے کہ آپ نے دو گھوڑوں کو حصہ دیا ہے۔ اور اس لیے کہ ایک گھوڑا بھی تھک جاتا ہے لہٰذا دوسرے کی ضرورت پڑتی ہے۔ حضرات طرفین کی دلیل یہ ہے کہ حضرت براء بن اس دو گھوڑے لے گئے تھے مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں صرف ایک گھوڑے کا حصہ دیا تھا۔ اور اس لیے کہ ان واحد میں دو گھوڑوں سے جنگ ثابت نہیں ہوتا، لہٰذا ان دونوں پر جنگ کرنا استحقاق غنیمت کا ظاہری سبب نہیں ہوگا، اس لیے ایک ہی گھوڑے کا حصہ دیا جائے گا، اسی لیے تین گھوڑوں کو حصہ نہیں دیا جاتا۔ اور حضرت امام ابو یوسف کی روایت کردہ حدیث وہ زائد (بطور نفل) انعام دینے پر محمول ہے جس طرح حضرت سلمہ بن الاکوع کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو حصے دیئے تھے حالانکہ وہ راجل تھے۔

اور عجمی اور خالص عربی دونوں گھوڑے برابر ہیں، کیونکہ کتاب اللہ میں خوف زدہ کرنا جنس خیل کی طرف منسوب کیا گیا ہے ارشاد ربانی ہے اور گھوڑوں کو تیار رکھو جس کے ذریعے اللہ کے دشمنوں اور اپنے دشمنوں کو خوف زدہ کیا کرو اور لفظ خیل یکساں طور پر عجمی، عربی، ہجین اور مقرف پر بولا جاتا ہے اور اس لیے کہ عربی گھوڑا اگر دشمن کا پیچھا کرنے یا خود چھڑنے میں اقویٰ ہوتا ہے تو عجمی گھوڑا بہت زیادہ صابر ہوتا ہے اور اسے گھمانا آسان ہوتا ہے، لہٰذا ان میں سے ہر ایک میں معتبر منفعت ہے اس لیے دونوں گھوڑے حکم میں برابر ہوں گے۔ (ہدایہ اولین، کتاب السیر، لاہور)

سامان حرب زیادہ ہونے کے سبب حصہ میں زیادتی کا بیان

مال غنیمت میں سے گھڑسوار کو پیادہ کے مقابلہ میں کتنا حصہ ملے گا؟ اس مسئلہ میں امام ابو یوسف اپنی رائے کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

یضرب للفارس منهم ثلاث اسهم: سهمان للفرس، وسهم له، وللرجل سهم علی ما جاء فی الاحادیث والآثار۔

گھڑسوار کو تین حصے ملیں گے: دو اس کے گھوڑے کے لیے اور ایک اس کے لیے، جبکہ پیادہ کو ایک حصہ ملے گا، اس لیے کہ احادیث و آثار میں اسی طرح مذکور ہے۔ پھر آپ نے ان احادیث و آثار کو ذکر بھی کیا ہے۔ ان میں سے ایک روایت یہ بھی ہے:

قال ابو یوسف: حدثنا الحسن بن علی بن عمار عن الحکم بن عتیب عن مقسم عن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنهما ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قسم غنائم بدر للفارس سهمان وللرجل سهم۔

امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ فرمایا کرتے تھے: آدمی کے لیے ایک حصہ ہے اور گھوڑے کے لیے بھی ایک حصہ۔ نیز وہ کہتے تھے کہ میں ایک جانور کو ایک مسلمان آدمی سے افضل قرار نہیں دے سکتا۔ اپنی دلیل کے طور پر وہ یہ حدیث بیان کرتے تھے جو بروایت زکریا بن حارث، بروایت منذر بن ابوخمیصہ ہمدانی ہم سے بیان کی گئی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ایک عامل نے شام کے کسی علاقہ میں سوار کو ایک حصہ اور پیادہ کو ایک حصہ دیا۔ یہ بات حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش کی گئی تو آپ نے اسے جائز قرار دیا۔

امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ اسی روایت کی بنیاد پر گھوڑے کے لیے ایک حصہ اور آدمی کے لئے بھی ایک حصہ دینے کے قائل تھے لیکن جن احادیث و آثار میں گھوڑے کے لیے دو حصے اور آدمی کے لیے ایک حصہ مذکور ہے، ان کی تعداد زیادہ ہے اور وہ اس حدیث سے زیادہ مستند ہیں اور عام طور پر اسی مسلک کو اختیار کیا گیا ہے۔ اس کی سبب یہ نہیں کہ جانور کو آدمی پر فضیلت دی جائے، اگر فضیلت کا لحاظ ہوتا تو یہ بھی نامناسب ہوتا کہ گھوڑے کے لیے بھی ایک حصہ ہو اور آدمی کے لیے بھی ایک، کیونکہ یہ شکل بھی ایک جانور اور ایک مسلمان آدمی کو برابری کا درجہ دیتی ہے۔

دراصل اس مسلک کی بنا اس بات پر ہے کہ ایک آدمی کے پاس سامانِ حرب دوسرے پیدل آدمی سے زیادہ ہوتا ہے تقسیم میں اس تفریق کا منشاء یہ ہے کہ لوگوں کو راہ خدا کے لیے گھوڑے تیار رکھنے کی طرف رغبت ہو۔ ظاہر ہے کہ گھوڑے کا حصہ بھی اس کے مالک ہی کو ملتا ہے نہ کہ گھوڑے کو۔ اپنے شیخ سے اختلاف رائے رکھنے کے باوجود آپ اس مسئلہ میں توسع سمجھتے ہیں، اسی لیے آپ نے یہ مسئلہ ذکر کرنے کے بعد خلیفہ وقت کو لکھا ہے کہ امیر المومنین! آپ ان دونوں میں سے جس رائے کو مناسب سمجھیں، اختیار کریں۔ جو پالیسی آپ کو مسلمانوں کے حق میں بہتر اور مفید نظر آئے، اسے اختیار کیجیے کیونکہ اس میں آپ کے لیے کافی گنجائش ہے، ان شاء اللہ۔

لیکن آپ کا اپنا رجحان یہی ہے کہ گھڑسوار کو کل تین حصے اور پیادہ کو ایک حصہ ملے گا۔ اسی رائے کو آپ نے اس کتاب میں مشرکوں اور باغیوں سے لڑائی کے ضمن میں واضح طور پر بیان کیا ہے۔

گھڑسوار کے حصوں میں فقہی مذاہب

حضرت نافع، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مال غنیمت تقسیم کرتے وقت گھوڑے کو دو اور آدمی کو ایک حصہ دیا۔ (جامع ترمذی: جلد اول: رقم الحدیث، 1612)

ابن عباس رضی اللہ عنہ، ابن ابی عمر رضی اللہ عنہ، ہم سے روایت ہے کہ محمد بن بشار نے انہوں نے عبدالرحمن بن مہدی سے انہوں نے سلیم بن اخضر سے اسی طرح کی حدیث نقل کی۔ اس باب میں مجمع بن جاریہ، ابن عباس اور ابن ابی عمرہ (سے ان کے والد) سے بھی احادیث منقول ہیں۔ ابن عمر کی حدیث حسن صحیح ہے۔ اکثر صحابہ کرام اور دیگر اہل علم کا اس پر عمل ہے۔ سفیان ثوری،

اوزاعی، مالک بن انس، شافعی، احمد اور اسحاق کا یہی قول ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ گھڑسوار کو تین حصے دیے جائیں ایک اس کا اور دو گھوڑے کے۔ جب کہ پیدل کو ایک حصہ دیا جائے۔ (جامع ترمذی: جلد اول: رقم الحدیث، 1613)

دارالحرب میں داخل ہونے کے بعد گھوڑے کے ہلاک ہونے کا بیان

جو شخص سوار ہو کر دارالحرب میں داخل ہوا پھر اس کا گھوڑا ہلاک ہو گیا تو وہ گھوڑ سواروں کے حصے کا مستحق ہوگا اور جو شخص پیدل داخل ہوا پھر اس نے کوئی گھوڑ خریدا تو وہ راجل کے حصے کا مستحق ہوگا اور حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ کے نزدیک دونوں صورتوں میں حکم اس کے برعکس ہے اور دوسری صورت میں ابن المبارک نے بھی امام ابوحنیفہ سے اس کے برعکس روایت کیا ہے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ ہمارے نزدیک سرحد پار کرنے کی حالت کا اعتبار ہے اور حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ کے نزدیک جنگ ختم ہونے کی حالت معتبر ہے۔ حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ کی دلیل یہ ہے کہ استحقاق غنیمت کا سبب قہر اور جنگ ہے، لہٰذا ہر شخص کے حق میں وقت جنگ کی حالت معتبر ہوگی۔ اور اسرحد پار کرنا سبب استحقاق کا ذریعہ ہے جس طرح گھر سے نکلنا۔ اور جنگ پر احکام کو معلق کرنا جنگ پر واقف ہونے کی دلیل ہے۔ اور اگر جنگ پر واقفیت ناممکن ہو تو (اس صورت میں) جنگ میں شریک ہونے پر احکام متعلق ہوں گے، کیونکہ جنگ میں شریک ہونا جنگ کے قریب ہے۔

ہماری دلیل یہ ہے کہ سرحد پار کرنا ہی جنگ ہے، کیونکہ مجاوزت سے دشمن خائف ہو جاتا ہے اور مجاوزت کے بعد والی حالت حالتِ دوام ہے اور اس حالت کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ اور اس لیے کہ جنگ کی حقیقت پر واقف ہونا دشوار ہے نیز میدان جنگ میں شرکت کرنے والوں پر مطلع ہونا بھی ناممکن ہے اس لیے کہ وہ مڈبھیڑ کرنے کی حالت ہے لہٰذا مجاوزت کو جنگ کے قائم مقام قرار دیا جائے گا، کیونکہ مجاوزت ہی جنگ کا ظاہری سبب ہے جبکہ سرحد پار کرنے والا جنگ کے ارادے سے گیا ہو اس لیے ہر مجاہد کے حق میں حالت مجاوت ہی کا اعتبار ہوگا خواہ وہ فارس ہو کر داخل ہوا ہے۔

دارالحرب میں گھوڑا خرید کر جہاد کرنے والے کا حصہ

علامہ علاؤالدین حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ سوار دو چند غنیمت کا اس وقت مستحق ہوگا جب دارالاسلام سے جدا ہونے کے وقت اس کے پاس گھوڑا ہو لہٰذا جو شخص دارالحرب میں بغیر گھوڑے کے آیا اور وہاں گھوڑا خرید لیا تو پیدل کا حصہ پائے گا اور اگر گھوڑا تھا مگر وہاں پہنچ کر مر گیا تو سوار کا حصہ پائے گا اور سوار کے دو چند حصہ پانے کے لیے یہ بھی شرط ہے کہ اس کا گھوڑا مریض نہ ہو اور بڑا ہو یعنی لڑائی کے قابل ہو اور اگر گھوڑا بیمار تھا اور غنیمت سے قبل اچھا ہو گیا تو سوار کا حصہ پائے گا ورنہ نہیں اور اگر بچھیرا تھا اور غنیمت کے قبل جوان ہو گیا تو نہیں اور اگر گھوڑا لے کر چلا مگر سرحد پر پہنچنے سے پہلے کسی نے غصب کر لیا یا کوئی دوسرا شخص اس پر سواری لینے لگا یا گھوڑا بھاگ گیا اور یہ شخص دارالحرب میں پیدل داخل ہوا تو اگر ان صورتوں میں لڑائی سے پہلے اسے وہ گھوڑا مل گیا تو سوار کا حصہ پائے گا ورنہ پیدل کا اور اگر لڑائی سے پہلے یا جنگ کے وقت گھوڑا بیچ ڈالا تو پیدل کا حصہ پائے گا۔ (درمختار، کتاب الجہاد)

جب سوار ہوکر آنے والے نے پیدل جہاد کیا

جب کوئی مجاہد سوار ہوکر داخل ہوا، اور جگہ تنگ ہونے کی سبب سے اس نے پیدل جہاد کیا تو وہ (بالاتفاق) گھوڑ سواروں کے حصے کا مستحق ہوگا۔ اور اگر کوئی سوار ہوکر داخل ہوا پھر اس نے اپنا گھوڑا فروخت کر دیا یا ہبہ کر دیا یا اجرت پر دیدیا یا رہن رکھ دیا تو حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ سے حضرت حسن کی روایت میں وہ شخص فرسان کے حصے کا مستحق ہوگا یہ حکم مجاوزت کا اعتبار کرنے پر مبنی ہے، اور ظاہر الروایہ میں وہ راجل کے حصے کا حق دار ہوگا، کیونکہ ان تصرفات پر اس کا اقدام کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ سرحد پار کرنے سے سوار ہوکر جنگ کرنا اس کا مقصد نہیں تھا۔ اور اگر جنگ کے بعد اس نے گھوڑا فروخت کیا تو (اس کے حق میں) فرسان کا حصہ ساقط نہیں ہوگا۔ اسی طرح جب اس نے جنگ کی حالت میں گھوڑا فروخت کیا تو بھی بعض حضرات کے نزدیک یہی حکم ہے، مگر اصح یہ ہے کہ اس کے لیے سہم الفرسان نہیں ہوگا، کیونکہ فروخت کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ اس کا مقصد گھوڑے کی تجارت کرنا تھا مگر وہ اس کی قیمت بڑھنے کا منتظر تھا۔

مجاہد کے گھوڑے کا غصب ہو جانے کا بیان

علامہ ابن عابدین آفندی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ حب کوئی شخص گھوڑا لے کر چلا مگر سرحد پر پہنچنے سے پہلے کسی نے غصب کر لیا یا کوئی دوسرا شخص اس پر سواری لینے لگا یا گھوڑا بھاگ گیا اور یہ شخص دارالحرب میں پیدل داخل ہوا تو اگر ان صورتوں میں لڑائی سے پہلے اسے وہ گھوڑا مل گیا تو سوار کا حصہ پائے گا ورنہ پیدل کا ا ر اگر لڑائی سے پہلے یا جنگ کے وقت گھوڑا بیچ ڈالا تو پیدل کا حصہ پائے گا۔ (ردمحتار، کتاب الجہاد، بیروت)

كِتَابُ الْإِحْبَاسِ

یہ کتاب وقف کے بیان میں ہے

وقف کی تعریف کا بیان

شیخ نظام الدین حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ وقف کا معنی یہ ہے کہ کسی شے کو اپنی ملک سے خارج کر کے خالص اللہ عزوجل کی ملک کر دینا اسطرح کہ اُسکا نفع بندگانِ خدا میں سے جس کو چاہے ملتا رہے۔ (فتاوی عالمگیری، کتاب الوقف)

اصل چیز روک کر اس سے حاصل ہونے والا نفع خرچ کرنا وقف کہلاتا ہے. اصل سے مراد وہ چیز ہے جو بعینہٖ بچی رہے اور اس کا نفع خرچ کیا جا سکے، مثلاً گھر، اور دوکانیں، اور باغات وغیرہ. اور نفع سے مراد وہ غلہ ہے جو اصل سے حاصل ہو مثلاً پھل اور اجرت اور گھروں میں رہائش وغیرہ کرنا۔

کسی بھی چیز کی اصل کو روک کر رکھنے اور اس میں ہبہ یا وراثت کے تصرف نہ کرنے بلکہ کسی بھی قسم کا تصرف نہ کرنے کو وقف کہا جاتا ہے تا کہ اس چیز کے نفع کو وقف کرنے والے کی ارادہ کے مطابق خیر و بھلائی کے کاموں میں صرف کیا جا سکے۔

شمس الائمہ امام سرخسی علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ غیر کی ملکیت سے مملوک کو روکنا ہے۔ اور اس کا سبب کامیابی حاصل کرنا ہے اور اس کی شرط یہ ہے کہ واقف آزاد، بالغ، عاقل اور اس محل کا غیر منقول ہونا ہے اور اس کا رکن یہ ہے کہ یہ زمین صدقہ کے طور پر مساکین کے لئے وقف ہے۔ (عنایہ شرح الہدایہ، ج۔۸، ص ۴۳۲، بیروت)

وقف کا حکم کا بیان

یہ ایسی نیکی ہے جو اسلام میں مستحب ہے، اس کی دلیل صحیح حدیث میں موجود ہے۔ صحیحین میں عمر رضی اللہ عنہ سے حدیث مروی ہے کہ انہوں نے عرض کی اے اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم مجھے خیبر کا کچھ مال ملا ہے، مجھے اس سے بہتر مال کبھی حاصل نہیں ہوا، آپ اس کے متعلق مجھے کیا حکم دیتے ہیں: تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اگر تم چاہو تو اس کی اصل روکے رکھو اور اسے صدقہ کر دو، لیکن یہ ہے کہ اس اصل کو نہ تو ھبہ کیا جائے گا، اور نہ وہ وراثت بنے گا" تو عمر رضی اللہ عنہ نے اسے فقراء و مساکین اور رشتہ داروں اور اللہ کے راستے، اور مسافروں اور مہمانوں کے لیے وقف کر دیا۔

اور امام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ نے صحیح مسلم میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث روایت کی ہے کہ: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب آدم کا بیٹا فوت ہو جاتا ہے تو اس کے عمل رک جاتے ہیں، صرف تین قسم کے عمل جاری رہتے ہیں: صدقہ جاریہ، یا ایسا

علم جس سے ان کے بعد نفع بھی حاصل کیا جاتا رہے، یا نیک اور صالح اولاد جو اس کے لیے دعا کرتی رہے"

اور جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ: (رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام میں سے کوئی بھی وقف کے علاوہ کسی کی بھی قدرت نہیں رکھتے تھے۔

علامہ قرطبی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں: (بلند و بالا عمارتیں اور خاص مساجد وقف کرنے میں آئمہ کرام کے درمیان کوئی اختلاف نہیں، اس کے علاوہ میں ان کا اختلاف ہے۔

وقف کی شرائط کا بیان

وقف کرنے کے لیے شرط ہے کہ وہ جائز التصرف ہو، یعنی اس کا تصرف کرنا جائز ہو؛ وہ اس طرح کہ وقف کرنے والا شخص بالغ، آزاد، اور عقلمند و سمجھدار ہو، لھذا بچے، بیوقوف، اور غلام کا وقف صحیح نہیں ہوگا۔

وقف دو امور میں سے ایک کے ساتھ ہوگا:

پہلا: وقف پر دلالت کرنے والا قول؛ مثلا وہ یہ کہے کہ: میں نے یہ جگہ وقف کی یا اسے مسجد بنایا۔

دوسرا: انسان کے عرف میں وقف پر دلالت کرنے والا کام: مثلا اس شخص کی طرح جس نے اپنے گھر کو مسجد بنا دیا، اور اس میں لوگوں کو نماز ادا کرنے کی عام اجازت دے دی، یا اس نے اپنی زمین کو قبرستان بنا کر لوگوں کو وہاں دفن کرنے کی اجازت دے دی۔

وقف کے الفاظ کی اقسام

پہلی قسم: صریح الفاظ: مثلا وہ یہ کہے کہ: وقفت (وقف کر دیا) حبست، (میں نے روک لیا) سبلت (میں نے اللہ کی راہ میں خیرات کر دیا) سمیت (میں نے اللہ کے نام دیا) یہ صریح الفاظ ہیں؛ کیونکہ وقف کے علاوہ کسی معنی کا احتمال نہیں؛ لھذا جب ان الفاظ میں سے کوئی لفظ بھی ادا کیا تو اس کے ساتھ کوئی اور معاملہ زیادہ کیے بغیر ہی وقف ہو جائے گا۔

دوسری قسم: کنایہ کے الفاظ: مثلا وہ یہ کہے: تصدقت (میں نے صدقہ کیا) حرمت (میں نے حرام کیا) ابدت (میں نے ہمیشہ کر دیا) یہ کنایہ کے الفاظ ہیں، کیونکہ یہ وقف کے علاوہ دوسرے معنی کا بھی محتمل ہے۔

لھذا جب بھی اس نے ان الفاظ میں سے کوئی لفظ بولا تو اس کے ساتھ وقف کی نیت کی شرط لگائی جائے گی، یا اس کے ساتھ کوئی صریح لفظ بولا جائے گا، یا اس کے ساتھ کنایہ کید دوسرے الفاظ میں سے کئی لفظ۔

صریح الفاظ کے ساتھ ملا کر بولنے کی مثال یہ ہے کہ مثلا وہ اس طرح کہے:

تصدقت بكذا صدقة موقوفة او محبسة او مسبلة اور مؤبدة (میں نے وقف صدقہ کیا، یا روکا ہوا یا خیرات کیا ہوا، یا ہمیشہ کے لیے

اور کنایہ کا لفظ وقف کے حکم کے ساتھ ملانے کی مثال یہ ہے کہ وہ اس طرح کہے: تصدقت بكذا صدقة لا تباع و لا تورث۔ میں نے ایسا صدقہ کیا جو نہ تو فروخت ہو سکتا ہے اور نہ ہی وراثت بن سکتا ہے۔

وقف صحیح ہونے کی شرائط کا بیان

اول: جس طرح بیان کیا جا چکا ہے کہ وقف کرنے والا تصرف کرنے کا اہل اور مجاز ہو۔

دوم: وقف کی جانے والی چیز ایسی ہو جس کا فائدہ مستقل طور پر اٹھایا جائے، اور اس کی اصل باقی رہے؛ لھذا ایسی چیز وقف کرنی صحیح نہیں جو فائدہ حاصل کرنے کے بعد باقی نہ رہے، مثلا کھانا، اور غلہ وغیرہ

سوم: وقف کی جانے والی چیز معین ہو؛ لھذا غیر معین چیز وقف کرنا صحیح نہیں ہوگا، جس طرح کوئی یہ کہے: میں نے اپنے غلاموں اور عمارتوں میں سے کوئی غلام اور گھر وقف کیا۔

چہارم: وقف نیکی پر ہو؛ کیونکہ وقف کا مقصد اللہ تعالی کا قرب حاصل کرنا ہے؛ مثلا مساجد اور عمارتیں، اور رہائش گاہیں، اور کنویں اور نل وغیرہ، علمی کتب، مشکیں، لھذا نیکی کے علاوہ کسی اور کام کے لیے وقف کرنا صحیح نہیں؛ مثلا کفار کی عبادت گاہوں کے لیے وقف کرنا، اور ملحدوں زندیق اور بے دین لوگوں کی کتابیں، اور درباروں کی روشنی یا اسے تعمیر کرنے کے لیے وقف کرنا، اور کیونکہ یہ سب کچھ معصیت و شرک اور کفر میں معاونت ہے۔

پنجم: وقف کے صحیح ہونے میں شرط ہے کہ اگر معین چیز ہو تو اس معین چیز کی ملکیت کا ثبوت ہونا شرط ہے، کیونکہ وقف ملکیت ہوتی ہے، لھذا جو مالک ہی نہیں اس پر وقف صحیح نہیں، مثلا میت اور جانور۔

ششم: وقف صحیح ہونے میں شرط یہ ہے کہ: وقف پورا ہو، لھذا معلق اور مؤقت وقف کرنا جائز نہیں، لیکن اگر کوئی اپنی موت کے ساتھ وقف معلق کرتا ہے تو یہ جائز ہوگا۔

مثلا وہ یہ کہے: جب میں مر جاؤں تو میرا گھر فقراء پر وقف ہے۔ اس کی دلیل ابوداود کی مندرجہ ذیل حدیث ہے: عمر رضی اللہ عنہ نے وصیت کی کہ اگر انہیں کوئی حادثہ پیش آ جائے تو ان کی ثمغ نامی زمین صدقہ ہے۔ اور یہ مشہور ہو گیا اور کسی نے بھی اس پر انکار نہیں کیا، تو یہ اجماع تھا، اور موت پر معلق وقف مال کے ثلث میں سے ہونا چاہیے، کیونکہ یہ وصیت کے حکم میں ہوگا۔

اور وقف کے احکام میں یہ شامل ہے کہ: وقف کرنے والے کی شرط کے مطابق اس وقف میں کام کرنا واجب ہے، لیکن اگر شریعت کے مخالف ہو تو پھر نہیں، بلکہ اسے نیکی کے کام میں صرف کیا جائے گا، اس لیے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: "مسلمان اپنی شروط پر قائم رہتے ہیں، لیکن ایسی شرط جو حرام کو حلال، یا حلال کو حرام کر دے" (یعنی اس پر عمل نہیں ہوگا)

اور اس لیے بھی کہ عمر رضی اللہ عنہ نے وقف کیا اور اس کے لیے شرط بھی رکھی، اور اگر اس کی شرط پر عمل کرنا واجب نہ ہو تو اس میں کوئی فائدہ ہی نہیں، اور اگر اس میں اس نے مقدار یا مستحقین میں سے کسی کو کسی ایک یا سب پر مقدم رکھنے کی شرط رکھی، یا مستحق میں کسی وصف کے معتبر ہونے کی شرط لگائی، یا کسی وصف کے نہ ہونے کی شرط لگائی، یا وقف پر نگرانی کی شرط رکھی، یا اس کے علاوہ تو جب تک وہ شرط کتاب و سنت کے خلاف نہ ہو اس شرط پر عمل کیا جائے گا۔ اور اگر وہ کوئی شرط نہ رکھے تو پھر مالدار اور فقیر مرد و عورت، سب وقف کی گئی چیز میں برابر ہونگے۔

اور جب وقف کرنے والا وقف کے نگران کی تعیین نہ کرے، یا اس نے کسی شخص کو متعین کیا اور مر گیا، تو معین ہونے کی صورت میں نگرانی ہوگی، اور اگر وقف کسی ادارے وغیرہ پر ہو یعنی مساجد یا ان کے لیے وقف ہو جن کا شمار ممکن نہ ہو مثلا مساکین، تو پھر نگرانی حاکم وقت خود کرے گا، یا جس کو وہ مقرر کرے۔

نگران کو اللہ تعالیٰ کا ڈر اور تقویٰ اختیار کرتے ہوئے وقف کی نگرانی اچھے اور احسن انداز میں کرنی چاہیے کیونکہ یہ اس کے ذمہ امانت ہے۔

اور جب وہ اپنی اولاد پر وقف کرے تو اس کے مستحقات میں مرد و عورت سب برابر ہونگے، کیونکہ یہ ان سب میں مشترکہ ہے، اور شراکت کا اطلاق استحقاق میں برابری کا متقاضی ہے؛ جس طرح اگر اس نے ان کے لیے کوئی چیز مقرر کر دی تو وہ ان کے درمیان برابر ہوگی؛ تو اسی طرح جب اس نے ان پر کوئی چیز وقف کی، پھر اس کی صلبی اولاد کے بعد وقف ان کے بیٹوں کی اولاد پوتے پوتیوں میں منتقل ہو جائے گا، نہ کہ بیٹی کی اولاد میں، کیونکہ وہ تو کسی اور آدمی کی اولاد میں سے ہیں، لھذا تو اپنے باپ کی طرف منسوب ہونگے، اور اس لیے بھی کہ وہ مندرجہ ذیل فرمان باری تعالیٰ کے تحت نہیں:

فرمان باری تعالیٰ ہے: (اللہ تعالیٰ تمہیں تمہاری اولاد کے بارہ میں وصیت کرتا ہے)۔

اور کچھ علماء کرام ایسے بھی ہیں جو انہیں لفظ اولاد میں شامل کرنے کی رائے رکھتے ہیں؛ کیونکہ بیٹیاں بھی اولاد ہیں، تو اس طرح طرح اولاد کی اولاد اس کی حقیقی اولاد ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

اور اگر وہ یہ کہے: میرے بیٹوں پر وقف ہے، یا فلاں کے بیٹوں پر، وقف کو ان کے صرف مردوں کے خاص کر دیا؛ کیونکہ لفظ بنین حقیقتا اسی کے وضع کیا گیا ہے۔

فرمان باری تعالیٰ ہے: (کیا اس کی بیٹیاں ہیں اور تمہارے لیے بیٹے)۔

لیکن یہ ہے کہ جن کے لیے وقف کیا گیا ہے اگر وہ قبیلہ ہو؛ مثلا بنو ہاشم، اور بنو تمیم، تو اس میں عورتیں بھی داخل ہونگی؛ کیونکہ قبیلے کا نام مرد و عورت دونوں کو شامل ہے۔

لیکن اگر اس نے جماعت، اور گروہ جن کا شمار ممکن ہو کے لیے وقف کیا؛ تو انہیں عام رکھنا، اور ان میں برابری قائم کرنا واجب ہے، اور اگر ان کا شمار ناممکن ہو مثلا بنو ہاشم، ار بنو تمیم؛ تو پھر انہیں عام رکھنا واجب نہیں؛ کیونکہ یہ ناممکن ہے، اور ان کے بعض افراد پر ہی اقتصار کرنا، اور کچھ کو دوسروں پر فضیلت دینا جائز ہے۔

اور وقف ایسی چیز ہے جو ان معاہدوں میں سے ہے جو صرف قول سے ہی لازم ہو جاتا ہے، جس کا فسخ کرنا جائز نہیں؛ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان: "اس کی فروخت نہیں کی جائے، اور نہ ہبہ ہوگی اور نہ ہی وراثت بنے گی"۔

امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں: اہل علم کے ہاں اس حدیث پر عمل ہے۔

لھذا اس کا فسخ اور ختم کرنا جائز نہیں، کیونکہ یہ ہمیشہ کے لیے ہوتا ہے، اور نہ ہی فروخت کیا جا سکتا ہے، اور نہ ہی آپس میں اسے

نقل کیا جاسکتا ہے، لیکن اگر اس کا فائدہ مکمل طور پر تعطل کا شکار ہو جائے، مثلاً گھر منہدم ہو گیا، اور وقف کی آمدن سے اسے تعمیر کرنا ناممکن ہو، یا زرعی زمین خراب ہو جائے، اور بے آباد ہو جائے، جس کو وادی کے کناروں کے ساتھ آباد کرنا بھی ناممکن ہو، یا وقف کی آمدن میں بھی اتنا کچھ نہ ہو جو اسے آباد کر سکے، تو اس حالت میں ہو جانے والا وقف فروخت دیا جائے گا، اور اس کی قیمت اسی طرح کے وقف میں صرف کی جائے گی؛ کیونکہ یہ وقف کرنے والے کے مقصد کے زیادہ قریب ہے، اور اگر مکمل اس جس طرح کا حصول ناممکن ہو، تو پھر اس سے ملتے جلتے میں صرف کر دیا جائے؛ اور اس کے بدلے میں دوسری چیز صرف خریدنے سے ہی وقف بن جائے گی۔

باب

یہ باب عنوان کے بغیر ہے

3596 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ اَبِىْ اِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ قَالَ مَا تَرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دِيْنَارًا وَّلَا دِرْهَمًا وَّلَا عَبْدًا وَّلَا اَمَةً اِلَّا بَغْلَتَهُ الشَّهْبَاءَ الَّتِىْ كَانَ يَرْكَبُهَا وَسِلَاحَهُ وَاَرْضًا جَعَلَهَا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ . وَقَالَ قُتَيْبَةُ مَرَّةً اُخْرٰى صَدَقَةً .

★★ حضرت عمرو بن حارث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (وراثت میں) کوئی دینار' کوئی درہم' کوئی غلام یا کوئی کنیز نہیں چھوڑے (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وراثت میں) صرف آپ کا خچر شہباء تھا' یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسلحہ تھا' یا ایک زمین تھی، جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کے نام پر وقف کیا ہوا تھا۔

قتیبہ نامی راوی نے ایک مرتبہ لفظ "صدقہ" نقل کیا ہے۔

3597 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنِىْ اَبُوْ اِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ الْحَارِثِ يَقُوْلُ مَا تَرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا بَغْلَتَهُ الْبَيْضَاءَ وَسِلَاحَهُ وَاَرْضًا تَرَكَهَا صَدَقَةً .

★★ حضرت عمرو بن حارث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ترکے میں صرف اپنا سفید خچر' اپنے ہتھیار اور کچھ زمین چھوڑی تھی، جسے آپ نے صدقے کے طور پر چھوڑا تھا۔

3598 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرٍ الْحَنَفِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ بْنُ اَبِىْ اِسْحَاقَ عَنْ اَبِيْهِ

3596-اخرجه البخاري في الشروط، باب الوصايا (الحديث 2739)، و في الجهاد، باب بغلة النبي صلى الله عليه وسلم البيضاء (الحديث 2873) مختصراً، و في فرض الخمس، باب نفقة نساء النبي صلى الله عليه وسلم بعد وفاته (الحديث 3098) مختصراً، و في المغازي، باب مرض النبي صلى الله عليه وسلم و وفاته (الحديث 4461) . واخرجه الترمذي في الشمائل، باب ما جاء في ميراث رسول الله صلى الله عليه وسلم (الحديث 382) مختصراً . و اخرجه النسائي في الاحباس، 1 . (الحديث 3597 و 3598) مختصراً . تحفة الاشراف (10713) .

3597-تقدم (الحديث 3596) .

3598-تقدم (الحديث 3596) .

قَالَ سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ الْحَارِثِ يَقُوْلُ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تَرَكَ اِلَّا بَغْلَتَهُ الشَّهْبَاءَ وَسِلَاحَهُ وَاَرْضًا تَرَكَهَا صَدَقَةً .

★★ حضرت عمرو بن حارث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ بات یاد ہے کہ آپ نے ترکے میں صرف اپنا خچر شہباء اپنے ہتھیار اور ایک زمین چھوڑی تھی جسے آپ نے صدقے کے طور پر چھوڑا تھا۔

باب الْاِحْبَاسِ كَيْفَ يُكْتَبُ الْحُبُسُ وَذِكْرِ الْاِخْتِلَافِ عَلَى ابْنِ عَوْنٍ فِيْ خَبَرِ بْنِ عُمَرَ فِيْهِ .

یہ باب ہے کہ وقف کے احکام وقف کو کس طرح تحریر کیا جائے گا؟

اس بارے میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی نقل کردہ حدیث میں ابن عون سے نقل ہونے والے اختلاف کا تذکرہ

3599 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا اَبُوْ دَاوُدَ الْحَفَرِيُّ عُمَرُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ عُمَرَ قَالَ اَصَبْتُ اَرْضًا مِّنْ اَرْضِ خَيْبَرَ فَاَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ اَصَبْتُ اَرْضًا لَّمْ اُصِبْ مَالًا اَحَبَّ اِلَيَّ وَلَا اَنْفَسَ عِنْدِيْ مِنْهَا . قَالَ "اِنْ شِئْتَ تَصَدَّقْتَ بِهَا" . فَتَصَدَّقَ بِهَا - عَلٰى اَنْ لَّا تُبَاعَ وَلَا تُوْهَبَ - فِي الْفُقَرَاءِ وَذِي الْقُرْبٰى وَالرِّقَابِ وَالضَّيْفِ وَابْنِ السَّبِيْلِ لَا جُنَاحَ عَلٰى مَنْ وَّلِيَهَا اَنْ يَّاْكُلَ بِالْمَعْرُوْفِ غَيْرَ مُتَمَوِّلٍ مَالًا وَّيُطْعِمَ .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما' حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں کہ مجھے خیبر کی زمین میں سے کچھ زمین ملی میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا' میں نے عرض کی: مجھے ایسی زمین ملی ہے کہ اس سے زیادہ پسندیدہ زمین مجھے کبھی نہیں ملی جو میرے نزدیک اس سے زیادہ نفیس ہو۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اگر تم چاہو' تو اُسے صدقہ کر دو' تم اسے اس شرط پر صدقہ کرو کہ اسے فروخت نہیں کیا جائے گا' اسے ہبہ نہیں کیا جائے گا اور یہ غریبوں' قریبی رشتہ داروں' غلاموں' مہمانوں اور مسافروں کے لیے صدقہ ہے' جو شخص اس کا نگران بنتا ہے اس پر کوئی گناہ نہیں ہوگا اگر وہ مناسب طریقے سے خود اس میں سے کچھ کھا لیتا ہے' جبکہ وہ مال جمع کرنے والا نہ ہو اور وہ (اپنے کسی دوست وغیرہ کو) اس میں سے کچھ کھلا بھی سکتا ہے"۔

3600 - اَخْبَرَنِيْ هَارُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ اَبِيْ اِسْحَاقَ الْفَزَارِيِّ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ .

3599-اخرجه مسلم في الوصية، باب الوقف (الحديث 1633/عام) . و اخرجه النسائي في الاحباس، الاحباس كيف يكتب الحبس و ذكر الاختلاف على ابن عون في خبر ابن عمر فيه (الحديث 3600)، و باب حبس المشاع (الحديث 3607) مختصراً . تحفة الاشراف (10557) .

3600-تقدم في الاحباس، الاحباس كيف يكتب الحبس و ذكر الاختلاف على ابن عون في خبر ابن عمر فيه (الحديث 3599) .

★★ یہ روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

3601 - اَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ - وَهُوَ ابْنُ زُرَيْعٍ - قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ عُمَرَ قَالَ اَصَابَ عُمَرُ اَرْضًا بِخَيْبَرَ فَاَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَصَبْتُ اَرْضًا لَمْ اُصِبْ مَالًا قَطُّ اَنْفَسَ عِنْدِيْ فَكَيْفَ تَاْمُرُ بِهٖ قَالَ "اِنْ شِئْتَ حَبَّسْتَ اَصْلَهَا وَتَصَدَّقْتَ بِهَا" . فَتَصَدَّقَ بِهَا - عَلٰى اَنْ لَا تُبَاعَ وَلَا تُوهَبَ وَلَا تُوْرَثَ - فِي الْفُقَرَاءِ وَالْقُرْبٰى وَالرِّقَابِ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالضَّيْفِ وَابْنِ السَّبِيْلِ لَا جُنَاحَ عَلٰى مَنْ وَّلِيَهَا اَنْ يَّاْكُلَ مِنْهَا بِالْمَعْرُوْفِ وَيُطْعِمَ صَدِيْقًا غَيْرَ مُتَمَوِّلٍ فِيْهِ .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خیبر میں کچھ زمین ملی، وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی: مجھے ایسی زمین ملی ہے کہ مجھے کبھی ایسی کوئی زمین نہیں ملی، جو میرے نزدیک اس سے زیادہ نفیس ہو، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بارے میں مجھے کیا حکم دیتے ہیں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اگر تم چاہو، تو اس کی اصل اپنے پاس رکھو اور اس کی (پیداوار کو) صدقہ کردو، اس شرط پر کہ اسے فروخت نہیں کیا جائے گا، اسے ہبہ نہیں کیا جائے گا، یہ وراثت میں تقسیم نہیں ہوگی (اور اس کی پیداوار کو صدقے کے طور پر) غریبوں، قریبی رشتہ داروں، غلاموں، اللہ کی راہ میں (یعنی جہاد کے لیے) مہمانوں، مسافروں کو دیا جائے گا، جو شخص اس کا نگران ہو، اس پر کوئی گناہ نہیں ہوگا اگر وہ مناسب طور پر اس میں سے خود کچھ کھالیتا ہے، یا اپنے کسی دوست کو کھلا دیتا ہے، بشرطیکہ وہ مال کے طور پر اُسے جمع کرنے والا نہ ہو"۔

3602 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرٌ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ قَالَ وَاَنْبَاَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ اَصَابَ عُمَرُ اَرْضًا بِخَيْبَرَ فَاَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَاْمَرَهٗ فِيْهَا فَقَالَ اِنِّيْ اَصَبْتُ اَرْضًا كَثِيْرًا لَمْ اُصِبْ مَالًا قَطُّ اَنْفَسَ عِنْدِيْ مِنْهُ فَمَا تَاْمُرُ فِيْهَا قَالَ "اِنْ شِئْتَ حَبَّسْتَ اَصْلَهَا وَتَصَدَّقْتَ بِهَا" . فَتَصَدَّقَ بِهَا - عَلٰى اَنَّهٗ لَا تُبَاعُ وَلَا تُوهَبُ - فَتَصَدَّقَ بِهَا فِي الْفُقَرَاءِ وَالْقُرْبٰى وَفِي الرِّقَابِ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ وَالضَّيْفِ لَا جُنَاحَ - يَعْنِيْ - عَلٰى مَنْ وَّلِيَهَا اَنْ يَّاْكُلَ اَوْ يُطْعِمَ صَدِيْقًا غَيْرَ مُتَمَوِّلٍ اللَّفْظُ لِاِسْمَاعِيْلَ .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خیبر میں کچھ زمین ملی، وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں مشورہ لیا، انہوں نے عرض کی: مجھے بہت زیادہ زمین مل گئی ہے، مجھے ایسی زمین

3601-اخرجه البخاري في الشروط، باب الشروط في الوقف (الحديث 2737)، و في الوصايا، باب الوقف كيف يكتب (الحديث 2772)، وباب الوقف للغني و للفقير و الضيف (الحديث 2773) مختصراً، و اخرجه مسلم في الوصية، باب الوقف (الحديث 15 و 1633 عام) و اخرجه ابو داؤد في الوصايا، باب ما جاء في الرجل يوقف الوقف (الحديث 2878) . و اخرجه الترمذي في الاحكام، باب في الوقف (الحديث 1375) . و اخرجه النسائي في الاحباس، الاحباس كيف يكتب الحبس و ذكر الاختلاف على ابن عون في خبر ابن عمر فيه (الحديث 3602 و 3603) . و اخرجه ابن ماجه في الصدقات، باب من وقف (الحديث 2396) . تحفة الاشراف (7742) .

3602-تقدم في الاحباس، الاحباس كيف يكتب الحبس و ذكر الاختلاف على ابن عون في خبر ابن عمر فيه (الحديث 3601) .

کبھی نہیں ملی جو میرے نزدیک اس سے زیادہ اچھی ہو، آپ ﷺ اس کے بارے میں مجھے کیا حکم دیتے ہیں؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

''اگر تم چاہو، تو اس کی اصل کو اپنے پاس رکھو اور اس کی پیداوار کو صدقہ کر دو''۔

(راوی بیان کرتے ہیں:) تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے اس شرط پر صدقہ کیا کہ اُسے فروخت نہیں کیا جا سکے گا' ہبہ نہیں کیا جا سکے گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کی پیداوار کو غریبوں' قریبی رشتہ داروں' غلاموں' مجاہدین' مسافروں' مہمانوں کے لیے صدقہ کر دیا اور جو شخص اس کا نگران تھا، اس پر کوئی گناہ نہ ہوتا' اگر وہ خود اس میں سے کچھ کھا لیتا، یا اپنے کسی دوست کو بھی کچھ کھلا دیتا' بشرطیکہ وہ مال اکٹھا کرنے والا نہ ہو۔

روایت کے یہ الفاظ اسمٰعیل نامی راوی کے ہیں۔

3603 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا اَزْهَرُ السَّمَّانُ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ عُمَرَ اَصَابَ اَرْضًا بِخَيْبَرَ فَاَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَاْمِرُهُ فِيْ ذٰلِكَ فَقَالَ "اِنْ شِئْتَ حَبَّسْتَ اَصْلَهَا وَتَصَدَّقْتَ بِهَا" . فَحَبَّسَ اَصْلَهَا اَنْ لَا تُبَاعَ وَلَا تُوْهَبَ وَلَا تُوْرَثَ فَتَصَدَّقَ بِهَا عَلَى الْفُقَرَاءِ وَالْقُرْبٰى وَالرِّقَابِ وَفِي الْمَسَاكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ وَالضَّيْفِ لَا جُنَاحَ عَلٰى مَنْ وَّلِيَهَا اَنْ يَّاْكُلَ مِنْهَا بِالْمَعْرُوْفِ اَوْ يُطْعِمَ صَدِيْقَهُ غَيْرَ مُتَمَوِّلٍ فِيْهِ .

☆☆ نافع' حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا یہ بیان نقل کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خیبر میں کچھ زمین ملی' وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تاکہ آپ سے اس بارے میں مشورہ لیں تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اگر تم چاہو تو اصل زمین اپنے پاس رکھو اور اس کی پیداوار کو صدقہ کر دو''۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اصل زمین اپنے پاس رکھی (اور اس شرط پر اس کی پیداوار کو صدقہ کیا) کہ اس زمین کو فروخت نہیں کیا جا سکے گا' ہبہ نہیں کیا جا سکے گا' وراثت میں منتقل نہیں کیا جا سکے گا اور اس کی پیداوار' غریبوں' قریبی رشتہ داروں' غلاموں' مسکینوں' مسافروں' مہمانوں کے لیے صدقہ ہوگی' جو شخص اس کا نگران ہوگا' اسے کوئی گناہ نہیں ہوگا اگر وہ مناسب طور پر خود اس میں سے کچھ کھا لیتا ہے یا اپنے کسی دوست کو کھلا دیتا ہے' بشرطیکہ وہ مال کے طور پر خود اسے جمع نہ کرے۔

3604 - اَخْبَرَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا بَهْزٌ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ قَالَ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ اَنَسٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ (لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ) قَالَ اَبُوْ طَلْحَةَ اِنَّ رَبَّنَا لَيَسْاَلُنَا عَنْ اَمْوَالِنَا فَاُشْهِدُكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنِّيْ قَدْ جَعَلْتُ اَرْضِيْ لِلّٰهِ . فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اجْعَلْهَا فِيْ قَرَابَتِكَ فِيْ

3603-تقدم في الاحباس، الاحباس كيف يكتب الحبس و ذكر الاختلاف على ابن عون في خبر ابن عمر فيه (الحديث 3601) .

3604-اخرجه مسلم في الزكاة، باب فضل النفقة و الصدقة على الاقربين و الزوج و الاولاد و الوالدين و لو كانوا مشركين (الحديث 43) . و اخرجه ابو داؤد في الزكاة باب في صلة الرحم (الحديث 1689) . و اخرجه النسائي في التفسير: سورة آل عمران، قول تعالٰى (لن تنالوا البر حتى تنفقوا مما تحبون) (الحديث 87) . تحفة الاشراف (315) .

حَسَّانَ بْنِ ثَابِتٍ وَّاُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ".

★★ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی:

''تم لوگ اس وقت تک نیکی تک نہیں پہنچ سکتے، جب تک اس چیز کو خرچ نہیں کرتے، جسے تم پسند کرتے ہو''۔

تو حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں) عرض کی: ہمارے پروردگار نے ہم سے ہمارے اموال طلب کیے ہیں' یارسول اللہ! میں آپ کو گواہ بنا رہا ہوں کہ میں اپنی زمین اللہ کے نام پر دے رہا ہوں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''تم یہ اپنے قریبی رشتے داروں' حسان بن ثابت اور اُبی بن کعب کو دے دو''۔

باب حَبْسِ الْمَشَاعِ .

یہ باب ہے کہ مشترکہ ملکیت والی چیز کو وقف کر دینا

3605 - اَخْبَرَنَا سَعِيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ عُمَرُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْمِائَةَ سَهْمٍ الَّتِيْ لِيْ بِخَيْبَرَ لَمْ اُصِبْ مَالًا قَطُّ اَعْجَبَ اِلَيَّ مِنْهَا قَدْ اَرَدْتُ اَنْ اَتَصَدَّقَ بِهَا . فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "احْبِسْ اَصْلَهَا وَسَبِّلْ ثَمَرَتَهَا" .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی: خیبر میں مجھے جو (مال غنیمت) کے سو حصے (یعنی زمین) ملے ہیں' مجھے اس سے بہترین زمین کبھی نہیں ملی' میں یہ چاہتا ہوں کہ میں اسے صدقہ کر دوں' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تم اصل زمین اپنے پاس رہنے دو اور اس کے پھل کو صدقہ کر دو''۔

3606 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْخَلَنْجِيُّ بِبَيْتِ الْمَقْدِسِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ جَاءَ عُمَرُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ اَصَبْتُ مَالًا لَمْ اُصِبْ مِثْلَهُ قَطُّ كَانَ لِيْ مِائَةُ رَاْسٍ فَاشْتَرَيْتُ بِهَا مِائَةَ سَهْمٍ مِّنْ خَيْبَرَ مِنْ اَهْلِهَا وَاِنِّيْ قَدْ اَرَدْتُ اَنْ اَتَقَرَّبَ بِهَا اِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ . قَالَ "فَاحْبِسْ اَصْلَهَا وَسَبِّلِ الثَّمَرَةَ" .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما' حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! مجھے ایسی زمین ملی ہے کہ مجھے اس طرح کی زمین کبھی نہیں ملی' میرے پاس سو جانور تھے' میں نے ان کے ذریعے خیبر کے سو حصوں کو ان کے مالکان سے خرید لیا ہے' اب میں یہ چاہتا ہوں کہ میں اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قرب حاصل کروں' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

3605-اخرجه النسائي في الاحباس، باب حبس المشاع (الحديث 3606) . و اخرجه ابن ماجه في الصدقات، باب من وقف (الحديث 2397) . تحفة الاشراف (7902) .

3606-تقدم (الحديث 3605) .

''تم اصل زمین کواپنے پاس رکھواوراس کی پیداوار کوصدقہ کردو''۔

3607 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُصَفَّى بْنِ بُهْلُولٍ قَالَ حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ سَالِمٍ الْمَكِّيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ عُمَرَ قَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اَرْضٍ لِيْ بِثَمْغٍ قَالَ ''احْبِسْ اَصْلَهَا وَسَبِّلْ ثَمَرَتَهَا''۔

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما' حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ''ثمغ'' نامی جگہ پر موجود اپنی زمین کے بارے میں دریافت کیا،تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تم اصل زمین کواپنے پاس رکھواوراس کے پھل کوصدقہ کردو''۔

مشترکہ چیز کے وقف کا بیان

حضرت امام ابویوسف علیہ الرحمہ کے نزدیک مشترکہ چیز کا وقف جائز ہے کیونکہ تقسیم کرنا یہ قبضہ مکمل ہونے میں سے ہے حضرت امام ابویوسف علیہ الرحمہ کے نزدیک مشاع پر قبضہ شرط نہیں ہے اور نہ ہی اس کے لوازمات ضروری ہیں۔

حضرت امام محمد علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ مشاع کا وقف جائز نہیں ہے کیونکہ یہاں اصل میں قبضہ شرط ہے پس اس کو پورا کرنے والی چیز پر بھی قبضہ شرط ہوگا۔اور یہ اختلاف اس چیز کے بارے میں جو تقسیم کے لائق ہومگر جب جو چیز تقسیم کے قابل ہی نہیں ہے اس میں امام محمد علیہ الرحمہ کے نزدیک بھی مشاع کا وقف جائز ہے۔کیونکہ آپ نے اس میں حوالے کردہ ہبہ اور صدقہ پر قیاس کیا ہے۔

حضرت امام ابویوسف علیہ الرحمہ کے نزدیک مسجد اور قبرستان کا استثنی کیا گیا ہے کیونکہ وہ تقسیم کے قابل نہیں ہیں اور ان کے بارے میں امام ابویوسف علیہ الرحمہ کے مشاع کے جواز کے باوجود وقف جائز نہیں ہے کیونکہ اس میں شرکت کا باقی رکھنا یہ اللہ کے لئے خاص کرنے کو مانع ہے۔کیونکہ مسجد ومقبرہ میں مہایات کا معین نہایت بری بات ہے کیونکہ ایک سال میں مردوں کا دفن کیا جائے اور ایک سال اس میں زراعت کی جائے اور ایک وقت اس میں نماز پڑھی جائے اور دوسرے وقت میں اس کو اصطبل بنا دیا جائے۔ بہ خلاف وقف کے کیونکہ اس میں کرایہ اور غلہ تقسیم ممکن ہے۔(ہدایہ اولین، کتاب الوقف، لاہور)

مشاع کا فقہی مفہوم

شیخ نظام الدین حنفی لکھتے ہیں کہ مشاع اُس چیز کو کہتے ہیں جسکے ایک جز وغیر متعین کا یہ مالک ہو یعنی دوسرا شخص بھی اس میں شریک ہو یعنی دونوں حصوں میں امتیاز نہ ہو۔اس کی دو قسمیں ہیں۔ایک قابل قسمت جو تقسیم ہونے کے بعد قابل انتفاع باقی رہے جس طرح زمین،مکان۔دوسری غیر قابل قسمت کہ تقسیم کے بعد اس قابل نہ رہے جس طرح حمام، چکی، چھوٹی سی کوٹھری کہ تقسیم کردینے سے ہرایک کا حصہ بیکار سا ہوجاتا ہے۔مشاع غیر قابل قسمت کا وقف بالاتفاق جائز ہے اور قابل قسمت ہو اور تقسیم سے پہلے وقف کرے تو صحیح یہ ہے کہ اسکا وقف جائز ہے اور متاخرین نے اسی قول کو اختیار کیا۔(فتاوی ہندیہ، کتاب الوقف)

3607-تقدم في الاحباس، الاحباس كيف يكتب الحبس و ذكر الاختلاف على ابن عون في خبر ابن عمر فيه (الحديث 3599)۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے انہوں نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (مدینہ میں) مسجد بنانے کا حکم دیا اور بنی نجار سے فرمایا تم اپنے اس باغ کا مجھ سے مول کرلو۔ انہوں نے کہا کہ ہرگز نہیں خدا کی قسم ہم تو اللہ ہی سے اس کا مول لیں گے۔

(بخاری، رقم الحدیث: 6771)

گویا نجار نے اپنی مشترکہ زمین مسجد کے لئے وقف کردی تو باب کا مطلب نکل آیا لیکن ابن سعد نے طبقات میں واقدی سے یوں روایت کی ہے کہ آپ نے یہ زمین دس دینار میں خریدی اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قیمت ادا کی۔ اس صورت میں بھی باب کا مقصد نکل آئے گا اس طرف سے کہ پہلے بنی نجار نے اس کو وقف کرنا چاہا اور آپ نے اس پر انکار نہ کیا۔ واقدی کی روایت میں یہ بھی ہے کہ آپ نے قیمت اسلئے دی کہ دو یتیم بچوں کا بھی اس میں حصہ تھا۔

مشترکہ زمین کے وقف کا بیان

زمین مشترک میں اس نے اپنا حصہ وقف کردیا تو اسکا بٹوارہ شریک سے خود یہ واقف کرائے گا اور واقف کا انتقال ہوگیا ہو تو متولی کا کام ہے اور اگر اپنی نصف زمین وقف کردی تو وقف وغیر وقف میں تقسیم یوں ہوگی کہ وقف کی طرف سے قاضی ہوگا اور غیر وقف کی طرف سے یہ خود یا یوں کرے کہ غیر وقف کو فروخت کردے اور مشتری کے مقابلہ میں وقف کی تقسیم کرائے۔

ایک زمین دو شخصوں میں مشترک تھی دونوں نے اپنے حصے وقف کردیے تو باہم تقسیم کرکے ہر ایک اپنے وقف کا متولی ہوسکتا ہے۔ ایک شخص نے اپنی کل زمین وقف کردی تھی اس پر کسی نے نصف کا دعویٰ کیا اور قاضی نے مدعی کو نصف زمین دلوادی تو باقی نصف بدستور وقف رہے گی اور واقف اس شخص سے زمین تقسیم کرالے گا۔

دو شخصوں میں زمین مشترک تھی اور دونوں نے اپنے حصے وقف کردیے خواہ دونوں نے ایک ہی مقصد کے لیے وقف کیے یا دونوں کے دو مقصد مختلف ہوں مثلاً ایک نے مساکین پر صرف کرنے کے لیے دوسرے نے مدرسہ یا مسجد کے لیے اور دونوں نے الگ الگ اپنے وقف کا متولی مقرر کیا یا ایک ہی شخص کو دونوں نے متولی بنایا یا ایک شخص نے اپنی کل جائداد وقف کی مگر نصف ایک مقصد کے لیے اور نصف دوسرے مقصد کے لیے یہ سب صورتیں جائز ہیں۔ (عالمگیری)

زمین مشاع میں اپنا حصہ وقف کیا جسکی مقدار ایک جریب ہے مگر تقسیم میں اُس زمین کا اچھا ٹکڑا اس کے حصہ میں آیا اس سبب سے ایک جریب سے کم ملا یا خراب ٹکڑا ملا اس سبب سے ایک جریب سے زیادہ ملا یہ دونوں صورتیں جائز ہیں، چند مکانات میں اس کے حصے ہیں اس نے اپنے کُل حصے وقف کردیے اب تقسیم میں یہ چاہتا ہے کہ ایک ایک جز نہ لیا جائے بلکہ سب حصوں کے عوض میں ایک پورا مکان وقف کے لیے لیا جائے ایسا کرنا جائز ہے۔ (عالمگیری، کتاب الوقف)

مشترک زمین وقف کی اور تقسیم یوں ہوئی کہ ایک حصہ کے ساتھ کچھ روپیہ بھی ملتا ہے اگر وقف میں یہ حصہ مع روپیہ کے لیا جائے کہ شریک اتنا روپیہ بھی دیگا تو وقف میں یہ حصہ لینا جائز نہ ہوگا کہ وقف کو بیع کرنا لازم آتا ہے اور اگر وقف میں دوسرا حصہ لیا جائے اور واقف اپنے شریک کو وہ روپیہ دے تو جائز ہے اور نتیجہ یہ ہوا کہ وقف کے علاوہ اُس روپے سے کچھ زمین خرید لی اور اس روپے کے مقابل جتنا حصہ ملے گا وہ اس کی مِلک ہے وقف نہیں۔ (فتح القدیر شرح الہدایہ، کتاب وقف)

باب وَقُفِ الْمَسَاجِدِ .

یہ باب مساجد کو وقف کرنے کے بیان میں ہے

حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ نے عام وقف میں اور مسجد کے وقف میں فرق کیا ہے۔ وقف کا حکم یہ ہے کہ جب تک حاکم حکم نہ دے یا وہ موت کے بعد موصی بہ کی طرف مضاف نہ ہو جس کی طرف اس نے لوٹنا ہے۔ جبکہ مسجد اس کی جانب لوٹنے والی نہیں ہے نہ اس کی بیع ہے اور نہ اس سے وراثت ہے۔ بیشک وقف میں دو معانی جمع ہو گئے ہیں۔ (۱) حبس (۲) صدقہ۔ پس وہ کہے گا میں نے وقف کیا ہے تو پس وہ اپنی ملکیت کے عین کو وقف کرنے والا ہے۔ اور جب اس نے یہ کہا کہ میں نے اپنی زمین سے مسجد بنائی تو اس کی ملکیت اس میں کچھ باقی نہ رہے گی۔ (عنایہ شرح الہدایہ، ج ۹، ص ۵۰، بیروت)

مسجد بنانے سے زوال ملکیت کا بیان

اور جب کسی نے مسجد بنائی تو اس کی ملکیت اس مسجد سے اس وقت ختم ہو جائے گی جب اس نے مسجد کا راستہ نکال کر اپنی ملکیت سے الگ کر دیا ہے اور لوگوں کو اس میں نماز پڑھنے کی اجازت دینے والا ہے۔ اور جب اس میں ایک آدمی نے نماز پڑھ لی ہے تو امام اعظم رضی اللہ عنہ کے نزدیک اس مسجد سے اس کی ملکیت ختم ہو جائے گی۔ اور افراز اسی لئے لازمی ہے کہ اس کے بغیر وہ خاص اللہ کے لئے نہ ہو گا اور اس میں نماز پڑھنا اس لئے ضروری ہے کیونکہ طرفین کے نزدیک وقف کے صحیح ہونے کے لئے حوالے کر دینا شرط ہے۔ اور وقف میں جس طرح حوالے کرنا ضروری ہے اسی طرح اس میں تسلیم بھی شرط ہے اور مسجد کی تسلیم اس میں نماز پڑھنے کی اجازت دینا ہے۔ یا اس طرح کہا جائے گا کہ جب مسجد پر بطور حقیقت قبضہ ناممکن ہے تو اس کے مقصد کو بجالانا یہ اس کے قبضہ کے قائم مقام ہو جائے گا۔

طرفین کی ایک روایت کے مطابق تسلیم کے لئے ایک شخص کا نماز پڑھنا بھی کافی ہے کیونکہ پوری جنس کا عمل ناممکن ہے پس جنس کا کم تر فرد کی شرط کافی ہو گی۔

حضرت امام محمد علیہ الرحمہ سے دوسری روایت یہ ہے کہ نماز با جماعت شرط ہے کیونکہ عام طور پر مسجد نماز کی جماعت کے لئے بنائی جاتی ہے۔

حضرت امام ابو یوسف علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ بنانے والے جب یہ کہا کہ میں نے اس کو مسجد بنایا تو اس سے ہی اس کی ملکیت ختم ہو جائے گی کیونکہ ان کے نزدیک تسلیم کی شرط نہیں ہے کیونکہ بندے سے اس کے حق کا اسقاط ہے جو بندے سے ساقط ہوتے ہی اللہ کے لئے ہو جائے گا۔ جس طرح اعتاق میں ہوتا ہے۔ جس کو ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔

علامہ ابن ہمام حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ جب مسجد میں کسی نے درخت لگائے تو درخت مسجد کا ہے لگانے والے کا نہیں اور زمین موقوفہ میں کسی نے درخت لگائے اگر یہ شخص اس زمین کی نگرانی کے لیے مقرر ہے یا واقف نے درخت لگایا اور وقف کا مال اس پر صرف کیا یا اپنا ہی مال صرف کیا مگر کہہ دیا کہ وقف کے لیے یہ درخت لگایا تو ان صورتوں میں وقف کا ہے ورنہ لگانے والے کا۔

درخت کاٹ ڈالے جڑیں باقی رہ گئیں ان جڑوں سے پھر درخت نکل آیا تو یہ اُسی کی ملک ہے جسکی ملک میں پہلا تھا۔

(فتح القدیر، باب الوقف)

3608 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ اَبِىْ يُحَدِّثُ عَنْ حُصَيْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَمْرِو بْنِ جَاوَانَ - رَجُلٌ مِّنْ بَنِىْ تَمِيْمٍ - وَذَاكَ اَنِّىْ قُلْتُ لَهٗ اَرَاَيْتَ اعْتِزَالَ الْاَحْنَفِ بْنِ قَيْسٍ مَا كَانَ قَالَ سَمِعْتُ الْاَحْنَفَ يَقُوْلُ اَتَيْتُ الْمَدِيْنَةَ وَاَنَا حَاجٌّ فَبَيْنَا نَحْنُ فِىْ مَنَازِلِنَا نَضَعُ رِحَالَنَا اِذْ اَتٰى اٰتٍ فَقَالَ قَدِ اجْتَمَعَ النَّاسُ فِى الْمَسْجِدِ فَاطَّلَعْتُ فَاِذَا يَعْنِى النَّاسَ مُجْتَمِعُوْنَ وَاِذَا بَيْنَ اَظْهُرِهِمْ نَفَرٌ قُعُوْدٌ فَاِذَا هُوَ عَلِىُّ بْنُ اَبِىْ طَالِبٍ وَّالزُّبَيْرُ وَطَلْحَةُ وَسَعْدُ بْنُ اَبِىْ وَقَّاصٍ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ فَلَمَّا قُمْتُ عَلَيْهِمْ قِيْلَ هٰذَا عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ قَدْ جَاءَ - قَالَ - فَجَاءَ وَعَلَيْهِ مُلَيَّةٌ صَفْرَاءُ فَقُلْتُ لِصَاحِبِىْ كَمَا اَنْتَ حَتّٰى اَنْظُرَ مَا جَاءَ بِهٖ . فَقَالَ عُثْمَانُ اَهَا هُنَا عَلِىٌّ اَهَا هُنَا الزُّبَيْرُ اَهَا هُنَا طَلْحَةُ اَهَا هُنَا سَعْدٌ قَالُوْا نَعَمْ .

قَالَ فَاَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ الَّذِىْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَتَعْلَمُوْنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ يَّبْتَاعُ مِرْبَدَ بَنِىْ فُلَانٍ غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ" . فَابْتَعْتُهٗ فَاَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ اِنِّى ابْتَعْتُ مِرْبَدَ بَنِىْ فُلَانٍ . قَالَ "فَاجْعَلْهُ فِىْ مَسْجِدِنَا وَاَجْرُهٗ لَكَ" . قَالُوْا نَعَمْ . قَالَ فَاَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ الَّذِىْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ هَلْ تَعْلَمُوْنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ يَّبْتَاعُ بِئْرَ رُوْمَةَ غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ" . فَاَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ قَدِ ابْتَعْتُ بِئْرَ رُوْمَةَ . قَالَ "فَاجْعَلْهَا سِقَايَةً لِّلْمُسْلِمِيْنَ وَاَجْرُهَا لَكَ" .

قَالُوْا نَعَمْ . قَالَ فَاَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ الَّذِىْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ هَلْ تَعْلَمُوْنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ يُّجَهِّزُ جَيْشَ الْعُسْرَةِ غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ" . فَجَهَّزْتُهُمْ حَتّٰى مَا يَفْقِدُوْنَ عِقَالًا وَّلَا خِطَامًا . قَالُوْا نَعَمْ . قَالَ اللّٰهُمَّ اشْهَدِ اللّٰهُمَّ اشْهَدِ اللّٰهُمَّ اشْهَدْ .

★★ حصین بن عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں کہ بنو تمیم سے تعلق رکھنے والے ایک صاحب عمر بن جاوان تھے' میں نے ان سے کہا: کہ آپ نے یہ بات ملاحظہ کی ہے کہ احنف بن قیس ہر چیز سے الگ تھلگ ہو گئے ہیں' تو انہوں نے بتایا: کہ میں نے احنف کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے: کہ ایک مرتبہ میں حج کے سلسلے میں مدینہ منورہ آیا' تو ہم اپنی پڑاؤ کی جگہ پر ہی موجود تھے اور اپنے پالان رکھ رہے تھے' کہ اسی دوران ایک شخص آیا اور بولا: لوگ مسجد میں اکٹھے ہو گئے ہیں' جب میں وہاں آیا تو میں نے دیکھا کہ لوگ اکٹھے ہو چکے ہیں اور ان کے درمیان کچھ لوگ بیٹھے ہوئے ہیں' وہ لوگ حضرت علی بن ابوطالب' حضرت زبیر' حضرت طلحہ اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم تھے' میں ان کے پاس آ کے کھڑا ہوا تو یہ کہا گیا: کیا حضرت عثمان غنی بھی تشریف لے آئے ہیں؟

راوی کہتے ہیں: پھر وہ بھی آ گئے' اس وقت انہوں نے زرد رنگ کی چادر اوڑھی ہوئی تھی' میں نے اپنے ساتھی سے کہا: تم نے یہیں رہنا ہے' جب تک میں اس بات کا جائزہ نہیں لیتا کہ وہ کیا حکم لے کر آئے ہیں' تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا یہاں

3608-تقدم (الحدیث 3182) .

حضرت علی رضی اللہ عنہ موجود ہیں؟ کیا یہاں حضرت زبیر رضی اللہ عنہ موجود ہیں؟ کیا یہاں حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ موجود ہیں؟ کیا یہاں حضرت سعد رضی اللہ عنہ موجود ہیں؟ ان حضرات نے جواب دیا: جی ہاں! تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

میں آپ لوگوں کو اس اللہ کے نام کی قسم دے کر دریافت کرتا ہوں' جس کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے' کیا آپ لوگ یہ بات جانتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''جو شخص بنوفلاں کی زمین کو خرید لے گا' اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت کر دے گا''۔

تو میں نے اس زمین کو خریدا تھا' پھر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے عرض کی: میں نے بنوفلاں کی زمین کو خرید لیا ہے۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اسے تم ہماری مسجد کے لیے وقف کر دو اس کا اجر تمہیں ملے گا''۔

تو ان حضرات نے جواب دیا: جی ہاں! ایسا ہی ہے۔

پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں آپ لوگوں کو اس اللہ کے نام کا واسطہ دے کر یہ دریافت کرتا ہوں کہ جس کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں، کیا آپ لوگ یہ بات جانتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی تھی:

''جو شخص بئر رومہ کو خریدے گا' اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت کر دے گا''۔

میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے عرض کی: میں نے بئر رومہ خرید لیا ہے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''تم اسے مسلمانوں کے پانی حاصل کرنے کے لیے وقف کر دو اس کا اجر تمہیں ملے گا''۔

تو ان حضرات نے جواب دیا: جی ہاں!

پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں آپ لوگوں کو اُس اللہ کے نام کا واسطہ دے کر دریافت کرتا ہوں جس کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے' کیا آپ لوگ یہ بات جانتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''جو شخص غریب لشکر کو ساز و سامان فراہم کرے گا' اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت کر دے گا''۔

تو میں نے ان لوگوں کو ساز و سامان فراہم کیا تھا' یہاں تک کہ میں نے انہیں رسّی اور نکیل تک فراہم کی تھی' تو ان حضرات نے جواب دیا: جی ہاں!

تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے اللہ! تو گواہ ہو جا! اے اللہ! تو گواہ ہو جا! اے اللہ! تو گواہ ہو جا۔

3609 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اِدْرِيْسَ قَالَ سَمِعْتُ حُصَيْنَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ يُحَدِّثُ عَنْ عَمْرِو بْنِ جَاوَانَ عَنِ الْاَحْنَفِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ خَرَجْنَا حُجَّاجًا فَقَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ وَنَحْنُ نُرِيْدُ الْحَجَّ فَبَيْنَا نَحْنُ فِيْ مَنَازِلِنَا نَضَعُ رِحَالَنَا اِذْ اَتَانَا اٰتٍ فَقَالَ اِنَّ النَّاسَ قَدِ اجْتَمَعُوْا فِي الْمَسْجِدِ وَفَزِعُوْا . فَانْطَلَقْنَا فَاِذَا

3609-تقدم (الحديث 3182) .

النَّاسُ مُجْتَمِعُوْنَ عَلٰی نَفَرٍ فِیْ وَسَطِ الْمَسْجِدِ وَاِذَا عَلِیٌّ وَّالزُّبَیْرُ وَطَلْحَةُ وَسَعْدُ بْنُ اَبِیْ وَقَّاصٍ فَاِنَّا لَکَذٰلِکَ اِذْ جَآءَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ عَلَیْهِ مُلَاءَةٌ صَفْرَاءُ قَدْ قَنَّعَ بِهَا رَاْسَهٗ فَقَالَ اَهَا هُنَا عَلِیٌّ اَهَا هُنَا طَلْحَةُ اَهَا هُنَا الزُّبَیْرُ اَهَا هُنَا سَعْدٌ قَالُوْا نَعَمْ ۔ قَالَ فَاِنِّیْ اَنْشُدُکُمْ بِاللّٰهِ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَتَعْلَمُوْنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ یَّبْتَاعُ مِرْبَدَ بَنِیْ فُلَانٍ غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ" ۔ فَابْتَعْتُهٗ بِعِشْرِیْنَ اَلْفًا اَوْ بِخَمْسَةٍ وَّعِشْرِیْنَ اَلْفًا فَاَتَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرْتُهٗ فَقَالَ "اجْعَلْهَا فِیْ مَسْجِدِنَا وَاَجْرُهٗ لَکَ" ۔ قَالُوا اللّٰهُمَّ نَعَمْ ۔ قَالَ فَاَنْشُدُکُمْ بِاللّٰهِ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَتَعْلَمُوْنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ یَّبْتَاعُ بِئْرَ رُوْمَةَ غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ" ۔ فَابْتَعْتُهٗ بِکَذَا وَکَذَا فَاَتَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ قَدِ ابْتَعْتُهَا بِکَذَا وَکَذَا ۔ قَالَ "اجْعَلْهَا سِقَایَةً لِّلْمُسْلِمِیْنَ وَاَجْرُهَا لَکَ" ۔ قَالُوا اللّٰهُمَّ نَعَمْ ۔

قَالَ فَاَنْشُدُکُمْ بِاللّٰهِ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَتَعْلَمُوْنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَظَرَ فِیْ وُجُوْهِ الْقَوْمِ فَقَالَ "مَنْ جَهَّزَ هٰؤُلَاءِ اللّٰهُ غَفَرَ لَهٗ" ۔ یَعْنِیْ جَیْشَ الْعُسْرَةِ فَجَهَّزْتُهُمْ حَتّٰی مَا یَفْقِدُوْنَ عِقَالًا وَّلَا خِطَامًا ۔ قَالُوا اللّٰهُمَّ نَعَمْ ۔ قَالَ اللّٰهُمَّ اشْهَدِ اللّٰهُمَّ اشْهَدْ ۔

☆☆ احنف بن قیس بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ حج کرنے کے لیے روانہ ہوئے ہم لوگ مدینہ منورہ آئے ہمارا مقصد حج کرنا تھا' ابھی ہم اپنے پڑاؤ کی جگہ پر ہی موجود تھے اور ہم اپنے پالان اتار رہے تھے' اسی دوران ایک شخص ہمارے پاس آیا اور بولا: لوگ مسجد میں جمع ہو گئے ہیں اور وہ خوفزدہ ہیں' تو ہم لوگ بھی وہاں گئے' وہاں لوگ اکٹھے ہو چکے تھے اور چند لوگ مسجد کے درمیان میں بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ حضرت علی' حضرت زبیر' حضرت طلحہ اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم تھے' ابھی یہی صورتِ حال جاری تھی ،اسی دوران حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ وہاں تشریف لائے' انہوں نے زرد رنگ کی چادریں پہنی ہوئی تھیں اور انہوں نے اپنے سر پر بھی چادر لی ہوئی تھی' انہوں نے دریافت کیا: کیا علی یہاں ہیں؟ کیا طلحہ یہاں ہیں؟ کیا زبیر یہاں ہیں؟ کیا سعد یہاں ہیں؟ تو لوگوں نے جواب دیا: جی ہاں! تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں آپ لوگوں کو اس اللہ کے نام کی قسم دے کر دریافت کرتا ہوں جس کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے' کیا آپ لوگ یہ جانتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی تھی:

''جو شخص بنوفلاں کی زمین کو خریدے گا' اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت کر دے گا''۔

تو میں نے بیس (راوی کو شک ہے' شاید یہ الفاظ ہیں:) پچیس ہزار کے عوض اس زمین کو خریدا تھا' پھر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے آپ کو اس بارے میں بتایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تم اسے ہماری مسجد کے لیے وقف کر دو' اس کا اجر تمہیں ملے گا''۔

(حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی اس بات پر) ان حضرات نے جواب دیا: جی ہاں! اللہ جانتا ہے' ایسا ہی ہے۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

میں آپ لوگوں کو اس اللہ کے نام کا واسطہ دے کر دریافت کرتا ہوں' جس کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے' کیا آپ لوگ یہ

بات جانتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی تھی:

''جو شخص بئر رومہ کو خریدے گا' اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت کر دے گا''۔

تو میں نے اسے اتنی رقم کے عوض میں خرید لیا تھا' میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' میں نے عرض کی کہ میں نے اتنی رقم کے عوض میں اسے خرید لیا ہے۔ تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

''تم اسے مسلمانوں کے استعمال کرنے کے لیے وقف کر دو' اس کا اجر تمہیں ملے گا''۔

تو ان حضرات نے جواب دیا: اللہ جانتا ہے' ایسا ہی ہے۔

پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

میں آپ لوگوں کو اس اللہ کے نام کا واسطہ دے کر دریافت کرتا ہوں' جس کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے' کیا آپ لوگ یہ بات جانتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے لوگوں کی صورتِ حال کا جائزہ لیا تھا اور پھر فرمایا تھا:

''جو شخص ان لوگوں کو سامان فراہم کرے گا' اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت کر دے گا''۔

(راوی کہتے ہیں: یعنی نبی اکرم ﷺ نے غزوۂ تبوک کے موقع پر یہ بات ارشاد فرمائی تھی:) تو میں نے ان لوگوں کو سامان فراہم کیا تھا' یہاں تک کہ میں نے انہیں رسیاں اور لگامیں بھی فراہم کی تھیں تو ان حضرات نے جواب دیا: اللہ جانتا ہے' ایسا ہی ہے۔ تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ! تو گواہ رہنا! اے اللہ! تو گواہ رہنا! اے اللہ! تو گواہ رہنا!

3610 - اَخْبَرَنِیْ زِيَادُ بْنُ اَيُّوْبَ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عَامِرٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِی الْحَجَّاجِ عَنْ سَعِيْدٍ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ ثُمَامَةَ بْنِ حَزْنٍ الْقُشَيْرِيِّ قَالَ شَهِدْتُ الدَّارَ حِيْنَ اَشْرَفَ عَلَيْهِمْ عُثْمَانُ فَقَالَ اَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ وَبِالْاِسْلَامِ هَلْ تَعْلَمُوْنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ وَلَيْسَ بِهَا مَاءٌ يُسْتَعْذَبُ غَيْرَ بِئْرِ رُوْمَةَ فَقَالَ "مَنْ يَّشْتَرِیْ بِئْرَ رُوْمَةَ فَيَجْعَلُ فِيْهَا دَلْوَهُ مَعَ دِلَاءِ الْمُسْلِمِيْنَ بِخَيْرٍ لَّهٗ مِنْهَا فِی الْجَنَّةِ". فَاشْتَرَيْتُهَا مِنْ صُلْبِ مَالِیْ فَجَعَلْتُ دَلْوِیْ فِيْهَا مَعَ دِلَاءِ الْمُسْلِمِيْنَ وَاَنْتُمُ الْيَوْمَ تَمْنَعُوْنِیْ مِنَ الشُّرْبِ مِنْهَا حَتّٰى اَشْرَبَ مِنْ مَّاءِ الْبَحْرِ قَالُوا اللّٰهُمَّ نَعَمْ. قَالَ فَاَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ وَالْاِسْلَامِ هَلْ تَعْلَمُوْنَ اَنِّیْ جَهَّزْتُ جَيْشَ الْعُسْرَةِ مِنْ مَّالِیْ قَالُوا اللّٰهُمَّ نَعَمْ. قَالَ فَاَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ وَالْاِسْلَامِ هَلْ تَعْلَمُوْنَ اَنَّ الْمَسْجِدَ ضَاقَ بِاَهْلِهٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ يَّشْتَرِیْ بُقْعَةَ اٰلِ فُلَانٍ فَيَزِيْدُهَا فِی الْمَسْجِدِ بِخَيْرٍ لَّهٗ مِنْهَا فِی الْجَنَّةِ".

فَاشْتَرَيْتُهَا مِنْ صُلْبِ مَالِیْ فَزِدْتُهَا فِی الْمَسْجِدِ وَاَنْتُمْ تَمْنَعُوْنِیْ اَنْ اُصَلِّیَ فِيْهِ رَكْعَتَيْنِ قَالُوا اللّٰهُمَّ نَعَمْ. قَالَ اَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ وَالْاِسْلَامِ هَلْ تَعْلَمُوْنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ عَلٰى ثَبِيْرٍ ثَبِيْرِ مَكَّةَ وَمَعَهٗ اَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ وَاَنَا فَتَحَرَّكَ الْجَبَلُ فَرَكَضَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرِجْلِهٖ وَقَالَ "اسْكُنْ ثَبِيْرُ فَاِنَّمَا عَلَيْكَ نَبِیٌّ وَّصِدِّيْقٌ وَّشَهِيْدَانِ". قَالُوا اللّٰهُمَّ نَعَمْ. قَالَ اللّٰهُ اَكْبَرُ شَهِدُوْا لِیْ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ. يَعْنِیْ اَنِّیْ شَهِيْدٌ.

3610-اخرجه الترمذي في المناقب، باب في مناقب عثمان بن عفان رضي الله عنه (الحديث 3703) . تحفة الاشراف (9785) .

☆☆ ثمامہ بن حزن بیان کرتے ہیں کہ میں اُس وقت وہاں موجود تھا' جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے (اپنے) گھر سے جھانک کر لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: میں تم لوگوں کو اللہ کے نام کا اور اسلام کا واسطہ دے کر یہ دریافت کرتا ہوں کہ کیا لوگ یہ بات جانتے ہو کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تھے' اس وقت یہاں بئر رومہ کے علاوہ میٹھے پانی کا اور کوئی کنواں نہیں تھا۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:

''جو شخص بئر رومہ کو خرید کر، اس میں اپنا ڈول مسلمانوں کے ڈولوں کے ساتھ کر دے (یعنی اُسے مسلمانوں کے عام استعمال کے لیے وقف کر دے) تو اسے جنت میں اس سے بہتر اجر ملے گا''۔

تو میں نے اپنے ذاتی مال میں سے اُسے خرید لیا اور میں نے اس کے بارے میں اپنے ڈول کو مسلمانوں کے ڈولوں کے ساتھ کر دیا (یعنی میں نے اُسے وقف کر دیا) آج تم لوگ مجھے اسی کنوئیں سے پانی حاصل کرنے سے روک رہے ہو' یہاں تک کہ مجھے سمندر کا پانی (یعنی نمکین پانی) پینا پڑ رہا ہے' لوگوں نے جواب دیا: اللہ کی قسم! ایسا ہی ہے۔

پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا:

میں تم لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے نام کا اور اسلام کا واسطہ دے کر یہ دریافت کرتا ہوں کہ کیا تم لوگ یہ بات جانتے ہو کہ میں نے اپنے مال میں سے جیش عسرت کو سامان فراہم کیا تھا؟ تو لوگوں نے جواب دیا: اللہ کی قسم! ایسا ہی ہے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تم لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے نام کا اور اسلام کا واسطہ دے کر یہ دریافت کرتا ہوں' کیا تم لوگ یہ بات جانتے ہو کہ مسجد، نمازیوں کے لیے تنگ ہو گئی تھی' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی تھی:

''آل فلاں کی زمین خرید کر کون شخص مسجد میں توسیع کرے گا' اسے اس کے عوض میں جنت میں اس سے بہتر اجر ملے گا''

تو میں نے اپنے ذاتی مال میں سے اُسے خریدا تھا اور میں نے اس مسجد میں توسیع کروائی تھی' اب تم لوگ مجھے اُسی مسجد میں دو رکعات نماز پڑھنے سے روک رہے ہو۔ لوگوں نے جواب دیا: اللہ کی قسم! ایسا ہی ہے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تم لوگوں کو اللہ کے نام اور اسلام کا واسطہ دے کر یہ پوچھتا ہوں' کیا تم لوگ یہ بات جانتے ہو کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ کے پہاڑ ثبیر پر موجود تھے' آپ کے ساتھ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے' حضرت عمر رضی اللہ عنہ تھے اور میں تھا، تو وہ پہاڑ حرکت کرنے لگا، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر اپنا پاؤں مار کر یہ بات ارشاد فرمائی تھی:

''اے ثبیر! اپنی جگہ پر رہو' تم پر ایک نبی' ایک صدیق اور دو شہید موجود ہیں''۔

تو لوگوں نے جواب دیا: اللہ کی قسم! ایسا ہی ہے۔

تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ اکبر! ان لوگوں نے میرے حق میں گواہی دی ہے' رب کعبہ کی قسم! (راوی کہتے ہیں:) یعنی میں شہید ہوں گا۔

3611 - اَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ بَكَّارِ بْنِ رَاشِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَطَّابُ بْنُ عُثْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ

3611-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (9842) .

حَدَّثَنِی اَبِی عَنْ اَبِی اِسْحَاقَ عَنْ اَبِی سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ عُثْمَانَ اَشْرَفَ عَلَيْهِمْ حِيْنَ حَصَرُوْهُ فَقَالَ اَنْشُدُ بِاللّٰهِ رَجُلًا سَمِعَ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يَوْمَ الْجَبَلِ حِيْنَ اهْتَزَّ فَرَكَلَهُ بِرِجْلِهٖ وَقَالَ "اسْكُنْ فَاِنَّهٗ لَيْسَ عَلَيْكَ اِلَّا نَبِیٌّ اَوْ صِدِّيْقٌ اَوْ شَهِيْدَانِ" . وَاَنَا مَعَهٗ فَانْتَشَدَ لَهٗ رِجَالٌ ثُمَّ قَالَ اَنْشُدُ بِاللّٰهِ رَجُلًا شَهِدَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ يَقُوْلُ "هٰذِهٖ يَدُ اللّٰهِ وَهٰذِهٖ يَدُ عُثْمَانَ" . فَانْتَشَدَ لَهٗ رِجَالٌ ثُمَّ قَالَ اَنْشُدُ بِاللّٰهِ رَجُلًا سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ جَيْشِ الْعُسْرَةِ يَقُوْلُ "مَنْ يُّنْفِقُ نَفَقَةً مُّتَقَبَّلَةً" . فَجَهَّزْتُ نِصْفَ الْجَيْشِ مِنْ مَّالِیْ فَانْتَشَدَ لَهٗ رِجَالٌ ثُمَّ قَالَ اَنْشُدُ بِاللّٰهِ رَجُلًا سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "مَنْ يَّزِيْدُ فِیْ هٰذَا الْمَسْجِدِ بِبَيْتٍ فِی الْجَنَّةِ" . فَاشْتَرَيْتُهٗ مِنْ مَّالِیْ فَانْتَشَدَ لَهٗ رِجَالٌ ثُمَّ قَالَ اَنْشُدُ بِاللّٰهِ رَجُلًا شَهِدَ رُوْمَةَ تُبَاعُ فَاشْتَرَيْتُهَا مِنْ مَّالِیْ فَاَبَحْتُهَا لِابْنِ السَّبِيْلِ فَانْتَشَدَ لَهٗ رِجَالٌ .

★★ ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں کہ جب لوگوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر کا محاصرہ کرلیا تو انہوں نے لوگوں کی طرف جھانک کر ارشاد فرمایا:

میں اس شخص کو اللہ کے نام کا واسطہ دے کر دریافت کرتا ہوں' جس نے پہاڑ والے دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا تھا' اس وقت جب وہ پہاڑ حرکت کرنے لگا' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر اپنا پاؤں مارا تھا اور فرمایا تھا:

''تم اپنی جگہ پر رہو' تم پر ایک نبی' ایک صدیق اور دو شہید موجود ہیں''۔

(حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:) اس وقت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ موجود تھا' تو کئی افراد نے اس بات کی گواہی دی کہ (یہ واقعہ ہوا تھا)

پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اس شخص کو اللہ کے نام کا واسطہ دے کر دریافت کرتا ہوں' جو بیعت رضوان کے موقع پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھا۔ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی تھی:

''یہ اللہ کا ہاتھ ہے' اور یہ عثمان کا ہاتھ ہے''۔

تو کئی افراد نے اس بات کی بھی گواہی دی۔

پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اس شخص کو اللہ کے نام کا واسطہ دے کر دریافت کرتا ہوں' جس نے جیش عسرت کے دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا:

''کون شخص مقبول خرچ کرے گا؟''

تو میں نے اپنے مال میں سے آدھے لشکر کو سامان فراہم کیا تھا' تو کئی افراد نے اس بات کی گواہی دی (کہ ایسا ہی ہوا تھا)۔

پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اس شخص کو اللہ کے نام کا واسطہ دے کر دریافت کرتا ہوں' جس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا:

''جو شخص اس مسجد میں توسیع کروائے گا' اُسے جنت میں گھر ملے گا''

تو میں نے اپنے مال میں سے اس جگہ کو خریدا تھا، تو کئی لوگوں نے اس بات کی بھی گواہی دی۔
پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اُس شخص کو اللہ کے نام کا واسطہ دے کر دریافت کرتا ہوں جو رومہ کنوئیں کے موقع پر موجود تھا' جسے فروخت کیا جا رہا تھا تو میں نے اُسے اپنے مال میں سے خریدا تھا اور میں نے اُسے مسافروں تک کے لیے مباح کر دیا تھا' تو کئی لوگوں نے اس بات کی بھی گواہی دی۔

3612 - اَخْبَرَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحِیْمِ قَالَ حَدَّثَنِیْ زَیْدُ بْنُ اَبِیْ اُنَیْسَةَ عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ عَنْ اَبِیْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِیِّ قَالَ لَمَّا حُصِرَ عُثْمَانُ فِیْ دَارِهٖ اجْتَمَعَ النَّاسُ حَوْلَ دَارِهٖ - قَالَ - فَاَشْرَفَ عَلَیْهِمْ - وَسَاقَ الْحَدِیْثَ -

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے' جس میں یہ منقول ہے کہ ابوعبدالرحمٰن سلمی بیان کرتے ہیں:
جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو ان کے گھر میں محصور کر دیا گیا، تو کچھ لوگ ان کے گھر کے آس پاس جمع ہو گئے، تو انہوں نے ان لوگوں کی طرف جھانک کر دیکھا' (اور فرمایا:) اس کے بعد راوی نے پوری حدیث ذکر کی ہے۔

3612-انفرد به النسائي . والحديث عند: البخاري في الوصايا، باب اذا وقف ارضًا او بئرًا او اشترط لنفسه مثل ولاء المسلمين (الحديث 2778) تعليقاً . و الترمذي في المناقب، باب مناقب عثمان بن عفان رضي الله عنه (الحديث 3699) . تحفة الاشراف (9814) .

كِتَابُ الْوَصَايَا

یہ کتاب وصیت کے بیان میں ہے

وصایا کے لغوی وفقہی مفہوم کا بیان

وصایا وصیت کی جمع ہے خطایا خطیہ کی جمع ہے وصیت اسے کہتے ہیں کہ کوئی شخص اپنی زندگی میں اپنے وارثوں سے یہ کہہ جائے کہ میرے مرنے کے بعد یہ فلاں فلاں کام کرنا مثلاً میری طرف سے مسجد بنوا دینا، کنواں بنوا دینا، یا مدرسہ اور خانقاہ وغیرہ میں اتنا روپیہ دیدینا یا فلاں شخص کو اتنا روپیہ یا مال دے دینا یا فقراء و مساکین کو طعام وغلہ یا کپڑے تقسیم کر دینا وغیرہ وغیرہ اور یا جو فرائض و واجبات مثلاً نماز اور زکوۃ وغیرہ اس کی غفلت کی وجہ سے قضاء ہو گئے تھے ان کے بارے میں اپنے ورثاء سے کہے کہ یہ ادا کر دینا یا ان کا کفارہ دے دینا اسی طرح بعض مواقع پر وصیت نصیحت کے معنی میں بھی استعمال ہوتی ہے۔

علماء ظواہر (یعنی وہ علماء جو بہر صورت قرآن وحدیث کے ظاہری مفہوم پر عمل کرتے ہیں) کے نزدیک وصیت کرنا واجب ہے جبکہ دوسرے تمام علماء کے ہاں پہلے تو وصیت واجب تھی یعنی اپنے اختیار سے والدین اور رشتہ داروں کے لئے اپنے مال واسباب میں سے حصے مقرر کرنا جانا ہر مال دار پر واجب تھا لیکن جب آیت میراث نازل ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے خود تمام حصے متعین ومقرر فرما دئے تو یہ حکم منسوخ ہو گیا اسی لئے وارث کے لئے وصیت کرنا درست نہیں ہے البتہ آیت میراث کے بعد بھی تہائی مال میں وصیت کرنے کا اختیار باقی رکھا گیا تا کہ اگر کوئی شخص اپنے آخری وقت میں فی سبیل اللہ مال خرچ کر کے اپنی عمر بھی کی تقصیرات مثلاً بخل وغیرہ کا کفارہ اور مکافات کرنا چاہے تو یہ سعادت حاصل کر لے یا اگر اپنے کسی دوست یا دور کے رشتہ دار یا خادم وغیرہ کو کچھ دینا چاہے تو اس تہائی میں سے دیکر اپنا دل خوش کر لے۔

علماء نے لکھا ہے کہ اگر کسی شخص پر کوئی قرض وغیرہ ہو یا اس کے پاس کسی کی امانت رکھی ہو تو اس پر لازم ہے کہ وہ اس کی ادائیگی وواپسی کی وصیت کر جائے اور اس بارے میں ایک وصیت نامہ لکھ کر اس پر گواہیاں کرالے۔

باب الْكَرَاهِيَةِ فِي تَأْخِيرِ الْوَصِيَّةِ

یہ باب ہے کہ وصیت میں تاخیر کرنا مکروہ ہے

3613 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ عُمَارَةَ عَنْ اَبِي زُرْعَةَ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ

3613-تقدم (الحديث 2541).

قَالَ جَآءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيُّ الصَّدَقَةِ اَعْظَمُ اَجْرًا قَالَ "اَنْ تَصَدَّقَ وَاَنْتَ صَحِيْحٌ شَحِيْحٌ تَخْشَى الْفَقْرَ وَتَاْمُلُ الْبَقَاءَ وَلَا تُمْهِلْ حَتّٰى اِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ قُلْتَ لِفُلَانٍ كَذَا وَقَدْ كَانَ لِفُلَانٍ" .

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا' اس نے عرض کی: یارسول اللہ! کون سا صدقہ اجر کے اعتبار سے بڑا ہوتا ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''یہ کہ تم اس وقت صدقہ کرو' جب تم تندرست ہو' مال سے دلچسپی بھی ہو' غربت کا اندیشہ بھی ہو اور زندہ رہنے کی اُمید بھی ہو' تم اسے اس وقت تک مؤخر نہ کردو کہ جب جان حلق تک پہنچ جائے اور پھر تم کہو کہ فلاں کو اتنا مل جائے' حالانکہ وہ تو ویسے ہی فلاں کو مل جاتا ہے''۔

3614 - اَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ اَبِيْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ سُوَيْدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَيُّكُمْ مَالُ وَارِثِهٖ اَحَبُّ اِلَيْهِ مِنْ مَالِهٖ" . قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا مِنَّا مِنْ اَحَدٍ اِلَّا مَالُهٗ اَحَبُّ اِلَيْهِ مِنْ مَالِ وَارِثِهٖ . قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اعْلَمُوْا اَنَّهٗ لَيْسَ مِنْكُمْ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا مَالُ وَارِثِهٖ اَحَبُّ اِلَيْهِ مِنْ مَالِهٖ مَالُكَ مَا قَدَّمْتَ وَمَالُ وَارِثِكَ مَا اَخَّرْتَ" .

★★ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''تم میں سے کون ایسا شخص ہے؟ جس کے وارث کا مال، اس کے نزدیک اس کے اپنے مال سے زیادہ محبوب ہو؟ لوگوں نے عرض کی: یارسول اللہ! ہم میں سے ہر ایک شخص کے نزدیک' اس کا اپنا مال ہی اس کے وارث کے مال سے زیادہ محبوب ہوگا' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''یہ بات جان لو کہ تم میں سے ہر ایک شخص کو اپنے وارث کا مال اپنے مال سے زیادہ محبوب ہوتا ہے' تمہارا مال وہ ہے، جو تم (صدقہ کرکے) آگے بھیج دیتے ہو اور جو تم (اپنے پیچھے دنیا میں) چھوڑ جاتے ہو' وہ تمہارے وارث کا مال ہے''۔

3615 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ مُطَرِّفٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "(اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ) قَالَ يَقُوْلُ ابْنُ اٰدَمَ مَالِيْ مَالِيْ وَاِنَّمَا مَالُكَ مَا اَكَلْتَ فَاَفْنَيْتَ اَوْ لَبِسْتَ فَاَبْلَيْتَ اَوْ تَصَدَّقْتَ فَاَمْضَيْتَ" .

★★ مطرف اپنے والد کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں (پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت کی:)

3614-اخرجه البخاري في الرقاق، باب ما قدم من ماله فهو له (الحديث 6442) مختصراً . تحفة الاشراف (9192) .

3615-اخرجه مسلم في الزهد و الرقاق، . (الحديث 3) . و اخرجه الترمذي في الزهد، باب (منه) (الحديث 2342)، و في تفسير القرآن، باب (ومن سورة التكاثر) (الحديث 3354) . تحفة الاشراف (5346) .

''کثرت تمہیں غافل کردے گی یہاں تک کہ تم قبرستان پہنچ جاؤ گے'':

نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں:

''آدم کا بیٹا یہی کہتا رہتا ہے میرا مال میرا مال، حالانکہ تمہارا مال وہ ہے، جسے تم کھا کر فنا کر دیتے ہو، یا پہن کر پرانا کر دیتے ہو، یا صدقہ کر کے آگے بھیج دیتے ہو''۔

3616 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا اِسْحَاقَ سَمِعَ اَبَا حَبِيبَةَ الطَّائِيَّ قَالَ اَوْصٰى رَجُلٌ بِدَنَانِيرَ فِيْ سَبِيلِ اللّٰهِ فَسُئِلَ اَبُو الدَّرْدَاءِ فَحَدَّثَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَثَلُ الَّذِيْ يَعْتِقُ اَوْ يَتَصَدَّقُ عِنْدَ مَوْتِهِ مَثَلُ الَّذِيْ يُهْدِيْ بَعْدَ مَا يَشْبَعُ".

★★ ابوحبیبہ طائی بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے اللہ کی راہ میں کچھ دینار دینے کی وصیت کی یہ مسئلہ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا تو انہوں نے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کیا:

''جو شخص مرنے کے قریب غلام آزاد کرتا ہے، یا صدقہ کرتا ہے اس کی مثال اس طرح ہے، جیسے کوئی شخص خود سیر ہو جانے کے بعد کوئی چیز کسی کو تحفے کے طور پر دیتا ہے''۔

3617 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْفُضَيْلُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَا حَقُّ امْرِءٍ مُسْلِمٍ لَهُ شَيْءٌ يُوْصٰى فِيْهِ اَنْ يَبِيتَ لَيْلَتَيْنِ اِلَّا وَوَصِيَّتُهُ مَكْتُوبَةٌ عِنْدَهُ".

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

''کسی بھی مسلمان کے لیے یہ بات مناسب نہیں ہے کہ اس کے پاس کوئی ایسی چیز موجود ہو جس کے بارے میں وہ وصیت کر سکتا ہو اور پھر دو راتیں ایسے ہی گزر جائیں (اور اس نے کوئی وصیت نہ کی ہو) اس کی وصیت اس شخص کے پاس لکھی ہوئی چاہیے''۔

3618 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ الْقَاسِمِ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَا حَقُّ امْرِءٍ مُسْلِمٍ لَهُ شَيْءٌ يُوْصٰى فِيْهِ يَبِيتُ لَيْلَتَيْنِ اِلَّا وَوَصِيَّتُهُ مَكْتُوبَةٌ عِنْدَهُ".

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''کسی بھی مسلمان کے لیے یہ بات مناسب نہیں ہے کہ اس کے پاس کوئی ایسی چیز موجود ہو جس کے بارے میں وہ وصیت کر سکتا ہو اور پھر دو راتیں گزر جائیں (اور اُس نے وصیت تحریر نہ کی ہو) اس کی وصیت اس کے پاس لکھی ہوئی

3616-اخرجه ابو داؤد في العتق، باب في فضل العتق في الصحة (الحديث 3968) مختصراً . و اخرجه الترمذي في الوصايا، باب ما جاء في الرجل يتصدق او يعتق عند الموت (الحديث 2123) مطولاً . تحفة الاشراف (10970) .

3617-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (8085) .

3618-اخرجه البخاري في الوصايا، باب الوصايا (الحديث 2738) . تحفة الاشراف (8382) .

ہونی چاہیے"۔

3619 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمِ بْنِ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا حِبَّانُ قَالَ اَنْبَانَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَوْلَهُ .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے اپنے قول کے طور پر یہ روایت ایک اور سند کے ساتھ نقل کی گئی ہے۔

3620 - اَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ اَنْبَانَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِىْ يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ فَاِنَّ سَالِمًا اَخْبَرَنِىْ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَا حَقُّ امْرِءٍ مُّسْلِمٍ تَمُرُّ عَلَيْهِ ثَلَاثُ لَيَالٍ اِلَّا وَعِنْدَهُ وَصِيَّتُهُ" . قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ مَا مَرَّتْ عَلَىَّ مُنْذُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ذٰلِكَ اِلَّا وَعِنْدِىْ وَصِيَّتِىْ .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"کسی بھی مسلمان کے لیے یہ بات مناسب نہیں ہے کہ تین دن گزر جائیں اور (اس نے وصیت تحریر نہ کی ہو) اس کی وصیت اس کے پاس لکھی ہوئی ہونی چاہیے"۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب سے میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی یہ بات سنی ہے اس کے بعد میری وصیت ہمیشہ میرے پاس لکھی ہوتی ہے۔

3621 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ يَحْيٰى بْنِ الْوَزِيْرِ بْنِ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِىْ يُونُسُ وَعَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَا حَقُّ امْرِءٍ مُّسْلِمٍ لَهُ شَىْءٌ يُوْصٰى فِيْهِ فَيَبِيْتُ ثَلَاثَ لَيَالٍ اِلَّا وَوَصِيَّتُهُ عِنْدَهُ مَكْتُوْبَةٌ" .

★★ سالم بن عبداللہ اپنے والد کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"کسی بھی مسلمان کے لیے یہ بات مناسب نہیں ہے کہ اس کے پاس کوئی ایسی چیز موجود ہو جس کے بارے میں وہ وصیت کر سکتا ہو پھر وہ تین راتوں تک (اس کی وصیت تحریر نہ کرے) اس کی وصیت اس کے پاس لکھی ہوئی ہونی چاہیے"۔

باب هَلْ اَوْصَى النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

یہ باب ہے کہ کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت کی تھی؟

3622 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ مِغْوَلٍ قَالَ

3619-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (7751) .

3620-اخرجه مسلم في الوصية، (الحديث 4م) . تحفة الاشراف (7000) .

3621-اخرجه مسلم في الوصية، (الحديث 4م) . تحفة الاشراف (6896) .

حَدَّثَنَا طَلْحَةُ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ اَبِي اَوْفَى اَوْصَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا . قُلْتُ كَيْفَ كَتَبَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ الْوَصِيَّةَ قَالَ اَوْصَى بِكِتَابِ اللّٰهِ .

☆☆ طلحہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا: کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت کی تھی؟ انہوں نے جواب دیا: جی نہیں! میں نے دریافت کیا: پھر اس کی وجہ کیا ہے؟ جبکہ آپ نے مسلمانوں کے لیے وصیت کو لازم قرار دیا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی کتاب کے حکم کے مطابق وصیت کی تھی (اس کا یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی کتاب کے احکام پر عمل پیرا ہونے کی وصیت کی تھی)۔

3623 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ قَالَ حَدَّثَنَا مُفَضَّلٌ عَنِ الْاَعْمَشِ وَاَنْبَاَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ وَاَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا اَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ شَقِيقٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا تَرَكَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دِينَارًا وَّلَا دِرْهَمًا وَّلَا شَاةً وَّلَا بَعِيرًا وَّلَا اَوْصَى بِشَيْءٍ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی دینار' کوئی درہم' کوئی بکری' کوئی اونٹ (ترکے میں) نہیں چھوڑا اور نہ ہی آپ نے کسی چیز کے بارے میں کوئی وصیت کی۔

3624 - اَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا مُصْعَبٌ حَدَّثَنَا دَاوُدُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ شَقِيقٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا تَرَكَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دِرْهَمًا وَّلَا دِينَارًا وَّلَا شَاةً وَّلَا بَعِيرًا وَّمَا اَوْصَى .

☆☆ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی درہم' کوئی دینار' کوئی بکری' کوئی اونٹ نہیں چھوڑا اور نہ ہی آپ نے وصیت کی۔

3625 - اَخْبَرَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْهُذَيْلِ وَاَحْمَدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَا حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ عَيَّاشٍ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا تَرَكَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دِرْهَمًا وَّلَا دِينَارًا وَّلَا شَاةً وَّلَا بَعِيرًا وَّلَا اَوْصَى . لَمْ يَذْكُرْ جَعْفَرٌ دِينَارًا وَّلَا دِرْهَمًا .

☆☆ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی دینار' کوئی درہم' کوئی بکری' کوئی اونٹ نہیں چھوڑا، اور نہ

3622-اخرجه البخاري في الوصايا، باب الوصايا (الحديث 2740)، و في المغازي، باب مرض النبي صلى الله عليه وسلم و وفاته (الحديث 4460)، و في فضائل القرآن باب الوصاة بكتاب الله عزوجل (الحديث 5022) . و اخرجه مسلم في الوصية باب ترك الوصية لمن ليس له شيء يوصي فيه (الحديث 16 و 17) . واخرجه الترمذي في الوصايا، باب ما جاء ان النبي صلى الله عليه وسلم لم يوص (الحديث 2119) . و اخرجه ابن ماجه في الوصايا، باب هل اوصى رسول الله صلى الله عليه وسلم (الحديث 2696) . تحفة الاشراف (5170) .

3623-اخرجه مسلم في الوصايا، باب ترك الوصية لمن ليس له شيء يوصي فيه (الحديث 18) . واخرجه ابو داؤد في الوصايا، باب ما جاء في ما يومر به من الوصية (الحديث 2863) واخرجه النسائي في الوصايا، هل اوصى النبي صلى الله عليه وسلم (الحديث 3624) . و اخرجه ابن ماجه في الوصايا، باب هل اوصى رسول الله صلى الله عليه وسلم (الحديث 2695) . تحفة الاشراف (17610) .

3624-تقدم (الحديث 3623) .

3625-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (15967) .

ہی آپ نے کوئی وصیت کی۔

جعفر نامی راوی نے اپنی روایت میں دینار اور درہم کا تذکرہ نہیں کیا ہے۔

3626 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا اَزْهَرُ قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ يَقُوْلُوْنَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْصٰى اِلٰى عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لَقَدْ دَعَا بِالطَّسْتِ لِيَبُوْلَ فِيْهَا فَانْخَنَثَتْ نَفْسُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا اَشْعُرُ فَاِلٰى مَنْ اَوْصٰى

★★ سیدہ عائشہ صدیقہ ﷞ فرماتی ہیں: بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت علی ﷜ کے بارے میں وصیت کی تھی' نبی اکرم ﷺ نے تو طشت منگوایا تھا، تاکہ آپ اس میں پیشاب کرلیں' (پھر اس کے بعد) آپ ﷺ اس دنیا سے رخصت ہو گئے اور مجھے پتہ بھی نہیں چلا تو پھر آپ ﷺ نے وصیت کس کو کی تھی؟

3627 - اَخْبَرَنِيْ اَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا عَارِمٌ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَيْسَ عِنْدَهُ اَحَدٌ غَيْرِيْ - قَالَتْ - وَدَعَا بِالطَّسْتِ -

★★ سیدہ عائشہ صدیقہ ﷞ بیان کرتی ہیں کہ جس وقت نبی اکرم ﷺ کا وصال ہوا' اس وقت میرے علاوہ آپ کے پاس کوئی بھی نہیں تھا۔

سیدہ عائشہ ﷞ بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے طشت منگوایا تھا (یعنی اس میں پیشاب کرنے کے لیے اسے منگوایا تھا)۔

باب الْوَصِيَّةِ بِالثُّلُثِ

یہ باب ہے کہ ایک تہائی مال کے بارے میں وصیت کرنا

3628 - اَخْبَرَنِيْ عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْهِ

3626-تقدم (الحديث 33) .

3627-تقدم (الحديث 33) .

3628-اخرجه البخاري في الجنائز، باب رثاء النبي صلى الله عليه وسلم سعد بن خولة (الحديث 1295) مطولًا، و في مناقب الانصار، باب قول النبي (اللهم امض لا صحابي هجرتهم) و مرثيته لمن مات بمكة (الحديث 3936) مطولًا، و في المغازي، باب حجة الوداع (الحديث 4409) مطولًا، و في المرضى، باب مارخص للمريض ان يقول: اني وجع او وارأساه او اشتد بي الوجع (الحديث 5668)، و في الدعوات، باب الدعاء برفع الوباء و الوجع (الحديث 6373)، و في الفرائض، باب ميراث البنات (الحديث 6733) مطولًا . و اخرجه مسلم في الوصية، باب الوصية بالثلث (الحديث 5) مطولًا و اخرجه ابو داؤد في الوصايا، باب ما جاء في ما لا يجوز للموصي في ماله (الحديث 2864) مطولًا . و اخرجه الترمذي في الوصايا، باب ما جاء في الوصية بالثلث (الحديث 2116) مطولًا . و اخرجه ابن ماجه في الوصايا، باب الوصية بالثلث (الحديث 2708) و الحديث عند: البخاري في الايمان، باب ما جاء ان الاعمال بالنية و الحسبة و لكل امرىء ما نوى (الحديث 56) . و النسائي في عمل اليوم و الليلة، الدعاء لمن مات بغير الارض التي هاجر منها (الحديث 1090)، و في عشرة النساء من الكبرى، باب الوصية بالثلث (الحديث 304)، و ثواب النفقة التي يبتغى بها وجه الله تعالى (الحديث 324) . تحفة الاشراف (3890) .

قَالَ مَرِضْتُ مَرَضًا اَشْفَيْتُ مِنْهُ فَاَتَانِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُوْدُنِيْ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ لِيْ مَالًا كَثِيْرًا وَّلَيْسَ يَرِثُنِيْ اِلَّا ابْنَتِيْ اَفَاَتَصَدَّقُ بِثُلُثَيْ مَالِيْ قَالَ "لَا" . قُلْتُ فَالشَّطْرَ قَالَ "لَا" .

قُلْتُ فَالثُّلُثَ قَالَ "الثُّلُثُ وَالثُّلُثُ كَثِيْرٌ اِنَّكَ اَنْ تَتْرُكَ وَرَثَتَكَ اَغْنِيَاءَ خَيْرٌ لَّهُمْ مِنْ اَنْ تَتْرُكَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُوْنَ النَّاسَ" .

★★ عامر بن سعد اپنے والد (حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں کہ میں شدید بیمار ہو کر قریب الموت ہو گیا' نبی اکرم ﷺ میرے پاس میری عیادت کرنے کے لیے تشریف لائے' میں نے عرض کی: یارسول اللہ میرے پاس بہت سا مال ہے اور میری وارث صرف میری ایک بیٹی ہے' تو کیا میں اپنا دو تہائی مال صدقہ کر دوں؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: نہیں! میں نے عرض کی: نصف کر دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں! میں نے عرض کی: ایک تہائی کر دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ایک تہائی کر دو' ویسے ایک تہائی بھی زیادہ ہے' تم اپنے ورثاء کو خوشحال چھوڑ کر جاؤ' یہ ان کے لیے اس سے زیادہ بہتر ہے کہ تم انہیں بدحال چھوڑ کر جاؤ اور وہ لوگوں سے مانگتے پھریں۔

تہائی سے زائد وصیت کے عدم جواز کا بیان

تہائی سے زائد کی وصیت کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ارشاد فرمایا ہے کہ تم تہائی کی وصیت کرو۔ اور تہائی بہت زیادہ ہے۔ اور یہ ارشاد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت فرمایا تھا کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سارے اور نصف مال کی وصیت کرنے سے منع کیا تھا۔ کیونکہ مال ورثاء کا حق ہے۔ اور اس کی جانب ختم ہونے کا سبب منعقد ہو چکا ہے۔ اور وہ مورث کا مال سے بے پرواہ ہونا ہے۔ اور ان کا یہ بے پرواہ ہونا مال سے ان کے حق کو واسطہ ہونا ثابت کر دے گا۔ لیکن شریعت نے اجنبیوں کے حق میں تہائی کی مقدار میں اس بے پرواہی کا اظہار نہیں کیا کہ مورث اپنی غلطی کی تلافی کرنے والا بن جائے۔ اسی تفصیل کے مطابق جس کو ہم بیان کر آئے ہیں۔

اور اس کو وارثوں کے حق میں ظاہر کیا ہے۔ کیونکہ ظاہر یہ ہے کہ مورث اس کو اپنے وارثوں پر صدقہ نہ کرے گا۔ تا کہ اتفاقی طور واقع ہونے والے ایثار سے وہ بچ جائے۔ اسی وضاحت کے مطابق جس کو ہم بیان کر آئے ہیں۔ اور حدیث مبارکہ میں ہے کہ وصیت میں ظلم کرنا یہ بڑے گناہوں میں سے بھی بڑا ہے۔ اور علماء نے حیف کی معنی تہائی سے زیادہ اور وارث کے حق میں وصیت کرنے کا کیا ہے۔ (ہدایہ، کتاب الوصایا، لاہور)

3629 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُوْرٍ وَّاَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ - وَاللَّفْظُ لِاَحْمَدَ - قَالَا حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ سَعْدٍ قَالَ جَاءَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُوْدُنِيْ وَاَنَا

3629-اخرجه البخاري في الوصايا، باب ان يترك و رثته اغنياء خير من ان يتكففوا الناس (الحديث 2742) مطولاً، وفي النفقات، باب فضل النفقة على الاهل (الحديث 5354) مطولاً و اخرجه مسلم في الوصية، باب الوصية بالثلث (الحديث 5م) و اخرجه النسائي في الوصايا، باب الوصية بالثلث (الحديث 3630)، و الحديث عند: النسائي في عشرة النساء من الكبرى، ثواب النفقة التي يبتغى بها وجه الله تعالى (الحديث 325) . تحفة الاشراف (3880) .

بِمَكَّةَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أُوْصِي بِمَالِيْ كُلِّهِ قَالَ "لَا" . قُلْتُ فَالشَّطْرَ قَالَ "لَا" . قُلْتُ فَالثُّلُثُ قَالَ "الثُّلُثُ وَالثُّلُثُ كَثِيْرٌ إِنَّكَ أَنْ تَدَعَ وَرَثَتَكَ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِّنْ أَنْ تَدَعَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُوْنَ النَّاسَ فِيْ أَيْدِيهِمْ" .

☆☆ عامر بن سعد حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میری عیادت کرنے کے لیے میرے پاس تشریف لائے میں اس وقت مکہ میں تھا' میں نے عرض کی: یارسول اللہ! میں اپنے پورے مال (کو صدقہ کرنے) کی وصیت کرنا چاہتا ہوں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں! میں نے عرض کی: نصف؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں! میں نے عرض کی: ایک تہائی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک تہائی کردو' ویسے ایک تہائی بھی زیادہ ہے' اگر تم اپنے ورثاء کو خوشحال چھوڑ کر جاتے ہو' تو یہ اس سے زیادہ بہتر ہے کہ تم انہیں بدحال چھوڑ کر جاؤ اور وہ لوگوں سے مانگتے پھریں اور وہ لوگوں کے پاس موجود چیزوں کے محتاج ہوں۔

3630 - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُوْدُهُ وَهُوَ بِمَكَّةَ وَهُوَ يَكْرَهُ أَنْ يَّمُوْتَ بِالْأَرْضِ الَّتِيْ هَاجَرَ مِنْهَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "رَحِمَ اللّٰهُ سَعْدَ ابْنَ عَفْرَاءَ أَوْ يَرْحَمُ اللّٰهُ سَعْدَ ابْنَ عَفْرَاءَ" . وَلَمْ يَكُنْ لَّهُ إِلَّا ابْنَةٌ وَّاحِدَةٌ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أُوْصِي بِمَالِيْ كُلِّهِ قَالَ "لَا" . قُلْتُ النِّصْفَ قَالَ "لَا" . قُلْتُ فَالثُّلُثُ قَالَ "الثُّلُثُ وَالثُّلُثُ كَثِيْرٌ إِنَّكَ أَنْ تَدَعَ وَرَثَتَكَ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِّنْ أَنْ تَدَعَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُوْنَ النَّاسَ مَا فِيْ أَيْدِيهِمْ" .

☆☆ عامر بن سعد اپنے والد (حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی عیادت کرنے کے لیے تشریف لائے وہ اس وقت مکہ میں تھے' انہیں اس سرزمین پر مرنا پسند نہیں تھا' جہاں سے وہ ہجرت کر کے جاچکے تھے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سعد بن عفراء پر رحم کرے۔ (یہاں ایک لفظ کے بارے میں راوی کو شک ہے)

(حضرت سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:) اس وقت ان کی صرف ایک بیٹی تھی' انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! میں اپنے پورے مال کو (اللہ کی راہ میں صدقہ کرنے) کی وصیت کرنا چاہتا ہوں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں! میں نے عرض کی: نصف؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں! میں نے عرض کی: ایک تہائی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک تہائی کردو' ویسے ایک تہائی بھی زیادہ ہے' تم اپنے ورثاء کو خوشحال چھوڑ کر جاؤ' یہ اس سے زیادہ بہتر ہے کہ تم انہیں بدحال چھوڑ کر جاؤ اور وہ لوگوں کے پاس موجود چیزوں کے محتاج ہوں۔

3631 - أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنِيْ بَعْضُ اٰلِ سَعْدٍ قَالَ مَرِضَ سَعْدٌ فَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أُوْصِي بِمَالِيْ كُلِّهِ قَالَ "لَا" . وَسَاقَ الْحَدِيْثَ .

☆☆ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے' جس میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی آل کے ایک فرد نے یہ بات بیان کی

3630-تقدم (الحديث 3629) .

3631-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (3950) .

ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ بیمار ہو گئے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے' حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ! میں اپنے پورے مال (کوصدقہ کرنے) کی وصیت کرنا چاہتا ہوں' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں! اس کے بعد راوی نے پوری حدیث ذکر کی ہے۔

3632 - اَخْبَرَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيْمِ الْعَنْبَرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْكَبِيْرِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا بُكَيْرُ بْنُ مِسْمَارٍ قَالَ سَمِعْتُ عَامِرَ بْنَ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهُ اشْتَكٰى بِمَكَّةَ فَجَائَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَاٰهُ سَعْدٌ بَكٰى وَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَمُوْتُ بِالْاَرْضِ الَّتِيْ هَاجَرْتُ مِنْهَا قَالَ "لَا اِنْ شَآءَ اللّٰهُ". وَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُوْصِيْ بِمَالِيْ كُلِّهٖ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَالَ "لَا". قَالَ يَعْنِيْ بِثُلُثَيْهِ قَالَ "لَا". قَالَ فَنِصْفَهٗ قَالَ "لَا". قَالَ فَثُلُثَهٗ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "الثُّلُثُ وَالثُّلُثُ كَثِيْرٌ اِنَّكَ اَنْ تَتْرُكَ بَنِيْكَ اَغْنِيَآءَ خَيْرٌ مِّنْ اَنْ تَتْرُكَهُمْ عَالَةً يَّتَكَفَّفُوْنَ النَّاسَ".

☆☆ عامر بن سعد اپنے والد (حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں کہ وہ مکہ میں بیمار ہو گئے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے' جب حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو رونے لگے' انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! میں ایسی سرزمین پر مرجاؤں گا جہاں سے میں ہجرت کر کے جا چکا ہوں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اگر اللہ نے چاہا تو ایسا نہیں ہوگا۔

انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! میں اپنے پورے مال کو اللہ کی راہ میں دینے کی وصیت کر دوں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں! انہوں نے عرض کی: دو تہائی؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں! انہوں نے عرض کی: نصف؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں! انہوں نے عرض کی: ایک تہائی؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک تہائی کر دو' ویسے ایک تہائی بھی زیادہ ہے' تم اپنے بچوں کو خوشحال چھوڑ کر جاؤ' یہ اس سے زیادہ بہتر ہے کہ تم انہیں تنگ دست چھوڑ کر جاؤ اور وہ لوگوں سے مانگتے پھریں۔

3633 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا جَرِيْرٌ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ اَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ قَالَ عَادَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مَرَضِيْ فَقَالَ "اَوْصَيْتَ". قُلْتُ نَعَمْ. قَالَ "بِكَمْ". قُلْتُ بِمَالِيْ كُلِّهٖ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ. قَالَ "فَمَا تَرَكْتَ لِوَلَدِكَ". قُلْتُ هُمْ اَغْنِيَاءُ. قَالَ "اَوْصِ بِالْعُشْرِ". فَمَا زَالَ يَقُوْلُ وَاَقُوْلُ حَتّٰى قَالَ "اَوْصِ بِالثُّلُثِ وَالثُّلُثُ كَثِيْرٌ اَوْ كَبِيْرٌ".

☆☆ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میری بیماری کے دوران نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میری عیادت کرنے کے لیے تشریف لائے' آپ نے دریافت کیا: کیا تم نے وصیت کر دی ہے؟ میں نے عرض کی: جی ہاں! انہوں نے دریافت کیا: کتنی؟ میں نے عرض کی: میں نے اپنے پورے مال کو اللہ کی راہ میں دینے کی وصیت کی ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: تم نے اپنی اولاد کے لیے کیا چھوڑا ہے؟ میں نے عرض کی: وہ خوشحال لوگ ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم دسویں حصے کی وصیت کرو' اس کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسلسل اپنی بات پر اصرار کرتے رہے اور میں اپنی گزارش پیش کرتا رہا' یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم ایک تہائی

3632-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (3876) .

3633-اخرجه الترمذي في الجنائز، باب ما جاء في الوصية بالثلث و الربع (الحديث 975) . تحفة الاشراف (3898) .

حصے کے بارے میں وصیت کردو ویسے ایک تہائی حصہ بھی زیادہ ہے (راوی کو شک ہے شاید یہ لفظ ہے) ویسے ایک تہائی حصہ بھی بڑا ہے۔

3634 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيهِ عَنْ سَعْدٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَادَهُ فِي مَرَضِهِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اُوصِي بِمَالِي كُلِّهِ قَالَ "لَا" . قَالَ فَالشَّطْرَ قَالَ "لَا" . قَالَ فَالثُّلُثُ قَالَ "الثُّلُثُ وَالثُّلُثُ كَثِيرٌ اَوْ كَبِيرٌ" .

☆☆ حضرت سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی بیماری کے دوران ان کی عیادت کرنے کے لیے تشریف لائے تو انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! میں اپنے پورے مال کے بارے میں (اللہ کی راہ میں دینے کی) وصیت کر دوں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں! حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے عرض کی: نصف کی؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں! انہوں نے دریافت کیا: ایک تہائی کی؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک تہائی کر دو ویسے ایک تہائی بھی زیادہ ہے۔ (راوی کو شک ہے شاید یہ لفظ ہے:) بڑا ہے۔

شرح

"میرا کوئی وارث نہیں ہے" سے حضرت سعد کی مراد یہ تھی کہ ذوی الفروض سے میرا کوئی وارث نہیں ہے یا یہ کہ ایسے وارثوں میں سے کہ جن کے بارے میں مجھے یہ خوف نہ ہو کہ وہ میرا مال ضائع کر دیں گے علاوہ ایک بیٹی کے اور کوئی وارث نہیں ہے، حضرت سعد کے اس جملہ کی یہ تاویل اس لئے کی گئی ہے کہ حضرت سعد کے کئی عصبی وارث تھے۔ یہ حدیث جہاں اس بات کی دلیل ہے کہ مال جمع کرنا مباح ہے وہیں اس بات کی بھی دلیل ہے کہ وارثوں کے حق میں عدل وانصاف کو ملحوظ رکھنا چاہئے۔ تمام علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جس میت کے وارث موجود ہوں تو اس کی وصیت اس کے تہائی مال سے زائد میں جاری نہیں ہوتی، البتہ اگر وہ ورثاء اپنی اجازت وخوشی سے چاہیں تو ایک تہائی سے زائد میں بھی بلکہ سارے ہی مال میں وصیت جاری ہو سکتی ہے بشرطیکہ سب وارث عاقل وبالغ اور موجود ہوں اور جس میت کا کوئی وارث نہ ہو تو اس صورت میں بھی اکثر علماء کا یہی مسلک ہے کہ اس کی وصیت بھی ایک تہائی سے زائد میں جاری نہیں ہو سکتی۔

البتہ حضرت امام اعظم اور ان کے متبعین علماء اس صورت میں ایک تہائی سے زائد میں بھی وصیت جاری کرنے کو جائز قرار دیتے ہیں نیز حضرت امام احمد اور حضرت اسحٰق کا بھی یہی قول ہے۔ اس حدیث میں اس بات کی ترغیب دلائی گئی ہے کہ رشتہ داروں اور عزیزوں کے ساتھ اچھا سلوک کیا جائے ان کے حق میں ہمیشہ خیر خواہی کا جذبہ رکھا جائے اور وارثوں کے تئیں شفقت ومحبت ہی کے طریقے کو اختیار کیا جائے علاوہ ازیں اس حدیث سے اور بھی کئی باتیں معلوم ہوئیں۔ اول یہ کہ اپنا مال غیروں کو دینے سے افضل یہ ہے کہ اس کو اپنے قرابتداروں پر خرچ کیا جائے۔

دوم یہ کہ اپنے اہل وعیال پر خرچ کرنے سے ثواب ملتا ہے بشرطیکہ اللہ تعالیٰ کی رضا وخوشنودی کی طلب پیش نظر ہو اور سوم یہ کہ اگر کسی مباح کام میں بھی اللہ تعالیٰ کی رضا وخوشنودی کی نیت کر لی جائے تو وہ مباح کام بھی طاعت وعبادت بن جاتا ہے چنانچہ بیوی

3634-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (3906) .

اگر چہ جسمانی و دنیوی لذت و راحت کا ذریعہ ہے اور خوشی و مسرت کے وقت اس کے منہ میں نوالہ دینا محض ایک خوش طبعی ہے جس کا طاعت و عبادت اور امور آخرت سے کوئی بھی تعلق نہیں ہوتا مگر اس کے باوجود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بتایا کہ اگر بیوی کے منہ میں نوالہ دینے میں اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کی طلب کی نیت ہو تو اس میں ثواب ملتا ہے لہٰذا اس کے علاوہ دوسری حالتوں میں تو بطریق اولیٰ ثواب ملے گا۔

حضرت سعد بن ابی وقاص کہتے ہیں کہ جب میں بیمار تھا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مجھے پوچھنے آئے چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم نے وصیت کرنے کا ارادہ کیا ہے؟ میں نے کہا کہ ہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کتنے مال کی وصیت کا تم نے ارادہ کیا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ میں نے تو اللہ کی راہ میں اپنے سارے مال کی وصیت کرنے کا ارادہ کرلیا ہے آپ نے فرمایا اولاد کے لئے کیا چھوڑا میں نے عرض کیا کہ وہ خود مال دار خوشحال ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر وصیت کرنا ہی چاہتے ہو تو اپنے مال کے دسویں حصہ کے بارے میں وصیت کر دو حضرت سعد کہتے ہیں کہ جب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی اس مقدار کو بار بار کم کہتا رہا تو میرے اصرار پر آپ نے فرمایا کہ اچھا تہائی مال کے بارے میں وصیت کر دو اگر چہ یہ تہائی بھی بہت ہے۔ (ترمذی)

3635 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيْدِ الْفَحَّامُ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَبِيْعَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتٰى سَعْدًا يَعُوْدُهُ فَقَالَ لَهُ سَعْدٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُوْصِيْ بِثُلُثَيْ مَالِيْ قَالَ "لَا" . قَالَ فَاُوْصِيْ بِالنِّصْفِ قَالَ "لَا" . قَالَ فَاُوْصِيْ بِالثُّلُثِ قَالَ "نَعَمِ الثُّلُثُ وَالثُّلُثُ كَثِيْرٌ اَوْ كَبِيْرٌ اِنَّكَ اَنْ تَدَعَ وَرَثَتَكَ اَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِّنْ اَنْ تَدَعَهُمْ فُقَرَاءَ يَتَكَفَّفُوْنَ" .

★★ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی عیادت کرنے کے لیے ان کے پاس تشریف لائے تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی: یارسول اللہ! میں اپنے دو تہائی مال کے بارے میں وصیت کر دوں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں! انہوں نے عرض کی: نصف کے بارے میں وصیت کر دوں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں! انہوں نے عرض کی: ایک تہائی کے بارے میں وصیت کر دوں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں! ایک تہائی کے بارے میں وصیت کر دو' ویسے ایک تہائی بھی زیادہ ہے۔ (راوی کو شک ہے' شاید یہ لفظ ہے:) بڑا ہے' اگر تم اپنے ورثاء کو خوشحال چھوڑ کر جاتے ہو تو یہ اس سے بہتر ہے کہ تم انہیں غریب چھوڑ کے جاؤ اور وہ لوگوں سے مانگتے پھریں۔

3636 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَوْ غَضَّ النَّاسُ اِلَى الرُّبُعِ لِاَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "الثُّلُثُ وَالثُّلُثُ كَثِيْرٌ اَوْ كَبِيْرٌ" .

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ کاش! لوگ ایک چوتھائی تک وصیت کیا کریں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ

3635-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (17234) .

3636-اخرجه البخاري في الوصايا، باب الوصية بالثلث (الحديث 2743) . و اخرجه مسلم في الوصية، باب الوصية بالثلث (الحديث 10) . و اخرجه ابن ماجه في الوصايا، باب الوصية بالثلث (الحديث 2711) . تحفة الاشراف (5876) .

بات ارشاد فرمائی ہے:

ایک تہائی کر دو ویسے ایک تہائی بھی زیادہ ہے (راوی کو شک ہے شاید یہ لفظ ہے:) بڑا ہے۔

3637 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ الْمِنْهَالِ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ يُوْنُسَ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْهِ سَعْدِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَهُ وَهُوَ مَرِيْضٌ فَقَالَ اِنَّهُ لَيْسَ لِيْ وَلَدٌ اِلَّا ابْنَةٌ وَّاحِدَةٌ فَاُوْصِيْ بِمَالِيْ كُلِّهِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا" . قَالَ فَاُوْصِيْ بِنِصْفِهِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا" . قَالَ فَاُوْصِيْ بِثُلُثِهِ قَالَ "اَلثُّلُثُ وَالثُّلُثُ كَثِيْرٌ" .

☆☆ حضرت سعد بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ ان کے پاس تشریف لائے وہ اس وقت بیمار تھے انہوں نے عرض کی: میری کوئی اولاد نہیں ہے صرف ایک بیٹی ہے تو کیا میں اپنے پورے مال کو (صدقہ کرنے کی) وصیت کر دوں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: نہیں! انہوں نے عرض کی: نصف کے بارے میں وصیت کر دوں؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: نہیں! انہوں نے عرض کی: ایک تہائی کے بارے میں کر دوں؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

''ایک تہائی کی کر دو ویسے ایک تہائی بھی زیادہ ہے''۔

3638 - اَخْبَرَنَا الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ دِيْنَارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ شَيْبَانَ عَنْ فِرَاسٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ حَدَّثَنِيْ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ اَبَاهُ اسْتُشْهِدَ يَوْمَ اُحُدٍ وَّتَرَكَ سِتَّ بَنَاتٍ وَّتَرَكَ عَلَيْهِ دَيْنًا فَلَمَّا حَضَرَ جُدَادُ النَّخْلِ اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ قَدْ عَلِمْتَ اَنَّ وَالِدِيْ اسْتُشْهِدَ يَوْمَ اُحُدٍ وَّتَرَكَ دَيْنًا كَثِيْرًا وَّاِنِّيْ اُحِبُّ اَنْ يَّرَاكَ الْغُرَمَاءُ . قَالَ "اذْهَبْ فَبَيْدِرْ كُلَّ تَمْرٍ عَلٰى نَاحِيَةٍ" . فَفَعَلْتُ ثُمَّ دَعَوْتُهُ فَلَمَّا نَظَرُوْا اِلَيْهِ كَاَنَّمَا اُغْرُوْا بِيْ تِلْكَ السَّاعَةَ فَلَمَّا رَاٰى مَا يَصْنَعُوْنَ اَطَافَ حَوْلَ اَعْظَمِهَا بَيْدَرًا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ جَلَسَ عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ "ادْعُ اَصْحَابَكَ" . فَمَا زَالَ يَكِيْلُ لَهُمْ حَتّٰى اَدَّى اللّٰهُ اَمَانَةَ وَالِدِيْ وَاَنَا رَاضٍ اَنْ يُّؤَدِّيَ اللّٰهُ اَمَانَةَ وَالِدِيْ لَمْ تَنْقُصْ تَمْرَةً وَّاحِدَةً .

☆☆ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ غزوۂ اُحد کے موقع پر ان کے والد نے جامِ شہادت نوش کر لیا اور چھ بیٹیاں پسماندگان میں چھوڑیں اور ان کے ذمے بہت سا قرض بھی تھا' جب کھجوریں کاٹنے کا موسم آیا تو میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' میں نے عرض کی: آپ کو پتہ ہے کہ میرے والد غزوۂ اُحد کے موقع پر شہید ہو گئے تھے انہوں نے بہت سا قرض بھی چھوڑا ہے اس لیے میں یہ چاہتا ہوں کہ قرض خواہ لوگ آپ کو دیکھ لیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم جاؤ اور ہر قسم کی

3637-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (3927) .

3638-اخرجه البخاري في البيوع، باب الكيل على البائع و المعطي (الحديث 2127) بنحوه، و في الاستقراض، باب الشفاعة في وضع الدين (الحديث 2405) بنحوه، و في الوصايا، باب قضاء الوصي ديون الميت بغير محضر من الورثة (الحديث 2781)، و في المناقب، باب علامات النبوة في الاسلام (الحديث 3580) بنحوه، و في المغازي، باب (اذ همت طائفتان منكم ان تفشلا و الله وليهما و على الله فليتوكل المومنون) (الحديث 4053) . واخرجه النسائي في الوصايا، باب قضاء الدين قبل الميراث و ذكر اختلاف الفاظ الناقلين لخبر جابر فيه (الحديث 3639 و 3640) . تحفة الاشراف (2344) .

کھجور کو الگ الگ ایک کنارے پر رکھ دو۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے ایسا ہی کیا' پھر میں نے نبی اکرم ﷺ کو بلوایا' جب قرض خواہوں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا تو یوں لگا' جیسے وہ اُسی وقت مجھ پر حملہ کر دیں گے' جب نبی اکرم ﷺ نے ان کا طرز عمل ملاحظہ فرمایا تو آپ ﷺ نے ان ڈھیروں میں سے سب سے بڑے ڈھیر کا تین مرتبہ چکر لگایا' پھر آپ ﷺ اس کے پاس تشریف فرما ہوئے' آپ ﷺ نے فرمایا:

اپنے ساتھیوں (یعنی قرض خواہوں) کو بلاؤ' اس کے بعد نبی اکرم ﷺ انہیں ماپ کر دیتے رہے' یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے میرے والد کی امانت (یعنی ان کے ذمے قرض) کو ادا کر دیا' میں اس بات سے بہت خوش ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے والد کے قرض کو بھی ادا کر دیا اور کوئی کھجور بھی کم نہیں ہوئی۔

باب قَضَاءِ الدَّيْنِ قَبْلَ الْمِيرَاثِ وَذِكْرِ اخْتِلَافِ أَلْفَاظِ النَّاقِلِينَ لِخَبَرِ جَابِرٍ فِيهِ .

یہ باب ہے کہ وراثت (کی تقسیم) سے پہلے قرض کی ادائیگی کا حکم' اس بارے میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول روایت میں نقل کرنے والوں کے اختلاف کا تذکرہ

نبی کریم ﷺ کی دعا سے کھجوروں میں برکت ہونے کا بیان

3639 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَلَّامٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ - وَهُوَ الْاَزْرَقُ - قَالَ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ اَبَاهُ تُوُفِّيَ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ فَاَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اَبِيْ تُوُفِّيَ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ وَلَمْ يَتْرُكْ اِلَّا مَا يُخْرِجُ نَخْلُهُ وَلَا يَبْلُغُ مَا يُخْرِجُ نَخْلُهُ مَا عَلَيْهِ مِنَ الدَّيْنِ دُوْنَ سِنِيْنَ فَانْطَلِقْ مَعِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لِكَيْ لَا يَفْحُشَ عَلَيَّ الْغُرَّامُ فَاَتٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدُوْرُ بَيْدَرًا بَيْدَرًا فَسَلَّمَ حَوْلَهُ وَدَعَا لَهُ ثُمَّ جَلَسَ عَلَيْهِ وَدَعَا الْغُرَّامَ فَاَوْفَاهُمْ وَبَقِيَ مِثْلُ مَا اَخَذُوْا .

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ان کے والد کا انتقال ہو گیا' ان کے ذمے کچھ قرض تھا' میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! میرے والد کا انتقال ہو گیا ہے' ان کے ذمے کچھ قرض تھا' انہوں نے ترکے میں صرف کھجوروں کا باغ چھوڑا ہے اور اس کی جو پیداوار ہے' وہ قرض کی ادائیگی کے لیے کافی نہیں ہو گی جو میرے والد کے ذمے لازم تھا' یہ صرف اسی وقت ہو سکتا ہے جب کئی برس تک ادائیگی کی جائے' یا رسول اللہ! آپ میرے ساتھ تشریف لے چلیں تاکہ قرض خواہ میرے ساتھ سخت لہجے میں بات نہ کریں' تو نبی اکرم ﷺ تشریف لائے' آپ ﷺ نے ایک ایک ڈھیر کے گرد چکر لگایا' آپ اس کے اردگرد سلامتی کی دعا کرتے رہے' اس کے لیے دعا کرتے رہے' پھر اس کے پاس بیٹھ گئے۔ آپ نے قرض خواہوں کو بلایا اور پوری ادائیگی کر دی' جتنا ان لوگوں نے وصول کیا تھا' اتنا ہی پھر بھی باقی رہ گیا (یعنی اصل کھجوروں میں کوئی کمی نہیں ہوئی)۔

3640 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مُغِيْرَةَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَابِرٍ قَالَ تُوُفِّيَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ

3639-تقدم (الحديث 3638) .

عَمْرِو بْنِ حَرَامٍ - قَالَ - وَتَرَكَ دَيْنًا فَاسْتَشْفَعْتُ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى غُرَمَائِهِ اَنْ يَّضَعُوا مِنْ دَيْنِهِ شَيْئًا فَطَلَبَ اِلَيْهِمْ فَاَبَوْا فَقَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اذْهَبْ فَصَنِّفْ تَمْرَكَ اَصْنَافًا الْعَجْوَةَ عَلٰى حِدَةٍ وَّعَذْقَ ابْنِ زَيْدٍ عَلٰى حِدَةٍ وَّاَصْنَافَهُ ثُمَّ ابْعَثْ اِلَيَّ" . قَالَ فَفَعَلْتُ فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَلَسَ فِيْ اَعْلَاهُ اَوْ فِيْ اَوْسَطِهِ ثُمَّ قَالَ "كِلْ لِلْقَوْمِ" . قَالَ فَكِلْتُ لَهُمْ حَتّٰى اَوْفَيْتُهُمْ ثُمَّ بَقِيَ تَمْرِيْ كَاَنْ لَمْ يَنْقُصْ مِنْهُ شَيْءٌ .

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ (ان کے والد) حضرت عبداللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا' انہوں نے بہت سا قرض چھوڑا' میں نے اپنے قرض خواہوں کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سفارش کرنے کی گزارش کی کہ وہ لوگ میرے والد کے قرض میں سے' کچھ حصے کو معاف کر دیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ایسا کرنے کے لیے کہا' تو انہوں نے اس سے معذرت کر لی' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: تم جاؤ اور اپنی کھجوروں کی مختلف اقسام کو الگ الگ کر دو' عجوہ کو الگ کر دو' عذق بن زید کو الگ کر دو' اور اس کی مختلف اقسام کو الگ کر دو' پھر تم مجھے پیغام بھجوا دینا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے ایسا ہی کیا' پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور آپ ان میں سے سب سے بلند یا درمیانے ڈھیر کے پاس تشریف فرما ہوئے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان لوگوں کو ماپ کر دینا شروع کر دو۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے ان لوگوں کو ماپ کر دینا شروع کیا' یہاں تک کہ میں نے انہیں پوری ادائیگی کر دی اور پھر بھی میری کھجوریں باقی بچ گئیں' یوں جیسے ان میں کوئی کمی ہی نہیں ہوئی۔

3641 - اَخْبَرَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ يُوْنُسَ بْنِ مُحَمَّدٍ - حَرَمِيٌّ - قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَمَّارِ بْنِ اَبِيْ عَمَّارٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كَانَ لِيَهُوْدِيٍّ عَلٰى اَبِيْ تَمْرٌ فَقُتِلَ يَوْمَ اُحُدٍ وَّتَرَكَ حَدِيْقَتَيْنِ وَتَمْرُ الْيَهُوْدِيِّ يَسْتَوْعِبُ مَا فِي الْحَدِيْقَتَيْنِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "هَلْ لَكَ اَنْ تَاْخُذَ الْعَامَ نِصْفَهُ وَتُؤَخِّرَ نِصْفَهُ" . فَاَبَى الْيَهُوْدِيُّ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "هَلْ لَكَ اَنْ تَاْخُذَ الْجِدَادَ" . فَاٰذِنِّيْ فَاٰذَنْتُهُ فَجَاءَ هُوَ وَاَبُوْ بَكْرٍ فَجَعَلَ يُجَدُّ وَيُكَالُ مِنْ اَسْفَلِ النَّخْلِ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُوْ بِالْبَرَكَةِ حَتّٰى وَفَيْنَاهُ جَمِيْعَ حَقِّهِ مِنْ اَصْغَرِ الْحَدِيْقَتَيْنِ - فِيْمَا يَحْسِبُ عَمَّارٌ - ثُمَّ اَتَيْتُهُمْ بِرُطَبٍ وَّمَاءٍ فَاَكَلُوْا وَشَرِبُوْا ثُمَّ قَالَ "هٰذَا مِنَ النَّعِيْمِ الَّذِيْ تُسْاَلُوْنَ عَنْهُ" .

☆☆ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے والد نے ایک یہودی کی کچھ کھجوریں دینی تھیں' وہ غزوۂ احد میں شہید ہو گئے' وہ دو باغ (ترکے میں) چھوڑ کر گئے' یہودی کو دی جانے والی کھجوریں اتنی تھیں جتنی دونوں باغات میں تھیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: کیا تم یہ کر سکتے ہو کہ نصف حصہ اس سال وصول کر لو اور نصف اگلے سال تک مؤخر کر دو' تو یہودی نے اس کو تسلیم نہیں کیا۔ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (مجھ سے) فرمایا:

کیا تمہارے لیے یہ بات ممکن ہے کہ جب تم کھجوریں اتارنے لگو تو اس وقت مجھے اطلاع دے دینا (حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے

3640-تقدم (الحديث 3638) .

3641-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (2501) .

ہیں:) میں نے آپ ﷺ کو اس وقت اطلاع دے دی' تو نبی اکرم ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے' کھجور کے چھوٹے درخت سے کھجوریں اتاری جانے لگیں اور انہیں ماپ کر (ادائیگی کی جانے لگی) نبی اکرم ﷺ برکت کی دعا کرتے رہے' یہاں تک کہ ہم نے ان دو باغات میں سے چھوٹے باغ کے ذریعے ہی اس یہودی کا پورا حق ادا کر دیا۔

عمار نامی راوی نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں: میں ان حضرات کی خدمت میں تر کھجوریں اور پانی لے کر آیا' تو ان حضرات نے اُسے کھایا اور پانی پیا' پھر نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ وہ نعمتیں ہیں' جن کے بارے میں تم سے حساب لیا جائے گا۔

3642 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى عَنْ حَدِيْثِ عَبْدِ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ تُوُفِّيَ اَبِيْ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ فَعَرَضْتُ عَلٰى غُرَمَائِهِ اَنْ يَّاْخُذُوا الثَّمَرَةَ بِمَا عَلَيْهِ فَاَبَوْا وَلَمْ يَرَوْا فِيْهِ وَفَاءً فَاَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهٗ قَالَ "اِذَا جَدَدْتَهٗ فَوَضَعْتَهٗ فِي الْمِرْبَدِ فَاٰذِنِّيْ". فَلَمَّا جَدَدْتُهٗ وَوَضَعْتُهٗ فِي الْمِرْبَدِ اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَآءَ وَمَعَهٗ اَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ فَجَلَسَ عَلَيْهِ وَدَعَا بِالْبَرَكَةِ ثُمَّ قَالَ "ادْعُ غُرَمَائَكَ فَاَوْفِهِمْ". قَالَ فَمَا تَرَكْتُ اَحَدًا لَّهٗ عَلٰى اَبِيْ دَيْنٌ اِلَّا قَضَيْتُهٗ وَفَضَلَ لِيْ ثَلَاثَةَ عَشَرَ وَسْقًا فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهٗ فَضَحِكَ وَقَالَ "ائْتِ اَبَا بَكْرٍ وَّعُمَرَ فَاَخْبِرْهُمَا ذٰلِكَ". فَاَتَيْتُ اَبَا بَكْرٍ وَّعُمَرَ فَاَخْبَرْتُهُمَا فَقَالَا قَدْ عَلِمْنَا اِذْ صَنَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا صَنَعَ اَنَّهٗ سَيَكُوْنُ ذٰلِكَ.

★★ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے والد کا انتقال ہو گیا' ان کے ذمے کچھ قرض تھا' میں نے ان کے قرض خواہوں کو یہ پیشکش کی کہ میرے والد کے ذمے جو قرض تھا' اس کے بدلے میں پھل لے لیں (یعنی اس سال کی پوری پیداوار لے لیں) تو انہوں نے اس بات کو تسلیم نہیں کیا' وہ یہ سمجھ رہے تھے کہ اس طرح پوری ادائیگی نہیں ہو گی' میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' میں نے آپ ﷺ کے سامنے یہ بات ذکر کی تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

جب تم کھجوریں اتار لو گے تو انہیں کھلی جگہ پر رکھ دینا اور پھر مجھے بتا دینا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب میں نے کھجوریں اتار لیں اور انہیں کھلی جگہ پر رکھ دیا تو میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' آپ ﷺ تشریف لائے' آپ کے ساتھ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی تھے' آپ ﷺ ان کھجوروں کے پاس تشریف فرما ہوئے' آپ نے برکت کی دعا کی' پھر آپ ﷺ نے فرمایا:

تم اپنے قرض خواہوں کو بلاؤ اور انہیں پوری ادائیگی کر دو۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جس شخص نے بھی میرے والد سے قرض لینا تھا' میں نے ان میں سے ہر ایک شخص کو

3642-اخرجه البخاري في الاستقراض، باب اذا قاص او جازفه في الدين تمرًا بتمر او غيره (الحديث 2396) بنحوه، و في الصلح، باب الصلح بين الغرماء و اصحاب الميراث و المجازفة في ذلك (الحديث 2709) . و اخرجه ابو داؤد في الوصايا باب ماجاء في الرجل يموت و عليه دين وله وفاء يستنظر غرماءه و يرفق بالوارث (الحديث 2884) مختصراً . و اخرجه ابن ماجه في الصدقات، باب اداء الدين عن الميت (الحديث 2434) . تحفة الاشراف (3126) .

ادائیگی کر دی پھر بھی میرے پاس تیرہ وسق کھجوریں بچ گئیں میں نے اس بات کا تذکرہ نبی اکرم ﷺ سے کیا تو آپ مسکرا دیے۔
آپ ﷺ نے فرمایا: ابوبکر اور عمر کے پاس جاؤ اور انہیں اس بارے میں بتاؤ۔ میں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آیا اور ان دونوں کو اس بارے میں بتایا تو انہوں نے جواب دیا: ہمیں یہ پتا تھا کہ جب نبی اکرم ﷺ نے ایسا کر دیا ہے تو ایسا ہی ہو گا۔

باب اِبْطَالِ الْوَصِيَّةِ لِلْوَارِثِ

یہ باب ہے کہ وارث کے لیے وصیت کو کالعدم قرار دینا

3643 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ غَنْمٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ خَارِجَةَ قَالَ خَطَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "اِنَّ اللّٰهَ قَدْ اَعْطٰى كُلَّ ذِىْ حَقٍّ حَقَّهٗ وَلَا وَصِيَّةَ لِوَارِثٍ" .

☆☆ حضرت عمرو بن خارجہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:
"اللہ تعالیٰ نے ہر حق دار کو اس کا حق دے دیا ہے اب وارث کے لیے وصیت نہیں کی جائے گی"۔

3644 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ اَنَّ ابْنَ غَنْمٍ ذَكَرَ اَنَّ ابْنَ خَارِجَةَ ذَكَرَ لَهٗ اَنَّهٗ شَهِدَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ النَّاسَ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ وَاِنَّهَا لَتَقْصَعُ بِجِرَّتِهَا وَاِنَّ لُعَابَهَا لَيَسِيْلُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ خُطْبَتِهٖ "اِنَّ اللّٰهَ قَدْ قَسَّمَ لِكُلِّ اِنْسَانٍ قِسْمَهٗ مِنَ الْمِيْرَاثِ فَلَا تَجُوْزُ لِوَارِثٍ وَّصِيَّةٌ" .

☆☆ حضرت ابن خارجہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے اپنی سواری پر بیٹھ کر لوگوں کو خطبہ دیا اس دوران آپ کی اونٹنی جگالی کر رہی تھی اور اس کا لعاب بہہ رہا تھا نبی اکرم ﷺ نے اپنے خطبے میں یہ بات ارشاد فرمائی:
"اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کے لیے وراثت میں اس کا حصہ مقرر کر دیا ہے اب وارث کے لیے وصیت کرنا جائز نہیں ہے"۔

3645 - اَخْبَرَنَا عُتْبَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْمَرْوَزِىُّ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ اَنْبَاَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ اَبِىْ خَالِدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ خَارِجَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ اسْمُهٗ قَدْ اَعْطٰى كُلَّ ذِىْ حَقٍّ حَقَّهٗ وَلَا وَصِيَّةَ لِوَارِثٍ" .

☆☆ حضرت عمرو بن خارجہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:
"بے شک اللہ تعالیٰ نے ہر حق دار کو اس کا حق دے دیا ہے تو وارث کے لیے وصیت نہیں ہو گی"۔

3643-اخرجه الترمذي في الوصايا، باب ما جاء لا وصية لوارث (الحديث 2121) مطولاً، و اخرجه النسائي في الوصايا، باب ابطال الوصية للوارث (الحديث 3644 و 3645) . و اخرجه ابن ماجه في الوصايا، باب لا وصية لوارث (الحديث 2712) مطولاً . تحفة الاشراف (10731) .

3644-تقدم (الحديث 3643) .

3645-تقدم (الحديث 3643) .

ورثاء کے حق میں وصیت کے عدم جواز کا بیان

حضرت ابوامامہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حجۃ الوداع کے سال اپنے خطبہ میں یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر حقدار کو اس کا حق دے دیا ہے لہٰذا وارث کے لئے وصیت نہیں ہے۔ (ابوداؤد، ابن ماجہ)

اور امام ترمذی نے یہ مزید نقل کیا ہے کہ بچہ صاحب فراش کے لئے ہے اور زنا کرنے والے کے لئے پتھر ہے، نیز ان کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے اور حضرت ابن عباس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ نقل کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) کہ وارث کے لئے وصیت نہیں ہے مگر جب کہ وارث چاہیں، یہ حدیث منقطع ہے اور یہ مصابیح کے الفاظ ہیں۔ اور دار قطنی کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ) وارث کے حق میں وصیت جائز نہیں ہوتی مگر جب کہ وارث چاہیں۔

(مشکوۃ المصابیح، جلد سوم: رقم الحدیث، 297)

اللہ تعالیٰ نے ہر حق دار کو اس کا حق دے دیا ہے الخ) کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ورثاء کے لئے حصے متعین ومقرر فرما دیئے ہیں خواہ وہ کسی وارث کے حق میں یہ وصیت کر بھی جائے کہ اسے دوسرے وارثوں سے اتنا زیادہ حصہ دیا جائے تو شرعی طور پر اس کا کچھ اعتبار نہیں ہاں اگر تمام ورثاء عاقل و بالغ ہوں اور وہ برضاء ورغبت کسی وارث کو میت کی وصیت کے مطابق اس کے حصے سے زیادہ دیدیں تو کوئی مضائقہ نہیں ہے جیسا کہ آپ پہلے پڑھ چکے ہیں آیت میراث نازل ہونے سے پہلے اپنے اقرباء کے حق میں وصیت کر جانا واجب تھا مگر جب آیت میراث نازل ہوئی اور تمام ورثاء کے حصے متعین ومقرر ہو گئے تو وصیت کا واجب ہونا منسوخ ہو گیا۔ فراض ویسے تو عورت کو کہتے ہیں لیکن یہاں (الولد للفراش) میں فراش سے مراد صاحب فراش یعنی عورت کا مالک ہے۔ حدیث گرامی کے اس جملہ کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص کسی عورت سے زنا کرے اور اس کے نتیجہ میں بچہ پیدا ہو جائے تو اس بچہ کا نسب زنا کرنے والے سے قائم نہیں ہوتا بلکہ وہ صاحب فراش کی طرف منسوب ہوتا ہے خواہ وہ صاحب فراش زنا کرانے والی عورت کا خاوند ہو یا لونڈی ہونے کی صورت میں) اس کا آقا ہو اور یا وہ شخص جس نے شبہ میں مبتلا ہو کر اس عورت سے صحبت کر لی تھی۔ اور زنا کرنے والے کے لئے پتھر ہے یہ جملہ زنا کرنے والے کی محرومی کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ جیسا کہ ہماری عام بول چال میں کسی ایسے شخص کے بارے میں کہ جسے کچھ نہیں ملتا کہہ دیا کرتے ہیں کہ اسے خاک پتھر ملے گا۔

لہٰذا اس جملہ کا مطلب یہ ہے کہ زنا کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے بچہ کا نسب چونکہ زنا کرنے والے سے قائم نہیں ہوتا اس لئے ولد الزنا کی میراث میں سے اس کو کچھ نہیں ملے گا۔ یا پھر یہ کہ یہاں پتھر سے مراد سنگسار کرنا ہے کہ اس زنا کرنے والے کو اگر وہ شادی شدہ تھا سنگسار کر دیا جائے گا)۔ ان کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے کا مطلب یہ ہے کہ اس بدکاری میں مبتلا ہونے والوں کا حساب و کتاب اللہ پر ہے کہ وہ ہر ایک کو ان کے کرتوت کے مطابق بدلہ دے گا۔

ویسے یہ جملہ ایک دوسرے معنی سے زیادہ مناسبت رکھتا ہے اور وہ یہ کہ جہاں تک دنیا کا تعلق ہے تو یہاں ہم زنا کرنے والوں کو سزا دیتے ہیں بایں طور کہ ان پر حد جاری کرتے ہیں اب رہا وہاں یعنی آخرت کا معاملہ تو یہ اللہ تعالیٰ کی مرضی ومنشاء پر موقوف ہے چاہے تو مؤاخذہ کرے اور چاہے تو اپنے بے پایاں رحم وکرم کے صدقہ میں انہیں بخش دے۔ مذکورہ بالا عبارت کا مطلب یہ بھی ہو سکتا

ہے کہ جو شخص زنا کرے یا کسی اور گناہ میں مبتلا ہو اور اس پر کوئی حد قائم نہ ہو یعنی دنیا میں اسے کوئی سزا نہ دی جائے تو اس کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے وہ چاہے تو اسے بخش دے اور چاہے اسے عذاب میں مبتلا کرے۔

باب اِذَا اَوْصَى لِعَشِيْرَتِهِ الْاَقْرَبِيْنَ .

یہ باب ہے کہ جب کوئی شخص اپنے قریبی رشتے داروں کے لیے وصیت کرے (تو اس کا حکم کیا ہوگا؟)

3646 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ مُوْسَى بْنِ طَلْحَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ (وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ) دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُرَيْشًا فَاجْتَمَعُوْا فَعَمَّ وَخَصَّ فَقَالَ "يَا بَنِيْ كَعْبِ بْنِ لُؤَيٍّ يَا بَنِيْ مُرَّةَ بْنِ كَعْبٍ يَا بَنِيْ عَبْدِ شَمْسٍ وَّيَا بَنِيْ عَبْدِ مَنَافٍ وَّيَا بَنِيْ هَاشِمٍ وَّيَا بَنِيْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ وَيَا فَاطِمَةُ اَنْقِذِيْ نَفْسَكِ مِنَ النَّارِ اِنِّيْ لَا اَمْلِكُ لَكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا غَيْرَ اَنَّ لَكُمْ رَحِمًا سَاَبُلُّهَا بِبِلَالِهَا" .

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی:

''اور تم اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈراؤ''۔

تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کو بلایا' ان کے عام اور خاص تمام افراد اکٹھے ہو گئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اے کعب بن لوی کی اولاد! اے مرہ بن کعب کی اولاد! اے عبدشمس کی اولاد! اے عبد مناف کی اولاد! اے ہاشم کی اولاد! اے عبدالمطلب کی اولاد! تم اپنے آپ کو جہنم سے بچاؤ' اے فاطمہ! تم اپنے آپ کو جہنم سے بچاؤ' میں اللہ تعالیٰ کی مرضی کے سامنے تمہارے لیے کچھ نہیں کر سکتا' البتہ تمہارے ساتھ رشتے داری کا تعلق ہے' جس کی تریاہٹ میں تم تک پہنچاؤں گا (یعنی اس کا فائدہ تمہیں حاصل ہوگا)''۔

3647 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى قَالَ اَنْبَاَنَا اِسْرَآئِيْلُ عَنْ مُعَاوِيَةَ - وَهُوَ ابْنُ اِسْحَاقَ - عَنْ مُوْسَى بْنِ طَلْحَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "يَا بَنِيْ عَبْدِ مَنَافٍ اشْتَرُوْا اَنْفُسَكُمْ مِنْ رَّبِّكُمْ اِنِّيْ لَا اَمْلِكُ لَكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا يَا بَنِيْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اشْتَرُوْا اَنْفُسَكُمْ مِنْ رَّبِّكُمْ اِنِّيْ لَا اَمْلِكُ لَكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا وَّلٰكِنْ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ رَحِمٌ اَنَا بَالُّهَا بِبِلَالِهَا" .

★★ حضرت موسیٰ بن طلحہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''اے بنو عبد مناف! اپنے پروردگار سے اپنے آپ کو خرید لو' میں اللہ تعالیٰ کی مرضی کے سامنے تمہارے حوالے سے کسی

3646-اخرجه مسلم في الايمان باب في قوله تعالى (و انذر عشيرتك الاقربين) (الحديث 348 و 349) . و اخرجه الترمذي في تفسير القرآن، باب (ومن سورة الشعراء) (الحديث 3185) و اخرجه النسائي في الوصايا باب اذا اوصى العشيرته الاقربين (الحديث 3647) مرسلاً. و في التفسير .تحفة الاشراف (14623) .

3647-تقدم (الحديث 3646) .

چیز کا مالک نہیں ہوں' اے بنوعبدالمطلب! اپنے آپ کو اپنے پروردگار سے خرید لو' میں اللہ تعالیٰ کی مرضی کے سامنے تمہارے حوالے سے کسی چیز کا مالک نہیں ہوں' البتہ میرے اور تمہارے درمیان رشتہ داری ہے' میں اسے نبھاتا رہوں گا''۔

3648 - اَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِىْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِىْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَاَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ اُنْزِلَ عَلَيْهِ (وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ) قَالَ "يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ اشْتَرُوْا اَنْفُسَكُمْ مِنَ اللّٰهِ لَا اُغْنِىْ عَنْكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا يَا بَنِىْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ لَا اُغْنِىْ عَنْكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا يَا عَبَّاسُ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ لَا اُغْنِىْ عَنْكَ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا يَا صَفِيَّةُ عَمَّةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا اُغْنِىْ عَنْكِ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا يَا فَاطِمَةُ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَلِيْنِىْ مَا شِئْتِ لَا اُغْنِىْ عَنْكِ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا" ۔

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت نازل ہوئی:

''اور تم اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈراؤ''۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اے قریش کے گروہ! اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ سے خرید لو' میں اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں تمہارے کسی کام نہیں آ سکتا' اے بنوعبدالمطلب! میں اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مقابلے میں تمہارے کسی کام نہیں آ سکتا۔

اے عباس بن عبدالمطلب! میں اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مقابلے میں تمہارے کسی کام نہیں آ سکتا' اے اللہ کے رسول کی پھوپھی صفیہ! میں اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مقابلے میں تمہارے کسی کام نہیں آ سکتا' اے محمد کی بیٹی فاطمہ! تم مجھ سے جو چاہو مانگ لو لیکن میں اللہ کی مرضی کے مقابلے میں تمہارے کسی کام نہیں آ سکتا''۔

3649 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ الزُّهْرِىِّ قَالَ اَخْبَرَنِىْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَاَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ اُنْزِلَ عَلَيْهِ (وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ) فَقَالَ "يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ اشْتَرُوْا اَنْفُسَكُمْ مِنَ اللّٰهِ لَا اُغْنِىْ عَنْكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا يَا بَنِىْ عَبْدِ مَنَافٍ لَا اُغْنِىْ عَنْكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا يَا عَبَّاسُ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ لَا اُغْنِىْ عَنْكَ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا يَا صَفِيَّةُ عَمَّةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا اُغْنِىْ عَنْكِ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا يَا فَاطِمَةُ سَلِيْنِىْ مَا شِئْتِ لَا اُغْنِىْ عَنْكِ مِنَ اللّٰهِ

3648-اخرجه البخاري في الوصايا، باب هل يدخل النساء و الولد في الاقارب (الحديث 2753) معلقاً، و في التفسير، باب (وانذر عشيرتك الاقربين) (الحديث 4771) معلقاً . و اخرجه مسلم في الايمان، باب في قوله تعالى (وانذر عشيرتك الاقربين) (الحديث 351) . تحفة الاشراف (13348 و 15328) .

3649-اخرجه البخاري في الوصايا، باب هل يدخل النساء و الولد في الاقارب (الحديث 2753)، و في التفسير، باب (و انذر عشيرتك الاقربين) (الحديث 4771) . تحفة الاشراف (13156) .

شَيْئًا"۔

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت نازل ہوئی:

''اور تم اپنے قریبی رشتے داروں کو ڈراؤ''۔

تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اے قریش کے گروہ! اپنے آپ کو اللہ سے خرید لو' میں اللہ کی مرضی کے مقابلے میں تمہارے کسی کام نہیں آ سکتا' اے بنو عبد مناف! میں اللہ کی مرضی کے مقابلے میں تمہارے کسی کام نہیں آ سکتا' اے عباس بن عبدالمطلب! میں اللہ کی مرضی کے مقابلے میں تمہارے کسی کام نہیں آ سکتا' اے اللہ کے رسول کی پھوپھی صفیہ! میں اللہ کی مرضی کے مقابلے میں تمہارے کسی کام نہیں آ سکتا' اے فاطمہ! تم مجھ سے جو چاہو مانگ لو' لیکن میں اللہ کی مرضی کے مقابلے میں تمہارے کسی کام نہیں آ سکتا''۔

3650 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ - وَهُوَ ابْنُ عُرْوَةَ - عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ (وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "يَا فَاطِمَةُ ابْنَةَ مُحَمَّدٍ يَّا صَفِيَّةُ بِنْتَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ يَا بَنِيْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ لَا اُغْنِيْ عَنْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْئًا سَلُوْنِيْ مِنْ مَّالِيْ مَا شِئْتُمْ"۔

★★ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی:

''اور تم اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈراؤ''۔

تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اے محمد کی بیٹی فاطمہ! اے عبدالمطلب کی صاحبزادی صفیہ! اے بنو عبدالمطلب! میں اللہ کی مرضی کے مقابلے میں تمہارے کسی کام نہیں آ سکتا' تم میرے مال میں سے جو چاہو مجھ سے مانگ لو (وہ میں تمہیں دے دوں گا)''۔

شرح

لوی "اصل میں تو لام کے پیش اور ہمزہ کے زیر کے ساتھ ہے لیکن کبھی ہمزہ واؤ سے بدل جاتا ہے اور آخر میں تشدید کے ساتھ یا آتی ہے اس طرح سے یہ نام لوی پڑھا جاتا ہے۔ لوی قریش کے ایک جد اعلیٰ کا نام ہے جو غالب بن فہر کے بیٹے تھے اور یہ وہی فہر ہیں جن کے بارے میں بعض حضرات کا کہنا ہے کہ قریش نضر بن کنانہ کے بجائے انہیں کا لقب تھا اور اس اعتبار سے قریش کے سلسلہ نسب کی ابتدا گویا فہر ہی کے نام سے ہوتی ہے۔ واضح رہے کہ قریش اصل میں لفظ القرش سے نکلا ہے جس کے معنی تجارت کے ہیں لیکن بعض حضرات کہتے ہیں کہ قریش اصل میں قرش سے نکلا ہے جس کے معنی ایک بڑی خطرناک مچھلی کے ہیں اور جس کو کلب البحر بھی کہتے ہیں مچھلی پانی کے اندر جانوروں کے اپنے دانت سے تلوار کی طرح کاٹ دیتی ہے۔ مرۃ بن کعب بھی قریش کی ایک

3650-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (17230) .

شاخ کے جداعلیٰ کا نام ہے اپنی شاخ کے سلسلہ نسب میں عبدمناف کا نام عبدشمس سے پہلے آتا ہے کیونکہ وہ عبدشمس کے باپ تھے لیکن یہاں روایت میں ان کا ذکر عبدشمس کے بعد کیا گیا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جداعلیٰ ہاشم کے باپ بھی عبدمناف ہی تھے۔

اے ہاشم کے بیٹو!" ان الفاظ کے ذریعہ گویا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچاؤں اور چچاؤں کے بیٹوں، ان سب کو مخاطب فرمایا حاصل یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کی تمام شاخوں کو جمع فرما کر دعوت اسلام پیش کی اور ان کو اللہ کے عذاب سے ڈرایا اور یہ ڈرانا اس حد تک تھا کہ اپنی اولاد کو بھی اس میں شامل فرمالیا۔

چنانچہ مفسرین کہتے ہیں کہ غنی کر دیا سے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے مال و دولت کی طرف اشارہ ہے جو ان کے ساتھ نکاح کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قبضہ تصرف میں آیا اور آپ جس طرح چاہتے تھے اس مال و دولت کو خرچ کرتے تھے لہٰذا معلوم ہوا کہ اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم بالکل تہی دست نہیں تھے۔ دوسرے یہ کہ مال کا اطلاق تھوڑے مال اور زیادہ مال دونوں پر ہوتا ہے پس یہ بات کہاں سے معلوم ہوئی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس از قسم مال، مطلق کچھ بھی نہیں تھا اور تیسرے یہ کہ مذکورہ جملہ کا ہونا اسی صورت میں کب ضروری ہے جب کہ آپ کے پاس اس وقت مال موجود رہا ہو، اس جملہ کے ذریعہ آپ کی مراد یہ بھی تو ہو سکتی تھی کہ جب بھی میرے پاس کچھ مال و اسباب آیا اور اللہ نے مجھے کچھ دیا تو تم اس میں سے جو چاہو مانگ لینا وہ میں تمہیں دے دوں گا لیکن جہاں تک آخرت کی نجات کا تعلق ہے اس کا میری ملکیت و قدرت سے کوئی تعلق نہیں ہے اور میں یہ چیز تمہیں دینے پر قادر نہیں ہوں۔

باب اِذَا مَاتَ الْفَجَاةَ هَلْ يُسْتَحَبُّ لِاَهْلِهِ اَنْ يَّتَصَدَّقُوْا عَنْهُ

یہ باب ہے کہ جب کوئی شخص اچانک فوت ہو جائے تو کیا اس کے اہل خانہ کے لیے یہ بات مستحب ہے کہ وہ اس کی طرف سے صدقہ کر دیں؟

3651 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ الْقَاسِمِ عَنْ مَّالِكٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَآئِشَةَ اَنَّ رَجُلًا قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اُمِّي افْتُلِتَتْ نَفْسُهَا وَاِنَّهَا لَوْ تَكَلَّمَتْ تَصَدَّقَتْ اَفَاَتَصَدَّقُ عَنْهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "نَعَمْ" . فَتَصَدَّقَ عَنْهَا .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک شخص نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی: میری والدہ کا اچانک انتقال ہو گیا' اگر انہیں بات چیت کرنے کا موقع ملتا تو وہ صدقہ کرنے کے لیے کہتیں' تو کیا میں ان کی طرف سے صدقہ کر دوں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جی ہاں!

(راوی کہتے ہیں:) تو ان صاحب نے اس خاتون کی طرف سے صدقہ کیا۔

3652 - اَنْبَاَنَا الْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ عَنْ مَّالِكٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ عَمْرٍو

3651-اخرجه البخاري في الوصايا، باب ما يستحب لمن توفي فجاءة ان يتصدقوا عنه و قضاء النذور عن الميت (الحديث 2760) . تحفة الاشراف (17161) .

بْنِ شُرَحْبِيلَ بْنِ سَعِيدِ بْنِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ عَنْ اَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ خَرَجَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ مَغَازِيهِ وَحَضَرَتْ اُمَّهُ الْوَفَاةُ بِالْمَدِينَةِ فَقِيلَ لَهَا اَوْصِي . فَقَالَتْ فِيمَ اُوصِي الْمَالُ مَالُ سَعْدٍ . فَتُوُفِّيَتْ قَبْلَ اَنْ يَّقْدَمَ سَعْدٌ فَلَمَّا قَدِمَ سَعْدٌ ذُكِرَ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ هَلْ يَنْفَعُهَا اَنْ اَتَصَدَّقَ عَنْهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "نَعَمْ" . فَقَالَ سَعْدٌ حَائِطُ كَذَا وَكَذَا صَدَقَةٌ عَنْهَا لِحَائِطٍ سَمَّاهُ .

☆☆ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسی جنگ میں شرکت کرنے کے لیے نکلے اسی دوران مدینہ منورہ میں ان کی والدہ کا انتقال ہو گیا' اس خاتون سے کہا گیا: آپ کوئی وصیت کر دیجئے! اس خاتون نے جواب دیا: میں وصیت کیسے کر سکتی ہوں؟ کیونکہ یہ مال تو سعد کا ہے' پھر اس خاتون کا حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے آنے سے پہلے انتقال ہو گیا' جب حضرت سعد رضی اللہ عنہ (مدینہ منورہ) آئے تو انہیں اس بارے میں بتایا گیا' انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کر دوں تو کیا یہ چیز انہیں فائدہ دے گی؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جی ہاں! تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک باغ کا نام لیتے ہوئے کہا: میرا فلاں اور فلاں باغ ان کی طرف سے صدقہ ہے۔

باب فَضْلِ الصَّدَقَةِ عَنِ الْمَيِّتِ .

یہ باب ہے کہ مرحوم کی طرف سے صدقہ کرنے کی فضیلت

3653 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنَا الْعَلَاءُ عَنْ اَبِيهِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اِذَا مَاتَ الْاِنْسَانُ انْقَطَعَ عَمَلُهُ اِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ مِّنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ وَّعِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ وَوَلَدٍ صَالِحٍ يَّدْعُو لَهُ" .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''جب انسان فوت ہو جاتا ہے' تو اس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے' سوائے تین اعمال کے' ایک صدقہ جاریہ' دوسرا وہ علم جس کے ذریعے نفع حاصل کیا جاتا ہے اور وہ نیک اولاد' جو آدمی کے لیے دعا کرتی رہتی ہے''۔

3654 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا اِسْمَاعِيلُ عَنِ الْعَلَاءِ عَنْ اَبِيهِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَبِي مَاتَ وَتَرَكَ مَالًا وَّلَمْ يُوصِ فَهَلْ يُكَفِّرُ عَنْهُ اَنْ اَتَصَدَّقَ عَنْهُ قَالَ "نَعَمْ" .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی: میرے والد کا انتقال ہو گیا ہے' انہوں نے کچھ مال چھوڑا ہے' لیکن کوئی وصیت نہیں کی' تو اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کر دوں' تو کیا یہ ان کی طرف سے

3652-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (3838 و 4471) .

3653-اخرجه مسلم في الوصية، باب ما يلحق الانسان من الثواب بعد وفاته (الحديث 14) . واخرجه الترمذي في الاحكام، باب في الوقف (الحديث 1376) . تحفة الاشراف (13975) .

3654-اخرجه مسلم في الوصية باب وصول ثواب الصدقات الى الميت (الحديث 11) تحفة الاشراف (13984) .

کفارہ ہوگا؟ نبی اکرم ﷺ نے جواب دیا: جی ہاں!

3655 - اَخْبَرَنَا مُوسٰى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ اَبِي سَلَمَةَ عَنِ الشَّرِيدِ بْنِ سُوَيْدٍ الثَّقَفِيِّ قَالَ اَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ اِنَّ اُمِّي اَوْصَتْ اَنْ تُعْتَقَ عَنْهَا رَقَبَةٌ وَّاِنَّ عِنْدِي جَارِيَةً نُوبِيَّةً اَفَيُجْزِءُ عَنِّي اَنْ اَعْتِقَهَا عَنْهَا قَالَ "ائْتِنِي بِهَا". فَاَتَيْتُهُ بِهَا فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ رَبُّكِ". قَالَتِ اللّٰهُ. قَالَ "مَنْ اَنَا". قَالَتْ اَنْتَ رَسُولُ اللّٰهِ. قَالَ "فَاَعْتِقْهَا فَاِنَّهَا مُؤْمِنَةٌ".

★★ حضرت شرید بن سوید ثقفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' میں نے عرض کی: میری والدہ نے یہ وصیت کی تھی کہ ان کی طرف سے غلام آزاد کر دیا جائے' میرے پاس ایک نبیہ کنیز ہے (یعنی نب نامی علاقے کی ہے) اگر میں اس کنیز کو والدہ کی طرف سے آزاد کر دیتا ہوں تو کیا میرے لیے یہ درست ہوگا؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم اس کو لے کر آؤ! میں اس کنیز کو لے کر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' تو نبی اکرم ﷺ نے اس کنیز سے دریافت کیا: تمہارا پروردگار کون ہے؟ اس نے عرض کی: اللہ تعالیٰ! نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: میں کون ہوں؟ اس نے عرض کی: آپ اللہ کے رسول ہیں' نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

''تم اسے آزاد کر دو' کیونکہ یہ مؤمن ہے''۔

3656 - اَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عِيسٰى قَالَ اَنْبَاَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ سَعْدًا سَاَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اُمِّي مَاتَتْ وَلَمْ تُوصِ اَفَاَتَصَدَّقُ عَنْهَا قَالَ "نَعَمْ".

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ سے دریافت کیا: میری والدہ کا انتقال ہوگیا ہے' انہوں نے کوئی وصیت نہیں کی' کیا میں ان کی طرف سے صدقہ کر سکتا ہوں' نبی اکرم ﷺ نے جواب دیا: جی ہاں!

3657 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ الْاَزْهَرِ قَالَ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ قَالَ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ اِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اِنَّ اُمَّهُ تُوُفِّيَتْ اَفَيَنْفَعُهَا اِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهَا قَالَ "نَعَمْ". قَالَ فَاِنَّ لِي مَخْرَفًا فَاُشْهِدُكَ اَنِّي قَدْ تَصَدَّقْتُ بِهِ عَنْهَا.

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کی: یارسول اللہ! اس کی والدہ کا انتقال ہوگیا ہے' اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کرتا ہوں تو کیا یہ چیز انہیں نفع دے گی؟

3655-اخرجه ابو داؤد في الايمان و النذور، باب في الرقبة المومنة (الحديث 3283) . تحفة الاشراف (4839) .

3656-اخرجه البخاري في الوصايا، باب اذا وقف ارضا و لم يبين الحدود فهو جائز (الحديث 2770) مطولًا . و اخرجه ابو داؤد في الوصايا، باب ما جاء فيمن مات عن غير وصية يتصدق عنه (الحديث 2882) مطولًا . و اخرجه الترمذي في الزكاة، باب ما جاء في الصدقة عن الميت (الحديث 669)، مطولًا . و اخرجه النسائي في الوصايا، فضل الصدقة عن الميت (الحديث 3657) مطولًا . تحفة الاشراف (6164) .

3657-تقدم في الوصايا، فضل الصدقة عن الميت (الحديث 3656) .

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جی ہاں! ان صاحب نے عرض کی: میرے پاس ایک باغ ہے میں آپ کو گواہ بنا رہا ہوں کہ میں وہ باغ ان کی (یعنی اپنی والدہ کی) طرف سے صدقہ کرتا ہوں۔

3658 - اَخْبَرَنِیْ هَارُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا عَفَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَیْمَانُ بْنُ کَثِیْرٍ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ اَنَّهٗ اَتَى النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ اُمِّیْ مَاتَتْ وَعَلَیْهَا نَذْرٌ اَفَیُجْزِءُ عَنْهَا اَنْ اُعْتِقَ عَنْهَا قَالَ "اَعْتِقْ عَنْ اُمِّكَ" .

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما' حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے' انہوں نے عرض کی: میری والدہ کا انتقال ہو گیا ہے' ان کے ذمے ایک نذر لازم تھی' اگر میں ان کی طرف سے کوئی غلام آزاد کر دیتا ہوں' تو کیا یہ بات ان کی طرف سے جائز ہوگی؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تم اپنی والدہ کی طرف سے غلام آزاد کر دو''۔

3659 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَحْمَدَ اَبُوْ یُوْسُفَ الصَّیْدَلَانِیُّ عَنْ عِیْسٰى - وَهُوَ ابْنُ یُوْنُسَ - عَنِ الْاَوْزَاعِیِّ عَنِ الزُّهْرِیِّ اَخْبَرَهٗ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ اَنَّهُ اسْتَفْتَى النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ نَذْرٍ کَانَ عَلٰى اُمِّهٖ فَتُوُفِّیَتْ قَبْلَ اَنْ تَقْضِیَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ "اقْضِهٖ عَنْهَا" .

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما' حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس نذر کا مسئلہ دریافت کیا جو ان کی والدہ کے ذمے لازم تھی اور ان کی والدہ کا اس نذر کو پورا کرنے سے پہلے انتقال ہو گیا تھا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تم ان کی طرف سے اُسے پورا کر دو''۔

3660 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ صَدَقَةَ الْحِمْصِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ شُعَیْبٍ عَنِ الْاَوْزَاعِیِّ عَنِ الزُّهْرِیِّ اَخْبَرَهٗ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ اَنَّهُ اسْتَفْتَى النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ نَذْرٍ کَانَ عَلٰى اُمِّهٖ فَمَاتَتْ قَبْلَ اَنْ تَقْضِیَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ "اقْضِهٖ عَنْهَا" .

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما' حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک نذر کا مسئلہ دریافت کیا' جو ان کی والدہ کے ذمے لازم تھی اور ان کی والدہ کا اس نذر کو پورا کرنے سے پہلے انتقال ہو گیا تھا' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

3658-انفرد به النسائي . وسياتي في الوصايا، فضل الصدقة عن الميت (الحديث 3659 و 3660) بنحوه، وذكر الاختلاف على سفيان (الحديث 3663) . تحفة الاشراف (3837) .

3659-تقدم في الوصايا، فضل الصدقة عن الميت (الحديث 3658) .

3660-تقدم (الحديث 3658) .

''ان کی طرف سے تم اسے ادا کردو''۔

3661 - اَخْبَرَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيْدِ بْنِ مَزْيَدَ قَالَ اَخْبَرَنِىْ اَبِىْ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِىُّ قَالَ اَخْبَرَنِى الزُّهْرِىُّ اَنَّ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ اَخْبَرَهُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اسْتَفْتَى سَعْدٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ نَذْرٍ كَانَ عَلٰى اُمِّهٖ فَتُوُفِّيَتْ قَبْلَ اَنْ تَقْضِيَهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اقْضِهٖ عَنْهَا".

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نذر کا مسئلہ دریافت کیا' جو ان کی والدہ کے ذمے لازم تھی اور اس خاتون کا اس نذر کو پورا کرنے سے پہلے ہی انتقال ہو گیا تھا' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''ان کی طرف سے تم اسے ادا کردو''۔

باب ذِكْرِ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى سُفْيَانَ

یہ باب ہے کہ اس میں سفیان سے نقل ہونے والے اختلاف کا تذکرہ

3662 - قَالَ الْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الزُّهْرِىِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ اسْتَفْتَى النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ نَذْرٍ كَانَ عَلٰى اُمِّهٖ فَتُوُفِّيَتْ قَبْلَ اَنْ تَقْضِيَهُ فَقَالَ "اقْضِهٖ عَنْهَا".

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس نذر کا مسئلہ دریافت کیا جو ان کی والدہ کے ذمے لازم تھی اور ان کی والدہ کا اس نذر کو پورا کرنے سے پہلے ہی انتقال ہو گیا تھا' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''ان کی طرف سے تم اسے ادا کردو''۔

3663 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِىِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ سَعْدٍ اَنَّهٗ قَالَ مَاتَتْ اُمِّىْ وَعَلَيْهَا نَذْرٌ فَسَاَلْتُ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَمَرَنِىْ اَنْ اَقْضِيَهُ عَنْهَا.

3661-اخرجه البخاري في الوصايا، باب ما يستحب لمن توفي فجاءة ان يتصدقوا عنه و قضاء النذور عن الميت (الحديث 2761)، و في الايمان و النذور باب من مات و عليه نذر (الحديث 6698)، و في الحيل باب في الزكاة و ان لا يفرق بين مجتمع و لا يجمع بين متفرق خشية الصدقة (الحديث 6959) و اخرجه مسلم في النذر، باب الامر بقضاء النذر (الحديث 1) . و اخرجه ابو داؤد في الايمان و النذور، باب في قضاء النذر عن الميت (الحديث 3307) و اخرجه الترمذي في النذور و الايمان ، باب ما جاء في قضاء النذور عن الميت (الحديث 1546) . و اخرجه النسائي في الوصايا، ذكر الاختلاف على سفيان (الحديث 3662 و 3664 و 3665)، وفي الايمان و النذور من مات و عليه نذر (الحديث 3826 و 3827 و 3828) . و اخرجه ابن ماجه في الكفارات، باب من مات و عليه نذر (الحديث 2132) . تحفة الاشراف (5835) .

3662-تقدم (الحديث 3661) . 3663-تقدم (الحديث 3657) .

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما' حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے یہ بات بیان کی ہے کہ میری والدہ کا انتقال ہو گیا' ان کے ذمہ نذر لازم تھی' میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہ ہدایت کی کہ میں ان کی طرف سے اُسے ادا کردوں۔

3664 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اسْتَفْتَى سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ الْاَنْصَارِيُّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ نَذْرٍ كَانَ عَلٰى اُمِّهٖ فَتُوُفِّيَتْ قَبْلَ اَنْ تَقْضِيَهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اقْضِهِ عَنْهَا" .

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت سعد بن عبادہ انصاری رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نذر کا مسئلہ دریافت کیا جو ان کی والدہ کے ذمے لازم تھی اور اس خاتون کا اس نذر کو پورا کرنے سے پہلے ہی انتقال ہو گیا تھا' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''ان کی طرف سے تم اُسے ادا کردو''۔

3665 - اَخْبَرَنَا هَارُوْنُ بْنُ اِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيُّ عَنْ عَبْدَةَ عَنْ هِشَامٍ - هُوَ ابْنُ عُرْوَةَ - عَنْ بَكْرِ بْنِ وَائِلٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَآءَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ اُمِّي مَاتَتْ وَعَلَيْهَا نَذْرٌ وَّلَمْ تَقْضِهِ قَالَ "اقْضِهِ عَنْهَا" .

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے' انہوں نے عرض کی: میری والدہ کا انتقال ہو گیا ہے اور ان کے ذمے نذر لازم تھی جسے وہ پورا نہیں کرسکی تھیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''ان کی طرف سے تم اسے پورا کردو''۔

3666 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اُمِّي مَاتَتْ اَفَاَتَصَدَّقُ عَنْهَا قَالَ "نَعَمْ" . قُلْتُ فَاَيُّ الصَّدَقَةِ اَفْضَلُ قَالَ "سَقْيُ الْمَآءِ" .

★★ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! میری والدہ کا انتقال ہو گیا ہے' کیا میں ان کی طرف سے صدقہ کردوں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا: جی ہاں! میں نے عرض کی: کون سا صدقہ زیادہ فضیلت رکھتا ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: پانی پلانا۔

3664-تقدم (الحديث 3661) . 3665-تقدم (الحديث 3661) .

3666-اخرجه ابو داؤد في الزكاة، باب في فضل سقي الماء (الحديث 1679 و 1680 و 1681) . واخرجه النسائي في الوصايا، ذكر الاختلاف على سفيان (الحديث 3667 و 3668) و اخرجه ابن ماجه في الادب، باب فضل صدقة الماء (الحديث 3684) . تحفة الاشراف (3834) .

3667 - اَخْبَرَنَا اَبُوْ عَمَّارٍ الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ عَنْ وَكِيْعٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَىُّ الصَّدَقَةِ اَفْضَلُ قَالَ "سَقْىُ الْمَآءِ" ۔

☆☆ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! کون سا صدقہ زیادہ فضیلت رکھتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: پانی پلانا۔

3668 - اَخْبَرَنِىْ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْحَسَنِ عَنْ حَجَّاجٍ قَالَ سَمِعْتُ شُعْبَةَ يُحَدِّثُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ الْحَسَنَ يُحَدِّثُ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ اَنَّ اُمَّهٗ مَاتَتْ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اُمِّىْ مَاتَتْ اَفَاَتَصَدَّقُ عَنْهَا قَالَ "نَعَمْ" ۔ قَالَ فَاَىُّ الصَّدَقَةِ اَفْضَلُ قَالَ "سَقْىُ الْمَآءِ" ۔ فَتِلْكَ سِقَايَةُ سَعْدٍ بِالْمَدِيْنَةِ ۔

☆☆ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ان کی والدہ کا انتقال ہوگیا' انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! میری والدہ کا انتقال ہوگیا ہے' کیا میں ان کی طرف سے صدقہ کردوں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا: جی ہاں! انہوں نے دریافت کیا: کون سا صدقہ زیادہ فضیلت رکھتا ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: پانی پلانا۔ (راوی کہتے ہیں:) تو مدینہ منورہ میں وہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے کنوئیں کے نام سے (مشہور ہوگیا)۔

باب النَّهْىِ عَنِ الْوِلَايَةِ عَلٰى مَالِ الْيَتِيْمِ ۔

یہ باب ہے کہ یتیم کے مال کا نگران بننے کی ممانعت

3669 - اَخْبَرَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيْدَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِىْ اَيُّوْبَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِىْ جَعْفَرٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ اَبِىْ سَالِمٍ الْجَيْشَانِىِّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِىْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ لِىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "يَا اَبَا ذَرٍّ اِنِّىْ اَرَاكَ ضَعِيْفًا وَّاِنِّىْ اُحِبُّ لَكَ مَا اُحِبُّ لِنَفْسِىْ لَا تَاَمَّرَنَّ عَلٰى اثْنَيْنِ وَلَا تَوَلَّيَنَّ عَلٰى مَالِ يَتِيْمٍ" ۔

☆☆ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: اے ابوذر! میں محسوس کررہا ہوں کہ تم کمزور ہو' میں تمہارے لیے وہی بات پسند کرتا ہوں جو اپنے لیے پسند کرتا ہوں' تم کبھی بھی دو آدمیوں پر بھی حاکم نہ بننا اور کبھی بھی کسی یتیم کے مال کے نگران نہ بننا۔

3667-تقدم (الحديث 3666) .

3668-تقدم (الحديث 3666) .

3669-اخرجه مسلم في الامارة، باب كراهة الامارة بغير ضرورة (الحديث 17) . واخرجه ابو داؤد في الوصايا، باب ما جاء في الدخول في الوصايا (الحديث 2868) . تحفة الاشراف (11919) .

یتیم کے مال میں بے جا تصرف کا حرام ہونا

اللہ تعالیٰ نے یہاں فرمایا ہے اور اچھے طریقہ کے بغیر مال یتیم کے قریب نہ جاؤ حتی کہ وہ اپنی جوانی کو پہنچ جائے اور سورۃ نساء میں فرمایا ہے اور یتیموں کو جانچتے رہو حتی کہ جب وہ نکاح (کی عمر) کو پہنچ جائیں اور اگر تم ان میں عقل مندی (کے آثار) دیکھو تو ان کے مال ان کے حوالے کردو اور ان کے اموال کو فضول خرچی اور جلد بازی سے نہ کھاؤ اس ڈر سے کہ وہ بڑے ہو جائیں گے۔ (النساء:٦)

سورہ نساء کی اس آیت میں ان کی بدنی قوت کا بھی اعتبار کیا ہے جیسا کہ بلوغت کی عمر کو پہنچنے کے ذکر سے ظاہر ہوتا ہے اور ان کی ذہنی صلاحیت اور قوت کا بھی اعتبار کیا ہے جیسا کہ اس قید سے ظاہر ہوتا ہے کہ تم ان میں عقلمندی کے آثار دیکھو کیونکہ اگر جوان ہونے کے بعد یتیم کا مال اس کے حوالہ کردیا جائے اور وہ ذہین اور عقل مند نہ ہو تو اس بات کا خدشہ ہے کہ وہ اپنی خواہشوں اور شوق کو پورا کرنے میں سارا مال ضائع کردے گا اور اس کے پاس کچھ نہیں رہے گا اس لیے جب تک وہ سمجھدار نہ ہو جائے مال اس کے حوالے نہ کیا جائے۔ اس عمر کے تعین میں علماء کا اختلاف ہے۔ ابن زید نے کہا وہ بالغ ہو جائے۔ اہل مدینہ نے کہا وہ بالغ بھی ہو اور اس میں سمجھداری کے آثار بھی ظاہر ہوں۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ عمر پچیس سال ہے۔

یتیم کا مال ناجائز طور پر کھانے کے متعلق بہت سخت وعید ہے

(آیت) ان الذین یاکلون اموال الیتمی ظلما انما یاکلون فی بطونھم نارا وسیصلون سعیرا۔

(النساء:١٠)

ترجمہ: بے شک جو لوگ ناجائز طور پر یتیموں کا مال کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹوں میں محض آگ بھر رہے ہیں اور وہ عنقریب بھڑکتی ہوئی آگ میں پہنچیں گے۔

امام ابن ابی شیبہ امام ابویعلی امام طبرانی امام ابن حبان اور امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن کچھ لوگ اپنی قبروں سے اٹھیں گے درآنحالیکہ ان کے مونہوں سے آگ کے شعلے نکل رہے ہوں گے۔ عرض کیا گیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے جو لوگ یتیموں کا مال ناحق کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹوں میں محض آگ بھر رہے ہیں۔

امام ابن جریر اور امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں شب معراج کے واقعات میں بیان فرمایا میں نے کچھ لوگوں کو دیکھا ان کے ہونٹ اونٹوں کے ہونٹوں کی طرح تھے اور ان پر ایک شخص مقرر تھا جو ان کے ہونٹوں کو پکڑتا اور ان کے منہ میں آگ کے بڑے بڑے پتھر ڈال دیتا پھر وہ پتھر ان کے نچلے دھڑ سے نکل جاتے اور وہ زور زور سے چلاتے تھے۔ میں نے پوچھا اے جبرائیل! یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے کہا یہ وہ لوگ ہیں؟ جو ناحق یتیموں کا مال کھاتے تھے۔

امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چار

ایسے شخص ہیں کہ اللہ پر حق ہے کہ انکو جنت میں داخل نہ کرے اور نہ ان کو کوئی نعمت چکھائے۔ دائم الخمر سود خور یتیم کا مال ناحق کھانے والا اور ماں باپ کا نافرمان ہے۔ (درمنثور ج ۲ ص ۴۴۴ مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۴ھ)

باب مَا لِلْوَصِيِّ مِنْ مَّالِ الْيَتِيمِ إِذَا قَامَ عَلَيْهِ ۔

جب کوئی شخص کسی یتیم کے مال کا نگران بنتا ہے' تو اُسے کون سے حقوق حاصل ہوتے ہیں؟

3670 - اَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ حُسَيْنٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ اَنَّ رَجُلًا اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنِّي فَقِيرٌ لَيْسَ لِي شَيْءٌ وَّلِي يَتِيمٌ ۔ قَالَ "كُلْ مِنْ مَّالِ يَتِيمِكَ غَيْرَ مُسْرِفٍ وَّلَا مُبَادِرٍ وَّلَا مُتَاثِّلٍ" ۔

★★ عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا (حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' اس نے عرض کی: میں غریب آدمی ہوں' میرے پاس کوئی چیز نہیں ہے اور ایک یتیم بھی میرے زیر کفالت ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''تم اس یتیم کے مال میں سے کسی اسراف اور فضول خرچی کے بغیر اور مال اکٹھے کیے بغیر کھالو (یعنی استعمال کرلو)''۔

3671 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ حَكِيمٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّلْتِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو كُدَيْنَةَ عَنْ عَطَاءٍ - وَهُوَ ابْنُ السَّائِبِ - عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ (وَلَا تَقْرَبُوا مَالَ الْيَتِيمِ اِلَّا بِالَّتِي هِيَ اَحْسَنُ) وَ (اِنَّ الَّذِينَ يَاْكُلُونَ اَمْوَالَ الْيَتَامٰى ظُلْمًا) قَالَ اجْتَنَبَ النَّاسُ مَالَ الْيَتِيمِ وَطَعَامَهُ فَشَقَّ ذٰلِكَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ فَشَكَوْا ذٰلِكَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ (وَيَسْاَلُونَكَ عَنِ الْيَتَامٰى قُلْ اِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ) اِلٰى قَوْلِهِ (لَاَعْنَتَكُمْ) ۔

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی:

''اور تم یتیم کے مال کے قریب نہ جاؤ' ماسوائے اس کے' یہ زیادہ بہتر ہے''

''اور بے شک وہ لوگ جو یتیموں کا مال ظلم کے طور پر کھاتے ہیں''۔

راوی کہتے ہیں: تو لوگ یتیموں کے مال اور ان کی خوراک کا نگران بننے سے اجتناب کرنے لگے' یہ بات مسلمانوں کے لیے بڑی پریشانی کا باعث بنی' انہوں نے اس بات کی شکایت نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں کی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

''اور وہ لوگ تم سے یتیموں کے بارے میں دریافت کرتے ہیں' تم فرمادو: ان کے لیے بہتری کرنا زیادہ بہتر ہے''۔

یہ آیت یہاں تک ہے: (لَاَعْنَتَكُمْ) ۔

3670-اخرجه ابو داؤد في الوصايا باب ما جاء في ما لولي اليتيم ان ينال من مال اليتيم (الحديث 2872) . واخرجه ابن ماجه في الوصايا، باب قوله (ومن كان فقيرًا فليأكل بالمعروف) (الحديث 2718) . تحفة الاشراف (8681) .

3671-اخرجه ابو داؤد في الوصايا، باب مخالطة اليتيم في الطعام (الحديث 2871) بنحوه . تحفة الاشراف (5569) .

3672 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَطَاءُ بْنُ السَّائِبِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِيْ قَوْلِهِ (اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتَامٰى ظُلْمًا) قَالَ كَانَ يَكُوْنُ فِيْ حِجْرِ الرَّجُلِ الْيَتِيْمُ فَيَعْزِلُ لَهٗ طَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ وَآنِيَتَهٗ فَشَقَّ ذٰلِكَ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ (وَاِنْ تُخَالِطُوْهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ) فَاَحَلَّ لَهُمْ خُلْطَتَهُمْ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں بیان کرتے ہیں (ارشاد باری تعالیٰ ہے:)

''بے شک وہ لوگ جو یتیموں کا مال ظلم کے طور پر کھا لیتے ہیں''۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ پہلے کسی شخص کے زیر پرورش کوئی یتیم ہوتا تھا' وہ اس یتیم کا کھانا' اس کا مشروب اور اس کا برتن الگ رکھتا تھا' یہ بات مسلمانوں کے لیے بڑی پریشانی کا باعث بنی تو اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل کیا:

''اور اگر تم ان کے ساتھ گھل مل جاتے ہو تو وہ تمہارے دینی بھائی ہیں''۔

تو اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے لیے ان کے ساتھ گھل مل جانا حلال قرار دیا۔

باب اجْتِنَابِ اَكْلِ مَالِ الْيَتِيْمِ .

یہ باب ہے کہ یتیم کا مال کھانے سے اجتناب کرنا

3673 - اَخْبَرَنَا الرَّبِيْعُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ اَبِى الْغَيْثِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوْبِقَاتِ" . قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا هِيَ قَالَ "الشِّرْكُ بِاللّٰهِ وَالشُّحُّ وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِىْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَكْلُ الرِّبَا وَاَكْلُ مَالِ الْيَتِيْمِ وَالتَّوَلِّىْ يَوْمَ الزَّحْفِ وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ" .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

ہلاکت کا شکار کر دینے والی سات چیزوں سے بچو۔

عرض کی گئی: یا رسول اللہ! وہ کون سی ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''کسی کو اللہ کا شریک ٹھہرانا' کنجوسی کرنا' ایسے شخص کو قتل کر دینا جس کے قتل کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہو' البتہ حق کا معاملہ مختلف ہے' سود کھانا' یتیم کا مال کھانا' جنگ کے دن پیٹھ پھیر کر بھاگ جانا اور پاک دامن' غافل' مومن خواتین پر (زنا کا) الزام لگانا''۔

3672-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (5574) .

3673-اخرجه البخاري في الوصايا، باب قول الله تعالى (ان الذين يأكلون اموال اليتامى ظلمًا انما يأكلون في بطونهم نارًا و سيصلون سعيرًا) (الحديث 2766) و في الحدود، باب رمي المحصنات (الحديث 6857) واخرجه مسلم في الايمان ، باب بيان الكبائر و اكبرها (الحديث 145) . و اخرجه ابو داؤد في الوصايا، باب ما جاء في التشديد في اكل مال اليتيم (الحديث 2874) . و الحديث عند: البخاري في الطب، باب الشرك و السحر من الموبقات (الحديث 5764) . تحفة الاشراف (12915) .

کِتَابُ النَّحْلِ

یہ کتاب عطیہ کے بیان میں ہے

عطیہ کے معنی ومفہوم کا بیان

لفظ عطیہ یہ عطایا کی جمع ہے جس کے معنی ہیں بخشش یعنی اپنی کسی چیز کی ملکیت اور اس کے حق تصرف کو کسی دوسرے کی طرف منتقل کر دینا یا کسی کو اپنی کوئی چیز بلا کسی عوض دے دینا چنانچہ اس باب میں عطاء وبخشش کی تمام قسموں مثلاً وقف ہبہ عمری اور رقبی کا ذکر کیا جائے گا۔

ملا علی قاری نے لکھا ہے کہ عطایا سے مراد امراء وسلاطین اور سربراہان مملکت کی بخششیں اور ان کے انعام ہیں۔ امام غزالی نے منہاج العابدین میں لکھا ہے کہ امراء وسلاطین کی بخششوں اور سرکاری انعامات کو قبول کرنے کے سلسلے میں میں علماء کے اختلافی اقوال ہیں چنانچہ بعض علاء تو یہ کہتے ہیں کہ اگر وہ بخشش انعام کسی ایسے مال کی صورت میں ہو جس کے حرام ہونے کا یقین نہ ہو تو اسے قبول کر لینا درست ہے لیکن بعض حضرات کا یہ قول ہے کہ جب تک اس مال کے حلال ہو جانے کا یقین نہ ہو تو اسے قبول نہ کرنا ہی اولی ہے اور زیادہ بہتر ہے کیونکہ موجودہ زمانے میں سلاطین کے پاس اور سرکاری خزانوں میں اکثر وبیشتر غیر شرعی ذرائع سے حاصل ہونے والا مال وزر ہوتا ہے۔

بعض علماء یہ فرماتے ہیں کہ غنی اور فقیر (یعنی مستطیع ومفلس) دونوں کے لئے امراء وسلاطین کے صلے (تحفے وہدایا) حلال ہیں جب کہ ان کا مال حرام ہونا تحقیقی طور پر ثابت نہ ہو۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکندریہ کے بادشاہ مقوقس کا تحفہ قبول فرمایا تھا اور ایک یہودی سے قرض لیا تھا باوجود یہ کہ یہودیوں کے بارے میں قرآن کریم نے آیت (اکالون للسحت) (حرام مال کھانے والے) فرمایا ہے۔ اور بعضوں نے یہ کہا ہے کہ جس مال کے حرام ہونے کا یقین نہ ہو وہ فقیر (مفلس) کے لئے تو حلال ہے لیکن غنی مستطیع کے لئے حلال نہیں ہے۔

آخر میں خلاصہ طے طور پر یہ مسئلہ جان لیجئے کہ جو شخص مفلس ونادار ہو اس کے لئے اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے کہ وہ سلاطین کا مال قبول کرے کیونکہ اگر وہ مال سلطان کی ذاتی ملکیت میں سے ہے تو اس کو لے لینا بلاشبہ درست ہے اور اگر وہ مال لئی مال غنیمت خراج یا عشر میں سے ہے تو پھر مفلس اس کا حقدار ہی ہے اسی طرح ایسے مال میں جو فئی اور خراج عشر میں حاصل ہوا ہو اہل علم کا بھی حق ہے کہ اسے وہ مال لے لینا چاہئے چنانچہ منقول ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا تھا کہ جو شخص برضا ورغبت اسلام میں داخل ہوا اور اس نے قرآن یاد کیا تو وہ بیت المال سے ہر سال دو سو درہم لینے کا حق دار ہے اگر وہ اپنے اس حق کو دنیا میں نہیں لیتا

جو وہ یعنی اسی کا اجراء سے عقبیٰ میں مل جائے گا۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ مفلس اور عالم دین کو بیت المال سے اپنا حق لے لینا چاہئے۔

باب ذِكْرِ اخْتِلَافِ أَلْفَاظِ النَّاقِلِينَ لِخَبَرِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ فِي النُّحْلِ

عطیہ دینے کے بارے میں حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کی نقل کردہ روایت میں نقل کرنے والوں کے لفظی اختلاف کا تذکرہ

3674 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ حُمَيْدٍ ح وَأَنْبَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ عَنْ سُفْيَانَ قَالَ سَمِعْنَاهُ مِنَ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَمُحَمَّدُ بْنُ النُّعْمَانِ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ أَنَّ أَبَاهُ نَحَلَهُ غُلَامًا فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُشْهِدُهُ فَقَالَ "أَكُلَّ وَلَدِكَ نَحَلْتَ". قَالَ لَا . قَالَ "فَارْدُدْهُ". وَاللَّفْظُ لِمُحَمَّدٍ .

☆☆ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ان کے والد نے انہیں عطیے کے طور پر ایک غلام دیا' پھر ان کے والد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بارے میں گواہ بنائیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: کیا تم نے اپنی ساری اولاد کو اسی طرح عطیہ دیا ہے؟ انہوں نے عرض کی: نہیں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر تم اس سے واپس لے لو۔

(امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں:) روایت کے یہ الفاظ محمد (بن منصور نامی راوی) کے ہیں۔

3675 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَمُحَمَّدِ بْنِ النُّعْمَانِ يُحَدِّثَانِهِ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ أَنَّ أَبَاهُ أَتَى بِهِ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنِّي نَحَلْتُ ابْنِي غُلَامًا كَانَ لِي فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ "أَكُلَّ وَلَدِكَ نَحَلْتَهُ". قَالَ لَا . قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "فَارْجِعْهُ" .

☆☆ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ان کے والد انہیں لے کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے' انہوں نے عرض کی: میں نے اپنے اس بیٹے کو اپنا ایک غلام عطیہ کے طور پر دیا ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: کیا تم نے اپنی ساری اولاد کو عطیہ دیا ہے؟ انہوں نے عرض کی: نہیں! تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: پھر تم اس سے واپس لے لو۔

3676 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ هَاشِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ النُّعْمَانِ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ أَنَّ أَبَاهُ بَشِيرَ بْنَ سَعْدٍ جَاءَ بِابْنِهِ النُّعْمَانِ

3674-اخرجه البخاري في الهبة، باب الهبة للولد (الحديث 2586) . واخرجه مسلم في الهبات، باب كراهة تفضيل بعض الاولاد في الهبة (الحديث 9 و 10 و 1100 . و اخرجه الترمذي في الاحكام، باب ما جاء في النحل و التسوية بين الولد (الحديث 1367) . و اخرجه النسائي في النحل، ذكر اختلاف الفاظ الناقلين لخبر النعمان بن بشير في النحل، (الحديث 3675 و 3676 و 3677) و اخرجه ابن ماجه في الهبات، باب الرجل ينحل ولده (الحديث 2376) . تحفة الاشراف (11617) .

3675-تقدم في النحل، ذكر اختلاف الفاظ الناقلين لخبر النعمان بن بشير في النحل (الحديث 3674) .

3676-تقدم في النحل، ذكر اختلاف الفاظ الناقلين لخبر النعمان بن بشير في النحل (الحديث 3674) .

فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ نَحَلْتُ ابْنِيْ هٰذَا غُلَامًا كَانَ لِيْ . فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَكُلَّ بَنِيْكَ نَحَلْتَ" . قَالَ لَا . قَالَ "فَارْجِعْهُ" .

★★ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ان کے والد حضرت بشیر بن سعد رضی اللہ عنہ اپنے صاحبزادے نعمان کے ساتھ آئے انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! میں نے اپنے اس بیٹے کو اپنا ایک غلام عطیے کے طور پر دیا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: کیا تم نے اپنے سب بیٹوں کو عطیہ دیا ہے؟ انہوں نے عرض کی: نہیں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر تم اس سے واپس لے لو۔

3677 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ عَنِ الْاَوْزَاعِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ اَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ النُّعْمَانِ وَحُمَيْدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَاهُ عَنْ بَشِيْرِ بْنِ سَعْدٍ اَنَّهُ جَآءَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ فَقَالَ اِنِّيْ نَحَلْتُ ابْنِيْ هٰذَا غُلَامًا فَاِنْ رَاَيْتَ اَنْ تُنْفِذَهُ اَنْفَذْتُهُ . فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَكُلَّ بَنِيْكَ نَحَلْتَهُ" . قَالَ لَا . قَالَ "فَارْدُدْهُ" .

★★ حضرت بشیر بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی: میں نے اپنے اس بیٹے کو غلام عطیے کے طور پر دیا ہے اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم مناسب سمجھیں اور اسے برقرار رہنے دیں تو میں اسے برقرار رکھتا ہوں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم نے اپنے سب بیٹوں کو عطیہ دیا ہے؟ انہوں نے عرض کی: نہیں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر تم اسے واپس لے لو۔

3678 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ اَنَّ اَبَاهُ نَحَلَهُ نُحْلًا فَقَالَتْ لَهُ اُمُّهُ اَشْهِدِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى مَا نَحَلْتَ ابْنِيْ . فَاَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ فَكَرِهَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّشْهَدَ لَهُ .

★★ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ان کے والد نے انہیں ایک عطیہ دیا تو ان کی والدہ نے انہیں کہا: آپ نے میرے بیٹے کو جو عطیہ دیا ہے اس پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو گواہ بنا دیں۔ تو حضرت نعمان رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس بات کا تذکرہ کیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بارے میں گواہ بننے کو پسند نہیں کیا۔

3679 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَامِرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدٍ - يَعْنِي ابْنَ اِبْرَاهِيْمَ - عَنْ عُرْوَةَ عَنْ بَشِيْرٍ اَنَّهُ نَحَلَ ابْنَهُ غُلَامًا فَاَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَرَادَ اَنْ يُّشْهِدَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

3677-تقدم في النحل، ذكر اختلاف الفاظ الناقلين لخبر النعمان بن بشير في النحل (الحديث 3674)، و سياتي في النحل، ذكر اختلاف الفاظ الناقلين لخبر النعمان بن بشير في النحل (الحديث 3679 و 3680 و 3685) . تحفة الاشراف (2020 و 11617) .

3678-اخرجه مسلم في الهبات، باب كراهة تفضيل بعض الاولاد في الهبة (الحديث 12) بنحوه . واخرجه ابو داؤد في البيوع، باب في الرجل يفضل بعض ولده في النحل (الحديث 3543) بنحوه . تحفة الاشراف (11635) .

وَسَلَّمَ. فَقَالَ "أَكُلَّ وَلَدِكَ نَحَلْتَهُ مِثْلَ ذَا" . قَالَ لَا . قَالَ "فَارْدُدْهُ" .

★★ حضرت بشیر رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات منقول ہے کہ انہوں نے اپنے بیٹے کو ایک غلام عطیے کے طور پر دیا' وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو گواہ بنانا چاہا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: کیا تم نے اپنے سب بچوں کو اس کی مانند عطیہ دیا ہے؟ انہوں نے عرض کی: نہیں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر تم اس سے واپس لے لو۔

3680 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا حِبَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ بَشِيرًا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا نَبِيَّ اللَّهِ نَحَلْتُ النُّعْمَانَ نِحْلَةً . قَالَ "أَعْطَيْتَ لِإِخْوَتِهِ" . قَالَ لَا . قَالَ "فَارْدُدْهُ" .

★★ ہشام بن عروہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں کہ حضرت بشیر رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے' انہوں نے عرض کی: اے اللہ کے نبی! میں نے نعمان کو ایک عطیہ دیا ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: کیا تم نے اس کے بھائیوں کو بھی کچھ دیا ہے؟ انہوں نے عرض کی: نہیں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر تم یہ واپس لے لو۔

3681 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي الشَّوَارِبِ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ - وَهُوَ ابْنُ زُرَيْعٍ - قَالَ حَدَّثَنَا دَاوُدُ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ النُّعْمَانِ قَالَ انْطَلَقَ بِهِ أَبُوهُ يَحْمِلُهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اشْهَدْ أَنِّي قَدْ نَحَلْتُ النُّعْمَانَ مِنْ مَالِي كَذَا وَكَذَا . قَالَ "كُلَّ بَنِيكَ نَحَلْتَ مِثْلَ الَّذِي نَحَلْتَ النُّعْمَانَ" .

★★ حضرت نعمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ان کے والد انہیں اٹھا کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے گئے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی: آپ اس بات کے گواہ بن جائیے کہ میں نے نعمان کو اپنے مال میں سے فلاں' فلاں چیز دے دی ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: کیا تم نے اپنے سب بیٹوں کو اس کی مانند عطیہ دیا ہے' جو تم نے نعمان کو دیا ہے؟

3682 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى عَنْ عَبْدِ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا دَاوُدُ عَنْ عَامِرٍ عَنِ النُّعْمَانِ أَنَّ أَبَاهُ أَتَى بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُشْهِدُ عَلَى نُحْلٍ نَحَلَهُ إِيَّاهُ . فَقَالَ "أَكُلَّ وَلَدِكَ نَحَلْتَ مِثْلَ مَا نَحَلْتَهُ" . قَالَ لَا . قَالَ "فَلَا أَشْهَدُ عَلَى شَيْءٍ أَلَيْسَ يَسُرُّكَ أَنْ يَكُونُوا إِلَيْكَ فِي الْبِرِّ سَوَاءً" . قَالَ بَلَى . قَالَ "فَلَا إِذًا" .

3679-تقدم (الحديث 3677) .

3680-تقدم (الحديث 3677) .

3681-اخرجه ابو داؤد في الهبة، باب الاشهاد في الهبة (الحديث 2587) مطولاً، و في الشهادات، باب لا يشهد على شهادة جور اذا اشهد (الحديث 2650) مطولاً . واخرجه مسلم في الهبات، باب كراهة تفضيل بعض الاولاد في الهبة (الحديث 13 و 14 و 15 و 16 و 17 و 18) مطولاً . و اخرجه ابو داؤد في البيوع والاجارات، باب في الرجل يفضل بعض ولده في النحل (الحديث 3542) مطولاً . و اخرجه النسائي في النحل، ذكر اختلاف الفاظ الناقلين لخبر النعمان بن بشير في النحل (الحديث 3682 و 3683 و 3684) مطولاً . و اخرجه ابن ماجه في الهبات، باب الرجل ينحل ولده (الحديث 2375) مطولاً . تحفة الاشراف (11625) .

3682-تقدم (الحديث 3681) .

★★ حضرت نعمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ان کے والد انہیں ساتھ لے کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تاکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس عطیے کے بارے میں گواہ بنا لیں، جو انہوں نے انہیں (یعنی حضرت نعمان رضی اللہ عنہ کو) دیا تھا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: کیا تم نے اپنی تمام اولاد کو اسی کی مانند عطیات دیے ہیں جس طرح اسے دیا ہے؟ انہوں نے عرض کی: نہیں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں کسی ایسی چیز کے بارے میں گواہ نہیں بنوں گا' کیا تمہیں یہ بات پسند نہیں ہے کہ وہ سب لوگ (یعنی تمہاری تمام اولاد) تمہارے ساتھ برابر کا اچھا سلوک کرے' تو انہوں نے جواب دیا: جی ہاں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا: پھر یہ بھی نہیں (کہ تم اولاد میں سے کسی ایک کو عطیہ دے دو)۔

3683 - اَخْبَرَنَا مُوْسَى بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ حَيَّانَ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي النُّعْمَانُ بْنُ بَشِيْرٍ الْاَنْصَارِيُّ اَنَّ اُمَّهُ ابْنَةَ رَوَاحَةَ سَاَلَتْ اَبَاهُ بَعْضَ الْمَوْهِبَةِ مِنْ مَّالِهِ لِابْنِهَا فَالْتَوَى بِهَا سَنَةً ثُمَّ بَدَا لَهُ فَوَهَبَهَا لَهُ فَقَالَتْ لَا اَرْضٰى حَتّٰى تُشْهِدَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اُمَّ هٰذَا ابْنَةَ رَوَاحَةَ قَاتَلَتْنِيْ عَلَى الَّذِيْ وَهَبْتُ لَهُ . فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "يَا بَشِيْرُ اَلَكَ وَلَدٌ سِوٰى هٰذَا" . قَالَ نَعَمْ . فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَفَكُلَّهُمْ وَهَبْتَ لَهُمْ مِثْلَ الَّذِيْ وَهَبْتَ لِابْنِكَ هٰذَا" . قَالَ لَا . قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "فَلَا تُشْهِدْنِيْ اِذًا فَاِنِّيْ لَا اَشْهَدُ عَلٰى جَوْرٍ" .

★★ حضرت نعمان بن بشیر انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ان کی والدہ رواحہ کی صاحبزادی تھیں' انہوں نے ان کے والد سے یہ درخواست کی کہ آپ میرے بیٹے کو اپنے مال میں سے کوئی چیز ہبہ کر دیں' ان کے والد ایک سال تک اس بات کو ٹالتے رہے' پھر انہوں نے مناسب سمجھا تو اس بچے کو کوئی چیز ہبہ کر دی۔ وہ خاتون بولی: میں اس وقت تک راضی نہیں ہوں گی جب تک آپ اس بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو گواہ نہیں بنا لیتے' (تو میرے والد نے) عرض کی: یارسول اللہ! اس کی والدہ رواحہ کی صاحبزادی ہے' وہ میرے ساتھ مسلسل بحث کرتی رہی کہ میں اسے کوئی چیز دے دوں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: اے بشیر! کیا تمہاری اس کے علاوہ اور بھی اولاد ہے؟ انہوں نے عرض کی: جی ہاں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

کیا تم نے ان سب کو اُسی طرح ہبہ کیا ہے' جس طرح تم نے اپنے اس بیٹے کو ہبہ کیا ہے؟

تو حضرت بشیر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: جی نہیں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

پھر تم مجھے گواہ نہ بناؤ کیونکہ میں کسی زیادتی کے بارے میں گواہ نہیں بن سکتا۔

3684 - اَخْبَرَنَا اَبُوْ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ حَيَّانَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ النُّعْمَانِ قَالَ سَاَلَتْ اُمِّيْ اَبِيْ بَعْضَ الْمَوْهِبَةِ فَوَهَبَهَا لِيْ فَقَالَتْ لَا اَرْضٰى حَتّٰى اُشْهِدَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . قَالَ فَاَخَذَ اَبِيْ بِيَدِيْ وَاَنَا غُلَامٌ فَاَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اُمَّ هٰذَا ابْنَةَ رَوَاحَةَ طَلَبَتْ مِنِّيْ بَعْضَ الْمَوْهِبَةِ وَقَدْ اَعْجَبَهَا اَنْ اُشْهِدَكَ عَلٰى ذٰلِكَ . قَالَ "يَا بَشِيْرُ اَلَكَ ابْنٌ غَيْرُ هٰذَا" . قَالَ نَعَمْ . قَالَ

3683-تقدم (الحديث 3681) .

3684-تقدم (الحديث 3681) .

"فَوَهَبْتَ لَهُ مِثْلَ مَا وَهَبْتَ لِهٰذَا" . قَالَ لَا . قَالَ "فَلَا تُشْهِدْنِي اِذًا فَاِنِّي لَا اَشْهَدُ عَلٰى جَوْرٍ" .

★★ حضرت نعمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میری والدہ نے میرے والد سے کوئی چیز ہبہ کرنے کے لیے کہا تو والد نے وہ چیز مجھے ہبہ کردی' والدہ نے کہا: میں اس وقت تک راضی نہیں ہوں گی جب تک میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بارے میں گواہ نہ بنالوں۔ تو راوی کہتے ہیں: میرے والد نے میرا ہاتھ پکڑا' میں اس وقت کم سن لڑکا تھا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تشریف لائے' انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ!

اس کی والدہ رواحہ کی صاحبزادی ہے' اس نے مجھے کوئی چیز ہبہ کرنے کے لیے کہا (وہ میں نے ہبہ کردی) تو اسے یہ بات پسند ہے کہ میں اس بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گواہ بنالوں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: اے بشیر! تمہاری اس کے علاوہ کوئی اور اولاد بھی ہے؟ انہوں نے عرض کی: جی ہاں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر تم نے انہیں بھی اسی طرح ہبہ کیا ہے' جس طرح اسے کیا ہے؟ حضرت بشیر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: جی نہیں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر تم مجھے گواہ نہ بناؤ کیونکہ میں کسی زیادتی کے بارے میں گواہ نہیں بن سکتا۔

3685 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ عَنْ عَامِرٍ قَالَ اُخْبِرْتُ اَنَّ بَشِيْرَ بْنَ سَعْدٍ اَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ امْرَاَتِيْ عَمْرَةَ بِنْتَ رَوَاحَةَ اَمَرَتْنِيْ اَنْ اَتَصَدَّقَ عَلَى ابْنِهَا نُعْمَانَ بِصَدَقَةٍ وَّاَمَرَتْنِيْ اَنْ اُشْهِدَكَ عَلٰى ذٰلِكَ . فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "هَلْ لَكَ بَنُوْنَ سِوَاهُ" . قَالَ نَعَمْ . قَالَ "فَاَعْطَيْتَهُمْ مِثْلَ مَا اَعْطَيْتَ لِهٰذَا" . قَالَ لَا . قَالَ "فَلَا تُشْهِدْنِيْ عَلٰى جَوْرٍ" .

★★ عامر شعبی بیان کرتے ہیں کہ مجھے یہ بات بتائی گئی ہے کہ حضرت بشیر بن سعد رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے' انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! میری بیوی عمرہ بنت رواحہ ہے' اس نے مجھے یہ کہا کہ میں اس کے بیٹے نعمان کو کوئی چیز صدقے کے طور پر دے دوں (یعنی عطیے کے طور پر دے دوں) تو اس نے مجھے یہ کہا کہ میں اس بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی گواہ بنا لوں۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے دریافت کیا: کیا اس کے علاوہ تمہاری کوئی اور اولاد بھی ہے؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: تم نے جو اسے دیا ہے' اس طرح انہیں بھی کچھ دیا ہے؟ حضرت بشیر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: جی نہیں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

پھر تم زیادتی کے بارے میں مجھے گواہ نہ بناؤ۔

3686 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا عَنْ عَامِرٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ ح وَاَنْبَاَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ اَنْبَاَنَا حِبَّانُ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ زَكَرِيَّا عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ رَجُلًا جَآءَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - وَقَالَ مُحَمَّدٌ اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - فَقَالَ اِنِّيْ تَصَدَّقْتُ عَلَى ابْنِيْ بِصَدَقَةٍ فَاشْهَدْ فَقَالَ "هَلْ لَكَ وَلَدٌ غَيْرُهُ" . قَالَ نَعَمْ . قَالَ

3685-تقدم (الحديث 3677) .

3686-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (6580) .

"أَعْطَيْتَهُمْ كَمَا أَعْطَيْتَهُ" . قَالَ لَا . قَالَ "أَأَشْهَدُ عَلَى جَوْرٍ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عتبہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور بولا: میں نے اپنے بیٹے کو کوئی چیز عطیے کے طور پر دی ہے آپ گواہ بن جائیں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: کیا تمہاری اس کے علاوہ کوئی اور بھی اولاد ہے؟ انہوں نے عرض کی: جی ہاں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس طرح تم نے اسے عطیہ دیا ہے اس طرح انہیں بھی عطیہ دیا ہے؟ اس نے عرض کی جی نہیں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

کیا میں کسی زیادتی کے بارے میں گواہ بنوں گا۔

3687 - أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ يَحْيَى عَنْ فِطْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي مُسْلِمُ بْنُ صُبَيْحٍ قَالَ سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ يَقُولُ ذَهَبَ بِي أَبِي إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُشْهِدُهُ عَلَى شَيْءٍ أَعْطَانِيهِ فَقَالَ "أَلَكَ وَلَدٌ غَيْرُهُ" . قَالَ نَعَمْ . وَصَفَّ بِيَدِهِ بِكَفِّهِ أَجْمَعَ كَذَا أَلَا سَوَّيْتَ بَيْنَهُمْ .

☆☆ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے والد مجھے ساتھ لے کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تاکہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس چیز کے بارے میں گواہ بنا دیں جو انہوں نے مجھے عطیے کے طور پر دی تھیں تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: کیا تمہاری اس کے علاوہ اور بھی اولاد ہے؟ انہوں نے عرض کی: جی ہاں! تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک کے ذریعے اشارہ کر کے فرمایا: تم نے ان کے درمیان برابری کا سلوک کیوں نہیں کیا۔

3688 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ أَنْبَأَنَا حِبَّانُ قَالَ أَنْبَأَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ فِطْرٍ عَنْ مُسْلِمِ بْنِ صُبَيْحٍ قَالَ سَمِعْتُ النُّعْمَانَ يَقُولُ وَهُوَ يَخْطُبُ انْطَلَقَ بِي أَبِي إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُشْهِدُهُ عَلَى عَطِيَّةٍ أَعْطَانِيهَا فَقَالَ "هَلْ لَكَ بَنُونَ سِوَاهُ" . قَالَ نَعَمْ . قَالَ "سَوِّ بَيْنَهُمْ" .

☆☆ حضرت نعمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے والد مجھے لے کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تاکہ آپ کو اس عطیے کے بارے میں گواہ بنا لیں جو انہوں نے مجھے عطاء کیا تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: کیا تمہاری اس کے علاوہ کوئی اور بھی اولاد ہے؟ انہوں نے عرض کی: جی ہاں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر تم ان کے درمیان برابری رکھو۔

3689 - أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ حَاجِبِ بْنِ الْمُفَضَّلِ بْنِ الْمُهَلَّبِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ يَخْطُبُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اعْدِلُوا بَيْنَ أَبْنَائِكُمْ اعْدِلُوا بَيْنَ أَبْنَائِكُمْ" .

☆☆ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیتے ہوئے یہ بات بیان کی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنی اولاد کے درمیان برابری رکھو اپنی اولاد کے درمیان برابری رکھو۔

3687-انفرد به النسائي . و سياتي في النحل، ذكر اختلاف الفاظ الناقلين لخبر النعمان بن بشير في النحل (الحديث 3688) . تحفة الأشراف (11639) .

3688-تقدم (الحديث 3687) .

3689-اخرجه ابو داؤد في البيوع و الاجارات، باب في الرجل يفضل بعض ولده في النحل (الحديث 3544) . تحفة الاشراف (11640) .

كِتَابُ الْهِبَةُ

یہ کتاب ہبہ کے بیان میں ہے

ہبہ کے معنی ومفہوم کا بیان

علامہ علاؤالدین حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ ہبہ مفت میں عین چیز کا کسی کو مالک بنانا ہے۔اور قبضہ دینے پر تام ہو جاتا ہے۔
(درمختار، کتاب عاریت، بیروت شرح تنویرالابصار، کتاب ہبہ، بیروت)

ہبہ کی لغوی واصطلاحی تعریف

ہبہ کے لغوی معنی تحفہ دینا، احسان کرنا ہے۔ ہبہ کی اصطلاحی تعریف یہ ہے کہ کسی شخص کو اپنی کسی چیز کا بلاعوض مالک بنانا ہے۔(التعریفات)

ہبہ اور عطیہ وغیرہ کسی مالدار یا غریب، مرد یا عورت ہر ایک کو دیا جا سکتا ہے یہ محبت بڑھانے اور تعلقات استوار کرنے کی غرض سے دیا جاتا ہے یا پھر آخرت میں اس کا ثواب حاصل کرنے کے لیے دیا جاتا ہے۔

ہبہ کے ارکان وشرائط کا بیان

علامہ علاؤالدین کاسانی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ ہبہ کے ارکان دو ہیں (۱) ایجاب (۲) قبول، ہبہ کرنے والا اپنی زبان سے ہبہ یا اس جیسا لفظ جو ہبہ کے معنی میں استعمال ہوتا ہو کہہ دینے سے ایجاب اور جس شخص کو دیا جارہا ہے وہ اسے قبول کرلے تو قبول پایا جائے گا مگر ہبہ کے تام اور مکمل ہونے کے لیے جسے ہبہ کیا گیا ہے اس شخص کا ہبہ کی ہوئی چیز پر قبضہ کرنا ضروری ہے بغیر قبضہ کے ہبہ مکمل نہیں ہوگا۔ ہبہ کی شرائط حسب ذیل ہیں۔(۱) ہبہ کرنے والا عاقل اور بالغ ہو۔

(۲) ہبہ کرتے وقت وہ چیز ہبہ کرنے والے کے پاس موجود ہو لہٰذا جو چیز ابھی موجود نہ ہو اس کا ہبہ درست نہیں جیسے کوئی کہے میری بکری کو امسال جو بچہ پیدا ہوگا وہ تیرے لیے ہبہ ہے یہ درست نہیں۔

(۳) جس چیز کو ہبہ کر رہا ہے وہ شریعت کی نگاہ میں قیمت والا مال ہو لہٰذا جو شریعت کی نگاہ میں مال نہ ہو اس کا ہبہ درست نہ ہوگا جیسے مردار، خون وغیرہ۔(بدائع الصنائع، ج ۱۳، ص ۲۸۸)

باب هِبَةِ الْمَشَاعِ .

یہ باب مشترکہ چیز کو ہبہ کرنے کے بیان میں ہے

محوزہ مقسومہ میں جواز ہبہ کا بیان

تقسیم ہونے والی چیزوں میں اس وقت ہبہ جائز ہوگا جب ان کو تقسیم کر کے الگ کر دیا جائے اور جو چیز تقسیم ہونے والی نہ ہو اس کو تقسیم نہ ہونے والی چیزوں کی طرح ہبہ کرنا جائز ہے۔

جبکہ امام شافعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ دونوں صورتوں میں جائز ہے کیونکہ ہبہ عقد تملیک ہے لہٰذا مشاع اور غیر مشاع دونوں کا ہبہ جائز ہوگا جس طرح کہ مشترک اور غیر مشترک کی بیع درست ہوتی ہے یہ حکم اس سبب سے ہے کہ تقسیم نہ ہونے والی چیز بھی ہبہ کے حکم یعنی ملکیت کو قبول کرتی ہے اس لئے مشاع چیز بھی ہبہ کا محل ہوگی اور شیوع اس کے احسان ہونے کو باطل نہیں کرتا جس طرح کہ قرض اور وصیت میں ہے۔ ہماری دلیل یہ ہے کہ ہبہ میں قبضہ مشروط اور منصوص ہوتا ہے اس لئے قبضہ کا کامل ہونا شرط ہوگا اور مشاع اور مشترک چیز دوسری چیز کو ملائے بغیر پورے قبضہ کو قبول نہیں کرتی جبکہ دوسری چیز ہبہ نہیں کی گئی اور اس لئے کہ مشترک چیز کو ہبہ کے لئے جائز قرار دینے سے واہب پر ایسا عمل لازم آئے گا جس کا اس نے التزام ہی نہیں کیا یعنی کہ تقسیم اور بٹوارہ اسی لئے قبضہ سے پہلے ہبہ کا جواز ممنوع ہے تا کہ واہب کے لئے موہوب چیز کو تسلیم کرنا لازم نہ آئے ان چیزوں کے خلاف کہ جو تقسیم نہیں کی جاتی کیونکہ اس میں ناقص قبضہ ہی ممکن ہے لہٰذا اس پر ہی اکتفاء کر لیا جائے گا اور اس لئے کہ جو چیزیں تقسیم نہیں کی جاتی ان میں واہب پر تقسیم کی مشقت لازم نہیں آئے گی۔

اور باری باری فائدہ اٹھانا اس چیز میں لازم آتا ہے جس کا واہب نے احسان ہی نہیں کیا اور ہبہ ذات سے ملا ہو ہوتا ہے اور وصیت کے لئے قبضہ شرط نہیں ہے اسی طرح بیع صحیح، بیع فاسد، بیع صرف اور بیع سلم میں بھی قبضہ مشروط اور منصوص نہیں ہے اور اس لئے کہ یہ عقود ضمان میں سے ہے لہٰذا تقسیم کا صرف لازم ہونے کے مناسب ہے اور من وجہ قرض احسان ہے اور من وجہ عقد ضمان ہے لہٰذا ہم نے قرض میں قبضہ قاصرہ کی شرط لگائی اور تقسیم کی شرط نہیں لگائی تا کہ دونوں جہتوں پر عمل ہو جائے اس کے علاوہ میں قبضہ غیر منصوص ہے اور جب واہب نے اپنے شریک کو ہبہ کیا تب بھی جائز نہیں ہے اس لئے کہ حکم کا مدار نفس شیوع پر ہے۔ (اصول)

علامہ ابن نجیم مصری حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ جو چیز تقسیم کے قابل ہے اُس کو اجنبی کے لیے ہبہ کرے یا شریک کے لیے دونوں صورتیں ناجائز ہیں۔ ہاں اگر ہبہ کرنے کے بعد واہب نے اُسے خود یا اُس کے حکم سے کسی دوسرے نے تقسیم کر کے قبضہ دے دیا یا موہوب لہ کو حکم دے دیا کہ تقسیم کر کے قبضہ کر لو اور اُس نے ایسا کر لیا ان صورتوں میں ہبہ جائز ہو گیا کیونکہ مانع زائل ہو گیا۔ اگر بغیر تقسیم موہوب لہ کو قبضہ دے دیا موہوب لہ اُس چیز کا مالک نہیں ہوگا اور جو کچھ اُس میں تصرف کرے گا نافذ نہیں ہوگا بلکہ اس کے تصرف سے جو نقصان ہوگا اُس کا ضامن ہوگا اور خود واہب اُس میں تصرف کرے مثلاً بیع کر دے اُس کا تصرف نافذ ہو جائے گا۔

(بحر الرائق، کتاب ہبہ، بیروت)

شیخ نظام الدین حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ اس کا حاصل یہ ہے کہ مشاع کا ہبہ صحیح نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ قبضہ کے وقت شیوع پایا جائے اور اگر ہبہ کے وقت شیوع ہے مگر قبضہ کے وقت شیوع نہ ہو تو ہبہ صحیح ہے مثلاً مکان کا نصف حصہ ہبہ کیا اور قبضہ نہیں دیا پھر دوسرا نصف ہبہ کیا اور پورے مکان پر قبضہ دے دیا ہبہ صحیح ہو گیا اور اگر نصف ہبہ کر کے قبضہ دے دیا پھر دوسرا نصف ہبہ کیا اور اس پر بھی قبضہ دے دیا یہ دونوں ہبہ صحیح نہیں۔ (عالمگیری، کتاب ہبہ، بیروت)

تقسیم کے بعد محفوظ رہنے سے ہبہ کے تام ہونے کا بیان

ہبہ ایسے قبضہ سے تام ہوتا ہے جو تقسیم ہو کر محفوظ ہو جائے، اور غیر منقسم جس کی تقسیم کی ضرورت نہیں ہے اور وہ غیر منقسم ہے جس کی تقسیم کرنی ہو وہ قبضہ سے تام نہ ہو گا ہاں اگر اس کی تقسیم کر دی اور قبضہ میں دے دیا تو صحیح ہے اھ ملخصا، میں کہتا ہوں مشاع یعنی غیر منقسم کا ہبہ بعض کے نزدیک فاسدہ ہے لہٰذا اس پر قبضہ سے موہوب لہ کی ملکیت ثابت ہو جائے گی جبکہ اس نے اسی مشاعی حالت میں قبضہ کیا ہو تاہم یہ ملکیت خبیثہ ہو گی موجود رہنے کی صورت میں واجب الرد اور ہلاک ہونے کی صورت میں قابل ضمان ہو گی، اسی قول پر بعض نے فتویٰ دیا ہے جبکہ حق یہ ہے اس پر قبضہ سے ملکیت ہرگز ثابت نہ ہو گی جب تک اس کو تقسیم کر کے نہ دیا جائے یہی صحیح اور قابل اعتماد ہے جیسا کہ ردالمحتار میں اس کی تحقیق فرمائی اور اسی پر جم غفیر نے فتویٰ دیا ہے اور ہمارے تینوں ائمہ کرام سے یہی ظاہر الروایت ہے تو اسی پر اعتماد ہے۔ (تنویر الابصار، کتاب ہبہ، بیروت)

مشاع میں ہبہ کے جواز میں مذاہب اربعہ

علامہ علی بن سلطان محمد حنفی قاری علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ تقسیم ہونے والی چیزوں میں اس وقت ہبہ جائز ہو گا جب ان کو تقسیم کر کے الگ کر دیا جائے اور جو چیز تقسیم ہونے والی نہ ہو اس کو تقسیم نہ ہونے والی چیزوں کی طرح ہبہ کرنا جائز ہے۔ جبکہ امام شافعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ دونوں صورتوں میں جائز ہے۔ اور امام مالک اور امام احمد علیہما الرحمہ کا مذہب بھی امام شافعی کے مذہب کی طرح ہے۔ (شرح الوقایہ، کتاب اجارہ، بیروت)

3690 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَزِيدَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِي عَدِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ كُنَّا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْ اَتَتْهُ وَفْدُ هَوَازِنَ فَقَالُوْا يَا مُحَمَّدُ اِنَّا اَصْلٌ وَّعَشِيْرَةٌ وَّقَدْ نَزَلَ بِنَا مِنَ الْبَلَاءِ مَا لَا يَخْفٰى عَلَيْكَ فَامْنُنْ عَلَيْنَا مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْكَ.

فَقَالَ "اخْتَارُوْا مِنْ اَمْوَالِكُمْ اَوْ مِنْ نِسَائِكُمْ وَاَبْنَائِكُمْ". فَقَالُوْا قَدْ خَيَّرْتَنَا بَيْنَ اَحْسَابِنَا وَاَمْوَالِنَا بَلْ نَخْتَارُ نِسَائَنَا وَاَبْنَائَنَا. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَمَّا مَا كَانَ لِيْ وَلِبَنِيْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَهُوَ لَكُمْ فَاِذَا صَلَّيْتُ الظُّهْرَ فَقُوْمُوْا فَقُوْلُوْا اِنَّا نَسْتَعِيْنُ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَوِ الْمُسْلِمِيْنَ فِيْ نِسَائِنَا وَاَبْنَائِنَا". فَلَمَّا

3690-اخرجه ابو داؤد في الجهاد، باب في فداء الاسير بالمال (الحديث 2694) مختصراً . تحفة الاشراف (8782) .

صَلَّوُا الظُّهْرَ قَامُوْا فَقَالُوْا ذٰلِكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "فَمَا كَانَ لِيْ وَلِبَنِيْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَهُوَ لَكُمْ" . فَقَالَ الْمُهَاجِرُوْنَ وَمَا كَانَ لَنَا فَهُوَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . وَقَالَتِ الْاَنْصَارُ مَا كَانَ لَنَا فَهُوَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . فَقَالَ الْاَقْرَعُ بْنُ حَابِسٍ اَمَّا اَنَا وَبَنُوْ تَمِيْمٍ فَلَا . وَقَالَ عُيَيْنَةُ بْنُ حِصْنٍ اَمَّا اَنَا وَبَنُوْ فَزَارَةَ فَلَا . وَقَالَ الْعَبَّاسُ بْنُ مِرْدَاسٍ اَمَّا اَنَا وَبَنُوْ سُلَيْمٍ فَلَا .

فَقَامَتْ بَنُوْ سُلَيْمٍ فَقَالُوْا كَذَبْتَ مَا كَانَ لَنَا فَهُوَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "يٰاَيُّهَا النَّاسُ رُدُّوا عَلَيْهِمْ نِسَائَهُمْ وَاَبْنَائَهُمْ فَمَنْ تَمَسَّكَ مِنْ هٰذَا الْفَيْءِ بِشَيْءٍ فَلَهُ سِتُّ فَرَائِضَ مِنْ اَوَّلِ شَيْءٍ يُفِيْئُهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَيْنَا" . وَرَكِبَ رَاحِلَتَهُ وَرَكِبَ النَّاسُ اقْسِمْ عَلَيْنَا فَيْئَنَا فَاَلْجَئُوْهُ اِلٰى شَجَرَةٍ فَخَطِفَتْ رِدَائَهُ فَقَالَ "يٰاَيُّهَا النَّاسُ رُدُّوا عَلَيَّ رِدَائِيْ فَوَاللّٰهِ لَوْ اَنَّ لَكُمْ شَجَرَ تِهَامَةَ نَعَمًا قَسَمْتُهُ عَلَيْكُمْ ثُمَّ لَمْ تَلْقَوْنِيْ بَخِيْلًا وَّلَا جَبَانًا وَّلَا كَذُوْبًا" . ثُمَّ اَتٰى بَعِيْرًا فَاَخَذَ مِنْ سَنَامِهٖ وَبَرَةً بَيْنَ اُصْبُعَيْهِ ثُمَّ يَقُوْلُ "هَا اِنَّهُ لَيْسَ لِيْ مِنَ الْفَيْءِ شَيْءٌ وَّلَا هٰذِهٖ اِلَّا خُمُسٌ وَّالْخُمُسُ مَرْدُوْدٌ فِيْكُمْ" . فَقَامَ اِلَيْهِ رَجُلٌ بِكُبَّةٍ مِّنْ شَعْرٍ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَخَذْتُ هٰذِهٖ لِاُصْلِحَ بِهَا بَرْدَعَةَ بَعِيْرٍ لِّيْ . فَقَالَ "اَمَّا مَا كَانَ لِيْ وَلِبَنِيْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَهُوَ لَكَ" . فَقَالَ اَوَبَلَغَتْ هٰذِهٖ فَلَا اَرَبَ لِيْ فِيْهَا . فَنَبَذَهَا . وَقَالَ "يٰاَيُّهَا النَّاسُ اَدُّوا الْخِيَاطَ وَالْمِخْيَطَ فَاِنَّ الْغُلُوْلَ يَكُوْنُ عَلٰى اَهْلِهٖ عَارًا وَّشَنَارًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ" .

☆☆ عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم نبی اکرم ﷺ کے پاس موجود تھے' ہوازن قبیلے کا وفد آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' انہوں نے عرض کی: اے حضرت محمد! ہم اصیل' خاندانی لوگ ہیں' ہم پر جو مصیبت نازل ہوئی ہے وہ آپ کے سامنے ہے' آپ ﷺ ہم پر احسان کیجئے' اللہ تعالیٰ آپ ﷺ پر احسان کرے گا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

تم اپنے اموال اور اپنی خواتین و بچوں میں کسی ایک کو اختیار کرلو۔ تو انہوں نے عرض کی: آپ نے ہمیں ہمارے حسب اور ہمارے مال کے بارے میں اختیار دیا ہے' تو ہم اپنی خواتین و بچوں کو اختیار کرتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

جو کچھ میرے اور بنو عبدالمطلب کے حصے میں آیا ہے' وہ سب تمہیں مل جائے گا' جب میں ظہر کی نماز ادا کرلوں تو تم لوگ کھڑے ہو جانا اور کہنا: ہم اللہ کے رسول کے واسطے سے اہل ایمان سے (راوی کو شک ہے' شاید یہ الفاظ ہیں:) مسلمانوں سے اپنی خواتین اور بچوں کے بارے میں مدد چاہتے ہیں۔ (راوی کہتے ہیں:) جب ان لوگوں نے ظہر کی نماز پڑھ لی تو وہ کھڑے ہوئے اور انہوں نے یہ بات کہہ دی۔

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

جو کچھ میرے حصے میں ہے اور بنو عبدالمطلب کے حصے میں آیا ہے' وہ تمہارا ہوا۔

تو مہاجرین نے عرض کی: جو کچھ ہمارے حصے میں آیا ہے وہ بھی اللہ کے رسول کا ہے۔ انصار نے عرض کی: جو کچھ ہمارے حصے

میں آیا ہے وہ بھی اللہ کے رسول کا ہے۔ اقرع بن حابس بولا: میں اور بنوتمیم اس میں شامل نہیں ہیں۔ عیینہ بن حصن بولا: میں اور بنوفزارہ بھی اس میں شامل نہیں ہے۔ عباس بن مرداس بولا: میں اور بنوسلیم بھی اس میں شامل نہیں ہیں۔ تو بنوسلیم کے افراد کھڑے ہو گئے اور بولے: تم غلط کہہ رہے ہو ہمارے حصے میں جو کچھ بھی ہے وہ اللہ کے رسول کا ہے۔

تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اے لوگو! انہیں (یعنی ہوازن قبیلے کے لوگوں کو) ان کی خواتین' بچے (جو قیدی بنائے گئے ہیں) واپس کر دو' جو شخص اس مالِ غنیمت میں سے اپنا حصہ رکھنا چاہتا ہے' اُسے اگلی مرتبہ اللہ تعالیٰ ہمیں سب سے پہلے جو مالِ غنیمت عطاء کرے گا اس میں سے چھ حصے مل جائیں گے' اس کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سواری پر سوار ہو گئے اور لوگ بھی سوار ہو گئے۔ (ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:) لوگوں نے آپ کو گھیر لیا اور بولے: آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان مالِ غنیمت تقسیم کریں۔ ان لوگوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک درخت تک جانے پر مجبور کر دیا' (اس ہجوم میں) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر بھی کھینچ لی گئی' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اے لوگو! میری چادر مجھے واپس کر دو' اللہ کی قسم! اگر تمہارے حصے میں تہامہ کے درختوں کے برابر اونٹ آتے ہوں تو میں وہ بھی تم میں تقسیم کر دوں گا اور تم مجھے بخیل' بزدل یا جھوٹا نہیں پاؤ گے''۔

پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اونٹ کے پاس تشریف لائے اور آپ نے اپنی دو انگلیوں کے ذریعے اس کی کوہان پر موجود اون کو پکڑا اور پھر ارشاد فرمایا:

''مالِ غنیمت میں میرے حصے میں صرف خمس آتا ہے اور وہ خمس بھی تمہاری طرف لوٹا دیا جاتا ہے''۔

(راوی کہتے ہیں:) ایک شخص ہاتھ میں بالوں کا ایک گچھا لے کر کھڑا ہوا اور بولا: یارسول اللہ! (یہ میں نے مالِ غنیمت میں سے تقسیم سے پہلے) حاصل کر لیا ہے' تاکہ اس کے ذریعے میں اپنے اونٹ کا پالان ٹھیک کر لوں۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرے حصے میں اور بنوعبدالمطلب کے حصے میں جو کچھ بھی آیا ہے وہ تمہارا ہے۔ وہ شخص بولا: کیا نوبت یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ مجھے اس میں کوئی دلچسپی نہیں ہے' پھر اس نے بالوں کا وہ گچھا رکھ دیا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اے لوگو! (اگر کسی شخص نے مالِ غنیمت کی تقسیم سے پہلے اس میں سے کوئی چیز اپنے پاس رکھ لی ہے) تو اسے ادا کرو' خواہ وہ دھاگہ یا سوئی ہی کیوں نہ ہو۔ کیونکہ (مالِ غنیمت میں) خیانت کرنا قیامت کے دن شرمندگی اور عذاب کا باعث ہوگا''۔

غیر منقسم چیز میں مشاع کے ہبہ کا بیان

علامہ ابن نجیم مصری حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کا ور جب کسی شخص نے غیر منقسم چیز میں مشاع کا ہبہ کیا موہوب لہ اُس جز کا مالک ہو گیا مگر تقسیم کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔ دونوں اُس چیز سے نوبت بنوبت نفع حاصل کریں مثلاً ایک مہینہ ایک اُس سے کام لے اور دوسرے مہینہ میں دوسرا یہ ہو سکتا ہے مگر اس پر بھی جبر نہیں ہو سکتا کہ یہ ایک قسم کی عاریت ہے اور عاریت پر جبر نہیں۔ جو مشاع غیر

قابلِ قسمت ہے اُس کا ہبہ صحیح ہونے کے لیے یہ شرط ہے کہ اُس کی مقدار معلوم ہو یعنی اس چیز میں اس کا حصہ اتنا ہے جس کو ہبہ کرتا ہے اگر معلوم نہ ہو تو ہبہ صحیح نہیں مثلاً غلام دو شخصوں میں مشترک ہے اس کو معلوم نہیں کہ میرا حصہ کتنا ہے اور ہبہ کر دیا۔ ایک روپیہ دو شخصوں کو ہبہ کیا یہ صحیح ہے کیونکہ نصف نصف دونوں کا حصہ ہوا اور یہ معلوم ہے اور اگر واہب کے پاس دو روپے ہیں اُس نے یہ کہا کہ ان میں سے میں نے ایک روپیہ ہبہ کیا اور اُسے جدا نہ کیا یہ ہبہ صحیح نہیں ہوا۔

ایک غلام دو شخصوں میں مشترک ہے ان میں سے ایک نے اُس غلام کو کوئی چیز ہبہ کر دی اگر وہ چیز قابل تقسیم ہے ہبہ بالکل صحیح نہیں اور قابل تقسیم نہیں تو شریک کے حصے میں صحیح ہے یعنی اُس غلام میں جتنا حصہ اس کے شریک کا ہے شے موہوب کے اُتنے ہی حصہ کا ہبہ صحیح ہے اور جتنا حصہ اُس غلام میں واہب کا ہے اُس کے مقابل میں موہوب کے حصہ کا ہبہ صحیح نہیں۔ مجہول حصہ کا ہبہ صحیح نہیں اس سے مراد یہ ہے کہ وہ جہالت باعث نزاع ہو سکے اور اگر باعث نزاع نہ ہو مثلاً یہ کہہ دیا کہ اِس گھر میں جو کچھ میرا حصہ ہے ہبہ کر دیا یہ جائز ہے اگر چہ موہوب لہ کو معلوم نہ ہو کہ کیا حصہ ہے کیونکہ یہ جہالت دور ہو سکتی ہے اور اگر بہت زیادہ جہالت ہو تو ناجائز ہے مثلاً میں نے تم کو کچھ ہبہ کر دیا۔ (بحرالرائق، کتاب، ہبہ بیروت)

مال غنیمت کی تقسیم میں فقہی مذاہب کا بیان

حافظ ابن کثیر شافعی لکھتے ہیں کہ تمام اگلی اُمتوں پر مال غنیمت حرام ہے۔ لیکن اس امت کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی مہربانی سے اسے حلال کر دیا۔ اس کی تقسیم کی تفصیل یہاں بیان ہو رہی ہے۔ مال غنیمت وہ ہے جو مسلمانوں کو جہاد کے بعد کافروں سے ہاتھ لگے اور جو مال بغیر لڑے جنگ کے ہاتھ آئے مثلاً صلح ہو گئی اور مقررہ تاوان جنگ ان سے وصول کیا یا کوئی مر گیا اور لاوارث تھا یا جزیے اور خراج کی رقم وغیرہ وہ فے ہے۔

سلف وخلف کی ایک جماعت کا اور حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا یہی خیال ہے۔ بعض لوگ غنیمت کا اطلاق فے پر اور فے کا اطلاق غنیمت پر بھی کرتے ہیں۔ اسی لئے قتادہ وغیرہ کا قول ہے کہ یہ آیت سورہ حشر کی (آیت ماافاء اللہ الخ۔) کی ناسخ ہے۔ اب مال غنیمت میں فرق کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ وہ آیت تو فے کے بارے میں ہے اور یہ غنیمت کے بارے میں۔

بعض بزرگوں کا خیال ہے کہ ان دونوں قسم کے مال کی تقسیم امام کی رائے پر ہے۔ پس مقررہ حشر کی آیت اور اس آیت میں کوئی اختلاف نہیں جبکہ امام کی مرضی ہو واللہ اعلم۔ آیت میں بیان ہے کہ خمس یعنی پانچواں حصہ مال غنیمت میں سے نکال دینا چاہئے ۔ چاہے وہ کم ہو یا زیادہ ہو۔ گو سوئی ہو یا دھاگہ ہو۔ پروردگار عالم فرماتا ہے جو خیانت کرے گا وہ اسے لے کر قیامت کے دن پیش ہو گا اور ہر ایک کو اس عمل کا پورا بدلہ ملے گا کسی پر ظلم نہ کیا جائے گا کہتے ہیں کہ خمس میں سے اللہ کے لئے مقرر شدہ حصہ کعبے میں داخل کیا جائے گا۔

حضرت ابو العالیہ ریاحی کہتے ہیں کہ غنیمت کے مال کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پانچ حصے کرتے تھے۔ چار مجاہدین میں تقسیم ہوتے پانچویں میں سے آپ مٹھی بھر کر نکال لیتے اسے کعبے میں داخل کر دیتے پھر جو بچا اس کے پانچ حصے کر ڈالتے ایک رسول اللہ کا

ایک قرابت داروں کا۔ایک یتیموں کا ایک مسکینوں کا ایک مسافروں کا یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہاں اللہ کا نام صرف بطور تبرک ہے گویا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حصے کے بیان کا وہ شروع ہے۔ابن عباس کا بیان ہے کہ جب حضور کوئی لشکر بھیجتے اور مال غنیمت کا مال ملتا تو آپ اس کے پانچ حصے کرتے اور پھر پانچویں حصے کے پانچ حصے کر ڈالتے پھر آپ نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔پس یہ فرمان کہ ان اللہ خمسہ یہ صرف کلام کے شروع کے لئے ہے۔زمین وآسمان میں جو کچھ ہے اللہ ہی کا ہے۔

پانچویں حصے میں سے پانچواں حصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے بہت سے بزرگوں کا قول یہی ہے کہ اللہ رسول کا ایک ہی حصہ ہے۔اسی کی تائید بیہقی کی اس صحیح سند والی حدیث سے بھی ہوتی ہے کہ ایک صحابی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے وادی القریٰ میں آکر سوال کیا کہ یا رسول اللہ غنیمت کے بارے میں آپ کیا ارشاد فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا اس میں سے پانچواں حصہ اللہ کا ہے باقی کے چار حصے لشکریوں کے۔اس نے پوچھا تو اس میں کسی کو کسی پر زیادہ حق نہیں؟ آپ نے فرمایا ہرگز نہیں یہاں تک کہ تو اپنے کسی دوست کے جسم سے تیر نکالے تو اس تیر کا بھی تو اس سے زیادہ مستحق نہیں حضرت.

حسن نے اپنے مال کے پانچویں حصے کی وصیت کی اور فرمایا کیا میں اپنے لئے اس حصے پر رضامند نہ ہو جاؤں؟ جو اللہ تعالیٰ نے خود اپنا رکھا ہے۔ابن عباس فرماتے ہیں کہ مال غنیمت کے پانچ حصے برابر کئے جاتے تھے چار تو ان لشکریوں کو ملتے تھے جو اس جنگ میں شامل تھے پھر پانچویں حصے کے چار حصے کئے جاتے تھے ایک چوتھائی اللہ کا اور اس کے رسول کا پھر یہ حصہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لیتے تھے یعنی پانچویں حصے کا پانچواں حصہ آپ اور آپ کے بعد جو بھی آپ کا نائب ہو اس کا ہے۔حضرت عبداللہ بن بریدہ فرماتے ہیں اللہ کا حصہ اللہ کے نبی کا ہے اور جو آپ کا حصہ تھا وہ آپ کی بیویوں کا ہے عطاء بن ابی رباح فرماتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کا جو حصہ ہے وہ صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا ہے اختیار ہے جس کام میں آپ چاہیں لگائیں.

مقدام بن معدی کرب حضرت عبادہ بن صامت حضرت ابودرداء اور حضرت حارث بن معاویہ کندی رضی اللہ عنہم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے ان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کا ذکر ہونے لگا تو ابوداؤد نے عبادہ بن صامت سے کہا فلاں فلاں غزوے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خمس کے بارے میں کیا ارشاد فرمایا تھا؟ آپ نے فرمایا کہ حضور نے ایک جہاد میں خمس کے ایک انٹ کے پیچھے صحابہ کو نماز پڑھائی سلام کے بعد کھڑے ہو گئے اور چند بال چٹکی میں لے کر فرمایا کہ مال غنیمت کے انٹ کے یہ بال بھی مال غنیمت میں سے ہی ہیں اور میرے نہیں ہیں میرا حصہ تو تمہارے ساتھ صرف پانچواں ہے اور پھر وہ بھی تم ہی کو واپس دے دیا جاتا ہے پس سوئی دھاگے تک ہر چھوٹی بڑی چیز پہنچا دیا کرو، خیانت نہ کرو، خیانت عار ہے اور خیانت کرنے والے کے لئے دونوں جہان میں آگ ہے۔قریب والوں سے دور والوں سے راہ حق میں جہاد جاری رکھو۔شرعی کاموں میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا خیال تک نہ کرو۔وطن میں اور سفر میں اللہ کی مقرر کردہ حدیں جاری کرتے رہو اللہ کے لئے جہاد کرتے رہو جہاد جنت کے بہت بڑے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے اسی جہاد کی سبب سے اللہ تعالیٰ غم ورنج سے نجات دیتا ہے۔(مسند امام احمد)

یہ حدیث حسن ہے اور بہت ہی اعلیٰ ہے۔صحاح ستہ میں اس سند سے مروی نہیں لیکن مسند ہی کی دوسری روایت میں دوسری سند

سے خمس کا اور خیانت کا ذکر مروی ہے۔ ابوداؤد اور نسائی میں بھی مختصراً یہ حدیث مروی ہے اس حصے میں سے نبی کریم رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم بعض چیزیں اپنی ذات کے لئے بھی مخصوص فرمالیا کرتے تھے لونڈی غلام تلوار گھوڑا وغیرہ۔ جس طرح محمد بن سیرین اور عامر شعبی اور اکثر علماء نے فرمایا ہے ترمذی وغیرہ میں ہے کہ ذوالفقار نامی تلوار بدر کے دن کے مال غنیمت میں سے تھی جو حضور کے پاس تھی اسی کے بارے میں احد والے دن خواب دیکھا تھا۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا بھی اسی طرح آئیں تھیں۔ ابوداؤد وغیرہ میں ہے حضرت یزید بن عبداللہ کہتے ہیں کہ ہم باڑے میں بیٹھے ہوئے تھے جو ایک صاحب تشریف لائے ان کے ہاتھ میں چمڑے کا ایک ٹکڑا تھا ہم نے اسے پڑھا تو اس میں تحریر تھا کہ یہ محمد رسول اللہ کی طرف سے زہیر بن اقیش کی طرف ہے کہ اگر تم اللہ کی وحدت کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی گواہی دو اور نمازیں قائم رکھو اور زکوۃ دیا کرو اور غنیمت کے مال سے خمس ادا کرتے رہو اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حصہ اور خالص حصہ ادا کرتے رہو تو تم اللہ اور اس کے رسول کی امن میں ہو۔ ہم نے ان سے پوچھا کہ تجھے یہ کس نے لکھ دیا ہے اس نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے، پس ان صحیح احادیث کی دلالت اور ثبوت اس بات پر ہے اسی لئے اکثر بزرگوں نے اسے حضور کے خواص میں سے شمار کیا ہے۔ صلوات اللہ وسلامہ علیہ اور لوگ کہتے ہیں کہ خمس میں امام وقت مسلمانوں کی مصلحت کے مطابق جو چاہے کر سکتا ہے۔ جس طرح کہ مال فے میں اسے اختیار ہے۔

یہی قول حضرت امام مالک کا ہے اور اکثر سلف کا ہے اور یہی سب سے زیادہ صحیح قول ہے۔ جب یہ ثابت ہو گیا اور معلوم ہو گیا تو یہ بھی خیال رہے کہ خمس جو حضور کا حصہ تھا اسے اب آپ کے بعد کیا کیا جائے بعض تو کہتے ہیں کہ اب یہ حصہ امام وقت یعنی خلیفۃ المسلمین کا ہوگا۔

حضرت ابوبکر حضرت علی حضرت قتادہ اور ایک جماعت کا یہی قول ہے۔ اور اس بارے میں ایک مرفوع حدیث بھی آئی ہے کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ یہ مسلمانوں کی مصلحت میں صرف ہوگا ایک قول ہے کہ یہ بھی اہل حاجت کی بقایا قسموں پر خرچ ہوگا یعنی قرابت دار یتیم مسکین اور مسافر۔

امام ابن جریر کا مختار مذہب یہی ہے اور بزرگوں کا فرمان ہے کہ حضور کا اور آپ کے قرابت داروں کا حصہ یتیموں مسکینوں اور مسافروں کو دے دیا جائے۔ عراق والوں کی ایک جماعت کا یہی قول ہے اور کہا گیا ہے خمس کا یہ پانچواں حصہ سب کا سب قرابت داروں کا ہے۔ چنانچہ عبداللہ بن محمد بن علی اور علی بن حسین کا قول ہے کہ یہ ہمارا حق ہے پوچھا گیا کہ آیت میں یتیموں اور مسکینوں کا بھی ذکر ہے تو امام علی نے فرمایا اس سے مراد بھی ہمارے یتیم اور مسکین ہیں۔

امام حسن بن محمد بن حنفیہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے اس آیت کے بارے میں سوال ہوتا ہے تو فرماتے ہیں کہ کلام کا شروع اس طرح ہوا ہے ورنہ دنیا آخرت کا سب کچھ اللہ ہی کا ہے حضور کے بعد ان دونوں حصوں کے بارے میں کیا ہوا اس میں اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں حضرت کا حصہ آپ کے خلیفہ کو ملے گے۔ بعض کہتے ہیں آپ کے قرابت داروں کو۔ بعض کہتے ہیں خلیفہ کے قرابت داروں کو ان کی رائے میں ان دونوں حصوں کو گھوڑوں اور ہتھیاروں کے کام میں لگایا جائے اسی طرح خلافت صدیقی و فاروقی میں

ہوتا بھی رہا ہے۔

ابراہیم کہتے ہیں حضرت صدیق اکبر اور حضرت فاروق اعظم حضور کے اس حصے کو جہاد کے کام میں خرچ کرتے تھے۔ پوچھا گیا کہ حضرت علی اس بارے میں کیا کرتے تھے؟ فرمایا وہ اس بارے میں ان سے سخت تھے۔ اکثر علماء رحمہم اللہ کا یہی قول ہے۔ ہاں ذوی القربیٰ کا جو حصہ ہے وہ بنو ہاشم اور بنو عبدالمطلب کا ہے۔ کیونکہ اولاد عبدالمطلب نے اولاد ہاشم کی جاہلیت میں اور اول اسلام میں موافقت کی اور انہی کے ساتھ انہوں نے گھاٹی میں قید ہونا بھی منظور کر لیا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ستائے جانے کی سبب سے یہ لوگ بگڑ بیٹھے تھے اور آپ کی حمایت میں تھے، ان میں سے مسلمان تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کی سبب سے۔ کافر خاندانی طرف داری اور رشتوں ناتوں کی حمایت کی سبب سے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابوطالب کی فرمانبرداری کی سبب سے ستائے گئے ہاں بنو عبدشمس اور بنو نوفل گو یہ بھی آپ کے چچازاد بھائی تھے۔ لیکن وہ ان کی موافقت میں نہ تھے بلکہ ان کے خلاف تھے انہیں الگ کر چکے تھے اور ان سے لڑ رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ قریش کے تمام قبائل ان کے مخالف ہیں اسی لئے ابوطالب نے اپنے قصیدہ لامیہ میں ان کی بہت ہی مذمت کی ہے کیونکہ یہ قریبی قرابت دار تھے اس قصیدے میں انہوں نے کہا ہے کہ انہیں بہت جلد اللہ کی طرف سے ان کی اس شرارت کا پورا پورا بدلہ ملے گا۔ ان بیوقوفوں نے اپنے ہو کر ایک خاندان اور ایک خون کے ہو کر ہم سے آنکھیں پھیر لی ہیں وغیرہ۔

ایک موقعہ پر ابن جبیر بن معطم بن عدی بن نوفل اور حضرت عثمان بن عفان بن ابوالعاص بن امیہ بن عبدشمس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور شکایت کی کہ آپ نے خیبر کے خمس میں سے بنو عبدالمطلب کو تو دیا لیکن ہمیں چھوڑ دیا حالانکہ آپ کی قرابت داری کے لحاظ سے وہ اور ہم بالکل یکساں اور برابر ہیں آپ نے فرمایا سنو بنو ہاشم ہیں۔

مجاہد کا قول ہے کہ اللہ کو علم تھا کہ بنو ہاشم میں فقراء ہیں پس صدقے کی جگہ ان کا حصہ مال غنیمت میں مقرر کر دیا۔ یہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ قرابت دار ہیں جن پر صدقہ حرام ہے۔ علی بن حسین سے بھی اسی طرح مروی ہے۔ بعض کہتے ہیں یہ سب قریش ہیں۔ ابن عباس سے استغفار کیا گیا کہ ذوی القربیٰ کون ہیں؟ آپ نے جواب تحریر فرمایا کہ ہم تو کہتے تھے ہم ہیں لیکن ہماری قوم نہیں مانتی وہ سب کہتے ہیں کہ سارے ہی قریش ہیں (مسلم وغیرہ)

بعض روایتوں میں صرف پہلا جملہ ہی ہے۔ دوسرے جملے کی روایت کے راوی ابومعشر نجیح بن عبدالرحمٰن مدنی کی روایت میں ہی یہ جملہ ہے کہ سب کہتے ہیں کہ سارے قریش ہیں۔ اس میں ضعف بھی ہے۔ ابن ابی حاتم میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے لئے لوگوں کے میل کچیل سے تو میں نے منہ پھیر لیا خمس کا پانچواں حصہ تمہیں کافی ہے یہ حدیث حسن ہے اس کے راوی ابراہیم بن مہدی کو امام ابوحاتم ثقہ بتاتے ہیں لیکن یحییٰ بن معین کہتے ہیں کہ یہ منکر روایات لاتے ہیں واللہ اعلم۔ آیت میں تیموں کا ذکر ہے یعنی مسلمانوں کے وہ بچے جن کا باپ فوت ہو چکا ہو۔ پھر بعض تو کہتے ہیں کہ یتیمی کے ساتھ فقیری بھی ہو تو وہ مستحق ہیں اور بعض کہتے ہیں ہر امیر فقیر یتیم کو یہ الفاظ شامل ہیں۔ مساکین سے مراد وہ محتاج ہیں جن کے پاس اتنا نہیں کہ ان کی فقیری اور ان کی حاجت پوری ہو جائے اور انہیں کافی ہو جائے۔ ابن السبیل وہ مسافر ہے جو اتنی حد تک وطن سے نکل چکا ہو یا جا رہا ہو کہ جہاں پہنچ کر

اسے نماز کو قصر پڑھنا جائز ہو اور سفر خرچ کافی اس کے پاس نہ رہا ہو۔

ہمارا اللہ پر بھروسہ ہے اور اسی سے ہم مدد طلب کرتے ہیں۔ پھر فرماتا ہے کہ اگر تمہارا اللہ پر اور اس کی اتاری ہوئی وحی پر ایمان ہے تو جو وہ فرما رہا ہے لاؤ یعنی مال غنیمت میں سے پانچواں حصہ الگ کر دیا کرو۔ بخاری و مسلم میں ہے کہ وفد عبدالقیس کو رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تمہیں چار باتوں کا حکم کرتا ہوں اور چار سے منع کرتا ہوں میں تمہیں اللہ پر ایمان لانے کا حکم دیتا ہوں۔ جانتے بھی ہو کہ اللہ پر ایمان لانا کیا ہے؟ گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد اللہ کے رسول ہیں اور نماز کو پابندی سے ادا کرنا زکوۃ دینا اور غنیمت میں سے خمس ادا کرنا۔ پس خمس کا دینا بھی ایمان میں داخل ہے۔

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب صحیح بخاری شریف میں باب باندھا ہے کہ خمس کا ادا کرنا ایمان میں ہے پھر اس حدیث کو وارد فرمایا ہے اور ہم نے شرح صحیح بخاری میں اس کا پورا مطلب واضح بھی کر دیا ہے واللہ الحمد والمنہ۔ پھر اللہ تعالیٰ اپنا ایک احسان و انعام بیان فرماتا ہے کہ اس نے حق و باطل میں فرق کر دیا۔ اپنے دین کو غالب کیا اپنے نبی کی اور آپ کے لشکریوں کی مدد فرمائی اور جنگ بدر میں انہیں غلبہ دیا۔ کلمہ ایمان کلمہ کفر پر چھا گیا پس یوم الفرقان سے مراد بدر کا دن ہے جس میں حق و باطل کی تمیز ہو گی۔ بہت سے بزرگوں سے یہی تفسیر مروی ہے۔ یہی سب سے پہلا غزوہ تھا۔ مشرک لوگ عتبہ بن ربیعہ کی ماتحتی میں تھے جمعہ کے دن انیس یا سترہ رمضان کو یہ لڑائی ہوئی تھی اصحاب رسول تین سو دس سے کچھ اوپر تھے اور مشرکوں کی تعداد نو سو سے ایک ہزار تھی۔ باوجود اس کے اللہ تبارک و تعالیٰ نے کافروں کو شکست دی ستر سے زائد تو کافر مارے گئے اور اتنے ہی قید کر لئے گئے۔ مستدرک حاکم میں ہے۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لیلۃ القدر کو گیارہویں رات میں ہی یقین کے ساتھ تلاش کرو کیونکہ اس کی صبح کو بدر کی لڑائی کا دن تھا۔ حسن بن علی فرماتے ہیں کہ لیلۃ الفرقان جس دن دونوں جماعتوں میں گھمسان کی لڑائی ہوئی رمضان شریف کی سترہویں تھی یہ رات بھی جمعہ کی رات تھی۔ غزوے اور سیرت کے مرتب کرنے والے کے نزدیک یہی صحیح ہے۔ ہاں یزید بن ابو جعد جو اپنے زمانے کے مصری علاقے کے امام تھے فرماتے ہیں کہ بدر کا دن پیر کا دن تھا لیکن کسی اور نے ان کی متابعت نہیں کی اور جمہور کا قول یقیناً ان کے قول پر مقدم ہے۔ (تفسیر ابن کثیر، سورہ انفال، بیروت)

باب رُجُوعِ الْوَالِدِ فِيمَا يُعْطِي وَلَدَهُ وَذِكْرِ اخْتِلَافِ النَّاقِلِينَ لِلْخَبَرِ فِي ذٰلِكَ .

یہ باب ہے کہ والد اپنی اولاد کو جو عطیہ دیتا ہے اسے واپس لینا' اس روایت کو نقل کرنے والوں میں اختلاف کا تذکرہ

3691 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ قَالَ حَدَّثَنِيْ اِبْرَاهِيمُ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ عَرُوبَةَ عَنْ عَامِرٍ الْاَحْوَلِ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا يَرْجِعُ اَحَدٌ فِيْ هِبَتِهٖ اِلَّا وَالِدٌ مِنْ وَّلَدِهٖ وَالْعَائِدُ فِيْ هِبَتِهٖ كَالْعَائِدِ فِيْ قَيْئِهٖ" .

3691-اخرجه ابن ماجه في الهبات، باب من اعطى ولده ثم رجع فيه (الحديث 2378) مختصرًا تحفة الاشراف (8722) .

☆☆ عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

"کوئی بھی شخص اپنی ہبہ کو (ہبہ کردینے کے بعد) واپس نہیں لے سکتا' البتہ والد اپنی اولاد سے (ہبہ واپس لے سکتا ہے) اور ہبہ واپس لینے والا شخص اپنی قے کو چاٹنے والے کی مانند ہے"۔

3692 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عَدِیٍّ عَنْ حُسَیْنٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ طَاوُسٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَابْنِ عَبَّاسٍ یَّرْفَعَانِ الْحَدِیْثَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا یَحِلُّ لِرَجُلٍ یُعْطِیْ عَطِیَّةً ثُمَّ یَرْجِعُ فِیْهَا اِلَّا الْوَالِدَ فِیْمَا یُعْطِیْ وَلَدَهٗ وَمَثَلُ الَّذِیْ یُعْطِیْ عَطِیَّةً ثُمَّ یَرْجِعُ فِیْهَا کَمَثَلِ الْکَلْبِ اَکَلَ حَتّٰۤی اِذَا شَبِعَ قَاءَ ثُمَّ عَادَ فِیْ قَیْئِهٖ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم مرفوع حدیث کے طور پر یہ بات نقل کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

"جو شخص کوئی عطیہ دیتا ہے' اس کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ اُسے واپس لے' البتہ والد کا حکم مختلف ہے' وہ اپنی اولاد کو جو عطیہ دیتا ہے (اسے واپس لے سکتا ہے) جو کوئی عطیہ دیتا ہے پھر اُسے واپس لے لیتا ہے' تو اس کی مثال اس کتے کی مانند ہے جو کچھ کھاتا ہے' پھر جب سیر ہو جاتا ہے' تو قے کر دیتا ہے' پھر دوبارہ اسی قے کو چاٹ لیتا ہے"۔

3693 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْخَلَنْجِیُّ الْمَقْدِسِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ سَعِیْدٍ - وَهُوَ مَوْلٰی بَنِیْ هَاشِمٍ - عَنْ وُهَیْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ "الْعَائِدُ فِیْ هِبَتِهٖ کَالْکَلْبِ یَقِیْءُ ثُمَّ یَعُوْدُ فِیْ قَیْئِهٖ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

"اپنے ہبہ کو واپس لینے والا شخص، اُس کتے کی مانند ہے' جو قے کرتا ہے اور اس قے کو دوبارہ چاٹ لیتا ہے"۔

3694 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا حِبَّانُ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ بْنِ نَافِعٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَاوُسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ "لَا یَحِلُّ لِاَحَدٍ اَنْ یَّهَبَ هِبَةً ثُمَّ یَرْجِعَ فِیْهَا

3692-اخرجه ابو داؤد في البيوع والاجارات، باب الرجوع في الهبة (الحديث 3539) واخرجه الترمذي في البيوع، باب ما جاء في الرجوع في الهبة (الحديث 1299) مختصراً، و في الولاء و الهبة، باب ما جاء في كراهية الرجوع في الهبة (الحديث 2131 و 2132) . واخرجه النسائي في الهبة، ذكر الاختلاف على طاوس في الراجع في هبته (الحديث 3705) و اخرجه ابن ماجه في الهبات، باب من اعطى ولده ثم رجع فيه (الحديث 2377) . تحفة الاشراف (7097) .

3693-اخرجه البخاري في الهبة، باب هبة الرجل لا مراته و المراة لزوجها (الحديث 2589) . و اخرجه مسلم في الهبات، باب تحريم الرجوع في الصدقة و الهبة بعد القبض الا اوهبه لولده و ان سفل (الحديث 8) . و اخرجه النسائي في الهبة، ذكر الاختلاف على طاوس في الراجع في هبته (الحديث 3703) . تحفة الاشراف (5712) .

3694-انفرد به النسائي . و سياتي في الهبة، ذكر الاختلاف على طاوس في الراجع في هبته (الحديث 3704 و 3706 و 3707) . تحفة الاشراف (5755 و 15597) .

اِلَّا مِنْ وَّلَدِهٖ" ۔ قَالَ طَاوُسٌ كُنْتُ اَسْمَعُ وَاَنَا صَغِيْرٌ عَائِدٌ فِيْ قَيْئِهٖ فَلَمْ نَدْرِ اَنَّهٗ ضَرَبَ لَهٗ مَثَلًا قَالَ "فَمَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ يَاْكُلُ ثُمَّ يَقِيْءُ ثُمَّ يَعُوْدُ فِيْ قَيْئِهٖ" ۔

☆☆ طاؤس روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

''کسی بھی شخص کے لیے یہ بات جائز نہیں کہ وہ کوئی چیز ہبہ کرے اور پھر اُسے واپس لے البتہ اپنی اولاد (سے وہ ہبہ واپس لے سکتا ہے)۔

طاؤس کہتے ہیں کہ جب میں چھوٹا تھا تو میں نے اس حدیث میں یہ الفاظ سنے تھے:

''وہ اپنی قے چاٹنے والے کی مانند ہے''۔

تو ہمیں یہ علم نہیں ہوسکا کہ نبی اکرم ﷺ نے یہ مثال بیان کی ہے

نبی اکرم ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا ہے:

''جو شخص ایسا کرتا ہے اس کی مثال اس کتے کی مانند ہے، جو کچھ کھاتا ہے اور پھر قے کر دیتا ہے اور پھر اس قے کو دوبارہ چاٹ لیتا ہے''۔

باب ذِكْرِ الْاِخْتِلَافِ لِخَبَرِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ فِيْهِ

اس بارے میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول روایت میں اختلاف کا تذکرہ

3695 – اَخْبَرَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُمَرُ عَنِ الْاَوْزَاعِيِّ قَالَ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَثَلُ الَّذِيْ يَرْجِعُ فِيْ صَدَقَتِهٖ كَمَثَلِ الْكَلْبِ يَرْجِعُ فِيْ قَيْئِهٖ فَيَاْكُلُهٗ" ۔

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

''جو شخص اپنے صدقہ کو واپس لیتا ہے اس کی مثال اس کتے کی مانند ہے، جو اپنی قے کو دوبارہ کھا لیتا ہے''۔

3696 – اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ قَالَ حَدَّثَنَا حَرْبٌ - وَهُوَ ابْنُ شَدَّادٍ - قَالَ حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى - هُوَ ابْنُ اَبِيْ كَثِيْرٍ - قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَمْرٍو - وَهُوَ الْاَوْزَاعِيُّ - اَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنِ بْنِ فَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَهٗ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ

3695-اخرجه البخاري في الهبة، باب لا يحل لا حد ان يرجع في هبته و صدقته (الحديث 2621) بنحوه . و اخرجه مسلم في الهبات، باب تحريم الرجوع في الصدقة و الهبة بعد القبض الا ما و هبه لولده و ان سفل (الحديث 5 و 6 و 7) . واخرجه ابو داؤد في البيوع و الاجارات، باب الرجوع في الهبة (الحديث 3538) بنحوه . و اخرجه النسائي في الهبة، ذكر الاختلاف لخبر عبد الله بن عباس فيه (الحديث 3696 و 3697 و 3698 و 3699) . واخرجه ابن ماجه في الهبات، باب الرجوع فيه الهبة (الحديث 2385) بنحوه، و في الصدقات باب الرجوع في الصدقة (الحديث 2391) تحفة الاشراف (5662) .

3696-تقدم (الحديث 3695) .

النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَثَلُ الَّذِي يَتَصَدَّقُ بِالصَّدَقَةِ ثُمَّ يَرْجِعُ فِيهَا كَمَثَلِ الْكَلْبِ قَاءَ ثُمَّ عَادَ فِي قَيْئِهِ فَاَكَلَهُ" .

☆☆ امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ امام باقر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کے حوالے سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ بیان نقل کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''کوئی چیز صدقہ کر کے پھر اسے واپس لینے والا شخص، اس کتے کی مانند ہے، جو قے کرتا ہے اور دوبارہ اپنی قے کی طرف جا کر اُسے کھا لیتا ہے''۔

3697 - اَخْبَرَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ مَرْوَانَ بْنِ الْهَيْثَمِ بْنِ عِمْرَانَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ - وَهُوَ ابْنُ بَكَّارِ بْنِ بِلَالٍ - قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنِ الْاَوْزَاعِيِّ اَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ حَدَّثَهُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَثَلُ الَّذِي يَرْجِعُ فِي صَدَقَتِهِ كَمَثَلِ الْكَلْبِ يَقِيءُ ثُمَّ يَعُودُ فِي قَيْئِهِ" . قَالَ الْاَوْزَاعِيُّ سَمِعْتُهُ يُحَدِّثُ عَطَاءَ بْنَ اَبِي رَبَاحٍ بِهٰذَا الْحَدِيثِ .

☆☆ امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ امام محمد باقر رضی اللہ عنہ نے سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کے حوالے سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''جو شخص اپنے صدقے کو واپس لے لیتا ہے اس کی مثال اس کتے کی طرح ہے جو قے کر لیتا ہے اور پھر اس قے کو دوبارہ چاٹ لیتا ہے''۔

امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے امام باقر رضی اللہ عنہ کو عطاء بن ابی رباح کو یہ حدیث سناتے ہوئے سنا ہے۔

3698 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "الْعَائِدُ فِي هِبَتِهِ كَالْعَائِدِ فِي قَيْئِهِ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''ہبہ کو واپس لینے والا اپنی قے کو چاٹنے والے کی مانند ہے''۔

3699 - اَخْبَرَنَا اَبُو الْاَشْعَثِ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "الْعَائِدُ فِي هِبَتِهِ كَالْعَائِدِ فِي قَيْئِهِ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''اپنی ہبہ کو واپس لینے والا شخص اپنی قے کو چاٹنے والے کی مانند ہے''۔

3700 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو خَالِدٍ - وَهُوَ سُلَيْمَانُ بْنُ حَيَّانَ - عَنْ سَعِيدِ بْنِ اَبِي

3697-تقدم (الحديث 3695) .

3698-تقدم (الحديث 3695) .

3699-تقدم (الحديث 3695) .

عَرُوبَةَ عَنْ اَيُّوبَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَيْسَ لَنَا مَثَلُ السَّوْءِ الْعَائِدُ فِيْ هِبَتِهٖ كَالْعَائِدِ فِيْ قَيْئِهٖ".

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہماروایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا ہے:

''ہمارے لیے کوئی بُری مثال نہیں ہوسکتی' اپنے ہبہ کوواپس لینے والا اپنی قے کو چاٹنے والے کی مانند ہے''۔

3701 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ عَنْ اَيُّوبَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَيْسَ لَنَا مَثَلُ السَّوْءِ الْعَائِدُ فِيْ هِبَتِهٖ كَالْكَلْبِ يَعُوْدُ فِيْ قَيْئِهٖ".

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہماروایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا ہے:

''ہمارے لیے بُری مثال نہیں ہوسکتی (یعنی ہم بُری مثال کے مستحق نہیں بن سکتے) اپنی ہبہ کوواپس لینے والا اس کتے کی مانند ہے جواپنی قے کو چاٹ لیتا ہے''۔

3702 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمِ بْنِ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا حِبَّانُ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَيْسَ لَنَا مَثَلُ السَّوْءِ الرَّاجِعُ فِيْ هِبَتِهٖ كَالْكَلْبِ فِيْ قَيْئِهٖ".

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہماروایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا ہے:

''ہمارے لیے بُری مثال نہیں ہوسکتی' اپنے ہبہ کوواپس لینے والا اپنی قے کو چاٹنے والے کتے کی مانند ہے''۔

باب ذِكْرِ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى طَاوُسٍ فِي الرَّاجِعِ فِيْ هِبَتِهٖ

یہ باب ہے کہ ہبہ واپس لینے والی روایت میں طاؤس سے نقل ہونے والے اختلاف کا تذکرہ

3703 - اَخْبَرَنِيْ زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ قَالَ حَدَّثَنَا الْمَخْزُوْمِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ طَاوُسٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "الْعَائِدُ فِيْ هِبَتِهٖ كَالْكَلْبِ يَقِيْءُ ثُمَّ يَعُوْدُ فِيْ قَيْئِهٖ".

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''اپنے ہبہ کوواپس لینے والا اُس کتے کی مانند ہے جو قے کرتا ہے' پھراُسی کو کھالیتا ہے''۔

3700-اخرجه البخاري في الهبة، باب لا يحل لا حد ان يرجع في هبته و صدقته (الحديث 2622)، و في الحيل، باب الهبة و الشفعة (الحديث 6975) . واخرجه الترمذي في البيوع، باب ما جاء في الرجوع في الهبة (الحديث 1298) . و اخرجه النسائي في الهبة، ذكر الاختلاف لخبر عبد الله بن عباس فيه (الحديث 3701) . تحفة الاشراف (5992) .

3701-تقدم (الحديث 3700) .

3702-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (6066) .

3703-تقدم (الحديث 3693) .

3704 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنْ حَجَّاجٍ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَلْعَائِدُ فِيْ هِبَتِهٖ كَالْعَائِدِ فِيْ قَيْئِهٖ".

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:
"اپنے ہبہ کو واپس لینے والا اپنی قے کو دوبارہ چاٹنے والے کی مانند ہے"۔

3705 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَلَّامٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ الْاَزْرَقُ قَالَ حَدَّثَنَا بِهٖ حُسَيْنٌ الْمُعَلِّمُ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَابْنِ عَبَّاسٍ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا يَحِلُّ لِاَحَدٍ اَنْ يُّعْطِيَ الْعَطِيَّةَ فَيَرْجِعَ فِيْهَا اِلَّا الْوَالِدَ فِيْمَا يُعْطِيْ وَلَدَهٗ وَمَثَلُ الَّذِيْ يُعْطِي الْعَطِيَّةَ فَيَرْجِعُ فِيْهَا كَالْكَلْبِ يَاْكُلُ حَتّٰى اِذَا شَبِعَ قَاءَ ثُمَّ عَادَ فَرَجَعَ فِيْ قَيْئِهٖ".

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:
"کسی بھی شخص کے لیے یہ بات جائز نہیں ہے کہ وہ کوئی ہدیہ دے اور پھر اسے واپس لے البتہ والد اپنی اولاد کو جو چیز دیتا ہے (اُسے واپس لے سکتا ہے) جو شخص کوئی عطیہ دینے کے بعد اس سے واپس لیتا ہے اس کی مثال اس کتے کی طرح ہے جو کچھ کھاتا ہے یہاں تک کہ جب سیر ہو جاتا ہے تو قے کر دیتا ہے اور پھر واپس آ کر دوبارہ اُسی قے کو کھا لیتا ہے"۔

3706 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْحَمِيْدِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَخْلَدٌ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَاوُسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا يَحِلُّ لِاَحَدٍ يَّهَبُ هِبَةً ثُمَّ يَعُوْدُ فِيْهَا اِلَّا الْوَالِدَ".
قَالَ طَاوُسٌ كُنْتُ اَسْمَعُ الصِّبْيَانَ يَقُوْلُوْنَ يَا عَائِدًا فِيْ قَيْئِهٖ وَلَمْ اَشْعُرْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَرَبَ ذٰلِكَ مَثَلًا حَتّٰى بَلَغَنَا اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ "مَثَلُ الَّذِيْ يَهَبُ الْهِبَةَ ثُمَّ يَعُوْدُ فِيْهَا". وَذَكَرَ كَلِمَةً مَعْنَاهَا "كَمَثَلِ الْكَلْبِ يَاْكُلُ قَيْئَهٗ".

☆☆ طاؤس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:
"کسی بھی شخص کے لیے یہ بات جائز نہیں ہے کہ وہ کوئی چیز ہبہ کرے پھر اسے واپس لے البتہ والد کا حکم مختلف ہے (وہ اگر اپنی اولاد کو کوئی عطیہ دیتا ہے تو اسے واپس لے سکتا ہے)"۔
طاؤس کہتے ہیں: میں نے بچوں کو یہ کہتے ہوئے سنا تھا: اے اپنی قے کو چاٹنے والے!
اسے یہ نہیں پتا تھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مثال بیان کی ہے یہاں تک کہ یہ روایت ہم تک پہنچی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

3704-تقدم (الحدیث 3694) .

3705-تقدم (الحدیث 3692) .

3706-تقدم (الحدیث 3694) .

''ہبہ کر کے اسے واپس لینے والے کی مثال (اس کے بعد راوی نے ایک کلمہ ذکر کیا ہے' جس کا مطلب یہ بنتا ہے:) اس کتے کی مانند ہے جو اپنی قے کو چاٹ لیتا ہے''۔

3707 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمِ بْنِ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا حِبَّانُ اَنْبَانَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ حَنْظَلَةَ اَنَّهُ سَمِعَ طَاوُسًا يَقُوْلُ اَخْبَرَنَا بَعْضُ مَنْ اَدْرَكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ "مَثَلُ الَّذِيْ يَهَبُ فَيَرْجِعُ فِيْ هِبَتِهٖ كَمَثَلِ الْكَلْبِ يَاْكُلُ فَيَقِيْءُ ثُمَّ يَاْكُلُ قَيْئَهٗ".

☆☆ طاؤس بیان کرتے ہیں کہ ایک صحابی نے ہمیں یہ بات بتائی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:
''ہبہ کر کے اس ہبہ کو واپس لینے والے کی مثال' اس کتے کی مانند ہے' جو کوئی چیز کھاتا ہے' پھر اسے قے کر دیتا ہے' پھر اس قے کو کھالیتا ہے''۔

ہبہ کو واپس لینے کی ممانعت میں مذاہب اربعہ

حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے ہبہ کو واپس لینے والا یعنی کسی کو کوئی چیز بطور ہدیہ وتحفہ دے کر پھر اسے واپس لے لینے والا) اس کتے کی طرح ہے جو اپنی قے چاٹتا ہے اور ہمارے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ ہم کسی بری مثال سے تشبیہ دیئے جائیں (بخاری)

حدیث کے آخری جملے کا مطلب یہ ہے کہ ہماری ملت اور ہماری قوم جس عز وشرف کی حامل ہے اور اس انسانیت کے جن اعلیٰ اصول اور شرافت وتہذیب کے جس بلند معیار سے کے نوازا گیا ہے اس کے پیش نظر ہماری ملت وقوم کے کسی بھی فرد کے لئے یہ بات قطعاً مناسب نہیں ہے کہ وہ کوئی بھی ایسا کام کرے جو اس کے ملی شرف اور اس کی قومی عظمت کے منافی ہو اور اس کی وجہ سے اس پر کوئی بری مثال چسپاں کی جائے۔

اس سے گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرف اشارہ فرمایا کہ کسی کو کوئی چیز بطور ہدیہ وتحفہ دے کر واپس لینا چونکہ ایسا ہی ہے جیسا کہ کتا اپنی قے چاٹ لیتا ہے اس لئے کسی مسلمان کے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ کسی کو اپنی کوئی چیز ہدیہ کرے اور پھر اسے واپس لے لے اور اس طرح اس پر یہ بری مثال چسپاں کی جانے لگے۔

یہ تو حدیث کی وضاحت اور اس سے پیدا ہونے والا ایک اخلاقی اور نفسیاتی پہلو تھا لیکن اس کا فقہی اور شرعی پہلو یہ ہے کہ امام اعظم ابوحنیفہ کے مسلک کے مطابق کسی کو کوئی چیز بطور ہبہ یا بطور صدقہ دینا اور پھر لینے والے کے قبضے میں اس چیز کے چلے جانے کے بعد اس کو واپس لے لینا جائز تو ہے مگر مکروہ ہے البتہ بعض صورتوں میں جائز نہیں ہے جس کی تفصیل دوسری فصل کی پہلی حدیث کے ضمن میں ذکر کی جائے گی اور اس بارے میں ایک حدیث بھی منقول ہے۔

یہاں مذکور بہ حدیث کے بارے میں حنفیہ یہ کہتے ہیں کہ یہ کراہت پر محمول ہے اور اس کا مقصد یہ ظاہر کرنا ہے کہ کسی کوئی چیز دے کر واپس لے لینا بے مروتی اور غیر پسندیدہ بات ہے لیکن بقیہ تینوں ائمہ یعنی حضرت امام شافعی حضرت امام مالک اور حضرت

3707-تقدم (الحديث 3694) .

امام احمد بن حنبل کے نزدیک چونکہ یہ حدیث حرمت پر محمول ہے اس لئے ان تینوں کا مسلک یہ ہے کہ ہدیہ اور صدقہ دے کر واپس لے لینا جائز نہیں ہے البتہ حضرت امام شافعی یہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی باپ اپنے بیٹے کو کوئی چیز ہبہ کرے تو وہ اس سے واپس لے سکتا ہے۔

ایک روایت کے مطابق حضرت امام احمد کا قول بھی یہی ہے اور آگے آنے والی بعض احادیث بھی ان پر دلالت کرتی ہیں لیکن ان احادیث کے جو معنی حنفیہ نے مراد لئے ہیں وہ بھی آگے مذکور ہوں گے۔

كِتَابُ الرُّقْبٰى

یہ کتاب رقبیٰ کے بیان میں ہے

باب ذِكْرِ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى ابْنِ اَبِىْ نَجِيحٍ فِىْ خَبَرِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ فِيْهِ ۔

اس بارے میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث میں علی بن ابی نجیح سے ہونے والے اختلاف کا تذکرہ

3708 - اَخْبَرَنَا هِلَالُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِىْ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ - وَهُوَ ابْنُ عَمْرٍو - عَنْ سُفْيَانَ عَنِ ابْنِ اَبِىْ نَجِيحٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "الرُّقْبٰى جَائِزَةٌ" ۔

☆☆ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''رقبیٰ جائز ہے''۔

3709 - اَخْبَرَنِىْ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ مَيْمُوْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ - وَهُوَ ابْنُ يُوْسُفَ - قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ اَبِىْ نَجِيحٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنْ رَّجُلٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَعَلَ الرُّقْبٰى لِلَّذِىْ اُرْقِبَهَا ۔

☆☆ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رقبیٰ اس کا حق قرار دیا ہے' جسے رقبیٰ کے طور پر وہ چیز دی گئی ہو۔

3710 - اَخْبَرَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ اَبِىْ نَجِيحٍ عَنْ طَاوُسٍ لَّعَلَّهُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَا رُقْبٰى فَمَنْ اُرْقِبَ شَيْئًا فَهُوَ سَبِيلُ الْمِيرَاثِ ۔

☆☆ طاؤس، شاید حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: رقبیٰ کی کوئی حیثیت نہیں ہے' جس چیز کو رقبیٰ کے طور پر دیا گیا ہو' وہ وراثت کے راستے سے (یعنی وراثت کے طور پر) تقسیم ہوگی۔

3708-انفرد به النسائي ۔ تحفة الاشراف (3720) ۔

3709-انفرد به النسائي ۔ تحفة الاشراف (3701) ۔

3710-انفرد به النسائي ۔ تحفة الاشراف (5728) ۔

باب ذِكْرِ الْاِخْتِلاَفِ عَلٰى اَبِى الزُّبَيْرِ

یہ باب ہے کہ ابوزبیر رضی اللہ عنہ سے نقل ہونے والے اختلاف کا تذکرہ

3711 - اَخْبَرَنِى مُحَمَّدُ بْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنِى اَبُوْ عَبْدِ الرَّحِيمِ قَالَ حَدَّثَنِى زَيْدٌ عَنْ اَبِى الزُّبَيْرِ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا تُرْقِبُوْا اَمْوَالَكُمْ فَمَنْ اَرْقَبَ شَيْئًا فَهُوَ لِمَنْ اُرْقِبَهُ".

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"اپنے اموال کو رقبیٰ کے طور پر نہ دو' جو شخص کوئی چیز رقبیٰ کے طور پر دیتا ہے' تو یہ اس کی ملکیت ہوگی' جسے رقبیٰ کے طور پر دی گئی تھی"۔

3712 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنْ حَجَّاجٍ عَنْ اَبِى الزُّبَيْرِ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "الْعُمْرٰى جَائِزَةٌ لِّمَنْ اُعْمِرَهَا وَالرُّقْبٰى جَائِزَةٌ لِّمَنْ اُرْقِبَهَا وَالْعَائِدُ فِىْ هِبَتِهٖ كَالْعَائِدِ فِىْ قَيْئِهٖ".

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

"عمریٰ اُس شخص کے لیے جائز ہے' جسے عمریٰ کے طور پر چیز دی گئی ہو اور رقبیٰ اس شخص کے لیے جائز ہے' جسے رقبیٰ کے طور پر چیز دی گئی ہو اور اپنے ہبہ کو واپس لینے والا شخص اُس طرح ہے' جیسے کوئی اپنی قے کو چاٹ لیتا ہے"۔

3713 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَبِى الزُّبَيْرِ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ الْعُمْرٰى وَالرُّقْبٰى سَوَاءٌ.

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: عمریٰ اور رقبیٰ کا حکم برابر ہے۔

3714 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَبِى الزُّبَيْرِ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَا تَحِلُّ الرُّقْبٰى وَلَا الْعُمْرٰى فَمَنْ اُعْمِرَ شَيْئًا فَهُوَ لَهٗ وَمَنْ اُرْقِبَ شَيْئًا فَهُوَ لَهٗ.

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: رقبیٰ جائز نہیں ہے' اور عمریٰ بھی جائز نہیں ہے' جو چیز عمریٰ کے طور پر دی گئی ہو' وہ اُسی شخص کی ملکیت ہوگی اور جو چیز رقبیٰ کے طور پر دی گئی ہو' وہ اُسی شخص کی ملکیت ہوگی۔

3715 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنْ اَبِى الزُّبَيْرِ عَنْ

3711-انفرد به النسائي . وسياتي في الرقبى، ذكر الاختلاف على ابى الزبير (الحديث 3712 و 3713 و 3714 و 3715 و 3716) . تحفة الاشراف (5756) .

3712-تقدم (الحديث 3711) .

3713-تقدم (الحديث 3711) .

3714-تقدم (الحديث 3711) .

طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَا تَصْلُحُ الْعُمْرٰى وَلَا الرُّقْبٰى فَمَنْ اَعْمَرَ شَيْئًا اَوْ اَرْقَبَهٗ فَاِنَّهٗ لِمَنْ اُعْمِرَهٗ وَاُرْقِبَهٗ حَيَاتَهٗ وَمَوْتَهٗ . اَرْسَلَهٗ حَنْظَلَةُ :

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: عمریٰ درست نہیں ہے اور رقبیٰ بھی درست نہیں ہے جو شخص کوئی چیز عمریٰ کے طور پر دیتا ہے یا رقبیٰ کے طور پر دیتا ہے تو یہ اس کی ملکیت ہوگی جسے عمریٰ کے طور پر یا رقبیٰ کے طور پر یہ چیز دی گئی ہے اس شخص کی زندگی اور موت میں یہ حکم برابر ہے۔

حنظلہ نامی راوی نے اس روایت کو مرسل حدیث کے طور پر نقل کیا ہے (جو درج ذیل ہے)۔

3716 – اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ اَنْبَاَنَا حِبَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ حَنْظَلَةَ اَنَّهٗ سَمِعَ طَاوُسًا يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا تَحِلُّ الرُّقْبٰى فَمَنْ اُرْقِبَ رُقْبٰى فَهُوَ سَبِيْلُ الْمِيْرَاثِ" .

طاؤس بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''رقبیٰ حلال ہے جب کسی چیز کو رقبیٰ کے طور پر، کسی کو دیا جائے تو وہ وراثت کے طور پر تقسیم ہوگی''۔

3717 - اَخْبَرَنِىْ عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيْمِ عَنْ وَكِيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ اَبِىْ نَجِيْحٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَلْعُمْرٰى مِيْرَاثٌ" .

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''عمریٰ میں وراثت کے احکام جاری ہوں گے''۔

3718 – اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ حُجْرٍ الْمَدَرِىِّ عَنْ زَيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَلْعُمْرٰى لِلْوَارِثِ" .

حضرت زید رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''عمریٰ وارث کو ملے گی''۔

3719 – اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ حُجْرٍ الْمَدَرِىِّ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اَلْعُمْرٰى جَائِزَةٌ" .

3715-تقدم (الحديث 3711) .

3716-تقدم (الحديث 3711) .

3717-انفرد به النسائي . وسياتي في الرقبي، ذكر الاختلاف على ابي الزبير (الحديث 3720) . و في العمرى، (الحديث 3722) . تحفة الاشراف (3721) .

3718-اخرجه ابو داؤد في البيوع و الاجارات، باب في الرقبي (الحديث 3559) واخرجه النسائي في الرقبي، ذكر الاختلاف على ابي الزبير (الحديث 3719 و 372100، و في العمرى، . (الحديث 3723 و 3724 و 3725 و 3726) . و اخرجه ابن ماجه في الهبات، باب العمرى (الحديث 2381) . تحفة الاشراف (3700) .

3719-تقدم (الحديث 3718) .

☆☆ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ' نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''عمریٰ جائز ہے''۔

3720 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "الْعُمْرٰى لِلْوَارِثِ".

☆☆ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ' نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''عمریٰ وارث کو ملے گی''۔

3721 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ اَنْبَاَنَا حِبَّانُ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ مَعْمَرٍ قَالَ سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ دِينَارٍ يُحَدِّثُ عَنْ طَاوُسٍ عَنْ حُجْرٍ الْمَدَرِيِّ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "الْعُمْرٰى لِلْوَارِثِ". وَاللّٰهُ اَعْلَمُ.

☆☆ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ' نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''عمریٰ وارث کو ملے گی''۔

(امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں:) باقی اللہ بہتر جانتا ہے۔

3720-تقدم (الحديث 3717) .

3721-تقدم (الحديث 3718) .

کِتَابُ الْعُمْرٰی

یہ کتاب عمریٰ کے بیان میں ہے

باب

بلاعنوان

3722 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰی قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ قَالَ سَمِعْتُ طَاوُسًا يُحَدِّثُ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "الْعُمْرٰی هِيَ لِلْوَارِثِ".

★★ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''عمریٰ وارث کو ملتی ہے''۔

3723 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ قَالَ سَمِعْتُ طَاوُسًا يُحَدِّثُ عَنْ حُجْرٍ الْمَدَرِيِّ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "الْعُمْرٰی لِلْوَارِثِ".

★★ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''عمریٰ وارث کو ملتی ہے''۔

شرح

حضرت جابر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمری اپنے مالک یعنی معمرلہ کے ورثاء کی میراث ہو جاتا ہے (مسلم، مشکوۃ المصابیح، جلد سوم: رقم الحدیث، 228)

معمرلہ اس شخص کو کہتے ہیں جسے بطور عمری کوئی چیز دی جاتی ہے چنانچہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جس شخص کو مثلاً کوئی مکان بطور عمری دیا جاتا ہے وہ مکان اس کی زندگی تک تو اس کی ملکیت رہتا ہے اور اس کے مرنے کے بعد اس کے ورثاء کی ملکیت بن جاتا ہے گویا یہ حدیث اپنے ظاہری مفہوم کے اعتبار سے جمہور علماء کے مسلک کی دلیل ہے۔

3722-تقدم (الحديث 3717) .

3723-تقدم (الحديث 3718) .

اور حضرت جابر کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر کسی شخص اور اس کے ورثاء کو کوئی چیز بطور عمری دی جاتی ہے تو وہ عمری اسی شخص کا ہو جاتا ہے جسے وہ دیا گیا ہے (یعنی وہ چیز اس کی ملکیت ہو جاتی ہے) عمری دینے والے کی ملکیت میں واپس نہیں آتا کیونکہ دینے والے نے اس طرح دیا ہے کہ اس میں میراث جاری ہو جاتی ہے (بخاری ومسلم)

حدیث کا حاصل یہ ہے کہ جو چیز کسی شخص کو بطور عمری دی جاتی ہے وہ اس شخص کی ہو جاتی ہے اور اس کے مرنے کے بعد اس کے وارثوں کی ملکیت میں چلی جاتی ہے دینے والے کی ملکیت میں واپس نہیں آتی۔

3724 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَمْرٍو عَنْ طَاوُسٍ عَنْ حُجْرٍ الْمَدَرِيِّ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضٰى بِالْعُمْرٰى لِلْوَارِثِ .

★★ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمریٰ کے بارے میں یہ فیصلہ دیا تھا کہ وہ وارث کو ملے گی۔

3725 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَمْرٍو عَنْ طَاوُسٍ عَنْ حُجْرٍ الْمَدَرِيِّ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضٰى بِالْعُمْرٰى لِلْوَارِثِ .

★★ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمریٰ کے بارے میں یہ فیصلہ دیا تھا کہ وہ وارث کو ملے گی۔

3726 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَبِيْ اَنَّهُ عَرَضَ عَلٰى مَعْقِلٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ حُجْرٍ الْمَدَرِيِّ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ اَعْمَرَ شَيْئًا فَهُوَ لِمُعْمَرِهٖ مَحْيَاهُ وَمَمَاتَهُ وَلَا تُرْقِبُوْا فَمَنْ اَرْقَبَ شَيْئًا فَهُوَ لِسَبِيْلِهٖ" .

★★ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:
''جو شخص کوئی چیز عمریٰ کے طور پر کسی کو دیتا ہے تو اس کی زندگی اور موت دونوں صورتوں میں یہ اُس شخص کی ملکیت ہوگی ہے جسے عمریٰ کے طور پر دی گئی ہے اور تم کسی چیز کو رقبیٰ کے طور پر نہ دو جو شخص رقبیٰ کے طور پر کوئی چیز دیتا ہے تو وہ اس کے راستے میں (یعنی وراثت کے اصولوں کے تحت) تقسیم ہوگی''۔

3727 - اَخْبَرَنِيْ زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ اَخْزَمَ قَالَ اَنْبَاَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ الْحَجُوْرِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اَلْعُمْرٰى جَائِزَةٌ" .

3724-تقدم (الحديث 3718) .

3725-تقدم (الحديث 3718) .

3726-تقدم (الحديث 3718) .

3727-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (5393) .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''عمریٰ جائز ہے''۔

3728 - اَخْبَرَنَا هَارُوْنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ بَكَّارِ بْنِ بِلَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِیْ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ - هُوَ ابْنُ بَشِيْرٍ - عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اِنَّ الْعُمْرٰى جَائِزَةٌ".

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''عمریٰ جائز ہے''۔

3729 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا حِبَّانُ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنَا مَكْحُوْلٌ عَنْ طَاوُسٍ بَتَّلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعُمْرٰى وَالرُّقْبٰى .

☆☆ طاؤس بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمریٰ کواور رقبیٰ کولازم قرار دیا ہے۔

شرح

عمریٰ کی صورت یہ ہوتی ہے کہ مثلاً کوئی شخص کسی سے یہ کہے کہ میں نے اپنا یہ مکان تمہیں تمہاری زندگی تک کے لئے دیا یہ جائز ہے اس صورت میں جب تک وہ شخص جس کو مکان دیا گیا ہے زندہ ہے اس سے وہ مکان واپس نہیں لیا جاسکتا۔ لیکن اس کے مرنے کے بعد وہ مکان واپس لیا جاسکتا ہے یا نہیں اس بارے میں علماء کے اختلافی اقوال ہیں۔

جس کی تفصیل یہ ہے کہ عمریٰ کی تین صورتیں ہوتی ہیں۔ اول یہ کہ کوئی شخص مثلاً اپنا مکان کسی کو دے اور یہ کہے کہ میں نے اپنا یہ مکان تمہیں دے دیا جب تک تم زندہ رہو گے یہ تمہاری ملکیت میں رہے گا تمہارے مرنے کے بعد تمہارے وارثوں اور اولاد کا ہو جائے گا اس صورت کے بارے میں تمام علماء کا بالاتفاق یہ مسلک ہے کہ یہ ہبہ ہے اس صورت میں مکان مالک کی ملکیت سے نکل جاتا ہے اور جس شخص کو دیا گیا ہے اس کی ملکیت میں آ جاتا ہے اس شخص کے مرنے کے بعد اس کے ورثاء اس مکان کے مالک ہو جاتے ہیں اگر ورثاء نہ ہوں تو بیت المال میں داخل ہو جاتا ہے۔

عمریٰ کی دوسری صورت یہ ہوتی ہے کہ دینے والا بلا کسی قید وشرط کے یعنی مطلقاً یہ کہے کہ یہ مکان تمہاری زندگی تک تمہارا ہے اس صورت کے بارے میں علماء کی اکثریت یہ کہتی ہے کہ اس کا بھی حکم وہی ہے جو پہلی صورت کا حکم ہے چنانچہ حنفیہ کا مسلک بھی یہی ہے اور بعد اس کے وارثوں کا حق نہیں ہوتا بلکہ اصل مالک یعنی جس نے اس شخص کو دیا تھا کی ملکیت میں واپس آ جاتا ہے۔ تیسری صورت یہ ہے کہ دینے والا یوں کہے کہ یہ مکان تمہاری زندگی تک تمہارا ہے تمہارے مرنے کے بعد میری اور میرے وارثوں کی ملکیت میں آ جائے گا اس صورت کے بارے میں بھی زیادہ صحیح یہی بات ہے کہ اس کا حکم بھی وہی ہے جو پہلی صورت ہے حنفیہ کے نزدیک یہ شرط کہ تمہارے مرنے کے بعد میری اور میرے وارثوں کی ملکیت میں آ جائے گا فاسد ہے اور مسئلہ یہ ہے کہ کسی فاسد شرط کی وجہ سے فاسد نہیں ہوتا۔

3728-انفرد به النسائی ۔ وسیأتی (الحدیث 3729) بنحوه ۔ تحفة الاشراف (5742) ۔

3729-تقدم (الحدیث 3728) ۔

حضرت امام شافعی کا بھی زیادہ صحیح قول یہی ہے لیکن حضرت امام احمد یہ فرماتے ہیں کہ عمریٰ کی یہ صورت ایک فاسد شرط کی وجہ سے فاسد ہے۔ عمریٰ کے بارے میں حضرت امام مالک کا یہ قول ہے کہ اس کی تمام صورتوں میں بنیادی مقصد دی جانے والی چیز کی منفعت کا مالک کرنا ہوتا ہے۔

باب ذِكْرِ اخْتِلَافِ أَلْفَاظِ النَّاقِلِينَ لِخَبَرِ جَابِرٍ فِي الْعُمْرٰى

عمریٰ کے بارے میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی نقل کردہ روایت میں نقل کرنے والوں کے لفظی اختلاف کا تذکرہ

3730 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا بِسْطَامُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ دِيْنَارٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَهُمْ فَقَالَ "الْعُمْرٰى جَائِزَةٌ" .

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو خطبہ دیتے ہوئے فرمایا:

''عمریٰ جائز ہے''۔

3731 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ اَنْبَاَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ اِسْرَآئِيْلَ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيْمِ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْعُمْرٰى وَالرُّقْبٰى . قُلْتُ وَمَا الرُّقْبٰى قَالَ يَقُوْلُ الرَّجُلُ لِلرَّجُلِ هِيَ لَكَ حَيَاتَكَ . فَاِنْ فَعَلْتُمْ فَهُوَ جَائِزَةٌ .

☆☆ عطاء بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمریٰ اور رقبیٰ سے منع کیا ہے۔

راوی کہتے ہیں: میں نے دریافت کیا' رقبیٰ سے مراد کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا: ایک شخص دوسرے شخص سے یہ کہے: تمہاری زندگی میں یہ چیز تمہاری ہے' اگر تم ایسا کر لیتے ہو تو یہ جائز ہوگا۔

3732 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ يُحَدِّثُ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "الْعُمْرٰى جَائِزَةٌ" .

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''عمریٰ جائز ہے''۔

3733 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ اَنْبَاَنَا حِبَّانُ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ اَبِيْ سُلَيْمَانَ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ اُعْطِيَ شَيْئًا حَيَاتَهُ فَهُوَ لَهُ حَيَاتَهُ وَمَوْتَهُ" .

3730-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (2481) .

3731-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (19053) .

3732-اخرجه البخاري في الهبة، باب ما قيل في العمرى و الرقبى (الحديث 2626م) . و اخرجه مسلم في الهبات، باب العمرى (الحديث 30 و 31) . و اخرجه النسائي في العمرى ، ذكر اختلاف يحي بن ابي كثير و محمد بن عمرو على ابي سلمة فيه (الحديث 3762) . تحفة الاشراف (2470) .

3733-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (19054) .

☆☆ عطاء روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:
"جس شخص کو کوئی چیز زندگی بھر کے لیے دی جائے تو وہ اس کی زندگی اور موت میں وہ چیز اُسی کی ملکیت ہوتی ہے"۔

3734 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا تُرْقِبُوْا وَلَا تُعْمِرُوْا فَمَنْ اُرْقِبَ اَوْ اُعْمِرَ شَيْئًا فَهُوَ لِوَرَثَتِهٖ" ۔

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:
"تم لوگ رقبیٰ کے طور پر کوئی چیز نہ دو' اور عمریٰ کے طور پر کوئی چیز نہ دو' جس شخص کو کوئی چیز رقبیٰ کے طور پر' یا عمریٰ کے طور پر دی جائے' تو وہ اس کے ورثاء کو ملے گی"۔

شرح

عمری کی طرح رقبی بھی ہبہ ہی کی ایک شاخ ہے اس کی وضاحت بھی ابتداء باب کے حاشیہ میں کی جا چکی ہے چنانچہ رقبی کی صورت یہ ہوتی ہے کہ مثلاً کوئی شخص کسی دوسرے شخص سے یہ کہے کہ میں اپنا مکان تمہیں اس شرط کے ساتھ دیتا ہوں کہ اگر میں تم سے پہلے مرگیا تو یہ مکان تمہاری ملکیت میں رہے گا اور اگر تم مجھ سے پہلے مرگئے تو پھر یہ میری ملکیت میں آجائے گا رقبی مشتق ہے ارقاب سے جو مراقبہ کے معنی میں ہے گویا رقبی میں ہر ایک دوسرے کی موت کا منتظر رہتا ہے۔

اس حدیث میں عمری اور رقبی سے منع کیا گیا ہے اور اس کی علت یہ بیان کی گئی ہے کہ تم جو چیز بطور عمری یا رقبی کسی کو دیتے ہو وہ اس شخص کی ملکیت میں چلی جاتی ہے اور تمہاری ملکیت چونکہ کلیۃً ختم ہو جاتی ہے اس لئے اس شخص کے مرنے کے بعد وہ چیز اس کے ورثاء کی ملکیت میں منتقل ہو جاتی ہے لہٰذا تم اپنے مال کو بطور عمری یا رقبی اپنی ملکیت سے نکال کر اپنا نقصان نہ کرو۔ اب رہی یہ بات کہ جب پہلے ہمیں یہ معلوم ہو چکا ہے کہ عمری اور رقبی جائز ہیں تو پھر اس ممانعت کا محمول کیا ہوگا؟

اس کا جواب یہ ہے کہ یا تو یہ ممانعت اس وقت فرمائی گئی ہوگی جب یہ دونوں جائز نہیں تھے اس صورت میں یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ یہ حدیث منسوخ ہے یا پھر اس ارشاد گرامی کی مراد یہ ظاہر کرنا ہے کہ عمری اور رقبی اگرچہ مصلحت کے خلاف ہیں لیکن جب یہ وقوع پذیر ہو جاتے ہیں (یعنی کسی کو کوئی چیز بطور عمری یا رقبی دیدی جاتی ہے) تو شرعی طور پر یہ صحیح ہو جاتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ چیز نہ صرف اس کی ملکیت میں آجاتی ہے کہ جس کو دی گئی ہے بلکہ اس کے مرنے کے بعد اس کے ورثاء کی ملکیت میں پہنچ جاتی ہے اس صورت میں اس حدیث کو منسوخ قرار دینے کی کوئی ضرورت نہیں رہے گی۔

عمری کے بارے میں یہ بتایا جا چکا ہے کہ یہ حنفیہ کے ہاں جائز ہے لیکن رقبی کے بارے میں ملا علی قاری یہ لکھتے ہیں کہ یہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام محمد کے نزدیک تو جائز نہیں ہے لیکن حضرت امام ابو یوسف کے قول کے مطابق جائز ہے۔
حنفی علماء میں سے بعض شارحین حدیث نے اس حدیث کے بارے میں یہ لکھا ہے کہ یہ نہی (ممانعت) ارشادی ہے جس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اپنا مال کسی مدت متعینہ تک کے لئے ہبہ نہ کرو کہ جب وہ مدت پوری ہو جائے تو اپنا مال واپس لے لو کیونکہ جب تم اپنی

3734-اخرجه النسائي في العمرى، ذكر اختلاف الفاظ الناقلين لخبر جابر في العمرى (الحديث 3736 و 3737) . و اخرجه ابن ماجه في الهبات، باب الرقبى (الحديث 2382) . تحفة الاشراف (6680) .

کوئی چیز کسی کو دیدو تو وہ تمہاری ملکیت سے نکل گئی اب وہ تمہاری ملکیت میں نہیں آئے گی خواہ تم وہ چیز ہبہ کی صراحت کر کے دو یا عمریٰ اور رقبیٰ کے طور پر دو۔

3735 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ اَنْبَاَنَا حَبِيْبُ بْنُ اَبِىْ ثَابِتٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا عُمْرٰى وَلَا رُقْبٰى فَمَنْ اُعْمِرَ شَيْئًا اَوْ اُرْقِبَهٗ فَهُوَ لَهٗ حَيَاتَهٗ وَمَمَاتَهٗ" .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''عمریٰ اور رقبیٰ کی کوئی حیثیت نہیں ہے' جس شخص کو عمریٰ کے طور پر کوئی چیز دی جائے' یا رقبیٰ کے طور پر کوئی چیز دی جائے' تو اس کی زندگی اور موت میں یہ اُس کی ملکیت ہوگی''۔

3736 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ } قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ { قَالَ اَخْبَرَنِىْ عَطَاءٌ عَنْ حَبِيْبِ بْنِ اَبِىْ ثَابِتٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَلَمْ يَسْمَعْهُ مِنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا عُمْرٰى وَلَا رُقْبٰى فَمَنْ اُعْمِرَ شَيْئًا اَوْ اُرْقِبَهٗ فَهُوَ لَهٗ حَيَاتَهٗ وَمَمَاتَهٗ" . قَالَ عَطَاءٌ هُوَ لِلْاٰخَرِ .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''عمریٰ اور رقبیٰ کی کوئی حیثیت نہیں ہے' جس شخص کو عمریٰ کے طور پر کوئی چیز دی جائے' یا رقبیٰ کے طور پر کوئی چیز دی جائے' تو اس کی زندگی اور موت میں یہ اُسی کی ملکیت ہوگی''۔

عطاء کہتے ہیں: یہ دوسرے شخص کی ملکیت ہوگی (یعنی جسے عمریٰ یا رقبیٰ کے طور پر وہ چیز دی گئی تھی)۔

3737 - اَخْبَرَنِىْ عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيْمِ قَالَ اَنْبَاَنَا وَكِيْعٌ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ زِيَادِ بْنِ اَبِى الْجَعْدِ عَنْ حَبِيْبِ بْنِ اَبِىْ ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الرُّقْبٰى وَقَالَ "مَنْ اُرْقِبَ رُقْبٰى فَهُوَ لَهٗ" .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رقبیٰ سے منع کیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''جس شخص کو رقبیٰ کے طور پر کوئی چیز دی جائے' یہ اسی کی ملکیت ہوگی''۔

3738 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِىْ اَبُو الزُّبَيْرِ اَنَّهٗ سَمِعَ جَابِرًا يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ اُعْمِرَ شَيْئًا فَهُوَ لَهٗ حَيَاتَهٗ وَمَمَاتَهٗ" .

3735-تقدم (الحديث 3735) .

3736-تقدم (الحديث 3735) .

3737-تقدم (الحديث 3735) .

3738-اخرجه مسلم في الهبات، باب العمرى (الحديث 28) . بمعناه مطولاً، تحفة الاشراف (2821) .

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:
''جس شخص کو عمریٰ کے طور پر کوئی چیز دی جائے تو اس کی زندگی اور اس کی موت میں یہ اسی کی ملکیت ہوگی''۔

3739 - اَخْبَرَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ صُدْرَانَ عَنْ بِشْرِ بْنِ الْمُفَضَّلِ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ الصَّوَّافُ عَنْ اَبِى الزُّبَيْرِ قَالَ حَدَّثَنَا جَابِرٌ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "يَا مَعْشَرَ الْاَنْصَارِ اَمْسِكُوْا عَلَيْكُمْ - يَعْنِىْ اَمْوَالَكُمْ - لَا تُعْمِرُوْهَا فَاِنَّهُ مَنْ اَعْمَرَ شَيْئًا فَاِنَّهُ لِمَنْ اُعْمِرَهُ حَيَاتَهُ وَمَمَاتَهُ" .

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:
''اے انصار کے گروہ! تم اپنی چیزوں کو (راوی کہتے ہیں: یعنی اپنے اموال کو) اپنے پاس روک کے رکھو اسے تم عمریٰ کے طور پر کسی کو نہ دو' کیونکہ جو شخص عمریٰ کے طور پر کوئی چیز دیتا ہے' تو جس شخص کو یہ چیز عمریٰ کے طور پر دی گئی تھی' تو اسی کی ملکیت ہوگی' اس کی زندگی اور اس کی موت (دونوں صورتوں میں یہی حکم ہے)''۔

3740 – اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِى الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اَمْسِكُوْا عَلَيْكُمْ اَمْوَالَكُمْ وَلَا تُعْمِرُوْهَا فَمَنْ اُعْمِرَ شَيْئًا حَيَاتَهُ فَهُوَ لَهُ حَيَاتَهُ وَبَعْدَ مَوْتِهِ" .

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:
''تم اپنے اموال کو اپنے پاس رکھو۔ انہیں عمریٰ کے طور پر نہ دو، جو شخص عمریٰ کے طور پر کوئی چیز زندگی بھر کے لئے کسی کو دیتا ہے' تو اس دوسرے شخص کی زندگی اور موت دونوں صورتوں میں یہ اسی کی ملکیت ہوگی''۔

3741 – اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ دَاوُدَ بْنِ اَبِىْ هِنْدٍ عَنْ اَبِى الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "الرُّقْبٰى لِمَنْ اُرْقِبَهَا" .

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:
''رقبیٰ اس شخص کی ملکیت ہوگی' جس کو یہ دی گئی تھی''۔

3742 – اَخْبَرَنَا عَلِىُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ دَاوُدَ عَنْ اَبِى الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "الْعُمْرٰى جَائِزَةٌ لِاَهْلِهَا وَالرُّقْبٰى جَائِزَةٌ لِاَهْلِهَا" .

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

3739-اخرجه مسلم في الهبات، باب العمرى (الحديث 27) . تحفة الاشراف (2679) .

3740-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (2986) .

3741-اخرجه ابو داؤد في البيوع و الاجارات، باب في الرقبى (الحديث 3558) . و اخرجه الترمذي في الاحكام، باب ما جاء في الرقبى (الحديث 1351) . و اخرجه النسائي في العمرى، ذكر اختلاف الفاظ الناقلين لخبر جابر في العمرى (الحديث 3742) . واخرجه ابن ماجه في الهبات، باب الرقبى (الحديث 2383) . تحفة الاشراف (2705) .

3742-تقدم (الحديث 3741) .

''عمریٰ اس کے اہل کے لئے جائز ہے اور رقبیٰ اس کے اہل کے لئے جائز ہے۔ (یعنی جسے دی گئی ہے اس کے لئے جائز ہوگی)

باب ذِكْرِ الْاِخْتِلَافِ عَلَى الزُّهْرِيِّ فِيْهِ

اس بارے میں زہری سے نقل ہونے والے اختلاف کا تذکرہ

3743 - اَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُمَرُ عَنِ الْاَوْزَاعِيِّ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ قَالَ وَاَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ اَنْبَاَنَا بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيْدِ عَنِ الْاَوْزَاعِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ اُعْمِرَ عُمْرٰى فَهِيَ لَهٗ وَلِعَقِبِهٖ يَرِثُهَا مَنْ يَرِثُهٗ مِنْ عَقِبِهٖ".

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''جس شخص کو عمریٰ کے طور پر کوئی چیز دی جائے تو یہ اس شخص کی ملکیت ہوگی اور اس کے ورثاء کی ملکیت ہوگی، اس کے ورثاء میں سے جو شخص اس کا وارث بنتا ہے، وہ اس چیز کا وارث ہوگا''۔

3744 - اَخْبَرَنَا عِيْسَى بْنُ مُسَاوِرٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَمْرٍو عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَلْعُمْرٰى لِمَنْ اُعْمِرَهَا هِيَ لَهٗ وَلِعَقِبِهٖ يَرِثُهَا مَنْ يَرِثُهٗ مِنْ عَقِبِهٖ".

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''عمریٰ اس شخص کی ملکیت ہوگی جسے عمریٰ کے طور پر وہ چیز دی گئی تھی، یہ اس کی ملکیت ہوگی اور اس کے وارثوں کی ملکیت ہوگی، اس کے ورثاء میں سے جو شخص اس کا وارث بنا ہوگا، وہ اس چیز کا وارث بنے گا''۔

3745 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ هَاشِمٍ الْبَعْلَبَكِّيُّ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ وَاَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَلْعُمْرٰى لِمَنْ اُعْمِرَهَا هِيَ لَهٗ وَلِعَقِبِهٖ يَرِثُهَا مَنْ يَرِثُهٗ مِنْ عَقِبِهٖ".

3743-اخرجه ابو داؤد في البيوع و الاجارات، باب في العمرى (الحديث 3551 و 3552) . و اخرجه النسائي في العمرى، ذكر اختلاف على الزهري فيه (الحديث 3745) . تحفة الاشراف (2395) .

3744-اخرجه البخاري في الهبة، باب ما قيل في العمرى و الرقبى (الحديث 2625) و اخرجه مسلم في الهبات، باب العمرى (الحديث 20 و 21 و 22 و 23 و 24 و 25) . و اخرجه ابو داؤد في البيوع و الاجارات، باب في العمرى (الحديث 3550 و 3552) و باب من قال فيه: ولعقبه (الحديث 3553 و 3554) . و اخرجه الترمذي في الاحكام، باب ما جاء في العمرى (الحديث 3148) . و اخرجه النسائي في العمرى، ذكر الاختلاف على الزهري فيه (الحديث 3745 و 3747 و 3748 و 3749 و 3750 و 3751 و 3752)، وذكر اختلاف يحي بن ابي كثير و محمد بن عمرو على ابي سلمة فيه (الحديث 3703 و 3754) . و اخرجه ابن ماجه في الهبات، باب العمرى (الحديث 2380) . تحفة الاشراف (3148) .

3745-تقدم في العمرى، ذكر اختلاف على الزهري فيه (الحديث 3743 و 3744) .

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''عمریٰ اس شخص کی ملکیت ہوتی ہے' جسے عمریٰ کے طور پر وہ چیز دی گئی ہو' یہ اس شخص کی اور اس کے پسماندگان کی ملکیت ہوگی، اس کے پسماندگان میں سے جو شخص اس کا وارث بنتا ہے، وہ اس چیز کا وارث بنے گا''۔

3746 - اَخْبَرَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحِیْمِ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ اَبِیْ سَلَمَةَ الدِّمَشْقِیُّ عَنْ اَبِیْ عُمَرَ الصَّنْعَانِیِّ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَیْرِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اَیُّمَا رَجُلٍ اَعْمَرَ رَجُلًا عُمْرٰی لَهٗ وَلِعَقِبِهٖ فَهِیَ لَهٗ وَلِمَنْ یَرِثُهٗ مِنْ عَقِبِهٖ مَوْرُوْثَةٌ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''جو شخص کسی دوسرے شخص کو عمریٰ کے طور پر کوئی چیز دیتا ہے' تو وہ اس دوسرے شخص کی اور اس کے ورثاء کی ملکیت ہوگی اور یہ اس کے ورثاء کو وراثت میں ملے گی''۔

3747 - اَخْبَرَنَا قُتَیْبَةُ بْنُ سَعِیْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّیْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ "مَنْ اَعْمَرَ رَجُلًا عُمْرٰی لَهٗ وَلِعَقِبِهٖ فَقَدْ قَطَعَ قَوْلُهٗ حَقَّهٗ وَهِیَ لِمَنْ اُعْمِرَ وَلِعَقِبِهٖ" .

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے۔

''جو شخص عمریٰ کے طور پر کوئی چیز کسی دوسرے شخص کو دیتا ہے' تو اس شخص کے ان الفاظ نے اس کے حق کو ختم کر دیا ہے، یہ چیز اس دوسرے شخص کی اور اس کے ورثاء کی ملکیت ہوگی، جسے عمریٰ کے طور پر وہ چیز دی گئی تھی''۔

3748 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِیْنٍ قِرَاءَةً عَلَیْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اَیُّمَا رَجُلٍ اُعْمِرَ عُمْرٰی لَهٗ وَلِعَقِبِهٖ فَاِنَّهَا لِلَّذِیْ یُعْطَاهَا لَا تَرْجِعُ اِلَی الَّذِیْ اَعْطَاهَا لِاَنَّهٗ اَعْطٰی عَطَاءً وَّقَعَتْ فِیْهِ الْمَوَارِیْثُ" .

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''جس شخص کو اور اس کے پسماندگان کو عمریٰ کے طور پر کوئی چیز دی گئی ہو، تو یہ اس شخص کی ملکیت ہوگی' جسے وہ چیز دی گئی تھی اور یہ دینے والے کی طرف واپس نہیں جائے گی، کیونکہ اس نے ایسے طریقے کے ساتھ یہ عطیہ دیا ہے' جس میں وراثت کے احکام جاری ہوتے ہیں''۔

3749 - اَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ بَكَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الْیَمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعَیْبٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبُوْ

3746-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (5280الف) .

3747-تقدم (الحديث 3744) .

3748-تقدم (الحديث 3744) .

3749-تقدم (الحديث 3744) .

سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ جَابِرًا اَخْبَرَهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضٰى اَنَّهُ مَنْ اَعْمَرَ رَجُلًا عُمْرٰى لَهُ وَلِعَقِبِهٖ فَاِنَّهَا لِلَّذِىْ اُعْمِرَهَا يَرِثُهَا مِنْ صَاحِبِهَا الَّذِىْ اَعْطَاهَا مَا وَقَعَ مِنْ مَوَارِيْثِ اللّٰهِ وَحَقِّهٖ .

★★ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فیصلہ دیا تھا: جب کوئی شخص کسی دوسرے شخص کو اور اس کے پسماندگان کو عمریٰ کے طور پر کوئی چیز دے، تو یہ اس شخص کی ملکیت ہوگی جسے عمریٰ کے طور پر وہ چیز دی گئی تھی، اور جس شخص کو یہ چیز دی گئی ہے، اس کے وہ رشتہ دار اس چیز کے وارث بنیں گے، جن کے بارے میں وراثت کے احکام موجود ہیں اور جن کا (وراثت میں) حق ہے''۔

3750 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ عَنِ ابْنِ اَبِىْ فُدَيْكٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِىْ ذِئْبٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضٰى فِيْمَنْ اُعْمِرَ عُمْرٰى لَهُ وَلِعَقِبِهٖ فَهِىَ لَهُ بَتْلَةٌ لَا يَجُوْزُ لِلْمُعْطِىْ مِنْهَا شَرْطٌ وَّلَا ثُنْيَا . قَالَ اَبُوْ سَلَمَةَ لِاَنَّهُ اَعْطٰى عَطَاءً وَّقَعَتْ فِيْهِ الْمَوَارِيْثُ فَقَطَعَتِ الْمَوَارِيْثُ شَرْطَهُ .

★★ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فیصلہ دیا ہے: جس شخص کو اور اس کے متعلقین کو عمریٰ کے طور پر کوئی چیز دی جائے تو یہ لازم ہوگی ہے، اب دینے والے شخص کے لئے یہ بات جائز نہیں ہے اس میں کوئی شرط یا استثنا مقرر کرے''۔

ابوسلمہ نامی راوی بیان کرتے ہیں: اس کی وجہ یہ ہے، اس شخص نے یہ عطیہ ایسے طریقے سے دیا ہے جس میں وراثت کے احکام جاری ہوگئے ہیں، اور وراثت کے یہ احکام اس کی مقرر کردہ شرط کو کالعدم کردیں گے''۔

3751 - اَخْبَرَنَا اَبُوْ دَاوُدَ سُلَيْمَانُ بْنُ سَيْفٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِىْ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ اَبَا سَلَمَةَ اَخْبَرَهُ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اَيُّمَا رَجُلٍ اَعْمَرَ رَجُلًا عُمْرٰى لَهُ وَلِعَقِبِهٖ قَالَ قَدْ اَعْطَيْتُكَهَا وَعَقِبَكَ مَا بَقِىَ مِنْكُمْ اَحَدٌ فَاِنَّهَا لِمَنْ اُعْطِيَهَا وَاِنَّهَا لَا تَرْجِعُ اِلٰى صَاحِبِهَا مِنْ اَجْلِ اَنَّهُ اَعْطَاهَا عَطَاءً وَّقَعَتْ فِيْهِ الْمَوَارِيْثُ" .

★★ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:
''جو شخص کسی دوسرے شخص اور اس کے متعلقین کو عمریٰ کے طور پر کوئی چیز دے، اور یہ کہے: میں نے یہ تمہیں اور تمہارے متعلقین کو عطیہ کے طور پر دی ہے جب تک ان میں سے کوئی بھی شخص باقی ہو، تو یہ چیز اس شخص کی ملکیت ہوگی جسے عطیے کے طور پر دے دی گئی ہے، اب یہ اس چیز کے اصل مالک کی طرف واپس نہیں جائے گی، اس کی وجہ یہ ہے اس شخص نے ایسے عطیے کے طور پر یہ چیز دی ہے جس میں وراثت کے احکام جاری ہوں گے''۔

3752 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِىْ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ قَالَ حَدَّثَنِىْ يَزِيْدُ بْنُ اَبِىْ

3750-تقدم (الحديث 3744) . 3751-تقدم (الحديث 3744) .

حَبِيبٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِي سَلَمَةَ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضٰى بِالْعُمْرٰى اَنْ يَّهَبَ الرَّجُلُ لِلرَّجُلِ وَلِعَقِبِهِ الْهِبَةَ وَيَسْتَثْنِيَ اِنْ حَدَثَ بِكَ حَدَثٌ وَّبِعَقِبِكَ فَهُوَ اِلَيَّ وَاِلٰى عَقِبِي اِنَّهَا لِمَنْ اُعْطِيَهَا وَلِعَقِبِهِ .

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمریٰ کے بارے میں یہ فیصلہ دیا ہے: جب کوئی شخص کسی دوسرے شخص کو اور اس کے متعلقین کو کوئی چیز ہبہ کرتا ہے اور اس میں سے یہ استثناء کر لیتا ہے' اگر تمہارے ساتھ یا تمہارے پسماندگان کے ساتھ کوئی حادثہ رونما ہو گیا' تو یہ مجھے واپس مل جائے گی، یا میرے پسماندگان کو واپس مل جائے گی، تو ایسی چیز اس شخص کی ملکیت ہوگی' جسے دی گئی تھی، یا اس کے ورثاء کی ملکیت ہوگی''۔

بَاب ذِكْرِ اخْتِلَافِ يَحْيَى بْنِ اَبِي كَثِيرٍ وَّمُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَلٰى اَبِي سَلَمَةَ فِيهِ

یہ باب ہے کہ اس بارے میں منقول حدیث میں ابوسلمہ سے یحییٰ بن ابوکثیر اور محمد بن عمرو کے اختلاف کا تذکرہ

3753 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اَبِي كَثِيرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اَبُو سَلَمَةَ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرًا يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "الْعُمْرٰى لِمَنْ وُهِبَتْ لَهُ" .

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''عمریٰ اس شخص کی ملکیت ہوگی' جسے ہبہ کے طور پر دی گئی ہے''۔

3754 - اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ دُرُسْتَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو اِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى اَنَّ اَبَا سَلَمَةَ حَدَّثَهُ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "الْعُمْرٰى لِمَنْ وُهِبَتْ لَهُ" .

☆☆ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''عمریٰ اس شخص کی ملکیت ہوگی' جسے ہبہ کے طور پر دی گئی ہے''۔

3755 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا اِسْمَاعِيلُ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِي سَلَمَةَ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا عُمْرٰى فَمَنْ اُعْمِرَ شَيْئًا فَهُوَ لَهُ" .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

3752-تقدم (الحديث 3744) .

3753-تقدم (الحديث 3744) .

3754-تقدم (الحديث 3744) .

3755-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (15007) .

''عمریٰ درست نہیں ہے' تاہم جس شخص کو عمریٰ کے طور پر کوئی چیز دی جائے، وہ اس کی ملکیت ہوگی''۔

3756 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا عِيْسٰى وَعَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ اُعْمِرَ شَيْئًا فَهُوَ لَهٗ" .

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''جس شخص کو عمریٰ کے طور پر کوئی چیز دی جائے، وہ اس کی ملکیت ہوگی''۔

3757 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ النَّضْرِ بْنِ اَنَسٍ عَنْ بَشِيْرِ بْنِ نَهِيْكٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "الْعُمْرٰى جَائِزَةٌ" .

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''عمریٰ جائز ہے''۔

3758 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِىْ اَبِىْ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَاَلَنِىْ سُلَيْمَانُ بْنُ هِشَامٍ عَنِ الْعُمْرٰى فَقُلْتُ حَدَّثَ مُحَمَّدُ بْنُ سِيْرِيْنَ عَنْ شُرَيْحٍ قَالَ قَضٰى نَبِىُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ الْعُمْرٰى جَائِزَةٌ .

☆☆ قاضی شریح بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فیصلہ دیا تھا۔ عمریٰ جائز ہے۔

3759 - قَالَ قَتَادَةُ وَقُلْتُ حَدَّثَنِى النَّضْرُ بْنُ اَنَسٍ عَنْ بَشِيْرِ بْنِ نَهِيْكٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ نَبِىَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "الْعُمْرٰى جَائِزَةٌ" .

☆☆ قتادہ کہتے ہیں: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ بات منقول ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''عمریٰ جائز ہے''

3760 - قَالَ قَتَادَةُ وَقُلْتُ كَانَ الْحَسَنُ يَقُوْلُ الْعُمْرٰى جَائِزَةٌ .

☆☆ قتادہ کہتے ہیں: حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے:

''عمریٰ جائز ہے''

3761 - قَالَ قَتَادَةُ فَقَالَ الزُّهْرِىُّ اِنَّمَا الْعُمْرٰى اِذَا اُعْمِرَ وَعَقِبَهٗ مِنْ بَعْدِهٖ فَاِذَا لَمْ يَجْعَلْ عَقِبَهٗ مِنْ بَعْدِهٖ

3756-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (15065) .

3757-اخرجه البخاري في الهبة، باب ما قيل في العمرى و الرقبى (الحديث 2626) . واخرجه مسلم في الهبات، باب العمرى (الحديث 32) . و اخرجه ابو داؤد في البيوع، و الاجارات، باب في العمرى (الحديث 3548) . و اخرجه النسائي في العمرى، ذكر اختلاف يحيى بن ابي كثير و محمد بن عمرو على ابي سلمة فيه (الحديث 3759) . تحفة الاشراف (12212) .

3758-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (18799) . 3759-تقدم (الحديث 3757) .

3760-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (18544) .

3761-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (19365) .

كَانَ لِلَّذِیْ يَجْعَلُ شَرْطَهُ .

☆☆ قتادہ کہتے ہیں، زہری یہ فرماتے ہیں. عمریٰ کے طور پر جب کوئی چیز دی جائے' تو یہ اس شخص کی اور اس کے ورثاء کی ملکیت ہوگی' لیکن اگر اس شخص کا کوئی وارث نہ ہو، تو پھر یہ اس شخص کی ملکیت ہوگی' جس نے یہ شرط عائد کی تھی، (یعنی جس نے عمریٰ کے طور پر وہ چیز دی تھی)

3762 -قَالَ قَتَادَةُ فَسُئِلَ عَطَاءُ بْنُ اَبِیْ رَبَاحٍ فَقَالَ حَدَّثَنِیْ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "الْعُمْرٰی جَائِزَةٌ" .

☆☆ قتادہ کہتے ہیں: عطاء بن ابی رباح سے اس بارے میں دریافت کیا گیا، تو انہوں نے بتایا: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے مجھے یہ حدیث سنائی ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: ''عمریٰ جائز ہے''۔

3763 -قَالَ قَتَادَةُ فَقَالَ الزُّهْرِیُّ كَانَ الْخُلَفَاءُ لَا يَقْضُوْنَ بِهٰذَا .

☆☆ قتادہ بیان کرتے ہیں: زہری نے یہ بات بیان کی ہے: خلفاء نے اس کے مطابق فیصلہ نہیں دیا ہے۔

3764 -قَالَ عَطَاءٌ قَضٰی بِهَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مَرْوَانَ .

☆☆ عطاء کہتے ہیں: عبدالملک بن مروان نے اس کے مطابق فیصلہ دیا ہے۔

باب عَطِيَّةِ الْمَرْاَةِ بِغَيْرِ اِذْنِ زَوْجِهَا .

یہ باب ہے کہ شوہر کی اجازت کے بغیر' عورت کا کوئی عطیہ کرنا

3765 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَبَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ ح وَاَخْبَرَنِیْ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ يُوْنُسَ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِیْ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ دَاوُدَ - وَهُوَ ابْنُ اَبِیْ هِنْدٍ - وَحَبِيْبٍ الْمُعَلِّمِ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا يَجُوْزُ لِامْرَاَةٍ هِبَةٌ فِیْ مَالِهَا اِذَا مَلَكَ زَوْجُهَا عِصْمَتَهَا" . اَللَّفْظُ لِمُحَمَّدٍ .

☆☆ عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: ''عورت کے لئے اپنے مال میں سے کوئی بھی چیز ہبہ کرنا جائز نہیں ہے' جبکہ اس کا شوہر اس کی عصمت کا مالک ہو''۔

روایت کے یہ الفاظ محمد بن معمر نامی راوی کے ہیں۔

3762-تقدم (الحديث 3732) .

3763-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (19365) .

3764-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (19080) .

3765-اخرجه ابو داؤد في البيوع والاجارات، باب في عطية المراة بغير اذن زوجها (الحديث 3546) . تحفة الاشراف (8667 و 8702) .

شوہر کے مال سے خرچ کرنے کی ممانعت کا بیان

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع میں اپنے خطبہ میں فرماتے تھے کہ کوئی عورت اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر گھر میں سے کچھ خرچ نہ کرے۔ (خواہ صراحۃ ہو یا دلالۃ) عرض کیا گیا کہ یارسول اللہ! کیا کھانے میں سے بھی خرچ نہ کرے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کھانا ہمارے اموال میں نفیس ترین چیز ہے۔ (ترمذی، مشکوٰۃ المصابیح، جلد دوم: رقم الحدیث، 451)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جواب کا مطلب یہ ہے کہ جب شوہر کی اجازت کے بغیر ان چیزوں کو خرچ کرنا جائز نہیں ہے جو کھانے سے کم تر درجہ کی ہیں تو کھانا خرچ کرنا کیسے درست ہوگا، جب کہ یہ افضل ترین چیز ہے۔ بظاہر اس حدیث میں اور اس بارے میں ذکر کی گئی گزشتہ احادیث میں تعارض نظر آتا ہے لیکن ان احادیث کی تشریحات اگر سامنے ہوں تو پھر کوئی تعارض نظر نہیں آئے گا کیونکہ ان تشریحات کے ذریعے احادیث میں تطبیق بیان کر دی گئی ہے۔

شوہر کی اجازت کے سبب بیوی کا شوہر کے مال سے خرچ کرنے کا بیان

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا راوی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی عورت اپنے گھر کھانے میں سے صدقہ دیتی ہے بشرطیکہ وہ اسراف نہیں کرتی تو اسے اس کے خرچ کرنے کا ثواب ملتا ہے اور اس کے شوہر کو مال کمانے کی وجہ سے ثواب ملتا ہے اور داروغہ (مطبخ کے نگران) کو بھی ایسا ہی ثواب ملتا ہے (جیسا کہ مالک کو ثواب ملتا ہے) اور ان میں سے کسی کے ثواب میں دوسرے کے ثواب کی وجہ سے کمی نہیں ہوتی (یعنی ہر ایک کو پورا ثواب ملتا ہے)

(بخاری ومسلم، مشکوٰۃ المصابیح، جلد دوم: رقم الحدیث، 447)

اس حدیث کا تعلق اس صورت سے ہے جب کہ شوہر نے بیوی کو اپنے مال سے صدقہ وخیرات کرنے کی اجازت دے رکھی ہو خواہ اس نے صراحۃً اجازت دی ہو یا دلالۃً۔ بعض حضرات فرماتے ہیں کہ اہل حجاز کا یہ معمول تھا کہ انہوں نے اپنی مہمان نوازی اور سخاوت کے پیش نظر اپنی بیویوں اور اپنے خدمت گاروں (مثلاً داروغہ مطبخ وغیرہ) کو یہ اجازت دے رکھی تھی کہ وہ مہمانوں کی بھرپور ضیافت کریں اور فقراء ومساکین نیز پڑوس کے لوگوں کو کھانا وغیرہ کھلا دیا کریں، چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس ارشاد گرامی کے ذریعے اپنی امت کو ترغیب دلائی کہ یہ نیک اور اچھی عادت اختیار کریں۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں سے بیعت لی (یعنی ان سے احکام شریعت پر عمل کرنے کا عہد لیا) تو ان میں ایک بڑے قد کی یا بڑے مرتبہ کی عورت کھڑی ہوئی جو غالباً قبیلہ مضر سے معلوم ہوتی تھی اور اس نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! ہمارا بار اپنے والدین، اپنی اولاد اور اپنے شوہروں پر ہے، کیا ان کا مال ہمارے لئے ان کی اجازت کے بغیر حلال ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو تازہ مال ہو اسے کھاؤ اور بطور تحفہ کے بھیجو۔

(ابوداؤد، مشکوٰۃ المصابیح، جلد دوم: رقم الحدیث، 452)

تازہ مال" سے وہ چیزیں مراد ہیں جو دیر پا نہ ہوں بلکہ جلدی خراب ہو جاتی ہوں جیسے سالن ترکاری اور دودھ وغیرہ۔ لہٰذا ان چیزوں کے استعمال میں اجازت کی ضرورت نہیں کیونکہ عام طور سے لوگ ان کو خرچ کرنے سے منع نہیں کرتے گویا اس طرح ان چیزوں کے خرچ کرنے کے لئے دلالۃ اجازت حاصل ہوتی ہے بخلاف ان چیزوں کے جو خشک اور خراب نہ ہونے والی ہوں کہ ان کے خرچ کرنے کے لئے اجازت ورضاء کا حاصل ہونا ضروری ہے۔

مالک کی اجازت کے بغیر خرچ کرنے کا بیان

حضرت ابواللحم رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام عمیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں اپنے آقا کے حکم کے مطابق گوشت (کو سکھانے کے لئے اس) کے پارچے بنا رہا تھا کہ میرے پاس ایک مسکین وفقیر آیا میں نے اسے اس میں سے کھانے کے لئے دے دیا۔ جب میرے آقا کو اس کا علم ہوا تو اس نے مجھے مارا میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پورا ماجرا کہہ سنایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے آقا کو بلایا اور اس سے پوچھا کہ تم نے اسے کیوں مارا ہے؟ اس نے کہا کہ یہ میرے کھانے میں سے بغیر میری اجازت کے دے دیتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ (اگر تم صدقہ کرنے کا حکم دے دیتے یا اس کے صدقہ کرنے سے تم راضی وخوش ہوتے تو) تم دونوں ثواب کے حق دار ہوتے۔ ایک اور روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ عمیر نے کہا کہ میں ایک شخص کا غلام تھا چنانچہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا میں اپنے مالک کے مال میں کچھ (یعنی قلیل وکمتر درجہ کی چیز جس کے خرچ کرنے کی عام طور پر اجازت ہوتی ہے) بطور صدق خرچ کر سکتا ہوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں اور اس کا ثواب تم دونوں کو آدھا آدھا ملے گا (مسلم، مشکوۃ المصابیح، جلد دوم: رقم الحدیث، 453)

علامہ طیبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمیر کی شکایت پر ان کے آقا ابواللحم سے جو کچھ کہا یا عمیر کے ساتھ جو رویہ اختیار کیا اس کا مطلب یہ نہیں تھا کہ مالک کے مال میں غلام وملازم کو مطلقاً تصرف کا حق حاصل ہے بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو صرف اس بات پر ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا کہ غلام وملازم کو کسی ایسی بات پر مارا جائے جسے مالک تو غلطی یا اپنا نقصان تصور کرتا ہے مگر حقیقت میں وہ مالک کے حق میں غلطی یا نقصان نہیں ہے بلکہ اس کے اس میں بہتری وبھلائی ہے۔

لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابواللحم رضی اللہ عنہ کو ترغیب دلائی کہ ان کے غلام نے ان کے حق میں چونکہ بہتر اور نیک کام ہی کیا ہے۔ اس لئے اس سے درگزر کریں اور ثواب کو غنیمت جانیں جو ان کا مال خرچ ہونے کی وجہ سے انہیں ملا ہے۔ گویا یہ ابواللحم کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رہنمائی اور تعلیم تھی نہ کہ عمیر کے فعل کی تقریر یعنی عمیر کے فعل کو آپ نے جائز قرار نہیں دیا۔

شوہر کی اجازت کے بغیر عطیہ دینے کی ممانعت کا بیان

3766 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ الْمُعَلِّمُ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ اَنَّ اَبَاهُ حَدَّثَهُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو ح وَاَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ

3766-تقدم في الزكاة، عطية المراة بغير اذن زوجها (الحديث 2539) -

الْمُعَلِّمِ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ لَمَّا فَتَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ قَامَ خَطِيْبًا فَقَالَ فِيْ خُطْبَتِهِ "لَا يَجُوْزُ لِامْرَاَةٍ عَطِيَّةٌ اِلَّا بِاِذْنِ زَوْجِهَا" .

★★ عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: جب نبی اکرم ﷺ نے مکہ فتح کر لیا تو آپ ﷺ خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے، اس خطبے میں آپ ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی:

''عورت کے لئے، اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر، کوئی بھی عطیہ دینا جائز نہیں ہے''۔

3767 - اَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ هَانِءٍ عَنْ اَبِيْ حُذَيْفَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ بَشِيْرٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَلْقَمَةَ الثَّقَفِيِّ قَالَ قَدِمَ وَفْدُ ثَقِيْفٍ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُمْ هَدِيَّةٌ فَقَالَ "اَهَدِيَّةٌ اَمْ صَدَقَةٌ فَاِنْ كَانَتْ هَدِيَّةً فَاِنَّمَا يُبْتَغٰى بِهَا وَجْهُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَضَاءُ الْحَاجَةِ وَاِنْ كَانَتْ صَدَقَةً فَاِنَّمَا يُبْتَغٰى بِهَا وَجْهُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ" . قَالُوْا لَا بَلْ هَدِيَّةٌ . فَقَبِلَهَا مِنْهُمْ وَقَعَدَ مَعَهُمْ يُسَائِلُهُمْ وَيُسَائِلُوْنَهُ حَتّٰى صَلَّى الظُّهْرَ مَعَ الْعَصْرِ .

★★ حضرت عبدالرحمن بن علقمہ ثقفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ثقیف قبیلے کا وفد نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، ان کے ساتھ ہدیے کے طور پر کچھ موجود تھا، نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: یہ ہدیہ ہے یا صدقہ ہے؟ اگر تو یہ ہدیہ ہے تو اس کا مقصد اللہ کے رسول ﷺ کی رضامندی کا حصول ہوگا اور ان کی ضروریات پوری کرنا ہوگا اور اگر یہ صدقہ ہے تو اس کا مقصد اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول ہوگا تو ان لوگوں نے عرض کی: جی نہیں! یہ ہدیہ ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ان سے اسے قبول کر لیا، پھر نبی اکرم ﷺ ان حضرات کے ساتھ تشریف فرما رہے، آپ ﷺ ان سے کچھ باتیں پوچھتے رہے، وہ لوگ آپ ﷺ سے سوالات کرتے رہے۔

یہاں تک کہ نبی اکرم ﷺ نے ظہر اور عصر کی نمازیں ایک ساتھ ادا کی۔

شرح

عطایا لفظ عطیہ کی جمع ہے جس کے معنی ہیں بخشش یعنی اپنی کسی چیز کی ملکیت اور اس کے حق تصرف کو کسی دوسرے کی طرف منتقل کر دینا یا کسی کو اپنی کوئی چیز بلا کسی عوض دے دینا چنانچہ اس باب میں عطاء و بخشش کی تمام قسموں مثلاً وقف ہبہ عمری اور رقبی کا ذکر کیا جائے گا۔ ملا علی قاری نے لکھا ہے کہ عطایا سے مراد امراء و سلاطین اور سربراہان مملکت کی بخششیں اور ان کے انعام ہیں۔

امام غزالی نے منہاج العابدین میں لکھا ہے کہ امراء و سلاطین کی بخششوں اور سرکاری انعامات کو قبول کرنے کے سلسلے میں میں علماء کے اختلافی اقوال ہیں چنانچہ بعض علماء تو یہ کہتے ہیں کہ اگر وہ بخشش انعام کسی ایسے مال کی صورت میں ہو جس کے حرام ہونے کا یقین نہ ہو تو اسے قبول کر لینا درست ہے۔

لیکن بعض حضرات کا یہ قول ہے کہ جب تک اس مال کے حلال ہو جانے کا یقین نہ ہو تو اسے قبول نہ کرنا ہی اولیٰ ہے اور زیادہ بہتر ہے کیونکہ موجودہ زمانے میں سلاطین کے پاس اور سرکاری خزانوں میں اکثر و بیشتر غیر شرعی ذرائع سے حاصل ہونے والا مال

3767-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (9707) .

وزر ہوتا ہے۔ بعض علماء یہ فرماتے ہیں کہ غنی اور فقیر (یعنی مستطیع و مفلس) دونوں کے لئے امراء و سلاطین کے صلے (تحفے و ہدایا) حلال ہیں جب کہ ان کا مال حرام ہونا تحقیقی طور پر ثابت نہ ہو۔

ان کی دلیل یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکندریہ کے بادشاہ مقوقس کا تحفہ قبول فرمایا تھا اور ایک یہودی سے قرض لیا تھا باوجود یہ کہ یہودیوں کے بارے میں قرآن کریم نے آیت (اکالون للسحت) (حرام مال کھانے والے) فرمایا ہے۔ اور بعضوں نے یہ کہا ہے کہ جس مال کے حرام ہونے کا یقین نہ ہو وہ فقیر (مفلس) کے لئے تو حلال ہے لیکن غنی مستطیع کے لئے حلال نہیں ہے۔ آخر میں خلاصہ طے طور پر یہ مسئلہ جان لیجئے کہ جو شخص مفلس و نادار ہو اس کے لئے اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے کہ وہ سلاطین کا مال قبول کرے کیونکہ اگر وہ مال سلطان کی ذاتی ملکیت میں سے ہے تو اس کو لے لینا بلاشبہ درست ہے اور اگر وہ مال فئی مال غنیمت خراج یا عشر میں سے ہے تو پھر مفلس اس کا حقدار ہی ہے اسی طرح ایسے مال میں جو فئی اور خراج عشر میں حاصل ہوا ہو اہل علم کا بھی حق ہے کہ اسے وہ مال لے لینا چاہئے۔

چنانچہ منقول ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا تھا کہ جو شخص برضا و رغبت اسلام میں داخل ہوا اور اس نے قرآن یاد کیا تو وہ بیت المال سے ہر سال دو سو درہم لینے کا حق دار ہے اگر وہ اپنے اس حق کو دنیا میں نہیں لے گا تو وہ یعنی اس کا اجر اسے عقبی میں مل جائے گا۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ مفلس اور عالم دین کو بیت المال سے اپنا حق لے لینا چاہئے۔

ہدیہ کی تعریف کا بیان

ہدیہ کا اصل مادہ ھدی ہے۔ یہ لفظ جوڑنے اور ملانے پر بولا جاتا ہے۔ ہدیہ کی جمع ہدایا آتی ہے جبکہ اہل مدینہ کی لغت میں اس کی جمع ھداوی ہے۔ صحاح میں ہیکہ ہدیہ ہدایا کا واحد ہے۔ مھدی اُس تھالی یا طباق کو کہتے ہیں جس میں ہدیہ بھیجا جائے۔

اور عربی میں مھدآء اس شخص کو کہتے ہیں جو ہدیہ دینے کا عادی ہو۔ اور تھادی ایک دوسرے کو ہدیہ دینے کے عمل کو کہتے ہیں جیسے کہ حدیث میں آتا ہے کہ۔

تَهَادَوْا تَحَابُّوا وَ تَصَافَحُوا يُذْهِبُ الْغِلَّ عَنْكُمْ

ایک دوسرے کو ہدیہ دو اور محبت بڑھاؤ اور ایک دوسرے سے مصافحہ کرو اس سے تمہارا حسد اور کینہ جاتا رہے گا۔

(ابن عساکر بروایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)

نیز امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا۔

تهادوا ان الهدية تذهب وحر الصدر ، ولا تحقرن جارة لجارتها ولو بشق فرسن شاةِ

ایک دوسرے کو ہدیہ دو، اس سے دل کا کینہ ختم ہو جاتا ہے اور کوئی پڑوسن اپنے پڑوسن کے ہدیہ کو حقیر نہ جانے چاہے وہ ایک بکری کی ایک کھر کا ہی ہدیہ کیوں نہ ہو۔ (کنزالعمال جلد 6 صفحہ 55)

ہدیہ کی اصطلاحی تعریف کا بیان

فقہاء کی تحریروں کی روشنی میں ہدیہ کی جو تعریف بیان کی ہے وہ یہ ہیں۔ایک یہ ہے کہ کسی شرط کے بغیر ایک دوسرے کو جو مال دیا جاتا ہے اس کو ہدیہ کہتے ہیں۔

اس تعریف میں کسی شرط کے بغیر کے الفاظ قید احترازی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ان سے رشوت خارج ہو جاتی ہے۔نیز ان الفاظ سے بدلہ کا ہدیہ بھی خارج ہو جاتا ہے۔یہ وہ ہدیہ ہے جس میں اسی جیسا یا اس سے کم یا زیادہ تحفہ لوٹانے کی پیشگی توقع ہوتی ہے۔
ایک اور تعریف یہ کی گئی ہے کہ ایک شخص پہل کر کے، دوسرے کو اس کی طلب کے بغیر ہدیہ دے۔

(ماخوذ: الصحاح للجوہری، فتاویٰ ہندیہ، کشاف القناع عن متن الاقناع)

ہدیہ کی ایک تعریف یہ بھی آئی ہے کہ ایسا مال جو ایک شخص دوسرے کو اعانت کی امید یا شرط لگائے بغیر اسے دے۔

(الاصول القضائیہ فی الرافعات الشرعیہ قواعد صفحہ 328۔)

ایک اور تعریف یہ کی گئی ہے کہ ہدیہ وہ مال ہے جو دلی محبت کے اظہار الفت کے حصول اور ثواب کی غرض سے دیا جائے۔(تعریب السیاسۃ الشرعیہ فی حقوق الراعی وسعادۃ الرعیہ۔صفحہ 50)

ہدیہ قبول کرنے کا بیان

3768 – اَخْبَرَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ خُشَيْشُ بْنُ اَصْرَمَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَنْبَاَنَا مَعْمَرٌ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ لَا اَقْبَلَ هَدِيَّةً اِلَّا مِنْ قُرَشِيٍّ اَوْ اَنْصَارِيٍّ اَوْ ثَقَفِيٍّ اَوْ دَوْسِيٍّ".

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
''میں نے یہ ارادہ کیا ہے اب میں صرف کسی قریشی سے، انصاری سے، ثقفی سے یا دوسی شخص سے ہی ہدیہ قبول کروں گا''۔

غیر مسلموں سے ہدیہ لینے یا دینے کا بیان

علامہ زیلعی حنفی رحمہ اللہ "تبیین الحقائق (6/22) میں کہتے ہیں کہ نوروز، اور مہرجان کے دن تحائف دینا جائز نہیں ہے، یعنی ان دنوں کے نام پر تحائف دینا حرام ہے، بلکہ کفر ہے، اور ابو حفص الکبیر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ: "اگر کسی شخص نے اللہ کی پچاس سال تک عبادت کی اور پھر جب نوروز کا دن آیا اور کچھ مشرکوں کو ایک انڈا تحفہ میں نوروز کی تعظیم کرتے ہوئے دیدیا، تو اس نے کفر کیا، اور اس کے سارے اعمال ضائع ہو گئے "" جامع الاصغر " کے مصنف کہتے ہیں کہ: "اگر اس نے نوروز کے دن کسی مسلمان کو تحفہ نوروز کی تعظیم کے لئے نہیں دیا، بلکہ کچھ لوگوں کو اس دن تحفہ دینے کی عادت ہے تو یہ شخص کافر نہیں ہے، لیکن اسے چاہیے کہ اس دن میں تخصیص کے ساتھ تحائف مت دے، بلکہ اس سے پہلے یا بعد میں تحائف دے، تا کہ کفار سے اس کی مشابہت نہ ہو، کیونکہ

3768-انفرد بہ النسائي . تحفة الاشراف (13053) .

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔ جو جس قوم کی مشابہت اختیار کرتا ہے وہ انہی میں سے ہے۔

اور "جامع الاصغر" میں یہ بھی ہے کہ: "ایک شخص نوروز کے دن کوئی چیز خریدتا ہے، اس دن سے پہلے وہ خریدنا بھی نہیں چاہتا تھا، اگر اس نے یہ کام مشرکوں کی طرح اس دن کی تعظیم کے لئے کیا تو اس نے کفریہ کام کیا، اور اگر صرف کھانے پینے کی غرض سے خریداری کی تو یہ کفریہ کام نہیں ہوگا۔

اور اسی طرح "التاج والاکلیل (4/319)" میں مالکی فقیہ کہتے ہیں کہ ابن قاسم نے کسی عیسائی کو اس کی عید کے دن بدلہ چکانے کے لئے تحائف دینے کو مکروہ سمجھا ہے، اور اسی طرح یہودی کو اس کی عید کے دن کھجور کے پتے تحفہ کرنا بھی مکروہ ہے۔

ایسے ہی حنبلی فقیہ "الاقناع" میں کہتے ہیں کہ یہودیوں اور عیسائیوں کے تہواروں میں شریک ہونا، اور ان کے لیے عید کے دن معاون بننے والی اشیاء فروخت کرنا حرام ہے۔ بلکہ ان دنوں میں کوئی مسلمان بھی کسی دوسرے مسلمان کو تحائف مت دے، جیسے کہ حنفی فقہاء کی گفتگو میں یہ بات پہلے گزر چکی ہے۔

3769 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُتِىَ بِلَحْمٍ فَقَالَ "مَا هٰذَا" . فَقِيْلَ تُصُدِّقَ بِهٖ عَلٰى بَرِيْرَةَ . فَقَالَ "هُوَ لَهَا صَدَقَةٌ وَّلَنَا هَدِيَّةٌ" .

★★ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گوشت پیش کیا گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: یہ کہاں سے آیا ہے؟ تو بتایا گیا: یہ بریرہ کو صدقہ کے طور پر دیا گیا تھا، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "یہ اس کے لئے صدقہ ہے اور ہمارے لئے ہدیہ ہے"۔

عین میں تبدیلی سے متعلق قاعدہ فقہیہ کا بیان

تبدل الملك يوجب تبدلا في العين ۔ (نورالانوار)

سبب ملکیت کی تبدیلی ذات میں تبدیلی کو واجب کرتی ہے۔ اس کی وضاحت یہ ہے کہ اگر کسی چیز کے سبب ملکیت میں تبدیلی آجائے یعنی وہ سبب جس کی وجہ سے ملکیت تھی وہ سبب بھی تبدیل ہو جائے تو اس کی وجہ سے اس کی ذات میں تبدیلی ہو جائے گی اور حکم بھی تبدیل ہو جائے گا۔ اس کا ثبوت یہ ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کو کچھ گوشت صدقہ دیا گیا تھا انہوں نے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدیہ کیا، آپ نے فرمایا: یہ گوشت بریرہ کے لئے صدقہ تھا اور ہمارے لئے ہدیہ ہے۔

(صحیح مسلم ج ۱ ص ۳۴۵، قدیمی کتب خانہ کراچی)

3769-اخرجه البخاري في الزكاة، باب اذا تحولت الصدقة (الحديث 1495)، و في الهبة، باب قبول الهدية (الحديث 2577) . و اخرجه مسلم في الزكاة، باب اباحة الهدية للنبي صلى الله عليه وسلم و لبني هاشم و بني المطلب و ان كان المهدي ملكها بطريق الصدقة و بيان ان الصدقة اذا قبضها المتصدق عليه زال عنها و صف الصدقة و حلت لكل احد ممن كانت الصدقة محرمة عليه (الحديث 170) . واخرجه ابو داؤد في الزكاة، باب الفقير يهدي للغني من الصدقة (الحديث 1655) . تحفة الاشراف (1242) .

کیونکہ جب تم نے اسے حاصل کیا تو وہ تمہارے لئے صدقہ تھا اور جب تمہاری ملکیت میں آ گیا اور پھر تم نے ہمیں دیا تو وہ ہمارے لئے ہدیہ ہوگا کیونکہ ملکیت کی تبدیلی عین یعنی ذات میں تبدیلی کو واجب کرتی ہے۔ (نورالانوار)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی بیٹا باپ کا حق ادا نہیں کر سکتا مگر یہ کہ وہ اپنے باپ کو کسی کا غلام دیکھے اور پھر اسے خرید کر آزاد کر دے۔ (مسلم ج ۱ص ۴۹۵ قدیمی کتب خانہ کراچی)

فقہاء احناف فرماتے ہیں کہ ہر ذی رحم محرم جب ملکیت میں آئے گا تو وہ آزاد ہو جائے گا اس کی دلیل یہ حدیث ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بالعموم فرمایا: جو شخص اپنے ذی رحم محرم کا مالک ہو گیا تو وہ آزاد ہے۔

(سنن ابن ماجہ، ج ۱ص ۱۸۱، قدیمی کتب خانہ کراچی) (ہدایہ اخیرین ج ۴ص ۴۴۹، مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر)

ذی رحم محرم پر ملکیت حاصل ہونے پر وہ سبب جو عام غلاموں میں ہوتا ہے وہ تبدیل ہو گیا کیونکہ سبب غلامیت سے زیادہ قوی سبب ذی رحم محرم ہونا ہے اور قوی سبب کے ہوتے ہوئے ضعیف سبب ساقط ہو جاتا ہے۔ اس لئے وہ لوگ جو ذی رحم محرم ہوں گے وہ اپنے رشتہ دار کی ملکیت میں آتے ہی آزاد ہو جائیں گے۔

شرح سنن نسائی جلد چہارم کے اختتامی کلمات کا بیان

الحمدللہ! آج بہ روز اتوار ۱۶/ صفر المظفر ۱۴۳۷ھ بہ مطابق ۲۹/ نومبر ۲۰۱۵ء شرح سنن نسائی کی جلد چہارم مکمل ہو چکی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ وہ مجھ پر حق کو واضح فرمائے اور اس کی اتباع نصیب فرمائے۔ اور باطل کو واضح کر دے اور اس سے بچنے کی توفیق عطائے فرمائے۔ اللہ تعالیٰ اس کو میرے بخشش و مغفرت کا سبب بنائے۔ آمین۔

محمد لیاقت علی رضوی عفی عنہ
چک ستیکا بہاولنگر

خوشخبری

مسلک اہلسنت و جماعت کے عقائد و نظریات۔۔۔

بد مذہبوں کے باطلہ عقائد اور ان کے رد۔۔۔

اہلسنت پر کیے جانے والے اعتراضات کے جوابات پر مشتمل کتب و رسائل، آڈیو ویڈیو بیانات اور والپیپر حاصل کرنے کے لئے تحقیقات چینل ٹیلیگرام جوائن کریں

https://t.me/tehqiqat

شرح نسائی شریف

جلد 5

تصنیف

امام ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب نسائی

شرح

استاذ العلماء علامہ محمد لیاقت علی رضوی دامت برکاتہم العالیہ

شبیر برادرز
اردو بازار ○ لاہور

طالب دعا زوہیب حسن عطاری

خوشخبری

مسلک اہلسنت و جماعت کے عقائد و نظریات۔۔۔

بد مذہبوں کے باطلہ عقائد اور ان کے رد۔۔۔

اہلسنت پر کئے جانے والے اعتراضات کے جوابات پر مشتمل

کتب و رسائل، آڈیو ویڈیو بیانات اور والپیپر حاصل کرنے کے لئے

تحقیقات چینل ٹیلیگرام جوائن کریں

https://t.me/tehqiqat

اللہ رسول محمد

جلد پنجم

شرح
سنن نسائی شریف

تصنیف

امام ابو عبد الرحمٰن احمد بن شعیب نسائی

ترجمہ

ابو العلاء محمد محی الدین جہانگیر

ادام اللہ تعالیٰ معالیہ وبارک ایامہ ولیالیہ

شرح

استاذ العلماء علامہ

محمد لیاقت علی رضوی

شبیر برادرز
اردو بازار لاہور

شبیر برادرز

زبیدہ سنٹر ۴۰۔ اردو بازار لاہور

فون: 042-37246006

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

ھو القادر

نام کتاب ——— شرح سنن نسائی شریف

مترجم ——— ابو العلاء محمد محی الدین جہانگیر

کمپوزنگ ——— ورڈز میکر

باہتمام ——— ملک شبیر حسین

سن اشاعت ——— ستمبر 2015ء

سرورق ——— اے ایف ایس ایڈورٹائزرز لاہور

طباعت ——— اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز لاہور

ہدیہ ——— روپے

اسٹاکسٹ

شاکر پبلی کیشنز اردو بازار لاہور فون: 042-37240084

شبیر برادرز زبیدہ سنٹر 40، اردو بازار لاہور فون: 042-37246006

شبیر برادرز اردو بازار لاہور

ضروری التماس

قارئین کرام! ہم نے اپنی بساط کے مطابق اس کتاب کے متن کی تصحیح میں پوری کوشش کی ہے، تاہم پھر بھی آپ اس میں کوئی غلطی پائیں تو ادارہ کو آگاہ ضرور کریں تاکہ وہ درست کر دی جائے۔ ادارہ آپ کا بے حد شکر گزار ہوگا۔

ترتیب

كِتَابُ الْمُزَارَعَةِ

كِتَابُ الضَّحَايَا

مقدمہ رضویہ

الحمد لله رب العالمین والصلوة والسلام علی نبی رحمة العالمین وعلی آله الطیبین واصحابه الطاهرین اجمعین اما بعد فانی رتبت الکتاب باسم "شرح السنن النسائی "لان جاء فی الحدیث یعنی عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ بَعْدِی عَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ ،(الترمذی وابن ماجه ،ابن حبان وغیره)

راویان حدیث سے متعلق بحث کرنے کا بیان

امام ترمذی لکھتے ہیں کہ کرخی، قاضی ابو عامر ازدی و شیخ ابو بکر غورجی وابومظفر دہان، ابومحمد جراحی، ابوالعباس محبوبی، امام ابوعیسی خبر دی ہم کو کرخی نے ان کو قاضی ابو عامر ازدی نے اور شیخ غورجی اور ابومظفر دھان تینوں نے کہا کہ خبر دی ہم ابو محمد جراحی نے ان کو ابوالعاص محبوبی نے ان کو ابوعیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ انہوں نے فرمایا اس کتاب کی تمام احادیث پر عمل ہے بعض علماء نے اس کو اپنایا۔ البتہ دو حدیثیں ایک حضرت ابن عباس کی روایت کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں کسی خوف سفر اور بارش کے بغیر ظہر عصر اور مغرب اور عشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھیں۔

دوسری حدیث یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر کوئی آدمی شراب پیے تو اسے کوڑے مارو اگر چوتھی مرتبہ یہ حرکت کرے تو اسے قتل کر دو اور ہم امام ترمذی ان دونوں حدیثوں کی علتیں اس کتاب میں بیان کر چکے ہیں (امام ترمذی کہتے ہیں ہم نے اس کتاب میں فقہاء کے مذاہب بیان کئے اس میں سفیان ثوری کے اقوال میں سے اکثر اقوال ہم نے محمد بن عثمان کوفی سے انہوں نے عبداللہ بن موسیٰ سے اور انہوں نے سفیان ثوری سے نقل کئے ہیں۔ جب کہ بعض اقوال ابوالفضل مکتوم بن عباس ترمذی سے وہ محمد بن یوسف فریابی سے اور وہ سفیان ثوری سے نقل کرتے ہیں۔

امام مالک بن انس رضی اللہ عنہ کے اکثر اقوال اسحاق بن موسیٰ انصاری سے انہوں نے معن بن عیسیٰ فزاری سے اور انہوں نے امام مالک سے نقل کئے ہیں۔ پھر روزوں کے ابواب میں مذکور اشیاء ہم نے ابومصعب مدینی کے واسطے سے امام مالک سے نقل کی ہیں۔ جب کہ امام مالک رحمہ اللہ کے بعض اقوال ہم سے موسیٰ بن حزام نے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی کے واسطے سے امام رحمہ اللہ سے نقل کئے ہیں۔ ابن مبارک کے اقوال احمد بن عبدہ آملی بن مبارک کے شاگردوں کے واسطے سے نقل کرتے ہیں۔ پھر ان کے بعض اقوال ابووہب نے ابن مبارک سے نقل کئے کچھ اقوال علی بن حسن نے اور بعض اقوال عبدان نے سفیان بن عبدالملک کے واسطہ سے حضرت عبداللہ بن مبارک سے نقل کئے ہیں۔

حبان بن موسیٰ وہب بن زمعہ بواسطہ فضالہ نسوی اور کچھ دوسرے لوگ بھی ابن مبارک کے اقوال نقل کرتے ہیں۔ امام شافعی رحمہ اللہ کے اکثر اقوال حسن بن محمد زعفرانی کے واسطے سے امام شافعی رحمہ اللہ سے منقول ہیں۔ وضو اور نماز کے ابواب میں مذکور امام

شافعی رحمہ اللہ کے اقوال میں بعض ابوولید مکی کے واسطے سے اور بعض ابواسماعیل سے یوسف بن یحییٰ کے حوالے سے امام شافعی رحمہ اللہ سے نقل کئے ہیں۔ ابواسماعیل اکثر ربیع کے واسطے سے امام شافعی رحمہ اللہ کے اقوال نقل کرتے ہیں۔ان کا کہنا ہے کہ ربیع نے ہمیں یہ چیزیں بیان کرنے کی اجازت دے دی ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اور اسحاق بن ابراہیم کے اقوال اسحاق منصور نے نقل کئے البتہ ابواب حج، دیت اور حدود سے متعلق بن محمد موسیٰ اصم کے واسطہ سے اسحاق بن منصور سے معلوم ہوئے۔اسحاق کے بعض اقوال محمد بن فلیح بھی کر دیتے ہیں۔ہم ـ ں کتاب میں سندیں اچھی طرح بیان کر دیتے ہیں کہ یہ روایات موقوف ہیں اسی طرح احادیث کی علتیں راویوں کے احوال اور تاریخ وغیرہ بھی مذکور ہیں۔تاریخ میں (امام ترمذی) نے کتاب التاریخ (امام بخاری کی کتاب) سے نقل کی ہے۔پھر اکثر علتیں ایسی ہیں جن کے متعلق میں خود امام بخاری سے گفتگو کی ہے جب کہ بعض کے متعلق عبداللہ بن عبدالرحمٰن ابوزرعہ سے مناظرہ کیا ہے چنانچہ امام بخاری سے اور بعض ابوزرعہ سے نقل کی ہیں۔ ہماری اس کتاب میں فقہاء کے اقوال اور احادیث کی علتیں بیان کرنے کی وجہ یہ ہے کہ لوگوں نے خود اس کی فرمائش کی تھی۔ چنانچہ ایک مدت تک یہ چیزیں اس میں نہیں تھیں لیکن جب یقین ہو گیا کہ واقعی اس میں فائدہ ہے تو انہیں بھی شامل کر دیا۔ کیونکہ ہم نے دیکھا کہ بہت سے آئمہ کرام نے سخت مشقت اٹھانے کے بعد ایسی تصانیف کیں جو ان سے پہلے نہیں تھی۔ ان میں ہشام بن حسان، عبدالملک بن عبدالعزیز بن جریج، سعد بن ابوعروبہ، مالک بن انس، حماد بن سلمہ، عبداللہ بن مبارک، یحییٰ بن زکریا ابن ابی زائدہ، وکیع بن جراح اور عبدالرحمٰن بن مہدی وغیرہ شامل ہیں۔

یہ تمام حضرات اہل علم ہیں۔ان کی تصانیف سے اللہ نے لوگوں کو فائدہ پہنچایا لہٰذا وہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں عظیم ثواب کے مستحق ہیں۔ پھر یہ لوگ تصنیف کے میدان میں اقتداء کے قابل ہیں۔ بعض حضرات نے محدثین پر نقد و جرح کو اچھا نہیں سمجھا لیکن ہم نے متعدد تابعین کو دیکھا کہ انہوں نے راویوں کے بارے میں گفتگو کی۔ان میں حسن بسری اور طاؤس بھی ہیں۔ان دونوں نے معبد جہنی پر اعتراضات کئے ہیں۔ سعید بن جبیر نے طلق بن حبیب پر اور ابراہیم بن نخعی اور عامر شعبی نے حارث اعور پر اعتراضات کئے ہیں۔ ایوب سختیانی، عبداللہ بن عوف، سلمان تیمی، شعبہ بن حجاج، سفیان ثوری، مالک بن انس، اوزاعی، عبداللہ بن مبارک، یحییٰ بن سعید قطان، وکیع بن جراح اور عبدالرحمٰن بن مہدی اور کئی دوسرے اہل علم نے رجال (راویوں) کے بارے میں گفتگو کی ہے اور انہیں ضعیف قرار دیا۔ ہمارے نزدیک اس کی وجہ مسلمانوں کی خیر خواہی ہے۔

یہ گمان مناسب نہیں کہ ان اہل علم حضرات نے طعن و تشنیع یا غیبت کا ارادہ کیا بلکہ انہوں نے ان کا ضعف اس لئے بیان کیا کہ حدیث میں ان کی پہچان ہو سکے کیونکہ ان ضعفاء میں کوئی صاحب عدت تھا کوئی متہم تھا کوئی اکثر غلطیوں کا مرتکب ہوتا تھا کوئی غفلت برتتا تھا اور کوئی حافظے کی کمزوری کی وجہ سے اپنی حدیث بھول جایا کرتا تھا۔ پھر اس کی بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ دین کی گواہی تحقیقات کی زیادہ محتاج ہے بہ نسبت حقوق و اموال کے۔ لہٰذا اکثر ان میں (حقوق و اموال) میں بھی گواہوں کو تزکیہ ضروری ہے تو اس میں (یعنی دین میں) تو بدرجہ اولیٰ ضروری ہے۔ (جامع ترمذی: جلد دوم: رقم الحدیث، 1931)

محمد لیاقت علی رضوی بن محمد صادق

چک سنتیکا بہاولنگر

كِتَابُ الْأَيْمَانِ وَالنُّذُوْرِ

یہ کتاب قسموں اور نذروں کے بیان میں ہے

قسم کا لغوی اور اصطلاحی معنی اور قسم کی شرائط اور ارکان کا بیان

علامہ راغب اصفہانی لکھتے ہیں، یمین اصل میں دائیں ہاتھ کو کہتے ہیں قرآن مجید میں ہے: واصحاب الیمین اس میں قوت اور برکت کے معنی کا اعتبار ہے اور یمین کا استعارہ حلف سے بھی کیا جاتا ہے کیونکہ جب کوئی شخص کسی سے عہد کرتا ہے تو اپنے دائیں ہاتھ کو اس کے دائیں ہاتھ پر رکھ کر عہد کرتا ہے۔ قرآن مجید میں ہے۔

(آیت) اَمْ لَكُمْ اَيْمَانٌ عَلَيْنَا بَالِغَةٌ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ (القلم:۳۹)

ترجمہ: یا تمہارے لیے ہم پر کچھ عہد و پیمان (قسمیں) ہیں جو قیامت تک پہنچنے والا ہیں۔

قرآن مجید کی زیر بحث آیت میں بھی یمین کا لفظ حلف کے معنی میں ہے۔ (المفردات ص ۵۵۳ مطبوعہ المکتبۃ المرتضویہ ایران ۱۳۴۲ھ)

علامہ علاء الدین حصکفی لکھتے ہیں: یمین اس قوی عقد کو کہتے ہیں جس کے ساتھ قسم کھانے والا کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کا عزم کرتا ہے۔ اس کی شرائط یہ ہیں: اسلام مکلف ہونا اور قسم پوری ہونے کا ممکن ہونا اس کا حکم یہ ہے: قسم کو پورا کرنا یا قسم توڑ کر اس کا کفارہ ادا کرنا۔ اس کا رکن وہ الفاظ ہیں جن کے ساتھ قسم کھائی جاتی ہے کیا غیر اللہ کے ساتھ حلف اٹھانا مکروہ ہے؟ ایک قول یہ ہے کہ ہاں کیونکہ حدیث میں ہے: جو شخص حلف اٹھائے وہ اللہ کے نام سے حلف اٹھائے ورنہ نہ اٹھائے۔

اور عام فقہاء نے یہ کہا ہے کہ یہ مکروہ نہیں ہے ہمارے فقہاء نے اسی قول پر فتویٰ دیا ہے خاص طور پر ہمارے زمانہ میں اور حدیث کی ممانعت کو اس پر محمول کیا ہے جب بغیر یقین دلانے کے قسم کھائی جائے جیسے تمہارے باپ کی قسم! اور تمہاری زندگی کی قسم! (یعنی اللہ کے نام کے ساتھ حلف اٹھانا یقین دلانے اور وثوق کے ساتھ مخصوص ہے اور بغیر وثوق کے غیر اللہ کے ساتھ حلف اٹھانا جائز ہے)۔ (درمختار علی حامش ردالمحتار ج ۳ ص ۴۶ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۴۰۷ھ)

غیر اللہ کی قسم اور مستقبل اور ماضی میں طلاق اور عتاق کی قسم کھانے کی تحقیق

علامہ ابن عابدین شامی حنفی لکھتے ہیں: علامہ زیلعی نے کہا ہے کہ غیر اللہ کی یمین (قسم) بھی مشروع ہے اور یہ جزاء کو شرط پر معلق کرنا ہے اور یہ اصطلاحا یمین نہیں ہے اس کو فقہاء کے نزدیک یمین کہا جاتا ہے۔ کیونکہ اس سے بھی یمین باللہ (اللہ کی قسم) کا معنی حاصل ہوتا ہے اور وہ ہے کسی کام پر ابھارنا یا کسی کام سے رکنا اور اللہ کی قسم کھانا مکروہ نہیں ہے اور زیادہ قسمیں کھانے کے بجائے

کم قسمیں کھانا زیادہ بہتر ہے اور بعض فقہاء کے نزدیک غیر اللہ کی قسم کھانا مکروہ ہے اور اکثر فقہاء کے نزدیک مکروہ نہیں ہے کیونکہ اس سے مخالف کو یقین اور وثوق حاصل ہوتا ہے خاص طور پر ہمارے زمانہ میں اور حدیث میں جو غیر اللہ کی قسم کھانے کی ممانعت ہے (جو شخص حلف اٹھائے تو اللہ کے ساتھ حلف اٹھائے ورنہ خاموش رہے۔ (صحیح بخاری ۲ص ۹۸۳)

یہ اس پر محمول ہے جب بغیر وثوق دلانے کے قسم کھائی جائے جیسے کوئی کہے: تمہارے باپ کی قسم! میری زندگی کی قسم! فتح القدیر میں بھی اسی طرح مذکور ہے خلاصہ یہ ہے کہ غیر اللہ کی قسم سے کبھی یقین دلایا جاتا ہے تا کہ فریق مخالف حالف اٹھانے والے کی بات پر یقین کرلے مثلاً طلاق اور عتاق پر تعلیق کی جائے (اور یوں کہے کہ اگر میں فلاں کام کیا یا نہ کیا تو میری بیوی کو تین طلاق یا میرا غلام آزاد) یہ اس قسم کا حلف ہے جس میں حرف قسم نہیں ہوتا اور کبھی غیر اللہ کی قسم سے وثوق اور یقین دلانا مقصود نہیں ہوتا اس میں قسم پوری نہ ہونے سے قسم کھانے والا حانث نہیں ہوتا اور کفارہ لازم نہیں آتا لہٰذا اس قسم سے فریق مخالف کو حلف اٹھانے والے کی بات پر وثوق اور یقین حاصل نہیں ہوتا۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جو ارشاد ہے: جو شخص حلف اٹھائے وہ اللہ کا حلف اٹھائے یہ اکثر فقہاء کے نزدیک غیر تعلیق پر محمول ہے کیونکہ غیر تعلیق میں جب کوئی شخص غیر اللہ کی قسم کھائے گا تو وہ غیر اللہ کے نام کو تعظیم میں اللہ کے مساوی قرار دے گا۔ رہا یہ کہ اللہ تعالیٰ نے خود غیر اللہ کی قسم کھائی ہے جیسے والضحی واللیل والنجم وغیرھا تو فقہاء نے کہا: یہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہے اللہ تعالیٰ مالک ہے وہ جس کو چاہے معظم قرار دے اور ہمارے لیے ممانعت کے بعد غیر اللہ کی قسم کھانا جائز نہیں ہے اور رہی تعلیق تو اس میں غیر اللہ کی تعظیم نہیں ہے (کیونکہ اس میں غیر اللہ کا ذکر ہی نہیں ہے) بلکہ اس میں حصول وثوق کے ساتھ کسی کام پر خود کو ابھارنا ہے یا کسی کام سے خود کو روکنا ہے لہٰذا یہ بالاتفاق مکروہ نہیں ہے جیسا کہ ہماری تقریر سے ظاہر ہے بلکہ ہمارے زمانہ میں اللہ کے نام سے حلف اٹھانے کی بہ نسبت طلاق یا عتاق کی قسم سے مخالف کو زیادہ وثوق اور یقین حاصل ہوتا ہے کیونکہ لوگ حانث ہونے اور لزوم کفارہ کی بہت کم پرواہ کرتے ہیں اس لیے حلف اٹھانے والا بیوی کو طلاق پڑنے یا غلام آزاد ہو جانے کے ڈر سے قسم پوری نہ کرنے یا قسم کے خلاف کرنے سے باز رہے گا اور معراج میں مذکور ہے کہ اگر کسی نے یقین دلانے کے بغیر یا ماضی کے کسی واقعہ پر طلاق یا عتاق کے ساتھ حلف اٹھایا تو یہ مکروہ (تحریمی) ہے۔ (ردالمختار ج ۳ ص ۴۷-۴۶ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۴۰۷ھ)

خلاصہ یہ ہے کہ مستقبل میں کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے پر غیر اللہ کی قسم کھانا جائز ہے کیونکہ اس سے وثوق اور حنث مطلوب نہیں ہوتا اور علامہ شامی نے لکھا ہے کہ اس پر اکثر فقہاء کے نزدیک طلاق اور عتاق کی قسم کھانا بھی جائز ہے کیونکہ یہ اصطلاحاً قسم نہیں ہے نہ اس میں قسم کے الفاظ ہیں اور اللہ کی قسم کی بہ نسبت اس میں زیادہ وثاقت ہے اس لیے خصوصاً یہ اصطلاحاً قسم نہیں ہے نہ اس میں قسم کے الفاظ ہیں اور اللہ کی قسم کی بانسبت اس میں زیادہ وثاقت ہے اس لیے خصوصاً یہ ہمارے زمانہ میں یہ قسم جائز ہے مثلاً کوئی شخص کہے کہ اگر میں نے یہ کام کیا یا نہیں کیا تو میری بیوی کو طلاق یا تین طلاقیں۔ اس کے برعکس ماضی کی کسی بات پر اور دعویٰ میں طلاق اور عتاق کے ساتھ حلف اٹھانا اکثر فقہاء کے نزدیک مکروہ تحریمی ہے۔

علامہ علاء الدین حصکفی نے کتاب الدعویٰ میں لکھا ہے۔ ہر چند کے مخالف اصرار کرے پھر بھی طلاق اور عتاق کے ساتھ حلف

نہ اٹھائے (تاتارخانیہ) کیونکہ ان کے ساتھ حلف اٹھانا حرام ہے۔ (خانیہ) اور ایک قول یہ ہے کہ اگر ضرورت ہو تو یہ قاضی کی رائے پر موقوف ہے سو اگر قاضی نے مدعی علیہ کو حلف دیا اور اس نے انکار کیا اور مال کے دعویٰ میں قاضی نے اس کے خلاف فیصلہ کر دیا تو اکثر کے قول کے مطابق اس کا فیصلہ نافذ نہیں ہوگا۔ فیصلہ کا عدم نفوذ اکثر کے قول پر مبنی ہے لیکن جن فقہاء کے نزدیک مدعی علیہ کو طلاق اور عتاق کا حلف دینا جائز ہے ان کے نزدیک مدعی علیہ کے انکار پر اس کے خلاف قاضی کا فیصلہ نافذ ہو جائے گا ورنہ اس کو حلف دینے کا کیا فائدہ ہے۔ (درمختار علی ھامش ردالمحتار ج ۴ ص ۴۲۸ مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت ۱۴۰۷ھ)

علامہ ابن عابدین شامی حنفی لکھتے ہیں: ظاہر یہ ہے کہ جو فقہاء طلاق اور عتاق کے ساتھ قسم دینے کے قائل ہیں ان کے نزدیک ہر چند کہ طلاق اور عتاق کے ساتھ حلف دینا مشروع ہے اس کے باوجود مدعی علیہ پر یہ حلف پیش کیا جائے گا کیونکہ جس میں معمولی بھی دیانت ہوگی وہ طلاق اور عتاق کا جھوٹا حلف نہیں اٹھائے گا کیونکہ اس سے یا تو اس کی بیوی پر طلاق واقع ہو جائے گی یا اس کی باندی آزاد ہو جائے گی یا لازم آئے گا کہ وہ انکو بر سبیل حرام اپنے پاس رکھے اس کے برخلاف جب اس نے اللہ کی قسم کھائی تو اس میں ہر زمانہ میں لوگ بہت تساہل کرتے ہیں (ردالمحتار ج ۴ ص ۴۲۸ مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت ۱۴۰۷ھ)

حاصل کلام یہ ہے کہ مستقبل میں کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے پر طلاق کی قسم کھانا جائز ہے مثلاً یوں کہے کہ اگر میں نے فلاں کام نہیں کیا یا کیا تو میری بیوی کو تین طلاقیں یا میری باندی آزاد علامہ زیلعی علامہ ابن ہمام علامہ شامی اور اکثر فقہاء کی یہی تحقیق ہے اور جب کسی شخص پر دعویٰ کیا جائے کہ مثلاً اس نے کسی شخص کے ہزار روپے دینے ہیں یا اس نے کسی کی زمین غصب کر لی ہے مدعی کے پاس گواہ نہ ہوں اور مدعی علیہ پر قسم آئے تو اب مدعی علیہ اللہ کی قسم کھا کر کہے کہ اس کے ذمہ ہزار روپے نہیں ہیں یا اس نے زمین غصب نہیں کی اور علامہ ابن ہمام علامہ زیلعی علامہ حصکفی علامہ شامی اور اکثر فقہاء کے نزدیک اس کے لیے طلاق اور عتاق کے ساتھ حلف اٹھانا جائز نہیں ہے مثلاً یہ کہنا جائز نہیں ہے کہ اگر اس نے زمین غصب کی ہو تو اس کی بیوی پر تین طلاق پڑنے سے ڈرتے ہیں۔ تنقیح مقام یہ ہے کہ مستقبل میں کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے پر طلاق اور عتاق کی قسم کھانا اکثر فقہاء کے نزدیک جائز ہے اور ماضی کی کسی بات پر طلاق اور عتاق کے ساتھ حلف اٹھانا اکثر فقہاء کے نزدیک مکروہ تحریمی ہے اور بعض فقہاء کے نزدیک جائز ہے اور ان کے نزدیک بھی یہ مکروہ تنزیہی ہے۔

یمین غموس (جھوٹی قسم)

علامہ علاء الدین حصکفی حنفی لکھتے ہیں: قسم کی تین قسمیں ہیں: (۱) یمین غموس: (۲) یمین لغو اور (۳) یمین منعقدہ

اگر کوئی شخص عمداً جھوٹ عمداً جھوٹ پر قسم کھائے تو یہ یمین غموس ہے مثلاً کسی نے کسی شخص کے ایک ہزار روپے دینے ہوں اور وہ قسم کھائے: اللہ کی قسم! میں نے اس کے ایک ہزار روپے نہیں دینے حالانکہ اس کو علم ہو کہ اس نے ایک ہزار روپے دینے ہیں۔ اس کو غموس اس لیے کہتے ہیں کہ یہ قسم قسم کھانے والے کو گناہ میں ڈبو دیتی ہے یہ قسم مطلقاً گناہ کبیرہ ہے خواہ اس قسم کے ذریعہ کسی مسلمان کا حق دبائے یا نہ دبائے کیونکہ صحیح بخاری میں ہے: کبائر یہ ہیں: اللہ کے ساتھ شرک کرنا ماں باپ کی نافرمانی کرنا قتل ناحق کرنا اور یمین غموس۔

علامہ سرخسی نے لکھا ہے کہ اس پر یمین کا اطلاق مجازاً ہے کیونکہ یمین ایک عقد مشروع ہے اور یہ محض گناہ کبیرہ ہے۔ اس پر توبہ لازم ہے۔

یمین لغو (بلا قصد قسم)

یمین لغو یہ ہے کہ انسان ماضی یا حال کی کسی بات پر اپنی دانست میں سچی قسم کھائے اور درحقیقت وہ جھوٹ ہو اس کو لغو اس لیے کہتے ہیں کہ اس پر کوئی ثمرہ مرتب نہیں ہوتا نہ گناہ نہ کفارہ اس میں قسم کھانے والے کی بخشش کی امید کی گئی ہے۔ امام شافعی یہ کہتے ہیں کہ یمین لغو اس قسم کو کہتے ہیں جو انسان کی زبان پر بلا قصد جاری ہو جیسے لا واللہ بلی واللہ نہیں خدا کی قسم ہاں خدا کی قسم۔

(درمختار علی ھامش ردالمحتار ج ۳ ص ۴۸-۴۷ مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت ۱۴۰۷ھ)

علامہ ابن عابدین شامی لکھتے ہیں: یمین لغو کی جو تعریف مصنف نے ذکر کی ہے ہدایہ اس کی شروحات اور دیگر متون میں اسی طرح لکھا ہے لیکن علامہ زیلعی نے امام ابوحنیفہ سے امام شافعی کی طرف یمین لغو کی تعریف نقل کی ہے اس طرح بدائع میں ہمارے اصحاب کی طرف سے پہلے پہلی تعریف نقل کی ہے۔

پھر لکھا ہے: امام محمد نے امام ابوحنیفہ سے نقل کیا ہے کہ لوگوں کی زبان پر جو نہیں خدا کی قسم اور ہاں خدا کی قسم! جاری ہوتا ہے یہ یمین لغو ہے ہمارے نزدیک یہ قسم ماضی اور حال پر موقوف ہے اور ہمارے نزدیک یہ لغو ہے اور ہمارے اور امام شافعی کے درمیان اختلاف کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص بلا قصد مستقبل کے متعلق قسم کھائے تو یہ امام شافعی کے نزدیک یمین لغو ہے اور اس میں کفارہ نہیں ہے اور ہمارے نزدیک یہ یمین منعقدہ ہے اور اس میں کفارہ ہے۔ یمین لغو صرف وہ ہے جو ماضی یا حال کے متعلق بلا قصد کھائی جائے (ردالمحتار ج ۳ ص ۴۸ مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت ۱۴۰۷ھ)

علامہ ماوردی شافعی لکھتے ہیں: یمین لغو وہ ہے جو زبان پر بلا قصد جاری ہو جاتی ہے جیسے نہیں خدا کی قسم! اور ہاں خدا کی قسم! یہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے اور امام شافعی کا یہی مذہب ہے۔

(النکت والعیون ج ۱ ص ۲۸۶ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)

علامہ ابن جوزی حنبلی لکھتے ہیں: یمین لغو میں ایک قول یہ ہے کہ ایک شخص اپنے گمان کے مطابق کسی بات پر حلف اٹھائے پھر اس پر منکشف ہو کہ واقعہ اس کے خلاف ہے حضرت ابوہریرہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، عطاء شعبی ابن جبیر مجاہد قتادہ امام مالک اور مقاتل کا یہی قول ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ کوئی شخص قسم کھانے کے قصد کے بغیر کہے نہیں خدا کی قسم! ہاں خدا کی قسم! یہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا طاؤس عروہ نخعی اور امام شافعی کا قول ہے اس قول پر اس آیت سے استدلال کیا گیا ہے لیکن اللہ ان قسموں پر تم سے مواخذہ کرے گا جو تم نے پختہ ارادوں سے کھائی ہیں۔ یہ دونوں قول امام احمد سے منقول ہیں تیسرا قول یہ ہے کہ آدمی غصہ میں جو قسم کھائے وہ یمین لغو ہے چوتھا قول یہ ہے کہ آدمی کسی گناہ پر قسم کھائے پھر قسم توڑ کر کفارہ دے اس پر کوئی گناہ نہیں ہے وہ یمین لغو ہے یہ سعید بن جبیر کا قول ہے پانچواں قول یہ ہے کہ آدمی کسی چیز پر قسم کھائے پھر اس کو بھول جائے یہ نخعی کا قول ہے۔

(زادالمسیر ج ۱ ص ۲۵۵-۲۵۴ مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۴۰۷ھ)

قاضی ابوبکر ابن العربی مالکی لکھتے ہیں: امام مالک کے نزدیک یمین لغو یہ ہے کہ آدمی اپنے گمان کے مطابق کسی چیز پر قسم کھائے اور واقعہ اس کے خلاف ہو۔ (احکام القرآن ج اص ۲۴۱ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۸ھ)

یمین منعقدہ (بالقصد قسم)

علامہ علاء الدین حصکفی لکھتے ہیں: اگر مستقبل کے کسی کام پر قسم کھائی جائے تو وہ یمین منعقدہ ہے لیکن اس میں شرط یہ ہے کہ وہ کام فی نفسہ ممکن ہو اگر کوئی شخص یہ قسم کھائے کہ خدا کی قسم! میں نہیں مروں گا یا خدا کی قسم! سورج طلوع نہیں ہوگا تو یہ یمین غموس ہے۔ اگر اس قسم کو پورا نہیں کیا تو اس میں کفارہ ہے۔ (مثلاً اس نے قسم کھائی: خدا کی قسم! میں کل روزہ رکھوں گا اب اگر اس نے کل روزہ نہیں رکھا تو اس کو کفارہ دینا ہوگا) (درمختار علی ھامش الرد ج ۳ ص ۴۹ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۴۰۷ھ)

کفارہ کی تفصیل اور اس کی دلیل یہ آیت ہے۔

(آیت) لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ ۚ فَكَفَّارَتُهٗٓ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ ۭ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ ۭ ذٰلِكَ كَفَّارَةُ اَيْمَانِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ ۭ وَاحْفَظُوْٓا اَيْمَانَكُمْ ۭ (المائدہ:۸۹)

بلاقصد کھائی ہوئی قسموں پر اللہ تم سے مواخذہ نہیں فرمائے گا لیکن تمہاری بالقصد کھائی ہوئی قسموں (یمین منعقدہ) پر تم سے مواخذہ فرمائے گا تو اس قسم کا کفارہ تمہارے درمیانی قسم کے کھانوں میں دس مسکینوں کا کھانا دینا ہے جو تم اپنے گھر والوں کو کھلاتے ہو یا دس مسکینوں کو کپڑے دینا ہے یا ایک غلام آزاد کرنا ہے اور جس کو ان میں سے کسی پر قدرت نہ ہو تو وہ تین دن کے روزے رکھے۔ یہ تمہاری قسموں کا کفارہ ہے جب تم قسم کھا کر (توڑ دو) اور اپنی قسموں کی (ٹوٹنے سے) حفاظت کرو۔

احکام شرعیہ کے اعتبار سے قسم کی اقسام کا بیان

حالات اور واقعات کے اعتبار سے قسم کھانے کی یہ قسمیں ہیں: فرض واجب مستحب مباح مکروہ اور حرام۔

(۱) اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر قسم کھانا فرض ہے۔

(۲) اگر اپنی جان یا کسی مسلمان کی جان کو بچانا قسم کھانے پر موقوف ہو تو قسم کھانا واجب ہے مثلاً کوئی شخص قتل کے الزام سے بری ہو اور اس پر قسامت کے ذریعہ قسم لازم آرہی ہو یا کوئی اور مسلم بری ہو اور اس کو علم ہو تو اس پر قسم کھا کر اپنی اور اس مسلمان کی جان بچانا واجب ہے۔

(۳) اگر دو مسلمانوں میں صلح کرانے کے لیے یا کسی مسلمان کے دل سے بغض زائل کرنے کے لیے یا دفع شر کے لیے قسم کھانی پڑے تو قسم کھانا مستحب ہے۔

(۴) کسی مباح کام پر قسم کھانا مباح ہے محمد بن کعب القرظی نے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ منبر پر عصا لیے ہوئے کھڑے تھے انہوں نے فرمایا: اے لوگو! تم اپنے حقوق حاصل کرنے کے لیے قسم کھانے سے گریز نہ کرو اس ذات کی قسم جس

کے قبضہ وقدرت میں میری جان ہے! میرے ہاتھ میں عصا ہے۔

(۵) کسی مستحب کام کے ترک پر یا کسی مکروہ کام کے ارتکاب پر قسم کھانا مکروہ ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

(آیت) وَ لَا تَجْعَلُوا اللّٰهَ عُرْضَةً لِّاَيْمَانِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْا وَتَتَّقُوْا وَتُصْلِحُوْا بَيْنَ النَّاسِ ط (البقرہ:۲۲۴)

ترجمہ: اورتم نیکی تقویٰ اورلوگوں کی خیرخواہی سے بچنے کے لیے اللہ کے نام کی قسمیں کھانے کو بہانہ نہ بناؤ۔

روایت ہے کہ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا کہ حضرت مسطح نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر جھوٹی تہمت لگائی ہے تو انہوں نے قسم کھالی کہ وہ حضرت مسطح کو جو صدقات اور خیرات دیا کرتے تھے اب اس کو بند کردیں گے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

(آیت) وَلَا يَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ اَنْ يُّؤْتُوْٓا اُولِي الْقُرْبٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ صلے وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا ط اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ ط (النور:۲۲)

ترجمہ: اورتم میں سے جولوگ اصحاب فضل اورارباب وسعت ہیں وہ یہ قسم نہ کھائیں کہ وہ اپنے رشتہ داروں مسکینوں اوراللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں پر خرچ نہیں کریں گے انہیں معاف کرنا اور درگزر کرنا چاہیے کیا تم یہ پسند نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں بخش دے۔

(۶) جھوٹی قسم کھانا حرام ہے۔قرآن مجید میں منافقوں کے متعلق ہے:

(آیت) وَيَحْلِفُوْنَ عَلَى الْكَذِبِ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ○ (المجادلہ:۱۴)

ترجمہ: اوروہ دانستہ جھوٹی قسمیں کھاتے ہیں۔

امام بخاری روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے کسی مسلمان کا مال کھانے کے لیے جھوٹی قسم کھائی وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ اللہ تعالیٰ اس پر غضب ناک ہوگا۔ (صحیح بخاری ج۲ص ۹۸۷)

قسم سے متعلق احادیث وآثار کا بیان

(۱) مالک نے موطا میں، وکیع، شافعی نے الام میں، عبدالرزاق بخاری، مسلم، عبدبن حمید، ابن المنذر ر، ابن ابی حاتم، ابن مردو یہ، بیہقی نے سنن میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ یہ آیت **لایو اخذکم اللہ با للغو فی ایمانکم** اس آدمی کے لا واللہ، بلی اللہ اور کلا واللہ کہنے کے بارے میں نازل ہوئی۔ابن جریر رحمہ اللہ عیہ نے (اس بات کو) زیادہ کیا کہ جو آدمی (ان الفاظ کے ساتھ) اپنے کلام کو ملا دیتا ہے۔

(۲) ابوداود ابن جریر، ابن حبان، ابن مردویہ، بیہقی، نے عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ ان سے یمین لغو کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے نے کہا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ آدمی کا اپنی بات میں کلام واللہ، وبلی واللہ سے قسم کھانا (لغو ہے)

(۳) عبدالرزاق، عبدبن حمید، ابن المنذر ر نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے لفظ آیت: **لا یؤاخذکم اللہ باللغو فی**

ایمانکم کے بارے میں روایت کیا کہ اس سے مراد وہ قوم ہے جو کسی کام میں آپس میں جھگڑتے ہوئے یوں کہتے ہیں۔ لا واللہ کلا واللہ۔ وہ آپس میں کسی معاملہ میں جھگڑتے ہوئے قسمیں کھاتے ہیں کہ ان کے دل اس قسم میں پختہ نہ ہوتے۔

(۴) ابن جریر، ابن ابی حاتم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ لغو قسم ہنسی مذاق میں ہوتی ہے۔ مثلاً ایک آدمی یوں کہتا ہے لا واللہ، بلی واللہ۔ یہ ایسی قسم ہے کہ اس میں کفارہ نہیں۔ کفارہ اس قسم میں ہوتا ہے جو دل سے پختہ ارادہ کرتے ہوئے کہے کہ میں ایسا کروں گا پھر اس کو نہ کرے۔

لغو اور بے کار قسموں کا بیان

(۵) ابن جریر نے حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک قوم پر گزرے جو تیر اندازی میں مقابلہ کر رہے تھے۔ اور آپ کے صحابہ میں سے ایک آدمی بھی آپ کے ساتھ تھا قوم میں سے ایک آدمی نے تیر پھینکا اور کہا اللہ کی قسم ٹھیک نشانہ پر پہنچ گیا (اور) اللہ کی قسم میں نے خطاء کی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جو صحابی تھے وہ کہنے لگے یا رسول اللہ! (اس) آدمی نے قسم توڑ دی تو آپ نے فرمایا ہرگز نہیں۔ تیر اندازوں کی قسمیں لغو ہیں اس میں نہ کفارہ ہے نہ سزا ہے۔

(۶) ابوالشیخ نے عطار کے طریق سے حضرت عائشہ ابن عباس اور ابن عمر رضی اللہ عنہ تینوں حضرات سے روایت کیا کہ لا واللہ، بلی واللہ (کہنا) لغو ہے۔

(۷) سعید بن منصور، ابن جریر، ابن المنذر، بیہقی نے عکرمہ کے پاس نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ لا واللہ اور بلی واللہ لغو قسم ہے۔

(۸) سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، بیہقی نے طاؤس کے طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا لغو قسم یہ ہے کہ تو غصہ کی حالت میں قسم کھائے۔

(۹) ابن ابی حاتم اور بیہقی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ وہ اس آیت لفظ آیت: لا یؤاخذکم اللہ باللغو فی ایمانکم کی تاویل کرتے ہوئے فرماتی تھیں کہ وہ اس سے مراد وہ شی ہے جس پر تم میں سے کوئی قسم کھاتا ہے (اور) جس میں وہ سچائی کا ارادہ کرتا ہے۔ لیکن وہ اس کے خلاف ہوتی ہے۔

(۱۰) ابن جریر نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ یمین لغو یہ ہے کہ انسان نے کسی چیز پر قسم کھالے اور اس کا گمان ہو کہ وہ ایسی ہی تھیں۔ جیسی اس نے قسم اٹھائی ہے مگر وہ اس کے خلاف تھی۔

(۱۱) ابن جریر نے عطیہ العوفی کے طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ لغو قسم یہ ہے کہ آدمی کسی چیز پر اس کو حق گمان کرتے ہوئے قسم کھاتا ہے مگر وہ حق نہیں ہوتی۔

(۱۲) ابن جریر، ابن المنذر نے علی بن ابی طلحہ کے طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ یہ آیت لفظ آیت: لا یؤاخذکم اللہ باللغو فی ایمانکم اس آدمی کے بارے میں ہے جو نقصان والے کام پر قسم کھاتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ اپنی قسم کا کفارہ دے دے۔ اور خیر والے کام کو لے پھر فرمایا اور لغو قسم یہ بھی ہے کہ آدمی کسی ایسے کام پر قسم کھالے جس

میں وہ سچائی کو نہ جانے۔ اور اپنے گمان میں اس نے خطا کی پس وہ صورت ہے کہ اس میں کفارہ ہے لیکن اس میں گناہ نہیں۔

(۱۳) ابن ابی حاتم نے سعید بن جبیر کے طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے لفظ آیت: لا یؤاخذکم اللہ باللغو فی ایمانکم کے بارے میں روایت کیا کہ لغو قسم یہ ہے کہ تو حرام کر لے اس چیز کو جس کو اللہ تعالیٰ نے تیرے لئے حلال فرمایا ہے۔ یہ وہ (صورت) ہے کہ اس میں تجھ پر کوئی کفارہ نہیں (مگر) لفظ آیت: ولکن یؤاخذکم بما کسبت قلوبکم سے مراد ہے کہ جس میں تم نے دل کے ارادہ کے ساتھ قسم کھائی ہو اس میں گناہ ہے۔ پس یہ وہ (صورت) ہے کہ اس میں تجھ پر کفارہ ہے۔

(۱۴) وکیع، عبدالرزاق، ابن ابی حاتم نے سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ لفظ آیت: لا یؤاخذکم اللہ باللغو فی ایمانکم سے مراد وہ آدمی ہے جو کسی گناہ پر قسم کھالیتا ہے یعنی میں نماز نہیں پڑھوں گا یا خیر کا کام نہیں کروں گا۔

(۱۵) عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن ابی حاتم نے ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ لفظ آیت: لا یؤاخذکم اللہ باللغو فی ایمانکم سے مراد وہ آدمی ہے جو کسی چیز پر قسم کھا کر بھول جاتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس سے اس کا مواخذہ نہیں فرمائیں گے لیکن وہ کفارہ دے گا۔

(۱۶) عبد بن حمید، ابوالشیخ نے قتادہ کے طریق سے سلیمان بن یسار رحمۃ اللہ سے روایت کیا کہ لفظ آیت: لا یؤاخذکم اللہ باللغو فی ایمانکم میں یمین لغو سے مراد۔ بغیر ارادہ کے غلط قسم اٹھانا ہے۔

(۱۷) عبد بن حمید نے ابوقلابہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ ایک آدمی کے لا واللہ اور بلی واللہ کے کہنے پر فرمایا کہ یہ (الفاظ) عرب کی لغت میں سے ہیں، قسم نہیں ہیں۔

(۱۸) عبد بن حمید نے ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ لفظ آیت: لا یؤاخذکم اللہ باللغو فی ایمانکم سے وہ آدمی مراد ہے جو کسی چیز پر یہ گمان کرتے ہوئے قسم کھالیتا ہے کہ وہ سچا ہے حالانکہ وہ جھوٹا ہوتا ہے۔ یہ یمین لغو ہے جس پر تم سے مواخذہ نہیں ہوگا۔ لفظ آیت: ولکن یؤاخذکم بما کسبت قلوبکم یعنی کسی ایسی چیز پر قسم کھانا یہ جانتے ہوئے کہ وہ جھوٹ بول رہا ہے یہ وہ قسم ہے جس پر مواخذہ ہوگا۔

(۱۹) ابن المنذر نے ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ لوگ حلال چیز کے حرام کرنے پر قسم کھالیتے تھے اور (پھر) کہتے تھے جب ہم نے قسم کھائی اور (حلال چیز کو) اپنے اوپر حرام کر دیا تو ہم کو چاہئے کہ ہم اپنی قسم کو سچا کریں (اسی کو) اللہ تعالیٰ نے فرمایا لفظ آیت: ان تبروا وتتقوا وتصلحوا بین الناس اوران کے لئے اس میں کفارہ نہیں تھا (پھر) اللہ تعالیٰ نے (یہ آیت) نازل فرمائی۔ لفظ آیت: یایھا النبی لم تحرم ما احل اللہ لک سے لے کر قد فرض اللہ لکم تحلۃ ایمانکم (اس آیت میں) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کفارے کا حکم دیا گیا اس لونڈی کو اپنی ذات پر حرام کر لینے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم فرمایا کہ اپنی قسم کا کفارہ ادا کریں اور اپنی لونڈی کو لوٹا لیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا لفظ آیت لا یؤاخذکم اللہ باللغو فی ایمانکم

(۲۰) ابن ابی حاتم نے سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ واللہ غفور سے مراد ہے کہ جب قسم سے بندہ تجاوز کرتا ہے

(تو اللہ تعالیٰ اس پر اپنی غفاری کی صفت کا اظہار فرماتے ہیں) (اور فرمایا) حلیم یعنی اس قسم پر کفارہ لازم نہیں فرمایا پھر کفارہ (کا حکم) نازل فرمادیا۔ (تفسیر درمنثور، تحریم، بیروت)

باب الْحَلِفِ بِمُقَلِّبِ الْقُلُوبِ

یہ باب مقلب القلوب قسم اُٹھانے کے بیان میں ہے

3770 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الرُّهَاوِيُّ وَمُوسَى بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَتْ يَمِينٌ يَحْلِفُ عَلَيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا وَمُقَلِّبِ الْقُلُوبِ".

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جن الفاظ میں قسم اُٹھاتے تھے وہ یہ تھے: لاومقلب القلوب (دلوں کو پھیرنے والی ذات کی قسم!)۔

باب الْحَلِفِ بِمُصَرِّفِ الْقُلُوبِ.

(لفظ) مصرف القلوب سے قسم اُٹھانا

3771 - اَخْبَرَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّلْتِ اَبُوْ يَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَجَاءٍ عَنْ عَبَّادِ بْنِ اِسْحَاقَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ كَانَتْ يَمِيْنُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّتِيْ يَحْلِفُ بِهَا "لَا وَمُصَرِّفِ الْقُلُوبِ".

★★ سالم اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جن الفاظ میں قسم اُٹھایا کرتے تھے وہ یہ تھے:

لا ومصرف القلوب (دلوں کو پھیرنے والی ذات کی قسم)۔

باب الْحَلِفِ بِعِزَّةِ اللّٰهِ تَعَالٰى.

یہ باب ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عزت کی قسم اُٹھانا

3772 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ حَدَّثَنَا

3770-اخرجه البخاري في القدر، باب يحول بين المرء و قلبه (الحديث 6617)، و في الايمان و النذور، باب كيف كانت يمين النبي صلى الله عليه وسلم (الحديث 6628) . واخرجه الترمذي في النذور والايمان، باب ما جاء كيف كان يمين النبي صلى الله عليه وسلم (الحديث 1540) . تحفة الاشراف (7024) .

3771-اخرجه ابن ماجه في الكفارات، باب يمين رسول الله صلى الله عليه وسلم التي كان يحلف بها الحديث (2092) . تحفة الاشراف (6865) .

3772-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (15084) .

اَبُوْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ الْجَنَّةَ وَالنَّارَ اَرْسَلَ جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِلَى الْجَنَّةِ فَقَالَ انْظُرْ اِلَيْهَا وَاِلٰى مَا اَعْدَدْتُ لِاَهْلِهَا فِيْهَا . فَنَظَرَ اِلَيْهَا فَرَجَعَ فَقَالَ وَعِزَّتِكَ لَا يَسْمَعُ بِهَا اَحَدٌ اِلَّا دَخَلَهَا . فَاَمَرَ بِهَا فَحُفَّتْ بِالْمَكَارِهِ فَقَالَ اذْهَبْ اِلَيْهَا فَانْظُرْ اِلَيْهَا وَاِلٰى مَا اَعْدَدْتُ لِاَهْلِهَا فِيْهَا فَنَظَرَ اِلَيْهَا فَاِذَا هِىَ قَدْ حُفَّتْ بِالْمَكَارِهِ فَقَالَ وَعِزَّتِكَ لَقَدْ خَشِيْتُ اَنْ لَا يَدْخُلَهَا اَحَدٌ .

قَالَ اذْهَبْ فَانْظُرْ اِلَى النَّارِ وَاِلٰى مَا اَعْدَدْتُ لِاَهْلِهَا فِيْهَا . فَنَظَرَ اِلَيْهَا فَاِذَا هِىَ يَرْكَبُ بَعْضُهَا بَعْضًا فَرَجَعَ فَقَالَ وَعِزَّتِكَ لَا يَدْخُلُهَا اَحَدٌ . فَاَمَرَ بِهَا فَحُفَّتْ بِالشَّهَوَاتِ فَقَالَ ارْجِعْ فَانْظُرْ اِلَيْهَا . فَاِذَا هِىَ قَدْ حُفَّتْ بِالشَّهَوَاتِ فَرَجَعَ وَقَالَ وَعِزَّتِكَ لَقَدْ خَشِيْتُ اَنْ لَا يَنْجُوَ مِنْهَا اَحَدٌ اِلَّا دَخَلَهَا" .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جب اللہ تعالیٰ نے جنت اور جہنم کو پیدا کیا تو جبریل علیہ السلام کو جنت کی طرف بھیجا اور فرمایا: اس کا اور اس میں' میں نے اہل جنت کے لیے جو کچھ تیار کیا ہے، اس کا جائزہ لو۔ جبریل نے اس کا جائزہ لیا اور واپس آئے' تو بولے: تیری عزت کی قسم! اس کے بارے میں جو شخص بھی سنے گا، وہ اس میں داخل ہو جائے گا۔ تو اللہ تعالیٰ کے حکم کے تحت اسے (دنیا میں پیش آنے والی) ناپسندیدہ صورتِ حال سے ڈھانپ دیا گیا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تم وہاں جاؤ اور اس کا اور جو کچھ میں نے اس میں اہل جنت کے لیے تیار کیا ہے' اس کا جائزہ لو۔ جبریل علیہ السلام نے اس کا جائزہ لیا تو اسے یہاں پسندیدہ صورتِ حال کے ذریعے ڈھانپ دیا گیا تھا' تو انہوں نے عرض کی: تیری عزت کی قسم! مجھے یہ اندیشہ ہے' اب کوئی بھی شخص اس میں داخل نہیں ہو سکے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جاؤ جا کر جہنم کا جائزہ لو اور میں نے اس میں اہل جہنم کے لیے جو کچھ تیار کیا ہے' اس کا جائزہ لو۔ جبریل علیہ السلام نے جب اس کو دیکھا تو اس کا ایک حصہ دوسرے کے اوپر سوار ہو رہا تھا' وہ واپس آئے اور بولے: تیری عزت کی قسم! اس میں کوئی شخص داخل نہیں ہو گا۔ پھر اللہ تعالیٰ کے حکم کے تحت اسے شہوات کے ذریعے ڈھانپ دیا گیا' تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تم جاؤ اور جا کر اس کا جائزہ لو۔ جبریل علیہ السلام نے اُسے دیکھا، تو اسے شہوات کے ذریعے ڈھانپ دیا گیا تھا' وہ واپس آئے اور بولے: تیری عزت کی قسم! مجھے یہ اندیشہ ہے' اب اس سے کسی شخص کو نجات نہیں ملے گی' ہر شخص اس میں داخل ہو جائے گا۔

باب التَّشْدِيدِ فِي الْحَلِفِ بِغَيْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى .

اللہ تعالیٰ کے نام کے علاوہ کسی اور کے نام کی قسم اُٹھانے کی شدید مذمت

3773 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ عَنْ اِسْمَاعِيْلَ - وَهُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ - قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ كَانَ حَالِفًا فَلَا يَحْلِفْ اِلَّا بِاللّٰهِ" . وَكَانَتْ قُرَيْشٌ تَحْلِفُ بِآبَائِهَا فَقَالَ "لَا تَحْلِفُوْا بِآبَائِكُمْ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:
''جس شخص نے قسم اٹھانی ہو وہ صرف اللہ کے نام کی قسم اٹھائے۔''
(حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:) قریش اپنے آباء واجداد کے نام کی قسم اٹھایا کرتے تھے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
''تم اپنے آباؤ اجداد کے نام کی قسم نہ اٹھاؤ''۔

اللہ کے نام کے سوا کی قسم اٹھانے کی ممانعت

اللہ تعالیٰ اور اس کی صفات کے علاوہ کسی چیز کی قسم اٹھانا منع ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اپنے باپ دادا کی قسم نہ اٹھایا کرو۔ جو شخص قسم اٹھانا چاہے اسے اللہ ہی کی قسم اٹھانی چاہئے یا وہ خاموش رہے۔ (ترمذی، حدیث ۱۵۳۵)
اسی طرح آپ نے یہ بھی فرمایا ہے، جس شخص نے غیر اللہ کی قسم اٹھائی اس نے شرک یا کفر کیا (ترمذی نے اسے حسن کہا ہے اور حاکم نے صحیح) آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بھی ثابت ہے کہ جو شخص یوں کہے والات والعزیٰ (مجھے لات وعزیٰ کی قسم) اسے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کا اقرار کرنا چاہئے۔ (صحیح ترمذی، کتاب النذور والایمان، باب ما جاء فی کراھیۃ الحلف بغیر ملة الإسلام۔ حدیث ۱۵۳۵)
قرآن مجید کی قسم اٹھانے میں کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا حقیقی کلام ہے، جسے اللہ تعالیٰ نے معانی کو سمیت خود صادر فرمایا ہے۔ کلام کرنا بھی اللہ تعالیٰ کی ایک صفت ہے۔ لہٰذا قرآن مجید کی قسم اللہ تعالیٰ کی صفت کی قسم ہے اور یہ جائز ہے۔

3774 - اَخْبَرَنِي زِيَادُ بْنُ اَيُّوبَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اَبِي اِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنِي رَجُلٌ مِّنْ بَنِي غِفَارٍ فِي مَجْلِسِ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ - يَعْنِي ابْنَ عُمَرَ - وَهُوَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِنَّ اللّٰهَ يَنْهَاكُمْ اَنْ تَحْلِفُوْا بِآبَائِكُمْ".

☆☆ یحییٰ بن ابواسحاق بیان کرتے ہیں: بنوغفار سے تعلق رکھنے والے ایک شخص نے سالم بن عبداللہ کی محفل میں یہ بات بتائی، سالم بن عبداللہ نے یہ بات بتائی ہے' میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:
''اللہ تعالیٰ نے تمہیں اپنے باپ دادا کی قسم اٹھانے سے منع کیا ہے''۔

باب الْحَلِفِ بِالْآبَاءِ

باپ دادا کی قسم اٹھانا

3775 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ

3774-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (7034) .
3775-اخرجه البخاري في الايمان والنذور، باب لا تحلفوا بآبائكم (الحديث 6647) تعليقاً . واخرجه مسلم في الايمان، باب النهي عن الحلف بغير الله تعالى (الحديث 2م) و اخرجه الترمذي في النذور و الايمان، باب ما جاء في كراهية الحلف بغير الله (الحديث 1533) . تحفة الاشراف (6818) .

عَنْ اَبِيهِ اَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُمَرَ مَرَّةً وَهُوَ يَقُولُ وَاَبِيْ وَاَبِيْ ۔ فَقَالَ "اِنَّ اللّٰهَ يَنْهَاكُمْ اَنْ تَحْلِفُوا بِاٰبَائِكُمْ" ۔ فَوَاللّٰهِ مَا حَلَفْتُ بِهَا بَعْدُ ذَاكِرًا وَّلَا اٰثِرًا ۔

★★ سالم اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا: میرے باپ کی قسم' میرے باپ کی قسم!

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس بات سے منع کر دیا ہے' تم اپنے آباؤ اجداد کے نام کی قسم اٹھاؤ''۔

(حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:) اللہ کی قسم! اس کے بعد میں نے کبھی بھی جان بوجھ کر' یا بھول کر آباؤ اجداد کی قسم نہیں اٹھائی۔

3776 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ وَسَعِيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ - وَاللَّفْظُ لَهُ - قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيهِ عَنْ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اِنَّ اللّٰهَ يَنْهَاكُمْ اَنْ تَحْلِفُوا بِاٰبَائِكُمْ" ۔ قَالَ عُمَرُ فَوَاللّٰهِ مَا حَلَفْتُ بِهَا بَعْدُ ذَاكِرًا وَّلَا اٰثِرًا ۔

★★ سالم اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کے حوالے سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی:

''اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس بات سے منع کیا ہے' تم اپنے آباؤ اجداد کے نام کی قسم اٹھاؤ''۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اللہ کی قسم! اس کے بعد میں نے کبھی بھی جان بوجھ کر' یا بھول کر' آباؤ اجداد کی قسم نہیں اٹھائی۔

3777 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيْدٍ قَالَ اَنْبَاَنَا مُحَمَّدٌ - وَهُوَ ابْنُ حَرْبٍ - عَنِ الزُّبَيْدِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيهِ اَنَّهُ اَخْبَرَهُ عَنْ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اِنَّ اللّٰهَ يَنْهَاكُمْ اَنْ تَحْلِفُوا بِاٰبَائِكُمْ" ۔ قَالَ عُمَرُ فَوَاللّٰهِ مَا حَلَفْتُ بِهَا بَعْدُ ذَاكِرًا وَّلَا اٰثِرًا ۔

★★ سالم اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس بات سے منع کیا ہے' تم اپنے آباؤ اجداد کے نام کی قسم اٹھاؤ''۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اللہ کی قسم! اس کے بعد میں نے کبھی بھی جان بوجھ کر یا بھول کر آباؤ اجداد کے نام کی قسم نہیں اٹھائی۔

3776-اخرجه البخاري في الايمان النذور، باب لا تحلفوا بآبائكم (الحديث 6647) واخرجه مسلم في الايمان، باب النهي عن الحلف بغير الله تعالى (الحديث 1 و 2) واخرجه ابو داؤد في الايمان النذور، باب في كراهية الحلف بالآباء (الحديث 3250) . واخرجه النسائي في الايمان و النذور، الحلف بالآباء (الحديث 3777) . واخرجه ابن ماجه في الكفارات، باب النهي ان يحلف بغير الله (الحديث 2094) . تحفة الاشراف (10518) .

3777-تقدم في الايمان و النذور، الحلف بالاباء (الحديث 3776) .

باب الْحَلِفِ بِالْاُمَّهَاتِ .

یہ باب ماؤں کے نام کی قسم اُٹھانے کے بیان میں ہے

3778 - اَخْبَرَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِىْ قَالَ حَدَّثَنَا عَوْفٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا تَحْلِفُوْا بِآبَائِكُمْ وَلَا بِاُمَّهَاتِكُمْ وَلَا بِالْاَنْدَادِ وَلَا تَحْلِفُوْا اِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا تَحْلِفُوْا اِلَّا وَاَنْتُمْ صَادِقُوْنَ" .

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''اپنے آباؤ اجداد، یا ماؤں کے نام کی قسم نہ اُٹھاؤ، اور نہ ہی بتوں کے نام کی قسم اُٹھاؤ' تم صرف اللہ کے نام کی قسم اُٹھاؤ اور وہ قسم اُٹھاؤ، جس میں تم سچے ہو''۔

باب الْحَلِفِ بِمِلَّةٍ سِوَى الْإِسْلَامِ .

اسلام کے علاوہ کسی اور دین کی قسم اُٹھانا

3779 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِىْ عَدِيٍّ عَنْ خَالِدٍ ح وَاَنْبَاَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بَزِيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ اَبِىْ قِلَابَةَ عَنْ ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ حَلَفَ بِمِلَّةٍ سِوَى الْإِسْلَامِ كَاذِبًا فَهُوَ كَمَا قَالَ" . قَالَ قُتَيْبَةُ فِىْ حَدِيْثِهٖ مُتَعَمِّدًا وَقَالَ يَزِيْدُ "كَاذِبًا فَهُوَ كَمَا قَالَ وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهٗ بِشَىْءٍ عَذَّبَهُ اللّٰهُ بِهٖ فِىْ نَارِ جَهَنَّمَ" .

★★ حضرت ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''جو شخص اسلام کے علاوہ کسی اور دین کی جھوٹی قسم اُٹھائے گا' تو وہ شخص ویسا ہی ہو جائے گا جیسا اس نے کہا ہے''۔

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:

''جان بوجھ کر''۔

3778-اخرجه ابو داؤد في الايمان و النذور، باب في كراهية الحلف بالآباء (الحديث 3248) . تحفة الاشراف (14483) .

3779-اخرجه البخاري في الجنائز، باب ما جاء في قاتل النفس (الحديث 1363)، و في الادب، باب ما ينهى عن السباب و اللعن (الحديث 6047) مطولاً، و باب من اكفر اخاه بغير تاويل فهو كما قال (الحديث 6105) مطولاً، و في الايمان و النذور، باب من حلف بملة سوى ملة الاسلام (الحديث 6652) مطولاً . و اخرجه مسلم في الايمان، باب غلظ تحريم قتل الانسان نفسه و ان من قتل نفسه بشيء عذب به في النار و انه لا يدخل الجنة الا نفس مسلمة (الحديث 176 و 177) . واخرجه ابو داؤد في الايمان و النذور، باب ما جاء في الحلف بالبراءة و بملة غير الاسلام (الحديث 3257) . واخرجه الترمذي في النذور و الايمان، باب ما جاء في كراهية الحلف بغير ملة الاسلام (الحديث 1543) مختصراً . و اخرجه النسائي في الايمان و النذور، الحلف بملة سوى الاسلام (الحديث 3780)، و النذر فيما لا يملك (الحديث 3822) مطولاً . واخرجه ابن ماجه في الكفارات، باب من حلف بملة غير الاسلام (الحديث 2098) والحديث عند: الترمذي في النذور و الايمان، باب ما جاء لا نذر فيما لا يملك ابن آدم (الحديث 1527) . تحفة الاشراف (2062) .

یزید نامی راوی نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں: ''جو جھوٹی قسم اُٹھائے گا' تو وہ ویسا ہی ہوگا' جیسے اس نے کہا ہے، اور جو شخص کسی چیز کے ذریعے خودکشی کرے گا' تو اللہ تعالیٰ جہنم کی آگ میں اُسے اُسی چیز کے ذریعے عذاب دے گا''۔

3780 - اَخْبَرَنِیْ مَحْمُوْدُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَمْرٍو عَنْ يَحْيٰى اَنَّهٗ حَدَّثَهٗ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبُوْ قِلَابَةَ قَالَ حَدَّثَنِیْ ثَابِتُ بْنُ الضَّحَّاكِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ''مَنْ حَلَفَ بِمِلَّةٍ سِوَى الْاِسْلَامِ كَاذِبًا فَهُوَ كَمَا قَالَ وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهٗ بِشَیْءٍ عُذِّبَ بِهٖ فِی الْاٰخِرَةِ''۔

☆☆ حضرت ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''جو شخص اسلام کے علاوہ کسی اور دین کی جھوٹی قسم اُٹھائے' تو وہ ویسا ہی ہوگا' جیسے اس نے کہا ہے' جو شخص کسی چیز کے ذریعے خودکشی کرے گا' اُسے آخرت میں اُسی چیز کے ذریعے عذاب دیا جائے گا''۔

باب الْحَلِفِ بِالْبَرَائَةِ مِنَ الْاِسْلَامِ۔

اسلام سے بری ہونے کی قسم اُٹھانا

3781 - اَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوْسٰى عَنْ حُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ''مَنْ قَالَ اِنِّیْ بَرِیْءٌ مِّنَ الْاِسْلَامِ فَاِنْ كَانَ كَاذِبًا فَهُوَ كَمَا قَالَ وَاِنْ كَانَ صَادِقًا لَّمْ يَعُدْ اِلَى الْاِسْلَامِ سَالِمًا''۔

☆☆ عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ اپنے والد کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''جو شخص یہ کہتا ہے: میں اسلام سے بری ہوں' تو اگر وہ جھوٹا بھی ہو' تو وہ ویسا ہی ہوگا' جیسے اس نے کہہ دیا ہے، اور اگر وہ سچا ہو' تو پھر وہ سلامتی کے ساتھ اسلام کی طرف واپس نہیں آئے گا''۔

باب الْحَلِفِ بِالْكَعْبَةِ۔

کعبہ کی قسم اُٹھانا

3782 - اَخْبَرَنَا يُوْسُفُ بْنُ عِيْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ عَنْ مَعْبَدِ بْنِ خَالِدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ قُتَيْلَةَ - امْرَاَةٍ مِّنْ جُهَيْنَةَ - اَنَّ يَهُوْدِيًّا اَتَى النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّكُمْ تُنَدِّدُوْنَ وَاِنَّكُمْ تُشْرِكُوْنَ تَقُوْلُوْنَ مَا شَآءَ اللّٰهُ وَشِئْتَ وَتَقُوْلُوْنَ وَالْكَعْبَةِ ۔ فَاَمَرَهُمُ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَرَادُوْا اَنْ يَّحْلِفُوْا اَنْ يَّقُوْلُوْا ''وَرَبِّ الْكَعْبَةِ'' ۔ وَيَقُوْلُوْنَ ''مَا شَآءَ اللّٰهُ ثُمَّ شِئْتَ''۔

3780-تقدم في الايمان و النذور، الحلف بالاباء (الحديث 3779) .

3781-اخرجه ابو داؤد في الايمان و النذور، باب ما جاء في الحلف بالبراءة و بملة غير الاسلام (الحديث 3258) . و اخرجه ابن ماجه في الكفارات، باب من حلف بملة غير الاسلام (الحديث 2100) تحفة الاشراف (1959) .

3782-اخرجه النسائي في عمل اليوم و الليلة، النهي ان يقال ما شاء الله وشاء فلان (الحديث 986 و 987) . تحفة الاشراف (18046) .

☆☆ عبداللہ بن یسار، جہینہ قبیلے سے تعلق رکھنے والی ایک خاتون سیدہ قتیلہ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں:

ایک یہودی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور بولا: آپ لوگ (دوسروں کو) اللہ کا شریک ٹھہراتے ہیں اور آپ لوگ شرک کا ارتکاب کرتے ہیں' آپ لوگ یہ کہتے ہیں' جو اللہ نے چاہا' جو تم نے چاہا' اسی طرح آپ لوگ کہتے ہیں' کعبہ کی قسم!

(راوی کہتے ہیں:) تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو یہ حکم دیا' جب وہ قسم اُٹھانے لگیں' تو یہ کہیں: ربِ کعبہ کی قسم! اور وہ یہ کہیں: جو اللہ چاہے' پھر اس کے بعد جو تمہاری مرضی ہو۔

باب الْحَلِفِ بِالطَّوَاغِيتِ .

بتوں کے نام کی قسم اُٹھانا

3793 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ قَالَ اَنْبَاَنَا هِشَامٌ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا تَحْلِفُوا بِآبَائِكُمْ وَلَا بِالطَّوَاغِيتِ" .

☆☆ حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''اپنے آباؤ اجداد اور بتوں کے نام کی قسم نہ اُٹھاؤ''۔

شرح

ایام جاہلیت میں عام طور پر لوگ بتوں اور باپوں کی قسم کھایا کرتے تھے، چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو قبولیت اسلام کے بعد اس سے منع فرمایا تا کہ وہ اس بارے میں احتیاط رکھیں اور قدیم عادت کی بنا پر اس طرح کی قسمیں ان کی زبان پر نہ چڑھیں۔

حضرت ابوہریرہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص قسم کھائے اور اپنی قسم میں یہ الفاظ ادا کرے "میں لات وعزیٰ کی قسم کھاتا ہوں تو اسے چاہیے کہ وہ لا الہ الا اللہ کہے۔ اور جو شخص اپنے کسی دوست سے یہ کہے کہ آؤ ہم دونوں جوا کھیلیں تو اس کو چاہیے کہ وہ صدقہ وخیرات کرے۔ " (بخاری ومسلم)

" وہ لا الہ الا اللہ کہے " کا مطلب یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے توبہ واستغفار کرے۔ اس حکم کے دو معنی ہیں ایک تو یہ کہ اگر لات وعزیٰ کے نام کسی نومسلم کی زبان سے سہواً نکل جائیں تو اس کے کفارہ کے طور پر کلمہ پڑھے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

آیت (فان الحسنات یذھبن السیات .) "بلاشبہ نیکیاں، برائیوں کو دور کر دیتی ہیں۔ "

پس اس صورت میں غفلت وسہو سے توبہ ہو جائے گی۔ دوسرے معنی یہ ہیں کہ اگر ان کی زبان سے لات وعزیٰ کے نام ان بتوں کی تعظیم کے قصد سے نکلے ہوں گے تو یہ صراحتاً ارتداد اور کفر ہے لہٰذا اس کے لیے ضروری ہوگا کہ وہ تجدید ایمان کے لئے کلمہ پڑھے اس صورت میں معصیت سے توبہ ہوگی۔

3783-اخرجہ مسلم فی الایمان، باب من حلف باللات و العزی فلیقل: لا الہ الا اللہ (الحدیث 6) . واخرجہ ابن ماجہ فی الکفارات، باب النھی ان یحلف بغیر اللہ (الحدیث 2095) . تحفۃ الاشراف (9697) .

"صدقہ وخیرات کرے" کا مطلب یہ ہے کہ اس نے اپنے دوست کو جوا کھیلنے کی دعوت دے کر چونکہ ایک بڑی برائی کی ترغیب دی ہے، لہٰذا اس کے کفارہ کے طور پر وہ اپنے مال میں سے کچھ حصہ خدا کی راہ میں خرچ کرے۔ بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ اس نے جس مال کے ذریعہ جوا کھیلنے کا ارادہ کیا تھا اسی مال کو صدقہ وخیرات کر دے! اس سے معلوم ہوا کہ جب محض جوا کھیلنے کی دعوت دینے کا کفارہ یہ ہے کہ صدقہ وخیرات کرنے چاہیے تو یہ شخص واقعتاً کھیلے گا تو اس کا کیا حشر ہوگا۔

باب الْحَلِفِ بِاللَّاتِ .

باب: "لات" کی قسم اُٹھانا

3784 - اَخْبَرَنَا كَثِيْرُ بْنُ عُبَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ عَنِ الزُّبَيْدِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ حَلَفَ مِنْكُمْ فَقَالَ بِاللَّاتِ فَلْيَقُلْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَمَنْ قَالَ لِصَاحِبِهٖ تَعَالَ اُقَامِرْكَ فَلْيَتَصَدَّقْ" .

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

"تم میں سے جس شخص نے قسم اُٹھاتے وقت یہ کہا: لات کی قسم! تو اُسے کلمہ پڑھ لینا چاہیے اور جس شخص نے اپنے ساتھی سے یہ کہا: آؤ! تاکہ میں تمہارے ساتھ جوا کھیلوں تو اسے صدقہ کرنا چاہیے"۔

باب الْحَلِفِ بِاللَّاتِ وَالْعُزّٰى .

لات وعزیٰ کی قسم اُٹھانا

3785 - اَخْبَرَنَا اَبُوْ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اِسْحَاقَ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ كُنَّا نَذْكُرُ بَعْضَ الْاَمْرِ وَاَنَا حَدِيْثُ عَهْدٍ بِالْجَاهِلِيَّةِ فَحَلَفْتُ بِاللَّاتِ وَالْعُزّٰى فَقَالَ لِيْ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِئْسَ مَا قُلْتَ ائْتِ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبِرْهُ فَاِنَّا لَا نَرَاكَ اِلَّا قَدْ كَفَرْتَ فَاَتَيْتُهٗ فَاَخْبَرْتُهٗ فَقَالَ لِيْ "قُلْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَّتَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَّاتْفُلْ عَنْ يَّسَارِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَّلَا تَعُدْ لَهٗ" .

3784-اخرجه البخاري في التفسير، باب (افرايتم اللات و العزى) (الحديث 4860)، و في الادب، باب منلم يرا كفار من قال ذلك متاولاً او جاهلاً (الحديث 2107)، و في الاستئذان، باب كل لهو باطل اذا شغله عن طاعة الله و من قال لصاحبه: تعال اقامرك (الحديث 6301)، و في الايمان او النذور، باب لا يحلف باللات والعزى ولا بالطواغيت (الحديث 6650) . واخرجه مسلم في الايمان، باب من حلف باللات و العزى فليقل: لا اله الا الله (الحديث 5) . واخرجه ابو داؤد في الايمان و النذور، باب الحلف بالانداد (الحديث 3247) واخرجه الترمذي في النذور و الايمان، باب . 17 . (الحديث 1545) . واخرجه النسائي في عمل اليوم و الليلة، ما يقول من حلف باللات و العزى (الحديث 991 و 992) واخرجه ابن ماجه في الكفارات، باب النهي ان يحلف بغير الله (الحديث 2096) مختصراً . تحفة الاشراف (12276) .

3785-اخرجه النسائي في الايمان و النذور، الحلف باللات و العزى (الحديث 3786)، و في عمل اليوم و الليلة، ما يقول من حلف باللات و العزى (الحديث 989) و اخرجه ابن ماجه في الكفارات، باب النهي ان يحلف بغير الله (الحديث 2097) . تحفة الاشراف (3938) .

★★ مصعب بن سعد اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ایک مرتبہ ہم کسی بات کا تذکرہ کر رہے تھے ہم اس وقت زمانہ جاہلیت کے قریب تھے تو میں نے لات اور عزیٰ کی قسم اٹھائی، تو نبی اکرم ﷺ کے اصحاب نے مجھ سے فرمایا: تم نے بہت غلط بات کی ہے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں جاؤ اور انہیں اس بارے میں بتاؤ، کیونکہ ہم یہ سمجھتے ہیں تم نے کفر کا ارتکاب کیا ہے، تو میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے آپ ﷺ کو اس بارے میں بتایا، تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم یہ پڑھو:

''اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے وہی ایک معبود ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے''۔

اسے تین مرتبہ پڑھو پھر تین مرتبہ شیطان سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو پھر اپنے بائیں طرف تین مرتبہ تھوک دو اور دوبارہ یہ کلمات استعمال نہ کرنا۔

3786 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَخْلَدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ اَبِي اِسْحَاقَ عَنْ اَبِيهِ قَالَ حَدَّثَنِي مُصْعَبُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ اَبِيهِ قَالَ حَلَفْتُ بِاللَّاتِ وَالْعُزّٰى فَقَالَ لِي اَصْحَابِي بِئْسَ مَا قُلْتَ قُلْتَ هُجْرًا . فَاَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ "قُلْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ وَانْفُثْ عَنْ يَسَارِكَ ثَلَاثًا وَتَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ ثُمَّ لَا تَعُدْ" .

★★ مصعب بن سعد اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے لات اور عزیٰ کی قسم اٹھائی، تو میرے ساتھیوں نے مجھے کہا کہ تم نے غلط کہا ہے تم نے ایک ایسی بات کہی ہے جو ممنوع ہے تو میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ کے سامنے اس بات کا تذکرہ کیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم یہ پڑھو:

''اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے وہی ایک معبود ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے بادشاہی اُسی کے لیے مخصوص ہے حمد اُسی کے لیے مخصوص ہے اور وہ ہر شے پر قدرت رکھتا ہے''۔

پھر تم تین مرتبہ اپنے بائیں طرف تھوک دو، اور شیطان سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگ لو پھر دوبارہ ایسا نہ کرنا۔

باب اِبْرَارِ الْقَسَمِ .

یہ باب قسم کو پورا کرنے کے بیان میں ہے

3787 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْاَشْعَثِ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ سُوَيْدِ بْنِ مُقَرِّنٍ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ اَمَرَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَبْعٍ اَمَرَنَا بِاتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ وَعِيَادَةِ الْمَرِيضِ وَتَشْمِيتِ الْعَاطِسِ وَاِجَابَةِ الدَّاعِي وَنَصْرِ الْمَظْلُومِ وَاِبْرَارِ الْقَسَمِ وَرَدِّ السَّلَامِ .

★★ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ہمیں سات باتوں کا حکم دیا تھا۔ آپ ﷺ نے

3786-تقدم (الحديث 3785) .

3787-تقدم (الحديث 1938) .

ہمیں جنازوں کے ساتھ جانے' بیماروں کی عیادت کرنے' چھینکنے والے کو جواب دینے' دعوت قبول کرنے' مظلوم کی مدد کرنے' قسم پوری کرنے اور سلام کا جواب دینے کا حکم دیا تھا۔

باب مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنٍ فَرَاَى غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا .

جو شخص کوئی قسم اُٹھائے اور پھر اس کے برعکس صورتِ حال کو اُس سے بہتر سمجھے (اُسے کیا کرنا چاہیے؟)

3788 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عَدِيٍّ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ اَبِي السَّلِيْلِ عَنْ زَهْدَمٍ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَا عَلَى الْاَرْضِ يَمِيْنٌ اَحْلِفُ عَلَيْهَا فَاَرٰى غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا اِلَّا اَتَيْتُهُ".

☆☆ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''روئے زمین پر میں جو بھی قسم اُٹھاؤں گا اور پھر اس کے برعکس صورتِ حال کو اس سے بہتر سمجھوں گا' تو میں وہ کام کروں گا (جو زیادہ بہتر ہے)''۔

باب الْكَفَّارَةِ قَبْلَ الْحِنْثِ .

یہ باب قسم توڑنے سے پہلے کفارہ دینے کے بیان میں ہے

3789 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ غَيْلَانَ بْنِ جَرِيْرٍ عَنْ اَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ قَالَ اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ رَهْطٍ مِّنَ الْاَشْعَرِيِّيْنَ نَسْتَحْمِلُهُ فَقَالَ "وَاللّٰهِ لَا اَحْمِلُكُمْ وَمَا

3788-اخرجه البخاري في فرض الخمس ، باب : و من الدليل على ان الخمس لنوائب المسلمين ما سال هوازن النبي صلى الله عليه وسلم برضاعه فيهم فتحلل من المسلمين (الحديث 3133) مطولًا، و في المغازي ، باب قدوم الاشعريين و اهل اليمن (الحديث 4385) مطولًا، و في الذبائح و الصيد، باب لحم الدجاج الحديث (5517 و 5518)، وفي الايمان و النذور، باب لا تحلفو ابابائكم (الحديث 6649) مطولًا، وباب اليمين فيما لا يملك وفي المعصية و في الغضب (الحديث 6680)، و في كفارات الايمان، باب الكفارة قبل الحنث و بعده (الحديث 6721) مطولًا، و في التوحيد باب قول الله تعالى (والله خلقكم و ما تعملون) (انا كل شيء خلقناه بقدر) (الحديث 7555) مطولًا . واخرجه مسلم في الايمان باب ندب من حلف يمينًا فراى غيرها خيرًا منها ان ياتي الذي هو خير و يكفر عن يمينه (الحديث 9 و 10) مطولًا . واخرجه الترمذي في الشمائل، باب ما جاء في ادام رسول الله صلى الله عليه وسلم (الحديث 146 و 147 بمعناه) و اخرجه النسائي في الصيد و الذبائح، باب اباحة اكل لحوم الدجاج (الحديث 4357 و 4358) و الحديث عند: البخاري في الذبائح و الصيد، باب لحم الدجاج (الحديث 5517) . والترمذي في الاطعمة، باب ما جاء في اكل الدجاج (الحديث 1826 و 1827) و في الشمائل، باب ما جاء في ادام رسول الله صلى الله عليه وسلم (الحديث 148) . و النسائي في الصيد و الذبائح، باب اباحة اكل لحوم الدجاج (4358) . تحفة الاشراف (8990) .

3789-اخرجه البخاري في الايمان و النذور، باب قول الله تعالى (لا يواخذكم الله في ايمانكم و لكن يواخذكم بما عقدتم الايمان فكفارته اطعام عشرة مساكين من اوسط ما تطعمون اهليكم اوكسوتهم او تحرير رقبة فمن لم يجد فصيام ثلاثة ايام ذلك كفارة ايمانكم اذا حلفتم و احفظوا ايمانكم كذلك يبين الله لكم اياته لعلكم تشكرون) (الحديث 6623)، و في كفارات الايمان، باب الاستثناء في اليمين (الحديث 6718) . واخرجه مسلم في الايمان، باب ندب من حلف يمينًا فراى غيرها خيرًا منها ان ياتي الذي هو خير و يكفر عن يمينه (الحديث 7) . واخرجه ابو داؤد في الايمان و النذور، باب الرجل يكفر قبل ان يحنث (الحديث 3276) مختصراً . و اخرجه ابن ماجه في الكفارات، باب من حلف على يمين فراى غيرها خيرًا منها (الحديث 2107) . تحفة الاشراف (9122) .

عِنْدِیْ مَا اَحْمِلُكُمْ" . ثُمَّ لَبِثْنَا مَا شَاءَ اللّٰهُ فَاُتِیَ بِاِبِلٍ فَاَمَرَ لَنَا بِثَلاثِ ذَوْدٍ فَلَمَّا انْطَلَقْنَا قَالَ بَعْضُنَا لِبَعْضٍ لَا يُبَارِكُ اللّٰهُ لَنَا اَتَيْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَسْتَحْمِلُهُ فَحَلَفَ اَنْ لَا يَحْمِلَنَا . قَالَ اَبُوْ مُوْسٰى فَاَتَيْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْنَا ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ "مَا اَنَا حَمَلْتُكُمْ بَلِ اللّٰهُ حَمَلَكُمْ اِنِّیْ وَاللّٰهِ لَا اَحْلِفُ عَلٰى يَمِيْنٍ فَاَرٰى غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا اِلَّا كَفَّرْتُ عَنْ يَمِيْنِیْ وَاَتَيْتُ الَّذِیْ هُوَ خَيْرٌ" .

☆☆ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں اشعر قبیلے کے چند افراد کے ساتھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا' تا کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سواری کے لیے جانور مانگیں' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اللہ کی قسم! میں تمہیں سواری فراہم نہیں کروں گا اور میرے پاس تمہیں سواری کے طور پر فراہم کرنے کے لیے (اونٹ بھی نہیں ہیں)۔

(راوی کہتے ہیں:) پھر جب تک اللہ کو منظور تھا، ہم ویسے ہی ٹھہرے رہے' پھر کچھ اونٹ لائے گئے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے تحت ہمیں تین اونٹ دیئے گئے تھے' جب ہم روانہ ہونے لگے تو ہم میں سے ایک شخص نے دوسروں سے کہا:

اللہ تعالیٰ ہمارے لیے (ان اونٹوں میں) برکت نہیں رکھے گا۔ ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے' ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سواری کے جانور مانگے تھے' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ قسم اُٹھائی تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں سواری کے جانور فراہم نہیں کریں گے۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس بات کا تذکرہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"یہ میں نے تمہیں فراہم نہیں کیے ہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں عطاء کیے ہیں' اللہ کی قسم! میں جب بھی قسم اُٹھاؤں گا اور اس سے برعکس صورتِ حال کو اس سے بہتر سمجھوں گا' تو میں اپنی قسم کا کفارہ دے دوں گا، اور وہ کام کروں گا' جو زیادہ بہتر ہوگا"۔

3790 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِیٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ الْاَخْنَسِ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنٍ فَرَاٰى غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا فَلْيُكَفِّرْ عَنْ يَمِيْنِهٖ وَلْيَاْتِ الَّذِیْ هُوَ خَيْرٌ" .

☆☆ عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا (حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

"جو شخص کوئی قسم اُٹھائے اور اس کے برعکس صورتِ حال کو اس سے زیادہ بہتر سمجھے، تو وہ اپنی قسم کا کفارہ دے دے اور وہ کام کرے جو زیادہ بہتر ہے"۔

3791 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ

3790-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (8757) .

سَمُرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اِذَا حَلَفَ اَحَدُكُمْ عَلٰى يَمِيْنٍ فَرَاٰى غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا فَلْيُكَفِّرْ عَنْ يَمِيْنِهٖ وَلْيَنْظُرِ الَّذِىْ هُوَ خَيْرٌ فَلْيَاْتِهٖ".

★★ حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''جب کوئی شخص کوئی قسم اُٹھائے اور اس سے برعکس صورتِ حال کو زیادہ بہتر دیکھے، تو وہ اپنی قسم کا کفارہ دے دے اور اس بات کا جائزہ لے کہ کیا کام زیادہ بہتر ہے' پھر وہ کام کرلے''۔

3792 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا عَفَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ قَالَ سَمِعْتُ الْحَسَنَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِذَا حَلَفْتَ عَلٰى يَمِيْنٍ فَكَفِّرْ عَنْ يَمِيْنِكَ ثُمَّ ائْتِ الَّذِىْ هُوَ خَيْرٌ".

★★ حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''جب تم کوئی قسم اُٹھاؤ، تو پھر اس کا کفارہ دے دو اور وہ کام کرو جو زیادہ بہتر ہے''۔

3793 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى الْقُطَعِىُّ عَنْ عَبْدِ الْاَعْلٰى وَذَكَرَ كَلِمَةً مَعْنَاهَا حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اِذَا حَلَفْتَ عَلٰى يَمِيْنٍ فَرَاَيْتَ غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا فَكَفِّرْ عَنْ يَمِيْنِكَ وَائْتِ الَّذِىْ هُوَ خَيْرٌ".

★★ حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''جب تم کوئی قسم اُٹھاؤ اور پھر اس کے علاوہ صورتِ حال کو اس سے زیادہ بہتر سمجھو، تو اپنی قسم کا کفارہ دے دو اور وہ کام کرو جو زیادہ بہتر ہو''۔

3791-اخرجه البخاري في الايمان و النذور، باب قول الله تعالىٰ: (لا يؤاخذكم الله باللغو في ايمانكم و لكن يؤاخذكم بما عقدتم الايمان فكفارته اطعام عشرة مساكين من اوسط ما تطعمون اهليكم او كسوتهم او تحرير رقبة فمن لم يجد فصيام ثلاثة ايام ذلك كفارة ايمانكم اذا حلفتم و احفظوا ايمانكم كذالك يبين الله لكم آياته لعلكم تشكرون) (الحديث 6622) مطولاً، و في كفارات الايمان، باب الكفارة قبل الحنث و بعده (الحديث 6722) مطولاً، و في الاحكام، باب من لم يسال الامارة اعانه الله عليها (الحديث 7146) مطولاً، و باب من سال الامارة و كل اليها (الحديث 7147) . واخرجه مسلم في الايمان، باب ندب من حلف يميناً فراى غيرها خيرا منها ان ياتي الذي هو خير و يكفر عن يمينه (الحديث 19) مطولاً . واخرجه ابو داؤد في الايمان و النذور، باب الرجل يكفر قبل ان يحنث (الحديث 3277 و 3278) . واخرجه الترمذي في النذور و الايمان، باب ما جاء فيمن حلف على يمين فراى غيرها خيرًا منها (الحديث 1529) مطولاً . واخرجه النسائي في الايمان و النذور، الكفارة قبل الحنث (الحديث 3792 و 3793)، و الكفارة بعد الحنث (الحديث 3798 و 3799 و 3400) و الحديث عند: مسلم في الامارة، باب النهي عن طلب الامارة و الحرص عليها (الحديث 13) وابي داؤد في الخراج و الامارة و الفيء، باب ما جاء في طلب الامارة (الحديث 2929) و النسائي في آداب القضاة، النهي عن مسالة الامارة (الحديث 5399) تحفة الاشراف (9695) .

3792-تقدم (الحديث 3791) .

3793-تقدم (الحديث 3791) .

باب الْكَفَّارَةِ بَعْدَ الْحِنْثِ .

یہ باب قسم توڑنے کے بعد کفارہ ادا کرنے کے بیان میں ہے

3794 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو مَوْلَى الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ يُحَدِّثُ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنٍ فَرَاٰى غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا فَلْيَاْتِ الَّذِیْ هُوَ خَيْرٌ وَّلْيُكَفِّرْ عَنْ يَمِيْنِهٖ" .

☆☆ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''جو شخص کوئی قسم اُٹھائے اور اس کے علاوہ صورت حال کو اس سے زیادہ بہتر سمجھے تو اُسے وہ کام کرنا چاہیے جو زیادہ بہتر ہو اور اپنی قسم کا کفارہ دے دینا چاہیے''۔

3795 - اَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ اَبِیْ بَكْرِ بْنِ عَيَّاشٍ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ رُفَيْعٍ عَنْ تَمِيْمِ بْنِ طَرَفَةَ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنٍ فَرَاٰى غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا فَلْيَدَعْ يَمِيْنَهٗ وَلْيَاْتِ الَّذِیْ هُوَ خَيْرٌ وَّلْيُكَفِّرْهَا" .

☆☆ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''جو شخص کوئی قسم اُٹھائے اور اس کے علاوہ صورت حال کو اس سے زیادہ بہتر سمجھے تو اُسے اپنی قسم کو ترک کر دینا چاہیے اور وہ کام کرنا چاہیے جو زیادہ بہتر ہے اور اس کا کفارہ دے دینا چاہیے''۔

3796 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَزِيْدَ قَالَ حَدَّثَنَا بَهْزُ بْنُ اَسَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ رُفَيْعٍ قَالَ سَمِعْتُ تَمِيْمَ بْنَ طَرَفَةَ يُحَدِّثُ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنٍ فَرَاٰى خَيْرًا مِّنْهَا فَلْيَاْتِ الَّذِیْ هُوَ خَيْرٌ وَّلْيَتْرُكْ يَمِيْنَهٗ" .

☆☆ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''جو شخص کوئی قسم اُٹھائے اور پھر کسی چیز کو اس سے زیادہ بہتر سمجھے، تو وہ کام کرے جو زیادہ بہتر ہے اور اپنی قسم کو چھوڑ دے''۔

3797 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ عَنْ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الزَّعْرَاءِ عَنْ عَمِّهٖ اَبِی الْاَحْوَصِ عَنْ اَبِيْهِ

3794-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (9871) .

3795-اخرجه مسلم في الايمان، باب ندب من حلف يميناً فرای غيرها خيرًا منها ان ياتي الذي هو خير و يكفر عن يمينه (الحديث 15 و 16 و 17 و 18) . واخرجه النسائي في الايمان النذور، الكفار بعد الحنث (الحديث 3796) و اخرجه ابن ماجه في الكفارات، باب من حلف على يمين فرای غيرها خيرًا منها (الحديث 2108) تحفة الاشراف (9851) .

3796-تقدم (الحديث 3795) .

3797-اخرجه ابن ماجه في الكفارات، باب من حلف على يمين فرای غيرها خيرًا منها (الحديث 2109) مختصراً . تحفة الاشراف (11204) .

قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ ابْنَ عَمٍّ لِيْ اٰتِيْهِ اَسْاَلُهُ فَلَا يُعْطِيْنِيْ وَلَا يَصِلُنِيْ ثُمَّ يَحْتَاجُ اِلَيَّ فَيَاْتِيْنِيْ فَيَسْاَلُنِيْ وَقَدْ حَلَفْتُ اَنْ لَا اُعْطِيَهُ وَلَا اَصِلَهُ فَاَمَرَنِيْ اَنْ اٰتِيَ الَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ وَّاُكَفِّرَ عَنْ يَّمِيْنِيْ۔

★★ ابواحوص اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ نے میرے چچازاد بھائی کو ملاحظہ فرمایا ہے میں اس کے پاس آیا اور میں نے اس سے کوئی چیز مانگی تو اس نے وہ چیز مجھے نہیں دی اور اس نے میرے ساتھ صلہ رحمی نہیں کی پھر اُسے مجھ سے کوئی کام پڑا وہ میرے پاس آیا اس نے مجھ سے ایک چیز مانگی تو میں نے قسم اُٹھائی کہ میں وہ اُسے نہیں دوں گا میں بھی اس کے ساتھ صلہ رحمی نہیں کروں گا۔ (راوی کہتے ہیں:) تو نبی اکرم ﷺ نے مجھے ہدایت کی کہ میں وہ کام کروں جو زیادہ بہتر ہے اور اپنی قسم کا کفارہ دے دوں۔

3798 - اَخْبَرَنَا زِيَادُ بْنُ اَيُّوْبَ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ اَنْبَاَنَا مَنْصُوْرٌ وَّيُوْنُسُ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِذَا اٰلَيْتَ عَلٰى يَمِيْنٍ فَرَاَيْتَ غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا فَاْتِ الَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ وَّكَفِّرْ عَنْ يَّمِيْنِكَ"۔

★★ حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے فرمایا:

''جب تم کوئی قسم اُٹھاؤ اور اس کے علاوہ کام کو اس سے زیادہ بہتر سمجھو، تو وہ کام کرو جو زیادہ بہتر ہے، اور اپنی قسم کا کفارہ دے دو''۔

3799 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ يَعْنِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِذَا حَلَفْتَ عَلٰى يَمِيْنٍ فَرَاَيْتَ غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا فَاْتِ الَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ مِّنْهَا وَكَفِّرْ عَنْ يَّمِيْنِكَ"۔

★★ حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جب تم کوئی قسم اُٹھاؤ اور اس کے علاوہ کام کو اس سے زیادہ بہتر سمجھو، تو وہ کام کرو، جو زیادہ بہتر ہے، اور اپنی قسم کا کفارہ دے دو''۔

3800 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ فِيْ حَدِيْثِهٖ عَنْ جَرِيْرٍ عَنْ مَّنْصُوْرٍ عَنِ الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَمُرَةَ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِذَا حَلَفْتَ عَلٰى يَمِيْنٍ فَرَاَيْتَ غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا فَاْتِ الَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ وَّكَفِّرْ عَنْ يَّمِيْنِكَ"۔

★★ حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے فرمایا:

''جب تم کوئی قسم اُٹھاؤ اور اس کے علاوہ کام کو اس سے زیادہ بہتر سمجھو، تو وہ کام کرو جو زیادہ بہتر ہے اور اپنی قسم کا کفارہ

3798-تقدم (الحديث 3791) .

3799-تقدم (الحديث 3791) .

3800-تقدم (الحديث 3791) .

دے دو"۔

بَابُ الْيَمِيْنِ فِيْمَا لَا يَمْلِكُ .

جو چیز آدمی کی ملکیت نہ ہو اس کے بارے میں قسم اُٹھانا

3801 - اَخْبَرَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ الْاَخْنَسِ قَالَ اَخْبَرَنِىْ عَمْرُو بْنُ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا نَذْرَ وَلَا يَمِيْنَ فِيْمَا لَا تَمْلِكُ وَلَا فِىْ مَعْصِيَةٍ وَّلَا قَطِيْعَةِ رَحِمٍ" .

★★ عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''اس چیز کے بارے میں کوئی نذر یا کوئی قسم نہیں ہوتی، جو تمہاری ملکیت نہ ہو، اور معصیت کے بارے میں اور قطع رحمی کے بارے میں (کوئی نذر یا کوئی قسم نہیں ہوتی)''۔

بَابُ مَنْ حَلَفَ فَاسْتَثْنٰى .

یہ باب ہے کہ جو شخص کوئی قسم اُٹھائے اور پھر استثنا کر لے

3802 - اَخْبَرَنِىْ اَحْمَدُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا حِبَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ حَلَفَ فَاسْتَثْنٰى فَاِنْ شَآءَ مَضٰى وَاِنْ شَآءَ تَرَكَ غَيْرَ حَنِثٍ" .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''جو شخص قسم اُٹھانے کے بعد استثناء کر لے اگر وہ چاہے تو اس کام کو کرے اور اگر چاہے تو حانث ہوئے بغیر اس کام کو ترک کر دے''۔

بَابُ النِّيَّةِ فِى الْيَمِيْنِ .

یہ باب قسم میں نیت کرنے کے بیان میں ہے

3803 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَيَّانَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ مُّحَمَّدِ

3801-اخرجه ابو داؤد في الايمان النذور، باب اليمين في قطيعة الرحم (الحديث 3274) مطولاً . تحفة الاشراف (8754) .

3802-اخرجه ابو داؤد في الايمان والنذور، باب الاستثناء في اليمين (الحديث 3261 و 3262) و اخرجه الترمذي في النذور و الايمان، باب ما جاء في الاستثناء في اليمين (الحديث 1531) . واخرجه النسائي في الايمان و النذور، و الاستثناء (الحديث 3838 و 3839) . واخرجه ابن ماجه في الكفارات، باب الستثناء في اليمين (الحديث 2105 و 2106) . تحفة الاشراف (7517) .

3803-تقدم (الحديث 75) .

بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَقَّاصٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّةِ وَإِنَّمَا لِامْرِءٍ مَا نَوَى فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى اللّٰهِ وَرَسُولِهِ فَهِجْرَتُهُ إِلَى اللّٰهِ وَرَسُولِهِ وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ لِدُنْيَا يُصِيبُهَا أَوِ امْرَأَةٍ يَتَزَوَّجُهَا فَهِجْرَتُهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ".

☆☆ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''اعمال کا دارومدار نیت پر ہے' جس شخص نے جو نیت کی ہوگی، اسے اس کے مطابق اجر ملے گا' جس شخص کی ہجرت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہوگی' اس کی ہجرت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف شمار ہوگی' جس شخص کی ہجرت دنیا کو حاصل کرنے کے لیے ہوگی' یا کسی عورت کے ساتھ شادی کرنے کے لیے ہوگی' تو اس کی ہجرت اسی طرف شمار ہوگی' جس کی طرف (نیت کر کے) اس نے ہجرت کی تھی''۔

باب تَحْرِيمِ مَا أَحَلَّ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ .

باب: جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے حلال قرار دیا ہے (قسم اُٹھا کر) اُسے حرام قرار دینا

3804 - أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزَّعْفَرَانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ زَعَمَ عَطَاءٌ أَنَّهُ سَمِعَ عُبَيْدَ بْنَ عُمَيْرٍ يَقُولُ سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَزْعُمُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَمْكُثُ عِنْدَ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ فَيَشْرَبُ عِنْدَهَا عَسَلًا فَتَوَاصَيْتُ أَنَا وَحَفْصَةُ أَنَّ أَيَّتَنَا دَخَلَ عَلَيْهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلْتَقُلْ إِنِّي أَجِدُ مِنْكَ رِيحَ مَغَافِيرَ أَكَلْتَ مَغَافِيرَ فَدَخَلَ عَلَى إِحْدَاهُمَا فَقَالَتْ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ "لَا بَلْ شَرِبْتُ عَسَلًا عِنْدَ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ وَلَنْ أَعُودَ لَهُ". فَنَزَلَتْ (يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ) إِلَى (إِنْ تَتُوبَا إِلَى اللّٰهِ) عَائِشَةُ وَحَفْصَةُ (وَإِذْ أَسَرَّ النَّبِيُّ إِلَى بَعْضِ أَزْوَاجِهِ حَدِيثًا) لِقَوْلِهِ "بَلْ شَرِبْتُ عَسَلًا".

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے ہاں ٹھہرا کرتے تھے اور ان کے ہاں شہد پیا کرتے تھے' ایک مرتبہ میں نے اور حفصہ نے مل کر یہ طے کیا' ہم میں سے جس کے پاس بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائیں گے تو وہ یہ کہے گی: مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مغافیر کی بو محسوس ہو رہی ہے' کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مغافیر کھایا ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان دونوں خواتین میں سے ایک خاتون کے ہاں تشریف لے گئے' تو اس خاتون نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں یہی گزارش کی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: نہیں! بلکہ میں نے تو زینب بنت جحش کے ہاں شہد پیا ہے' اب میں وہ دوبارہ نہیں پیوں گا۔ تو اس بارے میں یہ آیت نازل ہوئی:

''اے نبی! تم اس چیز کو کیوں حرام قرار دے رہے ہو' جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے حلال قرار دی ہے''۔

یہ آیت یہاں تک ہے:

''اگر تم دونوں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں' توبہ کرو''۔

3804-تقدم (الحديث 3421) .

اس سے مراد سیدہ عائشہ اور سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا ہیں۔

(قرآن کے الفاظ ہیں:)

''جب نبی نے اپنی ایک زوجہ سے رازداری کی بات کہی''۔

اس سے مراد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ ہیں: میں نے شہد پیا ہے۔

شرح

۱-ابن سعد وعبد بن حمید والبخاری وابن المنذر وابن مردویہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے ہاں ٹھہرا کرتے تھے۔ اور اس کے پاس شہد پیا کرتے تھے۔ میں نے اور حفصہ رضی اللہ عنہا نے ایک دوسرے سے مشورہ کیا کہ ہم میں سے جس کے پاس بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائیں تو اس کو چاہیے کہ یوں کہے کہ مجھے آپ سے مغافیر کی بو آرہی ہے کیا آپ نے مغافیر کھایا ہے جب ان میں سے کسی ایک کے پاس آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو اس نے ایسے ہی کہہ دیا آپ نے فرمایا نہیں بلکہ میں نے زینب بنت جحش کے پاس شہد پیا ہے۔ اور اگر ایسا ہے تو آئندہ ہرگز شہد نہیں پیوں گا۔ تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ آیت یا ایہا النبی لم تحرم ما احل اللہ لک سے لے کر آیت ان تتوبا الی اللہ۔ اگر توبہ نہیں کریں گی۔ یہ آیت عائشہ اور حفصہ رضی اللہ عنہا دونوں کے لیے ہے اور فرمایا آیت واذ اسر النبی الی بعض ازواجہ حدیثا۔ اور جب پیغمبر نے اپنی کسی بیوی سے ایک بات چپکے سے کہی۔ یہ آپ کے اس قول کے متعلق ہے کہ میں نے تو شہد پیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قسم کا ذکر

۲-ابن المنذر وابن ابی حاتم والطبرانی وابن مردویہ سند صحیح کے ساتھ ابن عباس رضی عنہما سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سودہ رضی اللہ عنہا کے پاس شہد پیا کرتے تھے جب آپ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے تو اس نے کہا میں آپ سے کوئی بو پا رہی ہوں۔ پھر آپ حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے تو اس نے بھی یہی کہا کہ میں آپ سے کوئی بو پا رہی ہوں آپ نے فرمایا میرا خیال یہ ہے کہ یہ اس شربت کی وجہ سے ہے جو میں نے سودہ رضی اللہ عنہا کے پاس پیا۔ اللہ کی قسم میں اس کو نہ پیوں گا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ یا ایہا النبی لم تحرم ما احل اللہ لک۔ اے نبی جس چیز کو اللہ نے آپ کے لیے حلال کیا ہے اس کو آپ کیوں حرام کرتے ہیں۔

۳-ابن سعد نے عبد اللہ بن رافع رحمہ اللہ سے روایت کیا کہ میں نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے اس آیت یا ایہا النبی لم تحرم ما احل اللہ لک۔ کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ میرے پاس سفید شہد کا ایک مشکیزہ تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس میں سے چاٹتے تھے۔ اور وہ آپ کو رو کے رکھتا تھا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ سے کہا کہ شہد کی مکھیاں شاید عرفط گوند چوستی ہیں اس لیے آپ کے منہ سے مغافیر کی بو آرہی ہے۔ تو آپ نے اس شہد کو اپنے اوپر حرام کرلیا اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

۴-ابن سعد وعبد بن حمید نے عبد اللہ بن عتبہ رحمہ اللہ سے روایت کیا کہ ان سے پوچھا گیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کس چیز کو حرام کرلیا تھا تو انہوں نے فرمایا شہد کے ایک مشکیزے کو۔

۵- النسائی والحاکم وصححہ وابن مردویہ نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک باندی تھی جس سے آپ مباشرت کیا کرتے تھے۔ عائشہ اور حفصہ رضی اللہ عنہا اسے برداشت کرتی رہیں یہاں تک کہ آپ نے اس کو اپنے اوپر حرام کرلیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی آیت یاایہا النبی لم تحرم ما احل اللہ لک آیت کے آخر تک۔

۶- الترمذی والطبرانی نے حسن صحیح سند کے ساتھ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ یہ آیت یاایہا النبی لم تحرم آپ کی ایک خفیہ بات کے بارے میں نازل ہوئی۔

۷- ابن جریر وابن المنذر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ میں نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ وہ دو عورتیں کون سی ہیں جنہوں نے آپس میں مدد کی فرمایا عائشہ اور حفصہ رضی اللہ عنہا اور بات شروع ہوئی تھی۔ ماریہ قبطیہ ام ابراہیم کے بارے میں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے مباشرت کی تھی۔ حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں ان کی باری کے دن میں۔ حفصہ رضی اللہ عنہا کو معلوم ہوگیا تو عرض کیا: اے اللہ کے نبی! آپ میرے پاس ایسی چیز لائے ہیں جو آپ اپنی بیویوں میں کسی کے پاس نہیں لائے میرے گھر میں اور میرے دن میں۔ اور میرے بستر پر۔ آپ نے فرمایا کیا تو اس بات سے راضی نہیں ہوگی کہ میں نے اس کو حرام کردیا ہے اور میں اس کے قریب نہیں جاؤں گا؟ حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا کیوں نہیں۔ تو آپ نے اس کو حرام کردیا۔ اور فرمایا کسی ایک کو اس بارے میں نہ بتانا۔ لیکن انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو بتادیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپ پر اس کو ظاہر فرمادیا اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری آیت یاایہا النبی لم تحرم ما احل اللہ لک۔ ساری آیات اور ہم کو یہ بات پہنچی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قسم کا کفارہ ادا کیا اور اللہ تعالیٰ نے آپ کی قسم کو کھول دیا اور آپ نے اپنی باندی کے ساتھ مباشرت فرمائی۔

۸- ابن المنذر والطبرانی نے وابن مردویہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت یاایہا النبی لم تحرم ما احل اللہ لک تبتغی مرضات ازواجک کے بارے میں روایت کیا کہ آپ نے اپنی باندی کو حرام فرمالیا تھا۔

۹- ابن سعد وابن مردویہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ عائشہ اور حفصہ رضی اللہ عنہا آپس میں محبت کرنے والیاں تھیں۔ ایک دن حفصہ رضی اللہ عنہا اپنے والد کے گھر گئیں اور وہاں باتیں کرتی رہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی باندی کو بلوایا اور وہ دن کے وقت حفصہ کے گھر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہیں اور یہ وہ دن تھا جس میں آپ حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لاتے تھے۔ حفصہ واپس آئیں تو دونوں کو اپنے گھر میں پایا اور اس باندی کے نکلنے کا انتظار کرنے لگیں اور اس باندی پر ان کو سخت غیرت آئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی باندی کو حفصہ کے گھر سے نکالا اور حضرت حفصہ داخل ہوئیں۔ اور کہا میں نے دیکھ لیا ہے جو آپ کے پاس تھی۔ اللہ کی قسم! آپ نے اچھا سلوک نہیں کیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی قسم! میں ضرور تجھ کو راضی کرلوں گا۔ میں تجھ کو ایک راز کی بات کہنے والا ہوں۔ تم اس کی حفاظت کرنا میں نے کہا وہ کیا ہے؟ فرمایا میں تجھ کو گواہ بناتا ہوں کہ میری یہ باندی مجھ پر حرام ہے کیا تو راضی ہے؟ حفصہ رضی اللہ عنہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئیں اور اس کو راز کی بات بتائی۔ کہ تو خوش ہوجا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی باندی کو اپنے اوپر حرام کرلیا ہے پس جونہی انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے راز کے بارے میں بتایا تو اللہ تعالیٰ نے اس بات کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ظاہر فرمادیا ہے۔ اور یہ آیت نازل فرمائی آیت یاایہا

النبی لم تحرم ما احل اللہ لک۔

۱۰-ابن مردویہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس اس آیت کا ذکر کیا گیا آیت یاایہا النبی لم تحرم ما احل اللہ لک تبتغی مرضات ازواجک تو انہوں نے فرمایا کہ یہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں ہے۔

۱۱-ابن مردویہ نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بیٹے ابراہیم کی والدہ کو ابوایوب کے گھر میں ٹھہرایا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن اس کے گھر میں داخل ہوئے۔ گھر کو خالی پایا تو اس باندی کے ساتھ مباشرت کی۔ تو وہ ابراہیم کے ساتھ حاملہ ہوگئیں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جب اس کا حمل ظاہر ہوگیا تو وہ اس سے گھبرائیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ساتھ ٹھہرے رہے۔ یہاں تک کہ اس سے بچہ پیدا ہوگیا اس کی ماں کا دودھ نہ تھا تو ایک بھیڑ اس کے لیے خریدی گئی۔ جس سے بچے کو غذا دی جاتی تھی جس سے بچے کا جسم صحت مند ہوگیا گوشت دپوست حسین ہوگیا اور اس کا رنگ بہت اجلا اور شفاف ہوگیا۔ آپ ایک دن بچے کو اپنی گردن پر اٹھا کر آئے۔ اے عائشہ تو کیسی صورت دیکھ رہی ہے؟ میں نے کہا میں اپنے علاوہ کسی کی صورت کو نہیں جانتی آپ نے فرمایا کیا گوشت کے سبب بھی نہیں؟ میں نے کہا مجھے اپنی عمر کی قسم! جس کی غذا بھیڑ کا دودھ ہو تو یقیناً اس کا گوشت حسین اور خوبصورت ہوگا۔ راوی نے کہا کہ اس کے سبب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حفصہ رضی اللہ عنہا گھبرا گئیں۔ اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے آپ سے سخت لہجہ میں بات کی۔ تو آپ نے اس باندی کو اپنے لیے حرام کردیا اور ان سے یعنی حفصہ رضی اللہ عنہا سے راز کی بات کہی۔ مگر اس نے عائشہ پر اس راز کو فاش کردیا۔ تو اس پر آیت تحریم نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک غلام کو آزاد فرمایا۔ اس کے کفارہ میں۔

شہد حرام کرنے کے واقعہ کا بیان

۱۲-ابن مردویہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت ابراہیم کی والدہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کو پایا۔ تو آپ نے اپنی ام ولد ماریہ رضی اللہ عنہا کو حفصہ رضی اللہ عنہا کے خوش کرنے کے لیے حرام کرلیا۔ اور ان کو حکم فرمایا کہ اس بات کو چھپائے رکھے مگر انہوں نے یہ بات عائشہ رضی اللہ عنہا کو بتادی اس کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا آیت واذ اسر النبی الی بعض ازواجہ حدیثا اور جب پیغمبر نے اپنی کسی بیوی سے ایک بات چپکے سے کہہ دی۔ تو پھر اللہ تعالیٰ نے آپ اپنی قسم کے کفارے کا حکم فرمایا۔

۱۳-عبد بن حمید نے قتادہ رحمہ اللہ سے آیت یاایہا النبی لم تحرم ما احل اللہ لک الایۃ کے بارے میں روایت کیا کہ آپ نے اپنی باندی ماریہ قبطیہ ام ابراہیم (علیہ السلام) کو حفصہ رضی اللہ عنہا کے دن میں حرام کرلیا تھا اور حضرت حفصہ کو اسے چھپانے کا حکم فرمایا لیکن انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس بات کی اطلاع کردی۔ اور وہ دنوں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عورتوں کے خلاف ایک دوسرے کی مدد کرتی تھیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے اسے حلال کردیا جسے آپ نے اپنی ذات پر حرام کرلیا تھا۔ اور آپ کو اپنی قسم کے کفارہ کا حکم کرتے ہوئے فرمایا آیت قد فرض اللہ لکم تحلۃ ایمانکم اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں کے لیے تمہاری قسموں کا کھولنا مقرر کردیا ہے۔

۱۴-عبدالرزاق وعبد بن حمید نے شعبی وقتادہ رحمہما اللہ سے روایت کیا کہ یہ آیت یا ایھا النبی لم تحرم ما احل اللہ لک

اس لیے نازل ہوئی کیونکہ اپنی باندی کو حرام کر لیا تھا۔ شعبی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ آپ نے حرام کرنے کے ساتھ قسم بھی کھائی۔ تو اللہ تعالیٰ نے حرام کرنے میں آپ کو عتاب فرمایا۔ اور آپ کے لیے قسم کے کفارہ کا حکم فرمایا۔ اور قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ نے اس کو حرام کر لیا اور یہی قسم ہوگئی۔ (تفسیر درمنثور، سورہ تحریم، بیروت)

آیت کریمہ کے نزول کا سبب

مسئلہ نمبر 1۔ یاایھا النبی لم تحرم ما احل اللہ لك صحیح مسلم میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت زینب بنت جحش کے ہاں رکتے وہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم شہد نوش فرماتے (1)۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: میں اور حضرت حفصہ نے آپس میں اتفاق کیا کہ ہم میں سے جس کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائیں تو وہ کہے: میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مغافیر کی بو پاتی ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مغافیر کھاتے ہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان میں سے ایک کے پاس تشریف لے گئے تو اس زوجہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات کی۔ فرمایا۔ میں نے تو حضرت زینب بنت جحش کے پاس شہد پیا ہے، میں دوبارہ ایسے نہ کروں گا تو یہ آیات ان تتوبا تک نازل ہوئیں۔ ان تتوبا میں مراد حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ واذ اسر النبی الی بعض ازواجہ سے مراد ہے: میں نے شہد پیا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حلوہ اور شہد پسند فرمایا کرتے تھے (2)۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز ادا فرما لیتے تو اپنی ازواج مطہرات کے ہاں تشریف لے جاتے۔ ان کے قریب ہوتے۔ آپ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لے گئے تو آپ اس سے زیادہ رک گئے جتنا آپ رکا کرتے تھے۔ میں نے آپ سے اس بارے میں پوچھا تو مجھے بتایا گیا: ان کی قوم کی ایک عورت نے شہد کی ایک کپی پیش کی ہے۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شہد پلایا ہے۔ میں نے کہا: اللہ کی قسم! ہم ضرور حیلہ کریں گی۔ میں نے اس کا ذکر حضرت سودہ سے کیا اور میں نے کہا: جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم تیرے پاس تشریف لائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ضرور تیرے قریب تشریف لائیں گے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرنا یا رسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مغافیر کھائے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے نہیں۔ تو عرض کرنا: یہ بو سی کیسی ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بو سے سخت نفرت کرتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے: حفصہ نے مجھے شہد کا شربت پلایا ہے۔ تو عرض کرنا: شہد کی مکھی نے عرفط کو چوسا ہوگا۔ میں بھی یہی بات عرض کروں گی، اے صفیہ! تو بھی یہ بات کرنا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سودہ کے ہاں تشریف لے گئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کہتی تھیں: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! جو بات تو نے مجھے کہی تھی میں اسے اس وقت ہی کرنے والی تھی جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دروازے پر تھے۔ یہ صرف تیری ملامت کے ڈر کی وجہ سے تھا (مگر میں نے نہ کی) جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قریب تشریف لائے پوچھا: یا رسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مغافیر کھائے ہیں؟ فرمایا، نہیں۔ عرض کی: یہ بو سی کیسی ہے؟ فرمایا۔ حفصہ نے مجھے شہد کا شربت پلایا ہے۔ عرض کی: اس کی مکھی نے عرفط کو چوسا ہوگا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ہاں تشریف لائے تو میں نے بھی اسی کی مثل عرض کی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے ہاں

تشریف لے گئے تو انہوں نے بھی اسی کی مثل بات کی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لے گئے۔ عرض کی: یا رسول اللہ! کیا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو شہد نہ پلاؤں؟ فرمایا۔ مجھے حاجت نہیں۔ کہا: حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کہا کرتیں: سبحان اللہ! ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے روک دیا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: میں نے حضرت سودہ کو کہا: چپ رہ۔ اس روایت میں ہے جس کے ہاں شہد پیا گیا وہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا تھیں۔ پہلی روایت میں ہے وہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا تھیں۔ ابن ابی ملیکہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے۔ وہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا تھیں (1)۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے: وہ حضرت سلمہ رضی اللہ عنہا تھیں، اسے اسباط نے سدی سے روایت نقل کی ہے۔ یہ عطا بن ابی مسلم نے روایت کی ہے۔ ابن عربی نے کہا: یہ سب جہالت ہے اور علم کے بغیر تصورات ہیں (2)۔ باقی عورتوں نے اس سے حسد اور غیرت کی بنا پر کہا: ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مغافیر کی بو پاتے ہیں۔ مغافیر سبزی ہے یا گوند ہے جس کی خوشبو زوجہ بدل چکی ہو، اس میں مٹھاس ہوتی ہے۔ اس کی واحد مغفور ہے جرست یعنی اس نے کھایا۔ عرفط یہ ایک ایسی بوٹی ہے جس کی بو شراب کی بو جیسی ہوتی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ پسند کرتے تھے کہ آپ سے عمدہ خوشبو پائی جائے یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے پائیں اور فرشتہ سے کلام کرنے کی وجہ سے بو کو ناپسند کرتے تھے، یہ ایک قول ہے۔

ایک دوسرا قول بھی ہے: مراد وہ عورت ہے جس نے اپنے آپ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش کیا (3)۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ازواج مطہرات کی وجہ سے اسے قبول نہ کیا، یہ حضرت ابن عباس اور عکرمہ کا قول ہے۔

تیسرا قول ہے: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ماریہ قبطیہ کو اپنے اوپر حرام کیا تھا جو مقوقس، شاہ سکندریہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بطور تحفہ بھیجی تھی۔ ابن اسحاق نے کہا: یہ انصنا ضلع کے ایک ایسے شہر سے تھی جسے حفن کہتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں ان کے ساتھ حقوق زوجیت ادا کیے تھے۔ دار قطنی نے حضرت ابن عباس سے انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے (1) کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ام ولد حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا کو حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں داخل کیا۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے پاس پایا جبکہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا اپنے والد کے گھر جانے کی وجہ سے اپنے گھر میں موجود نہ تھیں۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: آپ صلی اللہ علیہ وسلم ام ولد کو میرے گھر میں داخل کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں میں سے صرف میرے ساتھ یہ سلوک اس لئے کیا ہے کیونکہ میں آپ پر کم مرتبہ محسوس ہوتی ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا۔ یہ واقعہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ذکر نہ کرنا اگر میں اس حضرت ماریہ کے قریب جاؤں تو وہ مجھ پر حرام ہے۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے اپنے اوپر کیسے حرام کرتے ہیں جبکہ وہ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی لونڈی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے سامنے قسم اٹھائی کہ وہ حضرت ماریہ کے قریب نہ جائیں گے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ارشاد فرمایا۔ اس کا ذکر کسی سے بھی نہ کرنا۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے اس کا ذکر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کر دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم اٹھا دی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ماہ تک اپنی ازواج کے ہاں تشریف نہیں لے

جائیں گے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم ازواج مطہرات سے انتیس دن تک الگ تھلگ رہے۔اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

آیت کریمہ کے نزول کے اسباب میں سے قوی اور صحیح سبب

مسئلہ نمبر 2۔ان اقوال میں سے زیادہ صحیح پہلا قول ہے۔سب سے کمزور درمیانا ہے۔ابن عربی نے کہا: سند میں ضعف اس لئے ہے کیونکہ اس کے راوی عادل نہیں (2)۔معنی میں ضعف اس لئے ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا موہوبہ چیز کا رد کرنا یہ اسے حرام قرار دینا نہیں کیونکہ جو چیز کسی کو ہبہ کی جائے اس کو رد کرنے سے وہ چیز اس پر حرام نہیں ہو جاتی۔بے شک حقیقی حرمت تو حنث کے بعد ہوتی ہے۔جہاں تک جو یہ روایت کی گئی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ماریہ قبطیہ کو اپنے اوپر حرام کیا تو یہ روایت سند کے اعتبار سے سب سے اچھی ہے اور معنی کے اعتبار سے واقعہ کے زیادہ قریب ہے لیکن صحیح میں مذکور نہیں۔اسے مرسل روایت کیا گیا ہے۔

ابن وہب نے روایت کی ہے (3)، وہ امام مالک سے وہ حضرت زید بن اسلم سے روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابراہیم کی والدہ حضرت ماریہ کو اپنے اوپر حرام قرار دیا۔فرمایا۔تو مجھ پر حرام ہے۔اللہ کی قسم! میں تیرے پاس نہیں آؤں گا تو اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں یہ آیت نازل فرمائی۔اس کی مثل ابن قاسم نے روایت نقل کی ہے۔اشہب نے امام مالک سے روایت کی ہے کہ انصار سے تعلق رکھنے والی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بیوی نے آپ سے تکرار کیا تو حضرت عمر اس سے کانپ گئے (4)۔فرمایا: بیویاں تو اس طرح نہیں ہوتی تھیں۔بیوی نے کہا: کیوں نہیں جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے تکرار کرتی ہیں آپ نے اپنا کپڑا لیا اور حضرت حفصہ کی طرف نکلے پوچھا: کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تکرار کرتی ہے؟ عرض کی: ہاں اگر میں جانتی کہ آپ اسے ناپسند کرتے ہیں تو میں ایسا نہ کرتی۔جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ خبر پہنچی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں سے علیحدگی اختیار کر لی ہے۔فرمایا: حفصہ کی ناک خاک آلود ہو۔صحیح یہ ہے کہ یہ واقعہ شہد کے بارے میں ہے جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے ہاں پیا تھا۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہما نے اس مسئلہ میں ایک دوسرے کی مدد کی تو واقعہ ہوا جو ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم اٹھا دی کہ اسے نہ پئیں گے اور اسے مخفی رکھا۔یہ آیت ان تمام کے بارے میں نازل ہوئی۔

مرد مطلقاً حرمت کا قول کرے تو اس کا اطلاق کس پر ہوگا؟

مسئلہ نمبر 3۔لِمَ تُحَرِّمُ اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام کیا اور قسم نہ اٹھائی تو ہمارے نزدیک یہ قسم نہیں (1) مرد کا یہ قول: ھذا علی حرام بیوی کے سوا کسی چیز کو حرام نہیں کرتا۔امام ابو حنیفہ نے کہا: جب اس نے اسے مطلق ذکر کیا تو اس کا اطلاق کھانے اور پینے والی چیزوں پر ہوگا، لباس پر نہیں ہوگا۔یہ قسم ہوئی اور کفارہ کو واجب کرے گی۔امام زفر نے کہا: یہ تمام چیزوں میں قسم ہوگی یہاں تک کہ حرکت وغیرہ میں بھی قسم ہوگی (2)۔

مخالف نے یہ استدلال کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شہد کو حرام کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر کفارہ لازم ہوا۔اللہ تعالیٰ

کافرمان ہے: قد فرض الله لكم تحلة ايمانكم (التحریم:2) اللہ تعالیٰ نے اسے قسم قرار دیا ہے، ہماری دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: يايها الذين امنوا لا تحرموا طيبت ما احل الله لكم ولا تعتدوا (المائدہ:87) اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: قل ارءيتم ما انزل الله لكم من رزق فجعلتم منه حراما و حللا ط قل الله اذن لكم ام على الله تفترون (یونس) اللہ تعالیٰ نے حلال چیز کو حرام قرار دینے پر مذمت کی ہے اس پر کفارہ کو واجب قرار نہیں دیا۔ زجاج نے کہا: کسی کے لئے یہ جائز نہیں کہ اس چیز کو حرام قرار دے جسے اللہ تعالیٰ نے حلال قرار دیا ہو اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ شان نہیں کہ کسی چیز کو حرام قرار دیں مگر اسے ہی حرام قرار دے سکتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے حرام کی ہے جس نے اپنی بیوی یا لونڈی سے کہا: تو مجھ پر حرام ہے اور طلاق وظہار کی نیت نہ کی۔ یہ لفظ کفارہ یمین کو واجب کرے گا۔ اگر اس نے اس لفظ کیساتھ بیویوں اور لونڈیوں کی ایک جماعت کو خطاب کیا تو اس پر ایک کفارہ ہوگا۔ اگر اس نے اپنی ذات پر کھانا یا کوئی اور چیز حرام کی تو امام شافعی اور امام مالک کے نزدیک اس پر کفارہ لازم نہیں ہوگا۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ، امام ثوری اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک کفارہ واجب ہوگا۔

مرد کا اپنی بیوی کو اپنے اوپر حرام قرار دینا

مسئلہ نمبر 4۔ علماء نے اس مسئلہ میں اختلاف کیا ہے کہ ایک مرد اپنی بیوی کو کہتا ہے: تو مجھ پر حرام ہے۔ اس بارے میں اٹھارہ اقوال ہیں۔

اس پر کچھ بھی لازم نہیں

(۱) اس پر کچھ بھی لازم نہیں ہوگا (3): امام شعبی، مسروق، ربیعہ، ابوسلمہ اور اصبغ نے یہی کہا ہے۔ یہ ان کے نزدیک پانی اور کھانے کو حرام کرنے کی طرف ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: يايها الذين امنوا لا تحرموا طيبت ما احل الله لكم (المائدہ:87) بیوی پاکیزہ چیزوں میں سے ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے حلال کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ولا تقولوا لما تصف السنتكم الكذب هذا حلل وهذا حرام (النحل:116) جسے اللہ تعالیٰ حرام قرار نہ دے کسی کو حق حاصل نہیں کہ وہ اسے حرام قرار دے، نہ اس بندے کے حرام قرار دینے سے وہ حرام ہوتی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ثابت نہیں کہ آپ نے فرمایا ہو ما احله الله هو على حرام اللہ تعالیٰ نے جو چیز مجھ پر حلال کی ہے وہ مجھ پر حرام ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ماریہ سے رک گئے اس قسم کی وجہ سے جو آپ سے واقع ہوئی۔ وہ یہ تھی والله لا اقربها بعد اليوم آج کے بعد میں اس کے قریب نہیں جاؤں گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا گیا: اللہ تعالیٰ نے جو چیز آپ کے لئے حلال کی ہے اس سے قسم کی وجہ سے کیوں رکتے ہیں۔ یعنی اس کے پاس جائیے اور کفارہ ادا کیجئے۔

(۲) یہ قسم ہے وہ کفارہ ادا کرے، یہ حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت ابن عباس، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہم اور امام اوزاعی کا نقطہ نظر ہے۔ آیت کا مقتضا بھی یہی ہے۔ سعید بن جبیر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا: جب کوئی آدمی اپنی بیوی اپنے اوپر حرام کرے تو یہ قسم ہوگی وہ کفارہ ادا کرے (1)۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: لقد كان لكم في رسول الله اسوة حسنة (الاحزاب:21) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی لونڈی کو اپنے اوپر

حرام کیا تھا تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: لم تحرم ما احل الله لك تبتغى مرضات ازواجك والله غفور رحیم . قد فرض الله لكم تحلة ايمانكم آپ نے اپنی قسم کا کفارہ دیا اور حرام کو قسم بنا دیا۔ دارقطنی نے اس کی تخریج کی ہے۔

اس میں کفارہ واجب ہوگا، یہ قسم نہیں

(۳) اس میں کفارہ واجب ہوگا (2)، یہ قسم نہ ہوگی، یہ حضرت ابن مسعود اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم کا قول ہے۔ دو روایتوں میں سے ایک یہ بھی ہے۔ امام شافعی کے دو قولوں میں سے ایک یہ ہے۔ اس قول میں نظر وفکر کی گنجائش ہے۔ آیت اس کا رد کرتی ہے۔

یہ ظہار ہے اس میں کفارہ نہیں

(۴) یہ ظہار ہے اس میں کفار ظہار ہے (3): یہ حضرت عثمان غنی، امام احمد بن حنبل اور اسحاق کا نقطہ نظر ہے۔

مرد کی نیت کو دیکھا جائے گا

(۵) اگر اس نے یہ قول کر کے ظہار کی نیت کی (4)، وہ یہ نیت کرتا ہے وہ حرام ہے جس طرح اس کی ماں کی پیٹھ حرام ہے تو یہ ظہار ہوگا۔ اگر طلاق کے بغیر اس کی ذات کو اپنے اوپر حرام مطلق کیا تو کفارہ یمین واجب ہوگا۔ اگر کسی چیز کی نیت نہ کی تو اس پر کفارہ یمین ہوگا، یہ امام شافعی کا قول ہے۔

یہ طلاق رجعی ہے

(۶) یہ طلاق رجعی ہے (1): یہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ، زہری، عبدالعزیز بن ابی سلمہ اور ابن ماجشون کا قول ہے۔

یہ طلاق بائنہ ہے

(۷) یہ طلاق بائنہ ہے (2): یہ حماد بن ابی سلیمان اور حضرت زید بن ثابت کا قول ہے۔ اسے ابن خویز منداد نے امام مالک سے نقل کیا ہے۔

یہ طلاق مغلظہ ہے

(۸) یہ تین طلاقیں ہیں (3)، یہ حضرت علی بن ابی طالب، حضرت زید بن ثابت اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم کا قول ہے۔

مدخول بہا اور غیر مدخول بہا کے بارے میں حکم مختلف ہے۔

(۹) جس بیوی کے ساتھ حقوق زوجیت ادا کیے ہوتے ہوں اس کو تین طلاقیں ہو جائیں گی (4) اور جس کے ساتھ حقوق زوجیت ادا نہیں کیے۔ اس میں نیت کرے گا: یہ حضرت حسن بصری، علی بن زید اور حکم کا قول ہے۔ یہ امام مالک کا مشہور مذہب ہے۔

ہر حال میں یہ طلاق مغلظہ ہے۔

(۱۰) یہ تین طلاقیں ہوں گی کسی حال میں بھی نیت نہ کرے اور کسی محل میں نیت نہ کرے (5)۔ اگرچہ اس نے حقوق زوجیت ادا نہ کیے ہوں، یہ عبدالمالک کا قول ہے جو مبسوط میں ہے۔ ابن ابی لیلیٰ نے یہی کہا ہے۔

مدخول بہا کو تین جب کہ غیر مدخول بہا کو ایک طلاق ہوگی

(۱۱) جس سے دخول نہیں کیا اس میں ایک طلاق ہے (6) اور جس کے ساتھ دخول کیا ہوا ہے اس کو تین طلاقیں ہیں، یہ ابو مصعب اور محمد بن عبدالحکم کا قول ہے۔

احناف کا نقطہ نظر

(۱۲) اگر اس نے طلاق کی نیت کی یا ظہار کی نیت کی تو وہ واقع ہوگا جو اس نے نیت کی (7)۔ اگر طلاق کی نیت کی تو ایک بائنہ ہوگی مگر اس صورت میں تین واقع ہو جائیں گی جب وہ تین کی نیت کرے۔ اگر دو کی نیت کرے تو ایک واقع ہوگی۔ اگر کوئی نیت نہ کی تو وہ قسم ہوگی۔ مرد اپنی بیوی سے ایلاء کرنے والا ہوگا۔ یہ امام ابوحنیفہ اور اس کے اصحاب کا نقطہ نظر ہے۔ اس کی مثل امام زفر کا قول ہے مگر فرمایا: جب وہ دو کی نیت کرے تو ہم اسے لازم کردیں گے۔

ابن قاسم کا نقطہ نظر

(۱۳) ظہار کی نیت اسے کوئی نفع نہ دے گی (8)۔ یہ طلاق ہوگی، یہ ابن قاسم کا قول ہے۔

یحییٰ بن عمر کا نقطہ نظر

(۱۴) یحییٰ بن عمر نے کہا: یہ طلاق ہوگی (۱)۔ اگر اس نے بیوی کی طرف رجوع کیا تو اس کے لئے وطی کرنا جائز نہ ہوگا۔ یہاں تک کہ کفارہ ظہار ادا کرے۔

امام شافعی کا نقطہ نظر

(۱۵) اگر طلاق کی نیت کرے تو جو جتنی تعداد کا ارادہ کیا (۲)، اگر ایک کی نیت کی تو ایک طلاق رجعی ہوگی، یہ امام شافعی رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔ اس کی مثل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور دوسرے صحابہ و تابعین کا قول ہے۔

سفیان ثوری کا نقطہ نظر

(۱۶) اگر یہ لفظ بول کر تین کی نیت کی تو تین ہو جائیں گی، اگر ایک کی نیت کی تو ایک ہو جائے گی، اگر قسم کی نیت کی تو یہ قسم ہوگی، اگر کسی چیز کی نیت نہ کی تو کوئی چیز لازم نہ ہوگی، یہ سفیان کا قول ہے۔ اسی کی مثل امام اوزاعی اور ابوثور کا قول ہے مگر دونوں نے کہا: اگر کچھ بھی نیت نہ کی تو ایک طلاق ہوگی۔

ابن شہاب اور ابن عربی کا نقطہ نظر

(۱۷) اس کی نیت کا اعتبار ہوگا (3)۔ ایک سے کم نہیں ہو سکتی: یہ ابن شہاب کا قول ہے۔ اگر کچھ بھی نیت نہ کی تو کوئی چیز لازم نہ ہوگی، یہ ابن عربی کا قول ہے۔ میں نے سعید بن جبیر کا بھی یہی قول دیکھا ہے۔

اس پر غلام کو آزاد کرنا لازم ہے

(۱۸) اس پر ایک غلام آزاد کرنا لازم ہے اگر چہ وہ اسے ظہار نہ بنائے۔ میں اس کی کوئی توجیہ نہیں جانتا۔ میرے پاس جو مقالات ہیں ان میں یہ متعدد نہ ہوں گے۔

میں کہتا ہوں: دارقطنی نے اپنی سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی (4) م کہ حسین بن اسماعیل، محمد بن منصور سے وہ روح سے وہ سفیان ثوری سے وہ سالم افطس سے وہ سعید بن جبیر سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آپ کے پاس ایک آدمی آیا۔ عرض کی: میں نے اپنی بیوی کو اپنے اوپر حرام کرلیا ہے۔ فرمایا: تو نے جھوٹ بولا ہے۔ وہ تجھ پر حرام نہیں۔ پھر اس آیت کی تلاوت کی۔ تجھ پر سب سے بھاری کفارہ ہے، وہ غلام آزاد کرنا ہے۔ مفسرین میں سے ایک جماعت نے کہا: جب یہ آیت نازل ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قسم کا کفارہ ایک غلام کو آزاد کر کے ادا کیا اور حضرت ماریہ کی طرف لوٹے! یہ زید بن اسلم اور دوسرے لوگوں کا قول ہے۔

اس مسئلہ میں پائے جانے والے اختلاف کی وجہ

مسئلہ نمبر 5۔ ہمارے علماء نے کہا: اس باب میں اختلاف کا سبب یہ ہے کہ نہ کتاب اللہ میں اور نہ سنت رسول اللہ میں کوئی نص یا ظاہر صحیح ہے جس پر اس مسئلہ میں اعتماد کیا جا سکے۔ اس وجہ سے علماء نے اس بارے میں اپنی اپنی رائے قائم کی۔ جس نے برات اصلیہ سے تمسک کیا، اس نے کہا: کوئی حکم نہیں، اس سے کوئی چیز لازم نہیں ہوگی۔ جس نے کہا: یہ قسم ہے! اس نے کہا: اللہ تعالیٰ نے اسے قسم کا نام دیا ہے۔ جس نے کہا: اس میں کفارہ واجب ہوگا اور یہ قسم نہیں اس کی بنیاد دو امروں میں سے ایک امر ہے۔ (۱) اس نے گمان کیا: اللہ تعالیٰ نے اس میں کفارہ واجب کیا ہے، اگر چہ یہ قسم نہیں۔ (۲) ان کے نزدیک یمین کا معنی حرام کرنا ہے تو کفارہ معنی کے اعتبار سے واقع ہوا۔ جس نے کہا: یہ طلاق رجعی ہے اس نے لفظ کو اقل وجوہ پر محمول کیا ہے۔ طلاق رجعی بھی وطی کو حرام کرتی ہے تو لفظ کو اسی پر محمول کیا جائے گا۔ یہ امام مالک کو لازم ہوگا کیونکہ آپ فرماتے ہیں: طلاق رجعی وطی کو حرام کر دیتی ہے۔ اسی طرح جس نے کہا: یہ تین طلاقیں ہیں اس کی توجیہ یہ ہے کہ اس نے اسے سب سے غلیظ صورت پر محمول کیا۔ وہ تین طلاقیں ہیں۔ جس نے کہا: یہ ظہار ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ تحریم کے درجات میں سے سب سے کم درجہ کی تحریم ہے کیونکہ یہ ایسی تحریم ہے جو نکاح کو ختم نہیں کرتی۔ جس نے کہا: یہ طلاق بائنہ ہے، اس نے اس پر اعتماد کیا کہ طلاق رجعی مطلقہ کو حرام نہیں کرتی اور طلاق بائنہ اسے حرام کرتی ہے۔ جہاں تک یحییٰ بن عمر کے قول کا تعلق ہے انہوں نے اس میں احتیاط کی ہے کہ اسے طلاق بنائیں جب وہ اس سے رجوع کرے تو اس میں احتیاط کی کہ کفارہ لازم کریں۔ ابن عربی نے کہا: یہ صحیح نہیں کیونکہ یہ تو دو متضاد چیزوں کو جمع کرنا ہے کیونکہ ایک لفظ کے معنی میں ظہار اور طلاق جمع نہیں ہو سکتے تو جس کا اجتماع دلیل میں صحیح نہیں اس میں احتیاط کی کوئی وجہ نہیں۔

جس نے کہا: جس کے ساتھ حقوق زوجیت ادا نہیں کئے گئے اس میں نیت کا اعتبار کیا جائے گا کیونکہ ایک طلاق اسے جدا کر دیتی ہے اور شرعاً اسے حرام کر دیتی ہے، یہی اجماع ہے۔ اسی طرح کہا: جس نے نیت کا اعتبار کرتے ہوئے کوئی حکم نہ لگایا۔ دخول سے پہلے ایک طلاق بھی حرمت ثابت کرتی ہے یہی اجماع ہے کہ قل، جس پر سب کا اتفاق ہے اس کو اپنا لینا کافی ہے۔ جس نے کہا: دونوں میں یہ تین طلاقیں ہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ اس نے حکم اعظم کو لیا ہے کیونکہ اگر وہ تین کی تصریح کر دیتا تو جس کے

ساتھ حقوق زوجیت ادا نہیں کیے گئے اس میں بھی یہ تینوں نافذ ہو جاتیں جس طرح اس میں نافذ ہو جاتی ہیں جس کے ساتھ حقوق زوجیت ادا کئے ہیں۔ ضروری ہے کہ معنی اسی کی مثل ہو، وہ تحریم ہے۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔ یہ سب بیوی کے بارے میں ہے۔ جہاں تک لونڈی کا تعلق ہے تو ان میں سے کوئی چیز لازم نہ ہوگی مگر امام مالک کے نزدیک جب وہ آزادی کی نیت کرے۔ عام علماء اس طرف گئے ہیں کہ اس پر کفارہ یمین ہوگا۔ ابن عربی نے کہا: صحیح یہ ہے کہ یہ ایک طلاق ہے کیونکہ اگر وہ طلاق کا ذکر کرتا تو یہ کم سے کم ہی واقع ہوتی وہ ایک ہی ہے مگر اس صورت میں کہ اسے متعدد ذکر کرے (1)۔ اسی طرح جب تحریم کا ذکر کیا تو کم سے کم واقع ہوگی مگر جب وہ اکثر کا ذکر کرے، جس طرح وہ کہے: انت علی حرام الا بعد زوج یہ مراد پر نص ہے۔

میں کہتا ہوں: اکثر مفسرین کی رائے یہ ہے کہ یہ آیت حضرت حفصہ کے بارے میں نازل ہوئی جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی لونڈی کے ساتھ خلوت کی۔ ثعلبی نے اس کا ذکر کیا۔ اس تعبیر کی بنا پر گویا فرمایا: جو آپ نے اپنی ذات پر حرام کیا ہے وہ آپ پر حرام نہیں بلکہ آپ پر اس کا کفارہ ہے اگرچہ یہ شہد اور لونڈی کی حرمت کے بارے میں بھی ہے۔ گویا فرمایا: جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام کیا ہے وہ آپ پر حرام نہیں بلکہ آپ نے تحریم کو یمین کے ساتھ ملا دیا ہے تو اپنی قسم کا کفارہ ادا کیجئے، یہ قول صحیح ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے حرام کیا، پھر قسم اٹھائی۔ جس طرح دار قطنی نے ذکر کیا (1)۔ امام بخاری نے اس کا معنی شہد کے قصہ میں بیان کیا (2) جو عبید بن عمیر سے مروی ہے وہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت زینب بنت جحش کے ہاں شہد نوش فرماتے اور ان کے ہاں ٹھہرتے۔ میں نے اور حضرت حفصہ نے آپس میں مشاورت کی کہ ہم میں سے جس کے ہاں بھی رسول اللہ تشریف لائیں تو وہ کہے: آپ نے مغافیر کھائے ہیں؟ میں آپ سے مغافیر کی بو محسوس کرتی ہوں۔ فرمایا: نہیں میں نے تو شہد پیا ہے میں دوبارہ ایسا نہ کروں گا۔ میں نے قسم اٹھا دی ہے اس بارے میں کسی کو بھی نہ بتانا۔ مقصد اپنی ازواج کی خوشنودی تھی۔ ولن اعود لہ یہ تحریم کی صورت میں تھا اور حلفت مراد باللہ ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس موقع پر عتاب کا حکم نازل کیا اور اپنے ارشاد: یایھا النبی لم تحرم ما احل اللہ لك سے کفارہ یمین لازم کیا۔

تبتغی مرضات ازواجك آپ یہ اس لئے کرتے ہیں تا کہ ازواج کی رضا حاصل کریں۔ واللہ غفور رحیم۔ جس امر نے معاتبہ کو واجب کیا اس کو بخشنے والا ہے اور مواخذہ کو ختم کر کے رحم فرمانے والا ہے۔ ایک قول یہ کیا جاتا ہے: یہ گناہ صغیرہ ہے۔ صحیح یہ ہے یہ ترک اولیٰ پر معاتبہ ہے اور آپ کا صغیرہ اور کبیرہ گناہ نہیں۔ (تفسیر قرطبی، سورہ تحریم، بیروت)

باب اِذَا حَلَفَ اَنْ لَا يَاْتَدِمَ فَاَكَلَ خُبْزًا بِخَلٍّ .

باب: جب کوئی شخص کوئی قسم اُٹھائے کہ وہ سالن نہیں کھائے گا اور پھر وہ سرکہ کے ساتھ روٹی کھالے (تو اس کا حکم کیا ہوگا؟)

3805 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا الْمُثَنّٰى بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا طَلْحَةُ بْنُ نَافِعٍ

3805-اخرجه مسلم في الاشربة، باب فضيلة الخل و التادم به (الحديث 167 و 178) . واخرجه ابو داؤد في الاطعمة، باب في الخل (الحديث 3821) مختصراً . تحفة الاشراف (2338) .

عَنْ جَابِرٍ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْتَهُ فَإِذَا فِلَقٌ وَّخَلٌّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "كُلْ فَنِعْمَ الْإِدَامُ الْخَلُّ" .

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کے گھر میں داخل ہوا تو وہاں روٹی کا ایک ٹکڑا اور سرکہ (کھانے کے وقت پر موجود تھا) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''کھاؤ! سرکہ بہترین سالن ہے''۔

شرح

بہترین سالن، سرکہ ہے۔ لہٰذا جو چیز بھی سرکہ ہوگی اس کا استعمال حلال ہوگا، دوسرے جب شراب میں سے وہ بری خاصیت نکل گئی جس کی وجہ سے وہ حرام تھی اور اس میں اچھی خاصیت پیدا ہوگئی تو اب وہ ایک مباح چیز کے درجہ میں آ گئی لہٰذا اس کا کھانا پینا حلال ہوگا جہاں تک اس حدیث کا تعلق ہے تو اس کے بارے میں حنفیہ کی طرف سے یہ کہا جاتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو حلال اس لئے نہیں فرمایا تھا کہ اس وقت شراب کی حرمت نازل ہوئے تھوڑا ہی عرصہ گذرا تھا اور لوگوں نے بڑی طویل عادت کو ترک کر کے شراب سے منہ موڑا تھا اور یہ ایک فطری بات ہے کہ انسان جس کو ایک طویل عادت کے بعد چھوڑتا ہے اس کی طرف اس کی طبیعت اور خواہش کا میلان کافی عرصہ تک رہتا ہے، لہٰذا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت شیطان کی مداخلت سے خوف محسوس فرما کر کہ مبادا شیطان لعین کو اپنا حربہ آزمانے کا موقع مل جائے۔

اور اس کے نتیجہ میں لوگ اس چیز کو شراب پینے کا وسیلہ بنا لیں، آپ نے اس کو حلال نہیں فرمایا لیکن شراب کی حرمت پر طویل عرصہ گذر جانے اور شراب کی طرف لوگوں کے میلان کے ہلکے سے بھی شائبے کی جڑیں تک اکھڑ جانے کے بعد جب اس قسم کا کوئی خوف نہ رہا اور اس طرح وہ "مصلحت "ختم ہوگئی جس کی بناء اس کو حلال نہ فرمایا گیا تھا تو وہ حرمت زائل ہوگئی اور پھر شراب سے بنے ہوئے سرکہ کو استعمال کرنا بھی حلال ہوگیا۔ علاوہ ازیں صاحب ہدایہ نے ایک روایت بھی نقل کی ہے جس کو بیہقی نے اپنی کتاب معرفت میں حضرت جابر سے بطریق مرفوع نقل کیا ہے کہ حدیث (خیر خلکم خل خمرکم)۔ (بیہقی) "یعنی تمہارے سرکوں میں بہترین سرکہ وہ ہے۔ جو شراب سے بنا ہو۔

باب فِي الْحَلِفِ وَالْكَذِبِ لِمَنْ لَمْ يَعْتَقِدِ الْيَمِينَ بِقَلْبِهِ .

یہ باب ہے کہ جو شخص دلی طور پر قسم کو درست نہ سمجھتا ہو اس کا قسم اُٹھانا اور جھوٹ بولنا

3806 – أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ

3806-اخرجه ابو داؤد في البيوع، باب في التجارة يخالطها الحلف و اللغو (الحديث 3326 و 3327) . واخرجه الترمذي في البيوع، باب ما جاء في التجار و تسمية النبي صلى الله عليه وسلم اياهم (الحديث 1208) بمعناه . واخرجه النسائي في الايمان و النذور، في الحلف و الكذب لمن لم يعتقد اليمين بقلبه (الحديث 3807)، و في اللغو و الكذب (الحديث 3808 و 3809)، و في البيوع، الامر بالصدقة لمن لم يعتقد اليمين بقلبه في حال بيعه (الحديث 4475) . واخرجه ابن ماجه في التجارات، باب التوقي في التجارة (الحديث 2145) تحفة الاشراف (11103) .

عَنْ قَيْسِ بْنِ اَبِي غَرَزَةَ قَالَ كُنَّا نُسَمَّى السَّمَاسِرَةَ فَاَتَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نَبِيْعُ فَسَمَّانَا بِاسْمٍ هُوَ خَيْرٌ مِّنِ اسْمِنَا فَقَالَ "يَا مَعْشَرَ التُّجَّارِ اِنَّ هٰذَا الْبَيْعَ يَحْضُرُهُ الْحَلِفُ وَالْكَذِبُ فَشُوبُوْا بَيْعَكُمْ بِالصَّدَقَةِ".

☆☆ حضرت قیس بن ابوغرزہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہمارا نام ایجنٹ رکھا گیا تھا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے' ہم اس وقت خرید وفروخت کر رہے تھے' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس نام سے مخاطب کیا جو ہمارے پہلے نام سے زیادہ بہتر ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اے تاجروں کے گروہ! اس سودے کے وقت قسمیں بھی اُٹھائی جاتی ہیں اور جھوٹ بھی بولا جاتا ہے' اس لیے تم اپنے سودے میں صدقے کو ملا لیا کرو"۔

3807 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ وَعَاصِمٍ وَّجَامِعٍ عَنْ اَبِي وَائِلٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ اَبِي غَرَزَةَ قَالَ كُنَّا نَبِيْعُ بِالْبَقِيْعِ فَاَتَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكُنَّا نُسَمَّى السَّمَاسِرَةَ فَقَالَ "يَا مَعْشَرَ التُّجَّارِ". فَسَمَّانَا بِاسْمٍ هُوَ خَيْرٌ مِّنِ اسْمِنَا ثُمَّ قَالَ "اِنَّ هٰذَا الْبَيْعَ يَحْضُرُهُ الْحَلِفُ وَالْكَذِبُ فَشُوبُوْهُ بِالصَّدَقَةِ".

☆☆ حضرت قیس بن ابوغرزہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم لوگ کھلے میدان میں خرید وفروخت کیا کرتے تھے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے' پہلے ہمیں ایجنٹ کہا جاتا تھا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اے تاجروں کے گروہ!" تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایسے نام سے مخاطب کیا جو پہلے نام سے زیادہ بہتر تھا' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"ان سودوں میں قسمیں بھی اُٹھائی جاتی ہیں اور جھوٹ بھی بول دیا جاتا ہے' تم ان کے ساتھ صدقے کو ملا دیا کرو"۔

باب فِي اللَّغْوِ وَالْكَذِبِ.

لغو قسم اُٹھانا اور جھوٹ بولنا

3808 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُغِيْرَةَ عَنْ اَبِي وَائِلٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ اَبِي غَرَزَةَ قَالَ اَتَانَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ فِي السُّوْقِ فَقَالَ "اِنَّ هٰذِهِ السُّوْقَ يُخَالِطُهَا اللَّغْوُ وَالْكَذِبُ فَشُوبُوْهَا بِالصَّدَقَةِ".

☆☆ حضرت قیس بن ابوغرزہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے' ہم اس وقت بازار میں موجود تھے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

3807-تقدم (الحديث 3806) .

3808-تقدم (الحديث 3806) .

''اس بازار میں لغو (قسم) اور جھوٹ کی آمیزش ہوتی ہے تو تم اس (سودے) کے ساتھ صدقے کو ملا لیا کرو''۔

3809 - اَخْبَرَنَا عَلِیُّ بْنُ حُجْرٍ وَّمُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ قَالَا حَدَّثَنَا جَرِیْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ عَنْ قَیْسِ بْنِ اَبِیْ غَرَزَةَ قَالَ کُنَّا بِالْمَدِیْنَةِ نَبِیْعُ الْاَوْسَاقَ وَنَبْتَاعُهَا وَکُنَّا نُسَمِّی اَنْفُسَنَا السَّمَاسِرَةَ وَیُسَمِّیْنَا النَّاسُ فَخَرَجَ اِلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ یَوْمٍ فَسَمَّانَا بِاسْمٍ هُوَ خَیْرٌ مِّنَ الَّذِیْ سَمَّیْنَا اَنْفُسَنَا وَسَمَّانَا النَّاسُ فَقَالَ "یَا مَعْشَرَ التُّجَّارِ اِنَّهٗ یَشْهَدُ بَیْعَکُمُ الْحَلِفُ وَالْکَذِبُ فَشُوْبُوْهُ بِالصَّدَقَةِ"۔

☆☆ حضرت قیس بن ابوغرزہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ مدینہ منورہ میں بازار میں خرید وفروخت کیا کرتے تھے ہم نے اپنا نام ایجنٹ رکھا ہوا تھا اور لوگ بھی ہمیں اسی نام سے پکارتے تھے۔ ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس سے زیادہ بہتر نام سے مخاطب کیا' جو نام ہم نے اپنے لیے رکھا ہوا تھا اور جو لوگ ہمارا نام لیا کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اے تاجروں کے گروہ! ان سودوں میں قسم اور جھوٹ بھی شامل ہوتے ہیں' تو تم ان کے ساتھ صدقے کو ملا دیا کرو''۔

شرح

اس میں چار مسائل ہیں:

مسئلہ نمبر: (۱) قولہ تعالیٰ: (آیت) باللغو۔ اللغو : یہ مصدر ہے لغا یلغو ویلغی، ولغی یلغی لغا۔ جب کلام میں کوئی ایسی شے ذکر کی جائے جس کی حاجت اور ضرورت نہ ہو یا ایسی شے کو لانا جس میں خیر اور بھلائی نہ ہو یا ایسی شے جس کا گناہ لغو ہو جائے اور حدیث میں ہے۔ جب تو اپنے ساتھی کو کہے خاموش ہو جا اس حال میں کہ امام جمعہ کا خطبہ دے رہا ہو تو تو نے لغو عمل کیا۔ (۱) (بخاری شریف: باب: کتاب الجمعہ، رقم الحدیث: ۸۸۲، ضیاء القرآن پبلی کیشنز) اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی لغت میں، لغوت کی بجائے لغیت ہے۔ اور شاعر نے کہا ہے:

ورب اسراب حجیج کظم عن اللغا ورفث التکم :

اور ایک دوسرے شاعر نے کہا ہے:

ولست بما خوذ بالغو تقوله اذا لم تعمد عاقدات العزائم :

مسئلہ نمبر: (۲) علماء کا یمین لغو کے بارے میں اختلاف ہے:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے: کسی آدمی کا وہ قول جو اس کے کلام کے درمیان میں ہو اور محاورہ میں اس کی عجلت پسندی کے سبب ہو: لا واللہ اور بلی واللہ۔ یہ (الفاظ) قسم کے ارادے سے نہ ہوں۔

مروزی نے کہا ہے: وہ یمین لغو جس پر علماء کا اتفاق ہے کہ یہ لغو ہے وہ آدمی کا یہ قول ہے: لا واللہ اور بلی واللہ۔ جبکہ یہ اس کی گفتگو اور کلام میں واقع ہوں نہ اس سے قسم کا اعتقاد ہو اور نہ ہی قسم کا ارادہ ہو۔

3809-تقدم (الحدیث 3806) ۔

اور ابن وہب نے یونس سے اور انہوں نے ابن شہاب سے روایت بیان کی ہے کہ حضرت عروہ رضی اللہ عنہ نے انہیں بتایا کہ ام المومنین زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: یمین لغو وہ ہے جو (محض) دکھاوا، تمسخر اور مزاح میں ہو اور وہ بات جس پر دل کا اعتقاد نہ ہو۔

اور بخاری میں ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا فرمان (آیت) لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْ اَيْمَانِكُمْ . ایک آدمی کے اس قول کے بارے میں نازل ہوا: (یعنی) لا و اللہ اور بلی و اللہ ۔

اور کہا گیا ہے لغو وہ ہے جس کے بارے میں کوئی ظن کی بنا پر قسم کھاتا ہے اور وہ امر قسم کے خلاف ہوتا ہے، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے یہی کہا ہے آپ سے اسے ابن قاسم نے بیان کیا ہے اور اسلاف میں سے ایک جماعت نے بھی اسی طرح کہا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب آدمی کسی شے کی قسم کھائے اور اس کا ظن یہی ہو کہ وہ اسی طرح ہے جبکہ (فی الحقیقت) وہ اس طرح نہ ہو تو وہ قسم لغو ہوگی اور اس میں کفارہ نہیں ہے، اسی طرح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔

اور روایت ہے کہ ایک قوم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گفتگو کا تبادلہ کیا اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں تہمت عائد کرنے لگے تو ان میں سے ایک نے قسم کھائی کہ میں نے درست کہا اور اسے فلاں! تو نے غلط بیانی کی ہے، جبکہ معاملہ اس کے خلاف نکلا، تو اس آدمی نے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ حانث ہو گیا ہے، تو حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایمان الرماۃ لغو لا حنث فیھا و لا کفارۃ ۔(۱) (تفسیر طبری، جلد ۲، صفحہ ۳۱) (گفتگو میں زیادتی کی قسم لغو ہے، اس میں نہ حانث ہونا ہے اور کوئی کفارہ ہے)

اور موطا میں حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے: اس بارے میں جو سب سے اچھا میں نے سنا ہے (وہ یہ ہے) کہ اللغو سے مراد انسان کا کسی شے کے بارے میں قسم کھانا ہے جس کے بارے وہ یقین رکھتا ہو کہ وہ اسی طرح ہے پھر وہ اس کے برعکس پائی جاتی ہے، اس میں کفارہ نہیں ہے اور وہ جو کسی شے کے بارے میں قسم کھاتا ہے اور وہ جانتا ہے کہ وہ اس میں گنہگار ہے، جھوٹا ہے تا کہ وہ اس کے ساتھ کسی کو راضی کرے یا مخلوق کے لئے معذرت کرے یا وہ اس کے ذریعہ مال ہتھیا لے تو یہ اس سے بڑھ کر ہے کہ اس میں کفارہ ہو۔

اور کفارہ اس پر ہوگا جس نے یہ قسم کھائی کہ وہ یہ کام نہیں کرے گا حالانکہ اس کے لیے اس کا کرنا مباح ہے پھر وہ اسے کر گزرتا ہے یا (یہ قسم کھائے) کہ وہ اس طرح کرے گا پھر وہ ایسا نہ کرے، مثلاً اگر کسی نے قسم کھائی کہ وہ اپنا کپڑا دس درہم کے عوض نہیں بیچے گا پھر وہ اتنے کے عوض ہی فروخت کر دیتا ہے یا کسی نے قسم کھائی کہ وہ اپنے غلام کو ضرور مارے گا پھر وہ اسے نہ مارے۔

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے اگر آپ سے یہ روایت صحیح ہے آپ نے فرمایا: یمین لغو یہ ہے کہ تو قسم کھائے درآنحالیکہ تو غصے میں ہو اور طاوس نے یہی کہا ہے۔

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لا یمین فی غضب ۔

(تفسیر طبری، جلد ۲، صفحہ ۲۶)

حالت غضب میں قسم نہیں ہوتی، اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

اور حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ (اللغو سے مراد) حلال کو حرام قرار دینا ہے، پس وہ کہتا ہے: میرا مال مجھ پر حرام ہے اگر میں نے اس طرح کیا اور حلال مجھ پر حرام ہے، مکحول دمشقی نے اسی طرح کہا ہے۔ اور امام مالک نے بھی یہی کہا ہے، سوائے بیوی کے کیونکہ اس نے اس میں تحریم لازم کر دی ہے مگر یہ کہ قسم کھانے والا اپنے دل کے ساتھ اسے خارج کر دے۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ لغو سے مراد معصیت کی قسم ہے، حضرت سعید بن مسیب، ابوبکر بن عبدالرحمٰن اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے دونوں بیٹوں حضرت عمروہ اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے یہی کہا ہے جیسا کہ کوئی یہ قسم کھاتا ہے۔ وہ شراب ضرور پیے گا یا وہ قطع رحمی ضرور کرے گا۔

پس اس کی نیکی اس فعل کو ترک کرنا ہے اور اس پر کوئی کفارہ نہیں ہے اور ان کی دلیل حضرت عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کی حدیث ہے کہ حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے کسی کام کی قسم کھائی پھر اس کے غیر کو اس سے بہتر اور اچھا دیکھا تو اسے چاہیے کہ وہ اسے چھوڑ دے اور بے شک اس کا ترک کرنا ہی اس کا کفارہ ہے (۱) (مسند احمد، رقم الحدیث، ۶۷۳۶) اسے ابن ماجہ نے اپنی سنن میں روایت کیا ہے۔ عنقریب اس کا ذکر بھی المائدہ میں آئے گا۔

اور حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ یمین لغو یہ ہے کہ آدمی اپنے بارے میں بددعا کرے: (مثلاً) اللہ تعالیٰ اس کی بصارت کو اندھا کر دے، اللہ تعالیٰ اس کا مال ضائع کر دے، وہ یہودی ہے، وہ مشرک ہے، وہ ولد الزنا ہے اگر اس نے اس طرح کیا۔

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے: دو آدمی خرید و فروخت کرتے ہیں، پس ان میں سے ایک کہتا ہے: قسم بخدا! میں تجھے اتنے کے عوض نہیں بیچوں گا اور دوسرا کہتا ہے: قسم بخدا! میں اتنے کے عوض اسے نہیں خریدوں گا۔

حضرت ابراہیم نخعی نے کہا ہے: وہ آدمی جو قسم کھاتا ہے کہ وہ یہ کام نہیں کرے گا پھر وہ بھول جاتا ہے اور اسے کر گزرتا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بھی اور حضرت ضحاک نے کہا ہے: بے شک یمین لغو وہ ہے جس کا کفارہ ادا کیا جائے یعنی جب قسم کا کفارہ ادا کر دیا جائے تو وہ ساقط ہو جاتی ہے اور لغو ہو جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ اس کا کفارہ ادا کرنے کے سبب اور اس سے بہتر کی طرف لوٹنے کے سبب مواخذہ نہیں فرمائے گا۔ ابن عبدالبر نے ایک قول بیان کیا ہے کہ لغو سے مراد مکرہ کی قسم ہے۔

حضرت ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے: وہ قسم جو نسیان اور بھول کے ساتھ ہو اس کے لغو ہونے میں کوئی شک نہیں، کیونکہ وہ اس کے قصد اور ارادہ کے خلاف واقع ہوئی ہے، پس وہ محض لغو ہے۔ (۲) (احکام القرآن، جلد ۲، صفحہ ۶۳۵)

میں (مفسر) کہتا ہوں: مکرہ کی قسم اپنے انجام سمیت جس نے بالاکراہ قسم کھائی اس کا حکم النحل میں آئے گا ان شاء اللہ تعالیٰ۔

حضرت ابن عربی نے کہا ہے: رہا وہ جس نے کہا کہ لغو سے مراد یمین المعصیۃ ہے تو یہ باطل ہے، کیونکہ ترک معصیت پر قسم کھانے والے کی قسم عبادت ہونے کے اعتبار سے منعقد ہو جاتی ہے اور معصیت کا ارتکاب کرنے پر قسم کھانے والے کی قسم معصیت ہونے کے اعتبار سے منعقد ہو جائے گی اور اسے کہا جائے گا: تو معصیت کا ارتکاب نہ کر اور کفارہ ادا کر دے اور اگر اس نے اقدام

فعل کیا تو وہ اپنے اقدام میں گنہگار ہوگا اور اپنی قسم سے بری ہو جائے گا۔
اور رہا وہ جس نے یہ کہا کہ اس سے مراد انسان کا اپنے خلاف دعا کرنا ہے اگر اس طرح نہ ہوا تو اس کے عوض اس طرح آفات نازل ہوں، تو یہ قول لغو ہے کفارہ کے طریق میں، لیکن فی القصد یہ قول منعقد ہو جائے گا اور مکروہ ہے اور بسا اوقات اس کے سبب مواخذہ بھی کیا جاتا ہے، کیونکہ حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم میں سے کوئی اپنے بارے میں بددعا نہ کرے بسا اوقات اتفاقیہ ایسی ساعت ہوتی ہے کہ جو کوئی اس میں اللہ تعالیٰ سے کسی شے کے بارے میں سوال کرتا ہے تو وہ اسے ضرور عطا فرما دیتا ہے۔
اور رہا وہ جس نے کہا اس سے مراد یمین الغضب ہے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حالت غضب میں قسم کھانا اس کی تردید کرتا ہے کہ وہ اشعریین کی بوجھ اٹھانے میں مدد ۔۔۔۔۔۔ کریں گے اور پھر آپ نے ان کی مدد کی اور اپنی قسم کا کفارہ ادا کر دیا۔ اس کا ذکر سورۃ براءۃ میں آئے گا۔
حضرت ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: رہا وہ جس نے یہ کہا کہ اس سے مراد وہ قسم ہے جس کا کفارہ ادا کر دیا گیا تو یہ اس کے متعلق نہیں جو بیان کیا جا رہا ہے اور اسے ابن عطیہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ضعیف اور کمزور قرار دیا ہے اور کہا: تحقیق اللہ تعالیٰ نے مطلقا لغو سے مواخذہ اٹھا لیا ہے اور اس کی حقیقت یہ ہے کہ اس میں نہ کوئی گناہ ہے اور نہ ہی کفارہ ہے اور قسم میں مواخذہ یمین غموس میں جو کہ حالف نے اپنے ذمہ لازم کر رکھی ہو اور اس میں جس کا کفارہ ادا کرنا ترک کر دیا گیا ہو حالانکہ وہ اس میں سے ہو جن میں کفارہ ہوتا ہے آخرت کی سزا ہے اور لازم کرنے میں دنیا کی سزا ہے، پس یہ قول ضعیف ہو جاتا ہے اس سبب سے کہ یہ یمین المکفرہ ہے، کیونکہ اس میں مواخذہ واقع ہوا ہے اور مواخذہ کو فقط آخرت کے ساتھ خاص کرنا یہ مرضی کا فیصلہ ہے (جس کی کوئی حقیقت نہیں)
مسئلہ نمبر: (۳) قولہ تعالیٰ: (آیت) فی ایمانکم الایمان یمین کی جمع ہے اور الیمین کا معنی قسم ہے اور اس کی اصل یہ ہے کہ عرب لوگ جب آپس میں قسم اٹھاتے تھے یا باہم عقد کرتے تھے تو ایک آدمی اپنے دائیں ہاتھ کے ساتھ اپنے ساتھی کا دایاں ہاتھ پکڑتا پھر یہ رواج بہت زیادہ بڑھ گیا یہاں تک کہ نفس قسم اور عہد کا نام ہی یمین پڑ گیا۔
اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یمین فعیل کے وزن پر یمن سے ماخوذ ہے اور اس کا معنی برکت ہے، اللہ تعالیٰ نے اسے یہ نام اس لئے دیا ہے کیونکہ یہ حقوق کی حفاظت کرتی ہے اور یمین کا لفظ مذکر و مونث دونوں طرح استعمال ہوتا ہے، اس کی جمع ایمان اور ایمن ہے۔
زہیر نے کہا ہے: فتجمع ایمن منا و منکم:
(پس ہماری طرف سے اور تمہاری طرف سے بہت سی قسمیں جمع ہو رہی ہیں)
مسئلہ نمبر: (۴) قولہ تعالیٰ: (آیت) ولکن یواخذکم بما کسبت قلوبکم یہ اس قول کی مثل ہے: (آیت) ولکن یواخذکم بما عقدتم الایمان۔ (المائدہ: ۸۹) اس کے تحت اس کے بارے میں بحث آئے گی ان شاء اللہ تعالیٰ۔
اور حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ نے کہا: قولہ تعالیٰ: (آیت) ولکن یواخذکم بما کسبت قلوبکم یہ ایسے آدمی کے بارے میں ہے جو یہ کہتا ہے: وہ مشرک ہے اگر وہ ایسا کرے، یعنی یہ لغو ہے مگر یہ کہ وہ اپنے دل سے شرک کرنے کا اعتقاد اور اس کا ارادہ کرے اور (آیت) غفور حلیم۔ یہ دونوں صفتیں ہیں جو اس کے مناسب ہیں جو مواخذہ چھوڑنے کا ذکر کیا گیا ہے، کیونکہ

یہ نرمی اور وسعت کے باب سے ہے۔ (المحرر الوجیز، جلد ۱، صفحہ ۳۰۲ دار الکتب العلمیہ، بیروت)

باب النَّهْيِ عَنِ النَّذْرِ .

یہ باب نذر کی ممانعت کے بیان میں ہے

3810 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ شُعْبَةَ قَالَ اَخْبَرَنِىْ مَنْصُوْرٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ النَّذْرِ وَقَالَ "اِنَّهٗ لَا يَاْتِىْ بِخَيْرٍ اِنَّمَا يُسْتَخْرَجُ بِهٖ مِنَ الْبَخِيْلِ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نذر ماننے سے منع کیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''یہ کوئی بھلائی نہیں لاتی ہے اس کے ذریعے کنجوس آدمی کا مال نکلوایا جاتا ہے''۔

3811 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ النَّذْرِ وَقَالَ "اِنَّهٗ لَا يَرُدُّ شَيْئًا اِنَّمَا يُسْتَخْرَجُ بِهٖ مِنَ الشَّحِيْحِ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نذر سے منع کیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:
''یہ تقدیر کے کسی فیصلے کو واپس نہیں کرتی ہے بلکہ اس کے ذریعے کنجوس کا مال نکلوایا جاتا ہے''۔

باب النَّذْرِ لَا يُقَدِّمُ شَيْئًا وَّلَا يُؤَخِّرُهٗ .

یہ باب ہے کہ نذر (تقدیر) کی کسی چیز کو آگے پیچھے نہیں کرتی ہے

3812 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُرَّةَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "النَّذْرُ لَا يُقَدِّمُ شَيْئًا وَّلَا يُؤَخِّرُهٗ اِنَّمَا هُوَ شَيْءٌ يُسْتَخْرَجُ بِهٖ مِنَ الشَّحِيْحِ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

3810-اخرجه البخاري في القدر، باب القاء العبد النذر الى القدر (الحديث 6608)، و في الايمان و النذور، باب الوفاء بالنذر (الحديث 6693) . واخرجه مسلم في النذر، باب النهي عن النذر وانه لا يرد شيئًا (الحديث 2 و 4) واخرجه ابو داؤد في الايمان و النذور، باب النهي عن النذور (الحديث 3287) واخرجه النسائي في الايمان و النذور، النهي عن النذر (الحديث 3811)، و النذر لا يقدم شيئًا و لا يوخره (الحديث 3812) . واخرجه ابن ماجه في الكفارات، باب النهي عن النذر (الحديث 2122) . تحفة الاشراف (7287) .

3811-تقدم (الحديث 3710) .

3812-تقدم (الحديث 3710) .

''نذر (تقدیر کے کسی فیصلے) کو آگے پیچھے نہیں کرتی ہے یہ ایک ایسی چیز ہے جس کے ذریعے کنجوس کا مال نکلوالیا جاتا ہے''۔

3813 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا يَاْتِي النَّذْرُ عَلَى ابْنِ اٰدَمَ شَيْئًا لَمْ يُقَدِّرْهُ عَلَيْهِ وَلٰكِنَّهُ شَيْءٌ يُسْتَخْرَجُ بِهٖ مِنَ الْبَخِيْلِ" .

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''نذر ابن آدم کے لیے کوئی ایسی چیز نہیں لاتی ہے' جو اس کے نصیب میں نہ ہو' بلکہ یہ ایک ایسی چیز ہے' جس کے ذریعے کنجوس کا مال نکلوادیا جاتا ہے''۔

باب النَّذْرُ يُسْتَخْرَجُ بِهٖ مِنَ الْبَخِيْلِ .

یہ باب ہے کہ نذر کے ذریعے کنجوس کا مال نکلوایا جاتا ہے

3814 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ عَنِ الْعَلَاءِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا تَنْذِرُوْا فَاِنَّ النَّذْرَ لَا يُغْنِيْ مِنَ الْقَدَرِ شَيْئًا وَّاِنَّمَا يُسْتَخْرَجُ بِهٖ مِنَ الْبَخِيْلِ" .

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''تم نذر نہ مانو' کیونکہ نذر تقدیر کے مقابلے میں کوئی فائدہ نہیں دیتی ہے' بلکہ اس کے ذریعے کنجوس کا مال نکلوایا جاتا ہے''۔

باب النَّذْرِ فِي الطَّاعَةِ .

یہ باب ہے کہ فرمانبرداری کی نذر ماننا

3815 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَّالِكٍ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ نَذَرَ اَنْ يُطِيْعَ اللّٰهَ فَلْيُطِعْهُ وَمَنْ نَذَرَ اَنْ يَعْصِيَ اللّٰهَ فَلَا يَعْصِهٖ" .

3813-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (13723) .

3814-اخرجه مسلم في النذر، باب النهي عن النذر و انه لا يرد شيئاً (الحديث 5) . و اخرجه الترمذي في النذور و الايمان، باب في كراهية النذر (الحديث 1538) تحفة الاشراف (14050) .

3815-اخرجه البخاري في الايمان و النذور، باب النذر في الطاعة (الحديث 6696)، و باب النذر فيما لا يملك و في معصية (الحديث 6700) . واخرجه ابو داؤد في ايمان و النذور، باب ما جاء في النذر في المعصية (الحديث 3289) . واخرجه الترمذي في النذور و الايمان، باب من نذر ان يطيع الله فليطعه (الحديث 1526) . واخرجه النسائي في الايمان و النذور، النذر في المعصية (الحديث 3816 و 3817) . واخرجه ابن ماجه في الكفارات، باب النذر في المعصية (الحديث 2126) تحفة الاشراف (17458) .

★★ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتی ہیں:
''جس شخص نے یہ نذر مانی کہ وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرے گا' تو اُسے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنی چاہیے اور جو شخص یہ نذر مانے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرے گا' تو اُسے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کرنی چاہیے''۔

بَابُ النَّذْرِ فِي الْمَعْصِيَةِ .

یہ باب ہے کہ نافرمانی کی نذر ماننا

3816 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ قَالَ حَدَّثَنِيْ طَلْحَةُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "مَنْ نَذَرَ اَنْ يُطِيْعَ اللّٰهَ فَلْيُطِعْهُ وَمَنْ نَذَرَ اَنْ يَعْصِيَ اللّٰهَ فَلَايَعْصِهِ" .

★★ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:
''جو شخص یہ نذر مانے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرے گا' تو وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرے اور جو شخص یہ نذر مانے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرے گا' تو وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ کرے''۔

3817 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اِدْرِيْسَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "مَنْ نَذَرَ اَنْ يُطِيْعَ اللّٰهَ فَلْيُطِعْهُ وَمَنْ نَذَرَ اَنْ يَعْصِيَ اللّٰهَ فَلَايَعْصِهِ" .

★★ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:
''جو شخص یہ نذر مانے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرے گا' وہ اس کی اطاعت کرے اور جو شخص یہ نذر مانے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرے گا' تو وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ کرے''۔

بَابُ الْوَفَاءِ بِالنَّذْرِ .

باب: نذر کو پورا کرنا

3818 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِيْ جَمْرَةَ عَنْ زَهْدَمٍ قَالَ

3816-تقدم (الحديث 3715) .

3817-تقدم (الحديث 3715) .

3818-اخرجه البخاري في الشهادات، باب لا يشهد على شهادة جور اذا اشهد (الحديث 2651)، و في فضائل اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم ، باب فضائل اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم ، (الحديث 3650)، و في الرقاق، باب ما يحذر من زهرة الدنيا و التنافس فيها (الحديث 6428) و في الايمان و النذور، باب اثم من لا يفي بالنذر (الحديث 6695) . واخرجه مسلم في فضائل الصحابة، باب فضل الصحابة ثم الذين يلونهم ثم الذين يلونهم (الحديث 214) . تحفة الاشراف (10827) .

سَمِعْتُ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ يَذْكُرُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "خَيْرُكُمْ قَرْنِىْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ" . فَلَا اَدْرِىْ اَذَكَرَ مَرَّتَيْنِ بَعْدَهُ اَوْ ثَلَاثًا ثُمَّ ذَكَرَ قَوْمًا يَخُوْنُوْنَ وَلَا يُؤْتَمَنُوْنَ وَيَشْهَدُوْنَ وَلَا يُسْتَشْهَدُوْنَ وَيَنْذِرُوْنَ وَلَا يُوْفُوْنَ وَيَظْهَرُ فِيْهِمُ السِّمَنُ .

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ هٰذَا نَصْرُ بْنُ عِمْرَانَ اَبُوْ جَمْرَةَ .

★★ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''تم میں سب سے بہتر میرا زمانہ ہے' پھر اُن کے بعد والوں کا زمانہ ہے' پھر ان کے بعد والوں کا زمانہ ہے' پھر ان کے بعد والوں کا زمانہ ہے''۔

(راوی کہتے ہیں:) مجھے نہیں معلوم کہ انہوں نے اس کے بعد دو مرتبہ اس کا تذکرہ کیا' یا تین مرتبہ اس کا تذکرہ کیا۔ اور پھر ارشاد فرمایا:

''اس کے بعد وہ لوگ آئیں گے جو خیانت کریں گے' انہیں امین نہیں بنایا جائے گا اور وہ گواہی دیں گے، حالانکہ ان سے گواہی نہیں مانگی گئی ہوگی، اور وہ نذر مانیں گے' لیکن اُسے پورا نہیں کریں گے اور ان میں موٹاپا ظاہر ہوگا''۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: ابوجمرہ نامی راوی کا نام نصر بن عمران ہے۔

نذر کا لغوی اور اصطلاحی معنی اس کی شرائط اور اس کا شرعی حکم

قرآن مجید میں ہے: یوفون بالنذر ویخافون یوما کان شرہ مستطیراً (الدھر: ۷) جو لوگ اپنی نذروں کو پورا کرتے ہیں اور اس دن سے ڈرتے ہیں جب اس دن کی گرفت یا عذاب چاروں طرف پھیل جائے گا۔ اور سورۃ الحج کی اس آیت میں نذر پورا کرنے کا حکم دیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا ہے کہ نذر کو پورا کرنا واجب ہے۔ علامہ حسین بن محمد راغب اصفہانی متوفی 502ھ نذر کا معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

نذر یہ ہے کہ کسی واقعہ کے پیش آنے کی وجہ سے تم اپنے اوپر اس عبادت کو واجب کر لو جو تم پر پہلے واجب نہیں تھی اور تم یہ نذر یہ ہے کہ کسی واقعہ کے پیش آنے کی وجہ سے تم اپنے اوپر اس عبادت کو واجب کر لو جو تم پر پہلے واجب نہیں تھی اور تم یہ کہو کہ میں نے اللہ تعالیٰ کے لیے اس عبادت کی نذر مانی ہے۔ (المفردات ج ۲ ص 630، مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفیٰ مکہ مکرمہ، 1418ھ)

حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی شافعی متوفی 852ھ لکھتے ہیں: نذر کی سب سے عمدہ قسم یہ ہے کہ جب انسان کسی مرض سے شفا پا جائے تو کہے کہ مجھ پر نذر ہے کہ میں اللہ کے لئے اتنے روزے رکھوں گا یا مجھ پر نذر ہے کہ میں اللہ کا شکر ادا کرنے کے لئے اتنی چیزوں کو صدقہ کروں گا اور اس نذر کو کسی چیز پر معلق نہ کرے اور اسی کے قریب وہ نذر ہے جس میں کسی عبادت کو کسی کام پر معلق کیا جائے مثلاً یوں کہے کہ اگر اللہ نے میرے مریض کو شفا دے دی تو میں اتنے روزے رکھوں گا یا اتنی نمازیں پڑھوں گا۔ (یہ نذر ناپسندیدہ ہے جیسا کہ عنقریب واضح ہوگا، ان شاء اللہ) اس کے علاوہ اور بھی اقسام ہیں مثلاً کسی شخص کا غلام اس پر بوجھ بنا ہوا ہے تو وہ اس کو آزاد کرنے کی نذر مانتا ہے تا کہ اس سے اس کو چھٹکارا مل جائے اور اس نذر سے عبادت

کا قصد نہیں کرنا، یا جیسے کوئی شخص اپنے اوپر بہت سخت اور دشوار عبادتوں کی نذر مان لیتا ہے مثلاً وہ ایک ہزار نفل پڑھے گا یا مسلسل چھ ماہ کے روزے رکھے گا یا پیدل حج کرے گا اور یہ ایسے کام ہیں جن کے کرنے سے اس کو جسمانی ضرر ہوگا۔ اس قسم کی نذر ماننا مکروہ ہے اور بعض اوقات یہ کراہت تحریم تک پہنچ جاتی ہے۔ (فتح الباری ج ۳ ص 434، مطبوعہ دار الفکر بیروت، 1420ھ)

علامہ محمد بن علی بن محمد حصکفی متوفی 1088ھ لکھتے ہیں: جس شخص نے نذر مطلق مانی (یعنی اس کو کسی کام پر معلق نہیں کیا مثلاً وہ کہے کہ میں اللہ کے لیے ایک سال کے روزے رکھنے کی نذر مانتا ہوں یا اس نے نذر کو کسی شرط پر معلق کیا اور اس عبادت کی نذر مانی جو فرض یا واجب ہو اور وہ عبادت مقصودہ ہو، اس لئے مثلاً وضو اور میت کو کفن دینے کی نذر ماننا صحیح نہیں ہے کیونکہ یہ عبادات مقصودہ نہیں ہے اور جب وہ شرط پائی جائے تو نذر ماننے والے پر اس نذر کو پورا کرنا واجب ہے کیونکہ حدیث میں ہے جس شخص نے کسی عبادت کی نذر مانی تو اس پر اس نذر کو پورا کرنا واجب ہے، جیسے روزے، نماز، صدقہ اور اعتکاف اور جس عبادت کی جنس سے کوئی عبادت فرض نہ ہو اس کو پورا کرنا واجب نہیں ہے جیسے مریض کی عیادت کرنا، جنازہ کے ساتھ جانا اور مسجد میں دخل ہونا خواہ مسجد نبوی ہو اور البحر الرائق میں نذر کی پانچ شرائط ذکر کی ہیں:

(۱) جس کام کی نذر مانی ہے وہ کام لذاتہ معصیت اور گناہ نہ ہو اس لیے عید الاضحیٰ کے دن روزہ رکھنے کی نذر ماننی صحیح کیونکہ وہ معصیت لغیرہ ہے۔ (۲) اور جس عبادت کی نذر مانی ہے وہ اس پر نذر سے پہلے واجب نہ ہو مثلاً اگر کسی شخص نے حجۃ الاسلام کی نذر مانی تو اس نذر سے اس پر حج واجب نہیں ہوگا۔ کیونکہ وہ اس کی نذر ماننے سے پہلے ہی واجب ہے۔

(۳) جس چیز کو عبادت میں خرچ کرنے کی نذر مانی ہے وہ اس کی ملکیت سے زائد نہ ہو یا وہ چیز کسی اور کی ملکیت میں نہ ہو، مثلاً اس نے ایک ہزار روپے صدقہ کرنے کی نذر مانی اور اس کے پاس صرف سو روپے ہیں تو اس پر صرف سو روپے صدقہ کرنا واجب ہوں گے۔

(۴) جس عبادت کی نذر مانی ہے اس کا کرنا محال نہ ہو۔ مثلاً اگر اس نے گزشتہ کل کے روزے یا اعتکاف کی نذر مانی تو اس کی یہ نذر صحیح نہیں ہے۔

(۵) اگر اس نے صاحب نصاب پر صدقہ کرنے کی نذر مانی تو یہ نذر صحیح نہیں ہے آلا یہ کہ وہ مسافر صاحب نصاب پر صدقہ کرنے کی نیت کرے گا اور اگر اس نے ہر نماز کے بعد تسبیحات پڑھنے کی نذر مانی تو یہ نذر السلام ہوگی اور اگر اس نے یہ نذر مانی کہ وہ ہر روز اتنی مرتبہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھے گا تو اس پر نذر الازم ہو جائے گی یہ نذر رازم ہوا ے (اس کی توجیہ سے ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھے گا تو اس پر یہ نذر لازم ہو جا گی۔ (اس کی توجیہ سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنا زندگی میں ایک ایک مرتبہ فرض ہے۔ اسی طرح تسبیحات کی جنس سے بھی ایام تشریق میں تکبیرات تشریق کو بڑھانا زندگی میں ایک مرتبہ فرض ہے۔ اس طرح تسبیحات کی جنس سے بھی ایام تشریق میں تکبیرات تشریق کو پڑھنا واجب ہے۔)

(رد المحتار ج ۵ ص 411-415 مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت، 1420ھ)

نذر کے احکام سے متعلق احادیث کا بیان

نذر پورا کرنے کے وجوب کے متعلق یہ احادیث ہیں: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے زمانہ جاہلیت میں ایک رات مسجد حرام میں اعتکاف کرنے کی نذر مانی تھی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی نذر پوری کرو۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث: 6697 صحیح مسلم رقم الحدیث: 1173 سنن ابوداؤد رقم الحدیث: 2464، سنن الترمذی رقم الحدیث: 791، سنن النسائی رقم الحدیث 709، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: 1771)

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے بہترین لوگ وہ ہیں جو میرے قرن (زمانہ) میں ہیں پھر وہ لوگ ہیں جو ان کے قریب ہیں پھر وہ لوگ ہیں جو ان کے قریب ہیں، پھر ان کے بعد ایک ایسی قوم آئے گی جو نذر مانیں گے اور اس کو پورا نہیں کریں گے، وہ خیانت کریں گے اور امانت داری نہیں کریں گے، وہ شہادت دیں گے اور ان سے شہادت طلب نہیں کی جائے گی اور ان میں موٹاپا ظاہر ہوگا۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث: 6695 صحیح مسلم رقم الحدیث: 2535، سنن النسائی رقم الحدیث: 3809 سنن ابوداؤد رقم الحدیث: 4657 سنن الترمذی رقم الحدیث: ۲۲۲۲)

معصیت کی نذر کو پورا نہ کرنے کے متعلق یہ حدیث ہے:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے اللہ کی اطاعت کی نذر مانی ہے وہ اللہ کی اطاعت کرے اور جس شخص نے اللہ کی معصیت کی نذر مانی ہے وہ اللہ کی معصیت نہ کرے۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث: 6696، سنن ابوداؤد رقم الحدیث: 3289، سنن النسائی رقم الحدیث: 3873 سنن الترمذی رقم الحدیث: 1526، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: 2126 صحیح ابن حبان رقم الحدیث: 4387، موطا امام مالک رقم الحدیث: 294، سنن داری رقم الحدیث: 2343 مسند احمد رقم الحدیث: 24576، عالم الکتب بیروت)

اپنے نفس کو مشقت میں ڈالنے والے کاموں کی نذر کی ممانعت میں یہ احادیث ہیں:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا، اس کے گلے میں رسی باندھی ہوئی تھی اور وہ طواف کر رہا تھا، آپ نے اس کی وہ رسی کاٹ دی۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث: 6702 سنن ابوداؤد رقم الحدیث: 3302، سنن النسائی رقم الحدیث: 2920 مسند احمد رقم الحدیث: 3443 مصنف عبدالرزاق رقم الحدیث: 15862,15861)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دے رہے تھے، آپ نے دیکھا ایک آدمی (دھوپ میں) کھڑا ہوا ہے۔ آپ نے اس کے متعلق پوچھا صحابہ نے بتایا کہ اس نے نذر مانی تھی کہ یہ کھڑا رہے گا اور بیٹھے گا نہیں اور سائے میں نہیں رہے گا اور یہ بات نہیں کرے گا اور روزے رکھے گا۔ آپ نے فرمایا اس سے کہو کہ باتیں کرے اور سائے میں رہے اور بیٹھے اور اپنا روزہ پورا کرے۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث: 6704)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک شخص کے پاس سے گزرے اور وہ کعبہ کا طوف کر رہا تھا اس کی ناک میں نکیل پڑی ہوئی تھی اور دوسرا شخص اس کو پکڑ کر کھینچ رہا تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے اس کی نکیل کو

کاٹ دیا اور اس شخص سے فرمایا اس کا ہاتھ پکڑ کر لے جاؤ۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث: 6703 سنن ابوداؤد رقم الحدیث: 3302، سنن النسائی رقم الحدیث: 2920، مصنف عبدالرزاق رقم الحدیث: 58161، مسند احمد رقم الحدیث: 3442)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی کہ حضرت عقبہ بن عامر کی بہن نے یہ نذر مانی ہے کہ وہ پیدل حج کرے گی، آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس کی اس نذر سے مستغنی ہے، اس سے کہو کہ سوار ہو۔

(سنن ابوداؤد رقم الحدیث: 3297)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا ایک شخص اپنے دو بیٹوں کے درمیان سہارے سے چل رہا تھا۔ آپ نے اس کا سبب دریافت کیا لوگوں نے بتایا اس نے پیدل چلنے کی نذر مانی ہے۔ آپ نے فرمایا اس شخص نے اپنے آپ کو جس عذاب میں مبتلا کیا ہوا ہے اللہ تعالیٰ اس سے مستغنی ہے، اس سے کہو کہ سوار ہو۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث: 1865، صحیح مسلم رقم الحدیث: 1642، سنن ابوداؤد رقم الحدیث: 3301 سنن الترمذی رقم الحدیث: 1537 سنن النسائی رقم الحدیث: 3862،3861)

جس چیز کا انسان مالک نہ ہو، اس کی نذر ماننے سے ممانعت کے متعلق یہ حدیث ہے:

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے ایک طویل حدیث مروی ہے اس کے آخر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے: اللہ تعالیٰ کی معصیت میں نذر کو پورا کرنا جائز نہیں ہے اور نہ اس چیز کی نذر ماننا جائز ہے جس کا ابن آدم مالک نہیں ہے۔ (صحیح مسلم رقم الحدیث: 1641، سنن ابوداؤد رقم الحدیث: 3316، سنن الترمذی رقم الحدیث: 3316، سنن الترمذی رقم الحدیث: 1568، سنن النسائی رقم الحدیث: 3858 سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: 2124)

اپنے کل مال کو صدقہ کرنے کی نذر کی ممانعت کے متعلق یہ احادیث ہیں:

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے کہا یا رسول اللہ! میری توبہ یہ ہے کہ میں اپنا کل مال اللہ اور اس کے رسول کی طرف صدقہ کردوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اپنا بعض مال روک لو یہ تمہارے لئے بہتر رہے گا میں نے کہا خیبر میں جو میرا حصہ ہے میں اس کو رکھ لیتا ہوں۔ (سنن ابوداؤد رقم الحدیث: 3317 سنن النسائی رقم الحدیث: 3833)

حضرت ابولبابہ نے کہا میری توبہ یہ ہے کہ میں اپنی قوم کے اس گھر کو چھوڑ دوں جس میں میں نے گناہ کیا تھا اور میں اپنے تمام مال کو اللہ کے لئے صدقہ کردوں، آپ نے فرمایا تمہارے لئے تہائی مال کو صدقہ کرنا کافی ہے۔ (سنن ابوداؤد رقم الحدیث: 3319)

جس کام کو کرنا انسان کی طاقت میں نہ ہو، اس کی نذر ماننے کی ممانعت کے متعلق یہ حدیث ہے:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جس شخص نے کوئی نذر مانی اور اس کو معین نہیں کیا، اس کا کفارہ قسم کا کفارہ ہے اور جس نے گناہ کرنے کی نذر مانی، اس کا کفارہ (بھی) قسم کا کفارہ ہے اور جس نے ایسے کام کی نذر مانی جس کی وہ طاقت نہیں رکھتا اس کا کفارہ (بھی) قسم کا کفارہ ہے اور جس نے ایسی عبادت کی نذر مانی ہے جس کی وہ طاقت رکھتا ہے وہ اس نذر کو پورا کرے۔

(سنن ابوداؤد رقم الحدیث: 3322 سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: 4128)

ورثاء کی نذر پوری کریں، اس کے متعلق یہ احادیث ہیں:

حضرت سعد بن عبادہ انصاری رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس نذر کے متعلق سوال کیا جو ان کی ماں پر تھی اور وہ اس نذر کو پوری کرنے سے پہلے فوت ہوگئیں آپ نے فرمایا وہ اپنی ماں کی طرف سے یہ نذر پوری کریں، پھر ان کے بعد یہ طریقہ مقررہ ہوگیا۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث: 6698 صحیح مسلم رقم الحدیث: 1638 سنن ابوداؤد رقم الحدیث: 3307 سنن النسائی رقم الحدیث: 3817 سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: 2132)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے آ کر کہا میری بہن نے حج کرنے کی نذر مانی تھی اور وہ فوت ہو چکی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر اس پر قرض ہوتا تو کیا تم اس قرض کو ادا کرتے؟ اس نے کہا جی ہاں! فرمایا تو پھر اللہ کا قرض ادا کرو، وہ ادا کیے جانے کے زیادہ مستحق ہے۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث: 6699، سنن ابوداؤد رقم الحدیث: 1809، سنن دارمی رقم الحدیث: 1840، مسند حمیدی رقم الحدیث: 507 موطا امام مالک رقم الحدیث: 236، مسند احمد رقم الحدیث: 2266)

نذر کے ناپسندیدہ ہونے کے متعلق احادیث:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نذر ماننے سے منع فرمایا اور فرمایا نذر کسی چیز کو ٹال نہیں سکتی اور نذر بخیل سے عبادت نکالتی ہے۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث: 6608 صحیح مسلم رقم الحدیث: 1639، سنن ابوداؤد رقم الحدیث: 3287 سنن النسائی رقم الحدیث: 3801 سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: 2122 مصنف عبدالرزاق رقم الحدیث: 15846 سنن دارمی رقم الحدیث: 3345 مسند احمد رقم الحدیث: 5275)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نذر ماننے سے ابن آدم کے پاس کوئی ایسی چیز نہیں آ سکتی جو اس سے پہلے مقدر نہ ہو چکی ہو لیکن تقدیر اس کے لیے وہ چیز لے آتی ہے جو اس کے لئے پہلے مقدر ہو چکی ہو، نذر بخیل سے اس کی عبادت کو نکالتی ہے۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث: 6609 سنن الترمذی رقم الحدیث: 1538، سنن ابوداؤد رقم الحدیث: 3288، سنن النسائی رقم الحدیث: 3805، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: 4123 مسند احمد رقم الحدیث: 7295)

نذر ماننے کی ممانعت کے متعدد محامل اور توجیہات

قاضی عیاض بن موسیٰ مالکی اندلسی متوفی 544ھ لکھتے ہیں: امام مازری رحمہ اللہ نے کہا اس حدیث سے غرض یہ ہے کہ نذر کی حفاظت کی جائے اور اس کو لازماً پورا کیا جائے اور میرے نزدیک یہ توجیہ ظاہر حدیث سے بعید ہے اور میرے نزدیک ممانعت کی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ عبادت کی نذر ماننے والا اپنا مقصد پورا کرنے کے بعد اس عبادت کو جرمانہ، تاوان اور سزا کے طور پر ادا کرتا ہے، کیونکہ اب اس کو اس عبادت کے کرنے اور نہ کرنے کا اختیار نہیں رہا وہ اس پر لازم اور واجب ہوگئی اور ہر وہ کام جس میں انسان پر جبر ہو، وہ اس کو خوشی سے نہیں کرتا، اور امام مالک کے نزدیک یہ مکروہ ہے کہ انسان کسی معین دن کا روزہ مان لے اور ہمارے مشائخ نے اس کراہت کی یہی وجہ بیان کی ہے۔

اور حدیث میں نذر ماننے کی ممانعت کی یہ وجہ بھی ہوسکتی ہے کہ نذر ماننے والے نے جب تک نذر نہیں مانی تھی اس وقت تک اس نے وہ عبادت نہیں کی تھی اور وہ اس شرط پر اس عبادت کو کرتا ہے کہ اس کا وہ کام ہو جائے جس کے لئے اس نے اس عبادت کی نذر مانی تھی اور اس کی یہ عبادت گویا کہ اس کے کام کا معاوضہ ہے اور اس سے اللہ تعالیٰ کے تقریب کی زینت خراب ہو جاتی ہے اور وہ اجر نہیں ملتا جو خالص عبادت پر ملتا ہے اور حدیث میں ہے:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: میں تمام شرکاء کے شرک سے مستغنی ہوں اور جس شخص نے کوئی ایسا عمل کیا جس میں میرے غیر کو شریک کیا، میں اس عمل کو اور اس کے شرک کو ترک کر دیتا ہوں۔ (صحیح مسلم رقم الحدیث: 2985 سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: 4202 صحیح ابن حبان رقم الحدیث: 395، مسند احمد ج ۲ ص 301)

اس تاویل کی طرف آپ کی اس حدیث میں اشارہ ہے کہ نذر کسی خیر کو نہیں التی اور اس حدیث میں اشارہ ہے: نذر تقدیر سے مستغنی نہیں کرتی اور اس حدیث میں اشارہ ہے کہ نذر کبھی تقدیر کے موافق ہو جاتی ہے پھر بخیل سے وہ عبادت نکالتی ہے جس کو بخیل نکالنا نہیں چاہتا تھا۔ (اکمال المعلم بفوائد مسلم ج ۵ ص 387، مطبوعہ دار الوفاء بیروت، 1419ھ)

علامہ المبارک بن محمد ابن الاثیر الجزری المتوفی 606ھ لکھتے ہیں: احادیث میں نذر سے ممانعت کا ذکر بہت آیا ہے اور یہ نذر کی تاکید اور اس میں نذر کے واجب ہونے کے بعد اس کو پورا کرنے میں سستی سے ڈرانا ہے اور اگر اس سے مقصود نذر سے جھڑکنا ہوتا حتیٰ کہ نذر نہ مانی جائے تو اس میں نذر کے حکم کو باطل کرنا ہوتا اور اس کو پورا کرنے کے لزوم کو ساقط کرنا ہوتا، کیونکہ ممانعت کے بعد نذر ماننا گناہ ہوتا اور اس کو پورا کرنا لازم نہ ہوتا اور ممانعت کی احادیث کی توجیہ یہ ہے کہ لوگوں کو یہ بتایا جائے کہ نذر ان کے مقصود کو جلد کھینچ کر نہیں لاتی اور نہ ان سے جلد کسی ضرر کو دور کرتی ہے اور نہ ان سے قضا اور تقدیر کو ٹالتی ہے تو گویا آپ نے فرمایا تم اس طرح نذر نہ مانو گویا تم نذر مان کر اس چیز کو حاصل کر لو گے جو تمہارے لئے مقدر نہیں کی گئی یا تم نذر سے کسی ایسی مصیبت کو دور کر دو گے جو تمہارے لئے مقدر ہو چکی ہے۔ پس جب تم اس قسم کے اعتقاد سے نذر نہیں مانو گے تو پھر تم اس نذر کو پورا کرو کیونکہ تم نے جس عبادت کی نذر مان لی ہے وہ تم پر لازم ہے۔

(النہایہ ج ۵ ص 33 مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت، 1418ھ معالم السنن للخطابی مع مختصر سنن ابوداؤد ج ۴ ص 370)

علامہ ابوالعباس احمد بن عمر بن ابراہیم القرطبی المالکی المتوفی 656ھ لکھتے ہیں: اس کا محل یہ ہے کہ اگر کسی شخص نے یہ کہا کہ اگر اللہ نے میرے مریض کو شفا دے دی یا میرے گم شدہ آدمی کو لوٹا دیا تو میں ایک غلام آزاد کروں گا یا اتنی چیز صدقہ کروں گا یا اتنے روزے رکھوں گا۔ اس نذر سے ممانت کی توجیہ یہ ہے کہ جب اس نے اس عبادت کو اپنی کسی غرض کے جلد پورا ہونے پر موقوف کر دیا تو اس سے ظاہر ہو گیا کہ اس کی نیت اس عبادت سے محض اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کرنا نہیں تھی بلکہ اس نے اپنی غرض پوری کرنے کے عوض میں اس عبادت کی نیت کی تھی۔ کیا تم کو یہ معلوم نہیں کہ اگر اس کی وہ غرض پوری نہیں ہوئی تو پھر وہ اس عبادت کو نہیں کرے گا، اور یہی بخیل کا حال ہوتا ہے اس کے مال سے کوئی چیز اس وقت تک نہیں نکالی جا سکتی جب تک اسے اس چیز کا جلد معاوضہ نہ حاصل ہو جائے اور اس معنی کی طرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں اشارہ فرمایا ہے: نذر کے سبب سے بخیل سے اس

عبادت کو نکالا جاتا ہے جس کو بخیل نہیں نکالتا، پھر اس کے ساتھ جاہل کا یہ اعتقاد مل جاتا ہے کہ نذر اس کی غرض کے حصول کو واجب کر دیتی ہے یا اللہ تعالیٰ اس نذر کی وجہ اس کی غرض کو پورا کر دیتا ہے اور ان ہی دو علتوں کی طرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اس حدیث میں اشارہ فرمایا ہے: بے شک نذر اللہ کی تقدیر سے کسی چیز کو ٹال نہیں سکتی اور یہ دونوں جہالتیں ہیں البتہ پہلی جہالت کہ نذر اللہ تعالیٰ پر غرض پورا کرنا واجب کر دیتی ہے کفر کے قریب ہے، اور دوسری جہالت یعنی اللہ تعالیٰ نذر کی وجہ سے اس کی غرض پوری کرتا ہے، اس کے اعتقاد میں خطاء صریح ہے۔ اب رہا یہ سوال کہ پھر نذر کا ماننا حرام ہے یا مکروہ ہے؟ تو علماء کا معروف مذہب یہ ہے کہ نذر ماننا مکروہ ہے، اور میں کہتا ہوں کہ میرے نزدیک ظاہر یہ ہے کہ جس کے حق میں اس فاسد اعتقاد کا خطرہ ہو، اس کا نذر ماننا حرام ہے اور جس کا یہ اعتقاد نہ ہو اس کا نذر ماننا مکروہ ہے۔ بہر حال جب بھی نذر مانی جائے خواہ وہ کسی طرح ہو، اس کو پورا کرنا واجب ہے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اللہ کی اطاعت کی نذر کی وہ اس کی اطاعت کرے۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: 6696)(المفہم ج ۴ ص 607-606 مطبوعہ دار ابن کثیر بیروت، 1417ھ)

نذر ماننے کے متعلق مصنف کی تحقیق

ہمارے نزدیک اگر نذر اس فاسد اعتقاد کے ساتھ مانی ہے جس کی علامہ قرطبی نے تفصیل کی ہے تو پھر نذر کا ماننا حرام ہے یا مکروہ ہے اور اگر اس نے عبادت کو اپنی کسی شرط پر معلق کیا ہے مثلاً اس کی بیماری دور ہو جائے لیکن اس کا یہ اعتقاد نہیں ہے کہ اس نذر کی وجہ سے اس کا کام ضرور ہو جائے گا یا اس کی تقدیر بدل جائے گی تو پھر اس نذر کا ماننا مکروہ تنزیہی یا خلاف اولیٰ ہے، کیونکہ بہر حال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی نذر ماننے سے منع فرمایا ہے۔ البتہ اگر اس نے بغیر کسی شرط کے محض اللہ کی محبت میں اور اس کی عبادت کے شوق میں نذر مانی ہے مثلاً میں فلاں دن کا روزہ رکھوں گا یا فلاں دن اتنے نفل پڑھوں گا یا اس سال حج کروں گا تو ایسی نذر ماننا مستحب ہے اور اس نذر کو بھی پورا کرنا واجب ہے اور قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اسی نذر کی تعریف اور تحسین فرمائی ہے:

يُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ وَ يَخَافُوْنَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهٗ مُسْتَطِيْرًا (الدھر: ۷) جو لوگ اپنی نذروں کو پورا کرتے ہیں اور اس دن سے ڈرتے ہیں جب اس دن کی گرفت یا عذاب چاروں طرف پھیل جائے گا۔

امام ابن جریر نے مجاہد سے اس کی تفسیر میں روایت کیا جب وہ اللہ کے حق میں نذر مانیں۔

قتادہ نے کہا جو لوگ نماز، روزہ، حج، عمرہ اور دیگر فرائض کی اللہ کی اطاعت میں نذر مانتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کا نام ابرار رکھا ہے۔ (جامع البیان جز 29 ص 259 مطبوعہ دار الفکر بیروت، 1415ھ)

باب النَّذْرِ فِيمَا لَا يُرَادُ بِهِ وَجْهُ اللّٰهِ ۔

اس چیز کی نذر ماننا' جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی رضامندی کا ارادہ نہ کیا گیا ہو

3819 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ حَدَّثَنِىْ سُلَيْمَانُ الْاَحْوَلُ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَجُلٍ يَقُوْدُ رَجُلًا فِىْ قَرَنٍ فَتَنَاوَلَهُ النَّبِىُّ

3819- تقدم (الحديث 2920) .

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَطَعَهُ قَالَ اِنَّهُ نَذْرٌ .

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک شخص کے پاس سے گزرے جسے دوسرا آدمی ایک رسی کے ذریعے ساتھ لے کر جا رہا تھا (جیسے جانور کو رسی ڈال کر ہانکا جاتا ہے) تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ رسی پکڑ کر اُسے کاٹ دیا' اس آدمی نے بتایا' یہ نذر تھی۔

3820 - اَخْبَرَنَا يُوْسُفُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِىْ سُلَيْمَانُ الْاَحْوَلُ اَنَّ طَاوُسًا اَخْبَرَهُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِرَجُلٍ وَّهُوَ يَطُوْفُ بِالْكَعْبَةِ يَقُوْدُهُ اِنْسَانٌ بِخِزَامَةٍ فِىْ اَنْفِهِ فَقَطَعَهُ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهٖ ثُمَّ اَمَرَهُ اَنْ يَّقُوْدَهُ بِيَدِهٖ . قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ وَّاَخْبَرَنِىْ سُلَيْمَانُ اَنَّ طَاوُسًا اَخْبَرَهُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِهٖ وَهُوَ يَطُوْفُ بِالْكَعْبَةِ وَاِنْسَانٌ قَدْ رَبَطَ يَدَهُ بِاِنْسَانٍ اٰخَرَ بِسَيْرٍ اَوْ خَيْطٍ اَوْ بِشَىْءٍ غَيْرِ ذٰلِكَ فَقَطَعَهُ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهٖ ثُمَّ قَالَ "قُدْهُ بِيَدِكَ" .

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک شخص کے پاس سے گزرے جو خانہ کعبہ کا طواف کر رہا تھا اور دوسرے شخص نے اس کی ناک میں رسّی ڈالی ہوئی تھی اور وہ اسے اپنے ساتھ لے کر چل رہا تھا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دستِ مبارک کے ذریعے اُس رسّی کو کاٹ دیا اور پھر اُسے یہ ہدایت کی کہ وہ اپنے ہاتھ کے ذریعے اس شخص کو ساتھ لے کر چلے۔

ایک اور سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ بیان منقول ہے:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک شخص کے پاس سے گزرے جو خانہ کعبہ کا طواف کر رہا تھا' ایک شخص نے دوسرے کے ہاتھ تسمے یا دھاگے یا کسی اور چیز کے ساتھ باندھے ہوئے تھے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے کاٹ دیا اور ارشاد فرمایا: تم اپنے ہاتھ کے ذریعے پکڑ کر اسے ساتھ لے کر چلو۔

باب النَّذْرِ فِيْمَا لَا يَمْلِكُ .

یہ باب ہے کہ ایسی چیز کے بارے میں نذر ماننا جو آدمی کی ملکیت نہ ہو

3821 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنِىْ اَيُّوْبُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ قِلَابَةَ عَنْ عَمِّهٖ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا نَذْرَ فِىْ مَعْصِيَةِ اللّٰهِ وَلَا فِيْمَا لَا يَمْلِكُ ابْنُ اٰدَمَ" .

3820-تقدم (الحديث 2920) .

3821-اخرجه مسلم في النذر، باب لا وفاء لنذر في معصية الله ولا فيما لا يملك العبد (الحديث 8) مطولاً . و اخرجه ابو داؤد في الايمان و النذور، باب في النذر فيما لا يملك (الحديث 3316) مطولاً . واخرجه النسائي في الايمان و النذور، كفارة النذور (الحديث 3860) . و اخرجه ابن ماجه في الكفارات، باب النذر في المعصية (الحديث 2124) تحفة الاشراف (10884 و 10888) .

☆☆ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:
''اللہ تعالیٰ کی معصیت کے بارے میں کوئی نذر نہیں ہوتی ہے اور اس چیز کے بارے میں کوئی نذر نہیں ہوتی ہے' جس کا آدمی مالک نہیں ہوتا''۔

3822 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الْمُغِيْرَةِ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيٰى عَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ حَلَفَ بِمِلَّةٍ سِوَى مِلَّةِ الْاِسْلَامِ كَاذِبًا فَهُوَ كَمَا قَالَ وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِشَيْءٍ فِي الدُّنْيَا عُذِّبَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَيْسَ عَلٰى رَجُلٍ نَذْرٌ فِيْمَا لَا يَمْلِكُ" .

☆☆ حضرت ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:
''جو شخص اسلام کے علاوہ کسی اور دین کی جھوٹی قسم اُٹھائے' تو وہ ویسا ہی ہوگا جیسے اس نے کہہ دیا ہے اور جو شخص دنیا میں جس چیز کے ذریعے خودکشی کرے گا' قیامت کے دن اُسے اُسی چیز کے ذریعے عذاب دیا جائے گا اور آدمی جس چیز کا مالک نہ ہو اس کے بارے میں اس چیز پر نذر لازم نہیں ہوتی''۔

باب مَنْ نَذَرَ اَنْ يَّمْشِيَ اِلٰى بَيْتِ اللّٰهِ تَعَالٰى .

یہ باب ہے کہ جو شخص یہ نذر مانے کہ وہ بیت اللہ تک پیدل جائے گا

3823 - اَخْبَرَنِيْ يُوْسُفُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ اَبِيْ اَيُّوْبَ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ حَبِيْبٍ اَخْبَرَهُ اَنَّ اَبَا الْخَيْرِ حَدَّثَهُ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ نَذَرَتْ اُخْتِيْ اَنْ تَمْشِيَ اِلٰى بَيْتِ اللّٰهِ فَاَمَرَتْنِيْ اَنْ اَسْتَفْتِيَ لَهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَفْتَيْتُ لَهَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "لِتَمْشِ وَلْتَرْكَبْ" .

3822-اخرجه البخاري في الادب، باب ما ينهى عن السباب و اللعن (الحديث 6047 و 6105) . واخرجه مسلم في الايمان، باب غلظ تحريم قتل الانسان نفسه و ان من قتل نفسه بشيء عذب به في النار و انه لا يدخل الجنة الا نفس مسلمة (الحديث 176 و 178) . واخرجه ابو داؤد في الايمان و النذور، باب ما جاء في الحلف بالبراء ة و بملة غير الاسلام (الحديث 3257) . واخرجه الترمذي في النذور و الايمان باب ما جاء لا نذر فيما لا يملك ابن آدم (الحديث 1527 و 1543) . والحديث اخرجه البخاري في الجنائز، باب ما جاء في قاتل النفس (الحديث 1363)، و في الادب، باب من اكفر اخاه بغير تاويل فهو كما قال (الحديث 6105)، و في الايمان و النذور، باب من حلف بملة سوى ملة الاسلام (الحديث 6652) . و مسلم في الايمان، باب غلظ تحريم قتل الانسان نفسه و ان من قتل نفسه بشيء عذب به في النار و انه لا يدخل الجنة الا نفس مسلمة (الحديث 177) و الترمذي في النذور و الايمان، باب ما جاء في كراهية الحلف بغير ملة الاسلام (الحديث 1543) . والنسائي في الايمان و النذور، الحلف بملة سوى الاسلام (الحديث 3779 و 3780) . وابن ماجه في الكفارات، باب من حلف بملة غير الاسلام (الحديث 2098) . تحفة الاشراف (2062) .

3823-اخرجه البخاري في جزاء الصيد، باب من نذر المشي الى الكعبة (الحديث 1866) و اخرجه مسلم في النذر، باب من نذر ان يمشي الى الكعبة (الحديث 11 و 12) . واخرجه ابو داؤد في الايمان و النذور، باب من راى عليه كفارة اذا كان في معصية (الحديث 3299) . تحفة الاشراف (9957) .

☆☆ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میری بہن نے یہ نذر مانی کہ وہ بیت اللہ تک پیدل جائے گی میری بہن نے مجھے یہ کہا کہ میں اس بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے حکم دریافت کروں میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں حکم دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''وہ پیدل بھی چل لے، اور سوار بھی ہو جایا کرے''۔

باب اِذَا حَلَفَتِ الْمَرْاَةُ لِتَمْشِي حَافِيَةً غَيْرَ مُخْتَمِرَةٍ .

یہ باب ہے کہ جب کوئی عورت یہ قسم اُٹھائے کہ وہ ننگے پاؤں چلے گی اور سر پر چادر لیے بغیر جائے گی

3824 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ وَّمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَا حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ يَّحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ زَحْرٍ - وَقَالَ عَمْرٌو اِنَّ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ زَحْرٍ اَخْبَرَهُ - عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ عُقْبَةَ بْنَ عَامِرٍ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ سَاَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اُخْتٍ لَّهُ نَذَرَتْ اَنْ تَمْشِيَ حَافِيَةً غَيْرَ مُخْتَمِرَةٍ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مُرْهَا فَلْتَخْتَمِرْ وَلْتَرْكَبْ وَلْتَصُمْ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ" .

☆☆ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی بہن کے بارے میں یہ دریافت کیا جس نے یہ نذر مانی تھی کہ وہ سر پر چادر لیے بغیر ننگے پاؤں جائے گی، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا:

''تم اس سے کہو کہ وہ سر پر چادر لے اور سوار ہو جائے اور تین دن روزے رکھ لے''۔

باب مَنْ نَذَرَ اَنْ يَّصُوْمَ ثُمَّ مَاتَ قَبْلَ اَنْ يَّصُوْمَ .

یہ باب ہے کہ جو شخص یہ نذر مانے کہ وہ روزہ رکھے گا اور پھر روزہ رکھنے سے پہلے اس کا انتقال ہو جائے

3825 - اَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ الْعَسْكَرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ قَالَ سَمِعْتُ سُلَيْمَانَ يُحَدِّثُ عَنْ مُسْلِمٍ الْبَطِيْنِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ رَكِبَتِ امْرَاَةٌ الْبَحْرَ فَنَذَرَتْ اَنْ تَصُوْمَ شَهْرًا فَمَاتَتْ قَبْلَ اَنْ تَصُوْمَ فَاَتَتْ اُخْتُهَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لَهُ فَاَمَرَهَا اَنْ تَصُوْمَ عَنْهَا .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک خاتون سمندری سفر پر روانہ ہوئی انہوں نے یہ نذر مانی تھی کہ وہ ایک مہینے کے روزے رکھیں گی پھر وہ روزے رکھنے سے پہلے ان کا انتقال ہو گیا تو ان کی بہن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس مسئلے کا تذکرہ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خاتون کو یہ ہدایت کی کہ وہ (اس مرحومہ) خاتون کی طرف سے روزے رکھ لے۔

3824-اخرجه ابوداؤد في الايمان و النذور، باب من راى عليه كفارة اذا كان في معصية (الحديث 3293 و 3294) . واخرجه الترمذي في النذور و الايمان، باب . 16 . (الحديث 1544) . واخرجه ابن ماجه في الكفارات ، باب من نذر ان يحج ماشيًا (الحديث 2134) . تحفة الاشراف (9930) .

3825-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (5620) .

باب مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ نَذْرٌ .

یہ باب ہے کہ جو شخص فوت ہو جائے، حالانکہ اس کے ذمے کوئی نذر لازم ہو

3826 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ وَّالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَائَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ اسْتَفْتَى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ نَذْرٍ كَانَ عَلٰى اُمِّهِ تُوُفِّيَتْ قَبْلَ اَنْ تَقْضِيَهُ فَقَالَ "اقْضِهِ عَنْهَا" .

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نذر کا مسئلہ دریافت کیا جو ان کی والدہ کے ذمے لازم تھی اور ان کی والدہ کا اس نذر کو پورا کرنے سے پہلے انتقال ہو گیا، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"ان کی طرف سے تم اسے پورا کردو"۔

3827 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اسْتَفْتَى سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ نَذْرٍ كَانَ عَلٰى اُمِّهِ فَتُوُفِّيَتْ قَبْلَ اَنْ تَقْضِيَهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اقْضِهِ عَنْهَا" .

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نذر کا مسئلہ دریافت کیا جو ان کی والدہ کے ذمے لازم تھی اور ان کی والدہ کا اُسے پورا کرنے سے پہلے انتقال ہو گیا تھا، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"ان کی طرف سے تم اسے پورا کردو"۔

3828 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اٰدَمَ وَهَارُوْنُ بْنُ اِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيُّ عَنْ عَبْدَةَ عَنْ هِشَامٍ - وَهُوَ ابْنُ عُرْوَةَ - عَنْ بَكْرِ بْنِ وَائِلٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَآءَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ اُمِّي مَاتَتْ وَعَلَيْهَا نَذْرٌ فَلَمْ تَقْضِهِ . قَالَ "اقْضِهِ عَنْهَا" .

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے انہوں نے عرض کی: میری والدہ کا انتقال ہو گیا ہے ان کے ذمے ایک نذر تھی جسے وہ ادا نہیں کر سکی ہیں تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"ان کی طرف سے تم اسے ادا کردو"۔

3826-تقدم (الحديث 3661) .

3827-تقدم (الحديث 3661) .

3828-تقدم (الحديث 3661) .

باب اِذَا نَذَرَ ثُمَّ اَسْلَمَ قَبْلَ اَنْ يَّفِيَ -

یہ باب ہے کہ جب کوئی شخص نذر مانے اور پھر اُسے پورا کرنے سے پہلے مسلمان ہو جائے

3829 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ عُمَرَ اَنَّهُ كَانَ عَلَيْهِ لَيْلَةٌ نَذَرَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ يَعْتَكِفُهَا فَسَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَمَرَهُ اَنْ يَعْتَكِفَ .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے زمانہ جاہلیت میں ایک رات کا اعتکاف کرنے کی نذر مانی تھی (اسلام قبول کر لینے کے بعد) انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ مسئلہ دریافت کیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یہ ہدایت کی کہ وہ اعتکاف کر لیں۔

3830 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ عَلٰى عُمَرَ نَذْرٌ فِيْ اعْتِكَافِ لَيْلَةٍ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ فَسَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ فَاَمَرَهُ اَنْ يَعْتَكِفَ .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ذمے مسجد الحرام میں ایک رات کا اعتکاف کرنے کی نذر لازم تھی' انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یہ ہدایت کی کہ وہ اعتکاف کر لیں۔

3831 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَكَمِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ عُبَيْدَ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ عُمَرَ كَانَ جَعَلَ عَلَيْهِ يَوْمًا يَعْتَكِفُهُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَسَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ فَاَمَرَهُ اَنْ يَعْتَكِفَهُ .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے زمانہ جاہلیت میں ایک دن کا اعتکاف کرنے کی نذر مانی تھی' انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ہدایت کی کہ وہ اعتکاف کر لیں۔

3829-اخرجه البخاري في الاعتكاف، باب من لم ير عليه اذا اعتكف صومًا (الحديث 2042)، وباب اذا نذر في الجاهلية ان يعكف ثم اسلم (الحديث 2043) . واخرجه مسلم في الايمان، باب نذر الكافر و ما يفعل فيه اذا اسلم (الحديث 27م). واخرجه ابو داؤد في الايمان و النذور ، باب من نذر في الجاهلية ثم ادرك الاسلام (الحديث 3325) . واخرجه الترمذي في النذور و الايمان، باب ما جاء في و فاء النذر (الحديث 1539) . واخرجه ابن ماجه في الصيام، باب في اعتكاف يوم اوليلة (الحديث 1772)، و في الكفارات، باب الوفاء بالنذر (الحديث 2129) . تحفة الاشراف (10550) .

3830-اخرجه البخاري في فرض الخمس، باب ما كان النبي صلى الله عليه وسلم يعطي المؤلفة قلوبهم وغيرهم من الخمس و نحوه (الحديث 3144) بنحوه مطولًا، و في المغازي، باب قول الله تعالى (ويوم حنين اذاعجبتكم كثرتكم فلم تغن عنكم شيئًا و ضاقت عليكم الارض بما رحبت ثم وليتم مدبرين ثم انزل الله سكينته . الى قوله . غفور رحيم) (الحديث 4320) بنحوه . واخرجه مسلم في الايمان، باب الكافر و ما يفعل فيه اذا اسلم (الحديث 28) مطولًا . تحفة الاشراف (7521) .

3831-اخرجه مسلم في الايمان، باب نذر الكافر و ما يفعل فيه اذا اسلم (الحديث 27م) . تحفة الاشراف (7916) .

3832 - حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ قَالَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ تِيبَ عَلَيْهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي أَنْخَلِعُ مِنْ مَالِي صَدَقَةً إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ . فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "أَمْسِكْ عَلَيْكَ بَعْضَ مَالِكَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ" .

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ يُشْبِهُ أَنْ يَكُونَ الزُّهْرِيُّ سَمِعَ هٰذَا الْحَدِيثَ مِنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَعْبٍ وَمِنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْهُ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ الطَّوِيلِ تَوْبَةُ كَعْبٍ .

★★ عبداللہ بن کعب اپنے والد (حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: جب ان کی توبہ قبول ہوگئی تو انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی: یارسول اللہ! میں اپنا مال اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں صدقے کے طور پر پیش کرتا ہوں' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا:

تم اپنا بعض مال اپنے پاس رہنے دو' یہ تمہارے لیے زیادہ بہتر ہے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: زیادہ مناسب یہ ہے' زہری نے اس روایت کو عبداللہ بن کعب اور عبدالرحمٰن بن کعب سے سنا ہے: اس بارے میں طویل حدیث منقول ہے' جو حضرت کعب رضی اللہ عنہ کی توبہ کے بارے میں ہے۔

باب إِذَا أَهْدَى مَالَهُ عَلَى وَجْهِ النَّذْرِ .

یہ باب ہے کہ جب کوئی شخص نذر کے طور پر اپنا مال کسی کو ہدیے کے طور پر پیش کرے

3833 - أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ قَالَ أَنْبَأَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ قَالَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَأَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ كَعْبٍ قَالَ سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ يُحَدِّثُ حَدِيثَهُ حِينَ تَخَلَّفَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ قَالَ فَلَمَّا جَلَسْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ مِنْ تَوْبَتِي أَنْ أَنْخَلِعَ مِنْ مَالِي صَدَقَةً إِلَى اللَّهِ وَإِلَى رَسُولِهِ . قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "أَمْسِكْ عَلَيْكَ بَعْضَ مَالِكَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ" . فَقُلْتُ فَإِنِّي أُمْسِكُ سَهْمِي الَّذِي بِخَيْبَرَ . مُخْتَصَرٌ .

★★ عبداللہ بن کعب بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کو غزوۂ تبوک کے موقع پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہ جانے کا واقعہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں: جب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آ کر بیٹھا تو میں نے عرض کی: یارسول اللہ! میری توبہ میں یہ بات بھی شامل ہے' میں اپنا مال صدقے کے طور پر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کردوں' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

3832-اخرجه ابو داؤد في الايمان النذور، باب فيمن نذر ان يتصدق بماله (الحديث 3317 و 3318 و 3319 و 3321) . و اخرجه النسائي في الايمان و النذور، اذا اهدى ماله على وجه النذر (الحديث 3833 و 3834) . تحفة الاشراف (11135) .

3833-تقدم (الحديث 3832) .

''تم اپنا مال کچھ مال اپنے پاس رہنے دو' یہ تمہارے لیے زیادہ بہتر ہے''۔
تو میں نے عرض کی: خیبر میں جو میری زمین ہے' اُسے میں اپنے پاس رکھتا ہوں۔
(امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں:) یہ روایت مختصر ہے۔

3834 - اَخْبَرَنَا يُوْسُفُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا لَيْثُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنِىْ عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِىْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ يُحَدِّثُ حَدِيْثَهُ حِيْنَ تَخَلَّفَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ مِنْ تَوْبَتِىْ اَنْ اَنْخَلِعَ مِنْ مَّالِىْ صَدَقَةً اِلَى اللّٰهِ وَاِلٰى رَسُوْلِهٖ . فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَمْسِكْ عَلَيْكَ مَالَكَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكَ" . قُلْتُ فَاِنِّىْ اُمْسِكُ عَلَىَّ سَهْمِى الَّذِىْ بِخَيْبَرَ .

☆☆ عبداللہ بن کعب بن مالک بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کو غزوۂ تبوک کے موقع پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہ جانے کا واقعہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے' وہ بیان کرتے ہیں: میں نے عرض کی کہ یارسول اللہ! میری توبہ میں یہ بات شامل ہے' میں اپنے مال کو صدقے کے طور پر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کردوں۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''تم اپنا کچھ مال (یعنی زمین) اپنے پاس رکھو، یہ تمہارے لیے زیادہ بہتر ہے''۔
تو میں نے عرض کی: خیبر میں میرا جو حصہ ہے' وہ میں اپنے پاس رکھتا ہوں۔

3835 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْدَانَ بْنِ عِيْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ اَعْيَنَ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْقِلٌ عَنِ الزُّهْرِىِّ قَالَ اَخْبَرَنِىْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبٍ عَنْ عَمِّهٖ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبِىْ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ يُحَدِّثُ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ اِنَّمَا نَجَّانِىْ بِالصِّدْقِ وَاِنَّ مِنْ تَوْبَتِىْ اَنْ اَنْخَلِعَ مِنْ مَّالِىْ صَدَقَةً اِلَى اللّٰهِ وَاِلٰى رَسُوْلِهٖ . فَقَالَ "اَمْسِكْ عَلَيْكَ بَعْضَ مَالِكَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكَ" . قُلْتُ فَاِنِّىْ اُمْسِكُ سَهْمِىَ الَّذِىْ بِخَيْبَرَ .

☆☆ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے عرض کی: یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے مجھے سچ بولنے کی وجہ سے نجات عطا کی ہے' میری توبہ میں یہ بات شامل ہے' میں اپنے مال کو صدقے کے طور پر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کردوں۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''تم اپنا کچھ مال اپنے پاس رہنے دو' یہ تمہارے لیے زیادہ بہتر ہے''۔
میں نے عرض کی: پھر خیبر میں میرا جو حصہ ہے' اُسے میں اپنے پاس رکھتا ہوں۔

3834-تقدم (الحديث 3832) .

3835-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (11160) .

باب هَلْ تَدْخُلُ الْاَرَضُونَ فِي الْمَالِ اِذَا نَذَرَ ۔

جب کوئی شخص نذر مانے' تو کیا زمین بھی مال میں شامل ہوگی؟

3836 - قَالَ الْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ اَبِي الْغَيْثِ مَوْلَى ابْنِ مُطِيعٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ خَيْبَرَ فَلَمْ نَغْنَمْ اِلَّا الْاَمْوَالَ وَالْمَتَاعَ وَالثِّيَابَ فَاَهْدٰى رَجُلٌ مِّنْ بَنِي الضُّبَيْبِ يُقَالُ لَهٗ رِفَاعَةُ بْنُ زَيْدٍ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غُلَامًا اَسْوَدَ يُقَالُ لَهٗ مِدْعَمٌ فَوَجَّهَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى وَادِي الْقُرٰى حَتّٰى اِذَا كُنَّا بِوَادِي الْقُرٰى بَيْنَا مِدْعَمٌ يَحُطُّ رَحْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَائَهٗ سَهْمٌ فَاَصَابَهٗ فَقَتَلَهٗ فَقَالَ النَّاسُ هَنِيْئًا لَّكَ الْجَنَّةُ ۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "كَلَّا وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ اِنَّ الشَّمْلَةَ الَّتِيْ اَخَذَهَا يَوْمَ خَيْبَرَ مِنَ الْمَغَانِمِ لَتَشْتَعِلُ عَلَيْهِ نَارًا" ۔ فَلَمَّا سَمِعَ النَّاسُ بِذٰلِكَ جَآءَ رَجُلٌ بِشِرَاكٍ اَوْ بِشِرَاكَيْنِ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "شِرَاكٌ اَوْ شِرَاكَانِ مِنْ نَّارٍ" ۔

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: غزوۂ خیبر کے موقع پر ہم لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے' ہمیں مالِ غنیمت میں صرف زمین' کچھ ساز و سامان اور کپڑے حاصل ہوئے' بنوضبیب سے تعلق رکھنے والے ایک صاحب رفاعہ بن زید نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک سیاہ فام غلام تحفے کے طور پر پیش کیا' اس کا نام مدعم تھا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وادی قریٰ کی طرف چل پڑے۔ جب ہم وادی قریٰ میں پہنچے تو مدعم نامی غلام نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹ سے پالان اُتارنا شروع کیا' اسی دوران ایک تیر آیا اور اسے لگ گیا' جس کے نتیجے میں وہ مرگیا۔ تو لوگوں نے کہا: اس شخص کو جنت مبارک ہو، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''ہرگز نہیں! اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے! خیبر کے دن اس نے مالِ غنیمت میں سے ایک چادر چرائی تھی' جو اب آگ کی بن کر اس پر آ گئی ہے''۔

جب لوگوں نے یہ بات سنی تو ایک شخص ایک تسمہ یا شاید دو تسمے لے کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''یہ ایک تسمہ (راوی کو شک ہے، شاید یہ الفاظ ہیں:) یہ دو تسمے آگ کے ہیں''۔

باب الْاِسْتِثْنَاءِ ۔

یہ باب استثناء کرنے کے بیان میں ہے

3837 – اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ اَنَّ كَثِيْرَ بْنَ

3836-اخرجه البخاري في الايمان و النذور، باب هل يدخل في الايمان و النذور و الارض و الغنم و الزرع و الامتعة (الحديث 6707) . واخرجه ابو داؤد في الجهاد، باب في تعظيم الغلول (الحديث 2711) . و الحديث عند: البخاري في المغازي، باب غزوة خيبر (الحديث 4234) . ومسلم في الايمان، باب غلظ تحريم الغلول و انه لا يدخل الجنة الا المومنون (الحديث 183) . تحفة الاشراف (12916) .

فَرْقَدٍ حَدَّثَهُ اَنَّ نَافِعًا حَدَّثَهُمْ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ حَلَفَ فَقَالَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ فَقَدِ اسْتَثْنٰى" .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''جو شخص قسم اُٹھائے اور پھر انشاء اللہ کہہ دے، تو اس نے استثناء کر لیا''۔

3838 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ حَلَفَ فَقَالَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ فَقَدِ اسْتَثْنٰى" .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''جو شخص قسم اُٹھائے اور انشاء اللہ کہہ دے، تو اس نے استثناء کر لیا''۔

3839 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا عَفَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنٍ فَقَالَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ فَهُوَ بِالْخِيَارِ اِنْ شَآءَ اَمْضٰى وَاِنْ شَآءَ تَرَكَ" .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''جو شخص قسم اُٹھائے اور پھر انشاء اللہ کہہ دے، تو اسے اختیار ہے، اگر وہ چاہے تو وہ کام کر لے اور اگر وہ چاہے تو اسے ترک کر دے''۔

باب اِذَا حَلَفَ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ هَلْ لَهُ اسْتِثْنَاءٌ .

یہ باب ہے کہ جب کوئی شخص کوئی قسم اُٹھائے اور دوسرا شخص اُسے انشاء اللہ کہہ دے تو کیا یہ استثناء ہوگا؟

3840 - اَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ بَكَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَيَّاشٍ قَالَ اَنْبَاَنَا شُعَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُو الزِّنَادِ مِمَّا حَدَّثَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ الْاَعْرَجُ مِمَّا ذَكَرَ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ بِهٖ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "قَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوٗدَ لَاَطُوْفَنَّ اللَّيْلَةَ عَلٰى تِسْعِيْنَ امْرَاَةً كُلُّهُنَّ يَاْتِيْ بِفَارِسٍ يُجَاهِدُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فَقَالَ لَهٗ صَاحِبُهٗ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ . فَلَمْ يَقُلْ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ فَطَافَ عَلَيْهِنَّ جَمِيْعًا فَلَمْ تَحْمِلْ مِنْهُنَّ اِلَّا امْرَاَةٌ وَّاحِدَةٌ جَاءَتْ بِشِقِّ رَجُلٍ وَّاَيْمُ الَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَوْ قَالَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَاهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فُرْسَانًا اَجْمَعِيْنَ" .

3837-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (8265) .

3838-تقدم (الحديث 3802) .

3839-تقدم (الحديث 3802) .

3840-اخرجه البخاري في الايمان و النذور، باب كيف كانت يمين النبي صلى الله عليه وسلم (الحديث 6639) . تحفة الاشراف (13731) .

★★ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

ایک مرتبہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے یہ کہا: آج رات میں اپنی 90 بیویوں کے ساتھ صحبت کروں گا اور وہ سب ایسے شہ سواروں کو جنم دیں گی، جو اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے' تو ان کے ساتھی (فرشتے یا کسی مصاحب) نے ان سے کہا: انشاء اللہ (کہہ دیں)' لیکن حضرت سلیمان علیہ السلام نے انشاء اللہ نہیں کہا' اُس رات وہ ان تمام خواتین کے پاس تشریف لے گئے' لیکن ان میں سے صرف ایک خاتون حاملہ ہوئی اور اس نے بھی ایسے بچے کو جنم دیا، جس کی پیدائش مکمل نہیں ہوئی تھی۔

پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اس ذات کی قسم! جس کے دست قدرت میں محمد کی جان ہے، اگر وہ انشاء اللہ کہہ دیتے (تو ان کے ہاں ایسے بچے پیدا ہوتے، جو بڑے ہوکر) وہ سب اللہ کی راہ میں سوار ہو کر جہاد کرتے''۔

جس نے قسم کے ساتھ اتصالی طور پر ان شاء اللہ کہا

اور جس نے اپنی قسم پر حلف اٹھایا اور قسم کے ساتھ ہی اتصالی طور پر ان شاء اللہ کہا پس وہ حانث نہ ہوگا۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے قسم اٹھائی اور ان شاء اللہ کہا تو وہ قسم سے بری ہو گیا۔ البتہ اس کے لئے اتصال ضروری ہے کیونکہ وہ فراغت کے بعد رجوع ہے اور یمین میں رجوع نہیں ہوتا۔ اور اللہ تعالیٰ ہی سب سے زیادہ جاننے والا حق کو جاننے والا ہے۔(۱۰)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس شخص کے بارے میں فرماتے ہیں جو حلف کھائے کہ اسے پھر بھی انشاء اللہ کہنے کا حق ہے گو سال بھر گزر چکا ہو۔ مطلب یہ ہے کہ اپنے کلام میں یا قسم میں انشاء اللہ کہنا بھول گیا تو جب بھی یاد آئے کہہ لے گو کتنی مدت گزر چکی ہو اور گو اس کا خلاف بھی ہو چکا ہو۔ اس سے یہ مطلب نہیں کہ اب اس پر قسم کا کفارہ نہیں رہے گا اور اسے قسم توڑنے کا اختیار رہے۔ یہی مطلب اس قول کا امام ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے اور یہی بالکل ٹھیک ہے اسی پر حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کلام محمول کیا جاسکتا ہے ان سے اور حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ مراد انشاء اللہ کہنا بھول جانا ہے۔

باب كَفَّارَةِ النَّذْرِ .

نذر کا کفارہ

3841 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ الْوَزِيرِ بْنِ سُلَيْمَانَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِىْ عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ كَعْبِ بْنِ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ شِمَاسَةَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "كَفَّارَةُ النَّذْرِ كَفَّارَةُ الْيَمِيْنِ" .

★★ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''نذر کا وہی کفارہ ہے' جو قسم (توڑنے) کا کفارہ ہے''۔

3841-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (9936) .

3842 - اَخْبَرَنَا كَثِيرُ بْنُ عُبَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ عَنِ الزُّبَيْدِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ اَنَّهُ بَلَغَهُ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا نَذْرَ فِيْ مَعْصِيَةٍ" .

★★ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتی ہیں:
''معصیت کے بارے میں نذر نہیں ہوتی ہے''۔

3843 - اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا نَذْرَ فِيْ مَعْصِيَةٍ وَّكَفَّارَتُهُ كَفَّارَةُ الْيَمِيْنِ" .

★★ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتی ہیں: ''معصیت کے بارے میں کوئی نذر نہیں ہوتی' اور اس کا کفارہ وہی ہے' جو قسم کا کفارہ ہے''۔

3844 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ الْمُخَرِّمِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اٰدَمَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا نَذْرَ فِيْ مَعْصِيَةٍ وَّكَفَّارَتُهُ كَفَّارَةُ يَمِيْنٍ" .

★★ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: ''معصیت کے بارے میں کوئی نذر نہیں ہوتی اور اس کا کفارہ وہی ہے' جو قسم کا کفارہ ہے''۔

3845 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا نَذْرَ فِيْ مَعْصِيَةٍ وَّكَفَّارَتُهُ كَفَّارَةُ يَمِيْنٍ" .

★★ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتی ہیں: ''معصیت کے بارے میں کوئی نذر نہیں ہوتی اور اس کا کفارہ وہی ہے' جو قسم کا کفارہ ہے''۔

3846 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ صَفْوَانَ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا نَذْرَ فِيْ مَعْصِيَةٍ وَّكَفَّارَتُهُ كَفَّارَةُ الْيَمِيْنِ" .

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَقَدْ قِيْلَ اِنَّ الزُّهْرِيَّ لَمْ يَسْمَعْ هٰذَا مِنْ اَبِيْ سَلَمَةَ .

3842-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (17567) .

3843-اخرجه ابو داؤد في الايمان و النذور، باب من راى عليه كفارة اذا كان في معصية (الحديث 3290 و 3291) . واخرجه الترمذي في النذور و الايمان، باب ما جاء عن رسول الله صلى الله عليه وسلم ان لا نذر في معصية (الحديث 1524) . واخرجه النسائي في الايمان النذور، كفارة النذور (الحديث 3844 و 3845 و 3846 و 3847) . واخرجه ابن ماجه في الكفارات، باب النذور في المعصية (الحديث 2125) . تحفة الاشراف (17770) .

3844-تقدم (الحديث 17770) .

3845-تقدم (الحديث 3843) .

3846-تقدم (الحديث 3843) .

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: "معصیت کے بارے میں کوئی نذر نہیں ہوتی اور اس کا کفارہ وہی ہے جو قسم کا کفارہ ہے"۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: یہ بات بیان کی گئی ہے زہری نے یہ روایت ابوسلمہ سے نہیں سنی ہے۔

3847 - اَخْبَرَنَا هَارُوْنُ بْنُ مُوْسَى الْفَرْوِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ ضَمْرَةَ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا نَذْرَ فِيْ مَعْصِيَةٍ وَّكَفَّارَتُهَا كَفَّارَةُ الْيَمِيْنِ".

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتی ہیں: "معصیت کے بارے میں کوئی نذر نہیں ہوتی اور اس کا کفارہ وہی ہے جو قسم کا کفارہ ہوتا ہے"۔

3848 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ التِّرْمِذِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ اُوَيْسٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَبِيْ عَتِيْقٍ وَّمُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ اَرْقَمَ اَنَّ يَحْيَى بْنَ اَبِيْ كَثِيْرٍ الَّذِيْ كَانَ يَسْكُنُ الْيَمَامَةَ حَدَّثَهُ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا سَلَمَةَ يُخْبِرُ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا نَذْرَ فِيْ مَعْصِيَةٍ وَّكَفَّارَتُهَا كَفَّارَةُ يَمِيْنٍ".

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ سُلَيْمَانُ بْنُ اَرْقَمَ مَتْرُوْكُ الْحَدِيْثِ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ. خَالَفَهُ غَيْرُ وَاحِدٍ مِّنْ اَصْحَابِ يَحْيَى بْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ.

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتی ہیں:

"معصیت کے بارے میں کوئی نذر نہیں ہوتی اور اس کا کفارہ وہی ہے جو قسم کا کفارہ ہے"۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: سلیمان بن ارقم "متروک الحدیث" ہے باقی اللہ بہتر جانتا ہے۔

یحییٰ بن ابوکثیر کے کئی شاگردوں نے اس روایت کو مختلف طور پر نقل کیا ہے۔

3849 - اَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ وَّكِيْعٍ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ - وَهُوَ عَلِيٌّ - عَنْ يَّحْيَى بْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الزُّبَيْرِ الْحَنْظَلِيِّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا نَذْرَ فِيْ مَعْصِيَةٍ وَّكَفَّارَتُهُ كَفَّارَةُ يَمِيْنٍ".

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

"معصیت کے بارے میں نذر کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی اور اس کا کفارہ وہی ہے جو قسم کا کفارہ ہوتا ہے"۔

3847-تقدم (الحديث 3843) .

3848-اخرجه ابو داؤد في الايمان النذور، باب من راى عليه كفارة اذا كان في معصية (الحديث 3292) . واخرجه الترمذي في النذور، الايمان، باب ما جاء عن رسول الله صلى الله عليه وسلم ان لا نذر في معصية (الحديث 1525) . تحفة الاشراف (17782) .

3849-انفرد به النسائي، و سياتي الايمان والنذور، كفارة النذر (الحديث 3850 و 3851 و 3852 و 3853) . تحفة الاشراف (10822) .

3850 - اَخْبَرَنِیْ عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ عَنْ اَبِیْ عَمْرٍو - وَهُوَ الْاَوْزَاعِیُّ - عَنْ يَحْيٰی بْنِ اَبِیْ كَثِيْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الزُّبَيْرِ الْحَنْظَلِیِّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا نَذْرَ فِیْ مَعْصِيَةٍ وَّكَفَّارَتُهَا كَفَّارَةُ يَمِيْنٍ" .

★★ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''معصیت کے بارے میں کوئی نذر نہیں ہوتی اور اس کا کفارہ وہی ہے جو قسم کا کفارہ ہے''۔

3851 - اَخْبَرَنَا عَلِیُّ بْنُ مَيْمُوْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بِشْرٍ عَنْ يَحْيٰی بْنِ اَبِیْ كَثِيْرٍ عَنْ مُحَمَّدٍ الْحَنْظَلِیِّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا نَذْرَ فِیْ غَضَبٍ وَّكَفَّارَتُهُ كَفَّارَةُ الْيَمِيْنِ" .

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ مُحَمَّدُ بْنُ الزُّبَيْرِ ضَعِيْفٌ لَا يَقُوْمُ بِمِثْلِهِ حُجَّةٌ . وَقَدِ اخْتُلِفَ عَلَيْهِ فِیْ هٰذَا الْحَدِيْثِ .

★★ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''غصے کے عالم میں کوئی نذر نہیں ہوتی اور اس کا کفارہ وہی ہے جو قسم کا کفارہ ہے''۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: محمد بن زبیر نامی راوی ضعیف ہے ایسے شخص کی روایت کو دلیل کے طور پر پیش نہیں کیا جا سکتا' اور اس روایت کو نقل کرنے میں، اس سے اختلاف کیا گیا ہے۔

3852 - اَخْبَرَنِیْ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ يَعْقُوْبَ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوْسٰی قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيٰی عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عِمْرَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا نَذْرَ فِیْ غَضَبٍ وَّكَفَّارَتُهُ كَفَّارَةُ الْيَمِيْنِ" .

★★ حضرت عمران رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''غضب کی حالت میں کوئی نذر نہیں ہوتی' اور اس کا کفارہ قسم کا کفارہ ہے''۔

3853 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ اَنْبَاَنَا حَمَّادٌ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عِمْرَانَ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا نَذْرَ فِیْ غَضَبٍ وَّكَفَّارَتُهُ كَفَّارَةُ الْيَمِيْنِ" . وَقِيْلَ اِنَّ الزُّبَيْرَ لَمْ يَسْمَعْ هٰذَا الْحَدِيْثَ مِنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ .

★★ حضرت عمران رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''غضب کی حالت میں کوئی نذر نہیں ہوتی اور اس کا کفارہ قسم کا کفارہ ہے''۔

3850-تقدم (الحديث 3849) .

3851-تقدم (الحديث 3849) .

3852-تقدم (الحديث 3849) .

3853-تقدم (الحديث 3849) .

(امام نسائی فرماتے ہیں:) یہ بات بیان کی گئی ہے زبیر نامی راوی نے اس حدیث کو حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے نہیں سنا ہے۔

3854 - اَخْبَرَنِی مُحَمَّدُ بْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنِی ابْنُ اِسْحَاقَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ اَبِيهِ عَنْ رَجُلٍ مِّنْ اَهْلِ الْبَصْرَةِ قَالَ صَحِبْتُ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "النَّذْرُ نَذْرَانِ فَمَا كَانَ مِنْ نَّذْرٍ فِیْ طَاعَةِ اللّٰهِ فَذٰلِكَ لِلّٰهِ وَفِيْهِ الْوَفَاءُ وَمَا كَانَ مِنْ نَّذْرٍ فِیْ مَعْصِيَةِ اللّٰهِ فَذٰلِكَ لِلشَّيْطٰنِ وَلَا وَفَاءَ فِيْهِ وَيُكَفِّرُهٗ مَا يُكَفِّرُ الْيَمِيْنَ" ۔

☆☆ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

''دو طرح کی نذر ہوتی ہے' جو نذر اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کے بارے میں ہے' وہ اللہ تعالیٰ کے لیے ہوگی اور اسے پورا کرنا لازم ہوگا اور جو نذر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے بارے میں ہو' وہ شیطان کی ہوگی اور اسے پورا کرنا لازم نہیں ہوگا اور اس کا کفارہ وہی ہوگا' جو قسم کا کفارہ ہے''۔

3855 - اَخْبَرَنِی اِبْرَاهِيْمُ بْنُ يَعْقُوْبَ قَالَ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الزُّبَيْرِ الْحَنْظَلِیِّ قَالَ اَخْبَرَنِی اَبِیْ اَنَّ رَجُلًا حَدَّثَهٗ اَنَّهٗ سَاَلَ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ عَنْ رَّجُلٍ نَذَرَ نَذْرًا لَا يَشْهَدُ الصَّلَاةَ فِیْ مَسْجِدِ قَوْمِهٖ فَقَالَ عِمْرَانُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "لَا نَذْرَ فِیْ غَضَبٍ وَّكَفَّارَتُهٗ كَفَّارَةُ يَمِيْنٍ" ۔

☆☆ محمد بن زبیر حنظلی بیان کرتے ہیں: میرے والد نے یہ بات بتائی ہے' ایک شخص نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے ایسے شخص کے بارے میں دریافت کیا جو یہ نذر مانتا ہے' وہ اپنے محلے کی مسجد میں باجماعت نماز میں شریک نہیں ہوگا' تو حضرت عمران رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

''غصے کے عالم میں کوئی نذر نہیں ہوتی اور اس کا کفارہ' قسم کا کفارہ ہے''۔

3856 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا نَذْرَ فِیْ مَعْصِيَةٍ وَّلَا غَضَبٍ وَّكَفَّارَتُهٗ كَفَّارَةُ يَمِيْنٍ" ۔

☆☆ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''گناہ کے بارے میں اور غصے کی حالت میں کوئی نذر نہیں ہوتی اور اس کا کفارہ' قسم کا کفارہ ہے''۔

3857 - اَخْبَرَنَا هِلَالُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ سُلَيْمٍ - وَهُوَ عُبَيْدُ بْنُ يَحْيٰى - قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرٍ النَّهْشَلِیُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

3854-انفرد به النسائی، و سیاتی فی الایمان و النذور، کفارة النذر (الحدیث 3855) . تحفة الاشراف (10891) .

3855-تقدم فی الایمان و النذور، کفارة النذر (الحدیث 3854) .

3856-انفرد به النسائی، و سیاتی فی الایمان و النذور، کفارة النذر (الحدیث 3857) . تحفة الاشراف (10808) .

"لَا نَذْرَ فِي الْمَعْصِيَةِ وَكَفَّارَتُهُ كَفَّارَةُ الْيَمِيْنِ" ۔ خَالَفَهُ مَنْصُوْرُ بْنُ زَاذَانَ فِي لَفْظِهِ ۔

☆☆ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''گناہ کے بارے میں کوئی نذر نہیں ہوتی اور اس کا کفارہ، قسم کا کفارہ ہے''۔

منصور بن زاذان نامی راوی نے اس سے مختلف الفاظ نقل کیے ہیں۔

3858 - اَخْبَرَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا هُشَيْمٌ قَالَ اَنْبَاَنَا مَنْصُوْرٌ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ قَالَ يَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا نَذْرَ لِابْنِ اٰدَمَ فِيْمَا لَا يَمْلِكُ وَلَا فِي مَعْصِيَةِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ" ۔ خَالَفَهُ عَلِيُّ بْنُ زَيْدٍ فَرَوَاهُ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ ۔

☆☆ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''آدمی جس چیز کا مالک نہیں ہوتا' اس چیز کے بارے میں کوئی نذر نہیں ہوتی' اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے بارے میں بھی کوئی نذر نہیں ہوتی''۔

علی بن زید نامی راوی نے مختلف روایت نقل کی ہے' انہوں نے اسے حسن نامی راوی کے حوالے سے حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔

3859 - اَخْبَرَنِيْ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ تَمِيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا زَائِدَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ زَيْدِ بْنِ جُدْعَانَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا نَذْرَ فِيْ مَعْصِيَةٍ وَّلَا فِيْمَا لَا يَمْلِكُ ابْنُ اٰدَمَ" ۔

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَلِيُّ بْنُ زَيْدٍ ضَعِيْفٌ وَّهٰذَا الْحَدِيْثُ خَطَأٌ وَّالصَّوَابُ عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ ۔ وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيْثُ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ مِّنْ وَّجْهٍ اٰخَرَ ۔

☆☆ حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''معصیت کے بارے میں اور جو چیز آدمی کی ملکیت نہ ہو' اُس کے بارے میں کوئی نذر نہیں ہوتی''۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: علی بن زید نامی راوی ضعیف ہے اور اس روایت میں غلطی پائی جاتی ہے' صحیح یہ ہے' یہ روایت حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے منقول ہے اور اسی طرح کی روایت حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کے حوالے سے دوسری سند سے منقول ہے۔

3860 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَيُّوْبُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ قِلَابَةَ عَنْ عَمِّهٖ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا نَذْرَ فِيْ مَعْصِيَةٍ وَّلَا فِيْمَا لَا يَمْلِكُ ابْنُ اٰدَمَ" ۔

3857-تقدم في الايمان والنذور، كفارة النذر (الحديث 3856) .

3858-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (10811) .

3859-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (9700) .

☆☆ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:
''معصیت کے بارے میں اور جو چیز آدمی کی ملکیت نہ ہو اس کے بارے میں کوئی نذر نہیں ہوتی''۔

باب مَا الْوَاجِبُ عَلٰى مَنْ اَوْجَبَ عَلٰى نَفْسِهٖ نَذْرًا فَعَجَزَ عَنْهُ .

یہ باب ہے کہ جو شخص اپنے پر نذر لازم کر لے اور اسے پورا نہ کر سکے اس پر کیا چیز لازم ہوگی؟

3861 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا حَمَّادُ بْنُ مَسْعَدَةَ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ رَاَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا يُهَادٰى بَيْنَ رَجُلَيْنِ فَقَالَ "مَا هٰذَا" . قَالُوْا نَذَرَ اَنْ يَّمْشِيَ اِلٰى بَيْتِ اللّٰهِ . قَالَ "اِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنْ تَعْذِيْبِ هٰذَا نَفْسَهٗ مُرْهُ فَلْيَرْكَبْ" .

☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا جو دو آدمیوں کے درمیان سہارا لے کر چل رہا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: اس کا کیا معاملہ ہے؟ لوگوں نے بتایا اس نے یہ نذر مانی ہے وہ بیت اللہ تک پیدل جائے گا۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
''اللہ تعالیٰ اس شخص کے اپنی ذات کو تکلیف دینے سے بے نیاز ہے تم لوگ اسے کہو کہ وہ سوار ہو جائے''۔

3862 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَيْخٍ يُهَادٰى بَيْنَ اثْنَيْنِ فَقَالَ "مَا بَالُ هٰذَا" . قَالُوْا نَذَرَ اَنْ يَّمْشِيَ . قَالَ "اِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنْ تَعْذِيْبِ هٰذَا نَفْسَهٗ مُرْهُ فَلْيَرْكَبْ" . فَاَمَرَهٗ اَنْ يَّرْكَبَ .

☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک عمر رسیدہ شخص کے پاس سے گزرے جو دو آدمیوں کے درمیان سہارا لے کر چل رہا تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: اس کا کیا معاملہ ہے؟ تو لوگوں نے بتایا اس نے یہ نذر مانی ہے کہ وہ پیدل چل کر جائے گا۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
''اللہ تعالیٰ اس شخص کے اپنے آپ کو تکلیف دینے سے بے نیاز ہے تم اسے کہو کہ وہ سوار ہو جائے''۔
تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے حکم دیا وہ سوار ہو جائے۔

3863 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ قَالَ حَدَّثَنِيْ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ

3860-تقدم (الحديث 3821) .

3861-اخرجه البخاري في جزاء الصيد، باب من نذر المشي الى الكعبة (الحديث 1865)، و في الايمان و النذور، باب النذر فيما لا يملك وفي معصية (الحديث 6701) مختصراً . و اخرجه مسلم في النذور، باب من نذر ان يمشي الى الكعبة (الحديث 9) . و اخرجه ابو داؤد في الايمان و النذور، باب من راى عليه كفارة اذا كان في معصية (الحديث 3301) . و اخرجه الترمذي في النذور و الايمان، باب ما جاء فيمن يحلف بالمشي ولايستطيع (الحديث 1537) . واخرجه النسائي في الايمان و النذور، ما الواجب على من اوجب على نفسه نذرًا فعجز عنه (الحديث 3862) . تحفة الاشراف (392) .

3862-تقدم في الايمان و النذور، ما الواجب على من اوجب على نفسه نذرًا فعجز عنه (الحديث 3861) .

3863-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (799) .

عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيْلِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ اَتٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى رَجُلٍ يُهَادٰى بَيْنَ ابْنَيْهِ فَقَالَ "مَا شَاْنُ هٰذَا" . فَقِيْلَ نَذَرَ اَنْ يَّمْشِيَ اِلَى الْكَعْبَةِ . فَقَالَ "اِنَّ اللّٰهَ لَا يَصْنَعُ بِتَعْذِيْبِ هٰذَا نَفْسَهُ شَيْئًا" فَاَمَرَهُ اَنْ يَّرْكَبَ .

☆☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک شخص کے پاس تشریف لائے جو اپنے دو بیٹوں کے درمیان سہارا لے کر چل رہا تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: اس کا کیا معاملہ ہے؟ تو بتایا گیا اس نے یہ نذر مانی ہے یہ خانہ کعبہ تک پیدل جائے گا، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ اس شخص کے اپنے آپ کو تکلیف دینے کی وجہ سے کچھ نہیں کرے گا''

پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے حکم دیا وہ سوار ہو جائے۔

بَاب الْاِسْتِثْنَاءِ .

یہ باب استثناء کرنے کے بیان میں ہے

3864 - اَخْبَرَنَا نُوْحُ بْنُ حَبِيْبٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَنْبَاَنَا مَعْمَرٌ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنٍ فَقَالَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ فَقَدِ اسْتَثْنٰى" .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: ''جو شخص قسم اُٹھائے اور انشاء اللہ کہہ دے، تو اس نے استثناء کر دیا''۔

3865 - اَخْبَرَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيْمِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَنْبَاَنَا مَعْمَرٌ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَفَعَهُ "قَالَ سُلَيْمَانُ لَاَطُوْفَنَّ اللَّيْلَةَ عَلٰى تِسْعِيْنَ امْرَاَةً تَلِدُ كُلُّ امْرَاَةٍ مِّنْهُنَّ غُلَامًا يُقَاتِلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَقِيْلَ لَهُ قُلْ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ . فَلَمْ يَقُلْ فَطَافَ بِهِنَّ فَلَمْ تَلِدْ مِنْهُنَّ اِلَّا امْرَاَةٌ وَّاحِدَةٌ نِصْفَ اِنْسَانٍ" . فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَوْ قَالَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ لَمْ يَحْنَثْ وَكَانَ دَرَكًا لِّحَاجَتِهٖ" .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوع حدیث کے طور پر یہ بات نقل کرتے ہیں: حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا:

''آج رات میں اپنی نوے بیویوں کے ساتھ صحبت کروں گا' ان میں سے ہر ایک عورت لڑکے کو جنم دے گی جو (بڑا ہو کر) اللہ کی راہ میں جہاد کرے گا۔ ان سے کہا گیا: آپ انشاء اللہ کہہ دیں' لیکن انہوں نے یہ نہیں کہا، پھر انہوں نے ان خواتین کے ساتھ صحبت کی تو ان میں سے صرف ایک خاتون نے نامکمل بچے کو جنم دیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اگر وہ انشاء اللہ کہہ دیتے، تو وہ حانث نہ ہوتے اور ان کا مقصد بھی حاصل ہو جاتا''۔

3864-اخرجه الترمذي في النذور والايمان، باب ما جاء الاستثناء في اليمين (الحديث 1532) . واخرجه ابن ماجه في الكفارات، باب الاستثناء في اليمين (الحديث 2104) . بنحوه . تحفة الاشراف (13523) .

3865-اخرجه البخاري في النكاح، باب قول لا طوفن الليلة على نسائي (الحديث 5242) . واخرجه مسلم في الايمان، باب الاستثناء (الحديث 24) . تحفة الاشراف (13518) .

كِتَابُ الْمُزَارَعَةُ

یہ کتاب مزارعت کے بیان میں ہے

مزارعت کا فقہی مفہوم

اور کسی کو اپنی زمین اس طور پر کاشت کے لیے دینا کہ جو کچھ پیداوار ہوگی دونوں میں مثلاً نصف نصف یا ایک تہائی دو تہائیاں تقسیم ہو جائے گی اس کو مزارعت کہتے ہیں، اسی کو ہندوستان میں بٹائی پر کھیت دینا کہتے ہیں امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک مزارعت ناجائز ہے مگر فتویٰ قول صاحبین پر ہے کہ مزارعت جائز ہے۔

اسلام میں مزارعت کے جائز و ناجائز ہونے کی بحث

مزارعت کے بارے میں بعض لوگ فقہ حنفی کے متعلق غلط فہمی کا شکار ہیں۔ اور غیر مقلدین محض مصنوعی وفنی جملوں سے استدلال کر کے عوام میں توہمات پھیلانے میں سرگرداں رہتے ہیں۔ ہم ذیل میں اس موضوع کے متعلق فقہ حنفی کی پاسبانی میں دیئے گئے دلائل اور وہ احادیث جن سے مزارعت کے بارے میں فقہاء احناف نے استدلال کیا ہے اور غلط شرائط کی بنیاد پر مزارعت سے منع کیا اور نقصان دہ شرائط سے جب خالی تو مزارعت کو جائز قرار دیا ہے۔

شریعت میں مزارعت جائز ہے، احادیث مبارکہ میں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عمل سے اس کا جواز ثابت ہے۔ جن احادیث کا آپ نے حوالہ دیا ہے وہ ایسی مزارعت پر محمول ہیں جن میں غلط شرائط لگادی گئی ہوں۔

بٹائی کے متعلق حدیثِ مخابرہ کی تحقیق

کیا اس حدیثِ مخابرہ میں بٹائی کی ممانعت آئی ہے؟

عن رافع بن خديج رضی الله عنه أنه زرع أرضًا فمرّ به النبی صلی الله عليه وسلم وهو يسقيها فسأله: لمن الزرع؟ ولمن الأرض؟ فقال: زرعی وببذری وعملی لی الشطر ولبنی فلان الشطر. فقال: أربيتما، فرد الأرض علىٰ أهلها وخذ نفقتك. (سنن ابوداؤد، طبع ایچ ایم سعید)

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے ایک کھیتی کاشت کی، وہاں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ہوا، جبکہ وہ اس کو پانی دے رہے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ: یہ کس کی کھیتی ہے اور کس کی زمین ہے؟ میں نے جواب دیا: کھیتی میرے بیج اور عمل کا نتیجہ ہے، اور آدھی پیداوار میری اور آدھی بنی فلاں کی

ہوگی۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نے ربا اور سود کا معاملہ کیا، زمین اس کے مالکوں کو واپس کردو اور اپنا خرچ ان سے لے لو۔

عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنه قال: سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یقول: من لم یذر المخابرة فلیؤذن بحرب من اللہ ورسوله ۔(سنن ابوداؤد، طبع ایچ ایم سعید)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ: جو شخص مخابرہ کو نہ چھوڑے، اس کو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اعلانِ جنگ ہے۔

یہ دونوں روایتیں چونکہ مولانا محترم کے مضمون میں محض بر سبیل تذکرہ آ گئی ہیں، اس لئے ان کے مالہ وماعلیہ سے بحث نہیں کی گئی۔ اس سے عام آدمی کو یہ غلط فہمی ہوسکتی ہے کہ اسلام میں مزاعت مطلقاً ربا کا حکم رکھتی ہے، اور جو لوگ یہ معاملہ کرتے ہیں ان کے خلاف خدا اور رسول کی جانب سے اعلانِ جنگ ہے۔ لیکن اہلِ علم کو معلوم ہے کہ مزارعت اسلام میں مطلقاً ممنوع نہیں۔

مولانا کی تحریر کی وضاحت کے لئے تو اتنا اجمال بھی کافی ہے کہ مزارعت کی بعض صورتیں ناجائز ہیں، ان احادیث میں ان ہی سے ممانعت فرمائی گئی ہے، اور ان پر ربا (سود) کا اطلاق کیا گیا ہے۔ مولانا موصوف اس اطلاق کی توجیہ کرنا چاہتے ہیں کہ ربا کی مختلف قسمیں ہیں، جن میں قباحت وبُرائی کے اعتبار سے فرق وتفاوت ہے۔ احادیث میں بعض ایسے معاشی معاملات کو جن میں ربا سے ایک گونہ مشابہت ومماثلت پائی جاتی تھی ربا سے تعبیر کیا گیا ہے، اسی طرح مزارعت (کی ناجائز صورتوں) کو بھی ربا سے تعبیر کیا گیا ہے۔ لیکن بعض ملاحدہ نے ان کو غلط محمل پر محمول کیا ہے، اس بنا پر ضروری ہوا کہ اس اجمال کی تفصیل بیان کی جائے اور ان روایتوں کا صحیح محمل بیان کیا جائے۔

ایک شخص جو اپنی زمین خود کاشت نہیں کرسکتا، یا نہیں کرتا، وہ اسے کاشت کے لئے کسی دُوسرے کے حوالے کردیتا ہے، اس کی کئی صورتیں ہوسکتی ہیں۔

اوّل: یہ کہ وہ اسے ٹھیکے پر اُٹھادے اور اس کا معاوضہ زرِنقد کی صورت میں وصول کرے۔ اسے عربی میں کراء الأرض کہا جاتا ہے، فقہاء اسے اِجارات کے ذیل میں لاتے ہیں اور یہ صورت بالاتفاق جائز ہے۔

دوم: یہ کہ مالک، زرِنقد وصول نہ کرے، بلکہ پیداوار کا حصہ مقرّر کرلے، اس کی پھر دو صورتیں ہیں۔

یہ کہ زمین کے کسی خاص قطعے کی پیداوار اپنے لئے مخصوص کرلے، یہ صورت بالاتفاق ناجائز ہے اور احادیثِ مخابرہ میں اسی صورت کی ممانعت ہے، جیسا کہ آئندہ معلوم ہوگا۔

یہ کہ زمین کے کسی خاص قطعے کی پیداوار اپنے لئے مخصوص نہ کرے، بلکہ یہ طے کیا جائے کہ کل پیداوار کا اتنا حصہ مالک کو ملے گا اور اتنا حصہ کاشتکار کو (مثلاً: نصف، نصف)۔

یہ صورت مخصوص شرائط کے ساتھ جمہور صحابہ وتابعین کے نزدیک جائز اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کے عمل سے ثابت ہے،

عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: عامل النبي صلى الله عليه وسلم خيبر بشطر ما يخرج منها من ثمر أو زرع ۔ (صحیح بخاری ج:ص:، صحیح مسلم ج:ص:، جامع ترمذی ص:، سنن ابوداؤد ص:، ابن ماجہ ص:، طحاوی ج:ص:)

الف: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اہلِ خیبر سے یہ معاملہ طے کیا تھا کہ زمین (وہ کاشت کریں گے اور اس) سے جو پھل یا غلہ حاصل ہوگا اس کا نصف ہم لیا کریں گے۔

عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: أعطى رسول الله صلى الله عليه وسلم خيبر بالشطر ثم أرسل ابن رواحة فقاسمهم ۔ (طحاوی، سنن ابوداؤد)

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کی زمین نصف پیداوار پر اُٹھادی تھی، پھر عبداللہ بن رواحہ کو بٹائی کے لئے بھیجا کرتے تھے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ خیبر کی زمین اللہ تعالیٰ نے فیئے کے طور پر دی تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان (یہودِ خیبر) کو حسبِ سابق بحال رکھا اور پیداوار اپنے لئے اور ان کے لئے نصف رکھی، اور عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو اس کی تقسیم پر مامور فرمایا تھا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، عبداللہ بن مسعود، معاذ بن جبل، حذیفہ بن یمان، سعد بن ابی وقاص، ابنِ عمر، ابنِ عباس جیسے اکابر صحابہ (رضی اللہ عنہم) سے مزارعت کا معاملہ ثابت ہے۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے آخری دور تک مزارعت پر کبھی کسی نے اعتراض نہیں کیا تھا۔

چنانچہ صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا ارشاد مروی ہے۔ كنا لا نرى بالخبر باسًا حتّٰى كان عام أول فزعم رافع أن نبي الله صلى الله عليه وسلم نفى عنه ۔ (صحیح مسلم)

ہم مزارعت میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتے تھے، اب یہ پہلا سال ہے کہ رافع کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے۔ ایک اور روایت میں ہے: كان ابن عمر رضي الله عنهما يكرى مزارعه على عهد النبي صلى الله عليه وسلم، وأبي بكر، وعمر، وعثمان، وصدرًا من امارة معاوية ثم حدّث عن رافع بن خديج أن النبي صلى الله عليه وسلم نهى عن كراء المزارع ۔ (صحيح بخارى)

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما اپنی زمین کرائے (بٹائی) پر دیا کرتے تھے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کے زمانے میں، اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ابتدائی دور میں۔ پھر انہیں رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کی روایت سے یہ بتایا گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین کو کرایہ پر اُٹھانے سے منع کیا ہے۔ ٥

ایک اور روایت میں ہے: عن طاوس عن معاذ بن جبل: أكرى الأرض على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم وأبي بكر وعمر وعثمان على الثلث والربع فهو يعمل به الى يومك هذا ۔ (ابنِ ماجه)

حضرت طاؤس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر،

حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کے عہد تک میں زمین بٹائی پر دی تھی، پس آج تک اسی پر عمل ہو رہا ہے۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا یہ واقعہ یمن سے متعلق ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں قاضی کی حیثیت سے یمن بھیجا تھا۔ وہاں کے لوگ مزارعت کا معاملہ کرتے تھے، حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے، جن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حلال وحرام کا سب سے بڑا عالم فرمایا تھا، اس سے منع نہیں فرمایا بلکہ خود بھی مزارعت کا معاملہ کیا۔ حضرت طاؤس رضی اللہ عنہ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرستادہ (حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ) نے یمن کی اراضی میں جو طریقہ جاری کیا تھا، آج تک اسی پر عمل ہے۔

اس باب کی تمام روایات وآثار کا استیعاب مقصود نہیں، نہ یہ ممکن ہے، بلکہ صرف یہ دیکھنا ہے کہ دورِ نبوت اور خلافتِ راشدہ کے دور میں اکابر صحابہ کا اس پر عمل تھا اور مزارعت کے عدمِ جواز کا سوال کم از کم اس دور میں نہیں اُٹھا تھا، جس سے صاف واضح ہوتا ہے کہ اسلام میں مزارعت کی اجازت ہے اور احادیثِ مخابرہ میں جس مزارعت سے ممانعت فرمائی گئی ہے اس سے مزارعت کی وہ شکلیں مراد ہیں جو دورِ جاہلیت سے چلی آتی تھیں۔

بعض دفعہ ایک بات کسی خاص موقع پر مخصوص انداز اور خاص سیاق میں کہی جاتی ہے، جو لوگ اس موقع پر حاضر ہوں اور جن کے سامنے وہ پورا واقعہ ہو، جس میں وہ بات کہی گئی تھی، انہیں اس کے مفہوم کے سمجھنے میں دِقت پیش نہیں آئے گی، مگر وہی بات جب کسی ایسے شخص سے بیان کی جائے جس کے سامنے نہ وہ واقعہ ہوا ہے جس میں یہ بات کہی گئی تھی، نہ وہ متکلم کے اندازِ تخاطب کو جانتا ہے، نہ اس کے لب ولہجے سے واقف ہے، نہ کلام کے سیاق کی اسے خبر ہے، اگر وہ اس کلام کے صحیح مفہوم کو نہ سمجھ پائے تو محلِ تعجب نہیں: شنیدہ کے بود مانند دیدہ یہی وجہ ہے کہ آیات کے اَسبابِ نزول کو علمِ تفسیر کا اہم شعبہ قرار دیا گیا ہے، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے۔

والذی لا الہ غیرہ! ما نزلت من اٰیۃ من کتاب اللہ الا وأنا أعلم فیمن نزل وأین نزلت، ولو أعلم مکان أحد أعلم بکتاب اللہ منی تنالہ المطایا لأتیتہ۔ (الاتقان، النوع الثامن)

اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں! کتاب اللہ کی کوئی آیت ایسی نہیں جس کے بارے میں مجھے یہ معلوم نہ ہو کہ وہ کس کے حق میں نازل ہوئی اور کہاں نازل ہوئی۔ اور اگر مجھے کسی ایسے شخص کا علم ہوتا جو مجھ سے بڑھ کر کتاب اللہ کا عالم ہو اور وہاں سواری جاسکتی تو میں اس کی خدمت میں ضرور حاضر ہوتا۔

اسی قسم کا ایک ارشاد حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا بھی نقل کیا گیا ہے، وہ فرمایا کرتے تھے: واللہ! ما نزلت اٰیۃ الا وقد علمت فیم أنزلت وأین أنزلت ان ربی وھب لی قلبًا عقولًا ولسانًا سوئلًا۔ (الاتقان، النوع الثمانون)

بخدا! جو آیت بھی نازل ہوئی، مجھے معلوم ہے کہ کس واقعہ کے بارے میں نازل ہوئی اور کہاں نازل ہوئی۔ میرے ربّ نے مجھے بہت سمجھنے والا دل، اور بہت پوچھنے والی زبان عطا کی ہے۔

اور یہی وجہ ہے کہ حق تعالیٰ نے: اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ کا وعدہ پورا کرنے کے لئے جہاں قرآن مجید

کے ایک ایک شوشے کو محفوظ رکھا، وہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عملی زندگی کے ایک ایک گوشے کی بھی حفاظت فرمائی، ورنہ خدا جانے ہم قرآن پڑھ پڑھ کر کیا کیا نظریات تراشا کرتے! اور یہی وجہ ہے کہ تمام أئمہ مجتہدین کے ہاں یہ اُصول تسلیم کیا گیا کہ کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ٹھیک مفہوم سمجھنے کے لئے یہ دیکھنا ہوگا کہ اکابر صحابہ نے اس پر کیسے عمل کیا اور خلافتِ راشدہ کے دور میں اس کے کیا معنی سمجھے گئے۔

یہ اکابر صحابہ جو مزارعت کا معاملہ کرتے تھے، مزارعت کی ممانعت ان کے لئے صرف شنیدہ نہیں تھی، دیدہ تھی۔ وہ یہ جانتے تھے کہ مزارعت کی کون سی قسمیں زمانہء جاہلیت سے رائج تھیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ممنوع قرار دیا۔ اور مزارعت کی کون سی صورتیں باہمی شقاق وجدال کی باعث ہوسکتی تھیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی اصلاح فرمائی۔ مزارعت کی جائز و ناجائز صورتوں کو وہ گویا اسی طرح جانتے تھے جس طرح وضو کے فرائض وسنن سے واقف تھے۔ ان میں ایک فرد بھی ایسا نہیں تھا جو مزارعت کے کسی ناجائز معاملے پر عمل پیرا ہو، ظاہر ہے کہ اس صورت میں کسی نکیر کا سوال کب ہوسکتا تھا؟ یہ صورتِ حال حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ابتدائی دور تک قائم رہی۔ مزارعت کے جواز وعدمِ جواز کا مسئلہ پوری طرح بدیہی اور روشن تھا، اور اس نے کوئی غیر معمولی نوعیت اختیار نہیں کی تھی۔ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ خلافتِ راشدہ کے بعد کچھ حالات ایسے پیش آئے جن سے یہ مسئلہ بدیہی کے بجائے نظری بن گیا، اور بحث وتمحیص کی ایک صورت پیدا ہوگئی۔ غالباً بعض لوگوں نے مسئلہ مزارعت کی نزاکتوں کو پوری طرح ملحوظ نہ رکھا اور مزارعت کی بعض ایسی صورتیں وقوع میں آنے لگیں جن سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا تھا، اس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نکیر فرمائی اور مزارعت سے ممانعت کی احادیث بیان فرمادیں۔

نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُزَارَعَةِ .

نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُخَابَرَةِ .

نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ كِرَاءِ الْاَرْضِ .

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مزارعت سے منع فرمایا ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مخابرت سے منع فرمایا ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین کو کرایہ پر دینے سے منع فرمایا ہے۔

ادھر بعض لوگوں کو ان احادیث کا مفہوم سمجھنے میں دقت پیش آئی، انہوں نے یہ سمجھا کہ ان احادیث کا مقصد ہر قسم کی مزارعت کی نفی کرنا ہے۔ اس طرح یہ مسئلہ بحث ونظر کا موضوع بن گیا۔

اب ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ جو افاضل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس وقت موجود تھے، انہوں نے اس نزاع کا فیصلہ کس طرح فرمایا؟ حدیث کی کتابوں میں ممانعت کی روایتیں تین صحابہ سے مروی ہیں: رافع بن خدیج، جابر بن عبداللہ اور ثابت بن ضحاک، رضی اللہ عنہم۔

حضرت ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ کی روایت اگرچہ نہایت مختصر اور مجمل ہے، تاہم اس میں یہ تصریح ملتی ہے کہ زمین کو زر نقد پر اُٹھانے کی ممانعت نہیں ہے۔ ان رسول الله صلى الله عليه وسلم نهى عن المزارعة وأمر بالمؤاجرة،

وقال: لا باس بها. (صحیح مسلم، طحاوی، میں صرف پہلا جملہ ہے)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزارعت سے منع فرمایا اور زرِ نقد پر زمین دینے کا حکم فرمایا، اور فرمایا: اس کا مضائقہ نہیں۔

حضرت جابر اور حضرت رافع رضی اللہ عنہما کی روایات میں خاصا تنوع پایا جاتا ہے، جس سے ان کا صحیح مطلب سمجھنے میں اُلجھنیں پیدا ہوئی ہیں، تاہم مجموعی طور پر دیکھئے تو ان کی کئی قسمیں ہیں، اور ہر قسم کا الگ الگ محل ہے۔

حضرت رافع رضی اللہ عنہ کی روایات کے بارے میں یہاں خاصے تنوع کا جو لفظ استعمال ہوا ہے، حضراتِ محدثین اسے اِضطراب سے تعبیر کرتے ہیں۔

اِمام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ حديث رافع حديث فيه اضطراب، يروى هذا الحديث عن رافع بن خديج عن عمومته، ويروى عنه عن ظهير بن رافع، وهو احد عمومته، وقد روى هذا الحديث عنه على روايات مختلفة. (جامع ترمذی)

اِمام طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ وأما حديث رافع بن خديج رضي الله عنه فقد جاء بألفاظ مختلفة اضطرب من أجلها. (شرح معانی الآثار ج:ص:، کتاب المزارعۃ والمساقاۃ)

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ وقد اختلف الرواة في حديث رافع بن خديج اختلافًا فاحشًا. (حجة الله البالغه)

اوّل: بعض روایات میں ممانعت کا مصداق مزارعت کا وہ جاہلی تصوّر ہے جس میں یہ طے کرلیا جاتا تھا کہ زمین کے فلاں عمدہ اور زرخیز ٹکڑے کی پیداوار مالک کی ہوگی اور فلاں حصے کی پیداوار کاشتکار کی ہوگی، اس میں چند در چند قباحتیں جمع ہوگئی تھیں۔

اوّلاً: معاشی معاملات باہمی تعاون کے اُصول پر طے ہونے چاہئیں، اس کے برعکس یہ معاملہ سراسر ظلم و استحصال اور ایک فریق کی صریح حق تلفی پر مبنی تھا۔

ثانیاً: یہ شرط فاسد اور مقتضائے عقد کے خلاف تھی، کیونکہ جب کسان کی محنت تمام پیداوار میں یکساں صرف ہوئی ہے تو لازم ہے کہ اس کا حصہ تمام پیداوار میں سے دیا جائے۔

ثالثاً: یہ قمار کی ایک شکل تھی، آخر اس کی کیا ضمانت ہے کہ مالک یا کسان کے لئے جو قطعہ مخصوص کردیا گیا ہے، وہ بار آور بھی ہوگا؟

رابعاً: اس قسم کی غلط شرطوں کا نتیجہ عموماً نزاع و جدال کی شکل میں برآمد ہوتا ہے، ایسے جاہلی معاملے کو برداشت کرلینے کے معنی یہ تھے کہ اسلامی معاشرے کو ہمیشہ کے لئے جدال و قتال کی آماج گاہ بنادیا جائے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ تشریف لائے تو ان کے ہاں اکثر و بیشتر مزارعت کی یہی غلط صورت رائج تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی اصلاح فرمائی، غلط معاملے سے منع فرمایا اور مزارعت کی صحیح صورت پر عمل کرکے دِکھایا۔ مندرجہ ذیل روایات اس پر روشنی ڈالتی ہیں۔

عن رافع بن خديج حدّثني عمّاي أنهم كانوا يكرُون الأرض على عهد رسول الله صلى الله عليه

وسلم بما ينبُت على الأربعاء أو بشيء يستثنيه صاحب الأرض فنهانا النبي صلى الله عليه وسلم عن ذلك، فقلت لرافع: فكيف هي بالدينار والدراهم؟ فقال رافع: ليس بها بأسٌ بالدينار والدراهم، وكانّ الذي نُهي عن ذلك ما لو نظر فيه ذوُو الفهم بالحلال والحرام لم يجيزوه لما فيه من المخاطرة. (صحيح بخاري)

الف: رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میرے چچا بیان کرتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں لوگ زمین مزارعت پر دیتے تو یہ شرط کرلیتے کہ نہر کے متصل کی پیداوار ہماری ہوگی، یا کوئی اور استثنائی شرط کرلیتے (مثلاً: اتنا غلہ ہم پہلے وصول کریں گے، پھر بٹائی ہوگی)، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا۔ (راوی کہتے ہیں) میں نے حضرت رافع سے کہا: اگر زرِ نقد کے عوض زمین دی جائے اس کا کیا حکم ہوگا؟ رافع نے کہا: اس کا مضائقہ نہیں الیث کہتے ہیں: مزارعت کی جس شکل کی ممانعت فرمائی گئی تھی، اگر حلال وحرام کے فہم رکھنے والے غور کریں تو کبھی اسے جائز نہیں کہہ سکتے ہیں، کیونکہ اس میں معاوضہ ملنے نہ ملنے کا اندیشہ (مخاطرہ) تھا۔

حدثني حنظلة بن قيس الأنصاري قال: سألت رافع بن خديج عن كراء الأرض بالذهب والورق، فقال: لا باس به، انما كان الناس يوئاجرون على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم على الماذيانات واقبال الجداول وأشياء من الزرع فيهلك هذا ويسلم هذا ويسلم هذا ويهلك هذا فلم يكن للناس كراء الا هذا فلذلك زجر عنه، وأما شيء معلوم مضمون فلا باس به.

(صحيح مسلم ج: ص:)

ب: حنظلہ بن قیس کہتے ہیں: میں نے حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ: سونے چاندی (زرِ نقد) کے عوض زمین ٹھیکے پر دی جائے، اس کا کیا حکم ہے؟ فرمایا: کوئی مضائقہ نہیں! دراصل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں لوگ جو مزارعت کرتے تھے (اور جس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا تھا) اس کی صورت یہ ہوتی تھی کہ زمین دار، زمین کے ان قطعات کو جو نہر کے کناروں اور نالیوں کے سروں پر ہوتے تھے، اپنے لئے مخصوص کرلیتے تھے، اور پیداوار کا کچھ حصہ بھی طے کرلیتے، بسا اوقات اس قطعے کی پیداوار ضائع ہوجاتی اور اس کی محفوظ رہتی، کبھی برعکس ہوجاتا۔ اس زمانے میں لوگوں کی مزارعت کا بس یہی ایک دستور تھا، اس بنا پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے سختی سے منع کیا، لیکن اگر کسی معلوم اور قابلِ ضمانت چیز کے بدلے میں زمین دی جائے تو اس کا مضائقہ نہیں۔

اس روایت میں حضرت رافع رضی اللہ عنہ کا یہ جملہ خاص طور پر توجہ طلب ہے: فلم يكن للناس كراء الا هذا.
لوگوں کی مزارعت کا بس یہی ایک دستور تھا۔ اور ان کی بعض روایات میں یہ بھی آتا ہے: ترجمہ: ان دنوں سونا چاندی نہیں تھے۔

اس کا مطلب واللہ اعلم یہی ہوسکتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ طیبہ تشریف لائے، ان دنوں زمین ٹھیکے پر دینے

کا رواج تو قریب قریب عدم کے برابر تھا، مزارعت کی عام صورت بٹائی کی تھی، لیکن اس میں جاہلی قیود وشرائط کی آمیزش تھی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نفسِ مزارعت کو نہیں بلکہ مزارعت کی اس جاہلی شکل کو ممنوع قرار دیا اور مزارعت کی صحیح صورت معین فرمائی۔ یہ صورت وہی تھی جس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہلِ خیبر سے معاملہ فرمایا، اور جس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اور آپ کے بعد اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم نے عمل کیا۔

جابر بن عبدالله رضی الله عنه يقول: كنا في زمن رسول الله صلى الله عليه وسلم نأخذ الأرض بالثلث أو الربع بالماذيانات فنهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن ذلك. (شرح معانی الآثار للطحاوی)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں زمین لیا کرتے تھے نصف پیداوار پر، تہائی پیداوار پر، اور نہر کے کناروں کی پیداوار پر، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا تھا۔

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: لوگ اپنی زمین مزارعت پر دیا کرتے تھے، شرط یہ ہوتی تھی کہ جو پیداوار گول (الساقیہ) پر ہوگی اور جو کنویں کے گرد و پیش پانی سے سیراب ہوگی، وہ ہم لیا کریں گے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے نہی فرمائی، اور فرمایا: سونے چاندی پر دیا کرو۔

عن نافع أن ابن عمر رضي الله عنهما كان يكري مزارعه على عهد النبي صلى الله عليه وسلم وأبي بكر وعمر وعثمان وصدرًا من امارة معاوية ثم حدث عن رافع بن خديج: أن النبي صلى الله عليه وسلم نهى عن كراء المزارع، فذهب ابن عمر الى رافع وذهبت معه فسأله، فقال: نهى النبي صلى الله عليه وسلم عن كراء المزارع، فقال ابن عمر: قد علمت أنا كنا نكري مزارعنا على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم بما على الأربعاء شيء من التبن. (صحيح بخاری)

حضرت نافع کہتے ہیں: حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما اپنی زمین مزارعت پر دیا کرتے تھے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کے دور میں، اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ابتدائی دور تک بھی۔ پھر ان سے بیان کیا گیا کہ رافع بن خدیج کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین کرائے پر دینے سے منع فرمایا ہے، حضرت ابنِ عمرؓ، حضرت رافعؓ کے پاس گئے، میں بھی ساتھ تھا، ان سے دریافت کیا، انہوں نے فرمایا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین کرائے پر دینے سے منع فرمایا ہے۔ ابنِ عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: آپ کو یہ تو معلوم ہی ہے کہ ہماری مزارعت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اس پیداوار کے عوض ہوا کرتی تھی جو نہروں پر ہوتی تھی اور کچھ گھاس کے عوض، (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی سے منع فرمایا تھا)۔

حضرت رافع بن خدیج، جابر بن عبداللہ، سعد بن ابی وقاص اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم کی ان روایات سے یہ بات صاف ظاہر ہوتی ہے کہ مزارعت کی وہ جاہلی شکل کیا تھی جس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا تھا۔

نہی کی بعض روایات اس پر محمول ہیں کہ بعض اوقات زائد قیود و شرائط کی وجہ سے معاملہ کنندگان میں نزاع کی صورت پیدا

ہو جاتی تھی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر فرمایا تھا کہ اس سے تو بہتر یہ ہے کہ تم اس قسم کی مزارعت کے بجائے زرِ نقد پر زمین دیا کرو۔ چنانچہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو جب یہ خبر پہنچی کہ رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ مزارعت سے منع فرماتے ہیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے افسوس کے لہجے میں فرمایا۔

يغفر الله لرافع بن خديج، أنا والله أعلم بالحديث منه، انما رجلان -قال مسدد: من الأنصار ثم اتفقا- قد اقتتلا، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ان كان هذا شانكم فلا تكروا المزارع .

(سنن ابوداؤد، ابن ماجہ)

اللہ تعالیٰ رافع کی مغفرت فرمائے، بخدا! میں اس حدیث کو ان سے بہتر سمجھتا ہوں۔ قصہ یہ تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں انصار کے دو شخص آئے ان کے مابین مزارعت پر جھگڑا تھا، اور نوبت مرنے مارنے تک پہنچ گئی تھی، (قد اقتتلا) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **ان كان هذا شانكم فلا تكروا المزارع .**

جب تمہاری حالت یہ ہے تو مزارعت کا معاملہ ہی نہ کرو۔ رافع نے بس اتنی بات سن لی: تم مزارعت کا معاملہ نہ کیا کرو۔

عن سعد بن أبي وقاص رضي الله عنه قال: كان أصحاب المزارع يكرون في زمان رسول الله صلى الله عليه وسلم مزارعهم بما يكون على الساق من الزرع فجاؤا رسول الله صلى الله عليه وسلم فاختصموا في بعض ذلك، فنهاهم رسول الله صلى الله عليه وسلم أن يكروا بذلك وقال: اكروا بالذهب والفضة . (نسائی)

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ زمین دار اپنی زمین اس پیداوار کے عوض جو نہروں پر ہوتی تھی، دیا کرتے تھے، وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور مزارعت کے سلسلے میں جھگڑا کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس پر مزارعت نہ کیا کرو، بلکہ سونے چاندی کے عوض دیا کرو۔

ان دونوں روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی خاص مقدمے کا فیصلہ فرماتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں فریقوں کو فہمائش کی تھی کہ وہ آئندہ مزارعت کے بجائے زرِ نقد پر زمین لیا دیا کریں۔

سوم: احادیثِ نہی کا تیسرا محمل یہ تھا کہ بعض لوگوں کے پاس ضرورت سے زائد زمین تھی اور بعض ایسے محتاج اور ضرورت مند تھے کہ وہ دوسروں کی زمین مزارعت پر لیتے، اس کے باوجود ان کی ضرورت پوری نہ ہوتی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو، جن کے پاس اپنی ضرورت سے زائد اراضی تھی، ہدایت فرمائی تھی کہ وہ حسنِ معاشرت، مواسات، اسلامی اخوت اور بلند اخلاق کا نمونہ پیش کریں اور اپنی زائد زمین اپنے ضرورت مند بھائیوں کے لئے وقف کر دیں، اس پر انہیں اللہ کی جانب سے جو اجر و ثواب ملے گا، وہ اس معاوضے سے یقیناً بہتر ہوگا جو اپنی زمین کا وہ حاصل کرتے تھے۔

عن رافع بن خديج رضي الله عنه قال: مر النبي صلى الله عليه وسلم على أرض رجل من الأنصار قد عرف أنه محتاج، فقال: لمن هذه الأرض؟ قال: لفلان أعطانيها بالأجر، فقال: لو

منحها اخاه . فاتى رافع الأنصار، فقال: ان رسول الله نهاكم عن أمر كان لكم نافعًا وطاعة رسول الله انفع لكم . (نسائی)

رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک انصاری کی زمین پر سے گزرے، یہ صاحب محتاجی میں مشہور تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: یہ زمین کس کی ہے؟ اس نے بتایا کہ فلاں شخص کی ہے، اس نے مجھے اُجرت پر دی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کاش! وہ اپنے بھائی کو بلاعوض دیتا۔ حضرت رافع رضی اللہ عنہ انصار کے پاس گئے، ان سے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں ایک ایسی چیز سے روک دیا ہے جو تمہارے لئے نفع بخش تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل تمہارے لئے اس سے زیادہ نافع ہے۔

عن جابر رضی الله عنه :سمعت النبی صلى الله عليه وسلم يقول: من كانت له أرض فليهبها او ليعرها .

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: جس کے پاس زمین ہو، اسے چاہئے کہ وہ کسی کو ہبہ کردے یا عاریۃً دے دے۔

عن ابن عباس رضی الله عنهما: أن النبی صلى الله عليه وسلم قال: لأن يمنح أحدكم اخاه أرضه خير له من أن يأخذ عليها كذا وكذا .

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: البتہ یہ بات کہ تم میں سے ایک شخص اپنے بھائی کو اپنی زمین کاشت کے لئے بلاعوض دے دے اس سے بہتر ہے کہ اس پر اتنا اتنا معاوضہ وصول کرے۔

یعنی ہم نے مانا کہ زمین تمہاری ملکیت ہے، یہ بھی صحیح ہے کہ قانون کی کوئی قوت تمہیں ان کی مزارعت سے نہیں روک سکتی، لیکن کیا اسلامی اُخوّت کا تقاضا یہی ہے کہ تمہارا بھائی بھوکوں مرتا رہے، اس کے بچے سسکتے رہیں، وہ بنیادی ضرورتوں سے بھی محروم رہے، لیکن تم اپنی ضرورت سے زائد زمین جسے تم خود کاشت نہیں کرسکتے، وہ بھی اسے معاوضہ لئے بغیر دینے کے لئے تیار نہ ہو؟ کیا تم نہیں جانتے کہ مسلمان بھائی کی ضرورت پورا کرنے پر حق تعالیٰ شانہ کی جانب سے کتنا اجر و ثواب ملتا ہے؟ یہ چند ٹکے جو تم زمین کے عوض قبول کرتے ہو، کیا اس اُجر و ثواب کا مقابلہ کرسکتے ہیں؟

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضراتِ مہاجرین کی مدینہ طیبہ تشریف آوری کے بعد حضراتِ انصار نے اسلامی مہمانوں کی معاشی کفالت کا بارِ گراں جس خندہ پیشانی سے اُٹھایا، ایثار و مروّت، ہمدردی و غم خواری اور اُخوّت و مواسات کا جو اعلیٰ نمونہ پیش کیا، نہی عن کراء الأرض کی احادیث بھی اسی سنہری معاشی کفالت کا ایک باب ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے ان احادیث پر یہ باب قائم کرکے اسی طرف اشارہ کیا ہے: باب ما كان اصحاب النبی صلى الله عليه وسلم يواسى بعضهم بعضًا فى الزراعة والثمرة . (صحیح بخاری)

ذرا غور کریں کہ ایک چھوٹا سا قصبہ (المدینہ) اس میں انصار کی کل آبادی ہی کتنی تھی؟ ان کا ذریعہء معاش کیا تھا؟ لے دے کر یہی زمینیں! جو اسلام سے پہلے خود ان کی اپنی ضروریات کے لئے بھی بصد مشکل کفالت کرتی ہوں گی، ان کی جاں نثاری و بلند ہمتی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر یہ عہد کرلیا تھا کہ ہم اپنی اور اپنے بال بچوں کی نہیں بلکہ اسلام اور مسلمانوں کی کفالت کریں گے۔ انہوں یہ عہد جس طرح نبھایا وہ سب کو معلوم ہے (رضی اللہ عنھم وارضاھم وجزاھم عن الاسلام والسلمین خیر الجزاء) اطراف واکناف سے کھنچ کھنچ کر قافلوں کے قافلے یہاں جمع ہو رہے تھے اور حضرات انصار اھلاً وسھلاً ومرحبا کہہ کر ان کا استقبال فرمارہے تھے۔ کون اندازہ کرسکتا ہے کہ یہ چھوٹی سی بستی اور اس کے یہ چند گنے چنے انصار الاسلام کتنے معاشی بوجھ کے نیچے دَب گئے ہوں گے، لیکن صد آفرین ان وفاکیش فدائیوں کو! کہ ایک لمحے کے لئے انہوں نے اس بوجھ سے اُکتاہٹ کا احساس تک نہیں کیا، بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے مہمانوں کی خاطر اپنا سب کچھ پیش کردیا، گویا ان کا اپنا کچھ نہیں تھا، جو کچھ تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا، اور ان کی حیثیت محض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کارندوں کی تھی۔ سوچنا چاہئے کہ ان حالات میں انصار الاسلام کو اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرماتے ہیں: جس کے پاس زمین ہو وہ اپنے بھائی کو ہبہ کردے یا اسے عاریۃً دے دے کیا اس کے یہ معنی ہوں گے کہ اسلام میں مزارعت کا باب ہی سرے سے مفقود ہے؟ ان احادیث کو مدینہ طیبہ کے معاشی دباؤ، اور حضرات انصار کی کفالتِ اسلامیہ کے پسِ منظر میں پڑھا جائے تو صاف نظر آئے گا کہ ان کا منشا یہ نہیں کہ اسلام میں مزارعت ناجائز ہے، (اگر ایسا ہوتا تو خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اکابر صحابہ یہ معاملہ کیوں کرتے؟) بلکہ ان کا منشا یہ ہے کہ بقول سعدی۔ ہر چہ درویشاں را است وقف محتاجاں است

آپ اپنی ضرورت پوری کیجئے اور زائد از ضرورت کو ضرورت مندوں کے لئے حسبۃً للہ وقف کردیجئے، یہ تھے احادیث نہی کے تین محمل، جس کی وضاحت حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے فرمائی، اور جن کا خلاصہ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ میں یہ ہے۔

وكان وجوه التابعين يتعاملون بالمزارعة، ويدل على الجواز حديث معاملة أهل خيبر وأحاديث النهي عنها محمولة على الاجارة بما على المأذيانات أو قطعة معينة، وهو قول رافع رضي الله عنه، أو على التنزيه والارشاد، وهو قول ابن عباس رضي الله عنهما، أو على مصلحة خاصة بذلك الوقت من جهة كثرة منافشتهم في هذه المعاملة حينئذ، وهو قول زيد رضي الله عنه، والله أعلم! (حجۃ اللہ البالغہ)

(صحابہ کرام کے بعد) اکابر تابعین مزارعت کا معاملہ کرتے تھے، مزارعت کے جواز کی دلیل اہلِ خیبر سے معاملے کی حدیث ہے، اور مزارعت سے ممانعت کی احادیث یا تو ایسی مزارعت پر محمول ہیں جس میں نہروں کے کناروں (مأذیانات) کی پیداوار یا کسی معین قطعے کی پیداوار طے کرلی جائے، جیسا کہ حضرت رافع رضی اللہ عنہ نے فرمایا، یا تنزیہ وارشاد پر، جیسا کہ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا، یا اس پر محمول ہیں کہ مزارعت کی وجہ سے بکثرت

مناقشات پیدا ہو گئے تھے، اس مصلحت کی بنا پر اس سے روک دیا گیا، جیسا کہ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا، واللہ اعلم!

قریب قریب یہی تحقیق حافظ ابن جوزی نے التحقیق میں، اور امام خطابی نے معالم السنن میں کی ہے، مگر اس مقام پر حافظ تورپشتی شارح مصابیح (رحمہ اللہ) کا کلام بہت نفیس و متین ہے، وہ فرماتے ہیں۔

مزارعت کی احادیث جو مؤلف (صاحب مصابیح) نے ذکر کی ہیں اور جو دوسری کتب حدیث میں موجود ہیں، بظاہر ان میں تعارض و اختلاف ہے، ان کی جمع و تطبیق میں مختصراً یہ کہا جا سکتا ہے کہ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے نہی مزارعت کے باب میں کئی حدیثیں سنی تھیں جن کے محمل الگ الگ تھے، انہوں نے ان سب کو ملا کر روایت کیا، یہی وجہ ہے کہ وہ کبھی فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے، کبھی کہتے ہیں: میرے چچاؤں نے مجھ سے بیان کیا، کبھی کہتے ہیں: میرے دو چچاؤں نے مجھے خبر دی بعض احادیث میں ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ وہ لوگ غلط شرائط لگا لیتے تھے اور نامعلوم اُجرت پر معاملہ کرتے تھے، چنانچہ اس کی ممانعت کر دی گئی۔ بعض کی وجہ یہ ہے کہ زمین کی اُجرت میں ان کا جھگڑا ہو جاتا تا آنکہ نوبت لڑائی تک پہنچ جاتی۔ اس موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگو! اگر تمہاری یہ حالت ہے تو مزارعت کا معاملہ ہی نہ کرو یہ بات حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے بیان فرمائی ہے۔ بعض احادیث میں ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کو پسند نہیں فرمایا کہ مسلمان اپنے بھائی سے زمین کی اُجرت لے، کبھی ایسا ہوگا کہ آسمان سے برسات نہیں ہوگی، کبھی زمین کی روئیدگی میں خلل ہوگا، اندریں صورت اس بے چارے کا مال ناحق جاتا رہے گا، اس سے مسلمانوں میں باہمی نفرت و بغض کی فضا پیدا ہوگی، یہ مضمون حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے سمجھا جاتا ہے کہ: جس کی زمین ہو، وہ خود کاشت کرے یا کسی بھائی کو کاشت کے لئے دے دے، تاہم یہ بطور قانون نہیں بلکہ مروّت و مواسات کے طور پر ہے۔ بعض احادیث میں ممانعت کا سبب یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کاشتکاری پر فریفتہ ہونے، اس کی حرص کرنے اور ہمہ تن اسی کے ہو رہنے کو ان کے لئے پسند نہیں فرمایا، کیونکہ اس صورت میں وہ جہاد فی سبیل اللہ سے بیٹھ رہتے، جس کے نتیجے میں ان سے غنیمت و فیء کا حصہ فوت ہو جاتا (آخرت کا خسارہ مزید برآں رہا) اس کی دلیل ابو اُمامہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے۔

(اشارة الى ما رواه البخارى من حديث ابى أمامة رضى الله عنه :لا يدخل هذا بيتا الا دخله الذل) .

اس تمام بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ اسلام میں مزارعت نہ مطلقاً جائز ہے، نہ مطلقاً ممنوع، بلکہ اس بات کی تمام احادیث کا مجموعی مفاد کج دار و مریز کی تلقین ہے، حضرات فقہائے اُمت نے اس باب کی نزاکتوں کو پوری طرح سمجھا، چنانچہ تمام فقہی مسالک میں کج دار و مریز کی دقیق رعایت نظر آئے گی، اور یہ بحث تحقیق کا ایک الگ موضوع ہے۔

باب الثَّالِثُ مِنَ الشُّرُوطِ فِيهِ الْمُزَارَعَةُ وَالْوَثَائِقُ .

مزارعت اور معاہدوں سے متعلق شرائط کے بارے میں تیسرا (باب)

3866 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ أَنْبَأَنَا حِبَّانُ قَالَ أَنْبَأَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ

أَبِىْ سَعِيْدٍ قَالَ إِذَا اسْتَأْجَرْتَ أَجِيْرًا فَأَعْلِمْهُ أَجْرَهُ .

★★ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب کسی شخص کو مزدور رکھو، تو اُسے اس کے معاوضے کے بارے میں بتا دو۔

3867 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ اَنْبَانَا حِبَّانُ قَالَ اَنْبَانَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ الْحَسَنِ اَنَّهُ كَرِهَ اَنْ يَسْتَاْجِرَ الرَّجُلَ حَتّٰى يُعْلِمَهُ اَجْرَهُ .

★★ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں یہ بات منقول ہے وہ اس بات کو ناپسند کرتے تھے کہ آدمی کو معاوضہ بتائے بغیر مزدور رکھ لیا جائے۔

3868 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ اَنْبَانَا حِبَّانُ قَالَ اَنْبَانَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ جَرِيْرِ بْنِ حَازِمٍ عَنْ حَمَّادٍ - هُوَ ابْنُ اَبِىْ سُلَيْمَانَ - اَنَّهُ سُئِلَ عَنْ رَّجُلٍ اسْتَاْجَرَ اَجِيْرًا عَلٰى طَعَامِهٖ قَالَ لَا حَتّٰى تُعْلِمَهُ .

★★ حماد بن ابوسلیمان رحمۃ اللہ علیہ سے ایسے شخص کے بارے میں دریافت کیا گیا، جو کسی شخص کو اس شرط پر مزدور رکھتا ہے' اُسے کھانا کھلا دے گا' تو حماد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: (ایسا کرنا اس وقت تک) درست نہیں ہوگا' جب تک تم اُسے (اُس کے معاوضے کے بارے میں) بتا نہیں دیتے۔

3869 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا حِبَّانُ قَالَ اَنْبَانَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ حَمَّادٍ وَّقَتَادَةَ فِىْ رَجُلٍ قَالَ لِرَجُلٍ اَسْتَكْرِىْ مِنْكَ اِلٰى مَكَّةَ بِكَذَا وَكَذَا فَاِنْ سِرْتُ شَهْرًا اَوْ كَذَا وَكَذَا شَيْئًا سَمَّاهُ فَلَكَ زِيَادَةُ كَذَا وَكَذَا فَلَمْ يَرَيَا بِهٖ بَاْسًا وَّكَرِهَا اَنْ يَّقُوْلَ اَسْتَكْرِىْ مِنْكَ بِكَذَا وَكَذَا فَاِنْ سِرْتُ اَكْثَرَ مِنْ شَهْرٍ نَقَصْتُ مِنْ كِرَائِكَ كَذَا وَكَذَا .

★★ معمر' حماد اور قتادہ کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: انہوں نے ایسے شخص کے بارے میں یہ فرمایا ہے' جو کسی دوسرے شخص کو یہ کہتا ہے: میں تمہیں اتنی اور اتنی رقم کے عوض میں مکہ تک کرائے پر (مزدور کے طور پر) لے کر جا رہا ہوں۔ اور اگر میں ایک ماہ تک سفر کرتا رہا، یا اس طرح کی کوئی اور بات اس نے ذکر کی اور پھر اس زیادہ مدت کو بیان کرنے کے بعد یہ کہا کہ اتنا' اتنا معاوضہ ملے گا۔ تو ان دونوں حضرات کے نزدیک ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ البتہ ان دونوں حضرات نے اس بات کو مکروہ قرار دیا ہے' آدمی یہ کہے' میں تمہیں اتنے' اتنے معاوضے کے عوض میں کرائے پر حاصل کر رہا ہوں' اگر میں ایک ماہ سے زیادہ سفر کرتا رہا' تو میں تمہارے کرائے میں اتنی کمی کر دوں گا۔

3870 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ اَنْبَانَا حِبَّانُ قَالَ اَنْبَانَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قِرَاءَةً قَالَ قُلْتُ لِعَطَاءٍ

3866-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (3958) .

3867-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (18575) .

3868-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (18592) .

3869-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (18593) .

عَبْدٌ أُؤَاجِرُهُ سَنَةً بِطَعَامِهِ وَسَنَةً أُخْرَى بِكَذَا وَكَذَا ۔ قَالَ لَا بَأْسَ بِهِ وَيُجْزِئُهُ اشْتِرَاطُكَ حِينَ تُؤَاجِرُهُ أَيَّامًا أَوْ أَجَرْتَهُ وَقَدْ مَضَى بَعْضُ السَّنَةِ قَالَ إِنَّكَ لَا تُحَاسِبُنِي لِمَا مَضَى ۔

☆☆ ابن جریج کہتے ہیں' میں نے عطاء سے دریافت کیا: ایک غلام کو میں ایک سال کے لیے مزدور رکھ لیتا ہوں' اس شرط پر کہ اسے کھانا کھلا دیا کروں گا اور دوسرے سال اُسے اتنی' اتنی رقم دوں گا۔ تو عطاء نے فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں ہے' جب تم کسی شخص کو متعین دنوں کے لیے مزدور رکھتے ہو' تو تم اس کے ساتھ جو بھی شرط طے کرو گے' وہ درست ہوگی۔

(ابن جریج کہتے ہیں:) اگر میں نے اس کو اس وقت مزدور رکھ لیا ہو' اور سال کا کچھ حصہ گزر چکا ہو (تو اب مجھے کیا کرنا چاہیے)؟ تو عطاء نے فرمایا: جو گزر چکا ہے تم اس کے بارے میں مجھ سے حساب نہ بنواؤ۔

باب ذِكْرِ الْأَحَادِيثِ الْمُخْتَلِفَةِ فِي النَّهْيِ عَنْ كِرَاءِ الْأَرْضِ بِالثُّلُثِ وَالرُّبُعِ وَاخْتِلَافِ أَلْفَاظِ النَّاقِلِينَ لِلْخَبَرِ ۔

زمین کو ایک تہائی یا ایک چوتھائی پیداوار کے عوض میں کرائے پر دینے کی ممانعت کے بارے میں مختلف روایات کا تذکرہ' اس روایت کو نقل کرنے والوں کے لفظی اختلاف کا تذکرہ

3871 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَنْبَأَنَا خَالِدٌ - هُوَ ابْنُ الْحَارِثِ - قَالَ قَرَأْتُ عَلَى عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ جَعْفَرٍ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ رَافِعِ بْنِ أُسَيْدِ بْنِ ظُهَيْرٍ عَنْ أَبِيهِ أُسَيْدِ بْنِ ظُهَيْرٍ أَنَّهُ خَرَجَ إِلَى قَوْمِهِ إِلَى بَنِي حَارِثَةَ فَقَالَ يَا بَنِي حَارِثَةَ لَقَدْ دَخَلَتْ عَلَيْكُمْ مُصِيبَةٌ ۔ قَالُوا مَا هِيَ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ كِرَاءِ الْأَرْضِ ۔ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِذًا نُكْرِيهَا بِشَيْءٍ مِنَ الْحَبِّ ۔ قَالَ "لَا" ۔ قَالَ وَكُنَّا نُكْرِيهَا بِالتِّبْنِ فَقَالَ "لَا" ۔ وَكُنَّا نُكْرِيهَا بِمَا عَلَى الرَّبِيعِ السَّاقِي قَالَ "لَا ازْرَعْهَا أَوِ امْنَحْهَا أَخَاكَ" ۔ خَالَفَهُ مُجَاهِدٌ ۔

☆☆ حضرت اسید بن ظہیر بیان کرتے ہیں: وہ اپنے قبیلے بنو حارثہ کی طرف گئے اور بولے: اے بنو حارثہ! تم پر ایک مصیبت آ گئی ہے۔ لوگوں نے دریافت کیا: وہ کیا ہے؟ تو انہوں نے بتایا' نبی اکرم ﷺ نے زمین کو کرائے پر دینے سے منع کر دیا ہے۔ ہم نے عرض کی: یارسول اللہ! اگر ہم زمین کو کچھ بیج کے عوض میں کرائے پر دیں (تو کیا یہ جائز ہوگا)؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: نہیں! وہ بیان کرتے ہیں: ہم لوگ اس وقت بھوسے کے عوض میں زمین کو کرائے پر دیا کرتے تھے' تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: (یہ بھی نہیں) ہم لوگ چھوٹی نالی کی سیرابی کے عوض میں زمین کو کرائے پر دیا کرتے تھے' تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: یہ بھی نہیں' یا تو تم خود کھیتی باڑی کرو یا اسے بخشش کے طور پر اپنے کسی بھائی کو دے دو۔

مجاہد نامی راوی نے اس سے مختلف روایت نقل کی ہے۔

3872 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى - وَهُوَ ابْنُ آدَمَ - قَالَ حَدَّثَنَا مُفَضَّلٌ -

3870-انفرد به النسائي ۔ تحفة الأشراف (19075) ۔ 3871-انفرد به النسائي ۔ تحفة الأشراف (157) ۔

وَهُوَ ابْنُ مُهَلْهَلٍ - عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ اُسَيْدِ بْنِ ظُهَيْرٍ قَالَ جَاءَنَا رَافِعُ بْنُ خَدِيجٍ فَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَاكُمْ عَنِ الْحَقْلِ - وَالْحَقْلُ الثُّلُثُ وَالرُّبُعُ - وَعَنِ الْمُزَابَنَةِ ـ وَالْمُزَابَنَةُ شِرَاءُ مَا فِي رُءُوْسِ النَّخْلِ بِكَذَا وَكَذَا وَسْقًا مِّنْ تَمْرٍ .

★★ حضرت اسید بن ظہیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ ہمارے پاس تشریف لائے اور بتایا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں حقل سے منع کر دیا ہے۔ (راوی کہتے ہیں:) حقل یہ ہے ایک تہائی یا ایک چوتھائی (پیداوار کے عوض میں ٹھیکے پر زمین دی جائے) اور مزابنہ سے بھی منع کر دیا ہے۔ (راوی کہتے ہیں:) مزابنہ سے مراد یہ ہے' کھجور کے متعین وسق کے عوض میں درختوں پر لگی ہوئی کھجور کو فروخت کرنا۔

3873 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُوْرٍ سَمِعْتُ مُجَاهِدًا يُحَدِّثُ عَنْ اُسَيْدِ بْنِ ظُهَيْرٍ قَالَ اَتَانَا رَافِعُ بْنُ خَدِيجٍ فَقَالَ نَهَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اَمْرٍ كَانَ لَنَا نَافِعًا وَّطَاعَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرٌ لَّكُمْ نَهَاكُمْ عَنِ الْحَقْلِ وَقَالَ "مَنْ كَانَتْ لَهُ اَرْضٌ فَلْيَمْنَحْهَا اَوْ لِيَدَعْهَا". وَنَهٰى عَنِ الْمُزَابَنَةِ ـ وَالْمُزَابَنَةُ الرَّجُلُ يَكُوْنُ لَهُ الْمَالُ الْعَظِيْمُ مِنَ النَّخْلِ فَيَجِيْءُ الرَّجُلُ فَيَاْخُذُهَا بِكَذَا وَكَذَا وَسْقًا مِّنْ تَمْرٍ .

★★ حضرت اسید بن ظہیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ ہمارے پاس تشریف لائے اور بولے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایک ایسے کام سے منع کر دیا ہے' جو ہمارے لیے بڑا فائدہ مند تھا' لیکن اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت تم لوگوں کے لیے زیادہ بہتر ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حقل سے منع کر دیا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

"جس شخص کے پاس زمین ہو' وہ اُسے بخشش کے طور پر کسی کو دے دے' یا اُسے ویسے ہی رہنے دے"۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مزابنہ سے بھی منع کیا ہے۔

(راوی کہتے ہیں:) مزابنہ سے مراد یہ ہے' کسی شخص کے پاس کھجور کا بڑا سا باغ ہو اور کوئی دوسرا شخص اُس کے پاس آئے اور اُسے متعین شدہ کھجوروں کے وسق کے عوض میں (درختوں پر لگی ہوئی کھجوریں) خرید لے۔

3874 - اَخْبَرَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ اُسَيْدِ بْنِ ظُهَيْرٍ قَالَ اَتٰى عَلَيْنَا رَافِعُ بْنُ خَدِيجٍ فَقَالَ - وَلَمْ اَفْهَمْ - فَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَاكُمْ عَنْ اَمْرٍ كَانَ

3872-اخرجه ابو داؤد في البيوع و الاجارات، باب في التشديد في ذلك (الحديث 3398) . واخرجه النسائي في الايمان والنذور، ذكر الاحاديث المختلفة في النهي عن كراء الارض بالثلث و الربع و اختلاف الفاظ الناقلين للخبر (الحديث 3873 و 3874 و 3875) مطولًا . و اخرجه ابن ماجه في الرهون، باب ما يكره من المزارعة (الحديث 2460) مطولًا . تحفة الاشراف (3549) .

3873-تقدم في الايمان و النذور، ذكر الاحاديث المختلفة في النهي عن كراء الارض بالثلث و الربع و اختلاف الفاظ الناقلين للخبر (الحديث 3872) .

3874-تقدم في الايمان و النذور، ذكر الاحاديث المختلفة في النهي عن كراء الارض بالثلث و الربع و اختلاف الفاظ الناقلين للخبر (الحديث 3872) .

يَنْفَعُكُمْ وَطَاعَةُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرٌ لَكُمْ مِمَّا يَنْفَعُكُمْ نَهَاكُمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحَقْلِ - وَالْحَقْلُ الْمُزَارَعَةُ بِالثُّلُثِ وَالرُّبُعِ - فَمَنْ كَانَ لَهُ أَرْضٌ فَاسْتَغْنَى عَنْهَا فَلْيَمْنَحْهَا أَخَاهُ أَوْ لِيَدَعْ وَنَهَاكُمْ عَنِ الْمُزَابَنَةِ - وَالْمُزَابَنَةُ الرَّجُلُ يَجِيءُ إِلَى النَّخْلِ الْكَثِيرِ بِالْمَالِ الْعَظِيمِ فَيَقُولُ خُذْهُ بِكَذَا وَكَذَا وَسْقًا مِنْ تَمْرِ ذٰلِكَ الْعَامِ .

★★ حضرت اسید بن ظہیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ ہمارے پاس تشریف لائے اور بولے تو مجھے ان کی بات سمجھ نہیں آئی۔ انہوں نے بتایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں ایک ایسی چیز سے منع کر دیا ہے جو تمہیں فائدہ دیا کرتی تھی لیکن اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنا تمہارے لیے اس چیز سے زیادہ بہتر ہے جو تمہیں فائدہ دیا کرتی تھی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں حقل سے منع کر دیا ہے اور حقل سے مراد ایک تہائی یا ایک چوتھائی پیداوار کے عوض میں مزارعت کرنا ہے۔ (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے:) ''جس شخص کے پاس زمین ہو اور اُسے اس کی ضرورت نہ ہو تو وہ ویسے ہی اپنے کسی بھائی کو دے دے یا اُسے ایسے ہی رہنے دے''۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں مزابنہ سے بھی منع کیا ہے۔

(راوی کہتے ہیں:) مزابنہ سے مراد یہ ہے آدمی کھجوروں کے بڑے سے باغ کے پاس آئے اور یہ کہے اس سال (ان درختوں پر لگی ہوئی کھجوروں کو زمین پر اُتری ہوئی کھجوروں) کے اتنے وسق کے عوض میں وصول کرلو۔

3875 - اَخْبَرَنِي اِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ بْنِ اِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنَا عَفَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ حَدَّثَنِي اُسَيْدُ بْنُ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ قَالَ رَافِعُ بْنُ خَدِيجٍ نَهَاكُمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اَمْرٍ كَانَ لَنَا نَافِعًا وَطَاعَةُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْفَعُ لَنَا قَالَ "مَنْ كَانَتْ لَهُ اَرْضٌ فَلْيَزْرَعْهَا فَاِنْ عَجَزَ عَنْهَا فَلْيُزْرِعْهَا اَخَاهُ" . خَالَفَهُ عَبْدُ الْكَرِيمِ بْنُ مَالِكٍ .

★★ اسید بن رافع بیان کرتے ہیں: حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے یہ بات بیان کی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تم لوگوں کو ایسی چیز سے منع کر دیا ہے جو ہمارے لیے فائدہ مند تھی لیکن اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری کرنا ہمارے لیے زیادہ فائدہ بخش ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جس شخص کے پاس زمین موجود ہو وہ خود اس میں کھیتی باڑی کرے اگر وہ ایسا نہیں کرسکتا تو اپنے بھائی کو وہاں کھیتی باڑی کرنے دے''۔

عبدالکریم بن مالک نامی راوی نے اس سے مختلف روایت نقل کی ہے (جو درج ذیل ہے)۔

3876 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ - يَعْنِي ابْنَ عَمْرٍو - عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ

3875-تقدم في الايمان و النذور ، ذكر الاحاديث المختلفة في النهي عن كراء الارض بالثلث و الربع و اختلاف الفاظ الناقلين للخبر (الحديث 3872) .

3876-اخرجه مسلم في البيوع، باب الارض تمنح (الحديث 120) . تحفة الاشراف (3591) .

اَخَذْتُ بِيَدِ طَاوُسٍ حَتّٰى اَدْخَلْتُهُ عَلَى ابْنِ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ فَحَدَّثَهُ عَنْ اَبِيهِ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ نَهٰى عَنْ كِرَاءِ الْاَرْضِ . فَاَبٰى طَاوُسٌ فَقَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ لَا يَرٰى بِذٰلِكَ بَاْسًا . وَرَوَاهُ اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ اَبِيْ حَصِينٍ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ قَالَ عَنْ رَافِعٍ مُرْسَلاً .

☆☆ مجاہد بیان کرتے ہیں: میں نے طاؤس کا ہاتھ پکڑا اور انہیں ساتھ لے کر حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے کے ہاں آ گیا' تو انہوں نے اپنے والد کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ حدیث سنائی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین کو کرائے پر دینے سے منع کیا ہے۔ تو طاؤس نے اس بات کو تسلیم نہیں کیا' وہ بولے: میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو سنا ہے' ان کے نزدیک ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

ابوعوانہ نے اس روایت کو مجاہد کے حوالے سے نقل کیا ہے اور اسے حضرت رافع رضی اللہ عنہ سے مرسل روایت کے طور پر نقل کیا ہے۔

3877 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ اَبِيْ حَصِينٍ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ قَالَ رَافِعُ بْنُ خَدِيجٍ نَهَانَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اَمْرٍ كَانَ لَنَا نَافِعًا وَّاَمْرُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الرَّاْسِ وَالْعَيْنِ نَهَانَا اَنْ نَتَقَبَّلَ الْاَرْضَ بِبَعْضِ خَرْجِهَا . تَابَعَهُ اِبْرَاهِيمُ بْنُ مُهَاجِرٍ .

☆☆ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایسی چیز سے منع کیا ہے' جو ہمارے لیے فائدہ مند تھی اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم سر آنکھوں پر ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس بات سے منع کیا ہے' ہم زمین کی کچھ پیداوار کے عوض میں زمین کو قبول کر لیں (یعنی ٹھیکے پر دے دیں)۔

ابراہیم بن مہاجر نامی راوی نے اس کی متابعت کی ہے (اور وہ روایت درج ذیل ہے)۔

3878 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْرَآئِيلُ عَنْ اِبْرَاهِيمَ بْنِ مُهَاجِرٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى اَرْضِ رَجُلٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ قَدْ عَرَفَ اَنَّهُ مُحْتَاجٌ فَقَالَ "لِمَنْ هٰذِهِ الْاَرْضُ" . قَالَ لِفُلَانٍ اَعْطَانِيهَا بِالْاَجْرِ . فَقَالَ "لَوْ مَنَحَهَا اَخَاهُ" . فَاَتٰى رَافِعٌ الْاَنْصَارَ فَقَالَ اِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَاكُمْ عَنْ اَمْرٍ كَانَ لَكُمْ نَافِعًا وَّطَاعَةُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْفَعُ لَكُمْ .

☆☆ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک انصاری کی زمین کے پاس سے گزرے' آپ کو یہ بات معلوم تھی کہ وہ شخص ضرورت مند ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: یہ کس کی زمین ہے؟ تو اس شخص نے کہا: فلاں شخص کی ہے' جس نے اُجرت (یعنی معاوضے) کے عوض میں یہ مجھے دی ہے۔

3877-اخرجه الترمذي في الاحكام، باب المزارعة (الحديث 1374) . واخرجه النسائي في الايمان و النذور، ذكر الاحاديث المختلفة في النهي عن كراء الارض بالثلث و الربع و اختلاف الفاظ الناقلين للخبر (الحديث 3878 و 3879 و 3880 و 3881) .

3878-تقدم في الايمان و النذور ، ذكر الاحاديث المختلفة في النهي عن كراء الارض بالثلث و الربع و اختلاف الفاظ الناقلين للخبر (الحديث 3877) .

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اگر وہ شخص اس زمین کو اپنے بھائی کو ویسے ہی دے دیتا تو یہ زیادہ بہتر ہوتا''۔

پھر حضرت رافع رضی اللہ عنہ انصار کے پاس تشریف لائے اور بتایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں اس چیز سے منع کر دیا ہے' جو تمہارے لیے فائدہ مند تھی' لیکن اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنا تمہارے لیے زیادہ فائدہ مند ہے۔

3879 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ رَّافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحَقْلِ .

☆☆ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حقل سے منع کیا ہے۔

3880 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ عَنْ خَالِدٍ - وَهُوَ ابْنُ الْحَارِثِ - قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ حَدَّثَ رَافِعُ بْنُ خَدِيجٍ قَالَ خَرَجَ اِلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَهَانَا عَنْ اَمْرٍ كَانَ لَنَا نَافِعًا فَقَالَ "مَنْ كَانَ لَهُ اَرْضٌ فَلْيَزْرَعْهَا اَوْ يَمْنَحْهَا اَوْ يَذَرْهَا" .

☆☆ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے' آپ نے ہمیں ایک ایسی چیز سے منع کر دیا جو پہلے ہمارے لیے فائدہ مند تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جس شخص کے پاس زمین موجود ہو' وہ اس میں کھیتی باڑی کرے' یا اُسے (کسی معاوضے کے بغیر کسی دوسرے شخص کو) دے دے یا اُسے ویسے ہی رہنے دے''۔

3881 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ حَدَّثَنِي شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ عَطَاءٍ وَّطَاوُسٍ وَّمُجَاهِدٍ عَنْ رَّافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ خَرَجَ اِلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَهَانَا عَنْ اَمْرٍ كَانَ لَنَا نَافِعًا وَّاَمْرُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرٌ لَنَا قَالَ "مَنْ كَانَ لَهُ اَرْضٌ فَلْيَزْرَعْهَا اَوْ لِيَذَرْهَا اَوْ لِيَمْنَحْهَا" . وَمِمَّا يَدُلُّ عَلٰى اَنَّ طَاوُسًا لَّمْ يَسْمَعْ هٰذَا الْحَدِيْثَ

☆☆ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایک ایسی چیز سے منع کر دیا جو ہمارے لیے فائدہ مند تھی اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہمارے لیے زیادہ بہتر ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جس شخص کے پاس زمین موجود ہو' وہ اس میں خود کھیتی باڑی کرے' یا اُسے ایسے ہی رہنے دے' یا اسے (کسی معاوضے

3879-تقدم في الايمان و النذور ، ذكر الاحاديث المختلفة في النهي عن كراء الارض بالثلث و الربع و اختلاف الفاظ الناقلين للخبر (الحديث 3877) .

3880-تقدم في الايمان و النذور ، ذكر الاحاديث المختلفة في النهي عن كراء الارض بالثلث و الربع و اختلاف الفاظ الناقلين للخبر (الحديث 3877) .

3881-تقدم في الايمان و النذور ، ذكر الاحاديث المختلفة في النهي عن كراء الارض بالثلث و الربع و اختلاف الفاظ الناقلين للخبر (الحديث 3877) .

کے بغیر کسی دوسرے شخص کو) دے دے"۔

وہ روایت جو اس بات پر دلالت کرتی ہے' طاؤس نے اس حدیث کا سماع نہیں کیا ہے (وہ درج ذیل روایت ہے)۔

3882 - اَخْبَرَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ عَدِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ قَالَ كَانَ طَاوُسٌ يَكْرَهُ اَنْ يُؤَاجِرَ اَرْضَهُ بِالذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَلَا يَرٰى بِالثُّلُثِ وَالرُّبُعِ بَاْسًا فَقَالَ لَهُ مُجَاهِدٌ اذْهَبْ اِلَى ابْنِ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ فَاسْمَعْ مِنْهُ حَدِيْثَهُ . فَقَالَ اِنِّیْ وَاللّٰهِ لَوْ اَعْلَمُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْهُ مَا فَعَلْتُهُ وَلٰكِنْ حَدَّثَنِیْ مَنْ هُوَ اَعْلَمُ مِنْهُ . ابْنُ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا قَالَ "لَاَنْ يَّمْنَحَ اَحَدُكُمْ اَخَاهُ اَرْضَهُ خَيْرٌ مِّنْ اَنْ يَّاْخُذَ عَلَيْهَا خَرَاجًا مَّعْلُوْمًا" . وَقَدِ اخْتُلِفَ عَلٰى عَطَاءٍ فِیْ هٰذَا الْحَدِيْثِ فَقَالَ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مَيْسَرَةَ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ رَّافِعٍ وَّقَدْ تَقَدَّمَ ذِكْرُنَا لَهُ . وَقَالَ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ اَبِیْ سُلَيْمَانَ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ .

☆☆ عمرو بن دینار بیان کرتے ہیں: طاؤس اس بات کو مکروہ سمجھتے تھے کہ سونے یا چاندی کے عوض میں زمین کو کرائے پر دیا جائے' البتہ وہ ایک تہائی یا ایک چوتھائی پیداوار کے عوض میں زمین کرائے پر دینے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے۔ تو مجاہد نے ان سے کہا کہ آپ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے کے پاس جائیں اور ان سے حدیث سنیں (پھر انہوں نے وہ حدیث سنی اور پھر وہ بولے:) اللہ کی قسم! اگر مجھے پتا ہوتا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع کیا ہے' تو میں ایسا نہ کرتا' لیکن مجھے ان صاحب نے حدیث سنائی ہے' جو (حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے) سے زیادہ علم رکھتے ہیں اور وہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ہیں۔

(وہ بیان کرتے ہیں:) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

"آدمی اپنی زمین اپنے کسی بھائی کو کسی معاوضے کے بغیر دے دے' یہ اُس کے لیے اس سے زیادہ بہتر ہے' وہ اس سے متعین شدہ معاوضہ وصول کرے"۔

اس روایت کے بارے میں عطاء سے اختلاف کیا گیا ہے' عبدالملک بن میسرہ نامی راوی نے اس روایت کو عطاء کے حوالے سے حضرت رافع رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے (اور ہم اس سے پہلے اس کا تذکرہ کر چکے ہیں) جبکہ عبدالملک بن ابوسلیمان نامی راوی نے اسے عطاء کے حوالے سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔

3883 - حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ

3882-اخرجه البخاري في الحرث و المزارعة، باب 10 . (الحديث 2330)، وباب ما كان من اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم يواسي بعضهم بعضًا في الزراعة و الثمر (الحديث 2342)، و في الهبة، باب فضل المنيحة (الحديث 2634) . و اخرجه مسلم في البيوع ، باب الارض تمنح (الحديث 120 و 121) . واخرجه ابو داؤد في البيوع و الاجارات، باب في المزارعة (الحديث 3389) . و اخرجه الترمذي في الاحكام، باب من المزارعة (الحديث 1385) بمعناه مختصراً . و اخرجه ابن ماجه في الرهون، باب الرخصة في كراء الارض البيضاء بالذهب و الفضة (الحديث 2456) بنحوه، و باب الرخصة في المزارعة بالثلث (الحديث 2464) . تحفة الاشراف (5735) .

جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ كَانَ لَهُ اَرْضٌ فَلْيَزْرَعْهَا فَاِنْ عَجَزَ اَنْ يَّزْرَعَهَا فَلْيَمْنَحْهَا اَخَاهُ الْمُسْلِمَ وَلَا يُزْرِعْهَا اِيَّاهُ" .

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشادفرمائی ہے:

"جس شخص کے پاس زمین موجود ہو وہ اس میں کھیتی باڑی کرے اگر وہ خود اس میں کھیتی باڑی نہیں کرسکتا تو اپنے کسی مسلمان بھائی کو (بلا معاوضہ) وہ زمین دے دے لیکن وہ مزارعت کے طور پر اُسے نہ دے"۔

3884 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ كَانَتْ لَهُ اَرْضٌ فَلْيَزْرَعْهَا اَوْ لِيَمْنَحْهَا اَخَاهُ وَلَا يُكْرِيهَا" . تَابَعَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَمْرٍو الْاَوْزَاعِيُّ .

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا ہے:

"جس شخص کے پاس زمین موجود ہو وہ اس میں کھیتی باڑی کرے یا اپنے بھائی کو (بلا معاوضہ) دے دے لیکن وہ اسے کرائے پر نہ دے"۔

عبدالرحمٰن بن عمرو اوزاعی نے اس روایت کی متابعت کی ہے (جو درج ذیل ہے)۔

3885 - اَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ حَمْزَةَ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَ لِاُنَاسٍ فُضُوْلُ اَرَضِيْنَ يُكْرُوْنَهَا بِالنِّصْفِ وَالثُّلُثِ وَالرُّبُعِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ كَانَتْ لَهُ اَرْضٌ فَلْيَزْرَعْهَا اَوْ يُزْرِعْهَا اَوْ يُمْسِكْهَا" . وَافَقَهُ مَطَرُ بْنُ طَهْمَانَ .

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: کچھ لوگوں کے پاس اضافی زمینیں تھیں جسے وہ نصف ایک تہائی یا ایک چوتھائی پیداوار کے عوض میں کرائے پر دے دیتے تھے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا:

"جس شخص کے پاس زمین موجود ہو وہ اس میں خود کھیتی باڑی کرے یا اسے کھیتی باڑی کرنے کے لیے دے دے یا اُسے ویسے ہی اپنے پاس رہنے دے (لیکن کرائے پر نہ دے)"۔

مطر بن طہمان نے اس کی موافقت کی ہے (جو درج ذیل ہے)۔

3886 - اَخْبَرَنَا عِيْسَى بْنُ مُحَمَّدٍ - وَهُوَ اَبُوْ عُمَيْرِ بْنُ النَّحَّاسِ - وَعِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ - هُوَ الْفَاخُوْرِيُّ -

---

3883-اخرجه مسلم في البيوع، باب كراء الارض (الحديث 91) . واخرجه النسائي في الايمان و النذور ، ذكر الاحاديث المختلفة في النهي عن كراء الارض بالثلث و الربع ، واختلاف الفاظ الناقلين للخبر (الحديث 3884) . تحفة الاشراف (2439) .

3884-تقدم في الايمان و النذور ، ذكر الاحاديث المختلفة في النهي عن كراء الارض بالثلث و الربع و اختلاف الفاظ الناقلين للخبر (الحديث 3883) .

3885-اخرجه البخاري في الحرث و المزارعة، باب ما كان من اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم يواسي بعضهم بعضا في الزراعة و الثمر (الحديث 2340)، و في الهبة، باب فضل المنيحة (الحديث 2632) . واخرجه مسلم في البيوع، باب كراء الارض (الحديث 89) . و اخرجه ابن ماجه في الرهون، باب المزارعة بالثلث و الربع (الحديث 2451) . تحفة الاشراف (2424) .

قَالَ حَدَّثَنَا ضَمْرَةُ عَنِ ابْنِ شَوْذَبٍ عَنْ مَطَرٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "مَنْ كَانَتْ لَهُ اَرْضٌ فَلْيَزْرَعْهَا اَوْ لِيُزْرِعْهَا وَلَا يُؤَاجِرْهَا" .

☆☆ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"جس شخص کے پاس زمین موجود ہو وہ اس میں خود کھیتی باڑی کرے یا کسی دوسرے کو دے دے لیکن وہ اُسے کرائے پر نہ دے"۔

3887 - اَخْبَرَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ يُوْنُسَ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ مَطَرٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ رَفَعَهُ نَهٰى عَنْ كِرَاءِ الْاَرْضِ .

وَافَقَهُ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ جُرَيْجٍ عَلَى النَّهْيِ عَنْ كِرَاءِ الْاَرْضِ .

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ مرفوع حدیث کے طور پر یہ بات نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین کو کرائے پر دینے سے منع کیا ہے۔

زمین کو کرائے پر دینے کی ممانعت کے بارے میں عبدالملک بن عبدالعزیز نامی راوی نے اس کی موافقت کی ہے (جو درج ذیل ہے)۔

3888 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا الْمُفَضَّلُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ وَّاَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْمُخَابَرَةِ وَالْمُزَابَنَةِ وَالْمُحَاقَلَةِ وَبَيْعِ الثَّمَرِ حَتّٰى يُطْعَمَ اِلَّا الْعَرَايَا . تَابَعَهُ يُوْنُسُ بْنُ عُبَيْدٍ .

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مخابرہ' مزابنہ' محاقلہ اور پھل کے کھانے کے قابل ہونے سے پہلے اُسے فروخت کرنے سے منع کیا ہے البتہ عرایا کا حکم مختلف ہے۔

یونس بن عبید نامی راوی نے اس کی متابعت کی ہے (جو درج ذیل ہے)۔

3889 - اَخْبَرَنِيْ زِيَادُ بْنُ اَيُّوْبَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ الْعَوَّامِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ حُسَيْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ

3886-اخرجه مسلم في البيوع، باب كراء الارض (الحديث 88) . واخرجه ماجه في الرهون، باب كراء الارض (الحديث 2454) . تحفة الاشراف (2486) .

3887-اخرجه مسلم في البيوع، باب كراء الارض (الحديث 87) . تحفة الاشراف (2487) .

3888-اخرجه البخاري في المساقاة، باب الرجل يكون له ممر او شرب في حائط او في ، نخل (الحديث 2381) . واخرجه مسلم في البيوع، باب النهي عن المحاقلة و المزابنة و عن المخابرة و بيع الثمرة قبل بدو صلاحها و عن بيع المعاومة و هو بيع السنين (الحديث 81 و 82) و اخرجه النسائي في البيوع، بيع الثمر قبل ان يبدو صلاحه (الحديث 4536 و 4537)، و بيع الزرع بالطعام (الحديث 4564) . والحديث عند: البخاري في البيوع، باب بيع الثمر على رء وس النخل بالذهب او الفضة (الحديث 2189) . تحفة الاشراف (2452 و 2801) .

3889-اخرجه ابو في البيوع و الاجارات، باب في المخابرة (الحديث 3405) . و اخرجه الترمذي في البيوع، باب ما جاء في النهي عن الثنيا (الحديث 1290) . واخرجه النسائي في البيوع ، النهي عن بيع الثنيا حتى تعلم (الحديث 4647) تحفة الاشراف (2495) .

بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْمُحَاقَلَةِ وَالْمُزَابَنَةِ وَالْمُخَابَرَةِ وَعَنِ الثُّنْيَا اِلَّا اَنْ تُعْلَمَ . وَفِيْ رِوَايَةِ هَمَّامِ بْنِ يَحْيٰى كَالدَّلِيْلِ عَلٰى اَنَّ عَطَاءً لَمْ يَسْمَعْ مِنْ جَابِرٍ حَدِيْثَهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ كَانَ لَهُ اَرْضٌ فَلْيَزْرَعْهَا" .

★★ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے محاقلہ مزابنہ مخابرہ اور ثنیا سے منع کیا ہے البتہ اگر یہ معین ہو (تو حکم مختلف ہوگا)۔

ہمام بن یحییٰ کی نقل کردہ روایت اس بات کی دلیل ہے عطاء نے اس روایت کو حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے نہیں سنا ہے جو انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے نقل کی ہے جس میں یہ منقول ہے:

''جس شخص کے پاس زمین موجود ہو وہ اس میں خود کھیتی باڑی کرے''۔

3890 - اَخْبَرَنِيْ اَحْمَدُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ سَاَلَ عَطَاءً سُلَيْمَانُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ حَدَّثَ جَابِرٌ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ كَانَتْ لَهُ اَرْضٌ فَلْيَزْرَعْهَا اَوْ لِيُزْرِعْهَا اَخَاهُ وَلَا يُكْرِيهَا اَخَاهُ" . وَقَدْ رَوَى النَّهْيَ عَنِ الْمُحَاقَلَةِ يَزِيْدُ بْنُ نُعَيْمٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ .

★★ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''جس شخص کے پاس زمین موجود ہو وہ اس میں خود کھیتی باڑی کرے یا اپنے کسی بھائی کو کھیتی باڑی کرنے کے لیے دے دے لیکن وہ اسے اپنے بھائی کو کرائے پر نہ دے''۔

یزید بن نعیم نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کے حوالے سے محاقلہ کی ممانعت کے بارے میں روایت نقل کی ہے (جو درج ذیل ہے)۔

3891 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِدْرِيْسَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ تَوْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ سَلَّامٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ نُعَيْمٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْحَقْلِ . وَهِيَ الْمُزَابَنَةُ . خَالَفَهُ هِشَامٌ وَّرَوَاهُ عَنْ يَحْيٰى عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ جَابِرٍ .

★★ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حقل سے منع کیا ہے اس سے مراد مزابنہ ہے۔

ہشام نے اس سے مختلف روایت نقل کی ہے انہوں نے اس روایت کو یحییٰ کے حوالے سے ابوسلمہ کے حوالے سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے (جو درج ذیل ہے)۔

3892 - اَخْبَرَنَا الثِّقَةُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ مَسْعَدَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ اَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْمُزَابَنَةِ وَالْمُخَاضَرَةِ وَقَالَ

3890-اخرجه مسلم في البيوع ، باب كراء الارض (الحديث 92) . تحفة الاشراف (2491) .

3891-اخرجه مسلم في البيوع ، باب كراء الارض (الحديث 103) . تحفة الاشراف (3145) .

3892-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (3164) .

"الْمُخَاضَرَةُ بَيْعُ الثَّمَرِ قَبْلَ اَنْ يَزْهُوَ وَالْمُخَابَرَةُ بَيْعُ الْكَرْمِ بِكَذَا وَكَذَا صَاعٍ" . خَالَفَهُ عَمْرُو بْنُ اَبِي سَلَمَةَ فَقَالَ عَنْ اَبِيهِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ .

★★ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مزابنہ اور مخابرہ سے منع کیا ہے۔ مخابرہ سے مراد یہ ہے پھل کے پک کر تیار ہونے سے پہلے اسے فروخت کر دیا جائے اور مخابرہ سے مراد یہ ہے درخت پر لگے ہوئے انگور کو اتنے اتنے صاع کے عوض میں فروخت کر دیا جائے۔

عمرو بن ابوسلمہ نامی راوی نے اس سے مختلف روایت نقل کی ہے انہوں نے اپنے والد کے حوالے سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے (جو درج ذیل ہے)۔

3893 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاهِيمَ عَنْ عُمَرَ بْنِ اَبِي سَلَمَةَ عَنْ اَبِيهِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُحَاقَلَةِ وَالْمُزَابَنَةِ . خَالَفَهُمَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو فَقَالَ عَنْ اَبِي سَلَمَةَ عَنْ اَبِي سَعِيْدٍ .

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے محاقلہ اور مزابنہ سے منع کیا ہے۔

محمد بن عمرو نامی راوی نے اس سے مختلف روایت نقل کی ہے انہوں نے ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے (جو درج ذیل ہے)۔

3894 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى - وَهُوَ ابْنُ اٰدَمَ - قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ اَبِي سَلَمَةَ عَنْ اَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُحَاقَلَةِ وَالْمُزَابَنَةِ . خَالَفَهُمُ الْاَسْوَدُ بْنُ الْعَلَاءِ فَقَالَ عَنْ اَبِي سَلَمَةَ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ .

★★ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے محاقلہ اور مزابنہ سے منع کیا ہے۔

اسود بن العلاء نے اس سے مختلف روایات نقل کی ہے انہوں نے ابوسلمہ کے حوالے سے حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے (جو درج ذیل ہے)۔

3895 - اَخْبَرَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ بْنِ اِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ حُمْرَانَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ جَعْفَرٍ عَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ الْعَلَاءِ عَنْ اَبِي سَلَمَةَ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْمُحَاقَلَةِ وَالْمُزَابَنَةِ . رَوَاهُ الْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ .

★★ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے محاقلہ اور مزابنہ سے منع کیا ہے۔

قاسم بن محمد نے بھی اس روایت کو حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کیا ہے (جو درج ذیل ہے)۔

3893-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (14986) .

3894-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (4431) .

3895-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (3590) .

3896 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ مُرَّةَ قَالَ سَاَلْتُ الْقَاسِمَ عَنِ الْمُزَارَعَةِ فَحَدَّثَ عَنْ رَّافِعِ بْنِ خَدِيجٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْمُحَاقَلَةِ وَالْمُزَابَنَةِ . قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ مَرَّةً اُخْرٰى .

★★ عثمان بن مرہ بیان کرتے ہیں: میں نے قاسم سے مزارعت کے بارے میں دریافت کیا' تو انہوں نے حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ حدیث سنائی۔

''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے محاقلہ اور مزابنہ سے منع کیا ہے''۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ یہ روایت نقل کی (جو درج ذیل ہے)۔

3897 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ اَبُوْ عَاصِمٍ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ مُرَّةَ قَالَ سَاَلْتُ الْقَاسِمَ عَنْ كِرَاءِ الْاَرْضِ فَقَالَ قَالَ رَافِعُ بْنُ خَدِيجٍ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ كِرَاءِ الْاَرْضِ . وَاخْتُلِفَ عَلٰى سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ فِيْهِ

★★ عثمان بن مرہ بیان کرتے ہیں: میں نے قاسم بن محمد رضی اللہ عنہ سے زمین کو کرائے پر دینے کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے بتایا' حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے یہ بات بیان کی ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین کو کرائے پر دینے سے منع کیا ہے۔

اس روایت میں' سعید بن مسیب سے مختلف طرح کی روایت نقل کی گئی ہے۔

3898 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ اَبِيْ جَعْفَرٍ الْخَطْمِيِّ - وَاسْمُهُ عُمَيْرُ بْنُ يَزِيْدَ - قَالَ اَرْسَلَنِيْ عَمِّيْ وَغُلَامًا لَّهُ اِلٰى سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَسْاَلُهُ عَنِ الْمُزَارَعَةِ فَقَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ لَا يَرٰى بِهَا بَاْسًا حَتّٰى بَلَغَهُ عَنْ رَّافِعِ بْنِ خَدِيجٍ حَدِيْثٌ فَلَقِيَهُ فَقَالَ رَافِعٌ اَتَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَنِيْ حَارِثَةَ فَرَاٰى زَرْعًا فَقَالَ "مَا اَحْسَنَ زَرْعَ ظُهَيْرٍ" . فَقَالُوْا لَيْسَ لِظُهَيْرٍ . فَقَالَ "اَلَيْسَ اَرْضُ ظُهَيْرٍ" . قَالُوْا بَلٰى وَلٰكِنَّهُ اَزْرَعَهَا . فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "خُذُوْا زَرْعَكُمْ وَرُدُّوْا اِلَيْهِ نَفَقَتَهُ" . قَالَ فَاَخَذْنَا زَرْعَنَا وَرَدَدْنَا اِلَيْهِ نَفَقَتَهُ . وَرَوَاهُ طَارِقُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ سَعِيْدٍ وَّاخْتُلِفَ عَلَيْهِ فِيْهِ .

★★ ابو جعفر خطمی جن کا نام عمیر بن یزید ہے' وہ بیان کرتے ہیں: میرے چچا نے مجھے اور اپنے ایک بیٹے کو سعید بن میسب کے پاس بھیجا تاکہ ہم ان سے مزارعت کے بارے میں دریافت کریں' تو انہوں نے بتایا: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے' یہاں تک کہ انہیں اس روایت کا پتہ چلا جو حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول ہے' پھر ان کی

3896-انفرد به النسائي، و سياتي في الايمان و النذور، ذكر الاحاديث المختلفة في النهي عن كراء الارض بالثلث و الربع و اختلاف الفاظ الناقلين للخبر (الحديث 3897) . تحفة الاشراف (3577) .

3897-تقدم في الايمان و النذور، ذكر الاحاديث المختلفة في النهي عن كراء الارض بالثلث و الربع و اختلاف الفاظ الناقلين للخبر (الحديث 3896) .

3898-اخرجه ابو داؤد في البيوع و الاحاديث، باب في التشديد في ذلك (الحديث 3399) . تحفة الاشراف (3558) .

ملاقات حضرت رافع رضی اللہ عنہ سے ہوئی تو حضرت رافع نے بتایا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بنو حارثہ کے پاس تشریف لائے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی زراعت ملاحظہ فرمائی تو فرمایا: ظہیر کا کھیت کتنا پیارا ہے' لوگوں نے عرض کی: یہ ظہیر کا نہیں ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: کیا یہ ظہیر کی زمین نہیں ہے؟ تو لوگوں نے عرض کی: جی ہاں ہے' لیکن انہوں نے اسے مزارعت پر دیا ہوا ہے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''تم اپنی زرعی پیداوار حاصل کرلو اور اس کا خرچ اس شخص کو دیدو (جسے زمین مزارعت پر دی تھی)''۔

راوی کہتے ہیں: پھر ہم نے اپنی زرعی پیداوار حاصل کرلی اور ان کا خرچ انہیں ادا کردیا۔

طارق بن عبدالرحمن نے اس روایت کو سعید کے حوالے سے نقل کیا ہے اور ان سے نقل کرنے میں بھی اختلاف کیا گیا ہے۔

3899 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ طَارِقٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُحَاقَلَةِ وَالْمُزَابَنَةِ وَقَالَ "اِنَّمَا يَزْرَعُ ثَلَاثَةٌ رَجُلٌ لَهُ اَرْضٌ فَهُوَ يَزْرَعُهَا اَوْ رَجُلٌ مُنِحَ اَرْضًا فَهُوَ يَزْرَعُ مَا مُنِحَ اَوْ رَجُلٌ اسْتَكْرٰى اَرْضًا بِذَهَبٍ اَوْ فِضَّةٍ" . مَيَّزَهُ اِسْرَآئِيْلُ عَنْ طَارِقٍ فَاَرْسَلَ الْكَلَامَ الْاَوَّلَ وَجَعَلَ الْاٰخِرَ مِنْ قَوْلِ سَعِيْدٍ

☆☆ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے محاقلہ اور مزابنہ سے منع کیا ہے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''زراعت کرنے والے آدمی تین قسم کے ہوتے ہیں' ایک وہ شخص ہے' جس کے پاس زمین موجود ہوتی ہے اور وہ خود اس میں کھیتی باڑی کرتا ہے' ایک وہ شخص ہے' جسے عطیے کے طور پر زمین دے دی جاتی ہے اور وہ اس چیز میں کھیتی باڑی کرتا ہے' جو اسے عطیے کے طور پر دے دی جاتی ہے اور ایک وہ شخص ہے' جو سونے اور چاندی کے عوض میں زمین کرائے پر حاصل کرتا ہے''۔

(امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں:) اسرائیل نامی راوی نے طارق کے حوالے سے اسے الگ' الگ روایت کے طور پر نقل کیا ہے' انہوں نے پہلے کلام کو مرسل روایت کے طور پر نقل کیا ہے اور آخری کلام کو سعید بن مسیب کے اپنے قول کے طور پر نقل کیا ہے۔

3900 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى قَالَ اَنْبَاَنَا اِسْرَآئِيْلُ عَنْ طَارِقٍ عَنْ سَعِيْدٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُحَاقَلَةِ قَالَ سَعِيْدٌ فَذَكَرَهُ نَحْوَهُ . رَوَاهُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ طَارِقٍ .

3899-اخرجه ابو داؤد في البيوع و الاجارات، باب في التشديد في ذلك (الحديث 3400) . واخرجه النسائي في الايمان و النذور، ذكر الاحاديث المختلفة في النهي عن كراء الارض بالثلث و الربع واختلاف الفاظ الناقلين للخبر (الحديث 3900) مرسلاً و (الحديث 3901) موقوفاً على سعيد، و (الحديث 3902) مرسلاً، و في البيوع، بيع الكرم بالزبيب (الحديث 4549) . واخرجه ابن ماجه في الرهون، باب المزارعة بالثلث و الربع (الحديث 2449) . تحفة الاشراف (3557) .

3900-تقدم في الايمان و النذور، ذكر الاحاديث المختلفة في النهي عن كراء الارض بالثلث و الربع واختلاف الفاظ الناقلين للخبر (الحديث 3899) .

☆☆ سعید بن مسیب بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے محاقلہ سے منع کیا ہے۔
سعید کہتے ہیں: اس کے بعد راوی نے اس کی مانند روایت کی' اس روایت کو سفیان ثوری نے طارق کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

3901 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ - وَهُوَ ابْنُ مَيْمُوْنٍ - قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ طَارِقٍ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُوْلُ لَا يُصْلِحُ الزَّرْعَ غَيْرُ ثَلَاثٍ اَرْضٍ يَمْلِكُ رَقَبَتَهَا اَوْ مِنْحَةٍ اَوْ اَرْضٍ بَيْضَاءَ يَسْتَاْجِرُهَا بِذَهَبٍ اَوْ فِضَّةٍ . وَرَوَى الزُّهْرِيُّ الْكَلَامَ الْاَوَّلَ عَنْ سَعِيْدٍ فَاَرْسَلَهُ .

☆☆ سعید بن مسیب فرماتے ہیں: زراعت تین طرح سے ہوسکتی ہے' ایک یہ کہ آدمی زمین کا خود مالک ہو' یا وہ زمین آدمی کو عطیے کے طور پر ملی ہو' یا وہ پیداواری زمین آدمی سونے یا چاندی کے عوض میں کرائے پر حاصل کرے۔
زہری نے پہلے کلام کو سعید کے حوالے سے ''مرسل'' روایت کے طور پر نقل کیا ہے۔

3902 - قَالَ الْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْمُحَاقَلَةِ وَالْمُزَابَنَةِ . وَرَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ لَبِيْبَةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ فَقَالَ عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ .

☆☆ سعید بن مسیب بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے محاقلہ اور مزابنہ سے منع کیا ہے۔
(امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں:) محمد بن عبدالرحمٰن نے اس روایت کو سعید بن مسیب کے حوالے سے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے (جس کی سند درج ذیل ہے)۔

3903 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنِي عَمِّي قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِكْرِمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ لَبِيْبَةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ قَالَ كَانَ اَصْحَابُ الْمَزَارِعِ يُكْرُوْنَ فِيْ زَمَانِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَزَارِعَهُمْ بِمَا يَكُوْنُ عَلَى السَّاقِيْ مِنَ الزَّرْعِ فَجَاءُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاخْتَصَمُوْا فِيْ بَعْضِ ذٰلِكَ فَنَهَاهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُكْرُوْا بِذٰلِكَ وَقَالَ "اَكْرُوْا بِالذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ" . وَقَدْ رَوٰى هٰذَا الْحَدِيْثَ سُلَيْمَانُ عَنْ رَافِعٍ فَقَالَ عَنْ رَجُلٍ مِنْ عُمُوْمَتِهِ .

☆☆ محمد بن عبدالرحمٰن' سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کے حوالے سے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں:

3901-تقدم في الايمان و النذور، ذكر الاحاديث المختلفة في النهي عن كراء الارض بالثلث و الربع واختلاف الفاظ الناقلين للخبر (الحديث 3899) .

3902-تقدم في الايمان و النذور، ذكر الاحاديث المختلفة في النهي عن كراء الارض بالثلث و الربع واختلاف الفاظ الناقلين للخبر (الحديث 3899) .

3903-اخرجه ابو داؤد في البيوع و الاجارات، باب في المزارعة (الحديث 3391) . مختصراً . تحفة الاشراف (3860) .

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ اقدس میں زرعی زمینوں کے مالکان اپنی زمین کو پانی کی نالی (کی قریبی پیداوار) کے عوض میں کرائے پر دیا کرتے تھے۔ لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے لگے ان میں سے بعض لوگوں کے درمیان اس بارے میں اختلاف ہو گیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح سے زمین کو کرائے پر دینے سے انہیں منع کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اسے سونے یا چاندی کے عوض میں کرائے پر دیا کرو"۔

اس روایت کو سلیمان نے رافع کے حوالے سے ان کے ایک چچا سے نقل کیا ہے (جو درج ذیل ہے)۔

3904 - اَخْبَرَنِیْ زِیَادُ بْنُ اَیُّوْبَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَیَّةَ قَالَ اَنْبَاَنَا اَیُّوْبُ عَنْ یَعْلَی بْنِ حَکِیْمٍ عَنْ سُلَیْمَانَ بْنِ یَسَارٍ عَنْ رَّافِعِ بْنِ خَدِیْجٍ قَالَ كُنَّا نُحَاقِلُ بِالْاَرْضِ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَنُكْرِیْهَا بِالثُّلُثِ وَالرُّبُعِ وَالطَّعَامِ الْمُسَمّٰی فَجَآءَ ذَاتَ یَوْمٍ رَجُلٌ مِّنْ عُمُوْمَتِیْ فَقَالَ نَهَانِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اَمْرٍ كَانَ لَنَا نَافِعًا وَّطَوَاعِیَةُ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ اَنْفَعُ لَنَا نَهَانَا اَنْ نُّحَاقِلَ بِالْاَرْضِ وَنُكْرِیَهَا بِالثُّلُثِ وَالرُّبُعِ وَالطَّعَامِ الْمُسَمّٰی وَاَمَرَ رَبَّ الْاَرْضِ اَنْ یَّزْرَعَهَا اَوْ یُزْرِعَهَا وَكَرِهَ كِرَائَهَا وَمَا سِوٰی ذٰلِكَ ۔

اَیُّوْبُ لَمْ یَسْمَعْهُ مِنْ یَعْلٰی ۔

☆☆ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ اقدس میں اپنی زمین کرائے پر دیا کرتے تھے ہم ایک تہائی یا ایک چوتھائی یا متعین اناج کے عوض میں اسے کرائے پر دیا کرتے تھے ایک مرتبہ میرے ایک چچا تشریف لائے اور بولے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایک ایسی چیز سے منع کر دیا ہے جو ہمارے لیے فائدہ مند تھی لیکن اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری کرنا ہمارے لیے زیادہ فائدہ مند ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں زمین کو محاقلہ کے طور پر دینے سے اور اُسے ایک تہائی یا ایک چوتھائی یا متعین اناج کے عوض میں کرائے پر دینے سے منع کر دیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین کے مالک کو یہ ہدایت کی ہے وہ خود اس میں کھیتی باڑی کرے یا اُسے کسی دوسرے کو کھیتی باڑی کرنے کے لیے دے دے ان کے علاوہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین کو کرائے پر دینے سے منع کر دیا ہے۔

ایوب نامی راوی نے اس روایت کو یعلیٰ نامی راوی سے نہیں سنا ہے۔

3905 - اَخْبَرَنِیْ زَكَرِیَّا بْنُ یَحْیٰی قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَیْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ اَیُّوْبَ قَالَ كَتَبَ اِلَیَّ یَعْلَی بْنُ حَكِیْمٍ اِنِّیْ سَمِعْتُ سُلَیْمَانَ بْنَ یَسَارٍ یُحَدِّثُ عَنْ رَّافِعِ بْنِ خَدِیْجٍ قَالَ كُنَّا نُحَاقِلُ الْاَرْضَ نُكْرِیْهَا

3904-اخرجه البخاري في الحرث و المزارعة، باب كراء الارض بالذهب و الفضة (الحديث 2346 و 2347) . واخرجه مسلم في البيوع، باب كراء الارض بالطعام (الحديث 113) . واخرجه ابو داؤد في البيوع و الاجارات، باب في التشديد في ذلك (الحديث 3395 و 3396) . واخرجه النسائي في الايمان و النذور، ذكر الاحاديث المختلفة في النهي عن كراء الارض بالثلث و الربع و اختلاف الفاظ الناقلين للخبر (الحديث 3905 و 3906 و 3907 و 3908 و 3909) . واخرجه ابن ماجه في الرهون، باب استكراء الارض بالطعام (الحديث 2465) مختصراً . تحفة الاشراف (3559 و 15570) .

3905-تقدم في الايمان و النذور، ذكر الاحاديث المختلفة في النهي عن كراء الارض بالثلث و الربع واختلاف الفاظ الناقلين للخبر (الحديث 3904) .

بِالثُّلُثِ وَالرُّبُعِ وَالطَّعَامِ الْمُسَمَّى . رَوَاهُ سَعِيدٌ عَنْ يَعْلَى بْنِ حَكِيمٍ .

★★ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم لوگ زمین میں محاقلہ کیا کرتے تھے ہم اسے ایک تہائی یا ایک چوتھائی پیداوار یا متعین اناج کے عوض میں کرائے پر دے دیتے تھے۔

سعید نے اس روایت کو یعلی بن حکیم سے نقل کیا ہے۔

3906 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ يَعْلَى بْنِ حَكِيمٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ اَنَّ رَافِعَ بْنَ خَدِيجٍ قَالَ كُنَّا نُحَاقِلُ عَلَى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَزَعَمَ اَنَّ بَعْضَ عُمُومَتِهِ اَتَاهُ فَقَالَ نَهَانِي رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اَمْرٍ كَانَ لَنَا نَافِعًا وَّطَوَاعِيَةُ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ اَنْفَعُ لَنَا . قُلْنَا وَمَا ذَاكَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ كَانَتْ لَهٗ اَرْضٌ فَلْيَزْرَعْهَا اَوْ لِيُزْرِعْهَا اَخَاهُ وَلَا يُكَارِيهَا بِثُلُثٍ وَّلَا رُبُعٍ وَّلَا طَعَامٍ مُّسَمًّى" . رَوَاهُ حَنْظَلَةُ بْنُ قَيْسٍ عَنْ رَّافِعٍ فَاخْتُلِفَ عَلٰى رَبِيعَةَ فِيْ رِوَايَتِهٖ . .

★★ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں ہم لوگ زمین میں محاقلہ کیا کرتے تھے حضرت رافع رضی اللہ عنہ نے یہ بات بتائی ہے ان کے چچا ان کے پاس آئے اور بولے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایسی چیز سے منع کر دیا ہے جو ہمارے لیے فائدہ مند تھی لیکن اللہ تعالی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری کرنا ہمارے لیے زیادہ فائدہ مند ہے۔ ہم نے دریافت کیا: وہ کیا ہے؟ تو انہوں نے بتایا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''جس شخص کے پاس زمین موجود ہو وہ خود اس میں کھیتی باڑی کرے یا اپنے کسی بھائی کو کھیتی باڑی کرنے کے لیے دے دے لیکن وہ ایک تہائی یا ایک چوتھائی پیداوار یا متعین اناج کے عوض میں اسے کرائے پر نہ دے''۔

حنظلہ بن قیس نے اس روایت کو حضرت رافع رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے اور اس روایت کو نقل کرنے میں ربیعہ نامی راوی سے اختلاف نقل کیا گیا ہے۔

3907 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ حَدَّثَنَا حُجَيْنُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ رَّبِيعَةَ بْنِ اَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ قَيْسٍ عَنْ رَّافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَمِّيْ اَنَّهُمْ كَانُوْا يُكْرُوْنَ الْاَرْضَ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَا يَنْبُتُ عَلَى الْاَرْبِعَاءِ وَشَيْءٍ مِّنَ الزَّرْعِ يَسْتَثْنِيْ صَاحِبُ الْاَرْضِ فَنَهَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ . فَقُلْتُ لِرَافِعٍ فَكَيْفَ كِرَاؤُهَا بِالدِّيْنَارِ وَالدِّرْهَمِ فَقَالَ رَافِعٌ لَيْسَ بِهَا بَاْسٌ بِالدِّيْنَارِ وَالدِّرْهَمِ . خَالَفَهُ الْاَوْزَاعِيُّ .

3906-تقدم في الايمان و النذور، ذكر الاحاديث المختلفة في النهي عن كراء الارض بالثلث و الربع واختلاف الفاظ الناقلين للخبر (الحديث 3904) .

3907-تقدم في الايمان و النذور، ذكر الاحاديث المختلفة في النهي عن كراء الارض بالثلث و الربع واختلاف الفاظ الناقلين للخبر (الحديث 3904) .

☆☆ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میرے ایک چچا نے مجھے یہ بات بتائی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ اقدس میں لوگ زمین سے ہونے والی پیداوار کے ایک چوتھائی حصے یا اس پیداوار کے کچھ متعین حصے کے عوض میں زمین کو کرائے پر دیا کرتے تھے زمین کا مالک اس میں سے استثناء کرلیا کرتا تھا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایسا کرنے سے منع کردیا۔

راوی کہتے ہیں: میں نے حضرت رافع رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا' زمین کو دینار یا درہم کے عوض میں کرائے پر دینے کا کیا حکم ہے؟

تو حضرت رافع رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

دینار یا درہم کے عوض میں (زمین کو کرائے پر دینے میں) کوئی حرج نہیں ہے۔

اوزاعی نے اس سے مختلف روایت نقل کی ہے (جو درج ذیل ہے)۔

3908 - اَخْبَرَنِی الْمُغِیْرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا عِیْسٰی - هُوَ ابْنُ یُوْنُسَ - قَالَ حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِیُّ عَنْ رَبِیْعَةَ بْنِ اَبِیْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ قَیْسٍ الْاَنْصَارِیِّ قَالَ سَاَلْتُ رَافِعَ بْنَ خَدِیْجٍ عَنْ كِرَاءِ الْاَرْضِ بِالدِّیْنَارِ وَالْوَرِقِ فَقَالَ لَا بَاْسَ بِذٰلِكَ اِنَّمَا كَانَ النَّاسُ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُؤَاجِرُوْنَ عَلَی الْمَاذِیَانَاتِ وَاَقْبَالِ الْجَدَاوِلِ فَیَسْلَمُ هٰذَا وَیَهْلِكُ هٰذَا وَیَسْلَمُ هٰذَا وَیَهْلِكُ هٰذَا فَلَمْ یَكُنْ لِّلنَّاسِ كِرَاءٌ اِلَّا هٰذَا فَلِذٰلِكَ زُجِرَ عَنْهُ فَاَمَّا شَیْءٌ مَّعْلُوْمٌ مَّضْمُوْنٌ فَلَا بَاْسَ بِهٖ . وَافَقَهٗ مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ عَلٰی اِسْنَادِهٖ وَخَالَفَهٗ فِیْ لَفْظِهٖ .

☆☆ حنظلہ بن قیس انصاری بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے دینار یا درہم کے عوض میں زمین کرائے پر دینے کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ اقدس میں لوگ اس شرط پر زمین کرائے پر دے دیتے تھے کہ پانی کی گزرگاہ کے قریب جو پیداوار ہوگی وہ ہماری ہوگی' تو پانی سے دور والی پیداوار ضائع ہو جایا کرتی تھی اور پانی کے قریب والی بعض اوقات بچ جاتی تھی یا قریب والی ضائع ہو جاتی تھی اور دور والی بچ جاتی تھی' لیکن اس زمانے میں کرائے پر دینے کا طریقہ صرف یہی تھا تو اس وجہ سے لوگوں کو اس سے منع کردیا گیا' جہاں تک متعین ادائیگی' جس کا تاوان بھی لازم ہو (اس کے عوض میں زمین کو کرائے پر دینے کا تعلق ہے) تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

اس روایت کی سند کے بارے میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کو سب سے زیادہ علم ہے' لیکن انہوں نے اس کے الفاظ میں اختلاف نقل کیا ہے (جو درج ذیل ہے)۔

3909 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِیٍّ قَالَ حَدَّثَنَا یَحْیٰی قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ رَبِیْعَةَ عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ قَیْسٍ قَالَ

3908-اخرجه البخاري في الحرث و المزارعة، باب 7. (الحديث 2327) مختصراً، وباب ما يكره من الشروط في المزارعة (الحديث 2332) مختصراً، و في الشروط، باب الشروط في المزارعة (الحديث 2722) مختصرًا و اخرجه مسلم في البيوع، باب كراء الارض بالذهب و الورق (الحديث 115 و 116 و 117) .واخرجه ابو داؤد في البيوع والاجارات، باب في المزارعة (الحديث 3392 و 3393) . واخرجه النسائي في الايمان و النذور، ذكر الاحاديث المختلفة في النهي عن كراء الارض بالثلث و الربع و اختلاف الفاظ الناقلين للخبر (الحديث 3909) و (الحديث 3910) موقوفاً، و (الحديث 3911) . واخرجه ابن ماجه في الرهون، باب الرخصة في كراء الارض البيضاء بالذهب و الفضة (الحديث 2458). تحفة الاشراف (3553) .

سَاَلْتُ رَافِعَ بْنَ خَدِيجٍ عَنْ كِرَاءِ الْاَرْضِ فَقَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ كِرَاءِ الْاَرْضِ . قُلْتُ بِالذَّهَبِ وَالْوَرِقِ قَالَ لَا اِنَّمَا نَهٰى عَنْهَا بِمَا يَخْرُجُ مِنْهَا فَاَمَّا الذَّهَبُ وَالْفِضَّةُ فَلَا بَاْسَ . رَوَاهُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَبِيْعَةَ وَلَمْ يَرْفَعْهُ .

☆☆ حنظلہ بن قیس بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے زمین کرائے پر دینے کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے بتایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین کو کرائے پر دینے سے منع کیا ہے۔ میں نے دریافت کیا: سونے اور چاندی کے عوض میں (کرائے پر دینے کا کیا حکم ہے)؟ تو انہوں نے فرمایا: نہیں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس چیز کے عوض میں کرائے پر دینے سے منع کیا ہے جو اس میں سے نکلتی ہے (یعنی پیداوار کے عوض میں کرائے پر دینے سے منع کیا ہے) جہاں تک سونے اور چاندی کا تعلق ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

سفیان ثوری نے اس روایت کو ربیعہ کے حوالے سے نقل کیا ہے لیکن انہوں نے اسے مرفوع حدیث کے طور پر نقل نہیں کیا ہے۔

3910 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ وَكِيعٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ اَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ قَيْسٍ قَالَ سَاَلْتُ رَافِعَ بْنَ خَدِيجٍ عَنْ كِرَاءِ الْاَرْضِ الْبَيْضَاءِ بِالذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ فَقَالَ حَلَالٌ لَا بَاْسَ بِهِ ذٰلِكَ فَرْضُ الْاَرْضِ . رَوَاهُ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ قَيْسٍ وَرَفَعَهُ كَمَا رَوَاهُ مَالِكٌ عَنْ رَبِيْعَةَ .

☆☆ حنظلہ بن قیس بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے زمین کو سونے یا چاندی کے عوض میں کرائے پر دینے کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا: یہ حلال ہے اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور یہ زمین کا فرض ہے۔

یحییٰ بن سعید نے اسے حنظلہ بن قیس کے حوالے سے مرفوع حدیث کے طور پر نقل کیا ہے جس طرح امام مالک نے اسے ربیعہ کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

3911 - اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبِ بْنِ عَرَبِيٍّ فِي حَدِيثِهِ عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ قَيْسٍ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ نَهَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ كِرَاءِ اَرْضِنَا وَلَمْ يَكُنْ يَوْمَئِذٍ ذَهَبٌ وَلَا فِضَّةٌ فَكَانَ الرَّجُلُ يُكْرِي اَرْضَهُ بِمَا عَلَى الرَّبِيعِ وَالْاَقْبَالِ وَاَشْيَاءَ مَعْلُومَةٍ وَسَاقَهُ . رَوَاهُ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ وَاخْتُلِفَ عَلَى الزُّهْرِيِّ فِيهِ .

3909-تقدم في الايمان و النذور، ذكر الاحاديث المختلفة في النهي عن كراء الارض بالثلث و الربع واختلاف الفاظ الناقلين للخبر (الحديث 3908).

3910-تقدم في الايمان و النذور، ذكر الاحاديث المختلفة في النهي عن كراء الارض بالثلث و الربع واختلاف الفاظ الناقلين للخبر (الحديث 3908).

3911-تقدم في الايمان و النذور، ذكر الاحاديث المختلفة في النهي عن كراء الارض بالثلث و الربع واختلاف الفاظ الناقلين للخبر (الحديث 3908).

☆☆ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اپنی زمین کرائے پر دینے سے منع کیا ہے' اس زمانے میں سونا اور چاندی (عام) نہیں ہوتے تھے' اس لیے کوئی شخص اپنی زمین کو اس پیداوار کے عوض میں کرائے پر دے دیتا تھا' جو پانی کے نالے کے قریب ہوتی تھی (کیونکہ اس سے پیداوار زیادہ اچھی ہوتی تھی) یا اسی طرح کی متعین چیز کے عوض میں کرائے پر دے دیتا تھا۔

اس کے بعد راوی نے پوری حدیث نقل کی ہے' اس روایت کو سالم بن عبداللہ نے حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

اس روایت میں زہری سے اختلاف نقل کیا گیا ہے۔

3912 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ اَسْمَآءَ عَنْ جُوَيْرِيَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ اَنَّ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ وَذَكَرَ نَحْوَهُ . تَابَعَهُ عُقَيْلُ بْنُ خَالِدٍ .

☆☆ محمد بن یحییٰ نے یہ روایت اپنی سند کے ساتھ زہری کے حوالے سے سالم بن عبداللہ سے نقل کی ہے' جبکہ عقیل بن خالد نے اس کی متابعت کی ہے۔

3913 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِیْ عَنْ جَدِّیْ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عُقَيْلُ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يُكْرِیْ اَرْضَهُ حَتّٰی بَلَغَهُ اَنَّ رَافِعَ بْنَ خَدِيجٍ كَانَ يَنْهٰی عَنْ كِرَاءِ الْاَرْضِ فَلَقِيَهُ عَبْدُ اللّٰهِ فَقَالَ يَا ابْنَ خَدِيجٍ مَاذَا تُحَدِّثُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ كِرَاءِ الْاَرْضِ فَقَالَ رَافِعٌ لِعَبْدِ اللّٰهِ سَمِعْتُ عَمَّیَّ - وَكَانَا قَدْ شَهِدَا بَدْرًا - يُحَدِّثَانِ اَهْلَ الدَّارِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰی عَنْ كِرَاءِ الْاَرْضِ . قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ فَلَقَدْ كُنْتُ اَعْلَمُ فِیْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ الْاَرْضَ تُكْرٰی ثُمَّ خَشِیَ عَبْدُ اللّٰهِ اَنْ يَكُوْنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحْدَثَ فِیْ ذٰلِكَ شَيْئًا لَمْ يَكُنْ يَعْلَمُهُ فَتَرَكَ كِرَاءَ الْاَرْضِ . اَرْسَلَهُ شُعَيْبُ بْنُ اَبِیْ حَمْزَةَ .

☆☆ ابن شہاب بیان کرتے ہیں: سالم بن عبداللہ نے مجھے یہ بات بتائی ہے' حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنی زمین کرائے پر دیا کرتے تھے' پھر انہیں پتا چلا کہ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ زمین کو کرائے پر دینے سے منع کرتے ہیں' حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی ان سے ملاقات ہوئی تو وہ بولے: اے ابن خدیج! آپ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے زمین کو کرائے پر دینے کے بارے میں کیا حدیث نقل کرتے ہیں؟ تو حضرت رافع رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے کہا: میں نے اپنے دو ایسے چچاؤں کو یہ بیان

3912-اخرجه ابو داؤد في البيوع و الاجارات، باب في التشديد في ذلك (الحديث 3394) . واخرجه النسائي في الايمان و النذور، ذكر الاحاديث المختلفة في النهي عن كراء الارض بالثلث و الربع و اختلاف الفاظ الناقلين للخبر (الحديث 3913 و 3914 و 3917) . تحفة الاشراف (15571) .

3913-تقدم في الايمان و النذور، ذكر الاحاديث المختلفة في النهي عن كراء الارض بالثلث و الربع واختلاف الفاظ الناقلين للخبر (الحديث 3912) .

کرتے ہوئے سنا ہے جو دونوں غزوۂ بدر میں شرکت کا شرف رکھتے ہیں' انہوں نے ہمارے قبیلے کے لوگوں کو یہ حدیث سنائی تھی کہ نبی اکرم ﷺ نے زمین کو کرائے پر دینے سے منع کیا ہے۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے تو یہ علم ہے' نبی اکرم ﷺ کے زمانۂ اقدس میں زمین کرائے پر دی جاتی تھی' پھر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو یہ اندیشہ ہوا کہ شاید نبی اکرم ﷺ نے اس بارے میں کوئی نیا حکم دے دیا تھا' جس کا حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو علم نہ ہو سکا ہو' تو انہوں نے زمین کو کرائے پر دینا ترک کر دیا۔

شعیب بن ابوحمزہ نامی راوی نے اس روایت کو مرسل روایت کے طور پر نقل کیا ہے۔

3914 - اَخْبَرَنِىْ مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدِ بْنِ خَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ بَلَغَنَا اَنَّ رَافِعَ بْنَ خَدِيجٍ كَانَ يُحَدِّثُ اَنَّ عَمَّيْهِ وَكَانَا - يَزْعُمُ - شَهِدَا بَدْرًا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ كِرَاءِ الْاَرْضِ . رَوَاهُ عُثْمَانُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ شُعَيْبٍ وَّلَمْ يَذْكُرْ عَمَّيْهِ .

☆☆ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ اپنے دو چچاؤں کے حوالے سے' جن کے بارے میں انہوں نے یہ بات بیان کی ہے' ان دونوں کو غزوۂ بدر میں شرکت کا شرف حاصل ہے (وہ دونوں حضرات یہ بیان کرتے ہیں:) نبی اکرم ﷺ نے زمین کو کرائے پر دینے سے منع کیا ہے۔

عثمان بن سعید نے اس روایت کو شعیب سے نقل کیا ہے' تاہم انہوں نے اس میں حضرت رافع رضی اللہ عنہ کے دو چچاؤں کا ذکر نہیں کیا (وہ روایت درج ذیل ہے)۔

3915 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُغِيْرَةِ قَالَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ شُعَيْبٍ قَالَ الزُّهْرِيُّ كَانَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ يَقُوْلُ لَيْسَ بِاسْتِكْرَاءِ الْاَرْضِ بِالذَّهَبِ وَالْوَرِقِ بَاْسٌ وَّكَانَ رَافِعُ بْنُ خَدِيجٍ يُحَدِّثُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ ذٰلِكَ . وَافَقَهُ عَلٰى اِرْسَالِهٖ عَبْدُ الْكَرِيْمِ بْنُ الْحَارِثِ .

☆☆ عثمان بن سعید' شعیب کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں: زہری نے یہ بات بیان کی ہے' ابن مسیب یہ کہتے ہیں' زمین کو سونے اور چاندی کے عوض میں کرائے پر حاصل کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث سنائی ہے' نبی اکرم ﷺ نے اس سے منع کیا ہے۔

عبدالکریم بن حارث نامی راوی نے مرسل نقل کرنے کے اندر اس روایت کی موافقت کی ہے' جو درج ذیل ہے۔

3916 - قَالَ الْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِىْ اَبُوْ خُزَيْمَةَ عَبْدُ اللّٰهِ

3914-تقدم في الايمان و النذور، ذكر الاحاديث المختلفة في النهي عن كراء الارض بالثلث و الربع واختلاف الفاظ الناقلين للخبر (الحديث 3912) .

3915-انفرد به النسائي، وسياتي في الايمان و النذور، ذكر الاحاديث المختلفة في النهي عن كراء الارض بالثلث و الربع واختلاف الفاظ الناقلين للخبر (الحديث 3916) . تحفة الاشراف (3580) .

3916-تقدم في الايمان و النذور، ذكر الاحاديث المختلفة في النهي عن كراء الارض بالثلث و الربع واختلاف الفاظ الناقلين للخبر (الحديث 3915) .

بن طریف عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ بْنِ الْحَارِثِ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ رَافِعَ بْنَ خَدِيجٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ كِرَاءِ الْاَرْضِ . قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَسُئِلَ رَافِعٌ بَعْدَ ذٰلِكَ كَيْفَ كَانُوْا يُكْرُوْنَ الْاَرْضَ قَالَ بِشَیْءٍ مِّنَ الطَّعَامِ مُسَمًّى وَّيُشْتَرَطُ اَنَّ لَنَا مَا تُنْبِتُ مَاذِيَانَاتُ الْاَرْضِ وَاَقْبَالُ الْجَدَاوِلِ . رَوَاهُ نَافِعٌ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ وَّاخْتُلِفَ عَلَيْهِ فِيْهِ .

☆☆ ابن شہاب بیان کرتے ہیں: حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے یہ بات بیان کی ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین کو کرائے پر دینے سے منع کیا ہے۔

ابن شہاب بیان کرتے ہیں: بعد میں حضرت رافع رضی اللہ عنہ سے یہ دریافت کیا گیا' پہلے لوگ زمین کس حساب سے کرائے پر دیتے تھے؟ تو انہوں نے جواب دیا: کسی متعین اناج کے عوض میں' یا اس شرط پر کرائے پر دی جاتی تھی کہ پانی کی گزرگاہ اور پانی کی نالی کے قریب جو فصل ہو گی وہ ہماری ہو گی۔

نافع نے اس روایت کو حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کیا ہے اور اس روایت میں ان سے بھی اختلاف نقل کیا گیا ہے۔

3917 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بَزِيعٍ قَالَ حَدَّثَنَا فُضَيْلٌ قَالَ حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ عُقْبَةَ قَالَ اَخْبَرَنِىْ نَافِعٌ اَنَّ رَافِعَ بْنَ خَدِيجٍ اَخْبَرَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ اَنَّ عُمُوْمَتَهٗ جَاءُوْا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ رَجَعُوْا فَاَخْبَرُوْا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ كِرَاءِ الْمَزَارِعِ . فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ قَدْ عَلِمْنَا اَنَّهٗ كَانَ كُلُّ صَاحِبِ مَزْرَعَةٍ يُكْرِيْهَا عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى اَنَّ لَهٗ مَا عَلَى الرَّبِيْعِ السَّاقِى الَّذِىْ يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْمَآءُ وَطَائِفَةٌ مِّنَ التِّبْنِ لَا اَدْرِىْ كَمْ هِىَ . رَوَاهُ ابْنُ عَوْنٍ عَنْ نَافِعٍ فَقَالَ عَنْ بَعْضِ عُمُوْمَتِهٖ .

☆☆ نافع بیان کرتے ہیں: حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو بتایا' ان کے کچھ چچا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے' پھر وہ وہاں سے واپس آئے' تو انہوں نے (لوگوں کو) بتایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین کو کرائے پر دینے سے منع کر دیا ہے۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہمارے علم میں یہ بات ہے' زرعی زمین کا مالک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ اقدس میں اس زمین کو کرائے پر دے دیا کرتا تھا' اس شرط پر کہ پانی کے نالے کے قریب والی پیداوار اس کی ہو گی (اور اسے معاوضے کے طور پر) کچھ چارہ بھی ملے گا' لیکن مجھے یہ علم نہیں' وہ کتنی ہو گی۔

اس روایت کو ابن عون نامی راوی نے نافع کے حوالے سے نقل کرتے ہوئے یہ الفاظ نقل کیے ہیں: اس کے ایک چچا سے۔

3918 - اَخْبَرَنِىْ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ نَافِعٍ كَانَ ابْنُ

3917-تقدم في الايمان و النذور، ذكر الاحاديث المختلفة في النهي عن كراء الارض بالثلث و الربع واختلاف الفاظ الناقلين للخبر (الحديث 3912).

عُمَرَ يَأْخُذُ كِرَاءَ الْأَرْضِ فَبَلَغَهُ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ شَيْءٌ فَأَخَذَ بِيَدِي فَمَشَى إِلَى رَافِعٍ وَأَنَا مَعَهُ فَحَدَّثَهُ رَافِعٌ عَنْ بَعْضِ عُمُومَتِهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ كِرَاءِ الْأَرْضِ . فَتَرَكَ عَبْدُ اللَّهِ بَعْدُ .

★★ نافع بیان کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما زمین کا کرایہ وصول کیا کرتے تھے پھر انہیں حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کے حوالے سے کوئی روایت پتا چلی انہوں نے میرا ہاتھ تھاما اور حضرت رافع رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لے گئے میں ان کے ساتھ تھا تو حضرت رافع رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک چچا کے حوالے سے انہیں یہ حدیث سنائی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین کو کرائے پر دینے سے منع کر دیا ہے تو اس کے بعد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے (زمین کو کرائے پر دینا) ترک کر دیا۔

3919 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ الْأَزْرَقُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ يَأْخُذُ كِرَاءَ الْأَرْضِ حَتَّى حَدَّثَهُ رَافِعٌ عَنْ بَعْضِ عُمُومَتِهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ كِرَاءِ الْأَرْضِ فَتَرَكَهَا بَعْدُ . رَوَاهُ أَيُّوبُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ رَافِعٍ وَلَمْ يَذْكُرْ عُمُومَتَهُ .

★★ نافع حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: وہ زمین کا کرایہ وصول کیا کرتے تھے یہاں تک کہ حضرت رافع رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک چچا کے حوالے سے انہیں یہ حدیث سنائی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین کو کرائے پر دینے سے منع کیا ہے تو اس کے بعد انہوں نے (زمین کو کرائے پر دینا) ترک کر دیا۔

یہی روایت نافع نے حضرت رافع رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کی ہے اور اس میں ان کے چچا کا تذکرہ نہیں کیا۔

3920 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بَزِيعٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ - وَهُوَ ابْنُ زُرَيْعٍ - قَالَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يُكْرِي مَزَارِعَهُ حَتَّى بَلَغَهُ فِي آخِرِ خِلَافَةِ مُعَاوِيَةَ أَنَّ رَافِعَ بْنَ خَدِيجٍ يُخْبِرُ فِيهَا بِنَهْيِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَاهُ وَأَنَا مَعَهُ فَسَأَلَهُ فَقَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَى عَنْ كِرَاءِ الْمَزَارِعِ فَتَرَكَهَا ابْنُ عُمَرَ بَعْدُ فَكَانَ إِذَا سُئِلَ عَنْهَا قَالَ زَعَمَ رَافِعُ بْنُ خَدِيجٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْهَا . وَافَقَهُ عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ وَكَثِيرُ بْنُ فَرْقَدٍ وَجُوَيْرِيَةُ بْنُ أَسْمَاءَ .

★★ نافع بیان کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنی زرعی زمین کرائے پر دیا کرتے تھے یہاں تک کہ حضرت

3918-تقدم في الايمان و النذور، ذكر الاحاديث المختلفة في النهي عن كراء الارض بالثلث و الربع واختلاف الفاظ الناقلين للخبر (الحديث 3904) .

3919-تقدم في الايمان و النذور، ذكر الاحاديث المختلفة في النهي عن كراء الارض بالثلث و الربع واختلاف الفاظ الناقلين للخبر (الحديث 3904) .

3920-اخرجه البخاري في الاجارة، باب اذا استاجر ارضًا فمات احدهما (الحديث 2285) مختصراً، و في الحرث و المزارعة، باب ما كان من اصحابه النبي صلى الله عليه وسلم يواسي بعضهم بعضًا في الزراعة و الثمر (الحديث 2343 و 2344) . واخرجه مسلم في البيوع، باب كراء الارض (الحديث 109 و 110 و 111) . واخرجه ابو داؤد في البيوع و الاجارات، باب في التشديد في ذلك (الحديث 3394 تعليقاً) . واخرجه النسائي في الايمان و النذور، ذكر الاحاديث المختلفة في النهي عن كراء الارض بالثلث و الربع و اختلاف الفاظ الناقلين للخبر (الحديث 3921 و 3922 و 3923 و 3924) . واخرجه ابن ماجه في الرهون، باب كراء الارض (الحديث 2453) . تحفة الاشراف (3586) .

معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت کے آخری دور میں انہیں یہ بات پتا چلی کہ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے اس بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ممانعت سے متعلق حدیث بیان کی ہے' تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما' حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کے پاس آئے' میں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا' انہوں نے حضرت رافع رضی اللہ عنہ سے اس بارے میں دریافت کیا تو حضرت رافع رضی اللہ عنہ نے بتایا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے زرعی زمین کو کرائے پر دینے سے منع کیا ہے' تو اس کے بعد حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے (زمین کو کرائے پر دینا) ترک کر دیا۔

جب ان سے اس بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے بتایا:

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے یہ بات بیان کی ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع کیا ہے۔

عبیداللہ بن عمر' کثیر بن فرقد اور جویریہ بن اسماء نامی راویوں نے اس کی موافقت کی ہے۔

3921 - اَخْبَرَنِیْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ بْنِ اَعْيَنَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ اللَّيْثِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ كَثِيْرِ بْنِ فَرْقَدٍ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يُكْرِى الْمَزَارِعَ فَحُدِّثَ اَنَّ رَافِعَ بْنَ خَدِيْجٍ يَاْثُرُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ نَهٰى عَنْ ذٰلِكَ . قَالَ نَافِعٌ فَخَرَجَ اِلَيْهِ عَلَى الْبَلَاطِ وَاَنَا مَعَهُ فَسَاَلَهُ فَقَالَ نَعَمْ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ كِرَاءِ الْمَزَارِعِ . فَتَرَكَ عَبْدُ اللّٰهِ كِرَاءَهَا .

☆☆ نافع بیان کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما زرعی زمین کرائے پر دیا کرتے تھے' انہیں یہ بات بتائی گئی کہ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے یہ بات نقل کی ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع کیا ہے۔ نافع بیان کرتے ہیں: حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ' حضرت رافع رضی اللہ عنہ سے ملنے کے لیے بلاط گئے۔ میں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا' حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے ان سے اس بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے جواب دیا: جی ہاں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے زرعی پیداوار کو کرائے پر دینے سے منع کیا ہے' اس کے بعد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے زمین کو کرائے پر دینا ترک کر دیا۔

3922 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ - وَهُوَ ابْنُ الْحَارِثِ - قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ رَجُلًا اَخْبَرَ ابْنَ عُمَرَ اَنَّ رَافِعَ بْنَ خَدِيْجٍ يَاْثُرُ فِىْ كِرَاءِ الْاَرْضِ حَدِيْثًا فَانْطَلَقْتُ مَعَهُ اَنَا وَالرَّجُلُ الَّذِىْ اَخْبَرَهُ حَتّٰى اَتٰى رَافِعًا فَاَخْبَرَهُ رَافِعٌ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ كِرَاءِ الْاَرْضِ . فَتَرَكَ عَبْدُ اللّٰهِ كِرَاءَ الْاَرْضِ .

☆☆ حضرت نافع بیان کرتے ہیں: ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو یہ بتایا' حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے زمین کو کرائے پر دینے کے بارے میں ایک حدیث نقل کی ہے' تو میں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ گیا' میں بھی تھا اور ساتھ وہ شخص تھا

3921-تقدم في الايمان و النذور، ذكر الاحاديث المختلفة في النهي عن كراء الارض بالثلث و الربع واختلاف الفاظ الناقلين للخبر (الحديث 3920) .

3922-تقدم في الايمان و النذور، ذكر الاحاديث المختلفة في النهي عن كراء الارض بالثلث و الربع واختلاف الفاظ الناقلين للخبر (الحديث 3920) .

جس نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو اس بارے میں بتایا تھا' حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ حضرت رافع رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے' تو حضرت رافع رضی اللہ عنہ نے انہیں بتایا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین کو کرائے پر دینے سے منع کیا ہے۔ تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے زمین کو کرائے پر دینا ترک کر دیا۔

3923 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ الْمُقْرِءُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِیْ قَالَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ رَافِعَ بْنَ خَدِيجٍ حَدَّثَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ كِرَاءِ الْمَزَارِعِ .

☆☆ نافع بیان کرتے ہیں: حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو یہ حدیث سنائی: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے زرعی زمین کو کرائے پر دینے سے منع کیا ہے۔

3924 - اَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ حَمْزَةَ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِیُّ قَالَ حَدَّثَنِیْ حَفْصُ بْنُ عِنَانٍ عَنْ نَافِعٍ اَنَّهٗ حَدَّثَهٗ قَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ يُكْرِیْ اَرْضَهٗ بِبَعْضِ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا فَبَلَغَهٗ اَنَّ رَافِعَ بْنَ خَدِيجٍ يَزْجُرُ عَنْ ذٰلِكَ وَقَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ قَالَ كُنَّا نُكْرِی الْاَرْضَ قَبْلَ اَنْ نَعْرِفَ رَافِعًا ثُمَّ وَجَدَ فِیْ نَفْسِهٖ فَوَضَعَ يَدَهٗ عَلٰى مَنْكِبِیْ حَتّٰى دُفِعْنَا اِلٰى رَافِعٍ فَقَالَ لَهٗ عَبْدُ اللّٰهِ اَسَمِعْتَ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ كِرَاءِ الْاَرْضِ فَقَالَ رَافِعٌ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "لَا تُكْرُوا الْاَرْضَ بِشَیْءٍ" .

☆☆ نافع بیان کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنی زرعی زمین کو اس زمین کی کچھ پیداوار کے عوض میں کرائے پر دے دیتے تھے' انہیں یہ بات پتہ چلی کہ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ اس بات سے منع کرتے ہیں اور یہ بات بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع کیا ہے۔ تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: حضرت رافع رضی اللہ عنہ سے تعارف حاصل ہونے سے پہلے ہم لوگ زمین کو کرائے پر دیا کرتے تھے۔ پھر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو کچھ اُلجھن محسوس ہوئی تو انہوں نے اپنا ہاتھ میرے کندھے پر رکھا' پھر ہم دونوں حضرت رافع رضی اللہ عنہ کے پاس آئے' حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے ان سے دریافت کیا: کیا آپ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو زمین کرائے پر دینے سے منع کرتے ہوئے سنا ہے؟ تو حضرت رافع رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے' کسی بھی چیز کے عوض میں زمین کرائے پر نہ دو۔

3925 - اَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ عَنْ عَبْدِ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ مُحَمَّدٍ وَّنَافِعٍ اَخْبَرَاهُ عَنْ رَّافِعِ بْنِ خَدِيجٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ كِرَاءِ الْاَرْضِ . رَوَاهُ ابْنُ عُمَرَ عَنْ رَّافِعِ بْنِ خَدِيجٍ . وَاخْتُلِفَ عَلٰى عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ .

3923-تقدم في الايمان و النذور، ذكر الاحاديث المختلفة في النهي عن كراء الارض بالثلث و الربع واختلاف الفاظ الناقلين للخبر (الحديث 3920) .

3924-تقدم في الايمان و النذور، ذكر الاحاديث المختلفة في النهي عن كراء الارض بالثلث و الربع واختلاف الفاظ الناقلين للخبر (الحديث 3920) .

3925-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (3579) .

☆☆ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین کو کرائے پر دینے سے منع کیا ہے۔
اس روایت کو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کیا ہے اور اس روایت کو نقل کرنے میں عمرو بن دینار نامی راوی سے اختلاف کیا گیا ہے۔

3926 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ اَنْبَاَنَا وَكِيْعٌ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ كُنَّا نُخَابِرُ وَلَا نَرٰى بِذٰلِكَ بَاْسًا حَتّٰى زَعَمَ رَافِعُ بْنُ خَدِيْجٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْمُخَابَرَةِ .

☆☆ عمرو بن دینار بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: ہم لوگ مخابرہ کیا کرتے تھے اور ہم اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے' یہاں تک کہ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے یہ بات بتائی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مخابرہ سے منع کیا ہے۔

3927 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ دِيْنَارٍ يَقُوْلُ اَشْهَدُ لَسَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ وَهُوَ يُسْاَلُ عَنِ الْخِبْرِ فَيَقُوْلُ مَا كُنَّا نَرٰى بِذٰلِكَ بَاْسًا حَتّٰى اَخْبَرَنَا عَامَ الْاَوَّلِ ابْنُ خَدِيْجٍ اَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْخِبْرِ . وَافَقَهُمَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ .

☆☆ عمرو بن دینار بیان کرتے ہیں: میں گواہی دے کر یہ بات کہتا ہوں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو سنا' ان سے مخابرہ کے بارے میں دریافت کیا گیا' تو انہوں نے فرمایا: ہم تو اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے' یہاں تک کہ گزشتہ سال حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے ہمیں یہ بتایا' انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مخابرہ سے منع کرتے ہوئے سنا ہے۔

حماد بن زید نامی راوی نے ان دونوں روایات میں موافقت کی ہے۔

3928 - اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيْبِ بْنِ عَرَبِيٍّ عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ كُنَّا لَا نَرٰى بِالْخِبْرِ بَاْسًا حَتّٰى كَانَ عَامَ الْاَوَّلِ فَزَعَمَ رَافِعٌ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْهُ . خَالَفَهُ عَارِمٌ فَقَالَ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ عَمْرٍو عَنْ جَابِرٍ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ہم لوگ مخابرہ میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے' یہاں تک کہ گذشتہ سال حضرت

3926-اخرجه مسلم في البيوع، باب كراء الارض (الحديث 106 و 107 و 108) بنحوه . واخرجه ابو داؤد في البيوع و الاجارات، باب في المزارعة (الحديث 3389) . واخرجه النسائي في الايمان و النذور، ذكر الاحاديث المختلفة في النهي عن كراء الارض بالثلث و الربع واختلاف الفاظ الناقلين للخبر (الحديث 3927 و 3928) .واخرجه ابن ماجه في الرهون، باب المزارعة بالثلث و الربع (الحديث 2450) . تحفة الاشراف (3566).

3927-تقدم في الايمان و النذور، ذكر الاحاديث المختلفة في النهي عن كراء الارض بالثلث و الربع واختلاف الفاظ الناقلين للخبر (الحديث 3926) .

3928-تقدم في الايمان و النذور، ذكر الاحاديث المختلفة في النهي عن كراء الارض بالثلث و الربع واختلاف الفاظ الناقلين للخبر (الحديث 3926) .

رافع رضی اللہ عنہ نے یہ بات بتائی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع کیا ہے۔

عارم نامی راوی نے اس سے مختلف روایت نقل کی ہے (جو درج ذیل ہے)۔

3929 - قَالَ حَدَّثَنَا حَرَمِيُّ بْنُ يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنَا عَارِمٌ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ كِرَاءِ الْاَرْضِ . تَابَعَهُ مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ الطَّائِفِيُّ .

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین کو کرائے پر دینے سے منع کیا ہے۔

محمد بن مسلم طائفی نامی راوی نے اس کی متابعت کی ہے (اس کی سند درج ذیل ہے)۔

3930 - اَخْبَرَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عَامِرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُرَيْجٌ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ نَهَانِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُخَابَرَةِ وَالْمُحَاقَلَةِ وَالْمُزَابَنَةِ . جَمَعَ سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ الْحَدِيْثَيْنِ فَقَالَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَجَابِرٍ .

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے مخابرہ محاقلہ اور مزابنہ سے منع کیا ہے۔

سفیان بن عیینہ نے ان دونوں روایات کو اکٹھا کر دیا ہے اور انہوں نے اسے حضرت عبداللہ بن عمر W اور حضرت جابر t دونوں کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

3931 — اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْمِسْوَرِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَجَابِرٍ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الثَّمَرِ حَتّٰى يَبْدُوَ صَلَاحُهُ وَنَهٰى عَنِ الْمُخَابَرَةِ كِرَاءِ الْاَرْضِ بِالثُّلُثِ وَالرُّبُعِ . رَوَاهُ اَبُو النَّجَاشِيِّ عَطَاءُ بْنُ صُهَيْبٍ وَّاخْتُلِفَ عَلَيْهِ فِيْهِ .

☆☆ سفیان بن عیینہ عمرو بن دینار کے حوالے سے حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت جابر رضی اللہ عنہم سے یہ بات نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پھل کے پک جانے سے پہلے اُسے فروخت کرنے سے منع کیا ہے۔ آپ نے مخابرہ سے یعنی ایک تہائی یا ایک چوتھائی کے پیداوار کے عوض میں زمین کو کرائے پر دینے سے منع کیا ہے۔

اس روایت کو ابونجاشی عطاء بن صہیب نامی راوی نے نقل کیا ہے اس میں ان سے اختلاف کیا گیا ہے۔

3932 — اَخْبَرَنَا اَبُوْ بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ الطَّبَرَانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ بَحْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُبَارَكُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اَبِيْ كَثِيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُو النَّجَاشِيِّ قَالَ حَدَّثَنِيْ رَافِعُ بْنُ خَدِيْجٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِرَافِعٍ "اَتُؤَاجِرُوْنَ مَحَاقِلَكُمْ" . قُلْتُ نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ نُؤَاجِرُهَا عَلَى الرُّبُعِ

3929-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (3518) .

3930-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (2565) .

3931-اخرجه مسلم في البيوع، باب كراء الارض (الحديث 93) مختصراً . تحفة الاشراف (2538) .

3932-اخرجه مسلم في البيوع، باب كراء الارض بالطعام (الحديث 114م) و اخرجه ابو داؤد في البيوع و الاجارات، باب في التشديد (الحديث 3394 تعليقاً) تحفة الاشراف (3574) .

وَعَلَى الْاَوْسَاقِ مِنَ الشَّعِيْرِ . فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا تَفْعَلُوْا ازْرَعُوْهَا اَوْ اَعِيْرُوْهَا اَوْ اَمْسِكُوْهَا" . خَالَفَهُ الْاَوْزَاعِيُّ فَقَالَ عَنْ رَافِعٍ عَنْ ظُهَيْرِ بْنِ رَافِعٍ .

★★ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت رافع رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

کیا تم لوگ اپنے کھیتوں کو کرائے پر دیتے ہو؟ میں نے عرض کی: جی ہاں! یا رسول اللہ! ہم اسے ایک چوتھائی پیداوار کے عوض میں یا جو کے مخصوص وسق کے عوض میں کرائے پر دیتے ہیں۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''تم ایسا نہ کرو' تم خود اس میں کھیتی باڑی کرو' یا اسے ویسے ہی کسی کو دے دو یا اسے ایسے ہی رہنے دو''۔

اوزاعی نے اس سے مختلف روایت نقل کی ہے۔

انہوں نے حضرت رافع t کے حوالے سے حضرت ظہیر بن رافع رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے۔

3933 - اَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ قَالَ حَدَّثَنِي الْاَوْزَاعِيُّ عَنْ اَبِي النَّجَاشِيِّ عَنْ رَافِعٍ قَالَ اَتَانَا ظُهَيْرُ بْنُ رَافِعٍ فَقَالَ نَهَانِي رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اَمْرٍ كَانَ لَنَا رَافِقًا . قُلْتُ وَمَا ذَاكَ قَالَ اَمْرُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ حَقٌّ سَاَلَنِي "كَيْفَ تَصْنَعُوْنَ فِي مَحَاقِلِكُمْ" . قُلْتُ نُؤَاجِرُهَا عَلَى الرُّبُعِ وَالْاَوْسَاقِ مِنَ التَّمْرِ اَوِ الشَّعِيْرِ . قَالَ "فَلَا تَفْعَلُوْا ازْرَعُوْهَا اَوْ اَزْرِعُوْهَا اَوْ اَمْسِكُوْهَا" . رَوَاهُ بُكَيْرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْاَشَجِّ عَنْ اُسَيْدِ بْنِ رَافِعٍ فَجَعَلَ الرِّوَايَةَ لِاَخِي رَافِعٍ .

★★ حضرت رافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت ظہیر بن رافع رضی اللہ عنہ ہمارے پاس تشریف لائے اور بیان کیا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایک ایسی چیز سے منع کر دیا ہے' جو ہمارے لیے بڑی سہولت کا باعث تھی' میں نے دریافت کیا: وہ کیا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم دیا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان حق ہے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے دریافت کیا: تم لوگ اپنے کھیتوں میں کیا طریقہ کار اختیار کرتے ہو؟ تو میں نے عرض کی: ہم اُسے ایک چوتھائی پیداوار کے عوض میں' یا کھجوروں' یا جو کے مخصوص وسق کے عوض میں کرائے پر دے دیتے ہیں۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''تم ایسا نہ کرو' تم خود اس میں کھیتی باڑی کرو' یا کسی دوسرے کو (کسی معاوضے کے بغیر) کھیتی باڑی کرنے کے لیے دیدو' یا اسے (کھیتی باڑی کے بغیر ہی) ایسے ہی رہنے دو''۔

بکیر بن عبداللہ نے اسے اسید بن رافع کے حوالے سے نقل کیا ہے' انہوں نے یہ روایت حضرت رافع رضی اللہ عنہ کے بھائی کے حوالے سے نقل کی ہے۔

3934 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا حِبَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ لَيْثٍ قَالَ حَدَّثَنِي

3933-اخرجه البخاري في الحرث و المزارعة، باب ما كان من اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم يواسي بعضهم بعضًا في الزراعة والثمر (الحديث 2339) . واخرجه مسلم في البيوع، باب كراء الارض بالطعام (الحديث 114) واخرجه ابن ماجه في الرهون، باب ما يكره من المزارعة (الحديث 2459) . تحفة الاشراف (5029) .

3934-انفرد به النسائي . وسياتي في الايمان النذور، ذكر الاحاديث المختلفة في النهي عن كراء الارض بالثلث و الربع واختلاف الفاظ الناقلين للخبر (الحديث 3935) .تحفة الاشراف (15531) .

بُكَيْرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْاَشَجِّ عَنْ اُسَيْدِ بْنِ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ اَنَّ اَخَا رَافِعٍ قَالَ لِقَوْمِهٖ قَدْ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْيَوْمَ عَنْ شَيْءٍ كَانَ لَكُمْ رَافِقًا وَّاَمْرُهٗ طَاعَةٌ وَّخَيْرٌ نَهٰى عَنِ الْحَقْلِ .

☆☆ اسید بن رافع بیان کرتے ہیں: حضرت رافع رضی اللہ عنہ کے ایک بھائی نے اپنی قوم سے کہا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آج ایک ایسی چیز سے منع کر دیا ہے' جو تمہارے لیے سہولت کا باعث تھی' لیکن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی فرمانبرداری لازم ہے اور بہتر ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے محاقلہ سے منع کر دیا ہے۔

3935 - اَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ اللَّيْثِ عَنِ اللَّيْثِ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ هُرْمُزَ قَالَ سَمِعْتُ اُسَيْدَ بْنَ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ الْاَنْصَارِيَّ يَذْكُرُ اَنَّهُمْ مَنَعُوا الْمُحَاقَلَةَ وَهِيَ اَرْضٌ تُزْرَعُ عَلٰى بَعْضِ مَا فِيهَا . رَوَاهُ عِيسَى بْنُ سَهْلِ بْنِ رَافِعٍ .

☆☆ عبدالرحمٰن بن ہرمز بیان کرتے ہیں: میں نے اسید بن رافع انصاری کو یہ ذکر کرتے ہوئے سنا: لوگ محاقلہ سے منع کرتے ہیں' اس سے مراد یہ ہے' زمین میں اس کی پیداوار کے کچھ حصے کے عوض میں کھیتی باڑی کی جائے (یعنی ٹھیکے پر کام کیا جائے)۔

عیسیٰ بن سہل بن رافع نے بھی اس روایت کو نقل کیا ہے۔

3936 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ اَنْبَاَنَا حِبَّانُ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ يَزِيدَ اَبِي شُجَاعٍ قَالَ حَدَّثَنِي عِيسَى بْنُ سَهْلِ بْنِ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ اِنِّي لَيَتِيمٌ فِي حَجْرِ جَدِّي رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ وَّبَلَغْتُ رَجُلًا وَّحَجَجْتُ مَعَهٗ فَجَآءَ اَخِي عِمْرَانُ بْنُ سَهْلِ بْنِ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ فَقَالَ يَا اَبَتَاهُ اِنَّهٗ قَدْ اَكْرَيْنَا اَرْضَنَا فُلَانَةَ بِمِائَتَيْ دِرْهَمٍ . فَقَالَ يَا بُنَيَّ دَعْ ذَاكَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ سَيَجْعَلُ لَكُمْ رِزْقًا غَيْرَهٗ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ نَهٰى عَنْ كِرَاءِ الْاَرْضِ .

☆☆ عیسیٰ بن سہل بن رافع بیان کرتے ہیں: میں یتیم تھا اور اپنے دادا حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کی زیر پرورش تھا' میں ان کے ہاں ہی بڑا ہوا' میں نے ان کے ساتھ حج بھی کیا' ایک مرتبہ میرے بھائی عمران بن سہل آئے اور بولے: اے ابا جان! ہم نے اپنی فلاں زمین دوسو درہم میں کرائے پر دے دی ہے۔ تو حضرت رافع رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے میرے بیٹے! تم اسے چھوڑ دو! کیونکہ اللہ تعالیٰ تمہارے لیے اس کی بجائے دوسرا رزق فراہم کر دے گا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین کو کرائے پر دینے سے منع کیا ہے۔

3937 - اَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيلُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ

3935-تقدم في الايمان و النذور، ذكر الاحاديث المختلفة في النهي عن كراء الارض بالثلث و الربع واختلاف الفاظ الناقلين للخبر (الحديث 3934) .

3936-اخرجه ابو داؤد في البيوع و الاجارات، باب في التشديد في ذلك (الحديث 3401) . تحفة الاشراف (3569) .

3937-اخرجه ابو داؤد في البيوع و الاجارات، باب في المزارعة (الحديث 3390) واخرجه ابن ماجه في الرهون، باب ما يكره من المزارعة (الحديث 2461) . تحفة الاشراف (3730) .

اِسْحَاقَ عَنْ اَبِیْ عُبَیْدَةَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ الْوَلِیْدِ بْنِ اَبِی الْوَلِیْدِ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَیْرِ قَالَ قَالَ زَیْدُ بْنُ ثَابِتٍ یَّغْفِرُ اللّٰهُ لِرَافِعِ بْنِ خَدِیْجٍ اَنَا وَاللّٰهِ اَعْلَمُ بِالْحَدِیْثِ مِنْهُ اِنَّمَا کَانَا رَجُلَیْنِ اقْتَتَلَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ "اِنْ کَانَ هٰذَا شَاْنُکُمْ فَلَا تُکْرُوا الْمَزَارِعَ" . فَسَمِعَ قَوْلَهٗ "لَا تُکْرُوا الْمَزَارِعَ" .

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ کِتَابَةُ مُزَارَعَةٍ عَلٰی اَنَّ الْبَذْرَ وَالنَّفَقَةَ عَلٰی صَاحِبِ الْاَرْضِ وَلِلْمُزَارِعِ رُبُعُ مَا یُخْرِجُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ مِنْهَا هٰذَا کِتَابٌ کَتَبَهٗ فُلَانُ بْنُ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ فِیْ صِحَّةٍ مِّنْهُ وَجَوَازِ اَمْرٍ لِفُلَانِ بْنِ فُلَانٍ اِنَّکَ دَفَعْتَ اِلَیَّ جَمِیْعَ اَرْضِکَ الَّتِیْ بِمَوْضِعِ کَذَا فِیْ مَدِیْنَةِ کَذَا مُزَارَعَةً وَّهِیَ الْاَرْضُ الَّتِیْ تُعْرَفُ بِکَذَا وَتَجْمَعُهَا حُدُوْدٌ اَرْبَعَةٌ یُّحِیْطُ بِهَا کُلِّهَا وَاَحَدُ تِلْکَ الْحُدُوْدِ بِاَسْرِهٖ لَزِیْقُ کَذَا وَالثَّانِیْ وَالثَّالِثُ وَالرَّابِعُ دَفَعْتَ اِلَیَّ جَمِیْعَ اَرْضِکَ هٰذِهِ الْمَحْدُوْدَةِ فِیْ هٰذَا الْکِتَابِ بِحُدُوْدِهَا الْمُحِیْطَةِ بِهَا وَجَمِیْعِ حُقُوْقِهَا وَشِرْبِهَا وَاَنْهَارِهَا وَسَوَاقِیْهَا اَرْضًا بَیْضَاءَ فَارِغَةً لَا شَیْءَ فِیْهَا مِنْ غَرْسٍ وَّلَا زَرْعٍ سَنَةً تَامَّةً اَوَّلُهَا مُسْتَهَلَّ شَهْرِ کَذَا مِنْ سَنَةِ کَذَا وَآخِرُهَا انْسِلَاخُ شَهْرِ کَذَا مِنْ سَنَةِ کَذَا عَلٰی اَنْ اَزْرَعَ جَمِیْعَ هٰذِهِ الْاَرْضِ الْمَحْدُوْدَةِ فِیْ هٰذَا الْکِتَابِ الْمَوْصُوْفِ مَوْضِعُهَا فِیْهِ هٰذِهِ السَّنَةَ الْمُؤَقَّتَةَ فِیْهَا مِنْ اَوَّلِهَا اِلٰی اٰخِرِهَا کُلَّ مَا اَرَدْتُ وَبَدَا لِیْ اَنْ اَزْرَعَ فِیْهَا مِنْ حِنْطَةٍ وَّشَعِیْرٍ وَّسَمَاسِمَ وَاُرْزٍ وَّاَقْطَانٍ وَّرِطَابٍ وَّبَاقِلَّا وَحِمَّصٍ وَّلُوْبِیَا وَعَدَسٍ وَّمَقَاثِیْ وَمَبَاطِیْخَ وَجَزَرٍ وَّشَلْجَمٍ وَّفُجْلٍ وَّبَصَلٍ وَّثُوْمٍ وَّبُقُوْلٍ وَّرَیَاحِیْنَ وَغَیْرِ ذٰلِکَ مِنْ جَمِیْعِ الْغَلَّاتِ شِتَاءً وَّصَیْفًا بِبُذُوْرِکَ وَبَذْرِکَ وَجَمِیْعُهٗ عَلَیْکَ دُوْنِیْ عَلٰی اَنْ اَتَوَلّٰی ذٰلِکَ بِیَدِیْ وَبِمَنْ اَرَدْتُ مِنْ اَعْوَانِیْ وَاُجَرَائِیْ وَبَقَرِیْ وَاَدَوَاتِیْ وَاِلٰی زِرَاعَةِ ذٰلِکَ وَعِمَارَتِهٖ وَالْعَمَلِ بِمَا فِیْهِ نَمَاؤُهٗ وَمَصْلَحَتُهٗ وَکِرَابُ اَرْضِهٖ وَتَنْقِیَةُ حَشِیْشِهَا وَسَقْیُ مَا یُحْتَاجُ اِلٰی سَقْیِهٖ مِمَّا زُرِعَ وَتَسْمِیْدِ مَا یُحْتَاجُ اِلٰی تَسْمِیْدِهٖ وَحَفْرِ سَوَاقِیْهِ وَاَنْهَارِهٖ وَاجْتِنَاءِ مَا یُجْتَنٰی مِنْهُ وَالْقِیَامِ بِحَصَادِ مَا یُحْصَدُ مِنْهُ وَجَمْعِهٖ وَدِیَاسَةِ مَا یُدَاسُ مِنْهُ وَتَذْرِیَتِهٖ بِنَفَقَتِکَ عَلٰی ذٰلِکَ کُلِّهٖ دُوْنِیْ وَاَعْمَلَ فِیْهِ کُلِّهٖ بِیَدِیْ وَاَعْوَانِیْ دُوْنَکَ عَلٰی اَنَّ لَکَ مِنْ جَمِیْعِ مَا یُخْرِجُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ ذٰلِکَ کُلِّهٖ فِیْ هٰذِهِ الْمُدَّةِ الْمَوْصُوْفَةِ فِیْ هٰذَا الْکِتَابِ مِنْ اَوَّلِهَا اِلٰی اٰخِرِهَا فَلَکَ ثَلَاثَةُ اَرْبَاعِهٖ بِحَظِّ اَرْضِکَ وَشِرْبِکَ وَبَذْرِکَ وَنَفَقَاتِکَ وَلِیَ الرُّبُعُ الْبَاقِیْ مِنْ جَمِیْعِ ذٰلِکَ بِزِرَاعَتِیْ وَعَمَلِیْ وَقِیَامِیْ عَلٰی ذٰلِکَ بِیَدِیْ وَاَعْوَانِیْ وَدَفَعْتَ اِلَیَّ جَمِیْعَ اَرْضِکَ هٰذِهِ الْمَحْدُوْدَةِ فِیْ هٰذَا الْکِتَابِ بِجَمِیْعِ حُقُوْقِهَا وَمَرَافِقِهَا وَقَبَضْتُ ذٰلِکَ کُلَّهٗ مِنْکَ یَوْمَ کَذَا مِنْ شَهْرِ کَذَا مِنْ سَنَةِ کَذَا فَصَارَ جَمِیْعُ ذٰلِکَ فِیْ یَدِیْ لَکَ لَا مِلْکَ لِیْ فِیْ شَیْءٍ مِّنْهُ وَلَا دَعْوٰی وَلَا طَلِبَةَ اِلَّا هٰذِهِ الْمُزَارَعَةَ الْمَوْصُوْفَةَ فِیْ هٰذَا الْکِتَابِ فِیْ هٰذِهِ السَّنَةِ الْمُسَمَّاةِ فِیْهِ فَاِذَا انْقَضَتْ فَذٰلِکَ کُلُّهٗ مَرْدُوْدٌ اِلَیْکَ وَاِلٰی یَدِکَ وَلَکَ اَنْ تُخْرِجَنِیْ بَعْدَ انْقِضَائِهَا مِنْهَا وَتُخْرِجَهَا مِنْ یَدِیْ وَیَدِ کُلِّ مَنْ صَارَتْ لَهٗ فِیْهَا یَدٌ بِسَبَبِیْ اَقَرَّ فُلَانٌ وَّفُلَانٌ وَّکُتِبَ هٰذَا الْکِتَابُ نُسْخَتَیْنِ .

☆☆ عروہ بن زبیر بیان کرتے ہیں: حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ رافع بن خدیج کی مغفرت کرے! اللہ کی قسم! میں ان کے مقابلے میں حدیث کا زیادہ علم رکھتا ہوں' ایک مرتبہ دو آدمیوں کے درمیان جھگڑا ہو گیا' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے

ارشاد فرمایا:

''اگر تمہاری یہ حالت ہے تو تم اپنی زمین کو بٹائی پر نہ دیا کرو''۔

تو رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان سنا کہ تم اپنی زرعی زمین کو کرائے پر نہ دیا کرو۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: مزارعت کا معاہدہ یہ ہوتا ہے' بیج اور خرچ زمین کے مالک کے ذمے ہوگا اور کھیتی باڑی کرنے والے کو اس زمین کی پیداوار کا چوتھائی حصہ مل جائے گا' یہ وہ معاہدہ ہے' جو فلاں بن فلاں نے صحت کے دوران فلاں شخص کے ساتھ کیا ہے۔ اور اب فلاں بن فلاں کے لیے وہاں کام کرنا جائز ہوگا۔ تم نے اپنی تمام زمین میرے حوالے کر دی ہے' جو فلاں شہر میں فلاں جگہ پر ہے اور فلاں قسم کی زرعی زمین ہے' یہ وہ زمین ہے' جو اس نام سے پہچانی جاتی ہے' جس کی چاروں طرف متعین حدود ہیں' جنہوں نے اسے گھیرا ہوا ہے' اس کی ایک حد فلاں چیز کے ساتھ ملتی ہے' دوسری اور تیسری اور چوتھی فلاں کے ساتھ ملتی ہیں' تم نے اپنی تمام زمین جو ان حدود کے اندر ہے' وہ میرے سپرد کر دی ہے اور اس تحریر میں اس کی حدود کا تعین کر دیا گیا ہے' اس کے تمام حقوق' پانی کی باری' بڑے یا چھوٹے نالے کے ذریعے اس کی سیرابی وغیرہ ساتھ دے دی گئی ہے' یہ صاف زمین ہے' جس میں کوئی پیداوار نہیں ہے' اس میں کوئی درخت نہیں لگا ہوا' کوئی کھیت نہیں لگا ہوا' اور یہ زمین ایک سال کے لیے (ٹھیکے پر) دی گئی ہے' سال کا آغاز فلاں سے ہو کر فلاں تک رہے گا۔ میں جو چیز چاہوں گا' جو مناسب سمجھوں گا' اسے اس میں بو دوں گا' خواہ وہ گندم ہو' جو ہو' مکئی ہو' چاول ہوں' روئی ہو' ترکاریاں ہوں' ساگ ہو' چنے ہوں' لوبیہ ہو' مسور ہوں' ککڑیاں ہوں' تربوز ہوں' گاجر ہو' شلغم ہوں' مولی ہو' پیاز ہو' لہسن ہو' ترکاریاں ہوں' پھول ہوں' یا ان کے علاوہ جتنے بھی اناج کی مختلف قسمیں ہوتی ہیں' جو گرمیوں اور سردیوں میں بوئے جاتے ہیں۔ اس کے لیے بیج کی فراہمی آپ کے ذمے ہوگی وہ مجھ پر نہیں ہوگی' اور اس کے لیے یہ بات شرط ہوگی کہ یہ سارے کام میں خود کروں گا' اپنے مددگاروں' مزدوروں کے ذریعے کروں گا' اپنے بیلوں کو استعمال کروں گا اور اپنے زرعی آلات کے ذریعے یہ کام کروں گا' جس طرح سے میں چاہوں گا اُس طرح سے پورا کروں گا۔ اس کی کاشت کرتا رہوں گا' اسے آباد رکھوں گا' اس میں کام کروں گا۔ ایسا کام جس کے نتیجے میں اس کی نشوونما میں اضافہ ہو اور اس کے فائدے میں اضافہ ہو۔ یہاں ہل چلانا' اس کی گھاس کو صاف کرنا' جہاں پانی دینے کی ضرورت ہو وہاں پانی دینا' جہاں کھاد ڈالنے کی ضرورت ہو' وہاں کھاد ڈالنا' اس کے لیے پانی کے راستے بنانا' جو فصل پیدا ہوگی اس کو چننا' جو فصل کاٹنے کے قابل ہوگی اُسے کاٹنا' اسے جمع کرنا' جسے کوٹنا ہوگا اُسے کوٹنا' جسے صاف کرنا ہوگا اُسے صاف کرنا۔ اس سب کا خرچ آپ کے ذمے ہوگا' یہ میرے ذمے نہیں ہوگا' لیکن یہ سارا کام میں خود کروں گا اور میرے مددگار کریں گے' کام کرنا آپ کے ذمے نہیں ہوگا اور شرط یہ ہے' اس تحریر میں جس مدت کے آغاز اور اختتام کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس دوران اللہ تعالیٰ جو بھی پیداوار عطاء کرے گا اس میں سے تین چوتھائی آپ کی ہوگی' جو آپ کی زمین ہونے کی وجہ سے پانی میں آپ کی باری ہونے کی وجہ سے' آپ کے بیج فراہم کرنے کی وجہ سے اور آپ کا خرچ فراہم کرنے کی وجہ سے یہ حصے آپ کو مل جائیں گے اور جو باقی رہ جانے والا چوتھا حصہ ہے' وہ مجھے مل جائے گا' جو میرے کاشت کرنے' میرے کام کرنے' میری محنت کا معاوضہ ہوگا' جو میں نے خود اور اپنے مددگاروں کے ذریعے کی تھی۔ آپ نے مجھے یہ تمام زمین جس کی حدود اس تحریر میں بیان کر دی

گئی ہے اور اس کے تمام حقوق اور منافع مجھے دے دیئے ہیں اور میں نے فلاں سال کے فلاں مہینے کے فلاں دن سے اس پر قبضہ کر لیا ہے جو آپ کے لیے میرے قبضے میں رہے گا۔ اس میں سے کسی بھی چیز پر میری ملکیت نہیں ہے میں صرف اس پر مزارعت کر سکتا ہوں جس کا ذکر اس کی تحریر میں کیا گیا ہے اس کے علاوہ اس زمین کے بارے میں میرا کوئی دعویٰ نہیں ہوگا جب یہ مقررہ مدت ختم ہو جائے گی تو سب کچھ آپ کو واپس کر دیا جائے گا اور آپ کو یہ حق حاصل ہوگا کہ سال گزرنے کے بعد آپ مجھے اس زمین سے الگ کر دیں اور اسے میرے قبضے سے واپس لے لیں اور ہر اس شخص کے قبضے میں واپس لے لیں جو میری وجہ سے یہاں کام کر رہا تھا۔

فلاں اور فلاں اس کا اقرار کرتے ہیں اور اس تحریر کے دو نسخے تحریر کر لیے گئے ہیں۔

باب ذِكْرِ اخْتِلَافِ الْأَلْفَاظِ الْمَأْثُورَةِ فِي الْمُزَارَعَةِ .

یہ باب ہے کہ مزارعت کے بارے میں منقول الفاظ میں اختلاف کا تذکرہ

3938 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ قَالَ اَنْبَاَنَا اِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ قَالَ كَانَ مُحَمَّدٌ يَقُوْلُ الْاَرْضُ عِنْدِيْ مِثْلُ مَالِ الْمُضَارَبَةِ فَمَا صَلُحَ فِيْ مَالِ الْمُضَارَبَةِ صَلُحَ فِي الْاَرْضِ وَمَا لَمْ يَصْلُحْ فِيْ مَالِ الْمُضَارَبَةِ لَمْ يَصْلُحْ فِي الْاَرْضِ . قَالَ وَكَانَ لَا يَرٰى بَاْسًا اَنْ يَّدْفَعَ اَرْضَهُ اِلَى الْاَكَّارِ عَلٰى اَنْ يَّعْمَلَ فِيْهَا بِنَفْسِهٖ وَوَلَدِهٖ وَاَعْوَانِهٖ وَبَقَرِهٖ وَلَا يُنْفِقَ شَيْئًا وَّتَكُوْنَ النَّفَقَةُ كُلُّهَا مِنْ رَّبِّ الْاَرْضِ .

☆☆ ابن عون بیان کرتے ہیں: محمد (نامی محدث) فرماتے ہیں: میرے نزدیک زمین کی مثال مضاربت کے مال کی طرح ہے تو جو چیز مضاربت کے مال میں درست ہوگی وہ زمین میں بھی درست ہوگی اور جو مضاربت کے مال میں درست نہیں ہو گی وہ زمین میں بھی درست نہیں ہوگی۔

راوی کہتے ہیں: وہ اس بارے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے کہ اپنی زمین کو کسان کو دے دیں اس شرط پر کہ وہ اس زمین میں خود اپنی اولاد اپنے مددگاروں اور اپنی گائے سمیت کام کرے گا لیکن اس پر خرچ کچھ نہیں کرے گا یہ سارے کا سارا خرچ زمین کے مالک کے ذمے ہوگا۔

3939 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضى الله عنهما اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَفَعَ اِلٰى يَهُوْدِ خَيْبَرَ نَخْلَ خَيْبَرَ وَاَرْضَهَا عَلٰى اَنْ يَّعْمَلُوْهَا مِنْ اَمْوَالِهِمْ وَاَنَّ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَطْرَ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے کھجوروں کے باغات یہودیوں کے سپرد کر

3938-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (19308) .

3939-اخرجه مسلم في المساقاة، باب المساقاة والمعاملة بجزاء من الثمر و الزرع (الحديث 5) . واخرجه ابو داؤد في البيوع والاجارات، باب في المساقاة (الحديث 3409) . واخرجه النسائي في الايمان و النذور، ذكر اختلاف الالفاظ الماثورة في المزارعة (الحديث 3940) . تحفة الاشراف (8424) .

دیئے تھے اور وہاں کی زرعی زمین بھی ان کے سپرد کر دی تھی اس شرط پر کہ وہ اپنی اس زمین میں کام کاج کریں گے اور اس کی پیداوار کا نصف حصہ نبی اکرم ﷺ کو ملے گا۔

3940 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ اللَّيْثِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَفَعَ اِلٰى يَهُوْدِ خَيْبَرَ نَخْلَ خَيْبَرَ وَاَرْضَهَا عَلٰى اَنْ يَعْمَلُوْهَا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنَّ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَطْرَ ثَمَرَتِهَا ۔

☆☆ محمد بن عبدالرحمٰن نافع کے حوالے سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے خیبر کے کھجوروں کے باغات اور وہاں کی زرعی زمین یہودیوں کے سپرد کر دی تھی اس شرط پر کہ وہ لوگ اپنی زمین پر کام کریں گے اور اس کی پیداوار کا نصف حصہ نبی اکرم ﷺ کو ملے گا۔

3941 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ اللَّيْثِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ كَانَتِ الْمَزَارِعُ تُكْرٰى عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى اَنَّ لِرَبِّ الْاَرْضِ مَا عَلٰى رَبِيْعِ السَّاقِيْ مِنَ الزَّرْعِ وَطَائِفَةً مِّنَ التِّبْنِ لَا اَدْرِيْ كَمْ هُوَ ۔

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما یہ فرماتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کے زمانۂ اقدس میں زمین کو کرائے پر دیا جاتا تھا۔ اس شرط پر کہ زرعی زمین میں پانی کے نالے کے قریب والے حصے کی پیداوار زمین کے مالک کو ملے گی اور اس کے ساتھ اُسے کچھ چارا مل جائے گا' لیکن مجھے یہ معلوم نہیں ہے' اس کی مقدار کتنی ہوتی تھی۔

3942 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا شَرِيْكٌ عَنْ اَبِيْ اِسْحَاقَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْاَسْوَدِ قَالَ كَانَ عَمَّايَ يَزْرَعَانِ بِالثُّلُثِ وَالرُّبُعِ وَاَبِيْ شَرِيْكُهُمَا وَعَلْقَمَةُ وَالْاَسْوَدُ يَعْلَمَانِ فَلَا يُغَيِّرَانِ ۔

☆☆ عبدالرحمٰن بن اسود بیان کرتے ہیں: میرے دو چچا' ایک تہائی یا ایک چوتھائی کے عوض میں زراعت کیا کرتے تھے اور میرے والد ان کے ساتھ حصہ دار ہوتے تھے۔

علقمہ اور اسود اس بات کو جانتے تھے' انہوں نے اس میں کوئی تبدیلی نہیں کی (یعنی اسے غلط قرار نہیں دیا)۔

3943 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ قَالَ سَمِعْتُ مَعْمَرًا عَنْ عَبْدِ الْكَرِيْمِ الْجَزَرِيِّ قَالَ قَالَ سَعِيْدُ بْنُ جُبَيْرٍ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اِنَّ خَيْرَ مَا اَنْتُمْ صَانِعُوْنَ اَنْ يُؤَاجِرَ اَحَدُكُمْ اَرْضَهُ بِالذَّهَبِ وَالْوَرِقِ ۔

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: تم لوگ جو بھی طریقہ کار اختیار کرتے ہو' ان میں سب سے بہتر یہ ہے' تم

3940-تقدم (الحديث 3939) .

3941-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (8425) .

3942-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (18953) .

3943-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (5549) .

اپنی زمین کو سونا یا چاندی کے عوض میں کرائے پر دو۔

3944 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ وَسَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ اَنَّهُمَا كَانَا لَا يَرَيَانِ بَأْسًا بِاسْتِئْجَارِ الْاَرْضِ الْبَيْضَاءِ.

☆☆ ابراہیم نخعی اور سعید بن جبیر اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے کہ صاف زمین کو کرائے پر حاصل کرلیا جائے۔

3945 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ لَمْ اَعْلَمْ شُرَيْحًا كَانَ يَقْضِيْ فِي الْمُضَارِبِ اِلَّا بِقَضَائَيْنِ كَانَ رُبَّمَا قَالَ لِلْمُضَارِبِ بَيِّنَتَكَ عَلٰى مُصِيْبَةٍ تُعْذَرُ بِهَا . وَرُبَّمَا قَالَ لِصَاحِبِ الْمَالِ بَيِّنَتَكَ اَنَّ اَمِيْنَكَ خَائِنٌ وَّاِلَّا فَيَمِيْنُهُ بِاللّٰهِ مَا خَانَكَ .

☆☆ ایوب محمد نامی راوی کا یہ بیان نقل کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں: میرے علم کے مطابق قاضی شریح نے مضاربت کے بارے میں صرف دو فیصلے دیئے ہیں ایک مرتبہ انہوں نے مضارب سے یہ کہا تھا: تم لاحق ہونے والی آفت کے بارے میں ثبوت پیش کرو جس کی وجہ سے تم (مقررہ ادائیگی) سے معذور ہو گئے ہو۔ اور ایک مرتبہ انہوں نے زمین کے مالک سے یہ کہا تھا کہ تم اس بات کا ثبوت فراہم کرو کہ تم نے جس شخص کو امین مقرر کیا تھا اس نے خیانت کا ارتکاب کیا ہے ورنہ وہ اللہ کے نام کی قسم اٹھالے گا کہ اس نے تمہارے ساتھ کوئی خیانت نہیں کی ہے۔

3946 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَرِيْكٌ عَنْ طَارِقٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ لَا بَاْسَ بِاِجَارَةِ الْاَرْضِ الْبَيْضَاءِ بِالذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ . وَقَالَ اِذَا دَفَعَ رَجُلٌ اِلٰى رَجُلٍ مَالًا قِرَاضًا فَاَرَادَ اَنْ يَكْتُبَ عَلَيْهِ بِذٰلِكَ كِتَابًا كَتَبَ هٰذَا كِتَابٌ كَتَبَهُ فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ طَوْعًا مِّنْهُ فِيْ صِحَّةٍ مِّنْهُ وَجَوَازِ اَمْرِهٖ لِفُلَانِ بْنِ فُلَانٍ اَنَّكَ دَفَعْتَ اِلَيَّ مُسْتَهَلَّ شَهْرِ كَذَا مِنْ سَنَةِ كَذَا عَشَرَةَ الَافِ دِرْهَمٍ وُضْحًا جِيَادًا وَّزْنَ سَبْعَةٍ قِرَاضًا عَلٰى تَقْوَى اللّٰهِ فِي السِّرِّ وَالْعَلَانِيَةِ وَاَدَاءِ الْاَمَانَةِ عَلٰى اَنْ اَشْتَرِيَ بِهَا مَا شِئْتُ مِنْهَا كُلَّ مَا اَرٰى اَنْ اَشْتَرِيَهُ وَاَنْ اُصَرِّفَهَا وَمَا شِئْتُ مِنْهَا فِيْمَا اَرٰى اَنْ اُصَرِّفَهَا فِيْهِ مِنْ صُنُوْفِ التِّجَارَاتِ وَاَخْرُجَ بِمَا شِئْتُ مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُ وَاَبِيْعَ مَا اَرٰى اَنْ اَبِيْعَهُ مِمَّا اَشْتَرِيْهِ بِنَقْدٍ رَاَيْتُ اَمْ بِنَسِيْئَةٍ وَّبِعَيْنٍ رَاَيْتُ اَمْ بِعَرْضٍ عَلٰى اَنْ اَعْمَلَ فِيْ جَمِيْعِ ذٰلِكَ كُلِّهٖ بِرَاْيِيْ وَاُوَكِّلَ فِيْ ذٰلِكَ مَنْ رَاَيْتُ وَكُلُّ مَا رَزَقَ اللّٰهُ فِيْ ذٰلِكَ مِنْ فَضْلٍ وَّرِبْحٍ بَعْدَ رَاْسِ الْمَالِ الَّذِيْ دَفَعْتَهُ الْمَذْكُوْرِ اِلَيَّ الْمُسَمّٰى مَبْلَغُهُ فِيْ هٰذَا الْكِتَابِ فَهُوَ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ نِصْفَيْنِ لَكَ مِنْهُ النِّصْفُ بِحَظِّ رَاْسِ مَالِكَ وَلِيْ فِيْهِ النِّصْفُ تَامًّا بِعَمَلِيْ فِيْهِ وَمَا كَانَ فِيْهِ مِنْ وَّضِيْعَةٍ فَعَلٰى رَاْسِ الْمَالِ فَقَبَضْتُ مِنْكَ هٰذِهِ الْعَشَرَةَ الَافِ دِرْهَمٍ الْوُضْحَ الْجِيَادَ مُسْتَهَلَّ شَهْرِ كَذَا فِيْ سَنَةِ كَذَا وَصَارَتْ لَكَ فِيْ يَدِيْ قِرَاضًا عَلَى الشُّرُوْطِ الْمُشْتَرَطَةِ فِيْ هٰذَا الْكِتَابِ اَقَرَّ فُلَانٌ وَّفُلَانٌ وَّاِذَا اَرَادَ اَنْ يُّطْلِقَ لَهٗ اَنْ يَّشْتَرِيَ وَيَبِيْعَ بِالنَّسِيْئَةِ كَتَبَ وَقَدْ نَهَيْتَنِيْ اَنْ اَشْتَرِيَ وَاَبِيْعَ

3944-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (18430 و 18687) .

3945-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (18801) .

3946-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (18707) .

بِالنَّسِيئَةِ .

☆☆ سعید بن مسیب فرماتے ہیں: سونے یا چاندی کے عوض میں صاف زمین کو کرائے پر دینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ وہ یہ فرماتے ہیں: جب کوئی شخص کسی دوسرے شخص کو مضاربت کے طور پر کوئی مال دیتا ہے اور وہ اس بارے میں کوئی تحریر معاہدہ لکھنا چاہتا ہے تو وہ یہ لکھے گا:

یہ ایک معاہدہ ہے جسے فلاں بن فلاں نے اپنی صحت کے دوران اپنی پوری رضامندی کے ساتھ تحریر کیا ہے اور یہ فلاں بن فلاں کے لیے اجازت نامے کے طور پر تحریر ہے تم نے مجھے فلاں سال کے فلاں مہینے کے آغاز میں دس ہزار درہم دیئے ہیں جو عمدہ (یعنی کھرے) ہیں اور ہر درہم کا وزن سات مثقال ہے تم نے مجھے یہ مضاربت کے طور پر دیئے ہیں خفیہ طور پر اعلانیہ طور پر اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے اور امانت کی ادائیگی کی نیت رکھتے ہوئے اس شرط پر کہ میں اس کے ذریعے جو چاہوں گا خرید لوں گا ہر اس چیز جو مناسب سمجھوں گا اُسے میں خرید لوں گا اور جس طریقے کی تجارت کے بارے میں مناسب سمجھوں گا اس میں اُسے خرچ کر دوں گا جہاں لے جانا مناسب سمجھوں گا وہاں لے جاؤں گا جو چیز میں نے خریدی ہوگی اس میں سے جسے مناسب سمجھوں گا اُسے نقد فروخت کر دوں گا اور جسے مناسب سمجھوں گا اُسے اُدھار فروخت کروں گا اور اگر مناسب سمجھوں تو اس کے عوض میں کوئی چیز خرید لوں گا یا اُسے فروخت کر دوں گا اس کے لیے یہ بات شرط ہے ان تمام صورتوں میں میں اپنی مرضی کے مطابق کام کروں گا اور جس شخص کو مناسب سمجھوں گا اُسے وکیل بھی بنا لوں گا۔

اس بارے میں اصل جمع پونجی کے اندر اللہ تعالیٰ جو نفع دے گا یعنی وہ اصل جمع پونجی جو تم نے مجھے دی تھی جس کی مقدار اس تحریر میں موجود ہے وہ نفع میرے اور تمہارے درمیان برابر برابر تقسیم ہو جائے گا۔ تمہیں تمہاری اصل رقم کے عوض میں نصف حصہ ملے گا اور مجھے میرے کام کی وجہ سے نصف حصہ ملے گا اس میں جو نقصان ہوگا وہ اصل جمع پونجی پر ہوگا میں نے تم سے یہ کھرے اور معیاری قسم کے دس ہزار درہم فلاں سال کے فلاں مہینے کے آغاز میں لیے ہیں یہ درہم میرے پاس تمہارے قرض کے طور پر ہیں اس تحریر میں جو شرائط ذکر کی گئی ہیں فلاں اور فلاں اس کا اقرار کرتے ہیں۔

(راوی کہتے ہیں:) جب آدمی یہ ارادہ کرے کہ وہ دوسرے فریق کو ادھار لین دین کرنے کی اجازت نہیں دے گا تو پھر اس میں یہ تحریر کرے گا:

تم نے مجھے اس بات سے منع کر دیا ہے میں ادھار خرید و فروخت کروں۔

باب شَرِكَةِ عِنَانٍ بَيْنَ ثَلَاثَةٍ

یہ باب ہے کہ تین آدمیوں کے درمیان شرکت عنان

شرکت کے معنی ومفہوم واحکام کا بیان

لغت میں شرکت کے معنی ہیں ملانا لیکن اصطلاح شریعت میں شرکت کہتے ہیں دو آدمیوں کے درمیان ایک ایسا مثلاً تجارتی

عقد و معاملہ ہونا جس میں وہ اصل اور نفع دونوں میں شریک ہوں۔ شرکت کی دو قسمیں ہیں شرکت ملک اور شرکت عقد شرکت ملک اسے کہتے ہیں کہ دو آدمی یا کئی آدمی بذریعہ خرید یا ہبہ یا میراث کسی ایک چیز کے مالک ہوں یا دو شخص مشترک طور پر کسی مباح چیز کو حاصل کریں مثلاً دو آدمی مل کر شکار کریں اور وہ شکار دونوں کی مشترک ملکیت ہو یا دو آدمیوں کا ایک ہی جنس کا الگ الگ مال ایک دوسرے میں اس طرح مل جائے کہ ان دونوں کے مال کا امتیاز نہ ہو سکے۔ مثلاً زید کا دودھ بکر کے دودھ میں مل جائے یا وہ دونوں اپنے اپنے مال کو قصداً ایک دوسرے کے مال میں ملا دیں یہ سب شریک ملک کی صورتیں ہیں۔

اس کا شرعی حکم یہ ہے کہ ہر شریک اپنے دوسرے شریک کے حصے میں اجنبی آدمی کی طرح ہے اور ہر شریک اپنا حصہ اپنے دوسرے شریک کی اجازت کے بغیر اس شریک کو یا کسی دوسرے شخص یعنی غیر شریک کو فروخت کر سکتا ہے البتہ آخری دونوں صورتوں میں (یعنی ایک دوسرے کے مال کے آپس میں مل جانے یا اپنے اپنے مال کو ایک دوسرے کے مال میں قصداً ملا دینے کی صورت میں کوئی بھی شریک اپنا حصہ کسی دوسرے شخص یعنی غیر شریک کو اپنے دوسری شریک کی اجازت کے بغیر نہیں بیچ سکتا۔

شرکت عقد کا مطلب ہے شرکاء کا ایجاب وقبول کے ذریعے اپنے اپنے حقوق واموال کو متحد کر دینا اس کی صورت یہ ہے کہ مثلاً ایک دوسرے سے یہ کہے کہ میں نے اپنے فلاں حقوق اور فلاں معاملات یعنی تجارت وغیرہ میں تمہیں شریک کیا اور دوسرا کہے کہ میں نے قبول کیا اس طرح شرکت عقد کا رکن تو ایجاب وقبول ہے اور اس کے صحیح ہونے کی شرط یہ ہے کہ معاہدہ شرکت میں ایسی کوئی دفعہ مطلقاً شامل نہ ہو جو شرکت کے بنیادی اصولوں کو فوت کر دے جیسے شرکاء میں سے کسی ایک کا فائدے میں سے کچھ حصے کو اپنے لئے متعین ومخصوص کر لینا مثلاً کسی تجارت میں دو آدمی شریک ہوں اور ان میں سے کوئی ایک شریک یہ شرط عائد کر دے کہ اس تجارت سے حاصل ہونیوالے فائدے میں سے پانچ سو روپے ماہوار لیا کروں گا۔ یہ شرط مشترک ومتحد معاملات کے بالکل منافی ہے جو شرکت کے بنیادی اصول ومقاصد ہی کو فوت کر دیتی ہے اس لئے معاہد شرکت میں ایسی کسی دفعہ کا شامل نہ ہونا شرکت کے صحیح ہونے کے لئے شرط ہے۔

پھر شرکت عقد کی چار قسمیں ہیں (۱) شرکت مفاوضہ (۲) شرکت عنان (۳) شرکت صنائع واتقبل (۴) اور شرکت وجوہ شرکت مفاوضہ تو یہ ہے کہ دو شخص یہ شرط کریں یعنی آپس میں ٹھہرالیں کہ مال میں تصرف میں مفاوضہ میں دونوں شریک رہیں گے لیکن اس شرکت کے صحیح ہونے کی شرط یہ ہے کہ وہ دونوں دین ومذہب میں بھی یکساں اور برابر ہوں یہ شرکت ایک دوسرے کی وکالت اور کفالت کو لازم کر دیتی ہے یعنی شرکت مفاوضہ میں شرکاء ایک دوسرے کے وکیل اور کفیل ہوتے ہیں لہذا یہ شرکت مسلمان اور ذمی کے درمیان جائز نہیں ہوتی کیونکہ دین ومذہب کے اعتبار سے دونوں مساوی اور یکساں نہیں ہیں اسی طرح غلام اور آزاد کے درمیان اور بالغ ونابالغ کے درمیان بھی یہ شرکت جائز نہیں کیونکہ یہ تصرف میں مساوی ویکساں نہیں ہیں۔

اس شرکت کے معاہدہ وشرائط میں لفظ مفاوضت یا اس کے تمام مقتضیات کو بیان وواضح کر دینا ضروری ہے اس شرکت میں عقد ومعاہدہ کے وقت شرکاء کا اپنا اپنا مال دینا یا اپنے اپنے مال کو ملانا شرط نہیں ہے۔ اس شرکت میں شرکاء چونکہ ایک دوسرے کے کفیل ووکیل ہوتے ہیں اس لئے اگر اس میں کوئی بھی اپنے بال بچوں کے کھانے اور کپڑے کے علاوہ جو کچھ خریدے گا وہ تمام شرکاء

کی ملکیت ہوگا۔

حضرت امام محمد کے نزدیک شرکت مفاوضت اور عنان صرف ایسے سرمایہ اور مال میں صحیح ہوسکتی ہے جو روپے اشرفی اور رائج الوقت سکوں کی شکل میں ہو ہاں سونے اور چاندی کے ڈلوں اور ٹکڑوں میں بھی جائز ہے بشرطیکہ ان کے ذریعے لین دین ہوتا ہو اور اگر شرکاء میں سے کوئی ایک وارث یا کسی اور ذریعے سے کسی ایسے مال کا مالک ہوا جس میں مفاوضت درست ہوسکتی ہے جیسے روپے اور اشرفی وغیرہ تو شرکت مفاوضت باطل ہوکر شرکت عنان ہوجائے گی اور اگر شرکاء میں سے کوئی ایک کسی ایسے مال کا وارث ہوگیا جس میں شرکت مفاوضت نہیں ہوسکتی جیسے اسباب مکان اور زمین وغیرہ تو شرکت مفاوضت باقی رہے گی۔

شرکت عنان یہ ہے کہ دو آدمی ایک خاص طور کے معاملے مثلاً تجارت میں شریک ہوں اور وہ دونوں مذکورہ بالا چیزوں یعنی تصرف اور دین ومذہب وغیرہ میں یکساں وبرابر ہوں یا یکساں وبرابر نہ ہوں یہ شرکت ایک دوسرے کی وکالت کو تو لازم کرتی ہے مگر کفالت کو لازم نہیں کرتی۔ ہاں شرکاء ایک دوسرے کے وکیل ہونے کے ساتھ ساتھ کفیل وامین بھی ہوتے ہیں مگر اسی کام میں جس میں وہ شریک ہوں۔ شرکت صنائع والتقبل یہ ہے کہ دو پیشہ ور مثلاً دو درزی یا دو رنگریز اس شرط پر شرکت میں کام کریں کہ دونوں شریک کام لیں گے اور دونوں اس کام کو مل جل کر کریں گے اور پھر جو اجرت حاصل ہوگی اسے دونوں تقسیم کریں گے۔

اگر ان کے معاہدہ شرکت میں یہ شرط ہو کہ کام تو دونوں ادھوں آدھ کریں گے مگر نفع میں سے ایک تو دو تہائی لے گا اور دوسرا ایک تہائی تو یہ شرط جائز ہے۔ دونوں شرکاء میں سے جو بھی کسی کا کام لے گا اس کو کرنا دونوں کے لئے ضروری ہوگا یہ نہیں کہ جس شریک نے کام لیا ہو وہی اسے کرے بھی اسی طرح ان کے یہاں کام کرانے والا دونوں شرکاء میں سے کسی سے بھی اپنا کام طلب کر سکتا ہے ایسے ہی دونوں شرکاء میں سے ہر ایک کو مساوی طور پر یہ حق حاصل ہوگا کہ وہ کسی بھی کام کی اجرت حاصل کرلے اور ان میں سے کسی ایک کو اجرت دینے والا بری الذمہ ہوجائیگا۔ کام کے منافع اور کمائی میں دونوں شریک حصہ دار ہوں گے خواہ کام دونوں کریں یا صرف ایک کرے۔

شرکت وجوہ یہ ہے کہ ایسے دو آدمی جن کے پاس اپنا کوئی سرمایہ اور مال نہ ہو اس شرط پر مشترک کاروبار کریں کہ دونوں اپنی اپنی حیثیت اور اپنے اپنے اعتبار پر قرض سامان لاکر فروخت کریں گے اور اس کا نفع آپس میں تقسیم کریں گے۔ اگر ان دونوں کی شرکت میں مفاوضت کی شرط ہوگی تو وہ صحیح ہوجائے گی۔

اور اگر وہ شرکت کو بلا شرط مفاوضت یعنی مطلق رکھیں گے تو ان کی یہ شرکت بطور عنان ہوگی یہ شرکت تجارت کے لئے خریدے گئے مال میں وکالت کو لازم کرتی ہے یعنی وہ اپنے یہاں فروخت کرنے کے لئے جو مال خرید کر لائیں گے اس میں وہ ایک دوسرے کے وکیل ہوں گے لہٰذا اگر دونوں میں یہ شرط طے پائی ہو کہ تجارت کے لئے جو مال خریدا جائے گا وہ دونوں کا آدھوں آدھ ہوگا تو اس کے نفع میں بھی دونوں آدھوں آدھ کے حقدار ہوں گے اور اگر یہ شرط طے پائے کہ جو مال خرید کر لایا جائے گا اس میں سے ایک تو نفع میں دو حصے لے لے اور دوسرا ایک حصہ لے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ نفع کا استحقاق ضمان یعنی ذمہ داری کی وجہ سے ہوتا ہے اور ضمان اس خریدی ہوئی چیز کی ملک کے تابع ہے مثلاً اگر ان میں سے کوئی مال کے نصف حصہ کا مالک بنا ہے تو اسے نصف قیمت ادا کرنی

ہوگی۔

اور جو دو حصوں کا مالک بنا ہے اسے دو حصوں کی قیمت ادا کرنی ہوگی اس لئے نفع بھی ملکیت کے مطابق ہی قرار پائیگا جو جتنے حصہ کا مالک بنے گا اسے اتنا ہی نفع ملے گا اور اس چیز میں شرکت جائز نہیں ہے جس میں وکالت صحیح نہ ہوتی ہو جیسے لکڑی کاٹنا گھاس کھودنا، شکار کرنا اور پانی لانا دونوں میں سے جو شخص پانی لائے گا وہی اس کا مالک ہوگا اگر دوسرا اس میں اس کی مدد کرے گا تو وہ رائج اجرتوں کے مطابق اپنی اجرت پانے کا مستحق ہوگا۔ (فتاویٰ ہندیہ، کتاب شرکت، بیروت)

شرکت عنان ومعاوضہ کے طور پر معاہدے کا بیان

هٰذَا مَا اشْتَرَكَ عَلَيْهِ فُلَانٌ وَّفُلَانٌ وَّفُلَانٌ فِيْ صِحَّةٍ عُقُوْلِهِمْ وَجَوَازِ اَمْرِهِمْ اشْتَرَكُوْا شَرِكَةَ عِنَانٍ لَا شَرِكَةَ مُفَاوَضَةٍ بَيْنَهُمْ فِيْ ثَلَاثِيْنَ اَلْفَ دِرْهَمٍ وُضْحًا جِيَادًا وَّزْنَ سَبْعَةٍ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ عَشَرَةُ الْاٰفِ دِرْهَمٍ خَلَطُوْهَا جَمِيْعًا فَصَارَتْ هٰذِهِ الثَّلَاثِيْنَ اَلْفَ دِرْهَمٍ فِيْ اَيْدِيْهِمْ مَخْلُوْطَةً بِشَرِكَةٍ بَيْنَهُمْ اَثْلَاثًا عَلٰى اَنْ يَّعْمَلُوْا فِيْهِ بِتَقْوَى اللّٰهِ وَاَدَاءِ الْاَمَانَةِ مِنْ كُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ اِلٰى كُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ وَيَشْتَرُوْنَ جَمِيْعًا بِذٰلِكَ وَبِمَا رَاَوْا مِنْهُ اشْتِرَائَهُ بِالنَّقْدِ وَيَشْتَرُوْنَ بِالنَّسِيْئَةِ عَلَيْهِ مَا رَاَوْا اَنْ يَّشْتَرُوْا مِنْ اَنْوَاعِ التِّجَارَاتِ وَاَنْ يَّشْتَرِيَ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ عَلٰى حِدَتِهٖ دُوْنَ صَاحِبِهٖ بِذٰلِكَ وَبِمَا رَاٰى مِنْهُ مَا رَاٰى اشْتِرَائَهُ مِنْهُ بِالنَّقْدِ وَبِمَا رَاٰى اشْتِرَائَهُ عَلَيْهِ بِالنَّسِيْئَةِ يَعْمَلُوْنَ فِيْ ذٰلِكَ كُلِّهٖ مُجْتَمِعِيْنَ بِمَا رَاَوْا وَيَعْمَلُ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ مُنْفَرِدًا بِهٖ دُوْنَ صَاحِبِهٖ بِمَا رَاٰى جَائِزًا لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ فِيْ ذٰلِكَ كُلِّهٖ عَلٰى نَفْسِهٖ وَعَلٰى كُلِّ وَاحِدٍ مِّنْ صَاحِبَيْهِ فِيْمَا اجْتَمَعُوْا عَلَيْهِ وَفِيْمَا انْفَرَدُوْا بِهٖ مِنْ ذٰلِكَ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ دُوْنَ الْاٰخَرِيْنَ فَمَا لَزِمَ كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ فِيْ ذٰلِكَ مِنْ قَلِيْلٍ وَّمِنْ كَثِيْرٍ فَهُوَ لَازِمٌ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْ صَاحِبَيْهِ وَهُوَ وَاجِبٌ عَلَيْهِمْ جَمِيْعًا وَّمَا رَزَقَ اللّٰهُ فِيْ ذٰلِكَ مِنْ فَضْلٍ وَّرِبْحٍ عَلٰى رَاْسِ مَالِهِمُ الْمُسَمّٰى مَبْلَغُهٗ فِيْ هٰذَا الْكِتَابِ فَهُوَ بَيْنَهُمْ اَثْلَاثًا وَّمَا كَانَ فِيْ ذٰلِكَ مِنْ وَّضِيْعَةٍ وَّتَبِعَةٍ فَهُوَ عَلَيْهِمْ اَثْلَاثًا عَلٰى قَدْرِ رَاْسِ مَالِهِمْ وَقَدْ كُتِبَ هٰذَا الْكِتَابُ ثَلَاثَ نُسَخٍ مُّتَسَاوِيَاتٍ بِاَلْفَاظٍ وَّاحِدَةٍ فِيْ يَدِ كُلِّ وَاحِدٍ مِّنْ فُلَانٍ وَّفُلَانٍ وَّفُلَانٍ وَّاحِدَةٌ وَّثِيْقَةً لَهٗ اَقَرَّ فُلَانٌ وَّفُلَانٌ وَّفُلَانٌ ۔

☆☆ یہ وہ معاہدہ ہے (جس کے مطابق) فلاں فلاں اور فلاں بقائمی ہوش وحواس اور اس چیز کا حق رکھتے ہوئے (یہ معاہدہ کر رہے ہیں) یہ لوگ شرکت عنان کے طور پر معاہدہ کر رہے ہیں شرکت مفاوضہ کے طور پر معاہدہ نہیں کر رہے ہیں اور یہ شراکت تیس ہزار درہم کے بارے میں ہے جو عمدہ اور کھرے ہیں۔ (ہر درہم کا وزن) سات مثقال ہوتا ہے۔ ان تینوں فریقوں میں سے ہر ایک کے دس ہزار درہم ہیں انہوں نے انہیں ملا دیا ہے اور اب یہ مجموعی طور پر تیس ہزار ہو گئے ہیں یہ مل کر تیس ہزار کی شکل میں ان کے درمیان شراکت کے طور پر ایک تہائی حصے کے حساب سے ہیں اس کے لیے یہ بات شرط ہے وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے اور امانت کا خیال رکھتے ہوئے انہیں استعمال کریں گے ان میں ہر ایک دوسرے فریق کے لیے اسے استعمال کرے گا یہ سب

ان کے ذریعے خریداری کریں گے جسے یہ مناسب سمجھیں گے اُسے نقد خرید لیں گے اور جسے مناسب سمجھیں گے اُسے ادھار خرید لیں گے۔ یہ مختلف قسم کا تجارتی سامان خریدیں گے۔ ان تینوں فریقوں میں سے ہر ایک جو مناسب سمجھے گا' وہ الگ' الگ کام کرے گا اور اس کا فیصلہ ہر ایک کے لیے نافذ ہو جائے گا' اس شخص پر بھی جس نے وہ خرید و فروخت کی تھی اور ان دونوں پر بھی جو اس کے ساتھی ہیں' ان تمام اُمور کے بارے میں جن میں وہ مشترک ہیں اور ان تمام اُمور کے بارے میں جن میں وہ الگ' الگ ہیں اور دوسرے کے ساتھ شامل نہیں ہیں۔ ان میں سے جو کچھ بھی تھوڑا بہت کسی ایک پر لازم ہوگا' وہ باقی دونوں ساتھیوں پر بھی لازم ہو جائے گا اور ان کے لیے یہ بات ثابت ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ اصل رقم پر جو اضافہ اور نفع انہیں عطاء کرے گا' وہ اصل رقم جس کا تعین اس تحریر میں بیان کر دیا گیا ہے' وہ نفع ان کے درمیان تین حصوں میں تقسیم ہوگا اور اصل رقم میں جو کمی یا گھاٹا ہوتا ہے' وہ ان تینوں کے حصوں کے حساب سے اصل رقم پر تقسیم ہو جائے گا' اس تحریر کے تین نسخے تیار کیے گئے ہیں' جن میں ایک سے الفاظ ہیں اور تینوں میں سے ہر ایک کے پاس ایک تحریر ہوگی' فلاں کے پاس ایک' فلاں کے پاس ایک اور فلاں کے پاس ایک' جو وثیقہ کے طور پر ہوگی۔ فلاں' فلاں اور فلاں اس کا اقرار کرتے ہیں۔

شرکت عنان کا فقہی بیان

بہر حال شرکت عنان وکالت پر منعقد ہو جاتی ہے جبکہ کفالت پر منعقد نہیں ہوتی اور اس کی مثال یہ ہے کہ دو بندے کسی قسم کے کپڑے یا غلہ میں شرکت کریں یا عام تجارت میں شرکت کریں اور وہ کفالہ کا ذکر نہ کریں اور شرکت یہ قسم وکالت پر اس لئے منعقد ہوتی ہے کیونکہ اسی سے اسکا مقصد حاصل ہوتا ہے جس طرح ہم پہلے بیان کر آئے ہیں۔ اور یہ شرکت کفالہ پر منعقد نہیں ہوتی کیونکہ عنان کا لفظ اعراض سے مشتق ہوا ہے لہٰذا کہا جاتا ہے کہ عن لہ اس نے اعراض کیا اور معنی کفالت میں ظاہر ہونے والے نہیں ہیں اور کسی لفظ کے تقاضہ کے خلاف حکم ثابت نہیں ہوا کرتا اور جب کسی شریک کے مال میں کمی یا زیادتی درست ہے کیونکہ وہ اس کی ضرورت ہے اور برابری کا لفظ عنان کا تقاضہ کرنے والا نہیں ہے۔

شرکت عنان یہ ہے کہ دو آدمی ایک خاص طور کے معاملے مثلاً تجارت میں شریک ہوں اور وہ دونوں مذکورہ بالا چیزوں یعنی تصرف اور دین و مذہب وغیرہ میں یکساں و برابر ہوں یا یکساں و برابر نہ ہوں یہ شرکت ایک دوسرے کی وکالت کو تو لازم کرتی ہے مگر کفالت کو لازم نہیں کرتی۔ ہاں شرکاء ایک دوسرے کے وکیل ہونے کے ساتھ ساتھ کفیل و امین بھی ہوتے ہیں مگر اسی کام میں جس میں وہ شریک ہوں۔

دونوں شرکاء کا مال میں برابر ہونے کا بیان

اور دونوں شرکاء جب مال میں برابر ہوں تو یہ بھی صحیح ہے۔ اور نفع میں ان کے ہاں کمی و بیشی ہو۔ حضرت امام زفر اور حضرت امام شافعی علیہما الرحمہ نے فرمایا کہ جائز نہیں ہے کیونکہ نفع میں زیادتی ایسے سود کی طرف لے جانے والی ہے جس میں ضمان نہیں ہے پس جب مال نصف نصف ہو اور نفع دو ثلث اور ایک ثلث ہے تو زیادہ بغیر کسی ضمان کے اس کا حقدار نہیں ہے۔ حالانکہ راس المال کے

مطابق ضمان واجب ہے کیونکہ امام زفر اور امام شافعی کے نزدیک نفع کی شرکت اصل یعنی راس المال کی شرکت کے سبب ہوتا ہے پس دونوں ائمہ ملکیت کی شرط لگاتے ہیں پس مال کا نفع اصل میں زیادتی کی طرح ہو جائے گا پس ہر شریک اپنے مال کی مقدار کے برابر نفع کا حقدار ہوتا ہے۔

ہماری دلیل یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے نفع دونوں شرکاء کی شرط کے مطابق ہوگا اور نقصان اموال کی مقدار کے مطابق ہوگا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے برابری اور زیادتی میں کوئی فرق بیان نہیں فرمایا۔ کیونکہ جس طرح شریک مال کے سبب سے فائدے کا حقدار ٹھہرتا ہے اسی طرح کام کرنے کے سبب بھی فائدے کا حقدار بنتا ہے۔ جس طرح مضاربت میں ہوتا ہے اور کبھی اس طرح بھی ہوتا ہے کہ دونوں شرکاء میں سے ایک کام کرنے میں زیادہ ماہر اور ہوشیار و چالاک ہوتا ہے اسی سبب سے وہ برابر نفع لینے پر راضی نہ ہوگا پس زیادتی کی ضرورت ہوگی۔ بہ خلاف اس کے کہ جب ان میں سے ایک مکمل نفع کی شرط لگائے کیونکہ ایسی شرط کے سبب وہ عقد شرکت و مضاربت ہونے سے خارج ہو جائے گا۔ اور جب عامل کے لئے نفع کی شرط لگائی تو یہ قرض ہو جائے گا اور جب اس نے رب المال کے لئے مکمل نفع کی شرط لگائی تو یہ عقد جمع پونجی اور سرمایہ بن جائے گا۔

اور یہ عقد مضاربت کے مشابہ ہے اس دلیل کے سبب سے کہ ایک شریک دوسرے شریک کے مال سے کام کرنے والا ہے اور یہ نام اور کام کے ذریعے شرکت کے مشابہ ہے کیونکہ دونوں کام آنے والے ہیں۔ پس ہم نے مضاربت کی مشابہت کے سبب اس پر عمل کرتے ہوئے کہا کہ بغیر ضمان کے نفع کی شرط درست ہے اور شرکت کی مشابہت ہم عمل کرتے ہوئے ہم کہیں گے کہ دونوں شرکاء عمل کی شرط لگانے سے یہ عقد باطل نہ ہوگا۔ (ہدایہ اولین، کتاب شرکت، لاہور)

شرکت عنان کے نفع میں کمی وبیشی کا بیان

علامہ علاؤالدین حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ نفع میں یہاں بھی برابری ضروری نہیں اگر شرکت عنان ہے تو نفع میں برابری یا کم و بیش جو چاہیں شرط کرلیں مگر یہ ضرور ہے کہ نفع میں وہی صورت ہو جو خریدی ہوئی چیز میں ملک کی صورت میں ہو مثلاً اگر وہ چیز ایک کی دو تہائی ہوگی اور ایک کی ایک تہائی تو نفع بھی اسی حساب سے ہوگا اور اگر ملک میں کم وبیش ہے مگر نفع میں مساوات یا نفع کم وبیش ہے اور ملک میں برابری تو یہ شرط باطل و نا جائز ہے اور نفع اُسی ملک کے حساب سے تقسیم ہوگا۔ (درمختار، کتاب شرکت)

شرکت عنان کے فقہی احکام کا بیان

ہر شرکت کرنے والے بندے کے لئے یہ جائز ہے کہ اپنے مال میں سے کچھ شرکت پر لگائے اور کچھ نہ لگائے کیونکہ عنان میں مال میں برابری شرط نہیں ہے کیونکہ عنان کا لفظ برابری کا تقاضہ کرنے والا نہیں ہے اور شرکت عنان انہی اشیاء میں درست ہوگی جن میں شرکت مفاوضہ درست ہوتی ہے اسی دلیل کے سبب جس کو ہم بیان کر چکے ہیں۔ اور شرکت عنان میں یہ بھی جائز ہے۔ کہ ایک شرکت والے کی جانب سے دنانیر ہوں اور دوسرے کی جانب سے دراہم ہوں اور یہ بھی صحیح ہے کہ ان میں سے ایک کی جانب سے مفید دراہم ہوں اور دوسرے کی جانب سے سیاہ دراہم ہوں۔

حضرت امام زفر اور حضرت شافعی علیہما الرحمہ نے فرمایا کہ یہ جائز نہیں ہے۔ اور ان کا یہ اختلاف مال کو مکس کرنے کی شرائط لگانے یا نہ لگانے پر ہے۔ پس ان کے نزدیک مکس کرنا شرط ہے کیونکہ اختلاف جنس میں مکسنگ ثابت نہیں ہوا کرتی۔ اور اس کو ہم بعد میں ان شاء اللہ بیان کر دیں گے۔

اور جب شرکاء میں سے ہر ایک شرکت کے لئے کوئی چیز خریدے گا تو اسی سے اس کی قیمت کا مطالبہ کیا جائے گا دوسرے سے مطالبہ نہ کیا جائے گا۔ اسی دلیل کے سبب جس کو ہم بیان کر چکے ہیں۔ کیونکہ یہ عقد صرف وکالت کو لازم کرنے والا ہے کفالت کو لازم کرنے والا نہیں ہے اور حقوق کے مطالبہ میں اصل وکیل ہوا کرتا ہے اس کے بعد مشتری اس کے حصے کے مطابق وہ قیمت واپس لے یعنی جس وقت اس نے اپنا مال ادا کر دیا ہے کیونکہ دوسرے شریک کی جانب سے اس کے حصہ کا یہ شخص وکیل ہے پس جب اس نے اپنے مال سے اس کی جانب کچھ ادا کیا ہے تو اب وہی اس سے واپس لے گا۔ اور جب خریداری ایسی ہے کہ صرف مشتری کی بات سے اس کا علم ہے تو اس پر گواہ پیش کرنا ضروری ہے کیونکہ مشتری دوسرے شخص کی ذمہ داری پر وجوب مال کا دعویٰ کرنے والا ہے جبکہ وہ انکار کرنے والا ہے اور انکار کرنے والی کی بات کا اعتبار قسم کے ساتھ کیا جاتا ہے۔

شریک سے بائع کے مطالبہ ثمن کا بیان

علامہ ابن عابدین حنفی شامی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ ایک نے کوئی چیز خریدی تو بائع ثمن کا مطالبہ اسی سے کر سکتا ہے اسکے شریک سے نہیں کر سکتا کیونکہ شریک نہ عاقد ہے نہ ضامن پھر اگر خریدار نے مال شرکت سے ثمن ادا کیا جب تو خیر اور اگر اپنے مال سے ثمن ادا کیا تو شریک سے بقدر اُسکے حصہ کے رجوع کر سکتا ہے اور یہ حکم اُس وقت ہے کہ مال شرکت نقد کی صورت میں موجود ہو اور اگر شرکت کا مال جو کچھ تھا وہ سامان تجارت خریدنے میں صَرف کیا جا چکا ہے اور نقد کچھ باقی نہیں ہے تو اب جو کچھ خریدیگا وہ خاص خریدار ہی کی ہے شرکت کی چیز نہیں اور اسکا ثمن خریدار کو اپنے پاس سے دینا ہوگا اور شریک سے رجوع کرنے کا حقدار نہیں۔ ایک نے کوئی چیز خریدی اسکا شریک کہتا ہے کہ یہ شرکت کی چیز ہے اور یہ کہتا ہے میں نے خاص اپنے واسطے خریدی اور شرکت سے پہلے کی خریدی ہوئی ہے تو قسم کے ساتھ اسکا قول معتبر ہے اور اگر عقد شرکت کے بعد خریدی اور یہ چیز اُس نوع میں سے ہے جسکی تجارت پر عقد شرکت واقع ہوا ہے تو شرکت ہی کی چیز قرار پائیگی اگر چہ خریدتے وقت کسی کو گواہ بنالیا ہو کہ میں اپنے لیے خریدتا ہوں کیونکہ جب اس نوع تجارت پر عقد شرکت واقع ہو چکا ہے تو اسے خاص اپنی ذات کے لیے خریداری جائز ہی نہیں جو کچھ خریدے گا شرکت میں ہوگا اور اگر وہ چیز اُس جنس تجارت سے نہ ہو تو خاص اسکے لیے ہوگی۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ہر ایک شریک اپنی شرکت کی دوکان سے چیزیں خریدتا ہے یہ خریداری جائز ہے اگر چہ بظاہر اپنی ہی چیز خریدنا ہے۔ (ردمحتار، کتاب شرکت)

شرکت عنان میں یہ ہو سکتا ہے کہ اسکی میعاد مقرر کر دیجائے مثلاً ایک سال کے لیے ہم دونوں شرکت کرتے ہیں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ دونوں کے مال کم و بیش ہوں برابر نہ ہوں اور نفع برابر یا مال برابر ہوں اور نفع کم و بیش اور کل مال کے ساتھ بھی شرکت ہو سکتی ہے اور بعض مال کے ساتھ بھی اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ دونوں کے مال دو قسم کے ہوں مثلاً ایک کا روپیہ ہو دوسرے کی اشرفی اور

یہ بھی ہوسکتا ہے کہ صفت میں اختلاف ہو مثلاً ایک کے کھوٹے روپے ہوں دوسرے کے کھرے اگرچہ دونوں کی قیمتوں میں تفاوت ہو اور یہ بھی شرط ہے کہ دونوں کے مال ایک میں خلط کردیے جائیں۔ (درمختار، کتاب شرکت)

اگر دونوں نے اسطرح شرکت کی کہ مال دونوں کا ہوگا مگر کام فقط ایک ہی کریگا اور نفع دونوں لیں گے اور نفع کی تقسیم مال کے حساب سے ہوگی یا برابر لیں گے یا کام کرنے والے کو زیادہ ملے گا تو جائز ہے اور اگر کام نہ کرنے والے کو زیادہ ملے گا تو شرکت ناجائز۔ اسی طرح اگر یہ ٹھہرا کہ کل نفع ایک شخص لے گا تو شرکت نہ ہوئی اور اگر کام دونوں کریں گے مگر ایک زیادہ کام کریگا دوسرا کم اور جو زیادہ کام کریگا نفع میں اُس کا حصہ زیادہ قرار پایا یا برابر قرار پایا یہ بھی جائز ہے۔ ٹھہرا یہ تھا کہ کام دونوں کریں گے مگر صرف ایک نے کیا دوسرے نے بسبب عذر یا بلا عذر کچھ نہ کیا تو دونوں کا کرنا قرار پائے گا۔ (فتاویٰ ہندیہ، کتاب شرکت)

تجارتی کاروبار میں شرکت کا بیان

کسی تجارتی کاروبار یا معاملہ میں جو لوگ شریک وحصہ دار ہوتے ہیں۔ ان کی دو شکلیں ہوتی ہیں ایک تو یہ کہ اس کاروبار یا معاملہ کا ہر شریک مالک ومتصرف یا صرف متصرف ہوتا ہے اس طرح اس کاروبار یا معاملہ میں جملہ شرکاء کے باہمی مشورے پر عمل درآمد ہوتا ہے اسی شکل کی وہ چار قسمیں شرکت مفاوضہ شرکت عنان شرکت صنائع والتقبل اور شرکت وجوہ ہیں جن کا بیان باب کی ابتداء میں ہو چکا ہے۔ شرکاء کی دوسری شکل یہ ہوتی ہے کہ چند افراد کی ایک جماعت کسی تجارتی معاملہ میں شریک وحصہ دار ہو اور وہ تمام افراد کسی قانونی نظام اور مقررہ قواعد وضوابط کے پابند ماتحت ہوں اور ان میں سے ہر ایک شریک اپنے آپ کو مالکانہ حیثیت سے علیحدہ تصور کرے اس شکل کو موجودہ دور کے مشترک تجارتی اداروں اور کمپنیوں پر قیاس کیا جاسکتا ہے۔

اس بارے میں فقہی مسئلہ یہ ہے کہ 1-ایسے کسی بھی مشترکہ تجارتی ادارے یا کمپنی کا نظم ونسق چلانے قانون پر عملدرآمد کرنے اور اجرائے کار کے لئے شرکاء ہی میں سے یا ان کے علاوہ لوگوں میں سے ایک شخص یا کئی آدمیوں کو جملہ شرکاء کے مشورہ سے منتخب کیا جائے۔ 2- کوئی بھی شریک بالنصر اور تصرف کا حق نہیں رکھتا البتہ حق ملک ہر شریک کو حاصل ہوتا ہے۔ 3-جملہ شرکاء کی جماعت بہیت مجموعی مالک ومتصرف ہوگی اور یہ ہیت مجموعی خواہ باتفاق کل حاصل ہو یا بکثرت آراء۔ 4- کوئی بھی شریک اپنے مشترک تجارتی ادارہ کا اجیر وملازم بن سکتا ہے 5- کوئی بھی شریک علیحدگی اختیار نہیں کرسکتا البتہ اپنا حصہ بذریعہ ہبہ یا بذریعہ بیع منتقل کرسکتا ہے 6-جب تعداد شرکاء محدود ومکمل ہو جائے اور کوئی شریک اپنا حصہ بیچے تو دوسرے شرکاء مقدم سمجھے جائیں۔ 7-اگر کوئی حصہ میراث یا بیع وغیرہ کے ذریعہ تقسیم ہو جائے تو کارکنان کمپنی اس بات پر مجبور ہوں گے کہ اس حصہ کے جملہ ورثاء یا حقداروں سے لین دین کرنے میں جو کچھ زحمت ہو اسے برداشت کریں اس حصہ کے جملہ ورثاء یا شرکاء خواہ مل کر دادوستد (لین دین) کریں یا کسی ایک کو وکیل بنادیں ایسے حصہ کے جملہ شرکاء کا مجموعہ ایک ذات کے برابر سمجھا جائے گا۔

شرکاء کمپنی کاروبار چلانے کے لئے جو قانون مرتب ونافذ کریں گے ان کی پابندی تمام شرکاء پر ضروری ہوگی البتہ خلاف شرع قانون بنانا معصیت وگناہ اور اس کی پابندی ناجائز ہے۔

9-ایسے جملہ قانون جو کسی نظم ونسق کی حالت کے لئے وضع کئے جائیں صرف مباحات سے متعلق رہیں گے منصوصات شرعیہ میں اثر انداز نہیں ہونگے۔

10-یہ شرط کہ شرکاء ذاتی طور پر کسی دین اور نقصان کے ذمہ دار نہیں صرف اس صورت میں معتبر ہے جب کہ اس کا اعلان کیا جا چکا ہو۔ فسخ شراکت: جو تجارتی کاروبار یا کوئی معاملہ دو فریق کے زیر شرکت ہو اس کو فسخ کر دینے یعنی شرکت کو ختم کر دینے کی دو صورتیں ہیں اول یہ کہ شرکت کو ختم کر دینے پر دونوں فریق راضی ہیں دوم یہ کہ ایک فرق علیحدگی چاہے جیسے وہ مرگیا یا مجنوں ہوگیا یا کسی مطالبے میں مال دینا پڑا جس سے سرمایہ قائم نہیں رہ سکتا یا علیحدگی کی کوئی اور وجہ ہوان تمام صورتوں میں شرکت ختم ہو کر تقسیم عمل میں آجائے گی اگر چہ میت کے ورثاء اور مجنوں کے اولیاء شراکت کو باقی رکھنا چاہیں۔

فسخ شراکت میں فقہی ہدایت یہ ہے کہ 1- پہلے تمام مطالبات ادا کئے جائیں 2-ان معاہدوں کی تکمیل کا انتظام بھی ہو جائے جو شراکت کے ذمہ تھے 3-وہ تمام حقوق جو اصل وہم میں معتبر سمجھے گئے ہیں مثل اموال قیمتی کے تقسیم ہوں گے 4-جو مطالبات دوسروں پر واجب ہیں اور جن کا وصول ہونا باقی ہے وہ بوقت وصول بقدر حصہ ملا کریں گے اور ہر شریک دوسرے کا وکیل سمجھا جائے گا تا کہ تقاضہ اور وصول کرتا رہے 5-فسخ شراکت کی دوسری صورت میں ان دو چیزوں کا لحاظ ضروری ہے اول یہ کہ شراکت سے علیحدگی اختیار کرنے والا فریق یا اس کے قائم مقام ذمہ داریوں کے بارے میں سبکدوش نہیں ہوسکیں گے۔ دوم یہ کہ جملہ حقوق معتبر مثل دکان ونام وغیرہ میں فریق خارج کو کوئی حق نہیں دیا جائے گا۔ 6-شراکتی جماعتوں یعنی مشترک تجارتی اداروں اور کمپنیوں پر اس ادارہ یا کمپنی کے مقررہ قانون کے حکم یا حاکم کے حکم کے بغیر ایسے انفساخ کا اثر نہیں پڑھ سکتا کیونکہ کسی شریک کی موت جنون کا افلاس وغیرہ سے اس کا تعلق نہیں ہے۔

باب شَرِكَةِ مُفَاوَضَةٍ بَيْنَ اَرْبَعَةٍ عَلٰى مَذْهَبِ مَنْ يُجِيزُهَا

جو حضرات شرکت مفاوضہ کو جائز قرار دیتے ہیں' ان کے نزدیک چار آدمیوں کے درمیان شرکت مفاوضہ کا طریقہ

قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى (يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ) هٰذَا مَا اشْتَرَكَ عَلَيْهِ فُلَانٌ وَّفُلَانٌ وَّفُلَانٌ وَّفُلَانٌ بَيْنَهُمْ شَرِكَةَ مُفَاوَضَةٍ فِيْ رَاْسِ مَالٍ جَمَعُوْهُ بَيْنَهُمْ مِنْ صِنْفٍ وَّاحِدٍ وَّنَقْدٍ وَّاحِدٍ وَّخَلَطُوْهُ وَصَارَ فِيْ اَيْدِيهِمْ مُمْتَزِجًا لَا يُعْرَفُ بَعْضُهُ مِنْ بَعْضٍ وَّمَالُ كُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ فِيْ ذٰلِكَ وَحَقُّهُ سَوَاءٌ عَلٰى اَنْ يَّعْمَلُوْا فِيْ ذٰلِكَ كُلِّهٖ وَفِيْ كُلِّ قَلِيْلٍ وَّكَثِيْرٍ سَوَاءً مِّنَ الْمُبَايَعَاتِ وَالْمُتَاجَرَاتِ نَقْدًا وَّنَسِيئَةً بَيْعًا وَّشِرَاءً فِيْ جَمِيْعِ الْمُعَامَلَاتِ وَفِيْ كُلِّ مَا يَتَعَاطَاهُ النَّاسُ بَيْنَهُمْ مُجْتَمِعِيْنَ بِمَا رَاَوْا وَيَعْمَلَ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ عَلَى انْفِرَادِهٖ بِكُلِّ مَا رَاٰى وَكُلِّ مَا بَدَا لَهٗ جَائِزٌ اَمْرُهٗ فِيْ ذٰلِكَ عَلٰى كُلِّ وَاحِدٍ مِّنْ اَصْحَابِهٖ وَعَلٰى اَنَّهٗ كُلُّ مَا لَزِمَ كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ عَلٰى هٰذِهِ الشَّرِكَةِ الْمَوْصُوْفَةِ فِيْ هٰذَا الْكِتَابِ مِنْ حَقٍّ وَّمِنْ دَيْنٍ فَهُوَ لَازِمٌ لِّكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ مِنْ اَصْحَابِهِ الْمُسَمِّيْنَ مَعَهٗ فِيْ هٰذَا

الْكِتَابِ وَعَلٰى اَنَّ جَمِيْعَ مَا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ فِيْ هٰذِهِ الشَّرِكَةِ الْمُسَمَّاةِ فِيْهِ وَمَا رَزَقَ اللّٰهُ كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ فِيْهَا عَلٰى حِدَتِهٖ مِنْ فَضْلٍ وَّرِبْحٍ فَهُوَ بَيْنَهُمْ جَمِيْعًا بِالسَّوِيَّةِ وَمَا كَانَ فِيْهَا مِنْ نَّقِيْصَةٍ فَهُوَ عَلَيْهِمْ جَمِيْعًا بِالسَّوِيَّةِ بَيْنَهُمْ وَقَدْ جَعَلَ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْ فُلَانٍ وَّفُلَانٍ وَّفُلَانٍ وَّفُلَانٍ كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْ اَصْحَابِهِ الْمُسَمِّيْنَ فِيْ هٰذَا الْكِتَابِ مَعَهٗ وَكِيْلَهٗ فِي الْمُطَالَبَةِ بِكُلِّ حَقٍّ هُوَ لَهٗ وَالْمُخَاصَمَةِ فِيْهِ وَقَبْضِهٖ وَفِيْ خُصُوْمَةِ كُلِّ مَنِ اعْتَرَضَهٗ بِخُصُوْمَةٍ وَّكُلِّ مَنْ يُّطَالِبُهٗ بِحَقٍّ وَّجَعَلَهٗ وَصِيَّهٗ فِيْ شَرِكَتِهٖ مِنْ بَعْدِ وَفَاتِهٖ وَفِيْ قَضَاءِ دُيُوْنِهٖ وَاِنْفَاذِ وَصَايَاهُ وَقَبِلَ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ مِنْ كُلِّ وَاحِدٍ مِّنْ اَصْحَابِهٖ مَا جَعَلَ اِلَيْهِ مِنْ ذٰلِكَ كُلِّهٖ اَقَرَّ فُلَانٌ وَّفُلَانٌ وَّفُلَانٌ وَّفُلَانٌ .

☆☆ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''اے ایمان والو! اپنے معاہدوں کو پورا کرو''۔

(معاہدے کی تحریر یہ ہوگی:) یہ وہ معاہدہ ہے' جس کے مطابق فلاں' فلاں' فلاں اور فلاں آپس میں اصل رقم میں شرکت مفاوضہ کے طور پر شراکت داری کر رہے ہیں۔ انہوں نے اکٹھے ہو کر ایک ہی صفت کا ایک ہی نقد قسم کا مال جمع کیا ہے اور اسے ایک دوسرے میں ملا دیا ہے اور اب وہ ان سب کے پاس مشترکہ مال موجود ہے' الگ سے اس کی شناخت ختم ہو گئی ہے' ان میں سے ہر ایک کا مال اور اس کا حق برابر ہے' اس کے لیے یہ بات شرط ہے' وہ اس تمام مال کو استعمال کریں گے' ہر تھوڑی یا زیادہ (تجارت میں اس کا برابر کا حصہ ہوگا) ہر طرح کے سودے میں نقد یا ادھار' تجارتی لین دین میں خرید وفروخت میں سب کا حصہ برابر ہوگا۔ تمام معاملات میں یہی حکم ہوگا اور جس طرح سے لوگ آپس میں لین دین کرتے ہیں' اس کے مطابق انہیں حق حاصل ہوگا۔ یہ لوگ مشترکہ طور پر جو مناسب سمجھیں گے وہ مشترکہ طور پر کر لیں گے اور انفرادی طور پر جو مناسب سمجھیں گے وہ انفرادی طور پر کر لیں گے اور ایسی صورت میں (انفرادی طور پر کرنے والے شخص کا لین دین) باقی ہر ایک ساتھی پر ثابت ہو جائے گا اور اس شراکت کی وجہ سے ان میں سے ہر ایک پر جو بھی حق یا قرض لازم ہوگا' جس کا ذکر اس تحریر میں کیا گیا ہے وہ باقی افراد پر بھی لازم ہو جائے گا' جن کا نام اس تحریر میں اس شخص کے ساتھ لکھا ہوا ہے اور اس ذکر کردہ شراکت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ان سب کو جو نفع عطاء کرے گا' وہ اجتماعی طور پر انہیں ملے گا' اسی طرح انفرادی طور پر جس شخص کو جو نفع حاصل ہوگا اس میں بھی باقی سب برابر کے حصہ دار ہوں گے۔ اسی طرح جو نقصان ہوگا وہ سب میں برابری کی بنیاد پر تقسیم ہوگا۔ فلاں' فلاں' فلاں اور فلاں میں سے ہر ایک اپنے ساتھیوں کے لیے جس کا نام اس تحریر میں موجود ہے' وہ ان میں ہر ایک کے لیے وکیل شمار ہوگا' جو کسی بھی قسم کے حق کا مطالبہ کر سکے گا' جو حق اسے حاصل ہے اور اس بارے میں مخاصمت کرنے کا حق بھی اسے حاصل ہوگا' قبضے میں لینے کا حق بھی اسے حاصل ہوگا اور ایسے شخص کے ساتھ مقابلہ بھی کر سکے گا' جو اس کے مقابلے میں آنے کی کوشش کرے گا' اسی طرح جو شخص ان سے حق کا مطالبہ کرتا ہے' اس کے ساتھ مخاصمت کرنے میں بھی یہ باقی افراد کا وکیل شمار ہوگا' اگر ان میں سے کسی ایک شخص کا انتقال ہو جاتا ہے' تو اس کے انتقال کی صورت میں وہ اپنی شراکت' قرض کی ادائیگی' وصیت کے نفاذ میں وصی قرار پائے گا۔ اور ان شراکت داروں میں سے ہر ایک اس ذمے داری کو قبول کرے گا' جو ذمہ داری دوسرا ساتھی اس پر عائد کرے گا۔ فلاں' فلاں' فلاں اور فلاں اس کا اقرار کرتے ہیں۔

شرکت معاوضہ کرنے والے کی اجازت کا بیان

جب شرکت مفاوضہ کرنے والوں میں سے ایک نے اپنے ساتھی کو یہ اجازت دی کہ ایک باندی خریدے اور اس سے وطی کرے لہٰذا اس نے اسی طرح کر دیا تو امام اعظم رضی اللہ عنہ کے نزدیک وہ باندی ضمان وعوض کے بغیر اسی کی ہو جائے گی۔

صاحبین نے فرمایا: کہ اجازت دینے والا آدھی قیمت لے گا کیونکہ مشتری نے مال مشترک میں سے ایسا قرض ادا کیا ہے جو صرف اسی پر واجب تھا۔ پس اس کا ساتھی اس سے اپنا حصہ واپس لے گا جس اہل وعیال کے لئے غلہ وکپڑے خریدے میں ہوا کرتا ہے اور یہ اس دلیل کے سبب سے ہے کہ ملکیت تو صرف مشتری کو حاصل ہے اور قیمت ملکیت ہی کے مقابلے میں واجب ہوا کرتی ہے۔

حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کی دلیل یہ ہے کہ شرکت کے تقاضہ پر عمل کرتے ہوئے وہ باندی یقینی طور پر مشترکہ طور پر مملوک ہوئی ہے کیونکہ شرکت کے تقاضے کو دونوں شرکاء نہیں بدل سکتے تو یہ عدم اجازت کے مشابہ ہو جائے گا۔ جبکہ اجازت دینا اذن شدہ کو اپنا حصہ ہبہ کرنے کو لازم کرنے والا ہے کیونکہ ملکیت کے بغیر وطی حلال نہیں ہوتی۔ جبکہ بیع کے ذریعے ملکیت ثابت ہونے کا کوئی معاملہ ہی نہیں ہے۔ اسی دلیل کے سبب جس کو ہم بیان کر چکے ہیں۔

اور یہ شرکت کے تقاضے کے خلاف ہے پس ہم نے اجازت کے ضمن میں ثابت ہونے والے ہبہ کے ذریعے ملکیت کو ثابت کر دیا ہے بہ خلاف کھانے اور پہننے کے کیونکہ وہ ضرورت کی سبب سے شرکت سے مستثنیٰ ہیں۔

پس ان میں نفس عقد ہی سے مشتری کے لئے ملکیت ثابت ہو جائے گی۔ اور مشتری مال شرکت سے ہی اپنا قرض ادا کرنے والا ہے اور اسی مسئلہ میں مشتری نے ایسا قرض ادا کیا ہے جو ان دونوں پر لازم تھا۔ اسی دلیل کے سبب جس کو ہم بیان کر چکے ہیں۔ اور بائع کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ دونوں میں سے جس سے چاہے ثمن کا مطالبہ کر سکتا ہے کیونکہ یہ قیمت ایسا قرض ہے جو تجارت کی سبب سے واجب ہوا ہے۔ کیونکہ کفالہ مفاوضہ کو لازم کرنے والی ہے پس یہ کھانے و پہننے کی طرح ہو جائے گا۔ (ہدایہ، شرکت، لاہور)

قبضہ سے شرکت کے صحیح ہونے کا بیان

ایک شخص نے کوئی چیز خریدی ہے کسی دوسرے شخص نے اُس سے یہ کہا مجھے اس میں شریک کر لے مشتری نے کہا شریک کر لیا اگر یہ باتیں اُسوقت ہوئیں کہ مشتری نے مبیع پر قبضہ کر لیا ہے تو شرکت صحیح ہے اور قبضہ نہ کیا ہو تو شرکت صحیح نہیں کیونکہ اپنی چیز میں دوسرے کو شریک کرنا اُسکے ہاتھ بیع کرنا ہے اور بیع اُسی چیز کی ہو سکتی ہے جو قبضہ میں ہو اور جب شرکت صحیح ہوگی تو نصف ثمن دینا لازم ہوگا کہ دونوں برابر کے شریک قرار پائیں گے البتہ اگر بیان کر دیا ہے کہ ایک تہائی یا چوتھائی یا اتنے حصہ کی شرکت ہے تو جو کچھ بیان کیا ہے اُتنی ہی شرکت ہوگی اور اُسی کے موافق ثمن دینا لازم ہوگا۔ (ردمحتار، کتاب شرکت)

ایک شخص نے کوئی چیز خریدی ہے دوسرے نے کہا مجھے اس میں شریک کر لے اُسنے منظور کر لیا پھر تیسرا شخص اُسے ملا اسنے بھی کہا مجھے اس میں شریک کر لے اور اسکو شریک کرنا بھی منظور کیا تو اگر اس تیسرے کو معلوم تھا کہ ایک شخص کی شرکت ہو چکی ہے تو تیسرا

ایک چوتھائی کا شریک ہے اور دوسرا نصف کا اور اگر معلوم نہ تھا تو یہ بھی نصف کا شریک ہو گیا یعنی دوسرا اور تیسرا دونوں شریک ہیں اور پہلا شخص اب اُس چیز کا مالک نہ رہا اور یہ شرکت شرکتِ ملک ہے۔ (درمختار)

شرکت کے ایجاب وقبول کے شرعی احکام

ایک شخص نے دوسرے سے کہا جو کچھ آج یا اس مہینے میں میں خریدوں گا اُس میں ہم دونوں شریک ہیں یا کسی خاص قسم کی تجارت کے متعلق کہا مثلاً جتنی گائیں یا بکریاں خریدوں گا اُن میں ہم دونوں شریک ہیں اور دوسرے نے منظور کیا تو شرکت صحیح ہے۔ دو شخصوں کا قرض ایک شخص پر واجب ہوا اور ایک ہی سبب سے ہو تو وہ دَین مشترک ہے مثلاً دونوں کی ایک مشترک چیز تھی اور اسے کسی کے ہاتھ اُدھار بیچا یا دونوں نے اپنی چیز ایک عقد کے ساتھ کسی کے ہاتھ بیع کی تو یہ دین مشترک ہے یا دونوں نے اُسے ایک ہزار قرض دیا یا دونوں کے مورث کا کسی پر دین ہے یہ سب دین مشترک کی صورتیں ہیں اسکا حکم یہ ہے کہ جو کچھ اِس دَین میں کا ایک نے وصول کیا تو اس میں دوسرا بھی شریک ہے اپنے حصہ کے موافق تقسیم کرلیں اور جو چیز وصول کی ہے اُسکی جگہ پر اپنے شریک کو دوسری چیز دینا چاہتا ہے تو بغیر اُسکی مرضی کے نہیں دے سکتا یا یہ دوسری چیز لینا چاہتا ہے تو اسکی مرضی کے بغیر نہیں لے سکتا اور جس نے وصول نہیں کیا ہے اسے یہ بھی اختیار ہے کہ وصول کنندہ سے نہ لے بلکہ مدیون سے یہ بھی وصول کرے مگر جبکہ مدیون نے تمام مطالبہ ادا کر دیا ہے تو اب مدیون سے وصول نہیں کر سکتا بلکہ شریک ہی سے لے گا۔ دو شخصوں کا دین کسی پر واجب ہے مگر دونوں کا ایک سبب نہ ہو بلکہ دو سبب خواہ حقیقۃً دو ہوں یا حکماً تو یہ دَین مشترک نہیں مثلاً دونوں نے اپنی دو چیزیں ایک شخص کے ہاتھ بیچیں اور ہر ایک نے اپنی چیز کا ثمن علیٰحدہ علیٰحدہ بیان کر دیا یا دونوں کی ایک مشترک چیز تھی وہ بیچی اور اپنے اپنے حصہ کا ثمن بیان کر دیا تو اب دین مشترک نہ رہا اور ایک نے مشتری سے کچھ وصول کیا تو دوسرا اِس سے اپنے حصہ کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔ (فتاویٰ ہندیہ)

وصولی میں دوسرے شریک کے شامل ہونے کا بیان

ایک شخص پر ہزار روپیہ دَین تھا دو شخصوں نے اسکی ضمانت کی اور ضامنوں نے اپنے مشترک مال سے ہزار ادا کر دیے پھر ایک ضامن نے مدیون سے کچھ وصول کیا تو دوسرا بھی اس میں شریک ہے اور اگر ضامن نے اُس سے روپیہ وصول نہیں کیا بلکہ اپنے حصہ کے بدلے میں مدیون سے کوئی چیز خرید لی تو دوسرا اُس چیز کا نصف ثمن اُس سے وصول کر سکتا ہے اور اگر دونوں چاہیں تو اُس چیز میں شرکت کر لیں اور اگر ایک ضامن نے چیز نہیں خریدی بلکہ اپنے حصہ دین کے مقابل میں اُس چیز پر مصالحت کی اور چیز لے لی اب دوسرا مطالبہ کرتا ہے تو پہلے کو اختیار ہے کہ آدھی چیز دے دے یا اُسکے حصہ کا آدھا دینا ادا کر دے اور مال مشترک سے ادا نہ کیا ہو تو دوسرا اُس میں شریک نہیں اور اب جو کچھ اپنا حق وصول کریگا دوسرے کو اُس سے تعلق نہیں۔ (فتاویٰ ہندیہ، کتاب شرکت)

شرکت میں کسی معاملہ پر صلح کرنے کا بیان

دو شخصوں کے ایک شخص پر ہزار روپے دین ہیں اُن میں ایک نے پورے ہزار سے سو روپیہ میں صلح کر لی اور یہ سو روپے اُس سے لے بھی لیے اسکے بعد شریک نے جو کچھ اُس نے کیا جائز رکھا تو سو میں سے پچاس اُسے ملیں گے اور اگر قابض کہتا ہے کہ وہ

روپے میرے پاس سے ضائع ہو گئے تو شریک کو اسکا تاوان نہیں ملے گا کہ جب اُس نے سب کچھ جائز کر دیا تو یہ امین ہوا اور امین پر تاوان نہیں اور اگر شریک نے صلح کو جائز رکھا مگر یہ نہیں کہا کہ جو کچھ اُس نے کیا میں نے سب جائز رکھا تو یہ شریک مدیون سے اپنے حصہ کے پچاس وصول کر سکتا ہے اور مدیون یہ پچاس اُس سے واپس لے گا جس کو سو روپے دیے ہیں کہ اس صورت میں صلح کی اجازت ہے قبضہ کی نہیں تو امین نہ ہوا۔ (فتاویٰ ہندیہ، کتاب شرکت)

ایک مکان دو شخصوں میں مشترک ہے ایک شریک غائب ہو گیا تو دوسرا بقدر اپنے حصہ کے اُس مکان میں سکونت کر سکتا ہے اور اگر وہ مکان خراب ہو گیا اور اسکی سکونت کی سبب سے خراب ہوا ہے تو اسکا تاوان دینا پڑے گا۔ (فتاویٰ ہندیہ، درمختار)

مکان دو شخصوں میں مشترک تھا اور تقسیم ہو چکی ہے اور ہر ایک کا حصہ ممتاز ہے اور ایک حصہ کا مالک غائب ہو گیا تو دوسرا اُس میں سکونت نہیں کر سکتا اور نہ بغیر اجازت قاضی اُسے کرایہ پر دے سکتا ہے اور اگر خالی پڑا رہنے میں خراب ہونے کا اندیشہ ہے تو قاضی اُسکو کرایہ پر دے دے اور کرایہ مالک کے لیے محفوظ رکھے اور دو شخصوں میں مشترک کھیت ہے اور ایک شریک غائب ہو گیا تو اگر کاشت کرنے سے زمین اچھی ہوتی رہے گی تو پوری زمین میں کاشت کرے جب دوسرا شریک آ جائے تو جتنی مدت اُس نے کاشت کی ہے وہ کر لے اور اگر کاشت سے زمین خراب ہو گی یا کاشت نہ کرنے میں اچھی ہو گی تو کل زمین میں کاشت نہ کرے بلکہ اپنے ہی حصہ کی قدر میں زراعت کرے۔ غلہ یا روپیہ مشترک ہے اور ایک شریک غائب ہے اور جو موجود ہے اُسے ضرورت ہے تو اپنے حصہ کے لائق لے کر خرچ کر سکتا ہے۔ (فتاویٰ ہندیہ)

دو شخص شریک ہوں اور ہر ایک کو دوسرے کے ساتھ کام کرنے پر مجبور کیا جا سکتا ہو اور شریک کو کام کرنا اور اُس پر خرچ کرنا ضروری ہو، اگر بغیر اجازت شریک خرچ کریگا تو یہ خرچ کرنا احسان ہو گا اور اسکا معاوضہ کچھ نہ ملے گا، مثلاً چکی دو شخصوں میں مشترک ہے اور عمارت خراب ہو گئی مرمت کی ضرورت ہے اور بغیر اجازت ایک نے مرمت کرادی تو اُس کا خرچہ شریک سے نہیں لے سکتا یا شریک سے اس نے اجازت طلب کی اُس نے کہہ دیا کہ کام چل سکتا ہے مرمت کی ضرورت نہیں اور اس نے صرف کر دیا تو کچھ نہیں پائیگا یا کھیت مشترک ہے اور اُس پر خرچ کرنے کی ضرورت ہے یا غلام مشترک ہے اُس کو نفقہ وغیرہ دینا ضروری ہے ان میں بھی بغیر اجازت صرف کرنے پر کچھ نہیں پائے گا کیونکہ ان سب شریکوں کو خرچ کرنے پر مجبور کیا جا سکتا ہے اگر وہ اجازت نہیں دیتا قاضی کے پاس دعویٰ کر دے قاضی اُسے خرچ کرنے پر مجبور کریگا پھر اسے خرچ کرنے کی کیا حاجت رہی، لہٰذا تبرع ہے۔ اور اگر خرچ کرنے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا اور یہ بغیر خرچ کیے اپنا کام نہیں چلا سکتا تو بغیر اجازت خرچ کرنا تبرع نہیں مثلاً دو منزلہ مکان ہے اوپر کا ایک شخص کا ہے اور نیچے کا دوسرے کا، نیچے کا مکان گر گیا اور یہ اپنا حصہ نہیں بنواتا کہ بالا خانہ والا اسکے اوپر تعمیر کرائے اور نیچے والا بنوانے پر مجبور بھی نہیں کیا جا سکتا، لہٰذا اگر بالا خانہ والے نے نیچے کے مکان کی تعمیر کرائی تو متبرع نہیں۔ اسی طرح مشترک دیوار ہے جس پر ایک شریک نے کڑیاں ڈال کر اپنے مکان کی چھت پاٹی ہے اور یہ دیوار گر گئی شریک جب تک یہ دیوار تعمیر نہ کرائے اُسکا کام نہیں چل سکتا تو دیوار بنانا تبرع نہیں اور اگر شریک کو اس کام کا کرنا ضروری نہ ہو اور بغیر اجازت کریگا تو تبرع ہے۔ جس طرح دو شخصوں میں مکان مشترک ہے اور خراب ہو رہا ہے اسکی تعمیر ضروری ہے مگر بغیر اجازت جو خرچ کریگا اُس کا معاوضہ نہیں ملے گا کہ ہو سکتا ہے مکان

تقسیم کرا کے اپنے حصہ کی مرمت کرالے پورے مکان کی مرمت کرانے کی اسکو کیا ضرورت ہے۔ (درمختار)

شرکت سے جبری تقاضہ کرنے کے مواقع

تین جگہوں میں شریک کو مرمت و تعمیر پر مجبور کیا جائے گا۔ 1 وصی و 2 ناظر اوقاف اور اُس چیز کے قابل قسمت نہ ہونے میں۔ وصی کی صورت یہ ہے کہ دو نابالغ بچوں میں دیوار مشترک ہے جس پر چھت پٹی ہے اور دیوار کے گرنے کا اندیشہ ہے اور دونوں نابالغوں کے دو وصی ہیں ایک وصی مرمت کرانے کو کہتا ہے دوسرا انکار کرتا ہے قاضی ایک امین بھیجے گا اگر یہ بیان کرے کہ مرمت کی ضرورت ہے تو جو انکار کرتا ہے اُسے مرمت کرانے پر قاضی مجبور کریگا۔ اسی طرح اگر مکان دو وقفوں میں مشترک ہے جسکی مرمت کی ضرورت ہے اور ایک کا متولی انکار کرتا ہے تو قاضی اُسے مجبور کریگا۔ اور غیر قابل قسمت مثلاً نہر یا کوآں یا کشتی اور حمام اور چکی کہ ان میں مرمت کی ضرورت ہوگی تو قاضی جبراً مرمت کرائے گا۔ (ردمختار، کتاب شرکت)

ایک شخص نے دوسرے کو اِس طور پر مال دیا کہ اس میں کا آدھا اُسے بطور قرض دیا ہے اور دونوں نے اس روپیہ سے شرکت کی اور مال خریدا اور جس نے روپیہ دیا ہے وہ اپنے قرض کا روپیہ طلب کر رہا ہے اور ابھی تک مال فروخت نہیں ہوا کہ روپیہ ہوتا اگر فروخت تک انتظار کرے تو اچھا ہے ورنہ مال کی جو اس وقت قیمت ہو اُسکے حساب سے اپنے قرض کے بدلے میں مال لے لے۔ (درمختار، کتاب شرکت)

مشترک سامان لاد کر ایک شریک لے جا رہا ہے اور دوسرا شریک موجود نہیں ہے راستے میں بار برداری کا جانور تھک کر گر پڑا اور مال ضائع ہونے یا نقصان کا اندیشہ ہے اس نے شریک کی عدم موجودگی میں بار برداری کا دوسرا جانور کرایہ پر لیا تو حصہ کی قدر شریک سے کرایہ لے گا۔

اور اگر مشترک جانور تھا جو بیمار ہو گیا شریک کی عدم موجودگی میں ذبح کر ڈالا اگر اُسکے بچنے کی اُمید تھی تو تاوان لازم ہے ورنہ نہیں اور شریک کے علاوہ کوئی اجنبی شخص ذبح کر دے تو بہر حال تاوان ہے۔ اسی طرح چرواہے نے بیمار جانور کو ذبح کر ڈالا اور اچھے ہونے کی اُمید نہ تھی تو چرواہے پر تاوان نہیں ورنہ تاوان ہے۔ اور اجنبی پر بہر حال تاوان ہے۔ (خانیہ، کتاب شرکت)

باب شَرِكَةِ الْاَبْدَانِ .

یہ باب شرکت ابدان کے بیان میں ہے

3947 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنِي اَبُو اِسْحَاقَ عَنْ اَبِي عُبَيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ اشْتَرَكْتُ اَنَا وَعَمَّارٌ وَسَعْدٌ يَوْمَ بَدْرٍ فَجَاءَ سَعْدٌ بِاَسِيْرَيْنِ وَلَمْ اَجِءْ اَنَا وَلَا عَمَّارٌ بِشَيْءٍ .

3947-اخرجه ابو داؤد في البيوع والاجارات، باب في الشركة على غير راس مال (الحديث 3388) . واخرجه النسائي في البيوع، الشركة بغير مال (الحديث 4711) . واخرجه ابن ماجه في التجارات، باب الشركة و المضاربة (الحديث 2288) . تحفة الاشراف (9616) .

☆☆ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے غزوۂ بدر کے دن شراکت کر لی تھی۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ دو قیدی لے کر آئے تھے' میں اور حضرت عمار رضی اللہ عنہ کوئی قیدی نہیں لا سکے تھے۔

3948 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ فِيْ عَبْدَيْنِ مُتَفَاوِضَيْنِ كَاتَبَ اَحَدُهُمَا قَالَ جَائِزٌ اِذَا كَانَا مُتَفَاوِضَيْنِ يَقْضِي اَحَدُهُمَا عَنِ الْاٰخَرِ .

☆☆ زہری ایسے دو غلامون کے بارے میں فرماتے ہیں' جن میں مفاوضہ کیا گیا ہو' ان میں سے کوئی ایک کتابت کا معاہدہ کرلے' تو زہری فرماتے ہیں: ایسا کرنا جائز ہے' اگر ان دونوں نے مفاوضہ کیا تھا تو ان میں سے ایک فرد دوسرے کی طرف سے ادائیگی کرے گا۔

شرکت صنائع کی تعریف وحکم کا بیان

شرکت صنائع یہ ہے کہ دو پیشہ ور مثلاً دو درزی یا دو رنگریز اس شرط پر شرکت میں کام کریں کہ دونوں شریک کام لیں گے اور دونوں اس کام کو مل جل کر کریں گے اور پھر جو اجرت حاصل ہوگی اسے دونوں تقسیم کریں گے۔ اگر ان کے معاہدہ شرکت میں یہ شرط ہو کہ کام تو دونوں ادھوں آدھ کریں گے مگر نفع میں سے ایک تو دو تہائی لے گا اور دوسرا ایک تہائی تو یہ شرط جائز ہے۔ دونوں شرکاء میں سے جو بھی کسی کا کام لے گا اس کو کرنا دونوں کے لئے ضروری ہوگا یہ نہیں کہ جس شریک نے کام لیا ہو وہی اسے کرے بھی اسی طرح ان کے یہاں کام کرانے والا دونوں شرکاء میں سے کسی سے بھی اپنا کام طلب کر سکتا ہے ایسے ہی دونوں شرکاء میں سے ہر ایک کو مساوی طور پر یہ حق حاصل ہوگا کہ وہ کسی بھی کام کی اجرت حاصل کرلے اور ان میں سے کسی ایک کو اجرت دینے والا بری الذمہ ہو جائیگا۔ کام کے منافع اور کمائی میں دونوں شریک حصہ دار ہوں گے خواہ کام دونوں کریں یا صرف ایک کرے۔

علامہ علاؤالدین حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ اس شرکت میں یہ ضروری نہیں ہے کہ دونوں ایک ہی کام کے کاریگر ہوں بلکہ دو مختلف کاموں کے کاریگر بھی باہم یہ شرکت کر سکتے ہیں مثلاً ایک درزی ہے دوسرا رنگریز، دونوں کپڑے لاتے ہیں وہ سیتا ہے یہ رنگتا ہے اور سلائی رنگائی کی جو کچھ اُجرت ملتی ہے اُس میں دونوں کی شرکت ہوتی ہے اور یہ بھی ضرور نہیں کہ دونوں ایک ہی دوکان میں کام کریں بلکہ دونوں کی الگ الگ دوکانیں ہوں جب بھی شرکت ہوسکتی ہے مگر یہ ضرور ہے کہ وہ کام ایسے ہوں کہ عقد اجارہ کی سبب سے اُس کام کا کرنا ان پر واجب ہوا ور اگر وہ کام ایسا نہ ہو مثلاً حرام کام پر اجارہ ہوا جس طرح دونوحہ کرنے والیاں کہ اُجرت لے کر نوحہ کرتی ہوں ان میں باہم شرکت عمل ہو تو نہ ان کا اجارہ صحیح ہے نہ ان میں شرکت صحیح ہے۔ (درمختار، کتاب شرکت)

کام کرنے میں شرکاء کی شرط کا بیان

اور جب دونوں نے نصف نصف کام کرنے کی شرط لگائی اور نفع میں دو ثلث کی شرط لگائی تو جائز ہے مگر قیاس کے مطابق جائز نہیں ہے اس لئے ضمان کام کے اعتبار سے ہوا کرتا ہے پس کام سے زائد نفع ایسا ہوگا جس میں ضمان لازم نہ ہوگا لہٰذا یہ عقد جائز نہ ہو

3948-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (19415) .

گا ہاں البتہ یہ عقد نفع کی جانب لے جانے والا ہے پس یہ شرکت وجوہ کی طرح ہو جائے گا۔ جبکہ ہم کہتے ہیں کہ وہ زیادہ لینے والا نفع کے طور پر نہیں ہے بلکہ وہ نفع متحد بہ جنس ہونے کے سبب سے ہے حالانکہ یہاں اصل اور نفع مختلف ہیں کیونکہ یہاں راس المال کام ہے اور نفع مال ہے پس اس نے جو لیا ہے وہ کام کا بدلہ لیا ہے اور تقویم کے سبب عمل مضبوط ہوا کرتا ہے پس جس مقدار سے اس کی قیمت لگائی گئی ہے وہی مقدار ثابت کی جائے گی اور اس پر زیادتی حرام نہ ہوگی۔

علامہ ابن عابدین شامی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ اس میں یہ ضروری نہیں کہ جو کچھ کمائیں اُس میں برابر کے شریک ہوں بلکہ کم وبیش کی بھی شرط ہو سکتی ہے اور باہم جو کچھ شرط کر لیں اُسی کے موافق تقسیم ہوگی۔ اسی طرح عمل میں بھی برابری شرط نہیں بلکہ اگر یہ شرط کر لیں کہ وہ زیادہ کام کریگا اور یہ کم جب بھی جائز ہے اور کم کام والے کو آمدنی میں زیادہ حصہ دینا ٹھہرالیا جب بھی جائز ہے۔ (ردمحتار، کتاب شرکت)

شیخ نظام الدین حنفی لکھتے ہیں اور جب یہ مقرر ہوا ہے کہ آمدنی میں سے میں دو تہائی لوں گا اور تجھے ایک تہائی دوں گا اور اگر کچھ نقصان وتاوان دینا پڑے تو دونوں برابر برابر دینگے تو آمدنی اُسی شرط کے بموجب تقسیم ہوگی اور نقصان میں برابری کی شرط باطل ہے اس میں بھی اُسی حساب سے تاوان دینا ہوگا یعنی ایک تہائی والا ایک تہائی تاوان دے اور دوسرا دو تہائیاں دینے ولا ہوگا۔ (فتاویٰ ہندیہ، کتاب شرکت)

باب تَفَرُّقِ الشُّرَكَاءِ عَنْ شَرِيكِهِمْ

شراکت داروں کا اپنی شراکت کو ختم کر دینا

هٰذَا كِتَابٌ كَتَبَهُ فُلَانٌ وَّفُلَانٌ وَّفُلَانٌ بَيْنَهُمْ وَاَقَرَّ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْ اَصْحَابِهِ الْمُسَمِّينَ مَعَهُ فِي هٰذَا الْكِتَابِ بِجَمِيعِ مَا فِيهِ فِي صِحَّةٍ مِّنْهُ وَجَوَازِ اَمْرٍ اَنَّهُ جَرَتْ بَيْنَنَا مُعَامَلَاتٌ وَّمُتَاجَرَاتٌ وَّاَشْرِيَةٌ وَّبُيُوعٌ وَّخُلْطَةٌ وَّشَرِكَةٌ فِي اَمْوَالٍ وَّفِي اَنْوَاعٍ مِّنَ الْمُعَامَلَاتِ وَقُرُوضٌ وَّمُصَارَفَاتٌ وَّوَدَائِعُ وَاَمَانَاتٌ وَّسَفَاتِجُ وَمُضَارَبَاتٌ وَّعَوَارِيُّ وَدُيُونٌ وَّمُؤَاجَرَاتٌ وَّمُزَارَعَاتٌ وَّمُؤَاكَرَاتٌ وَّاِنَّا تَنَاقَضْنَا عَلَى التَّرَاضِي مِنَّا جَمِيعًا بِمَا فَعَلْنَا جَمِيعَ مَا كَانَ بَيْنَنَا مِنْ كُلِّ شَرِكَةٍ وَّمِنْ كُلِّ مُخَالَطَةٍ كَانَتْ جَرَتْ بَيْنَنَا فِي نَوْعٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْمُعَامَلَاتِ وَفَسَخْنَا ذٰلِكَ كُلَّهُ فِي جَمِيعِ مَا جَرٰى بَيْنَنَا فِي جَمِيعِ الْاَنْوَاعِ وَالْاَصْنَافِ وَبَيَّنَّا ذٰلِكَ كُلَّهُ نَوْعًا نَوْعًا وَّعَلِمْنَا مَبْلَغَهُ وَمُنْتَهَاهُ وَعَرَفْنَاهُ عَلٰى حَقِّهِ وَصِدْقِهِ فَاسْتَوْفٰى كُلُّ وَاحِدٍ مِّنَّا جَمِيعَ حَقِّهِ مِنْ ذٰلِكَ اَجْمَعَ وَصَارَ فِي يَدِهٖ فَلَمْ يَبْقَ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنَّا قِبَلَ كُلِّ وَاحِدٍ مِّنْ اَصْحَابِهِ الْمُسَمِّينَ مَعَهُ فِي هٰذَا الْكِتَابِ وَلَا قِبَلَ اَحَدٍ بِسَبَبِهٖ وَلَا بِاسْمِهٖ حَقٌّ وَّلَا دَعْوٰى وَلَا طَلِبَةٌ لِاَنَّ كُلَّ وَاحِدٍ مِّنَّا قَدِ اسْتَوْفٰى جَمِيعَ حَقِّهٖ وَجَمِيعَ مَا كَانَ لَهُ مِنْ جَمِيعِ ذٰلِكَ كُلِّهٖ وَصَارَ فِي يَدِهٖ مُوَفَّرًا اَقَرَّ فُلَانٌ وَّفُلَانٌ وَّفُلَانٌ ۔

☆☆ (اس کی تحریر یہ ہوگی:) یہ وہ تحریر ہے جسے فلاں فلاں فلاں اور فلاں نے آپس میں تحریر کیا تھا اور ان میں سے ہر ایک

فرد نے اپنے ہر ایک ساتھی کے اس حصے کا اقرار کیا ہے جس کا تذکرہ اس تحریر میں کیا گیا تھا' جو انہوں نے بقائی ہوش وحواس اور رضامندی کے ساتھ کی تھی' ہمارے درمیان معاملات جاری رہے' تجارات جاری رہیں' خرید وفروخت ہوئی' مال اکٹھا رہا' اموال میں شرکت تھی۔ مختلف نوعیت کے معاملات میں شراکت تھی' مضاربت بھی کی' بیع صرف بھی کی' ودائع کی شکل بھی تھی' امانات بھی تھیں' خطرے سے بچاؤ کے لیے ٹیکس بھی دیا گیا' مضاربت پر بھی سامان دیا گیا' ادھار بھی دیا گیا' قرض بھی لیے گئے' مزدور بھی رکھے گئے' مضاربت بھی کی گئی' کرائے پر بھی سامان لیا گیا' جو کچھ بھی ہوا' ہمارے درمیان اموال اور معاملات میں جو شراکت تھی اور جو ہمارے مال ملے ہوئے تھے' ہم باہمی رضامندی کے ساتھ اس کو ختم کرتے ہیں۔ اور اس حوالے سے تمام انواع اور تمام اصناف میں جو سلسلہ جاری تھا' ہم اسے باہمی رضامندی کے ساتھ ختم کر رہے ہیں۔ ہم نے ان میں سے ہر ایک قسم کو الگ الگ کر کے بیان کر دیا ہے اور اس کی انتہا کو جان لیا ہے' ہم نے اسے درست اور صحیح پایا ہے' ہم میں سے ہر ایک فریق نے اپنا پورا حق وصول کر لیا ہے اور اس کا حق اس تک پہنچ چکا ہے۔ اور ہم میں سے کسی ایک شراکت دار کا بھی تحریر میں موجود باقی افراد کے ذمے کوئی حق باقی نہیں رہا ہے اور نہ ہی اس شخص کی وجہ سے کسی اور کی طرف یا اُس کے نام پر کسی اور کی طرف کوئی حق باقی رہا ہے۔ نہ کوئی دعویٰ ہے نہ مطالبہ ہے۔ کیونکہ ہم میں سے ہر ایک نے اپنا پورا حق وصول کر لیا ہے اور وہ اس کے قبضے میں آ چکا ہے۔ فلاں' فلاں' فلاں اور فلاں اس کا اقرار کرتے ہیں۔

شرح

جب شراکت ختم ہو جائے اور فریقین کے درمیان سرمایہ واموال کی تقسیم ہونے لگے تو ان امور کی ترتیب اور ان کا لحاظ ضروری ہے۔ 1- جو مطالبات شراکت کے ذمہ ہوں ان کی ادائیگی یا جو معاہدات کیے گئے ہوں ان کی تکمیل کا انتظام پیش نظر رہے 2- جملہ حقوق معتبرہ اور اموال قیمتی کی قیمت متعین کر دی جائے اور درصورت اختلاف ونزاع قرعہ سے فیصلہ کرنا شرعاً جائز ہے۔ 3- فریق خارج کو کوئی حق آئندہ نہ دلایا جائے گا گو ذمہ داری کے بارے وہ سبکدوش نہیں ہے۔ 4- شراکت کے جو مطالبات دوسروں کے ذمہ ہوں ان میں حسب دستور وکالت رہے گی وصول ہونے پر بقدر حصہ تقسیم کرنا چاہیے۔

باب تَفَرُّقِ الزَّوْجَيْنِ عَنْ مُزَاوَجَتِهِمَا

میاں بیوی کی علیحدگی (خلع کے طور پر) اختیار کرنا

حصول خلع سے متعلق تحریری بیان

قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى (وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَاْخُذُوْا مِمَّا اٰتَيْتُمُوْهُنَّ شَيْئًا اِلَّا اَنْ يَّخَافَا اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيْمَا افْتَدَتْ بِهٖ) هٰذَا كِتَابٌ كَتَبَتْهُ فُلَانَةُ بِنْتُ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ فِىْ صِحَّةٍ مِّنْهَا وَجَوَازِ اَمْرٍ لِفُلَانِ بْنِ فُلَانٍ اِنِّىْ كُنْتُ زَوْجَةً لَكَ وَكُنْتَ دَخَلْتَ بِىْ فَاَفْضَيْتَ اِلَىَّ ثُمَّ اِنِّىْ كَرِهْتُ صُحْبَتَكَ وَاَحْبَبْتُ مُفَارَقَتَكَ عَنْ غَيْرِ اِضْرَارٍ مِّنْكَ بِىْ وَلَا مَنْعِىْ لِحَقٍّ وَّاجِبٍ لِىْ عَلَيْكَ وَاِنِّىْ

سَأَلْتُكَ عِنْدَمَا خِفْنَا أَنْ لَا نُقِيمَ حُدُوْدَ اللهِ أَنْ تَخْلَعَنِيْ فَتُبِيْنَنِيْ مِنْكَ بِتَطْلِيْقَةٍ بِجَمِيْعِ مَالِيْ عَلَيْكَ مِنْ صَدَاقٍ وَهُوَ كَذَا وَكَذَا دِيْنَارًا جِيَادًا مَثَاقِيْلَ وَبِكَذَا وَكَذَا دِيْنَارًا جِيَادًا مَثَاقِيْلَ أَعْطَيْتُكَهَا عَلٰى ذٰلِكَ سِوَى مَا فِيْ صَدَاقِيْ فَفَعَلْتَ الَّذِيْ سَأَلْتُكَ مِنْهُ فَطَلَّقْتَنِيْ تَطْلِيْقَةً بَائِنَةً بِجَمِيْعِ مَا كَانَ بَقِيَ لِيْ عَلَيْكَ مِنْ صَدَاقِي الْمُسَمّٰى مَبْلَغُهُ فِيْ هٰذَا الْكِتَابِ وَبِالدَّنَانِيْرِ الْمُسَمَّاةِ فِيْهِ سِوَى ذٰلِكَ فَقَبِلْتُ ذٰلِكَ مِنْكَ مُشَافَهَةً لَكَ عِنْدَ مُخَاطَبَتِكَ إِيَّايَ بِهِ وَمُجَاوَبَةً عَلٰى قَوْلِكَ مِنْ قَبْلِ تَصَادُرِنَا عَنْ مَنْطِقِنَا ذٰلِكَ وَدَفَعْتُ إِلَيْكَ جَمِيْعَ هٰذِهِ الدَّنَانِيْرِ الْمُسَمّٰى مَبْلَغُهَا فِيْ هٰذَا الْكِتَابِ الَّذِيْ خَالَعْتَنِيْ عَلَيْهَا وَافِيَةً سِوَى مَا فِيْ صَدَاقِيْ فَصِرْتُ بَائِنَةً مِنْكَ مَالِكَةً لِأَمْرِيْ بِهٰذَا الْخُلْعِ الْمَوْصُوْفِ أَمْرُهُ فِيْ هٰذَا الْكِتَابِ فَلَا سَبِيْلَ لَكَ عَلَيَّ وَلَا مُطَالَبَةَ وَلَا رَجْعَةَ وَقَدْ قَبَضْتُ مِنْكَ جَمِيْعَ مَا يَجِبُ لِمِثْلِيْ مَا دُمْتُ فِيْ عِدَّةٍ مِنْكَ وَجَمِيْعَ مَا أَحْتَاجُ إِلَيْهِ بِتَمَامِ مَا يَجِبُ لِلْمُطَلَّقَةِ الَّتِيْ تَكُوْنُ فِيْ مِثْلِ حَالِيْ عَلٰى زَوْجِهَا الَّذِيْ يَكُوْنُ فِيْ مِثْلِ حَالِكَ فَلَمْ يَبْقَ لِوَاحِدٍ مِنَّا قِبَلَ صَاحِبِهِ حَقٌّ وَلَا دَعْوَى وَلَا طَلِبَةٌ فَكُلُّ مَا ادَّعٰى وَاحِدٌ مِنَّا قِبَلَ صَاحِبِهِ مِنْ حَقٍّ وَمِنْ دَعْوَى وَمِنْ طَلِبَةٍ بِوَجْهٍ مِنَ الْوُجُوْهِ فَهُوَ فِيْ جَمِيْعِ دَعْوَاهُ مُبْطِلٌ وَصَاحِبُهُ مِنْ ذٰلِكَ أَجْمَعَ بَرِيْءٌ وَقَدْ قَبِلَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنَّا كُلَّ مَا أَقَرَّ لَهُ بِهِ صَاحِبُهُ وَكُلَّ مَا أَبْرَأَهُ مِنْهُ مِمَّا وُصِفَ فِيْ هٰذَا الْكِتَابِ مُشَافَهَةً عِنْدَ مُخَاطَبَتِهِ إِيَّاهُ قَبْلَ تَصَادُرِنَا عَنْ مَنْطِقِنَا وَافْتِرَاقِنَا عَنْ مَجْلِسِنَا الَّذِيْ جَرٰى بَيْنَنَا فِيْهِ أَقَرَّتْ فُلَانَةُ وَفُلَانٌ .

☆☆ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''تمہارے لیے یہ بات حلال نہیں ہے جو کچھ تم نے (مہر کے طور پر) بیوی کو دیا تھا اس میں سے کوئی چیز لو البتہ اگر ان دونوں میاں بیوی کو یہ خوف ہو کہ وہ دونوں اللہ کی حدود کو قائم نہیں رکھ سکیں گے (تو حکم مختلف ہے) اگر تمہیں یہ اندیشہ ہو کہ وہ دونوں اللہ کی حدود کو قائم نہیں رکھ سکیں گے تو اس حوالے سے ان دونوں پر کوئی گناہ نہیں ہوگا کہ اگر وہ عورت فدیہ دے دیتی ہے''۔

(خلع کے معاہدے کی تحریر یہ ہوگی:)

یہ وہ تحریر ہے جسے فلانہ بنت فلاں بن فلاں نے بقائمی ہوش وحواس تحریر کیا ہے جو فلاں بن فلاں بن فلاں کے لیے ہے میں تمہاری بیوی رہی ہوں تم نے میری رخصتی کروائی اور تم نے مجھ تک رسائی حاصل کی پھر مجھے تمہارے ساتھ رہنا ناپسند ہوا اور میں نے تم سے علیحدگی اختیار کرنے کو پسند کیا۔ تم نے مجھے کوئی نقصان نہیں پہنچایا اور نہ ہی میرے کسی ایسے حق میں رکاوٹ ڈالی ہے جو تمہارے ذمے لازم تھا۔ جب ہمیں یہ اندیشہ ہوا کہ اب ہم اللہ کی حدود کو قائم نہیں رکھ سکیں گے تو میں تم سے یہ مطالبہ کرتی ہوں کہ تم مجھے خلع دو تم طلاق دے کر مجھے اپنے سے الگ کر دو۔ یہ طلاق تمام مال کے عوض میں ہوگی جو مہر کے طور پر ادا کرنا تم پر لازم تھا۔ اور وہ اتنے اتنے عمدہ (کھرے) دیناروں کے عوض میں ہے جو اتنے مثقال کے ہوتے ہیں۔ تو اس کے عوض میں میں تمہیں اتنے اور اتنے کھرے دینار دے رہی ہوں جو اتنے مثقال کے ہیں۔ میں یہ تمہیں اپنے مہر کے علاوہ اضافی طور پر ادائیگی کر رہی ہوں تو تم وہ

کام کر لو جس کا میں نے تم سے مطالبہ کیا ہے۔ تو تم مجھے اس تمام مال کے عوض میں ایک بائنہ طلاق دے دو جو میرے متعین مہر کے علاوہ سے تم پر ادا کرنا لازم تھا۔ جس کی مقدار اس تحریر میں بیان کر دی گئی ہے اور اس کے علاوہ وہ دینار بھی ہیں جن کا ذکر کر دیا گیا ہے۔ میں نے تمہاری موجودگی میں اس (ادائیگی) کو قبول کر لیا تھا جبکہ تم نے بالمشافہ طور پر اس بارے میں مجھ سے بات چیت کی تھی اور ہماری یہ گفتگو ختم ہونے سے پہلے ہی تمہاری بات کے جواب میں میں نے اسے قبول کر لیا تھا' میں نے تمہیں وہ تمام دینار ادا کر دیئے ہیں' جن کا ذکر کیا گیا ہے اور جن کی مقدار اس تحریر میں موجود ہے' جن پر تم نے مجھے خلع دیا ہے' وہ رقم جو میرے مہر کے علاوہ تھی' اب میں تم سے الگ ہو گئی ہوں اور اس خلع کی وجہ سے میں اپنے معاملے کی خود مالک بن چکی ہوں۔ تمہارا مجھ پر کوئی اختیار نہیں ہے' نہ اب تم کوئی مطالبہ کر سکتے ہو اور نہ ہی تمہیں رجوع کرنے کا کوئی حق حاصل ہے' میں نے تم سے وہ تمام چیزیں وصول کر لی ہیں' جو میرے جیسی کسی عورت کے لیے ثابت ہوتی ہیں' اس وقت تک کے لیے جب تک میں عدت گزار رہی ہوں' اور میں نے ان تمام چیزوں کو اپنے قبضے میں بھی لے لیا ہے' جن کی مجھے ضرورت تھی' وہ تمام چیزیں جو مجھ جیسی طلاق یافتہ عورت کو اس کے خاوند کی طرف سے لازمی طور پر ملتی ہیں' ہم میں سے کسی ایک کا بھی' دوسرے فریق پر کوئی حق' کوئی دعویٰ' کوئی مطالبہ باقی نہیں رہا ہے' اب ہم میں سے کوئی ایک' اگر دوسرے فریق کے خلاف کسی قسم کا کوئی حق یا دعویٰ یا مطالبہ کرے گا' تو اس کا یہ دعویٰ ہر صورت میں باطل ہو گا' ہم میں سے ہر ایک فریق نے اس چیز کو قبول کر لیا ہے' جس کا اس کے ساتھی نے اقرار کیا تھا اور اسے بھی قبول کر لیا ہے' جس سے دوسرے فریق نے برأت کا اظہار کیا تھا' جس کا ذکر اس تحریر میں کر دیا گیا ہے' یہ سب باتیں بالمشافہہ اور زبانی طے ہو گئی تھیں۔ اور ہماری گفتگو ختم ہونے سے پہلے اور محفل سے الگ ہونے سے پہلے یہ باتیں طے ہو گئی تھیں' جو گفتگو ہمارے درمیان جاری تھی' فلاں عورت اور فلاں مرد اس کا اقرار کرتے ہیں۔

بابُ الْكِتَابَةِ

یہ باب کتابت کے بیان میں ہے

معاوضہ بننے والی چیز مکاتبت کرنے کا بیان

مُکاتبت کے لفظی معنی تو ہیں لکھا پڑھی' مگر اصطلاح میں یہ لفظ اس معنی میں بولا جاتا ہے کہ کوئی غلام یا لونڈی اپنی آزادی کے لیے اپنے آقا کو ایک معاوضہ ادا کرنے کی پیش کش کرے اور جب آقا اسے قبول کر لے تو دونوں کے درمیان شرائط کی لکھا پڑھی ہو جائے۔ اسلام میں غلاموں کی آزادی کے لیے جو صورتیں رکھی گئی ہیں یہ ان میں سے ایک ہے۔ ضروری نہیں ہے کہ معاوضہ مال ہی کی شکل میں ہو۔ آقا کے لیے کوئی خاص خدمت انجام دینا بھی معاوضہ بن سکتا ہے' بشرطیکہ فریقین اس پر راضی ہو جائیں۔ معاہدہ ہو جانے کے بعد آقا کو یہ حق نہیں رہتا کہ غلام کی آزادی میں بیجا رکاوٹیں ڈالے۔

وہ اس کو مال کتابت فراہم کرنے کے لیے کام کرنے کا موقع دے گا اور مدت مقررہ کے اندر جب بھی غلام نے اپنی مالکہ سے مکاتبت کی اور مدت مقررہ سے پہلے ہی مال کتابت فراہم کر کے اس کے پاس لے گیا۔ مالکہ نے کہا کہ میں تو یک مشت نہ لوں گی

بلکہ سال بسال اور ماہ بماہ قسطوں کی صورت میں لوں گی۔ غلام نے حضرت عمر سے شکایت کی۔ انہوں نے فرمایا یہ رقم بیت المال میں داخل کر دے اور جا تو آزاد ہے۔ پھر مالکہ کو کہا بھیجا کہ تیری رقم یہاں جمع ہو چکی ہے، اب تو چاہے یک مشت لے لے ورنہ ہم تجھے سال بسال اور ماہ بماہ دیتے رہیں گے۔ (دارقطنی، بروایت ابو سعید مقبری)

درخواست مکاتبت پر قبول مولیٰ میں مذاہب اربعہ

قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ (وَالَّذِينَ يَبْتَغُونَ الْكِتَابَ مِمَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ فَكَاتِبُوْهُمْ اِنْ عَلِمْتُمْ فِيهِمْ خَيْرًا)

اس آیت کا مطلب فقہاء کے ایک گروہ نے یہ لیا ہے کہ جب کوئی لونڈی یا غلام مکاتبت کی درخواست کرے تو آقا پر اس کا قبول کرنا واجب ہے۔ یہ عطاء، عمرو بن دینار، ابن سیرین، مسروق، ضحاک، عکرمہ، ظاہریہ، اور ابن جریر طبری کا مسلک ہے اور امام شافعی بھی پہلے اسی کے قائل تھے۔ دوسرا گروہ کہتا ہے کہ یہ واجب نہیں ہے بلکہ مستحب اور مندوب ہے۔ اس گروہ میں شعبی، مقاتل بن حیان، حسن بصری، عبدالرحمٰن بن زید، سفیان ثوری، ابو حنیفہ اور مالک بن انس جیسے بزرگ شامل ہیں، اور آخر میں امام شافعی بھی اسی کے قائل ہو گئے تھے۔ پہلے گروہ کے مسلک کی تائید دو چیزیں کرتی ہیں۔ یک یہ کہ آیت کے الفاظ ہیں کَاتِبُوْهُمْ، ان سے مکاتبت کرلو۔ یہ الفاظ صاف طور پر دلالت کرتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔ دوسرے یہ کہ معتبر روایات سے ثابت ہے کہ مشہور فقیہ (محدث حضرت محمد بن سیرین کے والد سیرین نے اپنے آقا حضرت انس سے جب مکاتبت کی درخواست کی اور انہوں نے قبول کرنے سے انکار کر دیا تو سیرین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس شکایت لے گئے۔ انہوں نے واقعہ سنا تو درہ لے کر حضرت انس پر پل پڑے اور فرمایا اللہ کا حکم ہے کہ مکاتبت کرلو (بخاری)۔ اس واقعہ سے استدلال کیا جاتا ہے کہ حضرت عمر کا ذاتی فعل نہیں بلکہ صحابہ کی موجودگی میں کیا گیا تھا اور کسی نے اس پر اظہار اختلاف نہیں کیا، لہٰذا یہ اس آیت کی مستند تفسیر ہے۔

دوسرے گروہ کا استدلال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے صرف فکاتبوھم نہیں فرمایا ہے بلکہ **فکاتبوھم ان علمتم فیھم خیرا** ارشاد فرمایا ہے، یعنی ان سے مکاتبت کرلو اگر ان کے اندر بھلائی پاؤ۔ یہ بھلائی پانے کی شرط ایسی ہے جس کا انحصار مالک کی رائے پر ہے، اور کوئی متعین معیار اس کا نہیں ہے جسے کوئی عدالت جانچ سکے۔ قانونی احکام کی یہ شان نہیں ہوا کرتی۔ اس لیے اس حکم کو تلقین اور ہدایت ہی کے معنی میں لیا جائے گا نہ کہ قانونی حکم کے معنی میں۔ اور سیرین کی نظیر کا جواب وہ یہ دیتے ہیں کہ اس زمانے میں کوئی ایک غلام تو نہ تھا جس نے مکاتبت کی درخواست کی ہو۔ ہزار ہا غلام عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور عہد خلافت راشدہ میں موجود تھے، اور بکثرت غلاموں نے مکاتبت کی ہے۔

ابن سیرین والے واقعہ کے سوا کوئی مثال ہم کو نہیں ملتی کہ کسی آقا کو عدالتی حکم کے ذریعہ سے مکاتبت پر مجبور کیا گیا ہو۔ لہٰذا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس فعل کو ایک عدالتی فعل سمجھنے کے بجائے ہم اس معنی میں لیتے ہیں کہ وہ مسلمانوں کے درمیان محض قاضی ہی نہ تھے بلکہ افراد ملت کے ساتھ ان کا تعلق باپ اور اولاد کا سا تھا۔ بسا اوقات وہ بہت سے ایسے معاملات میں بھی دخل دیتے تھے جن میں ایک باپ تو دخل دے سکتا ہے مگر ایک حاکم عدالت دخل نہیں دے سکتا۔

بھلائی سے مراد تین چیزیں ہیں

ایک یہ کہ غلام میں مال کتابت ادا کرنے کی صلاحیت ہو، یعنی وہ کما کر یا محنت کر کے اپنی آزادی کا فدیہ ادا کر سکتا ہو جیسا کہ ایک مرسل حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان علمتم فیھم حرفۃ ولا ترسلوھم کلًا علی الناس، اگر تمہیں معلوم ہو کہ وہ کما سکتا ہے تو مکاتبت کرو۔ یہ نہ ہو کہ اسے لوگوں سے بھیک مانگتے پھرنے کے لیے چھوڑ دو۔

(ابن کثیر بحوالہ ابوداؤد)

دوسرے یہ کہ اس میں اتنی دیانت اور راست بازی موجود ہو کہ اس کے قول پر اعتماد کر کے معاہدہ کیا جا سکے۔ ایسا نہ ہو مکاتبت کر کے وہ مالک کی خدمت سے چھٹی بھی پالے اور جو کچھ اس دوران میں کمائے اسے کھا پی کر برابر بھی کر دے۔

تیسرے یہ کہ مالک اس میں ایسے برے اخلاقی رجحانات، یا اسلام اور مسلمانوں کے خلاف دشمنی کے ایسے تلخ جذبات نہ پاتا ہو جن کی بنا پر یہ اندیشہ ہو کہ اس کی آزادی مسلم معاشرے کے لیے خطرناک ہوگی۔ بالفاظ دیگر اس سے یہ توقع کی جا سکتی ہو کہ مسلم معاشرے کا ایک اچھا آزاد شہری بن سکے گا نہ کہ آستین کا سانپ بن کر رہے گا۔ یہ بات پیش نظر رہے کہ معاملہ جنگی قیدیوں کا بھی تھا جن کے بارے میں یہ احتیاطیں ملحوظ خاطر رکھنے کی ضرورت تھی۔ یہ عام حکم ہے جس کے مخاطب آقا بھی ہیں، عام مسلمان بھی اور اسلامی حکومت بھی ہے۔

مکاتب کے آقا کا کچھ حصہ مکاتبت کو معاف کرنے کا بیان

آقاؤں کی ہدایت ہے کہ مال کتابت میں سے کچھ نہ کچھ معاف کر دو، چنانچہ متعدد روایات سے ثابت ہے کہ صحابہ کرام اپنے مکاتبوں کو مال کتابت کا ایک معتد بہ حصہ معاف کر دیا کرتے تھے، حتیٰ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تو ہمیشہ حصہ معاف کیا ہے اور اس کی تلقین فرمائی ہے۔ (ابن جریر)

عام مسلمانوں کو ہدایت ہے کہ جو مکاتب بھی اپنا مال کتابت ادا کرنے کے لیے ان سے مدد کی درخواست کرے، وہ دل کھول کر اس کی امداد کریں۔

قرآن مجید میں زکوٰۃ کے جو مصارف بیان کیے گئے ہیں ان میں سے ایک فی الرقاب بھی ہے، یعنی گردنوں کو بند غلامی سے رہا کرانا (سورہ توبہ، آیت 60) اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک فک رقبہ گردن کا بند کھولنا ایک بڑی نیکی کا کام ہے۔

(سورہ بلد آیت 13)

حدیث میں ہے کہ ایک اعرابی نے آ کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا مجھے وہ عمل بتایئے جو مجھ کو جنت میں پہنچا دے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو نے بڑے مختصر الفاظ میں بہت بڑی بات پوچھ ڈالی۔ غلام آزاد کر، غلاموں کو آزادی حاصل کرنے میں مدد دے، کسی کو جانور دے تو خوب دودھ دینے والا دے، اور تیرا جو رشتہ دار تیرے ساتھ ظلم سے پیش آئے اس کے ساتھ نیکی کر۔ اور اگر یہ نہیں کر سکتا تو بھوکے کو کھانا کھلا، پیاسے کو پانی پلا، بھلائی کی تلقین کر، برائی سے منع کر۔ اور اگر یہ بھی نہیں کر سکتا تو اپنی زبان کو روک کر رکھ۔ کھلے تو بھلائی کے لیے کھلے ورنہ بند رہے (بیہقی فی شعب الایمان عن البراء بن عازب)

اسلامی حکومت کو بھی ہدایت ہے کہ بیت المال میں جو زکوۃ جمع ہو اس میں سے مکاتب غلاموں کی رہائی کے لیے ایک حصہ خرچ کریں۔

اس موقع پر یہ بات قابل ذکر ہے کہ قدیم زمانے میں غلام تین طرح کے تھے۔ ایک جنگی قیدی۔ دوسرے، آزاد آدمی جن کو پکڑ پکڑ کر غلام بنایا اور بیچ ڈالا جاتا تھا۔ تیسرے وہ جو نسلوں سے غلام چلے آ رہے تھے اور کچھ پتہ نہ تھا کہ ان کے آباء واجداد کب غلام بنائے گئے تھے اور دونوں قسموں میں سے کس قسم کے غلام تھے۔ اسلام جب آیا تو عرب اور بیرون عرب، دنیا بھر کا معاشرہ ان تمام اقسام کے غلاموں سے بھرا ہوا تھا اور سارا معاشی نظام مزدوروں اور نوکروں سے زیادہ ان غلاموں کے سہارے چل رہا تھا۔ اسلام کے سامنے پہلا سوال یہ تھا کہ یہ غلام جو پہلے سے چلے آ رہے ہیں ان کا کیا کیا جائے۔ اور دوسرا سوال یہ تھا کہ آئندہ کے لیے غلامی کے مسئلے کا کیا حل ہے۔

پہلے سوال کے جواب میں اسلام نے یہ نہیں کیا کہ یک لخت قدیم زمانے کے تمام غلاموں پر اسے لوگوں کے حقوق ملکیت ساقط کر دیتا، کیونکہ اس سے نہ صرف یہ کہ پورا معاشرتی و معاشی نظام مفلوج ہو جاتا، بلکہ عرب کو امریکہ کی خانہ جنگی سے بھی بدرجہا زیادہ سخت تباہ کن خانہ جنگی سے دوچار ہونا پڑتا اور پھر بھی اصل مسئلہ حل نہ ہوتا جس طرح امریکہ میں حل نہ ہو سکا اور سیاہ فام لوگوں کی ذات کا مسئلہ بہر حال باقی رہ گیا۔ اس احمقانہ طریق اصلاح کو چھوڑ کر اسلام نے فکّ رَقَبَہ کی ایک زبردست اخلاقی تحریک شروع کی اور تلقین وترغیب مذہبی احکام اور ملکی قوانین کے ذریعہ سے لوگوں کو اس بات پر ابھارا کہ یا تو آخرت کی نجات کے لیے طوعاً غلاموں کو آزاد کریں، یا اپنے قصوروں کے کفارے ادا کرنے کے لیے مذہبی احکام کے تحت انہیں رہا کریں، یا مالی معاوضہ لے کر ان کو چھوڑ دیں، اس تحریک میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خود 63 غلام آزاد کیے۔ آپ کی بیویوں میں سے صرف ایک بیوی حضرت عائشہ کے آزاد کردہ غلاموں کی تعداد 67 تھی۔ حضور کے چچا حضرت عباس نے اپنی زندگی میں 70 غلاموں کو آزاد کیا۔

حکیم بن حزام نے 100، عبداللہ بن عمر نے ایک ہزار، ذوالکلاع حمیری نے آٹھ ہزار، اور عبدالرحمن بن عوف نے تیس ہزار کو رہائی بخشی۔ ایسے ہی واقعات دوسرے صحابہ کی زندگی میں بھی ملتے ہیں جن میں حضرت ابوبکر اور حضرت عثمان کے نام بہت ممتاز ہیں۔ خدا کی رضا حاصل کرنے کا ایک عام شوق تھا جس کی بدولت لوگ کثرت سے خود اپنے غلام بھی آزاد کرتے تھے اور دوسروں سے بھی غلام خرید خرید کر آزاد کرتے چلے جاتے تھے۔ اس طرح جہاں تک سابق دور کے غلاموں کا تعلق ہے، وہ خلفائے راشدین کا زمانہ ختم ہونے سے پہلے ہی تقریباً سب کے سب رہا ہو چکے تھے۔

اب رہ گیا آئندہ کا مسئلہ۔ اس کے لیے اسلام نے غلامی کی اس شکل کو تو قطعی حرام اور قانوناً مسدود کر دیا کہ کسی آزاد آدمی کو پکڑ کر غلام بنایا اور بیچا اور خریدا جائے۔ البتہ جنگی قیدیوں کو صرف اس صورت میں غلام بنا کر رکھنے کی اجازت (حکم نہیں بلکہ اجازت) دی جب کہ ان کی حکومت ہمارے جنگی قیدیوں سے ان کا تبادلہ کرنے پر راضی نہ ہو، اور وہ خود بھی اپنا فدیہ ادا نہ کریں۔ پھر ان غلاموں کے لیے ایک طرف اس امر کا موقع کھلا رکھا گیا کہ وہ اپنے مالکوں سے مکاتبت کر کے رہائی حاصل کر لیں اور دوسری طرف وہ تمام ہدایات ان کے حق میں موجود رہیں جو قدیم غلاموں کے بارے میں تھیں کہ نیکی کا کام سمجھ کر رضائے الٰہی کے لیے انہیں آزاد

کیا جائے، یا گناہوں کے کفارے میں ان کو آزادی بخش دی جائے، یا کوئی شخص اپنی زندگی تک اپنے غلام کو غلام رکھے اور بعد کے لیے وصیت کر دے کہ اس کے مرتے ہیں وہ آزاد ہو جائے گا (جسے اسلامی فقہ کی اصطلاح میں تدبیر اور ایسے غلام کو مدبر کہتے ہیں)، یا کوئی شخص اپنی لونڈی سے تمتع کرے اور اس کے ہاں اولاد ہو جائے، اس صورت میں مالک کے مرتے ہیں وہ آپ سے آپ آزاد ہو جائے گی خواہ مالک نے وصیت کی ہو یا نہ کی ہو۔ یہ حل ہے جو اسلام نے غلامی کے مسئلے کا کیا ہے۔ جاہل معترضین اس کو سمجھے بغیر اعتراضات جڑتے ہیں، اور معذرت پیشہ حضرات اس کی معذرتیں پیش کرتے کرتے آخر کار اس امر واقعہ ہی کا انکار کر بیٹھتے ہیں کہ اسلام نے غلام کو کسی نہ کسی صورت میں باقی رکھا تھا۔

مکاتب غلاموں سے متعلق احکام کا بیان

قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ (وَالَّذِينَ يَبْتَغُونَ الْكِتَابَ مِمَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ فَكَاتِبُوْهُمْ اِنْ عَلِمْتُمْ فِيْهِمْ خَيْرًا) هٰذَا كِتَابٌ كَتَبَهُ فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ فِيْ صِحَّةٍ مِّنْهُ وَجَوَازِ اَمْرٍ لِفَتَاهُ النُّوبِيِّ الَّذِيْ يُسَمّٰى فُلَانًا وَّهُوَ يَوْمَئِذٍ فِيْ مِلْكِهِ وَيَدِهِ اِنِّيْ كَاتَبْتُكَ عَلٰى ثَلَاثَةِ الْاٰفِ دِرْهَمٍ وُضَحٍ جِيَادٍ وَّزْنِ سَبْعَةٍ مُّنَجَّمَةٍ عَلَيْكَ سِتُّ سِنِيْنَ مُتَوَالِيَاتٍ اَوَّلُهَا مُسْتَهَلَّ شَهْرِ كَذَا مِنْ سَنَةِ كَذَا عَلٰى اَنْ تَدْفَعَ اِلَيَّ هٰذَا الْمَالَ الْمُسَمّٰى مَبْلَغُهُ فِيْ هٰذَا الْكِتَابِ فِيْ نُجُوْمِهَا فَاَنْتَ حُرٌّ بِهَا لَكَ مَا لِلْاَحْرَارِ وَعَلَيْكَ مَا عَلَيْهِمْ فَاِنْ اَخْلَلْتَ شَيْئًا مِّنْهُ عَنْ مَّحِلِّهِ بَطَلَتِ الْكِتَابَةُ وَكُنْتَ رَقِيْقًا لَا كِتَابَةَ لَكَ وَقَدْ قَبِلْتُ مُكَاتَبَتَكَ عَلَيْهِ عَلَى الشُّرُوْطِ الْمَوْصُوْفَةِ فِيْ هٰذَا الْكِتَابِ قَبْلَ تَصَادُرِنَا عَنْ مَّنْطِقِنَا وَافْتِرَاقِنَا عَنْ مَّجْلِسِنَا الَّذِيْ جَرٰى بَيْنَنَا ذٰلِكَ فِيْهِ اَقَرَّ فُلَانٌ وَّفُلَانٌ۔

☆☆ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"تمہارے زیرِ ملکیت لوگوں میں سے جو لوگ کتابت کا معاہدہ کرنا چاہتے ہوں تم ان کے ساتھ کتابت کا معاہدہ کرلو اگر تمہیں ان میں بھلائی کا علم ہو"۔

(معاہدے کے الفاظ یہ ہوں گے:)

یہ وہ معاہدہ ہے جسے فلاں بن فلاں نے بقائمی ہوش وحواس تحریر کیا ہے اور یہ تحریر اس کے فلاں نوبی غلام کے بارے میں ہے جس کا نام فلاں ہے۔ اور وہ غلام اس وقت اس (مالک) کی ملکیت اور قبضے میں ہے میں تین ہزار کھرے درہموں کے عوض میں تمہارے ساتھ کتابت کا معاہدہ کر رہا ہوں۔ (ان میں سے ہر ایک درہم کا) وزن سات (مثقال) ہوگا اور یہ ادائیگی تم نے قسطوں میں کرنی ہوگی اور چھ مسلسل سالوں میں کرنی ہوگی اس کا آغاز فلاں سال کے فلاں مہینے سے ہو جائے گا اس طریقے کے ساتھ اس طے شدہ مال کی ادائیگی تم پر لازم ہوگی جس کی مقدار اس تحریر میں موجود ہے اور جو ادائیگی قسطوں میں کرنی ہے پھر تم آزاد ہو جاؤ گے تمہیں وہ تمام حقوق حاصل ہوں گے جو آزاد لوگوں کو حاصل ہوتے ہیں اور تم پر وہ تمام ذمہ داریاں عائد ہوں گی، جو آزاد لوگوں پر عائد ہوتی ہیں اگر تم نے ان میں سے کسی ایک چیز کو اپنے مخصوص مقام سے پیچھے کر دیا تو کتابت کا یہ معاہدہ باطل ہو جائے گا اور پھر تم عام غلام کی حیثیت اختیار کر جاؤ گے پھر تمہیں کتابت کے معاہدے کا حق حاصل نہیں رہے گا میں نے تمہارے ساتھ کتابت کا معاہدہ

ان شرائط کی بنیاد پر قبول کیا ہے، جس کا ذکر اس تحریر پر موجود ہے اور یہ شرائط ہم نے زبانی طور پر طے کی تھیں اور جس محفل میں ہمارے درمیان یہ شرائط طے ہوئی تھیں اس محفل سے جدا ہونے سے پہلے (ہم نے انہیں طے کرلیا تھا) فلاں اور فلاں اس کا اقرار کرتے ہیں۔

مکاتب کے لغوی معنی ومفہوم کا بیان

مکاتب اس غلام یا لونڈی کو کہتے ہیں جس کو مالک یہ کہہ دے کہ اگر تو اتنا روپیہ اتنی قسطوں میں ادا کردے تو تو آزاد ہے۔ لفظ مکاتب تاء کے زبر اور زیر ہر دو کے ساتھ منقول ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں والمکاتب بالفتح من تقع له الكتابة وبالكسر من تقع منه یعنی زبر کے ساتھ جس کے لیے کتابت کا معاملہ کیا جائے اور زیر کے ساتھ جس کی طرف سے کتابت کا معاملہ کیا جائے۔ تاریخ اسلام میں سب سے پہلے مکاتب حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ ہیں اور عورتوں میں حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا ہیں۔

مکاتبت کے فقہی مفہوم کا بیان

مکاتبت اصطلاح شریعت میں غلام وآقا کے درمیان معاہدے کا نام ہے۔ غلام اپنے آقا سے یہ کہے کہ میں کما کر اتنا مال تجھے دے دوں تو آزاد ہو جاؤں اور مالک اسے منظور کرے۔ یہ مکاتب اگرچہ ابھی غلام رہے گا۔ لیکن پیشہ یا تجارت اختیار کرنے کے باب میں خود مختار ہو جائے گا۔ پھر اگر شرط پوری ہوگئی تو آزاد ہو جائے گا۔ نہ پوری ہونے کی صورت میں غلام یا تو خود ہی مکاتبت فسخ کرالے ورنہ قاضی کرادے گا۔

مکاتب اس غلام کو کہتے ہیں جس کو ایک رقم معین کے ادا کرنے کے بعد آزادی کا حق حاصل ہو جاتا ہے، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اپنے غلاموں کو مکاتب بناتی تھیں؛ لیکن قبل اس کے کہ پورا معاوضہ یعنی بدل کتابت ادا کریں اس سے کسی قدر رقم لے کر جلد اسے جلد آزاد کردیتی تھیں۔ (موطا امام مالک کتاب العتق والولاء باب القطاعة فی الکتابة)

باب مکاتب کے شرعی ماخذ کا بیان

غلاموں کی آزادی کی ایک صورت یہ ہے کہ ان سے یہ شرط کرلی جائے کہ اتنی مدت میں وہ اس قدر رقم ادا کرکے آزاد ہو سکتے ہیں یہ حکم خود قرآن مجید میں مذکور ہے۔ فَكَاتِبُوهُمْ إِنْ عَلِمْتُمْ فِيهِمْ خَيْرًا ۔ (النور)

اگر تم کو غلاموں میں بھلائی نظر آئے تو ان سے مکاتبت کرلو۔

لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت سے پہلے یہ حکم وجوبی نہیں سمجھا جاتا تھا؛ لیکن آقا کو معاہدہ مکاتبت کرنے یا نہ کرنے کا اختیار تھا، لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عملاً اس حکم کو وجوبی قرار دیا؛ چنانچہ جب سیرین نے اپنے آقا حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مکاتبت کی درخواست کی اور انہوں نے اس کو منظور کرنے سے انکار کردیا، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو بلوا کر درے سے مارا اور قرآن مجید کی اس آیت کے رو سے ان کو معاہدہ کتابت کرنے کا حکم دیا۔ (صحیح بخاری کتاب المکاتب)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہمیشہ اس قسم کے غلاموں کی آزادی میں آسانیاں پیدا کرتے رہتے تھے، ایک بار ایک مکاتب غلام نے مال جمع کر کے بدل کتابت ادا کرنا چاہا؛ لیکن آقا نے یکمشت رقم لینے سے انکار کر دیا اور بااقساط لینا چاہا، وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا، تو انہوں نے کل رقم لے کر بیت المال میں داخل کروادی اور کہا، تم شام کو آنا میں تمہیں آزادی کا فرمان لکھدوں گا، اس کے بعد لینے یا نہ لینے کا تمہارے آقا کو اختیار ہوگا، آقا کو خبر ہوئی تو اس نے آکر یہ رقم وصول کر لی۔

(طبقات ابن سعد، تذکرہ ابوسعید المقبری)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں تین شخص ایسے ہیں کہ ان کی مدد کرنا اللہ نے اپنے ذمہ لے رکھا ہے راہ خدا میں لڑنے والا اور وہ مکاتب غلام جس کا دل کتابت ادا کرنے کا ارادہ ہو اور وہ شادی شدہ جو پاکدامن رہنا چاہتا ہو۔ (سنن ابن ماجہ: جلد دوم: رقم الحدیث، 676)

مکاتب بنانے کی شرعی حیثیت میں فقہی مذاہب کا بیان

اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے فرماتا ہے جو غلاموں کے مالک ہیں کہ اگر ان کے غلام ان سے اپنی آزادگی کی بابت کوئی تحریر کرنی چاہیں تو وہ انکار نہ کریں۔ غلام اپنی کمائی سے وہ مال جمع کر کے اپنے آقا کو دے دے گا اور آزاد ہو جائے گا۔ اکثر علماء فرماتے ہیں یہ حکم ضروری نہیں فرض و واجب نہیں بلکہ بطور استحباب کے اور خیر خواہی کے ہے۔ آقا کو اختیار ہے کہ غلام جب کوئی ہنر جانتا ہو اور وہ کہے کہ مجھ سے اسی قدر روپیہ لے لو اور مجھے آزاد کر دو تو اسے اختیار ہے خواہ اس قسم کا غلام اس سے اپنی آزادگی کی بابت تحریر چاہے وہ اس کی بات کو قبول کرلے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں، حضرت انس رضی اللہ عنہ کا غلام سیرین نے جو مالدار تھا ان سے درخواست کی کہ مجھ سے میری آزادی کی کتابت کرلو۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے انکار کر دیا، دربار فاروقی میں مقدمہ گیا، آپ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو حکم دیا اور ان کے نہ ماننے پر کوڑے لگوائے اور یہی آیت تلاوت فرمائی یہاں تک کہ انہوں نے تحریر لکھوادی۔ (بخاری) عطاء رحمۃ اللہ علیہ سے دونوں قول مروی ہیں۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول یہی تھا لیکن نیا قول یہ ہے کہ واجب نہیں۔ کیونکہ حدیث میں ہے مسلمان کا مال بغیر اس کی دلی خوشی کے حلال نہیں۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ واجب نہیں۔ میں نے نہیں سنا کہ کسی امام نے کسی آقا کو مجبور کیا ہو کہ وہ اپنے غلام کی آزادگی کی تحریر کر دے، اللہ کا یہ حکم بطور اجازت کے ہے نہ کہ بطور وجوب کے۔ یہی قول امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کا ہے۔

امام ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مختار قول وجوب کا ہے۔ خیر سے مراد امانت داری، سچائی، مال اور مال کے حاصل کرنے پر قدرت وغیرہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اگر تم اپنے غلاموں میں جو تم سے مکاتب کرنا چاہیں، مال کے کمانے کی صلاحیت دیکھو تو ان کی اس خواہش کو پوری کرو ورنہ نہیں کیونکہ اس صورت میں وہ لوگوں پر اپنا بوجھ ڈالیں گے یعنی ان سے سوال کریں گے اور رقم پوری کرنا چاہیں گے اس کے بعد فرمایا ہے کہ انہیں اپنے مال میں سے کچھ دو۔ یعنی جو رقم ٹھیر چکی ہے، اس میں سے

کچھ معاف کر دو۔ چوتھائی یا تہائی یا آدھا یا کچھ حصہ۔ یہ مطلب بھی بیان کیا گیا ہے کہ مال زکوۃ سے ان کی مدد کرو آقا بھی اور مسلمان بھی اسے مال زکوۃ دیں تا کہ وہ مقررہ رقم پوری کر کے آزاد ہو جائے۔ پہلے حدیث گزر چکی ہے کہ جن تین قسم کے لوگوں کی مدد اللہ پر برحق ہے ان میں سے ایک یہ بھی ہے لیکن پہلا قول زیادہ مشہور ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے غلام ابوامیہ نے مکاتبہ کیا تھا جب وہ اپنی رقم کی پہلی قسط لے کر آیا تو آپ نے فرمایا جاؤ اپنی اس رقم میں دوسروں سے بھی مدد طلب کرو اس نے جواب دیا کہ امیر المومنین آپ آخری قسط تک تو مجھے ہی محنت کرنے دیجئے۔ فرمایا نہیں مجھے ڈر ہے کہ کہیں اللہ کے اس فرمان کو ہم چھوڑ نہ بیٹھیں کہ انہیں اللہ کا وہ مال دو جو اس نے تمہیں دے رکھا ہے۔ پس یہ پہلی قسطیں تھیں جو اسلام میں ادا کی گئیں۔

ابن عمر رضی اللہ عنہ کی عادت تھی کہ شروع شروع میں آپ نہ کچھ دیتے تھے نہ معاف فرماتے تھے کیونکہ خیال ہوتا تھا کہ ایسا نہ ہو آخر میں یہ رقم پوری نہ کر سکے تو میرا دیا ہوا مجھے ہی واپس آ جائے۔ ہاں آخری قسطیں ہوتیں تو جو چاہتے اپنی طرف سے معاف کر دیتے۔ ایک غریب مرفوع حدیث میں ہے کہ چوتھائی چھوڑ دو۔ لیکن صحیح یہی ہے کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔

بعض جدید مفسرین کے نزدیک امر مکاتبت کے وجوب کا بیان

مولانا عبدالرحمٰن کیلانی لکھتے ہیں کہ واضح رہے کہ عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں معاشرے کا ایک کثیر حصہ غلاموں اور لونڈیوں پر مشتمل تھا۔ اور یہ معاشرہ کا جزو لاینفک بن چکا تھا۔ کسی شخص کی دولت کا معیار ہی یہ سمجھا جاتا تھا کہ اس کے پاس کتنے غلام ہیں۔ گویا یہ غلام ان آزاد لوگوں کی آمدنی کا ذریعہ بنتے تھے۔ منڈیوں میں غلاموں کا آزادانہ خرید وفروخت ہوتی تھی۔ جیسے ہمارے ہاں بھیڑوں اور گائے بھینسوں کی ہوتی ہے۔

اسلام نے اس اس غلام کے رواج کو سخت ناپسندیدہ سمجھا۔ غلاموں کی آزادی کے لئے ہر ممکن صورت اختیار کی لیکن شراب اور سود کی طرح اس کا کلی استیصال نہیں کیا۔ وجہ یہ ہے کہ تاقیامت جنگیں ہوتی رہیں گی اور قیدی بنتے رہیں گے۔ ایسے مواقع پر ایک غیر مسلم حکومت کے فوجی مفتوح قوم کی عورتوں پر جس طرح کی دست درازیاں کرتے اور ظلم وستم ڈھاتے ہیں وہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں۔ اسلام ایسی فحاشی اور ایسے مظالم کو حرام قرار دیتا ہے اور اس کے بجائے ملک یمین کی حلال راہیں کھولتا ہے۔ اسی اعلیٰ اخلاقی قدر کی بنا پر اسلام نے جنگی قیدیوں اور ملک یمین کا مکمل طور پر استیصال نہیں کیا۔

اسلام نے غلام کے رواج کی حوصلہ شکنی کے لئے بہت سے گناہوں کا کفارہ غلام کی آزادی قرار دیا۔ زکوۃ کے معارف میں سے ایک مصرف یہ بھی فرمایا۔ مسلمانوں کو بہت بڑے بڑے اجر کا وعدہ فرما کر غلاموں کو آزاد کرنے اور کرانے کی ترغیب دی۔ غرض یہ باب بھی بڑا طویل ہے۔ ایسے ہی ذرائع میں سے مکاتبت بھی غلاموں کی آزادی کا ایک ذریعہ ہے۔ مکاتیب کا لغوی معنی تو باہمی تحریر یا لکھا پڑھی ہے۔ اور اصطلاحاً اس سے مراد وہ (تحریری یا زبانی) معاہدہ ہے جو غلاموں کی آزادی کے سلسلہ میں مالک اور غلاموں کے درمیان باہمی رضامندی سے طے ہو جائے۔ مثلاً یہ کہ غلام یہ وعدہ کرے کہ میں اتنی رقم اتنی مدت کے بعد یا مدت کے اندر یکمشت یا بالاقساط ادا کروں گا اگر کوئی غلام اپنے مالک سے ایسی درخواست کرے تو مالک کو ایسی درخواست قبول کر لینا چاہئے۔ اس

معاہدہ پر مزید کسی شرط کے اضافہ کی مالک کے لئے گنجائش نہیں ہوتی جیسا کہ درج ذیل حدیث سے ظاہر ہے۔

عمر بن عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ بریرہ لونڈی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئی وہ اپنی کتابت کے سلسلہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مدد چاہتی تھی۔ انہوں نے کہا: "اگر تو چاہے تو میں تیرے مالکوں کو رقم ادا کردیتی ہوں مگر ولاء (تیرا ترکہ) میرا ہوگا" اور اس کے مالکوں نے اسے کہا: اگر تو چاہے کتابت کی بقایا رقم دے دے پھر خواہ وہ مجھے آزاد کردیں۔ مگر۔۔۔ ترکہ ہم ہی لیں گے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ جب آپ تشریف لائے تو میں نے آپ سے اس بات کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا: "تم بریرہ کو خرید کر آزاد کردو۔ اور ترکہ تو اسی کا ہوتا ہے جو آزاد کرے " پھر آپ منبر پر چڑھے اور فرمایا: "لوگوں کو کیا ہوگیا ہے جو ایسی شرطیں لگاتے ہیں جو اللہ کی کتاب میں نہیں ہیں۔ اور ایسی شرطیں جو اللہ کی کتاب میں نہ ہوں۔ خواہ کوئی سو شرطیں لگائے اسے کچھ بھی نہ ملے گا " (بخاری۔ کتاب الصلوۃ۔ باب ذکر البیع والشراء فی المسجد)

اور مالک کے لئے یہ امر وجوب کے لئے ہے۔ یعنی یہ نہیں ہوسکتا ہے کہ مالک اگر چاہے تو غلام کی مکاتبت کی درخواست کو قبول کرے اور چاہے تو نہ کرے اور مالک مکاتبت پر رضامند نہ ہو تو اسے اسلام حکومت کی طرف سے ایسے معاہدہ کے لئے مجبور کیا جائے۔ البتہ ایسی مکاتبت کے لئے ایک شرط اللہ تعالیٰ نے خود ہی بتلادی ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر مالک اپنی دیانتداری کے ساتھ اپنے لالچ کے بغیر یہ سمجھے کہ یہ آزادی فی الواقع غلام یا لونڈی کے حق میں بہتر نہ ہوگی۔ قید غلامی سے رہا ہوکر وہ چوری، بدکاری یا اور طرح طرح کی بدمعاشیاں نہ کرتا پھرے۔ اگر یہ اطمینان ہو تو اسے ضرور آزاد کردینا چاہئے۔ کہ وہ آزاد ہوکر معاشرہ میں اپنا مقام پیدا کرسکے اور اگر نکاح کرنا چاہے تو اپنے اختیار سے کرسکے۔ نیز کسی بھی میدان میں غلامی کی وجہ سے اس کے لئے میدان تنگ نہ ہو۔ یا پھر خیر کا یہ مطلب ہوسکتا ہے کہ آیا وہ اپنے اس عہد کو نباہ بھی سکتا ہے یا نہیں یعنی اپنے معاوضہ کی رقم ادا کرنے کے قابل ہے یا نہیں۔ (تفسیر تیسیر القرآن)

کتابت میں معین شرط لگانے کا بیان

حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ جس شخص نے اپنے غلام کو مکاتب کیا سونے یا چاندی پر اور اس کی کتابت میں کوئی شرط لگادی سفر یا خدمت یا اضحیہ کی لیکن اس شرط کو معین کردیا پھر مکاتب اپنے قسطوں کے ادا کرنے پر مدت سے پہلے قادر ہوگیا اور اس نے قسطیں ادا کردیں مگر یہ شرط اس پر باقی ہے تو وہ آزاد ہوجائے گا اور حرمت اس کی پوری ہوجائے گی اب اس شرط کو دیکھیں گے اگر وہ شرط ایسی ہے جو مکاتب کو خود ادا کرنا پڑتی ہے (جیسے سفر یا خدمت کی شرط) تو یہ مکاتب پر لازم نہ ہوگی اور نہ مولیٰ کو اس شرط کے پورا کرنے کا استحقاق ہوگا اور جو شرط ایسی ہے جس میں کچھ دینا پڑتا ہے جیسے اضحیہ یا کپڑے کی شرط تو یہ مانند روپوں اشرفیوں کے ہوگی اس چیز کی قیمت لگا کر وہ بھی اپنی قسطوں کے ساتھ ادا کردے گا جب تک ادا نہ کرے گا آزاد نہ ہوگا۔

حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ جب مکاتب مثل اس غلام کے ہے جس کو مولیٰ آزاد کردے دس برس تک خدمت کرنے کے بعد اگر مولیٰ مرجائے اور دس برس نہ گزرنے ہوں تو ورثاء کی خدمت میں دس برس پورے کرے گا اور ولاء اس کی اسی کو ملے گی جس نے اس کی آزادی ثابت کی یا اس کی اولاد کو مردوں میں سے یا عصبہ کو۔

حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ جو شخص اپنے مکاتب سے شرط لگائے تو سفر نہ کرنا یا نکاح نہ کرنا یا میرے ملک میں سے باہر نہ جانا بغیر میرے پوچھے ہوئے اگر تو ایسا کرے گا تو تیری کتابت باطل کر دینا میرے اختیار میں ہوگا۔ اس صورت میں کتابت کا باطل کرنا اس کے اختیار میں نہ ہوگا اگرچہ مکاتب ان کاموں میں سے کوئی کام کرے اگر مکاتب کی کتابت کو مولیٰ باطل کرے تو مکاتب کو چاہیے کہ حاکم کے سامنے فریاد کرے وہ حکم کر دے کہ کتابت باطل نہیں ہوسکتی مگر اتنی بات ہے کہ مکاتب کو نکاح کرنا یا سفر کرنا یا ملک سے باہر جانا بغیر مولیٰ کے پوچھے ہوئے درست نہیں ہے خواہ اس کی شرط ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ آدمی اپنے غلام کو سو دینار کے بدلے میں مکاتب کرتا ہے اور غلام کے پاس ہزار دینار موجود ہوتے ہیں تو وہ نکاح کر کے ان دیناروں کو مہر کے بدلے میں تباہ ہو کر پھر عاجز ہو کر مولیٰ کے پاس آتا ہے نہ اس کے پاس مول ہوتا ہے نہ اور کچھ اس میں سراسر مولیٰ کا نقصان ہے یا مکاتب سفر کرتا ہے اور قسطوں کے دن آ جاتے ہیں لیکن وہ حاضر نہیں ہوتا تو اس میں مولیٰ کا حرج ہوتا ہے اسی نظر سے مکاتب کو درست نہیں کہ بغیر مولیٰ کے پوچھے ہوئے نکاح کرے یا سفر کرے بلکہ ان امورات کا اختیار کرنا مولیٰ کو ہے چاہے اجازت دے چاہے منع کرے۔ (موطا امام مالک: جلد اول: رقم الحدیث، 1179)

حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ جب مکاتب کی قسط کی بیع درست نہیں کیونکہ اس میں دھوکہ ہے اس واسطے کہ اگر مکاتب عاجز ہو گیا تو اس کے ذمے جو روپیہ تھا باطل ہو گیا اور اگر مکاتب مر گیا یا مفلس ہو گیا اور اس پر لوگوں کے قرضے ہیں تو جس شخص نے اس کی قسط خریدی تو وہ قرض خواہوں کے برابر نہ ہوگا بلکہ مثل مکاتب کے مولیٰ کے ہوگا اور مولیٰ مکاتب کے قرض خواہوں کے برابر نہیں ہوتا اسی طرح خراج مولیٰ کا اگر غلام کے ذمے پر جمع ہو جائے تب بھی مولیٰ اور قرض خواہوں کے برابر نہ ہوگا۔

حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ مکاتب اگر اپنی کتابت کو خرید لے نقد روپیہ اشرفی کے بدلے میں یا کسی اسباب کے بدلے میں جو بدل کتابت کی جنس سے نہ ہو یا اسی جنس سے مؤجل ہو یا معجل ہو تو درست ہے۔

مکاتب کی قیمت ایک ہزار دراہم اور وصیت کا بیان

حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ اگر مولیٰ مرتے وقت اپنے مکاتب کو آزاد کر دے تو مکاتب کی اس حالت میں جس میں وہ ہے قیمت لگا دیں گے اگر قیمت اس کی بدل کتابت سے کم ہے تو ثلث مال میں وہ قیمت مکاتب کو معاف ہو جائے گی اور جس قدر بدل کتابت اس پر باقی ہے اس کی مقدار کی طرف خیال نہ آئے گا وہ اگر کسی کے ہاتھ سے مارا جائے تو اس کے قاتل پر قتل کے دن کی قیمت لازم آئے گی اور اگر مجروح ہو تو زخمی کرنے والے پر اس دن کی دیت لازم آئے گی اور ان سب امور میں کتابت کی مقدار کی طرف خیال نہ کریں گے کیونکہ جب تک اس پر بدل کتابت میں سے باقی ہے وہ غلام ہے البتہ اگر بدل کتابت قیمت سے کم باقی ہے تو جس قدر بدل کتابت باقی رہ گیا ہے وہ ثلث مال میں معاف ہو جائے گا گویا میت نے مکاتب کے واسطے اس قدر مال کی وصیت کی۔

حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ تفسیر اس کی یہ ہے مثلاً قیمت مکاتب کی ہزار درہم ہوں اور بدل کتابت میں اس پر سو درہم باقی ہوں تو گویا مولیٰ نے اس کے لیے سو درہم کی وصیت کی اگر ثلث مال میں سے سو درہم کی وصیت کی اگر ثلث مال میں

سے سو درہم نکل سکیں تو آزاد ہو جائے گا۔

حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ جو شخص اپنے غلام کو مکاتب کرے مرتے وقت تو اس کی قیمت لگا دیں گے اگر ثلث مال میں گنجائش ہو گی تو یہ عقد کتابت جائز ہو گا۔

حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ اس کی تفسیر یہ ہے کہ غلام کی قیمت ہزار دینار ہو اور مولیٰ اس کو مرتے وقت دو سو دینار کو مکاتب کر گیا اور ثلث مال مولیٰ کا ہزار دینار کے مقدار ہو تو کتابت جائز ہو گی گویا یہ مولیٰ نے وصیت کی اپنے مکاتب کے لیے ثلث مال میں اگر مولیٰ نے اور بھی لوگوں کو وصیتیں کی ہیں اور ثلث مال مکاتب کی قیمت سے زیادہ نہیں ہے تو پہلے کتابت کی وصیت کو ادا کریں گے کیونکہ کتابت کا نتیجہ آزادی ہے اور آزادی اور وصیتوں پر مقدم ہے پھر اور وصیت والوں کو حکم ہو گا کہ مکاتب کا پیچھا کریں اور اس سے اپنی وصیتیں وصول کریں اور میت کے وارثوں کو اختیار ہے چاہیں وصیت والوں کو ان کی وصیتیں ادا کریں اور مکاتب کی کتابت آپ لے لیں اگر چاہیں مکاتب کو اور اس کے بدل کتابت کو وصیت والوں کے حوالے کر دیں کیونکہ ثلث مال مکاتب ہی میں رہ گیا ہے اور اس واسطے کہ جب کوئی شخص وصیت کرے پھر اس کے وارث یہ کہیں کہ یہ وصیت ثلث سے زیادہ ہے اور میت نے اپنے اختیار سے زیادہ تصرف کیا تو اس کے ورثہ کو اختیار ہو گا چاہیں تو وصیت والوں کو ان کی وصیتیں ادا کریں اور چاہیں تو میت کا ثلث مال وصیت والوں کے سپرد کر دیں اگر وارثوں نے مکاتب کو وصیت والوں کے سپرد کر دیا تو بدل کتابت وصیت والوں کا ہو جائے گا اب اگر مکاتب نے بدل کتابت ادا کر دیا تو سب وصیت والے اپنے حصوں کے موافق بانٹ لیں گے اگر مکاتب عاجز ہو گیا تو وصیت والوں کا غلام ہو جائے گا اب وصیت والے اس غلام کو وارثوں پر پھیر نہیں سکتے کیونکہ وارثوں نے اپنے اختیار سے اسے چھوڑ دیا اور اس واسطے کہ وصیت والوں کو جب وہ غلام مل گیا تو وہ اس کے ضامن ہو گئے اگر وہ غلام مر جاتا تو وارثوں سے یہ کچھ نہ لے سکتے اگر مکاتب بدل کتابت ادا کرنے سے پہلے مر گیا اور بدل کتابت سے زیادہ مال چھوڑ گیا تو وہ مال وصیت والوں کو ملے گا اگر مکاتب نے بدل کتابت ادا کر دیا تو وہ آزاد ہو جائے گا اور ولاء اس کی مکاتب کرنے والے کے عصبوں کو ملے گی۔

حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ جس مکاتب پر مولیٰ کے ہزار درہم آتے ہوں پھر مولیٰ مرتے وقت ہزار درہم معاف کر دے تو مکاتب کی قیمت لگائی جائے گی اگر اس کی قیمت ہزار درہم ہوں گے تو گویا دسواں حصہ کتابت کا معاف ہوا اور قیمت کی رو سے دو سو درہم ہوئے تو گویا دسواں حصہ قیمت کا اس نے معاف کر دیا اس کی مثال ایسی ہے کہ اگر مولیٰ سب بدل کتابت کو معاف کر دیتا تو ثلث مال میں صرف مکاتب کی قیمت کا حساب ہوتا یعنی ہزار درہم کا اگر نصف معاف کرتا تو ثلث مال میں نصف کا حساب ہوتا اگر اس سے کم زیادہ ہو وہ بھی اسی حساب سے ہے۔ (موطا امام مالک: جلد اول: رقم الحدیث، 1183)

غلام کی اقساط میں سے معاف کرنے کا بیان

حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ جو شخص مرتے وقت اپنے مکاتب کو ہزار درہم میں سے معاف کر دے مگر یہ نہ کہے کہ کون سی قسط میں یہ معافی ہو گی اول میں یا آخر میں تو ہر قسط میں سے دسواں حصہ معاف کیا جائے گا۔

حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ جب آدمی اپنے مکاتب کو ہزار درہم اول کتابت یا آخر کتابت میں معاف کردے اور بدل کتابت تین ہزار درہم ہوں تو مکاتب کی قیمت لگادیں گے پھر اس قیمت کو تقسیم کریں گے ہر ایک ہزار پر جو ہزار کہ مدت اس کی کم ہے اس کی قیمت کم ہوگی بہ نسبت اس ہزار کے جو اس کے بعد ہے اسی طرح جو ہزار سب کے اخیر میں ہوگا اس کی قیمت سب سے کم ہوگی کیونکہ جس قدر میعاد بڑھتی جائے گی اسی قدر قیمت گھٹتی جائے گی پھر جس ہزار پر معافی ہوئی ہے اس کی جو قیمت ان کو پڑے گی وہ ثلث مال میں سے وضع کی جائے گی اگر اس سے کم زیادہ ہو وہ بھی اسی حساب سے ہے۔

حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ جس شخص نے مرتے وقت ربع مکاتب کی کسی کے لیے وصیت کی اور ربع کو آزاد کر دیا پھر وہ شخص مرگیا بعد اس کے مکاتب مرگیا اور بدل کتابت سے زیادہ مال چھوڑ گیا تو پہلے مولیٰ کے وارثوں کو اور موصی لہ کو جس قدر بدل کتابت باقی تھا دلا دیں گے پھر جس قدر مال بچ جائے گا ثلث اس میں سے موصی لہ کو ملے گا اور دو ثلث وارثوں کو۔

حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ جس مکاتب کو مولیٰ مرتے وقت آزاد کردے اور ثلث میں سے وہ آزاد نہ ہو سکے تو جس قدر گنجائش ہوگی اسی قدر آزاد ہوگا اور بدل کتابت میں سے اتنا وضع ہو جائے گا مثلاً مکاتب پر پانچ ہزار درہم تھے اور اس کی قیمت دو ہزار درہم تھی اور میت کا ثلث مال ہزار درہم ہے تو نصف مکاتب آزاد ہو جائے گا اور نصف بدل کتابت یعنی اڑھائی ہزار روپیہ ساقط ہو جائیں گے۔

حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ اگر ایک شخص نے وصیت کی کہ فلانا غلام میرا آزاد ہے اور فلانے کو مکاتب کرنا پھر ثلث مال میں دونوں کی گنجائش نہ ہو تو آزادی مقدم ہوگی کتابت پر ہے۔ (موطا امام مالک: جلد اول: رقم الحدیث، 1183)

باب تَدْبِيرٍ

یہ باب غلام کو مدبر بنانے کے بیان میں ہے

هٰذَا كِتَابٌ كَتَبَهُ فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ لِفَتَاهُ الصَّقْلِيِّ الْخَبَّازِ الطَّبَّاخِ الَّذِي يُسَمَّى فُلَانًا وَهُوَ يَوْمَئِذٍ فِي مِلْكِهِ وَيَدِهِ إِنِّي دَبَّرْتُكَ لِوَجْهِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَرَجَاءِ ثَوَابِهِ فَأَنْتَ حُرٌّ بَعْدَ مَوْتِي لَا سَبِيلَ لِأَحَدٍ عَلَيْكَ بَعْدَ وَفَاتِي إِلَّا سَبِيلَ الْوَلَاءِ فَإِنَّهُ لِي وَلِعَقِبِي مِنْ بَعْدِي أَقَرَّ فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ بِجَمِيعِ مَا فِي هٰذَا الْكِتَابِ طَوْعًا فِي صِحَّةٍ مِنْهُ وَجَوَازِ أَمْرٍ مِنْهُ بَعْدَ أَنْ قُرِئَ ذٰلِكَ كُلُّهُ عَلَيْهِ بِمَحْضَرٍ مِنَ الشُّهُودِ الْمُسَمَّيْنَ فِيهِ فَأَقَرَّ عِنْدَهُمْ أَنَّهُ قَدْ سَمِعَهُ وَفَهِمَهُ وَعَرَفَهُ وَأَشْهَدَ اللّٰهَ عَلَيْهِ وَكَفَى بِاللّٰهِ شَهِيدًا ثُمَّ مَنْ حَضَرَهُ مِنَ الشُّهُودِ عَلَيْهِ أَقَرَّ فُلَانٌ الصَّقْلِيُّ الطَّبَّاخُ فِي صِحَّةٍ مِنْ عَقْلِهِ وَبَدَنِهِ أَنَّ جَمِيعَ مَا فِي هٰذَا الْكِتَابِ حَقٌّ عَلَى مَا سُمِّيَ وَوُصِفَ فِيهِ .

☆☆ یہ وہ تحریر ہے' جسے فلاں بن فلاں نے اپنے فلاں غلام کے لیے تحریر کیا ہے' جو لوہے کو صیقل کرتا ہے' نان بائی ہے' باورچی ہے' جس کا نام فلاں ہے اور وہ اس دن اس (تحریر کرنے والے) کی ملکیت اور قبضے میں ہے' میں تمہیں اللہ کی رضا کے حصول کے لیے اور اس کے ثواب کے حصول کی اُمید رکھتے ہوئے مدبر قرار دیتا ہوں' میرے مرنے کے بعد تم آزاد شمار ہو گے اور کسی

شخص کو تم پر کوئی اختیار حاصل نہیں ہوگا' البتہ ولاء کا حق باقی رہے گا' چونکہ وہ میرے لیے ہوگی اور میرے بعد میرے ورثاء کے لیے ہو گی۔ فلاں بن فلاں اس تحریر میں موجود تمام باتوں کا بقائمی ہوش وحواس اقرار کرتا ہے' یہ تمام تحریر گواہوں کی موجودگی میں اس کے سامنے پڑھی گئی ہے' جن کا نام یہاں ذکر کر دیا گیا ہے' اس نے ان گواہوں کی موجودگی میں اس بات کا اقرار کیا ہے' اس نے اس تحریر کو سنا ہے' اُسے سمجھا ہے' اُسے جان لیا ہے اور اُس نے اس بات پر اللہ کو گواہ بنالیا ہے اور گواہ ہونے کے لیے اللہ تعالیٰ ہی کافی ہے۔ پھر وہ اس کے بعد وہ گواہ کافی ہیں' جو یہاں موجود ہیں، فلاں صیقل کرنے والا اور باورچی غلام بھی بقائمی ہوش وحواس اس بات کا اقرار کرتا ہے' اس تحریر میں جو کچھ موجود ہے' وہ سب ٹھیک ہے اور اُس کے مطابق جو بیان کیا گیا، اور جس کی صفت کا تذکرہ کیا گیا۔

مدبر غلام بنانے کا بیان

جابر کہتے ہیں کہ ایک انصاری نے اپنے غلام کو مدبر کیا اور اس کے پاس اس غلام کے علاوہ اور کوئی مال نہیں تھا، جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس غلام کو مجھ سے کون خریدتا ہے؟ چنانچہ ایک شخص نعیم ابن نحام نے اس غلام کو آٹھ سو درہم کے عوض خرید لیا۔ (بخاری ومسلم، مشکوۃ المصابیح: جلد سوم: رقم الحدیث، 578)

مسلم کی ایک روایت میں یوں ہے کہ "چنانچہ نعیم ابن عبداللہ عدوی نے اس غلام کو آٹھ سو درہم کے عوض خرید لیا۔ انہوں نے آٹھ سو درہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ درہم اس شخص کو دے دیئے (جس کا وہ غلام تھا) اور فرمایا کہ تم اس رقم کو سب سے پہلے اپنی ذات پر خرچ کرو اور اس کے ذریعہ ثواب حاصل کرو اور اس کے بعد اگر کچھ بچ جائے تو اس کو اپنے اہل وعیال پر خرچ کرو، اگر ان پر خرچ کرنے کے بعد بھی بچ جائے تو رشتہ داروں پر خرچ کرو اور اگر ان پر خرچ کرنے کے بعد بھی کچھ بچ جائے تو اس کو اس طرح اور اس طرح خرچ کرو۔

راوی کہتے ہیں کہ اس طرح سے مراد یہ ہے کہ اس کو اپنے آگے اپنے دائیں اور اپنے بائیں خرچ کرو (یعنی تمہارے لئے آگے اور دائیں بائیں جو سائل جمع ہوں ان کو اللہ واسطے دے دو)۔

مدبر " کرنے کے معنی یہ ہیں کہ کوئی شخص اپنے غلام سے یہ کہہ دے کہ تم میرے مرنے کے بعد آزاد ہو، چنانچہ اس حدیث کے ظاہری مفہوم کے مطابق ایسے غلام کو بیچنا حضرت امام شافعی اور حضرت امام محمد کے نزدیک جائز ہے، حضرت امام اعظم ابوحنیفہ یہ فرماتے ہیں کہ مدبر دو طرح کے ہوتے ہیں ایک تو مدبر مطلق اور دوسرا مدبر مقید۔ مدبر مطلق تو وہ غلام ہے جس کا مالک اسے یوں کہے کہ میرے مرنے کے بعد تم آزاد ہو۔ اور مدبر مقید وہ غلام ہے جس سے اس کا مالک یوں کہے کہ اگر میں اس بیماری میں مر جاؤں تو تم آزاد ہو۔ "مدبر مطلق کا حکم تو یہ ہے کہ ایسے غلام کو آزادی کے علاوہ کسی اور صورت میں اپنی ملکیت سے نکالنا مالک کے لئے جائز نہیں ہے یعنی وہ مالک اس غلام کو آزاد تو کر سکتا ہے لیکن نہ تو اس کو فروخت کر سکتا ہے اور نہ ہبہ کر سکتا ہے، ہاں اس سے خدمت لینا جائز ہے، اسی طرح اگر لونڈی ہو تو اس سے جماع کرنا بھی جائز ہے اور اس کی مرضی کے بغیر اس کا نکاح کرنا بھی جائز ہے ایسا غلام اپنے مالک کے مرنے کے بعد اس کے تہائی مال میں سے آزاد ہو جاتا ہے۔

اور اگر تہائی مال میں سے پورا آزاد نہ ہو سکا ہو تو پھر تہائی مال کے بقدر (جزوی طور پر ہی آزاد ہوگا) مدبر مطلق کے برخلاف مدبر مقید کو بیچنا جائز ہے اور اگر وہ شرط پوری ہو جائے یعنی مالک اس مرض میں مر جائے تو پھر جس طرح مدبر مطلق اپنے مالک کے مر جانے کے بعد آزاد ہو جاتا ہے اسی طرح مدبر مقید بھی آزاد ہو جائے گا! لہٰذا امام ابوحنیفہ اس حدیث کے مفہوم میں تاویل کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس مدبر کو فروخت فرمایا وہ مدبر مقید ہوگا۔

بابُ عِتْقٍ

یہ باب آزادی کے بیان میں ہے

هٰذَا كِتَابٌ كَتَبَهُ فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ طَوْعًا فِيْ صِحَّةٍ مِّنْهُ وَجَوَازِ اَمْرٍ وَّذٰلِكَ فِيْ شَهْرِ كَذَا مِنْ سَنَةِ كَذَا لِفَتَاهُ الرُّوْمِيِّ الَّذِيْ يُسَمَّى فُلَانًا وَّهُوَ يَوْمَئِذٍ فِيْ مِلْكِهٖ وَيَدِهٖ اِنِّيْ اَعْتَقْتُكَ تَقَرُّبًا اِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَابْتِغَاءً لِجَزِيْلِ ثَوَابِهٖ عِتْقًا بَتًّا لَا مَثْنَوِيَّةَ فِيْهِ وَلَا رَجْعَةَ لِيْ عَلَيْكَ فَاَنْتَ حُرٌّ لِوَجْهِ اللّٰهِ وَالدَّارِ الْاٰخِرَةِ لَا سَبِيْلَ لِيْ وَلَا لِاَحَدٍ عَلَيْكَ اِلَّا الْوَلَاءَ فَاِنَّهٗ لِيْ وَلِعَصَبَتِيْ مِنْ بَعْدِيْ .

☆☆ یہ وہ تحریر ہے جسے فلاں بن فلاں نے بقائمی ہوش وحواس اپنی رضامندی کے ساتھ تحریر کیا ہے، اور یہ فلاں سال کے فلاں مہینے میں فلاں رومی غلام کے لیے ہے جس کا نام یہ ہے اور وہ اس تحریر کے وقت اس شخص کی ملکیت اور قبضے میں ہے میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قرب کے حصول کے لیے اور اس سے اجر وثواب کی طلب رکھتے ہوئے تمہیں آزاد کرتا ہوں اور اس طریقے کے ساتھ آزاد کر رہا ہوں جس میں کوئی استثناء نہیں ہے اور جس میں مجھے تم سے رجوع کرنے کا کوئی حق نہیں ہوگا تم اللہ کی رضا کے لیے اور آخرت میں (میرے اجر وثواب کے لیے) آزاد ہو اب میرا تم پر کوئی اختیار نہیں ہے اور نہ ہی کسی اور کا تم پر کوئی اختیار ہے البتہ ولاء کا حکم مختلف ہے کیونکہ وہ مجھے اور میرے بعد میرے خاندان والوں کو ملے گی۔

اعتاق کا لغوی وشرعی مفہوم

عتاق کا لغوی معنی ہے۔ آزاد کرنا، جبکہ اصطلاح شرعی میں مالک کا کسی غلام کو اپنی ملکیت سے آزاد کر دینے کا نام عتاق ہے۔ عتق اور عتیق کا معنی آزادی ہے جس طرح حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا لقب مبارک عتیق ہے۔ اور اس لقب مبارک کا سبب یہ ہے۔ کہ آپ کی والدہ ماجدہ کی اولاد زندہ نہیں رہتی تھی، جب آپ کی ولادت شریفہ ہوئی تو آپ کی والدہ محترمہ آپ کو بیت اللہ شریف لے گئیں اور دعا کی: "اے اللہ انہیں موت سے آزاد کر کے میری خاطر زندگی عطا فرما دے" دعا قبول ہوئی اور آپ کا لقب مبارک عتیق ہو گیا۔ (مختصر تاریخ دمشق جلد 13 ص 35، شرح مواہب زرقانی، ج 1، ص 445)

اعتاق کے اسباب کا بیان

اعتاق کے اسباب کثیر ہیں۔

مِنْهَا الْاِعْتَاقُ ، وَمِنْهَا دَعْوَى النَّسَبِ ، وَمِنْهَا الْاِسْتِيْلَادُ ، وَمِنْهَا مِلْكُ الْقَرِيْبِ ، وَمِنْهَا زَوَالُ يَدِ

الْکَافِرِ عَنْهُ كَمَا إِذَا اشْتَرَى الْحَرْبِيُّ فِي دَارِنَا عَبْدًا مُسْلِمًا فَدَخَلَ بِهِ فِي دَارِ الْحَرْبِ فَإِنَّهُ يَعْتِقُ فِي قَوْلِ أَبِي حَنِيفَةَ، وَمِنْهَا الْإِقْرَارُ بِحُرِّيَّةِ الْعَبْدِ إِذَا اشْتَرَاهُ بَعْدَ ذَلِكَ .

قرآن کے مطابق غلاموں کو آزاد کرنے کا بیان

(۱) وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّقْتُلَ مُؤْمِنًا اِلَّا خَطَئًا وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَئًا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَّدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰى اَهْلِهٖ اِلَّا اَنْ يَّصَّدَّقُوْا فَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَّكُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ فَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰى اَهْلِهٖ وَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ تَوْبَةً مِّنَ اللّٰهِ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۔ (النساء، ۹۲)

اور مسلمانوں کو نہیں پہنچتا کہ مسلمان کا خون کرے مگر ہاتھ بہک کر اور جو کسی مسلمان کو نادانستہ قتل کرے تو اس پر ایک مملوک مسلمان کا آزاد کرنا ہے اور خون بہا کہ مقتول کے لوگوں کو سپرد کی جائے مگر یہ کہ وہ معاف کر دیں پھر اگر وہ اس قوم سے ہو جو تمہاری دشمن ہے۔ اور خود مسلمان ہے تو صرف ایک مملوک مسلمان کا آزاد کرنا اور اگر وہ اس قوم میں ہو کہ تم میں ان میں معاہدہ ہے تو اس کے لوگوں کو خوں بہا سپرد کی جائے اور ایک مسلمان مملوک آزاد کرنا۔ تو جس کا ہاتھ نہ پہنچے۔ وہ لگاتار دو مہینے کے روزے رکھے۔ یہ اللہ کے یہاں اس کی توبہ ہے اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے۔ (کنز الایمان)

(۲) وَالَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَآسَّا ذٰلِكُمْ تُوْعَظُوْنَ بِهٖ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۔ (مجادلہ، ۳)

اور وہ جو اپنی بیبیوں کو اپنی ماں کی جگہ کہیں۔ پھر وہی کرنا چاہیں جس پر اتنی بڑی بات کہہ چکے۔ تو ان پر لازم ہے۔ ایک بردہ آزاد کرنا۔ قبل اس کے کہ ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں یہ ہے جو نصیحت تمہیں کی جاتی ہے اور اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے۔

(۳) فَكَاتِبُوْهُمْ اِنْ عَلِمْتُمْ فِيْهِمْ خَيْرًا ۔ (النور) اگر تم کو غلاموں میں بھلائی نظر آئے تو ان سے مکاتبت کر لو۔

احادیث کے مطابق غلاموں کو آزاد کرنے کا بیان

(۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے کسی مسلمان آدمی کو آزاد کیا تو اللہ تعالیٰ اس کے ہر عضو کے عوض آزاد کرنے والے کے عضو کو (جہنم کی) آگ سے نجات دے گا سعید بن مرجانہ کا بیان ہے کہ میں علی بن حسین کے پاس گیا اور ان کے سامنے یہ حدیث بیان کی تو انہوں نے اپنے ایک غلام کا قصد کیا جس کی قیمت عبداللہ بن جعفر دس ہزار درہم یا ایک ہزار دینار دینے کو تیار تھے اس کو آزاد کر دیا۔

(صحیح بخاری: جلد اول: رقم الحدیث، 2369)

(۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو کسی قوم کی اجازت کے بغیر ان کے آزاد کردہ غلام کا مولی بن جائے اس پر اللہ، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہو اس کا قیامت کے دن نہ کوئی نفل قبول ہوگا نہ

فرض۔(صحیح مسلم: جلد دوم: رقم الحدیث، 1299)

(۳) حضرت عمرو بن شعیب، اپنے والد سے اور وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مکاتب اس وقت تک غلام ہی ہے جب تک کہ اس کے بدل کتابت میں سے ایک درہم بھی باقی ہے۔ (سنن ابوداؤد: جلد سوم: رقم الحدیث، 535 حدیث مرفوع)

(۴) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت بریرہ رضی اللہ عنہ کو خریدنے کا ارادہ فرمایا تو اس کے آقاؤں نے ولاء کی شرط رکھ دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ولاء اسی کا حق ہے جو آزاد کرے یا فرمایا جو نعمت کا والی ہو۔ اس باب میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اہل علم کا اس حدیث پر عمل ہے۔ (جامع ترمذی: جلد اول: رقم الحدیث، 2226، حدیث متواتر حدیث مرفوع)

(۵) حضرت ابن عباس بیان فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس مرد کی باندی سے اس کی اولاد ہو جائے تو وہ باندی اس کے (انتقال) بعد آزاد ہو جائے گی۔ (سنن ابن ماجہ: جلد دوم: رقم الحدیث، 673، حدیث مرفوع)

(۶) حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مشترک غلام میں سے اپنا حصہ آزاد کر دے اور اس شخص کے پاس اتنا مال کہ غلام کی قیمت دے سکے تو اس غلام کی قیمت لگا کر ہر ایک شریک کو موافق حصہ ادا کرے گا اور غلام اس کی طرف سے آزاد ہو جائے گا اور اگر اس کے پاس مال نہیں ہے تو جس قدر اس غلام میں سے آزاد ہوا ہے اتنا ہی حصہ آزاد رہے گا۔ (موطا امام مالک: جلد اول: رقم الحدیث، 1150 حدیث مرفوع)

(۷) حضرت ابوذر کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غلام تمہارے بھائی ہیں اور دین وخلقت کے اعتبار سے تمہاری ہی طرح ہیں ان کو اللہ تعالیٰ نے تمہاری آزمائش کے لئے ماتحت بنایا ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ جس شخص کے بھائی کو اس کا ماتحت بنائے یعنی جو شخص کسی غلام کا مالک بنے تو اس کو چاہئے کہ وہ جو خود کھائے وہی اسکو بھی کھلائے اور جو خود پہنے وہی اسکو بھی پہنائے نیز اس سے کوئی ایسا کام نہ لے جو اس کی طاقت سے باہر ہو اور اگر کوئی ایسا کام اس سے لئے جائے جو اس کی طاقت سے باہر ہو تو اس کام میں خود بھی اس کی مدد کرے (مشکوۃ المصابیح، جلد سوم: رقم الحدیث، 539، حدیث مرفوع)

غلامی کی ابتداء وتاریخی تجزیہ

غلامی کی ابتدا اس طرح ہوتی ہے کہ ایک بدقسمت شخص میدان جنگ میں گرفتار ہو جاتا ہے گرفتاری کے بعد مال غنیمت کے ساتھ اس کی تقسیم ہوتی ہے اور وہ ایک خاص شخص کی ملک بن جاتا ہے اس کیبعد اپنے آقا کی شخصی حکومت کے ساتھ اس کو سلطنت کے عام قوانین کے ماتحت زندگی بسر کرنا ہوتی ہے اس لئے اگر کسی قوم کی نسبت یہ سوال ہو کہ غلاموں کے متعلق اس کا کیا طرز عمل تھا؟ تو بہ ترتیب حسب ذیل عنوانات میں یہ سوال کیا جاسکتا ہے۔

(۱)۔ حالت قید میں ان کے ساتھ کیا برتاو کیا گیا؟

(۲)۔ آقا نے غلام کو غلام بنا کر رکھا یا آزاد کر دیا؟
(۳)۔ غلاموں کو کیا کیا ملکی حقوق دیئے اور بادشاہ کا غلاموں کے ساتھ کیا طرز عمل رہا؟
صحابہ کرام کے زمانے میں جو لوگ غلام بنائے گئے ہم ان کے متعلق اسی ترتیب سے بحث کرتے ہیں۔

اسیران جنگ کا قتل نہ کرنے کا بیان

اسلام سے پہلے مہذب سے مہذب ملکوں میں غلاموں کو قید کر کے بے دریغ قتل کر دیا جاتا تھا، چنانچہ تاریخ قدیم میں اس کی بکثرت مثالیں ملتی ہیں، لیکن قرآن مجید میں اسیران جنگ کے متعلق یہ حکم ہے۔

حَتّٰی اِذَا اَثْخَنْتُمُوْهُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ فَاِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَاءً ۔ (سورۃ محمد)

یہاں تک کہ جب تم اُن کی طاقت کچل چکے ہوتو مضبوطی سے گرفتار کر لو، پھر چاہے احسان کر کے چھوڑ دو یا فدیہ لے کر اور صحابہ کرام نے شدت کے ساتھ اس کی پابندی کی، چنانچہ ایک بار حجاج کے پاس ایک اسیر جنگ آیا اور اس نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو اس کے قتل کرنے کا حکم دیا، لیکن انہوں نے کہا ہم اس پر مامور نہیں ہیں، اس کے بعد قرآن مجید کی مندرجہ بالا آیت پڑھی۔
(کتاب الخراج للقاضی ابی یوسف)

اسیران جنگ کو کھانا کھلانا اور ان کے آرام و آسائش کا سامان بہم پہنچانا

صحابہ کرام اسیران جنگ کو اپنے آپ سے بہتر کھانا کھلاتے تھے اور ان کے آرام و آسائش کے ضروری سامان بہم پہنچاتے تھے خود قرآن مجید نے صحابہ کرام کی اس فضیلت کو نمایاں کیا ہے۔

وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰی حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا ۔ (الدھر)

باوجودیکہ ان لوگوں کو خود کھانے کی خواہش ہو پھر بھی وہ مسکین کو یتیم کو اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں۔
معجم طبرانی میں ہے کہ صحابہ کرام اسیران جنگ کے ساتھ اس قدر لطف و مراعات کرتے تھے کہ خود کھجور کھا لیتے تھے مگر ان کو جو کی روٹی کھلاتے تھے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں جب مالک بن نویرہ اپنے رفقا کے ساتھ گرفتار ہوا تو رات کو ان کو سخت سردی محسوس ہوئی، حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو خبر ہوئی تو عام منادی کرادی۔ ادفئوا اسراکم (طبری)
اپنے قیدیوں کو گرم کپڑے اوڑھاؤ

شاہی خاندان کے اسیران جنگ کے ساتھ برتاؤ

اگر چہ صحابہ کرام تمام قیدیوں کے ساتھ نہایت عمدہ برتاؤ کرتے تھے؛ لیکن شاہی خاندان کے قیدی اور بھی لطف و مراعات کے مستحق ہوتے تھے، حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے جب جنگ مصر میں بلبیس پر حملہ کیا اور مقوقس شاہ مصر کی بیٹی ارمانوسہ گرفتار ہو کر آئی تو انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حکم سے نہایت عزت و احترام کے ساتھ اس کو مقوقس کے پاس بھیج دیا اور مزید احتیاط

کے لئے اس کے ساتھ ایک سردار کو کردیا کہ بحفاظت تمام اس کو پہنچا آئے۔(مقریزی)

اسیران جنگ کو اعزہ واقارب سے جدا نہ کرنا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عام حکم یہ تھا کہ قیدی اپنے اعزہ واقارب سے جدا نہ کئے جائیں، صحابہ کرام اس حکم پر نہایت شدت کے ساتھ عمل فرماتے تھے، ایک بار حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کسی فوج میں تھے اسیران جنگ کی تقسیم ہوئی تو بچوں کو ماں سے علیحدہ کردیا گیا، بچے رونے لگے تو انہوں نے ان کو ماں کی آغوش میں ڈال دیا اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص ماں سے بچوں کو جدا کرے گا خدا قیامت کے دن اس کو اس کے اعزہ واقارب سے جدا کردے گا۔(مسند دارمی کتاب الجہاد باب النھی عن التفریق بین الوالدۃ وولدھا)

لونڈیوں کے ساتھ استبراء کے بغیر جماع کرنا

عرب میں یہ وحشیانہ طریقہ جاری تھا کہ جو لونڈیاں گرفتار ہو کر آتی تھیں، ان سے استبراء رحم کے بغیر مباشرت کرنا جائز سمجھتے تھے اور اس میں حاملہ وغیرہ حاملہ کی کوئی تفریق نہیں کرتے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طریقہ کو بالکل ناجائز قرار دیا اور ان لونڈیوں کو مطلقہ عورتوں کے حکم میں شامل کرلیا، یعنی جب تک غیر حاملہ لونڈیوں پر عدت حیض نہ گذر جائے اور حاملہ لونڈیوں کا وضع حمل نہ ہو جائے ان سے اس قسم کا فائدہ اٹھانا جائز نہیں ہوسکتا، صحابہ کرام غزوات میں اس حکم کی شدت کے ساتھ پابندی کرتے تھے، ایک بار حضرت رویفع بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ نے مغرب کے ایک گاؤں پر حملہ کیا مال غنیمت کی تقسیم کا وقت آیا تو فوج کو یہ ہدایت فرمائی۔

من اصاب من هذا السبی فلایطوء ها حتی تحیض

یہ لونڈیاں جن لوگوں کے حصے میں آئیں جب تک ان کو حیض نہ آجائے وہ ان سے جماع نہ کریں۔دوسری روایت میں ہے کہ انہوں نے فرمایا۔

ایها الناس إنی لا أقول فیکم إلا ما سمعت رسول الله صلی الله علیه و سلم یقول قام فینا یوم حنین فقال لا یحل لامرء یؤمن بالله والیوم الآخر أن یسقی ماء ہ زرع غیرہ یعنی آتیان الحبالی من السبایا و أن یصیب امرأة ثیبا من السبی حتی یستبرئها(مسند ابن حنبل)

لوگو! میں تم سے وہی بات کہتا ہوں جو میں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے آپ نے حنین کے دن فرمایا جو شخص اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان لایا اس کے لئے یہ جائز نہیں کہ دوسرے کی کھیتی میں آب پاشی کرے یعنی حاملہ اور ثیبہ لونڈیوں سے بغیر استبراء رحم جماع کرے۔

غلاموں کی آزادی

یہ وہ احسانات تھے جو صحابہ کرام حالت قید میں غلاموں کے ساتھ کرتے تھے؛ لیکن ان کا اصلی احسان یہ ہے کہ جو لوگ قید

کر کے غلام بنا لئے جاتے تھے، اکثر ان کو بھی مختلف طریقوں سے آزاد کر دیتے تھے۔

حضرت ام ورقہ بنت نوفل رضی اللہ عنہا ایک صحابیہ تھیں جنہوں نے دو غلام مدبر کیے تھے، (مدبران غلاموں کو کہتے ہیں جن کی آزادی آقا کی موت کے ساتھ مشروط ہوتی ہے) جنہوں نے ان کو شہید کر دیا تھا کہ جلد آزاد ہو جائیں۔ (ابوداود کتاب الصلوۃ باب امامۃ النساء)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک لونڈی اور ایک غلام کو آزاد کرنا چاہا مگر چونکہ دونوں کا نکاح ہو گیا تھا، اس لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پہلے شوہر کو آزاد کر دو تا کہ بی بی کو طلاق لینے کا اختیار باقی نہ رہے۔ (ابوداود کتاب الطلاق باب فی المملوکین یعتقان معا ہل تخیر امراۃ)

ایک بار حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے ناراض ہو گئیں اور ان سے بات بند کرنے کی قسم کھائی، پھر معاف کرنے کے بعد قسم کے کفارہ میں ۴۰ غلام آزاد کئے۔ (بخاری کتاب الادب باب الهجرة)

حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ دفعۃً حالت خواب میں مر گئے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کی جانب سے بکثرت غلام آزاد کئے، (موطا امام مالک کتاب العتق والولاء باب عتق الحی عن المیت) ان کے پاس اسیران قبیلہ بنو تمیم میں سے ایک لونڈی تھی، آپ نے فرمایا کہ اس کو آزاد کر دو کیونکہ یہ اسماعیل کی اولاد میں سے ہے۔ (مسلم کتاب الفضائل باب من فضائل غفار واسلم وغیرهم)

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہ کی ایک لونڈی تھی جس کو انہوں نے آزاد کر دیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا تو فرمایا کہ خدا تم کو اس کا اجر دیگا؛ لیکن اگر اپنے ماموں کو دے دیتیں تو اس سے زیادہ ثواب ملتا۔ (ابوداود کتاب الزکوۃ باب فی صلۃ الرحم وبخاری کتاب الہبۃ)

سفینہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہ کی ایک لونڈی تھی انہوں نے اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت گذاری کے لئے آزاد کر دیا۔ (ابوداود کتاب العتق باب فی العتق علی شرط)

ایک صحابی نے آپ کی خدمت میں بیان کیا کہ میری ایک لونڈی دامن کوہ میں بکریاں چرا رہی تھی، بھیڑیا آیا اور ایک بکری کو اٹھا لے گیا، اس پر میں نے اس کو طمانچے مارے، یہ واقعہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف ہوئی اور اس کو بلوا کر پوچھا کہ خدا کہاں ہے؟ اس نے کہا آسمان پر پھر پوچھا میں کون ہوں؟ بولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد ہوا کہ اس کو آزاد کر دو یہ تو مسلمان ہے۔ (ابوداود کتاب الصلوۃ باب تشمیت العاطس فی الصلوۃ)

مکاتب اس غلام کو کہتے ہیں جس کو ایک رقم معین کے ادا کرنے کے بعد آزادی کا حق حاصل ہو جاتا ہے، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اپنے غلاموں کو مکاتب بناتی تھیں؛ لیکن قبل اس کے کہ پورا معاوضہ یعنی بدل کتابت ادا کریں اس سے کسی قدر رقم لے کر جلد سے جلد آزاد کر دیتی تھیں۔ (موطا امام مالک کتاب العتق والولاء، باب القطاعة فی الکتابة)

ایک صحابی نے انتقال کیا تو وارث کی جستجو ہوئی، معلوم ہوا کہ کوئی نہیں ہے، ان کا صرف ایک آزاد کردہ غلام ہے، آپ نے انکو ان کی وراثت دلوادی۔ (ابوداود کتاب الفرائض باب فی میراث ذوی الارحام)

ایک غلام دو صحابیوں کے درمیان مشترک تھا، ایک صحابی نے اپنا حصہ آزاد کر دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس کا ذکر ہوا تو آپ نے فرمایا، خدا کا کوئی شریک نہیں اور اس غلام کو آزاد کر دیا۔ (ابوداود کتاب العتق باب فیمن اعتق نصیبالہ من مملوک)

حضرت حکیم بن رضی اللہ عنہ حزام نے زمانہ جاہلیت میں سو غلام آزاد کئے تھے، اسلام لائے تو زمانہ اسلام میں بھی سو غلام آزاد کئے؛ (مسلم کتاب الایمان باب بیان حکم عمل الکافر اذا اسلم بعدہ) ان غلاموں کی آزادی نہایت شان وشوکت کے ساتھ عمل میں آئی؛ چنانچہ وہ حج کو آئے تو عرفہ کے دن ان غلاموں کے گلے میں چاندی کے طوق ڈال کر لائے جن پر "عتقاء اللہ عن حکیم بن حزام" لکھا ہوا تھا، یعنی یہ حکیم بن حزام کی جانب سے خدا کی راہ میں آزاد ہیں۔

(نزھتہ الابرار تذکرہ حکیم ابن حزام)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کا وقت آیا تو ۱۰۰ غلام آزاد کئے۔ (مسند ابن حنبل، جلد ۴، صفحہ ۱۰۹، مسند عثمان رضی اللہ عنہ)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انتقال کے وقت جو وصیتیں کیں ان میں ایک یہ تھی: غلامان عرب میں سے جو لوگ میری وفات کا زمانہ پائیں وہ خدا کے مال سے آزاد ہیں۔ (مسند ابن حنبل، جلد ۴، صفحہ ۱۱۰)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک غلام کو آزاد کیا تو غلام کے پاس جو مال تھا اگرچہ وہ اس کے مالک ہو سکتے تھے؛ لیکن مال بھی اسی کو دے دیا۔ (سنن ابن ماجہ ابواب العتق باب من اعتق عبد اولہ مال)

حضرت ابو مذکور رضی اللہ عنہ ایک انصاری صحابی تھے، ان کی جائداد کی کل کائنات ایک غلام سے زیادہ نہ تھی؛ لیکن انہوں نے اس کو بھی مدبر کر دیا، لیکن خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو پسند نہیں فرمایا اور فروخت کر کے ان کو اس کی قیمت دلا دی۔

(ابوداود کتاب العتق باب فی بیع المدبر)

ایک اور صحابی کی ملک میں صرف غلام تھے جن کو انہوں نے مرتے وقت آزاد کر دیا؛ لیکن وصیت کے قاعدے کے موافق آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف دو غلاموں کی آزادی کو جائز رکھا۔ (ابوداود کتاب العتق باب فیمن عتق عبیدالہ یبلغھم الثلث)

اسیران ہوازن میں سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک لونڈی تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو آزاد کیا تو انہوں نے بھی حکم دیا کہ یہ لونڈی بھی انہی آزاد شدہ لوگوں کے ساتھ کر دی جائے۔

(ابوداود کتاب الصیام باب المعتکف یعود المریض کتاب الجہاد میں ہے کہ دو لونڈیاں تھیں)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غلام اور آقا کو بھائی بھائی بنا دیا تھا اس لئے اگر صحابہ غلاموں کے ساتھ سختی کے ساتھ پیش آجاتے تھے تو اس جرم کے کفارے میں ان کو آزاد کر دیتے تھے، حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اسی طرح ایک ایک غلام آزاد کئے تھے۔ (ابوداود کتاب الادب باب فی حق المملوک)

ایک صحابی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میرے دو غلام ہیں، جو نہایت خائن، کذاب اور نافرمان ہیں، میں جرائم پر ان کو برا بھلا کہتا ہوں اور سزا دیتا ہوں اس معاملہ میں میرا کیا انجام ہوگا؟ ارشاد ہوا ان کی خیانت، کذب، نافرمانی اور تمہاری

سزا کا حساب ہوگا۔

اگر تمہاری سزا ان کے جرائم سے زیادہ ہوگی تو اس زیادتی کا تم سے بدلہ لیا جائے گا، یہ سن کر وہ رونے پیٹنے لگے اور کہا کہ بہتر یہی ہے کہ میں ان کو اپنے پاس سے علیحدہ کردوں، آپ گواہ رہئے کہ وہ آزاد ہیں۔ (ترمذی ابواب تفسیر القرآن تفسیر سورہ انبیاء)

ایک بار آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوالہیثم بن التیہان انصاری رضی اللہ عنہ کو ایک غلام عنایت فرمایا اور ہدایت کی کہ اس کے ساتھ اچھا سلوک کرنا، ان کی بی بی نے کہا تم سے یہ نہ ہو سکے گا، بہتر یہ ہے کہ اس کو آزاد کردو، انہوں نے اس کو آزاد کردیا۔ (ترمذی ابواب الزہد)

ایک بار آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو ایک غلام دیا اور کہا کہ اس کے ساتھ نیکی کرو، انہوں نے یہی نیکی کی کہ اس کو آزاد کردیا۔ (ادب المفرد باب العفو عن الخادم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اسلام لانے کے لئے چلے تو ساتھ میں غلام بھی تھا، وہ موقع پا کر راستے ہی میں بھاگ یا بھٹک گیا، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام لائے تو اسی حالت میں غلام بھی آیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابو ہریرہ! لے لو یہ تمہارا غلام ہے، بولے کہ آپ گواہ رہئے یہ خدا کی راہ میں آزاد ہے۔

(بخاری ابواب المشرکۃ باب اذا قال لعبدہ ھو للہ ونوی لعتق والا شھاد فی العتق)

ایک بار کسی شخص نے اپنے غلام سے کسی کام کو کہا وہ سو گیا، وہ آیا تو اس کو چہرے پر آگ ڈال دی، غلام گھبرا کر اٹھا تو کنویں میں گر پڑا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے چہرے کی حالت دیکھی تو اس کو آزاد کردیا۔ (ادب المفرد باب حسن الملکۃ)

صرف یہی نہیں تھا کہ صحابہ کرام اپنے مملوکہ لونڈی غلام کو آزاد کرتے تھے؛ بلکہ یہ اس قدر افضل کام خیال کیا جاتا تھا کہ دوسروں کے غلاموں کو صرف آزاد کرنے کے لئے خریدتے تھے، چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک لونڈی کو اس لئے خریدنا چاہا کہ اس کو آزاد کردیں، (ابوداود کتاب الفرائض باب فی الولاء) ابتدائے اسلام میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی سات غلام خرید کر آزاد کئے تھے۔

حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے ایک غلام خریدا اور اس کو آزاد کردیا، (موطا امام مالک کتاب العتق والولاء باب جر الاعبد الولاء) ان کے علاوہ بکثرت غلاموں کو صحابہ کرام نے آزاد کیا۔

میر اسماعیل نے بلوغ المرام کی شرح میں نجم الوہاج سے ایک فہرست نقل کی ہے جس کی رو سے صحابہ کرام کے آزاد کردہ غلاموں کی تعداد انتالیس ہزار دو سو سینتیس (۳۹۲۳۷) تک پہنچتی ہے، چنانچہ ان صحابہ کے نام حسب ذیل ہے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ ذوالکلاع حمیری حضرت عباس حضرت عبداللہ بن عمر حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ اس کتاب میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلاموں کی تعداد نہیں بتائی ہے، لیکن لکھا ہے کہ انہوں نے بکثرت غلام آزاد کئے۔ (سبل السلام کتاب العتق)

سیاسی حیثیت سے صحابہ کرام نے غلاموں کو جو حقوق عطا کئے ان کی تفصیل حسب ذیل ہے:

عرب کا غلام نہ بنانا

اوپر گذر چکا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس قبیلہ بنوتمیم کی ایک لونڈی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو فرمایا کہ اس کو آزاد کردو، کیونکہ یہ اسماعیل کی اولاد میں سے ہے، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم اہل عرب کا غلام بنانا پسند نہیں فرماتے تھے؛ لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عام قانون بنادیا کہ عرب کا کوئی شخص غلام نہیں بنایا جاسکتا؛ چنانچہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں قبائل مرتدہ کے جولوگ گرفتار ہوئے تھے، ان کو انہوں نے اسی بناپر آزاد کرادیا۔ (یعقوبی)

اسلام کے پہلے عرب کے جولوگ لونڈی یاغلام بنالئے گئے تھے ان کی نسبت یہ حکم دیا کہ اگر کسی قبیلہ کا کوئی شخص کسی قبیلہ میں غلام بنالیا گیا ہوتو وہ اس کے بدلے میں دوغلام بطور فدیہ کے دے کر آزاد کراسکتا ہے، اسی طرح ایک لونڈی کے عوض میں دولونڈی دے کر آزاد کرائی جاسکتی ہے۔ (طبقات ابن سعد تذکرہ ریاح بن حارث)

غیر قوموں میں اگرچہ غلام بنائی جاسکتی تھیں تاہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو بھی بہت کم غلام بنایا مصر فتح ہوا تو چھ لاکھ مرد اور عورت مسلمانوں کے قبضہ میں آئے، فوج کے اکثر حصہ کا اصرار تھا کہ ان کو لونڈی غلام بنا کر تمام فوج پر تقسیم کردیا جائے؛ لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جزیہ مقرر کرکے ان کو بالکل آزاد کردیا، چندگاؤں کے لوگوں نے مسلمانوں کے خلاف جنگ کی تھی، وہ گرفتار ہوئے تو لونڈی غلام بنا کر مدینہ میں بھیج دیئے گئے؛ لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو بھی واپس کردیا۔ (حسن المحاضرہ)

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے نام عام حکم بھیج دیا کہ کوئی کاشتکار یا پیشہ ور غلام نہ بنایا جائے۔ (کنزل العمال)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں زراعت کو جو ترقی ہوئی اور اس کی وجہ سے محاصل وخراج میں جو اضافہ ہوا اس کی اصل وجہ یہی تھی کہ انہوں نے اکثر مفتوح قوموں کو آزاد رکھا اور وہ آزادی کے ساتھ زراعت کے کاروبار میں مصروف رہے۔

غلاموں کو مکاتب بنانے کا بیان

غلاموں کی آزادی کی ایک صورت یہ ہے کہ ان سے یہ شرط کرلی جائے کہ اتنی مدت میں وہ اس قدر رقم ادا کرکے آزاد ہوسکتے ہیں یہ حکم خود قرآن مجید میں مذکور ہے۔ فَكَاتِبُوهُمْ إِنْ عَلِمْتُمْ فِيهِمْ خَيْرًا ۔ (النور)

اگر تم کو غلاموں میں بھلائی نظر آئے تو ان سے مکاتبت کرلو۔

لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت سے پہلے یہ حکم وجوبی نہیں سمجھا جاتا تھا؛ لیکن آقا کو معاہدہ مکاتبت کرنے یا نہ کرنے کا اختیار تھا، لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عملاً اس حکم کو وجوبی قرار دیا؛ چنانچہ جب سیرین نے اپنے آقا حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مکاتبت کی درخواست کی اور انہوں نے اس کو منظور کرنے سے انکار کردیا، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو بلوا کر درے سے مارا اور قرآن مجید کی اس آیت کے رو سے ان کو معاہدہ کتابت کرنے کا حکم دیا۔ (صحیح بخاری کتاب المکاتب)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہمیشہ اس قسم کے غلاموں کی آزادی میں آسانیاں پیدا کرتے رہتے تھے، ایک بار ایک مکاتب غلام نے مال جمع کرکے کے بدل کتابت ادا کرنا چاہا؛ لیکن آقا نے یکمشت رقم لینے سے انکار کردیا اور باقساط لینا چاہا، وہ حضرت عمر رضی اللہ

عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا، تو انہوں نے کل رقم لے کر بیت المال میں داخل کروادی اور کہا، تم شام کو آنا میں تمہیں آزادی کا فرمان لکھدوں گا، اس کے بعد لینے یا نہ لینے کا تمہارے آقا کو اختیار ہوگا، آقا کو خبر ہوئی تو اس نے آکر یہ رقم وصول کر لی۔
(طبقات ابن سعد تذکرہ ابوسعید المقبری)

اسیران جنگ سے اعزہ واقارب کو جدا نہ کرنا

اگر چہ صحابہ کرام مذہبا اور اخلاقاً خود ہی قیدیوں کو ان کے اعزہ واقارب سے جدا کرنا ناجائز سمجھتے تھے؛ لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قانوناً وحکماً اس کی ممانعت فرمادی، چنانچہ تمام امرائے فوج کے نام فرمان بھیجے کہ بھائی کو بھائی سے اور لڑکی کو ماں سے جدا نہ کیا جائے، ایک بار بازار میں شور سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دربان یرقاء کو بھیجا تو معلوم ہوا کہ ایک لونڈی کی ماں فروخت کی جارہی ہے، انہوں نے تمام مہاجرین وانصار کو جمع کیا اور یہ آیت پڑھی:

" فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ "(محمد)

پھر اگر تم نے منہ موڑا تو تم سے کیا توقع رکھی جائے؟ یہی کہ تم زمین میں فساد مچاؤ اور اپنے خونی رشتہ کاٹ ڈالو

اور کہا کہ اس سے بڑھ کر کیا قطع رحم ہوسکتا ہے کہ لڑکی کو ماں سے جدا کیا جائے؛ چنانچہ اس کے بعد تمام امراء کے نام فرمان بھیج دیا کہ اس قسم کا قطع رحم جائز نہیں۔ (کنز العمال، جلد ۲،صفحہ ۱۱۲)

غلاموں کے وظیفے

بیت المال سے مسلمانوں کو جو وظیفہ ملتا تھا، اس میں غلام برابر کے شریک تھے، اول اول حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے غلاموں کو بیت المال میں تمام مسلمانوں کا شریک بنایا، ابوداود کتاب الخراج میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔

كان ابي يقسم للحر والعبد میرے باپ غلام اور آزاد کو مال تقسیم فرمادیتے تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب باضابطہ طور پر تمام مسلمانوں کے وظائف مقرر فرمائے تو آقا کے برابر غلاموں کے وظائف بھی مقرر فرمائے، (فتوح البلدان، صفحہ) ان کو اس بات میں اس قدر فکر تھی کہ جب ایک عامل نے غلاموں کو وظیفہ نہیں دیا، تو اس کو لکھ بھیجا کہ کسی مسلمان کا اپنے بھائی مسلمان کو حقیر سمجھنا نہایت بری باتی ہے، (فتوح البلدان، صفحہ) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اور مختلف طریقوں سے غلاموں کو مالی اعانتیں دیں اہل عوالی کے مزدوری پیشہ غلاموں کی مردم شماری کرائی اور ان کے روزینے جاری کئے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کو اور ترقی دی اور خوراک کے ساتھ کپڑے بھی مقرر فرمائے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا معمول تھا کہ ہفتہ کے روز عوالی کو جاتے اور جو غلام ضعیف نظر آتے ان کے ٹیکس معاف کر دیتے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عام طور پر یہ ہدایت کی کہ جو لونڈی کوئی پیشہ نہیں جانتی اور جو غلام صغیر السن ہیں ان کو کسی پیشہ کی تکلیف نہ دی جائے ورنہ ناجائز طریقے سے وہ روزینہ پیدا کریں گے، لیکن اس کے ساتھ ان کو عمدہ کھانا دیا جائے۔
(موطا امام مالک کتاب الجامع باب الامر بالرفق بالمملوک)

غلاموں کو تعلیم دینے کا بیان

سب سے بڑھ کر یہ کہ صحابہ کرام نے غلاموں کو تعلیم بھی دلائی، ایک بار چند عیسائی غلام پکڑ کر آئے، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو مکتب میں داخل کر دیا۔ (فتوح البلدان)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حمران بن ابان کو خرید کر لکھنا سکھایا اور اپنا میر منشی بنایا، (فتوح البلدان) بخاری سے معلوم ہوتا ہے کہ مکاتب میں آزاد بچوں کے ساتھ بہت سے غلاموں کے لڑکے بھی تعلیم پاتے تھے؛ چنانچہ ایک بار حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہ نے اون صاف کرنے کے لئے مکتب سے لڑکے طلب کئے تو کہلا بھیجا کہ آزاد بچے نہ بھیجے جائیں۔

(بخاری کتاب الدیات باب من استعار عبدا اوصبیا)

غلاموں کو امان دینے کا حق دینا

امان دینے کا حق صرف فاتح قوم کو حاصل ہوتا ہے؛ لیکن خلفاء نے یہ حق خود غلاموں کو بھی دیا، چنانچہ ایک بار مسلمانوں نے ایک قلعہ کا محاصرہ کیا تو ایک غلام نے محصور فوج کو امان دیدی، تمام مسلمانوں نے کہا اس کا اعتبار نہیں ہے؛ لیکن ان لوگوں نے کہا ہم آزاد اور غلام کو نہیں جانتے، اب اس باب میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے معلوم کیا گیا تو انہوں نے لکھ بھیجا کہ مسلمانون کے غلاموں کا معاہدہ خود مسلمانوں کا معاہدہ ہے۔ (فتوح البلدان)

غلاموں کی عزت وآبرو کی حفاظت

خلفاء راشدین لونڈیوں اور غلاموں کی عزت وآبرو کا اسی قدر پاس کرتے تھے جس قدر ایک آزاد مرد یا آزاد عورت کا کیا جاسکتا ہے، ایک بار ایک غلام نے کسی لونڈی کی ناموس پر ناجائز حملہ کیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خبر ہوئی تو غلام کو جلا وطن کر دیا۔

(موطا امام محمد باب الاستکراہ فی الزناء)

حقوق میں مساوات

ان حقوق کے علاوہ ذاتی طور پر خلفائے راشدین رضی اللہ عنہ غلاموں کو عام مسلمانوں کے برابر سمجھتے تھے؛ چنانچہ اس کی بعض مثالیں حسن معاشرت کے عنوان میں گذر چکی ہیں۔

ان تمام مراتب کے پیش نظر ہو جانے کے بعد صاف یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ صحابہ کرام کے زمانے میں شخصی اور ملکی دونوں حیثیتوں سے غلام غلام نہیں رہے تھے؛ بلکہ مسلمانوں کے ایک فرد بن گئے تھے۔

غلام کی آزادی اعضاء کو جہنم سے بچانے والی ہے

امام بخاری علیہ الرحمہ اپنی سند کے ساتھ لکھتے ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے بھی کسی مسلمان (غلام) کو آزاد کیا تو اللہ تعالیٰ اس غلام کے جسم کے ہر عضو کی آزادی کے بدلے اس شخص کے جسم کے بھی ایک ایک عضو کو دوزخ سے آزاد کرے گا۔ سعید بن مرجانہ نے بیان کیا کہ پھر میں علی بن حسین (زین العابدین رضی اللہ

عنہ) کے یہاں گیا (اور ان سے حدیث بیان کی) وہ اپنے ایک غلام کی طرف متوجہ ہوئے۔ جس کی عبداللہ بن جعفر دس ہزار درہم یا ایک ہزار دینار قیمت دے رہے تھے اور آپ نے اسے آزاد کر دیا۔ (صحیح بخاری، رقم الحدیث، ۲۵۱۷)

حضرت زین العابدین بن حسین رضی اللہ عنہما نے سعید بن مرجانہ سے یہ حدیث سن کر اس پر فوراً عمل کر دکھایا اور اپنا ایک ایسا قیمتی غلام آزاد کر دیا جس کی قیمت دس ہزار درہم مل رہے تھے۔ جس کا نام مطرف تھا۔ مگر حضرت زین العابدین نے روپے کی طرف نہ دیکھا اور ایک عظیم نیکی کی طرف دیکھا۔ اللہ والوں کی یہی شان ہوتی ہے کہ وہ انسان پروری اور ہمدردی کو ہر قیمت پر حاصل کرنے کے لیے تیار رہتے ہیں۔ ایسے ہی لوگ ہیں جن کو اولیاء اللہ یا عباد الرحمٰن ہونے کا شرف حاصل ہے۔

حضرت عروہ ابومرواح ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کون سا عمل افضل ہے؟ آپ نے فرمایا اللہ پر ایمان لانا اور اس کی راہ میں جہاد کرنا میں نے پوچھا کس قسم کا غلام آزاد کرنا افضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو بہت زیادہ بیش قیمت ہو اور اس کے مالکوں کو بہت پسند ہو میں نے پوچھا اگر میں یہ نہ کر سکوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی کاریگر کی مدد کر دو یا کسی بے ہنر کے لیے کام کر دو انہوں نے پوچھا اگر میں یہ بھی نہ کر سکوں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں کو اپنے شر سے محفوظ رکھ (یعنی ان کے ساتھ برائی کرنے سے باز آ) اس لیے کہ وہ بھی ایک صدقہ ہے جو تو اپنے آپ پر کرتا ہے۔ (صحیح بخاری: جلد اول: رقم الحدیث، 2370)

غلام کو آزاد کرنے کی فضیلت میں احادیث و آثار

حضرت ابن عمر فرماتے ہیں عقبہ جہنم کے ایک پھسلنے پہاڑ کا نام ہے حضرت کعب احبار فرماتے ہیں اس کے جہنم میں ستر درجے ہیں قتادہ فرماتے ہیں کہ یہ داخلے کی سخت گھاٹی ہے اس میں اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری سے داخل ہو جاؤ پھر اسکا داخلہ بتایا یہ کہہ کر کہ تمہیں کس نے بتایا کہ یہ گھاٹی کیا ہے؟ تو فرمایا غلام آزاد کرنا اور اللہ کے نام کھانا دینا ابن زید فرماتے ہیں مطلب یہ ہے کہ یہ نجات اور خیر کی راہوں میں کیوں نہ چلا؟ پھر ہمیں تنبیہ کی اور فرمایا تم کیا جانو عقبہ کیا ہے؟ آزادگی گردن یا صدقہ طعام فک رقبۃ جو اضافت کے ساتھ ہے اسے فک رقبۃ بھی پڑھا گیا یعنی فلع فاعل دونوں قراتوں کا مطلب قریباً ایک ہی ہے مسند احمد میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو کسی مسلمان کی گردن چھڑوائے اللہ تعالیٰ اس کا ہر ایک عضو اس کے ہر عضو کے بدلے جہنم سے آزاد کر دیتا ہے یہاں تک کہ ہاتھ کے بدلے ہاتھ پاؤں کے بدلے پاؤں اور شرمگاہ کے بدلے شرمگاہ حضرت علی بن حسین یعنی امام زید العابدین نے جب یہ حدیث سنی تو سعید بن مرجانہ راوی حدیث سے پوچھا کہ کیا تم نے خود حضرت ابو ہریرہ کی زبانی یہ حدیث سنی ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں تو آپ نے اپنے غلام سے فرمایا کہ مطرف کو بلا لو جب وہ سامنے آیا تو آپ نے فرمایا جاؤ تم اللہ کے نام پر آزاد ہو بخاری مسلم ترمذی اور نسائی میں بھی یہ حدیث ہے۔

صحیح مسلم میں یہ بھی ہے کہ یہ غلام دس ہزار درہم کا خریدا ہوا تھا اور حدیث میں ہے کہ جو مسلمان کسی مسلمان غلام کو آزاد کرے اللہ تعالیٰ اس کی ایک ایک ہڈی کے بدلے اس کی ایک ایک ہڈی جہنم سے آزاد ہو جاتی ہے (ابن جریر) مسند میں ہے جو شخص اللہ تعالیٰ

کے ذکر کے لیے مسجد بنائے اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں گھر بناتا ہے اور جو مسلمان غلام کو آزاد کرے اللہ تعالیٰ اسے اس کا فدیہ بنا دیتا ہے اور اسے جہنم سے آزاد کر دیتا ہے جو شخص اسلام میں بوڑھا ہوا سے قیامت کے دن نور ملے گا۔ اور روایت میں یہ بھی ہے کہ جو شخص اللہ کی راہ میں تیر چلائے خواہ وہ لگے یا نہ لگے اسے اولاد اسمٰعیل میں سے ایک غلام کے آزاد کرنے کا ثواب ملے گا اور حدیث میں ہے جس مسلمان کے تین بچے بلوغت سے پہلے مر جائیں اسے اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے جنت میں داخل کریگا اور جو شخص اللہ کی راہ میں جوڑے دے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دے گا جس سے چاہے چلا جائے ان تمام احادیث کی سندیں نہایت عمدہ ہیں۔

ابوداؤد میں ہے کہ ایک مرتبہ ہم نے حضرت واثلہ بن اسقع سے کہا کہ ہمیں کوئی ایسی حدیث سنایئے جس میں کوئی کمی زیادتی نہ ہو تو آپ بہت ناراض ہوئے اور فرمانے لگے تم میں سے کوئی پڑھے اور اس کا قرآن شریف اس کے گھر میں ہو تو کیا وہ کمی زیادتی کرتا ہے؟ ہم نے کہا حضرت ہمارا مطلب یہ نہیں ہم تو یہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہوئی حدیث ہمیں سناؤ، آپ نے فرمایا ہم ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنے ایک ساتھی کے بارے میں حاضر ہوئے جس نے قتل کی وجہ سے اپنے اوپر جہنم واجب کر لی تھی تو آپ نے فرمایا اس کی طرف سے غلام آزاد کرو، اللہ تعالیٰ اس کے ایک ایک عضو کے بدلے اس کا ایک ایک عضو جہنم کی آگ سے آزاد کر دے گا، یہ حدیث نسائی شریف میں بھی ہے، اور حدیث میں ہے جو شخص کسی کی گردن آزاد کرائے اللہ تعالیٰ اسے اس کا فدیہ بنا دیتا ہے۔ ایسی اور بھی بہت سی حدیثیں ہیں،

مسند احمد میں ہے کہ ایک اعرابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کوئی ایسا کام بتا دیجئے جس سے میں جنت میں جا سکوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھوڑے سے الفاظ میں بہت ساری باتیں تو پوچھ بیٹھا۔ نسمہ آزاد کر، رقبہ چھڑا، اس نے کہا حضرت کیا یہ دونوں ایک چیز نہیں؟ آپ نے فرمایا نہیں نسمہ کی آزادی کے معنی تو ہیں اکیلا ایک غلام آزاد کرے اور فک رقبۃ کے معنی ہیں کہ تھوڑی بہت مدد کرے دودھ والا جانور دودھ پینے کے لیے کسی مسکین کو دینا، ظالم رشتہ دار سے نیک سلوک کرنا، یہ جنت کے کام ہیں، اگر اس کی تجھے طاقت نہ ہو تو بھوکے کو کھلا، پیاسے کو پلا، نیکیوں کا حکم کر، برائیوں سے روک، اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو سوائے بھلائی کے اور نیک بات کے اور کوئی کلمہ زبان سے نہ نکال۔ ذی مسغبۃ کے معنی ہیں بھوک والا، جبکہ کھانے کی اشتہا ہو، غرض بھوک کے وقت کا کھلانا اور وہ بھی اسے جو نادان بچہ ہے سر سے باپ کا سایہ اٹھ چکا ہے اور اس کا رشتہ دار بھی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں مسکین کو صدقہ دینا اکہرا ثواب رکھتا ہے، اور رشتے دار کو دینا دوہرا اجر دلواتا ہے۔ (مسند احمد بن حنبل)

كِتَابُ عِشْرَةِ النِّسَاءِ

یہ کتاب عورتوں سے اچھے سلوک کے بیان میں ہے

بیوی سے حسن سلوک کی نصیحت کا بیان

ازدواجی تعلق کی سب سے مضبوط بنیاد جذبہ محبت ہے۔ یہ جذبہ موجود ہو تو میاں بیوی گلستان ہستی میں اکٹھے محوخرام ہوتے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ اپنے مقصد اعلیٰ یعنی تربیت اولاد پر اچھے اثرات بھی مرتب کرتے ہیں۔ محبت مفقود ہو تو تعلق ایسے ہوگا جیسے دو اجنبی سفر کے دوران ریل گاڑی میں ملے ہوں۔ اس لئے شوہر کے لئے ضروری ہے کہ بیوی کے ساتھ خوش اخلاقی اور پیار ومحبت سے پیش آئے۔ اہل وعیال کو خوش رکھنا بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک دینی خدمت ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(ان من اکمل المومنین ایمانا احسنهم خلقا والطفهم باهله) (ترمذی، کتاب الایمان)

کامل ایمان والا وہ شخص ہے جو اخلاق میں اچھا ہو اور تم میں سے بہترین وہ لوگ ہیں جو اپنی عورتوں کے حق میں بہتر ہوں

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (خیر کم خیر کم لاهله وانا خیر کم لاهلی) (ترمذی، ابواب المناقب باب فضل ازواج النبی، ابن ماجہ کتاب النکاح)

(لوگو! جان لو کہ) تم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے لئے بہتر ہو (اور جان لو کہ) تم میں سے سب سے بہتر اپنے گھر والوں سے حسن سلوک کرنے والا میں خود ہوں۔

ایک روایت میں اسی بات کو ایک منفی اسلوب سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح فرمایا:

(لقد طاف اللیلة بال محمد سبعون امرءة کل امرءة تشتکی زوجها فلا تجدون اولئك خیار کم)

(سنن ابی داؤد)

آج محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والوں کے پاس ستر عورتوں نے چکر لگایا ہے۔ ہر عورت اپنے شوہر کی شکایت کر رہی تھی۔

(میں تم سے کہہ دینا چاہتا ہوں کہ) جن لوگوں کی شکایت آئی ہے وہ تم میں سے اچھے لوگ نہیں ہیں۔

یعنی جن شوہروں نے اپنی بیویوں سے ایسا سلوک روا رکھا ہوا ہے جس پر وہ شاکی ہیں اور جس سے ان کا قلبی اطمینان جاتا رہا ہے تو وہ لوگ اچھے لوگوں میں سے نہیں ہیں۔ اس اصول کی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم دی۔ ظاہر بات ہے کہ شکایت صحیح ہے یا غلط اس کا فیصلہ تو فریقین کے بیانات کے بعد ہی لگایا جاسکتا ہے اس لیے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تربیت کے لیے بطور سرزنش

لوگوں کو متنبہ فرمادیا۔
یہ بات ماننی پڑے گی کہ آج ہمارے معاشرے میں بیویوں کے ساتھ حسن سلوک کا پلڑا بہت ہلکا ہوگیا ہے۔ شوہر اپنی حاکیت کے مظاہرے کے لیے تو ہر وقت آمادہ نظر آتے ہیں لیکن حسن سلوک کے معاملے میں تہی دست ہیں۔ یہ معاملہ صحیح نہیں ہے، اصلاح طلب ہے اور یہ اصلاح خاندان کے ادارے کو مضبوط اور خوشگوار بنانے کا باعث بنے گی۔ ازدواجی رشتوں کو استوار کرنے اور خانگی زندگی میں توس قزح کا رنگ بھرنے کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ خاوند اپنی بیوی کے لیے مناسب اور موزوں سامان تفریح فراہم کرے۔

(عن عائشة انها كانت مع النبیٰ صلى الله عليه وسلم في سفر قالت فسابقته فسبقته على رجلى فلما حملت اللحم سابقته فسبقني قال هذه بتلك السبقة) (سنن ابی داؤد ۔ كتاب الجهاد)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ دوڑ لگائی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سبک جسم رکھتی تھیں جیت گئیں۔ کچھ عرصہ کے بعد دوڑ ہوئی تو وہ پیچھے رہ گئیں۔ اس وقت وہ کچھ فربہ ہو چکی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ بڑھ جانا اس بڑھ جانے کے بدلے میں ہے۔

ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عید کے موقع پر گھر کی دیوار کی اوٹ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو حبشیوں کی جنگی ورزش کا منظر دکھایا تھا۔ (بخاری۔ مسلم)

شوہر کے لیے لازم ہے کہ بیوی کے ساتھ خوش خلقی کا برتاوء کرے۔ خوش خلقی سے یہ مراد نہیں کہ اسے تکلیف نہ پہنچائے بلکہ یہ ہے کہ اس کا رنج برداشت کرے۔ اس کی سخت کلامی اور ناشکر گزاری پر صبر سے کام لے۔ حدیث میں ہے کہ عورت کی تخلیق ضعف اور پوشیدگی سے ہوئی ہے۔ اس کے ضعف کا درماں خاموشی ہے اور پوشیدگی کا علاج یہ ہے کہ وہ گھر کی چاردیواری میں رہے اور بلا ضرورت باہر نہ جائے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو اپنی بیوی کی بدخوئی پر صبر وتحمل سے کام لے گا اس کو اتنا ثواب ملے گا جتنا کہ حضرت ایوب علیہ السلام کو ملا تھا جب انہوں نے اپنی مصیبتوں، آفات اور بلاؤں کو انتہائی صبر سے برداشت کیا تھا۔ اور جو عورت اپنے خاوند کی بدمزاجی اور تنگ خوئی کو صبر سے برداشت کرے گی اسے فرعون کی بیوی آسیہ کے برابر ثواب ملے گا۔ آخری الفاظ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے بوقت رحلت سنے گئے وہ یہ تھے۔ (آہستہ آہستہ فرمارہے تھے) تین چیزوں کو ہمیشہ ملحوظ رکھنا!

☆ نماز پر مستقل طور پر قائم رہو۔
☆ غلاموں (اور لونڈیوں) کے ساتھ اچھا برتاوء کرو اور
☆ خدا کی قسم عورتوں کے معاملہ میں محتاط رہو کہ وہ تمہارے ہاتھوں میں اسیر ہیں۔ ان کے ساتھ اچھے طریق سے گزر بسر کرو۔

رسول صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں کے غصے اور بدسلوکی کو بڑے تحمل کے ساتھ پی جاتے تھے۔ایک دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زوجہ نے غصے میں آ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو (گستاخانہ) جواب دیا۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کتنی گستاخ ہو جو یوں جواب دے رہی ہو؟ بیوی نے جواب دیا۔ہاں تم سے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہتر ہیں کہ (نبی ہونے کے باوجود) اپنی بیویوں کے جواب سن لیا کرتے ہیں (اور صبر کر لیتے ہیں) عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اگر ایسا ہے تو وائے بر حفصہ (رضی اللہ عنہا) اگر وہ بھی ایسا ہی کرتی ہے اور خاکساری وانکساری سے کام نہیں لیتی!

اور پھر حفصہ رضی اللہ عنہا (جو ان کی بیٹی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ تھیں) کے پاس جا کر کہا بیٹی! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہرگز گستاخی نہ کیا کرو۔دیکھو! ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیٹی (عائشہ رضی اللہ عنہا) سے جلنے اور رشک کرنے کی ضرورت نہیں۔وہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی چہیتی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے ناز اٹھاتے ہیں۔پس انتہائی تحمل سے کام لیا کرو۔

عورت میں ایک چیز ایسی موجود ہوتی ہے جسے ضعف کے سوا اور کسی چیز سے منسوب نہیں کر سکتے۔اس سے عہدہ برآ ہونے کے لیے صبر، برداشت اور بردباری ہی موزوں رہتی ہے اور وہ جو ٹیڑھا پن ان میں پایا جاتا ہے اس کا علاج بہرحال تنبیہ اور ڈانٹ ہی ہے۔مرد کو چاہیے کہ ایک طبیب اور معلم کا کردار ادا کرے۔استاد کی طرح عورت کو تمام امور سمجھاتا بھی رہے اور ایک طبیب کی طرح ہر علت کا علاج بھی موقع کی مناسبت سے کرتا رہے۔ویسے مجموعی طور پر صبر و تحمل ہی کو غالب رہنے دے۔حدیث شریف میں ہے کہ عورت کی مثال پہلو کی ہڈی کی سی ہے کہ اگر سیدھا کرنے کی کوشش کریں تو وہ ٹوٹ جاتی ہے۔

محبت پیار کے اظہار میں کیے گئے چھوٹے چھوٹے فعل بھی اللہ تعالیٰ کے ہاں سے اجر کثیر کا باعث بنتے ہیں۔اگر شوہر محبت سے روٹی کا ایک لقمہ اپنے ہاتھ سے بیوی کے منہ میں ڈالتا ہے تو اس کا شمار بھی عبادت میں ہوگا۔محبت کا یہ فعل اور ایسے ہی دوسرے فعل اللہ کے ہاں شرف قبولیت پاتے ہیں۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ تعالیٰ اس شخص سے محبت رکھتا ہے جو اپنی بیوی کے لبوں پر مہر محبت ثبت کرتا ہے۔۔۔دونوں میاں بیوی محبت کے اپنے اس رویئے کی بدولت ثواب کے حقدار ٹھہرتے ہیں اور ان کے رزق میں کشادگی ہوتی ہے۔

بیوی کو پانی کا گلاس اپنے محبت بھرے ہاتھوں سے پلانا بھی شوہر کے لیے موجب ثواب ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق جب ایک شوہر اپنی بیوی پر پیار بھری نظر ڈالتا ہے اور بیوی بھی اس کی نظر کا ویسا ہی جواب دیتی ہے تو اللہ تعالیٰ ان پر رحمت کی بارش برساتا ہے۔شوہر اگر بفور محبت سے بیوی کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لے کر دباتا ہے تو ان کے گناہ ہاتھوں کی انگلیوں کے رخنوں سے گر کر جھڑ جاتے ہیں۔میاں بیوی کا باہمی اختلاط ان کے گناہوں کا کفارہ ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب ایک شوہر مسکراتا ہوا گھر میں داخل ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے اس خوشگوار رویہ کے نتیجہ میں ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے جو اس شخص کی طرف سے قیامت کے دن تک متواتر استغفار کرتا رہتا ہے

سچی محبت کا بندھن جو شوہر اور بیوی میں ہونا ایک قدرتی امر ہے خاوند کو اس کی اجازت نہیں دیتا کہ وہ کسی وقت بھی بیوی پر غصہ سے چیخے چلائے۔یہ شوہر کی بزرگی اور رتبہ کے منافی ہے کہ وہ ایسا رویہ اپنائے۔اسے تو چاہیے کہ اپنے خوشگوار رویے سے گھر میں

چاروں طرف خوشیاں بکھیر دے کہ اسے دیکھتے ہی بیوی بچوں کے چہرے خوشی سے کھل اٹھیں۔ خوشگوار محبت بھرا ماحول اللہ تعالیٰ کی رحمت کو دعوت دیتا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب ایک پیار وشفقت کرنے والا شوہر بیوی اور بچوں کی پرورش کا سامان کرنے کی تگ ودو کے لیے گھر سے نکلتا ہے تو اس کے ہر قدم پر اس کی روحانیت کے درجات بلند ہوتے ہیں اور اس کام سے عہدہ برآ ہونے پر اس کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

شوہر پر فرض ہے کہ خاندان میں محبت پیار قائم رکھے۔ وہ محبت کے بندھن میں شگاف نہ پڑنے دے۔ بیوی کی حماقتوں اور معمولی لغزشوں پر غم وغصہ کا اظہار نہ کرے کہ محبت کے دریا میں تلاطم آ جائے۔ اس کا دل اتنا وسیع ہونا چاہیے کہ وہ چھوٹی چھوٹی فرو گزاشتوں کو درخور اعتنا نہ سمجھے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے بڑے رتبے سے نوازا ہے۔ عورت سے زیادہ عقل وشعور دیا ہے تحمل وبردباری اس میں زیادہ ہے اور دماغی صلاحیتوں میں وہ بیوی سے بڑھ کر ہے۔ کیونکہ عورت ناقص العقل پیدا کی گئی ہے۔

ابن عباس سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمایا: (لم تر للمتحابين من النكاح) (ابوداؤد)

محبت کرنے والوں کے لیے نکاح کی صورت میں محبت رکھی گئی ہے اس کی مثال نہیں

اسلام کی رو سے سچی اور پائیدار محبت نکاح کے بعد ہی میسر آ سکتی ہے۔ یہ محبت پاک اور اللہ کی طرف سے بارحمت ہوتی ہے یہ وہ محبت ہے جس کی اللہ تعالیٰ نے اجازت دی ہے۔ یہ ایسی محبت ہے جو میاں بیوی کے درمیان روحانی اقدار کو بلند کرتی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: نکاح نصف ایمان ہے۔

نکاح کے بعد شوہر کو جو محبت نصیب ہوتی ہے اسے پروان چڑھانے کی دلی خواہش کرے۔ میاں بیوی کے درمیان یہ متبرک محبت آپس کے اختلافات ختم کرنے کے لیے کافی ہے لیکن یہ صرف نیک اور پرہیزگار شوہر کے لیے ہے جو سنت نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) کا علم رکھتا ہے اور اس پر عمل پیرا بھی ہوتا ہے۔ اپنی خواہشات کو قابو میں رکھتا ہے اور نکاح کے نتیجہ میں جو پاکیزہ محبت وجود میں آتی ہے اس کی ضروریات کو پورا کرتا ہے اپنی محبت کو دوام بخشنے کے لیے جس کا ذکر اوپر آیا ہے نیک شوہر آپس کے متضاد خیالات اور سوچ کے اختلافات کو ہوا نہیں دیتا۔ چھوٹی چھوٹی غلطیوں پر بھڑک نہیں اٹھتا اور بیوی کی ناعاقبت اندیشانہ گستاخیوں کو لگاتار معاف کرتا رہتا ہے اور بیوی کے بلا جواز شور وغوغا سے اس کے صبر کا پیمانہ لبریز نہیں ہو جاتا۔ وہ صبر سے بیوی کی کوتاہیوں کو برداشت کر کے روحانیت کے بلند درجات پالے گا اور اس کے گناہ معاف ہو جائیں گے۔

میاں بیوی کے درمیان سچی محبت کے نتیجہ میں آنکھوں کی روشنی بڑھ جاتی ہے۔ علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک حدیث بیان کی ہے کہ بیوی کے چہرے کو نظر بھر کر دیکھنے سے آنکھوں کی روشنی میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ صرف وہ شوہر جو اچھے اسلامی کردار کا حامل ہو بیوی کو اچھی اور سچی محبت دے سکتا ہے۔ ایک نیک اور پارسا شوہر اپنے اچھے اخلاق اور کردار کی بدولت جو محبت اپنی بیوی کو دے سکتا ہے وہ دولت کی فراوانی، جسمانی عیش وآرام اور دنیوی جاہ وحشمت سے ممکن نہیں ہے۔ ایسی محبت بیوی کے کم از کم قانونی، اخلاقی اور شرعی حقوق پورے کرنے سے حاصل نہیں ہوگی۔ اس کے لیے خاوند کو اپنے فرائض سے کچھ زیادہ کرنا ہوگا۔ اور مزید

قربانیاں دینا ہونگی۔ بڑی قربانی تو یہی ہے کہ جب بیوی بدسلوکی کرے تو اس وقت اپنے غصے کو ٹھنڈا رکھے۔ کسی بات پر ناراض ہوتی ہے تو صبر سے برداشت کرے۔ اولیائے کرام نے کہا ہے کہ خاوند جب بیوی کے ناروا سلوک کا تحمل سے سامنا کرتا ہے تو وہ غازی یا مجاہد کا رتبہ پاتا ہے جو میدان جنگ سے فاتح بن کر آیا ہو۔ درج ذیل احادیث بھی اسی طرف اشارہ کرتی ہیں۔ (**المجاهد من جاهد نفسه**) (ترمذی، فضائل الجہاد) سچا مجاہد وہ ہے جو اپنے نفس کے ساتھ جہاد کرتا ہے۔

بیویوں سے حسن سلوک کا بیان

بیوی کے حقوق جاننے سے قبل حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے بارے جاننا ضروری ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے وصال کے بعد دوسری ازواج مطہرات رضی اللہ عنھن کی موجودگی میں بھی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے حسن سلوک اور نیکیوں کو یاد رکھتے تھے۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنھا میں مجھے کبھی کسی پر رشک نہیں آیا مگر حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا پر ہمیشہ رشک آتا تھا۔ حالانکہ میں نے انہیں دیکھا بھی نہیں تھا۔ میرے آنے سے پہلے ہی مکہ مکرمہ میں ان کا وصال ہو گیا تھا۔ مجھے ان پر ہمیشہ رشک اس لئے آتا تھا کیونکہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں اکثر حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا ذکر کرتے تھے۔ حدیث صحیح میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ یہاں تک عرض کر دیا کہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم ہم اب آپ کے رشتہ زوجیت میں ہیں مگر آپ آج تک اس سرخ گالوں والی کو نہیں بھولے۔ کیا ہم آپ کی زوجیت میں نہیں؟ تو آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عائشہ (رضی اللہ عنہا) تمہیں کیا پتہ جب اعلان نبوت ہوا تو وہ مشکلات کا وقت تھا تب خدیجہ (رضی اللہ عنہا) نے میرا کتنا ساتھ دیا۔ میں اس کو کیسے بھول سکتا ہوں؟ (ترمذی، ابواب المناقب)

یہ بیوی کے حقوق میں سے ہے کہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم وصال کے بعد بھی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی نیکیاں نہیں بھولے۔ ایک مقام پر ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

خدا کی قسم! جب بھی کوئی بکرا، بکری ہم نے گھر میں ذبح کیا یا صدقہ و قربانی کی اور گوشت کاٹ لیا جاتا تو آقا صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے گوشت حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سہیلیوں کے گھر میں بھیجتے تھے۔ (ترمذی، ابواب البر والصلہ)

قربان جائیں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی صداقت ایمانی پر کہ وہ اپنی کی ہوئی باتیں امت کی تعلیم کے لئے خود سنا رہی ہیں اور بتا رہی ہیں کہ ایسی ایسی باتیں میں زوجہ مطہرہ ہو کر خاتم الانبیاء، سید المرسلین، تاجدار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے کہہ دیتی تھی مگر وہ ناراض نہیں ہوتے تھے۔ یہاں آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تو نہیں فرمایا کیا کہہ رہی ہو عائشہ؟ خاموش ہو جاؤ۔ ایسی بات نہیں کیوں کرتی ہو؟۔ ایک مقام پر آپ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں کئی بار آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں کہتی یا رسول اللہ! آپ کا تو یہ عالم ہے جیسے ساری دنیا میں سوائے خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے کوئی نہیں۔ آقا صلی اللہ علیہ وسلم مسکراتے رہتے۔ یہ تو ہے سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور ہمارے ان شوہر کس کس بات پر ناراض ہو جاتے ہیں؟ ان کی شوہریت گرمی میں آجاتی ہے، شوہریت کو جلال آجاتا ہے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ باتیں میاں بیوی کے لئے اسوہ ہیں۔

قربان جائیں آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت وسیرت اور شفقتوں پر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ایک روز ہم بیٹھے ہوئے تھے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی ہمشیرہ ہالہ بنت خویلد آ گئیں ان کی آواز حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے ملتی تھی۔ آقا علیہ السلام کو ایسے لگا جیسے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اندر آ گئی ہوں۔ آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا احترام کیا۔ ان کے لئے چادر بچھائی اور جب وہ اندر آ گئیں تو فرمایا: اللّٰھم ھالہ (خدایا یہ ہالہ ہیں) یعنی خدیجہ کی بہن ہالہ آ گئی ہیں۔ (ترمذی، ابواب البر والصلۃ) یہ صلہ رحمی اور حقوق زوجیت تھے جو آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے ہمیں ملتے ہیں۔

حقوق زوجین میں آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے بیوی کے حقوق جو شوہر پر واجب ہیں اور شوہر کے حقوق جن کا ادا کرنا بیوی پر واجب ہے بیان فرمائے۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ . (النساء، 19،4) اور ان کے ساتھ اچھے طریقے سے برتاؤ کرو۔

خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اپنی بیویوں کے ساتھ احسان، نیکی اور بھلائی کا سلوک کیا کرو۔ تمہارے لئے تمہاری بیویوں پر تمہارے حق ہیں اور تمہاری بیویوں کے لئے تمہارے اوپر ان کے حق ہیں۔ پوچھا گیا وہ کیا ہیں: فرمایا: زوجیت کی وجہ سے بیویوں پر فرض ہے کہ شریعت نے جو انہیں حق دیا ہے اس حق میں کسی اور کو شریک نہ کرے۔ ایک اور مقام پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دو حق مردوں کے اور دو ہی حق بیویوں کے ہیں۔ خبردار تمہارے اوپر ان کے دو حق ہیں ایک یہ کہ تم ان کے ساتھ نیکی اور احسان کا سلوک کرو اور دوسرا یہ کہ جو کمائی کرو اس میں ان کو کھلا خرچ دو، اپنی کمائی میں سے کھلا خرچ دینا بیوی کا حق ہے اور شوہر کا فرض ہے۔

باب حُبِّ النِّسَآءِ

یہ باب خواتین (بیویوں) سے محبت کرنے میں ہے

3949 - حَدَّثَنِي الشَّيْخُ الْإِمَامُ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ النَّسَائِيُّ قَالَ اَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عِيْسَى الْقُوْمَسِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَلَّامٌ اَبُو الْمُنْذِرِ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "حُبِّبَ اِلَيَّ مِنَ الدُّنْيَا النِّسَآءُ وَالطِّيْبُ وَجُعِلَ قُرَّةُ عَيْنِيْ فِي الصَّلَاةِ" .

✧✧ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: دنیا (کی چیزوں) میں سے خواتین اور خوشبو کو میرے نزدیک محبوب بنا دیا گیا ہے اور نماز کو میری آنکھوں کی ٹھنڈک بنا دیا گیا ہے۔

3950 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْلِمٍ الطُّوْسِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سَيَّارٌ قَالَ حَدَّثَنَا جَعْفَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "حُبِّبَ اِلَيَّ النِّسَآءُ وَالطِّيْبُ وَجُعِلَتْ قُرَّةُ عَيْنِيْ فِي الصَّلَاةِ" .

✧✧ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: مجھے خواتین اور خوشبو پسند ہیں اور میری

3949-اخرجه النسائي في عشرة النساء من الكبرى، حب النساء (الحديث 1) تحفة الاشراف (435) .

3950-اخرجه النسائي في عشرة النساء من الكبرى، حب النساء (الحديث 2) . تحفة الاشراف (279) .

آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں رکھی گئی ہے۔

3951 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَفْصِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ قَالَ حَدَّثَنِیْ اِبْرَاهِیْمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ اَبِیْ عَرُوْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ لَمْ یَكُنْ شَیْءٌ اَحَبَّ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ النِّسَآءِ مِنَ الْخَیْلِ .

◈◈ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواتین کے بعد سب سے زیادہ پسند گھوڑے تھے۔

باب مَیْلِ الرَّجُلِ اِلٰی بَعْضِ نِسَائِهٖ دُوْنَ بَعْضٍ .

یہ باب ہے کہ آدمی کا اپنی ایک بیوی کی طرف زیادہ مائل ہونا

3952 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِیٍّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ النَّضْرِ بْنِ اَنَسٍ عَنْ بَشِیْرِ بْنِ نَهِیْكٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ كَانَ لَهٗ امْرَاَتَانِ یَمِیْلُ لِاِحْدَاهُمَا عَلَی الْاُخْرٰی جَآءَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ اَحَدُ شِقَّیْهِ مَائِلٌ" .

◈◈ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جس کسی شخص کی دو بیویاں ہوں وہ ان میں سے ایک کو چھوڑ کر دوسری کے ساتھ زیادہ مائل ہو تو جب قیامت کا دن آئے گا تو اس شخص کا ایک حصہ لٹکا ہوا ہوگا۔

3953 - اَخْبَرَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِیْلَ بْنِ اِبْرَاهِیْمَ قَالَ حَدَّثَنَا یَزِیْدُ قَالَ اَنْبَاَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ اَیُّوْبَ عَنْ اَبِیْ قِلَابَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ یَزِیْدَ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقْسِمُ بَیْنَ نِسَائِهٖ ثُمَّ یَعْدِلُ ثُمَّ یَقُوْلُ "اللّٰهُمَّ هٰذَا فِعْلِیْ فِیْمَا اَمْلِكُ فَلَا تَلُمْنِیْ فِیْمَا تَمْلِكُ وَلَا اَمْلِكُ" . اَرْسَلَهٗ حَمَّادُ بْنُ زَیْدٍ .

◈◈ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ازواج رضی اللہ عنہن کے درمیان (دنوں کی تقسیم) کرتے تھے اور اس بارے میں انصاف سے کام لیتے تھے پھر آپ یہ دعا کرتے تھے: "اے اللہ! جس چیز کا میں مالک ہوں اس میں میرا یہ رویہ ہے تو مجھے اس چیز پر ملامت مت کرنا جس کا تو مالک ہے اور اس کا میں مالک نہیں ہوں"۔

حماد بن زید نامی راوی نے اس روایت کو مرسل کے طور پر روایت کیا ہے۔

3951-تقدم في الخيل، باب حب الخيل (الحديث 3566) .

3952-اخرجه ابو داؤد النكاح، باب في القسم بين النساء (الحديث 2133) . واخرجه الترمذي في النكاح، باب ما جاء في التسوية بين الضرائر (الحديث 1141) . و اخرجه النسائي في عشرة النساء من الكبرى ، ميل الرجل الى بعض نسائه دون بعض (الحديث 4) . واخرجه ابن ماجه في النكاح، باب القسمة بين النساء (الحديث 1969) . تحفة الاشراف (12213) .

3953-اخرجه ابو داؤد النكاح، باب في القسم بين النساء (الحديث 2134) . واخرجه الترمذي في النكاح، باب ما جاء في التسوية بين الضرائر (الحديث 1140) . و اخرجه النسائي في عشرة النساء ، ميل الرجل الى بعض نسائه دون بعض (الحديث 5) . و اخرجه ابن ماجه في النكاح ، باب القسمة بين النساء (الحديث 1971) . تحفة الاشراف (16290) .

باب حُبِّ الرَّجُلِ بَعْضَ نِسَائِهِ اَكْثَرَ مِنْ بَعْضٍ .

یہ باب ہے کہ آدمی کا اپنی بیویوں میں سے کسی ایک کے ساتھ زیادہ محبت کرنا

3954 - اَخْبَرَنِیْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَمِّیْ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِیْ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ اَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ اَرْسَلَ اَزْوَاجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاطِمَةَ بِنْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَاْذَنَتْ عَلَيْهِ وَهُوَ مُضْطَجِعٌ مَعِیْ فِیْ مِرْطِیْ فَاَذِنَ لَهَا فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اَزْوَاجَكَ اَرْسَلْنَنِیْ اِلَيْكَ يَسْاَلْنَكَ الْعَدْلَ فِیْ ابْنَةِ اَبِیْ قُحَافَةَ . وَاَنَا سَاكِتَةٌ فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَیْ بُنَيَّةُ اَلَسْتِ تُحِبِّيْنَ مَنْ اُحِبُّ" . قَالَتْ بَلٰى . قَالَ "فَاَحِبِّیْ هٰذِهِ" . فَقَامَتْ فَاطِمَةُ حِيْنَ سَمِعَتْ ذٰلِكَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَجَعَتْ اِلٰى اَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَتْهُنَّ بِالَّذِیْ قَالَتْ وَالَّذِیْ قَالَ لَهَا فَقُلْنَ لَهَا مَا نَرَاكِ اَغْنَيْتِ عَنَّا مِنْ شَیْءٍ فَارْجِعِیْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُوْلِیْ لَهُ اِنَّ اَزْوَاجَكَ يَنْشُدْنَكَ الْعَدْلَ فِیْ ابْنَةِ اَبِیْ قُحَافَةَ . قَالَتْ فَاطِمَةُ لَا وَاللّٰهِ لَا اُكَلِّمُهُ فِيْهَا اَبَدًا .

قَالَتْ عَائِشَةُ فَاَرْسَلَ اَزْوَاجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْنَبَ بِنْتَ جَحْشٍ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِیَ الَّتِیْ كَانَتْ تُسَامِيْنِیْ مِنْ اَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِی الْمَنْزِلَةِ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ اَرَ امْرَاَةً قَطُّ خَيْرًا فِی الدِّيْنِ مِنْ زَيْنَبَ وَاَتْقٰى لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَاَصْدَقَ حَدِيْثًا وَّاَوْصَلَ لِلرَّحِمِ وَاَعْظَمَ صَدَقَةً وَّاَشَدَّ ابْتِذَالًا لِنَفْسِهَا فِی الْعَمَلِ الَّذِیْ تَصَدَّقُ بِهٖ وَتَقَرَّبُ بِهٖ مَا عَدَا سَوْرَةً مِّنْ حِدَّةٍ كَانَتْ فِيْهَا تُسْرِعُ مِنْهَا الْفَيْاَةَ فَاسْتَاْذَنَتْ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ عَائِشَةَ فِیْ مِرْطِهَا عَلَى الْحَالِ الَّتِیْ كَانَتْ دَخَلَتْ فَاطِمَةُ عَلَيْهَا فَاَذِنَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اَزْوَاجَكَ اَرْسَلْنَنِیْ يَسْاَلْنَكَ الْعَدْلَ فِیْ ابْنَةِ اَبِیْ قُحَافَةَ وَوَقَعَتْ بِیْ فَاسْتَطَالَتْ وَاَنَا اَرْقُبُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَرْقُبُ طَرْفَهُ هَلْ اَذِنَ لِیْ فِيْهَا فَلَمْ تَبْرَحْ زَيْنَبُ حَتّٰى عَرَفْتُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَكْرَهُ اَنْ اَنْتَصِرَ فَلَمَّا وَقَعْتُ بِهَا لَمْ اَنْشَبْهَا بِشَیْءٍ حَتّٰى اَنْحَيْتُ عَلَيْهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِنَّهَا ابْنَةُ اَبِیْ بَكْرٍ" .

✧✧ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج رضی اللہ عنہن نے سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا' جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی

3954-اخرجه البخاري في الهبة، باب من اهدى الى صاحبه و تحرى بعض نسائه دون بعض (الحديث 2581م) تعليقاً . و اخرجه مسلم في فضائل الصحابة، باب في فضل عائشة رضي الله تعالى عنها (الحديث 83) . واخرجه النسائي في عشرة النساء، حب الرجل بعض نسائه اكثر من بعض (الحديث 3855)، و هو في عشرة النساء من الكبرى، حب الرجل بعض نسائه اكثر من بعض (الحديث 6 و 7) . تحفة الاشراف (17590) .

نبی اکرم ﷺ کے ہاں اندر آنے کی اجازت مانگی
صاجزادی ہیں کو نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں بھیجا سیّدہ فاطمہ ؓ نے نبی اکرم ﷺ نے انہیں اجازت دی' انہوں نے عرض کی: یارسول
اس وقت میرے ساتھ ایک چادر میں لیٹے ہوئے تھے۔ نبی اکرم ﷺ نے انہیں اجازت دی' انہوں نے عرض کی:
اللہ (ﷺ)! آپ کی ازواج ؓ نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے۔ وہ حضرت ابوقحافہ ؓ کی صاجزادی (سیّدہ عائشہ
صدیقہ ؓ) کے بارے میں آپ سے انصاف کا تقاضا کرتی ہیں (سیّدہ عائشہ ؓ کہتی ہیں) میں خاموش رہی۔ نبی اکرم ﷺ
نے فرمایا: اے میری بیٹی کیا تم اس سے محبت نہیں کرو گی جس سے میں محبت کرتا ہوں۔ سیّدہ فاطمہ ؓ نے عرض کی: جی ہاں!
اکرم ﷺ نے فرمایا: پھر تم اس (عائشہ ؓ) سے محبت کرو۔ سیّدہ فاطمہ ؓ نے جب یہ بات نبی اکرم ﷺ کی زبانی سنی تو وہ اٹھ
کھڑی ہوئیں اور واپس نبی اکرم ﷺ کی ازواج ؓ کے پاس گئیں اور ان کو اس بارے میں بتایا: جو انہوں نے نبی اکرم ﷺ
سے کہا تھا اور جو نبی اکرم ﷺ نے انہیں جواب دیا: تھا تو ان ازواج ؓ نے سیّدہ فاطمہ ؓ سے کہا: ہم یہ سمجھتی ہیں۔ آپ نے
ہمارا کام پورا نہیں کیا آپ واپس نبی اکرم ﷺ کے پاس جائیں ان سے کہیں کہ آپ کی ازواج ؓ آپ کو یہ قسم دیتی ہیں کہ آپ
حضرت ابوقحافہ ؓ کی صاجزادی کے حوالے سے انصاف سے کام لیں۔ سیّدہ فاطمہ ؓ نے کہا: نہیں۔ اللہ کی قسم! میں اس
بارے میں نبی اکرم ﷺ سے کبھی بات نہیں کروں گی۔

سیّدہ عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ کی ازواج ؓ نے سیّدہ زینب بنت جحش ؓ کو نبی اکرم ﷺ کی خدمت
میں بھیجا۔ یہ وہ خاتون تھیں جو نبی اکرم ﷺ کی ازواج ؓ میں' نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں قدر و منزلت کے اعتبار سے' خود کو برا
ہم پلہ سمجھتی تھیں۔ میں نے دین کے معاملے میں سیّدہ زینب ؓ سے بہتر خاتون کوئی بھی نہیں دیکھی۔ وہ اللہ تعالیٰ سے سب سے
زیادہ ڈرنے والی تھیں' ہمیشہ سچ بولتی تھیں، رشتے داری کے حقوق کا خیال رکھتی تھیں، سب سے زیادہ صدقہ کیا کرتی تھیں' جس عمل
کے ذریعے وہ صدقہ کرتی تھیں یا جس کے ذریعے وہ قرب حاصل کرتی تھیں (یعنی نفلی عبادات میں) سب سے زیادہ اہتمام کیا کرتی
تھیں البتہ ان کے مزاج میں کچھ تیزی تھی مگر ان کا غصہ جلد اتر جایا کرتا تھا۔ انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے اندر آنے کی اجازت مانگی
نبی اکرم ﷺ اس وقت سیّدہ عائشہ ؓ کے ساتھ اس چادر میں اسی حالت میں تھے جیسے اس وقت تھے' جب سیّدہ فاطمہ ؓ آئی
تھیں' نبی اکرم ﷺ نے انہیں اندر آنے کی اجازت دی۔
انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ (ﷺ)! آپ کی ازواج ؓ نے مجھے بھیجا ہے وہ آپ سے ابوقحافہ کی صاجزادی کے
بارے میں انصاف کا تقاضا کرتی ہیں (سیّدہ عائشہ ؓ فرماتی ہیں) پھر انہوں نے میرے بارے میں کچھ کہا اور کافی لمبی بات کی
میں نبی اکرم ﷺ کی طرف دیکھتی رہی میں آپ کی نگاہوں کی طرف دیکھ رہی تھی کہ کیا آپ اس بارے میں مجھے اجازت دیں گے!
جب سیّدہ زینب ؓ نہیں رکیں تو مجھے اندازہ ہو گیا کہ اگر اب میں نے جواب دیا: تو نبی اکرم ﷺ اسے ناپسند نہیں کریں گے۔
جب میں نے انہیں جواب دینا شروع کیا تو ان کے لئے (کہنے کو) باقی کچھ نہیں رہا یہاں تک کہ میں نے انہیں خاموش کر دیا تو نبی
اکرم ﷺ نے فرمایا: یہ ابوبکر کی بیٹی ہے۔

3955 - اَخْبَرَنِیْ عِمْرَانُ بْنُ بَكَّارٍ الْحِمْصِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَنْبَاَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ

أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ فَذَكَرَتْ نَحْوَهُ وَقَالَتْ أَرْسَلَ أَزْوَاجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْنَبَ فَاسْتَأْذَنَتْ فَأَذِنَ لَهَا فَدَخَلَتْ فَقَالَتْ نَحْوَهُ ۔ خَالَفَهُمَا مَعْمَرٌ رَوَاهُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ .

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے اس میں ان کے یہ الفاظ ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج رضی اللہ عنہن نے سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کو بھیجا۔ سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا نے اندر آنے کی اجازت مانگی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اجازت دی۔ وہ اندر آئیں اور پھر انہوں نے کہا: اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے تاہم معمر نامی راوی نے اس روایت میں کچھ اختلاف کیا ہے۔ انہوں نے اس روایت کو زہری کے حوالے سے عروہ کے حوالے سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔

3956 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ النَّيْسَابُورِيُّ الثِّقَةُ الْمَأْمُونُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتِ اجْتَمَعْنَ أَزْوَاجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَرْسَلْنَ فَاطِمَةَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَ لَهَا إِنَّ نِسَائَكَ وَذَكَرَ كَلِمَةً مَعْنَاهَا يَنْشُدْنَكَ الْعَدْلَ فِي ابْنَةِ أَبِي قُحَافَةَ ۔ قَالَتْ فَدَخَلَتْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مَعَ عَائِشَةَ فِي مِرْطِهَا فَقَالَتْ لَهُ إِنَّ نِسَائَكَ أَرْسَلْنَنِي وَهُنَّ يَنْشُدْنَكَ الْعَدْلَ فِي ابْنَةِ أَبِي قُحَافَةَ ۔ فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "أَتُحِبِّينِي" ۔ قَالَتْ نَعَمْ قَالَ "فَأَحِبِّيهَا" ۔ قَالَتْ فَرَجَعَتْ إِلَيْهِنَّ فَأَخْبَرَتْهُنَّ مَا قَالَ فَقُلْنَ لَهَا إِنَّكِ لَمْ تَصْنَعِي شَيْئًا فَارْجِعِي إِلَيْهِ ۔ فَقَالَتْ وَاللّٰهِ لَا أَرْجِعُ إِلَيْهِ فِيهَا أَبَدًا ۔ وَكَانَتِ ابْنَةَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَقًّا فَأَرْسَلْنَ زَيْنَبَ بِنْتَ جَحْشٍ قَالَتْ عَائِشَةُ وَهِيَ الَّتِي كَانَتْ تُسَامِينِي مِنْ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ أَزْوَاجُكَ أَرْسَلْنَنِي وَهُنَّ يَنْشُدْنَكَ الْعَدْلَ فِي ابْنَةِ أَبِي قُحَافَةَ ۔ ثُمَّ أَقْبَلَتْ عَلَيَّ تَشْتِمُنِي فَجَعَلْتُ أُرَاقِبُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنْظُرُ طَرْفَهُ هَلْ يَأْذَنُ لِي مِنْ أَنْ أَنْتَصِرَ مِنْهَا - قَالَتْ - فَشَتَمَتْنِي حَتَّى ظَنَنْتُ أَنَّهُ لَا يَكْرَهُ أَنْ أَنْتَصِرَ مِنْهَا فَاسْتَقْبَلْتُهَا فَلَمْ أَلْبَثْ أَنْ أَفْحَمْتُهَا فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "إِنَّهَا ابْنَةُ أَبِي بَكْرٍ" ۔ قَالَتْ عَائِشَةُ فَلَمْ أَرَ امْرَأَةً خَيْرًا وَلَا أَكْثَرَ صَدَقَةً وَلَا أَوْصَلَ لِلرَّحِمِ وَأَبْذَلَ لِنَفْسِهَا فِي كُلِّ شَيْءٍ يُتَقَرَّبُ بِهِ إِلَى اللّٰهِ تَعَالَى مِنْ زَيْنَبَ مَا عَدَا سَوْرَةً مِنْ حِدَّةٍ كَانَتْ فِيهَا تُوشِكُ مِنْهَا الْفَيْأَةَ .

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ هٰذَا خَطَأٌ وَالصَّوَابُ الَّذِي قَبْلَهُ .

✧✧ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج رضی اللہ عنہن اکٹھی ہوئیں انہوں نے سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا ان خواتین نے سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے یہ کہا کہ (آپ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ کہیں) آپ کی ازواج رضی اللہ عنہن (راوی کہتے ہیں) اس کے بعد انہوں نے ایک کلمہ ذکر کیا جس کا مفہوم یہ تھا کہ وہ آپ سے ابوقحافہ کی صاحبزادی کے بارے میں انصاف کا تقاضا کرتی ہیں۔ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

3955-تقدم في عشرة النساء، حب الرجل بعض نسائه اكثر من بعض (الحديث 3954) .

3956-اخرجه النسائي في عشرة النساء من الكبرى، حب الرجل بعض نسائه اكثر من بعض (الحديث 8) تحفة الاشراف (16674) .

اس وقت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ان کی چادر میں موجود تھے۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ان سے عرض کی' آپ کی ازواج رضی اللہ عنہن نے مجھے بھیجا ہے وہ آپ سے حضرت ابوقحافہ رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی کے بارے میں انصاف کا تقاضہ کرتی ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا کیا تم مجھے پسند کرتی ہو۔ انہوں نے کہا: جی ہاں! نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: پھر تم اسے بھی (سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا) کو پسند کرو۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' میں واپس ان ازواج رضی اللہ عنہن کے پاس گئی اور انہیں اس بارے میں بتایا جو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے: تو ان ازواج رضی اللہ عنہن نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے یہ کہا' تم نے کوئی کام نہیں کیا تم واپس نبی اکرم ﷺ کے پاس جاؤ تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا: اللہ کی قسم! اب میں واپس اس بارے میں آپ کے پاس کبھی نہیں جاؤں گی (سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں) وہ واقعی نبی اکرم ﷺ کی صاحبزادی تھیں۔

پھر ان ازواج رضی اللہ عنہن نے سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کو بھیجا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں' یہ وہ خاتون تھیں جو نبی اکرم ﷺ کی ازواج رضی اللہ عنہن میں میرے ہم پلہ ہونے کی دعوے دار تھیں۔ انہوں نے کہا: آپ کی ازواج رضی اللہ عنہن نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے اور وہ ابوقحافہ کی صاحبزادی کے بارے میں آپ سے انصاف کی طلبگار ہیں۔ پھر انہوں نے مجھے برا کہنا شروع کیا میں آپ کی آنکھوں کی طرف دیکھتی رہی کہ آپ مجھے اجازت دیں گے کہ میں انہیں جواب دوں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں جب وہ کافی دیر تک میرے خلاف بولتی رہیں اور میں نے یہ گمان کیا کہ اب اگر میں نے انہیں جواب دیا: تو نبی اکرم ﷺ اسے ناپسند نہیں کریں گے تو میں نے انہیں جواب دینا شروع کیا: اور تھوڑی ہی دیر میں انہیں خاموش کروادیا۔

نبی اکرم ﷺ نے ان سے کہا: یہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں' میں نے سیدہ زینب رضی اللہ عنہا سے زیادہ بہتر' ان سے زیادہ صدقہ کرنے والی' ان سے زیادہ رشتے داری کے حقوق کا خیال رکھنے والی اور ان سے زیادہ نفلی عبادت میں بہت زیادہ اہتمام کرنے والی خاتون نہیں دیکھی۔ البتہ ان کے مزاج میں کچھ تیزی تھی لیکن وہ تیزی جلد ہی ختم بھی ہو جایا کرتی تھی۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں' یہ روایت خطا ہے اور درست روایت وہی ہے جو اس سے پہلے گزری ہے۔

3957 – اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرٌ - يَعْنِيْ ابْنَ الْمُفَضَّلِ - قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ } عَنْ مُرَّةَ { عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "فَضْلُ عَآئِشَةَ عَلَى النِّسَآءِ كَفَضْلِ الثَّرِيْدِ عَلٰى سَائِرِ الطَّعَامِ".

✧✧ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ' نبی اکرم ﷺ کا فرمان نقل کرتے ہیں' عائشہ رضی اللہ عنہا کو تمام عورتوں پر وہی فضیلت

3957-اخرجه البخاري في احاديث الانبياء، باب قول الله تعالى (وضرب الله مثلا للذين امنوا امراة فرعون، الى قوله . و كانت من القانتين) (الحديث 3411) مطولًا، و باب قوله تعالى: (اذ قالت الملائكة يا مريم . الى .قوله . فانما يقول له كن فيكون) . (الحديث 3433) مطولًا، و في فضائل الصحابة، باب فضل عائشة رضي الله عنها (الحديث 3769) مطولًا . و في الاطعمة، باب الثريد (الحديث 5418) مطولًا، واخرجه مسلم في فضائل الصحابة، باب فضائل خديجة ام المومنين رضي الله تعالى عنها (الحديث 70) مطولًا . واخرجه الترمذي في الاطعمة، باب ما جاء في فضل الثريد (الحديث 1834) مطولًا و اخرجه النسائي في عشرة النساء من الكبرى، حب الرجل بعض نسائه اكثر من بعض (الحديث 9) . واخرجه ابن ماجه في الاطعمة، باب فضل الثريد على الطعام (الحديث 3280) . مطولًا . تحفة الاشراف (9029) .

حاصل ہے جو ثرید کو تمام کھانوں پر حاصل ہے۔

3958 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ اَبِىْ ذِئْبٍ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "فَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَآءِ كَفَضْلِ الثَّرِيْدِ عَلٰى سَائِرِ الطَّعَامِ" .

✧✧ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: عائشہ (رضی اللہ عنہا)! کو تمام خواتین پر وہی فضیلت حاصل ہے جو ثرید کو تمام کھانوں پر حاصل ہے۔

3959 - اَخْبَرَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اِسْحَاقَ الصَّغَانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا شَاذَانُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "يَا اُمَّ سَلَمَةَ لَا تُؤْذِيْنِيْ فِيْ عَائِشَةَ فَاِنَّهُ وَاللّٰهِ مَا اَتَانِى الْوَحْىُ فِيْ لِحَافِ امْرَاَةٍ مِّنْكُنَّ اِلَّا هِيَ" .

✧✧ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: اے ام سلمہ (رضی اللہ عنہا) تم عائشہ (رضی اللہ عنہا) کے بارے میں مجھے تکلیف نہ دو کیونکہ اللہ کی قسم! تم میں سے کسی بیوی کے لحاف میں مجھ پر وحی نہیں آتی صرف اس کے لحاف میں آتی ہے۔

3960 - اَخْبَرَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ اٰدَمَ عَنْ عَبْدَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ عَوْفِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ رُمَيْثَةَ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ اَنَّ نِسَاءَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلَّمْنَهَا اَنْ تُكَلِّمَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ النَّاسَ كَانُوْا يَتَحَرَّوْنَ بِهَدَايَاهُمْ يَوْمَ عَائِشَةَ وَتَقُوْلُ لَهُ اِنَّا نُحِبُّ الْخَيْرَ كَمَا تُحِبُّ عَائِشَةُ فَكَلَّمَتْهُ فَلَمْ يُجِبْهَا فَلَمَّا دَارَ عَلَيْهَا كَلَّمَتْهُ اَيْضًا فَلَمْ يُجِبْهَا وَقُلْنَ مَا رَدَّ عَلَيْكِ قَالَتْ لَمْ يُجِبْنِىْ . قُلْنَ لَا تَدَعِيْهِ حَتّٰى يَرُدَّ عَلَيْكِ اَوْ تَنْظُرِيْنَ مَا يَقُوْلُ .

فَلَمَّا دَارَ عَلَيْهَا كَلَّمَتْهُ فَقَالَ "لَا تُؤْذِيْنِيْ فِيْ عَائِشَةَ فَاِنَّهُ لَمْ يَنْزِلْ عَلَيَّ الْوَحْىُ وَاَنَا فِيْ لِحَافِ امْرَاَةٍ مِّنْكُنَّ اِلَّا فِيْ لِحَافِ عَائِشَةَ" .

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ هٰذَانِ الْحَدِيْثَانِ صَحِيْحَانِ عَنْ عَبْدَةَ .

✧✧ سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج رضی اللہ عنہن نے ان سے (یعنی سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے) یہ بات کی کہ آپ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں بات کریں کہ لوگ بطور خاص اپنے تحائف سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے مخصوص دن میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجتے ہیں۔ آپ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ کہیں کہ ہم بھی اسی طرح بھلائی چاہتے ہیں جیسے عائشہ رضی اللہ عنہا کو پسند ہے۔ سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اس بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بات کی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کوئی جواب نہیں دیا۔ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے مخصوص دن میں تشریف لائے تو پھر سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے ان کے ساتھ بات کی لیکن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کوئی

3958-اخرجه النسائي في عشرة النساء من الكبرى، حب الرجل بعض نسائه اكثر من بعض (الحديث 10) تحفة الاشراف (17705) .

3959-اخرجه النسائي في عشرة النساء من الكبرى، حب الرجل بعض نسائه اكثر من بعض (الحديث 11) تحفة الاشراف (16874) .

3960-اخرجه النسائي في عشرة النساء من الكبرى، حب الرجل بعض نسائه اكثر من بعض (الحديث 12) تحفة الاشراف (18258) .

دریافت کیا: نبی اکرم ﷺ نے آپ کو کیا جواب دیا ہے؟ (سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے) جواب نہیں دیا: نبی اکرم ﷺ کی ازواج رضی اللہ عنہن نے (سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے) جواب نہیں دیا۔ ان ازواج رضی اللہ عنہن نے کہا: آپ اسے جاری رکھئے دیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: نبی اکرم ﷺ نے مجھے کوئی جواب نہیں دیا۔ ان ازواج رضی اللہ عنہن نے کہا: آپ اسے جاری رکھیں تک نبی اکرم ﷺ آپ کو جواب نہیں دیتے یا پھر آپ جائزہ لیں کہ آپ کیا کہتے ہیں۔ جب نبی اکرم ﷺ ان کی مخصوص باری کے دن ان کے پاس آئے تو سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے پھر اس بارے میں ان سے بات کی' نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم مجھے عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں تکلیف نہ دو کیونکہ جب میں تم میں سے کسی بھی بیوی کے لحاف میں ہوتا ہوں تو اس وقت مجھ پر وحی نازل نہیں ہوتی ہے صرف عائشہ رضی اللہ عنہا کے لحاف میں نازل ہوتی ہے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں' یہ دونوں احادیث عبدہ کے حوالے سے منقول ہونے کے حساب سے ''صحیح'' ہیں۔

3961 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّاسُ يَتَحَرَّوْنَ بِهَدَايَاهُمْ يَوْمَ عَائِشَةَ يَبْتَغُوْنَ بِذٰلِكَ مَرْضَاةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

✧✧ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' لوگ بطور خاص اپنے تحائف نبی اکرم ﷺ کو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے مخصوص دن میں بھیجا کرتے تھے وہ اس کے ذریعے نبی اکرم ﷺ کی رضامندی چاہتے تھے۔

3962 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اٰدَمَ عَنْ عَبْدَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ رَبِيْعَةَ بْنِ هُدَيْرٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اَوْحَى اللّٰهُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا مَعَهُ فَقُمْتُ فَاَجَفْتُ الْبَابَ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُ فَلَمَّا رُفِّهَ عَنْهُ قَالَ لِيْ "يَا عَائِشَةُ اِنَّ جِبْرِيْلَ يُقْرِئُكِ السَّلَامَ".

✧✧ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کی طرف وحی نازل کی میں اس وقت آپ کے پاس موجود تھی۔ میں دروازے کی چوکھٹ پر کھڑی ہوگئی جو میرے اور آپ کے درمیان تھا جب آپ کی یہ کیفیت ختم ہوئی تو آپ نے مجھ سے فرمایا: اے عائشہ رضی اللہ عنہا جبریل (علیہ السلام) تمہیں سلام کہہ رہا ہے۔

3963 - اَخْبَرَنَا نُوْحُ بْنُ حَبِيْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. قَالَ لَهَا "اِنَّ جِبْرِيْلَ يَقْرَاُ عَلَيْكِ السَّلَامَ". قَالَتْ وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ تَرٰى مَا لَا نَرٰى.

✧✧ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا: جبرائیل تمہیں سلام کہہ رہا ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا: ان پر بھی سلام ہو اور اللہ کی رحمتیں اور اس کی برکتیں نازل ہوں (پھر نبی اکرم ﷺ سے کہا) آپ وہ چیز دیکھ لیتے ہیں

3961-اخرجه البخاري في الهبة، باب قبول الهدية (الحديث 2574) . واخرجه مسلم في فضائل الصحابة، باب فضل عائشة رضي الله عنها (الحديث 82) . و اخرجه النسائي في عشرة النساء من الكبرى، حب الرجل بعض نسائه اكثر من بعض (الحديث 13) تحفة الاشراف (17044) .

3962-اخرجه النسائي في عشرة النساء من الكبرى، حب الرجل بعض نسائه اكثر من بعض (الحديث 14) تحفة الاشراف (16156) .

3963-اخرجه النسائي في عشرة النساء من الكبرى، حب الرجل بعض نسائه اكثر من بعض (الحديث 15) و في عمل اليوم و الليلة، مايقول اذا قيل له: ان فلانًا يقرا عليك السلام (الحديث 375) . تحفة الاشراف (16671) .

جو میں نہیں دیکھ سکتی۔

3964 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ قَالَ اَنْبَانَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَبُوْ سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "يَا عَائِشَةُ هٰذَا جِبْرِيْلُ وَهُوَ يَقْرَاُ عَلَيْكِ السَّلَامَ". مِثْلَهُ سَوَاءً .

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ هٰذَا الصَّوَابُ وَالَّذِيْ قَبْلَهُ خَطَاٌ .

✧✧ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عائشہ رضی اللہ عنہا! یہ جبرائیل ہے اور تمہیں سلام کہہ رہا ہے (امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ درست ہے اور اس سے پہلے والی خطاء ہے۔

بابُ الْغَيْرَةِ .

یہ باب رشک کے بیان میں ہے

غیرت کے معنی ومفہوم کا بیان

ایک حدیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے خود اپنی طرف غیرت کرنے کی نسبت کی ہے: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شہد اور مٹھاس سے محبت کرتے تھے، جب آپ عصر کی نماز پڑھ کر لوٹتے تو آپ حضرت حفصہ بنت عمر کے پاس گئے اور وہاں بہت زیادہ دیر ٹھہرے، پس مجھے غیرت آئی۔ الحدیث۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث: ۵۲۶۸)

علامہ المبارک بن محمد ابن الاثیر الجزری التوفی ۶۰۶ھ لکھتے ہیں: غیرت کا معنی ہے، حمیت، عار اور کسی چیز کا ناگوار ہونا یا اس چیز کو ناپسند کرنا، یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو طبعی طور پر یہ ناپسند تھا کہ آپ کسی اور زوجہ کے پاس زیادہ دیر ٹھہریں۔

(النہایہ ج ۳ ص ۳۶۰ دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۱۸ھ)

علامہ محمد طاہر گجراتی متوفی ۹۸۶ھ لکھتے ہیں: والغيرة كراهة المشاركة في محبوب محبوب میں کسی اور کی شرکت کے ناپسند کرنے کو غیرت کہتے ہیں، اللہ تعالیٰ شرک کو پسند نہیں کرتا اس لیے اس نے شرک کرنے سے منع کر دیا ہے۔ اسی طرح وہ بے حیائی کے کاموں کو پسند نہیں کرتا اس لیے اس نے بے حیائی کے کاموں سے منع فرمادیا ہے۔ حدیث میں ہے: اللہ سے زیادہ کوئی اس چیز پر غیرت کرنے والا نہیں ہے کہ اس کا بندہ زنا کرے۔ (البخاری: ۷۴۰۳) (مجمع بحار الانوار ج ۴ ص ۸۵، مکتبہ دار الایمان، المدینہ المنورۃ)

اس معنی کے اعتبار سے غیرت کا معنی یہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں کسی اور کی شرکت کو ناپسند کرتی تھی اور وہ یہ چاہتی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زیادہ سے زیادہ قرب صرف ان کو حاصل رہے اور حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے پاس آپ کا زیادہ ٹھہرنا آپ سے شدید محبت کی وجہ سے ناپسند تھا اور میں علامہ کرمانی کی اس بات سے متفق نہیں ہوں کہ یہ آپ کا گناہ صغیرہ تھا، کیونکہ آپ نے جو کہا تھا کہ آپ کے منہ سے مغافیر کی بو آ رہی ہے یہ کچھ غلط اور جھوٹ نہ تھا

کیونکہ حضرت عائشہ کے خیال میں آپ نے جو شہد پیا تھا تو شہد کی مکھیوں نے مغافیر کے درخت سے اس کا رس چوسا تھا اور اس کی مغافیر کی بو آ گئی تھی، البتہ یہ ہوسکتا ہے کہ ان کا یہ حیلہ کرنا خلاف اولیٰ ہو اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں اس قدر ڈوب گئیں تھیں کہ اس کے خلاف اولیٰ ہونے کی طرف ان کی توجہ مبذول نہیں ہوئی، اور ان کے بلند مقام کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ نے ان کو اس پر بھی توجہ کرنے کا حکم دیا اور فرمایا اِنْ تَتُوْبَآ اِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا (التحریم:۴) اگر تم دونوں اللہ سے توبہ کرو (تو اچھا ہے) کیونکہ تمہارے دل اعتدال سے کچھ ہٹ چکے ہیں۔

3965 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَنَسٌ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ اِحْدٰى اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ فَاَرْسَلَتْ اُخْرٰى بِقَصْعَةٍ فِيْهَا طَعَامٌ فَضَرَبَتْ يَدَ الرَّسُوْلِ فَسَقَطَتِ الْقَصْعَةُ فَانْكَسَرَتْ فَاَخَذَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكِسْرَتَيْنِ فَضَمَّ اِحْدَاهُمَا اِلَى الْاُخْرٰى فَجَعَلَ يَجْمَعُ فِيْهَا الطَّعَامَ وَيَقُوْلُ "غَارَتْ اُمُّكُمْ كُلُوْا" . فَاَكَلُوْا فَاَمْسَكَ حَتّٰى جَائَتْ بِقَصْعَتِهَا الَّتِيْ فِيْ بَيْتِهَا فَدَفَعَ الْقَصْعَةَ الصَّحِيْحَةَ اِلَى الرَّسُوْلِ وَتَرَكَ الْمَكْسُوْرَةَ فِيْ بَيْتِ الَّتِيْ كَسَرَتْهَا .

✧✧ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک ام المومنین رضی اللہ عنہا کے ہاں موجود تھے دوسری ام المومنین رضی اللہ عنہا نے ایک پیالہ بھیجا جس میں کچھ کھانا موجود تھا تو جس زوجہ محترمہ کے ہاں آپ موجود تھے انہوں نے لانے والے کے ہاتھ پر مارا تو پیالہ گر گیا اور ٹوٹ گیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ٹکڑے پکڑے انہیں ایک دوسرے کے ساتھ ملایا اور اس میں کھانا رکھتے ہوئے آپ یہ فرما رہے تھے۔ تمہاری امی کو غصہ آ گیا ہے تم لوگ اسے کھالو۔ انہوں نے اسے کھالیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وہاں رہے یہاں تک کہ وہ (زوجہ محترمہ جن کے گھر میں آپ موجود تھے) وہ اس پیالے کو لے کر آئیں جو ان کے گھر میں موجود تھا تو انہوں نے صحیح پیالہ لانے والے کے سپرد کیا اور ٹوٹا ہوا پیالہ اپنے گھر میں رہنے دیا جسے انہوں نے توڑا تھا۔

3966 - اَخْبَرَنَا الرَّبِيْعُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا اَسَدُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَبِي الْمُتَوَكِّلِ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ اَنَّهَا - يَعْنِيْ - اَتَتْ بِطَعَامٍ فِيْ صَحْفَةٍ لَّهَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابِهٖ فَجَائَتْ عَائِشَةُ مُتَّزِرَةً بِكِسَاءٍ وَّمَعَهَا فِهْرٌ فَفَلَقَتْ بِهِ الصَّحْفَةَ فَجَمَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

3964-اخرجه البخاري في بدء الخلق، باب ذكر الملائكة (الحديث 3217)، و في فضائل الصحابة، باب فضل عائشة رضي الله عنها (الحديث 3768)، و في الادب، باب من دعا صاحبه فنقص من اسمه حرفًا (الحديث 6201) . وفي استئذان، باب تسليم الرجال على النساء و النساء على الرجال (الحديث 6249) . واخرجه مسلم في فضائل الصحابة، باب في فضل عائشة رضي الله تعالى عنها (الحديث 91) . واخرجه الترمذي في المناقب، باب فضل عائشة رضي الله عنها (الحديث 3881) . واخرجه النسائي في عشرة النساء من الكبرى، حب الرجل بعض نسائه اكثر من بعض (الحديث 16)، و في عمل اليوم و الليلة، ما يقول اذا قيل له : ان فلانًا يقرا عليك السلام (الحديث 376 و 377) . تحفة الاشراف (17766) .

3965-اخرجه ابو داؤد في البيوع و الاجارات، باب فيمن افسد شيئًا يغرم مثله (الحديث 3567) و اخرجه النسائي في عشرة النساء من الكبرى، الغيرة (الحديث 17) و اخرجه ابن ماجه في الاحكام، باب الحكم فيمن كسر شيئًا (الحديث 2334) . تحفة الاشراف (633) .

3966-اخرجه النسائي في عشرة النساء من الكبرى، الغيرة (الحديث 18) تحفة الاشراف (18247) .

بِنْتَ فِلْقَتِي الصَّحْفَةِ وَيَقُوْلُ "كُلُوْا غَارَتْ اُمُّكُمْ" . مَرَّتَيْنِ ثُمَّ اَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَحْفَةَ عَائِشَةَ فَبَعَثَ بِهَا اِلٰى اُمِّ سَلَمَةَ وَاَعْطٰى صَحْفَةَ اُمِّ سَلَمَةَ عَائِشَةَ .

◇◇ سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' وہ کچھ کھانے کی چیز اپنے پیالے میں رکھ کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں آپ کے اصحاب بھی ساتھ موجود تھے۔سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا آئیں انہوں نے ایک چادر لپیٹی ہوئی تھی ان کے ہاتھ میں ایک پتھر تھا۔انہوں نے وہ پتھر پیالے پہ مارا (اور اسے توڑ دیا) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیالے کے دونوں ٹکڑوں کو پکڑا اور فرمایا: تم لوگ کھالو تمہاری امی کو غصہ آگیا ہے۔ یہ بات دو مرتبہ آپ نے فرمائی۔ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا پیالہ لیا اور وہ سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو بھجوایا اور سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا (ٹوٹا ہوا پیالہ) سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو دے دیا۔

3967 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ فُلَيْتٍ عَنْ جَسْرَةَ بِنْتِ دِجَاجَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا رَاَيْتُ صَانِعَةَ طَعَامٍ مِثْلَ صَفِيَّةَ اَهْدَتْ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَاءً فِيْهِ طَعَامٌ فَمَا مَلَكْتُ نَفْسِي اَنْ كَسَرْتُهُ فَسَاَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ كَفَّارَتِهِ فَقَالَ "اِنَاءٌ كَاِنَاءٍ وَطَعَامٌ كَطَعَامٍ" .

◇◇ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' میں نے سیّدہ صفیہ رضی اللہ عنہا سے بہتر کھانا پکانے والی کوئی خاتون نہیں دیکھی ایک مرتبہ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک برتن بھیجا جس میں کھانے کی کوئی چیز موجود تھی مجھے اپنے اوپر قابو نہیں رہا میں نے اسے توڑ دیا میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے کفارے کے بارے میں دریافت کیا: تو آپ نے فرمایا: برتن کے بدلے میں برتن اور کھانے کے بدلے میں کھانا۔

3968 - اَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزَّعْفَرَانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ اَنَّهُ سَمِعَ عُبَيْدَ بْنَ عُمَيْرٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَزْعُمُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَمْكُثُ عِنْدَ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ فَيَشْرَبُ عِنْدَهَا عَسَلًا فَتَوَاصَيْتُ اَنَا وَحَفْصَةُ اَنَّ اَيَّتَنَا دَخَلَ عَلَيْهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلْتَقُلْ اِنِّي اَجِدُ مِنْكَ رِيحَ مَغَافِيرَ اَكَلْتَ مَغَافِيرَ فَدَخَلَ عَلٰى اِحْدَاهُمَا فَقَالَتْ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ "لَا بَلْ شَرِبْتُ عَسَلًا عِنْدَ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ وَلَنْ اَعُوْدَ لَهُ" . فَنَزَلَتْ (يَا اَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ) (اِنْ تَتُوْبَا اِلَى اللّٰهِ) لِعَائِشَةَ وَحَفْصَةَ (وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِيُّ اِلٰى بَعْضِ اَزْوَاجِهِ حَدِيْثًا) لِقَوْلِهِ "بَلْ شَرِبْتُ عَسَلًا" .

◇◇ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سیّدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے ہاں کچھ دیر ٹھہرے رہے آپ نے ان کے ہاں شہد پی لیا تو میں نے اور حفصہ رضی اللہ عنہا نے یہ طے کیا ہم میں سے جس کے گھر بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائیں گے وہ یہ کہے گی ہمیں آپ سے "مغافیر" کی بو آرہی ہے کیا آپ نے "مغافیر" کھایا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان دونوں میں سے ایک کے ہاں تشریف لائے تو انہوں نے یہی بات عرض کی' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں میں نے زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے ہاں شہد پیا ہے۔

3967-اخرجه ابو داؤد في البيوع و الاجارات، باب فيمن افسد شيئًا يغرم مثله (الحديث 3568) . واخرجه النسائي في عشرة النساء من الكبرى، الغيرة (الحديث 19) تحفة الاشراف (17827) .

3968-تقدم (الحديث 3421) .

اب میں یہ نہیں پیوں گا تو یہ آیت نازل ہوئی:

"اے نبی تم اس چیز کو کیوں اپنے لئے حرام کرتے ہو جسے اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے حلال قرار دیا ہے"۔

"اگر وہ دونوں اللہ کی بارگاہ میں توبہ کریں"۔

(راوی کہتے ہیں) اس سے مراد سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا ہیں۔

"اور جب نبی نے اپنی ایک زوجہ کے ساتھ آہستہ آواز میں بات کی"۔

اس سے مراد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہے کہ میں نے شہد پیا ہے۔

مغافیر کے معنی کی تحقیق کا بیان

صحیح مسلم: ۱۴۷۴ میں ہے: حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: آپ کے منہ سے مغافیر کی بو آ رہی ہے، سو ہم مغافیر کے معنی کی تحقیق کر رہے ہیں۔

علامہ ابوالسعادات المبارک بن محمد ابن الاثیر الجزری المتوفی ۶۰۶ھ لکھتے ہیں: مغافیر کا واحد مغفور ہے، اس کی بو سخت ناگوار اور بری ہوتی ہے۔ (النہایہ ج ۳ ص ۳۳۶، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۱۸ھ)

نیز علامہ ابن الاثیر لکھتے ہیں: العرفط ببول کا درخت ہے، اس سے بدبودار گوند نکلتا ہے، جب شہد کی مکھی اس کے پتوں کا رس چوتی ہے تو اس کے شہد سے ناگوار بو آتی ہے۔ (النہایہ ج ۳ ص ۱۹۸، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

علامہ محمد طاہر گجراتی متوفی ۹۸۶ھ لکھتے ہیں: یہ ایک میٹھا گوند ہوتا ہے جس کی بو ناگوار ہوتی ہے، علامہ کرمانی نے کہا ہے: یہ گوند کسی درخت سے حاصل ہوتا ہے اور اس کو پانی میں ملا کر پیا جاتا ہے، اس کی بو ناگوار ہوتی ہے، اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو ناپسند کرتے تھے کہ آپ کے منہ سے اس کی بو آئے۔ (مجمع بحار الانوار ج ۴ ص ۵۱، مکتبہ دارالایمان، مدینہ منورہ، ۱۴۱۵ھ)

اس حدیث پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مغافیر نہیں کھایا تھا پھر ازواج مطہرات نے کیسے کہہ دیا کہ آپ نے مغافیر کھایا ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث میں ہے: ازواج نے کہا: شاید اس شہد کی مکھیوں نے عرفط کے درخت کو چوسا ہوگا۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث: ۶۹۷۲)

ازواج کا مطلب یہ تھا کہ اس وجہ سے جو شہد آپ نے پیا اس سے مغافیر کی بو آ رہی ہے۔

علامہ اسماعیل بن حماد جوہری متوفی ۳۹۸ھ لکھتے ہیں: کیکر، ببول، بیری اور دیگر کانٹے دار درختوں سے پھوٹ کر جو گوند نکلتا ہے اس کو مغفور کہتے ہیں۔ (الصحاح ج ۲ ص ۷۷۲، دارالعلم للملایین، ۱۳۷۶ھ)

حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے پاس زیادہ ٹھہرانے کے لیے مغافیر کا حیلہ کرنا آیا گناہ تھا یا نہیں؟

علامہ بدرالدین محمود بن احمد عینی حنفی متوفی ۸۵۵ لکھتے ہیں: ازواج مطہرات نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت زینب کے گھر زیادہ ٹھہرنے سے منع کرنے کے لیے یہ حیلہ کیا تھا کہ آپ سے کہا کہ آپ کے منہ سے مغافیر کی بو آ رہی ہے، علامہ کرمانی نے

کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج کے لیے یہ حیلہ کرنا کس طرح جائز ہوگا، پھر اس کا یہ جواب دیا کہ یہ عورتوں کی غیرت طبعیہ کے تقاضوں سے ہے اور ان کا یہ کہنا گناہ صغیرہ ہے جو ان کی دوسری نیکیوں سے معاف ہوگیا۔

(عمدۃ القاری ج ۲۰ ص ۳۴۷، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۲۱ھ)

3969 - اَخْبَرَنِیْ اِبْرَاهِیْمُ بْنُ یُوْنُسَ بْنِ مُحَمَّدٍ حَرَمِیٌّ - هُوَ لَقَبُهُ - قَالَ حَدَّثَنَا اَبِیْ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ لَهُ اَمَةٌ يَطَؤُهَا فَلَمْ تَزَلْ بِهِ عَائِشَةُ وَحَفْصَةُ حَتّٰى حَرَّمَهَا عَلٰى نَفْسِهِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ (يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ) اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ .

✧✧ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک کنیز تھی جس کے ساتھ آپ صحبت کیا کرتے تھے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا اس بارے میں مسلسل آپ سے کہتی رہیں یہاں تک کہ آپ نے اپنے لئے اسے حرام قرار دے دیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

''اے نبی! تم کیوں اس چیز کو حرام قرار دیتے ہو جسے اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے حلال قرار دیا ہے''۔

یہ آیت کے آخر تک ہے۔

3970 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَحْيٰى - هُوَ ابْنُ سَعِيْدٍ الْاَنْصَارِيُّ - عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الْوَلِيْدِ بْنِ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ اَنَّ عَائِشَةَ قَالَتِ الْتَمَسْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَدْخَلْتُ يَدِيْ فِيْ شَعْرِهٖ فَقَالَ "قَدْ جَاءَكِ شَيْطَانُكِ" . فَقُلْتُ اَمَا لَكَ شَيْطَانٌ فَقَالَ "بَلٰى وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَعَانَنِيْ عَلَيْهِ فَاَسْلَمَ" .

✧✧ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تلاش کیا میں نے اپنا ہاتھ آپ کے بالوں میں ڈالا تو آپ نے فرمایا: تمہارے پاس تمہارا شیطان آیا تھا میں نے عرض کی: کیا آپ کا شیطان نہیں ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کے خلاف میری مدد کی اور وہ مسلمان ہوگیا۔

3971 - اَخْبَرَنِیْ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْحَسَنِ الْمِقْسَمِيُّ عَنْ حَجَّاجٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ اَخْبَرَنِی ابْنُ اَبِیْ مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ فَقَدْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَظَنَنْتُ اَنَّهُ ذَهَبَ اِلٰى بَعْضِ نِسَائِهٖ فَتَجَسَّسْتُهُ فَاِذَا هُوَ رَاكِعٌ اَوْ سَاجِدٌ يَقُوْلُ "سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ" . فَقُلْتُ بِاَبِیْ وَاُمِّیْ اِنَّكَ لَفِیْ شَاْنٍ وَّاِنِّیْ لَفِیْ شَاْنٍ اٰخَرَ .

✧✧ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' ایک رات میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو غیر موجود پایا اور میں نے یہ گمان کیا کہ شاید آپ اپنی کسی زوجہ محترمہ کے پاس چلے گئے ہیں میں نے آپ کو تلاش کیا تو آپ رکوع کی حالت میں تھے یا شاید سجدے کی حالت

3969-اخرجه النسائي في عشرة النساء من الكبرى، الغيرة (الحديث 21)، وفي التفسير: سورة التحريم، قوله تعالى (ياايها النبي لم تحرم ما احل الله لك) (الحديث 619) . تحفة الاشراف (382) .

3970-اخرجه النسائي في عشرة النساء من الكبرى، الغيرة (الحديث 22) تحفة الاشراف (6184) .

3971-تقدم (الحديث 1130) .

میں تھے اور یہ پڑھ رہے تھے "تو پاک ہے حمد تیرے لئے ہے اور تیرے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے"۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: (میں نے سوچا) میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ اس عالم میں ہیں اور میں کیا سوچ رہی تھی۔

3972 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ } عَنْ عَطَاءٍ { قَالَ اَخْبَرَنِىْ ابْنُ اَبِىْ مُلَيْكَةَ اَنَّ عَائِشَةَ قَالَتِ افْتَقَدْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَظَنَنْتُ اَنَّهُ ذَهَبَ اِلٰى بَعْضِ نِسَائِهٖ فَتَجَسَّسْتُ ثُمَّ رَجَعْتُ فَاِذَا هُوَ رَاكِعٌ اَوْ سَاجِدٌ يَّقُوْلُ "سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ". فَقُلْتُ بِاَبِىْ وَاُمِّىْ اِنَّكَ لَفِىْ شَاْنٍ وَّاِنِّىْ لَفِىْ اٰخَرَ.

✧✧ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ایک رات میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو غیر موجود پایا میں نے یہ گمان کیا کہ شاید آپ کسی زوجہ محترمہ کے پاس چلے گئے ہیں میں نے آپ کو تلاش کیا پھر میں واپس آئی تو آپ رکوع کی حالت میں تھے یا شاید سجدے کی حالت میں تھے اور یہ پڑھ رہے تھے "تو پاک ہے حمد تیرے لئے ہے اور تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے"

میں نے سوچا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ اس حال میں ہیں اور میں کیا سمجھ رہی تھی؟

3973 - اَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِىْ ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَثِيْرٍ اَنَّهُ سَمِعَ مُحَمَّدَ بْنَ قَيْسٍ يَّقُوْلُ سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَقُوْلُ اَلَا اُحَدِّثُكُمْ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَنِّىْ قُلْنَا بَلٰى. قَالَتْ لَمَّا كَانَتْ لَيْلَتِىْ انْقَلَبَ فَوَضَعَ نَعْلَيْهِ عِنْدَ رِجْلَيْهِ وَوَضَعَ رِدَائَهُ وَبَسَطَ اِزَارَهُ عَلٰى فِرَاشِهٖ وَلَمْ يَلْبَثْ اِلَّا رَيْثَمَا ظَنَّ اَنِّىْ قَدْ رَقَدْتُ ثُمَّ انْتَعَلَ رُوَيْدًا وَّاَخَذَ رِدَائَهُ رُوَيْدًا ثُمَّ فَتَحَ الْبَابَ رُوَيْدًا وَّخَرَجَ وَاَجَافَهُ رُوَيْدًا وَّجَعَلْتُ دِرْعِىْ فِىْ رَاْسِىْ فَاخْتَمَرْتُ وَتَقَنَّعْتُ اِزَارِىْ وَانْطَلَقْتُ فِىْ اِثْرِهٖ حَتّٰى جَآءَ الْبَقِيْعَ فَرَفَعَ يَدَيْهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَّاَطَالَ الْقِيَامَ ثُمَّ انْحَرَفَ وَانْحَرَفْتُ فَاَسْرَعَ فَاَسْرَعْتُ فَهَرْوَلَ فَهَرْوَلْتُ فَاَحْضَرَ فَاَحْضَرْتُ وَسَبَقْتُهُ فَدَخَلْتُ وَلَيْسَ اِلَّا اَنِ اضْطَجَعْتُ فَدَخَلَ فَقَالَ "مَا لَكِ يَا عَائِشُ رَابِيَةً". قَالَ سُلَيْمَانُ حَسِبْتُهُ قَالَ حَشْيَا قَالَ "لَتُخْبِرِنِّىْ اَوْ لَيُخْبِرَنِّى اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ". قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بِاَبِىْ اَنْتَ وَاُمِّىْ فَاَخْبَرْتُهُ الْخَبَرَ قَالَ "اَنْتِ السَّوَادُ الَّذِىْ رَاَيْتُ اَمَامِىْ". قُلْتُ نَعَمْ - قَالَتْ - فَلَهَدَنِىْ لَهْدَةً فِىْ صَدْرِىْ اَوْجَعَتْنِىْ.

قَالَ "اَظَنَنْتِ اَنْ يَّحِيْفَ اللّٰهُ عَلَيْكِ وَرَسُوْلُهٗ". قَالَتْ مَهْمَا يَكْتُمِ النَّاسُ فَقَدْ عَلِمَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ. قَالَ "نَعَمْ - قَالَ - فَاِنَّ جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَتَانِىْ حِيْنَ رَاَيْتِ وَلَمْ يَكُنْ يَدْخُلُ عَلَيْكِ وَقَدْ وَضَعْتِ ثِيَابَكِ فَنَادَانِىْ فَاَخْفٰى مِنْكِ فَاَجَبْتُهُ وَاَخْفَيْتُهُ مِنْكِ وَظَنَنْتُ اَنَّكِ قَدْ رَقَدْتِ فَكَرِهْتُ اَنْ اُوْقِظَكِ وَخَشِيْتُ اَنْ تَسْتَوْحِشِىْ فَاَمَرَنِىْ اَنْ اٰتِىَ اَهْلَ الْبَقِيْعِ فَاَسْتَغْفِرَ لَهُمْ". خَالَفَهُ حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ فَقَالَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ اَبِىْ مُلَيْكَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ قَيْسٍ.

3972-تقدم (الحديث 1130) .

3973-تقدم (الحديث 2036) .

حضرت محمد بن قیس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے' کیا میں تمہیں اپنے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ایک واقعہ نہ سناؤں۔ ہم نے عرض کی: جی ہاں! سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا جب میری مخصوص رات آئی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم لیٹے آپ نے اپنے جوتے اپنے پاؤں کے پاس رکھ لئے۔ اپنی چادر رکھ دی اور اپنی دوسری چادر کو اپنے بچھونے کی طرف بچھا دیا۔ تھوڑی دیر گزرنے کے بعد جب آپ نے یہ گمان کیا کہ میں سو چکی ہوں تو آپ نے آہستگی کے ساتھ اپنا جوتا پہنا آہستگی کے ساتھ اپنی چادر لی اور آہستگی کے ساتھ دروازہ کھول کر باہر تشریف لے گئے اور آہستگی کے ساتھ دروازہ بند کر دیا میں نے اپنے سر پر اپنی چادر رکھی اسے اوڑھ لیا اپنی دوسری اوڑھنے والی چادر اوڑھی اور آپ کے پیچھے چل پڑی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جنت البقیع میں تشریف لائے آپ نے اپنے دونوں ہاتھوں کو بلند کیا آپ نے طویل قیام کیا پھر آپ واپس مڑے تو میں بھی مڑ گئی۔ آپ تیز چلے تو میں بھی تیز چلی آپ دوڑے تو میں بھی دوڑی آپ گھر پہنچ گئے تو اس سے پہلے میں گھر پہنچ گئی میں اندر آئی ابھی میں لیٹی ہی تھی کہ آپ اندر تشریف لے آئے' آپ نے فرمایا: عائشہ رضی اللہ عنہا تمہیں کیا ہوا ہے تمہیں بہت سانس چڑھا ہوا ہے۔ سلیمان نامی راوی کہتے ہیں میرا خیال ہے کہ یہاں لفظ "حشیا" ہے۔ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یا تو تم خود مجھے بتا دو یا لطیف و خبیر (اللہ تعالیٰ) مجھے بتا دے گا۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں' پھر میں نے آپ کو اصل بات بتائی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم ہی وہ ہیولیٰ تھیں؟ جسے میں نے اپنے آگے دیکھا تھا میں نے عرض کی: جی ہاں! تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سینے پر ہاتھ مارا جس سے مجھے تکلیف ہوئی آپ نے فرمایا: کیا تم یہ گمان کرتی ہو کہ اللہ اور اس کا رسول تمہارے ساتھ زیادتی کریں گے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: بہت سی ایسی چیزیں ہیں جنہیں لوگ چھپا لیتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے علم میں ہوتی ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں۔ پھر آپ نے بتایا ابھی جبرائیل میرے پاس آئے تھے جب تم نے دیکھا تھا۔ وہ تمہارے پاس نہیں آسکتے تھے کیونکہ تم نے چادر اتار دی ہوئی تھی۔ انہوں نے مجھے آواز دی اور پست آواز دی۔ میں نے انہیں جواب دیا: اور میں نے تمہاری وجہ سے انہیں پست آواز میں جواب دیا: میں نے یہ گمان کیا کہ تم شاید سو چکی ہو پھر مجھے اچھا نہیں لگا کہ میں تمہیں بیدار کروں۔ مجھے یہ بھی اندیشہ ہوا کہ کہیں تمہیں وحشت نہ ہو۔ پھر جبرائیل نے مجھے یہ کہا میں جنت البقیع میں جاؤں اور ان لوگوں کے لئے دعائے مغفرت کروں۔

3974 - حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ مُسْلِمٍ الْمِصِّيصِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِىْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِىْ مُلَيْكَةَ اَنَّهُ سَمِعَ مُحَمَّدَ بْنَ قَيْسِ بْنِ مَخْرَمَةَ يَقُولُ سَمِعْتُ عَآئِشَةَ تُحَدِّثُ قَالَتْ اَلَا اُحَدِّثُكُمْ عَنِّىْ وَعَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْنَا بَلٰى . قَالَتْ لَمَّا كَانَتْ لَيْلَتِى الَّتِىْ هُوَ عِنْدِىْ تَعْنِى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْقَلَبَ فَوَضَعَ نَعْلَيْهِ عِنْدَ رِجْلَيْهِ وَوَضَعَ رِدَائَهُ وَبَسَطَ طَرَفَ اِزَارِهِ عَلٰى فِرَاشِهِ فَلَمْ يَلْبَثْ اِلَّا رَيْثَمَا ظَنَّ اَنِّىْ قَدْ رَقَدْتُ ثُمَّ انْتَعَلَ رُوَيْدًا وَّاَخَذَ رِدَائَهُ رُوَيْدًا ثُمَّ فَتَحَ الْبَابَ رُوَيْدًا وَّخَرَجَ وَاَجَافَهُ رُوَيْدًا وَّجَعَلْتُ دِرْعِىْ فِىْ رَاْسِىْ وَاخْتَمَرْتُ وَتَقَنَّعْتُ اِزَارِىْ فَانْطَلَقْتُ فِىْ اِثْرِهِ حَتّٰى جَآءَ الْبَقِيعَ فَرَفَعَ يَدَيْهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَّاَطَالَ الْقِيَامَ

3974-تقدم (الحديث 2036) .

ثُمَّ انْحَرَفَ فَانْحَرَفْتُ فَأَسْرَعَ فَأَسْرَعْتُ فَهَرْوَلَ فَهَرْوَلْتُ فَأَحْضَرَ فَأَحْضَرْتُ وَسَبَقْتُهُ فَدَخَلْتُ فَلَيْسَ إِلَّا أَنِ اضْطَجَعْتُ فَدَخَلَ فَقَالَ "مَا لَكِ يَا عَائِشَةُ حَشْيَا رَابِيَةً" . قَالَتْ لَا . قَالَ "لَتُخْبِرِنِّي أَوْ لَيُخْبِرَنِّي اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ" . قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي فَأَخْبَرْتُهُ الْخَبَرَ . قَالَ "فَأَنْتِ السَّوَادُ الَّذِي رَأَيْتُهُ أَمَامِي" . قَالَتْ نَعَمْ - قَالَتْ - فَلَهَدَنِي فِي صَدْرِي لَهْدَةً أَوْجَعَتْنِي ثُمَّ قَالَ "أَظَنَنْتِ أَنْ يَحِيفَ اللّٰهُ عَلَيْكِ وَرَسُولُهُ" . قَالَتْ مَهْمَا يَكْتُمِ النَّاسُ فَقَدْ عَلِمَهُ اللّٰهُ . قَالَ "نَعَمْ - قَالَ - فَإِنَّ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَتَانِي حِينَ رَأَيْتِ وَلَمْ يَكُنْ يَدْخُلُ عَلَيْكِ وَقَدْ وَضَعْتِ ثِيَابَكِ فَنَادَانِي فَأَخْفَى مِنْكِ فَأَجَبْتُهُ فَأَخْفَيْتُ مِنْكِ فَظَنَنْتُ أَنْ قَدْ رَقَدْتِ وَخَشِيتُ أَنْ تَسْتَوْحِشِي فَأَمَرَنِي أَنْ آتِيَ أَهْلَ الْبَقِيعِ فَأَسْتَغْفِرَ لَهُمْ" . رَوَاهُ عَاصِمٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَامِرٍ عَنْ عَائِشَةَ عَلَى غَيْرِ هٰذَا اللَّفْظِ .

◇◇ محمد بن قیس بیان کرتے ہیں' میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا۔ انہوں نے فرمایا: کیا میں تم لوگوں کو اپنا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک واقعہ سناؤں۔ ہم نے عرض کی' جی ہاں! انہوں نے فرمایا: ایک رات جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ہاں تھے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لیٹتے ہوئے اپنے جوتے پاؤں کے پاس رکھے' چادر رکھی اور اپنا تہبند بستر پر پھیلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد جب آپ کو یہ اندازہ ہوا کہ میں سو چکی ہوں' آپ نے دھیرے سے جوتا پہنا' آرام سے چادر لی' آرام سے دروازہ کھولا اور باہر تشریف لے گئے۔ میں نے اپنی چادر سر پر لی' اسے اوڑھا اور آپ کے پیچھے چل پڑی۔ آپ جنت البقیع تشریف لائے۔ آپ نے اپنے دونوں ہاتھ تین مرتبہ (دعا کے لئے) بلند کیے۔ آپ خاصی دیر وہاں ٹھہرے۔ جب آپ واپس مڑنے لگے تو میں بھی واپس مڑ گئی۔ آپ تیز چلے تو میں بھی تیز چلی۔ آپ نے رفتار اور تیز کی اور میں نے بھی زیادہ تیز کر لی۔ آپ گھر پہنچے تو میں بھی پہنچ گئی۔ میں آپ سے پہلے پہنچ کر اندر آ گئی۔ ابھی میں لیٹی ہی تھی کہ آپ بھی اندر تشریف لے آئے۔ آپ نے دریافت کیا: عائشہ (رضی اللہ عنہا)! تمہیں کیا ہوا ہے؟ تمہارا سانس کیوں پھولا ہوا ہے؟ سیّدہ عائشہ نے عرض کی' کچھ نہیں ہوا؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم مجھے بتا دو ورنہ لطیف وخبیر ذات مجھے بتا دے گی۔ میں نے عرض کی' یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں' پھر میں نے آپ کو پورا واقعہ بتایا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا۔ تم ہی وہ ہیولیٰ تھیں جسے میں نے اپنے آگے دیکھا تھا؟ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی جی ہاں! سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سینے پر زور سے ہاتھ مارا اور پھر فرمایا: تم یہ گمان کرتی ہو کہ اللہ اور اس کا رسول تمہارے ساتھ زیادتی کریں گے۔ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: لوگ جو بات چھپانے کی کوشش کرتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے علم میں ہوتی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں! پھر آپ نے فرمایا: ابھی جبرائیل علیہ السلام میرے پاس آئے تھے جب تم نے مجھے (باہر جاتے ہوئے) دیکھا تھا وہ اندر نہیں آ سکتے تھے کیونکہ تم نے چادر اتار دی ہوئی تھی۔ انہوں نے مجھے باہر سے آواز دی جو تمہیں نہیں آ سکی۔ میں نے انہیں جو جواب دیا: وہ بھی تمہیں پتہ نہیں چل سکا۔ میرا خیال تھا کہ تم سو چکی ہو اور مجھے یہ بھی اندیشہ تھا کہ تم میری وجہ سے وحشت کا شکار نہ ہو (یعنی تمہاری نیند خراب نہ ہو) جبرائیل علیہ السلام نے مجھ سے کہا: میں جنت البقیع جا کر ان لوگوں کے لئے دعائے مغفرت کروں۔

اس روایت کو عاصم نے عبداللہ بن عامر کے حوالے سے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کچھ مختلف الفاظ میں نقل کیا ہے۔

3975 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا شَرِيْكٌ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَامِرِ بْنِ رَبِيْعَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ فَقَدْتُهُ مِنَ اللَّيْلِ وَسَاقَ الْحَدِيْثَ .

✧✧ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ایک رات میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو غیر موجود پایا (اس کے بعد انہوں نے پوری حدیث بیان کی ہے)۔

3975-اخرجه ابن ماجه في الجنائز، باب ما جاء فيما يقال اذا دخل المقابر (الحديث 1546) مختصراً . تحفة الاشراف (16226) .

كِتَابُ تَحْرِيْمُ الدَّمِ

یہ کتاب خون کے حرام ہونے کے بیان میں ہے

مسلمانوں کے جان و مال کے اِحترام کا بیان

اِسلام تکریم اِنسانیت کا دین ہے۔ یہ اپنے ماننے والوں کو نہ صرف اَمن و آشتی، تحمل و برداشت اور بقاء باہمی کی تعلیم دیتا ہے بلکہ ایک دوسرے کے عقائد و نظریات اور مکتب و مشرب کا احترام بھی سکھاتا ہے۔ یہ نہ صرف مسلمانوں بلکہ بلاتفریق رنگ و نسل تمام انسانوں کے قتل کی سختی سے ممانعت کرتا ہے۔ اسلام میں کسی انسانی جان کی قدر و قیمت اور حرمت کا اندازہ یہاں سے لگایا جاسکتا ہے کہ اس نے بغیر کسی وجہ کے ایک فرد کے قتل کو پوری انسانیت کے قتل کے مترادف قرار دیا ہے۔ اللہ نے تکریم انسانیت کے حوالے سے قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا۔

مَنْ قَتَلَ نَفْسًام بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا.

جس نے کسی شخص کو بغیر قصاص کے یا زمین میں فساد (پھیلانے کی سزا) کے (بغیر، ناحق) قتل کر دیا تو گویا اس نے (معاشرے کے) تمام لوگوں کو قتل کر ڈالا۔ (المائدۃ، 32:5)

اس آیت مبارکہ میں انسانی جان کی حرمت کا مطلقاً ذکر کیا گیا ہے جس میں عورت یا مرد، چھوٹے بڑے، امیر و غریب حتیٰ کہ مسلم اور غیر مسلم کسی کی تخصیص نہیں کی گئی۔ مدعا یہ ہے کہ قرآن نے کسی بھی انسان کو بلا وجہ قتل کرنے کی نہ صرف سخت ممانعت فرمائی ہے بلکہ اسے پوری انسانیت کا قتل ٹھہرایا ہے۔ جہاں تک قانونِ قصاص وغیرہ میں قتل کی سزا، سزائے موت (capital punishment) ہے، تو وہ انسانی خون ہی کی حرمت و حفاظت کے لئے مقرر کی گئی ہے۔

مومن کی حرمت کعبہ کی حرمت سے بھی زیادہ ہے

سیاسی، فکری یا اعتقادی اختلافات کی بنا پر مسلمانوں کی اکثریت (large majority) کو کافر، مشرک اور بدعتی قرار دیتے ہوئے انہیں بے دریغ قتل کرنے والوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک مومن کے جسم و جان اور عزت و آبرو کی اَہمیت کعبۃ اللہ سے بھی زیادہ ہے۔ صاحبِ شریعت حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مومن کی حرمت کو کعبے کی حرمت سے زیادہ محترم قرار دیا ہے۔ امام ابن ماجہ سے مروی حدیثِ مبارکہ ملاحظہ ہو:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَطُوْفُ بِالْكَعْبَةِ، وَيَقُوْلُ: مَا أَطْيَبَكِ

وَأَطْيَبَ رِيحَكِ، مَا أَعْظَمَكِ وَأَعْظَمَ حُرْمَتَكِ، وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، لَحُرْمَةُ الْمُؤْمِنِ أَعْظَمُ عِنْدَ اللهِ حُرْمَةً مِنْكِ مَالِهِ وَدَمِهِ، وَأَنْ نَظُنَّ بِهِ إِلَّا خَيْرًا.

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنھما سے مروی ہے کہ انہوں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خانہ کعبہ کا طواف کرتے دیکھا اور یہ فرماتے سنا: (اے کعبہ!) تو کتنا عمدہ ہے اور تیری خوشبو کتنی پیاری ہے، تو کتنا عظیم المرتبت ہے اور تیری حرمت کتنی زیادہ ہے، قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے! مومن کے جان و مال کی حرمت اللہ کے نزدیک تیری حرمت سے زیادہ ہے اور ہمیں مومن کے بارے میں نیک گمان ہی رکھنا چاہئے۔

ابن ماجہ، السنن، کتاب الفتن، باب حرمة دم المؤمن وماله، 2:1297، رقم:3932، طبرانی، مسند الشامیین، 2:396، رقم:1568، منذری، الترغیب والترھیب، 3:201، رقم:3679

مسلمان کی طرف ہتھیار سے محض اشارہ کرنا بھی منع ہے

اسلحہ کی کھلی نمائش پر بھی پابندی

فولادی اور آتشیں اسلحہ سے لوگوں کو قتل کرنا تو بہت بڑا اقدام ہے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہلِ اسلام کو اپنے مسلمان بھائی کی طرف اسلحہ سے محض اشارہ کرنے والے کو بھی ملعون و مردود قرار دیا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَا يُشِيرُ أَحَدُكُمْ إِلَى أَخِيهِ بِالسِّلَاحِ، فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي أَحَدُكُمْ لَعَلَّ الشَّيْطَانَ يَنْزِعُ فِي يَدِهِ، فَيَقَعُ فِي حُفْرَةٍ مِنَ النَّارِ.

تم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی کی طرف ہتھیار سے اشارہ نہ کرے، تم میں سے کوئی نہیں جانتا کہ شاید شیطان اس کے ہاتھ کو ڈگمگا دے اور وہ (قتلِ ناحق کے نتیجے میں) جہنم کے گڑھے میں جا گرے۔

مسلم، الصحیح، کتاب البر والصلة والآداب، باب النھی عن الاشارة بالسلاح، 4:2020، رقم:2617، حاکم، المستدرک علی الصحیحین، 3:587، رقم:6176، بیہقی، السنن الکبری، 8:23، الرقم:2617

یہاں استعارے کی زبان میں بات کی گئی ہے یعنی ممکن ہے کہ ہتھیار کا اشارہ کرتے ہی وہ شخص طیش میں آ جائے اور غصہ میں بے قابو ہو کر اسے چلا دے۔ اس عمل کی مذمت اور قباحت بیان کرنے کے لئے اسے شیطان کی طرف منسوب کیا گیا ہے تا کہ لوگ اسے شیطانی فعل سمجھیں اور اس سے باز رہیں۔

یہی مضمون ایک اور حدیث میں اس طرح بیان ہوا ہے۔

مَنْ أَشَارَ إِلَى أَخِيهِ بِحَدِيدَةٍ، فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَلْعَنُهُ حَتَّى يَدَعَهُ، وَإِنْ كَانَ أَخَاهُ لِأَبِيهِ وَأُمِّهِ

جو شخص اپنے بھائی کی طرف ہتھیار سے اشارہ کرتا ہے فرشتے اس پر اس وقت تک لعنت کرتے ہیں جب تک وہ اس اشارہ کو ترک نہیں کرتا خواہ وہ اس کا حقیقی بھائی (ہی کیوں نہ) ہو۔

مسلم، الصحیح، کتاب البر والصلة والآداب، باب النهی عن الإشارة بالسلاح، 4:2020، رقم 2616، ترمذی، السنن، کتاب الفتن، باب ما جاء فی إشارة المسلم إلی أخیه بالسلاح، 4:463، رقم 2162، حاکم، المستدرک علی الصحیحین، 2:171، رقم 2669، ابن حبان، الصحیح، 13:272، رقم 5944۔ بیہقی، السنن الکبری، 8:23، رقم 15649

حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے کسی دوسرے پر اسلحہ تاننے سے ہی نہیں بلکہ عمومی حالات میں اسلحہ کی نمائش کو بھی ممنوع قرار دیا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

نَهَى رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم أَنْ يُتَعَاطَى السَّيْفُ مَسْلُولًا.

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ننگی تلوار لینے دینے سے منع فرمایا۔

ترمذی، السنن، کتاب الفتن، باب ما جاء فی النهی عن تعاطی السیف مسلولا، 4:464، رقم 2163؛ أبوداود، السنن، کتاب الجهاد، باب ما جاء فی النهی أن یتعاطی السیف مسلولا، 3:31، رقم 2588، حاکم، المستدرک علی الصحیحین، 4:322، رقم 7785، ابن حبان، الصحیح، 13:275، رقم 5946

ننگی تلوار کے لینے دینے میں جہاں زخمی ہونے کا احتمال ہوتا ہے وہاں اسلحہ کی نمائش سے اِشتعال انگیزی کا بھی خدشہ رہتا ہے۔ اسلام کے دینِ خیر وعافیت اور مذہب امن وسلامتی ہونے کا اس سے بڑا اور کیا ثبوت ہوسکتا ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھلے بندوں اسلحہ کی نمائش پر پابندی لگا دی، تا کہ نہ تو اسلحہ کی دوڑ شروع ہو اور نہ ہی اس سے کسی کو threat کیا جا سکے۔ مذکورہ حدیث میں لفظِ مَسْلُول اِس اَمر کی طرف اشارہ کر رہا ہے کہ ریاست کے جن اداروں کے لیے اسلحہ ناگزیر ہو وہ بھی اس کو غلط استعمال سے بچانے کے لیے foolproof security کے انتظامات کریں۔

درج بالا بحث سے ثابت ہوتا ہے کہ جب اسلحہ کی نمائش، دکھاوا اور دوسروں کی طرف اس سے اشارہ کرنا سخت منع ہے تو اس کے بل بوتے پر ایک مسلم ریاست کے نظم اور اتھارٹی کو چیلنج کرتے ہوئے آتشیں گولہ وبارود سے مخلوقِ خدا کے جان ومال کو تلف کرنا کتنا بڑا گناہ اور ظلم ہوگا!

دورانِ جنگ کسی شخص کے اِظہارِ اسلام کے بعد اُس کے قتل کی ممانعت

اِسلام دورانِ جنگ بھی اسلامی لشکر کو اِنتہائی احتیاط کی تعلیم دیتا ہے حالانکہ دنیا کی تمام اقوام کے ہاں یہ قول مشہور ہے کہ جنگ اور محبت میں ہر چیز جائز ہوتی ہے۔ مگر پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت وسنت سے ہمیں جنگ کے اضطرابی اور حساس لمحات میں بھی احتیاط اور عدل سے کام لینے کا سبق ملتا ہے۔ درج ذیل حدیث مبارکہ میں ہمیں یہ تعلیم ملتی ہے کہ قتل کے خوف سے ہی کہا، جب ایک شخص نے کلمہ پڑھ کر اظہار اِسلام کر دیا تو اس کے قتل پر بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سخت اِظہارِ ناراضگی فرمایا، چہ جائے کہ کلمہ گو مسلمان اور اہل علم حضرات صرف اس لیے قتل کر دیے جائیں کہ وہ باغی گروہ کے انتہاء پسندانہ نظریات سے اختلاف رکھتے ہیں۔ حدیث ملاحظہ کریں:

حضرت اُسامہ بن زید بن حارثہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

بَعَثَنَا رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم إِلَى الْحُرَقَةِ مِنْ جُهَيْنَةَ، فَصَبَّحْنَا الْقَوْمَ، فَهَزَمْنَاهُمْ، وَلَحِقْتُ

أَنَا وَرَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ رَجُلًا مِنْهُمْ، فَلَمَّا غَشِيْنَا قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ .فَكَفَّ عَنْهُ الْأَنْصَارِيُّ، وَطَعَنْتُهُ بِرُمْحِي حَتّٰى قَتَلْتُهُ .قَالَ: فَلَمَّا قَدِمْنَا، بَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ لِي: يَا أُسَامَةُ، أَقَتَلْتَهُ بَعْدَ مَا قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ؟ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللهِ، إِنَّمَا كَانَ مُتَعَوِّذًا .قَالَ: فَقَالَ: أَقَتَلْتَهُ بَعْدَ مَا قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ؟ قَالَ: فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا عَلَيَّ حَتّٰى تَمَنَّيْتُ أَنِّي لَمْ أَكُنْ أَسْلَمْتُ قَبْلَ ذٰلِكَ الْيَوْمِ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں جہاد کے لیے مقام حُرقہ کی طرف روانہ کیا جو قبیلہ جُہینہ کی ایک شاخ ہے۔ ہم صبح وہاں پہنچ گئے اور (شدید لڑائی کے بعد) انہیں شکست دے دی۔ میں نے اور ایک انصاری صحابی نے مل کر اس قبیلہ کے ایک شخص کو گھیر لیا، جب ہم اس پر غالب آ گئے تو اس نے کہا: لَا إِلٰہَ إِلَّا اللہ۔ انصاری تو (اس کی زبان سے) کلمہ سن کر الگ ہو گیا لیکن میں نے نیزہ مار کر اسے ہلاک کر ڈالا۔ جب ہم واپس آئے تو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اس واقعہ کی خبر ہو چکی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: اے اسامہ! تم نے اسے کلمہ پڑھنے کے باوجود قتل کیا؟ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! اس نے جان بچانے کے لئے کلمہ پڑھا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا: تم نے اسے کلمہ پڑھنے کے باوجود قتل کیا؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسلسل یہ کلمات دہرا رہے تھے اور میں افسوس کر رہا تھا کہ کاش آج سے پہلے میں اسلام نہ لایا ہوتا۔

بخاری، الصحیح، کتاب المغازی، باب بعث النبی صلی اللہ علیہ وسلم أسامة بن زید إلی الحرقات من جهینة، 4:1555، رقم: 4021، بخاری، کتاب الدیات، باب قول اللہ تعالیٰ: ومن أحیاہا، 6:2519، رقم: 6478، ابن حبان، الصحیح، 11:56، رقم: 4751

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے یہ حدیث ان الفاظ سے روایت کی ہے:

فَدَعَاهُ فَسَأَلَهُ، فَقَالَ: لِمَ قَتَلْتَهُ؟ قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ، أَوْجَعَ فِي الْمُسْلِمِيْنَ، وَقَتَلَ فُلَانًا وَفُلَانًا، وَسَمّٰى لَهُ نَفَرًا .وَإِنِّي حَمَلْتُ عَلَيْهِ، فَلَمَّا رَأَى السَّيْفَ، قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ .قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه وسلم: أَقَتَلْتَهُ؟ قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: فَكَيْفَ تَصْنَعُ بِلَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ إِذَا جَاءَتْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟ قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ، اسْتَغْفِرْ لِي .قَالَ: وَكَيْفَ تَصْنَعُ بِلَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ إِذَا جَاءَتْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟ قَالَ: فَجَعَلَ لَا يَزِيْدُهُ عَلٰى أَنْ يَقُوْلَ: كَيْفَ تَصْنَعُ بِلَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ إِذَا جَاءَتْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ کو طلب کر کے دریافت فرمایا: تم نے اسے کیوں قتل کیا؟ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! اس نے مسلمانوں کو تکلیف دی۔ چند صحابہ کرام ؓ کا نام لے کر بتایا کہ اس نے فلاں فلاں کو شہید کیا تھا۔ میں نے اس پر حملہ کیا جب اس نے تلوار دیکھی تو فوراً کہا: لَا إِلٰہَ إِلَّا اللہ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نے اسے قتل کر دیا؟ عرض کیا: جی حضور! فرمایا: جب روزِ قیامت لَا إِلٰہَ إِلَّا اللہ کا کلمہ آئے گا تو تم اس کا کیا جواب دو گے؟ عرض کیا: یارسول اللہ! میرے لئے استغفار کیجیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا: جب روزِ قیامت لَا إِلٰہَ إِلَّا اللہ کا کلمہ آئے گا تو تم اس کا کیا جواب دو گے؟ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسلسل یہی کلمات دہراتے رہے کہ جب قیامت کے دن لَا إِلٰہَ إِلَّا اللہ کا کلمہ آئے گا تو تم اس کا کیا جواب دو گے؟

مسلم، الصحیح، کتاب الایمان، باب تحریم قتل الکافر بعد أن قال: لا إلہ إلا اللہ، 1:97، رقم 97-94

حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَرَأَيْتَ إِنْ لَقِيتُ رَجُلًا مِنَ الْكُفَّارِ فَقَاتَلَنِي فَضَرَبَ إِحْدَى يَدَيَّ بِالسَّيْفِ، فَقَطَعَهَا، ثُمَّ لَاذَ مِنِّي بِشَجَرَةٍ، فَقَالَ: أَسْلَمْتُ لِلَّهِ، أَأَقْتُلُهُ يَا رَسُولَ اللهِ بَعْدَ أَنْ قَالَهَا؟ قَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم: لَا تَقْتُلْهُ، قَالَ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّهُ قَدْ قَطَعَ يَدِي، ثُمَّ قَالَ ذٰلِكَ بَعْدَ أَنْ قَطَعَهَا أَفَأَقْتُلُهُ؟ قَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم: لَا تَقْتُلْهُ فَإِنْ قَتَلْتَهُ فَإِنَّهُ بِمَنْزِلَتِكَ قَبْلَ أَنْ تَقْتُلَهُ، وَإِنَّكَ بِمَنْزِلَتِهِ قَبْلَ أَنْ يَقُولَ كَلِمَتَهُ الَّتِي قَالَ.

یا رسول اللہ! یہ فرمائیے کہ اگر (میدان جنگ میں) کسی کافر سے میرا مقابلہ ہو اور وہ میرا ہاتھ کاٹ ڈالے اور پھر جب وہ میرے حملہ کی زد میں آئے تو ایک درخت کی پناہ میں آ کر کہہ دے: اَسْلَمْتُ لِلّٰہِ (میں اللہ کے لیے مسلمان ہو گیا)، تو کیا میں اس شخص کو اس کے کلمہ پڑھنے کے بعد قتل کر سکتا ہوں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اس کو قتل نہیں کر سکتے۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اس نے میرا ہاتھ کاٹنے کے بعد کلمہ پڑھا ہے تو کیا میں اس کو قتل نہیں کر سکتا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اس کو قتل نہیں کر سکتے، اگر تم نے اس کو قتل کر دیا تو وہ اس درجہ پر ہو گا جس پر تم اس کو قتل کرنے سے پہلے تھے (یعنی حق پر) اور تم اس درجہ پر ہو گے جس درجہ پر وہ کلمہ پڑھنے سے پہلے تھا (یعنی کفر پر)۔

بخاری، الصحیح، کتاب المغازی، باب شہود الملائکۃ بدرا، 4:1474، الرقم: 3794، مسلم، الصحیح، کتاب الایمان، باب تحریم قتل الکافر بعد أن قال لا إلہ إلا اللہ، 1:95، الرقم: 95

پُراَمن شہریوں اور مسلمانوں کا قتلِ عام کرنے والے ظالم اور سفاک دہشت گردوں کو اپنے جارحانہ رویوں اور ظالمانہ نظریات پر ان فرامینِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں ضرور غور کرنا چاہیے کہ جب حالت جنگ میں موت کے ڈر سے کلمہ پڑھنے والے دشمن کو بھی امان حاصل ہے اور اس کا قتل بھی سخت منع ہے تو کلمہ گو مسلمانوں کو مسجدوں، دفتروں، تعلیمی اداروں اور بازاروں میں قتل کرنا کتنا بڑا جرم ہوگا؟

فتنہ پروروں سے ہمدردی اور تعاون کی ممانعت

دہشت گردوں اور قاتلوں کو معاشرے میں سے انفرادی، مالی اور اخلاقی قوت کے حصول سے محروم کرنے اور انہیں isolate کرنے کے لیے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی ہر قسم کی مدد و اعانت سے کلیتاً منع فرمایا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص کسی مومن کے قتل میں معاونت کرے گا وہ رحمت الٰہی سے محروم ہو جائے گا۔ فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

مَنْ أَعَانَ عَلَى قَتْلِ مُؤْمِنٍ بِشَطْرِ كَلِمَةٍ، لَقِيَ اللهَ مَكْتُوبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ: آيِسٌ مِنْ رَحْمَةِ اللهِ.

جس شخص نے چند کلمات کے ذریعہ بھی کسی مومن کے قتل میں کسی کی مدد کی تو وہ اللہ سے اس حال میں ملے گا کہ اس کی

آنکھوں کے درمیان پیشانی پر لکھا ہوگا: آیِسٌ مِنْ رَحْمَةِ اللهِ (اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس شخص)۔ (ابن ماجہ، السنن، کتاب الدیات، باب التغلیظ فی قتل مسلم ظلما، 2: 874، رقم: 2620، ربیع، المسند، 1: 368، رقم: 960، بیہقی، السنن الکبری، 8: 22، رقم: 15646)

اس حدیث کے مضمون میں یہ صراحت موجود ہے کہ نہ صرف ایسے ظالموں کی ہر طرح کی مالی و جانی معاونت منع ہے بلکہ شطرِ کلمہ (چند کلمات) کے الفاظ یہ بھی واضح کر رہے ہیں کہ تقریر یا تحریر کے ذریعے ایسے امن دشمن عناصر کی مدد یا حوصلہ افزائی کرنا بھی سخت مذموم ہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت اور بخشش سے محرومی کا سبب ہے۔ اس میں دہشت گردوں کے ماسٹر مائنڈ طبقات کے لئے سخت تنبیہ ہے جو کم فہم لوگوں کو آیات و احادیث کی غلط تاویلیں کر کے انہیں جنت کی بشارت دے کر سول آبادیوں کے قتل پر آمادہ کرتے ہیں۔

مساجد پر حملے کرنے والے سب سے بڑے ظالم ہیں

اعتقادی، فکری یا سیاسی اختلافات کی بنیاد پر مخالفین کی جان و مال یا مقدس مقامات پر حملے کرنا نہ صرف غیر اسلامی بلکہ غیر انسانی فعل بھی ہے۔ خودکش حملوں اور بم دھماکوں کے ذریعے اللہ کے گھروں کا تقدس پامال کرنے والے اور وہاں لوگوں کی قیمتی جانیں تلف کرنے والے ہرگز نہ تو مومن ہو سکتے ہیں اور نہ ہی ہدایت یافتہ۔ مسجدوں میں خوف و ہراس کے ذریعے اللہ کے ذکر سے روکنے اور انہیں اپنی دہشت گردانہ کارروائیوں کے ذریعے ویران کرنے والوں کو قرآن نے نہ صرف سب سے بڑا ظالم قرار دیا ہے، بلکہ انہیں دنیا و آخرت میں ذلت آمیز عذاب کی وعید بھی سنائی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّن مَّنَعَ مَسَاجِدَ اللَّهِ أَن يُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ وَسَعَى فِي خَرَابِهَا أُوْلَـئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ أَن يَدْخُلُوهَا إِلاَّ خَآئِفِينَ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَلَهُمْ فِي الآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ ○

اور اس شخص سے بڑھ کر کون ظالم ہوگا جو اللہ کی مسجدوں میں اس کے نام کا ذکر کیے جانے سے روک دے اور انہیں ویران کرنے کی کوشش کرے، انہیں ایسا کرنا مناسب نہ تھا کہ مسجدوں میں داخل ہوتے مگر ڈرتے ہوئے، ان کے لیے دنیا میں (بھی) ذلّت ہے اور ان کے لیے آخرت میں (بھی) بڑا عذاب ہے۔ (البقرة، 2: 114)

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر فرما دیا ہے کہ اللہ کی مسجدیں صرف وہی آباد کرتے ہیں جو اللہ پر اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتے ہیں اور وہی ہدایت یافتہ ہے۔ اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ مساجد اور عبادت گاہوں کو آباد کرنے کی بجائے اُن پر حملہ کرنے والے نہ تو یوم حساب پر ایمان رکھتے ہیں اور نہ ہی وہ مومن ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللَّهِ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ وَأَقَامَ الصَّلاَةَ وَآتَى الزَّكَاةَ وَلَمْ يَخْشَ إِلاَّ اللَّهَ فَعَسَى أُوْلَـئِكَ أَن يَكُونُواْ مِنَ الْمُهْتَدِينَ ○

اللہ کی مسجدیں صرف وہی آباد کر سکتا ہے جو اللہ پر اور یومِ آخرت پر ایمان لایا اور اس نے نماز قائم کی اور زکوٰۃ ادا کی اور اللہ کے سوا (کسی سے) نہ ڈرا۔ سو امید ہے کہ یہی لوگ ہدایت پانے والوں میں ہو جائیں گے۔ (التوبة، 9: 18)

مساجد و مزارات اور دیگر مقدس مقامات کی بے حرمتی کرنے والے دہشت گردوں کے احوال و ظروف اور مجالست و مصاحبت

کا تنقیدی جائزہ لیا جائے تو یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ ان کا ذہنی وفکری ارتقاء نہایت ہی تنگ نظری کے ماحول میں ہوتا ہے۔ اس تنگ نظری سے انتہا پسندی (extremism) جنم لیتی ہے، انتہا پسندی انسان کو جارحیت (aggression) پر اُکساتی ہے اور پھر جارحیت کا منطقی نتیجہ دہشت گردی (terrorism) کی بھیانک صورت میں رُونما ہوتا ہے۔ نفرت وتعصب اور جبر وتشدد کے اس مقام پر انسان کے اندر سے اعتدال وتوازن (moderation) اور تحمل و برداشت (tolerance) کی صلاحیتیں سلب ہو جاتی ہیں۔ جب انسان ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ مِّنْم بَعْدِ ذٰلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ پھر اس کے بعد (بھی) تمہارے دل سخت ہو گئے چنانچہ وہ (سختی میں) پتھروں جیسے ہو گئے۔ (البقرة، 74:2)

کا مصداق بن کر سنگ دلی اور شقاوت و بدبختی کی انتہا کو پہنچتا ہے تو پھر اس سے بازاروں، مارکیٹوں، عوامی مقامات اور درس گاہوں میں موجود لوگوں کو قتل کرنے سے لے کر مساجد میں مشغولِ عبادت لوگوں کی جانیں لینے اور مساجد کو تاخت وتاراج کرنے تک کچھ بھی بعید نہیں ہوتا۔ ایسے اقدامات کرنے والوں کا اسلام سے کیا تعلق وواسطہ ہے! اگر ان میں خوفِ خدا اور فکرِ آخرت کا ایک ذرہ بھی ہوتا تو کم اَز کم ان کی وحشت و بربریت سے مساجد اور نمازی تو محفوظ رہتے۔ لہٰذا ان کا مساجد تک کو نشانہ بنانے کا اقدام اس اَمر کا بیّن ثبوت ہے کہ ان کا اسلام جیسے پُراَمن اور سلامتی وعافیت والے دین سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

باب

باب: بلاعنوان

3976 - اَخْبَرَنَا هَارُوْنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ بَكَّارِ بْنِ بِلَالٍ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ عِيْسٰى - وَهُوَ ابْنُ سُمَيْعٍ - قَالَ حَدَّثَنَا حُمَيْدُ الطَّوِيْلُ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يَشْهَدُوْا اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ فَاِذَا شَهِدُوْا اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَصَلَّوْا صَلَاتَنَا وَاسْتَقْبَلُوْا قِبْلَتَنَا وَاَكَلُوْا ذَبَائِحَنَا فَقَدْ حَرُمَتْ عَلَيْنَا دِمَاؤُهُمْ وَاَمْوَالُهُمْ اِلَّا بِحَقِّهَا".

☆☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''مجھے اس بات کا حکم دیا گیا ہے' میں مشرکین کے ساتھ اس وقت تک جنگ کرتا رہوں' جب تک وہ اس بات کی گواہی نہیں دیتے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے' اور بے شک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں' جب وہ اس بات کی گواہی دیں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں اور وہ ہماری نماز ادا کرنے لگیں' ہمارے قبلہ کی طرف رخ کرلیں' ہمارا ذبیحہ کھانے لگیں' تو اب ان کے خون اور ان کے اموال ہمارے لیے قابلِ احترام ہو جائیں گے' البتہ ان کے حق کا حکم مختلف ہے''۔

3977 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمِ بْنِ نُعَيْمٍ قَالَ اَنْبَاَنَا حِبَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ حُمَيْدِ الطَّوِيْلِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَشْهَدُوْا اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

3976-انفرد به النسائي . تحفة الأشراف (762) .

مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ فَاِذَا شَهِدُوْا اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ وَاسْتَقْبَلُوْا قِبْلَتَنَا وَاَكَلُوْا ذَبِيْحَتَنَا وَصَلَّوْا صَلَاتَنَا فَقَدْ حَرُمَتْ عَلَيْنَا دِمَاؤُهُمْ وَاَمْوَالُهُمْ اِلَّا بِحَقِّهَا لَهُمْ مَا لِلْمُسْلِمِيْنَ وَعَلَيْهِمْ مَا عَلَيْهِمْ"۔

★★ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''مجھے اس بات کا حکم دیا گیا ہے' میں لوگوں کے ساتھ اس وقت تک جنگ کرتا رہوں' جب تک وہ اس بات کی گواہی نہیں دیتے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں' جب وہ اس بات کی گواہی دے دیں کہ اللہ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں' پھر وہ ہمارے قبلہ کی طرف رخ کرلیں اور ہمارے ذبیحہ کو کھالیں اور ہماری طرح نماز ادا کریں' تو اب ان کی جانیں اور ان کے اموال کا حکم مختلف ہوگا' انہیں وہ تمام حقوق حاصل ہوں گے' جو مسلمانوں کو حاصل ہوتے ہیں اور ان پر وہ تمام چیزیں لازم ہوں گی' جو مسلمانوں پر لازم ہوتی ہیں''۔

شرح

اصل ایمان اگرچہ "تصدیق قلبی" کا نام ہے لیکن یہ ایک اندرونی کیفیت اور قلبی صفت ہے جس کا تعلق باطن سے ہے، اسی طرح "اقرار" اگرچہ زبان سے متعلق ہے مگر وہ بھی ایک قیمتی چیز ہے لہٰذا دونوں میں کھلا ہوا امتیاز ان کے علیحدہ علیحدہ شعار ہی کے ذریعہ ہوسکتا ہے، اسلامی معاشرہ میں نماز پڑھنا اور بیت اللہ کی طرف منہ کر کے عبادت کرنا اہل کتاب کے مقابلہ میں سب سے زیادہ امتیازی عمل ہے، اسی طرح معاشرتی لحاظ سے جس عمل اور طریقہ میں اہل کتاب مسلمانوں سے کھلا ہوا احتراز کرتے تھے وہ ان کا ذبیحہ تھا کہ مسلمانوں کا ذبح کیا ہوا گوشت اہل کتاب نہیں کھاتے تھے لہٰذا اس حدیث میں بتایا گیا ہے کہ اگر عبادات میں وہ ہماری طرح قبلہ کی طرف رخ کرنے لگیں اور معاشرتی لحاظ سے وہ ہم سے اتنا قریب آجائیں کہ ہمارے ہاتھ کا ذبیحہ کھانے لگیں تو یہ اس بات کی کھلی ہوئی شہادت ہوگی کہ وہ ہمارا دین پوری یقین کے ساتھ قبول کرچکے ہیں اور ایمان ان کے دل کی گہرائیوں تک پہنچ گیا ہے جس کا اظہار نہ صرف یہ کہ زبان سے بلکہ ان کے عمل سے بھی ہو رہا ہے کہ وہ دائرہ اسلام میں پوری طرح داخل ہوگئے ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ اور اللہ کے رسول کے ساتھ ان کا عہد واقرار ہوگیا ہے ان کی جان و مال اور عزت و آبرو کی حفاظت کا ذمہ اللہ اور اللہ کے رسول نے لے لیا ہے اس لئے مسلمانوں کو چاہیے کہ ان کے ساتھ کسی قسم کی بدمعاملگی یا برا سلوک نہ کریں، نہ ان کو ستائیں نہ تکلیف دیں اور نہ ان کے ساتھ ایسا طور پر طریقہ رکھیں جس سے ان میں کسی قسم کا خوف و ہراس یا دل شکستگی پیدا ہو، ان کے ساتھ کسی بھی طرح کی بدمعاملگی اور بدسلوکی درحقیقت اللہ کے عہد کو توڑنے اور اس عہد شکنی کا الزام اللہ پر عائد کرنے کے مترادف ہوگی۔

3978 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَنْصَارِيُّ قَالَ اَنْبَاَنَا حُمَيْدٌ قَالَ سَاَلَ

3977-اخرجه البخاري في الصلاة، باب فضل استقبال القبلة (الحديث 392) . و اخرجه ابو داؤد في الجهاد، باب على ما يقاتل المشركون (الحديث 2641) . واخرجه الترمذي في الايمان، باب ماجاء في قول النبي صلى الله عليه وسلم (امرت بقتالهم حتى يقولوا لااله الا الله و يقيموا الصلاة) (الحديث 2608) . و اخرجه النسائي في الايمان و شرائعه، على ما يقاتل الناس (الحديث 5018) . تحفة الاشراف (706) .

مَيْمُوْنُ بْنُ سِيَاهٍ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ يَا اَبَا حَمْزَةَ مَا يُحَرِّمُ دَمَ الْمُسْلِمِ وَمَالَهُ فَقَالَ مَنْ شَهِدَ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ وَاسْتَقْبَلَ قِبْلَتَنَا وَصَلّٰى صَلَاتَنَا وَاَكَلَ ذَبِيْحَتَنَا فَهُوَ مُسْلِمٌ لَهُ مَا لِلْمُسْلِمِيْنَ وَعَلَيْهِ مَا عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ .

★★ حمید بیان کرتے ہیں: میمون بن سیاہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا: اے ابوحمزہ! کون سی چیز مسلمان کی جان اور مال کو قابل احترام قرار دیتی ہے؟ تو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جو شخص اس بات کی گواہی دے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں' وہ ہمارے قبلہ کی طرف رخ کرے' ہماری نماز ادا کرے' ہمارے ذبیحہ کو کھائے' تو وہ مسلمان ہے' اُسے وہ تمام حقوق حاصل ہوں گے جو مسلمانوں کو حاصل ہوتے ہیں اور اُس پر وہ تمام چیزیں لازم ہوں گی جو مسلمانوں پر لازم ہوتی ہیں''۔

شرح

حضرت عبداللہ ابن عمر راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مجھے اللہ تعالیٰ کی جانب سے حکم دیا گیا ہے کہ میں (دین دشمن) لوگوں سے اس وقت تک جنگ کروں جب تک کہ وہ اس بات کی گواہی نہ دے دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے (بھیجے ہوئے) رسول ہیں نیز نماز پڑھیں اور زکوۃ دیں اور پھر جب وہ ایسا کرنے لگیں تو انہوں نے اپنی جان و مال کو مجھ سے بچالیا۔ ہاں جو باز پرس اسلامی ضابطہ کے تحت ہوگی وہ اب بھی باقی رہے گی اس کے بعد ان کے باطن کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے (وہ جانے کہ ان کا اسلام صدق دل سے تھا یا محض اپنی جان و مال کی حفاظت کے لئے دکھلاوے کا تھا)

(صحیح البخاری وصحیح مسلم) مسلم کی روایت میں "الا بحق الاسلام" کے الفاظ نہیں ہیں۔ (مشکوۃ المصابیح: جلد اول: رقم الحدیث، 11)

یہ دنیا اللہ کی حقیقی ملکیت ہے وہی اس زمین کا شہنشاہ اور تمام کائنات کا حاکم مطلق ہے اس کی زمین پر رہنے کا حق اسی کو حاصل ہے جو اس کی حاکمیت کو تسلیم کر کے اس کے قوانین کی پیروی کرتا ہے اس کے احکام کی تابعداری کرتا ہے، اس کے اتارے ہوئے نظام و شریعت کے تحت زندگی گزارتا ہے اور اس کے بھیجے ہوئے رسول اور پیغمبر کی اطاعت و فرمانبرداری کرتا ہے۔ اس دنیا میں پیغمبروں کی بعثت کا اصل مقصد روئے زمین پر حقیقی شہنشاہ اور حاکم مطلق (اللہ تعالیٰ) کی حاکمیت کا نفاذ کرنا ہوتا ہے، پیغمبر کا فریضہ یہ ہوتا ہے کہ وہ دین و شریعت کی صورت میں حاکمیت الہ کا جو مشن لے کر آیا ہے اس کو ہر ممکن جدوجہد کے ذریعہ پھیلائے لوگوں کو اپنے دین کے دائرہ میں لانے کی پوری پوری کوشش کرے اور اس بات کو یقینی بنائے کہ اس کی جدوجہد اور سعی کے نتیجہ میں جو معاشرہ بن گیا ہے اس پر دنیا کے کسی غیر دینی روایت و قانون اور کسی آدمی و گروہی بالادستی کی حکمرانی قائم نہ ہونے پائے بلکہ صرف خدائی حکمرانی یعنی دین و شریعت کی حکومت قائم ہو اور پھر کسی کو اس بات کی اجازت نہ ہو کہ وہ دین و شریعت کا دشمن و مخالف اور باغی بن کر اس معاشرہ (اسلامی ریاست) میں رہ سکے جو لوگ بغاوت و سرکشی اختیار کریں اور خدائی حکمرانوں کے تحت آنے سے منکر ہوں ان کے خلاف وہی کاروائی کی جائے جو کسی بھی معاشرہ میں آئین و حکومت کے باغیوں کے خلاف ہوتی ہے، اسی حقیقت کو رسول اللہ

3978-اخرجه البخاري في الصلاة، باب فضل استقبال القبلة (الحديث 393) تعليقاً . تحفة الاشراف (638) .

صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں بیان فرمایا ہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ میں خدائی حکمرانی باغیوں اور دین وشریعت کے دشمنوں کے خلاف اس وقت تک جنگ جاری رکھوں جب تک وہ اپنی سرکشی اور دشمنی کو ترک کر کے ہماری معاشرہ یعنی (اسلامی ریاست) میں رہنے کے حقوق حاصل نہ کرلیں۔

اور انہیں یہ حقوق ملنے کی ایک تو یہی صورت ہے کہ وہ کفر وسرکشی کے بجائے ایمان واسلام اختیار کرلیں یعنی صدق دل سے اس بات کا اقرار اور زبان سے اظہار کریں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں، پھر اپنے عمل سے ثابت کریں کہ ان کا یہ اقرار اور زبان سے اظہار مخلصانہ ہے (یعنی اللہ اور اس کے رسول کے تمام احکام کی پیروی کریں) خصوصاً پابندی سے نماز پڑھیں، زکوٰۃ ادا کریں اور دوسرے فرائض پر عمل کریں۔

دوسری صورت (جس کا اس حدیث میں تو ذکر نہیں ہے۔ لیکن دوسری جگہوں پر ثابت ہے) یہ ہے کہ اگر وہ لوگ ایمان واسلام کے دائرے میں نہیں آنا چاہتے مگر اسلامی ریاست میں اپنی وطنیت اور بود وباش کو باقی رکھنا چاہتے ہیں تو ان کے لئے ضروری ہے کہ وہ دینی ومذہبی طور پر نہ سہی مگر سماجی ومعاشرتی طور پر اسلامی ریاست کے تابع اور امن پسند باشندے بن کر رہنے کا اقرار کریں جس کی علامت اس ٹیکس کی پابندی سے ادائیگی ہے جس کو اصطلاح میں "جزیہ" کہا جاتا ہے اس ٹیکس کی ادائیگی اسلامی ریاست میں کسی غیر مسلم کے تمام انسانی، سماجی اور شہری حقوق کے تحفظ کی ضمانت ہے۔

اگر کوئی آدمی جزیہ نہ دینا چاہے تو اس کا متبادل یہ ہے کہ وہ اپنی محکومیت ومغلوبیت کا اقرار کر کے کسی خاص معاہدہ کے تحت سربراہ ریاست (رسول) سے صلح کرلے اور پناہ لے کر اسلامی ریاست میں رہے، اسلامی قانون اپنے مخصوص رحم وکرم کی بناء پر اس کے جان ومال اور عزت کے تحفظ کی ذمہ داری لے لے گا۔ بہر حال حدیث سے معلوم ہوا کہ جو آدمی ایمان واسلام کے دائرہ میں داخل ہو جائے یا جزیہ ادا کر کے اور پناہ لے کر اسلامی ریاست کا باشندہ ہو اس کے جان ومال اور عزت کے تحفظ کی ذمہ داری ریاست کے اوپر ہوگی۔ اور ریاست اپنے اسلامی قانون کے تحت اس کے تمام انسانی، سماجی اور شہری حقوق کی نگہداشت کرے گی لیکن جہاں تک قانونی جرائم، سماجی بے اعتدالیوں اور بشری خطاؤں کا تعلق ہے ان کے بارے ہر حال میں مواخذہ ہوگا خواہ ان کا مرتکب کوئی مسلمان ہو یا ذمی کافر، اس معاملہ میں کسی کے ساتھ رعایت وچشم پوشی نہیں ہوگی، مثلاً اگر کوئی مسلمان یا ذمی کسی کو ناحق قتل کردیتا ہے تو اس کو قصاص (سزا) میں قتل کردیا جائے گا یا ایسے ہی کوئی زنا کرے گا۔

تو اس پر حد جاری کی جائے گی اور اس کو پوری سزا دی جائے گی یا کسی نے کسی کا مال زبردستی ہڑپ کرلیا تو اس سے اس کا مال مالک کو واپس دلایا جائے گا، گویا قانون کی عملداری ہر حال میں قائم کی جائے گی جو آدمی بھی خلاف ورزی کرے گا اس کو ضرور سزا دی جائے گی اسلامی حقوق اور قوانین کے نفاذ کے معاملہ میں کسی تخصیص اور رعایت کا سوال پیدا نہیں ہوگا۔ حدیث کے آخر میں اس بات کی طرف بھی اشارہ کردیا گیا ہے کہ شریعت اپنے قانون کے نفاذ میں ظاہری حیثیت پر حکم لگاتی ہے اور باطنی حالت کو اللہ کے سپرد کردیتی ہے یعنی اگر کوئی آدمی جان ومال کی حفاظت یا کسی غرض کے تحت بظاہر مسلمان بن جاتا ہے اور دل میں کفر ونفاق ہے تو اسلامی قانون اس کو مسلمان ہی تسلیم کرے گا، دل کا معاملہ اللہ کے سپرد رہے گا، اگر واقعی اس کے دل میں کھوٹ ہوگا تو آخرت میں

اس کو نفاق کی سزا یقیناً ملے گی، وہاں مواخذہ اللہ وندی سے نہ بچ سکے گا۔

یہ حدیث اس مسئلہ کی بھی دلیل ہے کہ ملحدوں اور زندیقوں کی توبہ قبول کی جاسکتی ہے یعنی اگر کوئی ملحد و زندیق آ کر یہ کہے کہ میں الحاد و زندقہ سے توبہ کرتا ہوں تو اس کی توبہ قبول کر کے اس کی جان لینے سے اجتناب کیا جائے گا۔ ویسے اس مسئلہ میں متعدد اقوال ہیں، ان میں سے ظاہر تر قول یہ ہے کہ اگر کسی آدمی نے بے دینی کا اظہار کیا اور اپنی زبان سے ایسے الفاظ نکالے جن سے اس کا منکر اللہ اور منکر دین ہونا معلوم ہوتا ہو پھر جلد ہی اس نے الحاد و زندیقی سے برأت کی اور برضا و رغبت توبہ کر لی تو اس کی توبہ قبول ہوگی اور اگر اس کی توبہ محض جان بچانے کے لئے اور اسلامی قانون کی سزا سے بچنے کے لئے ہو تو پھر اس کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی۔

فتنہ منکرین زکوٰۃ کا بیان

3979 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا عِمْرَانُ اَبُو الْعَوَّامِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ لَمَّا تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ارْتَدَّتِ الْعَرَبُ فَقَالَ عُمَرُ يَا اَبَا بَكْرٍ كَيْفَ تُقَاتِلُ الْعَرَبَ فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ اِنَّمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَشْهَدُوْا اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَيُقِيْمُوا الصَّلَاةَ وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ".

وَاللّٰهِ لَوْ مَنَعُوْنِيْ عَنَاقًا مِمَّا كَانُوْا يُعْطُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلَيْهِ. قَالَ عُمَرُ فَلَمَّا رَاَيْتُ رَاْيَ اَبِيْ بَكْرٍ قَدْ شُرِحَ عَلِمْتُ اَنَّهُ الْحَقُّ.

☆☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو بعض عرب مرتد ہو گئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ بولے: اے حضرت ابوبکر! آپ عربوں کے ساتھ کیسے جنگ کریں گے؟ تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

"مجھے اس بات کا حکم دیا گیا ہے' میں لوگوں کے ساتھ اس وقت تک جنگ کرتا رہوں' جب تک وہ اس بات کی گواہی نہیں دیتے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے اور میں اللہ کا رسول ہوں اور وہ نماز قائم نہیں کرتے اور زکوٰۃ ادا نہیں کرتے"

اللہ کی قسم! اگر وہ مجھے بکری کا بچہ دینے سے انکار کر دیں، جو وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ادا کیا کرتے تھے' تو میں اس بات پر بھی ان کے ساتھ جنگ کروں گا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب میں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی رائے پر غور کیا' تو مجھے یہ شرح صدر حاصل ہو گیا اور مجھے پتہ چل گیا' ان کی رائے درست ہے۔

3980 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ اَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ

3979-تقدم (الحديث 3094) . 3980-تقدم (الحديث 2442) .

عُتْبَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ لَمَّا تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتُخْلِفَ اَبُوْ بَكْرٍ وَّكَفَرَ مَنْ كَفَرَ مِنَ الْعَرَبِ قَالَ عُمَرُ لِاَبِیْ بَكْرٍ كَيْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ وَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُوْلُوْا لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ فَمَنْ قَالَ لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ عَصَمَ مِنِّیْ مَالَهٗ وَنَفْسَهٗ اِلَّا بِحَقِّهٖ وَحِسَابُهٗ عَلَى اللّٰهِ" . قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ وَّاللّٰهِ لَاُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ فَاِنَّ الزَّكَاةَ حَقُّ الْمَالِ وَاللّٰهِ لَوْ مَنَعُوْنِیْ عِقَالًا كَانُوْا يُؤَدُّوْنَهٗ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلٰى مَنْعِهٖ قَالَ عُمَرُ فَوَاللّٰهِ مَا هُوَ اِلَّا اَنِّیْ رَاَيْتُ اللّٰهَ شَرَحَ صَدْرَ اَبِیْ بَكْرٍ لِلْقِتَالِ فَعَرَفْتُ اَنَّهُ الْحَقُّ .

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ مقرر ہوئے تو بعض عرب نے کفر اختیار کیا' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا: آپ لوگوں کے ساتھ کیسے جنگ کریں گے' جبکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''مجھے اس بات کا حکم دیا گیا ہے' میں لوگوں کے ساتھ جنگ کرتا رہوں' یہاں تک کہ وہ یہ اعتراف کریں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے' جب کوئی شخص یہ اعتراف کرلے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے' تو وہ مجھ سے اپنی جان اور مال کو محفوظ کرلے گا' البتہ اس کے حق کا حکم مختلف ہے اور اس کا حساب اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہوگا''۔

تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بولے: اللہ کی قسم! میں اُس شخص کے ساتھ ضرور جنگ کروں گا' جو نماز اور زکوٰۃ کے درمیان فرق کرے گا' کیونکہ زکوٰۃ مال کا حق ہے' اللہ کی قسم! اگر وہ مجھے کوئی ایسی رسّی دینے سے انکار کریں' جسے وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ادا کیا کرتے تھے' تو میں اس پر بھی ان کے ساتھ جنگ کروں گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اللہ کی قسم! اس وقت مجھے اس بات کا اندازہ ہوگیا' جنگ کرنے کے حوالے سے اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو شرح صدر عطا کیا اور مجھے یہ پتہ چل گیا' یہی درست ہے۔

3981 - اَخْبَرَنَا زِيَادُ بْنُ اَيُّوْبَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيْدَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُوْلُوْا لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ فَاِذَا قَالُوْهَا فَقَدْ عَصَمُوْا مِنِّیْ دِمَائَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ اِلَّا بِحَقِّهَا وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ" . فَلَمَّا كَانَتِ الرِّدَّةُ قَالَ عُمَرُ لِاَبِیْ بَكْرٍ اَتُقَاتِلُهُمْ وَقَدْ سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ كَذَا وَكَذَا . فَقَالَ وَاللّٰهِ لَا اُفَرِّقُ بَيْنَ الصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ . وَلَاُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَهُمَا . فَقَاتَلْنَا مَعَهٗ فَرَاَيْنَا ذٰلِكَ رُشْدًا .

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ سُفْيَانُ فِی الزُّهْرِيِّ لَيْسَ بِالْقَوِيِّ وَهُوَ سُفْيَانُ بْنُ حُسَيْنٍ .

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''مجھے اس بات کا حکم دیا گیا ہے' میں لوگوں کے ساتھ اس وقت تک جنگ کرتا رہوں' جب تک وہ یہ اعتراف نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے' جب وہ یہ اعتراف کرلیں گے' تو وہ اپنی جان اور مال کو مجھ سے محفوظ کرلیں گے' البتہ ان کے حق

3981-تقدم (الحديث 2442) .

کا حکم مختلف ہے اور ان لوگوں کا حساب اللہ کے ذمہ ہوگا''۔

(راوی کہتے ہیں:) جب کچھ لوگ مرتد ہو گئے' تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا آپ ان لوگوں کے ساتھ جنگ کریں گے' جبکہ آپ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فلاں اور فلاں بات ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے۔

تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بولے: اللہ کی قسم! میں نماز اور زکوٰۃ کے درمیان کوئی فرق نہیں کروں گا اور میں ایسے ہر شخص کے ساتھ جنگ کروں گا' جو ان کے درمیان فرق کرتا ہے۔

(راوی کہتے ہیں:) ہم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگ میں حصہ لیا اور ہم یہ بات سمجھ گئے کہ یہ رائے درست ہے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: زہری کے حوالے سے روایات نقل کرنے میں سفیان نامی راوی قوی نہیں ہیں اور اس کا نام سفیان بن حسین ہے۔

3982 - قَالَ الْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَائَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِىْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِىْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ اَخْبَرَهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَمَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ عَصَمَ مِنِّىْ مَالَهٗ وَنَفْسَهٗ اِلَّا بِحَقِّهٖ وَحِسَابُهٗ عَلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ". جَمَعَ شُعَيْبُ بْنُ اَبِىْ حَمْزَةَ الْحَدِيْثَيْنِ جَمِيْعًا.

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''مجھے اس بات کا حکم دیا گیا ہے' لوگوں کے ساتھ اس وقت تک جنگ کرتا رہوں' جب تک وہ یہ اعتراف نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے' جو شخص یہ اعتراف کرلے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے' وہ اپنے مال اور اپنی جان کو مجھ سے محفوظ کرلے گا' البتہ اس کے حق کا حکم مختلف ہے اور اس شخص کا حساب اللہ کے ذمہ ہوگا''۔

یہاں شعیب بن ابوحمزہ نامی راوی نے دونوں روایات کو جمع کردیا ہے۔

3983 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُغِيْرَةِ قَالَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ عَنْ شُعَيْبٍ عَنِ الزُّهْرِىِّ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ لَمَّا تُوُفِّىَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ اَبُوْ بَكْرٍ بَعْدَهٗ وَكَفَرَ مَنْ كَفَرَ مِنَ الْعَرَبِ قَالَ عُمَرُ يَا اَبَا بَكْرٍ كَيْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ وَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَمَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَقَدْ عَصَمَ مِنِّىْ مَالَهٗ وَنَفْسَهٗ اِلَّا بِحَقِّهٖ وَحِسَابُهٗ عَلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ". قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ لَاُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ فَاِنَّ الزَّكَاةَ حَقُّ الْمَالِ فَوَاللّٰهِ لَوْ مَنَعُوْنِىْ عَنَاقًا كَانُوْا يُؤَدُّوْنَهَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلٰى مَنْعِهَا. قَالَ عُمَرُ فَوَاللّٰهِ مَا هُوَ اِلَّا اَنْ رَاَيْتُ اللّٰهَ شَرَحَ صَدْرَ اَبِىْ بَكْرٍ لِلْقِتَالِ فَعَرَفْتُ اَنَّهُ الْحَقُّ.

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

3982-تقدم (الحديث 3090) .

3983-تقدم (الحديث 2442) .

جب نبی اکرم ﷺ کا وصال ہوا اور آپ ﷺ کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ (خلیفہ) بنے تو بعض عرب نے کفر اختیار کیا' حضرت عمر رضی اللہ عنہ بولے: اے حضرت ابوبکر! آپ لوگوں کے ساتھ کیسے جنگ کریں گے؟ جبکہ نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''مجھے اس بات کا حکم دیا گیا ہے' میں لوگوں کے ساتھ اس وقت تک جنگ کروں' جب تک وہ یہ اعتراف نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے' جو شخص یہ اعتراف کرلے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے' تو وہ اپنے مال اور اپنی جان کو مجھ سے محفوظ کر لے گا' البتہ اس کے حق کا حکم مختلف ہے اور اس کا حساب اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہوگا''۔

تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بولے: میں اس شخص کے ساتھ ضرور لڑائی کروں گا' جو نماز اور زکوٰۃ کے درمیان فرق کرے گا' کیونکہ زکوٰۃ مال کا حق ہے' اللہ کی قسم! اگر وہ مجھے کوئی بکری کا بچہ دینے سے انکار کریں' جو وہ نبی اکرم ﷺ کو ادا کیا کرتے تھے' تو میں ان کے اس انکار کرنے پر بھی ان کے ساتھ جنگ کروں گا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اللہ کی قسم! مجھے اندازہ ہو گیا' اس بارے میں اللہ تعالیٰ نے جنگ کرنے کے لیے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو شرح صدر عطا کیا ہے اور مجھے یہ بات پتہ چل گئی کہ یہی مؤقف درست ہے۔

3984 – اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُغِيرَةِ قَالَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ عَنْ شُعَيْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ اَخْبَرَهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَمَنْ قَالَهَا فَقَدْ عَصَمَ مِنِّي نَفْسَهُ وَمَالَهُ اِلَّا بِحَقِّهِ وَحِسَابُهُ عَلَى اللّٰهِ" .

خَالَفَهُ الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ .

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''مجھے اس بات کا حکم دیا گیا ہے' میں لوگوں کے ساتھ اس وقت تک جنگ کروں' جب تک وہ اس بات کا اعتراف نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے' جو شخص یہ اعتراف کر لے گا' وہ اپنی جان اور اپنے مال کو مجھ سے محفوظ کر لے گا' البتہ اس کے حق کا حکم مختلف ہے اور اس کا حساب اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے''۔

ولید بن مسلم نامی راوی نے اس سے مختلف روایت نقل کی ہے (جو درج ذیل ہے)۔

3985 – اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ قَالَ حَدَّثَنِي شُعَيْبُ بْنُ اَبِي حَمْزَةَ وَسُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ وَذَكَرَ آخَرَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ فَاَجْمَعَ اَبُو بَكْرٍ لِقِتَالِهِمْ فَقَالَ عُمَرُ يَا اَبَا بَكْرٍ كَيْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ وَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَاِذَا قَالُوْهَا عَصَمُوْا مِنِّي دِمَاءَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ اِلَّا بِحَقِّهَا" . قَالَ اَبُو بَكْرٍ لَاُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ وَاللّٰهِ لَوْ مَنَعُوْنِي عَنَاقًا كَانُوْا يُؤَدُّوْنَهَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلٰى مَنْعِهَا . قَالَ عُمَرُ فَوَاللّٰهِ مَا هُوَ اِلَّا اَنْ رَاَيْتُ اللّٰهَ قَدْ شَرَحَ صَدْرَ اَبِي بَكْرٍ لِقِتَالِهِمْ فَعَرَفْتُ

3984-تقدم (الحديث 3095) .

3985-تقدم (الحديث 2442) .

اَنَّهُ الْحَقُّ .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کے ساتھ جنگ کرنے کا ارادہ کیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ بولے:

اے ابوبکر! آپ لوگوں کے ساتھ کیسے جنگ کریں گے؟ جبکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:
''مجھے اس بات کا حکم دیا گیا ہے' میں لوگوں کے ساتھ اس وقت تک جنگ کروں' جب تک وہ یہ اعتراف نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے' جب وہ یہ اعتراف کرلیں گے' تو وہ اپنی جان اور اپنے مال کو مجھ سے محفوظ کرلیں گے' البتہ ان کے حق کا حکم مختلف ہے''۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بولے: میں اُس شخص کے ساتھ ضرور جنگ کروں گا' جو نماز اور زکوٰۃ کے درمیان فرق کرتا ہے' اللہ کی قسم! اگر وہ مجھے کوئی بکری کا بچہ دینے سے انکار کریں' جو وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ادا کیا کرتے تھے' تو میں ان کے اس انکار کرنے پر بھی ان کے ساتھ جنگ کروں گا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اللہ کی قسم! اس وقت مجھے یہ اندازہ ہوگیا' اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے ساتھ جنگ کرنے کے بارے میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو شرح صدر عطا کیا ہے' مجھے یہ بھی پتہ چل گیا' ان کا موقف بالکل درست ہے۔

3986 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ ح وَاَنْبَاَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِىْ صَالِحٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَاِذَا قَالُوْهَا مَنَعُوْا مِنِّىْ دِمَائَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ اِلَّا بِحَقِّهَا وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ" .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:
''مجھے اس بات کا حکم دیا گیا ہے' میں لوگوں کے ساتھ اس وقت تک جنگ کروں' جب تک وہ یہ اعتراف نہیں کر لیتے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے' جب وہ یہ اعتراف کرلیں گے' تو وہ اپنی جان اور مال کو مجھ سے محفوظ کرلیں گے' البتہ ان کے حق کا حکم مختلف ہے اور ان لوگوں کا حساب اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے''۔

3987 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا يَعْلَى بْنُ عُبَيْدٍ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِىْ سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ

3986-اخرجه ابو داؤد في الجهاد، باب على ما يقاتل المشركون (الحديث 2640) . واخرجه الترمذي في الايمان ، باب ماجاء (امرت ان اقاتل الناس حتى يقولوا لا اله الا الله) (الحديث 2606) . واخرجه ابن ماجه في الفتن، باب الكف عمن قال : لا اله الا الله (الحديث 3927) . تحفة الاشراف (12506) .

3987-اخرجه مسلم في الايمان، باب الامر بقتال الناس حتى يقولوا لا اله الا الله محمد رسول الله و يقيموا الصلاة ويوتو الزكاة و يومنوا بجميع ما جاء به النبي صلى الله عليه وسلم و ان من فعل ذلك عصم نفسه و ماله الا بحقها و وكلت سريرته الى الله تعالى و قتال من منع الزكاة او غيرها من حقوق الاسلام و اهتمام الامام بشعائر الاسلام (الحديث 35) . واخرجه ابن ماجه في الفتن، باب الكف عمن قال : لا اله الا الله (الحديث 3928) . تحفة الاشراف (2298) .

یہ روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول ہے۔

3988 - وَعَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالاَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللَّهُ فَإِذَا قَالُوهَا مَنَعُوا مِنِّي دِمَاءَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ إِلاَّ بِحَقِّهَا وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللَّهِ".

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

"مجھے اس بات کا حکم دیا گیا ہے میں لوگوں کے ساتھ اس وقت تک جنگ کرتا رہوں جب تک وہ یہ اعتراف نہیں کر لیتے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے جب وہ یہ اعتراف کر لیں گے تو وہ اپنی جان اور مال کو مجھ سے محفوظ کر لیں گے البتہ ان کے حق کا حکم مختلف ہے اور ان کا حساب اللہ کے ذمہ ہوگا"۔

3989 - أَخْبَرَنَا الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ دِينَارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ زِيَادِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "نُقَاتِلُ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللَّهُ فَإِذَا قَالُوا لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللَّهُ حَرُمَتْ عَلَيْنَا دِمَاؤُهُمْ وَأَمْوَالُهُمْ إِلاَّ بِحَقِّهَا وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللَّهِ".

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

"ہم لوگوں کے ساتھ جنگ کرتے رہیں گے یہاں تک کہ وہ یہ اعتراف کر لیں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے جب وہ یہ اعتراف کر لیں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے تو اب ان کی جانیں اور ان کے اموال ہمارے لیے قابل احترام ہو جائیں گے البتہ ان کے حق کا حکم مختلف ہے ان لوگوں کا حساب اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہوگا"۔

3990 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ حَدَّثَنَا الأَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ سِمَاكٍ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ رَجُلٌ فَسَارَّهُ فَقَالَ "اقْتُلُوهُ". ثُمَّ قَالَ "أَيَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللَّهُ". قَالَ نَعَمْ وَلَكِنَّمَا يَقُولُهَا تَعَوُّذًا. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لاَ تَقْتُلُوهُ فَإِنَّمَا أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللَّهُ فَإِذَا قَالُوهَا عَصَمُوا مِنِّي دِمَاءَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ إِلاَّ بِحَقِّهَا وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللَّهِ".

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے ایک شخص آیا اور اس نے سرگوشی میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کوئی بات کی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اسے قتل کر دو۔ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: کیا وہ شخص اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں؟ اس شخص نے عرض کی: جی ہاں! لیکن ہم یہ سمجھتے ہیں وہ شخص اپنی جان بچانے کے لیے ایسا کہتا ہے۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اسے قتل نہ کرو کیونکہ مجھے اس بات کا حکم دیا گیا ہے میں لوگوں کے ساتھ اس وقت تک جنگ کروں جب تک وہ اعتراف نہیں کر لیتے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے جب وہ یہ اعتراف کر

3988-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (12482) .

3989-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (12904) .

3990-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (11623) .

لیں گے تو وہ اپنی جان اور اپنے مال کو مجھ سے محفوظ کرلیں گے البتہ ان کے حق کا حکم مختلف ہے اور ان لوگوں کا حساب اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہوگا"۔

3991 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ {قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنَا اِسْرَآئِيلُ عَنْ سِمَاكٍ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ سَالِمٍ عَنْ رَّجُلٍ حَدَّثَهُ قَالَ دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ فِیْ قُبَّةٍ فِیْ مَسْجِدِ الْمَدِيْنَةِ وَقَالَ فِيْهِ "اِنَّهُ اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" . نَحْوَهُ .

★★ نعمان بن سالم اس شخص کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں وہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ ہمارے ساتھ تشریف لائے ہم اس وقت مسجد نبوی میں ایک خیمے میں بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے اس روایت میں یہ الفاظ نقل کیے (نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:)

"میری طرف یہ بات وحی کی گئی ہے میں لوگوں کے ساتھ اس وقت تک جنگ کروں جب تک وہ یہ اعتراف نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں"۔

اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے۔

3992 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ اَعْيَنَ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا سِمَاكٌ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ سَالِمٍ قَالَ سَمِعْتُ اَوْسًا يَقُوْلُ دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ فِیْ قُبَّةٍ وَّسَاقَ الْحَدِيْثَ .

★★ (ایک روایت کے مطابق) نعمان بن سالم بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت اوس رضی اللہ عنہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: نبی اکرم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے ہم اس وقت ایک خیمے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اس کے بعد راوی نے پوری حدیث بیان کی ہے۔

3993 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ سَالِمٍ قَالَ سَمِعْتُ اَوْسًا يَقُوْلُ اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ وَفْدِ ثَقِيْفٍ فَكُنْتُ مَعَهُ فِیْ قُبَّةٍ فَنَامَ مَنْ كَانَ فِی الْقُبَّةِ غَيْرِیْ وَغَيْرُهُ فَجَآءَ رَجُلٌ فَسَارَّهُ فَقَالَ "اذْهَبْ فَاقْتُلْهُ" . فَقَالَ "اَلَيْسَ يَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ" . قَالَ يَشْهَدُ . فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "ذَرْهُ" . ثُمَّ قَالَ "اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَاِذَا قَالُوْهَا حَرُمَتْ دِمَاؤُهُمْ وَاَمْوَالُهُمْ اِلَّا بِحَقِّهَا" . قَالَ مُحَمَّدٌ فَقُلْتُ لِشُعْبَةَ اَلَيْسَ فِی الْحَدِيْثِ "اَلَيْسَ يَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ" . قَالَ اَظُنُّهَا مَعَهَا وَلَا اَدْرِیْ .

3991-اخرجه النسائي في تحريم الدم، 1 . (الحديث 3992 و 3993 و 3994) و اخرجه ابن ماجه في الفتن، باب الكف عمن قال: لا اله الا الله (الحديث 3829) . تحفة الاشراف (1738) .

3992-تقدم في تحريم الدم، 1 . (الحديث 3991) .

3993-تقدم (الحديث 3991) .

☆☆ حضرت اوس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں ثقیف قبیلے کے وفد کے ہمراہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا' میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک خیمے میں موجود تھا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اور میرے علاوہ خیمے میں موجود تمام لوگ سو گئے' ایک شخص وہاں آیا' اس نے سرگوشی میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی بات کی' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم جاؤ اور اُسے قتل کر دو' پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: کیا وہ اس بات کی گواہی نہیں دیتا کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے اور میں اللہ کا رسول ہوں؟ اس نے عرض کی: وہ اس بات کی گواہی دیتا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے چھوڑ دو! پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''مجھے اس بات کا حکم دیا گیا ہے' میں لوگوں کے ساتھ اس وقت تک جنگ کروں' جب تک وہ یہ اعتراف نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے' جب وہ یہ اعتراف کرلیں گے تو ان کی جانیں اور ان کے اموال قابل احترام قرار پائیں گے' البتہ ان کے حق کا حکم مختلف ہے''۔

محمد نامی راوی بیان کرتے ہیں: میں نے شعبہ سے دریافت کیا' حدیث میں یہ الفاظ نہیں ہیں:

''کیا وہ شخص اس بات کی گواہی نہیں دیتا کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے اور میں اللہ کا رسول ہوں''۔

تو شعبہ نے کہا: میرا خیال ہے' یہ الفاظ اُس کے ساتھ ہونے چاہئیں' لیکن میرے علم میں نہیں (یہ الفاظ ہیں' یا نہیں ہیں)۔

3994 - اَخْبَرَنِیْ هَارُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بَكْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ اَبِیْ صَغِيْرَةَ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ سَالِمٍ اَنَّ عَمْرَو بْنَ اَوْسٍ اَخْبَرَهُ اَنَّ اَبَاهُ اَوْسًا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَشْهَدُوْا اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ثُمَّ تَحْرُمُ دِمَاؤُهُمْ وَاَمْوَالُهُمْ اِلَّا بِحَقِّهَا" .

☆☆ حضرت اوس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''مجھے اس بات کا حکم دیا گیا ہے' میں لوگوں کے ساتھ اس وقت تک جنگ کروں جب تک وہ اس بات کی گواہی نہیں دیتے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے' پھر ان کی جانیں اور ان کے اموال قابل احترام ہو جائیں گے' البتہ ان کے حق کا حکم مختلف ہے''۔

3995 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ عِيْسٰى عَنْ ثَوْرٍ عَنْ اَبِیْ عَوْنٍ عَنْ اَبِیْ اِدْرِيْسَ قَالَ سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ يَخْطُبُ - وَكَانَ قَلِيْلَ الْحَدِيْثِ - عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَمِعْتُهُ يَخْطُبُ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "كُلُّ ذَنْبٍ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّغْفِرَهُ اِلَّا الرَّجُلُ يَقْتُلُ الْمُؤْمِنَ مُتَعَمِّدًا اَوِ الرَّجُلُ يَمُوْتُ كَافِرًا" .

☆☆ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیتے ہوئے یہ بات بیان کی' حالانکہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے بہت کم احادیث سنایا کرتے تھے' انہوں نے خطبہ دیتے ہوئے یہ بات بیان کی: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

''ہر گناہ کو اللہ تعالیٰ بخش دے گا' ماسوائے اس شخص کے' جس نے کسی مؤمن کو جان بوجھ کر قتل کیا ہو' یا وہ شخص جو کافر مرا ہو''۔

3994-تقدم (الحديث 3991) .

3995-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (11420) .

گناہ کا حصہ موجد گناہ پر بھی ہونے کا بیان

3996 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا تُقْتَلُ نَفْسٌ ظُلْمًا اِلَّا كَانَ عَلٰى ابْنِ اٰدَمَ الْاَوَّلِ كِفْلٌ مِّنْ دَمِهَا وَذٰلِكَ اَنَّهٗ اَوَّلُ مَنْ سَنَّ الْقَتْلَ".

☆☆ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''جس بھی شخص کو ظلم کے طور پر قتل کیا جائے گا' اس کا وبال حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے پر ہوگا (جس نے قتل کرنے میں پہل کی تھی) اس خون میں اس کا بھی حصہ ہوگا اور اس کی وجہ یہ ہے' اس نے قتل کے کام کا آغاز کیا تھا''۔

انسانی جان کا قتل مثل کفر ہے

عقائد میں اہل سنت کے امام ابومنصور ماتریدی آیت مبارکہ -مَنْ قَتَلَ نَفْسًام بِغَيْرِ نَفْسٍ -کے ذیل میں انسانی قتل کو کفر قرار دیتے ہوئے بیان کرتے ہیں۔

جس نے کسی ایسی جان کا قتل حلال جانا جس کا ناحق قتل کرنا اللہ تعالیٰ نے حرام کر رکھا ہے، تو گویا اس نے تمام لوگوں کے قتل کو حلال جانا، کیونکہ ایسی جان جس کا قتل حرام ہے، وہ شخص اس کے قتل کو حلال سمجھ کر کفر کا مرتکب ہوا ہے، وہ ایسے ہی ہے جیسے اس نے تمام لوگوں کے قتل کو حلال جانا، کیونکہ جو شخص کتاب اللہ کی ایک آیت کا انکار کرتا ہے وہ پوری کتاب کا انکار کرنے والا ہے۔ ... آیت ایک اور توجیہ کی بھی حامل ہے اور وہ یہ کہ کہا گیا ہے کہ کسی جان کے قتل کو حلال جاننے والے پر تمام لوگوں کے قتل کا گناہ لازم آئے گا (کیونکہ عالم انسانیت کے ایک فرد کو قتل کر کے گویا اس نے پوری انسانیت پر حملہ کیا ہے)۔ ایک توجیہ یہ بھی ہے کہ تمام لوگوں پر لازم ہے کہ اجتماعی کوشش کے ساتھ اس جان کو قتل سے بچائیں اور اس کی مدد کریں۔ پس جب وہ اس کو قتل کر کے فساد بپا کرنے کی کوشش کرے گا تو گویا وہ پوری انسانیت پر فساد بپا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ ... اور یہ چیز دلالت کرتی ہے کہ یہ آیت اس حکم کے ساتھ تمام اہل کفر اور اہل اسلام کے لئے نازل ہوئی ہے جبکہ وہ فساد فی الارض کے لئے سرگرداں ہو۔

(ابومنصور الماتریدی، تاویلات اہل السنۃ، 3:01

علامہ ابوحفص الحنبلی اپنی تفسیر اللباب فی علوم الکتاب میں اللہ تعالیٰ کے فرمان فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا کی تفسیر میں ا انسان کے قتل کو پوری انسانیت کا قتل قرار دیتے ہوئے مختلف ائمہ کے اقوال نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

1۔ حضرت مجاہد نے فرمایا: جس شخص نے ایک جان کو بھی ناحق قتل کیا تو وہ اس قتل کے سبب دوزخ میں جائے گا، جیسا ک

3996-اخرجه البخاري في احاديث الانبياء، باب خلق آدم و ذريته (الحديث 3335) - و في الديات، باب قول الله تعالىٰ: (ومن احياها (الحديث 6867) مختصراً، و في الاعتصام بالكتاب و السنة، باب الم من دعا الى ضلالة او سن سنة سيئة (الحديث 7321) - واخرجه م في القسامة، باب بيان الم من سن القتل (الحديث 27) - واخرجه الترمذي في العلم، باب ما جاء الدال على الخير كفاعله (الحديث 673 والنسائي في التفسير: سورة المائدة، قوله تعالىٰ: (قالوا يا موسىٰ انا لن ندخلها ابدًا ماداموا فيها فاذهب انت و ربك فقاتلا) (الحديث 62 واخرجه ابن ماجه في الديات، باب التغليظ في قتل مسلم ظلمًا (الحديث 2616) - تحفة الاشراف (9568).

ب دوزخ میں جاتا اگر وہ ساری انسانیت کو قتل کر دیتا (یعنی اس کا عذاب دوزخ ایسا ہو گا جیسے اس نے پوری انسانیت کو قتل کر دیا ہو)۔ (ابو حفص الحنبلی، اللباب فی علوم الکتاب، 301:7)

2۔ حضرت قتادہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اس کی سزا بڑھا دی ہے اور اس کا بوجھ عظیم کر دیا ہے یعنی جو شخص ناحق کسی مسلمان کے قتل کو حلال سمجھتا ہے گویا وہ تمام لوگوں کو قتل کرتا ہے۔

3۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے (فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا) کی تفسیر میں فرمایا کہ (جس نے ناحق ایک جان کو قتل کیا) اس پر اس کے قتل کا قصاص واجب ہوگا، اس شخص کی مثل جس پر تمام انسانیت کو قتل کرنے کا قصاص واجب ہو۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: (بے شک جو لوگ اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کرتے ہیں اور زمین میں فساد انگیزی کرتے پھرتے ہیں (یعنی مسلمانوں میں خونریز رہزنی اور ڈاکہ زنی وغیرہ کے مرتکب ہوتے ہیں) ان کی سزا یہی ہے کہ وہ قتل کیے جائیں یا پھانسی دیے جائیں یا ان کے ہاتھ اور ان کے پاؤں مخالف سمتوں سے کاٹے جائیں یا (وطن کی) زمین (میں چلنے پھرنے) سے دور (یعنی ملک بدر یا قید) کر دیے جائیں۔ یہ (تو) ان کے لیے دنیا میں رسوائی ہے اور ان کے لیے آخرت میں (بھی) بڑا عذاب ہے۔ مگر جن لوگوں نے قبل اس کے کہ تم ان پر قابو پا جاؤ، توبہ کر لی سو جان لو کہ اللہ بہت بخشنے والا نہایت مہربان ہے۔)

اللہ تعالیٰ کے فرمان (يُحَارِبُونَ اللهَ) سے مراد ہے: یحاربون اولیاءہ (وہ اللہ تعالیٰ کے اولیاء سے جنگ کرتے ہیں)۔ یہی معنی جمہور نے بیان کیا ہے۔ اور علامہ زمخشری نے کہا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کرتے ہیں؛ اور مسلمانوں کے ساتھ جنگ کرنا دراصل حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے ساتھ جنگ کے حکم میں ہے۔

یہ آیت ۔ (إِنَّمَا جَزَاؤُا الَّذِينَ يُحَارِبُونَ اللهَ) مسلمان راہزنوں کے بارے میں اتری ہے، اور یہ اکثر فقہاء کا قول ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں ہر وہ شخص شامل ہے جو ان صفات سے متصف ہو خواہ وہ مسلم ہو یا کافر۔ یہ نہیں کہا جائے گا کہ یہ آیت کفار کے حق میں نازل ہوئی کیونکہ اعتبار لفظ کے عموم کا ہوگا نہ سبب کے خاص ہونے کا۔ اور اگر کہا جائے کہ محاربون وہ ہیں جو مجتمع ہوتے ہیں اور ان کے پاس طاقت و قوت بھی ہوتی ہے اور وہ مسلمانوں کی جانوں کا قصد کرتے ہیں تو فقہاء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اگر یہ وصف صحراء میں پایا جائے تو ایسے لوگ راہزن کہلائیں گے، اور اگر دہشت گردی و قتل و غارت گری کا یہ عمل شہروں میں پایا جائے تو امام اوزاعی، مالک، لیث بن سعد اور شافعی کا قول ہے کہ وہ (قاتل ہونے کے علاوہ) راہزن اور ڈاکو بھی ہیں، ان پر بھی یہی حد ہے۔ انہوں نے کہا کہ اگر وہ شہروں میں ہوں تو ان کا گناہ بہت ہی زیادہ ہو جائے گا۔

کسی ایک مومن کو قصداً قتل کرنے والے کی ذلت آمیز سزا کا اندازہ یہاں سے لگالیں کہ اللہ نے ایک ہی آیت میں نہ صرف ایسے قاتل کے لیے دوزخ کی سزا کا ذکر کیا ہے بلکہ خَالِدًا، غَضِبَ، لَعَنَهُ اور عَذَابًا عَظِيمًا فرما کر اس کی شدت و حدت میں کئی گنا اضافہ کر دیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيهَا وَغَضِبَ اللهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهُ وَأَعَدَّ لَهُ عَذَابًا عَظِيمًا ○

اور جو شخص کسی مسلمان کو قصداً قتل کرے تو اس کی سزا دوزخ ہے کہ مدتوں اس میں رہے گا اور اس پر اللہ غضب ناک

ہوگااوراس پرلعنت کرے گااوراس نے اس کے لیے زبردست عذاب تیار کررکھا ہے۔(النساء،4:93)

باب تَعْظِيمِ الدَّمِ

یہ باب خون کی تعظیم کے بیان میں ہے

مؤمن کاقتل پوری دنیا کی ہلاکت سے بھاری ہونے کا بیان

3997 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُعَاوِيَةَ بْنِ مَالَجَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ الْحَرَّانِيُّ عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُهَاجِرٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ مَوْلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَقَتْلُ مُؤْمِنٍ اَعْظَمُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ زَوَالِ الدُّنْيَا" .

قَالَ اَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُهَاجِرِ لَيْسَ بِالْقَوِيِّ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:
''اس ذات کی قسم! جس کے دست قدرت میں میری جان ہے مؤمن کا قتل اللہ تعالیٰ کے نزدیک پوری دنیا تباہ ہو جانے سے زیادہ اہم ہے''۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: ابراہیم بن مہاجر نامی راوی قوی نہیں ہے۔

3998 - اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ الْبَصْرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ عَنْ اَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَزَوَالُ الدُّنْيَا اَهْوَنُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ قَتْلِ رَجُلٍ مُسْلِمٍ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:
''دنیا کا تباہ ہو جانا' اللہ تعالیٰ کے نزدیک مسلمان کے قتل ہونے سے کم تر ہے''۔

3999 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ يَعْلَى عَنْ اَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَتْلُ الْمُؤْمِنِ اَعْظَمُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ زَوَالِ الدُّنْيَا .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مؤمن کا قتل ہو جانا اللہ تعالیٰ کے نزدیک' دنیا تباہ ہو جانے سے بڑا ہے۔

4000 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَخْلَدُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ

3997-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (8605) .

3998-اخرجه الترمذي في الديات، باب ما جاء في تشديد قتل المومن (الحديث 1395) و (1395م) موقوفاً . واخرجه النسائي في تحريم الدم، تعظيم الدم (الحديث 3999 و4000)موقوفاً . تحفة الاشراف (8887) .

3999-تقدم (الحديث 3998) .

4000-تقدم (الحديث 3998) .

عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَتْلُ الْمُؤْمِنِ اَعْظَمُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ زَوَالِ الدُّنْيَا .

★★ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مؤمن کا قتل اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا تباہ ہو جانے سے بڑا ہے۔

4001 - اَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ اِسْحَاقَ الْمَرْوَزِيُّ - ثِقَةٌ - حَدَّثَنِيْ خَالِدُ بْنُ خِدَاشٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ عَنْ بَشِيْرِ بْنِ الْمُهَاجِرِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "قَتْلُ الْمُؤْمِنِ اَعْظَمُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ زَوَالِ الدُّنْيَا" .

★★ عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ اپنے والد کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"مؤمن کا قتل اللہ تعالیٰ کے نزدیک پوری دنیا تباہ ہو جانے سے بڑھ کر ہے"۔

حقوق العباد میں سے قتل کا سوال قیامت کے دن پہلے ہونے کا بیان

4002 - اَخْبَرَنَا سَرِيْعُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْوَاسِطِيُّ الْخَصِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ يُوْسُفَ الْاَزْرَقُ عَنْ شَرِيْكٍ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَوَّلُ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ الصَّلَاةُ وَاَوَّلُ مَا يُقْضٰى بَيْنَ النَّاسِ فِي الدِّمَآءِ" .

★★ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

"(قیامت کے دن) بندے سے سب سے پہلے نماز کے بارے میں حساب لیا جائے گا اور لوگوں کے درمیان سب سے پہلے خون (یعنی قتل) کا فیصلہ ہوگا"۔

4003 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى عَنْ خَالِدٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا وَائِلٍ يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اَوَّلُ مَا يُحْكَمُ بَيْنَ النَّاسِ فِي الدِّمَآءِ" .

★★ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"لوگوں کے درمیان سب سے پہلے خون (یعنی قتل) کا فیصلہ ہوگا"۔

4004 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ اَوَّلُ مَا يُقْضٰى بَيْنَ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي الدِّمَاءِ .

4001-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (1952) .

4002-اخرجه ابن ماجه في الديات، باب التغليظ في قتل مسلم ظلمًا (الحديث 2617) مختصراً . تحفة الاشراف (9275) .

4003-اخرجه البخاري في الرقاق، باب القصاص يوم القيامة (الحديث 6533)، و في الديات، باب قول الله تعالى: (ومن يقتل مؤمنًا متعمدًا فجزاؤه جهنم) (الحديث 6864) . واخرجه مسلم في القسامة، باب المجازاة بالدماء في الآخرة و انها اول ما يقضى فيه بين الناس يوم القيامة (الحديث 28) . واخرجه الترمذي في الديات، باب الحكم في الدماء (الحديث 1396 و 1397) . و اخرجه النسائي في تحريم الدم، تعظيم الدم (الحديث 4004 و 4005 و 4007) موقوفاً . و اخرجه ابن ماجه في الديات، باب التغليظ في قتل مسلم ظلمًا (الحديث 2615) تحفة الاشراف (9246) .

4004-تقدم (الحديث 4003) .

★★ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: قیامت کے دن لوگوں کے درمیان سب سے پہلے خون (قتل) کے بارے میں فیصلہ ہوگا۔

4005 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ قَالَ حَدَّثَنِیْ اِبْرَاهِیْمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ شَقِیْقٍ ثُمَّ ذَکَرَ کَلِمَةً مَّعْنَاهَا عَنْ عَمْرِو بْنِ شُرَحْبِیْلَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ اَوَّلُ مَا یُقْضٰی بَیْنَ النَّاسِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ فِی الدِّمَاءِ ۔

★★ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: قیامت کے دن لوگوں کے درمیان سب سے پہلے خون (یعنی قتل) کے بارے میں فیصلہ ہوگا۔

4006 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِیَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُرَحْبِیْلَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ "اَوَّلُ مَا یُقْضٰی فِیْهِ بَیْنَ النَّاسِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ فِی الدِّمَاءِ" ۔

★★ حضرت عمرو بن شرحبیل رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''قیامت کے دن لوگوں کے درمیان سب سے پہلے خونوں کے بارے میں فیصلہ ہوگا''۔

4007 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِیَةَ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ شَقِیْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ اَوَّلُ مَا یُقْضٰی بَیْنَ النَّاسِ فِی الدِّمَاءِ ۔

★★ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: لوگوں کے درمیان سب سے پہلے خونوں کے بارے میں فیصلہ ہوگا۔

4008 - اَخْبَرَنَا اِبْرَاهِیْمُ بْنُ الْمُسْتَمِرِّ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ اَبِیْهِ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ شَقِیْقِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُرَحْبِیْلَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "یَجِیْءُ الرَّجُلُ اٰخِذًا بِیَدِ الرَّجُلِ فَیَقُوْلُ یَا رَبِّ هٰذَا قَتَلَنِیْ ۔ فَیَقُوْلُ اللّٰهُ لَهٗ لِمَ قَتَلْتَهٗ فَیَقُوْلُ قَتَلْتُهٗ لِتَکُوْنَ الْعِزَّةُ لَکَ ۔ فَیَقُوْلُ فَاِنَّهَا لِیْ ۔ وَیَجِیْءُ الرَّجُلُ اٰخِذًا بِیَدِ الرَّجُلِ فَیَقُوْلُ اِنَّ هٰذَا قَتَلَنِیْ ۔ فَیَقُوْلُ اللّٰهُ لَهٗ لِمَ قَتَلْتَهٗ فَیَقُوْلُ لِتَکُوْنَ الْعِزَّةُ لِفُلَانٍ فَیَقُوْلُ اِنَّهَا لَیْسَتْ لِفُلَانٍ فَیَبُوْءُ بِاِثْمِهٖ" ۔

★★ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''(قیامت کے دن) ایک شخص کسی دوسرے شخص کا ہاتھ تھام کر آئے گا اور بولے گا: اے میرے پروردگار! اس شخص نے مجھے قتل کیا تھا تو اللہ تعالیٰ اس سے دریافت کرے گا: تم نے اسے کیوں قتل کیا تھا؟ تو وہ شخص عرض کرے گا: میں نے اسے اس لیے قتل کیا تھا' تاکہ غلبہ تیرے لیے مختص رہے' تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: وہ تو میرے لیے ہے' پھر ایک شخص کسی

4005-تقدم (الحديث 4003) .

4006-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (19164) .

4007-تقدم (الحديث 4003) .

4008-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (9482) .

دوسرے شخص کا ہاتھ تھام کر آئے گا اور عرض کرے گا: اے میرے پروردگار! اس نے مجھے قتل کیا تھا' تو اللہ تعالیٰ اس سے دریافت کرے گا: تم نے اسے کیوں قتل کیا تھا؟ تو وہ جواب دے گا: اس لیے تاکہ فلاں شخص کو عزت حاصل ہو' تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: یہ فلاں شخص کو حاصل نہیں ہوگی' پھر اس شخص کو اس کا وبال بھگتنا پڑے گا''۔

4009 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ تَمِيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ اَخْبَرَنِیْ شُعْبَةُ عَنْ اَبِیْ عِمْرَانَ الْجَوْنِیِّ قَالَ قَالَ جُنْدَبٌ حَدَّثَنِیْ فُلَانٌ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "يَجِیءُ الْمَقْتُوْلُ بِقَاتِلِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَقُوْلُ سَلْ هٰذَا فِيْمَ قَتَلَنِیْ فَيَقُوْلُ قَتَلْتُهٗ عَلٰی مُلْكِ فُلَانٍ" . قَالَ جُنْدَبٌ فَاتَّقِهَا .

☆☆ جندب نامی راوی بیان کرتے ہیں: فلاں صاحب نے مجھے یہ حدیث بیان کی ہے' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''قیامت کے دن مقتول اپنے قاتل کو ساتھ لے کر آئے گا اور عرض کرے گا: (اے میرے پروردگار!) تو اس سے پوچھ کہ اس نے مجھے کیوں قتل کیا تھا؟ تو وہ قاتل جواب دے گا: میں نے فلاں شخص کی حمایت میں اسے قتل کیا تھا''۔

جندب کہتے ہیں' تم اس طرح کی صورتِ حال سے بچنے کی کوشش کرو۔

4010 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمَّارٍ الدُّهْنِیِّ عَنْ سَالِمِ بْنِ اَبِی الْجَعْدِ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ سُئِلَ عَمَّنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا ثُمَّ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰی فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَّاَنّٰی لَهُ التَّوْبَةُ سَمِعْتُ نَبِيَّكُمْ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "يَجِیءُ مُتَعَلِّقًا بِالْقَاتِلِ تَشْخُبُ اَوْدَاجُهٗ دَمًا فَيَقُوْلُ اَیْ رَبِّ سَلْ هٰذَا فِيْمَ قَتَلَنِیْ" . ثُمَّ قَالَ وَاللّٰهِ لَقَدْ اَنْزَلَهَا اللّٰهُ ثُمَّ مَا نَسَخَهَا .

☆☆ سالم بن ابوجعد بیان کرتے ہیں: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایسے شخص کے بارے میں دریافت کیا گیا جو کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کر دیتا ہے' پھر توبہ کر لیتا ہے' پھر ایمان لے آتا ہے اور نیک عمل اختیار کرتا ہے اور ہدایت حاصل کر لیتا ہے۔ تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اس کی توبہ کیسے قبول ہو سکتی ہے' جبکہ میں نے تمہارے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

''(قیامت کے دن مقتول) اپنے قاتل کے ساتھ لگ کر آئے گا اور اس کی رگوں میں سے خون بہہ رہا ہوگا۔ وہ عرض کرے گا: اے میرے پروردگار! اس سے پوچھ کہ اس نے مجھے کیوں قتل کیا تھا؟''

پھر حضرت ابن عباس نے فرمایا: اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل کیا اور پھر اس کو منسوخ قرار نہیں دیا۔

4011 - قَالَ وَاَخْبَرَنِیْ اَزْهَرُ بْنُ جَمِيْلٍ الْبَصْرِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ

4009-لم نجد هذا الحديث في تحفة الاشراف للمزي، و مكانه في: (فصل مسند جماعة من الصحابة روي عنهم فلم يسموا) (11/123) والحديث في مسند الامام احمد (5/367 و 373) .

4010-اخرجه النسائي في القسامة، تاويل قول الله عز وجل (ومن يقتل مومنًا متعمدًا فجزاؤه جهنم خالدًا فيها) (الحديث 4881) . و اخرجه ابن ماجه في الديات، باب هل لقاتل مومن توبة (الحديث 2621) . تحفة الاشراف (5432) .

الْمُغِيرَةِ بْنِ النُّعْمَانِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ اخْتَلَفَ أَهْلُ الْكُوفَةِ فِي هٰذِهِ الْآيَةِ (وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا) فَرَحَلْتُ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ لَقَدْ أُنْزِلَتْ فِي اٰخِرِ مَا أُنْزِلَ ثُمَّ مَا نَسَخَهَا شَيْءٌ .

☆☆ سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: اہل کوفہ کے درمیان اس آیت کے بارے میں اختلاف ہو گیا:

''جو شخص کسی مؤمن کو جان بوجھ کر قتل کر دے''۔

تو میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے اس بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا: یہ آیت آخری نازل ہونے والی آیات میں سے ہے اور پھر اس کے بعد کسی دوسری آیت نے اسے منسوخ قرار نہیں دیا۔

4012 - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ حَدَّثَنِي الْقَاسِمُ بْنُ أَبِي بَزَّةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ هَلْ لِمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا مِنْ تَوْبَةٍ قَالَ لَا . وَقَرَأْتُ عَلَيْهِ الْآيَةَ الَّتِي فِي الْفُرْقَانِ (وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللّٰهِ إِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ) قَالَ هٰذِهِ اٰيَةٌ مَكِّيَّةٌ نَسَخَتْهَا اٰيَةٌ مَدَنِيَّةٌ (وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ) .

☆☆ سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا: جو شخص کسی مؤمن کو جان بوجھ کر قتل کر دیتا ہے کیا اس کے لیے توبہ کی گنجائش ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: جی نہیں! میں نے ان کے سامنے یہ آیت تلاوت کی جو سورۃ الفرقان میں ہے:

''جو لوگ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کی عبادت نہیں کرتے ہیں اور کسی جان کو قتل نہیں کرتے ہیں جس کے قتل کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہو البتہ اس کے حق کا حکم مختلف ہے''۔

تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یہ آیت مکی ہے اور اس کے بعد مدنی آیت نے اسے منسوخ قرار دیا (اور وہ آیت یہ ہے:)

''اور جو شخص کسی مؤمن کو جان بوجھ کر قتل کر دے تو اس کی جزاء جہنم ہے''۔

ممانعت قتل سے متعلق احادیث و آثار کا بیان

(۱) عبدالرزاق وسعید بن منصور، عبد بن حمید و بخاری و نسائی و ابن المنذر و ابن ابی حاتم ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا

4011-اخرجه البخاري في التفسير، باب (و من يقتل مومنًا متعمدًا فجزاوه جهنم) (الحديث 4590)، و باب (والذين لا يدعون مع الله الها آخر ولا يقتلون النفس التي حرم الله الا بالحق ولا يزنون و من يفعل ذلك يلق اثامًا) (الحديث 4763) . واخرجه مسلم في التفسير (الحديث 16 و 17) . واخرجه ابو داؤد في الفتن و الملاحم، باب في تعظيم قتل المومن (الحديث 4275) . و اخرجه النسائي في القسامة، تاويل قوله الله عزوجل (و من يقتل مومنًا متعمدًا فجزاوه جهنم خالدًا فيها) (الحديث 4879)، و في التفسير: سورة النساء، قوله تعالى: (ومن يقتل مومنًا متعمدًا فجزاوه جهنم (الحديث 135) تحفة الاشراف (5621) .

4012-اخرجه البخاري في التفسير، باب (والذين لا يدعون مع الله الها آخر ولا يقتلون النفس التي حرم الله الا بالحق ولا يزنون و من يفعل ذلك يلق اثامًا) (الحديث 4762) . واخرجه مسلم في التفسير، (الحديث 20) . واخرجه النسائي في القسامة، تاويل قول الله عزوجل (ومن يقتل مومنًا متعمدًا فجزاوه جهنم خالدًا فيها) (الحديث 4880) . تحفة الاشراف (5599 و 5621) .

کہ مسلمانوں میں سے کچھ لوگ ایک آدمی سے ملے جس کے پاس اپنی بکریاں تھیں اس نے کہا السلام علیکم انہوں نے اس کو قتل کر دیا اور اس کی بکریوں کو لے لیا۔ تو (یہ آیت) نازل ہوئی لفظ آیت: یایھا الذین امنوا اذا ضربتم فی سبیل اللہ فتبینوا سے لے کر عرض الحیوۃ الدنیا تک فرمایا اس سے مراد مال غنیمت ہے ابن عباس نے السلام پڑھا ہے۔

(۲) ابن ابی شیبہ واحمد وطبرانی اور ترمذی (نے اس کو حسن کہا) وعبد بن حمید (نے اس کو صحیح کہا) وابن جریر وابن المنذر وحاکم (نے اس کو صحیح کہا) ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ ایک آدمی بنو سلیم میں سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی ایک جماعت کے پاس سے گزرا وہ اپنی بکریوں کو ہانک رہا تھا اس نے ان کو سلام کیا تو انہوں نے کہا کہ یہ ہم کو اس لئے سلام کر رہا ہے تاکہ ہم سے بچ جائے انہوں نے اس کو قتل کر دیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس غنیمت کا مال لے آئے اس پر یہ آیت نازل ہوئی لفظ آیت: یایھا الذین امنوا اذا ضربتم۔

بلا تحقیق کوئی فیصلہ کرنا بڑا گناہ ہے

(۳) ابن سعد وابن ابی شیبہ واحمد وابن جریر وطبرانی وابن المنذر وابن ابی حاتم وابو نعیم وبیہقی دونوں نے دلائل میں عبد اللہ بن ابی حدرد اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اضم (ایک جگہ کا نام) کی طرف بھیجا میں بھی مسلمانوں کی اس جماعت میں نکلا کہ ان میں حرث بن ربعی، ابوقتادہ اور محلم بن جثامہ بن قیس اللیثی بھی تھے ہم نکلے یہاں تک کہ ہم بطن اضم میں تھے تو ہمارے ساتھ عامر بن اضبط اشجعی اپنی سواری پر گزرا اس کے ساتھ اپنا سامان اور ایک دودھ کا برتن بھی تھا۔ جب وہ ہمارے پاس سے گزرا تو ہم کو اس نے سلام کیا ہم اس سے رک گئے اور محلم بن جثامہ نے اس پر حملہ کر دیا کسی باہمی ناراضگی کی وجہ سے جو اس کے اور اس کے درمیان تھی اور اس کو قتل کر دیا اور اس کا اونٹ اور اس کا سامان لے لیا جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے اور ان کو یہ خبر سنائی تو ہمارے بارے میں یہ قرآن نازل ہوا۔ لفظ آیت: یایھا الذین امنوا اذا ضربتم فی سبیل اللہ فتبینوا۔

(۴) ابن اسحق وعبد بن حمید وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم والبغوی نے اپنی معجم میں یزید بن عبد اللہ بن قسیط کے طریق سے ابو حدرد اسلمی رضی اللہ عنہ نے اپنے والد سے اسی طرح روایت کیا کہ اس میں یہ بھی تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو نے اس کو قتل کر دیا اس کے کہنے کے بعد کہ اللہ پر ایمان لے آیا تو قرآن کی یہ آیت نازل ہوئی۔

(۵) ابن جریر نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محلم بن جثامہ کو ایک لشکر میں بھیجا ان کو عامر بن اضبط ملا اس نے اسلام کے مطابق ان کو سلام کیا اور جاہلیت کے زمانہ میں ان کے درمیان کوئی رنجش تھی محلم نے عامر کو تیر مارا اور اس کو قتل کر دیا یہ خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی محلم دو چادروں میں آئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھ گئے تاکہ ان کے لئے استغفار کریں آپ نے فرمایا اللہ تجھے نہ بخشے وہ کھڑا ہو گیا اور اس کے آنسوں اس کی چادر پر گر رہے تھے کچھ دیر نہیں گزری تھی کہ وہ مر گیا لوگوں نے اسے دفن کیا زمین نے اس کو باہر پھینک دیا لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور یہ واقعہ ذکر کیا آپ نے فرمایا بلاشبہ زمین قبول کر لیتی ہے جو اس سے تمہارے ساتھ سے بھی زیادہ برا ہو لیکن اللہ تعالیٰ نے تم کو نصیحت کرنے کا ارادہ فرمایا

ہے پھراس کو پہاڑ میں پھینک دیا گیا اس پتھر ڈال دیئے گئے یہ آیت نازل ہوئی لفظ آیت: یایھا الذین امنوا اذا ضربتم (الآیہ)۔

(۶) البزار و دارقطنی نے الافراد میں اور طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر بھیجا جس میں مقداد بن اسود بھی تھے جب وہ دشمن قول کے پاس آئے تو ان کو اس حال میں پایا کہ وہ سب لوگ بھاگ چکے تھے صرف ایک آدمی باقی تھا جس کے پاس بہت مال تھا وہ اپنی بستی ہی میں رہا اس نے کہا اشھد ان لا الہ الا اللہ مقداد رضی اللہ عنہ اس کی طرف جھکے اور اس کو قتل کر دیا ان کے ساتھیوں میں سے ایک آدمی نے کہا کیا تو نے ایسے آدمی کو قتل کر دیا جس نے اشھد ان لا الہ الا اللہ کی گواہی دی؟ اللہ کی قسم میں ضرور اس بات کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کروں گا جب یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ایک آدمی نے اشھد ان لا الہ الا اللہ کی گواہی دی مگر مقداد نے اس کو قتل کر دیا آپ نے فرمایا مقداد کو میرے پاس بلاؤ (جب وہ آئے) تو آپ نے اس سے فرمایا کیا تو نے ایسے آدمی کو قتل کر دیا جو لا الہ الا اللہ کہتا تھا کل قیامت کے دن کو لا الہ الا اللہ کا کیا جواب دے گا اللہ تعالیٰ نے (یہ آیت) نازل فرمائی یایھا الذین امنوا اذا ضربتم فی سبیل اللہ سے لے کر کذلك کنتم من قبل تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقداد سے فرمایا وہ آدمی مومن تھا کفار قوم کے ساتھ تھے اپنے ایمان کو چھپائے ہوئے تھے پھر اس نے اپنے ایمان کو ظاہر کیا تو اس کو تو نے قتل کر دیا اور اسی طرح تم بھی اس سے پہلے مکہ میں اپنے ایمان کو چھپائے ہوئے تھے۔

(۷) ابن ابی حاتم نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ یہ آیت: ولا تقولوا لمن القی الیکم السلم مرداس کے بارے میں نازل ہوئی۔

(۸) ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ ایک آدمی جو اسلام کا اظہار کرتا تھا اور اللہ اور رسول پر ایمان رکھتا تھا اور وہ اپنی قوم میں رہتا تھا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لشکر آیا تو اپنی قوم کو اس کی خبر دیتا تو وہ آدمی وہیں ٹھہرا رہتا اور مومنین سے نہ ڈرتا کیونکہ وہ ان کے دین پر تھا یہاں تک کہ جب وہ ایمان والوں سے ملتا تو ان کو سلام کرتا صحابہ کہنے لگے کہ تو مومن نہیں ہے حالانکہ اس نے سلام کیا تھا مگر انہوں نے اس کو قتل کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا لفظ آیت یایھا الذین امنوا اذا ضربتم فی سبیل اللہ فتبینوا سے لے کر تبتغون عرض الحیوۃ الدنیا تک یعنی تم نے اس کو قتل کیا اس ارادے سے کہ تمہارے لئے وہ مال حلال ہو جائے گا جو تم نے اس کے پاس پایا تھا اور یہ دنیا کا سامان ہے جبکہ میرے پاس غنیمتیں بہت ہیں اور اللہ کے فضل کو تلاش کرو اور وہ آدمی جس کا نام مرداس تھا اس کی قوم لشکر کی وجہ سے بھاگ گئی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا اس لشکر میں بنو لیث کا ایک آدمی تھا اس کا نام قلیب تھا یہاں تک کہ جب وہ گھوڑا سوار پہنچے تو اس نے ان پر سلام کیا مگر انہوں نے اس کو قتل کر دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے گھر والوں کو دیت دینے کا حکم فرمایا اور اس کا مال ان کی لوٹا دیا اور مومنین کو ایسا کرنے سے منع کر دیا گیا۔

(۹) عبد بن حمید و ابن جریر نے قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے لفظ آیت: یایھا الذین امنوا اذا ضربتم فی سبیل اللہ فتبینوا

کے بارے میں روایت کیا کہ یہ حدیث مرداس کے بارے میں جو غطفان میں سے ایک آدمی تھا ہم کو یہ بات ذکر کی گئی کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر بھیجا ان پر غالب لیثی امیر تھے فدک والوں کی طرف سے اور اس کے ساتھ کچھ لوگ غطفان والوں میں سے تھے اور مرداس ان میں سے تھا اس کے ساتھی بھاگ گئے تو مرداس نے کہا میں مومن ہوں اور تمہارے دین پر ہوں صبح سویرے جب گھوڑا سوار پہنچے اور اس سے ملے تو اس نے ان کو سلام کیا لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس کو قتل کردیا اور جو سامان اس کے پاس تھا اس کو لے لیا اس بارے میں اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا لفظ آیت: ولا تقولوا لمن القی الیکم السلم لست مؤمنا اس لئے کہ مسلمان کا تحفہ سلام ہے اس کے ساتھ وہ پہنچانے جاتے ہیں اور اسی کے ساتھ مسلمان ایک دوسرے کو سلام کرتے ہیں۔

ایک کلمہ گو کا قتل بڑا گناہ ہے

(۱۰) ابن جریر نے سدی رحمۃ اللہ علیہ سے لفظ آیت: یایھا الذین امنوا اذا ضربتم فی سبیل اللہ کے بارے میں روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر بھیجا بنو ضمرہ کی طرف اس پر اسامہ بن زید امیر تھے ان میں سے وہ ایک آدمی کو ملے جس کو مرداس بن نھیک کہا جاتا تھا اس کے پاس بکریاں تھیں اور سرخ تھا جب اس نے ان کو دیکھا تو ایک پہاڑ کی غار میں چھپ گیا اسامہ اس کے پیچھے لگے جب مرداس تک پہنچا تو اس نے اپنی بکریاں اس میں چھوڑ دیں اور صحابہ کی طرف متوجہ ہوا اور کہا السلام علیکم میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ اسامہ نے اس پر حملہ کردیا اور اس کے اونٹ اور اس کی بکریوں کی وجہ سے اس کو قتل کردیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب اسامہ رضی اللہ عنہ کو بھیجتے تو اس بات کو محبوب رکھتے تھے کہ اسامہ رضی اللہ عنہ کی تعریف کی جائے اور اس کے ساتھیوں سے اس کے بارے میں پوچھتے جب یہ لوگ واپس لوٹے تو آپ نے ان لوگوں سے اس (یعنی اسامہ) کے بارے میں نہ پوچھا تو لوگوں (یعنی ان کے ساتھیوں نے) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بتانا شروع کیا اور کہنے لگے یا رسول اللہ! آپ اسامہ کو اس وقت دیکھتے جبکہ ان کو ایک آدمی نے کہا: لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ (لیکن) اسامہ نے اس پر حملہ کردیا اور اس کو قتل کردیا جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان صحابہ سے اعراض کر رہے تھے جب انہوں نے زیادہ باتیں کیں تو آپ نے اسامہ کی طرف سر مبارک اٹھایا اور فرمایا تیرا اور لا الہ الا اللہ کا کیا معاملہ ہوگا؟ اسامہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس نے یہ جملہ جان بچانے کے لئے کہا کہ وہ اس کے ساتھ بچ جائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو نے اس کا دل کو کیوں نہیں چیر لیا تاکہ تو دیکھ لیتا اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں یہ آیت نازل فرمائی اور خبر دی کہ انہوں نے اس کو اس کے اونٹ اور اس کی بکریوں کی وجہ سے قتل کیا۔ اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے تمہاری توبہ قبول فرمائی۔ اسامہ نے قسم اٹھائی کہ وہ آئندہ کسی آدمی کو قتل نہیں کرے گا جو لا الہ الا اللہ کہے گا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے بعد انہوں نے یہ رویہ نہ دیکھا۔

(۱۱) ابن ابی حاتم اور بیہقی نے دلائل میں حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ راستہ تلاش کر رہے تھے دشمن میں سے کچھ لوگوں سے ملے صحابہ نے ان پر حملہ کیا اور ان کو شکست دی ان میں سے ایک آدمی بھاگ کھڑا ہوا تو ایک آدمی اس کے پیچھے لگ گیا جو اس کے سامان کا ارادہ رکھتا تھا۔ جب اس کو نیزہ گھونپ دیا پھر اس کو قتل کردیا اور اس کا سامان لے لیا یہ

بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لے جائی گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قاتل سے فرمایا تو نے اس کو قتل کر دیا بعد اس کے کہ اس نے کہا میں مسلمان ہوں؟ اس نے کہا یا رسول اللہ! اس نے صرف جان بچانے کے لئے ایسا کہا تھا آپ نے فرمایا کہ تو نے اس کے دل کیوں نہیں چیر لیا اس نے کہا کس لئے یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا تا کہ تو جان لیتا کہ وہ سچ بولنا والا تھا یا جھوٹ بولنے والا تھا اس نے کہا یا رسول اللہ! میں اس بات کو جان سکتا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کی زبان بتا رہی تھی۔ راوی نے کہا کچھ دنوں کے بعد قاتل مرگیا اس کے ساتھیوں نے اس کے لئے قبر کھودی (تا کہ اس کو دفن کیا جائے) تو قبر نے اسے باہر پھینک دیا پھر انہوں نے دوبارہ دفن کیا پھر وہ صبح کو کیا دیکھتے ہیں کہ زمین نے اسے قبر سے باہر ایک جانب پھینک دیا ہے حسن رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میں نہیں جانتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے اس کو کتنی مرتبہ دفن کیا دو یا تین مرتبہ ہر دفعہ زمین نے اس کو قبول نہ کیا جب ہم نے دیکھا کہ زمین اس کو قبول نہیں کرتی تو ہم نے اس کی ٹانگوں سے پکڑ کر اس کو پہاڑ کی گھاٹی میں پھینک دیا اس پر اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا لفظ آیت: یایها الذین امنوا اذا ضربتم فی سبیل اللہ فتبینوا حسن رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اللہ کی قسم اس سے بھی زیادہ شریر لوگوں کو زمین چھپا لیتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے قوم کو یہ نصیحت فرمائی کہ پھر ایسا نہ کرنا۔

(۱۲) عبدالرزاق وابن جریر نے معمر کے طریق سے قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ لفظ آیت: ولا تقولوا لمن القی الیکم السلم لست مؤمنا کے بارے میں روایت کیا مجھ کو یہ بات پہنچی ہے کہ مسلمانوں میں سے ایک آدمی نے مشرکین میں سے ایک آدمی پر حملہ کیا تو مشرک نے اس سے کہا میں مسلمان ہوں لا الہ الا اللہ کی گواہی دیتا ہوں اس کے کہنے کے بعد بھی مسلمان نے اس کو قتل کر دیا یہ بات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ نے اس سے فرمایا جس نے قتل کیا تھا کیا تو نے اس کو قتل کر دیا حالانکہ اس نے لا الہ الا اللہ کہا تھا قاتل نے معذرت کرتے ہوئے کہا: اے اللہ کے نبی اس نے صرف بچاؤ کے لئے کہا تھا حقیقت میں اس نے کلمہ نہیں پڑھا تھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو نے اس کے دل کو چیر کر دیکھا تھا پھر وہ قاتل مرگیا اور دفن کر دیا گیا (لیکن) زمین نے اس کو باہر پھینک دیا یہ بات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بتائی گئی تو آپ نے اس کو دفن کرنے کا حکم فرمایا پھر اس کو زمین نے باہر پھینک دیا حتیٰ کہ یہ معاملہ تین دفعہ ہوا۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زمین نے اس کو قبول کر دیا اس کو ایک غار میں ڈال دو معمر نے کہا کہ ان میں سے بعض صحابہ نے فرمایا کہ زمین اس سے زیادہ شریر لوگوں کو قبول کر لیتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے اس کو عبرت بنا دیا۔

(۱۳) ابن جریر نے ابوالاضحیٰ کے طریق سے مسروق رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ مسلمانوں میں سے ایک جماعت ایک مشرک آدمی سے ملے اور اس کے پاس بکریاں تھیں اس نے کہا السلام علیکم میں مومن ہوں انہوں نے یہ سمجھا کہ اس سے بچاؤ کر رہا ہے اس کو قتل کر دیا اور اس کا ریوڑ لے لیا اس پر اللہ تعالیٰ نے (یہ آیت) اتاری لفظ آیت: ولا تقولوا لمن القی الیکم السلم لست مؤمنا تبتغون عرض الحیوۃ الدنیا یعنی مال کو (تم نے طلب کیا)۔

(۱۴) ابن ابی شیبہ وابن جریر نے سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ ایک لشکر میں گئے جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا تھا وہ ایک آدمی کے پاس سے گزرے جس کے پاس اپنی بکریاں تھیں اس نے کہا میں

مسلمان ہوں ابن اسود نے اس کو قتل کر دیا جب وہ واپس آئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات بتائی گئی تو یہ آیت نازل ہوئی لفظ آیت: ولا تقولوا لمن القی الیکم السلم لست مؤمنا تبتغون عرض الحیوة الدنیا یہاں عرض سے مراد مال غنیمت ہے۔

(۱۵) ابن جریر نے ابن زید رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ یہ آیت ایک آدمی کے بارے میں نازل ہوئی جس کو ابو درداء نے قتل کر دیا تھا پھر اس طرح کا واقعہ ذکر کیا جس طرح کا واقعہ اسامہ بن زید کے بارے میں ذکر کیا تو یہ آیت نازل ہوئی لفظ آیت: وما کان لمؤمن ان یقتل مؤمنا الا خطئا یہاں تک پہنچے ان اللہ کان بما تعلمون خبیرا۔

(۱۶) عبد بن حمید و ابن جریر نے مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے ولا تقولوا لمن القی الیکم السلم لست مؤمنا کے بارے میں روایت کیا کہ ایک بکری چرانے والے سے مومنین کی ایک جماعت ملی انہوں نے اس کو قتل کیا۔ اور اس کے ساتھ جو مال تھا وہ بھی لے لیا اور انہوں نے اس سے السلام علیکم انی مؤمن کو قبول نہیں کیا۔

(۱۷) ابن جریر و ابن المنذر و ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے لفظ آیت: ولا تقولوا لمن القی الیکم السلم لست مؤمنا کے بارے میں روایت کیا کہ اللہ تعالیٰ نے مومنین پر یہ حرام کر دیا جیسا کہ ان پر مردار کو حرام کر دیا کہ یوں نہیں کہیں کہ جو آدمی لا الہ الا اللہ کی گواہی دے اس کو کہو تو مومن نہیں ہے۔ پس وہ اپنے مال اور خون کے بارے میں محفوظ ہے اس کا قول رد نہ کرو۔

(۱۸) سعید بن منصور و عبد بن حمید نے ابو رجاء والحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا کہ وہ اس طرح پڑھتے تھے لفظ آیت: ولا تقولوا لمن القی الیکم السلم سین کے کسرہ کے ساتھ۔

(۱۹) سعید بن منصور و عبد بن حمید نے مجاہد اور ابو عبد الرحمن سلمی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ دونوں ولا تقولوا لمن القی الیکم السلم پڑھتے تھے۔

(۲۰) عبد الرزاق و ابن ابی شیبہ و عبد بن حمید و ابن جریر و ابن المنذر و ابن ابی حاتم نے سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ کذلک کنتم من قبل سے مراد ہے کہ تم بھی تو اپنے ایمان کو چھپایا کرتے تھے جیسے اس گڈریا نے اپنے ایمان کو چھپایا اور دوسرے لفظ میں یوں ہے تم اپنے ایمان کو مشرکین سے چھپایا کرتے تھے فمن اللہ علیکم پھر اللہ تعالیٰ نے تم پر احسان فرمایا کہ تم نے اسلام کو ظاہر کیا اور اپنے ایمان کا اعلان کیا فتبینوا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے دو دفعہ وعید ہے۔

(۲۱) عبد بن حمید نے قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے کذلک کنتم من قبل کے بارے میں روایت کیا کہ تم بھی تو کافر تھے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر اسلام کے ذریعہ سے احسان فرمایا اور اس کی تم کو ہدایت دی۔

(۲۲) ابن المنذر و ابن ابی حاتم نے مسروق رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ کذلک کنتم من قبل سے مراد ہے تم بھی (پہلے) مومن نہیں تھے۔

(۲۳) عبد بن حمید نے نعمان بن سالم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ وہ فرمایا کرتے تھے کہ یہ آیت ہذیل میں سے ایک آدمی

سکے بارے میں نازل ہوئی۔

(۲۴) عبد بن حمید نے عاصم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ فتبینوا یاء کے ساتھ پڑھا۔

(۲۵) ابن ابی شیبہ و بخاری و مسلم و ابوداؤد و نسائی نے اسامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر میں بھیجا ہم صبح کے وقت جہینہ قبیلہ کے مضافات میں پہنچے میں نے ایک آدمی کو پایا اس نے کہا لا الہ الا اللہ میں نے اس کو نیزہ مارا (اور قتل کر دیا) میرے دل میں کوئی بات واقع ہوئی تو میں نے اس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا آپ نے فرمایا اس نے لا الــہ الا اللہ کہا اور تو نے اس کو قتل کر دیا میں نے کہا یا رسول! اس نے ہتھیار سے ڈر کر ایسا کہا آپ نے فرمایا کہ تو اس کے دل کو چیر کو دیکھ لیتا یہاں تک کہ اس کے کہنے کو جان لیتا کہ اس نے دل سے کہا یا نہیں آپ برابر اس بات کو فرماتے رہے حتی کہ میں نے تمنا کی میں آج کے دن ہی مسلمان ہوا ہوتا۔

دل چیر کر کیوں نہ دیکھا؟

(۲۶) ابن سعد نے جعفر بن برقان رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ ہم کو اہل یمانہ میں سے ایک حضرمی آدمی نے یہ بیان کیا کہ مجھ کو یہ بات پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسامہ بن زید کو ایک لشکر پر امیر بنا کر بھیجا اسامہ نے کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور میں نے آپ کو یہ بات بتائی کہ جب قوم شکست کھا گئی تو میں نے ایک آدمی کو گھیر لیا اور میں نے نیزہ مارنے کا ارادہ کیا تو اس نے کہا لا الــــہ الا اللہ میں نے اس کو نیزہ مارا اور قتل کر دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ تبدیل ہو گیا اور فرمایا افسوس ہے تجھ پر اے اسامہ تیرا کیا حال ہوگا لا الـہ الا اللہ کے مقابلہ میں افسوس ہے تجھ پر اے اسامہ! تیرا کیا حال ہوگا کہ لا الہ الا اللہ والے مقابلے میں آپ برابر یہ فرماتے رہے یہاں تک کہ میں یہ خواہش کرنے لگا کہ میں ہر عمل سے نکل چکا ہوں جو میں نے کئے اور میں آج کے دن نئے سرے سے اسلام لایا ہوں اللہ کی قسم! اب میں کسی لا الہ الا اللہ کہنے والے کو قتل نہیں کروں گا بعد اس کے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات سن لی۔

(۲۷) ابن سعد نے ابراہیم تیمی رحمۃ اللہ علیہ سے اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں لا الہ الا اللہ کہنے والے کو کبھی قتل نہیں کروں گا سعد بن مالک میں فرمایا اللہ کی قسم! میں بھی کسی لا الہ الا اللہ کہنے والے آدمی کو قتل نہیں کروں گا ان دونوں کو ایک آدمی نے کہا کیا اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمایا الفظ آیت: وقتلوهـم حتـى لا تـكـون فتنة ويكون الدين لله (البقرہ آیت ۹۳) دونوں نے کہا ہم نے قتال کیا یہاں تک کہ فتنہ نہیں رہا اور سارا دین اللہ کے لئے ہو گیا۔

(۲۸) ابن سعد و ابن ابی شیبہ و احمد نسائی نے عقبہ بن مالک لیثی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر بھیجا انہوں نے ایک قوم پر حملہ کیا لشکر میں سے ایک مجاہد نے تلوار کو سونتتے ہوئے ایک آدمی کے پیچھے لگ گیا دشمن کے بھاگنے والے آدمی نے کہا میں مسلمان ہوں اس نے جو کہا مجاہد نے اس کی کوئی پرواہ نہیں کی اور اس کو قتل کر دیا یہ خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچی تو آپ نے اس بارے میں سخت بات فرمائی قاتل کو یہ بات پہنچی تو اس درمیان کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ ارشاد فرما رہے تھے اچانک اس قاتل نے کہا اللہ کی قسم اس نے قتل سے بچنے کے لئے یہ بات کہی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

اس سے اس طرف کے لوگوں سے منہ پھیر لیا اور آپ خطبہ ارشاد فرماتے رہے پھر اس قاتل نے کہا کہ اس نے قتل سے بچنے کے لئے بات کہی تھی آپ نے اس سے اس طرف کے لوگوں سے منہ پھیر لیا اور اپنا خطبہ ارشاد فرماتے رہے پھر اس نے صبر نہیں کیا اور تیسری مرتبہ وہی کہا اللہ کی قسم! یا رسول اللہ! اس نے قتل سے بچنے کے لئے یہ بات کہی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم متوجہ ہوئے اور آپ کے چہرہ مبارک میں ناراضگی کے آثار پہچانے جاتے تھے آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے (اس کی توبہ قبول کرنے پر) انکار فرمایا ہے اس شخص کے لئے جو کسی مومن کو قتل کردے تین مرتبہ آپ نے ایسا فرمایا۔

(۲۹) شافعی وابن ابی شیبہ و بخاری و مسلم وابوداؤد اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ بتایئے اگر میں اور مشرکین میں سے ایک آدمی آپس میں لڑیں اور وہ میرا ہاتھ کاٹ دیں اور جب میں اس پر تلوار کو اونچا کروں تو وہ کہہ دے لا الـــہ الا اللہ اس کو ماروں یا چھوڑ دوں؟ آپ نے فرمایا اس کو چھوڑ دو میں نے عرض کیا اس نے میرا ہاتھ کاٹا (اس سے بدلہ نہ لوں) آپ نے فرمایا اگر تو اس کو مارے گا اس کے کلمہ کہنے کے بعد تو وہ تیری حالت جیسا ہو جائے گا پہلے اس سے کہ تو اس کو قتل کرے اور تو اس کی اس حالت جیسا ہو جائے گا جو اس کی تھی پہلے بھی اس کلمہ کے کہنے سے پہلے۔

(۳۰) الطبرانی نے جندب بجلی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا آپ کے لشکر میں سے ایک خوشخبری دینے والا آیا اس نے آپ کو لشکر کے لئے اللہ کی مدد اور اس کی فتح کے بارے میں خبر دی۔ کہ اس نے ان کو فتح عطا فرمائی اس نے کہا یا رسول اللہ! اس درمیان کہ ہم قوم کا پیچھا کر رہے تھے اور اللہ تعالیٰ نے ان کو شکست دے دی تھی کہ میں نے تلوار لے کر ایک آدمی کا پیچھا کیا جب وہ ڈرا کہ تلوار اس پر واقع ہونے والی ہے تو وہ ڈرتے ہوئے کہنے لگا میں مسلمان ہوں بے شک میں مسلمان ہوں آپ نے فرمایا تو نے اس کو قتل کر دیا؟ میں عرض کیا یا رسول اللہ! اس نے اپنا بچاؤ کرنا چاہا۔ آپ نے فرمایا تو اس کا دل کیوں نہیں چیر لیا کہ وہ سچ بولنے والا ہے یا جھوٹ بولنے والا ہے۔ اس نے کہا آپ نے فرمایا تو اس کا دل کیوں نہیں چیر لیا کہ وہ سچ بولنے والا ہے یا جھوٹ بولنے والا ہے۔ اس نے کہا آپ نے فرمایا تو اس کا دل کیوں نہیں چیر لیا کہ وہ سچ بولنے والا ہے یا جھوٹ بولنے والا ہے اس نے کہا اگر میں اس کے دل کو چیر لیتا تو بھی مجھے کوئی علم نہ ہوتا کیونکہ اس کا دل گوشت کا ایک لوتھڑا ہے آپ نے فرمایا نہ تو اس کے دل کی بات کو جانتا ہے اور نہ ہی تو اس کی زبان کی تصدیق کرتا ہے اس نے کہا یا رسول اللہ! میرے لئے استغفار کیجئے آپ نے فرمایا میں تیرے لئے استغفار نہیں کروں گا وہ آدمی (یعنی قاتل) مر گیا اس کو دفن کیا تو صبح کو وہ زمین پر پڑا ہوا تھا پھر انہوں نے اس کو دفن کیا پھر صبح کو وہ زمین پر پڑا ہوا تھا تین مرتبہ ایسا ہوا جب لوگوں نے یہ دیکھا تو شرمندہ ہوئے اور اس کی مصیبت سے رنجیدہ ہوئے انہوں نے اس کی لاش کو اٹھایا اور اس کو ایک گھاٹی میں ڈال دیا۔ (تفسیر در منثور، نساء، بیروت)

قتل کی سزا جہنم ہونے کا بیان

4013 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ اَمَرَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِيْ لَيْلٰى اَنْ اَسْاَلَ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنْ هَاتَيْنِ الْاٰيَتَيْنِ (وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ

جَهَنَّمُ) فَسَاَلْتُهُ فَقَالَ لَمْ يَنْسَخْهَا شَيْءٌ . وَعَنْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ (وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ) قَالَ نَزَلَتْ فِيْ اَهْلِ الشِّرْكِ .

☆☆ سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: عبدالرحمٰن بن ابویعلیٰ نے مجھے یہ ہدایت کی کہ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ان دو آیات کے بارے میں دریافت کروں:

''جو شخص کسی مؤمن کو جان بوجھ کر قتل کر دے تو اس کا بدلہ جہنم ہے''۔

میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا: اس آیت کو کسی دوسری آیت نے منسوخ قرار نہیں دیا ہے۔

(میرا دوسرا سوال) اس آیت کے بارے میں تھا:

''اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کی عبادت نہیں کرتے ہیں اور ایسی جان کو قتل نہیں کرتے ہیں جس کے قتل کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے' البتہ اس کے حق کا حکم مختلف ہے''۔

تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یہ آیت مشرکین کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔

4014 - اَخْبَرَنَا حَاجِبُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْمَنْبِجِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ رَوَّادٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَبْدِ الْاَعْلَى الثَّعْلَبِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ قَوْمًا كَانُوْا قَتَلُوْا فَاَكْثَرُوْا وَزَنَوْا فَاَكْثَرُوْا وَانْتَهَكُوْا فَاَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوْا يَا مُحَمَّدُ اِنَّ الَّذِيْ تَقُوْلُ وَتَدْعُوْ اِلَيْهِ لَحَسَنٌ لَوْ تُخْبِرُنَا اَنَّ لِمَا عَمِلْنَا كَفَّارَةً . فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ (وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ) اِلٰى (فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ) قَالَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ شِرْكَهُمْ اِيْمَانًا وَزِنَاهُمْ اِحْصَانًا وَنَزَلَتْ (قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ) الْاٰيَةَ .

☆☆ سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ بیان نقل کرتے ہیں:

''کچھ لوگ ایسے تھے جنہوں نے قتل کیے اور بکثرت قتل کیے' انہوں نے زنا کا ارتکاب کیا اور بکثرت اس کا ارتکاب کیا' انہوں نے اللہ تعالیٰ کی حدود کی خلاف ورزی کی ہوئی تھی' وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے' تو انہوں نے عرض کی: اے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم! آپ جو بات ارشاد فرماتے ہیں اور جس چیز کی طرف دعوت دیتے ہیں' وہ بہت اچھی ہے' لیکن اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں اس

4013-اخرجه البخاري في مناقب الانصار، باب ما لقي النبي صلى الله عليه وسلم و اصحابه من المشركين بمكة (الحديث 3855)، و في التفسير، باب (والذين لا يدعون مع الله الها آخر ولا يقتلون النفس التي حرم الله الا بالحق ولا يزنون و من يفعل ذلك يلق اثاما) (الحديث 4764) بنحوه، وباب (يضاعف له العذاب يوم القيامة و يخلد فيها مهانا) (الحديث 4765) بنحوه، و باب (الا من تاب و امن و عمل صالحا فاولئك يبدل الله سيئاتهم حسنات و كان الله غفورًا رحيماً) (الحديث 4766) . واخرجه مسلم في التفسير، (الحديث 18 و 19) . واخرجه ابو داؤد في الفتن و الملاحم، باب في تعظيم قتل المومن (الحديث 4273) بنحوه . واخرجه النسائي في القسامه ، تاويل قول الله عزوجل (ومن يقتل مومنًا متعمدًا فجزاؤه جهنم خالدًا فيها) (الحديث 4878)، و في التفسير: سورة النساء، قوله تعالى: (فمالكم في المنافقين فئتين والله اركسهم بما كسبوا) (الحديث 134) . تحفة الاشراف (5624) .

4014-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (9482) .

بارے میں بتادیں کہ ہم جو عمل پہلے کر چکے ہیں اس کا کفارہ کیا ہوگا؟ تو اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں یہ آیت نازل کی:

"اور وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور کو معبود قرار نہیں دیتے ہیں"۔

یہ آیت یہاں تک ہے:

"تو یہ وہ لوگ ہیں اللہ ان کے گناہوں کو نیکیوں میں تبدیل کر دے گا"۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ان کے شرک کو ایمان میں ان کے زنا کو پاک دامنی میں تبدیل کر دیا۔

پھر یہ آیت نازل ہوئی:

"تم فرمادو! اے میرے وہ بندو! جنہوں نے اپنی جان پر وہ ظلم کیا ہے"۔

کسی انسان کو ناحق قتل کرنا حرام ہے

۱-الفریابی احمد وعبد بن حمید والبخاری ومسلم والترمذی وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم وابن امردویہ والبیہقی فی شعب الایمان ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کون سا گناہ سب سے بڑا ہے؟ فرمایا کہ تو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک بنائے حالانکہ اسی نے تجھ کو پیدا کیا میں نے عرض کیا پھر کون سا گناہ بڑا ہے فرمایا کہ تو اپنی اولاد کو اس خوف سے قتل کرے کہ وہ تیرے ساتھ کھانا کھائے گی میں نے پھر عرض کیا پھر کون سا گناہ بڑا ہے فرمایا کہ تو اپنے ہمسائے کی بیوی سے زنا کرے تو اللہ تعالیٰ نے اس کی تصدیق میں یہ آیت اتاری آیت والذین لا یدعون مع اللہ الها اخر ولا یقتلون النفس التی حرم اللہ الا بالحق ولا یزنون ۔

۲-البخاری ومسلم وابداود والنسائی وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم والحاکم وابن مردویہ والبیہقی سعید بن جبیر کے طریق سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ اہل شرک میں سے بعض لوگوں نے کثرت سے قتل کیے تھے اور زنا کیے تھے پھر وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا جو آپ فرماتے ہیں اور اس کی طرف بلاتے ہیں وہ بہت اچھا دین ہے اگر ہم کو یہ بتا دیا جائے کہ جو ہم نے بڑے عمل کیے ہیں اس پر کیا کفارہ ہے تو ہم ایمان لے آتے ہیں تو یہ آیت والذین لایدعون مع اللہ الها اخر اور یہ آیت قل یعبادی الذین اسرفوا علی انفسهم نازل ہوئی۔

۳-البخاری وابن المنذر نے قاسم بن ابی بزہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ انہوں نے سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا کیا اس شخص کے لیے توبہ ہے جس نے کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کیا تو انہوں نے ان کے سامنے یہ آیت پڑھی آیت ولا یقتلون النفس التی حرم اللہ الا بالحق سعید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے یہ آیت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو سنائی تھی جیسے کہ تو نے مجھے یہ آیت سنائی اور فرمایا یہ آیت مکی ہے اور اس کو مدنی آیت نے منسوخ کر دیا جو سورۃ نساء میں ہے۔

۴-ابن المبارک نے شفی اصحی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ جہنم میں ایک پہاڑ ہے جس کو صعود کہا جاتا ہے۔ کافر اس کی چوٹی پر چڑھنے سے پہلے اس پر چالیس سال تک چڑھتا رہے گا اور جہنم میں ایک محل ہے اس کو ھوی کہا جاتا ہے کافر اس کے اوپر سے پھینکا جائے گا اس کی جڑ میں پہنچنے سے پہلے چالیس سال تک گرتا رہے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا آیت ومن یحلل علیه غضبی فقد

هو ای (طہٰ آیت ۱۸) اور جہنم میں ایک وادی ہے جس کو اثام کہا جاتا ہے جس میں سانپ اور بچھو ہیں ایک سانپ کی پشت میں سرنگلا کے برابر زہر ہوگا اور ان میں سے ایک بچھو پالان بندھے ہوئے خچر کی طرح ہوگا اور جہنم میں ایک وادی ہے جس کو غی کہا جاتا ہے اس میں پیپ اور خون بہتا ہے۔

نمازوں کو ان کے اوقات میں پڑھنا افضل ترین عبادت ہے۔

۵-ابن مردویہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کون سے اعمال افضل ہیں فرمایا نمازوں کو ان کے وقت پر ادا کرنا میں نے عرض کیا پھر کون سا عمل افضل ہے؟ فرمایا والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرنا میں نے عرض کیا پھر کون سا عمل افضل ہے؟ فرمایا پھر اللہ کے راستے میں جہاد کرنا اگر میں زیادہ سوال کرتا تو آپ مجھ کو زیادہ جواب دیتے اور میں نے سوال کیا کون سا گناہ بڑا ہے اللہ کے نزدیک فرمایا اللہ کے ساتھ شرک کرنا میں نے عرض کیا پھر کون سا گناہ بڑا ہے فرمایا تو اپنی اولاد کو اس لیے قتل کرے کہ وہ تیرے ساتھ کھانا کھائے پھر ہم تھوڑی ہی دیر ٹھہرے تھے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا آیت **والذین لا یدعون مع اللہ الھا اخر ولا یقتلون النفس التی حرم اللہ الا بالحق ولا یزنون .**

۶-ابن مردویہ نے عون بن عبداللہ سے روایت کیا کہ میں نے اسود بن یزید سے سوال کیا کہ ابن مسعود ایک عمل کو دوسرے پر فضیلت دیتے تھے فرمایا ہاں میں نے ابن مسعود سے سوال کیا انہوں نے فرمایا میں نے بھی اس بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سوال کیا تھا کہ یارسول اللہ! کون سے اعمال ایسے ہیں جو اللہ کی طرف زیادہ محبوب ہیں اور اللہ تعالیٰ سے زیادہ قریب کرنے والے ہیں تو آپ نے فرمایا نماز کو اس کے وقت پر ادا کرنا میں نے کہا پھر اس کے بعد کون سا عمل محبوب ہے فرمایا والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرنا میں نے کہا اس کے بعد کون سا عمل محبوب ہے۔ فرمایا اللہ کے راستے میں جہاد کرنا اگر میں زیادہ سوال کرتا تو آپ زیادہ جواب دیتے۔ میں نے عرض کیا کون سے اعمال اللہ کی طرف زیادہ ناپسندیدہ ہیں اور اللہ سے زیادہ دور کرنے والے ہیں؟ فرمایا کہ تو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک بنائے حالانکہ اس نے تجھ کو پیدا کیا اور یہ کہ تو قتل کرے اپنی اولاد کو کہ وہ تیرے ساتھ کھائے گی اور تو پڑوسی کی بیوی سے زنا کرے پھر یہ آیت پڑھی آیت **والذین لایدعون مع اللہ الھا اخر .**

۷-ابن ابی حاتم نے قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تجھ کو منع کیا ہے کہ تو مخلوق کی عبادت کرے اور خالق کو چھوڑ دے اور تجھ کو منع کیا ہے کہ تو اپنی اولاد کو قتل کرے اور اپنے کتے کو کھلائے اور تجھ کو منع کیا ہے کہ تو اپنے ہمسائے کی بیوی سے زنا کرے۔

اثام جہنم میں ایک وادی ہے

۸-ابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ آیت **یلق اثاما** میں اثام جہنم میں ایک وادی ہے۔

۹-الفریابی وابن ابی شیبہ وعبد بن حمید وابن جریر وابن المنذر نے مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ آیت **یلق اثاما** میں

جہنم میں پیپ اور خون کی ایک وادی ہے۔

۱۰۔ ابن جریر و ابن ابی حاتم نے عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ آیت اثاما جہنم میں وادیاں ہیں جن میں زنا کار لوگ رہتے ہیں۔

۱۱۔ عبد الرزاق و عبد بن حمید و ابن جریر و ابن ابی حاتم نے قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ آیت یلق اثاما سے مراد ہے سخت سزا اور ہم سے یہ بھی بیان کرتے تھے کہ وہ جہنم میں ایک وادی ہے اور ہم کو ذکر کیا گیا کہ لقمان کہا کرتے تھے اے میرے بیٹے! زنا سے بچ کیونکہ اس کا اول ڈرنا ہے اور اس کا آخر ندامت ہے (یعنی اس کی ابتداء خوف سے ہوتی ہے اور انتہا شرمندگی سے ہوتی ہے)۔

۱۲۔ ابن المبارک نے الزہد میں شفی اصبحی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ جہنم میں ایک وادی ہے جس کو اثاما کہا جاتا ہے اس میں ایسے سانپ اور بچھو ہیں کہ اس میں سے ہر ایک کی ریڑھ کی ہڈی میں ستر مشکوں کے برابر زہر ہے۔ اور اس میں سے ایک بچھو پالان بندھے ہوئے خچر کی طرح ہے۔

۱۳۔ ابن الانباری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ نافع بن ارزق نے ان سے پوچھا کہ مجھے اللہ تعالیٰ کے اس قول آیت یلق اثاما کے بارے میں بتائیے کہ اثام کیا ہے انہوں نے فرمایا کہ اس سے مراد ہے بدلہ اس کے بارے میں عامر بن طفیل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا وروینا الاسنة من صداء ولاقت حمیز منا اثاما

ترجمہ: اور ہم نے نیزوں کی پیاس بجھائی اور حمیر نے ہماری طرف سے جزاء پائی سامنے تھے گدھے ہم سے پیچھے تاخیر سے

۱۴۔ الطبرانی نے ضعیف سند کے ساتھ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو آیت ومن یفعل ذلك یلق اثاما پڑھا۔

۱۵۔ عبد بن حمید نے عاصم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ انہوں نے اس طرح سے پڑھا آیت یضعف رفع کے ساتھ۔ آیت له العذاب یوم القیامة اور آیت ویخلد فیه کو یاء کے نصب اور لام کے رفع کے ساتھ پڑھا۔

۱۶۔ ابن ابی حاتم نے سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ آیت ویخلد فیه میں ضمیر سے مراد عذاب ہے۔ اور مہانا یعنی اس میں ذلیل و رسوا کیا جائے گا۔

۱۷۔ ابن مردویہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ جب یہ آیت والذین لایدعون مع الله الها اخر نازل ہوئی تو مسلمانوں پر یہ آیت بھاری گزری اور انہوں نے کہا ہم میں سے کوئی نہیں مگر اس نے شرک کیا قتل کیا اور زنا کیا تو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا آیت یعبادی الذین اسرفو (الزمر آیت ۵۳) تو کہا کہ یہ ان لوگوں کے لیے ہے جو جو اس میں شرک کو پہنچے پھر اس کے بعد یہ آیت نازل ہوئی آیت: الا من تاب وامن وعمل عملا صالحا فاولئك یبدل الله سیاتھم حسنت تو اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے کفر کو اسلام سے نافرمانی کو اطاعت سے اور نکار کو معرفت سے اور جہالت کو علم سے بدل دیا۔

۱۸۔ ابن جریر و ابن المنذر و ابن ابی حاتم و ابن مردویہ نے سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ آیت تبرك الذی

(فرقان کی یہ آیت مدینہ منورہ میں حمزہ رضی اللہ عنہ کے قاتل وحشی اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی وہ کہتے تھے ہم نے اسلام کو پہچان لیا اور اس کی فضیلت لیکن ہماری توبہ کیسے ہوگی اور ہم نے بتوں کی پوجا کی اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو قتل کیا اور ہم نے شراب پی اور مشرک عورتوں سے نکاح کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں یہ آیت والذین لا یدعون مع اللہ الٰھا اخر نازل کی پھر ان کی توبہ کا حکم نازل ہوا آیت الا من تاب وامن واعمل عملا صالحا فاولئك یبدل اللہ سیاتھم حسنت تو اللہ تعالیٰ نے ان کو مسلمانوں کے ساتھ جنگ کرنے مشرکین کے ساتھ جنگ کرنے سے بدل دیا اور مشرک عورتوں کے ساتھ نکاح کو ایمان والی عورتوں کے ساتھ نکاح کرنے میں بدل دیا اور بتوں کی عبادت کرنے کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کے ساتھ بدل دیا۔

۱۹-عبد بن حمید نے عامر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ ان سے آیت والذین لایدعون مع اللہ الھا اخر کے بارے میں سوال کیا گیا تو فرمایا کہ یہ وہ لوگ تھے کہ جنہوں نے زمانہ جاہلیت میں شرک کیا قتل کیا اور زنا بھی کیا۔ مسلمانوں نے ان سے کہا تو انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ ہرگز ہم کو نہ بخشیں گے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی آیت الا من تاب پوری آیت۔ پھر فرمایا کہ توبہ ایمان اور نیک عمل آ گیا جبکہ پہلے شرک قتل اور زنا تھا تو یہ تینوں کام تین کاموں کی جگہ پر ہیں۔

۲۰-عبد بن حمید نے ابو مالک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ جب یہ آیت والذین لایدعون مع اللہ الھا اخر نازل ہوئی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض صحابہ نے کہا ہم نے جاہلیت کے زمانے میں شرک کیا اور ہم نے ناحق قتل کیے تو یہ آیت الا من تاب نازل ہوئی۔

۲۱-ابن المنذر والطبرانی وابن مردویہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہم نے دو سال تک یہ آیت پڑھی آیت والذین لا یدعون مع اللہ الھا اخر وال یقتلون النفس التی حرم اللہ الا بالحق ولا یزنون ومن یفعل ذلك یلق اثاما۔ پھر یہ آیت نازل ہوئی۔ آیت الا من تاب وامن میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنا خوش ہوتے نہیں دیکھا جتنا آپ اس سے خوش ہوئے اور اس سے بھی خوش ہوئے آیت انا فتحنا لك فتحا مبینا (الفتح) کہ ہم نے آپ کو کھلم کھلا فتح عطا فرمائی۔

۲۲-ابو داود نے اپنی تاریخ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت والذین لایدعون مع اللہ الھا اخر ولا یقتلون النفس التی حرم اللہ الا بالحق ولا یزنون ومن یفعل ذلك یلق اثاما۔ کے بارے میں روایت کیا پھر اس حکم سے مستثنیٰ کرتے ہوئے فرمایا آیت الا من تاب وامن وعمل عملا صالح فاولئك یبدل اللہ سیاتھم حسنت۔ مگر جو توبہ کرے اور ایمان لے آئے اور نیک عمل کرے تو اللہ تعالیٰ ان کی برائیوں کو نیکیوں سے بدل دیں گے۔

توبہ ہر گناہ مٹا دیتی ہے۔

۲۳-ابن جریر وابن ابی حاتم وابن مردویہ نے ضعیف سند کے ساتھ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھی پھر میں نماز سے فارغ ہو کر چلا گیا اچانک ایک عورت میرے دروازہ پر تھی اس نے کہا

کے پاس آئی ہوں اور میں سوال کرتی ہوں ان عملوں کے بارے میں جو میں نے برے اعمال کیے میرے لیے اس سے میں آپ سے پوچھا وہ گناہ کیا ہیں؟ اس نے کہا میں نے زنا کیا جس کے نتیجے میں میں نے ایک بچہ جنا میں نے اسے بھی قتل کر دیا میں نے کہا تیرے لیے کوئی توبہ نہیں اور نہ کوئی عزت ہے وہ کھڑی ہوگئی اور وہ کہہ رہی تھی ہائے افسوس کیا اس جسم کو آگ کے لیے پیدا کیا گیا جب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صبح کی نماز پڑھی تو میں نے اس عورت کا واقعہ آپ کو بیان کی آپ نے پوچھا تو نے اس کو کیا کہا تھا میں نے عرض کیا کہ میں نے اس سے کہا تیری کوئی توبہ اور نہ ہی کوئی عزت ہے۔ آپ نے فرمایا برا ہے جو تو نے کہا کیا تو نے یہ آیت نہیں پڑھی آیت والذین لا یدعون مع اللہ الٰہا اخر سے لے کر الا من تاب پوری آیت تک۔ ابوہریرہ نے کہا میں باہر نکلا اور میں مدینہ کے ہر گھر اور گلی میں کھڑا ہوا اور میں نے کہا کیا تمہارے اندر وہ عورت ہے جو ابوہریرہ کے پاس آئی تھی وہ میرے پاس آجائے اور خوشخبری سن لے جب میں عشاء کے وقت گھر واپس آیا اچانک وہ عورت میرے دروازہ پر تھی میں نے کہا تو خوش ہو جا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ بات بتائی جو تو نے مجھے کہی تھی اور جو میں نے تجھ کو کہا تھا آپ نے فرمایا برا ہے جو تو نے کہا کیا تو نے یہ آیت نہیں پڑھی اور میں نے وہ آیت اس کو پڑھ کر سنائی تو وہ عورت سجدہ میں گر پڑی اور کہا میں اس اللہ کی تعریف کرتی ہوں جس نے میرے لیے توبہ اور اس گناہ سے نکلنے کا راستہ بنایا میں گواہی دیتی ہوں کہ یہ باندی جو اس کے ساتھ تھی اور اس کا بیٹا دونوں اللہ کی رضا کے لیے آزاد ہیں اور بلاشبہ میں توبہ کی ان سب برے کاموں سے جو میں نے کیے۔

۲۴- ابن جریر و ابن المنذر و ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ آیت فاولئک یبدل اللہ سیاتھم حسنت کہ اس سے مراد وہ مومن ہیں کہ وہ اپنے ایمان سے پہلے برے کاموں پر تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو برائیوں سے نفرت دلائی اور ان کو نیکیوں کی طرف پھیر دیا۔ اور ان کی برائیوں کو نیکیوں میں بدل دیا۔

۲۵- عبد بن حمید نے قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ آیت الا من تاب مگر جس نے توبہ کی گناہوں سے آیت وامن اور اپنے رب پر ایمان لایا آیت وعمل عملا صالحا اور نیک عمل کیے۔ یعنی اپنے اور اپنے رب کے درمیان معاملات کو درست کرے۔ آیت فاولئک یبدل اللہ سیاتھم حسنت یہی لوگ ہیں جن کی برائیوں کو نیکیوں میں بدل دیتے ہیں اور فرمایا تبدیلی سے مراد ہے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے کے بعد اس کی اطاعت کرنا اللہ تعالیٰ کو بھلانے کے بعد اس کا ذکر کرنا اور برائی کرنے کے بعد نیکی کے کام کرنا ہے۔

۲۶- عبد بن حمید و ابن ابی حاتم نے حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ آیت فاولئک یبدل اللہ سیاتھم حسنت دنیا میں تبدیلی سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تبدیل کر دیں گے اس کے برے عمل کو نیک عمل سے اور شرک کو اخلاص سے اور بدکاریوں کو پاکدامنی سے اور اسی طرح کی مثالیں۔

۲۷- الفریابی و عبد بن حمید نے مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ آیت یبدل اللہ سیاتھم حسنت سے مراد ہے کہ شرک کے بعد ایمان سے بدل دیتے ہیں۔ ۲۸- عبد بن حمید نے مکحول رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ آیت یبدل اللہ سیاتھم حسنت یعنی جب انہوں نے توبہ کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کے برے عملوں کو نیکیوں میں بدل دیا۔

۲۹-عبد بن حمید نے علی بن حسین رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ آیت یبدل اللہ سیاٰتھم حسنت سے مراد ہے آخرت میں برائیوں کو نیکیوں میں بدل دیا جائے گا اور حسن رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا دنیا ہی میں اللہ تعالیٰ برائیوں کو نیکیوں میں بدل دیتے ہیں۔

۳۰-عبد بن حمید وابن المنذر نے ابوعثمان نہدی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ مومن کو اپنا اعمال نامہ دیا جائے گا پردہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے تو وہ اپنی برائیوں کو پڑھے گا۔ جب وہ پڑھے گا تو اس کا رنگ سیاہ ہو جائے گا مارے خوف کے۔ یہاں تک کر جب وہ اپنی نیکیوں کو پڑھے گا تو اس کا رنگ واپس آ جائے گا پھر وہ دیکھے گا کہ اچانک اس کی برائیوں کو نیکیوں میں بدل کر دیا ہے اس وقت وہ کہے گا آیت ھاء م اقرء وا کتبیہ (الحاقہ آیت ۱۹) یہ لو میرا اعمال نامہ پڑھو۔

۳۱-عبد بن حمید وابن ابی حاتم نے سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ ایک آدمی کو قیامت کے دن اپنا اعمال نامہ دیا جائے گا وہ اس کے اوپر والا حصہ جب پڑھے گا تو اس پر برائیاں ہوں گی تو وہ برے گمان میں مبتلا ہوگا وہ اس کے نیچے والے حصے کو دیکھے گا تو وہاں نیکیاں ہوں گی پھر وہ اس کے اوپر دیکھے گا تو اچانک ان کو نیکیوں میں بدل دیا گیا ہوگا۔

توبہ کی برکت سے برائیں نیکیوں میں تبدیل ہوں گی

۳۲-احمد وہناد و مسلم والترمذی وابن جریر والبیہقی فی الاسماء والصفات ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن ایک آدمی کو لایا جائے گا اس سے کہا جائے گا کہ اس پر چھوٹے گناہوں کو پیش کرو اس پر اس کے چھوٹے گناہوں کو پیش کیا جائے گا اور اس کے بڑے گناہوں کو دور کر دیا جائے گا اور اسے کہا جائے گا تو نے یہ گناہ کیے ہیں تو وہ اقرار کرے گا اور انکار نہیں کرے گا اور وہ بڑے گناہوں سے ڈرتا بھی ہوگا کہ ابھی وہ آئیں گے اور حکم ہوگا اس کو ہر برائی کے بدلے اس کو ایک نیکی دے دو۔

۳۳-ابن ابی حاتم وابن مردویہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن کچھ لوگ لائے جائیں گے جو اس بات کو پسند کریں گے کہ ان کی برائیں زیادہ ہوتیں پوچھا گیا یا رسول اللہ وہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا وہ لوگ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی برائیوں کو نیکیوں میں بدل دیا۔

۳۴-عبد بن حمید نے عمرو بن میمون رحمۃ اللہ علیہ سے آیت فاولئک یبدل اللہ سیاٰتھم حسنت کے بارے میں روایت کیا کہ یہاں تک کہ بندہ یہ تمنا کرے گا کہ اس کی برائیاں زیادہ ہوتیں۔

۳۵-عبد بن حمید نے ابوالعالیہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ ان سے کہا گیا کہ بعض لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ وہ تمنا کریں گے کہ ان کے گناہ زیادہ ہوتے ابوالعالیہ نے کہا یہ کیوں؟ کہا کہ وہ اس آیت یبدل اللہ سیاٰتھم حسنت کی تاویل کرتے ہیں۔ ابوالعالیہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اس نے ایسی بات کی خبر دی جس کو وہ نہیں جانتا اور کہا کہ میں ایمان لایا اس چیز پر جو اللہ تعالیٰ نے کتاب میں نازل کی۔ پھر یہ آیت تلاوت کی آیت یوم تجد کل نفس ماعملت من خیر محضرا وما عملت من سوء تود لو ان بینھا وبینہ امدا بعیدا (آل عمران آیت ۳۰) جس دن ہر آدمی پائے گا جو اس نے خیر میں سے عمل کیا تھا حاضر کیا ہوا اور جو اس نے برا عمل کیا تھا وہ اس بات کو پسند کرے گا کہ اس برے کام اور اس کے درمیان دور کی مدت ہوتی۔

۳۶-ابن ابی حاتم نے مکحول رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ ایک بوڑھا آدمی آیا اور کہا یا رسول اللہ! ایک آدمی دھوکے باز اور بدکار ہے اس نے کوئی چھوٹا بڑا کام نہیں چھوڑا بلکہ خود اسے کیا اور اگر اس کے گناہوں کو تقسیم کر دیا جائے زمین والوں کے درمیان تو ان کو ہلاک کر دیں کیا اس کے لیے توبہ کی کوئی صورت ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو مسلمان ہے؟ اس نے کہا ہاں پھر فرمایا کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ تجھ کو بخشنے والا ہے اور تیرے برائیوں کو نیکیوں میں تبدیل کرنے والا ہے اس نے کہا یا رسول اللہ اور میرے دھوکے بازیاں اور میرے گناہ کو بھی نیکیوں میں بدل دیں گے آپ نے فرمایا اور تیرے دھوکے بازیاں اور تیرے گناہوں کو بھی اللہ تعالیٰ بخشنے والا ہے)

۳۷-الطبرانی نے سلمہ بن کہیل رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ ایک نوجوان آیا اور کہا یا رسول اللہ آپ بتایئے کہ جس نے ہر برائی اور غلطی کی اس کے لیے جوئے کے تیر یا اس سے بڑھ کر کسی عمل کا موقع ملا تو اس نے اسے اپنے ہاتھ سے کیا اگر اس کے گناہوں کو مدینہ والوں میں تقسیم کر دیا جائے تو وہ ان کو ڈھانپ لیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو مسلمان ہو چکا ہے اس نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں آپ نے فرمایا چلا جا۔ اللہ تعالیٰ نے تیرے برائیوں کو نیکیوں میں بدل دیا اس نے کہا یا رسول اللہ میری دھوکہ بازیوں اور میرے گناہوں کو بھی بدل دے گا آپ نے فرمایا تیری دھوکے بازیاں تیرے گناہوں کو بھی بخش دے گا تین مرتبہ اس کو فرمایا تو جوان لوٹ گیا اور وہ کہتا تھا اللہ اکبر۔

۳۸-ابن مردویہ نے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ یہ تبدیلی تو قیام کے دن ہوگی جب ایک بندہ کھڑا ہوگا اللہ کے سامنے اور کتاب اس کے ہاتھ میں ہوگی وہ اس میں برائیوں اور نیکیوں کو دیکھے گا اور اس سے کہا جائے گا تجھ کو بخش دیا گیا تو وہ اس کے آگے یعنی اللہ کے سامنے سجدہ کرے گا اللہ تعالیٰ فرمائیں گے میں نے تیری برائیوں کو نیکیوں میں بدل دیا وہ پھر سجدہ کر کے مخلوق کہے گی اس بندہ کے لیے خوشخبری ہے جس نے کبھی برا عمل نہیں کیا۔

۴۰-الطبرانی نے ابومالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب ابن آدم سوجاتا ہے تو فرشتہ شیطان سے کہتا ہے مجھے اپنا صحیفہ دے وہ اس کو دے دیتا ہے۔ اس کے صحیفہ میں جو ایک نیکی پاتا ہے تو اس کے بدلہ میں شیطان کے صحیفہ میں سے دس برائیوں کو مٹا دیتا ہے اور اس کی جگہ دس نیکیاں لکھ دیتا ہے اور جب تم میں سے کوئی نیند کا ارادہ کرے تو تینتیس مرتبہ اللہ اکبر اور چونتیس ۳۴ مرتبہ الحمد للہ اور تینتیس مرتبہ سبحان اللہ پڑھے تو یہ سو پورے ہوں گے۔

۴۱-ابن عساکر نے مکحول رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ آیت یبدل اللہ سیاتھم حسنت سے مراد ہے کہ برائیوں کے بدلے نیکیاں لکھ دے گا۔ راوی نے کہا میں نے مکحول کو دیکھا وہ غصہ ہو گئے اور یہاں تک کہ کانپنا شروع کر دیا۔

(تفسیر در منثور، فرقان، بیروت)

4015 - اَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزَّعْفَرَانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِي

4015-اخرجه البخاري في التفسير، باب (باب (ياعبادي الذين اسرفوا على انفسهم لا تقنطوا من رحمة الله ان الله يغفر الذنوب جميعًا انه هو الغفور الرحيم) (الحديث 4810) . واخرجه مسلم في الايمان، باب كون الاسلام يهدم ما قبله و كذا الهجرة و الحج (الحديث 193) . واخرجه ابو داؤد في الفتن و الملاحم، باب في تعظيم قتل المومن (الحديث 4274) . تحفة الاشراف (5652) .

يَعْلَى عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ نَاسًا مِنْ اَهْلِ الشِّرْكِ اَتَوْا مُحَمَّدًا فَقَالُوْا اِنَّ الَّذِىْ تَقُوْلُ وَتَدْعُوْ اِلَيْهِ لَحَسَنٌ لَوْ تُخْبِرُنَا اَنَّ لِمَا عَمِلْنَا كَفَّارَةً . فَنَزَلَتْ (وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ) وَنَزَلَتْ (قُلْ يَا عِبَادِىَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ) .

✰✰ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: کچھ مشرکین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بولے آپ جو بات کہتے ہیں اور جس چیز کی طرف دعوت دیتے ہیں' وہ اچھی ہے' اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں یہ بتادیں کہ ہم نے جو عمل پہلے کرے ہیں' ان کا کفارہ کیا ہے؟ (تو یہ مناسب ہوگا) تو اس بارے میں یہ آیت نازل ہوئی:

''اور وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے کی عبادت نہیں کرتے ہیں''۔

اور یہ آیت بھی نازل فرمائی:

''تم یہ فرمادو کہ اے میرے وہ بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا''۔

4016 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ بْنُ سَوَّارٍ قَالَ حَدَّثَنِىْ وَرْقَاءُ عَنْ عَمْرٍو عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "يَجِىءُ الْمَقْتُوْلُ بِالْقَاتِلِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ نَاصِيَتُهُ وَرَاْسُهُ فِىْ يَدِهِ وَاَوْدَاجُهُ تَشْخُبُ دَمًا يَقُوْلُ يَا رَبِّ قَتَلَنِىْ حَتّٰى يُدْنِيَهُ مِنَ الْعَرْشِ" . قَالَ فَذَكَرُوْا لِابْنِ عَبَّاسٍ التَّوْبَةَ فَتَلَا هٰذِهِ الْاٰيَةَ (وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا) قَالَ مَا نُسِخَتْ مُنْذُ نَزَلَتْ وَاَنّٰى لَهُ التَّوْبَةُ

✰✰ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''قیامت کے دن مقتول اپنے قاتل کو ساتھ لے کر آئے گا' اس کی پیشانی اور اس کا سر مقتول کے ہاتھ میں ہوگا اور اس کی رگوں سے خون نکل رہا ہوگا' وہ مقتول کہے گا: اے میرے پروردگار! اس شخص نے مجھے قتل کیا تھا' یہاں تک کہ وہ اس قاتل کو عرش کے قریب کردے گا''۔

راوی کہتے ہیں: لوگوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے (قاتل کی) توبہ کا تذکرہ کیا تو انہوں نے یہ آیت تلاوت کی:

''اور جو شخص کسی مؤمن کو جان بوجھ کر قتل کردے''۔

پھر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جب سے یہ آیت نازل ہوئی ہے' اس کے بعد یہ منسوخ نہیں ہوئی تو پھر اُس قاتل کی توبہ کیسے قبول ہوسکتی ہے؟

4017 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا الْاَنْصَارِىُّ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ اَبِى الزِّنَادِ عَنْ خَارِجَةَ بْنِ زَيْدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ (وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيْهَا) الْاٰيَةُ كُلُّهَا بَعْدَ الْاٰيَةِ الَّتِىْ نَزَلَتْ فِى الْفُرْقَانِ بِسِتَّةِ اَشْهُرٍ .

4016-اخرجه الترمذي في تفسير القرآن، باب (ومن سورة النساء) (الحديث 3029) . تحفة الاشراف (6303) .

4017-اخرجه ابو داؤد في الفتن، والملاحم، باب تعظيم قتل المومن (الحديث 4272) . واخرجه النسائي في تحريم الدم، تعظيم الدم الحديث 4018 و 4019) . تحفة الاشراف (3706) .

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو لَمْ يَسْمَعْهُ مِنْ اَبِي الزِّنَادِ .

☆☆ خارجہ بن زید حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: یہ آیت نازل ہوئی:

''جو کسی مؤمن کو جان بوجھ کر قتل کرے تو اس کا بدلہ جہنم ہے جہاں وہ ہمیشہ رہے گا''۔

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ پوری آیت سورۃ الفرقان میں موجود آیت کے چھ ماہ بعد نازل ہوئی تھی۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: محمد بن عمرو نامی راوی نے ابوزناد سے حدیث کا سماع نہیں کیا ہے۔

4018 - اَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ عَنْ عَبْدِ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنْ خَارِجَةَ بْنِ زَيْدٍ عَنْ زَيْدٍ فِي قَوْلِهِ (وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ) قَالَ نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ بَعْدَ الَّتِي فِي (تَبَارَكَ) الْفُرْقَانِ بِثَمَانِيَةِ اَشْهُرٍ (وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ) .

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَدْخَلَ اَبُو الزِّنَادِ بَيْنَهُ وَبَيْنَ خَارِجَةَ مُجَالِدَ بْنَ عَوْفٍ .

☆☆ حضرت زید رضی اللہ عنہ' اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں بیان کرتے ہیں:

''جو شخص کسی مؤمن کو جان بوجھ کر قتل کردے تو اس کا بدلہ جہنم ہے''۔

حضرت زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ آیت سورۃ الفرقان میں موجود آیت کے آٹھ ماہ بعد نازل ہوئی تھی۔ (جس کے یہ الفاظ ہیں:)

''اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کی عبادت نہیں کرتے ہیں اور اس جان کو قتل نہیں کرتے ہیں جس کے قتل کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے' البتہ اس کے حق کا حکم مختلف ہے''۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: یہاں ابوزناد نے اپنے اور خارجہ کے درمیان مجالد بن عوف نامی راوی کا ذکر کیا ہے (جس کی سند درج ذیل ہے)۔

4019 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ عَنْ مُسْلِمِ بْنِ اِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اِسْحَاقَ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنْ مُجَالِدِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ سَمِعْتُ خَارِجَةَ بْنَ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِيهِ اَنَّهُ قَالَ نَزَلَتْ (وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيْهَا) اَشْفَقْنَا مِنْهَا فَنَزَلَتِ الْاٰيَةُ الَّتِي فِي الْفُرْقَانِ (وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ) .

☆☆ خارجہ بن زید اپنے والد (حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: جب یہ آیت نازل ہوئی:

''اور جو شخص کسی مؤمن کو جان بوجھ کر قتل کردے تو اس کا بدلہ جہنم ہے' جہاں وہ ہمیشہ رہے گا''۔

ہم اس سے خوفزدہ ہو گئے' پھر اس کے بعد وہ آیت نازل ہوئی جو سورۃ الفرقان میں ہے:

''اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کی عبادت نہیں کرتے ہیں اور اس جان کو قتل نہیں کرتے ہیں جس

4018-تقدم في تحريم الدم، تعظيم الدم (الحديث 4017) .

4019-تقدم (الحديث 4017) .

کے قتل کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے البتہ اس کے حق کا حکم مختلف ہے"۔

شرح

آیت مذکورہ کی تفسیر سے متعلق امام قرطبی لکھتے ہیں کہ اس میں سات مسائل ہیں۔

مسئلہ نمبر: (۱) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (آیت) **ومن یقتل من** شرطیہ ہے اور اس کا جواب (آیت) **فجزآوہ** ہے، جان بوجھ کر قتل کرنے والے کی صفت کے بارے میں اختلاف ہے، عطا اور نخعی وغیرہما نے کہا: جس نے لوہے کے ساتھ قتل کیا جیسے تلوار، خنجر، نیزے کی انی اور اس قسم کی دوسری کوئی تیز چیز جو کاٹنے کے لیے تیار کی گئی ہو یا ایسی چیز جس کے متعلق معلوم ہو کہ اس کے استعمال میں موت ہے جیسے بھاری پتھر وغیرہ۔ ایک جماعت نے کہا: جان بوجھ کر قتل کرنے والا وہ ہے جس نے لوہے کے ساتھ قتل یا پتھر کے قتل کیا یا ڈنڈے کے ساتھ قتل کیا یا اس کے علاوہ کسی چیز کے ساتھ قتل کیا، یہ جمہور کا قول ہے۔

(المحرر الوجیز، جلد۲، صفحہ۹۴ دار الکتب العلمیہ)

مسئلہ نمبر: (۲) اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں قتل عمد اور قتل خطا کا ذکر فرمایا اور شبہ العمد کا ذکر نہیں فرمایا: علماء کا اس کے بارے میں اختلاف ہے، ابن المنذر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا انکار کیا، انہوں نے کہا: کتاب اللہ میں صرف عمد اور خطا کا ذکر ہے، خطابی نے بھی امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ ذکر کیا اور یہ زائد ذکر کیا رہا شبہ عمد تو ہم اس کو نہیں جانتے، ابو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: امام مالک اور لیث بن سعد نے شبہ العمد کا انکار کیا پس جو ان کے نزدیک ایسی چیز سے قتل کیا گیا جس کے ساتھ عام طور پر قتل نہیں کیا جاتا مثلاً دانتوں سے کاٹا، طمانچہ مارا، کوڑا مارا، چھڑی ماری وغیرہ تو یہ عمد ہوگا اور اس میں قصاص ہوگا۔ ابو عمر نے کہا: ان دونوں کے قول کے موافق صحابہ اور تابعین کی ایک جماعت کا قول ہے۔ جمہور فقہائے امصار کا یہ نظریہ ہے کہ یہ تمام صورتیں شبہ عمد کی نہیں، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ ذکر کیا گیا ہے اور یہ ابن وہب اور صحابہ اور تابعین کی ایک جماعت کا قول ہے، ابن المنذر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ہمارے نزدیک شبہ عمد پر عمل کیا جائے گا، جن علماء نے شبہ عمد کو ثابت کیا ہے ان میں شعبی، حکم، حماد، نخعی، قتادہ، سفیان ثوری، اہل عراق اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہم ہیں۔ ہم نے یہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: یہ صحیح ہے، خون کے سلسلہ میں احتیاط کرنی ضروری ہے، کیونکہ اصل یہ ہے کہ خون کی جلد میں حفاظت کی جائے، پس خون بہانا مباح نہیں مگر ایسی صورت میں جو بالکل واضح ہو جس میں کسی قسم کا اشکال نہ ہو اور صورت میں اشکال ہے، کیونکہ جب حکم عمد اور خطا میں متردد تھا تو اس کے لیے شبہ عمد کا حکم لگایا گیا، ضرب (مارنا) مقصود تھا، قتل مقصود نہیں تھا قتل بغیر ارادہ کے ہوا تھا، پس قصاص ساقط ہوگا اور دیت بھاری ہوگی۔ اسی کی مثال احادیث میں آئی ہے ابو داود نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خبردار خطا کی دیت، شبہ عمد جو کوڑے اور لاٹھی سے ہو سو اونٹ ہیں جن میں چالیس، ایسی اونٹنیاں ہوں جن کے بطنوں میں بچے ہوں (۱) (سنن ابی داود، کتاب الدیات، جلد۲، صفحہ ۳۶۹)۔ دارقطنی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قتل عمد میں قصاص ہے اور

قتل خطا میں دیت ہے، اس میں قصاص نہیں، ہے اور جو نا معلوم پتھر یا ڈنڈے یا کوڑے سے قتل کیا گیا ہو تو وہ اونٹوں کی دیت مغلظہ ہے۔ (۲)، (سنن دار قطنی، کتاب الحدود والدیات، جلد ۳، صفحہ ۹۴، رقم الحدیث، ۴۷) سلیمان بن موسیٰ عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کی سند سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ شبہ عمد کی دیت قتل عمد کی طرح مغلظ ہے، شبہ عمد والے کو قتل نہیں کیا جائے گا۔ (۳) (ایضا، جلد ۳، صفحہ ۹۵، رقم الحدیث، ۵۳) یہ نص ہے، طاوس نے اس شخص کے بارے میں کہا جو جنگ میں ڈنڈے، کوڑے یا پتھر کے ساتھ مارا گیا ہو تو اس کی دیت دی جائے گی، اور اس کی وجہ سے قتل نہیں کیا جائیگا، اس لیے کہ معلوم نہیں اس کا قاتل کون ہے؟ امام احمد بن حنبل نے کہا: العمیا وہ امر جس کا معاملہ پوشیدہ ہو اس کی وجہ معلوم نہ ہو، اسحاق نے کہا: یہ قوم میں تخارج (شرکاء کا جائیداد کو آپس میں تقسیم کرنا) اور بعض کو بعض نے قتل کی صورت میں ہوتا ہے اس کی اصل التعمیۃ۔ (پوشیدہ رکھنا) سے ہے جس کا معنی تلبیس ہے یہ دار قطنی نے ذکر کیا ہے۔

مسئلہ: شبہ عمد کو تسلیم کرنے والوں کا دیت مغلظہ میں اختلاف ہے عطا اور امام شافعی، نے کہا: یہ تیس حقے، تیس جذعے اور چالیس خلفہ ہیں۔ یہ قول حضرت عمر، حضرت زید بن ثابت، حضرت مغیرہ بن شعبہ اور حضرت ابوموسیٰ اشعری کا ہے، یہ امام مالک کا مذہب ہے جب وہ شبہ عمد کا قول کرتے ہیں۔ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا مشہور مذہب یہ ہے کہ انہوں نے یہ نہیں کہا مگر مدلجی نے اپنے بیٹے کے ساتھ جو کچھ کیا اس جیسے مسئلے میں شبہ عمد کا قول کرتے ہیں جب اس نے اپنے بیٹے کو تلوار سے مارا، بعض علماء نے کہا: یہ چار قسم کے اونٹ ہوں گے چوتھائی بنات لبون، چوتھائی حقاق، چوتھائی جذاع اور چوتھائی بنات مخاض، یہ نعمان، اور یعقوب کا قول ہے، ابوداود نے یہ سفیان عن ابی اسحاق عن عاصم بن ضمرہ عن علی کے سلسلہ سے ذکر کیا ہے، بعض نے فرمایا: یہ پانچ قسم کے اونٹ ہوں گے، بیس بنت مخاض، بیس بنت لبون، بیس ابن لبون، بیس حقے اور بیس جذعے یہ ابوثور کا قول ہے۔ بعض نے فرمایا: چالیس جذعے بازل (☆) (بازل اس اونٹ کو کہتے ہیں جس کی عمر آٹھ سال ہو چکی ہو اور نویں سال میں شروع ہو چکا ہو اس وقت اس کی طاقت مکمل ہو جاتی ہے اس کے بعد اسے بازل عام اور بازل عامین کہا جاتا ہے، نہایہ) عام تک، تیس حقے، تیس بنت لبون، یہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، اور یہی حسن بصری، طاوس اور زہری رحمۃ اللہ علیہم کا قول ہے، بعض نے فرمایا: چونتیس خلفۃ بازل عما تک تینتیس حقے، تینتیس جذعے، اور یہی شعبی رحمۃ اللہ علیہ اور نخعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے، یہ ابوداود نے ابوالاحوص عن ابی اسحاق عن عاصم بن ضمرہ عن علی کے سلسلہ سے روایت کیا ہے۔

مسئلہ نمبر: (۳) ان میں اختلاف ہے جن میں شبہ عمد کی دیت لازم ہوتی ہے، حارث عکلی، ابن ابی لیلی، ابن شبرمہ، قتادہ اور ابوثور رحمۃ اللہ علیہم نے کہا: قتل کرنے والے پر اس کے مال میں ہوگی، شعبی، نخعی، حکم، امام شافعی، ثوری، امام احمد، اسحاق، رحمۃ اللہ علیہم اور اصحاب الرائے نے کہا: وہ عاقلہ پر ہوگی، ابن المنذر نے کہا: شعبی کا قول اصح ہے کیونکہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنین کی دیت مارنے والی کے عاقلہ پر جاری کی تھی۔

مسئلہ نمبر: (۴) علماء کا اجماع ہے کہ قتل عمد کی دیت عاقلہ پر نہ ہوگی بلکہ وہ مجرم کے مال میں ہوگی، سورہ بقرہ میں اس کا ذکر گزر چکا ہے، علماء کا اجماع ہے کہ قتل خطا کرنے والے پر کفارہ ہے اور قتل عمد میں علماء کا اختلاف ہے، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی

رحمۃ اللہ علیہ کا نظریہ یہ ہے کہ قتل عمد والے پر اسی طرح کفارہ ہے جس طرح قتل خطا میں کفارہ ہے، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا قتل خطا میں جب کفارہ واجب ہے تو قتل عمد میں بدرجہ اولی واجب ہوگا، اور فرمایا: جب سہو میں سجدہ مشروع ہے تو عمد میں بدرجہ اولی مشروع ہوگا، جو اللہ تعالیٰ نے قتل عمد میں ذکر فرمایا وہ قتل خطا میں جو واجب ہے اس کو ساقط کرنے والا نہیں۔ بعض علماء نے فرمایا: جان بوجھ کر قتل کرنے والے پر کفارہ نہ ہوگا جو اس کے مال سے لیا جائے گا، بعض علماء نے فرمایا: کفارہ واجب ہوگا، جس نے خودکشی کی اس پر کفارہ اس کے مال سے ہوگا، ثوری، ابوثور، اور اصحاب الرائے رحمۃ اللہ علیہم نے کہا: کفارہ واجب نہ ہوگا، مگر وہاں جہاں اللہ تعالیٰ نے کفارہ واجب کیا ہے، ابن المنذر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ہم بھی اسی طرح کہتے ہیں کیونکہ کفارات عبادات ہیں اور تمثیل جائز نہیں اور کسی کے لیے جائز نہیں کہ وہ کوئی فرض اللہ کے بندوں پر لازم کردے مگر کتاب اللہ یا سنت اجماع سے اور جنہوں نے عمداً قتل کرنے والے پر کفارہ لازم کیا ان کے پاس حجت نہیں جیسا کہ ذکر کیا گیا ہے۔

مسئلہ نمبر: (۵) اس جماعت کے بارے اختلاف ہے جنہوں نے خطاءً ایک شخص کو قتل کردیا، ایک جماعت نے کہا: ہر ایک پر کفارہ ہوگا۔ حسن، عکرمہ، نخعی، حارث عکلی، امام مالک، ثوری، امام شافعی، امام احمد، اسحاق، ابوثور رحمۃ اللہ علیہم اور اصحاب الرائے نے بھی یہی کہا ہے۔ ایک طائفہ نے کہا: ان تمام پر ایک کفارہ ہوگا۔ ابوثور نے یہی کہا ہے اوزاعی سے یہی حکایت کیا گیا ہے۔ زہری نے غلام آزاد کرنے اور روزہ رکھنے میں فرق کیا ہے، ایک جماعت کے بارے میں فرمایا: جو منجنیق پھینکتے ہیں اور ایک شخص کو قتل کردیتے ہیں، تمام پر ایک غلام آزاد کرنا ہوگا اور اگر وہ غلام نہ پائیں تو ہر ایک پر دو ماہ کے متواتر روزے ہوں گے۔

مسئلہ نمبر: (۶) نسائی نے روایت کیا ہے ہمیں حسن ابن اسحاق المروزی نے بتایا وہ ثقہ ہے فرمایا، مجھے خالد بن خداش نے بتایا، انہوں نے فرمایا ہمیں حاتم بن اسماعیل نے بتایا، انہوں نے بشیر بن مہاجر سے روایت کیا، انہوں نے عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، انہوں نے اپنے باپ سے روایت کیا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مومن کا قتل کرنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک زوال دنیا سے بھی بڑا ہے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سب سے پہلے جس کا بندے سے حساب لیا جائے گا وہ نماز ہے اور سب سے پہلے بندوں کے درمیان جس کا فیصلہ کیا جائے گا وہ خونوں کے متعلق ہوگا۔ (۱) (صحیح بخاری، باب القصاص، رقم الحدیث ۶۰۵۲، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، جامع ترمذی، باب ماجاء ان اول ما یحاسب بہ العبد، رقم الحدیث ۳۷۸، ضیاء القرآن پبلی کیشنز) اسماعیل بن اسحاق نے نافع بن جبیر بن مطعم سے انہوں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ایک سائل نے ان سے کہا: اے ابوالعباس! کیا قاتل کے لیے توبہ ہے؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اسے مسئلہ پر تعجب کرنے والے کی طرح کہا: تو کیا کہتا ہے؟ دو یا تین مرتبہ کہا، پھر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: تجھ پر افسوس اس کے لیے توبہ کہاں! میں نے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے سنا ہے کہ مقتول آئے گا جب کہ اس کا سر اس کے ایک ہاتھ میں لٹکا ہوا ہوگا وہ اپنے دوسرے ہاتھ سے اپنے قاتل کو بلا رہا ہوگا، اس کی رگیں خون آلود ہوں گی حتیٰ کہ دونوں روکے جائیں گے، مقتول اللہ تعالیٰ سے عرض کرے گا: اے رب! اس نے مجھے قتل کیا اللہ تعالیٰ قاتل کو فرمائے گا: تو نیست و نابود ہو جا پھر اسے آگ کی طرف لے جایا جائے گا۔ حسن سے مروی ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے اپنے رب سے کسی چیز کے

بارے اتنا سوال نہیں کیا جتنا کہ میں نے مومن کے قتل کے بارے میں کیا تو مجھے جواب نہ ملا۔

مسئلہ نمبر: (۷) جان بوجھ کر قتل کرنے والے کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے کیا اس کے لیے توبہ ہے؟ بخاری نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرمایا: اس میں اہل کوفہ نے اختلاف کیا پھر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس گیا ان سے یہ مسئلہ پوچھا تو انہوں نے فرمایا: یہ آیت نازل ہوئی ہے: (آیت) ومن يقتل مومنا متعمدا فجزآو ہ جھنم . یہ سب سے آخر میں نازل ہوا اور اسے کسی چیز نے منسوخ نہیں کیا، نسائی نے حضرت ابن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرمایا میں نے حضرت ابن عباس سے پوچھا: کیا اس شخص کے لیے توبہ ہے جو جان بوجھ کر کسی مومن کو قتل کرتا ہے؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یہ آیت مکی ہے ان پر سورۃ فرقان کی آیت ۶۸ پڑھی: (آیت) والذین لا یدعون مع اللہ الھا اخر . حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یہ آیت مکی ہے، اسے مدنی (آیت) ومن يقتل مومنا متعمدا فجزآو ہ جھنم خلدا فیھا وغضب اللہ علیہ . نے منسوخ کیا ہے۔

زید بن ثابت سے اسی طرح روایت ہے اور سورۃ نساء کی آیت، سورۃ فرقان کی آیت سے چھ ماہ بعد نازل ہوئی اور ایک روایت میں آٹھ ماہ بعد نازل ہوئی، نسائی نے ان دونوں روایات کو حضرت زید بن ثابت سے روایت کیا ہے۔ حضرت زید اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی روایات کو دیکھ کر معتزلہ نے آیت کے عموم کا نظریہ قائم کیا ہے، انہوں نے کہا: یہ اللہ تعالی کے ارشاد: (آیت) ویغفر ما دون ذلك لمن یشاء . کے عموم کا مخصوص ہے، انہوں نے کہا کہ وعید ہر قاتل پر نافذ ہوگی انہوں نے دونوں آیتوں کو جمع کیا ہے کہ انہوں نے کہا: تقدیر عبارت اس طرح ہوگی، یغفر مادون ذالك لمن یشاء الا من قتل عمدا .

علماء کی ایک جماعت جن میں حضرت عبداللہ بن عمر بھی ہیں، حضرت زید رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی یہ مروی ہے، ان کا خیال ہے کہ قاتل کے لیے توبہ ہے، یزید بن ہارون نے کہا: ہمیں ابو مالک اشجعی نے بتایا انہوں نے سعد بن عبیدہ سے روایت کیا انہوں نے فرمایا: ایک شخص حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آیا اور کہا: کیا جان بوجھ کر مومن کو قتل کرنے والے کے لیے توبہ ہے؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: نہیں مگر آگ، جب وہ شخص چلا گیا تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ساتھیوں نے کہا: کیا آپ ہمیں اس طرح فتویٰ دیتے تھے تو آپ یہ فتویٰ دیتے تھے کہ قاتل کی توبہ قبول ہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا میں اسے گمان کرتا تھا کہ یہ بہت غصہ میں ہے کسی مومن کو قتل کرنا چاہتا تھا، فرمایا: لوگ اس شخص کے پیچھے گئے تو انہوں اسے ویسا ہی پایا، یہ اہل السنت کا مذہب ہے اور یہ صحیح ہے، اور یہ آیت مخصوصہ ہے اور تخصیص کی دلیل آیات اور اخبار ہیں۔ علماء کا اجماع ہے کہ یہ آیت مقیس بن ضبابہ کے بارے میں نازل ہوئی ان کا واقعہ اس طرح ہے کہ وہ اور ان کا بھائی، ہشام بن ضبابہ مسلمان ہوئے، پھر مقیس نے اپنے بھائی ہشام کو بنی نجار میں مقتول پایا، اس واقعہ کی خبر نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کی گئی تو آپ نے بنی نجار کو لکھا کہ اس کے بھائی کا قاتل اس کے حوالے کردو۔ اور آپ نے مقیس کے ساتھ ایک شخص کو بھیجا جس کا تعلق بنی فہر سے تھا، بنو النجار نے کہا: اللہ قسم! ہم اس کا قاتل نہیں جانتے لیکن ہم دیت دیں گے، پس انہوں نے سو اونٹ دیت دیئے پھر وہ

دونوں مدینہ طیبہ کی طرف لوٹ آئے، راستہ میں مقیس نے فہری شخص پر حملہ کر کے اسے اپنے بھائی کے قتل کے بدلے قتل کر دیا اور اونٹ لے لیے اور مرتد ہو کر مکہ چلا گیا اور وہ شعر پڑھتا تھا:

قتلت به فهرا وحملت عقله سراة بني النجار ارباب فارع .(۱)(المحرر الوجیز، جلد۲، صفحہ۹۵ دار الکتب العلمیہ)

حللت به وتري وادركت ثورتي وكنت الى الاوثان اول راجع :

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اسے حل وحرم میں امن نہیں دیتا (۲)(احکام القرآن للطبری، جلد۵، صفحہ۲۵۷)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن اس کے قتل کا حکم دیا جب کہ وہ کعبہ کے ساتھ متعلق تھا، جب اہل تفسیر اور علما ورتاریخ کی نقل سے یہ ثابت ہے تو اسے مسلمانوں پر محمول کرنا مناسب نہیں پھر اس آیت کے ظاہر کو (آیت) ان الحسنت یذهبن السیات ۔ (ہود:۱۱۴) اور (آیت) وهو الذی یقبل التوبة عن عباده ۔ (الشوری:۲۵) اور (آیت) ویغفر مادون ذلك لمن یشاء ۔ کے ظاہر کو لینے سے اولی نہیں ہے، ان دونوں آیات کے ظاہر کو لینے میں تناقص ہے، پس تخصیص ضروری ہے پھر سورۃ فرقان کی آیت اور اس آیت کو جمع کرنا ممکن ہے، نہ نسخ ہے اور نہ تعارض ہے، سورۃ نساء کی مطلق آیت کو سورۃ فرقان کی مقید آیت پر محمول کیا جائے گا معنی یہ ہوگا کہ اس کی جزا یہ ہے کہ مگر جو توبہ کر لیے خصوصا جب کہ موجب یعنی قتل اور موجب یعنی عقاب کی دھمکی متحد ہیں، رہی تو وہ بہت سی ہیں جیسے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی حدیث جس میں فرمایا۔ تم میری بیعت کرو کہ تم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ گے اور نہ زنا کرو گے اور نہ چوری کرو گے اور نہ اس نفس کو قتل نہیں کروں گے جس کو قتل کرنا اللہ نے حرام کیا ہے مگر حق کے ساتھ، جو تم میں سے ان احکام کو پورا کرے گا اس کا اجر اللہ تعالیٰ پر ہے اور جو ان باتوں میں سے کسی کا ارتکاب کرے گا اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے، اگر وہ چاہے گا تو اسے معاف کر دے گا، اگر چاہے گا تو اسے عذاب دے گا۔ (۱)(صحیح مسلم، کتاب الحدود، جلد۲ صفحہ۷۳، صحیح بخاری، رقم الحدیث، ۱۷، ضیاء القرآن پبلی کیشنز) اس حدیث کو ائمہ حدیث نے روایت کیا ہے اس کو بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے، جیسے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس شخص کے بارے مروی ہے جس نے سو آدمیوں کو قتل کیا تھا، اس حدیث کو مسلم نے اپنی صحیح میں، ابن ماجہ نے اپنی سنن میں ذکر کیا ہے۔ (۲)(ابن ماجہ باب حل لقاتل المومن توبۃ، رقم الحدیث، ۲۶۱۱، ضیاء القرآن پبلی کیشنز) اس کے علاوہ بھی اخبار ثابت ہیں پھر ہمارے ساتھ ان کا اس شخص کے بارے میں اجماع ہے جس کے خلاف قتل کی گواہی دی گئی اور وہ اقرار کرتا ہو کہ اس نے جان بوجھ کر قتل کیا ہے، پھر اس کے اولیاء سلطان کے پاس آئیں اور اس پر حد قائم کی جائے اور قصاصا قتل کیا جائے تو آخرت میں اس کا پیچھا نہیں کیا جائے گا، حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے مقتضی پر بالاجماع اس پر وعید نافذ نہ ہوگی، تو انہوں نے (آیت) ومن یقتل مومنا متعمدا ۔ کے عموم سے جو عمارت تعمیر کی تھی وہ ان پر ٹوٹ گئی اور جو ہم نے ذکر کیا اس کے ساتھ تخصیص داخل ہوگئی، جب معاملہ اس طرح ہے تو معلوم ہوا کہ یہ آیت مخصوص ہے جیسا کہ ہم نے بیان کیا یا یہ اس قول پر محمول سمجھنے والا ہے، یہ بالاجماع کفر کی طرف لوٹتا ہے، ایک جماعت نے کہا: قاتل کا معاملہ مشیت الٰہی کے سپرد ہے خواہ وہ توبہ کرے یا نہ کرے، یہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے مسلک ہے، اگر کہا جائے اللہ تعالیٰ ارشاد: (آیت) فجزآؤه جهنم خلدا فیها وغضب الله علیه ولعنه۔ یہ اس کے کفر پر دلیل ہے، اللہ تعالیٰ

غضب نہیں فرماتا مگر کافر پر جو ایمان سے خارج ہوتا ہے، ہم اس کے جواب میں کہیں گے یہ وعید ہے اور وعید میں خلف کرم ہے جس طرح کہ شاعر نے کہا: وانی متی اوعدتہ اوعدتہ لمخلف ایعادی ومنجز موعدی:

یہ پہلے گزر چکا ہے، دوسرا جواب یہ ہے اگر وہ اسے یہ جزا دے یعنی وہ اپنے بڑے گناہ کی وجہ سے اس گناہ کا مستحق اور سزاوار ہے، ابومجلز لاحق بن حمید اور ابوصالح وغیرہما نے اس پر نص قائم کی ہے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب اللہ تعالیٰ بندے کے لیے ثواب کا وعدہ فرماتا ہے تو وہ اسے پورا کرتا ہے اور اگر اس کے لیے عقوبت مقرر فرماتا ہے تو اس کے لیے مشیت ہے اگر چاہے گا تو اسے عتاب دے گا اور اگر چاہے گا تو اسے معاف کر دے گا۔ ان دونوں تاویلوں میں نظر ہے رہی پہلی تاویل، قشیری نے کہا: اس میں نظر ہے، کیونکہ رب تعالیٰ کا کلام خلف کو قبول نہیں کرتا مگر یہ کہ اس سے عام کی تخصیص مراد لی جائے اور یہ کلام میں جائز ہے اور رہی دوسری تاویل، اگرچہ روایت کیا گیا ہے کہ یہ مرفوع ہے۔ نحاس نے کہا: اس میں غلطی واضح ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ذلك جزآوهم جهنم بما كفروا۔ (کہف: ۱۰۶) کسی نے یہ نہیں کہا: ان جازاهم (اگر وہ انہیں جزا دے گا) یہ عربی جاننے میں خطا ہے، کیونکہ اس کے بعد (آیت) غضب الله عليه ۔ ہے وہ جازاہ کے معنی پر محمول ہے۔ تیسرا جواب یہ ہے کہ اس کی جزا جہنم ہے اگر وہ توبہ نہ کرے اور گناہ پر اصرار کرے حتیٰ کہ وہ اپنے رب سے معاصی کی نحوست کے ساتھ کفر پر ملاقات کرے، ہبۃ اللہ نے اپنی کتاب الناسخ والمنسوخ میں ذکر کیا ہے کہ یہ آیت منسوخ ہے اور اس کی ناسخ (آیت) ويغفر مادون ذلك لمن يشآء ۔ ہے اور فرمایا: اس پر لوگوں کا اجماع ہے مگر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا یہ آیت محکمہ ہے، ہبۃ اللہ کے قول میں نظر ہے، کیونکہ یہ عموم اور تخصیص کا مقام ہے، نہ کہ نسخ کا مقام۔ یہ ابن عطیہ کا قول ہے: (۱)

(المحرر الوجیز، زیر آیت ہذہ)

میں کہتا ہوں: یہ حسن ہے، کیونکہ نسخ اخبار میں نہیں ہوتا معنی یہ ہے کہ وہ اسے جزا دے گا۔ نحاس نے معانی القرآن میں کہا: علماء اہل نظر کے نزدیک یہ حکم محکم ہے وہ جزا دے گا جب وہ توبہ نہیں کرے گا۔ اگر وہ توبہ کرے گا تو اسکا حکم بیان کر دیا۔ (آیت) وانی لغفار لمن تاب۔ (طٰہٰ: ۸۲) پس قاتل اس سے خارج نہیں ہے الخلود دوام پر دلالت نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (آیت) وما جعلنا لبشر من قبلك الخلد (الانبیاء: ۳۴)

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (آیت) يحسب ان ماله اخلده۔ (الہمزہ: ۳)

زہیر نے کہا: ولا خالد الا الجبال الرواسيا :

یہ تمام شواہد دلالت کرتے ہیں کہ خلد کا لفظ تابید کے معنی کے علاوہ پر بھی بولا جاتا ہے، کیونکہ پہاڑ بھی اور مال بھی دنیا کے زوال کے ساتھ زائل ہو جائیں گے اسی طرح عرب کہتے ہیں: لاخلدن فلانا في السجن (میں فلاں کو ہمیشہ قید خانہ میں رکھوں گا) السجن ختم ہو جائے گی اور فنا ہو جائے گی اسی طرح مسجون بھی، اس کی مثل دعا میں ہے: خلد الله ملكه وابد ايامه، یہ لفظ اور معنی تمام گزر چکے ہیں۔ (تفسیر قرطبی، سورہ نساء، بیروت)

باب ذِكرِ الْكَبَائِرِ

یہ باب ہے کہ کبیرہ گناہوں کا تذکرہ

4020 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ قَالَ اَنْبَانَا بَقِيَّةُ قَالَ حَدَّثَنِي بَحِيرُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ اَنَّ اَبَا رُهْمٍ السَّمَعِيَّ حَدَّثَهُمْ اَنَّ اَبَا اَيُّوبَ الْاَنْصَارِيَّ حَدَّثَهُ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ جَاءَ يَعْبُدُ اللّٰهَ وَلَا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا وَّيُقِيمُ الصَّلَاةَ وَيُؤْتِي الزَّكَاةَ وَيَجْتَنِبُ الْكَبَائِرَ كَانَ لَهُ الْجَنَّةُ". فَسَاَلُوهُ عَنِ الْكَبَائِرِ فَقَالَ "اَلْاِشْرَاكُ بِاللّٰهِ وَقَتْلُ النَّفْسِ الْمُسْلِمَةِ وَالْفِرَارُ يَوْمَ الزَّحْفِ".

☆☆ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''جو شخص اس حال میں آئے (یعنی ایسی حالت میں رہے) کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہو کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہراتا ہو وہ نماز قائم کرتا ہو اور زکوٰۃ ادا کرتا ہو اور کبیرہ گناہوں سے اجتناب کرتا ہو وہ جنت میں جائے گا''۔

لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کبیرہ گناہوں کے بارے میں دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''کسی کو اللہ کا شریک ٹھہرانا' مسلمان کو قتل کرنا اور میدانِ جنگ سے راہِ فرار اختیار کرنا''۔

کبیرہ گناہوں سے متعلق تفصیل کا بیان

" گناہ کبیرہ " کے معنی ہیں۔ بڑے گناہ! چنانچہ اصطلاح شریعت میں " گناہ کبیرہ " اس بڑے فعل کو فرماتے ہیں جس کا ارتکاب کرنے والا حد یعنی شریعت کی متعین کردہ سزا کا موجب ہوتا ہے، یا جس کے ارتکاب پر قرآن وحدیث میں سخت وعید وتنبیہ مذکورہ ہو، یا جس کے ارتکاب کو شریعت نے بطور مبالغہ ارتکاب کفر سے تعبیر کیا ہو (جیسے قصداً نماز ترک کرنے پر حدیث میں یہ وعید آئی ہے (حدیث من ترك الصلوة متعمد افقد كفر) یعنی جس آدمی نے نماز قصداً ترک کر دی وہ کافر ہو گیا) یا جس کا فساد و نقصان گناہ کبیرہ کے فساد ونقصان کے برابر یا اس سے زیادہ ہو، یا جس کی ممانعت دلیل قطعی کے ساتھ ثابت ہو اور جس کا اختیار کرنا حرمت دین کی ہتک کا موجب ہو پس جس فعل اور بات میں ان میں سے کوئی بھی چیز پائی جائے گی اس کو گناہ کبیرہ یعنی بڑا گناہ کہیں گے اور جس فعل یا بات میں ان میں سے کوئی چیز نہیں پائی جائے گی اور وہ اسلامی تعلیمات اور دینی تقاضا کے خلاف ہو گی اس کو گناہ صغیرہ یعنی چھوٹا گناہ کہا جائے گا یہ بات ذہن میں رکھنی چاہیے کہ بعض اعتبار سے اگرچہ گناہ کبیرہ کے مختلف درجات ہیں کہ بعض کبیرہ گناہ تو بہت ہی برے اور نہایت ہی قابل نفرت ہیں اور بعض گناہ نسبتاً کچھ ہلکے درجہ کے ہیں لیکن شریعت کی نظر میں قابل مواخذہ و گرفت اور موجب عذاب ہونے کے اعتبار سے سب یکساں نوعیت رکھتے ہیں۔ احادیث میں ایک جگہ تمام کبیرہ گناہوں کا تعین اور تفصیل کے ساتھ ذکر موجود نہیں ہے، بلکہ موقع محل کی مناسبت یا کسی سائل کو جواب میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بیان کردہ کبیرہ گناہوں کی جو فہرست مرتب کی ہے وہ مختصراً یوں ہے۔

4020-اخرجه النسائي في التفسير، سورة النساء، قوله تعالى: (ان تجتنبوا كبائر ما تنهون عنه) (الحديث 120) تحفة الاشراف (3451).

(۱) اللہ تعالیٰ کا شریک بنانا یعنی کسی کو اس کی عبادت یا اس کی صفات میں شریک کرنا مثلاً استعانت (مدد چاہنے) میں، علم میں، قدرت میں، تصرف میں، تخلیق میں، پکارنے میں، نام رکھنے میں، ذبح کرنے میں، نذر ماننے میں اور لوگوں سے امور سونپنے میں کسی کو بھی وہ درجہ اور حیثیت دینا جو صرف اللہ تعالیٰ کی سزاوار ہے۔
(۲) گناہ پر اصرار و دوام کی نیت رکھنا۔ (۳) ناحق کسی کو قتل کرنا (۴) زنا کرنا۔ (۵) لواطت کرنا۔ (۶) چوری کرنا۔ (۷) جادو سیکھنا اور جادو کرنا (۸) شراب پینا اور نشہ آور اشیاء کا استعمال کرنا۔ (۹) محارم یعنی ماں، بیٹی، بہن، پھوپھی، نانی اور خالہ وغیرہ سے نکاح کرنا۔ (۱۰) جوا سیکھنا اور جوا کھیلنا (۱۱) دار الحرب سے ہجرت نہ کرنا۔ (۱۲) دشمنان دین سے ناروا دوستی اور تعلق رکھنا۔ (۱۳) طاقت وقوت اور غالب حیثیت رکھنے کے باوجود دشمنان دین سے جہاد نہ کرنا۔ (۱۴) سود کھانا۔ (۱۵) خنزیر اور مردار کے گوشت کا استعمال کرنا۔ (۱۶) نجومی اور کاہن کی تصدیق کرنا۔ (۱۸) ناحق کسی کا مال ہڑپ کر لینا۔ (۱۸) پاکباز مرد یا پاکدامن عورت پر زنا کی تہمت دھرنا۔ (۱۹) جھوٹی گواہی دینا۔ (۲۰) کسی عذر شرعی کے بغیر قصداً رمضان کا روزہ نہ رکھنا یا روزہ توڑنا۔ (۲۱) جھوٹی قسم کھانا۔ (۲۲) قطع تعلق کرنا۔ (۲۳) ماں باپ کو ستانا اور ان کی نافرمانی کرنا۔ (۲۴) جنگ کے موقع پر دشمنان دین کے مقابلہ سے فرار اختیار کرنا۔ (۲۵) یتیموں کا مال ناحق کھانا۔ (۲۶) ناپ تول میں خیانت کرنا۔ (۲۷) نماز کو وقت پر نہ پڑھنا۔ (۲۸) مسلمانوں سے ناحق لڑنا جھگڑنا۔ (۲۹) ذات رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹا الزام لگانا۔ (۳۰) رسول، کتاب اللہ اور فرشتوں کا انکار کرنا یا ان کا مذاق اڑانا۔ (۳۱) احکام دین اور مسائل شریعت کا انکار کرنا۔ (۳۲) فرائض پر عمل نہ کرنا یعنی نماز نہ پڑھنا، زکوۃ ادا نہ کرنا، رمضان کے روزے نہ رکھنا اور استطاعت کے باوجود حج نہ کرنا۔ (صحابہ یا کسی صحابی کو برا کہنا۔ (۳۴) بالعذر کتمان شہادت کرنا۔ (۳۵) رشوت لینا۔ (۳۶) میاں بیوی کے درمیان نفاق ڈلوانا۔ (۳۷) حاکم کے سامنے کسی کی چغل خوری کرنا۔ (۳۸) غیبت کرنا۔ (۳۹) اسراف میں مبتلا ہونا۔ (۴۰) رہزنی کا ارتکاب کرنا۔ (۴۱) دین کے نام پر یا کسی دنیوی غرض کے تحت روئے زمین پر فتنہ وفساد پھیلانا۔ (۴۲) گناہ وغیرہ پر اصرار و دوام اختیار کرنا۔ (۴۳) کسی کو گناہ کی طرف راغب کرنا یا گناہ کے ارتکاب میں مدد دینا۔ (۴۴) ہارمونیم، طبلہ اور دوسرے ممنوع باجوں کے ساتھ گانا۔ (۴۵) نہاتے وقت دوسروں کے سامنے ستر کھولنا۔ (۴۶) مالی مطالبات و واجبات کی ادائیگی میں بخل کرنا۔ (۴۷) خودکشی کرنا۔ (۴۸) اپنے اعضاء بدن میں سے کسی عضو کو ضائع کرنا اور تلف کر دینا۔ (۴۹) منی اور پیشاب کی گندگی سے صفائی اور پاکی حاصل نہ کرنا۔ (۵۰) تقدیر کو جھٹلانا۔ (۵۱) اپنے سردار اور حاکم سے عہد شکنی کرنا۔ (۵۲) کسی کی ذات اور نسب میں طعنہ زنی کرنا۔ (۵۳) غرور اور تکبر کے تحت پائنچے لٹکانا۔ (۵۴) لوگوں کو گمراہی کی طرف بلانا۔ (۵۵) میت پر نوحہ کرنا۔ (۵۶) برے طریقے اور بیہودہ رسمیں رائج کرنا۔ (۵۷) دھار دار آلہ سے کسی مسلمان کی طرف اشارہ کرنا۔ (۵۸) کسی کو خصی کر دینا۔ (۵۹) اپنے بدن کے کسی حصہ کو کاٹنا۔ مثلاً داڑھی منڈانا یا ناک وغیرہ تھوڑی سی کاٹ ڈالنا۔ (۶۰) اپنے محسن سے احسان فراموشی کرنا۔ (۶۱) حدود حرم میں ان کاموں کو کرنا جن کی ممانعت ہے۔ (۶۲) حدود حرم میں جاسوسی کرنا۔ (۶۳) نرد کھیلنا یا ایسا کوئی بھی کھیل کھیلنا جو بالاتفاق حرام ہو۔ (۶۴) کسی مسلمان کو کافر کہنا یا اس کو کسی ایسے الفاظ سے مخاطب کرنا جو صرف کافر کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ (۶۵) اگر ایک سے زائد بیویاں ہوں تو ان کے درمیان

باری میں عدل نہ کرنا۔(۶۶) حلق کرنا (مشت زنی کرنا)۔(۶۷) غلہ وغیرہ کی گرانی سے خوش ہونا۔(۶۸) جانوروں کے ساتھ بدفعلی کرنا۔(۶۹) عالم کا اپنے علم پر عمل نہ کرنا۔(۷۰) دنیا کی محبت میں مبتلا ہونا۔(۷۱) امرد پر بری نظر رکھنا۔(۷۲) دوسروں کے گھر میں جھانکنا۔(۷۳) صاحب خانہ کی اجازت کے بغیر اس کے گھر کے اندر داخل ہونا۔(۷۴) دیوثی اور قرم ساقی کرنا۔(۷۵) امر بالمعروف اور نہی عن المنکر (یعنی اچھے کاموں کی تبلیغ وتلقین اور برے کاموں سے روکنے) کا فریضہ باوجود قدرت کے انجام نہ دینا۔(۷۶) پڑھنے کے بعد قرآن مجید کو بھلا دینا۔(۷۷) جانوروں کو آگ میں جلانا (۷۸) عورت کا بغیر عذر شرعی اپنے شوہر کی نافرمانی کرنا۔(۷۹) مرد کا عورت پر ظلم کرنا۔(۸۰) اللہ کی رحمت ومغفرت سے ناامید ہونا۔(۸۱) اللہ کے عذاب سے بے خوف ہونا۔(۸۲) علماء اور حفاظ کی توہین وتحقیر کرنا۔(۸۳) بیوی سے ظہار کرنا بعض علماء نے کبائر کی فہرست میں کچھ اور گناہوں کو بھی ذکر کیا ہے لیکن یہاں اختصار کی پیش نظر اسی فہرست پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

4021 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِىْ بَكْرٍ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَاَنْبَاَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِىْ بَكْرٍ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسًا يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "الْكَبَائِرُ الشِّرْكُ بِاللّٰهِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ وَقَتْلُ النَّفْسِ وَقَوْلُ الزُّوْرِ".

☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''کبیرہ گناہ یہ ہیں: کسی کو اللہ کا شریک ٹھہرانا' والدین کی نافرمانی کرنا' کسی کو قتل کرنا اور جھوٹ بولنا''۔

4022 - اَخْبَرَنِىْ عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيْمِ قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ شُمَيْلٍ قَالَ اَنْبَاَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا فِرَاسٌ قَالَ سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "الْكَبَائِرُ الْاِشْرَاكُ بِاللّٰهِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ وَقَتْلُ النَّفْسِ وَالْيَمِيْنُ الْغَمُوْسُ".

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''کبیرہ گناہ یہ ہیں: کسی کو اللہ کا شریک ٹھہرانا' والدین کی نافرمانی کرنا' کسی کو قتل کرنا' جھوٹی قسم اُٹھانا''۔

4021-اخرجه البخاري في الشهادات، باب ما قيل شهادة الزور (الحديث 2653)، و في الادب، باب عقوق الوالدين من الكبائر (الحديث 5977)، و في الديات، باب قول الله تعالى: (ومن احياها……) (الحديث 6871) . و اخرجه مسلم في الايمان، باب بيان الكبائر و اكبرها (الحديث 144) . واخرجه الترمذي في البيوع، باب ما جاء في التغليظ في للكذب و الزور و نحوه (الحديث 1207)، و في تفسير القرآن، باب (و من سورة النساء) (الحديث 3018) . واخرجه النسائي في القسامة، تاويل قول الله عزوجل (ومن يقتل مومنًا متعمدًا فجز اؤه جهنم خالدًا فيها) (الحديث 4882)، و في التفسير: سورة النساء، قوله تعالى: (ان تجتنبوا كبائر ما تنهون عنه) (الحديث 119) . تحفة الاشراف (1077).

4022-اخرجه البخاري في الايمان و النذور، باب اليمين الغموس (الحديث 6675)، و في الديات، باب قول الله تعالى: (ومن احياها……) (الحديث 6870)، و في استتابة المرتدين و المعاندين و قتالهم، باب الم من اشرك بالله و عقوبته في الدنيا و الآخرة (الحديث 6920) مطولاً . واخرجه الترمذي في تفسير القرآن، باب (ومن سورة النساء) (الحديث 3021) . واخرجه النسائي في القسامة في القسامة تاويل قول الله عزوجل (و من يقتل مومنًا متعمدًا فجزاوه جهنم خالدًا فيها) (الحديث 4883)، و في التفسير: سورة النساء، قوله تعالى(ان تجتنبوا كبائر ما تنهون عنه) (الحديث 121) . تحفة الاشراف (8835) .

سات بڑے گناہوں کا بیان

4023 - اَخْبَرَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هَانِءٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَرْبُ بْنُ شَدَّادٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اَبِي كَثِيرٍ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ سِنَانٍ عَنْ حَدِيثِ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ اَنَّهُ حَدَّثَهُ اَبُوهُ وَكَانَ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - اَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا الْكَبَائِرُ قَالَ "هُنَّ سَبْعٌ اَعْظَمُهُنَّ اِشْرَاكٌ بِاللّٰهِ وَقَتْلُ النَّفْسِ بِغَيْرِ حَقٍّ وَفِرَارٌ يَوْمَ الزَّحْفِ" . مُخْتَصَرٌ .

☆☆ عبید بن عمیر اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' جو نبی اکرم ﷺ کے صحابی تھے'ایک شخص نے عرض کی: یارسول اللہ! کبیرہ گناہ کون سے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

''وہ سات ہیں اور ان میں بڑے گناہ یہ ہیں: کسی کو اللہ کا شریک ٹھہرانا' کسی کو ناحق قتل کرنا' میدانِ جنگ سے راہِ فرار اختیار کرنا''۔

شرح

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (لوگو) سات ہلاک کر دینے والی باتوں سے بچو، پوچھا گیا یارسول اللہ! وہ سات ہلاک کرنے والی باتیں کون سی ہیں؟ فرمایا کسی کو اللہ کا شریک ٹھہرانا۔ (۲) جادو کرنا۔ (۳) جس جان کو مار ڈالنا اللہ نے حرام قرار دیا ہے اس کو ناحق قتل کرنا۔ (۴) یتیم کا مال کھانا۔ (۵) جہاد کے دن دشمن کو پیٹھ دکھانا۔ (۶) پاکدامن ایمان والی اور بے خبر عورتوں کو زنا کی تہمت لگانا۔ (صحیح بخاری وصحیح مسلم، مشکوۃ المصابیح: جلد اول: رقم الحدیث، 48)

شرح عقائد میں ہے کہ اصطلاح شریعت میں شرک، اسے فرماتے ہیں کہ خدائی اختیارات میں غیر اللہ کو شریک ٹھہرائے جیسا کہ مجوی اہرمن ویزداں کو مانتے ہیں یا اللہ کے علاوہ کسی دوسرے کو بھی پرستش وعبادت کے لائق جانے جیسا کہ بت پرست عقیدہ رکھتے ہیں۔ یہ بات پہلے بتائی جاچکی ہے کہ شرک کفر کی ایک قسم ہے اور اسی لئے شریعت میں شرک کفر کے معنی میں بھی آتا ہے۔

باب ذِكْرِ اَعْظَمِ الذَّنْبِ

وَاخْتِلَافِ يَحْيٰى وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَلٰى سُفْيَانَ فِي حَدِيثِ وَاصِلٍ عَنْ اَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ فِيهِ .

سب سے بڑے گناہ کا تذکرہ

واصل نے ابووائل کے حوالے سے اس بارے میں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے جو روایت نقل کی ہے' اس میں سفیان سے نقل کرنے میں یحییٰ اور عبدالرحمن نامی راوی کے اختلاف کا تذکرہ

4024 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ وَاصِلٍ عَنْ اَبِي وَائِلٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُرَحْبِيلَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اَيُّ الذَّنْبِ اَعْظَمُ قَالَ "اَنْ تَجْعَلَ لِلّٰهِ نِدًّا وَّهُوَ

4023-اخرجه ابو داؤد في الوصايا، باب ما جاء في التشديد في اكل مال اليتيم (الحديث 2875) . تحفة الاشراف (10895) .

خَلَقَكَ" . قُلْتُ ثُمَّ مَاذَا قَالَ "اَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ خَشْيَةَ اَنْ يَّطْعَمَ مَعَكَ" . قُلْتُ ثُمَّ مَاذَا قَالَ "اَنْ تُزَانِيَ بِحَلِيْلَةِ جَارِكَ" .

☆☆ حضرت عبداللہ ڈٹائٹڈ بیان کرتے ہیں: میں نے عرض کی: یارسول اللہ! کون سا گناہ سب سے بڑا ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ کہ تم کسی کو اللہ کا شریک قرار دو جبکہ اس نے تمہیں پیدا کیا ہے۔ میں نے دریافت کیا: پھر کون سا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ کہ تم اپنی اولاد کو اس اندیشے کے تحت قتل کر دو کہ وہ تمہارے ساتھ کھانے میں شریک ہوگی۔ میں نے دریافت کیا: پھر کون سا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا' تم اپنے پڑوسی کی بیوی کے ساتھ زنا کرو۔

4025 - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنِيْ وَاصِلٌ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيُّ الذَّنْبِ اَعْظَمُ قَالَ "اَنْ تَجْعَلَ لِلّٰهِ نِدًّا وَّهُوَ خَلَقَكَ" . قُلْتُ ثُمَّ اَيٌّ قَالَ "اَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ مِنْ اَجْلِ اَنْ يَّطْعَمَ مَعَكَ" . قُلْتُ ثُمَّ اَيٌّ قَالَ "ثُمَّ اَنْ تُزَانِيَ بِحَلِيْلَةِ جَارِكَ" .

☆☆ حضرت عبداللہ ڈٹائٹڈ بیان کرتے ہیں: میں نے عرض کی: یارسول اللہ! کون سا گناہ سب سے بڑا ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ کہ تم کسی کو اللہ کا شریک قرار دو جبکہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں پیدا کیا ہے' میں نے دریافت کیا: پھر کون سا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ کہ تم اپنی اولاد کو اس وجہ سے قتل کر دو کہ وہ تمہارے ساتھ کھانے میں شریک ہوگی۔ میں نے دریافت کیا: پھر کون سا ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ کہ تم اپنے پڑوسی کی بیوی کے ساتھ زنا کرو۔

4026 - اَخْبَرَنَا عَبْدَةُ قَالَ اَنْبَاَنَا يَزِيْدُ قَالَ اَنْبَاَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّ الذَّنْبِ اَعْظَمُ قَالَ "الشِّرْكُ اَنْ تَجْعَلَ لِلّٰهِ نِدًّا وَّاَنْ تُزَانِيَ بِحَلِيْلَةِ جَارِكَ وَاَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ مَخَافَةَ الْفَقْرِ اَنْ يَّاْكُلَ مَعَكَ" . ثُمَّ قَرَاَ عَبْدُ اللّٰهِ (وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ) .

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ هٰذَا خَطَاٌ وَّالصَّوَابُ الَّذِيْ قَبْلَهُ وَحَدِيْثُ يَزِيْدَ هٰذَا خَطَاٌ اِنَّمَا هُوَ وَاصِلٌ وَّاللّٰهُ تَعَالٰى اَعْلَمُ .

4024-اخرجه البخاري في التفسير، باب قوله تعالى: (فلاتجعلوا لله اندادًا و انتم تعلمون) (الحديث 4477)، باب (والذين لا يدعون مع الله الها آخر، ولا يقتلون النفس التي حرم الله الا بالحق ولا يزنون و من يفعل ذلك يلق اثاماً) (الحديث 4761) مطولاً، وفي الادب، باب قتل الولد خشية ان ياكل معه (الحديث 6001) مطولاً، و في الحدود، باب اثم الزناة (الحديث 6811)، و في الديات: باب قول الله تعالى: (ومن يقتل مومناً متعمدًا فجزاؤه جهنم) (الحديث 6861) مطولاً، و في التوحيد، باب قول الله تعالى: (فلا تجعلوا لله اندادًا) (الحديث 7520)، و باب قول الله تعالى: (يايها الرسول بلغ ما انزل اليك من ربك و ان لم تفعل فما بلغت رسالته) (الحديث 7532) مطولاً . واخرجه مسلم في الايمان، باب كون الشرك اقبح الذنوب و بيان اعظمها بعده (الحديث 141) و (الحديث 142) مطولاً . اخرجه ابو داؤد في الطلاق، باب في تعظيم الزنا (الحديث 2310) مطولاً . واخرجه الترمذي في تفسير القرآن، باب (ومن سورة الفرقان) (الحديث 3182) . واخرجه النسائي في التفسير: سورة البقرة، قوله (فلا تجعلوا لله اندادًا و انتم تعلمون) (الحديث 7)، تحفة الاشراف (9480) .

4025-اخرجه البخاري في التفسير، باب (والذين لا يدعون مع الله الها آخر ولا يقتلون النفس التي حرم الله الا بالحق ولا يزنون و من يفعل ذلك يلق اثاماً) (الحديث 4761) مطولاً . واخرجه الترمذي في تفسير القرآن، باب (ومن سورة الفرقان) (الحديث 3183) مطولاً . تحفة الاشراف (9311) .

4026-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (9279) .

☆☆ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا: کون سا گناہ زیادہ بڑا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: شرک کرنا' یہ کہ تم کسی کو اللہ کا شریک قرار دو' اور یہ کہ تم اپنے پڑوسی کی بیوی کے ساتھ زنا کرو' اور یہ کہ تم غربت کے خوف کی وجہ سے اپنی اولاد کو قتل کردو کہ وہ تمہارے ساتھ کھانے میں شریک ہوگی۔

پھر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے یہ آیت تلاوت کی:

''اور وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کی عبادت نہیں کرتے ہیں''۔

یہ آیت آخر تک ہے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: یہ روایت غلط ہے۔ درست روایت وہ ہے' جو اس سے پہلے بیان کی گئی ہے اور یزید کے حوالے سے منقول اس روایت میں غلطی پائی جاتی ہے' کیونکہ راوی کا نام واصل ہے' باقی اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔

باب ذِكْرِ مَا يَحِلُّ بِهِ دَمُ الْمُسْلِمِ .

ان چیزوں کا تذکرہ جن کی وجہ سے مسلمان کو قتل کرنا جائز ہوتا ہے

4027 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "وَالَّذِىْ لَا اِلٰـهَ غَيْرُهُ لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِءٍ مُسْلِمٍ يَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَّا ثَلَاثَةُ نَفَرٍ التَّارِكُ لِلْاِسْلَامِ مُفَارِقُ الْجَمَاعَةِ وَالثَّيِّبُ الزَّانِىْ وَالنَّفْسُ بِالنَّفْسِ" .

☆☆ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''اس ذات کی قسم! جس کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے' کسی بھی مسلمان کو قتل کرنا جائز نہیں ہے' وہ مسلمان جو اس بات کی گواہی دیتا ہو کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے اور میں اللہ کا رسول ہوں' البتہ تین آدمیوں کا حکم مختلف ہوگا۔ اسلام کو ترک کر کے مسلمانوں کی جماعت سے علیحدگی اختیار کرنے والا شخص' شادی شدہ زانی اور جان کے بدلے جان (یعنی قاتل کو قتل کیا جاسکتا ہے)''۔

4028 - قَالَ الْاَعْمَشُ فَحَدَّثْتُ بِهِ اِبْرَاهِيْمَ فَحَدَّثَنِىْ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَآئِشَةَ بِمِثْلِهِ .

4027-اخرجه البخاري في الديات، باب قول الله تعالى: (ان النفس بالنفس و العين بالعين و الانف بالانف و الاذن بالاذن و السن بالسن و الجروح قصاص فمن تصدق به فهو كفارة له و من لم يحكم بما انزل الله فاولئك هم الظالمون) (الحديث 6878) . واخرجه مسلم في القسامة، باب ما يباح به دم المسلم (الحديث 25 و 26) واخرجه ابو داؤد في الحدود، باب الحكم فيمن ارتد (الحديث 4352) . واخرجه الترمذي في الديات، باب ما جاء لا يحل دم امرئ مسلم الا باحدى ثلاث (الحديث 1402) . واخرجه النسائي في القسامة، باب القود (الحديث 4735) . واخرجه ابن ماجه في الحدود، باب لا يحل دم امرئ مسلم الى في ثلاث (الحديث 2534) تحفة الاشراف (9567) .

4028-اخرجه مسلم في القسامة، باب ما يباح به دم المسلم (الحديث 26م)، وقد فات الحافظ المزي في كتابه تحفة الاشراف بمعرفة الاطراف هذا الحديث، و قد نبه على ذلك الحافظ ابن حجر في النكت الظراف فقال (9567): لم ينبه عليه المزي هنا ولا هناك في مسند عائشة .

☆☆ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے منقول ہے۔

4029 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ غَالِبٍ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِءٍ مُّسْلِمٍ اِلَّا رَجُلٌ زَنٰى بَعْدَ اِحْصَانِهٖ اَوْ كَفَرَ بَعْدَ اِسْلَامِهٖ اَوِ النَّفْسُ بِالنَّفْسِ" . وَقَفَهُ زُهَيْرٌ .

☆☆ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: کیا تمہیں اس بات کا علم نہیں ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:
''کسی بھی مسلمان کا خون بہانا جائز نہیں ہے' البتہ وہ شخص جو محصن ہونے کے باوجود زنا کا ارتکاب کرے' یا اسلام قبول کر لینے کے بعد کفر اختیار کر لے' یا جان کے بدلے میں جان کو (قتل کیا جائے گا)''۔

زہیر نامی راوی نے اس روایت کو موقوف روایت کے طور پر نقل کیا ہے۔

4030 - اَخْبَرَنَا هِلَالُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ غَالِبٍ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ يَا عَمَّارُ اَمَا اِنَّكَ تَعْلَمُ اَنَّهٗ لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِءٍ اِلَّا ثَلَاثَةٌ النَّفْسُ بِالنَّفْسِ اَوْ رَجُلٌ زَنٰى بَعْدَ مَا اُحْصِنَ وَسَاقَ الْحَدِيْثَ .

☆☆ ایک سند کے ساتھ یہ بات منقول ہے' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اے عمار! کیا تمہیں اس بات کا علم نہیں ہے' کسی بھی مسلمان کو قتل کرنا جائز نہیں ہے' ماسوائے تین لوگوں کے، جان کے بدلے جان' یا وہ محصن ہونے کے باوجود زنا کا ارتکاب کرے' اس کے بعد راوی نے پوری حدیث ذکر کی ہے۔

4031 - اَخْبَرَنِيْ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ يَعْقُوْبَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ اُمَامَةَ بْنُ سَهْلٍ وَّعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَامِرِ بْنِ رَبِيْعَةَ قَالَا كُنَّا مَعَ عُثْمَانَ وَهُوَ مَحْصُوْرٌ . وَكُنَّا اِذَا دَخَلْنَا مَدْخَلًا نَسْمَعُ كَلَامَ مَنْ بِالْبَلَاطِ - فَدَخَلَ عُثْمَانُ يَوْمًا ثُمَّ خَرَجَ فَقَالَ اِنَّهُمْ لَيَتَوَاعَدُوْنِيْ بِالْقَتْلِ . قُلْنَا يَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ . قَالَ فَلِمَ يَقْتُلُوْنَنِيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِءٍ مُّسْلِمٍ اِلَّا بِاِحْدٰى ثَلَاثٍ رَجُلٌ كَفَرَ بَعْدَ اِسْلَامِهٖ اَوْ زَنٰى بَعْدَ اِحْصَانِهٖ اَوْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ" .

فَوَاللّٰهِ مَا زَنَيْتُ فِيْ جَاهِلِيَّةٍ وَّلَا اِسْلَامٍ وَّلَا تَمَنَّيْتُ اَنَّ لِيْ بِدِيْنِيْ بَدَلًا مُنْذُ هَدَانِي اللّٰهُ وَلَا قَتَلْتُ نَفْسًا فَلِمَ يَقْتُلُوْنَنِيْ

☆☆ ابوامامہ بن سہل اور عبداللہ بن عامر بن ربیعہ بیان کرتے ہیں: ہم لوگ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے انہیں

4029-انفرد به النسائي، و سياتي في تحريم الدم، ذكر ما يحل به دم المسلم (الحديث 4030) موقوفاً . تحفة الاشراف (17422) .

4030-تقدم (الحديث 4029) .

4031-اخرجه ابو داؤد في الديات، باب الامام يامر بالعفو في الدم (الحديث 4502) مطولاً . واخرجه مسلم في الفتن، باب ما جاء لا يحل دم امرىء مسلم الا باحدى ثلاث (الحديث 2158) بنحوه . و اخرجه ابن ماجه في الحدود ، باب لا يحل دم امرىء مسلم الا في ثلاث (الحديث 2533) بنحوه . تحفة الاشراف (9782) .

اس وقت محصور کیا جا چکا تھا' جب ہم داخل ہونے کی جگہ پر پہنچے تو وہاں ہم نے بلاط میں موجود لوگوں کا کلام سنا' ایک دن حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ تشریف لائے' پھر آپ رضی اللہ عنہ تشریف لے گئے' انہوں نے ارشاد فرمایا:

یہ لوگ مجھے قتل کی دھمکیاں دے رہے ہیں' ہم نے گزارش کی: ان کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ آپ کے لیے کافی ہے' حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ لوگ مجھے کیوں قتل کرنا چاہتے ہیں جبکہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

"کسی بھی مسلمان کا خون تین میں سے کسی ایک وجہ سے بہانا جائز ہو سکتا ہے' ایک وہ شخص جس نے اسلام قبول کرنے کے بعد کفر اختیار کیا ہو' یا وہ شخص جس نے محصن ہونے کے باوجود زنا کا ارتکاب کیا ہو' یا وہ شخص جس نے کسی جان کے بدلے کے بغیر کسی کو قتل کیا ہو"

تو اللہ کی قسم! میں نے تو زمانہ جاہلیت اور اسلام میں کبھی بھی زنا کا ارتکاب نہیں کیا' اور جب سے اللہ تعالیٰ نے مجھے ہدایت نصیب کی ہے' اس کے بعد نہ ہی کبھی میں نے یہ آرزو کی ہے' کہ میں اپنے دین کو چھوڑ کر کسی دوسرے دین کو اختیار کروں' اور نہ ہی میں نے کسی کو قتل کیا ہے' تو پھر یہ لوگ مجھے کیوں قتل کرنا چاہتے ہیں؟

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت

خلیفہ سوم امیر المؤمنین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوعمرو اور لقب ذوالنورین (دو نور والے) ہے۔ آپ قریشی ہیں اور آپ کا نسب نامہ یہ ہے: عثمان بن عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف۔ آپ کا خاندانی شجرہ عبد مناف پر رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ علیہ والہ وسلم کے نسب نامہ سے مل جاتا ہے۔ آپ نے آغاز اسلام ہی میں اسلام قبول کر لیا تھا اور آپ کو آپ کے چچا اور دوسرے خاندانی کافروں نے مسلمان ہو جانے کی وجہ سے بے حد ستایا۔ آپ نے پہلے حبشہ کی طرف ہجرت فرمائی پھر مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی اس لئے آپ صاحب الہجرتین (دو ہجرتوں والے) کہلاتے ہیں اور چونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی دو صاحبزادیاں یکے بعد دیگرے آپ کے نکاح میں آئیں اس لئے آپ کا لقب ذوالنورین ہے۔ آپ جنگ بدر کے علاوہ دوسرے تمام اسلامی جہادوں میں کفار سے جنگ فرماتے رہے۔ جنگ بدر کے موقع پر ان کی زوجہ محترمہ جو رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ علیہ والہ وسلم کی صاحبزادی تھیں' سخت علیل ہو گئیں تھیں اس لئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ان کو جنگ بدر میں جانے سے منع فرما دیا لیکن ان کو مجاہدین بدر میں شمار فرما کر مال غنیمت میں سے مجاہدین کے برابر حصہ دیا اور اجر و ثواب کی بشارت بھی دی۔ حضرت امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد آپ خلیفہ منتخب ہوئے اور بارہ برس تک تخت خلافت کو سرفراز فرماتے رہے۔

آپ رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں اسلامی حکومت کی حدود میں بہت زیادہ توسیع ہوئی اور افریقہ وغیرہ بہت سے ممالک مفتوح ہو کر خلافت راشدہ کے زیر نگیں ہوئے۔ بیاسی برس کی عمر میں مصر کے باغیوں نے آپ کے مکان کا محاصرہ کر لیا اور بارہ ذوالحجہ یا اٹھارہ ذوالحجہ ۳۵ھ جمعہ کے دن ان باغیوں میں سے ایک بدنصیب نے آپ کو رات کے وقت اس حال میں شہید کر دیا کہ آپ قرآن پاک کی تلاوت فرما رہے تھے اور آپ رضی اللہ عنہ کے خون کے چند قطرات قرآن شریف کی آیت فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ

پر پڑے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے جنازہ کی نماز حضور اقدس صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پھوپھی زاد بھائی حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے پڑھائی اور آپ رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ کے قبرستان جنت البقیع میں مدفون ہیں۔ (تاریخ الخلفاء وازالۃ الخفاء)

باب قَتْلِ مَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَةَ وَذِكْرِ الِاخْتِلاَفِ عَلٰى زِيَادِ بْنِ عِلاَقَةَ عَنْ عَرْفَجَةَ فِيْهِ

جو شخص (مسلمانوں کی) جماعت سے علیحدگی اختیار کرتا ہے (یعنی مرتد ہوجاتا ہے) اُسے قتل کرنا

زیاد بن علاقہ نے عرفجہ کے حوالے سے اس بارے میں جو روایت نقل کی ہے اس میں زیاد سے نقل ہونے والے اختلاف کا تذکرہ

4032 - اَخْبَرَنِیْ اَحْمَدُ بْنُ يَحْيَى الصُّوفِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ مَرْدَانُبَةَ عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلاَقَةَ عَنْ عَرْفَجَةَ بْنِ شُرَيْحٍ الْاَشْجَعِيِّ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَخْطُبُ النَّاسَ فَقَالَ "اِنَّهُ سَيَكُوْنُ بَعْدِيْ هَنَاتٌ وَّهَنَاتٌ فَمَنْ رَاَيْتُمُوْهُ فَارَقَ الْجَمَاعَةَ اَوْ يُرِيْدُ تَفْرِيْقَ اَمْرِ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَائِنًا مَّنْ كَانَ فَاقْتُلُوْهُ فَاِنَّ يَدَ اللّٰهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ فَاِنَّ الشَّيْطٰنَ مَعَ مَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَةَ يَرْكُضُ".

☆☆ حضرت عرفجہ بن شریح اشجعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر لوگوں کو خطبہ دیتے ہوئے دیکھا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"میرے بعد شر ہوگا اور فساد ہوگا' تو جب تم کسی شخص کو دیکھو کہ اس نے مسلمانوں کی جماعت سے علیحدگی اختیار کر لی ہے' یا وہ شخص حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں تفرقہ ڈالنا چاہتا ہو' تو خواہ وہ کوئی بھی شخص ہو' تم اُسے قتل کر دینا' کیونکہ اللہ تعالیٰ کا دست رحمت (مسلمانوں کی) جماعت پر ہوتا ہے' اور شیطان اس شخص کے ساتھ ہوتا ہے' جو جماعت سے علیحدگی اختیار کرتا ہے اور وہ اسے ٹھونگے مارتا ہے"۔

4033 - اَخْبَرَنَا اَبُوْ عَلِيٍّ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ الْمَرْوَزِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُثْمَانَ عَنْ اَبِيْ حَمْزَةَ عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلاَقَةَ عَنْ عَرْفَجَةَ بْنِ شُرَيْحٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِنَّهَا سَتَكُوْنُ بَعْدِيْ هَنَاتٌ وَّهَنَاتٌ وَّهَنَاتٌ - وَرَفَعَ يَدَيْهِ - فَمَنْ رَاَيْتُمُوْهُ يُرِيْدُ تَفْرِيْقَ اَمْرِ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُمْ جَمِيْعٌ فَاقْتُلُوْهُ كَائِنًا مَّنْ كَانَ مِنَ النَّاسِ".

☆☆ حضرت عرفجہ بن شریح رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

4032-اخرجه مسلم في الامارة، باب حكم من فرق امر المسلمين و هو مجتمع (الحديث 59 و 60) . واخرجه ابو داؤد في السنة باب في قتل الخوارج (الحديث 4762) . واخرجه النسائي في تحريم الدم، قتل من فارق الجماعة (الحديث 4033 و 4034) تحفة الاشراف (9896) .

4033-تقدم (الحديث 4032) .

"میرے بعد فساد ہوگا اور فساد ہوگا اور فساد ہوگا"۔

پھر آپ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ بلند کیے (اور فرمایا:)

"جس شخص کو تم دیکھو کہ وہ حضرت محمد ﷺ کی اُمت کے معاملے میں تفرقہ پیدا کرنے کی کوشش کر رہا ہے' حالانکہ اس وقت وہ لوگ اکٹھے ہوں' تو تم اُسے قتل کر دو' خواہ وہ کوئی بھی شخص ہو اور کسی بھی حیثیت کا مالک ہو"۔

4034 - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ عِلَاقَةَ عَنْ عَرْفَجَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ "سَتَكُونُ بَعْدِي هَنَاتٌ وَهَنَاتٌ فَمَنْ أَرَادَ أَنْ يُفَرِّقَ أَمْرَ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُمْ جَمْعٌ فَاضْرِبُوهُ بِالسَّيْفِ"۔

☆☆ حضرت عرفجہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

"میرے بعد فتنے ہوں گے اور فتنے ہوں گے' تو جو شخص حضرت محمد ﷺ کی اُمت کے معاملے میں' تفرقہ پیدا کرنے کی کوشش کرے' حالانکہ وہ لوگ اکٹھے ہوں' تو تم تلوار کے ذریعے اُسے قتل کر دو"۔

4035 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ شَرِيكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "أَيُّمَا رَجُلٍ خَرَجَ يُفَرِّقُ بَيْنَ أُمَّتِي فَاضْرِبُوا عُنُقَهُ"۔

☆☆ حضرت اسامہ بن شریک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

"جو شخص میری اُمت کے درمیان تفرقہ پیدا کرنے کے لیے نکلتا ہے' تم اس کی گردن اُڑا دو"۔

باب تَأْوِيلِ

قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ (إِنَّمَا جَزَاءُ الَّذِينَ يُحَارِبُونَ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا أَنْ يُقَتَّلُوا أَوْ يُصَلَّبُوا أَوْ تُقَطَّعَ أَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ مِنْ خِلَافٍ أَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْأَرْضِ) وَفِيمَنْ نَزَلَتْ وَذِكْرِ اخْتِلَافِ أَلْفَاظِ النَّاقِلِينَ لِخَبَرِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ فِيهِ ۔

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی تفسیر

"بے شک وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ جنگ کرتے ہیں اور زمین میں فساد پھیلانے کی کوشش کرتے ہیں' ان کا بدلہ یہی ہے' انہیں قتل کر دیا جائے' یا انہیں مصلوب کر دیا جائے' یا ان کے ہاتھ پاؤں مخالف سمتوں میں کاٹ دیے جائیں' یا انہیں زمین میں جلاوطن کر دیا جائے"

یہ آیت کن کے بارے میں نازل ہوئی؟ اور اس بارے میں حضرت انس بن مالک I کے حوالے سے منقول روایت

4034-تقدم (الحديث 4032) .

4035-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (129) .

میں نقل کرنے والوں کے لفظی اختلاف کا تذکرہ

شرح

(۱) امام ابوداؤد اور نسائی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ انہوں نے لفظ آیت انما جزؤا الذین یحاربون اللہ ورسولہ کے بارے میں فرمایا کہ (یہ آیت) مشرکین کے بارے میں نازل ہوئی۔ ان میں سے جس نے پہلے ہی توبہ کرلی اس سے پہلے کہ تم قابو پالو۔ اس پر کوئی سزا نہیں ہے اور اس آیت میں کسی مسلمان آدمی کو حد لگانے میں کوئی بچاؤ نہیں اگر وہ قتل کرے یا زمین میں فساد کرے یا اللہ اور اس کے رسول کے لڑے پھر وہ گرفتار ہونے سے پہلے کافروں سے مل جائے تو کوئی رکاوٹ نہیں کہ اس پر حد کو قائم کیا جائے جس جرم میں سے پکڑا جائے۔

(۲) امام ابن جریر اور طبرانی نے الکبیر میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ انہوں نے اس آیت کے بارے میں فرمایا کہ اہل کتاب میں سے ایک قوم تھی۔ ان کے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے درمیان ایک عہد تھا۔ انہوں نے عہد کو توڑا اور زمین میں فساد مچایا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے بارے میں اختیار دیا اگر وہ چاہیں تو قتل کردیں۔ اگر چاہیں سولی پر لٹکادیں۔ اور اگر چاہیں تو ان کے ہاتھ اور پاؤں اسی طرف سے کاٹ دیں۔ اور نفی سے مراد زمین میں بھاگ جانا ہے۔ اگر وہ توبہ کرکے آجائے اور اسلام میں داخل ہوجائے تو اس کا اسلام قبول کیا جائے گا۔ اور جو پہلے گزر چکا اس کے بارے میں اس کو نہیں پکڑا جائے گا۔

(۳) امام ابن مردویہ سے ابن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ یہ آیت حروریہ (قبیلہ) کے بارے میں نازل ہوئی۔ یعنی (یہ آیت) لفظ آیت انما جزؤا الذین یحاربون اللہ ورسولہ

(۴) امام عبدالرزاق، البخاری، مسلم، ابوداؤد، الترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابن جریر، ابن منذر اور نحاس نے ناسخ میں اور بیہقی نے دلائل میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ قبیلہ عکل میں سے چند افراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ وہ مسلمان ہوگئے اور ایمان لائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حکم فرمایا کہ وہ صدقہ کے اونٹوں کے پاس چلے جائیں۔ اور ان کے پیشاب پییں۔ انہوں نے (صدقہ کے اونٹوں) کے چرواہے کو قتل کردیا اور اونٹ ہانک کرلے گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طلب میں (کچھ لوگ) بھیجے۔ وہ ان کو لے آئے تو ان کے ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیئے گئے۔ اور ان کی آنکھوں میں سلائیاں بھر دی گئیں۔ ان کے زخموں کو تیل میں نہ جلایا گیا۔ اور ان کو (اس حال میں) چھوڑ دیا گیا یہاں تک کہ وہ مر گئے اس پر آیت اتاری گئی لفظ آیت انما جزؤا الذین یحاربون اللہ

(۵) امام داؤد، نسائی اور ابن جریر نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ یہ آیت محاربین عرنیین کے بارے میں نازل ہوئی۔

ڈاکوؤں کی سزا کا بیان

(۶) ابن جریر نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اہل مدینہ کے لوگ حاضر ہوئے اور وہ بیمار تھے۔ رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم نے ان کو حکم فرمایا۔ جب وہ صحت یاب ہو گئے تو انہوں نے اونٹنیوں کے چرواہوں کو باندھ کر قتل کر دیا۔ پھر وہ اونٹنیوں کو اپنی قوم کی زمین کی طرف لے جانے لگے۔ جریر نے کہا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کی ایک جماعت کے ساتھ بھیجا۔ ہم ان کو پکڑ لائے تو ان کے ہاتھ اور پاؤں مخالف سمت سے کاٹ دیئے گئے۔ اور ان کی آنکھوں میں سلائیاں پھیر دی گئیں۔ تو اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری لفظ آیت انما جزؤا الذین یحاربون اللہ ورسولہ

(۷) امام ابن جریر نے یزید بن ابی حبیب سے روایت کیا کہ عبد الملک بن مروان نے انس رضی اللہ عنہ کی طرف ایک خط لکھا۔ اور اس آیت کے بارے میں ان سے سوال کیا تو انس رضی اللہ عنہ نے اس کی طرف (جواب) لکھا اور یہ خبر دی کہ یہ آیت عرنیین کی ایک جماعت کے بارے میں نازل ہوئی۔ جو بجیلہ سے تعلق رکھتے تھے۔ انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ لوگ اسلام سے پھر گئے۔ چرانے والوں کو قتل کیا اور اونٹوں کو ہانک کر لے گئے۔ راستہ کو خوفزدہ کیا اور انہوں نے زنا بھی کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل (علیہ السلام) سے ان لوگوں کے فیصلہ کے بارے میں پوچھا جو جنگ کرتے ہیں۔ تو انہوں نے فرمایا جو شخص چوری کرے، راستہ کو خوف والا (پرخطر) بنا دے، حرام کو حلال کرے (یعنی زنا کرے) تو اس کو سولی پر لٹکا دو۔

(۸) امام حافظ عبد الغنی نے ایضاع الاشکال میں ابوقلابہ کے طریق سے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے لفظ آیت انما جزؤا الذین یحاربون اللہ ورسولہ کے بارے میں پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ لوگ عکل قبیلہ میں سے تھے۔

(۹) امام عبد الرزاق نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ کچھ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ دبلے اور لاغر ہونے کی وجہ سے (ان میں سے کچھ آدمی) مر گئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنی دودھ والی اونٹنیوں کی طرف بھیج دیا۔ انہوں نے اونٹنی کی چوری کی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے ان کا پیچھا کیا تو ان کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آئے تو ان کے ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیئے گئے اور ان کی آنکھوں میں سلائیاں پھیر دی گئیں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ لفظ آیت انما جزؤا الذین یحاربون اللہ ورسولہ فرمایا (اس کے بعد) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آنکھوں کا حکم ترک فرما دیا۔ (یعنی سلائیاں پھیرنا ترک فرمایا)

(۱۰) امام عبد الرزاق اور ابن جریر نے سعید ابن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ بنو سلیم میں سے کچھ لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے انہوں نے اسلام پر بیعت کی حالانکہ وہ جھوٹے تھے۔ پھر انہوں نے کہا ہم کو مدینہ کی آب وہوا موافق نہیں آتی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اونٹنیاں تمہارے پاس صبح وشام آتی ہیں اور ان سے پیشاب پیا کرو۔ وہ اسی حال میں تھے کہ اچانک ایک چیخ آئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اور کہا کہ چرواہوں کو قتل کر دیا گیا۔ جانوروں کو (چوری کر کے) لے گئے تو صحابہ ان کی تلاش میں نکل پڑے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہ لوٹ آئے اور انہوں نے ان کو گرفتار کیا ہوا تھا۔ ان کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا لفظ آیت انما جزؤا الذین یحاربون اللہ ورسولہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو قتل کیا سولی پر لٹکایا ہاتھ پاؤں کاٹے اور آنکھوں میں سلائیاں پھیر دیں۔ راوی نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ

وسلم نے پہلے اور نہ اس کے بعد کسی کو مثلہ کیا۔ اور آپ نے مثلہ سے منع فرمایا اور فرمایا کہ (جاندار) چیز کو مثلہ نہ کرو۔

سزا میں برابری کا بیان

(۱۱) امام مسلم اور نحاس نے ناسخ میں اور بیہقی نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کی آنکھوں میں گرم سلائیاں پھیروائیں۔ کیونکہ انہوں نے ان چرواہوں کی آنکھوں میں گرم سلائیاں پھیری تھیں۔

(۱۲) امام ابن جریر نے سعد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ انہوں نے لفظ آیت انما جزؤا الذین یحاربون اللہ ورسولہ کے بارے میں فرمایا کہ (یہ آیت) عرینہ کے حبشیوں کے بارے میں نازل ہوئی۔ یہ لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور ان کو صفراء کی زیادتی کا مرض تھا انہوں نے اس کی شکایت کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو صدقہ کے اونٹوں کی طرف جانے کا حکم فرمایا اور فرمایا کہ ان کے پیشاب اور ان کا دودھ پیو۔ انہوں نے پیا تو صحت مند ہو گئے اور تکلیف جاتی رہی۔ (اس کے بعد) انہوں نے اونٹ چرانے والوں کو قتل کر دیا اور اونٹوں کو ہانک کر لے گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (چند صحابہ کو) ان کو پکڑنے کے لئے بھیجا۔ وہ ان کو پکڑ کر لے آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آنکھوں میں گرم سلائیاں پھیرنے کا ارادہ فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے اس سے منع فرمایا اور ان کو حکم فرمایا کہ ان میں حدود کو قائم فرمائیں جیسے اللہ تعالیٰ نے (حکم) نازل فرمایا۔

(۱۳) امام ابن جریر نے ولید بن مسلم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ میں نے لیث بن سعد رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آنکھوں میں گرم سلائیاں پھیر دیں۔ اور ان کے زخموں میں گرم تیل میں سے داغا۔ یہاں تک کہ وہ مر گئے۔ انہوں نے کہا میں نے محمد بن عجلان کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ یہ آیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی کہ اس میں عذاب کرنا تھا۔ اور ان کو اس طرح سزا دینا سکھایا گیا (ہاتھ پاؤں) کا ٹنا قتل کرنا یا جلاوطن کرنا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بعد کسی کی آنکھ میں سلائی نہ پھیروائی۔ راوی نے کہا یہ بات ابن عمر کو بتائی گئی تھی تو انہوں نے اس بات سے انکار کیا کہ (یہ آیت) بطور عتاب کرنے کے نازل کی گئی اور فرمایا یہ سزا خاص انہی لوگوں کے ساتھ ہے پھر یہ آیت نازل ہوئی۔ اس میں ان لوگوں کی سزا کا ذکر ہے۔ جو ان لوگوں کے علاوہ تھے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ جنگ کی اور ان کی آنکھوں سے سلائیاں پھیرنے کا حکم اٹھا لیا گیا۔

(۱۴) بیہقی نے سنن میں محمد بن عجلان سے اور انہوں نے ابوالزناد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ان لوگوں کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے اور جو آپ کی اونٹنیوں کو بھگا کر لے گئے تھے اور ان کی آنکھوں میں گرم سلائیاں پھیر دی تھیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں عتاب فرمایا۔ اور یہ آیت نازل ہوئی لفظ آیت انما جزؤا الذین یحاربون اللہ ورسولہ

(۱۵) امام شافعی نے الام میں، عبداللہ الفریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ انہوں نے لفظ آیت انما جزؤا الذین یحاربون اللہ ورسولہ کے بارے میں فرمایا جب محارب (یعنی ڈاکو) نکلے صرف مال چھینے اور کسی کو قتل نہ کرے تو مخالف سمت سے اس کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے جائیں گے۔ اور جب وہ نکلے اور قتل کرے اور مال نہ چھینے تو اس کو قتل کیا جائے گا۔ جب وہ نکلے قتل بھی کرے اور مال بھی لے لے تو اس کو قتل کیا جائے اور سولی

بھی لٹکایا جائے گا۔اور جب وہ نکلے راستے کو خوفزدہ کرے نہ مال لے نہ قتل کرے تو اس کو جلا وطن کیا جائے گا۔

(۱۶) امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور نحاس نے ناسخ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ انہوں نے لفظ آیت انما جزؤا الذین یحاربون اللہ ورسولہ کے بارے میں فرمایا کہ جس نے ہتھیار کو لہرایا مسلمان کی مملکت میں اور راستے میں فساد کیا تو (اس پر اگر) قابو پا لیا اور قدرت حاصل کر لی تو امام المسلمین کو اس میں اختیار دیا گیا اگر چاہے تو اس کو قتل کر دے چاہے تو اس کو سولی پر لٹکا دے اور اگر چاہے تو اس کے ہاتھ پاؤں کاٹ دے۔ پھر فرمایا لفظ آیت او ینفوا من الارض یعنی یا وہ دارالاسلام سے دارالحرب کی طرف بھاگ جائے۔

(۱۷) امام داؤد، النسائی، نحاس نے ناسخ میں اور امام بیہقی نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان کا خون حلال نہیں ہے۔ مگر تین باتوں کی وجہ سے (حلال ہے) شادی شدہ مرد زنا کرے تو رجم کیا جائے۔ اور کسی آدمی کو جان بوجھ کر قتل کر دے تو اس کو قتل کر دیا جائے گا۔ اور وہ آدمی جو اسلام سے نکلا اور لڑنے لگا تو اس کو قتل کیا جائے گا یا سولی پر لٹکایا جائے گا یا (وطن کی) زمین سے جلا وطن کیا جائے گا۔

(۱۸) امام خرائطی نے مکارم الاخلاق میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ عرینہ میں سے ایک قوم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی۔ اور مسلمان ہوگئی اور ان میں سے کچھ فریب دینے والے تھے۔ ان کے اعضاء شل ہوگئے (یعنی بیکار ہوگئے تھے)، ان کے چہرے پیلے پڑ گئے تھے اور ان کے پیٹ پھول گئے تھے۔ ان کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ صدقہ کے اونٹوں کا پیشاب اور دودھ پییں۔ انہوں نے پیا یہاں تک کہ (صحت مند اور موٹے ہوگئے پھر انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چرواہے پر حملہ کر دیا اور اس کو قتل کیا اور اونٹوں کو ہانک کر لے گئے۔ اور اسلام سے پھر گئے۔ جبرئیل (علیہ السلام) نے آ کر فرمایا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پیچھے لشکر بھیجئے۔ آپ نے بھیج دیا پھر جبرئیل (علیہ السلام) نے فرمایا اس دعا کے ساتھ دعا کیجئے۔ (جس کا ترجمہ یہ ہے) اے اللہ بلاشبہ آسمان تیرے آسمان ہیں اور زمین تیری زمین ہے۔ مشرق تیرا مشرق ہے اور مغرب تیرا مغرب ہے۔ اے اللہ ان پر میمنہ کی مشک تنگ کر دے۔ یہاں تک کہ ان پر مجھ کو قدرت عطا فرما۔ ان کو لایا گیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ لفظ آیت انما جزؤا الذین یحاربون اللہ ورسولہ جبرئیل (علیہ السلام) نے حکم فرمایا کہ جس نے مال لیا اور قتل کیا تو سولی پر لٹکایا جائے۔ اور جس نے قتل کیا اور مال نہیں لیا تو اس کو قتل کیا جائے اور جس نے مال لیا اور قتل نہیں کیا تو اس کے ہاتھ پاؤں الٹی جانب سے کاٹ دیئے جائیں ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا یہ دعا ہر بھاگنے والے کے لئے ہے اور ہر اس انسان کے لئے ہے جس کا ایک عشر یا کوئی اور چیز گم ہو جائے تو اس دعا کے ساتھ دعا کریں اور اس کی کسی شے میں لکھ کر کسی صاف ستھری جگہ میں دفن کیا جائے تو اللہ تعالیٰ اس پر قدرت دے دیں گے۔

(۱۹) امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر نے قتادہ و عطا خراسانی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے اس قول لفظ آیت انما جزؤا الذین یحاربون اللہ ورسولہ کے بارے میں فرمایا کہ وہ شخص جو ڈاکو ہے وہ محارب ہے۔ اگر وہ قتل کرکے اور مال بھی لے تو سولی پر لٹکایا جائے۔ اور اگر قتل کرے اور مال نہ لے تو قتل کیا جائے۔ اور اگر مال لے اور قتل نہ کرے تو اس کے

ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیئے جائیں۔ اور اگر یہ کام کرنے سے پہلے پکڑا جائے تو جلاوطن کر دیا جائے۔ اور اللہ تعالیٰ کا یہ قول لفظ آیت الا الذین تابوا من قبل ان تقدروا علیھم تو یہ ان لوگوں کے لئے خاص حکم ہے۔ اور جو آدمی قتل کرے اور پھر پکڑے جانے سے پہلے توبہ کر لے اس کا خون باطل ہو جائے گا جو گزر چکا۔

ڈاکوؤں کو سولی پر لٹکانے کا بیان

(۲۰) امام ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید نے عطا اور مجاہد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ امام کو اس بارے میں اختیار دیا گیا ہے۔ اگر چاہے قتل کرے، اگر چاہے تو ہاتھ پاؤں کاٹ دے، اگر چاہے تو سولی پر لٹکا دے، اگر چاہے تو جلاوطن کر دے۔

(۲۱) امام ابن ابی شیبہ نے سعید بن المسیب حسن اور ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ امام کو اختیار ہے ڈاکو کے بارے میں جو چاہے اس کے ساتھ کرے۔

(۲۲) امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ ایک قوم تھی کہ ان کے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان معاہدہ تھا۔ انہوں نے معاہدہ کو توڑا اور ڈاکہ مارا اور زمین میں فساد کیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو اس بارے میں اختیار دیا کہ اگر چاہے اس کو قتل کر دے چاہے سولی پر لٹکا دے۔ اگر چاہے تو ان کے ہاتھ اور پاؤں کاٹ دے الٹی جانب سے۔ یا زمین سے جلاوطن کر دے۔ پھر فرمایا ان کو طلب کریں یہاں تک کہ وہ عاجز ہو جائیں۔ اور اگر پکڑے جانے سے پہلے توبہ کر لے تو اس سے (توبہ) قبول کی جائے گی۔

(۲۳) امام ابوداؤد نے ناسخ میں ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ یہ آیت مشرکین کے بارے میں نازل ہوئی۔

(۲۴) امام ابن جریر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ نفیہ کا مطلب یہ ہے کہ امام اسے تلاش کرے یہاں تک کہ ان کو پکڑے پھر اس کے عمل کے بدلے میں ان پر ان سزاؤں میں سے ایک سزا کو جاری کر دے جن کو اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا۔

(۲۵) امام عبد بن حمید نے حسن رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ انہوں نے لفظ آیت او ینفوا من الارض کے بارے میں فرمایا کہ اسے ایک شہر سے دوسرے شہر کی طرف نکالا جاتا ہے۔

(۲۶) امام ابن جریر نے حسن رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ اس کی تلاش اس وقت تک جاری رکھی جائے جب تک اس پر قدرت نہ پائے۔

(۲۷) امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے زہرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ انہوں نے لفظ آیت او ینفوا من الارض کے بارے میں فرمایا کہ وہ اس کی تلاش کرے۔ اگر اس پر قادر نہ ہو۔ جب بھی اس کے بارے میں کسی علاقہ میں ہے تو اس کی تلاش کرے (یعنی اس کو پکڑنے کی کوشش کرے)۔

(۲۸) امام ابن جریر نے ربیع بن انس رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے اس آیت کے بارے میں فرمایا کہ ان کو زمین سے نکالا جائے گا (یعنی جلاوطن کیا جائے گا) جہاں وہ پائیں جائیں ان کو نکالنا چاہیے یہاں تک کہ دشمن کی زمین سے مل جائیں۔

(۲۹) امام ابن جریر نے سعید بن جبیر سے روایت کیا ہے انہوں نے اس آیت کے بارے میں فرمایا جو شخص ایمان والوں کے راستوں کو امن نہ دے تو اس کو اس کے شہر سے دوسرے شہر کی طرف جلاوطن کردیا جائے۔

(۳۰) امام عبد بن حمید نے مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ لفظ آیت ویسعون فی الارض فسادا سے مراد ہے زنا چوری، کسی جان کو قتل کرنا کھیتی اور نسل کو ہلاک کرنا۔

(۳۱) امام ابن جریر نے محمد بن کعب قرظی اور سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ دونوں حضرات سے روایت کیا اگر وہ توبہ کرنے والا بن کر آیا اور اس نے مال نہیں لوٹا، خون نہیں بہایا تو اس کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا لفظ آیت **الا الذین تابوا من قبل ان تقدروا علیہم**

(۳۲) امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن ابی الدنیا نے کتاب الاشراق میں، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے شعبی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حارثہ بن بدر التمیمی بصرہ والوں میں سے تھا اس نے زمین میں فساد پھیلایا اور ڈاکہ مارا۔ اس نے قریش کے کچھ آدمیوں سے بات کی کہ اس کے لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے امان طلب کریں مگر انہوں نے انکار کردیا۔ سعید بطن قیس ہمدانی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور عرض کیا اے امیر المؤمنین! ان لوگوں کی کیا سزا ہے جو اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کریں اور زمین میں فساد کرنے کی کوشش کریں تو انہوں نے فرمایا کہ ان کو قتل کیا جائے یا سولی پر لٹکایا جائے اور ان کے ہاتھ اور پاؤں مخالف سمت سے کاٹ دیئے جائیں۔ ان کو جلاوطن کردیا جائے پھر یہ آیت پڑھی لفظ آیت **الا الذین تابوا من قبل ان تقدروا علیہم** سعید رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اگر چہ وہ حارثہ بن بدر ہو؟ یہ حارثہ بن بدر اگر وہ توبہ کرنے والا بن کر آجائے تو وہ امن والا ہوگا فرمایا کیوں! پھر اس کو ان کے پاس لے آئے اس نے آپ سے بیعت لی اور اس (توبہ) کو انہوں نے قبول کیا۔ اور اس کے لئے امان لکھ دی۔

گرفتاری سے قبل توبہ کا بیان

(۳۳) ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید نے اشعث رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ انہوں نے ایک آدمی سے روایت کیا کہ ایک آدمی نے ابوموسیٰ اشعری کے ساتھ صبح کی نماز پڑھی پھر کہا یہ جگہ ہے پناہ چاہنے والے اور توبہ کرنے والے کی میں فلاں ابن فلاں ہوں۔ میں ان لوگوں میں سے تھا۔ جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ جنگ کی۔ اب میں گرفتار ہونے سے پہلے توبہ کرنے والا بن کر آیا ہوں۔ ابوموسیٰ نے فرمایا کہ فلاں بیٹا فلاں کا۔ ان لوگوں میں سے تھا جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ جنگ کی اور اب توبہ کرنے والا بن کر آیا ہے گرفتار ہونے سے پہلے۔ پس کوئی آدمی اس کے ساتھ اچھا رویہ رکھے اگر وہ (اپنی بات میں) سچا ہے تو میرا راستہ بھی یہی ہے۔ (یعنی میرا طرز عمل) اگر جھوٹا ہے تو شاید اللہ تعالیٰ اس گناہ کے بدلہ اس کو پکڑ لے۔

(۳۴) عبد بن حمید نے عطا سے روایت کی ہے کہ ان سے ایک ایسے آدمی کے بارے میں پوچھا گیا جس نے چوری کی تھی۔ جو توبہ کرنے والا بن کر آیا مگر گرفتار ہونے سے پہلے کہ اس پر حد ہے؟ فرمایا نہیں پھر یہ آیت تلاوت کی لفظ آیت **الا الذین تابوا من قبل ان تقدروا علیہم**

(۳۵) امام ابوداؤد نے ناسخ میں سدی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ انہوں نے لفظ آیت انما جزؤا الذین یحاربون اللہ

ورسولہ کے بارے میں فرمایا کہ ہم نے سنا ہے کہ جب کوئی آدمی قتل کرے تو اس کو بھی قتل کیا جائے گا۔ اور جب وہ مال چھینے اور قتل نہ کرے تو اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔ مال کے بدلے۔ اور اس کا پاؤں کاٹا جائے گا ڈاکہ ڈالنے کی وجہ سے، اور جب اس نے قتل کیا اور مال بھی لے لیا تو اس کا ہاتھ اور پاؤں کاٹے جائیں گے اور سولی پر بھی لٹکایا جائے گا۔ (پھر فرمایا) لفظ آیت الا الذین تابوا من قبل ان تقدروا علیھم یعنی اگر وہ توبہ کرنے والا بن کر آئے امام کے پاس گرفتار ہونے سے پہلے امام اس کو امان دے دے تو اسے امان حاصل ہو جائے گا۔ اور اگر کسی انسان نے اس کو قتل کر دیا یہ جانتے ہوئے بھی کہ امام اس کو امان دے چکا ہے تو قاتل اس کے بدلے میں قتل کیا جائے گا۔ اور اگر اس کو قتل کیا اور اسے یہ معلوم نہ ہو کہ اس کو امام نے امان دی ہے تو اس پر یہ دیت ہوگی۔

4036 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ حَجَّاجٍ الصَّوَّافِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ رَجَاءٍ مَوْلٰى اَبِىْ قِلَابَةَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ قِلَابَةَ قَالَ حَدَّثَنِىْ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ اَنَّ نَفَرًا مِّنْ عُكْلٍ ثَمَانِيَةً قَدِمُوْا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَوْخَمُوا الْمَدِيْنَةَ وَسَقِمَتْ اَجْسَامُهُمْ فَشَكَوْا ذٰلِكَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "اَلَا تَخْرُجُوْنَ مَعَ رَاعِيْنَا فِىْ اِبِلِهٖ فَتُصِيْبُوْا مِنْ اَلْبَانِهَا وَاَبْوَالِهَا" . قَالُوْا بَلٰى .

فَخَرَجُوْا فَشَرِبُوْا مِنْ اَلْبَانِهَا وَاَبْوَالِهَا فَصَحُّوْا فَقَتَلُوْا رَاعِىَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَعَثَ فَاَخَذُوْهُمْ فَاُتِىَ بِهِمْ فَقَطَّعَ اَيْدِيَهُمْ وَاَرْجُلَهُمْ وَسَمَرَ اَعْيُنَهُمْ وَنَبَذَهُمْ فِى الشَّمْسِ حَتّٰى مَاتُوْا .

☆☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: عکل قبیلہ کے آٹھ افراد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے انہیں مدینہ منورہ کی آب و ہوا موافق نہیں آئی ان کے جسم بیمار ہو گئے انہوں نے اس بات کی شکایت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"تم لوگ ہمارے چرواہے کے ہمراہ اونٹوں کے پاس کیوں نہیں چلے جاتے ان کے دودھ اور پیشاب کو پینا"

ان لوگوں نے کہا: ٹھیک ہے' پھر وہ لوگ وہاں چلے گئے۔ انہوں نے ان اونٹوں کے دودھ اور پیشاب کو پیا تو وہ تندرست ہو گئے۔ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چرواہے کو قتل کیا (اور مفرور ہو گئے) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پیچھے لوگوں کو روانہ کیا انہوں

4036-اخرجه البخاري في الوضوء، باب ابوال الابل و الدواب و الغنم و مرابضها (الحديث 233)، و في الجهاد، باب اذا حرق المشرك المسلم هل يحرق (الحديث 3018)، و في المغازي باب قصة عكل و عرينة (الحديث 4193) مطولاً، و في التفسير، باب (انما جزاء الذين يحاربون الله و رسوله و يسعون في الارض فساداً ان يقتلوا او يصلبوا الى قوله . او ينفوا من الارض) (الحديث 4610) بنحوه، و في الحدود، باب المحاربين من اهل الكفر و الردة (الحديث 6802)، باب لم يحسم النبي صلى الله عليه وسلم المحاربين من اهل الردة حتى هلكوا (6803) مختصراً، و باب لم يسق المرتدون المحاربون حتى ماتوا (الحديث 6804)، و باب سمر النبي صلى الله عليه وسلم اعين المحاربين (الحديث 6805)، و في الديات، باب القسامة (الحديث 6899) مطولاً . واخرجه مسلم في القسامة، باب حكم المحاربين و المرتدين (الحديث 10 و 11 و 12) . واخرجه ابو داؤد في الملاحم، باب ما جاء في المحاربة (الحديث 4364 و 4365 و 4366) . واخرجه النسائي في تحريم الدم، تاويل قول الله عزوجل (انما جزاء الذين يحاربون الله و رسوله و يسعون في الارض فساداً ان يقتلوا او يصلبوا او تقطع ايديهم و ارجلهم من خلاف او ينفوا من الارض)، و فيمن نزلت و ذكر اختلاف الفاظ الناقلين لخبر انس بن مالك فيه (الحديث 4037 و 4038 و 4039)، وفي التفسير: سورة المائدة، قوله جل ثناؤه (انما جزاء الذين يحاربون الله و رسوله) (الحديث 163) . تحفة الاشراف (945) .

نے ان لوگوں کو پکڑ لیا۔ انہیں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں لایا گیا تو نبی اکرم ﷺ نے ان کے ہاتھ پاؤں کٹوا دیئے ان کی آنکھوں میں سلائی پھیروا دی اور انہیں دھوپ میں پھینک دیا' یہاں تک کہ وہ مر گئے۔

4037 - اَخْبَرَنِىْ عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيْدِ بْنِ كَثِيْرِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ الْوَلِيْدِ عَنِ الْاَوْزَاعِيِّ عَنْ يَّحْيٰى عَنْ اَبِىْ قِلَابَةَ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ نَفَرًا مِّنْ عُكْلٍ قَدِمُوْا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاجْتَوَوُا الْمَدِيْنَةَ فَاَمَرَهُمُ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّاْتُوا اِبِلَ الصَّدَقَةِ فَيَشْرَبُوْا مِنْ اَبْوَالِهَا وَاَلْبَانِهَا فَفَعَلُوْا فَقَتَلُوْا رَاعِيَهَا وَاسْتَاقُوْهَا فَبَعَثَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ طَلَبِهِمْ - قَالَ - فَاُتِىَ بِهِمْ فَقَطَعَ اَيْدِيَهُمْ وَاَرْجُلَهُمْ وَسَمَّرَ اَعْيُنَهُمْ وَلَمْ يَحْسِمْهُمْ وَتَرَكَهُمْ حَتّٰى مَاتُوْا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ (اِنَّمَا جَزَاءُ الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ) الْاٰيَةَ .

☆☆ حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں: عکل قبیلے کے کچھ افراد نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے' مدینہ منورہ کی آب وہوا انہیں موافق نہیں آئی' تو نبی اکرم ﷺ نے انہیں یہ ہدایت کی کہ وہ صدقہ کے اونٹوں کے پاس چلے جائیں اور ان کے پیشاب اور دودھ کو پئیں۔ ان لوگوں نے ایسا ہی کیا' پھر ان لوگوں نے ان اونٹوں کے چرواہے کو قتل کر دیا اور اونٹ ہانک کر لے گئے۔ نبی اکرم ﷺ نے ان کی تلاش میں مہم روانہ کی' انہیں پکڑ کر لایا گیا تو نبی اکرم ﷺ نے ان کے ہاتھ اور پاؤں کٹوا دیئے۔ ان کی آنکھوں میں سلائیاں پھیروا دیں' لیکن آپ ﷺ نے انہیں قتل نہیں کیا' انہیں اسی حالت میں رہنے دیا گیا' یہاں تک کہ وہ مر گئے' تو اس بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

''بے شک وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ جنگ کرتے ہیں''۔ (الآیۃ)

4038 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِىُّ قَالَ حَدَّثَنِىْ يَحْيَى بْنُ اَبِىْ كَثِيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِىْ اَبُوْ قِلَابَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَدِمَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَمَانِيَةُ نَفَرٍ مِّنْ عُكْلٍ فَذَكَرَ نَحْوَهٗ اِلٰى قَوْلِهٖ لَمْ يَحْسِمْهُمْ وَقَالَ قَتَلُوا الرَّاعِىَ .

☆☆ ایک اور سند کے ساتھ یہ بات منقول ہے' حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں عکل قبیلے کے آٹھ افراد حاضر ہوئے' اس کے بعد انہوں نے حسب سابق حدیث ذکر کی ہے' جو اس لفظ تک ہے:

''نبی اکرم ﷺ نے انہیں قتل نہیں کروایا''۔

اور اس میں یہ الفاظ اضافی ہیں: ان لوگوں نے نبی اکرم ﷺ کے چرواہے کو قتل کیا تھا۔

4039 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ اَبِىْ قِلَابَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ اَتَى النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَفَرٌ مِّنْ عُكْلٍ اَوْ عُرَيْنَةَ فَاَمَرَ لَهُمْ - وَاجْتَوَوُا الْمَدِيْنَةَ - بِذَوْدٍ اَوْ

4037-تقدم في تحريم الدم، تاويل قول الله عزوجل (انما جزاء الذين يحاربون الله و رسوله و يسعون في الارض فسادًا ان يقتلوا او يصلبوا او تقطع ايديهم و ارجلهم من خلاف او ينفوا من الارض) و فيمن نزلت و ذكر اختلاف الفاظ الناقلين لخبر انس بن مالك فيه (الحديث 4036) .

4038-تقدم في تحريم الدم، تاويل قول الله عزوجل (انما جزاء الذين يحاربون الله و رسوله و يسعون في الارض فسادًا ان يقتلوا او يصلبوا او تقطع ايديهم و ارجلهم من خلاف او ينفوا من الارض) و فيمن نزلت و ذكر اختلاف الفاظ الناقلين لخبر انس بن مالك فيه (الحديث 4036) .

لِقَاحٍ يَشْرَبُوْنَ اَلْبَانَهَا وَاَبْوَالَهَا فَقَتَلُوا الرَّاعِيَ وَاسْتَاقُوا الْاِبِلَ فَبَعَثَ فِيْ طَلَبِهِمْ فَقَطَّعَ اَيْدِيَهُمْ وَاَرْجُلَهُمْ وَسَمَلَ اَعْيُنَهُمْ .

☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: عکل قبیلے کے (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں:) عرینہ قبیلے کے چند لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے مدینہ منورہ کی آب و ہوا انہیں موافق نہیں آئی تھی اس لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے تحت وہ (صدقے کے) اونٹوں یا اونٹنیوں کے پاس چلے گئے اور ان کا دودھ اور پیشاب پینے لگے (جب وہ تندرست ہو گئے) تو انہوں نے چرواہے کو قتل کر دیا اور اونٹ ہانک کر لے گئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تلاش میں لوگ بھیجے (جب وہ پکڑ کر لائے گئے) تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ہاتھ اور پاؤں کٹوا دیے اور ان کی آنکھوں میں سلائیاں پھروا دیں۔

باب ذِكْرِ اخْتِلَافِ النَّاقِلِينَ لِخَبَرِ حُمَيْدٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ فِيْهِ

اس بارے میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول روایت میں، حمید کی نقل کردہ روایت میں راویوں کے لفظی اختلاف کا تذکرہ

4040 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ قَالَ اَخْبَرَنِيْ ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ وَغَيْرُهُ عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيْلِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ نَاسًا مِّنْ عُرَيْنَةَ قَدِمُوْا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاجْتَوَوُا الْمَدِيْنَةَ فَبَعَثَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى ذَوْدٍ لَّهُ فَشَرِبُوْا مِنْ اَلْبَانِهَا وَاَبْوَالِهَا فَلَمَّا صَحُّوْا ارْتَدُّوْا عَنِ الْاِسْلَامِ وَقَتَلُوْا رَاعِيَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُؤْمِنًا وَّاسْتَاقُوا الْاِبِلَ فَبَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ اٰثَارِهِمْ فَاُخِذُوْا فَقَطَّعَ اَيْدِيَهُمْ وَاَرْجُلَهُمْ وَسَمَلَ اَعْيُنَهُمْ وَصَلَبَهُمْ .

☆☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: عرینہ قبیلے کے کچھ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے مدینہ منورہ کی آب و ہوا انہیں موافق نہیں آئی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنے اونٹوں کی طرف بھجوا دیا' ان لوگوں نے ان اونٹوں کے دودھ اور پیشاب کو پیا' جب وہ تندرست ہو گئے' تو وہ اسلام کو چھوڑ کر مرتد ہو گئے۔ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چرواہے کو قتل کر دیا جو مسلمان تھا اور اونٹ ہانک کر لے گئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تلاش میں مہم روانہ کی' انہیں پکڑ لیا گیا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ہاتھ اور پاؤں کٹوا دیے' ان کی آنکھوں میں سلائیاں پھروا دیں اور انہیں مصلوب کروا دیا۔

4041 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا اِسْمَاعِيْلُ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَدِمَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُنَاسٌ مِّنْ عُرَيْنَةَ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَوْ خَرَجْتُمْ اِلٰى ذَوْدِنَا فَكُنْتُمْ

4039-تقدم في تحريم الدم، تاويل قول الله عزوجل (انما جزاء الذين يحاربون الله و رسوله و يسعون في الارض فسادًا ان يقتلوا او يصلبوا او تقطع ايديهم و ارجلهم من خلاف او ينفوا من الارض) و فيمن نزلت و ذكر اختلاف الفاظ الناقلين لخبر انس بن مالك فيه (الحديث 4036).

4040-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (705) .

4041-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (597) .

فِيْهَا فَشَرِبْتُمْ مِنْ اَلْبَانِهَا وَاَبْوَالِهَا" . فَفَعَلُوْا فَلَمَّا صَحُّوْا قَامُوْا اِلٰى رَاعِىْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَتَلُوْهُ وَرَجَعُوْا كُفَّارًا وَّاسْتَاقُوْا ذَوْدَ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَرْسَلَ فِىْ طَلَبِهِمْ فَاُتِىَ بِهِمْ فَقَطَّعَ اَيْدِيَهُمْ وَاَرْجُلَهُمْ وَسَمَلَ اَعْيُنَهُمْ .

☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: عرینہ قبیلے کے کچھ لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: اگر تم ہمارے اونٹوں کی طرف چلے جاؤ اور وہاں رہو' ان اونٹوں کا دودھ اور پیشاب پیو (تو یہ تمہارے لیے بہتر رہے گا) ان لوگوں نے ایسا ہی کیا' جب وہ لوگ تندرست ہو گئے تو وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چرواہے پر حملہ آور ہوئے اور اُسے قتل کر دیا اور دوبارہ کافر ہو گئے۔ وہ لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹ ہانک کر لے گئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تلاش میں مہم روانہ کی' انہیں لایا گیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ہاتھ اور پاؤں کٹوا دیئے اور ان کی آنکھوں میں سلائیاں پھیروا دیں۔

4042 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَدِمَ نَاسٌ مِّنْ عُرَيْنَةَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاجْتَوَوُا الْمَدِيْنَةَ فَقَالَ لَهُمُ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَوْ خَرَجْتُمْ اِلٰى ذَوْدِنَا فَشَرِبْتُمْ مِنْ اَلْبَانِهَا" . قَالَ وَقَالَ قَتَادَةُ "وَاَبْوَالِهَا" . فَخَرَجُوْا اِلٰى ذَوْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا صَحُّوْا كَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ وَقَتَلُوْا رَاعِىَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُؤْمِنًا وَّاسْتَاقُوْا ذَوْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَانْطَلَقُوْا مُحَارِبِيْنَ فَاَرْسَلَ فِىْ طَلَبِهِمْ فَاُخِذُوْا فَقَطَّعَ اَيْدِيَهُمْ وَاَرْجُلَهُمْ وَسَمَّرَ اَعْيُنَهُمْ .

☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: عرینہ قبیلے کے کچھ لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے' مدینہ منورہ کی آب و ہوا انہیں موافق نہیں آئی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: تم ہمارے اونٹوں کی طرف چلے جاؤ اور ان کا دودھ پیو (تو یہ تمہارے لیے مناسب ہوگا)۔

راوی بیان کرتے ہیں: قتادہ نامی راوی نے یہاں دودھ کے ساتھ ان کے پیشاب کا تذکرہ بھی کیا ہے۔

(راوی کہتے ہیں:) وہ لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹوں کے پاس چلے گئے جب وہ تندرست ہو گئے' تو وہ مسلمان ہونے کے بعد دوبارہ کافر ہو گئے۔ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چرواہے کو قتل کر دیا جو مسلمان تھا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹوں کو ہانک کر لے گئے' وہ لوگ جنگ کرتے ہوئے گئے تھے' اس لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تلاش میں مہم روانہ کی' انہیں پکڑ لیا گیا (اور مدینہ منورہ لایا گیا) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ہاتھ پاؤں کٹوا دیئے اور ان کی آنکھوں میں سلائیاں پھیروا دیں۔

4043 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِىْ عَدِىٍّ قَالَ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ اَنَسٍ قَالَ اَسْلَمَ اُنَاسٌ مِّنْ عُرَيْنَةَ فَاجْتَوَوُا الْمَدِيْنَةَ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَوْ خَرَجْتُمْ اِلٰى ذَوْدٍ لَّنَا فَشَرِبْتُمْ مِنْ اَلْبَانِهَا" . قَالَ حُمَيْدٌ وَقَالَ قَتَادَةُ عَنْ اَنَسٍ "وَاَبْوَالِهَا" . فَفَعَلُوْا فَلَمَّا صَحُّوْا كَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ

4042-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (651) .

4043-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (757) .

وَقَتَلُوْا رَاعِیَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مُؤْمِنًا وَّاسْتَاقُوْا ذَوْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھَرَبُوْا مُحَارِبِیْنَ فَاَرْسَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اَتٰی بِھِمْ فَاُخِذُوْا فَقَطَّعَ اَیْدِیَھُمْ وَاَرْجُلَھُمْ وَسَمَّرَ اَعْیُنَھُمْ وَتَرَکَھُمْ فِی الْحَرَّۃِ حَتّٰی مَاتُوْا ۔

☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: عرینہ قبیلے کے کچھ لوگ مسلمان ہو گئے' مدینہ منورہ کی آب وہوا انہیں موافق نہیں آئی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: اگر تم ہمارے اونٹوں کے پاس چلے جاؤ' ان کا دودھ پیو۔ یہاں ایک سند میں دودھ کے ساتھ ان کے پیشاب کا بھی تذکرہ ہے (تو یہ تمہارے لیے مناسب ہوگا)۔

ان لوگوں نے ایسا ہی کیا' جب وہ لوگ تندرست ہو گئے' تو مسلمان ہونے کے بعد انہوں نے دوبارہ کفر اختیار کر لیا انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چرواہے کو قتل کر دیا جو مسلمان تھا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹ ہانک کر لے گئے۔ وہ لڑائی چھیڑ کر بھاگے تھے اس لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پیچھے مہم روانہ کی جو انہیں پکڑ کر لے آئے۔ انہیں پکڑ لیا گیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ہاتھ پاؤں کٹوا دیئے۔ ان کی آنکھوں میں سلائیاں پھیروا دیں اور انہیں تپتی ہوئی پتھریلی زمین پر یوں ہی چھوڑ دیا' یہاں تک کہ وہ مر گئے۔

4044 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰی قَالَ حَدَّثَنَا یَزِیْدُ - وَھُوَ ابْنُ زُرَیْعٍ - قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَۃُ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَۃُ اَنَّ اَنَسَ بْنَ مَالِکٍ حَدَّثَھُمْ اَنَّ نَاسًا اَوْ رِجَالًا مِّنْ عُکْلٍ اَوْ عُرَیْنَۃَ قَدِمُوْا عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّا اَھْلُ ضَرْعٍ وَّلَمْ نَکُنْ اَھْلَ رِیْفٍ ۔ فَاسْتَوْخَمُوا الْمَدِیْنَۃَ فَاَمَرَ لَھُمْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِذَوْدٍ وَّرَاعٍ وَّاَمَرَھُمْ اَنْ یَّخْرُجُوْا فِیْھَا فَیَشْرَبُوْا مِنْ لَبَنِھَا وَاَبْوَالِھَا فَلَمَّا صَحُّوْا - وَکَانُوْا بِنَاحِیَۃِ الْحَرَّۃِ - کَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِھِمْ وَقَتَلُوْا رَاعِیَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاسْتَاقُوا الذَّوْدَ فَبَعَثَ الطَّلَبَ فِیْ اٰثَارِھِمْ فَاُتِیَ بِھِمْ فَسَمَّرَ اَعْیُنَھُمْ وَقَطَّعَ اَیْدِیَھُمْ وَاَرْجُلَھُمْ ثُمَّ تَرَکَھُمْ فِی الْحَرَّۃِ عَلٰی حَالِھِمْ حَتّٰی مَاتُوْا ۔

اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی عَنْ عَبْدِ الْاَعْلٰی نَحْوَہٗ ۔

☆☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: عکل (راوی کو شک ہے' شاید یہ الفاظ ہیں:) عرینہ قبیلے کے کچھ افراد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے' انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! ہم لوگ جانور پالنے والے لوگ ہیں' ہم کھیتی باڑی کرنے والے نہیں ہیں' ان لوگوں کو مدینہ منورہ کی آب وہوا موافق نہیں آئی تھی۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے تحت وہ اونٹوں اور چرواہے کے پاس چلے گئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم دیا' وہ وہاں چلے جائیں اور ان اونٹوں کا دودھ اور پیشاب پئیں۔ جب وہ لوگ تندرست ہو گئے' تو وہ لوگ اُس وقت پتھریلی زمین کے ایک کنارے پر تھے انہوں نے مسلمان ہونے کے بعد دوبارہ کفر اختیار کیا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چرواہے کو قتل کر دیا اور اونٹ ہانک کر لے گئے۔

4044-اخرجه البخاري في الزكاة، باب استعمال ابل الصدقة و البانها لابناء السبيل (الحديث 1501) مختصراً . تحفة الاشراف (1277) .

نبی اکرم ﷺ نے ان کی تلاش میں مہم روانہ کی' انہیں لایا گیا تو نبی اکرم ﷺ نے ان کی آنکھوں میں سلائیں پھیروا دیں' ان کے ہاتھ اور پاؤں کٹوا دیئے' انہیں تپتی زمین پر اسی حالت میں چھوڑ دیا' یہاں تک کہ وہ مر گئے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

4045 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ نَافِعٍ أَبُو بَكْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا بَهْزٌ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ وَثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ نَفَرًا مِنْ عُرَيْنَةَ نَزَلُوا فِي الْحَرَّةِ فَأَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاجْتَوَوُا الْمَدِينَةَ فَأَمَرَهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَكُونُوا فِي إِبِلِ الصَّدَقَةِ وَأَنْ يَشْرَبُوا مِنْ أَلْبَانِهَا وَأَبْوَالِهَا فَقَتَلُوا الرَّاعِيَ وَارْتَدُّوا عَنِ الْإِسْلَامِ وَاسْتَاقُوا الْإِبِلَ فَبَعَثَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي آثَارِهِمْ فَجِيءَ بِهِمْ فَقَطَّعَ أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلَهُمْ وَسَمَّرَ أَعْيُنَهُمْ وَأَلْقَاهُمْ فِي الْحَرَّةِ. قَالَ أَنَسٌ فَلَقَدْ رَأَيْتُ أَحَدَهُمْ يَكُدُمُ الْأَرْضَ بِفِيهِ عَطَشًا حَتّٰى مَاتُوا.

☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: عرینہ قبیلے کے کچھ لوگوں نے حرہ (مدینہ منورہ کے نواح میں موجود پتھریلی زمین) میں پڑاؤ کیا' وہ لوگ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے' انہیں مدینہ منورہ کی آب و ہوا موافق نہیں آئی تو نبی اکرم ﷺ نے انہیں یہ ہدایت کی کہ وہ صدقہ کے اونٹوں میں جا کر رہیں' ان کا دودھ اور پیشاب پئیں۔ ان لوگوں نے نبی اکرم ﷺ کے (ان اونٹوں کے) چرواہے کو قتل کر دیا اور مسلمان ہونے کے بعد مرتد ہو گئے اور وہ اونٹ ہانک کر لے گئے۔ نبی اکرم ﷺ نے ان کی تلاش میں مہم روانہ کی' انہیں لایا گیا تو نبی اکرم ﷺ نے ان کے ہاتھ اور پاؤں کٹوا دیئے' ان کی آنکھوں میں سلائیاں پھیروا دیں' انہیں پتھریلی زمین پر پھینک دیا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے ان میں سے ایک شخص کو دیکھا جو پیاس کی شدت کی وجہ سے زمین چاٹ رہا تھا' یہاں تک کہ وہ لوگ اسی حالت میں مر گئے۔

بَابُ ذِكْرِ اخْتِلَافِ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ وَّمُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ عَلٰى يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ

باب ہے کہ یحیٰ[1] بن سعید کے حوالے سے اس روایت کو نقل کرنے میں طلحہ بن مصرف اور معاویہ بن صالح کے (لفظی) اختلاف کا تذکرہ

4046 - أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو عَبْدِ الرَّحِيمِ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي أُنَيْسَةَ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَدِمَ أَعْرَابٌ مِنْ عُرَيْنَةَ إِلَى

4045- اخرجه ابو داؤد في الحدود، باب ما جاء في المحاربة (الحديث 4367) و اخرجه الترمذي في الطهارة، باب ما جاء في بول ما يؤكل (الحديث 72) تحفة الاشراف (317).

4046- تقدم (الحديث 305).

نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَسْلَمُوْا فَاجْتَوَوُا الْمَدِيْنَةَ حَتّٰى اصْفَرَّتْ اَلْوَانُهُمْ وَعَظُمَتْ بُطُوْنُهُمْ فَبَعَثَ بِهِمْ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى لِقَاحٍ لَّهُ فَاَمَرَهُمْ اَنْ يَّشْرَبُوْا مِنْ اَلْبَانِهَا وَاَبْوَالِهَا حَتّٰى صَحُّوْا فَقَتَلُوْا رُعَاتَهَا وَاسْتَاقُوا الْاِبِلَ فَبَعَثَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ طَلَبِهِمْ فَاُتِيَ بِهِمْ فَقَطَّعَ اَيْدِيَهُمْ وَاَرْجُلَهُمْ وَسَمَرَ اَعْيُنَهُمْ . قَالَ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ عَبْدُ الْمَلِكِ لِاَنَسٍ وَّهُوَ يُحَدِّثُهُ هٰذَا الْحَدِيْثَ بِكُفْرٍ اَوْ بِذَنْبٍ قَالَ بِكُفْرٍ .

★★ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: عرینہ قبیلے کے کچھ دیہاتی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے انہوں نے اسلام قبول کرلیا' مدینہ منورہ کی آب وہوا انہیں موافق نہیں آئی' ان کے رنگ زرد ہو گئے' ان کے پیٹ بڑھ گئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنی اونٹنیوں کی طرف بھیج دیا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ہدایت کی کہ وہ ان اونٹنیوں کا دودھ اور پیشاب پئیں۔ یہاں تک کہ وہ لوگ تندرست ہو گئے' انہوں نے ان اونٹنیوں کے چرواہے کو قتل کر دیا اور ان اونٹوں کو ہانک کر لے گئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تلاش میں مہم روانہ کی' انہیں پکڑ کر لایا گیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ہاتھ اور پاؤں کٹوا دیئے اور ان کی آنکھوں میں سلائیاں پھیروا دیں۔

امیر المؤمنین (یعنی اُموی خلیفہ) عبدالملک (بن مروان) نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہا' حضرت انس رضی اللہ عنہ اس وقت یہ حدیث بیان کر رہے تھے۔

(عبدالملک بن مروان نے دریافت کیا:) یہ ان کے کفر کی وجہ سے تھا' یا ان کے گناہ کی وجہ سے تھا؟ (یعنی ان کے مرتد ہونے کی وجہ سے تھا یا ان کے قتل کرنے کی وجہ سے تھا) تو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ان کے کفر کی وجہ سے تھا۔

4047 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ وَاَخْبَرَنِيْ يَحْيَى بْنُ اَيُّوْبَ وَمُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ يَّحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ قَدِمَ نَاسٌ مِّنَ الْعَرَبِ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَسْلَمُوْا ثُمَّ مَرِضُوْا فَبَعَثَ بِهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى لِقَاحٍ لِيَشْرَبُوْا مِنْ اَلْبَانِهَا فَكَانُوْا فِيْهَا ثُمَّ عَمَدُوْا اِلَى الرَّاعِيْ غُلَامِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَتَلُوْهُ وَاسْتَاقُوا اللِّقَاحَ فَزَعَمُوْا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اَللّٰهُمَّ عَطِّشْ مَنْ عَطَّشَ اٰلَ مُحَمَّدٍ اللَّيْلَةَ" .

فَبَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ طَلَبِهِمْ فَاُخِذُوْا فَقَطَّعَ اَيْدِيَهُمْ وَاَرْجُلَهُمْ وَسَمَلَ اَعْيُنَهُمْ . وَبَعْضُهُمْ يَزِيْدُ عَلٰى بَعْضٍ اِلَّا اَنَّ مُعَاوِيَةَ قَالَ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ اسْتَاقُوْا اِلٰى اَرْضِ الشِّرْكِ .

★★ سعید بن مسیب بیان کرتے ہیں: کچھ عرب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے' انہوں نے اسلام قبول کر لیا' پھر وہ بیمار ہو گئے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنے اونٹوں کی طرف بھجوا دیا' تاکہ وہ ان کا دودھ پئیں' وہ لوگ ان اونٹوں میں موجود رہے' پھر انہوں نے ان اونٹوں کے چرواہے کو جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام تھا' قتل کر دیا اور اونٹ ہانک کر لے گئے۔

راوی نے یہ بات بیان کی ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا کی تھی:

4047-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (18752) .

"اے اللہ! تو ان لوگوں کو پیاسا رکھ جنہوں نے محمد ﷺ کے گھر والوں کو آج کی رات پیاسا رکھا ہے"۔

پھر نبی اکرم ﷺ نے ان کی تلاش میں مہم روانہ کی انہیں پکڑ لیا گیا (اور مدینہ منورہ لایا گیا) تو نبی اکرم ﷺ نے ان کے ہاتھ اور پاؤں کٹوا دیے ان کی آنکھوں میں سلائیاں پھروا دیں۔

روایت کے الفاظ نقل کرنے میں بعض راویوں نے دیگر راویوں کے مقابلے میں اضافی الفاظ نقل کیے ہیں البتہ معاویہ نامی راوی نے ایسا نہیں کیا انہوں نے اس حدیث میں (یہ الفاظ اضافی نقل کیے ہیں):

"وہ ان اونٹوں کو ہانک کر مشرکین کی سرزمین کی طرف چلے گئے"۔

4048 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْخَلَنْجِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ سُعَيْرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ اَغَارَ قَوْمٌ عَلٰى لِقَاحِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخَذَهُمْ فَقَطَّعَ اَيْدِيَهُمْ وَاَرْجُلَهُمْ وَسَمَلَ اَعْيُنَهُمْ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: کچھ لوگوں نے نبی اکرم ﷺ کی اونٹنیوں پر حملہ کیا اور (فرار ہو گئے) نبی اکرم ﷺ نے انہیں پکڑ لیا۔ آپ ﷺ نے ان کے ہاتھ اور پاؤں کٹوا دیے اور ان کی آنکھوں میں سلائیاں پھروا دیں۔

4049 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ اَبِي الْوَزِيْرِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ ح وَاَنْبَاَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ اَبِي الْوَزِيْرِ قَالَ حَدَّثَنَا الدَّرَاوَرْدِيُّ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ قَوْمًا اَغَارُوْا عَلٰى لِقَاحِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاُتِيَ بِهِمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَطَّعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيْدِيَهُمْ وَاَرْجُلَهُمْ وَسَمَلَ اَعْيُنَهُمْ . اَللَّفْظُ لِاِبْنِ الْمُثَنّٰى .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: کچھ لوگوں نے نبی اکرم ﷺ کی اونٹنیوں پر حملہ کیا (اور فرار ہو گئے) انہیں پکڑ کر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں لایا گیا تو نبی اکرم ﷺ نے ان کے ہاتھ اور پاؤں کٹوا دیے اور ان کی آنکھوں میں سلائیاں پھیروا دیں۔

روایت کے یہ الفاظ ابن مثنیٰ نامی راوی کے ہیں۔

4050 - اَخْبَرَنَا عِيْسَى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ اَنْبَاَنَا اللَّيْثُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ قَوْمًا اَغَارُوْا عَلٰى اِبِلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَطَّعَ اَيْدِيَهُمْ وَاَرْجُلَهُمْ وَسَمَلَ اَعْيُنَهُمْ .

☆☆ ہشام اپنے والد (عروہ بن زبیر) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: کچھ لوگوں نے نبی اکرم ﷺ کے اونٹوں پر حملہ کیا (اور

4048-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (17179) .

4049-اخرجه النسائي في تحريم الدم، ذكر اختلاف طلحة بن مصرف و معاوية بن صالح على يحيى بن سعيد في هذا الحديث (الحديث 4050 و 4051) مرسلًا . واخرجه ابن ماجه في الحدود، باب من حارب و سعى في الارض فسادًا (الحديث 2579) . تحفة الاشراف (17032) .

4050-تقدم في تحريم الدم، ذكر اختلاف طلحة بن مصرف و معاوية بن صالح على يحي بن سعيد في هذا الحديث (الحديث 4049) .

فرار ہو گئے' انہیں پکڑ کر لایا گیا) تو نبی اکرم ﷺ نے ان کے ہاتھ اور پاؤں کٹوا دیئے اور ان کی آنکھوں میں سلائیاں پھیروا دیں۔

4051 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ وَاَخْبَرَنِیْ یَحْیَى بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَالِمٍ وَّسَعِیْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَذَكَرَ اٰخَرَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَیْرِ اَنَّهٗ قَالَ اَغَارَ نَاسٌ مِّنْ عُرَیْنَةَ عَلٰى لِقَاحِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتَاقُوْهَا وَقَتَلُوْا غُلَامًا لَّهٗ فَبَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ اٰثَارِهِمْ فَاُخِذُوْا فَقَطَّعَ اَیْدِیَهُمْ وَاَرْجُلَهُمْ وَسَمَلَ اَعْیُنَهُمْ .

☆☆ عروہ بن زبیر بیان کرتے ہیں: عرینہ قبیلے کے کچھ لوگوں نے نبی اکرم ﷺ کی اونٹنیوں پر حملہ کیا اور انہیں ہانک کر لے گئے' ان لوگوں نے ان اونٹنیوں کے چرواہے' جو نبی اکرم ﷺ کا غلام تھا' کو قتل کر دیا' نبی اکرم ﷺ نے ان کی تلاش میں مہم روانہ کی' انہیں پکڑ لیا گیا (اور مدینہ منورہ لایا گیا) تو نبی اکرم ﷺ نے ان کے ہاتھ پاؤں کٹوا دیئے اور ان کی آنکھوں میں سلائیاں پھیروا دیں۔

4052 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ قَالَ اَخْبَرَنِیْ ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ اَبِیْ هِلَالٍ عَنْ اَبِی الزِّنَادِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُبَیْدِ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَنَزَلَتْ فِیْهِمْ اٰیَةُ الْمُحَارَبَةِ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما' نبی اکرم ﷺ کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: اسی واقعے کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی تھی جس میں محاربت کا تذکرہ ہے۔

4053 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِی اللَّیْثُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ اَبِی الزِّنَادِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا قَطَّعَ الَّذِیْنَ سَرَقُوْا لِقَاحَهٗ وَسَمَلَ اَعْیُنَهُمْ بِالنَّارِ عَاتَبَهُ اللّٰهُ فِیْ ذٰلِكَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى (اِنَّمَا جَزَآءُ الَّذِیْنَ یُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ) الْاٰیَةَ كُلَّهَا .

☆☆ ابوزناد بیان کرتے ہیں: جب نبی اکرم ﷺ نے ان لوگوں کے ہاتھ پاؤں کٹوا دیئے جنہوں نے نبی اکرم ﷺ کی اونٹنیاں چوری کی تھیں اور آپ ﷺ نے ان کی آنکھوں میں گرم سلائیاں پھیروا دیں' تو اس بارے میں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر عتاب کرتے ہوئے یہ حکم نازل کیا:

''جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ جنگ کرتے ہیں' ان کا بدلہ یہ ہے''۔

یہ پوری آیت ہے۔

4051-تقدم في تحريم الدم، ذكر اختلاف طلحة بن مصرف و معاوية بن صالح على يحي بن سعيد في هذا الحديث (الحديث 4049) .

4052-اخرجه ابو داؤد في الحدود، باب ما جاء في المحاربة (الحديث 4369) و (الحديث 4370) مرسلًا . و اخرجه النسائي في تحريم الدم، ذكر اختلاف طلحة بن مصرف و معاوية بن صالح على يحي بن سعيد في هذا الحديث (الحديث 4053) مرسلًا . تحفة الاشراف (7275) .

4053-تقدم في تحريم الدم، ذكر اختلاف طلحة بن مصرف و معاوية بن صالح على يحي بن سعيد في هذا الحديث (الحديث 4052) .

4054 - اَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ سَهْلٍ الْاَعْرَجُ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ غَيْلَانَ - ثِقَةٌ مَأمُوْنٌ - قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ عَنْ اَنَسٍ قَالَ اِنَّمَا سَمَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْيُنَ اُولٰئِكَ لِاَنَّهُمْ سَمَلُوْا اَعْيُنَ الرُّعَاةِ .

☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کی آنکھوں میں سلائیاں اس لیے پھروائی تھیں کیونکہ انہوں نے چرواہوں کی آنکھوں میں سلائیاں پھیر دی تھیں۔

4055 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَجُلًا مِنَ الْيَهُوْدِ قَتَلَ جَارِيَةً مِنَ الْاَنْصَارِ عَلٰى حُلِيٍّ لَهَا وَاَلْقَاهَا فِيْ قَلِيْبٍ وَرَضَخَ رَاْسَهَا بِالْحِجَارَةِ فَاُخِذَ فَاَمَرَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُرْجَمَ حَتّٰى يَمُوْتَ .

☆☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک یہودی نے ایک انصاری لڑکی کو اس کے گلے میں موجود زیور کی وجہ سے قتل کر دیا اور اسے ایک گڑھے میں پھینک دیا' اس نے اس لڑکی کا سر پتھر کے ذریعے کچل دیا تھا' تو اس یہودی کو پکڑا گیا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے تحت اُسے سنگسار کیا گیا' یہاں تک کہ وہ مر گیا۔

4056 - اَخْبَرَنَا يُوْسُفُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ مَعْمَرٌ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَجُلًا قَتَلَ جَارِيَةً مِنَ الْاَنْصَارِ عَلٰى حُلِيٍّ لَهَا ثُمَّ اَلْقَاهَا فِيْ قَلِيْبٍ وَرَضَخَ رَاْسَهَا بِالْحِجَارَةِ فَاَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُرْجَمَ حَتّٰى يَمُوْتَ .

☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص نے ایک انصاری لڑکی کو اس کے زیور کی وجہ سے قتل کر دیا' پھر اس نے اس لڑکی کو ایک گڑھے میں ڈال دیا اور اس کا سر پتھر کے ذریعے کچل دیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے تحت اس شخص کو سنگسار کیا گیا' یہاں تک کہ وہ مر گیا۔

4057 - اَخْبَرَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنِيْ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ النَّحْوِيُّ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى (اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ) الْاٰيَةَ قَالَ نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ فِي الْمُشْرِكِيْنَ فَمَنْ تَابَ مِنْهُمْ قَبْلَ اَنْ يُقْدَرَ عَلَيْهِ لَمْ يَكُنْ عَلَيْهِ سَبِيْلٌ

4054-اخرجه مسلم في القسامة، باب حكم المحاربين و المرتدين (الحديث 14) واخرجه الترمذي في الطهارة، باب ما جاء في بول ما يوكل لحمه (الحديث 73) . تحفة الاشراف (875) .

4055-اخرجه مسلم في القسامة، باب ثبوت القصاص في القتل بالحجر وغيره من المحددات و المثقلات و قتل الرجل بالمراة (الحديث 16). واخرجه ابو داؤد في الديات، باب يقاد من القاتل (الحديث 4528) واخرجه النسائي في تحريم الدم، ذكر اختلاف طلحة بن مصرف و معاوية بن صالح على يحي بن سعيد في هذا الحديث (الحديث 4056) . تحفة الاشراف (950) .

4056-تقدم في تحريم الدم، ذكر اختلاف طلحة بن مصرف و معاوية بن صالح على يحي بن سعيد في هذا الحديث (الحديث 4055) .

4057-اخرجه ابو داؤد في الحدود، باب ما جاء في المحاربة (الحديث 4372) . تحفة الاشراف (6251) .

وَلَيْسَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ لِلرَّجُلِ الْمُسْلِمِ فَمَنْ قَتَلَ وَاَفْسَدَ فِي الْاَرْضِ وَحَارَبَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ثُمَّ لَحِقَ بِالْكُفَّارِ قَبْلَ اَنْ يُّقْدَرَ عَلَيْهِ لَمْ يَمْنَعْهُ ذٰلِكَ اَنْ يُّقَامَ فِيْهِ الْحَدُّ الَّذِيْ اَصَابَ .

☆☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں بیان کرتے ہیں:

''بے شک وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ جنگ کرتے ہیں ان کا بدلہ یہ ہے''۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: یہ آیت مشرکین کے بارے میں نازل ہوئی تھی' ان مشرکین میں سے جو کوئی پکڑے جانے سے پہلے' توبہ کر لے اس پر کسی کو کوئی اختیار نہیں ہوگا۔

یہ آیت مسلمان شخص کے بارے میں نہیں ہے' جو شخص قتل کرتا ہے' زمین میں فساد کرتا ہے' اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ جنگ کرتا ہے اور پھر پکڑے جانے سے پہلے کفار کے ساتھ جا کر مل جاتا ہے' تو یہ بات اس کے اس جرم کی سزا میں رکاوٹ نہیں بن سکتی۔

باب النَّهْيِ عَنِ الْمُثْلَةِ .

یہ باب مثلہ کرنے کی ممانعت میں ہے

4058 – اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحُثُّ فِيْ خُطْبَتِهٖ عَلَى الصَّدَقَةِ وَيَنْهٰى عَنِ الْمُثْلَةِ .

☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خطبے کے دوران صدقہ کرنے کی ترغیب دی اور مثلہ کرنے سے منع کیا۔

باب الصَّلْبِ

مصلوب کرنا

4059 – اَخْبَرَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ الدُّوْرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ طَهْمَانَ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ رُفَيْعٍ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِءٍ مُّسْلِمٍ اِلَّا بِاِحْدٰى ثَلَاثِ خِصَالٍ زَانٍ مُّحْصَنٌ يُرْجَمُ اَوْ رَجُلٌ قَتَلَ رَجُلًا مُتَعَمِّدًا فَيُقْتَلُ اَوْ رَجُلٌ يَخْرُجُ مِنَ الْاِسْلَامِ يُحَارِبُ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ وَرَسُوْلَهٗ فَيُقْتَلُ اَوْ يُصْلَبُ اَوْ يُنْفٰى مِنَ الْاَرْضِ" .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''کسی بھی مسلمان شخص کا خون تین میں سے کسی ایک صورت میں حلال ہوگا' محصن زانی' اسے سنگسار کر دیا جائے گا یا وہ

4058-انفرد به النسائي . انظر: تحفة الاشراف (1389) .

4059-اخرجه ابو داؤد في الحدود، باب الحكم فيمن ارتد (الحديث 4353) . واخرجه النسائي في القسامة، سقوط القود من المسلم للكافر (الحديث 4757) تحفة الاشراف (16326) .

شخص جس نے کسی دوسرے شخص کو جان بوجھ کر قتل کیا ہو تو اُسے بھی قتل کر دیا جائے گا' یا وہ شخص جو اسلام سے نکل کر اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ جنگ کرے' تو اُسے قتل کر دیا جائے گا' یا مصلوب کر دیا جائے گا' یا زمین میں جلاوطن کر دیا جائے گا"۔

بَاب الْعَبْدِ يَأْبَقُ اِلٰى اَرْضِ الشِّرْكِ وَذِكْرِ اخْتِلَافِ اَلْفَاظِ النَّاقِلِيْنَ لِخَبَرِ جَرِيْرٍ فِيْ ذٰلِكَ الْاِخْتِلَافِ عَلَى الشَّعْبِيِّ .

جب کوئی غلام مشرکین کے علاقے کی طرف مفرور ہو جائے (تو اس کا حکم)

اس بارے میں حضرت جریر رضی اللہ عنہ کی نقل کردہ روایت میں نقل کرنے والوں کے لفظی اختلاف کا تذکرہ اور شعبی سے نقل ہونے والے اختلاف کا تذکرہ

4060 - اَخْبَرَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ قَالَ اَنْبَاَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَرِيْرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِذَا اَبَقَ الْعَبْدُ لَمْ تُقْبَلْ لَهٗ صَلَاةٌ حَتّٰى يَرْجِعَ اِلٰى مَوَالِيْهِ" .

☆☆ حضرت جریر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

"جب کوئی غلام مفرور ہو جائے' تو اس کی نماز اس وقت تک قبول نہیں ہوتی' جب تک وہ اپنے آقا کے پاس واپس نہیں آ جاتا"۔

4061 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ عَنْ جَرِيْرٍ عَنْ مُغِيْرَةَ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ كَانَ جَرِيْرٌ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِذَا اَبَقَ الْعَبْدُ لَمْ تُقْبَلْ لَهٗ صَلَاةٌ وَّاِنْ مَاتَ مَاتَ كَافِرًا" .

وَاَبَقَ غُلَامٌ لِجَرِيْرٍ فَاَخَذَهٗ فَضَرَبَ عُنُقَهٗ .

☆☆ حضرت جریر رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"جب کوئی غلام مفرور ہو جائے' تو اس کی نماز قبول نہیں ہوتی' اگر وہ ایسی حالت میں مر جائے' تو کفر کی موت مرے گا"۔

راوی بیان کرتے ہیں: حضرت جریر رضی اللہ عنہ کا ایک غلام بھی مفرور ہو گیا تھا' تو حضرت جریر رضی اللہ عنہ نے اسے پکڑ کر اس کی گردن اڑا دی تھی۔

4062 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى قَالَ اَنْبَاَنَا اِسْرَآئِيْلُ عَنْ مُغِيْرَةَ عَنْ

4060-اخرجه مسلم في الايمان، باب تسمية العبد الآبق كافرًا (الحديث 122 و 123 و 124) و اخرجه ابو داؤد في الحدود، باب الحكم فيمن ارتد (الحديث 4360) . واخرجه النسائي في تحريم الدم، العبد يابق الى ارض الشرك و ذكر اختلاف الفاظ الناقلين لخبر جرير في ذلك الاختلاف على الشعبي (الحديث 4061) و (الحديث 4062) موقوفاً، والاختلاف على ابي اسحاق (الحديث 4063 و 4064) و (الحديث 4065 و 4066 و 4067) موقوفاً . تحفة الاشراف (3217) .

4061-تقدم في تحريم الدم، العبد يابق الى ارض الشرك و ذكر اختلاف الفاظ الناقلين لخبر جرير في ذلك الاختلاف على الشعبي (الحديث 4060) .

4062-تقدم في تحريم الدم، العبد يابق الى ارض الشرك و ذكر اختلاف الفاظ الناقلين لخبر جرير في ذلك الاختلاف على الشعبي (الحديث 4060) .

الشَّعْبِيِّ عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ إِذَا اَبَقَ الْعَبْدُ إِلَى اَرْضِ الشِّرْكِ فَلَاذِمَّةَ لَهُ .

☆☆ حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب کوئی غلام مفرور ہو کر مشرکین کے علاقے کی طرف چلا جائے تو اب اس کا ذمہ (یعنی جان کی حفاظت کا حق) باقی نہیں رہے گا۔

شرح

اس سے ذمہ ختم ہو گیا کا مطلب یہ ہے کہ جب کوئی غلام بھاگ کر دارالحرب چلا گیا اور مرتد ہو گیا تو اس سے اسلام کی ذمہ داری ختم ہو گئی اور اس کے مسلمان ہونے کی حیثیت سے اسلام کے درمیان جو عہد وامان تھا اور جس کی وجہ سے اسلامی قانون اس کی جان ومال کی حفاظت کا ضامن تھا وہ منقطع ہو گیا لہٰذا اس کو قتل کر دینا جائز ہو گیا ہاں اگر وہ اپنے مالکوں کے ہاں سے بھاگ کر دارالحرب نہیں گیا بلکہ مسلمانوں ہی کے شہر میں چلا گیا اور مرتد نہیں ہوا تو اس کو قتل کرنا جائز نہیں ہوگا اس صورت میں یہ جملہ اس سے ذمہ ختم ہو گیا " کا مطلب یہ ہوگا کہ اس غلام کو بھاگنے کے جرم میں جائے تو نہ صرف یہ کہ جائز ہے بلکہ اسلامی قانون اس کی کوئی مدافعت نہیں کرے گا۔ وہ کافر ہو گیا کا مطلب یہ ہے کہ اگر اس نے بھاگنے کو حلال جانا یعنی وہ اس عقیدے کے ساتھ بھاگا کہ اپنے مالک کے ہاں سے میرا مفرور ہو جانا کوئی گناہ کی بات نہیں ہے بلکہ یہ جائز ہے تو وہ حقیقۃً کافر ہو گیا اور اگر اس نے بھاگنے کو حلال نہیں جانا تو پھر اس صورت میں اس جملہ کا مطلب یا تو یہ ہوگا کہ وہ کفر کے قریب پہنچ گیا یا یہ کہ اس کے دائرہ کفر میں داخل ہو جانے کا خوف ہے یا اس نے کافروں کا سا عمل کیا اور یا یہ کہ اس نے اپنے مالک کا کفران نعمت کیا۔

بَاب الْاِخْتِلَافِ عَلٰى اَبِيْ اِسْحَاقَ

ابواسحاق سے نقل کرنے میں اختلاف کا تذکرہ

4063 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ اِسْحَاقَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَرِيْرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِذَا اَبَقَ الْعَبْدُ اِلٰى اَرْضِ الشِّرْكِ فَقَدْ حَلَّ دَمُهُ" .

☆☆ حضرت جریر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''جب کوئی غلام مشرکین کی سرزمین کی طرف مفرور ہو کر چلا جائے تو اس کا خون حلال ہو جاتا ہے''۔

4064 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا قَاسِمٌ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْرَآئِيْلُ عَنْ اَبِيْ اِسْحَاقَ } عَنِ الشَّعْبِيِّ { عَنْ جَرِيْرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اِذَا اَبَقَ الْعَبْدُ اِلٰى اَرْضِ الشِّرْكِ فَقَدْ حَلَّ دَمُهُ" .

☆☆ حضرت جریر رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''جب کوئی غلام مشرکین کے علاقے کی طرف مفرور ہو کر چلا جائے تو اس کا خون حلال ہو جاتا ہے''۔

4065 - اَخْبَرَنَا الرَّبِيْعُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ } عَنْ اِسْرَآئِيْلَ { عَنْ اَبِيْ اِسْحَاقَ

4063-تقدم في تحريم الدم، العبد يابق الى ارض الشرك و ذكر اختلاف الفاظ الناقلين لخبر جرير في ذلك الاختلاف على الشعبي (الحديث 4060).

4064-تقدم في تحريم الدم، العبد يابق الى ارض الشرك و ذكر اختلاف الفاظ الناقلين لخبر جرير في ذلك الاختلاف على الشعبي (الحديث 4060).

عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَرِيْرٍ قَالَ اَيُّمَا عَبْدٍ اَبَقَ اِلٰى اَرْضِ الشِّرْكِ فَقَدْ حَلَّ دَمُهُ .

☆☆ حضرت جریر رٹائٹؤ فرماتے ہیں: جوبھی غلام مفرور ہوکر مشرکین کے علاقے کی طرف چلا جائے اس کا خون حلال ہو جاتا ہے۔

4066 - اَخْبَرَنِىْ صَفْوَانُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْرَآئِيْلُ عَنْ اَبِىْ اِسْحَاقَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَرِيْرٍ قَالَ اَيُّمَا عَبْدٍ اَبَقَ اِلٰى اَرْضِ الشِّرْكِ فَقَدْ حَلَّ دَمُهُ .

☆☆ حضرت جریر رٹائٹؤ فرماتے ہیں: جوبھی غلام مفرور ہوکر مشرکین کے علاقے کی طرف چلا جائے اس کا خون حلال ہو جاتا ہے۔

4067 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَرِيْكٌ عَنْ اَبِىْ اِسْحَاقَ عَنْ عَامِرٍ عَنْ جَرِيْرٍ قَالَ اَيُّمَا عَبْدٍ اَبَقَ مِنْ مَّوَالِيْهِ وَلَحِقَ بِالْعَدُوِّ فَقَدْ اَحَلَّ بِنَفْسِهِ .

☆☆ حضرت جریر رٹائٹؤ بیان کرتے ہیں: جوبھی غلام اپنے آقاؤں سے بھاگ کر چلا جائے اور دشمن کے ساتھ جا کرمل جائے وہ اپنی جان کو حلال کر دیتا ہے۔

باب الْحُكْمِ فِى الْمُرْتَدِّ .

یہ باب مرتد سے متعلق حکم کے بیان میں ہے

مرتد کے معنی ومفہوم کا بیان

مرتد کسے کہتے ہیں؟: "مرتد "اس شخص کو کہتے ہیں جو دین اسلام سے پھر جائے یعنی ایمان واسلام کے نورانی دائرہ سے نکل کر کفر وشرک کے ظلمت کدوں میں چلا جائے۔ مرتد کے بارے میں حکم: جب کوئی مسلمان نعوذ باللہ، اسلام سے پھر جائے تو اس کے سامنے اسلام کی دعوت پیش کی جائے اگر وہ اسلام کے بارے میں کسی شک وشبہ کا شکار ہو تو اس کا شک وشبہ رفع کیا جائے گا، اگر چہ اسلام کی دعوت دینا اور اس کا شک وشبہ دور کرنا واجب نہیں ہے بلکہ مستحب ہے کیونکہ اسلام کی دعوت اس کو پہلے ہی پہنچ چکی ہے اب اس کی تجدید دعوت کی احتیاج نہیں ہے۔ نیز مستحب یہ ہے کہ ایسے شخص کو تین دن کے لئے قید میں ڈال دیا جائے اگر وہ ان تین دنوں میں توبہ کر کے دائرہ اسلام میں لوٹ آئے تو ٹھیک ہے ورنہ اس کو قتل کر دیا جائے کیونکہ اسلام نے مرتد کی سزا قتل مقرر کی ہے۔

اور بعض علماء نے یہ لکھا ہے کہ اگر وہ مہلت طلب کرے تب واجب ہے اگر چہ اللہ تعالیٰ کے فرمان آیت (اقتلوا المشرکین) (مشرکوں کو قتل کر دو) اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد حدیث (من بدل دینہ فاقتلوہ) (جس شخص نے اپنا دین اسلام تبدیل کر دیا اس کو قتل کر دو) سے یہی ثابت ہوتا کہ مرتد کو مہلت دینا واجب نہیں ہے۔ فساد برپا کرنے والے کون ہیں؟ حدیث کے دوسرے

4065-تقدم في تحريم الدم، العبد يابق الى ارض الشرك و ذكر اختلاف الفاظ الناقلين لخبر جرير في ذلك الاختلاف على الشعبي (الحديث 4060) .

4066-تقدم في تحريم الدم، العبد يابق الى ارض الشرك و ذكر اختلاف الفاظ الناقلين لخبر جرير في ذلك الاختلاف على الشعبي (الحديث 4060) .

4067-تقدم في تحريم الدم، العبد يابق الى ارض الشرك و ذكر اختلاف الفاظ الناقلين لخبر جرير في ذلك الاختلاف على الشعبي (الحديث 4060) .

جز و کا تعلق فساد برپا کرنے والوں سے ہے یوں تو عام طور پر فساد برپا کرنے والے سے وہ لوگ مراد ہوتے ہیں جو زمین پر فتنہ و فساد اور لوٹ مچاتے ہیں اور قتل و غارت گری کے ذریعہ لوگوں کے امن و سکون کو تباہ و برباد کرتے ہیں لیکن یہاں بطور خاص قطاع الطریق یعنی قزاق مراد ہیں کہ ان کی سزا بھی قتل ہے جیسا کہ ارشاد ربانی ہے۔ آیت (انما جزآء الذین یحاربون اللہ ورسولہ ویسعون فی الارض فسادا ان یقتلوا)۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے لڑتے ہیں اور زمین پر فساد برپا کرتے ہیں ان کی سزا یہ ہے کہ ان کو قتل کر دیا جائے۔

ارتداد اور مرتد کے بارے میں کچھ تفصیلی مسائل و احکام

آج کل ہماری روزمرہ زندگی بڑی بے اعتدالیوں کی شکار ہے نہ ہمیں اپنی زبان پر قابو رہتا ہے، نہ ہم اپنے اعتقادات و نظریات کے دائرہ میں پوری طرح رہتے ہیں اور نہ ہماری افعال و اعمال پابند احتیاط ہوتے ہیں نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ایسی بہت سی باتیں ہماری زبانوں سے نکلتی رہتی ہیں جنہیں ہم بظاہر بالکل غیر اہم سمجھتے ہیں لیکن حقیقت میں وہ باتیں ہمیں کفر کے دائرہ تک پہنچا دیتی ہیں اسی طرح ایسے بہت سے افعال و اعمال ہم سے سرزد ہوتے رہتے ہیں جنہیں ہم بہت معمولی سمجھتے ہیں لیکن آخر کار وہ ہمارے لئے سخت خسران آخرت کا ذریعہ بن جاتے ہیں لہٰذا ضروری ہے کہ اس موقع پر اس بارے میں تفصیل کے ساتھ کچھ عرض کیا جائے۔

فتاویٰ عالمگیری کے ایک باب میں مرتد کے احکام و مسائل بڑی تفصیل کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں اس پورے باب کے علاوہ چند نادر الوجود مسائل کو یہاں نقل کیا جاتا ہے اس میں جو مسائل ہیں ان کا جاننا ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے تاکہ مرتد کے بارے میں احکام و مسائل ہونے کے ساتھ یہ بھی معلوم ہو جائے کہ وہ کون سے الفاظ ہیں جو زبان سے ادا ہونے پر کفر تک پہنچا دیتے ہیں یا وہ کون سے عقائد و اعمال ہیں جن کو اختیار کرنے والا کفر تک پہنچ جاتا ہے۔

"مرتد "عرف عام میں اس شخص کو کہتے ہیں جو دین اسلام سے پھر جائے۔ وجود ایمان کے بعد کلمہ کفر کا زبان سے ادا ہونا مرتد ہونے کا رکن ہے اور مرتد کا حکم صحیح ہونے کے لئے عقل کا ہونا شرط ہے لہٰذا مجنوں اور بے عقل بچے پر مرتد کا حکم لگانا صحیح نہیں ہے اور جس شخص پر جنون کی کیفیت مستقل طور پر طاری رہتی ہو تو اس پر مرتد کا حکم اس صورت میں لگے گا جب کہ وہ اپنے صحیح الدماغ ہونے کی حالت میں ارتداد کا مرتکب ہوا، اگر وہ اس وقت ارتداد کا مرتکب ہو جب کہ اس پر جنون کی کیفیت طاری تھی تو اس پر مرتد کا حکم نہیں لگے گا اسی طرح اس شخص پر بھی مرتد کا حکم لگانا صحیح نہیں ہو گا جو ہر وقت نشے کی حالت میں رہتا ہو اور اس کی عقل ماؤف ہو چکی ہو۔ مرتد کا حکم نافذ ہونے کے لئے بالغ ہونا شرط نہیں ہے یعنی یہ ضروری نہیں ہے کہ جو شخص حالت بلوغ میں ارتداد کا مرتکب ہوا ای کو مرتد قرار دیا جائے جب کہ نابالغ پر بھی مرتد کا حکم لگ سکتا ہے اسی طرح مرد ہونا بھی مرتد کے حکم نافذ ہونے کے لئے شرط نہیں بلکہ اگر عورت ارتداد کی مرتکب ہو گی تو اس پر بھی مرتد کا حکم لگے گا۔

مرتد کا حکم نافذ ہونے کے لئے رضا اور رغبت شرط ہے لہٰذا اس شخص پر مرتد ہونے کا حکم نافذ نہیں ہو سکتا جس کو مرتد ہو جانے پر مجبور کیا گیا ہو۔ جس شخص کو برسام کی بیماری ہو اس کو کوئی ایسی چیز کھلا دی جائے جس سے اس کی عقل جاتی رہی اور ہذیان بکنے لگے اور پھر اسی حالت میں وہ مرتد ہو جائے تو اس پر مرتد کا حکم نہیں لگایا جائے گا، اسی طرح جو شخص مجنوں ہو یا دوسواسی ہو یا کسی بھی قسم کا

مغلوب العقل ہوتو اس پر بھی مرتد کا حکم نہیں لگے گا۔ جیسا کہ ابتداء باب میں بیان کیا گیا، جو شخص مرتد ہو جائے اس کے سامنے اسلام کی دعوت پیش کی جائے اور اگر اس کو کوئی شک وشبہ ہو تو اسے دور کیا جائے۔ اور پھر جب وہ دائرہ اسلام میں آنا چاہئے تو کلمہ شہادت پڑھے اور مذہب اسلام کے سوا اور سب مذاہب سے بیزاری کا اظہار کرے اور اسی مذہب سے بیزاری کا اظہار کرے جس کے دائرہ میں وہ اسلام کو چھوڑ کر گیا تھا تو یہ بھی کافی ہوگا۔ اور کوئی شخص مرتد ہونے کے بعد پھر اسلام میں لوٹ آئے اور پھر کفر کی طرف لوٹ جائے، اسی طرح تین مرتبہ کرے اور ہر مرتبہ امام وقت سے مہلت چاہے تو امام وقت اس کو تین تین دن کی تینوں مرتبہ تو مہلت دے دے لیکن اگر وہ پھر چوتھی بار کفر کی طرف لوٹے اور مہلت طلب کرے تو اب چوتھی بار امام وقت اس کو مہلت نہ دے بلکہ اگر وہ آخری طور پر دائرہ اسلام میں واپس آ جائے تو ٹھیک ہے ورنہ اس کو قتل کر دیا جائے۔

اگر کوئی صاحب عقل لڑکا مرتد ہو جائے تو اس کا مرتد ہونا حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام محمد کے نزدیک معتبر ہوگا لہٰذا اس کو دائرہ اسلام میں آ جانے پر مجبور کیا جائے اور اس کو قتل نہ کیا جائے یہی حکم اس لڑکے کا ہے جو قریب البلوغ ہو۔ صاحب عقل لڑکے سے مراد ایسی عمر کا لڑکا ہے جو یہ سمجھتا ہو کہ اسلام نجات کا ذریعہ ہے اور وہ اچھے اور برے میں اور میٹھے اور کڑوے میں تمیز کر سکتا ہو۔ بعض حضرات کے نزدیک وہ لڑکا مراد ہے جو سات سال کی عمر کو پہنچ گیا ہو۔

اگر کوئی عورت مرتد ہو جائے تو اس کو قتل نہ کیا جائے بلکہ جب تک کہ وہ مسلمان نہ ہو جائے اس کو قید میں ڈالے رکھا جائے اور ہر تیسرے دن اس کو بطور تنبیہ مارا جائے تا کہ وہ اپنے ارتداد سے توبہ کر کے دائرہ اسلام میں آ جائے لیکن اگر کوئی شخص کسی مرتد عورت کو قتل کر دے تو قاتل پر کچھ واجب نہیں ہوگا۔ کوئی باندی مرتد ہو جائے تو اس کا مالک اس کو اسلام قبول کرنے پر بایں طور مجبور کرے کہ اس کو اپنے گھر میں محبوس کر دے اس سے خدمت لینے کے ساتھ ساتھ سزاءً کچھ دوسرے کام بھی اس کے سپرد کر دے اور وہ مالک اس کے ساتھ صحبت نہ کرے۔ عاقلہ لڑکی کا وہی حکم ہے جو بالغہ کا ہے اسی طرح خنثیٰ مشکل بھی عورت کے حکم میں ہے۔ آزاد عورت جو مرتد ہو جائے اس کو اس وقت تک بطور باندی گرفتار نہیں کیا جا سکتا جب تک کہ وہ دارالاسلام میں ہے ہاں اگر وہ دارالحرب میں چلی جائے اور پھر وہاں سے وہ (اسلامی لشکر کے) قیدیوں میں آئے تو اس کو باندی بنایا جا سکتا ہے۔

اور امام ابوحنیفہ کے نوادر میں سے ایک قول یہ ہے کہ مرتدہ کو دارالاسلام میں بھی بطور باندی گرفتار کیا جا سکتا ہے چنانچہ بعض علماء نے یہ کہا ہے کہ اگر اس قول پر اس عورت کے بارے میں فتویٰ دیا جائے جو خاوند والی ہو تو کوئی مضائقہ نہیں بلکہ مناسب یہ ہے کہ اس عورت کا خاوند حکومت وقت سے اس کو باندی بنا لینے کی درخواست کرے یا اگر وہ خاوند اس کا مصرف (یعنی مسلمان) ہو تو حکومت وقت اس عورت کو خاوند کے تئیں ہدیہ کر دے۔

اس صورت میں خاوند اس عورت کو محبوس کرنے اور اسلام کے لئے اس کو سزاءً مارنے کا ذمہ دار ہوگا۔ جب کوئی مرتد اپنے ارتداد سے انکار کر دے تو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور دین اسلام کی حقانیت کا اقرار کرے تو یہ گویا اس کی طرف سے توبہ کا مظہر ہوگا اور اس صورت میں وہ مسلمان سمجھا جائے گا۔ جب کوئی شخص مرتد ہو جاتا ہے تو اس کے مال سے اس کی ملکیت زائل ہو جاتی ہے لیکن یہ ملکیت کا زائل ہونا موقوف رہتا ہے اگر اس شخص کو توبہ کی توفیق نصیب ہو جائے اور پھر وہ مسلمان ہو

جائے تو اس کی ملکیت بھی واپس آ جاتی ہے اور اگر وہ اسی حالت ارتداد میں مرجائے یا اس کو قتل کر دیا جائے تو اس کے اس مال کے جو
اس نے اسلام کی حالت میں کمایا تھا اس کے مسلمان وارث اور حقدار ہوں گے اور ان کو اس مال کا وہی حصہ ملے گا جو اس زمانہ میں
اس کے دین کی ادائیگی کے بعد جو کچھ بچے گا وہ فئی شمار ہوگا۔ یہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کا قول ہے، صاحبین یعنی حضرت امام
ابو یوسف اور حضرت امام محمد کے نزدیک مرتد کی ملکیت زائل نہیں ہوتی۔

مرتد کی میراث پانے والے کے بارے میں حضرت امام ابوحنیفہ کے مختلف اقوال بیان کئے جاتے ہیں، چنانچہ حضرت امام ابو
نے حضرت امام اعظم سے نقل کیا ہے اور یہی قول زیادہ صحیح ہے کہ جب مرتد مرجائے یا اس کو قتل کر دیا جائے اور یا وہ دارالحرب بھاگ
جائے تو اس کا مسلمان وارث اس کی میراث پائے گا اسی طرح اس کے مرجانے یا قتل کئے جانے یا دارالحرب بھاگ جانے کے بعد
اس کی مسلمان بیوی بھی اس کی مال کی وارث ہوگی بشرطیکہ اس (مرتد کی وفات یا قتل یا دارالحرب بھاگ جانے کے) وقت وہ بیوی
عدت میں ہو کیونکہ وہ مرتد اپنے ارتداد کے ذریعہ گویا (اپنی بیوی کو اپنی میراث دینے سے) راہ فرار اختیار کرنے والا ہو لہٰذا اس کا
ارتداد مرض الموت کی مانند ہوا (کہ جس طرح اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو اپنے مرض الموت میں طلاق مغلظہ دے دے تو شریعت اس
امر کے پیش نظر کہ اس کے شوہر نے اس کو اپنی میراث سے محروم رکھنے ہی کے لئے مرض الموت میں طلاق دی ہے اس کو اس کے شوہر
کی میراث کی حقدار تسلیم کرتی ہے اسی طرح مرتد بھی اپنے ارتداد کے ذریعہ گویا اپنی بیوی کو اپنی میراث سے محروم رکھنا چاہتا ہے اس
لئے شریعت اس کے (علی الرغم) اس کی بیوی کو اس کی میراث کا حقدار تسلیم کرتی ہے، اگر کوئی عورت مرتد ہو جائے تو (اس کے مرنے
کے بعد) اس کا خاوند اس کی میراث کا حقدار نہیں ہوتا، ہاں اگر بیوی بیماری کی حالت میں مرتد ہوئی (پھر مرگئی) تو اس کا شوہر اس کی
میراث پائے گا اسی طرح تمام اقرباء اس کے سارے مال کے وارث ہوں گے یہاں تک کہ اس نے حالت ارتداد میں جو مال جمع
کیا ہوگا وہ بھی ان وارثوں کو ملے گا۔

اگر کوئی شخص مرتد ہو کر دارالحرب میں چلا گیا یا حاکم نے اس کے دارالحرب میں چلے جانے کا حکم نافذ کر دیا تو اس کا مدبر غلام
آزاد ہو جائے گا اور اس کی امہات اولاد بھی آزاد ہو جائیں گی اور اس کے جو دیون مؤجلہ ہوں گے وہ فوری طور پر قابل ادائیگی
ہونگے اور اس نے حالت اسلام میں جو مال پیدا کیا تھا وہ سب اس کے مسلمان ورثاء کی طرف منتقل ہو جائے گا اور اگر کسی مرتد نے
اپنے زمانہ اسلام میں کوئی وصیت کی ہوگی تو مبسوط وغیرہ کی ظاہری روایت کے بموجب وہ وصیت مطلقاً باطل ہوگی یعنی اس کی
وصیت کا اجراء نہیں ہوگا خواہ وہ اس وصیت کا تعلق کسی قرابت دار سے ہو یا غیر قرابت دار سے۔ مرتد جب تک دارالسلام میں گھومتا
پھرتا نظر آئے اس کے بارے میں قاضی ان احکام میں سے کوئی بھی حکم نافذ نہ کرے جو ذکر کئے گئے ہیں، جو شخص مرتد ہو جائے،
معاملات وعقودات میں اس کے تصرف کرنے کی چار قسمیں ہیں۔

اول تو وہ تصرف ہے جو سب کے نزدیک پوری طرح جاری و نافذ ہوتا ہے جیسے اگر اس کو کوئی چیز ہبہ کی جائے اور وہ اس ہبہ کو
قبول کرلے، یا وہ اپنی لونڈی کو ام ولد بنا دے، یا جب اس کی لونڈی کسی بچے کو جنم دے اور وہ مرتد اس بچے کے نسب کا دعویٰ کرے
(یعنی یہ کہے کہ یہ میرا بچہ ہے) تو اس بچہ کا نسب اس سے ثابت ہو جائے گا اور وہ بچہ اس کے دوسرے وارثوں کے ساتھ اس کی

میراث کا حقدار ہوگا اور وہ لونڈی (جس کے بطن سے بچہ پیدا ہوا ہے) اس مرتد کی ام ولد ہوگی نیز مرتد کی طرف سے تسلیم شفعہ کو قبول ونافذ کیا جائے گا، اسی طرح اگر مرتد اپنے ماذون غلام پر "حجر" نافذ کرے تو اس کا اعتبار کیا جائے گا۔ دوسرا تصرف وہ ہے جو بالاتفاق باطل ہوتا ہے یعنی شریعت کی نظر میں اس کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا جیسے نکاح کرنا کہ وہ مطلقاً جائز نہیں مفاوضت کرے تو اس کا حکم موقوف (معلق) رہتا ہے کہ اگر وہ مرتد مسلمان ہوگیا تو وہ شرکت مفاوضت بھی نافذ ہوجائے گی اور اگر وہ ارتداد کی حالت میں مرگیا یا اس کو قتل کردیا گیا یا وہ دارالحرب چلا گیا اور قاضی وحاکم نے اس کے دارالحرب چلے جانا کا حکم نافذ کردیا تو اس صورت میں وہ شرکت مفاوضت شروع سے شرکت عنان میں تبدیل ہو جائے گی، یہ صاحبین کا مسلک ہے لیکن حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کے نزدیک شرکت مفاوضت سرے سے باطل ہی نہیں ہوتی۔ چوتھا تصرف وہ ہے جس کے موقوف رہنے میں علماء کے اختلافی اقوال ہیں جیسے خرید وفروخت کے معاملات اجارہ کرنا، غلام کو آزاد کرنا، مدبر کرنا یا مکاتب کرنا، وصیت کرنا اور قبض دیون وغیرہ، چنانچہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کا قول یہ ہے کہ ان سب معاملات میں مرتد کے تصرفات موقوف رہتے ہیں اگر وہ اسلام قبول کرے تو نافذ ہو جاتے ہیں اور اگر مرجائے، یا قتل کردیا جائے یا قاضی وحاکم اس کے دارالحرب چلے جانے کا حکم نافذ کردے تو یہ سارے تصرفات باطل ہو جاتے ہیں۔

ارتداد کے دوران مکاتب کے سارے تصرفات نافذ ہوتے ہیں

اسی طرح اگر کوئی شخص اپنے مرتد غلام یا باندی کو فروخت کرے تو اس کی بیع جائز ہوتی ہے۔ اگر کوئی مرتد اپنے ارتداد سے تائب ہوکر دارالاسلام واپس آجائے اور یہ واپسی قاضی وحاکم کی طرف سے اس کے دارالحرب چلے جانے کے حکم کے نفاذ سے پہلے ہو تو اس کے مال واسباب کے بارے میں اس کے مرتد ہوجانے کا حکم باطل ہوجاتا ہے اور وہ ایسا ہوجاتا ہے گویا کہ مسلمان ہی تھا اور نہ اس کی کوئی ام ولد آزاد ہوتی ہے اور نہ اس کا کوئی مدبر آزاد ہوتا ہے اور اگر اس کی واپسی قاضی وحاکم کے حکم کے نفاذ کے بعد ہوتی تو وہ اپنے وارثوں کے پاس جو چیز پائے اس کو لے لے اور جو مال واسباب اس کے وراثوں نے بیع ہبہ اور عتاق وغیرہ کے ذریعہ اپنی ملکیت سے نکال دیا ہے اس کے مطالبہ کا حق اس کو نہیں پہنچے گا اور اپنے وارثوں سے اس کو ایسے مال کا بدلہ ومعاوضہ لینے کا حق حاصل ہوگا۔ جو شخص اپنے ماں باپ کی اتباع میں مسلمان تھا (یعنی وہ بچہ تھا اور اپنے مسلمان ماں باپ کی وجہ سے مسلمان کے حکم میں تھا) اور پھر ارتداد کے ساتھ بالغ ہوا تو اگرچہ قیاس کا تقاضہ یہ ہے کہ اس کو قتل کیا جائے مگر اس کے بارے میں از راہ استحسان یہ حکم ہے کہ اس کو قتل نہ کیا جائے (کیونکہ بلوغ سے پہلے وہ مستقل بالذات مسلمان نہیں تھا بلکہ اپنے ماں باپ کی اتباع میں مسلمان کے حکم میں تھا) اسی طرح یہی حکم اس شخص کے بارے میں ہے جو چھوٹی عمر میں مسلمان ہوگیا تھا مگر جب بالغ ہوا تو مرتد تھا، نیز اگر کسی شخص و زبردستی اسلام قبول کرنے پر مجبور کیا گیا تھا اور پھر وہ اسلام سے پھر گیا تو اس کو بھی از راہ استحسان قتل نہ کیا جائے لیکن ان تمام صورتوں میں حکم یہ ہے کہ اس کو اسلام قبول کر لینے پر مجبور کیا جائے اور اگر اسلام قبول کرنے سے پہلے کسی نے اس کو مار ڈالا تو مارنے والے پر کچھ واجب نہیں ہوگا۔ لقیط (وہ بچہ جو کہیں پڑا ہوا پایا جائے) اگر دارالاسلام میں ہو تو اس کے مسلمان ہونے کا حکم نافذ کیا جائے اور کفر کی حالت میں بالغ ہو تو اس کو اسلام لانے پر مجبور کیا جائے لیکن اس کو قتل نہ کیا جائے۔

یہاں تک تو مرتد کے بارے میں کچھ احکام ومسائل کا ذکر تھا، اب کچھ ان باتوں کو بیان کر دینا ضروری ہے جن کا مرتکب کافر ہو جاتا ہے چنانچہ ان میں سے بعض باتیں وہ ہیں جن کا تعلق ایمان واسلام سے ہے بعض باتیں وہ ہیں جن کا تعلق اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات وغیرہ سے ہے، بعض باتیں وہ ہیں جن کا تعلق نماز، روزے اور زکوۃ سے ہے، بعض باتیں وہ ہے جن کا تعلق علم اور علماء سے ہے بعض باتیں وہ ہیں جن کا تعلق حلال وحرام وغیرہ سے ہے، بعض باتیں وہ جن کا تعلق قیامت وغیرہ سے ہے اور بعض باتیں وہ ہیں جن کا تعلق کفر کی تلقین کرنے سے ہے۔

چونکہ یہ ایک طویل سلسلہ ہے اس لئے ان باتوں کو یعنی موجبات کفر کو ترتیب کے ساتھ الگ الگ عنوان کے ذیل میں بیان کیا جاتا ہے۔ وہ موجبات کفر جن کا تعلق ایمان واسلام سے ہے ایمان واسلام کے بارے میں وہ باتیں جن کا مرتکب کافر ہو جاتا ہے یہ ہیں۔ اگر کوئی شخص یوں کہے کہ "مجھے نہیں معلوم، میرا ایمان ہے یا نہیں؟" تو یہ خطائے عظیم ہے، ہاں اور اس بات کا مقصد اپنے شک کی نفی کرنا ہو تو خطائے عظیم نہیں ہے۔ جس شخص نے اپنے ایمان میں شک کیا اور یہ کہا کہ "میں مؤمن ہوں انشاء اللہ" تو وہ کافر ہے ہاں اگر وہ یہ تاویل کرے کہ مجھے نہیں معلوم کہ میں اس دنیا سے ایمان کے ساتھ اٹھوں گا یا نہیں؟ تو اس صورت میں وہ کافر نہیں ہوگا جس شخص نے یہ کہا کہ "قرآن مخلوق ہے، یا ایمان مخلوق ہے" تو وہ کافر ہو گیا۔

جس شخص نے یہ عقیدہ رکھا کہ ایمان وکفر ایک ہیں تو وہ کافر ہے۔ جو شخص ایمان پر راضی ومطمئن نہ ہوا وہ کافر ہے جو شخص اپنے نفس کے کفر پر راضی ہوا وہ کافر ہے اور جو شخص اپنے غیر کے کفر پر راضی ہوا اس کے بارے میں علماء کے اختلافی اقوال ہیں اور فتویٰ اس قول پر ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے غیر کے کفر پر اس لئے راضی ہوا تا کہ وہ (کافر) ہمیشہ عذاب میں مبتلا رہے تو وہ کافر نہیں ہوگا اور اگر وہ اس کے کفر پر اس لئے راضی ہوا تا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حق میں اس چیز کا اظہار کرے جو اس کی صفات کے لائق نہیں ہے تو وہ کافر ہو جائے گا۔ جس شخص نے یہ کہا کہ اسلام کی صفت نہیں جانتا، تو وہ کافر ہو گیا۔

شمس الائمہ حلوائی نے اس مسئلہ کو بڑے سخت انداز میں ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ اس طرح کہنے والا ایسا شخص ہے جس کے لئے نہ دین ہے، نہ نماز ہے، نہ روزہ، نہ طاعت وعبادت ہے نہ نکاح ہے اور اس کی اولاد زنا کے نتیجے میں پیدا ہونے والی اولاد ہے۔ ایک مسلمان نے کسی عیسائی لڑکی سے نکاح کیا جس کے ماں باپ بھی عیسائی ہیں اور پھر وہ اس حال میں بڑی ہوئی کہ وہ کسی مذہب اور دین کو نہیں جانتی یعنی نہ تو وہ دین کو دل سے پہنچانتی ہے اور نہ اس کو زبان سے بیان کر سکتی ہے اور وہ دیوانی بھی نہیں ہے تو اس صورت میں اس کے اور اس کے شوہر کے درمیان تفریق ہو جائے گی۔

اسی طرح کسی مسلم بچی سے نکاح کیا اور پھر جب وہ حالت عقل میں بالغ ہوئی تو نہ وہ اسلام کو دل سے جانتی پہنچانتی ہے اور اس کو زبان سے بیان کر سکتی ہے اور وہ دیوانی بھی نہیں ہے تو اس صورت میں بھی اس کے شوہر کے درمیان جدائی ہو جائے گی۔ اگر کسی عورت سے پوچھا گیا کہ "توحید کیا ہے" اس نے جواب میں کہا "میں نہیں جانتی" تو اس جواب سے اس امر کی مراد اگر یہ ہو کہ مجھے وہ توحید (یعنی کلمہ توحید) یاد نہیں ہے جو بچے مکتب میں پڑھا کرتے ہیں، تو اس میں اس کا کوئی نقصان نہیں۔ لیکن اگر وہ اس جواب سے یہ مراد رکھتی ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کو نہیں پہنچانتی تو اس صورت میں وہ مؤمنہ نہیں رہے گی اور اس کا نکاح ٹوٹ

جائے گا۔ اگر کوئی شخص اس حالت میں مرا کہ وہ یہ نہیں پہنچا تھا کہ کوئی میرا خالق ہے، اس کے گھر کے علاوہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ایک گھر بھی ہے اور یہ کہ ظلم حرام ہے تو وہ مؤمن نہیں تھا۔
اور ایک شخص گناہ کرتا ہے اور کہتا ہے کہ (گناہ کے ذریعہ) اپنے اسلام کو ظاہر کرنا چاہئے تو وہ کافر ہے۔ ایک شخص نے کسی سے کہا کہ میں مسلمان ہوں تو اس نے جواب میں کہا کہ تجھ پر بھی لعنت اور تیری مسلمانی پر بھی لعنت، تو وہ کافر ہو گیا۔ ایک عیسائی نے اسلام قبول کیا، اس کے بعد اس کا (عیسائی) باپ مر گیا، اس نے کہا کہ کاش میں اس وقت مسلمان نہ ہوتا تو اپنے باپ کا مال پا جاتا، وہ کافر ہو گیا۔ ایک عیسائی کسی مسلمان کے پاس آیا اور اس سے کہا کہ میرے سامنے اسلام کی دعوت پیش کرو تا کہ میں تمہارے ہاتھ پر اسلام قبول کرلوں اس مسلمان نے جواب دیا کہ "تم فلاں عالم کے پاس چلے جاؤ تا کہ وہ تمہارے سامنے اسلام پیش کرے۔ اور تم اس کے ہاتھ پر اسلام قبول کرو "اس طرح کہنے والے کے بارے علماء کے اختلافی اقوال ہیں۔ ابو جعفر کہتے ہیں کہ اس طرح کہنے والا کافر نہیں ہوگا۔ ایک کافر نے اسلام قبول کیا تو ایک مسلمان نے اس سے کہا کہ تمہیں اپنے دین میں کیا برائی نظر آئی تھی (جو تم نے اسلام قبول کرلیا؟) یہ کہنے والا کافر ہو جائے گا۔ (فتاویٰ ہندیہ، بتصرف، احکام مرتدین، بیروت)

زندیق کی سزا میں فقہی مذاہب اربعہ کا بیان

زندیق بھی مرتد کی طرح واجب القتل ہے، لیکن اگر وہ توبہ کرے تو اس کی جان بخشی کی جائے گی یا نہیں؟ حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اگر وہ توبہ کرلے تو قتل نہیں کیا جائے گا۔ حضرت امام مالک علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اس کی توبہ کا کوئی اعتبار نہیں، وہ بہر حال واجب القتل ہے۔ حضرت امام احمد علیہ الرحمہ سے دونوں روایتیں منقول ہیں ایک یہ کہ اگر وہ توبہ کرلے تو قتل نہیں کیا جائے گا اور دوسری روایت یہ ہے کہ زندیق کی سزا بہر صورت قتل ہے خواہ توبہ کا اظہار بھی کرے۔ حنفیہ کا مختار مذہب یہ ہے کہ اگر وہ گرفتاری سے پہلے ازخود توبہ کرلے تو اس کی توبہ قبول کی جائے اور سزائے قتل معاف ہو جائے گی، لیکن گرفتاری کے بعد اس کی توبہ کا اعتبار نہیں، اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ زندیق، مرتد سے بدتر ہے، کیونکہ مرتد کی توبہ بالاتفاق قبول ہے، لیکن زندیق کی توبہ کے قبول ہونے پر اختلاف ہے۔

خون مسلم کی اباحت کے تین اسباب کا بیان

4068 - اَخْبَرَنَا اَبُو الْاَزْهَرِ اَحْمَدُ بْنُ الْاَزْهَرِ النَّيْسَابُوْرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ سُلَيْمَانَ الرَّازِيُّ قَالَ اَنْبَاَنَا الْمُغِيْرَةُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ مَطَرٍ الْوَرَّاقِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ عُثْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِءٍ مُّسْلِمٍ اِلَّا بِاِحْدٰى ثَلَاثٍ رَجُلٌ زَنٰى بَعْدَ اِحْصَانِهٖ فَعَلَيْهِ الرَّجْمُ اَوْ قَتَلَ عَمْدًا فَعَلَيْهِ الْقَوَدُ اَوِ ارْتَدَّ بَعْدَ اِسْلَامِهٖ فَعَلَيْهِ الْقَتْلُ".

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

4068-انفرد به النسائي . انظر : تحفة الاشراف (9821) .

''کسی بھی مسلمان کا خون بہانا' تین میں سے صرف ایک صورت میں جائز ہے' ایسا شخص جو محصن ہونے کے بعد زنا کا ارتکاب کرے' تو اسے سنگسار کرنا لازم ہے' یا جو شخص جان بوجھ کر کسی کو قتل کر دے' تو قصاص میں اُسے قتل کرنا لازم ہے' اور جو شخص مسلمان ہونے کے بعد مرتد ہو جائے' تو اُسے قتل کر دینا لازم ہے''۔

شرح

حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نفس مسلمان کہ جو اس امر کی شہادت دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، اس کا خون حلال نہیں ہے ہاں ان تین صورتوں میں سے کوئی ایک صورت واقع ہو جانے کی وجہ سے اس کا خون حلال ہو جاتا ہے ایک تو یہ کہ وہ محصن ہونے کے بعد زنا کرے تو اس کو سنگسار کر دیا جائے دوسری صورت یہ کہ کوئی شخص اللہ اور اس کے رسول سے لڑنے کے لئے نکلے یعنی جو مسلمان قزاقی کرے یا بغاوت کی راہ پر لگ جائے تو اس کو قتل کر دیا جائے یا سولی دے دی جائے اور یا اس کو قید میں ڈال دیا جائے اور تیسری صورت قتل نفس کی ہے کہ جو مسلمان کسی کو عمداً قتل کر دے تو اس کے بدلے میں اس کو قتل کر دیا جائے۔ (ابوداؤد، مشکوۃ المصابیح، جلد سوم: رقم الحدیث، 702)

محصن "ہونے سے مراد یہ ہے کہ وہ مسلمان جو آزاد ہو مکلّف ہو اور نکاح صحیح کے ساتھ صحبت کر چکا ہو یعنی شادی شدہ ہو اور پھر اس کے بعد زنا کا مرتکب ہو اس کی سزا یہ ہے کہ اس کو سنگسار کر کے ختم کر دیا جائے۔ قزاقی کرنے والے کے بارے میں تین سزائیں بیان کی گئی ہیں۔ (۱) قتل کر دیا جائے۔ (۲) سولی دیا جائے (۳) قید میں ڈالا جائے ان تینوں میں تفصیل یہ ہے کہ اگر وہ قزاق مال تو نہ لوٹ سکا ہو مگر اس نے کسی کو جان سے مار ڈالا ہو تو اس صورت میں اس کو قتل کیا جائے گا اور اگر اس نے مال بھی لوٹا ہو اور کسی کو قتل بھی کیا ہو تو اس صورت میں اس کو سولی دی جائے گی۔ اب اس کے متعلق حضرت امام مالک تو یہ فرماتے ہیں کہ اس کو زندہ سولی پر لٹکا دیا جائے تا کہ وہ مر جائے لیکن حضرت امام شافعی یہ فرماتے ہیں کہ اس کو قتل کر کے اس کی لاش سولی پر لٹکا دی جائے تا کہ دوسرے لوگوں کو اس کے انجام سے عبرت ہو۔

تیسری سزا قید کی ہے اس کے لئے حدیث میں (ینفی فی الارض) کے الفاظ ہیں اس کے معنی حضرت امام شافعی کے نزدیک تو یہ ہے کہ اس کو مسلسل شہر بدر کیا جاتا رہے یعنی اسے کسی ایک شہر میں ٹھہرنے اور رہنے نہ دیا جائے بلکہ ایک شہر سے دوسرے شہر کی طرف نکالا جاتا رہے تا کہ اسے قرار و آرام نہ مل سکے لیکن حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کے نزدیک ان الفاظ کے معنی یہ ہیں کہ اس کو قید میں ڈال دیا جائے اور یہ قید کی سزا اس صورت میں ہے جب کہ اس نے نہ تو مال لوٹا ہو اور نہ کسی کو قتل کیا ہو بلکہ راہگیروں کو ڈرایا دھمکایا ہو اس طرح اس نے راستے کے امن و عافیت کی طرف سے لوگوں کو خوف و تشویش میں مبتلا کیا ہو حدیث کا یہ جزء جس میں قزاقوں اور راہزنوں کی مذکورہ بالا سزاؤں کا حکم ہے؟ دراصل قرآن کریم کی اس آیت سے مستنبط ہے کہ: ایت (اِنَّمَا جَزٰۗؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَسْعَوْنَ فِي الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ يُّقَتَّلُوْٓا اَوْ يُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ اَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ، المائدہ:33) "جو لوگ اللہ تعالیٰ اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے لڑتے ہیں اور ملک میں فساد یعنی بدامنی پھیلاتے پھرتے ہیں ان کی سزا یہ ہے کہ وہ قتل کئے جائیں یا سولی دیئے جائیں، یا ان میں سے ہر ایک کا ایک طرف کا ہاتھ اور

دوسری طرف کا پاؤں کاٹ دیا جائے یا زمین سے نکال کر جیل خانہ میں بھیج دیئے جائیں اس اعتبار سے بظاہر حدیث میں (او ینفی فی الارض) سے پہلے یہ عبارت (او یقطع یدہ ورجلہ) میں خلاف بھی ہونی چاہئے تھی تا کہ یہ حدیث مذکورہ آیت کی پوری مطابق ہو جاتی۔ لیکن یہ قوی احتمال ہے کہ اصل حدیث میں تو یہ عبارت رہی ہو البتہ یہاں حدیث کے راوی کی بھول سے نقل ہونے سے رہ گئی ہو یا راوی نے اختصار کے پیش نظر اس کو قصداً حذف کر دیا ہے۔ "حرف او حدیث میں بھی قرآن کی آیت میں بھی اظہار تفصیل کے لئے ہے لیکن بعض حضرات یہ فرماتے ہیں کہ تخییر کے لئے ہے یعنی یہ ظاہر کرنے کے لئے ہے کہ امام وقت اور حاکم کو یہ اختیار ہے کہ وہ مذکورہ تفصیل کا لحاظ کئے بغیر ان سزاؤں میں سے جو سزا مناسب جانے قزاق کو دے۔

4069 - اَخْبَرَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ اِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَخْبَرَنِی ابْنُ جُرَیْجٍ عَنْ اَبِی النَّضْرِ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِیْدٍ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ "لَا یَحِلُّ دَمُ امْرِءٍ مُّسْلِمٍ اِلَّا بِثَلَاثٍ اَنْ یَّزْنِیَ بَعْدَ مَا اُحْصِنَ اَوْ یَقْتُلَ اِنْسَانًا فَیُقْتَلَ اَوْ یَکْفُرَ بَعْدَ اِسْلَامِهٖ فَیُقْتَلَ"۔

☆☆ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

"کسی بھی مسلمان کا خون صرف تین صورتوں میں حلال ہوتا ہے ایک یہ کہ وہ محصن ہونے کے بعد زنا کا ارتکاب کرے یا وہ کسی شخص کو قتل کر دے اور (بدلے میں) اسے قتل کر دیا جائے یا وہ شخص اسلام قبول کرنے کے بعد کافر ہو جائے تو اسے قتل کر دیا جائے گا"۔

4070 - اَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ مُوْسٰی قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا اَیُّوْبُ عَنْ عِکْرِمَةَ قَالَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ بَدَّلَ دِیْنَهٗ فَاقْتُلُوْهُ"۔

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

"جو شخص اپنا دین تبدیل کر لے اُسے قتل کر دو"۔

4071 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَیْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَیُّوْبُ عَنْ عِکْرِمَةَ اَنَّ نَاسًا ارْتَدُّوا عَنِ الْاِسْلَامِ فَحَرَّقَهُمْ عَلِیٌّ بِالنَّارِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَوْ کُنْتُ اَنَا لَمْ اُحَرِّقْهُمْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ "لَا تُعَذِّبُوْا بِعَذَابِ اللّٰهِ اَحَدًا"۔ وَلَوْ کُنْتُ اَنَا لَقَتَلْتُهُمْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ بَدَّلَ دِیْنَهٗ فَاقْتُلُوْهُ"۔

4069-انفرد به النسائي ۔ تحفة الاشراف (9784) ۔

4070-اخرجه البخاري في الجهاد، باب لا يعذب بعذاب الله (الحديث 3017) مطولاً، و في استتابة المرتدين و المعاندين و قتالهم، باب حكم المرتد و المرتدة و استتابتهم (الحديث 6922) مطولاً ۔ واخرجه ابو داؤد في الحدود، باب الحكم فيمن ارتد (الحديث 4351) مطولاً ۔ واخرجه الترمذي في الحدود، باب ما جاء في المرتد (الحديث 1458) مطولاً ۔ واخرجه النسائي في تحريم الدم، الحكم في المرتد (الحديث 4071) مطولاً، و (الحديث 4076) ۔ واخرجه ابن ماجه في الحدود، باب المرتد عن دين (الحديث 2525) ۔ تحفة الاشراف (5987) ۔

4071-تقدم في تحريم الدم، الحكم في المرتد (الحديث 4070) ۔

☆☆ عکرمہ بیان کرتے ہیں: کچھ لوگ اسلام کو چھوڑ کر مرتد ہو گئے' تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انہیں جلوا دیا' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ فرمایا:

اگر مجھے اختیار ہوتا تو میں ان لوگوں کو جلواتا نہیں، کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:
''تم کسی کو اللہ تعالیٰ کے عذاب (دینے کے طریقے کی مانند) عذاب نہ دو''۔
(حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:)
اگر مجھے کچھ اختیار ہوتا تو میں ان لوگوں کو قتل کروا دیتا' کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:
''جو شخص اپنا دین تبدیل کر لے' اُسے قتل کر دو''۔

4072 - اَخْبَرَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ قَالَ اَنْبَانَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ اَنْبَانَا اِسْمَاعِيْلُ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ بَدَّلَ دِيْنَهُ فَاقْتُلُوْهُ".

☆☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:
''جو شخص اپنا دین تبدیل کر دے' اُسے قتل کر دو''۔

4073 - اَخْبَرَنِیْ هِلَالُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زُرَارَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ الْعَوَّامِ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ بَدَّلَ دِيْنَهُ فَاقْتُلُوْهُ".

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:
''جو شخص اپنا دین تبدیل کرے' اُسے قتل کر دو''۔

4074 - اَخْبَرَنَا مُوْسٰى بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ بَدَّلَ دِيْنَهُ فَاقْتُلُوْهُ".

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَهٰذَا اَوْلٰى بِالصَّوَابِ مِنْ حَدِيْثِ عَبَّادٍ.

☆☆ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:
''جو شخص اپنا دین تبدیل کرے' اُسے قتل کر دو''۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: عباد نامی راوی کی نقل کردہ روایت کے مقابلے میں' یہ روایت درست ہونے کے زیادہ قریب ہے۔

4072-تقدم (الحديث 4070) .

4073-انفرد به النسائي، و سياتي في تحريم الدم، الحكم في المرتد (الحديث 4074) مرسلًا . تحفة الاشراف (6199 و 18545) .

4074-تقدم في تحريم الدم، الحكم في المرتد (الحديث 4073) .

4075 - اَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عِيسٰى عَنْ عَبْدِ الصَّمَدِ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ بَدَّلَ دِيْنَهُ فَاقْتُلُوْهُ".

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''جو شخص اپنا دین تبدیل کرے اُسے قتل کر دو''۔

4076 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ عَلِيًّا اُتِيَ بِنَاسٍ مِّنَ الزُّطِّ يَعْبُدُوْنَ وَثَنًا فَاَحْرَقَهُمْ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اِنَّمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ بَدَّلَ دِيْنَهُ فَاقْتُلُوْهُ".

☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ''زط'' کے علاقے کے کچھ لوگ لائے گئے جو بتوں کی عبادت کرتے تھے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انہیں جلوا دیا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''جو شخص اپنا دین تبدیل کرے اُسے قتل کر دو''۔

4077 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنِيْ حَمَّادُ بْنُ مَسْعَدَةَ قَالَ حَدَّثَنَا قُرَّةُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ اَبِيْ بُرْدَةَ بْنِ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَهُ اِلَى الْيَمَنِ ثُمَّ اَرْسَلَ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَمَّا قَدِمَ قَالَ اَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ - فَاَلْقٰى لَهُ اَبُوْ مُوْسٰى وِسَادَةً لِيَجْلِسَ عَلَيْهَا فَاُتِيَ بِرَجُلٍ كَانَ يَهُوْدِيًّا فَاَسْلَمَ ثُمَّ كَفَرَ فَقَالَ مُعَاذٌ لَا اَجْلِسُ حَتّٰى يُقْتَلَ قَضَاءُ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ - ثَلَاثَ مَرَّاتٍ - فَلَمَّا قُتِلَ قَعَدَ -

☆☆ ابوبردہ بن حضرت ابوموسیٰ اشعری اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یمن بھیجا' پھر حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو ان کے پیچھے بھیج دیا' جب حضرت معاذ رضی اللہ عنہ تشریف لائے' تو وہ بولے: اے لوگو! میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا نمائندہ ہوں' جو تمہاری طرف آیا ہوں' تو حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے انہیں تکیہ پیش کیا' تاکہ وہ اس پر بیٹھ جائیں' پھر ایک شخص کو لایا گیا' جو یہودی تھا' پھر مسلمان ہو گیا' پھر وہ کافر ہو گیا۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اس وقت تک نہیں بیٹھوں گا' جب تک اس شخص کو اللہ اور اس کے رسول کے فیصلے کے مطابق قتل نہیں کر دیا جاتا۔ انہوں نے تین مرتبہ یہ کلمات ارشاد فرمائے' جب اس شخص کو قتل کر دیا گیا' پھر حضرت معاذ رضی اللہ عنہ تشریف فرما ہوئے۔

عبداللہ بن خطل گستاخ کے قتل کا بیان

4078 - اَخْبَرَنَا الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ دِيْنَارٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَحْمَدُ بْنُ مُفَضَّلٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَسْبَاطٌ قَالَ زَعَمَ

4075-انفرد به النسائي، و سياتي في تحريم الدم، الحكم في المرتد (الحديث 4076) مطولاً . تحفة الاشراف (5362) .

4076-تقدم في تحريم الدم، الحكم في المرتد (الحديث 4075) .

4077-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (9085) .

السُّدِّیُّ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ لَمَّا کَانَ یَوْمُ فَتْحِ مَکَّةَ اٰمَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ اِلَّا اَرْبَعَةَ نَفَرٍ وَّامْرَاَتَیْنِ وَقَالَ "اقْتُلُوْهُمْ وَاِنْ وَّجَدْتُمُوْهُمْ مُتَعَلِّقِیْنَ بِاَسْتَارِ الْکَعْبَةِ" - عِکْرِمَةُ بْنُ اَبِیْ جَهْلٍ وَّعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ خَطَلٍ وَّمِقْیَسُ بْنُ صُبَابَةَ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ اَبِی السَّرْحِ فَاَمَّا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ خَطَلٍ فَاُدْرِكَ وَهُوَ مُتَعَلِّقٌ بِاَسْتَارِ الْکَعْبَةِ فَاسْتَبَقَ اِلَیْهِ سَعِیْدُ بْنُ حُرَیْثٍ وَّعَمَّارُ بْنُ یَاسِرٍ فَسَبَقَ سَعِیْدٌ عَمَّارًا - وَکَانَ اَشَبَّ الرَّجُلَیْنِ - فَقَتَلَهُ وَاَمَّا مِقْیَسُ بْنُ صُبَابَةَ فَاَدْرَکَهُ النَّاسُ فِی السُّوْقِ فَقَتَلُوْهُ وَاَمَّا عِکْرِمَةُ فَرَکِبَ الْبَحْرَ فَاَصَابَتْهُمْ عَاصِفٌ فَقَالَ اَصْحَابُ السَّفِیْنَةِ اَخْلِصُوْا فَاِنَّ اٰلِهَتَکُمْ لَا تُغْنِیْ عَنْکُمْ شَیْئًا هَا هُنَا - فَقَالَ عِکْرِمَةُ وَاللّٰهِ لَئِنْ لَمْ یُنَجِّنِیْ مِنَ الْبَحْرِ اِلَّا الْاِخْلَاصُ لَا یُنَجِّیْنِیْ فِی الْبَرِّ غَیْرُهُ اللّٰهُمَّ اِنَّ لَكَ عَلَیَّ عَهْدًا اِنْ اَنْتَ عَافَیْتَنِیْ مِمَّا اَنَا فِیْهِ اَنْ اٰتِیَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰی اَضَعَ یَدِیْ فِیْ یَدِهٖ فَلَاَجِدَنَّهٗ عَفُوًّا کَرِیْمًا - فَجَآءَ فَاَسْلَمَ وَاَمَّا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ اَبِی السَّرْحِ فَاِنَّهُ اخْتَبَاَ عِنْدَ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ فَلَمَّا دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ اِلَی الْبَیْعَةِ جَآءَ بِهٖ حَتّٰی اَوْقَفَهٗ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بَایِعْ عَبْدَ اللّٰهِ - قَالَ فَرَفَعَ رَاْسَهٗ فَنَظَرَ اِلَیْهِ ثَلَاثًا کُلَّ ذٰلِكَ یَاْبٰی فَبَایَعَهٗ بَعْدَ ثَلَاثٍ ثُمَّ اَقْبَلَ عَلٰی اَصْحَابِهٖ فَقَالَ "اَمَا کَانَ فِیْکُمْ رَجُلٌ رَشِیْدٌ یَّقُوْمُ اِلٰی هٰذَا حَیْثُ رَاٰنِیْ کَفَفْتُ یَدِیْ عَنْ بَیْعَتِهٖ فَیَقْتُلَهٗ" - فَقَالُوْا وَمَا یُدْرِیْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا فِیْ نَفْسِكَ هَلَّا اَوْمَاْتَ اِلَیْنَا بِعَیْنِكَ - قَالَ "اِنَّهٗ لَا یَنْبَغِیْ لِنَبِیٍّ اَنْ یَّکُوْنَ لَهٗ خَائِنَةُ اَعْیُنٍ" -

☆☆ مصعب بن سعد اپنے والد (حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: فتح مکہ کے موقع پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام لوگوں کو امان عطا کر دی' البتہ چار مردوں اور خواتین کو اس حکم سے مستثنیٰ قرار دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''ان لوگوں کو قتل کر دو' اگرچہ تم انہیں کعبہ کے پردوں کے ساتھ چمٹے ہوئے پاؤ''

(وہ لوگ یہ تھے) عکرمہ بن ابوجہل' عبداللہ بن خطل' مقیس بن صبابہ اور عبداللہ بن سعد بن ابوسرح۔

جہاں تک عبداللہ بن خطل کا تعلق تھا' تو اُسے اس وقت پکڑا گیا جب وہ کعبہ کے پردوں کے ساتھ چمٹا ہوا تھا' حضرت سعید بن حریث اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما تیزی سے اس کی طرف لپکے تو حضرت سعید رضی اللہ عنہ' حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے پہلے پہنچ گئے' کیونکہ وہ ان دونوں میں زیادہ جوان تھے۔ حضرت سعید رضی اللہ عنہ نے اُسے قتل کر دیا۔

جہاں تک مقیس بن صبابہ کا تعلق ہے' کچھ لوگوں نے اُسے بازار میں پالیا اور اُسے قتل کر دیا۔

جہاں تک عکرمہ کا تعلق ہے' تو وہ سمندر کے راستے فرار ہو گیا' راستے میں سمندری طوفان آ گیا' تو کشتی میں موجود لوگوں نے کہا کہ اب خالص ہو کر (اپنے خدا کو پکارو) کیونکہ تمہارے (جھوٹے معبود) اب یہاں تمہارے کسی کام نہیں آ سکتے ہیں' تو عکرمہ بولے: اللہ کی قسم! اگر صرف خالص (توحید کا عقیدہ) مجھے اس سمندری آفت سے نجات دلا سکتا ہے' تو پھر خشکی میں بھی وہی خالص عقیدہ نجات دلا سکے گا۔

4078-اخرجه ابو داود في الجهاد، باب قتل الاسير و لا يعرض عليه الاسلام (الحديث 2683) . مختصراً، و في الحدود، باب الحكم فيمن ارتد (الحديث 4359) مختصراً . تحفة الاشراف (3937) .

اے اللہ! میں تیرے ساتھ یہ وعدہ کرتا ہوں کہ جس آزمائش میں میں مبتلا ہوا ہوں اگر تو نے مجھے اس میں سے عافیت نصیب کردی تو میں حضرت محمد ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر اپنا ہاتھ ان کے ہاتھ میں دے دوں گا اور میں ضرور انہیں معاف کرنے والا اور مہربان شخص پاؤں گا۔

(بعد میں) وہ بچ گئے اور نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کرلیا۔

جہاں تک عبداللہ بن سعد کا تعلق ہے تو وہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ہاں چھپ گیا جب نبی اکرم ﷺ نے لوگوں کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دی تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اسے ساتھ لے کر آئے اور نبی اکرم ﷺ کے سامنے لاکر کھڑا کردیا انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ عبداللہ سے بیعت لے لیجئے! نبی اکرم ﷺ نے اپنا سر مبارک اٹھا کر عبداللہ کی طرف تین مرتبہ دیکھا اور ہر مرتبہ بیعت لینے سے انکار کیا پھر تین مرتبہ کے بعد آپ ﷺ نے اس سے بیعت لے لی۔

پھر نبی اکرم ﷺ اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہوئے اور آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم میں کوئی سمجھدار آدمی موجود نہیں تھا کہ جب اس نے مجھے دیکھا کہ میں اس سے بیعت نہیں لے رہا تو وہ اٹھ کر اسے قتل کردیتا۔ لوگوں نے عرض کی: یارسول اللہ! ہمیں اندازہ نہیں ہوسکا کہ آپ کے ذہن میں کیا ہے آپ نے آنکھ کے ذریعے ہماری طرف اشارہ کردینا تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: نبی کے لیے یہ بات مناسب نہیں ہے وہ آنکھ کے حوالے سے خیانت کا ارتکاب کرے۔

باب تَوْبَةِ الْمُرْتَدِّ

یہ باب مرتد شخص کی توبہ کے بیان میں ہے

4079 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بَزِيعٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ - وَهُوَ ابْنُ زُرَيْعٍ - قَالَ اَنْبَاَنَا دَاوُدُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ اَسْلَمَ ثُمَّ ارْتَدَّ وَلَحِقَ بِالشِّرْكِ ثُمَّ تَنَدَّمَ فَاَرْسَلَ اِلٰى قَوْمِهٖ سَلُوْا لِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ لِيْ مِنْ تَوْبَةٍ فَجَآءَ قَوْمُهٗ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا اِنَّ فُلَانًا قَدْ نَدِمَ وَاِنَّهٗ اَمَرَنَا اَنْ نَسْاَلَكَ هَلْ لَهٗ مِنْ تَوْبَةٍ فَنَزَلَتْ (كَيْفَ يَهْدِى اللّٰهُ قَوْمًا كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ) اِلٰى قَوْلِهٖ (غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ)" . فَاَرْسَلَ اِلَيْهِ فَاَسْلَمَ .

☆☆ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک انصاری نے اسلام قبول کیا پھر وہ مرتد ہوگیا اور مشرکین کے ساتھ جاکر مل گیا پھر اسے ندامت محسوس ہوئی تو اس نے اپنی قوم کی طرف پیغام بھیجا کہ میرے بارے میں نبی اکرم ﷺ سے حکم دریافت کرو کیا میرے لیے توبہ کی گنجائش ہے اس کے قوم کے افراد نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی: فلاں شخص ندامت کا شکار ہے اس نے ہمیں یہ ہدایت کی ہے ہم آپ ﷺ سے اس بارے میں دریافت کریں گے کیا اس کے لیے توبہ کی گنجائش ہے تو اس بارے میں یہ آیت نازل ہوئی:

4079-اخرجه النسائي في التفسير: سورة آل عمران، قوله تعالى (كيف يهدى الله قومًا كفروا بعد ايمانهم) (الحديث 85) . تحفة الاشراف (6084) .

''اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو کیسے ہدایت نصیب کرے گا کہ جو مؤمن ہونے کے بعد کافر ہو جاتے ہیں''۔

یہ آیت یہاں تک ہے: ''مغفرت کرنے والا رحم کرنے والا''۔

تو نبی اکرم ﷺ نے اُسے پیغام بھجوایا تو اس نے اسلام قبول کر لیا۔

4080 - اَخْبَرَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ قَالَ اَخْبَرَنِىْ اَبِىْ عَنْ يَزِيْدَ النَّحْوِيِّ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ فِىْ سُوْرَةِ النَّحْلِ (مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْ بَعْدِ اِيْمَانِهٖۤ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ) اِلٰى قَوْلِهٖ (لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ) فَنُسِخَ وَاسْتَثْنٰى مِنْ ذٰلِكَ فَقَالَ (ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ هَاجَرُوْا مِنْ بَعْدِ مَا فُتِنُوْا ثُمَّ جَاهَدُوْا وَصَبَرُوْۤا اِنَّ رَبَّكَ مِنْ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ) وَهُوَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ اَبِىْ سَرْحٍ الَّذِىْ كَانَ عَلٰى مِصْرَ كَانَ يَكْتُبُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَزَلَّهُ الشَّيْطٰنُ فَلَحِقَ بِالْكُفَّارِ فَاَمَرَ بِهٖۤ اَنْ يُّقْتَلَ يَوْمَ الْفَتْحِ فَاسْتَجَارَ لَهٗ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ فَاَجَارَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے سورۂ نحل میں یہ ارشاد فرمایا ہے:

''جو شخص ایمان لانے کے بعد اللہ کا انکار کر دیتا ہے' ماسوائے اس شخص کے' جسے مجبور کیا گیا ہو''۔

یہ آیت یہاں تک ہے: ''ان لوگوں کے لیے بڑا عذاب ہے''۔

پھر یہ حکم منسوخ ہو گیا اور اللہ تعالیٰ نے اس میں استثناء کر لیا اور ارشاد فرمایا:

''پھر بے شک تمہارا پروردگار ان لوگوں کے لیے' جو آزمائش میں مبتلا ہونے کے بعد ہجرت کر لیتے ہیں' پھر انہوں نے جہاد کیا اور صبر کیا' تو بے شک تمہارا پروردگار اس کے بعد مغفرت کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے''۔

(حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:) اس سے مراد عبداللہ بن سعد بن ابوسرح ہے' جو مصر کا گورنر بھی رہا' یہ پہلے نبی اکرم ﷺ کے لیے کتابت وحی کے فرائض سرانجام دیا کرتا تھا' تو شیطان نے اسے پھسلا دیا اور یہ کفار کے ساتھ جا کر مل گیا' فتح مکہ کے موقع پر نبی اکرم ﷺ نے اسے قتل کرنے کا حکم جاری کیا تھا تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اس کے لیے پناہ کی درخواست کی تھی تو نبی اکرم ﷺ نے اسے پناہ دے دی تھی۔

وہ موجبات کفر جن کا تعلق اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات سے ہے

وہ موجبات کفر جن کا تعلق اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات سے ہے وہ شخص کافر ہو جاتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی ایسے وصف کی نسبت کرے جو اس کی شان کے لائق نہیں، یا کسی کو اس کا شریک یا بیٹا اور یا بیوی ٹھہرائے، یا اس کی طرف جہل کی یا عجز کی یا کسی اور خرابی کی نسبت کرے۔ یہ کہنے والا بھی کافر ہے کہ "یہ جائز ہے کہ اللہ تعالیٰ کوئی ایسا کام کرے جس میں کوئی حکمت نہ ہو"

جو شخص یہ عقیدہ رکھے کہ اللہ تعالیٰ کفر پر راضی ہوتا ہے تو وہ کافر ہے۔

اور کوئی شخص یوں کہے کہ "اگر اللہ تعالیٰ مجھے یہ کام کرنے کا حکم دے تو میں جب بھی یہ کام کروں" تو وہ کافر ہو جائے گا۔

4080- اخرجه ابو داؤد في الحدود، باب الحكم فيمن ارتد (الحديث 4358) مختصراً ـ تحفة الاشراف (6252) ۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کی طرف جو "ید" اور "وجہ" کی نسبت کی گئی ہے درآنحالیکہ وہ جارحہ نہیں، تو کیا کسی دوسری زبان میں ان چیزوں کا اطلاق جائز ہے یا نہیں؟ اس بارے میں بعض علماء نے فرمایا کہ جائز ہے بشرطیکہ ان چیزوں سے (ان کے حقیقی مفہوم یعنی) اعضاء مردانہ ہوں اور اکثر علماء یہ فرماتے ہیں کہ جائز نہیں اور یہی معتمد علیہ قول ہے۔

اگر کسی شخص نے یوں کہا کہ "فلاں شخص میری آنکھ میں ایسا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کی آنکھ میں یہودی، تو جمہور علماء کے نزدیک وہ شخص کافر ہو جائے گا (کیونکہ اس نے اللہ تعالیٰ کی طرف آنکھ کے اصل معنی یعنی ایک انسانی عضو کی نسبت کی ہے) لیکن بعض حضرات یہ فرماتے ہیں کہ اگر اس جملہ سے کہنے والے کی مراد اس فلاں شخص کے افعال کی برائی کو ظاہر کرنا مقصود ہو تو کافر نہیں ہوگا۔ ایک انسان کی وفات ہوگئی ایک دوسرے شخص نے کہا کہ اللہ کو ایسا نہیں چاہئے تھا۔ تو یہ کفر ہے۔

ایک شخص نے اپنے دشمن سے کہا کہ "میں اللہ کے حکم سے تیرے ساتھ یہ معاملہ کرتا ہوں" دشمن نے جواب میں کہا کہ "میں اللہ کا حکم نہیں جانتا یا یہ کہا کہ اس جگہ اللہ کا حکم نہیں چلتا یا یہ کہا کہ۔ اس جگہ کوئی حکم نہیں۔ یا یہ کہا کہ اللہ حکم کرنے کے لائق نہیں ہے یا یہ کہا کہ اس جگہ تو دیو ہی کا حکم چلے گا یہ سب جملے کفر کو لازم کرتے ہیں۔

حاکم عبدالرحمن رضی اللہ عنہ اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو یہ کہے کہ "فلاں کام رواج کے مطابق کر رہا ہوں اللہ کے حکم سے نہیں کرتا" تو کیا ایسا شخص کافر ہو جائے گا؟ انہوں نے فرمایا کہ اگر اس جملہ سے اس مراد صرف فساد حق، ترک شریعت اور اتباع رسم ہے نہ کہ اس کا مقصد اللہ کے حکم کو رد کرنا ہے تو وہ کافر نہیں ہوگا۔

اگر کوئی شخص کسی ایسے آدمی کے بارے میں جو کبھی بیمار نہ ہوتا ہو یہ کہے کہ "اللہ تعالیٰ اس شخص کو بھول گیا ہے" یا یہ کہا کہ یہ شخص ان لوگوں میں سے ہے جن کو اللہ تعالیٰ بھول گیا ہے" تو یہ کفر ہو جائے گا۔

کسی شخص نے اپنی بیوی سے یہ کہا کہ "تم تو اللہ تعالیٰ سے زیادہ محبوب ہو" تو وہ کافر ہو جائے گا۔ یہ کہنا کہ "فلاں شخص بری تقدیر میں پھنس گیا ہے" خطائے عظیم ہے۔ اللہ تعالیٰ کے لئے مکان کو ثابت کرنا کفر ہے چنانچہ اگر کوئی شخص یوں کہے کہ "اللہ تعالیٰ سے کوئی مکان خالی نہیں ہے" تو وہ کافر ہو جائے گا۔

اور اگر کسی نے یوں کہا کہ "اللہ تعالیٰ آسمان پر ہے" تو دیکھا جائے گا کہ یہ بات اس نے کس مقصد سے کہی ہے، اگر اس کا مقصد اس چیز کی حکایت کرنا ہے جو ظاہری طور پر منقول ہے تو کافر نہیں ہوگا اور اگر اس کا مقصد اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت کرنا ہے تو پھر وہ کافر ہو جائے گا۔

اور اکثر علماء کے نزدیک اگر اس کی نیت کچھ بھی نہ ہو تو بھی کافر ہو جائے گا۔ اسی طرح یہ کہنے والا بھی کافر ہو جائے گا۔ کہ "اللہ تعالیٰ انصاف کے لئے بیٹھا یا اللہ تعالیٰ انصاف کے لئے کھڑا ہوا" کیونکہ اس جملہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف فوق اور تحت کی نسبت کی گئی ہے۔ یہ کہنا بھی کفر ہے کہ "(میرا حامی و مددگار) آسمان پر اللہ ہے اور زمین پر فلاں شخص ہے۔ اکثر علماء کے نزدیک یہ کہنا بھی کفر ہے کہ "اللہ آسمان پر سے نیچے دیکھ رہا ہے" یا صرف یہ کہا کہ "اللہ آسمان پر سے دیکھ رہا ہے۔ یا یہ کہا کہ "اللہ عرش پر سے دیکھ رہا ہے"۔ جس شخص نے اللہ تعالیٰ کی طرف ظلم کی نسبت کی وہ کافر ہو گیا۔

اگر کسی شخص نے یوں کہا کہ "اے اللہ! یہ ظلم مت پسند کر" تو بعض علماء کے نزدیک وہ کافر ہو جائے گا۔ اسی طرح اگر کسی شخص نے کسی دوسرے شخص سے یوں کہا کہ "اگر قیامت کے دن اللہ تعالیٰ نے انصاف کیا تو مجھے تم سے انصاف ملے گا" تو وہ کافر ہو جائے گا۔ ہاں لفظ "اگر" کی بجائے "جس وقت" کہا تو وہ کافر نہیں ہوگا۔

اور اگر کسی سے یوں کہا کہ "اگر اللہ تعالیٰ نے قیامت کے دن حق اور عدل کے ساتھ حکم کیا تو میں تم سے اپنا حق لے لوں گا" کافر ہو جائے گا۔ اگر کسی نے یوں کہا کہ "اے اللہ! جب ایک ظالم ظلم کرتا ہے تو اس کا ظلم قبول مت کر، اگر تو نے اس کا ظلم قبول کیا تو میں قبول نہیں کروں گا" یہ کفر ہے کیونکہ اس شخص نے گویا یہ کہا کہ اے اللہ! اگر تو اس کے ظلم پر راضی ہوگا تو میں راضی نہیں ہونگا۔

ایک شخص نے کسی سے کہا کہ "جھوٹ مت کہو" اس شخص نے جواب میں کہا کہ "جھوٹ کس لئے ہے، کہنے ہی کے لئے تو ہے" یہ کفر ہے۔

کسی شخص سے کہا گیا کہ "اللہ تعالیٰ کی رضا طلب کرو" اس نے کہا کہ "مجھے نہیں چاہئے" یا کسی نے کہا کہ "اگر اللہ تعالیٰ مجھے جنت میں داخل کرے، غارت کروں" یا کسی سے کہا گیا کہ "اللہ تعالیٰ کی نافرمانی مت کرو کیونکہ اگر تم نافرمانی کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں دوزخ میں داخل کرے گا" اس نے کہا کہ "میں دوزخ سے نہیں ڈرتا" یا کسی سے یہ کہا کہ "زیادہ مت کھاؤ، کیونکہ اللہ تعالیٰ تمہیں دوست نہیں رکھے گا" اس نے کہا کہ "میں تو کھاؤں گا چاہے دشمن رکھے چاہے دوست رکھے" یہ باتیں کفر کو لازم کرتی ہیں۔

اسی طرح اگر کسی سے یہ کہا گیا کہ "زیادہ مت ہنسو۔ یا زیادہ مت سوؤ" اس کے جواب میں اس نے کہا کہ "میں اتنا کھاؤں گا، اتنا سوؤں گا اور اتنا ہنسوں گا کہ جتنا چاہوں گا" یہ کفر ہے۔

ایک شخص سے یہ کہا کہ "گناہ مت کرو کیونکہ اللہ کا عذاب بہت سخت ہے" اس نے کہا کہ "میں عذاب کو ایک ہاتھ پر اٹھا لوں گا" یہ کفر ہے۔ اگر کسی شخص سے یہ کہا گیا کہ "اپنے ماں باپ کو مت ستاؤ" اس نے کہا کہ "ان کا مجھ پر کوئی حق نہیں ہے" یہ اگرچہ کفر نہیں ہے لیکن سخت گناہ کی بات ہے۔ ایک شخص نے ابلیس لعین سے کہا کہ "اے ابلیس! تو میرا فلاں کام کر دے تا کہ میں تیرا کہنا مانوں اور اپنے ماں باپ کو ستاؤں اور تو جس چیز سے منع کرے اس سے باز رہوں" یہ کفر ہے۔

اگر کسی شخص نے کسی سے یہ کہا کہ "اگر اللہ یہ دونوں جہاں نہ بناتا تو میں تم سے اپنا حق لے لیتا" یہ کفر ہے۔ ایک شخص نے کوئی جھوٹی بات کہیں اور ایک سننے والے نے کہا کہ "میرا اللہ تمہارے اس جھوٹ کو سچ کر دے۔ یا یہ کہا کہ تمہارے اس جھوٹ کے ساتھ برکت دے۔" تو یہ کفر کے قریب ہے۔

اسی طرح ایک شخص نے جھوٹ بولا اور سننے والے نے کہا کہ "اللہ تمہارے جھوٹ میں برکت دے" تو وہ کافر ہو گیا۔ ایک شخص نے کسی سے کہا کہ "فلاں شخص تمہارے ساتھ سیدھا نہیں چلتا" اس نے جواب میں کہا کہ "اس کے ساتھ تو اللہ بھی سیدھا نہیں چلے گا" تو یہ کہنے والا کافر ہو گیا۔ اگر کسی نے یہ کہا کہ "اللہ تعالیٰ زر کو محبوب رکھتا ہے اس لئے مجھے زر نہیں دیا" تو وہ کافر ہو جائے گا۔ بشرطیکہ اس کے کہنے سے اس کا مقصد اللہ تعالیٰ کی طرف بخل کی نسبت کرنا ہو۔ ہاں صرف اتنا کہنا کفر کو لازم نہیں کرتا کہ "

اللہ تعالیٰ زر کو پسند نہیں کرتا ہے "۔
ایک شخص نے کسی سے کہا کہ "انشاء اللہ تم یہ فلاں کام کرو "اس نے جواب دیا کہ "میں ان شاء اللہ کے بغیر یہ کام کروں گا "تو یہ کفر ہے۔ایک مظلوم نے کہا کہ "(میرے ساتھ جو کچھ ہو رہا ہے) تقدیر الٰہی کے مطابق ہے "ظالم نے یہ سن کر کہا کہ " میں جو کچھ کر رہا ہوں تقدیر الٰہی کے بغیر کر رہا ہوں "یہ کفر ہے۔
اگر کسی نے یہ کہا کہ "اے اللہ! مجھ پر رحمت کرنے سے دریغ نہ کیجئے "تو یہ کفریہ الفاظ میں سے ہے۔میاں بیوی آپس میں گفتگو کر رہے تھے (بیوی کی طرف سے) جب گفتگو کا سلسلہ دراز ہوا تو میاں نے کہا کہ "اللہ سے ڈرو اور تقویٰ اختیار کرو "بیوی نے جواب میں کہا کہ "میں اللہ سے نہیں ڈرتی "یہ کہنے سے بیوی مرتد ہو جائے گی۔
اور ان دونوں (میاں بیوی) کے درمیان جدائی واقع ہو جائے گی۔بشرطیکہ میاں نے بیوی کو اس کی کسی صریح معصیت پر ٹوکا ہو اور اس کو اللہ سے ڈرایا ہو اور اس کے جواب میں بیوی نے مذکورہ جملہ کہا ہو،ہاں اگر میاں نے بیوی کو اس کی کسی ایسی بات پر ٹوکا ہو جس میں اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کا کوئی موقع نہ ہو (یعنی بیوی نے کوئی معصیت نہ کی ہو) تو اس صورت میں وہ کافر نہیں ہوگی۔البتہ اگر اس صورت میں بھی اس جملہ سے بیوی کا مقصد خوف اللہ اور تقویٰ کی اہانت ہو تو دونوں کے درمیان جدائی واقع ہو جائے گی۔
ایک شخص نے کسی کو مارنے کا ارادہ کیا اور اس سے کہا کہ "تم اللہ سے نہیں ڈرتے "اس نے مارنے والے سے کہا کہ " نہیں "یہ کفر نہیں ہے کیونکہ اس کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ کہے کہ اللہ سے ڈرنے کا سوال تو اس چیز میں پیدا ہوتا ہے جس کو میں کروں۔
ایک شخص کسی گناہ کا ارتکاب کر رہا تھا کہ کسی نے اس کو ٹوکا اور کہا کہ "کیا تم اللہ سے نہیں ڈرتے "اس نے جواب دیا کہ " نہیں "وہ کافر ہو جائے گا کیونکہ اس میں کسی تاویل کی گنجائش نہیں ہے،اسی طرح کسی اور شخص سے کہا گیا کہ "کیا تم اللہ سے نہیں ڈرتے "اور اس نے غصہ کی حالت میں جواب دیا کہ "نہیں "تو وہ کافر ہو گیا۔
اگر کوئی شخص اللہ کے کسی حکم کو یا پیغمبر کی شریعت کو پسند نہ کرے مثلاً زید سے بکر نے کہا کہ اللہ نے چار بیویاں حلال کی ہیں اور زید کہے کہ میں اس حکم کو پسند نہیں کرتا تو یہ کفر ہے۔
اگر کوئی شخص یہ کہے کہ "صرف اللہ کا وجود ہونا چاہئے اور کسی چیز کا وجود نہیں ہونا چاہئے "تو وہ کافر ہو جائے گا۔اگر کسی شخص نے یہ کہا کہ "میرے حق میں تمام نیکیاں اللہ نے پیدا کی ہیں اور برائی کا خالق میں ہوں "تو وہ کافر ہو جائے گا۔
ایک شخص سے کہا گیا کہ "یار تم اپنی بیوی کے بس میں نہیں آئے "اس نے جواب دیا کہ "عورتوں کے بس میں اللہ بھی نہیں آتا میں کیونکر بس میں آ جاؤں گا "یہ کفر ہے۔اگر کسی شخص نے کسی سے یہ کہا کہ "اللہ کی طرف سے دیکھتا ہوں اور تمہاری طرف سے دیکھتا ہوں (یعنی جو چیز مجھے ملی ہے وہ اللہ کی جانب سے ہے اور تمہاری جانب سے ہے) یا یہ کہا کہ "میں اللہ سے امید رکھتا ہوں اور تم سے امید رکھتا ہوں "تو یہ برا ہے ہاں اگر یوں کہے کہ "میں اللہ کی طرف سے دیکھتا ہوں اور اس کا ظاہری سبب تمہیں سمجھتا ہوں "تو یہ ایک اچھی بات ہے۔

انبیاء علیہم السلام کے ساتھ ہے جو شخص انبیاء میں سے کسی بھی نبی کا اقرار نہیں کرے گا یا رسولوں میں سے کسی بھی رسول کی کسی بھی سنت پر نار اضگی یا عدم اعتقاد واطمینان کا اظہار کرے گا تو وہ کافر ہو جائے گا۔

ابن مقاتل سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو حضرت خضر یا حضرت ذی الکفل کی نبوت کا انکار کرے۔ تو انہوں نے فرمایا کہ کسی ایسے نبی کی نبوت کا انکار کہ جس کی نبوت پر اس کی امت کے لوگ متفق نہ ہوئے ہوں، نقصان دہ نہیں ہے۔ اگر کسی شخص نے یوں کہا کہ اگر فلاں نبی ہوتا تو میں اس پر ایمان لاتا تو وہ کافر ہو جائے گا۔ اور حضرت جعفر سے منقول ہے کہ اگر کسی شخص نے یہ کہا کہ "میں اللہ تعالیٰ کے تمام انبیاء پر ایمان لایا اور مجھے نہیں معلوم کہ آدم علیہ السلام نبی تھے یا نہیں "تو وہ کافر ہو جائے گا۔

حضرت جعفر سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو انبیاء کی طرف فواحش کی نسبت کرے جیسے کسی نبی کی طرف عزم زنا کی نسبت کرنا یا اسی طرح کی کوئی اور بات کہنا جیسا کہ حشویہ (ایک باطل فرقہ) حضرت یوسف علیہ السلام کے بارے میں اس قسم کا اظہار کرتے ہیں، تو انہوں نے فرمایا کہ ایسا شخص کافر ہے، کیونکہ یہ انبیاء کے حق میں بدگوئی ہے اوران کی اہانت کے مترادف ہے۔

ابوذر کہتے ہیں کہ جس شخص نے یہ کہا کہ "ہر نافرمانی کفر ہے "اور پھر یہ کہا کہ انبیاء علیہم السلام نے نافرمانی کی "تو وہ کافر ہے کیونکہ اس نے انبیاء کے حق میں بدگوئی کی اور یہ کہا کہ "انبیاء علیہم السلام نے کبھی کوئی نافرمانی نہیں کی نہ حالت نبوت میں اور نہ اس سے پہلے "تو وہ کافر ہے کیونکہ اس نے یہ بات کہہ کر گویا نصوص (قرآن کریم کی آیت (عصی ربہ الا) یہ وغیرہ) کی تردید کی۔

بعض علماء سے یہ منقول ہے کہ جس شخص نے یہ نہیں جانا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں، وہ مسلمان نہیں ہے، جو شخص اپنے قلب میں کسی بھی نبی کے بارے میں بغض رکھے وہ کافر ہے۔

اسی طرح اگر کسی شخص نے یوں کہا کہ "اگر فلاں اللہ کا رسول ہوتا تو میں اس پر ایمان نہ لاتا "تو وہ کافر ہو جائے گا۔ جیسا کہ یہ کہنے والا کافر ہو جاتا ہے۔ کہ اگر اللہ تعالیٰ بھی مجھے فلاں کام کا حکم دیتا تو میں نہ کرتا۔

اگر کسی شخص نے یہ کہا کہ میں اللہ کا رسول ہوں "یا فارسی میں کہا کہ "من پیغمبرم "اور اس سے اس کی مراد بھی یہ ہے کہ " میں اللہ کا پیغام پہنچانے والا ہوں "تو وہ کافر ہو جائے گا۔ اور جس وقت اس نے یہ بات کہی اور کسی دوسرے شخص نے اس سے معجزہ طلب کرنے والے کا مقصد اس شخص کو ذلیل کرنا اور اسے عاجز کرنا ہے تو وہ کافر نہیں ہوگا۔

اگر کسی شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک کو "چھوٹا سا بال " کہا تو وہ بعض علماء کے نزدیک کافر ہو جائے گا اور بعض علماء کے نزدیک کافر نہیں ہوگا۔ ہاں اگر اس نے یہ بات اہانت کے طور پر کہی ہے تو ان کے نزدیک بھی کافر ہو جائے گا۔ اسی طرح اگر کسی شخص نے یہ کہا کہ "میں نہیں جانتا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم انسان تھے یا جن "تو وہ کافر ہو جائے گا۔

اگر کسی نے یوں کہا کہ "اگر فلاں شخص پیغمبر ہے تو میں اس سے اپنا حق لوں گا "وہ کافر ہو جائے گا۔ اور اگر کسی نے یہ کہا کہ محمد دریشک بود (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایک چھوٹے فقیر تھے) یا یہ کہا کہ پیغمبر کا کپڑا بدبودار اور میلا کچیلا تھا۔ یا یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ناخن بڑھ رہے تھے "تو بعض علماء کے نزدیک وہ بلا کسی قید کے کافر ہو جائے گا جب کہ بعض علماء یہ کہتے ہیں کہ وہ اس

صورت میں کافر ہوگا جب کہ وہ اس صورت میں کافر ہوگا جب کہ وہ یہ بات بطریق امانت کہے۔

اگر کسی نے کسی ایسے شخص کو گالی دی جس کا نام محمد یا احمد تھا یا اس کی کنیت ابوالقاسم تھی اور اس کو یوں مخاطب کیا کہ "اے زانیہ کی اولاد، تو وہ کافر ہوگیا، بشرطیکہ (اس کا مقصد ہر اس شخص کو یہ گالی دینا ہو جس کا نام محمد یا احمد اور اس کی کنیت ابوالقاسم ہو اور اس طرح) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی بھی اس کے پیش نظر ہو۔ یہ کہنے سے کوئی کافر نہیں ہوتا کہ ہر گناہ کبیرہ ہے لیکن انبیاء کے گناہ صغیرہ ہیں۔

اور اگر کسی نے یہ کہا کہ ہر برائی کا کام جو قصداً کیا جائے گناہ کبیرہ ہے اس کام کا کرنے والا فاسق ہے "اور پھر اس کے ساتھ یہ بھی کہا کہ "انبیاء کے معاصی قصداً تھے "تو وہ کافر ہوگیا کیونکہ اس نے انبیاء کی شان میں بدگوئی کی۔ ہاں اگر اس نے یہ کہا کہ " انبیاء کے معاصی قصداً نہیں تھے "تو وہ کافر نہیں ہوگا۔

جو رافضی حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق کی شان میں بدزبانی کرے اور نعوذ باللہ ان پر لعنت بھیجے تو وہ کافر ہے ہاں اگر اس نے حضرت علی کو حضرت ابوبکر پر فضیلت دی تو وہ کافر نہیں ہوگا لیکن اس کو مبتدع کہا جائے گا، معتزلی بھی مبتدع ہے لیکن اگر وہ یہ کہے کہ اللہ کا دیدار محال ہے تو وہ کافر ہو جائے گا۔

حضرت عائشہ پر زنا کی تہمت لگانے والے اللہ کے ساتھ کفر کرنے والا ہے ہاں اگر کسی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری ازواج مطہرات پر زنا کی تہمت لگائی تو وہ کافر نہیں ہوتا لیکن مستحق لعنت ہوتا ہے اسی طرح جو شخص یہ کہے کہ حضرت عمر حضرت عثمان اور حضرت علی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نہیں تھے تو وہ کافر نہیں ہوگا لیکن مستحق لعنت ہوگا۔ حضرت ابوبکر کی امامت وخلافت کا انکار کرنے والا بعض علماء کے نزدیک تو کافر ہو جاتا ہے اور بعض علماء کے نزدیک کافر نہیں ہوتا بلکہ مبتدع ہوتا ہے لیکن صحیح قول یہی ہے کہ وہ کافر ہو جاتا ہے۔

اسی طرح حضرت عمر کی خلافت کا انکار کرنے والا بھی صحیح قول کے مطابق کافر ہو جاتا ہے۔ جو لوگ حضرت عثمان حضرت علی حضرت طلحہ حضرت زبیر اور حضرت عائشہ کو نعوذ باللہ کافر کہیں، خود ان کو کافر کہنا لازم ہے، اسی طرح فرقہ زیدیہ کے تمام لوگوں کو بھی کافر کہنا واجب ہے کیونکہ وہ یہ باطل اعتقاد رکھتے ہیں کہ نعوذ باللہ کسی عجمی ملک میں ایک نبی کا ظہور ہوگا جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو منسوخ کرے گا اور ہمارے سردار محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کو کالعدم کرے گا۔

ان روافض کو بھی کافر کہنا واجب ہے جو تناسخ ارواح کے قائل ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ مرجانے والا دوبارہ دنیا میں لوٹ آئے گا اور ائمہ میں اللہ تعالیٰ کی روح حلول کئے ہوئے ہے، امام باطن کا ظہور ہوگا، جب تک اس امام باطن کا ظہور نہ ہو اوامر ونواہی معطل ہیں اور یہ کہ جبرائیل علیہ السلام نے وحی لانے میں غلطی کی کیونکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بجائے حضرت علی کے پاس لائی جانی چاہئے تھی: یہ فرقہ ملت اسلامیہ سے خارج ہے اور جو احکام مرتدوں کے بارے میں ہیں وہی فرقہ کے لوگوں پر نافذ ہوتے ہیں۔

جس شخص کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بدزبانی کرنے پر مجبور کیا گیا ہو اس کی تین صورتیں ہیں۔ (۱) اگر وہ یہ اقرار کرے کہ میرے دل میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی برائی کا کوئی خطرہ بھی نہیں گزرا بلکہ میں نے اپنی زبان سے صرف وہی الفاظ ادا کئے

جن کو ادا کرنے پر مجھے مجبور کیا گیا تھا درانحالیکہ ان الفاظ کی ادائیگی بھی مجھ پر سخت شاق تھی، تو وہ کافر نہیں ہوگا اور اس کی مثال اس شخص کی سی ہوگی جس کو اپنی زبان سے کلمہ کفر کی ادائیگی پر مجبور کیا گیا ہوں اور اس نے وہ کلمہ کفر اپنی زبان سے ادا کیا ہو مگر اس کا قلب ایمان پر ثابت ومطمئن رہا ہو۔ (۲) اگر وہ اقرار کرے کہ (جب مجھے محمد کو برا کہنے پر مجبور کیا گیا تو) میرے دل میں اس عیسائی کا خیال آ گیا جس کا نام محمد تھا چنانچہ جب میں نے اپنی زبان سے محمد کے بارے میں برے الفاظ کہے تو میری مراد وہی عیسائی تھا، اس صورت میں بھی وہ کافر نہیں ہوگا۔ (۳) اور اگر وہ یہ اقرار کرے کہ (جب محمد کے بارے میں برے الفاظ کہنے پر مجبور کیا گیا تو) میرے دل میں اس عیسائی کا خیال آ گیا جس کا نام محمد ہے لیکن میں نے اپنی زبان سے جو برے الفاظ ادا کئے وہ اس عیسائی کے بارے میں نہیں تھے بلکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں تھے، اس صورت میں وہ کافر ہو جائے گا قانونا بھی اور عند اللہ بھی۔

جس شخص نے یہ کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم مجنوں تھے، وہ کافر ہے، ہاں یہ کہنے والا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم بیہوش ہو گئے تھے، کافر نہیں ہوگا۔ اگر کسی شخص نے کہا کہ "حضرت آدم علیہ السلام (جنت میں) گیہوں نہ کھاتے تو ہم اشقیاء نہ ہوتے" تو وہ کافر ہو جائے گا۔ جس شخص نے حدیث متواتر کا انکار کیا وہ کافر ہو گیا، جس شخص نے حدیث مشہور کا انکار کیا وہ بعض علماء کے مطابق تو کافر ہو گیا لیکن بعض علماء کے مطابق گمراہ ہوا کافر نہیں ہوا اور جس شخص نے خبر واحد کا انکار کیا وہ بھی کافر نہیں ہوتا مگر اس کو قبول نہ کرنے کی وجہ سے گنہگار ہوتا ہے۔

اگر کوئی شخص کسی نبی کے بارے میں اپنی خواہش کا اظہار کرے کہ "وہ نبی نہ ہوتا" تو اس کے متعلق علماء کہتے ہیں کہ اگر اس کی مراد یہ ہو کہ اس نبی کا مبعوث ہونا خارج از حکمت نہ ہوتا تو وہ کافر ہوگا اور اگر اس کی مراد اس نبی کی توہین اور اپنے کسی بغض کا اظہار ہے تو وہ کافر ہو جائے گا۔

ایک شخص نے کسی کے سامنے کہا کہ "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فلاں چیز مثلاً کدو کو بہت پسند فرماتے تھے" اگر سننے والے نے جواب میں کہا کہ "میں اس کو پسند نہیں کرتا" تو یہ کفر ہے، حضرت امام ابو یوسف سے بھی یہی منقول ہے لیکن بعض متاخرین علماء فرماتے ہیں کہ اگر اس نے یہ بات کہ "میں اس کو پسند نہیں کرتا" بطور اہانت کہی ہے تو وہ کافر ہو جائے گا ورنہ کافر نہیں ہوگا۔

اگر کسی شخص نے یہ کہا کہ "حضرت آدم علیہ السلام نے کپڑا بنا تھا اس لئے ہم سب جولا ہے زادے ہیں" یہ کفر ہے۔ ایک شخص نے کسی کے سامنے کہا کہ "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کھانا کھاتے تھے تو اپنی تینوں انگلیاں چاٹ لیتے تھے" اگر سننے والے نے یہ کہا "یہ کوئی اچھی چیز نہیں ہے" تو وہ کافر ہو گیا۔ جس شخص نے یہ کہا کہ "گنواروں میں عجیب رواج ہے کہ کھانا کھاتے ہیں اور ہاتھ نہیں دھوتے" تو اگر اس نے یہ بات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل کی حقارت کے پیش نظر کہی ہے تو وہ کافر ہو گیا اسی طرح جس شخص نے یہ کہا کہ "موچھیں پست (ہلکی) کرنے اور عمامہ (کا سرا یعنی شملہ) گلے کے نیچے تک لٹکانے کا نہ معلوم کیسا رواج ہے؟" تو اگر اس نے یہ بات رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر طنز کے طور پر کہی تو وہ کافر ہو گیا۔

ایک شخص نے کوئی بات کہی اس پر دوسرے نے اس سے کہا کہ "جھوٹ کہتا ہے اگرچہ ساری بات پیغمبرانہ ہے" اس کہنے سے اس پر کفر لازم ہو جائے گا ایسے ہی اگر یہ کہا کہ میں اس کی بات نہیں مانوں گا اگرچہ اس کی ساری بات پیغمبرانہ ہے تو اس سے بھی

کفر لازم آئے گا۔

ایک شخص نے اپنے غلام کو مارنے پیٹنے کا ارادہ کیا، اس سے دوسرے نے کہا کہ اسے مت مارو، اس نے کہا کہ تم تو تم اگر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بھی کہیں تو بھی نہیں چھوڑ سکتا، یا یہ کہا کہ اگر آسمان سے آواز آئے کہ "اس کو مت مارو" تو بھی میں نہیں چھوڑ سکتا، ماروں گا۔ یہ کہنے سے اس پر کفر لازم آئے گا۔ کسی نے احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث پڑھی جس کو سن کر ایک شخص نے کہا کہ "ہمہ روز خلشہا خواند "یعنی ہر روز الجھن کی چیز پڑھتا ہے تو اگر چہ اس نے اس کی نسبت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نہ کی ہو بلکہ پڑھنے والے کی طرف کی ہو لیکن وہ کافر ہو جائے گا بشرطیکہ اس حدیث کا تعلق احکام شریعت میں سے کسی حکم کے ساتھ ہو یا دین کے ساتھ ہو اور اگر وہ ایسی حدیث تھی کہ جس کا تعلق دین وشریعت سے نہیں تھا تو اس کی تکفیر نہیں ہوگی اور اس کے قول کو اس پر محمول کیا جائے گا کہ وہ اس کا پڑھنا غیر اولی بتا رہا تھا۔

اگر کسی نے کہا "بحرمت جوانک عربی "اور اس جملہ سے اس کی مراد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تھے تو اس کی تکفیر کی جائے گی کسی نے کہا کہ "نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک وقت پیغمبر تھے۔ اور ایک وقت ایسا تھا کہ پیغمبر نہ تھے "یا اس طرح کہا کہ "میں نہیں جانتا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں مؤمن ہیں یا کافر "تو یہ کہنے سے کافر ہو جائے گا۔

کسی نے اپنی بیوی سے کہا کہ "خلاف بات نہ کہو "اس عورت نے کہا کہ "پیغمبروں نے خلاف کہا ہے "تو اس کا یہ کہنا کفر ہے توبہ کرے اور پھر نکاح کی تجدید کرے! کسی نے کسی سے کہا کہ مجھے تیرا دیکھنا گویا ملک الموت کا دیکھنا معلوم ہوتا ہے، تو اس کا ایسا کہنا بہت بڑی غلطی ہے اور اس کے کفر میں مشائخ کا اختلاف ہے۔ بعضوں نے کہا کہ کافر ہو جائے گا اور اکثر علماء کہتے ہیں کہ اس کہنے سے وہ کافر نہیں ہوگا۔

اور فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے کہ بعضوں نے یہ کہا ہے کہ اگر اس نے یہ جملہ ملک الموت سے عداوت کی بنیاد پر کہا تو وہ کافر ہو جائے گا اور اگر موت سے ناگواری کی بنا پر کہا ہے تو کافر نہیں ہوگا اور اگر یہ کہا کہ فلاں کے منہ کو ملک الموت کی طرح دشمن سمجھتا ہوں تو اکثر مشائخ کا کہنا ہے کہ اس کی وجہ سے وہ کافر ہو جائے گا، کسی نے کہا کہ میں فلاں کی گواہی نہیں سنتا خواہ جبرائیل ومیکائیل ہو تو اس صورت میں اس کی تکفیر کی جائے گا۔

اگر کسی نے فرشتوں میں سے کسی فرشتے کو عیب لگایا تو اس کی تکفیر کی جائے گا، اگر کوئی کہے کہ میں فرشتہ ہوں تو اس کہنے سے وہ کافر نہیں ہوتا اور اگر یہ کہے کہ میں نبی ہوں تو اس کہنے سے وہ کافر ہو جائے گا۔

ایک شخص نے ایک عورت سے بغیر کسی شخص کی موجودگی کے نکاح کیا اور کہا کہ میں نے اللہ اور رسول کو گواہ بنایا، یا یہ کہا کہ اللہ اور فرشتہ کو گواہ بنایا تو اس صورت میں وہ کافر ہو جائے گا اور اگر کہا کہ دائیں اور بائیں والے فرشتوں کو گواہ بنایا تو اس صورت میں کافر نہ ہوگا۔

وہ موجبات کفر جن کا تعلق قرآن پاک سے ہے

وہ موجبات کفر جن کا تعلق قرآن پاک سے ہے اگر کسی نے کہا کہ قرآن مخلوق ہے تو وہ کافر ہو جائے گا، اسی طرح اگر کسی نے کسی آیت قرآنی کا انکار کیا یا اس کے ساتھ ٹھٹھا مخول کیا، یا عیب لگایا تو ان صورتوں میں وہ کافر ہو جائے گا۔ کسی نے دف کی تھاپ

پر یا بانسری کی لے پر قرآن پڑھا تو اس نے کفر کیا، ایک شخص قرآن پڑھ رہا تھا دوسرے نے سن کر کہا کہ "یہ کیا طوفان کی آواز ہے" تو اس کا یہ کہنا کفر ہے۔

اور اگر کسی نے کہا کہ میں نے بہت قرآن پڑھا اور مجھ سے گناہ معاف نہیں کیا گیا تو اس کہنے سے وہ کافر ہو گیا۔ کسی نے کسی سے کہا کہ تو نے آیت (قل ھو اللہ) کی کھال کھینچ لی، یا یہ کہا کہ تو نے آیت (الم نشرح) کا گریبان پکڑ لیا، یا اس شخص سے جو کسی بیمار کے پاس سورت یٰسین پڑھ رہا تھا کہا "یٰسین مردہ کے منہ میں مت رکھو" یا کسی سے کہا: اے آیت (انا اعطینک الکوثر) سے بھی زیادہ کوتاہ۔ یا ایک شخص قرآن پڑھ رہا تھا اور اس کو کوئی کلمہ یاد نہیں آ رہا تھا اس سے کہا آیت (والتفت الساق بالساق) یا کسی کے پاس بھرا ہوا پیالہ لایا اور کہا آیت (کاسا دھاقا) یا کسی سے مذاق کے طور پر کہا آیت (فکانت سرابا) یا ناپ تول کے وقت مذاق کے پر کہا آیت (واذا کالوھم اووزنوھم یخسرون) یا کسی سے یہ کہا کہ تو نے (الم نشرح) کی پگڑی باندھ لی ہے اور اس کی مراد یہ تھی کہ تو نے علم کا اظہار کیا ہے یا کسی نے کسی جگہ کے لوگوں کو جمع کیا اور کہا (فجمعنا ھم جمیعا) یا یہ کہا آیت (وحشرنا ھم فلم نغادر منھم احدا) یا کسی سے کہا کہ تو (والنازعات نزعا) کیونکر پڑھتا ہے نون کے پیش کے ساتھ یا اسے زیر دے کر مراد اس کی طنز کرنا تھی، یا کسی گنجے شخص سے میں تو تجھ کو اس لئے بڑا کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے (کلا بل ران) یا کسی سے کہا گیا کہ نماز پڑھنے چلو یا جماعت کی نماز میں چلو، اس نے جواب میں کہا کہ میں تنہا پڑھتا ہوں اللہ تعالیٰ کا قول ہے (ان الصلوۃ تنھا) تو ان تمام صورتوں میں کافر ہوگا۔ ایک شخص نے کسی سے کہا کہ تو نے ایسا گھر پاک صاف کیا ہے کہ جیسے (والسماء والطارق) تو بعضوں نے کہا کہ اس کہنے سے وہ کافر ہو جائے گا اور امام ابو بکر اسحاق نے کہا کہ یہ کہنے والا اگر جاہل ہے تو کافر نہیں ہوگا اور اگر وہ عالم ہے تو کافر ہوگا۔

اور اگر کسی نے کہا (قاعا صفصفا) ہو گیا ہے تو اس جملہ میں بڑا خطرہ ہے کہ وہ کافر ہو جائے، یا دیگ میں کچھ لگا رہ گیا اس وقت کہا (والباقیات الصالحات) تو یہ بھی بڑے خطرے کی چیز ہے۔ اور جب کسی نے یہ کہا کہ قرآن عجمی ہے تو وہ کافر ہو گیا اور اگر یہ کہا کہ قرآن میں ایک کلمہ عجمی ہے تو اسے کافر کہنے میں عجلت نہ کرنی چاہئے یہ قابل غور ہے، کسی سے کسی نے کہا تو قرآن پاک کیوں نہیں پڑھتا ہے، اس نے جواب میں کہا کہ میں قرآن سے بیزار ہو چکا تو اس کی تکفیر کی جائے گی۔

ایک شخص کو قرآن پاک کی کوئی ایسی سورت یاد ہے جسے وہ بکثرت پڑھتا رہتا ہے، دوسرے نے اس پڑھنے والے سے کہا کہ تو نے اس سورت کو کمزور دزبوں پا لیا ہے تو وہ اس کہنے سے کافر ہو جائے گا، اگر کسی نے قرآن پاک کو مثلاً فارسی میں نظم کیا، تو اس کو قتل کیا جائے گا اس لئے کہ وہ کافر ہو گیا۔

وہ موجبات کفر جن کا تعلق نماز روزہ اور زکوۃ سے ہے

وہ موجبات کفر جن کا تعلق نماز روزہ اور زکوۃ سے ہے کسی نے کسی بیمار سے کہا کہ تو نماز پڑھ لے اس نے اس کے جواب میں کہا اللہ کی قسم میں کبھی نماز نہیں پڑھوں گا اور اس نے پھر کبھی نماز پڑھی بھی نہیں یہاں تک کہ مر گیا تو وہ کافر کہا جائے گا۔

اور اگر صرف یہ کہا کہ نہیں پڑھوں گا تو اس کے اس کہنے میں چار احتمال ہیں۔ (۱) ایک تو یہ کہ نماز نہیں پڑھتا اس لئے کہ پڑھ چکا۔ (۲) دوسرے یہ کہ نماز نہیں پڑھتا یعنی تیرے حکم سے نہیں پڑھتا اس لئے تجھ سے جو بہتر ہے وہ حکم کر چکا ہے۔ (۳) تیسرے یہ

کہ نہیں پڑھتا یعنی بے باکی اور فسق کے طور پر کہا، ان تینوں صورتوں میں وہ کافر نہیں ہوگا۔ (۴) چوتھے یہ کہ نماز نہیں پڑھتا اس لیے کہ مجھ پر نماز واجب نہیں ہے اور نہ مجھے اس کا حکم دیا گیا ہے، اس چوتھی صورت میں وہ کافر ہو جائے گا۔

اور اگر اس نے جواب میں مطلقاً یہ کہا کہ میں نماز نہیں پڑھتا تو وہ ان وجوہ کی وجہ سے کافر نہیں ہوگا۔ کسی نے کہا نماز پڑھ لے اس نے جواب میں کہا کہ میں پاگل ہوں جو نماز پڑھوں اور اپنے اوپر کام بڑھاؤں یا اس طرح کی مدت گزری کہ میں نے نہیں کی، یا یہ کہا کہ وہ کام کون آخر تک پورا کر سکتا ہے، یا یہ کہ عقل مند کو ایسے کام میں نہ پڑنا چاہئے جس کو آخر تک نباہ نہ سکے، یا یہ کہ میرے واسطے اور لوگ کر لیتے ہیں یا یہ کہا کہ نماز پڑھنے سے مجھے کوئی سرفرازی نہیں مل جاتی ہے، یا یہ کہ تو نے نماز پڑھ لی تو کیا بلندی حاصل کر لی، یا کہا کہ میں نماز کس لئے پڑھوں میرے ماں باپ تو مر چکے ہیں، یا کہا کہ نماز پڑھنی نہ پڑھنی دونوں برابر ہے، یا کہا کہ اس قدر نماز پڑھ چکا کہ دل اکتا گیا، یا کہا کہ نماز ایسی چیز نہیں ہے کہ وہ باقی رہے گی تو سڑ جائے گی۔ یہ تمام جوابات کفر ہیں۔

اسی طرح ایک شخص نے کسی سے کہا کہ آ و فلاں کام کے لئے نماز پڑھیں، اس نے کہا میں نے بہت نماز پڑھی میری تو حاجت پوری نہیں ہوئی اور جواب میں یہ بات بطور طنز واستخفاف کہی تو اس سے وہ کافر ہو جائے گا، ایک فاسق نمازیوں کو مخاطب کر کے کہے آؤ مسلمانی دیکھو اور اس کے بعد وہ فسق کی مجلس کی طرف اشارہ کرے تو وہ کافر ہو جائے گا۔

اور اگر کسی نے کہا کہ بے نماز ہونا کیا ہی بہتر ہے تو وہ اس کہنے سے کافر ہو جائے گا، ایک شخص نے کسی سے کہا کہ نماز پڑھو تاکہ تمہیں بندگی کا مٹھاس حاصل ہو، یا فارسی میں کہے نماز بخوان تا حلاوت نماز یابی۔ اس کے جواب میں اس نے کہا کہ "تو مکن تا حلاوت بے نمازی بہ بینی" یعنی تم نماز نہ پڑھو تا کہ نماز نہ پڑھنے کی لذت محسوس کر سکو تو اس کہنے سے وہ کافر ہو جائے گا۔ غلام سے کسی نے کہا کہ نماز پڑھ اس نے کہا میں نہیں پڑھتا اس لئے کہ اس کا ثواب میرے آقا کو حاصل ہوگا وہ اس کہنے سے کافر ہو جائے گا۔

ایک شخص سے کسی نے کہا کہ نماز پڑھ لے اس نے جواب میں کہا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے مال میں نقصان دیا لہٰذا میں اس کے حق میں نقصان کروں گا تو یہ جواب کفر ہے۔

ایک شخص نے صرف رمضان میں نماز پڑھتا ہے پھر بعد میں نہیں پڑھتا اور کہتا ہے کہ یہی بہت ہے، یا کہتا ہے یہی بہت زیادہ ہوگی اس لئے کہ رمضان کی ہر نماز ستر نمازوں کے برابر ہے تو وہ اس کہنے سے کافر ہو جائے گا، کوئی جان بوجھ کر قبلہ کے سوا کسی اور طرف منہ کر کے نماز پڑھے مگر اتفاق سے وہ قبلہ نکل گیا تو امام اعظم فرماتے ہیں کہ وہ کافر ہو گیا اور اسی پر فقیہ ابواللیث نے فتویٰ دیا ہے۔

اسی طرح اگر کوئی نماز بغیر وضو پڑھے یا ناپاک کپڑوں میں پڑھے تو کافر ہو جائے گا اور اگر کوئی جان بوجھ کر اس طرح نماز پڑھا کرتا ہے تو وہ بھی کافر ہے، ایک شخص کو قبلہ کا پتہ نہیں چلا اس نے تحری کی یعنی نماز پڑھی، امام ابوحنیفہ ایسے شخص کے بارے میں فرماتے ہیں کہ میں اس کے حق میں کفر کا خوف رکھتا ہوں اس لئے کہ اس نے قبلہ سے اعراض کیا اور دوسرے مشائخ کا اس کے کفر

میں اختلاف ہے شمس الائمہ حلوائی فرماتے ہیں کہ جب اس نے قبلہ چھوڑ کر بطور استہزاء واہانت دوسری طرف نماز پڑھی تو بے شبہ یہ سب کہ وہ کافر ہو جائے گا۔ اور اگر کوئی ایسی صورت میں کسی وجہ سے مبتلا ہو گیا مثلاً چند لوگوں کے ساتھ نماز پڑھ رہا تھا کہ اسے حدث ہو گیا اور شرم کی وجہ سے اس نے سوچا کہ ظاہر نہ ہونے پائے چنانچہ چھپانے کے لئے بغیر وضو نماز پڑھتا رہا یا دشمن کے پاس تھا اور کھڑے ہو کر اس حالت میں نماز پڑھی کہ وہ پاک نہ تھا۔

بعض مشائخ نے یہ کہا ہے کہ اس صورت میں وہ کافر نہیں ہوگا اس لئے کہ اس نے استہزاء کے طور پر نہیں کیا ہے لیکن اگر کوئی ضرورت یا حیاء کی وجہ سے ایسی صورت میں مبتلا ہو جائے تو اس کو چاہئے کہ اپنے اس قیام سے نماز کے قیام کا ارادہ نہ کرے اور نہ کچھ پڑھے اور جب ان کے ساتھ رکوع میں جائے تو وہ رکوع کا قصد نہ کرے اور نہ تسبیح پڑھے تاکہ وہ کسی کے نزدیک کافر نہ ہونے پائے اور ناپاک کپڑوں میں نماز پڑھنے سے بعض علماء کہتے ہیں کہ کافر نہیں ہوتا۔

کسی نے کہا کہ نماز فرض ہے لیکن رکوع سجدہ فرض نہیں تو اس کہنے سے کافر نہ ہوگا، اس لئے اس کو تاویل کی گنجائش ہے کہ نماز سے میری مراد جنازہ کی نماز تھی جس میں رکوع سجدے فرض نہیں ہیں۔

اگر کوئی رکوع اور سجدوں کی فرضیت کا بالکلیہ انکار کرے گا تو وہ کافر ہو جائے گا حتیٰ کہ اگر صرف دوسرے سجدے کی فرضیت کا بھی انکار کرے گا تو وہ کافر ہوگا اس لئے کہ اس نے اجماع اور تواتر کا رد کیا۔ کسی نے کہا کہ اگر کعبہ مکرمہ قبلہ نہ ہوتا اور اس کی جگہ بیت المقدس قبلہ ہوتا تو بھی میں کعبہ ہی طرف رخ کر کے نماز پڑھتا اور بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نہ پڑھتا، یا اس طرح کہا کہ اگر فلاں قبلہ ہوتا تو اس کی طرف میں منہ نہ کرتا، یا یوں کہا کہ اگر فلاں جانب کعبہ ہوتا تو میں اس طرف منہ نہ کرتا، یا یہ کہا کہ قبلے دو ہیں ایک کعبہ، دوسرا بیت المقدس، تو ان تمام صورتوں میں وہ کافر ہو جائے گا۔

ابراہیم بن یوسف نے کہا ہے کہ اگر کسی نے دکھلانے کے لئے نماز پڑھی تو اس کو ثواب نہیں ملے گا بلکہ اس کے نامہ اعمال میں گناہ لکھا جائے گا۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ اس سے کافر ہو جاتا ہے اور بعضوں نے کہا کہ اس صورت میں اس پر نہ گناہ ہے اور نہ اس کے لئے ثواب ہی ہے اور وہ اس شخص کی طرح ہے جس نے نماز نہیں پڑھی۔ ایک شخص کسی کافر کے پاس آیا اور ایک دو وقت کی نماز چھوڑ دی نہیں پڑھی، اگر اس نے ایسا اس کافر کی تعظیم کی وجہ سے کیا ہے تو کافر ہوگا اور اس پر ان نمازوں کی قضا نہیں ہے اور اگر ایسا فسق وفجور کی وجہ سے کیا ہے تو کافر نہ ہوگا اور اس کو ان نمازوں کی قضاء کرنی ہوگی۔

ایک شخص نے دار السلام میں اسلام قبول کیا ایک ماہ کے بعد اس سے پنج وقتہ نماز کے متعلق سوال کیا گیا، اس نے جواب میں کہا کہ مجھے معلوم نہیں کہ وہ مجھ پر فرض ہے تو اس سے وہ کافر ہو جائے گا، ہاں اگر وہ نومسلموں میں رہتا ہے تو کافر نہ ہوگا۔ اگر کوئی مؤذن سے اذان دیتے وقت کہے کہ تو نے جھوٹ کہا تو وہ کافر ہو جائے گا، اگر کوئی اذان سن کر یہ کہے کہ گھنٹے کی آواز ہے تو وہ کافر ہے ایک شخص سے کہا گیا تم زکوۃ ادا کرو، اس نے یہ سن کر کہا کہ میں ادا نہیں کرتا تو وہ اس کہنے سے کافر ہو جائے گا۔

بعض حضرات علماء نے کہا کہ مطلقاً اس جواب سے کافر ہو جائے گا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ احوال ظاہرہ میں اس جواب سے کافر ہوگا لیکن احوال باطنہ میں اس جواب سے کافر نہ ہوگا اور مناسب یہ ہے کہ یہاں بھی نماز کی طرح چار احتمال ہونے چاہئیں اور تین

صورتوں میں کافر نہ ہوگا اور ایک صورت میں کافر ہو جائے گا۔

اگر کوئی کہے کہ کاش رمضان فرض نہ ہوتا تو اس سلسلے میں علماء کا اختلاف ہے اور صحیح یہ ہے کہ یہ کہنے والے کی نیت پر موقوف ہوگا۔ اگر اس نیت سے یہ کہا کہ رمضان کے حقوق اس سے ادا نہیں ہو سکتے تو کافر نہ ہوگا، اگر کوئی رمضان آتے وقت یہ کہے کہ بھاری مہینہ یا بھاری مہمان آیا ہے تو کافر ہوگا، جب رجب کا مہینہ آیا اور کسی نے کہا کہ اس کے بعد خرابی میں مبتلا ہوں گے تو اگر اس نے یہ محترم مہینوں کے لئے حقارت کے طور پر کہا ہے تو کافر ہوگا۔

اور اگر اپنے نفس پر گرانی کو ظاہر کرنے کے لئے کہا ہے تو کافر نہ ہوگا اور اس سے پہلے مسئلہ میں بھی جواب اسی تفصیل کے ساتھ ہونا چاہئے۔ ایک شخص نے کہا کہ "رمضان کا روزہ جلد گزر جائے" تو بعض کہتے ہیں کہ اس کہنے سے کافر ہو جائے گا اور بعض کہتے ہیں کہ کافر نہیں ہوگا اور اگر کوئی کہے کہ چنداز یں روزہ کہ مرادل بہ گرفت یعنی اتنے روزے کب تک؟ میرا تو اس سے دل اکتا گیا تو اس کا یہ کہنا کفر ہے۔

اور اسی طرح کوئی کہے کہ "اللہ تعالیٰ نے طاعات کو فرض نہ کرتا تو ہمارے لئے عذاب بنا دیا ہے" اس جملہ کی اگر تاویل کرے تو کافر نہ ہوگا، یا اسی طرح یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ اگر ان طاعات کو فرض نہ کرتا تو ہمارے لئے بہتر ہوتا، اگر اس جملہ کی کوئی تاویل کرے تو کافر نہ ہوگا۔ کوئی کہے کہ "نماز میرے لائق نہیں ہے" یا "حلال میرے مناسب نہیں ہے" یا یہ کہا کہ "کس لئے نماز پڑھوں بیوی بچے تو میں رکھتا ہی نہیں" یا اس طرح کہا کہ "نماز کو میں نے طاق پر رکھ دیا" تو اس ان تمام صورتوں میں کافر ہو جائے گا۔

وہ موجبات کفر جن کا تعلق علم اور علماء سے ہے

وہ موجبات کفر جن کا تعلق علم اور علماء سے ہے اگر کوئی بغیر کسی ظاہر سبب کے کسی عالم دین سے بغض رکھے تو اس کے کافر ہو جانے کا بھی خوف ہے اور اس پر بھی کفر کا خوف ہے جو کسی عالم یا فقیہ کو بغیر سبب برا کہے اور وہ کافر ہو جاتا ہے جو کسی کو اس طرح کہے کہ "تیرے علم کے مقعد میں گدھے کا ذکر" اور اس علم سے اس کی مراد علم دین ہو۔

ایک جاہل نے علم سیکھنے والے کو اس طرح کہا کہ "یہ جو کچھ سیکھتے ہیں وہ کہانیاں اور داستانیں ہیں" یا یہ کہا کہ یہ سب فریب ہے یا یہ کہا کہ میں علم حیلہ کا منکر ہوں۔ واضح رہے کہ یہ سب جملے کفریہ ہیں۔ ایک اونچی جگہ پر بیٹھ جائے اور پھر لوگ اس سے بطور مذاق اور استہزاء مسائل پوچھنے لگیں اور اس کے بعد اس کو تکیوں سے مارنے لگیں اور سب ہنسنے لگیں تو وہ سب اس فعل کی وجہ سے کافر ہو جاتے ہیں۔

اسی طرح اگر کوئی علم کی مجلس میں واپس آ رہا تھا اس کو کسی نے کہا کہ تو بت خانہ سے آ رہا ہے تو وہ اس کی وجہ سے کافر ہو جاتا ہے، یا اسی طرح یہ کہا کہ مجھے علم کی مجلس سے کیا کام، یا یہ کہا کون شخص ان چیزوں کے ادا کرنے پر قدرت رکھتا ہے جو علماء کہتے ہیں تو وہ کافر ہوگا۔ اگر کوئی کہے کہ علم کو کاسہ اور کیسہ میں نہیں رکھ سکتے یعنی یہ علم نہ کھانے کے پیالہ میں رکھنے کے لائق ہے اور نہ روپے کی تھیلی میں اور ضرورت انہی دونوں کی ہے، یا یہ کہا کہ علم کا کیا کروں گا مجھے جیب میں چاندی چاہئے تو اس کہنے سے وہ کافر ہو جائے گا۔

اگر کوئی کہے کہ مجھے بال بچوں کی اتنی مصروفیات ہے کہ علم کی مجلس میں نہیں پہنچ سکتا اور اس نے اس سے علم کی اہانت کا ارادہ کیا ہے، بھی کفر کا خطرہ ہے۔ کوئی عالم فقیہ، علم کا تذکرہ کررہا تھا یا کوئی صحیح حدیث بیان کررہا تھا کسی نے اسے سن کر کہا کہ یہ کچھ نہیں ہے اور اسے رد کر دیا یا کہا کہ یہ بات کیا کام آوے گی روپیہ چاہئے، کہ آج اسی کو عظمت حاصل ہے علم کیا کام آتا ہے، تو یہ کفر ہے۔ اگر کسی نے کہا کہ دانشمندی سے بہتر فساد برپا کرنا ہے تو یہ کفر ہے، کوئی عورت جس کا شوہر عالم ہو اگر یوں کہے کہ عالم شوہر کے اوپر لعنت ہو تو وہ کافر ہو جائے گی۔

کسی نے کہا کہ عالموں کا فعل وہی ہے جیسے کافروں کا تو وہ اس کہنے سے اس وقت کافر ہو جائے گا جب تمام افعال میں برابری ظاہر کرے کہ اس طرح حق و باطل میں اس نے برابری کو ظاہر کیا۔

ایک شخص کا کسی فقیہ سے کسی بات میں جھگڑا ہو گیا، اس فقیہ نے اس کو کوئی شرعی وجہ بیان کی، اسے سن کر جھگڑنے والے نے کہا یہ عالمانہ پن نہ کر، یہاں کچھ نہیں چل سکتی، تو ایسے شخص پر کفر کا خوف ہے، اگر کسی نے فقیہ سے کہا "اے دانشمندک" "یا علویک" تو اس سے کافر نہ ہوگا اگر اس کی نیت اہانت دین کی نہیں ہے۔

ایک واقعہ نقل کیا گیا ہے کہ ایک فقیہ عالم نے اپنی کتاب ایک دکاندار کی دکان میں رکھ دی اور کسی کام سے چلا گیا پھر جب وہ دکان سے گزرا تو دکاندار نے اس کو مخاطب کر کے کہا کہ تم بسولہ بھول گئے، فقیہ نے کہا تیری دکان میں میری کتاب ہے بسولہ نہیں، دکاندار نے کہا کہ بڑھئی بسولہ سے لکڑی کاٹتا ہے اور تم کتاب سے لوگوں کی گردن کاٹتے ہو۔

فقیہ نے شیخ امام ابوبکر محمد بن فضل سے اس واقعہ کا شکوہ کیا۔ انہوں نے اس شخص کے قتل کا حکم کیا۔ ایک شخص نے بیوی پر غصہ کیا اور کہا کہ تو اللہ کی اطاعت کر اور ساتھ ہی گناہ سے منع کیا، بیوی نے جواب میں کہا میں اللہ اور علم کیا جانوں میں نے اپنے کو دوزخ میں رکھ چھوڑا ہے تو وہ اس کی وجہ سے کافر ہو گئی۔

ایک شخص سے کہا گیا کہ علم دین کے طلب کرنے والے فرشتوں کے بازوؤں پر چلتے ہیں، اس نے کہا یہ جھوٹ ہے تو وہ کافر ہو جائے گا۔ اگر کوئی کہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قیاس صحیح نہیں تو وہ کافر ہو جائے گا ہو جائے گا اس لئے کہ اس نے مطلقاً قیاس کی صحت کا انکار کیا کسی نے کہا کہ ثرید پلاؤ کا پیالہ علم سے بہتر ہے تو وہ کافر ہو جائے گا۔ اور کہا کہ پلاؤ کا پیالہ اللہ سے بہتر ہے تو وہ کافر نہ ہوگا۔ یہ اس وجہ سے کہ "اللہ سے" کا مطلب "اللہ کی طرف سے" ہو سکتا ہے اور علم میں یہ تاویل نہیں ہو سکتی۔

ایک شخص نے اپنے دشمن سے کہا کہ "میرے ساتھ شریعت کی طرف چلو" اس نے کہا کہ کوئی سپاہی بلاؤ تو چلوں بے جبر و اکراہ نہیں جا سکتا تو وہ اس کہنے سے کافر ہو جائے گا کیونکہ اس نے شریعت کا مقابلہ کیا اور اگر اس نے یہ کہا کہ میرے ساتھ قاضی کے پاس چل اور اس نے یہی جواب دیا تو کافر نہ ہوگا۔

اور اگر اس نے یہ کہا کہ میرے ساتھ شریعت اور حیلہ مفید نہیں ہوگا، یا یہ کہا کہ "یہ پیش نہ جاویں گے۔ یا یہ کہا کہ میرے لئے کھجور کا حلوہ ہے شریعت کیا کروں گا، یہ ساری صورتیں کفر کی ہیں اور اگر یہ کہا کہ "جس وقت تو نے چاندی لی تھی اس وقت شریعت اور قاضی کہاں تھا" اس کی وجہ سے کافر ہو جائے گا۔

اور علماء متاخرین میں سے بعض نے کہا کہ اگر اس نے قاضی سے شہر کے قاضی کو مراد لیا ہے، تو کافر نہ ہوگا۔ کسی شخص سے کہا گیا کہ "اس بارے میں شریعت کا حکم یہ ہے" اس نے جواب دیا کہ "میں رسم پر عمل کرتا ہوں نہ کہ شریعت پر" تو اس کہنے سے بعض کے نزدیک کافر ہو جائے گا، ایک شخص نے اپنی بیوی سے کہا کہ "تو کیا کہتی ہے شریعت کا کیا حکم ہے" بیوی نے بلند آواز سے ڈکار لی اور کہا "اینک شرع را" تو وہ کافر ہو جائے گی۔ اور اس کا نکاح جاتا رہے گا۔

ایک شخص نے اپنے مخالف کے سامنے ائمہ کا فتویٰ پیش کیا، اس نے اس فتویٰ کو رد کر دیا اور کہا "یہ فتووں کا انبار تو کیا لایا ہے؟" بعضوں نے کہا کہ وہ کافر ہو جائے گا اس لئے اس نے شریعت کا حکم رد کر دیا۔ اسی طرح اگر اس فتویٰ کے بارے میں کچھ نہ کہا مگر فتویٰ لے کر زمین پر ڈال دیا اور کہا "یہ کیا شریعت ہے؟" تو بھی کافر ہو جائے گا۔

ایک شخص نے ایک عالم سے اپنی بیوی کے متعلق کا مسئلہ دریافت کیا، اس نے جواب دیا کہ تمہاری بیوی پر طلاق واقع ہو گئی پوچھنے والے نے کہا "میں طلاق ملاق کو کیا جانوں ماں بچے گھر میں ہونے چاہئیں" تو وہ اس کہنے سے کافر ہو جائے گا۔

دو شخصوں میں جھگڑا ہوا، اس میں سے ایک دوسرے کے پاس علماء کا فتویٰ لے کر آیا اس نے کہا "ایسا نہیں جیسا کہ فتویٰ دیا" یا یہ کہا کہ میں اس پر عمل نہیں کرتا تو اس کو تعزیزاً (سزا) دی جائے گی۔

وہ موجبات کفر جن کا تعلق حلال وحرام اور فاسق وفاجر وغیرہ کے کلام سے ہے

وہ موجبات کفر جن کا تعلق حلال وحرام اور فاسق وفاجر وغیرہ کے کلام سے ہے جو کوئی حلال کے حرام ہونے کا یا حرام کے حلال ہونے کا اعتقاد رکھے گا تو وہ کافر ہو جائے گا۔ لیکن اگر کوئی حرام وحلال اس لئے بتائے کہ یہ سامان رائج ہو جائے یا ایسا جہالت کی وجہ سے کیا تو وہ کافر نہ ہوگا، لیکن یہ اس صورت میں ہے کہ وہ حرام حرام لعینہ ہو اور وہ اس کے حلال ہونے کا عقیدہ رکھے تب کافر ہوگا اور اگر حرام، حرام لغیرہ ہو اور اس کو حلال بتائے تو کافر نہ ہوگا اور اس حرام لعینہ کو حلال سمجھنے میں کافر ہوگا جب اس کی لعینہ حرام کی حرمت دلیل قطعی سے ثابت ہو، لیکن اگر حرام لعینہ کی حرمت خبر احاد سے ثابت ہوگی تو اس کے حلال کا عقیدہ رکھنے میں کافر نہ ہوگا۔ ایک شخص سے کہا گیا کہ ایک حلال تم کو زیادہ پسند ہے یا دو حرام، اس نے کہا دونوں میں سے جو جلد پہنچ جائے، تو اس کے بارے میں کفر کا خوف ہے، اسی طرح اس وقت بھی خوف کفر ہے جب کہے کہ ہمیں مال چاہئے خواہ حلال ہو خواہ حرام ہو اور اگر یہ کہا کہ جب تک میں حرام پاؤں گا حلال کے پاس نہیں پھٹکوں گا تو اس کہنے سے کافر نہ ہوگا۔

اگر کوئی شخص حرام مال کسی فقیر کو ثواب کی نیت سے دے اور ثواب کی امید رکھے تو وہ کافر ہو جاتا ہے اور اگر فقیر کو یہ معلوم تھا کہ یہ مال حرام ہے اور کے باوجود اس نے وہ مال لے لیا اور دینے والے کو دعا دی اور اس دینے والے نے آمین کہی، تو وہ کافر ہوگا۔ ایک شخص سے کہا گیا کہ "حلال مال کھاؤ" اس نے کہا کہ "مجھے تو حرام مال بہت پیارا ہے" تو وہ کافر ہو جائے گا۔

اور اگر اس کے جواب میں یہ کہا کہ "اس دنیا میں کسی ایک حلال کھانے والے کو لاؤ تا کہ میں اسے سجدہ کروں" تو وہ اس کہنے سے کافر ہو جائے گا، کسی نے ایک شخص سے کہا کہ "حلال کھایا کرو" جواب میں اس نے کہا کہ "مجھے تو حرام چاہئے" تو وہ کافر ہو گیا۔

کسی فاسق کے لڑکے نے شراب پی۔ پھراس کے عزیز واقارب آ کر اس پر روپے نچھاور کرنے لگے تو وہ سب کافر ہو گئے اور اگر نچھاور نہیں کیا بلکہ کہا کہ "تمہیں مبارک ہو" تو بھی کافر ہو جائیں گے۔ اگر کسی نے کہا کہ شراب کی حرمت قرآن سے نہیں ثابت ہوتی تو وہ کافر ہو جائے گا۔

کسی نے شراب پینے والے سے کہا کہ قرآن سے شراب کی حرمت ثابت ہے پھر تو شراب کیوں پیتے ہو تو یہ کیوں نہیں کرتے؟ تو اس کے جواب میں شرابی نے کہا کہ "از شیر مادر شکید" یعنی کیا ماں کے دودھ سے صبر ہو سکتا ہے؟ تو وہ اس سے کافر نہیں ہوگا، اس وجہ سے کہ یا تو یہ استفہام ہے یا شراب اور دودھ میں شغف کے اندر برابری ظاہر کرتا ہے۔

اگر کوئی حالت حیض میں اپنی بیوی سے جماع (صحبت) کو حلال سمجھے گا تو وہ کافر ہو جائے گا۔ اسی طرح وہ بھی کافر سمجھا جائے گا جو اپنی بیوی سے اغلام (لواطت) کو جائز جانے اور نوادر میں امام محمد سے روایت ہے کہ ان دونوں صورتوں میں کافر نہیں ہوتا اور اس حکم کو صحیح قرار دیا گیا ہے۔

ایک شخص نے شراب پی اور پھر کہا کہ "جو شخص ہمارے اس کیف میں ہمارا شریک مسرت ہے اصل مسرت اسی کی ہے اور جو شخص ہمارے اس کیف ومسرت سے ناراض ہے وہ گھاٹے میں ہے" تو وہ کافر ہو گیا۔ اسی طرح وہ شراب پینے میں مشغول تھا تو اس نے کہا کہ مسلمان ہونے کو آشکارا کر رہا ہوں یا مسلمان ہونا ظاہر ہو رہا ہے تو اس سے کافر ہو جائے گا۔

اگر بدکار اور شرابی نے یہ کہا کہ اگر شراب کا کوئی قطرہ گر جائے گا۔ تو جبرائیل علیہ السلام اپنے پیروں سے اٹھائیں گے تو اس سے وہ کافر ہو جائے گا۔ ایک فاسق سے کسی نے کہا کہ تو ہر دن اس طرح صبح کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور مخلوق اللہ کو تکلیف دیتا ہے، اس نے کہا خوب کرتا ہوں تو وہ کافر ہو جائے گا۔ گناہوں کے متعلق کسی نے کہا کہ یہ بھی ایک مذہب ہے تو وہ اس کی وجہ سے کافر ہو جائے گا۔ محیط میں ایسا ہی ہے اور تجنیس ناطقی میں ہے کہ زیادہ صحیح یہ ہے کہ یہ کہنے والا کافر نہیں ہوتا۔

اسی طرح وہ بھی کافر ہوگا جو تسبیح وتہلیل کے وقت یہ جملے کہے۔ ایک شخص نے سبحان اللہ کہا، دوسرے نے کہا کہ تو نے سبحان اللہ کی رونق ختم کر دی، یا کہا کہ تو نے اس کی کھال ادھیڑ دی تو وہ کافر ہو جائے گا۔

کسی سے کہا گیا کہ تم لا الٰہ الا اللہ نہیں کہتا تو وہ کافر ہوگا اور بعضوں نے کہا کہ مطلقاً کافر ہو جائے گا اور اگر جواب میں یہ کہا کہ تو نے یہ کلمہ پڑھ کر کیا بلندی حاصل کر لی کہ میں کہوں، تو بھی کافر ہو جائے گا، ایک بادشاہ کو چھینک آئی، اس کی چھینک پر کسی نے کہا (یرحمک اللہ)۔ دوسرے نے یرحمک اللہ کہنے والے سے کہا کہ بادشاہ کے لئے اس طرح مت کہو تو یہ کہنے والا کافر ہو جائے گا۔

وہ موجبات کفر جن کا تعلق یوم قیامت اور قیامت سے متعلق چیزوں سے ہے

وہ موجبات کفر جن کا تعلق یوم قیامت اور قیامت سے متعلق چیزوں سے ہے جو کوئی قیامت یا جنت دوزخ یا میزان و پل صراط اور نامہ اعمال کا انکار کر دے تو وہ کافر ہو جائے گا، اسی طرح کوئی مرنے کے بعد پھر جی اٹھنے کا انکار کر دے تو وہ بھی کافر ہے۔ کوئی شخص یہ کہے "میں یہ نہیں جانتا کہ یہود و انصاری قیامت میں جب اٹھائے جائیں گے تو وہ آگ کے عذاب کے مبتلا کئے جائیں گے یا نہیں تو اس کہنے سے وہ کافر ہو جائے گا۔

اسی طرح وہ شخص بھی کافر ہو جاتا ہے جو جنت میں داخل ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ کے دیدار کا انکار کر دے۔ یا مرنے کے بعد عذاب قبر کا انکار کرے یا انسان کے حشر ونشر کا انکار کر لے، لیکن انسان کے علاوہ دوسری مخلوق کے حشر کا انکار کرنے والا کافر نہیں ہوتا۔ اسی طرح وہ بھی کافر نہیں ہوتا جو یہ کہے کہ عذاب اور ثواب کا تعلق صرف روح سے مخصوص ہے۔

ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ گناہ نہ کرو اس لئے کہ ایک دوسری دنیا بھی ہے جہاں حساب وکتاب ہوگا اس نے جواب دیا کہ اس دنیا کی کس کو خبر ہے تو وہ کافر ہو جائے گا۔ ایک شخص کا دوسرے کے ذمہ قرض باقی تھا، اس نے اس کو مخاطب کر کے کہا کہ اگر یہاں تم نہیں دیتے ہو تو قیامت میں تم سے وصول کر لوں گا اس نے جواب میں کہا جی ہاں قیامت قائم ہوگی؟ تو اگر اس نے قیامت کی توہین کے ارادہ سے ایسا کہا تو کافر ہو جائے گا۔

ایک شخص نے دوسرے پر ظلم وستم ڈھایا، اس پر مظلوم نے کہا آخر قیامت کا دن آنے والا ہے اس لئے ڈرو اس نے جواب میں کہا فلاں گدھا قیامت میں ہوگا تو اس سے کافر ہو جائے گا ایک شخص نے اپنے قرضدار سے کہا میرے روپے دنیا میں دے دے قیامت میں روپیہ نہ ہوگا اس نے کہا کہ اچھا دس روپے اور دیدو اس دنیا میں لے لینا یا میں تمہیں وہاں دے دوں گا تو وہ اس کہنے سے کافر ہو جائے گا کسی نے کہا کہ مجھے حشر سے کیا کام ہے، یا یہ کہا کہ میں قیامت سے نہیں ڈرتا تو وہ کافر ہو جائے گا۔

کسی نے اپنے دشمن سے کہا کہ میں اپنا حق تجھ سے قیامت میں وصول کر لوں گا اس نے کہا اس دن اس بھیڑ میں مجھے کہاں پائے گا؟ مشائخ کو اس کے کفر میں اختلاف ہے فقیہ اللیث کہتے ہیں کہ وہ اس کہنے سے کافر نہ ہوگا۔ کسی نے کہا اس دنیا میں سب اچھا رہنا چاہیے اس دنیا میں جو ہوگا سو ہوگا تو وہ کافر ہو جائے گا۔

ایک شخص سے کہا گیا کہ تم آخرت کے پیش نظر دنیا سے گریز کرو اس نے کہا کہ نقد چھوڑ کر ادھار پر کون بھروسہ کرے؟ تو وہ کافر ہو جائے گا۔ کسی نے کہا کہ جو اس دنیا میں بے عقل وخرد ہوگا وہ اس دنیا میں اس شخص کی طرح ہوگا جس کی تھیلی پھٹی ہوئی ہے یعنی ناکارہ ہوگا۔

امام ابوبکر محمد بن الفضل نے کہا کہ اگر اس سے اس کا منشا آخرت کے ساتھ تمسخر اور طنز ہے تو یہ باعث تکفیر ہوگا۔ کسی نے کسی سے کہا کہ میں تیرے ساتھ دوزخ میں جاؤں گا لیکن اندر نہیں آ سکتا تو وہ کافر ہو جائے گا۔ اگر کسی نے کہا کہ جب تک تم رضوان جنت کے لئے کچھ نہیں لے جاؤ گے تو وہ جنت کا دروازہ نہیں کھولے گا تو اس کہنے سے کافر ہو جائے گا

۔ کسی نے بھلائی کا حکم دینے والوں سے کہا کہ یہ کیا ہنگامہ مچا رکھا ہے اگر یہ انکار ورد کے طور پر کہا ہے تو اس کے کافر ہو جانے کا خوف ہے کسی نے ایک شخص سے کہا کہ فلاں کے گھر جا کر بھلی بات کا حکم کرو، جواب میں کہا کہ اس نے میرے ساتھ کیا کیا ہے یا مجھے اس کو اذیت دینے کی کیا وجہ ہے؟ یا کہا میں الگ تھلگ ہوں اس فضول کام سے کیا واسطہ؟ تو یہ سب کفریہ الفاظ ہیں۔

کسی نے ایک شخص سے تعزیت کرتے ہوئے کہا جو اس کی جان سے کم ہوا وہ تم پر زیادہ ہو تو اس سے بھی کفر کا خوف ہے۔ یا یہ کہ تم پر زیادہ کیا جائے تو یہ جہالت اور غلطی ہے یہ کہا کہ فلاں کی جان کم ہو کر تیری جان پر آ گیا، تو یہ بھی جہالت ہے اور اگر یہ کہا کہ وہ مر گیا لیکن اپنی جان تیرے سپرد کر گیا تو کافر ہو جائے گا۔

ایک شخص بیمار تھا وہ اچھا ہوا دوسرے نے اس سے کہا فلاں گدھا پھر بھیج دیا تو یہ بھی کفر ہے۔ایک شخص بیمار ہوا اور اس کی بیماری بہت بڑھ گئی اور اس نے طول کھینچا بیمار نے اکتا کر اللہ کو خطاب کر کے کہا کہ خواہ تو حالت اسلام پر موت دے یا حالت کفر پر تو یہ بھی باعث کفر ہے۔

موجبات کفر جن کا تعلق تلقین کفر وارتداد وغیرہ سے ہے

وہ موجبات کفر جن کا تعلق تلقین کفر وارتداد وغیرہ سے ہے جب کوئی کسی کو کلمہ کفر کی تلقین کرے گا تو وہ کافر ہو جائے گا۔خواہ یہ کھیل کود اور ہنسی مذاق ہی کے طور پر کیوں نہ ہو اسی طرح وہ بھی کافر ہو جائے گا جو کسی کی بیوی کو حکم دے کہ تو مرتد ہو جا اور اس طرح اپنے شوہر سے علیحدگی اختیار کر لے،امام اعظم اور امام ابو یوسف سے یہی روایت ہے ایک شخص نے کسی کو حکم دیا کہ تو کافر ہو جا تو حکم دینے والا کافر ہو جائے گا خواہ جس کو حکم دیا گیا ہے وہ کافر ہو یا نہ ہو۔

امام ابواللیث فرماتے ہیں کہ جس وقت کوئی شخص کسی کو کلمہ کفر کی تعلیم دے گا وہ کافر ہو جائے گا۔اسی طرح اگر کسی مرد یا عورت کو مرتد ہونے کا حکم دے گا تو بھی وہ کافر ہو گا۔

امام محمد فرماتے ہیں کہ ایک شخص کو مجبور کیا گیا کہ وہ کفر زبان سے نکالے ورنہ اس کے ساتھ ایسا ایسا کرے گا یعنی جان یا کسی عضو کے تلف کرنے کی دھمکی دی گئی اس نے خوف سے کلمہ کفر زبان سے کہدیا تو اس کی چند صورتیں ہوں گی اگر اس نے کلمہ کفر اس طرح زبان سے ادا کیا کہ اس کا دل ایمان پر بالکل مطمئن ہے دل میں کفر کا کھٹکا تک بھی نہیں گذرا صرف زبان سے کلمہ کفر سرزد ہوا ہے تو اس صورت میں نہ قضاء اس کی تکفیر کی جائے گی اور نہ وہ عند اللہ کافر ہوگا اور اگر کلمہ کفر زبان سے کہنے والا کہے کہ میں نے یہ سوچا تھا کہ اپنے بارے میں زمانہ ماضی میں کفر کی جھوٹی خبر دے کر چھٹکارا حاصل کرلوں میں نے مستقل کفر کا ارادہ نہیں کیا تھا تو اس صورت میں قضا یعنی قانوناً اس کے کفر کا فیصلہ دیا جائے گا اور قاضی اس میں اور اس کی بیوی میں تفریق کر دے گا۔

اور اگر وہ یہ کہے کہ کلمہ کفر کہتے وقت میرے دل میں یہ بات گذری کہ گذرے کہ زمانہ میں کفر کی جھوٹی خبر دے دوں لیکن زمانہ میں جھوٹے کفر کا میں نے ارادہ نہیں کیا بلکہ ایام مستقبل میں ارادہ کیا تو اس صورت میں اللہ کے نزدیک بھی کافر ہو جائے گا اور دنیا کے حکم میں بھی۔

ایک شخص کو مجبور کیا گیا کہ وہ صلیب کی طرف منہ کر کے نماز پڑھے چنانچہ اس نے پڑھی تو اس کی تین صورتیں ہوں گی۔(۱) اگر وہ یہ کہتا ہے کہ زبردستی کی وجہ سے صلیب کی طرف نماز پڑھ لی ہے لیکن دل میں کوئی وہم اس کی عقیدت کا نہیں گذرا ہے تو وہ کافر نہیں ہوگا نہ قضاءً اور نہ فی ما بینہ وبین اللہ۔(۲) اگر وہ یہ کہتا ہے کہ میرے دل میں یہ بات گذری کہ اللہ تعالیٰ کے لئے نماز پڑھ رہا ہوں نہ کہ صلیب کے لئے تو اس صورت میں بھی وہ کافر نہ ہوگا۔(۳) اگر وہ یہ کہتا ہے کہ میرے دل میں یہ بات گذری کہ میں اللہ کے لئے نماز پڑھوں لیکن میں اس کو چھوڑ دیا اور صلیب کے لئے نماز پڑھی تو اس صورت میں وہ قضاءً بھی کافر ہوگا اور فی ما بینہ وبین اللہ بھی۔ایک مسلمان سے کہا گیا کہ تم بادشاہ کو سجدہ کرو ورنہ ہم تمہیں قتل کر ڈالیں گے تو افضل یہ ہے کہ سجدہ نہ کرے ایک شخص نے کلمہ کفر زبان سے جان بوجھ کر نکالا لیکن کفر کا اعتقاد پیدا نہیں ہوا تو بعض لوگ کہتے ہیں کہ وہ کافر نہیں ہوگا اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ وہ

کافر ہو جائے گا اور یہی صحیح ہے۔

ایک شخص نے کلمہ کفر زبان سے ادا کیا لیکن اسے یہ معلوم نہیں تھا کہ یہ کفر کا کلمہ ہے مگر اس نے یہ اپنے اختیار سے کہا ہے کہ تو وہ علماء کے نزدیک ہو جائے گا۔ اور جہالت عذر شمار نہ ہوگی اور بعض لوگوں نے کہا کہ کافر نہیں ہوگا مذاق کرنے والا یا ٹھٹھا کرنے والا جب کلمہ کفر استخفاف کے طور پر بالذات آفرینی کے طور پر کہے گا تو وہ تمام کے نزدیک کافر قرار دیا جائے گا اگر چہ اس کا اعتقاد اس کے خلاف ہو۔

ایک شخص کی زبان سے کلمہ کفر غلطی سے جاری ہو گیا اس طرح کہ وہ دوسرا کلمہ بولنا چاہتے تھا لیکن آ گیا کفر کا کلمہ تو وہ کافر نہ ہوگا۔ جوسیوں کی ٹوپی سر پر رکھنے سے مسلمان کافر ہو جاتا ہے البتہ گرمی یا سردی سے بچنے کے لئے ایسا کرے تو کافر نہ ہوگا زنار یعنی جینؤ پہننے سے مسلمان کافر ہو جاتا ہے لیکن اگر لڑائی میں جاسوسی کے لئے ایسا کرے تو کافر نہ ہوگا۔

کسی نے کہا کہ تو جو کچھ کر رہا ہے اس سے بہتر کفر کرنے والا ہے، اگر اس سے نیت کفر کا اچھا جاننا ہے تو وہ کافر ہو جائے گا اور بعض علماء جیسے فقیہ ابواللیث کہتے ہیں کہ صرف اس جملہ سے آدمی کافر ہو جاتا ہے خواہ اس کی نیت کچھ بھی ہو۔ مجوس نوروز کے دن جو کچھ کرتے ہیں۔

اگر مسلمان اس کی موافقت میں ان کے ساتھ نکلے گا تو کافر ہو جائے گا، کھانے پینے اور ضروریات زندگی کی چیز خریدنے سے کافر نہیں ہوگا، اس دن اگر کوئی مسلمان مشرکوں کو اس دن کی تعظیم کے اظہار کے لئے کوئی تحفہ بھیجے خواہ وہ معمولی ہی کیوں نہ ہو تو وہ کافر ہو جائے گا ہاں اگر ان کے بچوں کی رسم مونڈن میں دعوت قبول کرے تو اس سے کافر نہ ہوگا۔ کفار کی باتوں اور معاملہ کو اچھا جاننے والا کافر ہو جاتا ہے مثلاً یہ کہے کہ کھانے کے وقت مجوس کا یہ مذہب بہتر ہے کہ اس وقت گفتگو نہ کی جائے یا مجوس کی یہاں یہ اچھا ہے کہ حالت حیض میں بیوی کو ساتھ لیٹنے بھی نہ دیا جائے، اس کہنے سے کافر ہو جائے گا کسی نے کسی شخص کی عزت و جاہ کی وجہ سے اس کے جوڑے پہننے کے وقت جانور ذبح کیا تو وہ کافر ہو جائے گا۔ اور یہ ذبیحہ مردار ہے اس کا کھانا جائز نہیں۔

اسی طرح غیر اللہ کی عظمت کے اظہار کے لئے گائے، اونٹ یا کسی جانور کا ذبح کرنا یا غازیوں اور حاجیوں کی واپسی پر اس کی عظمت کے اظہار کے لئے ایسا کرنا باعث کفر ہے۔

ایک عورت نے اپنی کمر پر رسی باندھ کر کہا کہ یہ زنار (جینؤ) ہے تو وہ کافر ہو گئی ایک شخص نے اس طرح کہا کہ خیانت کرنے سے بہتر کافر ہی ہے تو اکثر علماء کہتے ہیں کہ وہ اس کہنے سے کافر ہو جائے گا اس اور اسی پر ابوالقاسم صفار کا فتویٰ ہے ایک شخص نے عورت کو مارا اس عورت نے کہا تو مسلمان نہیں ہے تو مرد نے یہ سن کر کہا ہاں میں مسلمان نہیں ہوں تو وہ اس کہنے سے کافر ہو جائے گا ایک شخص نے کہا کیا تو مسلمان نہیں ہے اس نے کہا نہیں تو یہ بھی کافر ہے ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ تمہارے اندر دینی حمیت اور اسلامی غیرت نہیں کہ تم اسے پسند کرتے ہو کہ میں اجنبی مردوں کے ساتھ خلوت کروں؟ خاوند نے جواب میں کہا ہاں مجھ میں دینی حمیت اور اسلامی غیرت نہیں ہے تو وہ اس سے کافر ہو جائے گا۔

ایک مرد نے کہا اپنی بیوی کو اس طرح مخاطب کیا اے یہودیہ، اے مجوسیہ اے کافرہ! عورت نے یہ سن کر کہا کہ میں ایسی ہی

ہوں یا کہا ایسی ہوں تو مجھے طلاق دے دو یا یہ کہا کہ اگر ایسی ہوتی تو تمہارے ساتھ کیسی رہتی یا نہ رہتی یا یہ کہا کہ اگر ایسی نہ ہوتی تو تمہارے ساتھ صحبت نہ کرتی یا تم مجھے نہ رکھتے تو اس کہنے سے وہ عورت کافر ہو جائے گی۔

اور اگر اس کے جواب میں یہ کہا کہ اگر میں ایسی ہوں تو تم مجھے نہ رکھو تو اس سے کافر نہ ہوگی اور اگر کسی بیوی نے اپنے شوہر کو مخاطب کیا اے کافر اے یہودی، اے مجوسی، اپس شوہر نے اس کے جواب میں کہا اگر ایسا نہ ہوتا تو تم کو نہ رکھتا تو وہ اسی کی وجہ سے کافر ہو گیا اور اگر کہا کہ اگر میں ایسا ہوں تو تم میرے ساتھ نہ رہو تو اس صورت میں وہ کافر نہ ہوگا۔ اور اگر کسی اجنبی سے کہا اے کافر یہودی! اس نے کہا کہ میں ایسا ہی ہوں میرے ساتھ تم مت رہو یا کہا اگر ایسا نہ ہوتا تو تمہارے ساتھ نہ رہتا یا اسی طرح کا کوئی جملہ کہا تو وہ کافر ہو جائے گا۔

ایک شخص نے ایک کام کا ارادہ کیا اس کی بیوی نے اس سے کہا کہ اگر تم یہ کام کرو گے تو کافر ہو جاؤ گے اس شوہر نے وہ کام کیا اور عورت کی بات پر توجہ نہ دی تو وہ شوہر کافر نہ ہوگا۔ اپنی بیوی کو کسی نے مخاطب کر کے کہا: اے کافرہ! بیوی نے کہا میں نہیں تم ہو، کسی عورت نے اپنے شوہر سے کہا: اے کافر! شوہر نے کہا کہ میں نہیں بلکہ تو کافرہ ہو تو اس سے میاں بیوی میں جدائی واقع نہیں ہوگی اور اگر کسی اجنبی مسلمان سے کہا: اے کافر یا اجنبی عورت کو کہا: اے کافرہ اور مخاطب مرد و عورت نے جواب میں کچھ نہیں کہا یا کسی شوہر نے اپنی بیوی کو کہا: اے کافرہ! اور عورت نے کچھ جواب نہ دیا یا بیوی نے اپنے شوہر کو کافر کے ساتھ خطاب کیا اور شوہر نے کچھ جواب نہ دیا تو اس صورت میں ابوبکر اعمش بلخی کا قول ہے کہ کہنے والا کافر ہے۔

اور بقیہ دوسرے علماء بلخ کہتے ہیں کہ وہ کافر نہیں ہوتا اور صحیح جواب یہ ہے کہ اگر کہنے والے کا ارادہ صرف برا بھلا کہنا مقصد ہے تو وہ کافر نہیں ہوتا اور اگر وہ اعتقاد بھی یہ ہی رکھتا ہے کہ یہ مسلمان کافر ہے اور پھر اس کو کافر سے خطاب کرتا ہے تو البتہ وہ اس کی وجہ سے کافر ہو جائے گا۔

اگر کوئی عورت اپنے بچے کو کافر بچہ کے ساتھ خطاب کرے تو یہ باعث کفر نہیں ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ یہ کفر ہے اسی طرح کوئی مرد اپنے بچہ کو ان الفاظ سے خطاب کرے تو وہ بھی کافر نہیں ہے اور اگر اپنے جانور کو کہا: اے کافر تو اس سے کافر نہ ہوگا اور کسی شخص نے کسی مسلمان کو اے کافر اے یہودی یا اے مجوسی کہہ کر خطاب کیا اور اس مسلمان نے جواب میں لبیک کہا تو وہ کافر ہوگا۔ اگر یوں کہے کہ میں ڈر گیا کہ کہیں کافر نہ ہو جاؤں تو اس سے کافر نہ ہوگا۔

اگر کسی نے کسی سے کہا کہ تو نے مجھے اتنا ستایا کہ میرا جی چاہا کہ کافر ہو جاؤں تو وہ کافر ہو جائے گا۔ کسی نے کہا کہ یہ زمانہ مسلمان رہنے کا نہیں بلکہ یہ زمانہ کافری کا ہے۔ بعضوں نے کہا اس سے کافر ہو جائے گا۔

اور صاحب محیط نے لکھا ہے کہ میرے نزدیک صحیح یہ ہے کہ وہ کافر نہ ہوگا۔ ایک مجوسی اور ایک مسلمان ایک جگہ ساتھ ساتھ تھے ایک شخص نے مجوسی کو پکارا کہ اے مجوسی اب اگر مسلمان نے یہ سمجھ کر جواب دیا کہ مجھے پکار رہا ہے تو وہ کافر نہیں ہوگا بشرطیکہ وہ دونوں اس پکارنے والے کے کسی ایک کام میں مشغول تھے اور اگر دونوں کسی ایک کام میں مشغول نہ تھے بلکہ الگ الگ کاموں میں مشغول تھے تو اس پر کفر کا خوف ہے۔

اگر مسلمان کہے کہ میں ملحد ہوں تو وہ کافر ہو جائے گا۔ اور اگر وہ کہے کہ مجھے معلوم نہیں تھا کہ اس جملہ سے آدمی کافر ہو جاتا ہے تو اسے اس کی وجہ سے معذور قرار نہیں دیا جائے گا ایک شخص نے ایک جملہ زبان سے نکالا جسے لوگوں نے کفریہ کلمہ سمجھا حالانکہ در حقیقت وہ کلمہ کفر نہ تھا مگر اس سے ان لوگوں نے کہا کہ تو کافر ہو گیا اور تیری بیوی کے درمیان جدائی واقع ہو گئی، اس کے جواب میں اس نے کہا کافر شدہ گیر، وزن طلاق شدہ گیر، تو وہ کافر ہو جائے گا۔ اور اس کی بیوی اور اس کے درمیان جدائی واقع ہو جائے گی۔

ایک شخص نے کہا کہ میں فرعون ہوں یا کہا کہ میں ابلیس ہوں تو اس سے وہ کافر ہو جائے گا ایک شخص نے ایک بدکار کو نصیحت کی اور توبہ کی ترغیب دی اس کے جواب میں اس نے کہا از پس ایں ہمہ کلاہ مغاں پر سرنہم تو وہ اس سے کافر ہو جائے گا ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ تمہارے ساتھ رہنے سے کافر ہونا بہتر ہے تو وہ کافر ہو جائے گی۔

ایک عورت نے کہا کہ اگر میں ایسا کام کروں تو کافر ہوں ابو بکر محمد بن الفضل کہتے ہیں کہ اس کہنے سے وہ عورت کافر ہو گئی اور اس کا نکاح ٹوٹ گیا اور قاضی علی السعدی کا کہنا ہے کہ یہ جملہ تعلیق و یمین ہے کفر نہیں ہے ایک عورت نے اپنے خاوند سے کہا کہ تم اس کے بعد مجھ پر ظلم کرو گے یا یہ کہا کہ اگر تم میرے لئے ایسی چیز نہ خریدو گے تو میں کافر ہو جاؤں گی تو وہ فوراً یہ کہتے ہی کافر ہو گئی۔

ایک شخص نے تمثیل کے طور پر کہا کہ میں مجوسی تھا مگر مسلمان ہو گیا یہ صرف زبان سے بطور حکایت کہا اعتقاداً نہ کہا تو بھی وہ کافر ہو جائے گا اگر کوئی مسلمان کسی آدمی کو سجدہ تحیۃ کرے گا تو وہ اس سے کافر نہ ہوگا ایک شخص نے کسی مسلمان سے کہا کہ اللہ تعالیٰ تم سے تمہارا ایمان چھین لے اس نے اس کے جواب میں آمین کہا تو وہ دونوں کافر ہو جائیں گے۔

کسی شخص نے کسی کو تکلیف دی اس نے کہا کہ مجھے مت ستاؤ میں مسلمان ہوں ستانے والے نے جواب دیا چاہے مسلمان رہو چاہے کافر تو وہ ایذاء دینے والا کافر ہو جائے گا یا کہا کہ اگر تو کافر بھی ہو جائے تو میرا کیا نقصان تو اس سے بھی کافر ہو جائے گا۔ ایک کافر نے اسلام قبول کیا لوگوں نے اس کو تحفے ہدیئے دیئے ایک مسلمان نے یہ دیکھ کر کہا کہ کاش میں بھی کافر ہوتا اور پھر مسلمان ہوتا تو لوگ مجھ کو بھی تحفے ہدیئے دیتے یا اس نے یہ بات کہی نہیں لیکن دل میں آرزو کی تو وہ کافر ہو گیا۔

ایک شخص نے آرزو کی کہ اللہ تعالیٰ شراب کو حرام نہ کرتا تو اس سے وہ کافر نہ ہوگا۔ اور اگر کسی نے یہ آرزو کی کہ اللہ تعالیٰ ظلم وزنا کو حرام نہ کرتا یا ناحق قتل وخون ریزی کو حرام نہ کرتا تو وہ کافر ہو جائے گا۔ اس لئے کہ یہ وہ چیزیں ہیں کہ کبھی بھی حلال نہ رہیں گویا پہلی صورت میں ایسی چیز کی آرزو کی جو محال نہیں اور دوسری میں ایسی چیز کی آرزو کی جو محال ہے اسی طرح اگر کوئی آرزو کرے کہ بھائی بہن کے درمیان نکاح حرام نہ ہوتا تو اس سے کافر نہ ہوگا۔ اس لئے کہ یہ شروع میں حلال رہ چکا ہے لہٰذا محال نہیں کہا جائے گا۔ ماحصل یہ ہوا کہ جو چیز کبھی حلال تھی اور بعد میں حرام ہو گئی اس کے حلال ہونے کی تمنا کرنا موجب کفر نہیں ہے۔

ایک مسلمان نے کسی خوبصورت گداز بدن عیسائی عورت کو دیکھ کر آرزو کی کہ کاش میں عیسائی ہوتا کہ اس سے بیاہ کر سکتا تو وہ کافر ہو جائے گا۔ ایک شخص نے کسی سے کہا حق بات پر میری مدد کر دو اس نے کہا کہ جو مدد حق پر کی جاتی ہے میں ناحق پر البتہ تیری مدد کروں گا تو وہ اس کی وجہ سے کافر ہو جائے گا۔

اگر کوئی یہ کہے کہ میں نے اس درخت کو پیدا کیا ہے تو وہ اس کہنے سے کافر نہیں ہوا اس لئے کہ اس کی مراد درخت لگانا تھی

جائے گی ہاں اگر کوئی حقیقتاً پیدا کرنا مراد لے تو وہ کافر ہو جائے گا۔ ایک شخص نے کہا کہ جب تک میرے یہ بازو موجود ہیں میری روزی کم نہ ہوگی تو بعض مشائخ نے کہا کہ اس کی وجہ سے وہ کافر ہو جائے گا اور بعضوں نے کہا ہے کہ اس پر کفر کا خوف ہے! اگر کوئی یہ کہے کہ درویشی یا تصوف بدبختی ہے تو یہ بہت بری بات ہے۔

کسی نے چاند کے گرد کوئی دائرہ دیکھا اور دعویٰ کیا کہ بارش ہوگی اور اس طرح اس نے غیب کا دعویٰ کیا تو وہ کافر ہو جائے گا۔ ایک نجومی نے کسی سے کہا کہ تیری بیوی حاملہ ہے اور اس نے اس پر اعتقاد جمالیا تو وہ کافر ہو گیا۔ ایک شخص نے الو کی آواز سنی اور پھر کسی سے کہا کہ بیمار مر جائے گا یا کوئی مصیبت آئے گی یا اسی طرح کوا بولا اور اس کی آواز سن کر کسی نے کہا کہ کوئی سفر سے آ رہا ہے تو ایسے شخص کے کفر میں مشائخ کے اختلافی اقوال ہیں۔

کسی نے کوئی ناجائز بات کہی دوسرے نے اس سے کہا کہ یہ تم کیا کہہ رہے ہو؟ اس کہنے سے تم کافر ہو جاؤ گے! اس نے کہا کہ پھر میں کیا کروں کافر ہوتا ہوں گا تو ہو جاؤں گا تو وہ کافر ہو جائے گا۔ ایک شخص نے قرات کے دوران حرف ضاد کی جگہ زا پڑھا یا اصحاب الجنۃ کی جگہ اصحاب النار پڑھا تو ایسے شخص کی امامت جائز نہیں ہے اگر کوئی قصداً ایسا پڑھے گا تو وہ کافر ہو جائے گا۔

جو شخص کہے قسم ہے تیری زندگانی کی یا میری زندگانی کی یا اسی طرح کی کوئی اور قسم کھائے تو اس پر کفر کا خوف ہے۔ ایک شخص نے کہا کہ رزق تو اللہ تعالیٰ دیتا ہے مگر وہ بندے سے حرکت چاہتا ہے تو بعضوں نے کہا یہ شرک ہے ایک شخص نے کہا کہ میں ثواب وعذاب سے بری ہوں تو کہا گیا کہ اس سے کافر ہو جائے گا۔

اگر کسی نے کہا کہ فلاں شخص جو کچھ بھی کہے گا میں کروں گا اگرچہ وہ کفر ہی کیوں نہ ہو تو وہ کافر ہو جائے گا۔ اگر کوئی کہے کہ میں مسلمان ہونے سے بیزار ہوں تو وہ کافر ہو جائے گا۔ مامون رشید کے زمانے کا ایک واقعہ نقل کیا گیا ہے کہ خلیفہ وقت نے ایک فقیہ سے اس شخص کے متعلق سوال کیا جس نے کسی کپڑا بننے والے کو قتل کر دیا تھا کہ اس قاتل پر کیا واجب ہوگا فقیہ نے کہا تعزیر واجب ہے مامون نے حکم دیا کہ فقیہ کو پیٹا جائے چنانچہ اسے پیٹا گیا یہاں تک کہ وہ مر گیا، پھر مامون نے کہا کہ میں نے یہ حکم اس لئے دیا تھا کہ اس نے شریعت کے ساتھ استہزا کیا اور شریعت کے ساتھ اس طرح کا مذاق کفر ہے ایک فقیر کالی کملی اوڑھے ہوئے تھا کسی نے اس کو دیکھ کر مدبر کہا تو یہ کفر ہے۔ جو ظالم بادشاہ کو عادل کہے وہ کافر ہے اور بعضوں نے کہا کہ وہ کافر نہیں ہوتا ہے۔

اگر کوئی کسی ظالم کو اے اللہ سے خطاب کرے گا تو وہ کافر ہو جائے گا۔ اور اگر کہے اے بار اللہ تو اکثر مشائخ کہتے ہیں اس سے کافر نہیں ہوگا ایک عالم صفار نامی سے ان خطیبوں کے متعلق سوال کیا گیا جو جمعہ کے دن منبروں پر خطبہ پڑھتے ہیں اور سلطان کو العادل الاعظم یا شہنشاہ الاعظم یا مالک رقاب الامم یا سلطان ارض اللہ یا مالک بلاد اللہ یا معین خلیفۃ اللہ کے لقب سے یاد کرتے ہیں کیا بادشاہوں کو خطبہ میں ان القاب کے ساتھ یاد کرنا جائز ہے یا ناجائز؟ تحقیق اس مسئلہ میں کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ یہ جائز نہیں ہے اس لئے کہ ان القاب کے بعض الفاظ کفر ہیں اور بعض معصیت اور کذب ہیں۔ اور شہنشاہ کا لفظ بغیر اعظم کی صفت کے اللہ تعالیٰ کے اسماء کے لئے مخصوص ہے اس کے ساتھ بندوں کی صفت بیان کرنا جائز نہیں ہے اور مالک رقاب الامم کا جملہ بادشاہ کے لئے صریح جھوٹ ہے اسی طرح بادشاہ کو سلطان ارض اللہ یا اس طرح کے لقب سے یاد کرنا بھی جھوٹ ہے۔

امام ابو منصور ماتریدی نے کہا کہ اگر کوئی کسی کے آگے زمین بوسی کرے یا اس کے سامنے جھکے، یا اپنا سر جھکائے تو وہ کافر نہ ہوگا۔ اس لئے کہ اس کا منشا تعظیم وتکریم ہے عبادت نہیں ہے اور دوسرے مشائخ نے کہا کہ جابروں کے سامنے سجدہ ریز ہونا گناہ کبیرہ ہے اور بعض عالموں نے کہا کہ اس سے وہ مطلقاً کافر ہو جاتا ہے۔

اور بعضوں نے کہ اس میں تفصیل ہے اگر عبادت کا ارادہ کیا تو وہ کافر ہو جائے گا۔ اور اگر تعظیم کا ارادہ کیا تو کافر نہ ہوگا مگر اس کا یہ فعل حرام ہوگا اور اگر کوئی ارادہ سرے سے پایا ہی نہ جائے تو بھی اکثر کے نزدیک کافر ہوگا زمین چومنا سجدہ کرنے کے برابر ہے بلکہ زمین پر پیشانی یا رخسار رکھنے سے ہلکا جرم ہے، اگر کوئی یہ عقیدہ رکھے کہ خراج، سلطان کی ملکیت ہے تو یہ کفر ہے! اگر کوئی کسی کے ساتھ برائی سے پیش آئے اور وہ یہ کہے کہ یہ سب تیری لائی ہوئی مصیبت ہے اللہ کو اس میں دخل نہیں ہے تو یہ بھی کفر ہے اگر کوئی بادشاہ کے خلعت زیب تن کرتے وقت اس کی خوشنودی اور مبارکبادی کے لئے قربانی کرے گا تو کافر ہوگا اور یہ قربانی مردار کے حکم میں ہوگی اور اس کا کھانا درست نہ ہوگا۔

کہیں کہیں یہ جو ہندوانہ رواج ہے کہ جب کسی کو چیچک نکلتی ہے تو عورتیں کسی پتھر کا نام چیچک رکھ دیتی ہیں اور اس کی پوجا کر کے بچوں کی چیچک سے شفا چاہتی ہیں اور اعتقاد رکھتی ہیں کہ اس سے بچہ اچھا ہو جائے گا یہ باعث کفر ہے اور وہ عورتیں کافر ہو جاتی ہیں اور اگر ان کے شوہر بھی اسے پسند کریں تو وہ بھی کافر ہیں۔ اسی طرح دریا کے کنارے جا کر پانی کو پوجنا اور وہاں بکری وغیرہ ذبح کرنا بھی خالص مشرکانہ رسم ہے اور باعث تکفیر ہے اور وہ بکری مردار کے حکم میں ہے اور اس کا گوشت کھانا جائز نہیں ہے ایسے ہی گھر میں تصویر بنا کر رکھنا اور اس کی پرستش کرنا جیسا کہ آتش پرست کرتے ہیں۔ یا بچہ پیدا ہونے کے وقت شنگرف سے نقشہ بنانا اور اس میں تیل ڈالنا اور پھر بھوانی بت کے نام سے اس کی پوجا کرنا یا اس طرح اور جو دوسرے کام کئے جاتے ہیں یہ سب مشرکانہ رسم اور کفر کا باعث ہیں چنانچہ جو عورتیں یہ سب کچھ کرتی ہیں وہ کافر ہو جاتی ہیں اور ان کا نکاح ٹوٹ جاتا ہے۔

اگر کوئی یہ کہتا ہے کہ آجکل جب تک خیانت نہ کرو اور جھوٹ نہ بولو گزارہ نہیں ہو سکتا ہے کہ جب تک خرید وفروخت میں تم جھوٹ نہ بولو گے روٹی نہیں ملے گی، یا کسی سے کوئی کہے کہ تم کیوں خیانت کرتے ہو، یا کیوں جھوٹ بولتے ہو، وہ جواب دے کہ اس کے علاوہ چارہ نہیں ہے تو ان الفاظ سے وہ کافر ہو جائے گا۔

اگر کوئی کسی سے کہے کہ تم جھوٹ نہ بولا کرو اور وہ اس کے جواب میں کہے کہ یہ بات تو کلمہ (لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ) سے زیادہ درست ہے تو وہ کافر ہو جائے گا۔ اگر کسی کو غصہ آئے اور دوسرا اس کا غصہ دیکھ کر کہے کہ غصہ سے بہتر تو کافر ہے تو وہ کافر ہو جائے گا۔ اگر کوئی شخص ایک ناجائز بات کہنے لگے دوسرا کہے یہ تم کیا کہہ رہے ہو اس سے تو تم پر کفر لازم آ رہا ہے وہ جواب میں کہے کہ اگر مجھ پر کفر آتا ہے تو تم کیا کرو گے۔ تو وہ اس کی وجہ سے کافر ہو جائے گا کسی کے دل میں ایسی چیز کا خطرہ گذرا جو باعث کفر ہے اگر وہ اس کو اس حالت میں زبان پر لایا کہ وہ اسے برا جانتا ہے تو یہ ایمان کی علامت ہے۔

اور اگر کفر کے ارادہ سے اس کو زبان پر لایا تو اسی وقت وہ کافر ہو جائے گا۔ اگر چہ سو برس کے بعد کفر اختیار کرے اگر کوئی شخص بخوشی اپنی زبان پر کلمہ کفر لایا مگر اس کا دل ایمان پر قائم ہے تو وہ کافر ہو جائے گا۔ اور عند اللہ مؤمن باقی نہ رہے گا اور جو شخص بھول کر

ایسے الفاظ زبان پر لائے جو باعث کفر نہیں ہیں تو وہ علی حالہ مؤمن ہے اور اس کو نہ تو یہ کا حکم دیا جائے گا اور نہ تجدید نکاح کا اگر کسی شخص نے کوئی ایسی بات کہی یا کوئی ایسا عمل کیا جس میں کئی صورتیں کفر کی ہوں اور ایک صورت ایسی ہو کہ کفر لازم نہ آتا ہو تو مفتی پر لازم ہے کہ اسی عدم کفر کی طرف رجحان رکھے ہاں اگر وہ شخص صراحت کے ساتھ اس صورت کو اختیار کرے جو باعث کفر ہے تو اس وقت کوئی تاویل مفید نہیں ہوگی، لیکن اگر کہنے والے کی نیت میں وہ صورت ہو جس سے آدمی کافر نہیں ہوتا ہے تو وہ مسلمان ہے اور اگر وہ صورت اختیار کرے جو باعث کفر ہے تو کسی قسم کا فتویٰ اس کے لئے کارآمد نہ ہوگا اور اسے حکم دیا جائے گا کہ وہ توبہ کرے اور اس سے رجوع کرے اور اپنی بیوی سے دوبارہ نکاح کرے۔

مسلمان کے لئے مناسب یہ ہے کہ وہ صبح و شام ذیل کی دعا پڑھتا رہے انشاء اللہ وہ کفر و شرک کی ہر صورت سے محفوظ رہے گا اس لئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی فرمایا ہے وہ دعا یہ ہے (اللّٰهم انی اعوذ بك من ان اشرك بك شيأ وانا اعلم به واستغفرك لما لا اعلم به) فتاویٰ عالمگیری سے موجبات کفر کی جو بحث نقل کی جاری تھی الحمد للہ وہ پوری ہوئی۔

(فتاویٰ ہندیہ، احکام المرتدین، بیروت)

بَاب الْحُكْمِ فِيمَنْ سَبَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

جو شخص نبی اکرم ﷺ کو برا کہے اس کا حکم

4081 - اَخْبَرَنَا عُثْمَانُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ مُوسٰى قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اِسْرَآئِيلُ عَنْ عُثْمَانَ الشَّحَّامِ قَالَ كُنْتُ اَقُوْدُ رَجُلًا اَعْمٰى فَانْتَهَيْتُ اِلٰى عِكْرِمَةَ فَاَنْشَاَ يُحَدِّثُنَا قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ اَنَّ اَعْمٰى كَانَ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتْ لَهٗ اُمُّ وَلَدٍ وَّكَانَ لَهٗ مِنْهَا ابْنَانِ وَكَانَتْ تُكْثِرُ الْوَقِيعَةَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَسُبُّهٗ فَيَزْجُرُهَا فَلَا تَنْزَجِرُ وَيَنْهَاهَا فَلَا تَنْتَهِي فَلَمَّا كَانَ ذَاتَ لَيْلَةٍ ذَكَرْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَقَعَتْ فِيهِ فَلَمْ اَصْبِرْ اَنْ قُمْتُ اِلَى الْمِغْوَلِ فَوَضَعْتُهٗ فِي بَطْنِهَا فَاتَّكَاْتُ عَلَيْهِ فَقَتَلْتُهَا فَاَصْبَحَتْ قَتِيلًا فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَمَعَ النَّاسَ وَقَالَ "اَنْشُدُ اللّٰهَ رَجُلًا لِّي عَلَيْهِ حَقٌّ فَعَلَ مَا فَعَلَ اِلَّا قَامَ". فَاَقْبَلَ الْاَعْمٰى يَتَدَلْدَلُ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنَا صَاحِبُهَا كَانَتْ اُمَّ وَلَدِي وَكَانَتْ بِي لَطِيفَةً رَّفِيقَةً وَّلِي مِنْهَا ابْنَانِ مِثْلُ اللُّؤْلُؤَتَيْنِ وَلٰكِنَّهَا كَانَتْ تُكْثِرُ الْوَقِيعَةَ فِيكَ وَتَشْتُمُكَ فَاَنْهَاهَا فَلَا تَنْتَهِي وَاَزْجُرُهَا فَلَا تَنْزَجِرُ فَلَمَّا كَانَتِ الْبَارِحَةَ ذَكَرْتُكَ فَوَقَعَتْ فِيكَ فَقُمْتُ اِلَى الْمِغْوَلِ فَوَضَعْتُهٗ فِي بَطْنِهَا فَاتَّكَاْتُ عَلَيْهَا حَتّٰى قَتَلْتُهَا. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَلَا اشْهَدُوْا اَنَّ دَمَهَا هَدَرٌ".

☆☆ عثمان شحام بیان کرتے ہیں: میں ایک نابینا شخص کا ہاتھ تھام کر اسے ساتھ لے جا رہا تھا' میں عکرمہ کے پاس آیا' تو انہوں نے ہمیں احادیث سنانا شروع کیں انہوں نے بتایا' حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھے یہ حدیث سنائی ہے' نبی اکرم ﷺ

4081-اخرجه ابو داؤد في الحدود، باب الحكم فيمن سب النبي صلى الله عليه وسلم (الحديث 4361) . تحفة الاشراف (6155) .

کے زمانۂ اقدس میں ایک نابینا شخص تھا' جس کی ایک اُم ولد بھی تھی اور اس شخص کے اس عورت سے دو بیٹے تھے وہ عورت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کیا کرتی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بُرا کہا کرتی تھی۔ وہ شخص اس عورت کو جھڑکتا تھا' لیکن وہ باز نہیں آتی تھی۔ وہ شخص اس عورت کو منع کرتا تھا' لیکن وہ رکتی نہیں تھی۔ ایک رات اس عورت نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ کرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی۔ تو (وہ نابینا شخص بیان کرتا ہے:) مجھ سے صبر نہیں ہوا' میں اُٹھ کر پھاوڑے کے پاس گیا' وہ میں نے اس کے پیٹ پر رکھا اور میں نے اس پر وزن ڈال کر اس عورت کو قتل کر دیا' وہ اُسی وقت ہی مر گئی۔ اس بات کا تذکرہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا گیا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو اکٹھا کیا اور ارشاد فرمایا:

''میں اس شخص کو اللہ کے نام کا واسطہ دے کے یہ دریافت کرتا ہوں کہ جس شخص پر میرا حق ہے' اس نے جو بھی کیا ہے' اس کے باوجود وہ کھڑا ہو جائے''۔

تو وہ نابینا شخص لڑکھڑاتا ہوا آگے بڑھا' اس نے عرض کی: یارسول اللہ! میں اس عورت کا مالک ہوں' وہ میرے بچوں کی ماں تھی' وہ میرے لیے بہت نرم دل اور بڑی مہربان تھی اور اس نے میرے دو بیٹوں کو بھی جنم دیا' جو موتیوں کی طرح ہیں' لیکن وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کیا کرتی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بُرا کہتی تھی۔ میں اُسے منع کرتا تھا' لیکن وہ رکتی نہیں تھی' میں اُسے ڈانٹتا تھا' لیکن وہ باز نہیں آتی تھی۔ گزشتہ رات اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی تو میں نے پھاوڑا پکڑا اور اُسے اس کے پیٹ پر رکھ کر زور دیا اور اُسے قتل کر دیا۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''تم لوگ گواہ ہو جاؤ' اس عورت کا خون رائیگاں ہے (یعنی اس کا کوئی قصاص یا دیت نہیں ہوگی)''۔

4082 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ مُعَاذٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ تَوْبَةَ الْعَنْبَرِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قُدَامَةَ بْنِ عَنَزَةَ عَنْ اَبِيْ بَرْزَةَ الْاَسْلَمِيِّ قَالَ اَغْلَظَ رَجُلٌ لِاَبِيْ بَكْرٍ الصِّدِّيقِ فَقُلْتُ اَقْتُلُهُ فَانْتَهَرَنِيْ وَقَالَ لَيْسَ هٰذَا لِاَحَدٍ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

☆☆ حضرت ابوبرزہ اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ ایک شخص نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے سخت لہجے میں بات کی تو میں نے کہا: میں اسے قتل کر دیتا ہوں۔ تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھے ڈانٹتے ہوئے فرمایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اور کسی کو یہ حق حاصل نہیں ہے (کہ اس کی شان میں گستاخی کرنے والے کو سزائے موت دی جائے)۔

گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سزا کا بیان

علامہ ابن عابدین حنفی شامی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ امام محمد بن سحنون کی روایت ہے۔ تمام علماء کا اس پر اجماع ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دینے والا آپ کی شان میں کمی کرنے والا کافر ہے اور تمام امت کے نزدیک وہ واجب القتل ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت محمد رضی اللہ عنہ کے دور میں ایک امام جس کا نام عبداللہ بن نواحہ تھا۔ قرآن کی آیت؛

4082-اخرجه ابو داؤد في الحدود، باب الحكم فيمن سب النبي صلى الله عليه وسلم (الحديث 4363) مطولا واخرجه النسائي في تحريم الدم، ذكر الاختلاف على الاعمش في هذا الحديث (الحديث 4083 و 4084 و 4085 و 4086 و 4087 و 4088) مطولا. تحفة الاشراف (6621) .

مذاق اڑایا اور منافیم کے ردو بدل سے یہ الفاظ کہ قسم ہے آٹا پیسنے والی عورتوں کی جو اچھی طرح گوندھتی ہیں پھر روٹی پکاتی ہیں پھر ثرید بناتی ہیں پھر خوب لقمے لیتی ہیں اس پر حضرت نے اسے قتل کا حکم سنایا اور لمحہ بھر بھی تاخیر نہیں فرمائی۔

(مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الجہاد)

حضرت عمر بن عبدالعزیز کے تاریخی الفاظ ملاحظہ ہوں۔ جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں گستاخی کرے، اس کا خون حلال اور مباح ہے (کتاب الشفاء)

اس جملے کا صاف مطلب یہ ہے کہ اس کے لئے عدالتی کارروائی ہو تو فبہا ورنہ پورا معاشرہ سستی اور کوتاہی پر مجرم ہوگا۔ ان ہی خیالات کا اظہار بارہا پنجاب ہائی کورٹ کے معزز جج میاں نذیر اختر فرما چکے ہیں۔

اب سنیے حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ کے بارے میں آپ نے ایک موقع پر شاتمین دین ورسول کو قتل کرنے کے بعد جلا دینے کا حکم صادر فرمایا۔ یہ روایت بھی بخاری کی ہے۔

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرماتے ہیں میرے والد گرامی کہتے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو کسی نبی کو سب کرے اسے قتل کردو اور جو کسی صحابی کو برا بھلا کہے اسے کوڑے مارو (المعجم الصغیر طبرانی، باب العین)

الاشباہ والنظائر میں ہے۔ کافر اگر توبہ کرے تو اس کی توبہ قبول کرلی جائے لیکن اس کافر کی توبہ قبول نہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور گستاخیاں کرتا ہے۔ نسائی شریف کی حدیث ہے کہ ایک شخص نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو سب کیا۔ آپ کے ایک عقیدت مند نے اجازت چاہی کہ اسے قتل کردیا جائے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ یہ حق صرف حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے کہ انہیں (بکواس کرنے والے کو) قتل کردیا جائے (سنن نسائی، کتاب تحریم الدم، حدیث 4077)

ابن ماجہ نے روایت کیا کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے ایک مرتد کو قتل کی سزا دی۔ اس پر فتح القدیر کا مولف لکھتا ہے کہ جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف غلیظ زبان استعمال کرے اس کی گردن اڑادی جائے۔ (فتح القدیر، کتاب السیر)

محدث عبدالرزاق روایت فرماتے ہیں: خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے کچھ مرتدوں کو آگ میں جلادیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی اے ابوبکر! آپ نے خالد کو کھلا چھوڑ دیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں اللہ کی تلوار کو نیام میں نہیں ڈال سکتا۔ (مصنف عبدالرزاق، کتاب الجہاد، حدیث 9470)

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی تو شہر نور میں ایک بوڑھا جس کی عمر ایک سو بیس سال تھی اور نام اس کا ابوعفک تھا۔ اس نے انتہائی دشمنی کا اظہار کیا۔ لوگوں کو وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف بھڑکاتا نظمیں لکھتا جن میں اپنی بد باطنی کا اظہار کرتا۔ جب حارث بن سوید کو موت کی سزا سنائی گئی تو اس ملعون نے ایک نظم لکھی جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں بکیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اس کی گستاخیاں سنیں تو فرمایا: تم میں سے کون ہے جو اس خلیط اور بدکردار آدمی کو ختم کردے۔

سالم بن عمیر نے اپنی خدمات پیش کیں۔ وہ ابوعفک کے پاس گئے دراں حالیکہ وہ سورہا تھا۔ سالم نے اس کے جگر میں تلوار زور سے کھبو دی۔ ابوعفک چیخا اور آنجہانی ہوگیا۔ (کتاب المغازی، للواقدی، سریۃ قتل ابی عفک 163/1)

حویرث بن نقیذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیا کرتا۔ایک بار حضرت عباس مکہ سے مدینہ جا رہے تھے۔حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا مدینہ جانے کے لئے ان کے ساتھ نکلیں۔ظالم حویرث نے سواری کو اس طرح ایڑ لگائی کہ دونوں شہزادیاں سواری سے گر گئیں۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے موت کی سزا سنائی۔فتح مکہ کے موقع پر حویرث نے خود کو ایک مکان میں بند کر دیا۔حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسے تلاش کر لیا اور اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر اسے قتل کر دیا۔ (کتاب المغازی للواقدی، 281/2)

بخاری شریف کی روایت ہے۔معاویہ بن مغیرہ نامی ایک گستاخ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گرفتار کروالیا اور فرمایا ایک مسلمان ایک ہی سانپ سے دوبار نہیں ڈسا جاتا،اے معاویہ بن مغیرہ!تم اب کسی صورت میں بھی واپس نہیں جاسکتے۔پھر فرمایا اے زبیر!اے عاصم!اس کا سر قلم کردو۔

فتاوٰی بزازیہ میں ہے اور یہ حنفی فقہ کی معروف کتاب ہے۔جب کوئی شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم یا انبیاء میں سے کسی بھی نبی کی توہین کرے اس کی شرعی سزا قتل ہے اور اس کی توبہ یقیناً قبول نہیں ہوگی۔

فتاوٰی قاضی خان میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ منسوب کسی چیز میں عیب نکالنے والا شخص کافر ہے۔جبکہ الاشباہ کے مصنف نے فرمایا اور وہ واجب القتل ہوگا۔جس طرح کسی شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک کے بارے میں (بطور اہانت) تصغیر کا صیغہ استعمال کر کے تنقیص کی۔(فتاوٰی قاضی خان، کتاب السیر، 574/3)

علامہ حصاص رازی لکھتے ہیں مسلمانوں میں کوئی اختلاف نہیں کہ اپنے آپ کو مسلمان کہنے والا جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک کے خلاف بے ادبی کی جسارت کرے وہ مرتد ہے اور قتل کا مستحق ہے۔(احکام القرآن للرازی، سورۂ توبہ، 128/3)

فتاوٰی ہندیہ میں ہے کہ جو شخص کہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر یا بٹن میلا کچیلا ہے اور اس قول سے مقصود عیب لگانا ہو، اس شخص کو قتل کر دیا جائے گا۔

علامہ خفاجی نسیم الریاض میں فرماتے ہیں۔اگر کسی شخص نے کسی شخص کے علم کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ جانا اس نے توہین کی۔اس لئے وہ واجب القتل ٹھہرا۔

قاضی عیاض فرماتے ہیں یمن کے گورنر مہاجر بن امیہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اطلاع دی وہاں ایک عورت مرتد ہوگئی۔اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی والا گیت گایا۔گورنر نے اس کا ہاتھ کاٹ دیا اور سامنے والے دو دانت توڑ دیئے۔حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو پتہ چلا تو آپ نے فرمایا۔اگر تو فیصلہ کر کے عمل نہ کرا چکا ہوتا تو میں اس عورت کے قتل کرنے کا حکم صادر کرتا۔کیونکہ نبیوں کے گستاخ قابل معافی نہیں ہوتے۔

گستاخی میں جہالت کے عدم اعتبار کا بیان

علامہ عبدالرحمٰن الجزیری فرماتے ہیں۔"اور اسی کی مانند وہ شخص ہے جو کسی ایسے نبی کو گالی دے جس کی نبوت پر تمام امت کا

اجماع ہو! اس کو بغیر توبہ کا کہے قتل کیا جائے گا، اور اس کی توبہ قبول نہیں ہوگی۔ اگر اس نے توبہ کر بھی لی تو تب بھی نبی کو گالی دینے کی حد میں اسے قتل کیا جائے گا! اور اس مسئلہ میں اس کی جہالت کا عذر معتبر نہیں ہوگا! کیوں کہ کفر میں کسی کی جہالت معتبر نہیں ہوتی۔ اور نہ ہی اس کے نشہ میں مست ہونے کا! عقل توازن کے کھو جانے کا، اور غضبناک ہونے کا عذر مانا جائے گا، بلکہ اسے ہر حال میں قتل کیا جائے گا۔ (الفقہ علی المذاہب الاربعہ، ۵/۱۹۹)

گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سزا قتل میں مذاہب اربعہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گستاخ کی سزا یہی ہے کہ وہ واجب القتل ہے۔ اس کی توبہ قبول نہیں، چاروں مسالک یہی ہیں۔
علامہ زین الدین ابن نجیم البحر الرائق میں ارشاد فرماتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سب وشتم کرنے والے کی سزا قتل ہے۔ اس کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی۔

گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سزا میں امام اعظم علیہ الرحمہ کا مذہب

علامہ ابن ہمام حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ "جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں دل میں بغض رکھا وہ مرتد ہو گیا، اور شاتم رسول تو اس سے بھی بدتر ہے، ہمارے نزدیک وہ واجب القتل ہے! اور اس کی توبہ سے سزائے موت موقوف نہیں ہوتی۔ یہ مذہب اہل کوفہ اور امام مالک کا بھی ہے۔ اور یہ حکم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔ علماء نے یہاں تک فرمایا کہ گالی دینے والا نشے میں ہو تب بھی قتل کیا جائے گا اور معاف نہیں ہوگا (فتح القدیر شرح الہدایہ، کتاب المرتد)

علامہ خیر الدین رملی حنفی فتاویٰ بزازیہ میں لکھتے ہیں: شاتم رسول کو بہر طور حداً قتل کرنا ضروری ہے۔ اس کی توبہ بالکل قبول نہیں کی جائے گی، خواہ یہ توبہ گرفت کے بعد ہو یا اپنے طور پر تائب ہو جائے کیونکہ ایسا شخص زندیق کی طرح ہوتا ہے، جس کی توبہ قابل تسبب ہی نہیں اور اس میں کسی مسلمان کے اختلاف کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ اس جرم کا تعلق حقوق العباد سے ہے، یہ صرف توبہ سے ساقط نہیں ہو سکتا، جس طرح دیگر حقوق (چوری، زنا) توبہ سے ساقط نہیں ہوتے اور جس طرح حد تہمت توبہ سے ساقط نہیں ہوتی۔ یہی سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ، امام اعظم علیہ الرحمہ، اہل کوفہ اور امام مالک علیہ الرحمہ کا مذہب ہے۔ (تنبیہ الولاۃ والحکام)

امام ابن عابدین شامی حنفی علیہ الرحمہ امت کی رائے بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ تمام اہل علم کا اتفاق ہے کہ گستاخ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا قتل واجب ہے اور امام مالک علیہ الرحمہ، امام ابولیث علیہ الرحمہ، امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ، امام اسحاق علیہ الرحمہ اور امام شافعی علیہ الرحمہ، حتیٰ کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ان تمام کا مسلک یہی ہے کہ اس کی توبہ قبول نہ کی جائے۔ (فتاویٰ شامی)

علامہ طاہر بخاری اپنی کتاب خلاصہ الفتاویٰ میں لکھتے ہیں کہ محیط میں ہے کہ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دے، آپ کی اہانت کرے، آپ کے دینی معاملات یا آپ کی شخصیت یا آپ کے اوصاف میں سے کسی وصف کے بارے میں عیب جوئی کرے چاہے گالی دینے والا آپ کی امت میں سے ہو خواہ اہل کتاب وغیرہ میں سے ہو ذمی یا حربی، خواہ یہ گالی اہانت اور عیب جوئی جان بوجھ کر ہو یا سہواً اور غفلت کی بناء پر تیز سنجیدگی کے ساتھ ہو یا مذاق سے، ہر صورت میں ہمیشہ کے لئے یہ شخص کافر ہوگا اس طرح کہ اگر

توبہ کرے گا تو بھی اس کی توبہ نہ عنداللہ مقبول ہے اور نہ عندالناس اور تمام متقدمین اور تمام متاخرین ومجتہدین کے نزدیک شریعت مطہرہ میں اس کی قطعی سزا قتل ہے۔ حاکم اور اس کے نائب پر لازم ہے کہ وہ ایسے شخص کے قتل کے بارے میں ذرا سی نرمی سے بھی کام نہ لے۔ (خلاصۃ الفتاوی)

علامہ خطابی علیہ الرحمہ کا قول ہے کہ میں کسی ایسے شخص کو نہیں جانتا جس نے بدگو کے قتل کے واجب ہونے میں اختلاف کیا ہو اور اگر یہ بدگوئی اللہ تعالیٰ کی شان میں ہو تو ایسے شخص کی توبہ سے اس کا قتل معاف ہو جائے گا۔ (فتح القدیر)

علامہ بزازی علیہ الرحمہ نے اس کی علت بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کا تعلق حقوق العباد سے ہے اور حق العبد توبہ سے معاف نہیں ہوتا جس طرح تمام حقوق العباد اور جیسا کہ حد قذف (تہمت کی سزا) توبہ سے ختم نہیں ہوتی۔ بزازی علیہ الرحمہ نے اس کی بھی تصریح کی ہے کہ انبیاء میں سے کسی ایک کو برا کہنے کا یہی حکم ہے۔

گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سزا میں امام مالک علیہ الرحمہ کا مذہب

علامہ ابن قاسم علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ امام مالک علیہ الرحمہ سے مصر سے ایک فتویٰ طلب کیا گیا، جس میں میرے فتویٰ کے بارے میں، جس میں کہ میں نے شاتم رسول علیہ السلام کے قتل کا حکم دیا تھا، تصدیق چاہی گئی تھی۔ اس فتویٰ کے جواب میں امام مالک علیہ الرحمہ نے مجھ ہی کو اس فتویٰ کا جواب لکھنے کا حکم دیا۔ چنانچہ میں نے یہ جواب لکھا کہ ایسے شخص کو عبرتناک سزا دی جائے اور اس کی گردن اُڑا دی جائے۔ یہ کلمات کہہ کر میں نے امام مالک علیہ الرحمہ سے عرض کی کہ اے ابوعبداللہ! (کنیت امام مالک علیہ الرحمہ) اگر اجازت ہو تو یہ بھی لکھ دیا جائے کہ قتل کے بعد اس لاش کو جلا دیا جائے۔ یہ سن کر امام مالک علیہ الرحمہ نے فرمایا یقیناً وہ گستاخ اسی بات کا مستحق ہے اور یہ سزا اس کے لیے مناسب ہے۔ چنانچہ یہ کلمات میں نے امام موصوف کے سامنے ان کی ایماء پر لکھ دیے اور اس سلسلے میں امام صاحب نے کسی مخالفت کا اظہار نہ کیا۔ چنانچہ یہ کلمات لکھ کر میں نے فتویٰ روانہ کر دیا اور اس فتویٰ کی روشنی میں اس گستاخ کو قتل کر کے اس کی لاش کو جلا دیا گیا۔ (الشفاء)

گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سزا میں ابن کنانہ کا حکام کا فتویٰ

مبسوط میں ابن کنانہ علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ اگر کوئی یہودی یا نصرانی بارگاہ رسالت میں گستاخی کا مرتکب ہو تو میں حاکم وقت کو مشورہ دیتا ہوں اور ہدایت کرتا ہوں کہ ایسے گستاخ کو قتل کر کے اس کی لاش کو پھونک دیا جائے یا براہ راست آگ میں جھونک دیا جائے۔ (الشفاء، ج ص، از قاضی عیاض مالکی علیہ الرحمہ)

حکم قتل پر علمائے مالکیہ کی دلیل کا بیان

حضرت امام مالک علیہ الرحمہ اور تمام اہل مدینہ کا مسلک یہ ہے کہ اگر کوئی غیر مسلم ذمی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سب وشتم کرے اور توہین رسالت کا مرتکب ہو تو اسے بھی قتل کیا جائے گا۔ "اگر گالی دینے والا ذمی ہو تو اسے بھی امام مالک اور اہل مدینہ کے مذہب میں قتل کیا جائے گا۔" علامہ ابن سحنون سے یہ بھی نقل کیا ہے۔

عوارض کی سبب سے، جن سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم دوچار ہوئے، آپ کی تنقیصِ شان کرے، اس بات پر تمام علماء اور ائمہ افتاء کا عہدِ صحابہ سے لے کر اگلے تاریخی ادوار تک اجماع چلا آ رہا ہے۔ (الصارم المسلول)

امام قرطبی علیہ الرحمہ اپنی مشہور تفسیر میں لکھتے ہیں: مروی ہے کہ ایک آدمی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مجلس میں کہا کہ کعب بن اشرف کو بدعہدی کر کے قتل کیا گیا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ اس کہنے والے کی گردن ماردی جائے۔ (کیونکہ کعب بن اشرف کے ساتھ کوئی معاہدہ نہیں تھا بلکہ وہ مسلسل بدگوئی اور ایذاء رسانی کی سبب سے مباح الدم بن گیا تھا)۔

اسی طرح کا جملہ ایک اور شخص ابن یامین کے منہ سے نکلا تو کعب بن اشرف کو مارنے والے حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوگئے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہا آپ کی مجلس میں یہ بات کہی جارہی ہے اور آپ خاموش ہیں۔ خدا کی قسم! اب آپ کے پاس کسی عمارت کی چھت تلے نہ آؤں گا اور اگر مجھے یہ شخص باہر مل گیا تو اسے قتل کر ڈالوں گا۔ علماء نے فرمایا ایسے شخص سے توبہ کے لیے بھی نہ کہا جائے گا بلکہ قتل کر دیا جائے گا جو نبی اکی طرف بدعہدی کو منسوب کرے۔ یہی وہ بات ہے، جس کو حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت محمد بن مسلمہ نے سمجھا، اس لیے کہ یہ تو زندقہ ہے۔ (تفسیر قرطبی)

اسلام (کافر ساب) کے قتل کو ساقط نہ کرے گا۔ کیونکہ یہ قتل نبی علیہ السلام کے حق کی سبب سے واجب ہو چکا ہے، کیونکہ اس نے آپ اکی بے عزتی کی ہے، آپ اپر نقص وعیب لگانے کا ارادہ کیا ہے، اس لئے اسلام لانے کی سبب سے بھی اس کا قتل معاف نہ ہوگا اور نہ یہ کافر مسلمان سے بہتر ہوگا، بلکہ بدگوئی کی سبب سے باوجود توبہ کے دونوں کو چاہے کافر ہو یا مسلم قتل کر دیا جائے گا۔

(تفسیر قرطبی)

گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سزا میں امام شافعی علیہ الرحمہ کا مذہب

علامہ ابوبکر فارسی لکھتے ہیں۔ کہ قاضی شوکانی نے آئمہ وفقہاء شافعیہ کی رائے نقل کرتے ہوئے لکھا ہے:" آئمہ شافعیہ میں سے ابوبکر فارسی انے کتاب الاجماع میں نقل کیا ہے کہ جس نے نبی علیہ السلام کو گالی دی اور صریحاً قذف وتہمت لگائی وہ تمام علماء کے اتفاق سے کافر قرار دیا جائے گا اور اگر وہ توبہ کر لے تو اس سے سزائے قتل زائل نہیں ہوگی کیونکہ اس کے نبی a پر تہمت لگانے کی سزا قتل ہے اور تہمت کی سزا توبہ کرنے سے ساقط نہیں ہوتی۔ (نیل الاوطار ۲۱۴/۷)

حافظ ابن کثیر ا لکھتے ہیں: دو نبی علیہ السلام پر طعن کرنے کا معنی یہ ہے کہ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر عیب لگایا اور تنقیص وتحقیر کی اور اسی سے نبی علیہ السلام کو گالی دینے والے کے قتل کی سزا اخذ کی گئی ہے۔ اسی طرح جس نے دین اسلام میں طعن کیا اور اسے تحقیر وتنقیص کے ساتھ ذکر کیا اس کی سزا بھی قتل ہے۔ (ابن کثیر ۳۴۲/۲)

علامہ شربینی شافعی علیہ الرحمہ مغنی المحتاج میں لکھتے ہیں:" جو کسی رسول کی تکذیب کرے 'یا اسے گالی دے 'یا ان کی ذات میں یا نام میں حقارت آمیز رویہ رکھے سو وہ کافر ہو جائے گا"۔ (مغنی المحتاج 134/4)

باقی آئمہ وفقہاء شافعیہ کی رائے کے بارے میں ابن تیمیہ لکھتے ہیں:" مسائلِ اختلافیہ پر مشتمل کتب میں جس رائے کی تائید ونصرت کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ نبی a کو گالی دینا عہد ومعاہدہ کو توڑ دیتا ہے اور یہ فعل اس کے قتل کو واجب کر دیتا ہے۔ جس طرح ہم نے

خود امام شافعی سے ذکر کیا ہے۔ (توہین رسالت کی شرعی سزا، ۱۷۱)

علامہ ابو بکر فارسی لکھتے ہیں کہ قاضی شوکانی نے آئمہ وفقہاء شافعیہ کی رائے نقل کرتے ہوئے لکھا ہے: "آئمہ شافعیہ میں سے ابو بکر فارسی نے کتاب الاجماع میں نقل کیا ہے کہ جس نے نبی علیہ السلام کو گالی دی اور صریحا قذف وتہمت لگائی وہ تمام علماء کے اتفاق سے کافر قرار دیا جائے گا اور اگر وہ توبہ کرلے تو اس سے سزائے قتل زائل نہیں ہوگی کیوں کہ اس کے نبی علیہ السلام پر تہمت لگانے کی سزا قتل ہے اور تہمت کی سزا توبہ کرنے سے ساقط نہیں ہوتی۔ (نیل الاوطار، ۲۱۴)

امام شافعی علیہ الرحمہ سے صراحتاً منقول ہے کہ نبی کریم ﷺ کو گالی دینے سے عہد ٹوٹ جاتا ہے اور ایسے شخص کو قتل کر دینا چاہیے۔ ابن المنذر، الخطابی علیہ الرحمہ اور دیگر علماء نے ان سے اسی طرح نقل کیا ہے۔ امام شافعی علیہ الرحمہ اپنی کتاب "الام" میں فرماتے ہیں: جب حاکم وقت جزیہ کا عہد نامہ لکھنا چاہے تو اس میں مشروط کا ذکر کرے۔ عہد نامے میں تحریر کیا جائے کہ اگر تم میں سے کوئی شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم یا کتاب اللہ یا دین اسلام کا تذکرہ نازیبا الفاظ میں کرے گا تو اس سے اللہ تعالیٰ اور تمام مسلمانوں کی ذمہ داری اٹھ جائے گی، جو امان اس کو دی گئی تھی، ختم ہو جائے گی اور اس کا خون اور مال امیر المومنین کے لیے اس طرح مباح ہو جائے گا جس طرح حربی کافروں کے اموال اور خون مباح ہیں۔ (الصارم المسلول)

امام محمد علیہ الرحمہ بن سخنون بھی اجماع نقل کرتے ہیں۔ اس بات پر علماء کا اجماع منعقد ہوا ہے کہ نبی کریم ﷺ کو گالی دینے والا اور آپ ﷺ کی توہین کرنے والا کافر ہے اور اس کے بارے میں عذاب خداوندی کی وعید آئی ہے۔ امت کے نزدیک اس کا حکم یہ ہے کہ اسے قتل کیا جائے اور جو شخص اس کے کفر اور اس کی سزا میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ (دیکھئے، نسیم الریاض، شرح شفاء)

صحیح بخاری کے مشہور شارح جلیل القدر محدث ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ اپنی کتاب فتح الباری میں لکھتے ہیں: ابن المنذر نے اس بات پر علماء کا اتفاق نقل کیا کہ جو نبی ﷺ کو گالی دے، اسے قتل کرنا واجب ہے۔ ائمہ شوافع کے معروف امام ابو بکر الفارسی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب الاجماع میں نقل کیا ہے کہ جو شخص نبی علیہ السلام کو تہمت کے ساتھ یاد کرے، اس کے کافر ہونے پر تمام علماء کا اتفاق ہے، وہ توبہ کرے تو بھی اس کا قتل ختم نہ ہوگا کیونکہ قتل اس کے تہمت لگانے کی سزا ہے اور تہمت کی سزا توبہ سے ساقط نہیں ہوتی۔

گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سزا میں امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ کا مذہب

علامہ ابن قدامہ رحمہ اللہ نے اپنی شہرہ آفاق کتاب "المغنی" میں کہا ہے۔ "بیشک جو کوئی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ پر بہتان لگائے اسے قتل کیا جائے گا اگرچہ وہ توبہ ہی کیوں نہ کرلے خواہ وہ مسلمان ہو یا کافر۔ بس اگر وہ اخلاص کے ساتھ توبہ کرے گا تو اس کی توبہ اللہ کی بارگاہ میں قبول ہوگی۔ اور اس توبہ کی سبب سے اس سے حد ساقط نہیں ہوگی۔ مزید برآں وہ لکھتے ہیں: "اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر بہتان تراشی کرنا اس کا وہی حکم ہے جو آپ کی والدہ پر بہتان تراشی کا ہے۔ بیشک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ پر بہتان کی سزا قتل اس لیے ہے کہ اصل میں یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر بہتان تراشی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب میں طعن ہے۔ (المغنی ۱۲/۵۱۲)

علامہ خرقی حنبلی علیہ الرحمہ کہتے ہیں۔ "جو کوئی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر بہتان تراشی کرے، اسے قتل کیا جائے گا خواہ وہ مسلمان ہو یا کافر۔ (الکافی ۵۴۰:۵)

علامہ ابن عقیل حنبلی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ اگر کوئی نبی کو گالی دے تو اس کی توبہ قبول نہیں ہوگی اس لیے کہ یہ آدمی کا حق ہے جو ساقط نہیں ہوتا"۔ (لوامع الانوار البہیہ ۳۹۷/۱)

جو شخص رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دے یا آپ کی توہین کرے، خواہ وہ مسلم ہو یا کافر، تو وہ واجب القتل ہے۔ میری رائے یہ ہے کہ اسے قتل کیا جائے اور اس سے توبہ کا مطالبہ نہ کیا جائے۔ دوسری جگہ فرماتے ہیں: ہر آدمی جو ایسی بات کرے جس سے اللہ تعالیٰ کی تنقیص شان کا پہلو نکلتا ہو، وہ واجب القتل ہے، خواہ مسلم ہو یا کافر، یہ اہل مدینہ کا مذہب ہے۔ ہمارے اصحاب کہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسول کی طرف گالی کا اشارہ کرنا ارتداد ہے، جو موجب قتل ہے۔ یہ اسی طرح جس طرح صراحتاً گالی دی جائے۔

ابوطالب سے مروی ہے کہ امام احمد علیہ الرحمہ سے اس شخص کے بارے میں سوال کیا گیا جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتا ہو۔ فرمایا: اسے قتل کیا جائے، کیونکہ اس نے رسول کریم کو گالیاں دے کر اپنا عہد توڑ دیا۔

حرب علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ میں نے امام احمد علیہ الرحمہ سے ایک ذمی کے بارے میں سوال کیا کہ جس نے رسول کریم کو گالی دی تھی۔ آپ نے جواب دیا کہ اسے قتل کیا جائے۔

امام احمد علیہ الرحمہ نے جملہ اقوال میں ایسے شخص کے واجب القتل ہونے کی تصریح ہے، اس لیے کہ اس نے عہد شکنی کا ارتکاب کیا۔ اس مسئلہ میں ان سے کوئی اختلاف منقول نہیں۔ (الصارم المسلول)

خلاصہ یہ ہے کہ رسول کریم کو گالی دینے والے، آپ کی توہین کرنے والے کے کفر اور اس کے مستحق قتل ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں۔ چاروں ائمہ (امام اعظم علیہ الرحمہ، امام مالک علیہ الرحمہ، امام شافعی علیہ الرحمہ، امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ) سے یہی منقول ہے۔ (فتاویٰ شامی)

ائمہ اربعہ کی تصریحات کے بعد چاروں مذاہب کے جید اور محقق علمائے کرام نے اس خاص مسئلہ پر چار انمول کتب تصنیف فرما کر اتمام حجت کر دیا ہے اور ان میں گستاخ رسول کی سزا اپنے اپنے زاویہ نظر سے حد القتل قرار دی گئی ہے۔

گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل میں اسلاف کا عملی کردار

حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ "میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر تھا، آپ کسی شخص سے ناراض ہوئے، تو وہ شخص درشت کلامی پر اتر آیا۔ میں نے کہا: اے خلیفہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ مجھے اجازت دیں میں اس کی گردن اڑا دوں؟ میرے ان الفاظ سے ان کا سارا غصہ جاتا رہا، وہ وہاں سے اٹھ کر چلے گئے، اور مجھے بلا لیا اور فرمایا: "اگر میں تمہیں اجازت دیتا تو تم یہ کر گزرتے؟ میں نے کہا: کیوں نہیں؟ ضرور کرتا! آپ نے فرمایا: "اللہ کی قسم یہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی اور کے لیے نہیں یعنی بدکلامی اور گستاخی کی سبب سے گردن اڑا دی جائے۔ (الصارم المسلول ۲۰۵- ابوداؤد ۲۵۲/۲)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔ "بنی خطمہ کی ایک عورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کیا کرتی تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:" مجھے کون اس سے نجات دلائے گا، اس کی قوم کا ایک آدمی کھڑا ہوا، اور اس نے کہا اس کام کے لیے میں ہوں اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اس نے جا کر اس عورت کو قتل کر دیا۔ (المسند ج ...)

علامہ واقدی نے اس واقعہ کی تفصیل لکھی ہے کہ یہ عورت عصماء بنت مروان، یزید بن زید الخطمی کی بیوی تھی، بدر سے واپسی پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمیر بن عدی رضی اللہ عنہ کو اس عورت کو قتل کرنے کے لئے بھیجا، انہوں نے جا کر اس عورت کو دیکھا کہ وہ بچے کو دودھ پلا رہی تھی، انہوں نے بچے کو علیحدہ کر کے تلوار اس کے پیٹ سے پار کر دی۔ پھر فجر کے بعد انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس واقعہ کی اطلاع دی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے مخاطب ہو کر فرمایا۔

"اگر تم ایسے شخص کو دیکھنا چاہو جس نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی غیبی مدد کی ہے تو عمیر رضی اللہ عنہ کو دیکھو۔"

اور جب حضرت عمیر رضی اللہ عنہ واپس آئے تو دیکھا کہ اس عورت کے بیٹے لوگوں کی ایک جماعت کے ساتھ اسے دفن کر رہے تھے۔ جب سامنے آتے دیکھا تو وہ لوگ حضرت عمیر رضی اللہ عنہ کی طرف آئے، اور کہا: اے عمیر! اسے تو نے قتل کیا ہے؟ عمیر صلی اللہ علیہ وسلم کہنے لگے: "ہاں، تم نے جو کرنا ہے کر لو، اور مجھے ڈھیل نہ دو، مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے! اگر تم سب وہ بات کہو جو وہ کہا کرتی تھی، تو میں تم سب پر اپنی تلوار سے وار کروں گا، یہاں تک کہ میں مارا جاؤں یا تمہیں قتل کر دوں۔ "اس دن سے اسلام بنی خطمہ میں پھیل گیا، قبل ازیں کچھ آدمی ڈر کے مارے اپنے اسلام کو پوشیدہ رکھتے تھے۔

(الصارم المسلول ص ...)

واقدی لکھتے ہیں کہ: بنو عمرو بن عوف میں ابوعفک نامی ایک یہودی بوڑھا شخص تھا جس کی عمر ایک سو بیس سال سے زیادہ تھی، وہ مدینہ میں آ کر لوگوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف عداوت پر بھڑکایا کرتا تھا۔ اس نے اسلام قبول نہیں کیا تھا، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدر تشریف لے گئے، اور اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فتح اور کامرانی سے نوازا تو وہ حسد کرنے لگا، اور بغاوت پر اتر آیا، اس نے رسول اللہ اور صحابہ کرام کی ہجو میں ایک قصیدہ کہا۔ حضرت سالم بن عمیر رضی اللہ عنہ نے نذر مانی کہ میں اسے قتل کروں گا، یا اسے قتل کرتے ہوئے مارا جاؤں گا۔ سالم رضی اللہ عنہ غفلت کی تلاش میں تھے۔ موسم گرما کی ایک رات تھی، ابوعفک بنو عمرو کے صحن میں سو رہا تھا، حضرت سالم بن عمیر رضی اللہ عنہ آئے، اور تلوار ابوعفک کے جگر پر رکھ دی، دشمن چیخنے لگا، اس کے ہم خیال بھاگتے ہوئے اس کے پاس آئے۔ پہلے اس کے گھر میں لے گئے، اور پھر دفن کر دیا۔

ابن تیمیہ فرماتے ہیں۔ "اس واقعہ میں اس امر کی دلیل موجود ہے کہ معاہد یا ذمی اگر اعلانیہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دے تو اس سے معاہدہ ٹوٹ جاتا ہے، اور اسے دھوکے سے قتل کیا جا سکتا ہے۔ (صارم المسلول ...)

بَاب ذِكْرِ الْاِخْتِلَافِ عَلَى الْاَعْمَشِ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ

اس روایت میں اعمش سے ہونے والے اختلاف کا تذکرہ

4083 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ

اَبِی الْجَعْدِ عَنْ اَبِیْ بَرْزَةَ قَالَ تَغَيَّظَ اَبُوْ بَكْرٍ عَلٰى رَجُلٍ فَقُلْتُ مَنْ هُوَ يَا خَلِيْفَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ قَالَ لِمَ قُلْتُ لِاَضْرِبَ عُنُقَهُ اِنْ اَمَرْتَنِیْ بِذٰلِكَ . قَالَ اَفَكُنْتَ فَاعِلًا قُلْتُ نَعَمْ . قَالَ فَوَاللّٰهِ لَاَذْهَبَ عِظَمُ كَلِمَتِی الَّتِیْ قُلْتُ غَضَبَهُ ثُمَّ قَالَ مَا كَانَ لِاَحَدٍ بَعْدَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

☆☆ حضرت ابوبرزہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص پر ناراضگی کا اظہار کیا' میں نے دریافت کیا: اے اللہ کے رسول کے خلیفہ! یہ کون شخص ہے؟ انہوں نے دریافت کیا: تم کیوں پوچھ رہے ہو؟ میں نے عرض کی: اس لیے کہ اگر آپ مجھے حکم دیں' تو میں اس کی گردن اڑا دوں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا' تم واقعی ایسا کرلو گے؟ میں نے عرض کی: جی ہاں!

راوی کہتے ہیں: میرے ان کلمات کی ہیبت نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے غصے کوختم کر دیا' پھر انہوں نے فرمایا: حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعداب کسی کو اس بات کا حق حاصل نہیں ہے (کہ اس کی شان میں گستاخی کی وجہ سے کسی کو قتل کر دیا جائے)۔

4084 - اَخْبَرَنَا اَبُوْ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ اَبِی الْبَخْتَرِیِّ عَنْ اَبِیْ بَرْزَةَ قَالَ مَرَرْتُ عَلٰى اَبِیْ بَكْرٍ وَّهُوَ مُتَغَيِّظٌ عَلٰى رَجُلٍ مِّنْ اَصْحَابِهٖ فَقُلْتُ يَا خَلِيْفَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ مَنْ هٰذَا الَّذِیْ تَغَيَّظُ عَلَيْهِ قَالَ وَلِمَ تَسْاَلُ قُلْتُ اَضْرِبُ عُنُقَهُ . قَالَ فَوَاللّٰهِ لَاَذْهَبَ عِظَمُ كَلِمَتِیْ غَضَبَهُ ثُمَّ قَالَ مَا كَانَتْ لِاَحَدٍ بَعْدَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

☆☆ حضرت ابوبرزہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرا' وہ اس وقت اپنے ایک ساتھی پر ناراضگی کا اظہار کر رہے تھے' میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول کے خلیفہ! یہ کون شخص ہے' جس پر آپ ناراضگی کا اظہار کر رہے ہیں؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا: تم کیوں پوچھ رہے ہو؟ میں نے جواب دیا: تاکہ میں اس کی گردن اڑا دوں۔ تو راوی کہتے ہیں: میری اس بات نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے غصے کوختم کر دیا' پھر انہوں نے ارشاد فرمایا:

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کے لیے یہ حق نہیں ہے (کہ اس کی ناراضگی کی وجہ سے کسی کو قتل کر دیا جائے)۔

4085 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى عَنْ يَحْيَى بْنِ حَمَّادٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ اَبِی الْبَخْتَرِیِّ عَنْ اَبِیْ بَرْزَةَ قَالَ تَغَيَّظَ اَبُوْ بَكْرٍ عَلٰى رَجُلٍ فَقَالَ لَوْ اَمَرْتَنِیْ لَفَعَلْتُ . قَالَ اَمَا وَاللّٰهِ مَا كَانَتْ لِبَشَرٍ بَعْدَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

☆☆ حضرت ابوبرزہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ایک شخص پر ناراض ہو گئے' تو حضرت ابوبرزہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: اگر آپ مجھے حکم دیں' تو میں ایسا کر لیتا ہوں (یعنی میں اسے قتل کر دیتا ہوں) تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "اللہ کی قسم! حضرت محمد ﷺ کے بعد اور کسی بھی بشر کو اس بات کا حق حاصل نہیں ہے (کہ اس کی ناراضگی کی وجہ سے کسی کو

4083-تقدم (الحديث 4082) .

4084-تقدم (الحديث 4082) .

4085-تقدم (الحديث 4082) .

قتل کر دیا جائے)''۔

4086 - اَخْبَرَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ الْاَشْعَرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ اَبِیْ نَضْرَةَ عَنْ اَبِیْ بَرْزَةَ قَالَ غَضِبَ اَبُوْ بَكْرٍ عَلٰى رَجُلٍ غَضَبًا شَدِيْدًا حَتّٰى تَغَيَّرَ لَوْنُهُ قُلْتُ يَا خَلِيْفَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَاللّٰهِ لَئِنْ اَمَرْتَنِیْ لَاَضْرِبَنَّ عُنُقَهُ فَكَاَنَّمَا صُبَّ عَلَيْهِ مَاءٌ بَارِدٌ فَذَهَبَ غَضَبُهُ عَنِ الرَّجُلِ ـ قَالَ ثَكِلَتْكَ اُمُّكَ اَبَا بَرْزَةَ وَاِنَّهَا لَمْ تَكُنْ لِاَحَدٍ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ـ

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ هٰذَا خَطَاٌ وَّالصَّوَابُ اَبُوْ نَصْرٍ وَّاسْمُهُ حُمَيْدُ بْنُ هِلَالٍ خَالَفَهُ شُعْبَةُ ـ

☆☆ حضرت ابوبرزہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص پر شدید غصے کا اظہار کیا' یہاں تک کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا رنگ تبدیل ہو گیا' میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول کے خلیفہ! اللہ کی قسم! اگر آپ مجھے حکم دیں' تو میں اس کی گردن اُڑا دیتا ہوں۔ راوی کہتے ہیں: تو یوں ہوا جیسے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پر ٹھنڈا پانی ڈال دیا گیا ہے' اس شخص پر ان کا غصہ ختم ہو گیا اور انہوں نے فرمایا:

اے ابوبرزہ! تمہاری ماں تمہیں روئے! اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی بھی شخص کو اس بات کا حق حاصل نہیں ہے (کہ اس کی ناراضگی کی وجہ سے کسی کو قتل کیا جائے)۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: (اس کی سند میں استعمال ہونے والے راوی کا نام ابونضرہ) غلط ہے' صحیح یہ ہے' اس کا نام ابونصر ہے اور اس کا اصل نام حمید بن ہلال ہے۔ شعبہ نے اس سے مختلف روایت نقل کی ہے (جو درج ذیل ہے)۔

4087 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى عَنْ اَبِیْ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا نَصْرٍ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِیْ بَرْزَةَ قَالَ اَتَيْتُ عَلٰى اَبِیْ بَكْرٍ وَّقَدْ اَغْلَظَ لِرَجُلٍ فَرَدَّ عَلَيْهِ فَقُلْتُ اَلَا اَضْرِبُ عُنُقَهُ فَانْتَهَرَنِیْ ـ فَقَالَ اِنَّهَا لَيْسَتْ لِاَحَدٍ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ـ

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَبُوْ نَصْرٍ حُمَيْدُ بْنُ هِلَالٍ ـ وَرَوَاهُ عَنْهُ يُوْنُسُ بْنُ عُبَيْدٍ فَاَسْنَدَهُ ـ

☆☆ حضرت ابوبرزہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا' انہوں نے ایک شخص پر ناراضگی کا اظہار کیا' اس شخص نے انہیں جواب دیا' تو میں نے کہا: میں اس کی گردن نہ اُڑا دوں۔ تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھے ڈانٹا اور فرمایا:

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کے لیے یہ درست نہیں ہے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: ابونصر حمید بن ہلال ہیں اور ان کے حوالے سے یونس بن عبید نے روایت نقل کی ہے اور اس کی سند بیان کی ہے۔

4088 - اَخْبَرَنِیْ اَبُوْ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا عَفَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ

4086-تقدم (الحديث 4082) ـ

4087-تقدم (الحديث 4082) ـ

4088-تقدم (الحديث 4082) ـ

حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُطَرِّفِ بْنِ الشِّخِّيرِ عَنْ اَبِيْ بَرْزَةَ الْاَسْلَمِيِّ اَنَّهُ قَالَ كُنَّا عِنْدَ اَبِيْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ فَغَضِبَ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَاشْتَدَّ غَضَبُهُ عَلَيْهِ جِدًّا فَلَمَّا رَاَيْتُ ذٰلِكَ قُلْتُ يَا خَلِيْفَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَضْرِبُ عُنُقَهُ فَلَمَّا ذَكَرْتُ الْقَتْلَ اَضْرَبَ عَنْ ذٰلِكَ الْحَدِيْثِ اَجْمَعَ اِلٰى غَيْرِ ذٰلِكَ مِنَ النَّحْوِ فَلَمَّا تَفَرَّقْنَا اَرْسَلَ اِلَيَّ فَقَالَ يَا اَبَا بَرْزَةَ مَا قُلْتَ وَنَسِيْتُ الَّذِيْ قُلْتُ قُلْتُ ذَكِّرْنِيْهِ . قَالَ اَمَا تَذْكُرُ مَا قُلْتَ قُلْتُ لَا وَاللّٰهِ . قَالَ اَرَاَيْتَ حِيْنَ رَاَيْتَنِيْ غَضِبْتُ عَلٰى رَجُلٍ فَقُلْتَ اَضْرِبُ عُنُقَهُ يَا خَلِيْفَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَمَا تَذْكُرُ ذٰلِكَ اَوَ كُنْتَ فَاعِلًا ذٰلِكَ قُلْتُ نَعَمْ وَاللّٰهِ وَالْاٰنَ اِنْ اَمَرْتَنِيْ فَعَلْتُ . قَالَ وَاللّٰهِ مَا هِيَ لِاَحَدٍ بَعْدَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ هٰذَا الْحَدِيْثُ اَحْسَنُ الْاَحَادِيْثِ وَاَجْوَدُهَا وَاللّٰهُ تَعَالٰى اَعْلَمُ .

☆☆ حضرت ابوبرزہ اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم لوگ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس موجود تھے وہ ایک مسلمان پر ناراض ہو گئے اور انہوں نے اس پر بہت زیادہ ناراضگی کا اظہار کیا' جب میں نے یہ بات دیکھی تو میں نے کہا: اے اللہ کے رسول کے خلیفہ! میں اس کی گردن اڑا دیتا ہوں' جب میں نے اسے قتل کرنے کا ذکر کیا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنی بات تبدیل کی اور کسی اور چیز کی طرف متوجہ ہو گئے' جب ہم وہاں سے اٹھ گئے' تو آپ رضی اللہ عنہ نے پیغام دے کر مجھے بلوایا اور فرمایا: اے ابوبرزہ! تم نے کیا کہا تھا؟ میں وہ بات بھول گیا جو میں نے کہی تھی' تو میں نے کہا: آپ مجھے یاد کروایئے! (کہ آپ کس چیز کے بارے میں پوچھ رہے ہیں)

تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا تمہیں یاد نہیں ہے' جو تم نے کہا تھا؟ میں نے جواب دیا: جی نہیں! اللہ کی قسم! (مجھے یاد نہیں ہے) تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

جب تم نے مجھے دیکھا تھا کہ میں ایک شخص پر ناراضگی کا اظہار کر رہا تھا تو کیا تم نے یہ نہیں کہا تھا: اے اللہ کے رسول کے خلیفہ! میں اس کی گردن اڑا دیتا ہوں' تمہیں یہ بات یاد نہیں ہے' کیا تم واقعی ایسا کرتے؟

میں نے جواب دیا: جی ہاں! اللہ کی قسم! اب بھی اگر آپ مجھے حکم دیتے ہیں' تو میں ایسا کر لیتا ہوں' تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی اور کے لیے ایسا نہیں کیا جا سکتا۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: یہ روایت سب سے عمدہ اور بہترین ہے' باقی اللہ بہتر جانتا ہے۔

بَابُ السِّحْرِ .

یہ باب جادو کے بیان میں ہے

سحر کے لغوی معنی کا بیان

علامہ فیروز آبادی نے لکھا ہے کہ جس چیز کا ماخذ لطیف اور دقیق ہو وہ سحر ہے۔

(قاموس ج ۲ ص ۹۶ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۴۱۲ھ)

علامہ جوہری نے بھی یہی لکھا ہے۔ (الصحاح ج ۲ ص ۶۷۹ مطبوعہ [illegible] بیروت ۱۴۰۴ھ)

علامہ زبیدی لکھتے ہیں: تہذیب میں مذکور ہے کہ کسی چیز واس کی حقیقت سے دوسری حقیقت کی طرف پھیر دینا سحر ہے کیونکہ جب ساحر باطل کو حق کی صورت میں دکھاتا ہے اور لوگوں کے ذہن میں یہ خیال ڈالتا ہے کہ وہ چیز اپنی حقیقت کے مغایر ہے تو یہ اس کا سحر ہے۔ (تاج العروس ج ۳ ص ۲۵۹ مطبوعہ المطبعۃ الخیریہ مصر ۱۳۰۶ھ)

علامہ ابن منظور افریقی لکھتے ہیں: سحر وہ عمل ہے جس میں شیطان کا تقرب حاصل کیا جاتا ہے اور اس کی مدد سے کوئی کام کیا جاتا ہے نظر بندی کو بھی سحر کہتے ہیں ایک چیز کسی صورت میں دکھائی دیتی ہے حالانکہ وہ اس کی اصلی صورت نہیں ہوتی (جیسے دور سے سراب پانی کی طرح دکھائی دیتا ہے یا جیسے تیز رفتار سواری پر بیٹھے ہوئے شخص کو درخت اور مکانات دوڑتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں) کسی چیز کی کیفیت کے پلٹ دینے کو بھی سحر کہتے ہیں کوئی شخص کسی بیمار کو تندرست کر دے یا کسی کے بغض کو محبت سے بدل دے تو کہتے ہیں: اس نے اس پر سحر (جادو) کر دیا۔ (لسان العرب ج ۴ ص ۳۴۹ مطبوعہ نشر ادب الحوزۃ قم ایران ۱۴۰۵ھ)

علامہ راغب اصفہانی لکھتے ہیں: سحر کا کئی معانی پر اطلاق کیا جاتا ہے:

(۱) نظر بندی اور تخیلات جن کی کوئی حقیقت نہیں ہوتی جیسے شعبدہ باز اپنے ہاتھ کی صفائی سے لوگوں کی نظریں پھیر دیتا ہے۔

قرآن کریم میں ہے:

(آیت) فلما القوا سحروا اعين الناس واسترهبوهم ۔ (الاعراف ۱۱۶)

ترجمہ: تو جب انہوں نے (لاٹھیاں اور رسیاں) ڈالیں تو لوگوں کی آنکھوں پر سحر کر دیا اور ان کو ڈرا دیا۔

لوگوں کو ان جادوگروں کی رسیاں اور لاٹھیاں دوڑتے ہوئے سانپوں کی شکل میں دکھائی دینے لگیں اور وہ ڈر گئے۔

(آیت) فاذا حبالهم وعصيهم يخيل اليه من سحرهم انها تسعى ۔ (طٰہٰ ۶۶)

ترجمہ: تو اچانک ان کے جادو سے موسیٰ (علیہ السلام) کو خیال ہوا کہ ان کی رسیاں اور لاٹھیاں دوڑ رہی ہیں۔

(۲) شیطان کا تقرب حاصل کر کے اس کی مدد سے کوئی غیر معمولی کام (عام عادت کے خلاف) کرنا۔

قرآن مجید میں ہے:

(آیت) ولكن الشيطين كفروا يعلمون الناس السحر ۔ (البقرہ ۱۰۲)

ترجمہ: البتہ شیطانوں نے کفر کیا تھا لوگوں کو سحر (جادو) سکھاتے تھے۔

(۳) یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جادو سے کسی چیز کی ماہیت اور صورت بدل دی جاتی ہے مثلاً انسان کو گدھا بنا دیا جاتا ہے لیکن اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔

(۴) کسی چیز کو کوٹ کر اور پیس کر باریک کرنے کو بھی سحر کہتے ہیں اسی لیے معدہ کے فعل ہضم کو سحر کہتے ہیں اور جس چیز میں کوئی معنوی لطافت اور باریکی ہو اس کو بھی سحر کہتے ہیں جیسے کہا جاتا ہے: بعض بیان سحر ہوتے ہیں۔

(المفردات ص ۲۲۶ مطبوعہ المکتبۃ المرتضویہ ایران ۱۳۴۲ھ)

سحر کے شرعی معنی کا بیان

علامہ بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: جس کام کو انسان خود نہ کر سکے اور وہ شیطان کی مدد اور اس کے تقرب کے بغیر اور اس کام کے لیے شیطان کے شر اور خبث نفس کے ساتھ مناسبت ضروری ہو اس کو سحر کہتے ہیں اس تعریف سے سحر معجزہ اور کرامت سے ممتاز ہو جاتا ہے۔ مختلف حیلوں آلات دواؤں اور ہاتھ کی صفائی سے جو عجیب وغریب کام کیے جاتے ہیں وہ سحر نہیں ہیں اور وہ مذموم ہیں ان کو مجازاً سحر کہا جاتا ہے کیونکہ ان کاموں میں بھی دقت اور باریکی ہوتی ہے اور لغت میں سحر اس چیز کو کہتے ہیں جس کے صدور کا سبب دقیق اور مخفی ہو۔ (انوار التنزیل (درسی) ص ۹۶-۹۵ مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز کراچی)

حضرت سلیمان (علیہ السلام) کی طرف جادو کی نسبت کی تحقیق

مدینہ کے یہود حضرت سلیمان (علیہ السلام) کو ساحر اور جادوگر کہتے تھے اور جب ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سلیمان (علیہ السلام) کا نبیوں میں ذکر فرماتے تو وہ اس پر طعن اور تشنیع کرتے اور کہتے کہ دیکھو ان کو کیا ہوا ہے کہ یہ سلیمان کا نبیوں میں ذکر کرتے ہیں حالانکہ سلیمان محض جادوگر تھے امام ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

سدی نے بیان کیا ہے کہ حضرت سلیمان (علیہ السلام) کے دور حکومت میں شیطان آسمان پر گھات لگا کر بیٹھ جاتے اور بیٹھ کر فرشتوں کا کلام کان لگا کر سنتے کہ زمین میں کون کب مرے گا بارش کب ہوگی اور اس قسم کی دیگر باتیں پھر آ کر کاہنوں کو وہ باتیں بتاتے کاہن لوگوں کو وہ باتیں بتاتے اور وہ باتیں اس طرح واقع ہو جاتیں ان کے ساتھ بہت سے جھوٹ ملا کر لوگوں نے وہ باتیں کتاب میں لکھ لیں اور بنو اسرائیل میں یہ مشہور ہو گیا کہ جنات کو غیب کا علم ہے حضرت سلیمان (علیہ السلام) نے ان کتابوں کو تلاش کروا کر منگوایا اور ایک صندوق میں رکھ کر اپنی کرسی کے نیچے دفن کر دیا اور شیاطین میں سے جو بھی ان کی کرسی کے قریب جاتا وہ جل جاتا اور حضرت سلیمان (علیہ السلام) نے اعلان کر دیا کہ میں نے جس شخص کے متعلق بھی یہ سنا کہ وہ کہتا ہے کہ شیاطین غیب جانتے ہیں میں اس کی گردن اڑا دوں گا حضرت سلیمان (علیہ السلام) فوت ہو گئے اور وہ علماء بھی گزر گئے جن کو یہ واقعہ معلوم تھا اور پشت در پشت گزر گئیں تو ایک دن وہ شیطان انسان کی صورت بن کر بنو اسرائیل کی ایک جماعت کے پاس گیا اور کہا: میں تم کو ایک نہ ختم ہونے والا خزانہ دکھاتا ہوں اس نے ان سے کہا: اس کرسی کے نیچے زمین کھودو انہوں نے کھودا تو وہ کتابیں نکل آئیں شیطان نے کہا: حضرت سلیمان (علیہ السلام) اس جادو کی وجہ سے انسانوں جنوں اور پرندوں پر حکومت کرتے تھے پھر بنو اسرائیل میں نسل در نسل یہ مشہور ہو گیا کہ حضرت سلیمان (علیہ السلام) جادوگر تھے حتی کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے اور آپ نے حضرت سلیمان (علیہ السلام) کا انبیاء علیہم السلام میں ذکر کیا تو بنو اسرائیل نے اس پر اعتراض کیا اور کہا: سلیمان تو جادوگر تھے اللہ تعالیٰ نے انکے رد میں یہ آیت نازل فرمائی: اور انہوں نے اس کی پیروی کی جس کو سلیمان (علیہ السلام) کے دور حکومت میں شیطان پڑھا کرتے تھے اور سلیمان نے (جادو کر کے) کوئی کفر نہیں کیا البتہ شیاطین ہی کفر کرتے تھے وہ لوگوں کو جادو سکھاتے تھے۔

(جامع البیان ج ۱ ص ۳۵۳ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۱۴۰۹ھ)

نیز امام ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں: جب شیاطین (جنوں) کو حضرت سلیمان (علیہ السلام)

کی موت کا علم ہوا تو انہوں نے سحر کی مختلف اصناف اور اقسام کو لکھ کر ایک کتاب میں مدون کیا اور اس کے اوپر یہ نام لکھ دیا کہ یہ سلیمان بن داؤد کے دوست آصف بن برخیا کی تحریر ہے اور اس میں علم کے خزانوں کے ذخیرے ہیں پھر اس کتاب کو حضرت سلیمان (علیہ السلام) کی کرسی کے نیچے دفن کر دیا پھر بعد میں بنو اسرائیل کی باقی ماندہ قوم نے اس کو حضرت سلیمان (علیہ السلام) کی کرسی کے نیچے سے نکال لیا جب انہوں نے اس کتاب کو پڑھا تو انہوں نے جادو پھیلا دیا اور جب ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلیمان بن داؤد (علیہ السلام) کا انبیاء اور مرسلین میں ذکر کیا تو مدینہ کے یہودیوں نے کہا: کیا تم (حضرت سیدنا) محمد (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) پر تعجب نہیں کرتے کہ وہ سلیمان کا انبیاء میں ذکر کرتے ہیں حالانکہ وہ صرف ایک جادوگر تھے۔ تب اللہ تعالیٰ نے ان کے رد میں یہ آیت نازل کی: اور انہوں نے اس کی پیروی کی جس کو سلیمان کے دور حکومت میں شیطان پڑھا کرتے تھے اور سلیمان نے (جادو کر کے) کوئی کفر نہیں کیا البتہ شیاطین ہی کفر کرتے تھے وہ لوگ کو جادو سکھاتے تھے۔

(جامع البیان ج ۱ ص ۳۵۴ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۱۴۰۹ھ)

حافظ ابن حجر عسقلانی نے بھی ان دونوں روایتوں کو طبری کے حوالے سے ذکر کیا ہے۔

(فتح الباری ج ۱۰ ص ۲۲۳ مطبوعہ دار الکتب الاسلامیہ لاہور)

امام ابن جوزی نے ان آیتوں کے شان نزول میں مزید چار قول نقل کیے ہیں:

(۱) ابو صالح نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جب حضرت سلیمان (علیہ السلام) سے روایت کیا ہے کہ جب حضرت سلیمان (علیہ السلام) کے ہاتھ سے ان کی سلطنت نکل گئی تو شیاطین (جنوں) نے سحر کو لکھ کر ان کی جائے نماز کے نیچے دفن کر دیا اور جب ان کی وفات ہوئی تو اس کو نکال لیا اور کہا: ان کی سلطنت اس سحر کی وجہ سے تھی مقاتل کا بھی یہی قول ہے۔

(۲) سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آصف بن برخیا حضرت سلیمان (علیہ السلام) کے احکام لکھ لیا کرتے تھے اور ان کو ان کی کرسی کے نیچے دفن کر دیا کرتے تھے جب حضرت سلیمان (علیہ السلام) فوت ہو گئے تو اس کتاب کو شیطانوں سے نکال لیا اور ہر دو سطور کے درمیان سحر اور جھوٹ لکھ دیا اور بعد میں اس کو حضرت سلیمان (علیہ السلام) کی طرف منسوب کر دیا۔

(۳) عکرمہ رضی اللہ عنہ نے کہا: شیطانوں نے حضرت سلیمان (علیہ السلام) کو وفات کے بعد سحر کو لکھا اور اس کو حضرت سلیمان (علیہ السلام) کی طرف منسوب کر دیا۔

(۴) قتادہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: شیطانوں نے جادو کو ایجاد کیا حضرت سلیمان (علیہ السلام) نے اس پر قبضہ کر کے اس کو اپنی کرسی کے نیچے دفن کر دیا تاکہ لوگ اس کو نہ سیکھیں جب حضرت سلیمان (علیہ السلام) فوت ہو گئے تو شیطانوں نے اس کو نکال لیا اور لوگوں کو سحر کی تعلیم دی اور کہا: یہی سلیمان کا علم ہے۔ (زاد المسیر ج ۱ ص ۱۲۱ مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۴۰۷ھ)

سحر کے تحقق میں مذاہب سحر کے دلائل اور ان پر اعتراضات کے جوابات:

علامہ تفتازانی لکھتے ہیں: کسی خبیث اور بدکار شخص کے مخصوص عمل کے ذریعہ کوئی غیر معمولی اور عام عادت کے خلاف کام یا چیز

صادر ہو اس کو سحر کہتے ہیں اور یہ باقاعدہ کسی استاذ کی تعلیم سے حاصل ہوتا ہے اس اعتبار سے سحر معجزہ اور کرامت سے ممتاز ہے کیونکہ شخص کی طبیعت یا اس کی فطرت کا خاصہ نہیں ہے اور یہ بعض جگہوں بعض اوقات اور بعض شرائط کے ساتھ مخصوص ہے سب جادو کا معارضہ کیا جاتا ہے اور اس کو کوشش سے حاصل کیا جاتا ہے سحر کرنے والا فسق کے ساتھ معلون ہوتا ہے ظاہری اور باطنی نجاست میں ملوث ہوتا ہے اور دنیا اور آخرت میں رسوا ہوتا ہے اهل حق کے نزدیک سحر عقلا جائز ہے اور قرآن اور سنت سے ثابت ہے اسی طرح فی الواقع بھی جائز اور ثابت ہے۔

معتزلہ نے کہا: سحر کی کوئی حقیقت نہیں ہے یہ محض نظر بندی ہے اور اس کا سبب کرتب ہاتھ کی صفائی اور شعبدہ بازی ہے ہماری دلیل یہ ہے کہ سحر بنی نفسہٖ ممکن ہے اور اللہ تعالیٰ اس کو پیدا کرنے پر قادر ہے اور اس کا خالق ہے اور ساحر صرف فاعل اور کاسب ہے اور اس کے وقوع اور تحقق پر تمام فقہاء اسلام کا اجماع ہے۔ اس کا ثبوت قرآن مجید کی ان آیات میں ہے۔

(ترجمہ) البتہ شیاطین ہی کفر کرتے تھے وہ لوگوں کو جادو سکھاتے تھے اور انہوں نے (یہودیوں نے) اس (جادو) کی پیروی کی جو شہر بابل میں دو فرشتوں ہاروت اور ماروت پر اتارا گیا تھا اور وہ فرشتے اس وقت تک کسی کو کچھ نہیں سکھاتے تھے جب تک یہ نہ کہتے: ہم تو صرف آزمائش ہیں تو تم کفر نہ کرو وہ ان سے اس چیز کو سیکھتے تھے جس کے ذریعہ وہ مرد اور اسکی بیوی میں علیحدگی کر دیتے اور اللہ کی اجازت کے بغیر وہ اس جادو سے کسی کو نقصان نہیں پہنچا سکتے تھے وہ اس چیز کو سیکھتے تھے جو ان کو نقصان پہنچانے اور ان کو نفع نہ دے (البقرہ:۱۰۳-۱۰۲) اور قرآن مجید میں ہے:

(آیت) ومن شر النفثت فی العقد . . (الفلق:۴)

ترجمہ: آپ کہیے کہ میں گرہوں میں (جادو کی) بہت پھونک مارنے والی عورتوں کے شر سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔

اگر جادو کی کوئی حقیقت نہ ہوتی تو اللہ تعالیٰ آپ کو اس کے شر سے پناہ طلب کرنے کا حکم نہ دیتا۔

ان آیات سے معلوم ہوا کہ سحر ایک حقیقت ثابتہ ہے سحر کے ذریعہ نقصان پہنچ جاتا ہے مرد اور اس کی بیوی میں علیحدگی ہو جاتی ہے۔

اسی طرح جمہور مسلمین کا اس پر اتفاق ہے کہ سورۃ فلق اس وقت نازل ہوئی جب ایک یہودی لبید بن اعصم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سحر کر دیا تھا جس کے نتیجہ میں آپ تین راتیں بیمار رہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ پر جادو کر دیا گیا حتیٰ کہ آپ یہ خیال کرتے تھے کہ آپ نے کوئی کام کیا ہے حالانکہ آپ نے وہ کام نہیں کیا ہوتا تھا حتیٰ کہ آپ ایک دن میرے پاس تشریف فرما تھے آپ نے اللہ تعالیٰ بار بار دعا کی پھر آپ نے فرمایا: اے عائشہ (رضی اللہ عنہا) کیا تمہیں معلوم ہے کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے جو پوچھا تھا وہ اللہ تعالیٰ مجھے بتا دیا میں نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کیا بات ہے؟ آپ نے فرمایا: میرے پاس دو آدمی آئے ایک میرے سرہانے بیٹھ گیا اور ایک میرے پاؤں کی جانب پھر ایک نے دوسرے سے کہا: اس شخص کو کیا درد ہے؟ اس نے کہا: ان پر جادو کیا گیا ہے پوچھا: جادو کس نے کیا ہے؟ کہا لبید بن اعصم یہودی نے جو بنو زریق سے ہے پوچھا: کس چیز میں جادو کیا ہے؟ کہا: ایک کنگھی میں اور نر کھجور کے غلاف

میں لپٹے ہوئے خوشہ میں ہے پوچھا وہ کہاں ہے؟ کہا وہ ذی اروان کے کنویں میں ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کی ایک جماعت کے ساتھ اس کنویں پر گئے آپ نے اس میں جھانک کر دیکھا اس کنویں کے پاس ایک کھجور کا درخت تھا پھر آپ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس واپس گئے اور فرمایا بہ خدا اس کنویں کا پانی گوندھی ہوئی مہندی کے پانی کی طرح ہے اور گویا اس کھجور کے خوشے شیاطین کے سر میں ہے میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے اس کو کنویں سے نکال کیوں نہ لیا آپ نے فرمایا نہیں مجھ کو تو اللہ تعالیٰ نے شفا دے دی اور مجھے یہ خدشہ ہے کہ اس کے نکالنے سے لوگوں کو ضرر پہنچے گا پھر آپ نے اس کنویں کو دفن کرنے (بند کرنے) کا حکم دیا۔ (صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۵۱)

اسی طرح روایت ہے کہ ایک باندی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر سحر کیا اسی طرح حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما پر سحر کیا گیا تو ان کی کلائی ٹیڑھی ہوگئی۔

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ اگر جادو کا اثر ثابت ہوتا تو جادوگر تمام انبیاء اور صالحین کو نقصان پہنچاتے اور وہ جادو کے ذریعہ اپنے لیے ملک اور سلطنت کو حاصل کر لیتے۔ نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کا اثر کیسے ہو سکتا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

(آیت) واللہ یعصمك من الناس ۔ (المائدہ:۶۷)

ترجمہ: اور اللہ آپ کو لوگوں سے محفوظ رکھے گا۔

(آیت) ولا یفلح السحر حیث اتی، (طٰہٰ:۶۹)

ترجمہ: اور ساحر جہاں بھی جائے وہ کامیاب نہیں ہو سکتا۔

کہا جاتا ہے کہ سحر ہر زمانہ اور ہر وقت میں نہیں پایا جاتا اور نہ ہر علاقہ اور ہر جگہ میں پایا جاتا ہے اور نہ سحر کا اثر ہر وقت ہو سکتا ہے اور نہ ہر معاملہ میں جادوگر کا تسلط ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے جو فرمایا کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو محفوظ رکھے گا اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ آپ کو لوگوں کے ہلاک کرنے سے محفوظ رکھے گا یا آپ کی نبوت میں خلل ڈالنے سے محفوظ رکھے گا اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ جادوگر آپ کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا یا آپ کے بدن میں کوئی تکلیف نہیں پہنچا سکتا۔

ایک اور اعتراض یہ ہے کہ قرآن مجید میں ہے:

(آیت) اذ یقول الظلمون ان تتبعون الا رجلا مسحورا ۔ انظر کیف ضربوا لك الامثال فضلوا فلا یستطیعون سبیلا ۔ ۔ (بنی اسرائیل:۴۸-۴۷)

ترجمہ: جب کہ ظالم یہ کہتے ہیں کہ تم صرف اس شخص کی پیروی کرتے ہو جس پر جادو کیا ہوا ہے۔ دیکھئے انہوں نے آپ کے لیے کیسی مثالیں بیان کی ہیں تو وہ اس طرح گمراہ ہو چکے ہیں کہ اب صحیح راستہ پر نہیں آ سکتے۔

کفار نے کہا کہ آپ پر جادو کیا ہوا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس کو گمراہی فرمایا اس سے معلوم ہوا کہ آپ پر جادو کا اثر نہیں ہو سکتا اور صحیح بخاری میں یہ حدیث ہے کہ آپ پر جادو کا اثر ہوا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ کفار کی مراد یہ تھی کہ جادو کے اثر سے آپ کی عقل زائل ہو گئی ہے اور آپ کا دعویٰ نبوت کرنا اور وحی الٰہی کو بیان کرنا اسی جادو کے اثر سے ہے اور اسی جادو کے اثر کی وجہ سے آپ نے عروس

کے دین کو ترک کر دیا اور حدیث میں جادو کے جس اثر بیان ہے اس کا اثر آپ کی عقل پر نہیں تھا آپ پر بیماری کا طاری ہونا آپ کا سواری سے گرنا جسم سے خون کا نکلنا عوارض بشریہ کی وجہ سے تھا اور نبوت کے منافی نہیں تھا اسی طرح آپ پر جادو کا اثر ہونا عوارض بشریہ سے تھا اور یہ آپ کی نبوت کے منافی نہیں تھا اور اس میں حکمت یہ تھی کہ اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ قرآن مجید میں حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کے قصہ میں ہے:

(آیت) يخيل اليه من سحرهم انها تسعى . . (طہ ٦٦)

حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کو خیال ہوا کہ ان کے جادو کی وجہ سے ان کی رسیاں اور لاٹھیاں دوڑ رہی ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ جادو کی کوئی حقیقت نہیں ہے یہ صرف نظر بندی ہے اور کسی کے ذہن میں خیال ڈالنا ہے ہم کہتے ہیں کہ اس آیت سے یہ معلوم ہوا کہ فرعون کے جادوگروں کا سحر یہی تخیل اور نظر بندی تھا لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کے علاوہ جادو کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔

اسی طرح نظر لگنا بھی ثابت ہے کیونکہ بعض انسانوں میں ایسی خاصیت ہوتی ہے کہ جب وہ کسی چیز کی تعریف اور تحسین کرتے ہیں تو اس چیز پر کوئی آفت آجاتی ہے اور یہ چیز مشاہدات میں سے ہے اور اس پر کسی دلیل کی ضرورت نہیں ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نظر حق ہے۔

(صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۲۰ مطبوعہ کراچی) شرح المقاصد ج ۵ ص ۸۱-۷۹ موضحا و مفصلا مطبوعہ منشورات الشریف الرضی ۱۴۰۹ھ)

علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: سحر میں اختلاف ہے ایک قول یہ ہے کہ اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے یہ صرف تخیل ہے علامہ استرابازی شافعی علامہ ابوبکر رازی حنفی اور علامہ ابن حزم ظاہری کی یہی رائے ہے۔ علامہ نووی نے کہا ہے کہ صحیح یہ ہے کہ سحر کی حقیقت ہے جمہور کے نزدیک یہ قطعی ہے عام علماء کی یہی رائے ہے۔ کتاب سنت صحیحہ مشہورہ کی اسی پر دلالت ہے البتہ اس میں اختلاف ہے کہ سحر سے انقلاب حقائق ہو جاتا ہے یا نہیں۔ جو کہتے ہیں کہ سحر صرف تخییل ہے وہ اس کا انکار کرتے ہیں اور جو کہتے ہیں کہ اس کی حقیقت ہے اس کا اس میں اختلاف ہے کہ جادو کی تاثیر صرف کسی چیز کے مزاج میں ہوتی ہے مثلاً صحت مند کو بیمار کر دیا اس سے کسی چیز کی حقیقت بھی بدل جاتی ہے مثلاً پتھر کو حیوان بنا دینا جمہور یہ کہتے ہیں کہ اس کا اثر صرف مزاج میں ہوتا ہے اور بعض علماء یہ کہتے ہیں کہ اس سے حقیقت بدل جاتی ہے۔ علامہ مازری نے کہا ہے کہ سحر معجزہ اور کرامت میں یہ فرق ہے کہ سحر بعض اقوال اور افعال سے مکمل ہوتا ہے اور کرامت میں اس کی احتیاج نہیں ہوتی بلکہ وہ عموماً اتفاقاً صادر ہوتی ہے اور معجزہ میں چیلنج ہوتا ہے امام الحرمین نے یہ نقل کیا ہے کہ سحر فاسق سے صادر ہوتا ہے اور کرامت کا ظہور فاسق سے نہیں ہوتا۔

(فتح الباری ج ۱۰ ص ۲۲۳-۲۲۲ مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور ۱۴۰۱ھ)

سحر کے شرعی حکم تحقیق کا بیان

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سات ہلاک کرنے والے کاموں سے بچو صحابہ نے پوچھا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! وہ کون سے کام ہیں؟ آپ نے فرمایا:

اللہ کے ساتھ شریک کرنا جادو کرنا جس کو قتل کرنے سے اللہ نے منع کیا ہے اس کو ناحق قتل کرنا سود کھانا یتیم کا مال کھانا میدان جنگ سے پیٹھ پھیر کر بھاگنا اور مسلمان پاک دامن عورت کو زنا کی تہمت لگانا۔ (صحیح بخاری ج ۲ ص ۱۰۱۹ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۸۱ھ)

اس حدیث کو امام مسلم نے بھی روایت کیا ہے۔ (صحیح مسلم ج ۱ ص ۶۴ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۷۵ھ)

اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ فی نفسہ جادو کرنا حرام اور گناہ کبیرہ ہے اگر جادو کے عمل میں شرکیہ اقوال یا افعال ہوں تو پھر جادو کرنا کفر ہے اور جادو کے سیکھنے اور سکھانے میں فقہاء کے مختلف نظریات ہیں۔

سحر کے شرعی حکم کے متعلق فقہاء شافعیہ کا نظریہ:

علامہ نووی شافعی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: جادو کرنا حرام اور گناہ کبیرہ ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو سات ہلاک کرنے والے کاموں میں شمار کیا ہے اس کا سیکھنا اور سکھانا بھی حرام ہے اگر جادو کرنے والے کے قول یا فعل میں کوئی چیز کفر کی مقتضی ہو تو جادو کرنا کفر ہے ورنہ نہیں بلکہ گناہ کبیرہ ہے اس طرح جادو کے سیکھنے یا سکھانے میں کوئی قول یا فعل کفر کا مقتضی ہو تو کفر ہے ورنہ گناہ کبیرہ ہے ہمارے نزدیک جادوگر کو قتل نہیں کیا جائے گا اس سے توبہ طلب کی جائے گی اگر اس نے توبہ کر لی تو اس کی توبہ قبول کر لی جائے گی۔

علامہ ابن حجر عسقلانی شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یہی لکھا ہے۔ (فتح الباری ج ۱۰ ص ۲۲۴ مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور ۱۴۰۱ھ)

نیز علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ ہمارے بعض اصحاب نے یہ کہا ہے کہ جادو کا سیکھنا جائز ہے تا کہ انسان کو جادو کی معرفت سیکھنے پر نہیں (صحیح مسلم ج ۱ ص ۶۵ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۷۵ھ)

سحر کے شرعی حکم کے متعلق فقہاء مالکیہ کا نظریہ

علامہ دردیر مالکی لکھتے ہیں: علامہ ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ نے سحر کی یہ تعریف کی ہے کہ یہ وہ کلام ہے جس میں غیر اللہ کی تعظیم کی جاتی ہے اور اس کی طرف حوادث کائنات کو منسوب کیا جاتا ہے امام کا قول یہ ہے کہ جادو کا سیکھنا اور سکھانا کفر ہے خواہ اس سے جادو کا عمل نہ کیا جائے کیونکہ شیاطین کی تعظیم کرنا اور حوادث کی نسبت اس کی طرف کرنا یہ ایسا کام ہے کہ کوئی عاقل مسلمان یہ کہنے کی جرات نہیں کر سکتا کہ یہ فعل کفر نہیں ہے اگر جادو کا توڑ اسی کی مثل جادو سے کیا جائے تو یہ بھی کفر ہے جادو کے توڑ کے لیے کسی کو کرایہ پر لینا جائز ہے بہ شرطیکہ جادو سے یہ توڑ نہ کیا جائے جادو کے ذریعہ احوال اور صفات میں تغیر ہو جاتا ہے اور حقائق بدل جاتے ہیں اگر یہ کام آیات قرآنیہ اور اسماء الٰہیہ سے ہو جائیں تو پھر یہ کفر نہیں ہے البتہ اگر جادو کے ذریعہ دو آدمیوں کے درمیان عداوت پیدا کی جائے یا کسی کی جان اور مال کو نقصان پہنچایا جائے تو یہ حرام ہے اگر کوئی شخص علی الاعلان جادو کرتا ہو تو اس کو قتل کر دیا جائے گا اور اس کا مال فئی ہے (یعنی لوٹ لیا جائے گا) بہ شرطیکہ وہ توبہ نہ کرے۔ (الشرح الکبیر ج ۴ ص ۳۰۲ مطبوعہ دار الفکر بیروت)

علامہ دسوقی مالکی نے بھی یہی لکھا ہے۔ (حاشیۃ الدسوقی علی الشرح الکبیر ج ۴ ص ۳۰۲ مطبوعہ دار الفکر بیروت)

علامہ خرشی مالکی۔ ا (علامہ محمد بن عبداللہ علی الخرشی المتوفی ۱۱۰۱ھ الخرشی علی مختصر خلیل ج ۸ ص ۶۳ مطبوعہ دار صادر بیروت) علامہ

علی مالکی۔۲(علامہ علی بن احمد الصعیدی العدوی المالکی حاشیۃ العدوی علی الخرشی ج ۸ ص ۶۳ مطبوعہ دار صادر بیروت) علامہ خطاب مالکی۔۳(علامہ ابوعبداللہ محمد بن الخطاب المالکی المتوفی ۹۵۴ھ مواہب الجلیل ج ۶ ص ۲۸۰-۲۷۹ مطبوعہ مکتبۃ النجاح لیبیا) علامہ العبدری۔۴(علامہ ابوعبداللہ محمد بن یوسف العبدری المتوفی ۸۹۷ھ التاج والاکلیل علی ھامش مواہب الجلیل ج ۶ ص ۲۸۰-۲۷۹ مطبوعہ مکتبۃ النجاح لیبیا) نے بھی یہی لکھا ہے۔

سحر کے شرعی حکم کے متعلق فقہاء حنبلیہ کا نظریہ

امام ابن قدامہ حنبلی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: جادو کا سیکھنا اور سکھانا حرام ہے اور ہمارے علم کے مطابق اس میں اہل علم اتفاق ہے جادو کے سیکھنے اور جادو کے عمل کی وجہ سے ساحر کی تکفیر کی جائے گی خواہ وہ جادو کے حرام ہونے کا اعتقاد رکھتا ہو یا اس کے مباح ہونے کا اور امام احمد سے ایک روایت یہ ہے کہ اس کی تکفیر نہیں کی جائے گی کیونکہ امام احمد نے فرمایا: عراف کاہن اور ساحر کے متعلق میری رائے یہ ہے کہ ان کے ان افعال پر ان سے توبہ طلب کی جائے کیونکہ میرے نزدیک وہ حکما مرتد ہیں اگر وہ توبہ کرلیں تو ان کو چھوڑ دیا جائے۔ راوی نے پوچھا: اگر توبہ نہ کرے تو اس کو قتل کیا جائے گا؟ تو کہا: نہیں بلکہ اس کو قید میں رکھا جائے گا حتیٰ کہ وہ توبہ کرلے راوی نے پوچھا: اس کو قتل کیوں نہیں کیا جائے گا؟ کہا: جب تک وہ نماز پڑھتا ہے تو اس کی توبہ اور رجوع کی توقع ہے۔ امام احمد کا یہ کلام اس پر دلالت کرتا ہے کہ ساحر کافر نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (آیت) وما کفر سلیمان۔ سلیمان نے کفر نہیں کیا یعنی انہوں نے جادو نہیں کیا حتیٰ کہ ان کی تکفیر کی جائے اور فرشتوں نے کہا: (آیت) انما نحن فتنۃ فلا تکفر۔ ہم تو محض آزمائش ہیں تو تم جادو سیکھ کر کفر نہ کرو۔ ان آیتوں سے معلوم ہوا کہ جادو کرنا کفر ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ساحر کافر ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہ حضرت جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ حضرت حبیب بن کعب رضی اللہ عنہ حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ کا قول یہ ہے کہ ساحر کو بطور حد کے قتل کر دیا جائے گا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام مالک کا بھی یہی قول ہے امام شافعی کا اس میں اختلاف ہے ان کی دلیل یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمان کو قتل کرنا صرف تین وجہوں سے جائز ہے ایمان لانے کے بعد کفر کرے۔ شادی کرنے کے بعد زنا کرے یا ناحق قتل کرے۔ (صحیح بخاری وصحیح مسلم) ساحر نے ان میں سے کوئی کام نہیں کیا اس لیے اس کو قتل نہیں کیا جائے گا اس کا جواب یہ ہے کہ سحر کرنا بھی ارتداد ہے نیز حضرت جندب بن عبداللہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ ساحر کی حد اس کو تلوار سے مارنا ہے (ابن المنذر) اور امام داؤد نے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہر ساحر کو قتل کردو۔

(المغنی ج ۹ ص ۳۶-۳۴ مطبوعہ دار الفکر بیروت)

علامہ مرداوی حنبلی لکھتے ہیں: ساحر کی تکفیر کی جائے گی اور اس کو قتل کیا جائے گا یہی مذہب ہے اور یہی جمہور اصحاب کا نظریہ ہے ایک روایت یہ ہے کہ اس کی تکفیر نہیں کی جائے گی اور جو شخص دواؤں اور دھوئیں سے شعبدہ بازی کرتا ہو اس کو صرف تعزیر دی جائے گی۔ (الانصاف ج ۱۰ ص ۳۵۰ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۳۷۷ھ)

سحر کے شرعی حکم کے متعلق فقہاء احناف کا نظریہ

علامہ ابن ہمام حنفی لکھتے ہیں: سحر کی حقیقت ہے اور جسم کو تکلیف پہنچانے میں اس کی تاثیر ہے جادو سیکھنا بالاتفاق حرام ہے اور اس کی اباحت کا اعتقاد کرنا کفر ہے ہمارے بعض اصحاب امام مالک اور امام احمد کا یہ مذہب ہے کہ جادو کا سیکھنا اور جادو کا کرنا کفر ہے خواہ اس کے حرام ہونے کا اعتقاد رکھے یا نہ رکھے اس کو قتل کر دیا جائے گا حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما حضرت جندب بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ حبیب بن کعب رضی اللہ عنہ قیس بن سعد رضی اللہ عنہ اور عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے ساحر سے توبہ طلب کیے بغیر اس کے قتل کا فتویٰ دیا حضرت جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ساحر کی حد یہ ہے کہ اس کو تلوار سے مار دیا جائے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب یہ ہے کہ جب تک ساحر جادو کے مباح ہونے کا اعتقاد نہ رکھے اس کو کافر کہا جائے نہ اس کو قتل کیا جائے ساحر کو کافر قرار دینے نہ دینے میں امام شافعی کے مذہب پر عمل کرنا واجب ہے البتہ اس کو قتل کرنا واجب ہے جس شخص کے بارے میں معلوم ہو کہ وہ کوشش کرکے جادو کرتا ہے اس سے توبہ طلب کیے بغیر اس کو قتل کر دیا جائے۔ (فتح القدیر ج۵ص ۲۳۳-۲۳۲-مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر)

علامہ شامی حنفی لکھتے ہیں: خلاصہ یہ ہے کہ ساحر جب تک کسی کفریہ امر کا اعتقاد نہ کرے اس کی تکفیر نہیں کی جائے گی الجبر انفاق میں اسی پر اعتماد کیا ہے اور علامہ حصکفی نے بھی اسی کی اتباع کی ہے اور ساحر کو مطلقاً قتل کر دیا جائے گا فتاویٰ قاضی خاں میں مذکور ہے کہ جو شخص کسی آدمی اور اس کی بیوی کے درمیان تفریق کے لیے کوئی عمل کرے وہ مرتد ہے اور اس کو قتل کر دیا جائے گا بشرطیکہ وہ تفریق میں اس عمل کی تاثیر کا اعتقاد رکھتا ہو اور جو شخص لوگوں کو ضرر پہنچانے کے لیے سحر کرتا ہے اس کو قتل کر دیا جائے گا اور جو ساحر تجربہ کے لیے سحر کرتا ہو اور اس پر اعتقاد نہ رکھتا ہو اس کی تکفیر نہیں کی جائے گی۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جس شخص کا سحر کرنا اس کے اقرار یا گواہی سے ثابت ہو اس کو قتل کر دیا جائے گا اور اس سے توبہ نہیں طلب کی جائے گی اس میں مسلمان ذمی آزاد اور غلام برابر ہیں ساحر سے مراد وہ شخص نہیں ہے جو معوذات سے جادو کو دور کرتا ہو نہ طلسم کرنے والا مراد ہے (شعبدہ باز) علامہ ابن ہمام نے جو ہمارے بعض اصحاب سے سحر کا حکم کفر نقل کیا ہے وہ اس پر مبنی ہے کہ سحر کا تحقق کلمات کفریہ کہنے پر موقوف ہے۔

(ردالمحتار ج۳ص ۳۱۶ مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت ۱۴۰۷ھ)

ڈاکٹر وھبہ زحیلی نے لکھا ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ساحر کافر ہے اور اس کی توبہ قبول نہیں ہے لیکن یہ صحیح نہیں ہے۔ (التفسیر المنیر ج۱ص ۲۵۲-۲۵۱ مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۱ھ)

مذاہب اربعہ کا خلاصہ اور تجزیے کا بیان

امام مالک اور امام احمد کے نزدیک ساحر مطلقاً کافر ہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ساحر مطلقاً کافر نہیں ہے۔ اس اختلاف کی وجہ یہ ہے کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک سحر کفریہ عقائد اور کفریہ اقوال اور افعال کے بغیر متحقق نہیں ہوتا اس لیے وہ سحر کو مطلقاً کفر کہتے ہیں اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک سحر عام ہے یہ کفر کے بغیر بھی ہو سکتا ہے اس لیے سحر مطلقاً کفر نہیں ہے البتہ جس سحر میں کفر کا دخل ہو وہ ان کے نزدیک

بلاشبہ کفر ہے جیسا کہ ان کی عبارات سے واضح ہے اور اس پر ائمہ اربعہ کا اتفاق ہے کہ سحر حرام ہے اور گناہ کبیرہ ہے اور اس کا سیکھنا سکھانا بھی حرام ہے البتہ بعض شافعیہ سے یہ منقول ہے کہ دفع ضرر کے لیے جادو کا سیکھنا جائز ہے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ساحر کو حداً قتل کرنا واجب ہے اور وہ ڈاکو کے حکم میں ہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ساحر کو قتل نہیں کیا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور ان یہودیوں نے اس (جادو) کی پیروی کی جو شہر بابل میں ہاروت اور ماروت پر اتارا گیا تھا۔

(البقرہ: ۱۰۲)

ھاروت اور ماروت پر سحر کو نازل کرنے کی حکمت

ھاروت اور ماروت دو فرشتے ہیں ان کے متعلق علماء اسلام میں اختلاف ہے محققین کا یہ نظریہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اس لیے بھیجا تھا تا کہ وہ لوگوں کو جادو کی حقیقت بتائیں اور لوگوں پر یہ واضح کریں کہ لوگ جو سحر کے نام سے مختلف حیلوں اور شعبدوں سے عجیب وغریب کام کرتے ہیں وہ سحر نہیں ہے وہ لوگوں پر جادو کی حقیقت واضح کرنے کے لیے جادو کی تعلیم دیتے تھے اور جادو پر عمل کرنے سے روکتے تھے بعض مفسرین نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی آزمائش کے لیے سحر کو نازل کیا جس نے سحر سیکھ کر اس پر عمل کیا وہ کافر ہو گیا اور جس نے سحر کو نہیں سیکھا یا جادو کے ضرر سے بچنے لیے اور جادو کی حقیقت جاننے کے لیے اس کو سیکھا اور اس پر عمل نہیں کیا وہ اپنے ایمان پر سلامت رہا۔

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ جب جادو حرام ہے اور گناہ کبیرہ ہے تو اللہ تعالیٰ نے جادو سکھانے کے لیے فرشتوں کو کیوں نازل کیا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ خیر اور شر ہر چیز کا خالق ہے زہر کھانا اور کھلانا حرام ہے کتے اور خنزیر کو کھانا حرام ہے شراب پینا حرام ہے چوری قتل زنا کرنا حرام ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان تمام چیزوں اور تمام کاموں کو پیدا کیا ہے اور انسان کو ان تمام چیزوں کے ترک کرنے اور ان سے باز رہنے کا حکم دیا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ابتلاء اور آزمائش کے لیے فرشتوں کو جادو کی تعلیم دینے کے لیے بھیجا تا کہ ظاہر ہو جائے کہ کون جادو پر عمل کرنے سے باز رہتا ہے اور کون جادو سیکھ کر اس پر عمل کرتا ہے۔

ھاروت اور ماروت کی معصیت کی روایت کا بیان

ھاروت اور ماروت اللہ تعالیٰ کے دو مقرب فرشتے ہیں اور ان کا واقعہ صرف اسی قدر ہے جس کو ہم نے بیان کر دیا ہے بعض روایات میں ان کے متعلق یہ مذکور ہے کہ انہوں زمین پر آ کر گناہ کیا ان تمام روایات کو محققین علماء نے مسترد کر دیا ہے ہم پہلے ان روایات بیان کرتے ہیں پھر ان کے مردود ہونے پر دلائل کو پیش کریں گے پھر ان کے متعلق محققین کی تصریحات کو بیان کریں گے۔
فنقول وباللہ التوفیق وبہ الاستعانۃ یلیق:

امام ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے لیے آسمان سے جھری کی جب انہوں نے بنو آدم کو گناہوں کا ارتکاب کرتے ہوئے دیکھا تو انہوں نے کہا: اے رب! یہ وہ بنو آدم ہیں جن کو تو نے اپنے دست قدرت سے پیدا کیا اور اپنے فرشتوں سے ان کو سجدہ کرایا اور وہ گناہوں کا

ارتکاب کر رہے ہیں! اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اگر ان کی جگہ تم ہوتے تو تم بھی ان کی طرف عمل کرتے انہوں نے کہا: تو سبحان ہے ہم ایسا نہیں کر سکتے پھر ان سے کہا گیا کہ تم دو فرشتوں کو منتخب کر لو تو انہوں نے ھاروت اور ماروت کو منتخب کر لیا انہیں زمین پر بھیج دیا گیا اور ان کے لیے زمین پر ہر چیز حلال کر دی گئی اور شرک چوری زنا شراب نوشی اور قتل ناحق سے منع کر دیا وہ زمین پر آ کر رہنے لگے وہاں انہوں نے بیذغت نام کی ایک عورت دیکھی جو بہت حسین تھی وہ اس پر فریفتہ ہو گئے انہوں نے اس سے زنا کا ارادہ کیا لیکن جب وہ عورت اس کے بغیر راضی نہ ہوئی تو انہوں نے یہ سب کام کر لیے اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو یہ منظر دکھایا فرشتوں نے کہا: تو سب اور تجھ کو خوب علم ہے پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان۔۔۔ (حافظ ابن حجر عسقلانی نے امام ابن اسحٰق کے حوالے سے لکھا ہے کہ ھاروت اور ماروت کا قصہ حضرت نوح (علیہ السلام) کے زمانہ سے پہلے کا ہے اور سحر نوح (علیہ السلام) سے پہلے موجود تھا اسی لیے اللہ نے خبر دی ہے کہ قوم نوح نے ان کو ساحر گمان کیا اور قوم فرعون سے پہلے سحر موجود تھا وہ بھی حضرت سلیمان (علیہ السلام)۔۔۔ (فتح الباری ج ۱۰ص ۲۲۳) اور طبری کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ قصہ حضرت سلیمان (علیہ السلام) کے زمانہ کا ہے وا۔۔۔ بن داؤد (علیہ السلام) کے ذریعہ ان کو یہ پیغام دیا کہ وہ دنیا اور آخرت کے عذاب میں سے کسی ایک کو اختیار کریں۔۔۔ انہوں نے دنیا کے عذاب کو اختیار کر لیا سو ان کو بابل (دنباوند یا عراق یا کوفہ کی ایک بستی) میں عذاب دیا جا رہا ہے۔ (مجاہد نے بیان کیا کہ وہ لوہے کی زنجیروں کے ساتھ لٹکے ہوئے ہیں (ص ۳۶۵) اور ان کے ٹخنوں کو ان کی گردنوں کے ساتھ بیڑیوں میں جکڑا ہوا ہے۔

(جامع البیان ج ۱ص ۳۶۳ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۱۴۰۹ھ)

امام ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ فارس میں زہرہ نام کی ایک حسین عورت تھی ھاروت اور ماروت نے اس سے اپنی خواہش پوری کرنا چاہی اس نے کہا: مجھے وہ کلام سکھاؤ جس کو پڑھ کر میں آسمان پر چلی جاؤں انہوں نے اس کو وہ کلام سکھایا وہ اس کو پڑھ کر آسمان پر چلی گئی اور وہاں اس کو مسخ کر کے زہرہ ستارہ بنا دیا گیا۔

(جامع البیان ج ۱ص ۳۶۳ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۱۴۰۹ھ)

ھاروت اور ماروت کی معصیت کی روایت کا قرآن مجید سے بطلان

زہرہ ستارہ تو آسمان پر شروع سے موجود ہے اس لیے یہ روایت عقلاً باطل ہے اور ھاروت اور ماروت کے گناہ کا جو ذکر ہے یہ قرآن مجید کی ان آیات کے خلاف ہے جن میں فرشتوں کی عصمت کو بیان فرمایا ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

(آیت) لا یعصون اللہ ما امرھم ویفعلون مایؤمرون ۔ (التحریم: ۶)

ترجمہ: وہ (فرشتے) اللہ کے کسی حکم کی نافرمانی نہیں کرتے اور وہی کام کرتے ہیں جس کا انہیں حکم دیا جاتا ہے۔

(آیت) بل عباد مکرمون ، لا یسبقونہ بالقول وھم بامرہ یعملون ۔ (الانبیاء: ۲۶-۲۷)

ترجمہ: بلکہ (سب فرشتے) ان کے مکرم بندے ہیں۔ اس (کی اجازت) سے پہلے بات نہیں کرتے اور وہ اسی کے حکم پر کاربند رہتے ہیں۔

(آیت) وھم لا یستکبرون ۔ یخافون ربھم من فوقھم ویفعلون مایؤمرون ۔ (النحل: ۴۹-۵۰)

ترجمہ: وہ (فرشتے) تکبر نہیں کرتے۔ اپنے اوپر اپنے رب کے عذاب سے ڈرتے ہیں جس کا انہیں حکم دیا جاتا ہے۔

(آیت) ومن عندہ لا یستکبرون عن عبادتہ ولا یستحسرون . یسبحون الیل والنہار لا یفترون . . (الانبیاء ۲۰-۱۹)

ترجمہ: اور جو اس کے پاس (فرشتے) ہیں وہ اس کی عبادت سے تکبر نہیں کرتے اور نہ وہ تھکتے ہیں۔ رات اور دن اس کی تسبیح کرتے ہیں (اور ذرا) سستی نہیں کرتے۔

ھاروت اور ماروت کی معصیت کی روایت پر بحث ونظر کا بیان

حافظ ابن کثیر شافعی لکھتے ہیں: ھاروت اور ماروت کے قصہ میں بہت سے مفسرین نے لکھا ہے کہ زہرہ ایک عورت تھی انہوں نے اس سے اپنی خواہش پوری کرنی چاہی اس نے کہا: پہلے مجھے اسم اعظم سکھاؤ وہ یہ اسم پڑھ کر آسمان پر چلی گئی اور ستارہ بن گئی میرا گمان ہے کہ اس قصہ کو اسرائیلیوں نے وضع کیا ہے ہر چند کہ اس کو کعب الاحبار نے روایت کیا ہے اور ان سے متقدمین کی ایک جماعت نے بہ طور حدیث بنی اسرائیل کے نقل کیا ہے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو اپنی صحیح میں اپنی سندوں کے ساتھ حضرت ابن عمر سے مرفوعا روایت کیا ہے اور اس میں بہت طویل قصہ ہے اور امام عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو اپنی سند کے ساتھ کعب احبار سے روایت کیا ہے اور اس کی سند زیادہ صحیح ہے امام حاکم نے مستدرک میں اور امام ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو اپنی تفسیر میں حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے۔ (البدایہ والنہایہ ج ا ص ۳۸-۳۷ مطبوعہ دار الفکر بیروت)

نیز حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں: ھاروت اور ماروت کے قصہ میں تابعین کی ایک جماعت مثلاً مجاہد سدی حسن بصری قتادہ ابوالعالیہ زہری ربیع بن انس مقاتل بن حیان وغیرہم نے روایات ذکر کی ہیں اور اور بہت سے متقدمین اور متاخرین مفسرین نے بھی اس کا ذکر کیا ہے اور اس کا مرجع بنی اسرائیل ہیں کیونکہ اس قصہ میں معصوم نبی صلی اللہ علیہ وسلم صادق اور مصدوق سے کوئی حدیث مرفوع صحیح متصل الاسناد مروی نہیں ہے اور قرآن مجید نے ھاروت اور ماروت کا بغیر کسی تفصیل کے اجمالا ذکر کیا ہے سو ہم اس پر ایمان لاتے ہیں جو قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کی مراد ہے۔ (تفسیر ابن کثیر ج ا ص ۲۴۸ مطبوعہ ادارہ اندلس بیروت ۱۳۸۵ھ)

علامہ قرطبی مالکی لکھتے ہیں: یہ تمام روایات ضعیف ہیں حضرت ابن عمر وغیرہ سے بہت بعید ہے کہ وہ ایسی روایت کریں ان میں سے کوئی روایت صحیح نہیں ہے فرشتے اللہ کے سفیر اور اس کی وحی پر امین ہیں وہ اللہ کے کسی حکم کی نافرمانی نہیں کرتے وہی کرتے ہیں جس کا انہیں حکم دیا جاتا ہے، ہر چند کہ عقلا فرشتوں سے معصیت ممکن ہے اور ان میں شہوت کا پیدا ہونا ممکن ہے اور ہر ممکن اللہ کی قدرت میں ہے لیکن یہ ممکن بغیر کسی صحیح حدیث کے ثابت نہیں ہوسکتا اور اس قصہ میں کوئی حدیث صحیح نہیں ہے اور اس کے صحیح نہ ہونے پر یہ دلیل ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے سات آسمانوں کو پیدا کیا اس وقت اللہ تعالیٰ نے آسمانوں میں ان سات سیاروں کو پیدا کیا زحل مشتری بہرام عطارد زہرہ شمس اور قمر اور اس روایت میں یہ بیان کیا ہے کہ وہ عورت زہرہ ستارہ بن گئی۔

(الجامع لاحکام القرآن ج ۲ ص ۵۲ مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران ۱۳۸۷ھ)

قاضی ابوبکر بن العربی نے لکھا ہے کہ فرشتوں سے معصیت ممکن ہے اور قرآن مجید کی جن آیات میں بہ طریق عموم فرشتوں کی

عصمت بیان کی گئی ہے ان میں تخصیص ہو سکتی ہے کیونکہ علم اصول میں مقرر ہے کہ عام میں تخصیص ہو سکتی ہے۔
(احکام القرآن ج ۱ ص ۵۳ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۹ھ)

قاضی ابو بکر کا یہ کہنا صحیح نہیں ہے کیونکہ قرآن مجید کا عموم قطعی ہے اور اس کے عموم کا ناسخ اور مخصص بھی اس کے مساوی ہونا چاہیے اس لیے اس عموم کا مخصص یا تو قرآن مجید ہو سکتا ہے یا حدیث صحیح متواتر اور ان روایات میں سے تو ایک حدیث بھی صحیح نہیں ہے چہ جائیکہ احادیث صحیحہ متواترہ ہوں۔

امام رازی لکھتے ہیں یہ تمام روایات فاسد مردود اور غیر مقبول ہیں کتاب اللہ میں ان میں سے کسی پر دلالت نہیں ہے اور قرآن مجید میں فرشتوں کی عصمت بیان کی گئی ہے یہ روایات اس کی مخالف ہیں نیز ان روایات میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ ہاروت اور ماروت کو عذاب دنیا اور عذاب آخرت میں اختیار دیا گیا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ کی سنت یہ ہے کہ وہ تا حیات شرک کرنے والے کو بھی تو بہ اور عذاب آخرت کے درمیان اختیار دیتا ہے سو یہ روایت اللہ تعالیٰ کی سنت جاریہ کے بھی خلاف ہیں اور ان بعض روایات میں بھی مذکور ہے کہ وہ بہ حالت عذاب میں لوگوں کو جادو سکھاتے تھے اور جادو کی دعوت دیتے تھے اور یہ غیر معقول ہے رہا یہ امر کہ ان فرشتوں کو کیوں نازل کیا گیا تھا؟ سو اس کی وجہ یہ ہے کہ اس زمانہ میں بہت جادوگر ہو گئے تھے جو جادو سے عجیب و غریب کام کرتے اور نبوت کا دعویٰ کرتے اور لوگوں کو اس کے معارضہ کا چیلنج کرتے تب اللہ تعالیٰ نے ان فرشتوں کو جادو سکھانے کے لیے بھیجا تاکہ مومنین جھوٹے نبیوں کا جادو سے معارضہ کر سکیں۔ (تفسیر کبیر ج ۱ ص ۴۲۹ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۳۹۸ھ)

امام رازی کی بیان کردہ یہ وجہ صحیح نہیں ہے کیونکہ جادو کا معارضہ کرنا جادو کرنے پر موقوف ہے حالانکہ لوگوں کو جادو کرنے سے وہ فرشتے منع کرتے تھے البتہ یہ کہنا صحیح ہے کہ جادو کی حقیقت جاننے کے بعد لوگوں پر یہ بات کھل گئی تھی کہ جھوٹے نبی جو عجیب و غریب کام دکھا رہے ہیں یہ جادو ہے معجزہ نہیں ہے اس لیے اس زمانہ میں جادو کا سیکھنا اور سکھانا صحیح تھا۔

علامہ ابوالحیان اندلسی لکھتے ہیں: ان روایات میں سے کوئی چیز صحیح نہیں ہے اور فرشتے معصوم ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی خلاف ورزی نہیں کرتے اور فرشتوں کو جادو سکھانے کے لیے اس لیے بھیجا گیا تھا کہ جس جادو سے اللہ تعالیٰ کے دشمنوں اور اس کے دوستوں میں تفرقہ ہو جائے وہ اس زمانہ میں مباح یا مستحب تھا۔ (البحر المحیط ج ۱ ص ۵۲۹ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۱۲ھ)

قاضی بیضاوی شافعی لکھتے ہیں: یہ روایات یہود سے نقل کی گئی ہیں اور یہ ہو سکتا ہے کہ متقدمین کی رموز ہوں جن کا حل اہل علم پر مخفی نہیں ہے ایک قول یہ ہے کہ ہاروت اور ماروت دو آدمی تھے جن کو ان کی غیر معمولی نیکیوں کی وجہ سے فرشتہ کہا گیا۔
(انوار التنزیل (درسی) ص ۹۶ مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز کراچی)

علامہ شہاب الدین خفاجی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: قاضی بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ نے جو یہ کہا ہے کہ یہ رموز متقدمین ہیں اس سے ان کی مراد یہ ہے کہ فرشتہ بہ حیثیت فرشتہ گناہوں سے معصوم ہے اور جب اس کی حقیقت بدل دی جائے اور اس کو آدمی کے خواص اور اس کی قوتوں سے مرکب کر دیا جائے تو پھر اس کا گناہ کرنا قرآن مجید کی آیات کے مخالف نہیں ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس قصہ میں تمثیل بیان کی گئی ہو اور ہاروت و ماروت سے مراد انسان کا بدن اور زہرہ سے مراد اس کی روح ہو بدن نے روح کو گناہ پر ابھارا

اور جب روح اس پر متنبہ ہوئی تو وہ آسمان پر چلی گئی اور اگر یہ کہا جائے کہ ھاروت اور ماروت دو آدمی تھے جن کو ان کی غیر معمولی عبادت کی وجہ سے فرشتہ کہا گیا تو پھر کوئی اشکال نہیں ہے۔ (عنایۃ القاضی ج ۲ ص ۲۱۶ مطبوعہ دار صادر بیروت ۱۲۸۳ھ)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور بے شک وہ خوب جانتے تھے کہ جس نے اس (جادو) کو خرید لیا اس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے اور کیسی بری چیز ہے وہ جس کے بدلہ میں انہوں نے اپنے آپ کو فروخت کر ڈالا ہے کاش! یہ جان لیتے۔ (البقرہ: ۱۰۲)

علم کے تقاضوں پر عمل نہ کرنا حکماً جہل ہے

: یہ۔ اس آیت کے اول میں یہ فرمایا ہے کہ وہ جادو کی برائی جانتے تھے اور آخر میں فرمایا ہے کہ وہ جان لیتے یعنی وہ نہیں جانتے تو بہ ظاہر یہ تناقض ہے کہ وہ جانتے بھی تھے اور نہیں بھی جانتے تھے اس کا جواب یہ ہے کہ انکو جادو کی برائی کا علم تھا لیکن چونکہ وہ علم کے تقاضے پر عمل نہیں کرتے تھے اور جادو کرتے تھے اس لیے ان کے علم کو عدم علم کے قائم مقام کر کے فرمایا: کاش وہ جان لیتے اس سے یہ معلوم ہوا کہ جو عالم علم کے مطابق عمل نہ کرے وہ بہ منزلہ جاہل ہے۔

اللہ تعالیٰ کی مرضی اور مشیت کا فرق کا بیان

کاش وہ جان لیتے اس سے یہ وہم نہ کیا جائے کہ اللہ تعالیٰ یہ چاہتا ہے کہ وہ علم کے تقاضوں پر عمل کریں لیکن اللہ کا چاہا پورا نہیں ہوا کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ہر چاہا ہوا پورا ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کی ایک مشیت ہے اور ایک مرضی ہے اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف تو ہو سکتا ہے لیکن اس کی مشیت کے خلاف کچھ نہیں ہو سکتا یہودیوں کا ایمان لانا اور ان کا جادو نہ کرنا اللہ تعالیٰ کی مرضی تھی اس کی مشیت نہیں تھی اللہ تعالیٰ کفر اور بدعملی پر راضی نہیں لیکن دنیا میں جو کچھ ہوتا ہے اس کی مشیت سے ہوتا ہے۔ کاش وہ جان لیتے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا جادو کرنا اور علم کے خلاف عمل کرنا اللہ کی مرضی کے خلاف تھا۔ (تفسیر تبیان القرآن، سورہ بقرہ لاہور)

ہاروت و ماروت کے تذکرہ کا بیان

(۱) سفیان بن عبید، سعید بن منصور، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ شیاطین آسمان سے چوری چھپے باتیں سنتے ہیں جب ان میں سے کوئی سچی بات کو سن لیتا تو اس میں ہزار جھوٹ کو ملا دیتا لوگوں کے دلوں میں یہ جھوٹ رچ بس گئے اور انہوں نے ان جھوٹی باتوں کے کئی رجسٹر بنا لئے اللہ تعالیٰ نے سلیمان بن داؤد (علیہ السلام) کو اس بات پر مطلع فرمایا انہوں نے ساری کتابوں کو لے کر کرسی کے نیچے دفن کر دیا جب سلیمان (علیہ السلام) وفات پا گئے تو شیطان راستے میں کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا کیا میں تم کو سلیمان (علیہ السلام) کا وہ خزانہ نہ بتاؤں کہ اس جیسا کسی کے پاس مخفی خزانہ نہیں ہے لوگوں نے کہا ہاں بتاؤ پھر انہوں نے اس کو نکالا تو وہ جادو تھا اور قوموں نے ان کو متواتر نقل کیا تھا اور اللہ تعالیٰ نے سلیمان (علیہ السلام) کی برأت کو نازل فرمایا اس جادو کے متعلق جو لوگ ان کے بارے میں جادو کا الزام لگاتے تھے۔ (کہ وہ جادو کرنے والے نہ تھے) اور فرمایا واتبعوا ما تتلوا الشیطین علی ملك سلیمن (الآیہ)۔

(۲) امام نسائی، ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آصف سلیمان (علیہ السلام) کا کاتب

اسم اعظم جانتا تھا اور وہ چیز سلیمان (علیہ السلام) سے [illegible]
تھا اور وہ [illegible] وفات پا گئے تو شیطان نے اس کو لکھ دیا [illegible]
سلیمان (علیہ السلام) [illegible] یہ وہ باتیں ہیں جن کے ذریعہ سلیمان (علیہ السلام) عمل کیا کرتے تھے [illegible]
کہنے لگے کہ [illegible]
دیں لیکن ان کے علماء اس مسئلہ پر توقف کرتے رہے [illegible] یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی
اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت اتاری لفظ آیت واتبعوا ما تتلوا الشیطین۔

(۳) ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ جب سلیمان (علیہ السلام) کی حکومت [illegible]
ہوگئی تو جنات اور انسانوں کی کچھ جماعتیں مرتد ہوگئیں اور انہوں نے شہوات کی پیروی کی۔ جب سلیمان (علیہ السلام) کو
حکومت مل گئی۔ اور لوگ (پھر سے) دین پر قائم ہوگئے تو ان کی کتابیں ان پر غالب آ گئیں [illegible] انہوں نے اپنی کرسی کے نیچے دفن
کر دیا پھر جب آپ کی وفات ہوگئی تو جنات اور انسانوں نے ان کتابوں پر غلبہ پا لیا [illegible] یہ کتاب اللہ تعالیٰ کی طرف سے
سلیمان (علیہ السلام) پر نازل ہوئی تھی جس کو انہوں نے ہم سے چھپایا ہوا تھا۔ انہوں نے اس کتاب کو لے لیا اور اس کو اپنا دین بنا
لیا۔ تو اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری لفظ آیت واتبعوا ما تتلوا الشیطین یعنی وہ لوگ ان خواہشات کی پیروی کرتے تھے
جو شیاطین ان کے پاس پڑھا کرتے تھے اور وہ باجے ساز اور کھیل تماشے والی باتیں تھیں اور وہ ہر چیز تھی جو اللہ کے ذکر سے روکنے
والی تھی۔

انگشت سلیمانی کی حقیقت کا بیان

(۴) ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ حضرت سلیمان (علیہ السلام) جب بیت الخلاء میں جانے
کا ارادہ فرماتے تھے یا کوئی اور کام کرنے لگتے تو آپ اپنی انگوٹھی اپنی اہلیہ جرادہ کو (اتار کر) دے دیتے تھے جب اللہ تعالیٰ نے ان کو
اس امتحان میں مبتلا کرنا چاہا جس میں وہ مبتلا ہوئے ایک دن انہوں نے اپنی انگوٹھی جرادہ کو دی۔ شیطان سلیمان (علیہ السلام) کی
صورت میں بن کر ان کے پاس آیا اور اس نے کہا میری انگوٹھی مجھ کو دے دے۔ اس سے انگوٹھی لے کر شیطان نے پہن لی۔ جب
اس نے انگوٹھی پہنی تو شیاطین جنات اور انسان سب اس کے قریب ہوگئے سلیمان (علیہ السلام) اپنی بیوی کے پاس آئے اور اس
سے کہا میری انگوٹھی سے اس نے کہا تو جھوٹ بولتا ہے تو سلیمان نہیں ہے۔ انہوں نے پہچان لیا کہ یہ آزمائش ہے جس میں مجھے مبتلا
کیا گیا ہے۔ شیاطین نے ان دنوں ایک کتاب لکھی جس میں جادو اور کفر تھا۔ پھر انہوں نے اس کتاب کو سلیمان (علیہ السلام) کی
کرسی کے نیچے دفن کر دیا پھر ان کو نکالا اور لوگوں کے سامنے پڑھنا شروع کیا اور کہنے لگے کہ سلیمان اس کتاب کے ذریعے لوگوں پر
غلبہ حاصل کرتے تھے۔ (اس بات کو سن کر) لوگ سلیمان (علیہ السلام) سے بیزار ہوگئے اور ان کی طرف کفر کو منسوب کرنے لگے
یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا اور ان پر یہ آیت اتاری وما کفر سلیمن ولکن الشیطین کفروا۔

(۵) امام ابن جریر نے بن حوشب رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ یہودیوں نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھو انہوں
نے حق کو باطل کے ساتھ مخلوط کر دیا ہے۔ وہ سلیمان کو انبیاء کے ساتھ ذکر کرتے ہیں حالانکہ وہ جادوگر تھے جو ہوا پر سواری کرتے تھے۔

(اس پر) اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری واتبعوا ما تتلوا الشیطین (آیہ)

(۶) امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے ابوالعالیہ رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ یہودیوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے تورات کے چند امور کے بارے میں پوچھا وہ جس چیز کے بارے میں سوال کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ اس کے بارے میں آپ پر فرما دیتے تھے آپ یہود سے جھگڑتے جب انہوں نے دیکھا کہ جو کچھ ہم پر اتارا گیا ہے یہ ہم سے بھی زیادہ جاننے والے ہیں تو انہوں نے آپ سے جادو کے بارے میں پوچھا اور اس بارے میں آپ سے جھگڑنے لگے۔ تو (اس پر) اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی لفظ آیت: واتبعوا ما تتلوا الشیطین (آیہ) اور شیاطین نے ایک کتاب لکھی جس میں انہوں نے جادو اور کہانت وغیرہ کی باتیں تھیں۔ اور اس بارے میں جو کچھ چاہا (لکھ دیا) اور انہوں نے اس (کتاب) کو سلیمان (علیہ السلام) کی نشست کے نیچے دفن کر دیا۔ سلیمان (علیہ السلام) غیب کا علم نہیں جانتے تھے جب سلیمان (علیہ السلام) نے اس دنیا کو چھوڑا تو شیطانوں نے اس جادو کو باہر نکالا اور لوگوں کو دھوکہ دینے لگے اور کہنے لگے کہ سلیمان (علیہ السلام) کا یہ علم تھا جو انہوں نے لوگوں پر حسد کرتے ہوئے چھپایا ہوا تھا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود کو اس جادو کی حقیقت بتائی تو وہ لوگ آپ کے پاس سے واپس لوٹ گئے اور غمگین اور اللہ تعالیٰ نے ان کی دلیل کو باطل کر دیا۔

جنات کی شرارت و جادو کا تذکرہ کا بیان

(۷) سعید بن منصور نے خصیف رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ جب کوئی درخت اگتا تھا تو سلیمان (علیہ السلام) اس سے پوچھتے تھے کہ تو کس بیماری کی دوا ہے؟ تو وہ کہتا تھا کہ اس اور اس طرح کی بیماری کے لیے۔ جب خرنوبہ کا درخت لگا تو اس سے پوچھا کہ تو کس چیز کے لیے ہے؟ اس نے کہا آپ کی مسجد کو خراب کرنے کے لیے (پھر) کچھ عرصہ کے بعد آپ کی وفات ہوئی شیاطین نے ایک کتاب لکھی اور اس کو سلیمان (علیہ السلام) کے مصلی کے نیچے چھپا دیا۔ اور کہنے لگے ہم تم کو بتائیں گے کہ جس چیز کے ساتھ سلیمان (علیہ السلام) دوا کیا کرتے تھے اور اس کتاب کو نکال لائے اس میں جادو اور شرکیہ دم تھے (اس پر) اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا لفظ آیت: واتبعوا ما تتلوا الشیطین سے لے کر وما انزل علی الملکین تک اور حضرت ابی رضی اللہ عنہ کی قراءت میں وما یتلی ہے۔ لفظ آیت: وما یتلی علی الملکین ببابل ہاروت و ماروت وما یعلمن من احد حتی یقولا انما نحن فتنة فلا تکفر فرشتے انہیں جادو سیکھنے سے سات مرتبہ منع کرتے انکار کرتا اور سیکھنے پر ضد کرتا وہ دونوں سکھا دیتے تو اس سے نور نکل کر آسمان میں چھا جاتا تھا۔ فرمایا کہ نور سے مراد وہ معرفت ہے جس سے وہ معرفت حاصل کرتا تھا (وہ نکل جاتا تھا)۔

(۸) امام ابن جریر، ابن المنذر نے ابو مجلز رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ سلیمان (علیہ السلام) نے ہر جانور سے وعدہ لیا کہ جب کسی آدمی کو کوئی مصیبت پہنچتی اور وہ اس عہد کے واسطے سے سوال کرتا تو وہ جانور اس کا راستہ چھوڑ دیتا۔ لوگوں نے اس (جادو) کو پوچھا تو کہنے لگے یہ وہ ہے جس کے ساتھ سلیمان (علیہ السلام) عمل کیا کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا وما کفر سلیمان (آیہ)

(۹) امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ لفظ آیت: واتبعوا ما تتلوا سے مراد ہے اتباع

پیروی کرتا۔

(۱۰) امام ابن جریر نے عطار رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ لفظ آیت واتبعوا ما تتلو الشیطین یعنی جو وہ (شیاطین) بیان کرتے تھے۔

(۱۱) امام ابن جریر نے ابن جریج رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ لفظ آیت علی ملک سلیمن یعنی فی ملک سلیمن (سلیمان (علیہ السلام) کے عہد حکومت میں)۔

(۱۲) امام ابن جریر نے قتادہ رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ لفظ آیت وما کفر سلیمن یعنی یہ کفر یہ کام نہ اس کا مشورہ سے تھا اور نہ اس کی رضا سے تھا لیکن یہ ایسی چیز تھی جو شیاطین نے خود گھڑ لی تھی لفظ آیت یعلمون الناس السحر وما انزل علی الملکین یعنی جادو دو قسم کے تھے۔ ایک وہ جادو جس کو شیاطین سکھاتے تھے اور دوسرا وہ جادو جس کو ہاروت و ماروت سکھاتے تھے۔

(۱۳) امام ابن جریر نے سدی رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ لفظ آیت وما انزل علی الملکین یعنی یہ دوسرا جادو تھا جس کے ذریعہ لوگوں سے جھگڑتے تھے کیونکہ فرشتوں کا کلام جو ان کے درمیان آپس میں ہوتا تھا جس کو جب انسانوں نے سیکھا اس پر عمل کیا تو وہ جادوگر بن گیا۔

(۱۴) امام ابن جریر نے مجاہد رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ ایک جادو وہ تھا جس کو شیاطین سکھاتے تھے اور جو فرشتے سکھاتے تھے وہ مرد اور عورت کے درمیان جدائی (سبب) ہوتا تھا۔

(۱۵) ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ لفظ آیت وما انزل علی الملکین یعنی یہ وہ تھا جس کے ذریعہ مرد اور عورت کے درمیان جدائی ہوتی تھی۔

(۱۶) ابن جریر، ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ لفظ آیت وما انزل علی الملکین یعنی اللہ تعالیٰ نے سحر نہیں اتارا تھا۔

(۱۷) ابن ابی حاتم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے بارے میں نقل کیا کہ وہ دو فرشتے تھے آسمان کے فرشتوں میں سے۔ ابن مردویہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت نقل کی۔

(۱۸) امام ابن ابی حاتم نے عبد الرحمن بن ابزی رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ وہ اس آیت کو اس طرح پڑھتے تھے لفظ آیت:

وما انزل علی الملکین داؤدو سلیمن۔

(۱۹) امام ابن ابی حاتم نے ضحاک رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ انہوں نے فرمایا کہ لفظ آیت: وما انزل علی الملکین سے مراد بابل کے دو عجمی کافر تھے۔

(۲۰) امام بخاری نے اپنی تاریخ میں اور ابن المنذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ لفظ آیت: وما انزل علی الملکین سے مراد ہیں جبرائیل اور میکائیل علیہما السلام بابل حاروت و ماروت جو لوگوں کو جادو سکھاتے تھے۔

(۲۱) ابن ابی حاتم نے عطیہ رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ لفظ آیت: وما انزل علی الملکین کہ جبرائیل اور میکائیل پر جادو نہیں اترا۔ واما قولہ: ببابل

(۲۲) امام ابو داؤد، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے اپنی سنن میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ مجھ کو میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے بابل کی سرزمین پر نماز پڑھنے سے منع فرمایا کیونکہ وہ ملعون ہے۔

(۲۳) دینوری نے المجالسہ میں اور ابن عساکر نے نعیم بن سالم کے طریق سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو بابل کی طرف جمع فرمایا تو ان کی طرف ہوا کو بھیجا شرقی، غربی اور قبلی بحری اس ہوا نے سب کو بابل میں جمع کر دیا وہ سب لوگ اس دن جمع ہو گئے اور دیکھ رہے تھے کہ کیوں ان کو جمع کیا گیا اچانک ایک پکارنے والے نے پکارا جس نے مغرب کو اپنی داہنی طرف بنایا اور مشرق کو اپنی بائیں طرف بنایا اور اس کا منہ بیت اللہ کی طرف ہے۔ اس کے لیے آسمان والوں کا کلام ہے یعرب بن قحطان اٹھا تو اس سے کہا گیا اے یعرب بن قحطان ابن ہود تو وہ ہے اور یہ پہلا شخص تھا جس نے عربی زبان میں بات کی اور پکارنے والا برابر پکارتا رہا جس نے اس طرا اور اس طرح کام کیا اس کے لیے اس طرح اور اس طرح (جزا ہوگی) یہاں تک کہ وہ لوگ بہتر زبانوں میں گفتگو کر رہے تھے اور آواز ختم ہو گئی۔ اور زبانیں خلط ملط ہو گئیں اس لئے اس کا نام بابل رکھا گیا اس دن زبان بابل تھی اور خیر اور شر کے ملائکہ حیاء اور ایمان کے ملائکہ، صحت اور شکار کے ملائکہ غنی کے ملائکہ شرف کے ملائکہ مروت کے ملائکہ جہالت کے ملائکہ شدت کے مائکہ زمین پر اترے یہاں تک کہ وہ عراق میں پہنچ گئے پھر بعض ملائکہ نے بعض سے کہا جدا ہو جاؤ ایمان کے فرشتے نے کہا میں مکہ اور مدینہ میں رہوں گا۔ حیاء کے فرشتے نے کہا کہ میں تیرے ساتھ رہوں گا شفاء کے فرشتہ نے کہا میں جنگل میں رہوں گا صحت کے فرشتہ نے کہا میں تیرے ساتھ رہوں گا جفا (یعنی سختی) کے فرشتہ نے کہا کہ میں مغرب میں رہوں گا جہالت کے فرشتہ نے کہا کہ میں تیرے ساتھ رہوں گا تلوار کے فرشتہ نے کہا کہ میں شام میں رہوں گا شدت اور تنگی کے فرشتہ نے کہا میں تیرے ساتھ رہوں گا غنی (یعنی مالداری) کے فرشتہ نے کہا کہ میں یہیں قیام کروں گا مروت کے فرشتہ نے کہا کہ میں تیرے ساتھ رہوں گا شرف کے فرشتہ نے کہا کہ میں تم دونوں کے ساتھ ہوں۔ سو غنی مروت، اور شرف کے فرشتے عراق میں جمع ہو گئے۔

(۲۴) امام ابن عساکر نے ایک سند کے ذریعہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے چار چیزوں کو پیدا فرمایا اور ان کے پیچھے چار چیزیں اور پیدا فرمائیں قحط سالی کو پیدا فرمایا اور اس کے پیچھے زہد کو اور اس کی حجاز میں ٹھہرا دیا۔ عفت کو پیدا فرمایا اور اس کے پیچھے غفلت کو پیدا فرمایا اور اس کو یمن میں ٹھہرا دیا رزق کو پیدا فرمایا اور اس کے پیچھے طاعون کو پیدا فرمایا اور اس کو شام میں ٹھہرا دیا فجور کو پیدا فرمایا اور اس کے پیچھے درہم کو پیدا فرمایا اور اس کو عراق میں ٹھہرا دیا۔

(۲۵) امام ابن عساکر نے سلیمان بن یسار رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کعب احبار کو لکھا کہ میرے لئے کوئی ٹھہرنے کی جگہیں چن لیں۔ انہوں نے ان کی طرف لکھا کہ اے امیر المؤمنین ہم کو یہ بات پہنچی ہے کہ

(مختلف) چیزیں جمع ہوگئی ہیں سخاوت نے کہا میں یمن کا ارادہ کرتی ہوں حسن الخلق نے کہا میں تیرے ساتھ رہوں گا جفا نے کہا میں حجاز کا ارادہ کرتا ہوں فقر نے کہا میں تیرے ساتھ رہوں گا شہادت نے کہا میں شام کا ارادہ کرتا ہوں تلوار نے کہا میں تیرے ساتھ رہوں گا علم نے کہا میں عراق کا ارادہ کرتا ہوں عقل نے کہا میں تیرے ساتھ رہوں گا غنی نے کہا میں مصر کا ارادہ کرتا ہوں ذلت نے کہا میں تیرے ساتھ رہوں گی۔ اے امیر المؤمنین (اب) اپنے لئے چن لیجئے۔ جب یہ خط پہنچا تو حضرت عمر نے فرمایا تب تو عراق، تب تو عراق (بہتر ہے)۔

(۲۶) امام ابن عساکر نے حکیم بن جابر رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ مجھے بتایا گیا کہ اسلام نے کہا میں شام کی زمین کا جانے والا ہوں موت نے کہا میں تیرے ساتھ رہوں گا بادشاہی نے کہا عراق کی زمین سے طلوں گا قتل نے کہا میں تیرے ساتھ رہوں گا بھوک نے کہا میں عرب کی زمین کو جانے والا ہوں صحت نے کہا میں تیرے ساتھ رہوں گی۔

(۲۷) امام ابن عساکر نے دغفل رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ مال نے کہا میں عراق میں رہوں گا۔ غدر نے کہا میں تیرے ساتھ رہوں گا طاعت نے کہا میں شام میں رہوں گی۔ جفا نے کہا میں بھی تیرے ساتھ رہوں گی مروت نے کہا میں حجاز میں رہوں گی فقر نے کہا میں تیرے ساتھ رہوں گا۔

واَمّا قولہ۔ ھاروت وماروت حدیث ابن آدم (علیہ السلام) کے قصہ میں گزر چکی ہے اور دوسرے آثار باقی ہیں۔

(۲۸) سعید، ابن جریر، اور خطیب نے اپنی تاریخ میں نافع رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ سفر کیا جب آخری رات تھی تو فرمایا اے نافع! دیکھ کیا سرخ ستارہ طلوع ہوگیا؟ میں نے دو مرتبہ کہا نہیں پھر میں نے کہا وہ طلوع ہوگیا فرمایا اس کو خوش آمدید نہ ہو۔ میں نے کہا سبحان اللہ! وہ ایک ستارہ ہے اطاعت کرنے والا (حکم الٰہی کو) سننے والا فرمانبرداری کرنے والا ستارہ ہے فرمایا میں نے تجھ سے وہ بات کہی ہے جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ نے فرمایا فرشتوں نے کہا: اے ہمارے رب آپ کس طرح بنی آدم کے گناہوں پر صبر کر لیتے ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں ان کو مبتلا کرتا ہوں اور تم کو عافیت دی فرشتے کہنے لگے اگر ہم ان کی جگہ پر ہوتے تو تیری نافرمانی نہ کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اپنے میں سے دو فرشتے چن لو اور خوب چن لو ھاروت اور ماروت کو انہوں نے چن لیا وہ دونوں نیچے اتر گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر شبق کو ڈال دیا میں نے پوچھا شبق کیا ہے؟ فرمایا شہوت۔ ان کے پاس ایک عورت آئی جس کو زہرہ کہا جاتا تھا اور وہ ان کے دلوں میں واقع ہوگئی ان میں سے ہر ایک نے دوسرے سے کہا کیا تیرے دل میں وہ چیز واقع ہوگئی ہے جو میرے دل سے واقع ہوئی ہے اس نے کہا ہاں (پھر) ان دونوں نے اس اس عورت سے مطلب براری کا ارادہ کیا۔ وہ کہنے لگی کہ تم دونوں کو (اپنے اوپر) قدرت نہیں دوں گی۔ یہاں تک کہ تم مجھے وہ اسم سکھا دو جس کے ذریعہ تم دونوں آسمان کی طرف چڑھتے ہو اور اترتے ہو انہوں نے انکار کیا پھر ان دونوں نے اس (عورت) سے دوبارہ سوال کیا اس نے (جب) انکار کیا تو ان دونوں نے وہ اسم اس کو سکھا دیا جب وہ عورت (اوپر کو) اڑ گئی تو اللہ تعالیٰ نے اس کو ستارہ بنا دیا اور ان دونوں کے پر کاٹ دیئے۔ پھر ان دونوں نے اپنے رب سے توبہ کا سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو اختیار دیدیا اگر تم چاہو تو تم دونوں کو اس حالت میں لوٹا دوں جس پر تم (پہلے) تھے اور (اس حال میں) قیامت کے دن تم دونوں کو عذاب

ہوگا اور اگر چاہو تو تم کو دنیا میں عذاب دے دوں اور قیامت کے دن تم کو پہلے حال میں لوٹا دوں جس پر تم تھے ان میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا کہ دنیا کا عذاب ختم ہو جائے گا اس لئے آخرت کے عذاب کو دنیا کے عذاب پر چن لو۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی بھیجی کہ تم دونوں بابل میں آجاؤ (لہٰذا) دونوں بابل آئے ان کو دھنسا دیا گیا اور آسمان اور زمین کے درمیان الٹا لٹکا دیا گیا قیامت کے دن تک عذاب دیئے جائیں گے۔

(۲۹) سعید بن منصور نے مجاہد رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ ایک سفر میں تھا مجھ سے فرمایا ستاروں کو دیکھتا رہ۔ جب (ستارہ) طلوع ہو جائے تو مجھ کو جگا دینا۔ جب ستارہ طلوع ہو گیا تو میں نے ان کو جگا دیا وہ سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اس کی طرف دیکھنا شروع کیا اور اس کو سخت گالیاں دینی شروع کیں میں نے عرض کیا اے ابو عبدالرحمٰن اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم فرمائے یہ ستارہ ہے جو نکلتا ہے اطاعت کرتا ہے آپ اس کو کیوں گالیاں دے رہے ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ یہ ایک عورت تھی اسرائیل میں بدکار تھی اور فرشتوں کو اس کی وجہ سے سزا ملی۔

(۳۰) بیہقی نے شعب الایمان میں موسیٰ بن جبیر سے موسیٰ بن عقبہ سے سالم سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ملائکہ نے اوپر سے جھانک کر دنیا کو دیکھا تو انہوں نے بنی آدم کو دیکھا کہ وہ نافرمانیاں کر رہے ہیں کہنے لگے اے ہمارے رب یہ لوگ کتنے جاہل ہیں یہ آپ کی عظمت کو کتنا کم جانتے ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا اگر تم ان کی جگہ ہوتے تو تم بھی میری نافرمانی کرتے کہنے لگے یہ کیونکر ہو سکتا ہے ہم آپ کی تسبیح حمد اور پاکی بیان کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا اپنے میں سے دو فرشتوں کو چن لو۔ انہوں نے ہاروت و ماروت کو چن لیا (اللہ تعالیٰ نے) ان کو زمین کی طرف اتار دیا اور ان کے اندر بنی آدم کی طرح شہوت بھی ڈال دی اور ان کے لیے ایک عورت پیش کی گئی وہ دونوں یہاں تک کہ گناہ میں پڑ گئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا دنیا یا آخرت کے عذاب کو اختیار کر لو ان میں سے ایک نے اپنے ساتھی کی طرف دیکھا اور کہا تو کون سا پسند کرتا ہے جو تو اختیار کرے دوسرے نے کہا کہ دنیا کا عذاب ختم ہونے والا ہے۔ اور آخرت کا عذاب ختم ہونے والا نہیں ہے تو ان دونوں نے دنیا کے عذاب کو اختیار کر لیا انہی دونوں کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا لفظ آیت: وما انزل علی الملکین۔

(۳۱) اسحاق بن راہویہ، عبد بن حمید، ابن ابی الدنیا نے العقوبات میں، ابن جریر اور ابو الشیخ نے العظمہ میں اور حاکم نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ بلاشبہ یہ زہرہ (ستارہ) جسے عرب لوگ زہرہ کہتے ہیں اور عجم کے لوگ اہید کہتے ہیں دو فرشتے تھے جو لوگوں کے درمیان فیصلہ کیا کرتے تھے ایک زہرہ نامی عورت ان دونوں کے پاس آئی ان میں سے ہر ایک نے اپنے ساتھی کو بتائے بغیر اس عورت کا ارادہ کیا پھر ایک نے اپنے ساتھی سے کہا: اے میرے بھائی میرے دل میں ایک خیال ہے میں نے ارادہ کیا تجھ کو وہ بتا دوں دوسرے نے کہا بتاؤ شاید کہ میرے دل میں ایسا ہی خیال ہو جیسے تیرے دل میں ہے دونوں اس بات پر متفق ہو گئے (مگر) عورت نے ان دونوں سے کہا کہ مجھ کو بتاؤ اس اسم کے بارے میں جس کے ذریعہ تم دونوں آسمان کی طرف چڑھ جاتے ہو زمین کی طرف اتر آتے ہو دونوں نے کہا اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم ہے عورت نے کہا کہ میں تم دونوں کے پاس نہیں آ سکتی جب تک کہ اس (اسم) کو مجھے نہ سکھاؤ گے۔ ان میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا اس کو سکھا دے دوسرے نے کہا ہم کو

اللہ تعالیٰ کا کتنا سخت عذاب ہوگا دوسرے نے کہا کہ ہم اللہ تعالیٰ کی رحمت کے وسیع ہونے کی امید رکھتے ہیں اس سے اس عورت کو سکھا دیا اس عورت نے وہ اسم پڑھا اور آسمان کی طرف اڑ گئی اس کے چڑھنے کی وجہ سے ایک فرشتہ خوف زدہ ہوا جو آسمان میں سے اس نے اپنا سر جھکایا اور اب تک نہیں بیٹھا اللہ تعالیٰ نے اس عورت کو مسخ کر دیا تو وہ ستارہ بن گئی۔

(۳۲) امام اسحاق بن راہویہ اور ابن مردویہ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ زہرہ پر لعنت کرے کیونکہ یہ وہی عورت تھی جس نے ہاروت اور ماروت دونوں فرشتوں کو فتنہ میں ڈالا۔

(۳۳) عبد بن حمید اور حاکم نے ابو العباس رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ زہرہ اپنی قوم میں ایک عورت تھی اس کو اپنی قوم میں بیدخت کہا جاتا تھا۔

(۳۴) عبد الرزاق اور عبد بن حمید نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ بلاشبہ وہ عورت جس نے فرشتوں کو فتنہ میں ڈالا تھا مسخ کر دی گئی وہ یہ سرخ ستارہ ہے یعنی زہرہ۔

دو فرشتوں کی آزمائش

(۳۵) موحد بن عبد الرزاق، ابن شیبہ، عبد بن حمید، ابن ابی الدنیا نے (العقوبات میں) ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے الشعب میں ثوری سے موسیٰ بن عقبہ سے سالم سے ابن عمر اور کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ ملائکہ نے بنی آدم کے اعمال اور ان کے گناہوں کا ذکر کیا ان سے کہا گیا کہ اگر تم ان کی جگہ پر ہوتے تو تم بھی انہیں کی طرح گناہ کرتے اب تم اپنے میں دو کو چن لو انہوں نے ہاروت اور ماروت کو چن لیا ان دونوں سے کہا گیا کہ میں تم کو بنی آدم کی طرف رسول بنا کر بھیجوں گا لیکن میرے اور تمہارے درمیان کوئی رسول نہیں میں تم دونوں کو اتارتا ہوں میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا، زنا نہ کرنا اور شراب نہ پینا۔ کعب نے فرمایا کہ اللہ کی قسم اس دن کی شام ابھی نہ ہوئی تھی جس میں ان کو اتارا گیا تھا یہاں تک کہ ان سب کاموں کو کر لیا جن سے ان کو منع کیا گیا تھا۔

(۳۶) حاکم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے طریق سے روایت کیا کہ حمراء طلوع ہوگئی بعد اس کے جب اس کو دیکھا تو فرمایا نہیں ہے خوش آمدید پھر فرمایا کہ فرشتوں میں سے دو فرشتے ہاروت اور ماروت نے اللہ تعالیٰ سے زمین پر اترنے کا سوال کیا وہ دونوں زمین پر اتر گئے اور لوگوں کے درمیان فیصلہ کرتے تھے جب شام ہوتی تو کلمات پڑھ کر آسمان کی طرف چڑھ جائے۔ اللہ تعالیٰ نے خوبصورت لوگوں میں سے ان کے مشابہ ایک عورت کو بنا دیا اور ان دونوں میں شہوت بھی ڈال دی ان دونوں نے اس سے پیچھے ہٹنا شروع کیا اور ان کے دلوں میں (اس عورت کی محبت) ڈال دی گئی وہ برابر اس سے (بات چیت) کرتے رہے یہاں تک کہ اس عورت نے ایک مقررہ وقت کا وعدہ ان سے کر لیا وہ عورت اپنے مقررہ وقت پر ان کے پاس آ گئی تو اس نے کہا مجھے وہ کلمات سکھا دو جس کے ذریعہ تم اوپر کو چڑھتے ہو انہوں نے وہ کلمات اس کو سکھا دیئے اس نے وہ کلمات پڑھے اور آسمان کی طرف چڑھ گئی (وہاں پہنچ کر) وہ مسخ ہوگئی اور (ستارہ) بنا دی گئی۔ جیسا کہ تم دیکھتے ہو جب شام ہوئی تو ان دونوں نے وہ کلمہ پڑھا تو نہ چڑھ سکے

(پھر) ان دونوں کی طرف یہ پیغام بھیجا گیا اگر تم چاہوں تو آخرت کا عذاب (لے لو) یا چاہو تو قیامت تک دنیا کا عذاب (بھگت لو)
ان میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا کہ ہم دنیا کے عذاب کو ایک لاکھ گنا (بھی) اختیار کریں گے۔ اس لئے ان دونوں کو
قیامت تک عذاب ہوتا رہے گا۔

(۳۷) ابن ابی حاتم نے مجاہد رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ میں ایک سفر میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ اترا
جب رات ہوئی تو انہوں نے اپنے غلام سے فرمایا دیکھ لے کیا حمراء (ستارہ) طلوع ہو گیا۔ اس کا طلوع ہونا مبارک نہ ہو اور نہ اللہ
تعالیٰ اس کو زندہ رکھے وہ فرشتوں کی ساتھی تھی (کہ دونوں کو مبتلا کیا) فرشتوں نے کہا بنی آدم کی نافرمانیوں کو آپ کس طرح چھوڑ
دیتے ہیں حالانکہ وہ حرام خون کو بہاتے ہیں۔ اور تیری حرام کردہ چیزوں سے تجاوز کرتے ہیں۔ اور زمین میں فساد مچاتے ہیں اللہ
تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے ان کو شہوت میں مبتلا کیا ہے۔ شاید کہ اگر میں تم کو شہوات میں مبتلا کر دوں جیسا کہ میں نے ان کو مبتلا کیا
ہے۔ تو تم بھی ان کی طرح کرو گے کہنے لگے نہیں (ہم ہرگز ایسا نہیں کریں گے) اللہ تعالیٰ نے فرمایا اپنے فرشتوں میں سے دو کو چن
لو۔ تو انہوں نے ہاروت و ماروت کو چن لیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں سے فرمایا میں تم کو زمین کی طرف اتارنے والا ہوں اور تم سے
وعدہ لینے والا ہوں کہ تم شرک نہ کرنا، زنا نہ کرنا اور خیانت بھی نہ کرنا ان دونوں کو زمین پر اتار دیا اور ان پر شہوت کو ڈال دیا اور ان کے
پاس خوبصورت عورت کی شکل میں زہرہ کو پیش کیا وہ ان کے سامنے نہ آئی تو ان دونوں نے اس کا ارادہ کیا وہ کہنے لگی کہ میں ایک دین
پر ہوں کہ جب تک کوئی میرے دین کا پیروکار نہ ہو۔ میرے پاس نہیں آ سکتا۔ انہوں نے پوچھا تیرا دین کیا ہے؟ کہنے لگی مجوسی
(آگ پرست) انہوں نے کہا کیا ہم شرک کریں؟ یہ وہ چیز ہے جس کا ہم اقرار نہیں کر سکتے پھر وہ ان سے دور رہی جب تک اللہ
تعالیٰ نے چاہا۔ پھر وہ ایک دن ان کے سامنے آئی تو ان دونوں نے اس کا ارادہ کیا کہنے لگی جو کچھ تم چاہتے ہو (اس میں کوئی رکاوٹ
نہیں) سوائے اس کے کہ میرا شوہر ہے اور میں ناپسند کرتی ہوں کہ اس کو اس معاملہ کی خبر لگ جائے اور وہ بدنام ہو جائے۔ اگر تم
دونوں میرے دین کا اقرار کرتے ہو اور یہ شرط بھی ہوگی کہ تم مجھے آسمان کی طرف لے جاؤ گے تو یہ تمہاری خواہش پوری ہو سکتی ہے
(ان دونوں نے) اس کے دین کا اقرار کر لیا۔ اور جو چاہتے تھے وہ مطلب سے پورا کیا پھر اس کو ساتھ لے کر آسمان کی طرف چڑھ
گئے جب آسمان پر پہنچے تو ان دونوں میں سے اس عورت کو اچک لیا گیا اور ان دونوں کے پر کاٹ دیئے گئے۔ جس سے وہ دونوں
ڈرتے ہوئے شرمندہ ہوتے اور روتے ہوئے نیچے گر گئے زمین میں ایک نبی تھے جو وہ جمعوں کے درمیان دعا کرتے تھے جب
جمعہ کا دن ہوتا تو اس کی دعا قبول ہو جاتی۔ ان دونوں نے (آپس میں) کہا کہ ہم فلاں نبی کے پاس جائیں اور ان سے ہم سوال
کریں تو وہ ہمارے لئے توبہ کی طلب کرے (شاید توبہ قبول ہو جائے) وہ دونوں ہی نبی کے پاس آئے تو انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ تم پر
رحم فرمائے کس طرح زمین والے آسمان والے کے لیے معافی طلب کریں انہوں نے کہا ہم آزمائش میں ڈالے گئے ہیں انہوں
نے کہا تم دونوں میرے پاس جمعہ کے دن آؤ وہ دونوں آئے تو انہوں نے کہا کہ تمہارے بارے میں کوئی جواب نہیں دیا گیا دوسرے
جمعہ میرے پاس آؤ (پھر) وہ دونوں آئے تو اس نبی نے فرمایا تم دونوں اختیار کر لو تم کو اختیار دیا گیا ہے اگر تم دنیا کی معافی اور
آخرت کے عذاب کو اختیار کرو۔ اور اگر تم دنیا کے عذاب کو پسند کر لو تو قیامت کے دن اللہ کے حکم پر ہو گے۔ ان دونوں میں سے ایک

نے کہا کہ دنیا تھوڑی سی گزری ہے (اور بہر باقی ہے) دوسرے نے کہا افسوس ہے تجھ پر پہلی بات میں میں نے تیری اطاعت کی ہے اب تو میری اطاعت کر۔ (دنیا کا) عذاب فنا ہونے والا ہے باقی رہنے والے عذاب کی طرح نہیں ہے۔ (دوسرے نے پھر) کہا قیامت کے دن بے شک ہم اللہ کے حکم پر ہوں گے میں ڈرتا ہوں کہ وہ ہم کو عذاب دے، پہلے نے کہا نہیں (عذاب نہیں ہوگا میں امید کرتا ہوں) اگر اللہ تعالیٰ نے جان لیا کہ ہم نے دنیا کے عذاب کو اختیار کر لیا آخرت کے عذاب سے ڈرتے ہوئے۔ اللہ تعالیٰ ہم پر دونوں (عذابوں) کو جمع نہیں فرمائے گا۔ (پھر) انہوں نے دنیا کے عذاب کو اختیار کیا۔ ان کو آگ سے بھرے ہوئے پرانے کنویں یعنی لوہے کی چرخیوں میں جکڑ کر الٹا لٹکا دیا گیا جو ان کو اوپر لے جاتی ہیں اور نیچے لے جاتی ہیں۔ ابن کثیر رحمہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اس روایت کی سند جید ہے یہ روایت معاویہ بن صالح عن نافع کی سند سے زیادہ اثبت اور واضح ہے۔

(۳۸) امام ابن المنذر، ابن ابی حاتم، حاکم (انہوں نے اسے صحیح بھی کہا ہے) اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ جب بنی آدم کے لوگوں میں گناہ اور اللہ کے ساتھ کفر کا ارتکاب ہوا تو آسمان میں فرشتوں نے کہا کہ اے اس عالم کو پالنے والے آپ نے ان کو اپنی عبادت اور اطاعت کے لیے پیدا کیا تھا اور یہ لوگ ان (گناہوں) میں پڑ گئے۔ اور کفر کرنے جانوں کو ناحق قتل کرنے۔ حرام مال کے کھانے، زنا اور چوری اور شراب کے پینے کا ارتکاب کر لیا انہوں نے ان پر بددعا کرنی شروع کی اور ان کو معذور نہ سمجھتے تھے۔ ان سے کہا گیا کہ وہ غیب میں ہیں اس لئے ان کو تم ملامت نہ کرو ان سے کہا گیا تم اپنے میں سے افضل ترین فرشتوں کو چن لو میں ان کو چند چیزوں کا حکم کروں گا اور (چند چیزوں سے) روکوں گا انہوں نے ہاروت اور ماروت کو چنا اور دونوں زمین پر اترے اللہ تعالیٰ نے ان میں بنی آدم جیسی شہوات رکھ دی اور ان کو حکم کیا کہ (صرف) اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرائیں اور ان کو کسی حرام کردہ جان کے قتل کرنے سے اور حرام کا مال کھانے زنا کرنے اور شراب پینے سے بھی روکا گیا یہ فرشتے ایک زمانہ تک زمین پر رہے لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ فیصلے کرتے تھے یہ ادریس (علیہ السلام) کا زمانہ تھا۔ اس زمانہ میں ایک عورت تھی جس کا حسن عورتوں میں ایسا تھا جتنا سارے ستاروں میں زہرہ کا حسن تھا یہ دونوں اس (عورت) کے پاس آئے اور اس کی محبت میں گرفتار ہو کر اس کی ہر بات مان لی اور اس سے مطلب براری کا اظہار کیا۔ (یعنی زنا کا ارادہ کیا) اس نے انکار کیا مگر اس صورت میں کہ وہ دونوں اس کے دین کو قبول کر لیں۔ انہوں نے اس سے اس کے دین کے بارے میں پوچھا تو اس نے ان دونوں کے لیے ایک بت نکالا کہ تم اس کی عبادت کرو انہوں نے کہا اس کی عبادت کی ہم کو کوئی ضرورت نہیں۔ وہ دونوں چلے گئے اور ٹھہرے رہے جب تک اللہ پاک نے چاہا پھر دونوں آئے اور اپنی خواہش نفس کا ارادہ کیا اس عورت نے پہلے کی طرح کہا (پھر) دونوں واپس چلے گئے کچھ وقت بعد پھر لوٹ کر آئے اور اپنی خواہش کا اظہار کیا جب اس عورت نے دیکھا کہ بت کی عبادت سے انکار کرتے ہیں تو کہنے لگی کہ تین چیزوں میں سے ایک چیز کو اختیار کر لو۔ یا اس بت کی عبادت کرو یا اس آدمی کو قتل کر دو یہ شراب پی لو۔ انہوں نے کہا یہ تینوں کام حلال نہیں ہیں۔ مگر شراب ان میں سے زیادہ آسان ہے۔ انہوں نے اس میں سے پی لیا۔ (نشہ میں آکر) دونوں عورت پر واقع ہو گئے پھر ڈرنے لگے کہ یہ شخص لوگوں کو ہمارے کام کی خبر نہ دے دے تو اس کو بھی قتل کر دیا۔ جب ان سے نشہ اترا تو ان کو معلوم ہوا کہ ہم سے خطا واقع ہو چکی ہے۔ تو انہوں نے آسمان کی

طرف چڑھنے کا ارادہ کیا مگر نہ چڑھ سکے اس وقت فرشتوں پر ان کا راز کھل گیا تو فرشتوں کو ان کے گناہ میں واقع ہونے سے تعجب ہوا۔ اور فرشتوں نے جان لیا کہ جو غیب میں ہوتا ہے اس میں اللہ تعالیٰ سے ڈرنا کم ہوتا ہے اس کے بعد سے فرشتوں نے زمین میں رہنے والوں کے لیے استغفار کرنا شروع کر دیا اس پر یہ آیت نازل ہوئی لفظ آیت: والملئکة یسبحون بحمد ربھم ویستغفرون لمن فی الارض (اور فرشتے) اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح بیان کرتے ہیں اور استغفار کرتے ہیں ہر اس کے لیے جو زمین میں ہے (اب) ان سے کہا گیا کہ دنیا کے عذاب یا آخرت کو اختیار کرلو کہنے لگے کہ دنیا کا عذاب تو ختم ہونے والا ہے اور آخرت کا عذاب ختم نہیں ہوگا اس لئے انہوں نے دنیا کے عذاب کو اختیار کیا۔ ان دونوں فرشتوں کا بابل میں عذاب ہو رہا ہے۔

(۳۹) امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ آسمان دنیا کے رہنے والوں نے زمین پر بسنے والوں کو اوپر سے جھانک کر دیکھا کہ وہ گناہ کر رہے ہیں انہوں نے عرض کیا اے ہمارے رب زمین والے گناہ کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم میرے ساتھ ہو اور وہ مجھ سے غائب ہیں پھر ان سے کہا گیا کہ اپنے میں سے تین کو چن لو انہوں نے تین کو چن لیا کہ وہ زمین کی طرف اتریں گے زمین والوں کے درمیان فیصلے کریں گے اور انسانوں جیسی شہوت ان کے اندر ڈال دی گئی۔ اور ان کو حکم دیا گیا کہ شراب نہ پینا کسی جان کو (ناحق) قتل نہ کرنا۔ زنا نہ کرنا اور بتوں کو سجدہ نہ کرنا۔ ان میں سے ایک نے (جانے سے) معذرت کرلی (پھر) دو فرشتے زمین پر اترے ایک خوبصورت عورت ان کے پاس آئی جس کو اناھلیہ کہا جاتا تھا وہ دونوں اس کی محبت میں گرفتار ہو گئے دونوں اس کے مکان پر آئے اور اس سے اپنی خواہش کا ارادہ کیا اس عورت نے ان کو کہا نہیں (یہ تمہاری) خواہش پوری نہ ہوگی یہاں تک کہ تم میری شراب پیو۔ میرے پڑوسی کے بیٹے کو قتل کردو اور میرے بت کو سجدہ کرو اور انہوں نے کہا ہم سجدہ نہیں کریں گے۔ اور انہوں نے شراب پی لی پھر اس (نوجوان) کو قتل کر دیا پھر بت کے سامنے سجدہ بھی کرلیا۔ آسمان والوں نے ان کی طرف جھانک کر دیکھا وہ عورت ان سے کہنے لگی کہ تم مجھ کو وہ کلمہ بتاؤ کہ جب تم اس کو کہتے ہو تو اوپر چڑھ جاتے ہو انہوں نے وہ کلمہ اس کو بتا دیا وہ اوپر چڑھ گئی اللہ تعالیٰ نے اسے ستارہ بنا دیا اور یہ زہرہ ستارہ وہی عورت ہے۔ حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام کو ان کے پاس بھیجا گیا (پھر) ان کو دنیا اور آخرت کے عذاب میں اختیار دیا گیا تو انہوں نے دنیا کے عذاب کو اختیار کیا (اور) دونوں آسمان اور زمین کے درمیان لٹکے ہوئے ہیں۔

(۴۰) امام ابن جریر نے ابو عثمان النہدی سے حضرت عبداللہ بن مسعود اور ابن عباس رضی اللہ عنہما دونوں حضرات سے روایت کیا کہ جب اولاد آدم کثیر ہوگئی اور انہوں نے نافرمانیاں کیں تو زمین اور پہاڑوں کے فرشتوں نے بددعا کی (اور کہا) کہ اے ہمارے رب ان کو مہلت نہ دے (یعنی ان پر فوراً عذاب نازل فرمادے) اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کی طرف وحی بھیجی کہ میں نے تمہارے دلوں سے شہوت اور شیطان کو دور کر دیا ہے اور اگر میں تم کو محفوظ نہ رکھتا (یعنی ان چیزوں کو نہ روکتا) تو تم بھی ایسا ہی کرتے ان کے دلوں میں یہ بات آئی کہ اگر وہ (کسی آزمائش میں) مبتلا کیے گئے تو وہ (نافرمانی سے) بچے رہیں گے اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی بھیجی کہ تم اپنے افضل فرشتوں میں دو کو چن لو۔ انہوں نے ہاروت اور ماروت کو چن لیا (پھر) ان کو زمین کی طرف اتار دیا گیا۔ ان کی طرف زہرہ اہل فارس کی عورت کی صورت میں اتری جس کو بیدخت کہا جاتا تھا ان دونوں فرشتوں نے اس عورت کے

ساتھ بدکاری کی جب ان دوفرشتوں سے بدکاری ہوئی (پھر) ملائکہ ایمان والوں کے لیے استغفار کرنے لگے (پھر) دنیا اور آخرت کے عذاب کا ان کو اختیار دیا گیا تو انہوں نے دنیا کے عذاب کو اختیار کیا۔

(۴۱) عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، اور ابن المنذر رنے زہیر نے طریق سے عبیداللہ بن عبداللہ رحمہ اللہ علیہ سے اس آیت کے بارے میں نقل فرمایا کہ یہ دو فرشتے تھے جو لوگوں کے درمیان فیصلہ کرنے کے لیے اتارے گئے تھے اور یہ اس وجہ سے کہ فرشتے بنی آدم کے احکام کا مذاق اڑاتے تھے ایک عورت ان کی طرف مقدمہ لے گئی تو وہ دونوں اس کی وجہ سے ڈر گئے (پھر) وہ اوپر چڑھ گئے بالآخر ان کے آسمان کی طرف چڑھنے کے درمیان اس عورت کا مسئلہ آڑے آگیا (کہ نہ کر لیجئے) اور اس کو عذاب دنیا اور آخرت کے عذاب کے درمیان اختیار دیا گیا تو انہوں نے دنیا کے عذاب کو اختیار کیا۔

(۴۲) سعید بن منصور نے خصیف رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ میں مجاہد رحمہ اللہ علیہ کے ساتھ تھا ہمارے پاس سے قریش میں سے ایک آدمی گزرا مجاہد نے اس سے کہا کہ تو نے اپنے باپ سے کیا سنا؟ اس نے کہا میں نے اپنے باپ سے سنا کہ جب ملائکہ نے بنی آدم کے برے اعمال کو دیکھا کیونکہ انسانوں کا کوئی عمل فرشتوں سے چھپا ہوا نہ تھا تو فرشتے ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ بنی آدم کی طرف دیکھو کہ وہ اس اس طرح (برے) اعمال کرتے ہیں کس چیز نے ان کو اللہ تعالیٰ پر جرأت دیدی فرشتے انسانوں کے عیوب بیان کرتے اللہ تعالیٰ نے ان سے فرمایا میں نے سن لیا جو کچھ تم بنی آدم کے بارے میں کہتے ہو نہ اپنے میں سے دو فرشتوں کو چن لو اور وہ زمین پر اتارے جائیں گے ان میں بنی آدم کی شہوت رکھی جائے گی انہوں نے ہاروت و ماروت کو چن لیا اور کہنے لگے اے ہمارے رب کہ ان دونوں کی مثل ہمارے درمیان کوئی نہیں ہے دونوں زمین کی طرف اتر گئے اور ان میں بنی آدم کی شہوت ڈال دی گئی اور زہرہ ستارہ ایک عورت کی شکل میں پیش کی گئی جب انہوں نے اس کی طرف دیکھا تو وہ اپنے آپ کو قابو میں نہ رکھ سکے۔ اور ان کے کانوں اور ان کی آنکھوں پر شہوت چھا گئی۔ جب انہوں نے آسمان کی طرف اڑنے کا ارادہ کیا تو نہ اڑ سکے ان کے پاس ایک فرشتہ آیا اور کہنے لگا کہ تم نے یہ کیا کر دیا ہے۔ (اب) تم دنیا کے عذاب کو یا آخرت کے عذاب کو چن لو۔ ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا تیری کیا رائے ہے؟ اس نے کہا کہ میں دنیا میں عذاب دیا جاؤں پھر (دنیا میں) عذاب دیا جاؤں مجھے نہ زیادہ محبوب ہے اس بات سے کہ میں آخرت میں ایک گھڑی عذاب دیا جاؤں (اب) وہ دونوں زنجیروں میں الٹے لٹکے ہوئے ہیں اور دونوں آزمائش میں ڈوب گئے۔

(۴۳) ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان کو ملائکہ کی طرف کھول دیا تو وہ بنی آدم کے اعمال کی طرف دیکھنے لگے جب انہوں نے ان کو گناہ کرتے ہوئے دیکھا تو کہنے لگے اب ہمارے رب یہ آدم کی اولاد جن کو آپ نے اپنے ہاتھ سے پیدا فرمایا اپنے فرشتوں کو اس کے لیے سجدہ کرایا۔ اس کو ہر چیز کے نام سکھائے وہ گناہ کا کام کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا اگر تم ان کی جگہ پر ہوتے تو تم بھی ان کی طرح (برے) اعمال کرتے۔ کہنے لگے آپ کی ذات پاک ہے ہم کو (گناہ کرنا) لائق نہیں ہے۔ ان کو حکم دیا گیا کہ تم دو فرشتوں کو چن لو جو زمین کی طرف اتارے جائیں گے انہوں نے ہاروت اور ماروت کو چن لیا اور ان کو زمین کی طرف اتارا گیا اور ان کے لیے ہر چیز حلال کر دی گئی سوائے اس کے کہ تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک

نہ کرو گے چوری نہیں کرو گے۔ زنا نہیں کرو گے۔ شراب نہ پیو گے۔ اور کسی جان کو قتل نہ کرو گے جس کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے۔ مگر حق کے ساتھ (اب) ان کے سامنے ایک عورت پیش کی گئی۔ جس کو آدھا حسن دیا گیا تھا جس کو بیدخت کہا جاتا تھا جب انہوں نے اس کو دیکھا تو اس سے خواہش نفس کا ارادہ کیا کہنے لگی یہ ممکن نہیں مگر یہ کہ تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرو شراب پیو کسی جان کو (ناحق) قتل کرو اور اس بت کو سجدہ کرو انہوں نے اس سے کہا ہم اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہیں کریں گے ایک نے دوسرے سے کہا اس کی طرف واپس لوٹ جاؤ۔ وہ کہنے لگی نہیں (تمہارا مقصد پورا نہیں کروں گی) مگر یہ کہ تم شراب پی لو تو دونوں نے پی لی یہاں تک کہ مدہوش ہو گئے۔ ان کے پاس ایک مانگنے والا آیا انہوں نے اس کو قتل کر دیا جب ان فرشتوں سے سب کچھ ہو گیا اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے لئے آسمان کو کھول دیا کہنے لگے آپ کی ذات پاک ہے آپ زیادہ جاننے والے ہیں سلیمان بن داؤد علیہما السلام کے پاس اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی کہ ان دونوں کو دنیا کا عذاب یا آخرت کے عذاب کا اختیار دے دو۔ تو انہوں نے دنیا کے عذاب کو اختیار کر لیا اور ان کو بختی اونٹ کی گردنوں کی طرح ان کے ٹخنوں سے گردنوں تک بیڑیاں ڈال دی گئیں۔ اور ان کو بابل (شہر) میں یہ سزا دی گئی۔

(۴۴) امام ابن ابی الدنیا نے ذم الدنیا میں اور بیہقی نے الشعب میں حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا دنیا سے ڈرو کیونکہ وہ ہاروت اور ماروت سے زیادہ جادو کرنے والی ہے۔

(۴۵) الخطیب نے مالک سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میرے بھائی عیسیٰ (علیہ السلام) نے کہا: اے حواریوں کے گروہ دنیا سے ڈرو یہ تم پر جادو نہ کر دے اللہ کی قسم ہاروت و ماروت سے زیادہ جادو کرنے والی ہے۔ اور تم جان لو کہ بلاشبہ دنیا جانے والی ہے اور آخرت آنے والی ہے اور ہر ایک کے ان دونوں میں سے بیٹے ہیں سو تم دنیا کے بیٹے نہ بنو آخرت کے بیٹے بنو آج کا دن عمل کا ہے حساب نہیں ہے۔ اور کل حساب ہو گا عمل نہیں ہو گا۔

(۴۶) حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں حضرت عبداللہ بن بسر مازنی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا دنیا سے ڈرو قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے وہ ہاروت و ماروت سے زیادہ جادو کرنے والی ہے۔

(۴۷) امام ابن جریر نے ربیع رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ جب بنی آدم میں سے لوگ گناہوں میں اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر میں واقع ہو گئے تو فرشتوں نے آسمان میں کہا: اے اس عالم کے رب آپ نے ان کو اپنی عبادت اور اطاعت کے لیے پیدا فرمایا تھا مگر وہ کفر پر سوار ہو گئے اور جانوں کو قتل کر رہے ہیں حرام مال کھا رہے ہیں چوری زنا اور شراب نوشی کر رہے ہیں تو انہوں نے ان پر بددعا کرنا شروع کر دی اور ان کو معذور نہیں سمجھا۔ فرشتوں سے کہا گیا کہ یہ غیب میں ہیں انہوں نے انسانوں کا عذر قبول نہ کیا ان سے کہا گیا کہ اپنے میں سے دو فرشتوں کو چن لو میں ان کو اپنے حکموں کے ساتھ حکم کروں گا اور ان کو اپنی نافرمانی سے روکوں گا انہوں نے ہاروت و ماروت کو چن لیا ان کو زمین کی طرف اتار دیا گیا اور ان میں بنی اسرائیل جیسی شہوات رکھ دی گئیں اور ان کو حکم کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور ان کو روک دیا گیا کہ کسی جان کو قتل نہ کرو جس کا قتل کرنا حرام

ہے۔اور حرام مال نہ کھانا اور چوری نہ کرنا زنا نہ کرنا اور شراب نہ پینا اور وہ اس (عہد) پر زمین میں ایک زمانے تک رہے لوگوں کے درمیان فیصلے کرتے تھے اور یہ ادریس (علیہ السلام) کا زمانہ تھا۔

زہرہ نامی عورت کا حسن

اس زمانہ میں ایک عورت تھی جو سارے لوگوں میں اس کا حسن ایسا تھا جیسے ستاروں میں زہرہ کا حسن ہے۔اس نے ان کے پاس آنے سے انکار کر دیا۔تو دونوں اس کی ہر بات کے سامنے جھک گئے اور اس سے خواہش نفس کا ارادہ کیا اس نے انکار کیا کہ جب تک تم میرے حکم اور میرے دین پر نہ آ جاؤ گے (میں تمہارے پاس نہ آؤں گی) انہوں نے اس کے دین کے بارے میں پوچھا اس نے ایک بت نکالا اور کہنے لگی کہ میں اس کی عبادت کرتی ہوں انہوں نے کہا کہ ہمیں اس کی عبادت کی کوئی ضرورت نہیں (یہ کہہ کر) چلے گئے اور صبر کیا جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا پھر اس کے پاس آئے اور اس کی باتوں کو تسلیم کر لیا اور اس سے خواہش نفس کا ارادہ کیا کہنے لگی یہ ممکن نہیں جب تک اس دین کو اختیار نہ کرو جس پر میں ہوں انہوں نے کہا اس کی عبادت کی ہمیں کوئی ضرورت نہیں۔

جب اس نے دیکھا کہ وہ بت کی عبادت سے انکار کر رہے ہیں تو کہنے لگی کہ تین باتوں میں سے ایک بات کو اختیار کر لو یا بت کی عبادت کر دیا ایک شخص کو قتل کر دو یا اس شراب کو پی لو کہنے لگے کہ یہ ایک (کام) ہمارے لائق نہیں لیکن شراب پینا آسان ہے۔ دونوں نے شراب کو پی لیا یہاں تک کہ جب بے ہوشی طاری ہو گئی تو اس عورت پر واقع ہو گئے ایک شخص ان کے پاس سے گزرا جبکہ یہ بدکاری میں مشغول تھے وہ اس بات سے ڈرے کہ یہ ہمارا راز فاش نہ کر دے اس کو قتل کر دیا۔

جب ان سے نشہ دور ہوا تو ان کو گناہوں میں واقع ہونے کا پتہ چلا اب انہوں نے آسمان کی طرف چڑھنے کا ارادہ کیا مگر نہ چڑھ سکے اور ان کے اور آسمان کے فرشتوں کے درمیان پڑا پردہ اٹھا تو فرشتوں نے ان کے گناہوں میں واقع ہونے کو دیکھا اور جان لیا کہ جو شخص غیب میں ہوتا ہے اس میں اللہ کا خوف کم ہوتا ہے۔پھر انہوں نے زمین والوں کے لیے استغفار کرنا شروع کر دیا جب وہ گناہوں میں واقع ہو گئے تو ان سے کہا گیا کہ دنیا کے عذاب کو یا آخرت کے عذاب کو اختیار کر لو کہنے لگے دنیا کا عذاب (ایک دن) ختم ہو جائے گا۔اور آخرت کا عذاب ختم نہ ہوگا اس لئے انہوں نے دنیا کے عذاب کو اختیار کیا اور ان کو بابل شہر میں عذاب دیا گیا۔

(۴۸) ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ انہوں نے فرمایا کہ ہاروت اور ماروت زمین کی طرف اتارے گئے۔جب ان کے پاس کوئی آتا جادو سیکھنے کے لیے تو اس کو سختی کے ساتھ منع کرتے تھے اور اس کو کہتے تھے کہ ہم آزمائش ہیں تم کفر نہ کرو اور یہ اس وجہ سے کہ انہوں نے خیر، شر، کفر اور ایمان کو جان لیا اور انہوں نے یہ بھی جان لیا کہ جادو کفر میں سے ہے۔جب کوئی آدمی (بات ماننے سے) انکار کر دیتا تو وہ دونوں فرشتے اس کو حکم کرتے کہ فلاں جگہ میں آ جائے۔جب وہ ان کے پاس آتا تو شیطان کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیتا اور وہ اس کو (جادو) سکھا دیتا اور اگر اس (جادو) کو سیکھ لیتا تو (ایمان کا) نور اس سے نکل جاتا اور وہ اس کی طرف دیکھتا جو آسمان میں پھیلا ہوا ہوتا۔

جادو سے متعلق ایک عورت کا واقعہ کا بیان

(۴۹) امام ابن ابی حاتم، حاکم اور بیہقی نے السنن میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ دومتہ الجندل کے رہنے والوں میں سے ایک عورت میرے پاس آئی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی وفات کے فوراً بعد آپ سے جادو کے متعلق پوچھنے کے لیے آئی تھی جس پر ان سے عمل نہیں کیا تھا کہنے لگی میرا شوہر تھا جو مجھ سے غائب ہو گیا میرے پاس ایک بڑھیا آئی تو میں نے اس سے شکایت کی وہ کہنے لگی اگر تو وہ کام کرے جو میں تجھ کو حکم کروں تو میں اس کو تیرے پاس لے آؤں گی۔ جب رات ہوئی تو وہ میرے پاس دو کالے کتے لے آئیں ایک پر میں سوار ہوئی اور دوسرے پر وہ (عورت) سوار ہوئی کچھ وقت گزرا کہ ہم بابل پہنچ گئے اچانک میں نے دو آدمی دیکھے جو (الٹے) لٹکے ہوئے تھے۔ انہوں نے کہا تو کس لئے آئی ہے۔ میں نے کہا کیا تم جادو جانتے ہو انہوں نے کہا ہم آزمائش ہیں تو کفر نہ کر۔ اور واپس لوٹ جا میں نے انکار کیا اور کہا نہیں (میں واپس نہیں جاؤں گی) انہوں نے کہا اس تنور کی طرف چلی جا اس میں پیشاب کر لے پھر آ جا میں چلی گئی میری کھال کانپ رہی تھی اور میں ڈر رہی تھی پھر میں اس کے پاس لوٹ آئی میں نے کہا میں نے ایسا کر لیا ہے انہوں نے کہا تو نے کیا دیکھا؟ میں نے کہا میں نے کوئی چیز نہیں دیکھی کہنے لگے تم نے جھوٹ بولا تو نے (پیشاب) نہیں کیا۔ اپنے شہر واپس چلی جا اور کفر نہ کر، بلاشبہ تو اپنے دین پر ہے میں نے (واپس جانے سے) انکار کیا۔

پھر انہوں نے کہا اس تنور کی طرف چلی جا اور اس میں پیشاب کر دے میں گئی اور اس میں پیشاب کر دیا میں نے ایک گھڑسوار کو دیکھا جو لوہے کے ساتھ اپنے چہرہ کو ڈھانپے ہوئے تھا جو مجھ سے نکلا یہاں تک کہ آسمان میں چلا گیا اور مجھ سے غائب ہو گیا۔ یہاں تک کہ میں نے اس کو نہیں دیکھا۔ میں ان کے پاس آئی اور کہا کہ میں نے پیشاب کر لیا انہوں نے کہا تو نے کیا دیکھا؟ میں نے کہا کہ میں نے ایک گھڑسوار کو دیکھا لوہے کے ساتھ اپنے چہرے کو ڈھانپے ہوئے تھا جو مجھ سے نکلا اور آسمان میں چلا گیا یہاں تک کہ وہ مجھ سے غائب ہو گیا کہنے لگے تو نے سچ کہا یہ تیرا ایمان تھا جو تجھ سے نکل گیا اب تو چلی جا میں نے اس عورت سے کہا اللہ کی قسم مجھے تو کوئی چیز معلوم نہیں ہوئی اور انہوں نے مجھ سے کچھ بھی نہیں کہا۔ اس بوڑھی عورت نے کہا اگر تو معلوم کرنا چاہتی ہے۔ تو یہ گندم لے اور اس کو بو دے میں نے بو دیا پھر مجھے کہا گیا اس کو دیکھ بھال کر پھر کہا گیا اس کو کاٹ دے تو میں نے کاٹ دیا پھر مجھے کہا گیا اسے صاف کر میں نے صاف کر دیا۔ پھر مجھے کہا گیا اس کو خشک کر تو میں نے اس کو خشک کر دیا پھر مجھے کہا گیا اس کو پیس دے تو میں نے پیس دیا پھر مجھ سے کہا گیا اس کی روٹی پکا تو میں نے روٹی پکا لی۔ جب میں دیکھا کہ میں نے کوئی چیز اٹھاتی ہوں مگر وہ میرے ہاتھ میں سے گر جاتی ہے اور اے امیر المؤمنین اللہ کی قسم میں شرمندہ ہوں نہ پہلے میں نے کبھی یہ کام کیا اور نہ آئندہ کروں گی۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے پوچھا اور وہ (صحابہ) اس دن کثیر تعداد میں تھے مگر کسی نے اس کو جواب نہ پایا۔ اور ہر ایک اس بارے میں فتویٰ دینے سے ڈرتا تھا جس کے بارے میں وہ اس کو نہ جانتا ہو مگر یہ کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اور بعض دوسرے لوگ جو ان کے پاس تھے انہوں نے اس سے کہا کہ اگر تیرے والدین زندہ ہوتے یا ان دونوں میں سے ایک بھی زندہ ہوتا تو تیرے لئے کافی ہوتے۔ (یعنی تمہارے اس جواب میں کفایت کرتے)

(۵۰) امام ابن المنذر نے اوزاعی کے طریق سے ہارون بن رباب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ میں عبدالملک بن مروان کے پاس آیا اور اس کے پاس ایک آدمی بیٹھا ہوا تھا جس کے لیے تکیہ لگایا گیا تھا اور وہ اس پر ٹیک لگائے ہوئے تھا۔ انہوں نے کہا یہ وہ آدمی ہے جس نے ہاروت و ماروت سے ملاقات کی ہے۔ میں نے کہا یہ شخص کہا ہاں! میں نے (اس آدمی) سے کہا کہ اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم فرمائے ہم سے (واقعہ) بیان کر اس نے بیان کرنا شروع کیا اور وہ (اپنے) آنسوؤں پر قابو نہ پا سکا (یعنی اس کے آنسو بہتے رہتے ہے) کہنے لگا کہ میں نوعمر لڑکا تھا اور میں نے اپنے باپ کو نہیں پایا اور میری ماں تھی جو مجھ کو میری ضرورت کے مطابق مال دیتی تھی میں اس کو خرچ کرتا تھا اس کو ضائع کرتا تھا میری ماں اس کے بارے میں مجھ سے نہیں پوچھتی تھی (کہ تو نے مال کہاں خرچ کیا) جب عرصہ دراز گزر گیا اور والدہ بوڑھی ہوگئی تو میں نے اس بات کو پسند کیا کہ میں اس بارے میں جان لوں کی یہ اموال میری ماں کے پاس کہاں سے آتا تھا میں نے ایک دن اس سے کہا کہ یہ اموال تیرے پاس کہاں سے آتا ہے کہنے لگی کہ اے میرے بیٹے کھا اور مزے کر اور اس بات میں سوال نہ کر یہ تیرے لئے بہتر ہے میں نے اس پر اصرار کیا تو کہنے لگی کہ تیرا باپ جادوگر تھا میں برابر پوچھتا رہا اور اصرار کرتا رہا اس نے مجھے اس گھر میں داخل کر دیا جس میں بہت مال تھا۔ کہنے لگی اے میرے بیٹے یہ سارا تیرے لئے ہے کھا اور مزے کر اور اس بارے میں سوال نہ کر میں نے کہا میں ضرور جانوں گا کہ یہ (مال) کہاں سے آیا۔

(پھر) کہنے لگی کہ اے میرے بیٹے کھا اور مزے کر اور (اس بارے میں) سوال کر یہ تیرے لئے بہتر ہے میں نے (پھر) اس پر اصرار کیا تو کہنے لگی کہ تیرا باپ جادوگر تھا اور یہ اموال اس نے جادو سے جمع کئے۔ کہنے لگا میں نے کھایا جو کچھ میں نے کھایا اور گزر چکا جو کچھ گزر چکا پھر میں نے سوچا کہ عنقریب یہ مال ختم ہو جائے گا۔ سو مجھے چاہئے کہ میں بھی جادو کو سیکھوں اور (مال) جمع کر دوں جیسے میرے باپ نے جمع کیا تھا۔ میں نے اپنی ماں سے کہا میرے باپ کے زمین والوں میں سے کون سے لوگ خاص اور اس کے دوست تھے کہنے لگے فلاں آدمی جو اس مکان میں ہے میں تیار ہو کر اس کے پاس آیا اور اس کو سلام کیا اس نے کہا کون آدمی ہے؟ میں نے کہا فلاں کا بیٹا ہوں جو تیرے دوست تھے اس نے خوش آمدید کہا (اور کہا) کس لئے آئے ہو تیرے باپ نے اتنا مال چھوڑا ہے (اب تجھے کس کی طرف کوئی حاجت نہیں ہوگی۔ میں نے کہا میں تیرے پاس جادو سیکھنے آیا ہوں کہنے لگا اے میرے بیٹے اس کا ارادہ نہ کر اس میں خیر نہیں میں نے کہا میں ضرور سیکھوں گا اس نے کہا اس نے مجھ کو قسم دی اور اصرار کیا کہ اس کو طلب نہ کر اور اس کا ارادہ نہ کر میں نے کہا میں ضرور سیکھوں گا۔

کہنے لگا اچھا جب تو بات نہیں مانتا تو اب چلا گیا اور جب فلاں دن ہو تو مجھ کو یہاں مل جانا میں واپس چلا گیا اور وقت مقرر پر پھر اس نے آ کر ملا پھر اس نے مجھ کو قسم دی اور مجھ کو منع کیا اور کہنے لگا کہ سحر کا ارادہ نہ کر اس میں خیر نہیں۔ میں نے انکار کیا جب اس نے دیکھا کہ میں نے (بات ماننے سے) انکار کر دیا ہے تو اس نے کہا میں تجھ کو ایک ایسی جگہ میں داخل کر دوں گا تو اس میں ضرور اللہ کا ذکر نہیں کرنا۔ (یہ کہہ کر) اس نے مجھے زمین کے نیچے ایک سرنگ میں داخل کر دیا اور محسوس نہ ہوئی تین سو سے زیادہ سیڑھیاں داخل ہوتا چلا گیا (وہاں) دن کی روشنی محسوس نہ ہوئی تھی جب میں انتہائی نیچے پہنچا تو اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ ہاروت اور ماروت زنجیروں میں (بندھے ہوئے) ہوا میں لٹکے ہوئے ہیں ان کی آنکھیں ڈھال کی مانند تھی۔ اور ان کے سر کے بارے میں کچھ ذکر کیا گیا جس کو

میں یاد نہیں رکھ سکا اور ان کے دو پر تھے۔ جب میں نے ان دونوں کی طرف دیکھا تو میں نے کہا لا الہ الا اللہ (یہ سن کر) دو اپنے پروں کو سختی کے ساتھ مارے اور کچھ دیر تک زور سے چلائے پھر چپ ہو گئے پھر میں نے کہا لا الہ الا اللہ پھر انہوں نے ایسا ہی کیا پھر میں نے تیسری مرتبہ ایسے ہی کیا پھر انہوں نے ایسے ہی کیا پھر وہ خاموش ہو گئے اور میں بھی خاموش ہو گیا۔ پھر انہوں نے میری طرف دیکھا اور مجھ سے کہنے لگے آدمی ہے میں نے کہا ہاں! میں نے کہا تمہیں کیا ہوا جب میں نے اللہ کو یاد کیا اور تم نے جو کچھ کیا [illegible] شخص کو ہم نے نہیں سنا جب سے ہم عرش کے نیچے سے نکلے ہیں کہنے لگے کون سی امت سے ہو میں نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت سے کہنے لگے کیا ان کی بعثت ہو گئی؟ میں نے کہا ہاں! کہنے لگے کیا لوگ ایک ہی شخص پر جمع ہو گئے ہیں یا وہ مختلف ہیں۔ میں نے کہا کہ وہ ایک شخص پر جمع ہو گئے ہیں یہ سن کر ان کی تکلیف ہوئی (پھر) کہنے لگے لوگوں کے آپس میں تعلقات کیسے ہیں؟ میں نے کہا برے ہیں اس بات سے وہ دونوں خوش ہوئے۔ پھر کہنے لگے کیا بحیرۃ الطبر یہ تک عمارتیں پہنچ گئیں ہیں! میں نے کہا نہیں اس بات سے وہ دونوں غمگین ہوئے پھر وہ چپ ہو گئے۔

میں نے ان سے پوچھا کہ تمہیں کیا ہوا جب میں نے تم کو لوگوں کے ایک شخص پر جمع ہونے کی خبر دی تو یہ بات تم دونوں کو بری لگی؟ کہنے لگے کہ قیامت قریب نہیں ہو گی جب تک لوگ ایک آدمی پر جمع ہیں (پھر) میں نے پوچھا کہ تم کیوں خوش ہوئے جب میں تمہیں ان کا آپس میں اختلاف کی خبر دی۔ کہنے لگے کہ ہمیں (اس سے) قیامت کے قریب ہونے کی امید ہوئی۔ پھر میں نے پوچھا کہ تم کیوں غمگین ہوئے جب میں نے بتایا کہ عمارتیں بحیرہ طبریہ نہیں پہنچیں کہنے لگے کہ قیامت کبھی بھی قائم نہ ہو گی یہاں تک کہ عمارتیں بحیرہ طبریہ تک پہنچ جائیں میں ان سے کہا مجھ کو نصیحت کرو کہنے لگے کہ اگر تو اس بات کی طاقت رکھے کہ نہ سوئے تو ایسا کر لے" کیونکہ (یہ) کام خوش بختی کا ہے۔

(۵۱) امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ ہاروت و ماروت کا واقعہ یہ ہے کہ فرشتوں نے بنی آدم کے ظلم پر بڑا تعجب کیا حالانکہ ان کے پاس رسول، کتابیں اور دلائل آ چکے ہیں ان کے رب نے ان سے فرمایا تم اپنے میں سے دو فرشتوں کو چن لو جو زمین میں، بنی آدم کے درمیان فیصلہ کریں گے انہوں نے ہاروت و ماروت کو چن لیا۔ ان کو (زمین پر) اتارنے کے وقت اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم نے بنی آدم کے بارے میں تعجب کیا ان کے ظلم اور ان کی معصیت پر حالانکہ ان کے پاس رسول اور کتابیں ہیں یکے بعد دیگرے آتی تھیں اور میرے اور تمہارے درمیان کوئی پیغام رساں نہیں ہے۔ تم اس طرح اور اس طرح کرنا اور اس طرح کو چھوڑ دینا (پھر) ان کو حکم بھی فرمایا اور منع بھی فرمایا پھر اس بات پر ان کو نیچے اتار دیا۔ ان دونوں ... بڑھ کر فیصلے کئے (اور) وہ دن کو بنی آدم کے درمیان فیصلے کرتے تھے جب شام ہوئی تو اوپر چڑھ جاتے اور وہ فرشتوں کے ساتھ رہتے اور جب صبح ہوتی تو (نیچے) اتر آتے اور انصاف کرتے رہے یہاں تک کہ ان پر خوبصورت عورت کی شکل میں زہرہ ستارہ ان کے پاس آ یا وہ جھگڑا کرنے لگی انہوں نے اس کے خلاف فیصلہ کر دیا۔

جب وہ عورت چلی گئی تو ہر ایک نے اپنے دل میں (عورت کی محبت کو) پایا ایک نے اپنے ساتھی سے کہا کیا جیسے میں محسوس کر رہا ہوں تم بھی محسوس کر رہے ہو اس نے کہا ہاں (پھر) ان دونوں نے اس عورت کو بلایا تو ہمارے پاس آ جا ہم تیرے حق میں فیصلہ

کر دیں گے وہ واپس آئی تو انہوں نے اس کے حق میں فیصلہ کر دیا اور اس سے کہا تو ہمارے پاس آنا جب وہ آئی تو انہوں نے اپنی شرمگاہوں کو اس کے لیے کھول دیا ان کے لوں میں شہوت تو تھی مگر ایسی شہوت نہ تھی جیسے انسانوں میں عورتوں کی شہوت اور لذت ہوتی ہے۔ جب وہ اس کام کو پہنچ گئے اور اس کام کو حلال کر لیا اور ہم نے ان کو فتنے میں ڈال دیا تو وہ زہرہ (عورت) اڑ گئی اور جہاں اس کی جگہ تھی وہاں لوٹ گئی۔ جب شام ہوئی اور وہ اوپر چڑھنے لگی تو ان کو ڈانٹ دیا گیا اور (اوپر چڑھنے کی) اجازت نہیں دی گئی تو ان کے پر ان کو اوپر نہ اٹھا سکے (پھر) انہوں نے بنی آدم میں سے اس آدمی سے مدد کی درخواست کی اس کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ ہمارے لئے اپنے رب سے دعا کیجئے اس نے کہا کہ کس طرح زمین والے آسمان والوں کے لیے دعا کریں کہنے لگے کہ ہم نے اپنے رب سے سنا ہے کہ آسمان میں تیرا ذکر خیر کے ساتھ فرما رہے تھے اس نے ان دونوں سے ایک دن دعا کرنے کا وعدہ کیا جب اس نے (وعدہ کے مطابق) دعا کی تو اس کی دعا کو قبول کر لیا گیا اور ان کو دنیا کے عذاب یا آخرت کے عذاب کے بارے میں اختیار دیا گیا کہ جس کو چاہو اختیار کر لو) ان میں سے ایک نے اپنے ساتھی کی طرف دیکھا پھر دونوں نے کہا کہ ہم جانتے ہیں کہ آخرت میں اللہ کے عذاب کے گروہ اتنے ہمیشہ ہیں ہاں دنیا کے ساتھ سات مثل (پھر) ان دونوں کو بابل شہر میں جانے کا حکم دیا گیا اور وہاں ان کو عذاب ہوتا ہے اور یہ خیال کیا جاتا ہے کہ وہ لٹکے ہوئے ہیں لوہے کی زنجیروں میں اور اپنے پر پھیلائے ہوئے ہیں۔

(۵۲) امام زبیر بن بکار نے الموفقیات ابن مردویہ اور دیلمی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مسخ شدہ چیزوں کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ وہ تیرہ چیزیں ہیں ہاتھی، ریچھ، خنزیر، بندر، بام مچھلی، گوہ، چمگاڈر، بچھو، سیاہ کیڑا، مکڑی خرگوش، سہیل، ستارہ زہرہ ہے۔ پھر پوچھا گیا یا رسول اللہ ان کے مسخ ہونے کا کیا سبب ہے؟ آپ نے فرمایا ہاتھی ایک ظالم لواطت کرنے والا شخص تھا کہ کسی خشک یا گیلی چیز کو نہ چھوڑتا تھا اور ریچھ عورت تھی جو لوگوں کو اپنی طرف بلاتی تھی۔ اور خنزیر ان انصاری میں سے تھا جنہوں نے دسترخوان اترنے کا سوال کیا تھا جب وہ نازل ہو گیا تو کفر کرنے لگے اور بندر یہودی ہیں جنہوں نے ہفتہ کے دن میں زیادتی کی اور جریث (یعنی بام مچھلی) دیہاتی آدمی تھا جو حاجیوں کا مال ٹیڑھے منہ کی لکڑی سے چرایا کرتا تھا۔ اور چمگاڈر ایک مرد تھا جو کھجور کے اوپر پھل چوری کرتا تھا اور بچھو وہ آدمی تھا جو اپنی زبان سے کسی کو سلام نہیں کرتا تھا اور دعوص (یعنی پانی کا کیڑا) چلغوزہ تھا جو دوستوں کے درمیان جدائی ڈال دیتا تھا اور مکڑی وہ عورت تھی جس نے اپنے شوہر پر جادو کر دیا۔ اور خرگوش ایک ایسی عورت تھی جو حیض سے پاک نہیں ہوتی تھی اور سہیل ستارہ یمن سے عزرا کٹھا کرنے والا ایک شخص تھا اور زہرہ ستارہ بنی اسرائیل کے بعض بادشاہوں کی لڑکی تھی جس کے ذریعہ ہاروت و ماروت فتنہ میں مبتلا ہوئے۔

(۵۳) امام طبرانی نے الاوسط میں ضعیف سند کے ساتھ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ جبرائیل (علیہ السلام) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جس وقت تشریف لایا کرتے تھے اس وقت کے علاوہ دوسرے وقت میں ایک مرتبہ حاضر خدمت ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف اٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا اے جبرائیل! کیا بات ہے میں تمہارا رنگ بدلا ہوا دیکھتا ہوں انہوں نے کہا کہ میں آپ کے پاس نہیں آیا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آگ کی چابیاں لانے کا حکم فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے جبرائیل! مجھ کو آگ کی صفت بیان کر اور مجھ کو جہنم کی کیفیت بھی بتا جبرائیل (علیہ السلام) نے بیان فرمایا

کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے جہنم کو حکم فرمایا تو اس کو ہزار سال تک جلایا گیا (اس کی آگ) سرخ ہوگئی پھر حکم فرمایا تو پھر ہزار سال تک جلایا گیا تو (اس کی آگ) سیاہ ہوگئی اب وہ (جہنم) اندھیری سیاہ! اس کی چنگاریاں روشن نہیں ہوئیں اور نہ اس کے شعلے بجھتے ہیں اور اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے اگر سوئی کے سوراخ کے برابر جہنم کو کھول دیا جائے تو اس کی گرمی سے زمین پر رہنے والے مر جائیں اور اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے اگر جہنم کے داروغوں میں سے ایک داروغہ دنیا میں ظاہر ہو جائے اور وہ اس کو دیکھ لیں تو اس کے چہرہ کی بدصورتی اور اس کی بدبو سے تمام زمین والے مر جائیں۔ اور اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے اگر دوزخ والوں کے زنجیروں کے کڑوں میں ایک کڑا جس کی صفت اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں بیان فرمائی ہے۔ دنیا کے پہاڑوں پر رکھ دیا جائے تو یہ پہاڑ لیٹنے لگ جائیں اور ان میں سوراخ کر کے سب سے نیچے والی زمین تک پہنچ جائیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے جبرائیل (آپ کا یہ بیان کرنا) میرے لئے کافی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرائیل کی طرف دیکھا کہ وہ رو رہے تھے۔ آپ نے فرمایا اے جبرائیل رو رہے ہو حالانکہ اللہ کی بارگاہ میں تیرا بڑا رتبہ ہے۔

جبرائیل نے کہا میں کیوں نہ روؤں میں نے رونے کا زیادہ مستحق ہوں شاید کہ میں اللہ تعالیٰ کے علم میں اس حال کے علاوہ دوسرے حال میں ہوں جس پر میں اب ہوں اور میں نہیں جانتا کہ میں بھی ابلیس کی طرح (کسی آزمائش میں) مبتلا کیا جاؤں حالانکہ وہ بھی فرشتوں میں سے تھے۔ اور میں نہیں جانتا کہ میں بھی ہاروت و ماروت کی طرح مبتلا کیا جاؤں تو (اس بات پر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی رونے لگے اور جبرائیل بھی روتے رہے۔ دونوں برابر روتے رہے یہاں تک کہ ان کو آواز دی گئی اے جبرائیل اور اے محمد) صلی اللہ علیہ وسلم کہ بلا شبہ اللہ تعالیٰ نے تم دونوں کو اس بات سے امن دے دیا ہے کہ تم اس کی (یعنی اللہ تعالیٰ کی) نافرمانی کرو۔ (تفسیر درمنثور، سورہ بقرہ، بیروت)

4089 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ عَنِ ابْنِ اِدْرِيسَ قَالَ اَنْبَاَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلِمَةَ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَسَّالٍ قَالَ قَالَ يَهُودِيٌّ لِصَاحِبِهِ اذْهَبْ بِنَا اِلٰى هٰذَا النَّبِيِّ . قَالَ لَهُ صَاحِبُهُ لَا تَقُلْ نَبِيٌّ لَوْ سَمِعَكَ كَانَ لَهُ اَرْبَعَةُ اَعْيُنٍ . فَاَتَيَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَاَلَاهُ عَنْ تِسْعِ اٰيَاتٍ بَيِّنَاتٍ فَقَالَ لَهُمْ "لَا تُشْرِكُوا بِاللّٰهِ شَيْئًا وَّلَا تَسْرِقُوْا وَلَا تَزْنُوْا وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا تَمْشُوْا بِبَرِيْءٍ اِلٰى ذِيْ سُلْطَانٍ وَّلَا تَسْحَرُوْا وَلَا تَاْكُلُوا الرِّبَا وَلَا تَقْذِفُوا الْمُحْصَنَةَ وَلَا تَوَلَّوْا يَوْمَ الزَّحْفِ وَعَلَيْكُمْ خَاصَّةً يَهُوْدُ اَنْ لَا تَعْدُوْا فِي السَّبْتِ" . فَقَبَّلُوْا يَدَيْهِ وَرِجْلَيْهِ وَقَالُوْا نَشْهَدُ اَنَّكَ نَبِيٌّ . قَالَ "فَمَا يَمْنَعُكُمْ اَنْ تَتَّبِعُوْنِيْ" . قَالُوْا اِنَّ دَاوُدَ دَعَا بِاَنْ لَا يَزَالَ مِنْ ذُرِّيَّتِهِ نَبِيٌّ وَّاِنَّا نَخَافُ اِنِ اتَّبَعْنَاكَ اَنْ تَقْتُلَنَا يَهُوْدُ .

☆☆ حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک یہودی نے اپنے ساتھی سے کہا: تم میرے ساتھ ان نبی کی طرف چلو تو اس کے ساتھی نے اسے کہا: تم نبی نہ کہو کیونکہ اگر انہوں نے تمہاری یہ بات سن لی تو بہت خوش ہوں گے پھر وہ دونوں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نو واضح نشانیوں کے بارے میں دریافت کیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا:

''تم کسی کو اللہ کا شریک نہ ٹھہراؤ' تم چوری نہ کرو' تم زنا نہ کرو' تم ایسے شخص کو قتل نہ کرو جس کے قتل کو اللہ تعالی نے حرام قرار دیا ہو' البتہ اس کے حق کا حکم مختلف ہو اور تم حاکم وقت کے پاس کسی کی جھوٹی بُرائی بیان نہ کرو' اور تم جادو نہ کرو' تم سود نہ کھاؤ' تم پاک دامن عورتوں پر زنا کا الزام نہ لگاؤ' اور جنگ کے دن پیٹھ پھیر کر بھاگو نہیں' اور اے یہودیو! بطور خاص تمہارے لیے یہ حکم ہے' تم ہفتے کے دن کے بارے میں حد سے تجاوز نہ کرو۔

(راوی کہتے ہیں:) تو ان لوگوں نے نبی اکرم ﷺ کے دونوں مبارک ہاتھوں اور دونوں مبارک پاؤوں پر بوسہ دیا اور عرض کی: ہم اس بات کی گواہی دیتے ہیں' آپ ﷺ نبی ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: پھر کون سی چیز تمہیں میری پیروی کرنے سے روکتی ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: حضرت داؤد علیہ السلام نے یہ دعا کی تھی کہ ہمیشہ ان کی اولاد میں ہی نبی ہوں' ہمیں یہ اندیشہ ہو کہ اگر ہم نے آپ ﷺ کی پیروی کرلی تو یہودی ہمیں قتل کر دیں گے۔

باب الْحُكْمِ فِي السَّحَرَةِ ۔

یہ باب جادوگروں کے بارے میں حکم کے بیان میں ہے

4090 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ مَيْسَرَةَ الْمِنْقَرِيُّ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ عَقَدَ عُقْدَةً ثُمَّ نَفَثَ فِيْهَا فَقَدْ سَحَرَ وَمَنْ سَحَرَ فَقَدْ اَشْرَكَ وَمَنْ تَعَلَّقَ شَيْئًا وُكِلَ اِلَيْهِ" ۔

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

''جو شخص گرہ لگا کر پھر اُس میں تھوک چھینکتا ہے' تو وہ جادو کرتا ہے اور جو شخص جادو کرتا ہے' وہ شرک کا مرتکب ہوتا ہے اور جو شخص کسی چیز کے ساتھ متعلق ہوتا ہے' اُسے اسی کے حوالے کر دیا جاتا ہے''۔

باب سَحَرَةِ اَهْلِ الْكِتَابِ ۔

یہ باب ہے کہ اہل کتاب (یہودی یا عیسائی) جادوگروں (کے بارے میں روایات)

4091 - اَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ اَبِي مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنِ ابْنِ حَيَّانَ - يَعْنِي يَزِيْدَ - عَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ قَالَ سَحَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ مِّنَ الْيَهُوْدِ فَاشْتَكَى لِذٰلِكَ اَيَّامًا فَاَتَاهُ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ اِنَّ رَجُلًا مِّنَ الْيَهُوْدِ سَحَرَكَ عَقَدَ لَكَ عُقَدًا فِي بِئْرِ كَذَا وَكَذَا فَاَرْسَلَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَخْرَجُوْهَا فَجِيءَ بِهَا فَقَامَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَاَنَّمَا نُشِطَ مِنْ عِقَالٍ فَمَا ذَكَرَ ذٰلِكَ لِذٰلِكَ

4089-اخرجه الترمذي في الاستئذان، باب ما جاء في قبلة اليد و الرجل (الحديث 2733)، و في تفسير القرآن، باب (ومن سورة بني اسرائيل) (الحديث 3144) . والحديث عند: ابن ماجه في الادب، باب الرجل يقبل يد الرجل (الحديث 3705) . تحفة الاشراف (4951) .

4090-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (12255) .

الْيَهُودِيَّ وَلَا رَآهُ فِي وَجْهِهِ قَطُّ .

☆☆ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک یہودی نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کر دیا' جس کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ دن تک اس کے اثرات سے متاثر رہے۔ حضرت جبریل علیہ السلام' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بتایا:

ایک یہودی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کیا ہے' اس نے فلاں کنویں کے اندر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے گرہ لگائی ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (کسی کو) وہاں بھیجا' ان لوگوں نے اُسے (یعنی گرہ لگائی ہوئی ڈوری) کو نکالا اور اُسے ساتھ لے کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یوں اُٹھ کھڑے ہوئے جیسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسیاں کھول دی گئی ہوں (یعنی اُس کے اثرات فوراً ختم ہو گئے)' لیکن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس یہودی سے اس بات کا تذکرہ کبھی نہیں کیا اور نہ ہی اُس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر اس کے کوئی اثرات دیکھے (یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے سامنے اس حوالے سے ناگواری کا اظہار نہیں کیا)

شرح

امام فخرالدین محمد بن عمر رازی متوفی 606ھ لکھتے ہیں: جمہور مفسرین نے یہ کہا ہے کہ لبید بن اعصم یہودی نے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) پر گیارہ گرہوں میں جادو کیا تھا اور اس دھاگے کو ذروان نامی کنوئیں کی تہہ میں ایک پتھر کے نیچے دبا دیا تھا، پھر نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) بیمار ہو گئے اور تین دن آپ پر سخت گزرے، پھر اس وجہ سے معوذتین نازل ہوئیں اور حضرت جبریل نے آ کر آپ کو جادو کی جگہ کی خبر دی، تب آپ نے حضرت علی اور حضرت طلحہ کو بھیجا اور وہ اس دھاگے کو لے کر آئے اور حضرت جبریل نے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) سے کہا: آپ آیت پڑھتے جائیں اور گرہ کھولتے جائیں اور جب آپ آیت پڑھنے لگے تو گرہ کھلنے لگی اور آپ کی طبیعت ٹھیک ہوتی گئی۔

ابن مردویہ اور بیہقی نے دلائل میں حضرت عائشہ (رض) سے روایت کیا کہ ایک یہودی لڑکا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی خدمت میں آتا تھا اور آپ کی خدمت کرتا تھا اس کو لبید بن اصم کہا جاتا تھا۔ وہ یہودی اس کے ساتھ مسلسل رہا یہاں تک کہ اس نے نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) پر جادو کر دیا اور نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) گھلے جا رہے تھے اور وہ نہیں جانتے تھے کہ یہ درد کیوں ہے۔ ایک رات نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) سو رہے تھے کہ اچانک آپ کے پاس دو فرشتے آئے ان میں ایک آپ کے سر کے پاس بیٹھ گیا اور دوسرا آپ کے پاؤں کے پاس۔ وہ فرشتہ جو آپ کے سر کی جانب تھا اس نے اس سے کہا جو پاؤں کے پاس تھا۔ ان کو کیا درد ہے؟ دوسرے نے کہا ان پر جادو کیا گیا ہے۔ اس نے پوچھا ان پر کس نے جادو کیا ہے اس نے کہا لبید بن اعصم نے۔ پھر پوچھا کس چیز کے ذریعہ اس نے جادو کیا ہے اس نے کہا کنگھی کے بالوں اور تر کھجور کے خشک گابھے کے ساتھ اور وہ ذی اروان میں ہے اور وہ کنوئیں کے اس پتھر کے نیچے ہے جس پر کھڑے ہو کر پانی نکالا جاتا ہے۔ جب صبح ہوئی تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کنوئیں کی طرف روانہ ہوئے اور آپ صحابہ (رض) کے ساتھ تھے۔ تو ایک آدمی نیچے اور پتھر کے نیچے سے گابھے کو نکال لایا۔ تو دیکھا اس میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی کنگھی اور سر کے بال تھے اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا موم سے بنایا ہوا ایک مجسمہ تھا۔ اور اس

میں سوئیں گاڑی ہوئی تھیں اور ایک تانت تھی جس میں گیارہ گرہیں تھیں جبریل (علیہ السلام) معوذتین لے کر آپ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آیت قل اعوذ برب الفلق۔ اور گرہ کھل گئی۔ آیت من شر ما خلق۔ اور دوسری گرہ کھل گئی۔ یہاں تک کہ آپ سورت سے فارغ ہو گئے اور ساری گرہیں کھل گئیں اور سوئی کے نکالتے وقت تو آپ نے اس کا درد محسوس کیا پھر اس کے بعد آپ راحت کو پانے لگے۔ کہا گیا یا رسول اللہ! اگر یہودیوں کو قتل کر دیتے تو اچھا تھا۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے عافیت دے دی ہے اور اس کے پیچھے یعنی آخرت میں اللہ تعالیٰ کا سخت عذاب ہے چنانچہ آپ نے اسے نکال دیا۔ (تفسیر درمنثور، سورۃ الفلق، بیروت)

جادو کے حقیقت ہونے سے متعلق مذاہب کا بیان

کیا جادو کی حقیقت ہے یا نہیں۔ غزنوی حنفی نے عیون المعانی میں ذکر کیا ہے کہ معتزلہ کے نزدیک سحر دھوکا ہے اس کی کوئی اصل نہیں۔ امام شافعی کے نزدیک یہ وسوسہ اور امراض ہیں۔ فرمایا: ہمارے نزدیک اس کی اصل طلسم ہے جو ستاروں کی تاثیر پر بنی ہوتا ہے جیسے فرعون کی لاٹھیوں کے بارے میں سورج کی تاثیر۔ یا اس میں شیاطین کی تعظیم ہوتی ہے تاکہ وہ اس کی مشکل کو آسان کر دیں۔

میں کہتا ہوں: ہمارے نزدیک یہ حق ہے اور اس کی حقیقت ہے۔ اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔ پھر جادو میں کچھ وہ ہوتا ہے جو ہاتھ کی صفائی سے ہوتا ہے جیسے الشعوذہ (مداری کا تماشا)۔ پھرتی سے کرتب دکھانے والے الشعوذی کہا جاتا ہے۔ ابن فارس نے المجمل میں کہا: الشعوذہ بادیہ نشینوں کے کلام سے نہیں ہے۔ یہ ہاتھوں میں پھرتی ہوتی ہے یہ جادو کی طرح ہے۔ اس سے کلام کچھ ہوتا ہے جو محفوظ کیا جاتا ہے اور دم ہوتے ہیں جو اللہ کے اسماء سے پڑھے جاتے ہیں کبھی یہ شیاطین کے عہود سے ہوتا ہے کبھی دواؤں سے اور دھوؤں وغیرہ سے ہوتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے کلام میں فصاحت اور زبان میں طاقت کو سحر کہا ہے۔ فرمایا: ان من البیان لسحرا (بیان میں سے بعض جادو ہوتے ہیں) اس حدیث کو امام مالک وغیرہ نے روایت کیا ہے کیونکہ اس میں بھی باطل کو درست کرنا ہوتا ہے حتیٰ کہ سامع اسے حق سمجھنے لگتا ہے۔ اس مفہوم کے اعتبار سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ان من البیان لسحرا (☆)، فصاحت و بلاغت کی مدح اور بیان کی تفصیل کے لئے یہ ارشاد فرمایا ہے۔ یہ اہل علم کی ایک جماعت کا قول ہے پہلا قول اصح ہے اور اس کی دلیل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: فلعل بعضکم ان یکون الحن بحجتہ من بعض (1) (شاید کوئی تم میں سے دوسرے سے اپنی حجت کو بیان کرنے میں زیادہ فصیح و بلیغ ہو) اور فرمایا: ان ابغضکم الی الثرثارون المتفیھقون تم میں سے میرے نزدیک مبغوض لوگ زیادہ بولنے والے ہیں۔ الثرثرۃ، کلام کی کثرت اور اسے گھمانا ہے۔ کہا جاتا ہے: فھو ثرثار مھذار زیادہ باتیں کرنے والا، ہنسانے والا۔ التفیھق بھی اس طرح ہے۔ ابن زید نے کہا: فلان یتفیھق فی کلامہ۔ وہ اپنے کلام میں وسعت رکھتا ہے۔ اس نے کہا اس کی اصل الفھق ہے جس کا معنی بھرنا ہے۔ گویا ایسا شخص کلام کے ساتھ اپنے منہ کو بھر دیتا ہے۔

میں کہتا ہوں: وہ معنی جو ہم نے بیان کیا ہے کی تفسیر عامر الشعبی جو حدیث کے راوی ہیں اور صعصعہ بن صوحان نے کی ہے،

دونوں حضرات نے کہا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ان من البیان لسحرا ایک شخص پر حق ہوتا تھا۔ اور وہ حقدار سے زیادہ چرب زبان ہوتا تھا وہ اپنے بیان سے قوم کو مسحور کر دیتا تھا تو وہ حق لے جاتا حالانکہ اس پر حق ہوتا تھا۔ علماء نے بلاغت اور لسانت کی تعریف کی ہے جب وہ لمبی گفتگو کرنے اور باطل کو حق ثابت کرنے کی حد تک نہ پہنچے۔ یہ واضح ہے۔

جادو کچھ ایسا ہوتا ہے جس کا کرنے والا کافر ہو جاتا ہے۔ مثلاً جو لوگوں کی صورتوں میں تبدیلی کرنے اور جانوروں کی پیٹ میں ان کو نکالنے، اور ایک مہینہ کی مسافت ایک رات میں طے کرنے، ہوا میں اڑنے کا دعویٰ کرتے ہیں، جو اس قسم کا فعل کرے تاکہ لوگوں کو وہم دلائے کہ یہ حق ہے تو اس کی طرف سے کفر ہوگا۔

یہ ابونصر عبدالرحیم قشیری کا قول ہے۔ ابوعمرو نے کہا: جو یہ کہتا ہے کہ ساحر حیوان کو ایک صورت سے دوسری صورت کی طرف تبدیل کرتا ہے وہ انسان کو گدھا بنا دیتا ہے اور وہ اجساد کو نقل کرنے، انہیں ہلاک کرنے اور انہیں تبدیل کرنے پر قادر ہے وہ اپنے ساحر کے قتل کا نظریہ رکھتے ہیں کیونکہ وہ انبیاء سے کفر کرنے والا ہے وہ ان کی آیات اور معجزات کی مثل دعویٰ کرنے والا ہے اس طرح تو نبوت کی صحت کا علم درست نہیں رہے گا کیونکہ جب اس کی مثل حیلہ سے حاصل ہو جائے گا اور رہا وہ جو کہتا ہے کہ جادو، وہم، تمویہات، تخیلات اور جھوٹ کا نام ہے وہ جادوگر کو قتل کرنے کو واجب نہیں کہتا مگر یہ کہ اگر جادوگر اپنے فعل میں کسی کو قتل کر دے تو اسے قتل کیا جائے گا۔

اہل سنت کا نظریہ یہ ہے کہ جادو ثابت ہے اس کی حقیقت ہے۔ عام معتزلہ اور شوافع میں سے ابواسحاق استرآبادی کا نظریہ ہے کہ جادو کی کوئی حقیقت نہیں ہے یہ تمویہ اور تخیل ہے اور وہم دلاتا ہے کہ چیز اپنی حقیقت پر نہیں ہے۔ یہ شعبدہ بازی اور ہاتھوں کی پھرتی کی ایک صورت ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: **یخیل الیہ من سحرھم وانھا تسعیٰ** ۔ (طہ) (یوں دکھائی دیئے گویا ان کے جادو کے اثر سے جیسے وہ دوڑ رہی ہوں)۔

یہ نہیں فرمایا کہ یہ حقیقت میں دوڑ رہے تھے بلکہ فرمایا: **یخیل الیہ** (اسے خیال گزرتا تھا) اسی طرح فرمایا: **سحروا اعین الناس** (الاعراف: 116) ۔ (انہوں نے لوگوں کی آنکھوں پر جادو کر دیا)۔ اس میں کوئی حجت نہیں ہے کیونکہ ہم اس کا انکار نہیں کرتے کہ تخیل وغیرہ جادو میں سے ہے لیکن اس کے بعد ایسے امور ثابت ہیں عقل جن کو جائز قرار دیتی ہے اور نقل بھی ان کے متعلق وارد ہے۔ اسی وجہ سے اس آیت میں جادو اور اس کی تعلیم کا ذکر آیا ہے اگر اس کی حقیقت نہ ہوتی تو اس کی تعلیم نہ ہوتی، نہ اللہ تعالیٰ خبر دیتے کہ وہ لوگوں کو جادو سکھاتے تھے۔ یہ چیز دلیل ہے کہ اس کی حقیقت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرعون کے جادوگروں کے واقعہ میں فرمایا: **وجاء و بسحرٍ عظیم** ۔ (اعراف) (اور مظاہرہ کیا انہوں نے بڑے جادو کا) اور سورۃ فلق میں اس کا ذکر فرمایا۔

مفسرین کا اتفاق ہے کہ اس سورت کے نزول کا سبب لبید بن اعصم کا جادو تھا۔ جس کا ذکر بخاری اور مسلم نے حضرت عائشہ سے روایت کیا ہے، حضرت عائشہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بنی زریق کے یہودیوں میں سے ایک یہودی نے جادو کیا جس کو لبید بن اعصم کہا جاتا تھا (1)۔ اس حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب جادو ختم ہو گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے شفا دی شفاء علت کے ختم ہونے اور مرض کے زائل ہونے کے ساتھ ہوتی ہے۔

یہ دلیل ہے کہ اس کی حقیقت ہے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اخبار اس کے وجود اور وقوع پر قطع ہیں۔ اور صاحب عقل لوگوں کا اس پر اجماع ہے۔ چند معتزلیوں کا کوئی اعتبار نہیں ہے اور ان کی اہل حق کی مخالفت قابل اعتناء نہیں، عام ہو گیا ہے اور گزشتہ زمانہ میں بھی پھیلا ہوا تھا اور لوگوں نے اس کے بارے میں کلام کیا۔ صحابہ اور تابعین میں سے کسی نے جادو کی اصل کا انکار نہیں کیا۔ سفیان نے ابوالاعور سے انہوں نے عکرمہ سے اور انہوں نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے، اس نے فرمایا: مصر کے شہروں میں سے ایک شہر میں جادو سیکھا گیا جس کو الفرما کہا جاتا تھا۔ پس جس نے اس کی تکذیب کی وہ کافر ہے اللہ اور اس کے رسول کو جھٹلانے والا ہے اور ایک مشاہدہ شدہ چیز کا انکار کرنے والا ہے۔

ہمارے علماء نے فرمایا: اس کا انکار نہیں کیا جا سکتا کہ جادوگر کے ہاتھ پر خارق للعادت عمل ظاہر ہو جو انسان کی قدرت میں نہیں ہوتا مثلاً مرض میں مبتلا کر دے، مرض کو ختم کر دے، عقل زائل ہو جائے، کوئی عضو ٹیڑھا کر دے۔ اس کے علاوہ چیزیں جن کا بندوں سے سرزد ہونا محال ہوتا ہے۔ علماء نے فرمایا: جادو میں یہ بعید نہیں کہ جادوگر کا جسم اتنا باریک ہو جائے کہ وہ کسی سوراخ یا چھوٹی سی کھڑکی میں داخل ہو جائے، بانس کے سرے پر کھڑے ہو جائے، باریک دھاگے پر چلنے لگے، ہوا میں اڑنے لگے، پانی پر چلنے لگے، کتے وغیرہ پر سوار ہو جائے، لیکن اس کے باوجود جادو نہ اس کا موجب ہوگا نہ اس عمل کے وقوع کی علت ہوگا نہ سبب مولد ہوگا اور نہ جادوگر اس میں مستقل ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہی ان اشیاء کو پیدا فرماتا ہے اور جادو کے پائے جانے کے وقت وہ اسے تخلیق فرما دیتا ہے جس طرح کھانے کے وقت سیر ہونا پیدا فرماتا ہے پانی پینے کے وقت سیرابی پیدا فرماتا ہے۔ سفیان نے عمار ذہبی سے روایت کیا ہے کہ ایک جادوگر ولید بن عقبہ کے پاس ایک رسی پر چل رہا تھا وہ گدھے کی دبر سے داخل ہوتا اور اس کے منہ سے نکل جاتا، جندب نے اس پر تلوار سونتی اور اسے قتل کر دیا۔ یہ جندب بن کعب ازدی تھے جنہیں البجلی کہا جاتا تھا۔ یہ وہی شخص تھا جس کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: (میری امت میں ایک شخص ہوگا جو جندب کہا جائے گا وہ تلوار مارے گا حق اور باطل کے درمیان فرق کر دے گا) اس کو جندب خیال کرتے تھے یہ جادوگر کا قاتل ہے۔ علی بن مدینی نے کہا: ان سے حارثہ بن مضرب نے روایت کیا ہے۔

مسلمانوں کا اجماع ہے کہ اللہ تعالیٰ جادو کے وقت جو کچھ کرتا ہے جیسے ٹڈی کا اتارنا، جوؤں اور مینڈک، دریا کا پھٹنا، عصا کا سانپ میں تبدیل ہونا، مردوں کو زندہ کرنا، جانوروں کو بلوانا اور اس قسم کی دوسری آیات جو رسل سے ظاہر ہوئیں، یہ جادو میں سے نہیں ہیں۔ یہ معجزات اور ایسی دوسری چیزیں جن کا حکم قطعی ہے کہ وہ نہ ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ جادوگر کے ارادہ کے وقت ایسا نہیں کرے گا۔ قاضی ابوبکر بن طیب نے کہا: ہم اسے اجماع کی وجہ سے تسلیم نہیں کرتے اگر اجماع نہ ہوتا تو ہم جائز قرار دیتے۔

جادو اور معجزہ کے درمیان فرق کا بیان

ہمارے علماء نے فرمایا: جادو جادوگر وغیرہ سے پایا جاتا ہے کبھی اس کو ایک جماعت جانتی ہے اور ان کے لئے ایک وقت میں اس کا لانا ممکن ہوتا ہے اور معجزہ وہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی مثل اور اس کا معارض پیش کرنے کی کسی کو قدرت ہی نہیں دیتا، پھر جادوگر نبوت کا دعویٰ نہیں کرتا پس اس سے جو صادر ہوتا ہے وہ معجزہ سے مختلف ہوتا ہے کیونکہ معجزہ کے لئے نبوت کا دعویٰ اور اس کا چیلنج شرط ہے جیسا کہ کتاب کے مقدمہ میں گزر چکا ہے۔

فقہاء کا مسلم اور ذمی جادوگر کے حکم میں اختلاف ہے۔امام مالک کا نظریہ یہ ہے کہ مسلمان جب ایسے کلام سے جادو کرے جو کفر ہو تو اسے قتل کیا جائے اور اس سے توبہ طلب نہیں کی جائے گی اور نہ اس کی توبہ قبول کی جائے گی کیونکہ یہ ایسا امر ہے جس کے ساتھ وہ خوش ہوتا ہے جیسے زندیق اور زانی ہے، نیز اللہ تعالیٰ نے جادو کو کفر کہا ہے۔فرمایا: وما یعلمن من احد حتی یقولا انما نحن فتنة فلا تکفر (البقرۃ:102) (اور (کچھ) نہ سکھاتے تھے وہ دونوں کسی کو جب تک یہ نہ کہہ لیتے کہ ہم تو تیری آزمائش ہیں (ان پر عمل کر کے) کفر مت کرنا)

یہ امام احمد بن حنبل، ابوثور، اسحاق، امام شافعی اور امام ابوحنیفہ کا قول ہے۔حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت ابن عمر، حضرت حصہ، حضرت ابوموسیٰ، حضرت قیس بن سعد اور سات تابعین سے جادوگر کا قتل کرنا مروی ہے۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے، جادوگر کی حد تلوار سے اسے مارنا ہے۔یہ ترمذی نے نقل کی ہے اور یہ قوی نہیں ہے۔اسماعیل بن مسلم منفرد ہے اور وہ محدثین کے نزدیک ضعیف ہے۔ابن عیینہ نے اسماعیل بن مسلم عن الحسن کے سلسلہ میں مرسلاً روایت کی ہے اور بعض علماء نے عن الحسن عن الجندب کے سلسلہ سے روایت کیا ہے۔

ابن منذر نے کہا: ہم نے حضرت عائشہ سے روایت کیا ہے آپ نے ایک جادوگرنی بیچی تھی جس نے جادو کیا تھا اور اس کی قیمت غلاموں کے آزاد کرنے میں لگائی تھی۔ابن منذر نے کہا: جب کوئی شخص اقرار کرے کہ اس نے ایسے کلام سے جادو کیا ہے جو کفر تھا تو اس کا قتل کرنا واجب ہے اگرچہ وہ توبہ نہ بھی کرے اسی طرح اگر اس پر گواہوں سے ثابت ہو جائے اور وہ گواہ کلام کی ایسی صفت بیان کریں جس سے کفر لازم آتا ہے تو اس کا بھی یہی حکم ہے۔اگر وہ کلام جو اس نے ذکر کیا ہے، جس کے ساتھ اس نے جادو کیا ہے، وہ کفر نہیں ہے تو اس کا قتل کرنا جائز نہیں۔اگر اس نے مسحور میں کوئی جنابت پیدا کر دی جو قصاص کا موجب ہے تو اس نے یہ عمل عمداً کیا ہے تو اس سے قصاص لیا جائے گا۔اگر وہ ایسی جنابت ہے جس میں قصاص نہیں ہے تو اس میں اس کی دیت ہوگی۔ابن منذر نے کہا: جب کسی مسئلہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کا اختلاف ہو تو اس قول کی اتباع واجب ہے جو کتاب وسنت کے زیادہ موافق ہو اور یہ جائز ہے کہ جو جادو جس کے کرنے والے کو قتل کرنے کا حکم دیا گیا وہ ایسا جادو ہو جو کفر ہو تو یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے موافق ہے اور یہ احتمال ہے کہ حضرت عائشہ نے جس جادوگرنی کے بیچنے کا حکم فرمایا وہ جادو کفر نہ ہو اور اگر کوئی جندب کی حدیث سے حجت پکڑے تو حضرت جندب نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے جادوگر کی حد، اسے تلوار سے مارنا ہے۔اگر یہ صحیح ہو تو احتمال ہے کہ اس جادوگر کے قتل کا حکم ہو جس کا جادو کفر ہو۔تو ان اخبار کے موافق ہوگا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی مسلمان آدمی کا خون حلال نہیں مگر تین چیزوں میں سے ایک چیز پائے جانے کے ساتھ۔

میں کہتا ہوں یہ صحیح ہے مسلمانوں کے خون بہانا ممنوع ہیں ان کو یقین کے بغیر مباح نہیں کیا جا سکتا اور اختلاف کے ہوتے ہوئے یقین نہیں ہوا۔واللہ تعالیٰ اعلم۔

بعض علماء نے فرمایا کہ اہل فن نے کہا: جادو مکمل نہیں ہوتا مگر کفر اور تکبر کے ساتھ یا شیطان کی تعظیم کے ساتھ۔پس اس تقریر

پر جادو کفر پر دال ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

امام شافعی سے مروی ہے کہ جادوگر کو قتل نہیں کیا جائے گا مگر یہ کہ وہ اپنے جادو سے کسی کو قتل کردے اور وہ کہے کہ میں نے جان بوجھ کر قتل کیا ہے۔ اگر وہ کہے کہ میں نے جان بوجھ کر ایسا نہیں کیا تو اسے قتل نہیں کیا جائے گا اور اس میں قتل خطا کی طرح دیت ہوگی۔ اگر اس نے جادو کے ساتھ کسی کو نقصان پہنچایا تو اسے اس کے نقصان کی مقدار ادب سکھایا جائے گا۔ ابن عربی نے کہا: یہ دو اعتبار سے باطل ہے ایک یہ کہ اسے جادو کا علم نہیں تھا اور اس کی حقیقت یہ ہے کہ یہ مؤلف کلام ہے جس کے ساتھ غیر اللہ کی تعظیم کی جاتی ہے اور ان کی طرف مقادیر اور کائنات کی نسبت کی جاتی ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں تصریح فرمائی کہ یہ کفر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: وما کفر سلیمن یعنی حضرت سلیمان نے جادو کے قول کے ساتھ کفر نہیں کیا۔ ولکن الشیطین کفروا یعنی شیاطین نے جادو کر کے اور اس کی تعلیم کے ساتھ کفر کیا۔ ہاروت و ماروت کہتے تھے ہم فتنہ ہیں، تو کفر نہ کر۔ یہ بیان کی تاکید ہے۔

امام مالک کے اصحاب نے حجت پکڑی ہے کہ اس کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی کیونکہ جادو ایک پوشیدہ عمل ہے اس کا کرنے والا اسے ظاہر نہیں کرتا۔ پس اس کی توبہ معروف نہیں ہوگی جیسے زندیق ہے۔ جو مرتد ہو کر کفر کا اظہار کرے اس سے توبہ طلب کی جائے گی۔

امام مالک نے فرمایا: اگر جادوگر یا زندیق توبہ کرلے، اس سے پہلے کہ اس کے خلاف گواہی دی جائے، تو ان کی توبہ قبول ہوگی۔ اس کی حجت یہ ارشاد ہے: فلم یک ینفعهم ایمانهم لما راوا باسنا (غافر:85) (انہیں نفع نہ دیا ان کے ایمان نے جب انہوں نے ہمارے عذاب کو دیکھا) یہ دلیل ہے کہ عذاب کے نزول سے پہلے ان کا ایمان انہیں نفع دیتا تھا۔ اسی طرح یہ دونوں (ساحر، زندیق) ہیں۔

رہا ذمی جادوگر، بعض علماء نے فرمایا: اسے قتل کیا جائے گا۔ امام مالک نے فرمایا: اسے قتل نہیں کیا جائے گا مگر یہ کہ وہ اپنے جادو سے کسی کو قتل کردے، اور جو اس نے جنایت کی ہوگی اس کا ضمان دے گا۔ اگر کوئی ایسا کافر شخص جادو کرے جس کے ساتھ معاہدہ نہیں ہے تو اسے قتل کیا جائے گا، ابن خویز منداد نے کہا: اگر جادوگر ذمی ہو تو امام مالک سے اس کے متعلق روایت مختلف ہے۔ کبھی فرمایا: اس سے توبہ طلب کی جائے گی اور اس کی توبہ اسلام کا اقرار ہے، کبھی فرمایا: اسے قتل کیا جائے گا اگرچہ وہ اسلام قبول کر بھی لے۔ رہا حربی تو اسے قتل نہیں کیا جائے گا جب وہ توبہ کرلے۔ اسی طرح امام مالک نے اس ذمی کے بارے فرمایا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بدزبانی کرے اس سے توبہ طلب کی جائے گی اور اس کی توبہ اسلام قبول کرنا ہے، کبھی فرمایا: اسے قتل کیا جائے گا اور اس سے توبہ طلب نہیں کی جائے گی جیسے مسلمان کے ساتھ ہوتا ہے۔

امام مالک نے ذمی کے بارے میں فرمایا: جب وہ جادو کرے، تو اسے سزا دی جائے گی مگر یہ کہ وہ اپنے جادو کے ساتھ کسی کو قتل کرے یا کوئی اور جنایت کردے تو اس کے جرم کی مقدار اس سے مؤاخذہ کیا جائے گا۔ دوسرے علماء نے فرمایا: اسے قتل کیا جائے گا کیونکہ اس نے عہد کو توڑا اور جادوگر کا وارث، جادوگر کی میراث نہیں پائے گا کیونکہ جادوگر کافر ہے، مگر یہ کہ اس کا جادو کفر نہ ہو۔ امام

مالک نے اس عورت کے متعلق فرمایا جو اپنے خاوند کو اپنے سے جادو کے ذریعے روک لیتی ہے یا کسی اور سے روک لیتی ہے اسے
عبرت ناک سزا دی جائے گی اور اسے قتل نہیں کیا جائے گا۔

اس میں علماء کا اختلاف ہے کہ کیا ساحر (جادوگر) سے جادو کو دور کرنے کا سوال کیا جائے گا؟ حضرت سعید بن مسیب نے اس
کو جائز قرار دیا جیسا کہ امام بخاری نے ذکر کیا ہے اور اسی کی طرف مزنی کا میلان ہے۔ حضرت حسن بصری نے اسے مکروہ کہا
ہے۔ شعبی نے کہا: تعویذ اور دم سے علاج کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ ابن بطال نے کہا وہب بن منبہ کی کتاب میں ہے: بیری کے سات
سبز پتے بیری کے لے پھر اسے دو پتھروں کے درمیان پیس دے پھر اسے پانی میں ملائے اور اس پر آیۃ الکرسی پڑھے پھر اس سے تین
گھونٹ پی لے اور بقیہ پانی کے ساتھ غسل کرے، اس عمل سے جو کچھ اسے ہوگا وہ دور ہو جائے گا ان شاء اللہ تعالیٰ۔ یہ ایک عمدہ عمل
ہے اس شخص کے لئے جسے اپنے اہل سے حقوق زوجیت سے روکا گیا ہو۔ (تفسیر قرطبی ۲، سورۃ البقرہ، بیروت)

بَابُ مَا يَفْعَلُ مَنْ تُعُرِّضَ لِمَالِهِ .

یہ باب ہے کہ جس شخص کا مال چھیننے کی کوشش کی جائے' اُسے کیا کرنا چاہیے؟

4092 – اَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ فِيْ حَدِيْثِهٖ عَنْ اَبِي الْاَحْوَصِ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ قَابُوسَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَاَخْبَرَنِيْ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ تَمِيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ قَالَ حَدَّثَنَا سِمَاكُ بْنُ حَرْبٍ عَنْ قَابُوْسَ بْنِ مُخَارِقٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ وَسَمِعْتُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيَّ يُحَدِّثُ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ الرَّجُلُ يَاْتِيْنِيْ فَيُرِيْدُ مَالِيْ . قَالَ "ذَكِّرْهُ بِاللّٰهِ" . قَالَ فَاِنْ لَّمْ يَذَّكَّرْ قَالَ "فَاسْتَعِنْ عَلَيْهِ مَنْ حَوْلَكَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ" .

قَالَ فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ حَوْلِيْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ قَالَ "فَاسْتَعِنْ عَلَيْهِ بِالسُّلْطَانِ" . قَالَ فَاِنْ نَاَى السُّلْطَانُ عَنِّيْ قَالَ "قَاتِلْ دُوْنَ مَالِكَ حَتّٰى تَكُوْنَ مِنْ شُهَدَآءِ الْاٰخِرَةِ اَوْ تَمْنَعَ مَالَكَ" .

☆☆ قابوس اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ایک مرتبہ ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے عرض کی: ایک شخص میرے پاس آتا ہے اور میرے مال کو قبضے میں لینا چاہتا ہے (چھیننا چاہتا ہے) تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم اُسے اللہ کے نام کی نصیحت کرو'اس نے عرض کی: اگر وہ نصیحت حاصل نہیں کرتا؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم اپنے آس پاس موجود مسلمانوں سے اس کے خلاف مدد حاصل کرو'اس نے عرض کی: اگر میرے آس پاس کوئی مسلمان بھی موجود نہ ہو؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: پھر تم حاکم سے اس کے خلاف مدد مانگو'اس نے عرض کی: اگر حاکم بھی مجھ سے دور ہو؟ تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''تم اپنے مال کے لیے اس کے ساتھ لڑائی کرو یہاں تک کہ تم آخرت میں شہداء کے زمرے میں فائز ہو جاؤ یا (دنیا

4091-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (3690) .

4092-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (11242) .

میں) اپنے مال کو بچالو"۔

4093 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ الْهَادِ عَنْ عَمْرِو بْنِ قُهَيْدٍ الْغِفَارِيِّ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ اِنْ عُدِيَ عَلٰى مَالِي قَالَ "فَانْشُدْ بِاللّٰهِ" . قَالَ فَاِنْ اَبَوْا عَلَيَّ . قَالَ "فَانْشُدْ بِاللّٰهِ" . قَالَ فَاِنْ اَبَوْا عَلَيَّ . قَالَ "فَانْشُدْ بِاللّٰهِ" . قَالَ فَاِنْ اَبَوْا عَلَيَّ قَالَ "فَقَاتِلْ فَاِنْ قُتِلْتَ فَفِي الْجَنَّةِ وَاِنْ قَتَلْتَ فَفِي النَّارِ" .

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا خیال ہے اگر میرے مال کے بارے میں میرے ساتھ زیادتی کی جائے (تو مجھے کیا کرنا چاہیے) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تم اللہ کے نام کا واسطہ دو۔ اس نے عرض کی: اگر وہ لوگ میری اس بات کو نہیں مانتے؟ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اللہ کے نام کا واسطہ دو۔ اس نے عرض کی: اگر وہ میری اس بات کو نہیں مانتے ہیں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم اللہ کے نام کا واسطہ دو۔ اس نے عرض کی: اگر وہ میری یہ بات نہیں مانتے ہیں؟ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر تم ان کے ساتھ لڑو اگر تم مارے گئے تو جنت میں جاؤ گے اور اگر تم نے اسے قتل کر دیا تو وہ جہنم میں جائے گا۔

4094 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ عَنْ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ قَالَ اَنْبَاَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ الْهَادِ عَنْ قُهَيْدِ بْنِ مُطَرِّفٍ الْغِفَارِيِّ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رَجُلًا جَاءَ اِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ اِنْ عُدِيَ عَلٰى مَالِي قَالَ "فَانْشُدْ بِاللّٰهِ" . قَالَ فَاِنْ اَبَوْا عَلَيَّ قَالَ "فَانْشُدْ بِاللّٰهِ" . قَالَ فَاِنْ اَبَوْا عَلَيَّ قَالَ "فَانْشُدْ بِاللّٰهِ" . قَالَ فَاِنْ اَبَوْا عَلَيَّ قَالَ "فَقَاتِلْ فَاِنْ قُتِلْتَ فَفِي الْجَنَّةِ وَاِنْ قَتَلْتَ فَفِي النَّارِ" .

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ کا کیا خیال ہے اگر میرے مال کے بارے میں میرے ساتھ زیادتی کی جائے (یعنی اسے چھیننے کی کوشش کی جائے تو مجھے کیا کرنا چاہیے) تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم اللہ کے نام کا واسطہ دو (کہ وہ ایسا نہ کرے)۔

اس شخص نے عرض کی: اگر وہ میری یہ بات نہ مانے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اللہ کے نام کا واسطہ دو۔

اس نے عرض کی کہ اگر وہ میری یہ بات نہ مانے؟ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اللہ کے نام کا واسطہ دو۔ اس نے عرض کی: اگر وہ میری بات نہ مانے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر تم اس سے لڑو اگر تم مارے گئے تو جنت میں جاؤ گے اگر تم نے اسے مار دیا تو وہ جہنم میں جائے گا۔

4093-انفرد به النسائي، و سياتي في تحريم الدم، ما يفعل من تعرض لماله (الحديث 4094) . تحفة الاشراف (14276) .

4094-تقدم (الحديث 4093) .

باب مَنْ قُتِلَ دُوْنَ مَالِهِ :

یہ باب ہے کہ جو شخص اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے مارا جائے

4095 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "مَنْ قَاتَلَ دُوْنَ مَالِهِ فَقُتِلَ فَهُوَ شَهِيْدٌ".

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

''جو شخص اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے لڑتا ہے اور مارا جاتا ہے وہ شہید ہوگا''۔

4096 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بَزِيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ عَنْ اَبِيْ يُوْنُسَ الْقُشَيْرِيِّ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ صَفْوَانَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "مَنْ قَاتَلَ دُوْنَ مَالِهِ فَقُتِلَ فَهُوَ شَهِيْدٌ".

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

''جو شخص اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے لڑتا ہے اور مارا جاتا ہے وہ شہید ہے''۔

4097 - اَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ فَضَالَةَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ النَّيْسَابُوْرِيُّ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ قَالَ اَنْبَاَنَا اَبُو الْاَسْوَدِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ قُتِلَ دُوْنَ مَالِهِ مَظْلُوْمًا فَلَهُ الْجَنَّةُ".

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''جو شخص اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے مظلوم کے طور پر مارا جائے اس کو جنت نصیب ہوگی''۔

4098 - اَخْبَرَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْهُذَيْلِ قَالَ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُعَيْرُ بْنُ الْخِمْسِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَسَنِ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ قُتِلَ دُوْنَ مَالِهِ فَهُوَ شَهِيْدٌ".

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''جو شخص اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے مارا جائے وہ شہید ہے''۔

4099 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ

4095-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (8900) .

4096-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (8840) .

4097-اخرجه البخاري في المظالم، باب من قاتل دون ماله (الحديث 2480) . واخرجه النسائي في تحريم الدم، من قتل دون ماله (الحديث 4098) . تحفة الاشراف (8891) .

4098-تقدم (الحديث 4097) .

حَسَنِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ طَلْحَةَ اَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ اُرِيْدَ مَالُهُ بِغَيْرِ حَقٍّ فَقَاتَلَ فَقُتِلَ فَهُوَ شَهِيْدٌ" . هٰذَا خَطَأٌ وَالصَّوَابُ حَدِيْثُ سُعَيْرِ بْنِ الْخِمْسِ .

★★ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''جس شخص کے مال کو ناحق طور پر چھیننے کی کوشش کی جائے' وہ لڑے اور مارا جائے' تو شہید ہوگا''۔

(امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں:) یہ روایت درست نہیں ہے۔ درست روایت وہ ہے' جسے سعیر بن خمس نامی راوی نے نقل کیا

4100 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَسَنِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ طَلْحَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ قُتِلَ دُوْنَ مَالِهِ فَهُوَ شَهِيْدٌ" .

★★ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''جو شخص اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے مارا جائے' وہ شہید ہے''۔

4101 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ وَقُتَيْبَةُ - وَاللَّفْظُ لِاِسْحَاقَ - قَالَا اَنْبَاَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَوْفٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ قُتِلَ دُوْنَ مَالِهِ فَهُوَ شَهِيْدٌ" .

★★ حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''جو شخص اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے مارا جائے' وہ شہید ہے''۔

4102 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدَةُ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْحَاقَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَوْفٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ قَاتَلَ دُوْنَ مَالِهِ فَهُوَ شَهِيْدٌ" .

★★ حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

4099-اخرجه ابو داؤد في السنة، باب في قتال اللصوص (الحديث 4771) . واخرجه الترمذي في الديات، باب ما جاء في (من قتل دون ماله فهو شهيد) (الحديث 1419 و 1420) . واخرجه النسائي في تحريم الدم، من قتل دون ماله (الحديث 4100) . تحفة الاشراف (8603) .

4100-تقدم (الحديث 4099) .

4101-اخرجه ابو داؤد في السنة، باب في قتال اللصوص (الحديث 4772) مطولاً واخرجه الترمذي في الديات، باب ما جاء في (من قتل دون ماله فهو شهيد) (الحديث 1421) مطولاً . واخرجه النسائي في تحريم الدم، من قتل دون ماله (الحديث 4102) ، من قتل دون اهله (الحديث 4105) مطولاً، من قتل دون دينه (الحديث 4106) مطولاً و اخرجه ابن ماجه في الحدود، باب من قتل دون ماله فهو شهيد (الحديث 2580) . تحفة الاشراف (4456) .

4102-تقدم (الحديث 4101) .

''جو شخص اپنے مال کی خاطر لڑتا ہے (اور مارا جاتا ہے) وہ شہید ہے''۔

4103 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْمُؤَمَّلُ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ قُتِلَ دُوْنَ مَالِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ".

★★ سلیمان بن بریدہ اپنے والد کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''جو شخص اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے مارا جاتا ہے وہ شہید ہے''۔

4104 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ اَبِىْ جَعْفَرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ قُتِلَ دُوْنَ مَظْلَمَتِهٖ فَهُوَ شَهِيدٌ".

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدِيثُ الْمُؤَمَّلِ خَطَأٌ وَّالصَّوَابُ حَدِيثُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ.

★★ امام محمد باقر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''جو شخص زیادتی سے بچنے کے لیے (لڑتے ہوئے) مارا جاتا ہے وہ شہید ہے''۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: مؤمل نامی راوی کی نقل کردہ روایت غلط ہے اور درست روایت وہ ہے جسے عبدالرحمٰن نامی راوی نے نقل کیا ہے۔

باب مَنْ قَاتَلَ دُوْنَ اَهْلِهٖ.

جو شخص اپنے اہل خانہ کی حفاظت کرتے ہوئے لڑتا ہے

4105 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ اَبِيهِ عَنْ اَبِىْ عُبَيْدَةَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَوْفٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ قَاتَلَ دُوْنَ مَالِهٖ فَقُتِلَ فَهُوَ شَهِيدٌ وَّمَنْ قَاتَلَ دُوْنَ دَمِهٖ فَهُوَ شَهِيدٌ وَّمَنْ قَاتَلَ دُوْنَ اَهْلِهٖ فَهُوَ شَهِيدٌ".

★★ حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''جو شخص اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے لڑتا ہے اور مارا جاتا ہے وہ شہید ہے جو شخص اپنی جان کی حفاظت کرتے ہوئے لڑتا ہے (اور مارا جاتا ہے) وہ شہید ہے جو شخص اپنے اہل خانہ کی حفاظت کرتے ہوئے لڑتا ہے (اور مارا جاتا ہے) وہ شہید ہے''۔

4103-انفرد به النسائي، و سياتي في تحريم الدم، من قتل دون ماله (الحديث 4104) مرسلا . تحفة الاشراف (1941) .

4104-تقدم (الحديث 4103) .

4105-اخرجه ابو داؤد في السنة، باب في قتال اللصوص (الحديث 4772) واخرجه الترمذي في الديات، باب ما جاء في (من قتل دون ماله فهو شهيد) (الحديث 1421) . واخرجه النسائي في تحريم الدم، من قاتل دون دينه (الحديث 4106) . و الحديث عند: النسائي في تحريم الدم، من قتل دون ماله (الحديث 4101 و 4012) و ابن ماجه في الحدود، باب (من قتل دون ماله فهو شهيد) (الحديث 2580) . تحفة الاشراف (4456) .

باب مَنْ قَاتَلَ دُوْنَ دِيْنِهِ .

یہ باب ہے کہ جو شخص اپنے دین کی حفاظت کرنے کے لیے لڑے

4106 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَّمُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ قَالاَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ - يَعْنِي ابْنَ دَاوُدَ - الْهَاشِمِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ عُبَيْدَةَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَوْفٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ قُتِلَ دُوْنَ مَالِهِ فَهُوَ شَهِيْدٌ وَّمَنْ قُتِلَ دُوْنَ اَهْلِهِ فَهُوَ شَهِيْدٌ وَّمَنْ قُتِلَ دُوْنَ دِيْنِهِ فَهُوَ شَهِيْدٌ وَّمَنْ قُتِلَ دُوْنَ دَمِهِ فَهُوَ شَهِيْدٌ" .

★★ حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''جو شخص اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے مارا جاتا ہے وہ شہید ہے' جو شخص اپنے اہل خانہ کی حفاظت کرتے ہوئے مارا جاتا ہے وہ شہید ہے' جو شخص اپنے دین کی حفاظت کرتے ہوئے مارا جاتا ہے وہ شہید ہے اور جو شخص اپنی جان کی حفاظت کرتے ہوئے مارا جاتا ہے وہ شہید ہے''۔

باب مَنْ قَاتَلَ دُوْنَ مَظْلَمَتِهِ .

یہ باب ہے کہ جو شخص کسی زیادتی (سے بچنے کے لیے) لڑتا ہے

4107 - اَخْبَرَنَا الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ دِيْنَارٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عَمْرٍو الْاَشْعَثِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْثَرٌ عَنْ مُطَرِّفٍ عَنْ سَوَادَةَ بْنِ اَبِي الْجَعْدِ عَنْ اَبِيْ جَعْفَرٍ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ سُوَيْدِ بْنِ مُقَرِّنٍ فَقَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ قُتِلَ دُوْنَ مَظْلَمَتِهِ فَهُوَ شَهِيْدٌ" .

★★ امام محمد باقر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں حضرت سوید بن مقرن کے پاس بیٹھا ہوا تھا' انہوں نے بتایا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''جو شخص کسی زیادتی سے بچنے کے لیے لڑتے ہوئے مارا جاتا ہے وہ شہید ہے''۔

باب مَنْ شَهَرَ سَيْفَهُ ثُمَّ وَضَعَهُ فِي النَّاسِ .

یہ باب ہے کہ جو شخص اپنی تلوار سونت لیتا ہے اور پھر اسے لوگوں میں رکھ دیتا ہے

4108 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ

4106-اخرجه ابوداؤد في السنة، باب في قتال اللصوص (الحديث 4772) . واخرجه الترمذي في الديات، باب ما جاء في (من قتل دون ماله فهو شهيد) (الحديث 1421) . و الحديث عند: النسائي في تحريم الدم، من قتل دون ماله (الحديث 4101 و 4102) و من قتل دون اهله (الحديث 4105) . وابن ماجه في الحدود، باب (من قتل دون ماله فهو شهيد) (الحديث 2580) . تحفة الاشراف (4456) .

4107-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (4812) .

اَبِيهِ عَنِ ابْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ شَهَرَ سَيْفَهُ ثُمَّ وَضَعَهُ فَدَمُهُ هَدَرٌ".

★★ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ' نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''جو شخص اپنی تلوار سونت لیتا ہے' پھر اسے رکھ لیتا ہے' تو اس کا خون رائیگاں جائے گا''۔

4109 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهُ وَلَمْ يَرْفَعْهُ.

★★ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے' تاہم یہ مرفوع حدیث کے طور پر نقل نہیں ہوئی ہے۔

4110 - اَخْبَرَنَا اَبُوْ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ اَبِيهِ عَنِ ابْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ مَنْ رَفَعَ السِّلَاحَ ثُمَّ وَضَعَهُ فَدَمُهُ هَدَرٌ.

★★ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''جو شخص ہتھیار اُٹھاتا ہے اور پھر اُسے رکھ دیتا ہے' تو اس کا خون رائیگاں جائے گا''۔

4111 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِىْ مَالِكٌ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ وَاُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ وَيُوْنُسُ بْنُ يَزِيْدَ اَنَّ نَافِعًا اَخْبَرَهُمْ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السِّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا".

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما' نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''جو شخص ہم پر ہتھیار اُٹھائے' اس کا ہم سے کوئی تعلق نہیں ہے''۔

4112 - اَخْبَرَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَنْبَاَنَا الثَّوْرِيُّ عَنْ اَبِيهِ عَنِ ابْنِ اَبِىْ نُعْمٍ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ بَعَثَ عَلِيٌّ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ بِالْيَمَنِ بِذُهَيْبَةٍ فِىْ تُرْبَتِهَا فَقَسَمَهَا بَيْنَ الْاَقْرَعِ بْنِ حَابِسٍ الْحَنْظَلِيِّ ثُمَّ اَحَدِ بَنِىْ مُجَاشِعٍ وَبَيْنَ عُيَيْنَةَ بْنِ بَدْرٍ الْفَزَارِيِّ وَبَيْنَ عَلْقَمَةَ بْنِ عُلَاثَةَ الْعَامِرِيِّ ثُمَّ اَحَدِ بَنِىْ كِلَابٍ وَبَيْنَ زَيْدِ الْخَيْلِ الطَّائِيِّ ثُمَّ اَحَدِ بَنِىْ نَبْهَانَ - قَالَ - فَغَضِبَتْ قُرَيْشٌ وَالْاَنْصَارُ وَقَالُوْا يُعْطِى صَنَادِيْدَ اَهْلِ نَجْدٍ وَيَدَعُنَا فَقَالَ "اِنَّمَا اَتَاَلَّفُهُمْ". فَاَقْبَلَ رَجُلٌ غَائِرُ الْعَيْنَيْنِ نَاتِءُ الْوَجْنَتَيْنِ كَثُّ اللِّحْيَةِ مَحْلُوْقُ الرَّاْسِ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اتَّقِ اللّٰهَ قَالَ "مَنْ يُطِعِ اللّٰهَ اِذَا عَصَيْتُهُ اَيَاْمَنُنِىْ عَلٰى اَهْلِ الْاَرْضِ وَلَا تَاْمَنُوْنِىْ". فَسَاَلَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ قَتْلَهُ فَمَنَعَهُ فَلَمَّا وَلّٰى قَالَ "اِنَّ مِنْ ضِئْضِءِ هٰذَا قَوْمًا يَخْرُجُوْنَ يَقْرَئُوْنَ

4108-انفرد به النسائي، وسياتي في تحريم الدم، من شهر سيفه ثم وضعه في الناس (الحديث 4109 و 4110) موقوفاً. تحفة الاشراف (5262).

4109-تقدم (الحديث 4108).

4110-تقدم (الحديث 4108).

4111-اخرجه البخاري في الفتن، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم (من حمل علينا السلاح فليس منا) (الحديث 7070). واخرجه مسلم في الايمان، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم (من حمل علينا السلاح فليس منا) (الحديث 161). تحفة الاشراف (8364).

4112-تقدم (الحديث 2577).

الْقُرْاٰنَ لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ مُرُوْقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ يَقْتُلُوْنَ اَهْلَ الْاِسْلَامِ وَيَدَعُوْنَ اَهْلَ الْاَوْثَانِ لَئِنْ اَنَا اَدْرَكْتُهُمْ لَاَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ عَادٍ".

☆☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کچھ سونا بھیجا جومٹی میں ملا ہوا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اس وقت یمن میں موجود تھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ سونا اقرع بن حابس حنظلی جس کا تعلق بنومجاشع سے تھا' عیینہ بن بدر فزاری' علقمہ بن علاثہ عامری جس کا تعلق بنوکلاب سے تھا اور زید خیل طائی جس کا تعلق بنونبہان سے تھا' ان کے درمیان وہ سونا تقسیم کر دیا' تو قریش اور انصار اس بات پر ناراض ہو گئے' وہ بولے: انہوں نے نجد کے سرداروں کو یہ عطاء کر دیا ہے اور ہمیں نہیں دیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''میں ان کی تالیف قلب کرنا چاہتا تھا''۔

اسی دوران ایک شخص وہاں آیا جس کی آنکھیں اندر کو دھنسی ہوئی تھیں اور رخسار اوپر کی طرف اُٹھے ہوئے تھے اس کی داڑھی گھنی تھی اور اس نے اپنا سر منڈوایا ہوا تھا' وہ بولا: اے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم! آپ اللہ تعالیٰ سے ڈریے!

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اگر میں اس کی نافرمانی کروں گا' تو پھر اس کی اطاعت کون کرے گا؟''

پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اللہ تعالیٰ نے مجھے تمام اہل زمین کے لیے امین قرار دیا ہے اور تم لوگ مجھے امین تسلیم نہیں کرتے ہو''۔

حاضرین میں سے ایک صاحب نے اس کو قتل کرنے کی اجازت مانگی' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ایسا کرنے سے منع کر دیا' جب وہ شخص واپس چلا گیا' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اس کی نسل میں سے ایسے لوگ ظاہر ہوں گے' جو قرآن کی تلاوت کریں گے' لیکن وہ قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں جائے گا' اور وہ دین سے یوں باہر نکل جائیں گے' جس طرح تیر نشانے سے پار ہو جاتا ہے' وہ مسلمانوں کے ساتھ لڑائیاں کریں گے اور بت پرستوں کو چھوڑ دیں گے' اگر میں ان کا زمانہ پالیتا' تو انہیں اس طرح قتل کرتا' جس طرح قوم عاد کو قتل کیا گیا تھا''۔

کم عمر دہشت گرد فتنہ پرور لوگوں کا بیان

4113 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ خَيْثَمَةَ عَنْ سُوَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "يَخْرُجُ قَوْمٌ فِي اٰخِرِ الزَّمَانِ اَحْدَاثُ الْاَسْنَانِ سُفَهَاءُ الْاَحْلَامِ يَقُوْلُوْنَ مِنْ خَيْرِ قَوْلِ الْبَرِيَّةِ لَا يُجَاوِزُ اِيْمَانُهُمْ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ

4113-اخرجه البخاري في المناقب، باب علامات النبوة في الاسلام (الحديث 3611)، و في فضائل القرآن، باب اثم من راءى بقراءة القرآن او تاكل به او فجر به (الحديث 5057)، و في استتابة المرتدين و المعاندين و قتالهم، باب قتل الخوارج و الملحدين بعد اقامة الحجة عليهم (الحديث 6930) . و اخرجه مسلم في الزكاة، باب التحريض على قتل الخوارج (الحديث 154) و اخرجه ابو داؤد في السنة، باب في قتال الخوارج (الحديث 4767) . تحفة الاشراف (10121) .

كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ فَإِذَا لَقِيْتُمُوهُمْ فَاقْتُلُوهُمْ فَإِنَّ قَتْلَهُمْ اَجْرٌ لِمَنْ قَتَلَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ" .

★★ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

''آخری زمانے میں ایسے لوگ ظاہر ہوں گے' جن کی عمریں کم ہوں گی اور سمجھ بوجھ بالکل نہیں ہوگی' ان کی باتیں بہت اچھی ہوں گی' لیکن ان کا ایمان ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا' وہ دین سے یوں نکل جائیں گے' جس طرح تیر نشانے سے پار ہو جاتا ہے' اگر تمہارا ان سے سامنا ہو' تو تم انہیں قتل کر دینا' کیونکہ جو شخص انہیں قتل کرے گا' اُسے قیامت کے دن انہیں قتل کرنے کا اجر نصیب ہوگا''۔

4114 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ الْبَصْرِيُّ الْحَرَّانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنِ الْاَزْرَقِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ شَرِيْكِ بْنِ شِهَابٍ قَالَ كُنْتُ اَتَمَنّٰى اَنْ اَلْقٰى رَجُلًا مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَسْاَلُهُ عَنِ الْخَوَارِجِ فَلَقِيْتُ اَبَا بَرْزَةَ فِيْ يَوْمِ عِيْدٍ فِيْ نَفَرٍ مِّنْ اَصْحَابِهٖ فَقُلْتُ لَهُ هَلْ سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ الْخَوَارِجَ فَقَالَ نَعَمْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاُذُنِيْ وَرَاَيْتُهُ بِعَيْنِيْ اُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَالٍ فَقَسَمَهُ فَاَعْطٰى مَنْ عَنْ يَّمِيْنِهٖ وَمَنْ عَنْ شِمَالِهٖ وَلَمْ يُعْطِ مَنْ وَّرَائَهُ شَيْئًا فَقَامَ رَجُلٌ مِّنْ وَّرَائِهٖ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ مَا عَدَلْتَ فِي الْقِسْمَةِ . رَجُلٌ اَسْوَدُ مَطْمُوْمُ الشَّعْرِ عَلَيْهِ ثَوْبَانِ اَبْيَضَانِ فَغَضِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَضَبًا شَدِيْدًا وَّقَالَ "وَاللّٰهِ لَا تَجِدُوْنَ بَعْدِيْ رَجُلًا هُوَ اَعْدَلُ مِنِّيْ" . ثُمَّ قَالَ "يَخْرُجُ فِيْ اٰخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ كَاَنَّ هٰذَا مِنْهُمْ يَقْرَئُوْنَ الْقُرْاٰنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الْاِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ سِيْمَاهُمُ التَّحْلِيْقُ لَا يَزَالُوْنَ يَخْرُجُوْنَ حَتّٰى يَخْرُجَ اٰخِرُهُمْ مَعَ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ فَاِذَا لَقِيْتُمُوْهُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ هُمْ شَرُّ الْخَلْقِ وَالْخَلِيْقَةِ" .

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ رَحِمَهُ اللّٰهُ شَرِيْكُ بْنُ شِهَابٍ لَيْسَ بِذٰلِكَ الْمَشْهُوْرِ .

★★ شریک بن شہاب بیان کرتے ہیں: میری یہ آرزو تھی کہ میری کسی صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہو' جن سے میں خارجیوں کے بارے میں دریافت کرسکوں' تو عید کے دن میری ملاقات حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے ہوئی' جو اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ موجود تھے' میں نے ان سے دریافت کیا: کیا آپ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خارجیوں کے بارے میں کچھ ذکر کرتے ہوئے سنا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں!

میں نے اپنے ان کانوں کے ذریعے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا اور میں اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی آنکھوں کے ذریعے دیکھ رہا تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کچھ مال لایا گیا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے تقسیم کیا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دائیں اور بائیں طرف موجود افراد کو عطاء کر دیا' لیکن اپنے پیچھے موجود افرا کو کچھ عطاء نہیں کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے موجود افراد میں سے ایک شخص کھڑا ہوا اور بولا: اے حضرت محمد! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس تقسیم میں انصاف سے کام نہیں لیا۔ اس شخص کا رنگ سیاہ تھا' اس کے بال صاف تھے اور

4114-انفرد بہ النسائی ۔ تحفۃ الاشراف (11598) ۔

اس نے دو سفید کپڑے اوڑھے ہوئے تھے۔ اس پر نبی اکرم ﷺ شدید غضب میں آ گئے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"اللہ کی قسم! تم میرے بعد ایسا کوئی شخص نہیں پاؤ گے جو مجھ سے زیادہ عادل ہو۔ پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: آخری زمانے میں کچھ لوگ آئیں گے' یہ بھی ان میں سے ایک لگتا ہے' وہ لوگ قرآن کی تلاوت کریں گے' لیکن وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں جائے گا' وہ اسلام سے یوں باہر نکل جائیں گے جس طرح تیر نشانے کے پار ہو جاتا ہے اور ان کی مخصوص نشانی سر منڈوانا ہو گی' وہ لوگ مسلسل نکلتے رہیں گے یہاں تک کہ ان کا آخری گروہ دجال کے ساتھ نکلے گا۔ جب تمہارا ان سے سامنا ہو تو تم انہیں قتل کرنا کیونکہ وہ مخلوق میں سب سے بدتر ہوں گے"۔
امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: شریک بن شہاب نامی راوی زیادہ مشہور نہیں ہے۔

بغاوت کی لغوی تعریف

بغاوت البغی سے مشتق ہے اور البغی لغوی طور پر کبھی طلب کے لئے آتا ہے اور کبھی تعدی (ظلم وزیادتی) کے لئے۔ اصطلاحِ فقہاء میں بغاوت سے مراد ایسی حکومت کے احکام کو نہ ماننا اور اس کے خلاف مسلح خروج کرنا ہے، جس کا حق حکمرانی قانون کے مطابق قائم ہوا ہو۔ (لسان العرب (مادۃ بغی)، 78:14، 75)

بغی کا مادہ ب، غ اور ی ہے اور اس کی اصل دو چیزیں ہیں۔ پہلا معنی کسی چیز کا طلب کرنا ہے جبکہ دوسرے معنی کے مطابق یہ فساد کی ایک قسم ہے۔ دوسرے معنی کی مثال دیتے ہوئے اہل زبان کا کہنا ہے: بغی الجرح، زخم فساد کی حد تک بڑھ گیا یعنی بہت زیادہ خراب ہو گیا۔ اسی سے اس نوعیت کے دیگر الفاظ مشتق ہوتے ہیں مثلاً بَغِیٌّ بری عورت کو بھی کہتے ہیں کیونکہ وہ شرم وحیا کی حدیں پھلانگ کر بدکاری کی مرتکب ہوتی ہے۔ اور اسی مادے سے بَغی کا معنی ایک انسان کی طرف سے دوسرے پر ظلم وزیادتی ہے۔ جب بغاوت کسی شخص کی عادت بن جائے تو اس سے فساد خود بخود جنم لیتا ہے؛ اور (اسی لیے) بغی ظلم کے لیے بھی بولا جاتا ہے۔

علامہ ابن نجیم حنفی (م 970ھ) بغاوت کی تعریف میں لکھتے ہیں: البغاۃ باغی کی جمع ہے۔ بغی علی الناس کا معنی ہے: اس نے لوگوں پر ظلم اور زیادتی کی ہے۔ بغی کا معنی یہ بھی ہے کہ اس نے فساد پھیلانے کی کوشش کی ہے۔ اور اسی سے فرقہ باغیہ ہے کیونکہ وہ راہ راست سے ہٹ گیا ہے۔ اور فئہ باغیۃ کا معنی مسلم ریاست (2) کی اتھارٹی تسلیم نہ کرنے والا گروہ ہے۔
(البحر الرائق، 150:5)

علامہ علاؤالدین حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ لغت کی رو سے بغی کا معنی ہے: طلب کرنا مثلاً ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ میں یہ لفظ اس معنی میں استعمال ہوا ہے اور عرف میں اس سے مراد ناجائز ظلم وستم کرنا ہے۔ (درمختار، ج ۴، ص ۲۶۱، بیروت)

فقہاء احناف کے مطابق بغاوت کی تعریف کا بیان

علامہ ابن ہمام حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ فقہاء کے ہاں عرف عام میں آئین وقانون کے مطابق قائم ہونے والی حکومت کے

نظم اور اتھارٹی کے خلاف مسلح جدوجہد کرنے والے کو باغی (دہشت گرد) کہا جاتا ہے۔ حکومت وقت کے نظم کے خلاف بغاوت کرنے والوں کی چار قسمیں ہیں۔

پہلی قسم ایسے لوگوں پر مشتمل ہے جو طاقت کے بل بوتے یا طاقت کے بغیر بلا تاویل حکومت کی اتھارٹی اور نظم سے خروج کرنے والے ہیں اور لوگوں کا مال لوٹتے ہیں، انہیں قتل کرتے ہیں اور مسافروں کو ڈراتے دھمکاتے ہیں، یہ لوگ راہزن ہیں۔

دوسری قسم ایسے لوگوں کی ہے جن کے پاس غلبہ پانے والی طاقت وقوت تو نہ ہو لیکن مسلح بغاوت کی غلط تاویل ہو، پس ان کا حکم بھی راہزنوں کی طرح ہے۔ اگر یہ قتل کریں تو بدلہ میں انہیں قتل کیا جائے اور پھانسی چڑھایا جائے اور اگر مسلمانوں کا مال لوٹیں تو ان پر شرعی حد جاری کی جائے۔

تیسری قسم کے باغی وہ لوگ ہیں جن کے پاس طاقت وقوت اور جمعیت بھی ہو اور وہ کسی من مانی تاویل کی بناء پر حکومت کی اتھارٹی اور نظم کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیں اور ان کا یہ خیال ہو کہ حکومت باطل ہے اور کفر و معصیت کی مرتکب ہو رہی ہے۔ ان کی اس تاویل کے باوجود حکومت کا ان کے ساتھ جنگ کرنا واجب ہوتا ہے۔ ایسے لوگوں پر خوارج کا اطلاق ہوتا ہے جو مسلمانوں کے قتل کو جائز اور ان کے اموال کو حلال قرار دیتے تھے اور مسلمانوں کی عورتوں کو قیدی بناتے اور اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تکفیر کرتے تھے۔ جمہور فقہاء اور ائمہ حدیث کے ہاں ان کا حکم بھی خوارج اور باغیوں کی طرح ہی ہے۔

چوتھی قسم ان لوگوں کی ہے جنہوں نے حکومت وقت کے خلاف مسلح بغاوت تو کی لیکن ان چیزوں کو مباح نہ جانا جنہیں خوارج نے مباح قرار دیا تھا جس طرح مسلمان کو قتل کرنا اور ان کی اولادوں کو قیدی بنانا وغیرہ۔ یہی لوگ باغی ہیں۔

(فتح القدیر، ج ۵، ص ۳۴۰، بیروت)

علامہ زین الدین بن نجیم حنفی (م 970ھ) باغی دہشت گردوں کی تعریف یوں کرتے ہیں۔ جہاں تک باغیوں کا تعلق ہے تو یہ مسلمانوں میں سے وہ لوگ ہیں جو قانونی طریقے سے قائم ہونے والی حکومت کے خلاف مسلح ہو کر مقابلے میں نکل آتے ہیں، بے شک جس چیز کو خوارج نے حلال قرار دیا ہے یہ اس کو حلال قرار نہ دیتے ہوں مثلاً مسلمان کا خون بہانا اور ان کی اولادوں کو قید کرنا (سو یہی لوگ باغی کہلاتے ہیں۔) (البحر الرائق فی شرح الکنز الدقائق، 151:5)

علامہ ابن عابدین (م 1252ھ) نے بغاوت کی تعریف اس طرح کی ہے۔ باغیوں سے مراد ہر وہ گروہ ہے جس کے پاس مضبوط ٹھکانے اور طاقت ہو اور وہ غلبہ حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ لوگوں کو منظم کر کے مسلم ریاستوں کے خلاف (خود ساختہ) تاویل کی بناء پر جنگ کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم ہی حق پر ہیں اور وہ حکومت کا دعویٰ کرتے ہیں۔

(رد المحتار، ج ۴، ص ۲۶۲، بیروت)

فقہائے مالکیہ کے مطابق بغاوت کی تعریف

امام محمد بن احمد بن جزی الکلبی الغرناطی (م 741ھ) نے القوانین الفقہیۃ میں لکھا ہے۔ باغی وہ لوگ ہیں جو مسلم

ریاست کے خلاف خودساختہ تاویلات کی بناء پر مسلح بغاوت کرتے ہیں یا اس کی اتھارٹی و ماننے سے انکار کر دیتے ہیں اور وہ حق ادا نہیں کرتے جس کی ادائیگی (بطور پر امن شہری) ان کے ذمہ لازم تھی جیسا کہ زکوۃ کی ادائیگی یا اس طرح کے دیگر واجبات۔

(قوانین الفقہیۃ، ۲۳۶)

امام دسوقی المالکی نے حاشیۃ علی الشرح الکبیر کے باب ذکر فیه البغی وما یتعلق به میں لکھا ہے: لغت کی رو سے بغاوت کا معنی سرکشی ہے اور بغی فلان علی فلان کا مطلب ہے: فلاں نے فلاں پر سرکشی کی۔ اور ابن عرفہ نے فرمایا شرعی طور پر کسی قانونی حکومت پر غلبہ حاصل کرنے کے لئے اس کی اتھارٹی سے ان کاموں میں انکار کرنا بغاوت کہلاتا ہے جو معصیت نہ ہوں، اگرچہ وہ بغاوت کسی تاویل کی بناء پر ہی کیوں نہ ہو۔

فقہائے شافعیہ کے مطابق بغاوت کی تعریف

امام نووی (م 676ھ) شافعی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ علماء کی اصطلاح میں باغی مسلم حکومت کے اس مخالف کو کہتے ہیں جو اس کی اتھارٹی تسلیم نہ کرے اس طرح کہ جو اس پر یا دوسروں پر واجب ہے وہ مشروط طور پر روک لے۔ (روضۃ الطالبین، 10: 50)

علامہ زکریا انصاری الشافعی (م 926ھ) دہشت گرد باغیوں کی تعریف اس طرح کرتے ہیں: باغی وہ لوگ ہیں جو تاویل باطل کا سہارا لیتے ہوئے اپنی قوت و طاقت کی بناء پر حکومت کی مخالفت کریں۔ (ان کی بغاوت کو ختم کرنے کے لئے) ان کے خلاف جنگ کرنا واجب ہے۔ خوارج تو ایسی قوم ہے جو گناہ کبیرہ کے مرتکب کو کافر کہتے ہیں اور مسلمانوں کے ساتھ اکٹھا ہونے کو ترک کر دیتے ہیں۔ مگر ان سے اس وقت تک جنگ نہیں کی جائے گی جب تک کہ وہ خود جنگ میں پہل نہ کریں۔ (منہج الطلاب، 1: 123)

امام شربینی (م 977ھ) لکھتے ہیں: البغاۃ: باغ کی جمع ہے۔ البغی کا معنی ظلم ہے اور حد سے تجاوز کرنا بھی۔ باغیوں کو باغی اس سبب سے کہا جاتا ہے کہ وہ ظلم بھی کرتے ہیں اور حق سے بھی ہٹ جاتے ہیں۔ اس میں اصل یہ آیہ کریمہ ہے: (اور اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں جنگ کریں)۔ اس میں صراحتاً حکومت کے خلاف خروج کا ذکر تو نہیں لیکن یہ آیت مبارکہ اپنے عموم کی سبب سے خروج کو شامل ہے یا اس خروج کا تقاضا کرتی ہے۔ اس لیے کہ جب ایک گروہ کا دوسرے کے خلاف بغاوت کے سبب جنگ کرنا واجب ہے تو حکومت کے خلاف بغاوت کرنے والے گروہ کے خلاف جنگ تو بدرجہ اولی واجب ہوگی اور وہ حکومت مخالف مسلمان ہیں اگرچہ وہ حکومت ظالم ہی کیوں نہ ہو۔ انہوں نے حکومت کی اتھارٹی کو تسلیم نہ کر کے اس کے نظم سے خروج کیا ہے یا ان حقوق کی ادائیگی سے انکار کر دیا جو ان پر لازم تھی جس طرح زکوۃ۔ اہل بغاوت کے ساتھ وجوبی طور پر جنگ کی جائے گی جیسا کہ مذکورہ آیت مبارکہ سے پتہ چلتا ہے۔ (الاقناع، 2: 547)

فقہائے حنابلہ کے مطابق بغاوت کی تعریف

امام ابن قدامہ رحمۃ اللہ علیہ (م 620ھ) نے بغاوت کی تعریف میں لکھا ہے: مسلمانوں کا ایک گروہ جس نے حکومتِ وقت کے خلاف بہ ظاہر پرکشش تاویل کی بناء پر بغاوت کی اور حکومت کو ختم کرنے کا ارادہ کیا، اور ان کے پاس محفوظ ٹھکانے اور اسلحہ و

طاقت تھی (اسے باغی کہا جاتا ہے)۔ (الکافی، 147:4)

علامہ ابن ہبیرہ رحمۃ اللہ علیہ حنبلی (م 587ھ) نے باغیوں کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے: تمام ائمہ کرام اس بات پر متفق ہیں کہ جب طاقت اور مضبوط ٹھکانوں والا کوئی گروہ کسی مشتبہ تاویل کی بناء پر مسلم حکومت کے نظم سے نکل جائے تو اس کے ساتھ جنگ کرنا مباح ہے یہاں تک کہ وہ واپس (حکومت کے نظم کی اطاعت) لوٹ آئے۔ (الافصاح 402)

محمد بن مفلح المقدسی حنبلی (م 763ھ) لکھتے ہیں: باغی وہ لوگ ہیں جو بہ ظاہر پرکشش تاویل کی بناء پر حکومتِ وقت کے خلاف خروج کریں اور ان کے پاس قوت وطاقت یعنی اسلحہ اور افرادی قوت خوب ہو اور ان کی جماعت چھوٹی نہ ہو۔ اس میں امام ابوبکر (المروزی) کا اختلاف ہے۔ اور اگر کوئی ایک شرط مفقود ہو تو ان کو راہزن کہیں گے اور الترغیب میں لکھا ہے کہ اس وقت تک طاقت و قوت کی شرط پوری نہیں ہوتی جب تک اس جماعت کے اندر ایک لیڈر نہ ہو۔ اور سلطنت کے کسی ایک کونے میں ان کی عمل داری اور قبضہ وتصرف کا بھی اعتبار کیا جائے گا۔ (الفروع، 147:6)

امام ابراہیم بن محمد بن عبداللہ بن مفلح حنبلی (م 884ھ) لکھتے ہیں۔ البغی (بغاوت) بغی یبغی بغیا سے مصدر ہے، جب کوئی زیادتی کرے تو اسے باغی کہا جاتا ہے۔ اور یہاں اس سے مراد وہ ظالم لوگ ہیں جو حکومت وقت کے خلاف سرکشی کرتے ہوئے اس کی اطاعت سے نکل جاتے ہیں۔ (المبدع، 159:9، 160)

علامہ مرعی بن یوسف حنبلی (م 1033ھ) نے لکھا ہے: باغی وہ لوگ ہیں جو اپنی خود ساختہ تاویل کی بنا پر حکومت کے خلاف مسلح بغاوت کرتے ہیں خواہ وہ حکومت غیر عادل ہی ہو۔ اور ان کے پاس طاقت، ہتھیار اور محفوظ ٹھکانے ہوں اگرچہ ان میں کوئی مُطاع (leader) نہ ہو۔ یاد رکھنا چاہیے کہ مسلمان حکومت کے خلاف مسلح بغاوت حرام ہے اگرچہ وہ حکومت غیر عادل ہی کیوں نہ ہو۔ (غایۃ المنتهی، 3: 348)

علامہ بہوتی حنبلی (م 1051ھ) نے کشاف القناع عن متن الإقناع کے باب جنگ أهل البغی میں فرمایا ہے: یہ بغی یبغی سے مصدر ہے کہ جب کوئی سرکشی کرے اور یہاں اس سے مراد وہ ظالم لوگ ہیں جو حکومت کے نظم سے سرکشی کے ساتھ خروج کرتے ہیں۔ (کشاف القناع عن متن الإقناع، 6: 158)

باغیوں کو گرفتار و قید کرنے کا بیان

علامہ ابن ہمام حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ آیت مذکورہ بالا میں راہزن کو بھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ جنگ کرنے والا کہا گیا ہے کیونکہ مسافر اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھروسہ کئے ہوئے ہوتا ہے۔ اور وہ شخص جو اس کا امن برباد کرتا ہے گویا وہ اس ذات کے ساتھ برسرپیکار ہوتا ہے جس پر وہ مسافر حصول امن کی خاطر اعتماد کئے ہوئے تھا اور رہا اس کا رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ برسرپیکار ہونا تو وہ اس لئے ہے کہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی نافرمانی کی ہے۔ یا کیونکہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کے راستوں کے محافظ و نگہبان ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کے خلفاء اور مسلمان حکمران آپ صلی اللہ علیہ

کے نائب ہیں۔ پس جب وہ راستہ روکا گیا جس کی حفاظت کا ذمہ خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اٹھایا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نائبین یعنی مسلم حکومتوں نے تو گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف اعلانِ جنگ کیا گیا۔ یا یہاں عبارت حذفِ مضاف کے ساتھ ہے اور اصل عبارت میں یحاربون عباداللہ ہے یعنی وہ اللہ تعالیٰ، اس کے رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور اللہ تعالیٰ کے بندوں کے ساتھ جنگ کرتے ہیں۔ (فتح القدیر، 5 177)

علامہ علاؤالدین کاسانی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ اگر حکومت کو یہ معلوم ہو جائے کہ شرپسندوں نے مسلح جدوجہد شروع کر دی ہے اور وہ جنگ کے لیے تیاری کر رہے ہیں تو حکومت مقتدرہ پر لازم ہے کہ ان کو گرفتار کرے اور قید کرے یہاں تک کہ وہ اس باغیانہ عمل سے باز آ جائیں اور توبہ کریں کہ وہ دوبارہ اس طرح کا عمل نہیں کریں گے۔ اگر حکومت نے انہیں ڈھیل دی تو وہ مزید دہشت گردی کے مرتکب ہوں گے۔ لہٰذا حکومت کو چاہیے کہ بروقت انہیں روکے۔ اور حکومت خود جنگ کا آغاز نہ کرے یہاں تک کہ وہ جنگ میں پہل کریں کیونکہ ان کے ساتھ جنگ ان کے شر کو ختم کرنے کے لئے ہوگی۔ ہاں اگر ان سے شر کا خطرہ نہ ہو تو ان کے ساتھ جنگ نہ کی جائے اور اگر حکومت کو ان کی ریشہ دوانیوں کا علم نہ ہو یہاں تک کہ وہ (تخریبی کارروائیوں کے لئے) اپنے ٹھکانے بنا لیں، جنگ کی تیاری کر لیں اور افرادی قوت جمع کر لیں تو حکومت کو چاہیے کہ انہیں سب سے پہلے راہِ راست کی طرف بلائے اور انہیں اجتماعی رائے کی طرف لوٹنے کی دعوت دے، جیسا کہ اہلِ حرب کے ساتھ کیا جاتا ہے۔

جس طرح سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اہلِ حروراء (خوارج) کی بغاوت کے خلاف کارروائی کرنے سے پہلے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو مندوب بنا کر بھیجا تاکہ وہ انہیں عدل وانصاف کی دعوت دیں۔ پس حکومت اسی طرح انہیں دعوت دے اور ان کے ساتھ مذاکرات کرے۔ اگر وہ مثبت جواب دیں تو ان کے ساتھ جنگ کرنے سے رک جائے اور اگر وہ ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کریں تو ان کے ساتھ کھلی جنگ کرے۔ اس کی جنگ اللہ تعالیٰ کے اس قول کے مطابق درست ہوگی جس میں فرمایا گیا: (اور اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں جنگ کریں تو اُن کے درمیان صلح کرا دیا کرو، پھر اگر ان میں سے ایک (گروہ) دوسرے پر زیادتی اور سرکشی کرے تو اس (گروہ) سے لڑو جو زیادتی کا مرتکب ہو رہا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی طرف لوٹ آئے۔) اسی طرح سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی موجودگی میں نہروان کے مقام پر اہلِ حروراء کے ساتھ جنگ کی۔

(بدائع الصنائع، ج ۷، ص ۱۴۲، بیروت)

باب قِتَالِ الْمُسْلِمِ .

یہ باب مسلمان کو قتل کرنے کے بیان میں ہے

4115 – اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ اَبِي اِسْحَاقَ عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ اَبِي وَقَّاصٍ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "قِتَالُ الْمُسْلِمِ كُفْرٌ وَّسِبَابُهُ

4115-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (3908) .

فُسُوقٌ" .

☆☆ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''مسلمان کو قتل کرنا کفر ہے اور اُسے برا کہنا فسق ہے''۔

4116 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِی اِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا الْاَحْوَصِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ وَّقِتَالُهٗ كُفْرٌ .

☆☆ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مسلمان کو برا کہنا فسق ہے اور اسے قتل کرنا کفر ہے۔

4117 - اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ اَبِی اِسْحَاقَ عَنْ اَبِی الْاَحْوَصِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سِبَابُ الْمُسْلِمِ فِسْقٌ وَّقِتَالُهٗ كُفْرٌ . فَقَالَ لَهٗ اَبَانُ يَا اَبَا اِسْحَاقَ اَمَا سَمِعْتَهٗ اِلَّا مِنْ اَبِی الْاَحْوَصِ قَالَ بَلْ سَمِعْتُهٗ مِنَ الْاَسْوَدِ وَهُبَيْرَةَ .

☆☆ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: مسلمان کو برا کہنا فسق ہے اور اُسے قتل کرنا کفر ہے۔

ابان نے اپنے استاد سے دریافت کیا: اے ابواسحاق! کیا آپ نے یہ روایت صرف ابواحوص ہی سے سنی ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: جی نہیں! بلکہ میں نے یہ اسود اور ہبیرہ سے بھی سنی ہے۔

4118 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ اَبِی الزَّعْرَاءِ عَنْ عَمِّهٖ اَبِی الْاَحْوَصِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ وَّقِتَالُهٗ كُفْرٌ .

☆☆ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' مسلمان کو برا کہنا فسق ہے اور اُسے قتل کرنا کفر ہے۔

4119 - اَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِی قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الْمَلِكِ بْنَ عُمَيْرٍ يُحَدِّثُهٗ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيهِ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ وَّقِتَالُهٗ كُفْرٌ" .

☆☆ عبدالرحمٰن بن عبداللہ' اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''مسلمان کو برا کہنا فسق ہے اور اُسے قتل کرنا کفر ہے''۔

4120 - اَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ قُلْتُ لِحَمَّادٍ سَمِعْتُ مَنْصُورًا وَّسُلَيْمَانَ وَزُبَيْدًا يُحَدِّثُونَ عَنْ اَبِی وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ وَّقِتَالُهٗ كُفْرٌ" .

4116-انفرد به النسائي، وسياتي في تحريم الدم، قتال المسلم (الحديث 4117) . تحفة الاشراف (9521) .

4117-تقدم (الحديث 4117) .

4118-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (9527) .

4119-اخرجه الترمذي في الفتن، باب ما جاء (سباب المومن فسوق) (الحديث 2634) . تحفة الاشراف (9361) .

مَنْ تَتَّهِمُ اَتَتَّهِمُ مَنْصُوْرًا اَتَتَّهِمُ زُبَيْدًا اَتَتَّهِمُ سُلَيْمَانَ قَالَ لَا وَلٰكِنِّي اَتَّهِمُ اَبَا وَائِلٍ .

★★ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''مسلمان کو برا کہنا فسق ہے اور اُسے قتل کرنا کفر ہے''۔

شعبہ نامی راوی بیان کرتے ہیں: میں نے حماد نامی راوی سے دریافت کیا: آپ کسے غیر مستند سمجھتے ہیں؟ کیا آپ منصور کو غیر مستند سمجھتے ہیں؟ کیا آپ زبید کو غیر مستند سمجھتے ہیں؟ کیا آپ سلیمان کو غیر مستند سمجھتے ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا: جی نہیں! لیکن میں ابووائل کو غیر مستند سمجھتا ہوں۔

4121 - اَخْبَرَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ زُبَيْدٍ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ وَّقِتَالُهٗ كُفْرٌ" . قُلْتُ لِاَبِيْ وَائِلٍ سَمِعْتَهٗ مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ نَعَمْ .

★★ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''مسلمان کو برا کہنا فسق ہے اور اُسے قتل کرنا کفر ہے''۔

راوی کہتے ہیں' میں نے ابووائل سے دریافت کیا: کیا آپ نے خود حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی زبانی یہ حدیث سنی ہے؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں!

4122 - اَخْبَرَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ وَّقِتَالُهٗ كُفْرٌ" .

★★ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''مسلمان کو برا کہنا فسق ہے اور اُسے قتل کرنا کفر ہے''۔

4123 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ وَّقِتَالُهٗ كُفْرٌ .

4120-اخرجه البخاري في الايمان، باب خوف المومن من ان يحبط عمله و هو لا يشعر (الحديث 48)، و في الادب، باب ما ينهى عن السباب و اللعن (الحديث 6044)، و في الفتن، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم (لا ترجعوا بعدي كفاراً يضرب بعضكم رقاب بعض) (الحديث 7076) . و اخرجه مسلم في الايمان، باب بيان قول النبي صلى الله عليه وسلم (سباب المسلم فسوق و قتاله كفر) (الحديث 116و 117) . و اخرجه الترمذي في البر و الصلة، باب 52 . (الحديث 1983)، و في الايمان، باب ما جاء (سباب المومن فسوق) (الحديث 2635) . و اخرجه النسائي في تحريم الدم، قتال المسلم (الحديث 4121 و 4122)، و (الحديث 4123 و 4124) موقوفاً . و اخرجه ابن ماجه في المقدمة، باب في الايمان (الحديث 69) . تحفة الاشراف (9243 و 9251 و 9299) .

4121-تقدم (الحديث 4120) .

4122-تقدم (الحديث 4120) .

4123-تقدم (الحديث 4120) .

★★ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مسلمان کو بُرا کہنا فسق ہے اور اُسے قتل کرنا کفر ہے۔

4124 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ عَنْ اَبِیْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ شَقِيْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قِتَالُ الْمُؤْمِنِ كُفْرٌ وَّسِبَابُهٗ فُسُوْقٌ .

★★ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مسلمان کو قتل کرنا کفر ہے اور اُسے برا کہنا فسق ہے۔

باب التَّغْلِيْظِ فِيْمَنْ قَاتَلَ تَحْتَ رَايَةٍ عُمِّيَّةٍ .

جو شخص کسی بلوے میں لڑتا ہو، اس کی شدید مذمت

4125 - اَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ هِلَالٍ الصَّوَّافُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ عَنْ غَيْلَانَ بْنِ جَرِيْرٍ عَنْ زِيَادِ بْنِ رَبَاحٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ خَرَجَ مِنَ الطَّاعَةِ وَفَارَقَ الْجَمَاعَةَ فَمَاتَ مَاتَ مِيْتَةً جَاهِلِيَّةً وَّمَنْ خَرَجَ عَلٰى اُمَّتِیْ يَضْرِبُ بَرَّهَا وَفَاجِرَهَا لَا يَتَحَاشٰى مِنْ مُؤْمِنِهَا وَلَا يَفِیْ لِذِیْ عَهْدِهَا فَلَيْسَ مِنِّیْ وَمَنْ قَاتَلَ تَحْتَ رَايَةٍ عُمِّيَّةٍ يَدْعُوْ اِلٰى عَصَبِيَّةٍ اَوْ يَغْضَبُ لِعَصَبِيَّةٍ فَقُتِلَ فَقِتْلَةٌ جَاهِلِيَّةٌ" .

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

"(جو شخص حاکم وقت کی) اطاعت سے نکل جائے اور اپنی جماعت سے علیحدگی اختیار کرے اور فوت ہو جائے' تو وہ زمانۂ جاہلیت کی موت مرتا ہے اور جو شخص میری اُمت پر خروج کر کے ان کے نیک اور گنہگار لوگوں کو قتل کرتا ہے' وہ مؤمن کو قتل کرنے سے گریز نہیں کرتا اور ذمیوں کو قتل کرنے سے نہیں بچتا' اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں ہے اور جو شخص کسی بلوے میں لڑتا ہے' جو عصبیت کی طرف دعوت دیتا ہے' یا جو شخص عصبیت کی وجہ سے غضب کرتا ہے اور مارا جاتا ہے' وہ زمانۂ جاہلیت کی موت مارا جاتا ہے"۔

4126 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا عِمْرَانُ الْقَطَّانُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِیْ مِجْلَزٍ عَنْ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ قَاتَلَ تَحْتَ رَايَةٍ عُمِّيَّةٍ يُقَاتِلُ عَصَبِيَّةً وَّيَغْضَبُ لِعَصَبِيَّةٍ فَقِتْلَتُهٗ جَاهِلِيَّةٌ" .

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عِمْرَانُ الْقَطَّانُ لَيْسَ بِالْقَوِیِّ .

★★ حضرت جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

4124-تقدم (الحديث 4120) .

4125-اخرجه مسلم في الامارة، باب وجوب ملازمة جماعة المسلمين عند ظهور الفتن و في كل حال وتحريم الخروج على الطاعة و مفارقة الجماعة (الحديث 53 و 54) . واخرجه ابن ماجه في الفتن، باب العصبية (الحديث 3948) مختصراً . تحفة الاشراف (12902) .

4126-اخرجه مسلم في الامارة، باب وجوب ملازمة جماعة المسلمين عند ظهور الفتن و في كل حال و تحريم الخروج على الطاعة و مفارقة الجماعة (الحديث 57) . تحفة الاشراف (3267) .

''جو شخص کسی بلوے میں لڑتا ہے اور عصبیت کی وجہ سے لڑائی کرتا ہے اور عصبیت کی وجہ سے غضب کا اظہار کرتا ہے' تو اس کا قتل زمانہ جاہلیت کے قتل کی مانند ہوتا ہے''۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: عمران القطان نامی راوی مستند نہیں ہے۔

باب تَحْرِيمِ الْقَتْلِ ۔

یہ باب قتل کو حرام قرار دینے میں ہے

4127 - اَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ عَنْ شُعْبَةَ قَالَ اَخْبَرَنِيْ مَنْصُوْرٌ قَالَ سَمِعْتُ رِبْعِيًّا يُحَدِّثُ عَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِذَا اَشَارَ الْمُسْلِمُ عَلٰى اَخِيهِ الْمُسْلِمِ بِالسِّلَاحِ فَهُمَا عَلٰى جُرُفِ جَهَنَّمَ فَاِذَا قَتَلَهُ خَرَّا جَمِيْعًا فِيْهَا" ۔

★★ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''جب کوئی مسلمان ہتھیار کے ذریعے اپنے مسلمان بھائی کی طرف اشارہ کرے (یعنی وہ ہتھیار لے کر ایک دوسرے کے مقابل لڑنے کے لیے آجائیں) تو وہ دونوں جہنم کے کنارے پر ہوتے ہیں' جب وہ مسلمان دوسرے کو قتل کر دیتا ہے' تو وہ دونوں جہنم میں گر جاتے ہیں''۔

4128 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ رِبْعِيٍّ عَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ قَالَ اِذَا حَمَلَ الرَّجُلَانِ الْمُسْلِمَانِ السِّلَاحَ اَحَدُهُمَا عَلَى الْاٰخَرِ فَهُمَا عَلٰى جُرُفِ جَهَنَّمَ فَاِذَا قَتَلَ اَحَدُهُمَا الْاٰخَرَ فَهُمَا فِي النَّارِ ۔

★★ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب دو مسلمان ہتھیار اٹھا لیتے ہیں اور ان دونوں میں سے ایک دوسرے پر حملہ کرتا ہے' تو وہ دونوں جہنم کے کنارے پر ہوتے ہیں' جب ان دونوں میں ایک دوسرے کو قتل کر دیتا ہے' تو دونوں جہنم میں چلے جاتے ہیں''۔

4129 - اَخْبَرَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ يَزِيْدَ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اِذَا تَوَاجَهَ الْمُسْلِمَانِ بِسَيْفَيْهِمَا فَقَتَلَ اَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ فَهُمَا فِي النَّارِ" . قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا الْقَاتِلُ فَمَا بَالُ الْمَقْتُوْلِ قَالَ "اَرَادَ قَتْلَ صَاحِبِهِ" ۔

4127-اخرجه البخاري في الفتن، باب اذا التقى المسلمان بسيفيهما (الحديث 7083م) تعليقاً، بنحوه . واخرجه مسلم في الفتن و اشراط الساعة، باب اذا تواجه المسلمان بسيفيهما (الحديث 16) بنحوه . و اخرجه النسائي في تحريم الدم، تحريم القتل (الحديث 4128) موقوفاً و اخرجه ابن ماجه في الفتن، باب اذا التقى المسلمان بسيفيهما (الحديث 3965) . تحفة الاشراف (11672) .

4128-تقدم (الحديث 4127) .

4129-اخرجه النسائي في تحريم الدم، تحريم القتل (الحديث 4130 و 4135) . واخرجه ابن ماجه في الفتن، باب اذا التقى المسلمان بسيفيهما (الحديث 3964) . تحفة الاشراف (8984) .

☆☆ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''جب دو مسلمان تلواریں لے کر ایک دوسرے کے مدمقابل آ جائیں اور ان میں سے ایک دوسرے کو قتل کر دے تو وہ دونوں جہنم میں جاتے ہیں''۔

عرض کی گئی: یا رسول اللہ! یہ تو قاتل ہے' لیکن مقتول کا کیا قصور ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''وہ بھی اپنے ساتھی کو قتل کرنا چاہتا تھا''۔

4130 - اَخْبَرَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِیْلَ بْنِ اِبْرَاهِیْمَ قَالَ حَدَّثَنَا یَزِیْدُ - وَهُوَ ابْنُ هَارُوْنَ - قَالَ اَنْبَاَنَا سَعِیْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اِذَا تَوَاجَهَ الْمُسْلِمَانِ بِسَیْفَیْهِمَا فَقَتَلَ اَحَدُهُمَا صَاحِبَهٗ فَهُمَا فِی النَّارِ مِثْلَهٗ سَوَاءً" .

☆☆ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''جب دو مسلمان اپنی تلواریں لے کر ایک دوسرے کے مدمقابل آتے ہیں اور ان میں سے ایک دوسرے کو قتل کر دے تو وہ دونوں جہنم میں جائیں گے''۔

(امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں:) یہ روایت بھی اسی کی مانند ہے (جو اس سے پہلے ذکر کی گئی ہے)۔

4131 - اَخْبَرَنَا عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِیٍّ الْمِصِّیْصِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا خَلَفٌ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ اَبِیْ بَكْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اِذَا تَوَاجَهَ الْمُسْلِمَانِ بِسَیْفَیْهِمَا كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا یُرِیْدُ قَتْلَ صَاحِبِهٖ فَهُمَا فِی النَّارِ" . قِیْلَ لَهٗ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا الْقَاتِلُ فَمَا بَالُ الْمَقْتُوْلِ قَالَ "اِنَّهٗ كَانَ حَرِیْصًا عَلٰی قَتْلِ صَاحِبِهٖ" .

☆☆ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''جب دو مسلمان اپنی تلواریں لے کر ایک دوسرے کے مدمقابل آ جائیں اور ان میں سے ہر ایک اپنے ساتھی کو قتل کرنا چاہتا ہو' تو وہ دونوں جہنم میں جائیں گے' عرض کی گئی: یا رسول اللہ! یہ تو قاتل ہے' لیکن مقتول کا کیا معاملہ ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وہ بھی اپنے ساتھی کو قتل کرنے کا خواہش مند تھا''۔

4132 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی قَالَ حَدَّثَنَا الْخَلِیْلُ بْنُ عُمَرَ بْنِ اِبْرَاهِیْمَ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ قَالَ حَدَّثَنِیْ قَتَادَةُ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ اَبِیْ بَكْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ "اِذَا الْتَقَی الْمُسْلِمَانِ بِسَیْفَیْهِمَا فَقَتَلَ اَحَدُهُمَا صَاحِبَهٗ فَالْقَاتِلُ وَالْمَقْتُوْلُ فِی النَّارِ" .

☆☆ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

4130-تقدم (الحدیث 4129) .

4131-انفرد به النسائی، و سیاتی فی تحریم الدم، تحریم القتل (الحدیث 4132) . تحفة الاشراف (11666) .

4132-تقدم (الحدیث 4131) .

"جب دو مسلمان تلواریں لے کر ایک دوسرے سے ملتے ہیں اور ان میں سے ایک دوسرے کو قتل کر دیتا ہے تو قاتل اور مقتول جہنم میں جائیں گے"۔

4133 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ فَضَالَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَنْبَاَنَا مَعْمَرٌ عَنْ اَيُّوْبَ عَنِ الْحَسَنِ عَنِ الْاَحْنَفِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "اِذَا تَوَاجَهَ الْمُسْلِمَانِ بِسَيْفَيْهِمَا فَقَتَلَ اَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ فَالْقَاتِلُ وَالْمَقْتُوْلُ فِي النَّارِ". قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا الْقَاتِلُ فَمَا بَالُ الْمَقْتُوْلِ قَالَ "اِنَّهُ اَرَادَ قَتْلَ صَاحِبِهِ".

☆☆ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے
"جب دو مسلمان اپنی تلواریں لے کر ایک دوسرے کے مدمقابل آتے ہیں اور ان میں سے ایک اپنے ساتھی کو قتل کر دیتا ہے تو قاتل اور مقتول جہنم میں جائیں گے"۔
لوگوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! یہ تو قاتل ہے تو مقتول کس وجہ سے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
"وہ اپنے ساتھی کو قتل کرنا چاہتا تھا"۔

4134 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ اَيُّوْبَ وَيُوْنُسَ وَالْعَلَاءِ بْنِ زِيَادٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنِ الْاَحْنَفِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِذَا الْتَقَى الْمُسْلِمَانِ بِسَيْفَيْهِمَا فَقَتَلَ اَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ فَالْقَاتِلُ وَالْمَقْتُوْلُ فِي النَّارِ".

☆☆ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے
"جب دو مسلمان اپنی تلواریں لے کر ایک دوسرے کے مدمقابل آجائیں اور ان میں سے ایک دوسرے کو قتل کر دے تو قاتل اور مقتول جہنم میں جائیں گے"۔

4135 - اَخْبَرَنَا مُجَاهِدُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ - وَهُوَ ابْنُ عُلَيَّةَ - عَنْ يُوْنُسَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اِذَا تَوَاجَهَ الْمُسْلِمَانِ بِسَيْفَيْهِمَا فَقَتَلَ اَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ فَالْقَاتِلُ وَالْمَقْتُوْلُ فِي النَّارِ". قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا الْقَاتِلُ فَمَا بَالُ الْمَقْتُوْلِ قَالَ "اِنَّهُ اَرَادَ قَتْلَ صَاحِبِهِ".

☆☆ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

4133-اخرجه البخاري في الايمان، باب (وان طائفتان من المؤمنين اقتتلوا فاصلحوا بينهما) (الحديث 31)، وفي الديات، باب قول الله تعالى (ومن احياها) (الحديث 6875)، و في الفتن، باب اذا التقى المسلمان بسيفيهما (الحديث 7083). واخرجه مسلم في الفتن و اشراط الساعة، باب اذا تواجه المسلمان بسيفيهما (الحديث 14 و 15). واخرجه ابو داؤد في الفتن و الملاحم، باب في النهي عن القتال في الفتنة (الحديث 4268 و 4269). واخرجه النسائي في تحريم الدم، تحريم القتل (الحديث 4134). تحفة الاشراف (11655).

4134-تقدم (الحديث 4133).

4135-تقدم (الحديث 4129).

''جب دو مسلمان اپنی تلواریں لے کر ایک دوسرے کے مد مقابل آ جائیں اور ان میں سے ایک دوسرے کو قتل کر دے تو قاتل اور مقتول جہنم میں جائیں گے''۔

ایک شخص نے عرض کی: یارسول اللہ! یہ تو قاتل ہے تو مقتول کس وجہ سے؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''وہ دوسرے کو قتل کرنا چاہتا تھا''۔

4136 – اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَكَمِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ وَّاقِدِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَاهُ يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ" .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما' نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''میرے بعد کافر نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں اڑانے لگو''۔

4137 – اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا شَرِيْكٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِي الضُّحٰى عَنْ مَّسْرُوْقٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ لَّا يُؤْخَذُ الرَّجُلُ بِجِنَايَةِ اَبِيْهِ وَلَا جِنَايَةِ اَخِيْهِ" .

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ هٰذَا خَطَاٌ وَّالصَّوَابُ مُرْسَلٌ .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

''میرے بعد دوبارہ کافر نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں اڑانے لگو' کسی شخص کو اس کے باپ کے جرم یا اس کے بھائی کے جرم کی وجہ سے نہیں پکڑا جائے گا''۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: یہ روایت درست نہیں ہے' درست یہ ہے' یہ روایت مرسل ہے۔

4138 – اَخْبَرَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ يَعْقُوْبَ قَالَ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ مُّسْلِمٍ عَنْ مَّسْرُوْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي

4136-اخرجه البخاري في المغازي، باب حجة الوداع (الحديث 4402 و 4403) مطولاً، في الادب، باب قول الله تعالى: يا ايها الذين امنوا لا يسخر قوم من قوم عسى ان يكونوا خيرًا منهم . الى قوله . فاولئك هم الظالمون) (الحديث 6043)، و باب ما جاء في قول الرجل (ويلك) (الحديث 6166)، و في الحدود ، باب ظهر المومن من حمى الا في حد او حق (الحديث 6785) مطولاً، و في الديات، باب قول الله تعالى (و من احياها....) (الحديث 6868)، و في الفتن، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم ولا ترجعوا بعدي كفارًا يضرب بعضكم رقاب بعض) (الحديث 7077) . واخرجه مسلم في الايمان، باب باين معنى قول النبي صلى الله عليه وسلم ولا ترجعوا بعدي كفارًا يضرب بعضكم رقاب بعض) (الحديث 119 و 120) . واخرجه ابو داؤد في السنة، باب الدليل على زيادة الايمان و نقصانه (الحديث 4686) . و اخرجه ابن ماجه في الفتن، باب لا ترجعوا بعدي كفارًا يضرب بعضكم رقاب بعض (الحديث 3943) . تحفة الاشراف (7418) .

4137-انفرد به النسائي و سياتي في تحريم الدم، تحريم القتل (الحديث 4138)، و (الحديث 4139 و 4140) مرسلًا . تحفة الاشراف (7452) .

4138-تقدم (الحديث 4137) .

كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ وَّلَا يُؤْخَذُ الرَّجُلُ بِجَرِيْرَةِ اَبِيْهِ وَلَا بِجَرِيْرَةِ اَخِيْهِ" .

★★ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

"میرے بعد کافر نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں اُڑانے لگو اور کسی بھی شخص کو اس کے باپ کی یا اس کے بھائی کی وجہ سے نہیں پکڑا جائے گا"۔

4139 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا اُلْفِيَنَّكُمْ تَرْجِعُوْنَ بَعْدِیْ كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ لَا يُؤْخَذُ الرَّجُلُ بِجَرِيْرَةِ اَبِيْهِ وَلَا بِجَرِيْرَةِ اَخِيْهِ" . هٰذَا الصَّوَابُ .

★★ مسروق روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

"میں تمہیں ایسا نہ پاؤں کہ تم میرے بعد دوبارہ کافر ہو گئے ہو اور ایک دوسرے کی گردنیں اُڑانے لگو۔ کسی بھی شخص کو اس کے باپ یا اس کے بھائی کے جرم کی وجہ سے نہیں پکڑا جائے گا"۔

(امام نسائی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:) یہ روایت درست ہے' کیونکہ یہ روایت مرسل ہے۔

4140 - اَخْبَرَنِیْ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ يَعْقُوْبَ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ اَبِی الضُّحٰى عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا تَرْجِعُوْا بَعْدِیْ كُفَّارًا" . مُرْسَلٌ .

★★ مسروق روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

"میرے بعد کافر نہ ہو جانا"۔

(امام نسائی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:) یہ روایت مرسل ہے۔

4141 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ قَالَ اَنْبَاَنَا اِسْمَاعِيْلُ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ اَبِیْ بَكْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا تَرْجِعُوْا بَعْدِیْ ضُلَّالًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ" .

★★ حضرت ابوبکرہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"میرے بعد گمراہ نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں اُڑانے لگو"۔

4142 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ وَّعَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَا حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَلِیِّ بْنِ مُدْرِكٍ

4139-تقدم (الحديث 4137) . 4140-تقدم (الحديث 4137) .

4141-انفرد به النسائي . والحديث عند: ابي داؤد في المناسك، باب الاشهر الحرم (الحديث 1947) . تحفة الاشراف (11700) .

4142-اخرجه البخاري في العلم، باب الانصات للعلماء (الحديث 121) و في المغازي، باب حجة الوداع (الحديث 4405)، و في الديات، باب قول الله تعالى: (ومن احياها ....) (الحديث 6869)، و في الفتن، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم (لاترجعوا بعدي كفارًا يضرب بعضكم رقاب بعض) (الحديث 7080) . واخرجه مسلم في الايمان، باب بيان معنى قول النبي صلى الله عليه وسلم (لا ترجعوا بعدي كفارًا يضرب بعضكم رقاب بعض) (الحديث 118) . واخرجه ابن ماجه في الفتن، باب (لا ترجعوا بعدي كفارًا يضرب بعضكم رقاب بعض) (الحديث 3942) تحفة الاشراف (3236) .

قَالَ سَمِعْتُ اَبَا زُرْعَةَ بْنَ عَمْرِو بْنِ جَرِيْرٍ عَنْ جَرِيْرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ اسْتَنْصَتَ النَّاسَ قَالَ "لَا تَرْجِعُوا بَعْدِيْ كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ".

☆☆ حضرت جریر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حجۃ الوداع کے موقع پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو خاموش ہونے کے لیے کہا پھر ارشاد فرمایا: میرے بعد کافر نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں اُڑانے لگو۔

شرح

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ وہ وقت بھی آنے والا ہے جب زمانے ایک دوسرے کے قریب ہوں گے علم اٹھا لیا جائے گا، فتنے پھوٹ پڑیں گے بخل ڈالا جائے گا اور ہرج زیادہ ہوگا۔ صحابہ نے یہ ین کر عرض کیا کہ ہرج کیا چیز ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قتل۔ (بخاری ومسلم، مشکوۃ شریف: جلد چہارم: حدیث نمبر 1321)

زمانے ایک دوسرے کے قریب ہوں گے " کا مطلب یا تو یہ ہے کہ کہ اس وقت دنیا کا زمانہ اور آخرت کا زمانہ ایک دوسرے کے قریب ہو جائیں گے، اس صورت میں قیامت کا قریب ہونا مراد ہوگا یا اس جملہ سے مراد زمانہ والوں میں سے بعض کا بعض کے ساتھ برائی اور بدی کے تعلق سے قریب ہونا ہے۔ یعنی اس زمانہ میں جو برے اور بدکار لوگ ہوں گے وہ ایک دوسرے کے قریب ونزدیک آ جائیں گے، یا یہ مطلب ہے کہ خود زمانہ کے اجزاء بدی وبرائی کے اعتبار سے ایک دوسرے کے قریب اور مشابہ ہوں گے یعنی ایک زمانہ برائی اور بدی کا ماحول لئے ہوئے آئے گا اور اس کے بعد پھر دوسرا زمانہ بھی اسی طرح آئے گا، یا یہ مطلب ہے کہ ایک ایسا زمانہ آئے گا جس میں حکومتیں دیرپا نہیں ہوں گی اور مختلف انقلابات اور عوامل بہت مختصر مختصر عرصہ میں حکومتوں کو بدلتے رہیں گے۔

اور بعض حضرات نے یہ مطلب بیان کیا کہ آخر میں جو زمانہ آئے گا اس میں لوگوں کی عمریں بہت چھوٹی چھوٹی ہوں گی اور یہ احتمال بھی ہے کہ یہ جملہ دراصل گناہوں کے سبب زمانہ سے برکت کے ختم ہو جانے سے کنایہ ہو، یعنی آخر زمانہ میں جب کہ گناہوں کی کثرت ہو جائے اور لوگ دین شریعت کے تقاضوں اور اللہ وآخرت کے خوف سے بے پرواہ ہو کر عیش وعشرت اور راحت وغفلت میں پڑ جائیں گے تو زمانہ سے برکت نکل جائے گی اور اس کے شب وروز کی گردش اتنی تیز اور دن رات کی مدت اتنی مختصر محسوس ہونے لگے گی کہ سالوں پہلے گزرا ہوا کوئی واقعہ کل کی بات معلوم ہوگا اور ہر وقت کی کمی کا شکوہ رنج نظر آئے گا۔ اس کی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے جس میں فرمایا گیا ہے کہ آخر زمانہ میں وقت اس طرح جلدی گزرے گا کہ ایک سال ایک مہینے کے برابر اور ایک مہینہ ایک ہفتہ کے برابر اور ایک ہفتہ ایک دن کے برابر معلوم ہوگا۔

علم اٹھا لیا جائے گا " کا مطلب یہ ہے کہ اس زمانہ میں مخلص، باعمل اور حقیقی علم کے حامل اٹھا لئے جائیں گے اور اس طرح حقیقی علم مفقود ہو جائے گا نیز مختلف علمی فتنوں کا اندھیرا اس طرح پھیل جائے گا کہ علماء سو کے درمیان امتیاز کرنا مشکل ہوگا اور ہر طرف ایسا محسوس ہوگا جیسے علم کا چراغ گل ہو گیا ہے اور جہالت ونادانی کی تاریکی طاری ہو گئی ہے۔ " بخل ڈالا جائے گا " مطلب یہ ہے کہ آخر زمانہ میں لوگوں میں بخل کی خصلت نہایت پختہ ہو جائے گی اور یہ چیز یعنی بخل کی برائی ایک عام وبا کی طرح پھیل جائے

گی، نیز لوگ اس بخل کے یہاں تک تابع ہو جائیں گے کہ صنعت و حرفت والے اپنی صنعتی اشیاء کو بنانے اور پیدا کرنے میں بخل و تنگی کرنے لگیں گے اور مال کی تجارت و لین دین کرنے والے لوگ اپنے مال کو چھپا کر بیٹھ جائیں گے یہاں تک کہ ضروری اشیاء کو بھی فراہم کرنے اور دینے سے انکار کرنے لگیں گے۔

اس سے معلوم ہوا کہ بخل ڈالا جائے گا سے لوگوں میں اصل بخل کا پایا جانا مراد نہیں ہے کیونکہ اصل بخل تو انسان کی جبلت میں پڑا ہوا ہے اور اس اعتبار سے یہ بات پہلے زمانہ کے لوگوں کے بارے میں بھی نہیں کی جا سکتی کہ ان میں سرے سے بخل کا وجود نہیں تھا۔ لیکن اس سے یہ نتیجہ بھی اخذ نہیں کیا جا سکتا چونکہ اصل بخل انسان کی جبلت میں پڑا ہوا ہے اس لئے کوئی بھی شخص نہ پہلے زمانوں میں اس خصلت سے کلیۃً محفوظ رکھ سکتا ہے اور جیسا کہ اس آیت (وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ، التغابن: 16) سے واضح ہوتا ہے ایسے پاک نفس انسان سے پہلے بھی گزرے ہیں اب بھی موجود ہیں اور آئندہ بھی موجود رہیں گے یہ اور بات ہے کہ زمانہ کے اثرات کی وجہ سے ایسے پاک نفسوں کی تعداد ہر آنے والے زمانہ میں پہلے سے کم ہوتی جائے۔ "ہرج" کے معنی ہیں فتنہ اور خرابی میں پڑنا۔

اور جیسا کہ قاموس میں لکھا ہے جب یہ کہا جاتا ہے کہ ہرج الناس تو اس کے معنی یہ ہوتے ہیں لوگ فتنے میں پڑ گئے اور قتل و اختلاط یعنی خونریزی اور کاموں کے خلط ملط ہو جانے کی وجہ سے اچھے برے کی تمیز نہ کر سکنے کی آفت میں مبتلا ہو گئے پس اس ارشاد گرامی "ہرج" سے مراد خاص طور پر وہ قتل و خونریزی ہے جو مسلمانوں کے باہمی افتراق و انتشار کے فتنہ کی صورت میں اور اچھے برے کاموں کی تمیز مفقود ہونے کی وجہ سے پھیل جائے۔

4143 - اَخْبَرَنَا اَبُوْ عُبَيْدَةَ بْنُ اَبِى السَّفَرِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ عَنْ قَيْسٍ قَالَ بَلَغَنِىْ اَنَّ جَرِيْرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ لِىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اسْتَنْصِتِ النَّاسَ" . ثُمَّ قَالَ "لَا اُلْفِيَنَّكُمْ بَعْدَ مَا اَرٰى تَرْجِعُوْنَ بَعْدِىْ كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ" .

☆☆ حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا:

تم لوگوں کو خاموش کرواؤ! پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جس حالت میں، میں تمہیں آج دیکھ رہا ہوں اس کے بعد میں تمہیں ایسی حالت میں نہ پاؤں کہ تم میرے بعد کافر ہو جاؤ اور ایک دوسرے کی گردنیں اڑانے لگو''۔

شرح

اللہ تعالیٰ کا ارشاد: اور جو شخص کسی مسلمان کو قصداً قتل کرے تو اس کی سزا دوزخ ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا اور اس پر اللہ کا غضب ہو گا اور اللہ اس پر لعنت کرے گا اور اللہ نے اس کے لیے عذاب عظیم تیار کر رکھا ہے۔ (النساء، ۹۳)

4143: انفرد به النسائی ۔ تحفة الاشراف (3244) ۔

کتاب تحریم الدم

قتل عمد کی تعریف اور اس کے متعلق احادیث کا بیان

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے عمداً مسلمان کو قتل کرنے پر دوزخ کی وعید سنائی ہے اس لیے قتل عمد کی تعریف کو جاننا ضروری ہے۔
علامہ شمس الائمہ محمد بن احمد سرخسی متوفی ۴۸۳ھ لکھتے ہیں: قتل عمد وہ قتل ہے جس میں جان نکالنے کے لیے ہتھیار سے ضرب لگائی جائے اور جان غیر محسوس ہے پس وہ جان نکالنے کے لیے ہتھیار کو استعمال کرے گا جو زخم ڈالنے والا ہو اور بدن کے ظاہر اور باطن میں موثر ہو۔ (المبسوط ج ۲۶ ص ۵۹ مطبوعہ دار المعرفہ بیروت)

امام ابوبکر احمد بن علی رازی جصاص حنفی متوفی ۳۷۰ھ لکھتے ہیں: امام ابوحنیفہ کی اصل کے مطابق جس قتل کو ہتھیار یا ہتھیار کے قائم مقام کے ساتھ کیا جائے وہ قتل عمد ہے مثلاً بانس کی کھپچی یا لاٹھی کے ٹکڑے یا کسی اور ایسی دھار والی چیز کے ساتھ قتل کردے جو ہتھیار کا کام کرتی ہو یا آگ سے جلا دے امام ابوحنیفہ کے نزدیک یہ تمام قتل عمد کی صورتیں ہیں اور ان میں قصاص واجب ہے اور ہمارے علم کے مطابق ان صورتوں کے قتل عمد ہونے میں فقہاء کا اختلاف نہیں ہے۔

(احکام القرآن ج ۲ ص ۲۲۸ مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ۱۴۰۰ھ)

احادیث میں تلوار اور پتھر سے قتل کرنے کو قتل عمد قرار دیا ہے۔
امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ روایت کرتے ہیں: حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم نے فرمایا تلوار کے علاوہ ہر چیز خطاء ہے اور ہر خطاء کا ایک تاوان ہے۔ (مسند احمد ج ۶ رقم الحدیث: ۱۸۴۵۱، ۱۸۴۲۳ سنن کبریٰ للبیہقی ج ۸ ص ۴۲)
امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ روایت کرتے ہیں: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں ایک یہودی نے ایک لڑکی پر حملہ کیا اور اس کے جسم سے زیورات اتار لیے اور اس کے سر کو پتھر سے کچل دیا اس لڑکی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا اس وقت اس میں آخری رمق حیات تھی اور اس کی گویائی ختم ہوگئی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا تم کو کس نے قتل کیا ہے۔ کیا فلاں شخص نے؟ اس کے قاتل کے سوا کسی اور کا نام لیا اس نے سر کے اشارہ سے کہا نہیں پھر فرمایا فلاں شخص اور اس کے قاتل کا نام لیا اس نے سر کے اشارے سے کہا ہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بلانے کا حکم دیا اور دو پتھروں کے درمیان اس کے سر کو کچل دیا۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث: ۵۲۹۵ صحیح مسلم رقم الحدیث: ۱۶۷۲ سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۴۵۲۷ سنن ترمذی رقم الحدیث: ۱۳۹۹ سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۲۶۶۵ مسند احمد ج ۳ ص ۱۳۱۰۵، ۱۲۷۵۸، ۱۲۷۴۸، ۱۱۲۷)

ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ تلوار ہو پتھر ہو یا کوئی اور دھاردار چیز ہو یا ہتھیار ہو اس سے قتل کرنا عمد ہے بندوق کلاشنکوف پستول وغیرہ بھی اس میں داخل ہیں۔

قتل عمد پر اللہ اور اس کے رسول کے غضب کا بیان

امام مسلم بن حجاج قشیری ۲۶۱ھ روایت کرتے ہیں: حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا یا رسول اللہ! یہ بتائیے کہ میرا کسی کافر شخص سے مقابلہ ہو وہ مجھ سے قتال کرے اور تلوار سے میرا ایک ہاتھ کاٹ ڈالے پھر وہ مجھ سے بچنے کے لیے ایک درخت کی آڑ میں آئے اور کہے میں اللہ کے لیے اسلام لے آیا یا رسول اللہ! کیا میں اس کے کلمہ پڑھنے کے بعد

اس کو قتل کر سکتا ہوں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو قتل مت کرو میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ میرا ایک ہاتھ کاٹ چکا ہے اور اس نے میرا ہاتھ کاٹنے کے بعد کلمہ پڑھا ہے کیا میں اس کو قتل کر دوں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو مت قتل کرو اگر تم نے اس کو قتل کر دیا تو وہ تمہارے قتل کرنے سے پہلے درجہ میں ہوگا اور تم اس کے کلمہ پڑھنے سے پہلے والے درجہ میں ہو گے۔ (صحیح مسلم رقم الحدیث: ۹۵ صحیح بخاری رقم الحدیث: ۴۰۱۹ سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۲۶۴۴)

امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ ھ روایت کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کے نزدیک ایک مسلمان کے قتل کی بہ نسبت پوری دنیا کا زوال زیادہ آسان ہے۔

(سنن ترمذی رقم الحدیث: ۱۴۰۲ المستدرک ج ۴ ص ۳۵۲ کنز العمال رقم الحدیث: ۳۹۹۵۴)

امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ ھ روایت کرتے ہیں: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے ان کے پاس کر آ کر کہا یہ بتایئے کہ ایک آدمی نے کسی شخص کو عمداً قتل کیا اس کی سزا کیا ہوگی؟ انہوں نے کہا اس کی سزا جہنم ہے وہ اس میں ہمیشہ رہے گا اللہ تعالیٰ اس پر غضب ناک ہوگا اور اس پر لعنت کرے گا اور اللہ نے اس کے لیے عذاب عظیم تیار کر رکھا ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا یہ وہ آتی ہے جو سب سے آخر میں نازل ہوئی (النساء: ۹۳) حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے تشریف لے گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وحی نازل نہیں ہوئی اس نے کہا یہ بتایئے اگر وہ توبہ کرلے اور ایمان لائے اور نیک عمل کرے پھر وہ ہدایت یافتہ ہو جائے گا؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اس کی توبہ کیسے ہوگی؟ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے: اس شخص کی ماں اس پر روئے جس نے کسی مسلمان کو عمداً قتل کر دیا وہ مقتول اپنے قاتل کو دائیں یا بائیں جانب سے پکڑے ہوئے آئے گا اور دائیں یا بائیں ہاتھ سے اس نے اپنا سر پکڑا ہوا ہوگا اور عرش کے سامنے اس کی رگوں سے خون بہہ رہا ہوگا اور وہ شخص کہے گا اے میرے رب اپنے اس بندہ سے پوچھ اس نے مجھے کیوں قتل کیا تھا۔

(مسند احمد ج ا رقم الحدیث: ۲۱۴۲ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۱۴ ھ)

مسلمان کے قاتل کی مغفرت نہ ہونے کی توجیہات

اس آیت پر یہ اشکال وارد ہوتا ہے کہ مسلمان کو قتل کرنا گناہ کبیرہ ہے اور شرک کے سوا ہر گناہ لائق مغفرت ہے حالانکہ اس آیت میں یہ فرمایا ہے کہ مسلمان کو عمداً قتل کرنے کی سزا ہمیشہ جہنم میں رہنا ہے اور جہنم میں خلود کفار کے لیے ہوتا ہے اور جو گناہ لائق معاف ہو اس کے لیے جہنم میں خلود نہیں ہوتا اس اشکال کے حسب ذیل جوابات ہیں۔

(۱) جب مشتق پر کوئی حکم لگایا جائے تو اس کا ماخذ اشتقاق اس حکم کی علت ہوتا ہے لہٰذا اس آیت کا معنی یہ ہوا کہ جس شخص نے کسی مومن کو مومن ہونے کے سبب سے قتل کیا تو اس کی سزا جہنم میں خلود ہے اور جو شخص کسی مومن کو اس کے ایمان کی وجہ سے قتل کرے گا وہ کافر ہوگا اور کافر کی سزا جہنم میں خلود ہے۔

(۲) اس آیت میں مَن کا لفظ ہر چند کہ عام ہے لیکن یہ عام مخصوص عنہ البعض ہے اور اس سے ہر قاتل خواہ مومن ہو یا کافر مراد نہیں ہے بلکہ اس سے کافر قاتل مراد ہے اور کافر کی سزا جہنم میں خلود ہے۔

(۳) یہ آیت ایک خاص قاتل کے متعلق نازل ہوئی ہے یہ شخص پہلے مسلمان تھا پھر اس نے مرتد ہو کر ایک مسلمان کو اس کے مسلمان ہونے کی وجہ سے قتل کر دیا۔ روح المعانی میں اس کے متعلق روایت بیان کی گئی ہے۔ (روح المعانی ج ۵ ص ۱۱۵)

(۴) اگر اس آیت میں قاتل سے مراد مسلمان لیا جائے تو آیت کا معنی یہ ہے کہ اس کی سزا جہنم میں خلود ہے یعنی وہ اس کا مستحق ہے یہ نہیں فرمایا کہ اس کو یہ سزا دی جائے گی۔

(۵) اگر مسلمان قاتل مراد ہو تو خلود سے مجازاً مکث طویل مراد ہے یعنی وہ لمبے عرصے تک جہنم میں رہے گا۔

(۶) اگر مسلمان قاتل مراد ہو تو اس آیت میں شرط محذوف ہے یعنی اگر اس کی مغفرت نہ کی گئی تو وہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا اس کو خلف وعید سے تعبیر کرتے ہیں کیونکہ یہ طور کرم خلف وعید جائز ہے لیکن یہ بظاہر خلف وعید ہے حقیقت میں چونکہ یہاں شرط محذوف ہے اس لیے کوئی خلف نہیں ہے۔

(۷) یہ آیت انشاء تخویف پر محمول ہے یعنی مسلمانوں کو قتل کرنے سے ڈرانے کے لیے ایسا فرمایا گیا ہے حقیقت میں کسی مسلمان قاتل کو جہنم میں خلود کی سزا دینے کی خبر نہیں دی گئی۔

(۸) اگر کسی مسلمان نے قتل مسلم کو معمولی سمجھ کر کسی مسلمان کو قتل کر دیا تو وہ کافر ہو جائے گا اور پھر اس کی سزا جہنم میں خلود ہے۔

(۹) اگر کسی مسلمان نے بغض اور عناد کے غلبہ کی وجہ سے قتل مسلم کی حرمت کا انکار کر دیا اور پھر کسی مسلمان کو قتل کر دیا تو وہ کافر ہو جائے گا اور اس کی سزا جہنم میں خلود ہے۔

(۱۰) اگر معاذ اللہ کسی مسلمان نے مسلمان کے قتل کرنے کو حلال اور جائز قرار دے کر یا اس حکم کی توہین کرنے کے لیے کسی مسلمان کو قتل کیا تو وہ کافر ہو جائے گا اور اس کی سزا جہنم میں خلود ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد: اور کسی مومن کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ کسی دوسرے مومن کو قتل کر دے ماسوا خطا کے (نادانستہ طور پر)۔ (النساء۔ ۹۲)

اس سے پہلی آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے کفار کے خلاف جہاد کرنے کی ترغیب دی تھی اور کفار کے خلاف جہاد نہ کرنے والوں کی مذمت کی تھی اس آیت میں جہاد سے متعلق بعض احکام بیان کیے ہیں کیونکہ جب مسلمان کافروں پر حملہ کریں گے تو بلا قصد و ارادہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کوئی مسلمان مسلمان کے ہاتھوں مارا جائے ایسی صورت کا اللہ تعالیٰ نے حکم بیان فرمایا ہے کہ اگر مسلمان مقتول دارالاسلام کا باشندہ ہو یا کسی معاہد ملک کا باشندہ ہو تو اس کے ورثاء کو اس کی دیت ادا کی جائے گی اور اس خطا کے کفارہ میں ایک مسلمان غلام یا باندی کو آزاد کیا جائے گا اور اگر وہ مقتول دارالحرب کا باشندہ ہو تو صرف ایک مسلمان غلام یا باندی کو آزاد کیا جائے گا اور اگر غلام یا باندی کو آزاد کرنے کی استطاعت نہ ہو تو دو ماہ کے مسلسل روزے رکھے جائیں گے۔

قتل خطاء کے شان نزول میں متعدد اقوال کا بیان

اس آیت کا شان نزول میں متعدد اقوال ہیں ایک قول یہ ہے کہ جنگ احد میں مسلمانوں نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ

والد یمان کو غلط فہمی سے قتل کر دیا تھا اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی۔

امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ روایت کرتے ہیں: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جنگ احد کے دن مشرکین شکست کھا گئے تھے اس وقت ابلیس لعنت اللہ علیہ نے چلا کر کہا: اے اللہ کے بندو اے اللہ کے بندو اپنے پیچھے والوں پر حملہ کرو پھر اگلی صفوں نے پچھلی صفوں پر حملہ کیا اور وہ آپس میں گتھم گتھا ہو گئے اچانک حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ مسلمان حضرت یمان پر حملہ کر رہے ہیں انہوں نے چلا کر کہا یہ میرے باپ ہیں یہ میرے باپ ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کیا یہ خدا وہ اس وقت تک باز نہیں آئے جب تک کہ انہوں نے حضرت یمان کو قتل نہیں کر دیا حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ تعالیٰ تمہاری مغفرت فرمائے (صحیح البخاری رقم الحدیث: ۳۰۶۵)

دوسرا قول یہ ہے کہ بنو عامر کا ایک شخص مسلمان ہو گیا تھا حضرت عیاش بن ابی ربیعہ کو اس کو خبر نہ تھی انہوں نے غلط فہمی سے اس کو قتل کر دیا اس کی تفصیل یہ ہے:

امام محمد ابن جریر متوفی ۳۱۰ھ اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں: حضرت عیاش بن ابی ربیعہ ابوجہل بن ہشام کے اخیافی (سوتیلے) بھائی تھے وہ مسلمان ہو گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہجرت کرنے سے پہلے مہاجرین اولین کے ساتھ مدینہ چلے گئے ابوجہل حارث بن ہشام اور ان کے ساتھ بنو عامر کا ایک اور شخص تھا یہ ان کو لینے مدینہ پہنچ گئے عیاش سے ان کی ماں بہت محبت کرتی تھی انہوں نے کہا تمہاری ماں نے قسم کھائی تھی کہ جب تک تم کو دیکھ نہ لے گی سائے میں نہیں بیٹھے گی وہ دھوپ میں لیٹتی ہے تم جا کر اپنی ماں کو دیکھ لو پھر واپس چلے جانا اور انہوں نے اللہ کی قسمیں کھا کر یقین دلایا کہ وہ ان کو واپس مدینہ پہنچا دیں گے جب وہ مدینہ کی حدود سے باہر آئے تو انہوں نے حضرت عیاش کو باندھ لیا اور بنو عامر کے شخص نے ان کو کوڑے مارے اس پر انہوں نے قسم کھائی تھی کہ وہ عامری کو قتل کر دیں گے پھر وہ کافی عرصہ تک مکہ میں قید رہے اور فتح مکہ کے دن آزاد ہوئے ایک دن ان کے سامنے سے عامری آ رہا تھا وہ مسلمان ہو چکا تھا حضرت عیاش کو اس کے اسلام کا علم نہیں تھا انہوں نے اس کو قتل کر دیا اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (جامع البیان جز ۵ ص ۲۷۷ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۱۵ھ)

امام واحدی نیشا پوری متوفی ۴۵۸ھ نے لکھا ہے کہ حضرت عیاش بن ابی ربیعہ نے غلط فہمی سے حارث بن زید کو قتل کیا تھا اس کے گمان میں وہ کافر تھا ان کو اس کے اسلام لانے کی خبر نہیں تھی۔ (الوسیط ج ۲ ص ۹۲-۹۳ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

امام ابن الاثیر شیبانی متوفی ۶۳۰ھ نے لکھا ہے کہ حارث بن زید مکہ میں مسلمانوں کو ایذاء پہنچایا کرتا تھا وہ مسلمان ہو گیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو اس کے اسلام لانے کی خبر نہ تھی حتیٰ کہ جب وہ ہجرت کر کے مدینہ پہنچا تو عیاش بن ربیعہ نے اس کو قتل کر دیا۔ (اسد الغابہ ج ۱ ص ۳۹۴)

تیسرا قول یہ ہے کہ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے ایک مسلمان کو غلط فہمی سے قتل کر دیا تھا اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی:

ابن زید بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوالدرداء کسی لشکر کے ساتھ جا رہے تھے وہ قضاء حاجت کے لیے ایک گھاٹی میں اترے تو انہوں نے ایک شخص کو دیکھا وہ اپنی بکریوں کو لے جا رہا تھا انہوں نے اس پر تلوار سے حملہ کیا اس نے کہا لا الٰہ الا اللہ حضرت

ابوالدرداء نے اس کو قتل کر دیا اور اس کی بکریاں لے کر اپنے اصحاب کے پاس آ گئے پھر ان کے دل میں اضطراب ہوا انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس واقعہ کا ذکر کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے اس کا دل چیر کا کیوں نہیں دیکھا اس نے تم کو اپنی زبان سے اسلام لانے کی خبر دی اور تم نے اس کی تصدیق نہیں کی حضرت ابوالدرداء نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اب میرا کیا ہوگا آپ نے فرمایا لا الہ الا اللہ کا کیا ہوگا میں بار بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی عرض کرتا اور آپ یہی فرماتے حتیٰ کہ میں نے تمنا کی کاش یہ واقعہ میرے اسلام لانے سے پہلے کا ہوتا۔ (جامع البیان ج۵ ص۲۲۸ مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۵ھ)

چوتھا قول سعید بن جبیر کا ہے انہوں نے کہا کہ یہ آیت حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے متعلق نازل ہوئی ہے انہوں نے غلط فہمی سے مرداس بن عمر کو خطاء قتل کر دیا تھا۔ (روح المعانی الدرالمنثور) اس کی تفصیل یہ ہے:

امام مسلم بن حجاج قشیری ۲۶۱ھ روایت کرتے ہیں: حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر میں بھیجا ہم صبح کے وقت جہینہ کے ایک مقام حرقات میں پہنچے میں نے ایک شخص کو پکڑ لیا اس نے کہا لا الہ الا اللہ میں نے اس کو نیزہ سے مار دیا پھر مجھے اضطراب ہوا تو میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس واقعہ کا ذکر کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا اس نے لا الہ الا اللہ کہہ دیا تھا پھر تم نے اس کو قتل کر دیا میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس نے حملہ کے خوف سے لا الہ الا اللہ کہا تھا آپ نے فرمایا تم نے اس کا دل چیر کر کیوں نہیں دیکھا حتیٰ کہ تمہیں معلوم ہو جاتا کہ اس نے دل سے کہا ہے یا نہیں! آپ بار بار یہ کلمات فرماتے رہے حتیٰ کہ میں نے تمنا کی کہ کاش میں آج ہی مسلمان ہوا ہوتا

(صحیح مسلم رقم الحدیث: ۹۶ صحیح البخاری رقم الحدیث: ۴۲۶۹، ۶۸۷۲ سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۲۶۴۳)

قتل خطاء کا معنی اور اس کی دیگر اقسام کا بیان

قتل خطاء کی دو صورتیں ہیں ایک صورت یہ ہے کہ فعل میں خطاء ہو جائے مثلاً انسان ایک ہرن کا نشانہ لے رہا تھا اور گولی کسی انسان کو لگ گئی اور دوسری صورت یہ ہے کہ قصد میں خطاء ہو قتل کرنے والے کا گمان یہ تھا کہ وہ شخص کافر ہے اور وہ درحقیقت مسلمان تھا قتل خطا کی دوسری قسم قتل قائم مقام خطاء ہے مثلاً ایک انسان کے ہاتھ سے اینٹ یا لکڑی گر گئی جس سے دوسرا شخص ہلاک ہو گیا اس کا حکم بھی قتل خطاء کی طرح ہے۔ اس میں مقتول کے ورثاء کو دیت ادا کی جائے گی اور ایک غلام یا باندی کو آزاد کیا جائے گا اور ایک قتل بالسبب ہے، مثلاً ایک شخص نے دوسرے کی ملکیت میں کنواں کھودا جس میں کوئی شخص گر کر ہلاک ہو گیا یا کوئی کسی سواری پر سوار تھا اور اس سواری نے کسی شخص کو ہلاک کر دیا اس میں صرف عاقلہ پر دیت ہے۔ (آج کل ٹریفک کے حادثات میں کار ٹرک یا بس کے نیچے آ کر جو لوگ ہلاک ہو جاتے ہیں وہ بھی قتل بالسبب ہیں) (عالمگیری ج۶ ص۳ مطبوعہ مصر ۱۳۱۰ھ)

دیت کے معنی و مفہوم کا بیان

وہ مال جو مقتول کے ورثاء کو مقتول کی جان کے عوض میں دیا جاتا ہے اس کو دیت کہتے ہیں اگر مسلمان مقتول کے قرابت دار کافر ہوں تو ان کو دیت نہیں دی جائے گی کیونکہ کافر مسلمان کا وارث نہیں ہوتا مسلمان مقتول کے جو وارث مسلمان ہوں ان کو دیت ادا کی جائے گی۔ علامہ فیروز آبادی متوفی ۸۱۷ھ نے لکھا ہے کہ دیت کا معنی ہے مقتول کا حق (القاموس ج۴ ص۵۷۹) اور اس کی

اصطلاحی تعریف یہ ہے کہ کسی مسلمان یا ذمی کو ناحق قتل کرنے یا اس کے کسی عضو کو ناحق تلف کرنے کی وجہ سے جو شرعاً مالی تاوان لازم آتا ہے اس کو دیت کہتے ہیں اور بعض اوقات جان کے تاوان کو دیت اور عضو کے تاوان کو ارش کہتے ہیں۔

قتل خطاء قتل شبہ عمد اور قتل عمد میں دیت کی مقدار کا بیان

امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ روایت کرتے ہیں: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قتل خطاء کی دیت یہ مقرر کی ہے: ایک سال کی بیس اونٹنیاں ایک سال کے بیس اونٹ دو سال کی بیس اونٹنیاں تین سال کی بیس اونٹنیاں اور چار سال کی بیس اونٹنیاں (اس حدیث کی سند ضعیف ہے خشف بن مالک مجہول الحال ہے اور معروف یہ ہے کہ یہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا اثر ہے) (سنن ترمذی رقم الحدیث ۱۳۹۱ سنن ابوداؤد رقم الحدیث ۴۵۳۵ سنن نسائی رقم الحدیث ۴۸۱۶ سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۲۶۳۱ موطا امام مالک رقم الحدیث: ۱۶۰۵)

امام ابوحنیفہ کے نزدیک قتل خطاء کی دیت اسی طرح ہے جس طرح اس حدیث میں بیان کی گئی ہے اور قتل شبہ عمد (کسی شخص کو ایسے آلہ سے ضرب لگائی جائے جس سے قتل نہیں کیا جاتا اور اس کو قصداً صرف ضرب لگانا ہو قتل کرنا نہ ہو لیکن اس ضرب کے نتیجہ میں مضروب مر جائے) کی دیت امام ابوحنیفہ کے نزدیک یہ ہے کہ پچیس ایک سال کی اونٹنیاں پچیس دو سال کی اونٹنیاں پچیس تین سال کی اونٹنیاں اور پچیس چار سال کی اونٹنیاں (عالم گیری ج ۶ ص ۲۴ مطبوعہ مصر ۱۳۱۰ھ)

امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ روایت کرتے ہیں: عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے کسی مومن کو عمداً قتل کیا اس کو مقتول کے ورثا کے حوالے کر دیا جائے گا اگر وہ چاہیں تو اس کو قتل کر دیں اور اگر وہ چاہیں تو اس سے دیت وصول کر لیں قتل عمد کی دیت یہ ہے: تیس تین سال کی اونٹنیاں تیس چار سال کی اونٹنیاں اور چالیس پانچ سال کی اونٹنیاں اس کے علاوہ جس مقدار پر وہ صلح کر لیں۔

(سنن ترمذی رقم الحدیث: ۱۳۹۲ سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۴۵۰۶ سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۲۶۲۶)

امام ابوحنیفہ کے نزدیک قتل خطاء کی دیت میں ایک ہزار دینار یا دس ہزار درہم بھی دیئے جا سکتے ہیں۔

(ہدایہ اخیرین ص ۵۸۵-۵۸۴ مطبوعہ شرکت علمیہ ملتان)

ایک ہزار دینار (۴،۳۷۴) چار اعشاریہ تین سات چار کلوگرام سونے کے برابر ہے اور دس ہزار درہم (۳۰،۶۱۸) تیس اعشاریہ چھ ایک آٹھ کلوگرام چاندی کے برابر ہے۔

دیت کی ادائیگی کی مدت اور جن لوگوں کے ذمہ دیت کی ادائیگی ہے۔

امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ روایت کرتے ہیں: تمام اہل علم کا اس پر اجماع ہے کہ دیت تین سال میں لی جائے گی ہر سال میں تہائی (۱،۳) دیت وصول کی جائے گی اور قتل خطاء کی دیت عاقلہ پر ہے باپ کی طرف سے جو رشتہ دار ہیں وہ عاقلہ ہیں یہ امام مالک اور امام شافعی کا قول ہے بعض ائمہ نے کہا دیت صرف ان مردوں پر ہے جو عصبات ہوں عورتوں اور بچوں پر دیت نہیں ہے اور ہر شخص پر چوتھائی (۱-۴) دینار دیت لازم کی جائے گی۔ بعض ائمہ نے کہا کہ نصف دینار تک دیت لازم کی جائے گی

اگران رشتہ داروں سے دیت پوری ہو جائے تو فبہا ورنہ جو قریب ترین قبیلہ کے لوگ ہیں ان پر دیت لازم کی جائے گی۔
(سنن ترمذی ج ۳ ص ۹۵ مطبوعہ دار الفکر بیروت)

امام ابوحنیفہ کے نزدیک عمد شبہ العمد اور خطا تینوں کے دیت کی ادائیگی کی مدت تین سال ہے اور جمہور فقہاء کے نزدیک دیت العمد معجل ہے اور باقی دیت تین سال میں ادا کی جائے گی (بدایۃ المجتہد ج ۲ ص ۳۰۷)

علامہ محمد بن اثیر الجزری متوفی ۶۰۶ ھ لکھتے ہیں: عاقلہ عصبات کو کہتے ہیں یعنی باپ کی طرف سے رشتہ دار جو قتل خطاء میں قاتل کی جانب سے مقتول کی دیت ادا کرتے ہیں اور اسی معنی میں حدیث ہے دیت عاقلہ پر ہے

علامہ سید عبدالقادر عودہ لکھتے ہیں: امام شافعی کے نزدیک باپ دادا بیٹا اور پوتا عاقلہ میں داخل نہیں ہیں امام احمد کا بھی ایک یہی قول ہے امام مالک اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک آباء اور ابناء عاقلہ میں داخل ہیں کیونکہ دیت کو برداشت کرنے میں عصبات میراث کی طرح ہیں جس طرح میراث میں عصبات اقرب فالاقرب اعتبار کیا جاتا ہے اسی طرح دیت کو برداشت کرنے میں بھی ان کا اعتبار ہوگا۔ (التشریع الجنائی ج ۲ ص ۱۹۸-۱۹۵ ملخصاً مطبوعہ بیروت)

جو لوگ کسی کمپنی کی بس ٹرک یا ٹریلر کے نیچے آ کر حادثہ میں ہلاک ہو جاتے ہیں اس میں قاتل کی عاقلہ وہ کمپنی یا ادارہ ہے اور اس کی دیت اس کمپنی کو ادا کرنی چاہیے۔

امام مالک اور امام احمد کے نزدیک عاقلہ کے ہر فرد پر دیت کی جو مقدار ہوگی وہ حاکم کی رائے پر موقوف ہے امام شافعی کے نزدیک امیر آدمی پر نصف دینار اور متوسط شخص پر چوتھائی مثقال ہے اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک کسی شخص سے تین یا چار درہم سے زیادہ نہ لیے جائیں (نصف دینار پانچ درہم یعنی ایک اعشاریہ ایک دو تولہ چاندی کے برابر ہے اور ربع مثقال ایک اعشاریہ ایک ایک پانچ گرام چاندی کے برابر ہے)

اگر کسی شخص کے عصبات نہ ہوں تو اس کی دیت بیت المال سے ادا کی جائے گی ائمہ اربعہ کا یہی مذہب ہے اور امام ابوحنیفہ امام محمد اور امام احمد کا ایک قول یہ ہے کہ قاتل کے مال سے دیت وصول کی جائے گی دیت کی ادائیگی کی مدت تین سال ہے۔
(التشریع الجنائی ج ۲ ص ۱۹۸-۱۹۵ ملخصاً مطبوعہ بیروت)

عورت کی نصف دیت کی تحقیق کا بیان

عورت کی دیت مرد کی دیت کا نصف ہے یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے موقوفاً روایت ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوعاً مروی ہے کیونکہ عورت کا حال اور اس کی منفعت مرد سے کم ہے عورت کے اعضاء اور اطراف کی دیت بھی مرد کی دیت کا نصف ہے (ہدایہ اخیرین ص ۵۸۵ مطبوعہ شرکت علمیہ ملتان)

امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ ھ روایت کرتے ہیں: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورت کی دیت مرد کی دیت کا نصف ہے۔ (سنن کبری ج ۸ ص ۹۵ مطبوعہ نشر السنہ ملتان)

امام محمد بن حسن شیبانی متوفی ۱۸۹ ھ لکھتے ہیں: امام ابوحنیفہ از حماد از ابراہیم روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ

فرمایا کہ عورت کے تمام زخموں کی دیت مردوں کے زخموں کی دیت کا نصف ہے۔ (کتاب الآثار ص ۱۲۶ مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی ۱۴۰۷ھ)

امام مالک بن انس اصبحی متوفی ۱۷۹ھ روایت کرتے ہیں: سر کی چوٹ اور دیگر جن زخموں کی تہائی یا اس سے زیادہ دیت ہوتی ہے ان میں عورت کی دیت مرد کی دیت کا نصف ہے (موطا امام مالک رقم الحدیث ۱۶۰۷)

علامہ قرطبی مالکی متوفی ۶۶۸ھ نے لکھا ہے کہ اس پر علماء کا اجماع ہے کہ عورت کی دیت مرد کی دیت کا نصف ہے۔

(الجامع لاحکام القرآن ج ۵ ص ۳۲۵)

علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی متوفی ۶۷۶ھ لکھتے ہیں: عورت کی دیت مرد کی دیت کا نصف ہے اور عورت کے اعضاء اور زخموں کی دیت بھی مردوں کی دیت کا نصف ہے۔ (روضۃ الطالبین ج ۹ ص ۲۵۷ مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت)

علامہ ابوالحسن علی بن سلیمان مرداوی حنبلی متوفی ۸۸۵ھ لکھتے ہیں: عورت کی دیت مرد کی دیت کا نصف ہے اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔ (الانصاف ج ۱۰ ص ۶۳ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۳۷۶ھ)

خلاصہ یہ ہے کہ حدیث میں بھی ہے کہ عورت کی دیت مرد کی دیت کا نصف ہے اور ائمہ اربعہ کا بھی یہی مذہب ہے اور اس پر تمام ائمہ مجتہدین کا اجماع ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد: اور جس نے کسی مسلمان کو خطاء (بلاقصد) قتل کر دیا تو اس پر ایک مسلمان گردن (غلام یا باندی) کو آزاد کرنا لازم ہے اور اس کے وارثوں کو دیت ادا کی جائے ماسوا اس کے کہ وہ معاف کر دیں۔ (النساء: ۹۲)

قتل خطاء کے کفارہ میں مسلمان غلام کو آزاد کرنے کی حکمت

اس آیت میں مسلمان کو خطاء قتل کرنے والے پر دو چیزیں واجب کی ہیں کفارہ اور دیت اور کفارہ میں یہ تصریح کی ہے کہ مسلمان غلام کو آزاد کیا جائے کیونکہ قاتل نے مسلمان شخص کو قتل کیا ہے تو اس کے کفارہ میں مسلمان غلام کو آزاد کرے غلام ہونا بہ منزلہ موت ہے اور آزادی بہ منزلہ حیات ہے تو ایک مسلمان کو مارنے کی تلافی اس طرح ہوگی کہ ایک مسلمان کو زندہ کیا جائے ہر چند کہ یہاں غلام کا مطلقاً ذکر کیا گیا ہے لیکن یہ قاعدہ ہے کہ جب مطلق کو ذکر کیا جائے تو اس سے ذات کے اعتبار سے کامل فرد مراد ہوتا ہے اور صفت اپنے اطلاق پر رہتی ہے اس لیے اندھا لنگڑا مجنون اور لولا غلام آزاد کرنا معتبر نہیں اور نہ ہی مکاتب مدبر یا ام ولد کا اعتبار ہوگا اس کے علاوہ غلام کا چھوٹا یا بڑا ہونا مرد یا عورت ہونا کالا یا گورا ہونا یہ از قبیل صفات ہیں اور کسی بھی صفت کا غلام آزاد کیا جا سکے گا اب چونکہ اسلام کی تعلیمات کی اشاعت کی وجہ سے غلام بنانے کا دور ختم ہو چکا ہے اس لیے اب قتل خطاء کے کفارہ میں مسلسل دو ماہ کے روزے رکھے جائیں گے۔

ورثاء مقتول میں دیت کو تقسیم کرنے کے احکام کا بیان

مسلمان مقتول کی دیت کے متعلق ہم بتا چکے ہیں کہ امام ابوحنیفہ کے نزدیک سو اونٹ ہیں یا ایک ہزار دینار یا دس ہزار درہم اور یہ دیت تین سال کے اندر مقتول کے ورثاء کو ادا کی جائے گی اور جس طرح ورثاء میں مرنے والے کا ترکہ تقسیم کیا جاتا ہے اسی قاعدہ اور تناسب سے دیت تقسیم کی جائے گی مقتول کی تجہیز و تکفین کے بعد اس میں سے پہلے میت کا قرض ادا کیا جائے گا پھر تہائی

(۳-۱) دیت سے اس کی وصیت پوری کی جائے گی اور اگر مقتول کا کوئی وارث نہ ہو تو پھر دیت بیت المال میں جمع کردی جائے گی۔

یہ تمام تفصیل اس وقت ہے جب مقتول کے ورثاء دیت معاف نہ کریں لیکن اگر انہوں نے معاف کردی تب بھی کفارہ بہرحال ادا کرنا ہوگا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد: پھر اگر وہ مقتول اس قوم سے ہو جو تمہاری دشمن ہے اور وہ (مقتول) مسلمان ہو تو صرف ایک مسلمان گردن کا آزاد کرنا ہے۔ (النساء: ۹۲)

دارالحرب میں کسی مسلمان کو خطاءً قتل کرنے پر دیت لازم نہ کرنے کی حکمت

اس آیت کا معنی یہ ہے کہ اگر کسی مسلمان نے مسلمان کو دارالحرب میں خطاءً قتل کردیا تو اس کے کفارہ میں صرف ایک مسلمان غلام کو آزاد کیا جائے گا اور مقتول کے اولیاء کو دیت ادا نہیں کی جائے گی کیونکہ دیت بطور وراثت دی جاتی ہے اور دارالاسلام اور دارالحرب کے رہنے والوں کے درمیان وارثت نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد: اگر وہ (مقتول) اس قوم سے ہو جس کے ساتھ تمہارا معاہدہ ہے تو اس کے وارثوں کو دیت ادا کی جائے اور ایک مسلمان گردن کو آزاد کیا جائے۔ (النساء: ۹۲)

ذمی کافر کی دیت میں مذاہب ائمہ کا بیان

جس کافر قوم سے مسلمانوں نے معاہدہ کیا ہو اس کے کسی فرد کو اگر کسی مسلمان نے خطاءً قتل کردیا یا مسلمان ملک میں کسی ذمی کافر کو مسلمان نے خطاءً قتل کردیا تو اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اس کا یہ حکم بیان فرمایا ہے کہ اس کے ورثاء کو بھی دیت ادا کی جائے گی اور کفارہ میں ایک مسلمان غلام کو آزاد کیا جائے گا امام ابوحنیفہ کے نزدیک ذمی کافر اور مسلمان کی دیت میں کوئی فرق نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں دیت کو کسی خاص مقدار میں سے معین نہیں فرمایا اس سے واضح ہوتا ہے کہ اس کے ورثاء کو پوری دیت ادا کی جائے گی نیز اہل عرب میں دیت کا لفظ سو اونٹوں میں معروف تھا اور اسلام سے پہلے اور اسلام کے بعد مقتول کی دیت سو اونٹ ادا کرنے کا تعامل تھا اس لیے جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ معاہد اور ذمی کو اگر خطاءً قتل کردیا جائے تو اس کی دیت ادا کی جائے گی تو اس کو متعارف معنی پر محمول کیا جائے گا اور اس کا معنی ہوگا کہ ذمی مقتول کے ورثاء کو پوری دیت ادا کی جائے گی نیز اس آیت کے نزول سے پہلے مسلم اور کافر کی دیت میں فرق نہیں تھا اور اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ذمی کی دیت کو مسلم کی دیت کے ذکر کے بعد بغیر کسی فرق کے ذکر کیا لہٰذا اس آیت میں بھی دیت کو متعارف معنی پر محمول کیا جائے گا اور ذمی کافر کی بھی پوری دیت ادا کی جائے گی۔

علامہ ابوعبداللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی متوفی ۶۶۸ھ لکھتے ہیں: امام مالک نے کہا کہ ذمی کی دیت مسلمان کی دیت کا نصف ہے امام احمد بن حنبل کا بھی یہی مذہب ہے اور امام شافعی نے کہا ہے کہ یہودی اور نصرانی کی دیت مسلمان کی دیت کا تہائی ہے۔

(الجامع لاحکام القرآن ج ۵ ص ۳۲۷ ملخصاً مطبوعہ ایران)

ذمی کافر کی نصف دیت پر ائمہ ثلاثہ کی دلیل اور اس کا غیر مستحکم ہونا

امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ روایت کرتے ہیں: عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کافر کی دیت مومن کی دیت کا نصف ہے۔

امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن لکھا ہے کیونکہ عمرو بن شعیب از والد از جد مختلف فیہ ہے۔

(سنن ترمذی رقم الحدیث: ۱۴۱۸ سنن نسائی رقم الحدیث: ۴۸۲۱ سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۲۶۴۴ سنن ابوداؤد رقم الحدیث ۴۵۸۳)

امام ترمذی اس حدیث کو روایت کرنے کے بعد لکھتے ہیں: یہودی اور نصرانی کی دیت میں اہل علم کا اختلاف ہے بعض اہل علم کا مذہب اس مسئلہ میں اس حدیث کے مطابق ہے اور عمر بن عبدالعزیز نے کہا کہ یہودی اور نصرانی کی دیت مسلمان کی دیت کا نصف ہے امام احمد بن حنبل کا بھی یہی مذہب ہے اور حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یہودی اور نصرانی کی دیت چار ہزار درہم ہے اور مجوسی کی دیت اٹھ سو درہم ہے امام مالک بن انس امام شافعی اور اسحاق کا بھی یہی قول ہے اور بعض اہل علم نے کہا کہ یہودی اور نصرانی کی دیت مسلمان کی دیت کے برابر ہے یہ سفیان ثوری اور اہل کوفہ کا قول ہے۔

(سنن ترمذی ج ۳ ص ۱۰۸-۶۰۷ مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۴ھ)

امام نسائی نے اس حدیث کو جس سند سے روایت کیا ہے اس میں ایک راوی محمد بن راشد ہے اس کے متعلق امام عبداللہ بن مبارک نے کہا یہ صادق تھا لیکن یہ شیعی یا قدری تھا۔ (تہذیب التہذیب ج ۹ ص ۱۳۵)

اور امام ابن ماجہ نے اس حدیث کو جس سند کے ساتھ روایت کیا ہے اس میں ایک روای عبدالرحمان بن الحارث بن عبداللہ بن عیاش بن ابی ربیعہ ہے اس کے متعلق امام احمد نے کہا یہ متروک ہے اور علی بن المدینی نے اس کو ضعیف کہا ہے تاہم اس کی تعدیل بھی کی گئی ہے۔ (تہذیب التہذیب ج ۶ ص ۱۴۳)

ان حوالوں سے واضح ہو گیا کہ جس حدیث سے ائمہ ثلاثہ نے استدلال کیا ہے وہ اس قدر مستحکم نہیں کہ وہ قرآن مجید کے ذکر کردہ لفظ کے متعارف معنی کے مزاحم ہو سکے۔

ذمی کافر اور مسلم کی دیت کے مساوی ہونے پر امام اعظم کے دلائل

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک قتل نفس میں مسلمان اور کافر ذمی یا معاہد کی دیت برابر ہے قرآن مجید میں لفظ دیت کے متعارف معنی کے علاوہ ان کے موقف پر حسب ذیل احادیث دلیل ہیں امام ابوحنیفہ اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہودی اور نصرانی کی دیت مسلم کی دیت کی مثل ہے۔ (مسند ابی حنیفہ مع شرح القاری ص ۲۰۸ مطبوعہ بیروت)

امام قاضی ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم متوفی ۱۸۲ھ روایت کرتے ہیں: ابراہیم نخعی نے کہا ذمی مرد کی دیت آزاد مسلمان کی دیت کے برابر ہے۔ (کتاب الآثار رقم الحدیث: ۹۶۹)

امام محمد بن حسن شیبانی متوفی ۱۸۹ھ لکھتے ہیں: ابوالہیثم روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر اور

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ ذمی کی دیت آزاد مسلمان کے برابر ہے۔

(کتاب الآثار رقم الحدیث ۵۹۸)

زہری بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے نصرانی کی دیت اور یہودی کی دیت کو آزاد مسلمان کے برابر قرار دیا امام محمد نے کہا ہمارا اسی حدیث پر عمل ہے اور یہی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

(کتاب الآثار رقم الحدیث ۵۹۹)

امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی متوفی ۳۶۰ھ روایت کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ذمی کی دیت مسلم کی دیت کی مثل ہے۔ (المعجم الاوسط رقم الحدیث: ۷۵۹۵)

اس حدیث کی سند میں ایک راوی ابوکرز ضعیف ہے لیکن باقی احادیث اور آثار صحیحہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے موقف پر قوی دلیل ہیں اور ظاہر قرآن بھی آپ کے موقف پر دلیل ہے کیونکہ قرآن مجید نے مسلم اور کافر کی دیت عمد اور دیت خطا میں کوئی فرق نہیں کیا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد: سو جو شخص (غلام یا باندی) کو نہ پائے تو وہ مسلسل دو ماہ کے روزے رکھے یہ اللہ کی طرف سے (اس کی) توبہ ہے اور اللہ بہت علم والا بڑی حکمت والا ہے۔ (النساء: ۹۲)

قتل خطاء کے کفارہ کا بیان

کسی مسلمان نے کسی مسلمان کو دارالاسلام میں خطاءً قتل کیا ہو یا کسی مسلمان کو دارالحرب میں خطاءً قتل کیا ہو یا کسی ذمی کو دارالاسلام میں قتل کیا ہو تینوں صورتوں میں اللہ تعالیٰ نے مسلمان قاتل پر کفارہ لازم کیا ہے اور وہ ایک مسلمان گردن (باندی یا غلام) کو آزاد کرنا ہے اب اگر کسی شخص کی قدرت میں غلام آزاد کرنا نہ ہو یا غلام کا رواج ہی ختم ہو گیا ہو جیسا کہ آج کل ہے تو وہ دو ماہ کے مسلسل روزے رکھے گا بایں طور کہ یہ روزے رمضان کے علاوہ کسی اور ماہ میں اس ترتیب سے رکھے جائیں کہ عیدین اور ایام کے دن ان میں حائل نہ ہوں اس لیے یہ روزے ایام تشریق کے بعد رکھنے چاہئیں اور جو شخص نادم ہو کر خطاء قائم مقام خطاء قتل شبہ عمد اور قتل بالسبب میں دیت اور کفارہ ادا کر دے گا تو اللہ کے نزدیک اس کی توبہ قبول ہو جائے گی۔

كِتَابُ قَسْمُ الْفَيْءِ

یہ کتاب مال فئی کی تقسیم کے بیان میں ہے

فئے کا لغوی اور شرعی معنی

افاء عربی زبان کا لفظ ہے، اس کا مصدر فیی ہے، علامہ راغب اصفہانی اس کا معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: فئے کا معنی ہے: حالت محمودہ کی طرف رجوع کرنا اور اس مال غنیمت کو فئے کہتے ہیں جس میں مسلمانوں کو کوئی مشقت نہ ہو۔

(المفردات ج ۲ ص 503-502 مکتبہ نزار مصطفیٰ مکہ مکرمہ ۱۴۱۸ھ)

علامہ ابوبکر احمد بن علی رازی جصاص حنفی متوفی ۳۷۰ھ لکھتے ہیں: مشرکین کے جو اموال مسلمانوں کے قبضہ میں آ جائیں، وہ اموال فئے ہیں، لہٰذا غنیمت، جزیہ اور خراج یہ سب فئے ہیں، کیونکہ یہ تمام وہ چیزیں ہیں جو اللہ تعالیٰ نے کفار کی ملکیت سے نکال کر مسلمانوں کی ملکیت میں داخل کر دیں، ہر چند کہ غنیمت بھی فئے ہے لیکن وہ بعض خصوصیات کی وجہ سے فئے سے الگ ہو گئی کہ جو اموال کفار سے بذریعہ جنگ حاصل ہوں ان کو غنیمت کہتے ہیں، اور ان اموال میں خمس (۱/۵) نکالنے کے بعد ان کو مجاہدین پر تقسیم کر دیا جاتا ہے اور جو مال فئے ہوں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر انتظام رہتے ہیں، ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ضروریات، اپنے اقرباء، فقراء، مساکین، مسافروں اور عام مسلمانوں کی فلاح اور بہبود پر خرچ کرتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد ان کا مصرف فقراء، مساکین، مسافر اور عام مسلمانوں کی ضروریات ہیں، کیونکہ حضرت مالک بن اوس بن حدثان رضی اللہ عنہ کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بنو نضیر کے اموال فئے تھے ان اموال کو اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پلٹا دیا، ان کے حصول کے لئے مسلمانوں نے اپنے اونٹ اور گھوڑے نہیں دوڑائے تھے، یہ اموال خاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تصرف میں تھے، آپ ان اموال میں سے اپنے اہل و عیال کے لئے ایک سال کا خرچ نکالتے تھے اور باقی اموال کو جہاد فی سبیل اللہ کے لئے سواریوں اور ہتھیاروں میں خرچ کرتے تھے۔ علامہ ابوبکر جصاص فرماتے ہیں: یہ وہ اموال فئے ہیں جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تصرف کرتے تھے، ان اموال میں کسی کا حق نہیں ہے، الا یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان اموال میں سے کسی کو کچھ عطا فرما دیں، ان اموال میں سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اہل پر خرچ کرتے تھے اور باقی اموال کو سواریوں اور ہتھیاروں پر خرچ کرتے تھے، کیونکہ ان اموال کو مسلمانوں نے جنگ کے ذریعہ حاصل نہیں کیا تھا بلکہ صلح کے ذریعہ حاصل کیا تھا، ارض فدک اور عرینہ کے اموال کا بھی یہی حکم ہے۔ قرآن مجید میں فئے کے متعلق سورۃ حشر کی جو آیات ہیں ان میں یہ دلیل ہے کہ کفار کے جو اموال بغیر جنگ کے مسلمانوں کو حاصل ہوئے ہوں ان کو مسلمان کے بیت المال میں نہیں رکھا

جائے گا بلکہ ان کو ان مصارف میں خرچ کیا جائے گا جن مصارف میں خراج اور جزیہ کے اموال کو خرچ کیا جاتا ہے، کیونکہ وہ اموال بنونضیر کے اموال کے حکم میں ہیں کیونکہ ان کے حصول کے لئے مسلمانوں نے کوئی جنگ کی ہے نہ کوئی مشقت اٹھائی ہے۔

(احکام القرآن ج ۳ ص 430-429 سہیل اکیڈمی لاہور ۱۴۰۰ھ)

مال غنیمت اور مال فئے کو کفار کی ملکیت سے نکال کر مسلمانوں کو دینے کی وجہ

کفار سے جس نوع کے بھی اموال حاصل ہوتے ہیں، ان سب کی حقیقت یہ ہے کہ کفار کے باغی ہو جانے کی وجہ سے بحق سرکار ضبط ہونے کے بعد وہ اموال ان کی ملکیت سے نکل جاتے ہیں اور مالک حقیقی (یعنی اللہ تعالیٰ) کی طرف لوٹ جاتے ہیں، اس لئے اموال کے اللہ کی طرف پلٹ آنے کو افاء اور فیئ سے تعبیر کیا جاتا ہے لیکن جن اموال کے حصول میں مسلمانوں کی جنگ اور جہاد کا دخل ہوتا ہے، اس مال کو اللہ تعالیٰ نے لفظ غنیمت سے تعبیر فرمایا، ارشاد ہوا: واعلموا انما غنمتم من شیء الایۃ (الانفال ۴۱) جان لو کہ مال تم نے بطور غنیمت حاصل کیا ہے اور کفار کے جس مال کے حصول میں جنگ اور جہاد کی ضرورت نہیں پڑتی، اللہ تعالیٰ نے اس کو فئے سے تعبیر فرمایا ہے اور ارشاد فرمایا: ما افآء اللہ علی رسولہ من اھل القریٰ (الحشر: ۷) یعنی بنونضیر اور بنوقریظہ کے جو مال اللہ تعالیٰ نے بغیر جنگ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پلٹا دیئے۔

سورۃ حشر کی ابتدائی آیات میں بنونضیر کی ان جائیدادوں اور املاک کا ذکر ہو رہا ہے جو پہلے بنونضیر کی ملک تھیں اور ان کی جلا وطنی کے بعد وہ اسلامی حکومت کے قبضہ میں آ گئیں، ان آیات میں ان متروکہ جائیدادوں کے انتظام اور ان کے اموال میں تصرف کرنے کا طریقہ بیان فرمایا ہے، کیونکہ یہ ایک علاقہ کے فتح ہونے کے بعد اس کے اسلامی مقبوضات میں شامل ہونے کا تصرف کرنے کا طریقہ بیان فرمایا ہے، کیونکہ یہ ایک علاقہ کے فتح ہونے کے بعد اس کے اسلامی مقبوضات میں شامل ہونے کا پہلا موقع تھا اور اس کے بعد بھی اس قسم کے بہت سے علاقے فتح ہونے والے تھے، اس لئے اللہ تعالیٰ نے ابتداء ہی میں ارضی کا پہلا موقع تھا اور اس کے بعد بھی اس قسم کے بہت سے علاقے فتح ہونے والے تھے، اس لئے اللہ تعالیٰ نے ابتداء ہی میں اراضی مفتوحہ کا قانون بیان فرما دیا۔ اس آیت میں یہ بات قابل غور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: جو کچھ اللہ تعالیٰ نے ان سے اپنے مفتوحہ کا قانون بیان فرما دیا۔ اس آیت میں یہ بات قابل غور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: جو کچھ اللہ تعالیٰ نے ان سے اپنے رسول کی طرف پلٹا دیا۔

ان الفاظ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ زمین اور یہاں کی ساری چیزیں اللہ کے باغیوں کا حق نہیں ہیں، اگر وہ ان چیزوں پر متصرف ہیں تو اس کی مثال ایسی ہے جیسے ڈاکو اور باغی حکومت کے اموال پر قبضہ کر کے اس میں تصرف کرنے لگیں درحقیقت تمام اموال میں اصل یہ ہے کہ ان اموال کو ان کے حقیقی مالک اللہ رب العالمین کے احکام اور اس کی اطاعت اور عبادت میں خرچ کیا جائے اور ان اموال میں اس طرح کا خرچ صرف صالحین مؤمنین ہی کر سکتے ہیں۔ اس لئے جو اموال بھی ایک جائز اور صحیح جنگ کے نتیجہ میں کافر کے قبضہ سے نکل کر اہل ایمان کے قبضہ میں آ جائیں ان کی حقیقی حیثیت یہ ہے کہ ان کا مالک انہیں اپنے خائن ملازموں کے قبضہ سے نکال کر اپنے فرمانبردار ملازموں کی طرف پلٹاتا ہے، اس لئے ان املاک کو اسلامی قانون کی اصلاح میں فئے (پلٹا کر لائے ہوئے اموال) کہا جاتا ہے۔

مال غنیمت اور مال فئے کا فرق

مال غنیمت وہ مال ہے جس کو مسلمان فوج دشمن سے جنگ کر کے اور مقابلہ میں فتح یاب ہو کر دشمن سے حاصل کرتی ہے، لیکن مال غنیمت کو تقسیم کرنے کی صرف یہ وجہ نہیں ہے کہ چونکہ اس فوج نے لڑ کر یہ مال جیتا ہے، اس وجہ سے یہ مال اس کا حق ہے، بلکہ اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مسلمانوں کو اس جنگ میں فتح عطا کی ہے اور درحقیقت یہ اس اسلامی نظام کی فتح ہے، جس کو قائم کرنے کے لئے مسلمانوں نے جنگ کی تھی، اس لئے مسلمانوں پر لازم ہے کہ خمس نکالنے کے بعد مال غنیمت کے عنوان سے ان کو جو مال دیا جائے اس مال کو وہ اللہ کے احکام اور اس کی اطاعت اور عبادت میں صرف کریں تاکہ دنیا کو معلوم ہو کہ جب کفار کے ہاتھ میں پیسہ ہو تو وہ اس کو کس طرح خرچ کرتے ہیں اور جب مسلمانوں کے ہاتھ میں پیسہ آئے تو وہ اس کو کس طرح صرف کرتے ہیں۔

مال غنیمت کے برخلاف مال فئے کی یہ نوعیت نہیں ہے کہ اس مال کو اسلامی فوج نے میدان جنگ میں لڑ کر جیتا ہے اور اس بناء پر اس مال کو اسلامی فوج میں تقسیم کر دیا جائے، بلکہ مال فئے کی حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے اپنے رسول اور مسلمانوں کو کفار پر غالب کر دیا اور اسلام کے رعب اور ہیبت سے کفار اپنے اموال کو چھوڑ کر بھاگ گئے اور بغیر کسی جنگ کے مسلمانوں کے ہاتھوں میں کفار کے اموال آ گئے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد سے ظاہر ہوتا ہے۔ فما اوجفتم علیه من خیل ولا رکاب (الحشر:۶) یہ ایسے اموال نہیں ہیں جن پر تم نے اپنے گھوڑے یا اونٹ دوڑائے ہوں۔ اس وجہ سے اموال فئی میں فوج کا حق نہیں ہے کہ مال غنیمت کی طرح مال فئی کو بھی ان میں تقسیم کر دیا جائے۔

اسلام میں غنیمت اور فئے کا حکم الگ الگ مقرر کیا ہے، غنیمت کا حکم سورۃ انفال کی آیت: ۴۱ میں بیان کیا گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ مال غنیمت کے پانچ حصے کئے جائیں، چار حصے لڑنے والی فوج میں تقسیم کر دیئے جائیں اور ایک حصہ بیت المال میں داخل کر کے اس کو یتامی مساکین مسافروں اور مسلمانوں کے عام رفاہی امور میں خرچ کیا جائے اور فئے کا حکم سورۃ حشر کی آیت: ۷ تا ۱۰ میں بیان کیا گیا ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اموال فئے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے قرابت داروں، یتامی، مساکین اور مسافروں پر خرچ کیا جائے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد آپ کا حصہ ساقط ہو گیا، امام شافعی کے نزدیک یہ حصہ اب امام اور خلیفہ پر خرچ کیا جائے گا اور آپ کے قرابت داروں کا حصہ فقراء اور مساکین میں آ گیا اور یہ تقسیم کی وہی صورت ہے جو خمس میں بیان کی گئی ہے۔ غنیمت اور فئے کا یہ ایک اجمالی فرق ہے، اس کی تفصیل آئندہ سطور میں ہم فقہاء اسلام کے مذاہب کے ذکر میں بیان کریں گے، اس سے پہلے کہ فئے اور غنیمت کی مزید وضاحت کریں، پہلے سورۃ حشر کی ان آیات کو بیان کرتے ہیں جو فئے کے احکام کا اصل ماخذ ہیں۔

قرآن مجید سے اموال فئے کے وقف ہونے پر دلائل

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: (الحشر: ۷-۶) اور اللہ نے جو اموال ان سے نکال کر اپنے رسول پر لوٹا دیئے، حالانکہ تم نے ان کے حصول کے لئے نہ اپنے گھوڑے دوڑائے تھے نہ اونٹ، لیکن اللہ اپنے رسولوں کو جن پر چاہے مسلط فرما دیتا ہے، اور اللہ ہر چیز قادر ہے۔ اللہ

نے ان بستیوں والوں سے جو اموال نکال کر اپنے رسول پر لوٹا دیئے، سو وہ اللہ کے ہیں اور رسول کے، اور (رسول کے) قرابت داروں کے اور یتیموں کے اور مسکینوں کے اور مسافروں کے تا کہ وہ (اموال) تم میں سے صرف مال داروں کے درمیان گردش نہ کرتے رہیں۔ اس کے بعد فرمایا:

والذین جآء و من بعدھم (الحشر:۱۰) اور (یہ مال ان لوگوں کے لئے بھی ہے) جو پہلوں کے بعد آئے ہیں۔

ان آیات سے واضح ہو گیا کہ مال خمس اور مال فئے کے مصارف ایک جیسے ہیں اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے یہ اموال کسی شخص کی شخصی ملکیت میں نہیں دیئے، حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اللہ تعالیٰ نے ان اموال کا شخصی مالک نہیں بنایا بلکہ اللہ تعالیٰ نے یہ اموال آپ کی تولیت اور انتظام میں کر دیئے اور ان کے مصارف متعین کر دیئے، تا کہ آپ ان اموال کو اپنی ضروریات میں خرچ کریں، اپنے قرابت داروں میں صرف کریں اور یتیموں، مسکینوں اور مسافروں پر خرچ کریں، چنانچہ اس باب کی احادیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اموال کو اسی طرح خرچ کرتے تھے، نیز اللہ تعالیٰ نے یہ فرمادیا ہے کہ ان اموال کے یہ مصارف اس لئے مقرر کئے ہیں تا کہ یہ مال تمہارے مال داروں کے درمیان ہی گردش نہ کرتا رہے، اس سے واضح ہو گیا کہ مال فئی کا کوئی شخص شخصی مالک نہیں ہے اور نہ اس میں وراثت جاری ہو سکتی ہے، نیز ان آیات کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا: **والذین جآء و من بعدھم** (الحشر:۱۰) اور (یہ مال ان لوگوں کے لئے بھی ہے) جو پہلوں کے بعد آئے ہیں۔ اس آیت سے بھی یہ واضح ہو گیا کہ اموال فئے کسی شخص کی نجی اور شخصی ملکیت نہیں ہوتے بلکہ یہ مسلمانوں کے مفاد عامہ اور یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کے لئے قیامت تک وقف ہوتے ہیں اور اموال فئے کے وقف ہونے پر سورۂ حشر کی یہ نصوص قطعیہ ناطق اور شاہد ہیں۔

احادیث سے مال فئے کے وقف ہونے پر دلائل اور باغ فدک کا وقف ہونا

حضرت اوس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے مجھے بلوایا، میں دن چڑھنے کے بعد ان کی خدمت میں حاضر ہوا، میں نے دیکھا کہ وہ گھر میں خالی تخت پر چمڑے کے ایک تکیہ سے ٹیک لگائے بیٹھے ہیں، فرمانے لگے: اے مالک! تمہاری قوم کے کچھ لوگ جلدی جلدی آئے تھے، میں نے انہیں تھوڑی سی چیزیں دینے کا حکم دے دیا ہے، تم وہ چیزیں لے کر ان کے درمیان تقسیم کر دو، میں نے کہا: آپ میری علاوہ کسی اور کے ذمہ یہ کام لگا دیتے تو اچھا تھا، حضرت عمر نے فرمایا: اے مالک! تم یہ چیزیں لے لو، اتنے میں (ان کا غلام) یرفاء اندر آیا اور کہنے لگا: حضرت عثمان، حضرت عبدالرحمن بن عوف، حضرت زبیر اور حضرت سعد کے متعلق کیا حکم ہے؟ (یعنی وہ اندر آنے کی جازت چاہتے ہیں) حضرت عمر نے کہا: اچھا اور انہیں اندر آنے کی اجازت دے دی اور وہ اندر آ گئے پھر یرفاء آئے اور کہا: حضرت علی اور حضرت عباس کے بارے میں کیا حکم ہے حضرت عمر نے کہا: اچھا اور ان کو بھی اجازت دے دی، حضرت عباس نے کہا، اے امیر المومنین! میرے اور اس جھوٹے، خطا کار، عہد شکن اور خائن کے درمیان فیصلہ کر دیجیے، باقی صحابہ نے بھی کہا: ہاں! اے امیر المومنین! ان کے درمیان فیصلہ کر دیجیے اور ان کی راحت دلایئے۔
حضرت مالک بن اوس نے کہا: میرا خیال تھا کہ ان دونوں نے ان صحابہ کو اسی لئے پہلے بھیجا تھا، حضرت عمر نے کہا: ٹھہرو! میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ جس کے اذن سے آسمان اور زمین قائم ہیں، کیا تمہیں علم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: ہمارا

وارث نہیں بنایا جائے گا، ہم نے جو کچھ بھی چھوڑا ہے وہ صدقہ ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں! پھر حضرت عمر، حضرت عمر نے کہا: ٹھہرو!
میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ جس کے اذن سے آسمان اور زمین قائم ہیں، کیا تمہیں علم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
تھا: ہمارے وارث نہیں بنایا جائے گا، ہم نے جو کچھ بھی چھوڑا ہے وہ صدقہ ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں! پھر حضرت عمر، حضرت عباس
اور حضرت علی کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: میں تم دونوں کو اس ذات کی قسم دیتا ہوں جس کے اذن سے آسمان اور زمین قائم ہیں،
کیا تم دونوں یہ جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا تھا کہ ہمارا وارث نہیں بنایا جائے گا ہم نے جو کچھ چھوڑا ہے وہ
صدقہ ہے، ان دونوں نے کہا: ہاں! حضرت عمر نے کہا، بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک چیز کے ساتھ
خاص کیا تھا جس کے ساتھ کسی اور کو خاص نہیں کیا تھا، یہ بستوں کے وہ اموال ہیں جو اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر لوٹا
دیئے تھے، یہ اموال اللہ اور اس کے رسول کے لئے ہیں (یعنی اموال فیء) راوی کہتے ہیں! مجھے علم نہیں کہ انہوں نے اس سے پہلے
والی آیت پڑھی تھی یا نہیں۔ پھر حضرت عمر نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہارے درمیان بنو نضیر کے اموال تقسیم کر دیئے،
بخدا! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان اموال کو اپنے ساتھ خاص نہیں کیا اور نہ تمہیں چھوڑ کر ان اموال کو خود رکھا، حتیٰ کہ یہ مال باقی
رہ گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس مال سے ایک سال کا خرچ لے لیتے تھے، باقی جو بچتا وہ بیت المال میں رکھ لیتے، حضرت عمر نے
کہا: ہاں! پھر حضرت عمر نے حضرت عباس اور حضرت علی کو بھی وہی قسم دی جو باقی صحابہ کو دی تھی اور کہا، کیا تم کو اس کا علم ہے؟ انہوں
نے کہا، ہاں! حضرت عمر نے کہا: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا تو حضرت ابوبکر نے کہا: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کا خلیفہ ہوں، پھر تم دونوں آئے، تم اپنے بھتیجے کی میراث سے طلب کرتے تھے اور یہ اپنی زوجہ کے لئے ان کے والد کی میراث
سے طلب کرتے تھے تو حضرت ابوبکر نے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: ہم کسی کو وارث نہیں بناتے، ہم نے جو کچھ بھی
چھوڑا ہے وہ صدقہ ہے، سو تم دونوں نے حضرت ابوبکر کو جھوٹا، گناہ گار، عہد شکن اور خائن گمان کیا اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ
حضرت ابوبکر سچے، نیک، ہدایت یافتہ، اور حق کی پیروی کرنے والے ہیں، پھر حضرت ابوبکر فوت ہو گئے اور میں رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر کا خلیفہ بنایا گیا، پس تم دونوں مجھے بھی جھوٹا، گناہ گار، عہد شکن اور خائن گمان کیا (یعنی میرے ساتھ وہ سلوک
کیا جو جھوٹے اور خائن کے ساتھ کرتے ہیں) اور اللہ خوب جانتا ہے کہ میں سچا، نیک، ہدایت یافتہ اور حق کی پیروی کرنے والا ہوں،
پھر میں ان اموال کا ولی بنایا گیا پھر تم اور یہ میرے پاس آئے دراں حالیکہ تم دونوں کی رائے متفق تھی، تم دونوں نے کہا: ان اموال
کی نگہداشت ہمارے سپرد کر دیجیے، میں نے کہا، اگر تم چاہو تو میں یہ اموال اس شرط کے ساتھ تمہارے سپرد کر دیتا ہوں کہ تم ان
اموال میں اسی طرح تصرف کرو گے جس طرح ان اموال میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تصرف کرتے تھے، تم دونوں نے اس کا
اقرار کیا، حضرت عمر نے کہا، کیا اسی طرح معاہدہ ہوا تھا؟ انہوں نے کہا، ہاں! حضرت عمر نے کہا، اب پھر تم دونوں میرے پاس آئے
ہو کہ میں تم دونوں کے درمیان فیصلہ کروں، نہیں! خدا کی قسم! قیامت تک میں تمہارے درمیان اس کے سوا کوئی اور فیصلہ نہیں کروں
گا، اگر تم ان اموال کا انتظام کرنے سے عاجز ہو گئے ہو تو پھر یہ مجھے واپس کر دو۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ۵۳۵۸ صحیح مسلم رقم الحدیث: ۴۹، سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۲۹۶۳ سنن ترمذی رقم الحدیث: ۱۶۱۰ السنن الکبریٰ للنسائی رقم الحدیث: ۴۴۵۰)

کیا حضرت علی نے نبی کا وارث نہ بنانے کی روایت میں حضرت ابوبکر اور عمر کو جھوٹا، عہد شکن خائن اور گناہ گار گمان کیا تھا؟
ملا باقر مجلسی نے کہا ہے کہ اس حدیث کے باطل اور موضوع ہونے پر یہ دلیل ہے کہ صحیح مسلم میں مالک بن اوس سے روایت ہے کہ حضرت عمر نے حضرت علی اور حضرت عباس سے کہا: حضرت ابوبکر نے تم دونوں سے یہ کہا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: ہم کسی کو وارث نہیں بناتے، ہم نے جو کچھ ترک کیا ہے وہ صدقہ ہے، پس تم دونوں نے ابوبکر کو جھوٹا، عہد شکن، خائن اور گناہ گار گمان کیا اور اللہ خوب جانتا ہے کہ ابوبکر سچے، نیک اور حق کی پیروی کرنے والے تھے، پھر ابوبکر فوت ہو گئے اور میں رسول اللہ کا خلیفہ ہوا، پھر تم دونوں نے مجھ کو جھوٹا، عہد شکن، خائن اور گناہگار گمان کیا اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ میں سچا، نیک اور حق کی پیروی کرنے والا ہوں۔ ملا باقر مجلسی کہتے ہیں کہ صحیح مسلم کی اس روایت سے یہ ثابت ہو گیا کہ حضرت علی، حضرت ابوبکر کو اس روایت میں جھوٹا گردانتے تھے اور حضرت علی کا اس روایت کو جھوٹا قرار دینا اس روایت کی باطل اور موضوع ہونے پر واضح دلیل ہے، کیونکہ حضرت علی حق کے سوا کچھ نہیں کہتے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی اس حدیث کی صداقت کے معترف تھے جیسا کہ مالک بن اوس کی اسی روایت میں ہے، حضرت عمر نے حضرت علی اور حضرت عباس سے فرمایا: میں تم کو اس ذات کی قسم دیتا ہوں جس کی اجازت سے زمین اور آسمان قائم ہیں، کیا تم دونوں کو یہ علم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: ہمارا وارث نہیں بنایا جائے گا، ہم نے جو کچھ چھوڑا ہے وہ صدقہ ہے؟ حضرت عباس اور حضرت علی دونوں نے کہا: ہاں (ہمیں علم ہے) (صحیح مسلم رقم الحدیث: ۴۹)

نبی کا وارث نہ بنانے کی حدیث پر اشکالات کے جوابات

اس جگہ پر اشکال ہوتا ہے کہ حضرت عباس اور حضرت علی کو اس حدیث کا علم تھا اور جب انہیں علم تھا تو حضرت فاطمہ کو بھی یقیناً علم ہوگا تو پھر ان حضرات نے حضرت ابوبکر سے میراث کا مطالبہ کیوں کیا اور پھر دوبارہ حضرت عمر سے میراث کا مطالبہ کیوں کیا؟
حافظ ابن حجر عسقلانی نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ حضرت علی، حضرت فاطمہ اور حضرت عباس اس حدیث کے تو معترف تھے لیکن اس حدیث کو عام نہیں سمجھتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ترکہ میں سے کسی چیز کا بھی کوئی وارث نہیں ہوگا، ان کے نزدیک اس حدیث کا مفہوم یہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ترکہ میں سے بعض چیزوں کا کوئی وارث نہیں ہوگا اور باقی متروکات میں وراثت جاری ہوگی اور خیبر کی بعض اراضی اور فدک کے متعلق ان کا گمان تھا کہ اس میں وراثت جاری ہوگی، اس وجہ سے وہ ان میں وراثت کو طلب کرتے تھے اس کے برعکس حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور دیگر صحابہ اس حدیث کو عموم پر محمول کرتے تھے اور اس حدیث کی تعمیم اور تخصیص میں ان کی آراء اور اجتہاد میں اختلاف ہو گیا، حضرت علی اور حضرت عباس کو اپنے موقف پر اصرار تھا اس وجہ سے پہلے انہوں نے حضرت ابوبکر سے اور پھر حضرت عمر سے میراث کی تقسیم کا مطالبہ کیا۔

(فتح الباری ج ۶ ص ۲۰۷، مطبوعہ لاہور، ۱۴۰۱ھ)

دوسرا اشکال یہ ہے کہ حضرت عمر نے جو حضرت عباس اور حضرت علی سے فرمایا کہ تم دونوں نے پہلے ابوبکر کو اور پھر مجھے جھوٹا، عہد شکن اور خائن گمان کیا اس کا کیا محمل ہے؟ علامہ ابی مالکی لکھتے ہیں کہ علامہ مازری مالکی نے اس کے جواب میں کہا ہے کہ یہ باب

تنزیل سے ہے یعنی تم دونوں نے حضرت ابوبکر کے استدلال اور حجت کو تسلیم نہیں کیا اور برابر میراث کی تقسیم کا مطالبہ کرتے رہے، خلاصہ یہ ہے کہ تم نے سچے شخص کے ساتھ جھوٹے شخص کا معاملہ کیا نہ یہ کہ تم نے ان کو فی الواقع جھوٹا سمجھا۔ علامہ ابی مالکی لکھتے ہیں کہ یہاں ہمزہ استفہام محذوف ہے یعنی افرأیتماہ کاذبا غادرا خائنا آثما کیا تم نے ابوبکر کو جھوٹا، عہد شکن، خائن اور گناہ گار سمجھا تھا؟ اور یہ استفہام انکاری ہے، یعنی جب تم حضرت ابوبکر کو جھوٹا اور عہد شکن نہیں سمجھتے تھے تو پھر کیوں بار بار میراث کی تقسیم کا مطالبہ کرتے تھے؟

(اکمال اکمال المعلم ج ۶ ص 78-77 دارالکتب العلمیہ بیروت)

میں کہتا ہوں کہ ان توجیہات کے صحیح اور صواب ہونے کی دلیل یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں ان اراضی کو حضرت فاطمہ کی اولاد کی ملکیت میں نہیں دیا اور اس سے یہ ظاہر ہو گیا کہ بعد میں حضرت علی کو یہ شرح صدر ہو گیا کہ اس کے بارے میں حضرت ابوبکر کا اجتہاد صحیح اور صائب تھا اور یہ کہ یہ حدیث اپنے عموم پر ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متروکات میں سے کسی چیز میں وراثت جاری نہیں ہوگی۔

ہم نے جو اس حدیث کی تحقیق کی ہے اس سے یہ واضح ہو گیا کہ حضرت علی اور حضرت عمر کا اس حدیث سے استدلال میں اختلاف تھا اور اس حدیث میں اہل بیت کا اختلاف نہیں تھا، نہ حضرت علی، حضرت فاطمہ اور حضرت عباس میں سے کسی نے اس حدیث کا انکار کیا تھا، جیسا کہ ملا باقر مجلسی نے سمجھا ہے بلکہ انہوں نے قسم کھا کر اس حدیث کا اعتراف کیا اور اس کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ ائمہ شیعہ نے بھی اس حدیث کو کئی اسانید سے روایت کیا ہے جیسا کہ ہم نے شرح صحیح مسلم ج ۵ ص 461-460 میں اس کو مفصل بیان کیا۔

نبی کا وارث نہ بنانے کی تائید میں دیگر احادیث

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر سے یہ سوال کیا کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو فئی عطا کیا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں جو کچھ چھوڑا ہے اس میں ان کی میراث کو تقسیم کریں، حضرت ابوبکر نے ان سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہمارا وارث نہیں بنایا جائے گا، ہم نے جو کچھ چھوڑا ہے وہ صدقہ ہے۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ۳۲۴۰)

امام بخاری اپنی سند کے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں: حضرت مالک بن اوس بن حدثان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ (حضرت عثمان، حضرت عبدالرحمن، حضرت زبیر اور حضرت سعد سے) کہا: ٹھہرو! میں تم کو اللہ کی قسم دے کر سوال کرتا ہوں، جس کے اذن سے آسمان اور زمین قائم ہیں کیا تم کو علم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: ہمارا وارث نہیں بنایا جائے گا، ہم نے جو کچھ چھوڑا وہ صدقہ ہے؟ انہوں نے کہا، بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا تھا۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث: 5358)

دولۃ کا معنی

نیز الحشر: ۷ میں فرمایا: تاکہ وہ (اموال) تم میں سے (صرف) مال داروں کے درمیان گردش کرتے نہ رہیں۔

اس آیت میں دولۃ کا لفظ ہے، علامہ حسین محمد راغب اصفہانی متوفی ۵۰۲ ھ اس کا معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: الدولۃ اور الدولۃ واحد ہیں، ایک قول یہ ہے کہ الدولۃ کا اطلاق مال میں ہوتا ہے الدولۃ کا اطلاق حرب میں ہوتا ہے، اور دولت اس چیز کو بھی کہتے ہیں جو بعینہ گردش کرتی رہتی ہے، کبھی ایک کے پاس، کبھی دوسرے کے پاس، قرآن مجید میں ہے:

وتلك الايام نداو لها بين الناس (آل عمران: ۱۴۰) ہم ان ایام کو لوگوں کے درمیان گردش دیتے رہتے ہیں۔

(المفردات ج ۱ ص 232، مکتبہ نزار مصطفیٰ مکہ کرمہ ۱۴۱۸ھ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر حکم واجب الاطاعت ہے

اس کے بعد اس آیت میں فرمایا: اور رسول تم کو جو دیں اس کو لے لو، اور جس سے تم کو روکیں اس سے رک جاؤ۔

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم کو مال غنیمت سے جو کچھ عطا کریں، اس کو قبول کرلو، اور تم کو مال غنیمت میں خیانت کرنے سے روکیں تو اس سے رک جاؤ۔ اس آیت کا شان نزول اگرچہ مال غنیمت کے ساتھ خاص ہے، لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام اوامر اور نواہی اور آپ کے تمام احکام اس میں داخل ہیں۔

حسن بصری نے کہا، اس آیت کا معنی ہے: میں تم کو مال فئے سے جو کچھ دوں اس کو قبول کرلو، اور جس چیز سے تم کو منع کردوں اس کو طلب نہ کرو۔

علامہ الماوردی المتوفی ۴۵۰ ھ نے کہا: یہ آیت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام اوامر اور نواہی پر محمول ہے کیونکہ آپ کا ہر حکم صرف نیک کام کے لئے ہوتا ہے اور انہی اور ممانعت برائی کے لئے ہوتی ہے۔ (النکت والعیون ج ۵ ص 504 دار الکتب العلمیہ بیروت)

باب

بلاعنوان

4144 - اَخْبَرَنَا هَارُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْحَمَّالُ قَالَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ عَنْ يُوْنُسَ بْنِ يَزِيْدَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ هُرْمُزَ اَنَّ نَجْدَةَ الْحَرُوْرِيَّ حِيْنَ خَرَجَ فِيْ فِتْنَةِ ابْنِ الزُّبَيْرِ اَرْسَلَ اِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ يَسْاَلُهُ عَنْ سَهْمِ ذِى الْقُرْبٰى لِمَنْ تُرَاهُ قَالَ هُوَ لَنَا لِقُرْبٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَسَمَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهُمْ وَقَدْ كَانَ عُمَرُ عَرَضَ عَلَيْنَا شَيْئًا رَاَيْنَاهُ دُوْنَ حَقِّنَا فَاَبَيْنَا اَنْ نَقْبَلَهُ وَكَانَ الَّذِىْ عَرَضَ عَلَيْهِمْ اَنْ

4144-اخرجه مسلم في الجهاد والسير، باب النساء الغازيات يرضخ لهن ولا يسهم و النهي عن قتل صبيان اهل الحرب (الحديث 137 و 138 و 139 و 140 و 141) . واخرجه ابو داؤد في الجهاد، باب في المراة و العبد يحذيان من الغنيمة (الحديث 2727 و 2728)، و في الخراج والامارة والفيء، باب في بيان مواضع قسم الخمس و سهم ذي القربى (الحديث 2982) . و اخرجه الترمذي في السير، باب من يعطى الفيء (الحديث 1556) . و اخرجه النسائي في قسم الفيء (الحديث 4145) . تحفة الاشراف (6557) .

يُعِينَ نَاكِحَهُمْ وَيَقْضِيَ عَنْ غَارِمِهِمْ وَيُعْطِيَ فَقِيرَهُمْ وَاَبَى اَنْ يَزِيدَهُمْ عَلَى ذٰلِكَ .

☆☆ یزید بن ہرمز بیان کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ (کی وجہ سے مکہ مکرمہ پر ہونے والے حملے) کے دوران نجدہ حروری نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو پیغام بھیجا اور ان سے ذوی القربیٰ کے حصے کے بارے میں دریافت کیا' آپ کی اس کے بارے میں کی رائے ہے؟ یہ کسے ملنا چاہیے؟ تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یہ ہمیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریبی رشتہ داروں کو ملنا چاہیے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ انہی میں تقسیم کیا کرتے تھے۔

(حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بتایا:) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہمیں ایک پیشکش کی تھی' جس کے بارے میں ہم نے یہ سمجھا تھا کہ یہ ہمارے حق سے کم ہے' اس لیے ہم نے اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا۔

(راوی کہتے ہیں:) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان حضرات کو یہ پیشکش کی تھی کہ جس شخص نے نکاح کرنا ہوگا' وہ اس کی مدد کریں گے' جس شخص نے قرض ادا کرنا ہوگا' وہ اس کی طرف سے قرض ادا کر دیں گے اور جو شخص غریب ہوگا' اُسے مال عطاء کر دیں گے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے زیادہ کچھ کرنے سے انکار کر دیا تھا۔

مال فئے سے متعلق احکام ومسائل کا بیان

مسئلہ نمبر 1۔ وما افاء اللہ علی رسولہ منھم فما اوجفتم یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول پر بنونضیر کے اموال لٹا دیے تم نے اس پر گھوڑے نہیں دوڑائے۔ ایجاف سے مراد رفتار میں تیزی دکھانا ہے یہ جملہ بولا جاتا ہے: وجف الفرس جب گھوڑا تیز دوڑا، اوجفتہ انا، میں نے اسے حرکت دی، میں نے اسے کسی کے پیچھے لگایا؛ اسی معنی میں تمیم بن مقبل کا قول ہے: اذا الرکب اوجفوا جب اونٹ تیزی سے چل پڑے۔ رکاب کا معنی اونٹ ہے اس کی واحد راحلہ ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: تم نے وہاں تک پہنچنے میں کوئی لمبا سفر طے نہیں کیا، نہ وہاں جنگ اور کسی مشقت کا سامنا کیا۔ یہ بستی مدینہ طیبہ سے دو میل کے فاصلے پر تھی۔ فراء نے کہا: صحابہ کرام پیدل ہی وہاں گئے گھوڑوں اور اونٹوں پر سوار نہ ہوئے مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اونٹ پر سوار ہوئے تھے یا ایسے دراز گوش پر سوار ہوئے تھے جس کو کھجور کی رسی ڈالی گئی تھی۔ اس بستی کو صلح کے ذریعے فتح کیا۔ انہیں جلاوطن کیا اور ان کے اموال اپنے قبضہ میں لے لیے۔ مسلمانوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس امر کا سوال کیا کہ یہ اموال بھی ان میں تقسیم کر دیے جائیں تو یہ آیت نازل ہوئی وما افاء اللہ علی رسولہ منھم فما اوجفتم علیہ اللہ تعالیٰ نے بنی نضیر کے اموال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خاص کر دیے جہاں آپ چاہیں انہیں صرف کریں، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ اموال مہاجرین میں تقسیم کر دیئے۔

علامہ واقدی نے کہا: اسے ابن وہب نے امام مالک سے روایت کیا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین محتاج انصاریوں کے علاوہ کسی انصاری کو کچھ بھی نہ دیا ان میں حضرت ابو دجانہ، حضرت سماک بن خرشہ، حضرت سہل بن حنیف اور حضرت حارث بن صمہ رضی اللہ عنہم تھے۔ ایک قول یہ کیا گیا: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف دو انصاری صحابہ کو مال عطا کیا حضرت سہل اور حضرت ابو دجانہ رضی اللہ عنہما۔ ایک قول یہ کیا جاتا ہے: آپ نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو ابن ابی حقیق کی تلوار عطا کی۔ اس کی یہ تلوار ایسی تھی جس کا ان کے ہاں بڑا شہرہ تھا۔ بنونضیر میں سے صرف دو افراد ایمان لائے سفیان بن عمیر اور سعد بن وہب، دونوں

نے اس شرط پر اسلام قبول کیا کہ ان کے اموال انہیں کے پاس رہیں گے تو انہوں نے اپنے اموال کو محفوظ کر لیا۔

صحیح مسلم میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت منقول ہے کہ بنونضیر کے اموال وہ اموال تھے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو عطا کر دیئے جن پر مسلمانوں نے اپنے گھوڑے اور اونٹ نہیں دوڑائے۔ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خاص تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان اموال میں سے اپنے گھر والوں کو سال بھر کا خرچہ عطا کرتے اور ان اموال میں سے جو کچھ بچ رہتا اسے جہاد میں استعمال ہونے والے جانوروں اور اسلحہ میں استعمال کرتے تا کہ جہاد کی تیاری رہے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: میرے اور حضرت علی کے درمیان ان اموال میں فیصلہ کر دیجئے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو عطا فرمائے۔ حضرت عمر نے کہا: کیا تم دونوں جانتے ہو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا: اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو خاص کیا ہے کسی اور فرد کو ان اموال کے لئے خاص نہیں کیا ما افاء اللہ علی رسولہ من اھل القری فللہ وللرسول۔

میں نہیں جانتا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے پہلے والی آیت پڑھی ہے یا نہیں پڑھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو نضیر کے اموال تمہارے درمیان تقسیم کر دیئے اللہ کی قسم! حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان اموال کو تمہارے مقابلہ میں اپنے لئے خاص نہیں کیا اور نہ تمہیں چھوڑ کر خود لیا یہاں تک کہ یہ مال باقی رہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سال بھر کا روزینہ اس سے لیتے باقی ماندہ کو دوسرے اموال جیسا قرار دیتے۔ اسے امام مسلم نے نقل کیا ہے۔

ایک قول یہ کیا گیا ہے: جب بنونضیر نے اپنے گھر اور اپنے اموال چھوڑے تو مسلمانوں نے یہ مطالبہ کر دیا کہ مال غنیمت کی طرح ان اموال میں بھی ان کا حصہ معین کیا جائے تو اللہ تعالیٰ نے یہ واضح فرمایا کہ یہ مال فئی ہے وہاں کچھ لڑائی ہوئی تھی کیونکہ انہیں کچھ عرصہ محاصرہ میں رکھا گیا تھا، انہوں نے قتال کیا اور کچھ لوگ قتل ہوئے پھر جلاوطنی کی شرط پر صلح کر لی حقیقت میں کوئی بڑی جنگ نہیں ہوئی تھی بلکہ جنگ کی شروعات ہوئی تھیں اور محاصرہ ہوا تھا اور اللہ تعالیٰ نے ان اموال کو اپنے رسول کے لئے خاص کر دیا تھا۔ مجاہد نے کہا: اللہ تعالیٰ نے صحابہ کو آگاہ کیا اور یاد دلایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کی مدد کی اور بغیر لشکر کشی اور سامان حرب کے انہیں غلبہ عطا کیا۔

ولکن اللہ یسلط رسلہ علی من یشاء یعنی دشمنوں میں سے جس پر چاہتا ہے غلبہ عطا فرماتا ہے۔ اس میں اس امر کی وضاحت ہے کہ یہ اموال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تھے، صحابہ کرام کا ان میں کوئی حصہ نہیں تھا۔

مسئلہ نمبر 2۔ ما افاء اللہ علی رسولہ من اھل القری حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: اہل قری سے مراد قریظہ اور بنو نضیر ہیں۔ یہ دونوں قبیلے مدینہ طیبہ اور فدک میں آباد تھے۔ فدک جو مدینہ طیبہ اور خیبر سے تین دن کی مسافت پر واقع تھا۔ عرینہ اور ینبع کی بستیاں بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خاص تھیں۔ اس امر کی وضاحت کی کہ اس مال میں جسے اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خاص کیا اس میں رسول اللہ کے علاوہ کے لئے بھی حصے ہیں مقصد بندوں کی ضروریات کو پیش نظر رکھنا تھا۔ علماء نے اس آیت اور اس سے قبل آیت کے معنی میں گفتگو کی ہے کیا دونوں کا معنی ایک ہے یا مختلف ہے؟ آیت جو سورہ انفال میں ہے تو علماء میں سے ایک جماعت نے کہا: اللہ تعالیٰ کا فرمان ما افاء اللہ علی رسولہ من اھل القری اس کا حکم اس آیت کے حکم سے منسوخ ہے جو

انفال میں ہے کہ خمس ان افراد کے لئے ہے جن کو ذکر کیا گیا اور باقی چار حصے جہاد کرنیوالوں کے لئے ہے۔ ابتداء اسلام میں غنیمت انہیں اقسام پر تقسیم ہوتی تھی؛ یہ قول یزید بن رومان، قتادہ اور دوسرے علماء کا ہے: اس کی مثل امام مالک سے مروی ہے۔ ایک قوم نے کہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مال صلح کے ساتھ لیا اس پر گھوڑے اور اونٹ نہیں دوڑائے تو یہ ان کے لئے ہوگا جن کا اللہ تعالیٰ نے نام لیا ہے پہلا مال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خاص ہوگا جب ضرورت ہوتی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس سے لے لیتے اور باقی ماندہ مسلمانوں کی ضروریات میں خرچ کر دیتے۔ معمر نے کہا: پہلا مال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہے اور دوسرا مال جزیہ اور خراج ہے۔ یہ ان مذکورہ افراد کے لئے جن کا ذکر ہوا ہے۔ تیسرا مال غنیمت ہے جس کا ذکر سورہ انفال میں ہے یہ مجاہدین کے لئے ہے۔

ایک قوم نے کہا جن میں امام شافعی بھی ہیں: دونوں آیتوں کا معنی ایک ہی ہے، یعنی کفر کے وہ اموال جو جنگ کے بغیر حاصل ہوتے انہیں پانچ حصوں میں تقسیم کیا جائے گا، چار حصے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہوتے اور پانچواں حصہ پانچ حصوں میں تقسیم ہوگا۔ ایک حصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہوگا، ایک حصہ قریبی رشتہ داروں کا ہوگا۔ وہ بنو ہاشم اور بنو مطلب ہیں۔ کیونکہ انہیں زکوۃ لینے سے روک دیا گیا تھا۔ تو مال فئی میں ان کا حق رکھ دیا گیا۔ ایک حصہ یتیموں کے لئے ہوگا، ایک حصہ مسکینوں کے لئے ہوگا، ایک حصہ مسافروں کے لئے ہوگا۔ جہاں تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پردہ فرمانے کے بعد مال فئی میں سے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے حصہ تھا۔ امام شافعی کے قول کے مطابق ان مجاہدین پر صرف کیا جائے گا جو سرحدوں کی نگہبانی کرتے ہیں کیونکہ یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قائم مقام ہیں۔ دوسرے قول میں ہے: اس مال کو مسلمانوں کی ضروریات کے لئے صرف کیا جائے گا جیسے سرحدوں کی حفاظت، نہریں کھودنا، پل بنانا۔ زیادہ اہم کو اہم پر مقدم رکھا جائے گا۔ یہ طریقہ مال فئی کے 4/5 حصہ میں جاری ہوگا یہ حکم قال فئی کے 4/5 حصہ میں ہے۔ جہاں تک مال فئی میں اور مال غنیمت میں سے پانچویں حصہ کا تعلق ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد مسلمانوں کے مصالح کے لئے استعمال ہوگا۔ اس میں کسی قسم کا کوئی اختلاف نہیں جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ تمہاری غنیمتوں میں سے میرے لئے خمس کے سوا کچھ نہیں اور خمس (پانچواں حصہ) بھی تمہاری طرف ہی لوٹا دیا گیا ہے جس بارے میں گفتگو سورہ انفال میں گزر چکی ہے؛ اسی طرح جو مال حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے پیچھے چھوڑ جائیں اس میں بھی وراثت جاری نہیں ہوگی بلکہ یہ صدقہ ہے جسے مسلمانوں کے مصالح میں صرف کیا جائے گا جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا ہم جو کچھ چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہوتا ہے۔

ایک قول یہ کیا گیا ہے: فئی کا مال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ما افاء اللہ علی رسولہ اللہ تعالیٰ نے اس مال کو اپنے رسول کی طرف منسوب کیا ہے جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مال جمع نہیں کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم صرف اس قدر مال لیا کرتے تھے جس قدر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والوں کی ضروریات ہوتیں تھیں باقی ماندہ مسلمانوں کی ضروریات کے لئے خرچ کر دیتے۔

قاضی ابوبکر بن عربی نے کہا: اس میں کوئی اشکال نہیں کہ تین آیات میں تین معانی ہیں۔ جہاں تک پہلی آیت کا تعلق ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا ہے:۔ منھم سے مراد اہل کتاب ہیں اس کا عطف سابقہ کلام پر ہے۔

فما اوجفتم علیہ من خیل ولا رکاب اس سے اسی چیز کا ارادہ کیا جس طرح ہم نے بیان کیا ہے۔ پس تمہارا اس میں کوئی حق نہیں اسی وجہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خاص تھا۔ مراد بنی نضیر اور جوان کی مثل ہیں۔ یا یہ ہی آیت ہے اور معنی بھی ایک ہی ہے۔

دوسری آیت اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: یہ نئی کلام ہے پہلی سے مختلف ہے پہلی آیت میں موجود مستحقین کے علاوہ کے استحقاق کے لئے ہے۔

تیسری آیت سے مراد آیت غنیمت ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس کا معنی اور ہے، ایک اور مستحق کے استحقاق کو ثابت کرتا ہے مگر پہلی اور دوسری آیت دونوں اس میں شریک ہیں کہ ان میں سے ہر ایک کسی ایسی چیز کو ضمن میں لئے ہوئے ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو عطا فرمائی ہے۔ پہلی آیت اس امر کا تقاضا کرتی ہے کہ یہ مال جنگ کے بغیر حاصل ہوا ہے۔ آیت انفال اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ یہ مال قتال کے ساتھ حاصل ہوا ہے جبکہ تیسری آیت ما فاء اللہ علی رسولہ من اھل القری اس امر سے خالی ہے کہ وہ مال جنگ سے یا بغیر جنگ کے حاصل ہوا؛ اسی وجہ سے اختلاف پیدا ہوا۔ ایک جماعت نے کہا: یہ پہلی آیت کے ساتھ لاحق کی جائے گی، یہ سب کا سب صلح کا مال ہوگا یا اس کی مثل مال ہوگا۔

ایک جماعت کا قول ہے: یہ دوسری آیت جو آیت انفال ہے کے ساتھ لاحق کی جائے گی۔ جنہوں نے کہا: یہ آیت آیت انفال کے ساتھ لاحق کی جائے گی انہوں نے اس میں اختلاف کیا ہے کیا یہ منسوخ ہے جس طرح پہلے گزرا ہے یا یہ محکم ہے؟ اللہ تعالیٰ کی وہ شہادت جو اس سے پہلے ہے اسے اس کے ساتھ لاحق کرنا زیادہ بہتر ہے کیونکہ اس میں ایک نیا فائدہ اور نیا معنی ہے؛ جبکہ یہ تو معلوم و مشہور ہے کہ آیت کے حرف جو دوسری آیت سے زائد ہوں اسے نئے فائدہ پر محمول کرنا زیادہ مناسب ہے بنسبت اس کے کہ اسے سابقہ فائدہ پر ہی محمول کیا جائے۔

ابن وہب نے امام مالک سے فما اوجفتم علیہ من خیل ولا رکاب کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد بنو نضیر ہیں اس میں خمس لازم نہیں تھا اور نہ ہی ان اموال کو حاصل کرنے کے لئے گھوڑے اور اونٹ دوڑائے گئے تھے۔ یہ صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان اموال کو مہاجرین اور تین انصاری صحابہ کے درمیان تقسیم فرما دیا جس طرح ما افاء اللہ علی رسولہ من اھل القری کی تفسیر میں یہ قول گزر چکا ہے کہ اھل القری سے مراد قریظہ کا قبیلہ ہے۔ قریظہ اور غزوہ خندق کا واقعہ ایک ہی روز ہوا تھا۔ ابن عربی نے کہا: امام مالک کا قول کہ دوسری آیت بنو قریظہ کے بارے میں نازل ہوئی، اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس کا معنی آیت انفال کے معنی کی طرف لوٹ رہا ہے اور اسے نسخ لاحق ہوتا ہے۔ اسے محکم قرار دینے کی بنسبت یہ قول زیادہ قوی ہے۔ ہم کسی قول کو پسند نہیں کرتے مگر اسے ہی جسے ہم نے اس انداز میں تقسیم کیا ہے۔ اور ہم نے وضاحت کردی ہے کہ دوسری آیت کا معنی نیا ہے جس طرح ہم نے اسے پر دلیل قائم کی ہے۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔

میں کہتا ہوں: انہوں نے جو پسند کیا ہے، وہ حسن ہے۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ سورۃ حشر سورۃ انفال کے بعد نازل ہوئی یہ امر محال ہے کہ متقدم بعد میں نازل ہونے والی آیت کو منسوخ کردے۔ ابن ابی نجیح نے کہا: مال تین قسم کے ہیں۔ مال غنیمت، مال فئی،

صدقہ۔ ان میں سے کوئی درہم نہیں مگر اللہ تعالیٰ نے اس کا محل بیان کر دیا ہے۔ یہ زیادہ مناسب ہے۔
مسئلہ نمبر 3۔ وہ اموال جن میں ائمہ اور والیوں کا عمل دخل ہوتا ہے اس کی تین قسمیں ہیں۔
۱۔ جو مسلمانوں سے اس طریقہ پر لیا جاتا ہے کہ مسلمانوں کو پاک کیا جائے جس طرح صدقات، زکوٰۃ وغیرہ۔
۲۔ مال غنیمت، اس سے مراد وہ مال ہے جو کفار کے اموال میں سے مسلمانوں کے ہاتھ لگتا ہے جیسے جنگ وغلبہ کے ذریعے۔
۳۔ مال فئی: اس سے مراد وہ اموال ہیں جو کفار کے اموال میں سے مسلمانوں کے ہاتھ لگتے ہیں اس میں کوئی جنگ نہیں ہوتی اور نہ گھوڑوں کو دوڑایا جاتا ہے جس طرح صلح، جزیہ، خراج اور کافر تجار سے ٹیکس، اس کی مثل یہ صورت بھی ہے کہ مشرک بھاگ جائیں اور اپنے اموال چھوڑ جائیں یا ان میں سے کوئی دارالسلام میں فوت ہو جائے اور اس کا کوئی وارث نہ ہو۔ جہاں تک صدقہ کا تعلق ہے، اس کا مصرف فقراء، مساکین اور عاملین زکوٰۃ ہیں جس طرح اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا ہے۔ جس کی وضاحت سورہ برائت میں گزر چکی ہے۔ جہاں تک مال غنیمت کا تعلق ہے۔ ابتداء اسلام میں یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تھے، جیسے چاہیں اس میں صرف کریں جس طرح سورہ انفال میں فرمایا قل الانفال للہ والرسول (آیت: 1) پھر اس حکم کو منسوخ کر دیا گیا ارشاد باری تعالیٰ ہے: واعلموا انما غنمتم من شئی (انفال: ۴۱) سورہ انفال میں اس کی وضاحت گزر چکی ہے۔ جہاں تک مال فئی کا تعلق ہے تو اس کی تقسیم اور خمس کی تقسیم برابر ہے۔ امام مالک کے نزدیک دونوں قسم کے اموال کی تقسیم کا انحصار امام کی رائے پر ہے۔ اگر اس کی رائے بنے کہ اسے ان مصائب کے لئے محفوظ کر لے جو مسلمانوں پر واقع ہوتی ہیں تو ایسا کرے اگر وہ دونوں یا ایک کی تقسیم کی رائے بنے کہ اسے ان مصائب کے لئے محفوظ کر لے جو مسلمانوں پر واقع ہوتی ہے تو ایسا کرے اگر وہ دونوں یا ایک کی تقسیم کی رائے بنے تو لوگوں کے درمیان ایسی تقسیم کر دے اور عربی اور اس کے مولی میں برابری کرے اور مرد وعورت میں سے فقراء سے شروع کرے یہاں تک کہ وہ غنی ہو جائیں۔ مال فئی میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریبی رشتہ داروں کو وہ حصہ دے جو امام کی رائے بنے ان کے لئے کوئی معلوم حد نہیں ان میں سے غنی کو عطا کرنے میں اختلاف کیا گیا ہے۔ اکثر کی رائے ہے کہ انہیں اس میں حصہ دیا جائے کیونکہ یہ ان کا حق ہے۔ امام مالک نے کہا: فقراء کے علاوہ کسی کو کچھ نہ دیا جائے گا کیونکہ ان کے حق میں یہ صدقہ کا عوض ہے۔
امام شافعی نے کہا: کفار کا جو مال بغیر قتال کے حاصل ہوتا وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں پچیس حصوں میں تقسیم کر دیا جاتا۔ بیس حصے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہوتے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس میں جا چاہتے کرتے اور پانچواں حصہ وہاں صرف کیا جاتا جہاں مال غنیمت کا پانچواں حصہ صرف کیا جاتا۔
ابو جعفر بن داؤدی نے کہا: یہ ایسا قول ہے جو پہلے کسی نے نہیں کیا جو کچھ ہم جانتے ہیں بلکہ یہ سارا مال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تھا۔ جس طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے صحیحین میں ثابت ہے۔ اگر یہ بات ہوتی تو اللہ تعالیٰ کا فرمان: خالصة لك من دون المومنين (الاحزاب: 50) اس پر دلالت کرتا کہ کسی غیر کو ہبہ کرنا جائز ہوتا اور اللہ تعالیٰ کا فرمان: خالصة يوم القيمة (الاعراف: 32) اس امر کو جائز کرتا ہے کہ اس میں اور بھی شریک ہیں۔ امام شافعی کا اس بارے میں مفصل گزر چکا ہے۔ الحمد للہ۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب یہ ہے کہ فئی کے خمس کا طریقہ وہی ہے جو مال غنیمت کے خمس کا طریقہ ہے اور 4/5 حصہ نبی

کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہوگا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد یہ مسلمانوں کی مصلحتوں کے لئے ہوگا۔ آپ کا ایک قول بھی ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد یہ ان لوگوں کے لئے ہوگا جنہوں نے اپنے آپ کو جہاد کے لئے وقف کر رکھا ہو۔

مسئلہ نمبر 4۔ ہمارے علماء نے کہا: جس شہر سے جو مال اکٹھا کیا گیا ہے تمام مال وہاں ہی تقسیم کردیا جائے گا۔ جس شہر سے وصول کیا گیا ہے وہاں سے اسے منتقل نہیں کیا جائے گا یہاں تک کہ وہ غنی ہو جائیں۔ پھر وہاں سے قریبی کی طرف منتقل کیا جائے مگر اس صورت میں کہ جس جگہ سے مال وصول کیا گیا ہے اس کی بجائے کسی اور جگہ سخت فاقہ کی نوبت آجائے تو وہاں سے فاقہ والی جگہ کی طرف مال منتقل کردیا جائے گا جس طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آفت کے سالوں میں کیا تھا وہ پانچ سال تھے یا چھ سال تھے۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے: یہ دو سال تھے۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے: یہ ایک سال تھا جس میں طاعون کے ساتھ بھوک شدید ہوگئی تھی۔

اگر ایسی صورتحال نہ ہو جو ہم نے بیان کی اور امام کی یہ رائے ہو کہ مال فئی کو روک لے تو مسلمانوں پر واقع ہونے والی آفت کے لئے اسے روک لیا اور اس مال میں سے نوزائیدہ بچے کو دے اور اس کی تقسیم اس فرد سے شروع کرے جس کا باپ فقیر ہو۔ مال فئی اغنیاء کے لئے بھی حلال ہے۔ اس کی تقسیم میں سب لوگوں کو برابر رکھے مگر ضرورت مندوں کو ترجیح دے، جس قدر کسی کی ضرورت ہو اس کی مناسبت سے زیادہ دے۔ اس مال سے مقروضوں کو دے جس کے ذریعے وہ اپنے قرضے ادا کریں اگر کوئی انسان اہل ہو تو اس میں سے انعام اور عطیہ دے۔ قاضیوں، حکام اور ان کو دے جس میں انسان کی منفعت ہو۔ اس میں سے زیادہ حصہ کے مستحق وہ لوگ ہیں جو مسلمانوں کے لئے زیادہ نفع کا باعث ہوں۔ جس نے مال فئی میں سے کوئی چیز دیوان میں نام لکھوا کر لی تو اس پر لازم ہوگا کہ وہ جہاد میں شریک ہو جب جہاد کیا جائے۔

مسئلہ نمبر 5۔ کی لا یکون دولۃ عام قراءت یکون یاء کے ساتھ ہے۔ اور دولۃ نصب کے ساتھ ہے تقدیر کلام یہ ہوگی کی لا یکون الفئی دولۃ۔ ابو جعفر، اعرج اور ہشام نے ابن عامر سے اور ابوحیوہ نے تکون تاء کے ساتھ اور دولۃ کو مرفوع پڑھا ہے۔ یہ کان فوجی سپاہیوں میں سے وظیفہ خواروں کا رجسٹر نامہ ہے۔ دولۃ یہ کان کا اسم ہونے کی حیثیت سے مرفوع ہے اور اس کی خبر نہیں ہے۔ یہ جائز ہے کہ یہ ناقصہ ہو اور اس کی خبر بین الاغنیاء منکم ہو اور یہ بھی جائز ہے کہ بین الاغنیاء منکم یہ دولۃ کا وصف ہو۔ عام قرات دول۔ دال کے ضم کے ساتھ ہے۔ سلمی اور ابوحیوہ نے اسے نصب کے ساتھ یعنی دولۃ پڑھا ہے۔ عیسیٰ بن عمر، یونس اور اصمعی نے کہا: یہ دونوں لغتیں ایک ہی معنی میں ہیں۔ ابو عمرو بن علاط نے کہا: دولۃ سے مراد جنگ وغیرہ میں کامیابی کو کہتے ہیں۔ یہ مصدر اور ضمہ کے ساتھ اس شے کا نام ہے جو مال اور لوگوں کے درمیان گردش کناں ہو؛ ابو عبید نے بھی کہا ہے: الدولۃ ایسی چیز کو کہتے ہیں جو گردش کرتی رہتی ہے اور دولۃ مصدر ہے آیت کا معنی یہ ہے مال فئی میں یہ اس لئے کہا تا کہ رؤساء اغنیا اور قوی لوگ آپس میں تقسیم نہ کرلیں فقراء اور کمزور لوگوں کو کچھ حصہ نہ ملے کہ دور جاہلیت میں جب کوئی قوم مال غنیمت حاصل کرتی تو ان کا رئیس اس کو چوتھا حصہ اپنے لئے لیتا یہی مرباع تھا پھر مرباع کے بعد اپنے لئے جو چاہتا منتخب کرلیتا؛ اس بارے میں شاعر نے کہا:

لک المرباع منها والصفایا

اس مال غنیمت میں سے تیرے لئے مرباع اور چنا ہوا مال ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: تا کہ اس میں اس طرح کا معاملہ نہ کیا جائے جس طرح کا معاملہ دور جاہلیت میں کیا جاتا تھا، اللہ تعالیٰ نے یہ مال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خاص کر دیا تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے وہاں صرف کر دیں جہاں صرف کرنے کا حکم دیا گیا ہے جبکہ اس میں خمس نہیں جب خمس لازم ہوگا تو وہ تمام مسلمانوں میں تقسیم ہوگا۔

مسئلہ نمبر 6۔ وما اتکم الرسول فخذوہ، وما نھکم عنہ فانتھوا یعنی مال غنیمت میں سے رسول اللہ جو تمہیں دیں وہ لے لو اور جس چیز کو لینے اور خیانت کرنے سے روکیں اس سے رک جاؤ؛ یہ حضرت حسن بصری اور دوسرے علماء کا نقطہ نظر ہے۔ سدی نے کہا: مال فئی میں سے جو رسول اللہ تمہیں عطا کریں وہ لے لو اور جس چیز سے منع کریں اس کا مطالبہ نہ کرو۔ ابن جریج نے کہا: میری طاعت کے بارے میں جو پیغام لائیں اسے بجا لاؤ اور میری معصیت سے روکیں تو اس سے رک جاؤ۔ ماوردی نے کہا: ایک قول یہ کیا گیا: یہ امر تمام اوامر و نواہی پر محمول ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم صرف اچھے امر کا حکم دیتے ہیں اور فاسد امر سے روکتے ہیں۔ میں کہتا ہوں: اس سے مراد بھی وہی ہے جو اس سے ماقبل قول کی مراد تھی۔ یہ تین اقوال ہیں۔

مسئلہ نمبر 7۔ مہدوی نے کہا: وما اتکم الرسول فخذوہ وما نھکم عنہ فانتھوا یہ ارشاد اس امر کو ثابت کرتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس چیز کا حکم دیا وہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے امر ہے۔ یہ آیت کریمہ اگرچہ غنائم کے بارے میں ہے پھر بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام اوامر اور نواہی اس میں داخل ہیں۔ حضرت حکم بن عمیر نے کہا جو صحابی تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ قرآن اس کے لئے سخت مشکل ہے جو اسے ترک کرے اور جو اس کی اتباع کرے اور اس کی طلب کرے اس کے لئے آسان ہے۔ اور میری حدیث بھی مشکل ہے جس نے میری حدیث کو مضبوطی سے پکڑا اور اسے یاد کیا تو وہ قرآن کے ساتھ نجات پا گیا جس نے قرآن اور میری حدیث کے بارے میں سستی کی تو وہ دنیا و آخرت میں خسارے میں رہا۔ تمہیں یہ حکم دیا گیا ہے کہ میرے قول کو مضبوطی سے پکڑو، میرے حکم کی مخالفت کرو اور میری سنت کی اتباع کرو۔ جو میرے قول پر راضی ہوا وہ قرآن پر راضی ہوا جس نے میرے قول کا مذاق اڑایا تو اس نے قرآن کا مذاق اڑایا؛ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: وما اتکم الرسول فخذوہ، وما نھکم عنہ فانتھوا۔

مسئلہ نمبر 8۔ عبد الرحمٰن بن زید نے کہا: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ایک محرم سے ملے جس کے جسم پر کپڑے تھے حضرت عبد اللہ بن مسعود نے کہا: یہ کپڑے اتار دو۔ اس آدمی نے عرض کی: کیا تم اس کی تصدیق کے لئے مجھ پر کتاب اللہ کی کوئی آیت پڑھو گے؟ فرمایا: ہاں وما اتکم الرسول فخذوہ وما نھکم عنہ فانتھوا عبد اللہ بن محمد بن ہارون فریابی نے کہا: میں نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو یہ کہتے ہوئے سنا: جو چاہو تم مجھ سے سوال کرو میں کتاب اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے تمہیں آگاہ کروں گا۔ میں نے آپ سے عرض کی: اللہ تعالیٰ آپ کے معاملات کو درست کرے، آپ اس محرم کے بارے میں کیا کہتے ہیں جو بھڑ کو قتل کر دیتا ہے؟ حضرت امام شافعی نے جواب دیا:

سفیان بن عیینہ، عبد الملک بن عمیر سے وہ ربعی بن حراش وہ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اقتدوا باللذین من بعدی ابی بکر و عمر میرے بعد تم ابو بکر و عمر کی پیروی کرنا۔

سفیان بن عیینہ، مسعر بن کدام سے وہ قیس بن مسلم سے وہ طارق بن شہاب سے وہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے

روایت نقل کرتے ہیں کہ حضرت عمر نے بھڑ کو قتل کرنے کا حکم دیا۔ ہمارے علماء نے کہا: یہ بہت اچھا جواب ہے۔ امام شافعی نے
حالت احرام میں بھڑ کو قتل مارنے کا فتویٰ دیا اور امام شافعی نے اس امر کی وضاحت کی کہ وہ اس مسئلہ میں حضرت عمر کی اقتدا کرتے
ہیں۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر کی اقتدا کا حکم دیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس امر کو قبول کرنے کا حکم دیا جو نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم ارشاد فرمائیں، تو بھڑ کے قتل کا جواز کتاب وسنت سے مستنبط ہے؛ یہی معنی عکرمہ کے قول میں گزر چکا ہے جب ان سے
امہات اولاد کے بارے میں پوچھا گیا۔ فرمایا: سورہ نساء میں انہیں آزاد قرار دیا گیا ہے: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اطیعوا اللہ واطیعوا
الرسول واولی الامر منکم (آیت:59)

صحیح مسلم اور دوسری کتب میں علقمہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
ارشاد فرمایا: لعن اللہ الواشات والمسو شمات والمتصفات والمتفلحات للحسن المغیر ات خلق اللہ اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو گودنے والیوں پر، گدوا
جانے والیوں پر، چہرے سے بال نوچنے والیوں پر، خوبصورت کے لئے دانتوں کو کھلا کرانے والیوں پر اور اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ
چیزوں میں تبدیلی کرنے والیوں پر۔

بنی اسد کی ایک عورت تک یہ خبر پہنچی جسے ام یعقوب کہا جاتا وہ عورت آئی اس نے کہا: مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ تو نے اس اس عورت
پر لعنت کی ہے۔ فرمایا: جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی ہے میں اس پر کیوں لعنت نہ کروں جبکہ وہ کتاب اللہ میں ہے؟
اس عورت نے کہا: دفتین میں جو کچھ ہے میں نے اسے پڑھا ہے میں نے اس میں وہ نہیں پایا جو تم کہتے ہو۔ فرمایا: اگر تو اس کو پڑھتی تو
ضرور پاتی، کیا تو نے اسے پڑھا: وما اتٰتکم الرسول فخذوہ وما نھٰکم عنہ فانتھوا۔ اس نے کہا: کیوں نہیں؟ فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے اس سے منع کیا ہے۔ یہ بحث سورہ نساء میں مفصل گزر چکی ہے۔

مسئلہ نمبر 9۔ وما اتٰکم الرسول فخذوہ یہاں لفظ ایتاء آیا ہے جس کا معنی عطا کرنا ہے تاہم اس کا معنی دینا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان
ہے: وما نھٰکم عنہ فانتھوا اس کے مقابل نہی کا لفظ ذکر کیا۔ نہی، امر کے سوا کسی کے مقابل نہیں ہوتی۔ جو چیز ہم نے پہلے ذکر کی ہے اس
کے فہم پر دلیل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا ہے: اذا امرتکم بامر فاتوا منہ ما استطعتم واذا نھیتکم عن شئی
فاجتنبوا۔

جب میں تمہیں کسی امر کا حکم دوں تو جتنی طاقت رکھو اس کو بجالاؤ اور جب میں کسی چیز سے منع کروں تو اس سے اجتناب کرو۔
کلبی نے کہا: یہ آیت مسلمان روسا کے بارے میں نازل ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مشرکوں کے اموال پر غالب آئے تو
عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم پسندیدہ چیز اور چوتھا حصہ لے لیں باقی ہمارے لئے چھوڑ دیں، ہم دور جاہلیت میں اس طرح
کیا کرتے تھے اور انہوں نے یہ پڑھا: لک المرباع منھا والصفایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اس میں سے چوتھا حصہ اور منتخب چیز
ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔ (تفسیر قرطبی، سورہ حشر، بیروت)

4145 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ - وَهُوَ ابْنُ هَارُوْنَ - قَالَ اَنْبَانَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْحَاقَ عَنْ

4145-تقدم (الحديث 4144) .

الزُّهْرِيِّ وَمُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ هُرْمُزَ قَالَ كَتَبَ نَجْدَةُ اِلٰى ابْنِ عَبَّاسٍ يَسْاَلُهُ عَنْ سَهْمِ ذِي الْقُرْبٰى لِمَنْ هُوَ قَالَ يَزِيْدُ بْنُ هُرْمُزَ وَاَنَا كَتَبْتُ كِتَابَ ابْنِ عَبَّاسٍ اِلٰى نَجْدَةَ كَتَبْتُ اِلَيْهِ كَتَبْتَ تَسْاَلُنِي عَنْ سَهْمِ ذِي الْقُرْبٰى لِمَنْ هُوَ وَهُوَ لَنَا اَهْلَ الْبَيْتِ وَقَدْ كَانَ عُمَرُ دَعَانَا اِلٰى اَنْ يُنْكِحَ مِنْهُ اَيِّمَنَا وَيُحْذِيَ مِنْهُ عَائِلَنَا وَيَقْضِيَ مِنْهُ عَنْ غَارِمِنَا فَاَبَيْنَا اِلَّا اَنْ يُسَلِّمَهُ لَنَا وَاَبٰى ذٰلِكَ فَتَرَكْنَاهُ عَلَيْهِ .

☆☆ یزید بن ہرمز بیان کرتے ہیں: نجدہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو خط لکھا اور ان سے ذوی القربیٰ کے حصے کے بارے میں دریافت کیا' یہ کسے ملے گا؟

یزید بن ہرمز بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا نجدہ کے نام خط تحریر کیا تھا' میں نے اس خط میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف سے یہ تحریر کیا تھا: تم نے خط میں مجھ سے ذوی القربیٰ کے حصے کے بارے میں دریافت کیا ہے' وہ کسے ملے گا؟ تو وہ ہمیں' یعنی اہل بیت کو ملے گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہمیں یہ دعوت دی تھی کہ وہ اس حصے میں سے ہمارے غیر شادی شدہ لوگوں کا نکاح کروادیں گے' اور تنگ دست شخص کی مدد کریں گے' مقروض کا قرض ادا کروادیں گے۔ تو ہم نے ان کی اس بات کو تسلیم نہیں کیا تھا۔ ہم اسی بات کے قائل تھے کہ وہ ہمیں ہمارا مستقل حصہ دیں' تو انہوں نے ہماری اس بات کو تسلیم نہیں کیا' تو ہم نے بھی انہیں اسی حال پر چھوڑ دیا۔

4146 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا مَحْبُوبٌ - يَعْنِي ابْنَ مُوْسٰى - قَالَ اَنْبَاَنَا اَبُوْ اِسْحَاقَ - وَهُوَ الْفَزَارِيُّ - عَنِ الْاَوْزَاعِيِّ قَالَ كَتَبَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ اِلٰى عُمَرَ بْنِ الْوَلِيْدِ كِتَابًا فِيْهِ وَقَسْمُ اَبِيْكَ لَكَ الْخُمُسُ كُلُّهُ وَاِنَّمَا سَهْمُ اَبِيْكَ كَسَهْمِ رَجُلٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَفِيْهِ حَقُّ اللّٰهِ وَحَقُّ الرَّسُوْلِ وَذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتَامٰى وَالْمَسَاكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ فَمَا اَكْثَرَ خُصَمَاءَ اَبِيْكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَكَيْفَ يَنْجُو مَنْ كَثُرَتْ خُصَمَاؤُهُ وَاِظْهَارُكَ الْمَعَازِفَ وَالْمِزْمَارَ بِدْعَةٌ فِي الْاِسْلَامِ وَلَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ اَبْعَثَ اِلَيْكَ مَنْ يَجُزُّ جُمَّتَكَ جُمَّةَ السُّوْءِ .

☆☆ امام اوزاعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: عمر بن عبدالعزیز نے عمر بن ولید کو خط لکھا' جس میں یہ تحریر تھا:

''تمہارے باپ کی قسم! تمہیں مکمل خمس ملے گا اور تمہارے والد کا حصہ ایک عام مسلمان کی مانند ہوگا' کیونکہ اس میں اللہ کا بھی حق ہے' رسول اللہ کا بھی حق ہے' ذوی القربیٰ' یتامیٰ' مساکین اور مسافروں کا بھی حق ہے' قیامت کے دن تمہارے باپ کے ساتھ جھگڑا کرنے والے لوگ کتنے زیادہ ہوں گے اور ایسا شخص کیسے نجات پائے گا' جس کے ساتھ جھگڑا کرنے والے لوگ زیادہ ہوں گے' تمہارا آلاتِ موسیقی کو فروغ دینا اسلام میں بدعت ہے' میں نے یہ ارادہ کیا ہے' تمہاری طرف ایک ایسے شخص کو بھیجوں جو تمہارے سر کے لمبے بالوں' جو بُرے بال ہیں' انہیں کاٹ دے''۔

شرح

ان میں سب سے پہلا حصہ اللہ اور رسول کا ہے۔ اس حکم پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس طرح عمل کیا اس کی تفصیل

4146-لم نجد هذا الاثر في تحفة الاشراف للمزي و مكانه في مراسيل عمر بن عبد العزيز الاموي (13 / 319 - 321) .

مالک بن اوس بن الحدثان نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی روایت سے یہ نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس حصہ میں سے اپنے اہل وعیال کا نفقہ لے لیتے تھے اور باقی آمدنی جہاد کے لیے اسلحہ اور سواری کے جانور فراہم کرنے پر خرچ فرمائے تھے۔
(بخاری، مسلم، مسند احمد، ابوداؤد، ترمذی، نسائی وغیرہ)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد یہ حصہ مسلمانوں کے بیت المال کی طرف منتقل ہو گیا تا کہ یہ اس مشن کی خدمت پر صرف ہو جو اللہ نے اپنے رسول کے سپرد کیا تھا۔

امام شافعی سے یہ رائے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات خاص کے لیے جو حصہ تھا وہ آپ کے بعد آپ کے خلیفہ کے لیے ہے، کیونکہ آپ اس کے مستحق اپنے منصب امامت کی بنا پر تھے نہ کہ منصب رسالت کی بنا پر۔ مگر فقہائے شافعیہ کی اکثریت کا قول اس معاملہ میں وہی ہے جو جمہور کا قول ہے کہ یہ حصہ اب مسلمانوں کے دینی واجتماعی مصالح کے لیے ہے، کسی شخص خاص کے لیے نہیں ہے۔

دوسرا حصہ رشتہ داروں کا ہے، اوران سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتہ دار ہیں، یعنی بنی ہاشم اور بنی المطلب۔ یہ حصہ اس لیے مقرر کیا گیا تھا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ذات اور اپنے اہل وعیال کے حقوق ادا کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے ان رشتہ داروں کے حقوق بھی ادا فرما سکیں جو آپ کی مدد کے محتاج ہوں، یا آپ جن کی مدد کرنے کی ضرورت محسوس فرمائیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد یہ بھی ایک الگ اور مستقل حصہ کی حیثیت سے باقی نہیں رہا، بلکہ مسلمانوں کے دوسرے مساکین، یتامیٰ اور مسافروں کے ساتھ بنی ہاشم اور بنی المطلب کے محتاج لوگوں کے حقوق بھی بیت المال کے ذمہ عائد ہو گئے، البتہ اس بنا پر ان کا حق دوسروں پر فائق سمجھا گیا کہ زکوٰۃ میں ان کا حصہ نہیں ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس کی روایت ہے کہ حضرات ابوبکر وعمر وعثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں پہلے دو حصہ ساقط کر کے صرف باقی تین حصے (یتامیٰ، مساکین وابن السبیل) فَے کے حقداروں میں شامل رہنے دیے گئے، پھر اسی پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنے زمانہ میں عمل کیا۔ محمد بن اسحاق نے امام محمد باقر کا قول نقل کیا ہے کہ اگر چہ حضرت علی کی ذاتی رائے وہی تھی جو ان کے اہل بیت کی رائے تھی (کہ یہ حصہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتہ داروں کو ملنا چاہیے) لیکن انہوں نے ابوبکر وعمر کی رائے کے خلاف عمل کرنا پسند نہ فرمایا۔

حسن بن محمد بن حنفیہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ان دونوں حصوں (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حصے اور ذوی القربیٰ کے حصے) کے متعلق اختلاف رائے تھی کہ دوسرا حصہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتہ داروں کو ملنا چاہیے۔ کچھ اور لوگوں کا خیال تھا کہ دوسرا حصہ خلیفہ کے رشتہ داروں کو دیا جانا چاہیے۔ آخر کار اس بات پر اجماع ہو گیا کہ یہ دونوں حصے جہاد کی ضروریات پر صرف کیے جائیں۔ عطا بن سائب کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے اپنے عہد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حصہ اور رشتہ داروں کا حصہ بنی ہاشم کو بھیجنا شروع کر دیا تھا۔ امام ابوحنیفہ اور اکثر فقہائے حنفیہ کی رائے یہ ہے کہ اس معاملہ میں وہی عمل صحیح ہے جو خلفائے راشدین کے زمانہ میں جاری تھا (کتاب الخراج 11، لابی یوسف، صفحہ 19 تا 21)

امام شافعی کی رائے یہ ہے کہ جن لوگوں کا ہاشمی و مطلبی ہونا ثابت ہو یا عام طور پر معلوم و معروف ہو ان کے غنی و فقیر دونوں طرح کے اشخاص کو فے میں سے مال دیا جا سکتا ہے۔ (مغنی المحتاج)

حنفیہ کہتے ہیں کہ صرف ان کے محتاج لوگوں کی اس مال سے مدد کی جا سکتی ہے، البتہ ان کا حق دوسروں پر فائق ہے۔ (روح المعانی)۔ امام مالک کے نزدیک اس معاملہ میں حکومت پر کوئی پابندی نہیں ہے، جس مد میں جس طرح مناسب سمجھے صرف کرے۔ مگر اولیٰ یہ ہے کہ آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو مقدم رکھے۔ (حاشیہ الدسوقی علی الشرح الکبیر)

باقی تین حصوں کے بارے میں فقہا کے درمیان کوئی بحث نہیں ہے۔ البتہ امام شافعی اور ائمہ ثلاثہ کے درمیان اختلاف یہ ہے کہ امام شافعی کے نزدیک فے کے جملہ اموال کو پانچ برابر کے حصوں میں تقسیم کر کے ان میں سے ایک حصہ مذکورہ بالا مصارف پر اس طرح صرف کیا جانا چاہیے کہ اس کا 5/1 مصالح مسلمین پر، 5/1 بنی ہاشم و بنی المطلب پر، 5/1 مساکین پر اور 5/1 مسافروں پر صرف کیا جائے۔ بخلاف اس کے امام مالک، امام ابوحنیفہ اور امام احمد اس تقسیم کے قائل نہیں ہیں، اور ان کی رائے یہ ہے کہ فے کا پورا مال مصالح مسلمین کے لیے ہے۔ (مغنی المحتاج)

4147 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ يَزِيْدَ عَنْ يُوْنُسَ بْنِ يَزِيْدَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِىْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ اَنَّ جُبَيْرَ بْنَ مُطْعِمٍ حَدَّثَهٗ اَنَّهٗ جَآءَ هُوَ وَعُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكَلِّمَانِهٖ فِيْمَا قَسَمَ مِنْ خُمُسِ حُنَيْنٍ بَيْنَ بَنِىْ هَاشِمٍ وَبَنِى الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِ مَنَافٍ فَقَالَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَسَمْتَ لِاِخْوَانِنَا بَنِى الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِ مَنَافٍ وَلَمْ تُعْطِنَا شَيْئًا وَقَرَابَتُنَا مِثْلُ قَرَابَتِهِمْ. فَقَالَ لَهُمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِنَّمَا اَرٰى هَاشِمًا وَّالْمُطَّلِبَ شَيْئًا وَّاحِدًا". قَالَ جُبَيْرُ بْنُ مُطْعِمٍ وَلَمْ يَقْسِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِبَنِىْ عَبْدِ شَمْسٍ وَّلَا لِبَنِىْ نَوْفَلٍ مِّنْ ذٰلِكَ الْخُمُسِ شَيْئًا كَمَا قَسَمَ لِبَنِىْ هَاشِمٍ وَّبَنِى الْمُطَّلِبِ.

☆☆ سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے انہیں یہ بات بتائی ہے ایک مرتبہ وہ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس تقسیم کے بارے میں دریافت کریں، جو آپ نے غزوۂ حنین کے خمس میں سے بنو ہاشم اور بنو مطلب میں تقسیم کی تھی۔ ان دونوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! آپ نے بنو مطلب سے تعلق رکھنے والے ہمارے بھائیوں میں یہ چیز تقسیم کر دی ہے، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں کچھ بھی عطا نہیں کیا، حالانکہ ہماری بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وہی رشتے داری ہے، جو ان کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہے۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں حضرات کو یہ جواب دیا: میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہاشم اور مطلب ایک ہی حیثیت رکھتے ہیں۔

4147-اخرجه البخاري في فرض الخمس، باب و من الدليل على ان الخمس للامام و انه يعطي بعض قرابته دون بعض ما قسم النبي صلى الله عليه وسلم لبني المطلب و بني هاشم من خمس خيبر (الحديث 3140) بنحوه، في المناقب، باب مناقب قريش (الحديث 3502) مختصراً . و في المغازي، باب غزوة خيبر (الحديث 4229) بنحوه . واخرجه ابوداؤد في الخراج والامارة و الفيء، باب في بيان مواضع قسم الخمس و سهم ذي القربى (الحديث 4148) . واخرجه ابنماجه في الجهاد باب قسمة الخمس (الحديث 2881) . تحفة الاشراف (3185) .

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: (تو اس خمس میں سے) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو عبد شمس اور بنو نوفل کو کچھ بھی تقسیم نہیں کیا' جیسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو ہاشم اور بنو مطلب میں تقسیم کیا تھا۔

4148 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ قَالَ اَنْبَاَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْحَاقَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ لَمَّا قَسَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَهْمَ ذِي الْقُرْبٰى بَيْنَ بَنِي هَاشِمٍ وَّبَنِي الْمُطَّلِبِ اَتَيْتُهُ اَنَا وَعُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰؤُلَاءِ بَنُو هَاشِمٍ لَا نُنْكِرُ فَضْلَهُمْ لِمَكَانِكَ الَّذِيْ جَعَلَكَ اللّٰهُ بِهٖ مِنْهُمْ اَرَاَيْتَ بَنِي الْمُطَّلِبِ اَعْطَيْتَهُمْ وَمَنَعْتَنَا فَاِنَّمَا نَحْنُ وَهُمْ مِنْكَ بِمَنْزِلَةٍ.

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِنَّهُمْ لَمْ يُفَارِقُوْنِيْ فِيْ جَاهِلِيَّةٍ وَّلَا اِسْلَامٍ اِنَّمَا بَنُو هَاشِمٍ وَّبَنُو الْمُطَّلِبِ شَيْءٌ وَّاحِدٌ" . وَشَبَّكَ بَيْنَ اَصَابِعِهٖ .

☆☆ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ذوی القربیٰ کا حصہ بنو ہاشم اور بنو مطلب کے درمیان تقسیم کر دیا' تو میں اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے' ہم نے عرض کی: یا رسول اللہ! یہ جو بنو ہاشم ہیں' ہم ان کی فضیلت کا انکار نہیں کر رہے' چونکہ انہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نسبت حاصل ہے' اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان میں پیدا کیا ہے' لیکن بنو مطلب کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا رائے ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں عطاء کر دیا ہے اور ہمیں عطا نہیں کیا' حالانکہ ہمارا اور ان کا مرتبہ ایک ہی ہے۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''وہ جاہلیت اور اسلام کسی بھی دور میں مجھ سے الگ نہیں ہوں گے' بنو ہاشم اور بنو مطلب ایک ہی حیثیت کے مالک ہیں''۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگلیاں ایک دوسرے میں داخل کر کے یہ بات ارشاد فرمائی۔

4149 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى بْنِ الْحَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا مَحْبُوْبٌ - يَعْنِي ابْنَ مُوْسٰى - قَالَ اَنْبَاَنَا اَبُوْ اِسْحَاقَ - وَهُوَ الْفَزَارِيُّ - عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَيَّاشٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُوْسٰى عَنْ مَكْحُوْلٍ عَنْ اَبِيْ سَلَّامٍ عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ اَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ حُنَيْنٍ وَّبَرَةً مِّنْ جَنْبِ بَعِيْرٍ فَقَالَ "يَاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّهٗ لَا يَحِلُّ لِيْ مِمَّا اَفَاءَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ قَدْرَ هٰذِهٖ اِلَّا الْخُمُسُ وَالْخُمُسُ مَرْدُوْدٌ عَلَيْكُمْ" .

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اسْمُ اَبِيْ سَلَّامٍ مَمْطُوْرٌ وَّهُوَ حَبَشِيٌّ وَّاسْمُ اَبِيْ اُمَامَةَ صُدَيُّ بْنُ عَجْلَانَ وَاللّٰهُ تَعَالٰى اَعْلَمُ .

☆☆ حضرت ابو امامہ باہلی' حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: غزوۂ حنین کے موقع پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ کے ایک طرف کے بال پکڑے اور فرمایا:

''اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے مال غنیمت کے طور پر جو مال تمہیں عطاء کیا ہے' اس میں سے میرے لیے صرف خمس استعمال کرنا جائز ہے اور وہ خمس بھی تمہیں لوٹا دیا جائے گا''۔

414-تقدم (الحديث 4147) .

امام نسائی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: ابوسلام نامی راوی کا نام ممطور ہے اور یہ حبشی ہیں' جبکہ حضرت ابوامامہ کا نام صدی بن عجلان ہے۔

4150 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَزِيْدَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِىْ عَدِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتٰى بَعِيْرًا فَاَخَذَ مِنْ سَنَامِهٖ وَبَرَةً بَيْنَ اِصْبَعَيْهِ ثُمَّ قَالَ "اِنَّهٗ لَيْسَ لِىْ مِنَ الْفَيْءِ شَيْءٌ وَّلَا هٰذِهٖ اِلَّا الْخُمُسُ وَالْخُمُسُ مَرْدُوْدٌ فِيْكُمْ" -

☆☆ عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا (حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک اونٹ کے پاس تشریف لائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی کوہان پر موجود بالوں کو دو انگلیوں کے درمیان پکڑا' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"مالِ غنیمت میں سے میرے لیے کوئی بھی چیز نہیں ہے' سوائے خمس کے اور یہ خمس بھی تمہیں لوٹا دیا جائے گا"۔

4151 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو - يَعْنِىْ ابْنَ دِيْنَارٍ - عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ مَالِكِ بْنِ اَوْسِ بْنِ الْحَدَثَانِ عَنْ عُمَرَ قَالَ كَانَتْ اَمْوَالُ بَنِى النَّضِيْرِ مِمَّا اَفَاءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِمَّا لَمْ يُوْجِفِ الْمُسْلِمُوْنَ عَلَيْهِ بِخَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ فَكَانَ يُنْفِقُ عَلٰى نَفْسِهٖ مِنْهَا قُوْتَ سَنَةٍ وَّمَا بَقِىَ جَعَلَهٗ فِى الْكُرَاعِ وَالسِّلَاحِ عُدَّةً فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ -

☆☆ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: بنو نضیر کی زمینیں وہ چیز ہیں' جو اللہ تعالیٰ نے مالِ غنیمت کے طور پر اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو عطاء کی تھیں' مسلمانوں نے ان کے لیے اپنے گھوڑوں' یا اونٹوں کو نہیں دوڑایا تھا (یعنی با قاعدہ جنگ نہیں کی تھی) تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان زمینوں میں سے اپنی ذات پر' اپنے سال بھر کی خوراک (اور اخراجات) کے لیے خرچ کیا کرتے تھے اور جو باقی بچ جاتا تھا' وہ مال اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کے لیے گھوڑوں اور اسلحے وغیرہ پر صرف کر دیتے تھے"۔

4152 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى بْنِ الْحَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا مَحْبُوْبٌ - يَعْنِىْ ابْنَ مُوْسٰى - قَالَ اَنْبَاَنَا اَبُوْ

4149-انفرد به النسائي ـ تحفة الاشراف (5092) .　　4150-انفرد به النسائي ـ تحفة الاشراف (8792) .

4151-اخرجه البخاري في الجهاد، باب المجن و من يترس بترس صاحبه (الحديث 2904)، و في التفسير، باب قوله (ما افاء الله على رسوله) (الحديث 4885) . واخرجه مسلم في الجهاد و السير، باب حكم الفيء (الحديث 48) . واخرجه ابو داؤد في الخراج و الامارة و الفيء، باب في صفايا رسول الله صلى الله عليه وسلم من الاموال (الحديث 2965) . واخرجه الترمذي في الجهاد، باب ما جاء في الفيء (الحديث 1719) . و اخرجه النسائي في عشرة النساء مالكبرى، ادخار قوت العيال (الحديث 305 و 306)، و التفسير: سورة الحشر، قوله تعالى (ما افاء الله على رسوله) (الحديث 588) . تحفة الاشراف (10631) .

4152-اخرجه البخاري في فضائل الصحابة، باب مناقب قرابة رسول الله صلى الله عليه وسلم (الحديث 3711 و 3712) مطولاً، وفي المغازي، باب حديث بني النضير و مخرج رسول الله صلى الله عليه وسلم في دية الرجلين و ما ارادوا من الغدر برسول الله صلى الله عليه وسلم (الحديث 4035 و 4036) مطولاً، وباب غزوة خيبر (الحديث 4240 و 4241) مطولاً، و في الفرائض، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم (لا نورث ما تركناه فهو صدقة) (الحديث 52 و 53 و 54) مطولاً، و اخرجه ابو داؤد في الخراج والامارة والفيء، باب في صفايا رسول الله صلى الله عليه وسلم من الاموال (الحديث 2968 و 2969 و 2970) مطولاً . تحفة الاشراف (6630) .

اِسْحَاق - هُوَ الْفَزَارِيُّ - عَنْ شُعَيْبِ بْنِ اَبِي حَمْزَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ فَاطِمَةَ اَرْسَلَتْ اِلَى اَبِي بَكْرٍ تَسْاَلُهُ مِيرَاثَهَا مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ صَدَقَتِهِ وَمِمَّا تَرَكَ مِنْ خُمُسِ خَيْبَرَ قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا نُوْرَثُ".

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو پیغام بھیجا اور ان سے اپنی میراث کا مطالبہ کیا' جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے انہیں ملنی تھی' یہ اس صدقے میں سے تھی اور اس چیز میں سے تھی جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کا خمس چھوڑا تھا' تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بتایا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا ہے''۔

4153 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا مَحْبُوْبٌ قَالَ اَنْبَاَنَا اَبُوْ اِسْحَاقَ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ اَبِي سُلَيْمَانَ عَنْ عَطَاءٍ فِي قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ (وَاعْلَمُوْا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهُ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى) قَالَ خُمُسُ اللّٰهِ وَخُمُسُ رَسُوْلِهِ وَاحِدٌ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْمِلُ مِنْهُ وَيُعْطِي مِنْهُ وَيَضَعُهُ حَيْثُ شَاءَ وَيَصْنَعُ بِهِ مَا شَاءَ.

☆☆ عطاء رحمۃ اللہ علیہ' اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں بیان کرتے ہیں (ارشادِ باری تعالیٰ ہے:)

''تم لوگ یہ بات جان لو کہ جو غنیمت تمہیں حاصل ہوتی ہے' تو اس کا پانچواں حصہ اللہ' اس کے رسول اور ذوی القربیٰ کے لیے ہے''۔

عطاء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اللہ کا پانچواں حصہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا پانچواں حصہ ایک ہی ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس حصے میں سے لوگوں کو سواری کے لیے جانور فراہم کرتے تھے' یعنی ویسے ہی کچھ عطاء کر دیا کرتے تھے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس حصے کو جہاں چاہتے تھے جس طرح سے چاہتے تھے' خرچ کیا کرتے تھے۔

4154 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيٰى بْنِ الْحَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا مَحْبُوْبٌ - يَعْنِي ابْنَ مُوْسٰى - قَالَ اَنْبَاَنَا اَبُوْ اِسْحَاقَ - هُوَ الْفَزَارِيُّ - عَنْ سُفْيَانَ عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ قَالَ سَاَلْتُ الْحَسَنَ بْنَ مُحَمَّدٍ عَنْ قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ (وَاعْلَمُوْا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهُ) قَالَ هٰذَا مَفَاتِحُ كَلَامِ اللّٰهِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةُ لِلّٰهِ قَالَ اخْتَلَفُوْا فِي هٰذَيْنِ السَّهْمَيْنِ بَعْدَ وَفَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَهْمِ الرَّسُوْلِ وَسَهْمِ ذِي الْقُرْبٰى فَقَالَ قَائِلٌ سَهْمُ الرَّسُوْلِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْخَلِيْفَةِ مِنْ بَعْدِهِ وَقَالَ قَائِلٌ سَهْمُ ذِي الْقُرْبٰى لِقَرَابَةِ الرَّسُوْلِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ قَائِلٌ سَهْمُ ذِي الْقُرْبٰى لِقَرَابَةِ الْخَلِيْفَةِ فَاجْتَمَعَ رَاْيُهُمْ عَلٰى اَنْ جَعَلُوْا هٰذَيْنِ السَّهْمَيْنِ فِي الْخَيْلِ وَالْعُدَّةِ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ فَكَانَا فِي ذٰلِكَ خِلَافَةَ اَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ.

☆☆ قیس بن مسلم بیان کرتے ہیں: میں نے حسن بن محمد سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں دریافت کیا

4153-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (10956) .

4154-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (18579) .

(ارشاد باری تعالیٰ ہے:)

''تم لوگ یہ بات جان لو کہ جو غنیمت تمہیں حاصل ہوتی ہے تو اس کا پانچواں حصہ اللہ کے لیے ہے''۔

تو حسن بن محمد نے جواب دیا: یہ اللہ کے کلام کی چابیاں ہیں' دنیا اور آخرت اللہ تعالیٰ کے لیے ہی ہیں۔

پھر انہوں نے بتایا: لوگوں کے درمیان ان دو حصوں کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد اختلاف ہو گیا' ایک وہ حصہ جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مخصوص ہے اور ایک وہ حصہ جو ذوی القربیٰ کے لیے ہے۔

بعض حضرات کی یہ رائے تھی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مخصوص حصہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ کو ملے گا' جبکہ بعض حضرات کا یہ کہنا تھا کہ ذوی القربیٰ کے لیے مخصوص حصہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قرابت داروں کو ملے گا۔

جبکہ بعض حضرات اس بات کے قائل تھے کہ ذوی القربیٰ کا مخصوص حصہ' خلیفہ وقت کے رشتہ داروں کو ملے گا۔

اس کے بعد ان تمام حضرات نے اس بات پر اتفاق کر لیا' وہ ان دونوں حصوں کو اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کے لیے اور آلات حرب کی تیاری کے لیے استعمال کریں گے۔

اس کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں اسی پر عمل ہوتا رہا۔

4155 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى بْنِ الْحَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا مَحْبُوبٌ قَالَ اَنْبَانَا اَبُوْ اِسْحَاقَ عَنْ مُوسَى بْنِ اَبِىْ عَائِشَةَ قَالَ سَاَلْتُ يَحْيَى بْنَ الْجَزَّارِ عَنْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ (وَاعْلَمُوْا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَىْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهُ وَلِلرَّسُوْلِ) قَالَ قُلْتُ كَمْ كَانَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْخُمُسِ قَالَ خُمُسُ الْخُمُسِ .

☆☆ موسیٰ بن ابوعائشہ بیان کرتے ہیں: میں نے یحییٰ بن جزار سے اس آیت کے بارے میں دریافت کیا (ارشاد باری تعالیٰ ہے:)

''تم لوگ یہ بات جان لو کہ جو غنیمت تمہیں حاصل ہوتی ہے' اس کا پانچواں حصہ' اللہ اور اس کے رسول کے لیے ہے''۔

راوی کہتے ہیں' میں نے دریافت کیا: خمس میں سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کتنا حصہ ہوتا تھا؟ انہوں نے فرمایا: خمس کا پانچواں حصہ۔

4156 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى بْنِ الْحَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا مَحْبُوبٌ قَالَ اَنْبَانَا اَبُوْ اِسْحَاقَ عَنْ مُطَرِّفٍ قَالَ سُئِلَ الشَّعْبِيُّ عَنْ سَهْمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَفِيِّهِ فَقَالَ اَمَّا سَهْمُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَسَهْمِ رَجُلٍ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَاَمَّا سَهْمُ الصَّفِيِّ فَغُرَّةٌ تُخْتَارُ مِنْ اَىِّ شَىْءٍ شَاءَ .

☆☆ مطرف بیان کرتے ہیں: شعبی سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مخصوص حصے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے منتخب حصے کے بارے میں دریافت کیا گیا' تو انہوں نے بتایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مخصوص حصہ تو ایک عام مسلمان فرد کی مانند ہوتا تھا' جہاں تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مختار

4155-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (19531) .

4156-اخرجه ابو داؤد في الخراج و الامارة و الفيء، باب ما جاء في سهم الصفي (الحديث 2991) بنحوه مختصراً . تحفة الاشراف (18868) .

حصے کا تعلق تھا تو اس سے مراد وہ نفیس چیز تھی کہ جسے آپ ﷺ چاہتے تھے اس نفیس چیز کو منتخب کر لیتے تھے۔

4157 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا مَحْبُوْبٌ قَالَ اَنْبَاَنَا اَبُوْ اِسْحَاقَ عَنْ سَعِيْدِ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ الشِّخِّيْرِ قَالَ بَيْنَا اَنَا مَعَ مُطَرِّفٍ بِالْمِرْبَدِ اِذْ دَخَلَ رَجُلٌ مَعَهُ قِطْعَةُ اَدَمٍ قَالَ كَتَبَ لِيْ هٰذِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهَلْ اَحَدٌ مِّنْكُمْ يَقْرَاُ قَالَ قُلْتُ اَنَا اَقْرَاُ فَاِذَا فِيْهَا "مِنْ مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِبَنِيْ زُهَيْرِ بْنِ اُقَيْشٍ اَنَّهُمْ اِنْ شَهِدُوْا اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَفَارَقُوا الْمُشْرِكِيْنَ وَاَقَرُّوْا بِالْخُمُسِ فِيْ غَنَائِمِهِمْ وَسَهْمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَفِيِّهٖ فَاِنَّهُمْ اٰمِنُوْنَ بِاَمَانِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ".

☆☆ یزید بن شخیر بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ میں مطرف کے ساتھ مربد میں موجود تھا' اسی دوران ایک شخص وہاں آیا جس کے پاس چمڑے کا ایک ٹکڑا بھی تھا' اس شخص نے یہ بتایا' نبی اکرم ﷺ نے یہ تحریر میرے لیے لکھوا کر دی تھی' تم میں سے کوئی شخص اسے پڑھ سکتا ہے۔ تو یزید کہتے ہیں: میں نے جواب دیا' میں پڑھتا ہوں' تو اس میں یہ تحریر تھا:

"یہ تحریر حضرت محمد ﷺ کی طرف سے ہے (جو اللہ کے) نبی ﷺ ہیں' اور یہ بنو زہیر بن اقیش کے نام ہے' اگر وہ اس بات کی گواہی دیتے ہیں' اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے اور حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں' وہ مشرکین سے الگ ہو جاتے ہیں' اپنے مال غنیمت میں سے خمس کا اقرار کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ کے حصے اور آپ ﷺ کے انتخاب کو تسلیم کرتے ہیں' تو وہ لوگ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی امان کی وجہ سے امان حاصل کریں گے"۔

4158 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى بْنِ الْحَارِثِ قَالَ اَنْبَاَنَا مَحْبُوْبٌ قَالَ اَنْبَاَنَا اَبُوْ اِسْحَاقَ عَنْ شَرِيْكٍ عَنْ خُصَيْفٍ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ الْخُمُسُ الَّذِيْ لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ كَانَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَرَابَتِهٖ لَا يَاْكُلُوْنَ مِنَ الصَّدَقَةِ شَيْئًا فَكَانَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُمُسُ الْخُمُسِ وَلِذِي قَرَابَتِهٖ خُمُسُ الْخُمُسِ وَلِلْيَتَامٰى مِثْلُ ذٰلِكَ وَلِلْمَسَاكِيْنِ مِثْلُ ذٰلِكَ وَلِابْنِ السَّبِيْلِ مِثْلُ ذٰلِكَ .

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ اللّٰهُ جَلَّ ثَنَاؤُهٗ (وَاعْلَمُوْا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتَامٰى وَالْمَسَاكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ) وَقَوْلُهٗ عَزَّ وَجَلَّ لِلّٰهِ ابْتِدَاءُ كَلَامٍ لِاَنَّ الْاَشْيَاءَ كُلَّهَا لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَلَعَلَّهٗ اِنَّمَا اسْتَفْتَحَ الْكَلَامَ فِي الْفَيْءِ وَالْخُمُسِ بِذِكْرِ نَفْسِهٖ لِاَنَّهَا اَشْرَفُ الْكَسْبِ وَلَمْ يَنْسُبِ الصَّدَقَةَ اِلٰى نَفْسِهٖ عَزَّ وَجَلَّ لِاَنَّهَا اَوْسَاخُ النَّاسِ وَاللّٰهُ تَعَالٰى اَعْلَمُ وَقَدْ قِيْلَ يُؤْخَذُ مِنَ الْغَنِيْمَةِ شَيْءٌ فَيُجْعَلُ فِي الْكَعْبَةِ وَهُوَ السَّهْمُ الَّذِيْ لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَسَهْمُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى الْاِمَامِ يَشْتَرِي الْكُرَاعَ مِنْهُ وَالسِّلَاحَ وَيُعْطِيْ مِنْهُ مَنْ رَاٰى مِمَّنْ رَاٰى فِيْهِ غَنَاءً وَّمَنْفَعَةً لِاَهْلِ الْاِسْلَامِ وَمِنْ اَهْلِ الْحَدِيْثِ وَالْعِلْمِ وَالْفِقْهِ وَالْقُرْاٰنِ وَسَهْمٌ لِذِي الْقُرْبٰى وَهُمْ بَنُوْ هَاشِمٍ وَّبَنُو الْمُطَّلِبِ بَيْنَهُمُ الْغَنِيُّ مِنْهُمْ وَالْفَقِيْرُ وَقَدْ قِيْلَ اِنَّهٗ لِلْفَقِيْرِ مِنْهُمْ دُوْنَ

4157-اخرجه ابو داؤد في الخراج و الامارة و الفيء، باب ما جاء في سهم الصفي (الحديث 2999) بنحوه مختصراً . تحفة الاشراف (15683) .

4158-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (19261) .

الغنی حتی الیتامی وابن السبیل وھو اشبہ القولین بالصواب عندی واللہ تعالٰی اعلم والصغیر والکبیر والذکر والانثی سواء لان اللہ عز وجل جعل ذلک لھم وقسمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیھم ولیس فی الحدیث انہ فضل بعضھم علی بعض ولا خلاف نعلمہ بین العلماء فی رجل لو اوصی بثلثہ لبنی فلان انہ بینھم وان الذکر والانثی فیہ سواء اذا کانوا یحصون فھکذا کل شیء صیر لبنی فلان انہ بینھم بالسویۃ الا ان یبین ذلک الامر بہ واللہ ولی التوفیق وسھم للیتامی من المسلمین وسھم للمساکین من المسلمین وسھم لابن السبیل من المسلمین ولا یعطی احد منھم سھم مسکین وسھم ابن السبیل وقیل لہ خذ ایھما شئت والاربعۃ اخماس یقسمھا الامام بین من حضر القتال من المسلمین البالغین .

☆☆ مجاہد رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: وہ خمس جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مخصوص ہے وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قرابت داروں کو ملے گا' کیونکہ یہ لوگ صدقہ نہیں کھا سکتے ہیں' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خمس کا پانچواں حصہ ملے گا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قرابت داروں کو خمس کا پانچواں حصہ ملے گا' یتیموں کو بھی اسی کی مانند ملے گا' مسکینوں کو بھی اسی کی مانند ملے گا اور مسافروں کو بھی اسی کی مانند ملے گا۔

امام نسائی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

''تم لوگ یہ بات جان لو کہ جو مال غنیمت' تم حاصل کرو گے' تو اس کا پانچواں حصہ اللہ اور اس کے رسول' ذوی القربیٰ' یتیموں' مسکینوں اور مسافروں کے لیے ہوگا''۔

(امام نسائی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) اللہ کا یہ فرمان:

''اللہ کے لیے ہوگا'' یہ کلام کے آغاز کے لیے ہے' کیونکہ تمام اشیاء درحقیقت اللہ تعالیٰ کے لیے ہی ہوتی ہیں۔ اس میں یہ احتمال بھی ہوسکتا ہے' اللہ تعالیٰ نے مال غنیمت اور خمس کے بارے میں کلام کا آغاز اپنی ذات کے ذکر کے ساتھ کیا ہو' کیونکہ یہ کمائی کا سب سے بہترین ذریعہ ہے' لیکن اللہ تعالیٰ نے صدقے کی نسبت اپنی ذات کی طرف نہیں کی ہے' کیونکہ وہ لوگوں کا میل ہوتا ہے' باقی اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔

ایک قول یہ بھی ہے' مال غنیمت میں سے کچھ حصہ لے کر اسے خانہ کعبہ پر صرف کیا جائے گا یہ وہ حصہ ہوگا' جو اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہوتا ہے۔

جبکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مخصوص حصہ حاکم وقت کو دیا جائے گا' وہ اس کے ذریعے جنگ کے لیے گھوڑے اور اسلحہ خریدے گا' حاکم جس چیز کو مسلمانوں کے لیے فلاح و بہبود اور بہتری کا باعث سمجھے گا' اس جگہ اُسے خرچ کرے گا' وہ حدیث' علم' فقہ' قرآن کے علوم کے ماہرین (اور طلباء) پر انہیں خرچ کرے گا' جبکہ ذوی القربیٰ سے مراد بنو ہاشم اور بنو مطلب ہیں۔ ذوی القربیٰ کا مخصوص حصہ ان کے خوشحال اور غریب لوگوں پر خرچ کیا جائے گا۔

ایک قول یہ بھی ہے' یہ حصہ ان کے غریب لوگوں پر خرچ کیا جائے گا' خوشحال لوگوں پر خرچ نہیں کیا جائے گا' جس طرح یتیموں

اور مسافروں کا حکم ہے اور میرے نزدیک یہی قول زیادہ درست ہے باقی اللہ بہتر جانتا ہے۔

اس بارے میں نابالغ اور بالغ' مذکر اور مؤنث برابر کی حیثیت رکھتے ہیں' کیونکہ اللہ تعالیٰ نے یہ سب ان کے لیے مقرر کیا ہے اور نبی اکرم ﷺ نے اسے ان لوگوں کے درمیان بھی تقسیم کیا ہے اور حدیث میں ایسی کوئی بات مذکور نہیں ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے کسی ایک کو دوسرے پر ترجیح دی ہو اس حوالے سے ہمارے علم کے مطابق علماء کے درمیان ایسے شخص کے بارے میں کوئی اختلاف نہیں پایا جاتا کہ اگر وہ یہ وصیت کرے اس کا ایک تہائی مال' بنوفلاں کو دیا جائے گا' تو ان تمام بنوفلاں کے درمیان وہ حصہ تقسیم ہوگا اس بارے میں مذکر اور مؤنث برابر ہوں گے' جب ان کا شمار کیا جائے گا' اس لیے وہ تمام چیز' جو اُن بنوفلاں کے لیے مخصوص کی گئی ہو وہ ان کے درمیان برابری کی بنیاد پر تقسیم ہوگی' البتہ اگر وصیت کرنے والا خود اس بارے میں کوئی تعین کردے (تو اس پر عمل کیا جائے گا) باقی توفیق دینا' اللہ تعالیٰ کے دستِ قدرت میں ہے۔

(خمس میں سے) ایک حصہ مسلمانوں کے یتیموں کا ہوگا' ایک حصہ مسلمانوں کے مسکینوں کا ہوگا' اور ایک حصہ مسلمانوں کے مسافروں کا ہوگا' ان میں سے کسی ایک کو بھی مسکین' یا مسافر کا مخصوص حصہ نہیں دیا جائے گا اور اُسے یہ کہا جائے گا' تم ان دونوں میں سے جسے چاہو حاصل کرلو' جبکہ پانچ میں سے چار حصے' امام ان لوگوں کے درمیان تقسیم کرے گا' جو بالغ مسلمان جنگ میں شریک ہوئے تھے۔

غنائم کی تقسیم سے متعلق احادیث و آثار کا بیان

۱۔ ابن اسحاق و ابن ابی حاتم نے عباد بن عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ مال فئے حصے بیان کئے گئے اور ان کو بتاتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا (آیت) واعلموا انما غنمتم من شیء (اور یہ حکم) غزوہ بدر گزر جانے کے بعد نازل ہوا۔ (پھر فرمایا) (آیت) فان للہ خمسہ وللرسول آیت کے آخر تک۔

۲:۔ عبدالرزاق نے مصنف میں وابن ابی شیبہ وابن جریر وابن ابی حاتم وابوالشیخ نے مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ انہوں نے (آیت) واعلموا انما غنمتم من شیء کے بارے میں فرمایا کہ شیء سے مراد ہے کوئی چیز حتیٰ کہ سوئی تک تم غنیمت میں پاؤ۔

۳:۔ ابن منذر نے ابن ابی نجیح رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ مال تین قسم کا ہے۔ غنیمت کا فیء کا اور صدقہ کا اس میں ایک دراہم بھی ایسا نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس کا محل اور مصرف بیان نہ فرمایا ہو۔ غنیمت کے مال کے بارے میں فرمایا (آیت) واعلموا انما غنمتم من شیء فان للہ خمسہ وللرسول ولذی القربی والیتمی والمسکین وابن السبیل، ان کنتم امنتم باللہ یعنی مومنین کو گناہ سے بچانے کے لئے یہ بیان فرمایا اور فئی کے بارے میں فرمایا (آیت) کی لا یکون دولۃ بین الاغنیاء منکم اور صدقہ کے بارے میں فرمایا (آیت) وابن السبیل فریضۃ من اللہ، واللہ علیم حکیم۔ (۶۰)

(التوبۃ آیت ۶۰)

۴:۔ عبدالرزاق نے مصنف میں وابن ابی شیبہ وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم وابوالشیخ والحاکم نے قیس بن مسلم الجدلی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ میں نے حسن بن محمد علی بن ابی طالب بن حنیفہ سے اللہ تعالیٰ کے اس قول (آیت) واعلموا انما

غنمتم من شی ء فان للہ خمسہ کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا یہ کلام کا آغاز ہے دنیا اور آخرت اللہ کے لئے ہے۔ (اور فرمایا)(آیت) وللرسول ولذی القربی لیکن ان دونوں حصوں میں رسول اللہ کے لئے ہے اور بعض نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حصہ ان کے بعد خلیفہ کے لئے ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی رائے اس بات پر جمع ہوئی کہ ان دونوں حصوں کو اللہ تعالی کی خدمت میں ہوتا تھا۔

۵:۔ابن جریر والطبرانی وابوالشیخ وابن مردویہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی چھوٹا لشکر بھیجتے تھے تو وہ غنیمت کے مال میں سے خمس نکالتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس خمس کو پانچ حصوں میں تقسیم فرماتے پھر یہ آیت پڑھتے (آیت) واعلموا انما غنمتم من شی ء فان للہ خمسہ وللرسول پھر فرمایا (آیت) فان للہ خمسہ یہ کلام کا آغاز ہے اور فرمایا (آیت) للہ ما فی السموت وما فی الارض یعنی اللہ تعالی نے اپنے اور رسول اللہ کے حصے کو ایک بنا دیا اور (آیت) ولذی القربی ان دونوں حصوں کو اور ہتھیاروں میں قوت کا ذریعہ بنایا اور یتامی مساکین اور مسافر کا حصہ ان کے علاوہ کسی اور کو نہیں دیا۔اور باقی چار حصوں میں دو حصہ گھوڑے کے لئے اور ایک حصہ سوار کے لئے اور ایک حصہ پیدل والے کے لئے بنا دیئے۔

۶:۔عبدالرزاق نے قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ انہوں نے (آیت) فان للہ خمسہ کے بارے میں فرمایا کہ خمس اللہ کے لئے ہے پھر خمس کو پانچ حصوں میں تقسیم کر دیا گیا (پھر فرمایا)(آیت) وللرسول ولذی القربی والیتمی والمسکین وابن السبیل ۔

۷:۔ابن جریر وابن منذر وابن ابی حاتم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ غنیمت کو پانچ حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے اس میں چار حصے تو واضح ہیں کہ وہ جنگ لڑنے والوں کے لئے ہیں۔اور اس میں سے ایک حصہ پانچ میں سے چار حصوں پر کیا جاتا ہے۔یعنی اس کی ایک چوتھائی اللہ اور اس کے رسول کے لئے اور رشتہ داروں کے لئے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتہ داروں کے لئے اور جو حصہ اللہ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہے تو وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتہ داروں کے لئے ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خمس میں سے کوئی چیز نہیں لی اور دوسرا چوتھائی یتیموں کے لئے اور تیسرا چوتھائی مساکین کے لئے اور چوتھا چوتھائی مسافروں کے لئے۔اور وہ مہمان فقیر ہے جو مسلمانوں کے گھر آتا ہے۔

۸:۔ابن ابی شیبہ وابن جریر وابن منذر وابن ابی حاتم نے ابوالعالیہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ انہوں نے اللہ تعالی کے اس قول (آیت) واعلموا انما غنمتم من شی ء کے بارے میں فرمایا کہ غنیمت کے مال کو الگ رکھ دیا جاتا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو پانچ حصوں میں تقسیم فرما دیتے تھے۔اس میں سے ایک حصہ کو الگ کر لیتے تھے اور چار حصوں کو لوگوں کے درمیان تقسیم فرما دیتے تھے یعنی جو لڑائی میں حاضر ہوتا تھا پھر اپنے ہاتھ سے سارے حصوں کو اپنا ہاتھ مبارک مارتے پھر جس پر ہاتھ رکھتے تو اس کو کعبہ کے لئے مختص کر دیتے اور وہ حصہ ہے جو اللہ تعالی کے لئے مقرر کیا گیا تھا تم لوگ اللہ کے لئے کوئی حصہ نہ بناؤ۔کیونکہ دنیا اور آخرت اللہ کے لئے ہے۔پھر آپ باقی حصہ کی طرف ارادہ فرماتے اور اس کو پانچ حصوں میں تقسیم فرماتے ایک حصہ نبی کریم صلی

اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک حصہ رشتہ داروں کے لئے ایک حصہ یتیموں کے لئے ایک حصہ مسکینوں کے لئے اور ایک حصہ مسافر کے لئے۔

۹:۔ابن جریر وابن منذر وابوالشیخ نے مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے اس قول (آیت) انما غنمتم من شیء کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے رشتہ دار صدقات میں کچھ اور نہ کھاتے تھے اور ان کے لئے حلال بھی نہیں تھا۔اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے پانچ حصوں میں پانچواں حصہ تھا اور آپ کے رشتہ داروں کے لئے بھی پانچ حصوں میں سے پانچواں حصہ تھا اور یتیموں کے لئے اسی طرح اور مسکینوں کے لئے اسی طرح اور مسافروں کے لئے اسی طرح۔

۱۰:۔عبدالرزاق نے مصنف میں وابن ابی شیبہ وابن منذر نے شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حصہ کو صفی حصہ کہا جاتا تھا اور آپ غلام چاہیں گے یا تھوڑا چاہیں (جو بھی چاہیں) اس خمس کو نکالنے سے پہلے آپ چن لیتے تھے آپ اسے اپنے حصے کے ساتھ ملا لیتے تاکہ وہ حاضر ہوتا یا غائب ہوتا اور ام المومنین صفیہ بن حیی صفی میں سے تھی۔

۱۱:۔ابن ابی شیبہ وابن منذر وابن ابی حاتم نے عطار حمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ انہوں نے اس آیت کے بارے میں فرمایا کہ اللہ اور رسول کا خمس ایک ہی ہے اگرچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسے اٹھا سکتے ہیں اور اس میں جو اللہ تعالیٰ چاہے تعریف فرمائے ہیں۔

۱۲:۔ابن ابی حاتم نے جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زمین کی چیز میں سے یا اونٹ کے بالوں میں سے لے لیتے تھے اور فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے نہیں ہے میرے لئے ان چیزوں میں سے جو اللہ تعالیٰ نے تم کو عطا فرمائیں اور نہ اس کے مثل سوائے پانچواں حصے کے اور پانچواں حصہ بھی ہے تم پر لوٹا دیا جاتا ہے۔

مال غنیمت کا پانچ حصوں میں تقسیم کرنا

۱۳:۔ابن منذر نے ابو مالک کی سند سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مال غنیمت کو پانچویں حصوں میں سے چار ان کے لئے جو (لڑائی میں) حاضر ہوتے اور پانچواں حصہ آپ کے لئے لیتے تھے جو اللہ تعالیٰ کے لئے ہوتا۔اس کو آپ چھ حصوں میں تقسیم فرمادیتے تھے۔ایک حصہ اللہ کے لئے ایک حصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک حصہ رشتہ داروں کے لئے ایک حصہ یتیموں کے لئے۔ایک حصہ مسکینوں کے لئے اور ایک حصہ مسافر کے لئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے حصہ کو ہتھیار، دیگر سامان اور اللہ کے راستے کی مد میں خرچ کرتے تھے اور کعبہ کے غلاف صفائی اور دیگر اس کی ضروریات میں خرچ کرتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حصہ ہتھیاروں اور دیگر ضروری سامان میں اور اہل وعیال کے نفقہ میں خرچ کیا جاتا تھا اور ذی القربیٰ کا حصہ آپ کے قرابت داروں کے لئے تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ فقر وافلاس اور تنگی کی وجہ سے ان میں ان کا حصہ تقسیم فرماتے تھے اور یتیموں اور مسکینوں کے لئے اور مسافر کے لئے یہ تین حصے تھے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ عطا فرمادیتے جس کو چاہتے اور جہاں چاہتے اور سو عبدالمطلب کے لئے ان تین حصوں میں کوئی نہ تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان کا حصہ لوگوں کے حصوں کے ساتھ تھا۔

۱۴:۔ابن ابی حاتم نے حسین المعلم سے روایت کیا کہ میں نے عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے اس فان للہ خمسہ وللرسول کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ جو اللہ کے لئے ہے وہ اس کے نبی کے لئے اور جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہے جو آپ کی ازواج کے لئے ہے۔

۱۵:۔ابن ابی شیبہ نے سدی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ (آیت) وللذی القربی سے مراد عبدالمطلب کے بیٹے ہیں۔

۱۶:۔شافعی وعبدالرزاق نے مصنف میں وابن ابی شیبہ ومسلم وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم وابن مردویہ والبیہقی نے اپنی سنن میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ نجدہ نے آپ کی طرف لکھا اور ان ذوی القربی کے بارے میں پوچھا جس کو اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا تو آپ نے اس کی طرف لکھا کہ بیشک ہم یہ خیال کرتے تھے کہ صرف ہم ان میں سے ہیں لیکن ہماری قوم نے اس کا انکار کیا ہے اور انہوں نے کہا کہ قریش سب کے سب ذوالقربی میں شامل ہیں۔

۱۷:۔ابن ابی شیبہ وابن المنذر نے ایک اور سند سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ نجدہ نے ان سے ذوی القربی کے حصہ کے بارے میں پوچھا جن کو اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا آپ نے اس کی طرف لکھا کہ ہم یہ گمان کرتے تھے کہ ہم ہی وہ ہیں اس پر ہماری قوم نے انکار کیا ہے اور انہوں نے کہا وہ ان کے لئے بھی کہتا ہے جن کو تو گمان کرتا ہے۔تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ وہ حصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قرابت داری کے لئے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے وہ حصہ مخصوص فرمایا ہے اور ایک دفعہ عمر رضی اللہ عنہ نے اس حصہ میں کچھ سامان ہم کو دیا تو ہم نے دیکھا کہ وہ ہمارے حق سے کم ہے تو ہم نے وہ سامان آپ کو واپس لوٹا دیا۔اور ہم نے اس کو قبول کرنے سے انکار کر دیا آپ نے ان کے لئے جو کچھ مقرر کیا تھا۔وہ یہ ہے کہ ان میں سے شادی کرنے والی عورتوں کی مدد کی جائے اور مقروض کے قرض ادا کر دیئے جائیں اور ان کے فقراء کو دیا جائے اور آپ نے اس سے زائد ان کو زیادہ دینے سے انکار کیا۔

۱۸۔ابن منذر نے عبدالرحمن بن ابی لیلی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ میں نے علی سے پوچھا اور عرض کیا اے امیر المومنین! مجھے بتایئے ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہ نے تمہارے خمس والے حصے کے بارے میں کیا کیا؟ تو انہوں نے فرمایا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں اخماس نہیں تھے اور عمر رضی اللہ عنہ برابر مجھ کو دیتے رہے ہر خمس میں یہاں تک سوس اور نیشاپور کے لشکر کا خمس بھی دیا اور انہوں نے کہا کہ میں ان کے پاس تھا تو آپ نے کہا یہ تمہارے گھر والوں کا حصہ ہے خمس میں سے اور بعض مسلمانوں کے لئے بھی حلال کر دیا ان کی شدید ضرورت اور خفت کی وجہ سے میں نے کہا ہاں (یہ ٹھیک ہے) تو حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کو دے دیئے اور فرمایا جو حصہ ہمارے لئے ہے اس میں تعارض نہ کرو۔میں نے کہا کیا ہم امیر المومنین کی مدد کا اور مسلمانوں سے بڑھ کر حق نہیں رکھتے پھر انہوں نے وہ لے لیا اللہ کی قسم نہ ہم نے اس کو لیا اور نہ اس پر مطالبہ کیا عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے گفتگو جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے صدقہ کو حرام کر دیا ہے اپنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور اس کے عوض خمس میں سے ایک حصہ ہے یہ عوض ہے ان چیزوں میں سے جو ان پر حرام کر دی گئی اور صرف آپ کے اہل بیت پر صرف حرام کیا آپ کی امت پر نہیں اس لئے ان کے لئے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک حصہ مقرر کیا گیا جو عوض ہے ان

چیزوں سے جوان پر حرام کی گئیں۔

۱۹:۔ ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے تمہارے لئے ہاتھوں کے دھون یعنی صدقہ سے اعراض کرلیا ہے۔ کیونکہ ہمارے لئے خمس میں سے پانچواں حصہ ہے جو تم کو غنی کردے گا یا تم کو کافی ہوجائے۔

۲۰:۔ ابن اسحاق وابن ابی حاتم نے زہری وعبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر سے حاصل ہونے والے مال میں سے ذوی القربی کا حصہ بنی ہاشم اور بنوالمطلب میں تقسیم فرمایا۔

۲۱:۔ ابن ابی شیبہ نے جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذوی القربی کے حصہ کو بنی ھاشم اور بنی مطلب پر تقسیم فرمایا۔ راوی نے کہا کہ میں اور عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ چلے یہاں تک کہ ہم آپ کے پاس حاضر خدمت ہوئے ہم نے عرض کیا یارسول اللہ! یہ آپ کے بھائی بنی ہاشم میں سے ہیں ہم ان کی فضیلت کا انکار نہیں کرتے آپ کے اس مرتبہ کی وجہ سے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان میں سے عطا فرمایا آپ کا ان بھائیوں کے بارے میں جو بنوالمطلب میں سے ہیں کیا خیال ہے؟ آپ ان کو ہم سے کم عطا فرمایا ہے حالانکہ ہم اور وہ نسب میں ایک ہی درجہ میں ہیں آپ نے فرمایا انہوں نے ہم سے جدائی اختیار نہیں کی جاہلیت اور اسلام دونوں زمانوں میں۔

۲۲:۔ ابن مردویہ نے زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل وہ لوگ ہیں جن کو خمس دیا گیا وہ علی کی آل عباس رضی اللہ عنہ کی آل جعفر کی آل اور عقیل کی آل ہیں۔

۲۳:۔ ابن ابی شیبہ نے مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل کے لئے صدقہ حلال نہیں تھا۔ اس لئے ان کے لئے خمس کا خمس مقرر کردیا گیا۔

بنو ہاشم کے لئے صدقہ حلال نہیں

۲۴:۔ ابن ابی حاتم وابوالشیخ نے سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ (آیت) واعلموا انما غنمتم من شیء یعنی مشرکین سے (جو مال غنیمت ہاتھ آئے) تو وہ (آیت) فان للہ خمسہ وللرسول ولذی القربی یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذوی القربی والیتامی والمساکین وابن السبیل اور ابن سبیل سے مراد مہمان ہے۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں جب مسلمان غنیمت (کا مال) پاتے تھے۔ تو وہ اس کا خمس نکالتے اور وہ اس ایک خمس نکالتے اور وہ اس ایک خمس کو چار چوتھائی بناتے تھے۔ اس کا ایک چوتھائی اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قرابت داروں کے لئے تھا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حصہ (گویا) قرابت داروں میں سے ایک آدمی حصہ ہوتا اور دوسرا چوتھائی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تو اور تیسرا چوتھائی مساکین کے لئے تھا۔ اور چوتھا چوتھائی مسافر کے لئے تھا۔ (پھر) وہ لوگ اس مال کی طرف ارادہ کرتے جو باقی بچ جاتا اور اس کو ان کے حصوں پر تقسیم کردیتے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وفات پاگئے۔ تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حصہ ختم کردیا۔ اور آپ اسے اللہ تعالیٰ کے راستے میں فی سبیل اللہ خرچ کرنے لگے۔ اور یتیموں اور مساکین اور مسافر کے حصے باقی رکھے۔

۲۵:۔ابن ابی شیبہ والبغوی وابن مردویہ والبیہقی نے شعب الایمان میں بلقیس کے ایک آدمی سے روایت کیا اور وہ چچا کے بیٹے سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ اس مال کے بارے میں کیا کہتے ہیں آپ نے فرمایا اس کا خمس اللہ کے لئے ہے۔ اور اس کے چار حصے ان لوگوں یعنی مسلمانوں کے لئے ہیں میں نے کہا کیا کوئی ایک زیادہ مقدار ہے کسی ایک سے؟ آپ نے فرمایا نہیں اگر میں کھینچ لوں اور ایک حصہ تیرے پہلو سے تب بھی تو اپنے مسلمان بھائی کی نسبت اس سے زیادہ حقدار نہ ہوگا۔

۲۶:۔ابن ابی شیبہ وابوالشیخ وابن مردویہ والبیہقی نے اپنی سنن میں عمرو بن شعیب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ اور وہ باپ دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مال غنیمت میں سے زائد تحفہ دیتے تھے مال غنیمت میں خمس کے فریضہ کے نازل ہونے سے پہلے جب (آیت) واعلموا انما غنمتم من شیء نازل ہوئی۔ تو زائد تحفہ دینا ترک فرمادیا اور اس کو خمس کے پانچویں حصہ کے ساتھ مخصوص اور اس سے مراد اللہ کا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حصہ ہے۔

۲۷:۔ابن ابی شیبہ نے مالک بن عبداللہ الخثعمی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ ہم عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے پوچھا شام والوں میں سے کون ہے؟ میں کھڑا ہوگیا۔ تو انہوں نے فرمایا معاویہ رضی اللہ عنہ کو یہ بات پہنچادو جب کوئی غنیمت کا مال ملے تو اس میں سے پانچ حصے بنالیں۔ پھر اس میں سے ہر حصہ پر لکھ دے للہ اللہ کے لئے پھر چاہئے کہ قرع ڈالے پھر جس کے بارے میں قرعہ نکل آئے اسے لے لیں۔

۲۸:۔ابن ابی شیبہ نے شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ انہوں نے (آیت) واعلموا انما غنمتم من شیء فان للہ خمسہ ۔کے بارے میں فرمایا کہ اللہ کا حصہ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ کا حصہ ایک ہے۔

۲۹:۔ابن ابی شیبہ نے محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ غنیمت کے مال میں خمس اللہ کے لئے ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حصہ غنیمت کے مال میں سے صفی (یعنی چناو) ہے آپ کو اختیار کامل ہے کہ مال غنیمت سے قیدیوں میں سے جو بہتر ہے اسے اپنے لئے چن سکتے ہیں۔ بشرطیکہ مال میں قیدی ہوں۔ ورنہ دوسرا مال بھی آپ چن سکتے ہیں۔ پھر خمس کو نکالا جائے پھر صفی کے بعد مسلمانوں کے ساتھ آپ کے لئے حصہ نکالا جائے گا چاہے وہ میدان میں حاضر ہوں یا غائب ہوں۔

۳۰:۔ابن ابی شیبہ نے عطاء بن سائب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ ان سے پوچھا گیا اللہ تعالیٰ کے اس قول (آیت) واعلموا انما غنمتم من شیء اور وما افاء اللہ علی رسولہ کے بارے میں پوچھا گیا کہ فیء کیا ہے اور غنیمت کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا جب مسلمان مشرکین پر غالب ہوجائیں اور انکو بزور طاقت قوت پکڑلیں پس اس صورت میں جو کچھ انہوں نے مال لیا ان پر یہ غالب آئے۔ تو وہ غنیمت کا مال ہے اور وہ زمین فیء کہلائے گی۔

۳۱:۔ابن ابی شیبہ نے سفیان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ غنیمت کا مال وہ ہے جو مسلمانوں نے طاقت کے ذریعہ حاصل کیا تو اس مال کا پانچ میں سے ایک حصہ اللہ تعالیٰ کے لئے ہے اور چار حصے ان لوگوں کے لئے ہے جو اس (جہاد) میں شریک ہوئے۔

۳۲:۔ابن ابی شیبہ وابن مردویہ نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ ان سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خمس

(مال) میں کیسے کرتے تھے؟ تو انہوں نے فرمایا ایک آدمی کو آپ ایک حصہ دیتے تھے اللہ کے راستے میں پھر دوسرا آدمی کو پھر تیسرے آدمی کو۔

۳۳:۔ابن مردویہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے غنیمت کے مال میں سے ایک ہی چیز ہوتی تھی جو وہ اپنے لئے چن لیتے تھے۔ چاہے وہ خادم ہو یا گھوڑا ہو پھر آپ کو حصہ خمس میں سے ہوتا ہے۔

۳۴:۔ابن مردویہ نے عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ ہم نے غنیمت کے مال کو اللہ اور اس کے رسول کے سپرد کردیا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے موقعہ پر پانچواں حصہ نہیں نکالا اس کے بعد (آیت) واعلموا انما غنمتم من شیء فان للہ خمسہ نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے بعد ہر مال غنیمت میں سے مسلمانوں سے خمس قبول فرمایا۔

۳۵:۔ابن ابی شیبہ وابن مردویہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ مجھے خمس پر والی نہیں بنا دیں گے جو اللہ تعالیٰ نے ہم کو خاص کیا ہے۔ تو آپ نے مجھ کو اس کا والی (یعنی نگرانی) مقرر فرمادیا۔

۳۶:۔حاکم نے اس کو صحیح کہا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو خمس کے پانچویں حصہ کا والی بنا دیا تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے عہد میں اس کے صحیح مواقع اور محل میں اسے خرچ کیا۔

۳۷:۔عبدالرزاق نے مصنف میں مکحول رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ جس کو انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک مرفوع ذکر کیا ہے۔ آپ نے فرمایا گھوڑے کا حصہ نہیں مگر دو گھوڑوں کے لئے۔ اگرچہ اس کے ساتھ ایک ہزار گھوڑے ہوں۔ دشمن کی سرحد عبور کرتے وقت راوی نے پھر کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے دن گھوڑ سوار۔ کر لئے دو اور پیدل کے لئے ایک حصہ مقرر فرمایا۔

۳۸:۔عبدالرزاق نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھوڑ سوار کے لئے دو حصے اور پیدل والے کے لئے ایک حصہ مقرر فرمایا۔

۳۹:۔عبدالرزاق نے قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ انہوں نے خمس کی وصیت کی اور فرمایا کہ میں وصیت کرتا ہوں اس چیز کے ساتھ کہ جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات کے لئے راضی ہوتے ہیں یہ آیت پڑھو (آیت) واعلموا انما غنمتم من شیء فان للہ خمسہ

۴۰:۔ابن ابی حاتم وابوالشیخ نے مقاتل رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ (آیت) ان کنتم امنتم باللہ یعنی اگر انہوں نے میرے حکم کے ساتھ اقرار کیا (آیت) وما انزلنا علی عبدنا یعنی جو کچھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اتارا گیا تقسیم کے بارے میں (آیت) یوم الفرقان یعنی بدر کے دن (آیت) یوم التقی الجمعن یعنی جس دن مسلمانوں کا لشکر اور مشرکین کا لشکر ایک دوسرے کے آمنے سامنے ہوئے۔

۴۱:۔ابن جریر وابن ابی حاتم وابوالشیخ وابن مردویہ والحاکم نے اس کو صحیح کہا والبیہقی نے دلائل میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے

روایت کیا کہ (آیت) یوم الفرقان سے مراد ہے بدر کا دن اور بدر پانی کا ایک کنواں ہے مکہ اور مدینہ منورہ کے درمیان۔

۴۲:۔ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ (آیت) یوم الفرقان سے مراد ہے بدر کا دن کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے ذریعہ حق اور باطل کے درمیان فرق کر دیا۔

۴۳:۔سعید بن منصور و محمد بن نصر والطبرانی نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ انہوں نے (آیت) یوم الفرقان یوم التقی الجمعن کے بارے میں فرمایا کہ بدر کا واقعہ ہوا تھا (جب) رمضان کے مہینے میں سے سترہ دن گزر چکے تھے۔

۴۴:۔ابن مردویہ نے علی بن ابی طالب سے روایت کیا کہ غزوہ بدر کی وہ رات جس کی صبح کو دونوں لشکر آپس میں ایک دوسرے کے سامنے آئے اور فیصلہ کن جنگ ہوئی۔ وہ جمعہ کی رات تھی اور رمضان المبارک کی سترہ تاریخ تھی۔

۴۵:۔ابن جریر نے حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ حق اور باطل کے درمیان فیصلہ کرنے والی وہ رات تھی جس کے دن دونوں لشکروں نے آپس میں جنگ کی اور یہ رمضان کی سترہ تاریخ تھی۔

۴۶:۔عبدالرزاق و ابن جریر نے عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن مجید کی ایک کتاب میں کافروں سے لڑنے کا حکم دیا گیا اور وہ پہلا معرکہ تھا جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اس دن مشرکین کا سردار عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس تھا۔ یہ دونوں جماعتیں آپس میں ملیں بدر کے مقام پر جب رمضان میں سے سولہ یا سترہ راتیں گزر چکیں تھیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب سے تین سو اور کچھ اوپر دس تھے اور مشرکین ہزار اور نو سو کے درمیان تھے اور یہ دن حق میں فیصلہ کر دینے والا تھا اس دن اللہ تعالیٰ نے حق اور باطل کے درمیان فیصلہ فرما دیا۔ سب سے پہلے اس دن قتل ہونے والا مجمع، عمر کا آزاد کردہ غلام تھا اور انصار میں سے ایک آدمی تھا اس دن اللہ تعالیٰ نے مشرکین کو شکست دی ان میں سے ستر آدمیوں سے زیادہ قتل کیے گئے اور اتنے ہی ان میں سے قیدی بنائے گئے۔

۴۷:۔ابن ابی شیبہ نے جعفر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ بدر کا واقعہ سترہ رمضان المبارک کو جمعہ کے دن ہوا۔

۴۸:۔ابن ابی شیبہ نے ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن حارث ہشام رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ میں ان سے پوچھا گیا کہ بدر کی رات کونسی تھی تو انہوں نے فرمایا یہ جمعہ کی رات تھی جبکہ رمضان میں سے سترہ راتیں باقی تھیں۔

۴۹:۔ابن ابی شیبہ نے عامر بن ربیعہ بدر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بدر کے دن پیر کا دن تھا رمضان المبارک کی سترہ تاریخ تھی۔ (تفسیر درمنثور، سورہ انفال، بیروت)

4159 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ - يَعْنِيْ ابْنَ اِبْرَاهِيْمَ - عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ خَالِدٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ اَوْسِ بْنِ الْحَدَثَانِ قَالَ جَاءَ الْعَبَّاسُ وَعَلِيٌّ اِلٰى عُمَرَ يَخْتَصِمَانِ فَقَالَ الْعَبَّاسُ اقْضِ بَيْنِيْ وَبَيْنَ هٰذَا . فَقَالَ النَّاسُ افْصِلْ بَيْنَهُمَا . فَقَالَ عُمَرُ لَا اَفْصِلُ بَيْنَهُمَا قَدْ عَلِمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ" . قَالَ فَقَالَ الزُّهْرِيُّ وَلِيَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخَذَ مِنْهَا قُوْتَ

اَهْلِهٖ وَجَعَلَ سَائِرَهٗ سَبِيلَهٗ سَبِيلَ الْمَالِ ثُمَّ وَلِيَهَا اَبُوْ بَكْرٍ بَعْدَهٗ ثُمَّ وُلِّيتُهَا بَعْدَ اَبِيْ بَكْرٍ فَصَنَعْتُ فِيْهَا الَّذِيْ كَانَ يَصْنَعُ ثُمَّ اَتَيَانِيْ فَسَالَانِيْ اَنْ اَدْفَعَهَا اِلَيْهِمَا عَلٰى اَنْ يَّلِيَاهَا بِالَّذِيْ وَلِيَهَا بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْ وَلِيَهَا بِهٖ اَبُوْ بَكْرٍ وَّالَّذِيْ وُلِّيتُهَا بِهٖ فَدَفَعْتُهَا اِلَيْهِمَا وَاَخَذْتُ عَلٰى ذٰلِكَ عُهُوْدَهُمَا ثُمَّ اَتَيَانِيْ يَقُوْلُ هٰذَا اقْسِمْ لِيْ بِنَصِيْبِيْ مِنِ ابْنِ اَخِيْ ۔ وَيَقُوْلُ هٰذَا اقْسِمْ لِيْ بِنَصِيْبِيْ مِنِ امْرَاَتِيْ ۔ وَاِنْ شَآءَا اَنْ اَدْفَعَهَا اِلَيْهِمَا عَلٰى اَنْ يَّلِيَاهَا بِالَّذِيْ وَلِيَهَا بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْ وَلِيَهَا بِهٖ اَبُوْ بَكْرٍ وَّالَّذِيْ وُلِّيتُهَا بِهٖ دَفَعْتُهَا اِلَيْهِمَا وَاِنْ اَبَيَا كُفِيَا ذٰلِكَ ثُمَّ قَالَ (وَاعْلَمُوْا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتَامٰى وَالْمَسَاكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ) هٰذَا لِهٰؤُلَاءِ (اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِيْنِ وَالْعَامِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغَارِمِيْنَ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ) هٰذِهٖ لِهٰؤُلَاءِ (وَمَا اَفَاءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَا اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ) قَالَ الزُّهْرِيُّ هٰذِهٖ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاصَّةً قُرًى عَرَبِيَّةً فَدَكُ كَذَا وَكَذَا (مَا اَفَاءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتَامٰى وَالْمَسَاكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ) وَ (لِلْفُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ) (وَالَّذِيْنَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ) (وَالَّذِيْنَ جَاءُوْا مِنْ بَعْدِهِمْ) فَاسْتَوْعَبَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ النَّاسَ فَلَمْ يَبْقَ اَحَدٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ اِلَّا لَهٗ فِيْ هٰذَا الْمَالِ حَقٌّ - اَوْ قَالَ حَظٌّ - اِلَّا بَعْضَ مَنْ تَمْلِكُوْنَ مِنْ اَرِقَّائِكُمْ وَلَئِنْ عِشْتُ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ لَيَاْتِيَنَّ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ حَقُّهٗ اَوْ قَالَ حَظُّهٗ ۔

☆☆ حضرت مالک بن اوس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ' حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے' یہ دونوں آپس میں بحث کر رہے تھے' حضرت عباس رضی اللہ عنہ بولے: آپ میرے اور ان صاحب کے درمیان فیصلہ کیجئے۔ لوگوں نے بھی عرض کی کہ آپ ان دونوں کو الگ الگ کر دیں' تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ بولے: میں ان دونوں کو الگ نہیں کروں گا' یہ دونوں یہ بات جانتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا' ہم جو چھوڑ کر جاتے ہیں' وہ صدقہ ہوتا ہے''۔

راوی بیان کرتے ہیں: اس کے بعد زہری نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں:

(حضرت عمر رضی اللہ عنہ بولے:) پہلے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے نگران بنے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں سے اپنے اہل خانہ کی خوراک حاصل

4159-اخرجه البخاري في فرض الخمس، باب فرض الخمس (الحديث 3094) و في المغازي، باب حديث بني النضير و مخرج رسول الله صلى الله عليه وسلم في دية الرجلين و ما ارادوا من الغدر برسول الله صلى الله عليه وسلم (الحديث 4033) و في النفقات، باب حبس الرجل قوت سنة على اهله و كيف نفقات العيال (الحديث 5358)، و في الفرائض، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم (لا نورث ما تركناه صدقة) (الحديث 6728)، و في الاعتصام بالكتاب و السنة، باب ما يكره من التعمق و التنازع و الغلو في الدين و البدع (الحديث 7305) . و اخرجه مسلم في الجهاد و السير، باب حكم الفيء (الحديث 5049) . واخرجه ابو داؤد في الخراج والامارة والفيء، باب في صفايا رسول الله صلى الله عليه وسلم من الاموال (الحديث 2963 و 2964) . واخرجه الترمذي في السير، باب ما جاء في تركة رسول الله صلى الله عليه وسلم (الحديث 1610) مختصراً . تحفة الاشراف (10633) .

کیا کرتے تھے اور باقی بچ جانے والے مال کو اللہ کی راہ میں خرچ کیا کرتے تھے۔ نبی اکرم ﷺ کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اس کے نگران بنے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد مجھے اس کا نگران بنایا گیا تو میں اس میں پہلے اپنی سمجھ کے مطابق عمل کرتا رہا' پھر یہ دونوں صاحبان میرے پاس آئے' اور ان دونوں نے مجھ سے یہ درخواست کی کہ میں اس زمین کو ان دونوں کے حوالے کر دوں' اس شرط پر کہ یہ دونوں اس زمین کی اسی طرح نگرانی کریں گے جس طرح نبی اکرم ﷺ نے اس کی نگرانی کی تھی اور جس طرح حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نگرانی کی تھی اور جس طرح میں اس کی نگرانی کرتا رہا تھا' میں نے یہ زمین ان دونوں کے سپرد کر دی اور ان دونوں سے اس حوالے سے عہد بھی لے لیا' اب یہ دونوں صاحبان میرے پاس آئے ہیں اور یہ کہہ رہے ہیں' جی میرے بھتیجے کی طرف سے میرا حصہ میرے لیے تقسیم کر دیں اور یہ صاحب کہہ رہے ہیں' میری بیوی کے حصے کو مجھے دے دیں' اگر یہ دونوں چاہیں' تو میں اس زمین کو ان دونوں کے سپرد کر دیتا ہوں' اس شرط پر کہ یہ زمین کو اُسی طرح استعمال کریں گے' جس طرح نبی اکرم ﷺ اسے استعمال کرتے تھے' جس طرح حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اسے استعمال کرتے تھے اور جس طرح میں اسے استعمال کرتا رہا' تو اس شرط پر تو یہ زمین میں انہیں دے دوں گا' لیکن اگر یہ دونوں اس بات کو تسلیم نہیں کرتے تو پھر ان کی مرضی ہے۔

(راوی بیان کرتے ہیں: پھر انہوں نے یہ آیت تلاوت کی:)

''تم لوگ یہ بات جان لو کہ جو غنیمت تمہیں حاصل ہوتی ہے' اس کا پانچواں حصہ اللہ کے لیے اور اس کے رسول کے لیے' ذوی القربیٰ کے لیے' یتیموں کے لیے' مسکینوں کے لیے اور مسافروں کے لیے ہے''۔

یہ (مالِ غنیمت) ان اقسام کے افراد کے لیے ہے۔

(ایک اور مقام پر ارشادِ باری تعالیٰ ہے:) ''بے شک صدقات غریبوں' مسکینوں' زکوٰۃ وصول کرنے والے' مؤلفۃ القلوب' غلاموں' مقروضوں اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے لیے ہے''۔

یہ (صدقات) ان سب اقسام کے لوگوں کے لیے ہیں۔

(ایک اور مقام پر ارشادِ باری تعالیٰ ہے:)

''اور اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو مال طے کے طور پر جو چیز عطا کی ہے' جس کے بارے میں تم نے اپنے گھوڑے اور اونٹ نہیں دوڑائے تھے''۔

یہ نبی اکرم ﷺ کے لیے مخصوص ہے' یہ کچھ عرب بستیاں ہیں' جو فدک کے مقام پر فلاں' فلاں جگہ ہیں۔

(ارشادِ باری تعالیٰ ہے:)

''اور اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو مال فے کے طور پر' جو بستیاں عطا کی ہیں' تو وہ اللہ کے لیے اور اس کے رسول ﷺ کے لیے اور ذوی القربیٰ کے لیے' یتیموں کے لیے' مسکینوں کے لیے اور مسافروں کے لیے ہے''۔

(ایک اور مقام پر ارشادِ باری تعالیٰ ہے:)

''وہ مہاجر غریب لوگ' جنہیں ان کے علاقے اور ان کی زمینوں سے نکال دیا گیا''۔

ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''جن لوگوں نے اس جگہ کو اور ایمان کو اس سے پہلے اپنی رہائش کی جگہ بنالیا''۔

(ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے:)

''اور وہ لوگ جو ان کے بعد آئے''۔

تو اس آیت میں تمام لوگوں کا حصہ آ گیا ہے اب مسلمانوں میں سے ہر ایک فرد کا اس مال میں حق ہوگا (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں:) حصہ ہوگا' البتہ وہ لوگ' اس میں شامل نہیں ہوں گے' جو تمہاری زیر ملکیت ہیں۔

اگر میں زندہ رہ گیا' تو اگر اللہ نے چاہا تو میں ہر مسلمان کو اس کا حق دوں گا (راوی کو شک ہے' شاید یہ الفاظ ہیں: اس کا حصہ دوں گا)۔

مسکین کے معنی میں مذاہب ائمہ کا بیان

حسن بصری نے کہا: فقیر وہ ہے جو اپنے گھر میں بیٹھا رہے اور مسکین وہ ہے جو سعی کرتا رہے۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا: مساکین گھومنے پھرنے والے ہیں اور فقراء مسلمین ہیں۔ جابر بن زید نے کہا: فقیر اپاہج ہے اور مسکین وہ ہے جو تندرست اور محتاج ہو۔ اور عکرمہ نے کہا کہ فقراء کا اطلاق فقراء مسلمین پر ہوتا ہے اور مساکین کا اطلاق، اہل کتاب کے مساکین پر ہوتا ہے۔ امام ابوجعفر طبری کا مختار یہ ہے کہ جو سوال نہیں کرتے وہ فقراء ہیں اور جو سوال کرتے ہیں وہ مساکین ہیں۔

(جامع البیان ج ۱۰ ص ۲۰۵-۲۰۶ ملخصا مطبوعہ بیروت)۔

امام ابوحنیفہ کے نزدیک فقیر وہ شخص ہے جس کے پاس کچھ مال ہو لیکن وہ نصاب زکوٰۃ سے کم ہو۔ اور مسکین وہ شخص ہے جس کے پاس کچھ بھی نہ ہو۔ اور امام شافعی کا قول اس کے برعکس ہے اور امام مالک کے نزدیک فقیر اور مسکین مساوی ہیں۔ اور امام احمد کا مذہب بھی امام شافعی کی مثل ہے۔ (الجامع لاحکام القرآن ج ۸ ص ۹۸-۹۶، عنایت القاضی ج ۴ ص ۵۸۶-۵۸۵، زاد المسیر ج ۳ ص ۴۵۶)

امام شافعی کی دلیل یہ ہے کہ مسکین کے متعلق قرآن مجید میں ہے: رہی کشتی تو وہ مسکینوں کے لیے تھی۔ (الکہف: ۷۹) اس آیت سے معلوم ہوا کہ مسکین کے پاس کچھ مال ہوتا ہے۔ امام ابوحنیفہ کی طرف سے اس کا جواب یہ ہے کہ وہ کشتی ان کی ملکیت نہیں تھی۔ وہ اس کو کرائے پر چلاتے تھے یا انہوں نے اس کشتی کو عاریتاً لیا ہوا تھا۔ یا دراصل وہ فقیر تھے۔ ان کو از راہِ ترحم مجازاً مسکین فرمایا: امام شافعی کا دوسرا استدلال اس حدیث سے ہے: حضرت انس (رض) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے دعا کی: اے اللہ! مجھے بحالت مسکین زندہ رکھ اور بحالت مسکین مجھے موت عطا فرما۔ اور قیامت کے دن مساکین کی جماعت میں میرا حشر فرما۔ حضرت عائشہ (رض) نے پوچھا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے یہ دعا کیوں کی ہے؟ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: مساکین اغنیاء سے چالیس سال پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔ اے عائشہ! مسکین کو رد نہ کرو۔ خواہ کھجور کا ایک ٹکڑا ہی دو۔ اے عائشہ! مساکین سے محبت رکھو اور ان کو قریب رکھو۔ قیامت کے دن اللہ تمہیں قریب رکھے گا۔

(سنن الترمذی رقم الحدیث: ۲۳۵۹، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۴۱۲۶، المستدرک ج ۴ ص ۳۲۲، سنن بیہقی ج ۷ ص ۱۲)

اس حدیث میں نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے مسکین کے حال میں رہنے کی دعا کی ہے اور ایک اور حدیث میں آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فقر سے پناہ مانگی ہے۔ حضرت ابوہریرہ (رض) بیان کرتے ہیں کہ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ دعا کرتے تھے اے اللہ! میں فقر، قلت اور ذلت سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں۔ اے اللہ! میں ظلم کرنے یا ظلم سہنے سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں۔

(سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۱۵۴۴، سنن نسائی رقم الحدیث: ۵۴۶۰، صحیح بخاری رقم الحدیث: ۶۳۶۸)۔

امام شافعی کی دلیل کا حاصل یہ ہے کہ اگر مسکین مالی طور پر فقیر سے کم ہو تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) فقر سے پناہ مانگیں اور مسکین ہونے کی دعا فرمائیں جو کہ فقیر سے زیادہ ابتر حال ہے اور یہ تناقض کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جس حدیث میں نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فقر سے پناہ مانگی ہے اس حدیث میں فقر سے مراد قلت مال نہیں ہے بلکہ اس سے مراد فقر النفس ہے۔ یعنی وہ شخص جو مال پر بہت حریص ہو۔ اور اس فقر سے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے پناہ مانگی ہے کیونکہ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ دعا بھی فرماتے تھے: حضرت عبداللہ بن مسعود (رض) بیان کرتے ہیں کہ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ دعا کرتے تھے: اے اللہ! میں تجھ سے ہدایت، تقویٰ، سوال سے بچنے اور غناء کا سوال کرتا ہوں۔

(صحیح مسلم رقم الحدیث: ۲۷۲۱، سنن الترمذی رقم الحدیث: ۳۴۸۹، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۳۸۳۲، الادب المفرد رقم الحدیث: ۶۷۴، مسند احمد ج ۱ ص ۴۱۱)

اور اس حدیث میں غنیٰ سے مراد کثرتِ مال نہیں ہے بلکہ اس سے غنی النفس مراد ہے۔ یعنی نفس کا مستغنی ہونا۔ اور نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے مسکین کے حال میں رہنے کی جو دعا کی ہے اس سے مراد آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تواضع اور انکسار ہے۔ امام شافعی کی طرف سے یہ دلیل بھی دی گئی ہے کہ سورہ توبہ کی اس آیت میں فقیر کو مسکین پر مقدم کیا گیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ فقیر کا حال مسکین سے زیادہ برا ہوتا ہے اور فقیر وہ ہے جس کے پاس بالکل مال نہ ہو اور مسکین وہ ہے جس کے پاس کچھ نہ کچھ مال ہو۔ اس کا یہ جواب ہے کہ تقدم کے کئی اعتبار ہوتے ہیں اور یہاں تقدم ادنیٰ سے اعلیٰ کی طرف ترقی کے طور پر ہے۔ پہلے فقیر کا ذکر کیا جس کے پاس کچھ مالیت ہوتی ہے۔ اس کے بعد مسکین کا ذکر کیا جس کے پاس کچھ بھی نہیں ہوتا اور مسکین کے اس معنی پر امام ابوحنیفہ کی طرف سے یہ دلیل دی جاتی ہے: مسکینا ذامتربۃ: (البلد: ۱۶) یعنی مسکین وہ شخص ہے جس نے بھوک کی شدت سے اپنا پیٹ زمین سے چمٹایا ہوا ہے۔

والعاملین علیہا کا معنی اور اس کے شرعی احکام یعنی جو لوگ زکوٰۃ اور صدقات کو وصول کر کے لاتے ہیں۔ ان کو ان کی محنت اور مشقت کے مطابق مالِ زکوٰۃ سے اجرت دی جائے لیکن یہ اجرت اتنی نہیں ہونی چاہیے کہ وہ زکوٰۃ کی وصول کردہ تمام رقم یا اس کے نصف پر محیط ہو۔ (عنایت القاضی ج ۴ ص ۵۸۷) اگر عامل کو اس مہم کے دوران کوئی شخص ذاتی طور پر کچھ ہدیہ اور تحفہ دے تو وہ اس کے لیے جائز نہیں ہے۔ وہ اس کو بھی وصول شدہ زکوٰۃ کی مد میں شامل کر دے۔ حضرت ابوحمید الساعدی (رض) بیان کرتے ہیں کہ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ابن اللتبیہ کو بنو سلیم کے صدقات وصول کرنے کا عامل بنایا۔ جب وہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس آئے اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اس سے حساب لیا تو اس نے کہا: یہ وہ مال ہے جو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لیے دیا گیا ہے اور یہ وہ ہدیہ ہے جو مجھے دیا گیا ہے۔ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: تم اپنے باپ اور اپنی ماں کے گھر میں کیوں نہ بیٹھے

رہے حتیٰ کہ تمہارے پاس ہدیے آتے اگر تم سچے ہو۔ پھر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے کھڑے ہو کر خطبہ دیا اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کے بعد فرمایا: میں تم میں سے کسی شخص کو کسی کام پر عامل بناتا ہوں جس کام کا اللہ نے مجھے ولی بنایا ہے۔ پھر تم میں سے کوئی شخص میرے پاس آ کر کہتا ہے یہ حصہ تمہارے لیے ہے اور یہ حصہ مجھے ہدیہ کیا گیا ہے۔ پس وہ شخص کیوں نہ اپنے باپ کے گھر میں یا اپنی ماں کے گھر میں جا کر بیٹھا۔ حتیٰ کہ اس کے پاس ہدیہ آتا۔ اگر وہ سچا ہے۔ اللہ کی قسم! تم اس مال میں سے جو چیز بھی ناحق لو گے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس چیز کو اس کے اوپر لاد دے گا۔ سنو! میں اس شخص کو قیامت کے دن ضرور پہچان لوں گا۔ پھر آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنے ہاتھ بلند کیے حتیٰ کہ میں نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بغلوں کی سفیدی (کی جگہ) دیکھی۔ پھر آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: سنو! کیا میں نے پیغام پہنچا دیا ہے!

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ۷۱۹۷، صحیح مسلم رقم الحدیث: ۱۸۳۲، سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۲۹۴۶، سنن دارمی رقم الحدیث: ۱۶۶۹)

حضرت عدی بن عمیر کندی (رض) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: اے لوگو! تم میں سے جس شخص نے ہمارے لیے کوئی عمل کیا پھر اس میں سے کوئی چیز چھپالی خواہ وہ سوئی ہو یا اس سے بھی کمتر چیز تو وہ خیانت ہے اور وہ قیامت کے دن اس چیز کو لے کر آئے گا۔ تب ایک سیاہ فام انصاری اٹھا اور کہنے لگا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! اپنا عمل مجھ سے لے لیجئے۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے پوچھا: کیوں؟ اس نے کہا: میں نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اس اس طرح فرماتے سنا ہے۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: میں نے یہ کہا ہے کہ جس کو ہم کوئی کام سونپیں تو وہ قلیل اور کثیر ہر چیز لے کر آئے۔ پھر اس کو جو دے دیا جائے، وہ لے لے۔ اور جو نہ دیا جائے وہ نہ لے۔ (صحیح مسلم رقم الحدیث: ۱۸۳۳، سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۳۵۸۱)

مولفتہ القلوب کی تعریف اور ان کو زکوٰۃ میں سے دینے کے متعلق مذاہب فقہاء ادائیگی زکوٰۃ کا چوتھا مصرف مولفتہ القلوب ہیں۔ یعنی وہ لوگ جن کے دلوں کو اسلام کی طرف راغب کرنا مقصود ہو۔ حضرت ابن عباس (رض) نے فرمایا: یہ وہ آزاد اور معزز لوگ ہیں جن کو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے جنگِ حنین میں عطا فرمایا تھا۔ یہ پندرہ آدمی تھے: ابوسفیان، اقرع بن حابس، عیینہ بن حصن، حویطب عب عبدالعزیٰ، سہل بن عمرو، حارث بن ہشام، سہیل بن عمرو الجہنی، ابوالسنابل، حکیم بن حزام، مالک بن عوف، صفوان بن امیہ، عبدالرحمٰن بن یربوع، جد بن قیس، عمرو بن مرداس اور العلاء بن الحارث۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ان میں سے ہر شخص کو سو اونٹ دیئے اور ان کو اسلام کی ترغیب دی۔ ماسوا عبدالرحمٰن بن ربوع کے۔ اس کو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے پچاس اونٹ دیئے اور حکیم بن حزام کو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ستر اونٹ دیئے۔ انہوں نے کہا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! میرے خیال میں آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی عطاء کا مجھ سے زیادہ کوئی اور مستحق نہیں ہے تو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ان کو بھی سو اونٹ پورے کر دیئے۔

مولفتہ القلوب کی دو قسمیں ہیں: مسلمان اور کفار۔ مسلمانوں کو صدقات میں سے اس لیے دیا جاتا ہے کہ ان کا ایمان قوی رہے۔ یا ان کے مماثل لوگوں کو اسلام کی طرف راغب کرنے کے لیے اور کفار کو اسلام کی ترغیب دینے کے لیے یا ان کے شر سے بچنے کے لیے ان کو زکوٰۃ اور صدقات سے دیا جاتا ہے۔ جیسا کہ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے صفوان بن امیہ کو عطا فرمایا ہے۔ جب

آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ان کا اسلام کی طرف میلان دیکھا۔ علامہ واحدی نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو مشرکین کے قلوب کی تالیف سے مستغنی کر دیا ہے۔ اگر مسلمانوں کا سربراہ یہ دیکھے کہ اس میں مسلمانوں کا کوئی فائدہ ہے اور ان کے مسلمان ہو جانے سے مسلمانوں کو نفع پہنچے گا تو ان کو مال فئے سے عطا کرے، زکوٰۃ نہ دے۔

حضرت عمر (رض) سے یہ مروی ہے کہ مولفۃ القلوب کا مصرف، مصارف زکوٰۃ سے اب ساقط ہو چکا ہے اور یہی شعبی کا قول ہے۔ امام مالک، ثوری، امام ابوحنیفہ اور اسحاق بن راہویہ کا یہی مذہب ہے اور حسن بصری سے یہ مروی ہے کہ ان کا حصہ اب بھی ثابت ہے۔ زہری، ابوجعفر محمد بن علی اور ابوثور کا یہی مذہب ہے اور امام احمد نے یہ کہا ہے کہ اگر مسلمانوں کو ان کی ضرورت ہو تو ان کو زکوٰۃ سے دیا جائے گا ورنہ نہیں۔ (اللباب فی علوم الکتاب ج ۱۰ ص ۱۲۶-۱۲۵ دارالکتب العلمیہ بیروت، ۱۴۱۹ھ)

قاضی بیضاوی شافعی نے کہا: مولفۃ القلوب وہ لوگ ہیں جنہوں نے اسلام قبول کر لیا اور اسلام قبول کرنے میں ان کی نیت ضعیف تھی۔ تو ان کے قلوب کو اسلام پر قائم اور برقرار رکھنے کے لیے ان کو عطا کیا جاتا ہے۔ یا ایسے معزز لوگ کہ اگر ان کو عطا کیا جائے تو ان کو دیکھ کر ان جیسے دوسرے معزز لوگ اسلام لے آئیں۔ اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے عیینہ بن حصین، اقرع بن حابس اور عباس بن مرداس کو اسی وجہ سے عطا فرمایا تھا۔ اور ایک قول یہ ہے کہ معزز لوگوں کو اسلام کی طرف مائل کرنے کے لیے ان کو خمس کے اس پانچویں حصہ سے عطا فرماتے تھے جو خالص آپ کا حصہ تھا، اور کفار اور مانعین زکوٰۃ سے قتال کرنے کی طرف مائل کرنے کے لیے جن کو عطا کیا جائے وہ بھی اس میں داخل ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ مولفۃ القلوب کو اس لیے دیا جاتا تھا کہ مسلمانوں کی تعداد میں کثرت ہو اور اب جبکہ اللہ نے مسلمانوں کو غلبہ عطا فرما دیا ہے اور مسلمانوں کی کثرت ہو گئی ہے تو ان کا حصہ ساقط ہو گیا۔

(انوار التنزیل مع عنایت القاضی ج ۴ ص ۵۸۷، مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت، ۱۴۱۷ھ)

علامہ برہان الدین علی بن ابی بکر المرغینانی الحنفی المتوفی ۵۹۳ھ لکھتے ہیں: مصارف زکوٰۃ میں سے مولفۃ القلوب کا حصہ اب ساقط ہو چکا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کو غلبہ عطا فرما دیا ہے اور ان سے مستغنی کر دیا ہے اور اس پر اجماع منعقد ہو چکا ہے۔

(ہدایہ اولین ص ۲۰۴، مطبوعہ مکتبہ شرکت علمیہ ملتان)

علامہ کمال الدین محمد بن عبدالواحد المعروف بابن الہمام الحنفی المتوفی ۸۶۱ھ لکھتے ہیں: اس پر حضرت ابوبکر صدیق (رض) کی خلافت میں صحابہ کرام (رض) کا اجماع منعقد ہو چکا ہے۔ حضرت عمر (رض) نے ان کو رد کیا تھا۔ عیینہ اور اقرع نے حضرت ابوبکر سے ایک زمین کو طلب کیا۔ حضرت ابوبکر نے ان کو خط لکھ دیا۔ حضرت عمر نے اس خط کو پھاڑ دیا اور کہا: یہ وہ چیز ہے جو تم کو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) عطا کرتے تھے، تا کہ تم کو اسلام پر راغب کریں لیکن اب اللہ نے اسلام کو غلبہ عطا کر دیا ہے اور تم سے مستغنی کر دیا ہے۔ اب اگر تم اسلام پر ثابت قدم رہتے ہو تو فبہا ورنہ اب ہمارے اور تمہارے درمیان تلوار ہے۔ پھر وہ حضرت ابوبکر کے پاس گئے اور کہا: خلیفہ آپ ہیں یا عمر؟ حضرت ابوبکر کی رائے حضرت عمر کے موافق ہو گئی اور صحابہ میں سے کسی نے اس کا انکار نہیں کیا۔ اگر حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کی رائے برحق نہ ہوتی تو صحابہ اس پر ضرور انکار کرتے اور یقیناً ان کے پاس کوئی ایسی دلیل ہو گی جس سے ان کو علم ہو گا کہ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنی وفات سے پہلے اس حکم کو منسوخ کر دیا تھا۔ یا یہ حکم آپ (صلی اللہ علیہ

وسلم) کی حیات کے ساتھ مقید تھا۔ یا یہ حکم کسی علت کے ساتھ معلل تھا اور اب وہ علت نہیں تھی، اور حضرت عمر نے ان کے سامنے یہ آیت پڑھی تھی: وقل الحق من ربکم فمن شآء فلیؤمن ومن شآء فلیکفر۔ (الکہف: ۲۹) ترجمہ: آپ کہیے کہ حق تمہارے رب کی جانب سے ہے سو جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر کرے۔ (فتح القدیر ج ۲ ص ۲۶۵، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۴۱۵ھ)

علامہ محمد بن محمود بابرتی حنفی متوفی ۷۸۶ھ لکھتے ہیں: علامہ علاء الدین عبد العزیز نے کہا: ان کی تالیف قلوب سے مقصود دین کا اعزاز اور غلبہ تھا۔ کیونکہ غلبہ کفر کے زمانہ میں اسلام کمزور تھا۔ اس وقت تالیف قلوب کے لیے عطا کرنے میں دین کا اعزاز تھا اور جب حال بدل گیا اور اللہ نے اسلام کو غلبہ عطا فرما دیا تو اب دین کا اعزاز ان کو نہ دینے میں ہے اور اصل مقصود دین کا اعزاز ہے۔ وہ اپنے حال پر باقی ہے اور منسوخ نہیں ہوا۔ اس کی مثال یہ ہے جب پانی نہ ہو تو طہارت کے حصول کے لیے مٹی سے تیمم کرنا ضروری ہے اور جب حال بدل جائے اور پانی مل جائے تو اب مٹی سے تیمم کرنے کا حکم ساقط ہو جائے گا اور پانی کا استعمال کرنا ضروری ہو گا۔ کیونکہ اب طہارت کے حصول کے لیے پانی کا استعمال کرنا متعین ہے۔ اسی طرح دین کا اعزاز پہلے مولفۃ القلوب کو دینے میں تھا اور اب نہ دینے میں ہے اور اصل حکم دین کا اعزاز ہے۔ وہ منسوخ نہیں ہوا۔ (العنایہ ج ۲ ص ۲۶۶-۲۶۵، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۴۱۵ھ)

غلاموں کو آزاد کرانے کے لیے زکوٰۃ میں حصہ جس غلام کے متعلق اس کے مالک نے یہ کہا ہو کہ اگر اس نے اتنے روپے مجھے ادا کر دیے تو یہ آزاد ہے۔ اس غلام کو مکاتب کہتے ہیں اور اس کی آزادی میں تعاون کرنے کے لیے زکوٰۃ میں سے اس کو حصہ دینا مشروع کیا گیا ہے۔ حسین بیان کرتے ہیں کہ ایک مکاتب حضرت ابوموسیٰ اشعری (رض) کے پاس گیا، وہ اس وقت جمعہ کا خطبہ دے رہے تھے۔ اس نے حضرت ابوموسیٰ سے کہا: اے امیر! لوگوں کو میرے لیے برانگیختہ کیجئے۔ تو حضرت ابوموسیٰ نے مسلمانوں کو برانگیختہ کیا۔ پس لوگوں نے اس کو کپڑے اور انگوٹھیاں دیں۔ حتیٰ کہ بہت مال جمع ہو گیا۔ حضرت ابوموسیٰ نے اس مال کو جمع کر کے فروخت کیا اور اس کی مکاتبت ادا کر دی اور باقی مال بھی غلاموں کو آزاد کرانے میں صرف کر دیا۔ اور لوگوں کو یہ رقم واپس نہیں کی اور یہ کہا کہ لوگوں نے یہ رقم غلاموں کو آزاد کرانے کے لیے دی ہے۔ (جامع البیان جز ۱۰ ص ۲۱۰، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۴۱۵ھ)

علامہ ابوحفص عمر بن علی الدمشقی الحنبلی التوفی ۸۸۰ھ لکھتے ہیں: الرقاب (غلاموں کو آزاد کرانے) کی تفسیر میں کئی اقوال ہیں: (۱) اس سے مراد مکاتب ہیں تا کہ ان کو زکوٰۃ کے مال سے آزاد کرایا جائے۔ (۲) امام مالک وغیرہ نے یہ کہا کہ مالِ زکوٰۃ سے غلام خرید کر ان کو آزاد کرایا جائے۔ (۳) امام ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب نے یہ کہا ہے کہ مالِ زکوٰۃ سے مکمل غلام آزاد نہ کرایا جائے بلکہ مالِ زکوٰۃ سے کچھ رقم غلام کے لیے دی جائے اور اس سے مکاتب کی گردن آزاد کرانے میں مدد کی جائے۔ کیونکہ وفی الرقاب فرمانے کا تقاضا یہ ہے کہ اس کا مالِ زکوٰۃ میں کچھ دخل ہونا چاہیے۔ اور یہ اس کے منافی ہے کہ مالِ زکوٰۃ سے مکمل غلام آزاد کیا جائے۔

غلاموں، مقروضوں، اللہ کی راہ میں اور مسافروں پر زکوٰۃ کی رقم خرچ کرنے کے لیے تملیک ضروری نہیں بعض علماء نے یہ کہا ہے کہ احتیاط اس میں ہے کہ مکاتب کی اجازت سے زکوٰۃ میں اس کا حصہ اس کے مالک کو دے دیا جائے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے پہلے چار مصارف کا ذکر لام تملیک کے ساتھ کیا ہے۔ اور جب رقاب کا ذکر کیا تو لام کے بجائے فی کا ذکر کیا اور فرمایا وفی الرقاب اور اس

فرق کا کوئی فائدہ ضروری ہے اور وہ یہ ہے کہ پہلے چار مصارف میں زکوٰۃ میں سے ان کا حصہ ان کو دے کر ان کو ان حصص کا مالک بنا دیا جائے اور باقی مصارف میں زکوٰۃ میں ان کا حصہ ان کے مصالح اور ان کی بہتری اور ان کے فوائد میں خرچ کیا جائے اور ان کو ان کا مالک نہ بنایا جائے۔ زمخشری نے کہا ہے کہ آخری چار مصارف میں لام کی بجائے فی کا ذکر کیا ہے اور اس میں یہ بتانا ہے کہ آخری چار مصارف پہلے چار مصارف سے صدقہ اور زکوٰۃ دیئے جانے کے زیادہ مستحق ہیں کیونکہ فی ظرفیت کے لیے آتا ہے اور اس میں تنبیہ ہے کہ وہ صدقات کا ظرف اور محل ہیں اور فی سبیل اللہ وابن السبیل میں جو فی کا تکرار کیا ہے اس میں اس میں یہ تنبیہ ہے کہ ان دو مصرفوں کو یعنی فی سبیل اللہ اور ابن السبیل کو پہلے دو مصرفوں پر زیادہ ترجیح ہے اور غلام آزاد کرانے اور مقروض کا قرض ادا کرنے کی بہ نسبت مال زکوٰۃ کو اللہ کے راستہ میں اور مسافروں پر خرچ کرنا زیادہ راجح ہے۔

(اللباب فی علوم الکتاب ج ۱۰ ص ۱۲۶ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۹ھ)

قاضی شہاب الدین احمد بن محمد بن عمر خفاجی حنفی متوفی ۱۰۶۹ھ لکھتے ہیں: پہلے چار مصارف کے ساتھ لام اور آخری چار مصارف کے ساتھ فی ذکر کرنے میں نکتہ یہ ہے کہ پہلے چار مصارف میں ان کو زکوٰۃ سے ان کا حصہ ادا کر کے ان کو ان حصوں کا مالک بنا دیا جائے اور آخری چار مصارف میں ان کو زکوٰۃ میں سے ان کے حصہ کا مالک نہیں بنایا جائے گا بلکہ ان کا حصہ ان کی فلاح اور ان کے مصالح میں خرچ کیا جائے گا۔ مکاتب کا مال اس کے مالک کو دیا جائے گا اور مقروض کا مال (اس کے حصہ کی زکوٰۃ) اس کے قرض خواہ کو دیا جائے گا اور اللہ کے راستہ میں خرچ کرنا بالکل واضح ہے۔ اور مسافر بھی اللہ کے راستے میں داخل ہے۔ اس کو علیحدہ اس لیے ذکر کیا ہے تاکہ اس کی خصوصیت پر تنبیہ ہو۔ (عنایت القاضی ج ۴ ص ۵۸۸ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت، ۱۴۱۷ھ)

امام فخر الدین محمد بن عمر رازی شافعی متوفی ۶۰۶ھ پہلے چار مصارف میں لام اور آخری چار مصارف میں فی کو ذکر کرنے کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: پہلے چار مصارف میں ان کو زکوٰۃ سے ان کا حصہ دے کر ان کو مالک بنا دیا جائے گا کہ وہ جس طرح چاہیں اس میں تصرف کریں اور غلاموں کو آزاد کرنے کے لیے ان کا حصہ ان کو نہیں دیا جائے گا اور نہ ان کو اس پر تصرف کی قدرت دی جائے گی کہ وہ اس میں جس طرح چاہیں تصرف کریں بلکہ ان کی طرف سے ان کی قیمت ادا کر دی جائے گی۔ اسی طرح مقروضوں کی زکوٰۃ کا حصہ ان کے قرض خواہوں کو دے دیا جائے گا۔ اسی طرح مجاہدین کی زکوٰۃ کا حصہ ان کی ضرورت اسلحہ خریدنے میں خرچ کیا جائے گا اور اسی طرح مسافروں کی ضرورت کی چیزوں میں ان کا حصہ خرچ کیا جائے گا۔ خلاصہ یہ ہے کہ پہلے چار مصارف میں ان کے حصص ان کو دے دیئے جائیں گے کہ وہ جس طرح چاہیں خرچ کریں اور آخری چار مصارف میں ان کو ان کے حصص نہیں دیئے جائیں گے بلکہ جس جہت سے وہ زکوٰۃ کے مستحق ہیں اس جہت میں ان کے حصہ کی زکوٰۃ کو خرچ کیا جائے گا۔

(تفسیر کبیر ج ۶ ص ۸۷-۸۶ مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت، ۱۴۱۵ھ)

مفسرین حنبلیہ میں سے علامہ عمر بن علی الدمشقی حنبلی نے اور مفسرین شافعیہ میں سے امام رازی کے علاوہ، علامہ خازن شافعی متوفی ۷۲۵ھ نے یہی لکھا ہے کہ زکوٰۃ کے پہلے چار مصارف میں تملیک ضروری ہے اور آخری چار مصارف میں تملیک کے بجائے ان کی ضروریات اور مصالح میں زکوٰۃ خرچ کی جائے۔ (تفسیر خازن ج ۲ ص ۲۵۳)

اور مفسرینِ احناف میں سے علامہ خفاجی کے علاوہ علامہ محی الدین شیخ زادہ حنفی متوفی ۹۵۱ھ اور علامہ ابوالسعود محمد بن عمادی حنفی متوفی ۹۸۲ھ اور علامہ آلوسی حنفی متوفی ۱۲۷۰ھ نے بھی یہی لکھا ہے۔ (حاشیہ محی الدین شیخ زادہ ج ۴ ص ۴۷۸، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت، ۱۴۱۹ھ، تفسیر ابوالسعود ج ۳ ص ۱۶۲، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت، ۱۴۱۹ھ، تفسیر روح المعانی ج ۱۰ ص ۱۲۴، مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت)

غیر مقلدین میں سے نواب صدیق حسن خاں بھوپالی متوفی ۱۳۰۷ھ نے بھی یہی لکھا ہے۔ (فتح البیان ج ۵ ص ۳۳۲)۔ جن مفسرین نے ژرف نگاہی سے کام لیا اور اس پر غور کیا کہ پہلی چار اصناف کے لیے اللہ تعالیٰ نے لام کا لفظ استعمال فرمایا ہے اور باقی چار اصناف کے لیے فی کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔ انہوں نے اس سے یہ مستنبط کیا کہ پہلی چار قسموں میں سے جس کو زکوٰۃ ادا کی جائے اس کو اس مالِ زکوٰۃ کا مالک بنانا ضروری ہے اور دوسری چار قسموں کے شروع میں چونکہ لام تملیک نہیں ہے بلکہ فی کا ذکر ہے اس لیے ان میں ان کو مالِ زکوٰۃ کا مالک نہیں بنایا جائے گا بلکہ ان کے حصہ کی زکوٰۃ کو ان کی ضروریات اور ان کے مصالح میں خرچ کیا جائے گا۔ حنبلی، شافعی اور حنفی مفسرین کی تصریحات اس مسئلہ میں گزر چکی ہیں اور فقہاء مالکیہ کا بھی یہی موقف ہے کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ غلام کو زکوٰۃ کا حصہ ادا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ زکوٰۃ کے حصہ سے غلام کو خرید کر آزاد کر دیا جائے۔

علامہ ابوعبداللہ قرطبی مالکی متوفی ۶۶۸ھ لکھتے ہیں: امام مالک نے فرمایا کہ غلام کو آزاد کر دیا جائے اور اس کی ولاء مسلمانوں کے لیے ہوگی، (الی قولہ) اس میں اختلاف ہے کہ آیا مکاتب کو آزاد کرانے میں اس کی معاونت کی جائے یا نہیں۔ کیونکہ جب اللہ تعالیٰ رقبہ (غلام) کا ذکر فرماتا ہے تو اس سے مکمل غلام آزاد کرنے کا ارادہ فرماتا ہے اور رہا مکاتب تو وہ غارمین (مقروضوں) کے کلم میں داخل ہے کیونکہ اس کے اوپر مکاتبت کا قرض ہوتا ہے اس لیے وہ رقاب میں داخل نہیں ہوگا۔ (الجامع لاحکام القرآن: جز ۸ ص ۱۰۹)

كِتَابُ الْبَيْعَةِ

یہ کتاب بیعت کے بیان میں ہے

بیعت کے معنی کا بیان

البیعۃ اس کا لغوی معنی ہے۔ عہد و پیمان۔ (المنجد، ص ۱۱۰، ادارالاشاعت کراچی)

بیعت کی تعریف کا بیان

کسی مرد صالح جامع الشرائط مسلمان کے ہاتھ پر بیعت ہونا تا کہ یہ بیعت کرنے والا صراط مستقیم پر چل سکے۔ یہ بیعت کہلاتی ہے۔

حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم حدیبیہ کے مقام پر خیمہ زن ہیں۔ کفار مکہ بضد ہیں کہ کسی قیمت پر مسلمانوں کو عمرہ کرنے کے لیے مکہ میں داخل نہیں ہونے دیں گے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ دربار رسالت کے سفیر بن کر مکہ گئے ہوئے ہیں۔ اسی اثنا میں یہ افواہ پھیلتی ہے کہ کفار نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا ہے۔ اگرچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھی جنگ کے لیے تیار ہو کر نہیں آئے تھے۔ احرام کی دو چادریں اور قربانی کے جانور ہی ان کا زاد سفر تھا۔ لیکن یکا یک ایسی صورت حال پیدا ہوگئی کہ تعداد کی قلت اور اسلحہ کے فقدان کی پرواہ کیے بغیر محض قوت ایمانی پر بھروسہ کرتے ہوئے باطل سے ٹکرانا ناگزیر ہوگیا۔ چنانچہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک درخت کے نیچے تشریف فرما ہوتے ہیں اور بیعت کرنے کی دعوت دیتے ہیں۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ راوی ہیں یہ بیعت اس بات پر تھی کہ جب تک ہمارے جسموں میں جان ہے، جب تک بدن میں خون کا ایک قطرہ موجود ہے، ہم میدان جنگ میں ڈٹے رہیں گے اور اہل مکہ کو اس خیانت اور سفیر کشی کی عبرت ناک سزا دیں گے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ غلامان حبیب کبریا علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات پروانہ وار دوڑ دوڑ کر حاضر ہو رہے ہیں اور اپنے آقا و مولا کے دست مبارک پر اپنا ہاتھ رکھ کر جاں بازی اور سرفروشی کی بیعت کر رہے ہیں۔ الغرض چودہ سو ہمراہیوں میں سے کوئی ایک بھی اس سعادت سے محروم نہ رہا۔ البتہ جد بن قیس جو حقیقت میں منافق تھا اس نے بیعت نہ کی۔ بخدا مجھے اب بھی وہ منظر نظر آ رہا ہے کہ وہ اپنی اونٹنی کے پیٹ کے ساتھ چمٹا ہوا ہے اور اپنے آپ کو لوگوں کی نظروں سے چھپانے کی کوشش کر رہا ہے۔

حضور سرور عالمیاں صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ان چودہ سو جان نثاروں اور سرفروش مجاہدین کے بارے میں اپنی زبان حق ترجمان سے فرمایا۔ انتم خیر اہل الارض الیوم اے اسلام کے قابل فخر مجاہدو! آج روئے زمین پر تم سب سے بہترین لوگ ہو۔ حضرت

جابر رضی اللہ عنہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد بھی منقول ہے۔ لا یدخل النار احد ممن بایع تحت الشجرۃ۔ جنہوں نے اس درخت کے نیچے میرے ساتھ بیعت کی ہے ان میں سے کوئی بھی دوزخ میں داخل نہیں ہوگا۔ (ابن کثیر)

ملا فتح اللہ کاشانی شیعہ اپنی تفسیر منہج الصادقین میں لکھتے ہیں۔ آنحضرت اصحاب را در تحت شجرہ جمع کردہ ایشاں را بتجدید بیعت امر فرمود واصحاب برغبت تمام وجدی لا کلام دست بردست پیغمبر نہادہ بیعت کردند کہ تا حین موت طریق متابعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مرعی دارند ودر ہیچ زمان طریق فرار سلوک نہ نمایند وبجہت کمال رغبت ایشاں بود کہ ایں بیعت مسمی شد بہ بیعت رضوان ودر اثنائے آں ایں آیہ نازل شد۔ (منہج الصادقین۔ جلد ۸ ص ۳۶۷)

ترجمہ:۔ نبی کریم نے اصحاب کو درخت کے نیچے جمع کیا اور انہیں از سر نو بیعت کرنے کا حکم دیا۔ صحابہ کرام انتہائی شوق ورغبت اور بڑی سنجیدگی سے آگے بڑھے اور حضور کے دست مبارک پر ہاتھ رکھ کر اس بات پر بیعت کی کہ تا دم واپسیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت کے راستے پر گامزن رہیں گے اور کسی وقت بھی راہ فرار اختیار نہیں کریں گے۔ صحابہ کرام کے بے پناہ اشتیاق اور کامل رغبت کے باعث اس بیعت کا نام بیعت رضوان رکھا گیا اور اسی اثنا میں یہ آیت نازل ہوئی۔

یہ بیعت بظاہر اگرچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دست حق پرست پر ہو رہی ہے لیکن درحقیقت یہ بیعت اللہ تعالیٰ کے ساتھ تھی۔ اگرچہ بظاہر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ تھا، لیکن درحقیقت یہ دست خدا تھا۔ جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کہا گیا ہے۔ اسی طرح حضور سے بیعت اللہ سے بیعت اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ فرمایا گیا ہے۔

علامہ اسمٰعیل حقی صوفیاء کی اصطلاح کے مطابق اس آیت کی یہ تشریح کرتے ہیں۔ وقال اھل الحقیقۃ ھذہ الایۃ کقولہ تعالیٰ من یطع الرسول فقد اطاع اللہ فالنبی (علیہ السلام) قد فنی عن عن وجودہ بالکلمۃ فتحقق باللہ فی ذاتہ وصفاتہ وافعالہ وکل ما صدر عند صدر عن اللہ (روح البیان)

یعنی اہل حقیقت کہتے ہیں کہ یہ آیت بعینہٖ اس فرمان خداوندی کی طرح ہے کہ جو رسول کی اطاعت کرتا ہے وہ اللہ کی اطاعت کرتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ذات وصفات سے فنا ہو کر بقا باللہ کے مقام پر فائز ہو چکے تھے اس لیے جو فعل حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے صادر ہوتا درحقیقت اللہ سے صادر ہوتا۔

آج کل ہم کسی ولی کامل کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں اور اسی سنت کا اتباع ہے۔ علامہ اسمٰعیل حقی لکھتے ہیں۔ یقول الفقیر ثبت بھذہ الایۃ سنۃ المبایعۃ واخذ التلقین من المشائخ الکبار وھم الذین جعلھم اللہ قطب ارشاد بان اوصلھم الی التجلی العینی بعد التجلی العلمی (روح البیان) یعنی فقیر کہتا ہے کہ اس آیت سے بیعت کی سنت اور مشائخ کبار سے اکتساب فیض ثابت ہوتا ہے۔ وہ مشائخ جنہیں اللہ تعالیٰ نے قطب ارشاد کے مقام پر فائز کیا ہے۔ وہ اس طرح کی علمی تجلی سے ترقی دے کر انہیں مشاہدہ کی تجلی تک پہنچا دیا جاتا ہے۔

حضرت شداد بن اوس اور عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

قالا کنا عند رسول اللہ (علیہ السلام) فقال ھل فیکم غریب یعنی اھل الکتاب قلنا لا یارسول اللہ فامر بغلق الباب فقال ارفعوا ایدیکم فقولو الا الہ الا اللہ فرفعنا ایدینا ساعۃ ثم وضع رسول اللہ یدہ ثم قال الحمدللہ اللھم انک بعثتنی بھذہ الکلمۃ وامرتنی بھا ووعدتنی علیھا الجنۃ . انک لا تخلف المیعاد . ثم قال ابشروا فان اللہ تعالیٰ غفر لکم .

ترجمہ: ان دونوں نے کہا کہ ایک روز ہم بارگاہ رسالت میں حاضر تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا تم میں کوئی بے گانہ (اہل کتاب) تو نہیں؟ ہم نے نفی میں جواب دیا۔ ارشاد ہوا دروازہ بند کردو اور اپنے ہاتھ بلند کردو اور کہا لا الہ الا اللہ۔ ایک گھڑی ہم نے اپنے ہاتھوں کو بلند رکھا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک نیچے کیا اور گویا ہوئے الحمدللہ۔ اے اللہ! تو نے مجھے اس کلمہ کے ساتھ مبعوث فرمایا اور اس کلمہ کا حکم دیا اور میرے ساتھ وعدہ فرمایا کہ جو اس کلمہ پر پکار ہے گا وہ جنت میں داخل ہوگا اور تو اپنے وعدہ کی خلاف ورزی نہیں کرتا۔ پھر فرمایا اے فرزندان اسلام! تمہیں مژدہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے تم سب کو معاف فرما دیا ہے۔

اس قسم کی متعدد صحیح روایات ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے غلاموں سے بیعت لیا کرتے تھے۔ مستورات کو بھی اس شرف سے مشرف فرماتے، لیکن ان کی بیعت کا طریقہ یہ تھا کہ پانی کے ایک پیالہ میں پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنا دست مبارک رکھتے۔ اس کے بعد ان کو اس پیالہ میں ہاتھ ڈالنے کا حکم دیتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی اجنبیہ کے ساتھ مصافحہ نہیں کیا۔

اللہ تعالیٰ کے رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیعت کر کے جس نے بیعت کو توڑ دیا۔ اس نے اپنے آپ کو نقصان پہنچایا اور جس نے اس بیعت کو پورا کیا اور اس عہد کو ایفا کیا اس کو اللہ تعالیٰ اجر عظیم فرمائے گا۔ وہ جنت میں اقامت گزیں ہوں گے اور اس میں انہیں ایسی نعمتوں سے نوازا جائے گا جن کو نہ کسی آنکھ نے آج تک دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی کے دل میں وہ کھٹکیں۔

ھو الجنۃ و ما یکون فیھا مما لا عین رات ولا اذن سمعت ولا خطر علی قلب بشر .

جن نفوس قدسیہ نے اس درخت کے نیچے بیعت کی سعادت حاصل کی ان میں سے کسی نے اس بیعت کو نہیں توڑا۔ حضرت جابر رضی اللہ علیہ فرماتے ہیں: بایعنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تحت الشجرۃ علی الموت و علی الا نفر فما نکث احدنا البیعۃ الاجد بن قیس و کان منافقا اختبا تحت ابط بعیرہ (کشاف) یعنی ہم نے اس درخت کے نیچے اس بات پر اللہ کے رسول سے بیعت کی کہ ہم جان دے دیں گے لیکن راہ فرار اختیار نہیں کریں گے۔ پس ہم میں سے کسی نے اس بیعت کو نہیں توڑا بجز جد بن قیس کے۔ وہ درحقیقت منافق تھا اور جب مسلمان بیعت کر رہے تھے تو وہ اپنے اونٹ کی بغل میں چھپا ہوا تھا۔

بَابُ الْبَيْعَةِ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ

یہ باب ہے کہ اطاعت وفرمانبرداری کی بیعت کرنا

4160 - أَخْبَرَنَا الْإِمَامُ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ النَّسَائِيُّ مِنْ لَفْظِهِ قَالَ أَنْبَأَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الْوَلِيدِ بْنِ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ بَايَعْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فِي الْيُسْرِ وَالْعُسْرِ وَالْمَنْشَطِ وَالْمَكْرَهِ وَأَنْ لَا نُنَازِعَ الْأَمْرَ أَهْلَهُ وَأَنْ نَقُومَ بِالْحَقِّ حَيْثُ كُنَّا لَا نَخَافُ لَوْمَةَ لَائِمٍ .

★★ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس پر آسانی اور تنگی پسندیدگی اور ناپسندیدگی (ہر حال میں) اطاعت وفرمانبرداری کی بیعت کی تھی' (اور یہ عہد کیا تھا) کہ ہم حکومت کے حصول کے لیے جھگڑا نہیں کریں گے اور ہم جہاں کہیں بھی ہوں گے' حق کو قائم رکھیں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی پروا نہیں کریں گے۔

4161 - أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الْوَلِيدِ بْنِ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ قَالَ بَايَعْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فِي الْعُسْرِ وَالْيُسْرِ . وَذَكَرَ مِثْلَهُ .

★★ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول ہے' وہ بیان کرتے ہیں: ہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس پر تنگی اور آسانی (ہر حال میں) اطاعت وفرمانبرداری کی بیعت کی تھی۔

بیعت کی اقسام کا بیان

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ بیعت کی دو اقسام ہیں۔

۱-بیعت خلافت ۲-بیعت استرشاد

بیعت خلافت کا بیان

وہ بیعت جو خلیفہ وقت لیتا ہے اس عہد پر کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کے مطابق خلافت کرے گا اور عوام اسکی اتباع کرے گی۔

4160-اخرجه البخاري في الاحكام، باب كيف يبايع الامام الناس (الحديث 7199 و 7200) . واخرجه مسلم في الامارة، باب وجوب طاعة الامراء في غير معصية و تحريمها في المعصية (الحديث 41) و اخرجه النسائي في البيعة، البيعة على السمع و الطاعة (الحديث 4161)، وباب البيعة على ان لا ننازع الامر اهله (الحديث 4162) و باب البيعة على القول بالحق (الحديث 4163)، و البيعة على القول بالعدل (الحديث 4164) والبيعة على الاثر (الحديث 4165) واخرجه ابن ماجه في الجهاد، باب البيعة (الحديث 2866) . تحفة الاشراف (5118) .

4161-تقدم (الحديث 4160) .

بیعت استرشاد کا بیان

یہ وہ بیعت ہے جو کسی نیک بندے کی کی جائے تاکہ اسے اپنا دینی رہبرو رہنما تسلیم کرتے ہوئے دینی احکام و معاملات کو قرآن وسنت کے مطابق عمل میں لایا جائے۔

بیعت کی ضرورت کا بیان

بیعت کی ضرورت کے بہت سے مقاصد ہوتے ہیں کیونکہ یہ ضروری نہیں ہے کہ ہر شخص عالم ہو یا وہ خود قرآن وسنت سے دلائل کے ذریعے شرعی احکام کا استنباط کر سکتا ہو۔اسی لئے عدم علم کی وجہ سے اسے کامل عالم و عامل کی ضرورت ہوتی ہے۔

بیعت کا طریقہ

اللہ تعالیٰ کی طرف سے لازم کردہ احکام کو بجالانے اور منع کردہ احکام سے رکنے کے لئے ایک صالح و نیک آدمی عام سادہ لوح انسانوں سے بیعت لے کہ وہ اپنے پیر و مرشد کی اس بات پر بیعت کرتے ہیں کہ وہ احکام شرعیہ پر عمل پیرا ہوں گے اور منع کردہ احکام سے اپنے آپ کو روکیں گے۔

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشکل اور آسانی میں اور خوشی اور ناخوشی میں اور خود پر ترجیح دیئے جانے کی صورت میں، سننے اور اطاعت کرنے پر بیعت کی اور اس پر بیعت کی کہ ہم کسی کے اقتدار کے خلاف جنگ نہیں کریں گے اور ہم جہاں کہیں بھی ہوں حق کے سوا کچھ نہیں کہیں گے اور اللہ تعالیٰ کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈریں گے۔(صحیح مسلم، رقم الحدیث،۱۸۰۸)

بیعت کا شرعی حکم کا بیان

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک مجلس میں تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم لوگ مجھ سے اس بات پر بیعت کرو کہ تم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراؤ گے اور زنا نہیں کرو گے اور چوری نہیں کرو گے اور جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے قتل کرنا حرام کر دیا ہے اس کو قتل نہیں کرو گے تم میں سے جس شخص نے اس عہد کو پورا کیا اس کا اجر اللہ تعالیٰ پر ہے اور جس نے ان محرمات میں سے کسی کا ارتکاب کیا اور اس کو سزا دی گئی تو وہ اس کا کفارہ ہے اور جس نے ان میں سے کسی حرام کام کو کیا اور اللہ تعالیٰ نے اس کا پردہ رکھا تو اس کا معاملہ اللہ کی طرف سپرد کیا گیا ہے اگر وہ چاہے تو اسے معاف کر دے اور اگر وہ چاہے تو اسے عذاب دے۔(صحیح مسلم، رقم الحدیث،۱۷۰۹)

امام قرطبی نے لکھا ہے کہ جب مکہ میں عقبہ کی رات کو 70 صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی۔تو حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ اپنے رب کے لئے اور اپنی ذات کے لئے جو شرط چاہیں ہم سے منوالیں، تو اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تیرے رب کے لئے شرط یہ

ہے کہ تم اس کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور میرے لئے شرط یہ ہے کہ تم اپنی جانوں اور مالوں کو جن چیزوں سے باز رکھتے ہو ان سے مجھ کو باز رکھنا (یعنی جس طرح اپنی جانوں اور اپنے مالوں کو حفاظت کرتے ہو۔ اسی طرح میری عزت و ناموس کی حفاظت کرنا) تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب ہم ایسا کرلیں تو ہمیں کیا اجر ملے گا؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جنت'' تب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا کہ یہ سودا تو بڑا فائدہ مند ہے لہٰذا ہم اس بیعت کو نہ توڑیں گے اور نہ توڑنے کا مطالبہ کریں گے اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی۔

ان اللہ اشتری من المومنین انفسھم و اموالھم بان لھم الجنۃ (توبہ،۱۱۱)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالی نے مسلمانوں سے ان کے مال اور جان خرید لئے ہیں اس بدلے پر کہ ان کے لئے جنت ہے۔

(تفسیر کبیر از امام فخر الدین رازی علیہ الرحمہ)

مرشد کی شرائط کا بیان

پیران چار شرطوں کا جامع ہو۔

۱۔سُنی صحیح العقیدہ ہو۔۲۔صاحب سلسلہ ہو۔۳۔غیر فاسق ملعن۔۴۔اتنا علم دین رکھنے والا کہ اپنی ضروریات کا حکم کتاب سے نکال سکے۔ جہاں ان شرطوں میں سے کوئی شرط کم ہے بیعت جائز نہیں۔ (فتاوی رضویہ، ج ۲۶، ص ۵۶۶، رضا فاؤنڈیشن لاہور)

مرشد کامل کے آداب کا بیان

مولانا محمد عمران چشتی صاحب مرشد کامل کے آداب تحریر کرتے ہیں۔ شریعت ہو یا طریقت، حقیقت ہو یا معرفت، ادب کے بغیر کسی ایک میں بھی کامیابی حاصل کرنا مشکل ہے ادب ایک ایسی کنجی ہے جس سے ہر خزانے کا دروازہ کھل جاتا ہے بے ادب نہ شریعت میں مقام حاصل کرتا ہے اور نہ طریقت سے فیض یاب ہوسکتا ہے ہر وہ بے ادب اور گستاخ خواہ وہ دربار خداوندی میں ہو یا بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں۔ یا مرشد اور والدین کے حضور میں۔ کسی ایک کی بھی رضا و خوشنودی حاصل نہیں کرسکتا۔ وہ بے مراد ہی رہے گا۔ سب سے پہلے ابلیس نے بارگاہ خداوندی میں بے ادبی اور نافرمانی کی تو وہ مردود ٹھہرا۔ فرعون، نمرود اور شداد وغیرہ نے تکبر کیا تو ٹھکانہ جہنم ہوا۔ ابوجہل و ابولہب وغیرہ نے دربار رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں بے ادبی کی تو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ہلاکت و بربادی اور نار جہنم نصیب ہوئی اور پوری سورۃ ابی لہب بے ادبی کی سند بن گئی۔

اللہ تعالی نے والدین کی نافرمانی اور بے ادبی کو گناہ کبیرہ ٹھہرایا ہے بے ادب خواہ پیغمبر کا بیٹا ہی کیوں نہ ہو صاحب نجات نہیں ہوسکتا۔ جیسا کہ حضرت نوح علیہ السلام کو نافرمان بیٹا۔ نافرمانی اصل میں بے ادبی ہے۔

ادب یہ ہے کہ سر تسلیم خم کر دیا جائے والدین کے ساتھ احسان اور ان کا شکرگذار ہونے کا ذکر قرآن میں آیا ہے اسی طرح مرشد کی بے ادبی موجب ہلاکت و محرومی کا سبب بنتی ہے شیخ کی ناراضگی سے فیض بند ہو جاتا ہے سالک کے اعمال ضائع ہونے کا خدشہ ہوتا ہے۔ اور وہ دنیا سے نامراد جاتا ہے۔

مرشد کے آداب کے بارے میں امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ اپنی عنایت سے کسی طالب کو مرشد کامل کی طرف رہنمائی فرمائے تو چاہیے کہ اس کے وجود مسعود کو غنیمت جانے اور اپنے آپ کو مکمل طور اس کے حوالے کر دے۔ اس کی رضا میں اپنی سعادت جانے اور اپنی بدبختی کو اس کی مرضیات کے خلاف سمجھے اپنی نفسانی خواہشات کو اس کی رضا کے تابع کر دے۔

سلسلہ والوں کے متعلق آداب کا بیان

۱۔ اپنے آپ کو سب سے کمتر مرید تصور کریں اور باقی لوگوں کو اپنے سے افضل واعلیٰ خیال کریں۔

۲۔ سلسلے والوں کی برائیوں کو کسی سے بیان نہ کریں اور اگر کوئی ایسی بات ہو جو سلسلے کے نقصان کا سبب ہو تو تنہائی میں مرشد سے عرض کریں۔

۳۔ سلسلے والوں سے یا ان پر ہونے والی کرم نوازیوں پر حسد نہ کریں بلکہ خوش ہوں کیونکہ اگر آپ نے یہ خیال کیا کہ مرشد نے اس کو زیادہ فیض کیوں دیا یا اس پر زیادہ شفقت کیوں کی یا اس کی بجائے اس کرم کا زیادہ حقدار میں ہوں یا اسی طرح مجھ پر شفقت ہونی چاہیے وغیرہ وغیرہ تو یہ اعتراض حقیقت میں پیر ومرشد پر اعتراض ہے۔ اعتراض یا شکوہ ذہن میں لانے کی بجائے اپنی اصلاح کی فکر میں رہیں۔

۴۔ سلسلے والوں کو آپس میں ملاقات رکھنی چاہیے مگر زیادہ میل جول بھی تعلقات کو خراب کر دیتے ہیں اور یہ یاد رکھیں کہ ملاقات صرف دین کے کام کے لئے ہونی چاہیے۔

۵۔ سلسلے والوں کو آپس میں ہرگز کسی قسم کا لین دین نہیں کرنا چاہیے کہ یہ ہمیشہ تعلقات کی خرابی کا باعث بنتا ہے۔

۶۔ سلسلے والوں سے ملاقات میں نہ بے رخی اپنائیں اور نہ ہی زیادہ گھل مل جائیں یا ہنسی مذاق کریں کہ اس سے وقار اور عزت خراب ہوتی ہے۔

۷۔ اکثر سلسلوں میں یہ بات دیکھی جاتی ہے کہ پیر بھائی اور بہن آپس میں ملنے یا بات چیت کرنے میں حجاب نہیں رکھتے اور یہ خیال کرتے ہیں کہ سلسلے والوں کی طرف سے فتنے کا خطرہ نہیں ہے۔ مگر یہ یاد رکھیں کہ بات اس سے اُلٹ ہے کہ یہ نہایت خطرناک اور فتنے کا باعث ہے۔ کیونکہ فتنے اور خرابی کا ڈر انہی سے ہوتا ہے جو لوگ قریب ہوتے ہیں کہ سب سے پہلے نظر اور زبان کی جھجک ختم ہوتی ہے پھر ملنے میں حجاب ختم ہو کر آہستہ آہستہ قربت بڑھتی ہے اور یہی خرابی انتہاء ہے۔

مرشد صادق کے آداب کا بیان

۱۔ یہ اعتقاد کرے کہ میرا مطلب اسی مرشد سے حاصل ہوگا اور اگر دوسری طرف متوجہ ہوگا تو مرشد کے فیوض وبرکات سے محروم رہے گا۔

۲-ہر طرح مرشد کا مطیع ہو اور جان و مال سے اس کی خدمت کرے کیونکہ بغیر محبت پیر کے کچھ نہیں ہوتا اور محبت کی پہچان یہی ہے۔

۳-مرشد جو کچھ کہے اس کو فورا بجالائے اور بغیر اجازت اس کے فعل کی اقتداء نہ کرے کیونکہ بعض اوقات وہ اپنے حال ومقام کے مناسب ایک کام کرتا ہے کہ مرید کو اس کا سامنا کرنا زہر قاتل ہے۔

۴-جو ورد و وظیفہ مرشد تعلیم کرے اس کو پڑھے اور تمام وظیفے چھوڑ دے۔ خواہ اس نے اپنی طرف سے پڑھنا شروع کیا ہو یا کسی دوسری نے بتایا ہو۔

۵-مرشد کی موجودگی میں ہمہ تن اس کی طرف متوجہ رہنا چاہیے یہاں تک کہ سوائے فرض وسنت کے نماز نفل اور کوئی اس کی اجازت کے بغیر نہ پڑھے۔

۶-حتی الامکان ایسی جگہ نہ کھڑا ہو کہ اس کا سایہ مرشد کے سایہ پر یا اس کے کپڑے پر پڑے۔

۷-اس کی طہارت یا وضو کی جگہ طہارت یا وضو نہ کرے۔

۸-مرشد کے برتنوں کو استعمال میں نہ لائے۔ (اجازت کے بعد حصول برکت کے طور پر استعمال کرسکتا ہے)

۹-اس کے مصلے پر پیر نہ رکھے۔

۱۰-اس کے سامنے کھانا نہ کھائے، نہ پانی پیئے اور نہ وضو کرے، ہاں اجازت کے بعد مضائقہ نہیں۔

۱۱-اس کے روبرو کسی سے بات نہ کرے بلکہ کسی کی طرف متوجہ بھی نہ ہو۔

۱۲-جس جگہ مرشد بیٹھتا ہو، اس کی طرف پاؤں نہ پھیلائے اگرچہ سامنے نہ ہو۔

۱۳-اس کی طرف تھوکے بھی نہیں۔

۱۴-جو کچھ مرشد کہے اور کرے اس پر اعتراض نہ کرے کیونکہ وہ جو کچھ کرتا ہے اور کہتا ہے اگر کوئی بات سمجھ میں نہ آئے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام وخضر علیہ السلام کا قصہ یاد کرے۔

۱۵-اپنے مرشد سے کرامت کی خواہش نہ کرے۔

۱۶-اگر کوئی شبہ دل میں گزرے تو فورا عرض کرے اور اگر وہ شبہ حل نہ ہو تو اپنے فہم کا نقصان سمجھے اور اگر مرشد اس کا جواب نہ دے تو جان لے کہ میں اس جواب کے لائق نہ تھا۔

۱۷-خواب میں جو کچھ دیکھے وہ مرشد سے عرض کرے اور اگر اس کی تعبیر ذہن میں آئے تو اسے بھی عرض کردے۔

۱۸-بے ضرورت اور بے اذن مرشد سے علیحدہ نہ ہو۔

۱۹-مرشد کی آواز پر اپنی آواز بلند نہ کرے اور بآواز اس سے بات نہ کرے اور بقدر ضرورت مختصر کلام کرے اور نہایت توجہ سے جواب کا منتظر رہے۔

۲۰- مرشد کے کلام کو دوسرے سے اس قدر بیان کرے جس قدر لوگ سمجھ سکیں اور جس بات کو یہ سمجھے کہ لوگ نہ سمجھ سکیں گے تو اسے بیان نہ کرے۔

۲۱- مرشد کے کلام کو رد نہ کرے اگرچہ حق مرید ہی کی جانب ہو بلکہ اعتقاد کرے کہ شیخ کی خطا میرے صواب سے بہتر ہے۔

۲۲- کسی دوسرے کا سلام و پیام شیخ سے نہ کہے۔

۲۳- جو کچھ اس کا حال ہو برا یا بھلا، اسے مرشد سے عرض کرے کیونکہ مرشد طبیب قلبی ہے اطلاع کے بعد اس کی اصلاح کرے گا مرشد کے کشف پر اعتماد کر کے سکوت نہ کرے۔

۲۴- اس کے پاس بیٹھ کر وظیفہ میں مشغول نہ ہو اگر کچھ پڑھنا ہو تو اس کی نظر سے پوشیدہ بیٹھ کر پڑھے۔

۲۵- جو کچھ فیض باطنی اسے پہنچے اسے مرشد کا طفیل سمجھے اگرچہ خواب میں یا مراقبہ میں دیکھے کہ دوسرے بزرگ سے پہنچا ہے جب بھی یہ جانے کہ مرشد کا کوئی لطیفہ اس بزرگ کی صورت میں ظاہر ہوا ہے۔

حضرت شیخ عطار علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

ترجمہ: ۱- اے دل! اگر تو اس سفر کی خواہش رکھتا ہے تو کسی راہنما کا دامن پکڑ، پھر آ۔

۲- اے مرید! ارادت میں صادق ہو، تاکہ تو معرفت کے خزانے کی چابی پائے۔

۳- اے راہ طریقت کے متلاشی! کسی راہنما کا دامن پکڑ، جو کچھ تو رکھتا ہے اس کی راہ میں قربان کر دے۔

۴- اگر تو طلب کی راہ میں سو سال چلتا رہے، راہنما اگر نہیں ہے تو اس مشقت کا کیا فائدہ ہے؟

۵- کسی رفیق کے بغیر جو کوئی عشق کے راستے پر چلا اس کی عمر گزر گئی اور وہ عشق سے آگاہ نہ ہوا۔

۶- اپنے پیر کو حاکم مطلق سمجھ، تاکہ فقیری کی راہ میں تو حق کو پہچاننے والا ہو جائے۔

۷- جو کچھ پیر فرمائے اس کے حکم کی اطاعت کرنے والا ہو جا، اس کی خاک پا کو آنکھوں کا سرمہ بنا۔

۸- پیر جو بات کرے تو ہمہ تن گوش ہو جا، جب تک وہ نہ کہے کہ بولو تو چپ رہ۔ (فتاویٰ رضویہ، ج ۲۶، ص ۵۸۲، رضا فاؤنڈیشن لاہور)

باب الْبَيْعَةِ عَلٰى اَنْ لَا نُنَازِعَ الْاَمْرَ اَهْلَهُ .

یہ باب ہے کہ اس بات کی بیعت کرنا کہ حکومت کے معاملے میں ہم جھگڑا نہیں کریں گے

4162 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عُبَادَةُ بْنُ الْوَلِيْدِ بْنِ عُبَادَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنْ عُبَادَةَ قَالَ بَايَعْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فِي الْيُسْرِ وَالْعُسْرِ وَالْمَنْشَطِ وَالْمَكْرَهِ وَاَنْ لَا نُنَازِعَ الْاَمْرَ اَهْلَهُ وَاَنْ نَقُوْلَ - اَوْ نَقُوْمَ - بِالْحَقِّ حَيْثُمَا كُنَّا لَا نَخَافُ لَوْمَةَ لَائِمٍ .

4162-تقدم (الحديث 4160) .

★★ حضرت عبادہ (بن صامت) رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس پر آسانی اور تنگی پسندیدگی اور ناپسندیدگی (ہر حال میں) اطاعت وفرمانبرداری کی بیعت کی تھی (اور یہ عہد کیا تھا) ہم حکومت کے حصول کی کوشش نہیں کریں گے اور ہم حق کے مطابق کہیں گے (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں:) ہم حق کو قائم رکھیں گے ہم جس حال میں بھی ہوں اور ہم کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہیں کریں گے۔

باب الْبَيْعَةِ عَلَى الْقَوْلِ بِالْحَقِّ .

یہ باب ہے کہ حق کے مطابق بات کہنے کی بیعت کرنا

4163 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ اَيُّوبَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اِدْرِيسَ عَنِ ابْنِ اِسْحَاقَ وَيَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الْوَلِيدِ بْنِ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ عَنْ اَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ بَايَعْنَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فِي الْعُسْرِ وَالْيُسْرِ وَالْمَنْشَطِ وَالْمَكْرَهِ وَاَنْ لَا نُنَازِعَ الْاَمْرَ اَهْلَهُ وَعَلَى اَنْ نَقُولَ بِالْحَقِّ حَيْثُ كُنَّا .

★★ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس پر تنگی اور آسانی پسندیدگی اور ناپسندیدگی (ہر حال میں) اطاعت وفرمانبرداری کی بیعت کی (اور یہ عہد کیا تھا) ہم حکومت کے معاملے میں جھگڑا نہیں کریں گے اور ہم جہاں کہیں بھی ہوں گے حق کے مطابق بات کہیں گے۔

باب الْبَيْعَةِ عَلَى الْقَوْلِ بِالْعَدْلِ .

یہ باب ہے کہ انصاف کے مطابق بات کہنے کی بیعت کرنا

4164 - اَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو اُسَامَةَ قَالَ حَدَّثَنِي الْوَلِيدُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُبَادَةُ بْنُ الْوَلِيدِ اَنَّ اَبَاهُ الْوَلِيدَ حَدَّثَهُ عَنْ جَدِّهِ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ بَايَعْنَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فِي عُسْرِنَا وَيُسْرِنَا وَمَنْشَطِنَا وَمَكَارِهِنَا وَعَلَى اَنْ لَا نُنَازِعَ الْاَمْرَ اَهْلَهُ وَعَلَى اَنْ نَقُولَ بِالْعَدْلِ اَيْنَ كُنَّا لَا نَخَافُ فِي اللّٰهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ .

★★ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس پر تنگی اور آسانی، ناپسندیدگی اور پسندیدگی (ہر حال میں) اطاعت وفرمانبرداری کی بیعت کی تھی اور اس بات کا عہد کیا تھا کہ ہم حکومت کے بارے میں جھگڑا نہیں کریں گے اور ہم جہاں کہیں بھی ہوں گے انصاف کے مطابق بات کہیں گے اور اللہ تعالیٰ کے بارے میں ہم کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈریں گے۔

4163-تقدم (الحديث 4160) .

4164-تقدم (الحديث 4160) .

باب الْبَيْعَةِ عَلَى الْاَثَرَةِ ۔

ترجیحی سلوک ہونے کے باوجود بیعت کرنا

4165 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَيَّارٍ وَيَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ اَنَّهُمَا سَمِعَا عُبَادَةَ بْنَ الْوَلِيْدِ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِيْهِ - اَمَّا سَيَّارٌ فَقَالَ عَنْ اَبِيْهِ وَاَمَّا يَحْيَى فَقَالَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ - قَالَ بَايَعْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فِيْ عُسْرِنَا وَيُسْرِنَا وَمَنْشَطِنَا وَمَكْرَهِنَا وَاَثَرَةٍ عَلَيْنَا وَاَنْ لَا نُنَازِعَ الْاَمْرَ اَهْلَهُ وَاَنْ نَقُوْمَ بِالْحَقِّ حَيْثُمَا كَانَ لَا نَخَافُ فِي اللّٰهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ ۔

قَالَ شُعْبَةُ سَيَّارٌ لَمْ يَذْكُرْ هٰذَا الْحَرْفَ حَيْثُمَا كَانَ وَذَكَرَهُ يَحْيَى ۔ قَالَ شُعْبَةُ اِنْ كُنْتُ زِدْتُ فِيْهِ شَيْئًا فَهُوَ عَنْ سَيَّارٍ اَوْ عَنْ يَحْيَى ۔

☆☆ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس پر تنگی اور آسانی پسندیدگی اور ناپسندیدگی اور اپنے ساتھ ترجیحی سلوک ہونے کے باوجود (اطاعت و فرمانبرداری کرنے) کی بیعت کی تھی (اور یہ عہد کیا تھا) کہ ہم حکومت کے معاملے میں جھگڑا نہیں کریں گے اور حق جہاں کہیں بھی ہوگا' ہم اُسے قائم رکھنے کی کوشش کریں گے' اور اللہ تعالیٰ کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈریں گے۔

شعبہ نامی راوی بیان کرتے ہیں: سیار نامی راوی نے لفظ "جہاں کہیں بھی ہو" کا تذکرہ نہیں کیا' تاہم یحییٰ نامی راوی نے اس کا تذکرہ کیا ہے۔

شعبہ کہتے ہیں: اگر میں اس روایت میں کسی لفظ کا اضافہ کروں گا' تو وہ یا سیار کے حوالے سے ہوگا یا یحییٰ کے حوالے سے ہوگا۔

4166 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "عَلَيْكَ بِالطَّاعَةِ فِيْ مَنْشَطِكَ وَمَكْرَهِكَ وَعُسْرِكَ وَيُسْرِكَ وَاَثَرَةٍ عَلَيْكَ" ۔

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

"تم پر یہ بات لازم ہے' تم (حاکم کی) اطاعت و فرمانبرداری کرو' خواہ یہ بات تمہیں پسند ہو یا ناپسند ہو' تمہارے لیے یہ تنگی ہو یا آسانی ہو' خواہ تمہارے ساتھ ترجیحی سلوک کیا جا رہا ہو"۔

4165-اخرجه مسلم في الامارة، باب و جوب طاعة الامراء في غير معصية و تحريمها في المعصية (الحديث 41) . واخرجه ابن ماجه في الجهاد، باب البيعة (الحديث 2866) . والحديث عند: البخاري في الاحكام، باب كيف يبايع الامام الناس (الحديث 7199 و 7200) . والنسائي في البيعة، البيعة على السمع و الطاعة (الحديث 4160 و 4161)، و باب البيعة على ان لا ننازع الامر اهله (الحديث 4162)، و باب البيعة على القول بالحق (الحديث 4163)، والبيعة على القول بالعدل (الحديث 4164) . تحفة الاشراف (5118) .

4166-اخرجه مسلم في الامارة، باب وجوب طاعة الامراء في غير معصية و تحريمها في المعصية (الحديث 35) . تحفة الاشراف (12330) .

بابُ الْبَیْعَةِ عَلَى النُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ .

یہ باب ہے کہ ہر مسلمان کے لیے خیر خواہی کی بیعت کرنا

4167 – اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ عَنْ جَرِيْرٍ قَالَ بَايَعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى النُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ .

☆☆ حضرت جریر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس پر ہر مسلمان کے لیے خیر خواہی کی بیعت کی تھی۔

4168 – اَخْبَرَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ يُوْنُسَ عَنْ عَمْرِو بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِيْ زُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ جَرِيْرٍ قَالَ جَرِيْرٌ بَايَعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ وَاَنْ اَنْصَحَ لِكُلِّ مُسْلِمٍ .

☆☆ حضرت جریر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس پر اطاعت و فرمانبرداری اور ہر مسلمان کے لیے خیر خواہی کی بیعت کی تھی۔

بابُ الْبَیْعَةِ عَلٰى اَنْ لَا نَفِرَّ .

یہ باب ہے کہ اس بات کی بیعت کرنا کہ ہم فرار اختیار نہیں کریں گے

4169 – اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ سَمِعَ جَابِرًا يَقُوْلُ لَمْ نُبَايِعْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمَوْتِ اِنَّمَا بَايَعْنَاهُ عَلٰى اَنْ لَا نَفِرَّ .

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس پر موت کی (یعنی مرتے دم تک لڑنے کی) بیعت نہیں کی تھی؛ ہم نے اس بات کی بیعت کی تھی کہ ہم فرار اختیار نہیں کریں گے۔

بابُ الْبَیْعَةِ عَلَى الْمَوْتِ .

یہ باب ہے کہ موت کی بیعت کرنا

4167-اخرجه البخاري في الايمان، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم (الدين النصيحة لله و لرسوله و لائمة المسلمين و عامتهم) (الحديث 58) مطولاً . و في الشروط، باب مايجوز من الشروط في الاسلام و الاحكام و المبايعة (الحديث 2714) . و اخرجه مسلم في الايمان، باب بيان ان الدين النصيحة (الحديث 98) . تحفة الاشراف (3210) .

4168-اخرجه ابو داؤد في الادب، باب في النصيحة (الحديث 4945) مطولاً . تحفة الاشراف (3239) .

4169-اخرجه مسلم في الامارة، باب استحباب مبايعة الامام الجيش عند ارادة القتال و بيان بيعة الرضوان تحت الشجرة (الحديث 68) . و اخرجه الترمذي في السير، باب ما جاء في بيعة النبي صلى الله عليه وسلم (الحديث 1594) . تحفة الاشراف (2763) .

4170 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِىْ عُبَيْدٍ قَالَ قُلْتُ لِسَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ عَلٰى اَيِّ شَىْءٍ بَايَعْتُمُ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ قَالَ عَلَى الْمَوْتِ .

★★ یزید بن ابوعبید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا' غزوۂ حدیبیہ کے موقع پر آپ لوگوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس پر کس بات پر بیعت کی تھی؟ انہوں نے جواب دیا: موت پر۔

باب الْبَيْعَةِ عَلَى الْجِهَادِ .

جہاد کی بیعت کرنا

4171 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِىْ عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ عَمْرَو بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اُمَيَّةَ بْنِ اَخِىْ يَعْلَى بْنِ اُمَيَّةَ حَدَّثَهُ اَنَّ اَبَاهُ اَخْبَرَهُ اَنَّ يَعْلَى بْنَ اُمَيَّةَ قَالَ جِئْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاَبِىْ اُمَيَّةَ يَوْمَ الْفَتْحِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بَايِعْ اَبِىْ عَلَى الْهِجْرَةِ . فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اُبَايِعُهُ عَلَى الْجِهَادِ وَقَدِ انْقَطَعَتِ الْهِجْرَةُ" .

★★ حضرت یعلیٰ بن امیہ بیان کرتے ہیں: میں فتح مکہ کے دن اپنے والد حضرت امیہ رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا' میں نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ میرے والد سے ہجرت کی بیعت لے لیجئے۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''میں اس سے جہاد کی بیعت لیتا ہوں' کیونکہ ہجرت تو اب ختم ہوگئی ہے''۔

4172 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنِىْ عَمِّىْ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِىْ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِىْ اَبُوْ اِدْرِيْسَ الْخَوْلَانِىُّ اَنَّ عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَحَوْلَهُ عِصَابَةٌ مِّنْ اَصْحَابِهٖ "تُبَايِعُوْنِىْ عَلٰى اَنْ لَا تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ شَيْئًا وَّلَا تَسْرِقُوْا وَلَا تَزْنُوْا وَلَا تَقْتُلُوْا

4170-اخرجه البخاري في الجهاد، باب البيعة في الحرب ان لا يفروا (الحديث 2960) . مطولاً، و في المغازي، باب غزوة الحديبية (الحديث 4169)، و في الاحكام، باب كيف يبايع الامام الناس (الحديث 7206) . واخرجه مسلم في الامارة، باب استحباب مبايعة الامام الجيش عند ارادة القتال و بيان بيعة الرضوان تحت الشجرة (الحديث 80) . واخرجه الترمذي في السير، باب ما جاء في بيعة النبي صلى الله عليه وسلم (الحديث 1592) . تحفة الاشراف (4536) .

4171-انفرد به النسائي، و سياتي (الحديث 4179) . تحفة الاشراف (11843) .

4172-اخرجه البخاري في الايمان، باب 11 . (الحديث 18)، وفي مناقب الانصار، باب وفود الانصار الى النبي صلى الله عليه وسلم بمكة دبيعة العقبة (الحديث 3892) . وفي المغازي باب 12 . (الحديث 3999) و في التفسير ، باب (اذا جاءك المؤمنات يبايعنك) (الحديث 4894)، و في الحدود، باب الحدود كفارة (الحديث 6784)، و باب توبة السارق (الحديث 6801)، و في الاحكام، باب بيعة النساء (الحديث 7213)، و في التوحيد، باب في المشيئة و الارادة (الحديث 7468) . واخرجه مسلم في الحدود، باب الحدود كفارات لا هلها (الحديث 41 و 42) . واخرجه الترمذي في الحدود ، باب ما جاء ان الحدود كفارة لاهلها (الحديث 1439) واخرجه النسائي في البيعة، البيعة على الجهاد (الحديث 4173)، و البيعة على فراق المشرك (الحديث 4189)، و ثواب من و فى بما بايع عليه (الحديث 4221)، و في الايمان و شرائعه ، البيعة على الاسلام (الحديث 5017) . تحفة الاشراف (5094) .

اَوْلَادَكُمْ وَلَا تَاْتُوْا بِبُهْتَانٍ تَفْتَرُوْنَهٗ بَيْنَ اَيْدِيْكُمْ وَاَرْجُلِكُمْ وَلَا تَعْصُوْنِيْ فِيْ مَعْرُوْفٍ فَمَنْ وَفٰى فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ وَمَنْ اَصَابَ مِنْكُمْ شَيْئًا فَعُوْقِبَ بِهٖ فَهُوَ لَهٗ كَفَّارَةٌ وَّمَنْ اَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا ثُمَّ سَتَرَهُ اللّٰهُ فَاَمْرُهٗ اِلَى اللّٰهِ اِنْ شَآءَ عَفَا عَنْهُ وَاِنْ شَآءَ عَاقَبَهٗ". خَالَفَهٗ اَحْمَدُ بْنُ سَعِيْدٍ.

☆☆ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ اصحاب بھی موجود تھے:

''تم لوگ اس شرط پر میری بیعت کرو کہ تم کسی کو اللہ کا شریک نہیں ٹھہراؤ گے' تم چوری نہیں کرو گے' تم زنا نہیں کرو گے' تم اپنی اولاد کو قتل نہیں کرو گے' تم اپنی طرف سے کسی پر جھوٹا الزام نہیں لگاؤ گے اور تم بھلائی کے کاموں کی نافرمانی نہیں کرو گے''۔

(نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:)

''جو شخص اس عہد کو پورا کرے گا' اس کا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمے ہوگا' اور تم میں سے جو شخص اس میں سے کسی ایک جرم کا ارتکاب کر لے' اور اُسے اس کی سزا مل جائے' تو یہ اس کے لیے کفارہ ہوگی' اور جو شخص ان میں سے کسی ایک کام کا ارتکاب کرے اور اللہ تعالیٰ اس کی پردہ پوشی کرے' تو اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہوگا' اگر اللہ تعالیٰ چاہے گا' تو اس سے درگزر کرے گا اور اگر چاہے گا' تو اُسے سزا دے گا۔

احمد بن سعید نامی راوی نے اس سے مختلف روایت نقل کی ہے (جو درج ذیل ہے)۔

4173 - اَخْبَرَنِيْ اَحْمَدُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ فُضَيْلٍ اَنَّ ابْنَ شِهَابٍ حَدَّثَهٗ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اَلَا تُبَايِعُوْنِيْ عَلٰى مَا بَايَعَ عَلَيْهِ النِّسَآءُ اَنْ لَا تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ شَيْئًا وَّلَا تَسْرِقُوْا وَلَا تَزْنُوْا وَلَا تَقْتُلُوْا اَوْلَادَكُمْ وَلَا تَاْتُوْا بِبُهْتَانٍ تَفْتَرُوْنَهٗ بَيْنَ اَيْدِيْكُمْ وَاَرْجُلِكُمْ وَلَا تَعْصُوْنِيْ فِيْ مَعْرُوْفٍ". قُلْنَا بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَبَايَعْنَاهُ عَلٰى ذٰلِكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "فَمَنْ اَصَابَ بَعْدَ ذٰلِكَ شَيْئًا فَنَالَتْهُ عُقُوْبَةٌ فَهُوَ كَفَّارَةٌ وَّمَنْ لَّمْ تَنَلْهُ عُقُوْبَةٌ فَاَمْرُهٗ اِلَى اللّٰهِ اِنْ شَآءَ غَفَرَ لَهٗ وَاِنْ شَآءَ عَاقَبَهٗ".

☆☆ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''کیا تم لوگ ان اُمور پر میری بیعت نہیں کرو گے' جن پر خواتین نے بیعت کی ہے (وہ اُمور یہ ہیں:) کہ تم کسی کو اللہ کا شریک نہیں ٹھہراؤ گے' تم چوری نہیں کرو گے' تم زنا نہیں کرو گے' تم اپنی اولاد کو قتل نہیں کرو گے' تم اپنی طرف سے جھوٹا الزام کسی پر نہیں لگاؤ گے' تم بھلائی کے کام کی نافرمانی نہیں کرو گے''۔

تو ہم نے عرض کی: جی ہاں! یارسول اللہ! تو ہم نے اس بات پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کر لی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

4173-تقدم (الحديث 4172) .

"اس کے بعد جو شخص ان میں سے کسی ایک کام کا مرتکب ہو اور اسے سزا مل جائے تو یہ اس کے لیے کفارہ ہوگی اور جس شخص کو سزا نہ ہو اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے اگر وہ چاہے گا' تو اس کی مغفرت کردے گا اور اگر چاہے گا' تو اسے سزا دے گا"۔

باب الْبَيْعَةِ عَلَى الْهِجْرَةِ .

ہجرت پر بیعت کرنا

4174 - اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبِ بْنِ عَرَبِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ اَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَجُلًا اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنِّي جِئْتُ اُبَايِعُكَ عَلَى الْهِجْرَةِ وَلَقَدْ تَرَكْتُ اَبَوَيَّ يَبْكِيَانِ . قَالَ "ارْجِعْ اِلَيْهِمَا فَاَضْحِكْهُمَا كَمَا اَبْكَيْتَهُمَا" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا' اس نے عرض کی: میں آپ کی خدمت میں اس لیے حاضر ہوا ہوں' تاکہ ہجرت پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کروں اور میں اپنے ماں باپ کو روتا ہوا چھوڑ کر آیا ہوں- نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم ان کے پاس واپس جاؤ اور انہیں ہنساؤ' جس طرح تم نے انہیں رُلا دیا تھا۔

بابٌ شَاْنِ الْهِجْرَةِ .

باب: ہجرت کا معاملہ

4175 - اَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ عَنْ اَبِي سَعِيدٍ اَنَّ اَعْرَابِيًّا سَاَلَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْهِجْرَةِ فَقَالَ "وَيْحَكَ اِنَّ شَاْنَ الْهِجْرَةِ شَدِيدٌ فَهَلْ لَكَ مِنْ اِبِلٍ" . قَالَ نَعَمْ . قَالَ "فَهَلْ تُؤَدِّي صَدَقَتَهَا" . قَالَ نَعَمْ . قَالَ "فَاعْمَلْ مِنْ وَّرَاءِ الْبِحَارِ فَاِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ لَنْ يَتِرَكَ مِنْ عَمَلِكَ شَيْئًا" .

☆☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک دیہاتی نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہجرت کے بارے میں دریافت کیا' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارا ستیاناس ہو! ہجرت کا معاملہ بہت اہم ہے' کیا تمہارے پاس اونٹ ہیں؟ اس (شخص) نے عرض کی: جی ہاں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: کیا تم ان کی زکوٰۃ ادا کرتے ہو؟ اس نے عرض کی: جی ہاں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر

4174-اخرجه ابو داؤد في الجهاد، باب في الرجل يغزو و ابواه كارهان (الحديث 2528) . والحديث عند ابن ماجه في الجهاد، باب الرجل يغزو وله ابوان (الحديث 2782) . تحفة الاشراف (8640) .

4175-اخرجه البخاري في الزكاة، باب زكاة الابل (الحديث 1452)، و في الهبة، باب فضل المنيحة (الحديث 2633)، و في مناقب الانصار، باب هجرة النبي صلى الله عليه وسلم واصحابه الى المدينة (الحديث 3923)، و في الادب، باب ما جاء في قول الرجل (ويلك) (الحديث 6165) . واخرجه مسلم في الامارة، باب المبايعة بعد فتح مكة على الاسلام و الجهاد والخير و بيان معنى ولا هجرة بعد الفتح (الحديث 87) . و اخرجه ابو داؤد في الجهاد، باب ما جاء في الهجرة وسكنى البدو (الحديث 2477) . تحفة الاشراف (4153) .

تم سمندروں کے پرے بھی عمل کرو' تو اللہ تعالیٰ تمہارے کسی بھی عمل کو ایسے نہیں چھوڑے گا (بلکہ اس کا اجر و ثواب عطا کرے گا)۔

بَاب هِجْرَةِ الْبَادِي .

بادیہ نشین کا ہجرت کرنا

4176 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَكَمِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ اَبِي كَثِيرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اَيُّ الْهِجْرَةِ اَفْضَلُ قَالَ "اَنْ تَهْجُرَ مَا كَرِهَ رَبُّكَ عَزَّ وَجَلَّ" . وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "الْهِجْرَةُ هِجْرَتَانِ هِجْرَةُ الْحَاضِرِ وَهِجْرَةُ الْبَادِي فَاَمَّا الْبَادِي فَيُجِيبُ اِذَا دُعِيَ وَيُطِيعُ اِذَا اُمِرَ وَاَمَّا الْحَاضِرُ فَهُوَ اَعْظَمُهُمَا بَلِيَّةً وَاَعْظَمُهُمَا اَجْرًا" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص نے عرض کی: یارسول اللہ! کون سی ہجرت زیادہ فضیلت رکھتی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''یہ کہ تم اس چیز سے لاتعلق ہو جاؤ جو تمہارے پروردگار کو ناپسند ہے''۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''ہجرت دو طرح کی ہوتی ہے: شہری کی ہجرت اور دیہاتی کی ہجرت' جہاں تک دیہاتی کی ہجرت کا تعلق ہے (تو اس کی صورت یہ ہے:) جب اُسے بلایا جائے' تو وہ آ جائے اور جب اُسے حکم دیا جائے' تو وہ اس کی فرمانبرداری کرے''۔

لیکن جہاں تک شہری کی ہجرت کا تعلق ہے' تو یہ بڑی آزمائش ہوتی ہے اور اس کا اجر بھی زیادہ ہوتا ہے''۔

بَاب تَفْسِيرِ الْهِجْرَةِ .

ہجرت کی وضاحت

4177 - اَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُبَشِّرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ حُسَيْنٍ عَنْ يَعْلَى بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبَا بَكْرٍ وَّعُمَرَ كَانُوا مِنَ الْمُهَاجِرِينَ لِاَنَّهُمْ هَجَرُوا الْمُشْرِكِينَ وَكَانَ مِنَ الْاَنْصَارِ مُهَاجِرُونَ لِاَنَّ الْمَدِينَةَ كَانَتْ دَارَ شِرْكٍ فَجَاءُوا اِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ الْعَقَبَةِ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم' حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما مہاجرین میں سے ہیں' کیونکہ ان حضرات نے مشرکین کو چھوڑ دیا تھا' انصار میں سے بھی کچھ لوگ مہاجر تھے' کیونکہ مدینہ منورہ میں پہلے شرک کا دور دورہ

4176-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (8630) .

4177-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (8390) .

تھا (اور ان لوگوں نے ان مشرکین سے علیحدگی اختیار کی تھی) اور یہ لوگ عقبہ کی رات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔

باب الْحَثِّ عَلَى الْهِجْرَةِ

یہ باب ہے کہ ہجرت کرنے کی ترغیب دینا

4178 - اَخْبَرَنِیْ هَارُوْنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ بَكَّارِ بْنِ بِلَالٍ عَنْ مُحَمَّدٍ - وَهُوَ ابْنُ عِيْسَى بْنِ سُمَيْعٍ - قَالَ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ وَاقِدٍ عَنْ كَثِيْرِ بْنِ مُرَّةَ اَنَّ اَبَا فَاطِمَةَ حَدَّثَهُ اَنَّهُ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ حَدِّثْنِیْ بِعَمَلٍ اَسْتَقِيْمُ عَلَيْهِ وَاَعْمَلُهُ . قَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "عَلَيْكَ بِالْهِجْرَةِ فَاِنَّهُ لَا مِثْلَ لَهَا" .

☆☆ کثیر بن مرہ بیان کرتے ہیں: حضرت ابوفاطمہ رضی اللہ عنہ نے انہیں یہ بات بتائی ہے انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ مجھے کسی ایسے عمل کے بارے میں بتایئے جس پر میں استقامت اختیار کروں اور میں اس پر عمل کرتا رہوں تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا:

''تم پر ہجرت لازم ہے کیونکہ اس کی مانند اور کوئی چیز نہیں ہے''۔

باب ذِكْرِ الْاِخْتِلَافِ فِیْ انْقِطَاعِ الْهِجْرَةِ .

ہجرت منقطع ہوجانے کے بارے میں اختلاف کا تذکرہ

4179 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ حَدَّثَنِیْ عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اُمَيَّةَ اَنَّ اَبَاهُ اَخْبَرَهُ اَنَّ يَعْلٰى قَالَ جِئْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاَبِیْ يَوْمَ الْفَتْحِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بَايِعْ اَبِیْ عَلَى الْهِجْرَةِ . قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اُبَايِعُهُ عَلَى الْجِهَادِ وَقَدِ انْقَطَعَتِ الْهِجْرَةُ" .

☆☆ عمرو بن عبدالرحمٰن بن امیہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: حضرت یعلیٰ رضی اللہ عنہ نے یہ بات بیان کی ہے: میں فتح مکہ کے دن اپنے والد کو ساتھ لے کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ میرے والد سے ہجرت پر بیعت لے لیجئے! تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''میں ان سے جہاد پر بیعت لے لیتا ہوں' کیونکہ ہجرت منقطع ہو چکی ہے''۔

4180 - اَخْبَرَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ اَسَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ طَاوُسٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ اُمَيَّةَ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ اِنَّ الْجَنَّةَ لَا يَدْخُلُهَا اِلَّا مُهَاجِرٌ .

4178-انفرد به النسائي، والحديث عند: ابن ماجه في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب ما جاء في كثرة السجود (الحديث 1422) . تحفة الاشراف (12078) .

4179-تقدم (الحديث 4171) .

قَالَ "لَا هِجْرَةَ بَعْدَ فَتْحِ مَكَّةَ وَلٰكِنْ جِهَادٌ وَّنِيَّةٌ فَإِذَا اسْتُنْفِرْتُمْ فَانْفِرُوْا" .

★★ حضرت صفوان بن امیہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے عرض کی: یارسول اللہ! لوگ یہ کہتے ہیں: جنت میں صرف مہاجر داخل ہوگا۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''مکہ فتح ہو جانے کے بعد ہجرت باقی نہیں رہی ہے البتہ جہاد اور نیت باقی ہیں جب تم سے جہاد میں نکلنے کے لیے کہا جائے تو تم نکل پڑو''۔

4181 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَنْصُوْرٌ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْفَتْحِ "لَا هِجْرَةَ وَلٰكِنْ جِهَادٌ وَّنِيَّةٌ فَإِذَا اسْتُنْفِرْتُمْ فَانْفِرُوْا" .

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اب ہجرت باقی نہیں رہی ہے تاہم جہاد و نیت ہیں تو جب تم سے جہاد میں نکلنے کو کہا جائے تو تم روانہ ہو جاؤ''۔

4182 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ يَحْيَى بْنِ هَانِءٍ عَنْ نُعَيْمِ بْنِ دِجَاجَةَ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُوْلُ لَا هِجْرَةَ بَعْدَ وَفَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

★★ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ہجرت باقی نہیں رہی ہے۔

4183 - اَخْبَرَنَا عِيْسَى بْنُ مُسَاوِرٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْعَلَاءِ بْنِ زَبْرٍ عَنْ بُسْرِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْ اِدْرِيْسَ الْخَوْلَانِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ وَاقِدٍ السَّعْدِيِّ قَالَ وَفَدْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ وَفْدٍ كُلُّنَا يَطْلُبُ حَاجَةً وَّكُنْتُ اٰخِرَهُمْ دُخُوْلًا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ تَرَكْتُ مَنْ خَلْفِيْ وَهُمْ يَزْعُمُوْنَ اَنَّ الْهِجْرَةَ قَدِ انْقَطَعَتْ . قَالَ "لَا تَنْقَطِعُ الْهِجْرَةُ مَا قُوْتِلَ الْكُفَّارُ" .

4180-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (4949) .

4181-اخرجه البخاري في جزاء الصيد، باب لا يحل القتال بمكة (الحديث 1834) . مطولًا، و في الجهاد و السير، باب فضل الجهاد و السير (الحديث 2783)، و باب و جوب النفير و ما يجب من الجهاد و النية (الحديث 2825)، و باب لا هجرة بعد الفتح (الحديث 3077)، و في الجزية و الموادعة، باب اثم الغادر للبر و الفاجر (الحديث 3189) مطولًا . واخرجه مسلم في الحج، باب تحريم مكة و صيدها و خلاها و شجرها و لقطتها الا لمنشد على الدوام (الحديث 445) مطولًا، و في الامارة، باب المبايعة بعد فتح مكة على الاسلام و الجهاد و الخير و بيان معنى (لا هجرة بعد الفتح) . (الحديث 85) . و اخرجه ابو داؤد في الجهاد، باب في الهجرة هل انقطعت (الحديث 2480) واخرجه الترمذي في السير، باب ما جاء في الهجرة (الحديث 1590) . والحديث عند: البخاري في الجنائز، باب الاذخر و الحشيش في القبر (الحديث 1349م) تعليقاً، و في الحج، باب فضل الحرم (الحديث 1587) . والنسائي في مناسك الحج، حرمة مكة (الحديث 2874)، و تحريم القتال فيه (الحديث 2875) . تحفة الاشراف (5748) .

4182-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (10653) .

4183-انفرد به النسائي، وسياتي في البيعة، ذكر الاختلاف في انقطاع الهجرة (الحديث 4184) . تحفة الاشراف (8975) .

★★ حضرت عبداللہ بن وقدان سعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم لوگ وفد کی شکل میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہم میں سے ہر شخص نے اپنی ضرورت پیش کی میں سب سے آخر میں نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا تو میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں اپنے پیچھے کچھ لوگوں کو چھوڑ کر آیا ہوں جو اس بات کے قائل ہیں: اب ہجرت ختم ہو چکی ہے۔
نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"جب تک کفار کے ساتھ جنگ ہوتی رہے گی اس وقت تک ہجرت ختم نہیں ہوگی"۔

4184 - أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْعَلاَءِ بْنِ زَبْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي بُسْرُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلاَنِيِّ عَنْ حَسَّانَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الضَّمْرِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ السَّعْدِيِّ قَالَ وَفَدْنَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلَ أَصْحَابِي فَقَضَى حَاجَتَهُمْ وَكُنْتُ آخِرَهُمْ دُخُولاً فَقَالَ "حَاجَتُكَ". فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَتَى تَنْقَطِعُ الْهِجْرَةُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لاَ تَنْقَطِعُ الْهِجْرَةُ مَا قُوتِلَ الْكُفَّارُ".

★★ حضرت عبداللہ بن سعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم لوگ وفد کی شکل میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے میرے ساتھی پہلے آپ ﷺ کی خدمت میں پہنچ گئے انہوں نے اپنی ضروریات پوری کیں (یعنی جو کچھ انہوں نے مانگنا تھا یا جو سوال کرنا تھا وہ سوال کر لیا) میں سب سے آخر میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: تمہیں کیا کام ہے؟ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ہجرت کب ختم ہوگی؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"جب تک کفار کے ساتھ جنگ ہوتی رہے گی ہجرت ختم نہیں ہوگی"۔

باب الْبَيْعَةِ فِيمَا أَحَبَّ وَكَرِهَ .

جو بات آدمی کو پسند ہو یا جو ناپسند ہو اس کے بارے میں بیعت کرنا

4185 - أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ عَنْ جَرِيرٍ عَنْ مُغِيرَةَ عَنْ أَبِي وَائِلٍ وَالشَّعْبِيِّ قَالاَ قَالَ جَرِيرٌ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لَهُ أُبَايِعُكَ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فِيمَا أَحْبَبْتُ وَفِيمَا كَرِهْتُ . قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "أَوَتَسْتَطِيعُ ذَلِكَ يَا جَرِيرُ أَوَتُطِيقُ ذَلِكَ". قَالَ "قُلْ فِيمَا اسْتَطَعْتُ". فَبَايَعَنِي وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ .

★★ حضرت جریر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے آپ ﷺ سے عرض کی: میں آپ ﷺ کی اطاعت و فرمانبرداری کی بیعت کرتا ہوں ہر اس چیز کے بارے میں جو مجھے پسند ہو یا مجھے ناپسند ہو۔

4184-تقدم (الحديث 4183) .

4185-انفرد به النسائي، و الحديث عند البخاري في الاحكام، باب كيف يبايع الامام الناس (الحديث 7204)، و مسلم في الايمان، باب بيان ان الدين النصيحة (الحديث 99) . و النسائي في البيعة، البيعة على فراق المشرك (الحديث 4186 و 4187 و 4188)، و البيعة فيما يستطيع الانسان (الحديث 4201) . تحفة الاشراف (3212 و 3216) .

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اے جریر! کیا تم اس کی استطاعت رکھتے ہو (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں:) کیا تم اس کی طاقت رکھتے ہو؟''

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''تم یہ کہو کہ جہاں تک میری استطاعت ہو گی (میں اس پر عمل کروں گا)''۔

پھر نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے بیعت لی اور اس بات کی بھی بیعت لی کہ میں ہر مسلمان کے لیے خیر خواہی اختیار کروں گا۔

باب الْبَيْعَةِ عَلٰى فِرَاقِ الْمُشْرِكِ .

مشرکین سے علیحدگی کی بیعت کرنا

4186 - اَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ عَنْ جَرِيْرٍ قَالَ بَايَعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى اِقَامِ الصَّلَاةِ وَاِيْتَاءِ الزَّكَاةِ وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ وَّعَلٰى فِرَاقِ الْمُشْرِكِ .

☆☆ حضرت جریر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کے دست اقدس پر نماز قائم کرنے زکوٰۃ ادا کرنے ہر مسلمان کی خیر خواہی کرنے اور مشرکین سے علیحدگی اختیار کرنے کی بیعت کی تھی۔

4187 - اَخْبَرَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الرَّبِيْعِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ عَنْ اَبِيْ نُخَيْلَةَ عَنْ جَرِيْرٍ قَالَ اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ نَحْوَهُ .

☆☆ ایک اور سند کے ساتھ حضرت جریر رضی اللہ عنہ کا یہ قول منقول ہے' میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا (اس کے بعد راوی نے حسب سابق حدیث ذکر کی ہے)۔

4188 - اَخْبَرَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَّنْصُوْرٍ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ عَنْ اَبِيْ نُخَيْلَةَ الْبَجَلِيِّ قَالَ قَالَ جَرِيْرٌ اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُبَايِعُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ابْسُطْ يَدَكَ حَتّٰى اُبَايِعَكَ وَاشْتَرِطْ عَلَیَّ فَاَنْتَ اَعْلَمُ . قَالَ "اُبَايِعُكَ عَلٰى اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ وَتُقِيْمَ الصَّلَاةَ وَتُؤْتِيَ الزَّكَاةَ وَتُنَاصِحَ الْمُسْلِمِيْنَ وَتُفَارِقَ الْمُشْرِكِيْنَ" .

☆☆ حضرت جریر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' آپ اس وقت بیعت لے رہے تھے' میں نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ اپنا دست مبارک آگے کیجئے! تاکہ میں آپ کی بیعت کروں اور آپ ﷺ مجھ پر شرط عائد کر دیجئے' آپ زیادہ بہتر جانتے ہیں (کہ میرے لیے کیا مناسب ہو گا؟) راوی کہتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

4186-انفرد به النسائي، وسياتي في البيعة، البيعة على فراق المشرك (الحديث 4187 و 4188) . والحديث عند: النسائي في البيعة، البيعة فيما احب و كره (الحديث 4185) . تحفة الاشراف (3212) .

4187-تقدم (الحديث 4186) .

4188-تقدم (الحديث 4186) .

''میں اس بات پر تم سے بیعت لیتا ہوں کہ تم اللہ کی عبادت کرو گے' تم نماز قائم کرو گے' تم زکوۃ ادا کرو گے' تم مسلمانوں کے لیے خیر خواہی اختیار کرو گے اور مشرکین سے الگ رہو گے''۔

4189 - اَخْبَرَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ اَنْبَاَنَا مَعْمَرٌ قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ اَبِىْ اِدْرِيْسَ الْخَوْلَانِيِّ قَالَ سَمِعْتُ عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ قَالَ بَايَعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ رَهْطٍ فَقَالَ "اُبَايِعُكُمْ عَلٰى اَنْ لَا تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ شَيْئًا وَّلَا تَسْرِقُوْا وَلَا تَزْنُوْا وَلَا تَقْتُلُوْا اَوْلَادَكُمْ وَلَا تَاْتُوْا بِبُهْتَانٍ تَفْتَرُوْنَهٗ بَيْنَ اَيْدِيْكُمْ وَاَرْجُلِكُمْ وَلَا تَعْصُوْنِىْ فِىْ مَعْرُوْفٍ فَمَنْ وَّفٰى مِنْكُمْ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ وَمَنْ اَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَعُوْقِبَ فِيْهِ فَهُوَ طَهُوْرُهٗ وَمَنْ سَتَرَهُ اللّٰهُ فَذَاكَ اِلَى اللّٰهِ اِنْ شَآءَ عَذَّبَهٗ وَاِنْ شَآءَ غَفَرَ لَهٗ" .

☆☆ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے کچھ لوگوں سمیت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس پر بیعت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''میں تم لوگوں سے یہ بیعت لے رہا ہوں کہ تم کسی کو اللہ کا شریک نہیں ٹھہراؤ گے' تم چوری نہیں کرو گے' تم زنا نہیں کرو گے' تم اپنی اولاد کو قتل نہیں کرو گے' تم اپنی طرف سے جھوٹا الزام نہیں لگاؤ گے' تم بھلائی کے کام میں نافرمانی نہیں کرو گے''۔

(پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:)

''تم میں سے جو شخص اس کو پورا کرے گا' اس کا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمے ہوگا اور تم میں سے جو شخص ان میں سے کسی ایک جرم کا ارتکاب کرے گا اور اسے اس کی سزا مل جائے' تو یہ اس کے لیے طہارت کے حصول کا باعث ہوگی اور جس شخص کی اللہ تعالیٰ پردہ پوشی کرے' تو اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہوگا' اگر اللہ تعالیٰ چاہے گا' تو اُسے عذاب دے گا' اور اگر چاہے گا' تو اس کی مغفرت کر دے گا''۔

باب بَيْعَةِ النِّسَآءِ .

باب: خواتین سے بیعت لینا

4190 - اَخْبَرَنِىْ مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ لَمَّا اَرَدْتُ اَنْ اُبَايِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ امْرَاَةً اَسْعَدَتْنِىْ فِى الْجَاهِلِيَّةِ فَاَذْهَبُ فَاُسْعِدُهَا ثُمَّ اَجِيْئُكَ فَاُبَايِعُكَ . قَالَ "اذْهَبِىْ فَاَسْعِدِيْهَا" . قَالَتْ فَذَهَبْتُ فَسَاعَدْتُهَا ثُمَّ جِئْتُ فَبَايَعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

☆☆ سیدہ اُم عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کرنے کا ارادہ کیا تو میں نے عرض کی: یارسول

4189-تقدم (الحديث 4182) .

4190-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (18099) .

اللہ! زمانہ جاہلیت میں ایک عورت نے (فوتگی پر نوحہ کرنے میں) میری مدد کی تھی تو کیا میں جا کر اس کی مدد کر آؤں؟ پھر میں آپ کے آکر آپ ﷺ کی بیعت کرلوں گی' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''تم جاؤ اور جا کر اس کی مدد کر آؤ''۔

سیدہ اُم عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: پھر میں گئی' میں نے جا کر اس عورت کی مدد کی' پھر میں واپس آئی اور میں نے نبی اکرم ﷺ کے دست اقدس پر بیعت کرلی۔

4191 - اَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ اَحْمَدَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الرَّبِيْعِ قَالَ اَنْبَاَنَا حَمَّادٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ اَخَذَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَيْعَةَ عَلٰى اَنْ لَا نَنُوْحَ .

★★ سیدہ اُم عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ہم سے بیعت لی تھی کہ ہم نوحہ نہیں کریں گی۔

4192 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ اُمَيْمَةَ بِنْتِ رُقَيْقَةَ اَنَّهَا قَالَتْ اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ نِسْوَةٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ نُبَايِعُهُ فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ نُبَايِعُكَ عَلٰى اَنْ لَا نُشْرِكَ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَّلَا نَسْرِقَ وَلَا نَزْنِيَ وَلَا نَاْتِيَ بِبُهْتَانٍ نَفْتَرِيْهِ بَيْنَ اَيْدِيْنَا وَاَرْجُلِنَا وَلَا نَعْصِيَكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ . قَالَ "فِيْمَا اسْتَطَعْتُنَّ وَاَطَقْتُنَّ" . قَالَتْ قُلْنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ اَرْحَمُ بِنَا هَلُمَّ نُبَايِعْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ . فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِنِّيْ لَا اُصَافِحُ النِّسَاءَ اِنَّمَا قَوْلِيْ لِمِائَةِ امْرَاَةٍ كَقَوْلِيْ لِامْرَاَةٍ وَّاحِدَةٍ اَوْ مِثْلُ قَوْلِيْ لِامْرَاَةٍ وَّاحِدَةٍ" .

★★ سیدہ اُمیمہ بنت رقیقہ بیان کرتی ہیں: میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں کچھ انصاری خواتین کے ساتھ حاضر ہوئی' تاکہ ہم آپ ﷺ کی بیعت کرلیں' ہم نے عرض کی: یارسول اللہ! ہم اس بات پر آپ ﷺ کی بیعت کرتی ہیں' ہم کسی کو اللہ کا شریک نہیں ٹھہرائیں گی' ہم چوری نہیں کریں گی' ہم زنا نہیں کریں گی' ہم اپنی طرف سے جھوٹا الزام عائد نہیں کریں گی' ہم بھلائی کے کام میں نافرمانی نہیں کریں گی۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

''جتنی تمہاری استطاعت ہو اور جتنی تمہاری طاقت ہو (اس کے مطابق تم اس پر عمل کرو گی)''۔

سیدہ اُمیمہ بیان کرتی ہیں: ہم نے عرض کی: اللہ اور اس کا رسول ہمارے بارے میں سب سے زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔ یارسول اللہ! آپ اپنا دست اقدس آگے کیجئے! تاکہ ہم آپ ﷺ کی بیعت کرلیں۔ تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''میں خواتین کے ساتھ مصافحہ نہیں کرتا ہوں' ایک سو خواتین کے ساتھ میں اسی طرح گفتگو کرتا ہوں' جس طرح میں

4191-اخرجه البخاري في الجنائز، باب ما ينهى من النوح و البكاء و الزجر عن ذلك (الحديث 1306) مطولًا . واخرجه مسلم في الجنائز، باب التشديد في النياحة (الحديث 31) مطولًا . تحفة الاشراف (18097) .

4192-اخرجه الترمذي في السير، باب ما جاء في بيعة النساء (الحديث 1597) مختصرًا. واخرجه النسائي في البيعة، البيعة فيما يستطيع الانسان (الحديث 4201) مختصرًا، في التفسير، سورة الممتحنة، قوله (اذا جاءك المؤمنات يبايعنك) (الحديث 601) . واخرجه ابن ماجه في الجهاد، باب بيعة النساء (الحديث 2874) مختصرًا . تحفة الاشراف (15781) .

ایک خاتون کو مخاطب کرتا ہوں۔

(راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں:) جس طرح ایک خاتون کے ساتھ میری بات ہوتی ہے"۔

باب بَيْعَةِ مَنْ بِهِ عَاهَةٌ .

یہ باب ہے کہ جس شخص کو کوئی بیماری لاحق ہو اس سے بیعت لینا

4193 - اَخْبَرَنَا زِيَادُ بْنُ اَيُّوبَ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ عَنْ رَّجُلٍ مِّنْ الِ الشَّرِيْدِ يُقَالُ لَهُ عَمْرٌو عَنْ اَبِيهِ قَالَ كَانَ فِي وَفْدِ ثَقِيفٍ رَجُلٌ مَجْذُومٌ فَاَرْسَلَ اِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِرْجِعْ فَقَدْ بَايَعْتُكَ" .

☆☆ عمرو نامی راوی اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ثقیف قبیلے کے وفد میں ایک ایسا شخص بھی تھا' جسے جذام لاحق تھا' تو نبی اکرم ﷺ نے اُسے پیغام بھجوایا' تم واپس چلے جاؤ' میں نے تمہاری بیعت لے لی ہے۔

باب بَيْعَةِ الْغُلَامِ .

(نابالغ) لڑکے سے بیعت لینا

4194 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَلَّامٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ يُونُسَ عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ عَمَّارٍ عَنِ الْهِرْمَاسِ بْنِ زِيَادٍ قَالَ مَدَدْتُ يَدِي اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا غُلَامٌ لِيُبَايِعَنِي فَلَمْ يُبَايِعْنِي .

☆☆ حضرت ہرماس بن زیاد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے اپنا ہاتھ نبی اکرم ﷺ کی طرف بڑھایا تا کہ آپ ﷺ مجھ سے بیعت لیں' میں اس وقت نابالغ لڑکا تھا' تو نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے بیعت نہیں لی۔

باب بَيْعَةِ الْمَمَالِيكِ .

باب: غلاموں سے بیعت لینا

4195 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ جَآءَ عَبْدٌ فَبَايَعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْهِجْرَةِ وَلَا يَشْعُرُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ عَبْدٌ فَجَآءَ سَيِّدُهُ يُرِيْدُهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى

4193-اخرجه مسلم في الاسلام، باب اجتناب المجذوم و نحوه (الحديث 126) و اخرجه ابن ماجه في الطب، باب الجذام (الحديث 3544) . تحفة الاشراف (4837) .

4194-انفرد به النسائي ۔ تحفة الاشراف (11727) .

4195-اخرجه مسلم في المساقاة، باب جواز بيع الحيوان بالحيوان من جنسه متفاضلًا (الحديث 123) . واخرجه الترمذي في البيوع، باب ما جاء في شراء العبد بالعبدين (الحديث 1239)، و في السير، باب ما جاء في بيعة العبد (الحديث 1596) . و اخرجه النسائي في البيوع بيع الحيوان بالحيوان يدًا بيد متفاضلًا (الحديث 4635) . والحديث عند: ابي داؤد في البيوع والاجارات، باب في ذلك اذا كان يدًا بيد (الحديث 3358) . تحفة الاشراف (2904) .

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "بِعْنِيهِ" . فَاشْتَرَاهُ بِعَبْدَيْنِ اَسْوَدَيْنِ ثُمَّ لَمْ يُبَايِعْ اَحَدًا حَتّٰى يَسْاَلَهُ اَعَبْدٌ هُوَ

★★ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک غلام آیا اور اس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس پر ہجرت کرنے کی بیعت کرلی' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ نہیں پتا تھا کہ وہ غلام ہے' اس کا مالک اُسے تلاش کرتا ہوا آ گیا' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تم اسے مجھے فروخت کردو''۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو سیاہ فام غلاموں کے عوض میں اُسے خرید لیا' اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی کسی سے بیعت لیتے تھے تو پہلے اس سے دریافت کر لیتے تھے کہ وہ غلام تو نہیں ہے؟

باب اسْتِقَالَةِ الْبَيْعَةِ ۔

بیعت کو واپس لینا

4196 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ اَعْرَابِيًّا بَايَعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْاِسْلَامِ فَاَصَابَ الْاَعْرَابِيَّ وَعَكٌ بِالْمَدِيْنَةِ فَجَآءَ الْاَعْرَابِيُّ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَقِلْنِيْ بَيْعَتِي . فَاَبٰى ثُمَّ جَاءَهُ فَقَالَ اَقِلْنِيْ بَيْعَتِي . فَاَبٰى فَخَرَجَ الْاَعْرَابِيُّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِنَّمَا الْمَدِيْنَةُ كَالْكِيرِ تَنْفِي خَبَثَهَا وَتَنْصَعُ طَيِّبَهَا" .

★★ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک دیہاتی نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس پر اسلام قبول کیا' اس دیہاتی کو مدینہ منورہ میں بخار ہو گیا' وہ دیہاتی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور بولا: یارسول اللہ! آپ میری بیعت مجھے واپس کر دیجئے۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی بات تسلیم نہیں کی' وہ بعد میں دوبارہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: آپ صلی اللہ علیہ وسلم میری بیعت مجھے واپس کر دیجئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی بات تسلیم نہیں کی' پھر وہ دیہاتی (مدینہ منورہ) چھوڑ کر چلا گیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''مدینہ منورہ کی مثال بھٹی کی مانند ہے' جو (لوہے کے) زنگ کو ختم کر دیتی ہے' اور اس کے خالص (حصے کو) نکھار دیتی ہے''۔

باب الْمُرْتَدِّ اَعْرَابِيًّا بَعْدَ الْهِجْرَةِ ۔

یہ باب ہے کہ ہجرت کرنے کے بعد اپنے دیہات واپس چلے جانا

4197 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ اَنَّهُ

4196-اخرجه البخاري في الاحكام، باب بيعة الاعراب (الحديث 7209)، و باب من بايع لم استقال البيعة (الحديث 7211)، وفي الاعتصام بالكتاب و السنة، باب ما ذكر النبي صلى الله عليه وسلم و حض على اتفاق اهل العلم و ما اجتمع عليه الحرمان مكة و المدينة و ما كان بهما من مشاهد النبي صلى الله عليه وسلم و المهاجرين والانصار و مصلى النبي صلى الله عليه وسلم و المنبر و القبر (الحديث 7322) . واخرجه مسلم في الحج، باب المدينة تنفي شرارها (الحديث 489) . واخرجه الترمذي في المناقب، باب في فضل المدينة (الحديث 3920) . تحفة الاشراف (3071) .

دَخَلَ عَلَى الْحَجَّاجِ فَقَالَ يَا ابْنَ الْأَكْوَعِ ارْتَدَدْتَ عَلَى عَقِبَيْكَ وَذَكَرَ كَلِمَةً مَعْنَاهَا وَبَدَوْتَ . قَالَ لَا وَلَكِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَذِنَ لِي فِي الْبَدْوِ .

☆☆ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کے بارے میں منقول ہے: وہ حجاج کے پاس آئے تو حجاج بولا: اے حضرت ابن اکوع! آپ اپنے اُلٹے قدموں واپس چلے گئے ہیں پھر اس نے ایک کلمہ ذکر کیا جس کا مطلب یہ تھا کہ آپ نے دوبارہ دیہاتی زندگی اختیار کرلی ہے۔ تو حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دیہاتی زندگی اختیار کرنے کی اجازت دی تھی۔

باب الْبَيْعَةِ فِيمَا يَسْتَطِيعُ الْإِنْسَانُ .

آدمی کی استطاعت کے مطابق بیعت لینا

4198 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ ح وَأَخْبَرَنِي عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كُنَّا نُبَايِعُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ ثُمَّ يَقُولُ "فِيمَا اسْتَطَعْتَ" . وَقَالَ عَلِيٌّ "فِيمَا اسْتَطَعْتُمْ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: جب ہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس پر اطاعت و فرمانبرداری کی بیعت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے فرماتے رہے: تمہاری استطاعت کے مطابق (یہ بیعت ہے)۔

علی نامی راوی نے یہاں لفظ فِيمَا اسْتَطَعْتُمْ نقل کیا ہے۔

4199 - أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كُنَّا حِينَ نُبَايِعُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ يَقُولُ لَنَا "فِيمَا اسْتَطَعْتُمْ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: جب ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و فرمانبرداری کی بیعت کرتے تو آپ ہم سے فرمادیتے تھے:

''تمہاری استطاعت کے مطابق (یہ بیعت ہے)''۔

4200 - أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ حَدَّثَنَا سَيَّارٌ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ بَايَعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فَلَقَّنَنِي "فِيمَا اسْتَطَعْتَ وَالنُّصْحِ لِكُلِّ

4197-اخرجه البخاري في الفتن، باب التعرب في الفتنة (الحديث 7087) . واخرجه مسلم في الامارة، باب تحريم رجوع المهاجر الى استيطان وطنه (الحديث 82) . تحفة الاشراف (4539) .

4198-اخرجه مسلم في الامارة، باب البيعة على السمع و الطاعة فيما استطاع (الحديث 90) . واخرجه الترمذي في السير، باب ما جاء في بيعة النبي صلى الله عليه وسلم (الحديث 1593) . تحفة الاشراف (7127 و 7174) .

4199-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (7257) .

4200-تقدم (الحديث 4185) .

مُسْلِمٍ" .

★★ حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت وفرمانبرداری کی بیعت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تلقین کی: جتنی تم میں استطاعت ہو (اس کے مطابق یہ بیعت ہے) اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر مسلمان کے لیے خیر خواہی (کی بھی بیعت لی)۔

4201 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ اُمَيْمَةَ بِنْتِ رُقَيْقَةَ قَالَتْ بَايَعْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ نِسْوَةٍ فَقَالَ لَنَا "فِيْمَا اسْتَطَعْتُنَّ وَاَطَقْتُنَّ" .

★★ سیدہ اُمیمہ بنت رقیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ہم چند خواتین نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا: تمہاری استطاعت اور طاقت کے مطابق (یہ بیعت ہے)۔

باب ذِكْرِ مَا عَلٰى مَنْ بَايَعَ الْاِمَامَ وَاَعْطَاهُ صَفْقَةَ يَدِهِ وَثَمَرَةَ قَلْبِهِ .

یہ باب ہے کہ اُس شخص کا تذکرہ جو کسی حاکم کی بیعت کرتا ہے اور اُسے اپنے ہاتھ کے ساتھ اپنے دل کا پھل (یعنی خلوص) بھی دے دیتا ہے

4202 - اَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ اَبِيْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ رَبِّ الْكَعْبَةِ قَالَ انْتَهَيْتُ اِلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَهُوَ جَالِسٌ فِيْ ظِلِّ الْكَعْبَةِ وَالنَّاسُ عَلَيْهِ مُجْتَمِعُوْنَ قَالَ فَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ بَيْنَا نَحْنُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ اِذْ نَزَلْنَا مَنْزِلًا فَمِنَّا مَنْ يَضْرِبُ خِبَاءَهُ وَمِنَّا مَنْ يَنْتَضِلُ وَمِنَّا مَنْ هُوَ فِيْ جَشَرَتِهِ اِذْ نَادٰى مُنَادِي النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلَاةَ جَامِعَةً فَاجْتَمَعْنَا فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَطَبَنَا فَقَالَ "اِنَّهُ لَمْ يَكُنْ نَبِيٌّ قَبْلِيْ اِلَّا كَانَ حَقًّا عَلَيْهِ اَنْ يَدُلَّ اُمَّتَهُ عَلٰى مَا يَعْلَمُهُ خَيْرًا لَهُمْ وَيُنْذِرَهُمْ مَا يَعْلَمُهُ شَرًّا لَهُمْ وَاِنَّ اُمَّتَكُمْ هٰذِهِ جُعِلَتْ عَافِيَتُهَا فِيْ اَوَّلِهَا وَاِنَّ اٰخِرَهَا سَيُصِيْبُهُمْ بَلَاءٌ وَاُمُوْرٌ يُنْكِرُوْنَهَا تَجِيْءُ فِتَنٌ فَيُدَقِّقُ بَعْضُهَا لِبَعْضٍ فَتَجِيْءُ الْفِتْنَةُ فَيَقُوْلُ الْمُؤْمِنُ هٰذِهِ مُهْلِكَتِيْ ثُمَّ تَنْكَشِفُ ثُمَّ تَجِيْءُ فَيَقُوْلُ هٰذِهِ مُهْلِكَتِيْ ثُمَّ تَنْكَشِفُ فَمَنْ اَحَبَّ مِنْكُمْ اَنْ يُزَحْزَحَ عَنِ النَّارِ وَيُدْخَلَ الْجَنَّةَ فَلْتُدْرِكْهُ مَوْتَتُهُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلْيَاْتِ اِلَى النَّاسِ مَا يُحِبُّ اَنْ يُؤْتٰى اِلَيْهِ وَمَنْ بَايَعَ اِمَامًا فَاَعْطَاهُ صَفْقَةَ يَدِهِ وَثَمَرَةَ قَلْبِهِ فَلْيُطِعْهُ مَا اسْتَطَاعَ فَاِنْ جَاءَ اَحَدٌ يُنَازِعُهُ فَاضْرِبُوْا رَقَبَةَ الْاٰخَرِ" . فَدَنَوْتُ مِنْهُ فَقُلْتُ سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ هٰذَا قَالَ نَعَمْ . وَذَكَرَ الْحَدِيْثَ .

4201-تقدم (الحديث 4192) .

4202-اخرجه مسلم في الامارة، باب وجوب الوفاء ببيعة الخلفاء الاول فالاول (الحديث 46 و 47) مطولاً . واخرجه ابو داؤد في الفتن و الملاحم، باب ذكر الفتن و دلائلها (الحديث 4248) مختصراً . واخرجه ابن ماجه في الفتن، باب ما يكون من الفتن (الحديث 3956) . تحفة الاشراف (8881) .

☆☆ عبدالرحمن نامی راوی بیان کرتے ہیں: میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے پاس آیا وہ اس وقت خانہ کعبہ کے سائے میں بیٹھے ہوئے تھے اور لوگ ان کے اردگرد اکٹھے تھے تو میں نے انہیں یہ بیان کرتے ہوئے سنا۔

ایک مرتبہ ہم لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر کر رہے تھے ہم نے ایک جگہ پڑاؤ کیا ہم میں سے بعض لوگ خیمہ لگانے لگے' کچھ لوگ تیراندازی کی مشق کرنے لگے' کچھ اپنے جانوروں کو چرانے لگے اس دوران نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اعلان کیا گیا' باجماعت نماز ہونے لگی ہے! ہم لوگ اکٹھے ہو گئے (نماز ادا کرنے کے بعد) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطبہ دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''مجھ سے پہلے آنے والے ہر نبی پر یہ لازم تھا کہ وہ اپنی اُمت کی ہر ایسی چیز کی طرف رہنمائی کرے' جس چیز کو وہ اُمت کے حق میں بہتر خیال کرتا ہو' اور اپنی اُمت کو ہر ایسی چیز سے خبردار کرے' جسے وہ ان کے حق میں بُرا سمجھتا ہو' بے شک تمہاری یہ اُمت' اس کی عافیت اس کے ابتدائی حصے میں ہے' جبکہ اس کے آخری حصے میں آزمائشیں ہوں گی اور ایسے اُمور ہوں گے' جو قابلِ قبول نہیں ہوں گے' ایسی آزمائشیں آئیں گی' جو ہلا کے رکھ دیں گی' ایک آزمائش آئے گی' تو مؤمن یہ کہے گا: اس میں میری ہلاکت ہے' لیکن پھر وہ آزمائش ختم ہو جائے گی' پھر ایک اور آزمائش آئے گی' تو مؤمن یہ کہے گا: اس میں' میں ہلاک ہو جاؤں گا' لیکن پھر وہ آزمائش بھی ختم ہو جائے گی' جو شخص یہ چاہتا ہو کہ اُسے جہنم سے دور کر دیا جائے اور جنت میں داخل کر دیا جائے' اُسے چاہیے کہ مرنے کے وقت وہ اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو۔ اور لوگوں کے ساتھ وہ اُسی طرح کا طرزِ عمل اختیار کرے' جس کے بارے میں وہ پسند کرتا ہو کہ اس کے ساتھ وہ طرزِ عمل اختیار کیا جائے' اور جو شخص کسی امام کی بیعت کرے اور اپنے ہاتھ کے ساتھ اپنا خلوص بھی اُسے دے دے' تو اُسے چاہیے کہ جہاں تک ہو سکے' اس حاکم کی فرمانبرداری کرے' اگر کوئی شخص اس کے ساتھ آ کر مقابلہ کرے (یعنی حکومت چھیننے کی کوشش کرے) تو اس دوسرے شخص کی گردن اُڑا دو''۔

عبدالرحمن نامی راوی بیان کرتے ہیں: میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کے قریب ہوا اور میں نے دریافت کیا: کیا آپ نے خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں!

(اس کے بعد راوی نے پوری حدیث ذکر کی ہے)

باب الْحَضِّ عَلٰى طَاعَةِ الْإِمَامِ .

حاکم کی فرمانبرداری کی ترغیب دینا

امارت وحکمرانی کا بیان

امارت سے مراد "سرداری وحکمرانی" ہے اور قضاء سے مراد "شرعی عدالت" ہے اسلامی نظام حکومت کی عمارت کے یہ دو بنیادی ستون ہیں! امیر وامام (یعنی سربراہ مملکت) اسلام کے قانون اساسی کا محافظ' نظم حکومت اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا ذمہ دار حفاظت مذہب اور امت اسلامیہ کی طاقت وقوت کا امین اور امور عامہ کا نگہبان ہوتا ہے اسلامی معاشرہ کے افراد کا تعلق جن

امور سے ہے ان سب پر امیر و امام ہی کا اختیار کارفرما ہوتا ہے۔

قاضی، اسلامی عدالت کا سربراہ ہونے کی حیثیت سے شہریوں کے حقوق (امن، آزادی، مساوات) کا محافظ ہوتا ہے اور معاملات کا فیصلہ کرنے میں شریعت کی طرف سے حکم کی حیثیت رکھتا ہے، اس کی سب سے بڑی ذمہ داری یہ ہوتی ہے کہ وہ لوگوں کے نزاعی مقدمات کا شریعت کے مطابق فیصلہ کرے اور اس کا اس سے بڑا فرض یہ ہوتا ہے کہ وہ عدل وانصاف، دیانت داری اور ایمانداری کے تقاضوں کو ہر حالت میں مدنظر رکھے۔ اسلام اور حکومت اسلام، دنیا کا یگانہ مذہب بھی ہے اور دنیا کی سب سے بڑی طاقت بھی اسلام جس طرح انسانیت عامہ کی دینی، مذہبی اور اخلاقی، اخروی فلاح کا سب سے آخری اور مکمل قانون ہدایت ہے اسی طرح وہ ایک ایسی لافانی سیاسی طاقت بھی ہے انسانوں کے عام فائدے، عام بہتری اور عام تنظیم کے لئے حکومت وسیاست سے اپنے تعلق کو برملا اظہار کرتی ہے۔ یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ اسلام صرف ایک مذہب ہی نہیں بلکہ مذہب کی حیثیت سے کچھ اور بھی ہے اس کو حکومت حاکمیت، سیاست اور سلطنت سے وہی تعلق ہے جو اس کائنات کی کسی بھی بڑی حقیقت سے ہو سکتا ہے اس کو محض ایک ایسا نظام نہیں کہا جا سکتا ہے جو صرف باطن کی اصلاح کا فرض انجام دیتا ہے بلکہ اس کو ایسا دینی نظام بھی سمجھا جانا چاہئے جو اللہ ترس وخدا شناس روح کی قوت سے دنیا کے مادی نظام پر عالمگیر غلبہ کا دعویٰ رکھتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم جو اسلامی تصورات ونظریات کا سرچشمہ ہے اور احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم جو ہدایات کی شارح وترجمان ہیں، ان کا ایک بہت بڑا حصہ اسلام اور حکومت وسیاست کے تعلق کو ثابت کرتا ہے کہیں تاریخی انداز میں، کہیں تعلیمات کے پیرایہ میں اور کہیں نعمت الٰہی کو ظاہر کرتے ہوئے ہم پر یہ واضح کیا جاتا ہے کہ اسلام اور حکومت اللہ کا حق ہے اس لئے اسلام کا ایک بنیادی مقصد یہ بھی ہے کہ اس زمین پر اللہ کی حکومت قائم کی جائے اور اس کا اتارا ہوا قانون نافذ کیا جائے۔ ہم میں سے جو کج فکر لوگ "مذہب اور سیاست" کے درمیان تفریق کی دیوار حائل کر کے اسلام کو سیاست وحکومت سے بالکل بے تعلق و بے واسطہ رکھنا چاہتے ہیں وہ دراصل مسلم مخالف عناصر کے اس شاطر دماغ کی سازش کا شکار ہیں جو خود تو حقیقی معنے میں آج تک حکومت کو "مذہب" سے آزاد نہ کر سکا لیکن مسلمانوں کی سیاسی پرواز اور ہمہ گیر پیش قدمی کو مضمحل کرنے کے لئے "مذہب" اور سیاست وحکومت" کی مستقل بحثیں پیدا کر کے مسلمانوں کے چشمہ فکر وعمل میں دین اور دنیا کی پلیدگی کا زہر گھول رہا ہے۔

4203 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ يَحْيَى بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ سَمِعْتُ جَدَّتِيْ تَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ "وَلَوِ اسْتُعْمِلَ عَلَيْكُمْ عَبْدٌ حَبَشِيٌّ يَقُوْدُكُمْ بِكِتَابِ اللّٰهِ فَاسْمَعُوْا لَهُ وَاَطِيْعُوْا" .

☆☆ یحییٰ بن حصین اپنی دادی کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: وہ فرماتی ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حجۃ الوداع کے موقع پر یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

''اگر کسی حبشی غلام کو تمہارا حاکم بنا دیا جائے اور وہ اللہ کی کتاب کے مطابق تمہارے نظام کو لے کر چلے تو تم اس کی

4203-اخرجه مسلم في الامارة، باب وجوب طاعة الامراء في غير معصية و تحريمها في المعصية (الحديث 37) . و اخرجه ابن ماجه في الجهاد، باب طاعة الامام (الحديث 2861) . تحفة الاشراف (18311) .

اطاعت و فرمانبرداری کرو"۔

باب التَّرْغِيبِ فِي طَاعَةِ الْإِمَامِ .

حاکم کی اطاعت کی ترغیب دینا

4204 - اَخْبَرَنَا يُوسُفُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ اَنَّ زِيَادَ بْنَ سَعْدٍ اَخْبَرَهُ اَنَّ ابْنَ شِهَابٍ اَخْبَرَهُ اَنَّ اَبَا سَلَمَةَ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ اَطَاعَنِي فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَمَنْ اَطَاعَ اَمِيرِي فَقَدْ اَطَاعَنِي وَمَنْ عَصَى اَمِيرِي فَقَدْ عَصَانِي" .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

"جس شخص نے میری اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی جس شخص نے میرے مقرر کردہ امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے میرے مقرر کردہ امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی"۔

باب قَوْلِهٖ تَعَالٰى (وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ) .

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: "تم میں سے اُولی الامر"۔

4205 - اَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِي يَعْلَى بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ (يٰاَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا اَطِيعُوا اللّٰهَ وَاَطِيعُوا الرَّسُولَ) قَالَ نَزَلَتْ فِي عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حُذَافَةَ بْنِ قَيْسِ بْنِ عَدِيٍّ بَعَثَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَرِيَّةٍ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: (ارشادِ باری تعالیٰ ہے:)

"اے ایمان والو! تم اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو"۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: یہ آیت حضرت عبداللہ بن حذیفہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی تھی جنہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہم میں (امیر بنا کر) بھیجا تھا۔

4204-اخرجه مسلم في الامارة، باب وجوب طاعة الامراء في غير معصية و تحريمها في المعصية (الحديث 33م) . تحفة الاشراف (15138) .

4205-اخرجه البخاري في التفسير، باب (اطيعوا الله و اطيعوا الرسول و اولي الامر منكم) (الحديث 4584) . واخرجه مسلم في الامارة، باب وجوب طاعة الامراء في غير معصية و تحريمها في المعصية (الحديث 31) . واخرجه ابو داؤد في الجهاد، باب في الطاعة (الحديث 2624) . واخرجه الترمذي في الجهاد، باب ما جاء في الرجل يبعث وحده سرية (الحديث 1762) . واخرجه النسائي في التفسير: سورة النساء، قوله تعالى: (و اولي الامر) (الحديث 129) . تحفة الاشراف (5651) .

شرح

(۱) عبد بن حمید وابن جریر وابن ابی حاتم نے عطاء رحمۃ اللہ علیہ سے لفظ آیت: یایھا الذین امنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول کے بارے میں روایت کیا کہ اس سے مراد ہے رسول کی اطاعت اور کتاب وسنت کی اتباع لفظ آیت: واولی الامر منکم سے مراد صاحب فقہ اور صاحب علم ہیں۔

اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اہم واقعہ

(۲) بخاری ومسلم وابی داؤد اور ترمذی ونسائی ابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم وبیہقی نے دلائل میں سعید بن جبیر کے طریق سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ لفظ آیت: یایھا الذین امنوا اطیعوا الرسول واولی الامر منکم یہ آیت عبد اللہ بن حذافہ بن قیس بن عدی کے بارے میں نازل ہوئی جب ان کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جنگ میں بھیجا۔

(۳) ابن جریر وابن ابی حاتم نے سدی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے بارے میں روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد بن ولید کو ایک لشکر میں بھیجا اس میں عمار بن یاسر بھی تھے۔ یہ لوگ اس قوم کی طرف چل دیئے جس قوم کا ارادہ تھا جب قریب پہنچے تو رات کو آرام کے لئے اتر گئے۔ ایک آدمی قوم کے پاس آیا ان کو (لشکر کے آنے کی) خبر دی تو وہ سب لوگ سوائے ایک آدمی کے بھاگ گئے صبح ہوتے ہی اس نے اپنے گھر والوں کو حکم دیا انہوں نے اپنا سامان اکٹھا کیا پھر رات کے اندھیرے میں آیا یہاں تک کہ خالد کے لشکر میں پہنچا اور عمار بن یاسر کے بارے میں پوچھا اور ان کے پاس آکر کہنے لگا اے جاگنے والوں کے باپ (یہ اس آدمی نے عمار بن یاسر سے کہا) میں مسلمان ہو چکا ہوں اور میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور میری قوم نے جب تمہارے بارے میں سنا تو وہ بھاگ گئے اور میں باقی ہوں کیا میرا مسلمان ہونا مجھے نفع دے گا ورنہ کل کو میں بھی بھاگ جاؤں گا عمار نے فرمایا بلکہ وہ تجھ کو نفع دے گا پس تو ٹھہر جا تو وہ ٹھہر گیا جب صبح ہوئی تو حضرت خالد نے حملہ کیا تو ایک آدمی کے سوا کسی کو نہ پایا تو انہوں نے اس کو بھی اور اس کے مال کو بھی لے لیا یہ خبر عمار رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو وہ خالد کے پاس آئے اور کہا اس آدمی کو چھوڑ دو کیونکہ یہ مسلمان ہو چکا ہے اور وہ میری امان میں بھی ہے خالد نے فرمایا تم اس کو کس طرح امان دے سکتے ہو دونوں نے ایک دوسرے کو سخت الفاظ کہے اور معاملہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا آپ نے عمار کی امان کو جائز رکھا اور ان کو دوسری مرتبہ کسی کو امان دینے سے منع فرمایا کسی امیر کی اجازت کے بغیر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دونوں نے آپس میں سخت الفاظ کہے اور خالد نے کہا یا رسول اللہ! کیا آپ اس بے نسل غلام کو اجازت دیں گے کہ وہ مجھے برا بھلا کہتا رہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے خالد! عمار کو برا نہ کہو جو آدمی عمار کو برا کہے گا اللہ تعالیٰ بھی اس کو برا کہیں گے اور جو آدمی عمار سے بغض رکھے گا اللہ تعالیٰ اس سے بغض رکھیں گے اور جو آدمی عمار کو لعنت کرے گا اللہ تعالیٰ بھی اس کو لعنت کریں گے تو عمار بھی غصہ ہو گئے اور کھڑے ہو گئے خالد نے (یہ سن کر) اس کے پیچھے گئے یہاں تک کہ ان کے کپڑے کو پکڑ لیا اور ان سے معذرت کی تو وہ راضی ہو گئے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

ابن عساکر نے سدی کے طریق سے ابو صالح سے اور انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے۔

(۴) ابن جریر نے میمون بن مہران سے لفظ آیت: واولی الامر منکم کے بارے میں روایت کیا کہ اس سے مراد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں لشکروں کے امیر ہیں۔

(۵) سعید بن منصور وابن ابی شیبہ وعبد بن حمید وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ لفظ آیت: واولی الامر منکم سے وہ امراء مراد ہیں جو تم میں سے ہیں اور دوسرے لفظ میں یوں ہے کہ لشکروں کے امیر مراد ہیں۔

(۶) ابن جریر نے مکحول رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ لفظ آیت: واولی الامر منکم سے اس آیت والے مراد ہیں جو اس سے پہلے تھی یعنی لفظ آیت: ان تؤدوا الامنت الی اھلھا آخر آیت تک۔

(۷) ابن ابی شیبہ وبخاری ومسلم وابن جریر وابن حاتم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے میری اطاعت کی تو گویا اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی گویا اس نے اللہ کی نافرمانی کی اور جس نے میرے امیر کی نافرمانی کی گویا اس نے میری نافرمانی کی۔

(۸) ابن جریر نے ابن زید رحمۃ اللہ علیہ سے لفظ آیت: واولی الامر منکم کے بارے میں روایت کیا کہ ابی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس سے مراد سلاطین ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم پر اطاعت لازم ہے تم پر اطاعت لازم ہے۔ اور اطاعت میں آزمائش ہے اور فرمایا اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو حکومت کو انبیاء میں رکھتا یعنی لوگوں کے لئے حکمران اور انبیاء ساتھ ساتھ بھیجتا۔ کیا تم نہیں دیکھتے جب حکمران نے یحییٰ بن زکریا علیہما السلام کے قتل کا حکم دیا۔

امیر کی اطاعت لازم ہے

(۹) البخاری نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حکمرانوں کا حکم سنو اور اطاعت کرو اگر چہ تم پر ایک حبشی کو حکمران بنا دیا جائے جس کا سر کشمش کے دانے جتنا ہو۔

(۱۰) احمد وترمذی اور حاکم (نے اس کو صحیح کہا) اور بیہقی نے شعب میں ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حجۃ الوداع میں خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا آپ نے فرمایا اپنے رب کی عبادت کرو اور پانچ نمازیں پڑھو۔ اور مہینہ بھر کے روزے رکھو اور اپنے مالوں کی زکوٰۃ ادا کرو اور اپنے امیر کی اطاعت کرو تم اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔

(۱۱) ابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم اور حاکم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ لفظ آیت: واولی الامر منکم سے مراد ہیں غصہ اور دین والے اور اللہ کی اطاعت کرنے والے جو لوگوں کو اپنے دین کے معانی کو جانتے ہیں اور ان کو نیکی کا حکم کرتے ہیں اور ان کو برائی سے روکتے ہیں تو اللہ نے ان کی اطاعت بندوں پر واجب کر دی۔

(۱۲) ابن ابی شیبہ وعبد بن حمید والحکیم الترمذی نے نوادر الاصول میں وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم اور حاکم نے (اس کو صحیح کہا) جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ لفظ آیت: واولی الامر منکم سے فقہاء اور نیک لوگ مراد ہیں۔

(۱۳) ابن عدی نے الکامل میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ واولی الامر منکم سے علم والے مراد ہیں۔

(۱۴) سعید بن منصور و عبد بن حمید و ابن جریر و ابن ابی حاتم نے مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ واولی الامر سے مراد علماء مراد ہیں۔

(۱۵) ابن ابی شیبہ و عبد بن حمید و ابن جریر و ابن المنذر نے مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ واولی الامر سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور فقہا اور دین والے مراد ہیں۔

(۱۶) ابن ابی شیبہ و ابن جریر نے ابو العالیہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ واولی الامر سے مراد ہے علم والے کیا تو نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں لفظ آیت: ولو ردوہ الی الرسول والی اولی الامر منھم لعلمہ الذین یستنبطونہ منھم

(۱۷) ابن ابی حاتم نے ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ لفظ آیت: واولی الامر سے مراد ہے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیونکہ وہی لوگ دین کی دعوت دینے والے روایت کرنے والے ہیں۔

(۱۸) عبد بن حمید و ابن جریر ابن ابی حاتم و ابن عسا کر نے عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ لفظ آیت: واولی الامر سے ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما مراد ہیں۔

(۱۹) عبد بن حمید نے کلبی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ لفظ آیت: واولی الامر سے ابو بکر و عثمان و علی و ابن سعود رضی اللہ عنہ مراد ہیں۔

(۲۰) سعید بن منصور نے عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ ان سے امہات الاولاد کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا وہ آزاد ہیں ان سے پوچھا گیا کہ آپ کس دلیل سے یہ فرماتے ہیں انہوں نے فرمایا قرآن سے لوگوں نے کہا کس آیت سے؟ تو انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا یہ قول لفظ آیت: اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم اور حضرت عمر اولی الامر میں سے تھے پھر فرمایا وہ لونڈی آزاد ہے جس کا حمل گر گیا تھا۔

گناہ کے کام میں امیر کی اطاعت جائز نہیں

(۲۱) ابن ابی شیبہ و ابن جریر نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان آدمی پر لازم ہے کہ امراء کی بات کو سنے اور اطاعت کرے۔ وہ بات پسند کرے یا ناپسند کرے مگر یہ کہ وہ کسی گناہ کا حکم دیا جائے (تو اطاعت نہ کرے) جو شخص کسی گناہ کا حکم کرے تو اس کو نہ سنے اور نہ اطاعت کرے۔

(۲۲) ابن جریر نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میرے بعد عنقریب تم پر حکمران ہوں گے اور تم سے ملے گا نیک آدمی کے ساتھ اور برا آدمی اپنی برائی کے ساتھ ان کی بات سنو اور ان کی اطاعت کرو ہر اس کام میں جو حق کے موافق ہو اور ان کے پیچھے نماز پڑھو اگر وہ نیک کام کریں تو وہ ان کے لئے اور تمہارے لئے فائدہ ہے اور اگر وہ برا کام کریں تو تمہارے لئے فائدہ ہوگا ان پر وبال ہوگا۔

(۲۳) احمد نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ بتایئے اگر ہم پر ایسے آدمی حاکم ہوں کہ جو آپ کے طریقے پر نہ چلیں اور آپ کے حکم کو نہ اپنائیں تو آپ کیا حکم فرماتے ہیں ان کے بارے میں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اللہ کی اطاعت نہیں کرتے اس کی کوئی اطاعت نہیں۔

(۲۴) ابن ابی شیبہ واحمد وابو یعلی وابن خزیمہ وابن حبان والحاکم نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علقمہ بن مجزز کو ایک مہم پر روانہ کیا اس لشکر میں میں بھی تھا جب ہم روانہ ہوئے تو انہوں نے لشکر میں سے ایک طائفہ کو اجازت دی اور ان پر عبد اللہ بن حذافہ بن قیس سہمی کو امیر بنایا گیا جو بدر والوں میں سے تھے اور ان میں دعابہ بھی تھے ہم بعض راستوں پر اترے اور قوم نے آگ جلائی تاکہ اپنے لئے کھانا تیار کریں امیر صاحب نے ان سے فرمایا کیا تم پر لازم نہیں میرا پیغام سننا اور اس کی اطاعت کرنا؟ صحابہ نے کہا کیوں نہیں؟ امیر صاحب نے کہا پس میں تم کو اگر چیز کا حکم دیتا ہوں کیا تم اس کو کرو گے صحابہ نے فرمایا کیوں نہیں؟ پھر انہوں نے کہا میں تم کو اپنے حق اور اپنی اطاعت کی قسم دیتا ہوں کہ تم ایک دوسرے پر اس آگ میں کود کر دکھاؤ لوگ کھڑے ہو کر تیاری کرنے لگے یہاں تک کہ جب انہوں نے یہ خیال کر لیا کہ وہ کودنے والے ہیں تو امیر صاحب نے فرمایا اپنے آپ کو روک لو میں تمہارے ساتھ مذاق کر رہا تھا۔ یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ذکر کی گئی واپس آنے کے بعد تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص تم کو کسی گناہ کا حکم دے تو اس کی اطاعت نہ کرو۔

(۲۵) ابن الضریس نے ربیع بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ یہ بات پہلی کتاب میں لکھی ہوئی تھی جو شخص کسی کو اللہ کی نافرمانی میں دیکھے جبکہ اس پر دیکھنے والے کی اطاعت لازم تھی۔ تو دیکھنے والے کا عمل اللہ تعالیٰ قبول نہ کرے گا جب تک وہ اسی حال میں رہے گا اور جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی پر راضی ہوا تو اللہ تعالیٰ اس کا عمل قبول نہیں کرے گا جب تک وہ اس حالت میں رہے گا۔

(۲۶) ابن ابی شیبہ نے حسن رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی مخلوق کی اطاعت جائز نہیں خالق کی نافرمانی میں۔

(۲۷) ابن ابی شیبہ نے عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں (مخلوق) کی کوئی اطاعت نہیں۔

(۲۸) ابن ابی شیبہ نے ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب کسی آدمی کو گورنر بناتے تھے تو اس کے عہد نامہ پر لکھتے تھے اس کے حکم کو سنو اور اس کی اطاعت کرو جب تک وہ تمہارے اندر عدل وانصاف کرے۔

(۲۹) ابن ابی شیبہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ سنو اور اطاعت کرو اگرچہ تمہارے اوپر ایک حبشی ناک کٹے ہوئے غلام کو امیر بنا دیا جائے۔ اگر وہ مجھ کو نقصان پہنچائے اور وہ تم کو کسی چیز سے محروم کر دے تو صبر کرو اور اگر وہ ایسے کام کا ارادہ کرے جس سے تیرے دین میں نقصان آتا ہے تو کہہ دے میرا خون میرے دین سے کم مرتبہ ہے آزمائش میں ڈالے گئے۔

(۳۰) ابن ابی شیبہ نے ابو سفیان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے ہم کو خطبہ ارشاد فرمایا اور فرمایا ہم آزمائش میں ڈالے گئے جو تم دیکھ رہے ہو سو جو کچھ ہم تم کو حکم کریں اللہ کے حکم کے ساتھ تو تم پر لازم ہے اس کا سننا اور اطاعت کرنا اور جو ہم تم کو اللہ کے حکم کے ساتھ حکم نہ کریں تو تم پر اس کا نہ سننا لازم ہے اور نہ اطاعت کرنا۔

حبشی غلام کی بھی اطاعت لازم ہے

(۳۱) ابن ابی شیبہ و ترمذی نے ام الحصین حمیہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا اور آپ پر ایک چادر تھی جس میں آپ لپٹے ہوئے تھے اور فرما رہے تھے اگر تم پر ایسا حبشی غلام امیر بنا دیا جائے جس کے اعضاء کٹے ہوئے ہوں تو اس کے حکم کو سنو اور اطاعت کرو جب تک وہ تم کو اللہ کی کتاب کے ساتھ تمہاری قیادت کرے۔

(۳۲) ابن ابی شیبہ نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ مسلمانوں پر یہ حق ہے کہ وہ (امیر کی بات کو) سنیں اور اطاعت کریں اور اس کی دعوت کو قبول کریں جب وہ دعوت دے۔

(۳۳) ابن ابی شیبہ نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ اللہ کی نافرمانی میں کسی انسان کی اطاعت جائز نہیں ہے۔

(۳۴) ابن ابی شیبہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی نافرمانی میں کسی بشر کی اطاعت جائز ہے۔

(۳۵) ابن ابی شیبہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر بھیجا اور اس پر انصار میں سے ایک آدمی کو امیر بنایا اور ان کو حکم فرمایا کہ امیر کی بات سنو اور اطاعت کرو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ان لوگوں نے امیر کو کسی بات پر ناراض کر دیا تو امیر نے کہا میرے لئے لکڑیاں اکٹھی کرو انہوں نے لکڑیاں اکٹھی کیں پھر اس نے کہا آگ جلاؤ انہوں نے آگ جلائی اس نے (پھر) کہا اگر میں تم کو حکم کروں تو تم سنو گے اور اطاعت کرو گے سب نے کہا ہاں تو اس نے کہا اس آگ میں داخل ہو جاؤ تو بعض بعض کی طرف دیکھنے لگے۔ اور کہنے لگے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آگ سے بھاگے تھے۔ تو امیر کا غصہ ٹھنڈا ہوا اور آگ بجھ گئی جب یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور اس بات کو ذکر کیا تو آپ نے فرمایا اگر تم اس میں داخل ہو جاتے تو اس سے نہ نکلتے بلاشبہ اطاعت نیک کاموں میں ہے (برے کاموں میں نہیں)۔

(۳۶) الطبرانی نے حسن رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ زیاد نے ایک لشکر پر حکم بن عمرو غفاری کو امیر بنایا تو اس نے عمران بن حصین سے ملاقات کی اور فرمایا کیا تو جانتا ہے کس لئے میں تیرے پاس آیا ہوں کیا تجھے یاد نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب یہ خبر پہنچی تھی کہ امیر نے حکم دیا ہے کہ کھڑا ہو جاؤ اور آگ میں کود جاتو وہ آدمی کھڑا ہوا تا کہ اس میں کود جائے میں نے اس کی رہنمائی کی تو وہ رک گیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر وہ اس میں واقع ہو جاتا تو دوزخ کی آگ میں داخل ہو جاتا۔ اللہ کی نافرمانی میں مخلوق کی اطاعت جائز نہیں (یہ سن کر) اس نے کہا ہاں پھر عمران بن حصین نے فرمایا میں نے ارادہ کیا کہ میں تم کو یہ حدیث سناؤں۔

(۳۷) بخاری نے اپنی تاریخ و نسائی و بیہقی نے شعب میں حارث اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تم کو پانچ چیزوں کا حکم کرتا ہوں اللہ تعالیٰ نے مجھ کو ان کا حکم فرمایا جماعت کے ساتھ ہو (یعنی مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ رہو) (امیر کی بات کو) سنو اور اطاعت (دین کے لئے) ہجرت کرو اور جہاد فی سبیل اللہ کرو اور جو شخص مسلمانوں کی

جماعت سے ایک بالشت بھی ہٹ گیا تو اس نے اسلام کے پھندے کو اپنی گردن سے نکال دیا مگر یہ کہ وہ پھر لوٹ آئے (جماعت کی طرف)۔

(۳۸) بیہقی نے مقدام رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے امراء کی اطاعت کرو اگر وہ تم کو حکم دیں اس دین کے ساتھ جس کو میں تمہارے پاس لایا بلاشبہ وہ اس پر اجر دیئے جائیں گے اور تم بھی ان کی اطاعت پر اجر دیئے جاؤ گے اور اگر تم کو حکم دیں اس دین کے ساتھ جس کو میں تمہارے پاس نہیں لایا تو اس کا گناہ ان پر ہوگا اور تم اس سے بری ہو گے جب تم اللہ سے ملاقات کرو تو کہنا آج کوئی ظلم نہیں ہے اور وہ بھی فرمائیں آج کوئی ظلم نہیں ہے پھر تم کہو گے اے ہمارے رب آپ نے ہمارے پاس رسول بھیجا ہم نے اس کی اطاعت کی آپ کی اجازت سے اور آپ نے ہم پر خلفاء بھیجے ہم نے ان کی اطاعت کی آپ کی اجازت سے اور تو نے ہم پر امیر بنائے ہم نے ان کی اطاعت کی تیرے حکم سے تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے تم نے سچ کہا اس کا وبال انہیں پر ہے۔ اور تم اس سے بری ہو۔

(۳۹) احمد و بیہقی نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم پر ایسے حکمران ہوں گے کہ ان کی طرف دل مطمئن ہوں گے اور ان کے لئے کھالیں نرم ہوں گی پھر تم پر ایسے حکمران ہوں گے کہ دل ان سے نفرت کریں گے اور جن سے کھالیں کانپیں گی ایک آدمی نے کہا کیا ہم ان سے قتال کریں یا رسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں جب تک وہ نماز کو قائم کرتے رہیں۔

(۴۰) البیہقی نے عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عنقریب تم میرے بعد ایسی چیزیں دیکھو گے جن کو تم ناپسند کرو گے ہم نے کہا پھر ہمارے لئے کیا حکم ہے یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا حق ادا کرتے رہو جو تم پر ہے اور اللہ تعالیٰ سے اس چیز کا سوال کرو جو تمہارا حق ہے۔

امیر کو ذلیل کرنا بڑا گناہ ہے

(۴۱) احمد نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا اور فرمایا میرے بعد بادشاہ ہوں گے ان کو ذلیل کرنا جو شخص اس کو ذلیل کرنے کا ارادہ کرے گا تو اس نے اسلام کے پھندے کو اپنی گردن سے اتار دیا اور اس سے کوئی عمل مقبول نہیں ہوگا یہاں تک کہ اس رخنے کو بند کردے جو اس نے رخنہ ڈالا ہے اور وہ ایسا کرنے والا نہ ہوگا پھر وہ اپنے رویے پر لوٹ جائے گا اور ان لوگوں میں ہو جائے گا جو اس کی عزت کرتے ہیں ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ ہم تین چیزوں کے بارے میں مغلوب نہ ہوں کہ ہم نیکی کا حکم کریں۔ برائیں سے روکیں اور ہم لوگوں کو سنتوں کی تعلیم دیتے رہیں۔

(۴۲) احمد نے حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص (مسلمانوں کی) جماعت سے الگ ہوا اور امارت کو ذلیل کرنا چاہا تو اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ ان کے نزدیک اس کی کوئی حیثیت نہ ہوگی۔

(۴۳) احمد نے ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا

بادشاہ کو گالی مت دو کیونکہ وہ اللہ کا سایہ ہے اس کی زمین میں۔

(۴۴) ابن سعد والبیہقی نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ ہم کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اکابر صحابہ نے حکم فرمایا کہ ہم اپنے حکمرانوں کو گالیاں نہ دیں اور نہ ان کو دھوکہ دیں اور نہ ان کی نافرمانی کریں اور ہم اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہیں اور صبر کریں کیونکہ امر (یعنی قیامت) قریب ہے۔

(۴۵) البیہقی نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ لوگوں کے معاملات نیک امیر یا برا امیر ہی درست کرسکتا ہے لوگوں نے کہا نیک حکمران تو ٹھیک ہے اور برا کیسے (درست کرے گا) تو انہوں نے فرمایا برے حکمران کے ذریعہ اللہ تعالیٰ راستوں کو پرامن بناتا ہے اور اس کے ذریعہ دشمن سے جہاد کیا جاتا ہے اور اس کے ذریعہ مال غنیمت لایا جاتا ہے۔ اور اس کے ذریعہ حدود قائم کئے جاتے ہیں اور اس کے ذریعہ بیت اللہ کا حج کیا جاتا ہے اور اس کی حکومت میں مسلمان امن کے ساتھ عبادت کرتے ہیں یہاں تک کہ اس کی موت آجاتی ہے۔

(۴۶) سعید بن منصور وعبد بن حمید وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم نے مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ لفظ آیت: فان تنازعتم فی شیء یعنی اگر علماء تنازعہ کریں (تو فرمایا) لفظ آیت: فردوہ الی اللہ والرسول یعنی تو (اس فیصلہ کو) اللہ کی کتاب اور اس کے رسول کی سنت کی طرف لوٹا دو۔ پھر (یہ آیت) پڑھی لفظ آیت: ولو ردوہ الی الرسول والی اولی الامر منھم لعلمہ الذین یستنبطونہ منھم۔

(۴۷) ابن جریر وابن المنذر نے میمون بن مھران رحمۃ اللہ علیہ سے اس آیت کے بارے میں روایت کیا کہ اللہ کی طرف لوٹانے سے مراد ہے اللہ کی کتاب کی طرف لوٹانا اور لوٹانا اس کے رسول کی طرف جب تک وہ زندہ رہیں جب وہ وفات پاجائیں تو ان کی سنت کی طرف۔ ابن جریر نے قتادہ سے اسی طرح روایت کیا۔

(۴۸) ابن جریر وابن المنذر نے قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ لفظ آیت: ذلک خیر واحسن تاویلا سے مراد ہے (کہ یہ طریقہ) اچھا ہے ثواب کے لحاظ سے اور بہتر ہے انجام کے لحاظ سے۔

(۴۹) عبد بن حمید وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم نے مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ لفظ آیت: واحسن تاویلا سے مراد ہے اچھا ہے جزا کے لحاظ سے۔

(۵۰) ابن جریر وابن ابی حاتم نے سدی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ لفظ آیت: واحسن تاویلا سے مراد ہے اچھا ہے انجام کے لحاظ سے۔ (تفسیر درمنثور، سورہ نساء، بیروت)

بَاب التَّشْدِيدِ فِيْ عِصْيَانِ الْإِمَامِ ۔

یہ باب ہے کہ حاکم کی نافرمانی کی شدید مذمت

4206 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا بَحِيْرٌ عَنْ خَالِدِ بْنِ

مَعْدَانَ عَنْ اَبِیْ بَحْرِيَّةَ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اَلْغَزْوُ غَزْوَانِ فَاَمَّا مَنِ ابْتَغَى وَجْهَ اللّٰهِ وَاَطَاعَ الْاِمَامَ وَاَنْفَقَ الْكَرِيْمَةَ وَاجْتَنَبَ الْفَسَادَ فَاِنَّ نَوْمَهُ وَنُبْهَهُ اَجْرٌ كُلُّهُ وَاَمَّا مَنْ غَزَا رِيَاءً وَسُمْعَةً وَعَصَى الْاِمَامَ وَاَفْسَدَ فِى الْاَرْضِ فَاِنَّهُ لَا يَرْجِعُ بِالْكَفَافِ" .

★★ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''جنگیں دو طرح کی ہوتی ہیں' جو جنگ اللہ کی رضا کے حصول کے لیے لڑی جائے' اور اس میں حاکم کی اطاعت کی جائے' عمدہ چیز خرچ کی جائے' فساد سے اجتناب کیا جائے' تو اس میں سونا اور جاگنا ہر چیز کا اجر ملتا ہے' اور جو جنگ دکھاوے اور شہرت کے حصول کے لیے کی جائے' اور اس میں حاکم کی نافرمانی کی جائے' زمین میں فساد پھیلایا جائے' تو اس سے آدمی ضروریات کے مطابق چیزیں واپس لے کر نہیں آتا ہے''۔

بَاب ذِكْرِ مَا يَجِبُ لِلْاِمَامِ وَمَا يَجِبُ عَلَيْهِ .

یہ باب ہے کہ اس بات کا تذکرہ کہ حاکم کے لیے کیا چیز لازم ہے (یعنی اُس کے حقوق کیا ہیں؟) اور اس پر کیا چیز لازم ہے (یعنی اس کے فرائض کیا ہیں؟)

4207 - اَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ بَكَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَيَّاشٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُو الزِّنَادِ مِمَّا حَدَّثَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ الْاَعْرَجُ مِمَّا ذَكَرَ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اِنَّمَا الْاِمَامُ جُنَّةٌ يُقَاتَلُ مِنْ وَّرَائِهِ وَيُتَّقٰى بِهِ فَاِنْ اَمَرَ بِتَقْوَى اللّٰهِ وَعَدَلَ فَاِنَّ لَهُ بِذٰلِكَ اَجْرًا وَّاِنْ اَمَرَ بِغَيْرِهِ فَاِنَّ عَلَيْهِ وِزْرًا" .

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''امام ایک ڈھال کی مانند ہے' جس کے پیچھے رہ کر جنگ کی جاتی ہے اور اس کی آڑ لے کر بچا جاتا ہے' اگر وہ اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کا حکم دے اور انصاف سے کام لے' تو اس بات کا اُسے اجر ملے گا' لیکن اگر وہ اس کے برخلاف حکم دیتا ہے' تو اس کا وبال اُسی پر ہوگا''۔

بَاب النَّصِيْحَةِ لِلْاِمَامِ .

حاکم کی خیر خواہی کرنا

4208 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ سَاَلْتُ سُهَيْلَ بْنَ اَبِیْ صَالِحٍ قُلْتُ حَدَّثَنَا عَمْرٌو

4207-اخرجه البخاري في الجهاد، باب يقاتل من وراء الامام و يتقى به (الحديث 2957) مطولاً . تحفة الاشراف (13741) .

4208-اخرجه مسلم في الايمان، باب بيان انه لا يدخل الجنة الا المومنون و ان محبة المومنين من الايمان و ان افشاء السلام سبب لحصولها (الحديث 95 و 96) . واخرجه ابوداؤد في الادب، باب في النصيحة (الحديث 4944) . و اخرجه النسائي في البيعة، النصيحة للامام (الحديث 4209) . تحفة الاشراف (2053) .

عَنِ الْقَعْقَاعِ عَنْ اَبِيكَ قَالَ اَنَا سَمِعْتُهُ مِنَ الَّذِي حَدَّثَ اَبِي حَدَّثَهُ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ الشَّامِ يُقَالُ لَهُ عَطَاءُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ تَمِيمٍ الدَّارِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِنَّمَا الدِّيْنُ النَّصِيْحَةُ" . قَالُوْا لِمَنْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ "لِلّٰهِ وَلِكِتَابِهِ وَلِرَسُوْلِهِ وَلِاَئِمَّةِ الْمُسْلِمِيْنَ وَعَامَّتِهِمْ" .

★★ حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''دین خیر خواہی کا نام ہے' لوگوں نے دریافت کیا: یارسول اللہ! کس کے لیے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے لیے' اس کی کتاب کے لیے' اس کے رسول کے لیے' مسلمانوں کے حکمرانوں کے لیے اور ان کے عام افراد کے لیے''۔

4209 - حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ تَمِيْمٍ الدَّارِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِنَّمَا الدِّيْنُ النَّصِيْحَةُ" . قَالُوْا لِمَنْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ "لِلّٰهِ وَلِكِتَابِهِ وَلِرَسُوْلِهِ وَلِاَئِمَّةِ الْمُسْلِمِيْنَ وَعَامَّتِهِمْ" .

★★ حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''دین خیر خواہی کا نام ہے' لوگوں نے دریافت کیا: یارسول اللہ! کس کے لیے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے لیے' اس کی کتاب کے لیے' اس کے رسول کے لیے' مسلمانوں کے حکمرانوں کے لیے اور ان کے عام افراد کے لیے''۔

4210 - اَخْبَرَنَا الرَّبِيْعُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ اللَّيْثِ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنِ الْقَعْقَاعِ بْنِ حَكِيْمٍ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اِنَّ الدِّيْنَ النَّصِيْحَةُ اِنَّ الدِّيْنَ النَّصِيْحَةُ اِنَّ الدِّيْنَ النَّصِيْحَةُ" . قَالُوْا لِمَنْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ "لِلّٰهِ وَلِكِتَابِهِ وَلِرَسُوْلِهِ وَلِاَئِمَّةِ الْمُسْلِمِيْنَ وَعَامَّتِهِمْ" .

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''بے شک دین خیر خواہی کا نام ہے' بے شک دین خیر خواہی کا نام ہے' بے شک دین خیر خواہی کا نام ہے۔ لوگوں نے دریافت کیا: یارسول اللہ! کس کے لیے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے لیے' اس کی کتاب کے لیے' اس کے رسول کے لیے' مسلمانوں کے حکمرانوں کے لیے اور ان کے عام افراد کے لیے''۔

4211 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْقُدُّوْسِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْكَبِيْرِ بْنِ شُعَيْبِ بْنِ الْحَبْحَابِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَهْضَمٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنِ الْقَعْقَاعِ بْنِ حَكِيْمٍ وَعَنْ سُمَيٍّ وَعَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ مِقْسَمٍ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "الدِّيْنُ النَّصِيْحَةُ" . قَالُوْا لِمَنْ

4209-تقدم (الحديث 4208) .

4210-اخرجه الترمذي في البر و الصلة، باب ما جاء في النصيحة (الحديث 1926) . واخرجه النسائي في البيعة، النصيحة للامام (الحديث 4211) . تحفة الاشراف (12863) .

4211-تقدم (الحديث 4210) . تحفة الاشراف (12582 و 12830 و 19863) .

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ "لِلّٰهِ وَلِكِتَابِهٖ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِاَئِمَّةِ الْمُسْلِمِيْنَ وَعَامَّتِهِمْ" .

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''دین خیر خواہی کا نام ہے لوگوں نے دریافت کیا: یارسول اللہ! کس کے لیے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے لیے اس کی کتاب کے لیے اس کے رسول کے لیے مسلمانوں کے حکمرانوں کے لیے اور ان کے عام افراد کے لیے''۔

باب بِطَانَةِ الْإِمَامِ .

حاکم کا ہمراہی

4212 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَمَّرُ بْنُ يَعْمَرَ قَالَ حَدَّثَنِيْ مُعَاوِيَةُ بْنُ سَلَّامٍ قَالَ حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَا مِنْ وَّالٍ اِلَّا وَلَهٗ بِطَانَتَانِ بِطَانَةٌ تَاْمُرُهٗ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَاهُ عَنِ الْمُنْكَرِ وَبِطَانَةٌ لَا تَاْلُوْهُ خَبَالًا فَمَنْ وُقِيَ شَرَّهَا فَقَدْ وُقِيَ وَهُوَ مِنَ الَّتِيْ تَغْلِبُ عَلَيْهِ مِنْهُمَا" .

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''ہر حکمران کے دو ہمراہی ہوتے ہیں ان میں سے ایک ہمراہی اُسے بھلائی کا حکم دیتا ہے اور بُرائی سے منع کرتا ہے اور ایک ہمراہی اُسے نقصان پہنچانے کی پوری کوشش کرتا ہے تو جس شخص کو اس بُرے ہمراہی سے بچا لیا گیا اُسے محفوظ کر لیا گیا ان دونوں ہمراہیوں میں سے یہی دوسرا حکمران پر غالب آتا ہے''۔

4213 - اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَا بَعَثَ اللّٰهُ مِنْ نَبِيٍّ وَلَا اسْتَخْلَفَ مِنْ خَلِيْفَةٍ اِلَّا كَانَتْ لَهٗ بِطَانَتَانِ بِطَانَةٌ تَاْمُرُهٗ بِالْخَيْرِ وَبِطَانَةٌ تَاْمُرُهٗ بِالشَّرِّ وَتَحُضُّهٗ عَلَيْهِ وَالْمَعْصُوْمُ مَنْ عَصَمَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ" .

★★ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ نے جس بھی نبی کو مبعوث کیا اور جس بھی شخص کو حکمران بنایا اُس کے ساتھ دو ہمراہی ہوتے ہیں ایک ہمراہی اُسے بھلائی کا حکم دیتا ہے اور ایک ہمراہی اُسے بُرائی کا حکم دیتا ہے اور اُسے بُرائی کی ترغیب دیتا ہے جس شخص کو اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے وہی محفوظ رہتا ہے''۔

4214 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ عَنْ شُعَيْبٍ عَنِ اللَّيْثِ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ جَعْفَرٍ

4212-اخرجه البخاري في الاحكام، باب بطانة الامام و اهل مشورته (الحديث 7198م)بمعناه، تعليقاً . تحفة الاشراف (15269) .

4213-اخرجه البخاري في القدر، باب المعصوم من عصم الله (الحديث 6611)، و في الاحكام، باب بطانة الامام و اهل مشورته (الحديث 7198) . تحفة الاشراف (4423) .

4214-اخرجه البخاري في الاحكام، باب بطانة الامام، و اهل مشورته (الحديث 7198) بنحوه، تعليقاً . تحفة الاشراف (3494) .

عَنْ صَفْوَانَ عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِىْ اَيُّوْبَ اَنَّهٗ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "مَا بُعِثَ مِنْ نَّبِيٍّ وَّلَا كَانَ بَعْدَهٗ مِنْ خَلِيْفَةٍ اِلَّا وَلَهٗ بِطَانَتَانِ بِطَانَةٌ تَاْمُرُهٗ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَاهُ عَنِ الْمُنْكَرِ وَبِطَانَةٌ لَا تَاْلُوْهُ خَبَالًا فَمَنْ وُقِىَ بِطَانَةَ السُّوْءِ فَقَدْ وُقِىَ" .

★★ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

''جس بھی نبی کو مبعوث کیا گیا' یا اُس کے بعد جس خلیفہ کو بھیجا گیا' اس کے ساتھ دو ہمراہی ہوتے ہیں' ایک ہمراہی اُسے بھلائی کا حکم دیتا ہے اور بُرائی سے منع کرتا ہے' جبکہ دوسرا ہمراہی اُسے نقصان پہنچانے کی پوری کوشش کرتا ہے' تو جس شخص کو بُرے ہمراہی سے بچالیا جائے' وہ بچ جاتا ہے''۔

باب وَزِيْرِ الْاِمَامِ .

باب: حکمران کا وزیر

4215 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنِ ابْنِ اَبِىْ حُسَيْنٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ سَمِعْتُ عَمَّتِىْ تَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ وَّلِىَ مِنْكُمْ عَمَلًا فَاَرَادَ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا جَعَلَ لَهٗ وَزِيْرًا صَالِحًا اِنْ نَسِىَ ذَكَّرَهٗ وَاِنْ ذَكَرَ اَعَانَهٗ" .

★★ قاسم بن محمد بیان کرتے ہیں: میں نے اپنے چچا کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''جو شخص حکمران بنتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کے بارے میں بھلائی کا ارادہ کرے' تو اُسے صالح وزیر عطا کر دیتا ہے' اگر وہ حکمران کوئی کام بھول جائے' تو وزیر اُسے یاد کروا دیتا ہے' اگر وہ بات حکمران کو یاد ہو تو (اس کام کو پورا کرنے میں) وزیر اس کی مدد کرتا ہے''۔

باب جَزَاءِ مَنْ اُمِرَ بِمَعْصِيَةٍ فَاَطَاعَ .

یہ باب ہے کہ جس شخص کو کسی گناہ کا حکم دیا جائے اور وہ اس کی اطاعت کر لے اس کی جزاء (کے بارے میں روایت)

4216 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ زُبَيْدٍ

4215-انفرد بہ النسائی ۔ تحفة الاشراف (17544) ۔

4216-اخرجه البخاري في المغازي، باب سرية عبد الله بن حذافة السهمي و علقمة بن مجزز المدلجي (الحديث 4340) بنحوه، و في الاحكام، باب السمع و الطاعة للامام ما لم تكن معصية (الحديث 7145) بنحوه، و في اخبار الاحاد، باب ما جاء في اجازة خبر الواحد الصدوق في الاذان و الصلاة و الصوم و الفرائض و الاحكام (الحديث 7257) . واخرجه مسلم في الامارة، باب وجوب طاعة الامراء في غير معصية و تحريمها في المعصية (الحديث 39 و 40) بنحوه . واخرجه ابو داؤد في الجهاد، باب في الطاعة (الحديث 2625) . تحفة الاشراف (10168) .

عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَلِيٍّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ جَيْشًا وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ رَجُلًا فَأَوْقَدَ نَارًا فَقَالَ ادْخُلُوهَا . فَأَرَادَ نَاسٌ أَنْ يَدْخُلُوهَا وَقَالَ الْآخَرُونَ إِنَّمَا فَرَرْنَا مِنْهَا فَذَكَرُوا ذٰلِكَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِلَّذِينَ أَرَادُوا أَنْ يَدْخُلُوهَا "لَوْ دَخَلْتُمُوهَا لَمْ تَزَالُوا فِيهَا إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ" . وَقَالَ لِلْآخَرِينَ خَيْرًا . وَقَالَ أَبُو مُوسٰى فِي حَدِيثِهِ قَوْلًا حَسَنًا . وَقَالَ "لَا طَاعَةَ فِي مَعْصِيَةِ اللّٰهِ إِنَّمَا الطَّاعَةُ فِي الْمَعْرُوفِ" .

★★ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہم روانہ کی اور ایک شخص کو اس کا امیر مقرر کیا' امیر نے آگ جلائی اور حکم دیا: تم لوگ اس میں داخل ہو جاؤ! کچھ لوگ اس میں داخل ہونے لگے' لیکن دوسرے لوگوں نے کہا: ہم تو پہلے ہی آگ سے بچ کر (اسلام کی پناہ میں آئے ہیں) بعد میں ان لوگوں نے اس بات کا تذکرہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں سے یہ فرمایا' جو آگ میں داخل ہونا چاہتے تھے (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:)

''اگر تم اس میں داخل ہو جاتے' تو قیامت تک اسی میں رہتے''

جبکہ دوسرے فریق کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھلائی کے الفاظ ارشاد فرمائے۔

ابوموسیٰ نامی راوی نے لفظ نقل کیے ہیں: ''اچھے الفاظ ارشاد فرمائے''۔

(نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا:)

''اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے بارے میں' کوئی اطاعت نہیں ہوتی ہے' اطاعت ہمیشہ نیکی کے کام میں ہوتی ہے''۔

4217 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي جَعْفَرٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "عَلَى الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ فِيمَا أَحَبَّ وَكَرِهَ إِلَّا أَنْ يُؤْمَرَ بِمَعْصِيَةٍ فَإِذَا أُمِرَ بِمَعْصِيَةٍ فَلَا سَمْعَ وَلَا طَاعَةَ" .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''مسلمان پر اطاعت و فرمانبرداری' ہر اس چیز میں لازم ہے' جو اُسے پسند ہو یا جو اُسے ناپسند ہو' البتہ اگر اُسے گناہ کے ارتکاب کا حکم دیا جائے' تو حکم مختلف ہوگا' کیونکہ جب اُسے گناہ کے ارتکاب کا حکم دیا جائے' تو پھر کوئی اطاعت و فرمانبرداری نہیں ہوگی''۔

باب ذِكْرِ الْوَعِيدِ لِمَنْ أَعَانَ أَمِيرًا عَلَى الظُّلْمِ .

جو شخص کسی ظلم کے بارے میں' کسی حکمران کی مدد کرتا ہے' اس کے لیے وعید کا تذکرہ

4218 - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي حَصِينٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَاصِمٍ الْعَدَوِيِّ عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ تِسْعَةٌ فَقَالَ "إِنَّهُ

4217-انفرد به النسائي . تحفة الأشراف (7792) .

سَتَکُوْنُ بَعْدِیْ اُمَرَاءُ مَنْ صَدَّقَهُمْ بِکَذِبِهِمْ وَاَعَانَهُمْ عَلٰی ظُلْمِهِمْ فَلَیْسَ مِنِّیْ وَلَسْتُ مِنْهُ وَلَیْسَ بِوَارِدٍ عَلَیَّ الْحَوْضَ وَمَنْ لَمْ یُصَدِّقْهُمْ بِکَذِبِهِمْ وَلَمْ یُعِنْهُمْ عَلٰی ظُلْمِهِمْ فَهُوَ مِنِّیْ وَاَنَا مِنْهُ وَهُوَ وَارِدٌ عَلَیَّ الْحَوْضَ".

★★ حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے' ہم اس وقت نو افراد تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''میرے بعد کچھ ایسے حکمران ہوں گے کہ جن کے جھوٹ کے بارے میں' جو شخص ان کی تصدیق کرے گا اور جن کے ظلم کے بارے میں جو شخص ان کی معاونت کرے گا' اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں ہوگا' وہ شخص حوض پر میرے پاس نہیں آ سکے گا اور جو شخص ان حکمرانوں کے جھوٹ میں ان کی تصدیق نہیں کرے گا اور ان کے ظلم میں ان کی مدد نہیں کرے گا' اس کا مجھ سے تعلق ہوگا' میرا اُس سے تعلق ہوگا' اور وہ میرے حوض پر میرے پاس آئے گا''۔

باب مَنْ لَمْ يُعِنْ اَمِيرًا عَلَى الظُّلْمِ .

یہ باب ہے کہ جو شخص ظلم کے بارے میں حکمران کی مدد نہیں کرتا

4219 - اَخْبَرَنَا هَارُوْنُ بْنُ اِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ - يَعْنِيْ ابْنَ عَبْدِ الْوَهَّابِ - قَالَ حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ عَنْ اَبِيْ حَصِيْنٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَاصِمٍ الْعَدَوِيِّ عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ قَالَ خَرَجَ اِلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ تِسْعَةٌ خَمْسَةٌ وَّاَرْبَعَةٌ اَحَدُ الْعَدَدَيْنِ مِنَ الْعَرَبِ وَالْاٰخَرُ مِنَ الْعَجَمِ فَقَالَ "اسْمَعُوْا هَلْ سَمِعْتُمْ اَنَّهٗ سَتَكُوْنُ بَعْدِيْ اُمَرَاءُ مَنْ دَخَلَ عَلَيْهِمْ فَصَدَّقَهُمْ بِكَذِبِهِمْ وَاَعَانَهُمْ عَلٰى ظُلْمِهِمْ فَلَيْسَ مِنِّيْ وَلَسْتُ مِنْهُ وَلَيْسَ يَرِدُ عَلَيَّ الْحَوْضَ وَمَنْ لَمْ يَدْخُلْ عَلَيْهِمْ وَلَمْ يُصَدِّقْهُمْ بِكَذِبِهِمْ وَلَمْ يُعِنْهُمْ عَلٰى ظُلْمِهِمْ فَهُوَ مِنِّيْ وَاَنَا مِنْهُ وَسَيَرِدُ عَلَيَّ الْحَوْضَ".

★★ حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے' ہم اس وقت نو افراد تھے' ان میں سے پانچ افراد تھے اور چار افراد تھے' یعنی ان دونوں میں سے ایک عدد عربوں کا ہے اور دوسری تعداد عجمیوں کی تھی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''سنو! کیا تم سن رہے ہو! میرے بعد ایسے حکمران ہوں گے کہ جو شخص ان کے پاس جائے گا' ان کے جھوٹ کے بارے میں ان کی تصدیق کرے گا' ان کے ظلم کے بارے میں ان کی مدد کرے گا' اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں ہوگا' میرا اُس سے کوئی تعلق نہیں ہوگا اور وہ حوض پر میرے پاس نہیں آ سکے گا۔

جو شخص ان کے پاس نہیں جائے گا اور ان کے جھوٹ میں ان کی تصدیق نہیں کرے گا اور ان کے ظلم کے بارے میں ان کی مدد نہیں کرے گا' وہ مجھ سے متعلق ہوگا' میرا اُس سے تعلق ہوگا اور وہ عنقریب میرے حوض پر آئے گا''۔

4218-اخرجه الترمذي في الفتن، باب، 72 . (الحديث 2259) بنحوه . واخرجه النسائي في البيعة، من لم يعن اميرًا على الظلم (الحديث 2219) . تحفة الاشراف (11110) .

4219-تقدم (الحديث 4218) .

باب فَضْلِ مَنْ تَكَلَّمَ بِالْحَقِّ عِنْدَ إِمَامٍ جَائِرٍ .

جو شخص ظالم حکمران کے سامنے حق بات کہتا ہے اس کی فضیلت

4220 - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ أَنَّ رَجُلاً سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ وَضَعَ رِجْلَهُ فِي الْغَرْزِ أَيُّ الْجِهَادِ أَفْضَلُ قَالَ "كَلِمَةُ حَقٍّ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَائِرٍ" .

★★ حضرت طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت اپنا پاؤں رکاب میں رکھا ہوا تھا (سوال یہ تھا:) کون سا جہاد زیادہ فضیلت رکھتا ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''ظالم حکمران کے سامنے حق بات کہنا''۔

باب ثَوَابِ مَنْ وَفَّى بِمَا بَايَعَ عَلَيْهِ .

یہ باب ہے کہ جو شخص اپنی کی ہوئی بیعت کو پورا کرتا ہے اس کے اجر و ثواب (کا بیان)

4221 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلاَنِيِّ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَجْلِسٍ فَقَالَ "بَايِعُونِي عَلَى أَنْ لاَ تُشْرِكُوا بِاللَّهِ شَيْئًا وَلاَ تَسْرِقُوا وَلاَ تَزْنُوا" . وَقَرَأَ عَلَيْهِمُ الآيَةَ "فَمَنْ وَفَّى مِنْكُمْ فَأَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا فَسَتَرَ اللَّهُ عَلَيْهِ فَهُوَ إِلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ إِنْ شَاءَ عَذَّبَهُ وَإِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهُ" .

★★ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک محفل میں بیٹھے ہوئے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تم میری بیعت کرو کہ تم کسی کو اللہ کا شریک نہیں ٹھہراؤ گے' تم چوری نہیں کرو گے' زنا نہیں کرو گے''۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کے سامنے قرآن کی آیت تلاوت کی (اور فرمایا:)

''تم میں سے جو شخص اس عہد کو پورا کرے گا' اس کا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمے ہوگا اور جو ان میں سے کسی ایک جرم کا ارتکاب کر لیتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کی پردہ پوشی کرتا ہے' تو اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہوگا' اگر وہ چاہے گا' تو اُسے عذاب دے گا' اگر وہ چاہے گا' تو اس کی مغفرت کر دے گا''۔

4220-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (4983) .

4221-تقدم الحديث (4172) .

بَاب مَا يُكْرَهُ مِنَ الْحِرْصِ عَلَى الْإِمَارَةِ .

یہ باب ہے کہ حکومت کے حصول کے لالچ کا ناپسندیدہ ہونا

4222 - اَخْبَرَنِىْ مُحَمَّدُ بْنُ اٰدَمَ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ عَنِ ابْنِ اَبِىْ ذِئْبٍ عَنْ سَعِيْدِ الْمَقْبُرِىِّ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اِنَّكُمْ سَتَحْرِصُوْنَ عَلَى الْاِمَارَةِ وَاِنَّهَا سَتَكُوْنُ نَدَامَةً وَّحَسْرَةً فَنِعْمَتِ الْمُرْضِعَةُ وَبِئْسَتِ الْفَاطِمَةُ" .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''عنقریب تم لوگوں کو حکومت کا لالچ ہوگا اور یہ چیز عنقریب ندامت اور حسرت کا باعث ہوگی' تو دودھ پلانے والی اچھی ہوتی ہے اور دودھ چھڑانے والی بُری ہوتی ہے''۔

4222-اخرجه البخاري في الاحكام، باب ما يكره من الحرص على الامارة (الحديث 7148) . و اخرجه النسائي في آداب القضاة، النهي عن مسالة الامارة (الحديث 5400) . تحفة الاشراف (13017) .

كِتَابُ الْعَقِيقَةِ

یہ کتاب عقیقہ کے بیان میں ہے

عقیقہ کے متعلق احادیث آثار اور اقوال تابعین کا بیان

امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ روایت کرتے ہیں: حضرت سلیمان بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لڑکے کے ساتھ عقیقہ ہے۔ اس کی طرف سے خون بہاؤ اور اس گندگی کو دور کرو۔

(صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۲۲ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۸۱ھ)

امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ روایت کرتے ہیں: حضرت ام کرز رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ سے عقیقہ کے متعلق سوال کیا۔ آپ نے فرمایا لڑکے کی طرف سے دو بکریاں اور لڑکی کی طرف ایک بکری (ذبح کرو) اس میں کوئی حرج نہیں کہ وہ نر ہو یا مادہ۔ امام ترمذی کہتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

اس حدیث کو امام دارمی (سنن دارمی ج ۲ ص ۸) اور امام احمد (مسند احمد ج ۶ ص ۴۵۶-۴۲۲-۳۸۱) نے بھی روایت کیا ہے۔

حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لڑکا اپنے عقیقہ کے بدلے میں گروی ہے۔ ولادت کے ساتویں دن اس کی طرف سے ذبح کیا جائے اس کا نام رکھا اور اس کے بال مونڈے جائیں۔ امام ترمذی کہتے ہیں کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ (جامع ترمذی ص ۲۲۷ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی)

امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ روایت کرتے ہیں:

حضرت ابن عباس (علیہ السلام) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی طرف دو دو مینڈھے ذبح کئے۔ (سنن ابوداود ج ۲ ص ۳۶ مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور ۱۴۰۵ھ)

امام ابوعبدالرحمان احمد بن شعیب نسائی متوفی ۳۰۳ھ روایت کرتے ہیں:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی طرف سے دو دو مینڈھے ذبح کئے۔ (سنن نسائی ج ۲ ص ۱۸۸ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی)

صحیح بخاری اور جامع ترمذی میں جن احادیث کا ذکر ہے وہ سب سنن ابوداؤد اور سنن نسائی میں بھی مذکور ہیں۔ اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ سنن ابوداؤد میں حضرت حسن اور حضرت حسین کی طرف سے ایک ایک مینڈھے کو ذبح کرنے کا تذکرہ ہے اور سنن نسائی میں دو دو مینڈھے ذبح کرنے کا ذکر ہے تو اس کی کیا توجیہ ہے اس کا جواب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی ولادت

کے دن ایک ایک مینڈھا ذبح کیا اور ساتویں دن ایک ایک مینڈھا اور ذبح کیا اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ایک مینڈھا آپ نے اپنی طرف سے ذبح کیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو دوسرا مینڈھا ذبح کرنے کا حکم دیا تو جس نے ایک ایک مینڈھے کے ذبح کی روایت کی اس نے آپ کی طرف ذبح کی حقیقی نسبت کی اور جس نے دو دو کو ذبح کرنے کی روایت کی اس نے آپ کی طرف مجازاً نسبت کی۔

امام عبدالرزاق نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور عکرمہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسن اور حضرت حسین کی طرف سے دو دو مینڈھے ذبح کیے۔ (المصنف ج ۴ ص ۳۳۰)

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابودرداء حضرت جابر اور عکرمہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا عقیقہ کیا۔ (المصنف ج ۸ ص ۴۷-۴۶)

امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ ھ روایت کرتے ہیں: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی طرف سے دو مینڈھے ذبح کیے۔

محمد بن علی بن حسین روایت کرتے ہیں کہ حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے بالوں کے ہم وزن چاندی صدقہ کی اور امام مالک نے یحیٰ بن سعید سے روایت کیا ہے کہ آپ نے حضرت علی کے دو بیٹوں حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہ کا عقیقہ کیا۔ (سنن کبریٰ ج ۹ ص ۲۹۹ مطبوعہ ملتان)

امام عبدالرزاق بن ہمام متوفی ۲۱۱ ھ روایت کرتے ہیں: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول نے اعلان نبوت کے بعد خود اپنا عقیقہ کیا، (المصنف ج ۴ ص ۳۲۰)

حافظ الہیثمی نے لکھا ہے اس حدیث کو امام بزار نے اور امام طبرانی نے معجم اوسط میں روایت کیا ہے اور اس حدیث کے راوی ثقہ ہیں۔ (مجمع الزوائد ج ۴ ص ۵۹) اس حدیث کو امام بیہقی نے بھی روایت کیا ہے۔ (سنن کبریٰ ج ۹ ص ۳۰۰ مطبوعہ ملتان)

امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ ھ روایت کرتے ہیں: عطا بیان کرتے ہیں کہ ام اسباع نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کیا میں اپنی اولاد کی طرف سے عقیقہ کروں آپ نے فرمایا ہاں لڑکے کی طرف سے دو بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک۔ (المصنف ج ۸ ص ۵۰ مطبوعہ کراچی)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ نے ہمیں لڑکے کی طرف سے دو بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری کا عقیقہ کرنے کا حکم دیا نیز حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا لڑکے کی طرف سے دو بکریاں سنت ہیں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری سنت ہے۔ (المصنف ج ۸ ص ۵۰ مطبوعہ کراچی)

امام عبدالرزاق روایت کرتے ہیں۔ نافع بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے جو بھی عقیقہ کے متعلق سوال کرتا وہ اس کو عقیقہ کرنے کا حکم دیتے۔ (المصنف ج ۸ ص ۳۳۱ مطبوعہ کتب اسلامی بیروت)

امام ابوالقاسم سلیمان احمد طبرانی متوفی ۳۶۰ ھ روایت کرتے ہیں: حضرت اسماء بنت یزید بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا لڑکے کی طرف سے دو بکریوں کا عقیقہ ہے اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری کا۔ (المعجم الکبیر ج ۲۳ ص ۱۸۳)
قتادہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت انس بن مالک اپنے بیٹوں کی طرف سے اونٹ ذبح کر کے عقیقہ کرتے تھے۔
(المعجم الکبیر ج ا ص ۲۴۳ مطبوعہ بیروت)
حافظ الہیثمی نے لکھا ہے اس حدیث کے تمام راوی صحیح ہیں۔ (مجمع الزوائد ج ۴ ص ۵۹ مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت ۱۴۰۲ھ)

امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ روایت کرتے ہیں: جعفر اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت فاطمہ نے جو عقیقہ کیا تھا اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم دیا تھا کہ اس کی ایک ٹانگ دائی کے پاس بھیجی جائے اور اس کی کسی ہڈی کو نہ توڑا جائے۔

ابن ابی ذئب بیان کرتے ہیں کہ میں زہری سے عقیقہ کے متعلق سوال کی انہوں نے کہا اس کی ہڈیوں کو توڑا جائے نہ سر کو اور نہ بچہ کو اس کے خون میں لتھیڑا جائے۔

ہشام بیان کرتے ہیں کہ حسن اور ابن سیرین عقیقہ میں ان تمام باتوں کو مکروہ کہتے تھے جو قربانی میں مکروہ ہیں اور ان کے نزدیک عقیقہ بہ منزلہ قربانی ہے اس کے گوشت کو کھایا جائے اور کھلایا جائے۔

حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ساتویں دن عقیقہ کیا جائے بچہ کا سر مونڈا جائے اور اس کا نام رکھا جائے۔

ابو جعفر بیان کرتے ہیں کہ حضرت فاطمہ نے ساتویں دن اپنے بیٹے کا عقیقہ کیا۔ اس کا نام رکھا۔ اس کا سر مونڈا۔ اس کا ختنہ کیا اور اس کے بالوں کے برابر چاندی صدقہ کی۔ (المصنف ج ۸ ص ۵۵-۵۲ مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی ۱۴۰۶ھ)

امام عبدالرزاق بن ہمام متوفی ۲۱۱ھ روایت کرتے ہیں: عطا کہتے ہیں کہ ساتویں دن بچہ کا عقیقہ کیا جائے اگر اس دن نہ کر سکیں تو اگلے ساتویں دن موخر کر دیں اور میں نے دیکھا ہے کہ لوگ ساتویں دن ہی عقیقہ کا قصد کرتے ہیں اور عقیقہ کرنے والے خود بھی گوشت کھائیں اور لوگوں کو ہدیہ بھی دیں۔ ابن عیینہ نے کہا میں نے پوچھا کیا یہ سنت ہے؟ کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا حکم دیا ہے ابن عیینہ نے کہا کیا اس کے گوشت کو صدقہ کر دیں؟ کہا نہیں اگر چاہیں تو صدقہ کریں اور چاہیں تو خود کھالیں۔

(المصنف ج ۸ ص ۳۲۲ مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۳۹۰ھ)

امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ روایت کرتے ہیں:
حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عقیقہ ساتویں دن کیا جائے اور چودھویں دن اور اکیسویں دن۔ (سنن کبریٰ ج ۹ ص ۳۰۳ مطبوعہ نشر السنہ ملتان)

جو دن بھی سات سے تقسیم ہو جائے اس میں عقیقہ کرنا سنت ہے اگر بچہ مثلاً منگل کو پیدا ہوا ہے تو جس پیر کو بھی عقیقہ کی جائے وہ سات دن سے تقسیم ہوگا۔

عقیقہ کے متعلق فقہاء حنبلیہ کا نظریے کا بیان

علامہ عبداللہ بن احمد ابن قدامہ حنبلی متوفی ۶۲۰ ھ لکھتے ہیں: عقیقہ کرنا سنت ہے۔ عام اہل علم کا یہی مذہب ہے۔ حضرت ابن عباس حضرت ابن عمر حضرت عائشہ فقہاء تابعین اور تمام ائمہ کا یہی نظریہ ہے ماسوا فقہاء احناف کے انہوں نے کہا یہ سنت نہیں۔ بلکہ امر جاہلیت سے ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ سے عقیقہ کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ عقوق کو ناپسند کرتا ہے گویا آپ نے لفظ عقوق کو ناپسند فرمایا (اس کا معنی قطع کرنا اور ماں باپ کی نافرمانی ہے) اور فرمایا جس کے ہاں بچہ پیدا ہوا اور وہ جانور ذبح کرنا چاہے تو جانور ذبح کرے۔ (سنن ابوداود ج ۲ ص ۳۷-۳۶ سنن نسائی ج ۲ ص ۱۸۷ ابوداود اور نسائی میں اس کے بعد مذکور لڑکے کی طرف سے دو بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری) امام مالک نے اس حدیث کو اپنی موطا میں روایت کیا ہے۔ حسن بصری اور داود (ظاہری) نے کہا عقیقہ کرنا واجب ہے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ لوگ پانچ نمازوں کی طرح عقیقہ کا اہتمام کرتے ہیں کیونکہ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ ہر لڑکا اپنے عقیقہ کے ساتھ گروی رکھا ہوا ہے، ساتویں دن اس کا عقیقہ کیا جائے اس کا نام رکھا جائے اور اس کا سر مونڈا جائے۔ حضرت ابوہریرہ سے بھی اس کی مثل مروی ہے امام احمد نے کہا اس حدیث کی سند جید ہے۔ عقیقہ کے استحباب پر یہ احادیث دلیل ہیں۔ اور حضرت ام کرز سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لڑکے کی طرف سے دو بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری کا عقیقہ کیا جائے اور عقیقہ کے استحباب پر اجماع ہے۔ ابوالزناد نے کہا عقیقہ کو ترک کرنا مکروہ ہے، امام احمد نے کہا عقیقہ کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے آپ نے حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا عقیقہ کیا ہے اور آپ کے اصحاب نے عقیقہ کیا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لڑکا عقیقہ کے ساتھ گروی رکھا ہوا ہے۔ امام ابوحنیفہ نے یہ کہا کہ عقیقہ جاہلیت کے افعال میں سے ہے اور ان کے ساتھ حسن ظن یہ ہے کہ ان کو یہ احادیث نہیں پہنچیں۔ (المغنی ج ۹ ص ۳۶۳ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۰۵ھ)

عقیقہ کے متعلق فقہاء شافعیہ کا نظریے کا بیان

علامہ ابواسحٰق ابراہیم بن علی بن یوسف شیرازی شافعی متوفی ۴۵۵ ھ لکھتے ہیں: عقیقہ سنت ہے اس کی تعریف یہ ہے کہ مولود کی طرف سے ایک جانور ذبح کی جائے کیونکہ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی طرف سے عقیقہ کی اور یہ واجب نہیں ہے کیونکہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیقہ کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا میں عقوق کو پسند نہیں کرتا اور جس شخص کے ہاں بچہ پیدا ہو اور وہ جانور ذبح کرنا چاہتا ہو تو کرے۔ آپ نے عقیقہ کو محبت پر معلق کیا ہے یہ اس کی دلیل ہے کہ عقیقہ واجب نہیں ہے نیز عقیقہ بغیر کسی جنایت (جرم) اور نذر کے خون بہانا ہے لہٰذا یہ قربانی کی طرح واجب نہیں ہے (شوافع کے نزدیک قربانی بھی واجب نہیں ہے۔ سعیدی غفرلہ) اور سنت یہ ہے کہ لڑکے کی طرف سے دو بکریاں ذبح کرے اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری ذبح کرے کیونکہ حضرت ام کرز رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں۔ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیقہ کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا

لڑکے کے لئے دو بکریاں اور لڑکی کے لئے ایک بکری نیز عقیقہ خوشی کی وجہ سے شروع کیا گیا ہے اور لڑکے کی ولادت پر لڑکی کی نسبت زیادہ خوشی ہوتی ہے اس لئے اس کی ولادت پر دو بکریاں ذبح کی جائیں گی۔ (المہذب ج۸ ص [illegible] مطبوعہ [illegible] بیروت)

عقیقہ کے متعلق فقہاء مالکیہ کا نظریے کا بیان

امام مالک بن انس اصبحی متوفی ۱۷۹ھ روایت کرتے ہیں: نافع بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے اہل سے جو شخص بھی عقیقہ کے متعلق سوال کرتا وہ اس کو عقیقہ کرنے کا حکم دیتے اور آپ اپنی اولاد کی طرف سے ایک ایک بکری کا عقیقہ کرتے تھے۔ لڑکے اور لڑکی دونوں کی طرف سے۔

محمد بن حارث تیمی بیان کرتے ہیں کہ عقیقہ کرنا مستحب ہے خواہ چڑیا سے کیا جائے۔ (یہ مبالغہ فرمایا) امام مالک فرماتے ہیں ہمیں یہ حدیث پہنچی ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے دو بیٹوں حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کا عقیقہ کیا گیا۔

ہشام بن عروہ بیان کرتے ہیں کہ ان کے والد عروہ بن زبیر اپنے بیٹوں اور بیٹیوں کا ایک ایک بکری کے ساتھ عقیقہ کرتے تھے۔

امام مالک فرماتے ہیں کہ ہمارے نزدیک عقیقہ کا حکم یہ ہے کہ جو شخص عقیقہ کرے وہ اپنے بیٹوں اور بیٹیوں کی طرف سے ایک ایک بکری ذبح کرے اور عقیقہ کرنا واجب نہیں ہے لیکن عقیقہ مستحب ہے اور ہمارے نزدیک یہ وہ کام ہے جس کو ہمیشہ لوگ کرتے رہے ہیں جو شخص اپنے بیٹے کی طرف سے عقیقہ کرے وہ بہ منزلہ قربانی ہے اس میں کانے لاغر سینگ ٹوٹے ہوئے اور بیمار جانور کو ذبح کرنا جائز نہیں ہے اس کی کھال اور گوشت کو فروخت نہیں کیا جائے گا اس کی ہڈیوں کو توڑا جائے گا۔ گھر والے اس کے گوشت کو کھائیں گے اور اس میں صدقہ کریں گے اور بچہ کو اس کے خون میں نہ لتھیڑا جائے گا۔

(موطا امام مالک ص ۲۱۵-۳۱۳ مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور)

امام مالک نے عقیقہ میں لڑکے اور لڑکی دونوں کی طرف سے ایک ایک بکری ذبح کرنے کے متعلق جو ارشاد فرمایا ہے یہ ان احادیث کے خلاف ہے جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑکے کی طرف سے دو بکریاں ذبح کرنے کا حکم فرمایا ہے اور حضرت ابن عمر اور عروہ بن زبیر نے جو بیٹوں کی طرف سے ایک ایک بکری ذبح کی ہے وہ کسی عذر پر محمول ہے اسی طرح ہڈیاں توڑنا بھی احادیث کے خلاف ہے اور خون میں لتھیڑنا بھی احادیث کے خلاف ہے۔

عقیقہ کے متعلق فقہاء احناف کا نظریے کا بیان

امام محمد بن حسن شیبانی متوفی ۱۸۹ھ لکھتے ہیں: امام محمد از امام ابو یوسف از امام ابو حنیفہ روایت کرتے ہیں کہ لڑکے کا عقیقہ کیا جائے نہ لڑکی کا۔ (الجامع الصغیر ص ۵۳۳ مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی ۱۴۱۱ھ)

نیز امام محمد لکھتے ہیں: ہمیں یہ حدیث پہنچی ہے کہ عقیقہ زمانہ جاہلیت میں تھا اور ابتداء اسلام میں بھی عقیقہ کیا گیا پھر قربانی نے ہر اس ذبیحہ کو منسوخ کر دیا جو اس سے پہلے تھا اور رمضان کے روزوں نے ہر اس روزہ کو منسوخ کر دیا جو اس سے پہلے تھا اور غسل جنابت نے ہر اس غسل کو منسوخ کر دیا جو اس سے پہلے تھا اور زکوۃ نے ہر اس صدقہ کو منسوخ کر دیا جو اس سے پہلے تھا ہم کو اسی طرح

حدیث پہنچی ہے۔ (موطا امام محمد ص ۸۹-۸۸ مطبوعہ محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی)

علامہ ابوبکر مسعود کاسانی حنفی متوفی ۵۸۷ھ لکھتے ہیں: عقیقہ وہ ذبیحہ ہے جو بچہ کی پیدائش کے ساتویں دن کیا جاتا ہے ہم نے عقیقہ اور عتیرہ کا منسوخ ہونا اس روایت سے پہچانا: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا رمضان کے روزے نے ہر پہلے روزے کو منسوخ کر دیا اور قربانی نے اس سے پہلے کے ہر ذبیحہ کو منسوخ کر دیا اور غسل جنابت نے اسے پہلے کے ہر غسل کو منسوخ کر دیا اور ظاہر یہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس حدیث کو سنا تھا کیونکہ اجتہاد سے کسی چیز کو منسوخ نہیں کیا جا سکتا۔ (الی قولہ) امام محمد نے جامع صغیر میں ذکر کیا ہے۔ لڑکے کا عقیقہ کیا جائے نہ لڑکی کا۔ اس عبارت میں عقیقہ کے مکروہ ہونے کی طرف اشارہ ہے کیونکہ عقیقہ کرنے میں فضیلت تھی اور جب فضیلت منسوخ ہوگئی تو اس کا صرف مکروہ ہونا باقی رہ گیا۔ (بدائع الصنائع ج ۵ ص ۶۹ مطبوعہ ایچ ایم سعید کراچی ۱۴۰۰ھ)

اور فتاوی عالمگیری میں لکھا ہے: ولادت کے ساتویں دن لڑکے یا لڑکی کی طرف سے بکری ذبح کرنا اور لوگوں کی دعوت کرنا اور بچہ کے بال مونڈنا عقیقہ ہے یہ نہ سنت ہے اور نہ واجب ہے اسی طرح کردری کی وجیز میں ہے۔ امام محمد نے عقیقہ کے متعلق ذکر کیا ہے جو چاہے کرے اور جو چاہے نہ کرے اس کا اشارہ اباحت کی طرف ہے اس لئے اس کا سنت ہونا ممنوع ہے اور امام محمد نے جامع صغیر میں ذکر کیا ہے لڑکے اور لڑکی کی طرف سے عقیقہ نہ کیا جائے اور یہ کراہت کی طرف اشارہ ہے اسی طرح بدائع کی کتاب الاضحیہ میں ہے۔ (فتاوی عالمگیری ج ۵ ص ۳۶۲ مطبوعہ مطبع کبری امیریہ بولاق مصر ۱۳۱۰ھ)

عقیقہ کے متعلق احکام شرعیہ اور مسائل کا بیان

علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ لکھتے ہیں: عقیقہ نفل ہے اگر چاہے تو کرے اور اگر چاہے تو نہ کرے اور عقیقہ کی تعریف یہ ہے کہ بچہ پیدا ہونے کے سات دن گزرنے کے بعد ایک بکری ذبح کی جائے اور امام شافعی (بلکہ ائمہ ثلاثہ) کے نزدیک عقیقہ سنت ہے پھر جب کوئی شخص عقیقہ کرنے کا ارادہ کرے تو لڑکے کی طرف سے دو بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری ذبح کرے کیونکہ عقیقہ ولادت کی خوشی کے لئے مشروع کیا گیا ہے اور لڑکے کی ولادت پر زیادہ خوشی ہوتی ہے اور اگر لڑکے اور لڑکی دونوں کی طرف سے ایک ایک بکری ذبح کی تب بھی جائز ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسن اور حضرت حسین کی طرف سے ایک ایک بکری کو ذبح کیا تھا (سنن ابوداود میں اسی طرح ہے اور سنن نسائی مصنف ابن ابی شیبہ مصنف عبدالرزاق اور سنن بیہقی میں ہے آپ نے ان کی طرف سے دو دو بکریاں ذبح کیں اور یہی صحیح ہے)

عقیقہ میں بھیڑ اور دنبہ چھ ماہ سے کم کا نہ ہو اور بکری ایک سال سے کم نہ ہو عقیقہ کا جانور قربانی کے جانور کی طرح عیوب اور نقائص سے بری ہو کیونکہ عقیقہ بھی قربانی کی طرح شرعاً جانور کا خون بہانا ہے اگر عقیقہ کو ساتویں دن پر موخر یا مقدم کر دیا جائے تو پھر بھی جائز ہے البتہ ساتواں دن افضل ہے اور مستحب یہ ہے کہ اس کا گوشت ہڈیوں سے الگ کر لیں اور نیک شگون کے لئے ہڈیوں کو نہ توڑیں تاکہ اس بچہ کی ہڈیاں سلامت رہیں۔ عقیقہ کے گوشت کو خود کھائیں، کھلائیں اور صدقہ کریں۔ فصل الکراہۃ والاستحسان میں مذکور ہے کہ ولادت کے ساتویں دن عقیقہ کیا جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عقیقہ حق ہے۔ لڑکے کی طرف سے

دو بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعثت کے بعد کے خود اپنا عقیقہ کیا ہے۔ عقیقہ کی دعا یہ ہے ذبح کے وقت کہے۔ اے اللہ یہ میرے فلاں بیٹے کا عقیقہ ہے اس جانور کا خون میرے بیٹے کے خون کے عوض ہے اور اس کا گوشت اس کے گوشت کے عوض ہے اس کی ہڈیاں اس کی ہڈیاں کے عوض ہیں اس کی کھال اس کی کھال کے عوض ہے اس کے بال اس کے بال کے عوض ہیں۔ اے اللہ! اس جانور کو میرے بیٹے کی جہنم سے آزادی کا فدیہ بنا دے۔

عقیقہ کی ہڈیوں کو توڑا نہ جائے اور اس کی ران دائی کو دی جائے اور گوشت پکا لیا جائے اور بچہ کے سر کو اس کے خون میں لتھیڑنا مکروہ ہے۔ (العقود والدریۃ ج ۲ ص ۲۳۳-۲۳۲ مطبوعہ دار الاشاعۃ العربیہ کوئٹہ)

عقیقہ کو منسوخ قرار دینے کے دلائل پر بحث ونظر کا بیان

امام محمد شیبانی نے فرمایا ہے کہ عقیقہ رسم جاہلیت میں سے ہے اور یہ ابتداء اسلام میں بھی مشروع رہا ہے بعد میں قربانی نے اس کو منسوخ کر دیا اس لئے عقیقہ نہ کیا جائے علامہ کاسانی نے اس پر متفرع کیا ہے کہ عقیقہ کرنا مکروہ ہے اور وجیز میں اس کی اباحت کی طرف اشارہ ہے یعنی یہ کار ثواب نہیں ہے۔

ہمارے نزدیک عقیقہ کو قربانی سے منسوخ قرار دینا صحیح نہیں ہے کیونکہ ہجرت کے پہلے سال قربانی مشروع ہو گئی تھی۔

امام ترمذی روایت کرتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے مدینہ منورہ میں دس سال قیام کیا اور قربانی کرتے رہے امام ترمذی فرماتے ہیں یہ حدیث حسن ہے۔ (جامع ترمذی ص ۲۲۷ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی)

اگر قربانی سے عقیقہ منسوخ ہو گیا تھا تو قربانی مشروع ہونے کے بعد عقیقہ نہیں ہونا چاہئے تھا حالانکہ ہجرت کے پہلے سال سے قربانی مشروع ہو گئی تھی اور تین ہجری کو حسن رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔ (اسد الغابہ ج ۲ ص ۹ مطبوعہ دار الفکر بیروت)

اور چار ہجری کو حضرت حسین رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔ (اسد الغابہ ج ۲ ص ۹ مطبوعہ دار الفکر بیروت) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کا عقیقہ کیا۔ اگر قربانی کے بعد عقیقہ منسوخ ہو گیا ہوتا تو آپ ان کو عقیقہ نہ کرتے اور آپ کے وصال کے بعد حضرت عبداللہ بن عمر نے اپنے بچوں کا عقیقہ کیا اور حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اپنے بچوں کا عقیقہ نہ کرتے اور آپ کے وصال کے بعد حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے بچوں کا عقیقہ کیا اور حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اپنے بچوں کا عقیقہ نہ کیا۔ عروہ ابن الزبیر نے اپنے بچوں کا عقیقہ کیا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا عقیقہ کے قائل تھے۔ بہ کثرت احادیث صحیحہ میں آپ نے عقیقہ کا حکم دیا اور متعدد صحابہ کرام اور فقہاء تابعین عقیقہ کو سنت قرار دیتے تھے۔ امام مالک امام شافعی اور احمد بھی بالاتفاق عقیقہ کے سنت ہونے کے قائل ہیں اور جس چیز کا سنت ہونا اتنی کثیر احادیث سے ثابت ہو وہ مکروہ یا مباح کیسے ہو سکتی ہے۔

امام احمد رضا کا احادیث کو اقوال فقہاء پر مقدم رکھنے کا بیان

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رضی اللہ عنہ متوفی ۱۳۴۰ھ بلند پایہ محقق تھے وہ اندھی تقلید سے بہت تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کو اقوال فقہاء پر مقدم رکھتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ تمام فقہاء احناف نے عقیقہ کرنے کو مکروہ یا مباح لکھا

لیکن امام احمد رضا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کے پیش نظر عقیقہ کو سنت لکھا فرماتے ہیں۔

عقیقہ ولادت کے ساتویں روز سنت ہے اور یہی افضل ہے ورنہ چودھویں اکیسویں دن اور خصی جانور اور قربانی میں افضل اور عقیقہ کا گوشت آباء واجداد بھی کھا سکتے ہیں۔ مثل قربانی اس میں بھی تین حصہ کرنا مستحب ہے اور اس کی ہڈی توڑنے میں علماء تفاؤلا نہ توڑنا بہتر جانتے ہیں۔ پسر کے عقیقہ میں دو جانور درکار ہیں اور یہی کافی ہے اگرچہ خصی نہ ہو۔

نیز فرماتے ہیں: باپ اگر حاضر اور ذبح پر قادر ہو تو اسی کا ذبح کرنا بہتر ہے کہ یہ شکر نعمت ہے جس پر نعمت ہوئی وہی اپنے ہاتھ سے شکر ادا کرے وہ نہ ہو یا ذبح نہ کر سکے تو دوسرے کو قائم کرے یا کیا جائے اور ذبح کرے وہی دعا پڑھے۔ عقیقہ پسر میں کہ باپ ذبح کرے دعا یوں پڑھے:

اللّٰھم ھذہ عقیقة ابنی فلان (فلاں کی جگہ بیٹے کا نام لے) دمھا بدمه ولحمھا بلحمه وعظمھا بعظمه وجلدھا بجلده وشعرھا بشعره اللّٰھم اجعلھا فداء لابنی من النار بسم الله الله اکبر۔

فلاں کی جگہ پسر کا جو نام رکھنا ہو لے۔ دختر ہو تو دونوں جگہ ابنی کی جگہ بنتی اور پانچوں جگہ کی جگہ پاک ہے اور دوسرا شخص ذبح کرے تو دونوں جگہ ابنی فلاں یا بنتی فلاں کی جگہ فلاں بن فلاں یا فلانہ بنت فلاں کہے بچہ کو اس کے باپ کی طرف نسبت کرے۔ ہڈیاں توڑنے میں حرج نہیں اور نہ توڑنا بہتر اور دفن کر دینا افضل۔ عقیقہ ساتویں دن افضل ہے نہ ہو سکے تو چودھویں ورنہ اکیسویں۔ ورنہ زندگی بھر میں جب کبھی ہو۔ وقت دن کا ہو رات کو ذبح کرنا مکروہ ہے۔

کم سے کم ایک تو ہے ہی اور پسر کے لئے دو افضل ہیں استطاعت نہ ہو تو ایک بھی کافی ہے گوشت بنانے کی اجرت داموں میں مجرا کر سکتا ہے۔ سری پائے خود کھائے خواہ اقرباء یا مساکین جسے چاہے خواہ سب حجام یا سب سقا کو دے دے۔ شرع مطہر نے ان کا کوئی خاص حق مقرر نہ فرمایا (فتاوی رضویہ ج۸ص۵۴۲-۵۴۱ مطبوعہ مکتبہ رضویہ کراچی، تفسیر تبیان القرآن)

باب

باب: بلاعنوان

4223 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ قَيْسٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْعَقِيْقَةِ فَقَالَ "لَا يُحِبُّ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ الْعُقُوْقَ" ۔ وَكَاَنَّهُ كَرِهَ الْاِسْمَ قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا نَسْاَلُكَ اَحَدُنَا يُوْلَدُ لَهُ ۔ قَالَ "مَنْ اَحَبَّ اَنْ يَّنْسُكَ عَنْ وَّلَدِهِ فَلْيَنْسُكْ عَنْهُ عَنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ مُكَافَاَتَانِ وَعَنِ الْجَارِيَةِ شَاةٌ" ۔ قَالَ دَاوُدُ سَاَلْتُ زَيْدَ بْنَ اَسْلَمَ عَنِ الْمُكَافَاَتَانِ قَالَ الشَّاتَانِ الْمُشَبَّهَتَانِ تُذْبَحَانِ جَمِيْعًا ۔

★★ عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ سے عقیقہ کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ عقوق (نافرمانی) کو پسند نہیں کرتا''۔

(راوی کہتے ہیں:) گویا نبی اکرم ﷺ نے اس نام کو پسند نہیں کیا۔

سائل نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں عرض کی: ہم آپ ﷺ سے یہ پوچھ رہے ہیں اگر ہم میں سے کسی کے ہاں بچہ پیدا ہوتا ہے (تو اُسے عقیقہ کرنا چاہیے)؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

''جو شخص پسند کرے وہ اپنے بچے کی طرف سے قربانی کر لے' اُسے لڑکے کی طرف سے دو بکریاں قربان کرنی چاہئیں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری قربان کرنی چاہیے''۔

داؤد نامی راوی بیان کرتے ہیں: میں نے زید بن اسلم سے اس روایت میں استعمال ہونے والے لفظ ''مکافاتان'' کے بارے میں دریافت کیا تو اس نے جواب دیا: اس سے مراد یہ ہے' وہ ایسی بکریاں' جو ایک دوسرے کے ساتھ مشابہت رکھتی ہوں اور ان دونوں کو ذبح کیا جائے۔

4224 - اَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَقَّ عَنِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ .

★★ عبداللہ بن بریدہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا عقیقہ کیا تھا۔

باب الْعَقِيقَةِ عَنِ الْغُلَامِ .

یہ باب لڑکے کا عقیقہ کرنے کے بیان میں ہے

4225 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا عَفَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ وَحَبِيْبٌ وَيُوْنُسُ وَقَتَادَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ سَلْمَانَ بْنِ عَامِرٍ الضَّبِّيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "فِى الْغُلَامِ عَقِيْقَةٌ فَاَهْرِيْقُوْا عَنْهُ دَمًا وَّاَمِيْطُوْا عَنْهُ الْاَذٰى" .

★★ حضرت سلیمان بن عامر ضبی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

''لڑکے کا عقیقہ ہوگا' تم اس کی طرف سے خون بہاؤ اور اُس سے گندگی کو دور کر دو (یعنی سر کے بال صاف کر دو)''۔

4226 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا عَفَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ قَيْسِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ عَطَاءٍ وَّطَاوُسٍ وَّمُجَاهِدٍ عَنْ اُمِّ كُرْزٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "فِى الْغُلَامِ شَاتَانِ مُكَافَاَتَانِ وَفِى

4224-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (1971) .

4225-اخرجه البخاري في العقيقة، باب اماطة الاذى عن الصبي في العقيقة (الحديث 5471) مختصراً، و (الحديث 5472) . واخرجه ابو داؤد في الاضاحي، باب في العقيقة (الحديث 2839) . واخرجه الترمذي في الاضاحي، باب في الاذان في اذن المولود (الحديث 1515) . واخرجه ابن ماجه في الذبائح، باب العقيقة (الحديث 3164) . تحفة الاشراف (4485) .

4226-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (18349) .

الْجَارِيَةِ شَاةٌ".

★★ سیدہ اُم کرز رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:
"لڑکے کے عقیقے میں برابر کی دو بکریاں ذبح کی جائیں گی اور لڑکی کے عقیقے میں ایک بکری ذبح کی جائے گی"۔

باب الْعَقِيقَةِ عَنِ الْجَارِيَةِ.

یہ باب لڑکی کا عقیقہ کرنے کے بیان میں ہے

4227 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ قَالَ عَمْرٌو عَنْ عَطَاءٍ عَنْ حَبِيبَةَ بِنْتِ مَيْسَرَةَ عَنْ اُمِّ كُرْزٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "عَنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ مُكَافَاَتَانِ وَعَنِ الْجَارِيَةِ شَاةٌ".

★★ سیدہ اُم کرز رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:
"لڑکے کی طرف سے دو برابر کی بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری (عقیقہ میں ذبح کی جائے گی)"۔

باب كَمْ يَعُقُّ عَنِ الْجَارِيَةِ.

یہ باب ہے کہ لڑکی کی طرف سے کتنے جانور عقیقہ میں قربان کیے جائیں گے؟

4228 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ - وَهُوَ ابْنُ اَبِىْ يَزِيْدَ - عَنْ سِبَاعِ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ اُمِّ كُرْزٍ قَالَتْ اَتَيْتُ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحُدَيْبِيَةِ اَسْاَلُهُ عَنْ لُحُوْمِ الْهَدْىِ فَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ "عَلَى الْغُلَامِ شَاتَانِ وَعَلَى الْجَارِيَةِ شَاةٌ لَا يَضُرُّكُمْ ذُكْرَانًا كُنَّ اَمْ اِنَاثًا".

★★ سیدہ اُم کرز رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں حدیبیہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی تاکہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے قربانی کے گوشت کے بارے میں دریافت کروں تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا:
"لڑکے کی طرف سے دو بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری (عقیقے میں قربان کرنا لازم ہے) وہ بکرے ہوں یا بکریاں ہوں تمہیں کوئی نقصان نہیں ہوگا (یعنی ان دونوں کو قربان کیا جاسکتا ہے)"۔

4229 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ حَدَّثَنِىْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِىْ يَزِيْدَ عَنْ سِبَاعِ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ اُمِّ كُرْزٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "عَنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ وَعَنِ الْجَارِيَةِ شَاةٌ لَا يَضُرُّكُمْ ذُكْرَانًا كُنَّ اَمْ اِنَاثًا".

★★ سیدہ اُم کرز رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

4227-اخرجه ابو داؤد في الاضاحي، باب في العقيقة (الحديث 2834) . تحفة الاشراف (18352) .

4228-اخرجه ابو داؤد في الاضاحي، باب في العقيقة (الحديث 2835 و 2836) . واخرجه النسائي في العقيقة، كم يعق عن الجارية (الحديث 4229) . واخرجه ابن ماجه في الذبائح، باب العقيقة (الحديث 3162) مختصراً . تحفة الاشراف (18347) .

4229-تقدم (الحديث 4228) .

''لڑکے کی طرف سے دو بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری قربان کی جائے گی' تمہیں کوئی نقصان نہیں ہوگا' وہ بکرا ہو یا بکری ہو''۔

4230 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَفْصِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ قَالَ حَدَّثَنِیْ اِبْرَاهِیْمُ - هُوَ ابْنُ طَهْمَانَ - عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ الْحَجَّاجِ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ عَقَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا بِكَبْشَيْنِ كَبْشَيْنِ .

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی طرف سے عقیقہ میں دو دو دنبے قربان کیے تھے۔

باب مَتَى يَعُقُّ .

یہ باب ہے کہ عقیقہ کب کیا جائے؟

4231 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَا حَدَّثَنَا يَزِيْدُ - وَهُوَ ابْنُ زُرَيْعٍ - عَنْ سَعِيْدٍ اَنْبَاَنَا قَتَادَةُ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "كُلُّ غُلَامٍ رَهِيْنٌ بِعَقِيْقَتِهِ تُذْبَحُ عَنْهُ يَوْمَ سَابِعِهِ وَيُحْلَقُ رَاْسُهُ وَيُسَمّٰى" .

★★ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''بچہ اپنے عقیقے کے عوض میں رہن رکھا جاتا ہے' اس کی پیدائش کے ساتویں دن' اس کی طرف سے قربانی کی جائے' اس کا سر منڈوایا جائے اور اس کا نام رکھا جائے''۔

4232 - اَخْبَرَنَا هَارُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا قُرَيْشُ بْنُ اَنَسٍ عَنْ حَبِيْبِ بْنِ الشَّهِيْدِ قَالَ لِيْ مُحَمَّدُ بْنُ سِيْرِيْنَ سَلِ الْحَسَنَ مِمَّنْ سَمِعَ حَدِيْثَهُ فِي الْعَقِيْقَةِ . فَسَاَلْتُهُ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ سَمِعْتُهُ مِنْ سَمُرَةَ .

★★ حبیب بن شہید بیان کرتے ہیں: محمد بن سیرین نے مجھ سے کہا: تم حسن بصری سے یہ دریافت کرو کہ انہوں نے عقیقہ کے بارے میں حدیث کس سے سنی ہے؟ میں نے حسن بصری سے اس بارے میں دریافت کیا' تو انہوں نے جواب دیا: میں نے یہ حدیث حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے سنی ہے۔

4230-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (6201) .

4231-اخرجه ابو داؤد في الاضاحي، باب في العقيقة (الحديث 2837 و 2838) . واخرجه الترمذي في الاضاحي، باب من العقيقة (الحديث 1522م) بنحوه . و اخرجه ابن ماجه في الذبائح، باب العقيقة (الحديث 3165) . تحفة الاشراف (4581) .

4232-اخرجه البخاري في العقيقة، باب اماطة الاذى عن الصبي في العقيقة (الحديث 5472م) . واخرجه الترمذي في الصلاة، باب ما جاء في صلاة الوسطى انها العصر (الحديث 182م) . تحفة الاشراف (4579) .

كِتَابُ الْفَرْعِ وَالْعَتِيْرَةِ

یہ کتاب فرع اور عتیرہ کے بیان میں ہے

باب

بلاعنوان

فرع اور عتیرہ کی کوئی حقیقت نہ ہونے کا بیان

4233 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا فَرَعَ وَلَا عَتِيْرَةَ" ۔

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''فرع اور عتیرہ (کی کوئی حقیقت) نہیں ہے''۔

شرح

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "فرع اور عتیرہ (کی) اسلام میں (کوئی حقیقت) نہیں۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "فرع جانور کا وہ پہلا بچہ ہے جو کافروں کے یہاں پیدا ہوتا ہے تو وہ اسے اپنے بتوں کے نام پر ذبح کرتے تھے۔ (صحیح بخاری وصحیح مسلم، مشکوۃ المصابیح: جلد اول: رقم الحدیث، 1450)

ایام جاہلیت میں یہ طریقہ تھا کہ کسی کے ہاں جب جانور کے پہلا بچہ پیدا ہوتا تھا تو وہ اسے بتوں کے نام پر ذبح کرتا تھا۔ ابتداء اسلام میں بھی یہ طریقہ جاری رہا کہ مسلمان اس بچہ کو اللہ کے نام پر ذبح کر دیتے تھے مگر بعد میں اس طریقہ کو منسوخ قرار دے دیا گیا اور کفار کی مشابہت کے پیش نظر مسلمانوں کو اس سے منع کر دیا گیا۔ عتیرہ کسے فرماتے ہیں؟: نیز ایام جاہلیت میں ایک رسم یہ بھی تھی کہ لوگ ماہ رجب کے پہلے عشرہ میں اپنے معبود کا تقرب حاصل کرنے کے ایک بکری ذبح کرتے تھے اسی کو عتیرہ کہا جاتا ہے۔ چنانچہ ابتداء اسلام میں مسلمان بھی ایسا کرتے تھے مگر کافر تو اپنے بتوں کے نام پر ذبح کرتے تھے اور مسلمان اسے تقرب الی اللہ کا ذریعہ سمجھ کر اللہ کے نام پر ذبح کرتے تھے پھر بعد میں اسے بھی منسوخ قرار دے کر مسلمانوں کو اس سے منع کر دیا گیا۔ بعض حضرات فرماتے ہیں کہ یہ ممانعت اسی لئے تھی کہ وہ اسے اپنے بتوں کے نام پر ذبح کرتے تھے، اگر اللہ تعالیٰ کے نام پر ذبح کیا جائے تو کوئی

4233-اخرجه البخاري في العقيقة، باب العتيرة (الحديث 5474) . واخرجه مسلم في الاضاحي، باب الفرع و العتيرة (الحديث 38) . واخرجه ابو داؤد في الاضاحي، باب في العتيرة (الحديث 2831) . واخرجه النسائي في الفرع و العتيرة، (الحديث 4234) . و اخرجه ابن ماجه في الذبائح، باب الفرع و العتيرة (الحديث 3168) . تحفة الاشراف (13127) .

مضا ئقہ نہیں لیکن صحیح مسئلہ یہ ہے کہ بت پرستوں کی مشابہت سے بچنے کے لئے یہ ممانعت عام ہے۔

4234 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبَا اِسْحَاقَ عَنْ مَعْمَرٍ وَّسُفْيَانَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ اَحَدُهُمَا نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْفَرَعِ وَالْعَتِيْرَةِ . وَقَالَ الْاٰخَرُ "لَا فَرَعَ وَلَا عَتِيْرَةَ" .

★★ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: (یہاں ایک راوی نے یہ لفظ نقل کیے ہیں:)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرع اور عتیرہ (کے بارے میں اعتقاد رکھنے) سے منع کیا ہے۔

جبکہ دوسرے راوی نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں: فرع اور عتیرہ (کی کوئی حقیقت) نہیں ہے۔

4235 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاذٌ - وَهُوَ ابْنُ مُعَاذٍ - قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ رَمْلَةَ قَالَ اَنْبَاَنَا مِخْنَفُ بْنُ سُلَيْمٍ قَالَ بَيْنَا نَحْنُ وُقُوفٌ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَفَةَ فَقَالَ "يٰاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ عَلٰی اَهْلِ بَيْتٍ فِیْ كُلِّ عَامٍ اَضْحَاةً وَّعَتِيْرَةً" . قَالَ مُعَاذٌ كَانَ ابْنُ عَوْنٍ يَعْتِرُ اَبْصَرَتْهُ عَيْنِیْ فِیْ رَجَبٍ .

★★ حضرت مخنف بن سلیم بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عرفہ میں وقوف کیے ہوئے تھے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے لوگو! بے شک گھر والوں پر ہر سال بڑی عید کے موقع پر قربانی کرنا اور اس کے علاوہ عتیرہ (کا جانور قربان کرنا) لازم ہے۔

اس روایت کے راوی معاذ بیان کرتے ہیں: ابن عون نامی راوی کو میں نے اپنی آنکھوں کے ساتھ رجب کے مہینے میں عتیرہ کا جانور قربان کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

4236 - اَخْبَرَنِیْ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ يَعْقُوْبَ بْنِ اِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيْدِ اَبُوْ عَلِيٍّ الْحَنَفِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ قَيْسٍ قَالَ سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ شُعَيْبِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ اَبِيْهِ) عَنْ اَبِيْهِ (وَزَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ الْفَرَعَ . قَالَ "حَقٌّ فَاِنْ تَرَكْتَهُ حَتّٰی يَكُوْنَ بَكْرًا فَتَحْمِلَ عَلَيْهِ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوْ تُعْطِيَهُ اَرْمَلَةً خَيْرٌ مِّنْ اَنْ تَذْبَحَهُ فَيَلْصَقَ لَحْمُهُ بِوَبَرِهِ فَتُكْفِءَ اِنَاءَكَ وَتُوَلِّهَ نَاقَتَكَ" . قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

4234-اخرجه البخاري في العقيقة، باب الفرع (الحديث 5473)، و باب العتيرة (الحديث 5474) . و اخرجه مسلم في الاضاحي، باب الفرع و العتيرة (الحديث 38) . واخرجه ابو داؤد في الاضاحي، باب في العتيرة (الحديث 2831) . و اخرجه النسائي في الفرع و العتيرة، (الحديث 4233) . و اخرجه الترمذي في الاضاحي، باب ما جاء في الفرع و العتيرة (الحديث 1512) واخرجه ابن ماجه في الذبائح، باب الفرع والعتيرة (الحديث 3168) . تحفة الاشراف (13127 و 13269) .

4235-اخرجه ابو داؤد في الضحايا، باب ما جاء في ايجاب الاضاحي (الحديث 2788) مطولاً . واخرجه الترمذي في الاضاحي، باب 19 . (الحديث 1518) مطولاً . واخرجه ابن ماجه في الاضاحي، باب الاضاحي واجبة هي ام لا (الحديث 3125) مطولاً . تحفة الاشراف (11244) .

4236-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (8701) .

فَالْعَتِيرَةُ قَالَ "الْعَتِيرَةُ حَقٌّ".

قَالَ اَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَبُو عَلِيٍّ الْحَنَفِيُّ هُمْ اَرْبَعَةُ اِخْوَةٍ اَحَدُهُمْ اَبُو بَكْرٍ وَبِشْرٌ وَشَرِيكٌ وَآخَرُ.

★★ عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے اُن کے والد (حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں لوگوں نے عرض کی: یارسول اللہ! فرع (کی کیا حقیقت ہے) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ حق ہے اگر تم اسے چھوڑ دو یہاں تک کہ یہ جوان ہو جائے پھر تم اللہ کی راہ میں (جہاد کے لیے کسی مجاہد کو) وہ سواری کے لیے دے دو تم اُسے کسی بیوہ کو دے دو تو یہ تمہارے لیے اُسے اس وقت ذبح کرنے سے زیادہ بہتر ہے اس کا گوشت اس کے بالوں کے ساتھ چمٹا ہوا ہو اور پھر تم اپنے برتن کو اُلٹا دو اپنی اونٹنی کو پریشان کر دو۔

لوگوں نے عرض کی: یارسول اللہ! عتیرہ (کا کیا حکم ہے؟) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عتیرہ حق ہے۔

امام نسائی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: ابوعلی حنفی نامی (راوی) چار بھائی ہیں: ابوبکر بشر شریک اور ایک اور ہے۔

4237 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ - يَعْنِي ابْنَ الْمُبَارَكِ - عَنْ يَحْيٰى - وَهُوَ ابْنُ زُرَارَةَ بْنِ كُرَيْمِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ عَمْرٍو الْبَاهِلِيُّ - قَالَ سَمِعْتُ اَبِي يَذْكُرُ اَنَّهُ سَمِعَ جَدَّهُ الْحَارِثَ بْنَ عَمْرٍو يُحَدِّثُ اَنَّهُ لَقِيَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ وَهُوَ عَلٰى نَاقَتِهِ الْعَضْبَاءِ فَاَتَيْتُهُ مِنْ اَحَدِ شِقَّيْهِ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ بِاَبِي اَنْتَ وَاُمِّي اسْتَغْفِرْ لِي. فَقَالَ "غَفَرَ اللّٰهُ لَكُمْ". ثُمَّ اَتَيْتُهُ مِنَ الشِّقِّ الْاٰخَرِ اَرْجُو اَنْ يَخُصَّنِي دُونَهُمْ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اسْتَغْفِرْ لِي. فَقَالَ بِيَدِهِ "غَفَرَ اللّٰهُ لَكُمْ". فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ النَّاسِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ الْعَتَائِرُ وَالْفَرَائِعُ. قَالَ "مَنْ شَاءَ عَتَرَ وَمَنْ شَاءَ لَمْ يَعْتِرْ وَمَنْ شَاءَ فَرَّعَ وَمَنْ شَاءَ لَمْ يُفَرِّعْ فِي الْغَنَمِ اُضْحِيَتُهَا". وَقَبَضَ اَصَابِعَهُ اِلَّا وَاحِدَةً.

★★ یحییٰ بن زرارہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: انہوں نے اپنے دادا حضرت حارث بن عمرو رضی اللہ عنہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: حجۃ الوداع کے موقع پر ان کی ملاقات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوئی' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اُس وقت اپنی اونٹنی عضباء پر سوار تھے۔

راوی کہتے ہیں: میں اس کے ایک پہلو کی طرف سے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا' میں نے عرض کی: یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں! آپ میرے لیے دعائے مغفرت کیجئے! تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی:

"اللہ تعالیٰ تم سب لوگوں کی مغفرت کرے"

میں دوسری طرف سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا' میری یہ خواہش تھی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بطور خاص صرف میرے لیے دعا کریں۔ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ میرے لیے دعائے مغفرت کیجئے! تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک کے ذریعے اشارے (کے ساتھ) دعا کی: اللہ تعالیٰ تم لوگوں کی مغفرت کرے! تو حاضرین میں سے ایک صاحب بولے: یارسول اللہ!

4237- انفرد به النسائي، سياتي، الفرع و العتيرة (الحديث 4238) . والحديث عند: ابي داؤد في المناسك، باب في المواقيت (الحديث 1742) و النسائي في عمل اليوم و الليلة، ما يقول اذا اذنب ذنبا بعد ذنب (الحديث 420) تحفة الاشراف (3279) .

عتیرہ اور فرع (کے جانوروں) کا کیا حکم ہے؟ تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جو شخص چاہے وہ (جانور کو) عتیرہ کے طور پر (ذبح کرے) اور جو چاہے وہ عتیرہ (کے طور پر ذبح نہ کرے) جو شخص چاہے وہ (جانور کو) فرع کے طور پر (ذبح کرے) اور جو چاہے وہ اُسے فرع کے طور پر ذبح نہ کرے پھر (راوی یا نبی اکرم ﷺ نے) اپنی انگلیوں کو بند کیا' لیکن ایک انگلی کو بند نہیں کیا''۔

4238 - اَخْبَرَنِیْ هَارُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا عَفَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ زُرَارَةَ السَّهْمِيُّ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ عَنْ جَدِّهِ الْحَارِثِ بْنِ عَمْرٍو ح وَاَنْبَاَنَا هَارُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَ حَدَّثَنِیْ يَحْيَى بْنُ زُرَارَةَ السَّهْمِيُّ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ عَنْ جَدِّهِ الْحَارِثِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّهُ لَقِیَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَقُلْتُ بِاَبِیْ اَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاُمِّیْ اسْتَغْفِرْ لِیْ . فَقَالَ "غَفَرَ اللّٰهُ لَكُمْ" . وَهُوَ عَلٰى نَاقَتِهِ الْعَضْبَاءِ ثُمَّ اسْتَدَرْتُ مِنَ الشِّقِّ الْاٰخَرِ وَسَاقَ الْحَدِيْثَ .

★★ حضرت حارث بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حجۃ الوداع کے موقع پر ان کی نبی اکرم ﷺ سے ملاقات ہوئی تو میں نے عرض کی: یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں! آپ میرے لیے دعاء مغفرت کیجئے' تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اللہ تعالیٰ تم لوگوں کی مغفرت کرے''۔

نبی اکرم ﷺ اس وقت اپنی اونٹنی عضباء پر سوار تھے' میں گھوم کر دوسری طرف سے آیا (اس کے بعد راوی نے پوری حدیث بیان کی ہے)۔

باب تَفْسِيْرِ الْعَتِيْرَةِ .

عتیرہ کی وضاحت

4239 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عَدِیٍّ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَمِيْلٌ عَنْ اَبِی الْمَلِيْحِ عَنْ نُبَيْشَةَ قَالَ ذُكِرَ لِلنَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُنَّا نَعْتِرُ فِی الْجَاهِلِيَّةِ . قَالَ "اذْبَحُوْا لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فِیْ اَیِّ شَهْرٍ مَا كَانَ وَبَرُّوا اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ وَاَطْعِمُوْا" .

★★ حضرت نبیشہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کے سامنے اس بات کا تذکرہ کیا گیا' ایک شخص نے بتایا' ہم زمانہ جاہلیت میں عتیرہ (کے طور پر جانور کو) قربان کیا کرتے تھے' تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''تم اسے اللہ کے لیے قربان کرو اور کسی بھی مہینے میں کرلو' تم صرف اللہ کے لیے اسے قربان کرو اور اسے دوسروں کو بھی

4238-تقدم (الحديث 4237) .

4239-اخرجه ابو داؤد في الاضاحي، باب في العتيرة (الحديث 2830) مطولاً و اخرجه النسائي في الفرع والعتيرة، تفسير العتيرة (الحديث 4240) مطولاً، و تفسير الفرع (الحديث 4242 و 4243) . واخرجه ابن ماجه في الذبائح، باب الفرعة و العتيرة (الحديث 3167) مطولاً . تحفة الاشراف (11586) .

کھانے کے لیے دو"۔

4240 – اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرٌ - وَهُوَ ابْنُ الْمُفَضَّلِ - عَنْ خَالِدٍ وَرُبَّمَا قَالَ عَنْ اَبِي الْمَلِيحِ وَرُبَّمَا ذَكَرَ اَبَا قِلَابَةَ عَنْ نُبَيْشَةَ قَالَ نَادَى رَجُلٌ وَهُوَ بِمِنًى فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اِنَّا كُنَّا نَعْتِرُ عَتِيرَةً فِي الْجَاهِلِيَّةِ فِي رَجَبٍ فَمَا تَاْمُرُنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ "اذْبَحُوا فِي اَيِّ شَهْرٍ مَا كَانَ وَبَرُّوا اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ وَاَطْعِمُوا". قَالَ اِنَّا كُنَّا نُفْرِعُ فَرَعًا فَمَا تَاْمُرُنَا قَالَ "فِي كُلِّ سَائِمَةٍ فَرَعٌ تَغْذُوهُ مَاشِيَتُكَ حَتّٰى اِذَا اسْتَحْمَلَ ذَبَحْتَهُ وَتَصَدَّقْتَ بِلَحْمِهِ".

★★ حضرت نبیشہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ ایک شخص نے بلند آواز میں منیٰ میں عرض کی:

"اے اللہ کے رسول! ہم لوگ زمانۂ جاہلیت میں رجب کے مہینے میں عتیرہ کے طور پر (جانور کو قربان) کیا کرتے تھے' یارسول اللہ! آپ اس بارے میں ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"تم جس مہینے میں چاہو اُسے ذبح کرلو اور یہ اللہ کے نام پر ذبح کرو اور اسے دوسروں کو بھی کھانے کے لیے دو"۔

اس شخص نے عرض کی: ہم (کسی جانور کو) فرع کے طور پر ذبح کیا کرتے تھے آپ ﷺ اس بارے میں ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"ہر چرنے والا جانور فرع ہے' جسے تمہارے جانور غذا فراہم کرتے ہیں' یہاں تک کہ جب وہ بوجھ اُٹھانے کے قابل ہو جائے' تو تم اُسے ذبح کردو۔ اس کے گوشت کو صدقہ کردو"۔

4241 – اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ خَالِدٍ عَنْ اَبِي قِلَابَةَ عَنْ اَبِي الْمَلِيحِ وَاَحْسَبُنِي قَدْ سَمِعْتُهُ مِنْ اَبِي الْمَلِيحِ عَنْ نُبَيْشَةَ - رَجُلٌ مِنْ هُذَيْلٍ - عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اِنِّي كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ لُحُومِ الْاَضَاحِي فَوْقَ ثَلَاثٍ كَيْمَا تَسَعَكُمْ فَقَدْ جَاءَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ بِالْخَيْرِ فَكُلُوا وَتَصَدَّقُوا وَادَّخِرُوا وَاِنَّ هٰذِهِ الْاَيَّامَ اَيَّامُ اَكْلٍ وَشُرْبٍ وَذِكْرِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ". فَقَالَ رَجُلٌ اِنَّا كُنَّا نَعْتِرُ عَتِيرَةً فِي الْجَاهِلِيَّةِ فِي رَجَبٍ فَمَا تَاْمُرُنَا قَالَ "اذْبَحُوا لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فِي اَيِّ شَهْرٍ مَا كَانَ وَبَرُّوا اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ وَاَطْعِمُوا". فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اِنَّا كُنَّا نُفْرِعُ فَرَعًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَمَا تَاْمُرُنَا قَالَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "فِي كُلِّ سَائِمَةٍ مِنَ الْغَنَمِ فَرَعٌ تَغْذُوهُ غَنَمُكَ حَتّٰى اِذَا اسْتَحْمَلَ ذَبَحْتَهُ وَتَصَدَّقْتَ بِلَحْمِهِ عَلَى ابْنِ السَّبِيلِ فَاِنَّ ذٰلِكَ هُوَ خَيْرٌ".

★★ حضرت نبیشہ رضی اللہ عنہ جن کا تعلق ہذیل قبیلے سے ہے' وہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: پہلے میں نے تمہیں تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت رکھنے سے منع کیا تھا' تاکہ یہ تمہارے لیے گنجائش بن جائے' تو اللہ تعالیٰ نے بھلائی کی صورت

4240-تقدم (الحدیث 4239) .

4241-انفرد بہ النسائی، و الحدیث عند: ابی داؤد فی الاضاحی، باب فی حبس لحوم الاضاحی (الحدیث 2813) . وابن ماجہ فی الاضاحی، باب ادخار لحوم الاضاحی (الحدیث 3160) . تحفۃ الاشراف (11585) .

پیدا کر دی' تم لوگ اب اسے کھاؤ بھی اسے صدقہ بھی کرو اور ذخیرہ بھی کر کے رکھو۔ یہ دن کھانے پینے کے دن ہیں اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کے دن ہیں۔

(راوی کہتے ہیں:) ایک شخص نے عرض کی: ہم زمانہ جاہلیت میں رجب کے مہینے میں عتیرہ (کے طور پر جانور کو ذبح) کیا کرتے تھے آپ اس بارے میں ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''تم اسے کسی بھی مہینے میں اللہ کے نام پر ذبح کر دو اور اسے اللہ تعالیٰ کے لیے خالص کر دو اور اسے دوسروں کے لیے بھی کھانے کو دیدو''۔

ایک شخص نے عرض کی: یارسول اللہ! ہم زمانہ جاہلیت میں فرع (کے طور پر) جانور ذبح کیا کرتے تھے آپ ﷺ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''(ہر چرنے والی بکری فرع ہے) جسے تمہارا ریوڑ غذا فراہم کرتا ہے' یہاں تک کہ جب وہ بوجھ اُٹھانے کے قابل ہو جائے' تو تم اسے ذبح کر دو اور اس کے گوشت کو مسافروں کو صدقہ کر دو' کیونکہ یہ زیادہ بہتر ہے''۔

باب تَفْسِيرِ الْفَرَعِ .

یہ باب فرع کی وضاحت میں ہے

4242 - اَخْبَرَنَا اَبُو الْاَشْعَثِ اَحْمَدُ بْنُ الْمِقْدَامِ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ - وَهُوَ ابْنُ زُرَيْعٍ - قَالَ اَنْبَاَنَا خَالِدٌ عَنْ اَبِى الْمَلِيحِ عَنْ نُبَيْشَةَ قَالَ نَادَى النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ فَقَالَ اِنَّا كُنَّا نَعْتِرُ عَتِيرَةً يَعْنِى فِى الْجَاهِلِيَّةِ فِى رَجَبٍ فَمَا تَاْمُرُنَا قَالَ "اذْبَحُوهَا فِى اَىِّ شَهْرٍ كَانَ وَبَرُّوا اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ وَاَطْعِمُوا" .

قَالَ اِنَّا كُنَّا نُفْرِعُ فَرَعًا فِى الْجَاهِلِيَّةِ . قَالَ "فِى كُلِّ سَائِمَةٍ فَرَعٌ حَتّٰى اِذَا اسْتَحْمَلَ ذَبَحْتَهُ وَتَصَدَّقْتَ بِلَحْمِهِ فَاِنَّ ذٰلِكَ هُوَ خَيْرٌ" .

★★ حضرت نبیشہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص نے بلند آواز میں نبی اکرم ﷺ کو پکارا' اس نے عرض کی: ہم لوگ عتیرہ (کے طور پر جانور ذبح) کیا کرتے تھے' یعنی زمانہ جاہلیت میں ایسا کیا کرتے تھے اور رجب کے مہینے میں کرتے تھے' تو آپ ﷺ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

''تم اسے کسی بھی مہینے میں ذبح کرلو' اسے اللہ تعالیٰ کے لیے خالص رکھو اور اسے دوسروں کو بھی کھانے کے لیے دو''۔

اس شخص نے عرض کی: ہم زمانہ جاہلیت میں فرع کے طور پر بھی ذبح کیا کرتے تھے۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''ہر چرنے والا جانور فرع ہے' یہاں تک کہ جب وہ بوجھ اُٹھانے کے لائق ہو جائے' تو تم اسے ذبح کرلو اور اس کا گوشت صدقہ کر دو' کیونکہ یہ زیادہ بہتر ہے''۔

4243 - اَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ عَنِ ابْنِ عُلَيَّةَ عَنْ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنِى اَبُو قِلَابَةَ عَنْ اَبِى الْمَلِيحِ فَلَقِيتُ

4242-تقدم (الحديث 4239) .

اَبَا الْمَلِيحِ فَسَاَلْتُهُ فَحَدَّثَنِي عَنْ نُبَيْشَةَ الْهُذَلِيِّ قَالَ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اِنَّا كُنَّا نَعْتِرُ عَتِيرَةً فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَمَا تَأْمُرُنَا قَالَ "اذْبَحُوا لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فِي اَيِّ شَهْرٍ مَا كَانَ وَبَرُّوا اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ وَاَطْعِمُوا" .

★★ حضرت نبیشہ ہذلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص نے عرض کی: یارسول اللہ! ہم لوگ زمانۂ جاہلیت میں عتیرہ کے طور پر جانور ذبح کیا کرتے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"تم اسے کسی بھی مہینے میں اللہ کے نام پر ذبح کرو اُسے اللہ تعالیٰ کے لیے خالص کرو اور اسے دوسروں کو بھی کھانے کے لیے دو"۔

4244 – اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو عَوَانَةَ عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ عَنْ وَكِيعِ بْنِ عُدُسٍ عَنْ عَمِّهِ اَبِي رَزِينٍ لَقِيطِ بْنِ عَامِرٍ الْعُقَيْلِيِّ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اِنَّا كُنَّا نَذْبَحُ ذَبَائِحَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فِي رَجَبٍ فَنَاْكُلُ وَنُطْعِمُ مَنْ جَاءَنَا . فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا بَاْسَ بِهِ" .

قَالَ وَكِيعُ بْنُ عُدُسٍ فَلَا اَدَعُهُ .

★★ حضرت لقیط بن عامر عقیلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے عرض کی: یارسول اللہ! ہم لوگ زمانۂ جاہلیت میں رجب کے مہینے میں قربانی کیا کرتے تھے' اس کو ہم خود بھی کھاتے تھے اور جو ہمارے پاس ہوتا تھا' اُسے بھی کھلاتے تھے۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اس میں کوئی حرج نہیں ہے"۔

وکیع بن عدس نامی راوی بیان کرتے ہیں: میں اس عمل کو ترک نہیں کروں گا۔

باب جُلُوْدِ الْمَيْتَةِ .

یہ باب مردار کی کھال کے بیان میں ہے

4245 – اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَيْمُونَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلٰى شَاةٍ مَيْتَةٍ مُلْقَاةٍ فَقَالَ "لِمَنْ هٰذِهِ" . فَقَالُوا لِمَيْمُونَةَ . فَقَالَ "مَا عَلَيْهَا لَوِ انْتَفَعَتْ بِاِهَابِهَا" . قَالُوا اِنَّهَا مَيْتَةٌ . فَقَالَ "اِنَّمَا حَرَّمَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اَكْلَهَا" .

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما' سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم راستے میں پڑی ہوئی ایک مردار بکری کے پاس سے گزرے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: یہ کس کی ہے؟ لوگوں نے بتایا: یہ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کی ہے۔

4243-تقدم (الحديث 4239) .

4244-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (11178) .

4245-اخرجه مسلم في الحيض، باب طهارة جلود الميتة بالدباغ . (الحديث 100 و 103) بنحوه . و اخرجه ابو داؤد في اللباس، باب في اهب الميتة (الحديث 4120) بنحوه و اخرجه النسائي في الفرع و العتيرة، جلود الميتة (الحديث 4248) مختصراً . و اخرجه ابن ماجه في اللباس، باب لبس جلود الميتة اذا دبغت (الحديث 3610) بنحوه . تحفة الاشراف (18066) .

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اگر وہ اس کی کھال سے نفع حاصل کرتی' تو اسے کیا نقصان تھا؟'' لوگوں نے عرض کی: یہ تو مردار ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اللہ تعالیٰ نے اس کے کھانے کو حرام قرار دیا ہے''۔

4246 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَرَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَاةٍ مَيِّتَةٍ كَانَ أَعْطَاهَا مَوْلَاةً لِمَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "هَلَّا انْتَفَعْتُمْ بِجِلْدِهَا" . قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّهَا مَيِّتَةٌ . فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "إِنَّمَا حَرُمَ أَكْلُهَا" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مردار بکری کے پاس سے گزرے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زوجہ محترمہ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کی کنیز کو عطا کی تھی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: تم لوگ اس کی کھال سے نفع کیوں نہیں حاصل کرتے؟ لوگوں نے عرض کی: یارسول اللہ! یہ تو مردار ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اس کے کھانے کو حرام قرار دیا گیا ہے''۔

4247 - أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي عَنِ ابْنِ أَبِي حَبِيبٍ - يَعْنِي يَزِيدَ - عَنْ حَفْصِ بْنِ الْوَلِيدِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَهُ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ حَدَّثَهُ قَالَ أَبْصَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاةً مَيِّتَةً لِمَوْلَاةٍ لِمَيْمُونَةَ وَكَانَتْ مِنَ الصَّدَقَةِ فَقَالَ "لَوْ نَزَعُوا جِلْدَهَا فَانْتَفَعُوا بِهِ" . قَالُوا إِنَّهَا مَيِّتَةٌ . قَالَ "إِنَّمَا حَرُمَ أَكْلُهَا" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کی کنیز کی مردار بکری ملاحظہ فرمائی' جو صدقہ کی بکری تھی' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اگر لوگ اس کی کھال لیتے اور اس سے نفع حاصل کرتے (تو یہ مناسب تھا) لوگوں نے عرض کی: یہ مردار ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کے کھانے کو حرام قرار دیا گیا ہے''۔

4248 - أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ خَالِدٍ الْقَطَّانُ الرَّقِّيُّ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ مُنْذُ حِينٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَخْبَرَتْنِي مَيْمُونَةُ أَنَّ شَاةً مَاتَتْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى

4246-اخرجه البخاري في الزكاة، باب الصدقة على موالي ازواج النبي صلى الله عليه وسلم (الحديث 1492)، و في البيوع، باب جلود الميتة قبل ان تدبغ (الحديث 2221) مختصراً، و في الذبائح و الصيد، باب جلود الميتة (الحديث 5531) مختصراً . و اخرجه مسلم في الحيض، باب طهارة جلود الميتة بالدباغ (الحديث 100و 101) واخرجه ابو داؤد في اللباس، باب في اهب الميتة (الحديث 4120 و 4121) . و اخرجه النسائي في الفرع و العتيرة، جلود الميتة (الحديث 4247) . تحفة الاشراف (5835) .

4247-تقدم (الحديث 4246) .

4248-تقدم (الحديث 4245) .

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَلَّا دَفَعْتُمْ اِهَابَهَا فَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ" .

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات بیان کی ہے ایک بکری مرگئی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''تم نے اس کے چمڑے کی دباغت کر کے اسے استعمال کیوں نہیں کیا''۔

4249 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَمْرٍو عَنْ عَطَاءٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَاةٍ لِمَيْمُوْنَةَ مَيِّتَةٍ فَقَالَ "اَلَّا اَخَذْتُمْ اِهَابَهَا فَدَبَغْتُمْ فَانْتَفَعْتُمْ" .

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کی ایک مردار بکری کے پاس سے گزرے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''تم نے اس کی کھال حاصل کر کے اس کی دباغت کر کے نفع کیوں نہیں حاصل کیا''۔

4250 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ عَنْ جَرِيْرٍ عَنْ مُغِيْرَةَ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى شَاةٍ مَيِّتَةٍ فَقَالَ "اَلَّا انْتَفَعْتُمْ بِاِهَابِهَا" .

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مردار بکری کے پاس سے گزرے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''تم نے اس کی کھال سے نفع کیوں نہیں حاصل کیا''۔

4251 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ اَبِيْ رِزْمَةَ قَالَ اَنْبَاَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوْسٰى عَنْ اِسْمَاعِيْلَ بْنِ اَبِيْ خَالِدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ سَوْدَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ مَاتَتْ شَاةٌ لَنَا فَدَبَغْنَا مَسْكَهَا فَمَازِلْنَا نَنْبِذُ فِيْهَا حَتّٰى صَارَتْ شَنًّا .

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''ہماری ایک بکری مرگئی' تو ہم نے (اس کی کھال کی) دباغت کر کے اُسے مشکیزہ بنالیا' ہم اس میں نبیذ تیار کرتے رہے یہاں تک کہ وہ پرانا ہوگیا''۔

4252 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنِ ابْنِ وَعْلَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ

4249-اخرجه مسلم في الحيض، باب طهارة جلود الميتة بالدباغ (الحديث 102) . بنحوه . تحفة الاشراف (5947) .

4250-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (5774) .

4251-اخرجه البخاري في الايمان و النذور، باب اذا حلف ان لايشرب نبيذًا فشرب طلاء اوسكرًا و عصيرًا لم يحنث في قول بعض الناس وليست هذه بانبذة عنده (الحديث 6686) . تحفة الاشراف (15896) .

4252-اخرجه مسلم في الحيض، باب طهارة جلود الميتة بالدباغ (الحديث 105) و (106 و 107) بنحوه مطولًا . و اخرجه ابو داؤد في اللباس، باب في اهب الميتة (الحديث 4123) . و اخرجه الترمذي في اللباس، باب ما جاء في جلود الميتة اذا دبغت (الحديث 1728) . واخرجه النسائي في الفرع و العتيرة، جلود الميتة (الحديث 4253) بنحوه مطولًا . واخرجه ابن ماجه في اللباس، باب لبس جلود الميتة اذا دبغت (الحديث 3609) . تحفة الاشراف (5822) .

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "أَيُّمَا إِهَابٍ دُبِغَ فَقَدْ طَهُرَ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''جس چمڑے کی دباغت کر لی جائے' وہ پاک ہو جاتا ہے''۔

4253 - أَخْبَرَنِي الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ بَكْرٍ - وَهُوَ ابْنُ مُضَرَ - قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا الْخَيْرِ عَنِ ابْنِ وَعْلَةَ أَنَّهُ سَأَلَ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ إِنَّا نَغْزُو هٰذَا الْمَغْرِبَ وَإِنَّهُمْ أَهْلُ وَثَنٍ وَلَهُمْ قِرَبٌ يَكُونُ فِيهَا اللَّبَنُ وَالْمَاءُ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ الدِّبَاغُ طَهُورٌ . قَالَ ابْنُ وَعْلَةَ عَنْ رَأْيِكَ أَوْ شَيْءٍ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَلْ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

☆☆ ابوالخیر بن وعلہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: انہوں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے سوال کیا' وہ بولے: ہم لوگ جن اہل مغرب کے خلاف جنگ کر رہے ہیں' یہ لوگ بت پرست ہیں' ان کے کسی مشکیزے میں دودھ ہوتا ہے' یا پانی ہوتا ہے (تو کیا ہم اُسے استعمال کر سکتے ہیں) ' تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: دباغت' (چمڑے کو) پاک کر دیتی ہے۔

ابن وعلہ کہتے ہیں: یہ آپ اپنی رائے بیان کر رہے ہیں' یا آپ نے اس بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی کوئی بات سنی ہے؟ تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

''(یہ حکم میں) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے (روایت کر رہا ہوں)''۔

4254 - أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ جَوْنِ بْنِ قَتَادَةَ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْمُحَبِّقِ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ دَعَا بِمَاءٍ مِنْ عِنْدِ امْرَأَةٍ قَالَتْ مَا عِنْدِي إِلَّا فِي قِرْبَةٍ لِي مَيْتَةٍ . قَالَ "أَلَيْسَ قَدْ دَبَغْتِهَا" . قَالَتْ بَلٰى . قَالَ "فَإِنَّ دِبَاغَهَا ذَكَاتُهَا" .

☆☆ حضرت سلمہ بن محبق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ تبوک کے موقع پر ایک خاتون کے پاس موجود پانی منگوایا' تو اس نے عرض کی: میرے پاس تو صرف اپنے مردار (جانور کے چمڑے سے بنے ہوئے مشکیزے) میں پانی موجود ہے۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''تم نے اس کی دباغت نہیں کر لی تھی؟ اس نے عرض کی: جی ہاں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کی دباغت' اسے پاک کر دیتی ہے''۔

4255 - أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مَنْصُورِ بْنِ جَعْفَرٍ النَّيْسَابُورِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ جُلُودِ الْمَيْتَةِ فَقَالَ "دِبَاغُهَا طَهُورُهَا" .

4253-تقدم (الحديث 4252) .

4254-اخرجه ابو داؤد في اللباس، باب في اهب الميتة (الحديث 4125) بنحوه . تحفة الاشراف (4560) .

4255-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (16015) .

★★ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مردار کی کھال کے بارے میں دریافت کیا گیا' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اس کی دباغت' اسے پاک کر دیتی ہے''۔

4256 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَمِّي قَالَ حَدَّثَنَا شَرِيْكٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ جُلُوْدِ الْمَيْتَةِ فَقَالَ "دِبَاغُهَا ذَكَاتُهَا" .

★★ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مردار کی کھال کے بارے میں دریافت کیا گیا' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اس کی دباغت' اسے پاک کر دیتی ہے''۔

4257 - اَخْبَرَنَا اَيُّوْبُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْوَزَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَرِيْكٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَآئِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "ذَكَاةُ الْمَيْتَةِ دِبَاغُهَا" .

★★ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتی ہیں:

''مردار (کی کھال) کی پاکیزگی' اس کی دباغت ہے''۔

4258 - اَخْبَرَنِيْ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ يَعْقُوْبَ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْرَآئِيْلُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "ذَكَاةُ الْمَيْتَةِ دِبَاغُهَا" .

★★ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''مردار (کی کھال) کی پاکیزگی' اس کی دباغت ہے''۔

مردار کی کھال دباغت سے پاک ہو جاتی ہے

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اُمّ المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا کی کسی لونڈی کو ایک بکری صدقہ میں دی گئی تھی، وہ مرگئی۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو پڑا ہوا دیکھا تو فرمایا کہ تم نے اس کی کھال کیوں نہ اتار لی؟ رنگ کر کام میں لاتے۔ تو لوگوں نے کہا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! وہ مردار تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مردار کا کھانا حرام ہے۔

(رقم الحدیث، 117 صحیح مسلم ترمذی، ابن ماجہ، ابن حبان، مسند احمد، بخاری، ابوداؤد، نسائی، بتصرف اسنادھا)

امام دار قطنی ۲۹ مختلف اسناد سے دباغت کے متعلق احادیث لائے ہیں۔

4256-انفرد به النسائي، (الحديث 4257 و 4258) . تحفة الأشراف (15966) .

4257-تقدم (الحديث 4256) .

4258-تقدم (الحديث 4256) .

حدثنا أبو بكر النيشابوری نا محمد بن عقيل بن خويلد نا حفص بن عبد الله نا إبراهيم بن طهمان عن أيوب عن نافع عن ابن عمر قال قال رسول صلى الله عليه و سلم أيما اهاب دبغ فقد طهر إسناد حسن . (سنن دار قطنی، ج ۱، ص ۴۸، دار المعرفہ بیروت)

دباغت کھال سے متعلق تین مسائل ہیں (۱) کھال کی طہارت۔ اس کا تعلق کتاب الصید سے ہے۔ (۲) اس کھال میں نماز پڑھنا یہ مسئلہ **کتاب الصلوٰۃ** سے متعلق ہے۔ (۳) اس سے وضو کرنا تا کہ قربت حاصل ہو یہ مسئلہ اس باب سے متعلق ہے۔ اور **والصلوٰۃ فیہ** کہا ہے جبکہ اس کو کپڑا بنایا جائے۔ اسی لئے "**والصلوٰۃ علیہ**" نہیں کہا۔ کہ نمازی اس پر نماز پڑھے اگر چہ دونوں کا حکم ایک ہے۔ کیونکہ کپڑے کا بیان نمازی پر زیادہ مشتمل ہے۔ اور وہ منصوص علیہ بھی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے "**و ثیابك فطهر** " اور جگہ کی طہارت اس کے ساتھ بطور دلالت ملی ہوئی ہے۔ اور آخری دونوں کا حکم اس میں بیان کیا ہے اور پہلی صورت اس لئے بیان کہ تا کہ امام مالک علیہ الرحمہ کے قول سے احتراز کیا جائے کیونکہ وہ فرماتے ہیں کہ کھال کا ظاہر پاک ہو جاتا ہے لیکن اس کا باطن پاک نہیں ہوتا لہذا کھال پر نماز پڑھنا جائز ہے لیکن اس کے اندر نماز پڑھنا جائز نہیں۔

اسی طرح استثناء میں خنزیر کو آدمی پر مقدم کیا ہے کیونکہ یہ محل نجاست ہے اور نجاست کے موقع کے اعتبار سے خنزیر نجس العین ہے لہذا وہ قابل اہانت ہے اور آدمی کو اس سے موخر ذکر کیا ہے کیونکہ وہ افضل ہے۔ (عنایہ شرح الہدایہ، ج ۱، ص ۱۲۶، بیروت)

نکرہ جب صفت عامہ کے ساتھ ہو قاعدہ فقہیہ

نکرہ جب صفت عامہ کے ساتھ مذکور ہو تو وہ عموم پر دلالت کرتا ہے۔ (ماخذ من العنایہ، ج ۱، ص ۱۲۶، بیروت)

اس قاعدہ کی وضاحت یہ ہے کہ یہاں کھال سے مراد عام ہے چاہے وہ مردار کی کھال ہو یا غیر مردار کی کھال ہو اسی طرح وہ ماکول لحم کی کھال ہو یا غیر ماکول لحم کی کھال ہو ہر صورت میں دباغت کی وجہ سے پاک ہو جائے گی۔ کیونکہ حکم دباغت بھی عام ہے۔ جو رطوبت و نجاستوں کو ختم کرنے والا ہے۔

اس حدیث میں جو صاحب ہدایہ نے فقہاء احناف کے موقف کی دلیل میں ذکر کی ہے۔ اس حدیث سے عموم مراد ہے اس سے ہر کھال مراد ہوگی سوائے خنزیر اور آدمی کی کھال کے کیونکہ ان دونوں کا استثناء کیا جائے گا۔

فقہ شافعی و مالکی کے مطابق مردار کی کھال کا حکم و فقہاء احناف کا جواب

امام مالک علیہ الرحمہ نے مذکورہ متن میں ذکر حدیث سے استدلال کیا ہے کہ مردار کی کھال سے نفع حاصل کرنے سے منع کیا گیا ہے لہذا مردار کی کھال دباغت سے پاک نہیں ہوتی۔ امام مالک کی مستدل حدیث ہے۔

اس حدیث کو اصحاب سنن اربعہ نے ذکر کیا ہے اور امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن کہا ہے اور وہ حدیث یہ ہے کہ حضرت عبد اللہ بن حکیم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال سے ایک ماہ قبل حضرت جہینہ کو لکھا تھا۔ کہ تم مردار کی کھال اور پٹھوں سے نفع حاصل نہ کرو۔ (ابن ماجہ، طبرانی، مسند احمد، ابوداؤد، ترمذی، بیہقی، ابن عدی، بتصرف اسنادھا)

علامہ ابن ہمام حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔

اس حدیث کے متن میں اضطراب ہے۔اور اس کی سند میں بھی اضطراب ہے۔کیونکہ امام احمد کے نزدیک متن ''شهر او شهرين'' ہے۔کیونکہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کو تقدم حاصل ہے کیونکہ وہ حدیث اس کی ناسخ یعنی معارض ہے۔لہذا قوت والی حدیث حکم کو شامل ہوگا۔اسی طرح امام احمد علیہ الرحمہ نے کہا ہے۔

اسی طرح سند میں اضطراب اس طرح ہے۔کہ عبدالرحمٰن نے ابن عکیم سے بیان کیا ہے۔اور امام ابوداؤد نے خالد حذاء کی سند سے روایت کیا ہے۔اور انہوں نے حکیم بن عتیبہ سے روایت کی ہے۔وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبدالرحمٰن اور لوگ عبداللہ بن عکیم کی طرف چلے پس وہ داخل ہوئے میں دروازے پر کھڑا ہوا۔جب وہ نکلے تو انہوں نے مجھے خبر دی کہ ان کو عبداللہ بن عکیم نے خبر دی ہے۔کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جہینہ کی طرف مذکورہ حدیث لکھی ہے۔

اس سند میں واضح ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن نے دروازے سے باہر نکلنے والوں سے حدیث سنی ہے اور دروازے سے نکلنے والے مجہول ہیں۔

اسی طرح اس حدیث کے متن بھی اضطراب ہے کہ ایک روایت میں ایک مہینہ ہے اور ایک میں چالیس دن ہیں۔اور ایک روایت میں تین دن مع الاختلاف کے ذکر ہے۔اختلاف بھی ان سے مذکور ہے جو عکیم کی صحبت اختیار کرنے والے ہیں لہذا اسی وجہ سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما والی حدیث جس کو امام مسلم سمیت دیگر محدثین نے ذکر کیا ہے وہی ائمہ احناف کے مسلک کی دلیل ہوئی۔(فتح القدیر، ج۱،ص،۱۶۷،دار المعرفہ بیروت)

اسی طرح مذہب احناف پر یہ حدیث بھی دلیل ہے جس کو امام دارقطنی نے ذکر کیا ہے۔

عن عائشة قالت قال النبي صلى الله عليه و سلم استمتعوا بجلود الميتة إذا هي دبغت ترابا كان او رمادا او ملحا او ما كان بعد أن تريد صلاحه .(سنن دارقطنی، ج۱،ص۴۹،دار المعرفہ بیروت)

حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مردار کی کھال سے نفع حاصل کرو جبکہ اسے مٹی یا راکھ یا نمک یا تو اس کو بہت عرصے بعد صحیح دیکھے۔

اور امام شافعی علیہ الرحمہ نے کتے کے کھال کے بارے کو خنزیر کی کھال پر قیاس کیا ہے کہ جس طرح خنزیر کی کھال دباغت سے پاک نہ ہوگی اسی طرح کتے کی کھال بھی پاک نہ ہوگی۔

امام شافعی کا یہ قیاس اس لئے درست نہیں ہے۔کیونکہ خنزیر نجس العین ہے جس کے بارے میں نص وارد ہے۔اور مبسوط میں مذکور ہے کہ امام شافعی کے نزدیک لایوکل لحم کی کھال دباغت سے پاک ہو جاتی ہے۔لہذا امام شافعی نے کتے کو خنزیر پر قیاس کیا ہے حالانکہ اگر لایوکل لحم جانوروں پر قیاس کرتے تو درست ہوتا۔

احناف نے قرآن سے بھی استدلال کیا ہے کہ اللہ تعالی کا فرمان ''فانہ رجس'' میں ھو ضمیر کا مرجع خنزیر ہے۔لہذا وہ نجس العین ہوا۔اور نجس العین ہونا صرف خنزیر کی تخصیص ہے۔

باب مَا يُدْبَغُ بِهِ جُلُوْدُ الْمَيْتَةِ .

یہ باب ہے کہ کس چیز کے ذریعے مردار کی کھال کی دباغت کی جائے؟

4259 - اَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ وَاللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ كَثِيرِ بْنِ فَرْقَدٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَالِكِ بْنِ حُذَافَةَ حَدَّثَهُ عَنِ الْعَالِيَةِ بِنْتِ سُبَيْعٍ اَنَّ مَيْمُونَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَتْهَا اَنَّهُ مَرَّ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رِجَالٌ مِّنْ قُرَيْشٍ يَجُرُّوْنَ شَاةً لَهُمْ مِثْلَ الْحِصَانِ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَوْ اَخَذْتُمْ اِهَابَهَا" . قَالُوْا اِنَّهَا مَيْتَةٌ . فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "يُطَهِّرُهَا الْمَاءُ وَالْقَرَظُ" .

نبی اکرم ﷺ کی زوجہ محترمہ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ کے پاس سے کچھ قریشی لوگ گزرے جو اپنی بکری کو کھینچ رہے تھے جو گھوڑے کی مانند (اونچی لمبی موٹی تازی) تھی۔ نبی اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا:

''اگر تم اس کی کھال حاصل کرلو (تو یہ بہتر ہوگا)''۔

انہوں نے عرض کی: یہ مردار ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''پانی اور بیری کے پتے اسے پاک کردیں گے''۔

4260 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرٌ - يَعْنِي ابْنَ الْمُفَضَّلِ - قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنِ ابْنِ اَبِي لَيْلٰى عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُكَيْمٍ قَالَ قُرِءَ عَلَيْنَا كِتَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا غُلَامٌ شَابٌّ "اَنْ لَا تَنْتَفِعُوا مِنَ الْمَيْتَةِ بِاِهَابٍ وَّلَا عَصَبٍ" .

حضرت عبداللہ بن عکیم بیان کرتے ہیں: ہمارے سامنے نبی اکرم ﷺ کا مکتوب پڑھ کر سنایا گیا' میں اس وقت نوجوان تھا (اس میں یہ تحریر تھا:)

''تم مردار کی کھال اور اس کے پٹھوں کو استعمال نہ کرو''۔

4261 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِي لَيْلٰى عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُكَيْمٍ قَالَ كَتَبَ اِلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَنْ لَا تَسْتَمْتِعُوا مِنَ الْمَيْتَةِ بِاِهَابٍ وَّلَا عَصَبٍ" .

حضرت عبداللہ بن عکیم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ہمیں خط لکھا (جس میں یہ تحریر تھا:)

4259-اخرجه ابو داؤد في اللباس، باب في اهب الميتة (الحديث 4126) مطولاً . تحفة الاشراف (18084) .

4260-اخرجه ابو داؤد في اللباس، باب من روى ان لا ينتفع باهاب الميتة (الحديث 4127 و 4128) . واخرجه الترمذي في اللباس، باب ما جاء في جلود الميتة اذا دبغت (الحديث 1729) . واخرجه النسائي في الفرع و العتيرة ما يدبغ به جلود الميتة (الحديث 4261 و 4262) . واخرجه ابن ماجه في اللباس، باب من قال لا ينتفع من الميتة باهاب ولا عصب (الحديث 3613) . تحفة الاشراف (6642) .

4261-تقدم (الحديث 4260) .

”تم لوگ مردار کی کھال یا پٹھے استعمال نہ کرو“۔

4282 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ هِلَالٍ الْوَزَّانِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُكَيْمٍ قَالَ كَتَبَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى جُهَيْنَةَ "اَنْ لَا تَنْتَفِعُوا مِنَ الْمَيْتَةِ بِاِهَابٍ وَّلَا عَصَبٍ"۔

قَالَ اَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَصَحُّ مَا فِيْ هٰذَا الْبَابِ فِيْ جُلُوْدِ الْمَيْتَةِ اِذَا دُبِغَتْ حَدِيْثُ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَيْمُوْنَةَ وَاللّٰهُ تَعَالٰى اَعْلَمُ۔

☆☆ حضرت عبداللہ بن عکیم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جہینہ قبیلے کے افراد کو خط لکھا:

”تم لوگ مردار کی کھال یا پٹھے استعمال نہ کرو“۔

امام نسائی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: اس باب میں یعنی مردار کی کھال کی دباغت کے بارے میں سب سے زیادہ مستند روایت وہ ہے جس کو زہری نے عبیداللہ بن عبداللہ کے حوالے سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ باقی اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔

بَابُ الرُّخْصَةِ فِي الْاِسْتِمْتَاعِ بِجُلُوْدِ الْمَيْتَةِ اِذَا دُبِغَتْ۔

یہ باب ہے کہ مردار کی کھال کی جب دباغت کرلی جائے تو اُسے استعمال کرنے کی اجازت

4263 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا بِشْرُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ ح وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ يَّزِيْدَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قُسَيْطٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اُمِّهٖ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ اَنْ يُّسْتَمْتَعَ بِجُلُوْدِ الْمَيْتَةِ اِذَا دُبِغَتْ۔

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ہدایت کی تھی کہ جب مردار کی کھال کی دباغت کرلی جائے تو اُسے استعمال کیا جاسکتا ہے۔

بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْاِنْتِفَاعِ بِجُلُوْدِ السِّبَاعِ۔

یہ باب ہے کہ درندوں کی کھال استعمال کرنے کی ممانعت

4264 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ يَّحْيٰى عَنِ ابْنِ اَبِيْ عَرُوْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِي الْمَلِيْحِ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ جُلُوْدِ السِّبَاعِ۔

4262-تقدم (الحديث 4260) .

4263-اخرجه ابو داود في اللباس، باب في اهب الميتة (الحديث 4124) . واخرجه ابن ماجه في اللباس، باب لبس جلود الميتة اذا دبغت (الحديث 3612) . تحفة الاشراف (17991) .

4264-اخرجه ابو داؤد في اللباس، باب في جلود النمور والسباع (الحديث 4132) . واخرجه الترمذي في اللباس، باب ماجاء في النهي عن جلود السباع (الحديث 1770) . و (الحديث 1771) مرسلا . تحفة الاشراف (131) .

☆☆ ابوملیح اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے درندوں کی کھال (استعمال کرنے) سے منع کیا ہے۔

4265 - اَخْبَرَنِىْ عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ عَنْ بَحِيرٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيكَرِبَ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحَرِيرِ وَالذَّهَبِ وَمَيَاثِرِ النُّمُوْرِ .

☆☆ حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ریشم' سونے اور چیتے کی کھال استعمال کرنے سے منع کیا ہے۔

4266 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ عَنْ بَحِيرٍ عَنْ خَالِدٍ قَالَ وَفَدَ الْمِقْدَامُ بْنُ مَعْدِيكَرِبَ عَلٰى مُعَاوِيَةَ فَقَالَ لَهُ اَنْشُدُكَ بِاللّٰهِ هَلْ تَعْلَمُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ لُبُوسِ جُلُوْدِ السِّبَاعِ وَالرُّكُوبِ عَلَيْهَا قَالَ نَعَمْ .

☆☆ خالد نامی راوی بیان کرتے ہیں: حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ' حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس وفد کی شکل میں آئے' تو انہوں نے ان سے کہا: میں آپ کو اللہ کے نام کا واسطہ دے کر دریافت کرتا ہوں' کیا آپ یہ بات جانتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے درندوں کی کھال پہننے اور اس پر بیٹھنے سے منع کیا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: جی ہاں!

باب النَّهْيِ عَنِ الْاِنْتِفَاعِ بِشُحُوْمِ الْمَيْتَةِ .

یہ باب ہے کہ مردار کی چربی استعمال کرنے کی ممانعت

4267 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِىْ حَبِيْبٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ اَبِىْ رَبَاحٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ وَهُوَ بِمَكَّةَ يَقُوْلُ "اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ وَرَسُوْلَهُ حَرَّمَ بَيْعَ الْخَمْرِ وَالْمَيْتَةِ وَالْخِنْزِيرِ وَالْاَصْنَامِ" . فَقِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ شُحُوْمَ الْمَيْتَةِ فَاِنَّهُ يُطْلٰى بِهَا السُّفُنُ وَيُدَّهَنُ بِهَا الْجُلُوْدُ وَيَسْتَصْبِحُ بِهَا النَّاسُ . فَقَالَ "لَا هُوَ حَرَامٌ" . فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ ذٰلِكَ "قَاتَلَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ لَمَّا حَرَّمَ عَلَيْهِمُ الشُّحُوْمَ جَمَّلُوْهُ ثُمَّ بَاعُوْهُ فَاَكَلُوْا ثَمَنَهُ" .

☆☆ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو فتح مکہ کے موقع پر یہ ارشاد فرماتے

4265-اخرجه ابو داؤد في اللباس، باب في جلود النمور والسباع (الحديث 4131) مطولاً . واخرجه النسائي في الفرع والعتيرة، النهي عن الانتفاع بجلود السباع (الحديث 4266) بمعناه . تحفة الاشراف (11555) .

4266-تقدم (الحديث 4265) .

4267-اخرجه البخاري في البيوع، باب بيع الميتة و الاصنام (الحديث 2236)، و في التفسير، باب (وعلى الذين هادوا حرمنا كل ذي ظفر و من البقر و الغنم حرمنا عليهم شحومهما) (الحديث 4633) مختصراً و اخرجه مسلم في المساقاة، باب تحريم بيع الخمر و الميتة والخنزير و الاصنام (الحديث 71) . و اخرجه ابو داؤد في البيوع و الاجارات، باب في ثمن الخمر والميتة (الحديث 3486 و 3487) . واخرجه الترمذي في البيوع، باب ما جاء في بيع جلود الميتة و الاصنام (الحديث 1297) . واخرجه النسائي في البيوع، بيع الخنزير (الحديث 4683) . واخرجه ابن ماجه في التجارات، باب ما لا يحل بيعه (الحديث 2167) . والحديث عند البخاري في المغازي، باب 51 . (الحديث 4296) . تحفة الاشراف (2494) .

ہوئے سنا ہے:

''بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے شراب' مردار' خنزیر اور بتوں کو فروخت کرنے کو حرام قرار دیا ہے''۔

عرض کی گئی: یارسول اللہ! مردار کی چربی کے بارے میں آپ ﷺ کی کیا رائے ہے؟ اُسے کشتیوں پر لگایا جاتا ہے' اسے چمڑے پر تیل کے طور پر لگایا جاتا ہے' اس کے ذریعے چراغ جلائے جاتے ہیں۔ تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: نہیں! وہ بھی حرام ہے۔

اس وقت نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی:

''اللہ تعالیٰ یہودیوں کو برباد کرے! جب اللہ تعالیٰ نے ان پر چربی کو حرام قرار دیا' تو انہوں نے اُسے پگھلا کر اُسے فروخت کر دیا اور اس کی قیمت استعمال کرنا شروع کر دی''۔

باب النَّهْيِ عَنِ الْاِنْتِفَاعِ بِمَا حَرَّمَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ ۔

یہ باب ہے کہ جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہو اُسے استعمال کرنے کی ممانعت

4268 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اُبْلِغَ عُمَرُ اَنَّ سَمُرَةَ بَاعَ خَمْرًا قَالَ قَاتَلَ اللّٰهُ سَمُرَةَ اَلَمْ يَعْلَمْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ''قَاتَلَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ حُرِّمَتْ عَلَيْهِمُ الشُّحُوْمُ فَجَمَلُوْهَا'' ۔ قَالَ سُفْيَانُ يَعْنِيْ اَذَابُوْهَا ۔

★★ حضرت عبداللہ بن عباس ﷠ فرماتے ہیں' حضرت عمر ﷜ کو اس بات کا پتا چلا کہ حضرت سمرہ ﷜ نے شراب فروخت کی ہے' تو حضرت عمر ﷜ بولے: اللہ تعالیٰ سمرہ کو برباد کرے! کیا اُسے اس بات کا علم نہیں ہے' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''اللہ تعالیٰ یہودیوں کو برباد کرے کہ جب ان کے لیے چربی کو حرام قرار دیا گیا تو انہوں نے اُسے پگھلا لیا''۔

سفیان بیان کرتے ہیں: یعنی اُنہوں نے اُسے پگھلا لیا۔

شرح

حضرت جابر سے روایت ہے کہ انہوں نے فتح مکہ کے سال مکہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے اور اس کے رسول نے شراب مردار خنزیر اور بتوں کی خرید و فروخت کو حرام قرار دیا ہے جب آپ سے عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ ہمیں مردار کی چربی کا حکم بھی بتایئے جو کشتیوں پر ملی جاتی ہے نیز اس سے چمڑوں کو چکنا کیا جاتا ہے اور لوگ (گھروں میں) اس سے چراغ جلاتے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ مردار کی چربی بھی حرام ہے اس لئے اس سے یہ فائدے اٹھانے جائز نہیں پھر

4268-اخرجه البخاري في البيوع، باب لا يذاب شحم الميتة ولا يباع ودكه (الحديث 2223)، و في احاديث الانبياء، باب ما ذكر عن بني اسرائيل (الحديث 3460) . واخرجه مسلم في المساقاة، باب تحريم بيع الخمر و الميتة و الخنزير و الاصنام (الحديث 72) . واخرجه النسائي في التفسير: سورة الانعام، قوله تعالى: (وعلى الذين هادوا حرمنا) (الحديث 192) واخرجه ابن ماجه في الاشربة، باب التجارة في الخمر (الحديث 3383) . تحفة الاشراف (10501) .

آپ نے اسی وقت یہ بھی فرمایا کہ اللہ تعالیٰ یہود پر لعنت فرمائے جب اللہ تعالیٰ نے مردار کی چربی کو حرام قرار دیا تو یہود (نے یہ حیلہ اختیار کیا کہ وہ) چربی کو پگھلاتے اور بیچ ڈالتے اور پھر اس کی قیمت کھا جاتے (بخاری و مسلم مشکوٰۃ المصابیح، جلد سوم رقم الحدیث، 9)

عطاء نے لکھا ہے کہ شراب وغیرہ کے مذکورہ بالا حکم میں باجا بھی داخل ہے کہ اس کی خرید و فروخت بھی جائز نہیں ہے نیز اگر کوئی شخص کسی باجے کو تلف کر دے تو اس پر ضمان یعنی مالک کو اس کی قیمت ادا کرنا واجب نہیں ہوتا۔ حضرت امام شافعی کا مسلم یہ ہے کہ مردار کی چربی کی خرید و فروخت تو جائز نہیں ہے لیکن اس چربی سے فائدہ اٹھانا یعنی اس کو کھانے اور آدمی کے جسم پر ملنے کے علاوہ اور کام میں استعمال کرنا جائز ہے خواہ کشتی پر ملے خواہ چراغ میں جلائے اور خواہ کسی اور کام میں لائے اسی طرح ان کے مسلک کے مطابق جو گھی یا زیت یا اور کوئی تیل نجاست پڑ جانے کی وجہ سے نجس ہو گیا ہو تو اس کو چراغ میں جلانے یا اس کا صابون بنانا جائز ہے جب کہ جمہور کا مسلک یہ ہے کہ جس طرح مردار کی خرید و فروخت ناجائز ہے اسی طرح اس سے کسی بھی طرح کا فائدہ اٹھانا یعنی اس کی کسی بھی چیز کو اپنے استعمال میں لانا جائز نہیں ہے کیونکہ مردار کی حرمت بطریق عموم ثابت ہے البتہ دباغت کیا ہوا چمڑا اس سے مستثنیٰ ہے کیونکہ اس کا جواز خصوصی طور پر ثابت ہے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور ان کے متبعین علماء نے نجس زیت کو بیچنے کی اجازت دی ہے البتہ ان کے نزدیک نجس تیل کو چراغ میں جلانا بالخصوص مسجد میں جلانا مکروہ ہے۔ حدیث کے آخر میں یہودیوں کی ایک خاص عیاری کی طرف اشارہ کیا گیا ہے وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے جب ان کے لئے مردار کی چربی کو حرام قرار دیا تو انہوں نے یہ حیلہ اختیار کیا کہ وہ چربی کو پگھلا کر اس کو بیچ دیتے تھے اور پھر اس کی قیمت کے طور پر حاصل ہونے والے مال کو اپنے استعمال میں لے آتے اور یہ کہتے تھے کہ اللہ نے تو چربی کھانے سے منع کیا ہے اور ہم چربی نہیں کھاتے بلکہ اس کی قیمت کے طور پر حاصل ہونے والا مال کھاتے ہیں گویا وہ جاہل چربی کو پگھلا کر یہ سمجھتے تھے کہ ہم نے چربی کی حقیقت کو بدل دیا ہے کہ پگھلنے کے بعد وہ چربی نہیں رہ گئی ہے اس لئے اس صورت میں حکم الٰہی کی خلاف ورزی نہیں ہوتی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی اس عیارانہ چال کی وجہ سے ان کو اللہ کی لعنت کا مستحق قرار دیا اس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ ایسا حیلہ اختیار کرنا کہ جس کے سبب سے حرام کا ارتکاب ہوتا ہو بالکل غلط ہے نیز یہ حدیث اس بات کی بھی دلیل ہے کہ کسی چیز کی قیمت حکم کے اعتبار سے اسی چیز کے تابع ہے کہ اگر وہ چیز حرام ہوگی تو اس کی قیمت بھی حرام ہوگی اور جو چیز حلال ہوگی اس کی قیمت بھی حلال ہوگی۔

باب الْفَأْرَةِ تَقَعُ فِي السَّمْنِ .

یہ باب ہے کہ جب کوئی چوہا گھی میں گر جائے

4269 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَيْمُونَةَ اَنَّ فَارَةً وَقَعَتْ فِي سَمْنٍ فَمَاتَتْ فَسُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "اَلْقُوهَا وَمَا حَوْلَهَا وَكُلُوهُ".

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما' سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ایک مرتبہ ایک چوہا گھی میں گر کر مر گیا۔

نبی اکرم ﷺ سے اس بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اس کو اور اس کے آس پاس والے گھی کو پھینک دو اور (باقی کو) کھالو''۔

گھی میں چوہا گر جائے تو اس کی بیع میں مذاہب اربعہ کا بیان

یہ اس گھی کا حکم ہے جو جما ہوا ہو اور جو گھی پگھلا ہوا ہو وہ تو اس صورت میں سارا نجس ہو جاتا ہے اور بالا تفاق تمام علماء کے نزدیک اس کا کھانا جائز نہیں، اس طرح اس گھی کو بیچنا بھی اکثر ائمہ کے نزدیک جائز نہیں ہے۔ البتہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ نے اس کے بیچنے کو جائز رکھا ہے۔ اس بارے میں علماء کے اختلافی اقوال ہیں کہ آیا اس گھی سے کوئی اور فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے یا نہیں؟ چنانچہ بعض حضرات کے نزدیک اس سے کوئی بھی فائدہ اٹھانا جائز نہیں ہے، جب کہ بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ اس کو چراغ میں جلانے، کشتیوں پر ملنے یا اس طرح کے کسی اور مصرف میں لا کر اس سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔

یہ قول حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کا ہے اور حضرت امام شافعی کے دو قولوں میں سے ایک قول جو زیادہ مشہور ہے، بھی یہی ہے۔ لیکن یہ جواز کراہت کے ساتھ ہے۔ حضرت امام مالک اور حضرت امام احمد سے دو روایتیں منقول ہیں۔ حضرت امام مالک سے ایک روایت یہ بھی ہے کہ اس گھی کو مسجد کے چراغ میں جلانا جائز نہیں ہے۔

4270 - اَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ النَّيْسَابُورِيُّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ مَالِكٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَيْمُونَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنْ فَارَةٍ وَقَعَتْ فِي سَمْنٍ جَامِدٍ فَقَالَ "خُذُوهَا وَمَا حَوْلَهَا فَاَلْقُوهُ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما' سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ سے چوہے کے بارے میں دریافت کیا گیا جو جمے ہوئے گھی میں گر جاتا ہے۔ تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اسے اور اس کے آس پاس کے گھی کو نکال لو اور پھینک دو''۔

4271 - اَخْبَرَنَا خُشَيْشُ بْنُ اَصْرَمَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ بُوذُوَيْهِ اَنَّ مَعْمَرًا ذَكَرَهُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَيْمُونَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ سُئِلَ عَنِ الْفَارَةِ تَقَعُ فِي السَّمْنِ فَقَالَ "اِنْ كَانَ جَامِدًا فَاَلْقُوهَا وَمَا حَوْلَهَا وَاِنْ كَانَ مَائِعًا فَلَا تَقْرَبُوهُ" .

4269-اخرجه البخاري في الوضوء، باب ما يقع من النجاسات في السمن و الماء (الحديث 235 و 236)، وفي الذبائح و الصيد، باب اذا وقعت الفارة في السمن الجامد او الذائب (الحديث 5538 و 5539 و 5540) . واخرجه ابو داؤد في الاطعمة، باب في الفارة تقع في السمن (الحديث 3841 و 3842 و 3843) . واخرجه الترمذي في الاطعمة، باب ما جاء في الفارة تموت في السمن (الحديث 1798) . و اخرجه النسائي في الفرع و العتيرة، باب الفارة تقع في السمن (الحديث 4270 و 4271) . تحفة الاشراف (18065) .

4270-تقدم (الحديث 4269) .

4271-تقدم (الحديث 4269) .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما' سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسے چوہے کے بارے میں دریافت کیا گیا جو گھی میں گر جاتا ہے' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر وہ جما ہوا ہو' تو اس چوہے کو اور اس کے ارد گرد کے گھی کو پھینک دو اور اگر وہ مائع ہو' تو اس کے قریب نہ جاؤ (یعنی اُسے استعمال نہ کرو)۔

4272 - اَخْبَرَنَا سَلَمَةُ بْنُ اَحْمَدَ بْنِ سُلَيْمِ بْنِ عُثْمَانَ الْفَوْزِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا جَدِّي الْخَطَّابُ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حِمْيَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا ثَابِتُ بْنُ عَجْلَانَ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ جُبَيْرٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِعَنْزٍ مَيِّتَةٍ فَقَالَ "مَا كَانَ عَلٰى اَهْلِ هٰذِهِ الشَّاةِ لَوِ انْتَفَعُوْا بِاِهَابِهَا" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بکری کے ایک مردہ بچے کے پاس سے گزرے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اس بکری کے مالکان کو کوئی نقصان نہیں ہوتا تھا' اگر وہ اس کے چمڑے کو استعمال کر لیتے"۔

باب الذُّبَابِ يَقَعُ فِي الْاِنَاءِ .

یہ باب ہے کہ جب کوئی مکھی برتن میں گر جائے

4273 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ ذِئْبٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اِذَا وَقَعَ الذُّبَابُ فِيْ اِنَاءِ اَحَدِكُمْ فَلْيَمْقُلْهُ" .

☆☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: "جب کوئی مکھی کسی کے برتن میں گر جائے' تو وہ اُسے ڈبو کر (پھر اُسے باہر نکال کر پھینکے)"۔

4272-اخرجه البخاري في الذبائح و الصيد، باب جلود الميتة (الحديث 5532) . تحفة الاشراف (5446) .

4273-اخرجه ابن ماجه في الطب، باب يقع الذباب في الاناء (الحديث 3504) مطولاً . تحفة الاشراف (4426) .

کِتَابُ الصَّیْدِ وَالذَّبَائِحِ

یہ کتاب اور ذبائح کے بیان میں ہے

ذبح کا لغوی وفقہی مفہوم

یہ ذبح اور ذکاۃ اسلام کے اصطلاحی لفظ ہیں۔ان سے مراد حلق کا اتنا حصہ کاٹ دینا ہے جس سے جسم کا خون اچھی طرح خارج ہو جائے۔ جھٹکا کرنے یا گلا گھونٹنے یا کسی اور تدبیر سے جانور کو ہلاک کرنے کا نقصان یہ ہوتا ہے کہ خون کا بیشتر حصہ جسم کے اندر ہی رُک کر رہ جاتا ہے اور وہ جگہ جگہ جم کر گوشت کے ساتھ چمٹ جاتا ہے۔ برعکس اس کے ذبح کرنے کی صورت میں دماغ کے ساتھ جسم کا تعلق دیر تک باقی رہتا ہے جس کی وجہ سے رگ رگ کا خون کھنچ کر باہر آ جاتا ہے اور اس طرح پورے جسم کا گوشت خون سے صاف ہو جاتا ہے۔خون کے متعلق ابھی اُوپر ہی یہ بات گزر چکی ہے کہ وہ حرام ہے، لہٰذا گوشت کے پاک اور حلال ہونے کے لیے ضروری ہے کہ خون اس سے جدا ہو جائے۔

ذبح کرنے کا طریقہ

اور ذبح کا شرعی طریقہ یہ ہے کہ بسم اللہ پڑھ کر تیز دھار آلے سے اس کا گلا اس طرح کاٹا جائے کہ رگیں کٹ جائیں۔ ذبح کے علاوہ نحر بھی مشروع ہے۔جس کا طریقہ یہ ہے کہ کھڑے جانور کے لبے پر چھری ماری جائے (اونٹ کو نحر کیا جاتا ہے) جس سے نرخرہ اور خون کی خاص رگیں کٹ جاتی ہے اور سارا خون بہہ جاتا ہے۔

جانور ذبح کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے جانور کو پانی پلا کر بائیں پہلو پر لٹائیں (اس طرح کہ سر جنوب اور منہ قبلہ کی طرف رہے) یا اسی ترتیب سے ہاتھ میں پکڑیں پھر دائیں ہاتھ میں تیز چھری لے کر بِسْمِ اللّٰهِ وَ اَللّٰهُ اَكْبَرْ کہہ کر قوت و تیزی کے ساتھ گلے پر گھانٹی سے نیچے چھری چلائیں اس انداز پر کہ چاروں رگیں کٹ جائیں لیکن سر جدا نہ ہو۔ (کانٹا ختم ہوتے ہی جانور چھوڑ دیں)۔

ذبح کی اقسام کا بیان

ذبح کی دو اقسام ہیں ۱- ذبح اختیاری ۲- ذبح اضطراری

ذبح اختیاری کی تعریف

وہ جگہ جو دو جبڑوں اور سینہ کی بلائی حصہ کی درمیانی جگہ مذبح ہے۔جیسا کہ حدیث میں بھی وارد ہے اور وہاں پر ذبح کرنے کو

ذبح اختیاری کہتے ہیں۔

ذبح اضطراری کی تعریف

اور جب جانور کو مذبح کی جگہ پر ذبح کرنا مشکل ہو تو پھر جانور کی کسی جگہ کو بھی زخمی کر دینا ذبح کے قائم مقام ہو جائے گا اسے ذبح اضطراری کہتے ہیں۔ جس طرح شکاری جانوروں کا حال ہوتا ہے کہ تیر وغیرہ جہاں بھی لگ جائے وہ شکار درست ہوتا ہے

(المبسوط، ج ۱۱، ص ۲۲۱، مطبوعہ بیروت)

ذبح کے لیے تذکیہ کی شرط کا بیان

دوسری قید قرآن مجید یہ بیان کرتا ہے کہ صرف وہی جانور حلال ہیں جس کا تذکیہ کیا گیا ہو۔ سورہ مائدہ میں ارشاد ہوتا ہے حرام کیا گیا تم پر مرا ہوا جانور اور گلا گھونٹا ہوا اور چوٹ کھایا ہوا اور گرا ہوا اور ٹکر کھایا ہوا اور جس کو درندے نے پھاڑا ہو، بجز اس کے جس کا تم نے تزکیہ کیا ہو۔

اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ جس جانور کی موت تذکیہ سے واقع ہوئی ہو صرف وہی حرمت کے حکم سے مستثنیٰ ہے، باقی تمام وہ صورتیں جن میں تذکیہ کے بغیر موت واقع ہو جائے، حرمت کا حکم ان سب پر جاری ہوگا۔ تزکیہ کے مفہوم کی کوئی تشریح قرآن میں نہیں کی گئی ہے اور نہ لغت اس کی صورت متعین کرنے میں زیادہ مدد کرتی ہے۔ اس لیے لامحالہ اس کے معنی متعین کرنے کے لیے ہم کو سنت کی طرف رجوع کرنا ہوگا۔ سنت میں اس کی دو شکلیں بیان کی گئی ہیں۔

ایک شکل یہ ہے کہ جانور ہمارے قابو میں نہیں ہے، مثلاً جنگلی جانور ہے جو بھاگ رہا ہے یا اُڑ رہا ہے یا وہ ہمارے قابو میں تو ہے مگر کسی وجہ سے ہم اس کو باقاعدہ ذبح کرنے کا موقع نہیں پاتے۔ اس صورت میں جانور کا تزکیہ یہ ہے کہ ہم کسی تیز چیز سے اس کے جسم کو اس طرح زخمی کر دیں کہ خون بہہ جائے اور جانور کی موت ہمارے پیدا کردہ زخم کی وجہ سے خون بہنے کی بدولت واقع ہو۔ حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس صورت کا حکم ان الفاظ میں بیان فرماتے ہیں جس چیز سے چاہو خون بہادو (ابوداود۔نسائی)

دوسری شکل یہ ہے کہ جانور ہمارے قابو میں ہے اور ہم اس کو اپنی مرضی کے مطابق ذبح کر سکتے ہیں۔ اس صورت میں باقاعدہ تذکیہ کرنا ضروری ہے اور اس کا طریقہ سنت میں یہ بتایا گیا ہے کہ اونٹ اور اس کے مانند جانور کو نحر کیا جائے اور گائے بکری یا اس کے مانند جانوروں کو ذبح۔ نحر سے مراد یہ ہے کہ جانور کے حلقوم میں نیزے جیسی تیز چیز زور سے چبھوئی جائے تا کہ اس سے خون کا فوارہ چھوٹے اور خون بہہ کر جانور بالآخر بے دم ہو کر گر جائے۔ اونٹ ذبح کرنے کا یہ طریقہ عرب میں معروف تھا، قرآن میں بھی اس کا ذکر کیا گیا ہے (فصل لربک وانحر) اور سنت نبوی سے معلوم ہوتا ہے۔

کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسی طریقہ سے اونٹ ذبح کیا کرتے تھے۔ رہا ذبح تو اس کے متعلق احادیث میں حسب ذیل احکام وارد ہوئے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کے موقع پر بدیل بن ورقا خزاعی کو ایک

خاکستری رنگ کے اونٹ پر بھیجا تا کہ منیٰ کے پہاڑی راستوں پر یہ اعلان کردیں کہ ذبح کی جگہ حلق اور لبلبہ کے درمیان ہے (یعنی گردن کے اوپر سے نہیں کہ پہلے نخاع کٹ جائے بلکہ اندرونی حصہ سے جہاں نرخرہ واقعہ ہے۔ مصنف) اور ذبیحہ کی جان جلدی سے نہ نکال دو۔ (دارقطنی)

گردن کی رگوں کو کاٹنے میں مذاہب اربعہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے سختی سے منع فرمایا کہ ذبح کرتے ہوئے آدمی نُخاع تک کاٹ ڈالے۔ (طبرانی)

اسی مضمون کی روایت امام محمد نے سعید بن المسیب سے بھی روایت کی ہے جس کے الفاظ ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع کیا کہ بکری کو ذبح کرتے وقت نخاع تک کاٹ ڈالا جائے۔ ان احادیث کی بناء پر، اور عہد نبوی وعہد صحابہ کے معمول بہ عمل کی شہادتوں پر حنفیہ، شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک ذبح کے لیے حلقوم اور مری (غذا کی نالی) کو اور مالکیہ کے نزدیک حلقوم اور ودجین (گردن کی رگوں) کو کاٹنا چاہیے (الفقہ علی المذاہب اربعہ۔ جلد اول ص ۴۲۵)

اضطراری اور اختیاری ذکات کی یہ تینوں صورتیں جو قرآن کے حکم کی تشریح کرتے ہوئے سنت میں بتائی گئے ہیں اس امر میں مشترک ہیں کہ ان میں جانور کی موت یکلخت واقع نہیں ہوتی بلکہ اس کے دماغ اور جسم کا تعلق آخری سانس تک باقی رہتا ہے، تڑپنے اور پھڑ پھڑانے سے اس کے جسم کے ہر حصہ کا خون کھنچ کر باہر آجاتا ہے اور صرف سیلان خون ہی اس کی موت کا سبب ہوتا ہے۔ اب چونکہ قرآن نے اپنے حکم کی خود کوئی تشریح نہیں کی ہے اور صاحب قرآن سے اس کی یہی تشریح ثابت ہے، اس لیے ماننا پڑے گا کہ الا ماذکیتم سے یہی ذکات مراد ہے اور جس جانور کو یہ شرط ذکات پوری کیے بغیر ہلاک کیا ہو وہ حلال نہیں ہے۔

کتاب ذبائع کے شرعی مأخذ کا بیان

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوْذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيْحَةُ وَمَآ اَكَلَ السَّبُعُ اِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَاَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ ذٰلِكُمْ فِسْقٌ اَلْيَوْمَ يَئِسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ دِيْنِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا فَمَنِ اضْطُرَّ فِيْ مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِّاِثْمٍ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (المائدہ،۳)

تم پر حرام ہے مُردار اور خون اور سور کا گوشت اور جس کے ذبح میں غیر خدا کا نام پکارا گیا اور وہ جو گلہ گھونٹنے سے مرے اور بے دھار کی چیز سے مارا ہوا اور جو گر کر مرا اور جسے کسی جانور نے سینگ مارا اور جسے کوئی درندہ کھا گیا مگر جنہیں تم ذبح کرلو اور جو کسی تھان پر ذبح کیا گیا اور پانسے ڈال کر بانٹا کرنا یہ گناہ کا کام ہے۔

آج تمہارے دین کی طرف سے کافروں کی آس ٹوٹ گئی۔ تو اُن سے نہ ڈرو اور مجھ سے ڈرو آج میں نے تمہارے لئے تمہارا

دین کامل کر دیا۔ اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی۔ اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کیا۔ تو جو بھوک پیاس کی شدت میں ناچار ہو یوں کہ گناہ کی طرف نہ جھکے۔ تو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ (کنزالایمان)

صدرالافاضل مولانا نعیم الدین مرادآبادی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ آیت "اِلَّا مَا یُتْلٰی عَلَیْکُمْ" میں جو استثناء ذکر فرمایا گیا تھا یہاں اس کا بیان ہے اور گیارہ چیزوں کی حرمت کا ذکر کیا گیا ہے، ایک مُردار یعنی جس جانور کے لئے شریعت میں ذبح کا حکم ہو اور وہ بے ذبح مر جائے، دوسرے بہنے والا خون، تیسرے سور کا گوشت اور اس کے تمام اجزاء، چوتھے وہ جانور جس کے ذبح کے وقت غیرِ خدا کا نام لیا گیا ہو جیسا کہ زمانہ جاہلیت کے لوگ بُتوں کے نام پر ذبح کرتے تھے اور جس جانور کو ذبح تو صرف اللہ کے نام پر کیا گیا ہو مگر دوسرے اوقات میں وہ غیرِ خدا کی طرف منسوب رہا ہو وہ حرام نہیں جیسے کہ عبداللہ کی گائے، عقیقے کا بکرا، ولیمہ کا جانور یا وہ جانور جن سے اولیاء کی ارواح کو ثواب پہنچانا منظور ہو، ان کو غیرِ وقتِ ذبح میں اولیاء کے ناموں کے ساتھ نامزد کیا جائے مگر ذبح ان کا فقط اللہ کے نام پر ہو اس وقت کسی دوسرے کا نام نہ لیا جائے، وہ حلال وطیّب ہیں۔ اس آیت میں صرف اسی کو حرام فرمایا گیا ہے جس کو ذبح کرتے وقت غیرِ خدا کا نام لیا گیا ہو، وہابی جو ذبح کی قید نہیں لگاتے وہ آیت کے معنی میں غلطی کرتے ہیں اور ان کا قول تمام تفاسیرِ معتبرہ کے خلاف ہے اور خود آیت ان کے معنی کو بننے نہیں دیتی کیونکہ "مَآ اُهِلَّ بِهٖ" کو اگر وقتِ ذبح کے ساتھ مقید نہ کریں تو "اِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ" کا استثناء اس کو لاحق ہوگا اور وہ جانور جو غیرِ وقتِ ذبح میں غیرِ خدا کے نام سے موسوم رہا ہو وہ "اِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ" سے حلال ہوگا، غرض وہابی کو آیت سے سند لانے کی کوئی سبیل نہیں، پانچواں گلا گھونٹ کر مارا ہوا جانور، چھٹے وہ جانور جو لاٹھی، پتھر، ڈھیلے، گولی، چھرے یعنی بغیر دھار دار چیز سے مارا گیا ہو، ساتویں جو گر کر مرا ہو خواہ پہاڑ سے یا کنوئیں وغیرہ میں،

آٹھویں وہ جانور جسے دوسرے جانور نے سینگ مارا ہو اور وہ اس کے صدمے سے مر گیا ہو، نویں وہ جسے کسی درندے نے تھوڑا سا کھایا ہو اور وہ اس کے زخم کی تکلیف سے مر گیا ہو لیکن اگر یہ جانور مر نہ گئے ہوں اور بعد ایسے واقعات کے زندہ بچ رہے ہوں پھر تم انہیں باقاعدہ ذبح کر لو تو وہ حلال ہیں، دسویں وہ جو کسی تھان پر عبادۃً ذبح کیا گیا ہو جیسے کہ اہلِ جاہلیت نے کعبہ شریف کے گرد تین سو ساٹھ پتھر نصب کئے تھے جن کی وہ عبادت کرتے اور ان کے لئے ذبح کرتے تھے اور اس ذبح سے ان کی تعظیم و تقرّب کی نیت کرتے تھے، گیارھویں حصہ اور حکم معلوم کرنے کے لئے پانسہ ڈالنا، زمانہ جاہلیت کے لوگوں کو جب سفر یا جنگ یا تجارت یا نکاح وغیرہ کام درپیش ہوتے تو وہ تین تیروں سے پانسے ڈالتے اور جو نکلتا اس کے مطابق عمل کرتے اور اس کو حکمِ الٰہی جانتے، ان سب کی ممانعت فرمائی گئی۔

یہ آیت حجۃ الوداع میں عرفہ کے روز جو جمعہ کو تھا بعدِ عصر نازل ہوئی، معنی یہ ہیں کہ کفار تمہارے دین پر غالب آنے سے مایوس ہو گئے۔

اور امورِ تکلیفیہ میں حرام و حلال کے جو احکام ہیں وہ اور قیاس کے قانون سب مکمل کر دیئے، اسی لئے اس آیت کے نزول کے بعد بیانِ حلال و حرام کی کوئی آیت نازل نہ ہوئی اگرچہ "وَاتَّقُوْا یَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِیْهِ اِلَی اللّٰهِ" نازل ہوئی مگر وہ آیت

موعظت و نصیحت ہے۔ بعض مفسرین کا قول ہے کہ دین کامل کرنے کے معنی اسلام کو غالب کرنا ہے جس کا یہ اثر ہے کہ حجۃ الوداع میں جب یہ آیت نازل ہوئی کوئی مشرک مسلمانوں کے ساتھ حج میں شریک نہ ہو سکا۔ ایک قول یہ ہے کہ معنی یہ ہیں کہ میں نے تمہیں دشمن سے امن دی۔ ایک قول یہ ہے کہ دین کا اکمال یہ ہے کہ وہ پچھلی شریعتوں کی طرح منسوخ نہ ہوگا اور قیامت تک باقی رہے گا۔

شانِ نزول: بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک یہودی آیا اور اس نے کہا کہ اے امیر المؤمنین آپ کی کتاب میں ایک آیت ہے اگر وہ ہم یہودیوں پر نازل ہوئی ہوتی تو ہم روزِ نزول کو عید مناتے فرمایا کون سی آیت؟ اس نے یہی آیت "اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ" پڑھی آپ نے فرمایا میں اس دن کو جانتا ہوں جس میں یہ نازل ہوئی تھی اور اس کے مقامِ نزول کو بھی پہچانتا ہوں وہ مقام عرفات کا تھا اور دن جمعہ کا، آپ کی مراد اس سے یہ تھی کہ ہمارے لئے وہ دن عید ہے۔ ترمذی شریف میں حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے آپ سے بھی ایک یہودی نے ایسا ہی کہا آپ نے فرمایا کہ جس روز یہ نازل ہوئی اس دن دو عیدیں تھیں جمعہ و عرفہ۔

مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ کسی دینی کامیابی کے دن کو خوشی کا دن منانا جائز اور صحابہ سے ثابت ہے ورنہ حضرت عمر و ابنِ عباس رضی اللہ عنہم صاف فرما دیتے کہ جس دن کوئی خوشی کا واقعہ ہو اس کی یادگار قائم کرنا اور اس روز کو عید منانا ہم بدعت جانتے ہیں، اس سے ثابت ہوا کہ عیدِ میلاد منانا جائز ہے کیونکہ وہ اعظم نِعَمِ الٰہیہ کی یادگار و شکرگزاری ہے۔

مکہ مکرمہ فتح فرما کر۔ کہ اس کے سوا کوئی اور دین قبول نہیں۔

معنی یہ ہیں کہ اوپر حرام چیزوں کا بیان کر دیا گیا ہے لیکن جب کھانے پینے کو کوئی حلال چیز میسر ہی نہ آئے اور بھوک پیاس کی شدت سے جان پر بن جائے اس وقت جان بچانے کے لئے قدرِ ضرورت کھانے پینے کی اجازت ہے اس طرح کہ گناہ کی طرف مائل نہ ہو یعنی ضرورت سے زیادہ نہ کھائے اور ضرورت اسی قدر کھانے سے رفع ہو جاتی ہے جس سے خطرہ جان جاتا رہے۔

(خزائن العرفان، مائدہ، ۳)

مردار کا معنی اور اس کے شرعی احکام کا بیان

جو جانور طبعی موت مر جائے نہ اس کو ذبح کیا گیا ہو نہ شکار کیا گیا ہو اس کو میتہ (مردار) کہتے ہیں اور اصطلاح شرع میں جو جانور بغیر ذبح کے مر جائے اس کو میتہ کہتے ہیں۔ اس کو شریعت میں حرام کر دیا گیا ہے کیونکہ رگوں میں خون کے رک جانے یا کسی بیماری کی وجہ سے جسم میں زہریلے مادے پیدا ہو جاتے ہیں جو انسانی صحت کے لیے نقصان دہ ہوتے ہیں اور اگر اس جانور کو ذبح کر لیا جائے تو اس کے جسم سے سارا خون بہہ جاتا ہے اور خون کے ساتھ زہریلے اور نقصان دہ اجزاء جسم سے نکل جاتے ہیں۔ علاوہ ازیں طبائع سلیمہ مردار جانور کا گوشت کھانے سے متنفر ہوتی ہیں سو مردار جانور صحت کے اعتبار سے بھی مضر ہے اور دین کے اعتبار سے بھی کیونکہ اللہ کے نام سے اس کی جان نہیں نکلی۔ لہٰذا مردار جانور کو کھانا بالاتفاق حرام ہے۔ البتہ! فقہاء احناف کے نزدیک اس کے بال اور اس کی ہڈیاں پاک ہیں اور اس کا استعمال کرنا جائز ہے۔ (بدائع الصنائع ج ۱ ص ۶۳ مطبوعہ کراچی)

علامہ ابن قدامہ نے لکھا ہے کہ امام احمد امام مالک اور امام شافعی کے نزدیک مردار کی ہڈی نجس ہے۔ (المغنی ج ۱ ص ۵۶) اور امام

شافعی کے نزدیک مردار کے پر اور بال بھی نجس ہیں کیونکہ حیوان کی نشوونما سے وہ بڑھتے ہیں اور باقی اعضاء کی طرح اس کی موت سے نجس ہو جاتے ہیں اور امام مالک اور امام احمد کے نزدیک مردار کے پر اور بال پاک ہیں۔ کیونکہ امام دارقطنی نے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مردار کی مشک میں کوئی حرج نہیں ہے جب اسے رنگ لیا جائے اور اس کے اون اور بالوں میں کوئی حرج نہیں ہے جب انہیں دھولیا جائے۔ نیز اس پر موت طاری نہیں ہوتی اس لیے جانور کی موت سے یہ نجس نہیں ہوں گے جیسے انڈا نجس نہیں ہوتا۔ (المغنی ج ۱ص ۶۰ مختصرا مطبوعہ بیروت)

مردار جانور حرام ہے لیکن اس کے عموم سے بالاتفاق مچھلی اور ٹڈی مستثنیٰ ہیں۔ امام ابن ماجہ متوفی ۲۷۳ ھ روایت کرتے ہیں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمارے لیے دو مردار حلال کیے گئے ہیں۔ مچھلی اور ٹڈی۔ (سنن ابن ماجہ ج ۳ رقم الحدیث: ۳۲۱۸ مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت)

ائمہ ثلاثہ کے نزدیک تمام قسم کے سمندری جانور بغیر ذبح کے حلال ہیں ان کی دلیل یہ حدیث ہے۔

امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ ھ روایت کرتے ہیں: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا یا رسول اللہ! ہم سمندر میں سفر کرتے ہیں اور ہمارے پاس بہت تھوڑا پانی ہوتا ہے۔ اگر ہم اس سے وضو کرلیں تو پیاسے رہ جائیں گے تو کیا ہم سمندر کے پانی سے وضو کرلیا کریں۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سمندر کا پانی پاک کرنے والا ہے اور اس کا مرا ہوا جانور حلال ہے۔ (سنن ترمذی رقم الحدیث: ۶۹ سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۸۳ سنن نسائی رقم الحدیث: ۵۰ سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۳۸۶ موطا امام مالک رقم الحدیث: ۴۳ مسند احمد ج ۳ ص ۲۳۷ المستدرک ج ۱ ص ۱۴۰)

خون کے شرعی احکام کا بیان

اس آیت میں خون کو حرام کیا گیا ہے۔ اس سے مراد بہنے والا خون ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ایک اور آیت میں بہنے والے خون کو حرام فرمایا ہے۔

(آیت) **قل لا اجد فی ما اوحی الی محرما علی طاعم یطعمہ الا ان یکون میتہ او دما مسفوحا۔** الایہ (الانعام: ۱۴۵)

ترجمہ: آپ کہیے کہ مجھ پر جو وحی کی جاتی ہے اس میں کسی کھانے والے پر جو وہ کھاتا ہو صرف مردار بہنے والے خون اور خنزیر کے گوشت کو میں حرام پاتا ہوں کیونکہ وہ نجس ہے یا نافرمانی کی وجہ سے جس جانور پر ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام پکارا گیا ہو۔

اس سے معلوم ہوا کہ ذبح کے بعد گوشت میں جو خون عادتاً باقی رہ جاتا ہے وہ حرام نہیں ہے اور جو خون جامد ہو جیسے کلیجی اور تلی وہ بھی حرام نہیں ہے۔

امام ابن ماجہ روایت کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے لیے دو مردے حلال کیے گئے ہیں اور دو خون حلال کیے گئے ہیں رہے دو مردے تو وہ مچھلی اور ٹڈی ہیں اور رہے دو خون تو وہ

کلیجی اور تلی ہیں۔ (سنن ابن ماجہ ج ۴ رقم الحدیث: ۳۳۱۴ مطبوعہ دار المعرفہ بیروت)

بہنے والے خون کے حرام ہونے کی وجہ یہ ہے کہ خون نجس ہے اور اس میں جراثیم اور زہریلے اجزاء ہوتے ہیں اور اس کو ہضم کرنا مشکل ہے تمام قسم کی بیماریوں کے اجزاء اور جراثیم خون میں ہوتے ہیں۔ اس لیے مادی طور پر بھی خون کو کھانا صحت کے لیے سخت مضر ہے۔

خنزیر کے نجس اور حرام ہونے کا بیان

اس آیت میں فرمایا ہے تم پر مردار خون اور خنزیر کا گوشت حرام کیا گیا ہے اسی طرح (الانعام: ۱۴۵) میں بھی خنزیر کے گوشت کو حرام فرمایا ہے۔ اسی طرح حدیث میں ہے۔

امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ ھ روایت کرتے ہیں: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے سال مکہ میں فرمایا: اللہ اور اسکے رسول نے خمر (شراب) مردار خنزیر اور بتوں کی بیع کو حرام فرمایا ہے۔ (صحیح البخاری ج ۳ رقم الحدیث: ۲۲۳۶ مطبوعہ دار الفکر بیروت)

امام مسلم بن حجاج قشیری ۲۶۱ ھ روایت کرتے ہیں: سلیمان بن بریدہ اپنے والد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص نردشیر کے ساتھ کھیلا اس نے گویا اپنا ہاتھ خنزیر کے گوشت اور اس کے خون میں رنگ لیا۔
(صحیح مسلم ج ۴ رقم الحدیث: ۲۲۶۰ مطبوعہ دار الفکر بیروت)

اس حدیث میں آپ نے خنزیر کے خون اور گوشت سے نفرت دلائی ہے۔ خنزیر کا خون گوشت اور اس کے تمام اجزاء حرام ہیں قرآن مجید میں خنزیر کے گوشت کا ذکر کیا ہے کیونکہ کسی جانور کا اہم مقصود اس کا گوشت کھانا ہوتا ہے۔

خنزیر کے گوشت کی حرمت کی وجہ یہ ہے کہ یہ بہت گندہ اور نجس جانور ہے اور یہ بالعموم گندگی میں رہتا ہے۔ اس کے جسم اور بالوں میں کیڑے ہوتے ہیں۔ اس کا گوشت بہت ثقیل اور دیر ہضم ہوتا ہے اور اس میں چربی بہت زیادہ ہوتی ہے اور اس کی وجہ سے خون میں کلسٹرول کی بہت زیادتی ہوتی ہے۔ جس جانور کا گوشت کھایا جائے اس کے اوصاف کا انسان کی طبیعت پر اثر پڑتا ہے جانوروں میں خنزیر نہایت بے غیرت جانور ہے۔ اس کی مادہ سے ایک خنزیر جفتی کرتا ہے اور باقی کئی خنزیر اس کے قریب کھڑے اپنی باری کے منتظر رہتے ہیں جبکہ دوسرے جانور اپنی مادہ کے قریب دوسرے نر کو آنے نہیں دیتے۔ یہی وجہ ہے کہ جو اقوام خنزیر کا گوشت کھاتی ہیں وہ بھی بے غیرت ہوتی ہیں ان میں بہت زیادہ فحاشی اور بدچلنی ہوتی ہے۔ بہر حال! مسلمان کے لیے صرف یہ وجہ کافی ہے کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سختی کے ساتھ خنزیر کو حرام فرمادیا خواہ حرمت کی یہ وجوہ ہوں یا نہ ہوں۔ ہم نے یہ وجوہ صرف اس لیے بیان کی ہیں کہ اسلام دین فطرت ہے اور اس نے جن تمام چیزوں سے منع فرمایا ہے اس کی وجوہ نہایت معقول ہیں۔

ما اھل لغیر اللہ بہ کا معنی اور اس کے شرعی احکام

علامہ حسین بن محمد راغب اصفہانی متوفی ۵۰۲ ھ لکھتے ہیں: (آیت) ما اھل لغیر اللہ بہ کا معنی ہے جس پر غیر اللہ کے نام کا ذکر کیا جائے اور یہ وہ جانور ہے جس کو بتوں کے لیے ذبح کیا جائے۔ اھلال کا معنی ہے چاند دیکھتے وقت بلند آواز سے چلانا پھر ہر بلند

آواز کو اھلال کہا گیا۔ نوزائیدہ بچے کے رونے کو بھی اھلال کہتے ہیں۔ (المفردات ص۵۴۲ مطبوعہ المکتبۃ المرتضویہ ایران ۱۳۶۲ھ)

ملا احمد جون پوری متوفی ۱۱۳۰ھ لکھتے ہیں (آیت) ما اھل لغیر اللہ بہ کا معنی ہے جس جانور کو غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا گیا ہو مثلاً لات عزی اور انبیاء علیہم السلام وغیرہم کے نام پر۔ (تفسیرات احمدیہ ص۴۴ مطبوعہ مکتبہ حقانیہ پشاور)

علامہ سید محمود آلوسی حنفی متوفی ۱۲۷۰ھ لکھتے ہیں: اس کا معنی ہے جانور کے ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام بلند آواز سے پکارنا اور اھلال کا معنی یہاں پر یہ ہے کہ جس کے لیے جانور ذبح کیا جائے مثلاً لات اور عزی اس کا ذبح کے وقت بلند آواز سے ذکر کرنا۔

(روح المعانی ج۶ ص۵۷ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی متوفی ۱۱۷۶ھ اس آیت کے ترجمہ میں لکھتے ہیں۔

وآنچہ نام غیر خدا بوقت ذبح او یاد کردہ شود۔

عام ازیں کہ ذبح کے وقت صرف غیر اللہ کا نام لیا جائے۔ مثلاً مسیح کا نام لے کر ذبح کیا جائے یا اللہ کے ساتھ بطریق عطف غیر اللہ کا نام لیا جائے۔ مثلاً یوں کہے کہ اللہ اور مسیح کے نام سے ذبح کرتا ہوں تو یہ ذبیحہ جائز نہیں ہے۔ لیکن اگر غیر وقت ذبح میں غیر اللہ کے ساتھ وہ جانور نامزد ہو مثلاً قربانی کے جانوروں کے متعلق یہ کہا جائے گا کہ یہ محمود کا بکرا ہے یہ اسلم کا بکرا ہے یہ فہیم کی گائے ہے یا کسی نے اپنے والد عبد الرحیم کی طرف سے قربانی کرنے کے لیے کوئی بکرا موسوم کیا ہو اور کسی نے حضرت غوث اعظم کو ایصال ثواب کرنے کے لیے بکرا نامزد کیا ہو یا کسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدیہ ثواب کرنے کے لیے کوئی بکرا نامزد کیا ہو پھر ان جانوروں کو اپنے اپنے وقت میں صرف اللہ کا نام لے کر ذبح کیا جائے تو یہ ذبح جائز ہے اور ان کا گوشت حلال ہے اور ان کا ایصال ثواب کرنا صحیح ہے۔

علامہ علاء الدین محمد بن علی بن محمد حصکفی حنفی متوفی ۱۰۸۸ھ لکھتے ہیں: حاکم یا کسی بڑے آدمی کی آمد کے موقع پر جانور ذبح کیا گیا تو یہ حرام ہے (اور اس ذبح سے جانور کا گوشت کھانا مقصود نہ ہو صرف اس کا خون بہانا مطلوب ہو) کیونکہ یہ (آیت) ما اھل لغیر اللہ بہ ہے۔ خواہ اس پر اللہ کا نام ذکر کیا گیا ہو اور اگر مہمان کے لیے ذبح کیا گیا تو یہ حرام نہیں ہے کیونکہ یہ حضرت خلیل (علیہ السلام) کی سنت ہے اور مہمان کی تکریم اللہ تعالیٰ کی تکریم ہے اور وجہ فرق یہ ہے کہ اگر اس نے جانور کو اس لیے ذبح کیا تا کہ یہ اس سے کھائے تو یہ ذبح اللہ کے لیے ہوگا اور منفعت مہمان کے لیے یا دعوت کے لیے یا نفع کے لیے ہوگی اور اگر اس نے کھانے کے لیے نہیں ذبح کیا بلکہ اس لیے کہ کسی غیر کے آنے پر محض اس کو ذبح کرے (یعنی صرف خون بہائے) تو اس میں غیر اللہ کی تعظیم ہوگی سو یہ حرام ہوگا۔ کیا وہ شخص کافر ہو جائے گا؟ اس میں دو قول ہیں۔ (بزازیہ و شرح وھبانیہ) میں کہتا ہوں کہ منیہ کی کتاب الصید میں ہے کہ یہ فعل مکروہ ہے اور اس شخص کی تکفیر نہیں کی جائے گی۔ کیونکہ ہم کسی مسلمان کے ساتھ یہ بدگمانی نہیں کرتے کہ وہ اس ذبح کے ساتھ کسی آدمی کا تقرب (بطور عبادت کیونکہ یہی کفر ہے۔ شامی) حاصل کرنے کی کوشش کرے گا۔ شرح الوھبانیہ میں ذخیرہ سے اسی طرح منقول ہے۔ (الدر المختار مع رد المحتار ج۵ ص۱۹۷-۱۹۶ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۴۰۷ھ)

علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ اس کی شرح میں وجہ فرق بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: (آیت) ما

اھل لغیر اللہ بہ میں تعظیم اور غیر تعظیم کے لیے فرق یہ ہے کہ اگر دیوار چنتے وقت یا کسی مرض سے شفاء کے حصول کے وقت جانور ذبح کیا جائے تو اس کے حلال ہونے میں کوئی شک نہیں ہے۔ کیونکہ اس ذبح کا مقصد صدقہ کرنا ہے (حموی) اسی طرح کسی نے سفر سے سلامتی کے ساتھ آنے پر قربانی کی نذر مانی تو اس کا بھی یہی حکم ہے۔ (البحرالرائق) اب اس پر لازم ہے کہ اس گوشت کو فقط فقراء پر صدقہ کرے۔ (فتاوی النسفی) اور جو شخص کسی کے آنے پر جانور کو ذبح کرے اور پھر اس کو یونہی چھوڑ دے یا اس میں سے کل یا بعض لے لے اور فرق کا مدار ابتداء ذبح کے وقت ہے۔ اگر اس نے مہمان کے اکرام اور اس کو گوشت کھلانے کے سبب سے جانور کو ذبح کیا ہے تو ذبیحہ حلال ہے اور اگر اس نے کسی بڑے آدمی کی آمد کے موقع پر اس کی تعظیم کے لیے محض خون بہانے کے قصد سے جانور کو ذبح کیا ہے تو یہ حرام ہے اور یہ فرق اس طرح مزید ظاہر ہوگا کہ اگر اس نے حاکم کی ضیافت کی اور اس کے آنے پر جانور کو ذبح کیا۔ اگر اس ذبح سے اس کو تعظیم کا قصد کیا تو یہ ذبیحہ حلال نہیں ہے اور اگر اس ذبح سے اس کی مہمانی اور اس کے اکرام کا قصد کیا تو یہ ذبیحہ حلال ہے۔ خواہ یہ ذبیحہ مہمان کے علاوہ کسی اور کو کھلا دے۔ جو شخص کسی بڑے آدمی کی آمد کے موقع پر اس کی تعظیم کے لیے جانور کو ذبح کرتا ہے تو یہ ذبیحہ حرام ہے لیکن یہ کفر نہیں ہے۔ کیونکہ ہم کسی مسلمان کے ساتھ یہ بدگمانی نہیں کرتے کہ وہ اس ذبح کے ساتھ کسی آدمی کا تقرب علی وجہ العبادت حاصل کرے گا اور تکفیر کا اسی پر مدار ہے اور یہ مسلمان کے حال سے بہت بعید ہے۔ اس لیے ظاہر یہ ہے کہ اس کا یہ فعل دنیاداری کے لیے وقت اللہ کا نام لینا حکماً خالص اللہ کے لیے نہ تھا اور یہ ایسے ہوگیا جیسے کوئی شخص ذبح کے وقت کہے اللہ کے نام سے اور فلاں کے نام سے اس لیے یہ ذبیحہ حرام ہوگا۔ لیکن حرمت اور کفر میں تلازم نہیں ہے۔

(ردالمحتار ج ۵ ص ۱۹۷-۱۹۶ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۴۰۷ھ)

المنخنقة کا معنی اور اس کا شرعی حکم

منخنقہ اس جانور کو کہتے ہیں جو گلا گھٹنے سے مرجائے عام ازیں کہ کسی نے قصداً اس کا گلا گھونٹ دیا یا کسی حادثہ سے اچانک اس کا گلا گھٹ گیا ہو یہ مردار ہے اور شرعاً مذبوح نہیں ہے۔ اس کو مردار میں شامل نہیں کیا بلکہ الگ ذکر کیا ہے۔ کیونکہ مردار وہ ہے جو بغیر کسی خارجی سبب کے طبعی موت سے مرجائے اور گلا گھٹنے سے مرنے والا ایک خارجی سبب سے مرتا ہے لیکن یہ مذبوح نہیں ہے۔ اصل مقصود یہ ہے کہ اللہ کا نام لے کر حلال جانور کے گلے پر چھری پھیری جائے جس سے اس کی چاروں رگیں کٹ جائیں اور جسم کا سارا خون بہہ جائے۔

الموقوذة کا معنی اور اس کا شرعی حکم

جس غیر دھار والی بھاری چیز سے کسی جانور پر ضرب یا چوٹ لگائی جائے خواہ دور سے پتھر مارا جائے یا ہاتھ میں ڈنڈا پکڑ کر اس سے مارا جائے۔ اس چوٹ کے نتیجہ میں وہ جانور مرجائے تو وہ بھی شرعاً مذبوح نہیں ہے۔ یہ جانور بھی مردار کے حکم میں ہے۔ اور زمانہ جاہلیت میں اس کو کھایا جاتا تھا۔

اسلام میں ثقیل شئے کی ضرب یا چوٹ سے جانور کو ہلاک کرنے سے منع کیا ہے اور کسی دھار والی چیز سے جانور کو ذبح کرنے کا حکم دیا ہے۔ تاکہ جانور کو اذیت نہ پہنچے اور آسانی سے اس کی جان نکل جائے۔

امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ روایت کرتے ہیں: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا منخنقہ وہ ہے جس کا گلا گھونٹا جائے اور وہ مر جائے۔ موقوذہ وہ ہے جس کو لکڑی سے ضرب لگائی جائے اور وہ چوٹ کھا کر مر جائے متردیہ وہ ہے جو پہاڑ سے گر کر مر جائے اور نطیحہ وہ ہے جس کو دوسری بکری نے سینگھ مارا ہو اگر اس کی دم یا آنکھ ہل رہی ہو تو اس کو ذبح کر کے کھالو۔
(صحیح البخاری ج۶ کتاب الصید والذبائح ۷۲ باب ۱)

امام مسلم بن حجاج قشیری ۲۶۱ھ روایت کرتے ہیں: حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے دو باتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یاد رکھی ہیں۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کے ساتھ نیکی کرنے کو فرض کر دیا ہے۔ پس جب تم قتل کرو تو درست طریقہ سے کرو اور جب تم ذبح کرو تو درست طریقہ سے ذبح کرو اور تم میں سے کسی شخص کو اپنی چھری تیز کر لینی چاہیے تا کہ ذبیحہ کو آسانی ہو۔ (صحیح مسلم ج۳ رقم الحدیث: ۱۹۵۵)

جب چھری تیز ہو گی تو جلدی سے جانور ذبح ہو جائے گا اور مستحب یہ ہے کہ جانور کے سامنے چھری تیز نہ کی جائے اور ایک جانور کے سامنے دوسرے جانور کو ذبح نہ کیا جائے اور جانور کو گھسیٹ کر مذبح تک نہ لے جایا جائے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس چیز میں روح ہو اس کو (مشق کے لیے) نشانہ نہ بناؤ (صحیح مسلم ج۳ رقم الحدیث: ۱۹۵۷)

امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ روایت کرتے ہیں: حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے معراض (بغیر پر کا تیر جس کا درمیانی حصہ موٹا ہو) کے متعلق سوال کیا۔ آپ نے فرمایا جب جانور اس کی دھار سے زخمی ہو تو اس کو کھالو اور جب جانور کو اس کی چوڑائی کی جانب تیر لگے اور وہ مر جائے تو اس کو مت کھاؤ کیونکہ وہ وقیذ (چوٹ سے مرا ہوا) ہے۔ (صحیح البخاری ج۶ رقم الحدیث: ۵۴۷۶)

المتردیۃ کا معنی اور اس کا شرعی مفہوم:

جو جانور کسی پہاڑ سے یا کسی بلند جگہ سے مثلاً چھت سے گر جائے یا کنوئیں میں گرنے سے اس کی موت واقع ہو جائے اس کو متردیہ کہتے ہیں۔ مردار کی طرح اس کا کھانا بھی جائز نہیں ہے۔ الا یہ کہ اس میں کچھ رمق حیات ہو تو اس کو ذبح کر لیا جائے۔

النطیحۃ کا معنی اور اس کا شرعی حکم:

جس جانور کو دوسرے جانور نے سینگھ مارا ہو اور وہ اس کے سینگھ مارنے سے مر گیا خواہ اس کے سینگھ مارنے سے وہ زخمی ہوا ہو اور اس کا خون بھی بہا ہو اس کا حکم بھی مردار کی طرح ہے اور اس کا کھانا شرعاً جائز نہیں ہے۔

جس جانور کو درندے نے کھالیا ہو اس کا شرعی حکم

کسی درندے مثلاً شیر چیتے یا بھیڑیے نے کسی حلال جانور کو چیر پھاڑ کر زخمی کر دیا ہو اور اس کے کل یا بعض حصے کو کھالیا ہو تو اس کا کھانا بالاجماع جائز نہیں ہے۔ خواہ اس کے جسم یا اس کے ذبح کی جگہ سے خون بہہ رہا ہو۔ زمانہ جاہلیت میں بعض عرب درندہ کے

پھاڑے ہوئے جانور میں سے بقیہ کو کھالیا کرتے تھے لیکن طبائع سلیمہ اس کو پسند نہیں کرتی تھیں۔

الاماذ کیتم کے مستثنیٰ منہ کا بیان:

مردار خون خنزیر اور (آیت) مااھل لغیر اللہ بہ کے علاوہ باقی جانوروں میں سے جو جانور زندہ مل جائیں اور ان کو شرعی طریقہ سے ذبح کرلیا جائے ان کا اللہ تعالیٰ نے استثناء فرمالیا۔ اس مستثنیٰ منہ میں المنخنقہ الموقوذہ المتردیہ النطیحہ اور جس کو درندہ نے کھالیا ہو داخل ہیں۔ اور بعض علماء نے (آیت) مااھل لغیر اللہ بہ کو بھی اس میں داخل کرلیا ہے۔

امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری متوفی ۳۱۰ھ روایت کرتے ہیں: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا جس جانور کے ذبح کا موقع تمہیں مل جائے بایں طور کہ اس کی دم مل رہی ہو یا وہ آنکھ سے دیکھ رہا ہو اس کو اللہ کا نام لے کر ذبح کردو وہ حلال ہے۔

قتادہ نے بیان کیا کہ لحم الخنزیر کے سوا باقی تمام کو الاماذ کیتم کا استثناء لاحق ہے۔ جب تم دیکھو کہ وہ جانور پلک جھپکا رہا ہے دم ہلا رہا ہے یا اس کی ٹانگ مضطرب ہو رہی ہے تو تم اس کو ذبح کردو۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو تمہارے لیے حلال کردیا ہے۔ حضرت علی نے فرمایا جب تم موقوذہ متردیہ نطیحہ اور جس کو درندہ نے کھالیا ہو وہ تم پر حرام کردیئے گئے ہیں لیکن اگر تم ان میں زندگی کے آثار دیکھو اور ان کے مرنے سے پہلے تمہیں ان کو ذبح کرنے کا موقع مل جائے تو وہ تمہارے لیے حلال ہیں تم ان کو ذبح کرکے کھالو۔

بعض علماء اہل مدینہ نے یہ کہا کہ یہ استثناء ان محرمات میں سے نہیں ہے جن کا اس آیت میں ذکر کیا گیا ہے بلکہ یہ تحریم سے استثناء ہے یعنی مردار خون خنزیر (آیت) مااھل لغیر اللہ بہ اور باقی مذکورہ جانور تم پر حرام کردیئے گئے۔ مگر جن حلال جانوروں کو تم شرعی طریقہ سے ذبح کرلو وہ تم پر حلال ہیں۔ امام مالک کا یہی قول ہے۔ امام مالک سے پوچھا گیا کہ ایک درندہ ایک بھیڑ پر حملہ کرتا ہے اور اس کی کمر توڑ ڈالتا ہے۔ تو اگر اس کو مرنے سے پہلے ذبح کرلیا جائے تو کیا اس کو کھانا جائز ہے امام مالک نے کہا اگر اس کی ضرب اس کے پیٹ جگر اور دل تک پہنچ جاتی ہے تو پھر اس کا کھانا جائز نہیں ہے اور اگر اس کے ہاتھ پیر توڑے ہیں تو پھر اس کو ذبح کرکے کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اس سے پوچھا گیا اگر وہ اس پر حملہ کرکے اس کی کمر توڑ دے؟ امام مالک نے کہا: اس کے بعد جانور زندہ نہیں رہتا۔ میرے نزدیک اس کا کھانا بہتر نہیں ہے ان سے پوچھا گیا کہ بھیڑیا بکری کا پیٹ پھاڑ دے لیکن اس کی آنتیں باہر نہ نکلیں امام مالک نے کہا جب اس کا پیٹ پھاڑ دیا جائے تو میری رائے میں اس کا کھانا جائز نہیں ہے اس تقدیر پر یہ استثناء منقطع ہے۔

امام ابوجعفر طبری کہتے ہیں کہ میری رائے میں (آیت) مااھل لغیر اللہ بہ سے کر آخر آیت تک یہ استثناء لاحق ہے کیونکہ ان تمام صورتوں میں موت سے پہلے وہ جانور ذبح کی صلاحیت رکھتا ہے۔ کیونکہ مشرکین جب اپنے بتوں کا تقرب حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ان جانوروں کو بتوں کے ناموں کے ساتھ منسوب کردیتے ہیں اور وہ غیر اللہ کی قربانی کہلاتی ہیں اس لیے وہ حرام ہوتی ہے۔ اس طرح جو جانور گلا گھٹنے سے مرجاتا ہے وہ بھی حرام ہوجاتا ہے۔ لیکن جس جانور کو بتوں کے ناموں کے ساتھ منسوب کیا گیا ہو اگر اس کو مرنے سے پہلے شرعی طریقہ سے ذبح کردیا جائے یا جس جانور کا گلا گھونٹا گیا ہو اگر اس کو مرنے سے پہلے شرعی طریقہ سے ذبح کرلیا گیا ہو تو وہ حلال ہوگا۔ لہٰذا جس حلال جانور یا پرندہ کی روح نکلنے سے پہلے اس کو شرعی طریقہ سے ذبح کرلیا جائے وہ حلال

ہوگا۔ (جامع البیان ج ۶ ص ۹۹-۹۶ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۴۱۵ھ)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور جو بتوں کے تقرب کے لیے نصب شدہ پتھروں پر ذبح کیا گیا۔

نصب کا معنی اور اس کا شرعی حکم

قرآن مجید میں نصب کا لفظ ہے یعنی جو جانور نصب پر ذبح کیا گیا وہ بھی حرام ہے کعبہ کے گرد تین سو ساٹھ پتھر نصب کیے گئے تھے اور زمانہ جاہلیت میں عرب اپنے بتوں کا تقرب حاصل کرنے کے لیے ان پتھروں کے پاس جانور ذبح کرتے تھے اور بیت اللہ کے سامنے جو خون بہتا اس کو ان پتھروں پر چھڑکتے تھے اور اس قربانی کو عبادت قرار دیتے تھے اور اس گوشت کے ٹکڑے ان پتھر پر رکھ دیتے تھے اس کو نصب اور انصاب کہا جاتا ہے۔ نصب نصیب کی جمع ہے۔ نصیب اس پتھر کو کہتے ہیں جس کو کسی شے پر نصب کیا جاتا ہے۔ (المفردات ص ۴۹۴) نصب بتوں کو نہیں کہتے نصب غیر منقوش پتھر ہوتے ہیں اور بت منقوش پتھر ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو اس فعل سے منع فرمادیا اور جو جانور نصب پر ذبح کیے جاتے ہیں ان کا کھانا ان پر حرام کردیا۔ خواہ ان جانوروں پر ذبح کے وقت اللہ کا نام لیا جائے تا کہ اس شرک سے اجتناب ہو جس کو اللہ اور اس کے رسول نے حرام کردیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: فال کے تیروں سے اپنی قسمت معلوم کرنا یہ (تمام کام) فسق ہیں۔ (المائدہ: ۳)

ازلام کا معنی

ازلام زلم کی جمع ہے۔ یہ تیر کی شکل کا لکڑی کا ایک ٹکڑا ہوتا ہے جس کی نوک پر لوہے کا وہ پھل نہیں ہوتا جو شکار کو زخمی کرتا ہے زمانہ جاہلیت میں مشرکین اس سے اپنی قسمت کا حال معلوم کرتے تھے۔ امام ابن جریر طبری اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں۔ یہ تیر کاہنوں کے پاس ہوتے تھے جن میں سے کسی پر لکھا ہوتا تھا مجھے حکم دیا ہے اور کسی پر لکھا ہوتا تھا مجھے منع کیا ہے اور کوئی تیر سادہ ہوتا تھا۔ جب کوئی شخص سفر کا ارادہ کرتا یا شادی کا ارادہ کرتا یا کسی نئے کام کا ارادہ کرتا تو وہ کاہن کے پاس جاتا اور تیر سے فال نکالتا۔ اگر اس کا تقاضا ہوتا کہ وہ اس کام کو کرے تو وہ کام کرتا اور اگر اس کا تقاضا ہوتا وہ کام نہ کرے تو پھر وہ کام نہ کرتا اور اگر سادہ تیر نکل آتا تو دوبارہ فال نکالتے۔ (جامع البیان ج ۶ ص ۱۰۳ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۱۵ھ)

بابُ الْاَمْرِ بِالتَّسْمِيَةِ عِنْدَ الصَّيْدِ .

یہ باب ہے کہ شکار کے وقت بسم اللہ پڑھنے کا حکم

4274 – اَخْبَرَنَا الْاِمَامُ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ النَّسَائِيُّ بِمِصْرَ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ عَنْ سُوَيْدِ بْنِ نَصْرٍ قَالَ

4274-اخرجه البخاري في الذبائح و الصيد، باب الصيد اذا غاب عنه يومين او ثلاثة (الحديث 5484) بنحوه مطولاً . و اخرجه مسلم في الصيد و الذبائح، باب الصيد بالكلاب المعلمة (الحديث 6 و 7) مطولاً . و اخرجه ابو داؤد في الصيد، باب في الصيد (الحديث 2849 و 2850) بنحوه . و اخرجه الترمذي في الصيد باب ما جاء فيمن يرمي الصيد فيجده ميتاً في الماء (الحديث 1469) مختصراً . و اخرجه النسائي في الصيد و الذبائح، اذا وجد مع كلبه كلبًا لم يسم عليه (الحديث 4279) بنحوه مختصراً، و الكلب بالكل من الصيد (الحديث 4286)، و في الذي يرمي الصيد فيقع في الماء (الحديث 4309 و 3410) و الحديث عند: ابي داؤد في الصيد، باب في الصيد (الحديث 2850) و ابن ماجه في الصيد، باب الصيد يغيب ليلة (الحديث 3213) . تحفة الاشراف (9862) .

أَنْبَأَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ عَاصِمٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ أَنَّهُ سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّيْدِ فَقَالَ "إِذَا أَرْسَلْتَ كَلْبَكَ فَاذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ فَإِنْ أَدْرَكْتَهُ لَمْ يَقْتُلْ فَاذْبَحْ وَاذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَإِنْ أَدْرَكْتَهُ قَدْ قَتَلَ وَلَمْ يَأْكُلْ فَكُلْ فَقَدْ أَمْسَكَهُ عَلَيْكَ فَإِنْ وَجَدْتَهُ قَدْ أَكَلَ مِنْهُ فَلَا تَطْعَمْ مِنْهُ شَيْئًا فَإِنَّمَا أَمْسَكَ عَلَى نَفْسِهِ وَإِنْ خَالَطَ كَلْبَكَ كِلَابًا فَقَتَلْنَ فَلَمْ يَأْكُلْنَ فَلَا تَأْكُلْ مِنْهُ شَيْئًا فَإِنَّكَ لَا تَدْرِيْ أَيُّهَا قَتَلَ".

★★ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے شکار کے بارے میں دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جب تم اپنے کتے کو چھوڑو تو اس پر اللہ کا نام لو اگر وہ شکار کو پکڑ لے اور اُسے قتل نہ کرے تو تم اس شکار کو ذبح کرو اور اس پر اللہ کا نام ذکر کرو اگر وہ اس شکار کو پکڑ لے اور اُسے مار بھی دے لیکن خود اس میں سے کچھ نہ کھائے تو تم اس شکار کو کھا لو۔ جو اس نے تمہارے لیے روکا تھا' لیکن اگر تم شکار کو ایسی حالت میں پاؤ کہ کتے نے اس میں سے کچھ کھا لیا ہو تو تم اس شکار میں سے کچھ نہ کھانا' کیونکہ یہ شکار اُس نے اپنے لیے کیا تھا اور اگر تمہارے کتے کے ساتھ دوسرے کتے بھی مل جائیں اور انہوں نے شکار کو مارا ہو لیکن اس شکار میں سے کچھ نہ کھایا ہو تو تم اس شکار میں سے کچھ نہ کھانا' کیونکہ تمہیں یہ معلوم نہیں' کون سے کتے نے اُسے مارا ہے؟''

شرح

اللہ کا نام ذکر کرو " کا مطلب یہ ہے کہ کتے کا چھوڑنا بمنزلہ چھری چلانے کے ہے اس لئے جس طرح چھری کے ذریعہ ذبح کرتے وقت اللہ کا نام لیا جاتا ہے اس طرح شکار پر سکھایا ہوا کتا چھوڑتے وقت اللہ کا نام لیا جانا یعنی بسم اللہ اللہ اکبر کہنا ضروری ہے۔ اگر کسی نے بھول کر بسم اللہ اللہ اکبر نہیں کہا تو اس صورت میں اس شکار کو کھانا حلال ہوگا اور اگر یہ صورت ہے کہ کتا چھوڑتے وقت قصداً بسم اللہ اللہ اکبر نہیں کہا پھر اس نے کتے کو ڈانٹا کتا جہاں تھا وہیں رک گیا، اب (کتے کو چھوڑتے وقت بسم اللہ اللہ اکبر نہیں کہا مگر اس نے شکار کو زندہ پایا اور ذبح کر لیا تو وہ شکار کے حکم میں نہیں رہے گا۔

جس طرح سکھائے ہوئے ذی ناب جانوروں جیسے کتے اور چیتے وغیرہ کا پکڑا ہوا شکار حلال ہے اسی طرح سکھائے ہوئے ذی مخلب جانوروں جیسے باز اور شاہین وغیرہ کا پکڑا ہوا شکار بھی حلال ہے۔ ذی مخلب جانور کے سکھائے ہوئے ہونے کی علامت یہ ہے کہ وہ تین دفعہ شکار کو پکڑ کر چھوڑ دے خود نہ کھائے اور ذی مخلب جانور کے سکھائے ہوئے ہونے کی علامت یہ ہے کہ اس کو چھوڑنے کے بعد بلایا جائے تو فوراً واپس آ جائے، لہٰذا اگر ذی مخلب جانور یعنی باز وغیرہ نے شکار میں سے کچھ خود کھا لیا تو بھی وہ شکار حلال رہے گا اور اس کو کھانا درست ہوگا جب کہ اگر ذی ناب جانور یعنی کتا وغیرہ شکار میں سے کچھ خود کھا لے تو وہ شکار حلال نہیں رہے گا۔

اسی طرح اگر کسی سکھائے ہوئے کتے وغیرہ نے تین بار شکار کو پکڑ کر چھوڑ دینے کے بعد ایک بار بھی شکار میں سے کچھ کھا لیا تو وہ بے سیکھے ہوئے کتے کے حکم میں ہے یہاں تک کہ وہ دوبارہ سیکھا ہوا ہو جائے۔ اور پھر وہ شکار ایک دن تک تم سے اوجھل رہا الخ "

حنفی علماء کے نزدیک تیر کے ذریعہ مارے گئے شکار کے حلال ہونے کی شرط یہ ہے کہ تیر پھینکتے وقت بسم اللہ اللہ اکبر کہا گیا ہو اس تیر نے شکار کو زخمی کر دیا ہو اور یہ کہ اگر وہ شکار اس تیر کے ذریعہ زخمی ہو کر شکاری کی نظر سے غائب ہو گیا تو اس کو تلاش کرنے سے بیٹھ نہ رہا جائے۔

کیونکہ ابن ابی شیبہ نے اپنی کتاب مصنف میں اور طبرانی نے اپنی معجم میں ابورزین سے یہ روایت نقل کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لعل ہوام الارض قتلہ نیز عبدالرحمن نے بھی اسی طرح کی روایت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بطریق مرفوع نقل کی ہے۔اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کسی شکار پر کوئی کتا یا چیتا یا باز وغیرہ چھوڑا گیا اور اس نے شکار کو مار ڈالا تو وہ (شکار) حلال ہوگا بشرطیکہ وہ کتا وغیرہ معلم یعنی سیکھا ہوا ہو۔غیر معلم کتے وغیرہ کا مارا ہوا شکار حلال نہیں ہوگا۔

باب النَّهْيِ عَنْ اَكْلِ مَا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ .

جس پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو اُسے کھانے کی ممانعت

4275 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ زَكَرِيَّا عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَيْدِ الْمِعْرَاضِ فَقَالَ "مَا اَصَبْتَ بِحَدِّهٖ فَكُلْ وَمَا اَصَبْتَ بِعَرْضِهٖ فَهُوَ وَقِيْذٌ". وَسَاَلْتُهُ عَنِ الْكَلْبِ فَقَالَ "اِذَا اَرْسَلْتَ كَلْبَكَ فَاَخَذَ وَلَمْ يَاْكُلْ فَكُلْ فَاِنَّ اَخْذَهُ ذَكَاتُهُ وَاِنْ كَانَ مَعَ كَلْبِكَ كَلْبٌ اٰخَرُ فَخَشِيْتَ اَنْ يَكُوْنَ اَخَذَ مَعَهُ فَقَتَلَ فَلَا تَاْكُلْ فَاِنَّكَ اِنَّمَا سَمَّيْتَ عَلٰى كَلْبِكَ وَلَمْ تُسَمِّ عَلٰى غَيْرِهٖ".

★★ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے معراض کے ذریعے شکار کرنے کے بارے میں دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جب تم نے اس کے پھل کے ذریعے شکار کیا ہو اُسے تم کھالو اور جسے تم نے اس کی چوڑائی کی سمت میں (یعنی لاٹھی کے طور پر استعمال کرتے ہوئے) مارا ہو وہ لاٹھی کے ذریعے مارا ہوا شکار شمار ہوگا (جسے کھانا جائز نہیں ہے)"۔

میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کتے کے بارے میں دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جب تم اپنے کتے کو چھوڑو اور وہ شکار کو پکڑ لے لیکن خود اس میں سے کچھ نہ کھائے تو تم اس شکار کو کھالو کیونکہ اس کتے کا اس شکار کو پکڑنا ہی اُسے ذبح کرنے کے مترادف ہے لیکن اگر تمہارے کتے کے ساتھ کوئی اور کتا بھی موجود ہو اور تمہیں یہ اندیشہ ہو کہ شاید اس کتے نے بھی تمہارے کتے کے ساتھ شکار کیا ہوگا اور اس شکار کو مارا ہوگا تو تم اس شکار کو

4275-اخرجه البخاري في الذبائح و الصيد، باب التسمية على الصيد (الحديث 5475) و اخرجه مسلم في الصيد و الذبائح، باب الصيد بالكلاب المعلمة (الحديث 4) . واخرجه النسائي في الصيد و الذبائح، اذا وجد مع كلبه كلباً غيره (الحديث 4280) مختصراً، و الكلب ياكل من الصيد (الحديث 4285) والحديث عند: الترمذي في الصيد، باب ما جاء في صيد المعراض (الحديث 1471) . والنسائي في الصيد و الذبائح، ما اصاب بحد المعراض (الحديث 4319) . وابن ماجه في الصيد، باب صيد المعراض (الحديث 3214) . تحفة الاشراف (9860) .

نہ کھاؤ' کیونکہ تم نے اپنے کتے پر اللہ کا نام لیا تھا' دوسرے کتے پر اللہ کا نام نہیں لیا تھا''۔

شرح

يَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَآ اُحِلَّ لَهُمْ قُلْ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ وَمَا عَلَّمْتُمْ مِّنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِيْنَ تُعَلِّمُوْنَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ فَكُلُوْا مِمَّآ اَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ (المائدہ: ۴)

اس آیت کے شان نزول میں امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری متوفی ۳۱۰ ھ نے یہ روایت ذکر کی ہے۔ حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت جبرئیل (علیہ السلام) نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے کی اجازت طلب کی آپ نے ان کو اجازت دے دی انہوں نے کہا یارسول اللہ! آپ نے ہمیں اجازت دے دی ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں! انہوں نے کہا لیکن ہم اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا ہو۔

ابورافع کہتے ہیں پھر آپ نے مجھے حکم دیا کہ میں مدینہ کے ہر کتے کو قتل کر دوں! سو میں نے کتوں کو قتل کر دیا۔ پھر میں ایک عورت کے پاس پہنچا جس کے پاس کتا بھونک رہا تھا میں نے اس پر رحم کھا کر اس کو چھوڑ دیا پھر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر آپ کو اس کی خبر دی آپ نے مجھے اس کو بھی قتل کرنے کا حکم دیا پھر میں نے اس کو بھی قتل کر دیا پھر مسلمانوں نے آ کر آپ سے پوچھا یارسول اللہ! آپ نے ہمیں ان کتوں کو قتل کرنے کا حکم دیا ہے۔ ان کی کوئی چیز ہمارے لیے حلال ہے؟ تب یہ آیت نازل ہوئی، آپ سے پوچھتے ہیں کہ ان کے لیے کون سے چیزیں حلال کی گئی ہیں؟ آپ کہیے کہ تمہارے لیے پاک چیزیں حلال کی گئی ہیں اور جو تم نے شکاری جانور سدھالیے ہیں درآنحالیکہ تم انہیں شکار کے طریقہ سکھانے والے ہو۔ الآیہ۔

(جامع البیان ج ۶ ص ۱۱۴ مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۵ ھ سنن کبریٰ للبیہقی ج ۹ ص ۲۳۵ المستدرک ج ۲ ص ۳۱۱)

شکار کی اقسام اور ان کے شرعی احکام کا بیان

علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی متوفی ۶۷۶ ھ لکھتے ہیں: شکار کرنا مباح ہے اس پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے کتاب سنت اور اجماع سے اس پر بکثرت دلائل ہیں۔ قاضی عیاض مالکی نے کہا ہے کہ جو شخص کسب معاش کے لیے شکار کرے یا ضرورت کی بناء پر شکار کرے یا شکار یا اس کی قیمت سے نفع حاصل کرنے کے لیے شکار کرے تو ان تمام صورتوں میں شکار کرنا جائز ہے۔ البتہ جو شخص بطور لہو ولعب کے شکار کھیلے لیکن اس کا قصد اس شکار کو ذبح کرنا اور اس سے نفع حاصل کرنا ہو اس کے جواز میں اختلاف ہے۔ امام مالک نے اس کو مکروہ قرار دیا ہے اور لیث اور ابن عبدالحکم نے اس کو جائز کہا ہے۔

قاضی عیاض نے کہا ہے کہ اگر کوئی شخص ذبح کی نیت کے بغیر شکار کھیلے تو یہ حرام ہے کیونکہ یہ زمین میں فساد کرنا ہے اور ایک جاندار کو بے مقصد ضائع کرنا ہے۔ (شرح مسلم ج ۲ ص ۱۴۵ مطبوعہ کراچی)

علامہ وشتانی ابی مالکی متوفی ۸۲۸ ھ لکھتے ہیں: علامہ لخمی نے شکار کے حکم کی پانچ قسمیں بیان کی ہیں۔

(۱) زندگی برقرار رکھنے کے لیے یعنی کھانے پینے کے لیے شکار کرنا مباح ہے۔

(۲) اہل وعیال کی تنگی کے وقت یا سوال سے بچنے کے لیے شکار کرنا مستحب ہے۔

(۳) اپنے آپ کو بھوک کی ہلاکت سے بچانے کے لیے شکار کرنا واجب ہے۔

(۴) لہو ولعب کے لیے شکار کرنا مکروہ ہے جبکہ شکار کے بعد جانور کو ذبح کر کے کھالیا جائے۔

(۵) ذبح کرنے اور کھانے کی نیت کے بغیر شکار کرنا حرام ہے۔

علامہ ابی مالکی فرماتے ہیں بلاضرورت محض لہو ولعب کے لیے شکار کرنے میں بہت مفاسد ہیں۔ اس میں گھوڑے کو کتے کے پیچھے بھگا کر تھکاتا ہے اور اگر باز سے شکار کیا جائے تو نظر کو اس کے پیچھے لگا کر تھکاتا ہے، اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ گھوڑا اس کو کسی کھائی یا کنوئیں میں گرادے۔ (اکمال اکمال المعلم ج ۵ ص ۲۶۹ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

شکار کی شرائط کا بیان

علامہ شمس الائمہ محمد بن احمد سرخسی متوفی ۴۸۳ھ لکھتے ہیں:

(۱) جس جانور کے ساتھ شکار کھیلا جائے وہ سدھایا ہوا ہے۔

(۲) جس جانور کے ساتھ شکار کیا جائے وہ زخمی کرنے والا ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (آیت) وما علمتم من الجوارح مکلبین تعلمونھن مما علمکم اللہ اور جن شکاری جانوروں (زخمی کرنے والے) کو تم نے سدھالیا ہے جن کو خدا کے دیئے ہوئے علم کے مطابق تم شکار کی تعلیم دیتے ہو جوارح (زخمی کرنے والے) کے متعلق دو قول ہیں (۱) وہ جانور اپنے دانتوں اور پنجوں سے حقیقتاً زخم ڈالے (۲) وہ شکار کو پکڑ کر لانے والے جانور ہوں کیونکہ جرح کا معنی کسب بھی ہے۔

(۳) شکاری جانور کو بھیجا جائے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے فرمایا جب تم نے اپنے سدھائے ہوئے کتے کو بھیجا اور اس پر بسم اللہ پڑھ لی تو اس کو کھالو اور اگر تمہارے کتے کے ساتھ کوئی اور کتا شریک ہو گیا تو پھر اس (شکار) کو مت کھاؤ اور جب دو کتوں میں سے ایک کتا بھیجا ہوا نہ ہو تو کھانا حرام ہو جاتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کتے کو بھیجنا شرط ہے۔ نیز ذکاۃ حلت کا سبب اس وقت ہوتی ہے جب اس کا حصول کسی آدمی سے ہوا ہو اس لیے شکار کے آلہ کو آدمی کا قائم مقام بنانے کے لیے یہ ضروری ہے کہ اس میں آدمی کا فعل داخل ہو اور یہ صرف شکاری جانور کو بھیجنے سے ہو سکتا ہے اور کتے کے لیے سدھائے ہونے کی شرط بھی اس میں بھیجنے کے تحقق کے لیے لگائی گئی ہے۔

(۴) بسم اللہ پڑھ کر شکاری جانور کو بھیجے۔

(۵) اس کے بھیجے ہوئے جانور کے ساتھ دوسرا جانور شریک نہ ہو۔

(۶) جس جانور کا شکار کیا جائے وہ فی نفسہ حلال ہو۔

شکار کرنے والے جانوروں کا بیان

علامہ ابوالحسن علی بن ابی بکر المرغینانی الحنفی ۵۹۳ لکھتے ہیں: سدھائے ہوئے کتے چیتے تمام زخمی کرنے وا : ہر سدھائے

ہوئے جانوروں سے شکار کرنا جائز ہے اور جامع صغیر میں لکھا ہے کہ تمام سدھائے ہوئے اور پھاڑنے والے درندوں اور پنجوں سے شکار کرنے والے پرندوں سے شکار کرنا جائز ہے۔ اور سدھائے ہوئے جانور کے سوا کسی اور جانور سے شکار کرنا جائز نہیں ہے۔ الا یہ کہ اس کو ذبح کرلیا جائے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (آیت) وما علمتم من الجوارح مکلبین تم نے جو (شکار کا) کسب معاش کرنے والے جانور سدھائے ہیں درآنحالیکہ وہ شکار پر مسلط ہونے والے ہیں یہ آیت اپنے عموم کے اعتبار سے تمام شکار کرنے والے جانوروں کو شامل ہے۔ اور حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اس کی تائید کرتی ہے ہر چند کہ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کی روایت میں کلب کا ذکر ہے۔ لیکن لغت کے اعتبار سے ہر درندے پر کلب کا اطلاق ہوتا ہے حتیٰ کہ شیر پر بھی کلب کا اطلاق ہوتا ہے۔ امام ابو یوسف سے ایک روایت یہ ہے کہ انہوں نے ان جانوروں سے شیر اور ریچھ اپنی خساست کی وجہ سے۔ بعض علماء نے چیل کا بھی اس کی خساست کی وجہ سے استثناء کیا ہے۔ خنزیر بھی ان جانوروں سے مستثنیٰ ہے کیونکہ وہ نجس العین ہے اس لیے اس سے فائدہ حاصل کرنا جائز نہیں ہے۔ پھر ان شکاری جانوروں کو تعلیم دینا اور سدھانا نہایت ضروری ہے۔ کیونکہ قرآن مجید کی نص صریح (آیت) وما علمتم۔ میں تعلیم کی شرط کا ذکر ہے اور حضرت عدی بن حاتم کی روایت میں بھی تعلیم کی شرط کا ذکر ہے۔ اور جانور کو چھوڑنا بھی ضروری ہے کیونکہ یہی تعلیم کا معیار ہے کہ جب جانور کو چھوڑا جائے تو وہ چلا جائے اور اپنے مالک کے لیے شکار کو پکڑ کر رکھے۔ (ھدایہ اخیرین ص ۵۰۲ مطبوعہ شرکت علمیہ ملتان)

شکاری کتے کے معلم (سدھائے ہوئے) ہونے کا معیار اور شرائط:

شمس الائمہ سرخسی نے کلب معلم (سدھائے ہوئے کتے) کی حسب ذیل شرائط ذکر کی ہیں:

(۱) اپنے مالک کے پیچھے حملہ کرنے کے لیے نہ دوڑے۔

(۲) مار سے نہ سکھائے بلکہ شکاری دوسرے کتے کو شکار کھانے پر مارے تاکہ اس سے وہ کتا سیکھ لے کہ شکار کو نہیں کھانا چاہیے۔

جس شکار یا ذبیحہ پر بسم اللہ نہ پڑھی گئی ہو اس کے حکم میں فقہاء احناف کا نظریہ

اور ائمہ ثلاثہ کے دلائل کے جوابات:

امام ابوبکر جصاص حنفی متوفی ۳۷۰ھ لکھتے ہیں: ہمارے اصحاب (فقہاء احناف) امام مالک اور حسن بن صالح نے کہا ہے کہ اگر مسلمان (شکار یا ذبیحہ) عمداً بسم اللہ ترک کردے تو اس کو نہیں کھایا جائے گا اور اگر نسیاناً بسم اللہ کو ترک کردیا تو پھر اس کو کھالیا جائے گا۔ امام شافعی نے یہ کہا ہے کہ دونوں صورتوں میں ذبیحہ کو کھالیا جائے گا۔ امام اوزاعی کا بھی یہی قول ہے۔۔ نسیاناً بسم اللہ کو ترک کرنے میں اختلاف ہے۔ حضرت علی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما مجاہد عطاء بن ابی رباح سعید بن مسیب ابن شہاب اور طاؤس نے یہ کہا ہے کہ جس ذبیحہ پر بسم اللہ کو نسیاناً ترک کردیا جائے اس کو کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا مسلمان کے دل میں اللہ کا ذکر رہتا ہے۔ جس طرح مشرک کا ذبیحہ پر اللہ کا نام لینا سود مند نہیں ہے اسی طرح مسلمان کا بھولے سے نام نہ لینا مضر نہیں ہے۔ ابن سیرین نے کہا اگر مسلمان نسیاناً بھی بسم اللہ کو ترک کردے تو وہ ذبیحہ نہیں کھایا جائے گا۔

ابراہیم نے کہا ایسے ذبیحہ کو نہ کھانا مستحب ہے۔

امام ابوبکر جصاص حنفی لکھتے ہیں: کہ فقہاء احناف کا استدلال اس آیت سے ہے:

(آیت) ولا تاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ وانہ لفسق۔ (انعام:۶:۱۲۱)

ترجمہ: جس ذبیحہ پر اللہ کا نام نہیں لیا گیا اس کو مت کھاؤ بلاشبہ اس کا کھانا گناہ ہے۔

اس آیت سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ جس (شکار یا ذبیحہ) پر اللہ کا نام نہیں لیا گیا اس کا کھانا حرام ہے۔ خواہ اللہ کا نام عمداً ترک کیا ہو یا نسیاناً۔ لیکن دلائل سے یہ ثابت ہے کہ یہاں نسیان مراد نہیں ہے۔ البتہ اس شخص کا قول اس آیت کے خلاف ہے جس نے یہ کہا ہے کہ جس ذبیحہ پر عمداً بسم اللہ کو ترک کر دیا گیا اس کا کھانا بھی جائز ہے اور اس شخص کا یہ قول بکثرت آثار اور احادیث کے بھی خلاف ہے۔

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ اس آیت میں مشرکین کے ذبیحہ کو کھانے سے منع فرمایا گیا ہے کیونکہ حضرت ابن عباس بیان کرتے ہیں کہ مشرکوں نے کہا جس جانور کو تمہارے رب نے قتل کیا اور وہ مر گیا تو تم اس کو نہیں کھاتے اور جس جانور کو تم نے قتل کیا یعنی ذبح کیا اس کو تم کھا لیتے ہو۔ اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی جس پر اللہ کا نام نہیں لیا گیا اس کو مت کھاؤ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا یعنی مردار پر اور جب اس آیت میں مردار اور مشرکین کا ذبیحہ مراد ہے تو اس میں مسلمانوں کا ذبیحہ داخل نہیں ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اصول فقہ میں یہ قاعدہ معروف ہے کہ جب کسی آیت کا مورد نزول خاص ہو اور اس کے الفاظ عام ہوں تو پھر خصوصیت مورد کا اعتبار نہیں کیا جاتا بلکہ عموم الفاظ کا اعتبار ہے اور خصوصیت مورد کا لحاظ نہیں ہے اور اگر یہاں مشرکین کے ذبیحے مراد ہوتے تو اللہ تعالیٰ ان کا ذکر فرماتا اور صرف بسم اللہ کے ترک کرنے پر اقتصار نہ فرماتا اور ہم کو یہ بھی معلوم ہے کہ مشرکین اگر اپنے ذبیحوں پر بسم اللہ پڑھ بھی لیں تب بھی ان کا ذبیحہ حلال نہیں ہوگا۔

اس آیت میں مشرکین کے ذبیحے مراد نہ ہونے پر دلیل ہے کہ مشرکوں کا ذبیحہ کسی صورت میں حلال نہیں ہے۔ خواہ وہ بسم اللہ پڑھیں یا نہ پڑھیں اللہ تعالیٰ نے دوسری آیت میں مشرکوں کے ذبیحوں کے حرام ہونے کی تصریح کی ہے۔ وہ ہے (آیت) وما ذبح علی النصب۔ اور جس جانور کو بتوں کے لیے نصب شدہ پتھروں پر ذبح کیا گیا ہو اس سے معلوم ہوا کہ اس آیت میں مشرکوں کا ذبیحہ مراد نہیں ہے بلکہ یہ مراد ہے کہ جس جانور پر ذبح کے وقت بسم اللہ نہ پڑھی گئی ہو اس کا کھانا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ (آیت) وان الشیاطین لیوحون الی اولیائهم لیجادلوکم۔ (الانعام:۳۱) بلاشبہ شیطان تم سے جھگڑا کرنے کے لیے اپنے دوستوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتے رہتے ہیں۔ اس آیت کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ شیطان اپنے دوستوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالتے تھے کہ جس پر اللہ کا نام لیا جائے اس کو مت کھاؤ اور جس پر اللہ کا نام نہ لیا جائے اس کو کھا لو۔ تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

(آیت) ولا تاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ۔ (انعام:۱۲۱)

ترجمہ: جس ذبیحہ پر اللہ کا نام نہیں لیا گیا اس کو مت کھاؤ۔

اس حدیث میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ بتایا ہے کہ مشرکوں کا جھگڑا بسم اللہ کے ترک کرنے میں تھا اور یہ آیت بسم اللہ کو واجب کرنے کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ مشرکوں کے ذبیحوں کے متعلق نازل ہوئی ہے نہ کہ مردار کے بارے میں۔
نیز بسم اللہ کو عمداً ترک کرنے سے ذبیحہ یا شکار کے حرام ہونے پر یہ آیت دلیل ہے:۔

(آیت) یسئلونک ماذا احل لھم قل احل لکم الطیبت وما علمتم من الجوارح مکلبین تعلمونھن مما علمکم اللہ فکلوا مما امسکن علیکم واذکروا اسم اللہ علیہ (المائدہ:۴)

وہ آپ سے پوچھتے ہیں ان کے لیے کون سی چیزیں حلال کی گئی ہیں، آپ کہیے کہ تمہارے لیے پاک چیزیں حلال کی گئی ہیں اور جو تم نے شکاری جانور سدھا لیے ہیں دراں حالیکہ تم انہیں شکار کا طریقہ سکھانے والے ہو، تم انہیں اسی طرح سکھاتے ہو جس طرح اللہ نے تمہیں سکھایا ہے سو اس (شکار) سے کھاؤ جس کو وہ (شکاری جانور) تمہارے لیے روک رکھیں (اور شکار چھوڑتے وقت) اس (شکاری جانور) پر بسم اللہ پڑھو۔

اس آیت میں بسم اللہ پڑھنے کا امر کیا گیا ہے اور امر وجوب کے لیے آتا ہے اور یہ بداہتہً معلوم ہے کہ کھانا کھانے والے پر بسم اللہ پڑھنا واجب نہیں ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ شکار پر جانور چھوڑتے وقت بسم اللہ پڑھنا واجب ہے اور اس کی تائید حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کی اس روایت سے بھی ہوتی ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم اپنا سدھایا ہوا کتا چھوڑو اور اس پر بسم اللہ پڑھ لو تو اس کو کھایا کرو۔ اس آیت کا تقاضا یہ ہے کہ اس چیز کا کھانا ممنوع ہو جس پر اللہ کا نام نہیں لیا گیا اور اس آیت کا یہ بھی تقاضا ہے کہ بسم اللہ کو ترک کرنا ممنوع ہو اور اس ممانعت کی یہ تاکید آیت کے اس جزو سے ہوتی ہے (آیت) وانہ لفسق جس پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو اس کا کھانا گناہ ہے یا بسم اللہ کو ترک کرنا گناہ ہے اور اس میں یہ بھی دلیل ہے کہ بسم اللہ کو عمداً ترک کرنا گناہ ہے۔ کیونکہ بھول کر کوئی کام کرنا یا نہ کرنا گناہ نہیں ہوتا اور اس کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ حدیث میں ہے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! دیہاتی لوگ ہمارے پاس گوشت لے کر آتے ہیں۔ اور وہ نئے نئے کفر سے نکلے ہیں۔ ہم کو پتا نہیں کہ انہوں نے اس پر اللہ کا نام لیا ہے یا نہیں۔ آپ نے فرمایا تم اس پر اللہ کا نام لو اور کھا لو اگر بسم اللہ کو پڑھنا ذبح کی شرط نہ ہوتا تو آپ یہ فرماتے کہ اگر انہوں نے بسم اللہ کو نہیں پڑھا تو پھر کیا ہوا لیکن آپ نے فرمایا تم اس کو بسم اللہ پڑھ کر کھاؤ کیونکہ اصل اور قاعدہ یہ ہے کہ مسلمانوں کے افعال کو جواز اور صحت پر محمول کیا جاتا ہے اور بغیر کسی دلیل کے مسلمانوں کے امور اور افعال کو فساد پر محمول نہیں کیا جاتا۔

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ اگر یہ مراد ہو کہ بسم اللہ کو نہ پڑھنا گناہ ہے تو جو شخص ذبیحہ پر بسم نہ پڑھے وہ گنہگار ہوگا۔
حالانکہ اس پر اجماع ہے کہ وہ گنہگار نہیں ہوتا، اس لیے اس آیت میں مشرکین کے ذبیحے یا مردار مراد ہونے چاہئیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ہمیں یہ اجماع تسلیم نہیں ہے اور جو شخص ذبیحہ پر عمداً بسم اللہ کو ترک کرے گا وہ بہرحال گنہگار ہوگا۔
باقی رہا یہ کہ جو مسلمان بھول کر بسم اللہ ترک کر دے اس کا ذبیحہ جائز ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا ہے کہ جس جانور پر اللہ کا نام نہ لیا جائے اس کو مت کھاؤ اور اس کو گناہ فرمایا ہے۔ اور یہ گناہ اسی وقت ہوتا جب وہ عمداً اس حکم کی خلاف

ورزی کرے گا۔ کیونکہ یہ چیز انسان کی قدرت اور استطاعت میں نہیں ہے کہ وہ بھول کر بھی کوئی غلط کام نہ کرے اور انسان اپنی قدرت کے مطابق ہی مکلف ہوتا ہے۔

اور امام اوزاعی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: اللہ تعالیٰ نے میری امت کی خطا نسیان اور جبر سے درگزر فرمالیا ہے اور جب وہ نسیان کی حالت میں بسم اللہ پڑھنے کا مکلف نہیں ہے تو اس صورت میں اس کا ذبیحہ حرام نہیں ہوگا۔ حالت نسیان میں بسم اللہ ترک کرنے کی حالت نسیان میں شرائط نماز (مثلاً تکبیر اور وضو وغیرہ) ترک کرنے پر قیاس کرنا درست نہیں ہے۔ اس لیے کہ جب انسان کو یاد آجائے کہ اس نے بغیر وضو کے نماز پڑھی ہے تو اس پر اس کا تدارک نہیں ہوسکتا، اس لیے اس کا ذبیحہ درست قرار پائے گا۔ اس کی نظیر یہ ہے کہ کہ اگر کسی شخص نے بھولے سے روزہ میں کچھ کھایا پی لیا تو اس کا روزہ صحیح اور برقرار رہے گا۔ کیونکہ وہ اس کا مکلف ہے کہ وہ اپنے قصد اور ارادے سے روزہ میں کھانے پینے سے اجتناب کرے اور حالت نسیان میں بھی کھانے پینے سے اجتناب کرنا اس کی استطاعت میں نہیں ہے اسی طرح حالت نسیان میں ذبیحہ پر بسم اللہ پڑھنا اس کی استطاعت میں نہیں ہے۔ (احکام القرآن ج ۳ ص ۸-۵ مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ۱۴۰۰ھ)

غلیل کمان اور دیگر آلات سے شکار کرنے کا حکم

جن آلات سے شکار کیا جاتا ہے ان تمام آلات کے لیے قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ اگر جانور اس آلہ کی ضرب سے دب کر یا چوٹ کھا کر مر گیا یا گلا گھٹنے سے مر گیا تو وہ حرام ہوگیا اور اگر جانور اس آلہ سے کٹ کر یا چھد کر مرا اس کے زخم آیا اور خون بہا تو پھر وہ جانور حلال ہے اور بسم اللہ پڑھ کر ایسا آلہ پھینکنا جس سے جانور کا جسم کٹے اور خون بہے ذکاۃ اضطراری ہے۔ اختیاری ذکاہ یہ ہے کہ جانور کو پکڑ کر بسم اللہ اللہ اکبر کہتے ہوئے اس کے گلے پر اس طرح چھری پھیری کہ اس کی چاروں رگیں کٹ جائیں اور جب جانور دور بیٹھا ہو یا بھاگ رہا ہو اور اس کو پکڑ کر معروف طریقہ سے ذبح کرنا ممکن نہ ہو تو بسم اللہ پڑھ کر اس پر تیر یا کوئی اور آلہ جارحہ پھینک دیا جائے جس سے زخمی ہو کر وہ جانور مر جائے تو وہ حلال ہوگا اور یہ ذکاۃ اضطراری ہے۔ اور اگر اس جانور پر لاٹھی پتھر یا کسی اور وزنی چیز کی ضرب لگائی جائے جس سے وہ دب کر مر جائے یا اس کے گلے میں کوئی پھندا ڈالا جائے جس سے وہ گلا گھٹنے سے مر جائے تو پھر یہ جانور حرام ہے۔ یہ قاعدہ کلیہ قرآن مجید کی اس آیت سے مستفاد ہے:

(آیت) حرمت عليكم الميتة والدم ولحم الخنزير وما اهل لغير الله به والمنخنقة والموقوذة والمتردية والنطيحة وما اكل السبع الا ما ذكيتم ۔ (المائدہ:۳)

ترجمہ: تم پر یہ حرام کیے گئے ہیں۔ مردار خون خنزیر کا گوشت جو غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا گیا ہو جس کا گلا گھونٹا گیا ہو جو کسی ضرب سے دب کر مرا ہو اوپر سے گرا ہو سینگ مارا ہوا ہو اور جس کو درندہ نے کھایا ہو البتہ! ان میں سے جس کو تم نے (اللہ کے نام پر) ذبح کر لیا وہ حلال ہے۔

اس آیت میں یہ تصریح کی گئی ہے کہ موقوذۃ (جو کسی چیز کی ضرب سے دب کر اور چوٹ کھا کر مرا ہو) اور منخنقۃ (جو گلا گھٹ کر مرا ہو) حرام ہے اس لیے اگر کسی ایسے آلہ سے شکار کیا جائے جس سے دب کر جانور مر جائے یا گلا گھٹنے سے مر جائے تو پھر وہ جانور

حرام ہوگا۔

علامہ ابوعبداللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی متوفی ۶۶۸ھ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں: موقوذۃ وہ جانور جو بغیر ذکاۃ کے لاٹھی یا پتھر مارنے سے مرجائے۔ قتادہ کہتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں لوگ اس طرح جانور کو مار کر کھالیتے تھے۔ صحیح مسلم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے جب تم معراض کو پھینکو اور وہ جانور کے آر پار ہوجائے تو اس کو کھالو اور اگر اس کے عرض سے مرے تو پھر اس کو مت کھاؤ اور ایک روایت یہ ہے کہ وہ وقیذ (موقوذہ) ہے۔ علامہ ابوعمرو نے کہا کہ متقدمین اور متاخرین علماء کا اس میں اختلاف ہے کہ بندقہ (یعنی مٹی کی خشک کی ہوئی گولی جس کو غلیل یا کمان سے پھینکا جاتا ہے۔ (عمدۃ القاری ج۲۱ ص۹۶ ردالمحتار ج۵ ص۲۱۷ تفسیر القرطبی ص۱۳۸ نیل الاوطار ج۱۰ ص۸۴) سے شکار کیا ہوا آیا حلال ہے یا نہیں۔

مفتی محمد شفیع دیوبندی نے اپنی تفسیر میں علامہ قرطبی کی اس عبارت کا خلاصہ ذکر کیا ہے اور لکھا ہیں: جو شکار بندوق کی گولی سے ہلاک ہوگیا اس کو بھی فقہاء نے موقوذہ میں داخل کیا ہے اور اس دلیل میں علامہ جصاص کی یہ عبارت نقل کی ہے (المقتولة بالبندقة تلك الموقوذة) امام اعظم امام شافعی امام مالک وغیرہ سب اسی پر متفق ہیں۔ (معارف القرآن ج۳ ص۴۹)

عربی میں بندوقہ کا معنی ہے مٹی کی خشک کی ہوئی گولی۔ جیسا کہ ہم نے بحوالہ بیان کیا ہے اور بندوق کی گولی کو عربی میں بندقۃ الرصاص کہتے ہیں۔ نیز بندوق کی ایجاد آٹھویں صدی ہجری کے وسط میں ہوئی ہے اور امام ابوحنیفہ ۱۵۰ھ امام مالک ۱۷۹ھ امام شافعی ۲۰۴ھ علامہ جصاص ۳۷۰ھ اور علامہ قرطبی ۶۶۸ھ میں فوت ہوئے۔ سو یہ ائمہ اور علماء بندوق کی گولی کے شکار کے متعلق کیسے رائے دے سکتے ہیں جو ان کے بہت بعد کی ایجاد ہے۔ مفتی محمد شفیع دیوبندی نے بندقہ کا معنی بندوق کی گولی کرنے میں بہت سخت مغالطہ کھایا ہے۔ فتاوی دارالعلوم (ج۲ ص۹۵۵) میں بھی انہوں نے یہی مغالطہ کھایا ہے۔ ۱۲ منہ۔

اور آج کل کی متعارف بندوق کی گولی جو سیسہ کی ہوتی ہے اور اس میں بارود بھرا ہوا ہوتا ہے۔ اس کو عربی میں بندقۃ الرصاص کہتے ہیں۔۔۔۔ سعیدی غفرلہ) پتھر اور معراض سے جس جانور کو ماردیا جائے آیا وہ حلال ہے یا نہیں؟ بعض علماء نے یہ کہا کہ یہ موقوذہ ہے اگر یہ مرگیا تو پھر اس کا کھانا جائز نہیں ہے!۔ حضرت ابن عمر امام مالک امام ابوحنیفہ امام شافعی اور ثوری کا یہی نظریہ ہے۔ فقہاء شام اور امام اوزاعی نے یہ کہا ہے کہ معراض سے مارا ہوا جانور حلال ہے۔ خواہ وہ جانور کے آر پار گزرے یا نہیں۔ حضرت ابوالدرداء حضرت فضالہ بن عبید اور مکحول اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے لیکن اس مسئلہ میں قول فیصل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث ہے کہ اگر جانور معراض کے عرض سے مرے تو اس کو مت کھاؤ کیونکہ وہ وقیذ ہے۔

(الجامع الاحکام القرآن ج۶ ص۴۸)

علامہ ابوالحسن علی بن ابی بکر المرغینانی الحنفی ۵۹۳ لکھتے ہیں: جس جانور کو معراض کے عرض سے مارا گیا ہو اس کو کھانا جائز نہیں ہے اور اگر معراض نے اس جانور کو زخمی کردیا تو پھر اس جانور کو کھانا جائز ہے۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو جانور معراض کی دھار سے مرا اس کو کھالو اور جو جانور معراض کے عرض سے مرا اس کو مت کھاؤ نیز شکار کے حلال ہونے کے لیے اس کا زخمی ہونا ضروری ہے تاکہ اس میں ذکاۃ کا معنی متحقق ہوسکے۔ جیسا کہ ہم اس سے پہلے بیان کر چکے ہیں۔ (علامہ المرغینانی نے پہلے یہ

بیان کیا ہے کہ ظاہر الروایہ کے مطابق شکار میں زخم کرنا ضروری ہے تاکہ ذکاۃ اضطراری تحقق ہو اور ذکاۃ اضطراری کی تعریف یہ ہے کہ شکاری کے آلہ استعمال کرنے کی وجہ سے شکار کے بدن کے کسی حصہ میں بھی زخم آ جائے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (آیت) وما علمتم من الجوارح اور تم نے زخمی کرنے والے شکاری جانور سدھائے ہیں۔ اس آیت میں شکار کو زخمی کرنے کی شرط کی طرف اشارہ ہے کیونکہ جوارح جرح سے ماخوذ ہے اور اس کا معنی ہے زخمی کرنے والے۔ (ہدایہ اخرین ص ۵۰۳)

اور جو جانور غلیل یا کمان کی گولی سے مرا ہو اس کو بھی کھانا جائز نہیں کیونکہ یہ گولی شکار کے جسم کو کوٹتی ہے اور توڑتی ہے اور اس کو زخمی نہیں کرتی۔ سو یہ معراض کی طرح ہے جو شکار کے آر پار نہ ہو۔ اسی طرح اگر پتھر سے شکار کو مار ڈالا تو اس کو کھانا بھی جائز نہیں ہے۔ اگر پتھر بھاری اور دھار والا ہو تو اس سے مرنے والا جانور کو کھانا جائز نہیں ہے۔ خواہ وہ جانور کو زخمی کر دے کیونکہ یہ احتمال ہے کہ وہ جانور اس پتھر کے ثقل کی وجہ سے مرا ہو اور اگر وہ پتھر خفیف ہو اور اس میں دھار ہو اور جانور زخمی ہو جائے تو اس کا کھانا جائز ہے، کیونکہ اب یہ متعین ہو گیا کہ جانور کی موت زخم کی وجہ سے واقع ہوئی ہے اور اگر پتھر خفیف ہو اور وہ اس کو تیر کی طرح لمبا کرے اور اس میں دھار ہو تو اس سے کیا ہوا شکار حلال ہے۔ کیونکہ اس پتھر سے جانور زخمی ہو کر مرے گا۔ اگر شکاری نے دھار والی سنگ مر مر کر پھینکا اور اس نے جانور کو کاٹا نہیں تو وہ جانور حلال نہیں ہے۔ کیونکہ اب جانور اس کے کوٹنے سے مرا ہے اسی طرح اگر اس پتھر کے پھینکنے سے اس کا سر الگ ہو گیا یا اس کی گردن کی رگیں الگ ہو گئیں تو وہ جانور حلال نہیں ہے۔ کیونکہ جس طرح پتھر کی دھار سے رگیں کٹتی ہیں اسی طرح پتھر کے ثقل سے بھی رگیں کٹ جاتی ہیں۔ اس لیے اب شک واقع ہو گیا اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ رگوں کے کٹنے سے پہلے وہ جانور مر گیا ہو اور اگر جانور کو لاٹھی یا لکڑی سے مار ڈالا تو وہ حلال نہیں ہے کیونکہ وہ لاٹھی یا لکڑی کے ثقل سے مرا ہے۔ ہاں اگر اس لکڑی یا لاٹھی کی دھار ہو اور اس سے جانور کٹ جائے تو اب اس جانور کو کھانا جائز ہے۔ کیونکہ اب وہ لاٹھی تلوار اور نیزے کے حکم میں ہے اور ان تمام مسائل میں قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ جب یہ یقین ہو جائے کہ شکار کی موت زخم کی وجہ سے ہوئی ہے تو شکار حلال ہے اور جب یہ یقین ہو کہ موت ثقل کی وجہ سے ہوئی ہے شکار حرام ہے اور جب یہ شکل ہو اور یہ پتا نہ چلے کہ موت زخم سے ہوئی ہے یا ثقل سے تو پھر شکار کا حرام ہونا احتیاطا ہے۔ (ہدایہ اخیرین ۵۱۲-۵۱۱ مطبوعہ شرکت علمیہ ملتان)

بندوق سے مارے ہوئے شکار کی تحقیق کا بیان

آٹھویں صدی ہجری سے پہلے دنیا بارودی بندوق سے متعارف نہیں ہوئی تھی۔ دائرۃ المعارف میں لکھا ہے دستی بندوق کا استعمال یورپ میں ۱۳۶۵ء میں شروع ہوا تھا اور مسلمان ممالک میں اس کی ابتداء سلطان قاتیبائی کے عہد میں ۸۹۵ھ۔ ۱۴۹۰ء میں ہوئی۔ (اردو دائرہ معارف اسلامیہ ج ۳ ص ۸۸۷ مطبوعہ لاہور)

بہر حال دسویں صدی کا بندوق کا استعمال عام نہیں ہوا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ بارھویں صدی سے پہلے علماء نے بندوق سے کیے ہوئے شکار کے حکم پر بحث نہیں کی۔ بارھویں صدی سے پہلے علماء نے بندوق سے کیے ہوئے شکار کے حکم پر بحث نہیں کی۔ بارھویں صدی میں علماء نے اس مسئلہ پر بحث کی اور یہ بحث ہنوز جاری ہے۔ بعض بندوق سے کیے ہوئے شکار کو اس بناء پر ناجائز کہتے ہیں کہ بندوق کی گولی سے شکار ٹوٹتا ہے کٹتا نہیں اور جانور اس کے ثقل سے مرتا ہے۔ اس لیے یہ موقوذہ ہے اور حرام ہے۔ اس کے برخلاف

دوسرے علماء یہ کہتے ہیں کہ بندوق کی گولی سے شکار زخمی ہوتا ہے اس کا خون بہتا ہے اور بعض اوقات گولی شکار کے آر پار ہو جاتی ہے اور ذکاۃ اضطراری کا مدار زخم لگنے اور خون بہنے پر ہے اور وہ بندوق کے شکار سے حاصل ہو جاتا ہے اس لیے بندوق سے کیا ہوا شکار جائز ہے۔ ہم پہلے مانعین کے دلائل پیش کریں گے۔ اس کے بعد مجوزین کے دلائل پیش کریں گے اور آخر میں اپنی رائے کا ذکر کریں گے۔ فنقول وباللہ التوفیق وبہ الاستعانۃ یلیق۔

بندوق کے شکار کو حرام کہنے والے علماء کے دلائل کا بیان

علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ لکھتے ہیں: یہ بات واضح ہے کہ بندوق کی گولی پریشر سے نکلنے کی بنا پر جلاتی ہے اور اس کے بوجھ کی وجہ سے زخم پیدا ہوتا ہے۔ کیونکہ اس میں دھار نہیں ہوتی اس بنا پر بندوق سے کیا ہوا شکار حلال نہیں ہے۔ علامہ ابن نجیم کا بھی یہی فتویٰ ہے۔ (ردالمحتار ج ۵ ص ۳۱۷ مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول ۱۳۲۷ھ)

مولانا امجد علی لکھتے ہیں بندوق کا شکار مر جائے یہ بھی حرام ہے کہ گولی یا چھرا آلہ جارحہ نہیں بلکہ اپنی قوت مدافعت کی وجہ سے توڑا کرتا ہے۔ (بہار شریعت ج ۱۷ ص ۲۳ مطبوعہ غلام علی اینڈ سنز کراچی)

مفتی محمد شفیع دیوبندی متوفی ۱۳۹۶ھ لکھتے ہیں: بندوق کا شکار اگر ذبح کرنے سے پہلے مر جائے تو وہ حرام ہو جاتا ہے۔ کھانا اس کا حلال نہیں ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم دیوبند ج ۲ ص ۹۵۵ مطبوعہ دار الاشاعت کراچی)

بندوق کے شکار کو حلال قرار دینے والے علماء کے دلائل کا بیان

علامہ ابوالبرکات احمد بن دردیر مالکی لکھتے ہیں۔ بندوق کی گولی سے کیے ہوئے شکار کو کھایا جائے گا کیونکہ وہ ہتھیاروں سے زیادہ قوی ہے۔ جیسا کہ بعض فضلاء نے اس پر فتویٰ دیا ہے اور بعض نے اس پر اعتماد کیا ہے۔

(شرح الصغیر علی اقرب المسالک مطبوعہ دار المعارف مصر ۱۹۴۷ء)

علامہ صاوی مالکی متوفی ۱۲۲۳ھ لکھتے ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ بندوق کی گولی سے شکار کے متعلق متقدمین کی تصانیف میں کوئی تصریح نہیں ہے کیونکہ بارودی بندوق کی ایجاد آٹھویں صدی ہجری کے وسط میں ہوئی ہے اور متاخرین کا اس میں اختلاف ہے۔ بعض علماء نے غلیل کی (مٹی کی خشک) گولی پر قیاس کر کے اس کو ناجائز کہا ہے اور بعض علماء نے جائز کہا۔ چنانچہ ابوعبداللہ القروی ابن غازی اور سید عبدالرحمٰن فاسی نے اس کو جائز کہا ہے کیونکہ بندوق کے ذریعہ خون بہایا جاتا ہے اور بہت سرعت کے ساتھ شکار کا کام تمام کر دیا جاتا ہے جس کے سبب سے ذکاۃ مشروع کیا گیا ہے۔ (حاشیۃ الصاوی علی الشرح الصغیر مطبوعہ مصر)

بندوق کے شکار کے متعلق مصنف کی تحقیق اور بحث ونظر کا بیان

قرآن مجید احادیث صحیحہ اور فقہاء احناف کے قواعد کی روشنی میں مصنف کی تحقیق یہ ہے کہ بندوق سے مارا ہوا شکار حلال ہے اور اس کا کھانا جائز ہے۔ قرآن مجید نے شکار کی حلت کا مدار شکار کو زخمی کرنا قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

(آیت) قل احل لکم الطیبت وما علمتم من الجوارح مکلبین (المائدہ:۴)

ترجمہ آپ فرمادیجئے کہ تمہارے لیے پاک چیزیں حلال کی گئی ہیں اور جو تم نے زخمی کرنے والے جانور سدھا لیے ہیں
الجوارح جارحہ کی جمع ہے اور جارحہ زخمی کرنے والے جانور کو کہتے ہیں اور شکاری جانور کا کیا ہوا شکار اسی وقت حلال ہوتا ہے جب وہ شکار کو زخمی کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جوارح کے کیے ہوئے شکار کو کھانے کا حکم دیا ہے اور جب مشتق پر حکم لگایا جائے تو مشتق کا ماخذ اشتقاق سے بھی چونکہ شکار زخمی ہوتا ہے اس لیے آیت شکار کے حلال ہونے کی علت اس کو زخمی کرنا ہے اور بندوق کی گولی یا اس کے چھروں سے بھی چونکہ شکار زخمی ہوتا ہے اس لیے آیت کی تصریح کے مطابق بندوق سے مارا ہوا شکار حلال ہے اور یہ موقوذ نہیں ہے کیونکہ موقوذ ہوتا ہے جو چوٹ سے مرے اس کو زخم آئے اور نہ اس سے خون بہے۔

احادیث صحیحہ کی روشنی میں بھی بندوق سے مارا ہوا شکار حلال ہے۔ امام مسلم حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: **اذا رميت بالمعراض فخرق فكله واذا اصابه بعرضه فلاتاكله ۔**

ترجمہ: جب تم شکار معراض پھینکو اور معراض شکار میں نفوذ کر جائے تو اس کو کھالو اور اگر شکار معراض کے عرض سے مرے تو اس کو مت کھاؤ۔ (صحیح مسلم ج۲ ص ۱۴۵ مطبوعہ کراچی ۱۳۷۵ھ)

اور بندوق کی گولی اور چھرے بھی شکار میں نفوذ کر جاتے ہیں اس لیے بندوق سے مارا ہوا شکار جائز ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں: اگر یہ کہا جائے کہ یہ فخرق (ر کے ساتھ) ہے تو اس کا معنی ہے جانور میں سوراخ کرنا۔
(فتح الباری ج ۹ ص ۶۰۰ طبع لاہور)

خلاصہ یہ ہے کہ یہ لفظ ز کے ساتھ ہو تو اس کا معنی ہے نفوذ کرنا اور بندوق کی گولی میں نفوذ کر جاتی ہے اور اگر یہ لفظ (ر) کے ساتھ ہو تو اس کا معنی ہے سوراخ کرنا اور پھاڑنا اور بندوق کی گولی شکار کو پھاڑ دیتی ہے اور اس میں سوراخ کر دیتی ہے۔ لہٰذا اس حدیث کے مطابق ہر تقدیر پر بندوق سے مارا ہوا شکار حلال ہے۔ اسی طرح ایک اور حدیث میں ہے جس آلہ سے بھی جانور کا خون بہہ جائے وہ جائز ہے اور ذبیحہ اور شکار حلال ہے۔

امام بخاری روایت کرتے ہیں: حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کل ہم دشمن سے مقابلہ کریں گے اور ہمارے پاس چھریاں نہیں ہیں۔ آپ نے فرمایا جلدی کرنا۔ یا فرمایا اس کو جلدی ذبح کرنا (تاکہ وہ طبعی موت نہ مر جائے) جس چیز کا خون بہایا جائے اور اس پر اللہ کا نام لیا جائے گا اس کو کھالو مگر دانت اور ہڈی نہ ہوں۔

دانت کی وجہ یہ ہے کہ وہ ہڈی ہے اور ناخن حبشیوں کی چھری ہے۔ (اس غزوہ میں) ہم کو مال غنیمت میں بکریاں اور اونٹ ملے۔ ان میں سے ایک اونٹ بھاگ نکلا ایک شخص نے اس کو تیر مارا سو (اللہ نے) اس اونٹ کو روک دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان اونٹوں میں سے بعض اونٹ وحشی جانوروں کی طرح ہیں جب ان میں سے کوئی تم پر غالب آ جائے تو اسی طرح کیا کرو۔ (صحیح بخاری ج۲ ص ۸۲۸ مطبوعہ کراچی)

نیز امام بخاری روایت کرتے ہیں۔

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دانت اور ناخن کے سوا جو چیز بھی خون بہا دے اس (کے مارے ہوئے) کو کھا لو۔ (صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۲۸ مطبوعہ کراچی)

بندوق کی گولی ناخن اور ہڈی نہیں ہے اور جانور کا خون بہا دیتی ہے۔ لہٰذا اس حدیث کے مطابق اس کا مارا ہوا شکار حلال ہے اور اس کا کھانا جائز ہے۔ بندوق سے مارے ہوئے شکار کے حلال ہونے پر یہ اشکال ہو سکتا ہے کہ حدیث میں ہے۔ جب جانور معراض کی دھار سے مرے تو اس کو کھا لو اور جب وہ معراض کے عرض سے مرے تو وہ وقیذ ہے اس کو مت کھاؤ۔ (صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۴۵ مطبوعہ کراچی)

بعض علماء یہ کہتے ہیں کہ بندوق کی گولی اور چھروں میں چونکہ دھار نہیں ہوتی اس لیے اس لیے بندوق سے مارا ہوا جانور وقیذ ہے اور حلال نہیں ہے۔ لیکن یہ استدلال صحیح نہیں ہے۔ امام بخاری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے موقوذہ کی یہ تفسیر نقل کی ہے موقوذہ وہ جانور ہے جس کو لکڑیوں کی ضرب سے مار کر ہلاک کیا جائے۔ (صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۲۳ مطبوعہ کراچی)

اور جو جانور معراض کے عرض سے مارا جائے وہ وقیذ ہے۔ اس کی شرح میں حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں: کیونکہ اس صورت میں وہ معراض بھاری لکڑی پتھر اور بھاری چیز کے حکم میں ہے۔ (فتح الباری ج ۹ ص ۶۰۰ مطبوعہ لاہور)

خلاصہ یہ ہے کہ موقوذہ وہ جانور ہے جس کو کسی بھاری اور وزنی چیز کی ضرب سے مار کر ہلاک کیا جائے اور بندوق کی گولی یا چھرے بھاری اور وزنی نہیں ہوتے اس لیے ان سے مارا ہوا جانور موقوذہ نہیں۔ بندوق کی گولی نوکدار ہوتی ہے اس لیے اس میں کوئی اشکال نہیں ہے۔ البتہ بندوق کے چھروں میں نوک نہیں ہوتی لیکن چونکہ وہ گوشت کو پھاڑتے ہیں اور خون بہاتے ہیں اس لیے وہ دھار والی چیز کے حکم میں ہیں۔ اس لیے بندوق کی گولی یا چھروں سے مارا ہوا شکار حلال ہے اور اس کا کھانا جائز ہے۔

یہ ملحوظ رہے کہ بعض صحابہ اور فقہاء تابعین غلیل کی گولی سے مارے ہوئے شکار کو بھی جائز اور حلال کہتے ہیں جبکہ غلیل کی گولی سے جانور کے زخم آتا ہے نہ خون بہتا ہے اور ہمارے نزدیک اس کی وقیذ ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہے۔ اس کے باوجود جب غلیل میں گولی سے مارے ہوئے شکار کی حرمت متفق علیہ نہیں ہے تو بندوق کی گولی یا چھروں سے مارے ہوئے شکار کو حرام کہنا کس طرح صحیح ہو سکتا ہے؟

امام عبدالرزاق بن ہمام متوفی ۲۱۱ روایت کرتے ہیں: ابن مسیب کہتے ہیں کہ جس وحشی جانور کو تم نے پتھر کی گولی یا پتھر سے مارا اس کو کھا لو۔

ابن مسیب بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمار بن یاسر نے کہا جب تم پتھر یا غلیل کی گولی مارو اور بسم اللہ پڑھ لو تو کھا لو۔

ابن عیینہ کہتے ہیں کہ ابن ابی لیلی کے بھائی نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے غلیل کے ساتھ ایک پرندہ مارا پھر میں نے عبدالرحمن بن ابی لیلی سے اس کے متعلق سوال کیا انہوں نے مجھے اس کو کھانے کا حکم دیا۔ ابن طاؤس اپنے والد روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے معراض کے شکار کے متعلق یہ کہا۔

جب معراض شکار میں نفوذ کر جائے تو پھر اس کے کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے اگر تم نے ایسا تیر مارا جس کا لوہا (یا دھار)

نہیں تھا اور شکار گر گیا تو اس کو کھالو۔ (مصنف عبدالرزاق ج ۴ ص ۴۷۷ ۴، مطبوعہ بیروت)

ان آثار سے یہ واضح ہو گیا کہ بعض صحابہ اور فقہاء تابعین غلیل کی گولی اور بغیر لوہے کے تیر سے مارے ہوئے شکار کو حلال اور جائز کہتے تھے۔ اور اس سے یہ معلوم ہوا کہ غلیل کی گولی اور بغیر دھار کے تیر سے مارے ہوئے شکار کی حرمت بھی قطعی یقینی اور اتفاقی نہیں ہے۔ اور بندوق کی گولی سے مارے ہوئے شکار کو بھی اگر چہ بعض متاخرین فقہاء نے موقوذہ قرار دے کر حرام کہا ہے لیکن یہ ان کی اجتہادی خطا ہے۔ تحقیق یہ ہے کہ بندوق کی گولی سے مارا ہوا شکار قرآن مجید اور احادیث صحیحہ کی روشنی میں حلال اور طیب ہے۔

قرآن مجید اور احادیث سے بندوق سے مارے ہوئے شکار کا حکم واضح کرنے کے بعد اب ہم فقہاء احناف کے اصول اور قواعد کی روشنی میں اس مسئلہ کو واضح کرنا چاہتے ہیں:

علامہ شمس الائمہ محمد بن احمد سرخسی متوفی ۴۸۳ھ لکھتے ہیں: ذکاۃ (ذبح) کا معنی ہے فاسد اور نجس خون کو بہانا اور اس کی دو قسمیں ہیں۔ ذبح اختیاری اور ذبح اضطراری۔ ذبح اختیاری یہ ہے کہ قدرت اور اختیار کے وقت حیوان کے گلے پر چھری پھیرنا اور جب گردن پر چھری پھیرنا ممکن نہ ہو تو جانور کے جسم کے کسی حصہ پر بھی زخم ڈال دینا ذبح اضطراری ہے کیونکہ انسان اپنی قدرت کے اعتبار سے مکلف ہوتا ہے۔ سو جو صورت میں وہ حیوان کے گلے پر چھری پھیر سکتا ہو تو اس کے گلے پر چھری پھیرے بغیر ذکاۃ حاصل نہیں ہوگی اور جہاں اس پر قدرت نہ ہو وہاں جانور کے جسم میں کہیں پر بھی زخم ڈالنا اس ذکاۃ کے قائم مقام ہے۔

(المبسوط ج ۱۱ ص ۲۱ مطبوعہ بیروت)

لاٹھی اور پتھر سے مارے ہوئے شکار کو اسی لیے ناجائز کہا گیا ہے کہ عادتاً لاٹھی اور پتھر سے اس وقت مارا جاتا ہے جب جانور قریب ہو۔ اور جب جانور قریب ہو تو اس کے گلے پر چھری پھیر کر ذبح کیا جا سکتا ہے۔ اس لیے یہاں ذبح اختیاری ہے اضطراری نہیں ہے۔ اور جب جانور دور ہو اور اس کو پکڑ کر اس کے گلے پر چھری پھیرنا قدرت میں نہ ہو مثلاً کسی درخت پر بیٹھا ہو یا اڑ رہا ہو، یا بھاگ رہا ہو اور بندوق سے فائر کر کے ان جانوروں کو شکار کر لیا جائے اور گولی یا چھرے لگنے سے وہ جانور زخمی ہو جائیں اور ان کے جسم سے خون بہہ جائے تو ان کا زخمی ہونا اور خون بہنا ذکاۃ اضطراری ہے۔ اور فقہاء کے اس بیان کردہ قاعدہ کے مطابق حلال ہے اور اس کا کھانا جائز ہے۔

نیز علامہ سرخسی متوفی ۴۸۳ھ لکھتے ہیں: ابراہیم رحمۃ اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب معراض شکار کو پھاڑ دے تو کھالو اور جب نہ پھاڑے تو نہ کھاؤ معراض اس تیر کو کہتے ہیں جس کا پیکان نہ ہو!! یہ کہ اس کا سر دھار والا ہو۔ ایک قول یہ ہے کہ وہ بغیر پر کا تیر ہے۔ بسا اوقات تیر عرض کی جانب سے لگتا ہے اور شکار کو پھاڑتا نہیں توڑ دیتا ہے۔ اسی کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا: کہ اگر شکار تیر کی دھار سے مرے اور زخمی ہو تو کھالو اور اگر تیر کے عرض سے مرے تو مت کھاؤ اور ہم یہ بیان کر چکے ہیں کہ حلت کا مدار نجس خون کے بہنے پر ہے اور یہ اسی وقت ہوگا جب معراض شکار کو پھاڑ دے اور اگر شکار کو پھاڑے بغیر توڑ دے تو خون نہ بہے گا۔ (مثلاً اس ضرب سے ہڈی یا ٹانگ ٹوٹ جائے) اور یہ حکماً موقوذہ ہے اور یہ نص قطعی سے حرام ہے۔ (المبسوط ج ۱۱ ص ۲۲۲ مطبوعہ بیروت)

علامہ سرخسی کی اس عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ موقوذہ وہ جانور ہے جو کسی بھاری اور وزنی چیز سے ٹوٹ جائے (یعنی اس کی ہڈی

ٹوٹ جائے) اس کے جسم میں زخم آئے اور نہ خون بہے اور اگر کوئی آلہ جانور کے جسم کو پھاڑ دے اور اس کا خون بہائے تو یہ حلال ہے
اور بندوق سے مارا ہوا شکار ایسا نہیں ہوتا کہ اس میں زخم آئے نہ خون بہے۔ اس لیے وہ موقوذہ نہیں ہے بلکہ بندوق کی گولی اس کے
جسم کو پھاڑ دیتی ہے۔ اس کے جسم میں سوراخ ہو جاتا ہے۔ بسا اوقات گولی آر پار ہو جاتی ہے اس کے جسم میں زخم آتا ہے اور خون
بہتا ہے (یاد رہے کہ زکوۃ اضطراری میں پورے جسم سے خون بہنا ضروری نہیں ہے۔ جیسا کہ کتے کے مارے ہوئے شکار کے جسم میں
بسا اوقات سارا خون نہیں بہتا) اس لیے بندوق سے مارا ہوا شکار حلال اور طیب ہے اور اس کا کھانا جائز ہے۔

الحمد للہ علی احسانہ قرآن مجید احادیث صحیحہ اور فقہاء اسلام کی تصریحات سے یہ واضح ہو گیا کہ بندوق سے مارا ہوا شکار حلال
ہے۔ میں نے اس مسئلہ میں زیادہ تفصیل اور تحقیق اس لیے کی ہے کہ اس زمانہ میں بعض اہل علم یہ کہتے ہیں کہ بندوق سے مارا ہوا شکار
موقوذہ ہونے کی بناء پر حرام ہے۔ ظاہر ہے کہ ان علماء نے نیک نیتی سے یہ فتویٰ دیا ہے۔ لیکن یہ علماء اس مسئلہ میں زیادہ گہرائی اور
گیرائی میں نہیں گئے اور ان کو اس مسئلہ میں اجتہادی خطاء لاحق ہوئی۔ آج کل بندوق سے شکار عام ہو گیا ہے اور بکثرت لوگ اس
میں مبتلا ہیں اور اگر گولی یا چھرہ لگنے سے جانور مر جائے تو اس کو اسی فتویٰ کی بناء پر مردار اور حرام قرار دیا جاتا ہے۔ جبکہ قرآن مجید
احادیث اور فقہاء اسلام کی تصریحات کے مطابق یہ حلال اور طیب ہے اور اجتہادی مسائل میں میرا ذہن ہے کہ امت مسلمہ کے لیے
آسان اور سہل احکام بیان کیے جائیں اور قرآن مجید احادیث اور فقہاء اسلام کے اصول اور قواعد سے امت مسلمہ کے لیے زیادہ
سے زیادہ یسر اور آسانی کو حاصل کیا جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے آسانی کرو اور لوگوں کو مشکل میں نہ ڈالو شرح صحیح
مسلم میں میرا یہی اسلوب رہا ہے کہ اجتہادی مسائل میں قرآن سنت اور فقہاء اسلام کے قواعد میں مسلمانوں کے عمل کے لیے مجھے
جہاں بھی کوئی یسر اور آسانی کی دلیل اور سبیل ملی میں نے اسی کو اختیار کر لیا اور امت کی دشواری اور عسر کی راہ کو ترک کر دیا اور میں نے
جب بھی کسی مسئلہ کی تحقیق کے لیے قلم اٹھایا تو قرآن مجید سنت اور فقہاء اسلام کی تصریحات کو مقدم رکھا ہے اور مشکل پسند اور فقہاء
عسر کے اقوال کو ترک کر دیا۔ (تفسیر تبیان القرآن، سورہ مائدہ، ۳، لاہور)

وقت ذبح غیر خدا کا نام لینے کے سبب حرمت ذبیحہ پر مذاہب اربعہ

حنفیہ کہتے ہیں کہ اگر اہل کتاب میں سے کوئی شخص ذبح کے وقت مسیح کا نام لے تو اسکا کھانا حلال نہیں ہے۔ مالکیہ ذبیحہ کی حلت
کے لیے شرط لگاتے ہیں کہ اس پر غیر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو۔

شافعیہ مسلمان کے ذبیحہ کے متعلق کہتے ہیں کہ اگر وہ جانور ذبح کرتے ہوئے اللہ کے ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لے لے
اور اس سے اس کی نیت شرک کی ہو تو اسکا ذبیحہ حرام ہو جائے گا۔

حنابلہ کہتے ہیں کہ نصرانی اگر ذبح کے وقت مسیح کا نام لے لے تو اسکا ذبیحہ حلال نہیں ہے۔ سوال یہ ہے کہ مذاہب اربعہ اس کی
حرمت پر متفق ہیں تو وہ کن علما کی اکثریت ہے جو اسے حلال قرار دیتی ہے؟

ترک تسمیہ بطور سہو کی صورت میں حلت پر فقہی اختلاف

وہ مطلق حرام ہے جیسا کہ آیت و لا تاکلو الخ کے عموم سے واضح ہوتا ہے جو کہ تینوں شکلوں کو شامل ہے۔ مطلق حلال

ہے۔ یہ امام شافعی کا مسلک ہے ان کے نزدیک متروک التسمیہ ذبیحہ ہر صورت میں حلال ہے، تسمیہ کا ترک خواہ عمداً ہوا ہو یا نسیاناً۔ بشرطیکہ اسے اہل الذبح نے ذبح کیا ہو۔ امام موصوف آیت کے عموم کو المیتہ اور اھل لغیر اللہ بہ والی آیات کے ساتھ خصوص میں تبدیل کر کے اس کی دلالت کو صرف اول الذکر دو شکلوں تک محدود کرتے ہیں،

تیسری شکل کے جواز میں یہ دلیل دیتے ہیں کہ ہر مومن کے دل میں ہر حالت میں اللہ کا ذکر بھی موجود ہے۔ اس پر عدم ذکر کی کبھی حالت طاری نہیں ہوتی۔ اس لیے اس کا ذبیحہ بھی ہر صورت میں حلال ہے۔ اس کی حلت اس وقت حرمت میں تبدیل ہوگی جب کہ ذبیحہ پر غیر اللہ کا نام لے لیا گیا ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ذبیحہ بغیر تسمیہ کو فسق فرمایا ہے۔

بہر حال اہل اسلام کا اتفاق ہے کہ جس جانور کو مسلمان نے ذبح کیا ہو اور اس پر ذکر اللہ ترک کر دیا ہو اس کا گوشت کھانا فسق کے حکم میں نہیں ہے۔ کیونکہ آدمی کسی اجتہادی حکم کی خلاف ورزی سے فسق کا مرتکب نہیں ہوتا۔ خلاصہ یہ کہ بمالم یذکر اسم اللہ کا اطلاق صرف پہلی دو شکلوں پر ہوگا۔ اس کی تائید اگلی آیت شیاطین اپنے ساتھیوں کے دلوں میں اعتراضات القا کرتے ہیں تاکہ وہ تم سے جھگڑیں سے بھی ہوتی ہے۔ کیونکہ اولیا الشیاطین کا مجادلہ صرف دو مسئلوں پر تھا۔

پہلا مردار کے مسئلہ پر تھا۔ جس کے بارے میں وہ مسلمانوں پر یہ اعتراض کرتے تھے کہ جسے باز اور کتا مارے اُسے تم کھالیتے ہو اور جسے اللہ مارے اُسے تم نہیں کھاتے۔

اس ارشاد کی رُو سے بھی واضح ہوتا ہے کہ اطاعت کفار و مشرکین متروک التسمیہ طعام کھالینے سے نہیں ہوگی بلکہ مردار کو مباح ٹھہرانے اور بتوں پر جانوروں کی قربانی دینے اور ذبح کرنے سے ہوگی۔

تیسرا قول یہ ہے کہ اگر ذبح کرنے والے نے اللہ کا نام عمداً ترک کیا تو اسکا ذبیحہ حرام ہے اور اگر اس سے سہواً ترک ہوا ہے تو ذبیحہ حلال ہے۔ امام ابو حنیفہ کا یہی قول ہے۔ امام صاحب فرماتے ہیں کہ اگرچہ آیت ولا تاکو میں تینوں شکلیں داخل ہیں اور تینوں کی حرمت ثابت ہوتی ہے لیکن سہواً۔ متروک التسمیہ ذبیحہ اس آیت کے حکم سے دو وجوہ سے خارج ہے۔ اولا اس لیے کہ انہ لفسق کی ضمیر لم یذکر اسم اللہ کی جانب راجع ہے۔ کیونکہ یہ قریب ہے اور ضمیر کو قریبی مرجع کی جاب لوٹانا اولیٰ ہے۔ پس بلاشبہ تسمیہ کو قصداً نظر انداز کرنے والا فاسق ہے۔ لیکن جو سہو کا شکار ہو گیا ہو وہ غیر مکلف ہے اور خارج از حکم ہے۔ اس لیے ایت کے یہ معنی ہوں گے کہ جس جانور پر عمداً اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو اس کا گوشت نہ کھائیں اور ناسی خود بخود حکم سے مستثنیٰ قرار پائے گا۔

دوسری دلیل امام صاحب یہ دیتے ہیں کہ ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہ نے دریافت کیا کہ اگر جانور ذبح کرتے وقت اللہ کا نام لینا بھول جائے تو اس کے گوشت کا کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا اُس کا گوشت کھالو۔ اللہ کا نام ہر مومن کے دل میں موجود ہے۔

ترک تسمیہ میں سہو کی صورت حلت و حرمت پر اختلاف ائمہ اربعہ

مسلمان کا ذبیحہ حلال ہے اس نے اللہ کا نام لیا ہو یا نہ لیا ہو کیونکہ اگر وہ لیتا تو اللہ کا نام ہی لیتا۔ اس کی مضبوطی دار قطنی کی اس روایت سے ہوتی ہے کہ حضرت ابن عباس نے فرمایا جب مسلمان ذبح کرے اور اللہ کا نام نہ ذکر کرے تو کھالیا کرو کیونکہ مسلمان اللہ

کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔

اسی مذہب کی دلیل میں وہ حدیث بھی پیش ہوسکتی ہے جو پہلے بیان ہو چکی ہے کہ نومسلموں کے ذبیحہ کے کھانے کی جس میں دونوں احتمال تھے آپ نے اجازت دی تو اگر بسم اللہ کا کہنا شرط اور لازم ہوتا تو حضور تحقیق کرنے کا حکم دیتے، تیسرا قول یہ ہے کہ اگر بسم اللہ کہنا بوقت ذبح بھول گیا ہے تو ذبیحہ پر عمداً بسم اللہ نہ کہی جائے وہ حرام ہے اسی لئے امام ابو یوسف اور مشائخ نے کہا ہے کہ اگر کوئی حاکم اسے بیچنے کا حکم بھی دے تو وہ حکم جاری نہیں ہوسکتا کیونکہ اجماع کے خلاف ہے۔

امام ابوجعفر بن جریر رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جن لوگوں نے بوقت ذبح بسم اللہ بھول کر نہ کہے جانے پر بھی ذبیحہ حرام کہا ہے انہوں نے اور دلائل سے اس حدیث کی بھی مخالفت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلم کو اس کا نام ہی کافی ہے اگر وہ ذبح کے وقت اللہ کا نام ذکر کرنا بھول گیا تو اللہ کا نام لے اور کھالے۔

یہ حدیث بیہقی میں ہے لیکن اس کا مرفوع روایت کرنا خطا ہے اور یہ خطا معقل بن عبیداللہ خرزی کی ہے، ہیں تو یہ صحیح مسلم کے راویوں میں سے مگر سعید بن منصور اور عبداللہ بن زبیر حمیری اسے عبداللہ بن عباس سے موقوف روایت کرتے ہیں۔ بقول امام بیہقی یہ روایت سب سے زیادہ صحیح ہے۔ شعبی اور محمد بن سیرین اس جانور کا کھانا مکروہ جانتے تھے جس پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو گو بھول سے ہی رہ گیا ہو۔ ظاہر ہے کہ سلف کراہیت کا اطلاق حرمت پر کرتے تھے۔

ہاں یہ یاد رہے کہ امام ابن جریر کا قاعدہ یہ ہے کہ وہ ان دو ایک قولوں کو کوئی چیز نہیں سمجھتے جو جمہور کے مخالف ہوں اور اسے اجماع شمار کرتے ہیں۔ واللہ الموفق۔ امام حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ سے ایک شخص نے مسئلہ پوچھا کہ میرے پاس بہت سے پرند ذبح شدہ آئے ہیں ان سے بعض کے ذبح کے وقت بسم اللہ پڑھی گئی ہے اور بعض پر بھول سے رہ گئی ہے اور سب غلط ملط ہوگئے ہیں آپ نے فتویٰ دیا کہ سب کھالو، پھر محمد بن سیرین سے یہی سوال ہوا تو آپ نے فرمایا جن پر اللہ کا نام ذکر نہیں کیا گیا انہیں نہ کھاؤ۔

اس تیسرے مذہب کی دلیل میں یہ حدیث بھی پیش کی جاتی ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے میری امت کی خطاء کو بھول کو اور جس کام پر زبردستی کی جائے اس کو معاف فرما دیا ہے لیکن اس میں ضعف ہے ایک حدیث میں ہے کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا یا رسول اللہ بتایئے تو ہم میں سے کوئی شخص ذبح کرے اور بسم اللہ کہنا بھول جائے؟ آپ نے فرمایا اللہ کا نام ہر مسلمان کی زبان پر ہے (یعنی وہ حلال ہے) لیکن اس کی اسناد ضعیف ہے،

مردان بن سالم ابوعبداللہ شامی اس حدیث کا راوی ہے اور ان پر بہت سے ائمہ نے جرح کی ہے، واللہ اعلم، میں نے اس مسئلہ پر ایک مستقل کتاب لکھی ہے اس میں تمام مذاہب اور ان کے دلائل وغیرہ تفصیل سے لکھے ہیں اور پوری بحث کی ہے، بظاہر دلیلوں سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ ذبح کے وقت بسم اللہ کہنا ضروری ہے لیکن اگر کسی مسلمان کی زبان سے جلدی میں یا بھولے سے یا کسی اور وجہ سے نہ نکلے اور ذبح ہوگیا تو وہ حرام نہیں ہوتا۔

عام اہل علم تو کہتے ہیں کہ اس آیت کا کوئی حصہ منسوخ نہیں لیکن بعض حضرات کہتے ہیں اس میں اہل کتاب کے ذبیحہ کا استثناء

کرلیا گیا ہے اوران کا ذبح کیا ہوا حلال [illegible] جانور کھالینا ہمارے ہاں حلال ہے تو گو وہ اپنی اصطلاح میں اسے نسخ سے تعبیر کریں [illegible]
[illegible] یہ ایک مخصوص صورت ہے پھر فرمایا کہ شیطان اپنے ولیوں کی طرف وحی کرتے ہیں حضرت عبداللہ بن عمر سے جب کہا گیا کہ
مختار گمان کرتا ہے کہ اس کے پاس وحی آتی ہے تو آپ نے اسی آیت کی تلاوت فرما کر فرمایا وہ ٹھیک کہتا ہے۔ شیطان بھی اپنے
دوستوں کی طرف وحی کرتے ہیں اور روایت میں ہے کہ اس وقت مختار حج کو آیا ہوا تھا۔

ابن عباس کے اس جواب سے کہ وہ سچا ہے اس شخص کو سخت تعجب ہوا اس وقت آپ نے تفصیل بیان فرمائی کہ ایک تو اللہ کی وحی جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آئی اور ایک شیطانی وحی ہے جو شیطان کے دوستوں کی طرف آتی ہے۔ شیطانی وساوس کو لے کر لشکر شیطان اللہ والوں سے جھگڑتے ہیں۔ چنانچہ یہودیوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ یہ کیا اندھیر ہے؟ کہ ہم اپنے ہاتھ سے مارا ہوا جانور تو کھالیں اور جسے اللہ مار دے یعنی اپنی موت آپ مرجائے اسے نہ کھائیں؟ اس پر یہ آیت اتری اور بیان فرمایا کہ وجہ حلت اللہ کے نام کا ذکر ہے لیکن ہے یہ قصہ غور طلب اولاً اس وجہ سے کہ یہودی از خود مرے ہوئے جانور کا کھانا حلال نہیں جانتے تھے دوسرے اس وجہ سے بھی کہ یہودی تو مدینے میں تھے اور یہ پوری سورت مکہ میں اتری ہے۔

تیسرے یہ کہ یہ حدیث ترمذی میں مروی تو ہے لیکن مرسل طبرانی میں ہے کہ اس حکم کے نازل ہونے کے بعد کہ جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو اسے کھالو اور جس پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو اسے نہ کھاؤ تو اہل فارس نے قریشوں سے کہلوا بھیجا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ جھگڑیں اور کہیں کہ جسے تم اپنی چھری سے ذبح کرو وہ تو حلال اور جسے اللہ تعالیٰ سونے کی چھری سے خود ذبح کرے وہ حرام؟ یعنی میتہ از خود مرا ہوا جانور۔ اس پر یہ آیت اتری، پس شیاطین سے مراد فارسی ہیں اور ان کے اولیاء قریش ہیں اور بھی اس طرح کی بہت سی روایتیں کئی ایک سندوں سے مروی ہیں لیکن کسی میں بھی یہود کا ذکر نہیں پس صحیح یہی ہے کیونکہ آیت مکی ہے اور یہود مدینے میں تھے اور اس لئے بھی کہ یہودی خود مردار خوار نہ تھے۔ ابن عباس فرماتے ہیں جسے تم نے ذبح کیا یہ تو وہ ہے جس پر اللہ کا نام لیا گیا اور جو از خود مر گیا وہ وہ ہے جس پر اللہ کا نام نہیں لیا گیا۔ (تفسیر ابن کثیر، انعام ۱۲۱، بیروت)

باب صَيْدِ الْكَلْبِ الْمُعَلَّمِ .

یہ باب تربیت یافتہ کتے کے شکار میں ہے

4276 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَبْدِ الصَّمَدِ عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ قَالَ حَدَّثَنَا مَنْصُوْرٌ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ هَمَّامِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ اَنَّهٗ سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

4276-اخرجه البخاري في الذبائح و الصيد، باب ما اصاب المعراض بعرضه (الحديث 5477) بنحوه، و في التوحيد، باب السؤال باسماء الله تعالى والاستعاذة منها (الحديث 7397) بنحوه . واخرجه مسلم في الصيد و الذبائح، باب الصيد بالكلاب المعلمة (الحديث 1) و اخرجه ابو داؤد في الصيد، باب في الصيد (الحديث 2847) واخرجه الترمذي في الصيد، باب ما جاء ما يؤكل من صيد الكلب و ما لا يؤكل (الحديث 1465) واخرجه النسائي في الصيد و الذبائح، اذا قتل الكلب (الحديث 4278)، وصيد المعراض (الحديث 4316) . والحديث عند ابن ماجه في الصيد، باب صيد المعراض (الحديث 3215) . تحفة الاشراف (9871) .

فَقَالَ اُرْسِلُ الْكَلْبَ الْمُعَلَّمَ فَيَاْخُذُ . فَقَالَ "اِذَا اَرْسَلْتَ الْكَلْبَ الْمُعَلَّمَ وَذَكَرْتَ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ فَاَخَذَ فَكُلْ". قُلْتُ وَاِنْ قَتَلَ قَالَ "وَاِنْ قَتَلَ". قُلْتُ اَرْمِى بِالْمِعْرَاضِ . قَالَ "اِذَا اَصَابَ بِحَدِّهٖ فَكُلْ وَاِذَا اَصَابَ بِعَرْضِهٖ فَلَا تَاْكُلْ".

★★ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا' انہوں نے عرض کی: اگر تربیت یافتہ کتے کو چھوڑا جائے اور وہ شکار کو پکڑ لے (تو اس کا کیا حکم ہوگا)؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جب تم اپنے تربیت یافتہ کتے کو چھوڑو اور اس پر اللہ کا نام لے لو اور وہ شکار کو پکڑے' تو تم اس شکار کو کھا لو' میں نے عرض کی: اگر وہ شکار کو مار دے (تو بھی کھا لوں؟) آپ نے فرمایا: اگر وہ شکار کو مار دے' میں نے عرض کی: اگر میں معراض کے ذریعے اُسے شکار کرتا ہوں (تو اس کا کیا حکم ہوگا؟) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر تو اس کے پھل کے ذریعے وہ شکار مرا ہو' تو تم اُسے کھا لو اور اگر وہ چوڑائی کی سمت میں شکار کو لگا ہو اور اس وجہ سے شکار مرا ہو' تو تم اسے نہ کھاؤ''۔

باب صَيْدِ الْكَلْبِ الَّذِىْ لَيْسَ بِمُعَلَّمٍ .

یہ باب غیر تربیت یافتہ کتے کے شکار میں ہے

4277 - اَخْبَرَنِىْ مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْكُوفِىُّ الْمُحَارِبِىُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ حَيْوَةَ بْنِ شُرَيْحٍ قَالَ سَمِعْتُ رَبِيعَةَ بْنَ يَزِيْدَ يَقُوْلُ اَنْبَاَنَا اَبُوْ اِدْرِيْسَ عَائِذُ اللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِىَّ يَقُوْلُ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا بِاَرْضِ صَيْدٍ اَصِيْدُ بِقَوْسِىْ وَاَصِيْدُ بِكَلْبِى الْمُعَلَّمِ وَبِكَلْبِى الَّذِىْ لَيْسَ بِمُعَلَّمٍ . فَقَالَ "مَا اَصَبْتَ بِقَوْسِكَ فَاذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَكُلْ وَمَا اَصَبْتَ بِكَلْبِكَ الْمُعَلَّمِ فَاذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ وَكُلْ وَمَا اَصَبْتَ بِكَلْبِكَ الَّذِىْ لَيْسَ بِمُعَلَّمٍ فَاَدْرَكْتَ ذَكَاتَهٗ فَكُلْ".

★★ حضرت ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' میں نے عرض کی: یارسول اللہ! ہم ایک ایسی جگہ رہتے ہیں' جہاں شکار (کر کے خوراک حاصل کی جاتی ہے) میں اپنی کمان کے ذریعے بھی شکار کرتا ہوں اور میں اپنے تربیت یافتہ کتے کے ذریعے بھی شکار کرتا ہوں اور میں اپنے غیر تربیت یافتہ کتے کے ذریعے بھی شکار کرتا ہوں' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''تم اپنی کمان کے ذریعے جو شکار کرتے ہو (تو تیر پھینکتے وقت) اس پر اللہ کا نام لے لو اور پھر اس شکار کو کھا لو' جو شکار تم اپنے تربیت یافتہ کتے کے ذریعے کرتے ہو' تو تم (اُس کتے کو چھوڑتے وقت) اللہ کا نام لو' اور پھر جب وہ شکار کر لے' تو تم اُسے کھا لو اور جو شکار تم اپنے غیر تربیت یافتہ کتے کے ذریعے کرتے ہو' اس میں اگر تمہیں شکار کو ذبح کرنے کا موقع

4277-اخرجه البخاري في الذبائح و الصيد، باب صيد القوس (الحديث 5478)، وباب ما جاء في التصيد (الحديث 5488)، و باب آنية المجوس و الميتة (الحديث 5496) . واخرجه مسلم في الصيد و الذبائح، باب الصيد بالكلاب المعلمة (الحديث 8) . و اخرجه ابو داؤد في الصيد، باب في الصيد (الحديث 2855) مختصرًا و اخرجه ابن ماجه في الصيد، باب صيد الكلب (الحديث 3207) . والحديث عند الترمذي في السير، باب ما جاء في الانتفاع بآنية المشركين (الحديث 1560م) . تحفة الاشراف (11875) .

ل جاتا ہے تو اُسے کھالو"۔

بَابُ اِذَا قَتَلَ الْكَلْبُ ۔

یہ باب ہے کہ جب کتا (شکار کو) مار دے

4278 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زُنْبُورٍ اَبُوْ صَالِحٍ الْمَكِّيُّ قَالَ حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ هَمَّامِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُرْسِلُ كِلَابِي الْمُعَلَّمَةَ فَيُمْسِكْنَ عَلَيَّ فَاٰكُلُ قَالَ "اِذَا اَرْسَلْتَ كِلَابَكَ الْمُعَلَّمَةَ فَاَمْسَكْنَ عَلَيْكَ فَكُلْ" . قُلْتُ وَاِنْ قَتَلْنَ قَالَ "وَاِنْ قَتَلْنَ" . قَالَ "مَا لَمْ يَشْرَكْهُنَّ كَلْبٌ مِنْ سِوَاهُنَّ" . قُلْتُ اَرْمِي بِالْمِعْرَاضِ فَيَخْزِقُ . قَالَ "اِنْ خَزَقَ فَكُلْ وَاِنْ اَصَابَ بِعَرْضِهِ فَلَا تَاْكُلْ" .

★★ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے عرض کی: یارسول اللہ! میں اپنے تربیت یافتہ کتوں کو چھوڑتا ہوں تو وہ شکار میرے لیے پکڑ لیتے ہیں کیا میں اُسے کھالوں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جب تم اپنے تربیت یافتہ کتوں کو چھوڑ دو اور وہ تمہارے لیے شکار کو پکڑ لیں تو تم اسے کھالو"

میں نے عرض کی: اگرچہ انہوں نے شکار کو مار دیا ہو؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اگرچہ انہوں نے شکار کو مار دیا ہو (تو بھی تم کھالو)"۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"یہ اس وقت ہے جب ان کے ساتھ ان کے علاوہ کوئی دوسرا کتا شریک نہ ہوا ہو"

میں نے عرض کی: اگر میں معراض کے ذریعے شکار کرتا ہوں اور اس کا پھل اُسے لگتا ہے (تو کیا حکم ہوگا)۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اگر اس کے پھل کے ذریعے (وہ جانور مرا ہو) تو تم اسے کھالو لیکن اگر وہ تیر چوڑائی کی سمت میں لگا تھا اور اس وجہ سے وہ شکار مرا ہو تو تم اُسے نہ کھاؤ"۔

شرح

معراض "اس تیر کو کہتے ہیں جو بے پر کا ہو۔ ایسا تیر سیدھا جا کر نوک کی طرف سے نہیں بلکہ چوڑائی کی طرف سے جا کر لگتا ہے۔ "وہ وقیذ ہے۔ "اصل میں وقیذ اور موقوذ اس جانور کو کہتے ہیں جو غیر دھار دار چیز سے مارا جائے خواہ وہ لکڑی ہو یا پتھر یا اور کوئی چیز۔ علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ معراض یعنی بغیر پر کے تیر کے ذریعہ شکار کرنے کی صورت میں اگر وہ (معراض) اس شکار کو اپنی دھار کے ذریعہ مار ڈالے تو وہ حلال ہوگا اور اگر معراض نے اس کو اپنی چوڑائی کے ذریعہ مارا ہے تو وہ حلال نہیں ہوگا، نیز علماء نے یہ بھی کہا ہے کہ اس حدیث معراض سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ شکار حلال نہیں ہے۔

4278-تقدم (الحديث 4276) .

جس کو بندقہ یعنی گولی اور غلہ کے ذریعہ مار ڈالا گیا ہو۔ اور وہ شکار جو معراض کے چوڑان کی طرف سے (چوٹ کھا کر) مرا ہو اس لئے حلال نہیں ہوتا کہ مذکورہ صورت میں شکار کا زخمی ہونا ضروری ہے تا کہ ذبح کے معنی متحقق ہو جائیں جب کہ معراض کا چوڑان شکار کو زخمی نہیں کرتا اسی لئے وہ شکار بھی حلال نہیں ہوتا، جو موٹی دھار کے بندقہ کے ذریعہ مار ڈالا گیا ہو۔ کیونکہ بندقہ ہڈی کو توڑ دیتا ہے زخمی نہیں کرتا اس لئے وہ معراض کے حکم میں ہوتا ہے ہاں اگر بندقہ میں ہلکی دھار ہو اور شکار اس کے ذریعہ مر گیا ہو تو وہ حرام نہیں ہوتا کیونکہ اس صورت میں اس کی موت زخم کے ساتھ متحقق ہوئی ہے۔

اگر کسی شخص نے شکار پر چھری یا تلوار پھینک کر ماری اور وہ شکار مر گیا تو وہ حلال ہوگا بشرطیکہ وہ چھری یا تلوار دھار کی طرف سے لگی ہو ورنہ حلال نہیں ہوگا۔ اسی طرح اگر شکار کے کوئی ایسا ہلکا پتھر پھینک کر مارا گیا ہو جس میں دھار ہو اور شکار کو زخمی کر دے تو اسے کھایا جا سکتا ہے کیونکہ اس صورت میں اس شکار کی موت زخم کے ذریعہ متیقن ہوگی جب کہ اگر شکار کو بھاری پتھر پھینک کر مارا گیا ہو تو اس شکار کو کھانا جائز نہیں ہوگا اگرچہ وہ زخمی بھی کر دے کیونکہ اس صورت میں یہ احتمال ہو سکتا ہے کہ وہ شکار اس پتھر کی چوٹ کے ذریعہ (جیسے ہڈی وغیرہ ٹوٹنے کی وجہ سے) مرا ہو۔

حاصل یہ ہے کہ اگر شکار کی موت زخمی ہو جانے کی وجہ سے واقع ہوئی ہو اور اس کا یقین بھی ہو تو اس کو کھایا جا سکتا ہے اور اگر اس کی موت چوٹ کے اثر سے واقع ہوئی اور اس کا یقین ہو تو اس شکار کو قطعاً نہ کھایا جائے اور اگر شک کی صورت ہو (کہ اس کا مرنا زخمی ہونے کی وجہ سے بھی محتمل ہو اور چوٹ کے اثر سے بھی محتمل ہو) تو بھی احتیاطاً اس کو نہ کھایا جائے۔

باب اِذَا وَجَدَ مَعَ كَلْبِهِ كَلْبًا لَمْ يُسَمِّ عَلَيْهِ

یہ باب ہے کہ جب آدمی اپنے کتے کے ساتھ کسی ایسے کتے کو پائے، جس پر اس نے بسم اللہ نہیں پڑھی تھی

4279 - اَخْبَرَنِیْ عَمْرُو بْنُ یَحْیَی بْنِ الْحَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ اَبِیْ شُعَیْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُوْسَی بْنُ اَعْیَنَ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ عَاصِمِ بْنِ سُلَیْمَانَ عَنْ عَامِرٍ الشَّعْبِیِّ عَنْ عَدِیِّ بْنِ حَاتِمٍ اَنَّهُ سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّیْدِ فَقَالَ "اِذَا اَرْسَلْتَ کَلْبَکَ فَخَالَطَهُ اَکْلُبٌ لَمْ تُسَمِّ عَلَیْهَا فَلَا تَاْکُلْ فَاِنَّکَ لَا تَدْرِیْ اَیُّهَا قَتَلَهُ".

☆☆ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے شکار کے بارے میں دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جب تم اپنے کتے کو چھوڑو اور اس کے ساتھ دوسرے کتے بھی مل جائیں، جن پر تم نے بسم اللہ نہیں پڑھی تھی، تو تم اس شکار کو نہ کھاؤ، کیونکہ تم یہ بات نہیں جانتے ہو کہ کون سے کتے نے اس شکار کو مارا ہے"۔

4279-تقدم (الحدیث 4274) .

اللہ کے دیگر ناموں سے ذبیحہ کے حلال ہو جانے کا بیان

شیخ نظام الدین حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں اور جب وہ تنہا نام ہی ذکر کرے یا نام کے ساتھ صفت بھی ذکر کرے دونوں صورتوں میں جانور حلال ہو جاتا ہے مثلاً اللہ اکبر، اللہ اعظم، اللہ اجل، اللہ الرحمن، اللہ الرحیم، یا صرف اللہ یا الرحمن یا الرحیم کہے اسی طرح سُبْحَانَ اللہ یا الحمد للہ یا لآالٰہ الا اللہ پڑھنے سے بھی حلال ہو جائے گا۔ اللہ عزوجل کا نام عربی کے سوا دوسری زبان میں لیا جب بھی حلال ہو جائے گا۔)

(۱) خود ذبح کرنے والا اللہ عزوجل کا نام اپنی زبان سے کہے اگر یہ خود خاموش رہا دوسروں نے نام لیا اور اسے یاد بھی تھا بھولا نہ تھا تو جانور حرام ہے؛

(۲) نام الٰہی (عزوجل) لینے سے ذبح پر نام لینا مقصود ہو اور اگر کسی دوسرے مقصد کے لیے بسم اللہ پڑھی اور ساتھ لگے ذبح کر دیا اور اس پر بسم اللہ پڑھنا مقصود نہیں ہے تو جانور حلال نہ ہوا مثلاً چھینک آئی اور اس پر الحمد للہ کہا اور جانور ذبح کر دیا اس پر نام الٰہی (عزوجل) ذکر کرنا مقصود نہ تھا بلکہ چھینک پر مقصود تھا جانور حلال نہ ہوا (۳) ذبح کے وقت غیر خدا کا نام نہ لے۔

(۴) جس جانور کو ذبح کیا جائے وہ وقت ذبح زندہ ہو اگرچہ اس کی حیات کا تھوڑا ہی حصہ باقی رہ گیا ہو۔ ذبح کے بعد خون نکلنا یا جانور میں حرکت پیدا ہونا یوں ضروری ہے کہ اس سے اس کا زندہ ہونا معلوم ہوتا ہے۔

اور بکری ذبح کی اور خون نکلا مگر اس میں حرکت پیدا نہ ہوئی اگر وہ ایسا خون ہے جیسے زندہ جانور میں ہوتا ہے حلال ہے۔ بیمار بکری ذبح کی صرف اس کے منہ کو حرکت ہوئی اور اگر وہ حرکت یہ ہے کہ منہ کھول دیا تو حرام ہے اور بند کر لیا تو حلال ہے اور آنکھیں کھول دیں تو حرام اور بند کر لیں تو حلال اور پاؤں پھیلا دیے تو حرام اور سمیٹ لیے تو حلال اور بال کھڑے نہ ہوئے تو حرام اور کھڑے ہو گئے تو حلال یعنی اگر صحیح طور پر اوس کے زندہ ہونے کا علم نہ ہو تو ان علامتوں سے کام لیا جائے اور اگر زندہ ہونا یقیناً معلوم ہے تو ان چیزوں کا خیال نہیں کیا جائے گا بہر حال جانور حلال سمجھا جائے گا۔ (فتاویٰ ہندیہ، کتاب ذبائح، بیروت)

باب اِذَا وَجَدَ مَعَ كَلْبِهٖ كَلْبًا غَيْرَهٗ ۔

یہ باب ہے کہ جب کوئی شخص اپنے کتے کے ساتھ، کسی دوسرے کتے کو پائے، تو اس کا حکم کیا ہوگا؟

4280 – اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا - وَهُوَ ابْنُ اَبِىْ زَائِدَةَ - قَالَ حَدَّثَنَا عَامِرٌ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْكَلْبِ فَقَالَ "اِذَا اَرْسَلْتَ كَلْبَكَ فَسَمَّيْتَ فَكُلْ وَاِنْ وَّجَدْتَ كَلْبًا اٰخَرَ مَعَ كَلْبِكَ فَلَا تَاْكُلْ فَاِنَّمَا سَمَّيْتَ عَلٰى كَلْبِكَ وَلَمْ تُسَمِّ عَلٰى غَيْرِهٖ" ۔

☆☆ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کتے (کے ذریعے شکار) کے بارے میں دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

4280-تقدم (الحديث 4275) .

''جب تم اپنے کتے کو چھوڑو' تو اس پر اللہ کا نام لو (پھر جب وہ کتا تمہارے لیے شکار کر لے) تو تم اسے کھا لو اور اگر تم دوسرے کتوں کو اپنے کتے کے ساتھ پاؤ' تو تم اس شکار کو نہ کھاؤ' کیونکہ تم نے اپنے کتے پر اللہ کا نام لیا تھا' دوسرے کتے پر اللہ کا نام نہیں لیا تھا''۔

4281 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَكَمِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ - وَهُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ - قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ مَسْرُوْقٍ قَالَ حَدَّثَنَا الشَّعْبِيُّ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ - وَكَانَ لَنَا جَارًا وَّدَخِيْلًا وَّرَبِيْطًا بِالنَّهْرَيْنِ - اَنَّهُ سَاَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اُرْسِلُ كَلْبِيْ فَاَجِدُ مَعَ كَلْبِيْ كَلْبًا قَدْ اَخَذَ لَا اَدْرِيْ اَيُّهُمَا اَخَذَ قَالَ "لَا تَاْكُلْ فَاِنَّمَا سَمَّيْتَ عَلٰى كَلْبِكَ وَلَمْ تُسَمِّ عَلٰى غَيْرِهٖ" .

★★ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''نہرین'' کے مقام پر ہمارا ایک پڑوسی تھا' جس کا ہمارے ہاں آنا جانا تھا اور اس کے ساتھ بڑا تعلق تھا' اُس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا' اُس نے عرض کی: میں اپنے کتے کو چھوڑتا ہوں' پھر میں اپنے کتے کے ساتھ ایک اور کتے کو پاتا ہوں' انہوں نے شکار کیا ہوتا ہے' لیکن مجھے یہ نہیں پتا کہ ان دونوں میں سے کس نے شکار کو پکڑا ہے؟ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''تم اسے نہ کھاؤ' کیونکہ تم نے اپنے کتے پر اللہ کا نام لیا تھا' دوسرے کتے پر اللہ کا نام نہیں لیا تھا''۔

4282 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَكَمِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ قَالَ حَدَّثَنَا عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَدِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ ذٰلِكَ .

★★ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے۔

4283 - اَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو الْغَيْلَانِيُّ الْبَصْرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا بَهْزٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِي السَّفَرِ عَنْ عَامِرٍ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ اُرْسِلُ كَلْبِيْ . قَالَ "اِذَا اَرْسَلْتَ كَلْبَكَ فَسَمَّيْتَ فَكُلْ وَاِنْ اَكَلَ مِنْهُ فَلَا تَاْكُلْ فَاِنَّمَا اَمْسَكَ عَلٰى نَفْسِهٖ وَاِذَا اَرْسَلْتَ كَلْبَكَ فَوَجَدْتَ مَعَهٗ غَيْرَهٗ فَلَا تَاْكُلْ فَاِنَّكَ اِنَّمَا سَمَّيْتَ عَلٰى كَلْبِكَ وَلَمْ تُسَمِّ عَلٰى غَيْرِهٖ" .

4281-اخرجه مسلم في الصيد و الذبائح، باب الصيد بالكلاب المعلمة (الحديث 5) . و اخرجه النسائي في الصيد و الذبائح، اذا وجد مع كلبه كلبًا غيره (الحديث 4284): تحفة الاشراف (9861) .

4282-اخرجه مسلم في الصيد و الذبائح، باب الصيد بالكلاب المعلمة (الحديث 5م) . و اخرجه النسائي في الصيد و الذبائح، اذا وجد مع كلبه كلبًا غيره (الحديث 4284): تحفة الاشراف (9858) .

4283-اخرجه البخاري في الوضوء، باب الماء الذي يغسل به شعر الانسان (الحديث 175)، و في البيوع، باب الحلال بين و الحرام بين و بينهما مشتبهات (الحديث 2054) بنحوه، و في الذبائح و الصيد، باب صيد المعراض (الحديث 5476)، باب اذا وجد مع الصيد كلبًا آخر (الحديث 5486) . و اخرجه مسلم في الصيد الذبائح، باب الصيد بالكلاب المعلمة (الحديث 3) و اخرجه ابو داؤد في الصيد، باب في الصيد (الحديث 2854) . و اخرجه النسائي في الصيد و الذبائح، اذا وجد مع كلبه كلبًا غيره (الحديث 4284) . والحديث عند: النسائي في الصيد و الذبائح، ما اصاب بعرض من صيد المعراض (الحديث 4317) . تحفة الاشراف (9863) .

★★ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا' میں نے عرض کی: میں اپنے کتے کو چھوڑتا ہوں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جب تم اپنے کتے کو چھوڑو اس پر اللہ کا نام لو (تو جو شکار وہ تمہارے لیے کرے) اُسے تم کھالو' لیکن اگر اس نے خود اس شکار میں سے کچھ کھالیا ہو' تو تم اسے نہ کھاؤ' کیونکہ یہ شکار اس نے اپنے لیے کیا تھا' اور جب تم اپنے کتے کو چھوڑو اور اس کے ساتھ دوسرے کتے کو بھی پاؤ' تو تم اس شکار کو نہ کھاؤ' کیونکہ تم نے اپنے کتے پر اللہ کا نام لیا تھا' دوسرے پر اللہ کا نام نہیں لیا تھا''۔

4284 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ عَنْ شُعْبَةَ عَنِ ابْنِ اَبِي السَّفَرِ عَنِ الشَّعْبِيِّ وَعَنِ الْحَكَمِ عَنِ الشَّعْبِيِّ وَعَنْ سَعِيْدِ بْنِ مَسْرُوْقٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ اُرْسِلُ كَلْبِيْ فَاَجِدُ مَعَ كَلْبِيْ كَلْبًا اٰخَرَ لَا اَدْرِيْ اَيُّهُمَا اَخَذَ قَالَ "لَا تَاْكُلْ فَاِنَّمَا سَمَّيْتَ عَلٰى كَلْبِكَ وَلَمْ تُسَمِّ عَلٰى غَيْرِهٖ".

★★ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا' میں نے عرض کی: میں اپنے کتے کو چھوڑتا ہوں اور پھر اپنے کتے کے ساتھ ایک اور کتے کو پاتا ہوں' مجھے یہ نہیں معلوم کہ ان دونوں میں سے کس نے شکار کو پکڑا ہے؟ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''تم اسے نہ کھاؤ' کیونکہ تم نے اپنے کتے پر اللہ کا نام لیا تھا' دوسرے کتے پر اللہ کا نام نہیں لیا تھا''۔

شکاری جانور کے کچھ کھالینے حکم میں مذاہب اربعہ

اس مسئلہ میں فقہاء کے درمیان کچھ اختلاف ہے۔ایک گروہ کہتا ہے کہ اگر شکاری جانور نے ،خواہ وہ درندہ ہو یا پرندہ شکار میں سے کچھ کھالیا تو وہ حرام ہوگا کیونکہ اس کا کھالینا یہ معنی رکھتا ہے کہ اس نے شکار کو مالک کے لیے نہیں بلکہ اپنے لیے پکڑا۔یہی مسلک امام شافعی کا ہے۔دوسرا گروہ کہتا ہے کہ اگر اس نے شکار میں سے کچھ کھالیا ہو تب بھی وہ حرام نہیں ہوتا ،حتیٰ کہ اگر ایک تہائی حصہ بھی وہ کھالے تو بقیہ دو تہائی حلال ہے،اور اس معاملے میں درندے اور پرندے کے درمیان کچھ فرق نہیں۔یہ مسلک امام مالک کا ہے۔ تیسرا گروہ کہتا ہے کہ شکاری درندے نے اگر شکار میں سے کھالیا ہو تو وہ حرام ہوگا،لیکن اگر شکاری پرندے نے کھایا ہو تو حرام نہ ہوگا۔کیونکہ شکاری درندے کو ایسی تعلیم دی جاسکتی ہے کہ وہ شکار کو مالک کے لیے پکڑ رکھے اور اس میں سے کچھ نہ کھائے ،لیکن تجربہ سے ثابت ہے کہ شکاری پرندہ ایسی تعلیم قبول نہیں کرتا۔یہ مسلک امام ابوحنیفہ اور اُن کے اصحاب کا ہے۔اس کے برعکس حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ شکاری پرندے کا شکار سرے سے جائز ہی نہیں ہے، کیونکہ اسے تعلیم سے یہ بات سکھائی نہیں جاسکتی کہ شکار کو خود نہ کھائے بلکہ مالک کے لیے پکڑ رکھے۔

4284-تقدم في الصيد والذبائح، اذا وجد مع كلبه كلباً غيره (الحديث 4281 و 4282 و 4283) . تحفة الاشراف (9858 و 9861 و 9863).

باب الْكَلْبُ يَأْكُلُ مِنَ الصَّيْدِ ۔

یہ باب ہے کہ جب کتا شکار میں سے کچھ کھا لے

4285 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ - وَهُوَ ابْنُ هَارُوْنَ - اَنْبَاَنَا زَكَرِيَّا وَعَاصِمٌ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَيْدِ الْمِعْرَاضِ فَقَالَ "مَا اَصَابَ بِحَدِّهٖ فَكُلْ وَمَا اَصَابَ بِعَرْضِهٖ فَهُوَ وَقِيْذٌ" ۔ قَالَ وَسَاَلْتُهٗ عَنْ كَلْبِ الصَّيْدِ فَقَالَ "اِذَا اَرْسَلْتَ كَلْبَكَ وَذَكَرْتَ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ فَكُلْ" ۔ قُلْتُ وَاِنْ قَتَلَ قَالَ "وَاِنْ قَتَلَ فَاِنْ اَكَلَ مِنْهُ فَلَا تَاْكُلْ وَاِنْ وَّجَدْتَ مَعَهٗ كَلْبًا غَيْرَ كَلْبِكَ وَقَدْ قَتَلَهٗ فَلَا تَاْكُلْ فَاِنَّكَ اِنَّمَا ذَكَرْتَ اسْمَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ عَلٰى كَلْبِكَ وَلَمْ تَذْكُرْ عَلٰى غَيْرِهٖ" ۔

★★ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے معراض کے ذریعے کیے جانے والے شکار کے بارے میں دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جو شکار اس کے پھل کے ذریعے مرا ہوا سے تم کھالو اور جو شکار چوڑائی کی سمت میں اس کے لگنے کی وجہ سے مرا ہو وہ لاٹھی کے ذریعے کیا ہوا شکار ہوگا (جسے کھانا جائز نہیں ہے)"

حضرت عدی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں' میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے شکاری کتے کے بارے میں دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اگر تم نے اپنے کتے کو چھوڑتے ہوئے اس پر اللہ کا نام لیا تھا' تو تم اس شکار کو کھالو"۔

میں نے عرض کی: اگر چہ وہ کتا اس شکار کو مار چکا ہو؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اگر چہ وہ اس شکار کو مار چکا ہو۔ (پھر بھی تم اس شکار کو کھالو)' لیکن اگر اس نے خود اس شکار میں سے کچھ کھا لیا ہو تم اسے نہ کھاؤ اور اگر تمہیں اپنے کتے کے ساتھ کوئی دوسرا کتا بھی مل جائے اور کتے نے شکار کو مار دیا ہو' تو تم اسے نہ کھاؤ' کیونکہ تم نے اپنے کتے پر اللہ کا نام لیا تھا' دوسرے پر اللہ کا نام نہیں لیا تھا۔

4286 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى بْنِ الْحَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ اَبِىْ شُعَيْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اَعْيَنَ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ عَاصِمِ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ الطَّائِيِّ اَنَّهٗ سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّيْدِ قَالَ "اِذَا اَرْسَلْتَ كَلْبَكَ فَذَكَرْتَ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ فَقَتَلَ وَلَمْ يَاْكُلْ فَكُلْ وَاِنْ اَكَلَ مِنْهُ فَلَا تَاْكُلْ فَاِنَّمَا اَمْسَكَهٗ عَلَيْهِ وَلَمْ يُمْسِكْ عَلَيْكَ" ۔

★★ حضرت عدی بن حاتم طائی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے شکار کے بارے میں دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جب تم اپنے کتے کو چھوڑتے ہوئے' اس پر اللہ کا نام لے لو اور وہ کتا شکار کو مار دے اور خود اس میں سے کچھ نہ کھائے' تو تم

4285-تقدم (الحديث 4275) .

4286-تقدم (الحديث 4274) .

اُسے کھالو لیکن اگر اس نے خود اس میں سے کچھ کھالیا ہو تو تم اُسے نہ کھاؤ کہ یہ شکار اُس نے اپنے لیے کیا تھا' یہ اس نے تمہارے لیے نہیں کیا تھا''۔

باب الْاَمْرِ بِقَتْلِ الْكِلَابِ .

یہ باب ہے کہ کتوں کو مار ڈالنے کا حکم

4287 - اَخْبَرَنَا كَثِيرُ بْنُ عُبَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ عَنِ الزُّبَيْدِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِي ابْنُ السَّبَّاقِ قَالَ اَخْبَرَتْنِي مَيْمُوْنَةُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لٰكِنَّا لَا نَدْخُلُ بَيْتًا فِيْهِ كَلْبٌ وَّلَا صُوْرَةٌ . فَاَصْبَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَئِذٍ فَاَمَرَ بِقَتْلِ الْكِلَابِ حَتّٰى اِنَّهُ لَيَاْمُرُ بِقَتْلِ الْكَلْبِ الصَّغِيْرِ .

★★ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا: ہم ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے ہیں، جس میں کتا یا تصویر موجود ہو تو اس سے اگلے دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کتوں کو مار ڈالنے کا حکم دیا' یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھوٹے کتے کو بھی مارنے کا حکم دیا۔

4288 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ بِقَتْلِ الْكِلَابِ غَيْرَ مَا اسْتَثْنٰى مِنْهَا .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جن کتوں کو مستثنیٰ قرار دیا تھا' اس کے علاوہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام کتوں کو مار ڈالنے کا حکم دے دیا۔

4289 - اَخْبَرَنَا وَهْبُ بْنُ بَيَانٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِي يُوْنُسُ قَالَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ حَدَّثَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَافِعًا صَوْتَهُ يَاْمُرُ بِقَتْلِ الْكِلَابِ فَكَانَتِ الْكِلَابُ تُقْتَلُ اِلَّا كَلْبَ صَيْدٍ اَوْ مَاشِيَةٍ .

★★ سالم بن عبداللہ اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بلند آواز میں کتوں کو مار ڈالنے کا حکم دیتے ہوئے سنا ہے' تو کتوں کو مار دیا گیا' صرف شکار والے کتے اور جانوروں کی حفاظت والے کتے کو چھوڑ دیا گیا۔

4287-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (18075) .

4288-اخرجه البخاري في بدء الخلق، باب اذا وقع الذباب في شراب احدكم فليغمسه فان في احدى جناحيه داء و في الآخرى شفاء (الحديث 3323) مختصراً .و اخرجه مسلم في المساقاة، باب الامر بقتل الكلاب ، و بيان نسخه و بيان تحريم اقتنائها الا لصيد او زرع او ماشية و نحو ذلك (الحديث 43) . مختصراً . واخرجه ابن ماجه في الصيد، باب قتل الكلاب الا كلب صيد او زرع (الحديث 3202) مختصراً . تحفة الاشراف (8349) .

4289-اخرجه ابن ماجه في الصيد، باب قتل الكلاب الا كلب صيد او زرع (الحديث 3203) . تحفة الاشراف (7002) .

4290 - اَخْبَرَنَا قُتَیْبَۃُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَمْرٍو عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَمَرَ بِقَتْلِ الْکِلَابِ اِلَّا کَلْبَ صَیْدٍ اَوْ کَلْبَ مَاشِیَۃٍ ۔

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شکار والے کتے اور جانوروں کی حفاظت والے کتے کے علاوہ تمام کتوں کو مار ڈالنے کا حکم دے دیا۔

باب صِفَةِ الْکِلَابِ الَّتِیْ اُمِرَ بِقَتْلِھَا ۔

یہ باب ہے کہ ان کتوں کی وضاحت' جنہیں مارنے کا حکم دیا گیا تھا

4291 - اَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ مُوْسٰی قَالَ حَدَّثَنَا یَزِیْدُ بْنُ زُرَیْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا یُوْنُسُ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ "لَوْلَا اَنَّ الْکِلَابَ اُمَّۃٌ مِّنَ الْاُمَمِ لَاَمَرْتُ بِقَتْلِھَا فَاقْتُلُوْا مِنْھَا الْاَسْوَدَ الْبَھِیْمَ وَاَیُّمَا قَوْمٍ اتَّخَذُوْا کَلْبًا لَیْسَ بِکَلْبِ حَرْثٍ اَوْ صَیْدٍ اَوْ مَاشِیَۃٍ فَاِنَّہٗ یَنْقُصُ مِنْ اَجْرِہٖ کُلَّ یَوْمٍ قِیْرَاطٌ" ۔

★★ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''اگر کتے مخلوق کی ایک مستقل قسم نہ ہوتے' تو میں انہیں مار ڈالنے کا حکم دیتا' تم ان میں سے مکمل سیاہ کتوں کو مار دو اور جو لوگ ایسا کتا پالتے ہیں' جو کھیت کی حفاظت کے لیے نہ ہو' شکار کے لیے نہ ہو' یا جانوروں کی حفاظت کے لیے نہ ہو' تو ایسے شخص کے اجر میں سے روزانہ ایک قیراط کم ہو جاتا ہے''۔

باب امْتِنَاعِ الْمَلَائِکَۃِ مِنْ دُخُوْلِ بَیْتٍ فِیْہِ کَلْبٌ ۔

یہ باب ہے کہ جس گھر میں کتا موجود ہو' فرشتوں کا اس میں داخل نہ ہونا

4292 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ وَّیَحْیَی بْنُ سَعِیْدٍ قَالَا حَدَّثَنَا شُعْبَۃُ عَنْ عَلِیِّ بْنِ مُدْرِکٍ عَنْ اَبِیْ زُرْعَۃَ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ نُجَیٍّ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ "الْمَلَائِکَۃُ لَا تَدْخُلُ بَیْتًا فِیْہِ صُوْرَۃٌ وَّلَا کَلْبٌ وَّلَا جُنُبٌ" ۔

4290-اخرجه مسلم في المساقاة، باب الامر بقتل الكلاب و بيان نسخه و بيان تحريم اقتنائها الا لصيد او زرع او ماشية و نحو ذلك (الحديث 46) مطولًا . و اخرجه الترمذي في الاحكام و الفوائد، باب ما جاء من امسك كلبًا ما ينقص من اجره (الحديث 1488) مطولًا . تحفة الاشراف (7353) .

4291-اخرجه ابو داؤد في الصيد، باب في اتخاذ الكلب للصيد وغيره (الحديث 2845) مختصراً . و اخرجه الترمذي في الاحكام و الفوائد، باب ما جاء في قتل الكلاب (الحديث 1486) مختصراً، وباب ما جاء في امسك كلبًا ما ينقص من اجره (الحديث 1489) بنحوه . و اخرجه ابن ماجه في الصيد، باب النهي عن اقتناء الكلب الا كلب صيد او حرث او ماشية (الحديث 3205) بنحوه . و الحديث عند: النسائي في الصيد و الذبائح، باب الرخصة في امساك الكلب للحرث (الحديث 4299) . تحفة الاشراف (9649) .

4292-تقدم (الحديث 261) .

★★ حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''فرشتے ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے ہیں' جس میں تصویر' کتا' یا جنبی شخص موجود ہوتا ہے''۔

4293 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ وَاِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ اَبِیْ طَلْحَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيْهِ كَلْبٌ وَّلَا صُوْرَةٌ".

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما' حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''فرشتے ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے ہیں' جس میں کتا' یا تصویر موجود ہو''۔

4294 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدِ بْنِ خَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِي ابْنُ السَّبَّاقِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اَخْبَرَتْنِيْ مَيْمُوْنَةُ زَوْجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَصْبَحَ يَوْمًا وَّاجِمًا فَقَالَتْ لَهُ مَيْمُوْنَةُ اَیْ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَقَدِ اسْتَنْكَرْتُ هَيْئَتَكَ مُنْذُ الْيَوْمَ . فَقَالَ "اِنَّ جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ وَعَدَنِيْ اَنْ يَّلْقَانِي اللَّيْلَةَ فَلَمْ يَلْقَنِيْ اَمَا وَاللّٰهِ مَا اَخْلَفَنِيْ" . قَالَ فَظَلَّ يَوْمَهُ كَذٰلِكَ ثُمَّ وَقَعَ فِيْ نَفْسِهِ جَرْوُ كَلْبٍ تَحْتَ نَضَدٍ لَّنَا فَاَمَرَ بِهٖ فَاُخْرِجَ ثُمَّ اَخَذَ بِيَدِهٖ مَاءً فَنَضَحَ بِهٖ مَكَانَهٗ فَلَمَّا اَمْسٰى لَقِيَهٗ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "قَدْ كُنْتَ وَعَدْتَنِيْ اَنْ تَلْقَانِي الْبَارِحَةَ" . قَالَ اَجَلْ وَلٰكِنَّا لَا نَدْخُلُ بَيْتًا فِيْهِ كَلْبٌ وَّلَا صُوْرَةٌ قَالَ فَاَصْبَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ ذٰلِكَ الْيَوْمِ فَاَمَرَ بِقَتْلِ الْكِلَابِ .

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا نے مجھے بتایا تھا کہ ایک دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صبح کے وقت غمگین تھے' سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی: یارسول اللہ! آج آپ کا مزاج کچھ ٹھیک نہیں لگ رہا۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جبریل علیہ السلام نے مجھ سے یہ وعدہ کیا تھا کہ وہ گزشتہ رات مجھ سے ملنے کے لیے آئیں گے' لیکن وہ مجھ سے ملنے کے

4293-اخرجه البخاري في بدء الخلق، باب اذا قال احدكم . (آمين) والملائكة في السماء فوافقت احداهما الاخرى غفر له ما تقدم من ذنبه (الحديث 3225)، وباب (اذا وقع الذباب في شراب احدكم فليغمسه فان في احدى جناحيه داء و في الاخرى شفاء) (الحديث 3322)، و في المغازي، باب . 12 . (الحديث 4002)، و في اللباس، باب التصاوير (الحديث 5949) . واخرجه مسلم في اللباس و الزينة، باب تحريم تصوير صورة الحيوان و تحريم اتخاذ ما فيه صورة غير ممتهنة بالفرش و نحوه و ان الملائكة عليهم السلام لا يدخلون بيتًا فيه صورة ولا كلب (الحديث 83 و 84) . واخرجه الترمذي في الادب، باب ما جاء ان الملائكة لا تدخل بيتًا فيه صورة ولا كلب (الحديث 2804) . واخرجه النسائي في الزينة، التصاوير (الحديث 5362 و 5363) واخرجه ابن ماجه في اللباس، باب الصور في البيت (الحديث 3649) . تحفة الاشراف (3779) .

4294-اخرجه مسلم في اللباس و الزينة، باب تحريم تصوير صورة الحيوان و تحريم اتخاذ ما فيه صورة غير ممتهنة بالفرش ونحوه و ان الملائكة عليهم السلام لا يدخلون بيتًا فيه صورة ولا كلب (الحديث 82) مطولًا . واخرجه ابو داؤد في اللباس، باب في الصور (الحديث 4157) مختصراً . تحفة الاشراف (18068) .

لیے نہیں آئے۔ اللہ کی قسم! اس سے پہلے تو انہوں نے کبھی میرے ساتھ اس طرح کی وعدہ خلافی نہیں کی"۔

(سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:) وہ سارا دن اسی طرح گزر گیا' پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خیال آیا' ہماری چارپائی کے نیچے کتے کا ایک پلا موجود ہے' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے تحت اُسے باہر نکال دیا گیا' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی لے کر اس جگہ پر چھڑکاؤ کیا' شام کے وقت حضرت جبریل علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے دریافت کیا: تم نے تو گزشتہ رات مجھ سے ملنے کا وعدہ کیا تھا' تو حضرت جبریل علیہ السلام نے جواب دیا: جی ہاں! لیکن ہم (فرشتے) کسی ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے' جس میں کتا یا تصویر موجود ہو۔

(راوی کہتے ہیں:) اس سے اگلے دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کتوں کو مار ڈالنے کا حکم دیا۔

باب الرُّخْصَةِ فِي إِمْسَاكِ الْكَلْبِ لِلْمَاشِيَةِ .

یہ باب ہے کہ جانوروں کی حفاظت کے لیے کتا پالنے کی اجازت

4295 - أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرِ بْنِ سُوَيْدٍ قَالَ أَنْبَأَنَا عَبْدُ اللَّهِ - وَهُوَ ابْنُ الْمُبَارَكِ - عَنْ حَنْظَلَةَ قَالَ سَمِعْتُ سَالِمًا يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنِ اقْتَنَى كَلْبًا نَقَصَ مِنْ أَجْرِهِ كُلَّ يَوْمٍ قِيرَاطَانِ إِلَّا ضَارِيًا أَوْ صَاحِبَ مَاشِيَةٍ" .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

"جو شخص کتا پالتا ہے' اس کے اجر میں سے روزانہ دو قیراط کم ہو جاتے ہیں' البتہ شکاری کتے اور جانوروں کی حفاظت والے کتے (کو پالنے کی اجازت ہے)"۔

4296 - أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرِ بْنِ إِيَاسِ بْنِ مُقَاتِلِ بْنِ مُشَمْرِجِ بْنِ خَالِدٍ السَّعْدِيُّ عَنْ إِسْمَاعِيلَ - وَهُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ - عَنْ يَزِيدَ - وَهُوَ ابْنُ خُصَيْفَةَ - قَالَ أَخْبَرَنِي السَّائِبُ بْنُ يَزِيدَ أَنَّهُ وَفَدَ عَلَيْهِمْ سُفْيَانُ بْنُ أَبِي زُهَيْرٍ الشَّنَائِيُّ وَقَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنِ اقْتَنَى كَلْبًا لَا يُغْنِي عَنْهُ زَرْعًا وَلَا ضَرْعًا نَقَصَ مِنْ عَمَلِهِ كُلَّ يَوْمٍ قِيرَاطٌ" . قُلْتُ يَا سُفْيَانُ أَنْتَ سَمِعْتَ هَذَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ وَرَبِّ هَذَا الْمَسْجِدِ .

★★ سائب بن یزید بیان کرتے ہیں: حضرت سفیان بن ابوزہیر شنائی رضی اللہ عنہ وفد کے ساتھ ان کے پاس آئے' انہوں نے

4295-اخرجه البخاري في الذبائح و الصيد، باب من اقتنى كلبًا ليس بكلب صيد اوماشية(الحديث 5481) . واخرجه مسلم في المساقاة، باب الامر بقتل الكلاب و بيان نسخه و بيان تحريم اقتنائها الا لصيد اوزرع او ماشية و نحو ذلك (الحديث 54) . تحفة الاشراف (6750) .

4296-اخرجه البخاري في الحرث و المزارعة، باب اقتناء الكلب الحرث (الحديث 2323)، و في بدء الخلق، باب (اذا وقع الذباب في شراب لاحدكم فليغمسه فان في احدى جناحيه داء و في الاخرى شفاءً (الحديث 3325) . واخرجه مسلم في المساقاة، باب الامر بقتل الكلاب و بيان نسخه و بيان تحريم اقتنائها الا لصيد او زرع او ماشية و نحو ذلك (الحديث 61) . و اخرجه ابن ماجه في الصيد، باب النهي عن اقتناء الكلب الا كلب صيد او حرث او ماشية (الحديث 3206) . تحفة الاشراف (4476) .

یہ بات بتائی کہ نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:
"جو شخص کوئی ایسا کتا پالتا ہے جس کو وہ اپنے کھیت کی حفاظت کے لیے یا جانوروں کی حفاظت کے لیے نہیں پالتا تو اس کے عمل میں روزانہ ایک قیراط کم ہو جاتا ہے"۔
راوی کہتے ہیں: میں نے گزارش کی کہ اے حضرت سفیان! کیا آپ نے یہ بات نبی اکرم ﷺ کی زبانی خود سنی ہے؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں! اس مسجد کے پروردگار کی قسم! (میں نے یہ خود سنی ہے)۔

باب الرُّخْصَةِ فِي اِمْسَاكِ الْكَلْبِ لِلصَّيْدِ .

یہ باب ہے کہ شکار کے لیے کتا پالنے کی اجازت

4297 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُوْلُ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ اَمْسَكَ كَلْبًا اِلَّا كَلْبًا ضَارِيًا اَوْ كَلْبَ مَاشِيَةٍ نَقَصَ مِنْ اَجْرِهٖ كُلَّ يَوْمٍ قِيْرَاطَانِ" .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:
"جو شخص شکاری کتے یا جانوروں کی حفاظت والے کتے کے علاوہ کوئی اور کتا پالتا ہے تو اس کے اجر میں سے روزانہ دو قیراط کم ہو جاتے ہیں"۔

4298 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْعَلَاءِ عَنْ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنِ اقْتَنٰى كَلْبًا اِلَّا كَلْبَ صَيْدٍ اَوْ مَاشِيَةٍ نَقَصَ مِنْ اَجْرِهٖ كُلَّ يَوْمٍ قِيْرَاطَانِ" .

★★ سالم اپنے والد کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:
"جو شخص شکاری کتے یا جانوروں کی حفاظت والے کتے کے علاوہ کوئی اور کتا پالتا ہے تو اس کے اجر میں سے روزانہ دو قیراط کم ہو جاتے ہیں"۔

باب الرُّخْصَةِ فِي اِمْسَاكِ الْكَلْبِ لِلْحَرْثِ .

یہ باب ہے کہ کھیت (کی حفاظت) کے لیے کتا پالنے کی اجازت

4299 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى وَابْنُ اَبِيْ عَدِيٍّ وَمُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَوْفٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنِ اتَّخَذَ كَلْبًا اِلَّا كَلْبَ صَيْدٍ اَوْ مَاشِيَةٍ اَوْ زَرْعٍ نَقَصَ مِنْ اَجْرِهٖ كُلَّ يَوْمٍ قِيْرَاطٌ" .

4297-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (8316) .

4298-اخرجه مسلم في المساقاة، باب الامر بقتل الكلاب و بيان نسخه و بيان تحريم اقتنائها الا لصيد او زرع او ماشية و نحو ذلك (الحديث 51) . تحفة الاشراف (6831) .

4299-تقدم (الحديث 4291) .

★★ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''جو شخص شکاری کتے' جانوروں' یا کھیت کی حفاظت والے کتے کے علاوہ کوئی اور کتا پالتا ہے' تو اس کے اجر میں سے روزانہ ایک قیراط کم ہو جاتا ہے''۔

4300 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنِ اتَّخَذَ كَلْبًا اِلَّا كَلْبَ صَيْدٍ اَوْ زَرْعٍ اَوْ مَاشِيَةٍ نَقَصَ مِنْ عَمَلِهٖ كُلَّ يَوْمٍ قِيْرَاطٌ".

★★ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''جو شخص شکاری کتے' یا کھیت یا جانور کی حفاظت والے کتے کے علاوہ کوئی اور کتا پالتا ہے' تو اس کے عمل میں سے روزانہ ایک قیراط کم ہو جاتا ہے''۔

4301 - اَخْبَرَنَا وَهْبُ بْنُ بَيَانٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنِ اقْتَنٰى كَلْبًا لَيْسَ بِكَلْبِ صَيْدٍ وَّلَا مَاشِيَةٍ وَّلَا اَرْضٍ فَاِنَّهٗ يَنْقُصُ مِنْ اَجْرِهٖ قِيْرَاطَانِ كُلَّ يَوْمٍ".

★★ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''جو شخص ایسا کتا پالتا ہے' جو شکاری نہیں ہوتا' یا جانوروں' یا کھیت کی حفاظت کے لیے نہیں ہوتا' تو اس کے اجر میں سے روزانہ دو قیراط کم ہو جاتے ہیں''۔

4302 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ - يَعْنِيْ ابْنَ جَعْفَرٍ - قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِيْ حَرْمَلَةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنِ اقْتَنٰى كَلْبًا اِلَّا كَلْبَ مَاشِيَةٍ اَوْ كَلْبَ صَيْدٍ نَقَصَ مِنْ عَمَلِهٖ كُلَّ يَوْمٍ قِيْرَاطٌ". قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ وَقَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ "اَوْ كَلْبَ حَرْثٍ".

★★ سالم بن عبداللہ اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''جو شخص جانوروں کی حفاظت والے کتے' یا شکاری کتے کے علاوہ کوئی اور کتا پالتا ہے' تو اس کے عمل میں سے روزانہ ایک قیراط کم ہو جاتا ہے''۔

4300-اخرجه مسلم في المساقاة، باب الامر بقتل الكلاب و بيان نسخه و بيان تحريم اقتنائها الا لصيد او زرع او ماشية و نحو ذلك (الحديث 58) . واخرجه ابو داؤد في الصيد، باب في اتخاذ الكلب للصيد وغيره (الحديث 2844) واخرجه الترمذي في الاحكام و الفوائد، باب ما جاء من امسك كلبًا ما ينقص من اجره (الحديث 1490) . تحفة الاشراف (15271) .

4301-اخرجه مسلم في المساقاة، باب الامر بقتل الكلاب و بيان نسخه و بيان تحريم اقتنائها الا لصيد او زرع او ماشية و نحو ذلك (الحديث 57) . تحفة الاشراف (13346) .

4302-اخرجه مسلم في المساقاة، باب الامر بقتل الكلاب و بيان نسخه و بيان تحريم اقتنائها الا لصيد او زرع او ماشية و نحو ذلك (الحديث 53) . تحفة الاشراف (6796) .

عبداللہ نامی راوی نے یہ بات نقل کی ہے' حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ الفاظ بھی نقل کیے تھے:
''کھیت کی حفاظت والا کتا''۔

باب النَّهْيِ عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ .

یہ باب ہے کہ کتے کی قیمت (استعمال کرنے) کی ممانعت

4303 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا مَسْعُوْدٍ عُقْبَةَ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَمَهْرِ الْبَغِيِّ وَحُلْوَانِ الْكَاهِنِ .

★★ حضرت ابومسعود عقبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کتے کی قیمت' فاحشہ عورت کی آمدن اور کاہن کی کمائی (استعمال کرنے سے) منع کیا ہے۔

4304 - اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَنْبَاَنَا مَعْرُوْفُ بْنُ سُوَيْدٍ الْجُذَامِيُّ اَنَّ عُلَيَّ بْنَ رَبَاحٍ اللَّخْمِيَّ حَدَّثَهُ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا يَحِلُّ ثَمَنُ الْكَلْبِ وَلَا حُلْوَانُ الْكَاهِنِ وَلَا مَهْرُ الْبَغِيِّ" .

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:
''کتے کی قیمت' کاہن کی آمدن اور فاحشہ عورت کی آمدن جائز نہیں ہے''۔

4305 - اَخْبَرَنَا شُعَيْبُ بْنُ يُوْسُفَ عَنْ يَحْيٰى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يُوْسُفَ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "شَرُّ الْكَسْبِ مَهْرُ الْبَغِيِّ وَثَمَنُ الْكَلْبِ وَكَسْبُ الْحَجَّامِ" .

4303-اخرجه البخاري في البيوع، باب ثمن الكلب (الحديث 2237)، و في الاجارة، و في الاجارة، باب كسب البغي و الاماء (الحديث 2282)، و في الطلاق، باب مهر البغي و النكاح الفاسد (الحديث 5346)، و في الطب، باب الكهانة (الحديث 5761) واخرجه مسلم في المساقاة، باب تحريم ثمن الكلب و حلوان الكاهن و مهر البغي و النهي عن بيع السنور (الحديث 39) . واخرجه ابو داؤد في البيوع الاجارات، باب في حلوان الكاهن (الحديث 3428)، وباب في اثمان الكلاب (الحديث 3481) . واخرجه الترمذي في النكاح، باب ما جاء في كراهية مهر البغي (الحديث 1133)، و في البيوع، باب ما جاء في ثمن الكب (الحديث 1276) . واخرجه النسائي في البيوع، باب بيع الكلب (الحديث 4680) . واخرجه ابن ماجه في التجارات، باب النهي عن ثمن الكلب و مهر البغي و حلوان الكاهن و عسب الفحل (الحديث 2159) . تحفة الاشراف (10010) .

4304-اخرجه ابو داؤد في البيوع والاجارات، باب في اثمان الكلاب (الحديث 3484) . تحفة الاشراف (14260) .

4305-واخرجه مسلم في المساقاة، باب تحريم ثمن الكلب و حلوان الكاهن و مهر البغي و النهي عن بيع السنور (الحديث 40 و 41) . واخرجه ابو داؤد في البيوع الاجارات، باب في كسب الحجام (الحديث 3421) بنحوه . واخرجه الترمذي في البيوع، باب ما جاء في ثمن الكلب (الحديث 1275) بنحوه . تحفة الاشراف (3555) .

★★ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:
"سب سے بُری آمدن فاحشہ عورت کی کمائی' کتے کی قیمت اور پچھنے لگانے والے کی آمدن ہے"۔

باب الرُّخْصَةِ فِي ثَمَنِ كَلْبِ الصَّيْدِ .

یہ باب ہے کہ شکاری کتے کی قیمت (استعمال کرنے کی) اجازت

4306 - اَخْبَرَنِي اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْحَسَنِ الْمِقْسَمِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ ثَمَنِ السِّنَّوْرِ وَالْكَلْبِ اِلَّا كَلْبَ صَيْدٍ . قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَحَدِيْثُ حَجَّاجٍ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ لَيْسَ هُوَ بِصَحِيْحٍ .

★★ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بلی اور کتے کی قیمت (استعمال کرنے سے) منع کیا ہے البتہ شکاری کتے کا حکم مختلف ہے۔

امام نسائی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: حجاج نے حماد بن سلمہ کے حوالے سے جو روایت نقل کی ہے' وہ مستند نہیں ہے۔

4307 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ سَوَاءٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ اَبِي مَالِكٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ رَجُلًا اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ لِيْ كِلَابًا مُكَلَّبَةً فَاَفْتِنِيْ فِيْهَا . قَالَ "مَا اَمْسَكَ عَلَيْكَ كِلَابُكَ فَكُلْ" . قُلْتُ وَاِنْ قَتَلْنَ قَالَ "وَاِنْ قَتَلْنَ" . قَالَ اَفْتِنِيْ فِيْ قَوْسِيْ . قَالَ "مَا رَدَّ عَلَيْكَ سَهْمُكَ فَكُلْ" . قَالَ وَاِنْ تَغَيَّبَ عَلَيَّ قَالَ "وَاِنْ تَغَيَّبَ عَلَيْكَ مَا لَمْ تَجِدْ فِيْهِ اَثَرَ سَهْمٍ غَيْرَ سَهْمِكَ اَوْ تَجِدْهُ قَدْ صَلَّ" . يَعْنِيْ قَدْ اَنْتَنَ . قَالَ ابْنُ سَوَاءٍ وَسَمِعْتُهُ مِنْ اَبِيْ مَالِكٍ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ الْاَخْنَسِ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

★★ عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا' اس نے عرض کی: یارسول اللہ! میرے پاس کچھ تربیت یافتہ کتے ہیں' آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے ان کے بارے میں حکم بیان کیجئے! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"تمہارے کتے' جو شکار تمہارے لیے روک لیں' تم اسے کھالو"۔

میں نے عرض کی: اگرچہ وہ شکار کو مار ڈالیں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگرچہ وہ اُسے مار ڈالیں۔ انہوں نے عرض کی: آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے میری کمان کے بارے میں حکم بیان کیجئے (یعنی تیر کے ذریعے شکار کرنے کے بارے میں بتایئے)۔

تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"تمہارا تیر تمہیں جو چیز واپس کردے' تم اُسے کھالو"۔

4306-انفرد به النسائي، و سياتي (الحديث 4682) . تحفة الاشراف (2697) .

4307-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (8758) .

انہوں نے دریافت کیا: اگر چہ وہ چیز مجھ سے چھپ گئی ہو؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:
''اگر چہ وہ (شکار) تم سے چھپ گیا ہو لیکن اس کے لیے یہ بات شرط ہے' تمہیں اس پر اپنے تیر کے علاوہ اور کسی تیر کا نشان نظر نہ آئے' یا تم بعد میں اُسے ایسی حالت میں نہ پاؤ کہ وہ بُو دار ہو چکا ہو''۔
یہی روایت ایک اور سند کے ساتھ بھی منقول ہے۔

باب الْإِنْسِيَّةُ تَسْتَوْحِشُ .

یہ باب ہے کہ جب کوئی پالتو جانور بدک جائے

4308 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ ذِي الْحُلَيْفَةِ مِنْ تِهَامَةَ فَاَصَابُوْا اِبِلًا وَّغَنَمًا وَّرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ اُخْرَيَاتِ الْقَوْمِ فَعَجَّلَ اَوَّلُهُمْ فَذَبَحُوا وَنَصَبُوا الْقُدُوْرَ فَدُفِعَ اِلَيْهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَمَرَ بِالْقُدُوْرِ فَاُكْفِئَتْ ثُمَّ قَسَّمَ بَيْنَهُمْ فَعَدَلَ عَشْرًا مِّنَ الشَّاءِ بِبَعِيْرٍ فَبَيْنَمَا هُمْ كَذٰلِكَ اِذْ نَدَّ بَعِيْرٌ وَّلَيْسَ فِي الْقَوْمِ اِلَّا خَيْلٌ يَّسِيْرَةٌ فَطَلَبُوْهُ فَاَعْيَاهُمْ فَرَمَاهُ رَجُلٌ بِسَهْمٍ فَحَبَسَهُ اللّٰهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِنَّ لِهٰذِهِ الْبَهَائِمِ اَوَابِدَ كَاَوَابِدِ الْوَحْشِ فَمَا غَلَبَكُمْ مِنْهَا فَاصْنَعُوا بِهِ هٰكَذَا" .

★★ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ ہم نبی اکرم ﷺ کے ساتھ تہامہ والے ذوالحلیفہ میں موجود تھے' وہاں لوگوں نے کچھ اونٹ اور بکریاں پکڑ لیے' نبی اکرم ﷺ لوگوں سے پیچھے آ رہے تھے' آگے والوں نے جلدی جلدی ان کو ذبح کیا اور ہنڈیاں چڑھا دیں' جب نبی اکرم ﷺ ان کے پاس تشریف لائے' تو آپ ﷺ کے حکم کے تحت ان ہنڈیاؤں کو اُلٹ

4308-اخرجه البخاري في الشركة، باب قسمة الغنم (الحديث 2488) مطولاً، وباب من عدل عشرة من الغنم بجزور في القسم (الحديث 2507) مطولاً، و في الجهاد، باب ما يكره من ذبح الابل و الغنم في المغانم (الحديث 3075) مطولاً، و في الذبائح و الصيد، باب التسمية على الذبيحة ومن ترك متعمدًا (الحديث 5498) مطولاً، و باب ما انهر الدم من القصب والمروة و الحديد (الحديث 5503) مختصراً، و في الذبائح و الصيد، باب ماندّ من البهائم فهو بمنزلة الوحش (الحديث 5509) بنحوه، و باب اذا اصاب قوم غنيمة فذبح بعضهم غنمًا او ابلًا بغير امر اصحابها لم يو كل (الحديث 5543)، و باب اذا ندّ بعير لقوم فرماه بعضهم بسهم فقتله فاراد اصلاحهم فهو جائز (الحديث 5544) . واخرجه مسلم في الاضاحي، باب جواز الذبح بكل ما انهر الدم الا السن و الظفر و سائر العظام (الحديث 20 و 21 و 22 و 23) . واخرجه ابو داؤد في الاضاحي، باب في الذبيحة بالمروة (الحديث 2821) واخرجه الترمذي في الاحكام و الفوائد، باب ما جاء في البعير و البقر و الغنم اذا ندّ فصار و حشيًا يرمى بسهم ام لا (الحديث 1492) . واخرجه النسائي في الضحايا، ذكر المنفلتة التي لا يقدر على اخذها (الحديث 4422 و4423) . واخرجه ابن ماجه في الذبائح، باب ذكاة النادّ من البهائم (الحديث 3183) . والحديث عند: البخاري في الذبائح، باب لا يذكي بالسن و العظم و الظفر (الحديث 5506) و الترمذي في الاحكام و الفوائد، باب ما جاء في الذكاة بالقصب و غيره (الحديث 1491)، و في السير: باب ما جاء في كراهية النهبة (الحديث 1600) والنسائي في الضحايا، باب ماتجزئ عنه البدنة في الضحايا (الحديث 4403)، و باب في الذبح بالسن (الحديث 4415) . وابن ماجه في الاضاحي، باب كم تجزئ من الغنم عن البدنة (الحديث 3137)، و في الذبائح باب ما يذكي به (الحديث 3178) . تحفة الاشراف (3561) .

دیا گیا' پھر آپ ﷺ نے ان کے درمیان مال غنیمت تقسیم کیا' تو آپ ﷺ نے دس بکریوں کو ایک اونٹ کے برابر قرار دیا۔ ابھی آپ ﷺ وہیں موجود تھے کہ ایک اونٹ سرکش ہو گیا' اس وقت وہاں چند لوگوں کے پاس گھوڑے موجود تھے' وہ لوگ اونٹ کے پیچھے گئے' لیکن اُسے نہیں پکڑ سکے' تو ایک شخص نے اپنا تیر اس اونٹ کو مارا تو وہ اونٹ رُک گیا۔

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''یہ جانور بھی وحشی درندوں کی طرح بعض اوقات بدک جاتے ہیں' تو جو تمہارے قابو میں نہ آ رہے ہوں' اُن کے ساتھ یہی سلوک کرو''۔

باب فِي الَّذِي يَرْمِي الصَّيْدَ فَيَقَعُ فِي الْمَاءِ ۔

ایسے شخص کا حکم' جو شکار کو تیر مارتا ہے اور وہ شکار پانی میں گر جاتا ہے

4309 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ اَخْبَرَنِي عَاصِمٌ الْاَحْوَلُ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّيْدِ فَقَالَ "اِذَا رَمَيْتَ سَهْمَكَ فَاذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فَاِنْ وَّجَدْتَهُ قَدْ قُتِلَ فَكُلْ اِلَّا اَنْ تَجِدَهُ قَدْ وَقَعَ فِي مَاءٍ وَّلَا تَدْرِي الْمَاءُ قَتَلَهُ اَوْ سَهْمُكَ"۔

★★ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ سے شکار کے بارے میں دریافت کیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جب تم اپنا تیر پھینکنے لگو' تو اس پر اللہ کا نام لے لو' اگر تم شکار کو ایسی حالت میں پاؤ کہ وہ مر چکا ہو' تو تم اُسے کھا لو' لیکن اگر تم اسے ایسی حالت میں پاؤ کہ وہ پانی میں گر گیا تھا' تمہیں یہ نہیں معلوم کہ وہ شکار پانی میں گرنے کی وجہ سے مرا ہے' یا تمہارے تیر کی وجہ سے مرا ہے' تو اس کا حکم مختلف ہوگا (یعنی اسے کھانا تمہارے لیے جائز نہیں ہوگا)''۔

4310 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى بْنِ الْحَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ اَبِي شُعَيْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اَعْيَنَ عَنْ مَّعْمَرٍ عَنْ عَاصِمِ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنْ عَامِرٍ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ اَنَّهُ سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّيْدِ فَقَالَ "اِذَا اَرْسَلْتَ سَهْمَكَ وَكَلْبَكَ وَذَكَرْتَ اسْمَ اللّٰهِ فَقَتَلَ سَهْمُكَ فَكُلْ" ۔ قَالَ فَاِنْ بَاتَ عَنِّي لَيْلَةً يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ "اِنْ وَّجَدْتَ سَهْمَكَ وَلَمْ تَجِدْ فِيْهِ اَثَرَ شَيْءٍ غَيْرَهُ فَكُلْ وَاِنْ وَّقَعَ فِي الْمَاءِ فَلَا تَاْكُلْ" ۔

4309-اخرجه البخاري في الذبائح و الصيد، باب الصيد اذا غاب عنه يو مين اوثلاثة (الحديث 5484) مطولًا ۔ واخرجه مسلم في الصيد و الذبائح، باب الصيد بالكلاب المعلمة (الحديث 6 و 7) مطولًا ۔ واخرجه ابو داؤد في الصيد، باب في الصيد (الحديث 2849 و 2850) بنحوه واخرجه الترمذي في الصيد، باب ما جاء فيمن يرمي الصيد فيجده ميتًا في الماء (الحديث 1469) ۔ و اخرجه النسائي في الصيد و الذبائح، في الذي يرمي الصيد فيقع في الماء (الحديث 4310) ۔ والحديث عند: النسائي في الصيد و الذبائح، الامر بالتسمية عند الصيد (الحديث 4274)، و اذا وجد مع كلبه كلبًا لم يسم عليه (الحديث 4279)، والكلب ياكل من الصيد (الحديث 4286) ۔ و ابن ماجه في الصيد، باب الصيد يغيب ليلة (الحديث 3213) ۔ تحفة الاشراف (9862) ۔

4310-تقدم (الحديث 4309) .

★★ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے شکار کے بارے میں دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جب تم اپنے تیر کو پھینکتے وقت' یا کتے کو چھوڑتے وقت اللہ کا نام لے لو اور تمہارا تیر اس شکار کو مار دے' تو تم اُسے کھالو''۔

حضرت عدی رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ! اگر چہ وہ ایک رات تک میری نگاہوں سے اوجھل رہے؟

تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اگر تم اپنے تیر کو پاتے ہو اور تمہیں اس شکار میں تمہارے تیر کے علاوہ اور کسی چیز کا نشان نظر نہیں آتا' تو تم اسے کھالو لیکن اگر وہ پانی میں گر گیا ہو' تو تم اسے نہ کھاؤ''۔

باب فِي الَّذِيْ يَرْمِي الصَّيْدَ فَيَغِيْبُ عَنْهُ .

یہ باب ہے کہ جو شخص شکار کو تیر مارتا ہے اور وہ شکار اس سے چھپ جاتا ہے

4311 - اَخْبَرَنَا زِيَادُ بْنُ اَيُّوْبَ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ اَنْبَاَنَا اَبُوْ بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا اَهْلُ الصَّيْدِ وَاِنَّ اَحَدَنَا يَرْمِي الصَّيْدَ فَيَغِيْبُ عَنْهُ اللَّيْلَةَ وَاللَّيْلَتَيْنِ فَيَبْتَغِي الْاَثَرَ فَيَجِدُهُ مَيِّتًا وَّسَهْمُهُ فِيْهِ . قَالَ "اِذَا وَجَدْتَ السَّهْمَ فِيْهِ وَلَمْ تَجِدْ فِيْهِ اَثَرَ سَبُعٍ وَّعَلِمْتَ اَنَّ سَهْمَكَ قَتَلَهُ فَكُلْ" .

★★ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے عرض کی: یارسول اللہ! ہم لوگ شکاری ہیں' ہم میں سے کوئی ایک شخص شکار کو تیر مارتا ہے اور پھر ایک رات یا دو رات تک شکار اسے نظر نہیں آتا' وہ اس شکار کے نشان تلاش کرتا ہے اور اسے مردار حالت میں پاتا ہے' تو اس شکار میں اس شخص کا تیر بھی لگا ہوا ہوتا ہے؟ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جب تم اس شکار میں اپنے تیر کو پالو اور تمہیں اس شکار میں کسی درندے کا کوئی نشان نظر نہ آئے' یا تمہیں یہ علم ہو کہ تمہارے تیر نے ہی اُسے مارا ہے' تو تم اُسے کھالو''۔

4312 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى وَاِسْمَاعِيْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَا حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ اَبِيْ بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اِذَا رَاَيْتَ سَهْمَكَ فِيْهِ وَلَمْ تَرَ فِيْهِ اَثَرًا غَيْرَهُ وَعَلِمْتَ اَنَّهُ قَتَلَهُ فَكُلْ" .

★★ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جب تم اس شکار میں اپنے تیر کو دیکھو اور تمہیں اس شکار میں اپنے تیر کے علاوہ اور کوئی نشان نظر نہ آئے' اور تمہیں یہ

4311-اخرجه الترمذي في الصيد، باب ما جاء في الرجل يرمي الصيد فيغيب عنه (الحديث 1468) بنحوه . واخرجه النسائي في الصيد و الذبائح، في الذي يرمي الصيد فيغيب عنه (الحديث 4312و 4313) مختصراً . تحفة الاشراف (9854) .

4312-تقدم (الحديث 4311) .

پتہ چل جائے کہ تمہارے تیر نے ہی اُسے مارا ہے تو تم اُسے کھالو"۔

4313 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَيْسَرَةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرْمِى الصَّيْدَ فَاَطْلُبُ اَثَرَهٗ بَعْدَ لَيْلَةٍ . قَالَ "اِذَا وَجَدْتَ فِيْهِ سَهْمَكَ وَلَمْ يَاْكُلْ مِنْهُ سَبُعٌ فَكُلْ" .

☆☆ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے عرض کی: یارسول اللہ! میں شکار کو تیر مارتا ہوں پھر ایک رات بعد میں اس کا نشان تلاش کرتا ہوں۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جب تم اس میں اپنے تیر کو پاؤ اور کسی درندے نے اس میں سے کچھ نہ کھایا ہو تو تم اسے کھالو"۔

باب الصَّيْدِ اِذَا اَنْتَنَ .

یہ باب ہے کہ جب شکار بدبودار ہو جائے (تو اس کا حکم)

4314 - اَخْبَرَنِىْ اَحْمَدُ بْنُ خَالِدٍ الْخَلَّالُ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْنٌ قَالَ اَنْبَاَنَا مُعَاوِيَةُ - وَهُوَ ابْنُ صَالِحٍ - عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِىْ ثَعْلَبَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِى الَّذِىْ يُدْرِكُ صَيْدَهٗ بَعْدَ ثَلَاثٍ فَلْيَاْكُلْهُ اِلَّا اَنْ يُنْتِنَ .

☆☆ حضرت ابوثعلبہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ایسے شخص کے بارے میں نقل کرتے ہیں: جو تین دن کے بعد اپنے شکار کو پاتا ہے تو وہ شخص اس شکار کو کھا سکتا ہے البتہ اگر وہ بدبودار ہو چکا ہو تو اس کا حکم مختلف ہے (یعنی اُسے نہیں کھایا جاسکتا)۔

4315 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سِمَاكٍ قَالَ سَمِعْتُ مُرِّىَّ بْنَ قَطَرِىٍّ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُرْسِلُ كَلْبِىْ فَيَاْخُذُ الصَّيْدَ وَلَا اَجِدُ مَا اُذَكِّيْهِ بِهٖ فَاُذَكِّيْهِ بِالْمَرْوَةِ وَالْعَصَا . قَالَ "اَهْرِقِ الدَّمَ بِمَا شِئْتَ وَاذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ" .

☆☆ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے عرض کی: یارسول اللہ! میں اپنے کتے کو چھوڑتا ہوں اور وہ شکار کو پکڑ لیتا ہے اور مجھے کوئی ایسی چیز نہیں ملتی، جس کے ذریعے میں اس شکار کو ذبح کرسکوں، تو میں اُسے نوکیلے پتھر یا لکڑی کے ذریعے ذبح کر لیتا ہوں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"تم جس چیز کے ساتھ چاہو خون بہادو اور اس پر اللہ کا نام لے لو (پھر اُسے تم کھا سکتے ہو)"۔

4313-تقدم (الحديث 4311) .

4314-اخرجه مسلم في الصيد و الذبائح، باب اذا غاب عنه الصيد ثم وجده (الحديث 9 و 10 و 11) . واخرجه ابو داؤد في الصيد، باب في اتباع الصيد (الحديث 2861) . تحفة الاشراف (11863) .

4315-اخرجه ابو داؤد في الاضاحي، باب في الذبيحة بالمروة (الحديث 2824) بنحوه . و اخرجه النسائي في الضحايا، اباحة الذبح بالعود (الحديث 4413) . واخرجه ابن ماجه في الذبائح، باب ما يذكى به (الحديث 3177) بنحوه . تحفة الاشراف (9875) .

باب صَيْدِ الْمِعْرَاضِ .

یہ باب ہے کہ معراض کے ذریعے شکار کرنا

4316 - اَخْبَرَنِىْ مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ عَنْ جَرِيْرٍ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّىْ اُرْسِلُ الْكِلَابَ الْمُعَلَّمَةَ فَتُمْسِكُ عَلَىَّ فَاٰكُلُ مِنْهُ قَالَ "اِذَا اَرْسَلْتَ الْكِلَابَ - يَعْنِى الْمُعَلَّمَةَ - وَذَكَرْتَ اسْمَ اللّٰهِ فَاَمْسَكْنَ عَلَيْكَ فَكُلْ" . قُلْتُ وَاِنْ قَتَلْنَ قَالَ "وَاِنْ قَتَلْنَ مَا لَمْ يَشْرَكْهَا كَلْبٌ لَيْسَ مِنْهَا" . قُلْتُ وَاِنِّىْ اَرْمِى الصَّيْدَ بِالْمِعْرَاضِ فَاُصِيْبُ فَاٰكُلُ قَالَ "اِذَا رَمَيْتَ بِالْمِعْرَاضِ وَسَمَّيْتَ فَخَزَقَ فَكُلْ وَاِذَا اَصَابَ بِعَرْضِهِ فَلَا تَاْكُلْ" .

★★ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے عرض کی: یارسول اللہ! میں اپنے تربیت یافتہ کتے کو چھوڑتا ہوں اور وہ میرے لیے (شکار) پکڑ لیتا ہے' تو کیا میں اُسے کھالوں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جب تم کتے کو چھوڑو (راوی کہتے ہیں: یعنی تربیت یافتہ کتے کو) اور تم اس پر اللہ کا نام ذکر کر دو' اور وہ تمہارے لیے شکار کو روک لے' تو تم اسے کھالو''۔

میں نے عرض کی: اگرچہ ان کتوں نے اس شکار کو مار ڈالا ہو؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگرچہ انہوں نے اُسے مار ڈالا ہو' جبکہ ان کے ساتھ کوئی دوسرا ایسا کتا شریک نہ ہو' جو ان میں سے نہیں تھا۔

میں نے عرض کی: اگر میں معراض کے ذریعے شکار کرتا ہوں اور وہ مر جاتا ہے' تو کیا میں اُسے کھالوں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جب تم معراض پھینکو اور اس پر اللہ کا نام لے لو' اور وہ جانور کے پار ہو جائے' تو تم اسے کھالو' لیکن اگر وہ چوڑائی کی سمت میں لگے اور اس وجہ سے جانور مرے' تو تم اسے نہ کھاؤ''۔

باب مَا اَصَابَ بِعَرْضٍ مِّنْ صَيْدِ الْمِعْرَاضِ .

یہ باب ہے کہ معراض کے ذریعے ہونے والا شکار' جب چوڑائی کی سمت میں تیر لگنے کی وجہ سے مرے (تو اس کا حکم؟)

4317 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِى السَّفَرِ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ سَمِعْتُ عَدِيَّ بْنَ حَاتِمٍ قَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمِعْرَاضِ فَقَالَ "اِذَا اَصَابَ بِحَدِّهِ فَكُلْ وَاِذَا اَصَابَ بِعَرْضِهِ فَقُتِلَ فَاِنَّهُ وَقِيْذٌ فَلَا تَاْكُلْ" .

★★ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے معراض کے بارے میں دریافت کیا تو

4316-تقدم (الحديث 4376) .

آپ ﷺ نے فرمایا:

''جب وہ اپنے پھل کے ذریعے جانور کو مارے' تو تم اسے کھالو' لیکن جب وہ چوڑائی کی سمت میں لگنے کی وجہ سے مرجائے' تو وہ لاٹھی کے ذریعے مرا ہوا ہوگا (پھر اسے کھانا جائز نہیں ہے) تو تم اُسے نہ کھاؤ''۔

باب مَا اَصَابَ بِحَدِّ مِنْ صَيْدِ الْمِعْرَاضِ .

یہ باب ہے کہ جب معراض کا شکار' پھل کی وجہ سے مرجائے (تو اس کا حکم)

4318 - اَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الذَّارِعُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ مِحْصَنٍ قَالَ حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَيْدِ الْمِعْرَاضِ فَقَالَ "اِذَا اَصَابَ بِحَدِّهٖ فَكُلْ وَاِذَا اَصَابَ بِعَرْضِهٖ فَلَا تَاْكُلْ" .

★★ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ سے معراض کے شکار کے بارے میں دریافت کیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جب وہ اس کا پھل لگنے کی وجہ سے مرے' تو تم اسے کھالو اور جب وہ اس کے چوڑائی کی سمت لگنے کی وجہ سے مرے' تو تم اسے نہ کھاؤ''۔

4319 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ وَغَيْرُهٗ عَنْ زَكَرِيَّا عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَيْدِ الْمِعْرَاضِ فَقَالَ "مَا اَصَبْتَ بِحَدِّهٖ فَكُلْ وَمَا اَصَابَ بِعَرْضِهٖ فَهُوَ وَقِيْذٌ" .

★★ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ سے معراض کے شکار کے بارے میں دریافت کیا' تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جو شکار اس کا پھل لگنے کی وجہ سے مرے' اسے تم کھالو اور جو چوڑائی کی سمت میں لگنے کی وجہ سے مرے' تو وہ لاٹھی کے ذریعے مرا ہوا ہوگا (اُسے کھانا جائز نہیں ہے)''۔

4317-اخرجه البخاري في البيوع، باب الحلال بين و الحرام بين و بينهما مشتبهات (الحديث 2053) مطولاً، و في الذبائح و الصيد، باب صيد المعراض (الحديث 5476) مطولاً، وباب اذا وجد مع الصيد كلباً آخر (الحديث 5486) مطولاً . و اخرجه مسلم في الصيد و الذبائح، باب الصيد بالكلاب المعلمة (الحديث 3) مطولاً . و اخرجه ابو داؤد في الصيد، باب في الصيد (الحديث 2854) مطولاً . و الحديث عند: البخاري في الوضوء، باب الماء الذي يغسل به شعر الانسان (الحديث 175) والنسائي في الصيد و الذبائح، اذا وجد مع كلبه كلباً غيره (الحديث 4283 و 4284) . تحفة الاشراف (9863) .

4318-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (9857) .

4319-تقدم (الحديث 4275) .

باب اِتِّبَاعِ الصَّیْدِ .

باب: شکار کا پیچھا کرنا

4320 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْیَانَ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی ح وَاَنْبَاَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی عَنْ وَهْبِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ سَكَنَ الْبَادِیَةَ جَفَا وَمَنِ اتَّبَعَ الصَّیْدَ غَفَلَ وَمَنِ اتَّبَعَ السُّلْطَانَ افْتُتِنَ" .
وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنّٰی .

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:
''جو شخص دیہات میں رہتا ہو' اس کا مزاج سخت ہو جاتا ہے' جو شخص شکار کا پیچھا کرتا ہے' وہ غافل ہو جاتا ہے اور جو شخص بادشاہ کی پیروی کرتا ہے' وہ آزمائش میں مبتلا ہو جاتا ہے''۔
روایت کے یہ الفاظ ابن مثنیٰ نامی راوی کے ہیں۔

باب الْاَرْنَبِ .

خرگوش (کے بارے میں روایات)

4321 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ الْبَحْرَانِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا حَبَّانُ - وَهُوَ ابْنُ هِلَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَیْرٍ عَنْ مُوْسَی بْنِ طَلْحَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ جَآءَ اَعْرَابِیٌّ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِاَرْنَبٍ قَدْ شَوَاهَا فَوَضَعَهَا بَیْنَ یَدَیْهِ فَاَمْسَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ یَاْكُلْ وَاَمَرَ الْقَوْمَ اَنْ یَّاْكُلُوْا وَاَمْسَكَ الْاَعْرَابِیُّ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ "مَا یَمْنَعُكَ اَنْ تَاْكُلَ" .
قَالَ اِنِّیْ اَصُوْمُ ثَلَاثَةَ اَیَّامٍ مِّنْ كُلِّ شَهْرٍ . قَالَ "اِنْ كُنْتَ صَائِمًا فَصُمِ الْغُرَّ" .

★★ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک دیہاتی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں خرگوش لے کر آیا' جسے اس نے بھونا ہوا تھا' اس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رکھا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے نہیں کھایا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو یہ ہدایت کی کہ وہ کھالیں' اس دیہاتی نے بھی اُسے نہیں کھایا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے دریافت کیا: تم اسے کیوں نہیں کھا رہے؟ اس نے عرض کی: میں ہر مہینے تین دن روزہ رکھتا ہوں (تو آج میرا روزہ ہے)۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
''اگر تم نے روزہ رکھنا ہوتا ہے' تو تم روشن (راتوں والے دنوں' یعنی ہر مہینے کی تیرہ' چودہ اور پندرہ تاریخ) کو روزہ رکھا کرو''۔

4320-اخرجه ابو داؤد في الصيد، باب في اتباع الصيد (الحديث 2859) . واخرجه الترمذي في الفتن، باب 69 . (الحديث 2256) . تحفة الاشراف (6539) .

4321-تقدم (الحديث 2420) .

4322 – اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ حَكِيمِ بْنِ جُبَيْرٍ وَّعَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ وَمُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ مُوْسَى بْنِ طَلْحَةَ عَنِ ابْنِ الْحَوْتَكِيَّةِ قَالَ قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مَنْ حَاضِرُنَا يَوْمَ الْقَاحَةِ قَالَ قَالَ اَبُوْ ذَرٍّ اَنَا اُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاَرْنَبٍ فَقَالَ الرَّجُلُ الَّذِيْ جَآءَ بِهَا اِنِّيْ رَاَيْتُهَا تَدْمٰى فَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَاْكُلْ ثُمَّ اِنَّهٗ قَالَ "كُلُوْا" . فَقَالَ رَجُلٌ اِنِّيْ صَائِمٌ . قَالَ "وَمَا صَوْمُكَ" قَالَ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ . قَالَ "فَاَيْنَ اَنْتَ عَنِ الْبِيْضِ الْغُرِّ ثَلَاثَ عَشْرَةَ وَاَرْبَعَ عَشْرَةَ وَخَمْسَ عَشْرَةَ".

★★ ابن حوتکیہ بیان کرتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: قاحہ والے دن کون ہمارے ساتھ تھا؟ تو حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: میں تھا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں خرگوش لایا گیا' جو آدمی اس خرگوش کو لے کر آیا تھا' اس نے بتایا: میں نے دیکھا ہے' اس کا خون خارج ہوتا ہے (یعنی وہ مادہ خرگوش تھی) تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے نہیں کھایا' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تم لوگ اسے کھالو۔ اس شخص نے عرض کی: میں نے روزہ رکھا ہوا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تم نے کون سا روزہ رکھا ہوا ہے؟ اس نے عرض کی: میں ہر مہینے میں تین روزے رکھتا ہوں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تم تین سفید روشن دنوں میں روزے کیوں نہیں رکھتے۔

(راوی کہتے ہیں: شاید نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ یہ ہیں:) یعنی تیرہ' چودہ اور پندرہ تاریخ کو۔

4323 – اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ هِشَامٍ - وَهُوَ ابْنُ زَيْدٍ - قَالَ سَمِعْتُ اَنَسًا يَقُوْلُ اَنْفَجْنَا اَرْنَبًا بِمَرِّ الظَّهْرَانِ فَاَخَذْتُهَا فَجِئْتُ بِهَا اِلٰى اَبِيْ طَلْحَةَ فَذَبَحَهَا فَبَعَثَنِيْ بِفَخِذَيْهَا وَوَرِكَيْهَا اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَبِلَهٗ .

★★ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: مرالظہران کے مقام پر' ہم ایک خرگوش کے پیچھے بھاگے' تو میں نے اُسے پکڑ لیا' میں اُسے لے کر حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے اُسے ذبح کیا' پھر حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے اس کی دو رانیں اور سرین کے ساتھ' مجھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے قبول کرلیا۔

4324 – اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا حَفْصٌ عَنْ عَاصِمٍ وَّدَاوُدَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ ابْنِ صَفْوَانَ قَالَ اَصَبْتُ

4322-انفرد به النسائي . والحديث عند: النسائي في الصيام، ذكر الاختلاف على موسى بن طلحة في الخبر في صيام ثلاثة ايام من الشهر (الحديث 2424 و 2425) . تحفة الاشراف (12006) .

4323-اخرجه البخاري في الهبة، باب قبول هدية الصيد (الحديث 2572) مطولًا، و في الذبائح و الصيد، باب ما جاء في التصيد (الحديث 5489)، و باب الارنب (الحديث 5535) . و اخرجه مسلم في الصيد و الذبائح، باب اباحة الارنب (الحديث 53) . و اخرجه ابو داؤد في الاطعمة، باب في اكل الارنب (الحديث 3791) بنحوه، و اخرجه الترمذي في الاطعمة، باب ما جاء في اكل الارنب (الحديث 1789) . و اخرجه ابن ماجه في الصيد، باب الارنب (الحديث 3243) . تحفة الاشراف الاشراف (1629) .

4324-اخرجه ابو داؤد في الاضاحي، باب في الذبيحة بالمروة (الحديث 2822) . و اخرجه النسائي في الضحايا، باب اباحة الذبح بالمروة (الحديث 4411) . و اخرجه ابن ماجه في الذبائح، باب ما يذكى به (الحديث 3175)، و في الصيد، باب الارنب (الحديث 3244) . تحفة الاشراف (11224) .

أَرْنَبَيْنِ فَلَمْ أَجِدْ مَا أُذَكِّيهِمَا بِهِ فَذَكَّيْتُهُمَا بِمَرْوَةٍ فَسَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ فَأَمَرَنِي بِأَكْلِهِمَا .

★★ حضرت ابن صفوان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے دو خرگوش پکڑے مجھے کوئی ایسی چیز نہیں ملی جس کے ذریعے میں انہیں ذبح کرلوں تو میں نے پتھر کے ذریعے انہیں ذبح کرلیا۔ میں نے اس بارے میں نبی اکرم ﷺ سے دریافت کیا تو آپ ﷺ نے مجھے انہیں کھانے کا حکم دیا (یعنی آپ ﷺ نے اسے جائز قرار دیا)۔

بَاب الضَّبِّ .

گوہ کے بارے میں روایات

4325 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ سُئِلَ عَنِ الضَّبِّ فَقَالَ "لَا آكُلُهُ وَلَا أُحَرِّمُهُ" .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ منبر پر موجود تھے جب آپ ﷺ سے گوہ کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''نہ میں اسے کھاتا ہوں اور نہ ہی اسے حرام قرار دیتا ہوں''۔

4326 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا تَرَى فِي الضَّبِّ قَالَ "لَسْتُ بِآكِلِهِ وَلَا مُحَرِّمِهِ" .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک شخص نے عرض کی: یارسول اللہ! گوہ کے بارے میں آپ ﷺ کی کیا رائے ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

''نہ میں اسے کھاتا ہوں اور نہ ہی اسے حرام قرار دیتا ہوں''۔

4327 - أَخْبَرَنَا كَثِيرُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حَرْبٍ عَنِ الزُّبَيْدِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُتِيَ بِضَبٍّ مَشْوِيٍّ فَقُرِّبَ إِلَيْهِ فَأَهْوَى إِلَيْهِ بِيَدِهِ لِيَأْكُلَ مِنْهُ قَالَ لَهُ مَنْ حَضَرَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّهُ لَحْمُ ضَبٍّ . فَرَفَعَ يَدَهُ عَنْهُ فَقَالَ لَهُ

4325-اخرجه الترمذي في الاطعمة، باب ما جاء في اكل الضب (الحديث 1790) . واخرجه النسائي في الصيد و الذبائح، الضب (الحديث 4326) . تحفة الاشراف (4240) .

4326-تقدم (الحديث 4325) . تحفة الاشراف (7240 و 8399) .

4327-اخرجه البخاري في الاطعمة، باب ما كان النبي صلى الله عليه وسلم لا يأكل حتى يسمى له فيعلم ما هو (الحديث 5391) مطولًا، وباب الشواء (الحديث 5400) و في الذبائح و الصيد، باب الضب (الحديث 5537) . واخرجه مسلم في الصيد و الذبائح، باب اباحة الضب (الحديث 440 و 45) مطولًا . واخرجه ابو داؤد في الاطعمة، باب في اكل الضب (الحديث 3794) . واخرجه النسائي في الصيد و الذبائح، الضب (الحديث 4328) مطولًا . و اخرجه ابن ماجه في الصيد، باب الضب (الحديث 3241) . تحفة الاشراف (3504) .

خالد بن الوليد: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَحَرَامٌ الضَّبُّ قَالَ "لَا وَلٰكِنْ لَمْ يَكُنْ بِاَرْضِ قَوْمِي فَاَجِدُنِي اَعَافُهُ". فَاَهْوٰى خَالِدٌ اِلَى الضَّبِّ فَاَكَلَ مِنْهُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْظُرُ .

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما' حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھی ہوئی گوہ پیش کی گئی جب وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رکھی گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک اُسے کھانے کے لیے اس کی طرف بڑھایا' تو حاضرین میں سے ایک صاحب نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی: یارسول اللہ! یہ گوہ کا گوشت ہے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ پیچھے کھینچ لیا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی: یارسول اللہ! کیا گوہ حرام ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں! یہ میرے علاقے کی خوراک نہیں ہے' اس لیے میں اسے کھانا پسند نہیں کروں گا۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے گوہ کی طرف ہاتھ بڑھایا' انہوں نے اسے کھالیا' جبکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ملاحظہ فرماتے رہے۔

4328 - اَخْبَرَنَا اَبُوْ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ بْنِ سَهْلٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهُ اَخْبَرَهُ اَنَّ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيْدِ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ دَخَلَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى مَيْمُوْنَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ - وَهِيَ خَالَتُهُ - فَقُدِّمَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَحْمُ ضَبٍّ . وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَاْكُلُ شَيْئًا حَتّٰى يَعْلَمَ مَا هُوَ - فَقَالَ بَعْضُ النِّسْوَةِ اَلَا تُخْبِرْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَاْكُلُ فَاَخْبَرَتْهُ اَنَّهُ لَحْمُ ضَبٍّ فَتَرَكَهُ قَالَ خَالِدٌ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحَرَامٌ هُوَ قَالَ "لَا وَلٰكِنَّهُ طَعَامٌ لَيْسَ فِيْ اَرْضِ قَوْمِي فَاَجِدُنِيْ اَعَافُهُ" . قَالَ خَالِدٌ فَاجْتَرَرْتُهُ اِلَيَّ فَاَكَلْتُهُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْظُرُ . وَحَدَّثَهُ ابْنُ الْاَصَمِّ عَنْ مَيْمُوْنَةَ وَكَانَ فِيْ حَجْرِهَا .

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے انہیں بتایا' ایک مرتبہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے ہاں گئے' جو حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی خالہ تھیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گوہ کا گوشت پیش کیا گیا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کوئی بھی چیز اس وقت تک نہیں کھاتے تھے' جب تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ پتہ نہ چل جائے کہ کیا چیز ہے' تو کسی خاتون نے یہ کہا: کیا آپ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات نہیں بتائیں گے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیا کھانے لگے ہیں؟ تو سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا' یہ گوہ کا گوشت ہے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے چھوڑ دیا۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا: کیا یہ حرام ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"نہیں! لیکن یہ میرے علاقے کی مخصوص خوراک نہیں ہے' اس لیے میں اسے کھانا پسند نہیں کروں گا"۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے اُسے اپنی طرف کھینچ لیا' میں نے اُسے کھالیا۔ جبکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ملاحظہ فرما رہے تھے۔

ابن اصم نامی راوی نے اسے سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے نقل کیا ہے (اور یہ بات نقل کی ہے) ان کی پرورش سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا نے کی تھی۔

4328-تقدم (الحديث 4327) .

4329 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِي بِشْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اَهْدَتْ خَالَتِي اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَقِطًا وَسَمْنًا وَاَضُبًّا فَاَكَلَ مِنَ الْاَقِطِ وَالسَّمْنِ وَتَرَكَ الْاَضُبَّ تَقَذُّرًا وَاُكِلَ عَلٰى مَائِدَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَوْ كَانَ حَرَامًا مَا اُكِلَ عَلٰى مَائِدَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میری خالہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پنیر' گھی' گوہ بھجوائیں' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پنیر اور گھی کو کھالیا' لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے گوہ کو ناپسند کرتے ہوئے اُسے چھوڑ دیا۔ ویسے یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دسترخوان پر کھائی گئی ہے' اگر یہ حرام ہوتی' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دسترخوان پر کھائی نہ گئی ہوتی۔

4330 - اَخْبَرَنَا زِيَادُ بْنُ اَيُّوبَ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ اَنْبَاَنَا اَبُوْ بِشْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهُ سُئِلَ عَنْ اَكْلِ الضِّبَابِ فَقَالَ اَهْدَتْ اُمُّ حُفَيْدٍ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمْنًا وَاَقِطًا وَاَضُبًّا فَاَكَلَ مِنَ السَّمْنِ وَالْاَقِطِ وَتَرَكَ الضِّبَابَ تَقَذُّرًا لَهُنَّ فَلَوْ كَانَ حَرَامًا مَا اُكِلَ عَلٰى مَائِدَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا اَمَرَ بِاَكْلِهِنَّ .

★★ سعید بن جبیر بیان کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے گوہ کھانے کے بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے فرمایا: سیدہ اُم حفید رضی اللہ عنہا نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گھی' پنیر اور گوہ تحفے کے طور پر پیش کی تھیں' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے گھی اور پنیر کھا لیا تھا' لیکن گوہ کے گوشت کو ناپسند کرتے ہوئے ترک کر دیا تھا' اگر یہ حرام ہوتی' تو اسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دسترخوان پر نہ کھایا جاتا' یا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اسے کھانے کا حکم نہ دیتے۔

4331 - اَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ مَنْصُوْرٍ الْبَلْخِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ سَلَّامُ بْنُ سُلَيْمٍ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ عَنْ ثَابِتِ بْنِ يَزِيْدَ الْاَنْصَارِيِّ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَنَزَلْنَا مَنْزِلًا فَاَصَابَ النَّاسُ ضِبَابًا فَاَخَذْتُ ضَبًّا فَشَوَيْتُهُ ثُمَّ اَتَيْتُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخَذَ عُوْدًا يَعُدُّ بِهِ اَصَابِعَهُ ثُمَّ قَالَ "اِنَّ اُمَّةً مِّنْ بَنِي اِسْرَآئِيلَ مُسِخَتْ دَوَابَّ فِي الْاَرْضِ وَاِنِّي لَا اَدْرِي اَيُّ الدَّوَابِّ هِيَ" . قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ النَّاسَ قَدْ اَكَلُوْا مِنْهَا - قَالَ - فَمَا اَمَرَ بِاَكْلِهَا وَلَا نَهٰى .

★★ حضرت ثابت بن یزید انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں شریک تھے' ہم

4329-اخرجه البخاري في الهبة، باب قبول الهدية (الحديث 2575)، وفي الاطعمة، باب الخبز المرقق و الاكل على الخوان و السفرة (الحديث 5389) بنحوه، و باب الاقط (الحديث 5402) مختصراً، و في الاعتصام بالكتاب و السنة، باب الاحكام التي تعرف بالدلائل (الحديث 7358) . واخرجه مسلم في الصيد و الذبائح، باب اباحة الضب (الحديث 46) . و اخرجه ابو داؤد في الاطعمة، باب في اكل الضب (الحديث 3793) . واخرجه النسائي في الصيد و الذبائح، الضب (الحديث 4330) . تحفة الاشراف (5448) .

4330-تقدم (الحديث 4329) .

4331-اخرجه ابو داؤد في الاطعمة، باب في اكل الضب (الحديث 3795) . واخرجه النسائي في الصيد و الذبائح، الضب (الحديث 4332 و 4333) مختصراً . و اخرجه ابن ماجه في الصيد، باب الضب (الحديث 3238) . تحفة الاشراف (2069) .

نے ایک جگہ پڑاؤ کیا' وہاں لوگوں نے گوہ کا شکار کیا' میں نے بھی ایک گوہ پکڑی' اسے بھونا' پھر میں وہ لے کر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوا' نبی اکرم ﷺ نے ایک لکڑی کا ٹکڑا لیا اور اس کے ذریعے گوہ کی انگلیاں گننے لگے' پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''بنی اسرائیل کے ایک گروہ کو مسخ کر کے زمین کے چوپایوں کی شکل میں بنا دیا گیا تھا' مجھے یہ نہیں معلوم کہ وہ کون سا جانور ہے''۔

(راوی کہتے ہیں:) میں نے عرض کی: یارسول اللہ! لوگ تو اسے کھا لیتے ہیں۔

راوی کہتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے اسے کھانے کا بھی حکم نہیں دیا اور اس سے منع بھی نہیں کیا۔

4332 – اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَزِيْدَ قَالَ حَدَّثَنَا بَهْزُ بْنُ اَسَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنِي عَدِيُّ بْنُ ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ وَهْبٍ يُحَدِّثُ عَنْ ثَابِتِ بْنِ وَدِيعَةَ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِضَبٍّ فَجَعَلَ يَنْظُرُ اِلَيْهِ وَيُقَلِّبُهُ وَقَالَ "اِنَّ اُمَّةً مُسِخَتْ لَا يُدْرٰى مَا فَعَلَتْ وَاِنِّيْ لَا اَدْرِيْ لَعَلَّ هٰذَا مِنْهَا"۔

☆☆ حضرت ثابت بن ودیعہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص گوہ لے کر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' نبی اکرم ﷺ اسے ملاحظہ فرمانے لگے اور اُسے الٹ پلٹ کرنے لگے' پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''ایک اُمت کو مسخ کر دیا گیا تھا' یہ پتا نہیں ہے' اس اُمت نے کیا کیا تھا' اور مجھے یہ علم نہیں ہے' لیکن ہو سکتا ہے' یہ انہی میں سے ہو''۔

4333 – اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ عَنْ ثَابِتِ بْنِ وَدِيعَةَ اَنَّ رَجُلًا اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِضَبٍّ فَقَالَ "اِنَّ اُمَّةً مُسِخَتْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ"۔

☆☆ حضرت ثابت بن ودیعہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص گوہ لے کر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''ایک اُمت کو مسخ کر دیا گیا تھا'' (شاید اگلے الفاظ امام نسائی رحمہ اللہ کے ہیں) باقی اللہ بہتر جانتا ہے۔

بَاب الضَّبُعِ۔

باب: بجّو کے بارے میں روایات

4334 – اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ

4332-تقدم (الحديث 4331) .

4333-تقدم (الحديث 4331) .

4334-تقدم (الحديث 2836) .

عُمَيْرٍ عَنِ ابْنِ أَبِي عَمَّارٍ قَالَ سَأَلْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ الضَّبُعِ فَأَمَرَنِي بِأَكْلِهَا فَقُلْتُ أَصَيْدٌ هِيَ قَالَ نَعَمْ . قُلْتُ أَسَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ .

★★ ابن ابو عمار بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے بجو کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے مجھے اسے کھانے کی ہدایت کی۔ میں نے دریافت کیا: کیا یہ شکار ہے؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں! میں نے دریافت کیا: کیا آپ نے نبی اکرم ﷺ کی زبانی یہ بات سنی ہے؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں!

باب تَحْرِيمِ أَكْلِ السِّبَاعِ .

باب: درندوں کو کھانا حرام ہے

4335 - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي حَكِيمٍ عَنْ عَبِيدَةَ بْنِ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "كُلُّ ذِي نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ فَأَكْلُهُ حَرَامٌ" .

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"ہر نوکیلے دانت والے درندے کو کھانا حرام ہے"۔

4336 - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ أَكْلِ كُلِّ ذِي نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ .

★★ حضرت ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ہر نوکیلے دانت والے درندے کو کھانے سے منع کیا ہے۔

4337 - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ عَنْ بَحِيرٍ عَنْ خَالِدٍ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لاَ تَحِلُّ النُّهْبَى وَلاَ يَحِلُّ مِنَ السِّبَاعِ كُلُّ ذِي نَابٍ وَلاَ تَحِلُّ الْمُجَثَّمَةُ" .

4335-واخرجه مسلم في الصيد و الذبائح، باب تحريم اكل كل ذي ناب من السباع و كل ذي مخلب من الطير (الحديث 15) . و اخرجه ابن ماجه في الصيد، باب اكل كل ذي ناب من السباع (الحديث 3233) . تحفة الاشراف (14132) .

4336-اخرجه البخاري في الذبائح و الصيد، باب اكل كل ذي ناب من السباع (الحديث 5530)، وفي الطب، باب البان الاتن (الحديث 5780) . واخرجه مسلم في الصيد و الذبائح، باب تحريم اكل كل ذي ناب من السباع و كل ذي مخلب من الطير (الحديث 12 و 13 و14) . واخرجه ابو داؤد في الاطعمة، باب النهي عن اكل السباع (الحديث 3802) . واخرجه الترمذي في الاطعمة، باب ما جاء في كراهية كل ذي ناب و ذي مخلب (الحديث 1477) . واخرجه النسائي في الصيد و الذبائح، تحريم اكل لحوم الحمر الاهلية (الحديث 4353) . واخرجه ابن ماجه في الصيد، باب اكل كل ذي ناب من السباع (الحديث 3232) . تحفة الاشراف (11874) .

4337-انفرد به النسائي، والحديث عند: النسائي القضايا، النهي عن المجثمة (الحديث 445) . تحفة الاشراف (11865) .

★★ حضرت ابوثعلبہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:
''ڈاکہ ڈالنا جائز نہیں ہے اور درندوں میں سے نوکیلے دانتوں والے درندوں (کو کھانا) جائز نہیں ہے اور مجثمہ (یعنی جانور کو باندھ کر اس پر نشانے بازی کرنا) جائز نہیں ہے''۔

باب الْاِذْنِ فِيْ اَكْلِ لُحُوْمِ الْخَيْلِ ۔

باب: گھوڑوں کا گوشت کھانے کی اجازت

4338 – اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ وَاَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ قَالَا حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَمْرٍو - وَهُوَ ابْنُ دِيْنَارٍ - عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ جَابِرٍ قَالَ نَهٰى - وَذَكَرَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - يَوْمَ خَيْبَرَ عَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ وَاَذِنَ فِيْ الْخَيْلِ ۔

★★ امام محمد باقر رضی اللہ عنہ' حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ خیبر کے دن گدھوں کا گوشت کھانے سے منع کر دیا تھا اور گھوڑوں کا گوشت کھانے کی اجازت دی تھی۔

4339 – اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ جَابِرٍ قَالَ اَطْعَمَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لُحُوْمَ الْخَيْلِ وَنَهَانَا عَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ ۔

★★ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں گھوڑوں کا گوشت کھلایا تھا (یعنی کھانے کی اجازت دی تھی) اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں گدھوں کا گوشت کھانے سے منع کر دیا تھا۔

4340 – اَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوْسٰى عَنِ الْحُسَيْنِ - وَهُوَ ابْنُ وَاقِدٍ - عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ وَّعَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ جَابِرٍ وَّعَنِ ابْنِ اَبِيْ نَجِيْحٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ اَطْعَمَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ خَيْبَرَ لُحُوْمَ الْخَيْلِ وَنَهَانَا عَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ ۔

★★ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ خیبر کے موقع پر ہمیں گھوڑوں کا گوشت کھلایا تھا اور ہمیں گدھوں کا گوشت کھانے سے منع کر دیا تھا۔

4341 – اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ - وَهُوَ ابْنُ عَمْرٍو - قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْكَرِيْمِ عَنْ عَطَاءٍ

4338-اخرجه البخاري في المغازي، باب غزوة خيبر (الحديث 4219)، و في الذبائح و الصيد، باب لحوم الخيل (الحديث 5520)، وباب لحوم الحمر الانسية (الحديث 5524) . واخرجه مسلم في الصيد و الذبائح، باب في اكل لحوم الخيل (الحديث 36) . واخرجه ابو داؤد في الاطعمة، باب في اكل لحوم الخيل (الحديث 3788)، وباب و في اكل لحوم الحمر الاهلية (الحديث 3808) بمعناه . وذكره الترمذي في الاطعمة، باب ما جاء في اكل لحوم الخيل (الحديث 1793م).تعليقاً . تحفة الاشراف (2639) .

4339-اخرجه الترمذي في الاطعمة، باب ما جاء في اكل لحوم الخيل (الحديث 1793) . تحفة الاشراف (2539) .

4340-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (2423 و 2508 و 2688) .

4341-اخرجه النسائي في الصيد والذبائح، تحريم اكل لحوم الخيل (الحديث 4344) واخرجه ابن ماجه في الذبائح، باب لحوم البغال (الحديث 3187) . تحفة الاشراف (2430) .

عَنْ جَابِرٍ قَالَ كُنَّا نَأْكُلُ لُحُوْمَ الْخَيْلِ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

★★ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ اقدس میں ہم لوگ گھوڑوں کا گوشت کھالیا کرتے تھے۔

باب تَحْرِيْمِ اَكْلِ لُحُوْمِ الْخَيْلِ .

یہ باب ہے کہ گھوڑے کا گوشت کھانا حرام ہے

4342 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنِىْ ثَوْرُ بْنُ يَزِيْدَ عَنْ صَالِحِ بْنِ يَحْيَى بْنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيكَرِبَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ عَنْ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيْدِ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "لَا يَحِلُّ اَكْلُ لُحُوْمِ الْخَيْلِ وَالْبِغَالِ وَالْحَمِيْرِ" .

★★ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

''گھوڑے خچر اور گدھے کا گوشت کھانا جائز نہیں ہے''۔

4343 - اَخْبَرَنَا كَثِيْرُ بْنُ عُبَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ عَنْ ثَوْرِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ صَالِحِ بْنِ يَحْيَى بْنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيكَرِبَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ عَنْ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيْدِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ اَكْلِ لُحُوْمِ الْخَيْلِ وَالْبِغَالِ وَالْحَمِيْرِ وَكُلِّ ذِىْ نَابٍ مِّنَ السِّبَاعِ .

★★ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے گھوڑے خچر گدھے اور ہر نوکیلے دانت والے درندے کا گوشت کھانے سے منع کیا ہے۔

4344 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيْمِ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ كُنَّا نَأْكُلُ لُحُوْمَ الْخَيْلِ . قُلْتُ الْبِغَالَ قَالَ لَا .

★★ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم لوگ (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ اقدس میں) گھوڑے کا گوشت کھالیا کرتے تھے۔

(راوی کہتے ہیں:) میں نے دریافت کیا' خچر کا؟ انہوں نے فرمایا: نہیں!

وَّالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ لِتَرْكَبُوْهَا وَزِيْنَةً ،وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ .(النحل،۸)

اور گھوڑے اور خچر اور گدھے کہ ان پر سوار ہو اور زینت کے لیے، اور وہ پیدا کرے گا جس کی تمہیں خبر نہیں، (کنز الایمان)

4342-اخرجه ابو داؤد في الاطعمة، باب ما جاء في اكل لحوم الخيل (الحديث 3790) . واخرجه النسائي في الصيد والذبائح، تحريم اكل لحوم الخيل (الحديث 3434) . واخرجه ابن ماجه في الذبائح، باب لحوم البغال (الحديث 3198) . تحفة الاشراف (3505) .

4343-تقدم (الحديث 4342) .

4344-تقدم (الحديث 4341) .

گھوڑے کا گوشت کھانے کے اختلاف پر مذاہب اربعہ

حافظ ابن کثیر شافعی لکھتے ہیں کہ اللہ تعالی اپنی ایک اور نعمت بیان فرمار ہا ہے کہ زینت کے لئے اور سواری کے لئے اس نے گھوڑے خچر اور گدھے پیدا کیے ہیں بڑا مقصد ان جانوروں کی پیدائش سے انسان کا ہی فائدہ ہے۔ انہیں اور چوپایوں پر فضیلت دی اور علیحدہ ذکر کیا اس وجہ سے بعض علماء نے گھوڑے کے گوشت کی حرمت کی دلیل اس آیت سے لی ہے۔

جیسے امام ابو حنیفہ اور ان کی موافقت کرنے والے فقہا کہتے ہیں کہ خچر اور گدھے کے ساتھ گھوڑے کا ذکر ہے اور پہلے کے دونوں جانور حرام ہیں اس لئے یہ بھی حرام ہوا۔ چنانچہ خچر اور گدھے کی حرمت احادیث میں آئی ہے اور اکثر علماء کا مذہب بھی ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ان تینوں کی حرمت آئی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ اس آیت سے پہلے کی آیت میں چوپایوں کا ذکر کر کے اللہ تعالی نے فرمایا ہے کہ انہیں تو کھاتے ہو پس یہ تو ہوئے کھانے کے جانور اور ان تینوں کا بیان کر کے فرمایا کہ ان پر تم سواری کرتے ہو پس یہ ہوئے سواری کے جانور۔

مسند کی حدیث میں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے گھوڑوں کے خچروں کے اور گدھوں کے گوشت کو منع فرمایا ہے لیکن اس کے راویوں میں ایک راوی صالح ابن یحییٰ بن مقدام ہیں جن میں کلام ہے۔ مسند کی اور حدیث میں مقدام بن معدی کرب سے منقول ہے کہ ہم حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ساتھ صائفہ کی جنگ میں تھے، میرے پاس میرے ساتھی گوشت لائے، مجھ سے ایک پتھر مانگا میں نے دیا۔ انہوں نے فرمایا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ خیبر میں تھے لوگوں نے یہودیوں کے کھیتوں پر جلدی کر دی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا کہ لوگوں میں ندا کر دوں کہ نماز کے لئے آجائیں اور مسلمانوں کے سوا کوئی نہ آئے پھر فرمایا کہ اے لوگو تم نے یہودیوں کے باغات میں گھسنے کی جلدی کی سنو معاہدہ کا مال بغیر حق کے حلال نہیں اور پالتو گدھوں کے اور گھوڑوں کے اور خچروں کے گوشت اور ہر ایک کچلیوں والا درندہ اور ہر ایک پنجے سے شکار کھیلنے والا پرندہ حرام ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ممانعت یہود کے باغات سے شاید اس وقت تھی جب ان سے معاہدہ ہو گیا۔ پس اگر یہ حدیث صحیح ہوتی تو بیشک گھوڑے کی حرمت کے بارے میں تو نص تھی لیکن اس میں بخاری و مسلم کی حدیث کے مقابلے کی قوت نہیں جس میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پالتو گدھوں کے گوشت کو منع فرما دیا اور گھوڑوں کے گوشت کی اجازت دی۔

اور حدیث میں ہے کہ ہم نے خیبر والے دن گھوڑے اور خچر اور گدھے ذبح کیے تو ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خچر اور گدھے کے گوشت سے تو منع کر دیا لیکن گھوڑے کے گوشت سے نہیں روکا۔ صحیح مسلم شریف میں حضرت اسماء بن ابی بکر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم نے مدینے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں گھوڑا ذبح کیا اور اس کا گوشت کھایا۔ پس یہ سب سے بڑی سب سے قوی اور سب سے زیادہ ثبوت والی حدیث ہے اور یہی مذہب جمہور علماء کا ہے۔ مالک، شافعی، احمد، ان کے سب ساتھی اور اکثر سلف وخلف یہی کہتے ہیں۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ پہلے گھوڑوں میں وحشت اور جنگلی پن تھا اللہ تعالی نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے لئے اسے مطیع کر دیا۔ وہب نے اسرائیلی روایتوں میں بیان کیا ہے کہ جنوبی ہوا سے گھوڑے پیدا ہوتے ہیں۔ واللہ اعلم۔ ان تینوں

جانوروں پر سواری لینے کا جواز تو قرآن کے لفظوں سے ثابت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک خچر ہدیے میں دیا گیا تھا جس پر آپ سواری کرتے تھے ہاں یہ آپ نے منع فرمایا ہے کہ گھوڑوں کو گدھیوں سے ملایا جائے۔ یہ ممانعت اس لئے ہے کہ نسل منقطع نہ ہو جائے۔ حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ اگر آپ اجازت دیں تو ہم گھوڑے اور گدھی کے ملاپ سے خچر لیں اور آپ اس پر سوار ہوں آپ نے فرمایا یہ کام وہ کرتے ہیں جو علم سے کورے ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر جلد ۸)

باب تَحْرِيمِ اَكْلِ لُحُوْمِ الْحُمُرِ الْاَهْلِيَّةِ .

یہ باب ہے کہ پالتو گدھوں کا گوشت کھانا حرام ہے

4345 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ وَّالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُحَمَّدٍ وَّعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْهِمَا قَالَ قَالَ عَلِيٌّ لِابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ نِكَاحِ الْمُتْعَةِ وَعَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ الْاَهْلِيَّةِ يَوْمَ خَيْبَرَ .

★★ حسن بن محمد اور عبداللہ بن محمد اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ فرمایا تھا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ خیبر کے موقع پر نکاح متعہ کرنے اور پالتو گدھوں کا گوشت کھانے سے منع کر دیا تھا۔

4346 - اَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ وَمَالِكٌ وَّاُسَامَةُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ الْحَسَنِ وَعَبْدِ اللّٰهِ ابْنَيْ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْهِمَا عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ مُتْعَةِ النِّسَاءِ يَوْمَ خَيْبَرَ وَعَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ الْاِنْسِيَّةِ .

★★ حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ خیبر کے موقع پر خواتین کے ساتھ متعہ کرنے اور پالتو گدھوں کا گوشت کھانے سے منع کر دیا ہے۔

4347 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ ح وَاَنْبَاَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْحُمُرِ الْاَهْلِيَّةِ يَوْمَ خَيْبَرَ .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ خیبر کے موقع پر پالتو گدھوں (کا گوشت کھانے) سے منع کر دیا تھا۔

4348 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ وَلَمْ يَقُلْ خَيْبَرَ .

4345-تقدم (الحديث 3365) .

4346-تقدم في النكاح، تحريم المتعة (الحديث 3365) .

4347-اخرجه البخاري في الذبائح و الصيد، باب لحوم الحمر الانسية (الحديث 5522) . تحفة الاشراف (8109 و 8174) .

★★ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے منقول ہے تاہم اس میں خیبر کے دن کا تذکرہ نہیں ہے۔

4348 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ عَاصِمٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ خَيْبَرَ عَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ الْاِنْسِيَّةِ نَضِيْجًا وَّنِيْئًا .

★★ حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ خیبر کے دن پالتو گدھوں کا گوشت کھانے سے منع کر دیا تھا خواہ وہ کچا ہو یا پکایا گیا ہو۔

4350 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ الْمُقْرِئُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَبِىْ اِسْحَاقَ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِىْ اَوْفٰى قَالَ اَصَبْنَا يَوْمَ خَيْبَرَ حُمُرًا خَارِجًا مِّنَ الْقَرْيَةِ فَطَبَخْنَاهَا فَنَادٰى مُنَادِى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ حَرَّمَ لُحُوْمَ الْحُمُرِ فَاَكْفِئُوا الْقُدُوْرَ بِمَا فِيْهَا . فَاَكْفَاْنَاهَا .

★★ حضرت عبداللہ بن ابواوفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: غزوۂ خیبر کے دن ہمیں بستی سے باہر کچھ گدھے ملے ہم نے وہ پکا لیے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اعلان کرنے والے نے یہ اعلان کیا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے گدھوں کے گوشت کو حرام قرار دے دیا ہے تو ہنڈیوں میں جو کچھ پک رہا ہے اسے اُلٹا دو۔ (راوی کہتے ہیں:) تو ہم نے انہیں اُلٹا دیا۔

4351 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ مُّحَمَّدٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ صَبَّحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ فَخَرَجُوْا اِلَيْنَا وَمَعَهُمُ الْمَسَاحِى فَلَمَّا رَاَوْنَا قَالُوْا مُحَمَّدٌ وَّالْخَمِيْسُ . وَرَجَعُوْا اِلَى الْحِصْنِ يَسْعَوْنَ فَرَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَيْهِ ثُمَّ قَالَ "اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ خَرِبَتْ خَيْبَرُ اِنَّا اِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ" . فَاَصَبْنَا فِيْهَا حُمُرًا فَطَبَخْنَاهَا فَنَادٰى مُنَادِى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ وَرَسُوْلَهٗ يَنْهَاكُمْ عَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ فَاِنَّهَا رِجْسٌ .

★★ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صبح کے وقت خیبر پہنچے وہاں کے رہنے والے لوگ (شہر کی فصیل

4348-اخرجه البخاري في المغازي، باب غزوة خيبر (الحديث 4215 و 4218)، و في الذبائح و الصيد، باب لحوم الحمر الانسية (الحديث 5521) . واخرجه مسلم في الصيد و الذبائح، باب تحريم اكل لحم الحمر الانسية (الحديث 24) . تحفة الاشراف (8116 و 6769) .

4349-اخرجه البخاري في المغازي، باب غزوة خيبر (الحديث 4226) بنحوه . واخرجه مسلم في الصيد والذبائح، باب تحريم اكل لحم الحمر الانسية (الحديث 31) بنحوه . واخرجه ابن ماجه في الذبائح، باب لحوم الحمر الوحشية (الحديث 3194) بنحوه . تحفة الاشراف (1770) .

4350-اخرجه البخاري في فرض الخمس، باب ما يصيب من الطعام في ارض الحرب (الحديث 3155) بنحوه، و في المغازي، باب غزوة خيبر (الحديث 4220) مطولًا و اخرجه مسلم في الصيد و الذبائح، باب تحريم اكل لحم الحمر الانسية (الحديث 26 و 27) بنحوه مطولًا . واخرجه ابن ماجه في الذبائح، باب لحوم الحمر الوحشية (الحديث 3192) . بنحوه مطولًا . تحفة الاشراف (5164) .

4351-تقدم (الحديث 69) .

ہے) نکل کر ہمارے سامنے آ ئے' ان کے ساتھ ان کے آلات وغیرہ بھی تھے انہوں نے ہمیں دیکھا تو بولے: حضرت محمد ﷺ آ گئے ہیں اوران کے ساتھ ان کا لشکر بھی ہے۔ وہ لوگ دوڑ کر واپس قلعے میں چلے گئے۔ نبی اکرم ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ بلند کیے' پھر آپ ﷺ نے فرمایا:

"اللہ کی ذات سب سے بڑی ہے' اللہ کی ذات سب سے بڑی ہے' خیبر برباد ہو گیا' جب ہم کسی قوم کے میدان میں (جنگ کرنے کے لیے) اُترتے ہیں' تو ان لوگوں کا حال بہت بُرا ہوتا ہے' جنہیں ڈرایا گیا تھا"۔

(راوی کہتے ہیں:) وہاں ہمیں کچھ گدھے ملے' ہم نے انہیں پکالیا' تو نبی اکرم ﷺ کی طرف سے اعلان کرنے والے نے یہ اعلان کیا: بے شک اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے تمہیں گدھوں کا گوشت کھانے سے منع کر دیا ہے' کیونکہ یہ ناپاک ہیں۔

4352 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ اَنْبَاَنَا بَقِيَّةُ عَنْ بَحِيرٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ عَنْ اَبِي ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ اَنَّهُ حَدَّثَهُمْ اَنَّهُمْ غَزَوْا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى خَيْبَرَ وَالنَّاسُ جِيَاعٌ فَوَجَدُوا فِيهَا حُمُرًا مِّنْ حُمُرِ الْاِنْسِ فَذَبَحَ النَّاسُ مِنْهَا فَحُدِّثَ بِذٰلِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَمَرَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ فَاَذَّنَ فِي النَّاسِ "اَلَا اِنَّ لُحُومَ الْحُمُرِ الْاِنْسِ لَا تَحِلُّ لِمَنْ يَّشْهَدُ اَنِّيْ رَسُولُ اللّٰهِ"۔

☆☆ حضرت ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: وہ لوگ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ غزوۂ خیبر میں شریک ہوئے' لوگوں کو بھوک لگی ہوئی تھی' وہاں انہیں کچھ پالتو گدھے مل گئے' تو لوگوں نے ان میں سے کچھ گدھے ذبح کر لیے' نبی اکرم ﷺ کو اس بارے میں بتایا گیا تو آپ ﷺ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو یہ ہدایت کی کہ وہ لوگوں میں یہ اعلان کر دیں:

"جو شخص اس بات کی گواہی دیتا ہے' میں اللہ کا رسول ﷺ ہوں' اس کے لیے پالتو گدھے کا گوشت جائز نہیں ہے"۔

4353 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ عَنْ بَقِيَّةَ قَالَ حَدَّثَنِي الزُّبَيْدِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِي اِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ عَنْ اَبِي ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ اَكْلِ كُلِّ ذِي نَابٍ مِّنَ السِّبَاعِ وَعَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ الْاَهْلِيَّةِ ۔

☆☆ حضرت ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ہر نوکیلے دانت والے درندے اور پالتو گدھوں کا گوشت کھانے سے منع کر دیا ہے۔

4352-انفرد بہ النسائي ۔ تحفۃ الاشراف (11866) ۔

4353-انفرد بہ النسائي ۔ والحديث عند: البخاري في الذبائح و الصيد، باب اكل كل ذي ناب من السباع (الحديث 5530)، و في الطب، باب البان الاتن (الحديث 5780) و مسلم في الصيد و الذبائح، باب تحريم اكل كل ذي ناب من السباع و كل ذي مخلب من الطير (الحديث 12و 13 و 14) ۔ وابي داؤد في الاطعمة، باب النهي عن اكل السباع (الحديث 3802) ۔ والترمذي في الاطعمة، باب ما جاء في كراهية كل ذي ناب و ذي مخلب (الحديث 1477) و النسائي في الصيد والذبائح، باب تحريم اكل السباع (الحديث 4336) وابن ماجه في الصيد، باب اكل كل ذي ناب من السباع (الحديث 3232) ۔ تحفۃ الاشراف (11874) ۔

باب اِبَاحَةِ اَكْلِ لُحُوْمِ حُمُرِ الْوَحْشِ -

یہ باب ہے کہ جنگلی گدھے (زیبرے) کا گوشت کھانا مباح ہے

4354 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا الْمُفَضَّلُ - هُوَ ابْنُ فَضَالَةَ - عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ اَبِى الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ اَكَلْنَا يَوْمَ خَيْبَرَ لُحُوْمَ الْخَيْلِ وَالْوَحْشِ وَنَهَانَا النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحِمَارِ -

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: غزوۂ خیبر کے موقع پر ہم نے گھوڑوں اور زیبروں کا گوشت کھایا تھا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں گدھے (کا گوشت کھانے) سے منع کر دیا تھا۔

4355 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا بَكْرٌ - هُوَ ابْنُ مُضَرَ - عَنِ ابْنِ الْهَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عِيْسَى بْنِ طَلْحَةَ عَنْ عُمَيْرِ بْنِ سَلَمَةَ الضَّمْرِىِّ قَالَ بَيْنَا نَحْنُ نَسِيْرُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبَعْضِ اَثَايَا الرَّوْحَاءِ وَهُمْ حُرُمٌ اِذَا حِمَارُ وَحْشٍ مَعْقُوْرٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "دَعُوْهُ فَيُوْشِكُ صَاحِبُهُ اَنْ يَّاْتِيَهُ" - فَجَاءَ رَجُلٌ مِّنْ بَهْزٍ هُوَ الَّذِىْ عَقَرَ الْحِمَارَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ شَاْنَكُمْ هٰذَا الْحِمَارُ -

فَاَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبَا بَكْرٍ يُقَسِّمُهُ بَيْنَ النَّاسِ -

☆☆ حضرت عمیر بن سلمہ ضمری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر کرتے ہوئے روحاء کے مقام سے گزر رہے تھے' لوگوں نے احرام باندھا ہوا تھا' وہاں ایک زیبرا بھی تھا' جس کے پاؤں کاٹ دیے گئے تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اسے رہنے دو! تھوڑی دیر تک اس کا مالک اس کے پاس آ جائے گا"۔

پھر بہز قبیلے کا ایک شخص آیا' یہ وہی شخص تھا جس نے اس زیبرے کے پاؤں کاٹے تھے۔ اس نے عرض کی: یارسول اللہ! یہ زیبرا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو یہ حکم دیا' وہ اسے لوگوں میں تقسیم کر دیں۔

4356 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنِىْ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحِيْمِ قَالَ حَدَّثَنِىْ زَيْدُ بْنُ اَبِىْ اُنَيْسَةَ عَنْ اَبِىْ حَازِمٍ عَنِ ابْنِ اَبِىْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِيْهِ اَبِىْ قَتَادَةَ قَالَ اَصَابَ حِمَارًا وَّحْشِيًّا فَاَتٰى بِهٖ اَصْحَابَهُ وَهُمْ مُحْرِمُوْنَ وَهُوَ حَلَالٌ فَاَكَلْنَا مِنْهُ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ لَّوْ سَاَلْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْهُ - فَسَاَلْنَاهُ فَقَالَ "قَدْ اَحْسَنْتُمْ" - فَقَالَ لَنَا "هَلْ مَعَكُمْ مِنْهُ شَىْءٌ" - قُلْنَا نَعَمْ - قَالَ "فَاهْدُوْا لَنَا" - فَاَتَيْنَاهُ مِنْهُ

4354-اخرجه مسلم في الصيد والذبائح، تحريم اكل لحوم الخيل (الحديث 37) . واخرجه ابن ماجه في الذبائح، باب لحوم الخيل (الحديث 3192) مختصراً . تحفة الاشراف (2810) .

4355-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (10894) .

4356-اخرجه البخاري في الهبة، باب من استوهب من اصحابه شيئاً (الحديث 2570)، مطولاً . و في الجهاد باب اسم الحمار (الحديث 2854) مطولاً، و في الاطعمة، باب تعرق العضد (الحديث 5406 و 5407) مطولاً . و اخرجه مسلم في الحج، باب تحريم الصيد للمحرم (الحديث 63) . تحفة الاشراف (12099) .

فَاَكَلَ مِنْهُ وَهُوَ مُحْرِمٌ .

☆☆ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: انہوں نے زیبرا کا شکار کیا' وہ اسے لے کر اپنے ساتھیوں کے پاس آئے' وہ لوگ حالت احرام میں تھے' جبکہ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ حالت احرام میں نہیں تھے' ہم نے اسے کھالیا' پھر کسی نے دوسروں سے کہا: اگر ہم اس بارے میں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کر لیتے (تو یہ مناسب تھا) ہم نے اس بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نے ٹھیک کیا ہے' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے دریافت کیا: کیا تمہارے پاس گوشت کا کچھ حصہ موجود ہے؟ ہم نے عرض کی: جی ہاں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر وہ تحفے کے طور پر ہمیں دو۔ تو ہم اس کا کچھ گوشت لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے کھالیا' حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس وقت احرام کی حالت میں تھے۔

باب اِبَاحَةِ اَكْلِ لُحُوْمِ الدَّجَاجِ .

یہ باب ہے کہ مرغی کا گوشت کھانا مباح ہے

4357 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ عَنْ اَبِىْ قِلَابَةَ عَنْ زَهْدَمٍ اَنَّ اَبَا مُوْسٰى اُتِىَ بِدَجَاجَةٍ فَتَنَحّٰى رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ فَقَالَ مَا شَاْنُكَ قَالَ اِنِّىْ رَاَيْتُهَا تَاْكُلُ شَيْئًا قَذِرْتُهُ فَحَلَفْتُ اَنْ لَا اٰكُلَهُ . فَقَالَ اَبُوْ مُوْسٰى اُدْنُ فَكُلْ فَاِنِّىْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْكُلُهُ . وَاَمَرَهُ اَنْ يُّكَفِّرَ عَنْ يَمِيْنِهِ .

☆☆ زہدم بیان کرتے ہیں: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے پاس مرغی کا گوشت لایا گیا' تو حاضرین میں سے ایک صاحب پیچھے ہٹ گئے۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا: تمہیں کیا ہوا ہے؟ وہ بولا: میں نے اس کو دیکھا ہے' یہ گندگی کھاتی ہے' تو میں نے یہ قسم اُٹھائی ہے' میں اس کا گوشت نہیں کھاؤں گا۔ تو حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''تم آگے آ جاؤ اور کھانا کھاؤ! میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کو کھاتے ہوئے دیکھا ہے

پھر حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے اسے یہ ہدایت کی، کہ وہ اپنی قسم کا کفارہ ادا کرے۔

4357-اخرجه البخاري في فرض الخمس، باب و من الدليل على ان الخمس لنوائب المسلمين ما سال هوازن النبي صلى الله عليه وسلم برضاعه فيهم فتحلل من المسلمين (الحديث 3133) مطولًا، و في المغازي، باب قدوم الاشعريين و اهل اليمن (الحديث 4385) مطولًا، و في الذبائح و الصيد، باب لحم الدجاج (الحديث 5517) مختصرًا و (5518) مطولًا، و في الايمان و النذور، باب لا تحلفوا بآبائكم (الحديث 6649 و 6680) مطولًا، و في كفارات الايمان، باب الكفارة قبل الحنث و بعده (الحديث 6721) مطولًا، و في التوحيد، باب قول الله تعالى (والله خلقكم و ما تعملون) (الحديث 7555) مطولًا . واخرجه مسلم في الايمان، باب ندب من حلف يمينًا فراى غيرها خيرًا منها ان ياتي الذي هو خير و يكفر عن يمينه (الحديث 9) . واخرجه الترمذي في الاطعمة، باب ما جاء في اكل الدجاج (الحديث 1826 و 1827) مختصرًا، و في الشمائل، باب ما جاء في ادام رسول الله صلى الله عليه وسلم (الحديث 146 و 147) . واخرجه النسائي في الصيد و الذبائح، باب اباحة اكل لحوم الدجاج (الحديث 4358) . والحديث عند: البخاري في الايمان و النذور، باب اليمين فيما لا يملك و في المعصية و في الغضب (الحديث 6680) . ومسلم في الايمان، باب ندب من حلف يمينًا فراى غيرها خيرًا منها ان ياتي الذي هو خير و يكفر عن يمينه (الحديث 10) . والنسائي في الايمان و النذور، من حلف على يمين فراى غيرها خيرًا منها (الحديث 3788) . تحفة الاشراف (8990) .

4358 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ عَنْ اَيُّوْبَ عَنِ الْقَاسِمِ التَّمِيْمِيِّ عَنْ زَهْدَمٍ الْجَرْمِيِّ قَالَ كُنَّا عِنْدَ اَبِيْ مُوْسٰى فَقُدِّمَ طَعَامُهُ وَقُدِّمَ فِيْ طَعَامِهِ لَحْمُ دَجَاجٍ وَفِي الْقَوْمِ رَجُلٌ مِّنْ بَنِيْ تَيْمِ اللّٰهِ اَحْمَرُ كَاَنَّهُ مَوْلًى فَلَمْ يَدْنُ فَقَالَ لَهُ اَبُوْ مُوْسٰى اُدْنُ فَاِنِّيْ قَدْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْكُلُ مِنْهُ .

★★ زہدم جرمی بیان کرتے ہیں: ہم لوگ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے پاس موجود تھے' ان کا کھانا پیش کیا گیا' کھانے میں مرغی کا گوشت بھی تھا۔ حاضرین میں سے ایک صاحب بنوتیم قبیلے سے تعلق رکھتے تھے' وہ ان کے آزاد کردہ غلام محسوس ہو رہے تھے' جو آگے نہیں ہوئے' تو حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: تم آگے ہو جاؤ' کیونکہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اسے کھاتے ہوئے دیکھا ہے۔

4359 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ عَنْ بِشْرٍ - هُوَ ابْنُ الْمُفَضَّلِ - قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَكَمِ عَنْ مَيْمُوْنِ بْنِ مِهْرَانَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى يَوْمَ خَيْبَرَ عَنْ كُلِّ ذِيْ مِخْلَبٍ مِّنَ الطَّيْرِ وَعَنْ كُلِّ ذِيْ نَابٍ مِّنَ السِّبَاعِ .

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ خیبر کے دن' نوکیلے پنجوں والے پرندوں اور نوکیلے دانتوں والے درندوں (کا گوشت کھانے) سے منع کر دیا تھا۔

باب اِبَاحَةِ اَكْلِ الْعَصَافِيْرِ .

یہ باب ہے کہ چڑیوں کو کھانا مباح ہے

4360 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ الْمُقْرِءُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ صُهَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَامِرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَا مِنْ اِنْسَانٍ قَتَلَ عُصْفُوْرًا فَمَا فَوْقَهَا بِغَيْرِ حَقِّهَا اِلَّا سَاَلَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عَنْهَا" . قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا حَقُّهَا قَالَ "يَذْبَحُهَا فَيَاْكُلُهَا وَلَا يَقْطَعُ رَاْسَهَا يَرْمِيْ بِهَا" .

★★ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:
''جو شخص کسی چڑیا' یا اس سے بھی چھوٹے کسی جانور کو ناحق طور پر قتل کرتا ہے' تو اللہ تعالیٰ اُس شخص سے حساب لے گا۔
عرض کی گئی: یا رسول اللہ! اس کا حق کیا ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
یہ کہ اُسے ذبح کر کے کھائے' اس کا سر کاٹ کر نہ پھینک دے''۔

4358-تقدم في الصيد و الذبائح، باب اباحة اكل لحوم الدجاج (الحديث 4357) .

4359-اخرجه ابو داؤد في الاطعمة، باب النهي عن اكل السباع (الحديث 3805) . واخرجه ابن ماجه في الصيد، باب اكل كل ذي ناب من السباع (الحديث 3234) . تحفة الاشراف (5639) .

4360-انفرد به النسائي، و سياتي (الحديث 4457) . تحفة الاشراف (8829) .

باب مَيْتَةِ الْبَحْرِ .

یہ باب ہے کہ سمندر کے مردار (کا حکم)

4361 – اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ سَلَمَةَ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ اَبِىْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ مَآءِ الْبَحْرِ "هُوَ الطَّهُوْرُ مَاؤُهُ الْحَلَالُ مَيْتَتُهُ" .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سمندر کے پانی کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"اس کا پانی پاک کرنے والا ہے اور اس کا مردار حلال ہے"۔

4362 – اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اٰدَمَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ بَعَثَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ ثَلَاثُمِائَةٍ نَحْمِلُ زَادَنَا عَلٰى رِقَابِنَا فَفَنِيَ زَادُنَا حَتّٰى كَانَ يَكُوْنُ لِلرَّجُلِ مِنَّا كُلَّ يَوْمٍ تَمْرَةٌ . فَقِيْلَ لَهُ يَا اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ وَاَيْنَ تَقَعُ التَّمْرَةُ مِنَ الرَّجُلِ قَالَ لَقَدْ وَجَدْنَا فَقْدَهَا حِيْنَ فَقَدْنَاهَا فَاَتَيْنَا الْبَحْرَ فَاِذَا بِحُوْتٍ قَذَفَهُ الْبَحْرُ فَاَكَلْنَا مِنْهُ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ يَوْمًا .

☆☆ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایک مہم پر روانہ کیا' ہماری تعداد تین سو تھی' ہم اپنے کھانے پینے کا سامان اپنی گردنوں پر اُٹھائے ہوئے تھے' ہمارا کھانے پینے کا سامان ختم ہو گیا' یہاں تک کہ ہم میں سے ہر ایک شخص کو روزانہ ایک کھجور ملتی تھی' ان سے پوچھا گیا: اے ابوعبداللہ! ایک کھجور کے ساتھ آدمی کا گزارہ کیسے ہو سکتا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: ہمارے پاس وہ نہیں رہی' تو ہمیں یہ احساس ہو گیا' اب ہمارے پاس نہیں ہے۔ پھر ہم سمندر تک پہنچے تو وہاں (سمندر کے کنارے) ایک بڑی مچھلی موجود تھی' جسے سمندر نے باہر پھینک دیا تھا' تو ہم اٹھارہ دن تک اُسے کھاتے رہے۔

4363 – اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَمْرٍو قَالَ سَمِعْتُ جَابِرًا يَقُوْلُ بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَمِائَةِ رَاكِبٍ اَمِيْرُنَا اَبُوْ عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ نَرْصُدُ عِيْرَ قُرَيْشٍ فَاَقَمْنَا بِالسَّاحِلِ فَاَصَابَنَا جُوْعٌ شَدِيْدٌ حَتّٰى اَكَلْنَا الْخَبَطَ - قَالَ - فَاَلْقَى الْبَحْرُ دَابَّةً يُقَالُ لَهَا الْعَنْبَرُ فَاَكَلْنَا مِنْهُ نِصْفَ شَهْرٍ وَّادَّهَنَّا

4361-تقدم (الحديث 59) .

4362-اخرجه البخاري في الشركة، باب الشركة في الطعام و النهد و العروض (الحديث 2483) مطولًا، و في الجهاد باب حمل الزاد على الرقاب (الحديث 2983)، و في المغازي، باب غزوة سيف البحر (الحديث 4360) مطولًا . واخرجه الترمذي في صفة القيامة، باب . 34 . (الحديث 2475) . واخرجه ابن ماجه في الزهد، باب معيشة اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم (الحديث 4159) . و الحديث عند: مسلم في الصيد و الذبائح، باب اباحة ميتات البحر (الحديث 20 و 21) . تحفة الاشراف (3125) .

4363-اخرجه البخاري في المغازي، باب غزوة سيف البحر (الحديث 4361)، و في الذبائح و الصيد، باب قول الله تعالى: (احل لكم صيد البحر) (الحديث 5494) . واخرجه مسلم في الصيد و الذبائح، و باب اباحة ميتات البحر (الحديث 18 و 19) . تحفة الاشراف (2529 و 2770) .

مِنْ وَدَكِهِ حَتّٰى ثَابَتْ اَجْسَامُنَا وَاَخَذَ اَبُوْ عُبَيْدَةَ ضِلَعًا مِنْ اَضْلَاعِهِ فَنَظَرَ اِلٰى اَطْوَلِ جَمَلٍ وَّاَطْوَلِ رَجُلٍ فِي الْجَيْشِ فَمَرَّ تَحْتَهُ ثُمَّ جَاعُوا فَنَحَرَ رَجُلٌ ثَلَاثَ جَزَائِرَ ثُمَّ جَاعُوا فَنَحَرَ رَجُلٌ ثَلَاثَ جَزَائِرَ ثُمَّ جَاعُوا فَنَحَرَ رَجُلٌ ثَلَاثَ جَزَائِرَ ثُمَّ نَهَاهُ اَبُوْ عُبَيْدَةَ . قَالَ سُفْيَانُ قَالَ اَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ فَسَاَلْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "هَلْ مَعَكُمْ مِنْهُ شَيْءٌ" . قَالَ فَاَخْرَجْنَا مِنْ عَيْنَيْهِ كَذَا وَكَذَا قُلَّةً مِنْ وَّدَكٍ وَّنَزَلَ فِي حِجَاجِ عَيْنِهِ اَرْبَعَةُ نَفَرٍ وَّكَانَ مَعَ اَبِيْ عُبَيْدَةَ جِرَابٌ فِيْهِ تَمْرٌ فَكَانَ يُعْطِيْنَا الْقَبْضَةَ ثُمَّ صَارَ اِلَى التَّمْرَةِ فَلَمَّا فَقَدْنَاهَا وَجَدْنَا فَقْدَهَا .

★★ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین سو سواروں کو ایک مہم پر روانہ کیا' ہمارے امیر حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ تھے' ہم قریش کے تجارتی قافلے کی گھات میں تھے' ہم نے ساحل پر قیام اختیار کیا' وہاں ہمیں شدید بھوک لگ گئی' یہاں تک کہ ہم پتے کھانے لگے' وہ کہتے ہیں: پھر سمندر نے ایک جانور کو باہر پھینکا' جسے عنبر کہا جاتا تھا' تو ہم نصف مہینے تک اُسے کھاتے رہے اور اس کی چربی کو تیل کے طور پر لگاتے رہے' یہاں تک کہ ہمارے جسم موٹے تازے ہو گئے۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے اس کی ایک پسلی پکڑی اور پھر سب سے اونچے اونٹ اور لشکر کے سب سے طویل آدمی کو دیکھا (اور اسے ہدایت کی) تو وہ اس پسلی کے نیچے سے گزر گیا' پھر لوگوں کو بھوک نے ستایا تو ایک شخص نے تین اونٹ ذبح کیے' پھر لوگوں کو جب بھوک نے آ لیا تو ایک شخص نے تین اونٹ ذبح کیے' پھر جب بھوکے رہنے لگے تو ایک شخص نے تین اونٹ ذبح کیے' پھر حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے اُسے اس سے منع کر دیا۔

ابوزبیر نامی راوی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے یہ الفاظ بھی نقل کیے ہیں: ہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''کیا تمہارے پاس کچھ (مچھلی کا کوئی گوشت) ہے؟''

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم نے اس کی دونوں آنکھوں میں سے چربی کے اتنے' اتنے مٹکے نکالے تھے اور اس کی آنکھ کی جگہ پر چار آدمی بیٹھ سکتے تھے۔

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے پاس ایک تھیلی ہوتی تھی جس میں کھجوریں ہوتی تھیں' وہ ہمیں مٹھی بھر عطاء کر دیا کرتے تھے' یہاں تک کہ ایک کھجور ہمیں ملنے لگی' جب ہمارے پاس وہ نہ رہی' تو ہمیں ان کی عدم دستیابی کا احساس ہو گیا۔

4364 - اَخْبَرَنَا زِيَادُ بْنُ اَيُّوْبَ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ بَعَثَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ اَبِيْ عُبَيْدَةَ فِيْ سَرِيَّةٍ فَنَفِدَ زَادُنَا فَمَرَرْنَا بِحُوْتٍ قَدْ قَذَفَ بِهِ الْبَحْرُ فَاَرَدْنَا اَنْ نَّاْكُلَ مِنْهُ فَنَهَانَا اَبُوْ عُبَيْدَةَ ثُمَّ قَالَ نَحْنُ رُسُلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كُلُوْا . فَاَكَلْنَا مِنْهُ اَيَّامًا فَلَمَّا قَدِمْنَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخْبَرْنَاهُ فَقَالَ "اِنْ كَانَ بَقِيَ مَعَكُمْ شَيْءٌ فَابْعَثُوْا بِهِ اِلَيْنَا" .

★★ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہمیں ایک مہم پر روانہ کیا' ہمارا کھانے پینے کا سامان ختم ہو گیا' ہمارا گزر ایک مچھلی کے پاس سے ہوا' جسے سمندر نے باہر پھینک دیا تھا' ہم اس میں سے کھانے لگے تو

4364-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (2992) .

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے ہمیں اس سے منع کر دیا۔ پھر انہوں نے فرمایا: ہم اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نمائندے ہیں اور اللہ کی راہ میں ہیں' تم لوگ اسے کھالو۔ تو ہم نے کئی دن تک اُسے کھایا' جب ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اگر تمہارے پاس اس (کے گوشت میں سے) کچھ موجود ہو تو ہمیں بھی بھجوا دینا''۔

4365 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ بْنِ عَلِيِّ بْنِ مُقَدَّمٍ الْمُقَدَّمِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِي اَبِي عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ بَعَثَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ اَبِي عُبَيْدَةَ وَنَحْنُ ثَلَاثُمِائَةٍ وَّبِضْعَةَ عَشَرَ وَزَوَّدَنَا جِرَابًا مِّنْ تَمْرٍ فَاَعْطَانَا قَبْضَةً قَبْضَةً فَلَمَّا اَنْ جُزْنَاهُ اَعْطَانَا تَمْرَةً تَمْرَةً حَتّٰى اِنْ كُنَّا لَنَمُصُّهَا كَمَا يَمُصُّ الصَّبِيُّ وَنَشْرَبُ عَلَيْهَا الْمَاءَ فَلَمَّا فَقَدْنَاهَا وَجَدْنَا فَقْدَهَا حَتّٰى اِنْ كُنَّا لَنَخْبِطُ الْخَبَطَ بِقِسِيِّنَا وَنَسَفُّهُ ثُمَّ نَشْرَبُ عَلَيْهِ مِنَ الْمَاءِ حَتّٰى سُمِّيْنَا جَيْشَ الْخَبَطِ ثُمَّ اَجَزْنَا السَّاحِلَ فَاِذَا دَابَّةٌ مِّثْلُ الْكَثِيبِ يُقَالُ لَهُ الْعَنْبَرُ فَقَالَ اَبُو عُبَيْدَةَ مَيْتَةٌ لَا تَاْكُلُوهُ . ثُمَّ قَالَ جَيْشُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِي سَبِيلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَنَحْنُ مُضْطَرُّونَ كُلُوا بِاسْمِ اللّٰهِ . فَاَكَلْنَا مِنْهُ وَجَعَلْنَا مِنْهُ وَشِيقَةً وَّلَقَدْ جَلَسَ فِي مَوْضِعِ عَيْنِهِ ثَلَاثَةَ عَشَرَ رَجُلًا - قَالَ . فَاَخَذَ اَبُو عُبَيْدَةَ ضِلَعًا مِّنْ اَضْلَاعِهِ فَرَحَلَ بِهِ اَجْسَمَ بَعِيرٍ مِّنْ اَبَاعِرِ الْقَوْمِ فَاَجَازَ تَحْتَهُ فَلَمَّا قَدِمْنَا عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَا حَبَسَكُمْ" . قُلْنَا كُنَّا نَتَّبِعُ عِيرَاتِ قُرَيْشٍ وَّذَكَرْنَا لَهُ مِنْ اَمْرِ الدَّابَّةِ فَقَالَ "ذَاكَ رِزْقٌ رَزَقَكُمُوهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اَمَعَكُمْ مِنْهُ شَيْءٌ" . قَالَ قُلْنَا نَعَمْ .

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہمیں ایک مہم پر روانہ کیا' ہم تین سو سے کچھ زیادہ تعداد میں تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے زادِ راہ کے طور پر ہمیں کھجوروں کا ایک تھیلا عطاء کیا۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ ہمیں ایک' ایک مٹھی دیا کرتے تھے' جب ہم نے اُسے ختم کر دیا تو وہ ہمیں ایک' ایک کھجور دینے لگے' جسے ہم یوں چوسا کرتے تھے جس طرح بچہ چوستا ہے' اس کے بعد ہم پانی پی لیا کرتے تھے' جب وہ ہمارے پاس ختم ہو گئی' تو ہمیں ان کے ختم ہونے کا احساس ہو گیا' یہاں تک کہ ہم اپنی کمانوں کے ذریعے پتے گرا کر انہیں ہی کھالیا کرتے تھے اور بعد میں پانی پی لیا کرتے تھے' اسی لیے ہمارا نام ''پتوں والا لشکر'' رکھا گیا۔ پھر ہم ساحل پر پہنچے تو وہاں ہمیں ایک مچھلی ملی' جو ٹیلے جتنی بڑی تھی' اس کا نام عنبر تھا۔

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ بولے: یہ مردار ہے' تم اسے نہ کھانا۔ پھر انہوں نے فرمایا: اس لشکر کو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے روانہ کیا ہے اور یہ اللہ کی راہ میں ہے اور ہم لوگ اس وقت اضطراری حالت میں ہیں' تو تم لوگ اللہ کا نام لے کر اسے کھاؤ۔

(راوی کہتے ہیں:) ہم نے اس کو کھانا شروع کیا اور اس کا گوشت بھی پکا کر کھایا (وہ مچھلی اتنی بڑی تھی) کہ اس کی آنکھ کی خلاء میں تیرہ آدمی بیٹھ سکتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے اس کی ایک پسلی کو کھڑا کیا اور اس کے نیچے سے سب سے بلند اونٹ کو گزارا تو وہ اس کے نیچے سے گزر گیا۔

پھر جب ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: تم اتنی دیر کہاں رُکے رہے تھے؟ ہم نے

4365-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (2987) .

عرض کی: ہم قریش کے قافلے کی گھات میں تھے پھر ہم نے آپ ﷺ کے سامنے اُس مچھلی کا تذکرہ کیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
''یہ وہ رزق تھا' جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں عطاء کیا' کیا تمہارے پاس اس میں سے کچھ ہے''۔
راوی کہتے ہیں' ہم نے عرض کی: جی ہاں!

باب الضِّفْدَعِ ۔

باب: مینڈک کے بارے میں روایات

4366 – اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِىْ فُدَيْكٍ عَنِ ابْنِ اَبِىْ ذِئْبٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ خَالِدٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عُثْمَانَ اَنَّ طَبِيْبًا ذَكَرَ ضِفْدَعًا فِىْ دَوَاءٍ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَتْلِهِ ۔

★★ حضرت عبدالرحمٰن بن عثمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ ایک طبیب نے نبی اکرم ﷺ کے سامنے دوائی میں مینڈک استعمال کرنے کا ذکر کیا' تو نبی اکرم ﷺ نے مینڈک کو مارنے سے منع کر دیا۔

باب الْجَرَادِ ۔

یہ باب ٹڈی دل کے بارے میں روایات کے بیان میں ہے

4367 – اَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ عَنْ سُفْيَانَ - وَهُوَ ابْنُ حَبِيْبٍ - عَنْ شُعْبَةَ عَنْ اَبِىْ يَعْفُوْرٍ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ اَبِىْ اَوْفٰى قَالَ غَزَوْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْعَ غَزَوَاتٍ فَكُنَّا نَاْكُلُ الْجَرَادَ ۔

★★ حضرت عبداللہ بن ابواوفیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ سات ایسے غزوات میں شریک ہوا جس میں ہم ٹڈی دل کھایا کرتے تھے۔

4368 – اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ سُفْيَانَ - وَهُوَ ابْنُ عُيَيْنَةَ - عَنْ اَبِىْ يَعْفُوْرٍ قَالَ سَاَلْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ اَبِىْ اَوْفٰى عَنْ قَتْلِ الْجَرَادِ فَقَالَ غَزَوْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِتَّ غَزَوَاتٍ نَاْكُلُ الْجَرَادَ ۔

★★ ابویعفور بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت عبداللہ بن ابواوفیٰ رضی اللہ عنہ سے ٹڈی دل کو مارنے کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا: میں نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ چھ ایسے غزوات میں شرکت کی ہے' جس میں ہم ٹڈی کھایا کرتے تھے۔

4366-اخرجه ابو داؤد في الطب، باب في الادوية المكروهة (الحديث 3871)، وفي الآدب، باب في قتل الضفدع (الحديث 5269) . تحفة الاشراف (9706) .

4367-اخرجه البخاري في الذبائح والصيد، باب اكل الجراد (الحديث 5495) . واخرجه مسلم في الصيد و الذبائح، باب اباحة الجراد (الحديث 52) . واخرجه ابو داؤد في الاطعمة، باب في اكل الجراد (الحديث 3812) . واخرجه الترمذي في الاطعمة، باب ما جاء في اكل الجراد (الحديث 1821 و 1822) . واخرجه النسائي في الصيد والذبائح، الجراد (الحديث 4368) . تحفة الاشراف (5182) .

4368-تقدم (الحديث 4367) .

باب قَتْلِ النَّمْلِ .

یہ باب چیونٹی کو مار دینے کے بیان میں ہے

4369 - اَخْبَرَنَا وَهْبُ بْنُ بَيَانٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدٍ وَّاَبِي سَلَمَةَ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَنَّ نَمْلَةً قَرَصَتْ نَبِيًّا مِّنَ الْاَنْبِيَاءِ فَاَمَرَ بِقَرْيَةِ النَّمْلِ فَاُحْرِقَتْ فَاَوْحَى اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اِلَيْهِ اَنْ قَدْ قَرَصَتْكَ نَمْلَةٌ اَهْلَكْتَ اُمَّةً مِّنَ الْاُمَمِ تُسَبِّحُ" .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"ایک مرتبہ ایک چیونٹی نے ایک نبی کو کاٹ لیا تو اس نبی کے حکم کے تحت چیونٹیوں کی وہ بستی جلا دی گئی تو اللہ تعالیٰ نے اس نبی کی طرف یہ وحی کی:

"تمہیں ایک چیونٹی نے کاٹا تھا اور تم نے تسبیح پڑھنے والی ایک پوری اُمت کو ہلاک کر دیا"۔

4370 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا النَّضْرُ - وَهُوَ ابْنُ شُمَيْلٍ - قَالَ اَنْبَاَنَا اَشْعَثُ عَنِ الْحَسَنِ نَزَلَ نَبِيٌّ مِّنَ الْاَنْبِيَاءِ تَحْتَ شَجَرَةٍ فَلَدَغَتْهُ نَمْلَةٌ فَاَمَرَ بِبَيْتِهِنَّ فَحُرِّقَ عَلٰى مَا فِيْهَا فَاَوْحَى اللّٰهُ اِلَيْهِ فَهَلَّا نَمْلَةً وَّاحِدَةً .

☆☆ حسن نامی راوی بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ ایک نبی ایک درخت کے نیچے ٹھہرے تو وہاں انہیں ایک چیونٹی نے کاٹ لیا تو اس نبی کے حکم کے تحت ان چیونٹیوں کے گھر جلا دیئے گئے تو اللہ تعالیٰ نے اس نبی کی طرف وحی کی: تم نے صرف ایک ہی چیونٹی کو کیوں نہیں مارا تھا (باقی سب کو کیوں مارا؟)۔

شرح

حضرت عبدالرحمن بن عبداللہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا ایک مرتبہ ہم لوگ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ سفر میں تھے جب ایک موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت کے لئے تشریف لے گئے تو ہم نے ایک حمرہ کو دیکھا جس کے ساتھ دو بچے تھے ہم نے ان دونوں بچوں کو پکڑ لیا، اس کے بعد حمرہ آئی اور اپنے بچوں کی گرفتاری پر احتجاج شروع کیا جبھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حمرہ کو اس طرح بیتاب دیکھا تو فرمایا کہ کس نے اس کے بچوں کو پکڑ کر اس کو مضطرب کر رکھا ہے؟ اس کے بچے اس کو واپس کر دو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان چیونٹیوں کے رہنے کی جگہ کو دیکھا جس کو ہم نے جلا دیا تھا اور فرمایا کہ ان چیونٹیوں کو کس نے جلایا ہے؟ ہم نے عرض کیا کہ ہم نے جلایا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پروردگار کے علاوہ کہ جو آگ کا بھی مالک ہے اور کسی کے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ کسی کو آگ کے عذاب میں مبتلا

4369-اخرجه البخاري في الجهاد، باب . 153 . (الحديث 3019) . واخرجه مسلم في السلام، باب النهي عن قتل النمل (الحديث 148) . واخرجه ابو داؤد في الادب، باب في قتل الذر (الحديث 5266) . واخرجه ابن ماجه في الصيد، باب ما ينهى عن قتله (الحديث 3225) . تحفة الاشراف (15307 و 13319) .

4370-انفرد به النسائي، وسياتي (الحديث 4372) . تحفة الاشراف (12257) .

کرے۔ (ابوداؤد، مشکوۃ شریف: جلد سوم: حدیث نمبر 700)

حمرہ "ح پر پیش اور میم پر تشدید وزبر ایک پرندے کا نام ہے جو سرخ رنگ کا اور چڑیا کی مانند چھوٹا ہوتا ہے، حدیث کے آخری
الفاظ کا مطلب یہ ہے کہ آگ کے ذریعہ کسی کو عذاب دینا صرف اللہ تعالیٰ ہی کے شایاں ہے اور چونکہ یہ سب سے بڑا عذاب ہے
اس لئے کسی انسان کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ کسی کو آگ میں جلائے۔ چیونٹیوں کے بارے میں مسئلہ یہ ہے اگر چیونٹیاں تکلیف
پہنچانے میں ابتداء کریں یعنی از خود کسی کو کاٹنے لگیں تو ان کو مارڈالنا چاہئے ورنہ ان کو مارنا مناسب نہیں ہے، اسی طرح چیونٹیوں کے
بلوں کو آگ سے جلانا بھی ممنوع ہے، نیز چیونٹیوں کو پانی میں ڈالنا مکروہ ہے اگر ایک چیونٹی کاٹے تو صرف اسی کو مارا جائے اس کے
ساتھ اور چیونٹیوں کو مارڈالنے کی ممانعت ہے۔

4371 - وَقَالَ الْاَشْعَثُ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ وَزَادَ فَاِنَّهُنَّ يُسَبِّحْنَ .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے اسی کی مانند نقل کرتے ہیں۔ تاہم اس میں یہ الفاظ زائد ہیں:
"وہ تسبیح بیان کیا کرتی تھیں"۔

4372 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِي اَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ نَحْوَهُ وَلَمْ يَرْفَعْهُ .

☆☆ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حسن کے حوالے سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔ تاہم یہ مرفوع
حدیث کے طور پر منقول نہیں ہے۔

شرح

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ "انبیاء میں سے
ایک نبی لوگوں کے ہمراہ استسقاء کے لئے نکلے پس اس نبی نے اچانک ایک چیونٹی کو دیکھا جو اپنے کچھ پاؤں آسمان کی طرف
اٹھائے ہوئے (کھڑی) تھی (یہ دیکھ کر) نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ "واپس چلو! اس چیونٹی کی وجہ سے تمہاری دعا قبول کرلی
گئی۔ (دار قطنی، مشکوۃ شریف: جلد اول: حدیث نمبر 1485)

منقول ہے کہ یہ نبی حضرت سلیمان علیہ السلام تھے۔ واقعہ سے مقصود در حقیقت اللہ تعالیٰ کی عظمت اور اس کی قدرت کا اظہار
ہے اور یہ بتانا ہے کہ نہ صرف یہ کہ پروردگار کی رحمت تمام مخلوقات پر یکساں ہیں بلکہ اس کا علم تمام موجودات کے احوال و
کوائف کو گھیرے ہوئے ہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ کی ذات مسبب الاسباب اور قاضی الحاجات ہے۔ اس واقعہ کے سلسلہ میں یہ
بھی منقول ہے کہ وہ چیونٹی یہ دعا کرتی تھی اللھم انا خلق من خلقک لاغنی بنا عن رزقک فلا تھلکنا بذنوب بنی ادم یعنی اے
پروردگار! تیری مخلوقات میں سے ہم ایک مخلوق ہیں تیرے رزق سے ہم مستغنی نہیں ہیں سو تو ہمیں انسانوں کو گناہوں کی وجہ
سے ہلاک نہ کر۔"

4371-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (14404) .

4372-تقدم (الحديث 4370) .

کِتَابُ الضَّحَايَا

یہ کتاب قربانی کے بیان میں ہے

اضحیہ کی لغوی وشرعی تعریف

اضحیہ اس جانور کو کہتے ہیں جسے عیدالاضحیٰ کے دن ذبح کیا جاتا ہے۔اضحیہ کے شرعی معنی ہیں: مخصوص جانور کا مخصوص وقت میں عبادت کی نیت سے ذبح کرنا۔(تعریفات، ص ۸)

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک قربانی واجب ہے اور اسی پر فتویٰ ہے، اور صاحبین رحمہما اللہ کے نزدیک قربانی سنت مؤکدہ ہے۔(بدائع الصنائع، کتاب اضحیہ)

وجوب اضحیہ کے شرعی ماٰخذ کا بیان

حضرت مخنف بن سلیم سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (حجۃ الوداع کے موقعہ پر) عرفات میں ٹھہرے ہوئے تھے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگو! ہر گھر والے پر ہر سال قربانی کرنا واجب ہے اور عتیرہ ہے۔اور کیا تم کو معلوم ہے کہ عتیرہ کس کو کہتے ہیں؟ یہ وہی ہے جس کو لوگ رجبیہ کہتے ہیں۔(سنن ابوداؤد: جلد دوم: رقم الحدیث، 1022)

قربانی کے وجوب وعدم وجوب میں مذاہب اربعہ

صحیح حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں کو نہیں دیکھتا نہ اس کی نظریں تمہارے مال پر ہیں بلکہ اس کی نگاہیں تمہارے دلوں پر اور تمہارے اعمال پر ہیں۔اور حدیث میں ہے کہ خیرات وصدقہ سائل کے ہاتھ میں پڑے اس سے پہلے اللہ کے ہاتھ میں چلا جاتا ہے۔قربانی کے جانور کے خون کا قطرہ زمین پر ٹپکے اس سے پہلے اللہ کے ہاں پہنچ جاتا ہے۔اس کا مطلب یہی ہے کہ خون کا قطرہ الگ ہوتے ہی قربانی مقبول ہو جاتی ہے۔

عامر شعبی سے قربانی کی کھالوں کی نسبت پوچھا گیا تو فرمایا اللہ کو گوشت وخون نہیں پہنچتا اگر چاہو بیچ دو، اگر چاہو خود رکھ لو، اگر چاہو راہ اللہ دے دو۔اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ان جانوروں کو تمہارے قبضے میں دیا ہے۔کہ تم اللہ کے دین اور اس کی شریعت کی راہ پا کر اس کی مرضی کے کام کرو اور نامرضی کے کاموں سے رک جاؤ۔اور اس کی عظمت وکبریائی بیان کرو۔جو لوگ نیک کار ہیں، حدود اللہ کے پابند ہیں، شریعت کے عامل ہیں، رسولوں کی صداقت تسلیم کرتے ہیں وہ مستحق مبارکباد اور لائق خوشخبری ہیں۔

امام ابوحنیفہ، امام مالک، ثوری کا قول ہے کہ جس کے پاس نصاب زکوٰۃ جتنا مال ہو اس پر قربانی واجب ہے۔امام ابوحنیفہ کے

نزدیک یہ شرط بھی ہے کہ وہ اپنے گھر میں مقیم ہو۔ چنانچہ ایک صحیح حدیث میں ہے کہ جسے وسعت ہو اور قربانی نہ کرے تو وہ ہماری عیدگاہ کے قریب بھی نہ آئے۔ اس روایت میں غرابت ہے اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اسے منکر بتاتے ہیں۔ ابن عمر فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برابر دس سال قربانی کرتے رہے۔ (ترمذی)

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت احمد رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ہے کہ قربانی واجب و فرض نہیں بلکہ مستحب ہے۔ کیونکہ حدیث میں آیا ہے کہ مال میں زکوۃ کے سوا اور کوئی فرضیت نہیں۔ یہ بھی روایت پہلے بیان ہو چکی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تمام امت کی طرف سے قربانی کی پس وجوب ساقط ہو گیا۔

حضرت ابوشریحہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پڑوس میں رہتا تھا۔ یہ دونوں بزرگ قربانی نہیں کرتے تھے اس ڈر سے کہ لوگ ان کی اقتدا کریں گے۔ بعض لوگ کہتے ہیں قربانی سنت کفایہ ہے، جب کہ محلے میں سے یا گلی میں سے یا گھر میں سے کسی ایک نے کر لی باقی سب نے ایسا نہ کیا۔ اس لئے کہ مقصود صرف شعار کا ظاہر کرنا ہے۔ ترمذی وغیرہ میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میدان عرفات میں فرمایا ہر گھر والوں پر ہر سال قربانی ہے اور عتیرہ ہے جانتے ہو عتیرہ کیا ہے؟ وہی جسے تم رجبیہ کہتے ہو۔ اس کی سند میں کلام کیا گیا ہے۔

حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں صحابہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں اپنے پورے گھر کی طرف سے ایک بکری راہ اللہ ذبح کر دیا کرتے تھے اور خود بھی کھاتے، اوروں کو بھی کھلاتے۔ پھر لوگوں نے اس میں وہ کر لیا جو تم دیکھ رہے ہو۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

وجوب قربانی کی شرائط کا بیان

علامہ علاؤالدین حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ قربانی واجب ہونے کے شرائط یہ ہیں۔ اسلام یعنی غیر مسلم پر قربانی واجب نہیں، اقامت یعنی مقیم ہونا، مسافر پر واجب نہیں،

تونگری یعنی مالک نصاب ہونا یہاں مالداری سے مراد وہی ہے جس سے صدقہ فطر واجب ہوتا ہے وہ مراد نہیں جس سے زکوۃ واجب ہوتی ہے،

حریت یعنی آزاد ہونا جو آزاد نہ ہو اوس پر قربانی واجب نہیں کہ غلام کے پاس مال ہی نہیں لہٰذا عبادت مالیہ اوس پر واجب نہیں۔ مرد ہونا اس کے لیے شرط نہیں۔ عورتوں پر واجب ہوتی ہے جس طرح مردوں پر واجب ہوتی ہے اس کے لیے بلوغ شرط ہے یا نہیں اس میں اختلاف ہے اور نابالغ پر واجب ہے تو آیا خود اوس کے مال سے قربانی کی جائے گی یا اوس کا باپ اپنے مال سے قربانی کریگا۔ ظاہر الروایہ یہ ہے کہ نہ خود نابالغ پر واجب ہے اور نہ اوس کی طرف سے اوس کے باپ پر واجب ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔

اور مسافر پر اگرچہ واجب نہیں مگر نفل کے طور پر کرے تو کرسکتا ہے ثواب پائے گا۔ حج کرنے والے جو مسافر ہوں اون پر قربانی واجب نہیں اور مقیم ہوں تو واجب ہے جیسے کہ مکہ کے رہنے والے حج کریں تو چونکہ یہ مسافر نہیں ان پر واجب ہوگی۔

(درمختار، ردالمحتار، کتاب اضحیہ، بیروت)

وجوب قربانی میں فقہی تصریحات کا بیان

خلاصہ یہ کہ اس پر قربانی کو واجب کرنے والی روایات کثیرہ متفق ہیں اور یہی متون اور شروح کے اطلاق کے موافق ہے جیسا کہ ہدایہ وغیرہ کا قول ہے کہ آزاد مسلمان جب اپنی رہائش لباس، ضروری سامان سے زائد مقدار نصاب کا مالک گھوڑے، ہتھیار اور غلام وغیرہ سے زائد مقدار نصاب کا مالک ہو تو قربانی واجب ہے، اور وہی مذہب کے ایک شیخ سے بھی منقول ہے۔

اور اختلاف متاخرین میں پیدا ہوا ہے، پھر یہ باعث احتیاط ہے تو اسی پر اعتماد ہونا چاہئے، اگر تو اعتراض کرے کہ فقہاء کرام نے قربانی کے معیار وجوب کو صدقہ فطر کے معیار وجوب کی طرف پھیرا ہے اور تنویر میں قربانی کو صدقہ واجبہ کی حرمت کے معیار پر لاگو کیا ہے جہاں انھوں نے کہا کہ صدقہ فطر ہر ایسے مسلمان پر واجب ہے جو اپنی اصل حاجت سے زائد نصاب والا ہو اگر چہ وہ نصاب نامی نہ ہو اور اسی نصاب سے صدقہ واجبہ لینا حرام ہو جاتا ہے۔

اور درمختار میں مصارف زکوٰۃ کے باب میں کہا کہ زکوٰۃ غنی پر صرف نہ کی جائے غنی وہ ہے کہ اپنی اصلی حاجت سے فارغ قدر نصاب کا مالک ہو خواہ کوئی بھی مال ہو۔ اور ردالمحتار میں کہا کہ فتاویٰ میں مذکور ہے ایسے شخص کے متعلق جو دکانوں اور مکانوں کا مالک ہو جن کو کرایہ پر دیا ہو لیکن ان کا کرایہ اس کو اور اس کے عیال کو کفایت نہیں کرتا تو وہ فقیر ہے۔ امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کو زکوٰۃ حلال ہے اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک حلال نہیں ہے۔ اور یونہی اگر انگور ہوں اور ان کی آمدن اسے کافی نہ ہوا۔

قربانی کے واجب میں دلائل کا بیان

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اضحیٰ کے دن عید منانے کا حکم ہوا ہے (یعنی دسویں ذی الحجہ کو) جس کو اللہ تعالیٰ نے اس امت کے لیے عید قرار دیا ہے۔ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگر میرے پاس محض عاریۃً ملی ہوئی اونٹنی یا بکری ہو تو کیا مجھ پر اس کی قربانی بھی واجب ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں! بلکہ تو صرف اپنے بال اور ناخن کتر لے اور مونچھیں کم کرادے اور زیر ناف کے بال مونڈ لے۔ بس اللہ کے نزدیک یہی تیری قربانی ہے۔

(سنن ابوداؤد: جلد دوم: رقم الحدیث، 1023)

حنفی مذہب میں قربانی ہر اس مسلمان پر واجب ہے جو مقیم اور غنی ہو یعنی نصاب کا مالک ہو اگر چہ نصاب نامی نہ ہو حضرت امام شافعی رحمہ اللہ علیہ کے نزدیک قربانی سنت موکدہ ہے حضرت امام احمد رحمہ اللہ علیہ کا بھی مشہور اور مختار قول یہی ہے۔

قربانی کے سنت ہونے میں امام شافعی علیہ الرحمہ کی دلیل کا بیان

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی :فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ .

اللہ تعالیٰ نے فرمایا نماز پڑھئے اپنے رب کے لئے اور قربانی کیجئے (سورۃ الکوثر)

فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ .دَلَالَتُهَا عَلٰى وُجُوْبِ صَلٰوةِ الْعِيْدِ وَانْحَرْ الْبُدْنَ بَعْدَهَا ظَاهِرَةٌ . فَصَلِّ لِرَبِّكَ سے جس طرح نماز عید کا واجب ہونا ثابت ہوتا ہے اسی طرح وَانْحَرْ سے قربانی کا واجب ہونا ثابت ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: وَلِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ .

ہم نے ہر امت کے لیے قربانی مقرر کردی تا کہ اللہ نے جو چوپائے انہیں دیے ہیں ان پر اللہ کا نام لیا کریں۔ (سورۃ الحج)

عَنْ زَيْدِ ابْنِ اَرْقَمَ قَالَ قَالَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا هٰذَا الْاَضَاحِيُّ؟ قَالَ سُنَّةُ اَبِيْكُمْ اِبْرَاهِيْمَ قَالُوْا فَمَا لَنَا فِيْهَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ بِكُلِّ شَعْرَةٍ حَسَنَةٌ . قَالُوْا فَالصُّوْفُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ بِكُلِّ شَعْرَةٍ مِّنَ الصُّوْفِ حَسَنَةٌ .

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ صحابہ رضی اللہ عنہ نے سوال کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ قربانی کیا ہے؟ (یعنی قربانی کی حیثیت کیا ہے؟) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام کی سنت (اور طریقہ) ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہمیں اس قربانی کے کرنے میں کیا ملے گا؟ فرمایا: ہر بال کے بدلے میں ایک نیکی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے (پھر سوال کیا) یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اون (کے بدلے میں کیا ملے گا؟) فرمایا اون کے ہر بال کے بدلے میں نیکی ملے گی۔ (سنن ابن ماجہ ص 266)

قربانی کے متعلق علماء کا اختلاف ہے کہ یہ واجب ہے یا سنت؟ لیکن احادیث سے اتنا معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب تک مدینہ منورہ رہے قربانی کرتے رہے اور دوسرے مسلمان بھی قربانی کرتے رہے کسی حدیث سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کے لئے وجوبا حکم دیا ہو۔ چنانچہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے کسی نے دریافت کیا کہ کیا قربانی واجب ہے؟ آپ نے جواب دیا: ضَحّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم وَالْمُسْلِمُوْنَ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی دی اور مسلمان بھی قربانی دیا کرتے تھے۔

سائل نے جواب ناکافی سمجھ کر (وجوب وغیرہ کا لفظ نہ دیکھ کر) دوبارہ وہی سوال کیا۔ اس پر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ تم سمجھتے نہیں؟ میں تم سے کہہ رہا ہوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی قربانی دی اور عام مسلمان بھی قربانی دیا کرتے تھے۔ مقصد عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا یہ تھا کہ کوئی حدیث ایسی نہیں، جس میں حکم دیا ہو۔ صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ قربانی دی۔

چنانچہ دوسری روایت میں فرماتے ہیں: اَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم بِالْمَدِيْنَةِ عَشْرَ سِنِيْنَ يُضَحِّي (ترمذی) کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں دس سال رہے اور ہمیشہ قربانی دیتے رہے۔ امام ترمذی ابن عمر رضی اللہ عنہما کا قول اول نقل کر کے فرماتے ہیں۔

وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ اَنَّ الْاُضْحِيَةَ لَيْسَتْ بِوَاجِبَةٍ وَلٰكِنَّهَا سُنَّةٌ مِّنْ سُنَنِ النَّبِيِّ صلی الله علیه وسلم

کہ اس پر اہل علم کا عمل ہے کہ قربانی واجب تو نہیں لیکن یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔ ابن ماجہ کی ایک حدیث سے

بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ قربانی واجب ہے کیونکہ اس کے الفاظ یہ ہیں۔
یٰاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّ عَلٰی کُلِّ اَهْلِ بَیْتٍ فِی کُلِّ عَامٍ اُضْحِیَةً،
(لوگو ہر گھر پر ہر سال میں ایک قربانی ہے۔ لیکن اس حدیث کے راویوں میں امر ابورملہ مجہول راوی ہے اور اگر یہ حدیث صحیح بھی ہو تو اس سے مراد یہ ہوگی کہ ہر گھر کی طرف سے ایک قربانی کافی ہوگی، نہ یہ کہ ہر شخص کی طرف سے ایک قربانی۔ اس کی تائید ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی روایت سے بھی ہوتی ہے جس میں ہے کہ عطا بن یسار نے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ آپ کے زمانہ میں قربانی کس طرح دی جاتی تھی؟ انہوں نے کہا کہ ایک شخص اپنی طرف سے اور اپنے گھر والوں کی طرف سے ایک بکری کی قربانی دیتا، وہ خود بھی کھاتے اور دوسروں کو بھی کھلاتے تا آنکہ لوگوں نے اس میں فخر وریا شروع کر دی یعنی کثرت سے قربانی دینے لگ گئے۔ یہی قول امام احمدؒ، اسحاقؒ اور امام شافعیؒ کا ہے۔
امام شافعیؒ نے اس حدیث اِذَا دَخَلَتِ الْعَشْرُ فَاَرَادَ اَحَدُکُمْ اَنْ یُّضَحِّیَ سے بھی استدلال کیا ہے کہ قربانی واجب نہیں کیونکہ اس میں قربانی کو ارادے پر معلق کیا ہے اور وجوب ارادہ کے منافی ہوتا ہے۔
ابن ماجہ کی دوسری حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔ مَنْ کَانَ لَهٗ سَعَةٌ وَّلَمْ یُضَحِّ فَلَا یَقْرَبَنَّ مُصَلَّانَا کہ جس کو گنجائش ہو اور پھر قربانی نہ دے وہ ہمارے عیدگاہ میں نہ آئے۔

باب

بلاعنوان

4373 – اَخْبَرَنَا سُلَیْمَانُ بْنُ سَلْمٍ الْبَلْخِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا النَّضْرُ - وَهُوَ ابْنُ شُمَیْلٍ - قَالَ اَنْبَاَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ عَنِ ابْنِ مُسْلِمٍ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ رَاٰی هِلَالَ ذِی الْحِجَّةِ فَاَرَادَ اَنْ یُّضَحِّیَ فَلَا یَاْخُذْ مِنْ شَعْرِهٖ وَلَا مِنْ اَظْفَارِهٖ حَتّٰی یُضَحِّیَ"۔

☆☆ حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتی ہیں:
"جو شخص ذوالحج کا چاند دیکھ لے اور اس کا قربانی کرنے کا ارادہ ہو تو وہ اپنے بال چھوٹے نہ کروائے اور اپنے ناخن نہ تراشے جب تک وہ قربانی نہیں کر لیتا"۔

4374 – اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْحَکَمِ عَنْ شُعَیْبٍ قَالَ اَنْبَاَنَا اللَّیْثُ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ

4373-اخرجه مسلم في الاضاحي، باب نهي من دخل عليه عشر ذي الحجة و هو مريد التضحية ان ياخذ من شعره او اظفاره شيئاً (الحديث 39 و 40 و 41 و 42) بنحوه . و اخرجه ابو داؤد في الضحايا، باب الرجل ياخذ من شعره في العشر و هو يريد ان يضحي (الحديث 2791) بنحوه . واخرجه الترمذي في الاضاحي، باب ترك اخذ الشعر لمن اراد ان يضحي (الحديث 1523) . واخرجه النسائي في الضحايا، (الحديث 4374) و (الحديث 4375) عن ابن المسيب من قوله، و (الحديث 4376) . واخرجه ابن ماجه في الاضاحي، باب من اراد ان يضحي فلا ياخذ في العشر من شعره واظفاره (الحديث 3149 و 3150) بنحوه . تحفة الاشراف (18152) .

يَزِيدَ عَنِ ابْنِ اَبِي هِلَالٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُسْلِمٍ اَنَّهُ قَالَ اَخْبَرَنِي ابْنُ الْمُسَيَّبِ اَنَّ اُمَّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخْبَرَتْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ اَرَادَ اَنْ يُضَحِّيَ فَلَا يُقَلِّمْ مِنْ اَظْفَارِهٖ وَلَا يَحْلِقْ شَيْئًا مِنْ شَعْرِهٖ فِي عَشْرِ الْاُوَلِ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ".

★★ نبی اکرم ﷺ کی زوجہ محترمہ سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: "جو شخص قربانی کرنے کا ارادہ رکھتا ہو وہ ذوالحج کے پہلے عشرے میں اپنے ناخن نہ تراشے اور اپنے بال نہ منڈوائے"۔

4375 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا شَرِيْكٌ عَنْ عُثْمَانَ الْاَحْلَافِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ مَنْ اَرَادَ اَنْ يُضَحِّيَ فَدَخَلَتْ اَيَّامُ الْعَشْرِ فَلَا يَاْخُذْ مِنْ شَعْرِهٖ وَلَا اَظْفَارِهٖ. فَذَكَرْتُهُ لِعِكْرِمَةَ فَقَالَ اَلَا يَعْتَزِلُ النِّسَاءَ وَالطِّيْبَ.

★★ سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: جو شخص قربانی کرنے کا ارادہ رکھتا ہو اور ذوالحج کے پہلے عشرے کے ایام شروع ہو جائیں تو وہ اپنے بال چھوٹے نہ کرے اپنے ناخن چھوٹے نہ کرے۔

راوی کہتے ہیں: میں نے اس بات کا تذکرہ عکرمہ سے کیا تو انہوں نے فرمایا: یاد رکھنا! ایسا شخص عورتوں سے بھی الگ رہے گا اور خوشبو سے بھی الگ رہے گا (یعنی ایسے شخص کو اپنی بیوی کے ساتھ صحبت بھی نہیں کرنی چاہیے اور خوشبو بھی نہیں لگانی چاہیے)۔

4376 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اِذَا دَخَلَتِ الْعَشْرُ فَاَرَادَ اَحَدُكُمْ اَنْ يُضَحِّيَ فَلَا يَمَسَّ مِنْ شَعْرِهٖ وَلَا مِنْ بَشَرِهٖ شَيْئًا".

★★ سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتی ہیں:

"جب (ذوالحج کا پہلا) عشرہ شروع ہو جائے اور کسی شخص کا قربانی کرنے کا ارادہ ہو تو وہ اپنے بال نہ چھوٹے کروائے اور اپنی جلد کو نہ چھوئے (یعنی ناخن وغیرہ نہ تراشے)"۔

شرح

بقرعید کا چاند دیکھنے لینے کے بعد قربانی کر لینے تک بال وغیرہ کٹوانے سے اس لئے منع فرمایا گیا ہے تاکہ احرام والوں کی مشابہت حاصل ہو جائے۔ لیکن یہ ممانعت تنزیہی ہے لہٰذا بال وغیرہ کا نہ کٹوانا مستحب ہے اور اس کے خلاف عمل کرنا ترک اولیٰ ہے جب کہ حضرت امام شافعی کے نزدیک اس کے خلاف کرنا مکروہ ہے۔

بَابُ مَنْ لَمْ يَجِدِ الْأُضْحِيَةَ .

یہ باب ہے کہ جس شخص کی قربانی کی استطاعت نہ ہو

4377 - اَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ اَبِيْ اَيُّوْبَ وَذَكَرَ اٰخَرِيْنَ عَنْ عَيَّاشِ بْنِ عَبَّاسٍ الْقِتْبَانِيِّ عَنْ عِيْسَى بْنِ هِلَالٍ الصَّدَفِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِرَجُلٍ "اُمِرْتُ بِيَوْمِ الْاَضْحٰى عِيْدًا جَعَلَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لِهٰذِهِ الْاُمَّةِ" . فَقَالَ الرَّجُلُ اَرَاَيْتَ اِنْ لَمْ اَجِدْ اِلَّا مَنِيْحَةً اُنْثٰى اَفَاُضَحِّيْ بِهَا قَالَ "لَا وَلٰكِنْ تَاْخُذُ مِنْ شَعْرِكَ وَتُقَلِّمُ اَظْفَارَكَ وَتَقُصُّ شَارِبَكَ وَتَحْلِقُ عَانَتَكَ فَذٰلِكَ تَمَامُ اُضْحِيَتِكَ عِنْدَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ" .

★★ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے فرمایا:

''مجھے عیدالاضحیٰ کے دن عید کے طور پر منانے کا حکم دیا گیا ہے' جو اللہ تعالیٰ نے اس اُمت کے لیے مقرر کیا ہے''۔

اس شخص نے عرض کی: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا خیال ہے اگر مجھے قربانی کرنے کے لیے صرف ایک دودھ دینے والی بکری ملتی ہے' تو کیا میں اُسے بھی قربان کردوں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''نہیں! بلکہ تم اپنے بال کٹواؤ' اپنے ناخن تراشو' اپنی مونچھیں چھوٹی کرواور زیرِ ناف بال صاف کرو' تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں یہی تمہاری طرف سے مکمل قربانی ہوگی''۔

بَابُ ذَبْحِ الْاِمَامِ اُضْحِيَتَهُ بِالْمُصَلّٰى .

حاکم کا اپنی قربانی کو عیدگاہ میں ذبح کرنا

4378 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ عَنْ شُعَيْبٍ عَنِ اللَّيْثِ عَنْ كَثِيْرِ بْنِ فَرْقَدٍ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ اَخْبَرَهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَذْبَحُ اَوْ يَنْحَرُ بِالْمُصَلّٰى .

★★ نافع بیان کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے انہیں یہ بتایا ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عیدگاہ میں ہی ذبح (راوی کو شک ہے' شاید یہ الفاظ ہیں:) نحر کیا کرتے تھے۔

4379 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ عُثْمَانَ النُّفَيْلِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عِيْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا الْمُفَضَّلُ بْنُ فَضَالَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِيْ نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحَرَ يَوْمَ الْاَضْحٰى بِالْمَدِيْنَةِ - قَالَ - وَقَدْ كَانَ اِذَا لَمْ يَنْحَرْ يَذْبَحُ بِالْمُصَلّٰى .

4377-اخرجه ابو داؤد في الضحايا، باب ما جاء في ايجاب الاضاحي (الحديث 2789) . تحفة الاشراف (8909) .

4378-تقدم (الحديث 1588) .

4379-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (7719) .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں عیدالاضحیٰ کے دن نحر کیا۔
راوی کہتے ہیں: جب آپ نحر نہیں کرتے تھے تو آپ عیدگاہ میں ہی ذبح کر لیتے تھے۔

باب ذَبْحِ النَّاسِ بِالْمُصَلّٰى

یہ باب ہے کہ لوگوں کا عیدگاہ میں ذبح کرنا

4380 - اَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ اَبِي الْاَحْوَصِ عَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ جُنْدُبِ بْنِ سُفْيَانَ قَالَ شَهِدْتُ اَضْحٰى مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى بِالنَّاسِ فَلَمَّا قَضَى الصَّلَاةَ رَاٰى غَنَمًا قَدْ ذُبِحَتْ فَقَالَ "مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلَاةِ فَلْيَذْبَحْ شَاةً مَّكَانَهَا وَمَنْ لَّمْ يَكُنْ ذَبَحَ فَلْيَذْبَحْ عَلَى اسْمِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ".

★★ حضرت جندب بن سفیان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عید کی نماز میں شریک ہوا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو نماز پڑھائی' جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز مکمل کر لی' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بکری کو دیکھا جسے ذبح کر دیا گیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''نماز سے پہلے جس نے ذبح کیا ہے' وہ اس کی جگہ دوسری بکری ذبح کرے اور جس نے ذبح نہیں کیا' وہ اللہ کا نام لے کر ذبح کرے''۔

باب مَا نُهِيَ عَنْهُ مِنَ الْاَضَاحِيِ الْعَوْرَاءِ .

یہ باب کانے جانور کی قربانی کی ممانعت میں ہے

4381 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ مَوْلٰى بَنِيْ اَسَدٍ عَنْ اَبِي الضَّحَّاكِ عُبَيْدِ بْنِ فَيْرُوْزَ مَوْلٰى بَنِيْ شَيْبَانَ قَالَ قُلْتُ لِلْبَرَاءِ حَدِّثْنِيْ عَمَّا نَهٰى عَنْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْاَضَاحِيِ . قَالَ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَدِيْ اَقْصَرُ مِنْ يَدِهِ فَقَالَ "اَرْبَعٌ لَا يَجْزِنَ الْعَوْرَاءُ الْبَيِّنُ عَوَرُهَا وَالْمَرِيضَةُ الْبَيِّنُ مَرَضُهَا وَالْعَرْجَاءُ الْبَيِّنُ ظَلْعُهَا وَالْكَسِيْرَةُ الَّتِيْ لَا تُنْقِيْ" . قُلْتُ اِنِّيْ اَكْرَهُ اَنْ يَّكُوْنَ فِي الْقَرْنِ نَقْصٌ وَّاَنْ يَّكُوْنَ فِي السِّنِّ نَقْصٌ . قَالَ مَا كَرِهْتَهُ فَدَعْهُ وَلَا تُحَرِّمْهُ

4380-اخرجه البخاري في العيدين، باب كلام الامام و الناس في خطبة العيد (الحديث 985)، و في الذبائح و الصيد، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم (فليذبح على اسم الله) (الحديث 5500) بنحوه، و في الاضاحي، باب من ذبح قبل الصلاة اعاد (الحديث 5562) مختصراً، و في الايمان و النذور، باب اذا حنث ناسياً في الايمان (الحديث 6674)، و في التوحيد، باب السوال باسماء الله تعالى و الاستعاذة بها (الحديث 7400) . واخرجه مسلم في الاضاحي، باب و قتها (الحديث 1 و 2 و 3) . واخرجه النسائي في الضحايا، ذبح الضحية قبل الامام (الحديث 4410) . واخرجه ابن ماجه في الاضاحي، باب النهي عن ذبح الاضحية قبل الصلاة (الحديث 3152) . تحفة الاشراف (3251) .

4381-اخرجه ابو داؤد في الضحايا، باب ما يكره من الضحايا (الحديث 2802) . واخرجه الترمذي في الاضاحي، باب ما لا يجوز من الاضاحي (الحديث 1497) مختصراً واخرجه النسائي في الضحايا، العرجاء (الحديث 4382)، و العجفاء (الحديث 4383) مختصراً . و اخرجه ابن ماجه في الاضاحي، باب ما يكره ان يضحي به (الحديث 3144) . مختصراً: تحفة الاشراف (1790) .

عَلٰی اٰخِیۡہِ ۔

★★ ابوضحاک عبید بن فیروز بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا: مجھے اس چیز کے بارے میں بتائیں' جس سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کے حوالے سے منع کیا ہے؟ تو حضرت براء رضی اللہ عنہ نے بتایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے (اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک کے ذریعے اشارہ کر کے فرمایا:) ویسے میرا ہاتھ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک سے چھوٹا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''چار جانوروں کی قربانی جائز نہیں ہے' ایسا کانا' جس کا کانا ہونا واضح ہو' ایسا بیمار' جس کی بیماری واضح ہو' ایسا لنگڑا جانور جس کا لنگڑا پن واضح ہو' ایسا کمزور جانور' جو انتہائی کمزور ہو''۔

راوی کہتے ہیں: میں نے کہا کہ میں اس بات کو ناپسند کرتا ہوں کہ اس کے سینگ میں کوئی نقص ہو' یا اس کے دانتوں میں کوئی نقص ہو۔ تو انہوں نے فرمایا: جو چیز تمہیں اچھی نہ لگتی ہو' تم اُسے چھوڑ دو' لیکن تم دوسروں کے لیے حرام قرار نہ دو (یہ الفاظ شاید حضرت براء رضی اللہ عنہ کے ہیں)۔

شرح

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم (قربانی کے جانور کے) آنکھ اور کان کو خوب اچھی طرح دیکھ لیں (کہ کوئی ایسا عیب اور نقصان نہ ہو جس کی وجہ سے قربانی درست نہ ہو اور یہ حکم بھی دیا ہے کہ) ہم اس جانور کی قربانی نہ کریں جس کا کان اگلی طرف سے یا پچھلی طرف سے کٹا ہوا ہو اور نہ اس جانور کی جس کی لمبائی پر چرے ہوئے اور گولائی میں پھٹے ہوئے ہوں۔ یہ روایات جامع ترمذی ابوداؤد، سنن نسائی، دارمی اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے لیکن ابن ماجہ کی روایت لفظ ''والاذن'' ختم ہوگئی ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح، جلد اول، رقم الحدیث، 1437)

حضرت امام شافعی کے نزدیک اس بکری کی قربانی جائز نہیں ہے' جس کا کان تھوڑا سا بھی کٹا ہوا ہو جب کہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کے نزدیک جائز ہے اگر کان آدھے سے کم کٹا ہوا ہو۔ "حضرت امام طحاوی حنفی رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس مسئلہ میں حضرت امام شافعی کا عمل اس حدیث پر ہے اور حضرت امام ابوحنیفہ کا مسلک ہے جو بہت جامع ہے کیونکہ اس مسلک سے اس حدیث میں اور قتادہ کی حدیث میں تطبیق ہو جاتی ہے' جس کے الفاظ یہ ہیں کہ "حضرت قتادہ حضرت ابن کلیب سے یہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علی المرتضیٰ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عضبائے قرن واذن (کی قربانی) سے منع فرمایا ہے۔ "قتادہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سعید ابن المسیب سے پوچھا کہ "یہ عضبائے اذن کیا ہے؟" تو انہوں نے فرمایا کہ جس کا کان آدھا یا آدھے سے زیادہ کٹا ہوا ہو۔ حنفیہ کے نزدیک کیسے جانور کی قربانی جائز نہیں؟

اس مسئلہ میں حنفیہ کا جو مسلک ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ "ایسے جانور کی قربانی جائز نہیں ہے' جس کا کان تہائی یا تہائی سے زیادہ کٹا ہوا ہو۔ ایسے جانور کی قربانی بھی درست نہیں ہے' جس کے کان پیدائشی نہ ہوں، اسی طرح ایسے جانور کی قربانی بھی درست نہیں جس کی دم اور ناک تہائی یا تہائی سے زیادہ کٹی ہوئی ہو، جو جانور اندھا یا کانا ہو یا ایک آنکھ کی تہائی روشنی یا اس سے زیادہ جاتی

رہی ہو تو اس کی قربانی بھی جائز نہیں ہے جس جانور کے تھن خشک ہو گئے ہوں اس کی قربانی بھی درست نہیں او ایسے جانور کی بھی درست نہیں جس میں مغز نہ رہا ہو اور نہ ایسے لنگڑے کی جو قربانی کی جگہ تک نہ جا سکے اور نہ ایسے بیمار کی جو گھاس نہ کھا سکے نہ ایسے جانور کی جس کے خارش ہو، وہ بغیر دانت کے جانور کی جو گھاس نہ کھا سکتا اور نہ نجاست خور جانور کی، ہاں ایسے جانور کی قربانی درست ہے جس کا کان لمبائی میں یا اس کے منہ کی طرف سے پھٹ جائے اور لٹکا ہوا یا پیچھے کی طرف پھٹا ہوا، اس صورت میں کہا جائے گا یہ حدیث کہ جس سے ایسے جانور کی قربانی کی ممانعت معلوم ہو رہی ہے نہی تنزیہی پر محمول ہے۔

بَابُ الْعَرْجَاءِ .

یہ باب لنگڑے جانور کی قربانی کے بیان میں ہے

4382 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ وَّاَبُوْ دَاوُدَ وَيَحْيٰى وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ وَابْنُ اَبِى عَدِيٍّ وَّاَبُو الْوَلِيْدِ قَالُوْا اَنْبَاَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ سُلَيْمَانَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ سَمِعْتُ عُبَيْدَ بْنَ فَيْرُوْزَ قَالَ قُلْتُ لِلْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ حَدِّثْنِىْ مَا كَرِهَ اَوْ نَهٰى عَنْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْاَضَاحِىْ . قَالَ فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هٰكَذَا بِيَدِهٖ وَيَدِىْ اَقْصَرُ مِنْ يَدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَرْبَعَةٌ لَا يَجْزِيْنَ فِى الْاَضَاحِىْ الْعَوْرَاءُ الْبَيِّنُ عَوَرُهَا وَالْمَرِيْضَةُ الْبَيِّنُ مَرَضُهَا وَالْعَرْجَاءُ الْبَيِّنُ ظَلْعُهَا وَالْكَسِيْرَةُ الَّتِىْ لَا تُنْقِىْ" . قَالَ فَاِنِّىْ اَكْرَهُ اَنْ يَّكُوْنَ نَقْصٌ فِى الْقَرْنِ وَالْاُذُنِ . قَالَ فَمَا كَرِهْتَ مِنْهُ فَدَعْهُ وَلَا تُحَرِّمْهُ عَلٰى اَحَدٍ .

☆☆ عبید بن فیروز بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے درخواست کی کہ آپ مجھے اس چیز کے بارے میں بتائیے' جسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کے حوالے سے مکروہ قرار دیا ہو (راوی کو شک ہے' شاید یہ الفاظ ہیں:) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع کیا ہو؟ تو حضرت براء رضی اللہ عنہ نے بتایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک کے ذریعے اس طرح اشارہ کر کے فرمایا۔

(حضرت براء رضی اللہ عنہ بولے:) ویسے میرا ہاتھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک سے چھوٹا ہے۔ (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:)
''چار طرح کے جانور ایسے ہیں' جن کی قربانی نہیں کی جا سکتی' ایسا کانا جانور جس کا کانا ہونا واضح ہو' ایسا بیمار جانور جس کا بیمار ہونا واضح ہو' ایسا لنگڑا جانور جس کا لنگڑا پن واضح ہو اور ایسا کمزور جانور جو بالکل ہی کمزور ہو''۔
اس پر راوی نے کہا: مجھے یہ بات پسند نہیں ہے' سینگ میں' یا کانوں میں بھی کوئی عیب ہو' تو انہوں نے فرمایا: جو چیز تمہیں پسند نہیں ہے' تم اسے چھوڑ دو' لیکن کسی دوسرے کے لیے حرام قرار نہ دو (یہ الفاظ شاید حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کے ہیں)۔

بَابُ الْعَجْفَاءِ .

یہ باب ہے کمزور جانور کے بارے میں روایت

4382-تقدم (الحديث 4371) .

4383 - أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ وَاللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ وَذَكَرَ آخَرَ وَقَدَّمَهُ أَنَّ سُلَيْمَانَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَهُمْ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ فَيْرُوزَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَشَارَ بِأَصَابِعِهِ وَأَصَابِعِي أَقْصَرُ مِنْ أَصَابِعِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُشِيرُ بِإِصْبَعِهِ يَقُولُ "لَا يَجُوزُ مِنَ الضَّحَايَا الْعَوْرَاءُ الْبَيِّنُ عَوَرُهَا وَالْعَرْجَاءُ الْبَيِّنُ عَرَجُهَا وَالْمَرِيضَةُ الْبَيِّنُ مَرَضُهَا وَالْعَجْفَاءُ الَّتِي لَا تُنْقِي" .

☆☆ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگلیوں کے ذریعے اشارہ کر کے یہ بات ارشاد فرمائی تھی' ویسے میری انگلیاں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں سے چھوٹی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگلی کے ذریعے اشارہ کرتے ہوئے یہ بات ارشاد فرمائی:

''ایسے کانور جانور کی قربانی جائز نہیں ہے' جس کا کانا پن واضح ہو' ایسے لنگڑے جانور کی قربانی' جس کا لنگڑا پن واضح ہو' ایسے بیمار کی قربانی' جس کی بیماری واضح ہو' اور ایسے کمزور جانور کی قربانی جو انتہائی کمزور ہو (جائز نہیں ہے)''۔

باب الْمُقَابَلَةِ وَهِيَ مَا قُطِعَ طَرَفُ أُذُنِهَا .

باب: مقابلہ جانور کا حکم' اس سے مراد وہ جانور ہے' جس کے کان کا کنارا کاٹا گیا ہو

4384 - أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ آدَمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحِيمِ - وَهُوَ ابْنُ سُلَيْمَانَ - عَنْ زَكَرِيَّا بْنِ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ شُرَيْحِ بْنِ النُّعْمَانِ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَمَرَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَسْتَشْرِفَ الْعَيْنَ وَالْأُذُنَ وَأَنْ لَا نُضَحِّيَ بِمُقَابَلَةٍ وَلَا مُدَابَرَةٍ وَلَا بَتْرَاءَ وَلَا خَرْقَاءَ .

☆☆ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس بات کی ہدایت کی تھی کہ ہم (قربانی کے جانوروں کی) آنکھوں اور کانوں کا بغور جائزہ لیں اور ہم مقابلہ (یعنی جس کے کان کا کنارہ کاٹا گیا ہو) مدابرہ (جس کا کان پیچھے کی طرف سے کاٹا گیا ہو) بتراء (جس کی دُم کاٹ دی گئی ہو) خرقاء (جس کے کان میں سوراخ کیا گیا ہو) کی قربانی نہ کریں۔

شرح

حضرت امام شافعی کے نزدیک اس بکری کی قربانی جائز نہیں ہے جس کا کان تھوڑا سا بھی کٹا ہوا ہو جب کہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کے نزدیک جائز ہے اگر کان آدھے سے کم کٹا ہوا ہو۔

حضرت امام طحاوی حنفی رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس مسئلہ میں حضرت امام شافعی کا عمل اس حدیث پر ہے اور حضرت امام

4383-تقدم في الضحايا، ما نهي عنه من الاضاحي: العوراء (الحديث 4381) .

4384-اخرجه ابو داؤد في الضحايا، باب ما يكره من الضحايا (الحديث 2804) مطولاً . و اخرجه الترمذي في الاضاحي، باب ما يكره من الاضاحي (الحديث 1498) . واخرجه النسائي في الضحايا، المدابرة و هي ما قطع من موخر اذنها (الحديث 4385)، والمخرقاء (الحديث 4386) و الشرقاء (الحديث 4387) . واخرجه ابن ماجه في الاضاحي، باب ما يكره ان يضحى به (الحديث 3142) . تحفة الاشراف (10125) .

ابوحنیفہ کا مسلک ہے جو بہت جامع ہے کیونکہ اس مسلک سے اس حدیث میں اور قتادہ کی حدیث میں تطبیق ہو جاتی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں کہ حضرت قتادہ حضرت ابن کلیب سے یہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علی المرتضیٰ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عضبائے قرن واذن (کی قربانی) سے منع فرمایا ہے۔ "قتادہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سعید ابن المسیب سے پوچھا کہ "یہ عضبائے اذن کیا ہے؟" "تو انہوں نے فرمایا کہ جس کا کان آدھا یا آدھے سے زیادہ کٹا ہوا ہو۔ حنیفہ کے نزدیک کیسے جانور کی قربانی جائز نہیں؟ اس مسئلہ میں حنیفہ کا جو مسلک ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ "ایسے جانور کی قربانی جائز نہیں ہے جس کا کان تہائی یا تہائی سے زیادہ کٹا ہوا ہو۔ ایسے جانور کی قربانی بھی درست نہیں ہے جس کے کان پیدائشی نہ ہوں، اسی طرح ایسے جانور کی قربانی بھی درست نہیں جس کی دم اور ناک تہائی یا تہائی سے زیادہ کٹی ہوئی ہو، جو جانور رانڈھا یا کانا ہو یا ایک آنکھ کی تہائی روشنی یا اس سے زیادہ جاتی رہی ہو تو اس کی قربانی بھی جائز نہیں ہے۔ جس جانور کے تھن خشک ہو گئے ہوں اس کی قربانی بھی درست نہیں اور ایسے جانور کی بھی درست نہیں جس میں مغز نہ رہا ہو اور نہ ایسے لنگڑے کی جو قربانی کی جگہ تک نہ جا سکے اور نہ ایسے بیمار کی جو گھاس نہ کھا سکے نہ ایسے جانور کی جس کے خارش ہو، وہ بغیر دانت کے جانور کی جو گھاس نہ کھا سکتا اور نہ نجاست خور جانور کی، ہاں ایسے جانور کی قربانی درست ہے جس کا کان لمبائی میں یا اس کے منہ کی طرف سے پھٹ جائے اور لٹکا ہوا یا پیچھے کی طرف پھٹا ہوا، اس صورت میں کہا جائے گا یہ حدیث کہ جس سے ایسے جانور کی قربانی کی ممانعت معلوم ہو رہی ہے نہی تنزیہی پر محمول ہے۔

باب الْمُدَابَرَةِ وَهِيَ مَا قُطِعَ مِنْ مُؤَخَّرِ اُذُنِهَا .

باب: مدابرہ (کا حکم) یہ وہ جانور ہے جس کا کان پیچھے کی طرف سے کاٹا گیا ہو

4385 - اَخْبَرَنَا اَبُوْ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ اَعْيَنَ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اِسْحَاقَ عَنْ شُرَيْحِ بْنِ النُّعْمَانِ - قَالَ اَبُوْ اِسْحَاقَ وَكَانَ رَجُلَ صِدْقٍ - عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ نَسْتَشْرِفَ الْعَيْنَ وَالْاُذُنَ وَاَنْ لَا نُضَحِّيَ بِعَوْرَاءَ وَلَا مُقَابَلَةٍ وَّلَا مُدَابَرَةٍ وَّلَا شَرْقَاءَ وَّلَا خَرْقَاءَ .

★★ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ حکم دیا تھا کہ ہم (قربانی کے جانور کے) آنکھ اور کان کا جائزہ لیں اور ہم مقابلہ، مدابرہ، شرقاء، خرقاء کی قربانی نہ کریں۔

باب الْخَرْقَاءِ وَهِيَ الَّتِيْ تُخْرَقُ اُذُنُهَا .

باب: خرقاء (کے بارے میں روایات) یہ وہ جانور ہے جس کے کان میں سوراخ کیا گیا ہو

4386 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ نَاصِحٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ اَبِيْ اِسْحَاقَ عَنْ شُرَيْحِ بْنِ النُّعْمَانِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ نُضَحِّيَ بِمُقَابَلَةٍ اَوْ

4385-تقدم (الحديث 4384) . 4386-تقدم (الحديث 4384) .

مُدَابَرَةٍ اَوْ شَرْقَاءَ اَوْ خَرْقَاءَ اَوْ جَدْعَاءَ .

★★ حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس بات سے منع کیا ہے' ہم مقابلہ' مدابرہ' شرقاء' خرقاء' جدعاء کی قربانی کریں۔

باب الشَّرْقَاءِ وَهِيَ مَشْقُوقَةُ الْاُذُنِ .

باب: شرقاء (کے بارے میں روایت) اس سے مراد وہ جانور ہے' جس کا کان لمبائی کی سمت میں کاٹا گیا ہو

4387 - اَخْبَرَنِىْ هَارُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا شُجَاعُ بْنُ الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنِىْ زِيَادُ بْنُ خَيْثَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اِسْحَاقَ عَنْ شُرَيْحِ بْنِ النُّعْمَانِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِىْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا يُضَحّٰى بِمُقَابَلَةٍ وَّلَا مُدَابَرَةٍ وَّلَا شَرْقَاءَ وَلَا خَرْقَاءَ وَلَا عَوْرَاءَ" .

★★ حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:
''مقابلہ' مدابرہ' شرقاء' خرقاء اور جدعاء کی قربانی نہیں کی جائے گی''۔

4388 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ اَنَّ سَلَمَةَ - وَهُوَ ابْنُ كُهَيْلٍ - اَخْبَرَهُ قَالَ سَمِعْتُ حُجَيَّةَ بْنَ عَدِيٍّ يَقُوْلُ سَمِعْتُ عَلِيًّا يَقُوْلُ اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ نَسْتَشْرِفَ الْعَيْنَ وَالْاُذُنَ .

★★ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ ہدایت کی تھی کہ ہم (قربانی کے جانور کے) آنکھوں اور کانوں کا بغور جائزہ لیں۔

باب الْعَضْبَاءِ .

باب: عضباء (جس کا سینگ ٹوٹا ہوا ہو اُس) کے بارے میں روایت

4389 - اَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ عَنْ سُفْيَانَ - وَهُوَ ابْنُ حَبِيْبٍ - عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ جُرَيِّ بْنِ كُلَيْبٍ قَالَ سَمِعْتُ عَلِيًّا يَقُوْلُ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُضَحّٰى بِاَعْضَبِ الْقَرْنِ . فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِسَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ نَعَمْ اِلَّا عَضَبَ النِّصْفِ وَاَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ .

4387-تقدم (الحديث 4384) .

4388-اخرجه الترمذي في الاضاحي، باب في الضحية بعضباء القرن و الاذن (الحديث 1503) مطولًا . واخرجه ابن ماجه في الاضاحي ، باب ما يكره ان يضحى به (الحديث 3143) . تحفة الاشراف (10064) .

4389-اخرجه ابو داؤد في الضحايا، باب ما يكره من الضحايا (الحديث 2805) . واخرجه الترمذي في الاضاحي، باب في الضحية بعضباء القرن و الاذن (الحديث 1504) . واخرجه ابن ماجه في الاضاحي، باب ما يكره ان يضحى به (الحديث 3145) مختصراً . تحفة الاشراف (10031) .

★★ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع کیا ہے کسی ایسے جانور کو قربان کیا جائے جس کا سینگ ٹوٹا ہوا ہو۔

راوی کہتے ہیں: میں نے اس روایت کا تذکرہ سعید بن مسیب سے کیا تو انہوں نے فرمایا: جی ہاں! ایسا ہی ہے جبکہ وہ نصف یا اس سے زیادہ ٹوٹا ہوا ہو۔

شرح

حضرت براء ابن عازب راوی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کیسے جانور کی قربانی لائق نہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ کی انگلیوں سے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ چار طرح کے جانور قربانی کی قابل نہیں ہیں۔ (۱) لنگڑا۔ جس کا لنگڑا پن ظاہر ہو یعنی جو چل نہ سکے۔ (۲) کانا جس کا کانا پن ظاہر ہو یعنی آنکھ سے بالکل دکھائی نہ دیتا ہو یا تہائی یا تہائی سے زیادہ روشنی جاتی رہی ہو (۳) بیمار۔ جس کی بیماری ظاہر ہو یعنی جو بیماری کی وجہ سے گھاس نہ کھا سکے۔ (۴) ایسا دبلا کہ جس کی ہڈیوں میں گودا نہ ہو۔ '' (مالک، احمد بن حنبل، جامع ترمذی، سنن ابوداؤد، سنن نسائی، سنن ابن ماجہ، دارمی، مشکوۃ شریف: جلد اول: حدیث نمبر 1439)

باب الْمُسِنَّةِ وَالْجَذَعَةِ .

باب: مسنہ (بھیڑ کا ایک سال کا بچہ) اور جذعاء (بھیڑ کا چھ ماہ کا بچہ) کے بارے میں روایت

4390 - اَخْبَرَنَا اَبُوْ دَاوُدَ سُلَيْمَانُ بْنُ سَيْفٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ - وَهُوَ ابْنُ اَعْيَنَ - وَاَبُوْ جَعْفَرٍ - يَعْنِى النُّفَيْلِیَّ - قَالاَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لاَ تَذْبَحُوا اِلاَّ مُسِنَّةً اِلاَّ اَنْ يَعْسُرَ عَلَيْكُمْ فَتَذْبَحُوا جَذَعَةً مِنَ الضَّاْنِ" .

★★ حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''تم لوگ صرف بھیڑ کا ایک سال کا بچہ ذبح کرو البتہ اگر اس حوالے سے تمہیں تنگی ہو تو پھر تم بھیڑ کے چھ ماہ کے بچے کو بھی ذبح کر سکتے ہو''۔

4391 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِىْ حَبِيْبٍ عَنْ اَبِى الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْطَاهُ غَنَمًا يُقَسِّمُهَا عَلٰى صَحَابَتِهِ فَبَقِىَ عَتُوْدٌ فَذَكَرَهُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "ضَحِّ بِهِ اَنْتَ" .

4390-اخرجه مسلم في الاضاحي، باب سن الاضحية (الحديث 13) . واخرجه ابو داؤد في الضحايا، باب ما يجوز من السن في الضحايا (الحديث 2797) . واخرجه ابن ماجه في الاضاحي، باب ما يجزىء من الاضاحي (الحديث 3141) . تحفة الاشراف (2715) .

4391-اخرجه البخاري في الوكالة، باب وكالة الشريك في القسمة وغيرها (الحديث 2300)، و في الشركة، باب قسم الغنم و العدل فيها (الحديث 2500)، و في الاضاحي، باب اضحية النبي صلى الله عليه وسلم بكبشين اقرنين (الحديث 5555) . واخرجه مسلم في الاضاحي، باب سن الاضحية (الحديث 15) . واخرجه الترمذي في الاضاحي، باب ما جاء في الجذع من الضان في الضاحي (الحديث 1500) . واخرجه ابن ماجه في الاضاحي، باب ما تجزىء من الاضاحي (الحديث 3138) . تحفة الاشراف (9955) .

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کچھ بکریاں عطا کیں' تا کہ وہ اپنے ساتھیوں میں انہیں تقسیم کردیں' تو بھیڑ کا ایک چھوٹا سا بچہ بچ گیا (جو صحت مند تھا)۔
حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ نے اس کا تذکرہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے تم قربان کرلو۔

4392 - اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ دُرُسْتَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اِسْمَاعِيْلَ - وَهُوَ الْقَنَّادُ - قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنِىْ بَعْجَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَسَمَ بَيْنَ اَصْحَابِهٖ ضَحَايَا فَصَارَتْ لِىْ جَذَعَةٌ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَارَتْ لِىْ جَذَعَةٌ . فَقَالَ "ضَحِّ بِهَا" .

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب میں قربانی کے جانور تقسیم کیے تو میرے حصے میں بھیڑ کا چھ ماہ کا بچہ آیا' میں نے عرض کی: یارسول اللہ! میرے حصے میں' تو چھ ماہ کا بچہ آیا ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم اسے ہی قربان کرلو۔

4393 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِىْ كَثِيْرٍ عَنْ بَعْجَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْجُهَنِىِّ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَسَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ اَصْحَابِهٖ اَضَاحِىَّ فَاَصَابَنِىْ جَذَعَةٌ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَصَابَتْنِىْ جَذَعَةٌ . فَقَالَ "ضَحِّ بِهَا" .

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کے درمیان قربانی کے جانور تقسیم کیے' تو میرے حصے میں چھ ماہ کا بچہ آیا' میں نے عرض کی: یارسول اللہ! میرے حصے میں چھ ماہ کا بچہ آیا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اسے ہی قربان کرلو۔

4394 - اَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِىْ عَمْرٌو عَنْ بُكَيْرِ بْنِ الْاَشَجِّ عَنْ مُعَاذِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ خُبَيْبٍ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ ضَحَّيْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِجَذَعٍ مِّنَ الضَّاْنِ .

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بھیڑ کا چھ ماہ کا بچہ ذبح کیا تھا۔

4395 - اَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِىِّ فِىْ حَدِيْثِهٖ عَنْ اَبِى الْاَحْوَصِ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ كُنَّا فِىْ سَفَرٍ فَحَضَرَ الْاَضْحٰى فَجَعَلَ الرَّجُلُ مِنَّا يَشْتَرِى الْمُسِنَّةَ بِالْجَذَعَتَيْنِ وَالثَّلَاثَةِ فَقَالَ لَنَا رَجُلٌ مِّنْ مُزَيْنَةَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ سَفَرٍ فَحَضَرَ هٰذَا الْيَوْمُ فَجَعَلَ الرَّجُلُ يَطْلُبُ الْمُسِنَّةَ بِالْجَذَعَتَيْنِ وَالثَّلَاثَةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِنَّ الْجَذَعَ يُوْفِىْ مِمَّا يُوْفِىْ مِنْهُ الثَّنِىُّ" .

4392-اخرجه البخاري في الاضاحي، باب قسمة الاضاحي بين الناس (الحديث 5547) واخرجه مسلم في الاضاحي، باب سن الاضحية (الحديث 16) . واخرجه الترمذي في الاضاحي، باب ما جاء في الجذع من الضان في الاضاحي (الحديث 1500م) . واخرجه النسائي في الضحايا، المسنة و الجذعة (الحديث 4393): تحفة الاشراف (9910) .

4393-تقدم (الحديث 4392) .

4394-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (9969) .

4395-انفرد به النسائي، وسياتي (الحديث 4396) . تحفة الاشراف (15664) .

★★ عاصم بن کلیب اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ہم لوگ سفر کر رہے تھے۔ اس دوران عید الاضحیٰ کا دن آ گیا' ہم میں سے ہر ایک شخص نے چھ ماہ کے دو بچوں' یا تین بچوں کے عوض میں بھیڑ کا ایک سال کا بچہ خریدا' تو مزینہ قبیلے کے ایک شخص نے ہمیں یہ بتایا' ہم لوگ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ سفر کر رہے تھے' اسی دوران عید کا دن آ گیا تو لوگوں نے بھیڑ کے چھ ماہ کے دو بچوں' یا تین بچوں کے عوض میں بھیڑ کا ایک سال کا بچہ حاصل کرنا چاہا' تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''چھ ماہ کا بچہ بھی وہی ضرورت پوری کرتا ہے' جو ایک سال کا بچہ پوری کرتا ہے''۔

4396 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبِيْ يُحَدِّثُ عَنْ رَّجُلٍ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ الْاَضْحٰى بِيَوْمَيْنِ نُعْطِي الْجَذَعَتَيْنِ بِالثَّنِيَّةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِنَّ الْجَذَعَةَ تُجْزِءُ مَا تُجْزِءُ مِنْهُ الثَّنِيَّةُ"۔

★★ عاصم بن کلیب اپنے والد کے حوالے سے ایک صحابی کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں: وہ صحابی بیان کرتے ہیں: ہم عید الاضحیٰ سے دو دن پہلے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ تھے' تو ہم نے ایک سال کے ایک بچے کے عوض میں چھ ماہ کے دو بچے دیے (تاکہ قربانی کا جانور حاصل کر سکیں)' تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: چھ ماہ کا بچہ بھی اُسی طرح جائز ہے' جس طرح ایک سال کا بچہ جائز ہوتا ہے۔

ضأن کے معنی ومفہوم کا بیان

ضان کا اتنا بڑا بچہ جو چھ ماہ کا ہو لیکن دور سے دیکھنے میں سال بھر کا معلوم ہوتا ہو (درمختار عینی) ضان جس کے چکتی ہو، یہ چکتی کی قید اس لئے لگائی کہ بکری گائے اور اونٹ کے جذعہ کا استثناء مقصود تھا، بکری کا جذعہ چھ ماہ کا ہوتا ہے اور گائے کا سال بھر کا اور اونٹ کا چار سال کا، اور "من الثلاثة " کا لفظ جس کا ذکر آگے آ رہا ہے یہ اونٹ اور بقران دونوں نوعوں کے ساتھ اور اسی طرح اپنی دونوں قسموں کے ساتھ، (ردالمحتار من عینی)

بعض فقہاء نے بھی تو ضان کی تعریف "ماله صوف " (جس کے اون ہو) سے کی ہے۔ جس کے معنی صاف یہی ہوئے کہ بھیڑ بھی اس میں شامل ہے۔

جی ہاں قہستانی نے یہ تعریف کی ہے۔ "الضان ماكان من ذوات الصوف والمعز ماكان ذوات الشعر " لیکن اس کا جواب ہم پہلے ہی دے چکے ہیں کہ یہ تعریف بالاعم ہے۔ بکری اور بیل سے دنبہ کو ممتاز کرنے کے لئے ہے۔ بھیڑ سے ممتاز کرنے کے لئے نہیں (جب اس کی ضرورت ہوئی تو یہ تعریف کیا "ماله الية " جس کی چکتی ہو، تاکہ بھیڑ نکل جائے۔

عبد المجيد هكذا او العبارة فى الاصل هكذا الضان ماكان من ذوات الصوف ولمعز من ذوات الشعر ھ۔ قہستانی مجیب نے یوں تعبیر کیا ہے حالانکہ اصل کتاب میں یوں ہے، ضان وہ ہے جو اون والا ہو اور معز جو بالوں والا ہو، قهستانى عبد المنان الاعظمى (جامع الرموز، کتاب الزکوۃ مکتبہ اسلامیہ گنبد قاموس ایران)

4396-تقدم (الحديث 4395) .

ہماری اس بات پر قرینہ یہ ہے کہ تعریف میں لفظ من استعمال کیا گیا ہے جس کے معنی ہوتے ہیں، تو تعریف کی عبارت کا ترجمہ یہ ہوا ضان اون والے جانوروں میں سے بعض ہے اور دوسرا قرینہ یہ ہے کہ بکری کی تعریف میں یہی کہا گیا ہے۔ "ما کان ذوات الشعر "جو بالوں والی ہو۔ تو اگر اس عبارت کا یہ مطلب نہ لیا جائے کہ بکری بال والے جانوروں میں سے بعض ہے تو بیل بھینس وغیرہ بھی بکری میں شامل ہو جائیں گے، پس اس مجبوری سے جب بکری والی تعریف کو بالاعم قرار دیا جائے تو ضان والی تعریف کو بھی تعریف بالاعم قرار دیں (کیونکہ دونوں جملے ساتھ ساتھ ہیں تو دونوں کا حکم یکساں ہونا چاہئے۔

ضأن کی بحث میں فقہی تصریحات کا بیان:

انعام کی قربانی مسنون ہے، انعام چوپایہ کو کہتے ہیں، اضحیہ کے معنی قربانی ہیں، مطلب یہ ہے کہ ضان کا چھ ماہہ بچہ، یا سات ماہہ بچہ کی قربانی مسنون ہے اور ایک سالہ بچہ کی بھی، لیکن اس کے لئے کوئی پابندی نہیں ہے۔ ضان ہو کہ معز، اور اونٹ اور بقر کا ثنی بھی قربانی کے لئے جائز ہے۔ اونٹ کا ثنی پانچ سالہ اور بقر کا دو سالہ اور شاۃ کا ایک سالہ۔ اور جذعہ کے لئے ضان کی قید اس لئے لگائی کہ بکری چھ ماہہ جائز نہیں، اور ضان چکتی والے جانور کو کہتے ہیں اوپر کی عبارت میں ایک جگہ مطلقا کا لفظ آیا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ مذکر ہو کہ مؤنث، اور بھینس گائے میں داخل ہے۔ اور شاۃ میں افضل مادہ نہیں بلکہ نر ہے۔ دونوں نوعوں کا یہی حکم ہے۔ (مفاتیح الجنان شرح شرعۃ الاسلام)

(۱) اور مصنف نے "جامع من الضان " کہا، اور ضان وہ اون والا جانور ہے جس کے چکتی ہو، ایسا ہی منح الغفار وغیرہ میں ہے۔ (تعلیق الممجد من عینی)

(۲) اور نر مینڈھا مادہ سے افضل ہے اور یہ ضان کا مؤنث ہے۔ قاموس۔ (ردالمحتار)

(۳) مسنہ ہی ذبح کرو۔ یہ نہ ملے تو ضان کا "جذعہ "اس حدیث کی شرح میں تفصیلات ہیں، ہم مذہب حنفی کے موافق بیان کرتے ہیں، قربانی کے جانور کی تین نوعیں ہیں، اونٹ، بقر، غنم۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اور اصحابہ سے ان کے علاوہ قربانی ثابت نہیں، غنم کی دو قسمیں ہوتی ہیں۔ معز کو فارسی میں بز کہتے ہیں، اور ضاں کو میش اور جاموس گاؤمیش کا معرب ہے یہ گائے کی ہی ایک قسم ہے۔ اور ان سب کا ثنی جائز ہے۔ (اشعۃ اللمعات)

قرآن میں لفظ ضأن کا استعمال:

ثَمَانِيَةَ أَزْوَاجٍ مِنَ الضَّأْنِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ ۔

(یہ بڑے چھوٹے چارپائے) آٹھ قسم کے (ہیں) دو (دو) بھیڑوں میں سے اور دو (دو) بکریوں میں سے (یعنی ایک ایک نر اور ایک ایک مادہ)۔ (الانعام،۱۴۳)

انشا ثمانیۃ ازواج (اسی اللہ تعالیٰ نے آٹھ زوج پیدا کیئے) ایک ہی جنس کے نر اور مادہ کو زوج (جوڑا) کہا جاتا ہے اور ان دونوں کے ایک فرد کو بھی زوج کہہ لیا جاتا ہے کیا ان کہ ہر ایک دوسرے کے لئے زوج ہوتا ہے۔ قرآن میں اس مقام پر بھی

ازواج، افراد ہی کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ یعنی افراد اللہ نے پیدا کیے۔ جو باہم ایک دوسرے کا جوڑا ہیں یہ نہیں کہ زوج کہ معنی جوڑے پیدا کیے کیونکہ اس طرح تعداد ۸ کے بجائے ۱۶ ہو جائے گی جو آیت کے اگلے حصہ کے مطابق نہیں ہے۔

بہ ثَمَانِيَةَ سے بدل ہے اور مراد دو قسم نر اور مادہ یعنی بھیڑ سے نر اور مادہ۔ اور بکری سے نر اور مادہ پیدا کیئے (بھیڑ میں ہی دنبہ چھترا شامل ہے)۔

ضأن لغوی کے تعین میں فقہی تصریحات:

اور اگر بطور تنزل ہم یہ تسلیم بھی کر لیں کہ اہل لغت کے نزدیک میش کا اطلاق اون والے پر ہوتا ہے تب بھی ہم یہ تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں کہ اس سے ان کی مراد بھیڑ ہے۔ اسکے بیان کے لئے ہم کو تھوڑی تفصیل میں جانا ہوگا۔

کسی چیز کی تعریف اس کے مساوی لفظ سے بھی کی جاتی ہے۔ جیسے انسان کی تعریف لفظ ناطق سے کی جائے (کہ جن جن افراد پر انسان دلالت کرتا ہے ناطق بنی اس اس پر دلالت کرتا ہے) اور کبھی تعریف کے لئے معرف سے عام لفظ بھی استعمال کیا جاتا ہے جیسے السعدانة نبت (کہ سعدانہ ایک مخصوص گھاس کا نام ہے) جبکہ نبت ہر گاس کو کہا جاتا ہے۔ اول الذکر تعریف کامل ہے اور ثانی ناقص، الغرض تعریف دونوں ہی ہے۔

اگر معرَّف کو بعض امور سے ممتاز کرنا ہے تو عام لفظ سے بھی تعریف جائز ہے۔

دیہاں بھی ضان کا ترجمہ لفظ میش سے کر دیا جس کا مفہوم اون والا۔ لیکن اس سے اہل لغت کی غرض ضان میں بھیڑ کو شامل کرنے کی نہیں تھی بلکہ دنبہ کو گائے، بھینس اور بکری سے ممتاز کرنا ہے کہ وہ اون والے جانور نہیں، اور دنبہ اون والا جانور ہے۔ اور جب ضان کو بھیڑ سے بھی ممتاز کرنا ہوا تو اس کی تعریف چکی والے جانور سے کی۔

اگر ہماری بات کا یہ جواب دیا جائے کہ اہل لغت کے اطلاق کو یہاں تعریف مساوی سے پھیر کر تعریف عام قرار دینا ایک بے دلیل اور ادعائی بات ہے۔ اس لئے قابل تقسیم نہیں ظاہر ہے کہ ان کا منشاء ضاں کا ترجمہ پیش کر کے یہی ظاہر کرنا ہے کہ وہی جانور ہے جس کے اون ہوتا ہے چکی ہو یا نہ ہو، اس سے ان کو کوئی غرض نہیں تو لغۃً بھیڑ دنبہ میں شامل ہوئی،

اگر اہل لغت کا مطلب وہی ہے جو آپ کہتے ہیں، لیکن ہمارے لئے حجت اہل لغت کی بات نہیں ہے اہل فقہ کی بات ہے جب وہ ضان کے معنی چکتی والا کہتے ہیں تو وہی مانا جائے گا، اور بھیڑ دنبہ میں شامل نہ ہوگی۔ رہ گئی یہ بات کہ اہل فقہ اور اہل لغت کے معانی میں اختلاف ہوتا ہے۔ تو اس کی نظیر قربانی کے جانور میں ہی لفظ جذع ہے کہ اہل فقہ چھ ماہ کے بچے کو کہتے ہیں، اہل لغت ایک سالہ بچہ کو، اور مسئلہ کا حل اہل فقہ کے قول پر ہی دیا جاتا ہے۔ (چلپی علی شرح الوقایہ، عینی علی الکنز)

ضأن کے معنی میں چکتی کی قید لگانے والے فقہاء احناف:

شیخ عبدالحق محدث دہلوی، علامہ شامی، علامہ طحطاوی اور صدر الشریعہ کی تصریحات کے مطابق ضأن اس قید کے ساتھ متعین ہو گیا ہے۔ جس کے بعد متاخرین علماء نے یہ کہا ہے۔

جب فقہاء نے چکتی والا کہہ کر اسی جانور کو متعین کر دیا تو اب ہم کو اس بحث میں پڑنے کی ضرورت نہیں کہ وہ معنی مجازی ہیں یا حقیقی یا بطور اشتراک۔ (اشعۃ اللمعات، باب الاضحیہ، ج ۱، ص ۶۰۸، نوریہ رضویہ سکھر)

پس ان نصوص فقہیہ کی روشنی میں ہمارا فیصلہ تو یہی ہے کہ بھیڑ کی قربانی ناجائز ہے۔ اگر دوسری سی کتاب میں اس کے جواز کا حکم ہو بھی تو احتیاط اس سے بچنے میں ہی ہے کہ عدم جواز کے یہ دلائل قاہرہ ہم نے ظاہر کر دئے۔

علامہ غلام رسول سعیدی صاحب لکھتے ہیں کہ ضأن میں چکتی کی قید نہیں ہے لہٰذا خواہ چکتی ہو یا نہ ہو قربانی جائز ہے۔ کیونکہ ان کے نزدیک بعض متقدمین فقہاء کی قید نہ لگانے کا اعتبار کیا گیا ہے۔ (بہر حال اس مسئلہ کی مکمل تحقیق ہم ان شاء کتاب الاضاحی میں بیان کریں گے)۔ (شرح صحیح مسلم، ج ۶، ص ۱۴۴، فرید بک سٹال لاہور)

ضأن پر اطلاق زکوٰۃ میں فقہی مذاہب اربعہ

حضرت حسن بن زیاد نے حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جذع کو ضأن سے شمار کیا جائے گا اور حضرت امام ابو یوسف، امام محمد، امام شافعی اور امام احمد علیہم الرحمہ کا قول بھی یہی ہے۔ اور حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے کہا ہے جذع ضأن سے ہے۔ اور معز اس کو کہتے ہیں جس کو سال مکمل ہو جائے۔ اطلاق نص کی وجہ سے وہ جائز ہے۔ حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ ضأن ثنی لیا جائے گا خواہ وہ مذکر ہو یا مؤنث ہو۔ اور حضرت امام شافعی اور امام احمد نے کہا ہے جذعہ سے ضأن جائز ہے۔ اور امام مالک کے نزدیک دونوں سے جائز ہے۔ (البنائیہ شرح الہدایہ، ج ۴، ۴۹، ۵۱، حقانیہ ملتان)

قربانی کے جانوروں کی عمروں کا بیان

مسنہ یا جزعہ کسی خاص جانور کا نام نہیں ہے بلکہ یہ ایک اصطلاح ہے جو قربانی کے جانور کی عمر کے سلسلہ میں مستعمل ہوتی ہے۔ چنانچہ حنفی مسلک کے مطابق اس کی تفصیل یہ ہے کہ اونٹوں میں وہ اونٹ مسنہ کہلاتا ہے جو پورے پانچ سال کی عمر کا ہو اور چھٹے برس میں داخل ہو چکا ہو۔ گائے، بھینس اور بیل میں مسنہ اسے فرماتے ہیں جو پورے دو سال کی عمر کا ہو تیسرے سال میں داخل ہو چکا ہو۔ بھیڑ اور دنبہ میں مسنہ وہ ہے جو اپنی عمر کو پورا ایک سال گزار کر دوسرے سال میں داخل ہو چکا ہو۔ لہٰذا ان جانوروں میں قربانی کے لئے جانور کا مسنہ ہونا ضروری ہے۔ ہاں دنبہ اور بھیڑ کا اگر جزعہ بھی ہو تو اس کی قربانی جائز ہے۔ جزعہ بھیڑ یا دنبہ کا وہ بچہ کہلاتا ہے جس کی عمر ایک برس سے تو کم ہو مگر چھ مہینہ سے زیادہ ہو۔ بعض حضرات فرماتے ہیں کہ جزعہ کی قربانی اس صورت میں جائز ہوگی جب کہ وہ اتنا فربہ ہو کہ اگر اسے مسنہ کے ساتھ کھڑا کر دیا جائے تو دور سے دیکھنے والا اسے بھی مسنہ گمان کرے اگر وہ فربہ نہ ہو بلکہ چھوٹا ہو اور دبلا ہو تو اس کی قربانی درست نہیں۔ بظاہر حدیث سے یہ مفہوم ہوتا ہے کہ اگر مسنہ بہم نہ پہنچے یا اس کی قیمت میسر نہ ہو تو جزعہ کی قربانی درست ہے ورنہ بصورت دیگر اس کی قربانی درست نہیں ہوگی۔ بلکہ فقہاء لکھتے ہیں کہ یہ استحباب پر محمول ہے یعنی مستحب تو یہی ہے کہ اگر مسنہ مل جائے اور اس کے خریدنے کی استطاعت ہو تو جزعہ کی قربانی نہ کرے۔ ویسے اگر مسنہ ہوتے ہوئے بھی کوئی جزعہ کی قربانی کرے گا تو درست ہوگی۔

باب الْكَبْشِ .

باب: مینڈھے (کے بارے میں روایات)

4397 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ - وَهُوَ ابْنُ صُهَيْبٍ - عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُضَحِّي بِكَبْشَيْنِ . قَالَ اَنَسٌ وَّاَنَا اُضَحِّي بِكَبْشَيْنِ .

★★ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دو مینڈھوں کی قربانی کیا کرتے تھے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں بھی دو مینڈھوں کی قربانی کرتا ہوں۔

4398 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى عَنْ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ ضَحّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَبْشَيْنِ اَمْلَحَيْنِ .

★★ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سرمگیں آنکھوں والے دو مینڈھوں کی قربانی کی تھی۔

4399 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ ضَحَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَبْشَيْنِ اَمْلَحَيْنِ اَقْرَنَيْنِ ذَبَحَهُمَا بِيَدِهٖ وَسَمّٰى وَكَبَّرَ وَوَضَعَ رِجْلَهٗ عَلٰى صِفَاحِهِمَا .

★★ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سرمگیں آنکھوں والے اور سینگوں والے دو مینڈھوں کو اپنے دست مبارک کے ذریعے ذبح کیا تھا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بسم اللہ پڑھ کر تکبیر کہی تھی اور اپنا پاؤں ان کے پہلو پر رکھ کر (انہیں ذبح کیا تھا)۔

4400 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ وَرْدَانَ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ اَضْحٰى وَانْكَفَاَ اِلٰى كَبْشَيْنِ اَمْلَحَيْنِ فَذَبَحَهُمَا . مُخْتَصَرٌ .

★★ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: قربانی کے دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطبہ دیا' اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم سرمگیں دو مینڈھوں کے پاس تشریف لے گئے اور ان دونوں کو ذبح کر دیا۔

(امام نسائی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:) یہ روایت مختصر ہے۔

4401 - اَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ فِيْ حَدِيْثِهٖ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ زُرَيْعٍ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبْدِ

4397-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (1009) .

4398-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (398) .

4399-اخرجه البخاري في الاضاحي، باب التكبير عند الذبح (الحديث 5565) . واخرجه مسلم في الاضاحي، باب استحباب الضحية و ذبحها مباشرة بلا توكيل والتسمية و التكبير (الحديث 17) . واخرجه الترمذي في الاضاحي، باب ما جاء في الاضحية بكبشين (الحديث 1494) . تحفة الاشراف (1427) .

4400-تقدم (الحديث 1587) .

الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ بَکْرَةَ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ ثُمَّ انْصَرَفَ - کَاَنَّهٗ یَعْنِی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ - یَوْمَ النَّحْرِ اِلٰی کَبْشَیْنِ اَمْلَحَیْنِ فَذَبَحَهُمَا وَاِلٰی جُذَیْعَةٍ مِّنَ الْغَنَمِ فَقَسَمَهَا بَیْنَنَا ۔

★★ عبدالرحمٰن بن ابوبکرہ رضی اللہ عنہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: پھر وہ نماز پڑھ کر فارغ ہوئے (یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم) یہ قربانی کے دن کی بات ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم دو سرمگیں مینڈھوں کے پاس تشریف لے گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ذبح کر دیا' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم بکریوں کے ریوڑ کے پاس تشریف لائے اور اُسے ہمارے درمیان تقسیم کر دیا۔

4402 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِیْدٍ اَبُوْ سَعِیْدٍ الْاَشَجُّ قَالَ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِیَاثٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ ضَحّٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِکَبْشٍ اَقْرَنَ فَحِیْلٍ یَّمْشِیْ فِیْ سَوَادٍ وَّیَاْکُلُ فِیْ سَوَادٍ وَّیَنْظُرُ فِیْ سَوَادٍ ۔

★★ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اپنے والد (امام محمد باقر رضی اللہ عنہ) کے حوالے سے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سینگوں والے مینڈھے کی قربانی کی تھی' جس کے پاؤں کے پاس کا حصہ سیاہ تھا' اس کے منہ کے پاس کا حصہ سیاہ تھا اور آنکھوں کے پاس کا حصہ سیاہ تھا۔

افضل قربانی کے بارے میں مذاہب اربعہ کا بیان:

جن جانوروں کی قربانی کا ذکر نص میں ملتا ہے ان میں اونٹ، گائے، بھیڑ بکری شامل ہیں، اور علماء کرام کا کہنا ہے کہ سب سے افضل قربانی اونٹ کی ہے، اس کے بعد گائے، اور اس کے بعد بکری کی، اور اس کے بعد اونٹ یا گائے کی قربانی میں حصہ ڈالنا، اس کی دلیل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جمعہ کے بارہ میں مندرجہ ذیل فرمان ہے: (جو کوئی اول وقت میں جائے گویا کہ اس نے اونٹ کی قربانی کی ۔

حضرت امام ابوحنیفہ، امام شافعی، اور امام احمد رحمہم اللہ تعالی نے بھی یہی کہا ہے، تو اس طرح بکرا و دنبہ، مینڈھے کی قربانی اونٹ یا گائے میں حصہ ڈالنے سے افضل ہے، اور امام مالک رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں: مینڈھے کی قربانی افضل ہے اور اس کے بعد گائے اور اس کے بعد اونٹ کی قربانی افضل ہے، کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مینڈھے ذبح کیے تھے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم افضل کام ہی کرتے تھے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کی خیر خواہی کرتے ہوئے اولی اختیار کرتے تھے اور امت کو مشقت میں ڈالنا پسند نہیں فرماتے تھے ۔ گائے اور اونٹ کے سات حصے ہوتے ہیں لھذا مندرجہ ذیل حدیث کی بنا پر اس میں سات اشخاص شریک ہو سکتے ہیں:

4401-اخرجه مسلم في القسامة، باب اتغليظ تحريم الدماء و الاعراض والاموال (الحديث 30) مطولا . و اخرجه الترمذي في الاضاحي، باب 21 .(الحديث 1520) . تحفة الاشراف (11683) .

4402-اخرجه ابو داؤد في الضحايا، باب ما يستحب من الضحايا (الحديث 2796) . واخرجه الترمذي في الاضاحي، باب ما جاء ما يستحب من الاضاحي (الحديث 1496) . واخرجه ابن ماجه في الاضاحي، باب ما يستحب من الاضاحي (الحديث 3128) . تحفة الاشراف (4297) .

حضرت جابر رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ: ہم نے حدیبیہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سات آدمیوں کی جانب سے اونٹ اور سات ہی کی جانب سے گائے ذبح کی تھی۔

اور ایک روایت کے الفاظ ہیں: ہمیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ہم اونٹ اور گائے میں سات سات افراد شریک ہوجائیں ۔اور ایک روایت کے الفاظ ہیں: تو گائے سات اشخاص کی جانب سے ذبح کی جاتی تھی اور ہم اس میں شریک ہوتے۔(صحیح مسلم، کتاب الاضحیہ)

گائے اونٹ کی قربانی کی فضیلت میں مذاہب اربعہ کا بیان:

علامہ ابن قدامہ مقدسی حنبلی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ قربانی میں سب سے افضل اونٹ اور پھر گائے اور پھر بکرا اور پھر اونٹ یا گائے میں حصہ ڈالنا ہے، امام شافعی اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول یہی ہے، کیونکہ جمعہ کے متعلق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: "جو شخص نماز جمعہ کے لیے پہلے وقت گیا گویا کہ اس نے اونٹ کی قربانی کی، اور جو شخص دوسرے وقت میں گیا گویا کہ اس نے گائے کی قربانی کی، اور جو شخص تیسرے وقت گیا گویا کہ اس نے سینگوں والا مینڈھا قربان کیا، اور جو شخص چوتھے وقت گیا گویا کہ اس نے مرغی قربان کی، اور جو شخص پانچویں وقت گیا گویا کہ اس نے انڈے کی قربانی کی۔ صحیح بخاری رقم الحدیث، (881) صحیح مسلم رقم الحدیث، (850) وقت سے مراد گھڑی ہے۔

اور اس لیے بھی کہ جانور ذبح کرنے میں اللہ کا قرب حاصل کیا جاتا ہے اس لیے ھدی کی طرح سب افضل اونٹ کی قربانی ہوگی۔

اور اونٹ یا گائے میں حصہ ڈالنے سے بکرے کی قربانی کرنا اس لیے افضل ہے کہ قربانی کرنے کا مقصد خون بہانا ہے، اور ایک بکرے کا ایک شخص کی جانب سے خون بہانا سات افراد کی جانب سے ایک خون بہانے سے افضل ہے، اور پھر مینڈھا قربانی کرنا بکرے سے افضل ہے، کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ نے خود بھی مینڈھا ذبح کیا ہے اور اس کا گوشت بھی اچھا ہوتا ہے

(المغنی ابن قدامہ (13 / 366)

مینڈھے یا گائے کی قربانی کی فضیلت میں مذاہب اربعہ؟

قربانی میں افضل اونٹ ہے، اور پھر گائے، اور پھر بکرا اور پھر اونٹ یا گائے میں حصہ ڈالنا افضل ہے؛ کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جمعہ کے متعلق فرمان ہے: "جو شخص پہلی گھڑی میں گیا گویا کہ اس نے اونٹ قربان کیا

وجہ دلالت یہ ہے کہ: اونٹ گائے، اور بکری اللہ کا قرب حاصل کرنے کے لیے قربان کرنے میں تفاضل یعنی فرق پایا جاتا ہے، اور بلا شک وشبہ قربانی سب سے بہتر چیز ہے جس سے اللہ کا قرب حاصل کیا جاتا ہے، اور اس لیے بھی کہ اونٹ کی قیمت بھی زیادہ ہے اور گوشت اور نفع بھی زیادہ ہے آئمہ ثلاثہ امام ابوحنیفہ، امام شافعی، اور امام احمد رحمہم اللہ کا قول یہی ہے۔

اور امام مالک رحمہ اللہ کا کہنا ہے کہ: بھیڑ میں سے جذعہ افضل ہے اور پھر گائے، پھر اونٹ افضل ہے، کیونکہ رسول کریم صلی اللہ

علیہ وسلم نے دو مینڈھے ذبح کیے تھے، اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم وہی کام کرتے ہیں جو سب سے افضل اور بہتر ہو۔
اس کا جواب یہ ہے کہ: بعض اوقات رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت پر نرمی اور شفقت کرتے ہوئے غیر اولی اور افضل چیز اختیار کرتے ہیں؛ کیونکہ امت نے ان کی پیروی واطاعت کرنا ہوتی ہے، اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان پر مشقت کرنا پسند نہیں فرماتے، اور اونٹ کی گائے پر فضیلت بیان بھی فرمائی جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے۔

باب مَا تُجْزِءُ عَنْهُ الْبَدَنَةُ فِي الضَّحَايَا .

باب: قربانی میں ایک اونٹ کتنے لوگوں کی طرف سے جائز ہو سکتا ہے

البدن کا معنی

الحج: 36 میں فرمایا: اور قربانی کے اونٹوں کو ہم نے تمہارے لئے اللہ کی نشانیوں میں سے قرار دیا ہے۔
قربانی کے اونٹ کے لئے اس آیت میں البدن کا لفظ ہے۔ بدن کا معنی ہے جسم لیکن جثہ کے اعتبار سے جسم کو بدن کہا جاتا ہے اور رنگ کے اعتبار سے جسم کو جسد کہا جاتا ہے۔ جس عورت کا بدن بھاری ہو اس کو بادن اور بدین کہتے ہیں کہ رسول اللہ تعالی نے فرمایا رکوع اور سجود میں مجھ پر سبقت نہ کرو کیونکہ میں اگر تم سے پہلے رکوع کروں تو تم مجھے پالو گے اور اسی طرح جب میں سر اٹھاؤں فانی قد بدنت کیونکہ اب میرا جسم بھاری ہو گیا ہے۔ (سنن ابوداؤد رقم الحدیث: 619، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: 963) اور قرآن مجید میں ہے۔
والبدن جعلنها لکم من شعائر اللہ (الحج: 36) اس آیت میں البدن بدنۃ کی جمع ہے۔ اس کا معنی ہے وہ اونٹ جن کو قربانی کے لئے روانہ کیا جائے۔ (المفردات ج اص 50 مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ، 1418ھ)

آیا البدن میں گائے شامل ہے یا نہیں؟

اس میں اختلاف ہے کہ البدن کا اطلاق اونٹوں کے علاوہ گایوں پر بھی کیا جاتا ہے یا نہیں۔ حضرت ابن مسعود عطا اور امام شافعی کے نزدیک اس کا اطلاق گایوں پر نہیں کیا جاتا اور امام مالک اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک اس کا اطلاق گایوں پر بھی کیا جاتا ہے۔ ثمرہ اختلاف یہ ہے کہ کسی شخص نے بدنہ کی نذر مانی اور اس کو اونٹ نہیں ملے تو اب وہ اونٹوں کی جگہ گایوں کی قربانی کر سکتا ہے یا نہیں؟ امام شافعی کے نزدیک وہ گایوں کی قربانی نہیں کر سکتا، اور امام مالک اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک وہ اونٹوں کی جگہ گایوں کی قربانی کر سکتا ہے اور اس کی نذر پوری ہو جائے گی۔ حدیث سے امام شافعی کی تائید ہوتی ہے کیونکہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص پہلی ساعت میں جمعہ کی نماز کے لئے گیا اس نے گویا بدنہ کو صدقہ کیا اور جو دوسری ساعت میں گیا اس نے گویا بقرۃ (گائے) کو صدقہ کیا۔ الحدیث (صحیح البخاری رقم الحدیث: 881، صحیح مسلم رقم الحدیث: 850)
اس حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بدنہ اور بقرۃ کو الگ الگ ذکر فرمایا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ بدنہ صرف اونٹ کو کہتے ہیں اور اس کا اطلاق گائے پر نہیں ہوتا۔
نیز اس آیت میں ہے فاذا وجبت جنوبھا یعنی جب نحر کرتے وقت اونٹوں کو کھڑا کر کے ان کے سینہ کے بالائی حصہ پر نیزہ مارا

جائے اور وہ اس کی ضرب سے پہلو کے بل گر کر ٹھنڈے ہو جائیں اور یہ وصف اونٹوں کا ہے، ان ہی کو کھڑا کر کے نحر کیا جاتا ہے، گایوں کا یہ وصف نہیں ہے کیونکہ ان کو زمین پر گرا کر ذبح کیا جاتا ہے نحر نہیں کیا جاتا، اور امام ابوحنیفہ اور امام مالک کی دلیل یہ ہے کہ اونٹوں کو بدنہ ان کی ضخامت کی وجہ سے کہا جاتا ہے اور ضخامت اونٹوں اور گایوں دونوں میں پائی جاتی ہے۔ نیز خون بہا کر اللہ کا تقرب حاصل کرنے میں گائیں، اونٹوں کی مثل ہیں حتیٰ کہ گایوں اور اونٹوں دونوں میں قربانی کے ساتھ حصے کیے جا سکتے ہیں اور امام شافعی کا بھی یہی قول ہے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: گائے کی قربانی سات کی طرف سے ہو سکتی ہے اور اونٹ کی قربانی سات کی طرف سے ہو سکتی ہے۔ (سنن ابوداؤد رقم الحدیث: 2808)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سات آدمیوں کی طرف سے اونٹ کی قربانی دی اور سات آدمیوں کی طرف سے گائے کی قربانی دی۔ (سنن ابوداؤد رقم الحدیث: 2809)

بدن اور ھدی میں یہ فرق ہے کہ بدن صرف اونٹوں کو کہتے ہیں جن کو قربانی کے لئے کعبہ کی طرف روانہ کیا جاتا ہے اور ھدی عام ہے، اونٹ، گائے اور بکری میں سے جس کو بھی قربانی کے لئے کعبہ کی طرف روانہ کیا جائے، وہ ھدی ہے۔

(الجامع لاحکام القرآن ج ۱۲ ص ۵۸ مطبوعہ دار الفکر بیروت، 1415ھ)

اونٹوں کو نحر کرنے کا طریقہ

اس آیت میں فرمایا: پس تم ان کو قطار میں کھڑا کر کے (ان کو نحر کرنے کے وقت) اللہ کا نام لو۔

ابن ابی ذئب کہتے ہیں کہ میں نے ابن شہاب سے الصواف (صف میں کھڑے ہوئے) کا معنی دریافت کیا۔ انہوں نے کہا پہلے تم اونٹوں کو باندھو پھر ان کو صف بہ صف کھڑا کرو، اور امام مالک نے بھی اسی طرح کہا اور باقی فقہاء کا بھی یہی مذہب ہے سوا امام ابوحنیفہ کے۔ وہ یہ کہتے ہیں کہ اونٹوں کو بٹھا کر اور کھڑا کر کے ہر طرح نحر کرنا جائز ہے (لیکن امام ابوحنیفہ کے نزدیک بھی اونٹ کو کھڑا کر کے نحر کرنا مستحب ہے۔ جیسا کہ عنقریب آئے گا۔) جمہور کی دلیل یہ آیت ہے کیونکہ اس میں فرمایا ہے جب اونٹ پہلو کے بل گر جائیں اور گرنا اسی وقت ہو گا جب پہلے اونٹ کھڑے ہوئے ہوں۔

زیاد بن جبیر بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر ایک شخص کے پاس گئے، وہ اونٹ کو بٹھا کر نحر کر رہا تھا۔ حضرت ابن عمر نے کہا اس اونٹ کو کھڑا کرو اور یہ بندھا ہوا ہو پھر نحر کرو یہ تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: 1713، صحیح مسلم رقم الحدیث: 1320، سنن ابوداؤد رقم الحدیث: 1368)

ابوالزبیر حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے عبدالرحمن بن سابط رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث بیان کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب اونٹ کو اس حال میں نحر کرتے تھے کہ اس کا الٹا پیر بندھا ہوا ہوتا تھا اور وہ اپنے باقی پیروں پر کھڑا ہوا ہوتا تھا۔ (سنن ابوداؤد رقم الحدیث: 1767)

امام مالک نے کہا اگر انسان کمزور ہو یا اس کو خطرہ ہو کہ اونٹ بھاگ جائے گا تو اس کو باندھ کر نحر کرنے میں کوئی حرج نہیں اور

مختار یہ ہے کہ اونٹ کو کھڑا کر کے بغیر باندھے نحر کیا جائے اگر خطرہ ہو تو اونٹ کو باندھ دیا جائے اور کھڑا کرنے کے لئے اس کی کونچیں نہ اٹھائی جائیں۔الا یہ کہ اس کو یہ خطرہ ہو کہ وہ اس پر قوت نہیں پائے گا اور اس کی کونچیں اٹھا کر کھڑا کرنے سے افضل یہ ہے کہ اس کو بٹھا کر نحر کیا جائے۔حضرت ابن عمر جب جوان تھے تو اس کے سینہ میں نیزہ مار کر اس کے کوہان سے نکال دیتے تھے اور جب ان کی عمر زیادہ ہوگئی تو وہ اونٹ کو بٹھا کر نحر کرتے تھے۔ایک آدمی ان کے ساتھ نیزہ پکڑے ہوئے ہوتا تھا اور دوسرا آدمی اس کی نکیل پکڑے ہوئے ہوتا تھا اور گائے اور بکری کو لٹا کر ذبح کیا جاتا ہے۔(الجامع لاحکام القرآن ج۱۲ص 60-59 مطبوعہ دارالفکر بیروت، 1415ھ)

علامہ محمد بن علی بن محمد حصکفی حنفی متوفی 1088ھ لکھتے ہیں: اونٹوں کی گردن کے نچلے حصے میں نحر کرنا مستحب ہے اور ان کو ذبح کرنا مکروہ ہے۔

علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی حنفی متوفی 1252ھ لکھتے ہیں: شتر مرغ، زرافہ، انٹ اور ہر لمبی گردن والے جانور کو ذبح کیا جائے گا۔المضمرات میں مذکور ہے کہ سنت یہ ہے کہ اونٹ کو کھڑا کر کے نحر کیا جائے اور گائے اور بکری کو لٹا کر ذبح کیا جائے۔

(الدرالمختار و ردالمحتار ج۹ص362، مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت 1419ھ)

4403 – اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَكَمِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ عَنْ جَدِّهٖ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْعَلُ فِيْ قَسْمِ الْغَنَائِمِ عَشْرًا مِّنَ الشَّاءِ بِبَعِيْرٍ . قَالَ شُعْبَةُ وَاَكْبَرُ عِلْمِيْ اَنِّيْ سَمِعْتُهٗ مِنْ سَعِيْدِ بْنِ مَسْرُوْقٍ وَّحَدَّثَنِيْ بِهٖ سُفْيَانُ عَنْهُ وَاللّٰهُ تَعَالٰى اَعْلَمُ .

☆☆ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مال غنیمت تقسیم کرتے ہوئے دس بکریوں کو ایک اونٹ کے برابر قرار دیا تھا۔

شعبہ کہتے ہیں: میرے نزدیک بڑی علمی بات یہ ہے میں نے سعید بن مسروق سے اس روایت کو سنا ہے اور انہوں نے وہ روایت سفیان کے حوالے سے نقل کی ہے۔باقی اللہ بہتر جانتا ہے۔

4404 – اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ غَزْوَانَ قَالَ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوْسٰى عَنْ حُسَيْنٍ - يَعْنِيْ ابْنَ وَاقِدٍ - عَنْ عِلْبَاءَ بْنِ اَحْمَرَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ فَحَضَرَ النَّحْرُ فَاشْتَرَكْنَا فِي الْبَعِيْرِ عَنْ عَشَرَةٍ وَّالْبَقَرَةِ عَنْ سَبْعَةٍ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ہم لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر کر رہے تھے۔اسی دوران قربانی کا دن آ گیا تو ہم نے دس آدمیوں کی طرف سے ایک اونٹ اور سات آدمیوں کی طرف سے ایک گائے قربان کی۔

4403-تقدم (الحديث 4308) .

4404-اخرجه الترمذي في الحج، باب ما جاء في الاشتراك في البدنة و البقرة (الحديث 905)، و في الاضاحي، باب ما جاء في الاشتراك في الاضحية (الحديث 1501) . واخرجه ابن ماجه في الاضاحي، باب عن كم تجزيء البدنة و البقرة (الحديث 3131) . تحفة الاشراف (6158) .

باب مَا تُجْزِءُ عَنْهُ الْبَقَرَةُ فِي الضَّحَايَا .

یہ باب ہے کہ قربانی میں ایک گائے کتنے لوگوں کی طرف سے جائز ہوتی ہے؟

4405 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى عَنْ يَحْيٰى عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ كُنَّا نَتَمَتَّعُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَذْبَحُ الْبَقَرَةَ عَنْ سَبْعَةٍ وَنَشْتَرِكُ فِيْهَا .

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج تمتع کیا' تو ہم نے سات آدمیوں کی طرف سے ایک گائے ذبح کی' جس میں ہم حصہ دار بن گئے تھے۔

باب ذَبْحِ الضَّحِيَّةِ قَبْلَ الْإِمَامِ .

یہ باب ہے کہ امام سے پہلے قربانی کے جانور کو ذبح کرنا

4406 - اَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنِ ابْنِ اَبِيْ زَائِدَةَ قَالَ اَنْبَاَنَا اَبِيْ عَنْ فِرَاسٍ عَنْ عَامِرٍ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ ح وَاَنْبَاَنَا دَاوُدُ بْنُ اَبِيْ هِنْدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ الْبَرَاءِ - فَذَكَرَ اَحَدُهُمَا مَا لَمْ يَذْكُرِ الْاٰخَرُ - قَالَ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْاَضْحٰى فَقَالَ "مَنْ وَجَّهَ قِبْلَتَنَا وَصَلّٰى صَلَاتَنَا وَنَسَكَ نُسُكَنَا فَلَا يَذْبَحْ حَتّٰى يُصَلِّيَ" . فَقَامَ خَالِيْ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ عَجَّلْتُ نُسُكِيْ لِاُطْعِمَ اَهْلِيْ وَاَهْلَ دَارِيْ اَوْ اَهْلِيْ وَجِيْرَانِيْ . فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَعِدْ ذِبْحًا اٰخَرَ" . قَالَ فَاِنَّ عِنْدِيْ عَنَاقَ لَبَنٍ هِيَ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ شَاتَيْ لَحْمٍ . قَالَ "اذْبَحْهَا فَاِنَّهَا خَيْرُ نَسِيْكَتَيْكَ وَلَا تَقْضِيْ جَذَعَةٌ عَنْ اَحَدٍ بَعْدَكَ" .

☆☆ حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قربانی کے دن کھڑے ہوئے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جو شخص ہمارے اس قبلہ کی طرف رخ کرتا ہے' ہماری طرح سے نماز ادا کرتا ہے اور ہماری طرح سے مناسک ادا کرتا ہے' وہ اس وقت تک قربانی کا جانور ذبح نہ کرے جب تک وہ نماز نہیں پڑھ لیتا''۔

(راوی کہتے ہیں:) میرے ماموں کھڑے ہوئے' انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! میں نے تو قربانی جلدی کر لی ہے' تاکہ میں اپنے گھر والوں کو کھانا فراہم کردوں اور اپنے محلے والوں کو بھی (راوی کو شک ہے' شاید یہ الفاظ ہیں:) اپنے گھر والوں کو اور اپنے پڑوسیوں کو (کھانا فراہم کردوں)۔

تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''تم اس کی جگہ دوسری قربانی کرو''۔

4405-اخرجه مسلم في الحج، باب الاشتراك في الهدي و اجزاء البقرة و البدنة كل منهما عن سبعة (الحديث 355) . واخرجه ابو داؤد في الضحايا، باب في البقر و الجزور عن كم تجزىء (الحديث 2807) . تحفة الاشراف (2435) .

4406-تقدم (الحديث 1562) .

انہوں نے عرض کی: میرے پاس بھیڑ کا ایک دودھ پیتا بچہ ہے جو میرے نزدیک دو بکریوں سے زیادہ پسندیدہ ہے (یعنی وہ اچھا صحت مند بچہ ہے)۔

تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "تم اسے ذبح کر لو کیونکہ یہ تمہاری بہترین قربانی ہوگی لیکن تمہارے بعد کسی کے لیے بھی چھ ماہ کے بچے کو ذبح کرنا جائز نہیں ہوگا"۔

4407 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ النَّحْرِ بَعْدَ الصَّلَاةِ ثُمَّ قَالَ "مَنْ صَلّٰى صَلَاتَنَا وَنَسَكَ نُسُكَنَا فَقَدْ اَصَابَ النُّسُكَ وَمَنْ نَسَكَ قَبْلَ الصَّلَاةِ فَتِلْكَ شَاةُ لَحْمٍ" . فَقَالَ اَبُوْ بُرْدَةَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاللّٰهِ لَقَدْ نَسَكْتُ قَبْلَ اَنْ اَخْرُجَ اِلَى الصَّلَاةِ وَعَرَفْتُ اَنَّ الْيَوْمَ يَوْمُ اَكْلٍ وَّشُرْبٍ فَتَعَجَّلْتُ فَاَكَلْتُ وَاَطْعَمْتُ اَهْلِيْ وَجِيْرَانِيْ . فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "تِلْكَ شَاةُ لَحْمٍ" . قَالَ فَاِنَّ عِنْدِيْ عَنَاقًا جَذَعَةً خَيْرٌ مِّنْ شَاتَيْ لَحْمٍ فَهَلْ تُجْزِءُ عَنِّيْ قَالَ "نَعَمْ وَلَنْ تَجْزِيَ عَنْ اَحَدٍ بَعْدَكَ" .

★★ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: قربانی کے دن نماز کے بعد نبی اکرم ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا' پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جس شخص نے ہمارے ساتھ نماز ادا کی اور جو ہمارے طریقے کے ساتھ قربانی کرتا ہے' وہ قربانی کر لیتا ہے اور جس شخص نے نماز سے پہلے قربانی کر لی' وہ صرف بکری کا گوشت ہوگا"۔

تو حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں نے تو نماز کے لیے آنے سے پہلے ہی قربانی کر لی تھی' میں تو یہ سمجھا تھا کہ آج کا دن کھانے پینے کا دن ہے' اس لیے میں نے جلدی کی' تاکہ میں اپنے گھر والوں اور پڑوسیوں کو کھانے پینے کا سامان جلدی فراہم کر دوں۔ تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"وہ صرف بکری کا گوشت ہے"۔

حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: میرے پاس بھیڑ کا ایک دودھ پیتا بچہ ہے' جو دو بکریوں سے زیادہ بہتر ہے' کیا اس کی قربانی میری طرف سے جائز ہوگی؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جی ہاں! لیکن تمہارے بعد کسی کی طرف سے یہ جائز نہیں ہوگی۔

4408 - اَخْبَرَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ قَالَ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ

4407-تقدم (الحديث 1562) .

4408-اخرجه البخاري في العيدين باب الاكل يوم النحر (الحديث 954) بنحوه ، و باب كلام الامام والناس في خطبة العيد (الحديث 984) بنحوه، و في الاضاحي، باب سنة الاضحية (الحديث 5546) مختصراً، و باب ما يشتهى من اللحم يوم النحر (الحديث 5549) . وباب من ذبح قبل الصلاة اعاد (الحديث 5561) . واخرجه مسلم في الاضاحي، باب وقتها (الحديث 10 و 11 و 12) . واخرجه ابن ماجه في الاضاحي، باب النهي عن ذبح الاضحية قبل الصلاة (الحديث 3151) مختصراً . والحديث عند: البخاري في الاضاحي، باب اضحية النبي صلى الله عليه وسلم بكبشين (الحديث 5554) . والنسائي في صلاة العيدين، ذبح الامام يوم العيد و عدد ما يذبح (الحديث 1587)، و في الضحايا، الكبش (الحديث 4400)، تحفة الاشراف (1455) .

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ النَّحْرِ "مَنْ كَانَ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلَاةِ فَلْيُعِدْ". فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا يَوْمٌ يُشْتَهٰى فِيْهِ اللَّحْمُ فَذَكَرَ هَنَةً مِنْ جِيْرَانِهِ كَاَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدَّقَهُ. قَالَ عِنْدِيْ جَذَعَةٌ هِيَ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ شَاتَيْ لَحْمٍ. فَرَخَّصَ لَهُ فَلَا اَدْرِيْ اَبَلَغَتْ رُخْصَتُهُ مَنْ سِوَاهُ اَمْ لَا ثُمَّ انْكَفَاَ اِلٰى كَبْشَيْنِ فَذَبَحَهُمَا.

★★ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: قربانی کے دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جس شخص نے نماز ادا کرنے سے پہلے ذبح کر لیا تھا' وہ دوبارہ قربانی کرے''۔

تو ایک شخص کھڑا ہوا' اُس نے عرض کی: یارسول اللہ! یہ وہ دن ہے' جس میں گوشت کی آرزو زیادہ ہوتی ہے' پھر اس شخص نے اپنے پڑوسیوں کے ضرورت مند ہونے کا تذکرہ کیا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی بات کی تصدیق کی۔ اس نے عرض کی: میرے پاس بھیڑ کا ایک دودھ پیتا بچہ ہے' جو میرے نزدیک گوشت کے اعتبار سے دو بکریوں سے بہتر ہے۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے اسی کو ذبح کرنے کی اجازت دے دی۔

مجھے یہ علم نہیں ہے' یہ رخصت اس کے علاوہ کسی اور کو بھی حاصل ہے یا نہیں ہے؟

پھر اس کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دو مینڈھوں کی طرف متوجہ ہوئے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کو ذبح کر دیا۔

4409 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ يَحْيٰى ح وَاَنْبَاَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِيْ بُرْدَةَ بْنِ نِيَارٍ اَنَّهُ ذَبَحَ قَبْلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَمَرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُعِيْدَ. قَالَ عِنْدِيْ عَنَاقُ جَذَعَةٍ هِيَ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ مُسِنَّتَيْنِ. قَالَ "اذْبَحْهَا". فِيْ حَدِيْثِ عُبَيْدِ اللّٰهِ فَقَالَ اِنِّيْ لَا اَجِدُ اِلَّا جَذَعَةً. فَاَمَرَهُ اَنْ يَذْبَحَ.

★★ حضرت ابوبردہ بن نیار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ہی قربانی کر لی' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یہ ہدایت کی کہ وہ دوبارہ قربانی کریں۔ تو انہوں نے عرض کی: میرے پاس بھیڑ کا چھ ماہ کا بچہ ہے' جو میرے نزدیک ایک سال کی دو بکریوں سے زیادہ محبوب ہے۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تم اسے ہی ذبح کر لو''۔

عبید اللہ نامی راوی کی روایت میں یہ الفاظ ہیں:

حضرت ابوبردہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی:

''میرے پاس اب صرف ایک چھ ماہ کا بچہ ہے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یہ ہدایت کی کہ وہ اسے ذبح کر لیں''۔

4410 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ جُنْدَبِ بْنِ سُفْيَانَ قَالَ ضَحَّيْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَضْحٰى ذَاتَ يَوْمٍ فَاِذَا النَّاسُ قَدْ ذَبَحُوْا ضَحَايَاهُمْ قَبْلَ الصَّلَاةِ فَلَمَّا

4409-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (11722) .

4410-تقدم (الحديث 4380) .

انْصَرَفَ وَرَآهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُمْ ذَبَحُوا قَبْلَ الصَّلَاةِ فَقَالَ "مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلَاةِ فَلْيَذْبَحْ مَكَانَهَا اُخْرٰى وَمَنْ كَانَ لَمْ يَذْبَحْ حَتّٰى صَلَّيْنَا فَلْيَذْبَحْ عَلَى اسْمِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ".

☆☆ حضرت جندب بن سفیان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک دن عیدالاضحیٰ کے موقع پر ہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قربانی کی' کچھ لوگوں نے نماز ادا کرنے سے پہلے ہی اپنے جانور قربان کر دیئے تھے' جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کے ان جانوروں کو ملاحظہ فرمایا' کہ وہ نماز سے پہلے ہی ذبح کیے جا چکے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جس شخص نے نماز عید ادا کرنے سے پہلے اس کو ذبح کیا تھا' وہ اس کی جگہ دوسرا ذبح کرے اور جس شخص نے ذبح نہیں کیا یہاں تک کہ ہمارے ساتھ نماز ادا کر لی' تو اب وہ اللہ کا نام لے کر قربانی کرے''۔

باب اِبَاحَةِ الذَّبْحِ بِالْمَرْوَةِ .

یہ باب ہے کہ تیز دھار والے پتھر کے ذریعے ذبح کرنا جائز ہے

4411 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ قَالَ حَدَّثَنَا دَاوُدُ عَنْ عَامِرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ صَفْوَانَ اَنَّهُ اَصَابَ اَرْنَبَيْنِ وَلَمْ يَجِدْ حَدِيْدَةً يَذْبَحُهُمَا بِهٖ فَذَكَّاهُمَا بِمَرْوَةٍ فَاَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ اصْطَدْتُ اَرْنَبَيْنِ فَلَمْ اَجِدْ حَدِيْدَةً اُذَكِّيْهِمَا بِهٖ فَذَكَّيْتُهُمَا بِمَرْوَةٍ اَفَاٰكُلُ قَالَ "كُلْ".

☆☆ حضرت محمد بن صفوان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: انہوں نے دو خرگوش پکڑے' انہیں لوہے کی کوئی ایسی چیز نہیں ملی جس کے ذریعے وہ انہیں ذبح کرتے' تو انہوں نے نوک دار پتھر کے ذریعے انہیں ذبح کر لیا' پھر وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے' انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! میں نے دو خرگوشوں کا شکار کیا تھا' تو مجھے لوہے کی کوئی چیز نہیں ملی' جس کے ذریعے میں انہیں ذبح کرتا' تو میں نے تیز دھار پتھر کے ذریعے اسے ذبح کر لیا ہے' کیا میں اسے کھا لوں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تم اسے کھا لو''۔

4412 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا حَاضِرُ بْنُ الْمُهَاجِرِ الْبَاهِلِيُّ قَالَ سَمِعْتُ سُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ يُحَدِّثُ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ اَنَّ ذِئْبًا نَيَّبَ فِيْ شَاةٍ فَذَبَحُوْهَا بِالْمَرْوَةِ فَرَخَّصَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ اَكْلِهَا .

☆☆ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ ایک بھیڑیے نے ایک بکری میں اپنے دانت کاٹ دیئے تو حضرت زید رضی اللہ عنہ نے اس بکری کو نوک دار پتھر کے ذریعے ذبح کر لیا۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے کھانے کی اجازت دی۔

4411-تقدم (الحديث 4324) .

4412-اخرجه النسائي في الضحايا، باب ذكاة التي قد نيب فيها السبع (الحديث 4419) . واخرجه ابن ماجه في الذبائح، باب ما يذكي (الحديث 3176) . تحفة الاشراف (3718) .

باب اِبَاحَةِ الذَّبْحِ بِالْعُوْدِ .

یہ باب ہے کہ لکڑی کے ذریعے ذبح کرنا مباح ہے

4413 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰی وَاِسْمَاعِیْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ عَنْ خَالِدٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سِمَاكٍ قَالَ سَمِعْتُ مُرِّیَّ بْنَ قَطَرِیٍّ عَنْ عَدِیِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ اُرْسِلُ كَلْبِیْ فَاٰخُذُ الصَّیْدَ فَلَا اَجِدُ مَا اُذَكِّیْهِ بِهٖ فَاَذْبَحُهٗ بِالْمَرْوَةِ وَبِالْعَصَا . قَالَ "اَنْهِرِ الدَّمَ بِمَا شِئْتَ وَاذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ" .

★★ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے عرض کی: یارسول اللہ! میں اپنے کتے کو چھوڑتا ہوں پھر میں شکار کو پکڑ لیتا ہوں تو مجھے کوئی ایسی چیز نہیں ملتی جس کے ذریعے میں اُسے ذبح کروں تو کیا میں اُسے نوک دار پتھر کے ذریعے یالاٹھی (کی نوک) کے ذریعے ذبح کرسکتا ہوں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"تم جس چیز کے ساتھ چاہو خون بہا دو اور اس پر اللہ کا نام لے لو (تو وہ کھانا تمہارے لیے جائز ہوگا)"۔

4414 - اَخْبَرَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَبَّانُ بْنُ هِلَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِیْرُ بْنُ حَازِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَیُّوْبُ عَنْ زَیْدِ بْنِ اَسْلَمَ فَلَقِیْتُ زَیْدَ بْنَ اَسْلَمَ فَحَدَّثَنِیْ عَنْ عَطَاءِ بْنِ یَسَارٍ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ كَانَتْ لِرَجُلٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ نَاقَةٌ تَرْعٰی فِیْ قِبَلِ اُحُدٍ فَعُرِضَ لَهَا فَنَحَرَهَا بِوَتَدٍ . فَقُلْتُ لِزَیْدٍ وَتَدٌ مِّنْ خَشَبٍ اَوْ حَدِیْدٍ قَالَ لَا بَلْ خَشَبٌ فَاَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلَهٗ فَاَمَرَهٗ بِاَكْلِهَا .

★★ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک انصاری کی ایک اونٹنی تھی جو اُحد پہاڑ کی طرف چر رہی تھی اُسے کوئی عارضہ لاحق ہوا تو اس انصاری نے اُسے کیل کے ساتھ ذبح کرلیا۔

ایوب نامی راوی بیان کرتے ہیں: میں نے زید بن اسلم نامی راوی سے دریافت کیا انہوں نے لکڑی کے کیل کے ذریعے ذبح کیا تھا یا لوہے کے کیل کے ذریعے (ذبح) کیا تھا؟ تو زید بن اسلم رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: نہیں! بلکہ وہ لکڑی کا کیل تھا۔

(پھر روایت میں یہ الفاظ ہیں:) پھر وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اس اونٹنی کا گوشت کھانے کی اجازت دی۔

باب النَّهْیِ عَنِ الذَّبْحِ بِالظُّفُرِ .

یہ باب ہے کہ حبشہ کی مخصوص چھری کے ذریعے ذبح کرنے کی ممانعت

4415 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعِیْدٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ عَبَایَةَ بْنِ رِفَاعَةَ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِیْجٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَا اَنْهَرَ الدَّمَ وَذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ فَكُلْ اِلَّا بِسِنٍّ اَوْ

4413-تقدم (الحدیث 4315) .

4414-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (4184) .

ظُفر"۔

★★ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

"ہر وہ چیز جو خون کو بہادے اور (جس جانور کو ذبح کرتے ہوئے اس پر) اللہ کا نام لیا گیا ہو تم اُسے کھالو ما سوائے اس کے جسے ہڈی کے ذریعے ذبح کی گیا ہو یا جسے حبشہ کی مخصوص چھری کے ذریعے ذبح کیا گیا ہو"۔

باب فِي الذَّبْحِ بِالسِّنِّ ۔

یہ باب ہے کہ ہڈی کے ذریعے ذبح کرنا

4416 - اَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ اَبِي الْاَحْوَصِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا نَلْقَى الْعَدُوَّ غَدًا وَّلَيْسَ مَعَنَا مُدًى ۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَا اَنْهَرَ الدَّمَ وَذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فَكُلُوْا مَا لَمْ يَكُنْ سِنًّا اَوْ ظُفُرًا وَّسَاُحَدِّثُكُمْ عَنْ ذٰلِكَ اَمَّا السِّنُّ فَعَظْمٌ وَّاَمَّا الظُّفُرُ فَمُدَى الْحَبَشَةِ" ۔

★★ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے عرض کی: یارسول اللہ! کل ہمارا دشمنوں سے سامنا ہوگا' ہمارے پاس چھریاں نہیں ہیں۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جو چیز خون کو بہادے اور (جس جانور پر قربانی کے وقت) اللہ کا نام لیا گیا ہو' تم اُسے کھالو' جبکہ اُسے ہڈی کے ذریعے یا حبشہ کی مخصوص چھری کے ذریعے ذبح نہ کیا گیا ہو"۔

راوی کہتے ہیں: میں تمہیں اس کے بارے میں بتاتا ہوں: "سن" سے مراد ہڈی ہے اور "ظفر" سے مراد حبشہ کی مخصوص چھری ہے۔

4415-اخرجه البخاري في الشركة، باب قسمة الغنائم (الحديث 2488) مطولًا، و باب من عدل عشرة من الغنم بجزور في القسم (الحديث 2507) مطولًا، و في الجهاد، باب ما يكره من ذبح الابل و الغنم في المغانم (الحديث 3075) مطولًا، و في الذبائح و الصيد، باب التسمية على الذبيحة (الحديث 5498) مطولًا، و باب ما انهر الدم من القصب و المروة و الحديد (الحديث 5503) مطولًا . وباب لا يذكي با لسن و العظم و الظفر (الحديث 5506)، وباب ما ند من البهائم فهو بمنزلة الوحش (الحديث 5509) مطولًا، وباب اذا اصاب قوم غنيمة فذبح بعضهم غنمًا او ابلًا بغير امر اصحابها لم تؤكل (الحديث 5543) مطولًا، و باب اذا ند بعير لقوم فرماه بعضهم بسهم فقتله فار اد اصلاحهم فهو جائز (الحديث 5544) مطولًا . واخرجه مسلم في الاضاحي، باب جواز الذبح بكل ما انهر الدم الا السن و الظفر و سائر العظام (الحديث 20 و 21 و 22 و 23) واخرجه ابو داؤد في الاضاحي، باب في الذبيحة بالمروة (الحديث 2821) مطولًا . و اخرجه الترمذي في الاحكام والفوائد، باب ما جاء في الزكاة بالقصب وغيره (الحديث 1491) مطولًا، و باب ما جاء في البعير و البقر والغنم اذا ند فصار و حشيًا يرمى بسهم ام لا (الحديث 1492م) واخرجه النسائي في الضحايا، باب في الذبح بالسن (الحديث 4416) مطولًا، و ذكر المنفلتة التي لا يقدر على اخذها (الحديث 4421) مطولًا واخرجه ابن ماجه في الذبائح، باب ما يذكي به (الحديث 3178) . والحديث عند: الترمذي في السير، باب ما جاء في كراهية النهبة (الحديث 1600)، والنسائي في الصيد و الذبائح، الانسية تستوحش (الحديث 4308)، و في الضحايا، باب ما تجزىء عنه البدنة في الضحايا (الحديث 4303) . و ابن ماجه في الاضاحي، باب كم تجزىء من الغنم عن البدنة (الحديث 3137)، و في الذبائح، باب ذكاة الناد من البهائم (الحديث 3183) . تحفة الاشراف (3561) .

4416-تقدم (الحديث 4415) .

باب الْاَمْرِ بِاِحْدَادِ الشَّفْرَةِ .

یہ باب ہے کہ چھری تیز کرنے کا حکم

4417 - اَخْبَرَنَا عَلِیُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِیْلُ عَنْ خَالِدٍ عَنْ اَبِیْ قِلَابَةَ عَنْ اَبِی الْاَشْعَثِ عَنْ شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ قَالَ اثْنَتَانِ حَفِظْتُهُمَا عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ الْاِحْسَانَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ فَاِذَا قَتَلْتُمْ فَاَحْسِنُوا الْقِتْلَةَ وَاِذَا ذَبَحْتُمْ فَاَحْسِنُوا الذِّبْحَةَ وَلْيُحِدَّ اَحَدُكُمْ شَفْرَتَهٗ وَلْيُرِحْ ذَبِيْحَتَهٗ".

★★ حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دو باتیں یاد رکھی ہیں' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

"اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کے ساتھ اچھائی کرنا لازم قرار دیا ہے' جب تم کسی کو قتل کرو' تو اُسے اچھے طریقے سے قتل کرو (یعنی اذیت دے کر نہ مارو) اور جب تم ذبح کرو' تو اچھے طریقے سے ذبح کرو اور آدمی کو اپنی چھری تیز کرنی چاہیے اور اپنے ذبیحہ کو راحت پہنچانی چاہیے (یعنی اُسے تکلیف پہنچانے سے گریز کرنا چاہیے)"۔

باب الرُّخْصَةِ فِیْ نَحْرِ مَا يُذْبَحُ وَذَبْحِ مَا يُنْحَرُ .

یہ باب ہے کہ جس جانور کو ذبح کیا جاتا ہے' اُسے نحر کرنے' اور جسے نحر کیا جاتا ہے' اُسے ذبح کرنے کی اجازت ہے

4418 - اَخْبَرَنَا عِيْسَى بْنُ اَحْمَدَ الْعَسْقَلَانِیُّ - عَسْقَلَانُ بَلْخٍ - قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ سُفْيَانُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ حَدَّثَهٗ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ عَنْ اَسْمَآءَ بِنْتِ اَبِیْ بَكْرٍ قَالَتْ نَحَرْنَا فَرَسًا عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَكَلْنَاهُ .

★★ سیدہ اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ اقدس میں ایک گھوڑا نحر کیا اور اُسے کھالیا۔

باب ذَكَاةِ الَّتِیْ قَدْ نَيَّبَ فِيْهَا السَّبُعُ .

یہ باب ہے کہ اُس جانور کو ذبح کرنا' جس میں کسی درندے نے دانت گاڑھ دیئے ہوں

4417-اخرجه مسلم في الصيد و الذبائح، باب الامر باحسان الذبح و القتل و تحديد الشفرة (الحديث 57) . واخرجه ابو داؤد في الاضاحي، باب في النهي ان تصبر البهائم، و الرفق بالذبيحة (الحديث 2815) . واخرجه الترمذي في الديات، باب ما جاء في النهي عن المثلة (الحديث 1409) واخرجه النسائي في الضحايا، ذكر المنفلتة التي لا يقدر على اخذها (الحديث 4423)، و باب حسن الذبح (الحديث 4424 و 4425 و 4426) . واخرجه ابن ماجه في الذبائح، باب اذا ذبحتم فاحسنوا الذبح (الحديث 3170) تحفة الاشراف (4817) .

4418-اخرجه البخاري في الذبائح و الصيد، باب النحر و الذبح (الحديث 5510 و 5511 و 5512) . وباب لحوم الخيل (الحديث 5519) . واخرجه مسلم في الصيد و الذبائح، باب في اكل لحوم الخيل (الحديث 38) . واخرجه النسائي في الضحايا، نحر ما يذبح (الحديث 4432 و 4433) . واخرجه ابن ماجه في الذبائح، باب لحوم الخيل (الحديث 3190) . تحفة الاشراف (15746) .

4419 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ حَاضِرَ بْنَ الْمُهَاجِرِ الْبَاهِلِيَّ قَالَ سَمِعْتُ سُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ يُحَدِّثُ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ اَنَّ ذِئْبًا نَيَّبَ فِيْ شَاةٍ فَذَبَحُوهَا بِمَرْوَةٍ فَرَخَّصَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ اَكْلِهَا .

★★ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ ایک بھیڑیے نے ایک بکری میں دانت گاڑ دیے تو لوگوں نے اُسے نوکدار پتھر کے ذریعے ذبح کر دیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا گوشت کھانے کی اجازت دی۔

باب ذِكْرِ الْمُتَرَدِّيَةِ فِي الْبِئْرِ الَّتِيْ لَا يُوْصَلُ اِلٰى حَلْقِهَا .

یہ باب ہے کہ اُس جانور کا تذکرہ جو کنویں میں گر جاتا ہے اور اُسے (ذبح کرنے کیلئے) اُس کے حلق تک نہیں پہنچا جا سکتا

4420 - اَخْبَرَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ اَبِى الْعُشَرَاءِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَمَا تَكُوْنُ الذَّكَاةُ اِلَّا فِي الْحَلْقِ وَاللَّبَّةِ قَالَ "لَوْ طَعَنْتَ فِيْ فَخِذِهَا لَاَجْزَاَكَ" .

★★ ابوعشراء اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے عرض کی: یارسول اللہ! کیا ذبح صرف حلق اور لبہ میں ہوتا ہے؟

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اگر تم اس کے زانو پر نیزہ مار دو تو یہ بھی تمہارے لیے جائز ہوگا"۔

باب ذِكْرِ الْمُنْفَلِتَةِ الَّتِيْ لَا يُقْدَرُ عَلٰى اَخْذِهَا

یہ باب ہے کہ بھاگ جانے والے اس جانور کا تذکرہ' جسے پکڑا نہ جا سکتا ہو

4421 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رَافِعٍ عَنْ رَافِعٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا لَاقُو الْعَدُوِّ غَدًا وَّلَيْسَ مَعَنَا مُدًى . قَالَ "مَا اَنْهَرَ الدَّمَ وَذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فَكُلْ مَا خَلَا السِّنَّ وَالظُّفُرَ" . قَالَ فَاَصَابَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهْبًا فَنَدَّ بَعِيْرٌ فَرَمَاهُ رَجُلٌ بِسَهْمٍ فَحَبَسَهُ فَقَالَ "اِنَّ لِهٰذِهِ النَّعَمِ - اَوْ قَالَ الْاِبِلِ - اَوَابِدَ كَاَوَابِدِ الْوَحْشِ فَمَا غَلَبَكُمْ مِنْهَا فَافْعَلُوْا بِهٖ هٰكَذَا" .

★★ حضرت رافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے عرض کی: یارسول اللہ! کل ہمارا دشمن سے سامنا ہوگا' ہمارے پاس چھریاں نہیں ہیں۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جو چیز خون بہا دے اور جس جانور کے ذبح کے وقت اس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو اُسے تم کھا لو' ماسوائے اس کے جسے

4419-تقدم (الحديث 4412) .

4420-اخرجه ابو داؤد في الضاحي، باب ما جاء في ذبيحة المتردية (الحديث 2825) واخرجه الترمذي في الاطعمة، باب ما جاء في الذكاة في الحلق و اللبة (الحديث 1481) . واخرجه ابن ماجه في الذبائح، باب ذكاة الناد من البهائم (الحديث 3184) . تحفة الاشراف (15694) .

4421-تقدم (الحديث 4308) .

ہڈی کے ذریعے یا حبشہ کی مخصوص چھری کے ذریعے ذبح کیا گیا ہو"۔

راوی بیان کرتے ہیں: وہاں نبی اکرم ﷺ کو مالِ غنیمت حاصل ہوا ان میں سے ایک اونٹ سرکش ہو کر بھاگ گیا تو ایک آدمی نے اُسے تیر مارا جس کی وجہ سے وہ رک گیا۔ تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"ان جانوروں میں (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں:) ان اونٹوں میں بھی وحشی جانوروں کی طرح' کچھ سرکش ہوتے ہیں' تو جب کوئی تمہارے قابو میں نہ آسکے' تو اس کے ساتھ اسی طرح کا سلوک کرو"۔

4422 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ اَنْبَاَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنِي اَبِي عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا لَاقُو الْعَدُوِّ غَدًا وَلَيْسَتْ مَعَنَا مُدًى . قَالَ "مَا اَنْهَرَ الدَّمَ وَذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فَكُلْ لَيْسَ السِّنَّ وَالظُّفُرَ وَسَاُحَدِّثُكُمْ اَمَّا السِّنُّ فَعَظْمٌ وَاَمَّا الظُّفُرُ فَمُدَى الْحَبَشَةِ" . وَاَصَبْنَا نَهْبَةَ اِبِلٍ اَوْ غَنَمٍ فَنَدَّ مِنْهَا بَعِيْرٌ فَرَمَاهُ رَجُلٌ بِسَهْمٍ فَحَبَسَهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِنَّ لِهٰذِهِ الْاِبِلِ اَوَابِدَ كَاَوَابِدِ الْوَحْشِ فَاِذَا غَلَبَكُمْ مِنْهَا شَيْءٌ فَافْعَلُوْا بِهِ هٰكَذَا" .

★★ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے عرض کی: یارسول اللہ! کل ہمارا دشمن سے سامنا ہوگا' ہمارے پاس چھریاں نہیں ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جو چیز خون بہادے (اور جس جانور کے ذبح کے وقت اس پر) اللہ کا نام لیا گیا ہو' تم اُسے کھالو' لیکن وہ ہڈی کے ذریعے یا حبشہ کی مخصوص چھری کے ذریعے ذبح نہ کیا گیا ہو"۔

(راوی کہتے ہیں:) میں تمہیں یہ بتاتا ہوں کہ سن سے مراد ہڈی ہے' اور ظفر سے مراد حبشہ کی مخصوص چھری ہے۔

(راوی کہتے ہیں:) وہاں ہمیں مالِ غنیمت کے طور پر اونٹ یا بکریاں ہاتھ آئے' ان میں سے ایک اونٹ سرکش ہو کر بھاگا' تو ایک شخص نے اُسے تیر مار دیا جس کی وجہ سے وہ رک گیا' تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"وحشی جانوروں کی طرح' کچھ اونٹ بھی سرکش ہو جاتے ہیں' تو جب تم ان میں سے کسی پر قابو نہ پاسکو' تو اس کے ساتھ یہی سلوک کرو"۔

4423 - اَخْبَرَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ يَعْقُوْبَ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى قَالَ اَنْبَاَنَا اِسْرَآئِيْلُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ خَالِدِ الْحَذَّاءِ عَنْ اَبِي قِلَابَةَ عَنْ اَبِي اَسْمَآءَ الرَّحَبِيِّ عَنْ اَبِي الْاَشْعَثِ عَنْ شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ كَتَبَ الْاِحْسَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ فَاِذَا قَتَلْتُمْ فَاَحْسِنُوا الْقِتْلَةَ وَاِذَا ذَبَحْتُمْ فَاَحْسِنُوا الذَّبْحَ وَلْيُحِدَّ اَحَدُكُمْ اِذَا ذَبَحَ شَفْرَتَهُ وَلْيُرِحْ ذَبِيْحَتَهُ" .

★★ حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

"بے شک اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کے ساتھ بھلائی کرنا لازم قرار دیا ہے' جب تم کسی کو قتل کرو' تو اچھے طریقے سے قتل کرو

4422-تقدم (الحديث 4308) .

4423-تقدم (الحديث 4417) .

(یعنی اُسے تکلیف دے کر نہ مارو) اور جب تم ذبح کرو تو اچھی طرح سے ذبح کرو تو آدمی کو ذبح کرتے وقت اپنی چھری تیز کرنی چاہیے اور اپنے ذبیحہ کو آرام پہنچانا چاہیے (یعنی اسے تکلیف پہنچانے سے گریز کرنا چاہیے)"۔

باب حُسْنِ الذَّبْحِ

یہ باب ہے کہ اچھی طرح سے ذبح کرنا

4424 - اَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ اَبُوْ عَمَّارٍ قَالَ اَنْبَاَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ عَنْ اَبِىْ قِلَابَةَ عَنْ اَبِى الْاَشْعَثِ الصَّنْعَانِيِّ عَنْ شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ الْاِحْسَانَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ فَاِذَا قَتَلْتُمْ فَاَحْسِنُوا الْقِتْلَةَ وَاِذَا ذَبَحْتُمْ فَاَحْسِنُوا الذَّبْحَ وَلْيُحِدَّ اَحَدُكُمْ شَفْرَتَهٗ وَلْيُرِحْ ذَبِيحَتَهٗ" .

★★ حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

"بے شک اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کے ساتھ اچھائی کرنا لازم قرار دیا ہے جب تم کسی کو قتل کرو تو اچھی طرح سے قتل کرو اور جب ذبح کرو تو اچھی طرح سے ذبح کرو آدمی کو اپنی چھری تیز رکھنی چاہیے اور اپنے ذبیحہ کو آرام پہنچانا چاہیے"۔

4425 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَنْبَاَنَا مَعْمَرٌ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ اَبِىْ قِلَابَةَ عَنْ اَبِى الْاَشْعَثِ عَنْ شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ قَالَ سَمِعْتُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اثْنَتَيْنِ فَقَالَ "اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ كَتَبَ الْاِحْسَانَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ فَاِذَا قَتَلْتُمْ فَاَحْسِنُوا الْقِتْلَةَ وَاِذَا ذَبَحْتُمْ فَاَحْسِنُوا الذَّبْحَ وَلْيُحِدَّ اَحَدُكُمْ شَفْرَتَهٗ ثُمَّ لِيُرِحْ ذَبِيحَتَهٗ" .

★★ حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی دو باتیں سنی ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

"بے شک اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کے ساتھ اچھائی کرنا لازم قرار دیا ہے تو جب تم کسی کو قتل کرو تو اچھی طرح سے قتل کرو اور جب تم ذبح کرو تو اچھی طرح سے ذبح کرو آدمی کو اپنی چھری تیز کر لینی چاہیے اور اپنے ذبیحہ کو آرام پہنچانا چاہیے"۔

4426 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بَزِيعٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ - وَهُوَ ابْنُ زُرَيْعٍ - قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ ح وَاَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ خَالِدٍ عَنْ اَبِىْ قِلَابَةَ عَنْ اَبِى الْاَشْعَثِ عَنْ شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ قَالَ ثِنْتَانِ حَفِظْتُهُمَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ

4424-تقدم (الحديث 4417) .

4425-تقدم (الحديث 4417) .

4426-تقدم (الحديث 4417) .

كَتَبَ الْإِحْسَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ فَإِذَا قَتَلْتُمْ فَأَحْسِنُوا الْقِتْلَةَ وَإِذَا ذَبَحْتُمْ فَأَحْسِنُوا الذِّبْحَةَ لِيُحِدَّ اَحَدُكُمْ شَفْرَتَهُ وَلْيُرِحْ ذَبِيحَتَهُ"۔

★★ حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دو باتیں یاد رکھی ہوئی ہیں:

''بے شک اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کے ساتھ اچھائی کرنا لازم قرار دیا ہے جب تم قتل کرو تو اچھی طرح سے قتل کرو اور جب ذبح کرو تو اچھی طرح سے ذبح کرو آدمی کو اپنی چھری تیز کرنی چاہیے اور اپنے ذبیحہ کو آرام پہنچانا چاہیے''۔

باب وَضْعِ الرِّجْلِ عَلٰى صَفْحَةِ الضَّحِيَّةِ

یہ باب ہے کہ قربانی کے جانور کے پہلو پر پاؤں رکھنا

4427 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ شُعْبَةَ اَخْبَرَنِيْ قَتَادَةُ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسًا قَالَ ضَحّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَبْشَيْنِ اَمْلَحَيْنِ اَقْرَنَيْنِ يُكَبِّرُ وَيُسَمِّي وَلَقَدْ رَاَيْتُهُ يَذْبَحُهُمَا بِيَدِهٖ وَاضِعًا عَلٰى صِفَاحِهِمَا قَدَمَهُ ۔ قُلْتُ اَنْتَ سَمِعْتَهُ مِنْهُ قَالَ نَعَمْ ۔

★★ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سینگوں والے دو سرمگیں مینڈھوں کی قربانی کی' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تکبیر کہی' بسم اللہ پڑھی' میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے دست مبارک کے ذریعے ان دونوں کو ذبح کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پہلو پر پاؤں رکھا ہوا تھا۔

راوی کہتے ہیں: میں نے اپنے استاد سے دریافت کیا: کیا آپ نے خود حضرت انس رضی اللہ عنہ کی زبانی یہ حدیث سنی ہے؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں!

باب تَسْمِيَةِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ عَلَى الضَّحِيَّةِ

باب: قربانی پر اللہ کا نام لینا

4428 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ نَاصِحٍ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ حَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُضَحِّي بِكَبْشَيْنِ اَمْلَحَيْنِ اَقْرَنَيْنِ وَكَانَ يُسَمِّي وَيُكَبِّرُ وَلَقَدْ رَاَيْتُهُ يَذْبَحُهُمَا بِيَدِهٖ وَاضِعًا رِجْلَهُ عَلٰى صِفَاحِهِمَا ۔

★★ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سرمگیں آنکھوں والے دو مینڈھوں کی قربانی کی'

4427-اخرجه البخاري في الاضاحي، باب من ذبح الاضاحي بيده (الحديث 5558) . واخرجه مسلم في الاضاحي، باب استحباب الضحية و ذبحها مباشرة بلا توكيل و التسمية و التكبير (الحديث 18) . واخرجه النسائي في الضحايا، تسمية الله عز وجل على الضحية (الحديث 4428)، و التكبير عليها (الحديث 4429) . واخرجه ابن ماجه في الاضاحي، باب اضاحي رسول الله صلى الله عليه وسلم (الحديث 3120)، و باب من ذبح اضحية بيده (الحديث 3155) . تحفة الاشراف (1250) .

4428-تقدم (الحديث 4427) .

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے بسم اللہ پڑھی' پھر تکبیر کہی' میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے اپنے دست مبارک کے ذریعے انہیں ذبح کیا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا پاؤں مبارک ان کے پہلوؤں پر رکھا تھا۔

باب التَّكْبِيرِ عَلَيْهَا

(قربانی کے جانور پر) تکبیر کہنا

4429 - اَخْبَرَنَا الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ دِينَارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُصْعَبُ بْنُ الْمِقْدَامِ عَنِ الْحَسَنِ - يَعْنِي ابْنَ صَالِحٍ - عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ لَقَدْ رَاَيْتُهُ - يَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - يَذْبَحُهُمَا بِيَدِهٖ وَاضِعًا عَلٰى صِفَاحِهِمَا قَدَمَهٗ يُسَمِّي وَيُكَبِّرُ كَبْشَيْنِ اَمْلَحَيْنِ اَقْرَنَيْنِ .

☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے اپنے دست مبارک کے ذریعے ان دونوں کو ذبح کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا پاؤں مبارک ان کے پہلوؤں پر رکھا تھا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بسم اللہ پڑھی تھی' تکبیر کہی تھی' وہ دونوں چتکبرے اور سینگوں والے مینڈھے تھے۔

باب ذَبْحِ الرَّجُلِ اُضْحِيَتَهٗ بِيَدِهٖ

یہ باب ہے کہ آدمی کا اپنے قربانی کے جانور کو اپنے ہاتھ کے ذریعے ذبح کرنا

4430 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ - يَعْنِي ابْنَ زُرَيْعٍ - قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ اَنَّ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهُمْ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَحّٰى بِكَبْشَيْنِ اَقْرَنَيْنِ اَمْلَحَيْنِ يَطَؤُ عَلٰى صِفَاحِهِمَا وَيَذْبَحُهُمَا وَيُسَمِّي وَيُكَبِّرُ .

☆☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چتکبرے' سینگوں والے' دو مینڈھے ذبح کیے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا پاؤں مبارک ان کے پہلوؤں پر رکھا تھا اور انہیں ذبح کر دیا تھا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بسم اللہ پڑھی تھی اور تکبیر کہی تھی۔

باب ذَبْحِ الرَّجُلِ غَيْرَ اُضْحِيَتِهٖ

یہ باب ہے کہ آدمی کا کسی دوسرے کے قربانی کے جانور کو ذبح کرنا

4431 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ

4429-تقدم (الحديث 4427) .

4430-اخرجه مسلم في الاضاحي، باب استحباب الضحية و ذبحها مباشرة بلا توكيل و التسمية و التكبير (الحديث 18م) . تحفة الاشراف (1191) .

4431-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (2626) .

حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحَرَ بَعْضَ بُدْنِهِ بِيَدِهٖ وَنَحَرَ بَعْضَهَا غَيْرُهٗ .

★★ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے حوالے سے امام محمد باقر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کے بعض اونٹ خود نحر کیے تھے اور بعض اونٹ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ دوسرے صاحب (یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ) نے نحر کیے تھے۔

باب نَحْرِ مَا يُذْبَحُ

یہ باب ہے کہ جسے ذبح کیا جاتا ہے اُسے نحر کرنا

4432 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ فَاطِمَةَ عَنْ اَسْمَاءَ قَالَتْ نَحَرْنَا فَرَسًا عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَكَلْنَاهُ . وَقَالَ قُتَيْبَةُ فِيْ حَدِيْثِهٖ فَاَكَلْنَا لَحْمَهٗ . خَالَفَهٗ عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ .

★★ سیدہ اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہما بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں ہم نے ایک گھوڑا نحر کیا اور اُسے کھا لیا۔

قتیبہ کی روایت میں یہ الفاظ ہیں: ہم نے اس کا گوشت کھالیا۔

عبدہ بن سلیمان نے اس سے مختلف روایت نقل کی ہے (جو درج ذیل ہے)۔

4433 - اَخْبَرَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ اٰدَمَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ فَاطِمَةَ عَنْ اَسْمَاءَ قَالَتْ ذَبَحْنَا عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَسًا وَّنَحْنُ بِالْمَدِيْنَةِ فَاَكَلْنَاهُ .

★★ سیدہ اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہما بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں ہم نے گھوڑا ذبح کیا' ہم اس وقت مدینہ منورہ میں موجود تھے پھر ہم نے اُسے کھالیا۔

باب مَنْ ذَبَحَ لِغَيْرِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ

یہ باب ہے کہ جو شخص غیر اللہ کے نام پر ذبح کرتا ہے

4434 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى - وَهُوَ ابْنُ زَكَرِيَّا بْنِ اَبِيْ زَائِدَةَ - عَنِ ابْنِ حَيَّانَ - يَعْنِيْ مَنْصُوْرًا - عَنْ عَامِرِ بْنِ وَاثِلَةَ قَالَ سَاَلَ رَجُلٌ عَلِيًّا هَلْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسِرُّ اِلَيْكَ بِشَيْءٍ دُوْنَ

4432-تقدم (الحديث 4418) .

4433-تقدم (الحديث 4418) .

4434-اخرجه مسلم في الاضاحي، باب تحريم الذبح لغير الله تعالى و لعن فاعله (الحديث 43و 44 و 45) . تحفة الاشراف (10152) .

النَّاسِ فَغَضِبَ عَلِيٌّ حَتَّى احْمَرَّ وَجْهُهُ وَقَالَ مَا كَانَ يُسِرُّ إِلَيَّ شَيْئًا دُونَ النَّاسِ غَيْرَ أَنَّهُ حَدَّثَنِي بِأَرْبَعِ كَلِمَاتٍ وَأَنَا وَهُوَ فِي الْبَيْتِ فَقَالَ "لَعَنَ اللَّهُ مَنْ لَعَنَ وَالِدَهُ وَلَعَنَ اللَّهُ مَنْ ذَبَحَ لِغَيْرِ اللَّهِ وَلَعَنَ اللَّهُ مَنْ آوَى مُحْدِثًا وَلَعَنَ اللَّهُ مَنْ غَيَّرَ مَنَارَ الْأَرْضِ" .

★★ عامر بن واثلہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا: کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو کوئی راز کی بات کہی تھی جو دوسرے لوگوں کو نہ بتائی ہو؟ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ ناراض ہو گئے یہاں تک کہ اُن کا چہرہ مبارک سرخ ہو گیا' انہوں نے فرمایا:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو چھوڑ کر بطور خاص مجھے کوئی راز کی بات نہیں بتائی تھی البتہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے چار کلمات ارشاد فرمائے تھے' میں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت ایک ہی گھر میں موجود تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:

"جو شخص اپنے والد پر لعنت کرتا ہے اللہ تعالیٰ کی اس پر لعنت ہو' جو شخص غیر اللہ کے نام پر ذبح کرتا ہے اللہ تعالیٰ کی اس پر لعنت ہو' جو شخص کسی بدعتی کو پناہ دیتا ہے اللہ تعالیٰ کی اُس پر لعنت ہو اور جو شخص زمین (کی حد بندی) کے نشانات کو تبدیل کر دیتا ہے اُس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو"۔

باب النَّهْيِ عَنِ الْأَكْلِ مِنْ لُحُومِ الْأَضَاحِي بَعْدَ ثَلَاثٍ وَعَنْ إِمْسَاكِهِ

تین دن گزرنے کے بعد قربانی کا گوشت کھانے' یا اُسے سنبھال کر رکھنے کی ممانعت

4435 - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَنْبَأَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى أَنْ تُؤْكَلَ لُحُومُ الْأَضَاحِي بَعْدَ ثَلَاثٍ .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع کیا ہے' تین دن کے بعد قربانی کا گوشت کھایا جائے۔

4436 - أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ غُنْدَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ أَبِي عُبَيْدٍ مَوْلَى ابْنِ عَوْفٍ قَالَ شَهِدْتُ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ كَرَّمَ اللَّهُ وَجْهَهُ فِي يَوْمِ عِيدٍ بَدَأَ بِالصَّلَاةِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ ثُمَّ صَلَّى بِلَا أَذَانٍ وَلَا إِقَامَةٍ ثُمَّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَى أَنْ يُمْسِكَ أَحَدٌ مِنْ نُسُكِهِ شَيْئًا فَوْقَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ .

★★ ابوعبید بیان کرتے ہیں: میں حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ کے ہمراہ عید کی نماز میں شریک ہوا' انہوں نے خطبہ

4435-اخرجه مسلم في الاضاحي، باب بيان ما كان من النهي عن اكل لحوم الاضاحي بعد ثلاث في اول الاسلام و بيان نسخه و اباحته الى متى شاء (الحديث 27) . تحفة الاشراف (6946) .

4436-انفرد به النسائي، و سياتي في الضحايا، النهي عن الاكل من لحوم الاضاحي بعد ثلاث و عن امساكها (الحديث 4437) . تحفة الاشراف (10332) .

دینے سے پہلے نماز ادا کی پھر انہوں نے نماز ادا کی جس سے پہلے نہ اذان دی گئی تھی اور نہ اقامت کہی گئی تھی پھر انہوں نے یہ بات بتائی: میں نے نبی اکرم ﷺ کو اس بات سے منع کرتے ہوئے سنا ہے کوئی بھی شخص قربانی کے جانور کے گوشت کو تین دن سے زیادہ اپنے پاس رکھے۔

4437 - اَخْبَرَنَا اَبُوْ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِىْ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ اَبَا عُبَيْدٍ اَخْبَرَهٗ اَنَّ عَلِىَّ بْنَ اَبِىْ طَالِبٍ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ نَهَاكُمْ اَنْ تَاْكُلُوْا لُحُوْمَ نُسُكِكُمْ فَوْقَ ثَلَاثٍ .

★★ حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے تم لوگوں کو اس بات سے منع کیا ہے تم تین دن سے زیادہ اپنے قربانی کے گوشت کو کھاؤ۔

باب الْاِذْنِ فِىْ ذٰلِكَ

باب: اس بارے میں اجازت (کے بارے میں روایات)

4438 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهٗ - عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنِىْ مَالِكٌ عَنْ اَبِى الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّهٗ اَخْبَرَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ اَكْلِ لُحُوْمِ الضَّحَايَا بَعْدَ ثَلَاثٍ ثُمَّ قَالَ "كُلُوْا وَتَزَوَّدُوْا وَادَّخِرُوْا" .

★★ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے تین دن کے بعد قربانی کا گوشت کھانے سے منع کر دیا تھا پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اب تم اسے کھا بھی لیا کرو اور زادِ راہ کے طور پر ساتھ بھی رکھو اور ذخیرہ بھی کر لیا کرو''۔

4439 - اَخْبَرَنَا عِيْسَى بْنُ حَمَّادٍ زُغْبَةُ قَالَ اَنْبَاَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ خَبَّابٍ - هُوَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ خَبَّابٍ - اَنَّ اَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِىَّ قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ فَقَدَّمَ اِلَيْهِ اَهْلُهٗ لَحْمًا مِّنْ لُحُوْمِ الْاَضَاحِىْ فَقَالَ مَا اَنَا بِاٰكِلِهٖ حَتّٰى اَسْاَلَ . فَانْطَلَقَ اِلٰى اَخِيْهِ لِاُمِّهٖ قَتَادَةَ بْنِ النُّعْمَانِ - وَكَانَ بَدْرِيًّا - فَسَاَلَهٗ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ اِنَّهٗ قَدْ حَدَثَ بَعْدَكَ اَمْرٌ نَقْضًا لِمَا كَانُوْا نُهُوْا عَنْهُ مِنْ اَكْلِ لُحُوْمِ الْاَضَاحِىْ بَعْدَ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ .

★★ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات منقول ہے ایک مرتبہ وہ ایک سفر سے واپس تشریف لائے ان کے اہل خانہ نے قربانی کا گوشت ان کے آگے کیا تو انہوں نے فرمایا: میں تو نہیں کھاؤں گا جب تک میں یہ دریافت نہیں کر لیتا۔

4437-تقدم (الحديث 4418) .

4438-اخرجه مسلم في الاضاحي، باب بيان ما كان من النهي عن اكل لحوم الاضاحي بعد ثلاث في اول الاسلام و بيان نسخه و اباحته الى متى شاء (الحديث 29) . تحفة الاشراف (6936) .

4439-اخرجه البخاري في المغازي، باب . 12 . (الحديث 3997)، و في الاضاحي، باب ما يوكل من لحوم الاضاحي و ما يتزود منها (الحديث 5568) مختصراً . و اخرجه النسائي في الضحايا، الاذن في ذلك (الحديث 444) مطولاً . تحفة الاشراف (11072) .

پھر وہ اپنے والد کی طرف سے شریک بھائی حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کے پاس گئے' جنہیں غزوۂ بدر میں شرکت کرنے کا شرف حاصل تھا۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے ان سے اس کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے بتایا: تمہارے بعد نیا حکم آیا ہے' جو اس حکم کے برخلاف ہے' جس میں لوگوں کو تین دن کے بعد قربانی کا گوشت کھانے سے منع کر دیا گیا تھا۔

4440 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ سَعْدِ بْنِ اِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَتْنِیْ زَيْنَبُ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ لُحُوْمِ الْاَضَاحِيْ فَوْقَ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ فَقَدِمَ قَتَادَةُ بْنُ النُّعْمَانِ - وَكَانَ اَخَا اَبِیْ سَعِيْدٍ لِاُمِّهٖ وَكَانَ بَدْرِيًّا - فَقَدَّمُوْا اِلَيْهِ فَقَالَ اَلَيْسَ قَدْ نَهٰى عَنْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَبُوْ سَعِيْدٍ اِنَّهٗ قَدْ حَدَثَ فِيْهِ اَمْرٌ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَانَا اَنْ نَاْكُلَهٗ فَوْقَ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ ثُمَّ رَخَّصَ لَنَا اَنْ نَاْكُلَهٗ وَنَدَّخِرَهٗ .

★★ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت کھانے سے منع کر دیا۔

تو حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ آئے' وہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے والدہ کی طرف سے شریک بھائی تھے اور انہیں غزوۂ بدر میں شرکت کا شرف حاصل تھا' لوگوں نے ان کے سامنے قربانی کا گوشت پیش کیا تو انہوں نے فرمایا:

کیا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع نہیں کر دیا' تو حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بتایا: اس بارے میں نیا حکم آیا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے ہمیں تین دن سے زیادہ اسے کھانے سے منع کیا تھا' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس بات کی اجازت عطاء کی ہے' ہم (تین دن کے بعد بھی) اسے کھا سکتے ہیں اور ذخیرہ بھی کر سکتے ہیں۔

4441 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ - وَهُوَ النُّفَيْلِيُّ - قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ ح وَاَنْبَاَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْدَانَ بْنِ عِيْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ اَعْيَنَ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا زُبَيْدُ بْنُ الْحَارِثِ عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِنِّیْ كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ ثَلَاثٍ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْهَا وَلْتَزِدْكُمْ زِيَارَتُهَا خَيْرًا وَّنَهَيْتُكُمْ عَنْ لُحُوْمِ الْاَضَاحِيْ بَعْدَ ثَلَاثٍ فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَمْسِكُوْا مَا شِئْتُمْ وَنَهَيْتُكُمْ عَنِ الْاَشْرِبَةِ فِی الْاَوْعِيَةِ فَاشْرَبُوْا فِیْ اَیِّ وِعَاءٍ شِئْتُمْ وَلَا تَشْرَبُوْا مُسْكِرًا" . وَلَمْ يَذْكُرْ مُحَمَّدٌ "وَاَمْسِكُوْا" .

★★ ابن بریدہ رضی اللہ عنہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''پہلے میں نے تمہیں تین چیزوں سے منع کیا تھا' قبروں کی زیارت کرنے سے' اب تم ان کی زیارت کیا کرو' کیونکہ ان کی زیارت کرنا' تمہارے لیے بھلائی میں اضافے کا باعث بنے گا' میں نے تمہیں تین دن کے بعد قربانی کا گوشت کھانے سے منع کیا تھا' اب تم اسے کھا بھی لیا کرو اور اپنے پاس بھی' جب تک چاہے رکھو' اور میں نے تمہیں مخصوص برتنوں میں مشروب پینے سے منع کیا

4440-تقدم (الحديث 4439) .

4441-تقدم (الحديث 2031) .

تھا اب تم جس بھی برتن میں چاہو مشروب پی سکتے ہو تاہم کوئی ایسی چیز نہ پینا جو نشہ آور ہو"۔

محمد نامی راوی نے الفاظ "تم اسے روک کر رکھو" نقل نہیں کیے ہیں۔

4442 - اَخْبَرَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيْمِ الْعَنْبَرِيُّ عَنِ الْاَحْوَصِ بْنِ جَوَّابٍ عَنْ عَمَّارِ بْنِ رُزَيْقٍ عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ عَدِيٍّ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِنِّیْ كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ لُحُوْمِ الْاَضَاحِیْ بَعْدَ ثَلَاثٍ وَّعَنِ النَّبِيْذِ اِلَّا فِیْ سِقَاءٍ وَّعَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ فَكُلُوْا مِنْ لُحُوْمِ الْاَضَاحِیْ مَا بَدَا لَكُمْ وَتَزَوَّدُوْا وَادَّخِرُوْا وَمَنْ اَرَادَ زِيَارَةَ الْقُبُوْرِ فَاِنَّهَا تُذَكِّرُ الْاٰخِرَةَ وَاشْرَبُوْا وَاتَّقُوْا كُلَّ مُسْكِرٍ"۔

★★ ابن بریدہ رضی اللہ عنہ اپنے والد کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"میں نے تمہیں تین دن کے بعد قربانی کا گوشت کھانے سے منع کیا تھا' مشکیزے کے علاوہ کسی اور چیز میں نبیذ تیار کرنے سے منع کیا تھا اور قبروں کی زیارت کرنے سے منع کیا تھا' تو اب جب تک تمہیں مناسب محسوس ہو قربانی کا گوشت کھاؤ' اسے زادِراہ کے طور پر ساتھ رکھو' اسے ذخیرہ کرو' جو شخص قبروں کی زیارت کرنا چاہتا ہو (وہ ان کی زیارت کرے) کیونکہ یہ چیز آخرت کی یاد دلاتی ہے' اور تم (جو چاہو) پیو' لیکن نشہ آور چیز سے بچنا"۔

باب الْاِدِّخَارِ مِنَ الْاَضَاحِیْ

یہ باب قربانی کا گوشت ذخیرہ کرنے میں ہے

4443 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ مَالِكٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِیْ بَكْرٍ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دَفَّتْ دَافَّةٌ مِّنْ اَهْلِ الْبَادِيَةِ حَضْرَةَ الْاَضْحٰى فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "كُلُوْا وَادَّخِرُوْا ثَلَاثًا" - فَلَمَّا كَانَ بَعْدَ ذٰلِكَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ النَّاسَ كَانُوْا يَنْتَفِعُوْنَ مِنْ اَضَاحِيِّهِمْ يَجْمِلُوْنَ مِنْهَا الْوَدَكَ وَيَتَّخِذُوْنَ مِنْهَا الْاَسْقِيَةَ - قَالَ "وَمَا ذَاكَ" - قَالَ الَّذِیْ نَهَيْتَ مِنْ اِمْسَاكِ لُحُوْمِ الْاَضَاحِیْ -

قَالَ "اِنَّمَا نَهَيْتُ لِلدَّافَّةِ الَّتِیْ دَفَّتْ كُلُوْا وَادَّخِرُوْا وَتَصَدَّقُوْا"۔

★★ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ایک مرتبہ عیدالاضحیٰ کے موقع پر دیہاتی لوگ مدینہ منورہ آ گئے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"تم لوگ (قربانی کا گوشت) کھاؤ اور تین دن کے لیے ذخیرہ کرو"۔

اس کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لوگوں نے عرض کی: یارسول اللہ! پہلے لوگ اپنے قربانی کے جانوروں کے ذریعے

4442-انفرد به النسائی، و سیاتی (الحدیث 5667) . تحفة الاشراف (1976) .

4443-اخرجه مسلم فی الاضاحی، باب بیان ما کان من النهی عن اکل لحوم الاضاحی بعد ثلاث فی اول الاسلام و بیان نسخه و اباحته الی متی شاء (الحدیث 28) . و اخرجه ابو داؤد فی الاضاحی، باب فی حبس لحوم الاضاحی (الحدیث 2812) . تحفة الاشراف (17901) .

نفع حاصل کیا کرتے تھے' وہ ان کی چربی بنالیا کرتے تھے' وہ ان کے مشکیزے بنالیا کرتے تھے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:
''اب کیا ہوا ہے؟''
اس شخص نے عرض کی: آپ ﷺ نے تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت رکھنے سے منع کر دیا ہے' تو آپ ﷺ نے فرمایا:
''میں نے تو اس عارضی صورت حال کی وجہ سے منع کیا تھا' جو پیش آئی تھی اب تم اسے کھا بھی لو اور ذخیرہ بھی کرو اور صدقہ وخیرات بھی کرو''۔

4444 - اَخْبَرَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَابِسٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى عَائِشَةَ فَقُلْتُ اَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهٰى عَنْ لُحُوْمِ الْاَضَاحِيْ بَعْدَ ثَلَاثٍ قَالَتْ نَعَمْ اَصَابَ النَّاسَ شِدَّةٌ فَاَحَبَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّطْعِمَ الْغَنِيُّ الْفَقِيْرَ ثُمَّ قَالَ لَقَدْ رَاَيْتُ اٰلَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْكُلُوْنَ الْكُرَاعَ بَعْدَ خَمْسَ عَشْرَةَ قُلْتُ مِمَّ ذَاكَ فَضَحِكَتْ فَقَالَتْ مَا شَبِعَ اٰلُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ خُبْزٍ مَّاْدُوْمٍ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ حَتّٰى لَحِقَ بِاللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ .

★★ عبدالرحمٰن بن عابس اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں سیدہ عائشہ ؓ کی خدمت میں حاضر ہوا' میں نے گزارش کی: کیا نبی اکرم ﷺ نے تین دن کے بعد قربانی کا گوشت استعمال کرنے سے منع کیا تھا؟ تو سیدہ عائشہ ؓ نے جواب دیا: جی ہاں! ایک مرتبہ لوگوں کو تنگ دستی نے گھیر لیا' تو نبی اکرم ﷺ نے اس بات کو پسند کیا' خوشحال لوگ غریبوں کو کھانا کھلائیں۔
پھر انہوں نے کہا' میں نے دیکھا ہے' حضرت محمد ﷺ کے گھر والے پندرہ دن کے بعد بھی پائے کھا رہے ہوتے تھے۔
(راوی کہتے ہیں:) میں نے دریافت کیا' وہ کہاں سے؟ تو سیدہ عائشہ ؓ مسکرا دیں' انہوں نے فرمایا: حضرت محمد ﷺ کے گھر والوں نے کبھی بھی' مسلسل تین دنوں تک روٹی اور سالن سیر ہو کر نہیں کھایا' یہاں تک کہ نبی اکرم ﷺ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہو گئے۔

4445 - اَخْبَرَنَا يُوْسُفُ بْنُ عِيْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ - وَهُوَ ابْنُ زِيَادِ بْنِ اَبِي الْجَعْدِ - عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَابِسٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ سَاَلْتُ عَائِشَةَ عَنْ لُحُوْمِ الْاَضَاحِيْ قَالَتْ كُنَّا نَخْبَاُ الْكُرَاعَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهْرًا ثُمَّ يَاْكُلُهُ .

★★ عبدالرحمٰن بن عابس اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے سیدہ عائشہ صدیقہ ؓ سے قربانی کے گوشت کے بارے میں دریافت کیا' تو انہوں نے فرمایا: ہم نبی اکرم ﷺ کے لیے ایک مہینے تک پائے سنبھال کر رکھتے تھے' پھر

4444-اخرجه البخاري في الاطعمة، باب ما كان السلف يدخرون في بيوتهم و اسفارهم من الطعام و اللحم وغيره (الحديث 5423) بنحوه . واخرجه الترمذي في الاضاحي، باب ما جاء في الرخصة في اكلها بعد ثلاث (الحديث 1511) مختصراً . واخرجه النسائي في الضحايا، الادخار من الاضاحي (الحديث 4445) مختصراً . واخرجه ابن ماجه في الاضاحي، باب ادخار لحوم الاضاحي (الحديث 3159) مختصراً، و في الاطعمة، باب القديد (الحديث 3313) مختصراً . و الحديث عند: البخاري في الاطعمة، باب القديد (الحديث 5438)، و في الايمان و النذور، باب اذا حلف ان لا ياتدم فاكل تمرًا بخبز (الحديث 6687) ومسلم في الزهد و الرقائق، (الحديث 23) . تحفة الاشراف (16165) .
4445-تقدم (الحديث 4444) .

آپ ﷺ انہیں کھالیا کرتے تھے۔

4446 - اَخْبَرَنَا سُوَیْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنِ ابْنِ سِیْرِیْنَ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اِمْسَاكِ الْاُضْحِیَةِ فَوْقَ ثَلَاثَةِ اَیَّامٍ ثُمَّ قَالَ "کُلُوْا وَاَطْعِمُوْا"۔

☆☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت اپنے پاس رکھنے سے منع کیا تھا' پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اب تم اسے کھا بھی لو اور دوسروں کو بھی کھلاؤ۔

شرح

ابتداء اسلام میں لوگوں کو گوشت کی زیادہ ضرورت تھی اور ایسے لوگوں کی تعداد زیادہ ہوتی تھی جو خود قربانی نہیں کر سکتے تھے اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا کہ قربانی کا گوشت تین دن کے بعد جمع کر کے نہ رکھ بلکہ دوسرے لوگوں کو کھانے کے لئے صدقہ کر دیا کرو، پھر بعد میں جب گوشت کی زیادہ ضرورت نہ رہی اور سب ہی لوگوں کو قربانی کی کی استطاعت حاصل ہوگئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دے دی کہ قربانی کا گوشت تین دن کے بعد بھی جمع کر کے رکھا جا سکتا ہے۔ شمنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مالک کو نفل تمتع اور قران کی ہدی اور قربانی کا گوشت کھانا جائز ہے، ان کے علاوہ دوسرے قسم کی ہدی کا گوشت درست نہیں کیونکہ وہ کفارہ اور جنایت کی ہوگی۔

باب ذَبَائِحِ الْیَهُوْدِ

باب: یہودیوں کے ذبیحہ (کا حکم)

4447 - اَخْبَرَنَا یَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ قَالَ حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ سَعِیْدٍ عَنْ سُلَیْمَانَ بْنِ مُغِیْرَةَ قَالَ حَدَّثَنَا حُمَیْدُ بْنُ هِلَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُغَفَّلٍ قَالَ دُلِّیَ جِرَابٌ مِّنْ شَحْمٍ یَوْمَ خَیْبَرَ فَالْتَزَمْتُهُ قُلْتُ لَا اُعْطِی اَحَدًا مِّنْهُ شَیْئًا فَالْتَفَتُّ فَاِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَتَبَسَّمُ ۔

☆☆ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: غزوۂ خیبر کے دن میرے ہاتھ ایک بوری لگی' جس میں چربی بھری ہوئی تھی' تو میں نے اُسے پکڑ لیا' میں نے کہا: میں اس میں سے کسی کو کچھ نہیں دوں گا' جب میں نے مڑ کر دیکھا تو نبی اکرم ﷺ وہاں موجود تھے اور مسکرا رہے تھے۔

شرح

اہل کتاب کا ذبیحہ حلال ہے، مگر اس میں چند اُمور کا لحوظ رکھنا ضروری ہے۔

4446-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (4295) .

4447-اخرجه البخاري في فرض الخمس، باب ما يصيب من الطعام في ارض الحرب (الحديث 3153) بنحوه، و في المغازي، باب غزوة خيبر (الحديث 4214) بنحوه، و في الذبائح و الصيد، باب ذبائح اهل الكتاب و شحومها من اهل الحرب و غيرهم (الحديث 5508) بنحوه . واخرجه مسلم في الجهاد والسير، باب جواز الاكل من طعام الغنيمة في دار الحرب (الحديث 72 و 73) بنحوه . واخرجه ابو داؤد في الجهاد، باب في اباحة الطعام في ارض العدو (الحديث 2702) . تحفة الاشراف (9656) .

اوّل: ذبح کرنے والا واقعتاً صحیح اہلِ کتاب بھی ہو، بہت سے لوگ ایسے ہیں جو قومی حیثیت سے یہودی یا عیسائی کہلاتے ہیں، مگر عقیدۃً دہریئے ہیں اور وہ کسی دین و مذہب کے قائل نہیں، ایسے لوگ شرعاً اہلِ کتاب نہیں، اور ان کا ذبیحہ بھی حلال نہیں۔

دوم: بعض لوگ پہلے مسلمان کہلاتے تھے، پھر یہودی یا عیسائی بن گئے، یہ لوگ بھی اہلِ کتاب نہیں بلکہ شرعاً مرتد ہیں، اور مرتد کا ذبیحہ مردار ہے۔

سوم: یہ بھی ضروری ہے کہ ذبح کرنے والے نے اللہ تعالیٰ کا نام لے کر (بسم اللہ کے ساتھ) ذبح کیا ہو، اس کے بغیر بھی حلال نہیں، چہ جائیکہ کسی کتابی کا۔

چہارم: ذبح کرنے والے نے اپنے ہاتھ سے ذبح کیا ہو، آج کل مغربی ممالک میں مشین سے جانور کاٹے جاتے ہیں اور ساتھ میں بسم اللہ اللہ اکبر کی ٹیپ لگادی جاتی ہے، گویا بسم اللہ کہنے کا کام آدمی کے بجائے ٹیپ کرتی ہے، اور ذبح کا کام آدمی کے بجائے مشین کرتی ہے، ایسے جانور حلال نہیں بلکہ مردار کے حکم میں ہیں۔

یہودی کا ذبیحہ جائز ہونے کی شرائط

یہودی اگر موسیٰ علیہ السلام پر ایمان رکھتا ہو اور اپنی کتاب کو مانتا ہو تو وہ اہلِ کتاب ہے، اس کا ذبیحہ جائز ہے، بشرطیکہ اللہ کے نام سے ذبح کرے۔

اہل کتاب کے ذبیحہ کی حلت میں تحقیقی بیان

حلال وحرام کے بیان کے بعد بطور خلاصہ فرمایا کہ کل ستھری چیزیں حلال ہیں، پھر یہود ونصاریٰ کے ذبح کیے ہوئے جانوروں کی حلت بیان فرمائی۔

حضرت ابن عباس، ابوامامہ، مجاہد، سعید بن جبیر، عکرمہ، عطاء، حسن، مکحول، ابراہیم نخعی، سدی، مقاتل بن حیان یہ سب یہی کہتے ہیں کہ طعام سے مراد ان کا اپنے ہاتھ سے ذبح کیا ہوا جانور ہے، جس کا کھانا مسلمانوں کو حلال ہے، علماء اسلام کا اس پر مکمل اتفاق ہے کہ ان کا ذبیحہ ہمارے لئے حلال ہے، کیونکہ وہ بھی غیر اللہ کے لئے ذبح کرنا ناجائز جانتے ہیں اور ذبح کرتے وقت اللہ کے سوا دوسرے کا نام نہیں لیتے گو ان کے عقیدے ذات باری کی نسبت یکسر اور سراسر باطل ہیں، جن سے اللہ تعالیٰ بلند و بالا اور پاک ومنزہ ہے۔ صحیح حدیث میں حضرت عبداللہ بن مغفل کا بیان ہے کہ جنگ خیبر میں مجھے چربی کی بھری ہوئی ایک مشک مل گئی، میں نے اسے قبضہ میں کیا اور کہا اس میں سے تو آج میں کسی کو بھی حصہ نہ دونگا، اب جو ادھر ادھر نگاہ پھرائی تو دیکھتا ہوں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس ہی کھڑے ہوئے تبسم فرمارہے ہیں۔

اس حدیث سے یہ بھی استدلال کیا گیا ہے کہ مال غنیمت میں سے کھانے پینے کی ضروری چیزیں تقسیم سے پہلے بھی لے لینی جائز ہیں اور یہ استدلال اس حدیث سے صاف ظاہر ہے، تینوں مذہب کے فقہاء نے مالکیوں پر اپنی سند پیش کی ہے اور کہا ہے کہ تم جو کہتے ہو کہ اہل کتاب کا وہی کھانا ہم پر حلال ہے جو خود ان کے ہاں بھی حلال ہو یہ غلط ہے کیونکہ چربی کو یہودی حرام جانتے ہیں

لیکن مسلمان کے لئے حلال ہے لیکن یہ ایک شخص کا انفرادی واقعہ ہے۔ البتہ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ یہ وہ چربی ہو جسے خود یہودی بھی حلال جانتے تھے یعنی پشت کی چربی انتڑیوں سے لگی ہوئی چربی اور ہڈی سے ملی ہوئی چربی، اس سے بھی زیادہ دلالت والی تو وہ روایت ہے جس میں ہے کہ خیبر والوں نے سالم بھنی ہوئی ایک بکری حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تحفہ میں دی جس کے شانے کے گوشت کو انہوں نے زہر آلود کر رکھا تھا کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو شانے کا گوشت پسند ہے، چنانچہ آپ نے اس کا یہی گوشت لے کر منہ میں رکھ کر دانتوں سے توڑا تو فرمان باری سے اس شانے نے کہا، مجھ میں زہر ملا ہوا ہے،

آپ نے اسی وقت اسے تھوک دیا اور اس کا اثر آپ کے سامنے کے دانتوں وغیرہ میں رہ گیا، آپ کے ساتھ حضرت بشر بن براء بن معرور بھی تھے، جو اسی کے اثر سے راہی بقا ہوئے، جن کے قصاص میں زہر ملانے والی عورت کو بھی قتل کیا گیا، جس کا نام زینب تھا، وجہ دلالت یہ ہے کہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مع اپنے ساتھیوں کے اس گوشت کے کھانے کا پختہ ارادہ کر لیا اور یہ نہ پوچھا کہ اس کی جس چربی کو تم حلال جانتے ہو اسے نکال بھی ڈالا ہے یا نہیں؟ اور حدیث میں ہے کہ ایک یہودی نے آپ کی دعوت میں جو کی روٹی اور پرانی سوکھی چربی پیش کی تھی، حضرت مکحول فرماتے ہیں جس چیز پر نام رب نہ لیا جائے اس کا کھانا حرام کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر رحم فرما کر منسوخ کر کے اہل کتاب کے ذبح کئے جانور حلال کر دئے یہ یاد رہے کہ اہل کتاب کا ذبیحہ حلال ہونے سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ جس جانور پر بھی نام الٰہی نہ لیا جائے وہ حلال ہو؟ اس لئے کہ وہ اپنے ذبیحوں پر اللہ کا نام لیتے تھے بلکہ جس گوشت کو کھاتے تھے اسے ذبیحہ پر موقوف نہ رکھتے تھے بلکہ مردہ جانور بھی کھا لیتے تھے لیکن سامرہ اور صابیہ اور ابراہیم وشیث وغیرہ پیغمبروں کے دین کے مدعی اس سے مستثنیٰ تھے، جیسے کہ علماء کے دو اقوال میں سے ایک قول ہے اور عرب کے نصرانی جیسے بنو تغلب، تنوخ، بہرا، جذام لخم، عاملہ کے ایسے اور بھی ہیں کہ جمہور کے نزدیک ان کے ہاتھ کا کیا ہوا ذبیحہ نہیں کھایا جائے گا۔ حضرت علی فرماتے ہیں قبیلہ بنو تغلب کے ہاتھ کا ذبح کیا ہوا جانور نہ کھاؤ، اس لئے کہ انہوں نے تو نصرانیت سے سوائے شراب نوشی کے اور کوئی چیز نہیں لی، ہاں سعید بن مسیب اور حسن بنو تغلب کے نصاریٰ کے ہاتھوں ذبح کئے ہوئے جانور کے کھا لینے میں کوئی حرج نہیں جانتے تھے،

باب ذَبِيحَةِ مَنْ لَمْ يُعْرَفْ

یہ باب ہے کہ جس شخص کے بارے میں آدمی کو علم نہ ہو اُس کے ذبیحہ کا حکم

4448 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ نَاسًا مِّنَ الْاَعْرَابِ كَانُوْا يَاْتُوْنَا بِلَحْمٍ وَّلَا نَدْرِىْ اَذَكَرُوْا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ اَمْ لَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اذْكُرُوْا اسْمَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ عَلَيْهِ وَكُلُوْا" .

★★ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: دیہاتی لوگ ہمارے پاس گوشت لایا کرتے تھے ہمیں اس بات کا علم نہیں ہوتا تھا کہ انہوں نے ذبح کے وقت اس پر اللہ کا نام لیا ہے یا نہیں لیا ہے؟ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

4448- انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (17256) .

''تم اس پر اللہ کا نام لے کر اسے کھالو''۔

باب تَأْوِيْلِ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ (وَلَا تَأْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ)

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی وضاحت ''اور جس پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو تم اس میں سے نہ کھاؤ''

4449 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنِيْ هَارُوْنُ بْنُ اَبِيْ وَكِيْعٍ - وَهُوَ هَارُوْنُ بْنُ عَنْتَرَةَ - عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِيْ قَوْلِهٖ عَزَّ وَجَلَّ (وَلَا تَأْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ) قَالَ خَاصَمَهُمُ الْمُشْرِكُوْنَ فَقَالُوْا مَا ذَبَحَ اللّٰهُ فَلَا تَأْكُلُوْهُ وَمَا ذَبَحْتُمْ اَنْتُمْ اَكَلْتُمُوْهُ .

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما' اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں بیان کرتے ہیں:

''اور جس جانور پر ذبح کے وقت اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو' تم اُسے نہ کھاؤ''۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: مشرکین نے مسلمانوں کے ساتھ یہ بحث چھیڑ دی تھی' انہوں نے یہ کہا تھا کہ جسے اللہ تعالیٰ ذبح کر دیتا ہے (یعنی مار دیتا ہے) اُسے تم نہیں کھاتے ہو' جسے تم خود ذبح کر لیتے ہو' اُسے کھا لیتے ہو۔

شرح

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور اس ذبیحہ کو نہ کھاؤ جس پر اللہ کا نام نہیں لیا گیا بیشک اس کو کھانا گناہ ہے بیشک شیطان اپنے دوستوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتے رہتے ہیں تا کہ وہ تم سے بحث کریں اور اگر تم نے ان کی اطاعت کی تو تم مشرک ہو جاؤ گے۔

(الانعام: ۱۲۱)

جس ذبیحہ پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو اس کے متعلق مذاہب فقہاء

جس ذبیحہ پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو اس کے متعلق فقہاء مذاہب کے مختلف آراء ہیں۔ امام شافعی کے نزدیک مسلمان نے جس جانور کو ذبح کیا ہو اس کا کھانا حلال ہے۔ خواہ اس نے عمداً بسم اللہ نہ پڑھی ہو یا نسیاناً۔

(تفسیر کبیر ج ۵ ص ۱۳۰ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۴۱۵ھ)

امام احمد کے نزدیک اگر بھولے سے بسم اللہ نہیں پڑھی تو ذبیحہ حلال ہے اور اگر عمداً بسم اللہ کو ترک کر دیا ہے تو اس میں ان کے دو قول ہیں۔ (زاد المسیر ج ۳ ص ۱۱۵ طبع بیروت ۱۴۰۷ھ)

امام مالک اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک اگر عمداً بسم اللہ کو ترک کر دیا تو وہ ذبیحہ حرام ہے اور نسیاناً بسم اللہ کو ترک کر دیا تو پھر وہ ذبیحہ حلال ہے۔ (بدایۃ المجتہد ج ۱ ص ۳۲۸ مطبوعہ دار الفکر بیروت)

امام ابوحنیفہ کے مذہب پر دلائل کا بیان

امام ابوبکر احمد بن علی رازی جصاص حنفی متوفی ۳۷۰ھ اس پر دلیل قائم کرتے ہیں کہ عمداً بسم اللہ ترک کرنے سے ذبیحہ حرام

4449-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (6325) .

ہوجاتا ہے۔وہ لکھتے ہیں:

اس آیت کا ظاہر یہ تقاضا کرتا ہے کہ جس ذبیحہ پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو وہ حرام ہے۔خواہ عمداً نام نہ لیا ہو یا نسیاناً۔لیکن احادیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ نسیاناً بسم اللہ کو ترک کرنا موجب حرمت نہیں ہے۔اس لیے ہم نے کہا یہاں نسیان مراد نہیں ہے اب اگر بسم اللہ کو عمداً ترک کرنا بھی جائز ہو تو اس آیت پر بالکل عمل نہیں ہوگا۔نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

(آیت) واذكروا اسم الله عليه ۔ (المائدہ:۴)

ترجمہ: شکار پر (سدھائے ہوئے کتے کو چھوڑتے وقت) اللہ کا نام لو۔

اور امر وجوب کا تقاضا کرتا ہے اس لیے شکار پر شکاری جانور چھوڑتے وقت بسم اللہ پڑھنا واجب ہے اور سنت سے بھی اس پر دلیل ہے۔حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے شکاری کتے کے متعلق سوال کیا؟ آپ نے فرمایا جب تم اپنا سدھایا ہوا کتا چھوڑو اور اس پر بسم اللہ پڑھو تو اس کو کھالو بشرطیکہ اس نے تمہارے لیے شکار کو (کھانے سے) روک رکھا ہو اور جب تم اس کے سوا دوسرا کتا دیکھو جس نے ہلاک کیا ہو تو اس کو نہ کھاؤ کیونکہ تم نے اپنے کتے پر بسم اللہ پڑھی ہے اور دوسرے کتے پر بسم اللہ نہیں پڑھی۔اس آیت اور اس حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ذبیحہ پر بھی بسم اللہ پڑھنا واجب ہے اور اس کو عمداً ترک کرنا جائز نہیں ہے۔(احکام القرآن ج ۳ ص ۷-۶ ملخصاً مطبوعہ لاہور)

اور اگر بھولے سے بسم اللہ نہ پڑھی جائے تو ذبیحہ کے حلال ہونے پر یہ حدیث دلالت کرتی ہے:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ مسلمانوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ کچھ لوگ ہمارے پاس گوشت لے کر آتے ہیں ہمیں پتا نہیں کہ انہوں نے ذبح کے وقت اللہ کا نام لیا ہے یا نہیں! آپ نے فرمایا تم اس پر بسم اللہ پڑھ کر کھالو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اس وقت لوگ نئے نئے کفر سے نکلے تھے۔(صحیح البخاری ج ۶ رقم الحدیث: ۵۵۰۷ سنن النسائی ج ۷ رقم الحدیث: ۴۴۴۸ سنن ابن ماجہ ج ۲ رقم الحدیث: ۳۱۷۴ مصنف عبدالرزاق ج ۴ رقم الحدیث: ۸۷۹۵ کنز العمال ج ۶ رقم الحدیث: ۱۵۵۹۸ سنن دارقطنی ج ۴ رقم الحدیث: ۴۷۶۳)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان کے لیے اللہ کا نام کافی ہے۔اگر وہ ذبح کے وقت اللہ کا نام لینا بھول گیا تو وہ کھانے کے وقت بسم اللہ پڑھ کر کھالے۔(اس حدیث کی سند حسن ہے)

(سنن دارقطنی ج ۴ رقم الحدیث: ۴۷۶۲ سنن کبریٰ للبیہقی ج ۹ ص ۲۴۰)

حلال کو حرام کرنے یا حرام کو حلال کرنے کا شرعی حکم

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا بے شک شیطان اپنے دوستوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتے رہتے ہیں تاکہ وہ تم سے بحث کریں۔

اس وسوسہ کا بیان اس حدیث میں ہے۔امام ابن ماجہ متوفی ۲۷۳ھ روایت کرتے ہیں: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔مشرکین یہ کہتے تھے کہ جس پر اللہ کا نام لیا جائے اس کو نہ کھاؤ اور جس پر اللہ کا نام نہ لیا جائے اس کو

کھالو۔ (سنن ابن ماجہ ج ۲ رقم الحدیث: ۳۱۷۳ سنن ابوداؤد ج ۳ رقم الحدیث ۲۸۱۸)

اور وہ بحث یہ کرتے تھے کہ یہ کیا بات ہے جس کو اللہ نے مارا ہے اس کو تم نہیں کھاتے اور جس کو تم نے قتل کیا ہے اس کو کھا لیتے ہو۔ اس کے بعد فرمایا اگر تم نے ان کی اطاعت کی تو تم مشرک ہو جاؤ گے۔

یہ آیت اس پر دلالت کرتی ہے کہ جس نے اللہ تعالیٰ کے کسی بھی حلال کیے ہوئے کو حرام کیا یا اس کے حرام کیے ہوئے کو حلال کیا تو وہ مشرک ہو جائے گا۔ البتہ یہ ضروری ہے کہ وہ حلال کو حرام اور حرام کو حلال اعتقاد کرے۔ تب وہ کافر اور مشرک ہوگا اور اگر وہ اللہ کے حرام کیے ہوئے کاموں کو اپنی نفسانی خواہش سے کرتا ہو لیکن وہ ان کاموں کو حرام ہی جانتا ہو تو وہ فاسق اور مرتکب معصیت کبیرہ ہوگا کافر اور مشرک نہیں ہوگا۔

باب النَّهْيِ عَنِ الْمُجَثَّمَةِ

یہ باب ہے کہ مجثمہ (کسی جانور کو باندھ کر اس پر نشانہ بازی کرنے) کی ممانعت

4450 – اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ عَنْ بَحِيرٍ عَنْ خَالِدٍ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ عَنْ اَبِيْ ثَعْلَبَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا تَحِلُّ الْمُجَثَّمَةُ" .

★★ حضرت ابوثعلبہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''مجثمہ جائز نہیں ہے''۔

4451 – اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ اَنَسٍ عَلَى الْحَكَمِ - يَعْنِىْ ابْنَ اَيُّوْبَ - فَاِذَا اُنَاسٌ يَرْمُوْنَ دَجَاجَةً فِىْ دَارِ الْاَمِيْرِ فَقَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ تُصْبَرَ الْبَهَائِمُ .

★★ ہشام بن زید بیان کرتے ہیں: میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ساتھ حکم بن ایوب کے پاس حاضر ہوا تو وہاں کچھ لوگ امیر کے گھر میں ایک مرغی کو باندھ کر اس پر تیر اندازی کر رہے تھے تو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بتایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع کیا ہے' کہ جانوروں کو باندھ کر (ان پر نشانہ بازی کی جائے)۔

4452 – اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زُنْبُوْرٍ الْمَكِّيُّ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ يَزِيْدَ - وَهُوَ ابْنُ الْهَادِ - عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى اُنَاسٍ وَهُمْ

4450-تقدم (الحديث 4337) .

4451-اخرجه البخاري في الاذبائح و الصيد، باب ما يكره من المثلة و المصبورة والمجثمة (الحديث 5513) . واخرجه مسلم في الصيد و الذبائح، باب النهي عن صبر البهائم (الحديث 58) . و اخرجه ابو داؤد في الاضاحي، باب في النهي عن تصبر البهائم و الرفق بالذبيحة (الحديث 2816) . واخرجه ابن ماجه في الذبائح، باب النهي عن صبر البهائم و عن المثلة (الحديث 3186) مختصراً . تحفة الاشراف (1630) .

4452-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (5229) .

يَرْمُوْنَ كَبْشًا بِالنَّبْلِ فَكَرِهَ ذٰلِكَ وَقَالَ "لَا تَمْثُلُوْا بِالْبَهَائِمِ".

★★ حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ کچھ افراد کے پاس سے گزرے' جو ایک مینڈھے کو باندھ کر اس پر تیر اندازی (یعنی نشانے بازی) کر رہے تھے' تو نبی اکرم ﷺ نے اس بات کو ناپسند کیا' آپ ﷺ نے فرمایا:

''تم جانوروں کا مثلہ نہ کرو''۔

4453 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ اَبِيْ بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اتَّخَذَ شَيْئًا فِيْهِ الرُّوْحُ غَرَضًا.

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے اس شخص پر لعنت کی ہے' جو کسی ذی روح چیز کو نشانہ بناتا ہے (یعنی اس پر نشانے بازی کرتا ہے)۔

4454 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنِي الْمِنْهَالُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ مَثَّلَ بِالْحَيَوَانِ".

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو سنا آپ ﷺ نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ اُس شخص پر لعنت کرے' جو جانوروں کا مثلہ کرتا ہے''۔

4455 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا تَتَّخِذُوْا شَيْئًا فِيْهِ الرُّوْحُ غَرَضًا".

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جس چیز میں روح موجود ہوتی ہے' تم ایسی کسی بھی چیز کو نشانہ نہ بناؤ''۔

4456 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ الْكُوْفِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ هَاشِمٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ صَالِحٍ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا تَتَّخِذُوْا شَيْئًا فِيْهِ الرُّوْحُ

4453-اخرجه البخاري في الذبائح و الصيد، باب ما يكره من المثلة و المصبورة و المجثمة (الحديث 5515) بمعناه مطولاً . و اخرجه مسلم في الصيد و الذبائح، باب النهي عن صبر البهائم (الحديث 59) مطولاً واخرجه النسائي في الضحايا، النهي عن المجثمة (الحديث 4454) بمعناه . تحفة الاشراف (7054) .

4454-تقدم (الحديث 4453) .

4455-اخرجه البخاري في الذبائح و الصيد، باب ما يكره من المثلة و المجثمة (الحديث 5515م) تعليقاً، بمعناه . واخرجه مسلم في الصيد و الذبائح، باب النهي عن صبر البهائم (الحديث 58م) واخرجه النسائي في الضحايا، النهي عن المجثمة (الحديث 4456) . تحفة الاشراف (5559) .

4456-تقدم (الحديث 4455) .

غَرَضًا".

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''تم ایسی کسی بھی چیز کو نشانہ نہ بناؤ' جس میں روح موجود ہوتی ہے''۔

باب مَنْ قَتَلَ عُصْفُوْرًا بِغَيْرِ حَقِّهَا

یہ باب ہے کہ جو شخص ناحق طور پر کسی چڑیا کو مار دے

4457 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ صُهَيْبٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو يَرْفَعُهُ قَالَ "مَنْ قَتَلَ عُصْفُوْرًا فَمَا فَوْقَهَا بِغَيْرِ حَقِّهَا سَاَلَ اللّٰهُ عَزَّ جَلَّ عَنْهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ". قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَمَا حَقُّهَا قَالَ "حَقُّهَا اَنْ تَذْبَحَهَا فَتَاْكُلَهَا وَلَا تَقْطَعُ رَاْسَهَا فَيُرْمٰى بِهَا".

★★ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ مرفوع حدیث کے طور پر یہ بات نقل کرتے ہیں:

''جو شخص کسی چڑیا کو یا اس سے بھی چھوٹی کسی چیز کو ناحق طور پر مار دیتا ہے' تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس شخص سے اس بارے میں حساب لے گا''۔

عرض کی گئی: یا رسول اللہ! اس کا حق کیا ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کا حق یہ ہے' تم اسے ذبح کر کے اسے کھاؤ' اس کا سر کاٹ کر پھینک نہ دو۔

4458 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ دَاوُدَ الْمِصِّيْصِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عُبَيْدَةَ عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ وَاصِلٍ عَنْ خَلَفٍ - يَعْنِي ابْنَ مِهْرَانَ - قَالَ حَدَّثَنَا عَامِرٌ الْاَحْوَلُ عَنْ صَالِحِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيْدِ قَالَ سَمِعْتُ الشَّرِيْدَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "مَنْ قَتَلَ عُصْفُوْرًا عَبَثًا عَجَّ اِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَقُوْلُ يَا رَبِّ اِنَّ فُلَانًا قَتَلَنِيْ عَبَثًا وَلَمْ يَقْتُلْنِيْ لِمَنْفَعَةٍ".

★★ حضرت شرید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

''جو شخص کسی چڑیا کو بے مقصد مار دیتا ہے' وہ چڑیا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قیامت کے دن شکایت کرے گی: اے میرے پروردگار! اس شخص نے بلاوجہ مجھے مار دیا تھا' اس نے کسی فائدے کے لیے مجھے نہیں مارا تھا''۔

باب النَّهْيِ عَنْ اَكْلِ لُحُوْمِ الْجَلَّالَةِ

یہ باب ہے کہ جلالہ جانور کا گوشت کھانے کی ممانعت

4459 - اَخْبَرَنِيْ عُثْمَانُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ سَهْلُ بْنُ بَكَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبُ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ

4457-تقدم (الحديث 4360) .

4458-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (4843) .

عَارِسٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ مَرَّةً عَنْ اَبِيْهِ وَقَالَ مَرَّةً عَنْ جَدِّهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى يَوْمَ خَيْبَرَ عَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ الْاَهْلِيَّةِ وَعَنِ الْجَلَّالَةِ وَعَنْ رُكُوْبِهَا وَعَنْ اَكْلِ لَحْمِهَا .

★★ عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا (حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ خیبر کے دن پالتو گدھوں کا گوشت کھانے سے اور جلالہ سے یعنی اس پر سوار ہونے سے اور اس کا گوشت کھانے سے منع کر دیا تھا۔

باب النَّهْيِ عَنْ لَبَنِ الْجَلَّالَةِ

یہ باب ہے کہ جلالہ کا دودھ پینے کی ممانعت

4460 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُجَثَّمَةِ وَلَبَنِ الْجَلَّالَةِ وَالشُّرْبِ مِنْ فِيْ السِّقَاءِ .

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجثمہ (یعنی کسی جانور کو باندھ کر اس پر نشانہ بازی کرنے) جلالہ (یعنی گندگی کھانے والے جانور کا) دودھ پینے اور مشکیزے کے منہ سے منہ لگا کر پینے سے منع کر دیا تھا۔

4459-اخرجه ابو داؤد في الاطعمة، باب في اكل لحوم الحمر الاهلية (الحديث 3811) تحفة الاشراف (8726) .

4460-اخرجه الترمذي في الاطعمة، باب ما جاء في اكل لحوم الجلالة و البانها (الحديث 1825) . والحديث عند: ابي داؤد في الاشربة، باب في الشراب من في السقاء (الحديث 3719) ، تحفة الاشراف (2190) .

كِتَابُ الْبُيُوْعِ

یہ کتاب بیوع کے بیان میں ہے

بیع کے معنی کا بیان

بیع کے معنی ہیں بیچنا یعنی فروخت کرنا لیکن کبھی اس کے معنی خریدنا بھی مراد ہوتے ہیں اس لئے بیع کا ترجمہ اصطلاحی طور پر خرید وفروخت کیا جاتا ہے۔

فخر الاسلام کا بیان ہے کہ اصطلاح شریعت میں آپس کی رضامندی سے مال کے ساتھ مال بدلنا بیع کہلاتا ہے، بیع کی شرعیت بیع یعنی خرید وفروخت کا شرعی ہونا قرآن کریم کی اس آیت (وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا) 2۔البقرۃ:275)

(اللہ نے بیع کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام قرار دیا ہے) اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث جو (آگے آئیں گی) سے ثابت ہے۔

اصطلاح شرع میں بیع کے معنے یہ ہیں کہ دو شخصوں کا باہم مال کو مال سے ایک مخصوص صورت کے ساتھ تبادلہ کرنا۔ بیع کبھی قول سے ہوتی ہے اور کبھی فعل سے۔ اگر قول سے ہو تو اس کے ارکان ایجاب وقبول ہیں یعنی مثلاً ایک نے کہا میں نے بیچا دوسرے نے کہا میں نے خریدا۔ اور فعل سے ہو تو چیز کا لے لینا اور دے دینا اس کے ارکان ہیں اور یہ فعل ایجاب وقبول کے قائم مقام ہو جاتا ہے۔ مثلاً ترکاری وغیرہ کی گڈیاں بنا کر اکثر بیچنے والے رکھ دیتے ہیں اور ظاہر کر دیتے ہیں کہ پیسہ پیسہ کی گڈی ہے خریدار آتا ہے ایک پیسہ ڈال دیتا ہے اور ایک گڈی اٹھا لیتا ہے طرفین باہم کوئی بات نہیں کرتے مگر دونوں کے فعل ایجاب وقبول کے قائم مقام شمار ہوتے ہیں اور اس قسم کی بیع کو بیع تعاطی کہتے ہیں۔ بیع کے طرفین میں سے ایک کو بائع اور دوسرے کو مشتری کہتے ہیں۔

بیع کی فقہی تعریف میں مذاہب اربعہ

علامہ عبدالرحمٰن جزیری لکھتے ہیں کہ فقہاء مالکیہ کہتے ہیں کہ لفظ بیع کی اصطلاح میں دو تعریفات ہیں۔ ایک تعریف وہ ہے جو تمام بیع کے افراد کو شامل ہے۔ جس میں بیع سلم وصرف وغیرہ سب شامل ہیں۔ جبکہ دوسری تعریف ان میں سے فرد واحد یعنی جو عام طور پر بیع کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔ بیع کی خاص تعریف یہ ہے کہ اشیاء کا معاوضے کا معاملہ ہے۔

فقہاء شوافع کہتے ہیں کہ اصطلاح شرعیہ میں ایک مقرر قاعدہ کے مطابق مال کا مال کے بدلے میں لین دین کرنے کا نام بیع ہے۔ یعنی ایسا معاملہ جو دو چیزوں کے مابین ہوتا ہے۔

فقہاء حنابلہ کہتے ہیں کہ بیع کا اصطلاحی معنی مبادلہ مال بہ مال یا پھر کسی جائز نفع کے بدلے میں جائز نفع کو ہمیشہ کے لئے تبدیل کرنے کا نام بیع ہے۔ جس میں سود یا قرض کا شائبہ بھی نہ ہو۔

فقہاء احناف لکھتے ہیں کہ فقہاء کی اصطلاح میں بیع کا اطلاق دو معانی پر ہوتا ہے ایک معنی یہ ہے کہ سونے چاندی یا نقدی کے بدلے میں کسی معین چیز کو خریدا جائے اور جب بیع کا لفظ عام طور پر بولا جائے تو اس کا معنی اس کے سوا کچھ نہیں ہے۔ جبکہ دوسرا بیع کا معنی عام ہے جس کی بارہ اقسام ہیں۔ (جس میں بیع کی تمام اقسام کی تعریف شامل ہو جائے گی یعنی اس میں بیع کی تفصیلات کو وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ (مذاہب اربعہ، کتاب بیوع)

بیع کی اقسام کا بیان

بیع کی قسمیں: بیع یعنی خرید و فروخت میں بنیادی طور پر تین چیزیں ہوتی ہیں اول تو عقد بیع یعنی نفس معاملہ کہ ایک شخص کوئی چیز فروخت کرتا ہے اور دوسرا اسے خریدتا ہے دوم مبیع یعنی وہ چیز جس کو فروخت کیا جاتا ہے اور سوم ثمن یعنی قیمت ان تینوں کے اعتبار سے فقہی طور پر بیع کی کچھ قسمیں ہیں۔ چنانچہ نفس معاملہ اور اس کے حکم کہ بیع صحیح ہوئی یا نہیں۔ کے اعتبار سے بیع کی چار قسمیں ہیں

1 نافذ 2 موقوف 3 فاسد 4 باطل

بیع نافذ اس بیع کو کہتے ہیں کہ طرفین میں مال ہو یعنی بیچنے والے کے پاس بیع ہو خریدار کے پاس ثمن ہو اور عاقدین یعنی بیچنے والا اور خریدار دونوں عاقل ہوں نیز وہ دونوں بیع یا تو اصالۃ کریں یا وکالۃ اور ولالۃ جس بیع میں یہ تینوں چیزیں پائی جائیں گی وہ بیع بالکل صحیح اور نافذ ہوگی بیع موقوف اس بیع کو کہتے ہیں جس میں کوئی شخص کسی دوسرے کی چیز کو اس کی اجازت یا ولایت کے بغیر فروخت کرے۔ اس بیع کا حکم یہ ہے کہ جب تک کہ اصل مالک کی اجازت و رضامندی حاصل نہ ہو جائے یہ بیع صحیح نہیں ہوتی۔ اجازت کے بعد صحیح ہو جاتی ہے بیع فاسد وہ بیع ہے جو باصلہ یعنی معاملہ کے اعتبار سے تو درست ہو مگر بوصفہ یعنی کسی خاص وجہ کی بنا پر درست نہ ہو بیع باطل اس بیع کو کہتے ہیں جو نہ باصلہ درست ہو اور نہ بوصفہ بیع فاسد اور بیع باطل کی تفصیل اور ان کی مثالیں ان شاء اللہ بساب بالمنهی عنها من البیوع میں ذکر کی جائیں گی۔ مبیع یعنی فروخت کی جانے والی چیز کے اعتبار سے بھی بیع کی چار قسمیں ہیں۔

1 مقائضہ 2 صرف 3 سلم 4 بیع مطلق

بیع مقائضہ یہ ہے کہ مبیع بھی مال اور ثمن بھی مال ہو مثلاً ایک شخص کپڑا دے اور دوسرا شخص اس کے بدلے میں اس کو غلہ دے۔ گویا بیع کی یہ وہ صورت ہے جسے عرف عام میں تبادلہ مال کہا جاتا ہے۔ بیع صرف یہ ہے کہ نقد کا تبادلہ نقد سے کیا جائے مثلاً ایک شخص ایک روپیہ کا نوٹ دے اور دوسرا شخص اس کے بدلے میں ایک روپیہ کے پیسے دے یا ایک شخص اشرفی دے اور دوسرا شخص اس کے بدلے میں اسے روپیہ دے گویا روپیہ بھنانا یا روپیہ کی ریزگاری لینا دینا بیع صرف کی ایک قسم ہے۔ بیع سلم یہ ہے کہ بیچنے والا خریدار سے کسی چیز کی قیمت پیشگی لے لے اور یہ طے ہو جائے کہ خریدار یہ چیز اتنی مدت مثلاً ایک دو مہینے کے بعد لے لے گا۔ بیع مطلق یہ

ہے کہ کسی چیز کی بیع نقد کے عوض کی جائے مثلاً بیچنے والا ایک من گیہوں دے اور خریدار اس کی قیمت کے طور پر تیس روپے ادا کرے۔
ثمن یعنی قیمت کے اعتبار سے بیع کی چار قسمیں یہ ہے۔

1 مرابحہ 2 تولیت 3 ودیعت 4 مساومت

مرابحہ کی یہ صورت ہے کہ بیچنے والا مبیع کو اپنے خریدار سے نفع لے کر فروخت کرے تولیت کی یہ صورت ہے کہ بیچنے والا مبیع کو بلا نفع کے اس قیمت پر فروخت کرے جتنی قیمت میں اس نے خود خریدی ہو اور مساومت کی صورت یہ ہے کہ بیچنے والا اور خریدار آپس کی رضامندی سے کسی چیز کی خرید وفروخت چاہے جس قیمت پر کریں اور اس میں بیچنے والے کی قیمت خرید کا کوئی لحاظ نہ ہو۔

باب الْحَثِّ عَلَى الْكَسْبِ

یہ باب کمانے کی ترغیب دینے میں ہے

4461 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ اَبُوْ قُدَامَةَ السَّرْخَسِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَمَّتِهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِنَّ اَطْيَبَ مَا اَكَلَ الرَّجُلُ مِنْ كَسْبِهٖ وَاِنَّ وَلَدَ الرَّجُلِ مِنْ كَسْبِهٖ".

★★ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: ''سب سے زیادہ پاکیزہ چیز جو آدمی کھاتا ہے وہ اس کی اپنی کمائی ہے اور آدمی کی اولاد بھی اس کی کمائی ہوتی ہے''۔

4462 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَمَّةٍ لَّهٗ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "قَالَ اِنَّ اَوْلَادَكُمْ مِنْ اَطْيَبِ كَسْبِكُمْ فَكُلُوْا مِنْ كَسْبِ اَوْلَادِكُمْ".

★★ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتی ہیں: ''تمہاری اولاد تمہاری بہترین کمائی ہے' تو تم اپنی اولاد کی کمائی میں سے کھالو''۔

4463 - اَخْبَرَنَا يُوْسُفُ بْنُ عِيْسٰى قَالَ اَنْبَاَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ اَنْبَاَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِنَّ اَطْيَبَ مَا اَكَلَ الرَّجُلُ مِنْ كَسْبِهٖ وَوَلَدُهٗ مِنْ كَسْبِهٖ".

4461-اخرجه ابو داؤد في البيوع و الاجارات، باب في الرجل ياكل من مال ولده (الحديث 3528 و 3529) . واخرجه الترمذي في الاحكام، باب ما جاء ان الوالد ياخذ من مال ولده (الحديث 1358) بنحوه و اخرجه النسائي في البيوع، باب الحث على الكسب (الحديث 4462) بنحوه . واخرجه ابن ماجه في التجارات، باب ماللرجل من مال ولده (الحديث 2290) بنحوه . تحفة الاشراف (17992) .

4462-تقدم (الحديث 4451) .

4463-اخرجه النسائي في البيوع، باب الحث على الكسب (الحديث 4464) . واخرجه ابن ماجه في التجارات، باب الحث على المكاسب (الحديث 2137) . تحفة الاشراف (15961) .

★★ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''آدمی جو سب سے زیادہ پاکیزہ چیز کھاتا ہے وہ اس کی اپنی کمائی ہے اور اس کی کمائی میں اس کی اولاد بھی شامل ہے''۔

4464 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَفْصِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ النَّيْسَابُوْرِيُّ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ قَالَ حَدَّثَنِيْ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعِيْدٍ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِنَّ اَطْيَبَ مَا اَكَلَ الرَّجُلُ مِنْ كَسْبِهٖ وَاِنَّ وَلَدَهٗ مِنْ كَسْبِهٖ"۔

★★ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''آدمی جو چیز کھاتا ہے اس میں سب سے زیادہ پاکیزہ چیز وہ ہے جو وہ اپنی کمائی میں سے کھاتا ہے اور آدمی کی اولاد بھی اس کی کمائی میں شامل ہے''۔

شرح

کسب اور طلب حلال کا مطلب ہے اپنی معاشی ضروریات مثلاً روٹی کپڑے وغیرہ کے حصول کے لئے کمانا اور پاک روزی وحلال پیشہ کو بہر صورت اختیار کرنا چنانچہ اس باب میں کسب معاش کی فضیلت ذکر کی گئی ہے اور یہ بیان کیا گیا ہے کہ کون سا کسب اور کون سا پیشہ اچھا ہے اور کون سا برا ہے۔ فقہ کی کتابوں میں اس کی تفصیل اس طرح ہے کہ سب سے بہتر کسب و پیشہ جہاد ہے اس کے بعد تجارت، پھر زراعت اور پھر دستکاری یعنی کتابت وغیرہ۔

کسب یعنی کمانا فرض بھی ہے اور مستحب بھی اسی طرح مباح بھی ہے اور حرام بھی چنانچہ اتنا کمانا فرض ہے جو کمانے والے اور اس کے اہل وعیال کی معاشی ضروریات کے لئے اور اگر اس کے ذمہ قرض ہو تو اس کی ادائیگی کے لئے کافی ہو جائے اس سے زیادہ کمانا مستحب ہے بشرطیکہ اس نیت کے ساتھ زیادہ کمائے کہ اپنے اور اپنے اہل وعیال کی ضروریات سے جو کچھ بچے گا وہ فقراء ومساکین اور اپنے دوسرے مستحق اقرباء پر خرچ کروں گا اسی طرح ضروریات زندگی سے زیادہ کمانا اس صورت میں مباح ہے جب کہ نیت اپنی شان وشوکت اور اپنے وقار وتمکنت کی حفاظت ہو البتہ محض مال ودولت جمع کر کے فخر وتکبر کے اظہار کے لئے زیادہ حرام ہے اگرچہ حلال ذرائع ہی سے کیوں نہ کمایا جائے۔ کمانے والے کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنی کمائی کو اپنی ذات پر اور اپنے اہل وعیال پر اس طرح خرچ کرے کہ نہ تو اسراف میں مبتلا ہو اور نہ بخل وتنگی کرے۔ جو شخص کمانے اور اپنی روزی خود فراہم کرنے پر قادر ہو اس پر لازم ہے کہ وہ کمائے اور جس طرح بھی ہو سکے حلال ذرائع سے اپنی اور اپنے اہل وعیال کی ابرومندانہ زندگی کے تحفظ کے لئے معاشی ضروریات خود فراہم کر کے دوسروں پر بار نہ بنے ہاں جو شخص کسی بھی مجبوری اور عذر کی وجہ سے کسب وکمائی پر قادر نہ ہو تو پھر اس کے لئے یہ ضروری ہوگا کہ وہ دوسروں سے سوال کر کے اپنی زندگی کی حفاظت کرے اگر اس صورت میں کوئی شخص محض اس وجہ سے کہ دوسروں کے آگے ہاتھ پھیلانا اس کی غیرت کو گوارا نہیں اس نے کسی سے سوال نہیں کیا یہاں تک کہ بھوک وافلاس نے اس کی زندگی کے چراغ کو گل کر دیا تو نہ صرف یہ کہ وہ اپنی موت کا خود ذمہ دار ہوگا بلکہ ایک گنہگار کی موت مرے گا۔ نیز جو شخص خود کما کر

4464-تقدم (الحديث 4463) .

اپنا پیٹ بھرنے سے عاجز ہو تو اس کا حال جاننے والے پر یہ فرض ہے کہ وہ اس کی سفارش کرے جو اس کی مدد کرنے پر قادر ہو حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی نے اس آیت کریمہ (یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ، البقرۃ: 172) (اے مؤمنو تم صرف وہی پاک و حلال رزق کھاؤ جو ہم نے تمہیں عطا کیا ہے) کی تفسیر میں یہ لکھا ہے کہ سب سے بہتر کسب جہاد ہے بشرطیکہ جہاد کے ارادے کے وقت مال غنیمت کے حصول کا خیال دل میں قطعاً نہ ہو بلکہ نیت میں اخلاص ہو اس کے بعد تجارت کا درجہ ہے خاص طور پر وہ تجارت جو ایک ملک سے دوسرے ملک میں یا ایک شہر سے دوسرے شہر میں مسلمانوں کی ضروریات خاص کی چیزوں کو لانے لے جانے کا ذریعہ ہو اس قسم کی تجارت کرنے والا شخص اگر حصول منفعت کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کی خدمت اور ان کی حاجت روائی کی نیت بھی رکھے تو اس کی تجارت عبادت کی بھی ایک صورت بن جائے گی۔ تجارت کے بعد زراعت کا درجہ ہے زراعت کا پیشہ بھی دنیاوی منفعت کے علاوہ اجر و ثواب کا ایک بڑا ذریعہ بنا جاتا ہے جب کہ اس میں مخلوق اللہ یعنی انسانوں اور جانوروں کی غذائی ضروریات کی فراہمی کی نیت خیر اور اللہ تعالیٰ کی رحمت یعنی بارش و ہوا وغیرہ پر توکل اور اعتماد ہو ان تینوں پیشوں کے علاوہ اور پیشے آپس میں کوئی فضیلت نہیں رکھتے البتہ کتابت کا پیشہ بہتر درجہ ضرور رکھتا ہے کیونکہ اس پیشے میں نہ صرف یہ کہ علم کی خدمت ہوتی ہے بلکہ دینی علوم و شرعی احکام انبیاء اور بزرگوں کے احوال بھی یاد ہو جاتے ہیں۔

مذکورہ بالا پیشوں کے بعد ان پیشوں کا درجہ آتا ہے جو بقاء عالم اور معاشرت و تمدن کی اصل ضروریات کے ساتھ گہرا تعلق رکھتے ہیں مثلاً معماری، بیلداری، خشت سازی، چونا بنانا گھی اور تیل نکالنا روئی بیچنا سوت کاتنا کپڑے سینا اور آٹا پیسنا وغیرہ یہ تمام کسب اور پیشے ان پیشوں سے بہتر ہیں جو محض تکلف و تزئین اور اظہار امارت و دولت کے کام آتے ہیں جیسے زردوزی و نقاشی مٹھائی بنانا عطر بنانا بیچنا اور رنگریزی وغیرہ تاہم یہ پیشے بھی اگر حسب موقع ہوں بایں طور کہ ان کی وجہ سے خلاف شرع امور کا ارتکاب نہ ہوتا ہو تو ان میں بھی کچھ کراہیت نہیں ہے۔ بخلاف ان پیشوں کے جن میں آلودگی نجاست مخلوق اللہ کی بدخواہی گناہوں کے ارتکاب میں اعانت دین فروشی کذب و جہل سازی اور فریب و دغا کا دخل رہتا ہو جیسے شاخ کشی جاروب کشی دباغی احتکار رنڈ حمالی مردہ شوئی کفن فروشی کٹنائی ناچنا گانا نقالی جرہ بازی (پہلے زمانے میں ایک مستقل پیشہ تھا کہ کچھ چہل باز شارع عام پر ایک شخص کو کھڑا کر دیتے جو راہ چلتے آدمی کو کوکھ میں اس طرح ٹھوکا مار دیتا کہ اسے یہ پتہ نہ چلتا کہ یہ کس کی حرکت ہے چنانچہ جب وہ اس پر حیران و پریشان ہوتا تو سب چہل باز اس پر قہقہے لگاتے اس کو جرہ بازی کہتے تھے) نقالی دلالی اور وکالت (جس میں جھوٹ فریب سے کام لیا جاتا ہو) امام اذان اور خدمت مسجد کی اجرت اور قرآن کی تلاوت و تعلیم کا معاوضہ لینا وغیرہ یہ سب پیشے مکروہ ہیں (شاہ عبدالعزیز)

مغنی الطالب میں لکھا ہے کہ کسب اور کسب کرنے والے کی فضیلت احادیث میں بہت منقول ہے اسی طرح جو شخص کسب پر قادر ہونے کے باوجود از راہ کسل و سستی کسب نہ کرے بلکہ اپنی گزر اوقات کے لئے دوسروں سے مانگتا پھرے اس کے حق میں بڑی وعید بیان کی گئی ہے لیکن جو شخص اللہ کی رزاقی پر اعتماد و بھروسہ کرتے ہوئے کسی کے آگے ہاتھ نہ پھیلائے اور نہ ہی اپنی دینی مصروفیات اور عبادت و اذکار میں خلل پڑنے کی وجہ سے کسب وغیرہ کرے تو اس وعید میں داخل نہیں بشرطیکہ اپنی امداد کے لئے دوسرے لوگوں کی طرف نہ تو اس کا دل متوجہ ہو اور نہ وہ کسی سے اپنی امداد و اعانت کی توقع رکھتا ہو کیونکہ اسے سوال دلی کہتے ہیں جو

سوال زبانی سے کہیں بدتر چیز ہے۔ جو شخص اتنا مال زر رکھتا ہو جو اس کی معاشی ضروریات کے لئے کافی ہو یا اوقات وغیرہ اسے بقدر ضروریات روپیہ پیسہ مل جاتا ہو (مطلب یہ کہ گھر بیٹھے اسے کسی بھی جائز وسیلے سے بقدر ضروریات آمدنی ہو جاتی ہو) تو اس کے لئے بہتر یہی ہے کہ وہ عبادت وغیرہ میں مشغول رہے اپنے اوقات کسی کسب وغیرہ میں صرف نہ کرے۔ اسی طرح دینی علوم کی تعلیم دینے والے مفتی، قاضی اور اسی زمرہ کے دوسرے لوگوں کے لئے بھی یہی حکم ہے اگر یہ لوگ بقدر کفایت ضروریات آمدنی رکھتے ہوں تو ان کو اپنے امور ہی میں مصروف رہنا چاہئے کسب وغیرہ میں مصروف نہ ہوں۔

جو شخص کسی کسب مثلاً تجارت وغیرہ کا پیشہ اختیار کرے تو اس پر فرض ہے کہ وہ صرف حلال اور جائز مال کمائے حرام سے کلیۃً اجتناب کرے اور اپنے پیشے وہنر میں احکام شرعی کی رعایت بہر صورت ملحوظ رکھے نیز اپنے پیشہ میں تمام تر محنت وجد وجہد کے باوجود اللہ کی ذات پر توکل واعتماد رکھے کہ رزاق مطلق صرف اللہ تعالیٰ اور کسب محض ایک ظاہری وسیلہ کے درجہ کی چیز ہے اپنے پیشے وکسب کو رزاق ہرگز نہ سمجھے کیونکہ یہ شرک خفی ہے۔ حرام کسب کے ذریعے حاصل ہونے والے مال وزر سے مکمل پرہیز کرے کیونکہ اس کے بارے میں سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ وعید منقول ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص حرام مال سے صدقہ وخیرات کرتا ہے تو اس کا صدقہ قبول نہیں ہوتا اور مال حرام اپنے پیچھے یعنی مالک کی موت کے بعد اس کے علاوہ اور کچھ نہیں رہتا کہ وہ اپنے مالک کے لئے ایسا برا زادراہ بن جاتا ہے جو اسے یعنی مالک کو دوزخ کی آگ میں پہنچا دیتا ہے۔

بعض لوگ حرام مال کی بڑی تعداد سے تو پرہیز کرتے ہیں لیکن قلیل مقدار میں احتیاط نہیں کرتے حالانکہ حرام مال کی قلیل ترین مقدار سے بھی اسی طرح اجتناب کرنا چاہئے جس طرح بڑی سے بڑی مقدار سے اجتناب ضروری ہے اس بارے میں یہ احساس ہونا چاہئے کہ حرام مال کی وہ قلیل ترین مقدار بقیہ تمام حلال مال میں مل کر سارے مال کو مشتبہ بنا دیگی اور مشتبہ مال ومشتبہ پیشے کے بارے میں بھی یہ مسئلہ ہے کہ اس سے اجتناب ہی اولیٰ ہے۔ اگر کوئی شخص کسی کو بطور ہدیہ وغیرہ کوئی ایسی چیز یا ایسا مال دے جس کی حرمت وحلت کے بارے میں شبہ ہو تو چاہئے کہ اس چیز یا اس مال کو اچھے انداز میں اور نرمی کے ساتھ دینے والے کو واپس کر دے ہاں اگر واپس کرنے دینے والا آزردہ خاطر ہو تو پھر واپس نہ کرنا چاہئے یہی حکم اس مشتبہ مال کی تحقیق کرنے کا بھی ہے کہ اگر وہ مشتبہ مال دینے والا آزردہ خاطر نہ ہو تو تب اس مال کی تحقیق کی جائے اور اگر وہ تحقیق کرنے سے آزردہ خاطر ہو تو پھر تحقیق بھی نہ کی جائے کیونکہ کسی مسلمان کو آزردہ خاطر کرنا حرام ہے جب کہ مشتبہ مال کی تحقیق کرنا ورع (تقویٰ) ہے۔

اور اس بارے میں مسئلہ یہ ہے کہ ورع کے لئے حرام کا ارتکاب نہ کرنا چاہئے ہاں جس مال کے بارے میں بالکل تحقیق ہو کہ یہ حرام محض ہے تو پھر اس کو واپس کر دینا بہر صورت ضروری ہے اگرچہ دینے والا آزردہ خاطر ہی کیوں نہ ہو البتہ اگر اس مال کو واپس کرنے میں کسی فتنہ انگیزی کا خوف ہو تو پھر اسے بھی واپس نہ کرے بلکہ اسے لے کر کسی مضطرب کو دے دے اور اگر خود مضطر ہو تو اسے اپنے استعمال میں لے آئے۔ جس بازار میں حرام مال کی تجارت ہوتی ہو اس بازار سے بھی اجتناب کرنا چاہئے کہ اس میں خرید وفروخت نہ کرے جب تک یہ معلوم نہ ہو کہ فلاں مال حرام ہے مشتبہ ہے اس کی تحقیق وتفتیش ضروری نہیں کیونکہ حرمت وشبہ کے معلوم نہ ہونے کی صورت میں ہر جگہ اور ہر چیز کی تحقیق وتجسس محض وسوسہ ہے۔ غیر مشروع کسب کی اجرت بھی حرام ہے مثلاً مردوں کے

لئے ریشمی کپڑے سینا یا مردوں کے لئے سونے کے زیور بنانا اسی طرح غیر مشروع خرید وفروخت سے حاصل ہونے والا نفع و مال بھی حرام ہے جیسے تحکر وغلہ بیچنا تمام تجارتوں میں سب سے بہتر تجارت بزازی ہے اسی طرح تمام پیشوں میں سب سے بہتر پیشہ مشک بنانا وبیچنا ہے۔ خرید وفروخت میں کھوٹے سکوں کو پھیلانا قطعا ناجائز ہے اگر کھوٹے ہاتھ لگیں تو انہیں کنویں وغیرہ میں ڈال کر ضائع کر دینا چاہئے۔

اسی طرح ہر تاجر اور دوکاندار کے لئے ضروری ہے کہ وہ معاملات میں مکر وفریب سے کام نہ لے بات بات پر قسم نہ کھائے کسی چیز میں اگر کوئی عیب ہو تو اسے خریدار سے پوشیدہ نہ رکھے اپنی اشیاء کی تعریف وتوصیف حقیقت سے زیادہ نہ کرے کوئی چیز کسی ایسے شخص کے ہاتھ فروخت نہ کرے جو اسے حرام کام میں استعمال کرے مثلاً انگور کسی شراب ساز کو نہ بیچے یا ہتھیار وغیرہ کسی ڈاکو وقزاق وغیرہ کے ہاتھ فروخت نہ کرے دستکار وصنعت گر اپنی بنائی ہوئی چیز میں کھوٹ ملاوٹ اور غلط چیزوں کی آمیزش نہ کرے کیونکہ ایسی چیز سے حاصل ہونے والی اجرت وقیمت حرام ہوتی ہے ناپ تول میں کمی نہ کرے غبن ودھوکہ دہی میں اپنا دامن ملوث نہ کرے ہمہ وقت یہ تصور رکھے کہ ناجائز طریقوں اور حرام ذرائع سے حاصل ہونے والا ایک پیسہ بھی جنت میں داخل ہونے سے روک دے گا تھوڑے منافع پر اکتفاء کرے کہ یہ مستحب ہے اور جس تجارت وحرفت میں مشغول ہو اور اس سے اس کی ضروریات پوری ہو جاتی ہوں تو اسی پر قناعت کرے۔

باب اجْتِنَابِ الشُّبُهَاتِ فِيْ الْكَسْبِ

باب: کمائی کرتے ہوئے مشتبہ چیزوں سے بچنا

4465 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلَى الصَّنْعَانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ - وَهُوَ ابْنُ الْحَارِثِ - قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - فَوَاللّٰهِ لَا اَسْمَعُ بَعْدَهُ اَحَدًا يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - يَقُوْلُ "اِنَّ الْحَلَالَ بَيِّنٌ وَّاِنَّ الْحَرَامَ بَيِّنٌ وَّاِنَّ بَيْنَ ذٰلِكَ اُمُوْرًا مُّشْتَبِهَاتٍ" . وَرُبَّمَا قَالَ "وَاِنَّ بَيْنَ ذٰلِكَ اُمُوْرًا مُّشْتَبِهَةً" . قَالَ "وَسَاَضْرِبُ لَكُمْ فِيْ ذٰلِكَ مَثَلًا اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ حَمٰى حِمًى وَّاِنَّ حِمَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ مَا حَرَّمَ وَاِنَّهُ مَنْ يَّرْتَعْ حَوْلَ الْحِمٰى يُوْشِكُ اَنْ يُّخَالِطَ الْحِمٰى" . وَرُبَّمَا قَالَ "اِنَّهُ مَنْ يَّرْعٰى حَوْلَ الْحِمٰى يُوْشِكُ اَنْ يَّرْتَعَ فِيْهِ وَاِنَّ مَنْ يُّخَالِطِ الرِّيْبَةَ يُوْشِكُ اَنْ يَّجْسُرَ" .

☆☆ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

4465-اخرجه البخاري في الايمان، باب فضل من استبرا لدينه (الحديث 52) بنحوه، و في البيوع، باب الحلال بين و الحرام بين و بينهما مشتبهات (الحديث 2051) بنحوه . و اخرجه مسلم في المساقاة، باب اخذ الحلال و ترك الشبهات (الحديث 107) بنحوه . و اخرجه ابو داؤد في البيوع و الاجارات، باب في اجتناب الشبهات (الحديث 3329 و 3330) . و اخرجه الترمذي في البيوع، باب ما جاء في ترك الشبهات (الحديث 1205) بنحوه . و اخرجه النسائي في الاشربة، الحث على ترك الشبهات (الحديث 5726) . و اخرجه ابن ماجه في الفتن، باب الوقوف عند الشبهات (الحديث 3984) . تحفة الاشراف (11624) .

''بے شک حلال واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے اور ان کے درمیان کچھ مشتبہ اُمور ہیں''۔
(بعض اوقات راوی نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں:) ان کے مابین کچھ ایسے اُمور ہیں جو مشتبہ ہیں۔
انہوں نے یہ بات بیان کی: میں تمہارے سامنے اس کی ایک مثال بیان کرتا ہوں:
بے شک اللہ تعالیٰ کی ایک چراگاہ ہے اور اللہ تعالیٰ کی چراگاہ وہ چیز ہے جسے اس نے حرام قرار دیا ہے تو جو شخص چراگاہ کے اردگرد جانوروں کو چراتا ہے تو اس بات کا امکان ہوتا ہے وہ (جانور) چراگاہ کے اندر داخل ہو جائے۔
بعض اوقات راوی نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں: جو شخص چراگاہ کے اردگرد چراتا ہے وہ اس میں بھی چروانا شروع کر سکتا ہے تو جو شخص مشکوک چیز کے ساتھ اختلاط اختیار کرتا ہے وہ اسے پار بھی کر سکتا ہے۔

شرح

حلال ظاہر ہے کا مطلب یہ ہے کہ کچھ چیزیں تو وہ ہیں جن کا حلال ہونا سب کو معلوم ہے نیک کلام اچھی باتیں وہ مباح چیزیں ہیں جن کو کرنا یا جن کی طرف دیکھنا درست ہے شادی بیاہ کرنا اور چلنا پھرنا وغیرہ وغیرہ اسی طرح حرام ظاہر ہے کا مطلب یہ ہے کہ کچھ چیزیں ایسی ہیں جن کا حرام ہونا نص کے ذریعہ بالکل واضح طور پر معلوم ہو گیا ہے جیسے شراب خنزیر مردار جانور، جاری خون زنا سود جھوٹ غیبت چغل خوری امرد اور اجنبی عورت کی طرف بہ نظر بد دیکھنا وغیرہ وغیرہ ایسے ہی کچھ چیزیں ایسی بھی ہیں۔
جن کی حرمت یا حلت کے بارہ میں دلائل کے تعارض کی بناء پر کوئی واضح حکم معلوم نہیں ہوتا بلکہ یہ اشتباہ ہوتا ہے کہ یہ حرام ہیں یا حلال ایسی کتنی ہی چیزیں ہیں جن کے حلال ہونے کی دلیلیں بھی ہیں اور حرام ہونے کی بھی اس صورت میں کوئی واضح فیصلہ کرنا ہر شخص کے بس کی بات نہیں ہوتی جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ایسی چیزوں کے بارے میں دونوں طرف کی دلیلوں میں سے کسی ایک طرف کی دلیل کو اپنی قوت اجتہاد اور بصیرت فکر ونظر کے ذریعہ راجح قرار دے کر کوئی واضح فیصلہ کر لیتے ہیں۔
بہر کیف مشتبہ چیز کے بارہ میں علماء کے تین قول ہیں۔ 1-ایسی چیز کو نہ حلال سمجھا جائے نہ حرام اور نہ مباح یہی قول سب سے زیادہ صحیح ہے اور اسی پر عمل کرنا چاہئے جس کا مطلب یہ ہے کہ ایسی چیز سے اجتناب کرنا ہی بہتر ہے۔ 2-ایسی چیز کو حرام سمجھا جائے 3-ایسی چیز کو مباح سمجھا جائے اب ان تینوں اقوال کو ذہن میں رکھ کر مشتبہ کو بطور مثال اس طرح سمجھئے کہ مثلاً ایک شخص نے کسی عورت سے نکاح کیا ایک دوسری عورت نے آ کر کہا کہ میں نے ان دونوں کو اپنا دودھ پلایا ہے اس صورت میں وہ منکوحہ عورت اس شخص کے حق میں مشتبہ ہو گئی کیونکہ ایک طرف تو عورت کا بیان ہے کہ میں نے چونکہ ان دونوں کو دودھ پلایا ہے اس لئے یہ دونوں رضائی بہن بھائی ہوئے اور ظاہر ہے کہ رضائی بھائی بہن کے درمیان نکاح درست نہیں ہوتا لہٰذا اس دلیل کا تو یہ تقاضا ہے کہ اس نکاح کو قطعاً ناجائز کہا جائے مگر دوسری طرف نکاح کے جائز رہنے کی یہ دلیل ہے کہ صرف یہ ایک عورت کی بات ہے جس پر کوئی شرعی گواہی نہیں ہے اس پر کیسے یقین کر لیا جائے کہ یہ عورت صحیح ہی کہہ رہی ہے ہو سکتا ہے کہ یہ محض بدنیتی کی وجہ سے یہ بات کہہ کر ان دونوں کے درمیان افتراق کرانا چاہتی ہے اس صورت میں کہا جائے گا کہ نکاح جائز اور درست ہے دلائل کے اس تعارض کی وجہ سے لامحالہ یہی حکم ہو گا کہ یہ ایک مشتبہ مسئلہ ہو گیا ہے اس لئے اس شخص کے حق میں بہتر یہی ہو گا کہ وہ اس عورت کو اپنے نکاح میں نہ رکھے کیونکہ

مشتبہ چیز سے اجتناب ہی اولی ہے مشتبہ چیز کی دوسری مثال یہ ہے کہ مثلاً ایک شخص کے پاس کچھ روپے ہیں جن میں سے کچھ تو جائز آمدنی کے ہیں اور کچھ ناجائز آمدنی کے اس صورت میں وہ سب روپے اس شخص کے حق میں مشتبہ ہیں لہٰذا اس کو ان روپیوں سے اجتناب و پرہیز کرنا چاہئے۔ ارشادِ گرامی میں حرام چیزوں کو ممنوعہ چراگاہ کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے کہ جس طرح کوئی حاکم کسی خاص چراگاہ کو دوسروں کے لئے ممنوع قرار دے دیتا ہے جس کے نتیجہ میں لوگوں کے لئے ضروری ہو جاتا ہے کہ وہ اپنے جانوروں کو اس ممنوعہ چراگاہ سے دور رکھیں اسی طرح جو چیزیں شریعت نے حرام قرار دی ہیں وہ لوگوں کے لئے ممنوع ہیں کہ ان کے ارتکاب سے اجتناب و پرہیز واجب و ضروری ہے اور مشتبہ چیزوں میں مبتلا ہونے کو ممنوعہ چراگاہ کی مینڈ (منڈیر) پر عام جانور چرانے کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے کہ جس طرح چرواہے کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے جانوروں کو ممنوعہ چراگاہ سے دور رکھ کر چرائے تاکہ اس کے جانور اس ممنوعہ چراگاہ میں نہ گھس جائیں۔

اور اگر وہ اپنے جانوروں کو ممنوعہ چراگاہ کی مینڈ پر چرائے گا تو پھر اس بات کا ہر وقت احتمال رہے گا کہ اس کے جانور ممنوعہ چراگاہ میں گھس جائیں جس کے نتیجہ میں اسے مجرم قرار دے دیا جائے گا اسی طرح انسان کو چاہئے کہ وہ مشتبہ چیزوں سے دور رہے تاکہ محرمات حارم چیزوں میں مبتلا نہ ہو جائے اس کے بعد آپ نے مذکورہ بالا تشبیہ کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ جان لو کہ ہر بادشاہ کا ایک ایسا ممنوعہ علاقہ ہوتا ہے جس میں جانور چرانا جرم سمجھا جاتا ہے (یہ گویا زمانہ جاہلیت کے بادشاہوں اور حکام کے بارہ میں خبر دی ہے یا یہ کہ مسلمانوں میں سے ان بادشاہوں اور حکام کے بارے میں خبر دی ہے جو غیر عادل ہیں کیونکہ کسی علاقہ کی گھاس کو جانوروں کے چرنے سے روک کو ممنوعہ چراگاہ قرار دینا درست نہیں ہے) اسی طرح اللہ تعالیٰ کا ممنوعہ علاقہ حرام چیزیں ہیں کہ جن میں مبتلا ہونا لوگوں کے لئے ممنوع قرار دے دیا گیا ہے لہٰذا جو کوئی اس ممنوعہ علاقہ میں داخل ہوگا یعنی حرام چیزوں کا ارتکاب کرے گا اسے مستوجب عذاب قرار دیا جائے گا اور پھر ان حرام چیزوں میں بھی بعض چیزیں تو ایسی ہیں جن کے مرتکب کی بخشش ہی نہیں ہوگی جیسے شرک اور کچھ چیزیں ایسی ہیں جو اللہ تعالیٰ کی مرضی پر موقوف ہیں کہ چاہے ان کے مرتکب کو بخشے چاہے نہ بخشے البتہ سچے دل کے ساتھ توبہ استغفار سے ہر چیز بخشی جائے گی۔

حضرت شیخ علی متقی نے اس موقع پر یہ ترتیب ضروری مباح مکروہ حرام کفر قائم کر کے لکھا ہے کہ جب بندہ اپنی معاشی تمدنی اور سماجی زندگی کے تمام گوشوں میں اس قدر ضرورت پر اکتفاء کر لیتا ہے جس سے اس کا وجود اور اس کی عزت باقی رہے تو وہ اپنے دین میں ہر خطرہ سے سلامت رہتا ہے مگر جب حد ضرورت سے گزرنے کی کوشش کرتا ہے تو حد مکروہات میں داخل ہو جاتا ہے یہاں تک کہ حرص و ہوس حد مکروہات سے نکال کر محرمات کی مد میں داخل کر دیتی ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس کا اگلا قدم کفر میں پہنچ جاتا ہے نعوذ بـالله من ذلك ۔ حدیث کے آخر میں انسانی جسم میں گوشت کے اس ٹکڑے کی اہمیت بیان کی گئی ہے جسے دل کہا جاتا ہے چنانچہ فرمایا کہ جب وہ ٹکڑا بگڑ جاتا ہے یعنی انکار شک اور کفر کی وجہ سے اس پر ظلمت طاری ہو جاتی ہے تو اس کے نتیجہ میں ارتکاب گناہ و معصیت کی وجہ سے پورا جسم بگڑ جاتا ہے لہٰذا ہر عاقل و بالغ کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے دل کی طرف متوجہ رہے اور اس کو خواہشات نفسانی میں منہمک ہونے سے روکے تاکہ وہ آگے بڑھ کر مشتبہ چیزوں کی حد میں داخل نہ ہو جائے کیونکہ جب دل

خواہشات نفسانی کی طرف چل پڑتا ہے تو پھر اللہ کی پناہ وہ تمام حدوں کو پھلانگتا ہوا ظلمت کی آخری حدوں تک پہنچ جاتا ہے۔

آخر میں یہ سمجھ لیجئے کہ یہ حدیث اس طرف اشارہ کر رہی ہے کہ بدن کی بھلائی و بہتری حلال غذا پر موقوف ہے کیونکہ حلال غذا سے دل کو صفائی حاصل ہوتی ہے اور دل کی صفائی ہی سے تمام بدن اچھی حالت میں رہتا ہے بایں طور کہ اس کے ایک ایک عضو سے اچھے اعمال ہی صادر ہوتے ہیں اور تمام اعضاء کا برائی کی طرف میلان ختم ہو جاتا ہے۔ اور اب ایک بات یہ جان لیجئے کہ علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ یہ حدیث علم و مسائل کے بڑے وسیع خزانے کی حامل ہے نیز جن حدیثوں پر اسلامی شرائع و احکام کا مدار ہے وہ تین ہیں ایک تو حدیث (انما الاعمال بالنیات) دوسری حدیث (من حسن اسلام المرء ترکه ما لا یعنیه) اور تیسری یہی ہے حدیث (الحلال بین) الخ۔

قرب قیامت حلال وحرام کی تمیز مفقود ہو جانے کا بیان

4466 - حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ دِينَارٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الْحَفَرِيُّ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ مَا يُبَالِي الرَّجُلُ مِنْ أَيْنَ أَصَابَ الْمَالَ مِنْ حَلَالٍ أَوْ حَرَامٍ".

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

"لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ جب آدمی اس بات کی پرواہ نہیں کرے گا کہ اس نے مال کس طریقے سے حاصل کیا ہے' حلال طریقے سے یا حرام طریقے سے؟"

شرح

حضرت ابوہریرہ راوی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئیگا کہ آدمی کو جو مال ملے گا اس کے بارے میں وہ اس کی پرواہ نہیں کرے گا کہ یہ حلال ہے یا حرام۔ (بخاری، مشکوۃ المصابیح: جلد سوم: رقم الحدیث، 4)

قیامت کے قریبی زمانہ میں جہاں عام گمراہی کی وجہ سے انکار و اعمال کی اور بہت سی خرابیاں پیدا ہونگی وہیں ایک بڑی خرابی بھی پیدا ہوگی کہ لوگ حلال و حرام مال کے درمیان تمیز کرنا چھوڑ دینگے جس کو جو بھی مال ملے گا اور جس ذریعہ سے بھی ملے گا اسے یہ دیکھے بغیر کہ یہ حلال ہے یا حرام ہضم کر جائے گا اس بات سے کون انکار کر سکتا ہے کہ یہ پیش گوئی آج کے زمانہ پر پوری طرح منطبق ہے آج ایسے کتنے لوگ ہیں جو حلال و حرام مال کے درمیان تمیز کرتے ہیں ہر شخص مال و زر بٹورنے کی ہوس میں مبتلا ہے مال حلال ہے یا حرام ہے اس کی کوئی پرواہ نہیں ہوتی بس ہاتھ لگنا چاہئے کسی نے سچ کہا ہے (ہر چہ آمد بدہان شاں خورند و آنچہ آمد بزبان شان گفتند) یہ اس دور کی عام وبا ہے جس سے کوئی طبقہ اور کوئی جماعت محفوظ نہیں ہے۔

4466-اخرجه البخاري في البيوع، باب قول الله عزوجل (يا ايها الذين امنوا لا تاكلوا الربا اضعافا مضاعفة) (الحديث 2083)، تحفة الاشراف (13016).

سود کے غبار کا عام لوگوں تک پہنچ جانے کا بیان

4467 - اَخْبَرَنَا قُتَیْبَۃُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عَدِیٍّ عَنْ دَاوٗدَ بْنِ اَبِیْ ھِنْدٍ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ اَبِیْ خَیْرَۃَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ "یَاْتِیْ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ یَاْکُلُوْنَ الرِّبَا فَمَنْ لَّمْ یَاْکُلْہُ اَصَابَہٗ مِنْ غُبَارِہٖ" .

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''لوگوں پر ایک ایسا زمانہ بھی آئے گا' جب وہ سود کھائیں گے' جو شخص اُسے نہیں کھائے گا' اُسے اس کا غبار ضرور ملاحق ہو گا''۔

سود کھانے والوں کے لئے وعید کا بیان

حضرت عبداللہ بن حنظلہ غسیل الملائکہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سود کا ایک درہم یہ جاننے کے باوجود کھانا کہ یہ سود ہے چھتیس مرتبہ زنا کرنے سے بھی زیادہ بڑا گنا ہے۔ (احمد دار قطنی)

اس روایت کو بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے نیز بیہقی نے اس روایت میں حضرت ابن عباس کے یہ الفاظ بھی نقل کیے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ جس شخص کا گوشت حرام مال سے پیدا ہوا ہو (یعنی جس شخص کی جسمانی نشوونما حرام مال مثلاً سود ورشوت وغیرہ سے ہوئی ہو وہ شخص دوزخ ہی کے لائق ہے۔

(مشکوۃ المصابیح: جلد سوم: رقم الحدیث، 64)

جس طرح مذکورہ بالا وعید اس شخص کے بارے میں فرمائی گئی ہے جو سود کا مال یہ جاننے کے باوجود کھائے کہ یہ مال سودی ذریعے سے حاصل شدہ ہے اسی طرح اس وعید کا تعلق اس شخص سے بھی ہے جس نے لاعلمی میں سود کا مال کھایا بشرطیکہ اس لاعلمی میں خود اس کی اپنی کوتاہی یا لاپرواہی کا دخل ہو۔

علماء کہتے ہیں کہ سود کھانے کے گناہ کو زنا کے گناہ سے بھی زیادہ سخت اور بڑا گناہ اس لئے کہا گیا ہے کہ سود کھانے والے کے حق میں اللہ تعالیٰ نے جتنی سخت اور غضب ناک تنبیہ فرمائی ہے اتنی سخت اور غضب ناک تنبیہ زنا کی کسی بھی گناہ کے بارے میں نہیں فرمائی ہے چنانچہ سود کھانے والوں کو اللہ تعالیٰ نے یوں متنبہ کیا ہے آیت (فاذنوا بحرب من اللہ ورسولہ) اعلان جنگ سن لو اللہ اور اس کے رسول کا یہ بات ہر ذی شعور شخص جانتا ہے کہ کسی کے خلاف اعلان جنگ کا کیا مطلب ہوتا ہے ظاہر ہے کہ اللہ اور اس کا رسول جس شخص کے خلاف اعلان جنگ کرے یا جو شخص اللہ اور اس کے رسول سے برسر جنگ ہو اس کی محرومی شقاوت بدبختی اور دنیا و آخرت کی مکمل تباہی و بربادی کا کیا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

علماء یہ بھی لکھتے ہیں کہ سود کھانے والے کے حق میں اتنی سخت وعید اور اتنی شدید و غضب ناک تنبیہ کا سبب یہ ہے کہ سود کے

4467-اخرجه ابو داؤد في البيوع و الاجارات، باب في الاجتناب الشبهات (الحديث 3331) . واخرجه ابن ماجه في التجارات، باب التغليظ في الربا (الحديث 2278) . تحفة الاشراف (12241) .

بارے میں عملی طور پر ہی گمراہی کا صدور نہیں ہوتا بلکہ سود کی پہچان مشکل ہونے کی وجہ سے عموماً اعتقادی گمراہی میں بھی لوگ مبتلا ہوتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اکثر لوگ سود کو حرام بھی نہیں سمجھتے بلکہ ان کے ذہن وفکر اور قلب ودماغ پر گمراہی وکجروی کی اتنی ظلمت چھائی ہوئی ہے کہ وہ سود کو حلال سمجھتے ہیں اور یہ معلوم ہی ہے کہ سود کی حرمت کا اعتقاد رکھتے ہوئے اس کا مرتکب ہونا عملی گمراہی یعنی گناہ کبیرہ ہے جس پر معافی بھی ممکن ہے مگر سود کی حرمت کا اعتقاد نہ رکھنا بلکہ اس کو حلال سمجھنا اعتقادی گمراہی وکجروی ہے جس کا آخری نتیجہ کفر ہے اور اس کی معافی وبخشش ناممکن ہے جبکہ زنا ایک فعل ہے جس کی حرمت وبرائی سے کوئی بھی انکار نہیں کرتا جو شخص اس فعل میں مبتلا ہوتا ہے وہ بھی اس کی برائی کا بہر صورت اعتقاد رکھتا ہے یہاں تک کہ اسلام ہی نہیں بلکہ دنیا کے ہر مذہب وفرقے میں زنا ایک برائی ہی تصور کی جاتی ہے کوئی بھی اسے جائز اور حلال نہیں سمجھتا۔ اب رہی یہ بات کہ چھتیس کا عدد بطور خاص کیوں ذکر کیا گیا ہے تو ہوسکتا ہے کہ اس کا مقصد محض سود کی حرمت کی اہمیت جتانا ہے یا اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سود کے گناہ کے ستر درجے ہیں اور ان میں جو سب سے ادنیٰ درجہ ہے وہ ایسا جیسا کہ کوئی شخص اپنی ماں سے صحبت کرے۔

حضرت ابن مسعود کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سود (سے حاصل شدہ مال خواہ کتنا ہی زیادہ ہو مگر آخر کار اس میں کمی یعنی بے برکتی آجاتی ہے ان دونوں روایتوں کو ابن ماجہ نے اور شعب الایمان میں بیہقی نے نقل کیا ہے نیز دوسری روایت کو امام احمد نے بھی نقل کیا ہے۔ (مشکوۃ المصابیح، جلد سوم: رقم الحدیث، 64)

سودی ذرائع سے حاصل ہونیوالا مال بظاہر تو بہت زیادہ محسوس ہوتا ہے مگر چونکہ سودی مال میں خیر وبرکت کا کوئی جزء نہیں ہوتا اس لئے انجام کار وہ مال اس طرح تباہ وبرباد اور ختم ہوجاتا ہے کہ اس کا نام ونشان تک باقی نہیں رہتا یہ محض ایک وعیدی بات نہیں ہے بلکہ یہ ایک ایسی حقیقت ہے جو روزانہ نظروں کے سامنے آتی رہتی ہے چنانچہ اسی حقیقت کو قرآن کریم نے بھی ان الفاظ میں واضح کیا ہے ایت (يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِي الصَّدَقٰتِ ،البقرۃ:276) اللہ تعالیٰ سود کو مٹا دیتا ہے اور صدقات کو بڑھا دیتا ہے اس آیت کا مطلب یہی ہے کہ انسان جو مال سود کے ذریعے حاصل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے نیست ونابود کر دیتا ہے مگر انسان اپنی جائز محنت وحلال ذریعہ سے جو مال کما کر اسے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتا ہے اسے اللہ تعالیٰ بڑھا دیتا ہے گویا اس آیت میں سود اور صدقہ کو ایک ساتھ ذکر کر کے جہاں یہ واضح کیا گیا ہے کہ ان دونوں کی حقیقت میں تضاد ہے وہیں ان دونوں کے متضاد نتائج کی نشان دہی بھی کی گئی ہے چنانچہ ان دونوں کی حقیقت میں تضاد تو یہ ہے کہ صدقہ میں بغیر کسی معاوضے اور بغیر کسی لالچ کے انسان اپنا مال محض اللہ کی خوشنودی کے لئے دوسروں کو دیتا ہے جبکہ سود میں بغیر کسی معاوضہ کے انسان محض مال وزر کی ہوس اور دولت کی فراوانی کے جذبے کے تحت دوسرے سے مال حاصل کرتا ہے اس طرح دونوں کاموں کے کرنے والوں کی نیت اور غرض بالکل جدا جدا ہوتی ہے کہ صدقہ کرنیوالا محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور آخرت کے ثواب کے لئے اپنے مال کو ختم کرنے یا کم کرنے کا فیصلہ کر کے ایک زبردست ایثار کرتا ہے اور سود لینے والا محض دنیاوی حرص وطمع کی بناء پر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے غصہ وناراضگی سے بالکل بے پرواہ ہو کر اپنے موجودہ مال میں ناجائز زیادتی کا خواہش مند ہوتا ہے یہ تو سود اور صدقہ کی حقیقت کا تضاد تھا دونوں کے

نتائج کا تضاد یہ ہے کہ جو مال اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کی پرواہ کیے بغیر ناجائز طریقے یعنی سود سے حاصل کیا جاتا ہے اسے اللہ تعالیٰ مٹا دیتا ہے یا اس میں سے برکت اٹھالیتا ہے اس کے برخلاف جو شخص اللہ تعالیٰ کی رضا مندی و خوشنودی کی خاطر اپنا مال دوسروں کو دیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے مال کو بڑھا دیتا ہے بایں طور کہ اس کے موجودہ مال میں خیر و برکت عطاء فرماتا ہے۔

اس آیت کے ضمن میں دونوں کے نتائج میں تضاد کا مطلب مفسرین نے اس انداز میں بیان کیا ہے کہ سود کو مٹانے اور صدقہ کو بڑھانے کا تعلق آخرت سے ہے یعنی سود خوار کو اس کا مال آخرت میں کچھ نفع نہیں پہنچائے گا بلکہ عذاب ہی کا موجب بنے گا جبکہ صدقہ کرنیوالے کا مال آخرت میں اس کے لئے ابدی سعادتوں اور راحتوں کا ذریعہ بنے گا پھر سود کا مٹایا جانا اور صدقہ کا بڑھایا جانا آخرت سے تو تعلق رکھتا ہی ہے مگر اس کے کچھ آثار دنیا ہی میں مشاہدہ ہو جاتے ہیں چنانچہ سود جس مال میں شامل ہو جاتا ہے بعض اوقات وہ مال اس طرح تباہ و برباد ہو جاتا ہے کہ اس کا وہم و گمان بھی نہیں جیسا کہ سود اور سٹہ کے بازاروں میں عام طور پر دیکھا جاتا ہے کہ بڑے بڑے کروڑ پتی اور سرمایہ دار دیکھتے دیکھتے دیوالیہ ہو جاتے ہیں اگر چہ بے سود کی تجارتوں میں بھی نفع و نقصانات کے احتمال ضرور ہیں اور اسی وجہ سے بعض مرتبہ بے سود کی تجارت کرنیوالوں کو بھی کسی تجارت میں نقصان ہو جاتا ہے لیکن ایسا تاجر جو کل کروڑ پتی تھا اور آج ایک ایک پیسہ کی بھیک کا محتاج ہے یہ صرف سود اور سٹہ کے بازاروں ہی میں نظر آتا ہے۔ بہر کیف جیسا کہ اوپر بتایا گیا ہے سودی مال کا وقتی طور پر بڑھنا اور آخر میں تباہ و برباد ہو جانا محض ایک شرعی وعید کے درجے کی بات نہیں ہے بلکہ اہل تجربہ کے بیانات بھی اس پر شاہد ہیں کہ سود کا مال فوری اور وقتی طور پر کتنا ہی بڑھ جائے لیکن وہ عموماً ایسا دیرپا نہیں ہوتا کہ اس کا فائدہ نسلوں تک پہنچے اگر ایسی کوئی نہ کوئی صورت پیش آجاتی ہے جو سودی مال کو ختم یا کم کر دیتی ہے۔

سود کھانے والوں کے ظاہری احوال سے دھوکہ نہ کھانے کا بیان

آج کل سود کا کاروبار عام ہے چپہ چپہ پر سود خوروں کا لین دین جاری ہے ان کے یہاں ظاہری طور پر مال و دولت کی ریل پیل نظر آتی ہے اسباب عیش و عشرت کی فراوانی ہر طرف رقصاں دیکھی جاتی ہے اسی لئے عام سطح میں لوگوں کو یہ شبہ ہوتا ہے کہ آج کل تو سود خوروں کو بڑی سے بڑی راحت حاصل ہے وہ کوٹھیوں بنگلوں اور عالیشان عمارتوں کے مالک ہیں نوکر چاکر اور شان و شوکت کے تمام سامان موجود ہیں اس لئے یہ کیسے کہا جاسکتا ہے کہ سود خوروں کو دنیا میں بھی راحت حاصل نہیں ہوتی اور ان کا مال وزران کا ساتھ نہیں دیتا حالانکہ غور کیا جائے تو یہ بات بالکل واضح نظر آئے گی کہ سامان راحت اور راحت میں بڑا فرق ہے سامان راحت تو آپ کارخانوں اور فیکٹریوں اور بازاروں سے حاصل کر سکتے ہیں وہ سونے چاندی اور سکون کے عوض مل سکتا ہے لیکن جس چیز کا نام راحت ہے وہ نہ کسی فیکٹری میں بنتی ہے اور نہ کسی بازار سے دستیاب ہوتی ہے بلکہ وہ ایک ایسے روحانی اطمینان اور قلب و دماغ کے ایسے سکون کا نام ہے جو اللہ تعالیٰ کی رحمت کی صورت میں براہ راست انسان کو عطا ہوتا ہے جو بعض اوقات بالکل بے سروسامان انسان اور جانوروں تک کو میسر آجاتا ہے۔

اور بعض اوقات ہزاروں اسباب عیش و عشرت اور سامان راحت رکھنے کے باوجود حاصل نہیں ہوسکتا ایک نیند کو لے لیجئے یہ نیند کیا ہے ایک راحت و سکون کا نام ہے اس کو حاصل کرنے کے لئے آپ یہ تو کر سکتے ہیں کہ ایک اعلیٰ قسم کی خواب گاہ بنوالیں جس میں

ہوا روشنی کا پورا انتظام ہو عمدہ قسم کے اور آرام دہ پلنگ ہوں دلفریب و دل کش گدے بستر اور ملائم تکیے ہوں لیکن آپ خود بتائیے کیا ان سامانوں کے مہیا ہو جانے پر نیند کا آ جانا لازمی ہے۔

اگر آپ کو خود اس کا تجربہ نہیں ہے تو وہ ہزاروں آدمی اس کا جواب نفی میں دیں گے جنہیں کسی عارضے کی وجہ سے نیند نہیں آتی ان کے لئے یہ سامان دھرے رہ جاتے ہیں یہاں تک کہ خواب آور دوائیاں بھی جواب دے دیتی ہیں چنانچہ نیند کے سامان تو بازار سے آ گئے لیکن نیند کسی بازار سے کسی بھی قیمت پر نہیں لائی جا سکتی اسی طرح دوسری لذتوں اور راحتوں کا حال ہے ان کے اسباب تو روپیہ پیسہ کے ذریعے حاصل ہو سکتے ہیں مگر ان راحتوں اور لذتوں کا حاصل ہونا ان اسباب کے باوجود بھی ضروری نہیں ہے یہ بات سمجھ لینے کے بعد سود خوروں کے حالات کا جائزہ لیجئے تو ان کے پاس آپ کو سب کچھ ملے گا مگر راحت اور اطمینان کا نام نہ پائیں گے وہ اپنی حرص و ہوس میں اپنی تجوریوں کو بھرنے اور اپنے ایک کروڑ کو ڈیڑھ کروڑ دو کروڑ بنانے میں ایسے مست نظر آتے ہیں کہ نہ ان کو اپنے کھانے پینے کا ہوش رہتا ہے نہ اپنی بیوی بچوں کا خیال ایمانداری سے بتائیے کیا اطمینان و راحت اسی طرح حاصل ہوتا ہے صبح سے شام تک اور شام سے صبح تک مال و دولت کو بڑھانے کی ادھیڑ بن میں اپنے آپ کو فنا کر دینے کا نام راحت ہے؟ کتنے بے وقوف ہیں وہ لوگ جنہوں نے اسباب راحت کا نام راحت رکھ لیا ہے اور جو حقیقی راحت ہے اس سے کوسوں دور ہیں۔

مشابہ سود اشیاء کو چھوڑ دینے کا بیان

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد منقول ہے کہ جو چیز نازل ہوئی یعنی قرآن کریم اس کا معاملات سے متعلق جو حصہ سب سے آخر میں نازل ہوا ہے وہ ربا کی آیت ہے چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا سے اس حالت میں تشریف لے گئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تفصیل بیان نہیں فرمائی لہذا سود کو بھی چھوڑ دو اور جس چیز میں سود کا شبہ ہو اسے بھی چھوڑ دو۔

(ابن ماجہ دارمی، مشکوۃ المصابیح، جلد سوم: رقم الحدیث، 70)

سود کی مروجہ شکل یعنی قرض و ادھار پر متعین نفع لینا اسلام سے قبل زمانہ جاہلیت میں بھی رائج تھی اور لوگوں میں اس طرح کے سود کا بہت زیادہ رواج تھا چنانچہ قرآن کریم نے جب ربا کی حرمت بیان کی اور آیت ربا نازل ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حرمت کے اس حکم کو نہ صرف اس وقت کے رائج و متعارف سود پر نافذ کیا بلکہ ربا کے مفہوم کو وسعت دیکر اشیاء کے باہمی لین دین اور خرید و فروخت کی بعض صورتوں کو بھی ربا کے حکم میں داخل فرمایا جس کی تفصیل گذشتہ صفحات میں ذکر کی جا چکی ہے لیکن صورت یہ ہوئی کہ آیت ربا نازل ہونے کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا میں بہت کم عرصہ تشریف فرما رہے اس تھوڑی مدت میں دیگر دینی و ضروری مصروفیات میں اتنا انہماک رہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لین دین کی ان صورتوں کو زیادہ تفصیل سے بیان نہیں فرمایا یہاں تک آپ واصل بحق ہو گئے۔

چنانچہ حضرت فاروق اعظم کے اس ارشاد میں تفصیل سے مراد انہیں صورتوں کی تشریح و تفصیل ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جن چھ چیزوں (سونا چاندی گیہوں جو کھجور نمک) کے باہمی لین دین کی بعض صورتوں کو ربا کے حکم میں داخل فرمایا تھا آیا یہ حکم ان چھ چیزوں کے ساتھ مخصوص ہے یا یہ چیزیں بطور مثال کے بیان فرمائیں اور بقیہ چیزوں کو قیاس و اجتہاد پر موقوف رکھا؟ یہی وجہ

ہے کہ بعد میں آنیوالے ائمہ مجتہدین امام ابوحنیفہ امام شافعی امام مالک امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ نے اپنے اپنے اجتہاد سے ان چیزوں کا ایک ضابطہ بنایا اور دوسری چیزوں کو بھی اس ضابطہ کے ماتحت اس حکم میں داخل قرار دیا اس کی تفصیل بھی گذشتہ صفحات میں ذکر کی جا چکی ہے۔ حاصل یہ کہ نزول قرآن سے سود کا ایک مخصوص معاملہ یعنی قرض دے کر اس پر نفع لینا عربی زبان میں لفظ ربا کے ساتھ متعارف چلا آ رہا تھا اور پورے عرب میں اس کا رواج تھا۔

چنانچہ اہل عرب صرف اسی خاص معاملہ کو ربا کہتے اور سمجھتے تھے اسی ربا کو قرآن کریم نے حرام فرمایا لہٰذا ربا کی اس صورت میں نہ کوئی ابہام تھا نہ اجمال اور اسی لئے جب قرآن کریم نے ربا کی حرمت کا ذکر کیا تو نہ کسی کو اس کے سمجھنے میں دقت ہوئی اور نہ کسی کو اس پر عمل کرنے میں ایک منٹ کا بھی تامل و تردد ہوا البتہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے باشارات وحی الٰہی ربا کے مفہوم میں اور چند معاملات کا اضافہ فرمایا تو چونکہ وہ معاملات اہل عرب کے متعارف مفہوم سے الگ اور ان کے مروجہ سود سے ایک زائد چیز تھی اور پھر اتفاق کی بات کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ربا کے اس وسیع مفہوم کی تفصیلات پوری تشریح کے ساتھ بیان فرمانے سے پہلے اس دنیا سے تشریف لے گئے اسی وجہ سے اس کی تشریحات میں حضرت فاروق اعظم کو کچھ اشکالات پیش آئے بالآخر انہوں نے اپنے اجتہاد سے احتیاط کا پہلو اختیار کرتے ہوئے فرمایا کہ ربا کی جو صورتیں بالکل واضح اور متعین ہیں جیسی مروجہ سود یا اشیاء کے باہمی لین دین کی وہ صورتیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرما دی ہیں ان کو بھی ترک کر دو اور ان سے مکمل اجتناب کرو اور جس چیز میں سود کا شبہ اور شائبہ بھی محسوس ہو جائے از راہ ورع و احتیاط اسے بھی چھوڑ دو اور اس سے پرہیز کرو۔

سود کے بارے میں بعض لوگوں نے حضرت فاروق اعظم کے اس ارشاد کو آڑ بنا لیا جو سود کی اس خاص قسم کے بارے میں تھا جس کا مروجہ سود کے مسئلہ سے کوئی تعلق نہیں یعنی چھ چیزوں کا باہمی بیع و شراء اور لین دین ان لوگوں نے اس ارشاد کا یہ نتیجہ نکالا کہ ربا کی حقیقت ہی مبہم رہ گئی تھی۔ اس کے متعلق علماء اور فقہاء نے جو کچھ لکھا ہے وہ صرف ان کا اپنے اجتہاد تھا لیکن جیسا کہ ابھی اوپر بتایا گیا حضرت فاروق اعظم کو ربا کی صرف اس قسم کے بارہ میں تردد پیش آیا جو قرآن کے الفاظ سے ثابت نہیں تھا بلکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ارشاد کے ذریعہ اس کی حرمت کو بیان فرمایا تھا اور وہ چھ چیزوں کی آپس میں خرید و فروخت کا معاملہ تھا جو سود آج کل رائج ہے اور جو ایام جاہلیت میں بھی عام تھا۔

اس سے حضرت عمر کے اس ارشاد کا دور کا تعلق بھی نہ تھا اور ہو بھی کیسے سکتا ہے جب کہ زمانہ جاہلیت ہی سے اس کے معاملات رائج اور جاری تھے پھر اس ارشاد کہ ان چھ چیزوں کے سود کے بارے میں حضرت عمر کو جو اشکال پیش آیا وہ بھی اس بات میں نہیں تھا کہ انہیں ان چھ چیزوں کے لین دین میں سود کو حرام سمجھنے میں تردد تھا بلکہ اشکال صرف یہ تھا کہ یہ حکم شاید ان چھ چیزوں (یعنی سونا چاندی اور گیہوں وغیرہ) تک ہی محدود نہ ہو بلکہ اس کے حکم کا دائرہ ان چھ چیزوں کے علاوہ دیگر اشیاء تک بھی وسیع ہو اس صورت میں ہو سکتا ہے کہ لوگ یہ خیال کر کے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف چھ چیزوں کے بارے میں یہ حکم فرمایا ہے دیگر اشیاء کے لین دین میں وہی صورتیں اختیار کر کے سود میں مبتلا ہو جائیں جنہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھ چیزوں کے لئے واضح طور پر ربا کہا ہے اس تردد کے پیش نظر آپ نے لوگوں کو حکم دیا کہ سود کے ساتھ ساتھ ان چیزوں کو بھی قطعاً چھوڑ دو جن میں سود کا شائبہ تک نہ پایا

جائے لہٰذا یہ ستم ظریقی نہیں تو اور کیا ہے کہ حضرت عمر نے اپنے اشکال کا نتیجہ تو یہ ظاہر فرمایا کہ منصوص چیزوں میں بھی ایسے معاملات سے پرہیز کیا جائے جن میں سود کا شبہ بھی پایا جائے اور ان لوگوں نے حضرت عمر کے اس ارشاد کا تعلق اس سود کی اس مخصوص قسم سے منقطع کر کے عام سود و ربا کے معاملات سے جوڑ دیا اور پھر اس پر اکتفاء نہ کیا بلکہ مزید ستم یہ کیا کہ محض اپنی نافہمی کی وجہ سے حضرت عمر کے ارشاد کی روشنی میں سرے سے سود کی حرمت ہی کو ایک مشتبہ مسئلہ قرار دیدیا۔

باب التِّجَارَةِ

یہ باب تجارت کے بیان میں ہے

4468 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ اَنْبَاَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عَمْرِو بْنِ تَغْلِبَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِنَّ مِنْ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ اَنْ يَّفْشُوَ الْمَالُ وَيَكْثُرَ وَتَفْشُوَ التِّجَارَةُ وَيَظْهَرَ الْعِلْمُ وَيَبِيْعَ الرَّجُلُ الْبَيْعَ فَيَقُوْلَ لَا حَتّٰى اَسْتَاْمِرَ تَاجِرَ بَنِيْ فُلَانٍ وَّيُلْتَمَسَ فِي الْحَيِّ الْعَظِيْمِ الْكَاتِبُ فَلَا يُوْجَدُ".

★★ حضرت عمرو بن تغلب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

"قیامت کی نشانیوں میں یہ بات بھی شامل ہے' مال عام ہو جائے گا اور زیادہ ہو جائے گا' تجارت پھیل جائے گی' علم رخصت ہو جائے گا' آدمی کوئی سودا کرے گا اور یہ کہے گا: میں یہ اس وقت تک نہیں کروں گا' جب تک بنو فلاں کے تاجر سے مشورہ نہیں کر لیتا' ایک بڑے قبیلے میں ایک (ایمان دار) کاتب کو تلاش کیا جائے گا' تو وہ نہیں ملے گا"۔

باب مَا يَجِبُ عَلَى التُّجَّارِ مِنَ التَّوْقِيَةِ فِيْ مُبَايَعَتِهِمْ

یہ باب ہے کہ سودا کرتے وقت' تاجروں پر کس چیز کو متعین کرنا لازم ہے

4469 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ عَنْ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنِيْ قَتَادَةُ عَنْ اَبِي الْخَلِيْلِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَلْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَفْتَرِقَا فَاِنْ صَدَقَا وَبَيَّنَا بُوْرِكَ لَهُمَا فِيْ بَيْعِهِمَا وَاِنْ كَذَبَا وَكَتَمَا مُحِقَ بَرَكَةُ بَيْعِهِمَا".

★★ حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

4468-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (10712) .

4469-اخرجه البخاري في البيوع، باب اذا بين البيعان و لم يكتما و نصحا (الحديث 2079)، وباب ما يمحق الكذب و الكتمان في البيع (الحديث 2082)، و باب كم يجوز الخيار (الحديث 2108) مختصراً، وباب (البيعان بالخيار ما لم يتفرقا) (الحديث 2110)، وباب اذا كان البائع بالخيار هل يجوز البيع (الحديث 2114) . واخرجه مسلم في البيوع، باب الصدق في البيع و البيان (الحديث 47) . واخرجه ابو داؤد في البيوع والاجارات، باب في خيار المتبايعين (الحديث 3459) . واخرجه الترمذي في البيوع، باب ما جاء في البيعين بالخيار ما لم يتفرقا (الحديث 1246) . واخرجه النسائي في البيوع، وجوب الخيار للمتبايعين قبل افتراقهما (الحديث 4476) .تحفة الاشراف (3427) .

"خرید وفروخت کرنے والوں کو سودا ختم کرنے کا اختیار ہوتا ہے جب تک وہ ایک دوسرے سے الگ نہیں ہو جاتے' اگر وہ سچ بولتے ہیں اور وضاحت کر دیتے ہیں' تو ان کے سودے میں برکت رکھی جاتی ہے' اور اگر وہ جھوٹ بولتے ہیں اور کوئی بات چھپاتے ہیں' تو ان کے سودے کی برکت کو مٹا دیا جاتا ہے"۔

باب الْمُنْفِقِ سِلْعَتَهُ بِالْحَلِفِ الْكَاذِبِ

یہ باب ہے کہ جھوٹی قسم اُٹھا کر' اپنا سامان فروخت کرنے والے (کے بارے میں روایت)

4470 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُدْرِكٍ عَنْ اَبِیْ زُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ جَرِيْرٍ عَنْ خَرَشَةَ بْنِ الْحُرِّ عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ" ۔ فَقَرَاَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَبُوْ ذَرٍّ خَابُوْا وَخَسِرُوْا ۔ قَالَ "الْمُسْبِلُ اِزَارَهُ وَالْمُنَفِّقُ سِلْعَتَهُ بِالْحَلِفِ الْكَاذِبِ وَالْمَنَّانُ عَطَائَهُ" ۔

★★ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"تین طرح کے لوگ ایسے ہیں' قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ کلام نہیں کرے گا' ان کی طرف نظر رحمت نہیں کرے گا' ان کا تزکیہ نہیں کرے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہوگا"۔

پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کی آیت تلاوت کی۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یہ لوگ تو ذلیل و رسوا ہو جائیں گے اور خسارے کا شکار ہو جائیں گے۔

"نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (تکبر کے طور پر) اپنے تہبند کو لٹکانے والا شخص' جھوٹی قسم اُٹھا کر اپنا سامان فروخت کرنے والا شخص اور کچھ دے کر احسان جتانے والا شخص"۔

4471 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنِيْ سُلَيْمَانُ الْاَعْمَشُ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُسْهِرٍ عَنْ خَرَشَةَ بْنِ الْحُرِّ عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "ثَلَاثَةٌ لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ اِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ الَّذِیْ لَا يُعْطِیْ شَيْئًا اِلَّا مَنَّهُ وَالْمُسْبِلُ اِزَارَهُ وَالْمُنَفِّقُ سِلْعَتَهُ بِالْكَذِبِ" ۔

★★ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"تین طرح کے لوگ ایسے ہیں' قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان کی طرف نظر رحمت نہیں کرے گا' ان کا تزکیہ نہیں کرے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہوگا' ایک وہ شخص جو کوئی بھی چیز دیتا ہے' تو اس پر احسان جتاتا ہے' ایک وہ شخص جو اپنے تہبند کو (تکبر کے طور پر) لٹکا کر رکھتا ہے اور ایک وہ شخص جو جھوٹ بول کر اپنا سامان فروخت کرتا ہے"۔

4470-تقدم (الحديث 2562) . و ياتي بعده .

4471-تقدم في الزكاة، المنان بما اعطى (الحديث 2562 و 4470) .

شرح

پائنچے لٹکانے والے سے مراد وہ شخص ہے جو ازراہ تکبر ٹخنوں سے نیچا پاجامہ پہنتا ہے چنانچہ اس میں وہ شخص بھی داخل ہے جو ٹخنوں سے نیچا کرتہ پہنے۔ احسان جتانے کا مطلب یہ ہے کہ کسی کے ساتھ کوئی اچھا سلوک کر کے مثلاً کسی کو کوئی چیز دے کر یا کسی کے ساتھ ہمدردی کا کوئی معاملہ کر کے اسے زبان پر لایا جائے چنانچہ جو شخص کسی کے ساتھ ہمدردی و اعانت کا کوئی معاملہ کر کے پھر اس پر احسان جتاتا ہے تو وہ ثواب سے محروم رہتا ہے۔ جھوٹی قسمیں کھا کر تجارت بڑھانے والے سے مراد وہ تاجر ہے جو زیادہ نفع حاصل کرنے کے لئے یا اپنا مال تجارت بڑھانے کے لئے جھوٹی قسمیں کھائے مثلاً اس نے کوئی چیز نوے روپے میں خریدی ہو مگر اپنے خریدار سے اس کی زیادہ قیمت وصول کرنے کے لئے یا اس کی مالیت بڑھانے کے لئے جھوٹی قسم کھا کر کہے کہ اللہ کی قسم میں نے یہ چیز سو روپے میں خریدی ہے۔

4472 - اَخْبَرَنِیْ هَارُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ قَالَ اَخْبَرَنِی الْوَلِيْدُ - يَعْنِیْ ابْنَ كَثِيْرٍ - عَنْ مَعْبَدِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ الْاَنْصَارِیِّ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "اِيَّاكُمْ وَكَثْرَةَ الْحَلِفِ فِی الْبَيْعِ فَاِنَّهٗ يُنَفِّقُ ثُمَّ يَمْحَقُ".

★★ حضرت ابوقتادہ انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:
"سودا کرتے وقت بکثرت قسم اُٹھانے سے پرہیز کرو' کیونکہ یہ چیز سودا بکوا دیتی ہے' لیکن (اس کی برکت کو) ختم کر دیتی ہے"۔

4473 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اَلْحَلِفُ مَنْفَقَةٌ لِّلسِّلْعَةِ مَمْحَقَةٌ لِّلْكَسْبِ".

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:
"قسم' سودے کو بکوا دیتی ہے' لیکن کمائی کی (برکت کو) ختم کر دیتی ہے"۔

باب الْحَلِفِ الْوَاجِبِ لِلْخَدِيعَةِ فِی الْبَيْعِ

یہ باب ہے کہ ایسی قسم جو سودے میں دھوکے کو لازم کر دے

4474 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا

4472-اخرجه مسلم في المساقاة، باب النهي عن الحلف في البيع (الحديث 132) واخرجه ابن ماجه في التجارة، باب ما جاء في كراهية الايمان في الشراء و البيع (الحديث 2209) . تحفة الاشراف (12129) .

4473-اخرجه البخاري في البيوع، باب (يمحق الله الربا ويربي الصدقات و الله لا يحب كل كفار اثيم) (الحديث 2087) . واخرجه مسلم في المساقات، باب النهي عن الحلف في البيع (الحديث 131) . و اخرجه ابو داؤد في البيوع و الاجارات، باب في كراهية اليمين في البيع (الحديث 3335) . تحفة الاشراف (13321) .

يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ رَجُلٌ عَلٰى فَضْلِ مَاءٍ بِالطَّرِيْقِ يَمْنَعُ ابْنَ السَّبِيْلِ مِنْهُ وَرَجُلٌ بَايَعَ اِمَامًا لِّدُنْيَا اِنْ اَعْطَاهُ مَا يُرِيْدُ وَفٰى لَهٗ وَاِنْ لَمْ يُعْطِهٖ لَمْ يَفِ لَهٗ وَرَجُلٌ سَاوَمَ رَجُلًا عَلٰى سِلْعَةٍ بَعْدَ الْعَصْرِ فَحَلَفَ لَهٗ بِاللّٰهِ لَقَدْ اُعْطِىَ بِهَا كَذَا وَكَذَا فَصَدَّقَهُ الْاٰخَرُ".

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"تین طرح کے لوگ ایسے ہیں' قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ کلام نہیں کرے گا' ان پر رحمت نہیں کرے گا' ان کا تزکیہ نہیں کرے گا اور ان لوگوں کے لیے دردناک عذاب ہوگا' ایک وہ شخص جس کے پاس راستے میں اضافی پانی موجود ہو' وہ مسافر کو اس پانی کو استعمال نہ کرنے دے' ایک وہ شخص جو کسی دنیاوی فائدے کے حصول کے لیے' کسی حاکم کے ہاتھ پر بیعت کرلے' تو اگر حاکم اس کی مراد کے مطابق چیز اُسے دے دے' تو وہ اس عہد کو پورا کرے اور اگر حاکم اُسے وہ چیز نہ دے' تو وہ اس کو پورا نہ کرے' ایک وہ شخص جو عصر کے بعد کسی دوسرے شخص کے سامان پر بولی لگاتا ہے' اور دوسرے شخص کے سامنے اللہ کے نام کی قسم اُٹھاتا ہے' کہ اس نے خود یہ سامان اتنے میں خریدا ہے' تو دوسرا شخص اس کی بات کی تصدیق کردیتا ہے"۔

باب الْاَمْرِ بِالصَّدَقَةِ لِمَنْ لَّمْ يَعْتَقِدِ الْيَمِيْنَ بِقَلْبِهٖ فِىْ حَالِ بَيْعِهٖ

یہ باب ہے کہ جو شخص سودا کرتے وقت قسم اُٹھاتا ہے' اور دلی طور پر اس قسم کا اعتقاد نہیں رکھتا اُس کے لیے حکم یہ ہے' وہ صدقہ کیا کرے

4475 - اَخْبَرَنِىْ مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ عَنْ جَرِيْرٍ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اَبِىْ وَائِلٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ اَبِىْ غَرَزَةَ قَالَ كُنَّا بِالْمَدِيْنَةِ نَبِيْعُ الْاَوْسَاقَ وَنَبْتَاعُهَا وَنُسَمِّىْ اَنْفُسَنَا السَّمَاسِرَةَ وَيُسَمِّيْنَا النَّاسُ فَخَرَجَ اِلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَمَّانَا بِاسْمٍ هُوَ خَيْرٌ لَّنَا مِنَ الَّذِىْ سَمَّيْنَا بِهٖ اَنْفُسَنَا فَقَالَ "يَا مَعْشَرَ التُّجَّارِ اِنَّهٗ يَشْهَدُ بَيْعَكُمُ الْحَلِفُ وَاللَّغْوُ فَشُوْبُوْهُ بِالصَّدَقَةِ".

★★ ابوغرزہ بیان کرتے ہیں: ہم لوگ مدینہ منورہ میں ساز و سامان کی خرید و فروخت کیا کرتے تھے' ہم لوگ خود کو سماسرہ (ایجنٹ) کہا کرتے تھے' لوگوں نے بھی ہمیں یہی نام دیا ہوا تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں وہ نام دیا' جو ہمارے لیے اس نام سے زیادہ بہتر تھا' جس نام کے ذریعے ہم خود کو بلوایا کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے تاجروں کے گروہ! تمہارے اس سودے میں قسم بھی شامل ہو جاتی ہے' اور لغو باتیں بھی ہوتی ہیں' تو تم اس میں صدقہ ملا دیا کرو۔

4474-اخرجه البخاري في الشهادات، باب اليمين بعد العصر (الحديث 2672) . واخرجه مسلم في الايمان، باب بيان غلظ تحريم اسبال الازار و المن بالعطية و تنفيق السلعة بالحلف و بيان الثلاثة الذين لا يكلمهم الله يوم القيامة ولا ينظر اليهم ولا يزكيهم و لهم عذاب اليم (الحديث 173). و اخرجه مسلم في البيوع والاجارات، باب في منع الماء (الحديث 3475) تحفة الاشراف (12338) .

4475-تقدم (الحديث 3806) .

شرح

سماسرہ دراصل لفظ سمسار کے جمع کا صیغہ ہے جس کے معنی ہیں دلال یا کسی چیز کا مالک ومنتظم چنانچہ پہلے زمانے میں تجارتی کاروبار کرنے والے کو سمسار ہی کہتے ہیں پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو اس سے بہتر نام یعنی تجار ج ولفظ تاجر کی جمع کا صیغہ ہے عطاء کیا اس نام کے بہتر ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں خرید وفروخت کے کاروبار کو مدحیہ طور پر لفظ تجارت کے ساتھ ذکر کیا ہے جیسے ایک آیت کی عبارت کا یہ ٹکڑا ہے (هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ، الصف:10) (کیا میں تمہیں ایک ایسی تجارت بتاؤں جو تمہیں دردناک عذاب سے نجات دے) یا ایک اور آیت میں ہے (تجارۃ عن تراض) (سوداگری آپس کی رضامندی سے) یا ایک آیت کے یہ الفاظ تجارۃ (لن تبور) (تجارت کرو ہلاکت میں نہ پڑو) فشوبوہ بالصدقۃ (تجارت کو صدقہ وخیرات کے ساتھ ملائے رکھو کا مطلب یہ ہے کہ تجارتی زندگی میں عام طور پر بے فائدہ باتیں اور جھوٹی سچی قسموں کا صدور ہوتا رہتا ہے اور یہ دونوں ہی چیزیں پروردگار کے غضب وغصہ کا باعث ہیں اس لئے تم ان دونوں چیزوں کے کفارہ کے طور پر اپنا کچھ مال صدقہ وخیرات کرتے رہا کرو کیونکہ صدقہ وخیرات اللہ تعالیٰ کے غضب وغصہ کو دور کرتا ہے۔

باب وُجُوبِ الْخِيَارِ لِلْمُتَبَايِعَيْنِ قَبْلَ افْتِرَاقِهِمَا

فریقین کو الگ ہونے سے پہلے (سودا کرنے) کے اختیار کا لازم ہونا

خیار بیع کے معنی ومفہوم کا بیان

خیار، لفظ، اختیار، سے مشتق ہے، جس کے معنی ہیں دو چیزوں میں سے کسی ایک اچھی چیز کا انتخاب کرنا چنانچہ کسی تجارتی معاملے کو فسخ کر دینے یا اس کو باقی رکھنے کا وہ اختیار جو خریدار اور تاجر کو حاصل ہوتا ہے اصطلاح فقہ میں خیار کہلاتا ہے تجارتی معاملات میں اس اختیار کی کئی قسمیں ہیں جن کے تفصیلی احکام اور فقہی اختلاف فقہ کی کتابوں میں مذکور ہیں تاہم اس موقع پر ان قسموں کے نام اور تعریفات ذکر کر دینا ضروری ہے۔

خیار شرط کے مفہوم کا بیان

خیار شرط جو تجارتی معاملے طے ہو جانے کے بعد تاجر یا خریدار یا دونوں کو اس معاملے کے ختم کر دینے یا باقی رکھنے کا حق دیا جانا خیار شرط کہلاتا ہے مثلاً تاجر نے ایک چیز فروخت کی جسے خریدار نے خرید لی مگر اس خرید وفروخت کے بعد تاجر نے یا خریدار نے یہ کہا کہ باوجود بیع ہو جانے کے مجھ کو ایک روز یا دو روز یا تین روز تک یہ اختیار حاصل ہوگا کہ خواہ اس بیع کو باقی رکھا جائے خواہ ختم کر دیا جائے۔ خرید وفروخت میں یہ صورت جائز ہے اور اس کا حکم یہ ہے کہ اگر مدت اختیار میں بیع کو فسخ کیا جائے تو وہ فسخ ہو جائے گی اور اگر اس مدت کے ختم ہونے تک بیع کو برقرار رکھا یا سکوت کیا تو بعد ختم مدت بیع پختہ ہو جائے گی یہ بات ذہن میں رہے کہ خیار شرط کی مدت حضرت امام ابوحنیفہ کے نزدیک زیادہ سے زیادہ تین دن تک ہے۔

خیار عیب کے مفہوم کا بیان

خیار عیب: بیع ہو جانے کے بعد خریدی ہوئی چیز میں کوئی عیب معلوم ہونے کے بعد اس چیز کو رکھ لینے یا واپس کر دینے کا جو اختیار خریدار کو حاصل ہوتا ہے اسے خیار عیب کہتے ہیں مثلاً تاجر نے ایک چیز بیچی جسے خریدار نے خرید لی اب اس بیع کے بعد اگر خریدار واپس کر کے اپنی دی ہوئی قیمت لوٹا لے البتہ اگر بیچنے والے نے اس چیز کو بیچنے کے وقت خریدار سے یہ کہہ دیا تھا کہ اس چیز میں جو عیب ہو میں اس کا ذمہ دار نہیں ہوں خواہ تم اس وقت اسے خریدو یا نہ خریدو اور اس کے باوجود بھی خریدار رضامند ہو گیا تھا تو خواہ کچھ ہی عیب اس میں نکلے خریدار کو واپسی کا اختیار حاصل نہیں ہوگا۔

خیار رویت کے مفہوم کا بیان

خیار رویت: بے دیکھی ہوئی چیز کو خریدنے کے بعد اس چیز کو رکھ لینے یا واپس کر دینے کا جو اختیار خریدار کو حاصل ہوتا ہے اسے خیار رویت کہتے ہیں مثلاً کسی خریدار نے بغیر دیکھے کوئی چیز خریدی تو یہ بیع جائز ہو جائے گی لیکن خریدار کو یہ اختیار حاصل ہوگا کہ وہ اس چیز کو جس وقت دیکھے چاہے تو اسے رکھ لے اور چاہے تو بیچنے والے کو واپس کر دے۔ ان اقسام کے علاوہ اس باب میں خیار کی ایک اور قسم ذکر ہوگی جسے خیار مجلس کہتے ہیں اس کی صورت یہ ہے کہ کسی ایک مجلس میں تاجر و خریدار کے درمیان خرید و فروخت کا کوئی معاملہ طے ہو جانے کے بعد اس مجلس کے ختم ہونے تک تاجر اور خریدار دونوں کو یہ اختیار حاصل ہوتا ہے کہ ان میں سے کوئی بھی اس معاملہ کو ختم کر سکتا ہے مجلس ختم ہونے کے بعد یہ اختیار کسی کو بھی حاصل نہیں رہتا لیکن خیار کی اس قسم میں اختلاف ہے چنانچہ حضرت امام شافعی اور بعض دوسرے علماء اس خیار کے قائل ہیں جبکہ حضرت امام ابوحنیفہ اور دوسرے علماء اس کے قائل نہیں ہیں یہ حضرات کہتے ہیں کہ جب بیع کا ایجاب و قبول ہو گیا یعنی معاملہ تکمیل پا گیا تو اب کسی کو بھی اس معاملے کو فسخ کرنے کا اختیار نہیں رہے گا اور یہ کہ معاملہ کے وقت خیار کی شرط طے پا گئی ہو جسے خیار شرط کہتے ہیں اور جس کی مدت زیادہ سے زیادہ تین دن تک ہے تین دن کے بعد خیار شرط کی صورت بھی ختم ہو جاتی ہے۔

4476 - اَخْبَرَنَا اَبُو الْاَشْعَثِ عَنْ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ - وَهُوَ ابْنُ اَبِىْ عَرُوبَةَ - عَنْ قَتَادَةَ عَنْ صَالِحٍ اَبِى الْخَلِيْلِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اَلْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَفْتَرِقَا فَاِنْ بَيَّنَا وَصَدَقَا بُوْرِكَ لَهُمَا فِىْ بَيْعِهِمَا وَاِنْ كَذَبَا وَكَتَمَا مُحِقَ بَرَكَةُ بَيْعِهِمَا" .

★★ حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''خرید و فروخت کرنے والوں کو (سودا ختم کرنے کا) اس وقت تک اختیار ہوتا ہے' جب تک وہ ایک دوسرے سے الگ نہیں ہو جاتے' اگر وہ دونوں حقائق واضح کر دیتے ہیں اور سچ بولتے ہیں' تو ان دونوں کے لیے اس سودے میں برکت رکھی جاتی ہے' لیکن اگر وہ جھوٹ بولتے ہیں اور حقیقت کو چھپاتے ہیں' تو ان کے سودے کی برکت کو ختم کر دیا جاتا ہے''۔

4476-تقدم (الحديث 4469) .

شرح

حضرت عمرو بن شعیب اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے نقل کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیچنے والا اور خریدنے والا دونوں اسی وقت تک بیع کو باقی رکھنے یا اس کو فسخ کر دینے کا اختیار رکھتے ہیں جب تک کہ وہ جدا نہ ہوں الا یہ کہ ان کی بیع بشرط خیار ہو تو اس میں جدائی کے بعد بھی اختیار باقی رہتا ہے اور ان دونوں میں سے کسی کے لئے از روئے تقوی یہ جائز نہیں ہے کہ وہ معاملہ کرتے ہی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہو اس خوف سے کہ مبادا دوسرا فریق معاملے کو فسخ کرنے کا اختیار مانگ لے (یعنی جب تک کسی معاملے میں دونوں فریق پوری طرح مطمئن نہ ہو جائیں ایجاب وقبول میں ان میں سے کوئی محض اس لئے جلد بازی نہ کرے کہ مبادا فریق ثانی معاملے کو فسخ کر دے یا معاملہ طے کرتے ہی ان میں سے کوئی محض اس وجہ سے نہ بھاگ کھڑا ہو کہ کہیں دوسرا فریق بیع کو فسخ کرنے کے اختیار کی شرط نہ چاہنے لگے۔ (ابوداؤد نسائی)

حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیچنے والا اور خریدنے والا دونوں آپس کی رضامندی کے بغیر جدا نہ ہوں۔ (ابوداؤد، مشکوۃ المصابیح: جلد سوم: رقم الحدیث، 42)

مطلب یہ ہے کہ دونوں صاحب معاملہ کوئی تجارتی معاملہ طے کرنے کے بعد اس وقت تک ایک دوسرے سے الگ نہ ہوں جب تک کہ قیمت کی ادائیگی اور خرید کردہ چیز کی حوالگی دونوں میں برضا ورغبت طے نہ پا جائے یا عمل میں نہ آ جائے کیونکہ اس کے بغیر ایک دوسرے کو نقصان وتکلیف پہنچنے کا احتمال رہے گا جو شریعت میں ممنوع ہے یا پھر اس سے مراد یہ ہے کہ جب معاملہ طے ہو جائے اور دونوں صاحب معاملہ میں سے کوئی ایک وہاں سے اٹھ کھڑے ہونے کا ارادہ کرے تو وہ دوسرے فریق سے پہلے یہ پوچھ لے کہ اب تمہیں کوئی اشکال واعتراض تو نہیں ہے اور کیا اس معاملے پر تم راضی ہو اس کے بعد اگر وہ دوسرا فریق معاملے کو فسخ کرنا چاہے تو وہ بھی معاملے کو فسخ کر دے اور اگر وہ معاملے کی برقراری پر رضامند ہو تو پھر تکمیل کے بعد اس سے الگ ہو اس صورت میں یہ حدیث معنی کے اعتبار سے پہلی حدیث کے موافق ہوگی نیز یہ بات ذہن میں رہے کہ یہ ممانعت نہی تنزیہی کے طور پر ہے کیونکہ اس بات پر تمام علماء کا اتفاق ہے کہ ایک دوسرے کی اجازت کے بغیر جدا ہونا حلال ہے۔

خیار مجلس کا بیان

حضرت ابن عمر راوی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیچنے والا خریدنے والا دونوں میں سے ہر ایک اپنے دوسرے صاحب معاملہ پر اس بات کا اختیار رکھتا ہے کہ چاہے تو وہ خرید وفروخت کے معاملے کو باقی رکھے اور چاہے تو ختم کر دے جب تک کہ وہ ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں یعنی جس مجلس میں وہ معاملہ طے پایا ہوگا جب وہ ختم ہو جائے گی بایں طور کہ وہ ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں گے تو ان میں سے کسی کو بھی یہ اختیار حاصل نہیں رہے گا ہاں بیع خیار اس سے مستثنیٰ ہے یعنی بیع میں خریدار نے اس اختیار کی شرط طے کر لی ہوگی کہ اگر میں چاہوں تو اس خریدی ہوئی چیز کو رکھوں گا اور اگر نہ چاہوں گا تو واپس کر دوں گا اس بیع میں ایک دوسرے سے جدا ہونے کے بعد بھی اختیار باقی رہتا ہے (بخاری مسلم) اور مسلم کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ جب بیچنے والا اور خریدنے والا خرید وفروخت کا کوئی معاملہ کریں تو ان میں سے ہر ایک کو معاملے کو باقی رکھنے یا فسخ کر دینے کا اختیار حاصل ہوگا جب

تک کہ وہ ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں یا یہ کہ ان کی خرید و فروخت کا معاملہ بشرط خیار ہو چنانچہ اگر وہ خیار شرط کے ساتھ کوئی تجارتی معاملہ کریں گے تو اس صورت میں (جدائی کے بعد بھی) اختیار کا حق حاصل رہے گا۔ ترمذی کی ایک روایت میں یوں ہے کہ بیچنے والا اور خریدنے والا دونوں جب تک ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں انہیں اختیار حاصل ہے الا یہ کہ وہ اپنے تجارتی معاملے میں خیار کی شرط طے کریں (یعنی اگر وہ اپنا تجارتی معاملہ مذکورہ بالا خیار شرط کے ساتھ طے کریں گے تو انہیں جدائی کے بعد بھی اختیار حاصل رہے گا۔ لیکن بخاری و مسلم کی ایک روایت میں ترمذی کی اس روایت کے آخری الفاظ (او یختار (الا یہ کہ وہ خیار کی شرط طے کریں) کی بجائے یہ الفاظ ہیں کہ الا یہ کہ ان دونوں میں سے ایک اپنے دوسرے صاحب معاملہ سے یہ کہہ دے کہ اختیار کی شرط طے کرلو (اور وہ دوسرا کہہ دے کہ مجھے یہ منظور ہے) (مشکوۃ المصابیح، جلد سوم: رقم الحدیث، 41)

اس حدیث سے بظاہر خیار مجلس کا جواز ثابت ہوتا ہے لیکن جو حضرات خیار مجلس کے قائل نہیں ہیں جیسے اما ابوحنیفہ وہ یہ کہتے ہیں کہ حدیث میں ایک دوسرے سے جدا ہونے کا مطلب مجلس کا ختم ہو جانا نہیں ہے بلکہ جدا ہونے سے مراد دونوں کی اس تجارتی معاملے کی گفتگو کا پایہ تکمیل کو پہنچ کر منقطع ہو جانا ہے یعنی جب تک کہ وہ دونوں اس معاملے سے متعلق گفتگو کر رہے ہوں اور ایجاب وقبول پورا نہیں ہوا ہو اس وقت تک ان میں سے ہر ایک کو یہ اختیار ہوگا کہ وہ چاہے تو زیر گفتگو معاملہ کو فسخ کر دے چاہے اسے باقی رکھے لیکن جب ایجاب وقبول پورا ہو جائے گا یعنی بیچنے والا یہ کہہ دے کہ میں نے یہ چیز تمہیں فروخت کر دی اور خریدنے والا یہ کہہ دے کہ میں نے یہ چیز خرید لی تو اب اس کے بعد ان میں سے کسی کو بھی اس معاملے کو فسخ کرنے کا اختیار نہیں رہے گا۔

ان حضرات نے جدا ہونے کے یہ معنی مراد لینے کے سلسلے میں اس آیت کریمہ سے استدلال کیا ہے ایت (وَاِنْ يَّتَفَرَّقَا يُغْنِ اللّٰهُ كُلًّا مِّنْ سَعَتِهٖ) 4 ۔ النساء 130) اور اگر وہ دونوں جدا ہو جائیں گے تو اللہ اپنے فضل سے ان میں سے ہر ایک کو بے پرواہ کر دے گا چنانچہ اس آیت میں جدا ہونے کا مطلب مجلس سے جدا ہونا نہیں ہے بلکہ خاوند و بیوی کے درمیان طلاق کے ذریعے جدائی مراد ہے۔

اور حضرت حکیم ابن حزام کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیچنے والا اور خریدنے والا دونوں کو اپنے تجارتی معاملہ کو باقی رکھنے یا فسخ کر دینے کا اختیار حاصل رہتا ہے لیکن یہ اختیار اس وقت تک حاصل رہتا ہے جب تک کہ وہ جدا نہ ہوں اور یاد رکھو جب بیچنے والا اور خریدنے والا دونوں (فروخت کی جانیوالی چیز اور اس کی تعریف میں سچ بولتے ہیں اور اس چیز و قیمت میں جو عیب ونقصان ہوتا ہے اس کو ظاہر کر دیتے ہیں تا کہ کسی دھوکہ اور فریب کا دخل نہ رہے تو ان کے تجارتی معاملے میں برکت عطاء کی جاتی ہے اور جب وہ عیب چھپاتے ہیں اور جھوٹ بولتے ہیں تو ان کی خرید و فروخت میں برکت ختم کر دی جاتی ہے۔

باب ذِكْرِ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى نَافِعٍ فِيْ لَفْظِ حَدِيْثِهٖ

یہ باب ہے کہ اس روایت کے الفاظ میں نافع سے نقل ہونے والے اختلاف کا تذکرہ

4477 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهٗ - عَنِ ابْنِ

4477- اخرجه البخاري في البيوع، باب (البيعان بالخيار ما لم يتفرقا) (الحديث 2111) . واخرجه مسلم في البيوع، باب ثبوت خيار المجلس للمتبايعين (الحديث 43) . واخرجه ابو داؤد في البيوع و الاجارات، باب في خيار المتبايعين (الحديث 3454) . تحفة الاشراف (8341) .

الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "الْمُتَبَايِعَانِ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا بِالْخِيَارِ عَلٰى صَاحِبِهٖ مَا لَمْ يَفْتَرِقَا اِلَّا بَيْعَ الْخِيَارِ" ۔

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''خرید و فروخت کرنے والے دونوں فریقوں کو اپنے ساتھی کے مقابلے میں (سودا ختم کرنے کا) اختیار حاصل ہوتا ہے۔ اس وقت تک' جب تک وہ ایک دوسرے سے جدا نہیں ہو جاتے' البتہ اگر خیار (شرط ہو' تو اس کا حکم مختلف ہوگا)''۔

4478 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اَلْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَفْتَرِقَا اَوْ يَكُوْنَ خِيَارًا" ۔

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''دو فروخت کرنے والوں کو اس وقت تک اختیار باقی رہتا ہے' جب تک وہ ایک دوسرے سے جدا نہیں ہو جاتے' یا پھر یہ ہے انہیں خیار (شرط) حاصل ہو''۔

بائع مشتری میں خیار شرط کے جائز ہونے کا بیان

بیع میں بائع اور مشتری دونوں کے لئے خیار شرط جائز ہے اور انہیں تین دن یا اس سے کم کا خیار ملے گا اور اس سلسلے میں اصل وہ حدیث ہے جس میں یہ مضمون آیا ہے کہ حضرت حبان بن منقذ بن عمرو انصاری رضی اللہ عنہ کو خرید و فروخت میں خسارہ ہو جاتا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ بیچنے کے بعد لا خلابہ کہہ دیا کرو اور کہا کرو کہ مجھے تین دن کا خیار ہے اور امام صاحب کے نزدیک تین دن سے زیادہ کا خیار جائز نہیں ہے یہی امام زفر اور امام شافعی کا بھی قول ہے۔ صاحبین فرماتے ہیں کہ اگر متعین مدت بیان کر دی جائے تو تین دن سے زیادہ کا بھی جائز ہے حضرت ابن عمر کی حدیث کی وجہ سے کہ آپ نے دو مہینے تک خیار کو جائز قرار دیا اور اس لئے بھی کہ خیار غور و فکر کی ضرورت کے پیش نظر دھوکہ دور کرنے کے لئے جائز ہوا ہے اور کبھی تین دن سے بھی زیادہ کی ضرورت ہوتی ہے لہٰذا یہ ثمن میعاد مقرر کرنے کی طرح ہو گیا۔ امام اعظم رضی اللہ عنہ کی دلیل یہ ہے کہ خیار شرط عقد کے تقاضہ کے خلاف ہے اور وہ لزوم عقد ہے لیکن ماقبل میں بیان کردہ نص کی بنا پر خلاف قیاس ہم نے اسے جائز قرار دیا ہے لہٰذا نص میں بیان کردہ پر منحصر ہوگا اور اس میں زیادتی نہیں ہوگی لیکن اگر من لہ خیار نے تین ہی دن میں اجازت دیدی تو بھی امام اعظم رضی اللہ عنہ کے نزدیک جائز ہے امام زفر کا اختلاف ہے وہ کہتے ہیں کہ یہ بیع فاسد منعقد ہوئی ہے لہٰذا بدل کر جائز نہیں ہوگی۔

امام اعظم رضی اللہ عنہ کی دلیل یہ ہے کہ من لہ خیار نے مفسد کو جمنے اور قرار پکڑنے سے پہلے ساقط کر دیا لہٰذا وہ عقد جائز ہو جائے گا جیسے اگر کسی نے لکھے ہوئے ثمن کے عوض کوئی چیز بیچی اور مجلس عقد ہی میں مشتری کو ثمن سے آگاہ کر دیا اور اس لئے کہ فساد یوم رابع کے اعتبار سے ہے لیکن جب اس سے پہلے من الخیار نے اجازت دے دی تو مفسد کا عقد سے اتصال نہ ہو سکا اسی وجہ سے کہا گیا کہ یوم رابع کا ایک جز گذرنے سے بھی عقد فاسد ہو جائے گا۔ ایک قول یہ ہے کہ عقد فاسد ہو کر منعقد ہوگا پھر شرط کو حذف کر دینے

4478- اخرجه مسلم في البيوع، باب ثبوت خيار المجلس للمتبايعين (الحديث 43م) . تحفة الاشراف (7506) .

سے فساد ختم ہو جائے گا اور یہ قول پہلی تعلیل کی بنا پر ہے۔ (ہدایہ، کتاب البیوع، لاہور)

علامہ ابن عابدین حنفی شامی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ خیار شرط بائع ومشتری دونوں اپنے اپنے لیے کریں یا صرف ایک کرے یا کسی اور کے لیے اس کی شرط کریں سب صورتیں درست ہیں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ عقد میں خیار شرط کا ذکر نہ ہو مگر عقد کے بعد ایک نے دوسرے کو یا ہر ایک نے دوسرے کو یا کسی نمبر کو خیار دیدیا۔ عقد سے پہلے خیار شرط نہیں ہو سکتا یعنی اگر پہلے خیار کا ذکر آیا مگر عقد میں ذکر نہ آیا نہ بعد عقد اس کی شرط کی مثلاً بیع سے پہلے یہ کہدیا کہ جو بیع تم سے کروں گا اُس میں میں نے تم کو خیار دیا مگر عقد کے وقت بیع مطلق واقع ہوئی تو خیار حاصل نہ ہوا۔ (ردمحتار، کتاب بیوع)

خیار رؤیت میں چیز کو لینے یا لوٹانے میں مذاہب اربعہ

علامہ کمال الدین ابن ہمام حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ جب کسی نے بغیر دیکھے کوئی چیز خرید لی تو بیع جائز ہے اور دیکھنے کے بعد اسے خیار ملے گا اگر چاہے تو اسے پورے ثمن کے عوض میں لے لے اور اگر چاہے تو واپس کر دے۔ یہ احناف اور امام مالک اور امام احمد اور فقہاء شوافع میں کثیر اصحاب جن میں قفال علیہم الرحمہ ہیں اور حضرت عثمان بن عفان اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہما کا مذہب ہے جبکہ حضرت امام شافعی نے فرمایا کہ عقد بالکل صحیح نہیں ہوگا۔ جبکہ ہماری دلیل یہ حدیث ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا: "جس نے ایسی چیز خریدی جس کو دیکھا نہ ہو تو دیکھنے کے بعد اُسے اختیار ہے لے یا چھوڑ دے۔

(سنن الدار قطنی"، کتاب البیوع) (فتح القدیر، کتاب بیوع، ج ۱۴، ص ۲۶، بیروت)

بائع نے ایسی چیز بیچی جس کو اُس نے دیکھا نہیں مثلاً اُس کو میراث میں کوئی شے ملی ہے اور بے دیکھے بیچ ڈالی بیع صحیح ہے اور اس کو یہ اختیار نہیں کہ دیکھنے کے بعد بیع کو فسخ کر دے۔ (درر الاحکام، کتاب بیوع)

نابینا کی بیع کے جواز میں فقہی مذاہب اربعہ

علامہ کمال الدین ابن ہمام حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ امام اعظم ابوحنیفہ، امام مالک اور امام احمد علیہ الرحمہ کے نزدیک نابینا کی بیع جائز ہے جبکہ امام شافعی علیہ الرحمہ نے اختلاف کیا اور کہا کہ جائز نہیں ہے۔ امام شافعی کی صرف سلم میں جائز سمجھتے ہیں اور ان کی دلیل بیع میں وسعت اور ایسے اوصاف جن کا نابینا ادراک نہیں کر سکتا جبکہ ائمہ ثلاثہ کے نزدیک جب وہ سمجھنے اور ٹٹول کر کے خیار فسخ رکھتا ہے تو بیع اس کے لئے کیونکر ثابت نہ ہوگی۔ (فتح القدیر، بتصرف، کتاب بیوع، ج ۱۴، ص ۳۹۲، بیروت)

شیخ نظام الدین حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ اندھے کی خرید وفروخت دونوں جائز ہیں اگر کسی چیز کو بیچے گا تو خیار حاصل نہ ہوگا اور خریدے گا تو خیار حاصل ہوگا اور مبیع کو اُلٹ پلٹ کر ٹٹولنا دیکھنے کے حکم میں ہے کہ ٹٹول لیا اور پسند کر لیا تو خیار ساقط ہو گیا اور کھانے کی چیز کا چکھنا اور سونگھنے کی چیز کا سونگھنا کافی ہے اور جو چیز نہ ٹٹولنے سے معلوم ہو نہ چکھنے سونگھنے سے جیسے زمین، مکان، درخت، لونڈی غلام وہاں اُس چیز کے اوصاف بیان کرنے ہوں گے جو اوصاف بیان کر دیے گئے مبیع اُن کے مطابق ہے تو فسخ نہیں کر سکتا ورنہ فسخ کر سکتا ہے۔ اندھا مشتری یہ بھی کر سکتا ہے کہ کسی کو قبضہ یا خریدنے کے لیے وکیل کر دے وکیل کا دیکھ لینا اُس کے قائم مقام

ہو جائے گا۔ اندھا کسی چیز کو اپنے لیے خریدے یا دوسرے کے لیے مثلاً کسی نے اندھے کو وکیل کر دیا دونوں صورتوں میں خیار حاصل ہوگا۔ اور اندھے کے لیے مبیع کے اوصاف بیان کر دیے گئے یا اُس نے ٹٹول کر معلوم کر لیا اور چیز پسند کر لی پھر وہ بینا ہو گیا تو اب اُسے خیار رویت حاصل نہیں ہوگا جو خیار اُسے حاصل تھا ختم کر چکا۔ انکھیارے نے خریدی تھی اور مبیع کو دیکھنے سے پہلے نابینا ہو گیا تو اب اُس کے لیے وہی حکم ہے جو اُس مشتری کا ہے کہ خریدتے وقت نابینا تھا۔ (فتاویٰ ہندیہ، کتاب بیوع)

مشتری کا عیب پر مطلع ہونے پر خیار کا بیان

اور جب مشتری مبیع میں کسی عیب پر مطلع ہو تو اسے اختیار ہے اگر چاہے تو پورے ثمن کے عوض مبیع کو لے لے اور اگر چاہے تو واپس کر دے کیونکہ مطلق عقد مبیع کی سلامتی کا تقاضہ کرنے والا ہوتا ہے لہٰذا اس کے فوت ہونے کی صورت میں مشتری کو خیار حاصل ہوگا تا کہ غیر پسندیدہ چیز کے لزوم سے مشتری کا نقصان نہ ہو اور مشتری کو یہ حق نہیں ہے کہ مبیع کو روک کر نقصان کی بھرپائی لے لے اس لئے کہ مطلق عقد میں اوصاف کے مقابلہ میں کچھ بھی ثمن نہیں ہوتا اور اس لئے کہ بائع طے شدہ قیمت سے کم میں مبیع کے اپنی ملکیت سے زائل ہونے پر راضی نہیں ہے لہٰذا اسے اس سے نقصان ہوگا اور رد کے ذریعے مشتری کے نقصان کے بغیر اس سے نقصان دور کرنا ممکن ہے اور عیب سے وہ عیب مراد ہے جو بائع کے پاس بھی موجود تھا اور عقد بیع اور قبضہ کے وقت اس پر مشتری کی نگاہ نہیں پڑی تھی کیونکہ عیب کو دیکھنا اس کی رضامندی کی علامت ہے۔

شیخ نظام الدین حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ جب مبیع میں عیب ہو تو اُس کا ظاہر کر دینا بائع پر واجب ہے چھپانا حرام و گناہ کبیرہ ہے۔ اسی طرح ثمن کا عیب مشتری پر ظاہر کر دینا واجب ہے اگر بغیر عیب ظاہر کیے چیز بیع کر دی تو معلوم ہونے کے بعد واپس کر سکتے ہیں اس کو خیار عیب کہتے ہیں خیار عیب کے لیے یہ ضروری نہیں کہ وقت عقد یہ کہہ دے کہ عیب ہوگا تو پھیر دینے کا کہا ہو یا نہ کہا ہو بہر حال عیب معلوم ہونے پر مشتری کو واپس کرنے کا حق حاصل ہوگا لہٰذا اگر مشتری کو نہ خریدنے سے پہلے عیب پر اطلاع تھی نہ وقت خریداری اُس کے علم میں یہ بات آئی بعد میں معلوم ہوا کہ اس میں عیب ہے تھوڑا عیب ہو یا زیادہ خیار عیب حاصل ہے کہ مبیع کو لینا چاہے تو پورے دام پر لے لے واپس کرنا چاہے واپس کر دے یہ نہیں ہو سکتا کہ واپس نہ کرے بلکہ دام کم کر دے۔

(فتاویٰ ہندیہ، کتاب بیوع)

حضرت عبداللہ بن ابی بکر سے روایت ہے کہ ابان بن عثمان اور ہشام بن اسماعیل دونوں نے خطبے میں بیان کیا کہ غلام اور لونڈی کے عیب کی جواب دہی بائع پر تین روز تک ہے خریدنے کے وقت سے اور ایک جواب دہی سال بھر تک ہے۔

حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ غلام اور لونڈی کو جو عارضہ لاحق ہو تین دن کے اندر وہ بائع کی طرف سے سمجھا جائے گا اور مشتری کو اس کے پھیر دینے کا اختیار ہوگا اور اگر جنون یا جذام یا برص نکلے تو ایک برس کے اندر پھیر دینے کا اختیار ہوگا بعد ایک سال کے پھر بائع سب باتوں سے بری ہو جائے اس کو کسی عیب کی جواب دہی لازم نہ ہوگی اگر کسی نے وارثوں میں سے یا اور لوگوں میں سے ایک غلام یا لونڈی کو بیچا اس شرط سے کہ بائع عیب کی جواب دہی سے بری ہے تو پھر بائع پر جواب دہی لازم نہ ہوگی

البتہ اگر جان بوجھ کر اس نے کوئی عیب چھپایا ہوگا تو جواب دہی اس پر لازم ہوگی اور مشتری کو پھیر دینے کا اختیار ہوگا۔ یہ جواب دہی خاص غلام یا لونڈی میں ہے اور چیزوں میں نہیں۔ (موطا امام مالک: جلد اول: رقم الحدیث 1194)

اطلاعِ عیب پر واپسی میں مذاہب اربعہ

علامہ عبدالرحمن جزیری لکھتے ہیں کہ فقہاء شوافع کہتے ہیں کہ جب کوئی شخص مبیع میں عیب پر مطلع ہوا تو اس پر لازم ہے کہ وہ فوری طور پر اس چیز کو واپس کر دے۔

فقہاء مالکیہ کہتے ہیں کہ جب مشتری کو عیب کی اطلاع ہو جائے تو اس کو جلدی واپس کر دینا چاہیے ہاں البتہ اس کو واپس کرنے میں دو دن کی مدت کا اختیار ہے۔

فقہاء حنابلہ کہتے ہیں کہ مشتری کو عیب پر مطلع ہونے کی صورت فوری واپس کرنا ضروری نہیں ہے بلکہ وہ اس کو تاخیر سے بھی واپس کر سکتا ہے۔

فقہاء احناف کہتے ہیں کہ واپسی کے لئے یہ شرط نہیں ہے کہ وہ عیب پر مطلع ہوتے ہی اسکو واپس کر دے بلکہ جب اس نے فروخت کنندہ کو اطلاع کر دی اور پھر اصرار سے اس نے کچھ ترک کیا تب بھی واپسی کے مطالبے حق باقی رہے گا۔

(مذاہب اربعہ، کتاب بیوع، باب خیار عیب)

نقص ثمن والی چیز کے عیب ہونے کا قاعدہ فقہیہ

ہر وہ چیز جس سے تجار کی عادت میں ثمن میں کمی واقع ہو وہ عیب ہے۔ (قاعدہ فقہیہ) کیونکہ مالیت کی کمی کے سبب نقصان اٹھانا پڑتا ہے اور قیمت کی کمی سے مالیت میں کمی آتی ہے اور اسکی معرفت کا دار و مدار تاجروں کے عرف پر ہے۔

فرمایا کہ غلام کا بھاگنا اور بستر پر پیشاب کرنا بچے میں عیب ہے جب تک کہ وہ بالغ نہ ہو جائے بالغ ہونے کے بعد یہ عیب نہیں ہے یہاں تک کہ بلوغت کے بعد بھی اسے دہرائے اس کا مطلب یہ ہے کہ جب بچپن میں چیزیں بائع کے پاس ظاہر ہوئیں پھر اس کے بچپنے ہی میں مشتری کے پاس بھی انکا ظہور ہوا تو مشتری کو وہ غلام واپس کرنے کا اختیار ہے کیونکہ یہ بعینہ وہی ہے اور اگر بلوغت کے بعد یہ چیزیں ظاہر ہوں تو مشتری اس غلام کو واپس نہیں کر سکتا کیونکہ کہ یہ بائع کے پاس موجود عیب کے علاوہ دوسرا عیب ہے اور یہ حکم اس وجہ سے ہے کہ بڑے اور چھوٹے ہونے کی وجہ سے ان چیزوں کا سبب بدلتا رہتا ہے چنانچہ بچپن میں بستر پر پیشاب کرنا مثانہ کی کمزوری سے ہوتا ہے اور بڑا ہونے کے بعد ایسا کرنا اندرونی بیماری کے سبب ہوتا ہے اسی طرح بچپنے میں بھاگنا کھیل کود میں رغبت کی وجہ سے ہوتا ہے اور چوری کرنا لاپرواہی کی وجہ سے ہوتا ہے جبکہ بڑا ہونے کے بعد یہ چیزیں اندرونی خباثت کی وجہ سے ہوتی ہیں اور صغیر سے مراد وہ بچہ ہے جو سمجھ دار ہو رہا نا سمجھ بچہ تو وہ بھٹکا ہوا ہوتا ہے بھگوڑا نہیں ہوتا لہٰذا وہ عیب نہیں ہوگا۔

علامہ ابن عابدین شامی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ بچھونے پر پیشاب کرنا عیب ہے چوری کرنا عیب ہے چاہے اتنا چرایا جس سے ہاتھ کاٹا جائے یا اس سے کم۔ اسی طرح کفن چرانا جیب کاٹنا بھی عیب ہے بلکہ نقب لگانا بھی عیب ہے۔ کھانے کی چیز کھانے کے

لیے مالک کی چرائی تو عیب نہیں اور بیچنے کے لیے چرائی یا دوسرے کی چیز چرائی تو عیب ہے۔ بعض فقہانے فرمایا کہ مالک کا پیسہ دو پیسے چرانا عیب نہیں۔ بھاگنا، چوری کرنا، بچھونے پر پیشاب کرنا ان تینوں کے اسباب بچپن میں اور بڑے ہونے پر مختلف ہیں۔ بچپن سے مراد پانچ سال کی عمر ہے اس سے کم عمر میں یہ چیزیں پائی جائیں تو عیب نہیں۔ بچپن میں ان کا سبب کم عقلی اور ضعف مثانہ ہے اور بڑے ہونے کے بعد ان کا سبب سوء اختیار اور باطنی بیماری ہے۔

لہٰذا اگر یہ عیوب مشتری و بائع دونوں کے یہاں بچپن میں پائے گئے یا دونوں کے یہاں جوانی کے بعد پائے گئے تو مشتری رد کرسکتا ہے کہ یہ وہی عیب ہے جو بائع کے یہاں تھا اور اگر بائع کے یہاں یہ عیب بچپن میں تھا اور مشتری کے یہاں بلوغ کے بعد تو رد نہیں کرسکتا کہ یہ وہ عیب نہیں بلکہ دوسرا عیب ہے جو مشتری کے یہاں پیدا ہوا جس طرح بائع کے یہاں اُسے بخار آتا تھا اگر مشتری کے یہاں بھی وہی بخار اُسی وقت آیا تو واپس کرسکتا ہے اور مشتری کے یہاں دوسری قسم کا بخار آیا تو واپس نہیں کرسکتا۔

(ردمحتار، کتاب بیوع)

علامہ ابن ہمام حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ جب کسی شخص نے نابالغ غلام کو خریدا جو بچھونے پر پیشاب کرتا تھا مشتری کے یہاں بھی یہ عیب موجود تھا مگر کوئی دوسرا عیب اس کے علاوہ بھی پیدا ہوگیا جس کی وجہ سے واپس نہ کرسکا اور بائع سے اس عیب کا نقصان لے لیا بالغ ہونے پر پیشاب کرنا جاتا رہا تو جو معاوضہ عیب بائع نے ادا کیا ہے چونکہ وہ عیب جاتا رہا وہ رقم واپس لے سکتا ہے۔

(فتح القدیر، کتاب بیوع)

اعتبار عیب میں فقہی مذاہب اربعہ

علامہ عبدالرحمٰن جزیری علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ مالکیہ کے نزدیک جس عیب کے سبب مال کو واپس کیا جائے گا اور اس میں قاعدہ یہ ہے کہ اس عیب کے سبب مال کی قیمت کم ہو جائے۔ جس طرح جانور کا سرکش ہونا یا بے قابو ہو جانا ہے۔

فقہاء حنابلہ کے نزدیک اصول یہ ہے کہ جس میں کوئی نقص واقع ہو جائے جیسے جانور کا خصی ہونا ہے کیونکہ اس کے سبب اس کو قیمت کم ہو جائے گی۔

فقہاء شافعیہ کے نزدیک جس عیب کے سبب مال کو واپس کیا جائے اسی کو عیب سمجھا جائے گا۔ کیونکہ اسی کے سبب اس کی قیمت میں کمی ہونے والی ہے۔

فقہاء احناف کے نزدیک ہر وہ چیز جس سے تجار کی عادت میں ثمن میں کمی واقع ہو وہ عیب ہے۔ (قاعدہ فقہیہ) کیونکہ مالیت کی کمی کے سبب نقصان اٹھانا پڑتا ہے اور قیمت کی کمی سے مالیت میں کمی آتی ہے اور اسکی معرفت کا دارومدار تاجروں کے عرف پر ہے

(مذاہب اربعہ، کتاب بیوع، باب خیار عیب)

جنون اور صغر سنی کے عیب ہونے کا بیان

بچپن کا جنون دائمی عیب شمار ہوگا اس کا مفہوم یہ ہے کہ جب بچہ بچپن میں مجنون ہوا پھر بچپن ہی میں یا بڑا ہونے کے بعد مشتری

کے قبضہ میں جنون طاری ہوا تو مشتری اسے واپس کردے گا کیونکہ یہ بعینہ پہلا ہی ہے اس لئے کہ دونوں حالتوں میں سبب متحد ہے جامع صغیر کی اس عبارت کا یہ مطلب نہیں ہے کہ مشتری کے قبضے میں جنون کا دوبارہ لوٹنا شرط نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالی اس کو زائل کرنے پر قادر ہے ہر چند کے وہ بہت کم ختم ہوتا ہے لہٰذا پھیرنے کے لئے اس کا لوٹنا ضروری ہے۔

جنون بھی عیب ہے اور بچپن اور جوانی دونوں میں اس کا سبب ایک ہی ہے یعنی اگر بائع کے یہاں بچپن میں پاگل ہوا تھا اور مشتری کے یہاں جوانی میں تو واپس کرنے کا حق ہے کیونکہ یہ وہی عیب ہے دوسرا نہیں۔ جنون کی مقدار یہ ہے کہ ایک دن رات سے زیادہ پاگل رہے اس سے کم میں عیب نہیں۔ (فتاوی ہندیہ، کتاب بیوع)

حضرت عداء بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بیع نامہ لکھ دیا تھا کہ یہ کاغذ ہے جس میں محمد اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا عداء بن خالد سے خریدنے کا بیان ہے۔ یہ بیع مسلمان کی ہے مسلمان کے ہاتھ، نہ اس میں کوئی عیب ہے نہ کوئی فریب نہ فسق وفجور، نہ کوئی بد باطنی ہے۔ اور قتادہ رحمہ اللہ علیہ نے کہا کہ غائلہ، زنا، چوری اور بھاگنے کی عادت کو کہتے ہیں۔

حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ علیہ سے کسی نے کہا کہ بعض دلال (اپنے اصطبل کے) نام آری خراسان اور سجستان (خراسانی اصطبل اور سجستانی اصطبل) رکھتے ہیں اور (دھوکہ دینے کے لیے) کہتے ہیں کہ فلاں جانور کل ہی خراسان سے آیا تھا۔ اور فلاں آج ہی سجستان سے آیا ہے۔ تو ابراہیم نخعی نے اس بات کو بہت زیادہ ناگواری کے ساتھ سنا۔ عقبہ بن عامر نے کہا کہ کسی شخص کے لیے بھی یہ جائز نہیں کہ کوئی سودا بیچے اور یہ جاننے کے باوجود کہ اس میں عیب ہے خریدنے والے کو اس کے متعلق کچھ نہ بتائے۔ (رقم الحدیث 2079)

قاضی عیاض مالکی علیہ الرحمہ نے کہا کہ صحیح یوں ہے کہ عداء کے خریدنے کا بیان ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے، جیسے ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے اسے وصل کیا ہے۔ قسطلانی نے کہا ممکن ہے یہاں اشتری باع کے معنی میں آیا ہو یا معاملہ کئی بار ہوا ہو۔ غلام کے عیب کا ذکر ہے یعنی وہ کانا، لولا، لنگڑا فریبی نہیں ہے۔ نہ بھاگنے والا بدکار ہے مقصد یہ ہے کہ بیچنے والے کا فرض ہے کہ معاملہ کی چیز کے عیب وصواب سے خریدار کو پورے طور پر آگاہ کردے۔

علامہ علاؤالدین حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ جب لونڈی کی عمر پندرہ سال کی ہو اور حیض نہ آئے یہ عیب ہے اور اگر صغر سنی یا کبر سنی کی وجہ سے حیض نہ آتا ہو تو عیب نہیں۔ یہ بات کہ حیض نہیں آتا یہ خود اُسی لونڈی کے کہنے سے معلوم ہوگی اور اگر بائع کہتا ہے کہ اسے حیض آتا ہے تو اُسے قسم دیں گے، اگر قسم کھالے بائع کا قول معتبر ہے اور قسم سے انکار کرے تو عیب ثابت ہے۔ استحاضہ بھی عیب ہے۔ (درمختار کتاب بیوع، شرح ہدایہ)

4479 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ الْمَرْوَزِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مُحْرِزُ بْنُ الْوَضَّاحِ عَنْ اِسْمَاعِيْلَ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَلْمُتَبَايِعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَفْتَرِقَا اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ الْبَيْعُ كَانَ عَنْ

4479-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (7506) .

خِيَارٍ فَإِنْ كَانَ الْبَيْعُ عَنْ خِيَارٍ فَقَدْ وَجَبَ الْبَيْعُ" .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

"خرید و فروخت کرنے والوں کو (سودا ختم کرنے کا) اس وقت تک اختیار حاصل ہوتا ہے جب تک وہ ایک دوسرے سے جدا نہیں ہو جاتے البتہ اگر وہ سودا خیار (شرط) کے حوالے سے ہو (تو حکم مختلف ہوگا) اگر وہ سودا خیار (شرط) کے حوالے سے ہو تو سودا لازم ہو جاتا ہے"۔

4480 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مَيْمُوْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ اَمْلَى عَلَيَّ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِذَا تَبَايَعَ الْبَيِّعَانِ فَكُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا بِالْخِيَارِ مِنْ بَيْعِهِ مَا لَمْ يَفْتَرِقَا اَوْ يَكُوْنَ بَيْعُهُمَا عَنْ خِيَارٍ فَاِنْ كَانَ عَنْ خِيَارٍ فَقَدْ وَجَبَ الْبَيْعُ" .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

"جب خرید و فروخت کرنے والے سودا کرتے ہیں تو ان میں سے ہر ایک کو اپنے سودے میں (اس کو ختم کرنے کا) اختیار ہوتا ہے جب تک وہ ایک دوسرے سے جدا نہیں ہو جاتے یا ان دونوں کے درمیان وہ سودا خیار (شرط) کے حوالے سے ہو اگر وہ خیار (شرط) کے حوالے سے ہو تو سودا لازم ہو جاتا ہے"۔

4481 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اَلْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَفْتَرِقَا اَوْ يَقُوْلَ اَحَدُهُمَا لِلْاٰخَرِ اخْتَرْ" .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"خرید و فروخت کرنے والوں کو (سودا ختم کرنے کا) اختیار ہوتا ہے جب تک وہ ایک دوسرے سے جدا نہیں ہو جاتے یا ان میں سے کوئی ایک دوسرے سے یہ نہیں کہتا: کہ تم (خیار شرط کی بنیاد پر) یہ سودا کرلو"۔

4482 - اَخْبَرَنَا زِيَادُ بْنُ اَيُّوْبَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ قَالَ اَنْبَاَنَا اَيُّوْبُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَلْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ حَتّٰى يَفْتَرِقَا اَوْ يَكُوْنَ بَيْعَ خِيَارٍ" . وَرُبَّمَا قَالَ نَافِعٌ "اَوْ يَقُوْلَ اَحَدُهُمَا لِلْاٰخَرِ اخْتَرْ" .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

"خرید و فروخت کرنے والوں کو (سودا ختم کرنے کا) اس وقت تک اختیار ہوتا ہے جب تک وہ ایک دوسرے سے

4480-اخرجه مسلم في البيوع، باب ثبوت خيار المجلس للمتبايعين (الحديث 45) . تحفة الاشراف (7779) .

4481-اخرجه البخاري في البيوع، باب اذا لم يوقت الخيار هل يجوز البيع (الحديث 2109) . واخرجه مسلم في البيوع، باب ثبوت خيار المجلس للمتبايعين (الحديث 43م) . و اخرجه ابو داؤد في البيوع والاجارات، باب في خيار المتبايعين (الحديث 3455) و اخرجه النسائي في البيوع، ذكر الاختلاف على نافع في لفظ حديثه (الحديث 4482) . تحفة الاشراف (7512) .

4482-تقدم في البيوع، ذكر الاختلاف على نافع في لفظ حديثه (الحديث 4481) .

الگ نہیں ہو جاتے' یا پھر وہ سودا خیار شرط کی بنیاد پر ہو"۔

بعض اوقات نافع نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں: یا پھر ان دونوں میں سے ایک شخص دوسرے سے یہ کہے: تم خیار شرط کی بنیاد پر سودا کرلو۔

4483 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَلْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ حَتّٰى يَفْتَرِقَا اَوْ يَكُوْنَ بَيْعَ خِيَارٍ" . وَرُبَّمَا قَالَ نَافِعٌ "اَوْ يَقُوْلَ اَحَدُهُمَا لِلْاٰخَرِ اخْتَرْ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

"خرید و فروخت کرنے والوں کو سودا ختم کرنے کا اختیار ہوتا ہے' جب تک وہ ایک دوسرے سے جدا نہیں ہو جاتے' یا پھر یہ ہے' وہ سودا خیار شرط کی بنیاد پر ہو"۔

بعض اوقات نافع نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں: یا ان میں سے ایک فریق دوسرے سے یہ کہہ دے: کہ تم خیار شرط کی بنیاد پر سودا کر لو۔

4484 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اِذَا تَبَايَعَ الرَّجُلَانِ فَكُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا بِالْخِيَارِ حَتّٰى يَفْتَرِقَا" . وَقَالَ مَرَّةً اُخْرٰى "مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا وَكَانَا جَمِيْعًا اَوْ يُخَيِّرَ اَحَدُهُمَا الْاٰخَرَ فَاِنْ خَيَّرَ اَحَدُهُمَا الْاٰخَرَ فَتَبَايَعَا عَلٰى ذٰلِكَ فَقَدْ وَجَبَ الْبَيْعُ فَاِنْ تَفَرَّقَا بَعْدَ اَنْ تَبَايَعَا وَلَمْ يَتْرُكْ وَاحِدٌ مِّنْهُمَا الْبَيْعَ فَقَدْ وَجَبَ الْبَيْعُ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"جب دو آدمی خرید و فروخت کرتے ہیں' تو ان میں سے ہر ایک کو سودا ختم کرنے کا اس وقت تک اختیار ہوتا ہے' جب تک وہ ایک دوسرے سے جدا نہیں ہو جاتے"۔

راوی نے ایک مرتبہ یہ الفاظ نقل کیے ہیں: جس وقت تک وہ ایک دوسرے سے جدا نہیں ہو جاتے اور وہ دونوں اکٹھے ہوتے ہیں' یا ان میں سے کوئی ایک فریق دوسرے کو اختیار دے دیتا ہے' اگر ان میں سے کوئی ایک فریق دوسرے کو اختیار دے دے اور وہ دونوں اس شرط پر سودا کرلیں' تو سودا ہو جاتا ہے' لیکن اگر وہ سودا کر لینے کے بعد ایک دوسرے سے جدا ہو گئے اور ان دونوں ں میں سے کسی ایک نے بھی اس سودے کو ترک نہیں کیا' تو سودا ہو جاتا ہے۔

4485 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيْدٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ نَافِعًا يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِنَّ الْمُتَبَايِعَيْنِ بِالْخِيَارِ فِيْ بَيْعِهِمَا مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا اِلَّا

4483-اخرجه البخاري في البيوع، باب اذا خير احدهما صاحبه بعد البيع فقد وجب البيع (الحديث 2112) مطولاً . واخرجه مسلم في البيوع، باب ثبوت خيار المجلس للمتبايعين (الحديث 44) مطولاً . واخرجه النسائي في البيوع، ذكر الاختلاف على نافع في لفظ حديثه (الحديث 4484) . واخرجه ابن ماجه في التجارات، باب البيعان بالخيار ما لم يفترقا (الحديث 2181) مطولاً . تحفة الاشراف (8272) .

4484-تقدم في البيوع، ذكر الاختلاف على نافع في لفظ حديثه (الحديث 4483) .

اَنْ يَّكُونَ الْبَيْعُ خِيَارًا" . قَالَ نَافِعٌ فَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ اِذَا اشْتَرٰى شَيْئًا يُعْجِبُهُ فَارَقَ صَاحِبَهُ .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''خرید و فروخت کرنے والوں کو اپنے سودے میں (سوداختم کرنے کا) اختیار ہوتا ہے' جب تک وہ ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوجاتے' البتہ اگر وہ سودا خیار شرط کی بنیاد پر ہو (تو حکم مختلف ہوگا)''۔

نافع بیان کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب کوئی چیز خریدتے تھے' تو انہیں یہ پسند ہوتا تھا کہ وہ فوراً دوسرے فریق سے الگ ہو جائیں۔

4486 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَلْمُتَبَايِعَانِ لَا بَيْعَ بَيْنَهُمَا حَتّٰى يَتَفَرَّقَا اِلَّا بَيْعَ الْخِيَارِ" .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''خرید و فروخت کرنے والوں کے درمیان سودا اس وقت تک نہیں ہوتا' جب تک وہ ایک دوسرے سے جدا نہیں ہو جاتے' البتہ خیار شرط کا حکم مختلف ہے''۔

باب ذِكْرِ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ فِيْ لَفْظِ هٰذَا الْحَدِيْثِ

روایت کے الفاظ میں عبداللہ بن دینار سے نقل ہونے والے اختلاف کا تذکرہ

4487 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ عَنْ اِسْمَاعِيْلَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "كُلُّ بَيِّعَيْنِ لَا بَيْعَ بَيْنَهُمَا حَتّٰى يَتَفَرَّقَا اِلَّا بَيْعَ الْخِيَارِ" .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''خرید و فروخت کرنے والے ہر دو افراد کے درمیان سودا' اس وقت تک طے نہیں ہوتا' جب تک وہ ایک دوسرے سے جدا نہیں ہو جاتے' البتہ خیار شرط کا حکم مختلف ہے''۔

4488 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ عَنْ شُعَيْبٍ عَنِ اللَّيْثِ عَنِ ابْنِ الْهَادِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "كُلُّ بَيِّعَيْنِ فَلَا بَيْعَ بَيْنَهُمَا حَتّٰى

4485-اخرجه مسلم في البيوع، باب ثبوت خيار المجلس للمتبايعين (الحديث 43م) واخرجه الترمذي في البيوع، باب ما جاء في البيعين بالخيار ما لم يتفرقا (الحديث 1245) واخرجه النسائي في البيوع، ذكر الاختلاف على نافع في لفظ حديثه (الحديث 4486) . تحفة الاشراف (8522) .

4486-تقدم في البيوع، ذكر الاختلاف على نافع في لفظ حديثه (الحديث 4485) .

4487-اخرجه مسلم في البيوع، باب ثبوت خيار المجلس للمتبايعين (الحديث 46) . تحفة الاشراف (7131) .

4488-انفرد به النسائي، وسياتي في البيوع، ذكر الاختلاف على عبد الله بن دينار في لفظ هذا الحديث (الحديث 4490) . تحفة الاشراف (7265) .

یَتَفَرَّقَا اِلَّا بَیْعَ الْخِیَارِ" .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

''خرید و فروخت کرنے والے ہر دو افراد کے درمیان سودا اس وقت تک لازم نہیں ہوتا جب تک وہ ایک دوسرے سے جدا نہ ہو جائیں' البتہ خیار شرط کا حکم مختلف ہے''۔

4489 – اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْحَمِیْدِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَخْلَدٌ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِیْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ "کُلُّ بَیِّعَیْنِ لَا بَیْعَ بَیْنَهُمَا حَتّٰی یَتَفَرَّقَا اِلَّا بَیْعَ الْخِیَارِ" .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''خرید و فروخت کرنے والے دو افراد کے درمیان سودا اس وقت تک لازم نہیں ہوتا' جب تک وہ ایک دوسرے سے الگ نہیں ہو جاتے' البتہ خیار شرط کا حکم مختلف ہے''۔

4490 – اَخْبَرَنَا الرَّبِیْعُ بْنُ سُلَیْمَانَ بْنِ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ بَکْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِیْ عَنْ یَزِیْدَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِیْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ "کُلُّ بَیِّعَیْنِ لَا بَیْعَ بَیْنَهُمَا حَتّٰی یَتَفَرَّقَا اِلَّا بَیْعَ الْخِیَارِ" .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

''خرید و فروخت کرنے والے ہر دو افراد کے درمیان سودا اس وقت تک مکمل نہیں ہوتا' جب تک وہ ایک دوسرے سے جدا نہیں ہو جاتے' البتہ خیار شرط کا حکم مختلف ہے''۔

4491 – اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ یَزِیْدَ عَنْ بَهْزِ بْنِ اَسَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِیْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ "کُلُّ بَیِّعَیْنِ فَلَا بَیْعَ بَیْنَهُمَا حَتّٰی یَتَفَرَّقَا اِلَّا بَیْعَ الْخِیَارِ" .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''خرید و فروخت کرنے والے ہر دو افراد کے درمیان سودا اس وقت تک لازم نہیں ہوتا' جب تک وہ ایک دوسرے سے جدا نہیں ہو جاتے' البتہ خیار شرط کا حکم مختلف ہے''۔

4492 – اَخْبَرَنَا قُتَیْبَةُ بْنُ سَعِیْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِیْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اَلْبَیِّعَانِ بِالْخِیَارِ مَا لَمْ یَتَفَرَّقَا اَوْ یَکُوْنَ بَیْعُهُمَا عَنْ خِیَارٍ" .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

4489-اخرجه البخاري في البيوع، باب اذا كان البائع بالخيار هل يجوز البيع (الحديث 2113) . تحفة الاشراف (4155) .

4490-تقدم (الحديث 4488) .

4491-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (7195) .

4492-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (7173) .

''خرید وفروخت کرنے والے دونوں فریقوں کو اس وقت تک (سودا ختم کرنے کا) اختیار ہوتا ہے' جب تک وہ ایک دوسرے سے جدا نہیں ہو جاتے' یا پھر یہ ہے' ان دونوں کے درمیان خیار شرط کی بنیاد پر سودا ہوا ہو''۔

4493 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبِیْ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ اَنَّ نَبِیَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اَلْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ حَتّٰى يَتَفَرَّقَا اَوْ يَاْخُذَ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِنَ الْبَيْعِ مَا هَوِيَ وَيَتَخَايَرَانِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ" .

★★ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''خرید وفروخت کرنے والے دونوں افراد کو سودا ختم کرنے کا اس وقت تک اختیار ہوتا ہے' جب تک وہ ایک دوسرے سے جدا نہیں ہو جاتے' یا پھر یہ ہے' ان دونوں میں سے ہر ایک وہ صورت اختیار کرے جو اُسے پسند ہو اور ان دونوں کو تین مرتبہ اختیار حاصل ہو''۔

4494 - اَخْبَرَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ قَالَ اَنْبَاَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَلْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا وَيَاْخُذُ اَحَدُهُمَا مَا رَضِيَ مِنْ صَاحِبِهٖ اَوْ هَوِيَ" .

★★ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''خرید وفروخت کرنے والے دونوں فریقوں کو (سودا ختم کرنے کا) اختیار ہوتا ہے' جب تک وہ ایک دوسرے سے جدا نہیں ہو جاتے اور ان میں سے ایک فریق دوسرے فریق سے وہ چیز حاصل نہیں کرتا' جس سے وہ راضی ہو' یا جسے وہ پسند کرتا ہو''۔

باب وُجُوبِ الْخِيَارِ لِلْمُتَبَايِعَيْنِ قَبْلَ افْتِرَاقِهِمَا بِاَبْدَانِهِمَا

یہ باب ہے کہ خرید وفروخت کرنے والوں کے جسمانی طور پر علیحدہ ہونے سے پہلے اختیار کا لازم ہونا

4495 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ اَنْبَاَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اَلْمُتَبَايِعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ صَفْقَةَ خِيَارٍ وَّلَا يَحِلُّ لَهٗ اَنْ يُّفَارِقَ صَاحِبَهٗ خَشْيَةَ اَنْ يَّسْتَقِيْلَهٗ" .

★★ عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

4493-اخرجه النسائي في البيوع، ذكر الاختلاف على عبد الله بن دينار في لفظ هذا الحديث (الحديث 4494) . واخرجه ابن ماجه في التجارات، باب البيان بالخيار ما لم يفترقا (الحديث 2183) مختصراً . تحفة الاشراف (4600) .

4494-تقدم في البيوع، ذكر الاختلاف على عبد الله بن دينار في لفظ هذا الحديث (الحديث 4493) .

4495-اخرجه ابو داؤد في البيوع الاجارات، باب في خيار المتبايعين (الحديث 3456) . واخرجه الترمذي في البيوع، باب ما جاء في البيعين بالخيار ما لم يتفرقا (الحديث 1247) . تحفة الاشراف (8797) .

''خرید و فروخت کرنے والوں کو اس وقت تک اختیار حاصل ہوتا ہے' جب تک وہ ایک دوسرے سے جدا نہیں ہو جاتے' البتہ اگر وہ سودا خیار شرط کی بنیاد پر ہو (تو حکم مختلف ہوگا) اور آدمی کے لیے یہ بات جائز نہیں ہے' آدمی اپنے ساتھی سے اس اندیشے کے تحت الگ ہو جائے کہ اس کا ساتھی اس سودے کو ختم کر دے گا''۔

باب الْخَدِيعَةِ فِي الْبَيْعِ

یہ باب ہے کہ سودے میں دھوکا دہی سے کام لینا

4496 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَجُلًا ذَكَرَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ يُخْدَعُ فِي الْبَيْعِ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِذَا بِعْتَ فَقُلْ لَا خِلَابَةَ". فَكَانَ الرَّجُلُ اِذَا بَاعَ يَقُوْلُ لَا خِلَابَةَ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس بات کا تذکرہ کیا گیا' سودے میں اس کے ساتھ دھوکہ ہو جاتا ہے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا:

''جب تم کوئی چیز فروخت کرو تو یہ کہہ دو: کہ دھوکہ نہیں ہوگا' تو وہ صاحب جب بھی کوئی چیز فروخت کرتے تھے' تو یہ کہہ دیتے تھے: کوئی دھوکہ نہیں ہوگا۔

4497 - اَخْبَرَنَا يُوْسُفُ بْنُ حَمَّادٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَجُلًا كَانَ فِيْ عُقْدَتِهِ ضَعْفٌ كَانَ يُبَايِعُ وَاَنَّ اَهْلَهُ اَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا يَا نَبِيَّ اللّٰهِ احْجُرْ عَلَيْهِ . فَدَعَاهُ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَهَاهُ فَقَالَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اِنِّيْ لَا اَصْبِرُ عَنِ الْبَيْعِ . قَالَ "اِذَا بِعْتَ فَقُلْ لَا خِلَابَةَ" .

☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص کی زبان میں کچھ لکنت تھی' وہ خرید و فروخت کیا کرتا تھا' اس کے گھر والے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے' انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! اسے اپنے مال پر تصرف کرنے سے روک دیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو بلایا اور اُسے منع کر دیا۔ اس نے عرض کی: اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! میرا خرید و فروخت کیے بغیر گزارا نہیں ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''پھر جب تم کوئی چیز فروخت کیا کرو تو کہہ دیا کرو' کوئی دھوکہ نہیں ہوگا''۔

4496-اخرجه البخاري في البيوع، باب ما يكره من الخداع في البيع (الحديث 2117)، و في الحيل، باب ما ينهى من الخداع في البيوع (الحديث 6964) . واخرجه ابو داؤد في البيوع و الاجارات، باب في الرجل يقول في البيع (لا خلابة) (الحديث 3500) . تحفة الاشراف (7229) .

4497-واخرجه ابو داؤد في البيوع والاجارات، باب في الرجل يقول في البيع (لاخلابة) (الحديث 3501) مطولًا . و اخرجه الترمذي في البيوع، باب ما جاء فيمن يخدع في البيع (الحديث 1250) . واخرجه ابن ماجه في الاحكام، باب الحجر على من يفسد ماله (الحديث 2354) . تحفة الاشراف (1175) .

باب الْمُحَفَّلَةِ

باب: محفلہ کے بارے میں روایت

4498 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ كَثِيْرٍ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِذَا بَاعَ اَحَدُكُمُ الشَّاةَ اَوِ اللِّقْحَةَ فَلَا يُحَفِّلْهَا" ۔

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''جب کوئی شخص بکری فروخت کرے اونٹنی فروخت کرے تو وہ اس کا دودھ اس کے تھن میں نہ چھوڑے (تا کہ وہ زیادہ دودھ دینے والی محسوس ہو کیونکہ یہ دھوکہ ہوگا)''۔

باب النَّهْيِ عَنِ الْمُصَرَّاةِ

وَهُوَ اَنْ يَّرْبِطَ اَخْلَافَ النَّاقَةِ اَوِ الشَّاةِ وَتُتْرَكُ مِنَ الْحَلْبِ يَوْمَيْنِ وَالثَّلَاثَةَ حَتّٰى يَجْتَمِعَ لَهَا لَبَنٌ فَيَزِيْدَ مُشْتَرِيْهَا فِيْ قِيْمَتِهَا لِمَا يَرٰى مِنْ كَثْرَةِ لَبَنِهَا

باب: مصراۃ کی ممانعت

اس سے مراد یہ ہے آدمی اونٹنی یا بکری کے تھنوں کو باندھ دے اور دو یا تین دن تک اس کا دودھ نہ دوھے یہاں تک کہ اس کے تھنوں میں دودھ جمع ہو جائے اس کی وجہ سے خریدار اس کی قیمت میں اضافہ کر دے کیونکہ وہ یہ چیز محسوس کرے گا کہ شاید یہ زیادہ دودھ دینے والا جانور ہے۔

4499 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا تَلَقَّوُا الرُّكْبَانَ لِلْبَيْعِ وَلَا تُصَرُّوا الْاِبِلَ وَالْغَنَمَ مَنِ ابْتَاعَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ فَاِنْ شَآءَ اَمْسَكَهَا وَاِنْ شَآءَ اَنْ يَّرُدَّهَا رَدَّهَا وَمَعَهَا صَاعُ تَمْرٍ" ۔

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''خرید وفروخت کے لیے (سوداگروں کے) قافلے کو (منڈی میں پہنچنے سے پہلے ہی راستے میں) نہ ملو اور اونٹنیوں اور بکریوں کا تصریہ نہ کرو' جو شخص اس طرح کا کوئی جانور خرید لیتا ہے' تو اُسے دو میں سے ایک بات کا اختیار ہوگا کہ وہ چاہے' تو اس جانور کو اپنے پاس رکھے اور اگر چاہے' تو اُسے واپس کر دے اور اُس کے ساتھ کھجوروں کا ایک صاع بھی دے' یہ اس چیز کا معاوضہ ہوگا' جو اس نے اس کا دودھ دوہ لیا تھا''۔

4498-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (14846) .

4499-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (13722) .

4500 – اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ حَدَّثَنِیْ دَاوُدُ بْنُ قَيْسٍ عَنِ ابْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنِ اشْتَرٰى مُصَرَّاةً فَاِنْ رَضِيَهَا اِذَا حَلَبَهَا فَلْيُمْسِكْهَا وَاِنْ كَرِهَهَا فَلْيَرُدَّهَا وَمَعَهَا صَاعٌ مِّنْ تَمْرٍ".

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''جو شخص تصریہ والا جانور خرید لیتا ہے' تو اس کا دودھ دوہ لینے کے بعد اگر وہ اس سے راضی ہو تو اسے اپنے پاس رکھے اور اگر اسے پسند نہ ہو تو اسے واپس کر دے اور اس کے ساتھ کھجوروں کا ایک صاع دے دے''۔

4501 – اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ اَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنِ ابْتَاعَ مُحَفَّلَةً اَوْ مُصَرَّاةً فَهُوَ بِالْخِيَارِ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ اِنْ شَآءَ اَنْ يُمْسِكَهَا اَمْسَكَهَا وَاِنْ شَآءَ اَنْ يَرُدَّهَا رَدَّهَا وَصَاعًا مِّنْ تَمْرٍ لَا سَمْرَاءَ".

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''جو شخص محفلہ یا مصراۃ جانور خرید لے' تو اُسے تین دن تک اختیار ہوگا' اگر وہ چاہے' تو اسے اپنے پاس رکھے اور اگر اُسے واپس کرنا چاہے' تو اُسے واپس کر دے اور ساتھ میں کھجوروں کا ایک صاع دے دے' گندم نہ دے''۔

باب الْخَرَاجِ بِالضَّمَانِ

یہ باب ہے کہ خراج' ضمان کے بدلے میں ہوتا ہے

4502 – اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ وَوَكِيْعٌ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ ذِئْبٍ عَنْ مَخْلَدِ بْنِ خُفَافٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ الْخَرَاجَ بِالضَّمَانِ.

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فیصلہ دیا تھا: خراج' ضمان کے بدلے میں ہوتا ہے۔

باب بَيْعِ الْمُهَاجِرِ لِلْاَعْرَابِیِّ

باب: شہری کا دیہاتی کے ساتھ سودا کرنا

4503 - اَخْبَرَنِیْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ تَمِيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ حَدَّثَنِیْ شُعْبَةُ عَنْ عَدِیِّ بْنِ ثَابِتٍ

4500-اخرجه البخاري في البيوع، باب النهي للبائع ان لا يحفل الابل و البقر و الغنم و كل محفلة (الحديث 2148) بنحوه، تعليقاً . واخرجه مسلم في البيوع، باب حكم بيع المصراة (الحديث 23) . تحفة الاشراف (14629) .

4501-اخرجه مسلم في البيوع، باب حكم بيع المصراة (الحديث 26) . تحفة الاشراف (14435) .

4502-اخرجه ابو داؤد في البيوع و الاجارات، باب فيمن اشترى عبداً فاستعمله ثم وجد به عيباً (الحديث 3508 و 3509) . واخرجه الترمذي في البيوع، باب ما جاء فيمن يشتري العبد و يستغله ثم يجد به عيباً (الحديث 1285) . واخرجه ابن ماجه في التجارات، باب الخراج بالضمان (الحديث 2242) . تحفة الاشراف (16755) .

عَنْ اَبِیْ حَازِمٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ التَّلَقِّیْ وَاَنْ يَّبِيْعَ مُهَاجِرٌ لِّلْاَعْرَابِیِّ وَعَنِ التَّصْرِيَةِ وَالنَّجْشِ وَاَنْ يَّسْتَامَ الرَّجُلُ عَلٰی سَوْمِ اَخِيْهِ وَاَنْ تَسْاَلَ الْمَرْاَةُ طَلَاقَ اُخْتِهَا ۔

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (منڈی میں پہنچنے سے پہلے سودا کرنے' قافلے سے راستے میں ملنے) سے منع کیا ہے' اور شہری شخص کے دیہاتی کے ساتھ سودا کرنے سے منع کیا ہے۔

تصریہ (یعنی جانور کے تھن میں دودھ چھوڑ دینے) سے منع کیا ہے' اور مصنوعی بولی لگانے سے منع کیا ہے' (اور اس بات سے منع کیا ہے) آدمی اپنے بھائی کی بولی پر بولی لگائے اور اس بات سے منع کیا ہے' کوئی عورت اپنی بہن (یعنی سوکن) کی طلاق کا مطالبہ کرے۔

باب بَيْعِ الْحَاضِرِ لِلْبَادِیْ

باب: شہری کا دیہاتی کے لیے سودا کرنا

4504 – اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ الزِّبْرِقَانِ قَالَ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰی اَنْ يَّبِيْعَ حَاضِرٌ لِّبَادٍ وَّاِنْ كَانَ اَبَاهُ اَوْ اَخَاهُ ۔

★★ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع کیا ہے' کوئی شہری کسی دیہاتی کے لیے کوئی چیز فروخت کرے' اگرچہ وہ اس کا باپ ہی کیوں نہ ہو' یا اس کا بھائی ہی کیوں نہ ہو۔

4505 – اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی قَالَ حَدَّثَنِیْ سَالِمُ بْنُ نُوْحٍ قَالَ اَنْبَاَنَا يُوْنُسُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ نُهِيْنَا اَنْ يَّبِيْعَ حَاضِرٌ لِّبَادٍ وَّاِنْ كَانَ اَخَاهُ اَوْ اَبَاهُ ۔

★★ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہمیں اس بات سے منع کر دیا گیا' کوئی شہری کسی دیہاتی کے لیے کوئی چیز فروخت کرے' اگرچہ وہ اس کا بھائی ہی کیوں نہ ہو' یا اس کا باپ ہی کیوں نہ ہو۔

4506 – اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰی قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ نُهِيْنَا اَنْ يَّبِيْعَ حَاضِرٌ لِّبَادٍ ۔

★★ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہمیں اس بات سے منع کر دیا گیا' کوئی شہری کسی دیہاتی کے لیے کوئی سودا

4503-اخرجه البخاري في الشروط ، باب الشروط في الطلاق (الحديث 2727) . واخرجه مسلم في البيوع، باب تحريم بيع الرجل على بيع اخيه و سومه على سومه و تحريم التصرية (الحديث 12) بنحوه . تحفة الاشراف (14311) .

4504-اخرجه ابو داؤد في البيوع و الاجارات، باب في النهي ان يبيع حاضر لباد (الحديث 3440) . تحفة الاشراف (525) .

4505-اخرجه البخاري في البيوع، باب لا يشتري حاضر لباد بالسمسرة (الحديث 2161) . واخرجه مسلم في البيوع، باب تحريم بيع الحاضر للبادي (الحديث 21 و 22) . واخرجه ابو داؤد في البيوع والاجارات، باب في النهي ان يبيع حاضر لباد (الحديث 3440م) . واخرجه النسائي في البيوع، بيع الحاضر للبادي (الحديث 4506) . تحفة الاشراف (525 و 1454) .

4506-تقدم في البيوع، بيع الحاضر للبادي (الحديث 4505) .

کرے۔

4507 - اَخْبَرَنَا اِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِی اَبُو الزُّبَيْرِ اَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا يَبِيعُ حَاضِرٌ لِبَادٍ دَعُوا النَّاسَ يَرْزُقِ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ مِنْ بَعْضٍ".

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''کوئی شہری کسی دیہاتی کے لیے سودا نہ کرے' تم لوگوں کو ان کے حال پر رہنے دو اللہ تعالیٰ انہیں ایک دوسرے کے ذریعے رزق عطاء کردے گا''۔

4508 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا تَلَقَّوُا الرُّكْبَانَ لِلْبَيْعِ وَلَا يَبِعْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَيْعِ بَعْضٍ - وَلَا تَنَاجَشُوا - وَلَا يَبِعْ حَاضِرٌ لِبَادٍ".

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''سودا کرنے کے لیے سوداگروں کے قافلے سے (منڈی سے پہلے ہی) نہ ملو' اور کوئی بھی شخص کسی دوسرے کے سودے پر سودا نہ کرے اور مصنوعی بولی نہ لگاؤ اور شہری شخص دیہاتی کے لیے سودا نہ کرے''۔

4509 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ بْنِ اَعْيَنَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ اللَّيْثِ عَنْ اَبِيهِ عَنْ كَثِيرِ بْنِ فَرْقَدٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ نَهٰى عَنِ النَّجْشِ وَالتَّلَقِّي وَاَنْ يَبِيعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ.

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں:

''آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مصنوعی بولی لگانے (سوداگروں کے قافلے سے منڈی سے باہر ہی) مل لینے اور شہری شخص کے دیہاتی کے لیے خرید و فروخت کرنے سے منع کیا ہے''۔

بَابُ التَّلَقِّي

باب: (سوداگروں کے قافلے کو منڈی سے پہلے) ملنے (کے بارے میں روایات)

4510 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ

4507-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (2872) .

4508-اخرجه البخاري في البيوع، باب النهي للبائع ان لا يحفل الابل و البقر و الغنم و كل محفلة (الحديث 2150) مطولاً . واخرجه مسلم في البيوع، باب تحريم بيع الرجل على بيع اخيه وسومه على سومه و تحريم النجش و تحريم التصرية (الحديث 11) . والحديث عند: ابي داؤد في البيوع و الاجارات، باب من اشترى مصراة فكرهها (الحديث 3443) . تحفة الاشراف (13802) .

4509-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (8264) .

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ التَّلَقِّي .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (سوداگروں کے قافلے سے منڈی سے باہر ہی) ملنے سے منع کیا ہے۔

4511 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ قُلْتُ لِاَبِيْ اُسَامَةَ اَحَدَّثَكُمْ عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ تَلَقِّي الْجَلَبِ حَتّٰى يَدْخُلَ بِهَا السُّوْقَ فَاَقَرَّ بِهِ اَبُوْ اُسَامَةَ وَقَالَ نَعَمْ .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سوداگروں (کے قافلے کو منڈی میں پہنچنے سے پہلے ہی) ملنے سے منع کیا ہے یہاں تک کہ وہ بازار میں پہنچ جائیں۔

ابواسامہ نامی راوی نے اس روایت کا اقرار کرتے ہوئے جواب دیا: جی ہاں!

4512 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَنْبَاَنَا مَعْمَرٌ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُتَلَقَّى الرُّكْبَانُ وَاَنْ يَّبِيْعَ حَاضِرٌ لِّبَادٍ . قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ مَا قَوْلُهُ حَاضِرٌ لِّبَادٍ قَالَ لَا يَكُوْنُ لَهُ سِمْسَارًا .

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سوداگروں کے قافلے کو (منڈی سے پہلے ہی) ملنے سے اور شہری شخص کے دیہاتی کے لیے خرید و فروخت کرنے سے منع کیا ہے۔

راوی کہتے ہیں: میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا' شہری شخص کے دیہاتی کے لیے خرید و فروخت کرنے سے مراد کیا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: یعنی وہ اس کا ایجنٹ نہ ہے۔

4513 - اَخْبَرَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْحَسَنِ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ اَنْبَاَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ الْقُرْدُوْسِيُّ اَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ سِيْرِيْنَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا تَلَقَّوُا الْجَلَبَ فَمَنْ تَلَقَّاهُ فَاشْتَرٰى مِنْهُ فَاِذَا اَتٰى سَيِّدُهُ السُّوْقَ فَهُوَ بِالْخِيَارِ" .

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''سوداگروں کے قافلے کو (منڈی سے باہر) نہ ملو جو شخص اس سے ملتا ہے' اور ان سے کوئی چیز خرید لیتا ہے' تو جب اس

4510-اخرجه مسلم في البيوع، باب تحريم تلقي الجلب (الحديث 14) تحفة الاشراف (8181) .

4511-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (7872) .

4512-اخرجه البخاري في البيوع، باب هل يبيع حاضر لباد بغير اجر و هل يعينه او ينصحه (الحديث 2158)، وفي الاجارة، باب اجر السمسرة (الحديث 2274) . واخرجه مسلم في البيوع، باب تحريم بيع الحاضر للبادي (الحديث 19) والحديث عند: البخاري في البيوع، باب النهي عن تلقي الركبان (الحديث 2163) و ابي داؤد في البيوع و الاجارات، باب في النهي ان يبيع حاضر لباد (الحديث 3439) و ابن ماجه في التجارات، باب النهي ان يبيع حاضر لباد (الحديث 2177) . تحفة الاشراف (5706) .

4513-اخرجه مسلم في البيوع، باب تحريم تلقي الجلب (الحديث 17) تحفة الاشراف (14538) .

چیز کا مالک بازار میں آئے گا، تو اُسے اختیار ہوگا (کہ وہ سابقہ سودے کو کالعدم قرار دے)''۔

دھوکے کے سبب بیع کی ممانعت کا بیان

علامہ ابن ہمام حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے تلقی جلب سے ممانعت فرمائی۔ یعنی باہر سے تاجر جو غلہ لارہے ہیں اُن کے شہر میں پہنچنے سے قبل باہر جا کر خرید لینا اس کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ اہل شہر کو غلہ کی ضرورت ہے اور یہ اس لیے ایسا کرتا ہے کہ غلہ ہمارے قبضہ میں ہوگا نرخ زیادہ کر کے بیچیں گے دوسری صورت یہ ہے کہ غلہ لانے والے تجار کو شہر کا نرخ غلط بتا کر خریدے، مثلاً شہر میں پندرہ سیر کے گیہوں بکتے ہیں، اس نے کہہ دیا اٹھارہ سیر کے ہیں دھوکا دیکر خریدنا چاہتا ہے اور اگر یہ دونوں باتیں نہ ہوں تو ممانعت نہیں۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا کہ شہری آدمی دیہاتی کے لیے بیع کرے یعنی دیہاتی کوئی چیز فروخت کرنے کے لیے بازار میں آتا ہے مگر وہ ناواقف ہے سستی بیچ ڈالے گا شہری کہتا ہے تو مت بیچ، میں اچھے داموں بیچ دونگا، یہ دلال بن کر بیچتا ہے اور حدیث کا مطلب بعض فقہا نے یہ بیان کیا ہے کہ جب اہل شہر قحط میں مبتلا ہوں ان کو خود غلہ کی حاجت ہو ایسی صورت میں شہر کا غلہ باہر والوں کے ہاتھ گراں کر کے بیع کرنا ممنوع ہے کہ اس سے اہل شہر کو ضرر پہنچے گا اور اگر یہاں والوں کو احتیاج نہ ہو تو بیچنے میں کوئی حرج نہیں۔ (فتح القدیر، کتاب بیوع)

جب کہیں باہر سے غلہ کی رسد آتی ہے تو بعض بستی والے یہ کرتے ہیں کہ ایک دو کوس بستی سے آگے نکل کر راہ میں ان بیوپاریوں سے ملتے ہیں اور ان کو دغا اور دھوکا دے کر بستی کا نرخ اترا ہوا بیان کر کے ان کا مال خرید لیتے ہیں۔ جب وہ بستی میں آتے ہیں تو وہاں کا نرخ زیادہ پاتے ہیں اور ان کو چکمہ دیا گیا ہے۔ حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ایسی صورت میں بیع باطل اور لغو ہے۔ بعض نے کہا ایسا کرنا حرام ہے۔ لیکن بیع صحیح ہو جائے گی۔ اور ان کو اختیار ہوگا کہ بستی میں آکر وہاں کا نرخ دیکھ کر اس بیع کو قائم رکھیں یا فسخ کر ڈالیں۔ حنفیہ نے کہا کہ اگر قافلہ والوں سے آگے جا کر ملنا بستی والوں کو نقصان کا باعث ہو تب مکروہ ہے ورنہ نہیں۔ (صحیح بخاری حدیث نمبر 2162)

ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے عبدالوہاب نے بیان کیا، ان سے عبیداللہ عمری نے بیان کیا، ان سے سعید بن ابی سعید نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (تجارتی قافلوں سے) آگے بڑھ کر ملنے سے منع فرمایا ہے اور بستی والوں کو باہر والوں کا مال بیچنے سے بھی منع فرمایا۔ (صحیح بخاری حدیث نمبر 2163)

آگے قافلوں کے پاس خود ہی پہنچ جایا کرتے تھے اور (شہر میں پہنچنے سے پہلے ہی) ان سے غلہ خرید لیا کرتے، لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس بات سے منع فرمایا کہ ہم اس مال کو اسی جگہ بیچیں جب تک اناج کے بازار میں نہ لائیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا یہ ملنا بازار کے بلند کنارے پر تھا۔ (جدھر سے سوداگر آیا کرتے تھے) اور یہ بات عبیداللہ کی حدیث سے نکلتی ہے۔

اس روایت میں جو مذکور ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما قافلہ والوں سے آگے جا کر ملتے اس سے یہ مراد نہیں ہے کہ بستی سے نکل کر، یہ تو حرام اور منع تھا۔ بلکہ عبداللہ رضی اللہ عنہ کا مطلب یہ ہے کہ بازار میں آ جانے کے بعد اس کے کنارے پر ہم ان سے ملتے۔ کیوں کہ اس روایت میں اس امر کی ممانعت ہے کہ غلہ کو جہاں خریدیں وہاں نہ بیچیں اور اس کی ممانعت اس روایت میں نہیں ہے کہ قافلہ والوں سے آگے بڑھ کر ملنا منع ہے۔ ایسی حالت میں یہ روایت ان لوگوں کی دلیل نہیں ہو سکتی جنہوں نے قافلہ والوں سے آگے بڑھ کر ملنا درست رکھا ہے۔ (صحیح بخاری حدیث نمبر 2167)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ لوگ بازار کی بلند جانب جا کر غلہ خریدتے اور وہیں بیچنے لگتے۔ اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا کہ غلہ وہاں نہ بیچیں جب تک اس کو اٹھوا کر دوسری جگہ نہ لے جائیں۔

معلوم ہوا کہ جب قافلہ بازار میں آ جائے تو اس سے آگے بڑھ کر ملنا درست نہیں۔ بعض نے کہا بستی کی حد تک آگے بڑھ کر ملنا درست ہے۔ بستی سے باہر جا کر ملنا درست نہیں۔ مالکیہ نے کہا کہ اس میں اختلاف ہے، کوئی کہتا ہے کہ ایک میل سے کم آگے بڑھ کر ملنا درست ہے کوئی کہتا ہے کہ چھ میل سے کم پر، کوئی کہتا ہے کہ دو دن کی راہ سے کم پر۔

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے کسی غلہ بیچنے والے قافلے سے شہر کے باہر جا کر ملنے سے منع فرمایا اور اگر کوئی شخص ان سے کچھ خریدے تو شہر میں داخل ہونے کے بعد غلے والوں کو اختیار ہے۔ یہ حدیث ایوب کی روایت سے حسن غریب ہے۔ ابن مسعود کی حدیث حسن صحیح ہے اہل علم کی ایک جماعت نے شہر سے باہر جا کر تجارتی قافلے سے ملاقات کو مکروہ کہا ہے کیونکہ یہ بھی ایک قسم کا دھوکہ ہے امام شافعی اور ہمارے اصحاب کا یہی قول ہے۔ (جامع ترمذی: جلد اول: حدیث نمبر 1237)

باب سَوْمِ الرَّجُلِ عَلٰی سَوْمِ اَخِیهِ

یہ باب ہے کہ آدمی کا اپنے بھائی کے لگائے ہوئے بھاؤ پر بھاؤ لگانا

4514 - حَدَّثَنَا مُجَاهِدُ بْنُ مُوْسٰی قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِیْلُ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ "لَا یَبِیْعَنَّ حَاضِرٌ لِّبَادٍ وَّلَا تَنَاجَشُوا وَلَا یُسَاوِمِ الرَّجُلُ عَلٰی سَوْمِ اَخِیهِ وَلَا یَخْطُبُ عَلٰی خِطْبَةِ اَخِیهِ وَلَا تَسْاَلِ الْمَرْاَةُ طَلَاقَ اُخْتِهَا لِتَکْتَفِءَ مَا فِیْ اِنَائِهَا وَلْتَنْکِحْ فَاِنَّمَا لَهَا مَا کَتَبَ اللّٰهُ لَهَا".

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''کوئی شہری شخص کسی دیہاتی کے لیے خرید و فروخت ہرگز نہ کرے' تم لوگ مصنوعی بولی نہ لگاؤ' کوئی شخص اپنے بھائی کے بھاؤ پر بھاؤ نہ لگائے' کوئی شخص اپنے بھائی کے پیغام نکاح پر نکاح کا پیغام نہ بھیجے' کوئی عورت اپنی بہن (یعنی

4514-اخرجه البخاري في الشروط، باب ما يجوز من الشروط في النكاح (الحديث 1723) بنحوه . واخرجه مسلم في النكاح، باب تحريم الخطبة على خطبة اخيه حتى ياذن او يترك (الحديث 53) . واخرجه النسائي في البيوع، النجش (الحديث 4519) . تحفة الاشراف (13271) .

سوکن) کی طلاق کو مطالبہ نہ کرے تا کہ اُسے حاصل ہونے والی تمام سہولیات بھی خود حاصل کر لے یا (وہ شخص پہلی بیوی کو طلاق دے) تو پھر اُس کے ساتھ شادی کرے اس کی وجہ یہ ہے اس عورت کو وہی ملے گا جو اللہ تعالیٰ نے اُس کے نصیب میں لکھا ہے"۔

باب بَيْعِ الرَّجُلِ عَلٰى بَيْعِ اَخِيهِ

یہ باب ہے کہ آدمی کا اپنے بھائی کے سودے پر سودا کرنا

4515 – اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ مَّالِكٍ وَّاللَّيْثِ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ "لَا يَبِعْ اَحَدُكُمْ عَلٰى بَيْعِ اَخِيهِ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"کوئی شخص اپنے بھائی کے سودے پر سودا نہ کرے"۔

4516 – اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا يَبِيْعُ الرَّجُلُ عَلٰى بَيْعِ اَخِيهِ حَتّٰى يَبْتَاعَ اَوْ يَذَرَ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"کوئی شخص اپنے بھائی کے سودے پر سودا نہ کرے جب تک وہ (دوسرا شخص) اُسے خرید نہیں لیتا یا اُسے ترک نہیں کر دیتا"۔

باب النَّجْشِ

باب: مصنوعی بولی لگانا

4517 – اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَّالِكٍ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ النَّجْشِ .

4515-اخرجه البخاري في البيوع، باب لا يبيع على بيع اخيه و لا يسوم على سوم اخيه حتى ياذن له او يترك (الحديث 2139)، و باب النهي عن تلقي الركبان (الحديث 2165) مطولاً . واخرجه مسلم في النكاح، باب تحريم الخطبة على خطبة اخيه حتى ياذن او يترك (الحديث 49)مطولاً، و في البيوع، باب تحريم بيع الرجل على بيع اخيه و سومه على سومه و تحريم النجش و تحريم التصرية (الحديث 7) . واخرجه ابو داؤد في البيوع والاجارات، باب في التلقي (الحديث 3436) مطولاً واخرجه الترمذي في البيوع، باب ما جاء في النهي عن البيع لي بيع اخيه (الحديث 1292) مطولاً و اخرجه ابن ماجه في التجارات، باب لا يبيع الرجل على بيع اخيه ولا يسوم على سومه (الحديث 2171) . والحديث عند: مسلم في البيوع، باب تحريم تلقي الجلب (الحديث 14م) . والنسائي في النكاح، النهي ان يخطب الرجل على خطبة اخيه (الحديث 3238) . تحفة الاشراف (8284 و 8329) .

4516-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (8112) .

4517-اخرجه البخاري في البيوع، باب النجش (الحديث 2142)، و في الحيل ، باب ما يكره من التناجش (الحديث 6963) . و اخرجه مسلم في البيوع، باب تحريم بيع الرجل على بيع اخيه و سومه على سومه و تحريم النجش و تحريم التصرية (الحديث 13) . واخرجه ابن ماجه في التجارات، باب ما جاء في النهي عن النجش (الحديث 2173) . تحفة الاشراف (8348) .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مصنوعی بولی لگانے سے منع کیا ہے۔

4518 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ شُعَيْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِىْ عَنِ الزُّهْرِيِّ اَخْبَرَنِىْ اَبُوْ سَلَمَةَ وَسَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "لَا يَبِيْعُ الرَّجُلُ عَلٰى بَيْعِ اَخِيْهِ وَلَا يَبِيْعُ حَاضِرٌ لِبَادٍ وَلَا تَنَاجَشُوا وَلَا يَزِيْدُ الرَّجُلُ عَلٰى بَيْعِ اَخِيْهِ وَلَا تَسْاَلِ الْمَرْاَةُ طَلَاقَ الْاُخْرٰى لِتَكْتَفِءَ مَا فِىْ اِنَائِهَا".

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:
''کوئی شخص اپنے بھائی کے سودے پر سودا نہ کرے' کوئی شہری کسی دیہاتی کے لیے سودا نہ کرے' مصنوعی بولی نہ لگاؤ' کوئی شخص اپنے بھائی کے سودے کے مقابلے میں زیادہ قیمت نہ لگائے' کوئی عورت دوسری عورت کی طلاق کا مطالبہ نہ کرے' تاکہ اس کے حصے کی نعمتیں بھی اُسے حاصل ہو جائیں''۔

4519 - حَدَّثَنِىْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا يَبِيْعُ حَاضِرٌ لِبَادٍ وَلَا تَنَاجَشُوا وَلَا يَزِيْدُ الرَّجُلُ عَلٰى بَيْعِ اَخِيْهِ وَلَا تَسْاَلُ الْمَرْاَةُ طَلَاقَ اُخْتِهَا لِتَسْتَكْفِءَ بِهِ مَا فِىْ صَحْفَتِهَا".

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:
''کوئی شہری شخص کسی دیہاتی کے لیے سودا نہ کرے' تم لوگ مصنوعی بولی نہ لگاؤ' کوئی شخص اپنے بھائی کے سودے کے مقابلے میں زیادہ قیمت نہ لگائے' کوئی عورت اپنی بہن کی طلاق کا مطالبہ نہ کرے' تاکہ اُس کے حصے کی نعمتیں بھی خود حاصل کر لے''۔

باب الْبَيْعِ فِيْمَنْ يَزِيْدُ

یہ باب ہے کہ اُس شخص کے ساتھ سودا کرنا' جو زیادہ قیمت دیتا ہے

4520 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ وَعِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ قَالَا حَدَّثَنَا الْاَخْضَرُ بْنُ عَجْلَانَ عَنْ اَبِىْ بَكْرٍ الْحَنَفِيِّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَاعَ قَدَحًا وَحِلْسًا فِيْمَنْ يَزِيْدُ.

★★ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک پیالہ اور اونٹ پر ڈالی جانے والی چادر اُس

4518-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (13171) .

4519-تقدم (الحديث 4514) .

4520-اخرجه ابو داؤد في الزكاة، باب ما تجوز فيه المسالة (الحديث 1641) مطولا . واخرجه الترمذي في البيوع، باب ما جاء في بيع من يزيد (الحديث 1218) مطولا . واخرجه ابن ماجه في التجارات، باب بيع المزايدة (الحديث 2198) مطولا . تحفة الاشراف (978) .

شخص کو فروخت کی تھی' جس نے زیادہ قیمت دی تھی۔

باب بَيْعِ الْمُلَامَسَةِ

باب: ملامسہ کا سودا

4521 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهٗ - عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيٰى بْنِ حَبَّانَ وَاَبِى الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْمُلَامَسَةِ وَالْمُنَابَذَةِ ۔

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ملامسہ اور منابذہ سے منع کیا ہے۔

باب تَفْسِيْرِ ذٰلِكَ

باب: اس کی وضاحت

4522 - اَخْبَرَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ يَعْقُوْبَ بْنِ اِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِىْ عَامِرُ بْنُ سَعْدِ بْنِ اَبِىْ وَقَّاصٍ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْمُلَامَسَةِ لَمْسِ الثَّوْبِ لَا يَنْظُرُ اِلَيْهِ وَعَنِ الْمُنَابَذَةِ وَهِىَ طَرْحُ الرَّجُلِ ثَوْبَهٗ اِلَى الرَّجُلِ بِالْبَيْعِ قَبْلَ اَنْ يُّقَلِّبَهٗ اَوْ يَنْظُرَ اِلَيْهِ ۔

★★ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ملامسہ سے منع کیا ہے (وہ یہ ہے) کہ آدمی کپڑے کو چھولے' اُسے دیکھے نہیں (اور سودا طے ہو جائے) اور منابذہ سے منع کیا ہے۔ اس سے مراد یہ ہے' آدمی اپنا کپڑا دوسرے شخص کی طرف بیچنے کے لیے پھینک دے' دوسرے شخص کے اُسے پلٹنے سے یا اُسے دیکھنے سے پہلے ہی (سودا طے ہو جائے)۔

باب بَيْعِ الْمُنَابَذَةِ

باب: منابذہ کا سودا

4523 - اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِىْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

4521-اخرجه البخاري في البيوع، باب بيع المنابذة (الحديث 2146) . تحفة الاشراف (13827) .

4522-اخرجه البخاري في البيوع، باب بيع الملامسة (الحديث 2144) وفي اللباس، باب اشتمال الصماء (الحديث 5820) مطولًا و اخرجه مسلم في البيوع، باب ابطال بيع الملامسة و المنابذة (الحديث 3) و اخرجه ابو داؤد في البيوع، باب في بيع الغرر (الحديث 3379) . واخرجه النسائي في البيوع، تفسير ذلك (الحديث 4526) . والحديث عند: النسائي في البيوع، بيع المنابذة (الحديث 4523) . تحفة الاشراف (4087) .

4523-تقدم في البيوع، تفسير ذلك (الحديث 4522) .

وَسَلَّمَ عَنِ الْمُلَامَسَةِ وَالْمُنَابَذَةِ فِي الْبَيْعِ .

★★ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سودے میں ملامسہ اور منابذہ سے منع کیا ہے۔

4524 - اَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ الْمَرْوَزِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعَتَيْنِ عَنِ الْمُلَامَسَةِ وَالْمُنَابَذَةِ .

★★ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو طرح کے سودوں سے منع کیا ہے: ملامسہ اور منابذہ

باب تَفْسِيْرِ ذٰلِكَ

باب: اس کی وضاحت

4525 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفّٰى بْنِ بُهْلُوْلٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حَرْبٍ عَنِ الزُّبَيْدِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيْدًا يَقُوْلُ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُلَامَسَةِ وَالْمُنَابَذَةِ وَالْمُلَامَسَةُ اَنْ يَتَبَايَعَ الرَّجُلَانِ بِالثَّوْبَيْنِ تَحْتَ اللَّيْلِ يَلْمِسُ كُلُّ رَجُلٍ مِّنْهُمَا ثَوْبَ صَاحِبِهٖ بِيَدِهٖ وَالْمُنَابَذَةُ اَنْ يَّنْبِذَ الرَّجُلُ اِلَى الرَّجُلِ الثَّوْبَ وَيَنْبِذَ الْاٰخَرُ اِلَيْهِ الثَّوْبَ فَيَتَبَايَعَا عَلٰى ذٰلِكَ .

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ملامسہ اور منابذہ سے منع کیا ہے۔

ملامسہ سے مراد یہ ہے دو آدمی رات کے وقت دو کپڑوں کی خرید و فروخت کرتے ہیں دونوں میں سے ہر ایک فرد اپنے ساتھی کے کپڑے کو چھو لیتا ہے (اور ساتھ ہی سودا طے ہو جاتا ہے)۔

منابذہ سے مراد یہ ہے آدمی دوسرے شخص کی طرف کپڑا اچھینکتا ہے اور دوسرا پہلے شخص کی طرف کپڑا اچھینکتا ہے اور وہ دونوں اسی پر سودا کر لیتے ہیں (یعنی سودا طے ہو جاتا ہے)۔

4526 - اَخْبَرَنَا اَبُوْ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ عَامِرَ بْنَ سَعْدٍ اَخْبَرَهٗ اَنَّ اَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِيَّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُلَامَسَةِ وَالْمُلَامَسَةُ لَمْسُ الثَّوْبِ لَا يَنْظُرُ اِلَيْهِ وَعَنِ الْمُنَابَذَةِ وَالْمُنَابَذَةُ طَرْحُ الرَّجُلِ ثَوْبَهٗ اِلَى الرَّجُلِ قَبْلَ اَنْ يُّقَلِّبَهٗ .

4524-اخرجه البخاري في البيوع، باب بيع المنابذة (الحديث 2147)، و في الاستئذان، باب الجلوس كيفما تيسر الحديث 6284)مطولاً . واخرجه ابوداؤد في البيوع و الاجارات، باب في بيع الغرر (الحديث 3377 و 3378) مطولاً . واخرجه النسائي في البيوع، تفسير ذلك (الحديث 4527) و (الحديث 5356) مطولاً واخرجه ابن ماجه في التجارات، باب ما جاء في النهي عن المنابذة و الملامسة (الحديث 2170) . والحديث عند: النسائي في الزينة، النهي عن اشتمال الصماء (الحديث 5356) و ابن ماجه وفي اللباس، باب ما نهي عنه من اللباس (الحديث 3559) . تحفة الاشراف (4154) .

4525-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (13261) .

4526-تقدم (الحديث 4522) .

★★ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ملامسہ سے منع کیا ہے۔
(راوی کہتے ہیں:) ملامسہ سے مراد یہ ہے آدمی کپڑے کو چھولے (تو سودا طے ہو جائے) اگرچہ آدمی نے اُسے دیکھا نہ ہو (اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے) منابذہ سے منع کیا ہے۔ (راوی کہتے ہیں:) منابذہ سے مراد یہ ہے آدمی اپنا کپڑا دوسرے شخص کی طرف پھینکے اور اس شخص کے اُلٹ پلٹ کرنے سے پہلے (یعنی کپڑے کو جانچنے سے پہلے ہی سودا طے ہو جائے)۔

4527 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ لُبْسَتَيْنِ وَعَنْ بَيْعَتَيْنِ اَمَّا الْبَيْعَتَانِ فَالْمُلَامَسَةُ وَالْمُنَابَذَةُ وَالْمُنَابَذَةُ اَنْ يَقُوْلَ اِذَا نَبَذْتُ هٰذَا الثَّوْبَ فَقَدْ وَجَبَ يَعْنِي الْبَيْعَ وَالْمُلَامَسَةُ اَنْ يَمَسَّهُ بِيَدِهٖ وَلَا يَنْشُرَهُ وَلَا يُقَلِّبَهُ اِذَا مَسَّهُ فَقَدْ وَجَبَ الْبَيْعُ .

★★ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو طرح کے لباس سے اور دو طرح کے سودوں سے منع کیا ہے جہاں تک دو طرح کے سودوں کا تعلق ہے تو وہ ملامسہ اور منابذہ ہیں۔
منابذہ سے مراد یہ ہے آدمی یہ کہے: جب میں یہ کپڑا پھینک دوں گا تو سودا طے ہو جائے گا۔
ملامسہ سے مراد یہ ہے جب وہ اپنے ہاتھ کے ذریعے اُسے چھولے گا (تو سودا طے ہو جائے گا) وہ اس کو کھول کر نہیں دیکھے گا اُسے اُلٹے پلٹے گا نہیں جیسے ہی وہ اُسے چھولے گا تو سودا طے ہو جائے گا۔

4528 - اَخْبَرَنَا هَارُوْنُ بْنُ زَيْدِ بْنِ اَبِي الزَّرْقَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ قَالَ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ بُرْقَانَ قَالَ بَلَغَنِيْ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ لُبْسَتَيْنِ وَنَهَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعَتَيْنِ عَنِ الْمُنَابَذَةِ وَالْمُلَامَسَةِ وَهِيَ بُيُوْعٌ كَانُوْا يَتَبَايَعُوْنَ بِهَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ .

★★ سالم اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو طرح کے لباس سے منع کیا ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں دو طرح کے سودے سے منع کیا ہے: منابذہ اور ملامسہ۔
یہ سودا کرنے کے وہ طریقے ہیں جو زمانہ جاہلیت میں رائج تھے۔

4529 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ قَالَ سَمِعْتُ عُبَيْدَ اللّٰهِ عَنْ خُبَيْبٍ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ نَهٰى عَنْ بَيْعَتَيْنِ اَمَّا الْبَيْعَتَانِ فَالْمُنَابَذَةُ

4527-اخرجه ابو داؤد في البيوع والاجارات، باب في بيع الغرر (الحديث 3377 و 3378) وابن ماجه في التجارات، باب ما جاء في النهي عن المنابذة والملامسة (الحديث 2170) . والحديث عند: البخاري في البيوع، باب بيع المنابذة (الحديث 2147)، و في الاستئذان، باب الجلوس كيفما تيسر (الحديث 6284) . وابي داؤد في البيوع والاجارات، باب في بيع الغرر (الحديث 3377) . و النسائي في البيوع، بيع المنابذة (الحديث 4524)، و في الزينة، النهي عن اشتمال الصماء (الحديث 5356) وابن ماجه في اللباس، باب ما نهي عنه من اللباس (الحديث 3559) . تحفة الاشراف (4154) .

4528-انفرد به النسائي . والحديث عند: ابي داؤد في الاطعمة، باب ما جاء في الجلوس على مائدة عليها بعض ما يكره (الحديث 3774) . تحفة الاشراف (6809) .

وَالْمُلَامَسَةُ وَزَعَمَ اَنَّ الْمُلَامَسَةَ اَنْ يَّقُوْلَ الرَّجُلُ لِلرَّجُلِ اَبِيْعُكَ ثَوْبِىْ بِثَوْبِكَ وَلَا يَنْظُرُ وَاحِدٌ مِّنْهُمَا اِلٰى ثَوْبِ الْاٰخَرِ وَلٰكِنْ يَلْمِسُهُ لَمْسًا وَّاَمَّا الْمُنَابَذَةُ اَنْ يَّقُوْلَ اَنْبُذُ مَا مَعِىْ وَتَنْبُذُ مَا مَعَكَ لِيَشْتَرِىَ اَحَدُهُمَا مِنَ الْاٰخَرِ وَلَا يَدْرِىْ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا كَمْ مَعَ الْاٰخَرِ وَنَحْوًا مِّنْ هٰذَا الْوَصْفِ .

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو طرح کے سودوں سے منع کیا ہے۔

جہاں تک دو طرح کے سودوں کا تعلق ہے' تو وہ منابذہ اور ملامسہ ہیں۔

پھر راوی نے یہ بات بیان کی ہے' ملامسہ' سے مراد یہ ہے' ایک شخص دوسرے شخص کو یہ کہتا ہے' میں تمہارے کپڑے کے عوض میں اپنا کپڑا تمہیں فروخت کر رہا ہوں اور ان دونوں میں سے کوئی ایک شخص دوسرے شخص کے کپڑے کو دیکھتا نہیں ہے بلکہ وہ جیسے ہی اُسے چھو لیتے ہیں (تو سودا طے ہو جاتا ہے)۔

(راوی کہتے ہیں:) منابذہ سے مراد یہ ہے' آدمی یہ کہے: میرے پاس جو موجود ہے' اُسے میں پھینک دوں گا جو تمہارے پاس ہے اُسے تم پھینک دو' تاکہ دونوں میں سے ہر ایک شخص دوسرے سے اس کپڑے کو خرید لے اور ان دونوں میں سے کسی کو بھی یہ پتہ نہ چل سکے کہ دوسرے کے پاس کتنا کپڑا ہے یا کس نوعیت کا کپڑا ہے (لیکن سودا طے ہو جائے)۔

باب بَيْعِ الْحَصَاةِ

باب: کنکری پھینک کر (سودا طے کرنا)

4530 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنِىْ اَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الْحَصَاةِ وَعَنْ بَيْعِ الْغَرَرِ .

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کنکری پھینک کر (سودا طے کرنے) سے منع کیا ہے' اور دھوکے کے سودے سے منع کیا ہے۔

4529-اخرجه البخاري في اللباس، باب اشتمال الصماء (الحديث 5820) والحديث عند: البخاري في مواقيت الصلاة، باب الصلاة بعد الفجر حتى ترتفع الشمس (الحديث 584)، و باب لا يتحرى الصلاة قبل غروب الشمس (588)، و في اللباس باب اشتمال الصماء (الحديث 5819) . ومسلم في البيوع، باب ابطال بيع الملامسة و المنابذة (الحديث ام) . وابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب النهي عن الصلاة بعد الفجر و بعد العصر (الحديث 1248)، و في التجارات، باب ما جاء في النهي عن المنابذة و الملامسة (الحديث 2169)، و في اللباس، باب ما نهي عنه من اللباس (الحديث 3560) . تحفة الاشراف (12265) .

4530-اخرجه مسلم في البيوع، باب بطلان بيع الحصاة و البيع الذي فيه غرر (الحديث 4) . و اخرجه ابو داؤد في البيوع و الاجارات، باب في بيع الغرر (الحديث 3376) . واخرجه الترمذي في البيوع، باب ما جاء في كراهية بيع الغرر (الحديث 1230) واخرجه ابن ماجه في التجارات، باب النهي عن بيع الحصاة و عن بيع الغرر (الحديث 2194) . تحفة الاشراف (13794) .

باب بَيْعِ الثَّمَرِ قَبْلَ اَنْ يَبْدُوَ صَلَاحُهُ

باب: پھل کے پکنے سے پہلے اُسے فروخت کرنا

4531 – اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا تَبِيْعُوا الثَّمَرَ حَتّٰى يَبْدُوَ صَلَاحُهُ". نَهَى الْبَائِعَ وَالْمُشْتَرِىَ .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''تم پھل کو اس وقت تک فروخت نہ کرو جب تک وہ پک نہیں جاتا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فروخت کرنے والے اور خریدار دونوں کو اس سے منع کیا ہے''۔

4532 – اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ بَيْعِ الثَّمَرِ حَتّٰى يَبْدُوَ صَلَاحُهُ .

★★ سالم اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پھل کے پکنے سے پہلے اُسے فروخت کرنے سے منع کیا ہے۔

4533 - اَخْبَرَنِىْ يُوْنُسُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ اَخْبَرَنِىْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِىْ سَعِيْدٌ وَّاَبُوْ سَلَمَةَ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا تَبِيْعُوا الثَّمَرَ حَتّٰى يَبْدُوَ صَلَاحُهُ وَلَا تَبْتَاعُوا الثَّمَرَ بِالتَّمْرِ" .

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''پھل اس وقت تک فروخت نہ کرو جب تک وہ پک نہیں جاتا اور کھجور کے عوض میں پھل کو فروخت نہ کرو''۔

4534 – قَالَ ابْنُ شِهَابٍ حَدَّثَنِىْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ مِثْلِهٖ سَوَاءً .

★★ ابن شہاب بیان کرتے ہیں: سالم نے اپنے والد کے حوالے سے یہ بات نقل کی ہے' نبی اکرم ﷺ نے اس بات سے منع کیا ہے' اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے۔

4531-اخرجه ابن ماجه في التجارات، باب النهي عن بيع الثمار قبل ان يبدو صلاحها (الحديث 2214) . تحفة الاشراف (8302) .

4532-اخرجه ابن ماجه في التجارات، باب النهي عن بيع الثمار قبل ان بدو صلاحها بغير شرط القطع (الحديث 57) . تحفة الاشراف (6832) .

4533-اخرجه مسلم في البيوع، باب النهي عن بيع الثمار قبل بدو صلاحها بغير شرط القطع ، الحديث 58) . و اخرجه ابن ماجه في التجارات، باب النهي عن بيع الثمار قبل ان يبدو صلاحها (الحديث 2215) . تحفة الاشراف (13328) .

4534-اخرجه البخاري في البيوع، باب اذا باع الثمار قبل ان يبدو صلاحها لم اصابته عاهة فهو من البائع (الحديث 2199) تعليقاً . و اخرجه مسلم في البيوع، باب النهي عن بيع الثمار قبل ان بدو صلاحها بغير شرط القطع (الحديث 58) . تحفة الاشراف (6984) .

4535 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَخْلَدُ بْنُ يَزِيدَ قَالَ حَدَّثَنَا حَنْظَلَةُ قَالَ سَمِعْتُ طَاوُسًا يَقُولُ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يَقُولُ قَامَ فِينَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "لَا تَبِيعُوا الثَّمَرَ حَتّٰى يَبْدُوَ صَلَاحُهُ".

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان کھڑے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: پھل کو اُس وقت تک فروخت نہ کرو جب تک وہ پک نہیں جاتا۔

4536 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ نَهٰى عَنِ الْمُخَابَرَةِ وَالْمُزَابَنَةِ وَالْمُحَاقَلَةِ وَاَنْ يُبَاعَ الثَّمَرُ حَتّٰى يَبْدُوَ صَلَاحُهُ وَاَنْ لَا يُبَاعَ اِلَّا بِالدَّنَانِيرِ وَالدَّرَاهِمِ وَرَخَّصَ فِي الْعَرَايَا.

★★ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں:
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مخابرہ' مزابنہ اور محاقلہ سے منع کیا ہے' اور اس بات سے منع کیا ہے' پھل کے پکنے سے پہلے اُسے فروخت کر دیا جائے اور (یہ ہدایت کی ہے) کہ اُسے صرف دینار اور درہم کے عوض میں فروخت کیا جائے' البتہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرایا کے بارے میں رخصت دی ہے۔

4537 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا الْمُفَضَّلُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ وَاَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْمُخَابَرَةِ وَالْمُزَابَنَةِ وَالْمُحَاقَلَةِ وَبَيْعِ الثَّمَرِ حَتّٰى يُطْعَمَ اِلَّا الْعَرَايَا.

★★ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مخابرہ' مزابنہ' محاقلہ اور پھل کے کھانے کے قابل ہونے سے پہلے اُسے فروخت کرنے سے منع کیا ہے' البتہ عرایا کا حکم مختلف ہے۔

4538 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ النَّخْلِ حَتّٰى يُطْعَمَ.

★★ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور کے درخت کو فروخت کرنے سے منع کیا ہے' جب تک وہ کھانے کے قابل نہیں ہو جاتا (اُس وقت تک اُسے فروخت نہیں کیا جائے گا)۔

4535-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (7105) .

4536-تقدم في الايمان و النذور، ذكر الاحاديث المختلفة في النهي عن كراء الارض بالثلث و الربع و اختلاف الفاظ الناقلين للخبر (الحديث 3888) .

4537-تقدم في الايمان و النذور، ذكر الاحاديث المختلفة في النهي عن كراء الارض بالثلث و الربع و اختلاف الفاظ الناقلين للخبر (الحديث 3888) .

4538-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (2985) .

بَابُ شِرَاءِ الثِّمَارِ قَبْلَ اَنْ یَّبْدُوَ صَلَاحُهَا عَلٰی اَنْ یَّقْطَعَهَا وَلَا یَتْرُکَهَا اِلٰی اَوَانِ اِدْرَاکِهَا

یہ باب ہے کہ پھل پکنے سے پہلے اُسے خرید لینا' اس شرط پر کہ خریدار اُسے کاٹ لے گا اور اُسے اُس وقت تک درخت پر نہیں چھوڑے گا' جب تک وہ پک نہیں جاتا

4539 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنِیْ مَالِكٌ عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيْلِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ بَيْعِ الثِّمَارِ حَتّٰى تُزْهِیَ. قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا تُزْهِیَ قَالَ "حَتّٰى تَحْمَرَّ". وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَرَاَيْتَ اِنْ مَنَعَ اللّٰهُ الثَّمَرَةَ فَبِمَ يَاْخُذُ اَحَدُكُمْ مَالَ اَخِيْهِ".

☆☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پھل کے رنگین ہو جانے سے پہلے اُسے فروخت کرنے سے منع کیا ہے۔ عرض کی گئی: یارسول اللہ! اس کے رنگین ہونے سے مراد کیا ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تک وہ سرخ نہیں ہو جاتا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمہارا کیا خیال ہے' اگر اللہ تعالیٰ اس پھل کو روک لے' تو کوئی شخص کس چیز کے عوض میں اپنے بھائی کے مال کو حاصل کرے گا۔

بَابُ وَضْعِ الْجَوَائِحِ

یہ باب ہے کہ آفت لاحق ہونے کی وجہ سے ادائیگی معاف کرنا

4540 - اَخْبَرَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْحَسَنِ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِیْ اَبُو الزُّبَيْرِ اَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِنْ بِعْتَ مِنْ اَخِيْكَ ثَمَرًا فَاَصَابَتْهُ جَائِحَةٌ فَلَا يَحِلُّ لَكَ اَنْ تَاْخُذَ مِنْهُ شَيْئًا بِمَ تَاْخُذُ مَالَ اَخِيْكَ بِغَيْرِ حَقٍّ".

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''اگر تم اپنے بھائی کو کچھ پھل فروخت کرتے ہو اور پھر اُسے کوئی آفت لاحق ہو جاتی ہے' تو تمہارے لیے یہ بات جائز نہیں ہے' تم اس کے عوض میں اُس سے کوئی چیز لو' تم کسی حق کے بغیر اپنے بھائی کے مال کو کس بنیاد پر حاصل کرو گے''۔

4539-اخرجه البخاري في البيوع، باب اذا باع الثمار قبل ان يبدو صلاحها ثم اصابته عاهة فهو من البائع (الحديث 2198) . و اخرجه مسلم في المساقاة، باب وضع الجوائح (الحديث 15م) . والحديث عند : البخاري في الزكاة، باب من باع ثماره او نخله او ارضه او زرعه وقد وجب فيه العشر او الصدقة فادى الزكاة من غيره او باع ثماره و لم تجب فيه الصدقة (الحديث 1488) . تحفة الاشراف (733) .

4540-اخرجه مسلم في المساقاة، باب وضع الجوائح (الحديث 14) . واخرجه ابو داؤد في البيوع والاجارات، باب في وضع الجائحة (الحديث 3470) . واخرجه النسائي في البيوع، وضع الجوائح (الحديث 4541) . واخرجه ابن ماجه في التجارات، باب بيع الثمار سنين و الجائحة (الحديث 2219) . تحفة الاشراف (2798) .

شرح

حضرت جابر کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چند سالوں کا پھل بیچنے سے منع فرمایا ہے یعنی ایک سال یا دو سال یا تین سال اور یا اس سے زائد سالوں کے لئے درختوں کا پھل پیشگی نہیں بیچنا چاہئے) نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آفت زدہ کے ساتھ رعایت کرنے کا حکم دیا ہے۔ (مسلم، مشکوۃ المصابیح، جلد سوم: رقم الحدیث، 77)

حدیث کے آخری جزء کا مطلب یہ ہے کہ مثلاً کسی شخص نے درخت پر لگے ہوئے پھل پختہ و تیار ہونے کے بعد خرید لئے مگر سوء اتفاق سے قبل اس کے کہ خریدار پھلوں کو اپنے تصرف میں لاتا کسی بھی وجہ سے وہ پھل جھڑ گئے اور ضائع ہو گئے اس صورت میں بیچنے والے کو چاہئے کہ اگر اس نے ابھی تک قیمت وصول نہیں کی ہے تو اس میں کچھ کمی کر دے اور اگر قیمت وصول کر لی ہے تو اس میں سے کچھ خریدار کو واپس کر دے اگرچہ بیع ہو چکی ہے اور قاعدہ کے اعتبار سے وہ اس کے لئے مجبور نہیں ہے چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اس بارے میں مذکورہ بالا حکم صرف استحباب کے لئے ہے اور اس کا مقصد آفت زدہ خریدار کے ساتھ ممکنہ رعایت کے لئے بیچنے والے کو ایک اخلاقی توجہ دلانا ہے ورنہ تو جہاں تک فقہی مسئلہ کا تعلق ہے یہ بات بالکل صاف ہے کہ خریدار کے قبضہ وملکیت میں آ جانے کے بعد مبیع خریدی ہوئی چیز کے ہر نفع ونقصان کا ذمہ دار خریدار ہی ہوتا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ قبضہ میں آ جانے کے بعد اگر مبیع کسی آفت کی وجہ سے ہلاک وضائع ہو جاتی ہے تو وہ خریدار ہی کا نقصان ہوتا ہے بیچنے والے پر اس کا کوئی بدلہ وغیرہ واجب نہیں ہوتا۔

4541 - اَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ قَالَ حَدَّثَنَا ثَوْرُ بْنُ يَزِيْدَ اَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ جُرَيْجٍ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ الْمَكِّيِّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ بَاعَ ثَمَرًا فَاَصَابَتْهُ جَائِحَةٌ فَلَا يَاْخُذْ مِنْ اَخِيْهِ - وَذَكَرَ شَيْئًا - عَلٰى مَا يَاْكُلُ اَحَدُكُمْ مَالَ اَخِيْهِ الْمُسْلِمِ".

★★ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''جو شخص کوئی پھل فروخت کرتا ہے اور پھر اُسے کوئی آفت لاحق ہو جاتی ہے تو وہ اپنے بھائی سے کچھ وصول نہ کرے''۔

(راوی کہتے ہیں:) اُس کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی چیز کا تذکرہ کیا (جس کے بعد یہ الفاظ ہیں:)

''کوئی شخص اپنے مسلمان بھائی کا مال کس چیز کے عوض میں کھائے گا؟''

4542 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ حُمَيْدٍ - وَهُوَ الْاَعْرَجُ - عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ عَتِيْقٍ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَضَعَ الْجَوَائِحَ.

★★ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آفت کی وجہ سے ادائیگی معاف کروائی تھی۔

4543 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ بُكَيْرٍ عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ

4541-تقدم في البيوع، وضع الجوائح (الحديث 4540) .

4542-اخرجه مسلم في المساقاة، باب وضع الجوائح (الحديث 17) . واخرجه ابو داؤد في البيوع والاجارات، باب في بيع السنين (الحديث 3374) مطولاً . تحفة الاشراف (2270) .

الْخُدْرِيِّ قَالَ أُصِيبَ رَجُلٌ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ثِمَارٍ ابْتَاعَهَا فَكَثُرَ دَيْنُهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "تَصَدَّقُوا عَلَيْهِ". فَتَصَدَّقَ النَّاسُ عَلَيْهِ فَلَمْ يَبْلُغْ ذٰلِكَ وَفَاءَ دَيْنِهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "خُذُوْا مَا وَجَدْتُمْ وَلَيْسَ لَكُمْ إِلَّا ذٰلِكَ".

★★ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ اقدس میں ایک شخص نے پھل خریدا تو اُس میں نقصان ہوگیا۔ اس کا قرض زیادہ ہوگیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس شخص کو صدقہ دو لوگوں نے اُسے صدقہ دیا' لیکن پھر بھی اُس کے پورے قرض کی ادائیگی تک وہ رقم نہیں پہنچ سکی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: (یعنی اس کے قرض خواہوں سے فرمایا:) تمہیں جو مل رہا ہے وہ حاصل کرلو تمہیں بس یہی ملے گا۔

باب بَيْعِ الثَّمَرِ سِنِيْنَ

یہ باب ہے کہ پھل کو کئی سال پہلے ہی فروخت کرنا

4544 – أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ حُمَيْدٍ الْأَعْرَجِ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ عَتِيْكٍ - قَالَ قُتَيْبَةُ عَتِيْكٌ بِالْكَافِ وَالصَّوَابُ عَتِيْقٌ - عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ بَيْعِ الثَّمَرِ سِنِيْنَ.

★★ حضرت جابر رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھل کو کئی سال پہلے ہی فروخت کرنے سے منع کیا ہے۔

باب بَيْعِ الثَّمَرِ بِالتَّمْرِ

یہ باب ہے کہ کھجور کے عوض میں (درخت پر لگے ہوئے) پھل کو فروخت کرنا

4545 – أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ بَيْعِ الثَّمَرِ بِالتَّمْرِ.

★★ سالم اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور کے عوض میں

4543-اخرجه مسلم في المساقاة، باب استحباب الوضع من الدين (الحديث 18) . واخرجه ابو داؤد في البيوع و الاجارات، باب في وضع الجائحة (الحديث 3469) . واخرجه الترمذي في الزكاة، باب ما جاء من تحل له الصدقة من الغارمين و غيرهم (الحديث 655) . واخرجه النسائي في البيوع، الرجل يبتاع البيع فيفلس و يوجد المتاع بعينه (الحديث 4692) . واخرجه ابن ماجه في الاحكام، باب تفليس المعدم و البيع عليه لغرمائه (الحديث 2356) . تحفة الاشراف (4270) .

4544-اخرجه مسلم في البيوع، باب كراء الارض (الحديث 101) . واخرجه ابوداؤد في البيوع و الاجارات، باب في بيع السنين (الحديث 3374) بنحوه مطولا . و اخرجه النسائي في البيوع، بيع السنين (الحديث 4641) . واخرجه ابن ماجه في التجارات، باب بيع الثمار سنين و الجائحة (الحديث 2218) بنحوه . تحفة الاشراف (2269) .

4545-اخرجه مسلم في البيوع، باب النهي عن بيع الثمار قبل بدو صلاحها بغير شرط القطع (الحديث 57) و الحديث عند: النسائي في البيوع، بيع الثمر قبل ان يبدو صلاحه (الحديث 4532) . تحفة الاشراف (6832) .

(درخت پر لگے ہوئے) پھل کو فروخت کرنے سے منع کیا ہے۔

4546 - وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ حَدَّثَنِيْ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَخَّصَ فِي الْعَرَايَا .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے مجھے یہ حدیث سنائی تھی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عرایا کے بارے میں رخصت دی ہے۔

4547 - اَخْبَرَنِيْ زِيَادُ بْنُ اَيُّوْبَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ قَالَ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْمُزَابَنَةِ وَالْمُزَابَنَةُ اَنْ يُّبَاعَ مَا فِيْ رُءُوْسِ النَّخْلِ بِتَمْرٍ بِكَيْلٍ مُّسَمًّى اِنْ زَادَ لِيْ وَاِنْ نَقَصَ فَعَلَيَّ .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مزابنہ سے منع کیا ہے۔

(حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:) مزابنہ سے مراد یہ ہے: کھجور پر لگے ہوئے پھل کو متعین مقدار کے عوض میں فروخت کر دیا جائے یعنی (درخت پر لگا ہوا پھل) اگر زیادہ ہوا تو وہ میرا ہوگا اور اگر وہ کم ہوا تو اس کا نقصان مجھے برداشت کرنا ہوگا۔

باب بَيْعِ الْكَرْمِ بِالزَّبِيْبِ

یہ باب ہے کہ کشمش کے بدلے میں (درخت پر لگے ہوئے) انگور کا سودا کرنا

4548 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَّالِكٍ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْمُزَابَنَةِ وَالْمُزَابَنَةُ بَيْعُ الثَّمَرِ بِالتَّمْرِ كَيْلًا وَّبَيْعُ الْكَرْمِ بِالزَّبِيْبِ كَيْلًا .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مزابنہ سے منع کیا ہے۔

(حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:) مزابنہ سے مراد یہ ہے: ماپی ہوئی (متعین) کھجور کے عوض میں درخت پر لگی ہوئی کھجور کا سودا کیا جائے یا ماپی ہوئی کشمش کے عوض میں (درخت پر لگے ہوئے انگور) کا سودا کیا جائے۔

4546-اخرجه البخاري في البيوع، وباب بيع الزبيب بالزبيب و الطعام بالطعام (الحديث 2173)، و باب بيع المزابنة (الحديث 2184 و 2188)، و باب تفسير العرايا (الحديث 2192)، و في المساقاة، باب الرجل يكون له ممر او شرب في حائط او في نخل (الحديث 2380). واخرجه مسلم في البيوع، باب النهي عن بيع الثمار قبل بدو صلاحها بغير شرط القطع (الحديث 57م) و باب تحريم بيع الرطب بالتمر الا في العرايا (الحديث 59 و 60 و 61 و 62 و 63 و 64 و 65). واخرجه الترمذي في البيوع، باب ما جاء في العرايا و الرخصة في ذلك (الحديث 1300) مطولاً، و (الحديث 1302). واخرجه النسائي في البيوع، بيع الكرم بالزبيب (الحديث 4550)، وباب بيع العرايا بخرصها تمراً (الحديث 4552 و 4553)، وبيع العرايا بالرطب (الحديث 4554) مطولاً. و اخرجه ابن ماجه في التجارات، باب بيع العرايا بخرصها تمراً (الحديث 2268 و 2269). تحفة الاشراف (3723).

4547-اخرجه البخاري في البيوع، وباب بيع الزبيب بالزبيب و الطعام بالطعام (الحديث 2172). واخرجه مسلم في البيوع، باب تحريم بيع الرطب بالتمر الا في العرايا (الحديث 75). تحفة الاشراف (7522).

4548-اخرجه البخاري في البيوع، باب بيع الزبيب بالزبيب و الطعام بالطعام (الحديث 2173)، و باب بيع المزابنة (الحديث 2185). واخرجه مسلم في البيوع، باب تحريم بيع الرطب بالتمر الا في العرايا (الحديث 72). تحفة الاشراف (8360).

4549 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ طَارِقٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ رَّافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُحَاقَلَةِ وَالْمُزَابَنَةِ .

★★ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے محاقلہ اور مزابنہ سے منع کیا ہے۔

4550 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَخَّصَ فِي الْعَرَايَا .

★★ سالم اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے مجھے حدیث سنائی ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عرایا کے بارے میں رخصت دی ہے۔

4551 - قَالَ الْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ خَارِجَةُ بْنُ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَخَّصَ فِي الْعَرَايَا بِالتَّمْرِ وَالرُّطَبِ .

★★ خارجہ بن زید اپنے والد (حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خشک یا تر کھجوروں کے عوض میں عرایا (کو فروخت کرنے) کی اجازت دی ہے۔

باب بَيْعِ الْعَرَايَا بِخَرْصِهَا تَمْرًا

یہ باب ہے کہ عرایا کا اندازہ لگا کر اُسے کھجوروں کے عوض میں فروخت کرنا

4552 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنِيْ نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَخَّصَ فِيْ بَيْعِ الْعَرَايَا تُبَاعُ بِخَرْصِهَا .

★★ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عرایا کو فروخت کرنے کے بارے میں یہ اجازت دی ہے' اُسے اندازے کے ساتھ فروخت کیا جاسکتا ہے۔

4553 - حَدَّثَنَا عِيْسَى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنِيْ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَخَّصَ فِيْ بَيْعِ الْعَرِيَّةِ بِخَرْصِهَا تَمْرًا .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے مجھے یہ بات بتائی ہے'

4549-تقدم في الايمان و النذور، ذكر الاحاديث المختلفة في النهي عن كراء الارض بالثلث و الربع و اختلاف الفاظ الناقلين للخبر (الحديث 3899) .

4550-تقدم (الحديث 4546) .

4551-اخرجه ابو داؤد في البيوع والاجارات، باب في بيع العرايا (الحديث 3362) . تحفة الاشراف (3705) .

4552-تقدم (الحديث 4546) .

4553-تقدم (الحديث 4546) .

نبی اکرم ﷺ نے کھجور کے عوض میں عرایا کو اندازے کے ساتھ فروخت کرنے کی اجازت دی ہے۔

بَاب بَيْعِ الْعَرَايَا بِالرُّطَبِ

یہ باب ہے کہ عرایا کو پکی ہوئی کھجور کے عوض میں فروخت کرنا

4554 - اَخْبَرَنَا اَبُوْ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِىْ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ سَالِمًا اَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ اِنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ اَخْبَرَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَخَّصَ فِىْ بَيْعِ الْعَرَايَا بِالرُّطَبِ وَبِالتَّمْرِ وَلَمْ يُرَخِّصْ فِىْ غَيْرِ ذٰلِكَ .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے انہیں یہ بتایا ہے' نبی اکرم ﷺ نے عرایا کو خشک کھجور یا تر کھجور کے عوض میں فروخت کرنے کی اجازت دی ہے' آپ ﷺ نے اس کے علاوہ کسی اور چیز میں ایسا کرنے کی اجازت نہیں دی۔

4555 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ وَيَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ - وَاللَّفْظُ لَهٗ - عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ مَالِكٍ عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْحُصَيْنِ عَنْ اَبِىْ سُفْيَانَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَخَّصَ فِى الْعَرَايَا اَنْ تُبَاعَ بِخَرْصِهَا فِىْ خَمْسَةِ اَوْسُقٍ اَوْ مَا دُوْنَ خَمْسَةِ اَوْسُقٍ .

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے عرایا کے بارے میں یہ اجازت دی ہے' اگر وہ پانچ وسق ہو' تو اُسے اندازے کے تحت فروخت کیا جا سکتا ہے (راوی کو شک ہے' شاید یہ الفاظ ہیں:) اگر وہ پانچ وسق سے کم ہو (تو اُسے فروخت کیا جا سکتا ہے)۔

4556 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ يَحْيٰى عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ اَبِىْ حَثْمَةَ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ بَيْعِ الثَّمَرِ حَتّٰى يَبْدُوَ صَلَاحُهٗ وَرَخَّصَ فِى الْعَرَايَا اَنْ تُبَاعَ بِخَرْصِهَا يَاْكُلُهَا اَهْلُهَا رُطَبًا .

4554-تقدم (الحديث 4546) .

4555-اخرجه البخاري في البيوع، باب بيع الثمر على رؤوس النخل بالذهب او الفضة (الحديث 2190)، و في المساقاة، باب الرجل يكون له ممر اوشرب في حائط او في نخل (الحديث 2382) . و اخرجه مسلم في البيوع، باب تحريم بيع الرطب بالتمر الا في العرايا (الحديث 71) و اخرجه ابو داؤد في البيوع و الاجارات، باب في مقدار العرية (الحديث 3364) . و اخرجه الترمذي في البيوع، باب ما جاء في العرايا والرخصة في ذلك (الحديث 1301) . تحفة الاشراف (14943) .

4556-اخرجه البخاري في البيوع، باب بيع الثمر على رؤوس النخل بالذهب او الفضة (الحديث 2191)مطولاً، و في المساقاة، باب الرجل يكون له ممر اوشرب في حائط او في نخل (الحديث 2382) . و اخرجه مسلم في البيوع، باب تحريم بيع الرطب بالتمر الا في العرايا (الحديث 67 و 68 و 69 و 70) . و اخرجه ابو داؤد في البيوع و الاجارات، باب في بيع العرايا (الحديث 3363) . واخرجه الترمذي في البيوع، باب (منه) (الحديث 1303) . واخرجه النسائي في البيوع، بيع العرايا بالرطب (الحديث 4557 و 4558) تحفة الاشراف (4646) .

★★ حضرت سہل بن ابوحثمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پھل کے قابل استعمال ہو جانے سے پہلے اُسے فروخت کرنے سے منع کیا ہے' تاہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرایا کے بارے میں یہ رخصت دی ہے' اُسے اندازے کے تحت فروخت کیا جا سکتا ہے' تا کہ اس کے حقدار لوگ تازہ کھجوریں کھا سکیں۔

4557 - اَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عِيْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ قَالَ حَدَّثَنِى الْوَلِيْدُ بْنُ كَثِيْرٍ قَالَ اَخْبَرَنِىْ بُشَيْرُ بْنُ يَسَارٍ اَنَّ رَافِعَ بْنَ خَدِيْجٍ وَّسَهْلَ بْنَ اَبِىْ حَثْمَةَ حَدَّثَاهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْمُزَابَنَةِ بَيْعِ الثَّمَرِ بِالتَّمْرِ اِلَّا لِاَصْحَابِ الْعَرَايَا فَاِنَّهُ اَذِنَ لَهُمْ .

★★ حضرت رافع بن خدیج اور حضرت سہل بن ابوحثمہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مزابنہ سے منع کیا ہے (اس سے مراد یہ ہے) کھجور کے عوض میں (درخت پر لگے ہوئے کھجور کے) پھل کو فروخت کیا جائے' البتہ عرایا کے حقداروں کا حکم مختلف ہے' کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اس بات کی اجازت دی ہے۔

4558 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَحْيٰى عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُمْ قَالُوْا رَخَّصَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ بَيْعِ الْعَرَايَا بِخَرْصِهَا .

★★ بشیر بن یسار' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اندازے کے تحت عرایا کو فروخت کرنے کی اجازت دی ہے۔

باب اشْتِرَاءِ التَّمْرِ بِالرُّطَبِ

یہ باب ہے کہ تر کھجوروں کے عوض میں خشک کھجوریں خریدنا

4559 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ قَالَ حَدَّثَنِىْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيْدَ عَنْ زَيْدِ بْنِ عَيَّاشٍ عَنْ سَعْدٍ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ التَّمْرِ بِالرُّطَبِ فَقَالَ لِمَنْ حَوْلَهُ "اَيَنْقُصُ الرُّطَبُ اِذَا يَبِسَ" . قَالُوْا نَعَمْ . فَنَهٰى عَنْهُ .

★★ حضرت سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے تر کھجوروں کے عوض میں خشک کھجوروں کا سودا کرنے کے بارے میں دریافت کیا گیا' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آس پاس موجود لوگوں سے دریافت کیا: تر کھجور جب خشک ہو جائے' تو کیا وہ کم ہو جاتی ہے؟ لوگوں نے جواب دیا: جی ہاں! تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع کر دیا۔

4560 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ مَيْمُوْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ الْفِرْيَابِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ

4557-تقدم في البيوع، بيع العرايا بالرطب (الحديث 4556) .

4558-تقدم (الحديث 4556) .

4559-اخرجه ابو داؤد في البيوع والاجارات، باب في التمر بالتمر (الحديث 3359) و (الحديث 3360) مختصراً . واخرجه الترمذي في البيوع، باب ما جاء في النهي عن المحاقلة و المزابنة (الحديث 1225) . واخرجه النسائي في البيوع، اشتراء التمر بالرطب (الحديث 4560) . واخرجه ابن ماجه في التجارات، باب بيع الرطب بالتمر (الحديث 2264) . تحفة الاشراف (3854) .

باب بَيْعِ الزَّرْعِ بِالطَّعَامِ

باب: اناج کے عوض میں کھیت کو فروخت کرنا

4563 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُزَابَنَةِ اَنْ يَّبِيْعَ ثَمَرَ حَائِطِهٖ وَاِنْ كَانَ نَخْلًا بِتَمْرٍ كَيْلًا وَّاِنْ كَانَ كَرْمًا اَنْ يَّبِيْعَهٗ بِزَبِيْبٍ كَيْلًا وَّاِنْ كَانَ زَرْعًا اَنْ يَّبِيْعَهٗ بِكَيْلِ طَعَامٍ نَهٰى عَنْ ذٰلِكَ كُلِّهٖ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مزابنہ سے منع کیا ہے۔

(اس سے مراد یہ ہے) کہ آدمی اپنے باغ کے پھل کو فروخت کر دے اگر وہ کھجور کا باغ ہو تو اُسے کھجور کی متعین مقدار میں فروخت کر دے اگر وہ انگور کا باغ ہو تو اُسے انگور کی متعین مقدار کے عوض میں فروخت کر دے اگر وہ کوئی اور کھیت ہو تو اُسے اناج کی متعین مقدار کے عوض میں فروخت کر دے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب صورتوں سے منع کیا ہے۔

4564 - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيْدِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَخْلَدُ بْنُ يَزِيْدَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْمُخَابَرَةِ وَالْمُزَابَنَةِ وَالْمُحَاقَلَةِ وَعَنْ بَيْعِ الثَّمَرِ قَبْلَ اَنْ يُّطْعَمَ وَعَنْ بَيْعِ ذٰلِكَ اِلَّا بِالدَّنَانِيْرِ وَالدَّرَاهِمِ .

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مخابرہ مزابنہ محاقلہ پھل کے کھائے جانے کے قابل ہونے سے پہلے اُسے فروخت کرنے اور (پھل کے کھائے جانے کے قابل ہونے سے پہلے اُسے) درہم یا دینار کے علاوہ کسی اور چیز کے عوض میں فروخت کرنے سے منع کیا ہے۔

باب بَيْعِ السُّنْبُلِ حَتّٰى يَبْيَضَّ

یہ باب ہے کہ بالی کو اس وقت فروخت کرنا جب وہ سفید ہو جائے

4565 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ بَيْعِ النَّخْلَةِ حَتّٰى تَزْهُوَ وَعَنِ السُّنْبُلِ حَتّٰى يَبْيَضَّ وَيَاْمَنَ الْعَاهَةَ نَهٰى الْبَائِعَ وَالْمُشْتَرِيَ .

4563-اخرجه البخاري في البيوع، باب بيع الزرع بالطعام كيلًا (الحديث 2205) واخرجه مسلم في البيوع، باب تحريم بيع الرطب بالتمر الا في العرايا (الحديث 76) . واخرجه ابن ماجه في التجارات، باب المزابنة و المحاقلة (الحديث 2265) . تحفة الاشراف (8273) .

4564-تقدم في الايمان و النذور، ذكر الاحاديث المختلفة في النهي عن كراء الارض بالثلث و الربع و اختلاف الفاظ الناقلين للخبر (الحديث 3888) .

4565-اخرجه مسلم في البيوع، باب النهي عن بيع الثمار قبل بدو صلاحها بغير شرط القطع (الحديث 50) . واخرجه ابو داؤد في البيوع والاجارات، باب في بيع الثمار قبل ان يبدو صلاحها (الحديث 3368) . واخرجه الترمذي في البيوع، باب ما جاء في كراهية بيع الثمرة حتى يبدو صلاحها (الحديث 1227) مختصراً . تحفة الاشراف (7515) .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور کے سرخ ہونے سے پہلے اسے فروخت کرنے سے منع کیا ہے اور بالی کے سفید ہونے سے پہلے اُسے فروخت کرنے سے منع کیا ہے جب تک وہ آفت سے محفوظ نہیں ہو جاتے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فروخت کرنے والے اور خریدار (دونوں کو) منع کیا ہے۔

4566 - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ حَبِيبِ بْنِ اَبِي ثَابِتٍ عَنْ اَبِي صَالِحٍ اَنَّ رَجُلًا مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخْبَرَهُ قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اِنَّا لَا نَجِدُ الصَّيْحَانِيَّ وَلَا الْعِذْقَ بِجَمْعِ التَّمْرِ حَتّٰى نَزِيدَهُمْ . فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "بِعْهُ بِالْوَرِقِ ثُمَّ اشْتَرِ بِهِ".

★★ ابوصالح بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی نے انہیں یہ بات بتائی کہ انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! ہمیں صیحانی (مخصوص قسم کی کھجوریں) اور عذق (مخصوص قسم کی کھجوریں) ملی جلی (یعنی ہلکی قسم کی کھجوروں) کے عوض میں نہیں ملتی ہیں' یہ اُسی وقت ملتی ہیں جب ہم زیادہ ادائیگی کریں' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم (ان ہلکی کھجوروں کو) چاندی کے عوض میں فروخت کر دو اور پھر اس کے ذریعے (عمدہ قسم کی کھجور) خرید لو۔

باب بَيْعِ التَّمْرِ بِالتَّمْرِ مُتَفَاضِلًا

یہ باب ہے کہ کھجور کے عوض میں کھجور کو اضافی ادائیگی کے ساتھ فروخت کرنا

4567 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الْمَجِيدِ بْنِ سُهَيْلٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ وَعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَعْمَلَ رَجُلًا عَلٰى خَيْبَرَ فَجَاءَ بِتَمْرٍ جَنِيبٍ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَكُلُّ تَمْرِ خَيْبَرَ هٰكَذَا" . قَالَ لَا وَاللّٰهِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اِنَّا لَنَاْخُذُ الصَّاعَ مِنْ هٰذَا بِصَاعَيْنِ وَالصَّاعَيْنِ بِالثَّلَاثِ . فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا تَفْعَلْ بِعِ الْجَمْعَ بِالدَّرَاهِمِ ثُمَّ ابْتَعْ بِالدَّرَاهِمِ جَنِيبًا" .

★★ حضرت ابوسعید خدری اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صاحب کو خیبر (سے وصولی کرنے کے کام کا) نگران مقرر کیا' وہ وہاں سے عمدہ قسم کی کھجوریں لے کر آئے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: کیا خیبر کی تمام

4566-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (15566) .

4567-اخرجه البخاري في البيوع، باب اذا اراد بيع تمر بتمر خير منه (الحديث 2201 و 2202)، و في الوكالة، باب الوكالة في الصرف و الميزان (الحديث 2302 و 2303)، و في المغازي، باب استعمال النبي صلى الله عليه وسلم على اهل خيبر (الحديث 4244 و 4245)، وفي الاعتصام بالكتاب والسنة، باب اذا اجتهد العامل او الحاكم فاخطا خلاف الرسول من غير علم فحكمه مردود (الحديث 7350 و 7351) - واخرجه مسلم في المساقاة، باب بيع الطعام مثلا بمثل (الحديث 94 و 95) . واخرجه النسائي في البيوع، بيع التمر بالتمر متفاضلا (الحديث 4568) والحديث عند: البخاري في المغازي، باب استعمال النبي صلى الله عليه وسلم على اهل خيبر (الحديث 4246 و 4247) تعليقا . تحفة الاشراف (4044) .

کھجوریں اسی طرح کی ہوتی ہیں؟ انہوں نے عرض کی: جی نہیں! اللہ کی قسم! یا رسول اللہ! ہم نے ان (عمدہ قسم کی کھجوروں) کا ایک صاع (ہلکی قسم کی کھجوروں کے) دو یا تین صاع کے عوض میں حاصل کیا ہے تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم ایسا نہ کرو پہلے تم ہلکی قسم کی کھجوریں درہم کے عوض میں فروخت کر لو پھر ان درہم کے ذریعے عمدہ قسم کی کھجوریں خرید لو۔

4568 - اَخْبَرَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ وَّاِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنْ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُتِيَ بِتَمْرٍ رَيَّانٍ - وَكَانَ تَمْرُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْلًا فِيْهِ يُبْسٌ - فَقَالَ "اَنّٰى لَكُمْ هٰذَا" . قَالُوْا ابْتَعْنَاهُ صَاعًا بِصَاعَيْنِ مِنْ تَمْرِنَا فَقَالَ "لَا تَفْعَلْ فَاِنَّ هٰذَا لَا يَصِحُّ وَلٰكِنْ بِعْ تَمْرَكَ وَاشْتَرِ مِنْ هٰذَا حَاجَتَكَ" .

★★ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں ریان (عمدہ قسم کی مخصوص کھجور) لائی گئی نبی اکرم ﷺ کی کھجوریں بعل تھیں جن میں خشکی پائی جاتی تھی تو نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: یہ کہاں سے آئی ہیں؟ لوگوں نے عرض کی: ہم نے ان کا ایک صاع اپنی (ہلکی قسم کی کھجوروں) کے دو صاع کے عوض میں حاصل کیا ہے۔ تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم ایسا نہ کرو یہ درست نہیں ہے بلکہ تم پہلے اپنی کھجور فروخت کر دو اور پھر اس (کی قیمت کے ذریعے) اپنی مرضی کی چیز خرید لو۔

4569 - حَدَّثَنِىْ اِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِىْ كَثِيْرٍ عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيُّ قَالَ كُنَّا نُرْزَقُ تَمْرَ الْجَمْعِ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَبِيْعُ الصَّاعَيْنِ بِالصَّاعِ فَبَلَغَ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "لَا صَاعَىْ تَمْرٍ بِصَاعٍ وَّلَا صَاعَىْ حِنْطَةٍ بِصَاعٍ وَّلَا دِرْهَمًا بِدِرْهَمَيْنِ" .

★★ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کے زمانۂ اقدس میں ہمیں ملی جلی قسم کی (ہلکی قسم کی) کھجوریں ملا کرتی تھیں تو ہم ان کے دو صاع (عمدہ قسم کی کھجوروں کے) ایک صاع کے عوض میں فروخت کر دیتے تھے۔ اس بات کی اطلاع نبی اکرم ﷺ کو ملی تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کھجور کے دو صاع ایک صاع کے عوض میں فروخت نہیں کیے جا سکتے، گندم کے دو صاع ایک صاع کے عوض میں فروخت نہیں کیے جا سکتے اور ایک درہم دو درہم کے عوض میں فروخت نہیں کیا جا سکتا۔

4570 - اَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ عَنْ يَحْيَى - وَهُوَ ابْنُ حَمْزَةَ - قَالَ حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ عَنْ يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنِىْ اَبُوْ سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنِىْ اَبُوْ سَعِيْدٍ قَالَ كُنَّا نَبِيْعُ تَمْرَ الْجَمْعِ صَاعَيْنِ بِصَاعٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

4568-تقدم في البيوع، بيع التمر بالتمر متفاضلا (الحديث 4567) .

4569-اخرجه البخاري في البيوع، باب بيع الخلط من التمر (الحديث 2080) مختصراً . و اخرجه مسلم في المساقاة، باب بيع الطعام مثلا بمثل (الحديث 98) . واخرجه النسائي في البيوع، بيع التمر بالتمر متفاضلا (الحديث 4570) . واخرجه ابن ماجه في التجارات، باب الصرف و ما لا يجوز متفاضلا يدًا بيد (الحديث 2256) بنحوه . تحفة الاشراف (4422) .

4570-تقدم في البيوع، بيع التمر بالتمر متفاضلا (الحديث 4569) .

وَسَلَّمَ "لَا صَاعَىْ تَمْرٍ بِصَاعٍ وَّلَا صَاعَىْ حِنْطَةٍ بِصَاعٍ وَّلَا دِرْهَمَيْنِ بِدِرْهَمٍ" .

★★ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم ملی جلی قسم کی (ہلکی کھجوریں) ان کے دوصاع (عمدہ قسم کی کھجوروں کے) ایک صاع کے عوض میں فروخت کر دیا کرتے تھے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''کھجوروں کے دوصاع کے عوض میں ایک صاع کھجوروں کا' اور گندم کے دوصاع کے عوض میں ایک صاع گندم کا اور دو درہموں کے عوض میں ایک درہم کا (سودا نہیں کیا جاسکتا)''۔

4571 - اَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ عَنْ يَحْيٰى - وَهُوَ ابْنُ حَمْزَةَ - قَالَ حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِىْ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنِىْ عُقْبَةُ بْنُ عَبْدِ الْغَافِرِ قَالَ حَدَّثَنِىْ اَبُوْ سَعِيْدٍ قَالَ اَتٰى بِلَالٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتَمْرٍ بَرْنِىٍّ فَقَالَ "مَا هٰذَا" . قَالَ اشْتَرَيْتُهُ صَاعًا بِصَاعَيْنِ . فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَوِّهْ عَيْنُ الرِّبَا لَا تَقْرَبْهُ" .

★★ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت بلال رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں برنی (عمدہ قسم کی) کھجوریں لے کر آئے' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: یہ کہاں سے آئی ہیں؟ انہوں نے عرض کی: میں نے ان کا ایک صاع (ہلکی قسم کی کھجوروں کے) دوصاع کے عوض میں خریدا ہے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: خبردار! یہ تو خالص سود ہے' تم اس کے قریب نہ جانا۔

4572 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِىِّ عَنْ مَالِكِ بْنِ اَوْسِ بْنِ الْحَدَثَانِ اَنَّهُ سَمِعَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "الذَّهَبُ بِالْوَرِقِ رِبًا اِلَّا هَاءَ وَهَاءَ وَالتَّمْرُ بِالتَّمْرِ رِبًا اِلَّا هَاءَ وَهَاءَ وَالْبُرُّ بِالْبُرِّ رِبًا اِلَّا هَاءَ وَهَاءَ وَالشَّعِيْرُ بِالشَّعِيْرِ رِبًا اِلَّا هَاءَ وَ هَاءَ" .

★★ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''سونے کے عوض میں چاندی کا لین دین کرنا سود ہے' البتہ اگر وہ دست بدست ہوں (تو جائز ہوگا) کھجور کے عوض میں کھجور کا لین دین کرنا سود ہے' البتہ اگر وہ دست بدست ہوں (یا برابر' برابر ہوں' تو جائز ہے) گندم کے عوض میں گندم کا لین دین کرنا سود ہے' البتہ اگر وہ دست بدست ہوں (یا برابر کا لین دین ہو) تو یہ جائز ہوگا اور جَو کے عوض میں جَو کا لین دین کرنا سود ہے' البتہ اگر وہ دست بدست ہوں (اور برابر کا لین دین ہو) تو یہ جائز ہوگا''۔

4571-اخرجه البخاري في الوكالة، باب اذا باع الوكيل شيئاً فاسداً فبيعه مردود (الحديث 2312) مطولاً . واخرجه مسلم في المساقاة، باب بيع الطعام مثلاً بمثل (الحديث 96) . تحفة الاشراف (4246) .

4572-اخرجه البخاري في البيوع، باب ما يذكر في بيع الطعام و الحكرة (الحديث 2134) مطولاً، و باب بيع التمر بالتمر (الحديث 2170) . وباب بيع الشعير بالشعير (الحديث 2174) مطولاً . و اخرجه مسلم في المساقاة، باب الصرف و بيع الذهب بالورق نقداً (الحديث 79) مطولاً . واخرجه ابو داؤد في البيوع والاجارات، باب في الصرف (الحديث 3348) واخرجه الترمذي في البيوع، باب ما جاء في الصرف (الحديث 1243) مطولاً . واخرجه ابن ماجه في التجارات، باب الصرف وما لا يجوز متفاضلاً يداً بيد (الحديث 2253) . والحديث عند: ابن ماجه في التجارات، باب صرف الذهب بالورق (الحديث 2260) . تحفة الاشراف (10630) .

باب بَيْعِ التَّمْرِ بِالتَّمْرِ

یہ باب ہے کہ کھجور کے عوض میں کھجور کو فروخت کرنا

4573 - اَخْبَرَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِىْ زُرْعَةَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَلتَّمْرُ بِالتَّمْرِ وَالْحِنْطَةُ بِالْحِنْطَةِ وَالشَّعِيْرُ بِالشَّعِيْرِ وَالْمِلْحُ بِالْمِلْحِ يَدًا بِيَدٍ فَمَنْ زَادَ اَوِ ازْدَادَ فَقَدْ اَرْبٰى اِلَّا مَا اخْتَلَفَتْ اَلْوَانُهُ" .

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''کھجور کے عوض میں کھجور کو فروخت کرنا' گندم کے عوض میں گندم کو فروخت کرنا' جَو کے بدلے میں جَو کو فروخت کرنا' نمک کے بدلے میں نمک کو فروخت کرنا' دست بدست درست ہوگا' جو شخص اضافی ادائیگی کرے' یا اضافی ادائیگی کا طلبگار ہو' تو وہ سود کا معاملہ کرے گا' البتہ اگر (دونوں طرف سے چیزوں کی) جنس مختلف ہو' تو حکم مختلف ہوگا''۔

ربا کے لغوی معنی کا بیان

لغت میں ربا کے معنی زیادتی بڑھوتری اور بلندی ہیں علامہ زبیدی لکھتے ہیں علامہ راغب اصفہانی نے کہا ہے کہ اصل مال پر زیادتی کو ربا کہتے ہیں اور زجاج نے کہا ہے کہ ربا کی دو قسمیں ہیں ایک ربا حرام ہے اور دوسرا حرام نہیں ہے۔ ربا حرام ہر وہ قرض ہے جس میں اصل رقم سے زیادہ وصول کیا جائے یا اصل رقم پر کوئی منفعت لی جائے اور ربا غیر حرام یہ ہے کہ کسی کو ہدیہ دے کر اس سے زیادہ لے جائے۔ (تاج العروس شرح القاموس ج ۱۰ ص ۱۴۳ مطبوعہ المطبعۃ الخیریہ مصر ۱۳۰۶ھ)

علامہ عینی نے شرح المہذب کے حوالے سے لکھا ہے کہ ربا کو الف واؤ یا تینوں کے ساتھ لکھنا صحیح ہے یعنی ربا ربو اور ربی۔

(عمدۃ القاری ج ۱۱ ص ۱۹۹ مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر ۱۳۴۸ھ)

ربا کے اصطلاحی معنی کا بیان

اصلاح شرع میں ربا کی دو قسمیں ہیں: ربا النسیۂ (اس کو ربا القرآن بھی کہتے ہیں کیونکہ اس کو قرآن مجید نے حرام کیا ہے) اور ربا الفضل (اس کو ربا الحدیث بھی کہتے ہیں)۔ ربا الفضل یہ ہے کہ ایک جنس کی چیزوں میں دست بدست زیادتی کے عوض بیع ہو مثلاً چار کلوگرام گندم کو نقداً آٹھ کلوگرام گندم کے عوض فروخت کیا جائے۔ ربا الفضل کن چیزوں میں ہے اس میں ائمہ اربعہ کا اختلاف ہے جس کو ان شاء اللہ ہم تفصیل سے بیان کریں گے۔ ربا النسیۂ یہ ہے کہ ادھار کی میعاد پر معین شرح کے ساتھ اصل رقم سے زیادہ وصول کرنا یا اس پر نفع وصول کرنا۔ آج کل دنیا میں جو سود رائج ہے اس پر بھی یہ تعریف صادق آتی ہے۔

علامہ بدرالدین عینی لکھتے ہیں: علامہ ابن اثیر نے کہا ہے کہ شریعت میں ربا بغیر عقد بیع کے اصل مال پر زیادتی ہے اور ہمارے نزدیک ربا یہ ہے کہ مال کے بدلے میں مال میں جو مال بلا عوض لیا جائے مثلاً کوئی شخص دس درہم کو گیارہ درہم کے بدلے میں

4573-اخرجه مسلم في المساقاة، باب الصرف و بيع الذهب بالورق نقدًا (الحديث 83) . تحفة الاشراف (14921) .

فروخت کرے تو اس میں ایک درہم زیادتی بلا عوض ہے۔ (عمدۃ القاری ج ۱۱ص ۱۹۱مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیر یہ مصر ۱۳۴۸ھ)

علامہ ابن اثیر نے جو تعریف کی ہے وہ ربا النسی ءۃ پر صادق آتی ہے اور علامہ عینی نے جو تعریف کی ہے وہ ربا النسی ءۃ پر اس لیے صادق نہیں آتی کیونکہ اس میں ادھار کا ذکر نہیں ہے اور چونکہ اس میں مجانست کی قید نہیں ہے اس لیے ربا الفضل پر بھی صادق نہیں آتی۔

ربا النسی ءۃ کی صحیح اور واضح تعریف امام رازی نے کی ہے لکھتے ہیں: ربا النسی ءۃ زمانہ جاہلیت میں مشہور اور معروف تھا۔ وہ لوگ اس شرط پر قرض دیتے تھے کہ وہ اس کے عوض ہر ماہ (یا ہر سال) ایک معین رقم لیا کریں گے اور اصل رقم مقروض کے ذمہ باقی رہے گی مدت پوری ہونے کے بعد قرض خواہ مقروض سے اصل رقم کا مطالبہ کرتا اور اگر مقروض اصل رقم ادا نہ کر سکتا تو قرض خواہ مدت اور سود دونوں میں اضافہ کر دیتا یہ وہ ربا ہے جو زمانہ جاہلیت میں رائج تھا۔ (تفسیر کبیر ج ۲ ص ۳۵۱ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۳۹۸ھ)

ربا الفضل کی تعریف اور اس کی علت کے متعلق مذاہب اربعہ

ربا الفضل یہ ہے کہ ایک مخصوص مال کو اس کی مثل سے نقد زیادتی کے ساتھ یا ادھار فروخت کیا جائے مثلاً پانچ کلوگرام گندم کو دس کلوگرام گندم کے عوض نقد فروخت کیا جائے یا پانچ کلوگرام کو پانچ کلوگرام گندم کے عوض ایک سال کے ادھار پر فروخت کیا جائے اس کو ربا الحدیث بھی کہتے ہیں کیونکہ امام مسلم نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سونا سونے کے عوض چاندی چاندی کے عوض گندم گندم کے عوض جو جو کے عوض کھجور کھجور کے عوض نمک نمک کے عوض برابر فروخت کرو اور نقد بہ نقد اور جب یہ اجناس مختلف ہو جائیں تو پھر جس طرح چاہو فروخت کرو بشرطیکہ نقد بہ نقد ہوں اور ایک روایت میں ہے: جس نے زیادہ لیا یا زیادہ دیا اس نے سودی کاروبار کیا۔ دینے والا اور لینے والا دونوں برابر ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ ایک دینار کو دو دیناروں کے بدلہ میں اور ایک درہم کو دو درہم کے بدلہ میں فروخت نہ کرو۔

(صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۶-۲۵-۲۴ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۷۵ھ)

علامہ نووی لکھتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چھ چیزوں میں ربا الفضل کے حرام ہونے کی تصریح کی ہے سونا چاندی گندم جو چھوارے اور نمک غیر مقلدین کہتے ہیں کہ ان چھ چیزوں کے علاوہ اور کسی چیز میں کمی و زیادتی کیساتھ بیع حرام نہیں ہے کیونکہ وہ قیاس کے منکر ہیں۔ ان کے علاوہ باقی تمام فقہاء یہ کہتے ہیں کہ حرمت کا یہ حکم ان چھ چیزوں کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ جو چیزیں ان کے معنی میں شریک ہوں ان میں بھی تفاضل کے ساتھ بیع حرام ہے پھر ان فقہاء کا اس میں اختلاف ہے کہ ان چھ چیزوں میں حرمت ربا کی علت کیا ہے؟ امام شافعی نے کہا: سونے اور چاندی میں علت حرمت ان کا جنس ثمن سے ہونا ہے اس لیے باقی وزنی چیزوں میں کمی اور بیشی کے ساتھ بیع حرام نہیں ہوگی کیونکہ علت حرمت مشترک نہیں ہے امام شافعی نے فرمایا باقی چار چیزوں میں علت حرمت کھانے کی جنس سے ہونا ہے سو ہر کھانے کی چیز میں تفاضل کے ساتھ بیع حرام ہوگی امام مالک کا قول سونے اور چاندی میں امام شافعی کی طرح ہے اور باقی چیزوں میں ان کے نزدیک علت حرمت خوراک کے لیے ذخیرہ ہونے کی صلاحیت ہے سو انہوں نے منقی میں تفاضل کو حرام قرار دیا ہے کیونکہ گندم اور جو کی طرح اس کا بھی ذخیرہ کیا جا سکتا ہے امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں کہ سونے اور

چاندی میں علت وزن ہے اور باقی چار چیزوں میں علت ماپنا ہے پس ہر وہ چیز جس کی بیع وزن اور ماپنے سے ہوتی ہو اتحاد جنس کی صورت میں اس کی تفاضل کے ساتھ بیع حرام ہے اور سعید بن مسیب امام احمد اور امام شافعی کا قول قدیم یہ ہے کہ ان چار چیزوں میں علت حرمت طعام کا وزن یا ماپ کے ساتھ فروخت ہونا ہے اس بنا پر کھانے پینے کی جو چیزیں عددا فروخت ہوتی ہیں جیسے انڈا وغیرہ ان میں تفاضل سے ساتھ بیع حرام نہیں ہے نیز فقہاء کا اس پر بھی اتفاق ہے کہ ایک سود والی جنس کو دوسری سود والی جنس کے ساتھ کمی بیشی اور ادھار کے ساتھ فروخت کرنا جائز ہے مثلاً سونے کی گندم کے بدلے میں یا چاندی کی جو کے بدلے میں کمی اور بیشی کے ساتھ بیع کی جائے اور اس پر بھی اجماع ہے کہ ایک سود والی جنس کی اپنی جنس کے ساتھ ادھار بیع جائز نہیں ہے اور سود والی جنس کی اپنی جنس کے بدلے میں تفاضل کے ساتھ نقد بیع بھی جائز نہیں ہے مثلاً سونے کی سونے کے بدلے میں ادھار بیع جائز ہے نہ نقد تفاضل کے ساتھ۔ (شرح مسلم ج ۲ ص ۲۴-۲۳ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۷۵ھ)

امام ابوالقاسم خرقی حنبلی لکھتے ہیں ہر وہ چیز جو وزن یا ماپ کے ذریعہ فروخت کی جائے اس کی اس جنس کے بدلہ میں تفاضل سے بیع جائز نہیں ہے۔ ا (علامہ ابوالقاسم عمر بن الحسین بن عبداللہ بن احمد الخرقی متوفی ۳۳۴ھ مختصر الخرقی مع المغنی ج ۴ ص ۲۵ مطبوعہ دار الفکر بیروت) (اور یہی امام ابوحنیفہ کا نظریہ ہے)

علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں: امام احمد سے دوسری روایت یہ منقول ہے کہ سونے اور چاندی میں حرمت کی علت ثمنیت ہے اور باقی چیزوں میں طعم حرمت کی علت ہے اور یہی امام شافعی کا مذہب ہے۔ (المغنی ج ۴ ص ۲۷ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۰۵ھ)

علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں: امام احمد سے تیسری روایت یہ ہے کہ سونے اور چاندی کے علاوہ حرمت کی علت یہ ہے کہ وہ چیز جنس طعام سے ہو اور ماپ یا وزن سے بکتی ہو لہٰذا جو چیزیں عددا فروخت ہوتی ہیں ان کی کمی اور بیشی کے ساتھ بیع جائز ہوگی۔

(المغنی ج ۴ ص ۲۷ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۰۵ھ)

علامہ وشتانی مالکی لکھتے ہیں: امام مالک کے نزدیک سونے اور چاندی میں حرمت کی علت ثمنیت ہے اور باقی چار میں حرمت کی علت خوراک کا ذخیرہ ہونا یا خوراک کی صلاحیت ہے۔ (اکمال اکمال المعلم ج ۴ ص ۲۷۹ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

امام مالک کے مذہب پر نوٹ اور دوسرے سکوں میں سود کا ہونا بالکل واضح ہے کیونکہ ان میں ثمنیت موجود ہے۔ علامہ ابوالحسین مرغینانی حنفی لکھتے ہیں: ہمارے نزدیک حرمت کی علت قدر مع الجنس ہے۔ (ہدایہ اخیرین ص ۷۷ مطبوعہ شرکت علمیہ ملتان)

ربا الفضل میں ائمہ کی بیان کردہ علت کا ایک جائزہ

ائمہ کرام نے احادیث مبارکہ کو سامنے رکھ کر حتی المقدور اس امر کی سعی اور کوشش فرمائی ہے کہ سود کے لیے کوئی اصول وضع کیا جاسکے کیونکہ یہ ظاہر کہ احادیث میں جن چھ چیزوں (سونا چاندی گندم جو کھجور اور نمک) میں زیادتی کے ساتھ بیع کرنے کو ربا فرمایا ہے ان میں حصر نہیں ہے بلکہ ان چیزوں کو بطور مثال ذکر کیا ہے اسی لیے ائمہ اور مجتہدین نے انتہائی محنت اور جانفشانی سے ان چیزوں میں کوئی امر مشترک تلاش کر کے اس کو علت ربا قرار دیا ہے جیسا کہ مذکور الصدر تفصیل سے ظاہر ہو چکا ہے۔ ان بزرگوں نے نہایت کاوش کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات مبارکہ کو سمجھا اور سمجھایا ہے ہم نے جب ان احادیث پر غور کیا تو ہم اس نتیجہ

پر پہنچے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اذا اختلف النوعان فبیعوا کیف شئتم، (صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۵ مطبوعہ اصح المطابع کراچی) جب دو نوع مختلف ہو جائیں تو جس طرح چاہو فروخت کرو اور جب ان میں اختلاف نہ ہو تو فرمایا: مثلاً بمثل فروخت کرو اور مثل میں مساوات کا مطلب ہے قدر میں مساوات اور قدر وزن کیل اور عدد تینوں کو شامل ہے جس طرح ایک کلو یا ایک صاع گندم دو کلو یا دو صاع گندم کے برابر نہیں ہیں اسی طرح ایک درجن اخروٹ اور انڈے دو درجن اور انڈوں کی مثل اور برابر نہیں ہے۔ یہ ایک بالکل بدیہی بات ہے اور اس میں کوئی خفاء نہیں ہے اور اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ جو چیزیں بھی وزناً کیلاً (ماپ کے ذریعہ) یا عدداً فروخت ہوتی ہیں خواہ وہ از قبیل ثمن ہوں یا از قبیل طعام ہوں یا عام استعمال کی چیزیں ہوں لائق ذخیرہ ہوں یا نہ ہوں جب ان کی بیع مثلاً بمثل یعنی وزن ماپ یا عدد کے اعتبار سے برابر برابر اور یداً بید یعنی نقد کی جائے گی تو وہ جائز ہوگی اور اگر وزن عدد یا ماپ میں زیادتی کے ساتھ یا ادھار بیع ہوگی تو ناجائز اور حرام ہوگی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حرمت ربا کی سلسلہ میں جتنی بھی احادیث روایت کی گئی ہیں سب میں مثلاً بمثل کی قید ہے اور فقہاء نے مثل کا معنی قدر کیا ہے وزن ماپ اور عدد تینوں کو شامل ہے یہ بات ہماری سمجھ میں نہیں آسکی کہ ایک کلو یا ایک صاع گندم تو دو کلو یا دو صاع گندم کے غیر مثل ہوں اور ایک درجن انڈے یا اخروٹ دو درجن انڈوں یا اخروٹوں کے غیر مثل نہ ہوں اس لیے مثل میں جس طرح وزنی اور ماپ والی چیزیں شامل ہیں اسی طرح عددی چیزیں بھی شامل ہیں اور اس پر سب سے واضح دلیل یہ ہے کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: (آیت) للذکر مثل حظ الانثیین ۔ (النساء: ۱۱) مرد کے لیے عورتوں کی دو مثل (دوگنا) حصہ ہے۔ فرض کیجئے لڑکی کو ایک کلو چاندی ملتی ہے تو لڑکے کو دو کلو چاندی ملے گی لڑکی کو ایک سو صاع گندم ملتی ہے تو لڑکے کو دو سو صاع گندم ملتی ہے تو لڑکے کو دو سو صاع گندم ملے گی اور اگر لڑکی کو ایک ہزار روپے ملتے ہیں تو لڑکے کو دو ہزار روپے ملیں گے اس سے معلوم ہوا کہ مثل ماپ والی وزنی عددی ہر قسم کی مساوی چیز کو کہتے ہیں حدیث شریف میں ہے امام مسلم روایت کرتے ہیں:

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک دینار کو دو دینار کو دو دینار اور ایک درہم کو دو درہموں کے عوض نہ فروخت کرو۔ (صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۴ سنن کبریٰ ج ۵ ص ۲۷۸)

اس حدیث سے واضح ہو گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق جس طرح وزنی اور ماپ والی ایک نوع کی دو چیزوں میں زیادتی کے ساتھ بیع ربا ہے اسی طرح ایک نوع کی عددی چیزوں میں بھی زیادتی کے ساتھ بیع ربا ہے۔ ان دلائل کی روشنی میں بظاہر یہ صحیح معلوم ہوتا ہے کہ یہ کہا جائے کہ ایک نوع کی دو چیزیں خواہ وہ از قبیل طعام ہوں یا استعمال ہوں یا ثمن ہوں اگر ان کی بیع کمی یا زیادتی کے ساتھ ہو خواہ کمی یا زیادتی عدد میں ہو یا کیل میں ہو یا وزن میں ہو یا بیع ادھار ہو تو وہ ربا ہے اور اگر اور نقد بیع ہو تو جائز اور صحیح ہے۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ایک نوع کی ماپ اور تول والی چیزوں میں سود ہے ان کے نزدیک علت ربا ماپ اور تول اور اشتراک جنس ہے وہ عددی چیزوں میں حرمت ربا کے قائل نہیں ہیں مثلاً وزناً بکتا ہے اس لیے ایک کلوگرام سیب کو دو کلوگرام سیب کے عوض فروخت کرنا ان کے نزدیک سود ہے اور کیلے عدداً فروخت ہوتے اس لیے ایک درجن کیلوں کو دو درجن

کیلوں کو دو درجن کیلوں کے عوض فروخت کرنا ان کے نزدیک سود نہیں ہے اور یہ انتہائی تعجب خیز امر ہے کہ سیب میں زیادتی کے ساتھ بیع سود ہو اور کیلوں میں زیادتی کے ساتھ بیع سود نہ ہو۔ بعض چیزوں میں چیزوں میں عدداً اور وزناً فروخت ہونے کا عرف بدلتا رہتا ہے مثلاً پشاور میں پہلے روٹی تول کر فروخت ہوتی تھی اور اب عدداً فروخت ہوتی ہے اور اخروٹ تول کر بھی بکتے ہیں او عدداً بھی فروخت ہوتے ہیں یعنی آپ اگر عدداً اخروٹ خریدیں تو سو کے بدلے میں دو سو اخروٹ لے سکتے ہیں اور یہ سود نہیں ہے اور وزناً خریدیں تو ایک کلو کے بدلہ میں دو کلو اخروٹ نہیں لے سکتے اور یہ سود ہے بعض شہروں میں مالٹے ایک ہی دکان پر عدداً بھی بکتے ہیں اور تول کر بھی اور یہ بڑی حیرت انگیز بات ہوگی کہ ایک ہی دکان دار سے ایک چیز کو وزناً زیادتی کے ساتھ لینا سود ہو اور عدداً لینا سود نہ ہو ہو سکتا ہے کہ اس کوئی توجیہ ہو لیکن میری ناقص فہم میں یہ بات نہیں آسکی۔ رہا یہ کہ بعض احادیث میں ایک حیوان کی دو حیوانوں کے ساتھ بیع کا جواز ہے تو اولاً تو یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شارع ہیں جس کا چاہیں استثناء فرما دیں اس لیے یہ حدیث خلاف قیاس ہونے کی وجہ سے اپنے مورد میں بند رہے گی۔ ثانیاً ہو سکتا ہے کہ اس کی یہ وجہ ہو کہ جس طرح دو غیر جاندار چیزوں میں عین کے لحاظ سے مساوات ہوتی ہے اس طرح دو جاندار چیزوں میں عیناً مساوات نہیں ہوتی اور صفات میں فرق ہوتا ہے مثلاً ایک غلام عالم ہو تو وہ دس جاہل غلاموں سے قیمتی ہوگا ایک گھوڑا اعلیٰ نسل کا ہو تو وہ ادنیٰ نسل کے دس گھوڑوں سے قیمتی ہوگا اس وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حیوان کی دو حیوانوں کے ساتھ بیع جائز فرمائی ہو اور آپ کی تمام حکمتوں کو کون جان سکتا ہے۔

امام شافعی کے نزدیک حرمت کی علت طعم اور ثمنیت ہے لہٰذا تمام کھانے پینے کی چیزوں اور سونے اور چاندی میں ہم جنس چیزوں کی زیادتی کے ساتھ بیع ان کے نزدیک سود ہے لیکن جو چیزیں کھانے پینے کی اور ثمن نہ ہوں مثلاً تانبا پیتل چونا کپڑا اور لکڑی وغیرہ ان میں امام شافعی کے نزدیک ہم جنس اشیاء کی زیادتی کے ساتھ بیع سود نہیں ہے اور یہ عجیب و غریب بات ہے کہ ایک کلو چاندی کی دو کلو چاندی کے بدلہ میں بیع سود ہو اور ایک کلو تانبا یا پیتل کی دو کلو تانبے یا پیتل کے بدلہ میں بیع سود نہ ہو اور تانبا پیتل چونا کپڑے وغیرہ میں امام شافعی کے نزدیک سود نہیں ہے اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک سود ہے اور کھانے پینے کی عددی اشیاء مثلاً انڈے اور اخروٹ میں امام حنیفہ کے نزدیک سود نہیں ہے اور امام شافعی کے نزدیک سود ہے۔

امام مالک کے نزدیک حرمت کی علت ثمن ہونا اور خوراک کا قابل ذخیرہ ہونا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ تانبا پیتل لوہا لکڑی اور دیگر عام استعمال کی اشیاء میں زیادتی کے ساتھ بیع کرنا ان کے نزدیک سود نہیں ہے اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک ان اشیاء میں زیادتی کے ساتھ بیع کرنا سود ہے۔

اور طعام کے علاوہ استعمال کی جو چیزیں عدداً فروخت ہوتی ہیں: جیسے پین پنسل ہتھیار میز کرسی اور عام فرنیچر ان میں زیادتی کے ساتھ بیع کرنا کسی امام کے نزدیک بھی سود نہیں ہے یعنی ایک انڈے یا ایک اخروٹ کی دو انڈوں یا دو اخروٹوں کے بدلے میں بیع کرنا امام شافعی اور امام مالک کے نزدیک سود ہے۔ لیکن ایک پین یا ایک بندوق کی دو پین یا دو بندوقوں کے بدلہ میں بیع کرنا کسی امام کے نزدیک سود نہیں ہے اور یہ انتہائی عجیب بات ہے۔

ربا الفضل کی حرمت کا سبب

ربا الفضل اس زیادتی کو کہتے ہیں جو ایک ہی جنس کی دو چیزوں کے دست بدست لین دین میں ہو۔ رسول اللہ نے ربوالفضل کو اس لیے حرام قرار دیا ہے کہ اس سے ربا النسیئۃ کا دروازہ کھلتا ہے اور انسان میں وہ ذہنیت پرورش پاتی ہے جس کا آخری ثمرہ سود خوری ہے یہ حکمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بیان فرمائی ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک دینار کو دو دیناروں کے عوض اور ایک درہم کو دو درہموں کے بدلے میں نہ فروخت کرو مجھے خوف ہے کہیں تم سود خوری میں نہ مبتلا ہو جاؤ۔

علامہ علی متقی نے یہ حدیث طبرانی کے حوالے سے بیان کی ہے۔ (کنز العمال ج ۴ ص ۱۸۷-۱۱۷ مطبوعہ بیروت)

ظاہر ہے کہ ایک جنس کی دو چیزوں کی آپس میں بیع کی ضرورت صرف اس وقت پیش آتی ہے جب کہ اتحاد جنس کے باوجود ان کی نوعیتیں مختلف ہوں مثلاً چاول اور گندم کی ایک قسم کی دوسری قسم کے ساتھ بیع ہو یا سونے کی ایک قسم کی دوسری قسم کے ساتھ بیع ہو۔ ایک جنس کی مختلف اقسام کی چیزوں کا کمی وبیشی کے ساتھ تبادلہ کرنے سے اس ذہنیت کے پرورش پانے کا اندیشہ ہے جو بالآخر سود خوری اور ناجائز نفع اندوزی تک جا پہنچتی ہے اس لیے شریعت نے یہ قاعدہ مقرر کر دیا ہے کہ ایک جنس کی مختلف اقسام کے باہمی تبادلہ کی اگر ضرورت ہو تو یا تو برابر مبادلہ کر لیا جائے اور ان کی قیمتوں میں جو فرق ہو اس کو نظر انداز کر دیا جائے یا ایک چیز کا دوسری چیز سے براہ راست تبادلہ کرنے کے بجائے ایک شخص اپنی چیز کو روپوں کے عوض بازار کے بھاؤ پر فروخت کرے اور دوسرے شخص سے اس کی چیز بازار کے بھاؤ پر خریدے۔

گندم کی گندم کے بدلے میں بیع کو برابر برابر نقد ہو تو جائز کیا گیا ہے اور ادھار کو حرام کیا گیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مثلاً زید آج دس کلوگرام گندم فروخت کرتا ہے اور اس کے بدلے میں چھ ماہ بعد عمرو سے دس کلوگرام گندم لیتا ہے تو یہ عین ممکن ہے کہ جس وقت زید گندم فروخت کر رہا ہے اس وقت گندم کی قیمت پانچ روپے فی کلو ہو اور جب عمرو اس کو اس کے بدلے میں گندم دے گا اس وقت گندم کی قیمت آٹھ روپیہ کلو ہو تو زید کو پچاس روپیہ کے بدلہ میں چھ ماہ بعد کی مدت کے عوض اسی حاصل ہو گئے اور یہی سود ہے۔

نفع اور سود میں فرق کا بیان

اللہ تعالیٰ نے بیع کو جائز کہا ہے اور سود کو ناجائز کہا ہے اور ان میں فرق بالکل واضح ہے ہم دکاندار سے پانچ روپیہ کی چیز چھ روپے میں بہ خوشی خرید لیتے ہیں کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ ہر چند کہ یہ چیز پانچ روپے کی ہے لیکن اس چیز پر دکاندار کی محنت ذہانت اور وقت کا خرچ ہوا ہے اور اس ایک زائد روپے کو ہم اس کی ذہنی اور جسمانی محنت کا عوض قرار دیتے ہیں لیکن جب ایک شخص پانچ روپے پر ایک روپیہ سود لیتا ہے تو اس ایک روپیہ میں وقت کے سوا اور کوئی چیز نہیں ہوتی جس کو اس ایک روپیہ کا بدل قرار دیا جا سکے اس لیے تجارت میں نفع لینا جائز ہے اور روپیہ پر سود لینا جائز نہیں ہے۔

بینک کے سود کے مجوزین کے دلائل کا بیان

معیشت کے بعض جدید مفکرین یہ کہتے ہیں: قرآن مجید میں ربا اس خاص سود کو کہا گیا ہے جو زمانہ جاہلیت میں رائج تھا۔ کوئی

غریب شخص شادی بیاری یا کفن دفن کی کسی نجی ضرورت میں مہاجن سے قرض لیتا تھا اور کسی مصیبت زدہ شخص کی مدد کرنے کے بجائے اس سے قرض پر سود لینا بے شک ظلم اور سنگ دلی ہے اسی وجہ سے قرآن مجید میں اس سود کو حرام کیا گیا ہے۔ لیکن آج کل کا مروجہ سود اس سے بالکل مختلف ہے آج کل بینکوں سے غریب اور مصیبت زدہ شخص قرض نہیں لیتے بلکہ متمول اور سرمایہ دار تاجر اور صنعت کار قرض لیتے ہیں اور ان سے قرض کی رقم پر بینک جو سود وصول کرتا ہے وہ ان پر کوئی ظلم نہیں ہے کیونکہ اگر وہ بینک کو چودہ فیصد سود ادا کرتے ہیں تو خود قرض کی رقم سے وہ ساٹھ ستر فیصد تک کماتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ بینک سے قرض لے کر ایک کارخانہ لگاتے ہیں اور اس کارخانے سے پھر سے وہ ساٹھ ستر فیصد تک کماتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ بینک سے قرض لے کر ایک کارخانہ لگاتے ہیں اور اس کارخانے سے پھر دوسرا تیسرا کارخانہ لگ جاتا ہے اس طرح تاجروں کی تجارت میں اضافہ ہو جاتا ہے اس لیے اگر بینک کو وہ چودہ فی صد سود دیتے ہیں تو ان پر یہ کوئی بوجھ نہیں ہے اور بینک میں روپیہ عام لوگوں کا جمع کیا ہوا ہوتا ہے اس لیے اگر بینک عام لوگوں کو سات آٹھ فیصد سود ادا کرے تو بینک پر کوئی بوجھ نہیں پڑتا سرمایہ دار اور بینک دونوں خوشی سے سود ادا کرتے ہیں کسی پر ظلم نہیں ہے اور چونکہ بینکوں میں عموماً غریب اور متوسط لوگ اپنی فاضل بچت کی رقمیں جمع کراتے ہیں تو سود کے ذریعہ ان کو سات فیصد سالانہ کا فائدہ پہنچتا رہتا ہے۔ غرضیکہ زمانہ جاہلیت کا ربا غریبوں سے سود لیتا تھا اور اس زمانہ کی ترقیاتی سکیم بینکوں کے ذریعہ غریبوں کو سود دیتی ہے۔ وہ ربا غرباء پر ظلم تھا اور یہ غریبوں کی خوشحالی اور مال کی ترقی کا سبب ہے اس لیے شخصی اور نجی ضروریات کے قرضوں پر سود ناجائز ہونا چاہیے اور تجارتی قرضوں پر بینک کا سود جائز ہونا چاہیے

بینک کے سود کے جائز ہونے کی دوسری وجہ یہ ہے کہ افراط زر کی وجہ سے روپے کی قدر (vAlue) دن بدن گرتی جا رہی ہے اور اجناس کی قیمت بڑھتی جا رہی ہے۔ اب سے انتیس سال پہلے (۱۹۶۶ء میں) سونا ایک سو روپیہ تولہ تھا اصلی دیسی گھی پانچ روپیہ کلو ڈالڈا دو روپیہ کلو دیسی انڈا دو آنے کا تنوری روٹی ایک آنے کی دودھ آٹھ آنے کلو اور ڈاک کا لفافہ چھ پیسے (ڈیڑھ آنے کا) ملتا تھا اور اب (۱۹۹۵ء میں) سونا تقریباً پانچ ہزار روپیہ تولہ دیسی گھی ایک سو تیس روپیہ کلو ڈالڈا گھی چالیس روپیہ کلو دیسی انڈا تین روپیہ کا تنوری روٹی ڈیڑھ روپیہ کی دودھ اٹھارہ روپیہ کلو اور ڈاک کا لفافہ ڈیڑھ کا ہو گیا۔ اس تجزیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ انتیس سال میں روپیہ کی قدر بارہ سے لے کر پچاس گنا (پچیس سو فیصد سے لے کر پانچ ہزار فی صد تک) گر گئی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ جس نے انتیس سال پہلے بینک میں سو روپیہ رکھوایا تھا اب اس کی قیمت دو چار روپیہ رہ گئی ہے اور اگر سونے کے بھاؤ سے تناسب کیا جائے تو اب تک سو روپیہ تقریباً دو روپے کا رہ گیا ہے اگر اس سو روپیہ پر سال بہ سال بینک کا سود لگتا رہتا تو اس کی ساکھ کسی حد تک بحال رہتی اور جو لوگ بینک میں اپنی فاضل بچتوں کو جمع کراتے ہیں ان کا نقصان نہ ہوتا اس لیے بینک کا سود جائز ہونا چاہیے۔

مجوزین سود کے دلائل کے جوابات کا بیان

اس سلسلہ میں پہلے یہ بات جان لینی چاہیے کہ قرآن مجید نے مطلقاً سود کو حرام کیا ہے خواہ نجی ضروریات کے قرضوں پر سود ہو یا تجارتی قرضوں پر سود ہو خواہ اس سود سے غریبوں کو نقصان ہو یا فائدہ اللہ تعالیٰ نے امارت اور غربت کا فرق کیے بغیر سود کو علی الاطلاق حرام کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: (آیت) احل اللہ البیع وحرم الربوا (البقرۃ: ۲۷۵)
ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے بیع کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام کیا ہے۔
(آیت) یایھا الذین امنوا اتقوا اللہ وذروا امابقی من الربوا ان کنتم مؤمنین ۔ فان لم تفعلوا فاذنوا بحرب اللہ ورسولہ ۔ (البقرۃ: ۲۷۹-۲۷۸)
ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اگر تم مومن ہو تو (زمانہ جاہلیت کا) باقی ماندہ سود چھوڑ دو۔ اور اگر تم ایسا نہ کرو تو اللہ اور اس کے رسول کے طرف سے اعلان جنگ سن لو!

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے سود کو مطلقاً حرام کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سود مفرد کو بھی حرام کیا ہے اور (آیت) لا تاکلوا الربوا اضعافا مضعفۃ ۔ (آل عمران: ۱۳۰) دگنا چوگنا سود نہ کھاؤ فرما کر سود مرکب کو بھی حرام کیا ہے اور ہر جگہ مطلقاً سود کو حرام کیا ہے اور نجی اور کاروباری قرضوں کا فرق نہیں کیا علاوہ ازیں تاریخ اور حدیث سے ثابت ہے کہ زمانہ جاہلیت میں کاروباری قرضوں پر سود لینے کا بھی عام رواج تھا۔

ابن جریر: (آیت) وذروا مابقی من الربوا ۔ (البقرۃ: ۲۷۸) کی تفسیر میں لکھتے ہیں:
یہ وہ سود تھا جس کے ساتھ زمانہ جاہلیت میں لوگ خرید و فروخت کرتے تھے۔

علامہ سیوطی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں: امام ابن جریر اور امام ابن ابی حاتم نے اپنی اپنی اسانید کے ساتھ سدی سے یہ روایت بیان کی ہے کہ یہ آیت حضرت عباس بن عبدالمطلب اور بنو مغیرہ کے ایک شخص کے متعلق نازل ہوئی ہے۔ یہ دونوں زمانہ جاہلیت میں شریک تھے اور انہوں نے ثقیف کے بنو عمرو بن عمیر میں لوگوں کو سودی قرض پر مال دے رکھے تھے۔ جب اسلام آیا تو ان دونوں پر بڑا سرمایہ سود میں لگا ہوا تھا۔ (الدرالمنثور ج ا ص ۳۶۶ مطبوعہ مطبعہ میمنہ مصر ۱۳۱۴ھ)

ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ زمانہ جاہلیت میں بڑے بڑے تاجر خوردہ فروشوں کے ہاتھ ادھار پر مال فروخت کرتے تھے اور اس پر سود لگاتے تھے اور اس سے واضح ہو گیا کہ زمانہ جاہلیت میں کاروباری اور تجارتی قرضوں پر سود لگانے کا عام رواج تھا اور اس کو الربوا کہا جاتا تھا۔ قرآن مجید میں عموم کے صیغہ سے سود کی ممانعت کی ہے خواہ وہ سود نجی قرضوں پر ہو یا تجارتی قرضوں پر۔

رہا دوسرا اعتراض کہ بینک کے سود کے ناجائز قرار دینے کی بناء پر افراط زر کی وجہ سے روپیہ کی قدر گر جاتی ہے اگر بینک سے سود نہ لیا جائے تو بیس بائیس سال بینک میں رکھوایا ہوا ایک سو روپیہ سوا تین روپے کا رہ جائے گا اور یہ نقصان بینک سے سود نہ لینے کی وجہ سے ہے اس کا جواب یہ ہے کہ مسلمان ہونے کے ناطے سے ہمارا ایمان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم پر عمل کرنے اور اس کے منع کردہ کام سے بچنے کی وجہ سے اگر ہمیں کوئی مادی نقصان ہوتا ہے تو ہمیں اس کو خوشی سے گوارا کرنا چاہیے۔ مسلمان کے نزدیک نفع اور نقصان کا معیار دنیاوی اور مادی اعتبار سے نہیں ہے بلکہ اخروی اور معنوی اعتبار سے ہے۔ دنیاوی اور مادی اعتبار سے زکوۃ قربانی اور حج کے لیے زر کثیر خرچ کرنا بھی مال کا ضیاع ہے اور نقصان ہے تو کیا اس مادی نقطہ نظر سے ان تمام مالی عبادات کو خیرباد کہہ دیا جائے گا؟ اور جب مسلمان مالی عبادات کو چھوڑنے پر تیار نہیں ہیں تو سود کھا کر اللہ اور رسول سے اعلان جنگ کے لیے کیسے تیار ہو

سکتے ہیں؟ ایک سچے مسلمان کے نزدیک سود چھوڑنے کی وجہ سے روپے کی قدر کا کم ہو جانا خسارہ نہیں ہے بلکہ اصل خسارہ یہ ہے کہ سود لینے کی وجہ سے آخرت برباد ہو جائے!

اس سوال کا دوسرا جواب یہ ہے کہ یہ نقصان دراصل ہماری ایک اجتماعی تقصیر کی سزا ہے اور یہ وہ یہ کہ ہم نے اسلامی طریقہ مضاربت کو رواج نہیں دیا کرنا یہ چاہیے کہ لوگ اپنے روپے کو بینک کی معرفت کاروبار میں لگائیں اور بینک ان کا ان کا روپیہ امانت رکھنے کی بجائے ان سے ایک عام شراکت نامہ طے کرے اور ایسے تمام اموال کو مختلف قسم کے تجارتی صنعتی زراعتی یا دوسرے ان جائز کاروبار میں جو بینک کے دائرہ عمل میں آسکتے ہوں لگائے اور اس مجموعی کاروبار سے جو منافع حاصل ہوا سے ایک طے شدہ نسبت کے ساتھ ان لوگوں میں اس طرح تقسیم کردے جس طرح خود بینک کے حصہ داروں میں منافع تقسیم ہوتا ہے۔

افراط زر کی صورت میں اصل زر کو بحال رکھنے کا حل:

ڈالر ین پونڈ اور ریال وغیرہ مستحکم کرنسی ہیں اور عرف اور تعامل سے یہ مقرر اور ثابت ہے کہ ان کی قدر برقرار رہتی ہے پاکستان بھارت بنگلہ دیش اور دیگر پس ماندہ ممالک کی طرح افراط زر کی نتیجہ میں وقت گزرنے کے ساتھ ان کی قدر میں کمی نہیں ہوتی سو جو شخص چار پانچ سال یا زائد عرصہ کے لیے بینک میں اپنا پیسہ رکھنا چاہتا ہے اسے چاہیے کہ وہ اپنی رقم کو ڈالر زیا کسی اور مستحکم کرنسی میں منتقل کر کے ان بینکوں میں رقم رکھے جو غیر ملکی کرنسی میں بھی اکاؤنٹ کھولتے ہیں اسی طرح جو شخص کسی دوسرے شخص کو ملکی کرنسی میں مثلاً ایک ہزار روپے قرض دیتا ہے اور وہ شخص اس کو دس سال بعد ایک ہزار روپے واپس کرتا ہے تو دس سال بعد اس ایک ہزار روپے کی قدر ایک سو روپے رہ جائے گی اس ضرر سے بچنے کا بھی یہ طریقہ ہے کہ وہ اپنی رقم کو ڈالر میں منتقل کر کے قرض دے اور جتنے ڈالر دیے تھے اتنے ہی واپس لے لے۔

بعض علماء نے یہ کہا ہے کہ اگر اس نے ملکی کرنسی میں رقم قرض دی تھی اور مثلاً دس سال بعد اس کی قدر کم ہوگئی تو وہ اب بھی دس سال پہلے کی ملکی کرنسی جتنے ڈالر کے مساوی تھی دس سال بعد اتنی ملکی کرنسی واپس لے سکتا ہے مثلاً پہلے ایک ہزار روپے جتنے ڈالر کے مساوی تھے دس سال بعد اگر اتنے ڈالر کے دس ہزار روپے بنتے ہیں تو وہ دس ہزار روپے لے سکتا ہے لیکن ہمارے نزدیک یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ اس صورت میں وہ بہر حال ایک ہزار روپے دے کر دس ہزار روپے لے رہا ہے اور معنوی طور پر خواہ ان کی قدر برابر ہو لیکن یہ صورۃ اصل رقم سے زائد لینا ہے اور ظاہری اور صوری طور پر اس کے سود ہونے میں کوئی شک نہیں ہے نیز چونکہ یہ پہلے سے طے نہیں کیا گیا اس لیے یہ موجب نزاع بھی ہے افراط زر سے بچنے کے لیے ملکی کرنسی کو سونے چاندی سے بدل کر قرض دینا بھی جائز نہیں ہے کیونکہ سونے چاندی میں ادھار جائز نہیں ہے۔

دارالحرب کے سود میں جمہور فقہاء کا نظریہ:

علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں؛ دارالحرب میں سود اسی طرح حرام ہے جس طرح دارالسلام میں حرام ہے (امام احمد) امام مالک امام اوزاعی امام ابو یوسف امام شافعی اور امام اسحاق کا بھی یہی مذہب ہے۔ امام ابوحنیفہ نے کہا کہ مسلمان اور حربی کے درمیان دارالحرب میں ربا جاری نہیں ہوگا اور ان سے ایک روایت یہ بھی ہے کہ دو شخص دارالحرب میں مسلمان ہو گئے تو ان کے درمیان ربا

نہیں ہوگا اور ان کے اموال مباح ہیں۔ (امام ابوحنیفہ کے نزدیک اس کی وجہ یہ ہے کہ مسلمانوں کو دارالحرب میں احکام شرعیہ نافذ کرنے کی ولایت حاصل نہیں ہے یہ مطلب نہیں ہے کہ دارالحرب میں مسلمانوں کا سود کھانا جائز ہے۔ (سعیدی غفرلہ)

علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں: ہمارے دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (آیت) حرم الربوا (البقرہ:۲۷۵) اللہ تعالیٰ نے سود کو حرام کر دیا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (آیت) الذین یاکلون الربوا لا یقومون الا کما یقوم الذی یتخبطہ الشیطن من المس۔ (البقرہ:۲۷۵) جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ (قیامت کے دن) نہ کھڑے ہوں گے مگر جیسے کھڑا ہوتا ہے وہ جسے شیطان نے مخبوط الحواس کر دیا ہو نیز فرمایا: (آیت) یایھا الذین امنوا اتقوا اللہ وذروا مابقی من الربوا۔ (البقرہ:۲۷۸) اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور باقی ماندہ سود چھوڑ دو اور احادیث میں بالعموم تفاضل کی ممانعت ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے زیادہ دیا یا زیادہ لیا اس نے سودی معاملہ کیا باقی احادیث میں بھی اسی طرح تفاضل کی ممانعت ہے اور اس لیے کہ جو کام (مسلمانوں پر) دارالسلام میں حرام ہیں وہ دارالحرب میں بھی حرام ہیں جس طرح مسلمان میں سود کا لین دین حرام ہے اور امام ابوحنیفہ نے جس حدیث کا ذکر کیا ہے وہ مرسل ہے جس کی صحت کا ہمیں علم نہیں اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اس حدیث میں لانفی کی بجائے نہی کے لیے ہو یعنی مسلمان دارالحرب میں حربی سے سود نہ لیں اور جس چیز کو قرآن مجید نے علی العموم والاطلاق حرام کر دیا ہے اور سنت مشہورہ سے بھی اس کی علی الاطلاق حرمت ثابت ہے اور اس کے حرام ہونے پر اجماع ہو چکا ہے اس کے عموم اور اطلاق کو ایسی خبر مجہول کے سبب سے ترک کر دینا جائز نہیں ہے جو کسی کتاب صحیح میں ہے نہ مسند میں نہ کسی معتمد اور مستند کتاب میں ہے اور اس کے علاوہ یہ کہ وہ حدیث مرسل ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ اس میں لانفی کا نہ ہو بلکہ نہی کا ہو جیسے اللہ تعالیٰ کے اس قول میں ہے: (آیت) فلا رفث ولا فسوق ولا جدال فی الحج۔ (البقرہ:۱۹۷) حج میں جماع فسوق اور لڑائی جھگڑا نہیں ہے۔

(المغنی ج ۴ ص ۴۷ مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۰۵ھ)

دارالحرب کے سود میں فقہاء احناف کا نظریہ:

علامہ ابوالحسن مرغینانی لکھتے ہیں: مسلمان اور حربی کے مابین دارالحرب میں ربا نہیں ہے۔ اس میں امام ابو یوسف اور امام شافعی رحمہما اللہ کا اختلاف ہے وہ اس پر قیاس کرتے ہیں کہ حربی جب امان لے کر دارالاسلام میں آئے تو اس سے سود لینا جائز نہیں ہے اور ہماری دلیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث ہے: مسلمان اور حربی کے مابین دارالحرب میں ربا نہیں ہے اور اس لیے بھی کہ دارالحرب میں ان کا مال مباح ہے خواہ مسلمان جس طریقہ سے ان کا مال حاصل کرے وہ مال مباح ہے بشرطیکہ دھوکا نہ دے اور عہد شکنی نہ کرے اور مستامن پر قیاس کرنا اس لیے صحیح نہیں ہے کہ جب وہ امان لے کر دارالاسلام میں داخل ہوا تو اس کے مال کا لینا ممنوع ہو گیا۔ (ہدایہ اخیرین ص ۶۸ مطبوعہ مکتبہ شرکۃ علمیہ ملتان)

دارالحرب میں جواز ربا والی حدیث کی فنی حیثیت:

علامہ زیلعی حنفی لکھتے ہیں: امام بیہقی نے امام شافعی کی کتاب السیر کے حوالے سے اس حدیث کو معرفۃ میں ذکر کیا ہے امام شافعی نے کہا: امام ابو یوسف کہتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ نے فرمایا: بعض مشائخ نے مکحول سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم نے فرمایا: اہل حرب کے مابین ربا نہیں ہے میرا گمان ہے کہ آپ نے فرمایا: اور اہل اسلام کے مابین امام شافعی نے فرمایا: یہ ثابت ہے نہ اس میں کوئی حجت ہے۔ (نصب الرایہ ج ۴ ص ۴۴ مطبوعہ مجلس علمی سورت ہند)

علامہ ابن ہمام نے بھی اس حدیث کی فنی حیثیت کے بارے میں یہی کچھ نقل کیا ہے۔

(فتح القدیر ج ۶ ص ۱۷۸ مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر)

دارالحرب میں ربا کے متعلق فقہاء احناف کے دلائل کا تجزیہ:

ائمہ ثلاثہ اور امام ابو یوسف نے کہا ہے کہ مکحول کی روایت اول تو ثابت نہیں ہے اور بر تقدیر ثبوت اس میں قرآن مجید اور احادیث صحیحہ مشہورہ سے معارضہ کی صلاحیت نہیں ہے۔ علامہ ابن ہمام نے اس کے جواب میں یہ کہا ہے کہ قرآن مجید نے جو ربا کو مطلقاً حرام کیا ہے وہ مال محظور میں حرام کیا ہے اور حربی کا مال مباح ہے اور اس توجیہ کا تقاضا یہ ہے کہ اگر مکحول کی یہ مرسل روایت نہ بھی ہوتی تب بھی دارالحرب میں روایت نہ بھی ہوتی تب بھی دارالحرب میں حربی سے سود لینا مباح ہوتا۔

(فتح القدیر ج ۶ ص ۱۷۸ مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر)

علامہ ابن ہمام کا یہ جواب اس لیے صحیح نہیں ہے کہ وہ مال محظور کی قید لگا کر اپنی رائے سے قرآن مجید کے عموم اور اطلاق کو مقید کر رہے ہیں اور جب قرآن مجید کے عموم اور اطلاق کے مزاحم ہو سکے۔ قرآن مجید اور احادیث صحیحہ مشہورہ نے علی الاطلاق سود کو حرام کر دیا ہے خواہ مسلمان سے سود لیا جائے یا کافر سے اور کافر خواہ حربی ہو یا ذمی اور دارالاسلام میں سود لیا جائے یا دارالحرب میں قرآن مجید نے ہر قسم کے سود کو حرام کر دیا ہے اور اس عموم کو نہ مکحول کی مرسل اور غیر ثابت روایت سے مقید کیا جا سکتا ہے نہ علامہ ابن ہمام کی رائے سے۔

مکحول کی روایت کا محمل:

اگر یہ فرض کر لیا جائے تو مکحول کی یہ روایت صحیح ہے اور واقعی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے۔ لا ربو بین المسلم والحربی۔ مسلمان اور حربی میں سود نہیں ہے تو اس حدیث کی حسب ذیل توجیہات ہیں۔

اول: اس حدیث میں لا نفی کا نہیں ہے بلکہ نہیں کا ہے اور اس کا معنی ہے: مسلمان اور حربی کے مابین سود کی ممانعت ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے: (آیت) فلا رفث ولا فسوق ولا جدال فی الحج۔ (البقرہ: ۱۹۷) حج میں جماع فسوق اور لڑائی جھگڑا نہیں ہے یعنی ان افعال کی ممانعت ہے۔

ثانی: اس حدیث میں حربی سے مراد محض غیر ذمی کافر نہیں ہے بلکہ بر سر جنگ قوم کا ایک فرد مراد ہے اور جس قوم کے ساتھ حالت جنگ قائم ہو اس کو ہر طرح سے جانی اور مالی اعتبار سے زک پہنچانے کی کوشش کی جاتی ہے اس لیے اس قوم کے کسی حربی کافر سے اگر کسی مسلمان نے سودی معاملہ کے ذریعہ اس کا مال لے لیا تو وہ اس کا مالک ہو جائے گا۔

ثالث: لا ربو کا یہ مفہوم نہیں ہے کہ حربی کافر سے جو سود لیا جائے گا وہ سود نہیں ہے بلکہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ درالحرب میں رہنے والا مسلمان اگر چہ حربی کافر سے سود لیتا ہے تو اگر چہ یہ فعل گناہ ہے لیکن قانون اور حرمت اور ممانعت سے مستثنیٰ ہے یعنی مسلمان

حکومت اس شخص سے باز پرس نہیں کر سکتی کہ تم نے یہ عقد فاسد کیوں کیا ہے اور سود کیوں لیا ہے اور اس مسلمان کو اس کے اس غلط کام پر سزا نہیں دے سکتی کیونکہ دارالحرب میں رہنے والا مسلمان مسلمانوں کی ولایت میں نہیں ہے اور اس پر اسلامی ریاست کے احکام جاری نہیں ہو سکتے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

(آیت) والذین امنوا ولم یھاجروا مالکم من ولایتھم من شیء حتی یھاجروا ۔(الانفال:۷۲)

ترجمہ: اور جو لوگ ایمان تو لے آئے مگر ہجرت کر کے (دارالاسلام میں) نہیں آئے ان پر تمہاری کوئی ولایت نہیں ہے حتیٰ کہ وہ ہجرت کرلیں۔

اس آیت میں یہ اصول بتایا گیا ہے کہ ولایت کا تعلق صرف ان مسلمانوں سے ہوگا جو دارالاسلام کے باشندے ہوں یہ آیت دارالاسلام سے باہر کے مسلمانوں کو (دینی اخوت کے باوجود) دارالاسلام کے مسلمانوں کے ساتھ سیاسی اور تمدنی رشتے سے خارج کر دیتی ہے اس عدم ولایت کے نتیجے میں دارالاسلام اور دارالحرب کے مسلمان ایک دوسرے کے وارث نہیں ہو سکتے اور ایک دوسرے کے قانون والی نہیں ہو سکتے ہم نے جو یہ بیان کیا ہے کہ دارالحرب میں بھی سود لینا گناہ ہے اور لا ربو بین المسلم والحربی کا مفاد یہ ہے کہ اس پر سود لینے کی دنیاوی سزا جاری نہیں ہوگی کیونکہ وہ مسلمانوں کی ولایت میں نہیں ہے اس کی تائید علامہ سرخسی کی ذکر کردہ ان احادیث سے ہوتی ہے:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نجران کے نصاریٰ کی طرف لکھا: جس شخص نے سود لیا ہمارے اور اس کے درمیان کوئی عہد نہیں ہے اور مجوس ہجر کی طرف لکھا: یا تو تم سود چھوڑ دو یا اللہ اور اس کے رسول سے اعلان جنگ قبول کرلو۔

(المبسوط ج۱۴ص۵۸ مطبوعہ دارالمعرفۃ بیروت ۱۳۹۸ھ)

نصاریٰ نجران اور مجوس ہجر حربی تھے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بھی اپنے علاقوں میں سود لینے کی اجازت نہیں دی اور جب آپ نے حربی کافروں کو سود لینے کی اجازت نہیں دی ہے تو آپ دارالحرب کے مسلمانوں کو سود خوری کی اجازت کب دے سکتے ہیں!

پیر محمد کرم شاہ الازہری نے مکحول کی روایت کی توجیہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ حالت اضطرار میں مسلمان حربی کافر سے سود لے سکتا ہے۔ا (ماہنامہ ضیائے حرم ربیع الاول ۱۴۰۸ھ) یہ توجیہ صحیح نہیں ہے کیونکہ سود دینے میں تو اضطرار ہو سکتا ہے مثلاً کسی شخص کو اپنی ناگزیر ضرورت میں بغیر سود کے قرض نہ ملے لیکن سود لینے میں اضطرار کا کوئی تعلق نہیں ہے سود لینے کی وجہ صرف مال کی حرص اور جلب زر کی خواہش ہوتی ہے۔

دارالحرب کے سود کے بارے میں امام ابوحنیفہ کے قول کی وضاحت کا بیان

امام اعظم نے جو یہ کہا ہے کہ دارالحرب میں مسلمان اور حربی کے درمیان ربا نہیں ہے ان کی بھی اس قول سے یہی مراد ہے کہ چونکہ دارالحرب مسلمانوں کی ولایت میں نہیں ہے اس لیے مسلمان حکام وہاں کسی مسلمان کے سود لینے پر اس سے مواخذہ نہیں کریں گے اور اس کا مالک ہو جائے گا لیکن اس کا یہ فعل گناہ ہے اور وہ اس پر اخروی عذاب کا مستحق ہے اس کی وضاحت علامہ سرخسی کی اس

عبارت سے ہوتی ہے۔

امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں کہ دارالاسلام کی حفاظت میں آنے سے پہلے اسلام سے جو عصمت ثابت ہوتی ہے وہ صرف امام کے حق میں ہے احکام کے حق میں نہیں ہے کیا تم نہیں دیکھتے کہ اگر ان دو مسلمانوں میں سے کوئی ایک دوسرے کا مال یا اس کی جان تلف کر دے تو اس پر ضمان نہ ہوگا حالانکہ وہ اس فعل کی وجہ سے گنہگار ہوگا دراصل احکام میں عصمت صرف دارالاسلام میں رہنے سے ہوتی ہے نہ کہ دین کی وجہ سے کیونکہ دین تو حق شرع کے لحاظ سے ان لوگوں کو روکتا ہے جو اس دین کا اعتقاد رکھتے ہیں اور جو اس کا اعتقاد نہیں رکھتے ان کو نہیں روکتا اس کے برخلاف جب انسان دارالاسلام میں ہوں تو اس کے مال کی حفاظت اس شخص سے بھی کی جائے گی جو اس کی حرمت کا اعتقاد رکھتا ہے یا اس دین کا اعتقاد نہیں رکھتا پس گناہ ہونے کی حیثیت سے جو عصمت ثابت ہے اس اعتبار سے ہم نے کہا: ان کا یہ فعل مکروہ ہے اور قانون کے لحاظ سے عدم عصمت کی بناء (چونکہ مسلمانوں کی ولایت میں نہیں ہے) ہم نے یہ کہا کہ اس کا لیا ہوا مال واپس کرنے کا حکم نہیں دیا جائے کیونکہ ان میں سے ہر ایک جب دوسرے کا مال لیتا ہے تو محض لینے کی وجہ سے ہی اس مال کا مالک ہو جاتا ہے۔ (المبسوط ج ۱۴ص ۵۸ مطبوعہ دارالمعرفۃ بیروت ۱۳۹۸ھ)

امام اعظم کا یہ اصول ہے کہ اگر مسلمان دارالحرب میں کوئی عقد فاسد کرے تو ہو اس سے مالک تو ہو جائے گا لیکن اس کا یہ فعل گناہ ہے۔ علامہ سرخسی لکھتے ہیں:

اگر دو حربی مسلمان ہو جائیں اور دارالحرب سے ہجرت نہ کریں اور آپس میں سود کا معاملہ کریں تو میں اس کو مکروہ (تحریمی) قرار دیتا ہوں لیکن یہ سود واپس نہیں کروں گا اور یہی امام ابوحنیفہ کا قول ہے۔ (المبسوط ج ۱۴ص ۵۸ مطبوعہ دارالمعرفۃ بیروت ۱۳۹۸ھ)

ان عبارات سے یہ بات بالکل واضح ہوگئی ہے کہ امام ابوحنیفہ کے نزدیک اگر دارالحرب میں رہنے والے مسلمان آپس میں سود لیں یا مسلمان حربی کافر سے سود لے تو وہ اس سود کا مالک تو ہو جائے گا لیکن سود لینے والا مسلمان بہر حال گنہگار ہوگا۔

کیا سود اور دیگر عقود فاسدہ کے ذریعہ حربی کافروں کا پیسہ بٹورنا جائز ہے؟

جب مسلمان کسی کافر قوم سے برسر جنگ ہوں اس وقت کافروں کا ملک دارالحرب ہوتا ہے اور اس وقت دارالحرب کے کافروں کی جان اور اموال مباح ہیں لیکن جن ممالک سے مسلمان برسر جنگ نہیں ہیں ان سے سفارتی تعلقات قائم کیے ہوئے ہیں اور ان کے ہاں پاسپورٹ اور ویزے میں آنا جانا جاری اور معمول ہے اور ان ممالک میں مسلمانوں کو جان و مال اور عزت و آبرو کا تحفظ حاصل ہے بلکہ وہاں انہیں اسلامی احکام پر عمل کرنے کی بھی آزادی ہے جیسے امریکہ برطانیہ کینیڈا اور جرمنی وغیرہ ایسے ممالک دارالحرب نہیں ہیں بلکہ دارالکفر ہیں اور ایسے ممالک کے کافروں کے اموال ان پر مباح نہیں ہیں۔ بعض علماء کا یہ خیال ہے کہ کافروں کا مال مسلمانوں پر مباح ہے خواہ جس طرح حاصل ہو بشرطیکہ اس سے مسلمانوں کا وقار مجروح نہ ہو ان کا استدلال قرآن مجید کی اس آیت سے ہے:

(آیت) یایھا الذین امنوا لاتاکلوا اموالکم بینکم بالباطل الا ان تکون تجارۃ عن تراض منکم۔

(النساء: ۲۹)

ترجمہ اے ایمان والو آپس میں اپنے اموال کو ناحق نہ کھاؤ الا یہ کہ تمہاری آپس کی رضامندی سے تجارت ہو۔

اس آیت سے یہ لوگ اس طرح استدلال کرتے ہیں کہ قرآن مجید نے مسلمانوں کو آپس میں ناجائز طریقے سے مال کھانے سے منع کیا ہے اور اگر مسلمان کافروں کا مال ناجائز طریقے سے کھالیں تو اس سے منع نہیں کیا گیا سو مسلمانوں کے لیے کفار کے اموال عقد فاسد سے یا ناجائز طریقے سے کھانا جائز ہے۔

یہ استدلال اس لیے صحیح نہیں ہے کہ قرآن مجید کا عام اسلوب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مکارم اخلاق سے مسلمانوں کو خطاب کرتا ہے لیکن اس سے قرآن کا منشا یہ نہیں ہے کہ نیکی صرف مسلمانوں کے ساتھ کی جائے اور کفار کے ساتھ سلوک میں مسلمان نیکیوں کو چھوڑ کر بدترین برائیوں پر اتر آئیں حتیٰ کہ کفار کے نزدیک مسلمان ایک خائن اور بدکردار قوم کے نام سے معروف ہوں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

(آیت) ولا تكرهوا فتيتكم على البغآء ان اردن تحصنا لتبتغوا عرض الحيوة الدنيا، (النور:۳۳)

ترجمہ: اور اپنی باندیوں کو بدکاری پر مجبور نہ کرو جب کہ وہ پاک دامن رہنا چاہتی ہوں تاکہ تم (اس بدکاری کے کاروبار کے ذریعہ) دنیا کا عارضی فائدہ طلب کرو۔

کیا اس آیت کی رو سے مسلمانوں کے لیے یہ جائز ہے کہ وہ کسی دارالکفر میں کافر عورتوں کا کوئی قحبہ خانہ کھول کر کاروبار کرنا شروع کر دیں؟

(آیت) يايها الذين امنوا لا تخونوا الله والرسول و تخونوا امنتكم وانتم تعلمون ۔(الانفال:۲۷)

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ اور رسول سے خیانت نہ کرو اور نہ اپنی امانتوں میں خیانت کرو درآں حالیکہ تم جانتے ہو۔

کیا اس آیت سے مسلمانوں کے لیے یہ جائز ہے کہ کافروں کی امانتوں میں خیانت کر لیا کریں؟

(آیت) ولا تتخذوا ايمانكم دخلا بينكم (النحل:۹۴)

ترجمہ: اور اپنی قسموں کو آپس میں دھوکا دینے کے لیے بہانہ نہ بناؤ۔

کیا اس آیت کا یہ معنی ہے کہ کافروں سے دروغ حلفی میں کوئی مضائقہ نہیں؟

(آیت) ان الذين يحبون ان تشيع الفاحشة في الذين امنوا لهم عذاب اليم في الدنيا و الاخرة ۔ (النور:۱۹)

ترجمہ: بے شک جو لوگ مسلمانوں میں بے حیائی پھیلانا پسند کرتے ہیں ان کے لیے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے۔

کیا اس آیت سے یہ استدلال کیا جا سکتا ہے کہ کافروں میں بے حیائی اور بدکاری کو پھیلانا جائز اور صواب ہے اور اخروی ثواب کا موجب ہے؟

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا منشاء یہ ہے کہ اخلاق اور کردار کے اعتبار سے دنیا میں مسلمان ایک آئیڈیل قوم کے لحاظ سے

پہچانے جائیں غیر اقوام مسلمانوں کے اعلیٰ اخلاق اور کردار کو دیکھ کر متاثر ہوں مسلمانوں کی امانت اور دیانت کی ایک عالم میں دھوم ہو کیا آپ نہیں دیکھتے کہ کفار قریش ہزار اختلاف کے باوجود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی راست بازی بارسائی امانت اور دیانت کے معترف اور مداح تھے۔ اسلام کی تبلیغ واشاعت میں تلوار اور جہاد سے زیادہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی باکمال سیرت کا حصہ ہے۔ مسلمانوں کی کفار سے لڑائی تیر تفنگ کی نہیں اصول اور اخلاق کی لڑائی ہے اس کا نصب العین زر اور زمین کا حصول نہیں بلکہ دنیا میں اپنے اصول اور اقدار کو پھیلانا ہے۔ اب اگر اس نے اپنے مکارم اخلاق ہی کو کھو دیا اور خود ہی ان اصولوں اور تعلیمات کو قربان کر دیا جن کو پھیلانے کے لیے وہ کھڑا ہوا تو پھر اس میں اور دوسری اقوام میں کیا فرق رہے گا اور کس چیز کی وجہ سے اس کو دوسروں پر فتح حاصل ہو گی اور کس قوت سے وہ دلوں اور روحوں کو مسخر کر سکے گا؟

جو لوگ دار الکفر میں حربی کافروں سے سود لینے کو جائز کہتے ہیں اور حربی کافروں کے اموال کو عقد فاسد کے ساتھ لینے کو جائز قرار دیتے ہیں وہ اس پر کیوں غور نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کے اس عمل کی مذمت کی ہے کہ انہوں نے مسلمانوں کا حق کھانے کے لیے یہ مسئلہ گھڑ لیا تھا کہ عرب کے امی جو ہمارے مذہب پر نہیں ہیں ان کا مال جس طرح ملے روا ہے غیر مذہب والوں کی امانت میں خیانت کی جائے تو کچھ گناہ نہیں خصوصاً وہ عرب جو اپنا آبائی وطن چھوڑ کر مسلمان بن گئے ہیں خدا نے ان کا مال ہمارے لیے حلال کر دیا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

(آیت) منهم من ان تامنه بدينار لا يؤده اليك الا ما دمت عليه قآئما ذلك بانهم قالوا ليس علينا في الامين سبيل ويقولون على الله الكذب وهم يعلمون . (آل عمران:۷۵)

ترجمہ: اور ان یہودیوں (میں سے) بعض ایسے ہیں کہ اگر تم ان کے پاس ایک اشرفی امانت رکھو تو جب تک تم انکے سر پر کھڑے نہ رہو وہ تم کو واپس نہیں دیں گے یہ اس لیے ہے کہ انہوں نے کہہ دیا کہ امیوں (مسلمانوں) کا مال لینے سے ہماری پکڑ نہیں ہو گی اور یہ لوگ جان بوجھ کر اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھتے ہیں۔

غور کیجئے جو لوگ دار الکفر میں حربی کافروں سے سود لینے اور عقد فاسد پر ان سے معاملے کو جائز کہتے ہیں ان کے عمل میں اور یہودیوں کے اس مذموم عمل میں کیا فرق رہ گیا؟

حضرت ابوبکر کے قمار کی وضاحت کا بیان

جو لوگ حربی کافروں سے سود لینے کو جائز کہتے ہیں ان کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ حضرت ابوبکر نے مکہ میں ابی بن خلف سے اہل روم کی فتح پر شرط لگائی تھی اس وقت مکہ دار الحرب تھا حضرت ابوبکر نے ابی بن خلف سے شرط جیت کر وہ رقم وصول کر لی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں رقم لینے سے منع نہیں کیا تھا اس سے معلوم ہوا کہ حربی کافروں سے قمار اور دیگر عقود فاسدہ کے ذریعہ رقم بٹورنا جائز ہے۔

یہ استدلال بالکل بے جان ہے کیونکہ حضرت ابوبکر کے شرط لگانے کا ذکر جن روایات میں ہے وہ باہم متعارض ہیں۔ قاضی بیضاوی بغوی علامہ آلوسی اور دیگر مفسرین نے بغیر کسی سند کے یہ واقعہ ذکر کیا ہے جس میں حضرت ابوبکر کے شرط جیتنے کا بیان ہے کہ

حضرت ابوبکر نے ابی بن خلف سے یہ شرط لگائی کہ اگر تین سال کے اندر رومی ایرانیوں سے ہار گئے تو وہ دس اونٹ دیں گے اور اگر تین سال کے اندر رومی ایرانیوں سے جیت گئے تو ابی کو دس اونٹ دینے ہوں گے پھر جب حضور سے اس شرط کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا یہ تم نے کیا کیا بضع کا لفظ تین سے لے کر نو تک بولا جاتا ہے تم شرط اور مدت دونوں کو بڑھا دو پھر حضرت ابوبکر نے نو سال میں سو اونٹوں کی شرط لگائی جس ساتواں سال شروع ہوا اور ابن ابی حاتم اور ابن عساکر کی روایت میں ہے کہ جنگ بدر کے دن رومی ایرانیوں پر غالب آ گئے حضرت ابوبکر نے ابی کے روثاء سے اونٹ لے لیے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وہ اونٹ لے کر آئے آپ نے فرمایا: یہ سحت (مال حرام) ہے اس کو صدقہ کر دو حالانکہ اس وقت تک حرمت قمار کا حکم نازل نہیں ہوا تھا۔

(روح المعانی ج ۲۱ ص ۱۸ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

علامہ آلوسی نے ترمذی کے حوالے سے بھی حضرت ابوبکر کے جیت جانے کا واقعہ لکھا ہے لیکن یہ علامہ آلوسی کا تسامح ہے۔ جامع ترمذی میں حضرت ابوبکر کے شرط ہارنے کا ذکر ہے حافظ ابن کثیر نے بھی ترمذی کے حوالے سے ہارنے ہی کا ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ تابعین کی ایک جماعت نے بھی اسی طرح روایت کیا ہے اور مفسرین کی ذکر کردہ مذکور الصدر روایت کا عطاء خراسانی کے حوالے سے بیان کیا ہے اور اس کو اغرب قرار دیا ہے۔ (تفسیر القرآن العظیم ج ۵ ص ۳۴۲-۳۴۱ مطبوعہ دار الاندلس بیروت)

جامع ترمذی کی روایت کا متن یہ ہے:

نیار بن اسلمی بیان کرتے ہیں: جب یہ آیت نازل ہوئیں: (آیت) **الم ۔ غلبت الروم ۔ فی ادنی الارض وهم من بعد غلبهم سيغلبون ۔ فی بضع سنين ۔** (الروم: ۴-۱) الم اہل روم قریب کی زمین میں (فارس سے) مغلوب ہو گئے اور وہ اپنے مغلوب ہونے کے بعد چند سالوں میں غالب ہو جائیں گے۔ جن دنوں یہ آیات نازل ہوئیں ان دنوں میں ایرانیوں کو رومیوں پر برتری تھی اور مسلمانوں کی خواہش تھی کہ رومی ایرانیوں پر فتح پا جائیں کیونکہ وہ اور رومی اہل کتاب تھے اور اسی کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے:

(آیت) **ويومئذ يفرح المؤمنون ، بنصر الله ينصر من يشآء وهو العزيز الرحيم ۔** (الروم: ۵-۴)

ترجمہ: جس دن مسلمان اللہ کی مدد سے خوش ہوں گے اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے مدد کرتا ہے وہ عزیز رحیم ہے۔

اور قریش یہ چاہتے تھے کہ ایرانی غالب ہو جائیں کیونکہ وہ دونوں نہ اہل کتاب تھے نہ بعثت پر ایمان رکھتے تھے جب یہ آیات نازل ہوئیں تو حضرت ابوبکر نے مکہ کے اطراف میں یہ اعلان کر دیا الم اہل روم قریب کی زمین میں (فارس سے) مغلوب ہو گئے اور وہ اپنے مغلوب ہونے کے چند سالوں میں غالب آ جائیں گے۔ قریش کے کچھ لوگوں نے حضرت ابوبکر سے یہ کہا: تمہارے پیغمبر یہ کہتے ہیں کہ چند سالوں میں رومی ایرانیوں پر غالب ہو جائیں گے کیا ہم اس پر شرط نہ لگائیں حضرت ابوبکر نے کہا: کیوں نہیں اور یہ قمار کی حرمت نازل ہونے سے پہلے کا واقعہ تھا پھر حضرت ابوبکر اور مشرکین نے شرط لگائی مشرکین نے کہا: بضع سنین تین سالوں سے لے کر نو سال تک ہے تم ہمارے درمیان اس کی درمیانی مدت طے کر لو پھر انہوں نے یہ مدت چھ سال طے کی پھر چھ سال گزر گئے اور رومی غالب نہ ہوئے پھر مسلمانوں نے حضرت ابوبکر پر تنقید کی کہ انہوں نے بضع سنین کو چھ سال کیوں قرار دیا

کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تو بضع سنین فرمایا تھا (اور وہ نو سال تک کو کہتے ہیں) امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔
(جامع ترمذی ص ۳۶۰ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی)

حضرت ابوبکر کے قمار سے جو یہ استدلال کیا جاتا ہے کہ حربی کافروں کا مال ناجائز طریقے سے بھی لینا جائز ہے اس روایت کی تحقیق کے بعد اس کے حسب ذیل جواب ہیں:

(۱) حضرت ابوبکر کے قمار کا واقعہ جن روایات سے ثابت ہے وہ مضطرب ہیں بعض روایات میں حضرت ابوبکر کے جیتنے کا ذکر ہے اور بعض میں ہارنے کا ذکر ہے اور مضطرب روایات سے استدلال صحیح نہیں ہے۔

(۲) قمار کا یہ واقعہ بالاتفاق حرمت قمار سے پہلے کا ہے کیونکہ یہ شرط فتح مکہ سے پہلے لگائی گئی تھی اور قمار کی حرمت سورۃ مائدہ میں نازل ہوئی ہے جو مدینہ میں سب سے آخر میں نازل ہوئی تھی۔

(۳) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مال کو نہ خود قبول فرمایا نہ حضرت ابوبکر کو لینے دیا بلکہ فرمایا: یہ مال حرام ہے اس کو صدقہ کر دو (اس میں یہ دلیل ہے کہ جب انسان کسی مال حرام سے بری ہونا چاہیے تو برأت کی نیت سے اس کو صدقہ کر دے)

دار الحرب دار الکفر اور دار الاسلام کی تعریفات کا بیان

شمس الائمہ سرخسی دار الحرب کی تعریف بیان کرتے ہیں ہوئے لکھتے ہیں: خلاصہ یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ کے نزدیک دار الحرب کی تین شرطیں ہیں ایک یہ کہ اس پورے علاقے میں کافروں کی حکومت ہو اور درمیان میں مسلمانوں کا کوئی ملک نہ ہو دوسری یہ کہ اسلام کی وجہ سے کسی مسلمان کی جان مال اور عزت محفوظ نہ ہو اسی طرح ذمی بھی محفوظ نہ ہو تیسری شرط یہ ہے کہ اس میں شرک کے احکام ظاہر ہوں۔

یہ تعریف اس مالک پر صادق آئے گی جس ملک سے مسلمان عملاً برسر جنگ ہوں اس ملک کے ساتھ سفارتی تعلقات قائم نہ ہوں اور وہاں کسی مسلمان کی اس کے مسلمان ہونے کی حیثیت سے جان مال اور عزت محفوظ نہ ہو جیسا کہ کبھی زمانہ میں اسپین میں تھا وہاں ایک ایک مسلمان کو چن چن کر قتل کر دیا گیا وہاں مذہب اسلام پر قائم رہنا قانونا جرم تھا۔ ایسے ملک سے مسلمانوں پر ہجرت کرنا فرض ہے۔ فقہاء احناف نے حربی کافروں کی جان اور مال کے مباح ہونے کی جو تصریح کی اس سے اسی دار الحرب کے باشندے مراد ہیں۔

کافروں کے وہ مالک جن سے مسلمانوں کے سفارتی تعلقات ہیں تجارت اور دیگر انواع کے معاہدات ہیں پاسپورٹ اور ویزے کے ساتھ ایک دوسرے کے ملک میں آتے جاتے ہیں مسلمانوں کی جان مال اور عزت محفوظ ہیں بلکہ مسلمانوں کو وہاں اپنے مذہبی شعائر پر عمل کرنے کی بھی آزادی ہے جیسے امریکا برطانیہ ہالینڈ جرمنی اور افریقی ممالک یہ ملک دار الحرب نہیں ہیں بلکہ دار الکفر ہیں۔ فقہاء احناف نے اسلامی احکام پر عمل کرنیکی آزادی کے پیش نظر ایسے ملکوں کو دار الاسلام کہا ہے لیکن یہ حکما دار الاسلام ہیں حقیقۃ دار الکفر ہیں۔ بعض اوقات فقہاء دار الکفر پر مجازا دار الحرب کا اطلاق بھی کر دیتے ہیں لیکن یہ مالک اور اسلامی احکام پر عمل کی آزادی کی وجہ سے کبھی ان پر دار الاسلام کر دیا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ قیامت کے دن صرف اس شک کی طرح کھڑے ہوں گے جس کو شیطان نے چھو کر مخبوط الحواس کردیا ہو۔ (البقرہ:۲۷۵)

قیامت میں سود خور کے مخبوط الحواس ہو کر اٹھنے سے جن چڑھنے پر استدلال اور اس کا جواب:

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے آپ کو ان گناہوں سے بچاؤ جن کی مغفرت نہیں ہوگی مال غنیمت میں خیانت کرنے سے سو جس نے خیانت کی وہ قیامت کے دن خیانت کی ہوئی چیز کو لے کر آئے گا اور سود کھانے سے سو جس نے سود کھایا وہ قیامت کے دن مخبوط الحواس پاگل کی طرح اٹھے گا پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ قیامت کے دن صرف اس شخص کی طرح کھڑے ہوں گے جس کو شیطان نے چھو کر مخبوط الحواس کردیا ہو۔

(البقرہ:۲۷۵)

قیامت میں سود خور کے مخبوط الحواس ہو کر اٹھنے سے جن چڑھنے پر استدلال اور اس کا جواب

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے آپ کو ان گناہوں سے بچاؤ جن کی مغفرت نہیں ہوگی مال غنیمت میں خیانت کرنے سے سو جس نے خیانت کی وہ قیامت کے دن خیانت کی ہوئی چیز کو لے کر آئے گا اور سود کھانے سے جس نے سود کھایا وہ قیامت کے دن مخبوط الحواس پاگل کی طرح اٹھے گا پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: جو لوگ سود کھاتے ہیں: وہ قیامت کے دن صرف اس شخص کی طرف اس شخص کی طرح کھڑے ہوں گے جس کو شیطان نے چھو کر مخبوط الحواس کردیا ہو۔ (معجم کبیر ج ۱۸ص ۶۰ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

اللہ تعالیٰ قیامت کے دن سود خوروں کی یہ علامت بنادے گا اور قیامت کے مجمع عظیم میں جو شخص پاگلوں کی طرح مخبوط الحواس کھڑا ہوگا اسے دیکھ کر قیامت کے دن سب پہچان لیں گے کہ یہ شخص دنیا میں سود خور تھا۔

مس کا اصل معنی چھونا ہے بعض اوقات اس کا استعمال کسی برائی اور مصیبت پہنچنے کے لیے بھی ہوتا ہے قرآن مجید میں ہے حضرت ایوب (علیہ السلام) نے دعا کی:

(آیت) انی مسنی الشیطن بنصب وعذاب۔ (ص:۴۱)

ترجمہ: شیطان نے مجھے بڑی اذیت اور سخت تکلیف پہنچائی ہے۔

نیک بندوں پر تو شیطان کا اس سے زیادہ اثر نہیں ہوتا کہ وہ ان کو کسی اذیت اور آزمائش میں مبتلا کردے لیکن عام لوگ جن کی رگوں میں شیطان سیال خون کی طرح دوڑتا ہے ان میں سے جو فاسق و فاجر ہوتے ہیں کبھی کبھی ان کی عقل اور دماغ پر بھی شیطان کا تسلط ہو جاتا ہے اور وہ پاگلوں کی طرح کپڑے پھاڑتے ہیں اور منہ سے جھاگ اڑاتے ہوئے پریشان حال پراگندہ بال جدھر سینگھ سمائے خاک اڑاتے پھرتے ہیں۔ ان کو یہ سزا اس لیے دی جائے گی کہ دنیا میں سود خور اپنا مال بڑھانے کی حرص میں اس طرح دیوانہ ہو چکا تھا کہ اس کو نہ خوف خدا تھا نہ کسی ضرورت مند اور مصیبت زدہ پر اس کو ترس آتا تھا اور سود خوری کی محبت میں وہ بالکل مجنون ہو چکا تھا اس لیے قیامت کے دن اس کو پاگلوں کی طرح مخبوط الحواس اٹھایا جائے گا۔ اہل عرب پاگل شخص کو مجنون کہتے ہیں یعنی یہ

آسیب زدہ شخص ہے یا اس پر جن بھوت کا سایہ ہے یا جن کے چھونے کی وجہ سے یہ پاگلوں کی سی حرکتیں کر رہا ہے اور مخبوط الحواس اٹھے گا عرب کے اسی اسلوب اور محاورہ کے مطابق قرآن مجید نے یہ بیان کیا ہے کہ قیامت کے دن سود خور پاگلوں کی طرح مخبوط الحواس اٹھے گا اس آیت کا یہ مطلب نہیں ہے کہ کسی آدمی پر جن چڑھ جاتا ہے پھر اس کے جسم پر جن کا تصرف ہوتا ہے جن اس کی زبان سے باتیں کرتا ہے اور مافوق الفطرت کام کرتا ہے قرآن مجید اس مفہوم کی تائید اور تصدیق نہیں کرتا جیسا کہ علامہ آلوسی نے سمجھا ہے۔

علامہ آلوسی لکھتے ہیں: کبھی کسی جسم میں ایک متعفن روح داخل ہو جاتی ہے جس کی اس جسم کی روح کے ساتھ مناسبت ہو پھر اس شخص پر مکمل جنون طاری ہو جاتا ہے اور بعض اوقات یہ بخاری (متعفن روح) انسان کے حواس پر غالب ہو کر اس کو معطل کر دیتا ہے پھر یہ خبیث روح اس کے جسم پر مستقل تصرف کرتی ہے اس کی زبان سے کلام کرتی ہے اور اس کے اعضاء میں تصرف کرتی ہے اور جس شخص کے جسم میں یہ روح تصرف کرتی ہے اسے اس کا بالکل شعور نہیں ہوتا اور یہ چیز محسوس اور مشاہدہ میں ہے اس کا صرف وہی شخص انکار کرے گا جو مشاہدات کا منکر ہوگا (روح المعانی ج ۳ ص ۴۹ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

علامہ آلوسی بڑے پائے کے محقق ہیں ہمارے دل میں ان کا بڑا احترام ہے اس کے باوجود وہ انسان ہیں اور انسانی فروگزاشت سے خالی نہیں ہیں یہ جو کچھ انہیں نے لکھا ہے تحقیق کے خلاف لکھا ہے اللہ تعالیٰ کسی انسان کے جسم پر کسی اور روح کو تصرف کرنے کا اختیار نہیں دیتا اللہ تعالیٰ نے انسان کو احکام شرعیہ کا مکلف کیا ہے یہ چیز اس قاعدہ کے خلاف ہے نیز اگر ایسا ہو تو ایک آدمی کو قتل کر دے گا اور بعد میں کہہ دے گا کہ یہ کام میں نے نہیں کیا مجھے اس کا پتا نہیں مجھ پر اس وقت کسی جن کا اثر تھا یہ قتل اسی نے کیا ہے اسی طرح ہر شخص کوئی بھی قانون شکنی کر کے عدالت سے یہ کہہ کر بری ہو سکتا ہے کہ اس قانون شکنی کے وقت میں کسی خبیث جن کے زیر اثر تھا اور یوں دنیا فتنہ و فساد کی آماجگاہ بن جائے گی اور امن اور سکون غارت ہو جائے گا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے کہا تھا کہ بیع سود ہی کی مثل ہے اور اللہ نے بیع کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام کیا ہے۔ (البقرہ: ۲۷۵)

ربا اور بیع کا فرق کا بیان

اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے کہ سود خوروں کو قیامت کے دن مجنون اور مخبوط الحواس شخص کی طرح اس سے لیے اٹھایا جائے گا کہ وہ دنیا میں کہا کرتے تھے کہ بیع سود ہی کی مثل ہے بہ ظاہر ان کو یوں کہنا چاہیے تھا کہ سود بیع ہی کی مثل ہے لیکن انہوں نے گا کہ وہ دنیا میں کہا کرتے تھے کہ بیع کہ سود ہی کی مثل ہے بہ ظاہر ان کو یوں کہنا چاہیے تھا کہ سود بیع ہی کی مثل ہے لیکن انہوں نے سود کے جائز اور حلال ہونے میں مبالغہ کیا اور جواز اور حلت میں سود کو اصل اور مشبہ بہ قرار دیا ان کا یہ قیاس فاسد تھا اللہ تعالیٰ نے صریح عبارت سے ان کا رد کرتے ہوئے فرمایا: اللہ نے بیع کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام کیا ہے۔

سود خوروں کا یہ کہنا کہ سود بیع کی طرح ہے بداہۃً باطل ہے سود اور بیع کے فرق کی بہت سی وجوہ ہیں جن میں سے بعض حسب ذیل ہیں:

(۱) بیع میں تاجر دس روپے کی چیز کو مثلاً بارہ روپے کی بیچتا ہے اور دس روپے کی چیز پر دو روپے زائد لیتا ہے اور سود میں سود خور ایک ماہ کے لیے مثلاً دس روپے قرض دیتا ہے اور اس کے عوض بارہ روپے وصول کرتا ہے اور اس سے اصل رقم پر وہ دو روپے زائد وصول کرتا ہے کیونکہ ان دونوں میں یہ فرق ہے کہ تاجر دس روپے کی چیز کو منڈی سے تھوک فروشوں سے تھوک کے حساب سے زیادہ مقدار میں خریدتا ہے وہاں سے کسی گاڑی میں وہ سامان لاد کر لاتا ہے پھر وہ چیز بارہ روپے میں فروخت کرتا ہے اس پورے عمل میں اس دو روپے کے نفع پر تاجر کا وقت اس کی محنت اور اس کی ذہانت صرف ہوئی ہے اس لیے خریدار اس نفع کو تاجر کا جائز حق سمجھتا ہے اور وہ یہ بھی سمجھتا ہے کہ اگر وہ اپنا وقت اور کرایہ خرچ کر کے منڈی جائے تب بھی اس کو تھوک فروشوں سے تھوک کے بھاؤ پر یہ چیز نہیں ملے گی اس کے برعکس سود خور دس روپے پر ایک ماہ بعد جو دو روپے زائد لے رہا ہے اس کے لیے اس کی وقت محنت اور ذہانت میں سے کوئی چیز خرچ نہیں ہوئی۔

(۲) تاجر جب اپنا روپیہ تجارت میں لگاتا ہے تو اس میں نفع اور نقصان کے دونوں امکان ہیں اس کے برعکس سود خور جو اپنے روپے پر سود وصول کر رہا ہے اس کو نقصان کا کوئی خطرہ نہیں ہے۔

(۳) تجارت میں مبیع اور قیمت کے تبادلہ کے بعد بیع مکمل ہو جاتی ہے لیکن سود میں اصل رقم واپس کرنے کے بعد اس پر سود در سود کا سلسلہ عرصہ دراز تک قائم رہتا ہے۔

ربا کو بہ تدریج حرام کرنے کا بیان

شراب کی طرح سود کو بھی اللہ تعالیٰ نے بہ تدریج حرام کیا ہے سب سے پہلے مکہ مکرمہ میں سود کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی:

(آیت) وما اتیتم من ربا لیربوا فی اموال الناس فلا یربوا عنداللہ وما اتیتم من زکوۃ تریدون وجہ اللہ فاولئک ہم المضعفون . . (الروم:۳۹)

ترجمہ: اور جو مال تم سود حاصل کرنے کے لیے دیتے ہو تو وہ مال لوگوں کے مال میں شامل ہو کر بڑھتا ہی رہے تو وہ اللہ کے نزدیک نہیں بڑھتا اور جو تم اللہ کی رضا جوئی کے لیے زکوۃ دیتے ہو تو وہی لوگ اپنا مال (بکثرت) بڑھانے والے ہیں۔

اس آیت میں صراحۃ سود کو حرام نہیں فرمایا: صرف اس پر ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا ہے:

سود کے متعلق یہ آیت مکہ میں نازل ہوئی اور باقی آیات مدینہ میں نازل ہوئیں دوسری آیت یہ ہے اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا: یہود کے ظلم کی وجہ سے ہم نے ان پر کئی ایسی پاک چیزیں حرام کر دیں جو پہلی ان کے لیے حلال کی گئی تھیں اور اس وجہ سے کہ وہ لوگوں کو اللہ کی راہ سے بہ کثرت روکتے تھے نیز فرمایا:

(آیت) واخذہم الربوا وقد نہوا عنہ واکلہم اموال الناس بالباطل . (النساء:۱۶۱)

اور ان کے سود لینے کی وجہ سے حالانکہ انکو سود لینے سے منع کیا گیا ہے اور اس وجہ سے کہ وہ لوگوں کا مال ناحق کھاتے تھے۔

اس آیت میں بھی مسلمانوں کو سودی کا کاروبار سے صراحۃ منع نہیں فرمایا صرف یہ اشارہ فرمایا کہ یہود پر عتاب کی وجہ ان کا سودی کاروبار تھا پھر یہ آیت نازل فرمائی:

(آیت) ۔ یایھا الذین امنوا لا تاکلوا الربوا اضعافا مضعفۃ (آل عمران ۱۳۰)

ترجمہ: اے ایمان والو! دگنا چوگنا سود نہ کھاؤ۔

اس آیت میں بھی مطلقا سود سے منع نہیں فرمایا بلکہ سود در سود سے منع فرمایا ہے اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے زیر بحث آیت میں مطلقا سود کو حرام فرما دیا:

(آیت) ۔ واحل اللہ البیع وحرم الربوا ۔ (البقرہ: ۲۷۵)

ترجمہ: اللہ نے بیع کو حلال کیا اور سود کو حرام کر دیا۔

نیز فرمایا: (آیت) ۔ یایھا الذین امنوا اتقوا اللہ وذروا مابقی من الربوا ان کنتم مؤمنین ۔ ۔ (البقرہ: ۲۷۸)

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور باقی ماندہ سود کو چھوڑ دو اگر تم مومن ہو۔

ربا کو حرام قرار دینے کی حکمتوں کا بیان

اسلام نے حرکت اور عمل کی تعلیم دی ہے رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک ہمسایوں سے ہمدردی فقراء اور مساکین اور دیگر ضرورت مندوں کے ساتھ شفقت اور ایثار کی تلقین کی ہے اسلام کسی ایسے کسب کی اجازت نہیں دیتا جس میں انسان کی کوشش اور جدوجہد کا دخل نہ ہو وہ صدقہ کرنے اور قرض حسن دینے کی ترغیب دیتا ہے اور ضرورت مندوں کے استحصال سے منع کرتا ہے اور ہر اس چیز کو حرام قرار دیتا ہے جو عداوت بغض مناقشہ اور نزاع کا موجب ہے اور کینہ حسد حرص اور طمع کی بیخ کنی کرتا ہے اور مال کو صرف جائز اور مشروع طریقہ سے لینے کی اجازت دیتا ہے جس میں کسی پر ظلم نہ ہو اور چند ہاتھوں میں دولت کے مرتکز ہو جانے کو ناپسند کرتا ہے ان اصولوں کی روشنی میں ربا کے جواز کی کوئی گنجائش نہیں ہے اس لیے ربا کے حرام ہونے کی حسب ذیل وجوہ ہیں۔

(۱) سودخوری کی وجہ سے انسان بغیر کسی عمل کے پیسہ کمانے کا عادی ہو جاتا ہے کیونکہ سود کے ذریعہ تجارت یا صنعت وحرفت میں کوئی جدوجہد کیے بغیر پیسہ حاصل ہو جاتا ہے۔

(۲) سود میں بغیر کسی عوض کے نفع ملتا ہے اور شریعت نے بغیر حق شرعی کے مال لینے کو ناجائز قرار دیا ہے اور کمزوروں اور ناداروں کے استحصال سے منع کیا ہے۔

(۳) سودخوری کی وجہ سے مفلسوں اور ناداروں کے دلوں میں امراء اور سرمایہ داروں کے خلاف کینہ اور بغض پیدا ہوتا ہے۔

(۴) سودخوری کی وجہ سے صلہ کرنے صدقہ وخیرات کرنے اور قرض حسن دینے ایسے مکارم اخلاق مٹ جاتے ہیں پھر انسان ضرورت مند غریب کی مدد کرنے کے بجائے اس کو سود پر قرض دینے کو ترجیح دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: سو جس شخص کے پاس اس کے رب کی طرف سے نصیحت آ گئی پس وہ (سود سے) باز آ گیا تو جو کچھ وہ پہلے لے چکا ہے وہ اس کا ہو گیا اور اس کا معاملہ اللہ کے حوالے ہے اور جس نے دوبارہ اس کا اعادہ کیا تو وہی لوگ دوزخی ہیں وہ اسی میں ہمیشہ رہیں گے ۔ ۔ (البقرہ: ۲۷۵)

سود خور کے لیے دائما دوزخ کی وعید کی توجیہ

یعنی جس شخص کو سود کا حرام ہونا معلوم ہو گیا اور وہ سودی خوری سے رک گیا تو سود کی تحریم سے پہلے وہ جو کچھ لے چکا ہے وہ اس سے واپس نہیں لیا جائے گا اور اس کا معاملہ اللہ کے حوالے ہے اس کی دو تفسیریں ہیں ایک یہ کہ اگر اللہ چاہے تو اس کو آئندہ سود خوری سے محفوظ رکھے گا اور اگر چاہے گا تو ایسا نہیں کرے گا دوسری تفسیر یہ ہے کہ جو شخص نصیحت پہنچنے کے بعد اخلاص اور صدق نیت سے سود خوری چھوڑ دے گا اس کو اللہ تعالیٰ جزا دے گا یا اللہ جو چاہے گا اس کے متعلق فیصلہ فرمائے گا کسی کو اس پر اعتراض کرنے کا حق نہیں ہے کیونکہ وہی مالک اور حاکم علی الاطلاق ہے۔

اللہ تعالیٰ نے جو یہ فرمایا ہے کہ جس نے دوبارہ سود لیا تو وہی لوگ دوزخی ہیں وہ اسی میں ہمیشہ رہیں اس سے معتزلہ نے یہ استدلال کیا ہے کہ گناہ کبیرہ کا مرتکب ہمیشہ دوزخ میں رہتا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ جو شخص جائز اور حلال سمجھ کر دوبارہ سود لے وہ ہمیشہ دوزخ میں رہے گا کیونکہ حرام قطعی کو حلال سمجھنا کفر ہے دوسرا جواب یہ ہے کہ آیت کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص سود کے حرام ہونے کے بعد دوبارہ سود لے وہ دوزخ میں دائما رہنے کا مستحق ہے یہ اور بات ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو یہ سزا نہ دے تیسرا جواب یہ ہے کہ یہ وعید مشیت کے ساتھ مقید ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وہ کسی کی نیکی کو ضائع نہیں کرے گا اور اس کی جزا اس کو دے گا جس مومن نے سود لیا اس کا ایمان بھی تو ایک نیکی ہے اگر اس کو ہمیشہ دوزخ میں رکھا گیا تو اس کے ایمان کی اس کو جزا نہیں ملے گی اس لیے ضروری ہے کہ کچھ عرصہ دوزخ میں سزا دینے کے بعد اسے جنت میں بھیج دیا جائے تا کہ وہ اپنی برائی اور نیکی دونوں کی جزا پالے اس لیے یہ آیت مشیت کے ساتھ مقید ہے یعنی اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو اس کو دوزخ میں دائما رکھے گا لیکن اللہ تعالیٰ ایسا نہیں چاہے گا کیونکہ اس نے فرمایا ہے: جس نے نیکی کی اس کو اس کی نیکی کی جزا ملے گی۔

(آیت) **فمن یعمل مثقال ذرة خیرا یره .** (الزلزال:۷)

ترجمہ: سو جس نے ایک ذرہ کے برابر بھی نیکی کی وہ اس (کی جزا) کو دیکھے گا۔

چوتھا جواب یہ ہے کہ زیادہ عرصہ دوزخ سے سزا دینے کو اللہ تعالیٰ نے مجاز او دوام کے ساتھ تعبیر فرمایا ہے۔

(تفسیر تبیان القرآن، سورہ بقرہ، لاہور)

باب بَيْعِ الْبُرِّ بِالْبُرِّ

یہ باب ہے کہ گندم کے بدلے میں گندم فروخت کرنا

4574 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بَزِيعٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ قَالَ حَدَّثَنَا سَلَمَةُ - وَهُوَ ابْنُ عَلْقَمَةَ - عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ مُسْلِمِ بْنِ يَسَارٍ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَتِيكٍ قَالَا جَمَعَ الْمَنْزِلُ بَيْنَ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ وَمُعَاوِيَةَ حَدَّثَهُمْ عُبَادَةُ قَالَ نَهَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الذَّهَبِ بِالذَّهَبِ وَالْوَرِقِ بِالْوَرِقِ وَالْبُرِّ

4574-اخرجه النسائي في البيوع، بيع البر بالبر (الحديث 4575)، و بيع الشعير بالشعير (الحديث 4576) مطولا . و اخرجه ابن ماجه في التجارات، باب الصرف وما لا يجوز متفاضلا يدًا بيد (الحديث 2254) . تحفة الاشراف (5113) .

بِالْبُرِّ وَالشَّعِيرِ بِالشَّعِيرِ وَالتَّمْرِ بِالتَّمْرِ - قَالَ اَحَدُهُمَا وَالْمِلْحِ بِالْمِلْحِ وَلَمْ يَقُلْهُ الْاٰخَرُ - اِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ يَدًا بِيَدٍ وَّاَمَرَنَا اَنْ نَبِيعَ الذَّهَبَ بِالْوَرِقِ وَالْوَرِقَ بِالذَّهَبِ وَالْبُرَّ بِالشَّعِيرِ وَالشَّعِيرَ بِالْبُرِّ يَدًا بِيَدٍ كَيْفَ شِئْنَا قَالَ اَحَدُهُمَا فَمَنْ زَادَ اَوِ ازْدَادَ فَقَدْ اَرْبٰى .

★★ عبداللہ بن عتیق اور مسلم بن یسار بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ایک جگہ اکٹھے ہوئے' تو حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو یہ حدیث سنائی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سونے کے عوض میں سونا' چاندی کے عوض میں چاندی' گندم کے عوض میں گندم' جَو کے عوض میں جَو اور کھجور کے عوض میں کھجور (یہاں ایک راوی نے یہ الفاظ بھی نقل کیے ہیں:) نمک کے عوض میں نمک (لیکن دوسرے راوی نے یہ الفاظ نقل نہیں کیے ہیں) کا لین دین کرنے سے منع کیا ہے' تاہم اگر وہ برابر برابر ہوں اور دست بدست ہوں (تو یہ جائز ہوگا)۔

انہوں نے بتایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ ہدایت کی ہے' ہم چاندی کے عوض میں سونے کو' یا سونے کے عوض میں چاندی کو' جَو کے عوض میں گندم کو' یا گندم کے عوض میں جَو کو دست بدست جیسے ہم چاہیں' خرید وفروخت کر سکتے ہیں۔

ان دونوں راویوں میں سے ایک راوی نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں: جو شخص اضافی ادائیگی کرتا ہے' یا اضافی ادائیگی کا طلبگار ہوتا ہے' تو وہ سود کا کام کرتا ہے۔

4575 - اَخْبَرَنَا الْمُؤَمَّلُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيلُ - وَهُوَ ابْنُ عُلَيَّةَ - عَنْ سَلَمَةَ بْنِ عَلْقَمَةَ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ قَالَ حَدَّثَنِي مُسْلِمُ بْنُ يَسَارٍ وَّعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُبَيْدٍ - وَقَدْ كَانَ يُدْعٰى ابْنَ هُرْمُزَ - قَالَ جَمَعَ الْمَنْزِلُ بَيْنَ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ وَبَيْنَ مُعَاوِيَةَ حَدَّثَهُمْ عُبَادَةُ قَالَ نَهَانَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الذَّهَبِ بِالذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ بِالْفِضَّةِ وَالتَّمْرِ بِالتَّمْرِ وَالْبُرِّ بِالْبُرِّ وَالشَّعِيرِ بِالشَّعِيرِ - قَالَ اَحَدُهُمَا وَالْمِلْحِ بِالْمِلْحِ وَلَمْ يَقُلْهُ الْاٰخَرُ - اِلَّا سَوَاءً بِسَوَاءٍ مِثْلًا بِمِثْلٍ - قَالَ اَحَدُهُمَا مَنْ زَادَ اَوِ ازْدَادَ فَقَدْ اَرْبٰى وَلَمْ يَقُلْهُ الْاٰخَرُ - وَاَمَرَنَا اَنْ نَبِيعَ الذَّهَبَ بِالْفِضَّةِ وَالْفِضَّةَ بِالذَّهَبِ وَالْبُرَّ بِالشَّعِيرِ وَالشَّعِيرَ بِالْبُرِّ يَدًا بِيَدٍ كَيْفَ شِئْنَا .

★★ مسلم بن یسار اور عبداللہ بن عبید' جنہیں ابن ہرمز بھی کہا جاتا ہے' وہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی جگہ پر پڑاؤ کیے ہوئے تھے' تو حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو بتایا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سونے کے عوض میں سونا' چاندی کے عوض میں چاندی' کھجور کے عوض میں کھجور' گندم کے عوض میں گندم اور جَو کے عوض میں جَو کا سودا کرنے سے منع کیا ہے۔

(یہاں ایک راوی نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں:)

نمک کے عوض میں نمک (لیکن یہ الفاظ دوسرے راوی نے نقل نہیں کیے ہیں)۔

(اس کے بعد روایت کے یہ الفاظ ہیں:) البتہ اگر وہ برابر برابر ہوں اور نقد لین دین ہو (تو یہ جائز ہوگا)۔

4575-تقدم في البيوع، بيع البر بالبر (الحديث 4574) .

یہاں ایک راوی نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں: جو شخص اضافی ادائیگی کرے یا اضافی ادائیگی کا طلبگار ہو تو وہ سود کا کام کرتا ہے تاہم یہ الفاظ دوسرے راوی نے نقل نہیں کیے ہیں۔

(روایت میں یہ الفاظ ہیں:) نبی اکرم ﷺ نے ہمیں یہ ہدایت کی تھی کہ ہم چاندی کے عوض میں سونے کو سونے کے عوض میں چاندی کو جَو کے عوض میں گندم کو اور گندم کے عوض میں جَو کو دست بدست جیسے چاہیں خرید و فروخت کر سکتے ہیں۔

شرح

علامہ ابن الہمام رحمۃ اللہ علیہ شارح ہدایہ فرماتے ہیں تجارت (بیع) کے ذریعہ عام طور پر مال میں اضافہ ہوتا ہے جسے نفع یا ربح کہتے ہیں اور سود کے ذریعہ بھی مال میں اضافہ ہوتا ہے جسے ربو کہتے ہیں مگر دونوں میں بہت بڑا فرق ہے اور وہ یہ کہ تجارت کی شکل میں حاصل ہونے والا منافع ربح حلال ہے اور سود کی شکل میں حاصل ہونے والا ربو حرام ہے۔ لہٰذا فقہاء کرام رحمہم اللہ جب تجارت کی حلال صورت کو بیان کر کے اس کے مسائل ذکر کرتے ہیں تو اس کی حرام صورت اور اس کے مسائل بھی ذکر کر دیتے ہیں۔ چونکہ اصل حلت ہے اس لئے حلال کا پہلے ذکر کیا جاتا ہے اور حرام کا ذکر بعد میں کیا جاتا ہے۔ (فتح القدیر شرح الہدایہ، باب ربو)

سود کی لغوی تعریف کا بیان

لغت کے اعتبار سے ربا کے معنی زیادتی بڑھوتری بلندی کے اتے ہیں اور اصطلاح شریعت میں ایسی زیادتی کو ربا کہتے ہیں جو کسی مالی معاوضہ کے بغیر حاصل ہو۔

سود کو عربی زبان میں ربا کہتے ہیں، جس کا لغوی معنی زیادہ ہونا، پروان چڑھنا، اور بلندی کی طرف جانا ہے۔ اور شرعی اصطلاح میں ربا (سود) کی تعریف یہ ہے کہ کسی کو اس شرط کے ساتھ رقم ادھار دینا کہ واپسی کے وقت وہ کچھ رقم زیادہ لے گا۔ مثلاً کسی کو سال یا چھ ماہ کے لیے 100 روپے قرض دئے، تو اس سے یہ شرط کر لی کہ وہ 100 روپے کے 120 روپے لے گا، مہلت کے عوض یہ جو 20 روپے زیادہ لیے گئے ہیں، یہ سود ہے۔

سود کی حرمت کا بیان

اَلَّذِیْنَ یَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا یَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا یَقُوْمُ الَّذِیْ یَتَخَبَّطُهُ الشَّیْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْۤا اِنَّمَا الْبَیْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا وَ اَحَلَّ اللّٰهُ الْبَیْعَ وَ حَرَّمَ الرِّبٰوا فَمَنْ جَآءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَ وَ اَمْرُهٗۤ اِلَى اللّٰهِ وَ مَنْ عَادَ فَاُولٰٓىٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ (البقرہ، ۲۷۵)

ترجمہ: وہ جو سود کھاتے ہیں قیامت کے دن نہ کھڑے ہوں گے مگر، جیسے کھڑا ہوتا ہے وہ جسے آسیب نے چھو کر مخبوط بنا دیا ہو اس لئے کہ انہوں نے کہا بیع بھی تو سود ہی کے مانند ہے، اور اللہ نے حلال کیا بیع کو اور حرام کیا سود، تو جسے اس کے رب کے پاس سے نصیحت آئی اور وہ باز رہا تو اسے حلال ہے جو پہلے لے چکا، اور اس کا کام خدا کے سپرد ہے۔ اور جو اب ایسی حرکت کرے گا تو وہ دوزخی ہے وہ اس میں مدتوں رہیں گے۔ (کنزالایمان)

علامہ مناوی لکھتے ہیں۔ ربٰوا کے لغوی معنی زیادتی اوراضافے کے ہیں اور شریعت میں اس کا اطلاق ربا الفضل اور ربا النسیئۃ پر ہوتا ہے۔ ربا الفضل اس سود کو کہتے ہیں جو چھ اشیا میں کمی بیشی یا نقد وادھار کی وجہ سے ہوتا ہے (جس کی تفصیل حدیث میں ہے) مثلاً گندم کا تبادلہ گندم سے کرنا ہے تو فرمایا گیا ہے کہ ایک تو برابر برابر ہو۔ دوسرے ہاتھوں ہاتھ ہو۔ اس میں کمی بیشی ہوگی تب بھی اور ہاتھوں ہاتھ ہونے کے بجائے ایک نقد اور دوسرا ادھار یا دونوں ہی ادھار ہوں تب بھی سود ہے) ربا النسیئۃ کا مطلب ہے کسی کو (مثلاً) چھ مہینے کے لیے اس شرط پر سو روپے دینا کہ واپسی روپے ہوگی۔ روپے چھ مہینے کی مہلت کے لیے دیے جائیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب قول میں اسے اس طرح بیان کیا گیا ہے "کل قرض جر منفعة فهو ربا ۔

(فیض القدیر شرح الجامع الصغیر ج ۵ ص ۲۸)

(قرض پر لیا گیا نفع سود ہے)۔ یہ قرضہ ذاتی ضرورت کے لیے لیا گیا ہو یا کاروبار کے لئے دونوں قسم کے قرضوں پر سود حرام ہے۔ اور زمانہ جاہلیت میں بھی دونوں قسم کے قرضوں کا رواج تھا شریعت نے بغیر کسی قسم کی تفریق کے دونوں کو مطلقاً حرام قرار دیا ہے اس لیے بعض لوگوں کا یہ کہنا کہ تجارتی قرضہ جو عام طور پر بنک سے لیا جاتا ہے اس پر اضافہ سود نہیں ہے اس لیے کہ قرض لینے والا اس سے فائدہ اٹھاتا ہے جس کا کچھ حصہ وہ بنک کو یا قرض دہندہ کو لوٹا دیتا ہے تو اس میں قباحت کیا ہے؟ اس کی قباحت ان متجددین کو نظر نہیں آتی جو اس کو جائز قرار دیتے ہیں ورنہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں تو اس میں بڑی قباحتیں ہیں۔ مثلاً قرض لے کر کاروبار کرنے والے کا منافع تو یقینی نہیں ہے بلکہ منافع تو کجا اصل رقم کی حفاظت کی بھی ضمانت نہیں ہے بعض دفعہ کاروبار میں ساری رقم ہی ڈوب جاتی ہے۔

جب کہ اس کے برعکس قرض دہندہ (چاہے وہ بنک ہو یا کوئی ساہوکار ہو) کا منافع متعین ہے جس کی ادائیگی ہر صورت میں لازمی ہے یہ ظلم کی ایک واضح صورت ہے جسے شریعت اسلامیہ کس طرح جائز قرار دے سکتی ہے؟ علاوہ ازیں شریعت تو اہل ایمان کو معاشرے کے ضرورت مندوں پر بغیر کسی دنیاوی غرض و منفعت کے خرچ کرنے کی ترغیب دیتی ہے جس سے معاشرے میں اخوت بھائی چارے، ہمدردی، تعاون اور شفقت و محبت کے جذبات فروغ پاتے ہیں۔ اس کے برعکس سودی نظام سے سنگ دلی اور خود غرضی کو فروغ ملتا ہے۔ ایک سرمائے دار کو اپنے سرمائے کے نفع سے غرض ہوتی ہے چاہے معاشرے میں ضرورت مند، بیماری، بھوک، افلاس سے کراہ رہے ہوں یا بیروزگار اپنی زندگی سے بیزار ہوں۔ شریعت اس شقاوت و سنگدلی کو کس طرح پسند کر سکتی ہے؟ اس کے اور بہت سے نقصانات ہیں۔ بہر حال سود مطلقاً حرام ہے چاہے ذاتی ضرورت کے لیے لیے گئے قرضے کا سود ہو یا تجارتی قرضے پر ہو۔

تجارت اور سود کو ہم معنی کہنے والے کم علم لوگوں کے لئے نصیحت

چونکہ پہلے ان لوگوں کا ذکر ہوا ہے جو نیک کا (صدقہ خیرات کرنے والے زکوتیں دینے والے حاجت مندوں اور رشتہ داروں کی مدد کرنے والے غرض ہر حال میں اور ہر وقت دوسروں کے کام آنے والے تھے تو ان کا بیان ہو رہا ہے جو کسی کو دینا تو ایک طرف

رہا دوسروں سے چھینے ظلم کرنے اور ناحق اپنے پرایوں کا مال ہضم کرنے والے ہیں، تو فرمایا کہ یہ سودخور لوگ اپنی قبروں سے ان کے بارے میں دیوانوں اور پاگلوں خبطیوں اور بیہوشوں کی طرح اٹھیں گے، پاگل ہوں گے، کھڑے بھی نہ ہو سکتے ہوں گے، ایک قرأت میں من المس کے بعد یوم القیامۃ کا لفظ بھی ہے، ان سے کہا جائے گا کہ لو اب ہتھیار تھام لو اور اپنے رب سے لڑنے کے لئے آمادہ ہو جاؤ، شب معراج میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ لوگوں کو دیکھا جن کے پیٹ بڑے بڑے گھروں کی مانند تھے، پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ بتایا گیا سود اور بیاج لینے والے ہیں، اور روایت میں ہے کہ ان کے پیٹوں میں سانپ بھرے ہوئے تھے جو ڈستے رہتے تھے اور ایک مطول حدیث میں ہے کہ ہم جب ایک سرخ رنگ نہر پر پہنچے جس کا پانی مثل خون کے سرخ تھا تو میں نے دیکھا اس میں کچھ لوگ بمشکل تمام کنارے پر آتے ہیں تو ایک فرشتہ بہت سے پتھر لئے بیٹھا ہے، وہ ان کا منہ پھاڑ کر ایک پتھر ان کے منہ میں اتار دیتا ہے، وہ پھر بھاگتے ہیں پھر یہی ہوتا ہے، پوچھا تو معلوم ہوا یہ سودخوروں کا گروہ ہے، ان پر یہ وبال اس باعث ہے کہ یہ کہتے تھے کہ تجارت بھی تو سود ہی ہے ان کا یہ اعتراض شریعت اور احکام الٰہی پر تھا وہ سود کو تجارت کی طرح حلال جانتے تھے، جبکہ بیع پر سود کا قیاس کرنا ہی غلط ہے۔

حقیقت تو یہ ہے کہ مشرکین تو تجارت کا شرعاً جائز ہونے کے قائل نہیں ورنہ یوں کہتے کہ سود مثل بیع ہے، ان کا کہنا یہ تھا کہ تجارت اور سود دونوں ایک جیسی چیزیں ہیں۔ پھر کیا وجہ ہے کہ ایک کو حلال کہا جائے اور دوسری کو حرام؟ پھر انہیں جواب دیا جاتا ہے کہ حلت وحرمت اللہ کے حکم کی بنا پر ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ یہ جملہ بھی کافروں کا قول ہی ہو، تو بھی انتہائی اچھے انداز سے جواباً کہا گیا اس میں مصلحت الٰہیہ کہ ایک کو اللہ نے حرام ٹھہرایا اور دوسرے کو حلال پھر اعتراض کیسا؟ علیم وحکیم اللہ کے حکموں پر اعتراض کرنے والے تم کون؟ کس کی ہستی ہے؟ اس سے بازپرس کرنے کی، تمام کاموں کی حقیقت کو ماننے والا تو وہی ہے وہ خوب جانتا ہے کہ میرے بندوں کا حقیقی نفع کس چیز میں اور فی الواقع نقصان کس چیز میں ہے، تو نفع والی چیزیں حلال کرتا ہے اور نقصان پہنچانے والی چیزیں حرام کرتا ہے، کوئی ماں اپنے دودھ پیتے بچے پر اتنی مہربان نہ ہوگی جتنا اللہ اپنے بندوں پر ہے، وہ روکتا ہے تو بھی مصلحت سے اور حکم دیتا ہے تو مصلحت سے، اپنے رب کی نصیحت سن کر جو باز آ جائے اس کے پہلے کیے ہوئے تمام گناہ معاف ہیں، جیسا فرمایا عفا اللہ عما سلف اور جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ والے دن فرمایا تھا جاہلیت کے تمام سود آج میرے ان قدموں تلے دفن کر دیئے گئے ہیں، چنانچہ سب سے پہلا سود جس سے میں دست بردار ہوتا ہوں وہ عباس کا سود ہے، پس جاہلیت میں جو سود لے چکے تھے ان کو لوٹانے کا حکم نہیں ہوا،

ایک روایت میں ہے کہ ام بحنہ حضرت زید بن ارقم کی ام ولد تھیں، حضرت عائشہ کے پاس آئیں اور کہا کہ میں نے ایک غلام حضرت زید کے ہاتھوں آٹھ سو کا اس شرط پر بیچا کہ جب ان کے پاس رقم آئے تو وہ ادا کر دیں، اس کے بعد انہیں نقدی کی ضرورت پڑی تو وقت سے پہلے ہی وہ اسے فروخت کرنے کو تیار ہو گئے، میں نے چھ سو کا خرید لیا، حضرت صدیقہ نے فرمایا تو نے بھی اور اس نے بھی بالکل خلاف شرع کیا، بہت برا کیا، جاؤ زید سے کہہ دو اگر وہ توبہ نہ کرے گا تو اس کا جہاد بھی غارت جائے گا جو اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا ہے، میں نے کہا اگر وہ دو سو جو مجھے اس سے لینے ہیں چھوڑ دوں اور صرف چھ سو وصول کرلوں تا کہ مجھے

میری پوری رقم آٹھ سو کی مل جائے، آپ نے فرمایا پھر کوئی حرج نہیں، پھر آپ نے (فمن جاء موعظۃ والی آیت پڑھ کر سنائی (ابن ابی حاتم) یہ اثر بھی مشہور ہے اور ان لوگوں کی دلیل ہے جو عینہ کے مسئلے کو حرام بتاتے ہیں اس کی تفصیل کتاب الاحکام میں ہے اور احادیث بھی ہیں، والحمد اللہ۔

پھر فرمایا کہ حرمت کا مسئلہ کانوں میں پڑنے کے بعد بھی سود لے تو وہ سزا کا مستحق ہے ہمیشہ کے لئے جہنمی ہے، جب یہ آیت اتری تو آپ نے فرمایا جو مخابرہ کو اب بھی نہ چھوڑے وہ اللہ کے رسول سے لڑنے کے لئے تیار ہو جائے (ابوداود)

"مخابرہ" اسے کہتے ہیں کہ ایک شخص دوسروں کی زمین میں کھیتی بوئے اور اس سے یہ طے ہو کہ زمین کے اس محدود ٹکڑے سے جتنا اناج نکلے وہ میرا باقی تیرا اور "مزابنہ" اسے کہتے ہیں کہ درخت میں جو کھجوریں ہیں وہ میری ہیں اور میں اس کے بدلے اپنے پاس سے تجھے اتنی اتنی کھجوریں تیار دیتا ہوں، اور "محاقلہ" اسے کہتے ہیں کہ کھیت میں جو اناج خوشوں میں ہے اسے اپنے پاس سے کچھ اناج دے کر خریدنا، ان تمام صورتوں کو شریعت نے حرام قرار دیا تا کہ سود کی جڑیں کٹ جائیں، اس لئے کہ ان صورتوں میں صحیح طور پر کیفیت تبادلہ کا اندازہ نہیں ہو سکتا، پس بعض علماء نے اس کی کچھ علت نکالی بعض نے کچھ، ایک جماعت نے اسی قیاس پر ایسے تمام کاروبار کو منع کیا، دوسری جماعت نے برعکس کیا، لیکن دوسری علت کی بناء پر، حقیقت یہ ہے کہ یہ مسئلہ ذرا مشکل ہے۔

یہاں تک کہ حضرت عمر فرماتے ہیں افسوس کہ تین مسئلے پوری طرح میری سمجھ میں نہیں آئے دادا کی میراث کا کلالہ اور سود کی صورتوں کا یعنی بعض کاروبار کی ایسی صورتیں جن پر سود کا شبہ ہوتا ہے، اور وہ ذرائع جو سود کی مماثلت تک لے جاتے ہوں جب یہ حرام ہیں تو وہ بھی حرام ہی ٹھہریں گے، جیسا کہ وہ چیز واجب ہو جاتی ہے جس کے بغیر کوئی واجب پورا نہ ہوتا ہو،

بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے کہ جس طرح حلال ظاہر ہے، اسی طرح حرام بھی ظاہر ہے لیکن کچھ کام درمیانی شبہ والے بھی ہیں، ان شبہات والے کاموں سے بچنے والے نے اپنے دین اور اپنی عزت کو بچالیا اور جو ان مشتبہ چیزوں میں پڑا وہ حرام میں بھی مبتلا ہو سکتا ہے۔ اس چرواہے کی طرح جو کسی کی چراگاہ کے آس پاس اپنے جانور چراتا ہو، تو ممکن ہے کوئی جانور اس چراگاہ میں بھی منہ مار لے،

سنن میں حدیث ہے کہ جو چیز تجھے شک میں ڈالے اسے چھوڑ دو اور اسے لے لو جو شک شبہ سے پاک ہے، دوسری حدیث میں ہے گناہ وہ ہے جو دل میں کھٹکے طبیعت میں تردد ہو اور اس کے بارے میں لوگوں کا واقف ہونا اسے برا لگتا ہو، ایک اور روایت میں ہے اپنے دل سے فتویٰ پوچھ لو لوگ چاہے کچھ بھی فتویٰ دیتے ہوں، حضرت ابن عباس فرماتے ہیں سود کی حرمت سب سے آخر میں نازل ہوئی (بخاری)

حضرت عمر یہ فرما کر کہتے ہیں افسوس کہ اس کی پوری تفسیر بھی مجھ تک نہ پہنچ سکی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہو گیا۔ لوگو سود کو بھی چھوڑو اور ہر اس چیز کو بھی جس میں سود کا بھی شائبہ ہو (مسند احمد) حضرت عمر نے ایک خطبہ میں فرمایا شاید میں تمہیں بعض ان چیزوں سے روک دوں جو تمہارے لئے نفع والی ہوں اور ممکن ہے میں تمہیں کچھ ایسے احکام بھی دوں جو تمہاری مصلحت کیخلاف ہوں، سنو! قرآن میں سب سے آخر سود کی حرمت کی آیت اتری، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہو گیا اور افسوس کہ اسے کھول کر ہمارے

سامنے بیان نہ فرمایا پس تم ہر اس چیز کو چھوڑ دو جو تمہیں شک میں ڈالتی ہو۔ (ابن ماجہ)

ایک حدیث میں ہے کہ سود کے تہتر گناہ ہیں جن میں سب سے ہلکا گناہ یہ ہے کہ انسان اپنی ماں سے بدکاری کرے، سب سے بڑا سود مسلمان کی ہتک عزت کرنا ہے (مستدرک حاکم)

فرماتے ہیں ایسا زمانہ بھی آئے گا کہ لوگ سود کھائیں گے، صحابہ نے پوچھا کیا سب کے سب؟ فرمایا جو نہ کھائے گا اسے بھی غبار تو پہنچے گا ہی، (مسند احمد)

پس غبار سے بچنے کے لئے ان اسباب کے پاس بھی نہ پھٹکنا چاہئے جو ان حرام کاموں کی طرف پہنچانے والے ہوں، حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ جب سورۃ بقرہ کی آخری آیت حرمت سود میں نازل ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں آ کر اس کی تلاوت کی اور سودی کاروبار اور سودی تجارت کو حرام قرار دیا،

بعض ائمہ فرماتے ہیں کہ اسی طرح شراب اور اس طرح کی تمام خرید وفروخت وغیرہ وہ وسائل (ذرائع) ہیں جو اس تک پہنچانے والے ہیں سب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام کئے ہیں، صحیح حدیث میں ہے اللہ تعالیٰ نے یہودیوں پر لعنت اس لئے کی کہ جب ان پر چربی حرام ہوئی تو انہوں نے حیلہ سازی کر کے حلال بنانے کی کوشش کی چنانچہ یہ کوشش کرنا بھی حرام ہے اور موجب لعنت ہے، اسی طرح پہلے وہ حدیث بھی بیان ہو چکی ہے جس میں کہا گیا ہے کہ جو شخص دوسرے کی تین طلاق والی عورت سے اس لئے نکاح کرے کہ پہلے خاوند کے لئے حلال ہو جائے اس پر اور اس خاوند پر اللہ کی پھٹکار اور اس کی لعنت ہے، آیت حتى تنكح زوجا غيره ك ی تفسیر میں دیکھ لیجئے، حدیث شریف میں ہے سود کھانے والے پر کھلانے والے پر شہادت دینے والوں پر گواہ بننے والوں پر لکھنے والے پر، سب پر اللہ کی لعنت ہے، ظاہر ہے کاتب وشاہد کو کیا ضرورت پڑی ہے جو وہ خواہ مخواہ اللہ کی لعنت اپنے اوپر لے، اسی طرح بظاہر عقد شرعی کی صورت کا اظہار اور نیت میں فساد رکھنے والوں پر بھی اللہ کی لعنت ہے۔ حدیث میں ہے اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں کو نہیں بلکہ تمہارے دلوں اور نیتوں کو دیکھتے ہیں۔

سود کے سبب معیشت کی تباہی کا بیان

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ سود کو برباد کرتا ہے یعنی یا تو اسے بالکل غارت کر دیتا ہے یا سودی کاروبار سے خیر وبرکت ہٹا دیتا ہے علاوہ ازیں دنیا میں بھی وہ تباہی کا باعث بنتا ہے اور آخرت میں عذاب کا سبب، جیسے ہے آیت قل لا يستوى الخبيث والطيب الخ، یعنی ناپاک اور پاک برابر نہیں ہوتا گو تمہیں ناپاک کی زیادتی تعجب میں ڈالے۔ ارشاد فرمایا آیت ويجعل الخبيث بعضه على بعض فير كم فيجعله فى جهنم ۔ مگر جب خباثت والی چیزوں کو تہ وبالا کر کے وہ جہنم میں جھونک دے گا اور جگہ ہے آیت (وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ رِّبًا لِّيَرْبُوَا۟ فِيْٓ اَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُوْا عِنْدَ اللّٰهِ) 30۔ الروم: 39) یعنی سود دے کر جو مال تم بڑھانا چاہتے ہو وہ دراصل بڑھتا نہیں،

اسی واسطے حضرت عبداللہ بن مسعود والی روایت میں ہے کہ سود سے اگر مال میں اضافہ ہو بھی جائے لیکن انجام کار کمی ہوتی ہے

(مسند احمد)

مسند کی ایک اور روایت میں ہے کہ امیرالمومنین حضرت عمر فاروق مسجد سے نکلے اور اناج پھیلا ہوا دیکھ کر پوچھا یہ غلہ کہاں سے آیا؟ لوگوں نے کہا بکنے کے لئے آیا ہے، آپ نے دعا کی کہ اللہ اس میں برکت دے، لوگوں نے کہا یہ غلہ گراں بھاؤ بیچنے کے لئے پہلے ہی جمع کر لیا تھا، پوچھا کس نے جمع کیا تھا، لوگوں نے کہا ایک تو فروخ نے جو حضرت عثمان کے مولی ہیں اور دوسرے آپ کے آزاد کردہ غلام نے، آپ نے دونوں کو بلوایا اور فرمایا تم نے ایسا کیوں کیا؟ جواب دیا کہ ہم اپنے مالوں سے خریدتے ہیں اور جب چاہیں بیچیں، ہمیں اختیار ہے، آپ نے فرمایا سنو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جو شخص مسلمانوں میں مہنگا بیچنے کے خیال سے غلہ روک رکھے اسے اللہ مفلس کردے گا، یہ سن کر حضرت فروخ تو فرمانے لگے کہ میری توبہ ہے میں اللہ سے اور پھر آپ سے عہد کرتا ہوں کہ پھر یہ کام نہ کروں گا لیکن حضرت عمر کے غلام نے پھر بھی یہی کہا کہ ہم اپنے مال سے خریدتے ہیں اور نفع اٹھا کر بیچتے ہیں، اس میں کیا حرج ہے؟

راوی حدیث حضرت ابویحیٰی فرماتے ہیں میں نے پھر دیکھا کہ اسے جذام ہو گیا اور جذامی (کوڑھ) بنا پھرتا تھا، ابن ماجہ میں ہے جو شخص مسلمانوں کا غلہ گراں بھاؤ بیچنے کے لئے روک رکھے اللہ تعالیٰ اسے مفلس کردے گا یا جذامی۔ پھر فرماتا ہے وہ صدقہ کو بڑھاتا ہے۔

یربی کی دوسری قرأت یربی بھی ہے، صحیح بخاری شریف کی حدیث میں ہے جو شخص اپنی پاک کمائی سے ایک کھجور بھی خیرات کرے اسے اللہ تبارک و تعالیٰ اپنی داہنے ہاتھ لیتا ہے پھر اسے پال کر بڑا کرتا ہے (جس طرح تم لوگ اپنے بچھڑوں کو پالتے ہو) اور اس کا ثواب پہاڑ کے برابر بنا دیتا ہے اور پاک چیز کے سوا وہ ناپاک چیز کو قبول نہیں فرماتا، ایک اور روایت میں ہے کہ ایک کھجور کا ثواب احد پہاڑ کے برابر ملتا ہے، اور روایت میں ہے کہ ایک لقمہ مثل احد کے ہو کر ملتا ہے، پس تم صدقہ خیرات کیا کرو، پھر فرمایا ناپسندیدہ کافروں، نافرمان زبان زور اور نافرمان فعل والوں کو اللہ پسند نہیں کرتا، مطلب یہ ہے کہ جو لوگ صدقہ خیرات نہ کریں اور اللہ کی طرف سے صدقہ خیرات کے سبب مال میں اضافہ کے وعدہ کی پرواہ کئے بغیر دنیا کا مال دینار جمع کرتے پھریں اور بدترین اور خلاف شرع طریقوں سے کمائیاں کریں لوگوں کے مال باطل اور ناحق طریقوں سے کھا جائیں، یہ اللہ کے دشمن ہیں ان ناشکروں اور گنہگاروں سے اللہ کا پیار ممکن نہیں۔ پھر ان بندوں کی تعریف ہو رہی ہے جو اپنے رب کے احکام کی بجا آوری کریں، مخلوق کے ساتھ سلوک واحسان قائم کریں، نمازیں قائم کریں، زکوۃ دیتے رہیں، یہ قیامت کے دن تمام دکھ درد سے امن میں رہیں گے کوئی کھٹکا بھی ان کے دل پر نہ گزرے گا بلکہ رب العالمین اپنے انعام واکرام سے انہیں سرفراز فرمائے گا۔

علم معیشت کے اصول کے مطابق سود سے مال کم ہونے کا بیان

بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ سود سے مال بڑھتا ہے۔ جبکہ حقیقت اس کے برعکس ہے۔ کسی بھی معاشرہ میں دولت مندوں کی تعداد غریبوں کی تعداد کی نسبت بہت قلیل ہوتی ہے اور سود لینے والے دولت مند ہوتے ہیں اور دینے والے غریب اور محتاج۔ اب سود

سے فائدہ تو ایک شخص اٹھاتا ہے اور نقصان سینکڑوں غریبوں کا ہو جاتا ہے۔ اور اللہ کی نظروں میں اس کی سب مخلوق یکساں ہے بلکہ اسے دولتمندوں کے مفاد سے غریبوں کے مفادات زیادہ عزیز ہیں۔ اور سود خور سود کے ذریعہ بے شمار غریبوں کا مال کھینچ کر انہیں مزید مفلس اور کنگال بنانے کا ذریعہ بنتا ہے۔ تو اسی حقیقت کو اللہ نے ان الفاظ میں بیان فرمایا کہ سود کے ذریعہ مال بڑھتا نہیں بلکہ گھٹتا ہے۔

یہ اس مسئلہ کا ایک پہلو ہوا اور دوسرا پہلو یہ ہے کہ علم معیشت کا یہ ایک مسلمہ اصول ہے۔ کہ جس معاشرہ میں دولت کی گردش جتنی زیادہ ہوگی اتنا ہی وہ معاشرہ خوشحال ہوگا اور اس کی قومی دولت میں اضافہ ہوگا۔ اور اگر دولت کا بہاؤ غریب سے امیر کی طرف ہوگا تو یہ گردش بہت کم ہو جائے گی۔ کیونکہ امیر طبقہ کی تعداد بہت کم ہوتی ہے۔ اس لحاظ سے بھی سود قومی معیشت پر تباہ کن اثر ڈالتا ہے۔ اور اگر دولت کا بہاؤ امیر سے غریب کی طرف ہو اور یہ بات صرف زکوٰۃ و صدقات کی صورت میں ہی ممکن ہوتی ہے، تو دولت کی گردش میں تیز ہو جائے گی۔ کیونکہ ایک تو غریبوں کی تعداد بہت زیادہ ہوتی ہے دوسرے ان کی ضروریات محض پیسہ نہ ہونے کی وجہ سے اٹکی ہوتی ہیں۔

باب بَيْعِ الشَّعِيْرِ بِالشَّعِيْرِ

باب: جَو کے عوض میں جَو فروخت کرنا

4576 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ قَالَ حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ عَلْقَمَةَ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنِىْ مُسْلِمُ بْنُ يَسَارٍ وَّعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُبَيْدٍ قَالَا جَمَعَ الْمَنْزِلُ بَيْنَ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ وَبَيْنَ مُعَاوِيَةَ فَقَالَ عُبَادَةُ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ نَبِيْعَ الذَّهَبَ بِالذَّهَبِ وَالْوَرِقَ بِالْوَرِقِ وَالْبُرَّ بِالْبُرِّ وَالشَّعِيْرَ بِالشَّعِيْرِ وَالتَّمْرَ بِالتَّمْرِ - قَالَ اَحَدُهُمَا وَالْمِلْحَ بِالْمِلْحِ وَلَمْ يَقُلِ الْاٰخَرُ - اِلَّا سَوَاءً بِسَوَاءٍ مِثْلًا بِمِثْلٍ - قَالَ اَحَدُهُمَا مَنْ زَادَ اَوِ ازْدَادَ فَقَدْ اَرْبٰى وَلَمْ يَقُلِ الْاٰخَرُ - وَاَمَرَنَا اَنْ نَبِيْعَ الذَّهَبَ بِالْوَرِقِ وَالْوَرِقَ بِالذَّهَبِ وَالْبُرَّ بِالشَّعِيْرِ وَالشَّعِيْرَ بِالْبُرِّ يَدًا بِيَدٍ كَيْفَ شِئْنَا فَبَلَغَ هٰذَا الْحَدِيْثُ مُعَاوِيَةَ فَقَامَ فَقَالَ مَا بَالُ رِجَالٍ يُحَدِّثُوْنَ اَحَادِيْثَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ صَحِبْنَاهُ وَلَمْ نَسْمَعْهُ مِنْهُ . فَبَلَغَ ذٰلِكَ عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ فَقَامَ فَاَعَادَ الْحَدِيْثَ فَقَالَ لَنُحَدِّثَنَّ بِمَا سَمِعْنَاهُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاِنْ رَغِمَ مُعَاوِيَةُ . خَالَفَهُ قَتَادَةُ رَوَاهُ عَنْ مُسْلِمِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِى الْاَشْعَثِ عَنْ عُبَادَةَ .

☆☆ مسلم بن یسار اور عبداللہ بن عبید بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ایک گھر میں اکٹھے ہوئے، تو حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ بولے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع کیا ہے ہم سونے کے عوض میں سونا' چاندی کے عوض میں چاندی' گندم کے عوض میں گندم' جَو کے عوض میں جَو' کھجور کے عوض میں کھجور فروخت کریں۔

4576-تقدم (الحديث 4574) .

یہاں ایک راوی نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں: نمک کے عوض میں نمک (فروخت کریں) تاہم یہ الفاظ دوسرے راوی نے نقل نہیں کیے ہیں۔

البتہ اگر یہ دونوں طرف سے برابر ہوں اور نقد لین دین ہو (تو یہ جائز ہوگا)

یہاں ایک راوی نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں: اگر کوئی شخص اضافی ادائیگی کرتا ہے یا اضافی ادائیگی کا طلبگار ہوتا ہے تو وہ سود کا کام کرتا ہے

تاہم یہ الفاظ دوسرے راوی نے نقل نہیں کیے ہیں۔ (اصل روایت میں یہ الفاظ ہیں:) نبی اکرم ﷺ نے ہمیں اس بات کا حکم دیا ہے ہم چاندی کے عوض میں سونا' سونے کے عوض میں چاندی' جَو کے عوض میں گندم اور گندم کے عوض میں جَو جیسے ہم چاہیں خرید و فروخت کر سکتے ہیں۔

راوی کہتے ہیں: جب یہ حدیث حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ تک پہنچی تو وہ کھڑے ہوئے اور بولے: لوگوں کو کیا ہو گیا ہے' وہ نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے ایسی احادیث بیان کرتے ہیں' ہم نبی اکرم ﷺ کے ساتھ رہے ہیں' ہم نے ان سے وہ حدیث نہیں سنی۔
جب اس بات کی اطلاع حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کو ملی تو وہ کھڑے ہوئے' انہوں نے دوبارہ اس حدیث کو سنایا اور فرمایا:
میں نے نبی اکرم ﷺ کی زبانی جو حدیث سنی ہے وہ میں ضرور بیان کروں گا' اگرچہ معاویہ کو کتنا ہی بُرا لگے۔
قتادہ نے اس سے مختلف روایت نقل کی ہے' انہوں نے اسے مسلم بن یسار کے حوالے سے ابواشعث کے حوالے سے حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے (جو درج ذیل ہے)۔

4577 - اَخْبَرَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ اٰدَمَ عَنْ عَبْدَةَ عَنِ ابْنِ اَبِیْ عَرُوْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ مُسْلِمِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِی الْاَشْعَثِ الصَّنْعَانِیِّ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ - وَكَانَ بَدْرِيًّا وَكَانَ بَايَعَ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ لَا يَخَافَ فِی اللّٰهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ - اَنَّ عُبَادَةَ قَامَ خَطِيْبًا فَقَالَ اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّكُمْ قَدْ اَحْدَثْتُمْ بُيُوْعًا لَا اَدْرِیْ مَا هِیَ اَلَا اِنَّ الذَّهَبَ بِالذَّهَبِ وَزْنًا بِوَزْنٍ تِبْرُهَا وَعَيْنُهَا وَاِنَّ الْفِضَّةَ بِالْفِضَّةِ وَزْنًا بِوَزْنٍ تِبْرُهَا وَعَيْنُهَا وَلَا بَاْسَ بِبَيْعِ الْفِضَّةِ بِالذَّهَبِ يَدًا بِيَدٍ وَّالْفِضَّةُ اَكْثَرُهُمَا وَلَا تَصْلُحُ النَّسِيْئَةُ اَلَا اِنَّ الْبُرَّ بِالْبُرِّ وَالشَّعِيْرَ بِالشَّعِيْرِ مُدْيًا بِمُدْیٍ وَّلَا بَاْسَ بِبَيْعِ الشَّعِيْرِ بِالْحِنْطَةِ يَدًا بِيَدٍ وَّالشَّعِيْرُ اَكْثَرُهُمَا وَلَا يَصْلُحُ نَسِيْئَةً اَلَا وَاِنَّ التَّمْرَ بِالتَّمْرِ مُدْيًا بِمُدْیٍ حَتّٰی ذَكَرَ الْمِلْحَ مُدًّا بِمُدٍّ فَمَنْ زَادَ اَوِ اسْتَزَادَ فَقَدْ اَرْبٰی .

☆☆ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ جو بدری صحابی ہیں' اور انہوں نے نبی اکرم ﷺ کے دست اقدس پر اسلام قبول کیا ہے' اور وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے معاملے میں کسی ملامت کرنے والے کی پرواہ نہیں کرتے تھے' حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے' انہوں نے ارشاد فرمایا:

4577-اخرجه مسلم في المساقاة، باب الصرف و بيع الذهب بالورق نقدًا (الحديث 80 و 81) مطولًا واخرجه ابو داؤد في البيوع و الاجارات (الحديث 3349) . واخرجه الترمذي في البيوع، باب ما جاء في ان الحنطة بالحنطة مثلًا بمثل كراهية التفاضل فيه (الحديث 1240) بنحوه . و اخرجه النسائي في البيوع، بيع الشعير بالشعير (الحديث 4578) . تحفة الاشراف (5089) .

''اے لوگو! تم نے خرید وفروخت کے نئے طریقے نکال لیے ہیں' مجھے نہیں معلوم ان کی حقیقت کیا ہے' لیکن یہ یاد رکھنا! سونے کے عوض میں سونے کا برابر وزن کے ساتھ لین دین ہوگا' خواہ وہ ڈلی کی شکل میں ہو' یا سکے کی شکل میں ہو' چاندی کے عوض میں چاندی کا برابر وزن کے ساتھ لین دین ہوگا' خواہ وہ ڈلی کی شکل میں ہو' خواہ وہ سکے کی شکل میں ہو اور اس میں کوئی حرج نہیں ہے' سونے کے عوض میں چاندی کو دست بدست فروخت کر دیا جائے جبکہ چاندی کی مقدار زیادہ ہو' تاہم ادھار کی شکل میں ایسا کرنا جائز نہیں ہے۔ یاد رکھنا! گندم کے عوض میں گندم اور جَو کے عوض میں جَو کا لین دین کرتے ہوئے ایک مدی کے عوض میں ایک مدی کا لین دین کرنا جائز ہے' اور اس میں کوئی حرج نہیں ہے' گندم کے عوض میں جَو کو دست بدست فروخت کر دیا جائے' اگرچہ جَو زیادہ ہوں۔ تاہم ادھار میں ایسا کرنا درست نہیں ہے۔ یاد رکھنا! کھجور کی ایک مدی کے عوض میں ایک مدی کھجور لینا جائز ہے' یہاں تک کہ راوی نے ایک مد نمک کے عوض میں ایک مد نمک کا ذکر کیا (اور پھر یہ الفاظ بیان کیے:)

جو شخص اضافی ادائیگی کرے یا اضافی ادائیگی کا طلبگار ہو' وہ سود کا کام کرتا ہے۔

4578 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی وَيَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَا حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ اَبِی الْخَلِيْلِ عَنْ مُسْلِمِ الْمَكِّيِّ عَنْ اَبِی الْاَشْعَثِ الصَّنْعَانِيِّ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَلذَّهَبُ بِالذَّهَبِ تِبْرُهُ وَعَيْنُهُ وَزْنًا بِوَزْنٍ وَّالْفِضَّةُ بِالْفِضَّةِ تِبْرُهُ وَعَيْنُهُ وَزْنًا بِوَزْنٍ وَّالْمِلْحُ بِالْمِلْحِ وَالتَّمْرُ بِالتَّمْرِ وَالْبُرُّ بِالْبُرِّ وَالشَّعِيْرُ بِالشَّعِيْرِ سَوَاءً بِسَوَاءٍ مِثْلًا بِمِثْلٍ فَمَنْ زَادَ اَوِ ازْدَادَ فَقَدْ اَرْبٰى" . وَاللَّفْظُ لِمُحَمَّدٍ لَمْ يَذْكُرْ يَعْقُوْبُ "وَالشَّعِيْرُ بِالشَّعِيْرِ" .

★★ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''سونے کے عوض میں سونے کا لین دین برابر کے وزن کے ساتھ کیا جائے گا' خواہ وہ ڈلی کی شکل میں ہو' یا سکے کی شکل میں ہو' چاندی کے عوض میں چاندی کا لین دین برابر کے وزن کے ساتھ کیا جائے گا' خواہ وہ سکے کی شکل میں ہو' یا ڈلی کی شکل میں ہو' نمک کے عوض میں نمک کا لین دین' کھجور کے عوض میں کھجور کا لین دین' گندم کے عوض میں گندم کا لین دین' جَو کے عوض میں جَو کا لین دین برابر' برابر کیا جائے گا اور دست بدست کیا جائے گا' جو شخص اضافی ادائیگی کرتا ہے' یا اضافی ادائیگی کا طلبگار ہوتا ہے' وہ سود کا کام کرتا ہے''۔

روایت کے یہ الفاظ محمد بن مثنیٰ نامی راوی کے ہیں' یعقوب نامی راوی نے اپنی روایت میں جَو کے عوض میں جَو کا ذکر نہیں کیا ہے۔

4579 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ عَلِيٍّ اَنَّ اَبَا الْمُتَوَكِّلِ مَرَّ بِهِمْ فِی السُّوْقِ فَقَامَ اِلَيْهِ قَوْمٌ اَنَا مِنْهُمْ قَالَ قُلْنَا اَتَيْنَاكَ لِنَسْاَلَكَ عَنِ الصَّرْفِ . قَالَ سَمِعْتُ اَبَا سَعِيْدِ الْخُدْرِيَّ قَالَ لَهُ

4578-تقدم في البيوع، بيع الشعير بالشعير (الحديث 4577) .

4579-اخرجه مسلم في المساقاة، باب الصرف وبيع الذهب بالورق نقداً (الحديث 82) . تحفة الاشراف (4255) .

رَجُلٌ مَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرُ اَبِىْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ لَيْسَ بَيْنِىْ وَبَيْنَهٗ غَيْرُهٗ - قَالَ فَاِنَّ الذَّهَبَ بِالذَّهَبِ وَالْوَرِقَ بِالْوَرِقِ - قَالَ سُلَيْمَانُ اَوْ قَالَ وَالْفِضَّةَ بِالْفِضَّةِ - وَالْبُرَّ بِالْبُرِّ وَالشَّعِيْرَ بِالشَّعِيْرِ وَالتَّمْرَ بِالتَّمْرِ وَالْمِلْحَ بِالْمِلْحِ سَوَاءً بِسَوَاءٍ فَمَنْ زَادَ عَلٰى ذٰلِكَ اَوِ ازْدَادَ فَقَدْ اَرْبٰى وَالْاٰخِذُ وَالْمُعْطِىْ فِيْهِ سَوَاءٌ -

★★ سلیمان بن علی بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ ابومتوکل بازار میں لوگوں کے پاس سے گزرے تو کچھ لوگ ان کے پاس آ کر کھڑے ہو گئے' میں بھی ان میں شامل تھا۔ راوی کہتے ہیں' ہم نے ان سے کہا: ہم آپ کے پاس اس لیے آئے ہیں تا کہ آپ سے ادھار سودے کے بارے میں دریافت کریں۔ تو انہوں نے بتایا' میں نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کو سنا کہ ایک شخص نے ان سے کہا: اس وقت آپ کے اور اللہ کے رسول ﷺ کے درمیان حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا۔ تو حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس وقت میرے اور نبی اکرم ﷺ کے درمیان میں اور کوئی بھی شخص نہیں تھا تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا:

''سونے کے عوض میں سونے' چاندی کے عوض میں چاندی (یہاں سلیمان نامی راوی نے لفظ فضہ استعمال کیا ہے) گندم کے عوض میں گندم' جَو کے عوض میں جَو اور کھجور کے عوض میں کھجور اور نمک کے عوض میں نمک کا لین دین برابر' برابر ہوگا۔

جو شخص اضافی ادائیگی کرتا ہے' یا اضافی ادائیگی کا طلبگار ہوتا ہے' تو وہ سود کا کام کرتا ہے' اس میں وصول کرنے والا اور دینے والا دونوں برابر کی حیثیت رکھتے ہیں''۔

4580 - اَخْبَرَنِىْ هَارُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ قَالَ قَالَ اِسْمَاعِيْلُ حَدَّثَنَا حَكِيْمُ بْنُ جَابِرٍ ح وَاَنْبَاَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ اِسْمَاعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا حَكِيْمُ بْنُ جَابِرٍ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "الذَّهَبُ الْكِفَّةُ بِالْكِفَّةِ" . وَلَمْ يَذْكُرْ يَعْقُوْبُ "الْكِفَّةُ بِالْكِفَّةِ" . فَقَالَ مُعَاوِيَةُ اِنَّ هٰذَا لَا يَقُوْلُ شَيْئًا . قَالَ عُبَادَةُ اِنِّىْ وَاللّٰهِ مَا اُبَالِىْ اَنْ لَا اَكُوْنَ بِاَرْضٍ يَكُوْنُ بِهَا مُعَاوِيَةُ اِنِّىْ اَشْهَدُ اَنِّىْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ ذٰلِكَ .

★★ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

''سونے (کے عوض میں سونے کا لین دین کرتے ہوئے) ایک پلڑا دوسرے پلڑے کے برابر ہوگا''

یہاں یعقوب نامی راوی نے پلڑے کے بدلے میں پلڑے کا ذکر نہیں کیا ہے۔

(حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث بیان کی) تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بولے: یہ جو بات کہہ رہے ہیں' اس کی کوئی اہمیت نہیں ہے تو حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

4580-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (5084) .

اللہ کی قسم! میں اس بات کی کوئی پرواہ نہیں کرتا کہ میں ایسے علاقے میں نہ رہوں جہاں معاویہ رہتے ہوں میں گواہی دے کر یہ بات کہتا ہوں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے۔

باب بَيْعِ الدِّينَارِ بِالدِّينَارِ

یہ باب ہے کہ دینار کے عوض میں دینار کو فروخت کرنا

4581 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ مَالِكٍ عَنْ مُوسَى بْنِ اَبِىْ تَمِيْمٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اَلدِّيْنَارُ بِالدِّيْنَارِ وَالدِّرْهَمُ بِالدِّرْهَمِ لَا فَضْلَ بَيْنَهُمَا".

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"دینار کے عوض میں دینا' درہم کے عوض میں درہم کالین دین کرتے ہوئے' کوئی اضافی ادائیگی نہیں ہوگی"۔

باب بَيْعِ الدِّرْهَمِ بِالدِّرْهَمِ

یہ باب ہے کہ درہم کے عوض میں درہم فروخت کرنا

4582 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ مَالِكٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ قَيْسٍ الْمَكِّيِّ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ عُمَرَ اَلدِّيْنَارُ بِالدِّيْنَارِ وَالدِّرْهَمُ بِالدِّرْهَمِ لَا فَضْلَ بَيْنَهُمَا هٰذَا عَهْدُ نَبِيِّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَيْنَا.

★★ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: دینار کے عوض میں دینار اور درہم کے عوض میں درہم کالین دین کرتے ہوئے کوئی اضافی ادائیگی نہیں ہوگی' نبی اکرم ﷺ نے ہم سے یہ عہد لیا تھا۔

4583 - اَخْبَرَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ اَبِىْ نُعْمٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَلذَّهَبُ بِالذَّهَبِ وَزْنًا بِوَزْنٍ مِثْلًا بِمِثْلٍ وَّالْفِضَّةُ بِالْفِضَّةِ وَزْنًا بِوَزْنٍ مِثْلًا بِمِثْلٍ فَمَنْ زَادَ اَوِ ازْدَادَ فَقَدْ اَرْبٰى".

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

"سونے کے عوض میں سونے کا برابر وزن کے ساتھ دست بدست لین دین ہوگا' چاندی کے عوض میں چاندی کا برابر وزن کے ساتھ دست بدست لین دین ہوگا' جو اضافی ادائیگی کرے یا اضافی ادائیگی کا طلبگار ہو' وہ سود کا کام کرتا ہے"۔

4581-اخرجه مسلم في المساقاة، باب الصرف و بيع الذهب بالورق نقدًا (الحديث 85) . تحفة الاشراف (13384) .

4582-انفرد به النسائي، و رواه ايضًا في السنن الكبرى، تحفة الاشراف (7398) .

4583-اخرجه مسلم في المساقاة، باب الصرف و بيع الذهب بالورق نقدًا (الحديث 84) . و اخرجه ابن ماجه في التجارات باب الصرف و ما لا يجوز متفاضلاً يدًا بيد (الحديث 2255) . تحفة الاشراف (13625) .

باب بَيْعِ الذَّهَبِ بِالذَّهَبِ

یہ باب ہے کہ سونے کے عوض میں سونے کو فروخت کرنا

4584 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ اَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا تَبِيْعُوا الذَّهَبَ بِالذَّهَبِ اِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ وَّلَا تُشِفُّوا بَعْضَهَا عَلٰى بَعْضٍ وَّلَا تَبِيْعُوا الْوَرِقَ بِالْوَرِقِ اِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ وَّلَا تَبِيْعُوا مِنْهَا شَيْئًا غَائِبًا بِنَاجِزٍ".

★★ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''سونے کے عوض میں سونے کا لین دین صرف برابر برابر کرو کسی ایک طرف سے اضافی ادائیگی نہ کرو چاندی کے عوض میں چاندی کا لین دین صرف برابر برابر کرو۔ کسی ایک طرف سے غیر موجود چیز کو موجود چیز کے عوض میں فروخت نہ کرو''۔

4585 - اَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ وَاِسْمَاعِيْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَا حَدَّثَنَا يَزِيْدُ - وَهُوَ ابْنُ زُرَيْعٍ - قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ اَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ بَصُرَ عَيْنِيْ وَسَمِعَ اُذُنِيْ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ النَّهْيَ عَنِ الذَّهَبِ بِالذَّهَبِ وَالْوَرِقِ بِالْوَرِقِ اِلَّا سَوَاءً بِسَوَاءٍ مِثْلًا بِمِثْلٍ "وَّلَا تَبِيْعُوا غَائِبًا بِنَاجِزٍ وَّلَا تُشِفُّوا اَحَدَهُمَا عَلَى الْاٰخَرِ".

★★ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: اس وقت میں اپنی آنکھوں سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ رہا تھا اور میں نے اپنے کانوں کے ذریعے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بات سنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کے عوض میں سونے' چاندی کے عوض میں چاندی کا لین دین کرنے سے منع کیا ہے' البتہ اگر برابر برابر ہو اور نقد لین دین ہو تو یہ جائز ہے' اور تم موجود چیز کے عوض میں غیر موجود کا سودا نہ کرو' دونوں میں سے کسی ایک طرف سے اضافی ادائیگی نہ کرو۔

4586 - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ اَنَّ مُعَاوِيَةَ بَاعَ سِقَايَةً مِّنْ ذَهَبٍ اَوْ وَرِقٍ بِاَكْثَرَ مِنْ وَّزْنِهَا فَقَالَ اَبُو الدَّرْدَاءِ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهٰى عَنْ مِثْلِ هٰذَا اِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ.

★★ عطاء بن یسار بیان کرتے ہیں: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے سونے یا شاید چاندی کا ایک پیالہ اس سے زیادہ وزن کے سونے یا چاندی کے عوض میں فروخت کیا' تو حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح کی صورت حال

4584-اخرجه البخاري في البيوع، باب بيع الفضة بالفضة (الحديث 2177) . واخرجه مسلم في المساقاة، باب الربا (الحديث 75 و 76) . واخرجه الترمذي في البيوع، باب ما جاء في الصرف (الحديث 1241) . واخرجه النسائي في البيوع، بيع الذهب بالذهب (الحديث 4585) . تحفة الاشراف (4385) .

4585-تقدم في البيوع، بيع الذهب بالذهب (الحديث 4584) .

4586-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (10953) .

سے منع کرتے ہوئے سنا ہے البتہ اگر برابر برابر ہو (تو یہ لین دین جائز ہے)۔

باب بَيْعِ الْقِلَادَةِ فِيهَا الْخَرَزُ وَالذَّهَبُ بِالذَّهَبِ

یہ باب ہے کہ ایسا ہار جس میں نگینے اور سونا لگا ہوا ہو اُسے سونے کے عوض میں فروخت کرنا

4587 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ اَبِي شُجَاعٍ سَعِيْدِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ خَالِدِ بْنِ اَبِي عِمْرَانَ عَنْ حَنَشٍ الصَّنْعَانِيِّ عَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ قَالَ اشْتَرَيْتُ يَوْمَ خَيْبَرَ قِلَادَةً فِيهَا ذَهَبٌ وَّخَرَزٌ بِاثْنَيْ عَشَرَ دِيْنَارًا فَفَصَّلْتُهَا فَوَجَدْتُ فِيهَا اَكْثَرَ مِنَ اثْنَيْ عَشَرَ دِيْنَارًا فَذَكَرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "لَا تُبَاعُ حَتّٰى تُفَصَّلَ".

★★ حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: غزوۂ خیبر کے دن میں نے ایک ہار خریدا' جس میں سونا اور نگینے لگے ہوئے تھے میں نے وہ بارہ دینار کے عوض میں خریدا' میں نے پھر ان دونوں کو الگ کر دیا' تو اس ہار میں بارہ دینار سے زیادہ سونا لگا ہو اتھا' اس بات کا تذکرہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"(ایسے ہار کو) اس وقت تک فروخت نہ کیا جائے' جب تک (سونے اور اس کے پتھروں کو) الگ الگ نہ کر لیا جائے۔

4588 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَحْبُوْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ اَنْبَاَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ اَبِي عِمْرَانَ عَنْ حَنَشٍ الصَّنْعَانِيِّ عَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ قَالَ اَصَبْتُ يَوْمَ خَيْبَرَ قِلَادَةً فِيهَا ذَهَبٌ وَّخَرَزٌ فَاَرَدْتُ اَنْ اَبِيْعَهَا فَذَكَرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "افْصِلْ بَعْضَهَا مِنْ بَعْضٍ ثُمَّ بِعْهَا".

★★ حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: غزوۂ خیبر کے دن مجھے ایک ہار ملا' جس میں سونا اور نگینے لگے ہوئے تھے' میں نے اُسے فروخت کرنے کا ارادہ کیا' اس بات کا تذکرہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اس میں سے (سونے اور نگینوں کو) ایک دوسرے سے الگ کر لو' پھر اُسے فروخت کرنا"۔

باب بَيْعِ الْفِضَّةِ بِالذَّهَبِ نَسِيئَةً

یہ باب ہے کہ سونے کے عوض میں چاندی کو اُدھار فروخت کرنا

4589 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَمْرٍو عَنْ اَبِي الْمِنْهَالِ قَالَ بَاعَ شَرِيْكٌ لِّي وَرِقًا بِنَسِيئَةٍ فَجَاءَنِي فَاَخْبَرَنِي فَقُلْتُ هٰذَا لَا يَصْلُحُ . فَقَالَ قَدْ وَاللّٰهِ بِعْتُهُ فِي السُّوقِ وَمَا عَابَهُ عَلَيَّ اَحَدٌ فَاَتَيْتُ

4587-اخرجه مسلم في المساقاة، باب بيع القلادة فيها خرز و ذهب (الحديث 90) و (الحديث 91 و 92) بمعناه . واخرجه ابو داؤد في البيوع و الاجارات، باب في حلية السيف تباع بالدراهم (الحديث 3351) بنحوه مطولاً، و (الحديث 3352) و (الحديث 3353) بمعناه . و اخرجه الترمذي في البيوع، باب ما جاء في شراء القلادة و فيها ذهب و خرز (الحديث 1255) واخرجه النسائي في البيوع، بيع القلادة فيها الخرز و الذهب بالذهب (الحديث 4588) بنحوه . تحفة الاشراف (11027) .

4588-تقدم في البيوع، بيع القلادة فيها الخرز و الذهب بالذهب (الحديث 4587) .

الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ فَسَاَلْتُهُ فَقَالَ قَدِمَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ وَنَحْنُ نَبِيْعُ هٰذَا الْبَيْعَ فَقَالَ "مَا كَانَ يَدًا بِيَدٍ فَلَا بَاْسَ وَمَا كَانَ نَسِيئَةً فَهُوَ رِبًا" . ثُمَّ قَالَ لِي ائْتِ زَيْدَ بْنَ اَرْقَمَ فَاَتَيْتُهُ فَسَاَلْتُهُ فَقَالَ مِثْلَ ذٰلِكَ .

★★ ابومنہال بیان کرتے ہیں: میرے ایک شراکت دار نے اُدھار کے عوض میں چاندی فروخت کی' پھر وہ میرے پاس آیا اور اس نے مجھے اس بارے میں بتایا تو میں نے کہا: یہ تو درست نہیں ہے' تو وہ بولا: اللہ کی قسم! میں نے اُسے بازار میں فروخت کیا ہے' اور اس حوالے سے کسی نے بھی مجھ پر کوئی اعتراض نہیں کیا ہے۔ (راوی کہتے ہیں:) میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا' میں نے ان سے اس بارے میں دریافت کیا' انہوں نے بتایا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس مدینہ منورہ تشریف لائے' تو ہم اس وقت اس طرح کا لین دین کیا کرتے تھے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو نقد لین دین ہو' اس میں کوئی حرج نہیں لیکن جو اُدھار ہو تو وہ سود شمار ہوگا۔

پھر حضرت براء رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا: تم حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ' میں ان کے پاس آیا اور ان سے اس بارے میں دریافت کیا' تو انہوں نے بھی اسی کی مانند جواب دیا۔

4590 - اَخْبَرَنِي اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْحَسَنِ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ وَّعَامِرُ بْنُ مُصْعَبٍ اَنَّهُمَا سَمِعَا اَبَا الْمِنْهَالِ يَقُوْلُ سَاَلْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ وَّزَيْدَ بْنَ اَرْقَمَ فَقَالَا كُنَّا تَاجِرَيْنِ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلْنَا نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّرْفِ فَقَالَ "اِنْ كَانَ يَدًا بِيَدٍ فَلَا بَاْسَ وَاِنْ كَانَ نَسِيئَةً فَلَا يَصْلُحُ" .

★★ ابومنہال بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ اور حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے یہ سوال کیا' تو ان دونوں نے یہ جواب دیا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ اقدس میں ہم تجارت کا کام کیا کرتے تھے' ہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیع صرف (یعنی سونے کے عوض میں چاندی کے لین دین) کے بارے میں دریافت کیا' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اگر وہ نقد لین دین ہو' تو کوئی حرج نہیں ہے' لیکن اگر وہ اُدھار ہو' تو یہ درست نہیں ہے"۔

4591 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَكَمِ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حَبِيْبٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا الْمِنْهَالِ قَالَ سَاَلْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ عَنِ الصَّرْفِ فَقَالَ سَلْ زَيْدَ بْنَ اَرْقَمَ فَاِنَّهُ خَيْرٌ مِّنِّي وَاَعْلَمُ . فَسَاَلْتُ زَيْدًا فَقَالَ سَلِ الْبَرَاءَ فَاِنَّهُ خَيْرٌ مِّنِّي وَاَعْلَمُ فَقَالَا جَمِيْعًا نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْوَرِقِ بِالذَّهَبِ دَيْنًا .

4589-اخرجه البخاري في البيوع، باب التجارة في البز وغيره (الحديث 2061) مختصراً، وباب بيع الورق بالذهب نسيئة (الحديث 2180 و 2181) مختصراً، و في الشركة، باب الاشتراك في الذهب و الفضة و ما يكون فيه الصرف (الحديث 2497 و 2498) بنحوه، و في مناقب الانصار، باب 51 . (الحديث 3939 و 3940) . واخرجه مسلم في المساقاة، باب النهي عن بيع الورق بالذهب دينا (الحديث 86 و 87) . واخرجه النسائي في البيوع، بيع الفضة بالذهب نسيئة (الحديث 4590 و 4591) . تحفة الاشراف (1788) .

4590-تقدم في البيوع ، بيع الفضة بالذهب نسيئة (الحديث 4589) .

4591-تقدم في البيوع ، بيع الفضة بالذهب نسيئة (الحديث 4589) .

★★ ابومنہال بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے بیع صرف کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا: تم حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے سوال کرو کیونکہ وہ مجھ سے زیادہ بہتر ہیں اور مجھ سے زیادہ جانتے ہیں۔ میں نے حضرت زید رضی اللہ عنہ سے یہ سوال کیا تو انہوں نے فرمایا: تم حضرت براء رضی اللہ عنہ سے سوال کرو کیونکہ وہ مجھ سے زیادہ بہتر ہیں اور مجھ سے زیادہ جانتے ہیں۔ پھر ان دونوں صاحبان نے یہی جواب دیا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کے عوض میں چاندی کو ادھار فروخت کرنے سے منع کیا ہے۔

باب بَيْعِ الْفِضَّةِ بِالذَّهَبِ وَبَيْعِ الذَّهَبِ بِالْفِضَّةِ

یہ باب ہے کہ سونے کے عوض میں چاندی کو فروخت کرنا' چاندی کے عوض میں سونے کو فروخت کرنا

4592 - وَفِيمَا قَرَأَ عَلَيْنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ الْعَوَّامِ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اَبِي إِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِي بَكْرَةَ عَنْ اَبِيهِ قَالَ نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الْفِضَّةِ بِالْفِضَّةِ وَالذَّهَبِ بِالذَّهَبِ اِلَّا سَوَاءً بِسَوَاءٍ وَاَمَرَنَا اَنْ نَبْتَاعَ الذَّهَبَ بِالْفِضَّةِ كَيْفَ شِئْنَا وَالْفِضَّةَ بِالذَّهَبِ كَيْفَ شِئْنَا.

★★ عبدالرحمٰن بن ابوبکرہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چاندی کے عوض میں چاندی' سونے کے عوض میں سونے کو فروخت کرنے سے منع کیا ہے' البتہ اگر دونوں طرف مقدار برابر ہو (تو یہ جائز ہوگا)۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ ہدایت کی ہے' ہم چاندی کے عوض میں سونے کو جیسے چاہیں خرید سکتے ہیں اور سونے کے عوض میں چاندی کو جیسے چاہیں خرید سکتے ہیں۔

4593 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ كَثِيرٍ الْحَرَّانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو تَوْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ سَلَّامٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِي كَثِيرٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِي بَكْرَةَ عَنْ اَبِيهِ قَالَ نَهَانَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ نَبِيعَ الْفِضَّةَ بِالْفِضَّةِ اِلَّا عَيْنًا بِعَيْنٍ سَوَاءً بِسَوَاءٍ وَلَا نَبِيعَ الذَّهَبَ بِالذَّهَبِ اِلَّا عَيْنًا بِعَيْنٍ سَوَاءً بِسَوَاءٍ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "تَبَايَعُوا الذَّهَبَ بِالْفِضَّةِ كَيْفَ شِئْتُمْ وَالْفِضَّةَ بِالذَّهَبِ كَيْفَ شِئْتُمْ".

★★ عبدالرحمٰن بن ابوبکرہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس بات سے منع کیا ہے' ہم چاندی کے عوض میں چاندی فروخت کریں' البتہ اگر وہ نقد لین دین ہو اور دونوں طرف مقدار برابر ہو (تو یہ جائز ہوگا) اور یہ کہ ہم سونے کے عوض میں سونے کو فروخت نہ کریں' البتہ اگر وہ نقد لین دین ہو اور دونوں طرف کی مقدار برابر ہو (تو یہ جائز ہوگا)۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

4592-اخرجه البخاري في البيوع، باب بيع الذهب بالذهب (الحديث 2175)، و باب بيع الذهب بالورق يدًا بيد (الحديث 2182) . و اخرجه مسلم في المساقاة، باب النهي عن بيع الورق بالذهب دينًا (الحديث 88) مطولًا و اخرجه النسائي في البيوع، بيع الفضة بالذهب و بيع الذهب بالفضة (الحديث 4593) . تحفة الاشراف (11681) .

4593-تقدم في البيوع، بيع الفضة بالذهب و بيع الذهب بالفضة (الحديث 4592) .

''چاندی کے عوض میں سونے کا جیسے تم چاہو لین دین کر سکتے ہو اور سونے کے عوض میں چاندی کا جیسے تم چاہو لین دین کر سکتے ہو)''۔

4594 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِي يَزِيْدَ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ حَدَّثَنِي اُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا رِبًا اِلَّا فِي النَّسِيْئَةِ"

☆☆ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''سود صرف اُدھار میں ہوتا ہے''۔

4595 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ اَبِي صَالِحٍ سَمِعَ اَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُوْلُ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ اَرَاَيْتَ هٰذَا الَّذِي تَقُوْلُ اَشَيْئًا وَجَدْتَهُ فِي كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ اَوْ شَيْئًا سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا وَجَدْتُهُ فِي كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَلَا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلٰكِنْ اُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ اَخْبَرَنِي اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اِنَّمَا الرِّبَا فِي النَّسِيْئَةِ".

☆☆ ابوصالح بیان کرتے ہیں: انہوں نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا: میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ تمہارا کیا خیال ہے؟ یہ جو تم کہتے ہو کیا اس کے بارے میں تم نے اللہ کی کتاب میں کوئی حکم پایا ہے یا اس بارے میں تم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی کوئی بات سنی ہے۔ تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے جواب دیا: میں نے اللہ کی کتاب میں اس بارے میں کوئی حکم نہیں پایا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی بھی یہ بات نہیں سنی ہے۔ البتہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے مجھے یہ بات بتائی تھی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''سود صرف ادھار لین دین میں ہوتا ہے''۔

4596 - اَخْبَرَنِي اَحْمَدُ بْنُ يَحْيٰى عَنْ اَبِي نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كُنْتُ اَبِيْعُ الْاِبِلَ بِالْبَقِيْعِ فَاَبِيْعُ بِالدَّنَانِيْرِ وَآخُذُ الدَّرَاهِمَ فَاَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى

4594-اخرجه البخاري في البيوع، باب بيع الدينار بالدينار نساء (الحديث 2178 و 2179) مطولاً . و اخرجه مسلم في المساقاة، باب بيع الطعام مثلاً بمثل (الحديث 101) مطولاً، و (الحديث 102 و 103)، و (الحديث 104) مطولاً . و اخرجه النسائي في البيوع، بيع الفضة بالذهب و بيع الذهب بالفضة (الحديث 4595) مطولاً . واخرجه ابن ماجه في التجارات، باب من قال لا ربا الا في النسيئة (الحديث 2257) مطولاً . تحفة الاشراف (94) .

4595-تقدم في البيوع، بيع الفضة بالذهب و بيع الذهب بالفضة (الحديث 4594) .

4596-اخرجه ابو داؤد في البيوع والاجارات، باب في اقتضاء الذهب من الورق (الحديث 3354 و 3355) مطولاً و اخرجه الترمذي في البيوع، باب ما جاء في الصرف (الحديث 1242) . واخرجه النسائي في البيوع، اخذ الورق من الذهب و الذهب من الورق و ذكر اختلاف الفاظ الناقلين لخبر ابن عمر فيه (الحديث 4597)، و (الحديث 4598 و 4599) موقوفاً و (الحديث 4601 و 4602) عن سعيد بن جبير من قوله، و اخذ الورق من الذهب (الحديث 4603) واخرجه ابن ماجه في التجارات، باب اقتضاء الذهب من الورق و الورق من الذهب (الحديث 2262) بنحوه مطولاً . تحفة الاشراف (7053 و 18685) .

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ بَیْتِ حَفْصَۃَ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ اُرِیْدُ اَنْ اَسْاَلَکَ اِنِّیْ اَبِیْعُ الْاِبِلَ بِالْبَقِیْعِ فَاَبِیْعُ بِالدَّنَانِیْرِ وَآخُذُ الدَّرَاہِمَ قَالَ "لَا بَاْسَ اَنْ تَاْخُذَہَا بِسِعْرِ یَوْمِہَا مَا لَمْ تَفْتَرِقَا وَبَیْنَکُمَا شَیْءٌ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں بقیع میں اونٹ فروخت کیا کرتا تھا' میں دینار کے عوض میں اسے فروخت کرتا تھا اور درہم وصول کر لیا کرتا تھا' ایک مرتبہ میں سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے ہاں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! میں نے آپ سے یہ پوچھنا تھا کہ میں بقیع میں اونٹ فروخت کرتا ہوں' میں دینار کے عوض میں فروخت کرتا ہوں اور درہم وصول کر لیتا ہوں۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اس میں کوئی حرج نہیں ہے' اگر تم اس دن کے نرخ کے مطابق وصول کرتے ہو' جب تک تم دونوں جدا نہیں ہو جاتے' اور تمہارے درمیان کوئی اور چیز (یعنی متعین مدت تک سودا ختم کرنے کی شرط نہ ہو)''۔

باب اَخْذِ الْوَرِقِ مِنَ الذَّہَبِ وَالذَّہَبِ مِنَ الْوَرِقِ وَذِکْرِ اخْتِلَافِ اَلْفَاظِ النَّاقِلِیْنَ لِخَبَرِ ابْنِ عُمَرَ فِیْہِ

یہ باب ہے کہ سونے کی جگہ چاندی وصول کرنا' چاندی کی جگہ سونا وصول کرنا'

اس بارے میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی نقل کردہ روایت میں نقل کرنے والوں کے لفظی اختلاف کا تذکرہ

4597 - اَخْبَرَنَا قُتَیْبَۃُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ سِمَاکٍ عَنِ ابْنِ جُبَیْرٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ کُنْتُ اَبِیْعُ الذَّہَبَ بِالْفِضَّۃِ اَوِ الْفِضَّۃَ بِالذَّہَبِ فَاَتَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرْتُہٗ بِذٰلِکَ فَقَالَ "اِذَا بَایَعْتَ صَاحِبَکَ فَلَا تُفَارِقْہُ وَبَیْنَکَ وَبَیْنَہٗ لَبْسٌ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں چاندی کے عوض میں سونا' یا سونے کے عوض میں چاندی فروخت کر دیا کرتا تھا' میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا' میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بارے میں بتایا' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جب تم اپنے ساتھی کے ساتھ سودا کرو' تو اس سے اس وقت تک جدا نہ ہو' جب تک تم دونوں کے درمیان لین دین واضح نہیں ہو جاتا' یعنی تم دونوں کے درمیان کوئی التباس نہ رہے''۔

4598 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا وَکِیْعٌ قَالَ اَنْبَاَنَا مُوْسٰی بْنُ نَافِعٍ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ اَنَّہٗ کَانَ یَکْرَہُ اَنْ یَّاْخُذَ الدَّنَانِیْرَ مِنَ الدَّرَاہِمِ وَالدَّرَاہِمَ مِنَ الدَّنَانِیْرِ .

☆☆ سعید بن جبیر کے بارے میں یہ بات منقول ہے' وہ درہم کی جگہ دینار وصول کرنے یا دینار کی جگہ درہم وصول کرنے کو مکروہ سمجھتے تھے۔

4597-تقدم (الحدیث 4596) .

4598-تقدم (الحدیث 4596) .

4599 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ اَنْبَاَنَا مُؤَمَّلٌ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَبِى هَاشِمٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهُ كَانَ لَا يَرٰى بَاْسًا - يَعْنِىْ - فِىْ قَبْضِ الدَّرَاهِمِ مِنَ الدَّنَانِيْرِ وَالدَّنَانِيْرِ مِنَ الدَّرَاهِمِ .

★★ سعید بن جبیر' حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: وہ اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے یعنی دینار کی جگہ درہم وصول کرنے یا درہم کی جگہ دینار وصول کرنے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے۔

4600 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَبِى الْهُذَيْلِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ فِىْ قَبْضِ الدَّنَانِيْرِ مِنَ الدَّرَاهِمِ اَنَّهُ كَانَ يَكْرَهُهَا اِذَا كَانَ مِنْ قَرْضٍ .

★★ ابراہیم نخعی کے بارے میں یہ بات منقول ہے' درہم کی جگہ دینار وصول کرنا' انہوں نے اسے اس وقت مکروہ قرار دیا ہے' جب یہ قرض کے طور پر ہو (یعنی نقدلین دین نہ ہو)۔

4601 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُوسَى اَبِىْ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ اَنَّهُ كَانَ لَا يَرٰى بَاْسًا وَّاِنْ كَانَ مِنْ قَرْضٍ .

★★ سعید بن جبیر کے بارے میں یہ بات منقول ہے' وہ اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے' خواہ یہ قرض کے طور پر ہی کیوں نہ ہو۔

4602 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ قَالَ حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ نَافِعٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ بِمِثْلِهِ .
قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ كَذَا وَجَدْتُهُ فِىْ هٰذَا الْمَوْضِعِ .

★★ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔
امام نسائی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: میں نے ایک جگہ اسے ایسا ہی پایا ہے۔

باب اَخْذِ الْوَرِقِ مِنَ الذَّهَبِ

باب: سونے کی جگہ چاندی وصول کرنا

4603 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْمُعَافٰى عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ اَتَيْتُ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ رُوَيْدَكَ اَسْاَلُكَ اِنِّىْ اَبِيْعُ الْاِبِلَ بِالْبَقِيْعِ بِالدَّنَانِيْرِ وَآخُذُ الدَّرَاهِمَ . قَالَ "لَا بَاْسَ اَنْ تَاْخُذَ بِسِعْرِ يَوْمِهَا مَا لَمْ تَفْتَرِقَا وَبَيْنَكُمَا شَىْءٌ" .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا' میں نے عرض کی: ٹھہریے

4599-تقدم (الحديث 4596) .
4600-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (18418) .
4601-تقدم (الحديث 4596) .
4602-تقدم (الحديث 4596) .
4603-تقدم (الحديث 4596) .

کہ میں آپ ﷺ سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ میں بقیع میں دینار کے عوض میں اونٹ فروخت کر دیتا ہوں، پھر درہم وصول کر لیتا ہوں (تو اس کا حکم کیا ہے؟) نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اس میں کوئی حرج نہیں ہے اگر تم اس دن کے نرخ کے مطابق وصول کرتے ہو، بشرطیکہ تم دونوں کے جدا ہونے سے پہلے تمہارے درمیان کوئی چیز باقی نہ رہے (یعنی مکمل ادائیگی کی جا چکی ہو)''۔

باب الزِّيَادَةِ فِي الْوَزْنِ

باب: وزن کو زیادہ کرنا

4604 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ شُعْبَةَ قَالَ اَخْبَرَنِي مُحَارِبُ بْنُ دِثَارٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ دَعَا بِمِيزَانٍ فَوَزَنَ لِي وَزَادَنِي .

★★ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب نبی اکرم ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے ترازو منگوایا اور آپ ﷺ نے میرے لیے وزن کروایا اور مجھے زیادہ ادائیگی کی۔

4605 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مِسْعَرٍ عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَضَانِي رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَزَادَنِي .

★★ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے مجھے ادائیگی کی اور زیادہ ادائیگی کی۔

باب الرُّجْحَانِ فِي الْوَزْنِ

باب: وزن میں اضافہ کرنا

4606 - اَخْبَرَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ سُوَيْدِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ جَلَبْتُ اَنَا وَمَخْرَفَةُ الْعَبْدِيُّ بَزًّا مِنْ هَجَرَ فَاَتَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ بِمِنًى وَوَزَّانٌ يَزِنُ بِالْاَجْرِ فَاشْتَرٰى مِنَّا سَرَاوِيْلَ فَقَالَ لِلْوَزَّانِ "زِنْ وَاَرْجِحْ" .

4604-اخرجه البخاري في الصلاة، باب الصلاة اذا قدم من سفر (الحديث 443) مطولاً، و في الاستقراض، باب حسن القضاء (الحديث 2394) مطولاً، و في الهبة، باب الهبة المقبوضة وغير المقبوضة و المقسومة و غير المقسومة (الحديث 3603)و (الحديث 2604) بنحوه . و اخرجه مسلم في صلاة المسافرين و قصرها، باب استحباب تحية المسجد بركعتين و كراهية الجلوس قبل صلاتهما و انها مشروعة في جميع الاوقات (الحديث 71)، و في المساقاة، باب بيع البعير والستثناء ركوبه (الحديث 115 و 116) مطولاً واخرجه ابو داؤد في البيوع و الاجارات، باب في حسن القضاء (الحديث 3347) واخرجه النسائي في البيوع، الزيادة في الوزن (الحديث 4605) . و الحديث عند: البخاري في الجهاد، باب الصلاة اذا قدم من سفر (الحديث 3087)، وباب الطعام عند القدوم (الحديث 3089م) تعليقاً، و (الحديث 3090) . ومسلم في صلاة المسافرين و قصرها، باب استحباب الركعتين في المسجد لمن قدم من سفر اول قدومه (الحديث 72) . تحفة الاشراف (2578) .

4605-تقدم في البيوع، الزيادة في الوزن (الحديث 4604) .

☆☆ سوید بن قیس بیان کرتے ہیں: میں اور مخرفہ عبدی ہجر سے تعلق رکھنے والا کپڑا لے کر آئے نبی اکرم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے ہم اس وقت منیٰ میں موجود تھے وزن کرنے والا شخص کسی چیز کی قیمت کا وزن کر رہا تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے ہم سے ایک شلوار خریدی آپ ﷺ نے وزن کرنے والے سے کہا: وزن کرو اور زیادہ دینا۔

4607 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا صَفْوَانَ قَالَ بِعْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَرَاوِيْلَ قَبْلَ الْهِجْرَةِ فَاَرْجَحَ لِيْ .

☆☆ حضرت ابوصفوان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے ہجرت سے پہلے نبی اکرم ﷺ کو ایک شلوار فروخت کی تھی تو آپ ﷺ نے مجھے زیادہ ادائیگی کی تھی۔

4608 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْمُلَائِيِّ عَنْ سُفْيَانَ ح وَاَنْبَاَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ حَنْظَلَةَ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "الْمِكْيَالُ عَلٰى مِكْيَالِ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ وَالْوَزْنُ عَلٰى وَزْنِ اَهْلِ مَكَّةَ" . وَاللَّفْظُ لِاِسْحَاقَ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''ماپنے کے پیمانے میں اہل مدینہ کے مخصوص پیمانے کا اعتبار کیا جائے گا اور وزن کرنے کے پیمانے میں اہل مکہ کے وزن کا اعتبار کیا جائے گا''۔

روایت کے یہ الفاظ اسحاق نامی راوی کے ہیں۔

باب بَيْعِ الطَّعَامِ قَبْلَ اَنْ يُّسْتَوْفٰى

باب: اناج کو پورا ماپ لینے سے پہلے آگے فروخت کر دینا

4609 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنِ ابْتَاعَ طَعَامًا فَلَا يَبِعْهُ حَتّٰى

4606-اخرجه ابو داؤد في البيوع و الاجارات، باب في الرجحان في الوزن و الوزن بالاجر (الحديث 3336 و 3337) واخرجه الترمذي في البيوع، باب ما جاء في الرجحان في الوزن (الحديث 1305) . واخرجه النسائي في البيوع، الرجحان في الوزن (الحديث 4607) مختصرًا واخرجه ابن ماجه في التجارات، باب الرجحان في الوزن، (الحديث 2220 و 2221) والحديث عند: ابن ماجه في اللباس، باب لبس السراويل (الحديث 3579) . تحفة الاشراف (4810) .

4607-تقدم في البيوع، الزيادة في الوزن (الحديث 4606) .

4608-تقدم (الحديث 2519) .

4609-اخرجه البخاري في البيوع، باب الكيل على البائع و المعطي (الحديث 2126)، وباب بيع الطعام قبل ان يقبض و بيع ما ليس عندك (الحديث 2136) واخرجه مسلم في البيوع، باب بطلان بيع المبيع قبل القبض (الحديث 32) و اخرجه ابو داؤد في البيوع و الاجارات، باب في بيع الطعام قبل ان يستوفى (الحديث 3492) . واخرجه ابن ماجه في التجارات، باب النهي عن بيع الطعام قبل ما لم يقبض (الحديث 2226) . تحفة الاشراف (8327) .

يَسْتَوْفِيَهُ" .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:
''جو شخص کوئی اناج خریدتا ہے اُسے آگے اس وقت تک فروخت نہ کرے جب تک پورا ماپ نہیں لیتا''۔

4610 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ اَنْبَانَا ابْنُ الْقَاسِمِ عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنِ ابْتَاعَ طَعَامًا فَلَا يَبِعْهُ حَتّٰى يَقْبِضَهُ" .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:
''جو شخص کوئی اناج خریدتا ہے' وہ اُسے اُس وقت تک فروخت نہ کرے جب تک اُسے اپنے قبضے میں نہیں لے لیتا''۔

4611 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا قَاسِمٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنِ ابْتَاعَ طَعَامًا فَلَا يَبِيْعُهُ حَتّٰى يَكْتَالَهُ" .

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:
''جو شخص کوئی اناج خریدتا ہے' وہ اُسے اُس وقت تک آگے فروخت نہ کرے جب تک اُسے ماپ نہیں لیتا''۔

4612 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ اَنْبَانَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَمْرٍو عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ وَالَّذِىْ قَبْلَهُ حَتّٰى يَقْبِضَهُ .

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے منقول ہے' تاہم اس میں یہ الفاظ ہیں:
''جب تک وہ اس پر قبضہ نہیں کر لیتا''۔

4613 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ طَاوُسٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ اَمَّا الَّذِىْ نَهٰى عَنْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُبَاعَ حَتّٰى يُسْتَوْفَى الطَّعَامُ .

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع کیا ہے' اناج کو ماپ لینے سے پہلے آگے فروخت کیا جائے۔

4610-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (7251) .

4611-اخرجه البخاري في البيوع، باب ما يذكر في بيع الطعام و الحكرة (الحديث 2132) مطولاً . واخرجه مسلم في البيوع، باب بطلان بيع المبيع قبل القبض (الحديث 30 و 31) مطولاً واخرجه ابو داؤد في البيوع والاجارات، باب في بيع الطعام قبل ان يستوفي (الحديث 3496) . واخرجه النسائي في البيوع، بيع الطعام قبل ان يستوفي (الحديث 4613 و 4614) . تحفة الاشراف (5707) .

4612-اخرجه البخاري في البيوع، باب بيع الطعام قبل ان يقبض و بيع ما ليس عندك (الحديث 2135) . واخرجه مسلم في البيوع، باب بطلان بيع المبيع قبل القبض (الحديث 29) واخرجه ابو داؤد في البيوع والاجارات، باب في بيع الطعام قبل ان يستوفي (الحديث 3497) . واخرجه الترمذي في البيوع، باب ما جاء في كراهية بيع الطعام حتى يستوفيه (الحديث 1291) . و اخرجه ابن ماجه في التجارات، باب النهي عن بيع الطعام قبل م لم يقبض (الحديث 2227) . تحفة الاشراف (5736) .

4613-تقدم (الحديث 4611) .

4614 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنِ ابْتَاعَ طَعَامًا فَلَا يَبِعْهُ حَتّٰى يَقْبِضَهُ" .

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَاَحْسَبُ اَنَّ كُلَّ شَيْءٍ بِمَنْزِلَةِ الطَّعَامِ .

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''جو شخص کوئی اناج خریدتا ہے' وہ اُسے اس وقت تک فروخت نہ کرے جب تک وہ اُسے اپنے قبضے میں نہیں لیتا''۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہر چیز کا حکم اناج کی مانند ہے۔

4615 - اَخْبَرَنِىْ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْحَسَنِ عَنْ حَجَّاجِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِىْ عَطَاءٌ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ مَوْهَبٍ اَنَّهُ اَخْبَرَهُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ صَيْفِيٍّ عَنْ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا تَبِعْ طَعَامًا حَتّٰى تَشْتَرِيَهُ وَتَسْتَوْفِيَهُ" .

★★ حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

اناج کو اس وقت تک آگے فروخت نہ کرو' جب تک تم اُسے خرید لینے کے بعد ماپ نہیں لیتے۔

4616 - اَخْبَرَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْحَسَنِ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ وَّاَخْبَرَنِىْ عَطَاءٌ ذٰلِكَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عِصْمَةَ الْجُشَمِيِّ عَنْ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

★★ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے۔

4617 - اَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ رُفَيْعٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ اَبِىْ رَبَاحٍ عَنْ حِزَامِ بْنِ حَكِيْمٍ قَالَ قَالَ حَكِيْمُ بْنُ حِزَامٍ ابْتَعْتُ طَعَامًا مِّنْ طَعَامِ الصَّدَقَةِ فَرَبِحْتُ فِيْهِ قَبْلَ اَنْ اَقْبِضَهُ فَاَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ "لَا تَبِعْهُ حَتّٰى تَقْبِضَهُ" .

★★ حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے صدقے کے اناج میں سے کچھ اناج خریدا تو میں نے اُسے قبضے میں لینے سے پہلے ہی آگے فروخت کر کے اُس پر منافع حاصل کر لیا۔ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس بات کا تذکرہ کیا' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''تم اُسے اُس وقت تک فروخت نہ کرو جب تک تم اسے اپنے قبضے میں نہیں لیتے''۔

4614-تقدم (الحديث 4611) .

4615-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (3430) .

4616-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (3429) .

4617-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (3424) .

باب النَّهْيِ عَنْ بَيْعِ مَا اشْتُرِيَ مِنَ الطَّعَامِ بِكَيْلٍ حَتّٰى يُسْتَوْفٰى .

یہ باب ہے کہ آدمی نے جو اناج ماپ کر خریدا ہوا سے پوری طرح ماپنے سے پہلے آگے فروخت کرنے کی ممانعت

4618 - اَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَائَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنِ الْمُنْذِرِ بْنِ عُبَيْدٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى اَنْ يَّبِيْعَ اَحَدٌ طَعَامًا اشْتَرَاهُ بِكَيْلٍ حَتّٰى يَسْتَوْفِيَهُ .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع کیا ہے آدمی نے جو اناج خریدا ہو اُسے پورا ماپنے سے پہلے آگے فروخت کر دے۔

باب بَيْعِ مَا يُشْتَرٰى مِنَ الطَّعَامِ جُزَافًا قَبْلَ اَنْ يُّنْقَلَ مِنْ مَّكَانِهِ .

یہ باب ہے کہ جو اناج اندازے کے تحت خریدا گیا ہو اُسے
اس کی جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے سے پہلے فروخت کرنا

4619 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَائَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ كُنَّا فِيْ زَمَانِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبْتَاعُ الطَّعَامَ فَيَبْعَثُ عَلَيْنَا مَنْ يَّاْمُرُنَا بِانْتِقَالِهِ مِنَ الْمَكَانِ الَّذِيْ ابْتَعْنَا فِيْهِ اِلٰى مَكَانٍ سِوَاهُ قَبْلَ اَنْ نَّبِيْعَهُ .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں ہم اناج کی خرید و فروخت کیا کرتے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری طرف کسی شخص کو بھیج دیتے تھے جو ہمیں یہ ہدایت کرتا تھا کہ ہم نے جس جگہ سے وہ اناج خریدا ہے اسے وہاں سے دوسری جگہ منتقل کر دیں جو پہلی جگہ کے علاوہ ہو یعنی ہم اسے آگے فروخت کرنے سے پہلے ایسا کریں۔

4620 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنِيْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهُمْ كَانُوْا يَتَبَايَعُوْنَ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ اَعْلَى السُّوْقِ جُزَافًا فَنَهَاهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّبِيْعُوْهُ فِيْ مَكَانِهِ حَتّٰى يَنْقُلُوْهُ .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: وہ لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں بازار کے بالائی حصے میں خرید و فروخت کیا کرتے تھے جو اندازے کے تحت ہوتی تھی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اس بات سے منع کیا وہ اس اناج کی مخصوص

4618-اخرجه ابو داؤد في البيوع و الاجارات، باب في بيع الطعام قبل ان يستوفي (الحديث 3495) . تحفة الاشراف (7375) .

4619-اخرجه مسلم في البيوع، باب بطلان بيع المبيع قبل القبض (الحديث 33) . واخرجه ابو داؤد في البيوع و الاجارات، باب في بيع الطعام قبل ان يستوفي (الحديث 3493) . تحفة الاشراف (8371) .

4620-اخرجه البخاري في البيوع باب منتهى التلقي (الحديث 2167) . واخرجه ابو داؤد في البيوع والاجارات، باب في بيع الطعام قبل ان يستوفي (الحديث 3494) . تحفة الاشراف (8154) .

جگہ سے اُسی جگہ منتقل کرنے سے پہلے اُسے آگے فروخت کریں۔

4621 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ اللَّيْثِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ حَدَّثَهُمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا يَبْتَاعُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الرُّكْبَانِ فَنَهَاهُمْ اَنْ يَّبِيْعُوْا فِيْ مَكَانِهِمُ الَّذِيْ ابْتَاعُوْا فِيْهِ حَتّٰى يَنْقُلُوْهُ اِلٰى سُوْقِ الطَّعَامِ ۔

★★ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: وہ لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ اقدس میں سواروں سے اناج کا لین دین کیا کرتے تھے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اس بات سے منع کیا' جو اناج انہوں نے جس جگہ خریدا ہے اُسے وہاں سے دوسری جگہ منتقل کرنے سے پہلے اسے فروخت کریں یعنی اناج کے بازار تک منتقل کرنے سے پہلے اُسے فروخت کریں۔

4622 - اَخْبَرَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ رَاَيْتُ النَّاسَ يُضْرَبُوْنَ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اشْتَرَوُا الطَّعَامَ جُزَافًا اَنْ يَّبِيْعُوْهُ حَتّٰى يُؤْوُوْهُ اِلٰى رِحَالِهِمْ ۔

★★ سالم اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ اقدس میں' میں نے دیکھا کہ لوگوں کی اس بات پر پٹائی کی جاتی تھی کہ جب انہوں نے اندازے کے تحت کوئی اناج خریدا ہو تو اُسے اپنی مخصوص جگہ پر منتقل کرنے سے پہلے آگے فروخت کر دیا ہو۔

باب الرَّجُلِ يَشْتَرِي الطَّعَامَ اِلٰى اَجَلٍ وَّيَسْتَرْهِنُ الْبَائِعُ مِنْهُ بِالثَّمَنِ رَهْنًا

یہ باب ہے کہ جب کوئی شخص ایک متعین مدت کے بعد ادائیگی کی شرط پر کوئی اناج خریدتا ہے' اور فروخت کرنے والا قیمت کی جگہ کوئی چیز رہن کے طور پر اُس سے لے کر رکھ لیتا ہے

4623 - اَخْبَرَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ اٰدَمَ عَنْ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ

4621-انفرد به النسائي . والحديث عند: النسائي في الايمان و النذور، ذكر اختلاف الالفاظ المأثورة في المزارعة (الحديث 3941) . تحفة الاشراف (8425) .

4622-اخرجه البخاري في الحدود، باب كم التعزير و الادب (الحديث 6852) . واخرجه مسلم في البيوع، باب بطلان بيع المبيع قبل القبض (الحديث 37) . واخرجه ابو داؤد في البيوع والاجارات، باب في بيع الطعام قبل ان يستوفى (الحديث 3498) تحفة الاشراف (6933) .

4623-اخرجه البخاري في البيوع، باب شراء النبي صلى الله عليه وسلم بالنسيئة (الحديث 2068)، وباب شراء الامام الحوائج بنفسه (الحديث 2096)، و باب شراء الطعام الى اجل (الحديث 2200)، وفي السلم، باب الكفيل في السلم (الحديث 2251)، وباب الرهن في السلم (الحديث 2252)، و في الاستقراض و اداء الديون و الحجر و التفليس (الحديث 2386)، و في الرهن، باب الرهن، باب من رهن درعه (الحديث 2509)، وباب الرهن عند اليهود و غيرهم (الحديث 2513)، و في الجهاد، باب ما قيل في درع النبي صلى الله عليه وسلم و القميص في الحرب (الحديث 2916) بنحوه، و في المغازي، باب 86 . (الحديث 4467) بنحوه . و اخرجه مسلم في المساقاة، باب الرهن و جوازه في الحضر و السفر (الحديث 124 و 125 و 126) . واخرجه النسائي في البيوع، مبايعة اهل الكتاب (الحديث 4664) واخرجه ابن ماجه في الرهون، باب حدثنا ابو بكر بن ابي شيبة (الحديث 2436) تحفة الاشراف (15948) .

قَالَتِ اشْتَرٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ يَهُوْدِيٍّ طَعَامًا اِلٰی اَجَلٍ وَّرَهَنَهٗ دِرْعَهٗ .

★★ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ایک مخصوص مدت کے بعد ادائیگی کی شرط پر ایک یہودی سے اناج خریدا تھا اور آپ ﷺ نے اپنی زرہ اس کے پاس رہن رکھوادی تھی۔

باب الرَّهْنِ فِي الْحَضَرِ

حضر کے دوران رہن رکھنا

4624 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّهٗ مَشٰی اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِخُبْزِ شَعِيْرٍ وَّاِهَالَةٍ سَنِخَةٍ . قَالَ وَلَقَدْ رَهَنَ دِرْعًا لَّهٗ عِنْدَ يَهُوْدِيٍّ بِالْمَدِيْنَةِ وَاَخَذَ مِنْهُ شَعِيْرًا لِاَهْلِهٖ .

★★ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: وہ جَو کی روٹی اور ایسی چربی لے کر آئے جس کی بُو تبدیل ہو چکی تھی' نبی اکرم ﷺ نے مدینہ منورہ کے ایک یہودی کے پاس اپنی زرہ رہن رکھوائی ہوئی تھی' نبی اکرم ﷺ نے اُس سے اپنے اہل خانہ کے لیے جَو (ادھار) لیے تھے۔

رہن کے لغوی وشرعی مفہوم کا بیان

اس کے لغوی معنی ثابت اور قائم رہنے کے ہیں اور اصطلاح شرعی میں رہن یہ ہے کہ کسی ایسی شے کو جو شرعاً مالیت کی حامل ہو، حصول قرض کے لیے ضمانت بنایا جائے تاکہ اس شے کے اعتماد پر قرض کا حصول ممکن ہو۔ عرف عام میں اسے گروی رکھنا کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ": اگر تم سفر کی حالت میں ہو اور دستاویز لکھنے والا میسر نہیں تو رہن بالقبض پر معاملہ کرلو ("سورہ بقرہ)۔ رہن بالقبض کا مطلب یہ ہے کہ قرض دینے والے کو اپنے قرض کی واپسی کا اطمینان ہو جائے۔ رہن کی شرعی حیثیت یہ ہے کہ وہ بھی خرید وفروخت کی طرح فعل جائز ہے کیونکہ (چند استثنائی صورتوں کے علاوہ) ہر وہ شے جس کی بیع جائز ہے اس کو رہن رکھنا بھی جائز ہے۔ رہن کا معاملہ کرنا کتاب وسنت اور اجماع سے ثابت ہے۔ اس سلسلہ میں لکھا پڑھی بہتر ہے تاکہ شرطیں سامنے رہیں۔

رہن کے ارکان کا بیان

رہن کے تین ارکان ہیں۔ (۱) فریقین یعنی راہن اور مرتہن (شے مرہونہ کے مالک یا رہن کرنے والے کو راہن کہتے ہیں اور مرتہن جو رہن رکھ کر قرض دے)۔

(۲) اشیا معاملہ، اس میں دو چیزیں شامل ہیں۔ ایک تو شے مرہونہ رہن رکھی ہوئی چیز اور دوسرے وہ رقم قرض جو رہن کے

4624-اخرجه البخاري في البيوع، باب شراء النبي صلى الله عليه وسلم (الحديث 2069) مطولاً واخرجه ابن ماجه في الرهون، باب حدثنا ابو بكر بن ابي شيبة (الحديث 2437) . والحديث عند: البخاري في الرهن، باب في الرهن في الحضر (الحديث 2508) . والترمذي في البيوع، باب ما جاء في الرخصة في الرخصة في الشراء الى اجل (الحديث 1215) . تحفة الاشراف (1355) .

مقابلہ میں دی گئی۔ الفاظ معاملہ (جولین دین کے لیے استعمال کیے جائیں)۔

(۳) معاملہ رہن کے درست ہونے کی اہم ترین شرط یہ ہے کہ راہن اور مرتہن دونوں معاملہ بیع کی اہلیت رکھتے ہوں۔ یعنی کوئی مجنون ودیوانہ یا بے شعور نابالغ لڑکا نہ ہو۔ ان کا کیا ہوا معاملہ رہن درست نہ ہوگا۔

راہن کو مال مرہونہ سے استفادہ کا حق نہیں ہے جب تک کہ مرتہن اس کی اجازت نہ دے۔ چنانچہ جب تک کوئی مال رہن ہے مرتہن کی اجازت کے بغیر راہن کا رہن سے کسی بھی طرح کا فائدہ حاصل کرنا (مثلاً رہن شدہ مکان میں رہنا یا کپڑا رہن ہو تو اسے پہننا وغیرہ) جائز و درست نہیں ہے البتہ اگر مرتہن اس کی اجازت دے دے تو رہن شدہ شے کے استعمال میں کوئی مضائقہ نہیں ورنہ قرض پر براہ راست سود لینے اور رہن رکھی ہوئی چیز سے فائدہ اٹھانے میں کوئی فرق نہیں ہے۔ تاہم یہ واضح رہے کہ مال مرہونہ سے جو بھی فائدہ ونفع حاصل ہوگا ان سب کا حقدار راہن ہے۔ البتہ اگر کوئی جانور رہن رکھا گیا ہو تو اس کا دودھ استعمال کیا جا سکتا ہے اور اس سے سواری یا مال برداری کی خدمت لی جاسکتی ہے کیونکہ یہ اس چارے کا معاوضہ ہے جو مرتہن اس جانور کو کھلاتا ہے اور یہ بات معاملہ کے وقت راہن کو بتادی جاتی ہے۔

رہن کے شرعی وفقہی مأخذ کا بیان

وَاِنْ كُنْتُمْ عَلٰی سَفَرٍ وَّلَمْ تَجِدُوْا كَاتِبًا فَرِهٰنٌ مَّقْبُوْضَةٌ ۔ (البقرہ، ۲۸۳)

اور اگر تم سفر میں ہو اور لکھنے والا نہ پاؤ تو گرو (رہن) ہو قبضہ میں دیا ہوا۔ (کنزالایمان)

حافظ ابن کثیر شافعی لکھتے ہیں کہ یعنی بحالت سفر اگر ادھار کا لین دین ہو اور کوئی لکھنے والا نہ ملے یا ملے مگر قلم ودوات یا کاغذ نہ ہو تو رہن رکھ لیا کرو اور جس چیز کو رہن رکھنا ہو اسے حقدار کے قبضے میں دے دو۔ مقبوضہ کے لفظ سے استدلال کیا گیا ہے کہ رہن جب تک قبضہ میں نہ آجائے لازم نہیں ہوتا، جیسا کہ امام شافعی اور جمہور کا مذہب ہے اور دوسری جماعت نے استدلال کیا ہے کہ رہن کا مرتہن کے ہاتھ میں مقبوض ہونا ضروری ہے۔ امام احمد اور ایک دوسری جماعت میں یہی منقول ہے، ایک اور جماعت کا قول ہے کہ رہن صرف میں ہی مشروع ہے، جیسے حضرت مجاہد وغیرہ لیکن صحیح بخاری صحیح مسلم شافعی میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت فوت ہوئے اس وقت آپ کی زرہ مدینے کے ایک یہودی ابوالشحم کے پاس تیس وسق جو کے بدلے گروی تھی جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے گھر والوں کے کھانے کے لئے لئے تھے۔ (تفسیر ابن کثیر)

رہن کا لغوی وفقہی مفہوم کا بیان

لغت میں کسی چیز کو محبوس کر لینے کا نام رہن ہے۔ اگر چہ اس کا سبب کوئی بھی ہو۔ اور شرعی اعتبار سے کسی چیز کو محبوس کرنا ایسے حق کے بدلے میں کہ جس کو وصول کرنا رہن سے ممکن ہو۔ جس طرح قرض ہیں۔ اور رہن ایک مشروع عمل ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان اقدس ہے۔ پس مقبوضہ رہان ہے۔ اور اس کی مشروعیت کی دلیل یہ بھی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک یہودی سے غلہ خریدا اور اس کے بدلے میں اپنی ذرع کو اس کے پاس گروی رکھا دیا اور جواز رہن پر

اجماع کا انعقاد بھی ہو چکا ہے۔ اور اس کی دلیل یہ بھی ہے کہ رہن وصول کرنے کا پکا عقد ہے لہٰذا اس کو وجوب کی مضبوطی پر قیاس کریں گے اور وہ مضبوطی کفالت ہے۔

علامہ ابن محمود بابرتی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ لغت میں رہن کے معنی روکنا ہیں اس کا سبب کچھ بھی ہو اور اصطلاح شرع میں دوسرے کے مال کو اپنے حق میں اس لئے روکنا کہ اس کے ذریعہ سے اپنے حق کو کلا یا جزءً وصول کرنا ممکن ہو مثلاً کسی کے ذمہ اس کا دَین ہے اس مدیون نے اپنی کوئی چیز دائن کے پاس اس لئے رکھ دی ہے کہ اُس کو اپنے دَین کی وصول پانے کے لئے ذریعہ بنے، رہن کو اُردو زبان میں گروی رکھنا بولتے ہیں، کبھی اُس چیز کو بھی رہن کہتے ہیں جو رکھی گئی ہے اس کا دوسرا نام مرہون ہے، چیز کے رکھنے والے کو راہن اور جس کے پاس رکھی گئی اُس کو مرتہن کہتے ہیں، عقد رہن بالا جماع جائز ہے، قرآن مجید اور حدیث شریف سے اس کا جواز ثابت ہے، رہن میں خوبی یہ ہے کہ دائن و مدیون دونوں کا اس میں بھلا ہے کہ بعض مرتبہ بغیر رہن رکھے کوئی دیتا نہیں مدیون کا بھلا یوں ہوا کہ دَین مل گیا اور دائن کا بھلا ظاہر ہے کہ اُس کو اطمینان ہوتا ہے کہ اب میرا روپیہ مارا نہ جائے گا۔

(عنایہ شرح الہدایہ، کتاب رہن، بیروت)

ایجاب وقبول سے رہن کے منعقد ہونے کا بیان

ایجاب وقبول سے رہن منعقد ہو جاتی ہے اور یہ قبضہ سے مکمل ہو جاتی ہے۔ جبکہ بعض فقہاء نے کہا ہے کہ رہن کا رکن صرف ایجاب ہے۔ کیونکہ یہ احسان کا عقد ہے پس یہ احسان سے مکمل ہو جائے گا۔ جس طرح صدقہ اور ہبہ میں ہوتا ہے جبکہ قبضہ لازم ہونے کی شرط ہے۔ جس طرح ہم ان شاء اللہ اس کو بیان کر دیں گے۔

حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ رہن محض عقد کرنے سے لازم ہو جاتی ہے کیونکہ دونوں اجانب سے مال کو خاص کرنا ہے پس یہ بیع کی طرح ہو جائے گا۔ اور یہ بھی دلیل ہے کہ اس کی وجہ سے عقد میں مضبوطی کا ہونا ہے۔ تو یہ کفالہ کے مشابہ ہو جائے گی۔

ہماری دلیل وہ تلاوت کردہ آیت ہے اور وہ مصدر ہے جو حرف فاء کے ساتھ ملی ہوئی ہے اور اس کا محل جزاء امر مراد ہے۔ کیونکہ رہن ایک احسان کا عقد ہے۔ کیونکہ راہن رہن کے مقابلے میں مرتہن پر کسی چیز میں حقدار نہیں ہے۔ کیونکہ اس پر زیادتی نہیں کی جائے گی۔ پس رہن کو نافذ کرنا لازم ہے۔ جس طرح وصیت میں ہے۔ پس مبیع کے قبضہ کے مشابہ ہو جائے گا۔

حضرت امام ابو یوسف علیہ الرحمہ سے نقل کیا گیا ہے کہ منقول چیزوں کو منتقل کرنے سوا ان میں قبضہ ثابت نہ ہوگا کیونکہ غصب کی طرح ابتدائی طور پر یہی قبضہ ضمان کو واجب کرتا ہے۔ جبکہ بیع میں ایسا نہیں ہے کیونکہ وہ خریدار کی جانب بائع کی طرف سے ضمان کو منتقل کرتا ہے اور وہ ابتدائی طور پر واجب کرنے والا نہیں ہے۔ جبکہ پہلا قول زیادہ صحیح ہے۔

عقد رہن ایجاب وقبول سے منعقد ہوتا ہے مثلاً مدیون نے کہا کہ تمہارا جو کچھ میرے ذمہ ہے اُس کے مقابلہ میں یہ چیز تمہارے پاس رہن رکھی یا یہ کہے اس چیز کو رہن رکھ لو دوسرا کہے میں نے قبول کیا، بغیر ایجاب وقبول کے الفاظ بولنے کے بھی بطور

تعاطی رہن ہوسکتا ہے جس طرح بیع تعاطی سے ہو جاتی ہے۔ (فتاویٰ شامی، کتاب رہن، بیروت)

لفظ رہن بولنا ضروری نہیں بلکہ کوئی دوسرا لفظ جس سے معنی رہن سمجھے جاتے ہوں تو رہن ہو گیا مثلاً ایک روپیہ کی کوئی چیز خریدی اور بائع کو اپنا کپڑا یا کوئی چیز دے دی اور کہہ دیا کہ اسے رکھے رہو جب تک میں دام نہ دے دوں یہ رہن ہو گیا یونہی ایک شخص پر دَین ہے اُس نے دائن کو اپنا کپڑا دے کر کہا کہ اسے رکھے رہو جب تک دَین ادا نہ کر دوں یہ رہن بھی صحیح ہے۔

(فتاویٰ ہندیہ کتاب رہن، بیروت)

ایجاب وقبول سے عقد رہن ہو جاتا ہے مگر لازم نہیں ہوتا جب تک مرتہن شے مرہون پر قبضہ نہ کر لے لہٰذا قبضہ سے پہلے راہن کو اختیار رہتا ہے کہ چیز دے یا نہ دے اور جب مرتہن نے قبضہ کر لیا تو پکا معاملہ ہو گیا اب راہن کو بغیر اُس کا حق ادا کیے چیز واپس لینے کا حق نہیں رہتا۔

مگر عنایہ میں فرمایا کہ یہ عامہ کتب کے مخالف ہے، امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تصریح یہ ہے کہ بغیر قبضہ رہن جائز ہی نہیں، امام حاکم شہید نے کافی میں اور امام جعفر طحاوی و امام کرخی نے اپنے اپنے مختصر میں اسی کی تصریح کی اور درمختار، کتاب رہن، بیروت میں مجتبےٰ سے ہے کہ قبضہ شرط جواز ہے نہ کہ شرط لزوم۔

باب بَيْعِ مَا لَيْسَ عِنْدَ الْبَائِعِ

یہ باب ہے کہ جو چیز فروخت کنندہ کے پاس نہ ہو اُسے فروخت کرنا

4625 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ وَّحُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ عَنْ يَّزِيْدَ قَالَ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا يَحِلُّ سَلَفٌ وَّبَيْعٌ وَّلَا شَرْطَانِ فِيْ بَيْعٍ وَّلَا بَيْعُ مَا لَيْسَ عِنْدَكَ".

☆☆ عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا (حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''سلف اور سودا جائز نہیں ہے ایک ہی سودے میں دو شرطیں عائد کرنا جائز نہیں ہے جو چیز تمہارے پاس نہ ہو اُسے فروخت کرنا جائز نہیں ہے''۔

4626 - اَخْبَرَنَا عُثْمَانُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ عَبَّادِ بْنِ الْعَوَّامِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ عَرُوْبَةَ عَنْ اَبِيْ رَجَاءٍ - قَالَ عُثْمَانُ هُوَ مُحَمَّدُ بْنُ سَيْفٍ - عَنْ مَطَرٍ الْوَرَّاقِ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ

4625-اخرجه ابو داؤد في البيوع و الاجارات، باب في الرجل يبيع ما ليس عنده (الحديث 3504) . واخرجه الترمذي في البيوع، باب ما جاء في كراهية بيع ما ليس عندك (الحديث 1234) . واخرجه النسائي في البيوع، شرطان في بيع (الحديث 4644 و 4645) . واخرجه ابن ماجه في التجارات باب النهي عن بيع ما ليس عندك و عن ربح ما لم يضمن (الحديث 2188) مختصراً . تحفة الاشراف (8664) .

4626-اخرجه ابو داؤد في الطلاق، باب في الطلاق قبل النكاح (الحديث 2190) مطولاً . تحفة الاشراف (8804) .

جَدِّهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَيْسَ عَلٰى رَجُلٍ بَيْعٌ فِيْمَا لَا يَمْلِكُ".

★★ عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''آدمی جس چیز کا مالک نہ ہو اُسے فروخت کرنا آدمی کے لیے جائز نہیں ہے''۔

4627 - حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ اَيُّوْبَ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ بِشْرٍ عَنْ يُوْسُفَ بْنِ مَاهَكَ عَنْ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ قَالَ سَاَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ يَاْتِيْنِي الرَّجُلُ فَيَسْاَلُنِي الْبَيْعَ لَيْسَ عِنْدِيْ اَبِيْعُهُ مِنْهُ ثُمَّ اَبْتَاعُهُ لَهُ مِنَ السُّوْقِ . قَالَ "لَا تَبِعْ مَا لَيْسَ عِنْدَكَ".

★★ حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ سے سوال کیا' میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! ایک شخص میرے پاس آتا ہے' اور مجھ سے کسی ایسی چیز کو فروخت کرنے کا مطالبہ کرتا ہے' جو میرے پاس نہیں ہے' تو کیا میں اس کو وہ چیز فروخت کر دوں' پھر میں اس کے لیے وہ چیز بازار سے خرید لوں گا۔ تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جو چیز تمہارے پاس نہیں ہے' تم اسے فروخت نہ کرو''۔

باب السَّلَمِ فِي الطَّعَامِ

یہ باب ہے کہ اناج میں بیع سلف کرنا

4628 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِي الْمُجَالِدِ قَالَ سَاَلْتُ ابْنَ اَبِيْ اَوْفٰى عَنِ السَّلَفِ قَالَ كُنَّا نُسْلِفُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبِيْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ فِي الْبُرِّ وَالشَّعِيْرِ وَالتَّمْرِ اِلٰى قَوْمٍ لَّا اَدْرِيْ اَعِنْدَهُمْ اَمْ لَا . وَابْنُ اَبْزٰى قَالَ مِثْلَ ذٰلِكَ .

★★ عبداللہ بن ابومجالد بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت عبداللہ بن ابواوفی رضی اللہ عنہ سے بیع سلف کے بارے میں دریافت کیا' تو انہوں نے بتایا' ہم لوگ نبی اکرم ﷺ' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانۂ اقدس میں' گندم' جو اور کھجوروں کے سودے میں بیع سلف کرتے رہے ہیں اور ایسے لوگوں کے ساتھ کیا کرتے تھے' جن کے بارے میں ہمیں یہ پتا ہی نہیں تھا کہ کیا ان کے پاس یہ چیزیں ہیں یا نہیں ہیں؟

4627-اخرجه ابو داؤد في البيوع و الاجارات، باب في الرجل يبيع ما ليس عنده (الحديث 3503) . واخرجه الترمذي في البيوع، باب ما جاء في كراهية بيع ما ليس عندك (الحديث 1232 و 1233 و 1235) . و اخرجه ابن ماجه في التجارات، باب النهي عن بيع ما ليس عندك و عن ربح ما لم يضمن (الحديث 2187) . تحفة الاشراف (3436) .

4628-اخرجه البخاري في السلم، باب السلم في وزن معلوم (الحديث 2242 و 2243)، وباب السلم الى من ليس عنده اصل (الحديث 2244 و 2245) بنحوه مطولاً، و باب السلم الى اجل معلوم (الحديث 2254 و 2255) بنحوه . واخرجه ابو داود في البيوع والاجارات، باب في السلف (الحديث 3464 و 3465) و اخرجه النسائي في البيوع، السلم في الزبيب (الحديث 4629) . واخرجه ابن ماجه في التجارات، باب السلف في كيل معلوم و وزن معلوم الى اجل معلوم (الحديث 2282) . تحفة الاشراف (5171) .

ابن ابزی نامی راوی نے بھی اسی کی مانند نقل کیا ہے۔

بیع سلم کا فقہی مفہوم وشرائط

بیع سلم اس کو کہتے ہیں کہ ایک شخص دوسرے شخص کو نقد روپیہ دے اور کہے کہ اتنی مدت کے بعد مجھ کو تم ان روپوں کے بدل میں اتنا غلہ یا چاول فلاں قسم والے دینا۔ یہ بالاجماع مشروع ہے۔ عام بول چال میں اسے بدھنی کہتے ہیں۔ جو روپیہ دے اس کو رب السلم اور جس کو دے اسے مسلم الیہ اور جو مال دینا ٹھہرائے اسے مسلم فیہ کہتے ہیں۔ بیع سلم پر لفظ سلف کا بھی اطلاق ہوا ہے۔ بعض لوگوں نے کہا کہ لفظ سلف اہل عراق کی لغت ہے اور لفظ سلم اہل حجاز کی لغت ہے ایسی بیع کو عام محاوروں میں لفظ بدھنی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

سلم ایک بیع کا نام ہے جس میں مبیع مؤجل اور ثمن معجل ہوتا ہے یعنی خریدی جانے والی چیز بعد میں لی جاتی ہے اور اس کی قیمت پہلے ہی دی جاتی ہے۔

اس کو مثال کے طور پر یوں سمجھئے کہ زید نے بکر سے مثلاً ایک سو 100 روپے کے عوض دو من گیہوں کی خریداری کا معاملہ کیا بایں طور کہ زید نے بکر کو ایک سو روپے دے دیئے اور اسے طے کر دیا کہ میں اتنی مدت کے بعد اس کے عوض فلاں قسم کے دو من گیہوں تم سے لے لوں گا اس بیع و معاملہ کو عربی میں سلم کہتے ہیں بعض مواقع پر سلف بھی کہا جاتا ہے اپنی زبان میں اسے بدھنی سے موسوم کیا جاتا ہے اس بیع کے مشتری یعنی خریدار کو عربی میں رب سلم ثمن یعنی قیمت کو رأس المال بیع یعنی بیچنے والے کو مسلم الیہ اور مبیع یعنی خریدی جانے والی چیز کو مسلم فیہ کہتے ہیں۔

یہ بیع شرعی طور پر جائز و درست ہے بشرطیکہ اس کی تمام شرائط پائی جائیں اور تمام شرائط کی تعداد سولہ ہے اس طرح کہ چھ شرطوں کا تعلق تو رأس المال یعنی قیمت سے ہے اور دس شرطوں کا تعلق مسلم فیہ یعنی مبیع سے ہے۔

رأس المال کی شرائط کا بیان

رأس المال سے متعلق چھ شرطیں یہ ہیں۔

1- جنس کو بیان کرنا یعنی یہ واضح کر دینا کہ یہ درہم ہیں یا دینار ہیں یا اشرفیاں ہیں اور یا روپے ہیں۔

2- نوع کو بیان کر دینا یعنی یہ واضح کر دینا کہ یہ روپے چاندی کے ہیں یا گلٹ کے ہیں یا نوٹ ہیں۔

3- صفت کو بیان کرنا یعنی یہ واضح کر دینا کہ روپے کھرے ہیں یا کھوٹے ہیں۔

4- مقدار کو بیان کر دینا یعنی یہ واضح کر دینا کہ یہ روپے سو ہیں یا دو سو ہیں۔

5- روپے نقد دینا وعدہ پر نہ رکھنا۔

6- اور جس مجلس میں معاملہ طے ہوا اس مجلس میں بیچنے والے کا رأس المال پر قبضہ کر لینا۔

مسلم فیہ کی شرائط کا بیان

مسلم فیہ سے متعلق دس شرطیں یہ ہیں۔

1- جنس کو بیان کرنا مثلاً یہ واضح کر دینا کہ مسلم فیہ گیہوں ہے یا جو ہے اور یا چنا ہے۔

2- نوع کو بیان کر دینا یعنی یہ واضح کر دینا کہ گیہوں فلاں قسم یا فلاں جگہ کے ہیں۔

3- صفت کو بیان کرنا یعنی یہ واضح کر دینا کہ مثلاً گیہوں اچھے ہیں یا خراب ہیں۔

4- مسلم کی مقدار کو بیان کر دینا کہ مثلاً ایک من ہیں یا دو من ہیں۔

5- مسلم فیہ کا وزنی یا کیلی یا ذرعی یا عددی ہونا تا کہ اس کا تعین و اندازہ کیا جاسکے۔

6- مدت کو بیان کرنا یعنی یہ واضح کر دینا کہ یہ چیز اتنی مدت کے بعد مثلاً ایک مہینہ یا دو مہینہ میں یا چار مہینے میں لیں گے لیکن یہ بات ملحوظ رہے کہ کم سے کم مدت ایک مہینہ ہونی چاہیے۔

7- مسلم فیہ کا موقوف و معدوم نہ ہونا یعنی یہ ضروری ہے کہ مسلم فیہ عقد کے وقت سے ادائے گی کے وقت تک بازار میں برابر مل سکے تا کہ معدوم کی بیع لازم نہ آئے۔

8- بیع سلم کا معاملہ بغیر شرط خیار کے طے ہونا یعنی اس بیع میں خیار بیع کو برقرار رکھنے یا فسخ کر دینے کے اختیار کی شرط نہیں ہونی چاہیے۔

9- اگر مسلم فیہ ایسی وزن دار چیز ہے جس کی بار برداری دینا پڑے تو اس کے دینے کی جگہ کو متعین کرنا یعنی یہ واضح کر دینا کہ میں یہ چیز فلاں جگہ یا فلاں مقام پر دوں گا۔

10- مسلم فیہ کا ایسی چیز ہونا جو جنس نوع اور صفت بیان کرنے سے متعین و معلوم ہو جاتی ہو جو چیز ایسی ہو کہ جنس نوع اور صفت بیان کرنے سے معلوم و متعین نہ ہوتی ہو جیسے حیوان یا بعض قسم کے کپڑے تو اس میں بیع سلم جائز نہیں۔

بیع سلم کے تعین مدت میں مذاہب اربعہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ سے ہجرت فرما کر مدینہ تشریف لائے تو اہل مدینہ پھلوں میں ایک سال دو سال تین سال کی بیع سلم کیا کرتے تھے یعنی پیشگی قیمت دیکر کہہ دیا کرتے تھے کہ ایک سال یا دو سال یا تین سال کے بعد پھل پہنچا دینا) چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کسی چیز کی بیع سلم کرے اسے چاہئے کہ معین پیمانہ وزن اور معین مدت کے ساتھ سلم کرے۔ (بخاری ومسلم)

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے اور لوگ پھلوں میں ایک سال اور دو سال کے لئے سلف کرتے تھے (یعنی ادھار بیع کرتے تھے) تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی کھجور میں سلف کرے تو مقرر ماپ میں یا مقرر تول میں ایک مقررہ میعاد تک سلف کرے۔ (صحیح مسلم، کتاب بیوع)

مطلب یہ ہے کہ جس چیز کی بیع جاری ہوا گر وہ پیمانہ سے ناپ کر لی دی جاتی ہے تو اس کا پیمانہ متعین کرنا ضروری ہے کہ یہ چیز دس پیمانے ہوگی یا پندرہ پیمانے اور اگر وہ چیز وزن کے ذریعہ لی دی جاتی ہے تو اس کا وزن متعین کرنا ضروری ہے کہ یہ چیز دس سیر ہو

کی یا پندرہ سیر اسی طرح سلم میں خریدی جانے والی چیز کی ادائیگی کی مدت کا تعین بھی ضروری ہے کہ یہ چیز مثلاً ایک ماہ بعد دی جائے گی یا ایک سال بعد۔

اس حدیث کا ظاہری مفہوم اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ بیع سلم میں مدت کا تعین بیع کے صحیح ہونے کے لئے شرط ہے جیسا کہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، امام مالک اور امام احمد کا مسلک ہے لیکن حضرت امام شافعی کے نزدیک تعین مدت ضروری اور شرط نہیں ہے۔

باب السَّلَمِ فِي الزَّبِيبِ

یہ باب کشمش میں بیع سلف کرنے کے بیان میں ہے

4629 - اَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ قَالَ اَنْبَاَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِي الْمُجَالِدِ - وَقَالَ مَرَّةً عَبْدُ اللّٰهِ وَقَالَ مَرَّةً مُحَمَّدٌ - قَالَ تَمَارٰى اَبُوْ بُرْدَةَ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ شَدَّادٍ فِي السَّلَمِ فَاَرْسَلُوْنِيْ اِلَى ابْنِ اَبِيْ اَوْفٰى فَسَاَلْتُهُ فَقَالَ كُنَّا نُسْلِمُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلٰى عَهْدِ اَبِيْ بَكْرٍ وَّعَلٰى عَهْدِ عُمَرَ فِي الْبُرِّ وَالشَّعِيْرِ وَالزَّبِيْبِ وَالتَّمْرِ اِلٰى قَوْمٍ مَا نُرٰى عِنْدَهُمْ . وَسَاَلْتُ ابْنَ اَبْزٰى فَقَالَ مِثْلَ ذٰلِكَ .

★★ ابن ابومجالد بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ ابوبردہ اور عبداللہ بن شداد کے درمیان بیع سلف کے بارے میں بحث ہوگئی تو ان حضرات نے مجھے حضرت عبداللہ بن ابواوفی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجا' میں نے ان سے اس بارے میں دریافت کیا' تو انہوں نے بتایا: ہم لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں گندم' جو' کشمش اور کھجوروں میں ان لوگوں کے ساتھ بیع سلف کرتے رہے ہیں' جن کے بارے میں ہمیں یہ نہیں پتا تھا کہ ان کے پاس یہ چیزیں ہوں گی؟

راوی بیان کرتے ہیں: میں نے ابن ابزیٰ سے اس بارے میں دریافت کیا' تو انہوں نے بھی اسی کی مانند جواب دیا۔

باب السَّلَفِ فِي الثِّمَارِ

یہ باب پھلوں میں بیع سلف کرنے کے بیان میں ہے

4630 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ اَبِيْ نَجِيْحٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَثِيْرٍ عَنْ اَبِي الْمِنْهَالِ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ وَهُمْ يُسْلِفُوْنَ فِي التَّمْرِ السَّنَتَيْنِ وَالثَّلَاثَ فَنَهَاهُمْ وَقَالَ "مَنْ اَسْلَفَ سَلَفًا فَلْيُسْلِفْ فِيْ كَيْلٍ مَعْلُوْمٍ وَّوَزْنٍ مَعْلُوْمٍ اِلٰى اَجَلٍ مَعْلُوْمٍ".

4629-تقدم في البيوع ، السلم في الطعام (الحديث 4628) .

4630-اخرجه البخاري في السلم ، باب السلم في كيل معلوم (الحديث 2239)، و باب السلم في وزن معلوم (الحديث 2240 و 2241)، وباب السلم الى اجل معلوم (الحديث 2253) . واخرجه مسلم في المساقاة، باب السلم (الحديث 127 و 128) . و اخرجه ابو داؤد في البيوع والاجارات، باب في السلف (الحديث 3463) واخرجه الترمذي في البيوع، باب ما جاء في السلف في الطعام و التمر (الحديث 1311) و اخرجه ابن ماجه في التجارات، باب السلف في كيل معلوم و وزن معلوم الى اجل معلوم (الحديث 2280) . تحفة الاشراف (5820) .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے' تو لوگ دو' دو' تین' تین سال تک کھجوروں میں بیع سلف کیا کرتے تھے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اس سے منع کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جس نے بیع سلف کرنی ہو' وہ ماپی ہوئی متعین مقدار یا وزن کی ہوئی' متعین مقدار کے عوض میں' متعین مدت تک کے لیے یہ بیع کرے''۔

باب اسْتِسْلَافِ الْحَيَوَانِ وَاسْتِقْرَاضِهِ

باب: جانور میں بیع سلف کرنا' یا اُسے قرض کے طور پر حاصل کرنا

4631 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِىْ رَافِعٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَسْلَفَ مِنْ رَّجُلٍ بَكْرًا فَاَتَاهُ يَتَقَاضَاهُ بَكْرَهُ فَقَالَ لِرَجُلٍ "انْطَلِقْ فَابْتَعْ لَهُ بَكْرًا" . فَاَتَاهُ فَقَالَ مَا اَصَبْتُ اِلَّا بَكْرًا رَبَاعِيًّا خِيَارًا . فَقَالَ "اَعْطِهِ فَاِنَّ خَيْرَ الْمُسْلِمِيْنَ اَحْسَنُهُمْ قَضَاءً" .

☆☆ حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے جوان اونٹ اُدھار لیا' وہ شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اپنے اونٹ کا آپ سے تقاضا کیا' تو آپ نے اپنے پاس موجود ایک شخص سے کہا: تم جاؤ اور اسے ایک جوان اونٹ خرید کر دے دو' وہ شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور بولا: مجھے اس کے جوان اونٹ سے زیادہ اچھی قسم کا اونٹ مل رہا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''تم وہی اسے دیدو' کیونکہ مسلمانوں میں سب سے بہتر وہ شخص ہوتا ہے' جو زیادہ بہتر طور پر قرض ادا کرتا ہے''۔

4632 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ لِرَجُلٍ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِنٌّ مِّنَ الْاِبِلِ فَجَآءَ يَتَقَاضَاهُ فَقَالَ

4631-اخرجه مسلم في المساقاة، باب من استسلف شيئاً فقضى خيراً منه (وخيركم احسنكم قضاء) (الحديث 118 و 119) . واخرجه ابو في البيوع والاجارات، باب في حسن القضاء (الحديث 3346) واخرجه الترمذي في البيوع، باب ما جاء في استقراض البعير او الشيء من الحيوان او السن (الحديث 1318) . واخرجه ابن ماجه في التجارات، باب السلم في الحيوان (الحديث 2285) . تحفة الاشراف (12025) .

4632-اخرجه البخاري في الوكالة، باب وكالة الشاهد و الغائب جائزة (الحديث 2305)، وباب الوكالة في قضاء الديون (الحديث 2306) بنحوه، و في الاستقراض ، باب استقراض الابل (الحديث 2390) بنحوه، وباب هل يعطى اكبر من سنه (الحديث 2392)، وباب حسن القضاء (الحديث 2393)، و في الهبة، باب الهبة المقبوضة وغير المقبوضة و المقسومة و غير المقسومة (الحديث 2606) بنحوه، و باب من اهدى له هدية و عنده جلساء فهو احق (الحديث 2609) بنحوه . واخرجه مسلم في المساقاة، باب من استسلف شيئاً فقضى خيراً منه (وخير كم احسنكم قضاء) (الحديث 120 و 121 و 122) بنحوه . و اخرجه الترمذي في البيوع، باب ما جاء في استقراض البعير او الشيء من الحيوان او السن (الحديث 1316) مختصراً، و (الحديث 1317) بنحوه . و الحديث عند: البخاري في الاستقراض، باب لصاحب الحق مقال (الحديث 2401) والنسائي في البيوع، الترغيب في حسن القضاء (الحديث 4707) و ابن ماجه في الصدقات، باب حسن القضاء (الحديث 2423) . تحفة الاشراف (14963) .

"اَعْطُوهُ". فَلَمْ يَجِدُوا إِلَّا سِنًّا فَوْقَ سِنِّهِ قَالَ "اَعْطُوهُ". فَقَالَ اَوْفَيْتَنِي. فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "إِنَّ خِيَارَكُمْ اَحْسَنُكُمْ قَضَاءً".

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص نے نبی اکرم ﷺ سے ایک اونٹ لینا تھا' وہ آپ ﷺ کے پاس آیا اور اس کا تقاضا کیا' تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اسے کچھ دیدو! لوگوں کو ایک ایسا اونٹ ملا' جو اُس کے اونٹ سے زیادہ بہتر تھا تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اُسے وہی دیدو۔

اس شخص نے کہا: آپ ﷺ نے مجھے مکمل ادائیگی کی ہے۔

تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''تم میں سب سے بہتر وہ لوگ ہوتے ہیں' جو اچھے طریقے سے قرض ادا کرتے ہیں''۔

4633 - اَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ هَانِئٍ يَقُولُ سَمِعْتُ عِرْبَاضَ بْنَ سَارِيَةَ يَقُولُ بِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَكْرًا فَاَتَيْتُهُ اَتَقَاضَاهُ فَقَالَ "اَجَلْ لَا اَقْضِيكَهَا إِلَّا نَجِيبَةً". فَقَضَانِي فَاَحْسَنَ قَضَائِي وَجَائَهُ اَعْرَابِيٌّ يَتَقَاضَاهُ سِنَّهُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَعْطُوهُ سِنًّا". فَاَعْطَوْهُ يَوْمَئِذٍ جَمَلًا فَقَالَ هٰذَا خَيْرٌ مِنْ سِنِّي. فَقَالَ "خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ قَضَاءً".

★★ حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو اونٹ فروخت کیا' پھر میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' تاکہ اس کا تقاضا کروں' تو آپ ﷺ نے فرمایا: ٹھیک ہے! ہم تمہیں اس سے بہتر قسم کا اونٹ قرض کی واپسی کے طور پر ادا کریں گے۔

پھر نبی اکرم ﷺ نے مجھے وہ ادا کر دیا' اور اچھے طریقے سے ادا کیا' پھر ایک دیہاتی آپ ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ سے اپنے اونٹ کا تقاضا کرنے لگا' تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اسے اچھی قسم کا اونٹ دو۔

تو لوگوں نے اُسے اس سے بھی اچھی قسم کا اونٹ دے دیا۔ وہ شخص بولا: یہ میرے اونٹ کے مقابلے میں زیادہ بہتر ہے' تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''تم میں بہتر لوگ وہ ہوتے ہیں' جو بہتر طریقے سے قرض ادا کرتے ہیں''۔

باب بَيْعِ الْحَيَوَانِ بِالْحَيَوَانِ نَسِيئَةً

باب: جانور کے عوض میں جانور کو ادھار فروخت کرنا

4634 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَيَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ وَخَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ قَالُوا

4633-اخرجه ابن ماجه في التجارات، باب السلم في الحيوان (الحديث 2286) مختصراً . تحفة الاشراف (9887) .

حَدَّثَنَا شُعْبَةُ وَاَخْبَرَنِیْ اَحْمَدُ بْنُ فَضَالَةَ بْنِ اِبْرَاهِیْمَ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَیْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰی قَالَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ اَبِیْ عَرُوْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَهٰی عَنْ بَیْعِ الْحَیَوَانِ بِالْحَیَوَانِ نَسِیْئَةً ۔

★★ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جانور کے عوض میں جانور کو ادھار فروخت کرنے سے منع کیا ہے۔

باب بَیْعِ الْحَیَوَانِ بِالْحَیَوَانِ یَدًا بِیَدٍ مُّتَفَاضِلاً ۔

یہ باب ہے کہ جانور کے عوض میں جانور کا سودا کرتے وقت نقد ادائیگی کرنا جبکہ دونوں طرف میں سے ایک طرف اضافی ادائیگی ہو

4635 - اَخْبَرَنَا قُتَیْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّیْثُ عَنْ اَبِی الزُّبَیْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ جَآءَ عَبْدٌ فَبَایَعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلَی الْهِجْرَةِ وَلَا یَشْعُرُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ عَبْدٌ فَجَآءَ سَیِّدُهٗ یُرِیْدُهٗ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ "بِعْنِیْهِ" ۔ فَاشْتَرَاهُ بِعَبْدَیْنِ اَسْوَدَیْنِ ثُمَّ لَمْ یُبَایِعْ اَحَدًا بَعْدُ حَتّٰی یَسْاَلَهٗ اَعَبْدٌ هُوَ

★★ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک غلام آیا اس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس پر ہجرت کرنے کی بیعت کر لی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ نہیں پتا تھا کہ وہ غلام ہے اس کا آقا اسے تلاش کرتا ہوا آیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اسے مجھے فروخت کر دو! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو سیاہ فام غلاموں کے عوض میں اُسے خرید لیا۔

اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی کسی سے بیعت لیتے تھے تو اُس سے پوچھ لیتے تھے کہ کیا وہ غلام ہے؟

گوشت کو حیوان کے بدلے میں بیچنے کا بیان

شیخین کے نزدیک گوشت کی بیع حیوان کے ساتھ جائز ہے جبکہ امام محمد علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ جب گوشت حیوان کی جنس سے بدلے میں بیچا ہے تو جائز نہ ہوگا مگر جب یہ الگ کردہ گوشت زیادہ ہے تاکہ کچھ گوشت حیوان پر موجود گوشت کے بدلے میں ہو جائے اور باقی غیر گوشت کا بدل بن جائے کیونکہ جب اس طرح نہ ہوا تو غیر گوشت یا پھر حیوان میں زیادہ گوشت زیادتی کے اعتبار سے سود کو ثابت کرنے والا ہے۔ پس یہ تل کے بدلے میں تیل بیچنے کی مشابہ ہو جائے گا۔

شیخین کی دلیل یہ ہے کہ بائع نے موزونی چیز کو غیر موزونی چیز کے بدلے میں بیچا ہے کیونکہ عرف کے مطابق حیوان کا وزن نہیں کیا جاتا اور وزن سے اس کے بھاری ہونے کی پہچان بھی ممکن نہیں ہے کیونکہ کبھی حیوان اپنے آپ کو ہلکا کرنے والا ہے اور کبھی

4634-اخرجه ابو داؤد في البيوع و الاجارات، باب في الحيوان بالحيوان نسيئة (الحديث 3356) و اخرجه الترمذي في البيوع، باب ما جاء في كراهية بيع الحيوان بالحيوان نسيئة (الحديث 1237) ۔ واخرجه ابن ماجه في التجارات، باب الحيوان بالحيوان نسيئة (الحديث 2270) ۔ تحفة الاشراف (4583) ۔

4635-تقدم (الحديث 4195) ۔

بھاری کرنے والا ہے یہ خلاف مسئلہ تل کے کیونکہ جب کھلی اور تیل میں علیحدگی کر کے وزن کیا جائے تو اس حالت میں تیل کی مقدار معلوم ہو جاتی ہے۔ (ہدایہ، کتاب بیوع، لاہور)

جانور کے بدلے گوشت کے لین دین میں فقہ شافعی وحنفی کا اختلاف

حضرت سعید بن مسیب بطریق ارسال نقل کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جانور کے بدلے میں گوشت کا لین دین کرنے سے منع فرمایا ہے نیز حضرت سعد کا بیان ہے کہ جانور کے بدلے میں گوشت کا لین دین زمانہ جاہلیت کے جوئے کی قسم سے تھا۔ (شرح السنۃ، مشکوۃ المصابیح، جلد سوم، رقم الحدیث، 60)

زمانہ جاہلیت کے جوئے کی قسم سے مراد یہ ہے کہ جس طرح جوئے کی صورت میں غلط ذرائع سے لوگوں کا مال کھایا جاتا ہے اسی طرح اس میں بھی ایسی ہی صورت پیدا ہو جاتی ہے اگرچہ طریقہ کے اعتبار سے دونوں صورتیں مختلف ہیں کیونکہ اس میں جو کھیلا جاتا ہے اور اس میں لین دین کا ایک معاملہ کیا جاتا ہے۔

حضرت امام شافعی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ جانور کے عوض گوشت کے لین دین کا معاملہ حرام ہے خواہ گوشت اس جانور کی جنس کا ہو یا کسی دوسری جنس کے جانور کا ہو نیز چاہے وہ جانور کھایا جاتا ہو چاہے نہ کھایا جاتا ہو جبکہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کے ہاں یہ معاملہ جائز ہے ان کی دلیل یہ ہے کہ اس معاملے میں ایک موزوں چیز (یعنی گوشت کہ اس کا لین دین وزن کے ذریعے ہوتا ہے) کا تبادلہ ایک غیر موزوں چیز یعنی جانور کا اس کا لین دین وزن کے ذریعے نہیں ہوتا کے ساتھ کیا جاتا ہے جس میں دونوں طرف کی چیزوں کا برابر سرابر ہونا ضروری نہیں ہے اور ظاہر ہے کہ لین دین اور خرید وفروخت کی یہ صورت جائز ہے ہاں اس صورت میں چونکہ لین دین کا دست بدست ہونا ضروری ہے اس لئے حدیث میں مذکورہ بالا ممانعت کا تعلق دراصل گوشت اور جانور کے باہم لین دین کی اس صورت سے ہے جبکہ لین دین دست بدست نہ ہو بلکہ ایک طرف تو نقد ہو اور دوسری طرف وعدہ یعنی ادھار ہے۔

علامہ علاؤالدین حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ گوشت کو جانور کے بدلے میں بیع کر سکتے ہیں کیونکہ گوشت وزنی ہے اور جانور عددی ہے وہ گوشت اُسی جنس کے جانور کا ہو مثلاً بکری کے گوشت کے عوض میں بکری خریدی یا دوسری جنس کا ہو مثلاً بکری کے گوشت کے بدلے میں گائے خریدی۔ یہ گوشت اُتنا ہی ہو جتنا اُس جانور میں گوشت ہے یا اُس سے کم یا زیادہ بہرحال جائز ہے۔ ذبح کی ہوئی بکری کو زندہ بکری یا ذبح کی ہوئی کے عوض میں بیع کرنا جائز ہے اور اگر دونوں کی کھالیں اُتار لی ہیں اور اوجھڑی وغیرہ ساری اندرونی چیزیں الگ کر دی ہیں بلکہ پائے بھی جدا کر لیے ہیں تو اب ایک کو دوسری کے عوض میں تول کے ساتھ بیچ سکتے ہیں کہ یہ گوشت کو گوشت سے بیچنا ہے۔ (درمختار، کتاب بیوع)

زندہ جانور تول کر بیچنے کا مفصل ومدلل حکم

اگر خریدار اور فروخت کنندہ زندہ جانور کو وزن کر کے خرید وفروخت پر راضی ہوں تو زندہ جانور کو وزن کر کے نقد رقم یا غیر جنس

کے ذریعہ خریدنا اور فروخت کرنا دونوں جائز ہیں؛ بشرطیکہ متعین جانور کا فی کلو کے حساب سے نرخ کر لیا گیا ہو؛ نیز جانور کا وزن کرنے کے بعد اس کی قیمت بھی متعین کر لی گئی ہو، جس کی صورت یوں ہوگی کہ خریدار کو مثلاً ایک بکرے کی ضرورت ہے، تاجر کے پاس جا کر وہ بکروں میں ایک بکرا منتخب کر لیتا ہے اور تاجر اس کو بتا دیتا ہے کہ اس بکرے کا نرخ پچاس روپے کلو ہے اور اس بکرے کو خریدار کے سامنے وزن کر کے بتا دیتا ہے کہ مثلاً یہ بیس کلو ہے، اب اگر خریدار اس کو قبول کر لے تو بیع منعقد ہو جائیگی اور اس طرح کی گئی خرید و فروخت شرعاً جائز ہے۔

مسئلہ مذکورہ میں اس بات کو ذہن نشین کر لینا ضروری ہے کہ یہاں دو باتیں الگ الگ ہیں: () ایک یہ کہ جانور کو وزن کر کے بیچنا اور خریدنا۔

(۱) دوسری بات یہ کہ جانور کو موزوں قرار دینا اور اس پر موزوانی اشیاء کے فقہی احکامات جاری کرنا، جہاں تک پہلی بات کا تعلق ہے کہ جانور کو وزن کر کے بیچنا اور خریدنا، یہ تو بلاشبہ جائز ہے اس لیے کہ عدم جواز کی کوئی وجہ نہیں؛ لیکن دوسری بات کہ جانور کو موزون قرار دینا اور اس پر موزونی اشیاء پر جاری ہونے والے تمام احکام فقہیہ جاری کرنا تو یہ دو وجہ سے درست نہیں ہے۔

(۲) پہلی وجہ یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں جانوروں کا عددی ہونا معلوم ہے اور جن کی حیثیت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں منصوص یا معلوم ہو ان کی وہ حیثیت تبدیل نہیں ہوا کرتی ہے۔

(۳) دوسری وجہ یہ ہے کہ جانور کو دیگر اشیاء کی طرح حسب منشا کم یا زیادہ کر کے وزن کرنا ناممکن ہے، مطلب یہ ہے کہ جس طرح دیگر اشیاءِ موزونہ کی جتنی مقدار مطلوب ہوتی ہے، اتنی مقدار کو بلا تکلف وزن کر کے الگ کیا جا سکتا ہے، مثلاً چینی بیس کلو پندرہ گرام کی ضرورت ہے تو بلا تکلف چینی کی یہ مقدار وزن کے ذریعہ الگ کی جا سکتی ہے، بخلاف جانور کے کہ اس میں یہ بات ممکن ہی نہیں، مثلاً اگر کوئی یہ کہے کہ بیس کلو پندرہ گرام کا بکرا چاہیے، کچھ کم یا زیادہ نہ ہو تو بظاہر یہ محال ہے؛ لہٰذا معلوم ہوا کہ جانور کو موزونی قرار نہیں دیا جا سکتا۔ (حاشیہ فتاویٰ حقانی)

امام محمد علیہ الرحمہ کے نزدیک گوشت کے بدلے حیوان خریدنا

حضرت امام محمد علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ خبر دی ہمیں مالک ؒ نے کہ ہمیں خبر دی ابوالزناد نے سعید بن میتب سے کہ انہوں نے کہا گوشت کے عوض جانور فروخت کرنا منع ہے۔ میں نے سعید بن میتب سے کہا اگر کوئی شخص ایک اونٹ دس بکریوں کے عوض خریدے تو کیا حکم ہے؟ انہوں نے کہا اگر اسے ذبح کرنے کے لئے خریدتا ہے تو اس میں کوئی بھلائی نہیں۔ ابوالزناد کہتے ہیں میں نے لوگوں کو گوشت کے عوض جانور خریدنے سے منع کرتے ہوئے دیکھا۔ ابان اور ہشام کے زمانے میں عمال کے پروانوں میں اس کی ممانعت لکھی جاتی تھی۔ (حدیث 777)

حضرت امام محمد علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ خبر دی ہمیں مالک ؒ نے کہ ہمیں خبر دی داود بن حصین نے کہ انہوں نے سعید بن میتب کو یہ کہتے سنا کہ گوشت کو ایک یا دو بکریوں کے عوض خرید و فروخت کرنا دور جاہلیت کا جوا ہے۔ (حدیث 778)

حضرت امام محمد علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ امام مالکؒ روایت کرتے ہیں کہ زید بن اسلم نے سعید بن مسیب سے کہ انہیں یہ روایت پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گوشت کے بدلے جانور فروخت کرنے کو منع کیا۔

حضرت امام محمد علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ اسی پر ہمارا عمل ہے۔ اگر کسی شخص نے بکری کا گوشت زندہ بکری کے عوض فروخت کیا تو اسے علم نہیں کہ وہ گوشت جو بکری سے ملے گا زیادہ ہے۔ لہٰذا یہ سودا فاسد اور مکروہ ہے۔ اور یہ مزابنہ اور محاقلہ کی طرح ہے۔ اسی طرح زیتون کا روغن زیتون کے عوض اور تل کا تل کے تیل کے عوض فروخت کرنا فاسد ہے۔ (مؤطا امام محمد، حدیث 779)

سعید بن مسیب کہتے تھے جانور کو گوشت کے بدلے میں بیچنا منع ہے ابوالزناد نے کہا میں نے سعید بن مسیب سے پوچھا اگر کوئی شخص دس بکریوں کے بدلے میں ایک اونٹ خرید کرے تو کیسا ہے سعید نے کہا اگر ذبح کرنے کے لئے خرید کرے تو کیسا ہے سعید نے کہا اگر ذبح کرنے کے لئے خرید کرے تو بہتر نہیں ابوالزناد نے کہا میں نے سب عالموں کو جانور کی بیع سے گوشت کے بدلے میں منع کرتے ہوئے پایا اور ابان بن عثمان اور ہشام بن اسماعیل کے زمانے میں عاملوں کے پروانوں میں اس کی ممانعت لکھی جاتی تھی۔ (موطا امام مالک: جلد اول: رقم الحدیث، 1250)

گوشت کی بیع دوسری جنس کے گوشت سے ہونے میں مذاہب اربعہ

علامہ کمال الدین ابن ہمام حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ حضرت امام مالک اور امام احمد علیہما الرحمہ نے کہا ہے کہ جب کسی شخص نے گوشت کی بیع دوسری جنس کے گوشت سے کی جس طرح گائے کے گوشت کی بیع بکری کے گوشت کے ساتھ کی تو ان کے نزدیک جائز ہے۔ اور اس میں امام شافعی علیہ الرحمہ کے دو قول ہیں۔ جبکہ زیادہ صحیح یہ ہے نہی کے عموم کے سبب گوشت کے بدلے حیوان کی بیع درست نہیں ہے جبکہ امام اعظم اور امام ابو یوسف علیہما الرحمہ کے قول کا سبب یہ ہے کہ انہوں نے یہاں حکم کو مطلق قرار دیا ہے۔ جو ان کے مذہب کے لئے دلیل و حجت ہے۔ (فتح القدیر، کتاب بیوع، ج ۱۵، ص ۳۳۵، بیروت)

جانور کی بیع جانور کے بدلے پر فقہی مذاہب اربعہ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک اونٹ چار اونٹوں کے بدلے میں خریدا تھا۔ جن کے متعلق یہ طے ہوا تھا کہ مقام ربذہ میں وہ انہیں اسے دے دیں گے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ کبھی ایک اونٹ، دو اونٹوں کے مقابلے میں بہتر ہوتا ہے۔ رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے ایک اونٹ دو اونٹوں کے بدلے میں خریدا تھا۔ ایک تو اسے دے دیا تھا، اور دوسرے کے متعلق فرمایا تھا کہ وہ کل ان شاء اللہ کسی تاخیر کے بغیر تمہارے حوالے کر دوں گا۔ سعید بن مسیب نے کہا کہ جانوروں میں سود نہیں چلتا۔ ایک اونٹ دو اونٹوں کے بدلے، اور ایک بکری دو بکریوں کے بدلے ادھار بیچی جا سکتی ہے ابن سیرین نے کہا کہ ایک اونٹ دو اونٹوں کے بدلے ادھار بیچنے میں کوئی حرج نہیں۔ (صحیح بخاری، رقم الحدیث، ۲۲۲۷)

ربذہ ایک مقام مکہ اور مدینہ کے درمیان ہے۔ بیع کے وقت یہ شرط ہوئی کہ وہ اونٹنی بائع کے ذمہ اور اس کی حفاظت میں رہے گی۔ اور بائع ربذہ پہنچ کر اسے مشتری کے حوالے کر دے گا۔ حضرت ابن عباس کے اثر کو امام شافعیؒ نے وصل کیا ہے۔ طاؤس کے

طریق سے یہ معلوم ہوا کہ جانور سے جانور کے بدلنے میں کمی اور بیشی اسی طرح ادھار بھی جائز ہے۔ اور یہ سود نہیں ہے گوایک ہی جنس کا دونوں طرف ہواور شافعیہ بلکہ جمہور علماء کا یہی قول ہے۔ لیکن امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے منع کیا ہے۔ ان کی دلیل سمرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے جسے اصحاب سنن نے نکالا ہے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ اگر جنس مختلف ہو تو جائز ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ قیدیوں میں حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں۔ پہلے تو وہ دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کو ملیں پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آئیں۔ (صحیح بخاری، رقم الحدیث، ۲۲۲۸)

اس حدیث سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ نکالا کہ جانور سے جانور کا تبادلہ درست ہے۔ اسی طرح غلام کا غلام سے، لونڈی کا لونڈی سے، کیوں کہ یہ سب حیوان ہی تو ہیں۔ اور ہر حیوان کا یہی حکم ہوگا۔ بعض نے یہ اعتراض کیا ہے کہ اس حدیث میں کمی اور زیادتی کا ذکر نہیں ہے اور نہ ادھار کا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کے دوسرے طریق کی طرف اشارہ کیا ہے جس کو امام مسلم نے نکالا۔ اس میں یہ ہے کہ آپ نے صفیہ رضی اللہ عنہا کو سات لونڈیاں دے کر خریدا۔ ابن بطال نے کہا جب آپ نے دحیہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تو صفیہ رضی اللہ عنہا کے بدل میں اور کوئی لونڈی قیدیوں میں سے لے لے تو یہ بیع ہوئی لونڈی کی بعوض لونڈی کے ادھار اور اس کا یہی مطلب ہے۔

باب بَيْعِ حَبَلِ الْحَبَلَةِ

یہ باب ہے کہ حاملہ جانور کے پیٹ میں موجود حمل کا سودا کرنا

4636 - اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "السَّلَفُ فِي حَبَلِ الْحَبَلَةِ رِبًا".

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''حاملہ جانور کے پیٹ میں موجود حمل کے بارے میں بیع سلف کرنا سود ہے''۔

4637 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ بَيْعِ حَبَلِ الْحَبَلَةِ.

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حاملہ جانور کے پیٹ میں موجود حمل کو فروخت کرنے سے منع کیا ہے۔

4638 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ

4636-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (5440) .

4637-اخرجه ابن ماجه في التجارات، باب النهي عن شراء ما في بطون الانعام و ضروعها و ضربة الغائص (الحديث 2197) . تحفة الاشراف (7062) .

بَيْعِ حَبَلِ الْحَبَلَةِ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حاملہ جانور کے پیٹ میں موجود حمل کو فروخت کرنے سے منع کیا ہے۔

حمل کی بیع کی ممانعت کا بیان

اور حمل کی بیع اور حمل در حمل کی بیع جائز نہیں ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حمل اور حمل در حمل کی بیع سے منع کیا ہے کیونکہ اس میں دھوکہ ہے۔ اور دودھ کی بیع تھنوں میں دھوکہ کے سبب سے جائز نہیں ہے کیونکہ ممکن ہے تھن محض پھول گئے ہوں۔ کیونکہ مشتری دودھ دوہتے وقت بائع سے جھگڑا کرے گا اور کبھی کبھی دودھ بڑھتا رہتا ہے پس مبیع غیر مبیع سے ملنے والی ہے۔

(ہدایہ، کتاب بیوع، لاہور)

حمل کی بیع کا دھوکہ کی بیع پر محمول ہونے کا بیان

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹنی کے حمل کے بچے کو بیچنے سے منع فرمایا اس باب میں عبداللہ بن عباس، ابوسعید خدری سے بھی روایت ہے حدیث ابن عمر حسن صحیح ہے اہل علم کا اسی پر عمل ہے حبل الحبلہ سے مراد اونٹنی کے بچے کا بچہ ہے اس کا فروخت کرنا اہل علم کے نزدیک باطل ہے اس لیے کہ وہ دھوکے کی بیع ہے شعبہ یہ حدیث ایوب سے وہ سعید بن جبیر سے اور وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں عبدالوہاب، ثقفی، وغیرہ بھی یہ حدیث ایوب سے وہ سعید بن جبیر سے وہ نافع سے وہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں اور یہ زیادہ صحیح ہے۔

(جامع ترمذی: جلد اول: رقم الحدیث، 1246)

علامہ علاؤالدین حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ جو دودھ تھن میں ہے اُس کی بیع ناجائز ہے۔ اسی طرح زندہ جانور کا گوشت، چربی، چمڑا، سری پائے، زندہ دُنبہ کی چکی کی بیع ناجائز ہے اسی طرح اُس اون کی بیع جو دُنبہ یا بھیڑ کے جسم میں ہے ابھی کاٹی نہ ہو اور اُس موتی کی جو سیپ میں ہو یا گھی کہ جو ابھی دودھ سے نکالا نہ ہو یا کڑیوں کی جو چھت میں ہیں یا جو تھان ایسا ہو کہ پھاڑ کر نہ بیچا جاتا ہو اُس میں سے ایک گز آدھ گز کی بیع جیسے مشروع اور گلبدن کے تھان یہ سب ناجائز ہیں اور اگر مشتری نے ابھی بیع کو فسخ نہیں کیا تھا کہ بائع نے چھت میں سے کڑیاں نکال دیں یا تھان میں سے وہ ٹکڑا پھاڑ دیا تو اب یہ بیع صحیح ہوگئی۔ (درمختار، کتاب بیوع، بیروت)

باب تَفْسِيرِ ذٰلِكَ .

یہ باب اس کی وضاحت میں ہے

4639 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنِ ابْنِ

4638-اخرجه مسلم في البيوع، باب تحريم بيع حبل الحبلة (الحديث 5) . تحفة الاشراف (8296) .

4639-اخرجه البخاري في البيوع، باب بيع الغرر و حبل الحبلة (الحديث 2143) . والحديث عند: ابي داؤد في البيوع و الاجارات، باب في بيع الغرر (الحديث 3380) . تحفة الاشراف (8370) .

الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنِیْ مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَهٰی عَنْ بَیْعِ حَبَلِ الْحَبَلَةِ وَكَانَ بَیْعًا یَتَبَایَعُهُ اَهْلُ الْجَاهِلِیَّةِ كَانَ الرَّجُلُ یَبْتَاعُ جَزُوْرًا اِلٰی اَنْ تُنْتَجَ النَّاقَةُ ثُمَّ تُنْتَجَ الَّتِیْ فِیْ بَطْنِهَا ۔

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حاملہ جانور کے پیٹ میں موجود حمل کو فروخت کرنے سے منع کیا ہے یہ وہ سودا ہے جو زمانہ جاہلیت کے لوگ کیا کرتے تھے کوئی شخص ایک اونٹ خرید لیتا تھا اس شرط پر کہ جب فلاں اونٹنی کے ہاں بچہ ہوگا تو اس کے پیٹ سے پیدا ہونے والے بچے کے ہاں جب بچہ ہو (تو اس کو ادا کیا جائے گا یا اُس وقت اونٹ کی قیمت ادا کی جائے گی)۔

شرح

حضرت ابن عمر کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیع حبل الحبلہ یعنی جانور کا حمل بیچنے سے منع فرمایا ہے حضرت ابن عمر کہتے ہیں کہ بیع حبل الحبلہ ایام جاہلیت میں رائج ایک بیع تھی جس کی صورت یہ ہوتی تھی کہ کوئی شخص اس وقت تک کے وعدے پر اونٹنی خریدتا تھا جب تک کہ اس کے پیٹ سے بچہ پیدا ہوا اور پھر اس بچے کے پیٹ سے بچہ پیدا ہو یعنی وہ اس وعدے پر اونٹنی خریدتا تھا کہ جب اس اونٹنی کے پیٹ سے پیدا ہونےوالے بچے کے پیٹ سے بچے پیدا ہوگا تب اس کی قیمت ادا کروں گا۔

(بخاری ومسلم، مشکوۃ المصابیح، جلد سوم: رقم الحدیث، 84)

جانور کے حمل کے حمل کی بیع کا مطلب یہ ہے کہ مثلاً ایک اونٹنی کے پیٹ میں بچہ ہے اب اس کا مالک اس طرح خریدار سے معاملہ کرے کہ اس اونٹنی کے پیٹ سے جو اونٹنی پیدا ہوگی اور وہ اونٹنی جو بچہ دے گی اس کی بیع کرتا ہوں اس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے کیونکہ یہ ایک معدوم چیز یعنی اس بچہ کی بیع ہے جو ابھی پیدا ہی نہیں ہوا ہے ظاہر ہے کہ جب کسی جانور کے حمل ہی کو بیچنا جائز نہیں ہے تو اس بچہ کی بیع کیسے جائز ہو سکتی ہے جو اس حمل کے حمل سے پیدا ہوگا۔

بعض حضرات کے نزدیک بیع حبل الحبلہ کا مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی حاملہ اونٹنی کو اس وعدے پر بیچے کہ اس کی قیمت اس وقت ادا ہوگی جب وہ بچہ جنے گی۔ حضرت ابن عمر نے یہی مطلب مراد لیا ہے جیسا کہ روایت کے آخر میں (وکان مبیعا) الخ سے انہوں نے خود اس کی وضاحت کی ہے۔

بَاب بَیْعِ السِّنِیْنَ ۔

یہ باب ہے کہ کئی (غیر متعین) سالوں کے بعد (ادائیگی کی شرط پر) سودا کرنا

4640 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ عَنْ اَبِی الزُّبَیْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَیْعِ السِّنِیْنَ ۔

★★ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی سالوں (کے بعد ادائیگی کی شرط پر) سودا کرنے سے منع کیا ہے (جبکہ وہ سال غیر متعین ہوں)۔

4640-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (2768) .

4641 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ حُمَيْدِ الْاَعْرَجِ عَنْ سُلَيْمَانَ - وَهُوَ ابْنُ عَتِيْقٍ - عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ بَيْعِ السِّنِيْنَ .

★★ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی (غیر متعین) سالوں کے بعد (ادائیگی کی شرط پر) سودا کرنے سے منع کیا ہے۔

باب الْبَيْعِ اِلَى الْاَجَلِ الْمَعْلُوْمِ .

یہ باب ہے کہ متعین مدت (کے بعد ادائیگی کی شرط پر) سودا کرنا

4642 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُمَارَةُ بْنُ اَبِيْ حَفْصَةَ قَالَ اَنْبَاَنَا عِكْرِمَةُ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُرْدَيْنِ قِطْرِيَّيْنِ وَكَانَ اِذَا جَلَسَ فَعَرِقَ فِيْهِمَا ثَقُلَا عَلَيْهِ وَقَدِمَ لِفُلَانٍ الْيَهُوْدِيِّ بَزٌّ مِّنَ الشَّامِ فَقُلْتُ لَوْ اَرْسَلْتَ اِلَيْهِ فَاشْتَرَيْتَ مِنْهُ ثَوْبَيْنِ اِلَى الْمَيْسَرَةِ . فَاَرْسَلَ اِلَيْهِ فَقَالَ قَدْ عَلِمْتُ مَا يُرِيْدُ مُحَمَّدٌ اِنَّمَا يُرِيْدُ اَنْ يَّذْهَبَ بِمَالِيْ اَوْ يَذْهَبَ بِهِمَا . فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "كَذَبَ قَدْ عَلِمَ اَنِّيْ مِنْ اَتْقَاهُمْ لِلّٰهِ وَاٰدَاهُمْ لِلْاَمَانَةِ" .

★★ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دو قطری چادریں پہنا کرتے تھے' جب آپ بیٹھتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان میں پسینہ آ جاتا تھا' جس کی وجہ سے آپ کو ان میں اُلجھن محسوس ہوتی تھی' ایک مرتبہ فلاں یہودی کا شام سے کپڑا آیا' تو میں نے عرض کی: اگر آپ فلاں یہودی کو پیغام بھیج کر اُس سے میسرہ (کپڑے کی مخصوص قسم) کے دو کپڑے خرید لیں (تو یہ مناسب ہوگا) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس یہودی کو پیغام بھجوایا تو وہ بولا: حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جو ارادے ہیں' میں اُن سے واقف ہوں' وہ میرا یہ مال (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں:) میری یہ دو چادریں ہتھیانا چاہتے ہیں' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اُس نے جھوٹ کہا ہے' وہ یہ بات جانتا ہے' میں ان سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا ہوں اور ان سب سے زیادہ امانت کو ادا کرنے والا ہوں''۔

باب سَلَفٍ وَّبَيْعٍ وَّهُوَ اَنْ يَّبِيْعَ السِّلْعَةَ عَلٰى اَنْ يُّسْلِفَهُ سَلَفًا .

باب سلف اور بیع کرنا

اُس کا طریقہ یہ ہے' آدمی اپنا سامان اس شرط پر فروخت کرے کہ دوسرا شخص اُس کے ساتھ بیع سلف کرے گا۔

4643 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ عَنْ خَالِدٍ عَنْ حُسَيْنِ الْمُعَلِّمِ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ

4641-تقدم (الحديث 4544) .

4642-اخرجه الترمذي في البيوع، باب ما جاء في الرخصة في الشراء الى اجل (الحديث 1213) . تحفة الاشراف (17400) .

4643-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (8692) .

جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ سَلَفٍ وَبَيْعٍ وَشَرْطَيْنِ فِي بَيْعٍ وَرِبْحِ مَا لَمْ يُضْمَنْ.

★★ عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا (حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہی سودے میں سلف اور بیع کرنے سے منع کیا ہے اور ایک ہی سودے میں دو شرطیں عائد کرنے سے منع کیا ہے اور آدمی جس چیز کا تاوان ادا کرنے کا پابند نہ ہو اُس کا نفع حاصل کرنے (سے منع کیا ہے)۔

مسلم فیہ کے موجود ہونے کی مدت میں مذاہب اربعہ

علامہ کمال الدین ابن ہمام حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ بیع سلم جائز نہیں ہے حتیٰ کہ مسلم فیہ وقت سے لے کر وقت ادائیگی تک موجود ہو اور اسی دلیل کے سبب سے یہ مسئلہ ہے کہ جب مسلم فیہ عقد کے وقت معدوم ہو اور ادائیگی کے وقت موجود ہو یا اس کا برعکس ہو یا اسی دوران وہ معدوم ہو جائے تو بیع سلم جائز نہ ہوگی۔ اور امام اوزاعی علیہ الرحمہ کا مذہب بھی یہی ہے۔

حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ مسلم فیہ اگر ادائیگی کے وقت موجود ہے تو اب بیع سلم جائز ہے کیونکہ اب مسلم فیہ کی ادائیگی کے سبب سپرد کرنے کی طاقت پائی جارہی ہے۔ اور امام مالک، امام احمد اور امام اسحاق علیہم الرحمہ کا مذہب بھی یہی ہے۔ اس مسئلہ میں ہماری دلیل یعنی احناف اور ہمارے مؤید فقہاء کی دلیل وہی حدیث جو ہدایہ کے متن میں بیان کر دی گئی ہے۔

(فتح القدیر، کتاب بیوع، ج ۱۵، ص ۴۴۸، بیروت)

پھلوں کے پک جانے پر بیع سلف میں احناف کی دلیل

حضرت ابواسحاق سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے کسی دوسرے کے ساتھ کھجور کے درخت میں بیع سلم کی، اتفاق کی بات کہ اس سال اس درخت میں کچھ بھی پھل نہ لگا تو (دونوں میں جھگڑا ہوا) وہ اپنا جھگڑا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لے گئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بائع سے فرمایا تو کس چیز کے عوض میں اس کا مال حلال کرنے کی کوشش کرتا ہے اس کا مال اسے واپس لوٹا دے، پھر آپ نے فرمایا کہ کھجور کے درخت میں بیع سلف نہ کیا کرو یہاں تک کہ اس کے پھل ظاہر ہو جائیں۔

(سنن ابوداؤد، کتاب بیوع)

اس کا مطلب یہ ہے کہ جب تک اس کی پختگی نہ کھل جائے اس وقت تک سلم جائز نہیں کیوں کہ یہ سلم خاص درختوں کے پھل پر ہوئی۔ اگر مطلق کھجور میں کوئی سلم کرے تو وہ جائز ہے۔ گو درخت پر پھل نکلے بھی نہ ہوں۔ یا مسلم الیہ کے پاس درخت بھی نہ ہوں۔ اب بعض نے کہا کہ یہ حدیث درحقیقت بعد والے باب سے متعلق ہے۔ بعض نے کہا اسی باب سے متعلق ہے اور مطابقت یوں ہوتی ہے کہ جب معین درختوں میں باوجود درختوں کے سلم جائز نہ ہوئی تو معلوم ہوا کہ درختوں کے وجود سے سلم پر کوئی اثر نہیں پڑتا اور اگر درخت نہ ہوں جو مال کی اصل ہیں جب بھی سلم جائز ہوگی۔ باب کا یہی مطلب ہے۔

علامہ ابن ہمام حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ باغ کی بہار پھل آنے سے پہلے بیچ ڈالی یہ ناجائز ہے۔ اسی طرح اگر کچھ پھل آ چکے ہیں کچھ باقی ہیں جب بھی ناجائز ہے جبکہ موجود و غیر موجود دونوں کی بیع مقصود ہو اور اگر سب پھل آ چکے ہیں تو یہ بیع درست ہے مگر

مشتری کو یہ حکم ہوگا کہ ابھی پھل توڑ کر درخت خالی کردے اور اگر یہ شرط ہے کہ جب تک پھل تیار نہ ہوں گے درخت پر رہیں گے تیار ہو جانے کے بعد توڑے جائیں گے تو یہ شرط فاسد ہے اور بیع ناجائز اور اگر پھل آ جانے کے بعد بیع ہوئی مگر ابھی مشتری کا قبضہ نہ ہوا تھا کہ اور پھل پیدا ہو گئے بیع فاسد ہوگئی کہ اب مبیع و غیر مبیع میں امتیاز باقی نہ رہا اور قبضہ کے بعد دوسرے پھل پیدا ہوئے تو بیع پر اس کا کوئی اثر نہیں مگر چونکہ یہ جدید پھل بائع کے ہیں اور امتیاز ہے نہیں لہٰذا بائع و مشتری دونوں شریک ہیں رہا یہ کہ کتنے پھل بائع کے ہیں اور کتنے مشتری کے اس میں مشتری حلف سے جو کچھ کہہ دے اُس کا قول معتبر ہے۔ (فتح القدیر شرح الہدایہ کتاب بیوع)

پھل پکنے سے پہلے بیع کی ممانعت میں فقہی مذاہب

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے گیہوں کو سفید ہونے اور آفت وغیرہ سے محفوظ ہونے سے پہلے بیچنے سے منع فرمایا بیچنے اور خریدنے والے دونوں کو منع فرمایا اس باب میں حضرت انس، عائشہ، ابوہریرہ، ابن عباس، جابر، ابوسعید، زید بن ثابت سے بھی روایت ہے۔ حدیث ابن عمر حسن صحیح ہے صحابہ کرام اور دیگر علماء کا اسی پر عمل ہے کہ پھلوں کو پکنے سے پہلے فروخت کرنا منع ہے امام شافعی، احمد، اسحاق کا بھی یہی قول ہے۔ (جامع ترمذی۔ جلد اول۔ حدیث نمبر 1244)

باب شَرْطَانِ فِيْ بَيْعٍ وَّهُوَ اَنْ يَّقُوْلَ اَبِيْعُكَ هٰذِهِ السِّلْعَةَ اِلٰى شَهْرٍ بِكَذَا وَاِلٰى شَهْرَيْنِ بِكَذَا .

باب: ایک ہی سودے میں دو شرطیں عائد کرنا

(اُس کی صورت یہ ہے کہ) میں یہ سامان ایک مہینے کے بعد اتنی قیمت کے عوض میں اور دو مہینے کے بعد اتنی قیمت کے عوض میں فروخت کر رہا ہوں۔

4644 - اَخْبَرَنَا زِيَادُ بْنُ اَيُّوْبَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ قَالَ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ شُعَيْبٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنْ اَبِيْهِ حَتّٰى ذَكَرَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا يَحِلُّ سَلَفٌ وَّبَيْعٌ وَّلَا شَرْطَانِ فِيْ بَيْعٍ وَّلَا رِبْحُ مَا لَمْ يُضْمَنْ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''سلف اور عام سودا کرنا جائز نہیں ہے اور ایک ہی سودے میں دو شرطیں عائد کرنا جائز نہیں ہے اور جس کے تاوان کا آدمی پابند نہ ہو اُس کا منافع حاصل کرنا جائز نہیں ہے''۔

4645 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ سَلَفٍ وَّبَيْعٍ وَّعَنْ شَرْطَيْنِ فِيْ بَيْعٍ

4644-تقدم (الحديث 6625) .

4645-تقدم (الحديث 6625) .

وَّاحِدٍ وَّعَنْ بَيْعِ مَا لَيْسَ عِنْدَكَ وَعَنْ رِبْحِ مَا لَمْ يُضْمَنْ .

★★ عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا (حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں:

نبی اکرم ﷺ نے سلف اور عام سودا کرنے ایک ہی سودے میں دو شرطیں عائد کرنے اور جو چیز آدمی کے پاس موجود نہ ہو اُسے فروخت کرنے اور جس چیز کے تاوان کا آدمی پابند نہ ہو اُس کا منافع حاصل کرنے سے منع کیا ہے۔

باب بَيْعَتَيْنِ فِي بَيْعَةٍ وَّهُوَ اَنْ يَّقُوْلَ اَبِيْعُكَ هٰذِهِ السِّلْعَةَ بِمِائَةِ دِرْهَمٍ نَقْدًا وَّبِمِائَتَيْ دِرْهَمٍ نَسِيئَةً .

باب: ایک ہی سودے میں دو سودے کرنا

اس کی صورت یہ ہے' آدمی یہ کہے: میں تمہیں یہ سامان نقد ایک سو درہم کے عوض میں اور اُدھار دو سو درہم کے عوض میں فروخت کرتا ہوں۔

4646 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ وَّيَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالُوْا حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعَتَيْنِ فِيْ بَيْعَةٍ .

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ایک ہی سودے میں دو سودے کرنے سے منع کیا ہے۔

باب النَّهْيِ عَنْ بَيْعِ الثُّنْيَا حَتّٰى تُعْلَمَ .

یہ باب متعین کرنے سے پہلے استثناء کا سودا کرنے کی ممانعت

4647 - اَخْبَرَنَا زِيَادُ بْنُ اَيُّوْبَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ الْعَوَّامِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ حُسَيْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْمُحَاقَلَةِ وَالْمُزَابَنَةِ وَالْمُخَابَرَةِ وَعَنِ الثُّنْيَا اِلَّا اَنْ تُعْلَمَ .

★★ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے محاقلہ' مزابنہ' مخابرہ اور تعین کیے بغیر استثناء کا سودا کرنے سے منع کیا ہے۔

4648 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ اَيُّوْبَ وَاَخْبَرَنَا زِيَادُ بْنُ اَيُّوْبَ قَالَ

4646-انفرد به النسائي ۔ تحفة الاشراف (15112) ۔

4647-تقدم في الايمان و النذور، ذكر الاحاديث المختلفة في النهي عن كراء الارض بالثلث و الربع و اختلاف الفاظ الناقلين للخبر (الحديث 3889) ۔

حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ قَالَ اَنْبَاَنَا اَيُّوْبُ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُحَاقَلَةِ وَالْمُزَابَنَةِ وَالْمُخَابَرَةِ وَالْمُعَاوَمَةِ وَالثُّنْيَا وَرَخَّصَ فِي الْعَرَايَا .

★★ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے محاقلہ مزابنہ مخابرہ معاومہ استثناء (والا سودا کرنے) سے منع کیا ہے تاہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرایا کی اجازت دی ہے۔

بیع محاقلہ، مزابنہ، مخابرہ کی ممانعت کا بیان

حضرت ابن عمر کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مزابنہ سے منع فرمایا ہے اور مزابنہ یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے باغ کا میوہ تازہ پھل اگر وہ کھجور ہو تو خشک کھجوروں کے بدلے پیمانہ کے ذریعہ مثلاً دس پیمانے کے بقدر بیچے یعنی ایک شخص کے باغ میں تازہ کھجوریں لگی ہوئی ہوں اور ایک دوسرے شخص کے پاس خشک کھجوریں رکھی ہوئی ہوں تو باغ والا شخص اس دوسرے شخص سے دس پیمانے بھر کر خشک کھجوریں لے لے اور اس کے عوض اپنے درخت پر لگی ہوئی تازہ کھجوریں اسی پیمانے کے مطابق اندازہ کر کے بیچ دے اور اگر میوہ انگور ہو تو اس کو خشک انگور کے بدلے پیمانہ کے ذریعہ بیچے (حاصل یہ کہ بیع مزابنہ کا مطلب ہے درخت پر لگے ہوئے تازہ میوہ کو خواہ وہ کھجور ہو یا کوئی اور پھل رکھے ہوئے خشک میوہ کے عوض بیچنا اور مسلم میں یہ بھی ہے کہ اگر کھیتی ہو تو اس میں بیع مزابنہ کی شکل یہ ہے کہ اس کو غلہ کے عوض پیمانہ کے ذریعہ بیچے یعنی کھیت میں کھڑی ہے اور ایک دوسرے شخص کے پاس گیہوں رکھا ہوا ہے تو پہلا شخص اپنے کھیت میں کھڑے ہوئے گیہوں کا اندازہ کر کے اس کو دوسرے شخص کے ہاتھ بیچے اور اس کے عوض اس شخص سے وہ رکھا ہوا گیہوں اپنے اندازے کے مطابق پیمانہ بھر کے لے لے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیع کی ان تمام قسموں سے منع فرمایا ہے۔
(بخاری ومسلم)

اور بخاری ومسلم ہی کی ایک روایت میں یوں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیع مزابنہ سے منع فرمایا ہے نیز فرمایا کہ بیع مزابنہ یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے درخت پر لگی ہوئی تازہ کھجوروں کو کسی شخص کو ہاتھ اس کے پاس رکھی ہوئی خشک کھجوروں کے عوض پیمانہ معین کر کے بیچے اور خریدار سے کہہ دے کہ اگر درخت کی کھجوریں معین پیمانہ سے زائد ہوں گی تو میری ہیں یعنی اسے لے لوں گا اور اگر کم نکلیں تو اس کا میں ذمہ دار ہوں کہ اس کی کو میں پورا کروں گا۔ (مشکوۃ المصابیح: جلد سوم: رقم الحدیث، 74)

مزابنہ لفظ زبن سے مشتق ہے جس کے معنی ہیں دفع کرنا دور کرنا بیع مزابنہ سے اس لئے منع فرمایا گیا ہے کہ اس بیع کی بنیاد قیاس اور اندازے پر ہوتی ہے اس میں فریقین کے لئے زیادتی اور نقصان دونوں کا احتمال رہتا ہے اس کی وجہ سے دونوں یعنی بیچنے والے اور خریدار کے درمیان نزاع وفساد بھی پیدا ہو سکتا ہے اور آپس میں ایک دوسرے کے دفعیہ اور دوری کی نوبت بھی آ سکتی ہے۔

یہاں دو روایتیں نقل کی گی ہیں ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ پہلی روایت میں مزابنہ کی تعریف لفظ ثمر کے ذکر سے کی گئی ہے جو

4648-اخرجه مسلم في البيوع، باب النهي عن المحاقلة والمزابنة و عن المخابرة و بيع الثمرة قبل بدو صلاحها و عن بيع المعاومة و هو بيع السنين (الحديث 85م) و اخرجه ابو داؤد في البيوع والاجارات، باب في المخابرة (الحديث 3404) و الحديث عند: الترمذي في البيوع، باب ما جاء في المخابرة و المعاومة (الحديث 1313) و ابن ماجه في التجارات، باب المزابنة و المحاقلة (الحديث 2266) تحفة الاشراف (2666) .

عمومیت کے لئے ہوئے ہے۔ دوسری روایت میں مزابنہ کی تعریف لفظ تمر کے ذکر سے کی گئی ہے جس سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ بیع مزابنہ کا تعلق صرف کھجور سے ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے بلکہ دوسری روایت میں بھی عمومیت ہی مراد ہے خاص طور پر کھجور کا ذکر محض تمثیل ہے۔

حضرت جابر کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مخابرۃ محاقلہ اور مزابنہ سے منع فرمایا ہے اور محاقلہ یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی کھیتی کو سوفرق گیہوں کے بدلے میں بیچ دے اور مزابنہ یہ ہے کہ کوئی شخص درختوں پر لگی ہوئی کھجوروں کو سوفرق رکھی ہوئی کھجوروں کے بدلے میں بیچ دے اور مخابرۃ یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی زمین کو ایک معین حصہ جیسے تہائی یا چوتھائی پر کاشت کے لئے دے دے۔ (مسلم)

فرق راء کے زبر کے ساتھ ایک پیمانہ کا نام تھا جس میں سولہ رطل یعنی تقریبا سات سیر غلہ آتا تھا اور فرق راء کے جزم کے ساتھ اس پیمانے کو کہتے تھے جس میں ایک سو بیس رطل غلہ آتا تھا حدیث میں سوفرق کا ذکر محض تمثیل کے طور پر آیا ہے مقصود تو صرف یہ بتانا ہے کہ کٹنے سے پہلے کھیت میں کھڑے ہوئے گیہوں کو رکھے ہوئے گیہوں کے عوض بیچنا محاقلہ کہلاتا ہے۔ یہی مفہوم گذشتہ حدیث میں مزابنہ کے ضمن میں بھی ذکر کیا جا چکا ہے لیکن مزابنہ وسیع وعام کا حامل ہے کہ اس کا اطلاق میووں اور پھلوں پر بھی آتا ہے اور کھیتی اور غلوں کے لئے بھی یہ لفظ استعمال ہوتا ہے جبکہ محاقلہ کا استعمال صرف کھیتی اور غلوں ہی کے لئے کیا جاتا ہے اگرچہ بعض مواقع پر مزابنہ بھی صرف میووں اور پھلوں ہی کے بارے میں استعمال ہوتا ہے۔ مخابرۃ کا مطلب ہے کہ اپنی زمین کو بٹائی پر کاشت کے لئے کسی دوسرے کو دیدینا مثلاً کوئی شخص اپنی زمین کسی دوسرے کو اس شرط کے ساتھ دے دے کہ اس زمین کو جوتنا بونا اور جو کچھ اس میں پیدا ہو اس میں سے تہائی یا چوتھائی مجھے دیدینا۔ حدیث بالا میں اس کی بھی ممانعت فرمائی گئی ہے کیونکہ اول تو یہ اجرت کی ایک شکل ہوتی ہے اور اس میں اجرت مجہول رہتی ہے دوسرے حاصل ہونیوالی چیز معدوم ہوتی ہے اور جو چیز معدوم ہوتی ہے اس کا کوئی معاملہ معتبر نہیں ہوتا مخابرت کو مزارعت بھی کہتے ہیں لیکن ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ مخابرت کی صورت میں تو تخم و بیج کاشت کرنیوالے کا ہوتا ہے اور مزارعت میں زمین کے مالک کا، مزارعت اور مخابرت بھی حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کے نزدیک جائز نہیں ہے جیسا کہ مذکورہ بالا حدیث میں حکم ہے لیکن صاحبین یعنی حضرت امام ابویوسف اور حضرت امام محمد کے نزدیک درست ہے حنفی مسلک میں فتویٰ صاحبین ہی کے قول پر ہے کیونکہ یہ کثیر الوقوع اور بہت زیادہ احتیاج کی چیز ہے اس کو جائز نہ رکھنے کی صورت میں لوگوں کو بہت زیادہ پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

اور حضرت جابر کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے محاقلت مزابنت مخابرت معاومت اور ثنیا سے منع فرمایا ہے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرایا کی اجازت دی ہے۔ (مسلم)

محاقلت مزابنت اور مخابرت کے معنی تو بیان کئے جا چکے ہیں معاومت کے معنی یہ ہیں کہ درختوں کے پھلوں کو نمودار ہونے سے پہلے ایک سال دو سال تین سال یا زیادہ مدت کے لئے فروخت کر دیا جائے اور ثنیا کا مطلب یہ ہے کہ درختوں پر موجود پھلوں کو بیچا جائے لیکن ان میں سے ایک غیر معین مقدار مستثنیٰ کر لی جائے یعنی اسے نہ بیچا جائے۔

عرایا جمع ہے عریت کی اور عریت کھجور کے اس درخت کو کہتے ہیں جسے اس کا مالک کسی محتاج وفقیر کو پھل کھانے کے لئے عاریتا دے دے عرایا کی اجازت دی ہے کی وضاحت یہ ہے کہ بعض لوگ اپنے باغ میں سے ایک درخت یا دو درخت کسی محتاج کو پھل کھانے کے لئے دیدیا کرتے تھے جیسا کہ معمول تھا وہ باغ کا مالک اپنے اہل وعیال کے ساتھ جب باغ میں آتا ہے اوران سب لوگوں کی موجودگی میں وہ محتاج آجاتا تو اپنے باغ میں ایک شخص کے آجانے کی وجہ سے ان کو کچھ کبیدگی ہوتی اس لئے اس محتاج کو وہ اس درخت کی بجائے اپنے پاس سے کچھ پھل دے کر رخصت کر دیتے اور اس درخت کا پھل خود رکھ لیتے چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو روا رکھا لیکن یہ پانچ وسق سے کم میں تو جائز ہے اس سے زیادہ میں درست نہیں جیسا کہ آگے حضرت ابوہریرہ کی روایت میں آجائے گا۔

حضرت سہل ابن ابی حثمہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے درخت پر لگی ہوئی کھجوروں کو خشک کھجوروں کے بدلے بیچنے سے منع فرمایا ہے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عریہ کسی محتاج کو دیئے گئے درخت کے متعلق یہ اجازت دی ہے کہ اس درخت پر لگے ہوئے پھل کو اس کے خشک ہونے کے بعد کی مقدار کا اندازہ کر کے بیچا جائے یعنی یہ اندازہ کر لیا جائے کہ اس درخت پر لگی ہوئی تازہ کھجوریں خشک ہونے کے بعد کتنی رہیں گی اور پھر اتنی ہی مقدار میں خشک کھجوریں اس محتاج کو دے کر اس درخت پر لگی ہوئی کھجوریں لے لی جائیں اس طرح اس کے مالک اس درخت کا تازہ پھل کھائیں (بخاری ومسلم، مشکوۃ المصابیح: جلد سوم رقم الحدیث، 74)

بیع ملامسہ ومنابذہ سے ممانعت کا بیان

اور القائے حجر اور ملامسہ اور منابذہ کی بیع جائز نہیں ہے اور یہ زمانہ جاہلیت کی بیوع ہیں۔ اور اس کا طریقہ یہ ہوتا تھا کہ یہ دو آدمی کسی سامان کے بارے میں باہمی گفتگو کرتے پھر جب مشتری اس سامان کو چھوڑ دیتا اور بائع مشتری کی طرف اس سامان کو پھینک دیتا اور مشتری اس پر کنکری ڈال دیتا تو بیع لازم ہو جاتی لہذا پہلی بیع ملامسہ اور دوسری منابذہ جبکہ تیسری القاء حجر کہلاتی ہے۔ جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیع ملامسہ اور منابذہ سے منع کیا ہے کیونکہ ان میں ملکیت کو خطرے میں معلق کرتا ہے۔

(ہدایہ، کتاب بیوع)

بیع منابذہ کی ممانعت کا بیان

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دھوکے اور کنکریاں مارنے کی بیع سے منع فرمایا اس باب میں حضرت ابن عمر، ابن عباس، ابوسعید، اور انس رضی اللہ عنہم سے بھی روایات منقول ہے، حدیث ابوہریرہ حسن صحیح ہے اہل علم کا اسی پر عمل ہے کہ دھوکے والی بیع حرام ہے۔

امام شافعی فرماتے ہیں کہ دھوکے والی بیع میں یہ چیزیں داخل ہیں مچھلی کا پانی میں ہوتے ہوئے فروخت کرنا اور پرندے کا اڑتے ہوئے فروخت کرنا اور اسی طرح کی دوسری بیوع بھی اسی ضمن میں آتی ہیں۔ بیع الحصاۃ کنکری مارنے والی بیع کا مطلب یہ ہے کہ بیچنے والا خریدنے والے سے یہ کہے کہ جب میں تیری طرف کنکری پھینکوں تو میرے اور تیرے درمیان بیع واجب ہوگئی، یہ بیع

منابذہ ہی کے مشابہ ہے یہ سب زمانہ جاہلیت کی بیوع ہیں۔ (جامع ترمذی: جلد اول: رقم الحدیث، 1247)

حضرت ابوسعید خدری کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو طرح کے پہناوے سے اور دو طرح کی بیع سے منع کیا ہے وہ ملامست اور منابذت ہیں۔

ملامست یہ ہے کہ ایک شخص یعنی خریدار دوسرے شخص یعنی تاجر کے کپڑے کو جسے وہ لینا چاہتا ہے دن میں یا رات میں صرف ہاتھ سے چھو لے اسے کھول کر الٹ کر دیکھے نہیں اور اس کا یہ چھونا بیع کے لئے ہو اور منابذت یہ ہے کہ معاملہ کرنیوالوں میں سے ہر ایک اپنے کپڑے کو دوسرے کی طرف پھینک دے اور اس طرح بغیر دیکھے بھالے اور بغیر اظہار رضامندی کے بیع ہو جائے اور جن دو طرح کے پہناوے سے منع فرمایا ہے ان میں سے ایک کپڑے کو (صماء) کے طور پر پہننا ہے۔

اور (صماء) کا طریقہ یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے ایک مونڈھے پر اس طرح کپڑا ڈال لے کہ اس کی دوسری سمت کہ جس پر کپڑا نہ ہو ظاہر و برہنہ رہے اور دوسرا پہناوا جس سے منع کیا گیا ہے یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے گرد اس طرح کپڑا لپیٹ لے کہ جب وہ بیٹھے تو اس کی شرم گاہ اس کپڑے سے بالکل عاری ہو۔ (بخاری و مسلم، مشکوۃ المصابیح: جلد سوم: رقم الحدیث، 82)

ملامست کا طریقہ یہ تھا کہ ایک شخص کوئی چیز مثلاً کپڑا خریدنے جاتا تو کپڑے کو ہاتھ لگا دیتا کپڑے کو ہاتھ لگاتے ہی بیع ہو جاتی تھی نہ تو آپس میں قولی ایجاب وقبول ہوتا تھا کہ دکاندار تو یہ کہتا ہے کہ میں نے تمہارے ہاتھ یہ چیز بیچ دی اور خریدار یہ کہتا ہے کہ میں نے تم سے یہ چیز خرید لی اور نہ فعلی لین دین جسے اصطلاح فقہ میں تعاطی کہتے ہیں ہوتا تھا کہ دکاندار برضاء ورغبت خاموشی کے ساتھ وہ چیز دیتا اور خریدار اس کی قیمت ادا کر دیتا بلکہ خریدار کا اس چیز کو ہاتھ سے چھو دینا ہی کافی سمجھا جاتا تھا۔

علامہ طیبی نے حدیث کے الفاظ (لا یقلبه الا بذلك) (اسے کھول الٹ کر دیکھے نہیں) کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ کپڑے کو علاوہ چھونے کے نہ الٹے نہ کھولے یعنی چاہئے تو یہ کہ کپڑے کو کھولا جائے اور اچھی طرح دیکھا بھالا جائے مگر بیع ملامست کرنیوالا نہ کھولتا تھا نہ اسے دیکھتا بھالتا تھا البتہ صرف اسے چھولیتا تھا ظاہر ہے کہ کسی چیز کو محض چھولیا اس کو الٹ کھول کر دیکھنے بھالنے کا درجہ حاصل نہیں کر سکتا۔

بہرکیف ملامست ایام جاہلیت میں خرید فروخت کا ایک خاص طریقہ تھا کہ جہاں ایک نے دوسرے کے کپڑے کو ہاتھ لگایا بس بیع ہو گئی نہ وہ اس کو دیکھتے بھالتے تھے اور نہ شرط خیار کرتے تھے کہ اس کو دیکھنے کے بعد اگر چاہیں گے تو رکھ لیں گے ورنہ اس کو واپس کر دیں گے چونکہ یہ ایک بالکل غلط طریقہ تھا اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا۔

منابذت کی صورت یہ ہوتی تھی کہ دونوں صاحب معاملہ نے جہاں آپس میں ایک دوسرے کی طرف کپڑا ڈالا بس بیع ہو گئی مبیع کو دیکھنے بھالنے کی ضرورت محسوس نہیں کرتے تھے۔ یہ بھی ایام جاہلیت میں رائج بیع کا ایک طریقہ تھا لہذا اس کی ممانعت بھی فرمائی گئی۔

(صماء) کے ایک معنی تو وہی ہیں جو ترجمے میں ظاہر کیے گئے لیکن اس کا زیادہ واضح اور مشہور مفہوم یہ ہے کہ کوئی شخص ایک کپڑا

لے کر اسے سر سے پاؤں تک اپنے بدن پر اس طرح لپیٹ لے کہ دونوں ہاتھ بھی اس کے اندر لپٹے رہیں اور جسم کہیں سے کھلا نہ رہے ظاہر ہے کہ اس طرح آدمی بالکل مفلوج و ناکارہ ہو کر رہ جاتا ہے اس لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے۔

دوسرا پہناوا جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے یہ ہے کہ کوئی شخص کولہوں پر بیٹھ جائے اور دونوں زانوں کو کھڑا کرے اور پھر اپنے زانوں اور کمر کے گرد کوئی کپڑا اس طرح لپیٹ لے کہ ستر کھلا رہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے اس لیے منع فرمایا کہ اس میں ستر کی پردہ پوشی نہیں ہوتی چنانچہ اگر کوئی شخص مذکورہ بالا صورت میں اس طرح کپڑا لپیٹے کہ اس کا ستر چھپا رہے تو پھر یہ ممانعت نہیں رہے گی۔ بطور نکتہ ایک بات ذہن میں رہے کہ زانوں کے گرد ہاتھوں کا حلقہ بنا کر بیٹھنا مسنون ہے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منابذہ کی بیع سے منع فرمایا تھا۔ اس کا طریقہ یہ تھا کہ ایک آدمی بیچنے کے لیے اپنا کپڑا دوسرے شخص کی طرف (جو خریدار ہوتا) پھینکتا اور اس سے پہلے کہ وہ اسے الٹے پلٹے یا اس کی طرف دیکھے (صرف پھینک دینے کی وجہ سے وہ بیع لازم سمجھی جاتی تھی) اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیع ملامسۃ سے بھی منع فرمایا۔ اس کا یہ طریقہ تھا کہ (خریدنے والا) کپڑے کو بغیر دیکھے صرف اسے چھو دیتا (اور اسی سے بیع لازم ہو جاتی تھی اسے بھی دھوکہ کی بیع قرار دیا گیا۔ (صحیح بخاری، رقم الحدیث، 2145)

ہم سے قتیبہ نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے عبدالوہاب نے بیان کیا، ان سے محمد بن سیرین نے، ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ دو طرح کے لباس پہننے منع ہیں۔ کہ کوئی آدمی ایک ہی کپڑے میں گوٹ مار کر بیٹھے، پھر اسے مونڈھے پر اٹھا کر ڈال لے (اور شرم گاہ کھلی رہے) اور دو طرح کی بیع سے منع کیا ایک بیع ملامسۃ سے اور دوسری بیع منابذہ سے۔

اس روایت میں دوسرے لباس کا ذکر نہیں کیا۔ وہ اشتمال صما ہے جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے یعنی ایک ہی کپڑا سارے بدن پر اس طرح لپیٹنا کہ ہاتھ وغیرہ کچھ باہر نہ نکل سکیں۔ نسائی کی روایت میں ملامسۃ کی تفسیر یوں مذکور ہے کہ ایک آدمی دوسرے سے کہے کہ میں اپنا کپڑا تیرے کپڑے کے عوض بیچتا ہوں اور کوئی دوسرے کا کپڑا نہ دیکھے صرف چھوئے، اور بیع منابذہ یہ ہے کہ مشتری اور بائع میں یہ ٹھہرے کہ جو میرے پاس ہے وہ میں تیری طرف پھینک دوں گا اور جو تیرے پاس ہے وہ تو میری طرف پھینک دے۔ بس اسی شرط پر بیع ہو جائے اور کسی کو معلوم نہ ہو کہ دوسرے کے پاس کتنا اور کیا مال ہے۔

بیع مخاضرہ مزابنہ کا مفہوم وحکم کا بیان

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے محاقلہ، مخاضرہ، ملامسہ، منابذہ اور مزابنہ سے منع فرمایا ہے۔

حافظ فرماتے ہیں و المراد بیع الثمار و الحبوب قبل ان یبدو صلاحها یعنی مخاضرہ کے معنے پکنے سے پہلے ہی فصل کو کھیت میں بیچنا ہے اور یہ ناجائز ہے۔ محاقلہ کا مفہوم بھی یہی ہے۔ دیگر واردہ اصطلاحات کے معانی ان کے مقامات پر مفصل بیان ہو چکے ہیں۔ (صحیح بخاری، رقم الحدیث، 2208)

ہم سے قتیبہ نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے اسماعیل بن جعفر نے بیان کیا، ان سے حمید نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے درخت کو زہو سے پہلے ٹوٹی ہوئی کھجور کے بدلے بیچنے سے منع فرمایا۔ ہم نے پوچھا کہ زہو کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ وہ پک کے سرخ ہو جائے یا زرد ہو جائے۔ تم ہی بتاؤ کہ اگر اللہ کے حکم سے پھل نہ آ سکا تو تم کس چیز کے بدلے میں اپنے بھائی (خریدار) کا مال اپنے لیے حلال کرو گے۔

کوئی بھی ایسا پہلو جس میں خریدنے والے یا بیچنے والے کے لیے نقصان ہونے کا احتمال ہو، شریعت کی نگاہوں میں ناپسندیدہ ہے، ہاں جائز طور پر سودا ہونے کے بعد نفع نقصان یہ قسمت کا معاملہ ہے۔ تجارت نفع ہی کے لیے کی جاتی ہے۔ لیکن بعض دفعہ گھاٹا بھی ہو جاتا ہے لہٰذا یہ کوئی چیز نہیں۔ آج کل ریس وغیرہ کی شکلوں میں جو دھندے چل رہے ہیں، شرعاً یہ سب حرام اور ناجائز بلکہ سود خوری میں داخل ہیں۔ حدیث کے آخری جملہ کا مطلب ظاہر ہے کہ تم نے اپنا کچا باغ کسی بھائی کو بیچ دیا اور اس سے طے شدہ روپیہ بھی وصول کر لیا۔ بعد میں باغ پھل نہ لا سکا۔ آفت زدہ ہو گیا یا کم پھل لایا تو اپنے خریدار بھائی سے جو رقم تم نے وصول کی ہے وہ تمہارے لیے کس جنس کے عوض حلال ہوگی۔ پس ایسا سودا ہی نہ کرو۔

باب النَّخْلِ يُبَاعُ اَصْلُهَا وَيَسْتَثْنِي الْمُشْتَرِيْ ثَمَرَهَا ۔

یہ باب ہے کہ جب کھجور کے درخت کو بیچ دیا جائے اور خریدار اُس کے پھل کا استثناء کر لے

4649 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اَيُّمَا امْرِءٍ اَبَّرَ نَخْلًا ثُمَّ بَاعَ اَصْلَهَا فَلِلَّذِيْ اَبَّرَ ثَمَرُ النَّخْلِ اِلَّا اَنْ يَّشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ" :

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''جو شخص کھجور کے درخت کی پیوندکاری کرتا ہے' پھر درخت کو فروخت کر دیتا ہے' تو اُس کھجور کے درخت کا پھل پیوند کاری کرنے والے کو ملے گا' البتہ اگر خریدار اس کی شرط عائد کر دے (تو حکم مختلف ہے)''۔

شرح

کوئی شخص اپنی کوئی چیز کسی کو بیچتے وقت یہ کہے کہ میں نے یہ چیز تمہارے ہاتھ بیچی مگر اس میں سے کچھ حصہ میں نے نہیں بیچا پس مبیع میں سے کچھ حصہ کا استثناء کرنا ثنیا کہلاتا ہے شارع نے اس سے منع فرمایا ہے کیونکہ اس میں مقدار معین نہیں ہوتی ہاں اگر مبیع کی کوئی مقدار معین کر کے مستثنیٰ کی جائے مثلاً بیچنے والا اس طرح کہے کہ میں نے تمہیں یہ چیز فروخت کی مگر اس کی اتنی مقدار جیسے چوتھائی یا تہائی اور یا اتنے سیر اتنے من میں نے اپنے لئے مستثنیٰ کر لیا ہے جو فروخت نہیں کر رہا ہوں تو یہ جائز ہے۔

4649-اخرجه البخاري في البيوع، باب بيع النخل باصله (الحديث 2206) . واخرجه مسلم في البيوع، باب من باع نخلا عليها ثمر (الحديث 79) . واخرجه ابن ماجه في التجارات، باب ما جاء فيمن باع نخلا مؤبرا او عبدا له مال (الحديث 2210م) . تحفة الاشراف (8274) .

بَاب الْعَبْدِ يُبَاعُ وَيَسْتَثْنِي الْمُشْتَرِي مَالَهُ

جب کسی غلام کو فروخت کیا جائے اور خریدار اُس کے مال کا استثناء کرلے

4650 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنِ ابْتَاعَ نَخْلًا بَعْدَ اَنْ تُؤَبَّرَ فَثَمَرَتُهَا لِلْبَائِعِ اِلَّا اَنْ يَّشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ وَمَنْ بَاعَ عَبْدًا وَّلَهُ مَالٌ فَمَالُهُ لِلْبَائِعِ اِلَّا اَنْ يَّشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ".

★★ سالم اپنے والد حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''جو شخص پیوند کاری کرنے کے بعد کھجور کے درخت کو فروخت کر دے تو اُس کا پھل فروخت کرنے والے کی ملکیت ہو گا' البتہ اگر خریدار اُس کی شرط عائد کر دے تو (حکم مختلف ہوگا)۔

جو شخص غلام فروخت کر دے اور اُس غلام کے پاس مال موجود ہو تو اُس کا مال فروخت کنندہ کی ملکیت ہوگا۔ البتہ اگر خریدار اُس کی شرط عائد کر دے (تو حکم مختلف ہوگا)''۔

بَاب الْبَيْعِ يَكُونُ فِيهِ الشَّرْطُ فَيَصِحُّ الْبَيْعُ وَالشَّرْطُ .

ایسا سودا جس میں شرط موجود ہو اور سودا اور شرط درست ہوں

4651 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا سَعْدَانُ بْنُ يَحْيَى عَنْ زَكَرِيَّا عَنْ عَامِرٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَاَعْيَا جَمَلِي فَاَرَدْتُ اَنْ اُسَيِّبَهُ فَلَحِقَنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَدَعَا لَهُ فَضَرَبَهُ فَسَارَ سَيْرًا لَمْ يَسِرْ مِثْلَهُ فَقَالَ "بِعْنِيهِ بِوُقِيَّةٍ". قُلْتُ لَا .

قَالَ "بِعْنِيهِ". فَبِعْتُهُ بِوُقِيَّةٍ وَّاسْتَثْنَيْتُ حُمْلَانَهُ اِلَى الْمَدِيْنَةِ فَلَمَّا بَلَغْنَا الْمَدِيْنَةَ اَتَيْتُهُ بِالْجَمَلِ وَابْتَغَيْتُ ثَمَنَهُ ثُمَّ رَجَعْتُ فَاَرْسَلَ اِلَيَّ فَقَالَ "اَتُرَانِي اِنَّمَا مَاكَسْتُكَ لِاٰخُذَ جَمَلَكَ خُذْ جَمَلَكَ وَدَرَاهِمَكَ" .

★★ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر کر رہا تھا' میرا اونٹ تھک گیا' میں نے

4650-اخرجه مسلم في البيوع، باب من باع نخلًا عليها ثمر (الحديث 80م) واخرجه ابو داؤد في البيوع و الاجارات، باب في العبد يباع و له مال (الحديث 3433) . واخرجه ابن ماجه في التجارات، باب ما جاء فيمن باع نخلًا مؤبرًا او عبدًا له مال (الحديث 2211) . تحفة الاشراف (6819) .

4651-اخرجه البخاري في الاستقراض، باب من اشترى بالدين و ليس عنده ثمنه اوليس بحضرته (الحديث 2385) مختصراً، وفي الشروط، باب اذا اشترط البائع ظهر الدابة الى مكان مسمى جاز (الحديث 2718)، و في الجهاد، باب استئذان الرجل الامام (الحديث 2967) مطولًا . واخرجه مسلم في المساقاة، باب بيع البعير واستثناء ركوبه (الحديث 109) و (الحديث 110) مطولًا . و اخرجه ابو داؤد في البيوع والاجارات، باب في شرط في بيع (الحديث 3505) مختصرًا واخرجه الترمذي في البيوع، باب ما جاء في اشتراط ظهر الدابة عند البيع (الحديث 1253) مختصراً . و اخرجه النسائي في البيوع، و البيع يكون فيه الشرط فيصح البيع و الشروط (الحديث 4652) مطولًا . تحفة الاشراف (2341) .

اُسے چھوڑ دینے کا ارادہ کیا' نبی اکرم ﷺ میرے پاس آئے' آپ ﷺ نے اُس اونٹ کے لیے دعا کی' آپ ﷺ نے اُسے مارا بھی تو وہ اس طرح سے چلنے لگا کہ اُس کی طرح اور کوئی اونٹ نہیں چل سکتا' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم ایک اوقیہ کے عوض میں یہ مجھے فروخت کر دو' میں نے عرض کی: جی نہیں! نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم مجھے یہ فروخت کر دو! تو میں نے ایک اوقیہ کے عوض وہ اونٹ آپ کو فروخت کر دیا اور اس بات کا استثناء کر لیا' میں مدینہ منورہ تک اس پر سوار ہو کر جاؤں گا' جب ہم لوگ مدینہ منورہ پہنچے تو میں اونٹ لے کر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' میں نے اُس کی قیمت حاصل کی' پھر میں واپس آنے لگا' تو نبی اکرم ﷺ نے مجھے پیغام دے کر بلوایا اور فرمایا: کیا تم یہ سمجھ رہے تھے کہ میں نے اونٹ کی قیمت اس لیے کم لگائی ہے' تا کہ میں تمہارے اونٹ کو حاصل کر سکوں؟ تم اپنا اونٹ بھی لو اور اپنے درہم بھی لو۔

4652 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى بْنِ الطَّبَّاعِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو عَوَانَةَ عَنْ مُغِيرَةَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَابِرٍ قَالَ غَزَوْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى نَاضِحٍ لَنَا ثُمَّ ذَكَرْتُ الْحَدِيثَ بِطُولِهِ ثُمَّ ذَكَرَ كَلَامًا مَعْنَاهُ فَاُزْحِفَ الْجَمَلُ فَزَجَرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَانْتَشَطَ حَتّٰى كَانَ اَمَامَ الْجَيْشِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "يَا جَابِرُ مَا اَرٰى جَمَلَكَ اِلَّا قَدِ انْتَشَطَ" . قُلْتُ بِبَرَكَتِكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ . قَالَ "بِعْنِيهِ وَلَكَ ظَهْرُهُ حَتّٰى تَقْدَمَ" . فَبِعْتُهُ وَكَانَتْ لِيْ اِلَيْهِ حَاجَةٌ شَدِيدَةٌ وَّلٰكِنِّي اسْتَحْيَيْتُ مِنْهُ فَلَمَّا قَضَيْنَا غَزَاتَنَا وَدَنَوْنَا اسْتَاْذَنْتُهُ بِالتَّعْجِيلِ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اِنِّي حَدِيثُ عَهْدٍ بِعُرْسٍ . قَالَ "اَبِكْرًا تَزَوَّجْتَ اَمْ ثَيِّبًا" . قُلْتُ بَلْ ثَيِّبًا يَا رَسُولَ اللّٰهِ اِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو اُصِيبَ وَتَرَكَ جَوَارِيَ اَبْكَارًا فَكَرِهْتُ اَنْ اٰتِيَهُنَّ بِمِثْلِهِنَّ فَتَزَوَّجْتُ ثَيِّبًا تُعَلِّمُهُنَّ وَتُؤَدِّبُهُنَّ فَاَذِنَ لِيْ وَقَالَ لِيْ "ائْتِ اَهْلَكَ عِشَاءً" . فَلَمَّا قَدِمْتُ اَخْبَرْتُ خَالِيْ بِبَيْعِيَ الْجَمَلَ فَلَامَنِيْ فَلَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَدَوْتُ بِالْجَمَلِ فَاَعْطَانِيْ ثَمَنَ الْجَمَلِ وَالْجَمَلَ وَسَهْمًا مَّعَ النَّاسِ .

★★ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ایک غزوے میں اپنے اونٹ پر سوار ہو کر شریک ہوا۔

(راوی بیان کرتے ہیں:) اس کے بعد اُنہوں نے پوری حدیث ذکر کی ہے۔ جس میں اُنہوں نے یہ بات ذکر کی ہے (جس کا مفہوم یہ ہے) تو وہ اونٹ تھک گیا' نبی اکرم ﷺ نے اُس اونٹ کو جھڑکا تو وہ چست و چالاک ہو کر لشکر کے آگے چلنے لگا۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے جابر! میں دیکھ رہا ہوں کہ تمہارا اونٹ چالاک ہو گیا ہے' میں نے عرض کی: یارسول اللہ! یہ آپ کی برکت کی وجہ سے ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم یہ مجھے فروخت کر دو اور تم اس پر سواری کرنا جب تک تم (مدینہ منورہ واپس) نہیں پہنچ جاتے تو میں نے وہ اونٹ نبی اکرم ﷺ کو فروخت کر دیا' حالانکہ اُس وقت مجھے اُس کی شدید ضرورت تھی' لیکن میں نے نبی اکرم ﷺ سے حیاء کرتے ہوئے (معذرت نہیں کی)۔

4652-تقدم في البيوع، البيع يكون فيه الشرط فيصح البيع و الشرط (الحديث 4651) .

جب ہماری وہ جنگ ختم ہوگئی اور ہم (مدینہ منورہ کے) قریب پہنچے تو میں نے آپ ﷺ سے اجازت لی کہ میں جلدی اپنے گھر چلا جاؤں میں نے عرض کی: یارسول اللہ! میری نئی نئی شادی ہوئی ہے (اس لیے میں اپنے گھر جانا چاہتا ہوں) نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: تم نے کسی کنواری کے ساتھ شادی کی ہے (یا بیوہ یا طلاق یافتہ کے ساتھ)؟ میں نے عرض کی: نہیں! بلکہ ثیبہ (یعنی بیوہ یا طلاق یافتہ کے ساتھ کی ہے) یارسول اللہ! حضرت عبداللہ بن عمرو (یعنی میرے والد) شہید ہوگئے تو انہوں نے کنواری بیٹیاں چھوڑیں مجھے یہ بات اچھی نہیں لگی کہ میں اُن کے پاس اُنہی کی مانند (جوان لڑکی لے آؤں) اس لیے میں نے ثیبہ عورت کے ساتھ شادی کی ہے جو اُن کی تعلیم وتربیت کرے گی اور انہیں آداب سکھائے گی۔

(حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:) تو نبی اکرم ﷺ نے مجھے اجازت دی آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: تم اپنی بیوی کے پاس شام کے وقت جانا۔ (حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:) جب میں اپنے گھر آیا تو میں نے اپنے ماموں کو اپنا اونٹ فروخت کرنے کے بارے میں بتایا تو انہوں نے مجھے ملامت کی جب نبی اکرم ﷺ مدینہ منورہ میں) تشریف لے آئے تو اگلے دن میں اونٹ لے کر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے مجھے اس اونٹ کی قیمت بھی دی اور اونٹ بھی عطاء کردیا اور لوگوں کے ساتھ (مالِ غنیمت) میں سے (حصہ) بھی عطاء کیا۔

4653 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ سَالِمِ بْنِ اَبِي الْجَعْدِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ وَّكُنْتُ عَلٰى جَمَلٍ فَقَالَ "مَا لَكَ فِيْ اٰخِرِ النَّاسِ" . قُلْتُ اَعْيَا بَعِيْرِيْ فَاَخَذَ بِذَنَبِهٖ ثُمَّ زَجَرَهٗ فَاِنْ كُنْتُ اِنَّمَا اَنَا فِيْ اَوَّلِ النَّاسِ يُهِمُّنِيْ رَاْسُهٗ فَلَمَّا دَنَوْنَا مِنَ الْمَدِيْنَةِ قَالَ "مَا فَعَلَ الْجَمَلُ بِعْنِيْهِ" . قُلْتُ لَا بَلْ هُوَ لَكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ "لَا بَلْ بِعْنِيْهِ" . قُلْتُ لَا بَلْ هُوَ لَكَ . قَالَ "لَا بَلْ بِعْنِيْهِ قَدْ اَخَذْتُهٗ بِوُقِيَّةٍ ارْكَبْهُ فَاِذَا قَدِمْتَ الْمَدِيْنَةَ فَاْتِنَا بِهٖ" . فَلَمَّا قَدِمْتُ الْمَدِيْنَةَ جِئْتُهٗ بِهٖ فَقَالَ لِبِلَالٍ "يَا بِلَالُ زِنْ لَهٗ اُوْقِيَّةً وَّزِدْهُ قِيْرَاطًا" . قُلْتُ هٰذَا شَيْءٌ زَادَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يُفَارِقْنِيْ فَجَعَلْتُهٗ فِيْ كِيْسٍ فَلَمْ يَزَلْ عِنْدِيْ حَتّٰى جَاءَ اَهْلُ الشَّامِ يَوْمَ الْحَرَّةِ فَاَخَذُوْا مِنَّا مَا اَخَذُوْا .

☆☆ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ایک سفر کررہا تھا میں اونٹ پر سوار تھا نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: کیا وجہ ہے تم سب سے پیچھے چل رہے ہو میں نے عرض کی: میرا اونٹ تھک گیا ہے تو نبی اکرم ﷺ نے اُس اونٹ کی دُم پکڑی پھر اُسے جھڑکا تو میں لوگوں سے آگے نکل گیا میں بڑی مشکل سے اُسے زیادہ تیز چلنے سے روک رہا تھا جب ہم مدینہ منورہ کے قریب پہنچے تو نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: تمہارے اونٹ کا کیا حال ہے؟ تم اسے مجھے فروخت کردو! میں نے عرض کی: یارسول اللہ! یہ آپ ﷺ ہی کا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: نہیں! بلکہ تم اسے مجھے فروخت کردو میں نے عرض کی: یہ ویسے ہی آپ ﷺ کا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: نہیں! بلکہ تم مجھے فروخت کرو میں اسے ایک اوقیہ کے عوض میں خریدوں گا تم اس پر سوار ہو جاؤ جب تم مدینہ منورہ آؤ تو اسے لے کر میرے پاس آنا۔ (حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:) جب میں

4653-اخرجه البخاري في الشروط، باب اذا اشترط البائع ظهر الدابة الى مكان مسمى جاز (الحديث 2718) تعليقاً . واخرجه مسلم في المساقاة، باب بيع البعير و استثناء ركوبه (الحديث 111) . تحفة الاشراف (2243) .

مدینہ منورہ آیا' تو میں اونٹ لے کر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' نبی اکرم ﷺ نے حضرت بلال سے فرمایا: اے بلال! اسے ایک اوقیہ وزن کر کے دے دو اور اس میں ایک قیراط زیادہ دینا۔ (حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:) نبی اکرم ﷺ نے مجھے جو اضافی ادائیگی کی تھی وہ ہمیشہ میرے پاس رہی' میں نے اُسے ایک تھیلی میں محفوظ کر کے رکھ لیا تھا' وہ ہمیشہ میرے پاس رہی یہاں تک کہ واقعہ حرہ کے موقع پر اہل شام آئے' تو انہوں نے ہم سے سب کچھ چھین لیا۔

4654 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ اَدْرَكَنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكُنْتُ عَلٰى نَاضِحٍ لَّنَا سَوْءٍ فَقُلْتُ لَا يَزَالُ لَنَا نَاضِحُ سَوْءٍ يَّا لَهْفَاهُ . فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "تَبِيْعُنِيْهِ يَا جَابِرُ" . قُلْتُ بَلْ هُوَ لَكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ . قَالَ "اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ قَدْ اَخَذْتُهُ بِكَذَا وَكَذَا وَقَدْ اَعَرْتُكَ ظَهْرَهُ اِلَى الْمَدِيْنَةِ" . فَلَمَّا قَدِمْتُ الْمَدِيْنَةَ هَيَّاْتُهُ فَذَهَبْتُ بِهٖ اِلَيْهِ فَقَالَ "يَا بِلَالُ اَعْطِهٖ ثَمَنَهُ" . فَلَمَّا اَدْبَرْتُ دَعَانِيْ فَخِفْتُ اَنْ يَّرُدَّهُ فَقَالَ "هُوَ لَكَ" .

★★ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ میرے پاس آئے' میں اُس وقت اپنے بُرے حال والے اونٹ پر سوار تھا' میں نے کہا: ہائے افسوس! ہمارے پاس ہمیشہ بُرے حال والا اونٹ ہوتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم مجھے اسے فروخت کرو گے؟ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! یہ ویسے ہی آپ ﷺ کا ہے' نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اے اللہ تعالیٰ! تو اس کی مغفرت کر دے! اے اللہ تعالیٰ! تو اس پر رحم کر دے! میں یہ اونٹ اتنی اتنی (قیمت) کے عوض میں خریدتا ہوں اور میں مدینہ منورہ تک یہ تمہیں عاریت کے طور پر سواری کرنے کے لیے دیتا ہوں۔ (راوی کہتے ہیں:) جب میں مدینہ منورہ آیا' تو میں نے اُس اونٹ کو تیار کیا اور اُس کو لے کر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اے بلال! تم اسے اس کی قیمت دے دو۔ جب میں وہاں سے واپس آیا' تو نبی اکرم ﷺ نے مجھے بلوایا' مجھے یہ اندیشہ ہوا کہ آپ ﷺ وہ اونٹ مجھے واپس کر دیں گے' آپ ﷺ نے فرمایا: یہ (اونٹ) بھی تمہارا ہے۔

4655 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ قَالَ سَمِعْتُ اَبِيْ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ نَضْرَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنَّا نَسِيْرُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا عَلٰى نَاضِحٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَتَبِيْعُنِيْهِ بِكَذَا وَكَذَا وَاللّٰهُ يَغْفِرُ لَكَ" . قُلْتُ نَعَمْ هُوَ لَكَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ قَالَ "اَتَبِيْعُنِيْهِ بِكَذَا وَكَذَا وَاللّٰهُ يَغْفِرُ لَكَ" . قُلْتُ نَعَمْ هُوَ لَكَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ . قَالَ "اَتَبِيْعُنِيْهِ بِكَذَا وَكَذَا وَاللّٰهُ يَغْفِرُ لَكَ" . قُلْتُ نَعَمْ هُوَ لَكَ . قَالَ اَبُوْ نَضْرَةَ وَكَانَتْ كَلِمَةً يَقُوْلُهَا الْمُسْلِمُوْنَ افْعَلْ كَذَا وَكَذَا وَاللّٰهُ يَغْفِرُ لَكَ .

4654-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (2769) .

4655-اخرجه البخاري في الشروط، باب اذا اشترط البائع ظهر الدابة الى مكان مسمى جاز (الحديث 2718) تعليقاً . واخرجه مسلم في الرضاع، باب استحباب نكاح البكر (الحديث 57) مطولاً، و في المساقاة، باب بيع البعير و استثناء ركوبه (الحديث 112) مطولاً . واخرجه ابن ماجه في التجارات، باب السوم (الحديث 2205) . والحديث عند: النسائي في عشرة النساء من الكبرى، مضاحكة الرجل اهله (الحديث 55) تحفة الاشراف (3101) .

☆☆ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ہم لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر کر رہے تھے میں اپنے اونٹ پر سوار تھا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: کیا تم مجھے یہ اونٹ اتنی اتنی قیمت کے عوض میں فروخت کرو گے؟ اللہ تعالیٰ تمہاری مغفرت کرے! میں نے عرض کی: جی ہاں! اے اللہ کے نبی! یہ ویسے ہی آپ کا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم مجھے اسے اتنی اور اتنی قیمت کے عوض میں فروخت کرو گے؟ اللہ تعالیٰ تمہاری مغفرت کرے! میں نے عرض کی: جی ہاں! یارسول اللہ! یہ ویسے ہی آپ کا ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہاری مغفرت کرے! کیا یہ تم مجھے اتنی اور اتنی قیمت میں فروخت کرو گے؟ میں نے عرض کی: جی ہاں! یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہوا۔

شیخ ابونضرہ کہتے ہیں: یہ وہ کلمہ ہے' جو مسلمانوں کے ہاں رائج ہے' تم اس' اس طرح کرو' اللہ تعالیٰ تمہاری مغفرت کرے۔

بیع میں تقاضہ عقد والی شرط لگانے کا بیان

شیخ نظام الدین حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ بیع میں ایسی شرط ذکر کرنا کہ خود عقد اُس کا مقتضی ہے معتر نہیں مثلاً بائع پر مبیع کے قبضہ دلانے کی شرط اور مشتری پر ثمن ادا کرنے کی شرط اور اگر وہ شرط عقد کے تقاضہ نہیں مگر عقد کے مناسب ہو اس شرط میں بھی حرج نہیں مثلاً یہ کہ مشتری ثمن کے لیے کوئی ضامن پیش کرے یا ثمن کے مقابل میں فلاں چیز رہن رکھے اور جس کو ضامن بتایا ہے اُس نے اُسی مجلس میں ضمانت کر بھی لی اور اگر اُس نے ضمانت قبول نہ کی تو بیع فاسد ہے اور اگر مشتری نے ضمانت یا رہن سے گریز کی تو بائع بیع کو فسخ کر سکتا ہے۔ اسی طرح مشتری نے بائع سے ضامن طلب کیا کہ میں اس شرط سے خریدتا ہوں کہ فلاں شخص ضامن ہو جائے کہ مبیع پر قبضہ دلا دے یا مبیع میں کسی کا حق نکلے گا تو ثمن واپس ملے گا یہ شرط بھی جائز ہے۔ اور اگر وہ شرط نہ اس قسم کی ہو نہ اُس قسم کی مگر شرع نے اُس کو جائز رکھا ہے جیسے خیار شرط یا وہ شرط ایسی ہے جس پر مسلمانوں کا عام طور پر عمل درآمد ہے جیسے آج کل گھڑیوں میں گارنٹی سال دو سال کی ہوا کرتی ہے کہ اس مدت میں خراب ہوگی تو درستی کا ذمہ دار بائع ہے ایسی شرط بھی جائز ہے۔ اور یہ بھی نہ ہو یعنی شریعت میں بھی اُس کا جواز نہیں وارد ہوا اور مسلمانوں کا تعامل بھی نہ ہو وہ شرط فاسد ہے اور بیع کو بھی فاسد کر دیتی ہے مثلاً کپڑا خریدا اور یہ شرط کر لی کہ بائع اس کو قطع کر کے سی دے گا۔ (فتاویٰ ہندیہ، کتاب بیوع، بیروت)

تقاضہ عقد کے خلاف فساد بیع پر اجماع ائمہ اربعہ

علامہ کمال الدین ابن ہمام حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ اور جب کسی شخص نے اس شرط پر کپڑے کو خریدا کہ بائع اس کو سلوا کر یا قمیص بنوا کر دے گا یا جبہ بنوا دے گا تو بیع فاسد ہے کیونکہ یہ شرط تقاضہ عقد کے خلاف ہے۔ اور اس بیع کے فاسد ہونے پر ائمہ اربعہ کا اجماع ہے۔ (فتح القدیر، کتاب بیوع، ج ۱۵، ص ۱۲۸، بیروت)

شیخ نظام الدین حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ مبیع میں اگر نقصان پیدا ہو گیا اور یہ نقصان مشتری کے فعل سے ہوا یا خود مبیع کے فعل سے ہوا یا آفت سماویہ سے ہوا بائع مشتری سے مبیع کو واپس لے گا اور اس نقصان کا معاوضہ بھی لے گا مثلاً کپڑے کو مشتری نے قطع کرا لیا ہے مگر ابھی سلوایا نہیں تو بائع مشتری سے وہ کپڑا لے گا اور قطع ہو جانے سے جو قیمت میں کمی ہوگئی وہ لے گا اور اگر وہ نقصان

فسخ ہو گیا تو جو کچھ اس کا معاوضہ لے چکا ہے بائع واپس کرے مثلاً کنیز تھی اُس کی آنکھ خراب ہو گئی جس کا نقصان لیا پھر اچھی ہو گئی تو واپس کر دے یا لونڈی کا نکاح کر دیا تھا پھر بیع فسخ ہو گئی اور نکاح کرنے سے جو نقصان ہوا بائع نے مشتری سے وصول کیا پھر اُس کے شوہر نے قبل دخول طلاق دیدی تو یہ معاوضہ واپس کر دے۔

اور اگر مبیع میں نقصان کسی اجنبی شخص کے فعل سے ہوا تو بائع کو اختیار ہے کہ اس کا معاوضہ اُس اجنبی سے لے یا مشتری سے اگر مشتری سے لے گا تو مشتری وہ رقم اُس اجنبی سے وصول کریگا۔ مبیع میں نقصان خود بائع نے کیا تو یہ نقصان پہنچانا ہی واپس کرنا ہے یعنی فرض کرو اگر وہ مبیع مشتری کے پاس ہلاک ہو گئی اور مشتری نے اُس کو بائع سے روکا نہ ہو تو بائع کی ہلاک ہوئی مشتری اُس کا تاوان نہیں دے گا اور ثمن دے چکا ہے تو واپس لے گا اور اگر مشتری کی طرف سے مبیع کی واپسی میں رکاوٹ ہوئی اس کے بعد ہلاک ہوئی تو دو صورتیں ہیں: یہ ہلاک ہونا اُسی نقصان پہنچانے سے ہوا یعنی یہاں تک اُس کا اثر ہوا کہ ہلاک ہو گئی جب بھی بائع کی ہلاک ہوئی مشتری پر تاوان نہیں اور اگر اُس کے اثر سے نہ ہو تو مشتری کو تاوان دینا ہو گا مگر وہ نقصان جو بائع نے کیا ہے اُس کا معاوضہ اُس میں سے کم کر دیا جائے۔ (فتاوی ہندیہ، کتاب بیوع، بیروت)

باب الْبَيْعِ يَكُونُ فِيهِ الشَّرْطُ الْفَاسِدُ فَيَصِحُّ الْبَيْعُ وَيَبْطُلُ الشَّرْطُ .

یہ باب ہے کہ ایسا سودا جس میں کوئی فاسد شرط رکھی گئی ہو تو سودا درست ہو گا اور شرط باطل ہو گی

4656 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ اِبْرَاهِيمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتِ اشْتَرَيْتُ بَرِيرَةَ فَاشْتَرَطَ اَهْلُهَا وَلَاءَهَا فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "اَعْتِقِيهَا فَاِنَّ الْوَلَاءَ لِمَنْ اَعْطَى الْوَرِقَ" . قَالَتْ فَاَعْتَقْتُهَا - قَالَتْ - فَدَعَاهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَيَّرَهَا مِنْ زَوْجِهَا فَاخْتَارَتْ نَفْسَهَا وَكَانَ زَوْجُهَا حُرًّا .

★★ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے بریرہ کو خرید لیا' اس کے مالکان نے اُس کی ولاء کی شرط عائد کی' میں نے اس بات کا تذکرہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اُسے آزاد کر دو' کیونکہ ولاء کا حق اُسے حاصل ہوتا ہے' جو چاندی (یعنی غلام یا کنیز کی قیمت) ادا کرتا ہے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نے بریرہ کو آزاد کر دیا۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بریرہ کو بلوایا اور اُس کے شوہر کے بارے میں اُسے اختیار دیا تو اُس نے علیحدگی کو اختیار کیا حالانکہ اُس کا شوہر آزاد شخص تھا۔

4657 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْقَاسِمِ قَالَ سَمِعْتُ الْقَاسِمَ يُحَدِّثُ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا اَرَادَتْ اَنْ تَشْتَرِيَ بَرِيرَةَ لِلْعِتْقِ وَاَنَّهُمُ اشْتَرَطُوْا وَلَاءَهَا فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اشْتَرِيهَا فَاَعْتِقِيهَا

4656-تقدم (الحديث 3449) .

4657-تقدم (الحديث 3454) .

فَإِنَّ الْوَلَاءَ لِمَنْ أَعْتَقَ" . وَأُتِيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلَحْمٍ فَقِيلَ هَذَا تُصُدِّقَ بِهِ عَلَى بَرِيرَةَ فَقَالَ "هُوَ لَهَا صَدَقَةٌ وَلَنَا هَدِيَّةٌ" . وَخُيِّرَتْ .

☆☆ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: انہوں نے آزاد کرنے کے لیے بریرہ کوخریدنے کا ارادہ کیا' تو اُس کے مالکان نے اُس کی ولاء کی شرط عائد کردی۔ سیدہ عائشہ نے اس بات کا تذکرہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: تم اُسے خریدکر اُسے آزاد کردو کیونکہ ولاء کا حق آزاد کرنے والے کو حاصل ہوتا ہے۔ (سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گوشت پیش کیا گیا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی گئی: یہ بریرہ کوصدقے کے طور پر دیا گیا تھا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ اُس کے لیے صدقہ تھا اور ہمارے لیے ہدیہ ہے۔ (سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:) اپنے شوہر سے علیحدگی کے بارے میں (بریرہ کو اختیار) دیا گیا تھا۔

4658 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ عَائِشَةَ أَرَادَتْ أَنْ تَشْتَرِيَ جَارِيَةً تَعْتِقُهَا فَقَالَ أَهْلُهَا نَبِيعُكِهَا عَلَى أَنَّ الْوَلَاءَ لَنَا . فَذَكَرَتْ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "لَا يَمْنَعُكِ ذَلِكِ فَإِنَّ الْوَلَاءَ لِمَنْ أَعْتَقَ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کنیز خرید کر اُسے آزاد کرنے کا ارادہ کیا' تو اُس کے مالکان نے یہ کہا کہ اسے اس شرط پر فروخت کریں گے کہ اس کی ولاء کا حق ہمیں ہوگا' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس بات کا تذکرہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: یہ چیز تمہارے لیے رکاوٹ نہیں بن سکتی' کیونکہ ولاء کا حق آزاد کرنے والے کو حاصل ہوتا ہے۔

استحکام فساد کے سبب فساد بیع کا بیان

علامہ علاؤالدین کاسانی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ اگر بائع نے کہا میں نے غلام اس کی قیمت کے عوض بیچا تو بیع فاسد ہے کیونکہ مختلف قیمت لگانے والوں کے اعتبار سے اس غلام کی قیمت مختلف ہوگی تو اس طرح ثمن مجہول ہوگا اس طرح اگر غلام بیچا اس چیز کے بدلے میں جس کا فیصلہ مشتری یا فلاں شخص کرے گا تو بھی بیع فاسد ہوگی کیونکہ معلوم نہیں فلاں شخص کیا فیصلہ کریگا اور جہالت ثمن صحت بیع سے مانع ہے پھر جب مشتری کو ثمن کا علم ہوا اور وہ اس پر رضامند ہو گیا تو بیع جائز ہو جائے گی کیونکہ جہالت مجلس کے اندر ہی زائل ہوگئی تو یہ ایسے ہی ہو گیا جیسے گویا کہ عقد کے وقت معلوم تھا اور اگر ثمن کا علم نہ ہوا یہاں تک کہ بائع اور مشتری متفرق ہو گئے تو فساد مستحکم ہو گیا۔ اور اسی طرح امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ قول بھی ہے کہ اگر حالت عقد میں تمام ثمن اس طرح مجہول ہوں کہ جہالت جھگڑے تک پہنچائے تو یہ فساد عقد کا موجب بنے گی اور ہمارے نزدیک جب مجلس کے اندر جہالت

4658-اخرجه البخاري في البيوع، باب اذا اشترط شروطًا في البيع لا تحل (الحديث 2169)، و في المكاتب، باب ما يجوز من شروط المكاتب و من اشترط شرطًا ليس في كتاب الله (الحديث 2562)، و في الفرائض، باب اذا اسلم على يديه (الحديث 6757) . واخرجه مسلم في العتق، باب انما الولاء لمن اعتق (الحديث 5) . واخرجه ابو داؤد في الفرائض، باب في الولاء (الحديث 2915) . تحفة الاشراف (6408) .

رفع ہو جائے تو عقد جواز کی طرف پلٹ آتا ہے کیونکہ مجلس اگر چہ طویل ہو اس کا حکم ساعت عقد والا ہی ہوتا ہے۔ اور اسی طرح یہ بھی ہے کہ جب کسی نے لکھی ہوئی قیمت کے بدلے میں کپڑا خریدا اور مشتری کو اس لکھی ہوئی قیمت کا علم نہیں ہے حتیٰ کہ بیع فاسد ہوئی پھر اسے لکھی ہوئی قیمت کا علم ہوا اگر چہ تو یہ علم افتراق سے قبل ہوا اور اس نے بیع کو اختیار کر لیا تو ہمارے نزدیک بیع جائز ہوگی اور اگر افتراق کے بعد اسے لکھی ہوئی قیمت کا علم ہوا تو بالاتفاق بیع جائز نہیں ہوگی۔ (بدائع الصنائع، کتاب بیوع)

تقاضہ عقد نہ ہونے کی علت کا بیان

علامہ علاؤالدین حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ مشتری اس درخت کو فی الحال کاٹے یعنی جب بائع اپنی ملکیت کی فراغت کا مطالبہ کرے، اور اگر اس کو زمین میں چھوڑے رکھنے کی شرط لگائی تو بیع فاسد ہوگی جیسا کہ کاٹنے کی ذمہ داری بائع پر عائد کرنے کی شرط لگانے سے بیع فاسد ہو جاتی ہے، حاوی، بحر۔ میں فساد کی علت یوں بیان فرمائی کہ یہ ایسی شرط ہے جس کا تقاضا عقد نہیں کرتا اور وہ شرط ملک غیر کو مشغول رکھنے کی ہے۔

بیع باطل کے قبیلہ سے ہے اس چیز کی بیع جا بائع کی ملک میں نہ ہو کیونکہ معدوم چیز اور وہ چیز جس کے عدم کا خطرہ ہو اس کی بیع باطل ہے مگر بطور سلم ان کی بیع باطل نہیں اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس چیز کی بیع سے منع فرمایا جو آدمی کے پاس نہ ہو اور بیع سلم میں رخصت دی۔ اس سے مراد اس چیز کی بیع ہے جو عنقریب اس کی ملک میں آئے گی اس کی ملک میں ہونے سے قبل۔ پس شیشیاں کہ زید نے خریدیں زید ہی کی ملک تھیں جتنی ٹوٹیں اس کی عمرو سے کچھ علاقہ نہیں۔

(درمختار، کتاب بیوع، بیروت)

باب بَيْعِ الْمَغَانِمِ قَبْلَ اَنْ تُقْسَمَ .

مالِ غنیمت کی تقسیم سے پہلے اُسے فروخت کرنا

4659 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَفْصِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ قَالَ حَدَّثَنِیْ اِبْرَاهِیْمُ عَنْ یَحْیَی بْنِ سَعِیْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ نَجِیْحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَیْعِ الْمَغَانِمِ حَتّٰی تُقْسَمَ وَعَنِ الْحَبَالٰی اَنْ یُوْطَاْنَ حَتّٰی یَضَعْنَ مَا فِیْ بُطُوْنِهِنَّ وَعَنْ لَحْمِ كُلِّ ذِیْ نَابٍ مِّنَ السِّبَاعِ .

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مالِ غنیمت کی تقسیم سے پہلے اُسے (یا اُس کے کسی حصے کو) فروخت کرنے سے منع کیا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (کسی دوسرے شخص سے حاملہ ہونے والی) حاملہ عورتوں کے پیٹ میں موجود بچے کے جنم دینے سے پہلے، اُن کے ساتھ صحبت کرنے سے منع کیا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نوکیلے دانت والے درندے کا گوشت کھانے سے منع کیا ہے۔

4659-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (6408) .

مال غنیمت میں تقسیم سے پہلے تصرف کا بیان

شیخ نظام الدین حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ مال غنیمت کو دارالحرب میں مجاہدین اپنی ضرورت میں قبل تقسیم صرف کر سکتے ہیں مثلاً جانوروں کا چارہ اپنے کھانے کی چیزیں کھانا پکانے کے لیے ایندھن، گھی، تیل، شکر، میوے خشک وتر اور تیل لگانے کی ضرورت ہو تو کھانے کا تیل لگا سکتا ہے اور خوشبودار تیل مثلاً روغن گل وغیرہ اُس وقت استعمال کر سکتا ہے جب کسی مرض میں اس کے استعمال کی حاجت ہو اور گوشت کھانے کے جانور ذبح کر سکتے ہیں مگر چمڑا مال غنیمت میں واپس کریں۔ اور مجاہدین اپنی باندی، غلام اور عورتوں بچوں کو بھی مال غنیمت سے کھلا سکتے ہیں۔ اور جو شخص تجارت کے لیے گیا ہے لڑنے کے لیے نہیں گیا وہ اور مجاہدین کے نوکر مال غنیمت کو صرف نہیں کر سکتے ہاں پکا ہوا کھانا یہ بھی کھا سکتے ہیں۔ اور پہلے سے اشیاء اپنے پاس رکھ لینا کہ ضرورت کے وقت صرف کریں گے نا جائز ہے۔ اسی طرح جو چیز کام کے لیے لی تھی اور بچ گئی اسے بیچنا بھی نا جائز ہے اور بیچ ڈالی تو دام واپس کرے۔

(فتاویٰ ہندیہ، کتاب الجہاد)

مجاہدین کے لئے لکڑیوں کے استعمال کی اباحت کا بیان

مجاہدین لکڑیاں استعمال کر سکتے ہیں اور بعض نسخوں میں ہے خوشبو استعمال کر سکتے ہیں اور تیل استعمال کر سکتے ہیں اور سواریوں کے پیروں میں لگا سکتے ہیں، اس لیے کہ ان تمام چیزوں کی ضرورت درکار ہے اور جو بھی ہتھیار پائیں انہیں لے کر (کفار سے) جنگ بھی کر سکتے ہیں، یہ تمام چیزیں بلا تقسیم کے مباح ہیں اور اس کی تاویل یہ ہے کہ جب ان اشیاء کی ضرورت ہو بایں طور کہ غازی کے پاس ہتھیار نہ ہو اور ہم اسے بیان کر چکے ہیں۔

اور ان کے لیے ان چیزوں میں کوئی چیز فروخت کرنا جائز نہیں ہے اور نہ ہی انہیں جمع کرنا جائز ہے، کیونکہ بیع ملکیت پر مرتب ہوتی ہے اور نزدیک ملکیت معدوم ہے جس طرح ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اور یہ تو اباحت ہے یہ ایسا ہو گیا جس طرح کسی کے لیے طعام مباح کیا گیا ہو۔

اور امام قدوری کا و لا یتمولونہ کہنا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ وہ لوگ نہ تو سونے چاندی کے عوض اسے فروخت کر سکتے ہیں اور نہ ہی ثمن کے عوض، کیونکہ اس کی ضرورت نہیں ہے۔ اور اگر کوئی غازی بیچ دے تو اس کا ثمن مال غنیمت میں واپس کر دے اس لیے کہ یہ ایسے عین کا بدل ہے جو تمام غازیوں کا ہے۔

اور کپڑے اور دوسرے سامانوں سے بلا ضرورت انتفاع مکروہ ہے، کیونکہ ان میں اشتراک ہے مگر اگر غازیوں کو کپڑے، سواریاں اور سامان کی ضرورت ہو تو امام دارالحرب میں یہ چیزیں ان کے درمیان تقسیم کر سکتا ہے اس لیے کہ ضرورت کے وقت جب حرام چیز مباح ہو جاتی ہے تو مکروہ چیز تو بدرجۂ اولیٰ مباح ہو گی۔ یہ حکم اس سبب سے ہے کہ ان چیزوں کی مدد کا حق محتمل ہے جب کہ ان کی ضرورت یقینی ہے لہٰذا ضرورت کی رعایت کرنا بہتر ہو گا۔

اور امام محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ہتھیار میں تقسیم کا ذکر نہیں کیا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ ثیاب اور سلاح میں ضرورت کے حوالے

سے کوئی فرق نہیں ہے، کیونکہ اگر کسی کو دونوں چیزوں کی ضرورت ہوتو اس کے لیے دونوں سے فائدہ حاصل کرنا مباح ہے۔ اور اگر سب کو ان کی ضرورت ہو تو امام دونوں چیزیں ان کے درمیان تقسیم کر دے۔ مگر اگر غازیوں کو گرفتار کردہ عورتوں کی ضرورت ہو تو امام انہیں غازیوں میں تقسیم نہیں کرے گا کیونکہ ان کی ضرورت سے زائد ہے۔ (ہدایہ اولین، کتاب سیر، لاہور)

ملکیت سے پہلے مال غنیمت کی خرید وفروخت کی ممانعت

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کہتے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غنیمت کا مال تقسیم ہونے سے پہلے اس کو خریدنے سے منع فرمایا ہے (کیونکہ تقسیم سے پہلے اس کا کوئی مالک نہیں ہوتا۔ " (ترمذی، مشکوٰۃ المصابیح: جلد سوم: رقم الحدیث، 1109)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی ممانعت کا اعلان فرمایا کہ (مال غنیمت کے) حصے جب تک تقسیم نہ ہو جائیں ان کو فروخت نہ کیا جائے۔ (سنن دارمی)

مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص مال غنیمت کے اپنے حصہ کو تقسیم سے پہلے بیچنے لگے تو یہ جائز نہیں ہوگا ایک تو اس سبب سے کہ جس حصہ کو وہ بیچنا چاہتا ہے ابھی وہ اس کی ملکیت میں نہیں آیا ہے (جیسا کہ بعض علماء کا قول ہے کہ تقسیم سے پہلے کسی بھی حصہ کی ملکیت موقوف رہتی ہے) دوسرے اس سبب سے کہ (حصہ دار کو تقسیم سے پہلے مالک مان بھی لیا جائے تو خود اس (مالک) کو تقسیم سے پہلے تک یہ معلوم نہیں ہوتا کہ اس کے حصے میں کیا چیز آئے گی اور وہ چیز کیسی ہوگی، اس صورت میں اس حصے کو بیچنا گویا ایک ایسی چیز کو بیچنا لازم آئے گا جو غیر معلوم وغیر متعین ہے اور یہ ناجائز ہے۔

حضرت رویفع ابن ثابت سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اس کے لئے قطعا روا نہیں ہے کہ وہ مسلمانوں کے (مشترک) مال غنیمت کے کسی جانور پر (بلاضرورت شرعی) سوار ہو اور پھر جب وہ (جانور) دبلا ہو جائے تو اس کو مال غنیمت میں واپس کر دے اور جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اس کے لئے یہ قطعا روا نہیں ہے کہ وہ مسلمانوں کے (مشترک) مال غنیمت کے کسی کپڑے کو (بلاضرورت شرع "پہنے اور پھر جب وہ (کپڑا) پرانا ہو جائے تو اس کو مال غنیمت میں واپس کر دے۔ (ابوداؤد، مشکوٰۃ المصابیح: جلد سوم: رقم الحدیث، 1112)

اس حدیث کے ظاہری مفہوم سے یہ نتیجہ اخذ کیا گیا ہے کہ اگر اپنی سواری کے مصرف میں لانے کی سبب سے وہ جانور دبلا نہ ہو تو اس صورت میں اس پر سوار ہونے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے، لیکن حقیقت میں نہ یہ مفہوم مراد ہے اور نہ اس سے یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے بلکہ یہ بات محض محاورۃ فرمائی گئی ہے کہ عام طور پر جانور سواری کے کام آنے سے دبلے ہو جاتے ہیں۔

بَاب بَيْعِ الْمَشَاعِ .

یہ باب مشترکہ چیز کو فروخت کرنے میں ہے

4660 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ قَالَ اَنْبَاَنَا اِسْمَاعِيلُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِي اَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "الشُّفْعَةُ فِي كُلِّ شِرْكٍ رَبْعَةٍ اَوْ حَائِطٍ لَا يَصْلُحُ لَهُ اَنْ يَبِيعَ حَتّٰى

يُؤْذِنَ شَرِيكَهُ فَإِنْ بَاعَ فَهُوَ اَحَقُّ بِهٖ حَتّٰى يُؤْذِنَهُ".

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''ہر مشترکہ چیز میں شفعہ ہوگا' وہ گھر ہو' یا باغ ہو' اُس کے مالک کے لیے یہ بات مناسب نہیں ہے' وہ اپنے شراکت دار سے اجازت سے پہلے اُسے فروخت کرے' اگر وہ مالک فروخت کر دیتا ہے' تو اُس کا ساتھی اس کا زیادہ حقدار ہوگا' لیکن اگر وہ اُسے (فروخت کرنے کی) اجازت دے دیتا ہے' تو (حکم مختلف ہوگا)''۔

باب التَّسْهِيلِ فِيْ تَرْكِ الْاِشْهَادِ عَلَى الْبَيْعِ .

یہ باب ہے کہ سودے کے بارے میں گواہ نہ بنانے کی سہولت دینا

4661 – اَخْبَرَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ مَرْوَانَ بْنِ الْهَيْثَمِ بْنِ عِمْرَانَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى - وَهُوَ ابْنُ حَمْزَةَ - عَنِ الزُّبَيْدِيِّ اَنَّ الزُّهْرِيَّ اَخْبَرَهُ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ خُزَيْمَةَ اَنَّ عَمَّهُ حَدَّثَهُ - وَهُوَ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْتَاعَ فَرَسًا مِنْ اَعْرَابِيٍّ وَاسْتَتْبَعَهُ لِيَقْبِضَ ثَمَنَ فَرَسِهِ فَاَسْرَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبْطَاَ الْاَعْرَابِيُّ وَطَفِقَ الرِّجَالُ يَتَعَرَّضُونَ لِلْاَعْرَابِيِّ فَيَسُومُونَهُ بِالْفَرَسِ وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْتَاعَهُ حَتّٰى زَادَ بَعْضُهُمْ فِي السَّوْمِ عَلٰى مَا ابْتَاعَهُ بِهٖ مِنْهُ فَنَادَى الْاَعْرَابِيُّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنْ كُنْتَ مُبْتَاعًا هٰذَا الْفَرَسَ وَاِلَّا بِعْتُهُ. فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ سَمِعَ نِدَاءَهُ فَقَالَ "اَلَيْسَ قَدِ ابْتَعْتُهُ مِنْكَ". قَالَ لَا وَاللّٰهِ مَا بِعْتُكَهُ. فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "قَدِ ابْتَعْتُهُ مِنْكَ". فَطَفِقَ النَّاسُ يَلُوذُونَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِالْاَعْرَابِيِّ وَهُمَا يَتَرَاجَعَانِ وَطَفِقَ الْاَعْرَابِيُّ يَقُولُ هَلُمَّ شَاهِدًا يَشْهَدُ اَنِّيْ قَدْ بِعْتُكَهُ. قَالَ خُزَيْمَةُ بْنُ ثَابِتٍ اَنَا اَشْهَدُ اَنَّكَ قَدْ بِعْتَهُ. قَالَ فَاَقْبَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى خُزَيْمَةَ فَقَالَ "لِمَ تَشْهَدُ". قَالَ بِتَصْدِيقِكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ. قَالَ فَجَعَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهَادَةَ خُزَيْمَةَ شَهَادَةَ رَجُلَيْنِ .

☆☆ عمارہ بن خزیمہ اپنے چچا' جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں' اُن کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دیہاتی سے ایک گھوڑا خریدا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس دیہاتی کو بلوایا' تاکہ اُس کے گھوڑے کی قیمت اُس کے حوالے کر دیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تیزی سے (اپنی مطلوبہ جگہ پر پہنچ گئے) اور دیہاتی نے آنے میں دیر کر دی' اسی دوران کچھ لوگ اُس دیہاتی کے پاس آئے اور اُس کے گھوڑے کے بارے میں اُس کے ساتھ بھاؤ تاؤ کرنے لگے۔ وہ لوگ یہ بات نہیں جانتے تھے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وہ

4660-اخرجه مسلم في المساقاة، باب الشفعة (الحديث 134 و 135د) . واخرجه ابو داؤد في البيوع و الاجارات، باب في الشفعة (الحديث 3513) واخرجه النسائي في البيوع، الشركة في الرباع (الحديث 4715) تحفة الاشراف (2806) .

4661-اخرجه ابو داؤد في الأقضية، باب اذا علم الحاكم صدق الشاهد الواحد يجوز له ان يحكم به (الحديث 3607) . تحفة الاشراف (15646) .

گھوڑا خرید چکے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے جس قیمت پر اُسے خریدا تھا' اُن لوگوں میں سے ایک شخص نے اُس سے زیادہ قیمت لگادی تو دیہاتی نے بلند آواز میں نبی اکرم ﷺ کو پکارا اور بولا: اگر تو آپ ﷺ نے اس گھوڑے کو خرید لیا ہے' تو ٹھیک ہے ورنہ میں اسے (کسی دوسرے شخص کو) فروخت کر دیتا ہوں۔ جب نبی اکرم ﷺ نے اُس کی آواز سنی تو آپ ﷺ کھڑے ہوئے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کیا یہ میں نے تم سے خرید نہیں لیا؟ تو وہ دیہاتی بولا: جی نہیں! اللہ کی قسم! میں نے آپ ﷺ کو یہ فروخت نہیں کیا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میں' تو تم سے یہ خرید چکا ہوں۔ لوگ نبی اکرم ﷺ اور اُس دیہاتی کے گرد اکٹھے ہو گئے اور ان دونوں کی گفتگو چل رہی تھی۔ اُس دیہاتی نے کہا: آپ ﷺ کوئی گواہ لے کر آئیں جو اس بات کی گواہی دے کہ میں نے یہ آپ ﷺ کو فروخت کیا ہے۔

تو حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا: میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ نبی اکرم ﷺ نے اسے خرید لیا ہے۔

راوی کہتے ہیں: نبی اکرم ﷺ' حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: تم کس بنیاد پر گواہی دے رہے ہو؟

حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ کی تصدیق کرتے ہوئے۔

(راوی کہتے ہیں:) تو نبی اکرم ﷺ نے حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ کی گواہی کو دو آدمیوں کی گواہی کے برابر قرار دیا۔

باب اخْتِلاَفِ الْمُتَبَايِعَيْنِ فِي الثَّمَنِ ۔

یہ باب ہے کہ قیمت کے بارے میں دونوں فریقوں میں ہونے والے اختلاف (کا حکم)

4662 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِدْرِيسَ قَالَ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِى عَنْ اَبِى عُمَيْسٍ قَالَ حَدَّثَنِى عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْاَشْعَثِ عَنْ اَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ "اِذَا اخْتَلَفَ الْبَيِّعَانِ وَلَيْسَ بَيْنَهُمَا بَيِّنَةٌ فَهُوَ مَا يَقُولُ رَبُّ السِّلْعَةِ اَوْ يَتْرُكَا" ۔

★★ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

''جب سودا کرنے والے دونوں فریقوں کے درمیان اختلاف ہو جائے اور اُن کے پاس کوئی ثبوت بھی نہ ہو تو' یا تو فروخت کنندہ کی بات مانی جائے گی یا پھر وہ دونوں اس سودے کو ترک کر دیں گے''۔

4663 - اَخْبَرَنِى اِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ وَيُوسُفُ بْنُ سَعِيدٍ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدٍ - وَاللَّفْظُ لِاِبْرَاهِيمَ - قَالُوا حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِى اِسْمَاعِيلُ بْنُ اُمَيَّةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُبَيْدٍ قَالَ حَضَرْنَا اَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ اَتَاهُ رَجُلاَنِ تَبَايَعَا سِلْعَةً فَقَالَ اَحَدُهُمَا اَخَذْتُهَا بِكَذَا وَبِكَذَا ۔ وَقَالَ هٰذَا بِعْتُهَا بِكَذَا وَكَذَا ۔ فَقَالَ اَبُو عُبَيْدَةَ اُتِىَ ابْنُ مَسْعُودٍ فِى مِثْلِ هٰذَا فَقَالَ حَضَرْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُتِىَ بِمِثْلِ هٰذَا فَاَمَرَ الْبَائِعَ اَنْ يَسْتَحْلِفَ ثُمَّ يَخْتَارَ الْمُبْتَاعُ فَاِنْ شَاءَ اَخَذَ وَاِنْ شَاءَ تَرَكَ ۔

4662-اخرجه ابو داؤد في البيوع، والاجارات، باب اذا اختلف البيعان و المبيع قائم (الحديث 3511) مطولاً . تحفة الاشراف (9546) .
4663-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (9611) .

☆☆ عبدالملک بن عبید بیان کرتے ہیں: ہم لوگ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے ابوعبیدہ کے پاس موجود تھے اُن کے پاس دو صاحبان آئے جنہوں نے ایک چیز کے بارے میں سودا کیا تھا' اُن میں سے ایک نے کہا: میں نے یہ چیز اتنی رقم کے عوض میں حاصل کی ہے' جب کہ دوسرے نے کہا: میں نے یہ اتنی رقم کے عوض میں فروخت کی ہے (یعنی قیمت کے بارے میں دونوں میں اختلاف تھا)۔

تو حضرت ابوعبیدہ نے بتایا' حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے سامنے اس طرح کی صورت حال پیش آئی تھی' تو اُنہوں نے یہ بات بتائی تھی کہ ایک مرتبہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھا تو اس طرح کا معاملہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فروخت کنندہ کو یہ حکم دیا' وہ قسم اُٹھائے' پھر خریدار کو یہ اختیار دیا' وہ چاہے' تو (فروخت کنندہ کی بیان کردہ قیمت کے مطابق) اُسے حاصل کرلے اور اگر چاہے' تو اُسے ترک کردے۔

باب مُبَايَعَةِ اَهْلِ الْكِتَابِ .

یہ باب ہے کہ اہل کتاب کے ساتھ لین دین کرنا

4664 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتِ اشْتَرٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ يَهُوْدِيٍّ طَعَامًا بِنَسِيْئَةٍ وَّاَعْطَاهُ دِرْعًا لَّهٗ رَهْنًا .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک یہودی سے اُدھار اناج لیا تھا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رہن کے طور پر اپنی زرہ اُسے عطاء کردی تھی۔

4665 - اَخْبَرَنَا يُوْسُفُ بْنُ حَمَّادٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ حَبِيْبٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَدِرْعُهٗ مَرْهُوْنَةٌ عِنْدَ يَهُوْدِيٍّ بِثَلَاثِيْنَ صَاعًا مِّنْ شَعِيْرٍ لِاَهْلِهٖ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا' اُس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زرہ ایک یہودی کے پاس جَو کے تیس صاع کے عوض میں رہن رکھی ہوئی تھی جو آپ نے اپنے گھر والوں (کی خوراک کے لیے حاصل کیے تھے)۔

باب بَيْعِ الْمُدَبَّرِ .

یہ باب مدبر غلام کو فروخت کرنے میں ہے

4666 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ اَعْتَقَ رَجُلٌ مِّنْ بَنِيْ عُذْرَةَ عَبْدًا لَّهٗ

4664-تقدم (الحديث 4623) .

4665-انفرد به النسائي . والحديث عند الترمذي في البيوع، باب ما جاء في الرخصة في الشراء الى اجل (الحديث 1214) . تحفة الاشراف (6228) .

4666-تقدم (الحديث 2545) .

عَنْ دُبُرٍ فَبَلَغَ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "اَلَكَ مَالٌ غَيْرُهُ". قَالَ لَا . فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ يَّشْتَرِيهِ مِنِّيْ". فَاشْتَرَاهُ نُعَيْمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْعَدَوِيُّ بِثَمَانِمِائَةِ دِرْهَمٍ فَجَآءَ بِهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَفَعَهَا اِلَيْهِ ثُمَّ قَالَ "اِبْدَاْ بِنَفْسِكَ فَتَصَدَّقْ عَلَيْهَا فَاِنْ فَضَلَ شَيْءٌ فَلِاَهْلِكَ فَاِنْ فَضَلَ مِنْ اَهْلِكَ شَيْءٌ فَلِذِيْ قَرَابَتِكَ فَاِنْ فَضَلَ مِنْ ذِيْ قَرَابَتِكَ شَيْءٌ فَهٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا". يَقُوْلُ بَيْنَ يَدَيْكَ وَعَنْ يَّمِيْنِكَ وَعَنْ شِمَالِكَ .

★★ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: بنو عذرہ سے تعلق رکھنے والے ایک صاحب نے اپنے غلام کو مدبر کے طور پر آزاد کر دیا' اس بات کی اطلاع نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ملی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: کیا تمہارے پاس اُس غلام کے علاوہ کوئی اور مال بھی ہے؟ تو اُس نے عرض کی: جی نہیں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس غلام کو مجھ سے کون خریدے گا؟ تو حضرت نعیم بن عبداللہ عدوی رضی اللہ عنہ نے آٹھ سو درہم کے عوض میں اُسے خرید لیا' وہ یہ رقم لے کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ رقم غلام کے مالک کو دیتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا: سب سے پہلے اسے اپنے اوپر خرچ کرو' اگر کچھ بچ جائے' تو اُسے اپنے بیوی بچوں پر خرچ کرو' اگر بیوی بچوں میں سے بھی بچ جائے' تو قریبی رشتے داروں پر خرچ کرو' اگر قریبی رشتے داروں پر خرچ کرنے کے بعد کچھ بچ جائے' تو اس طرح اس طرح خرچ کرو۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سامنے' اپنے دائیں اور بائیں طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا (یعنی اس کو صدقہ و خیرات کرو)۔

4667 - اَخْبَرَنَا زِيَادُ بْنُ اَيُّوْبَ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَجُلًا مِّنَ الْاَنْصَارِ يُقَالُ لَهُ اَبُوْ مَذْكُوْرٍ اَعْتَقَ غُلَامًا لَّهُ عَنْ دُبُرٍ يُقَالُ لَهُ يَعْقُوْبُ لَمْ يَكُنْ لَّهُ مَالٌ غَيْرُهُ فَدَعَا بِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "مَنْ يَّشْتَرِيهِ". فَاشْتَرَاهُ نُعَيْمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بِثَمَانِمِائَةِ دِرْهَمٍ فَدَفَعَهَا اِلَيْهِ وَقَالَ "اِذَا كَانَ اَحَدُكُمْ فَقِيْرًا فَلْيَبْدَاْ بِنَفْسِهٖ فَاِنْ كَانَ فَضْلًا فَعَلٰى عِيَالِهٖ فَاِنْ كَانَ فَضْلًا فَعَلٰى قَرَابَتِهٖ اَوْ عَلٰى ذِيْ رَحِمِهٖ فَاِنْ كَانَ فَضْلًا فَهَا هُنَا وَهَا هُنَا".

★★ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک انصاری جن کا نام ابو مذکور تھا' انہوں نے اپنے غلام کو مدبر کے طور پر آزاد کر دیا' اُس غلام کا نام یعقوب تھا' ابو مذکور کے پاس اُس غلام کے علاوہ اور کوئی مال نہیں تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس غلام کو بلوایا اور فرمایا: مجھ سے اسے کون خریدے گا؟ تو نعیم بن عبداللہ نے آٹھ سو درہم کے عوض میں اُسے خرید لیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ رقم ابو مذکور کو عطا کرتے ہوئے فرمایا: جب کوئی شخص غریب ہو' تو اُسے سب سے پہلے اپنے اوپر رقم خرچ کرنی چاہیے' اگر مزید موجود ہو تو اپنے بیوی بچوں پر خرچ کرنا چاہیے' اگر مزید موجود ہو تو اپنے قریبی رشتے داروں پر (راوی کو شک ہے' شاید یہ الفاظ ہیں:) اپنے ذی رحم (رشتے داروں پر) خرچ کرنا چاہیے' اگر پھر بھی بچ جائے' تو یہاں اور وہاں (یعنی صدقہ و خیرات کے طور پر) خرچ کرنا چاہیے۔

4668 - اَخْبَرَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ وَابْنُ اَبِيْ خَالِدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ

4667-اخرجه مسلم في الزكاة، باب الابتداء في النفقة بالنفس ثم اهله ثم القرابة (الحديث 41م) . واخرجه ابو داؤد في العتق، باب في بيع المدبر (الحديث 3957) . تحفة الاشراف (2667) .

کُہَیْلٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَاعَ الْمُدَبَّرَ ۔

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدبر غلام کو فروخت کروا دیا تھا۔

باب بَیْعِ الْمُکَاتِبِ

باب: مکاتب غلام کو فروخت کرنا

4669 – اَخْبَرَنَا قُتَیْبَۃُ بْنُ سَعِیْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّیْثُ عَنِ ابْنِ شِہَابٍ عَنْ عُرْوَۃَ عَنْ عَائِشَۃَ اَخْبَرَتْہُ اَنَّ بَرِیْرَۃَ جَائَتْ عَائِشَۃَ تَسْتَعِیْنُہَا فِیْ کِتَابَتِہَا شَیْئًا فَقَالَتْ لَہَا عَائِشَۃُ ارْجِعِیْ اِلٰی اَہْلِکِ فَاِنْ اَحَبُّوْا اَنْ اَقْضِیَ عَنْکِ کِتَابَتَکِ وَیَکُوْنَ وَلَاؤُکِ لِیْ فَعَلْتُ فَذَکَرَتْ ذٰلِکَ بَرِیْرَۃُ لِاَہْلِہَا فَاَبَوْا وَقَالُوْا اِنْ شَائَتْ اَنْ تَحْتَسِبَ عَلَیْکِ فَلْتَفْعَلْ وَیَکُوْنَ لَنَا وَلَاؤُکِ ۔ فَذَکَرَتْ ذٰلِکَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَہَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ "ابْتَاعِیْ وَاَعْتِقِیْ فَاِنَّ الْوَلَاءَ لِمَنْ اَعْتَقَ" ۔ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ "مَا بَالُ اَقْوَامٍ یَشْتَرِطُوْنَ شُرُوْطًا لَیْسَتْ فِیْ کِتَابِ اللّٰہِ فَمَنِ اشْتَرَطَ شَیْئًا لَیْسَ فِیْ کِتَابِ اللّٰہِ فَلَیْسَ لَہٗ وَاِنِ اشْتَرَطَ مِائَۃَ شَرْطٍ وَّشَرْطُ اللّٰہِ اَحَقُّ وَاَوْثَقُ" ۔

☆☆ عروہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: بریرہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئیں اور اپنی کتابت کی رقم ادا کرنے کے لیے اُن سے مدد مانگی۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اُس سے کہا: تم اپنے مالک کے پاس واپس جاؤ اگر وہ لوگ یہ پسند کریں تو میں تمہاری کتابت کی تمام رقم ایک ساتھ ادا کر لیتی ہوں اور تمہاری ولاء کا حق مجھے حاصل ہوگا۔ بریرہ نے اس بات کا تذکرہ اپنے مالکان سے کیا تو اُنہوں نے اس بات کو تسلیم نہیں کیا اُنہوں نے کہا: اگر سیدہ عائشہ چاہیں تو تمہیں اپنے پاس رکھیں لیکن تمہاری ولاء کا حق ہمیں حاصل ہوگا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس بات کا تذکرہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے یہ فرمایا: تم اُسے خرید کر آزاد کر دو کیونکہ ولاء کا حق آزاد کرنے والے کو حاصل ہوتا ہے پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لوگوں کو کیا ہو گیا ہے وہ ایسی شرائط عائد کر لیتے ہیں جن کی اجازت اللہ کی کتاب میں نہیں ہے جو شخص کوئی ایسی شرط عائد کرے تو اُسے اس بات کا حق حاصل نہیں ہوگا۔ اگرچہ اُس نے سو شرطیں رکھی ہوئی ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جائز کردہ شرط زیادہ حقدار اور زیادہ مضبوط ہوتی ہے۔

باب الْمُکَاتَبِ یُبَاعُ قَبْلَ اَنْ یَّقْضِیَ مِنْ کِتَابَتِہٖ شَیْئًا

یہ باب ہے کہ جب مکاتب نے کتابت کی رقم میں سے کچھ بھی ادا نہ کیا ہو تو اُسے فروخت کیا جا سکتا ہے

4670 – اَخْبَرَنَا یُوْنُسُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰی قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ وَہْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ رِجَالٌ مِّنْ اَہْلِ الْعِلْمِ مِنْہُمْ

4668-اخرجه البخاري في البيوع، باب بيع المدبر (الحديث 2230)، و في الاحكام، باب بيع الامام على الناس اموالهم و ضياعهم (الحديث 7186) مطولًا . و اخرجه ابو داؤد في العتق، باب في بيع المدبر (الحديث 3955) مطولًا و اخرجه النسائي في آداب القضاة، مع الحاكم رعيته من اتلاف اموالهم و بهم حاجة اليها (الحديث 5433) مطولًا و اخرجه ابن ماجه في العتق، باب المدبر (الحديث 2512) . تحفة الاشراف (2416) .

يُونُسُ وَاللَّيْثُ اَنَّ ابْنَ شِهَابٍ اَخْبَرَهُمْ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ جَائَتْ بَرِيْرَةُ اِلَيَّ فَقَالَتْ يَا عَائِشَةُ اِنِّيْ كَاتَبْتُ اَهْلِيْ عَلٰى تِسْعِ اَوَاقٍ فِيْ كُلِّ عَامٍ اُوْقِيَّةٌ فَاَعِيْنِيْنِيْ . وَلَمْ تَكُنْ قَضَتْ مِنْ كِتَابَتِهَا شَيْئًا فَقَالَتْ لَهَا عَائِشَةُ وَنَفِسَتْ فِيْهَا ارْجِعِيْ اِلٰى اَهْلِكِ فَاِنْ اَحَبُّوْا اَنْ اُعْطِيَهُمْ ذٰلِكَ جَمِيْعًا وَّيَكُوْنَ الْوَلَاءُ لِيْ فَعَلْتُ .

فَذَهَبَتْ بَرِيْرَةُ اِلٰى اَهْلِهَا فَعَرَضَتْ ذٰلِكَ عَلَيْهِمْ فَاَبَوْا وَقَالُوْا اِنْ شَائَتْ اَنْ تَحْتَسِبَ عَلَيْكِ فَلْتَفْعَلْ وَيَكُوْنَ ذٰلِكَ لَنَا . فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ عَائِشَةُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "لَا يَمْنَعُكِ ذٰلِكِ مِنْهَا ابْتَاعِيْ وَاَعْتِقِيْ فَاِنَّ الْوَلَاءَ لِمَنْ اَعْتَقَ" . فَفَعَلَتْ وَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّاسِ فَحَمِدَ اللّٰهَ تَعَالٰى ثُمَّ قَالَ "اَمَّا بَعْدُ فَمَا بَالُ النَّاسِ يَشْتَرِطُوْنَ شُرُوْطًا لَّيْسَتْ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ مَنِ اشْتَرَطَ شَرْطًا لَّيْسَ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ فَهُوَ بَاطِلٌ وَّاِنْ كَانَ مِائَةَ شَرْطٍ قَضَاءُ اللّٰهِ اَحَقُّ وَشَرْطُ اللّٰهِ اَوْثَقُ وَاِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ اَعْتَقَ" .

★★ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: بریرہ میرے پاس آئی اور بولی: اے سیدہ عائشہ! میں نے اپنے مالکان کے ساتھ نو اوقیہ کے عوض میں کتابت کا معاہدہ کیا ہے' جس میں سے ہر سال ایک اوقیہ ادا کرنا ہوگا' آپ اس بارے میں میری مدد کیجئے! (راوی کہتے ہیں:) بریرہ اپنی کتابت کی رقم میں سے کچھ بھی ادا نہیں کر سکتی تھی' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اُن میں دلچسپی ظاہر کرتے ہوئے یہ بات کہی: تم اپنے مالک کے پاس واپس جاؤ' اگر وہ لوگ یہ بات پسند کریں' تو میں یہ ساری رقم انہیں دے دیتی ہوں اور تمہاری ولاء کا حق مجھے حاصل ہوگا۔ بریرہ اپنے مالک کے پاس گئی اور اُن کو یہ پیشکش کی تو اُنہوں نے اس بات کو تسلیم نہیں کیا' وہ بولے: سیدہ عائشہ چاہیں' تو تمہیں اپنے پاس رکھ لیں لیکن ولاء کا حق ہمیں حاصل ہوگا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس بات کا تذکرہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ بات تمہیں روک نہیں سکتی ہے' تم اُسے خرید کر آزاد کردو' کیونکہ ولاء کا حق آزاد کرنے والے کو ہوتا ہے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایسا ہی کیا' پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے درمیان خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کی' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: امابعد! لوگوں کو کیا ہوگیا ہے' وہ ایسی شرائط عائد کر دیتے ہیں' جن کی اجازت اللہ کی کتاب میں نہیں ہے' جو شخص ایسی شرط عائد کرے جس کی اجازت اللہ کی کتاب میں نہ ہو تو وہ باطل ہوگی' اگرچہ وہ سو شرطیں ہی کیوں نہ ہوں' اللہ تعالیٰ کا فیصلہ (زیادہ حقدار ہے' کہ اُس پر عمل کیا جائے) اور اللہ تعالیٰ کی شرط زیادہ مضبوط ہوتی ہے' ولاء کا حق آزاد کرنے والے کو حاصل ہوتا ہے۔

4669- اخرجه البخاري في المكاتب، باب ما يجوز من شروط المكاتب و من اشترط شرطًا ليس في كتاب الله (الحديث 2561)، و في الشروط، باب الشروط في البيوع (الحديث 2717) مختصراً . واخرجه مسلم في العتق، باب انما الولاء لمن اعتق (الحديث 6) . واخرجه ابو داؤد في العتق، باب في بيع المكاتب اذا فسخت الكتابة (الحديث 3929) . و اخرجه الترمذي في الوصايا، باب ما جاء في الرجل يتصدق او يعتق عند الموت (الحديث 2124) . واخرجه النسائي في البيوع، المكاتب يباع قبل ان يقضي من كتابته شيئًا (الحديث 4670) . تحفة الاشراف (16580) .

باب بَيْعِ الْوَلاَءِ .

یہ باب ولاء کوفروخت کرنے کے بیان میں ہے

4671 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ بَيْعِ الْوَلاَءِ وَعَنْ هِبَتِهِ .

☆☆ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ولاء کوفروخت کرنے اور ہبہ کرنے سے منع کیا ہے۔

4672 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ بَيْعِ الْوَلاَءِ وَعَنْ هِبَتِهِ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ولاء کوفروخت کرنے اور اُسے ہبہ کرنے سے منع کیا ہے۔

4673 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الْوَلاَءِ وَعَنْ هِبَتِهِ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ولاء کوفروخت کرنے اور اُسے ہبہ کرنے سے منع کیا ہے۔

باب بَيْعِ الْمَاءِ .

یہ باب پانی کوفروخت کرنے کے بیان میں ہے

4674 - اَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوْسَى السِّيْنَانِيُّ عَنْ حُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ عَنْ اَيُّوْبَ السَّخْتِيَانِيِّ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ بَيْعِ الْمَاءِ .

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی کوفروخت کرنے سے منع کیا ہے۔

4675 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ - وَاللَّفْظُ لَهُ - قَالاَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو

4670-تقدم في البيوع، بيع المكاتب (الحديث 4669) .

4671-اخرجه مسلم في العتق، باب النهي عن بيع الولاء و هبته (الحديث 16م) . تحفة الاشراف (7223) .

4672-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (7150) .

4673-اخرجه البخاري في العتق، باب بيع الولاء و هبته (الحديث 2534) . واخرجه مسلم في العتق، باب النهي عن بيع الولاء و هبته (الحديث 16م) . واخرجه ابو داؤد في الفرائض، باب في بيع الولاء (الحديث 2919) . واخرجه الترمذي في البيوع، باب ما جاء في كراهية بيع الولاء و هبته (الحديث 1236) و اخرجه ابن ماجه في الفرائض، باب النهي عن بيع الولاء و عن هبته (الحديث 2747) . تحفة الاشراف (7189) .

4674-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (2399) .

بْنِ دِيْنَارٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا الْمِنْهَالِ يَقُوْلُ سَمِعْتُ اِيَاسَ بْنَ عُمَرَ - وَقَالَ مَرَّةً ابْنَ عَبْدٍ - يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهٰى عَنْ بَيْعِ الْمَاءِ . قَالَ قُتَيْبَةُ لَمْ اَفْقَهْ عَنْهُ بَعْضَ حُرُوْفِ اَبِى الْمِنْهَالِ كَمَا اَرَدْتُ .

★★ حضرت ایاس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پانی فروخت کرنے سے منع کرتے ہوئے سنا ہے۔

روایت کے راوی قتیبہ بیان کرتے ہیں: میں نے اس روایت کو اپنے استاد سے سنتے وقت ابومنہال نامی راوی کے بعض الفاظ اُس طرح نہیں سمجھے جس طرح میں چاہتا تھا (کہ وہ میرے سامنے واضح ہو جاتے)۔

ضرورت سے زائد پانی کو بیچنے کی ممانعت کا بیان

حضرت جابر کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ضرورت سے زائد پانی کو بیچنے سے منع فرمایا ہے۔ (مسلم)

یعنی اگر کسی شخص کی ملکیت میں اتنا پانی ہو تو جو اس کی ضروریات کو پورا کرنے کے بعد بچ جائے اور دوسرے لوگ اس کے حاجت مند ہوں تو اس بچے ہوئے پانی کو روکنا اور ضرورت مند لوگوں کے ہاتھ بیچنا جائز نہیں ہے بلکہ وہ پانی انہیں مفت ہی دیدینا چاہئے لیکن یہ حکم اس صورت میں ہے جب کہ ان لوگوں کی ضرورت کا تعلق اس پانی کو خود پینے یا جانوروں کو پلانے سے ہو اگر کوئی شخص اپنے کھیتوں یا درختوں کو سیراب کرنے کے لئے وہ پانی چاہے تو پھر مالک کے لئے جائز ہے کہ وہ اس پانی کو بغیر معاوضے کے نہ دے۔ حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی ضرورت سے زائد پانی کو نہ بیچو کہ اس کی وجہ سے گھاس کا بکنا لازم آئے۔ (بخاری ومسلم، مشکوۃ المصابیح، جلد سوم رقم الحدیث، 87)

پانی کے بیچنے سے گھاس کا بکنا اس طرح لازم آتا ہے کہ مثلاً ایک شخص کسی دوسرے شخص کے پانی کے گرد اپنے جانوروں کو چرائے اور ظاہر ہے کہ وہ جانور چرنے کے بعد پانی ضرور پئیں گے لیکن چونکہ پانی کا مالک کسی دوسرے کے جانوروں کو بلا قیمت پانی پینے نہیں دیتا اس لئے لامحالہ وہ شخص اس بات کے لئے مجبور ہوگا کہ پانی خریدے اور اپنے جانوروں کو پلائے اس طرح پانی کا بیچنا دراصل گھاس کا بیچنا ہوگا اور یہ معلوم ہی ہے کہ گھاس بیچنی جائز نہیں ہے۔

علماء کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ یہ ممانعت آیا تحریمی ہے یا تنزیہی بعض تو تحریمی کے قائل ہیں اور بعض تنزیہی کے لیکن زیادہ صحیح یہی ہے کہ یہ ممانعت تنزیہی ہے۔

باب بَيْعِ فَضْلِ الْمَاءِ .

یہ باب اضافی پانی کو فروخت کرنے کے بیان میں ہے

4676 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا دَاوُدُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ اَبِى الْمِنْهَالِ عَنْ اِيَاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ

4675-اخرجه ابو داؤد في البيوع والاجارات، باب في بيع فضل الماء (الحديث 3478) واخرجه الترمذي في البيوع، باب ما جاء في بيع فضل الماء (الحديث 1271) واخرجه النسائي في البيوع، بيع فضل الماء (الحديث 4676 و 4677) . واخرجه ابن ماجه في الرهون، باب النهي عن بيع الماء (الحديث 2476) . تحفة الاشراف (1747) .

4676-تقدم (الحديث 4675) .

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ بَيْعِ فَضْلِ الْمَاءِ . وَبَاعَ قَيِّمُ الْوَهْطِ فَضْلَ مَاءِ الْوَهْطِ فَكَرِهَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو .

★★ حضرت ایاس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اضافی پانی کوفروخت کرنے سے منع کیا ہے۔

(راوی بیان کرتے ہیں:) وہط نامی بستی کے نگران نے وہط کے اضافی پانی کوفروخت کیا' تو حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے اسے مکروہ قرار دیا۔

4677 - اَخْبَرَنَا اِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ عَنْ حَجَّاجٍ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِىْ عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ اَنَّ اَبَا الْمِنْهَالِ اَخْبَرَهُ اَنَّ اِيَاسَ بْنَ عَبْدٍ صَاحِبَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَبِيعُوا فَضْلَ الْمَاءِ فَاِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ بَيْعِ فَضْلِ الْمَاءِ .

★★ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی حضرت ایاس بن عبد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: اضافی پانی کوفروخت نہ کرو' کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اضافی پانی کوفروخت کرنے سے منع کیا ہے۔

باب بَيْعِ الْخَمْرِ .

یہ باب شراب کوفروخت کرنے میں ہے

4678 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنِ ابْنِ وَعْلَةَ الْمِصْرِيِّ اَنَّهُ سَاَلَ ابْنَ عَبَّاسٍ عَمَّا يُعْصَرُ مِنَ الْعِنَبِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَهْدٰى رَجُلٌ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاوِيَةَ خَمْرٍ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "هَلْ عَلِمْتَ اَنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ حَرَّمَهَا" . فَسَارَّ وَلَمْ اَفْهَمْ مَا سَارَّ كَمَا اَرَدْتُ فَسَاَلْتُ اِنْسَانًا اِلٰى جَنْبِهِ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "بِمَ سَارَرْتَهُ" . قَالَ اَمَرْتُهُ اَنْ يَبِيعَهَا . فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِنَّ الَّذِىْ حَرَّمَ شُرْبَهَا حَرَّمَ بَيْعَهَا" . فَفَتَحَ الْمَزَادَتَيْنِ حَتّٰى ذَهَبَ مَا فِيهِمَا .

★★ ابن وعلہ بیان کرتے ہیں: اُنہوں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے اُس مشروب کے بارے میں دریافت کیا جو انگور میں سے نچوڑ لیا جاتا ہے' تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ایک شخص نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں شراب کا مشکیزہ تحفے کے طور پر پیش کیا' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس سے فرمایا: کیا تم یہ بات جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اسے حرام قرار دے دیا ہے؟ اُس شخص نے (اپنے پاس موجود کسی شخص کو) سرگوشی میں کچھ کہا تو اُس نے جو سرگوشی کی تھی' مجھے اُس کا پتہ نہیں چل سکا تو میں نے اُس کے پہلو میں موجود شخص سے دریافت کیا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس شخص سے دریافت کیا: تم نے اسے سرگوشی میں کیا' کہا ہے؟ اُس شخص نے عرض کی: میں نے اسے یہ ہدایت کی ہے' اسے فروخت کر دے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جس چیز کے پینے کو حرام قرار دیا ہے' اُسے فروخت کرنے کو بھی حرام قرار دیا ہے۔

4677-تقدم (الحديث 4675) .

4678-اخرجه مسلم في المساقاة، باب تحريم بيع الخمر (الحديث 68) . تحفة الاشراف (5823) .

(راوی کہتے ہیں:) تو اُس شخص نے مشکیزے کو کھول دیا اور اُس میں جو کچھ موجود تھا' وہ سب بہہ گیا۔

4679 - حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ اَبِي الضُّحَى عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا نَزَلَتْ اٰيَاتُ الرِّبَا قَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَتَلَاهُنَّ عَلَى النَّاسِ ثُمَّ حَرَّمَ التِّجَارَةَ فِي الْخَمْرِ .

★★ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: جب سود سے متعلق آیات نازل ہوئیں' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر کھڑے ہوئے' آپ نے یہ آیات لوگوں کے سامنے تلاوت کیں' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب کی تجارت کو بھی حرام قرار دے دیا۔

جو فعل اصل سے نہ ہو سکے اس میں وکالت کا بیان

ہر وہ فعل جس کا مقصد اصل شخص یعنی موکل کے بغیر پورا نہ ہو سکے، اس میں وکالت جائز نہیں۔ (الفروق)

اس کی وضاحت یہ ہے کہ جس طرح نماز میں کسی شخص کو وکیل نہیں بنایا جا سکتا کیونکہ اس طرح تو اصل مقصد ہی فوت ہو جاتا ہے کہ نماز کا مقصد بندگی اور کمال خشوع وخضوع کا اظہار کیا جائے لیکن وکیل کے خشوع وخضوع سے موکل میں وہ کیفیت پیدا نہیں ہو سکتی۔

اسی طرح قسم کھانے کا معاملہ ہے کیونکہ قسم کھانے کا اصل غشاء ومقصد یہ ہے کہ قسم کھانے والا اپنے دعوے کی صداقت کا اظہار کرے لیکن دوسرے شخص کی قسم کھانے سے پہلے شخص کی صداقت کا ثبوت نہیں مل سکتا۔

اسی طرح اشد ضرورت کے بغیر شہادت کے لئے بھی کسی دوسرے شخص کو وکیل نہیں بنایا جا سکتا، البتہ بعض خاص حالات و واقعات اور ضرورت کے موقع پر بعض علماء اس کے لئے بھی وکیل بنانے کے قائل ہیں اور اسکی وجہ بھی یہ ہے کہ گواہ کی صداقت کا اعتبار نہیں ہو سکتا، گناہ اور معصیت کی بھی وکالت نہیں ہو سکتی ہے، کیونکہ شریعت ہمیں گناہوں سے روکتی ہے۔ اور جبکہ ان میں وکیل بنانے کا مطلب یہ ہے کہ شرعی طور پر انہیں ثابت کیا جائے۔ جو اس کے بنیادی مقصد کے خلاف ہے۔

(الفروق)

چوری، زنا اور کئی حدود وقصاص کے بہت زیادہ مسائل ہیں جہاں کسی کو وکیل نہیں بنایا جا سکتا۔ اور نہ ہی حدود کا نفاذ وکیل کی وجہ سے اصل پر جاری کیا جا سکتا ہے۔

4679-اخرجه البخاري في الصلاة، باب تحريم تجارة الخمر في المسجد (الحديث 459)، و في البيوع، باب اكل الربا و شاهده و كاتبه (الحديث 2084)، و باب تحريم التجارة في الخمر (الحديث 2226)، و في التفسير، باب (واحل الله البيع و حرم الربا) (الحديث 4540)، و باب (يمحق الله الربا) (الحديث 4541)، و باب (فاذنوا بحرب من الله و رسوله) (الحديث 4542)، و باب (و ان كان ذو عسرة فنظرة الى ميسرة و ان تصدقوا خير لكم ان كنتم تعلمون (الحديث 4543) تعليقاً . و اخرجه مسلم في المساقاة، باب تحريم بيع الخمر (الحديث 69 و 70) . واخرجه ابو داؤد في البيوع و الاجارات، باب في ثمن الخمر و الميتة (الحديث 3490 و 3491) . واخرجه النسائي في التفسير: سورة البقرة، قوله تعالى: (واحل الله البيع و حرم الربا) (الحديث 75)، و قوله تعالى: (يمحق الله الربا) (الحديث 76) واخرجه ابن ماجه في الاشربة، باب التجارة في الخمر (الحديث 3382) . تحفة الاشراف (17636) .

خنزیر کی بیع میں وکالت غیر مسلم کے عدم جواز میں مذاہب اربعہ

علامہ کمال الدین ابن ہمام حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ فرمایا: اور جب کسی مسلمان نے نصرانی کو شراب کی خرید وفروخت میں وکیل بنا دیا اور اس نے یہ کام کر دیا ہے تو امام اعظم رضی اللہ عنہ کے نزدیک یہ بیع جائز ہے۔ جبکہ صاحبین اور امام مالک، امام شافعی اور امام احمد علیہم الرحمہ کے نزدیک اس طرح کی وکالت درست نہیں ہے۔ کیونکہ جس چیز کو کھانا حرام ہے اس کی بیع بھی حرام ہے۔ اور اسی طرح شراب کی بیع اور احرام والے شخص کے شکار کا مسئلہ ہے یعنی اس کا اختلاف بھی اسی اختلاف کی طرح ہے۔

(فتح القدیر، کتاب بیوع، ج ۱۵، ص ۱۰۴، بیروت)

باب بَيْعِ الْكَلْبِ .

یہ باب کتے کی بیع کے بیان میں ہے

4680 - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا مَسْعُوْدٍ عُقْبَةَ بْنَ عَمْرٍو قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَمَهْرِ الْبَغِيِّ وَحُلْوَانِ الْكَاهِنِ .

☆☆ حضرت ابومسعود عقبہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کتے کی قیمت، فاحشہ عورت کی آمدن اور کاہن کی کمائی سے منع کیا ہے۔

4681 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عِيْسٰى قَالَ اَنْبَاَنَا الْمُفَضَّلُ بْنُ فَضَالَةَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ اَبِي رَبَاحٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي اَشْيَاءَ حَرَّمَهَا "وَثَمَنِ الْكَلْبِ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے اُنہوں نے چند اشیاء کا تذکرہ کیا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان چیزوں کو حرام قرار دیا ہے' اور ان میں اُنہوں نے کتے کی قیمت کا بھی تذکرہ کیا ہے۔

شرح

حضرت ابومسعود انصاری کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتے کی قیمت بدکار عورت کی اجرت اور کاہن کے حلوان یعنی اس کی اجرت کے طور پر حاصل ہونے والے مال کو استعمال کرنے سے منع فرمایا ہے۔

اس حدیث میں کتے کی قیمت کے ممنوع ہونے کا جو حکم بیان کیا گیا اس کے بارے میں حنفی علماء یہ کہتے ہیں کہ یہ حکم اس وقت تھا جب کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کتوں کو مار ڈالنے کا حکم دیا تھا نیز آپ نے کتوں سے فائدہ حاصل کرنے کی بھی ممانعت کر دی تھی مگر پھر بعد میں آپ نے یہ اجازت دے دی تھی کہ کتوں سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے یہاں تک یہ بھی منقول ہے کہ ایک شخص نے ایک

4680-تقدم (الحديث 4303) .

4681-انفرد به النسائي . تحفة الأشراف (5931) .

شکاری کتے کو مار ڈالا تو آپ نے اسے حکم دیا کہ وہ مالک کو اس کتے کے بدلہ میں ایک دنبہ دے۔ علامہ طیبی فرماتے ہیں کہ جمہور علماء کا مسلک یہ ہے کہ نہ تو کتے کی خرید وفروخت جائز ہے اور نہ کسی کتے کو مار ڈالنے والے کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ اس کتے کی قیمت اس کے مالک کو ادا کرے کتا خواہ معلم ہو یا غیر معلم ہو اسی طرح خواہ اس کتے کا پالنا جائز ہو یا نا جائز ہو لیکن حضرت امام اعظم ابوحنیفہ نے اس کتے کی خرید وفروخت جائز قرار دی ہے جس سے فائدہ اٹھانا مقصود ہو مثلاً گھر بار کی نگرانی یا ریوڑ گلوں کی نگہبانی وغیرہ نیز حضرت امام اعظم نے ایسے کتے کو مار ڈالنے والے کے لئے یہ ضروری قرار دیا ہے کہ وہ اس کتے کی قیمت اس کے مالک کو ادا کرے۔ بدکار عورت کے اس مال کا حکم جو اس نے اپنی بدکاری کی اجرت کے طور پر حاصل کیا ہو۔

کاہن اس شخص کو کہتے ہیں جو آنیوالے زمانہ کی خبریں بتایا کرتا ہے اسی طرح حلوان کے لغوی معنی اگرچہ شیرینی اور مٹھائی ہے لیکن اصطلاحی طور پر عربی میں حلوان اس اجرت کو کہتے ہیں جو کاہن آئندہ کی خبریں معلوم کرنے والے سے وصول کرتا ہے خواہ وہ مٹھائی اور کھانے وغیرہ کی صورت میں ہو یا کپڑے زیور اور نقدی وغیرہ کی شکل میں کاہن کی اجرت کو حلوان کہنے کی وجہ یہ ہے کہ جس طرح شیرینی اور مٹھائی کھانے سے طبیعت کو فرحت محسوس ہوتی ہے اسی طرح کاہن کو اپنی یہ اجرت لے کر بہت ہی فرحت محسوس ہوتی ہے کیونکہ بغیر کسی محنت ومشقت کے وہ اچھا خاصا مال بٹور لیتا ہے۔

یہ بات تو معلوم ہی ہوگی کہ جس طرح کاہن کے پاس جانا اور ان سے آئندہ کی خبریں معلوم کرنا حرام ہے اسی طرح پوشیدہ باتوں کو معلوم کرنے کے لئے نجومی اور پامسٹ وغیرہ کے پاس جانا اور ان کی بتائی ہوئی باتوں پر یقین کرنا حرام ہے اس بارے میں کسی عالم کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔

بَاب مَا اسْتُثْنِيَ .

یہ باب ہے کہ اس حوالے سے استثناء (کے بارے میں روایت)

4682 - اَخْبَرَنِیْ اِبْرَاهِیْمُ بْنُ الْحَسَنِ قَالَ اَنْبَاَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ اَبِی الزُّبَیْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَهٰی عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَالسِّنَّوْرِ اِلَّا كَلْبَ صَیْدٍ .

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ هٰذَا مُنْكَرٌ .

★★ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کتے اور بلی کی قیمت (استعمال کرنے) سے منع کیا ہے البتہ شکار والے کتے کا حکم مختلف ہے (اُس کی قیمت جائز ہے)۔

امام نسائی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: یہ روایت منکر ہے۔

شرح

علامہ طیبی کہتے ہیں کہ بلی کی قیمت کو استعمال میں لانے کی یہ ممانعت نہی تنزیہی کے طور پر ہے چنانچہ تقریباً تمام علماء نے بلی کی خرید وفروخت ہبہ کرنے اور عاریۃً دینے کو جائز کہا ہے البتہ حضرت ابوہریرہ اور تابعین میں سے کچھ حضرات اس حدیث کے ظاہری

4682-تقدم (الحدیث 4306) .

معنی کے پیش نظر اس کے جواز کے قائل نہیں تھے۔

باب بَيْعِ الْخِنْزِيرِ .
یہ باب خنزیر کی بیع کے بیان میں ہے

4683 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ حَبِيْبٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ اَبِيْ رَبَاحٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ عَامَ الْفَتْحِ وَهُوَ بِمَكَّةَ "اِنَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ حَرَّمَ بَيْعَ الْخَمْرِ وَالْمَيْتَةِ وَالْخِنْزِيْرِ وَالْاَصْنَامِ" . فَقِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ شُحُوْمَ الْمَيْتَةِ فَاِنَّهُ يُطْلٰى بِهَا السُّفُنُ وَيُدْهَنُ بِهَا الْجُلُوْدُ وَيَسْتَصْبِحُ بِهَا النَّاسُ . فَقَالَ "لَا هُوَ حَرَامٌ" . وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ ذٰلِكَ "قَاتَلَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ لَمَّا حَرَّمَ عَلَيْهِمْ شُحُوْمَهَا جَمَلُوْهُ ثُمَّ بَاعُوْهُ فَاَكَلُوْا ثَمَنَهُ" .

☆☆ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فتح مکہ کے موقع پر ارشاد فرماتے ہوئے سنا:

''اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول نے شراب' مردار' خنزیر اور بتوں کو فروخت کرنے سے منع کر دیا ہے''۔

عرض کی گئی: یا رسول اللہ! مردار کی چربی کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟' کیونکہ اُسے کشتیوں کے اوپر لگایا جاتا ہے' اور اُس کا تیل بنا کر چمڑوں پر لگایا جاتا ہے' لوگ اُسے چراغ جلانے کے لیے استعمال کرتے ہیں' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جی نہیں! وہ بھی حرام ہے' اُس وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی:

''اللہ تعالیٰ یہودیوں کو برباد کرے! اللہ تعالیٰ نے جب چربی کو اُن لوگوں پر حرام قرار دیا تو انہوں نے اُس چربی کو پگھلا کر فروخت کر دیا اور اُس کی قیمت استعمال کرنا شروع کر دی''۔

شرح

عطاء نے لکھا ہے کہ شراب وغیرہ کے مذکورہ بالا حکم میں باجا بھی داخل ہے کہ اس کی خرید وفروخت بھی جائز نہیں ہے نیز اگر کوئی شخص کسی باجے کو تلف کر دے تو اس پر ضمان یعنی مالک کو اس کی قیمت ادا کرنا واجب نہیں ہوتا۔ حضرت امام شافعی کا مسلک یہ ہے کہ مردار کی چربی کی خرید وفروخت تو جائز نہیں ہے لیکن اس چربی سے فائدہ اٹھانا یعنی اس کو کھانے اور آدمی کے جسم پر ملنے کے علاوہ اور کام میں استعمال کرنا جائز ہے خواہ کشتی پر ملے خواہ چراغ میں جلائے اور خواہ کسی اور کام میں لائے اسی طرح ان کے مسلک کے مطابق جو گھی یا زیت یا اور کوئی تیل نجاست پڑ جانے کی وجہ سے نجس ہو گیا ہو تو اس کو چراغ میں جلانے یا اس کا صابون بنانا جائز ہے جب کہ جمہور کا مسلک یہ ہے کہ جس طرح مردار کی خرید وفروخت ناجائز ہے اسی طرح اس سے کسی بھی طرح کا فائدہ اٹھانا یعنی اس کی کسی بھی چیز کو اپنے استعمال میں لانا جائز نہیں ہے کیونکہ مردار کی حرمت بطریق عموم ثابت ہے البتہ دباغت کیا ہوا چمڑا اس سے مستثنیٰ ہے کیونکہ اس کا جواز خصوصی طور پر ثابت ہے۔

4683-تقدم (الحديث 4267) .

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اوران کے متبعین علماء نے نجس زیت کو بیچنے کی اجازت دی ہے البتہ ان کے نزدیک نجس تیل کو چراغ میں جلانا بالخصوص مسجد میں جلانا مکروہ ہے۔ حدیث کے آخر میں یہودیوں کی ایک خاص عیاری کی طرف اشارہ کیا گیا ہے وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے جب ان کے لئے مردار کی چربی کوحرام قرار دیا توانہوں نے یہ حیلہ اختیار کیا کہ وہ چربی کو پگھلا کر اس کو بیچ دیتے تھے اور پھر اس کی قیمت کے طور پر حاصل ہونے والے مال کواپنے استعمال میں لے آتے اور یہ کہتے تھے کہ اللہ نے تو چربی کھانے سے منع کیا ہے اور ہم چربی نہیں کھاتے بلکہ اس کی قیمت کے طور پر حاصل ہونے والا مال کھاتے ہیں گویا وہ جاہل چربی کو پگھلا کر یہ سمجھتے تھے کہ ہم نے چربی کی حقیقت کو بدل دیا ہے کہ پگھلنے کے بعد وہ چربی نہیں رہ گئی ہے اس لئے اس صورت میں حکم الٰہی کی خلاف ورزی نہیں ہوتی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی اس عیارانہ چال کی وجہ سے ان کو اللہ کی لعنت کا مستحق قرار دیا اس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ ایسا حیلہ اختیار کرنا کہ جس کے سبب سے حرام کا ارتکاب ہوتا ہو بالکل غلط ہے نیز یہ حدیث اس بات کی بھی دلیل ہے کہ کسی چیز کی قیمت حکم کے اعتبار سے اسی چیز کے تابع ہے کہ اگر وہ چیز حرام ہوگی تو اس کی قیمت بھی حرام ہوگی اور جو چیز حلال ہوگی اس کی قیمت بھی حلال ہوگی۔

باب بَيْعِ ضِرَابِ الْجَمَلِ ۔

یہ باب اونٹ کو جفتی کے لیے فروخت کرنے میں ہے

4684 - اَخْبَرَنِیْ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْحَسَنِ عَنْ حَجَّاجٍ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِیْ اَبُو الزُّبَيْرِ اَنَّهٗ سَمِعَ جَابِرًا يَقُوْلُ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ ضِرَابِ الْجَمَلِ وَعَنْ بَيْعِ الْمَآءِ وَبَيْعِ الْاَرْضِ لِلْحَرْثِ يَبِيْعُ الرَّجُلُ اَرْضَهٗ وَمَآءَهٗ فَعَنْ ذٰلِكَ نَهٰى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔

★★ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ کو جفتی کے لیے فروخت کرنے' پانی کو فروخت کرنے اور کھیتی باڑی کے لیے زمین کو فروخت کرنے سے منع کیا ہے۔ اس طرح کہ آدمی اپنی زمین اور اپنے پانی کو فروخت کرے' اس چیز سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا ہے۔

4685 – اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَكَمِ ح وَاَنْبَاَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَكَمِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ عَسْبِ الْفَحْلِ ۔

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نر جانور کو جفتی کے لیے کرائے پر دینے سے منع کیا ہے۔

4684-اخرجه مسلم في المساقاة، باب تحريم فضل بيع الماء الذي يكون بالفلاة و يحتاج اليه لرعي الكلاء تحريم منع بذله و تحريم بيع ضراب الفحل (الحديث 35) . تحفة الاشراف (2822) .

4685-اخرجه البخاري في الاجارة، باب عسب الفحل (الحديث 2284) و اخرجه ابو داؤد في البيوع و الاجارات، باب في عسب الفحل (الحديث 3429) . و اخرجه الترمذي في البيوع، باب ما جاء في كراهية عسب الفحل (الحديث 1273) . تحفة الاشراف (8233) .

4686 - اَخْبَرَنَا عِصْمَةُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اٰدَمَ عَنْ اِبْرَاهِيمَ بْنِ حُمَيْدٍ الرُّؤَاسِيِّ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِيمَ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ مِّنْ بَنِي الصَّعِقِ اَحَدِ بَنِي كِلَابٍ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلَهُ عَنْ عَسْبِ الْفَحْلِ فَنَهَاهُ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ اِنَّا نُكْرَمُ عَلٰى ذٰلِكَ .

★★ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: بنوصعق جن کا تعلق بنوکلاب سے ہے' اُن کا ایک فرد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا' اُس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نر جانور کو جفتی کے لیے کرائے پر دیئے جانے کے بارے میں دریافت کیا' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع کر دیا اور فرمایا: ہم اس سے معزز ہیں (یعنی باقاعدہ طے شدہ معاوضے کی بجائے ویسے ہی کوئی چیز دے دیتے ہیں)۔

4687 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْمُغِيْرَةِ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ اَبِي نُعْمٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ كَسْبِ الْحَجَّامِ وَعَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَعَنْ عَسْبِ الْفَحْلِ .

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھنے لگانے والے کی آمدن' کتے کی قیمت اور نر جانور کو کرائے پر دینے کے معاوضے سے منع کیا ہے۔

4688 - اَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ مَيْمُوْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامٍ عَنِ ابْنِ اَبِي نُعْمٍ عَنْ اَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ عَسْبِ الْفَحْلِ .

★★ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نر جانور کو جفتی کے لیے کرائے پر دینے سے منع کیا ہے۔

4689 - اَخْبَرَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِي حَازِمٍ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَعَسْبِ الْفَحْلِ .

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کتے کی قیمت اور نر جانور کو جفتی کے لیے کرائے پر دینے سے منع کیا ہے۔

4686-اخرجه الترمذي في البيوع، باب ما جاء في كراهية عسب الفحل (الحديث 1274) . تحفة الاشراف (1450) .

4687-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (3627) .

4688-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (4135) .

4689-اخرجه ابن ماجه في التجارات، باب النهي عن ثمن الكلب و مهر البغي و حلوان الكاهن و عسب الفحل (الحديث 2160) . و الحديث عند: الترمذي في البيوع، باب ما جاء في كراهية ثمن الكلب و السنور (الحديث 1279 م) تعليقًا تحفة الاشراف (13407) .

شرح

نر جانور خواہ اونٹ ہو خواہ گھوڑا اور خواہ کوئی اور جانور اس کو مادہ پر چھوڑنے کے لئے کسی کو دینا اور اس کی اجرت وصول کرنا منع ہے کیونکہ اس میں ایک ایسے کام کی اجرت وصول کرنا لازم آتا ہے جس کا وقوع پذیر ہونا متیقن نہیں ہوتا بایں طور کہ نر جانور کبھی تو جست کر جاتا ہے اور کبھی جست نہیں کرتا اسی طرح مادہ کبھی تو بارآور ہوتی ہے اور کبھی نہیں اسی لئے اکثر صحابہ اور فقہاء نے اسے حرام قرار دیا ہے ہاں نر جانور کو مادہ پر جست کرنے کے لئے عاریۃً دینا مستحب ہے البتہ عاریۃ دینے کے بعد اگر مادہ کا مالک اپنی طرف سے اسے کچھ بطریق انعام دے تو اس کو قبول کر لینا درست ہے۔

باب الرَّجُلِ يَبْتَاعُ الْبَيْعَ فَيُفْلِسُ وَيُوجَدُ الْمَتَاعُ بِعَيْنِهِ .

یہ باب ہے کہ جب کوئی شخص کوئی چیز خرید لے پھر وہ شخص مفلس ہو جائے اور وہ چیز بعینہٖ اُس کے پاس مل جائے

4690 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى عَنْ اَبِىْ بَكْرِ بْنِ حَزْمٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ عَنْ اَبِىْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اَيُّمَا امْرِءٍ اَفْلَسَ ثُمَّ وَجَدَ رَجُلٌ عِنْدَهُ سِلْعَتَهُ بِعَيْنِهَا فَهُوَ اَوْلٰى بِهٖ مِنْ غَيْرِهٖ" .

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"جب کوئی شخص مفلس ہو جائے اور پھر کوئی شخص اپنے سامان کو بعینہٖ اُس شخص کے پاس پائے تو کسی بھی دوسرے کے مقابلے میں وہ شخص اُس سامان کا زیادہ حقدار ہوگا"۔

4691 - اَخْبَرَنِىْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدٍ وَّاِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْحَسَنِ - وَاللَّفْظُ لَهُ - قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِىْ ابْنُ اَبِىْ حُسَيْنٍ اَنَّ اَبَا بَكْرِ بْنَ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ اَخْبَرَهُ اَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيْزِ حَدَّثَهُ عَنْ اَبِىْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ حَدِيْثِ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الرَّجُلِ يُعْدِمُ اِذَا وُجِدَ عِنْدَهُ الْمَتَاعُ بِعَيْنِهِ وَعَرَفَهُ اَنَّهُ لِصَاحِبِهِ الَّذِىْ بَاعَهُ .

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے ایسے شخص کے بارے میں بیان کرتے ہیں جو مفلس ہو جاتا ہے اگر کسی شخص کا سامان بعینہٖ اُس کے پاس پایا جائے اور وہ شخص اپنے سامان کو پہچان لے تو وہ سامان اُس شخص کی ملکیت ہوگا جس

4690-اخرجه البخاري في الاستقراض، باب اذا وجد ماله عند مفلس في البيع و القرض و الوديعة فهو احق به (الحديث 2402) . واخرجه مسلم في المساقاة، باب من ادرك ما باعه عند المشتري و قد افلس فله الرجوع فيه (الحديث 22 و 23) . واخرجه ابو داؤد في البيوع و الاجارة، باب في الرجل يفلس فيجد الرجل متاعه بعينه عنده (الحديث 3519 و 3520 و 3521 و 3522) بنحوه . واخرجه الترمذي في البيوع، باب ما جاء في اذا افلس للرجل غريم فيجد عند متاعه (الحديث 1262) و اخرجه النسائي في البيوع، الرجل يبتاع البيع فيفلس و يوجد المتاع بعينه (الحديث 4691) بنحوه . و اخرجه ابن ماجه في الاحكام، باب من وجد متاعه بعينه عند رجل قد افلس (الحديث 2358 و 2359) بنحوه . تحفة الاشراف (14861) .

4691-تقدم في البيوع، الرجل يبتاع فيفلس و يوجد المتاع بعينه (الحديث 4690) .

نے اسے فروخت کیا تھا (اور اُس کی قیمت وصول نہیں کی تھی)۔

4692 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ وَّعَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ الْاَشَجِّ عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ اُصِيْبَ رَجُلٌ فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ ثِمَارٍ ابْتَاعَهَا وَكَثُرَ دَيْنُهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "تَصَدَّقُوْا عَلَيْهِ". فَتَصَدَّقُوْا عَلَيْهِ وَلَمْ يَبْلُغْ ذٰلِكَ وَفَاءَ دَيْنِهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "خُذُوْا مَا وَجَدْتُمْ وَلَيْسَ لَكُمْ اِلَّا ذٰلِكَ".

☆☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ اقدس میں ایک شخص کو اُس کے پھلوں میں نقصان ہو گیا' جو اُس نے خریدے تھے اُس کا قرض زیادہ ہو گیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم لوگ اسے صدقہ دو۔ لوگوں نے اُسے صدقہ دیا لیکن اُس کا قرض پورا ادا نہیں ہو سکا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: (یعنی اُس کے قرض خواہوں سے فرمایا:) جو تمہیں مل رہا ہے وہ لے لو تمہیں صرف یہی مل سکتا ہے۔

باب الرَّجُلِ يَبِيْعُ السِّلْعَةَ فَيَسْتَحِقُّهَا مُسْتَحِقٌّ .

یہ باب ہے کہ جب کوئی شخص کوئی چیز بیچتا ہے اور اُس کا کوئی اور مستحق سامنے آ جاتا ہے

4693 - اَخْبَرَنِيْ هَارُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ مَسْعَدَةَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ اُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرِ بْنِ سِمَاكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضٰى اَنَّهُ اِذَا وَجَدَهَا فِيْ يَدِ الرَّجُلِ غَيْرِ الْمُتَّهَمِ فَاِنْ شَاءَ اَخَذَهَا بِمَا اشْتَرَاهَا وَاِنْ شَاءَ اتَّبَعَ سَارِقَهُ وَقَضٰى بِذٰلِكَ اَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ .

☆☆ حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فیصلہ دیا ہے:

"جب کوئی شخص اپنا سامان کسی ایسے شخص کے پاس پاتا ہے' جس پر تہمت نہ ہو (یعنی جس پر یہ الزام نہ ہو کہ اُس نے چوری کر کے اُس کا سامان حاصل کیا تھا) تو وہ (پہلا شخص) اپنا سامان (اُس دوسرے شخص) سے اُسی قیمت پر خرید سکتا ہے (جس قیمت پر اُس دوسرے شخص نے) وہ سامان (چور سے) خریدا تھا۔ ورنہ پہلا شخص اُس چور کو تلاش کرے (وہ دوسرے شخص سے اُس سامان کو حاصل نہیں کر سکتا)"۔

حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے بھی اس کے مطابق فیصلہ دیا تھا۔

4694 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ ذُؤَيْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ وَّلَقَدْ اَخْبَرَنِيْ عِكْرِمَةُ بْنُ خَالِدٍ اَنَّ اُسَيْدَ بْنَ حُضَيْرٍ الْاَنْصَارِيَّ ثُمَّ اَحَدَ بَنِيْ حَارِثَةَ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ كَانَ عَامِلًا عَلٰى

4692-تقدم (الحديث 4543) .

4693-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (150) .

4694-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (156) .

الْيَمَامَةِ وَاَنَّ مَرْوَانَ كَتَبَ اِلَيْهِ اَنَّ مُعَاوِيَةَ كَتَبَ اِلَيْهِ اَنَّ اَيُّمَا رَجُلٍ سُرِقَ مِنْهُ سَرِقَةٌ فَهُوَ اَحَقُّ بِهَا حَيْثُ وَجَدَهَا ثُمَّ كَتَبَ بِذٰلِكَ مَرْوَانُ اِلَيَّ فَكَتَبْتُ اِلٰى مَرْوَانَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضٰى بِاَنَّهُ اِذَا كَانَ الَّذِي ابْتَاعَهَا مِنَ الَّذِي سَرَقَهَا غَيْرُ مُتَّهَمٍ يُخَيَّرُ سَيِّدُهَا فَاِنْ شَاءَ اَخَذَ الَّذِي سُرِقَ مِنْهُ بِثَمَنِهَا وَاِنْ شَاءَ اتَّبَعَ سَارِقَهُ ثُمَّ قَضٰى بِذٰلِكَ اَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ وَعُثْمَانُ فَبَعَثَ مَرْوَانُ بِكِتَابِي اِلٰى مُعَاوِيَةَ وَكَتَبَ مُعَاوِيَةُ اِلٰى مَرْوَانَ اِنَّكَ لَسْتَ اَنْتَ وَلَا اُسَيْدٌ تَقْضِيَانِ عَلَيَّ وَلٰكِنِّي اَقْضِي فِيمَا وُلِّيتُ عَلَيْكُمَا فَانْفِذْ لِمَا اَمَرْتُكَ بِهِ . فَبَعَثَ مَرْوَانُ بِكِتَابِ مُعَاوِيَةَ فَقُلْتُ لَا اَقْضِي بِهِ مَا وُلِّيتُ بِمَا قَالَ مُعَاوِيَةُ .

★★ عکرمہ بن خالد بیان کرتے ہیں: حضرت اسید بن حضیر انصاری رضی اللہ عنہ جن کا تعلق بنو حارثہ سے ہے یمامہ کے گورنر تھے مروان نے انہیں خط لکھا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے مروان کو یہ خط لکھا ہے جب کسی شخص کی کوئی چیز چوری ہو جائے تو وہ شخص اُس چیز کا زیادہ حقدار ہوگا خواہ وہ چیز کہیں سے بھی ملے۔ پھر مروان نے یہ بات تحریر کر کے (مجھے حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ) کو بھیج دی تو میں نے مروان کو جواب میں خط میں لکھا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فیصلہ دیا تھا کہ جس شخص نے چور سے اُس چیز کو خریدا تھا اگر اُس پر کوئی الزام نہ ہو (یعنی وہ چوری شدہ چیزیں خریدنے کے حوالے سے الزام یافتہ نہ ہو) تو اب اُس چیز کے مالک کو اختیار دیا جائے گا۔ اگر وہ شخص چاہے گا یعنی جس کی وہ چیز چوری ہوئی تو وہ اُس چیز کو اُس کی قیمت کے عوض میں حاصل کر لے گا اور اگر وہ چاہے تو جا کے چور کو تلاش کرے۔

حضرت ابوبکر حضرت عمر اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہم نے بھی اسی کے مطابق فیصلہ دیا ہے۔

پھر مروان نے میرا یہ خط حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو بھجوا دیا تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے مروان کو خط میں لکھا: تم اور اُسید رضی اللہ عنہ میرے فیصلے کے خلاف فیصلہ نہیں دے سکتے مجھے تم لوگوں پر جو اختیار حاصل ہے اُس کے مطابق فیصلہ دیتا ہوں اور میں نے تمہیں جس بات کی ہدایت کی ہے تم اُسے نافذ کرو۔ تو مروان نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا خط مجھے (بھجوا دیا) تو میں نے کہا: میں اپنی حکومت میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے قول کے مطابق فیصلہ نہیں دوں گا۔

4695 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ مُوسَى بْنِ السَّائِبِ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "الرَّجُلُ اَحَقُّ بِعَيْنِ مَالِهِ اِذَا وَجَدَهُ وَيَتْبَعُ الْبَائِعُ مَنْ بَاعَهُ" .

★★ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''آدمی اپنے مال کا زیادہ حقدار ہوتا ہے جب وہ بعینہ اُسے پالیتا ہے اور خریدار اُس شخص سے مطالبہ کرے گا جس نے اُسے فروخت کیا تھا''۔

4696 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ

4695- ابو داؤد في البيوع و الاجارات، باب في الرجل يجد عين ماله عند رجل (الحديث 3531) . تحفة الاشراف (4595) .

اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ "اَیُّمَا امْرَاَۃٍ زَوَّجَهَا وَلِیَّانِ فَهِیَ لِلْاَوَّلِ مِنْهُمَا وَمَنْ بَاعَ بَیْعًا مِنْ رَجُلَیْنِ فَهُوَ لِلْاَوَّلِ مِنْهُمَا" .

★★ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

"جس عورت کے دو ولی اُس کی شادی کروادیں تو اُن دونوں میں سے جس نے پہلے کروائی اُس کے مطابق اُس کی شادی شمار ہوگی اور جب کوئی شخص دو آدمیوں کے ساتھ سودا کرلے تو اُس کے ساتھ سودا درست شمار ہوگا' جس کے ساتھ پہلے سودا کیا تھا"۔

باب الْاِسْتِقْرَاضِ ۔

یہ باب قرض لینے کے بیان میں ہے

4697 - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِیٍّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْیَانَ عَنْ اِسْمَاعِیْلَ بْنِ اِبْرَاهِیْمَ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ اَبِیْ رَبِیْعَةَ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ اسْتَقْرَضَ مِنِّی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَرْبَعِیْنَ اَلْفًا فَجَاءَهٗ مَالٌ فَدَفَعَهٗ اِلَیَّ وَقَالَ "بَارَكَ اللّٰہُ لَكَ فِیْ اَهْلِكَ وَمَالِكَ اِنَّمَا جَزَاءُ السَّلَفِ الْحَمْدُ وَالْاَدَاءُ" .

★★ اسماعیل بن ابراہیم اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے چالیس ہزار قرض لیا' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ مال آیا' تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے حوالے کردیا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہارے اہل خانہ اور تمہارے مال میں تمہیں برکت نصیب کرے' بے شک اُدھار کا بدلہ یہی ہے' کہ تعریف کی جائے اور اُدھار واپس کردیا جائے۔

باب التَّغْلِیْظِ فِی الدَّیْنِ ۔

یہ باب قرض کے بارے میں شدید تاکید کے بیان میں ہے

4698 – اَخْبَرَنَا عَلِیُّ بْنُ حُجْرٍ عَنْ اِسْمَاعِیْلَ قَالَ حَدَّثَنَا الْعَلَاءُ عَنْ اَبِیْ كَثِیْرٍ مَوْلٰی مُحَمَّدِ بْنِ جَحْشٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَحْشٍ قَالَ كُنَّا جُلُوْسًا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَرَفَعَ رَاْسَهٗ اِلَی السَّمَآءِ ثُمَّ وَضَعَ رَاحَتَهٗ عَلٰی جَبْهَتِهٖ ثُمَّ قَالَ "سُبْحَانَ اللّٰہِ مَاذَا نُزِّلَ مِنَ التَّشْدِیْدِ" . فَسَكَتْنَا وَفَزِعْنَا فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْغَدِ

4696-اخرجه ابو داؤد في النكاح، باب اذا انكح الوليان (الحديث 2088) . واخرجه الترمذي في النكاح، باب ما جاء في الوليين يزوجان (الحديث 1110) واخرجه ابن ماجه في التجارات، باب اذا باع المجيزان فهو للاول (الحديث 2190و 2191) مختصراً، و في الاحكام، باب من اشترط الخلاص (الحديث 2344) مختصراً . تحفة الاشراف (4582) .

4697-اخرجه النسائي في عمل اليوم و الليلة، ما يقول اذا اقرض (الحديث 372) واخرجه ابن ماجه في الصدقات، باب حسن القضاء (الحديث 2424) . تحفة الاشراف (5252) .

4698-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (5931) .

سَأَلْتُهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا هٰذَا التَّشْدِيْدُ الَّذِيْ نُزِّلَ فَقَالَ "وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَوْ اَنَّ رَجُلًا قُتِلَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ اُحْيِيَ ثُمَّ قُتِلَ ثُمَّ اُحْيِيَ ثُمَّ قُتِلَ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ مَا دَخَلَ الْجَنَّةَ حَتّٰى يُقْضٰى عَنْهُ دَيْنُهٗ" .

★★ حضرت محمد بن جحش رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر مبارک اُٹھا کر آسمان کی طرف دیکھا' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ہتھیلی کو پیشانی پر رکھا' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ابھی جو شدید حکم نازل ہوا ہے' میں اُس پر اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتا ہوں۔

(راوی بیان کرتے ہیں:) ہم لوگ خاموش رہے' ہم خوفزدہ بھی ہو گئے' اگلے دن میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی: یا رسول اللہ! وہ شدید سختی والا حکم کیا تھا؟ جو نازل ہوا تھا۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اُس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے! جو شخص اللہ کی راہ میں شہید ہو جائے پھر اُسے زندہ کیا جائے' پھر شہید ہو جائے' پھر زندہ کیا جائے' پھر شہید ہو جائے اور اُس کے ذمے قرض لازم ہو تو وہ اُس وقت تک جنت میں داخل نہیں ہوگا' جب تک اُس کی طرف سے اُس کا قرض ادا نہیں کیا جاتا۔

4699 - اَخْبَرَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ حَدَّثَنَا الثَّوْرِيُّ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ سَمْعَانَ عَنْ سَمُرَةَ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ جَنَازَةٍ فَقَالَ "اَهَا هُنَا مِنْ بَنِيْ فُلَانٍ اَحَدٌ" . ثَلَاثًا فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَا مَنَعَكَ فِي الْمَرَّتَيْنِ الْاُوْلَيَيْنِ اَنْ لَا تَكُوْنَ اَجَبْتَنِيْ اَمَا اِنِّيْ لَمْ اُنَوِّهْ بِكَ اِلَّا بِخَيْرٍ اِنَّ فُلَانًا - لِرَجُلٍ مِّنْهُمْ - مَاتَ مَأْسُوْرًا بِدَيْنِهٖ" .

★★ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک جنازے میں شریک ہوئے' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: کیا یہاں بنو فلاں سے تعلق رکھنے والا کوئی شخص موجود ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ یہ دریافت کیا' تو ایک صاحب کھڑے ہوئے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے دریافت کیا: تم نے پہلی بار مجھے جواب کیوں نہیں دیا؟ میں نے بھلائی کے حوالے سے ہی تمہارا ذکر کرنا تھا۔ فلاں شخص (راوی کہتے ہیں:) اُن میں سے جو صاحب فوت ہوئے تھے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کا ذکر کرتے ہوئے یہ فرمایا: اس کا انتقال ہو گیا ہے' اس کے قرض کی وجہ سے اسے (جنت میں داخل ہونے سے روک لیا گیا ہے)۔

بَابُ التَّسْهِيْلِ فِيْهِ .

یہ باب ہے کہ اس حوالے سے سہولت فراہم کرنا

4700 - اَخْبَرَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ زِيَادِ بْنِ عَمْرِو بْنِ هِنْدٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُذَيْفَةَ قَالَ كَانَتْ مَيْمُوْنَةُ تَدَّانُ وَتُكْثِرُ فَقَالَ لَهَا اَهْلُهَا فِيْ ذٰلِكَ وَلَامُوْهَا وَوَجَدُوْا عَلَيْهَا فَقَالَتْ لَا اَتْرُكُ الدَّيْنَ وَقَدْ سَمِعْتُ خَلِيْلِيْ وَصَفِيِّيْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "مَا مِنْ اَحَدٍ يَدَّانُ دَيْنًا فَعَلِمَ اللّٰهُ اَنَّهٗ يُرِيْدُ قَضَاءَهٗ اِلَّا

4699-اخرجه ابو داؤد في البيوع و الاجارات، باب في التشديد في الدين (الحديث 3341) مطولاً . تحفة الاشراف (4623) .

4700-اخرجه ابن ماجه في الصدقات، باب من اذان دينًا و هو ينوي قضاءه (الحديث 2408) . تحفة الاشراف (18077) .

اَدَّاهُ اللّٰهُ عَنْهُ فِی الدُّنْیَا".

★★ عمران بن حذیفہ بیان کرتے ہیں: سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا بکثرت قرض لیا کرتی تھیں' اُن کے رشتے داروں میں سے (کسی نے کہا:) اُنہوں نے سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کو ملامت بھی کی اور اس معاملے میں ناراضگی کا اظہار بھی کیا' تو سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں قرض لینا ترک نہیں کروں گی' کیونکہ میں نے اپنے خلیل اور اپنے صفی یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:)

''جب کوئی شخص قرض لیتا ہے' اور اللہ تعالیٰ یہ بات جانتا ہو کہ وہ شخص قرض واپس کرنے کا بھی ارادہ رکھتا ہے' تو اللہ تعالیٰ دنیا میں ہی اُس شخص سے اُس قرض کو ادا کروا دے گا''۔

4701 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی قَالَ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِیْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِیْ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ حُصَیْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ اَنَّ مَیْمُوْنَةَ زَوْجَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اسْتَدَانَتْ فَقِیْلَ لَهَا یَا اُمَّ الْمُؤْمِنِیْنَ تَسْتَدِیْنِیْنَ وَلَیْسَ عِنْدَكِ وَفَاءٌ قَالَتْ اِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ "مَنْ اَخَذَ دَیْنًا وَّهُوَ یُرِیْدُ اَنْ یُّؤَدِّیَهٗ اَعَانَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ".

★★ عبیداللہ بن عبداللہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا قرض لیا کرتی تھیں' اُن کی خدمت میں عرض کی گئی: اے اُم المومنین! آپ قرض لے لیتی ہیں اور آپ کے پاس ادائیگی کا کوئی انتظام نہیں ہے؟ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا' میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

''جب کوئی شخص قرض لیتا ہے' اور وہ اُسے واپس کرنے کا بھی ارادہ رکھتا ہے' تو اللہ تعالیٰ اُس کی مدد کرتا ہے''۔

باب مَطْلِ الْغَنِیِّ .

یہ باب ہے کہ خوشحال شخص کا قرض کی واپسی میں (ٹال مٹول کرنا)

4702 - اَخْبَرَنَا قُتَیْبَةُ بْنُ سَعِیْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ عَنْ اَبِی الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اِذَا اُتْبِعَ اَحَدُكُمْ عَلٰی مَلِیْءٍ فَلْیَتْبَعْ وَالظُّلْمُ مَطْلُ الْغَنِیِّ".

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''جب کسی خوشحال شخص کو کسی قرض میں ذمہ دار بنایا جائے' تو اُسے اِسے قبول کر لینا چاہیے اور خوشحال شخص (کا قرض واپس کرنے میں ٹال مٹول کرنا) زیادتی ہے''۔

4703 - اَخْبَرَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ اٰدَمَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ وَّبْرِ بْنِ اَبِیْ دُلَیْلَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مَیْمُوْنٍ عَنْ

4701-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (5931) .

4702-اخرجه البخاري في الحوالة، باب اذا احال على ملي فليس له رد (الحديث 2288) بنحوه و اخرجه الترمذي في البيوع، باب ما جاء في مطل الغني انه ظلم (الحديث 1308) بنحوه . تحفة الاشراف (13662) .

عَمْرِو بْنِ الشَّرِيْدِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَيُّ الْوَاجِدِ يُحِلُّ عِرْضَهُ وَعُقُوْبَتَهُ".

★★ عمرو بن شرید اپنے والد کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''جس شخص کے پاس قرض واپس کرنے کی گنجائش ہو اُس کا ٹال مٹول کرنا اُس کی بے عزتی اور اُس کی سزا دونوں کو حلال کر دیتا ہے''۔

4704 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ قَالَ حَدَّثَنَا وَبْرُ بْنُ اَبِيْ دُلَيْلَةَ الطَّائِفِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مَيْمُوْنِ بْنِ مُسَيْكَةَ - وَاَثْنٰى عَلَيْهِ خَيْرًا - عَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيْدِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَيُّ الْوَاجِدِ يُحِلُّ عِرْضَهُ وَعُقُوْبَتَهُ".

★★ عمرو بن شرید اپنے والد کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''جس شخص کے پاس قرض واپس کرنے کی گنجائش ہو اور (وہ پھر بھی واپس نہ کرے) تو وہ اپنی بے عزتی اور اپنی سزا کو حلال کر دیتا ہے''۔

شرح

حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مؤمن کی روح اپنے قرض کی وجہ سے اس وقت تک معلق رہتی ہے جب تک کہ اس کا قرض ادا نہ ہو جائے (یعنی جب کوئی شخص قرضدار مرتا ہے تو اس کی روح اس وقت تک بندگان صالح کی جماعت میں داخل نہیں ہوتی جب تک کہ اس کا قرض ادا نہ ہو جائے۔

(شافعی احمد ترمذی ابن ماجہ دارمی، مشکوۃ المصابیح: جلد سوم: رقم الحدیث، 135)

بعض علماء یہ فرماتے ہیں کہ جو قرض اپنی ادائیگی کے وقت تک مؤمن کی روح کو جنت اور بندگان صالح کی جماعت میں داخل ہونے سے روکتا ہے وہ قرض وہ ہے جو بلا ضرورت واقعی مال وزر کی صورت میں کسی سے لیا گیا ہو اور وہ مال وزر واہیات اور فضول کاموں میں خرچ کیا گیا ہو اور اسے اسراف کے طور پر لٹایا گیا ہو ہاں جس شخص نے اپنی واقعی ضرورت کے لئے مثلاً حقوق واجبہ کی تکمیل یا کسی کے مالی مطالبہ کی ادائیگی کے بقدر ضرورت روپیہ یا مال قرض لیا ہو اور پھر قرض دار اس کو ادا کرنے سے پہلے مر گیا ہو تو ایسا قرض اس کو جنت اور بندگان صالح کی جماعت میں داخل ہونے سے ان شاء اللہ نہیں روکے گا مگر ایسے قرض کے بارے میں سلطان وقت یعنی حاکم (یا قرضدار کے متعلقین میں مستطیع لوگوں) کا یہ اخلاقی فریضہ ہے کہ اس کا قرض ادا کر دیں اور اگر کوئی بھی اس کا قرض ادا نہیں کرے گا تو پر امید ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت میں قرض خواہوں کو راضی کر دے گا تا کہ وہ اس قرض دار سے آخرت میں کوئی مطالبہ نہ کریں۔

4703-اخرجه ابو داؤد في الاقضية، باب في الحبس في الدين وغيره (الحديث 3628) و اخرجه النسائي في البيوع، مطل الغني (الحديث 4704) . و اخرجه ابن ماجه في الصدقات، باب الحبس في الدين و الملازمة (الحديث 2427) . تحفة الاشراف (4838) .

4704-تقدم في البيوع، مطل الغني (الحديث 4703) .

باب الْحَوَالَةِ .

یہ باب حوالہ کے بیان میں ہے

4705 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَائَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ وَاللَّفْظُ لَهُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَطْلُ الْغَنِيِّ ظُلْمٌ وَّاِذَا اُتْبِعَ اَحَدُكُمْ عَلٰى مَلِيءٍ فَلْيَتْبَعْ" .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:
''خوشحال شخص کا قرض کی واپسی میں ٹال مٹول کرنا زیادتی ہے اور جب کسی شخص کو کسی مقروض کا ذمہ لینے کے لیے کہا جائے تو وہ اُسے قبول کرلے''۔

حوالہ کی تعریف کا بیان

علامہ علاؤالدین حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ وہ دین کو محیل کے ذمہ سے محیل علیہ کے ذمہ کی طرف منتقل کرتا ہے۔
(درمختار شرح تنویر الابصار، کتاب الحوالہ)

حوالہ کے رکن ومفہوم کا بیان

علامہ علاؤالدین کاسانی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ حوالہ یہ ہے کہ احالہ کو کسی دوسرے کے سپرد کردیا جائے۔ جو شخص حوالے کرتا ہے اس کو محیل کہتے ہیں اور جس شخص کے ہاں حوالے کیا جائے اس کو محتال علیہ کہتے ہیں۔ اور جس شخص کے لئے حوالہ کیا جائے اس کو محتال لہ کہتے ہیں۔ اور جس چیز کے ساتھ حوالہ کیا جائے اس کو محتال بہ ہے۔ یا جس چیز پر حوالہ واقع ہو اس کو محتال بہ بھی کہتے ہیں۔
حوالہ کا رکن ایجاب وقبول ہے اور اس میں شرط ہے کہ ایجاب محیل کی جانب سے ہو جبکہ قبول محتال علیہ اور محتال لہ دونوں کی جانب سے ہو۔ اور اس کی صورت یہ ہے کہ محیل کہے میں میں نے فلاں شخص پر اتنے دراہم کا حوالہ کیا اور اس کے قبول میں محتال علیہ اور محتال لہ دونوں یہ کہیں کہ ہم راضی ہوئے یا ایسے الفاظ جن سے رضامندی کا اظہار ہو جائے تو حوالہ ہو جائے گا۔
(بدائع الصنائع، احکام بیوع)

دَین کو اپنے ذمہ سے دوسرے کے ذمہ کی طرف منتقل کر دینے کو حوالہ کہتے ہیں، مدیون کو محیل کہتے ہیں اور دائن کو محتال اور محتال لہ اور محال اور محال لہ اور حویل کہتے ہیں اور جس پر حوالہ کیا گیا اُس کو محتال علیہ اور محال علیہ کہتے ہیں اور مال کو محال بہ کہتے ہیں۔ (درمختار، کتاب حوالہ، ج ۸، ص ۵، بیروت)

4705-اخرجه البخاري في الحوالة، باب الحوالة (الحديث 2287) . واخرجه مسلم في المساقاة، باب تحريم مطل الغني وصحة الحوالة و استحباب قبولها اذا احيل على ملي (الحديث 33) . واخرجه ابو داؤد في البيوع و الاجارات، باب في المطل (الحديث 3345) . تحفة الاشراف (13803) .

حوالہ کے شرعی ماخذ کا بیان

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ امانتدار خزانچی بھی خیرات کرنے والوں میں سے ایک ہے جو اپنے دل کی خوشی سے مالک کی دلائی ہوئی رقم پوری پوری دے۔
(صحیح بخاری: جلد اول: رقم الحدیث، 2135)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں ہجرت کے واقعہ میں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بنی دیل کے ایک شخص کو پھر بنی عبد بن عدی سے ایک راہبر جو راہ بتانے میں بہت ہوشیار تھا مزدوری پر رکھا اس نے عاص بن وائل کے خاندان سے قسم کا معاہدہ کیا تھا اور وہ کفار قریش کے دین پر تھا ان دونوں نے اس پر اعتماد کیا اور اس کو دونوں نے اپنی سواریاں دیدیں اور اس کو ہدایت کی کہ تین راتوں کے بعد غار ثور کے پاس لے کر آئے چنانچہ وہ تین راتوں کے بعد صبح کو دونوں کی سواریاں لے کر آئے اور آپ دونوں روانہ ہوئے اور ان کے ساتھ عامر بن فہیرہ تھا اور راہ بتانے والا قبیلہ دیل کا ایک شخص تھا جو ان سب کو ساحل کے راستہ سے لے گیا۔ (صحیح بخاری: جلد اول: رقم الحدیث، 2138)

حوالہ کا قرضوں میں جائز ہونے کا بیان

اور حوالہ قرضوں میں جائز ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس بندے کا مالدار پر حوالہ کیا جائے تو وہ اس کی اتباع کرے کیونکہ محتال علیہ نے ایسی چیز کو ضروری کیا ہے جس کو حوالے کرنے پر وہ قدرت رکھتا ہے پس کفالہ کی طرح حوالہ بھی درست ہو گا اور حوالہ کو اس سبب سے قرضوں کے ساتھ خاص کیا گیا ہے کہ وہ یہ نقل وتحویل میں آنے کی خبر دینے والا ہے اور تحویل قرض میں ہوا کرتی ہے عین میں تحویل نہیں ہوتی۔ (ہدایہ، کتاب الحوالہ، لاہور)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مالدار کا (ادائے قرض میں) ٹال مٹول کرنا ظلم ہے اور جس شخص کا قرض کسی مالدار کے حوالہ کر دیا جائے تو وہ اس کو قبول کر لے (یعنی اس سے تقاضا کرے۔ (بخاری، رقم الحدیث، ۲۱۶۱)

اور حوالہ جائز ہے مدیون کبھی دَین ادا کرنے سے عاجز ہوتا ہے اور دائن کا تقاضا ہوتا ہے اس صورت میں دائن کو دوسرے پر حوالہ کر دیتا ہے اور کبھی یوں ہوتا ہے کہ مدیون کا دوسرے پر دَین ہے مدیون اپنے دائن کو اُس دوسرے پر حوالہ کر دیتا ہے کیوں کہ دائن کو اُس پر اطمینان ہوتا ہے وہ خیال کرتا ہے کہ اُس سے آسانی مجھے وصول ہو جائے گا۔

محیل، محتال لہ اور محتال علیہ کی رضا پر حوالہ ہونے کا بیان

محیل، محتال لہ اور محتال علیہ کی رضا کے مطابق حوالہ صحیح ہوتا ہے اور اس میں محتال لہ اس دلیل سے ہے کہ قرض اسی کا حق ہے اور وہ حوالے کے ذریعے منتقل ہونے والا ہے جبکہ ذمہ داری میں فرق ہوتا ہے پس اس میں محتال لہ کی رضامندی ضروری ہے جبکہ محتال علیہ تو اس سبب سے ہے کہ وہ قرض کو اپنے اوپر ضروری کرنے والا ہے اس کے ضروری کرنے کے بغیر تو لزوم ہی نہ ہوگا۔ جبکہ

محیل کی رضا کے بغیر بھی حوالہ صحیح ہو جاتا ہے۔

حضرت امام محمد علیہ الرحمہ نے زیادات میں لکھا ہے کہ محتال علیہ کی طرف سے قرض کو ضروری کرنا یہ اس کی ذات میں ایک تصرف ہے اور محیل کو اس سے کوئی نقصان بھی تو نہیں ہے بلکہ اس کا تو اس میں فائدہ ہے اس لئے کہ جب حوالہ اس کے حکم سے نہ ہوا تو محتال علیہ اس سے واپسی کا تقاضہ نہیں کر سکے گا۔

اور اگر دَین ہلاک ہونے کی صورت پیدا ہو گئی تو محتال محیل سے مطالبہ کریگا اور اس سے دَین وصول کریگا دَین ہلاک ہونے کی دو صورتیں ہیں۔محتال علیہ نے حوالہ ہی سے انکار کر دیا اور گواہ نہ محیل کے پاس ہیں نہ محتال کے پاس محتال علیہ پر حلف دیا گیا اُس نے قسم کھالی کہ میں نے حوالہ نہیں قبول کیا ہے۔محتال علیہ مفلسی کی حالت میں مر گیا نہ اُس کے پاس عین ہے نہ دَین جس سے مطالبہ ادا ہو سکے نہ اُس نے کوئی کفیل چھوڑا ہے کہ کفیل سے ہی رقم وصول کی جائے۔

حوالہ کی شرائط کا فقہی بیان

(۱) محیل کا عاقل بالغ ہونا۔مجنوں یا ناسمجھ بچہ نے حوالہ کیا یہ صحیح نہیں اور نابالغ عاقل نے جو حوالہ کیا یہ اجازت ولی پر موقوف ہے اُس نے جائز کر دیا نافذ ہو جائے گا ورنہ نافذ نہ ہوگا۔محیل کا آزاد ہونا شرط نہیں اگر غلام ماذون لہ ہے،تو محتال علیہ دَین ادا کرنے کے بعد اُس سے وصول کر سکتا ہے اور محجور ہے تو جب تک آزاد نہ ہو اُس سے وصول نہیں کیا جا سکتا۔محیل اگر مرض الموت میں مبتلا ہے جب بھی حوالہ درست ہے یعنی صحت شرط نہیں۔محیل کا راضی ہونا بھی شرط نہیں یعنی اگر مدیون نے خود حوالہ نہ کیا بلکہ محتال علیہ نے دائن سے یہ کہہ دیا کہ فلاں شخص پر جو تمہارا دَین ہے اُس کو میں اپنے اوپر حوالہ کرتا ہوں تم اس کو قبول کر و اُس نے منظور کر لیا حوالہ صحیح ہو گیا اس کو دَین ادا کرنا ہوگا مگر مدیون سے اس صورت میں وصول نہیں کر سکتا کہ یہ حوالہ اُس کے حکم سے نہیں ہوا۔

(۲) محتال کا عاقل بالغ ہونا۔مجنون یا ناسمجھ بچہ نے حوالہ قبول کر لیا صحیح نہ ہوا اور نابالغ سمجھ وال نے کیا تو اجازت ولی پر موقوف ہے جب کہ محتال علیہ بہ نسبت محیل کے زیادہ مالدار ہو۔

(۳) محتال کا راضی ہونا۔اگر محتال یعنی دائن کو حوالہ قبول کرنے پر مجبور کیا گیا حوالہ صحیح نہ ہوا۔

(۴) محتال کا اُسی مجلس میں قبول کرنا۔یعنی اگر مدیون نے حوالہ کر دیا اور دائن وہاں موجود نہیں ہے جب اُس کو خبر پہنچی اُس نے منظور کر لیا یہ حوالہ صحیح نہ ہوا۔ہاں اگر مجلس حوالہ میں کسی نے اُس کی طرف سے قبول کر لیا جب خبر پہنچی اُس نے منظور کر لیا یہ حوالہ صحیح ہو گیا۔

(۵) محتال علیہ کا عاقل بالغ ہونا۔سمجھ وال بچہ نے حوالہ قبول کر لیا جب بھی صحیح نہیں اگر چہ اُسے تجارت کی اجازت ہو اگر چہ اُس کے ولی نے بھی منظور کر لیا ہو۔

(۶) محتال علیہ کا قبول کرنا۔یہ ضرور نہیں کہ اُسی مجلس حوالہ ہی میں اس نے قبول کیا ہو بلکہ اگر وہاں موجود نہیں ہے مگر جب خبر ملی اس نے منظور کر لیا صحیح ہو گیا یہ ضرور نہیں کہ محیل کا اس کے ذمہ دَین ہو۔ہو یا نہ ہو جب قبول کرلے گا صحیح ہو جائے گا۔

(۷) جس چیز کا حوالہ کیا گیا ہو وہ دَین ضروری ہو۔ عین کا حوالہ یا دَین غیر ضروری مثلاً بدلِ کتابت کا حوالہ صحیح نہیں خلاصہ یہ کہ جس دَین کی کفالت نہیں ہو سکتی اُس کا حوالہ بھی نہیں ہو سکتا۔ (فتاویٰ ہندیہ، کتاب حوالہ، بیروت)

تکمیل حوالہ پر قبول محتال علیہ سے بری ہونے کا بیان

اور جب حوالہ مکمل ہو گیا ہے تو محتال علیہ کے قبول کرنے سے محیل قرض سے بری ہو جائے گا۔ حضرت امام زفر علیہ الرحمہ نے فرمایا: کہ وہ بری نہ ہوگا انہوں نے اس کا کفالہ پر قیاس کیا ہے۔ اس لئے کہ ان میں سے ہر ایک عقد کو توثیق کرنے والا ہے۔

ہماری دلیل یہ ہے کہ حوالہ کا لغوی معنی یہ ہے نقل کرنا اور اسی سے حوالہ غراس مشتق ہے یعنی جب کسی سے قرض کے ذمہ سے منتقل ہو جائے۔ تو وہ اس میں باقی نہ رہے گا جبکہ کفالہ ملانے کے لئے ہوتا ہے اور احکام شرعیہ میں لغوی معانی مطابق ہوا کرتے ہیں اور توثیق زیادہ مالدار اور ادا کرنے میں اچھے آدمی کو اختیار کرنے سے حاصل ہوگا اور اگر محیل نے ادا کیا تو محتال لہ کو قبول کرنے پر مجبور کیا جائے گا اس لئے کہ مال ہلاک ہونے کے سبب سے محیل کی طرف مطالبہ کے عود کر آنے کا احتمال ہے پس محیل احسان کرنے والا نہ ہوگا۔

علامہ ابن عابدین شامی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ جب حوالہ صحیح ہو گیا محیل یعنی مدیون دَین سے بری ہو گیا جب تک دَین کے ہلاک ہونے کی صورت پیدا نہ ہو محیل کو دَین سے کوئی تعلق نہ رہا۔ دائن کو یہ حق نہ رہا کہ اس سے مطالبہ کرے۔ اگر محیل مر جائے محتال اُس کے ترکہ سے دَین وصول نہیں کر سکتا البتہ ورثہ سے کفیل لے سکتا ہے کہ دَین ہلاک ہونے کی صورت میں ترکہ سے دَین وصول ہو سکے۔ دائن محیل کو معاف کرنا چاہے معاف نہیں کر سکتا نہ دَین اُسے ہبہ کر سکتا ہے کہ اُس کے ذمہ دَین ہی نہ رہا۔

مشتری نے بائع کو ثمن کا حوالہ کسی دوسرے پر کر دیا بائع مبیع کو روک نہیں سکتا۔ راہن نے مرتہن کو دوسرے پر حوالہ کر دیا مرتہن رہن کو روکنے کا حقدار نہ رہا یعنی رہن واپس کرنا ہوگا۔ عورت نے مہر معجّل کا مطالبہ کیا تھا شوہر نے حوالہ کر دیا عورت اپنے نفس کو نہیں روک سکتی۔ (فتاویٰ شامی، کتاب حوالہ، بیروت)

محیل لہ کا محیل سے حوالہ واپس نہ لینے کا بیان

اور محتال لہ محیل سے حوالہ واپس نہیں سکے گا البتہ جب وہ اس کا مالک ہو جائے۔ جبکہ امام شافعی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ واپس نہ لے گا حتیٰ کہ وہ ہلاک ہو جائے۔ کیونکہ برأت مطلق طور پر حاصل ہوئی ہے پس وہ جدید سبب کے سوا لوٹ کر نہ آئے گا۔

ہماری دلیل یہ ہے کہ برأت محتال لہ کی سلامتی کے ساتھ منسلک ہے اس لئے کہ مقصود بھی وہی ہے اور یہ بھی دلیل ہے کہ مقصود ہونے کے سبب حوالہ بھی فوت ہو جاتا ہے اس لئے حوالہ فسخ کو قبول کر لیتا ہے پس یہ مبیع میں وصف سلامتی کی مثل ہو جائے گا۔

اور جب مدیون نے دائن کو کسی پر حوالہ کر دیا اس شرط پر کہ محتال لہ کو خیار حاصل ہے یہ حوالہ جائز ہے اور محتال لہ کو اختیار ہے کہ حوالہ کو نافذ کرے محتال علیہ سے وصول کرے یا خود محیل سے وصول کرے۔ اسی طرح اگر یوں حوالہ کیا کہ محتال لہ جب چاہے محیل پر رجوع کرے یہ حوالہ بھی جائز ہے اور اُسے اختیار ہے جس سے چاہے وصول کرے۔ (فتاویٰ ہندیہ، کتاب بیوع، کتاب حوالہ)

اور عقد حوالہ میں میعاد نہیں ہوسکتی ہاں جس دَین کا حوالہ ہو اس کے لیے میعاد ہوسکتی ہے یعنی انتقال دَین تو ابھی ہو گیا مگر مطالبہ میعاد پر ہوگا۔ (درمختار، کتاب حوالہ، بیروت)

حوالہ سے رجوع میں فقہی مذاہب اربعہ

حسن اور قتادہ نے کہا کہ جب کسی کی طرف قرض منتقل کیا جارہا تھا تو اگر اس وقت وہ مالدار تھا تو رجوع جائز نہیں حوالہ پورا ہو گیا۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اگر ساجھیوں اور وارثوں نے یوں تقسیم کی، کسی نے نقد مال لیا کسی نے قرضہ، پھر کسی کا حصہ ڈوب گیا تو اب وہ دوسرے ساجھی یا وارث سے کچھ نہیں لے سکتا۔ (صحیح بخاری، کتاب حوالات)

یعنی جب محتال لہ نے حوالہ قبول کرلیا، تو اب پھر اس کو محیل سے مواخدہ کرنا اور اس سے اپنے قرض کا تقاضا کرنا درست ہے یا نہیں۔ حوالہ کہتے ہیں قرض کا مقابلہ دوسرے پر کردینے کو جو قرض دار حوالہ کرے اس کو محیل کہتے ہیں اور جس کے قرض کا حوالہ کیا جائے اس کو محتال لہ اور جس پر حوالہ کیا جائے اس کو محتال علیہ کہتے ہیں۔ درحقیقت حوالہ دین کی بیع ہے بعوض دین کے مگر ضرورت سے جائز رکھا گیا ہے۔

قتادہ اور حسن کے اثروں کو ابن ابی شیبہ اور اثرم نے وصل کیا، اس سے یہ نکلتا ہے کہ اگر محتال علیہ حوالہ ہی کے وقت مفلس تھا تو محتال لہ پھر محیل پر رجوع کرسکتا ہے۔ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول ہے کہ محتال کسی حالت میں حوالہ کے بعد پھر محیل پر رجوع نہیں کرسکتا۔ حنفیہ کا یہ مذہب ہے کہ توی کی صورت میں محتال لہ محیل پر رجوع کرسکتا ہے۔ توی یہ ہے کہ محتال علیہ حوالہ ہی سے منکر ہو جائے اور حلف کھالے اور گواہ نہ ہوں۔ یا افلاس کی حالت میں مرجائے۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا محتال محیل پر جب رجوع کر سکتا ہے کہ محتال علیہ کے مالداری کی شرط ہوئی ہو پھر وہ مفلس نکلے۔ مالکیہ نے کہا اگر محیل نے دھوکہ دیا ہو مثلاً وہ جانتا ہو کہ محتال علیہ دیوالیہ ہے لیکن محتال کو خبر نہ کی اس صورت میں رجوع جائز نہ ہوگا ورنہ نہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (قرض ادا کرنے میں) مال دار کی طرف سے ٹال مٹول کرنا ظلم ہے۔ اور اگر تم میں سے کسی کا قرض کسی مالدار پر حوالہ دیا جائے تو اسے قبول کرے۔ (صحیح بخاری رقم الحدیث، ۲۲۸۷)

اس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ حوالہ کے لیے محیل اور محتال کی رضامندی کافی ہے۔ محتال علیہ کی رضامندی ضروری نہیں۔ جمہور کا یہی قول ہے اور حنفیہ نے اس کی رضامندی بھی شرط رکھی ہے۔

بابُ الْكَفَالَةِ بِالدَّيْنِ .

یہ باب کفالہ بہ دین کے بیان میں ہے

4706 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَوْهَبٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِیْهِ اَنَّ رَجُلًا مِّنَ الْاَنْصَارِ اُتِیَ بِهِ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِیُصَلِّیَ

4706-تقدم (الحديث 1959) .

عَلَيْهِ فَقَالَ "إِنَّ عَلٰى صَاحِبِكُمْ دَيْنًا" . فَقَالَ اَبُوْ قَتَادَةَ اَنَا اَتَكَفَّلُ بِهٖ . قَالَ "بِالْوَفَاءِ" . قَالَ بِالْوَفَاءِ .

★★ عبداللہ بن قتادہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ایک انصاری شخص (کی میت کو) نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں لایا گیا تا کہ آپ ﷺ اُس کی نماز جنازہ ادا کریں تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمہارے ساتھی کے ذمے کچھ قرض ہے تو حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: میں اس کا ضامن بنتا ہوں۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: پورے قرض کے؟ تو حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: پورے قرض کا۔

شرح

علامہ علاؤالدین حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ اصطلاح شرع میں کفالت کے معنی یہ ہیں کہ ایک شخص اپنے ذمہ کو دوسرے کے ذمہ کے ساتھ مطالبہ میں ضم کر دے یعنی مطالبہ ایک شخص کے ذمہ تھا دوسرے نے بھی مطالبہ اپنے ذمہ لے لیا خواہ وہ مطالبہ نفس کا ہو یا دین یا عین کا۔ جس کا مطالبہ ہے اس کو طالب ومکفول لہ کہتے ہیں اور جس پر مطالبہ ہے وہ اصیل ومکفول عنہ ہے اور جس نے ذمہ داری کی وہ کفیل ہے اور جس چیز کی کفالت کی وہ مکفول بہ ہے۔ (درمختار، کتاب کفالہ، بیروت)

کفالت کے لغوی معانی کا بیان

1۔ اپنے ذمے کوئی بار یا کام لینا، ذمہ داری وکالت، (عموماً) کفیل ہونا، نان نفقہ، خرچ وغیرہ کا۔ " کارکنوں کی گرفتاری کی صورت میں ان کے متعلقین کی کفالت کے لیے فنڈ نہیں تھے۔ 2۔ شے مکفولہ یا مرہونہ، جو چیز رہن رکھی جائے، جو شے گروی رکھی جائے نیز تحفظ۔ 3۔ ایک چیز کو دوسری چیز سے ملا دینا۔ 4۔ (شرع) ملانا، ذمہ کفیل سے طرف ذمہ اصیل کے مطالبہ میں۔ (نورالھدایہ، 3:51) 5۔ ضمانت، زرضمانت، سیکورٹی۔

کفالت کے شرعی معنی کا بیان

اَلْكَفَالَةُ :هِيَ الضَّمُّ لُغَةً ، قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى (وَكَفَّلَهَا زَكَرِيَّا) ثُمَّ قِيلَ :هِيَ ضَمُّ الذِّمَّةِ إِلَى الذِّمَّةِ فِي الْمُطَالَبَةِ ، وَقِيلَ فِي الدَّيْنِ ، وَالْاَوَّلُ اَصَحُّ .(الھدایہ ،الجلد الثانی، کتاب الکفالہ، لاهور)

کفالہ کا معنی ملانا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اور حضرت زکریا علیہ السلام نے حضرت مریم رضی اللہ عنہ کو ملا لیا۔ اس کے بعد یہ کہا گیا ہے کہ مطالبے میں ذمہ کو ذمہ کے ساتھ ملانا کفالہ ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے دین میں ملانے کا نام کفالہ ہے جبکہ پہلا قول زیادہ صحیح ہے۔

کفالت کی فقہی تعریف کا بیان

علامہ محمد بن محمد بن شہاب المعروف ابن بزاز حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ کفالہ لغت میں ملانے کو کہتے ہیں اور وہ کبھی مطالبہ میں ہوتا ہے اصل دین میں نہیں ہوتا جیسے مؤکل کے ساتھ وکیل کہ دین مؤکل کے لئے ہے اور مطالبہ وکیل کے لئے ہے۔

(فتاویٰ بزازیہ، کتاب کفالہ)

علامہ علاؤالدین حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ اصطلاح شرع میں کفالت کے معنی یہ ہیں کہ ایک شخص اپنے ذمہ کو دوسرے کے ذمہ کے ساتھ مطالبہ میں ضم کردے یعنی مطالبہ ایک شخص کے ذمہ تھا دوسرے نے بھی مطالبہ اپنے ذمہ لے لیا خواہ وہ مطالبہ نفس کا ہو یا دین یا عین کا ہو جس کا مطالبہ ہے اس کو طالب ومکفول لہ کہتے ہیں اور جس پر مطالبہ ہے وہ اصیل ومکفول عنہ ہے اور جس نے ذمہ داری کی وہ کفیل ہے اور جس چیز کی کفالت کی وہ مکفول بہ ہے۔ (درمختار، کتاب کفالہ)

کفالت دین میں ذمہ کو ذمہ کے ساتھ ملانا ہے اور ایک قول یہ ہے کہ وہ مطالبہ میں ذمہ کو ذمہ کے ساتھ ملانا ہے اور قول اول زیادہ صحیح ہے۔ مطالبہ سے مراد عام ہے چاہے حاضر ہو جیسے مدیون پر یا متوقع ہو جیسے ضمان درک وغیرہ میں، ہندیہ میں محیط سرخسی کے حوالے سے ہے کہ اگر کسی نے دوسرے شخص سے کہا جو تم فلاں پر بیچوں وہ مجھ پر ضروری ہے تو یہ جائز ہے کیونکہ یہ کفالہ کی سبب وجوب یعنی مبایعت کی طرف اضافت ہے اور وہ کفالہ جس کو مستقبل کے کسی وقت کی طرف منسوب کیا جائے جائز ہوتا ہے اس لئے کہ اس میں لوگوں کا تعامل جاری ہے اھ، اور اسی میں کافی سے منقول ہے کہ کفالہ کو شروط کے ساتھ معلق کرنا صحیح ہے جیسے کہا کہ جو تم فلاں کے ساتھ بیع کرو وہ مجھ پر ضروری ہے اور تیرا جو حق اس پر ثابت ہو وہ مجھ پر ضروری ہے اور جو فلاں نے تجھ سے غصب کیا وہ مجھ پر ضروری ہے۔

کفالت کے حکم کا بیان

علامہ ابن عابدین شامی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ کفالت کا حکم یہ ہے کہ اصیل کی طرف سے اس نے جس چیز کی کفالت کی ہے اُس کا مطالبہ اس کے ذمہ ضروری ہو گیا یعنی طالب کے لیے حق مطالبہ ثابت ہو گیا وہ جب چاہے اس سے مطالبہ کر سکتا ہے اس کو انکار کی گنجائش نہیں۔ یہ ضروری نہیں کہ اس سے مطالبہ اُسی وقت کرے جب اصیل سے مطالبہ نہ کر سکے بلکہ اصیل سے مطالبہ کر سکتا ہو۔ جب بھی کفیل سے مطالبہ کر سکتا ہے۔ اور اصیل سے مطالبہ شروع کر دیا جب بھی کفیل سے مطالبہ کر سکتا ہے۔ ہاں اگر اصیل سے اُس نے اپنا حق وصول کر لیا تو کفالت ختم ہو گئی اب کفیل بری ہو گیا مطالبہ نہیں ہو سکتا۔ (فتاویٰ شامی، کتاب بیوع، کتاب کفالہ)

حضرت مریم رضی اللہ عنہا کی کفالت کا بیان

جب حضرت مریم نذر میں قبول کر لی گئیں تو مسجد کے مجاورین میں جھگڑا ہوا کہ انہیں کس کی پرورش میں رکھا جائے، آخر قرعہ اندازی کی نوبت آئی۔ سب نے اپنے اپنے قلم جن سے تورات لکھتے تھے چلتے پانی میں چھوڑ دیئے کہ جس کا قلم پانی کے بہاؤ پر نہ بہے بلکہ اُلٹا پھر جائے اسی کو حقدار سمجھیں۔ اس میں بھی قرعہ حضرت زکریا کے نام نکلا اور حق حقدار کو پہنچ گیا۔

حق تعالیٰ نے لڑکے سے بڑھ کر اسے قبول فرمایا۔ بیت المقدس کے مجاورین کے دلوں میں ڈال دیا کہ عام دستور کے خلاف لڑکی کو قبول کرلیں۔ اور ویسے بھی مریم کو قبول صورت بنایا اور اپنے مقبول بندہ زکریا کی کفالت میں دیا اور اپنی بارگاہ میں حسن قبول سے سرفراز کیا۔ جسمانی، روحانی، علمی، اخلاقی ہر حیثیت سے غیر معمولی طور پر بڑھایا جب مجاورین میں اسکی پرورش کے متعلق اختلاف ہوا تو قرعہ انتخاب حضرت زکریا کے نام نکال دیا۔ تا کہ لڑکی اپنی خالہ کی آغوش شفقت میں تربیت پائے اور زکریا کے علم و

دیانت سے مستفید ہو۔ زکریا علیہ السلام نے پوری مراعاۃ اور جدوجہد کی۔ جب مریم سیانی ہوئیں تو مسجد کے پاس ان کے لئے ایک حجرہ مخصوص کر دیا۔ مریم دن بھر وہاں عبادت وغیرہ میں مشغول رہتی اور رات اپنی خالہ کے گھر گزارتی۔

اس کمرہ میں حضرت زکریا کے علاوہ سب کا داخلہ ممنوع تھا۔ حضرت مریم علیہ السلام کے لیے سامان خورد و نوش بھی حضرت زکریا ہی وہاں پہنچایا کرتے تھے۔ پھر بارہا ایسا بھی ہوا کہ حضرت زکریا خوراک دینے کے لیے اس کمرہ میں داخل ہوئے تو حضرت مریم کے پاس پہلے ہی سے سامان خورد و نوش پڑا دیکھا۔ وہ اس بات پر حیران تھے کہ جب میرے بغیر یہاں کوئی داخل نہیں ہوسکتا تو یہ کھانا اسے کون دے جاتا ہے؟ حضرت مریم سے پوچھا تو انہوں نے بلاتکلف کہہ دیا۔ اللہ کے ہاں سے ہی مجھے یہ رزق مل جاتا ہے۔ اس سے زیادہ میں کچھ نہیں جانتی۔ واضح رہے کہ یہ آیت خرق عادت امور پر واضح دلیل ہے۔ انبیاء کے ہاں معجزات اور اولیاء اللہ کے ہاں کرامات کا صدور ہوتا ہی رہتا ہے اور یہ سب کچھ اللہ ہی کی مشیت وقدرت سے ہوتا ہے۔ اور حضرت زکریا کے لیے حیرت واستعجاب کی باتیں دو تھیں۔ ایک یہ کہ آپ جو سامان خورد و نوش حضرت مریم کے پاس پڑا دیکھتے وہ عموماً بے موسم پھلوں پر مشتمل ہوتا تھا اور دوسرے یہ کہ جب میرے سوا اس کمرہ میں کوئی داخل ہو ہی نہیں سکتا تو یہ پھل اور دوسرا سامان خورد و نوش حضرت مریم کو دے کون جاتا ہے؟ اب جو لوگ خرق عادت امور یا معجزات کے منکر ہیں، انہیں یہاں بھی مشکل پیش آ گئی اور ہمارے زمانے کے ایک مفسر قرآن سرسید تو بڑی آسانی سے ایسی مشکل سے چھٹکارا حاصل کر لیتے ہیں اور اس طرح کے واقعات کو بلاتکلف خواب کا واقعہ کہہ دیتے ہیں۔ حضرت عزیر علیہ السلام کے واقعہ میں بھی انہوں نے یہی کچھ کیا تھا اور یہاں بھی یہی کچھ کیا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ اگر یہ خواب ہی واقعہ تھا تو حضرت زکریا کو حیرانی کس بات پر ہوئی تھی جو اس سوال کا موجب بنی کہ (یٰمَرْيَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَا 37)-3آل عمران:37) مریم! یہ تجھے کہاں سے یا کیسے مل گیا؟ اور یہ بھی ملاحظہ فرمائیے کہ ایسے مفسر، مفسر قرآن ہوتے ہیں یا محرف قرآن؟

کفالہ کی اقسام کا بیان

کفالہ کی دو اقسام ہیں۔ (۱) کفالہ بہ نفس (۲) کفالہ بہ مال۔ کفالہ بہ نفس کی جائز ہے اسی کے سبب سے مکفول بہ کو حاضر کرنا ضروری ہے۔ جبکہ امام شافعی علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ کفالہ بہ نفس جائز نہیں ہے کیونکہ کفیل اس چیز کی کفالت کو قبول کرنے والا ہے جس کو سپرد کرنے کی وہ طاقت نہیں رکھتا۔ اس لئے کہ مکفول بہ کے نفس اس کو طاقت حاصل نہیں ہے بہ خلاف کفالہ بہ مال کے کیونکہ کفیل کو اپنے مال پر ولایت حاصل ہوتی ہے۔

ہماری دلیل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی ہے کہ کفیل ضامن ہے اور یہ ارشاد گرامی کفالہ کی دونوں اقسام کے مشروع ہونے کا فائدہ دینے والا ہے کیونکہ اس طرح کفیل مکفول بہ کو سپرد کرنے کی طاقت رکھنے والا ہے کہ مکفول لہ کو اس کا بتا دے اور وہ مکفول بہ اور مکفول لہ کے درمیان تصفیہ کرا دے یا پھر اسکے بارے میں قاضی کے مددگاروں سے مدد حاصل کر لے۔ اور اسی طرح کفالہ بہ نفس کی تو ضرورت پڑتی ہے اور میں کفالہ کو ثابت کرنے کا معنی بھی پایا جا رہا ہے اور وہ مطالبے میں ذمہ کو ملانا ہے۔

(ہدایہ)

علامہ علی بن سلطان حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ کفالت یا تو نفس کی ہوتی ہے اور وہ ان لفظوں سے منعقد ہوتی ہے کہ میں اس کے نفس کا کفیل بنا ہوں یا وہ میرے ذمے یا کفالت مال کی ہوتی ہے اور یہ مال مکفول کے مجہول ہونے کے باوجود صحیح ہو جاتی ہے جبکہ دین صحیح ہو مثلاً یوں کہے کہ جو تیرا مال فلاں پر ہے یا جو تجھے اس بیع میں حاصل ہوگا میں اس کا ضامن ہوں۔

(شرح الوقایہ فی مسائل الہدایہ، کتاب کفالہ)

کفالہ بہ مال کے جائز ہونے میں مذاہب اربعہ

علامہ کمال الدین ابن ہمام حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ مال کی کفالت ہمارے نزدیک جائز ہے اگر چہ مال مکفول بہ کی مقدار مجہول ہی کیوں نہ ہو اور یہی مذہب امام مالک، امام احمد علیہما الرحمہ اور قدیم قول کے مطابق امام شافعی علیہ الرحمہ کا مذہب بھی یہی ہے جبکہ ان کا جدید قول مختلف فیہ ہے۔ (فتح القدیر، کتاب کفالہ، ج ۱۶، ص ۱۶۲، بیروت)

کفالت کے الفاظ کا بیان

اور جب کفیل نے اس طرح کہا کہ میں نے فلاں شخص کے نفس کا یا اس کی گردن کا یا اس کی روح کا یا اس کے جسم کا یا اس کے سر کا کفیل ہو گیا ہوں تو کفالہ منعقد ہو جائے گا اور اسی طرح جب اس نے کہا کہ میں اس کے بدن یا چہرے کا کفیل ہوں تو کفیل ہو جائے کیونکہ انہی الفاظ کے ساتھ پورے جسم کو تعبیر کیا جاتا ہے خواہ یہ بطور حقیقت ہو یا بطور عرف ہو جس طرح کتاب طلاق میں بیان کر دیا گیا ہے اور اسی طرح جب اس نے کہا کہ میں اس کے نصف یا اس کے ثلث یا اس کے کسی حصے کا کفیل ہوا۔ اسلئے کہ نفس واحد کے حق میں کفالہ کے اجزاء نہیں ہوا کرتے پس نفس کے جزء شائع کو ذکر کرنا یہ پورے نفس کو ذکر کرنے کی طرح ہو جائے گا۔ بہ خلاف اس کے کہ جب اس نے کہا کہ میں فلاں کے ہاتھ یا اس کے پاؤں کا کفیل ہوا کیونکہ ان دونوں سے انسان کے پورے جسم کو تعبیر نہیں کیا جاتا کیونکہ انہی کی جانب طلاق کی نسبت کرنا درست نہیں ہے جبکہ پہلے بیان کردہ اعضاء میں درست ہے۔

اور اسی طرح جب کفیل نے کہا کہ میں اس کا ضامن ہوں کیونکہ جب کفالہ کو واجب کرنے والے کی تصریح کی ہے کہ اس طرح کہا کہ وہ مجھ پر ہے کیونکہ یہ صیغہ ضروری کرنے والا ہے یا اس نے کہا کہ میری طرف ہے کیونکہ یہاں الی عَلَیّ کے معنی میں ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے مال چھوڑا وہ اس کے ورثاء کا ہے اور جس نے یتیم یا بچے چھوڑے وہ میری طرف ہیں۔ اور اسی طرح جب اس نے کہا کہ میں اس کا زعیم ہوں یا قبیل ہوں اس لئے زعامت ہی کفالت ہے اور اس کے بارے میں حدیث ہم بیان کر آئے ہیں اور قبیل یہ کفیل ہے اسی سبب سے چک کو قبالہ کہتے ہیں بہ خلاف اس کے کہ جب اس نے کہا کہ میں اس کی پہچان کا ضامن ہوں کیونکہ وہ شناخت کو ضروری کرنے والا ہے مطالبے کو ضروری کرنے والا نہیں ہے۔ (ہدایہ، کتاب الکفالہ، لاہور)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ جس نے مال چھوڑا وہ اس کے وارثوں کا ہے اور جس نے قرض چھوڑا وہ میرے ذمہ ہے۔ (صحیح بخاری: جلد سوم: رقم الحدیث، 1682)

کفالت کے الفاظ کا فقہی بیان

علامہ علاؤ الدین حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ کفالت ایسے الفاظ سے ہوتی ہے جن سے کفیل کا ذمہ دار ہونا سمجھا جاتا ہو مثلاً خود لفظِ کفالت ضمانت۔ یہ مجھ پر ہے۔ میری طرف ہے۔ میں ذمہ دار ہوں۔ یہ مجھ پر ہے کہ اس کو تمھارے پاس لاؤں۔ فلاں شخص میری پہچان کا ہے یہ کفالت بالنفس ہے۔ تمھارا جو کچھ فلاں پر ہے میں دوں گا یہ کفالت نہیں بلکہ وعدہ ہے۔ تمھارا جو دین فلاں پر ہے میں دوں گا میں ادا کروں گا یہ کفالت نہیں جب تک یہ نہ کہے کہ میں ضامن ہوں یا وہ مجھ پر ہے۔

اور جب اس نے یہ کہا کہ جو کچھ تمھارا فلاں پر ہے میں اُس کا ضامن ہوں یہ کفالت صحیح ہے۔ یا یہ کہا جو کچھ تم کو اس بیع میں پہنچے گا میں اُس کا ضامن ہوں یعنی یہ کہ مبیع میں اگر دوسرے کا حق ثابت ہو تو ثمن کا میں ذمہ دار ہوں یہ کفالت بھی صحیح ہے۔ اس کو ضمان الدرک کہتے ہیں۔ کفالت بالنفس میں یہ کہنا ہوگا کہ اُس کے نفس کا ضامن ہوں یا ایسے عضو کو ذکر کرے جو کل کی تعبیر ہوتا ہے۔ مثلاً گردن، جزو شائع نصف و ربع کی طرف اضافت کرنے سے بھی کفالت ہو جاتی ہے۔ اگر یہ کہا اُس کی شناخت میرے ذمہ ہے تو کفالت نہ ہوئی۔ (درمختار، کتاب کفالہ)

کفالت یا تو نفس کی ہوتی ہے اور وہ ان لفظوں سے منعقد ہوتی ہے کہ میں اس کے نفس کا کفیل بنا ہوں یا وہ میرے ذمے یا کفالت مال کی ہوتی ہے اور یہ مال مکفول کے مجہول ہونے کے باوجود صحیح ہو جاتی ہے جبکہ دین صحیح ہو مثلاً یوں کہے کہ جو تیرا مال فلاں پر ہے یا جو تجھے اس بیع میں حاصل ہوگا میں اس کا ضامن ہوں۔

(مختصر الوقایہ فی مسائل الہدایہ، کتاب الکفالۃ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی)

احناف کے نزدیک ارکان کفالہ کا بیان

شیخ نظام الدین حنفی لکھتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ و امام محمد رحمۃ اللہ علیہما کے نزدیک کفالہ کا رکن ایجاب وقبول ہے اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کا پہلا قول بھی یہاں تک اکیلے کفیل سے کفالہ تام نہیں ہونا چاہئے وہ مال کی کفالت کرے یا نفس کی جب تک مکفول لہ یا اس کی جانب سے کسی اجنبی شخص کا قبول یا خطاب نہ پایا جائے اگر ان میں سے کچھ بھی نہ پایا گیا تو یہ ماورائے مجلس پر موقوف نہ ہوگا یہاں تک کہ اگر طالب تک خبر پہنچی اور اس نے قبول کر لیا تو کفالہ صحیح نہ ہوگا۔ (فتاویٰ ہندیہ، کتاب کفالہ)

باب التَّرْغِيبِ فِي حُسْنِ الْقَضَاءِ .

یہ باب ہے کہ اچھے طریقے سے قرض واپس کرنے کی ترغیب دینا

4707 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ عَنْ وَكِيعٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ صَالِحٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنْ اَبِي سَلَمَةَ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "خِيَارُكُمْ اَحْسَنُكُمْ قَضَاءً" .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

4707-تقدم (الحديث 4632) .

"تم میں سے بہتر لوگ وہ ہیں جو اچھی طرح سے قرض ادا کریں"۔

شرح

حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس اونٹ کا تقاضہ کیا (جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے بطور قرض لیا تھا) اور تقاضہ بھی بڑی سخت کلامی کے ساتھ کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے جب اس کو اس سخت کلامی اور آداب نبوت کے خلاف اس کی حرکت پر سزا دینی چاہی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسے کچھ نہ کہو کیونکہ جس کا حق ہے اسے کہنے کا اختیار ہے البتہ ایسا کرو کہ ایک اونٹ خرید کر اسے دیدو تا کہ اس کا مطالبہ ادا ہو جائے اور اسے پھر کچھ کہنے کا حق نہ رہے) صاحبہ نے عرض کیا کہ اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بطور قرض جو اونٹ دیا تھا اس کی عمر کا کوئی اونٹ نہیں مل رہا ہے بلکہ اس سے زیادہ عمر کا مل رہا ہے یعنی اس کا اونٹ چھوٹا اور کمتر تھا اور ہمیں جو اونٹ مل رہا ہے وہ اس کے اونٹ سے بڑا اور اچھا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اونٹ تمہیں مل رہا ہے اسی کو خرید لو (اگرچہ وہ اس کے اونٹ کی بہ نسبت بڑا اور اچھا ہے) اور اسے دیدو یاد رکھو تم میں بہتر وہ شخص ہے جو قرض ادا کرنے میں اچھا ہو۔ (بخاری و مسلم، مشکوۃ المصابیح: جلد سوم: رقم الحدیث، 127)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے قرض کا تقاضہ کرنے والا اور پھر تقاضہ میں سخت کلامی کرنیوالا کوئی کافر رہا ہوگا خواہ وہ یہودی ہو یا کوئی اور بعض حضرات کہتے ہیں کہ شاید کوئی اجڈ گنوار دیہاتی ہوگا جو مجلس نبوت اور مقام نبوت کے آداب سے مطلقاً بے بہرہ تھا جسے یہ سلیقہ بھی نہیں تھا کہ کس سے کس طرح بات کی جاتی ہے اس کے برعکس سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی باتوں کو جس عالی ظرفی اور خوش اخلاقی کے ساتھ برداشت کیا وہ صرف نبوت ہی کا خاصہ ہو سکتا ہے۔ جس کا حق ہے اسے کہنے کا اختیار ہے، کے بارے میں ابن ملک فرماتے ہیں کہ یہاں حق سے مراد قرض ہے یعنی اگر کسی شخص کا کسی پر قرض ہو اور وہ قرض دار ادائیگی قرض میں تاخیر کرے تو قرض خواہ کو یہ حق پہنچتا ہے کہ اس سے سختی کے ساتھ تقاضہ کرے اس پر اظہار ناراضگی کرے اور اگر وہ پھر بھی قرض ادا نہ کرے تو حاکم و عدالت کی طرف رجوع کرے۔

باب حُسْنِ الْمُعَامَلَةِ وَالرِّفْقِ فِي الْمُطَالَبَةِ .

یہ باب ہے کہ قرض کا مطالبہ کرتے وقت اچھا سلوک کرنا اور نرمی اختیار کرنا

قرض والے کو مہلت دینے کا بیان

4708 - اَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ اَبِي صَالِحٍ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اِنَّ رَجُلًا لَمْ يَعْمَلْ خَيْرًا قَطُّ وَكَانَ يُدَايِنُ النَّاسَ فَيَقُولُ لِرَسُولِهٖ خُذْ مَا تَيَسَّرَ وَاتْرُكْ مَا عَسُرَ وَتَجَاوَزْ لَعَلَّ اللّٰهَ تَعَالَى اَنْ يَّتَجَاوَزَ عَنَّا فَلَمَّا هَلَكَ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لَهٗ هَلْ عَمِلْتَ خَيْرًا قَطُّ قَالَ لَا اِلَّا اَنَّهٗ كَانَ لِي غُلَامٌ وَكُنْتُ اُدَايِنُ النَّاسَ فَاِذَا بَعَثْتُهٗ لِيَتَقَاضٰى قُلْتُ لَهٗ خُذْ مَا تَيَسَّرَ

4708-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (12326) .

وَاتْرُكْ مَا عَسُرَ وَتَجَاوَزْ لَعَلَّ اللّٰهَ يَتَجَاوَزُ عَنَّا . قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى قَدْ تَجَاوَزْتُ عَنْكَ" .

★★ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''ایک ایسا شخص تھا جس نے کبھی کوئی بھلائی نہیں کی تھی' وہ لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا' وہ اپنے نمائندے سے کہا کرتا تھا شخص خوشحال ہو اُس سے قرض وصول کر لینا اور جو شخص تنگدست ہو اُسے رہنے دینا اور درگزر کرنا' تا کہ اللہ تعالیٰ بھی ہم سے در کرے۔ اُس شخص کا انتقال ہوا تو اللہ تعالیٰ نے اُس شخص سے فرمایا: کیا تم نے کبھی کوئی بھلائی کی ہے؟ اُس شخص نے عرض کی نہیں! البتہ میرے ہاں کچھ لوگ کام کیا کرتے تھے اور میں لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا تو جب میں اپنے نمائندوں کو قرض کا تقاضا کر کے لیے بھیجتا تھا تو میں اُن سے یہ کہا کرتا تھا کہ جو شخص خوشحال ہو اُس سے قرض واپس لے لینا اور جو تنگدست ہو اُسے رہنے دینا اُسے درگزر کرنا' تا کہ اللہ تعالیٰ بھی ہم سے درگزر کرے' تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں بھی تم سے درگزر کرتا ہوں۔

شرح

انسانی زندگی میں کسی ایک حالت کو قرار و دوام نہیں ہے آج کچھ ہے کل کچھ یہ روزانہ کے مشاہدہ کی بات ہے انسان کی اقتصادی و مالی زندگی کو ہی دیکھ لیجئے جس طرح ایک مفلس اور قلاش شخص راتوں رات رحمت الٰہی کے نتیجہ میں مال و زر کے خزانوں کا مالک بن جاتا ہے اسی طرح بڑے بڑے کاروباری دیکھتے ہی دیکھتے دیوالیہ ہو جاتے ہیں جو لوگ ہر وقت لاکھوں میں کھیلتے رہتے ہیں مال و زر ہی جن کا اوڑھنا بچھونا ہوتا ہے چشم و زدن میں وہ پائی پائی کے محتاج نظر آتے ہیں۔

یہی کائنات کا نظام ہے اور یہی تقدیر کا کھیل ہے حالات کو کسی ایک راستے پر برقرار رکھنا نہ کبھی کسی کے بس میں رہا ہے اور نہ کبھی کسی کے بس میں رہے گا۔ یہ سارے کھیل قدرت الٰہی کے پابند رہے ہیں اور ہمیشہ اسی طرح پابند رہیں گے لیکن بدلے ہوئے حالات کو متوازن بنانا اور متوازن بنانے میں مدد دینا انسان کے بس میں ہے جسے وہ اختیار کر کے ایک دوسرے کے دکھ درد کو بانٹ بھی سکتا ہے اور بدلے ہوئے حالات کو سنوارنے میں مدد بھی دے سکتا ہے چنانچہ یہاں جو باب قائم کیا گیا ہے اس کے تحت نقل کی جانے والی احادیث کا یہی حاصل ہے کہ اگر کوئی شخص حالات کی تبدیلی کا شکار ہو جائے بایں طور کہ افلاس و تنگدستی اسے اپنی لپیٹ میں لے لے تو دوسرے انسانوں کا نہ صرف یہ فریضہ ہے کہ اس کے ساتھ اظہار ہمدردی کریں بلکہ اگر اس شخص پر کسی کا کوئی حق و مطالبہ ہو اور وہ مفلس ہو جانے کی وجہ سے اس کی ادائیگی سے وقتی طور پر عاجز ہو تو صاحب حق اسے اتنی مہلت دے دے کہ جب بھی اس کے حالات سدھریں وہ اس کا حق ادا کر دے۔

قرض والے کو مہلت دینے کا بیان

4709 - اَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا الزُّبَيْدِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "كَانَ رَجُلٌ يُدَايِنُ النَّاسَ وَكَانَ اِذَا رَاٰى

4709-اخرجه البخاري في البيوع، باب من انظر معسرًا (الحديث 2078)، و في احاديث الانبياء، باب . 54 . (الحديث 3480) . واخرجه مسلم في المساقاة، باب فضل انظار المعسر (الحديث 31) . تحفة الاشراف (14108) .

إِعْسَارَ الْمُعْسِرِ قَالَ لِفَتَاهُ تَجَاوَزْ عَنْهُ لَعَلَّ اللّٰهَ تَعَالٰی يَتَجَاوَزُ عَنَّا . فَلَقِيَ اللّٰهَ فَتَجَاوَزَ عَنْهُ" .

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

"ایک شخص لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا' جب وہ کسی تنگدست شخص کی تنگدستی کو دیکھتا تھا تو اپنے کارکنوں سے یہ کہتا تھا کہ اس سے درگزر کر دو تا کہ اللہ تعالیٰ بھی ہم سے درگزر کرے' جب وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پہنچا تو اللہ تعالیٰ نے بھی اُس سے درگزر کیا"۔

شرح

حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا ایک شخص تھا جو لوگوں سے قرض لین دین کا معاملہ کرتا تھا (یعنی لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا) اور اس نے اپنے کارندے سے یہ کہہ رکھا تھا کہ جب کسی تنگدست کے پاس (قرض وصول کرنے جاؤ) تو اس سے درگذر کرو شاید اللہ تعالیٰ ہم سے درگذر فرمائے۔ چنانچہ آپ نے فرمایا کہ جب اس نے اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی (یعنی اس کا انتقال ہو) تو اللہ تعالیٰ نے اس سے درگذر فرمایا (اور اس کے گناہوں پر مؤاخذہ نہیں کیا)

حضرت ابوقتادہ کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا جس شخص کو یہ پسند ہو کہ اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن کی سختیوں سے محفوظ رکھے تو اسے چاہئے کہ وہ مفلس و تنگدست سے اپنا قرض وصول کرنے میں تاخیر کرے یا اس کو معاف کر دے (یعنی اپنا پورا قرض یا جس قدر ممکن ہو معاف کر دے۔ (مشکوۃ المصابیح، جلد سوم: رقم الحدیث، 125)

یوں تو فرض اعمال نفل اعمال سے ستر درجے زیادہ فضیلت کے حامل ہیں لیکن بعض مسائل و معاملات میں نفل اعمال فرض اعمال سے زیادہ فضیلت کے رکھتے ہیں انہیں میں سے ایک تو تنگدست و مفلس کو اپنا حق (مثلاً قرض وغیرہ) معاف کر دینا ہے کہ یہ اگر چہ مستحب ہے لیکن مفلس و تنگدست کو قرض وغیرہ ادا کرنے میں مہلت دینے سے افضل ہے جو واجب ہے دوسرے سلام کرنے میں پہل کرنا سنت ہے لیکن یہ افضل ہے سلام کا جواب دینے سے جو فرض ہے تیسرے وقت سے پہلے وضو کرنا مستحب ہے لیکن یہ افضل ہے وقت شروع ہو جانے کے بعد وضو کرنے سے جو فرض ہے۔

حضرت ابوقتادہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جو شخص اپنا مطالبہ وصول کرنے میں مفلس کو مہلت دے یا اس کو اپنا پورا مطالبہ یا اس کا کچھ حصہ معاف کر دے تو اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن کی سختیوں سے نجات دے گا۔ (مسلم)

اور حضرت ابوالیسر کہتے ہیں کہ میں نے سنا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جو شخص تنگدست کو مہلت دے یا اس کو معاف کر دے تو اللہ تعالیٰ اسے اپنے سایہ رحمت میں جگہ دے گا (یعنی قیامت کے دن اسے گرمی کی تپش اور اس دن کی سختیوں سے محفوظ رکھے گا۔ (مسلم)

امام احمد، ابن ماجہ اور حاکم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی نقل کیا ہے کہ جو شخص مفلس و تنگدست کو مہلت دے تو ادائیگی کا دن آنے تک اس کو ہر دن کے بدلے اس کے قرض کے برابر صدقہ کا ثواب ملتا ہے اور پھر جب ادائیگی کا دن آئے اور وہ پھر اسے مہلت دے دے اور اس کی ادائیگی کا دن آنے تک ہر دن کے بدلے اس کے قرض کے برابر صدقہ کا ثواب ملتا ہے اور پھر

جب ادائیگی کا دن آئے اور وہ پھر اسے مہلت دے دے تو اس کو ہر دن کے بدلے اس کے قرض کی دگنی مقدار کے برابر صدقہ کا ثواب ملتا ہے۔ اس روایت کو تمثیلی طور پر یوں سمجھئے کہ مثلاً ایک شخص نے کسی کو دو مہینے کے وعدے پر ایک سو روپے قرض دیئے اور دو مہینے کے بعد اس کی مفلسی و تنگدستی کو دیکھتے ہوئے اس نے ایک مہینے کی مہلت دیدی تو اسے پورے مہینے اس طرح کا ثواب ملتا رہے گا کہ گویا وہ ہر دن ایک سو روپیہ صدقہ و خیرات کرتا ہے اسی طرح ایک مہینے کی مدت گزر جانے کے بعد دوبارہ مہلت دینے میں ایسا ہی ثواب ملتا رہتا ہے یہاں تک کہ جب تیسری مرتبہ مہلت دے گا تو اسے ہر دن ایسا ثواب ملے گا جیسے کہ وہ ہر دن دو سو روپے صدقہ و خیرات کرتا ہے۔

4710- اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحَاقَ عَنْ اِسْمَاعِيْلَ ابْنِ عُلَيَّةَ عَنْ يُوْنُسَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ فَرُّوْخَ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَدْخَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ رَجُلًا كَانَ سَهْلًا مُشْتَرِيًا وَّبَائِعًا وَّقَاضِيًا وَّمُقْتَضِيًا الْجَنَّةَ".

★★ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''اللہ تعالیٰ نے ایک شخص کو اس وجہ سے جنت میں داخل کر دیا جو خرید و فروخت کرتے ہوئے، حق ادا کرتے ہوئے اور حق کا تقاضا کرتے ہوئے نرمی سے کام لیتا تھا''۔

شرح

حضرت حذیفہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سے پہلے گزرے ہوئے لوگو (یعنی گزشتہ امتوں میں) سے ایک شخص کا واقعہ ہے کہ جب اس کے پاس موت کا فرشتہ اس کی روح قبض کرنے آیا تو اس سے پوچھا گیا کہ کیا تو نے کوئی نیک کام کیا ہے؟ اس نے کہا مجھے یاد نہیں ہے کہ میں نے کوئی نیک کام کیا ہو اس سے پھر کہا گیا کہ اچھی طرح سوچ لے اس نے کہا کہ مجھے قطعاً یاد نہیں آ رہا ہے ہاں اتنا ضرور جانتا ہوں کہ میں دنیا میں جب لوگوں سے خرید و فروخت کے معاملات کیا کرتا تھا تو تقاضہ کے وقت یعنی مطالبات کی وصولی میں ان پر احسان کیا کرتا تھا بایں طور کہ مستطیع لوگوں کو تو مہلت دے دیتا تھا اور جو نادار ہوتے ان کو معاف کر دیتا تھا (یعنی اپنے مطالبات کا کوئی حصہ یا پورا مطالبہ ان کے لئے معاف کر دیتا تھا) چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس کے اسی عمل سے خوش ہو کر اس کو جنت میں داخل کر دیا۔ (بخاری و مسلم، مشکوۃ المصابیح: جلد سوم: رقم الحدیث، 34)

مسلم کی ایک اور روایت میں جو عقبہ ابن عامر اور ابو مسعود انصاری نے اسی کے مثل (یعنی کچھ الفاظ کی کمی بیشی کے ساتھ) نقل کی ہے یہ الفاظ ہیں کہ جب اس شخص نے اپنا یہ عمل بیان کیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں اس کا یعنی معاف کرنے کا حق تجھ سے زیادہ رکھتا ہوں اور پر فرشتوں سے کہا کہ میرے اس بندے سے درگزر کرو۔ (مشکوۃ المصابیح: جلد سوم: رقم الحدیث، 34)

(اتاہ الملک) سے مراد یا تو یہ ہے کہ خود حضرت عزرائیل علیہ السلام ہی اس کی روح قبض کرنے آئے تھے یا پھر یہ کہ ان فرشتوں میں سے کوئی فرشتہ آیا ہوگا جو حضرت عزرائیل علیہ السلام کے مددگار و ماتحت ہیں لیکن اغلب یہ ہے کہ خود حضرت عزرائیل

4710-اخرجه ابن ماجه في التجارات، باب السماحة في البيع (الحديث 2202) مختصراً تحفة الاشراف (9830) .

علیہ السلام ہی آ ئے ہوں گے کیونکہ قبض روح کے سلسلے میں زیادہ صحیح بات یہی ہے کہ ارواح قبض کرنے کا کام حضرت عزرائیل علیہ السلام ہی انجام دیتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ایت (قل یتوفکم ملك الموت الذی و کل بکم) کہہ دیجئے کہ تمہیں وہ ملک الموت (عزرائیل علیہ السلام) مارتا ہے جو تم پر اس کام کے لئے متعین ہے چنانچہ حضرت عزرائیل علیہ السلام جب روح قبض کر لیتے ہیں تو جو اچھی یعنی پاکباز روح ہوتی ہے اسے رحمت کے فرشتے لے لیتے ہیں اور جو بری روح ہوتی ہے وہ عذاب کے فرشتوں کی نگرانی (CUSTODY) میں چلی جاتی ہے لیکن اتنی بات ملحوظ رہنے کہ ملک الموت (خواہ وہ عزرائیل ہوں یا کوئی اور فرشتہ) روح قبض کرنے کا صرف ایک ظاہری ذریعہ بنتا ہے ورنہ حقیقت میں تو روح قبض کرنے والا اور موت طاری کرنیوالا اللہ تعالیٰ ہی ہے جیسا کہ خود اسی کا ارشاد ہے آیت (اللہ یتوفی الانفس حین موتھا) ہر نفس کو اس کی موت کے وقت اللہ تعالیٰ ہی مارتا ہے فقیل لہ (تو اس سے پوچھا گیا) اس کے بارے میں بھی دونوں احتمال ہیں یا تو اس سے یہ سوال اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا یا فرشتوں نے یہ بات پوچھی نیز وقت سوال کے سلسلے میں زیادہ واضح بات تو یہ ہے کہ اس شخص سے یہ سوال روح قبض کرنے سے پہلے کیا گیا تھا جیسا کہ حدیث کے ابتدائی الفاظ سے مفہوم ہوتا ہے لیکن یہ بھی احتمال ہے کہ یہ سوال روح قبض ہونے کے بعد قبر میں کیا گیا ہوگا جیسا کہ شیخ مظہر کا قول ہے اور علامہ طیبی نے ایک یہ احتمال بھی بیان کیا ہے کہ دراصل یہ سوال قیامت میں کیا جائے گا۔ بہرکیف اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوئی کہ مطالبات کی وصولی میں مستطیع کو مہلت دینا اور نادار شخص کو معاف کر دینا بڑے ثواب کی چیز ہے

باب الشَّرِكَةِ بِغَيْرِ مَالٍ ۔

یہ باب ہے کہ (کاروبار میں) مال شامل کیے بغیر شراکت کرنا

4711 - اَخْبَرَنِیْ عَمْرُو بْنُ عَلِیٍّ قَالَ حَدَّثَنَا یَحْیٰی عَنْ سُفْیَانَ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبُوْ اِسْحَاقَ عَنْ اَبِیْ عُبَیْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ اشْتَرَكْتُ اَنَا وَعَمَّارٌ وَّسَعْدٌ یَوْمَ بَدْرٍ فَجَآءَ سَعْدٌ بِاَسِیْرَیْنِ وَلَمْ اَجِیْءْ اَنَا وَعَمَّارٌ بِشَیْءٍ ۔

☆☆ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت عمار اور حضرت سعد رضی اللہ عنہما نے غزوۂ بدر کے دن شراکت کر لی تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ دو قیدی پکڑ کر لائے تھے میں اور حضرت عمار رضی اللہ عنہ کوئی قیدی نہیں پکڑ سکے تھے۔

4712 - اَخْبَرَنَا نُوْحُ بْنُ حَبِیْبٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَنْبَاَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِیْهِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ اَعْتَقَ شِرْكًا لَّهُ فِیْ عَبْدٍ اَتَمَّ مَا بَقِیَ فِیْ مَالِهٖ اِنْ كَانَ لَهٗ مَالٌ یَبْلُغُ ثَمَنَ الْعَبْدِ" ۔

4711-تقدم (الحديث 3947) .

4712-اخرجه مسلم في الايمان، باب من اعتق شركا له في عبد (الحديث 51) . واخرجه ابو داؤد في العتق، باب فيمن روى انه لا يستسعى (الحديث 3946) و اخرجه الترمذي في الاحكام، باب ما جاء في العبد يكون بين الرجلين فيعتق احدهما نصيبه (الحديث 1347) . تحفة الاشراف (6935) .

☆☆ سالم اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''جو شخص کسی مشترکہ غلام میں اپنے حصے کو آزاد کر دیتا ہے تو اُس غلام کے باقی حصے کو اُس شخص کے مال سے آزاد کیا جائے گا اگر اُس شخص کے پاس مال موجود ہو جو اُس غلام کی قیمت کے برابر ہو''۔

بابُ الشَّرِكَةِ فِي الرَّقِيقِ .

یہ باب غلام میں شراکت کرنے میں ہے

4713 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ - وَهُوَ ابْنُ زُرَيْعٍ - قَالَ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ اَعْتَقَ شِرْكًا لَهُ فِي مَمْلُوْكٍ وَّكَانَ لَهُ مِنَ الْمَالِ مَا يَبْلُغُ ثَمَنَهُ بِقِيمَةِ الْعَبْدِ فَهُوَ عَتِيْقٌ مِّنْ مَّالِهِ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''جو شخص کسی مشترک غلام میں اپنے حصے کو آزاد کر دے اور اُس شخص کے پاس اتنا مال موجود ہو جو اُس غلام کی قیمت کے برابر ہو تو اُس غلام کو اُس شخص کے مال میں سے آزاد کیا جائے گا''۔

بابُ الشَّرِكَةِ فِي النَّخِيْلِ .

یہ باب ہے کہ کھجور کے درخت میں شراکت

4714 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اَيُّكُمْ كَانَتْ لَهُ اَرْضٌ اَوْ نَخْلٌ فَلَا يَبِعْهَا حَتّٰى يَعْرِضَهَا عَلٰى شَرِيْكِهِ" .

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''جس شخص کے پاس زمین موجود ہو یا کھجور کا باغ موجود ہو تو وہ اُسے اُس وقت تک (کسی دوسرے شخص کو) فروخت نہ کرے جب تک وہ اپنے شراکت دار کو اس کی پیش کش نہیں کر دیتا''۔

بابُ الشَّرِكَةِ فِي الرِّبَاعِ .

یہ باب مکان میں شراکت کے بیان میں ہے

4713- اخرجه البخاري في الشركة، باب تقويم الاشياء بين الشركاء بقيمة عدل (الحديث 2491)، و في العتق، باب اذا اعتق عبدًا بين اثنين او امة بين الشركاء (الحديث 2524) و اخرجه مسلم في العتق، (الحديث ا م)، و في الايمان، باب من اعتق شركا له في عبد (الحديث 49م) . واخرجه ابو داؤد في العتق، باب فيمن روى انه لا يستسعي (الحديث 3941 و 3942) واخرجه الترمذي في الاحكام، باب ما جاء في العبد يكون بين الرجلين فيعتق احدهما نصيبه (الحديث 1346) . تحفة الاشراف (7511) .

4714- اخرجه ابن ماجه في الشفعة، باب من باع رباعا فليوذن شريكه (الحديث 2492) . تحفة الاشراف (2765) .

4715 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ اَنْبَانَا ابْنُ اِدْرِيْسَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ اَبِى الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالشُّفْعَةِ فِى كُلِّ شِرْكَةٍ لَّمْ تُقْسَمْ رَبْعَةٍ وَّحَائِطٍ لَا يَحِلُّ لَهٗ اَنْ يَّبِيْعَهٗ حَتّٰى يُؤْذِنَ شَرِيْكَهٗ فَاِنْ شَآءَ اَخَذَ وَاِنْ شَآءَ تَرَكَ وَاِنْ بَاعَ وَلَمْ يُؤْذِنْهُ فَهُوَ اَحَقُّ بِهٖ .

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شفعہ کے بارے میں یہ فیصلہ دیا ہے' یہ ہر ایسی مشترکہ ملکیت والی چیز میں ہوگا' جسے تقسیم نہ کیا جا سکتا ہو' خواہ وہ مکان ہو' یا باغ ہو۔ آدمی کے لیے اُسے فروخت کرنا اس وقت تک جائز نہیں ہوگا' جب تک وہ اپنے شراکت دار کو اس کی اطلاع نہیں دے دیتا' اگر وہ شراکت دار چاہے گا' تو اُسے حاصل کر لے گا اور اگر چاہے گا' تو اُسے چھوڑ دے گا' اگر کوئی شخص شراکت دار کو اطلاع دیئے بغیر اُسے فروخت کر دیتا ہے' تو وہ شراکت دار اُس جگہ کا زیادہ حقدار ہوگا۔

شرح

علامہ علاؤ الدین حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ ایسے دو شخص جن میں شرکت مفاوضہ ہے ان میں اگر ایک شخص کوئی چیز خریدے تو دوسرا اُس میں شریک ہوگا البتہ اپنے گھر والوں کے لیے کھانا کپڑا خریدا یا کوئی اور چیز ضروریات خانہ داری کی خریدی یا کرایہ کا مکان رہنے کے لیے لیا یا حاجت کے لیے سواری کا جانور خریدا تو یہ تنہا خریدار کا ہوگا شریک کو اس میں سے لینے کا حق نہ ہوگا مگر بائع شریک سے بھی ثمن کا مطالبہ کر سکتا ہے کہ یہ شریک کفیل ہے پھر اگر شریک نے مال شرکت سے ثمن ادا کر دیا تو اُس خریدار سے اپنے حصہ کے برابر واپس لے سکتا ہے۔ (درمختار، کتاب شرکت)

ان میں سے ایک کو اگر میراث ملی یا شاہی عطیہ یا ہبہ یا صدقہ یا ہدیہ میں کوئی چیز ملی تو یہ خاص اسکی ہوگی شریک کا اس میں کوئی حق نہ ہوگا۔ (فتاویٰ ہندیہ)

شرکت سے پہلے کوئی عقد کیا تھا اور اس عقد کی سبب سے بعد شرکت کسی چیز کا مالک ہوا تو اس میں بھی شریک حقدار نہیں مثلاً ایک چیز خریدی تھی جس میں بائع نے اپنے لیے خیار لیا تھا (یعنی تین دن تک مجھ کو اختیار ہے کہ بیع قائم رکھوں یا توڑ دوں) اور بعد شرکت بائع نے اپنا خیار ساقط کر دیا اور چیز مشتری کی ہو گئی مگر چونکہ یہ بیع پہلے کی ہے اس لیے یہ چیز تنہا اسی کی ہے شرکت کی نہیں۔

(فتاویٰ ہندیہ)

مشترکہ مکان میں شفعہ ہونے کا بیان

اور جب نچلی منزل دو حضرات کی مشترکہ ہے اور دونوں میں سے ایک کا اس پر بالا خانہ ہے جس میں کوئی تیسرا شخص بھی شریک ہے تو نچلی منزل والوں میں سے جس کا بالا خانہ میں حصہ ہے اس نے اپنے نچلے اور اوپر والے حصوں کو فروخت کیا تو نچلے شریک کو نچلے حصہ میں اور اوپر والے شریک کو اوپر والے حصہ میں شفعہ کا حق ہے نیچے والے کو اوپر اور اوپر والے شریک کو نیچے والے حصہ میں شفعہ کا حق نہیں ہے کیونکہ نیچے والا شریک بالا خانہ کا پڑوسی ہے اور اگر بالا خانہ کا راستہ مشترکہ ہو تو وہ بالا خانہ کے حقوق میں بھی شریک ہے اور یوں ہی بالا خانہ کا حصہ دار نیچے والے حصہ کا پڑوسی ہے اگر راستہ بالا خانہ نیچے والی منزل میں سے گزرتا ہو تو وہ بھی نچلی منزل

4715- تقدم (الحديث 4660) .

کے حقوق میں شریک ہوگا لہذا پڑوسی یا حقوق میں شریک کی بہ نسبت عین مبیع میں شریک کا حق مقدم اور اولی ہے۔ اور فتاویٰ قاضی خاں میں ہے کہ نچلی منزل والے نے اپنا حصہ فروخت کیا تو اوپر والے کو شفعہ کا حق ہے کیونکہ نچلی اور اوپر منزل میں اتصال ہے تو دونوں پڑوسی قرار پائیں گے۔ (فتاویٰ ہندیہ، کتاب شفعہ، بیروت)

شریک مبیع کا گھر میں بعض حصے میں شریک ہونے کا بیان

اور شریک مبیع یہ بعض اوقات گھر کے بعض حصے میں شریک ہوتا ہے جس طرح گھر کی معین منزل میں ہے یا خاص دیوار میں شریک ہے۔ حضرت امام ابو یوسف علیہ الرحمہ کے نزدیک ایسا شریک گھر کے ہمسائے اور گھر کے بعض حصوں والے ہمسائے پر مقدم ہے کیونکہ اس کا ملا ہوا ہونا یہ مضبوط ہے اور زمین بھی ایک ہی ہے۔ (ہدایہ، کتاب شفعہ، لاہور)

حقدار اول کے دستبردار ہونے پر حق ثانی کا بیان

علامہ علاؤالدین کاسانی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ جب کسی شخص نے ایک مکان کی چھت پر بالا خانہ ہے مگر اس بالا خانہ کا راستہ دوسرے مکان میں ہے اُس مکان میں نہیں ہے جس کی چھت پر بالا خانہ ہے۔ یہ بالا خانہ فروخت ہوا تو وہ شخص شفعہ کریگا جس کے مکان میں اس کا راستہ ہے وہ نہیں کرسکتا جس کے مکان کی چھت پر بالا خانہ ہے۔ اور اگر پہلے شخص نے تسلیم کر دیا نہ لینا چاہا تو دوسرا شخص شفعہ کرسکتا ہے مگر بالا خانہ کا کوئی جار ملاصق ہے تو شفعہ میں یہ بھی شریک ہے اور اگر نیچے کی منزل فروخت ہوئی تو بالا خانہ والا شفعہ کرسکتا ہے اور وہ مکان جس میں بالا خانہ کا راستہ ہے فروخت ہوا تو اُس میں بھی بالا خانہ والا شفعہ کرسکتا ہے۔ (بدائع)

کوچہ سربستہ میں جن لوگوں کے مکانات ہیں وہ سب خلیط ہیں کہ خاص راستہ میں شرکت ہوگئی۔ کوچہ سربستہ سے دوسرا راستہ نکلا کہ آگے چل کر یہ بھی بند ہوگیا اس میں بھی کچھ مکانات ہیں اگر اس میں کوئی مکان فروخت ہوا تو اس کوچہ والے حقدار ہیں پہلے کوچہ والے نہیں اور پہلے کوچہ میں مکان فروخت ہوا تو دونوں کوچہ والے برابر کے حقدار ہیں۔

شیخ نظام الدین حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں اور کوچہ سربستہ میں ایک مکان ہے جس میں ایک حصہ ایک شخص کا ہے اور ایک حصہ میں دو شخص شریک ہیں اور جس کوچہ میں یہ مکان ہے اس میں دوسروں کے بھی مکانات ہیں ایک شریک نے اپنا حصہ بیع کیا تو اُس کا شریک شفعہ کرسکتا ہے وہ نہ کرے تو دوسرا شخص کرے جو شریک نہ تھا مگر اسی مکان میں اس کا مکان بھی ہے اور یہ بھی نہ کرے تو اُس کوچہ کے دوسرے لوگ کریں۔ (فتاویٰ ہندیہ، کتاب شفعہ، بیروت)

بَاب ذِكْرِ الشُّفْعَةِ وَاَحْكَامِهَا

یہ باب شفعہ اور اُس کے احکام کے بیان میں ہے

شفعہ کے فقہی مفہوم کا بیان

شفعہ "مشتق " ہے شفع " سے جس کے لغوی معنی ہیں ملانا ہیں اور اس کا نام شفعہ اس لئے ہے کہ اس میں خریدی ہوئی زمین

کو شفیع کی زمین کے ساتھ ملانے کا معنی پایا جاتا ہے۔

فرمایا کہ شفعہ نفس مبیع اور اس کے بعد حق مبیع میں شامل شخص کے لئے ثابت ہے حق مبیع جس طرح کوئی شخص پانی اور راستے میں شریک ہے اور اس کے بعد ہمسائے کے لئے ثابت ہے۔ امام قدوری علیہ الرحمہ کے اس لفظ نے دونوں میں سے ہر ایک کے لئے حق شفعہ کے ثبوت اور ترتیب دونوں کا فائدہ دیا ہے۔

شفعہ کہتے ہیں شریک یا ہمسائے کا حصہ وقت بیع کے اس کے شریک یا ہمسایہ کو جبراً منتقل ہونا۔ امام بخاری کہتے ہیں کہ ہر چیز میں شفعہ ہے اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ جانور میں ہے اور کسی منقولہ جائیداد میں نہیں اور شافعیہ اور حنفیہ کہتے ہیں کہ شفعہ صرف جائیداد غیر منقولہ میں ہوگا۔ اور شافعیہ کے نزدیک شفعہ صرف شریک کو ملے گا نہ کہ ہمسایہ کو۔ اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ہمسایہ کو بھی حق شفعہ ہے اور اہل حدیث نے اس کو اختیار کیا ہے۔ وهي مأخوذة لغة من الشفع و هو الزوج و قيل من الزيادة و قيل من الاعانة و في الشرع انتقال حصة شريك الى شريك كانت انتقلت الى اجنبي بمثل العوض المسمى و لم يختلف العلماء في مشروعيتها (فتح الباری شرح صحیح بخاری)

اور وہ شفع سے ماخوذ ہے جس کے معنی جوڑا کے ہیں۔ کہا گیا کہ زیادتی کے معنی میں ہے۔ بعض نے کہا اعانت کے معنی میں ہے۔ شرع میں ایک کے حصہ کو اس کے دوسرے شریک کے حوالہ کرنا، جب کہ وہ کچھ قیمت پر کسی اجنبی کی طرف منتقل ہو رہا ہو۔ اس کی مشروعیت پر علماء کا اتفاق ہے۔

شفعہ کی فقہی شرائط کا بیان

شیخ نظام الدین حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ شفعہ کی شرائط حسب ذیل ہیں: (۱) جائداد کا انتقال عقد معاوضہ کے ذریعہ سے ہو یعنی بیع یا معنی بیع میں ہو۔ معنی بیع مثلاً جائداد کو بدل صلح قرار دیا یعنی اُس کو دے کر صلح کی ہو اور اگر انتقال میں یہ دونوں باتیں نہ ہوں تو شفعہ نہیں ہوسکتا مثلاً ہبہ، صدقہ، میراث، وصیت کی رو سے جائداد حاصل ہوئی تو اُس پر شفعہ نہیں ہوسکتا۔ ہبہ بشرط العوض میں اگر دونوں جانب سے تقابض بدلین ہوگیا تو شفعہ ہوسکتا ہے۔ اور اگر ہبہ میں عوض کی شرط نہ تھی مگر موہوب لہ نے عوض دے دیا مثلاً زید نے عمرو کو ایک مکان ہبہ کر دیا اور عمرو نے زید کو اُس کے عوض میں مکان ہبہ کیا تو دونوں میں سے کسی پر شفعہ نہیں ہوسکتا۔

(۲) مبیع عقار یعنی جائداد غیر منقولہ ہو منقولات میں شفعہ نہیں ہوسکتا۔ (۳) بائع کی ملک زائل ہوگئی ہو لہٰذا اگر بائع کو خیار شرط ہو تو شفعہ نہیں ہوسکتا جب وہ اپنا خیار شرط ساقط کر دے گا تب ہو سکے گا۔ اور مشتری کو خیار ہو تو شفعہ ہوسکتا ہے۔ (۴) بائع کا حق بھی زائل ہوگیا ہو یعنی مبیع کے واپس لینے کا اُسے حق نہ ہو لہٰذا مشتری نے بیع فاسد کے ذریعہ سے جائداد بیچی تو شفعہ نہیں ہوسکتا۔ ہاں اگر مشتری نے اس جائداد کو بیع صحیح کے ذریعہ فروخت کر ڈالا تو اب شفعہ ہوسکتا ہے اور اس شفعہ کو اگر بیع ثانی پر بنا کرے تو بیع ثانی کا جو کچھ ثمن ہے اُس کے ساتھ لے گا اور اگر بیع اول پر بنا کرے تو مشتری کے قبضہ کرنے کے دن جو اُس کی قیمت تھی وہ دینی ہوگی۔ (۵) جس جائداد کے ذریعہ سے اس جائداد پر شفعہ کرنے کا حق حاصل ہوا ہے وہ اس وقت شفیع کی ملک میں ہو یعنی جبکہ

مشتری نے اس شفعہ والی جائداد کو خریدا لہٰذا اگر وہ مکان شفیع کے کرایہ میں ہو یا عاریت کے طور پر اوس میں رہتا ہے تو شفعہ نہیں کر سکتا یا اس مکان کو اس نے پہلے ہی بیع کر دیا ہے تو اب شفعہ نہیں کر سکتا۔(۶) شفیع نے اوس بیع سے نہ صراحۃً رضامندی ظاہر کی ہو نہ دلالۃً ہو۔(فتاوی ہندیہ، کتاب شفعہ، بیروت)

شفعہ کے حکم کا بیان

علامہ علاؤالدین حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ شفعہ کا حکم یہ ہے کہ جب اس کا سبب پایا جائے یعنی جائداد بیچی گئی تو طلب کرنا جائز ہے اور بعد طلب واشہاد یہ مؤکد ہو جاتا ہے اور قاضی کے فیصلہ یا مشتری کی رضامندی سے شفیع اُس چیز کا مالک ہو جاتا ہے۔

(درمختار، کتاب شفعہ، بیروت)

حق شفعہ پر شریک کے ہونے میں مذاہب اربعہ

حضرت امام شافعی، حضرت امام مالک اور حضرت امام احمد کے نزدیک حق شفعہ صرف شریک کو حاصل ہوتا ہے ہمسایہ کو یہ حق حاصل نہیں ہوتا جبکہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کا مسلک یہ ہے کہ حق شفعہ جس طرح شریک کے لئے ثابت ہے اسی طرح ہمسایہ کے لئے بھی ثابت ہے۔

ایک صحیح روایت کے مطابق حضرت امام احمد بھی اسی کے قائل ہیں ہمسایہ کے حق شفعہ کے ثبوت میں احادیث منقول ہیں جو بالکل صحیح درجے کی ہیں ان کی موجودگی میں ہمسایہ کو حق شفعہ دینے سے انکار ایک بے دلیل بات ہے۔

حنفی مسلک کے مطابق شفیع کے تین درجے ہیں اول خلیط فی النفس المبیع یعنی فروخت ہونیوالے مکان کی ملکیت میں کئی آدمی شریک ہوں خواہ وہ مکان ان سب شرکاء کو وراثت میں پہنچا ہو یا ان سب نے مشترک طور پر اسے خریدا ہو اور یا کسی نے ان سب کو مشترک طور پر ہبہ کیا ہو۔

دوم خلیط فی حق المبیع یعنی اس فروخت ہونیوالے مکان یا زمین کی ملکیت میں شریک نہ ہو بلکہ اس زمین یا مکان کے حقوق میں شریک ہو جیسے حق مرور یعنی آمد و رفت کا حق حق مسیل یعنی پانی کے نکاس کا حق اور حق شرب یعنی کھیت وغیرہ کو سیراب کرنے کے لئے پانی لے جانے کی نالی وغیرہ کا حق۔

سوم جار یعنی ہمسایہ جس کا مکان فروخت ہونیوالے مکان سے متصل ہو اور ان دونوں مکانوں کی دیواریں ملی ہوئی ہوں نیز دونوں کے دروازوں کا راستہ ایک ہو۔ ان تینوں کے علاوہ اور کوئی شفیع نہیں ہو سکتا لہٰذا سب سے پہلے تو حق شفعہ اس شخص کو حاصل ہوتا ہے جو اس فروخت ہونیوالے مکان یا زمین کی ملکیت میں شریک ہو اس کی موجودگی میں حق شفعہ نہ تو حقوق میں شریک کو حاصل ہوگا اور نہ ہمسایہ کو اگر یہ شریک حق شفعہ سے دست کشی اختیار کرے تو پھر حق شفعہ اس شخص کو پہنچے گا جو حقوق میں شریک ہو اور یہ بھی دست کشی اختیار کرلے تب حق شفعہ ہمسایہ کو حاصل ہوگا اور اگر یہ ہمسایہ بھی اپنے اس حق سے دست کش ہو جائے تو اس کے بعد کسی کو بھی حق شفعہ حاصل نہیں ہوگا۔

علامہ قسطلانی نے کہا کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب یہ ہے کہ اگر شریک نے شفیع کو بیع کی خبر دی اور اس نے بیع کی اجازت دی پھر شریک نے بیع کی تو شفیع کو حق شفعہ نہ پہنچے گا اور اس میں اختلاف ہے کہ بائع کو شفیع کا خبر دینا واجب ہے یا مستحب۔

علامہ علاؤالدین حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ غیر منقول جائداد کو کسی شخص نے جتنے میں خرید ا اُتنے ہی میں اُس جائداد کے مالک ہونے کا حق جو دوسرے شخص کو حاصل ہو جاتا ہے اس کو شفعہ کہتے ہیں۔ یہاں اس کی ضرورت نہیں کہ مشتری اس پر راضی ہو جب ہی شفعہ کیا جائے وہ راضی ہو یا ناراض بہرصورت جو حق دار ہے لے سکتا ہے۔ جس شخص کو یہ حق حاصل ہے اوس کو شفیع کہتے ہیں۔ مشتری نے مثلی چیز کے عوض میں جائداد خریدی ہے مثلاً روپے اشرفی پیسے کے عوض میں ہے تو اُس کی مثل دے کر شفیع لے لے گا اور اگر قیمی چیز ثمن ہے تو اُس کی جو کچھ قیمت ہے وہ دے گا۔ شفعہ وہ شخص کر سکتا ہے جس کی مِلک جائداد مبیعہ سے متصل ہے خواہ اُس جائداد میں شفیع کی شرکت ہو یا اس کا جوار (پڑوس) ہو۔ (درمختار، کتاب شفعہ، بیروت)

4716 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ مَيْسَرَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيْدِ عَنْ اَبِيْ رَافِعٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَلْجَارُ اَحَقُّ بِسَقَبِهٖ".

☆☆ حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''پڑوسی شفعہ کرنے کا زیادہ حقدار ہوتا ہے''۔

ہمسائے کے شفعہ کے ثبوت میں فقہی اختلاف کا بیان

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی سے شفعہ کا ثبوت ہے کہ شفعہ ہر اس شریک کو ملے گا جس نے تقسیم نہ کی ہو۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد بھی ہے۔ کہ گھر کا شریک گھر اور زمین کا زیادہ حقدار ہے۔ اور اس کا انتظار کیا جائے جب وہ غائب ہو۔ لیکن اس میں شرط یہ ہے کہ دونوں کا راستہ ایک ہو اور یہ بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بھی ارشاد ہے کہ ہمسایہ اپنی قربت کے سبب زیادہ حقدار ہے۔ تو عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سقب کیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شفعہ ہے۔ اور دوسری روایت میں ہمسایہ شفعہ کا زیادہ حقدار ہے یہ روایت کیے گئے ہیں۔

حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ ہمسایہ ہونے کے سبب حق شفعہ حاصل نہ ہوگا کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ شفعہ غیر مقسوم چیزوں میں ہے۔ پس جب حدود کا تقرر ہو گیا ہے اور راستوں کو بدل دیا گیا ہے تو اب اس کو حق شفعہ حاصل نہ ہوگا۔ اور یہ بھی دلیل ہے کہ حق شفعہ یہ قیاس کی طرق میں ایک جدا مسئلہ ہے۔ کیونکہ اس میں دوسرے کے مال پر بغیر اس کی رضا کے مالک بننا ہے۔ حالانکہ شریعت مطہرہ نے حق شفعہ کے ساتھ غیر مقسوم چیزوں کے بارے میں بیان کیا ہے۔ جبکہ ہمسایہ یہ

4716-اخرجه البخاري في الشفعة، باب عرض الشفعة على صاحبها قبل البيع (الحديث 2258) مطولاً، و في الحيل، باب في الهبة و الشفعة (الحديث 6977 و 6978) مطولاً، و باب احتيال العامل ليهدي له (الحديث 6980 و 6981) واخرجه ابو داؤد في البيوع والاجارات، باب في الشفعة (الحديث 3516) واخرجه ابن ماجه في الشفعة، باب الشفعة بالجوار (الحديث 2495)، و باب اذا وقعت الحدود فلا شفعة (الحديث 2498) . تحفة الاشراف (12027) .

مورد شرع کے مطابق نہیں ہے۔ کیونکہ اصل میں شفیع کو تقسیم کرنے کی مشقت ہوتی ہے جبکہ فرع میں اس کے لئے کوئی مشقت والی بات نہیں ہے۔

اور ہمارے نزدیک وہ روایات ہیں جو پہلے ہم نے بیان کردی ہیں۔ کیونکہ شفیع کی ملکیت مشتری کے ساتھ دوام اور مستقل طور پر ملی ہوئی ہے۔ پس مورد شریعت پر قیاس کرتے ہوئے معاوضہ بہ مال کے وجود کے سبب اس وقت شفیع کے لئے حق شفعہ ثابت ہو جائے گا۔ اور یہ حکم اس دلیل کے سبب سے ہے کہ شریعت کا مورد ہونا یہ ہمسائے کے نقصان کو دور کرتے ہوئے صفت اتصال پر قائم ہے کیونکہ تمام نقصانات کی جڑ ہمسائیگی ہے۔ جس طرح عرف میں ہے۔ اور اس مادہ کو ختم کردینا یہ شفیع کے مالک بننے کے اولی ہے کیونکہ شفیع کو اس کے آباء اجداد کے ٹکڑے سے دور کرنے کے سبب اس کے حق میں نقصان زیادہ نقصان دہ ہے۔ اور تقسیم کا نقصان یہ مشروع ہے۔ جو اپنے سوا کے نقصان کو ثابت کرنے کے لئے علت بننے کی قوت نہیں رکھتا۔ (ہدایہ، کتاب شفعہ، لاہور)

ہر منقول چیز میں شفعہ ہونے کا بیان

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر اس غیر منقول چیز میں حق شفعہ ثابت ہونے کا فیصلہ صادر فرمایا ہے (جو شراکت میں ہو) اور شرکاء کے درمیان تقسیم نہ کی گئی ہو لہذا جب حدود مقرر ہو جائیں یعنی مشترک ملکیت کی زمین یا مکان باہم تقسیم ہو جائے اور ہر ایک حصہ کے راستے الگ الگ کر دیئے جائیں تو پھر شفعہ باقی نہیں رہتا یعنی اس صورت میں چونکہ شرکت باقی نہیں رہتی اس لئے کسی کو بھی حق شفعہ حاصل نہیں ہوتا۔ (بخاری، مشکوۃ المصابیح، جلد سوم: رقم الحدیث، 180)

جب کسی زمین یا کسی مکان کے مشترک طور پر کئی مالک ہوں تو اس کے شرکاء کو ہر ایک کے حصے میں حق شفعہ اسی وقت تک حاصل رہتا ہے جب تک کہ اس زمین یا اس مکان کی باہم تقسیم نہ ہو اگر وہ زمین یا مکان شرکاء آپس میں تقسیم کرلیں اور سب کے حصے الگ ہو جائیں اور سب حصوں کے راستے بھی جدا جدا ہو جائیں تو اس صورت میں کسی کو بھی حق شفعہ حاصل نہیں رہتا۔ اس طرح یہ حدیث اس بات کی دلیل ہوگی کہ حق شفعہ صرف شریک کو حاصل ہوتا ہے ہمسایہ کو حاصل نہیں ہوتا چنانچہ حضرت امام شافعی کا مسلک یہی ہے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کے ہاں ہمسایہ کو بھی حق شفعہ حاصل ہوتا ہے ان کی دلیل دوسری احادیث ہیں ان کے نزدیک اس حدیث کی مراد یہ ہے کہ اس زمین یا مکان کی تقسیم کے بعد شرکت کا شفعہ باقی نہیں رہتا لہذا حدیث کا یہ مفہوم مراد لینے کی صورت میں ہمسائیگی کے شفعہ کی نفی لازم نہیں آتی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے دو پڑوسی ہیں، میں ان دونوں میں سے کس کے پاس ہدیہ بھیجوں؟ آپ نے فرمایا کہ جس کا دروازہ تجھ سے زیادہ قریب ہو۔ (صحیح بخاری، ۲۲۵۹)

علامہ قسطلانی نے کہا کہ اس سے شفعہ کا جواز ثابت نہیں ہوتا۔ حافظ نے کہا کہ ابورافع کی حدیث ہمسایہ کے لیے حق شفعہ ثابت کرتی ہے اب اس حدیث سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ نکالا کہ اگر کئی ہمسائے ہوں تو وہ ہمسایہ حق شفعہ میں مقدم سمجھا جائے گا

جس کا دروازہ جائیداد مبیعہ سے زیادہ نزدیک ہو۔

جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شفعہ کا حق ہر ایسے مال میں رکھا ہے جو ابھی تقسیم نہیں ہوا اور جب حدود کا تعین ہو جائے اور راستے جدا ہو جائیں تو اب شفعہ کا حق نہیں ہے۔ (سنن ابوداؤد: جلد سوم: رقم الحدیث، 121)

منقولہ اور غیر منقولہ چیز کے شفعہ میں مذاہب اربعہ

شفعہ کہتے ہیں شریک یا ہمسائے کا حصہ وقت بیع کے اس کے شریک یا ہمسایہ کو جبرا منتقل ہونا۔ امام بخاری کہتے ہیں کہ ہر چیز میں شفعہ ہے اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ جانور میں ہے اور کسی منقولہ جائیداد میں نہیں اور شافعیہ اور حنفیہ کہتے ہیں کہ شفعہ صرف جائیداد غیر منقولہ میں ہوگا۔ اور شافعیہ کے نزدیک شفعہ صرف شریک کو ملے گا نہ کہ ہمسایہ کو۔ اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ہمسایہ کو بھی حق شفعہ ہے اور اہل حدیث نے اس کو اختیار کیا ہے۔ علامہ کمال الدین ابن ہمام حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔

وھی ماخوذة لغة من الشفع و ھو الزوج و قیل من الزیادة و قیل من الاعانة و فی الشرع انتقال حصة شریك الی شریك کانت انتقلت الی اجنبی بمثل العوض المسمی و لم یختلف العلماء فی مشروعیتھا (فتح القدیر، کتاب شفعہ)

اور وہ شفع سے ماخوذ ہے جس کے معنی جوڑا کے ہیں۔ کہا گیا کہ زیادتی کے معنی میں ہے۔ بعض نے کہا اعانت کے معنی میں ہے۔ شرع میں ایک کے حصہ کو اس کے دوسرے شریک کے حوالہ کرنا، جب کہ وہ کچھ قیمت پر کسی اجنبی کی طرف منتقل ہو رہا ہو۔ اس کی مشروعیت پر علماء کا اتفاق ہے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر اس چیز میں شفعہ کا حق دیا تھا جو ابھی تقسیم نہ ہوئی ہو۔ لیکن جب حدود مقرر ہو گئیں اور راستے بدل دیئے گئے تو پھر حق شفعہ باقی نہیں رہتا۔ (صحیح بخاری، رقم الحدیث، ۲۲۵۷)

علامہ قسطلانی نے کہا کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب یہ ہے کہ اگر شریک نے شفیع کو بیع کی خبر دی اور اس نے بیع کی اجازت دی پھر شریک نے بیع کی تو شفیع کو حق شفعہ نہ پہنچے گا اور اس میں اختلاف ہے کہ بائع کو شفیع کا خبر دینا واجب ہے یا مستحب ہے۔

ہمسائے کے لئے حق شفعہ کے ثبوت احناف کے دلائل کا بیان

حضرت عمرو بن شرید نے کہا کہ میں سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے پاس کھڑا تھا کہ مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور اپنا ہاتھ میرے شانے پر رکھا۔ اتنے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ابورافع رضی اللہ عنہ بھی آ گئے اور فرمایا کہ اے سعد! تمہارے قبیلہ میں جو میرے دو گھر ہیں، انہیں تم خرید لو۔ سعد رضی اللہ عنہ بولے کہ بخدا میں تو انہیں نہیں خریدوں گا۔ اس پر مسور رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نہیں جی تمہیں خریدنا ہوگا۔ سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ پھر میں چار ہزار سے زیادہ نہیں دے سکتا۔ اور وہ بھی قسط وار۔ ابورافع رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے پانچ سو دینار ان کے مل رہے ہیں۔ اگر میں نے رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم کی زبان سے یہ نہ سنا ہوتا کہ پڑوسی اپنے پڑوس کا زیادہ حق دار ہے۔ تو میں ان گھروں کو چار ہزار پر تمہیں ہرگز نہ دیتا۔ جب کہ مجھے پانچ سو دینار ان کے مل رہے ہیں۔ چنانچہ وہ دونوں گھر ابو رافع رضی اللہ عنہ نے سعد رضی اللہ عنہ کو دے دیئے۔ (صحیح بخاری، ۲۲۵۸)

یہ حدیث حنفیہ کی دلیل ہے کہ ہمسایہ کو شفعہ کا حق ہے۔ شافعیہ اس کی یہ تاویل کرتے ہیں کہ مراد وہی ہمسایہ ہے جو جائیداد مبیعہ میں بھی شریک ہو تا کہ حدیثوں میں اختلاف باقی نہ رہے۔

یہاں ایک وضاحت ضروری ہے کہ شفعہ فقہاء کی اصطلاح میں اس حق کو کہتے ہیں جو پڑوسی کو بطور پڑوسی کے حاصل ہوتا ہے کہ اگر کوئی اپنا مکان زمین جائیداد بیچنا چاہتا ہے تو اس کو خریدنے کا پہلا حق پڑوسی کا ہے۔ اگر وہ کسی وجہ سے عذر کر دیتا ہے تو پھر دوسرے کو بیچا جا سکتا ہے۔ بعض فقہاء کہتے ہیں کہ حق شفعہ صرف استحباب کی حد تک ہے لازمی نہیں جب کہ دوسرے کہتے ہیں کہ حق شفعہ لازمی ہے اور پڑوسی کو اعتراض کا حق حاصل ہے۔

حضرت جابر سے مرفوعا منقول ہے پڑوسی اپنے قرب کی وجہ سے زیادہ حقدار ہے۔

(بخاری کتاب الشفعہ، باب 2، ابوداؤد کتاب البیوع باب 73، سنن النسائی کتاب البیوع، باب 19، ابن ماجہ کتاب الشفعہ باب 2 مسند احمد بن حنبل 6/10)

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب تم میں سے کوئی جائیداد بیچنے کا ارادہ کرے تو اس کو تب تک نہ بیچے جب تک کہ اپنے پڑوسی سے اس کی اجازت نہ لے لے۔ (ابن ماجہ کتاب الشفعہ)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پڑوسی اپنے پڑوسی کے شفع کا زیادہ حقدار ہے۔ وہ اس کا انتظار کرے اگر وہ غائب ہو جب کہ دونوں کا راستہ ایک ہو۔ اس کو سنن اربعہ کے مولفین نے روایت کیا ہے۔

(ابوداؤد کتاب البیوع باب 73، ترمذی کتاب الاحکام باب 32، ابن ماجہ کتاب الشفعہ باب 1,2، مسند احمد 3/303)

حضرت ابن عباس رضی سے مرفوعا روایت ہے کہ جس کے پاس کوئی زمین ہوا اور وہ اس کو بیچنا چاہے تو اس (بیع کو پہلے پہل) پڑوسی کے سامنے رکھے۔ اس روایت کو ترمذی نے بیان کیا ہے۔ (کنز العمال 18692)

حضرت سمرہ بن جندب سے مرفوعا منقول ہے: گھر کا پڑوسی گھر کا زیادہ حقدار ہے۔ (سنن الترمذی کتاب الاحکام باب 31/33)

امام ترمذی نے اس حدیث کے بارے میں فرمایا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ (ابوداؤد کتاب البیوع باب 73)

پڑوسی کے حق میں سے ایک اس کو اپنے دیوار پر لکڑی گاڑنے کا حق بھی دینا ہے اس بارے میں حضرت ابو ہریرہ کی روایت صحیح ہے اور یہی قول امام احمد بن حنبل کا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جب تم میں سے کسی سے اس کا پڑوسی اس کی دیوار میں لکڑی گاڑنے کی اجازت مانگے تو اس کو منع نہ کرے۔ متفق علیہ۔ (بخاری کتاب المظالم باب 20، مسلم کتاب المساقاۃ حدیث 136، ترمذی کتاب الاحکام باب 18، ابن ماجہ کتاب الاحکام باب 15، موطا امام مالک کتاب الاقضیہ 33)

حق شفعہ ہمسائے کے لئے زیادہ ہونے کا بیان

4717 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ قَالَ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ الْمُعَلِّمُ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيْدِ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرْضِى لَيْسَ لِاَحَدٍ فِيْهَا شِرْكَةٌ وَّلَا قِسْمَةٌ اِلَّا الْجِوَارَ . فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "الْجَارُ اَحَقُّ بِسَقَبِهٖ" .

☆☆ عمرو بن شرید اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ایک شخص نے عرض کی: یارسول اللہ! میری زمین ایسی ہے جس میں کوئی شراکت دار نہیں ہے اور اس میں کسی کا حصہ نہیں ہے البتہ زمین کے پڑوس میں (کسی دوسرے شخص کی زمین ہے) تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: پڑوسی اپنے پڑوس کا (یعنی اُس میں شفعہ کرنے کا) زیادہ حقدار ہوتا ہے۔

دوسرے کو حق شفعہ دینے کا بیان

ایک شفیع نے اپنا حق شفعہ دوسرے کو دے دیا مثلاً تین شخص شفیع تھے ان میں سے ایک نے دوسرے کو اپنا حق دے دیا یہ صحیح نہیں بلکہ اس کا حق ساقط ہوگیا اور اس کے سوا جتنے شفیع ہیں وہ سب برابر کے حقدار ہیں بلکہ اگر دو شخص حقدار ہیں ان میں سے ایک نے یہ سمجھ کر کہ مجھے نصف ہی جائداد ملے گی نصف ہی کو طلب کیا تو اس کا شفعہ ہی باطل ہو جائے گا یعنی ضروری ہے کہ ہر ایک پورے کا مطالبہ کرے۔ (درمختار، کتاب شفعہ، بیروت)

شیخ نظام الدین حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ دو شخصوں نے اپنا مشترک مکان بیع کیا شفیع یہ چاہتا ہے کہ فقط ایک کے حصہ میں شفعہ کرے یہ نہیں ہوسکتا۔

اور اگر دو شخصوں نے ایک مکان خریدا اور شفیع فقط ایک مشتری کے حصہ میں شفعہ کرنا چاہتا ہے یہ ہوسکتا ہے۔ ایک شخص نے ایک عقد میں دو مکان خریدے اور شفیع دونوں میں شفعہ کرسکتا ہو تو دونوں میں شفعہ کرے یا دونوں کو چھوڑے یہ نہیں ہوسکتا کہ ایک میں کرے اور ایک کو چھوڑے اور اگر ایک ہی میں وہ شفیع ہے تو ایک میں شفعہ کرسکتا ہے۔ (فتاویٰ ہندیہ، کتاب شفعہ، بیروت)

مشترکہ شفعاء سے متعلق فقہی تصریحات

حضرت سعید بن مسیب اور ابی سلمہ بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا شفعہ کا اس چیز میں جو تقسیم نہ ہوئی ہو شریکوں میں جب تقسیم ہو جائے اور حدیں قائم ہو جائیں پھر اس میں شفعہ نہیں۔ حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ ہمارے نزدیک یہی حکم ہے اور اس میں کچھ اختلاف نہیں ہے۔

سعید بن مسیب سے سوال ہوا کہ شفعے میں کیا حکم ہے انہوں نے کہا شفعہ مکان میں اور زمین میں ہوتا ہے اور شفعے کا استحقاق صرف شریک کو ہوتا ہے۔ سلیمان بن یسار نے بھی ایسا ہی کہا۔

حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ اگر ایک شخص نے مشترک زمین کا ایک حصہ کسی جانور یا غلام کے بدلے میں خریدا

4717-اخرجه ابن ماجه في الشفعة، باب الشفعة بالجوار (الحديث 2496د) . تحفة الاشراف (4840) .

اب دوسرا شریک مشتری سے شفعے کا مدعی ہوالیکن وہ جانور یا غلام تلف ہوگیا اور اس کی قیمت معلوم نہیں مشتری کہتا ہے اس کی قیمت سو دینار تھی اور شفیع کہتا ہے پچاس دینار تھی تو مشتری سے قسم لیں گے اس امر پر کہ اس جانور یا غلام کی قیمت سو دینار تھی۔ بعد اس کے شفیع کو اختیار ہوگا چاہے سو دینار دے کر زمین کے اس حصے کو لے لے چاہے چھوڑ دے البتہ اگر شفیع گواہ لائے اس امر پر کہ اس جانور یا غلام کی قیمت پچاس دینار تھی تو اس کا قول معتبر ہوگا۔

حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ جس شخص نے اپنے مشترک گھر یا مشترک زمین کا ایک حصہ کسی کو ہبہ کیا موہوب لہ نے واہب کو اس کے بدلے میں کچھ نقد دیا یا چیز دی تو اور شریک موہوب لہ کو اسی قدر نقد یا اس چیز کی قیمت دے کر شفعہ سے لیں گے۔

حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ اگر کسی شخص نے اپنا حصہ مشترک زمین یا مشترک گھر میں ہبہ کیا لیکن موہوب لہ نے اس کا بدلہ نہیں دیا تو شفیع کو شفعہ کا استحقاق نہ ہوگا جب موہوب لہ دے گا تو شفیع موہوب لہ کو اس بدلہ کی قیمت دے کر شفعہ لے لے گا۔

حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ اگر بیع کے وقت شفیع غائب ہو تو اس کا شفعہ باطل نہ ہوگا اگرچہ کتنی ہی مدت گزر جائے۔

حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ اگر کئی شریکوں کو شفعے کا استحقاق ہو تو ہر ایک ان میں سے اپنے حصے کے موافق مبیع میں سے حصہ لیں گے اگر ایک شخص نے مشترک حصہ خرید کیا اور سب شریکوں نے شفعے کا دعویٰ چھوڑ دیا مگر ایک شریک نے مشتری سے یہ کہا کہ میں اپنے حصے کے موافق تیری زمین سے شفعہ لوں گا۔ مشتری یہ کہے یا تو تو پوری زمین جس قدر میں نے خریدی ہے سب لے لے یا شفعے کا دعویٰ چھوڑے تو شفیع کو لازم ہوگا یا تو پورا حصہ مشتری سے لے لے یا شفعے کا دعویٰ چھوڑ دے۔

حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ ایک شخص زمین کو خرید کر اس میں درخت لگا دے یا کنواں کھود دے پھر ایک شخص اس زمین کے شفعے کا دعویٰ کرتا ہوا آئے تو اس کو شفعہ نہ ملے گیا جب تک کہ مشتری کے کنوئیں اور درختوں کی بھی قیمت نہ دے۔

حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ جس شخص نے مشترک گھر یا زمین میں سے اپنا حصہ بیچا جب بائع کو معلوم ہوا کہ شفیع اپنا شفعہ لے تو اس نے بیع کو فسخ کر ڈالا اس صورت میں شفیع کا شفعہ ساقط نہ ہوگا بلکہ اس قدر دام دے کر جتنے کو وہ حصہ بکا تھا اس حصے کو لے گا۔

حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ اگر ایک شخص نے ایک حصہ مشترک گھر یا زمین کا اور ایک جانور اور کچھ اسباب ایک ہی عقد میں خرید کیا پھر شفیع نے اپنا حصہ یا شفعہ اس زمین یا گھر میں مانگا مشتری کہنے لگا جتنی چیزیں میں نے خریدی ہیں تو ان سب کو لے لے کیونکہ میں نے ان سب کو ایک عقد میں خریدا ہے تو شفیع زمین یا گھر میں اپنا شفعہ لے گا اس طرح پر کہ ان سب چیزوں کی علیحدہ علیحدہ قیمت لگائیں گے اور پھر ثمن کو ہر ایک قیمت پر حصہ رسد تقسیم کریں گے جو حصہ ثمن کا زمین یا مکان کی قیمت پر آئے اس قدر شفیع کو دے کر وہ حصہ زمین یا مکان کا لے لے گا اور یہ ضروری نہیں کہ اس جانور اور اسباب کو بھی لے لے البتہ اگر اپنی خوشی سے

لے تو مضائقہ نہیں۔

حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ جس شخص نے مشترک زمین میں سے ایک حصہ خرید کیا اور سب شفیعوں نے شفعے کا عدویٰ چھوڑ دیا مگر ایک شفیع نے شفعہ طلب کیا تو اس شفیع کو چاہیے کہ پورا حصہ مشتری کا لے لے یہ نہیں ہو سکتا کہ اپنے حصے کے موافق اس میں سے لے لے۔

حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ اگر ایک گھر میں چند آدمی شریک ہوں اور ایک آدمی ان میں سے اپنا حصہ بیچے سب شرکاء کی غیبت میں مگر ایک شریک کی موجودگی میں اب جو شریک موجود اس سے کہا جائے تو شفعہ لیتا ہے یا نہیں لیتا۔ وہ کہے بالفعل میں اپنے حصے کے موافق لے لیتا ہوں بعد اس کے جب میرے شریک آئیں گے وہ اپنے حصوں کو خرید کریں گے تو بہتر۔ نہیں تو میں کل شفعہ لے لوں گا تو یہ نہیں ہو سکتا بلکہ جو شریک موجود ہے اس سے صاف کہہ دیا جائے گا یا تو شفعہ کل لے لے یا چھوڑ دے اگر وہ لے لے گا تو بہتر نہیں تو اس کا شفعہ ساقط ہو جائے گا۔ (موطا امام مالک: جلد اول: رقم الحدیث، 1303)

تعین حدود کے سبب سقوط حق شفعہ کا بیان

4718 - اَخْبَرَنَا هِلَالُ بْنُ بِشْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ عِيْسٰى عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "الشُّفْعَةُ فِیْ كُلِّ مَالٍ لَّمْ يُقْسَمْ فَاِذَا وَقَعَتِ الْحُدُوْدُ وَعُرِفَتِ الطُّرُقُ فَلَاشُفْعَةَ"۔

☆☆ حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:
''شفعہ ہر ایسے مال میں ہوتا ہے' جسے تقسیم نہ کیا جا سکتا ہو' جب حدود متعین ہوں اور راستے الگ ہو جائیں' تو پھر شفعہ نہیں ہو سکے گا''۔

حق شفعہ کے ثبوت وسقوط میں فقہی تصریحات

سعید بن مسیب اور ابی سلمہ بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا شفعہ کا اس چیز میں جو تقسیم نہ ہوئی ہو شریکوں میں جب تقسیم ہو جائے اور حدیں قائم ہو جائیں پھر اس میں شفعہ نہیں۔

حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ ہمارے نزدیک یہی حکم ہے اور اس میں کچھ اختلاف نہیں ہے۔ سعید بن مسیب سے سوال ہوا کہ شفعے میں کیا حکم ہے انہوں نے کہا شفعہ مکان میں اور زمین میں ہوتا ہے اور شفعے کا استحقاق صرف شریک کو ہوتا ہے۔ سلیمان بن یسار نے بھی ایسا ہی کہا۔

حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ اگر ایک شخص نے مشترک زمین کا ایک حصہ کسی جانور یا غلام کے بدلے میں خریدا اب دوسرا شریک مشتری سے شفعے کا مدعی ہوا لیکن وہ جانور یا غلام تلف ہو گیا اور اس کی قیمت معلوم نہیں مشتری کہتا ہے اس کی قیمت

4718-انفرد به النسائي ۔ تحفة الاشراف (19583) ۔

سو دینار تھی اور شفیع کہتا ہے پچاس دینار تھی تو مشتری سے قسم لیں گے اس امر پر کہ اس جانور یا غلام کی قیمت سو دینار تھی۔ بعد اس کے شفیع کو اختیار ہوگا چاہے سو دینار دے کر زمین کے اس حصے کو لے لے چاہے چھوڑ دے البتہ اگر شفیع گواہ لائے اس امر پر کہ اس جانور یا غلام کی قیمت پچاس دینار تھی تو اس کا قول معتبر ہوگا۔

حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ جس شخص نے اپنے مشترک گھر یا مشترک زمین کا ایک حصہ کسی کو ہبہ کیا موہوب لہ نے واہب کو اس کے بدلے میں کچھ نقد دیا یا چیز دی تو اور شریک موہوب لہ کو اسی قدر نقد یا اس چیز کی قیمت دے کر شفعہ لے لیں گے۔

حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ اگر کسی شخص نے اپنا حصہ مشترک زمین یا مشترک گھر میں ہبہ کیا لیکن موہوب لہ نے اس کا بدلہ نہیں دیا تو شفیع کو شفعہ کا استحقاق نہ ہوگا جب موہوب لہ دے گا تو شفیع موہوب لہ کو اس بدلہ کی قیمت دے کر شفعہ لے لے گا۔

حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ اگر بیع کے وقت شفیع غائب ہو تو اس کا شفعہ باطل نہ ہوگا اگرچہ کتنی ہی مدت گزر جائے۔

حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ اگر کئی شریکوں کو شفعے کا استحقاق ہو تو ہر ایک ان میں سے اپنے حصے کے موافق مبیع میں سے حصہ لیں گے اگر ایک شخص نے مشترک حصہ خرید کیا اور سب شریکوں نے شفعے کا دعویٰ چھوڑ دیا مگر ایک شریک نے مشتری سے یہ کہا کہ میں اپنے حصے کے موافق تیری زمین سے شفعہ لوں گا۔ مشتری یہ کہے یا تو تو پوری زمین جس قدر میں نے خریدی ہے سب لے لے یا شفعے کا دعویٰ چھوڑ دے تو شفیع کو لازم ہوگا یا تو پورا حصہ مشتری سے لے لے یا شفعے کا دعویٰ چھوڑ دے۔

حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ ایک شخص زمین کو خرید کر اس میں درخت لگا دے یا کنواں کھود دے پھر ایک شخص اس زمین کے شفعے کا دعویٰ کرتا ہوا آئے تو اس کو شفعہ نہ ملے گا جب تک کہ مشتری کے کنوئیں اور درختوں کی بھی قیمت نہ دے۔

حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ جس شخص نے مشترک گھر یا زمین میں سے اپنا حصہ بیچا جب بائع کو معلوم ہوا کہ شفیع اپنا شفعہ لے لے تو اس نے بیع کو فسخ کر ڈالا اس صورت میں شفیع کا شفعہ ساقط نہ ہوگا بلکہ اس قدر دام دے کر جتنے کو وہ حصہ بکا تھا اس حصے کو لے گا۔

حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ اگر ایک شخص نے ایک حصہ مشترک گھر یا زمین کا اور ایک جانور اور کچھ اسباب ایک ہی عقد میں خرید کیا پھر شفیع نے اپنا حصہ یا شفعہ اس زمین یا گھر میں مانگا مشتری کہنے لگا جتنی چیزیں میں نے خریدی ہیں تو ان سب کو لے لے کیونکہ میں نے ان سب کو ایک عقد میں خریدا ہے تو شفیع زمین یا گھر میں اپنا شفعہ لے گا اس طرح پر کہ ان سب چیزوں کی علیحدہ علیحدہ قیمت لگائیں گے اور پھر ثمن کو ہر ایک قیمت پر حصہ رسد تقسیم کریں گے جو حصہ ثمن کا زمین یا مکان کی قیمت پر آئے اس قدر شفیع کو دے کر وہ حصہ زمین یا مکان کا لے لے گا اور یہ ضروری نہیں کہ اس جانور اور اسباب کو بھی لے لے البتہ اگر اپنی خوشی سے لے تو مضائقہ نہیں۔ (موطا امام مالک: جلد اول: رقم الحدیث، 1303)

طریق وشرب کے خاص ہونے کا بیان

اور طریق وشرب ان دونوں کا خاص ہونا لازم ہے تا کہ شفعہ کرنے والا اس میں شرکت کے سبب حقدار شفعہ بن جائے اور خاص راستہ یہ ہے کہ وہ غیر نافذ ہو اور خاص شرب یہ ہے کہ ایسی نہر کا ہونا جس میں کشتی نہ چلائی جا سکے۔ اور جس نہر میں کشتیوں کی آمدورفت ممکن ہو وہ عام کے حکم میں ہے۔ یہ حکم طرفین کے نزدیک ہے۔

حضرت امام ابو یوسف علیہ الرحمہ نے نقل کیا گیا ہے کہ خاص شرب یہ ہے کہ وہ ایسی نہر ہونے چاہے جس سے دو یا تین باغات کو سیراب کیا جائے۔ اور جب اس کی مقدار سے زیادہ ہو جائے وہ عام ہے۔

اور جب کوئی گلی کھلی نہ ہو جس سے دوسرے غیر نافذ گلی نکل رہی ہے اور دوسری گلی لمبی بھی ہے اور اگر اس سے نکلنے والی چھوٹی گلی میں کسی گھر کو فروخت کیا جائے تو شفعہ صرف اہل سفلی کے لئے ہوگا۔ اوپر والوں کے لئے حق شفعہ نہ ہوگا۔ اور جب علیا والوں میں کوئی گھر فروخت ہوا ہے تو حق شفعہ دونوں قسم کی گلیوں والوں کو مل جائے گا۔ اس کی دلیل وہی جس کو ہم ادب قاضی میں بیان کر آئے ہیں اور جب کوئی چھوٹی نہر ہے جس سے اور بھی زیادہ چھوٹی نہر نکل رہی ہے تو اس کو ہمارے بیان کردہ مسئلہ میں راستے پر قیاس کیا جائے گا۔ (ہدایہ، کتاب شفعہ، لاہور)

شیخ نظام الدین حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ اگر ایسی نہر ہو کہ اس کا اوپر والا حصہ ایک شخص کو اور نیچے والا دوسرے کا ہو تو کسی آدمی نے اوپر والے کا حصہ خرید لیا تو نیچے والے کو شفعہ کے مطالبہ کا حق ہے اس کا یہ شفعہ پڑوسی والا ہوگا، اور یونہی اگر کسی نے نیچے والے کا حصہ خریدا ہو تو اوپر والے کا شفعہ ہو تو وہ شفعہ پڑوسی والا ہوگا۔ مبسوط میں یوں ہے۔ (فتاوی ہندیہ، کتاب الشفعۃ، بیروت)

علامہ علاؤ الدین حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ اور نہر عظیم اور راستہ عام میں شرکت سبب شفعہ نہیں ہے بلکہ اس صورت میں جار ملاصق کو شفعہ کا حق ملے گا۔ اور نہر عظیم وہ ہے جس میں کشتی چل سکتی ہو اور اگر کشتی نہ چل سکے تو نہر صغیر ہے۔

(درمختار، کتاب شفعہ، بیروت)

شیخ نظام الدین حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں اور مکان کے دو دروازے ہیں ایک دروازہ ایک گلی میں ہے دوسرا دوسری گلی میں ہے اس کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ پہلے دو مکان تھے ایک کا دروازہ ایک گلی میں تھا دوسرے کا دوسری گلی میں تھا ایک شخص نے دونوں کو خرید کر ایک مکان کر دیا اس صورت میں ہر گلی والے اپنی جانب کا مکان شفعہ کر کے لے سکتے ہیں ایک گلی والوں کو دوسری جانب کے حصہ کا حق نہیں۔

دوسری صورت یہ ہے کہ جب وہ مکان بنا تھا اُسی وقت اُس میں دو دروازے رکھے گئے تھے تو دونوں گلی والے پورے مکان میں شفعہ کا برابر حق رکھتے ہیں۔ اور اسی طرح اگر دو گلیاں تھیں دونوں کے بیچ کی دیوار نکال کر ایک گلی کر دی گئی تو ہر ایک کوچہ والے اپنی جانب میں شفعہ کا حق رکھتے ہیں۔ دوسری جانب میں اُنھیں حق نہیں۔ اسی طرح کوچہ سربستہ تھا اُس کی دیوار نکال دی گئی کہ سربستہ نہ رہا بلکہ کوچہ نافذہ ہو گیا تو اب بھی اس کے رہنے والے شفعہ کا حق رکھیں گے۔ (فتاوی ہندیہ، کتاب شفعہ، بیروت)

پڑوسی کے لئے حق شفعہ ہونے کا بیان

4719 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ اَبِىْ رِزْمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوْسٰى عَنْ حُسَيْنٍ - وَهُوَ ابْنُ وَاقِدٍ - عَنْ اَبِى الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالشُّفْعَةِ وَالْجِوَارِ .

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑوس اور شفعہ کا حق حاصل ہونے کا فیصلہ دیا ہے۔

حقدار اول کے دستبردار ہونے پر حق ثانی کا بیان

علامہ علاؤالدین کاسانی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ جب کسی شخص نے ایک مکان کی چھت پر بالا خانہ ہے مگر اس بالا خانہ کا راستہ دوسرے مکان میں ہے اُس مکان میں نہیں ہے جس کی چھت پر بالا خانہ ہے۔ یہ بالا خانہ فروخت ہوا تو وہ شخص شفعہ کریگا جس کے مکان میں اس کا راستہ ہے وہ نہیں کرسکتا جس کے مکان کی چھت پر بالا خانہ ہے۔ اور اگر پہلے شخص نے تسلیم کردیا نہ لینا چاہا تو دوسرا شخص شفعہ کرسکتا ہے مگر بالا خانہ کا کوئی جار ملاصق ہے تو شفعہ میں یہ بھی شریک ہے اور اگر نیچے کی منزل فروخت ہوئی تو بالا خانہ والا شفعہ کرسکتا ہے اور وہ مکان جس میں بالا خانہ کا راستہ ہے فروخت ہوا تو اُس میں بھی بالا خانہ والا شفعہ کرسکتا ہے۔ (بدائع)

کوچہ سربستہ میں جن لوگوں کے مکانات ہیں وہ سب خلیط ہیں کہ خاص راستہ میں شرکت ہوگئی۔ کوچہ سربستہ سے دوسرا راستہ نکلا کہ آگے چل کر یہ بھی بند ہوگیا اس میں بھی کچھ مکانات ہیں اگر اس میں کوئی مکان فروخت ہوا تو اس کوچہ والے حقدار ہیں پہلے کوچہ والے نہیں اور پہلے کوچہ میں مکان فروخت ہوا تو دونوں کوچہ والے برابر کے حقدار ہیں۔

شیخ نظام الدین حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں اور کوچہ سربستہ میں ایک مکان ہے جس میں ایک حصہ ایک شخص کا ہے اور ایک حصہ میں دو شخص شریک ہیں اور جس کوچہ میں یہ مکان ہے اس میں دوسروں کے بھی مکانات ہیں ایک شریک نے اپنا حصہ بیع کیا تو اُس کا شریک شفعہ کرسکتا ہے وہ نہ کرے تو دوسرا شخص کرے جو شریک نہ تھا مگر اسی مکان میں اس کا مکان بھی ہے اور یہ بھی نہ کرے تو اُس کوچہ کے دوسرے لوگ کریں۔ (فتاویٰ ہندیہ، کتاب شفعہ، بیروت)

شرح سنن نسائی جلد پنجم کے اختتامی کلمات کا بیان

الحمدللہ! آج بہ روز ہفتہ 29 صفر المظفر 1437 ھ بہ مطابق ۱۲ر دسمبر ۲۰۱۵ء کو شرح سنن نسائی کی جلد پنجم مکمل ہو چکی ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھ پر حق ظاہر فرمائے اور مجھے اس کی اتباع کرنے کی توفیق عطاء فرمائے اور مجھ پر باطل ظاہر فرمائے اور مجھے اس کے شر سے بچنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین۔

محمد لیاقت علی رضوی بن محمد صادق
چک سنتیکا بہاونگر

خوشخبری

مسلک اہلسنت و جماعت کے عقائد و نظریات۔۔۔

بد مذہبوں کے باطلہ عقائد اور ان کے رد۔۔۔

اہلسنت پر کیئے جانے والے اعتراضات کے جوابات پر مشتمل کتب و رسائل، آڈیو ویڈیو بیانات اور والپیپر حاصل کرنے کے لئے تحقیقات چینل ٹیلیگرام جوائن کریں

https://t.me/tehqiqat

شرح نسائی شریف

جلد 6

تصنیف

امام ابو عبدالرحمن احمد بن شعیب نسائی

شرح

اُستاذُ العلماء علامہ محمد لیاقت علی رضوی دامت برکاتہم العالیہ

شبیر برادرز
اردو بازار ۰ لاہور

اللہ
رسول
محمد

شرح

جلد ششم

سنن نسائی شریف

تصنیف

امام ابو عبدالرحمن احمد بن شعیب نسائی

ترجمہ

ابو العلاء محمد محی الدین جہانگیر

ادام اللہ تعالیٰ معالیہ وبارک ایامہ ولیالیہ

شرح

استاذ العلماء علامہ

محمد لیاقت علی رضوی

شبیر برادرز

زبیدہ سنٹر ۴۰، اردو بازار لاہور

فون: 042-37246006

شبیر برادرز

اردو بازار لاہور

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

شرح
سنن نسائی شریف

باہتمام ——— ملک شبیر حسین
کمپوزنگ ——— ورڈ میکر
سن اشاعت ——— جنوری 2016ء
سرورق ——— شبیر حسین
طباعت ——— اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز لاہور
ہدیہ ——— روپے

شبیر برادرز
40- اردو بازار لاہور
فون: 042-37246006

ضروری التماس

قارئین کرام! ہم نے اپنی بساط کے مطابق اس کتاب کے متن کی تصحیح میں پوری کوشش کی ہے۔ تاہم پھر بھی آپ اس میں کوئی غلطی پائیں تو ادارہ کو آگاہ ضرور کریں تاکہ وہ درست کر دی جائے۔ ادارہ آپ کا بے حد شکر گزار ہوگا۔

شبیر برادرز
اردو بازار لاہور

ترتیب

باب عَقْلِ الْاَصَابِعِ

باب الْمَوَاضِحِ

باب ذِکْرِ حَدِیْثِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ فِی الْعُقُوْلِ وَاخْتِلَافِ النَّاقِلِیْنَ لَهٗ

باب مَنِ اقْتَصَّ وَاَخَذَ حَقَّهٗ دُوْنَ السُّلْطَانِ

باب مَا جَآءَ فِیْ کِتَابِ الْقِصَاصِ مِنَ الْمُجْتَبٰی

کتاب قطع السارق

باب تَعْظِیْمِ السَّرِقَةِ

باب امْتِحَانِ السَّارِقِ بِالضَّرْبِ وَالْحَبْسِ

باب تَلْقِیْنِ السَّارِقِ

باب الرَّجُلُ یَتَجَاوَزُ لِلسَّارِقِ عَنْ سَرِقَتِهٖ بَعْدَ اَنْ یَّاْتِیَ بِهِ الْاِمَامَ وَذِکْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلٰی عَطَاءٍ فِیْ حَدِیْثِ صَفْوَانَ بْنِ اُمَیَّةَ فِیْهِ

باب مَا یَکُوْنُ حِرْزًا وَّمَا لَا یَکُوْنُ

كِتَابُ اٰدَابِ الْقُضَاةِ

كِتَابُ الْأَشْرِبَةِ

مقدمہ رضویہ

اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء اور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں ہدیہ درود وسلام کے بعد اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان خواتین اسلام کے درجات بلند فرمائے جنہوں نےعلم حدیث میں بے پناہ خدمات سرانجام دیں۔اب ہم ان کا تذکرہ حسب ذیل پیش کررہے ہیں۔

خواتین اسلام اور علم حدیث کا بیان

ابتدائے اسلام سے لے کر اس وقت تک سینکڑوں ہزاروں پردہ نشیں مسلم خواتین نے حدود شریعت میں رہتے ہوئے گوشہ عمل وفن سے لے کر میدان جہاد تک ہر شعبہ زندگی میں حصہ لیا اور اسلامی معاشرہ کی تعمیر میں اپنا کردار ادا کیا، خواتین اسلام نے علم حدیث کی جو خدمات انجام دی ہیں، ان کی سب سے پہلی نمائندگی صحابیات وتابعیات کرتی ہیں، اس لئے سب سے پہلے انہی کے کارناموں کا اجمالی نقشہ پیش کیا جارہا ہے۔

صحابیات اور علم حدیث کا بیان

صحابہ کرام کی طرح صحابیات بھی اپنے ذہن ودماغ کے لحاظ سے ایک درجہ اور مرتبہ کی نہیں تھیں اور نہ سب کو یکساں طور سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت ورفاقت نصیب ہوئی تھی، اس لئے ان کی خدمات بھی اسی کے اعتبار سے کم وبیش ہوں گی، کیونکہ حدیث کی خدمات کے لئے سب سے زیادہ ضرورت حفظ اور فہم وفراست ہی کی تھی۔صحابیات میں ازواجِ مطہرات کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہر لحاظ سے زیادہ خصوصیت حاصل تھی، اس لئے اس سلسلہ میں ان کی خدمات سب سے زیادہ ہیں، یوں تو صحابیات کی مجموعی تعداد حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ کے احصاء کے مطابق (1545) ہے، لیکن جنہوں نے روایت حدیث کے ذریعہ حفاظت حدیث کا بیڑا اٹھایا ان کی تعداد سات سو سے زائد بتائی گئی ہے اور ان سے بڑے بڑے صحابہ کرام اور جلیل القدر ائمہ نے علم حاصل کیا ہے(9)، علامہ ابن حزم اپنی کتاب "اسماء الصحابۃ الرواۃ وما لکل واحد من العدد کے اندر کم وبیش (125) صحابیات کا تذکرہ کیا ہے جن سے روایات مروی ہیں اور ان کے اعداد وشمار کے مطابق صحابیات سے مروی احادیث کی کل تعداد (2560) ہے جن میں سب سے زیادہ اُمّ المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مکثرین رواۃ صحابہ میں سے ہیں، ان کی مرویات کی تعداد (2210) ہے(10)، جن میں (286) حدیثیں بخاری ومسلم میں موجود ہیں، مرویات کی کثرت کے لحاظ سے صحابہ کرام میں ان کا چھٹا نمبر ہے(11)، مرویات کی کثرت کے ساتھ احادیث سے استدلال اور استنباط مسائل، ان کے علل

واسباب کی تلاش وتحقیق میں بھی ان کو خاص امتیاز حاصل تھا اوران کی صفت میں بہت کم صحابہ ان کے شریک تھے، کتب حدیث میں کثرت سے اس کی مثالیں موجود ہیں۔

امام زہری جو کبار تابعین میں سے تھے وہ فرماتے ہیں: "کانت عائشة اعلم الناس یسالها الاکابر من اصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم (12)، یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تمام لوگوں میں سب سے زیادہ علم رکھنے والی تھیں، بڑے بڑے صحابہ کرام ان سے مسائل دریافت کرتے تھے۔ دوسری جگہ اس طرح رقمطراز ہیں: "اگر تمام ازواجِ مطہرات کا علم بلکہ تمام مسلمان عورتوں کا علم جمع کیا جائے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا علم سب سے اعلیٰ وافضل ہوگا (13)۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فتویٰ اور درس دیا کرتی تھیں، یہی نہیں بلکہ آپ نے صحابہ کرام کی لغزشوں کی بھی نشاندہی فرمائی، علامہ جلال الدین سیوطی اور زرکشی رحمہما اللہ نے اس موضوع پر "الاصابۃ فیما استدرکتہ عائشۃ علی الصحابۃ کے نام پر مستقل کتاب لکھ رکھی ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرنے والے صحابہ وتابعین کی تعداد سو سے متجاوز ہے (14)۔

ازواجِ مطہرات میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بعد حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا علم حدیث میں ممتاز نظر آتی ہیں، علم حدیث میں ان کے مقام ومرتبہ کے متعلق محمد بن لبید فرماتے ہیں: "کان ازواج النبی صلی الله علیه وسلم یحفظن من حدیث النبی صلی الله علیه وسلم کثیرا مثلا عائشة وام سلمة (15)، یعنی عام طور سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات آپ کی حدیثوں کو بہت زیادہ محفوظ رکھتی تھیں، مگر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور اُمّ سلمہ اس سلسلہ میں سب سے ممتاز تھیں۔ حضرا اُمّ سلمہ سے (378) حدیثیں مروی ہیں (16)۔ ان کے فتوے بکثرت پائے جاتے ہیں، علامہ ابن القیم رحمہ اللہ نے "اعلام الموقعین میں لکھا ہے: "اگر اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کے فتوے جمع کیے جائیں تو ایک چھوٹا سا رسالہ تیار ہوسکتا ہے (17)، ان کا شمار محدثین کے تیسرے طبقہ میں ہے۔ ان کے تلامذہ حدیث میں بے شمار تابعین اور بعض صحابہ بھی شامل ہیں۔

ان دونوں کی طرح دوسری ازواجِ مطہرات نے بھی حدیث کی روایت اور اشاعت میں حصہ لیا اور ان سے بھی بڑے جلیل القدر صحابہ اور تابعین نے احادیث حاصل کیں، جیسے حضرت میمونہ ہیں۔ ان سے (76)، اُمّ حبیبہ سے (65)، حفصہ سے (60)، زینب بنت جحش سے (11) جویریہ سے (7) سودہ سے (5)، خدیجہ سے (1)، مزید براں آپ کی دونوں لونڈیوں میمونہ اور ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہن سے دودو حدیثیں مروی ہیں۔

امہات المومنین کے علاوہ صحابیات میں مشکل ہی سے کوئی صحابیہ ایسی ہوں گی جن سے کوئی نہ کوئی روایت موجود نہ ہو، چنانچہ آپ کی پیاری بیٹی لختِ جگر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے (18)، آپ کی پھوپھی حضرت صفیہ سے (11) حدیثیں مروی ہیں (18)۔ عام صحابیات میں سے حضرت اُمّ نطل سے (30) حدیثیں مروی ہیں، حضرت اُمّ سلیم اور اُمّ رومان سے چند حدیثیں مروی ہیں، اُمّ سلیم سے بڑے بڑے صحابہ مسائل دریافت کرتے تھے، ایک بار کسی مسئلہ میں حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت زید بن ثابت میں اختلاف ہوا تو دونوں نے ان ہی کو حکم مانا (19)۔ حضرت اُمّ عطیہ سے متعدد صحابہ وتابعین نے روایت کیا اور صحابہ وتابعین ان سے مردہ کو نہلانے کا طریقہ سیکھتے تھے (20)۔

مسانید صحابیات اور علم حدیث کا بیان

صحابیات کی کثرت روایت اوران کی خدمت حدیث کا اندازہ اس سے کیا جاسکتا ہے کہ امام احمد بن حنبل نے (140) سے زائد صحابیات کا تذکرہ لکھا ہے، اسی طرح "اسد الغابۃ اور "الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ میں (500) سے زائد صحابیات کے تراجم موجود ہیں، "تہذیب التہذیب میں (233) خواتین اسلام کا تذکرہ ہے جن میں بیشتر صحابیات ہیں (21)۔

تابعیات وتبع تابعیات اور علم حدیث کا بیان

صحابیات کی صحبت اور ایمان کی حالت میں جن خواتین نے پرورش پائی یا ان سے استفادہ کیا ان کو تابعیات کہا جاتا ہے، صحابیات کی طرح تابعیات نے بھی فن حدیث کی حفاظت واشاعت اور اس کی روایت اور درس وتدریس میں کافی حصہ لیا اور بعض نے تو اس فن میں اتنی مہارت حاصل کی کہ بہت سے کبار تابعین نے ان سے اکتساب فیض کیا۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کی کتاب "تقریب التہذیب کی ورق گردانی کرنے سے یہ بات مترشح ہوجاتی ہے کہ صحابیات کی طرح تابعیات کی ایک بڑی تعداد نے روایت وتحمل حدیث میں انتھک کوشش کی، چنانچہ ان کے اعداد وشمار کے مطابق (121) تابعیات اور (26) تبع تابعیات ہیں۔ البتہ "تقریب التہذیب" کے مطالعہ سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ ان تابعیات میں کچھ پائے ثقاہت کو پہنچی ہیں، زیادہ تعداد میں مجہولات پائی جاتی ہیں۔ چند مشہور تابعیات کی خدمت کا تذکرہ کیا جاتا ہے:

حضرت حفصہ بنت سیرین اور علم حدیث کا بیان

انہوں نے متعدد صحابہ وتابعین سے روایت کی ہے، جس میں انس بن مالک اور اُمّ عطیہ وغیرہ ہیں اور ان سے روایت کرنے والوں میں ابن عون، خالد الحذاء، قتادہ وغیرہ شامل ہیں (22)۔ جرح وتعدیل کے امام یحییٰ بن معین نے ان کو "ثقۃ حجۃ" فرمایا (23)۔ ایاس بن معاویہ فرماتے ہیں: "ما ادرکت احدا افضلہ علی حفصۃ (24) میں نے حفصہ سے زیادہ فضل والا کسی کو نہیں پایا۔ امام ذہبی سے انہیں حفاظ حدیث کے دوسرے طبقہ میں شامل کیا ہے (25)۔

عمرہ بنت عبدالرحمٰن اور علم حدیث کا بیان

یہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خاص تربیت یافتہ اوران کی احادیث کی امین تھیں، ابن المدینی فرماتے ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیثوں میں سب سے زیادہ زیادہ قابل اعتماد احادیث عمرہ بنت عبدالرحمٰن، قاسم اور عروہ کی ہیں"۔ محمد بن عبدالرحمٰن فرماتے ہیں کہ مجھ سے عمر بن عبدالعزیز نے فرمایا: "ما بقی احد اعلم بحدیث عائشۃ (26) اس وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی احادیث کا ان سے بڑا کوئی جاننے والا موجود نہیں ہے۔ ابن سعد نے ان کو "عالمہ" لکھا ہے (27)۔ اور امام ذہبی نے ان کو تابعین کے تیسرے طبقہ میں شمار کیا ہے (28)۔ اور ابن المدینی نے "احد ثقات العلماء (29) کے الفاظ استعمال کئے ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ دوسرے صحابہ کرام سے بھی انہوں نے روایتیں کی ہیں۔ ان سے روایت کرنے والوں میں تیرہ سے زیادہ کبار تابعین ہیں۔ 103ھ یا 116ھ میں وفات پائی (30)۔

روایت حدیث کے مختلف ادوار کا بیان

خیر القرون کے تذکرے کے بعد متاخرین کے مختلف ادوار کا تذکرہ بھی مناسب معلوم ہوتا ہے، ان ادوار میں بھی محدثین اور رواۃ کے ہمراہ راویات ومحدثات کی ایک لمبی فہرست دستیاب ہوتی ہے جنہوں نے حفاظت حدیث کی ذمہ داری اپنے ناتواں کندھوں پر اٹھائی۔ خدمت حدیث کی نوعیت علیحدہ علیحدہ اور مختلف ہے۔ کوئی اپنے زمانہ کی شیخۃ الحدیث تھی، کسی کا مسکن علم حدیث کا مرکز تھا، کسی نے حدیث کی تلاش وجستجو میں محرم کے ساتھ اپنے گھر کو خیر باد کہا، تو کسی نے محدثین کے ایک جم غفیر کو روایت حدیث کی اجازت مرحمت فرمائی۔ کسی نے حدیث کی مخصوص کتاب صحیح بخاری کا درس دیا، کتب سنہ اور دیگر کتب حدیث میں سینکڑوں حدیثیں ایسی ہیں جو کسی محدثہ یا راویہ کے توسط سے مروی ہیں۔ امام بخاری، امام شافعی، امام ابن حبان، امام ابن حجر، امام سیوطی، امام سخاوی، عراقی، سمعانی اور امام ابن خلکان رحمہم اللہ جیسے اساطین علم وفن اے اساتذہ کی فہرست میں متعدد خواتین اسلام کے نام ملتے ہیں (31)، جن سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے خواتین نے اپنے ذاتی ذوق وشوق کی بنیاد پر نہ صرف علم حدیث کو حاصل کیا بلکہ اس کی نشر واشاعت کا فریضہ بھی انجام دیا ہے۔ جس طرح محدثین اور علم حدیث سے شغف رکھنے والوں اور خدمت حدیث میں دل چسپی رکھنے والوں کی تعداد وافر مقدار میں پائی جاتی ہے، اسی خواتین اسلام کی بھی ایک طویل فہرست کتب اسماء ورجال کی ورق گردانی کے بعد دستیاب ہوتی ہے، چنانچہ چوتھی صدی ہجری سے لے کر دسویں صدی ہجری کی محدثات اور راویات اور خدمت حدیث میں اپنے نام کو روشن کرنے والیوں کا ایک تذکرہ پیش کیا جا رہا ہے:

چوتھی صدی ہجری میں پانچ خواتین، پانچویں صدی ہجری میں پندرہ، چھٹی صدی ہجری میں پچھتر، ساتویں صدی ہجری میں پینسٹھ، آٹھویں صدی ہجری میں ایک سو بانوے، نویں صدی ہجری میں ایک سو اکسٹھ اور دسویں صدی ہجری میں تین خواتین اسلام نے مختلف حوالوں سے خدمت حدیث کا کا انجام دیا (32)۔ ان کے علاوہ بہت ساری محدثات اور راویات ہیں، لیکن ان کی تاریخ وفات نیز ان کے اساتذہ اور تلامذہ کا سراغ نہ لگنے کی وجہ سے صدی متعین نہ ہو سکی، جس کی وجہ سے ان کا تذکرہ نہیں کیا گیا۔ بہر حال خادمات حدیث کے جو اعداد وشمار بھی آپ کی نگاہوں سے گزرے ان سے آپ مسلم خواتین کی سرگرمیوں کا اندازہ بخوبی لگا سکتے ہیں، نیز حفاظت حدیث اور اس کی نشر واشاعت میں ان کی تگ ودو کا ہلکا سا پس منظر بھی آپ کے سامنے آ گیا ہوگا۔ (ان تمام تر خدمات دینیہ کے ساتھ ساتھ وہ اسلامی اقدار کی پاسداری میں بھی اپنی مثال آپ تھیں)۔

تحصیل حدیث کے لئے سفر کا بیان

جس طرح احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش وجستجو میں محدثین نے عالم اسلام کی خاک چھانی ہے اور جملہ نوائب ومصائب کو برداشت کیا، ابتدائی دور میں احادیث وآثار کی روایت اور ان کی تدوین کے لئے بہت لمبے لمبے اسفار کئے تھے، لیکن بعد میں سند عالی کی طلب بھی ان اسفار کا سبب بن گئی، اسی خواتین اسلام نے بھی اپنی صنفی حیثیت وصلاحیت کے مطابق شرعی پردہ میں رہ کر تحصیل حدیث کے لئے دور دراز ملکوں اور شہروں کا سفر کیا اور محدثین کی فہرست میں اپنا نام درج کروایا (33)۔

ام علی تقیہ بنت ابوالفرج بغدادیہ نے بغداد سے مصر جا کر قیام کیا اور اسکندریہ میں امام ابوطاہر احمد بن محمد السلفی سے اکتساب علم

کیا(34)۔اسی طرح زینب بنت برہان الدین اردبیلیہ کی ولادت مکہ مکرمہ میں ہوئی، ہوش سنبھالنے کے بعدانہوں نے اپنے چچا کے ساتھ بلادعجم کا سفر کیااوربیس سال کے بعد مکہ مکرمہ واپس آئیں (35)۔اُمّ محمد زینب بنت احمد بن عمر کا وطن بیت المقدس تھا، امام ذہبی نے ان کو "المعمرۃ الرحالۃ" کے القاب سے یاد کیا ہے، کیونکہ دور دراز کا سفر کرکے تحصیل علم اور حدیث کی روایت میں مشہور تھیں، اسی وجہ سے بعد میں دوردراز ملکوں کے طلبہ حدیث ان سے روایت کرتے تھے(36)۔(یادرہے کہ ان محدثات کے یہ اسفار محرم کے بغیر ہرگز نہ ہوتے تھے اوران کی درسگاہیں بھی اسلامی اقداراور حجاب کی پابندی میں ہوتی تھی)۔

محدثات کی درس گاہوں کا بیان

ان خواتین اسلام یعنی ک طینت محدثات اورراویات سے شرف تلمذ حاصل کرنے کے لئے مختلف علاقوں اوردوردراز ملکوں سے طلبہ حدیث جوق درجوق حاضر ہوتے تھے اوران سے روایت کرنے کواپنے لئے باعث صدافتخار تصور کرتے تھے،ان کی درس گاہوں میں طلبہ ہی نہیں بلکہ ائمہ وحفاظ حدیث بھی آ کراکتساب فیض کرتے تھے۔اُمّ محمد زینب بنت مکی حرانیہ نے چورانوے سال کی عمر تک حدیث کادرس دیااوران کی درس گاہ میں طلبہ کا کافی ہجوم رہا کرتا تھا،امام ذہبی نے لکھا ہے:"**وازدحم علیھا الطلبة** (37)۔اُمّ عبداللہ زینب بنت کمال الدین مقدسیہ مسندۃ الشام کی پوری زندگی احادیث کی روایت اور کتب حدیث کی تعلیم میں گزری،ان کی درس گاہ میں طلبہ کی کثرت ہواکرتی تھی،امام ذہبی نے لکھا ہے:"**تکاثر علیھا وتفردت وروت کتبا کثیرا** (38)۔

علم حدیث میں خواتین کی تدریسی خدمات کابیان

عام طور سے محدثات کی مجلس درس ان کی رہائش گاہوں میں منعقد ہوتی تھی اورطلبہ حدیث وہیں جاکراستفادہ کرتے تھے،جیسا کاامام ذہبی اورابن الجوزی نے ان سے روایت کے سلسلہ میں ان کی قیام گاہوں کی نشاندہی کی ہے،مگر بعض محدثات نے مختلف شہروں میں بھی درس دیاہےاوردینی علم کوعام کیاہے(39)۔خلدیہ بنت جعفر بن محمد بغداد کی باشندہ تھیں،ایک مرتبہ وہ بلادعجم کے سفر میں نکلیں تو مقام دینور میں ان سے خطیب ابوالفتح منصور بن ربیعہ زہری نے حدیث کی روایت کی (40)۔مسندۃ الوقت ست الوزراء بنت عمر تنوخیہ نے متعدد بار مصراوردمشق میں صحیح بخاری اورمسندامام شافعی کادرس دیا(41)۔

حاصل کلام یہ ہے کہ خیرالقرون سے لے کرعصر حاضر تک ہر دور میں کم وبیش خواتین اسلام نے علم حدیث کی اشاعت میں جو خدمات جلیلہ انجام دی ہیں خواہ تعلیم وتدریس کے میدان میں ہو، یاتصنیف وتالیف کے میدان میں وہ قابل تعریف وستائش اور ناقابل فراموش ہےاور پورے وثوق واعتماد کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ خواتین اسلام کی علمی خدمات سے چشم پوشی کرنا تاریخ کے ایک روشن باب کوصفحۂ ہستی سے ناپید کرنا ہے۔

آخر میں اللہ رب العالمین سے دعاگوہوں کہ الٰہی ان خواتین اسلام کی علمی خدمات اورمساعی جمیلہ کوشرف قبولیت عطافرما، نیز ہم طالبان علوم نبوت کوعلم کے ساتھ ساتھ اس پرعمل پیراہونے کی توفیق عنایت فرما، آمین۔

حوالہ جات:(9) خاتون اسلام ص69 ،تالیف: ڈاکٹر مقتدی حسن ازہری۔(10)بقی بن مخلد القرطبی ص79، تدریب الراوی:20/677۔(11) خدمت حدیث میں خواتین کا حصہ ص17 ،تالیف: مجیب اللہ ندوی۔(12) تہذیب التہذیب: 12/463، سیر الصحابیات ص28۔(13) تہذیب التہذیب:

12/463، الاستیعاب: 4/1883۔ (14) تہذیب التہذیب: 12/461، 463۔ (15) طبقات ابن سعد: 2/375۔ (16) بقی بن مخلد القرطبی ص 81، سیر الصحابیات ص 9۔ (17) اعلام الموقعین لابن قیم الجوزیہ: 1/15۔ (18) بقی بن مخلد القرطبی ص/16084۔ (19) مسند احمد: 6/430، منقول از خدمت حدیث میں خواتین کا حصہ ص 12۔ (20) تہذیب التہذیب: 12/455۔ (21) تہذیب التہذیب: 516-12/426۔ (22) تہذیب التہذیب: 12/438۔ (23) تہذیب التہذیب: 12/438۔ (24) تہذیب التہذیب: 12/438۔ (25) تذکرۃ الحفاظ: 1/9۔ (26) تہذیب التہذیب: 12/466۔ (27) تہذیب التہذیب: 12/466۔ (28) تذکرۃ الحفاظ: 1/94۔ (29) تہذیب التہذیب: 12/466۔ (30) تہذیب التہذیب: 12/466۔ (31) تلخیص از ماہنامہ السراج مارچ 2001ء ص 24۔ (32) تلخیص از مجلہ الفرقان جولائی تا ستمبر 2002ء ص-3726۔ (33) خواتین اسلام کی دینی وعلمی خدمات ص 30-29۔ (34) ابن خلکان 1/103۔ (35) العقد الثمین: 8/224۔ (36) ذیل العبر للذہبی: ص 126۔ (37) العبر: 5/358۔ (38) العبر: 5/213۔ (39) خواتین اسلام کی دینی وعلمی خدمات ص 54 (40) تاریخ بغداد: 14/444۔ (41) خواتین اسلام کی دینی وعلمی خدمات ص 54۔ (42) العقد الثمین: 8/202۔ (43) العبر للذہبی: 5/194۔ (44) ذیل العبر للذہبی، ص ۴۹، بیروت)

روایت حدیث میں احتیاط کا بیان

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا جھوٹ کے قریب جانا تو ابعد الابعاد تھا وہ تو اس حدیث کی روایت میں بھی بڑی احتیاط کرتے تھے جو انہوں نے رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے براہ راست سنی تھی کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے جو مجھ پر جھوٹ باندھتا ہے اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ ان کی آنکھوں کے سامنے تھا جس کا خوف انہیں بسا اوقات اصل حدیث کی روایت میں بھی محتاط کر دیتا تھا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ جو اصحاب مکثرین میں سے ہیں روایت حدیث میں اپنی احتیاط بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ مجھے تم سے بکثرت حدیثیں بیان کرنے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان روکتا ہے کہ جس نے مجھ پر عمداً جھوٹ باندھا وہ اپنا ٹھکانہ آگ میں بنا لے۔ (صحیح بخاری، ج 1، ص: 21، صحیح مسلم، ج 1، ص: 7)

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما اپنے والد محترم جناب زبیر رضی اللہ عنہ سے عرض کرتے ہیں کہ میں تمہیں سنتا کہ آپ بھی "اتنی کثرت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں بیان کرتے ہوں جیسا کہ فلاں اور فلاں بیان کرتا ہے، وہ فرمانے لگے: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا تو نہیں ہوا لیکن میں نے سنا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے: "جو مجھ پر جھوٹ باندھتا ہے اس کا ٹھکانہ آگ ہے۔ (صحیح بخاری، ج 1، ص: 12)

معروف تابعی عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ اپنا مشاہدہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے اس مسجد میں ایک سو بیس (120) صحابہ کو پایا ہے ان میں سے کوئی ایک بھی حدیث بیان کرنے کو تیار نہ ہوتا بلکہ ہر ایک کی خواہش ہوتی تھی کہ کوئی دوسرا بھائی بیان کرے۔ (دارمی)

صحابہ کرام جیسا کہ خود حدیث روایت کرنے میں احتیاط سے کام لیتے اسی طرح کسی دوسرے سے یعنی روایت لینے میں پوری احتیاط کرتے تھے جیسا کہ علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے براہ راست کوئی حدیث سنتا تو اللہ مجھے اس حدیث سے جو نفع پہنچانا چاہتا پہنچا دیتا اور جب کوئی غیر مجھ سے حدیث بیان کرتا تو میں اس سے قسم اٹھواتا اگر وہ قسم اٹھا لیتا تو میں اس کی تصدیق کرتا۔ (مسند احمد، ج 1، ص: 2)

محمد لیاقت علی رضوی حنفی بن محمد صادق

کِتَابُ الْقَسَامَةُ

یہ کتاب قسامت کے بیان میں ہے

مذاہب اربعہ کی روشنی میں مفہوم قسامت کا بیان

"قسامت" ق کے زبر کے ساتھ قسم کے معنی میں ہے یعنی سوگند کھانا۔ شرعی اصطلاح میں "قسامت" کا مفہوم یہ ہے کہ اگر کسی آبادی ومحلہ میں یا اس آبادی ومحلہ کے قریب میں کسی شخص کا قتل ہو جائے اور قاتل کا پتہ نہ چلے تو حکومت واقعات کی تحقیق کرے۔ اگر قاتل کا پتہ چل جائے تو ٹھیک ہے ورنہ اس آبادی یا محلہ کے باشندوں میں سے پچاس آدمیوں سے قسم لی جائے اس طرح کہ ان میں سے ہر آدمی یہ قسم کھائے کہ اللہ کی قسم نہ میں نے اس کو قتل کیا ہے۔ اور نہ اس کے قاتل کا مجھے علم ہے۔

یہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کا مسلک ہے۔ جس کی بنیاد یہ مشہور حدیث ہے کہ (البینہ علی المدعی والیمین علی من انکر) چنانچہ اس باب کی تیسری فصل میں حضرت رافع ابن خدیج سے منقول روایت بھی اسی پر دلالت کرتی ہے۔ حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد کے نزدیک "قسامت" کا مفہوم یہ ہے کہ جس آبادی ومحلہ میں یا جس آبادی ومحلہ کے قریب میں لاش پائی گئی ہے اگر اس کے باشندوں اور مقتول کے درمیان کوئی عداوت ودشمنی رہی ہو یا کوئی ایسی علامت پائی گئی ہو۔

جس سے یہ ظن غالب ہو کہ اس آبادی ومحلہ کے لوگوں نے اس کو قتل کیا ہے جیسے اس آبادی یا محلہ میں لاش کا پایا جانا، تو مقتول کے وارثوں سے قسم لی جائے یعنی ان سے کہا جائے کہ وہ یہ قسم کھائیں کہ اللہ کی قسم! تم نے (یعنی اس آبادی یا محلہ کے لوگوں نے) اس کو قتل کیا ہے۔ اگر مقتول کے وارث یہ قسم کھانے سے انکار کر دیں تو پھر ان لوگوں سے قسم لی جائے جن پر قتل کا شبہ کیا گیا ہے۔

قسامت میں قصاص واجب نہیں ہوتا اگرچہ قتل عمد کا دعویٰ ہو بلکہ اس میں دیت واجب ہوتی ہے خواہ قتل عمد کا دعویٰ ہو یا قتل خطاء کا۔ لیکن حضرت امام مالک فرماتے ہیں کہ اگر قتل عمد کا دعویٰ ہو تو پھر قصاص کا حکم نافذ کرنا چاہئے اور حضرت امام شافعی کا قدیم قول بھی یہی ہے، قسامت کے بارے میں ملحوظ رہنا چاہئے کہ قسامت کا یہ طریقہ زمانہ جاہلیت میں بھی رائج تھا، چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طریقہ کو باقی رکھا اور اسی کے مطابق انصاریوں میں اس مقتول کا فیصلہ کیا جس کے قتل کا انہوں نے خیبر کے یہودیوں پر دعویٰ کیا تھا۔

پچاس قسموں کو پورا کرنے میں فقہی تصریحات کا بیان

حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ بشیر بن یسار سے روایت ہے کہ عبداللہ بن سہل انصاری اور محیصہ بن مسعود خیبر کو گئے اور عبداللہ بن سہل کو کسی نے مار ڈالا تو محیصہ اور ان کے بھائی حویصہ اور عبدالرحمن بن سہل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ

آئے تو عبدالرحمن نے بات کرنی چاہی اپنے بھائی کے مقدمے میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بزرگی کی رعایت کر تو حویصہ اور محیصہ نے قصہ بیان کیا عبداللہ بن سہل کا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم پچاس قسمیں کھاتے ہو (اس بات پر کہ فلاں شخص نے اس کو مار ڈالا ہے) اگر کھاؤ گے تو خون کا استحقاق (یا قاتل کا استحاق؟) تمہیں حاصل ہوگا انہوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (ہم کیونکر کھائیں) ہم اس وقت موجود نہ تھے نہ ہم نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو یہودی پچاس قسمیں کھا کر بری ہو جائیں گے۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وہ کافر ہیں ان کی قسمیں ہم کیونکر قبول کریں گے بشیر بن یسار نے کہا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پاس سے دیت ادا کی۔

حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ ہمارے نزدیک یہ حکم اتفاقی ہے اور میں نے بہت سے اچھے عالموں سے سنا ہے اور اس پر اتفاق کیا ہے۔ اگلے اور پچھلے علماء نے کہا قسامت میں پہلے مدعیوں سے قسم لی جائے گی وہ قسم کھائیں۔ اگر وہ قسم نہ کھائیں تو مدعیٰ علیہم سے قسم لی جائے گی اگر وہ قسم کھالیں گے تو بری ہو جائیں گے۔ اور قسامت دو امروں میں ایک امر سے لازم ہوتی ہے یا تو مقتول خود کہے مجھ کو فلانے نے مارا ہے (اور گواہ نہ ہوں) یا مقتول کے وارث کسی پر اپنا اشتباہ ظاہر کریں اور گواہی کامل نہ ہو تو انہیں دو وجہوں سے قسامت لازم آئے گی۔

حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ اس سنت میں کچھ اختلاف نہیں ہے کہ پہلے قسم ان لوگوں سے لی جائے گی جو خون کے مدعی ہوں۔ خواہ قتل عمد ہو یا قتل خطا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی حارث سے جن کا عزیز خیبر میں مارا گیا تھا پہلے قسم کھانے کو فرمایا تھا۔

حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ اگر مدعی قسم کھالیں تو ان کے خون کا مدعیوں سے پچاس قسمیں لی جائیں گی جب وہ پچاس آدمی ہوں تو ہر ایک سے ایک ایک قسم لی جائے گی اور پچاس سے کم ہوں یا بعض ان میں سے قسم کھانے سے انکار کریں تو مکرر قسمیں لے کر قسمیں پچاس پوری کریں گے مگر جب مقتول کے وارثوں میں جن کو عفو کا اختیار ہے کوئی قسم کھانے سے انکار کرے گا تو پھر قصاص لازم نہ ہوگا بلکہ جب ان لوگوں میں جن کو عفو کا اختیار نہیں کوئی قسم کھانے سے انکار کرے تو باقی لوگوں سے قسم لیں گے اور جن کو عفو کا اختیار ہے ان میں سے اگر کوئی ایک بھی قسم کھانے سے انکار کرے تو باقی وارثوں کو بھی قسم نہ دیں گے۔ بلکہ اس صورت میں مدعیٰ علیہم کو قسم دیں گے ان میں سے پچاس آدمیوں کو پچاس قسمیں دیں گے اگر پچاس سے کم ہوں تو مکرر کر کے پچاس پوری کریں گے اگر مدعیٰ علیہ ایک ہی ہو تو اس سے پچاس قسمیں لیں گے جب وہ پچاس قسمیں کھالے گا بری ہو جائے گا۔

حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ اگر ایک قوم کی قوم کو جس میں بہت آدمی ہوں خون کی تہمت لگے اور مقتول کے وارث ان سے قسم لینا چاہیں تو ہر شخص ان میں سے پچاس پچاس قسمیں کھائے گا یہ نہ ہوگا کہ پچاس قسمیں سب پر تقسیم ہو جائیں یہ میں نے اچھا سنا۔

حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ قسامت مقتول کی عصبوں کی طرف ہوگی جو خون کے مالک ہیں انہی کو قسم دی جاتی ہے اور انہی کی قسم کھانے سے قصاص لیا جاتا ہے۔ (موطا امام مالک: جلد اول: رقم الحدیث، 1456)

باب ذِكْرِ الْقَسَامَةِ الَّتِي كَانَتْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ

اُس قسامت کا تذکرہ' جو زمانۂ جاہلیت میں رائج تھی

4720 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا قَطَنٌ اَبُو الْهَيْثَمِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ يَزِيْدَ الْمَدَنِيُّ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اَوَّلُ قَسَامَةٍ كَانَتْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ كَانَ رَجُلٌ مِّنْ بَنِيْ هَاشِمٍ اسْتَاْجَرَ رَجُلًا مِّنْ قُرَيْشٍ مِّنْ فَخِذِ اَحَدِهِمْ قَالَ فَانْطَلَقَ مَعَهُ فِي اِبِلِهِ فَمَرَّ بِهٖ رَجُلٌ مِّنْ بَنِيْ هَاشِمٍ قَدِ انْقَطَعَتْ عُرْوَةُ جُوَالِقِهٖ فَقَالَ اَغِثْنِيْ بِعِقَالٍ اَشُدُّ بِهٖ عُرْوَةَ جُوَالِقِيْ لَا تَنْفِرُ الْاِبِلُ فَاَعْطَاهُ عِقَالًا يَشُدُّ بِهٖ عُرْوَةَ جُوَالِقِهٖ فَلَمَّا نَزَلُوْا وَعُقِلَتِ الْاِبِلُ اِلَّا بَعِيْرًا وَّاحِدًا فَقَالَ الَّذِي اسْتَاْجَرَهٗ مَا شَاْنُ هٰذَا الْبَعِيْرِ لَمْ يُعْقَلْ مِنْ بَيْنِ الْاِبِلِ قَالَ لَيْسَ لَهٗ عِقَالٌ . قَالَ فَاَيْنَ عِقَالُهٗ قَالَ مَرَّ بِيْ رَجُلٌ مِّنْ بَنِيْ هَاشِمٍ قَدِ انْقَطَعَتْ عُرْوَةُ جُوَالِقِهٖ فَاسْتَغَاثَنِيْ فَقَالَ اَغِثْنِيْ بِعِقَالٍ اَشُدُّ بِهٖ عُرْوَةَ جُوَالِقِيْ لَا تَنْفِرُ الْاِبِلُ . فَاَعْطَيْتُهٗ عِقَالًا فَحَذَفَهٗ بِعَصًا كَانَ فِيْهَا اَجَلُهٗ فَمَرَّ بِهٖ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ الْيَمَنِ فَقَالَ اَتَشْهَدُ الْمَوْسِمَ قَالَ مَا اَشْهَدُ وَرُبَّمَا شَهِدْتُ .

قَالَ هَلْ اَنْتَ مُبَلِّغٌ عَنِّيْ رِسَالَةً مَّرَّةً مِّنَ الدَّهْرِ قَالَ نَعَمْ . قَالَ اِذَا شَهِدْتَ الْمَوْسِمَ فَنَادِ يَا اٰلَ قُرَيْشٍ فَاِذَا اَجَابُوْكَ فَنَادِ يَا اٰلَ هَاشِمٍ فَاِذَا اَجَابُوْكَ فَسَلْ عَنْ اَبِيْ طَالِبٍ فَاَخْبِرْهُ اَنَّ فُلَانًا قَتَلَنِيْ فِيْ عِقَالٍ وَّمَاتَ الْمُسْتَاْجَرُ فَلَمَّا قَدِمَ الَّذِي اسْتَاْجَرَهٗ اَتَاهُ اَبُوْ طَالِبٍ فَقَالَ مَا فَعَلَ صَاحِبُنَا قَالَ مَرِضَ فَاَحْسَنْتُ الْقِيَامَ عَلَيْهِ ثُمَّ مَاتَ فَنَزَلْتُ فَدَفَنْتُهٗ . فَقَالَ كَانَ ذَا اَهْلَ ذَاكَ مِنْكَ . فَمَكُثَ حِيْنًا ثُمَّ اِنَّ الرَّجُلَ الْيَمَانِيَّ الَّذِيْ كَانَ اَوْصَى اِلَيْهِ اَنْ يُّبَلِّغَ عَنْهُ وَافَى الْمَوْسِمَ قَالَ يَا اٰلَ قُرَيْشٍ . قَالُوْا هٰذِهٖ قُرَيْشٌ . قَالَ يَا اٰلَ بَنِيْ هَاشِمٍ . قَالُوْا هٰذِهٖ بَنُوْ هَاشِمٍ . قَالَ اَيْنَ اَبُوْ طَالِبٍ قَالَ هٰذَا اَبُوْ طَالِبٍ . قَالَ اَمَرَنِيْ فُلَانٌ اَنْ اُبَلِّغَكَ رِسَالَةً اَنَّ فُلَانًا قَتَلَهٗ فِيْ عِقَالٍ . فَاَتَاهُ اَبُوْ طَالِبٍ فَقَالَ اخْتَرْ مِنَّا اِحْدٰى ثَلَاثٍ اِنْ شِئْتَ اَنْ تُؤَدِّيَ مِائَةً مِّنَ الْاِبِلِ فَاِنَّكَ قَتَلْتَ صَاحِبَنَا خَطَاً وَّاِنْ شِئْتَ يَحْلِفُ خَمْسُوْنَ مِنْ قَوْمِكَ اَنَّكَ لَمْ تَقْتُلْهُ فَاِنْ اَبَيْتَ قَتَلْنَاكَ بِهٖ . فَاَتٰى قَوْمَهٗ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُمْ فَقَالُوْا نَحْلِفُ . فَاَتَتْهُ امْرَاَةٌ مِّنْ بَنِيْ هَاشِمٍ كَانَتْ تَحْتَ رَجُلٍ مِّنْهُمْ قَدْ وَلَدَتْ لَهٗ فَقَالَتْ يَا اَبَا طَالِبٍ اُحِبُّ اَنْ تُجِيْزَ ابْنِيْ هٰذَا بِرَجُلٍ مِّنَ الْخَمْسِيْنَ وَلَا تُصْبِرْ يَمِيْنَهٗ . فَفَعَلَ فَاَتَاهُ رَجُلٌ مِّنْهُمْ فَقَالَ يَا اَبَا طَالِبٍ اَرَدْتَ خَمْسِيْنَ رَجُلًا اَنْ يَّحْلِفُوْا مَكَانَ مِائَةٍ مِّنَ الْاِبِلِ يُصِيْبُ كُلَّ رَجُلٍ بَعِيْرَانِ فَهٰذَانِ بَعِيْرَانِ فَاقْبَلْهُمَا عَنِّيْ وَلَا تُصْبِرْ يَمِيْنِيْ حَيْثُ تُصْبَرُ الْاَيْمَانُ . فَقَبِلَهُمَا وَجَآءَ ثَمَانِيَةٌ وَّاَرْبَعُوْنَ رَجُلًا حَلَفُوْا . قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ مَا حَالَ الْحَوْلُ وَمِنَ الثَّمَانِيَةِ وَالْاَرْبَعِيْنَ عَيْنٌ تَطْرِفُ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: زمانۂ جاہلیت میں پہلی قسامت یہ تھی کہ بنوہاشم کے ایک شخص کو قریش کے (کسی اور قبیلے سے) تعلق رکھنے والے ایک شخص نے مزدور رکھا' وہ مزدور اپنے مستاجر کے ساتھ اُس کے اونٹوں کے پاس

4720-اخرجه البخاري في مناقب الانصار، باب القسامة في الجاهلية (الحديث 3845) . تحفة الاشراف (6280) .

چلا گیا' وہاں سے بنو ہاشم کے ایک شخص کا گزر ہوا' جس کے ٹوکرے کا بند ٹوٹ چکا تھا۔ اُس شخص نے کہا: ایک رسّی مجھے دے دو' تا کہ میں اپنے ٹوکرے کا منہ بند کر دوں' اونٹ تو نہیں بھاگتے' تو اُس مزدور نے وہ رسّی اُسے دیدی تو اُس آدمی نے اپنے ٹوکرے کا منہ باندھ دیا' پھر انہوں نے ایک جگہ پڑاؤ کیا' اونٹوں کے پاؤں باندھنے شروع کیے' لیکن ایک اونٹ کا پاؤں باندھنے سے رہ گیا تو مستاجر نے اُس مزدور سے دریافت کیا: اس اونٹ کا کیا معاملہ ہے؟ اس کے پاؤں کو کیوں نہیں باندھا گیا؟ مزدور نے جواب دیا: اس کے پاؤں کو باندھنے والی رسّی نہیں ہے۔ مستاجر نے دریافت کیا: وہ رسّی کہاں گئی؟ مزدور نے جواب دیا: ایک ہاشمی میرے پاس آیا تھا' جس کے ٹوکرے کا بند ٹوٹ گیا تھا۔ اُس نے مجھ سے مدد مانگی اور کہا: مجھے یہ رسّی دے دو' جس کے ذریعے میں اپنے ٹوکرے کا منہ باندھ دوں۔ اونٹ تو نہیں بھاگیں گے' تو میں نے وہ رسّی اُسے دیدی تو اُس مستاجر نے اُسے ڈنڈا مارا' جس کے نتیجے میں وہ مزدور فوت ہو گیا (مرنے سے پہلے) اُس مزدور کے پاس سے ایک یمنی گزرا' مزدور نے اُس سے دریافت کیا: کیا تم حج کو جا رہے ہو؟ اُس نے جواب دیا: ابھی تو نہیں جا رہا' لیکن ہو سکتا ہے چلا جاؤں۔ مزدور نے اُس سے کہا: کیا تم میرا پیغام پہنچا دو گے؟ یمنی نے جواب دیا: جی ہاں! تو اس مزدور نے کہا: جب تم حج پر جاؤ تو یہ اعلان کرنا:

اے قریش کے خاندان والو! جب وہ تمہاری بات کا جواب دیں' تو تم یہ اعلان کرنا' اے ہاشم کی اولاد! جب وہ تمہیں جواب دیں' تو اُن سے جناب ابوطالب کے بارے میں دریافت کرنا' اور پھر جناب ابوطالب کو یہ بتانا کہ فلاں شخص نے مجھے قتل کر دیا ہے۔

پھر اُس کے بعد اُس مزدور کا انتقال ہو گیا۔

جب وہ مستاجر مکہ آیا' تو جناب ابوطالب اُس کے پاس آئے اور اُس سے دریافت کیا: ہمارے ساتھی کا کیا حال ہے؟ تو مستاجر نے جواب دیا: وہ بیمار ہو گیا' میں نے اُس کی اچھی طرح دیکھ بھال کی' پھر اُس کا انتقال ہو گیا تو میں نے اُسے راستے میں ہی دفن کر دیا' تو جناب ابوطالب نے فرمایا: وہ تمہاری طرف سے اسی سلوک کا مستحق تھا۔

کچھ عرصہ گزرنے کے بعد وہ یمنی آدمی بھی حج کے موقع پر مکہ آ گیا' جسے مزدور نے یہ وصیت کی تھی کہ وہ اُس کا پیغام وہاں تک پہنچا دے۔ اُس یمنی نے اعلان کیا: اے قریش! لوگوں نے بتایا' ہمارا تعلق قریش سے ہے۔ اُس نے پھر آواز دی: اے بنو ہاشم! لوگوں نے بتایا' ہم بنو ہاشم ہیں۔ اُس نے دریافت کیا: ابوطالب کون ہے؟ تو ایک آدمی نے بتایا' جناب ابوطالب یہ ہیں' تو اُس یمنی نے کہا: مجھے فلاں شخص نے یہ ہدایت کی تھی کہ میں آپ تک یہ پیغام پہنچا دوں کہ فلاں آدمی نے اونٹ کی ایک رسّی کی وجہ سے مجھے قتل کر دیا تو جناب ابوطالب اُس مستاجر کے پاس آئے اور اُس سے فرمایا: تم تین میں سے ایک بات کا انتخاب کر لو' چاہو تو (دیت کے طور پر) سو اونٹ دیدو' کیونکہ تم نے ہمارے ایک ساتھی کو قتل کیا ہے۔ اگر تم چاہو تو تمہاری قوم کے پچاس افراد تمہاری طرف سے یہ قسم اُٹھا لیتے ہیں' تم نے اُسے قتل نہیں کیا۔ اگر تم اس کو بھی نہیں مانتے تو ہم اُس شخص کے بدلے میں تمہیں قتل کر دیں گے۔ وہ شخص اپنی قوم کے افراد کے پاس آیا اور اُن کے سامنے اس صورتِ حال کا تذکرہ کیا۔

تو اُس کی قوم کے افراد نے کہا: ہم قسم اُٹھانے کے لیے تیار ہیں۔

جناب ابوطالب کے پاس بنو ہاشم سے تعلق رکھنے والی ایک خاتون آئی جو اُس قاتل کے قبیلے میں کسی شخص کی بیوی تھی اور اُس

عورت کا اُس مرد سے ایک بچہ بھی تھا۔ اُس خاتون نے کہا: اے ابوطالب! مجھے یہ بات پسند ہے' آپ میرے بیٹے کو اس بات کی اجازت دیں کہ وہ ان پچاس آدمیوں میں شامل ہو کر قسم نہ اُٹھائے' یعنی آپ اُسے قسم اُٹھانے کا حکم نہ کریں۔ تو جناب ابوطالب نے ایسا ہی کیا۔ اُس مستاجر شخص کے قبیلے سے تعلق رکھنے والا ایک اور شخص بھی آیا اور بولا: اے ابوطالب! آپ نے یہ ارادہ کیا ہے' سو اونٹوں کی جگہ پچاس آدمیوں سے اُس شخص کی بے گناہی کی قسم لے لیں' اس حساب سے ہر آدمی کے حصے میں دو اونٹ آتے ہیں' میری طرف سے آپ یہ دو اونٹ قبول کر لیں اور مجھے قسم اُٹھانے پر مجبور نہ کریں۔ اُس وقت جب باقی لوگوں سے قسم لی جائے گی' تو جناب ابوطالب نے وہ دو اونٹ قبول کر لیے' پھر اُس شخص کی قوم کے اڑتالیس افراد آئے اور انہوں نے قسم اُٹھائی (کہ وہ شخص اُس مزدور کے قتل کا ذمے دار نہیں ہے)۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: اُس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے! ایک سال گزرنے سے پہلے اُن اڑتالیس افراد میں سے کسی ایک کی آنکھ میں بھی حرکت باقی نہیں رہی (یعنی اُن سب کا ایک سال گزرنے سے پہلے) انتقال ہو گیا۔

باب الْقَسَامَةِ .

یہ باب قسامت کے بیان میں ہے

4721 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ وَيُوْنُسُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِىْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ - قَالَ اَحْمَدُ بْنُ عَمْرٍو - قَالَ اَخْبَرَنِىْ اَبُوْ سَلَمَةَ وَسُلَيْمَانُ بْنُ يَسَارٍ عَنْ رَّجُلٍ مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْاَنْصَارِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَقَرَّ الْقَسَامَةَ عَلٰى مَا كَانَتْ عَلَيْهِ فِى الْجَاهِلِيَّةِ .

☆☆ سلیمان بن یسار ایک انصاری صحابی کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قسامت کی اُسی صورتِ حال کو برقرار رکھا تھا' جو زمانۂ جاہلیت میں تھی۔

4722 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ هَاشِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِىُّ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ وَسُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اُنَاسٍ مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ الْقَسَامَةَ كَانَتْ فِى الْجَاهِلِيَّةِ فَاَقَرَّهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى مَا كَانَتْ عَلَيْهِ فِى الْجَاهِلِيَّةِ وَقَضٰى بِهَا بَيْنَ اُنَاسٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ فِىْ قَتِيْلٍ ادَّعَوْهُ عَلٰى يَهُوْدِ خَيْبَرَ . خَالَفَهُمَا مَعْمَرٌ .

☆☆ سلیمان بن یسار' ایک صحابی کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں: قسامت کا رواج زمانۂ جاہلیت میں تھا اور

4721-اخرجه مسلم في القسامة، باب القسامة (7 و 8) واخرجه النسائي في القسامة، القسامة (الحديث 2722) مطولاً، و (الحديث 4723) مرسلاً . تحفة الاشراف (15587 و 18747) .

4722-تقدم (الحديث 4721) .

آپ ﷺ نے اس کے مطابق کچھ انصاریوں کے بارے میں فیصلہ دیا تھا' جو اُن کے ایک مقتول کے بارے میں تھا' جس کے بارے میں اُن کا یہ دعویٰ تھا کہ خیبر کے یہودیوں نے اُسے قتل کر دیا تھا۔

معمر نامی راوی نے اس سے مختلف روایت نقل کی ہے (جو درج ذیل ہے)۔

4723 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَنْبَاَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ كَانَتِ الْقَسَامَةُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ ثُمَّ اَقَرَّهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْاَنْصَارِيِّ الَّذِي وُجِدَ مَقْتُوْلًا فِيْ جُبِّ الْيَهُوْدِ فَقَالَتِ الْاَنْصَارُ الْيَهُوْدُ قَتَلُوْا صَاحِبَنَا ۔

☆☆ ابن مسیب بیان کرتے ہیں: قسامت زمانۂ جاہلیت میں تھی' پھر نبی اکرم ﷺ نے اُس انصاری کے بارے میں اس کو برقرار رکھا' جو یہودیوں کے کنویں میں مقتول پایا گیا تھا' تو انصاریوں نے کہا: یہودیوں نے ہمارے ساتھی کو قتل کیا ہے۔

باب تَبْدِئَةِ اَهْلِ الدَّمِ فِي الْقَسَامَةِ ۔

یہ باب ہے کہ قسامت میں خون (کا بدلہ لینے) کے حقداروں سے پہل کی جائے گی

4724 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ عَنْ اَبِيْ لَيْلَى بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْاَنْصَارِيِّ اَنَّ سَهْلَ بْنَ اَبِيْ حَثْمَةَ اَخْبَرَهُ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ سَهْلٍ وَّمُحَيِّصَةَ خَرَجَا اِلٰى خَيْبَرَ مِنْ جَهْدٍ اَصَابَهُمَا فَاُتِيَ مُحَيِّصَةُ فَاُخْبِرَ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ سَهْلٍ قَدْ قُتِلَ وَطُرِحَ فِيْ فَقِيْرٍ اَوْ عَيْنٍ فَاَتَى يَهُوْدَ فَقَالَ اَنْتُمْ وَاللّٰهِ قَتَلْتُمُوْهُ ۔ فَقَالُوْا وَاللّٰهِ مَا قَتَلْنَاهُ ۔ ثُمَّ اَقْبَلَ حَتّٰى قَدِمَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ ثُمَّ اَقْبَلَ هُوَ وَحُوَيِّصَةُ وَهُوَ اَخُوْهُ اَكْبَرُ مِنْهُ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَهْلٍ فَذَهَبَ مُحَيِّصَةُ لِيَتَكَلَّمَ وَهُوَ الَّذِيْ كَانَ بِخَيْبَرَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "كَبِّرْ كَبِّرْ" ۔ وَتَكَلَّمَ حُوَيِّصَةُ ثُمَّ تَكَلَّمَ مُحَيِّصَةُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِمَّا اَنْ يَّدُوْا صَاحِبَكُمْ وَاِمَّا اَنْ يُّؤْذَنُوْا بِحَرْبٍ" ۔ فَكَتَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ ذٰلِكَ فَكَتَبُوْا اِنَّا وَاللّٰهِ مَا قَتَلْنَاهُ ۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

4723-تقدم (الحديث 4721) ۔

4724-اخرجه البخاري في الجزية، باب الموادعة و المصالحة مع المشركين بالمال وغيره و اثم من لم يف بالعهد (الحديث 3173) مختصراً، و في الادب، باب اكرام الكبير و يبدا الاكبر بالكلام و السوال (الحديث 6143)، و في الاحكام، باب كتاب الحاكم الى عماله و القاضي الى امنائه (الحديث 7192) ۔ واخرجه مسلم في القسامة، باب القسامة (الحديث 1 و2 و3 و 4 و 5 و 6) ۔ واخرجه ابو داؤد في الديات، باب القتل بالقسامة (الحديث 4520 و 5421) و اخرجه الترمذي في الديات، باب ما جاء في القسامة (الحديث 1422) و اخرجه النسائي في القسامة، تبدئة اهل الدم في القسامة (الحديث 4725)، و ذكر اختلاف الفاظ الناقلين لخبر سهل فيه (الحديث 4726 و 4727 و 4728 و 4729 و 4730 و 4731) و (الحديث 4732) مرسلاً ۔ و اخرجه ابن ماجه في الديات، باب القسامة (الحديث 2677) ۔ والحديث عند: البخاري في الصلح، باب الصلح مع المشركين (الحديث 2702)، و في الديات، باب القسامة (الحديث 6898) ۔ وابي داؤد في الديات، باب في ترك القود بالقسامة (الحديث 5423) والنسائي في القسامة، ذكر اختلاف الفاظ الناقلين لخبر سهل فيه (الحديث 4733) ۔ تحفة الاشراف (4644) ۔

لِحُوَيِّصَةَ وَمُحَيِّصَةَ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ "تَحْلِفُونَ وَتَسْتَحِقُّونَ دَمَ صَاحِبِكُمْ" . قَالُوْا لَا . قَالَ "فَتَحْلِفُ لَكُمْ يَهُوْدُ" . قَالُوْا لَيْسُوا مُسْلِمِيْنَ . فَوَدَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عِنْدِهٖ فَبَعَثَ اِلَيْهِمْ بِمِائَةِ نَاقَةٍ حَتّٰى اُدْخِلَتْ عَلَيْهِمُ الدَّارَ . قَالَ سَهْلٌ لَقَدْ رَكَضَتْنِيْ مِنْهَا نَاقَةٌ حَمْرَاءُ .

☆☆ حضرت سہل بن ابوحثمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن سہل اور حضرت محیصہ رضی اللہ عنہما خیبر تشریف لے گئے' اپنے کسی کام کے سلسلے میں' جس کی وجہ سے انہیں ضرورت پیش آئی تھی' وہ ایک دوسرے سے جدا ہو گئے' تو حضرت محیصہ رضی اللہ عنہ کے پاس کسی نے آ کر بتایا' حضرت عبداللہ بن سہل رضی اللہ عنہ کو قتل کر کے کنویں میں' یا چشمے میں پھینک دیا گیا ہے' تو حضرت محیصہ رضی اللہ عنہ یہودیوں کے پاس آئے اور بولے: اللہ کی قسم! تم لوگوں نے انہیں قتل کیا ہے' تو ان یہودیوں نے کہا: اللہ کی قسم! ہم نے انہیں قتل نہیں کیا ہے۔ پھر حضرت محیصہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس بات کا تذکرہ کیا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حضرت محیصہ' حضرت حویصہ رضی اللہ عنہما آئے تھے' جو ان کے بڑے بھائی تھے' ان کے ساتھ حضرت عبدالرحمٰن بن سہل رضی اللہ عنہ بھی تھے' حضرت محیصہ رضی اللہ عنہ نے گفتگو شروع کرنا چاہی' کیونکہ وہی خیبر میں موجود تھے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پہلے تم بڑے کو موقع دو' پہلے تم بڑے کو موقع دو' تو حضرت حویصہ رضی اللہ عنہ نے گفتگو شروع کی۔

پھر حضرت محیصہ رضی اللہ عنہ نے گفتگو شروع کی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یا تو وہ تمہارے ساتھی کے خون کی دیت دیں' یا پھر جنگ کے لیے تیار ہو جائیں' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بارے میں یہودیوں کو خط لکھا تو انہوں نے جواب میں لکھا: اللہ کی قسم! ہم نے اسے قتل نہیں کیا ہے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حویصہ اور حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہما سے یہ کہا کہ تم لوگ قسم اٹھا کر اپنے ساتھی کے خون کے حقدار بن جاؤ! تو ان حضرات نے جواب دیا: جی نہیں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر یہودی قسم اٹھا لیں گے' انہوں نے عرض کی: وہ تو مسلمان ہی نہیں ہیں۔

(راوی بیان کرتے ہیں:) تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی طرف سے انہیں دیت ادا کی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف سو اونٹنیاں بھیجیں جو ان کے گھر پہنچ گئیں۔

حضرت سہل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ان میں سے ایک سرخ اونٹنی نے مجھے لات بھی ماری تھی۔

4725 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ اَبِيْ لَيْلٰى بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَهْلٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ اَبِيْ حَثْمَةَ اَنَّهٗ اَخْبَرَهٗ وَرِجَالٌ مِّنْ كُبَرَاءِ قَوْمِهٖ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ سَهْلٍ وَّمُحَيِّصَةَ خَرَجَا اِلٰى خَيْبَرَ مِنْ جَهْدٍ اَصَابَهُمْ فَاُتِيَ مُحَيِّصَةُ فَاُخْبِرَ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ سَهْلٍ قَدْ قُتِلَ وَطُرِحَ فِيْ فَقِيْرٍ اَوْ عَيْنٍ فَاَتٰى يَهُوْدَ وَقَالَ اَنْتُمْ وَاللّٰهِ قَتَلْتُمُوْهُ قَالُوْا وَاللّٰهِ مَا قَتَلْنَاهُ . فَاَقْبَلَ حَتّٰى قَدِمَ عَلٰى قَوْمِهٖ فَذَكَرَ لَهُمْ ثُمَّ اَقْبَلَ هُوَ وَاَخُوْهُ حُوَيِّصَةُ وَهُوَ اَكْبَرُ مِنْهُ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَهْلٍ فَذَهَبَ مُحَيِّصَةُ لِيَتَكَلَّمَ وَهُوَ الَّذِيْ كَانَ بِخَيْبَرَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمُحَيِّصَةَ "كَبِّرْ كَبِّرْ" . يُرِيْدُ السِّنَّ فَتَكَلَّمَ حُوَيِّصَةُ ثُمَّ تَكَلَّمَ مُحَيِّصَةُ فَقَالَ

4725-تقدم (الحديث 4724) .

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "إِمَّا أَنْ يَدُوْا صَاحِبَكُمْ وَإِمَّا أَنْ يُؤْذَنُوْا بِحَرْبٍ". فَكَتَبَ إِلَيْهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ ذٰلِكَ فَكَتَبُوْا إِنَّا وَاللّٰهِ مَا قَتَلْنَاهُ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحُوَيِّصَةَ وَمُحَيِّصَةَ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ "أَتَحْلِفُوْنَ وَتَسْتَحِقُّوْنَ دَمَ صَاحِبِكُمْ". قَالُوْا لَا. قَالَ "فَتَحْلِفُ لَكُمْ يَهُوْدُ". قَالُوْا لَيْسُوْا بِمُسْلِمِيْنَ. فَوَدَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عِنْدِهٖ فَبَعَثَ إِلَيْهِمْ بِمِائَةِ نَاقَةٍ حَتّٰى أُدْخِلَتْ عَلَيْهِمُ الدَّارَ. قَالَ سَهْلٌ لَقَدْ رَكَضَتْنِيْ مِنْهَا نَاقَةٌ حَمْرَاءُ.

☆☆ حضرت سہل بن ابوحثمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: اُن کی قوم کے عمر رسیدہ افراد نے اُنہیں یہ بات بتائی ہے ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن سہل اور حضرت محیصہ رضی اللہ عنہ کسی انتہائی ضرورت کے پیش نظر خیبر چلے گئے تو حضرت محیصہ رضی اللہ عنہ کو آ کر کسی نے بتایا: حضرت عبداللہ بن سہل رضی اللہ عنہ کو قتل کر کے اُنہیں کنویں میں یا چشمے میں پھینک دیا گیا ہے تو وہ یہودیوں کے پاس آئے اور کہا: اللہ کی قسم! تم نے اُنہیں قتل کیا ہے اُنہوں نے جواب دیا: اللہ کی قسم! ہم نے اُنہیں قتل نہیں کیا' پھر حضرت محیصہ رضی اللہ عنہ اپنی قوم کے افراد کے پاس آئے اور اُن کے سامنے اس بات کا تذکرہ کیا' پھر وہ اُن کے بھائی حضرت حویصہ رضی اللہ عنہ جو عمر میں اُن سے بڑے تھے اور عبدالرحمٰن بن سہل رضی اللہ عنہ (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے)۔

حضرت محیصہ رضی اللہ عنہ گفتگو شروع کرنے لگے' کیونکہ خیبر میں وہی موجود تھے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت محیصہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: پہلے بڑے کو موقع دو' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد یہ تھی کہ جو شخص عمر میں بڑا ہے (پہلے وہ گفتگو کرے) تو حضرت حویصہ رضی اللہ عنہ نے گفتگو شروع کی' پھر حضرت محیصہ رضی اللہ عنہ نے گفتگو شروع کی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یا تو وہ تمہارے ساتھی کی دیت دیں گے یا پھر وہ جنگ کے لیے تیار ہو جائیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن لوگوں کو اس بارے میں خط لکھا تو اُنہوں نے جواب میں لکھا: اللہ کی قسم! ہم نے اُنہیں قتل نہیں کیا' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حویصہ' حضرت محیصہ اور حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہم سے یہ فرمایا' کیا اب تم لوگ قسم اُٹھا کر اپنے ساتھی کے خون کے حقدار بن جاؤ گے؟ اُنہوں نے عرض کی: جی نہیں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر یہودی قسم اُٹھا لیں گے' اُنہوں نے عرض کی: وہ لوگ مسلمان نہیں ہیں۔

(حضرت سہل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:) تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی طرف سے اُنہیں دیت ادا کی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کی طرف ایک سو اونٹنیاں بھجوائیں' وہ اُن کے گھر پہنچ گئیں۔

حضرت سہل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اُن میں سے ایک سرخ اونٹنی نے مجھے ٹانگ بھی ماری تھی۔

باب ذِكْرِ اخْتِلَافِ أَلْفَاظِ النَّاقِلِيْنَ لِخَبَرِ سَهْلٍ فِيْهِ

یہ باب ہے کہ اس بارے میں حضرت سہل رضی اللہ عنہ کی نقل کردہ روایات میں نقل کرنے والوں کے لفظی اختلاف کا تذکرہ

4726 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَحْيٰى عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِيْ حَثْمَةَ قَالَ

وَحَسِبْتُ قَالَ وَعَنْ رَّافِعِ بْنِ خَدِيجٍ اَنَّهُمَا قَالَا خَرَجَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَهْلِ بْنِ زَيْدٍ وَّمُحَيِّصَةُ بْنُ مَسْعُوْدٍ حَتّٰى اِذَا كَانَا بِخَيْبَرَ تَفَرَّقَا فِيْ بَعْضِ مَا هُنَالِكَ ثُمَّ اِذَا بِمُحَيِّصَةَ يَجِدُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ سَهْلٍ قَتِيلًا فَدَفَنَهُ ثُمَّ اَقْبَلَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ وَحُوَيِّصَةُ بْنُ مَسْعُوْدٍ وَّعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَهْلٍ - وَكَانَ اَصْغَرَ الْقَوْمِ - فَذَهَبَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ يَتَكَلَّمُ قَبْلَ صَاحِبَيْهِ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "كَبِّرِ الْكُبْرَ فِي السِّنِّ" .
فَصَمَتَ وَتَكَلَّمَ صَاحِبَاهُ ثُمَّ تَكَلَّمَ مَعَهُمَا فَذَكَرُوْا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقْتَلَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَهْلٍ فَقَالَ لَهُمْ "اَتَحْلِفُوْنَ خَمْسِيْنَ يَمِيْنًا وَّتَسْتَحِقُّوْنَ صَاحِبَكُمْ اَوْ قَاتِلَكُمْ" . قَالُوْا كَيْفَ نَحْلِفُ وَلَمْ نَشْهَدْ قَالَ "فَتُبَرِّئُكُمْ يَهُوْدُ بِخَمْسِيْنَ يَمِيْنًا" . قَالُوْا وَكَيْفَ نَقْبَلُ اَيْمَانَ قَوْمٍ كُفَّارٍ فَلَمَّا رَاٰى ذٰلِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْطَاهُ عَقْلَهُ .

☆☆ حضرت سہل بن ابوحثمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں (راوی کہتے ہیں:) میرا خیال ہے' یہ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بھی منقول ہے' یہ دونوں حضرات بیان کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن سہل اور حضرت محیصہ بن مسعود رضی اللہ عنہما روانہ ہوئے' یہ حضرات خیبر پہنچ کر ایک دوسرے سے جدا ہو گئے' وہاں انہیں کوئی کام تھا' پھر حضرت محیصہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن سہل رضی اللہ عنہ کو مقتول پایا تو انہیں دفن کر دیا' پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے' وہ تھے اور اُن کے ساتھ حضرت حویصہ بن مسعود اور حضرت عبدالرحمٰن بن سہل رضی اللہ عنہما بھی تھے۔ حضرت عبدالرحمٰن ان تینوں میں سے سب سے کم عمر تھے۔ حضرت عبدالرحمٰن اپنے دو ساتھیوں سے پہلے گفتگو شروع کرنے لگے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے فرمایا: پہلے عمر میں بڑے کو موقع دو تو وہ خاموش ہو گئے' اُن کے دوسرے ساتھیوں نے بات چیت کی' پھر اُن کے ساتھ حضرت عبدالرحمٰن نے بات چیت کی' ان حضرات نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حضرت عبداللہ بن سہل کے قتل کا مسئلہ پیش کیا' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے فرمایا: کیا تم لوگ پچاس قسمیں اُٹھا لو گے اور اپنے ساتھی کے خون کے حقدار بن جاؤ گے۔

(راوی کو شک ہے' شاید یہ الفاظ ہیں:) اپنے قاتل کے حقدار بن جاؤ گے؟ تو اُنہوں نے عرض کی: ہم کیسے قسم اُٹھا سکتے ہیں جبکہ ہم اُس وقت وہاں موجود نہیں تھے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: پھر یہودی پچاس قسمیں اُٹھا کر تم سے بری الذمہ ہو جائیں گے تو اُنہوں نے عرض کی: ہم کافروں کی قسم کا کیسے اعتبار کر سکتے ہیں۔

راوی بیان کرتے ہیں: جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ صورتِ حال ملاحظہ فرمائی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اُنہیں دیت ادا کر دی۔

4727 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ قَالَ اَنْبَاَنَا حَمَّادٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ اَبِيْ حَثْمَةَ وَرَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ اَنَّهُمَا حَدَّثَاهُ اَنَّ مُحَيِّصَةَ بْنَ مَسْعُوْدٍ وَّعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ سَهْلٍ اَتَيَا خَيْبَرَ فِيْ حَاجَةٍ لَهُمَا فَتَفَرَّقَا فِي النَّخْلِ فَقُتِلَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَهْلٍ فَجَآءَ اَخُوْهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَهْلٍ وَّحُوَيِّصَةُ وَمُحَيِّصَةُ ابْنَا عَمِّهِ

4726-تقدم (الحديث 4724) . 4727-تقدم (الحديث 4724) .

اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَكَلَّمَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ فِىْ اَمْرِ اَخِيْهِ - وَهُوَ اَصْغَرُ مِنْهُمْ - فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "الْكُبْرَ لِيَبْدَاَ الْاَكْبَرُ" . فَتَكَلَّمَا فِىْ اَمْرِ صَاحِبِهِمَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَكَرَ كَلِمَةً مَّعْنَاهَا "يُقْسِمُ خَمْسُوْنَ مِنْكُمْ" . فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَمْرٌ لَمْ نَشْهَدْهُ كَيْفَ نَحْلِفُ قَالَ "فَتُبَرِّئُكُمْ يَهُوْدُ بِاَيْمَانِ خَمْسِيْنَ مِنْهُمْ" . قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَوْمٌ كُفَّارٌ . فَوَدَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ قِبَلِهِ . قَالَ سَهْلٌ فَدَخَلْتُ مِرْبَدًا لَّهُمْ فَرَكَضَتْنِىْ نَاقَةٌ مِّنْ تِلْكَ الْاِبِلِ .

☆☆ حضرت سہل بن ابوحثمہ اور حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: حضرت محیصہ بن مسعود اور حضرت عبداللہ بن سہل رضی اللہ عنہما اپنے کسی کام کے سلسلے میں خیبر تشریف لائے' پھر وہ دونوں کھجور کے باغ میں ایک دوسرے سے الگ ہو گئے' پھر حضرت عبداللہ بن سہل رضی اللہ عنہ کو قتل کر دیا گیا تو اُن کے بھائی عبدالرحمٰن بن سہل رضی اللہ عنہ اور ان کے دو چچازاد بھائی حضرت حویصہ اور حضرت محیصہ رضی اللہ عنہما' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

اپنے بھائی کے معاملے کے بارے میں حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ بات چیت کرنے لگے' وہ ان تینوں میں سے کم عمر تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پہلے بڑے کو موقع دو' بڑے کو پہل کرنی چاہیے۔ تو باقی دو صاحبان نے اپنے ساتھی کے معاملے میں بات چیت کی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بات ارشاد فرمائی' جس کا یہ مطلب بنتا تھا کہ تم میں سے پچاس افراد یہ قسم اُٹھالیں کہ (یہودیوں نے ہمارے ساتھی کو قتل کیا ہے) اُن لوگوں نے عرض کی: یارسول اللہ! یہ ایک ایسا معاملہ ہے' جس کے ہم عینی گواہ نہیں ہیں' ہم کیسے قسم اُٹھا سکتے ہیں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر یہودیوں کے پچاس افراد قسم اُٹھا کر تم سے بری الذمہ ہو جائیں گے۔ اُنہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! وہ کفار لوگ ہیں (ہم اُن کی قسم کا کیسے اعتبار کریں) تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی طرف سے اُن کی دیت ادا کی۔

حضرت سہل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں اُن کے باڑے میں داخل ہوا' تو اُن اونٹوں میں سے ایک اونٹنی نے مجھے ٹانگ ماری۔

4728 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرٌ - وَهُوَ ابْنُ الْمُفَضَّلِ - قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ اَبِىْ حَثْمَةَ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ سَهْلٍ وَّمُحَيِّصَةَ بْنَ مَسْعُوْدِ بْنِ زَيْدٍ اَنَّهُمَا اَتَيَا خَيْبَرَ وَهُوَ يَوْمَئِذٍ صُلْحٌ فَتَفَرَّقَا لِحَوَائِجِهِمَا فَاَتٰى مُحَيِّصَةُ عَلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَهْلٍ وَّهُوَ يَتَشَحَّطُ فِىْ دَمِهٖ قَتِيْلًا فَدَفَنَهٗ ثُمَّ قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ فَانْطَلَقَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَهْلٍ وَّحُوَيِّصَةُ وَمُحَيِّصَةُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَهَبَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ يَتَكَلَّمُ - وَهُوَ اَحْدَثُ الْقَوْمِ سِنًّا - فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "كَبِّرِ الْكُبْرَ" . فَسَكَتَ فَتَكَلَّمَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَتَحْلِفُوْنَ بِخَمْسِيْنَ يَمِيْنًا مِّنْكُمْ فَتَسْتَحِقُّوْنَ دَمَ صَاحِبِكُمْ اَوْ قَاتِلِكُمْ" . قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ نَحْلِفُ وَلَمْ نَشْهَدْ وَلَمْ نَرَ قَالَ "تُبَرِّئُكُمْ يَهُوْدُ بِخَمْسِيْنَ يَمِيْنًا" . قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ نَاْخُذُ اَيْمَانَ قَوْمٍ كُفَّارٍ فَعَقَلَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عِنْدِهٖ .

☆☆ حضرت سہل بن ابوحثمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن سہل اور حضرت محیصہ بن مسعود بن زید رضی اللہ عنہما یہ

4728-تقدم (الحديث 4724) .

دونوں صاحبان خیبر تشریف لائے' اُن دنوں یہودیوں کے ساتھ صلح چل رہی تھی۔ یہ دونوں اپنے کام کے سلسلے میں ایک دوسرے سے الگ ہو گئے' پھر حضرت محیصہ رضی اللہ عنہ' حضرت عبداللہ بن سہل رضی اللہ عنہ کے پاس آئے' تو وہ قتل ہو چکے تھے اور خون میں لت پت تھے۔

حضرت محیصہ رضی اللہ عنہ نے اُنہیں دفن کیا' پھر وہ مدینہ منورہ تشریف لائے' پھر حضرت عبدالرحمٰن بن سہل' حضرت حویصہ اور حضرت محیصہ رضی اللہ عنہم' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ بات چیت شروع کرنے لگے' وہ حاضرین میں سب سے کم عمر تھے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: پہلے بڑے کو موقع دو! تو وہ خاموش ہو گئے' باقی دونوں صاحبان نے بات چیت کی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: کیا تم میں سے پچاس افراد قسم اُٹھا لیں گے؟ اس طرح تم اپنے ساتھی کے خون کے حقدار بن جاؤ گے۔

(راوی کو شک ہے' شاید یہ الفاظ ہیں:) اپنے قاتل کے حقدار بن جاؤ گے تو اُنہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ہم کیسے قسم اُٹھا سکتے ہیں جبکہ ہم وہاں موجود ہی نہیں تھے اور نہ ہی ہم نے قتل ہوتے ہوئے دیکھا ہے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہودی پچاس قسمیں اُٹھا کر تم سے بری الذمہ ہو جائیں گے' اُنہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ہم کافر لوگوں کی قسم کا کیسے اعتبار کریں۔

راوی کہتے ہیں: تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی طرف سے اُنہیں دیت ادا کی۔

4729 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ اَبِىْ حَثْمَةَ قَالَ انْطَلَقَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَهْلٍ وَّمُحَيِّصَةُ بْنُ مَسْعُوْدِ بْنِ زَيْدٍ اِلٰى خَيْبَرَ وَهِىَ يَوْمَئِذٍ صُلْحٌ فَتَفَرَّقَا فِىْ حَوَائِجِهِمَا فَاَتٰى مُحَيِّصَةُ عَلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَهْلٍ وَّهُوَ يَتَشَحَّطُ فِىْ دَمِهٖ قَتِيلًا فَدَفَنَهٗ ثُمَّ قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ فَانْطَلَقَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَهْلٍ وَّحُوَيِّصَةُ وَمُحَيِّصَةُ ابْنَا مَسْعُوْدٍ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَهَبَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ يَتَكَلَّمُ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "كَبِّرِ الْكُبْرَ". وَهُوَ اَحْدَثُ الْقَوْمِ فَسَكَتَ فَتَكَلَّمَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَتَحْلِفُوْنَ بِخَمْسِيْنَ يَمِيْنًا مِّنْكُمْ وَتَسْتَحِقُّوْنَ قَاتِلَكُمْ اَوْ صَاحِبَكُمْ". فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ نَحْلِفُ وَلَمْ نَشْهَدْ وَلَمْ نَرَ فَقَالَ "اَتُبَرِّئُكُمْ يَهُوْدُ بِخَمْسِيْنَ". فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ نَاْخُذُ اَيْمَانَ قَوْمٍ كُفَّارٍ فَعَقَلَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عِنْدِهٖ.

☆☆ حضرت سہل بن ابوحثمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن سہل اور حضرت محیصہ بن مسعود رضی اللہ عنہما خیبر تشریف لے گئے' اُن دنوں اُن کے ساتھ صلح چل رہی تھی' یہ دونوں اپنے کام کے سلسلے میں ایک دوسرے سے جدا ہو گئے' پھر حضرت محیصہ رضی اللہ عنہ' حضرت عبداللہ بن سہل رضی اللہ عنہ کے پاس آئے' تو وہ اپنے خون میں لت پت مقتول تھے۔

حضرت محیصہ رضی اللہ عنہ نے اُنہیں دفن کیا' پھر مدینہ منورہ تشریف لائے' پھر حضرت عبدالرحمٰن بن سہل' حضرت حویصہ اور حضرت محیصہ رضی اللہ عنہم یہ دونوں مسعود کے صاحبزادے ہیں' یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے' عبدالرحمٰن بات چیت شروع کرنے

4729-تقدم (الحديث 4724) .

لگے تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: پہلے بڑے کو موقع دو! اُن کی عمر سب سے کم تھی' تو وہ خاموش ہو گئے' باقی دونوں صاحبان نے بات چیت کی' پھر نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا تم میں سے پچاس افراد قسم اُٹھالیں گے؟ اس طرح تم اپنے قاتل کے (راوی کو شک ہے' شاید یہ الفاظ ہیں:) اپنے ساتھی کے مستحق ہو جاؤ گے' اُن لوگوں نے عرض کی: یارسول اللہ! ہم کیسے قسم اُٹھا سکتے ہیں' جبکہ ہم وہاں موجود ہی نہیں تھے اور ہم نے دیکھا بھی نہیں ہے' نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کیا پچاس قسموں کی وجہ سے تم لوگ یہودیوں کو بری کر دو گے؟

اُنہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! ہم کافر لوگوں کی قسم کو کیسے قبول کر سکتے ہیں؟

(راوی بیان کرتے ہیں:) تو نبی اکرم ﷺ نے اُنہیں اپنی طرف سے دیت ادا کی۔

4730 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ يَقُوْلُ اَخْبَرَنِي بُشَيْرُ بْنُ يَسَارٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ اَبِي حَثْمَةَ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ سَهْلٍ الْاَنْصَارِيَّ وَمُحَيِّصَةَ بْنَ مَسْعُوْدٍ خَرَجَا اِلٰى خَيْبَرَ فَتَفَرَّقَا فِيْ حَاجَتِهِمَا فَقُتِلَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَهْلٍ الْاَنْصَارِيُّ فَجَآءَ مُحَيِّصَةُ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ اَخُو الْمَقْتُوْلِ وَحُوَيِّصَةُ بْنُ مَسْعُوْدٍ حَتّٰى اَتَوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَهَبَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ يَتَكَلَّمُ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَلْكُبْرَ الْكُبْرَ". فَتَكَلَّمَ مُحَيِّصَةُ وَحُوَيِّصَةُ فَذَكَرُوْا شَاْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَهْلٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "تَحْلِفُوْنَ خَمْسِيْنَ يَمِيْنًا فَتَسْتَحِقُّوْنَ قَاتِلَكُمْ". قَالُوْا كَيْفَ نَحْلِفُ وَلَمْ نَشْهَدْ وَلَمْ نَحْضُرْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "فَتُبَرِّئُكُمْ يَهُوْدُ بِخَمْسِيْنَ يَمِيْنًا". قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ نَقْبَلُ اَيْمَانَ قَوْمٍ كُفَّارٍ قَالَ فَوَدَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. قَالَ بُشَيْرٌ قَالَ لِيْ سَهْلُ بْنُ اَبِيْ حَثْمَةَ لَقَدْ رَكَضَتْنِيْ فَرِيْضَةٌ مِّنْ تِلْكَ الْفَرَائِضِ فِيْ مِرْبَدٍ لَّنَا.

☆☆ حضرت سہل بن ابوحثمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن سہل انصاری اور حضرت محیصہ بن مسعود رضی اللہ عنہما خیبر تشریف لے گئے' وہاں وہ دونوں صاحبان اپنے کام کے سلسلے میں ایک دوسرے سے جدا ہو گئے' تو حضرت عبداللہ بن سہل انصاری رضی اللہ عنہ کو قتل کر دیا گیا۔ پھر حضرت محیصہ اور حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ جو مقتول کے بھائی تھے اور حضرت حویصہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ عبدالرحمٰن بات شروع کرنے لگے تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: پہلے بڑے کو موقع دو! پہلے بڑے کو موقع دو! تو حضرت محیصہ اور حضرت حویصہ رضی اللہ عنہما نے گفتگو شروع کی' پھر اُنہوں نے حضرت عبداللہ بن سہل رضی اللہ عنہ کے معاملے کا تذکرہ کیا' تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم لوگ پچاس قسمیں اُٹھا کر اپنے قاتل کے حقدار بن سکتے ہو' اُنہوں نے عرض کی: ہم کس طرح قسم اُٹھا سکتے ہیں' جبکہ ہم نے یہ واقعہ ہوتے ہوئے دیکھا بھی نہیں ہے' اور ہم وہاں موجود بھی نہیں تھے' تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: پھر یہودی پچاس قسمیں اُٹھا کر تم سے بری ہو جائیں گے۔

تو اُن لوگوں نے عرض کی: یارسول اللہ! ہم کافروں کی قسم کیسے قبول کریں؟

4730-تقدم (الحديث 4724) .

راوی بیان کرتے ہیں: تو نبی اکرم ﷺ نے اُن کی دیت ادا کی۔

بشیر نامی راوی بیان کرتے ہیں: حضرت سہل بن ابوحثمہ رضی اللہ عنہ نے مجھے یہ بات بتائی کہ ہمارے باڑے میں موجود دیت کی اونٹنیوں میں سے ایک اونٹنی نے مجھے ٹانگ بھی ماری تھی۔

4731 – اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ اَبِيْ حَثْمَةَ قَالَ وُجِدَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَهْلٍ قَتِيْلًا فَجَاءَ اَخُوهُ وَعَمَّاهُ حُوَيِّصَةُ وَمُحَيِّصَةُ وَهُمَا عَمَّا عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَهْلٍ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَهَبَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ يَتَكَلَّمُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "الْكُبْرَ الْكُبْرَ" . قَالَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا وَجَدْنَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ سَهْلٍ قَتِيْلًا فِيْ قَلِيْبٍ مِنْ بَعْضِ قُلُبِ خَيْبَرَ . فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ تَتَّهِمُوْنَ" . قَالُوْا نَتَّهِمُ الْيَهُوْدَ . قَالَ "اَفَتُقْسِمُوْنَ خَمْسِيْنَ يَمِيْنًا اَنَّ الْيَهُوْدَ قَتَلَتْهُ" . قَالُوْا وَكَيْفَ نُقْسِمُ عَلٰى مَا لَمْ نَرَ قَالَ "فَتُبَرِّئُكُمُ الْيَهُوْدُ بِخَمْسِيْنَ اَنَّهُمْ لَمْ يَقْتُلُوْهُ" . قَالُوْا وَكَيْفَ نَرْضٰى بِاَيْمَانِهِمْ وَهُمْ مُشْرِكُوْنَ فَوَدَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عِنْدِهِ . اَرْسَلَهُ مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ .

☆☆ بشیر بن یسار، حضرت سہل بن ابوحثمہ رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن سہل رضی اللہ عنہ مقتول پائے گئے، تو اُن کے بھائی اور اُن کے دو چچا حضرت حویصہ اور حضرت محیصہ رضی اللہ عنہما یہ دونوں حضرت عبداللہ بن سہل رضی اللہ عنہ کے بھی چچا تھے، نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، عبدالرحمٰن بات شروع کرنے لگے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: پہلے بڑوں کو موقع دو!

ان دونوں صاحبان نے عرض کی: یارسول اللہ! ہم نے عبداللہ بن سہل کو خیبر کے ایک گڑھے میں مقتول پایا ہے، تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم کس پر الزام عائد کرتے ہو؟ تو اُنہوں نے عرض کی: ہم یہودیوں پر الزام عائد کرتے ہیں، تو نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: کیا تم پچاس قسمیں اُٹھالو گے کہ یہودیوں نے اُسے قتل کیا ہے؟ اُنہوں نے عرض کی: ہم کیسے قسم اُٹھا سکتے ہیں جبکہ ہم نے یہ دیکھا بھی نہیں ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: پھر یہودی پچاس قسمیں اُٹھا کر بری ہو جائیں گے کہ اُنہوں نے اُس کو قتل نہیں کیا ہے۔ اُن لوگوں نے عرض کی: ہم اُن کی قسم سے کیسے راضی ہو سکتے ہیں، جبکہ وہ لوگ مشرک ہیں۔

(راوی بیان کرتے ہیں:) تو نبی اکرم ﷺ نے اپنے پاس سے اُنہیں اُن کی دیت ادا کی۔

امام مالک نے اس روایت کو مرسل حدیث کے طور پر نقل کیا ہے (جو درج ذیل ہے)۔

4732 - قَالَ الْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ اَنَّهُ اَخْبَرَهُ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ سَهْلٍ الْاَنْصَارِيَّ وَمُحَيِّصَةَ بْنَ مَسْعُوْدٍ خَرَجَا اِلٰى خَيْبَرَ فَتَفَرَّقَا فِيْ حَوَائِجِهِمَا فَقُتِلَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَهْلٍ فَقَدِمَ مُحَيِّصَةُ فَاَتٰى هُوَ وَاَخُوْهُ حُوَيِّصَةُ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَهْلٍ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَهَبَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ لِيَتَكَلَّمَ لِمَكَانِهِ مِنْ اَخِيْهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى

4731-تقدم (الحديث 4724) . 4732-تقدم (الحديث 4724) .

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "كَبِّرْ كَبِّرْ" . فَتَكَلَّمَ حُوَيِّصَةُ وَمُحَيِّصَةُ فَذَكَرُوا شَأْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَهْلٍ فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "أَتَحْلِفُونَ خَمْسِينَ يَمِينًا وَّتَسْتَحِقُّونَ دَمَ صَاحِبِكُمْ أَوْ قَاتِلِكُمْ" . قَالَ مَالِكٌ قَالَ يَحْيٰى فَزَعَمَ بُشَيْرٌ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَدَاهُ مِنْ عِنْدِهِ . خَالَفَهُمْ سَعِيدُ بْنُ عُبَيْدٍ الطَّائِيُّ .

☆☆ بشیر بن یسار بیان کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن سہل انصاری اور حضرت محیصہ بن مسعود رضی اللہ عنہما خیبر تشریف لے گئے وہاں یہ دونوں اپنے کام کے سلسلے میں ایک دوسرے سے الگ ہو گئے' تو حضرت عبداللہ بن سہل رضی اللہ عنہ کو قتل کر دیا گیا۔ حضرت محیصہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے' اُن کے ساتھ اُن کے بھائی حویصہ اور حضرت عبدالرحمٰن بن سہل رضی اللہ عنہما بھی تھے۔

عبدالرحمٰن اپنے بھائی کے ساتھ اپنے تعلق کی وجہ سے بات شروع کرنے لگے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پہلے بڑے کو موقع دو! پہلے بڑے کو موقع دو! تو حضرت حویصہ اور حضرت محیصہ رضی اللہ عنہما نے بات چیت شروع کی اور حضرت عبداللہ بن سہل رضی اللہ عنہ کے معاملے کا تذکرہ کیا' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے دریافت کیا: کیا تم لوگ پچاس قسمیں اُٹھا کر اپنے ساتھی کے خون کے حقدار بن جاؤ گے؟

(راوی کو شک ہے' شاید یہ الفاظ ہیں:) اپنے قاتل کے حقدار بن جاؤ گے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: یحییٰ نامی راوی نے یہ بات بیان کی ہے' بشیر نامی راوی نے یہ بات بیان کی ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی طرف سے اُنہیں دیت عطاء کی تھی۔

سعید بن عبید طائی نامی راوی نے اس سے مختلف روایت نقل کی ہے (جو درج ذیل ہے)۔

4733 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُبَيْدٍ الطَّائِيُّ عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ زَعَمَ اَنَّ رَجُلًا مِّنَ الْاَنْصَارِ يُقَالُ لَهُ سَهْلُ بْنُ اَبِي حَثْمَةَ اَخْبَرَهُ اَنَّ نَفَرًا مِّنْ قَوْمِهِ انْطَلَقُوْا اِلٰى خَيْبَرَ فَتَفَرَّقُوْا فِيْهَا فَوَجَدُوْا اَحَدَهُمْ قَتِيْلًا فَقَالُوْا لِلَّذِيْنَ وَجَدُوْهُ عِنْدَهُمْ قَتَلْتُمْ صَاحِبَنَا قَالُوْا مَا قَتَلْنَاهُ وَلَا عَلِمْنَا قَاتِلًا . فَانْطَلَقُوْا اِلٰى نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا يَا نَبِيَّ اللّٰهِ انْطَلَقْنَا اِلٰى خَيْبَرَ فَوَجَدْنَا اَحَدَنَا قَتِيْلًا . فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "الْكُبْرَ الْكُبْرَ" . فَقَالَ لَهُمْ "تَاْتُوْنَ بِالْبَيِّنَةِ عَلٰى مَنْ قَتَلَ" . قَالُوْا مَا لَنَا بَيِّنَةٌ . قَالَ "فَيَحْلِفُوْنَ لَكُمْ" . قَالُوْا لَا نَرْضٰى بِاَيْمَانِ الْيَهُوْدِ . وَكَرِهَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّبْطِلَ دَمَهُ فَوَدَاهُ مِائَةً مِّنْ اِبِلِ الصَّدَقَةِ . خَالَفَهُمْ عَمْرُو بْنُ شُعَيْبٍ .

☆☆ بشیر بن یسار بیان کرتے ہیں: انصار کے ایک فرد جن کا نام حضرت سہل بن ابوحثمہ رضی اللہ عنہ ہے' اُنہوں نے یہ بات بیان کی ہے' اُن کی قوم کے کچھ افراد خیبر چلے گئے' وہاں وہ ایک دوسرے سے جدا ہو گئے' تو اُنہوں نے اپنے میں سے ایک فرد کو مقتول پایا تو جن لوگوں کے پاس اُنہوں نے اپنے اُس ساتھی کو مقتول پایا تھا' اُن سے اُن حضرات نے کہا: تم لوگوں نے ہمارے ساتھی کو قتل کیا ہے۔

اُن لوگوں نے جواب دیا: ہم نے اسے قتل نہیں کیا اور ہمیں اس کے قاتل کے بارے میں بھی کوئی علم نہیں ہے۔

4733-تقدم (الحديث 4724) .

پھر یہ لوگ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے انہوں نے عرض کی: اے اللہ کے نبی! ہم لوگ خیبر گئے تھے وہاں ہم نے اپنے میں سے ایک شخص کو مقتول پایا تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: پہلے بڑا بڑا۔

پھر نبی اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا: کیا تم کوئی ثبوت پیش کرو گے کہ اسے کس نے قتل کیا ہے؟ انہوں نے عرض کی: ہمارے پاس کوئی ثبوت نہیں۔ تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: پھر وہ تمہارے خلاف قسم اُٹھالیں گے۔

لوگوں نے عرض کی: ہم یہودیوں کی قسم سے راضی نہیں ہوں گے۔

(راوی کہتے ہیں:) نبی اکرم ﷺ کو یہ بات اچھی نہیں لگی کہ مقتول کا خون رائیگاں جائے آپ نے صدقے کے اونٹوں میں سے ایک سو اونٹوں کی دیت انہیں ادا کی۔

عمرو بن شعیب نامی راوی نے اس سے مختلف روایت نقل کی ہے (جو درج ذیل ہے)۔

اہل محلہ سے انکاری قسم کے سبب قید کردینے کا بیان

اور جب اہل محلہ میں سے کسی شخص نے قسم سے انکار کیا ہے تو اس کو قید کر دیا جائے گا حتیٰ کہ وہ قسم اٹھائے۔ کیونکہ خون کی احترام کے سبب ذاتی طور پر اس پر قسم واجب ہوئی ہے۔ اسی لئے قسم اور دیت کو جمع نہیں کیا جاتا۔ جبکہ مالوں کے انکار میں ایسا نہیں ہے۔ کیونکہ ان میں قسم ان کے اصل حق کا بدلہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مدعی کے مال کو صرف کرنے سبب قسم ساقط ہو جاتی ہے۔ اور جس بحث میں ہم مسئلہ بیان کر رہے ہیں اس میں صرف دیت سے قسم ساقط ہونے والی نہیں ہے۔ اور یہ اس وضاحت کے مطابق ہے کہ جب ولی سب اہل محلہ پر دعویٰ کیا ہے۔

اور اسی طرح جب اس نے ان میں سے بعض غیر معین بندوں پر دعویٰ کیا ہے اگر چہ وہ دعویٰ عمد کا ہے یا وہ خطاء کا ہے کیونکہ بعض کا تعین نہ ہونا یہ دوسروں سے الگ کرنا نہ ہوگا۔ اور جب ولی نے بعض معین بندوں پر دعویٰ کیا ہے۔ کہ اس نے اس کے ولی کو بطور عمد یا خطاء کے قتل کیا ہے تب بھی اس کا حکم اسی طرح ہے۔ اور صاحب قدوری کا مطلق ذکر اسی پر دلالت کرنے والا ہے۔ اور مبسوط میں بھی اسی طرح کا حکم ہے۔

حضرت امام ابو یوسف علیہ الرحمہ سے الاصول کی روایت کے سوا نقل کیا گیا ہے کہ قیاس کے مطابق بقیہ اہل محلہ سے بھی قسامت اور دیت ساقط ہو جائے گی۔ اور ولی سے کہا جائے گا کہ تیرے پاس کونسی گواہی ہے؟ اور اگر اس نے کہا ہے کہ گواہی کوئی نہیں ہے۔ تو مدعی علیہ سے اس کے قتل پر ایک قسم لی جائے گی۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ قیاس قسم لینے کا انکار کرنے والا ہے۔ کیونکہ ممکن ہے قتل دوسرے کی جانب سے پایا گیا ہے اور استحلاف کو نص سے پہچانا گیا ہے۔ اور یہ اس وقت ہے کہ جب مقتول ایسی جگہ میں ہے جو مدعی علیہم کی جانب مضاف ہے اور مدعی ان پر دعویٰ قتل کر رہا ہے۔ اور اس کے سوا میں نص اصل قیاس پر باقی رہنے والی ہے۔ تو یہ اسی طرح ہو جائے گا جس طرح مدعی نے اہل محلہ کے سوا کسی پر دعویٰ کیا ہے۔

یہاں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ جب اہلیت قسامت رکھنے والوں میں سے کسی نے انکار کر دیا ہے تو اس کو قید کر دیا جائے گا کیونکہ وہ ایک طرح حق کو غصب کرنے والا ہے۔ لہٰذا اس کی سزا اس وقت تک قید ہوگی جب تک وہ قسامت کا اقرار نہ کرلے۔

دلیل استحسان کے مطابق قسامت ودیت کا اہل محلہ پر واجب ہونے کا بیان

اور استحسان یہ ہے کہ اہل محلہ پر قسامت ودیت واجب ہے۔ کیونکہ نصوص کے مطلق ہونے کے سبب ایک دعویٰ اور دوسرے دعویٰ میں کوئی فرق نہیں ہے۔ پس ہم اس کو نص کے سبب سے واجب کریں گے۔ جبکہ قیاس کے مطابق اس کو واجب نہ کریں گے۔ بہ خلاف اس صورت مسئلہ کے کہ جب ولی نے ان کے سوا کسی ایک پر دعویٰ کیا ہے کیونکہ اس کے بارے میں کوئی نص نہیں ہے۔ پس اب اگر ہم قسامت ودیت کو واجب کریں گے تو اس کو قیاس کے مطابق واجب کریں گے۔ جبکہ یہ منع ہے۔

اور اس کے بعد اس کا حکم یہ ہے مدعی نے جس چیز کا دعویٰ کیا ہے وہ دعویٰ ثابت ہو جائے گا لیکن شرط یہ ہے کہ اس کے پاس کوئی گواہی موجود ہو۔ اور جب گواہی نہیں ہے تو پھر مدعی علیہ سے ایک قسم لی جائے گی۔ کیونکہ نص نہ ہونے اور امتناع قیاس کے سبب یہ قسامت نہیں ہے۔

اور جب مدعی علیہ نے قسم اٹھالی ہے تو وہ بری الذمہ ہو جائے گا۔ اور جب اس نے انکار کر دیا ہے اور دعویٰ مال کا ہے تو انکار کرنے کے سبب اس کا دعویٰ ثابت ہو جائے گا۔ اور جب قصاص کا دعویٰ ہے تو وہ اسی اختلاف کے مطابق ہے جس کتاب دعویٰ میں بیان کر دیا گیا ہے۔

قسامت کے حکم کا بیان

قسامت کا حکم یہ کہ اگر مقتول کے اولیاء نے قتل عمد کا دعویٰ کیا ہے اور اہل محلہ نے قسم کھائی کہ نہ انھوں نے قتل کیا ہے نہ ان کو قاتل کا علم ہے تو اہل محلہ پر دیت لازم ہوگی اور اگر اولیائے مقتول نے قتل خطا کا دعویٰ کیا ہے اور اہل محلہ نے قسم کھالی تو اہل محلہ کے عاقلہ پر دیت لازم ہوگی جس کو وہ لوگ تین سال میں ادا کریں گے اور انکار کی صورت میں ان کو قید کیا جائے گا۔ حتیٰ کہ قسم کھائیں۔

(درمختار وشامی ص 550 ج 5، ملتقی الابحر ص 668 ج 2، فتح القدیر ص 388 ج 8)

تعداد پچاس سے کم ہونے پر تکرار قسم کا بیان

اہل محلہ کی تعداد پچاس سے تھوڑی ہے تو ان پر قسم کا تکرار کیا جائے گا۔ حتیٰ کہ جب پچاس ہو جائیں تو یہ حکم اسی دلیل کے سبب سے ہے جس کو روایت کیا گیا ہے۔ کہ جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے قسامت کا فیصلہ کیا تو ان کے پاس انچاس بندے آئے تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان میں کسی ایک پر قسم کو مکرر کر دیا۔ حتیٰ کہ پچاس مکمل ہو گئے۔ اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے دیت کا فیصلہ کیا ہے۔

حضرت شریح اور حضرت نخعی رضی اللہ عنہما سے بھی اسی طرح روایت نقل کیا گیا ہے۔ کیونکہ پچاس کی تعداد یہ حدیث سے ثابت ہے۔ اور اس میں خون کے معاملے کا احترام ہے۔ اور جب تعداد پوری ہو اور ولی ان میں سے کسی پر قسم کو مکرر کرنا چاہے تو اس کے لئے اختیار نہ ہوگا۔ کیونکہ تکرار کی جانب جانا مکمل کرنے کے لئے ہوتا ہے۔

اور جب کسی محلہ میں مقتول پایا جائے اور اس کے اولیاء تمام یا بعض اہل محلہ پر دعویٰ کریں کہ انھوں نے اس کو عمدا یا خطاء قتل کیا ہے اور اہل محلہ انکار کریں تو ان میں سے پچاس آدمیوں سے اس طرح قسم لی جائے گی کہ ہر آدمی اللہ (عزوجل) کی قسم کھا کر یہ

کہے کہ نہ میں نے اس کو قتل کیا ہے نہ میں قاتل کو جانتا ہوں۔ اگر وہاں کی آبادی میں پچاس سے زیادہ مرد ہیں تو ان میں سے پچاس کے انتخاب کا حق مقتول کے اولیاء کو ہے۔ اگر پچاس سے کم مرد ہیں تو ان سے قسم کی تکرار کرا کر پچاس کے عدد کو پورا کیا جائے گا۔

(قاضی خان علی الہندیہ ص 451 ج 3، عالمگیری ص 77 ج 6، در مختار و شامی ص 550 جلد 5، بحر الرائق ص 392 ج 8، فتح القدیر و عنایہ ص 384 ج 8)

بچے اور مجنون پر قسامت نہ ہونے کا بیان

بچے اور مجنون پر قسامت نہیں ہے کیونکہ وہ دونوں درست قول کے اہل نہیں ہیں۔ جبکہ قسم درست قول کے مطابق ہوتی ہے۔

اور اسی طرح عورت اور غلام پر بھی قسامت نہیں ہے۔ کیونکہ یہ دونوں اہل مدد میں سے نہیں ہیں۔ جبکہ قسم اہل مدد میں سے ہے فرمایا کہ جب کوئی شخص حالت موت میں پایا گیا ہے۔ اور اس پر قتل کا اثر کوئی نہیں ہے تو قسامت و دیت کچھ بھی نہ ہوگا۔ کیونکہ وہ مقتول نہیں ہے۔ اس لئے عرف میں مقتول وہ شخص ہے جس کی زندگی کسی ایسے سبب سے ختم ہوئی ہو جس کو کسی زندہ آدمی نے انجام دیا ہے۔ جبکہ یہ بندہ اپنی موت سے فوت ہونے والا ہے۔ اور فعل کا جرمانہ یہ بندے کے تابع ہے۔ اور قسامت احتمال قتل کے تابع ہے۔ اور ان پر قسم بھی واجب ہوتی ہے۔ پس ایسے اثر کا وجود لازم ہے۔ جس کے سبب میت کے مقتول ہونے پر استدلال کیا جا سکے اور وہ اثر یہ ہے کہ میت پر زخم یا چوٹ کا نشان یا گلہ گھونٹنے کا نشان ہو۔ اور اسی طرح جب اس کی آنکھ یا اس کے کان سے خون نکلا ہے تو یہ اثر ہے کیونکہ عمومی طور کسی زندہ شخص کی جانب سے فعل کے بغیر ان چیزوں سے خون نہیں نکلتا۔ بہ خلاف اس صورت کے کہ جب میت کے منہ سے خون نکلا ہے یا اس کی دبر یا ذکر سے خون نکلا ہے کیونکہ ان مخارج سے بغیر کسی فعل کے خون نکل جایا کرتا ہے۔ اور اس کو ہم نے باب شہید میں بیان کر دیا ہے۔

عورت وغیر اہل پر قسامت نہ ہونے میں فقہی تصریحات کا بیان

حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ ہمارے نزدیک اس مین کچھ اختلاف نہیں ہے کہ قسامت میں عورتوں سے قسم نہ لی جائے گا اور جو مقتول کی وارث صرف عورتیں ہوں تو ان کو قتل عمد میں نہ قسامت کا اختیار ہوگا نہ عفو کا۔

حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ ایک شخص عمداً مارا گیا اس کے عصبہ یا موالی نے کہا کہ ہم قسم کھا کر قصاص لیں گے تو ہو سکتا ہے اگر چہ عورتیں معاف کر دیں تو ان سے کچھ نہ ہوگا بلکہ عصبے یا موالی ان سے زیادہ مستحق ہیں خون کے کیونکہ وہی قسم اٹھائیں گے۔

حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ البتہ عصبات یا موالی نے خون معاف کر دیا بعد حلف اٹھا لینے کے اور خون کے مستحق ہو جانے کے اور عورتوں نے عفو سے انکار کیا تو عورتوں کو قصاص لینے کا استحقاق ہوگا۔

حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ قتل عمد میں کم سے کم دو مدعیوں سے قسم لینا ضروری ہے انہیں سے پچاس قسمیں لے کر قصاص کا حکم کر دیں گے۔

حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ اگر کئی آدمی مل کر ایک آدمی کو مار ڈالیں اس طرح کہ وہ سب کی ضربوں سے اسی وقت مرے تو سب قصاصاً قتل کیے جائیں گے اور جو بعد کئی دن کے مرے تو قسامت واجب ہوگی اس صورت میں قسامت کی وجہ

سے صرف ایک شخص ان لوگوں میں سے قتل کیا جائے گا۔ کیونکہ ہمیشہ قسامت سے ایک ہی شخص مارا جاتا ہے۔

حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ قتل خطاء میں بھی پہلی قسم خون کے مدعیوں پر ہوگی وہ پچاس قسمیں کھائیں گے اپنی حصے کے موافق ترکے میں سے اگر قسموں میں کسر پڑے تو جس وارث پر کسر کا زیادہ حصہ آئے وہ پوری قسم اس کے حصے میں رکھی جائے گی۔

حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ اگر مقتول کی وارث صرف عورتیں ہوں تو وہی حلف اٹھا کے دیت لیں گی اور اگر مقتول کا وارث ایک ہی مرد ہو تو اسی کو پچاس قسمیں دیں گے اور وہ پچاس قسمیں کھا کر دیت لے لے گا یہ حکم قتل خطا میں ہے نہ کہ قتل عمد میں۔ (موطا امام مالک: جلد اول: رقم الحدیث، 1457)

عمد و خطاء کسی میں بھی غلام میں قسامت نہ ہونے کا بیان

حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ جب غلام قصداً یا خطاء مارا جائے پھر اس کا مولیٰ ایک ایک گواہ لے کر آئے تو وہ اپنے گواہ کے ساتھ ایک قسم کھائے بعد اس کے اپنے غلام کی قیمت لے لے غلام میں قسامت نہیں ہے نہ عمد میں نہ خطا میں اور میں نے کسی اہل علم سے نہیں سنا۔

حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ اگر غلام عمداً یا خطاء مارا گیا تو اس کے مولیٰ پر نہ قسامت ہے نہ قسم ہے اور مولیٰ کو قیمت کا اس وقت استحقاق ہوگا جب کہ دو گواہ عادل لائے دو یا ایک لائے اور ایک قسم کھائے میں نے یہ اچھا سنا۔

(موطا امام مالک: جلد اول: رقم الحدیث، 1459)

4734 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ الْاَخْنَسِ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ ابْنَ مُحَيِّصَةَ الْاَصْغَرَ اَصْبَحَ قَتِيْلًا عَلٰى اَبْوَابِ خَيْبَرَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَقِمْ شَاهِدَيْنِ عَلٰى مَنْ قَتَلَهٗ اَدْفَعْهُ اِلَيْكُمْ بِرُمَّتِهٖ" . قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمِنْ اَيْنَ اُصِيْبُ شَاهِدَيْنِ وَاِنَّمَا اَصْبَحَ قَتِيْلًا عَلٰى اَبْوَابِهِمْ قَالَ "فَتَحْلِفُ خَمْسِيْنَ قَسَامَةً" . قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَكَيْفَ اَحْلِفُ عَلٰى مَا لَا اَعْلَمُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "فَنَسْتَحْلِفُ مِنْهُمْ خَمْسِيْنَ قَسَامَةً" .

فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ نَسْتَحْلِفُهُمْ وَهُمُ الْيَهُوْدُ فَقَسَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دِيَتَهٗ عَلَيْهِمْ وَاَعَانَهُمْ بِنِصْفِهَا .

☆☆ عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا (حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: محیصہ کے چھوٹے صاحبزادے خیبر کے دروازے پر مقتول پائے گئے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم گواہ فراہم کرو کہ جس شخص نے اسے قتل کیا ہے تو میں اُس قاتل کو تمہارے حوالے کر دوں گا۔

لوگوں نے عرض کی: یارسول اللہ! ہم وہ دو گواہ کہاں سے حاصل کریں؟ یہ تو اُن لوگوں کے دروازے پر مقتول پائے گئے ہیں

4734-انفرد به النسائي ـ تحفة الاشراف (8759) ـ

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: پھر تم قسامت کے طور پر پچاس آدمی قسمیں اُٹھالو۔

اُنہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! میں کیسے قسم اُٹھا سکتا ہوں' اُس چیز کے بارے میں جس کا مجھے علم ہی نہیں ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: پھر ہم قسامت کے طور پر اُن یہودیوں سے قسمیں لے لیتے ہیں' اُنہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! ہم اُن سے کیسے قسمیں لیں جبکہ وہ تو یہودی ہیں۔

(راوی کہتے ہیں:) تو نبی اکرم ﷺ نے اُن مقتول کی دیت اُن لوگوں کے درمیان تقسیم کروادی اور نصف دیت میں اُن کی مدد کی۔

پہلے اولیائے مقتول سے قسم لینے کا بیان

حضرت سہل بن ابی حثمہ کو خبر دی کچھ لوگوں نے جو اس کی قوم کے معزز تھے کہ عبداللہ بن سہل اور محیصہ فقر اور افلاس کی وجہ سے خیبر کو گئے محیصہ کے پاس ایک شخص آیا اور بیان کیا کہ عبداللہ بن سہل کو کسی نے قتل کر کے کنوئیں میں یا چشمے میں ڈال دیا ہے محیصہ یہ سن کر خیبر کے یہودیوں کے پاس آئے اور کہا قسم خدا کی تم نے اس کو قتل کیا ہے یہودیوں نے کہا قسم خدا کی ہم نے قتل نہیں کیا اس کو، پھر محیصہ اپنی قوم کے پاس آئے اور ان سے بیان کیا بعد اس کے محیصہ اور ان کے بھائی حویصہ جو محیصہ سے بڑے تھے۔

اور عبدالرحمٰن بن سہل (جو عبداللہ بن سہل مقتول کے بھائی تھے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے محیصہ نے چاہا کہ میں بات کروں کیونکہ وہی خیبر کو گئے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بزرگی کی رعایت کر۔ حویصہ نے پہلے بیان کیا پھر محیصہ نے بیان کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو یہودی تمہارے قتل کی دیت دیں یا جنگ کریں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کو اس بارے میں لکھا انہوں نے جواب میں لکھا کہ قسم خدا کی ہم نے اس کو قتل نہیں کیا تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حویصہ اور محیصہ اور عبدالرحمٰن سے کہا تم قسم کھاؤ کہ یہودیوں نے اس کو مارا ہے تو دیت کے حقدار ہو گے انہوں نے کہا ہم قسم نہ کھائیں گے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اچھا اگر یہودی قسم کھالیں کہ ہم نے نہیں مارا انہوں نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ مسلمان نہیں ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پاس سے دیت ادا کی سہل کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پاس سو اونٹ بھیجے ان کے گھروں پر ان میں سے ایک سرخ اونٹنی نے مجھے لات ماری تھی۔

(موطا امام مالک: جلد اول: رقم الحدیث، 1455)

پچاس قسموں کو پورا کرنے میں فقہی تصریحات کا بیان

حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ بشیر بن یسار سے روایت ہے کہ عبداللہ بن سہل انصاری اور محیصہ بن مسعود خیبر کو گئے اور عبداللہ بن سہل کو کسی نے مار ڈالا تو محیصہ اور ان کے بھائی حویصہ اور عبدالرحمٰن بن سہل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو عبدالرحمٰن نے بات کرنی چاہی اپنے بھائی کے مقدمے میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بزرگی کی رعایت کر تو حویصہ اور محیصہ نے قصہ بیان کیا عبداللہ بن سہل کا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم پچاس قسمیں کھاتے ہو (اس بات پر کہ فلاں شخص نے اس کو مار ڈالا ہے) اگر کھاؤ گے تو خون کا استحقاق (یا قاتل کا استحاق؟) تمہیں حاصل ہوگا انہوں نے کہا یارسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم (ہم کیونکر کھائیں) ہم اس وقت موجود نہ تھے نہ ہم نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو یہودی پچاس قسمیں کھا کر بری ہو جائیں گے انہوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وہ کافر ہیں ان کی قسمیں ہم کیونکر قبول کریں گے بشیر بن یسار نے کہا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پاس سے دیت ادا کی۔

حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ ہمارے نزدیک یہ حکم اتفاقی ہے اور میں نے بہت سے اچھے عالموں سے سنا ہے اور اس پر اتفاق کیا ہے۔ اگلے اور پچھلے علماء نے کہا قسامت میں پہلے مدعیوں سے قسم لی جائے گی وہ قسم کھائیں (اگر وہ قسم نہ کھائیں تو مدعیٰ علیہم سے قسم لی جائے گی اگر وہ قسم کھالیں گے تو بری ہو جائیں گے) اور قسامت دو امروں میں ایک امر سے لازم ہوتی ہے یا تو مقتول خود کہے مجھ کو فلانے نے مارا ہے (اور گواہ نہ ہوں) یا مقتول کے وارث کسی پر اپنا اشتباہ ظاہر کریں اور گواہی کامل نہ ہو تو انہیں دو وجہوں سے قسامت لازم آئے گی۔

حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ اس سنت میں کچھ اختلاف نہیں ہے کہ پہلے قسم ان لوگوں سے لی جائے گی جو خون کے مدعی ہوں۔ خواہ قتل عمد ہو یا قتل خطا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی حارث سے جن کا عزیز خیبر میں مارا گیا تھا پہلے قسم کھانے کو فرمایا تھا۔

حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ اگر مدعی قسم کھالیں تو ان کے خون کا مدعیوں سے پچاس قسمیں لی جائیں گی جب وہ پچاس آدمی ہوں تو ہر ایک سے ایک ایک قسم لی جائے گی اور پچاس سے کم ہوں یا بعض ان میں سے قسم کھانے سے انکار کریں تو مکرر قسمیں لے کر قسمیں پچاس پوری کریں گے مگر جب مقتول کے وارثوں میں جن کو عفو کا اختیار ہے کوئی قسم کھانے سے انکار کرے گا تو پھر قصاص لازم نہ ہوگا بلکہ جب ان لوگوں میں جن کو عفو کا اختیار نہیں کوئی قسم کھانے سے انکار کرے تو باقی لوگوں سے قسم لیں گے اور جن کو عفو کا اختیار ہے ان میں سے اگر کوئی ایک بھی قسم کھانے سے انکار کرے تو باقی وارثوں کو بھی قسم نہ دیں گے۔ بلکہ اس صورت میں مدعیٰ علیہم کو قسم دیں گے ان میں سے پچاس آدمیوں کو پچاس قسمیں دیں گے اگر پچاس سے کم ہوں تو مکرر کر کے پچاس پوری کریں گے اگر مدعیٰ علیہ ایک ہی ہو تو اس سے پچاس قسمیں لیں گے جب وہ پچاس قسمیں کھا لے گا بری ہو جائے گا۔

حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ اگر ایک قوم کی قوم کو جس میں بہت آدمی ہوں خون کی تہمت لگے اور مقتول کے وارث ان سے قسم لینا چاہیں تو ہر شخص ان میں سے پچاس پچاس قسمیں کھائے گا یہ نہ ہوگا کہ پچاس قسمیں سب پر تقسیم ہو جائیں یہ میں نے اچھا سنا۔

حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ قسامت مقتول کی عصبوں کی طرف ہوگی جو خون کے مالک ہیں انہی کو قسم دی جاتی ہے اور انہی کی قسم کھانے سے قصاص لیا جاتا ہے۔ (موطا امام مالک: جلد اول: رقم الحدیث، 1456)

باب الْقَوَدِ ۔

یہ باب قصاص کے بیان میں ہے

قصاص کے لغوی معنی ومفہوم کا بیان

اصطلاح شریعت میں "قصاص کا مفہوم ہے، قاتل کی جان لینا، جس شخص نے کسی کو ناحق قتل کر دیا ہو اس کو مقتول کے بدلے میں قتل کر دینا! یہ لفظ قص اور قصص سے "نکلا ہے جس کے لغوی معنی ہیں کسی کے پیچھے پیچھے جانا، چونکہ مقتول کا ولی قاتل کا پیچھا پکڑتا ہے تاکہ اسے مقتول کے بدلے میں قتل کرائے اس لئے قاتل کی جان لینے کو قصاص کہا جاتا ہے، ویسے قصاصات کے معنی مساوات (برابری) کے بھی ہیں۔ قصاص" پر اس معنی کا اطلاق اس طرح ہوتا ہے کہ جب قاتل کو مقتول کے بدلے میں قتل کر دیا جاتا ہے تو مقتول کا ولی اور قاتل یا مقتول اور قاتل برابر ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ قصاص میں قاتل کے ساتھ وہی سلوک کیا جاتا ہے جو قاتل نے مقتول کے ساتھ کیا تھا۔

4735 – اَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مُرَّةَ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِءٍ مُسْلِمٍ اِلَّا بِاِحْدٰى ثَلَاثٍ النَّفْسُ بِالنَّفْسِ وَالثَّيِّبُ الزَّانِيْ وَالتَّارِكُ دِيْنَهُ الْمُفَارِقُ" ۔

★★ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"کسی بھی مسلمان کا خون تین میں سے کسی ایک وجہ سے جائز ہوتا ہے جان کے بدلے میں جان شادی شدہ زانی اور اپنے دین کو چھوڑ کر (مسلمانوں کی جماعت سے) علیحدگی اختیار کرنے والا"۔

شرح

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نفس مسلمان کہ جو اس امر کی شہادت دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، اس کا خون حلال نہیں ہے ہاں ان تین صورتوں میں سے کوئی ایک صورت واقع ہو جانے کی وجہ سے اس کا خون حلال ہو جاتا ہے ایک تو یہ کہ وہ محصن ہونے کے بعد زنا کرے تو اس کو سنگسار کر دیا جائے دوسری صورت یہ کہ کوئی شخص اللہ اور اس کے رسول سے لڑنے۔ کے لئے نکلے یعنی جو مسلمان قزاقی کرے یا بغاوت کی راہ پر لگ جائے تو اس کو قتل کر دیا جائے یا سولی دے دی جائے اور یا اس کو قید میں ڈال دیا جائے اور تیسری صورت قتل نفس کی ہے کہ جو مسلمان کسی کو عمداً قتل کر دے تو اس کے بدلے میں اس کو قتل کر دیا جائے۔ (ابوداؤد، مشکوۃ المصابیح، جلد سوم: رقم الحدیث، 702)

محصن "ہونے۔ سے مراد یہ ہے کہ وہ مسلمان جو آزاد ہو مکلف ہو اور نکاح صحیح کے ساتھ صحبت کر چکا ہو یعنی شادی شدہ ہو اور پھر اس کے بعد زنا کا مرتکب ہو اس کی سزا یہ ہے کہ اس کو سنگسار کر کے ختم کر دیا جائے۔ قزاقی کرنے والے کے بارے میں تین سزائیں

4735-تقدم (الحديث 4027) ۔

بیان کی گئی ہیں۔(۱) قتل کردیا جائے۔(۲) سولی دیا جائے (۳) قید میں ڈالا جائے ان تینوں میں تفصیل یہ ہے کہ اگر وہ قزاق مال تو نہ لوٹ سکا ہو مگر اس نے کسی کو جان سے مار ڈالا ہو تو اس صورت میں اس کو قتل کیا جائے گا اور اگر اس نے مال بھی لوٹا ہو اور کسی کو قتل بھی کیا ہو تو اس صورت میں اس کو سولی دی جائے گی۔

اب اس کے متعلق حضرت امام مالک تو یہ فرماتے ہیں کہ اس کو زندہ سولی پر لٹکا دیا جائے تا کہ وہ مر جائے لیکن حضرت امام شافعی یہ فرماتے ہیں کہ اس کو قتل کر کے اس کی لاش سولی پر لٹکا دی جائے تا کہ دوسرے لوگوں کو اس کے انجام سے عبرت ہو۔تیسری سزا قید کی ہے اس کے لئے حدیث میں (ینفی فی الارض) کے الفاظ ہیں اس کے معنی حضرت امام شافعی کے نزدیک تو یہ ہے کہ اس کو مسلسل شہر بدر کیا جاتا رہے یعنی اسے کسی ایک شہر میں ٹھہرنے اور رہنے نہ دیا جائے بلکہ ایک شہر سے دوسرے شہر کی طرف نکالا جاتا رہے تا کہ اسے قرار و آرام نہ مل سکے۔

لیکن حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کے نزدیک ان الفاظ کے معنی یہ ہیں کہ اس کو قید میں ڈال دیا جائے اور یہ قید کی سزا اس صورت میں ہے جب کہ اس نے نہ تو مال لوٹا ہو اور نہ کسی کو قتل کیا ہو بلکہ راہگیروں کو ڈرایا دھمکایا ہو اس طرح اس نے راستے کے امن و عافیت کی طرف سے لوگوں کو خوف و تشویش میں مبتلا کیا ہو حدیث کا یہ جزء جس میں قزاقوں اور راہزنوں کی مذکورہ بالا سزاؤں کا حکم ہے؟ دراصل قرآن کریم کی اس آیت سے مستنبط ہے کہ: ایت(اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَه وَيَسْعَوْنَ فِي الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ يُّقَتَّلُوْٓا اَوْ يُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ اَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ،المائدہ:33)"جو لوگ اللہ تعالیٰ اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے لڑتے ہیں اور ملک میں فساد یعنی بدامنی پھیلاتے پھرتے ہیں ان کی سزا یہ ہے کہ وہ قتل کئے جائیں یا سولی دیے جائیں، یا ان میں سے ہر ایک کا ایک طرف کا ہاتھ اور دوسری طرف کا پاؤں کاٹ دیا جائے یا زمین سے نکال کر جیل خانہ میں بھیج دیے جائیں۔

لیکن بعض حضرات یہ فرماتے ہیں کہ تخییر کے لئے ہے یعنی یہ ظاہر کرنے کے لئے ہے کہ امام وقت اور حاکم کو یہ اختیار ہے کہ وہ مذکورہ تفصیل کا لحاظ کئے بغیر ان سزاؤں میں سے جو سزا مناسب جانے قزاق کو دے۔

4736 – اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ وَاَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ - وَاللَّفْظُ لِاَحْمَدَ - قَالَا حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قُتِلَ رَجُلٌ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرُفِعَ الْقَاتِلُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَفَعَهُ اِلٰى وَلِيِّ الْمَقْتُوْلِ فَقَالَ الْقَاتِلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَا وَاللّٰهِ مَا اَرَدْتُ قَتْلَهُ ۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِوَلِيِّ الْمَقْتُوْلِ "اَمَا اِنَّهُ اِنْ كَانَ صَادِقًا ثُمَّ قَتَلْتَهُ دَخَلْتَ النَّارَ" ۔ فَخَلّٰى سَبِيْلَهُ ۔ قَالَ وَكَانَ مَكْتُوْفًا بِنِسْعَةٍ فَخَرَجَ يَجُرُّ نِسْعَتَهُ فَسُمِّيَ ذَا النِّسْعَةِ ۔

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں ایک شخص قتل ہو گیا' قاتل کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

4736-اخرجه ابو داؤد في الديات، باب الامام يامر بالعفو في الدم (الحديث 4498) و اخرجه الترمذي في الديات، باب ما جاء في حكم ولي القتيل في القصاص و العفو (الحديث 1407) . واخرجه ابن ماجه في الديات، باب العفو عن القاتل (الحديث 2690) . تحفة الاشراف (12507) .

کی خدمت میں پیش کیا گیا تو آپ ﷺ نے اُسے مقتول کے ولی کے حوالے کر دیا' اُس قاتل نے عرض کی: یارسول اللہ! اللہ کی قسم! میں نے اُس مقتول کو قتل کرنے کا ارادہ نہیں کیا تھا (بلکہ وہ غلطی سے مجھ سے قتل ہو گیا) تو نبی اکرم ﷺ نے مقتول کے ولی سے فرمایا: اگر تو یہ سچ کہہ رہا ہے' اور پھر بھی تم نے اسے قتل کر دیا' تو تم جہنم میں چلے جاؤ گے تو اُس مقتول کے ورثاء نے اُسے چھوڑ دیا۔

(راوی بیان کرتے ہیں:) اُس قاتل کے ہاتھ رسّی کے ذریعے اُس کے کندھے پر باندھے گئے تھے' تو وہ اپنی رسّی کو گھسیٹتا ہوا وہاں سے نکلا' اس پر اُس کا نام "رسّی والا" پڑ گیا۔

4737 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ عَنْ عَوْفٍ الْاَعْرَابِيِّ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ الْحَضْرَمِيِّ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ جِيْءَ بِالْقَاتِلِ الَّذِيْ قَتَلَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَآءَ بِهٖ وَلِيُّ الْمَقْتُوْلِ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَتَعْفُوْ" . قَالَ لَا قَالَ "اَتَقْتُلُ" . قَالَ نَعَمْ قَالَ "اذْهَبْ" . فَلَمَّا ذَهَبَ دَعَاهُ قَالَ "اَتَعْفُوْ" . قَالَ لَا . قَالَ "اَتَاْخُذُ الدِّيَةَ" . قَالَ لَا . قَالَ "اَتَقْتُلُ" . قَالَ نَعَمْ . قَالَ "اذْهَبْ" . فَلَمَّا ذَهَبَ قَالَ "اَمَا اِنَّكَ اِنْ عَفَوْتَ عَنْهُ فَاِنَّهٗ يَبُوْءُ بِاِثْمِكَ وَاِثْمِ صَاحِبِكَ" . فَعَفَا عَنْهُ فَاَرْسَلَهٗ - قَالَ - فَرَاَيْتُهٗ يَجُرُّ نِسْعَتَهٗ .

☆☆ علقمہ بن وائل حضرمی اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: اُس قاتل کو نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں لایا گیا' جس نے قتل کیا تھا۔ مقتول کا ولی اُسے اپنے ساتھ لے کر آیا تھا' نبی اکرم ﷺ نے اُس ولی سے دریافت کیا: کیا تم اسے معاف کرو گے؟ اُس نے عرض کی: جی نہیں! نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: کیا تم اسے قتل کرو گے؟ اُس نے عرض کی: جی ہاں! نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم چلے جاؤ! جب وہ جانے لگا' تو آپ ﷺ نے اُسے بلایا اور فرمایا: کیا تم اُسے معاف کرو گے؟ اُس نے عرض کی: جی نہیں! نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: کیا تم دیت وصول کر لو گے؟ اُس نے عرض کی: جی نہیں! نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کیا تم اسے قتل ہی کرو گے؟ اُس نے عرض کی: جی ہاں! نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم چلے جاؤ۔

جب وہ جانے لگا' تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر تم اسے معاف کر دیتے ہو تو یہ تمہارے تمام گناہوں اور تمہارے ساتھی (یعنی مقتول) کے گناہوں کا ذمے دار ہو جائے گا' تو اُس شخص نے اُسے معاف کر دیا اور اُسے چھوڑ دیا۔

راوی کہتے ہیں: میں نے اُس (قاتل) کو دیکھا کہ وہ اپنی رسّی گھسیٹتا ہوا جا رہا تھا۔

مقتول کا سر یا نصف بدن محلے میں پائے جانے کا بیان

اور جب مقتول کا جسم یا نصف بدن سے زائد یا آدھے سر کے ساتھ محلے میں پایا گیا ہے تو اہل محلہ پر قسامت و دیت واجب ہو جائے گی۔ اور جب جسم کا وہ نصف حصہ جو لمبائی میں پھٹا ہوا پایا گیا ہے یا نصف سے تھوڑا ہے لیکن سر کے ساتھ پایا گیا ہے یا ہاتھ یا

4737-اخرجه مسلم في القسامة، باب صحة الاقرار بالقتل و تمكين و لي القتيل و استحباب طلب العفو منه (الحديث 32) مطولًا و اخرجه ابو داؤد في الديات، باب الامام يامر بالعفو في الدم (الحديث 4499 و 4500 و 4501) مطولًا . و اخرجه النسائي في القسامة ذكر اختلاف الناقلين لخبر علقمة بن وائل فيه (الحديث 4738 و 4739 و 4740 و 4741 و 4742 و 4743)، و في آداب القضاة، اشارة الحاكم على الخصم بالعفو (الحديث 5430) تحفة الاشراف (11769) .

پاؤں یا سر پایا جائے تو اہل محلہ پر کچھ واجب نہ ہوگا۔ کیونکہ یہ ایسا حکم ہے جس کو ہم نے نص سے سمجھا ہے۔ اور نص بدن کے بارے میں وارد ہوئی ہے۔ پس انسانیت کے احترام کے سبب ہم نے اکثر کو کل کے قائم مقام کر دیا ہے۔

جبکہ کم میں ایسا نہیں ہے۔ کیونکہ جو قلیل ہے وہ بدن بھی نہیں ہے اور بدن کے ساتھ ملنے والا بھی نہیں ہے۔ پس اس میں قسامت جاری نہ ہوگی۔ کیونکہ جب ہم قلیل کا اعتبار کریں گے تو ایک جان کے بدلے میں دو قسامتیں اور دو دیات واجب ہو جائیں گی جبکہ یہ دونوں مسلسل نہیں ہوتیں۔ اور اس کے بارے میں اصول یہ ہے کہ پہلا موجود اگر اس حالت میں ہے کہ جب باقی پایا جائے تو اس میں قسامت جاری نہ ہو جائے تو اس میں قسامت واجب نہ ہوگی۔ اور جب وہ اس حالت میں ہے کہ باقی پایا جائے تو قسامت جاری ہو تو اب موجود اول میں قسامت جاری ہو جائے گی۔ اور اس کا حکم وہی ہے جس کی جانب ہم اشارہ کر آئے ہیں۔ اور نماز جنازہ بھی اسی تفریع کے مطابق متفرع ہونے والا ہے۔ کیونکہ نماز جنازہ میں تکرار نہیں ہے۔

اور جس جگہ مقتول کا پورا جسم یا جسم کا اکثر حصہ یا نصف حصہ بشرطیکہ اس کے ساتھ سر بھی پایا جائے تو اس جگہ کے لوگوں پر قسامت و دیت ہے۔ اور اگر لمبائی میں سے چرا ہوا نصف پایا جائے یا بدن کا نصف سے کم حصہ پایا جائے۔ اگر چہ عرضا ہو اور اس کے ساتھ سر بھی ہو یا صرف ہاتھ یا پیر یا سر پایا جائے تو قسامت و دیت کچھ نہیں ہے۔ (درمختار و شامی ص 549 ج 5، قاضی خان علی الہندیہ ص 453 ج 3، تبیین الحقائق ص 172 ج 6، بحر الرائق ص 392 ج 8، فتح القدیر ص 390 ج 8، مبسوط ص 116 ج 26، بدائع صنائع ص 288 ج 7)

گلہ گھونٹ کر قتل کرنے کے سبب معافی ہونے نہ ہونے کا بیان

امام ابو یوسف کی رائے یہ ہے کہ اگر کوئی شخص گلا گھونٹ کر کسی کو قتل کرنے کا بار بار مرتکب ہو تو اس کے لیے معافی کی گنجائش ختم ہو جائے گی اور اسے قتل کرنا لازم ہوگا۔

اسحاق بن راہویہ اور فقہائے مالکیہ کا موقف یہ ہے کہ اگر کوئی شخص کسی کو دھوکے سے کسی ویران جگہ پر لے جا کر قتل کر دے تو اس صورت کے حرابہ کے تحت آ جانے کی وجہ سے حق قصاص ریاست سے متعلق ہو جائے گا اور ورثا کو معافی کا اختیار نہیں ہوگا۔

فقہائے شافعیہ یہ قرار دیتے ہیں کہ اگر کوئی شخص مسلمانوں کے حکمران کو قتل کر دے تو اس کے لیے معافی کی کوئی گنجائش نہیں اور اسے لازماً قتل کیا جائے گا۔

محلے میں جنین بچے کے پائے جانے کا بیان

اور جب محلے والوں نے کسی جنین یا نامکمل گرے ہوئے بچے کو پایا ہے اور اس پر مارنے کی نشانی بھی نہیں ہے۔ تو اہل محلہ پر کچھ واجب نہ ہوگا۔ کیونکہ جنین بڑے بچے کی حالت سے فوقیت حاصل کرنے والا نہیں ہے۔ اور جب بچے پر مارنے کی نشانی ہے اور وہ مکمل پیدائشی ہے تو اس صورت میں محلے والوں پر قسامت اور دیت واجب ہو جائے گی۔ اس لئے کہ ظاہر اسی طرح ہے۔ اور جس تخلیق پوری ہو چکی ہے وہ زندہ الگ ہونے والا ہے۔ اگر چہ اس کی تخلیق ناقص کیوں نہ ہو۔ تو اہل محلہ پر کچھ واجب نہ ہوگا۔ کیونکہ جس کی تخلیق ناقص ہے وہ مردہ الگ ہوا ہے وہ زندہ نہیں ہے۔

فرمایا کہ جب مقتول کسی ایسی سواری پر پایا گیا ہے جس کو کسی ہانکا ہے تو سائق کی عاقلہ پر دیت واجب ہو جائے گی اور اہل محلہ

پر کچھ نہ ہوگا۔ کیونکہ مقتول اسی کے قبضہ میں ہے تو یہ اسی طرح ہو جائے گا کہ جب مقتول اس کے مکان میں ہے اور اسی طرح جب جانور کو چلانے والا یا اس کا سوار جب یہ لوگ جمع ہو جائیں تو ان سب پر دیت واجب ہو جائے گی۔ کیونکہ مقتول ان کے قبضہ میں ہے تو یہ اسی طرح ہو جائے گا جس طرح مقتول ان کے مکان میں ہے۔

اور اگر کسی محلے میں کوئی مردہ بچہ تام الخلقت یا ناقص الخلقت پایا جائے اور اس پر ضرب کے کچھ نشانات نہ ہوں تو اہل محلّہ پر کچھ نہیں ہے اور اگر ضرب کے نشانات ہوں اور بچہ تام الخلقت ہو تو قسامت و دیت واجب ہے اور اگر ناقص الخلقت ہو تو کچھ نہیں ہے۔ (عالمگیری ص 78 ج 6، درمختار و شامی ص 552 ج 5، قاضی خان ص 453 ج 3، تبیین الحقائق ص 172 ج 6، بحرالرائق ص 394 ج 8، فتح القدیر ص 391 ج 8)

باب ذِكْرِ اخْتِلاَفِ النَّاقِلِينَ لِخَبَرِ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ فِيهِ

یہ باب ہے کہ اس بارے میں علقمہ بن وائل کی نقل کردہ خبر کے بارے میں نقل کرنے والوں کے اختلاف کا تذکرہ

4738 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ عَوْفِ بْنِ اَبِيْ جَمِيلَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ حَمْزَةُ اَبُوْ عَمْرٍو الْعَائِذِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَلْقَمَةُ بْنُ وَائِلٍ عَنْ وَّائِلٍ قَالَ شَهِدْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ جِيءَ بِالْقَاتِلِ يَقُوْدُهُ وَلِيُّ الْمَقْتُوْلِ فِيْ نِسْعَةٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِوَلِيِّ الْمَقْتُوْلِ "اَتَعْفُو". قَالَ لَا. قَالَ "اَتَاْخُذُ الدِّيَةَ". قَالَ لَا. قَالَ "فَتَقْتُلُهُ". قَالَ نَعَمْ. قَالَ "اذْهَبْ بِهٖ". فَلَمَّا ذَهَبَ بِهٖ فَوَلّٰى مِنْ عِنْدِهٖ دَعَاهُ فَقَالَ لَهٗ "اَتَعْفُو". قَالَ لَا. قَالَ "اَتَاْخُذُ الدِّيَةَ". قَالَ لَا. قَالَ "فَتَقْتُلُهُ". قَالَ نَعَمْ. قَالَ "اذْهَبْ بِهٖ". فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ ذٰلِكَ "اَمَا اِنَّكَ اِنْ عَفَوْتَ عَنْهُ يَبُوْءُ بِاِثْمِهٖ وَاِثْمِ صَاحِبِكَ". فَعَفَا عَنْهُ وَتَرَكَهٗ فَاَنَا رَاَيْتُهٗ يَجُرُّ نِسْعَتَهٗ.

★★ حضرت وائل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھا' جب ایک قاتل کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لایا گیا' مقتول کا ولی اُسے رسّی میں باندھ کر اپنے ساتھ لے کر آیا تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مقتول کے ولی سے فرمایا: کیا تم اسے معاف کر دو گے؟ اُس نے عرض کی: جی نہیں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: کیا تم دیت وصول کر لو گے؟ اُس نے عرض کی: جی نہیں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: کیا تم اُسے قتل کرو گے؟ اُس نے عرض کی: جی ہاں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر تم اسے لے جاؤ' جب وہ اُسے لے کر جانے لگا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے اُٹھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے بلوایا اور فرمایا: کیا تم اسے معاف کر دو گے؟ اُس نے عرض کی: جی نہیں!

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: کیا تم دیت وصول کر لو گے؟ اُس نے عرض کی: جی نہیں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر تم اسے قتل ہی کرو گے؟ اُس نے عرض کی: جی ہاں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اسے لے جاؤ!

اُس وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم اُسے معاف کر دیتے ہو تو یہ تمہارے تمام گناہوں اور تمہارے ساتھی (یعنی مقتول)

4738-تقدم (الحديث 4737) .

کے تمام گناہوں کا ذمہ دار بن جائے گا' تو اُس شخص نے اُس قاتل کو معاف کر دیا اور اُسے چھوڑ دیا۔

(راوی کہتے ہیں:) میں نے اُس (قاتل) کو دیکھا کہ وہ اپنی رسّی گھسیٹتا ہوا جا رہا تھا۔

4739 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا جَامِعُ بْنُ مَطَرٍ الْحَبَطِيُّ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ عَنْ اَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ . قَالَ يَحْيٰى وَهُوَ اَحْسَنُ مِنْهُ .

☆☆ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔ یحییٰ کہتے ہیں: یہ روایت پہلے سے زیادہ بہتر ہے۔

4740 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ - وَهُوَ الْحَوْضِيُّ - قَالَ حَدَّثَنَا جَامِعُ بْنُ مَطَرٍ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ عَنْ اَبِيهِ قَالَ كُنْتُ قَاعِدًا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَآءَ رَجُلٌ فِي عُنُقِهِ نِسْعَةٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ هٰذَا وَاَخِيْ كَانَا فِيْ جُبٍّ يَحْفِرَانِهَا فَرَفَعَ الْمِنْقَارَ فَضَرَبَ بِهٖ رَاْسَ صَاحِبِهٖ فَقَتَلَهُ . فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اعْفُ عَنْهُ" . فَاَبٰى وَقَالَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اِنَّ هٰذَا وَاَخِيْ كَانَا فِيْ جُبٍّ يَحْفِرَانِهَا فَرَفَعَ الْمِنْقَارَ فَضَرَبَ بِهٖ رَاْسَ صَاحِبِهٖ فَقَتَلَهُ . فَقَالَ "اعْفُ عَنْهُ" . فَاَبٰى ثُمَّ قَامَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ هٰذَا وَاَخِيْ كَانَا فِيْ جُبٍّ يَحْفِرَانِهَا فَرَفَعَ الْمِنْقَارَ - اُرَاهُ قَالَ - فَضَرَبَ رَاْسَ صَاحِبِهٖ فَقَتَلَهُ . فَقَالَ "اعْفُ عَنْهُ" . فَاَبٰى قَالَ "اذْهَبْ اِنْ قَتَلْتَهُ كُنْتَ مِثْلَهُ" . فَخَرَجَ بِهٖ حَتّٰى جَاوَزَ فَنَادَيْنَاهُ اَمَا تَسْمَعُ مَا يَقُوْلُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَجَعَ فَقَالَ اِنْ قَتَلْتُهُ كُنْتُ مِثْلَهُ قَالَ "نَعَمِ اعْفُ" . فَخَرَجَ يَجُرُّ نِسْعَتَهُ حَتّٰى خَفِيَ عَلَيْنَا .

☆☆ علقمہ بن وائل اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نبی اکرم ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا' اسی دوران ایک شخص وہاں آیا' جس کی گردن میں رسّی بندھی ہوئی تھی' اُس نے عرض کی: یارسول اللہ! یہ اور میرا بھائی ایک کنویں میں تھے' یہ دونوں اُسے کھود رہے تھے' تو اس نے پھاوڑا لیا اور اپنے ساتھی کے سر پر مار کر اُسے قتل کر دیا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم اسے معاف کر دو! تو اُس نے اس بات کو تسلیم نہیں کیا' پھر وہ شخص کھڑا ہوا' اُس نے عرض کی: یارسول اللہ! یہ اور میرا بھائی دونوں ایک کنویں میں تھے اور دونوں اُسے کھود رہے تھے' تو اس شخص نے پھاوڑا لیا۔ (راوی کہتے ہیں:) میرا خیال ہے' اُس شخص نے یہ کہا تھا کہ اُس نے اپنے ساتھی کے سر پر مار کر اُسے قتل کر دیا تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم اسے معاف کر دو! تو اُس نے اس بات کو تسلیم نہیں کیا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم جاؤ! اگر تم اُسے قتل کر دیتے ہو' تو تم بھی اس کی مانند ہو جاؤ گے' وہ شخص اُسے ساتھ لے کر نکلا' یہاں تک کہ وہ ذرا دور چلا گیا تو ہم نے اُسے آواز دی: کیا تم سنتے نہیں ہو کہ نبی اکرم ﷺ نے کیا بات ارشاد فرمائی ہے؟ وہ واپس آیا اور بولا: اگر میں اسے قتل کر دیتا ہوں' تو میں بھی اس کی مانند ہو جاؤں گا؟ نبی اکرم ﷺ نے جواب دیا: جی ہاں!

تو (اُس شخص نے کہا:) پھر میں اسے معاف کرتا ہوں۔

(راوی کہتے ہیں:) پھر وہ (قاتل) اپنی رسی گھسیٹتا ہوا وہاں سے نکلا اور ہماری نگاہوں سے اوجھل ہو گیا۔

4741 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ عَنْ سِمَاكٍ ذَكَرَ اَنَّ عَلْقَمَةَ بْنَ

4739-تقدم (الحديث 4737) . 4740-تقدم (الحديث 4737) . 4741-تقدم (الحديث 4737) .

وَائِلٍ اَخْبَرَهُ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهُ كَانَ قَاعِدًا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْ جَآءَ رَجُلٌ يَّقُوْدُ اٰخَرَ بِنِسْعَةٍ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَتَلَ هٰذَا اَخِيْ . فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَقَتَلْتَهُ" . قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ لَمْ يَعْتَرِفْ اَقَمْتُ عَلَيْهِ الْبَيِّنَةَ . قَالَ نَعَمْ قَتَلْتُهُ . قَالَ "كَيْفَ قَتَلْتَهُ" . قَالَ كُنْتُ اَنَا وَهُوَ نَحْتَطِبُ مِنْ شَجَرَةٍ فَسَبَّنِيْ فَاَغْضَبَنِيْ فَضَرَبْتُ بِالْفَاْسِ عَلٰى قَرْنِهٖ . فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "هَلْ لَكَ مِنْ مَّالٍ تُؤَدِّيْهِ عَنْ نَفْسِكَ" . قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَالِيْ اِلَّا فَاْسِيْ وَكِسَائِيْ . فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَتُرٰى قَوْمَكَ يَشْتَرُوْنَكَ" . قَالَ اَنَا اَهْوَنُ عَلٰى قَوْمِيْ مِنْ ذَاكَ . فَرَمٰى بِالنِّسْعَةِ اِلَى الرَّجُلِ فَقَالَ "دُوْنَكَ صَاحِبَكَ" . فَلَمَّا وَلّٰى قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِنْ قَتَلَهُ فَهُوَ مِثْلُهُ" . فَاَدْرَكُوا الرَّجُلَ فَقَالُوْا وَيْلَكَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اِنْ قَتَلَهُ فَهُوَ مِثْلُهُ" . فَرَجَعَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ حُدِّثْتُ اَنَّكَ قُلْتَ "اِنْ قَتَلَهُ فَهُوَ مِثْلُهُ" . وَهَلْ اَخَذْتُهُ اِلَّا بِاَمْرِكَ فَقَالَ "مَا تُرِيْدُ اَنْ يَّبُوْءَ بِاِثْمِكَ وَاِثْمِ صَاحِبِكَ" . قَالَ بَلٰى . قَالَ "فَاِنَّ ذَاكَ" . قَالَ ذٰلِكَ كَذٰلِكَ .

☆☆ علقمہ بن وائل اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ایک مرتبہ وہ نبی اکرم ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اسی دوران ایک شخص دوسرے شخص کو رسی میں باندھ کر اپنے ساتھ لے کر آیا' اُس نے عرض کی: یارسول اللہ! اس شخص نے میرے بھائی کو قتل کر دیا ہے' نبی اکرم ﷺ نے اُس سے دریافت کیا: کیا تم نے اُسے قتل کیا ہے؟ اُس نے عرض کی: یارسول اللہ! اگر یہ شخص اعتراف نہیں کرے گا' تو میں اس کا ثبوت فراہم کر دوں گا۔ اُس شخص نے عرض کی: جی ہاں! میں نے اسے قتل کیا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: تم نے اسے کیسے قتل کیا ہے؟ اُس نے عرض کی: میں اور وہ ایک درخت سے لکڑیاں کاٹ رہے تھے' اُس نے مجھے گالی دی' اس بات پر مجھے غصہ آ گیا' میں نے کلہاڑی اُس کے سر میں ماری (تو وہ مر گیا)۔

نبی اکرم ﷺ نے اُس سے دریافت کیا: کیا تمہارے پاس اتنا مال موجود ہے' جس کے ذریعے تم اپنی جان کے بدلے میں ادا کرسکو' اُس نے عرض کی: یارسول اللہ! میرے پاس صرف میری کلہاڑی ہے' اور ایک میری چادر ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے اُس سے دریافت کیا: کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ تمہاری قوم کے افراد تمہیں خرید لیں گے؟ (یعنی وہ تمہاری طرف سے دیت ادا کر دیں گے)۔

تو اُس نے عرض کی: میں اپنی قوم کے نزدیک اس سے زیادہ بے حیثیت ہوں' تو نبی اکرم ﷺ نے وہ رسی اُس دوسرے آدمی کی طرف کرتے ہوئے فرمایا: تم اپنے ساتھی کو پکڑ لو' جب وہ شخص مڑ کر چلا گیا تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر اُس نے اُسے قتل کر دیا تو یہ بھی اُس کی مانند ہو جائے گا' تو لوگ اُس شخص کے پاس گئے اور بولے: تمہارا ستیاناس ہو! نبی اکرم ﷺ نے تو یہ بات ارشاد فرمائی ہے: اگر اس نے اُسے قتل کر دیا تو یہ بھی اُس کی مانند ہو جائے گا۔ وہ شخص واپس نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' اُس نے عرض کی: یارسول اللہ! مجھے یہ بات بتائی گئی ہے' آپ ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا ہے: اگر اس نے اُسے قتل کر دیا تو یہ بھی اُس کی مانند ہو جائے' کیا میں نے آپ کے حکم کے علاوہ اسے پکڑا تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کیا تم یہ نہیں چاہو گے کہ یہ تمہارے گناہوں اور تمہارے ساتھی (یعنی مقتول) کے گناہوں کا ذمہ دار بن جائے' اُس نے عرض کی: جی ہاں! نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اُس نے

عرض کی کہ اگر ایسا ہے (تو میں اسے چھوڑ دیتا ہوں)۔
نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: بالکل ایسا ہی ہوگا۔

4742 - اَخْبَرَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِىْ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ يُوْنُسَ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ اَنَّ عَلْقَمَةَ بْنَ وَائِلٍ حَدَّثَهُ اَنَّ اَبَاهُ حَدَّثَهُ قَالَ اِنِّىْ لَقَاعِدٌ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْ جَآءَ رَجُلٌ يَقُوْدُ اٰخَرَ نَحْوَهُ ۔

علقمہ بن وائل بیان کرتے ہیں: اُن کے والد نے ایک مرتبہ یہ بات بتائی کہ میں نبی اکرم ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص ایک آدمی کو پکڑ کر لے آیا' اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے۔

4743 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ عَنْ اَبِىْ عَوَانَةَ عَنْ اِسْمَاعِيْلَ بْنِ سَالِمٍ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ اَنَّ اَبَاهُ حَدَّثَهُمْ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُتِىَ بِرَجُلٍ قَدْ قَتَلَ رَجُلًا فَدَفَعَهُ اِلٰى وَلِيِّ الْمَقْتُوْلِ يَقْتُلُهُ فَقَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِجُلَسَائِهِ "الْقَاتِلُ وَالْمَقْتُوْلُ فِى النَّارِ" ۔ قَالَ فَاتَّبَعَهُ رَجُلٌ فَاَخْبَرَهُ فَلَمَّا اَخْبَرَهُ تَرَكَهُ ۔ قَالَ فَلَقَدْ رَاَيْتُهُ يَجُرُّ نِسْعَتَهُ حِيْنَ تَرَكَهُ يَذْهَبُ ۔ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِحَبِيْبٍ فَقَالَ حَدَّثَنِىْ سَعِيْدُ بْنُ اَشْوَعَ قَالَ وَذَكَرَ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ الرَّجُلَ بِالْعَفْوِ ۔

علقمہ بن وائل اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں ایک شخص کو لایا گیا' جس نے دوسرے شخص کو قتل کیا تھا تو نبی اکرم ﷺ نے اسے مقتول کے ولی کے سپرد کر دیا' تا کہ وہ اُسے قتل کر دے' پھر نبی اکرم ﷺ نے اپنے پاس بیٹھے ہوئے افراد سے یہ فرمایا: قتل کرنے والا شخص اور مقتول دونوں جہنم میں جائیں گے۔

راوی بیان کرتے ہیں: پھر ایک شخص اُس کے پیچھے گیا اور اُسے اس کے بارے میں بتایا جب اُسے اس بارے میں بتایا تو اُس نے قاتل کو چھوڑ دیا۔

راوی کہتے ہیں' میں نے اُس قاتل کو دیکھا کہ جب دوسرے شخص نے اُسے چھوڑ دیا تو وہ اپنی رسّی کو گھسیٹتا ہوا وہاں سے چلا گیا۔

4744 - اَخْبَرَنَا عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ قَالَ حَدَّثَنَا ضَمْرَةُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَوْذَبٍ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِىِّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَجُلًا اَتٰى بِقَاتِلِ وَلِيِّهٖ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اعْفُ عَنْهُ" ۔ فَاَبٰى فَقَالَ "خُذِ الدِّيَةَ" ۔ فَاَبٰى قَالَ "اذْهَبْ فَاقْتُلْهُ فَاِنَّكَ مِثْلُهُ" ۔ فَذَهَبَ فَلَحِقَ الرَّجُلَ فَقِيْلَ لَهُ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اقْتُلْهُ فَاِنَّكَ مِثْلُهُ" ۔ فَخَلّٰى سَبِيْلَهُ فَمَرَّ بِىَ الرَّجُلُ وَهُوَ يَجُرُّ نِسْعَتَهُ ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص اپنے ولی کے قاتل کو لے کر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم اسے معاف کر دو تو اُس نے اس بات کو تسلیم نہیں کیا' تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم دیت

4742-تقدم (الحديث 4737) .

4743-تقدم (الحديث 4737) .

4744-اخرجه ابن ماجه في الديات، باب العفو عن القاتل (الحديث 2691) ۔ تحفة الاشراف (451) .

وصول کرلو اُس نے یہ بات بھی نہیں مانی تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم جاؤ اور اسے قتل کردو کیونکہ تم بھی اس کی مانند ہو۔

پھر وہ شخص چلا گیا' پھر ایک دوسرا شخص اُس کے پاس گیا اور اُسے کہا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے: تم اسے قتل کردو کیونکہ تم بھی اس کی مانند ہو تو اُس شخص نے اُس قاتل کو چھوڑ دیا۔

راوی کہتے ہیں: وہ قاتل میرے پاس سے گزرا' وہ اپنی رسّی کو گھسیٹتا ہوا جا رہا تھا۔

4745 – اَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ اِسْحَاقَ الْمَرْوَزِیُّ قَالَ حَدَّثَنِیْ خَالِدُ بْنُ خِدَاشٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ اِسْمَاعِیْلَ عَنْ بَشِیْرِ بْنِ الْمُهَاجِرِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَیْدَةَ عَنْ اَبِیْهِ اَنَّ رَجُلًا جَآءَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ هٰذَا الرَّجُلَ قَتَلَ اَخِیْ . قَالَ "اذْهَبْ فَاقْتُلْهُ كَمَا قَتَلَ اَخَاكَ" . فَقَالَ لَهُ الرَّجُلُ اتَّقِ اللّٰهَ وَاعْفُ عَنِّیْ فَاِنَّهُ اَعْظَمُ لِاَجْرِكَ وَخَیْرٌ لَّكَ وَلِاَخِیْكَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ . قَالَ فَخَلّٰی عَنْهُ قَالَ فَاُخْبِرَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلَهُ فَاَخْبَرَهُ بِمَا قَالَ لَهُ قَالَ فَاَعْنَفَهُ "اَمَا اِنَّهُ كَانَ خَیْرًا مِّمَّا هُوَ صَانِعٌ بِكَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ یَقُوْلُ یَا رَبِّ سَلْ هٰذَا فِیْمَ قَتَلَنِیْ" .

☆☆ عبداللہ بن بریدہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا کہ اس شخص نے میرے بھائی کو قتل کیا ہے' نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم جاؤ اور اسے قتل کردو' جس طرح اس نے تمہارے بھائی کو قتل کیا تھا تو اُس شخص نے اُس سے کہا: تم اللہ سے ڈرو اور مجھے معاف کردو' کیونکہ ایسا کرنا تمہارے لیے عظیم اجر کا باعث ہوگا اور قیامت کے دن تمہارے لیے اور تمہارے بھائی کے لیے زیادہ بہتر ہوگا' تو اُس شخص نے اُس قاتل کو چھوڑ دیا۔

راوی کہتے ہیں: اس بارے میں نبی اکرم ﷺ کو بتایا گیا' آپ ﷺ نے اُس سے دریافت کیا' تو اُس نے آپ ﷺ کو بتایا' جو قاتل نے اُس سے کہا تھا تو نبی اکرم ﷺ نے اُسے تنبیہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: یہ تمہارے حق میں اس سے زیادہ بہتر ہے' جو قیامت کے دن اُس نے تمہارے ساتھ کرنا تھا۔

اُس نے یہ کہنا تھا: میرے پروردگار! تو اس شخص سے پوچھ کہ اس نے مجھے کیوں قتل کیا تھا۔

قتل کی بعض اقسام کا بیان

قتل کی تین قسمیں ہیں۔ ایک قتل عمد، یعنی کوئی کسی کو قصداً قتل کردے۔ اس قتل پر قصاص واجب ہوجاتا ہے۔ مقتول کے ورثاء چاہیں تو اسے قتل کردیں، چاہیں تو معاف کردیں، یا چاہیں تو دیت لے کر معاف کردیں اور قاتل کے علاوہ کسی دوسرے کا قتل جائز نہیں ہوتا۔ اگر کوئی شخص معاف کردینے اور دیت لے لینے کے بعد قاتل کو قتل کردیتا ہے، تو وہ پہلے قاتل سے بڑا مجرم ہے اسی لیے بعض علماء نے کہا ہے کہ اس کا قتل کردینا واجب ہے، اس کا معاملہ مقتول کے ورثاء کے حوالے نہیں ہوگا۔ دوسری قسم قتل شبہ عمد۔ یعنی کسی نے ظلم وعدوان کی نیت سے کسی کو کوڑے یا لاٹھی وغیرہ سے مارنا شروع کیا، اسے جان سے مار دینا نہیں چاہتا تھا، لیکن اس کے ظلم وزیادتی کی وجہ سے وہ آدمی مرگیا تو اس کی دیت سو اونٹ ہے، جن میں چالیس اونٹنیاں حاملہ ہونی چاہئیں۔ تیسری قسم قتل خطاء،

4745-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (1951) .

جیسے کسی نے شکار کرنے کے لیے تیر چلایا اور وہ کسی آدمی کو غلطی سے اور لاعلمی میں لگ گیا، اس میں قصاص نہیں ہے، بلکہ دیت اور کفارہ ہے۔

۱۔ جمہور اہل علم کا مذہب ہے کہ مسلمان کو کافر کے بدلے قتل نہیں کیا جائے گا۔ اس لیے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کافر کے بدلے مسلمان کو قتل نہیں کیا جائے گا۔

2۔ مرد کو عورت کے بدلے قتل کیا جائے گا، اس لیے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مرد کو عورت کے بدلے قتل کیا جائے گا۔

3۔ والدین کو اولاد کے بدلے قتل نہیں کیا جائے گا۔

4۔ جمہور علماء کا مذہب ہے کہ ذمی آدمی مسلمان کے برابر نہیں۔ اس لیے مسلمان کو ذمی کے بدلے قتل نہیں کیا جائے گا۔

باب تَأْوِيلِ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى (وَإِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ)

یہ باب ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی وضاحت "اگر تم فیصلہ کرتے ہو تو ان کے درمیان انصاف کے ساتھ فیصلہ کرو"

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (آیت) فان جآء وك فاحكم بينهم اواعرض عنهم۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تخییر ہے یہ تشیری نے ذکر کیا ہے اس کا معنی گزر چکا ہے کہ وہ ایسے لوگ تھے جن سے معاہدہ تھا، ذمی نہیں تھے۔ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ طیبہ آئے تو یہود کے ساتھ ایک معاہدہ کیا، ہم پر کفار کے درمیان فیصلہ کرنا واجب نہیں جب کہ وہ ذمی نہ ہوں بلکہ فیصلہ کرنا جائز ہے اگر ہم چاہیں، رہے اہل ذمہ تو کیا ان کے درمیان فیصلہ کرنا واجب ہے جب وہ ہمارے پاس معاملہ لے آئیں؟ اس میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے دو قول ہیں: اگر تو کسی ذمی کا مسلمان سے جھگڑا ہے تو فیصلہ کرنا واجب ہے مہدوی نے کہا: علماء کا اجماع ہے کہ حاکم پر واجب ہے کہ وہ مسلمان ذمی کے درمیان فیصلہ کرے اور دو ذمیوں کا فیصلہ ہو تو اس میں اختلاف ہے، بعض نے فرمایا: آیت محکمہ ہے اور حاکم کو اختیار دیا گیا ہے، یہ نخعی اور شعبی وغیرہما سے مروی ہے۔ (معالم التنزیل، جلد ۲، صفحہ ۲۵۸)

یہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہما کا مذہب ہے۔ (احکام القرآن للجصاص، جلد ۲، صفحہ ۴۳۶) مگر امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ زنا میں اہل کتاب پر حد قائم نہیں کی جائے گی، اگر مسلمان نے ذمیہ سے زنا کیا تو اسے حد لگائی جائے گی اور عورت پر حد نہ ہوگی، اگر دونوں زنا کرنے والے ذمی ہوں تو دونوں پر حد نہیں ہے، یہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام محمد بن حسن کا مذہب ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے یہ بھی مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا: انہیں کوڑے لگائیں جائیں گے اور انہیں رجم نہیں کیا جائے گا، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ امام ابو یوسف، اور ابوثور رحمۃ اللہ علیہم وغیرہم نے کہا: ان دونوں پر حد ہوگی اگر وہ ہمارے فیصلہ پر راضی ہو کر آئیں۔

ابن خویز منداد نے کہا: جب وہ ایک دوسرے پر تعدی کریں تو امام انہیں نہیں بلائے گا اور خصم کو امام کی مجلس میں حاضر نہیں کیا

جائے گا مگر یہ کہ اس معاملہ کا تعلق ایسے مظالم سے ہو جن کی وجہ سے فساد پھیلتا ہو جیسے قتل ہے اور منازل کا چھیننا وغیرہ ہے، رہے قرض، طلاق اور باقی تمام معاملات تو ان کے درمیان فیصلہ نہیں کیا جائے گا مگر ان کی باہمی رضامندی کے ساتھ قاضی کو اختیار ہے کہ وہ ان کا فیصلہ نہ کرے اور انہوں نے ان حکام کی طرف لوٹا دے، اگر وہ ان کے درمیان فیصلہ کرے گا اسلام کے قانون کے مطابق فیصلہ کرے گا اور رہا مسلمانوں کے قانون پر انہیں مجبور کرنا جس کی وجہ سے انتشار پھیلتا ہو تو ہمارے اور ان کے معاہدہ کے فساد پر نہیں ہے بلکہ فساد کو ان سے اور دوسرے لوگوں سے دور کرنا واجب ہے، کیونکہ اس میں ان کے اموال اور خون کی حفاظت ہے، شاید ان کے دین میں اس کی اباحت ہو لیکن اس سے ہمارے درمیان انتشار پھیلتا ہو، اسی وجہ سے ہم نے انہیں سرعام شراب بیچنے سے منع کیا اور زنا اور دوسری برائیوں کے ظہار سے منع کیا تاکہ ان کے ذریعے مسلمانوں کے بے وقوف لوگ خراب نہ ہوں رہا وہ حکم ان کے دین کے متعلق ہے مثلاً طلاق، زنا وغیرہ ان پر لازم نہیں کہ وہ ہمارے دین کی پیروی کریں ایسی صورت میں ان کے احکام کو نقصان دینا اور ان کی ملت کو تبدیل کرنا ہے، لیکن دیون اور معاملات اس طرح نہیں ہیں، کیونکہ ان میں مظالم اور قطع فساد کی وجہ ہے، واللہ اعلم۔

آیت میں ایک دوسرا قول بھی ہے وہ جو حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ اور نخعی سے مروی ہے کہ مذکورہ تخییر اس ارشاد سے منسوخ ہے: (آیت) وان احکم بینھم بما انزل اللہ ۔ حاکم پر واجب ہے کہ وہ ان کے درمیان فیصلہ کرے، یہ عطاء خراسانی، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہم اور ان کے اصحاب کا مذہب ہے عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے فرمایا: (آیت) فان جآء وك فاحکم بینھم او اعرض عنھم ۔ کو دوسری آیت (آیت) وان احکم بینھم بما انزل اللہ ۔ نے منسوخ کر دیا۔ مجاہد نے کہا: سورۃ المائدہ سے صرف دو آیتیں منسوخ ہیں، ایک یہ (آیت) فاحکم بینھم او اعرض عنھم ۔ اس کو (آیت) وان احکم بینھم بما انزل اللہ ۔ نے منسوخ کر دیا اور دوسری یہ آیت (آیت) لا تحلوا شعآئر اللہ ۔ اس کو (آیت) فاقتلوا المشرکین حیث وجدتموھم۔ (توبہ: ۵) نے منسوخ کر دیا۔

زہری نے کہا: سنت گزر چکی ہے کہ اہل کتاب اپنے حقوق اور مواریث میں اپنے علماء کی طرف لوٹائے جائیں لیکن اگر وہ اللہ کے فیصلہ میں رغبت کرتے ہوئے آئیں تو ان کے درمیان کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ ہوگا، سمرقندی نے کہا: یہ قول امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے قول موافق ہے کہ ان کے درمیان فیصلہ نہیں کیا جائے گا جب تک وہ ہمارے فیصلہ پر راضی نہ ہوں۔ نحاس نے الناسخ والمنسوخ میں فرمایا اللہ تعالیٰ ارشاد: (آیت) فان جآء وك فاحکم بینھم او اعرض عنھم ۔ منسوخ ہے۔ کیونکہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ آئے تو آغاز میں یہ حکم نازل ہوا۔ اس وقت مدینہ میں یہود بہت تھے، ان کی اصلاح اسی میں تھی کہ انہیں اپنے علماء کی طرف لوٹایا جائے جب اسلام طاقتور ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: (آیت) وان احکم بینھم بما انزل اللہ ۔ یہ حضرت ابن عباس، مجاہد، عکرمہ اور زہری رضوان اللہ علیہم اجمعین ورحمۃ اللہ علیہم حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ اور سدی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے، یہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے قول سے صحیح یہی ہے انہوں نے کتاب الجزیۃ میں فرمایا: حاکم کو کوئی اختیار نہیں جب وہ اس کے پاس اپنا فیصلہ لے آئیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ آیت) حتی یعطوا الجزیۃ عن ید وھم صغرون ۔

(توبہ) یہاں تک کہ دین وہ جزیہ اپنے ہاتھ سے اس حال میں کہ وہ مغلوب ہوں۔

نحاس نے کہا: یہ احتجاجات میں صحیح ترین ہے، کیونکہ جب (آیت) **وھم صغرون** کے ارشاد کا یہ معنی ہو کہ ان پر مسلمان
کے احکام جاری ہوں گے تو واجب ہے کہ انہیں ان کے احکام کی طرف نہ لوٹایا جائے اور یہ واجب ہے تو آیت منسوخ ہوئی، یہی
امام ابوحنیفہ، امام زفر، امام ابویوسف، اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہم کا قول ہے ان کے درمیان کوئی اختلاف نہیں کہ جب اہل کتاب امام
کے پاس فیصلہ لے آئیں تو اسے ان سے اعراض کرنا جائز نہیں، مگر امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: عورت اور اس کا خاوند آئیں تو
ان کے درمیان عدل سے فیصلہ کرے اگر صرف عورت آئے اور اس کا خاوند نہ ہو تو ان کا فیصلہ نہیں کرے گا۔

باقی علماء نے کہا: فیصلہ کیا جائے گا، پس اکثر علماء کا قول یہ ہے یہ آیت منسوخ ہے جب کہ اس کے ساتھ ساتھ حضرت ابن
عباس رضی اللہ عنہما کی توقیف اس میں ثابت ہے اگر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے حدیث مروی نہ ہوتی تو پھر ثابت ہوتا کہ یہ
منسوخ ہے، کیونکہ علماء کا اجماع ہے کہ جب وہ امام کے پاس فیصلہ لے آئیں تو اس کے لیے ہے کہ وہ ان کے درمیان غور کرنے
کے بعد ان کے درمیان غور کرے اگر وہ انکے درمیان کوئی صحیح فیصلہ کرنے والا پائے تو اس کے پاس بھیج دے ورنہ ان سے اعراض نہ
کرے بعض علماء کے نزدیک وہ فرض کا تارک ہوگا اور ایسا کرنے والا ہوگا جو اس کے لیے حلال اور جائز نہیں تھا، نحاس نے کہا:
جنہوں نے کہا: یہ آیت منسوخ ہے ان کا ایک دوسرا قول بھی ہے۔

بعض نے کہا: امام پر واجب ہے جب وہ اہل کتاب سے ایک کی حدود میں سے کسی حد کو جانے تو اسے قائم کرے اگر چہ وہ اس
کے پاس فیصلہ نہ بھی لے آئیں، ان علماء نے (آیت) **وان احکم بینھم بما انزل اللہ۔** سے حجت پکڑی ہے کہ دو احتمال رکھتا
ہے ایک یہ کہ آپ ان کے درمیان فیصلہ کریں جب وہ آپ کے پاس فیصلہ لے آئیں، دوسرا احتمال یہ ہے کہ آپ ان کے درمیان
فیصلہ کریں، اگر چہ وہ آپ کے پاس فیصلہ نہ بھی لائیں جب کہ آپ ان سے مسئلہ خود جان لیں، انہوں نے کہا: ہم نے کتاب وسنت
میں پایا ہے کہ ان پر حد قائم کی جائے گی اگر چہ وہ ہمارے پاس فیصلہ نہ بھی لائیں، کتاب اللہ میں ہے: (آیت) **یایھا الذین امنوا
کونوا قومین بالقسط شھدآء للہ۔** (النساء:۱۳۵) اے ایمان والو! ہو جاؤ مضبوطی سے قائم رہنے والے انصاف پر گواہی دینے
والے محض اللہ کے لیے۔

اور سنت میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک یہودی گزرا
جس کو کوڑے لگائے گئے تھے اور منہ کالا کیا گیا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: کیا تمہارے ہاں زنا کرنے والے کی یہ حد ہے؟
انہوں نے کہا: ہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان علماء میں سے ایک شخص کو بلایا فرمایا: میں تجھ سے اللہ کے واسطہ سے سوال کرتا ہوں۔
کیا تم میں زنا کرنے والے کی یہی حد ہے اس نے کہا: نہیں (۱) یہ حدیث پہلے گزر چکی ہے۔

نحاس نے کہا: انہوں نے حجت پکڑی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ان کا فیصلہ فرمایا وہ ان کے پاس فیصلہ نہیں لائے
تھے، اس حدیث سے یہی ثابت ہوتا ہے، اگر کوئی کہنے والا یہ کہے کہ مالک عن نافع عن عبداللہ بن عمر کی حدیث میں ہے کہ یہود نبی
مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تھے، اس کو کہا جائے گا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث میں یہ نہیں ہے کہ جنہوں نے زنا کیا تھا

وہ فیصلہ پر راضی ہوئے تھے جب کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں رجم کیا تھا۔

ابوعمر بن عبدالبر نے کہا: جنہوں نے حضرت ابراء کی حدیث سے حجت پکڑی ہے اگر وہ غور کرتے تو اس سے حجت نہ پکڑتے کیونکہ حدیث میں اللہ تعالیٰ کے ارشاد (آیت) ان اوتیتم هذا فخذوه وان لم تؤتوه فاحذروا۔ کی تفسیر ہے اس نے کہا: اگر وہ تمہیں کوڑوں کا اور منہ کالا کرنے کا فتویٰ دیں تو اسے قبول کرلو اگر وہ رجم کا فیصلہ کریں تو اجتناب کرو، یہ دلیل ہے کہ انہوں نے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم بنایا تھا، یہ حضرت ابن عمر کی حدیث میں واضح ہے اگر کوئی یہ کہے کہ حضرت ابن عمر کی حدیث میں نہیں ہے کہ زانیوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم بنایا تھا اور وہ آپ کے فیصلے سے راضی نہیں ہوئے تھے، اسے کہا جائے گا کہ زانی کی حد، اللہ کے حقوق میں سے ہے حاکم پر تھا جو ان کے درمیان فیصلہ کرتا تھا اور ان پر حدود کو قائم کرنا تھا اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم بنایا تھا۔ واللہ اعلم۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (آیت) وان حكمت فاحكم بينهم بالقسط۔ نسائی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرمایا قریظہ اور نضیر دو قبائل تھے، نضیر، قریظہ سے زیادہ معزز تھا، جب قریظہ کا کوئی شخص بنی نضیر کا کوئی شخص قتل کر دیتا تو اس کے بدلے اسے قتل کیا جاتا اور جب بنی نضیر کا کوئی شخص بنی قریظہ کے کسی شخص کو قتل کر دیتا تو وہ سو وسق کھجور دیت دیتا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو بنی نضیر کے ایک شخص نے بنو قریظہ کا ایک شخص قتل کر دیا انہوں نے کہا: اپنا آدمی ہمیں دو تا کہ ہم اسے قتل کر دیں انہوں نے کہا: ہمارے درمیان اور تمہارے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہیں تو یہ آیت نازل ہوئی (آیت) وان حكمت فاحكم بينهم بالقسط۔ یعنی نفس کے بدلے نفس ہوگا اور یہ نازل ہوا (آیت) افحكم الجاهلية يبغون۔ (تفسیر قرطبی، سورہ مائدہ، بیروت)

باب ذِكْرِ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى عِكْرِمَةَ فِيْ ذٰلِكَ .

یہ باب ہے کہ اس بارے میں عکرمہ سے نقل ہونے والے اختلاف کا تذکرہ

4746 - اَخْبَرَنَا الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ دِيْنَارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى قَالَ اَنْبَاَنَا عَلِيٌّ - وَهُوَ ابْنُ صَالِحٍ - عَنْ سِمَاكٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ قُرَيْظَةُ وَالنَّضِيرُ وَكَانَ النَّضِيرُ اَشْرَفَ مِنْ قُرَيْظَةَ وَكَانَ اِذَا قَتَلَ رَجُلٌ مِّنْ قُرَيْظَةَ رَجُلًا مِّنَ النَّضِيرِ قُتِلَ بِهٖ وَاِذَا قَتَلَ رَجُلٌ مِّنَ النَّضِيرِ رَجُلًا مِّنْ قُرَيْظَةَ اَدّٰى مِائَةَ وَسْقٍ مِّنْ تَمْرٍ فَلَمَّا بُعِثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَتَلَ رَجُلٌ مِّنَ النَّضِيرِ رَجُلًا مِّنْ قُرَيْظَةَ فَقَالُوْا ادْفَعُوْهُ اِلَيْنَا نَقْتُلْهُ . فَقَالُوْا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . فَاَتَوْهُ فَنَزَلَتْ (وَاِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ) وَالْقِسْطُ النَّفْسُ بِالنَّفْسِ ثُمَّ نَزَلَتْ (اَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُوْنَ) .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: قریظہ اور نضیر دو قبیلے تھے، جن میں سے نضیر، قریظہ سے زیادہ فضیلت رکھتے تھے، جب قریظہ قبیلے کا کوئی شخص نضیر قبیلے کے کسی شخص کو قتل کر دیتا تو اُسے اُس کے بدلے میں قتل کر دیا جاتا لیکن جب نضیر قبیلے کا

4746- اخرجه ابو داؤد في الديات، باب النفس بالنفس (الحديث 4494) . تحفة الاشراف (6109) .

کوئی شخص قریظہ قبیلے کے کسی شخص کو قتل کر دیتا تو وہ کھجوروں کے ایک سو وسق ادا کر دیتا تھا۔

جب نبی اکرم ﷺ مبعوث ہوئے' تو نضیر قبیلے کے ایک شخص نے قریظہ قبیلے کے ایک شخص کو قتل کر دیا تو اُنہوں نے کہا: اس کو ہمارے سپرد کرو تا کہ ہم اسے قتل کر دیں' تو اُنہوں نے جواب دیا: ہمارے اور تمہارے درمیان نبی اکرم ﷺ موجود ہیں (اُن سے فیصلہ لیتے ہیں)۔

پھر وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے' تو اس بارے میں یہ آیت نازل ہوئی:

''جب تم فیصلہ کرو تو اُن کے درمیان انصاف کے ساتھ فیصلہ کرو''۔

انصاف کے ساتھ فیصلہ کرنے سے مراد یہ تھی کہ جان کا بدلہ جان ہے' پھر یہ آیت نازل ہوئی:

''کیا وہ زمانہ جاہلیت کا سا فیصلہ چاہتے ہیں''۔

4747 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَمِّي قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ عَنِ ابْنِ اِسْحَاقَ اَخْبَرَنِيْ دَاوُدُ بْنُ الْحُصَيْنِ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ الْاٰيَاتِ الَّتِيْ فِي الْمَائِدَةِ الَّتِيْ قَالَهَا اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ (فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ اَوْ اَعْرِضْ عَنْهُمْ) اِلٰى (الْمُقْسِطِيْنَ) اِنَّمَا نَزَلَتْ فِي الدِّيَةِ بَيْنَ النَّضِيْرِ وَبَيْنَ قُرَيْظَةَ وَذٰلِكَ اَنَّ قَتْلَى النَّضِيْرِ كَانَ لَهُمْ شَرَفٌ يُوْدَوْنَ الدِّيَةَ كَامِلَةً وَاَنَّ بَنِيْ قُرَيْظَةَ كَانُوْا يُوْدَوْنَ نِصْفَ الدِّيَةِ فَتَحَاكَمُوْا فِيْ ذٰلِكَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ ذٰلِكَ فِيْهِمْ فَحَمَلَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْحَقِّ فِيْ ذٰلِكَ فَجَعَلَ الدِّيَةَ سَوَاءً .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: سورہ مائدہ کی وہ آیات' جن میں اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا ہے:

''تو تم اُن کے درمیان فیصلہ کرو' یا اُن سے اعراض کرو''۔

یہ آیت یہاں تک ہے: ''انصاف کرنے والوں کو''۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: یہ آیت دیت کے بارے میں نازل ہوئی تھی جو نضیر اور قریظہ قبیلے کے درمیان تھی' اس کی صورت یہ ہوئی کہ نضیر قبیلے کے مقتولین کو شرف حاصل ہوتا تھا' وہ لوگ مکمل دیت وصول کرتے تھے جبکہ بنو قریظہ کے لوگ نصف دیت وصول کرتے تھے' انہوں نے اس بارے میں نبی اکرم ﷺ سے فیصلہ لیا تو اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں یہ آیت نازل کی تو نبی اکرم ﷺ نے اس مسئلے کے بارے میں اُنہیں حق کو اختیار کرنے کی ترغیب دی اور دیت کو برابر قرار دیا۔

باب الْقَوَدِ بَيْنَ الْاَحْرَارِ وَالْمَمَالِيكِ فِي النَّفْسِ .

یہ باب ہے کہ آزاد افراد اور غلاموں کے درمیان' جان کے حوالے سے قصاص (کے بارے میں روایت)

4748 - اَخْبَرَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ

4747-اخرجه ابو داؤد في القضية، باب الحكم بين اهل الذمة (الحديث 3591) بنحوه . تحفة الاشراف (6074) .

4748-اخرجه ابو داؤد في الديات، باب ايقاد المسلم بالكافر؟ (الحديث 4530) . تحفة الاشراف (10257) .

عَنْ قَيْسِ بْنِ عُبَادٍ قَالَ انْطَلَقْتُ اَنَا وَالْاَشْتَرُ اِلٰى عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقُلْنَا هَلْ عَهِدَ اِلَيْكَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا لَمْ يَعْهَدْهُ اِلَى النَّاسِ عَامَّةً قَالَ لَا اِلَّا مَا كَانَ فِيْ كِتَابِيْ هٰذَا . فَاَخْرَجَ كِتَابًا مِنْ قِرَابِ سَيْفِهِ فَاِذَا فِيْهِ "اَلْمُؤْمِنُوْنَ تَكَافَأُ دِمَاؤُهُمْ وَهُمْ يَدٌ عَلٰى مَنْ سِوَاهُمْ وَيَسْعٰى بِذِمَّتِهِمْ اَدْنَاهُمْ اَلَا لَا يُقْتَلُ مُؤْمِنٌ بِكَافِرٍ وَلَا ذُوْ عَهْدٍ بِعَهْدِهٖ مَنْ اَحْدَثَ حَدَثًا فَعَلٰى نَفْسِهٖ اَوْ اٰوٰى مُحْدِثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ" .

☆☆ قیس بن عباد بیان کرتے ہیں: میں اور جناب اشتر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہم نے کہا: کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے بطور خاص کوئی عہد لیا تھا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عام افراد سے نہ کیا ہو؟ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: جی نہیں! ماسوائے اُس چیز کے جو میری اس تحریر میں موجود ہے۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی تلوار کے قبضے میں سے ایک تحریر نکالی جس میں یہ تحریر تھا:

''تمام اہل ایمان کے خون برابر ہیں اور وہ اپنے علاوہ سب کے لیے ایک ہاتھ کی حیثیت رکھتے ہیں اُن میں سے کسی بھی شخص کی دی ہوئی پناہ کے لیے اُن کا ہر فرد کوشش کرے یاد رکھنا! کسی کافر کے بدلے میں کسی مؤمن کو قتل نہیں کیا جائے گا اور کسی معاہد کو اُس کے عہد کے ہوتے ہوئے قتل نہیں کیا جائے گا جو شخص کوئی نئی چیز ایجاد کرے گا اُس کا وبال اُس کے ذمے ہوگا یا جو شخص کسی بدعتی کو پناہ دے گا تو اُس پر اللہ تعالیٰ اُس کے فرشتوں اور تمام بنی نوع انسان کی لعنت ہوگی''۔

غلام کے بدلے آزاد کو قتل کرنے میں فقہی مذاہب کا بیان

امام ابوحنیفہ امام ثوری امام ابن ابی لیلیٰ اور داؤد کا مذہب ہے کہ آزاد نے اگر غلام کو قتل کیا ہے تو اس کے بدلے وہ بھی قتل کیا جائے گا، حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ حضرت سعید بن جبیر حضرت ابراہیم نخعی حضرت قتادہ اور حضرت حکم کا بھی یہی مذہب ہے،

حضرت امام بخاری، علی بن مدینی، ابراہیم نخعی اور ایک اور روایت کی رو سے حضرت ثوری کا بھی مذہب یہی ہے کہ اگر کوئی آقا اپنے غلام کو مار ڈالے تو اس کے بدلے اس کی جان لی جائے گی دلیل میں یہ حدیث بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص اپنے غلام کو قتل کرے ہم اسے قتل کریں گے اور جو شخص اپنے غلام کو نکٹا کرے ہم بھی اس کی ناک کاٹ دیں گے اور جو اسے خصی کرے اس سے بھی یہی بدلہ لیا جائے،

لیکن جمہور کا مذہب ان بزرگوں کے خلاف ہے وہ کہتے ہیں آزاد غلام کے بدلے قتل نہیں کیا جائے گا اس لئے کہ غلام مال ہے اگر وہ خطا سے قتل ہو جائے تو دیت یعنی جرمانہ نہیں دینا پڑتا صرف اس کے مالک کو اس کی قیمت ادا کرنی پڑتی ہے اور اسی طرح اس کے ہاتھ پاؤں وغیرہ کے نقصان پر بھی بدلے کا حکم ہے۔

قصاص ودیت کے دارومدار میں برابری ہونے کا فقہی بیان

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قصاص اور دیت میں سب مسلمان برابر ہیں اور ایک ادنی مسلمان بھی امان دے سکتا ہے اور دور والا مسلمان بھی حق رکھتا ہے اور سب مسلمان ایک

ہاتھ کی طرح ہوتے ہیں (یعنی تمام مسلمان غیر مسلموں کے مقابلہ میں آپس میں ایک دوسرے کے مددگار ہونے میں ایک ہاتھ کی مانند ہوتے ہیں کہ جس طرح کسی چیز کو پکڑنے یا سکون وحرکت کے موقع پر ایک ہاتھ کے تمام اجزاء میں کوئی مخالفت یا جدائی نہیں ہوتی اسی طرح مسلمانوں کو بھی چاہئے کہ غیروں کے مقابلے پر متحد ومتفق رہیں اور آپس میں ایک دوسرے کی مدد کرتے رہیں) اور خبردار! کافر کے بدلے میں مسلمان نہ مارا جائے اور نہ عہد والے (یعنی ذمی) کو مارا جائے جب تک کہ وہ عہد وضمان میں ہے۔ ابوداؤد، نسائی) اور ابن ماجہ نے اس روایت کو ابن عباس سے نقل کیا ہے۔ (مشکوۃ المصابیح، جلد سوم: رقم الحدیث، 641)

سب مسلمان برابر ہیں: کا مطلب یہ ہے کہ قصاص اور خون بہا کے لینے دینے میں سب مسلمان برابر ہیں اور یکساں ہیں شریف اور رزیل میں، چھوٹے درجہ والا کے بدلہ میں قتل نہ کیا جائے، یا بڑی ذات والے کے خون بہا کی مقدار پوری دی جائے اور چھوٹی ذات والے کے خون بہا کی مقدار کم دی جائے جیسا کہ زمانہ جاہلیت میں رواج تھا کہ اگر کوئی باحیثیت آدمی کسی کم حیثیت والے کو قتل کر دیتا تھا وہ تو قصاص میں اس کو قتل نہیں کرتے تھے بلکہ اس عوض میں اس کے قبیلے کے ان چند آدمیوں کو قتل کر دیا جاتا تھا جو زبردست ہوتے تھے۔

اور ایک ادنی مسلمان بھی امان دے سکتا ہے" کا مطلب یہ ہے کہ اگر مسلمانوں میں کا کوئی ادنی ترین فرد جیسے غلام یا عورت کسی کافر کو امان دے دے تو سب مسلمانوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس کافر کو امان دیں اور اس کے جان ومال کی حفاظت کا جو عہد اس مسلمان کی طرف سے کیا گیا ہے اس کو نہ توڑیں۔

اور دور والا مسلمان بھی حق رکھتا ہے" اس جملہ کے دو مطلب یہ ہے کہ اگر کسی ایسے مسلمان نے جو درالحرب سے دور رہا ہے کسی کافر کو امان دے رکھی ہے تو ان مسلمانوں کے لئے جو دارالحرب کے قریب ہیں یہ جائز نہیں ہے کہ اس مسلمان کے عہد امان کو توڑ دیں۔ دوسرے معنی یہ ہے کہ جب مسلمانوں کا لشکر دارالحرب میں داخل ہو جائے، اور مسلمانوں کا امیر لشکر کے ایک دستہ کو کسی دوسری سمت میں بھیج دے اور پھر وہ دستہ مال غنیمت لے کر واپس آئے تو وہ مال غنیمت صرف اسی دستہ کا حق نہیں ہوگا، بلکہ وہ سارے لشکر والوں کو تقسیم کیا جائے گا۔

جب تک کہ وہ عہد وضمان میں ہے" کا مطلب یہ ہے کہ جو کافر جزیہ (ٹیکس) ادا کر کے اسلامی سلطنت کا وفادار شہری بن گیا ہے اور اسلامی سلطنت نے اس کے جان ومال کی حفاظت کا عہد کر لیا ہے تو جب تک وہ ذمی ہے اور اپنے ذمی ہونے کے منافی کوئی کام نہیں کرتا اس کو مسلمان قتل نہ کرے بلکہ اس کی حفاظت کو ذمہ داری سمجھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اسلامی قانون حکومت کی نظر میں ایک ذمی کے خون کی بھی وہی قیمت ہے جو ایک مسلمان کے خون کی ہے لہٰذا اگر کوئی مسلمان کسی ذمی کو ناحق قتل کر دے تو اس کے قصاص میں اس کے قاتل مسلمان کو قتل کر دینا چاہئے جیسا کہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کا مسلک ہے۔

اس نکتہ سے حدیث کے اس جملہ " کافر کے بدلے میں مسلمان کو نہ مارا جائے" کا مفہوم بھی واضح ہو گیا کہ یہاں " کافر" سے مراد حربی کافر ہے نہ کہ ذمی! حاصل یہ ہے کہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کے نزدیک کسی مسلمان کو حربی کافر کے قصاص میں تو قتل نہ کیا جائے لیکن ذمی کے قصاص میں قتل کیا جائے اور حضرت امام شافعی کے نزدیک کسی مسلمان کو کسی کافر کے قصاص میں قتل نہ کیا

جائے خواہ وہ کافر حربی ہو یا ذمی۔

4749 - اَخْبَرَنِیْ اَبُوْ بَکْرِ بْنُ عَلِیٍّ قَالَ حَدَّثَنَا الْقَوَارِیْرِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْوَاحِدِ قَالَ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَامِرٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِیْ حَسَّانَ عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اَلْمُؤْمِنُوْنَ تَكَافَأُ دِمَاؤُهُمْ وَهُمْ يَدٌ عَلٰی مَنْ سِوَاهُمْ يَسْعٰی بِذِمَّتِهِمْ اَدْنَاهُمْ لَا يُقْتَلُ مُؤْمِنٌ بِكَافِرٍ وَّلَا ذُوْ عَهْدٍ فِیْ عَهْدِهٖ".

☆☆ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"تمام مؤمنین کے خون برابر ہیں اور وہ اپنے علاوہ سب کے لیے ایک ہاتھ کی حیثیت رکھتے ہیں' اُن کی دی ہوئی امان کی پابندی سب پر لازم ہوگی اور کسی مؤمن کو کسی کافر کے بدلے میں قتل نہیں کیا جائے گا اور کسی معاہد کو اُس کے ساتھ کیے ہوئے معاہدے کے دوران قتل نہیں کیا جائے گا"۔

شرح

قرآن کی وہ سمجھ جو کسی بھی انسان کو عطا ہو سکتی ہے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ فہم عطا فرمایا ہے جس سے میں قرآن کے معنی واحکام کا استنباط کرتا ہوں، اس کے اجمال واشارات سے مطلع ہو جاتا ہوں اور اسی فہم کے ذریعہ میری رسائی ان پوشیدہ علوم اور باطنی اسرار تک ہو جاتی ہے جو علماء راسخین اور ارباب یقین پر منکشف ہوتے ہیں۔

ہمارے پاس کچھ ایسی چیزیں ہیں جو کاغذ میں لکھی ہوئی ہیں۔اس سے وہ نوشتہ مراد ہے جس میں حضرت علی نے خون بہا وغیرہ کے کچھ احکام ومسائل لکھ کر اس کو اپنی تلوار کی نیام میں رکھ رکھا تھا۔علماء نے لکھا ہے کہ اس نوشتہ میں مذکورہ بالا تین چیزوں کے علاوہ اور بہت سی چیزوں کے احکام ومسائل لکھے ہوئے تھے، جن کو یہاں ذکر نہیں کیا گیا، کیونکہ اس باب میں صرف قصاص اور خون بہا کا ذکر کرنا مقصود ہے، البتہ قیدی بعض نوعیت کے اعتبار سے چونکہ قریب القتل ہوتا ہے اس مناسبت سے اس کا بھی ذکر کر دیا گیا۔

کافر کے بدلے میں مسلمان کو قتل نہ کیا جائے گا" بہت سے صحابہ وتابعین، تبع تابعین اور تینوں اماموں کا مسلک یہی ہے کہ اگر کوئی مسلمان کافر کو قتل کر دے میں مقتول کافر کے بدلے میں قاتل مسلمان کو قتل نہ کیا جائے خواہ وہ مقتول کافر ذمی ہو یا حربی ہو لیکن حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور اکثر علماء کا مسلک یہ ہے کہ اگر یہ مقتول کافر ذمی ہو تو اس کے بدلے میں قاتل مسلمان کو قتل کیا جا سکتا ہے جو حدیث ان کے مسلک کی دلیل ہے وہ مرقات میں مذکور ہے۔

حضرت ابوجحیفہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سوال کیا اس کی بنیاد یہ تھی۔ کہ شیعہ جن کا وجود مختلف صورتوں میں اس زمانہ میں تھا کہا کرتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اہل بیت کے مخصوص افراد اور خاص طور پر حضرت علی کو علم وحی کے کچھ ایسے اسرار ونکات بتائے ہیں جو ان کے علاوہ کسی دوسرے کو نہیں بتائے گئے! یا پھر حضرت ابوجحیفہ نے یہ سوال اس لئے کیا کہ حضرت علی کے زمانہ میں کوئی بھی شخص علم وتحقیق میں حضرت علی کا ہمسر نہیں تھا، ان کی اس غیر معمولی علمی خصوصیت وبرتری نے سب ہی کو حیران

4749-انفرد به النسائي، وسياتي في القسامة، سقوط القود من المسلم للكافر (الحديث 4759) . تحفة الاشراف (10279) .

کرر کھا تھا کہ آخر ان کے پاس اتنا علم کہاں سے آیا؟ بہر کیف حضرت علی نے قسم کھا کر بتایا کہ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے دامن وعلم حکمت کو سب لوگوں سے زیادہ بھرا ہو یا دوسرے لوگوں کے سوا مجھے مخصوص طور پر تبلیغ وارشاد سے نوازا ہو، بلکہ میرے پاس بھی وہی قرآن ہے۔ جو دوسروں کے پاس ہے اس سے زیادہ میرے پاس کچھ نہیں ہے، یا پھر وہ نوشتہ ہے۔

جس میں کچھ چیزوں کے احکام لکھے ہوئے ہیں اور وہ میرے پاس محفوظ ہیں۔ ہاں مجھ میں اور دوسروں میں جو علمی تفاوت ہے اس کی بنیاد فہم اور استعداد واستنباط ہے کہ حق تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے مجھے قرآن کی وہ سمجھ عطا کی ہے اس کے ذریعہ میں قرآن کے علوم ومعانی تک رسائی حاصل کرتا ہوں اور پھر اس سے احکام ومسائل نکالتا ہوں اور یہ مجھ ہی پر منحصر نہیں ہے بلکہ حق تعالیٰ جس شخص کو بھی یہ سمجھ، ادارک اور فضیلت عطا فرما دے گا اس پر حکمت وعلوم کی راہیں منکشف ہو جائیں گی۔

الحاصل تمام علوم ومعنی کی بنیاد چونکہ قرآن کریم ہے۔ اسی لئے توفیق الٰہی اور تائید الٰہی سے جس شخص کو بھی قرآن کریم کا فہم حاصل ہو گیا اس پر تمام علوم اور حکمتوں کے دروازے کھل گئے یہ اور بات ہے کہ حق تعالیٰ اس نعمت سے کسی کسی ہی نوازتا ہے، چنانچہ حضرت ابن عباس فرمایا کرتے تھے کہ قرآن میں تمام علوم ہیں لیکن (عام طور پر) لوگوں کے فہم (قرآن کی گہرائی تک پہنچنے سے قاصر رہتے ہیں)۔

باب الْقَوَدِ مِنَ السَّيِّدِ لِلْمَوْلٰى ۔

یہ باب ہے کہ غلام کے لیے اُس کے آقا سے قصاص لینا

4750 - اَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلاَنَ - هُوَ الْمَرْوَزِيُّ - قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ قَتَلَ عَبْدَهُ قَتَلْنَاهُ وَمَنْ جَدَعَهُ جَدَعْنَاهُ وَمَنْ اَخْصَاهُ اَخْصَيْنَاهُ" ۔

☆☆ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:
''جو شخص اپنے غلام کو قتل کر دیتا ہے' ہم اُسے قتل کر دیں گے جو اس کی ناک کاٹ دیتا ہے' ہم اُس کی ناک کاٹ دیں گے' جو اُسے خصی کر دیتا ہے' ہم اُسے خصی کر دیں گے''۔

4751 - اَخْبَرَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ قَتَلَ عَبْدَهُ قَتَلْنَاهُ وَمَنْ جَدَعَ عَبْدَهُ جَدَعْنَاهُ" ۔

4750-اخرجه ابو داؤد في الديات، باب من قتل عبده او مثل به ايقاد منه؟ (الحديث 4515 و 4516 و 4517) واخرجه الترمذي في الديات، باب ما جاء في الرجل يقتل عبده (الحديث 1414) . واخرجه النسائي في القسامة، القود من السيد للمولى (الحديث 4751 و 4752)، و القصاص في السن (الحديث 4767 و 4768) . واخرجه ابن ماجه في الديات، باب هل يقتل الحر بالعبد (الحديث 2663) . تحفة الاشراف (4586) .

4751-تقدم (الحديث 4750) .

★★ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:
''جو شخص اپنے غلام کو قتل کر دیتا ہے' ہم اُسے قتل کر دیں گے اور جو شخص اپنے غلام کی ناک کاٹ دیتا ہے، ہم اس کی ناک کاٹ دیں گے''۔

4752 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ قَتَلَ عَبْدَهٗ قَتَلْنَاهُ وَمَنْ جَدَعَ عَبْدَهٗ جَدَعْنَاهُ" .

★★ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:
''جو شخص اپنے غلام کو قتل کر دیتا ہے' ہم اُسے قتل کر دیں گے اور جو شخص اپنے غلام کی ناک کاٹ دیتا ہے' ہم اُس کی ناک کاٹ دیں گے''۔

غلام کے بدلے مالک کے قتل وعدم قتل میں فقہی مذاہب

حضرت سمرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر کسی نے اپنے غلام کو قتل کر دیا تو اس کے بدلے اسے قتل کریں گے اور جس نے اپنے غلام کے اعضاء (ناک، کان وغیرہ) کاٹے ہم بھی اس کے اعضاء کاٹیں گے یہ حدیث حسن غریب ہے۔ بعض علماء، تابعین، اور ابراہیم نخعی کا یہی مذہب ہے۔ بعض اہل علم جن میں حضرت حسن بصری، اور عطاء بن ابی رباح بھی شامل ہیں فرماتے ہیں کہ آزاد اور غلام کے درمیان خون اور زخم میں قصاص نہیں۔

بعض اہل علم فرماتے ہیں کہ اگر مالک اپنے غلام کو قتل کر دے تو اس سے قصاص نہ لیا جائے گا لیکن اگر غلام کسی اور کا ہو تو اس کے بدلے آزاد کو بھی قتل کیا جائے سفیان ثوری کا یہی قول ہے۔ (جامع ترمذی: جلد اول: رقم الحدیث، 1449)

حضرت حسن بصری (تابعی) حضرت سمرۃ (صحابی) سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص اپنے غلام کو قتل کرے گا ہم اس کو قتل کر دیں گے اور جو شخص (اپنے غلام کے) اعضاء کاٹے گا ہم اس کے اعضاء کاٹ دیں گے۔ (ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ، دارمی) اور نسائی نے ایک دوسری روایت میں یہ الفاظ بھی نقل کیے ہیں۔ کہ جو شخص اپنے غلام کو خصی کرے گا ہم اس کو خصی کر دیں گے۔ (مشکوٰۃ المصابیح، جلد سوم: رقم الحدیث، 639)

جو شخص اپنے غلام کو قتل کر دے گا ہم اس کو قتل کر دیں گے دیں گے، یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور زجر وتشدید اور تنبیہ فرمایا کہ لوگ اپنے غلاموں کو مار ڈالنے سے باز رہیں۔ یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ ایک شخص نے سخت ترین ممانعت تنبیہ کے باوجود بھی جب چوتھی یا پانچویں بار شراب پی لی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ اس کو قتل کر دو، لیکن جب وہ آپ کی خدمت میں لایا گیا تو آپ نے اس کو قتل نہیں کیا۔ بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ اس حدیث میں غلام سے مراد وہ شخص ہے جو غلام بھی رہا ہو، اور پھر آزاد کر دیا گیا ہو، اگرچہ ایسے شخص کو غلام نہیں کہا جاتا لیکن اس کے سابق حال کے اعتبار سے اس کو یہاں غلام تعبیر کیا گیا۔

اور بعض علماء یہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اس آیت کریمہ (اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْاُنْثٰى بِالْاُنْثٰى) 2۔البقرۃ:

4752-تقدم (الحديث 4750) .

178) کے ذریعہ منسوخ ہے! اس بارے میں جہاں تک فقہی مسئلہ کا تعلق ہے تو حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کا مسلک یہ ہے کہ اگر کوئی شخص کسی دوسرے کے غلام کو قتل کر دے تو اس کو غلام کے بدلے میں قتل کیا جا سکتا ہے لیکن اگر اس نے اپنے غلام کو قتل کر دیا تو اس غلام کے بدلے میں اس کو قتل نہیں کیا جائے گا۔ امام اعظم کے سوا تینوں ائمہ کا مسلک یہ ہے کہ آیت کریمہ (اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْاُنْثٰی بِالْاُنْثٰی) 2۔البقرة:178) کے بموجب کسی آزاد شخص کو نہ تو اپنے غلام کے بدلے میں قتل کیا جائے اور نہ کسی دوسرے کے بدلے میں۔ حضرت ابراہیم نخعی اور حضرت سفیان ثوری کا قول یہ ہے کہ مقتول غلام کے بدلے میں قاتل آزاد کو قتل کیا جائے خواہ وہ مقتول اس کا اپنا غلام ہو یا کسی دوسرے کا۔

اور جو شخص اعضاء کاٹے گا الخ" شرح السنۃ میں لکھا ہے کہ "تمام علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اگر کوئی آزاد کسی غلام کے اعضاء جسم کاٹ ڈالے تو اس کے بدلے میں اس آزاد کے اعضاء جسم نہ کاٹے جائیں" علماء کے اس اتفاق سے یہ ثابت ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی "ہم اس کے اعضاء کاٹ دیں گے" یا تو زجر و تنبیہ پر محمول ہے یا منسوخ ہے۔

باب قَتْلِ الْمَرْاَةِ بِالْمَرْاَةِ .

یہ باب ہے کہ عورت کے بدلے میں عورت کو قتل کرنا

4753 - اَخْبَرَنَا يُوْسُفُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ اَنَّهُ سَمِعَ طَاوُسًا يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهُ نَشَدَ قَضَاءَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ ذٰلِكَ فَقَامَ حَمَلُ بْنُ مَالِكٍ فَقَالَ كُنْتُ بَيْنَ حُجْرَتَیِ امْرَاَتَيْنِ فَضَرَبَتْ اِحْدَاهُمَا الْاُخْرٰى بِمِسْطَحٍ فَقَتَلَتْهَا وَجَنِيْنَهَا فَقَضَى النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ جَنِيْنِهَا بِغُرَّةٍ وَّاَنْ تُقْتَلَ بِهَا .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: انہوں نے اس بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے کی تحقیق کی تو حضرت حمل بن مالک رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور بولے: میں دو خواتین کے حجروں کے درمیان میں موجود تھا' اُن میں سے ایک نے دوسری کو خیمے کی چوب ماری' جس کے نتیجے میں اُس نے اُس دوسری عورت کو اور اُس کے پیٹ میں موجود بچے کو قتل کر دیا' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس عورت کے پیٹ میں موجود بچے کے عوض میں (غلام یا کنیز) دینے اور اُس عورت کو دوسری عورت کے عوض میں قتل کر دینے کا فیصلہ دیا۔

باب الْقَوَدِ مِنَ الرَّجُلِ لِلْمَرْاَةِ .

یہ باب ہے کہ عورت کے بدلے میں مرد سے قصاص لینے (کے بارے میں روایات)

4753-اخرجه ابو داؤد في الديات، باب دية الجنين (الحديث 4572 و 4574) بمعناه و اخرجه ابن ماجه في الديات، باب دية الجنين (الحديث 2641) . والحديث عند: ابي داؤد في الديات، باب دية الجنين (الحديث 4573) والنسائي في القسامة، باب دية جنين المراة (الحديث 4831) . تحفة الاشراف (3444) .

4754 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدَةُ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ يَهُوْدِيًّا قَتَلَ جَارِيَةً عَلٰى اَوْضَاحٍ لَّهَا فَاَقَادَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَا .

☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک یہودی نے ایک لڑکی کو اُس کے گلے میں موجود ہار کی وجہ سے قتل کر دیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس لڑکی کے عوض میں اُس یہودی کو قتل کروا دیا۔

4755 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبَانُ بْنُ يَزِيْدَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ يَهُوْدِيًّا اَخَذَ اَوْضَاحًا مِّنْ جَارِيَةٍ ثُمَّ رَضَخَ رَاْسَهَا بَيْنَ حَجَرَيْنِ فَاَدْرَكُوْهَا وَبِهَا رَمَقٌ فَجَعَلُوْا يَتَّبِعُوْنَ بِهَا النَّاسَ هُوَ هٰذَا هُوَ هٰذَا قَالَتْ نَعَمْ . فَاَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرُضِخَ رَاْسُهُ بَيْنَ حَجَرَيْنِ .

☆☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک یہودی نے ایک لڑکی کا زیور چھینا اور پھر اُس کا سر دو پتھروں کے درمیان رکھ کر کچل دیا' لوگ جب اُس لڑکی کے پاس پہنچے تو اُس میں زندگی کی کچھ رمق باقی تھی۔ اُنہوں نے اُس سے پوچھنا شروع کیا' کیا فلاں نے تمہارے ساتھ یہ کام کیا ہے؟ کیا فلاں نے کیا ہے؟ تو ایک شخص پر اُس نے جواب دیا: جی ہاں! تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے تحت اُس شخص کا سر دو پتھروں کے درمیان رکھ کر کچل دیا۔

4756 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ خَرَجَتْ جَارِيَةٌ عَلَيْهَا اَوْضَاحٌ فَاَخَذَهَا يَهُوْدِيٌّ فَرَضَخَ رَاْسَهَا وَاَخَذَ مَا عَلَيْهَا مِنَ الْحُلِيِّ فَاُدْرِكَتْ وَبِهَا رَمَقٌ فَاُتِيَ بِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "مَنْ قَتَلَكِ فُلَانٌ" . قَالَتْ بِرَاْسِهَا لَا . قَالَ "فُلَانٌ" . قَالَ حَتّٰى سَمَّى الْيَهُوْدِيَّ قَالَتْ بِرَاْسِهَا نَعَمْ فَاُخِذَ فَاعْتَرَفَ فَاَمَرَ بِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرُضِخَ رَاْسُهُ بَيْنَ حَجَرَيْنِ .

☆☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ ایک لڑکی نکلی' اُس نے ہار پہنا ہوا تھا' ایک یہودی نے اُسے پکڑ لیا اور اُس کا سر کچل دیا اور اُس کے زیورات اُتار لیے۔ جب لوگ اُس کے پاس پہنچے تو اُس وقت اُس میں زندگی کی رمق باقی تھی' اُسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: تمہیں کس نے قتل کیا ہے؟ فلاں نے' اُس نے اپنے سر کے

4754-اخرجه البخاري في الديات، باب قتل الرجل بالمراة (الحديث 6885) بنحوه . تحفة الاشراف (1188) .

4755-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (1140) .

4756-اخرجه البخاري في الخصومات، باب ما يذكر في الاشخاص و الخصومة بين المسلم و اليهود (الحديث 2413)، و في الوصايا، باب اذا اومأ المريض براسه اشارة بينة جازت (الحديث 2746)، و في الديات، باب سوال القاتل حتى يقر و الاقرار في الحدود (الحديث 6876)، و باب اذا اقر بالقتل مرة قتل به (الحديث 6884) مختصراً . واخرجه مسلم في القسامة، باب ثبوت القصاص في القتل بالحجر وغيره من المحددات و المثقلات و قتل الرجل بالمراة (الحديث 17) مختصرًا واخرجه ابو داؤد في الديات، باب يقاد من القاتل (الحديث 4527) مختصرًا واخرجه الترمذي في الديات، باب ما جاء فيمن رضخ راسه بصخرة (الحديث 1394) واخرجه ابن ماجه في الديات، باب يقتاد من القاتل كما قتل (الحديث 2665) مختصراً . تحفة الاشراف (1391) .

اشارے سے جواب دیا: جی نہیں!

نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: فلاں نے؟ یہاں تک کہ جب اُس یہودی کا نام لیا تو اُس نے اپنے سر کے اشارے سے جواب دیا: جی ہاں! تو اُس یہودی کو پکڑ لیا گیا' اُس نے اعتراف کیا' تو نبی اکرم ﷺ کے حکم کے تحت اُس کا سر دو پتھروں کے درمیان رکھ کر کچل دیا گیا۔

شرح

بظاہر یہ مفہوم معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح اس یہودی نے لڑکی کا سر دو پتھروں کے درمیان کچلا تھا اسی طرح اس یہودی کا بھی دو پتھروں کے درمیان کچلا گیا ہو، یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ جس طرح اگر کوئی عورت کسی مرد کو قتل کر دے تو مقتول مرد کے بدلے میں اس عورت کو قتل کیا جا سکتا ہے، اسی طرح مقتول عورت کے بدلے میں اس کے مرد قاتل کو بھی قتل کیا جا سکتا ہے۔ چنانچہ اکثر علماء کا یہی قول ہے، نیز یہ حدیث اس امر پر بھی دلالت ہے کہ ایسے بھاری پتھر سے کسی کو ہلاک کر دینا جس کی ضرب سے عام طور پر ہلاکت واقع ہو جاتی ہو، قصاص کا موجب ہے۔ چنانچہ اکثر علماء اور تینوں ائمہ کا یہی قول ہے لیکن امام اعظم ابوحنیفہ کا مسلک یہ ہے کہ اگر پتھر کی ضرب سے ہلاکت واقع ہو جائے تو اس کی وجہ سے قصاص لازم نہیں ہوتا۔ وہ فرماتے ہیں کہ جہاں تک اس یہودی سے قصاص لینے کا سوال ہے تو اس کا تعلق سیاسی اور وقتی مصالحت سے تھا۔

باب سُقُوطِ الْقَوَدِ مِنَ الْمُسْلِمِ لِلْكَافِرِ .

یہ باب ہے کہ کافر کے بدلے میں مسلمان سے قصاص ساقط ہو جاتا ہے .

4757 – اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَفْصِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ قَالَ حَدَّثَنِیْ اِبْرَاهِيْمُ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ رُفَيْعٍ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ "لَا يَحِلُّ قَتْلُ مُسْلِمٍ اِلَّا فِیْ اِحْدٰی ثَلَاثِ خِصَالٍ زَانٍ مُّحْصَنٍ فَيُرْجَمُ وَرَجُلٌ يَّقْتُلُ مُسْلِمًا مُّتَعَمِّدًا وَّرَجُلٌ يَّخْرُجُ مِنَ الْاِسْلَامِ فَيُحَارِبُ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ وَرَسُوْلَهٗ فَيُقْتَلُ اَوْ يُصَلَّبُ اَوْ يُنْفٰى مِنَ الْاَرْضِ" .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا' نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتی ہیں:

"کسی بھی مسلمان کو قتل کرنا' تین میں سے کسی ایک وجہ سے جائز ہوتا ہے، محصن زانی' اُسے سنگسار کر دیا جائے گا اور ایک وہ شخص جو کسی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کر دے' اور ایک وہ شخص جو اسلام سے نکل جائے اور اللہ اور اُس کے رسول کے ساتھ جنگ کرے' تو اُسے قتل کیا جائے گا یا سولی پر لٹکا دیا جائے گا یا زمین میں جلاوطن کر دیا جائے گا"۔

4758 – اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُطَرِّفِ بْنِ طَرِيْفٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا جُحَيْفَةَ يَقُوْلُ سَاَلْنَا عَلِيًّا فَقُلْنَا هَلْ عِنْدَكُمْ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَیْءٌ سِوَى الْقُرْآنِ فَقَالَ لَا

4757-انفرد به النسائي . والحديث عند: ابي داؤد في الحدود، باب الحكم فيمن ارتد (الحديث 4353) و النسائي في تحريم الدم ، الصلب، (الحديث 4059) . تحفة الاشراف (16326) .

وَالَّذِیْ فَلَقَ الْحَبَّةَ وَبَرَاَ النَّسَمَةَ اِلَّا اَنْ یُّعْطِیَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عَبْدًا فَهْمًا فِیْ کِتَابِهٖ اَوْ مَا فِیْ هٰذِهِ الصَّحِیْفَةِ . قُلْتُ وَمَا فِی الصَّحِیْفَةِ قَالَ فِیْهَا "الْعَقْلُ وَفِکَاکُ الْاَسِیْرِ وَاَنْ لَا یُقْتَلَ مُسْلِمٌ بِکَافِرٍ" .

☆☆ ابوجحیفہ بیان کرتے ہیں: ہم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا' ہم نے کہا: کیا آپ رضی اللہ عنہ کے پاس اللہ کے رسول کی طرف سے کوئی خاص چیز ہے' جو قرآن کے علاوہ ہو؟ تو اُنہوں نے فرمایا: جی نہیں! اُس ذات کی قسم جس نے دانے کو چیرا ہے' اور جان کو پیدا کیا ہے! (میرے پاس ایسی کوئی چیز نہیں ہے) البتہ وہ چیز ہے' جو اللہ تعالیٰ کسی بھی بندے کو اپنی کتاب کا فہم عطاء کرتا ہے' یا پھر اس صحیفے میں موجود (کچھ احکام ہیں) میں نے دریافت کیا: اس صحیفے میں کیا تحریر ہے؟ تو اُنہوں نے بتایا: اس میں دیت کے احکام ہیں' قیدی کو چھڑوانے کے احکام ہیں اور یہ حکم ہے' کسی مسلمان کو کسی کافر کے بدلے میں قتل نہیں کیا جائے گا۔

4759 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِیْ حَسَّانَ قَالَ قَالَ عَلِیٌّ مَا عَهِدَ اِلَیَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِشَیْءٍ دُوْنَ النَّاسِ اِلَّا فِیْ صَحِیْفَةٍ فِیْ قِرَابِ سَیْفِیْ . فَلَمْ یَزَالُوْا بِهٖ حَتّٰی اَخْرَجَ الصَّحِیْفَةَ فَاِذَا فِیْهَا "الْمُؤْمِنُوْنَ تَکَافَاُ دِمَاؤُهُمْ یَسْعٰی بِذِمَّتِهِمْ اَدْنَاهُمْ وَهُمْ یَدٌ عَلٰی مَنْ سِوَاهُمْ لَا یُقْتَلُ مُؤْمِنٌ بِکَافِرٍ وَّلَا ذُوْ عَهْدٍ فِیْ عَهْدِهٖ" .

☆☆ ابوحسان بیان کرتے ہیں' حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے باقی لوگوں کو چھوڑ کر بطور خاص میرے سے کوئی عہد نہیں لیا تھا' البتہ میری اس تلوار کی میان میں یہ صحیفہ ہے۔ (راوی کہتے ہیں:) پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے وہ صحیفہ نکالا تو اُس میں یہ تحریر تھا:

> ''تمام اہل ایمان کے خون برابر ہیں اور اُن کا ہر ایک فرد اُن میں سے کسی بھی ایک کی دی ہوئی امان کو پورا کرنے کی کوشش کرے گا اور وہ اپنے علاوہ باقی سب کے لیے ایک ہاتھ کی حیثیت رکھتے ہیں اور کسی کافر کے بدلے میں کسی مؤمن کو قتل نہیں کیا جائے گا اور جس شخص کے ساتھ معاہدہ چل رہا ہو' اُس کے معاہدے کے ہوتے ہوئے اُسے قتل نہیں کیا جائے گا (یعنی کسی حربی مستامن یا کسی ذمی کو قتل نہیں کیا جائے گا)''۔

4760 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ قَالَ حَدَّثَنِیْ اِبْرَاهِیْمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ الْحَجَّاجِ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِیْ حَسَّانَ الْاَعْرَجِ عَنِ الْاَشْتَرِ اَنَّهٗ قَالَ لِعَلِیٍّ اِنَّ النَّاسَ قَدْ تَفَشَّغَ بِهِمْ مَا یَسْمَعُوْنَ فَاِنْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَهِدَ اِلَیْکَ عَهْدًا فَحَدِّثْنَا بِهٖ . قَالَ مَا عَهِدَ اِلَیَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَهْدًا لَّمْ یَعْهَدْهُ اِلَی النَّاسِ غَیْرَ اَنَّ فِیْ قِرَابِ سَیْفِیْ صَحِیْفَةً فَاِذَا فِیْهَا "الْمُؤْمِنُوْنَ تَتَکَافَاُ دِمَاؤُهُمْ

4758-اخرجه البخاري في العلم، باب كتابة العلم (الحديث 111)، و في الجهاد، باب فكاك الاسير (الحديث 3047)، وفي الديات، باب العاقلة (الحديث 6903) واخرجه الترمذي في الديات، باب ما جاء لا يقتل مسلم بكافر (الحديث 1412) واخرجه ابن ماجه في الديات، باب لا يقتل مسلم بكافر (الحديث 2658) . تحفة الاشراف (10311) .

4759-في القسامة، باب القود بين الاحرار و المماليك في النفس (الحديث 4749) .

4760-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (10259) .

يَسْعَى بِذِمَّتِهِمْ اَدْنَاهُمْ لَا يُقْتَلُ مُؤْمِنٌ بِكَافِرٍ وَّلَا ذُو عَهْدٍ فِي عَهْدِهٖ" . مُخْتَصَرٌ .

☆☆ ابوحسان اعرج بیان کرتے ہیں: جناب اشتر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ کہا کہ لوگوں میں یہ بات پھیل گئی ہے جسے وہ لوگ سنتے بھی ہیں وہ بات یہ ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور خاص آپ کے ساتھ کوئی عہد کیا تھا تو آپ اس بارے میں ہمیں بتایئے! تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور خاص میرے ساتھ کوئی ایسا عہد نہیں لیا تھا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے نہ لیا ہو البتہ میری تلوار کی میان میں یہ صحیفہ موجود ہے جس میں یہ تحریر ہے:

''تمام اہل ایمان کا خون یکساں حیثیت رکھتا ہے اور ان کا ایک عام فرد بھی اگر امان دیدے تو اُسے پورا کیا جائے گا، کسی مؤمن کو کسی کافر کے بدلے میں قتل نہیں کیا جائے گا اور کسی عہد والے شخص کو (یعنی مستامن یا ذمی کو) اُس کے عہد کے ہوتے ہوئے قتل نہیں کیا جائے گا''۔

(امام نسائی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:) یہ روایت مختصر ہے۔

مسلمان کو کافر کے بدلے قتل نہ کرنے میں مذاہب اربعہ

حضرت شعبی، ابوجحیفہ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت علی سے کہا کہ امیرالمومنین کیا آپ کے پاس کوئی ایسی تحریر ہے جو اللہ کتاب میں نہ ہو، حضرت علی نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس نے دانے کو پھاڑا اور روح کو وجود بخشا۔ مجھے علم نہیں کہ کوئی ایسی چیز ہو جو قرآن میں نہ ہو۔ البتہ، ہمیں قرآن کی وہ سمجھ ضرور دی گئی ہے جو کسی انسان کو اللہ تعالیٰ عطا کرتا ہے پھر کچھ چیزیں ہمارے پاس مکتوب بھی ہیں راوی کہتے ہیں میں نے پوچھا وہ کیا ہیں حضرت علی نے فرمایا: اس میں دیت ہے اور قیدیوں یا غلاموں کے آزاد کرنے کا ذکر ہے اور یہ کہ مسلمان کو کافر کے بدلے میں قتل نہ کیا جائے۔

اس باب میں حضرت عبداللہ بن عمر سے بھی روایت ہے حضرت علی کی حدیث حسن صحیح ہے بعض اہل علم کا اسی پر عمل ہے سفیان ثوری، مالک بن انس، شافعی، احمد، اسحاق، کا یہی قول ہے کہ مومن کو کافر کے بدلے میں قتل نہ کیا جائے بعض اہل علم کہتے ہیں کہ ذمی کافر کے بدلے مسلمان کو بطور قصاص قتل کیا جائے لیکن پہلا قول زیادہ صحیح ہے۔ (جامع ترمذی: جلد اول: رقم الحدیث، 1447)

عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ ان کے دادا سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمان کافر کے بدلے قتل نہ کیا جائے اسی سند سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بھی منقول کہ کافر کی دیت مومن کی دیت کا نصف ہے حضرت عبداللہ بن عمرو کی اس باب میں منقول حدیث حسن ہے حضرت عبداللہ بن عمرو کی اس باب میں منقول حدیث بعض اہل علم اس طرف گئے ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے حضرت عمر بن عبدالعزیز فرماتے ہیں کہ یہودی اور نصرانی کی دیت مسلمان کی دیت سے آدھی ہے۔

امام احمد بن حنبل کا بھی یہی قول ہے حضرت عمر بن خطاب سے منقول ہے کہ یہودی اور نصرانی کی دیت چار ہزار درہم اور مجوسی کی دیت آٹھ سو درہم ہے۔ امام مالک، شافعی، اور اسحاق کا بھی یہی قول ہے بعض اہل علم فرماتے ہیں کہ یہودی اور عیسائی کی دیت مسلمان کی دیت کے برابر ہے سفیان ثوری اور اہل کوفہ کا یہی قول ہے۔ (جامع ترمذی: جلد اول: رقم الحدیث، 1448)

مسلمان کو کافر کے قصاص میں قتل نہ کرنے میں مذاہب فقہاء

حافظ ابن کثیر شافعی لکھتے ہیں کہ آیا مسلمان کافر کے بدلے قتل کیا جائے گا یا نہیں؟ اس بارے میں جمہور علماء امت کا مذہب تو یہ ہے کہ قتل نہ کیا جائے گا اور دلیل صحیح بخاری شریف کی یہ حدیث ہے کہ حدیث (لا یقتل مسلم بکافر) مسلمان کافر کے بدلے قتل نہ کیا جائے، اس حدیث کے خلاف نہ تو کوئی صحیح حدیث ہے کہ کوئی ایسی تاویل ہو سکتی ہے جو اس کے خلاف ہو، لیکن تاہم صرف امام ابوحنیفہ کا مذہب یہ ہے کہ مسلمان کافر کے بدلے قتل کر دیا جائے۔ (تفسیر ابن کثیر، نساء ۹۲)

کتب حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی بعض روایات میں قصاص اور دیت کے معاملے میں مسلم اور غیر مسلم کے مابین فرق کرنے کا ذکر بھی ملتا ہے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

المؤمنون تكافؤ دماؤهم وهم يد على من سواهم، يسعى بذمتهم ادناهم، لا يقتل مومن بكافر ولا ذو عهد في عهده. (نسائی، رقم ۴۶۵۴)

"مسلمانوں کے خون آپس میں یکساں درجہ رکھتے ہیں اور وہ دوسروں کے مقابلے میں ایک دوسرے کے مددگار ہیں۔ ان میں سے کم ترین آدمی بھی ان کی طرف سے کسی کو پناہ دینے کا اہل ہے۔ نہ کسی مسلمان کو کسی کافر کے بدلے میں قتل کیا جائے اور نہ ایسے غیر مسلم کو جس کا مسلمانوں کے ساتھ معاہدہ ہو۔

اس مفہوم کی روایات سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا، ۱۱، ابن عباس، ۱۲ عبداللہ بن عمرو بن العاص، ۱۳ عبداللہ بن عمر ۱۴ اور معقل بن یسار ۱۵ رضی اللہ عنہم سے بھی مروی ہیں۔

باب تَعْظِيمِ قَتْلِ الْمُعَاهِدِ .

یہ باب ہے کہ معاہد (یعنی ذمی یا مستامن شخص) کو قتل کرنے کا بڑا (جرم ہونا)

ذمی اور معاہد کن لوگوں کو کہا جائے گا

ذمی اور معاہد اگرچہ دو مختلف فقہی اصطلاحات ہیں۔ مگر سلطنت اسلامی میں آ جانے کے بعد دونوں کے احکام یکساں ہی ہیں۔ یعنی یہ کہ سلطان وقت غیر مسلموں کی حتی المقدور نگہداشت کرے اور اس کی راحت رسانی اور اس کے جان و مال اور عزت و آبرو کی حفاظت کرے۔ یہ ساری سہولتیں دراصل جزیہ کا بدل ہے۔ چنانچہ ذمی اور معاہد کے سلسلے میں جو احکام ملتے ہیں اور ان کی جو تعریف شرعی واصطلاحی کی گئی ہے وہ مندرجہ ذیل ہے۔

ذمی یا ذمہ کے معنی عہد، کفالت، حرمت، ذمے داری اور حق کے آتے ہیں۔ رجل ذمی کے معنی ہیں رجل لہ عہد یعنی وہ شخص جس سے کوئی عہد و پیمان کیا گیا ہو۔ اس لیے اہل العہد اور اہل الذمہ مترادف الفاظ ہیں۔

جوہری نے لکھا ہے کہ اہل العقد کو اہل الذمہ کہا جاتا ہے۔ ابوعبیدہ نے ذمہ کے معنی امان کیے ہیں، چنانچہ حدیث نبوی ویسعی بذمتهم ادناهم میں ذمہ کے معنی امان ہی کے لیے ہیں۔ اس سے مراد یہ ہے کہ قوم میں سے کوئی ایک شخص بھی کسی کو امان

دے دے تو پوری قوم کا فرض ہے کہ جسے امان دی گئی ہے، اس کی حفاظت کرے اور اسے گزند نہ پہنچائے۔ چنانچہ ایک غلام نے دشمن کے ایک لشکر کو امان دے دی تھی تو حضرت عمر نے اس کے وعدے کو قائم رکھا تھا۔

معاہد کو ذمی اسی لیے کہا جاتا ہے کہ وہ مسلمانوں کی حفاظت، امان، ذمے داری اور معاہدے میں ہوتے ہیں۔ (لدخولہم فی عہد المسلمین وامانہم) قرآن مجید میں ہے: لا یرقبون فی مومن الا و لا ذمة (التوبہ:) یعنی کسی مسلمان کے حق میں قرابت اور عہد کا لحاظ نہیں کرتے۔ یہاں ذمہ سے عہد مراد ہے۔ اصطلاح میں یہ وہ ذمہ داری ہے جو اسلامی حکومت اپنی غیر مسلم رعایا کو ذمی یا اہل ذمہ کہا جاتا ہے۔ گویا یہ وہ لوگ ہیں جن کے جان و مال اور عزت و آبرو اور شہری حقوق کی حفاظت کا اسلامی حکومت نے ذمہ لیا ہے۔ یہ ذمہ داری بڑی مقدس ہے۔

امام ابوزید نے لکھا ہے کہ ان الذمة شرعاً وصفٌ یصیر به الانسان اهلا لما له و لما علیه یعنی اصطلاح شریعت میں ذمہ سے مراد وہ وصف ہے جس کے ذریعہ کوئی شخص اپنے حقوق اور ذمے داریوں کا اہل گردانا جاتا ہے۔ اسلامی اصطلاح میں ذمی لفظ میں ذم یا تحقیر کا پہلو نہیں، بلکہ لفظ ذمی میں اس کی حفاظت کی کفالت اور اس کی شہریت کی حفاظت کا مفہوم پایا جاتا ہے۔ یہ اسلامی حکومت میں رہنے والا وہ غیر مسلم ہے جس کی حفاظت کرنے اور جس کے حقوق ادا کرنے کا اسلامی حکومت نے ذمہ لیا ہے۔

شرعی احکام میں ذمی اور معاہد برابر ہیں

ذمی اور معاہد دو اصطلاحیں عام طور سے مروج ہیں جو اسلامی مملکت میں رہتے ہیں، ان کے احکام بھی یکساں ہیں، البتہ دونوں میں فرق یہ ہے کہ ذمی جو ممالک جنگ کے بعد فتح ہوئے اور وہاں کے باشندوں کی اسلامی ریاست نے جان و مال، عزت و آبرو کی حفاظت کی ذمہ داری لی اور انہیں مذہبی آزادی دی اور ان کے قانونی حقوق متعین کیے اور ان سے فوجی خدمات نہیں لی گئی انہیں اصطلاح میں ذمی کہا جائے گا اور ان حقوق کے عطا کرنے کے بعد ایسے لوگوں سے ریاست کے حکام ایک رقم وصول کریں گے جو جزیہ کہلاتا ہے۔

وہ غیر مسلم علاقے جو جنگ کے ذریعہ فتح نہیں ہوئے بلکہ بعض شرائط کی بنا پر وہ اسلامی ریاست میں شامل ہو کر اس کا حصہ بن گئے اور شرائط کے تعین میں دونوں قوموں نے رضامندی ظاہر کر دی جو ملک کی سالمیت اور اس کے مفاد کے لیے کوئی خطرہ پیدا نہیں کر سکتے، لہٰذا جن شرائط کے ساتھ معاہد اور پابندی کی گئی تو ایسے لوگوں کو معاہد کہا جائے گا۔

مختصر یہ کہ ذمی اور معاہد میں بس اتنا فرق ہے کہ ذمی کو اسلامی ریاست اپنی طرف سے حقوق دیتی ہے اور معاہد ریاست سے معاہدہ کے تحت اپنے حقوق کا تعین کرتا ہے۔ علماء جب ذمی کی اصطلاح استعمال کرتے ہیں تو دونوں طرح کے لوگ اس میں شامل ہوتے ہیں۔

چنانچہ علامہ ابن اثیر معاہد کے سلسلے میں لکھتے ہیں کہ معاہد وہ ہے کہ تمہارے اور اس کے درمیان عہد و پیمان ہو۔ حدیث میں اس کا زیادہ تر اطلاق ذمیوں پر ہوتا ہے، کبھی ان کے علاوہ یہ ان غیر مسلموں کے لیے بھی بولا جاتا ہے جن سے کسی مدت تک کے لیے جنگ بندی کی صلح کی جائے۔ اس لیے کہ اس کے مال کو عصمت اور حفاظت حاصل ہے، اس پر وہی حکم نافذ ہوگا جو ذمی پر نافذ ہوتا ہے

4761 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عُيَيْنَةَ قَالَ اَخْبَرَنِیْ اَبِیْ قَالَ قَالَ اَبُوْ بَكْرَةَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ قَتَلَ مُعَاهِدًا فِیْ غَيْرِ كُنْهِهٖ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ" .

☆☆ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''جو شخص ناحق طور پر کسی معاہد کو قتل کر دے' اللہ تعالیٰ اُس پر جنت کو حرام کر دیتا ہے''۔

4762 - اَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ الْحَكَمِ بْنِ الْاَعْرَجِ عَنِ الْاَشْعَثِ بْنِ ثُرْمُلَةَ عَنْ اَبِیْ بَكْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ قَتَلَ نَفْسًا مُعَاهِدَةً بِغَيْرِ حِلِّهَا حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ اَنْ يَشُمَّ رِيْحَهَا" .

☆☆ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''جو شخص کسی معاہد کو ناجائز طور پر قتل کر دے' تو اللہ تعالیٰ اُس شخص کے لیے جنت کی خوشبو کو حرام قرار دے دیتا ہے''۔

شرح

معاہد یعنی عہد والا اس کافر کو کہتے ہیں جس نے امام وقت (سربراہ مملکت اسلامی) سے جنگ وجدل نہ کرنے کا عہد کرلیا ہو خواہ وہ ذمی ہو یا غیر ذمی۔ اس روایت میں یہ فرمایا گیا ہے کہ جنت کی بو چالیس برس کی راہ سے آتی ہے۔" جب کہ ایک روایت میں ستر برس "ایک روایت میں "سو برس "مؤطا میں" پانچ سو برس' اور فردوس میں "ہزار برس" کے الفاظ ہیں' بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان روایتوں میں یہ فرق واختلاف دراصل اشخاص واعمال کے مختلف ہونے اور درجات کے تفاوت کی بناء ہے چنانچہ (میدان حشر میں) بعض لوگوں کو جنت کی بو ہزار برس کی راہ سے بعض لوگوں کو پانچ سو برس کی راہ سے آئے گی، اسی طرح بعض لوگ جنت کی اس بو کو ایک سو برس اور بعض لوگ ستر برس اور چالیس برس کی مسافت آتی ہوئی محسوس کریں گے بہر کیف ان تمام مذکورہ اعداد سے تحدید مراد نہیں ہے بلکہ طول مسافت مراد ہے۔ نیز جنت کی بو نہ پانے سے یہ مراد نہیں ہے کہ وہ شخص ہمیشہ کے لئے جنت کی بو سے محروم رہے گا۔ بلکہ یہ مراد ہے کہ ابتدائی مرحلہ میں جب مقربین اور علماء جنت کی بو پائیں گے۔ وہ شخص اس وقت جنت کی بو سے محروم رہے گا۔ بعض علماء یہ فرماتے ہیں کہ اس ارشاد سے مراد معاہد کو قتل کرنے کی سخت مذمت بیان کرنا اور قتل کرنے والے کے خلاف سخت الفاظ میں تنبیہ وتہدید کا اظہار کرنا ہے۔

4763 - اَخْبَرَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ حَدَّثَنَا النَّضْرُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُخَيْمِرَةَ عَنْ رَجُلٍ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ قَتَلَ رَجُلًا مِّنْ اَهْلِ الذِّمَّةِ لَمْ يَجِدْ رِيْحَ الْجَنَّةِ وَاِنَّ رِيْحَهَا لَيُوْجَدُ مِنْ مَّسِيْرَةِ سَبْعِيْنَ عَامًا" .

☆☆ قاسم بن مخیمرہ ایک صحابی کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

4761-اخرجه ابو داؤد في الجهاد، باب الوفاء للمعاهد و حرمة ذمته (الحديث 2760) . تحفة الأشراف (11694) .

4762-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (11656) .

4763-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (15659) .

''جو شخص کسی ذمی کو قتل کر دے وہ جنت کی بو بھی نہیں پا سکے گا' حالانکہ اُس کی بُو ستر برس کی مسافت سے سونگھی جا سکتی ہے''۔

4764 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ دُحَيْمٌ قَالَ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ - وَهُوَ ابْنُ عَمْرٍو - عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ جُنَادَةَ بْنِ اَبِىْ اُمَيَّةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ قَتَلَ قَتِيْلًا مِّنْ اَهْلِ الذِّمَّةِ لَمْ يَجِدْ رِيْحَ الْجَنَّةِ وَاِنَّ رِيْحَهَا لَيُوْجَدُ مِنْ مَّسِيْرَةِ اَرْبَعِيْنَ عَامًا" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''جو شخص کسی ذمی کو قتل کر دے وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں پا سکے گا حالانکہ وہ چالیس برس کی مسافت سے محسوس کی جا سکتی ہے''۔

اہل ذمہ کے درمیان فیصلہ کرنے کے متعلق ائمہ اربعہ کا بیان

علامہ ابوعبداللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی متوفی ۶۶۸ ھ لکھتے ہیں: جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فیصلہ کرنے یا نہ کرنے کا اختیار دیا ہے یہ مدینہ کے وہ یہود تھے جن سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں تشریف لانے کے بعد معاہدہ کیا تھا یہ اہل ذمہ نہیں تھے اور جب کفار اہل ذمہ نہ ہوں تو ان کے درمیان فیصلہ کرنا ہم پر واجب نہیں ہے۔

اہل ذمہ جب ہمارے پاس اپنا مقدمہ پیش کریں تو ان کے درمیان فیصلہ کرنے کے متعلق امام شافعی کے دو قول ہیں اور اگر مسلمان اور ذمی کے درمیان نزاع ہو تو ان کے درمیان فیصلہ کرنا واجب ہے۔ علامہ مہدوی نے کہا ہے کہ اس پر تمام علماء کا اجماع ہے کہ مسلمان اور ذمی کے درمیان فیصلہ کرنا واجب ہے۔ البتہ ذمیوں کے درمیان فیصلہ کرنے کے حکم میں اختلاف ہے۔ امام مالک اور امام شافعی کا مذہب یہ ہے کہ اس میں حاکم کو اختیار ہے ان کا استدلال اس آیت سے ہے اور وہ کہتے ہیں کہ یہ آیت محکمہ ہے۔ البتہ امام مالک اہل ذمہ پر حد قائم کرنے کے قائل نہیں ہیں۔

اگر مسلمان کتابیہ کے ساتھ زنا کرے تو مسلمان پر حد لگائی جائے گی اور کتابیہ پر حد نہیں لگے گی۔ اگر زنا کرنے والے دونوں ذمی ہوں تو کسی پر حد نہیں لگے گی امام ابوحنیفہ امام محمد بن حسن شیبانی اور دیگر کا یہی مذہب ہے۔ امام ابوحنیفہ سے ایک روایت یہ ہے کہ ان کو کوڑے لگائے جائیں گے اور ان کو رجم نہیں کیا جائے گا۔ امام شافعی اور امام ابو یوسف وغیرہما نے یہ کہا ہے کہ اگر وہ ہمارے فیصلہ پر راضی ہوں تو ان پر حد لگائی جائے گی۔

ابن کویز منداد نے کہا ہے کہ جب ذمی ایک دوسرے پر زیادتی کریں تو امام ان کو طلب نہیں کرے گا ہاں اگر وہ ایسی کاروائی کریں جس سے ملک میں فساد اور افراتفری ہو مثلاً وہ لوگوں کو قتل کریں اور لوٹ مار کریں تو پھر امام اس کا سدباب کرے گا۔ لیکن ان کے تجارتی قرضوں طلاق اور دیگر نجی معلاملات میں امام انکی مرضی کے بغیر فیصلہ نہیں کرے گا۔ البتہ اگر وہ علی الاعلان شراب فروخت کریں یا زنا کریں یا اور کوئی برا کام کریں تو ان کو اس سے روکا جائے گا تا کہ اس سے مسلمانوں کے اخلاق نہ بگڑنے پائیں۔ عمر بن

4764-انفرد بہ النسائی ۔ تحفۃ الاشراف (8616) ۔

عبدالعزیز اور نخعی نے یہ کہا ہے کہ زیر بحث آیت دوسری آیت سے منسوخ ہوگئی ہے وہ آیت یہ ہے۔

(آیت) وان احکم بینهم بما انزل الله ۔ (المائدہ:۴۹)

اور آپ ان کے درمیان اللہ کے نازل کیے ہوئے (قرآن) کے مطابق فیصلہ کیجئے۔ امام زہری نے کہا ہے اس پر عمل ہوتا رہے کہ اہل کتاب کو ان کے حقوق اور وراثت کے معلامات میں انکے دینی احکام کی طرف لوٹایا جائے گا۔ ہاں اگر وہ اللہ کے حکم سے اعراض کریں تو انہیں اللہ کے حکم کی طرف لوٹایا جائیگا۔

علامہ سمرقندی نے کہا یہ قول امام ابوحنیفہ کے قول کے مطابق ہے کہ جب تک وہ ہمارے فیصلہ پر راضی نہ ہوں ان کے درمیان فیصلہ نہیں کیا جائے گا اور امام نحاس نے الناسخ والمنسوخ میں زیر تفسیر آیت کے متعلق کہا ہے کہ یہ (المائدہ:۴۹) سے منسوخ ہے کیونکہ یہ آیت اس وقت نازل ہوئی تھی جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ابتداء مدینہ میں آئے تھے۔ اس وقت مدینہ میں یہودی بہت زیادہ تھے اور اس وقت کے حالات کے یہی مناسب تھا کہ انہوں نے ان کے احکام کی طرف لوٹا دیا جائے اور جب اسلام قوی ہوگیا تو اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل کی اور آپ ان کے درمیان اللہ کے نازل کیے ہوئے (قرآن) کے مطابق فیصلہ کیجئے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما مجاہد عکرمہ زہری عمر بن عبدالعزیز اور سدی کا یہی قول ہے اور یہی امام شافعی کا صحیح قول ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

(آیت) حتی یعطوا الجزیة عن یدوھم صاغرون ۔ (المائدہ:۲۹)

ترجمہ: حتیٰ کہ وہ اپنے ہاتھ سے جزیہ دیں درآنحالیکہ وہ ذلیل ہوں۔

ان کے ذلیل ہونے کا معنی یہ ہے کہ ان پر مسلمانوں کے احکام جاری کیے جائیں اور ان کو ان کے احکام کی طرف نہ لوٹایا جائے اور جب یہ واجب ہے تو زیر تفسیر آیت کا منسوخ ہونا واجب ہوا۔

امام ابوحنیفہ امام ابو یوسف اور امام محمد کا بھی یہی قول ہے۔ اس میں ان کا کوئی اختلاف نہیں ہے کہ جب اہل کتاب امام کے سامنے اپنا مقدمہ پیش کریں تو امام کے لیے اس کا فیصلہ کرنے سے اعراض کرنا جائز نہیں ہے۔ البتہ امام ابوحنیفہ یہ فرماتے ہیں کہ جب عورت اور اس کا خاوند آئے تو امام ان کے درمیان عدل سے فیصلہ کرے اور اگر صرف عورت آئے اور اس کا خاوند راضی نہ ہو تو فیصلہ نہ کرے۔ (الجامع الاحکام القرآن ج ۳ ص ۱۳۲-۱۳۱ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۱۵ھ)

قاضی عبداللہ بن عمر بیضاوی شافعی متوفی ۶۸۵ھ لکھتے ہیں: جب قاضی کے پاس اہل کتاب (ذمی) مقدمہ دائر کریں تو اس پر فیصلہ کرنا واجب ہے یا اس کو فیصلہ کرنے یا نہ کرنے کا اختیار ہے۔ امام شافعی کا ایک قول یہ ہے کہ اس کو اختیار ہے اور زیادہ صحیح یہ ہے کہ اس پر فیصلہ کرنا واجب ہے کیونکہ ہم نے جزیہ لے کر ان سے ظلم کو دور کرنے کا التزام کیا ہے اور یہ آیت اہل ذمہ کے متعلق نہیں ہے۔ (انوار التنزیل مع حاشیۃ الکازرونی ج ۲ ص ۳۲۶ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۱۶ھ)

علامہ ابوالفرج عبدالرحمان بن علی بن محمد جوزی حنبلی متوفی ۵۹۷ھ لکھتے ہیں: امام احمد بن حنبل نے کہا صحیح یہ ہے کہ یہ آیت سورۃ المائدہ:۴۹ سے منسوخ ہے اور اب حاکم پر لازم ہے کہ جب اس کے پاس اہل ذمہ مقدمہ لائیں تو وہ ان کے درمیان فیصلہ

کرے۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما عطاء مجاہد عکرمہ اور سدی کا یہی قول ہے۔(زاد المسیر ج ۲ ص ۳۶۱ مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۴۰۷ھ)

امام ابوبکر احمد بن علی رازی جصاص حنفی متوفی ۳۷۰ھ لکھتے ہیں: زیر بحث آیت فان جاء وك فاحكم بينهم او اعرض عنهم۔(المائدہ:۴۲) سے ظاہر ہے کہ اہل ذمہ کے درمیان فیصلہ کرنے یا نہ کرنے کا حکم کو اختیار ہے۔لیکن یہ اختیار اس کے بعد نازل ہونے والی آیت وان احكم بينهم بما انزل الله (المائدہ:۴۹) سے منسوخ ہوگیا۔نیز اختیار کے منسوخ ہونے پر یہ آیت بھی دلالت کرتی ہے:(آیت) ومن لم يحكم بما انزل الله فاولئك هم الكافرون۔(المائدہ:۴۴)

ترجمہ: جو اللہ کے نازل کیے ہوئے موافق فیصلہ نہ کریں سو وہی لوگ کافر ہیں:۔

سو جس نے اہل ذمہ کے درمیان فیصلہ نہیں کیا وہ اس وعید کا مصداق ہوگیا۔یہ بھی احتمال ہے کہ پہلے یہ آیت نازل ہوئی آیت فان جاء وك فاحكم بينهم او اعرض عنهم۔(المائدہ:۴۲) اس وقت یہودیوں کو ذمی نہیں قرار دیا تھا اور نہ ان پر جزیہ کیا گیا تھا اور جب اللہ تعالیٰ نے ان سے جزیہ لینے کا حکم دیا اور ان پر اسلام کے احکام جاری کیے تو پھر ان کے درمیان اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ احکام کے مطابق فیصلہ کرنے کا حکم دیا۔(احکام القرآن ج ۲ ص ۴۳۵ مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ۱۴۰۰ھ)

باب سُقُوطِ الْقَوَدِ بَيْنَ الْمَمَالِيكِ فِيمَا دُوْنَ النَّفْسِ ۔

جان کے علاوہ (کسی زخم وغیرہ) کے قصاص میں غلاموں کے درمیان قصاص ساقط ہو جاتا ہے

4765 – اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِيْ نَضْرَةَ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ اَنَّ غُلَامًا لِاُنَاسٍ فُقَرَاءَ قَطَعَ اُذُنَ غُلَامٍ لِاُنَاسٍ اَغْنِيَاءَ فَاَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَجْعَلْ لَهُمْ شَيْئًا ۔

☆☆ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک غریب شخص کے غلام نے کسی صاحب حیثیت شخص کے کان کاٹ دیئے وہ لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر کوئی سزا عائد نہیں کی۔

باب الْقِصَاصِ فِي السِّنِّ ۔

یہ باب ہے کہ دانت کے قصاص کے بارے میں روایت

4766 – اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا اَبُوْ خَالِدٍ سُلَيْمَانُ بْنُ حَيَّانَ قَالَ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضٰى بِالْقِصَاصِ فِي السِّنِّ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "كِتَابُ اللّٰهِ الْقِصَاصُ" ۔

4765-اخرجه ابو داؤد في الديات، باب في جناية العبد يكون للفقراء (الحديث 4590) . تحفة الاشراف (10863) .

4766-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (685) .

☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دانت کے بارے میں قصاص لینے کا فیصلہ دیا تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا: اللہ کی کتاب میں (دانت کے) قصاص (کا حکم موجود ہے)۔

4767 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ قَتَلَ عَبْدَهُ قَتَلْنَاهُ وَمَنْ جَدَعَ عَبْدَهُ جَدَعْنَاهُ".

☆☆ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''جو شخص اپنے غلام کو قتل کر دے' ہم اُسے قتل کر دیں گے' جو شخص اپنے غلام کی ناک کاٹ دے' ہم اُس کی ناک کاٹ دیں گے''۔

4768 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ اَنَّ نَبِیَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ خَصٰی عَبْدَهُ خَصَيْنَاهُ وَمَنْ جَدَعَ عَبْدَهُ جَدَعْنَاهُ". وَاللَّفْظُ لِابْنِ بَشَّارٍ.

☆☆ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''جو شخص اپنے غلام کو خصی کر دے' ہم اُس کو خصی کر دیں گے' جو شخص اپنے غلام کی ناک کاٹ دے' ہم اُس کی ناک کاٹ دیں گے''۔

روایت کے یہ الفاظ ابن بشار نامی راوی کے ہیں۔

4769 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا عَفَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ اُخْتَ الرُّبَيِّعِ اُمَّ حَارِثَةَ جَرَحَتْ اِنْسَانًا فَاخْتَصَمُوْا اِلَى النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "الْقِصَاصَ الْقِصَاصَ". فَقَالَتْ اُمُّ الرُّبَيِّعِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيُقْتَصُّ مِنْ فُلَانَةَ لَا وَاللّٰهِ لَا يُقْتَصُّ مِنْهَا اَبَدًا. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "سُبْحَانَ اللّٰهِ يَا اُمَّ الرُّبَيِّعِ الْقِصَاصُ كِتَابُ اللّٰهِ". قَالَتْ لَا وَاللّٰهِ لَا يُقْتَصُّ مِنْهَا اَبَدًا. فَمَا زَالَتْ حَتّٰى قَبِلُوا الدِّيَةَ. قَالَ "اِنَّ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ مَنْ لَوْ اَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَاَبَرَّهُ".

☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت ربیع کی بہن' اُمِ حارثہ نے ایک شخص کو زخمی کر دیا' وہ لوگ اپنا مقدمہ لے کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قصاص دینا پڑے گا' قصاص دینا پڑے گا' تو حضرت ربیع رضی اللہ عنہا کی والدہ نے عرض کی: یارسول اللہ! فلاں عورت سے قصاص لیا جائے گا؟ جی نہیں' اللہ کی قسم! اُس سے کبھی بھی قصاص نہیں لیا جا سکتا' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سبحان اللہ! اے اُمِ ربیع! قصاص کا حکم' اللہ کی کتاب میں موجود ہے' تو وہ عورت

4767-تقدم (الحديث 4750) .

4768-تقدم (الحديث 4750) .

4769-اخرجه مسلم في القسامة، باب اثبات القصاص في الاسنان و ما في معناها (الحديث 24) . تحفة الاشراف (332) .

بولی: جی نہیں! اللہ کی قسم! اُس عورت سے کبھی قصاص نہیں لیا جائے گا۔ وہ عورت یہی بات کہتی رہی' یہاں تک کہ دوسرے فریق نے دیت قبول کرنے پر آمادگی ظاہر کردی تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

''اللہ کے کچھ بندے ایسے بھی ہیں' اگر وہ اللہ کے نام کی قسم اُٹھالیں' تو اللہ تعالیٰ اُسے پورا کردیتا ہے''۔

اعضاء اور مسائل قصاص کا بیان

وکتبنا علیھم فیھا اور ہم نے توریت میں بنی اسرائیل پر فرض کردیا تھا۔ ان النفس بالنفس کہ جان کے بدلے جان یعنی قاتل آزاد ہو یا غلام۔ مرد ہو یا عورت۔ مسلمان ہو یا ذمی۔

مقتول کے بدلہ میں اس کو قتل کیا جائے۔ ہماری شریعت میں اس مسئلہ کی تحقیق سورۂ بقرہ کی آیت الحر بالحر کی تفسیر میں گزر چکی ہے۔

والعین بالعین اور آنکھ آنکھ کے عوض پھوڑی جائے۔

والانف بالانف اور ناک ناک کے بدلہ میں کاٹی جائے۔

والاذن بالاذن اور کان کان کے عوض کاٹا جائے۔

والسن بالسن اور دانت دانت کے عوض اکھاڑا جائے۔

والجروح قصاص اور (خاص) زخموں کا یہی بدلہ ہے۔ یہ خاص کے بعد عام کا ذکر ہے۔

لفظ قصاص چونکہ اپنے اندر مثلیت کا مفہوم رکھتا ہے اس لئے جہاں تک مثلیت ممکن ہوگی بدلہ لیا جائے گا اور مثلیت کسی طرح ممکن نہ ہوگی تو قصاص (یعنی جسمانی بدلہ) نہیں لیا جائے گا۔ مثلاً اگر جوڑ سے قصداً کاٹ دیا ہو تو کاٹنے والے کا ہاتھ بھی اسی جوڑ سے کاٹا جائے گا۔ خواہ ہاتھوں کی لمبائی (اور موٹائی) میں اختلاف ہو یہی حکم ٹانگ سر ناک کان کی لو کاٹنے اور دانت توڑنے کا ہے۔ اگر ضرب کی وجہ سے آنکھ باہر نکل پڑے تو بدلہ ناممکن ہے کیونکہ مثلیت نہیں ہوسکتی۔ لیکن اگر آنکھ اپنی جگہ باقی ہو اور بینائی جاتی رہے تو بدلہ واجب ہے کیونکہ مثلیت ممکن ہے بدلہ کا طریقہ یہ ہوگا کہ آئینہ کو خوب گرم کیا جائے گا اور مارنے والے کے چہرہ پر تر روئی رکھی جائے گی اور پھر گرم آئینہ کو آنکھ کے قریب لایا جائے گا (آئینہ کی تپش تر روئی پر لگے گی تو اس سے ایک خاص قسم کی بھاپ اٹھ کر پتلی پر لگے گی) اس طرح آنکھ کی روشنی جاتی رہے گی۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کا قول اسی طرح آیا ہے۔ کفایہ میں ہے کہ ایسا ایک واقعہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ہوا تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے صحابہ سے مسئلہ پوچھا لیکن کسی نے کوئی (شافی) جواب نہیں دیا۔ اتنے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے اور آپ نے یہ ترکیب بتائی۔ کسی صحابی نے اس کی تردید نہیں کی گویا اتفاق آراء ہوگیا۔ حضرت عثمان نے اسی طرح حکم جاری کردیا۔ سوائے دانت کے اور کسی ہڈی (کو توڑنے) کا بدلہ نہیں ہے۔

مسئلہ: امام ابوحنیفہ اور امام احمد کے نزدیک زخم کا بدلہ اس وقت لیا جائے گا۔ جب زخم کا اندمال ہوجائے۔ امام شافعی کے نزدیک (بھرنے کا انتظار نہیں کیا جائے گا) فوراً بدلہ لیا جائے گا۔ احناف کی دلیل حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ ایک شخص

کو زخمی کیا گیا تھا۔اس نے فوراً بدلہ لینے کی درخواست کی مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زخمی کے اچھا ہونے تک زخمی کرنے والے سے بدلہ لینے کی ممانعت فرمادی۔(رواہ الدار قطنی)

مسئلہ: اگر آدھی بانہہ سے ہاتھ کاٹ دیا یا جوف تک گہرا زخم پہنچا دیا۔مگر مجروح اچھا ہوگیا تو بدلہ نہیں لیا جائے گا کیونکہ مثلیت کا امکان نہیں۔اوّل صورت میں ہڈی کی شکست ہے جس کا کوئی ضابطہ نہیں اور دوسری صورت میں موت سے بچ جانا درالوقوع ہے۔ بظاہر تو ایسی ضرب ہلاکت تک پہنچا دیتی ہے۔امام شافعی کے نزدیک اگر بازو توڑ دیا جائے اور الگ کر دیا تو کہنی سے ہاتھ کاٹا جائے گا اور اگر درمیانی کلائی سے توڑا تو پہنچے سے کاٹا جائے گا۔دوسری ہڈیاں توڑنے (اور اعضاء کو الگ کر دینے) کا بھی یہی حکم ہے کہ قریب ترین جوڑ سے ضارب کے اسی عضو کو کاٹا جائے گا۔بقیہ حصہ کا فیصلہ کسی پنچ کے ذریعہ سے ہوگا۔

مسئلہ: زبان اور عضو مخصوص کو کاٹنے کا بھی امام صاحب کے نزدیک قصاص نہیں کیونکہ یہ دونوں عضو پھیلتے اور سکڑتے ہیں اس لئے ممکن نہیں ہاں اگر حشفہ کو کاٹ دیا ہے تو بدلہ لیا جائے گا (کیونکہ کاٹنے کی حد معین ہے) امام ابو یوسف امام شافعی اور امام احمد کے نزدیک اگر زبان اور عضو مخصوص کو جڑ سے کاٹ دیا تو چونکہ مماثلت ممکن ہے اس لئے بدلہ لیا جائے گا۔اگر پورا ہونٹ جڑ تک کاٹ لیا تو بدلہ لیا جائے گا۔مماثلت ممکن ہے اور کچھ حصہ کاٹ لیا تو بدلہ نہ ہوگا مماثلت کا اندازہ نہیں ہوسکتا۔

مسئلہ: لنجے ہاتھ کے عوض تندرست ہاتھ اور دائیں کے عوض بایاں یا بائیں کے عوض میں دایاں نہیں کاٹا جائے گا۔یہ فیصلہ اجماعی ہے۔

مسئلہ: اگر مضروب کی آنکھ اپنی جگہ تھی مگر نابینا تھی یا ہاتھ لنجا تھا یا زبان گونگی تھی۔یا ذکر سن (بیکار) تھا یا انگلی زائد تھی اور ان اعضاء کو ضارب نے کاٹ دیا تو جمہور کے نزدیک کسی عادل پنچ سے فیصلہ کرایا جائے گا اور امام احمد کے نزدیک صحیح عضو کی دیت کا ایک تہائی ادا کرنا ہوگا کیونکہ عمرو بن شعیب کے دادا (حضرت عبداللہ) کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک تہائی دیت دینے کا فیصلہ صادر فرمایا اس آنکھ کا جو اپنی جگہ قائم ہو مگر بے نور ہو اور شل ہاتھ کا جب اس کو کاٹ دیا گیا ہو اور نا کارہ دانت کا جب اس کو اکھاڑ دیا گیا ہو۔رواہ البیہقی من طریق النسائی۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی موقوف حدیث میں ہے کہ شل ہاتھ کی ایک تہائی دیت ہے اور آنکھ اگر اپنی جگہ قائم ہو اور بے نور ہو تو ایک تہائی دیت ہے۔

مسئلہ: اگر مقطوع کا ہاتھ صحیح اور قاطع کا ہاتھ شل ہو یا انگلیاں کم ہوں تو امام صاحب کے نزدیک مقطوع کو اختیار ہے چاہے قاطع کے شل ہاتھ کو کاٹے یا پورا پورا مالی تاوان لے لے۔پورا جسمانی بدل لینے کا تو امکان ہی نہیں ہے لہٰذا یا اپنے حق سے کم (جسمانی) بدل لینا پڑے گا یا مالی بدل لے گا۔امام شافعی کے نزدیک مالی بدل لینے کے علاوہ کوئی اور چارہ نہیں۔

مسئلہ: اگر کھوپڑی کے دائیں بائیں دونوں ابھاروں کے درمیان ضرب لگی کہ دونوں ابھاروں کے درمیان کا پورا حصہ زخمی ہوگیا لیکن ضارب (کا سر بڑا ہونے کی وجہ سے) اتنا زخم اس کے سر کے دونوں ابھاروں کے درمیانی حصہ پر پورا نہ آسکتا ہو اس صورت میں زخمی کو اختیار ہے کہ اپنے زخم کے ناپ کے برابر ضارب کے سر پر زخم لگائے۔خواہ دائیں ابھار سے شروع کرے یا بائیں ابھار سے یا مالی تاوان لے لے اس کے برعکس صورت ہو تب بھی یہی اختیار ہوگا۔

مسئلہ: امام صاحب کے نزدیک دانت توڑنے کا بھی ویسا ہی جسمانی بدلہ ہے جیسا دانت اکھاڑنے کا۔ امام شافعی کے نزدیک دانت توڑنے کا جسمانی بدلہ نہیں کیونکہ مثلیت ناممکن ہے۔

ہم کہتے ہیں کہ اگر ریتی سے ریتا جائے تو اصل شکست سے مماثلت ہو سکتی ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ دانت کا بدلہ لینے کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا۔ رواہ النسائی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی ہی ایک روایت یہ بھی ہے کہ انس بن مالک کی پھوپھی ربیع نے انصار کی ایک لڑکی کا دانت توڑ دیا۔ انصار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے بدلہ لینے کا حکم دے دیا۔ یہ حکم سن کر انس بن مالک کے چچا حضرت انس بن نضر بولے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کا دانت نہیں توڑا جائے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انس بدلہ اللہ کا فرض حکم ہے۔ اس کے بعد مدعی راضی ہو گئے اور مالی عوض انہوں نے قبول کر لیا۔ یہ دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کے کچھ بندے ایسے ہیں کہ اگر اللہ کے اعتماد پر قسم کھا بیٹھیں تو اللہ ان کی قسم پوری کر دیتا ہے۔ متفق علیہ۔

مسئلہ: نفس سے کم ضرب میں شبہ عمد نہیں ہوتا۔ ضرب یا قصداً ہو گی یا ضرب خطا۔ قتل نفس سے کم میں شبہ عمد کا حکم عمد کا ہے۔

مسئلہ: امام ابوحنیفہ کے نزدیک قتل نفس سے کم ضرب کا قصاص مرد و عورت آزاد و غلام اور باہم دو غلاموں کے درمیان جاری نہیں ہو سکتا۔ باقی تینوں اماموں کے نزدیک تمام مذکورہ صورتوں میں بدلہ لیا جائے گا۔ ہاں اگر آزاد غلام کا ہاتھ کاٹ ڈالے تو قصاص نہ ہو گا۔ کیونکہ ان کا مسلمہ ضابطہ ہے کہ آزاد سے غلام کا قصاص نہیں ہو سکتا۔ اللہ نے فرمایا ہے الحر بالحر الخیہ آیت اپنے عمومی حکم کے لحاظ سے امام ابوحنیفہ کے خلاف محکم ثبوت ہے۔ امام ابوحنیفہ کے قول کی دلیل یہ ہے کہ اطراف بدن کی پوزیشن مال کی طرح ہے اور تفاوت قیمت سے مال کی مماثلت ختم ہو جاتی ہے لیکن شریعت نے اطراف کی قیمت معین کر دی ہے۔ قتل نفس کی حالت اس سے جدا ہے۔ روح اور جسم کا تعلق منقطع کرنے سے زندگی ختم ہو جاتی ہے اور روح میں کوئی تفاوت نہیں۔

مسئلہ: اطراف بدن کا قصاص مسلم و ذمی کے درمیان امام ابوحنیفہ کے نزدیک جاری ہو گا کیونکہ امام صاحب کے نزدیک مسلم و ذمی کے اطراف کا مالی معاوضہ برابر ہے لیکن امام شافعی اور امام احمد کے نزدیک اگر مسلم غیر مسلم کے اطراف قطع کر دے تو قصاص نہ ہو گا کیونکہ ان کے نزدیک قتل کافر پر بھی مسلم سے قصاص نہیں لیا جا سکتا۔ سورۃ بقرہ میں یہ مسئلہ گزر چکا ہے۔

فمن تصدق بہ فہو کفارۃ لہ پس (حقداروں میں سے) جو کوئی (قصوروار کے) قصاص سے درگزر کرے گا تو معاف کرنے والے کے لئے یہ فعل کفارہ ہو جائے گا۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص حسن بصری شعبی اور قتادہ نے یہی مطلب بیان کیا ہے۔

ایک انصاری راوی ہیں کہ آیت: فَمَنْ تَصَدَّقَ بِہٖ فَھُوَ کَفَّارَۃٌ لَّہٗ کے سلسلہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس سے مراد وہ شخص ہے جس کا دانت توڑ دیا گیا ہو یا ہاتھ یا کوئی اور حصہ کاٹ دیا گیا یا اس کو زخمی کر دیا گیا ہو اور وہ معاف کر دے تو اللہ اسی کے بقدر اس کے گناہ ساقط کر دیتا ہے۔ اگر اس نے چہارم دیت معاف کر دی ہو گی تو اس کے گناہوں کا چہارم حصہ ساقط کر دیا جائے گا اور اگر ایک تہائی دیت معاف کی ہو گی تو گناہوں کا ایک تہائی حصہ ساقط کر دیا جائے گا اور اگر پوری دیت معاف کی ہو گی تو پورے گناہ ساقط کر دیے جائیں گے۔ اخرجہ ابن مردویہ۔

طبرانی نے الکبیر میں حسن سند سے حضرت عبادہ بن صامت کی روایت سے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے اپنے جسم کے کسی حصہ (کے دکھ) کو معاف کر دیا۔ اللہ اسی کے بقدر اس کے گناہ ساقط فرمادے گا۔ طبرانی اور بیہقی نے سخبرہ کی روایت سے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کو دکھ دیا گیا تو اس نے صبر کیا اور اس کو دیت دی گئی تو شکر کیا اور جس پر ظلم کیا گیا تو اس نے معاف کر دیا اور اگر خود ظلم کیا تو مغفرت کا طلبگار ہوا۔ ان سب لوگوں کے لئے (عذاب آخرت سے) امن ہے اور یہ ہدایت یافتہ ہیں۔

ترمذی اور ابن ماجہ نے لکھا ہے کہ حضرت ابودرداء نے فرمایا: میں نے خود سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے جس شخص کو کوئی جسمانی اذیت دی جائے اور وہ معاف کر دے تو اللہ اس عمل کی وجہ سے اس کا ایک درجہ بلند کرتا ہے اور گناہ کو ساقط فرماتا ہے۔

بعض اہل تفسیر کے نزدیک لہ کی ضمیر مجرم کی طرف راجع ہے۔ مجرم کا ذکر اگرچہ صراحتاً نہیں آیا مگر کلام سابق سے سمجھا ضرور جاتا ہے۔ اس وقت آیت کا مطلب اس طرح ہوگا کہ اگر حقدار معاف کر دیں گے تو یہ معافی مجرم کے حق میں گناہ کا کفارہ ہو جائے گی اور جس طرح بدلہ چکانے کے بعد آخرت کا کوئی مواخذہ اس کے ذمہ باقی نہیں رہتا۔ اسی طرح معافی کے بعد بھی آخرت میں اس کا مواخذہ نہ ہوگا۔ رہا معاف کرنے والے کا ثواب تو وہ اللہ کے ذمہ ہے۔ اللہ نے خود فرمایا ہے فَمَنْ عَفٰی وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَی اللّٰهِ ،بغوی نے لکھا ہے یہ تفسیر حضرت ابن عباس کے قول میں آئی ہے۔ مجاہد ابراہیم اور زید بن اسلم کا بھی یہی قول ہے۔

آیت کا تیسرا مطلب یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ جو شخص اپنی طرف سے خود قصاص دے دے گا یعنی قصاص شرعی مستحق قصاص کو بخوشی ادا کر دے گا تو یہ فعل اس کے گناہوں کا کفارہ ہو جائے گا۔

اللہ نے فرمایا ہے: فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يَّآ اُولِي الْاَلْبَابِ ۔ومن لم يحكم بما انزل الله اور اللہ نے (قصاص وغیرہ کا) جو حکم نازل کیا ہے جو لوگ اس کے مطابق حکم نہیں دیں گے۔ فاولئك هم الظالمون، تو وہ ہی ظالم (ستم ڈھانے والے) ہوں گے کہ حکم الٰہی کی تعمیل سے باز رہے۔ (تفسیر مظہری، سورہ مائدہ، لاہور)

بَاب الْقِصَاصِ مِنَ الثَّنِيَّةِ ۔

یہ باب ہے کہ دانتوں میں قصاص کا حکم

4770 - اَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ وَاِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَا حَدَّثَنَا بِشْرٌ عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ ذَكَرَ اَنَسٌ اَنَّ عَمَّتَهٗ كَسَرَتْ ثَنِيَّةَ جَارِيَةٍ فَقَضٰى نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْقِصَاصِ فَقَالَ اَخُوهَا اَنَسُ بْنُ النَّضْرِ اَتُكْسَرُ ثَنِيَّةُ فُلَانَةَ لَا وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا تُكْسَرُ ثَنِيَّةُ فُلَانَةَ ۔ قَالَ وَكَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ سَاَلُوْا اَهْلَهَا الْعَفْوَ وَالْاَرْشَ فَلَمَّا حَلَفَ اَخُوهَا - وَهُوَ عَمُّ اَنَسٍ وَّهُوَ الشَّهِيدُ يَوْمَ اُحُدٍ - رَضِيَ الْقَوْمُ بِالْعَفْوِ ۔ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِنَّ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ مَنْ لَوْ اَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَاَبَرَّهٗ" ۔

4770-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (605) .

☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: اُن کی پھوپھی نے ایک لڑکی کے دانت توڑ دیئے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قصاص لینے کا حکم دیا' اُس خاتون کے بھائی حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ نے یہ کہا: کیا فلاں عورت (یعنی اپنی بہن کا تذکرہ کیا) کے دانت توڑے جائیں گے' جی نہیں! اُس ذات کی قسم جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے! فلاں عورت کے دانت نہیں توڑے جائیں گے۔

راوی کہتے ہیں: وہ لوگ اس سے پہلے (مجروح کنیز کے) مالکان سے معاف کرنے یا دیت دینے کی درخواست کر چکے تھے۔ جب اُس خاتون کے (یعنی جس نے دانت توڑے تھے) کے بھائی نے یہ قسم اُٹھائی اور یہ صاحب حضرت انس رضی اللہ عنہ کے چچا ہیں' جو غزوۂ اُحد میں شہید ہوئے تھے' تو دوسرے فریق نے معاف کرنے پر رضامندی ظاہر کر دی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ایسے ہوتے ہیں' اگر وہ اللہ کے نام پر قسم اُٹھالیں' تو اللہ تعالیٰ اُسے پورا کر دیتا ہے''۔

4771 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَسَرَتِ الرُّبَيِّعُ ثَنِيَّةَ جَارِيَةٍ فَطَلَبُوْا اِلَيْهِمُ الْعَفْوَ فَاَبَوْا فَعُرِضَ عَلَيْهِمُ الْاَرْشُ فَاَبَوْا فَاَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَمَرَ بِالْقِصَاصِ . قَالَ اَنَسُ بْنُ النَّضْرِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تُكْسَرُ ثَنِيَّةُ الرُّبَيِّعِ لَا وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا تُكْسَرُ . قَالَ "يَا اَنَسُ كِتَابُ اللّٰهِ الْقِصَاصُ" . فَرَضِيَ الْقَوْمُ وَعَفَوْا فَقَالَ "اِنَّ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ مَنْ لَوْ اَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَاَبَرَّهُ" .

☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: سیدہ ربیع رضی اللہ عنہا نے ایک کنیز کے دانت توڑ دیئے تو اُن لوگوں نے اُس کنیز کے مالکان سے معاف کرنے کی درخواست کی' اُن لوگوں نے اس بات کو تسلیم نہ کیا' تو اُنہوں نے اُنہیں دیت کی پیشکش کی' اُنہوں نے اسے بھی قبول نہ کیا۔

وہ لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قصاص لینے کا حکم دیا۔

حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ! کیا ربیع کے دانت توڑے جائیں گے؟ جی نہیں! اُس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ہمراہ مبعوث کیا ہے! وہ نہیں توڑے جائیں گے۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی کتاب میں قصاص کا حکم موجود ہے۔ (راوی کہتے ہیں:) پھر دوسرا فریق معاف کرنے پر راضی ہو گیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ایسے ہوتے ہیں' اگر وہ اللہ کے نام کی قسم اُٹھالیں' تو اللہ تعالیٰ اُسے پورا کروا دیتا ہے''۔

باب الْقَوَدِ مِنَ الْعَضَّةِ وَذِكْرِ اخْتِلَافِ اَلْفَاظِ النَّاقِلِيْنَ لِخَبَرِ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ .

یہ باب ہے کہ دانت کے ذریعے کاٹنے پر قصاص لینا' اس بارے میں حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی نقل کردہ روایت میں' نقل کرنے والوں کے لفظی اختلاف کا تذکرہ

4771-اخرجه النسائي في التفسير: سورة المائدة، قوله تعالى (والجروح قصاص) (الحديث 165) . واخرجه ابن ماجه في الديات، باب القصاص في السن (الحديث 2649) . تحفة الاشراف (636) .

4772 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ اَبُو الْجَوْزَاءِ قَالَ اَنْبَانَا قُرَيْشُ بْنُ اَنَسٍ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ اَنَّ رَجُلًا عَضَّ يَدَ رَجُلٍ فَانْتَزَعَ يَدَهُ فَسَقَطَتْ ثَنِيَّتُهُ اَوْ قَالَ ثَنَايَاهُ فَاسْتَعْدٰى عَلَيْهِ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَا تَاْمُرُنِيْ تَاْمُرُنِيْ اَنْ اٰمُرَهُ اَنْ يَّدَعَ يَدَهُ فِيْ فِيْكَ تَقْضَمُهَا كَمَا يَقْضَمُ الْفَحْلُ اِنْ شِئْتَ فَادْفَعْ اِلَيْهِ يَدَكَ حَتّٰى يَقْضَمَهَا ثُمَّ انْتَزِعْهَا اِنْ شِئْتَ" .

☆☆ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص نے دوسرے شخص کے ہاتھ کو دانت سے کاٹ لیا تو دوسرے شخص نے اپنا ہاتھ کھینچا تو پہلے شخص کے سامنے کے دانت ٹوٹ گئے (یہاں ایک لفظ کے بارے میں راوی کو شک ہے)۔

پہلے شخص نے اس بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں فریاد کی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس سے فرمایا: تم مجھ سے کیا چاہتے ہو! کیا تم یہ چاہتے ہو کہ میں اس سے یہ کہوں: کہ وہ اپنا ہاتھ تمہارے منہ میں رہنے دیتا' تاکہ تم اُسے اس طرح چبا لیتے' جس طرح اونٹ کوئی چیز چبا لیتا ہے' تم ایسا کرو' تم اپنا ہاتھ اس کے منہ میں دو' پھر وہ اُسے چبائے گا' پھر اگر تم چاہو' تو اُسے کھینچ لینا۔

4773 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ اَبِيْ عَرُوْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ زُرَارَةَ بْنِ اَوْفٰى عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ اَنَّ رَجُلًا عَضَّ اٰخَرَ عَلٰى ذِرَاعِهِ فَاجْتَذَبَهَا فَانْتَزَعَتْ ثَنِيَّتَهُ فَرُفِعَ ذٰلِكَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَبْطَلَهَا وَقَالَ "اَرَدْتَ اَنْ تَقْضَمَ لَحْمَ اَخِيْكَ كَمَا يَقْضَمُ الْفَحْلُ" .

☆☆ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص نے دوسرے کی کلائی پر دانت کاٹا' دوسرے شخص نے اپنا ہاتھ کھینچا' تو پہلے شخص کے دانت بھی نکل آئے' وہ اپنا معاملہ لے کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے باطل قرار دیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم یہ چاہتے تھے کہ تم اپنے بھائی کے گوشت کو یوں چباؤ کہ جس طرح اونٹ چباتا ہے؟

4774 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ زُرَارَةَ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ قَاتَلَ يَعْلٰى رَجُلًا فَعَضَّ اَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ فَانْتَزَعَ يَدَهُ مِنْ فِيْهِ فَنَدَرَتْ ثَنِيَّتُهُ فَاخْتَصَمَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "يَعَضُّ اَحَدُكُمْ اَخَاهُ كَمَا يَعَضُّ الْفَحْلُ لَا دِيَةَ لَهُ" .

☆☆ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت یعلیٰ رضی اللہ عنہ کی ایک شخص کے ساتھ لڑائی ہو گئی' ان میں سے

4772-اخرجه مسلم في القسامة، باب الصائل على نفس الانسان او عضوه اذا دفعه المصول عليه فاتلف نفسه او عضوه لا ضمان عليه (الحديث 21) . تحفة الاشراف (10840) .

4773-اخرجه البخاري في الديات، باب اذا عض رجلا فوقعت ثناياه (الحديث 6892) بنحوه . و اخرجه مسلم في القسامة، باب الصائل على نفس الانسان او عضوه اذا دفعه المصول عليه فاتلف نفسه او عضوه لا ضمان عليه (الحديث 18) بنحوه و اخرجه الترمذي في الديات، باب ما جاء في القصاص (الحديث 1416) بنحوه و اخرجه النسائي في القسامة، القود من العضة و ذكر اختلاف الفاظ الناقلين لخبر عمران بن حصين (الحديث 4774 و 4775 و 4776) و اخرجه ابن ماجه في الديات، باب من عض رجلا فنزع يده فندر ثناياه (الحديث 2657) . تحفة الاشراف (10823) .

4774-تقدم (الحديث 4773) .

ایک نے دوسرے فریق کو دانت کاٹا' دوسرے نے اُس کے منہ میں سے اپنا ہاتھ کھینچا' تو پہلے شخص کے دانت بھی باہر گر گئے' وہ دونوں اپنا مقدمہ لے کر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے' تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

''کیا ایک شخص اپنے بھائی کو اس طرح چباتا ہے' جس طرح اونٹ چباتا ہے؟ اس کی کوئی دیت نہیں ہوگی''۔

4775 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ زُرَارَةَ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ اَنَّ يَعْلٰى قَالَ فِى الَّذِىْ عَضَّ فَنَدَرَتْ ثَنِيَّتُهُ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا دِيَةَ لَكَ".

☆☆ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت یعلیٰ رضی اللہ عنہ نے یہ بات بیان کی ہے' جو اُس شخص کے بارے میں ہے' جس نے دانت کاٹ لیا تھا اور اُس کے دانت گر گئے تھے' تو نبی اکرم ﷺ نے اُس سے یہ فرمایا تھا کہ تمہیں دیت نہیں ملے گی۔

4776 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبَانُ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ حَدَّثَنَا زُرَارَةُ بْنُ اَوْفٰى عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ اَنَّ رَجُلًا عَضَّ ذِرَاعَ رَجُلٍ فَانْتَزَعَ ثَنِيَّتَهُ فَانْطَلَقَ اِلَى النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ "اَرَدْتَ اَنْ تَقْضَمَ ذِرَاعَ اَخِيْكَ كَمَا يَقْضَمُ الْفَحْلُ". فَاَبْطَلَهَا.

☆☆ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص نے دوسرے شخص کے بازو پر کاٹا' دوسرے شخص نے اپنا ہاتھ کھینچا تو پہلے کے دانت گر گئے' وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' آپ ﷺ کے سامنے اس بات کا تذکرہ کیا' تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا تم یہ چاہتے تھے کہ اپنے بھائی کی کلائی کو اس طرح چبالو' جس طرح اونٹ اسے چبالیتا ہے؟ تو نبی اکرم ﷺ نے اُس کے دعویٰ کو باطل قرار دیا۔

بَاب الرَّجُلِ يَدْفَعُ عَنْ نَفْسِهِ.

یہ باب ہے کہ جو شخص اپنے آپ سے (کسی تکلیف یا مصیبت کو) پرے کرتا ہے

4777 - اَخْبَرَنَا مَالِكُ بْنُ الْخَلِيْلِ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِىْ عَدِىٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ يَعْلٰى ابْنِ مُنْيَةَ اَنَّهُ قَاتَلَ رَجُلًا فَعَضَّ اَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ فَانْتَزَعَ يَدَهُ مِنْ فِيْهِ فَقَلَعَ ثَنِيَّتَهُ فَرُفِعَ ذٰلِكَ اِلَى النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "يَعَضُّ اَحَدُكُمْ اَخَاهُ كَمَا يَعَضُّ الْبَكْرُ". فَاَبْطَلَهَا.

☆☆ حضرت یعلیٰ بن امیہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: اُن کی ایک شخص کے ساتھ لڑائی ہوگئی' ان میں سے ایک نے دوسرے شخص کو دانت کاٹا' دوسرے نے اُس کے منہ میں سے اپنے ہاتھ کو کھینچا تو پہلے شخص کے دانت ٹوٹ گئے' یہ معاملہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں پیش کیا گیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا کوئی شخص اپنے بھائی کو اس طرح چباتا ہے' جس طرح اونٹ چباتا ہے' تو

4775-تقدم (الحديث 4773) .

4776-تقدم (الحديث 4773) .

4777-انفرد به النسائي، وسياتي (الحديث 4478) . تحفة الاشراف (11847) .

نبی اکرم ﷺ نے اس دعویٰ کو باطل قرار دے دیا۔

4778 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ عَقِيْلٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَدِّي قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ يَعْلَى ابْنِ مُنْيَةَ اَنَّ رَجُلًا مِّنْ بَنِي تَمِيمٍ قَاتَلَ رَجُلًا فَعَضَّ يَدَهُ فَانْتَزَعَهَا فَاَلْقَى ثَنِيَّتَهُ فَاخْتَصَمَا اِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "يَعَضُّ اَحَدُكُمْ اَخَاهُ كَمَا يَعَضُّ الْبَكْرُ" . فَاَطَلَّهَا اَیْ اَبْطَلَهَا .

☆☆ حضرت یعلیٰ بن امیہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: بنو تمیم سے تعلق رکھنے والے ایک شخص کا دوسرے شخص کے ساتھ جھگڑا ہو گیا۔ اُس نے اُس کے ہاتھ پر کاٹا' دوسرے شخص نے اپنا ہاتھ پیچھے کیا' تو پہلے شخص کے سامنے کے دانت ٹوٹ گئے' وہ دونوں اپنا مقدمہ لے کر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے' تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا تم میں سے کوئی ایک شخص اپنے بھائی کو اس طرح کاٹتا ہے' جس طرح اونٹ چباتا ہے' تو نبی اکرم ﷺ نے اُسے (یعنی اُس شخص کے دعویٰ) کو باطل قرار دیا۔

دانت کے سوا کسی ہڈی میں قصاص نہ ہونے کا بیان

دانت کے سوا کسی ہڈی میں قصاص نہیں ہے اور حضرت عمر فاروق اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے یہی جملہ ذکر کیا گیا ہے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ ہڈی میں قصاص نہیں ہے۔ اور اس سے دانت کے سوا کی ہڈی مراد ہے۔ کیونکہ دانت کے علاوہ میں مماثلت کا اعتبار کرنا ممکن نہیں ہے۔ کیونکہ اس میں کمی یا زیادتی کا احتمال بھی پایا جاتا ہے۔ جبکہ دانت میں ایسا نہیں ہے۔ کیونکہ اس کو رگڑ دیا جاتا ہے۔ اور جب کسی شخص نے جڑ سے کسی بندے کا دانت اکھاٹ پھینکا ہے۔ تو دوسرے کا دانت بھی جڑ سے اکھاڑ دیا جائے گا۔ اور یہ دونوں برابر ہو جائیں گے۔ (ہدایہ، کتاب الجنایات، لاہور)

ہڈی توڑنے پر قصاص ہونے میں فقہی مذاہب کا بیان

اور سنن نسائی وغیرہ میں ہے، ایک غریب جماعت کے غلام نے کسی مالدار جماعت کے غلام کے کان کاٹ دیئے، ان لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے آ کر عرض کیا کہ ہم لوگ فقیر مسکین ہیں، مال ہمارے پاس نہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر کوئی جرمانہ نہ رکھا۔ ہوسکتا ہے کہ یہ غلام بالغ نہ ہو اور ہوسکتا ہے کہ آپ نے دیت اپنے پاس سے دے دی ہو اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ان سے سفارش کر کے معاف کرالیا ہو۔ ابن عباس فرماتے ہیں کہ جان جان کے بدلے ماری جائے گی، آنکھ پھوڑ دینے والے کی آنکھ پھوڑ دی جائے گی، ناک کاٹنے والے کا ناک کاٹ دیا جائے گا، دانت توڑنے والے کا دانت توڑ دیا جائے گا اور زخم کا بھی بدلہ لیا جائے گا۔ اس میں آزاد مسلمان سب کے سب برابر ہیں۔ مرد عورت ایک ہی حکم میں۔ جبکہ یہ کام قصداً کئے گئے ہوں۔ اس میں غلام بھی آپس میں برابر ہیں، ان کے مرد بھی اور عورتیں بھی۔ قاعدہ اعضا کا کٹنا تو جوڑ سے ہوتا ہے اس میں تو قصاص واجب ہے۔ جیسے ہاتھ، پیر، قدم، ہتھیلی وغیرہ۔ لیکن جو زخم جوڑ پر نہ ہوں بلکہ ہڈی پر آئے ہوں۔

ان کی بابت حضرت امام مالک فرماتے ہیں کہ "ان میں بھی قصاص ہے مگر ران میں اور اس جیسے اعضاء میں اس لئے کہ وہ خوف وخطر کی جگہ ہے۔ ان کے برخلاف ابوحنیفہ اور ان کے دونوں ساتھیوں کا مذہب ہے کہ کسی ہڈی میں قصاص نہیں، بجز دانت

4778-تقدم (الحديث 4777) .

کے اور امام شافعی کے نزدیک مطلق کسی ہڈی کا قصاص نہیں۔

یہی مروی ہے حضرت عمر بن خطاب اور حضرت ابن عباس سے بھی اور یہی کہتے ہیں عطاء، شعبی، حسن بصری، زہری، ابراہیم، نخعی اور عمر بن عبدالعزیز بھی اور اسی کی طرف گئے ہیں سفیان ثوری اور لیث بن سعد بھی۔ امام احمد سے بھی یہی قول زیادہ مشہور ہے۔ امام ابوحنیفہ کی دلیل وہی حضرت انس والی روایت ہے جس میں ربیع سے دانت کا قصاص دلوانے کا حکم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمودہ ہے۔ لیکن دراصل اس روایت سے یہ مذہب ثابت نہیں ہوتا۔ کیونکہ اس میں یہ لفظ ہیں کہ اس کے سامنے کے دانت اس نے توڑ دیئے تھے اور ہوسکتا ہے کہ بغیر ٹوٹنے کے جھڑ گئے ہوں۔ اس حالت میں قصاص اجماع سے واجب ہے۔

ان کی دلیل کا پورا حصہ وہ ہے جو ابن ماجہ میں ہے کہ "ایک شخص نے دوسرے کے بازو کو کہنی سے نیچے نیچے ایک تلوار ماردی، جس سے اس کی کلائی کٹ گئی، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مقدمہ آیا، آپ نے حکم دیا کہ دیت ادا کرو اس نے کہا میں قصاص چاہتا ہوں، آپ نے فرمایا: اسی کو لے لے اللہ تجھے اسی میں برکت دے گا اور آپ نے قصاص کو نہیں فرمایا"۔ لیکن یہ حدیث بالکل ضعیف اور گری ہوئی ہے، اس کے ایک راوی ہشم بن عکلی اعرابی ضعیف ہیں، ان کی حدیث سے حجت نہیں پکڑی جاتی، دوسرے راوی غران بن جاریہ اعرابی بھی ضعیف ہیں۔

پھر وہ کہتے ہیں کہ زخموں کا قصاص ان کے درست ہو جانے اور بھر جانے سے پہلے لینا جائز نہیں اور اگر پہلے لے لیا گیا پھر زخم بڑھ گیا تو کوئی بدلہ دلوایا نہ جائے گا۔ اس کی دلیل مسند احمد کی یہ حدیث ہے کہ ایک شخص نے دوسرے کے گھٹنے میں چوٹ ماردی، وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا مجھے بدلہ دلوایئے، آپ نے دلوادیا، اس کے بعد وہ پھر آیا اور کہنے لگا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں تو لنگڑا ہو گیا، آپ نے فرمایا: میں نے تجھے منع کیا تھا لیکن تو نہ مانا، اب تیرے اس لنگڑے پن کا بدلہ کچھ نہیں۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے زخموں کے بھر جانے سے پہلے بدلہ لینے کو منع فرمادیا۔ (تفسیر ابن کثیر، مائدہ، ۴۵)

باب ذِكْرِ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى عَطَاءٍ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ

یہ باب ہے کہ اس حدیث میں عطاء نامی راوی سے ہونے والے اختلاف کا تذکرہ

4779 - اَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ بَكَّارٍ قَالَ اَنْبَاَنَا اَحْمَدُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ عَنْ عَطَاءِ بْنِ اَبِىْ رَبَاحٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عَمَّيْهِ سَلَمَةَ وَيَعْلَى ابْنَىْ اُمَيَّةَ قَالَا خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ وَمَعَنَا صَاحِبٌ لَنَا فَقَاتَلَ رَجُلًا مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَعَضَّ الرَّجُلُ ذِرَاعَهٗ فَجَذَبَهَا مِنْ فِيْهِ فَطَرَحَ ثَنِيَّتَهٗ فَاَتَى الرَّجُلُ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلْتَمِسُ الْعَقْلَ فَقَالَ "يَنْطَلِقُ اَحَدُكُمْ اِلٰى اَخِيْهِ فَيَعَضُّهٗ كَعَضِيْضِ الْفَحْلِ ثُمَّ يَاْتِىْ يَطْلُبُ الْعَقْلَ لَا عَقْلَ لَهَا" . فَاَبْطَلَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

☆☆ حضرت سلمہ بن امیہ رضی اللہ عنہ اور حضرت یعلیٰ بن امیہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوۂ تبوک پر روانہ ہوئے ہمارے ساتھ ہمارا ایک ساتھی بھی تھا' اُس کا کسی مسلمان کے ساتھ جھگڑا ہو گیا تو دوسرے شخص نے ہمارے اُس

4779- اخرجه ابن ماجه في الديات، باب من عض رجلا فنزع يده فندر ثناياه (الحديث 2656) . تحفة الاشراف (4554 و 11835) .

ساتھی کی کلائی پر کاٹا' ہمارے اُس ساتھی نے اپنا ہاتھ پیچھے کھینچا تو دوسرے شخص کے سامنے کے دانت ٹوٹ گئے' تو دوسرا شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' تاکہ دیت کا مطالبہ کرے تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کوئی شخص اپنے بھائی کے پاس جاتا ہے' اور اُسے اس طرح سے کاٹتا ہے' جس طرح کوئی اونٹ چباتا ہے' اور پھر وہ دیت کا مطالبہ کرنے کے لیے آجاتا ہے' اُسے کوئی دیت نہیں ملے گی' تو نبی اکرم ﷺ نے اُس شخص کے دعویٰ کو باطل قرار دے دیا۔

4780 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَمْرٍو عَنْ عَطَاءٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَعْلٰى عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَجُلًا عَضَّ يَدَ رَجُلٍ فَانْتَزَعَتْ ثَنِيَّتُهُ فَاَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَهْدَرَهَا .

☆☆ صفوان بن یعلیٰ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ایک شخص نے دوسرے شخص کے ہاتھ پر کاٹا تو دوسرے شخص کے سامنے کے دانت ٹوٹ گئے۔ وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو نبی اکرم ﷺ نے انہیں رائیگاں قرار دیا (یعنی اُس کی کوئی دیت لازم نہیں ہوتی)۔

4781 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْجَبَّارِ مَرَّةً اُخْرٰى عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَمْرٍو عَنْ عَطَاءٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَعْلٰى عَنْ يَعْلٰى وَابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَعْلٰى عَنْ يَعْلٰى اَنَّهُ اسْتَاْجَرَ اَجِيْرًا فَقَاتَلَ رَجُلًا فَعَضَّ يَدَهُ فَانْتَزَعَتْ ثَنِيَّتُهُ فَخَاصَمَهُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "اَيَدَعُهَا يَقْضِمُهَا كَقَضْمِ الْفَحْلِ" .

☆☆ صفوان بن یعلیٰ' حضرت یعلیٰ رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: اُنہوں نے ایک شخص کو مزدور رکھا' اُس کا کسی شخص کے ساتھ جھگڑا ہو گیا' اُس نے اُس کے ہاتھ پر کاٹا تو اُس کے سامنے کے دانت ٹوٹ گئے' وہ اپنا مقدمہ لے کر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں گیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا وہ اُسے یوں ہی رہنے دیتا تاکہ وہ (دوسرا شخص) اُسے یوں چبا لیتا جس طرح اونٹ چباتا ہے۔

4782 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَعْلٰى عَنْ اَبِيْهِ قَالَ غَزَوْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ فَاسْتَاْجَرْتُ اَجِيْرًا فَقَاتَلَ اَجِيْرِيْ رَجُلًا فَعَضَّ الْاٰخَرُ فَسَقَطَتْ ثَنِيَّتُهُ فَاَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ لَهُ فَاَهْدَرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

☆☆ صفوان بن یعلیٰ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ غزوۂ تبوک میں شریک ہوا' میں نے ایک شخص کو مزدور رکھا' میرے مزدور کا ایک شخص کے ساتھ جھگڑا ہو گیا' اُس دوسرے شخص نے میرے مزدور کے ہاتھ پر دانت کاٹا

4780-اخرجه البخاري في الاجارة، باب الجير في الغزو (الحديث 2265) مطولاً، و في الجهاد، باب الاجير (الحديث 2973) مطولاً، و في المغازي، باب غزوة تبوك (الحديث 4417) مطولاً، و في الديات، باب اذا عض رجلًا فوقعت ثناياه (الحديث 2893) . واخرجه مسلم في القسامة، باب الصائل على نفس الانسان او عضوه اذا دفعه المصول عليه فاتلف نفسه او عضوه لا ضمان عليه (الحديث 18م و 20 و 22 و 23) واخرجه ابو داؤد في الديات، باب في الرجل يقاتل الرجل فيدفعه عن نفسه (الحديث 4584) و اخرجه النسائي في القسامة، ذكر الاختلاف على عطاء في هذا الحديث (الحديث 4781 و 4782 و 4783 و 4784 و 4785 و 4786) . تحفة الاشراف (11837) .

4781-تقدم (الحديث 4780) .

4782-تقدم (الحديث 4780) .

اور اُس دوسرے شخص کے سامنے کے دانت ٹوٹ گئے' وہ نبی اکرم ﷺ کے سامنے حاضر ہوا اور آپ ﷺ کے سامنے اس بات کا تذکرہ کیا' تو نبی اکرم ﷺ نے اُس کے (دانتوں کو) رائیگاں قرار دیا۔

4783 - اَخْبَرَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ قَالَ اَنْبَانَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِىْ عَطَاءٌ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَعْلٰى عَنْ يَعْلٰى بْنِ اُمَيَّةَ قَالَ غَزَوْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَيْشَ الْعُسْرَةِ - وَكَانَ اَوْثَقَ عَمَلٍ لِّىْ فِىْ نَفْسِىْ - وَكَانَ لِىْ اَجِيْرٌ فَقَاتَلَ اِنْسَانًا فَعَضَّ اَحَدُهُمَا اُصْبَعَ صَاحِبِهٖ فَانْتَزَعَ اِصْبَعَهٗ فَاَنْدَرَ ثَنِيَّتَهٗ فَسَقَطَتْ فَانْطَلَقَ اِلَى النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَهْدَرَ ثَنِيَّتَهٗ وَقَالَ "اَفَيَدَعُ يَدَهٗ فِىْ فِيْكَ تَقْضَمُهَا".

☆☆ حضرت یعلیٰ بن اُمیہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں غزوۂ تبوک میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ شریک ہوا' میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ میرا سب سے زیادہ قابلِ اعتماد عمل ہے۔ میرے ساتھ میرا ایک مزدور تھا۔ اُس کا کسی شخص کے ساتھ جھگڑا ہو گیا' اُن میں سے کسی ایک شخص نے دوسرے کی انگلی پر دانت کاٹا۔ دوسرے نے اپنی انگلی پیچھے کی تو پہلے شخص کے سامنے کے دانت ٹوٹ گئے اور گر گئے' وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو نبی اکرم ﷺ نے اُس کے دانتوں کو رائیگاں قرار دیا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا وہ دوسرا شخص اپنا ہاتھ تمہارے منہ میں رہنے دیتا؟ تاکہ تم اُسے چبا لیتے۔

4784 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ فِىْ حَدِيْثِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ يَعْلٰى عَنْ اَبِيْهِ بِمِثْلِ الَّذِىْ عَضَّ فَنَدَرَتْ ثَنِيَّتُهٗ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا دِيَةَ لَكَ".

☆☆ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے' تاہم اس میں یہ الفاظ ہیں' اُس نے دانت کاٹا تو اُس کے سامنے کے دانت ٹوٹ گئے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تمہیں دیت نہیں ملے گی۔

4785 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَانَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِىْ اَبِىْ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ بُدَيْلِ بْنِ مَيْسَرَةَ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَعْلَى ابْنِ مُنْيَةَ اَنَّ اَجِيْرًا لِّيَعْلَى ابْنِ مُنْيَةَ عَضَّ اٰخَرُ ذِرَاعَهٗ فَانْتَزَعَهَا مِنْ فِيْهِ فَرَفَعَ ذٰلِكَ اِلَى النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ سَقَطَتْ ثَنِيَّتُهٗ فَاَبْطَلَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ "اَيَدَعُهَا فِىْ فِيْكَ تَقْضَمُهَا كَقَضْمِ الْفَحْلِ".

☆☆ صفوان بن یعلیٰ بن امیہ بیان کرتے ہیں: حضرت یعلیٰ بن امیہ رضی اللہ عنہ کا ایک مزدور تھا جس کے بازو پر کسی دوسرے شخص نے دانت کاٹ لیا' اُس مزدور نے اُس دوسرے شخص کے منہ میں سے اپنا ہاتھ کھینچا (تو دوسرے شخص کے سامنے کے دانت ٹوٹ گئے) وہ شخص اپنا معاملہ لے کر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' کیونکہ اُس کے سامنے کے دانت ٹوٹ گئے تھے تو نبی اکرم ﷺ نے اُس کے دعویٰ کو باطل قرار دیا۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا وہ اپنا ہاتھ تمہارے منہ میں رہنے دیتا؟ تاکہ تم اُسے یوں چبا لیتے' جس طرح اونٹ کوئی چیز چبا

4783-تقدم (الحديث 4780) .

4784-تقدم (الحديث 4780) .

4785-تقدم (الحديث 4780) .

لیتا ہے۔

4786 - اَخْبَرَنِیْ اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الْجَوَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا عَمَّارٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ لَیْلٰی عَنِ الْحَكَمِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ یَعْلٰی اَنَّ اَبَاهُ غَزَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ فَاسْتَاْجَرَ اَجِیْرًا فَقَاتَلَ رَجُلًا فَعَضَّ الرَّجُلُ ذِرَاعَهٗ فَلَمَّا اَوْجَعَهٗ نَتَرَهَا فَاَنْدَرَ ثَنِیَّتَهٗ فَرُفِعَ ذٰلِكَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "یَعْمِدُ اَحَدُكُمْ فَیَعَضُّ اَخَاهُ كَمَا یَعَضُّ الْفَحْلُ" . فَاَبْطَلَ ثَنِیَّتَهٗ .

☆☆ صفوان بن یعلیٰ اپنے والد کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: اُنہوں نے نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ غزوۂ تبوک میں شرکت کی اُنہوں نے ایک شخص کو اپنے ساتھ مزدور رکھا تھا' اُس کا کسی دوسرے شخص کے ساتھ جھگڑا ہو گیا تو اُس دوسرے شخص نے اُس مزدور کے ہاتھ پر کاٹ لیا' جب مزدور کو تکلیف ہوئی تو اُس نے اپنے ہاتھ کو کھینچا جس کے نتیجے میں دوسرے شخص کے سامنے کے دانت ٹوٹ گئے' یہ معاملہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں پیش کیا گیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کوئی شخص یہ ارادہ کرتا ہے' وہ اپنے بھائی کو اس طرح کاٹے جس طرح اونٹ کاٹتا ہے' تو نبی اکرم ﷺ نے اُس کے دانتوں (کی دیت کے دعویٰ کو) باطل قرار دیا۔

قصاص سے متعلق احکام ومسائل کا بیان

(۱) امام ابن جریر نے ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ جب بنو قریظہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے رجم کا حکم فرمایا ہے اور وہ اس کو اپنی کتاب میں چھپاتے تھے تو قریظہ اٹھ کھڑے ہوئی اور کہنے لگے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے اور ہمارے بھائی بنو نضیر کے درمیان فیصلہ کیجئے اور ان کے درمیان ایک قتل کا جھگڑا چل رہا تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے سے پہلے۔ اور بنو نضیر بنو قریظہ کو اپنی دیتوں سے آدھی دیت دیتے تھے۔ آپ نے فرمایا: بنو قریظہ کا جواب بنو نضیر کے خون کے برابر ہے۔ تو بنو نضیر والے غصہ ہو گئے اور کہنے لگے رجم کے بارے میں ہم آپ کی اطاعت نہیں کرتے۔ اور ہم اپنی حدود کو جاری کریں گے جس پر ہم ہیں۔ تو (یہ آیت) نازل ہوئی لفظ آیت افحکم الجاھلیة یبغون (المائدہ ۵) اور نازل فرمایا لفظ آیت و کتبنا علیھم فیھا ان النفس بالنفس۔

(۲) امام ابن منذر نے ابن جریر کے طریق سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ لفظ آیت و کتبنا علیھم فیھا سے مراد تورات ہے۔

نفس کے بدلے نفس کو قتل کرنا

(۳) عبدالرزاق اور ابن منذر نے مجاہد کے طریق سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ لفظ آیت، و کتبنا علیھم فیھا ان النفس بالنفس، یہ حکم ان پر تورات میں لکھا ہوا تھا۔ اور وہ لوگ غلام کے بدلے میں آزاد کو قتل کرتے تھے۔ اور وہ کہتے

4786-تقدم (الحدیث 4780) .

تھے کہ ہم پر یہ فرض کیا گیا ہے کہ نفس کے بدلے نفس ہے۔

(۴) امام عبدالرزاق نے سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ یہ حکم بنی اسرائیل پر فرض کیا گیا ہے اور یہ آیت ہمارے لئے بھی ہیں اور ان کے لئے بھی۔

(۵) امام ابن ابی حاتم نے حسن رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ اس آیت لفظ آیت وکتبنا علیھم فیھا ان النفس بالنفس کے بارے میں پوچھا گیا کہ یہ حکم ان کے لئے خاص ہے؟ انہوں نے فرمایا: نہیں بلکہ یہ ان پر اور تمام لوگوں کے لئے عام ہے۔

(۶) امام عبد بن حمید اور ابوالشیخ نے قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ لفظ آیت وکتبنا علیھم فیھا سے مراد ہے کہ تورات میں ہے کہ لفظ آیت ان النفس بالنفس پھر فرمایا اس آیت کو نازل کیا گیا جو تم سنتے ہو اہل کتاب کے بارے میں جبکہ انہوں نے اللہ کی کتاب کو پس پشت ڈال دیا اور انہوں نے اللہ کی حدود کو معطل کیا۔ اور اس کی کتاب کو چھوڑ دیا اور اس کے رسول کو قتل کیا۔

(۷) امام عبدالرزاق حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے اپنے غلام کو قتل کیا ہم اس کو قتل کریں گے اور جس نے اس کا عضو کاٹ ڈالے ہم اس کے عضو کاٹ ڈالیں گے۔ تو پھر لوگوں نے یہ بات دہرائی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اور یہ آیت پڑھی لفظ آیت ان النفس بالنفس الآیۃ

(۸) امام بیہقی نے سنن میں ابن شہاب سے روایت کیا کہ جب یہ آیت لفظ آیت وکتبنا علیھم فیھا ان النفس بالنفس نازل ہوئی تو عورت کے بدلے میں مرد سے قصاص لیا گیا اور ان زخموں پر بھی قصاص لیا گیا جو مرد نے جان بوجھ کر لگائے تھے۔

(۹) امام بیہقی نے سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا آدمی قتل کیا جائے گا عورت کے بدلہ میں جب اس کو قتل کریں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: لفظ آیت وکتبنا علیھم فیھا ان النفس بالنفس

(۱۰) امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی اپنی سنن میں لفظ آیت ان النفس بالنفس کے بارے میں فرماتے ہیں جان کو جان کے بدلے میں قتل کیا جائے گا۔ لفظ آیت والعین بالعین یعنی آنکھ کے بدلے میں آنکھ پھوڑی جائے گی اور لفظ آیت والانف بالانف یعنی ناک کے بدلے میں ناک کاٹا جائے گا۔ اور لفظ آیت والسن بالسن والجروح قصاص یعنی دانت کے بدلے میں دانت اکھاڑا جائے گا اور زخم کے بدلے میں زخم کا قصاص لیا جائے گا۔ لفظ آیت فمن تصدق یعنی جو اس کو معاف کر دے تو یہ مطلوب کے لئے کفارہ ہے۔

(۱۱) احمد، ابوداؤد، ترمذی، حاکم، (ترمذی نے حسن اور حاکم نے صحیح کہا) اور ابن مردویہ نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں پڑھا لفظ آیت وکتبنا علیھم فیھا ان النفس بالنفس والعین بالعین یعنی نفس کے نصب اور عین اور مابعد الفاظ کو رفع کے ساتھ پڑھا ہے۔

دانت کے بدلے دیت دینا

(۱۲) امام ابن سعد، بخاری، احمد، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور ابن مردویہ نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ربیع رضی اللہ عنہ نے ایک بچی کے دو سامنے کے دانت توڑ دیئے۔ وہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ اس (بچی) کے بھائی انس بن نضر نے کہا یا رسول اللہ فلاں کے دو سامنے کے دانت توڑ دیئے گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے انس اللہ کی کتاب (میں) قصاص ہے۔

(۱۳) امام ابن ابی شیبہ نے عطا رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ زخموں کا قصاص ہے۔ اور امام کے لئے یہ جائز نہیں کہ اس کو مارے یا اس کو قید کرے۔ یہ قصاص کا حکم اللہ تعالیٰ کی جانب سے بھول کی صورت میں نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ چاہتے تو کوڑے مارنے اور قید کرنے کا حکم فرماتے۔

(۱۴) امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ، ابن مردویہ اور بیہقی نے سنن میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ لفظ آیت **فمن تصدق به** میں قول نقل ہے۔

(۱۵) ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور ابوالشیخ نے حسن رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے اس قول لفظ آیت **فمن تصدق به فهو كفارة له** کے بارے میں فرمایا کہ کفارہ مجروح کے لئے ہے۔

(۱۶) امام ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اس شخص کے لئے کفارہ ہے جس نے صدقہ کیا۔

(۱۷) امام ابن مردویہ نے انصار میں سے ایک آدمی سے روایت کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے اس قول لفظ آیت **فمن تصدق به كفارة له** کے بارے میں فرمایا ایک آدمی کسی کا دانت توڑ دے یا اس کا ہاتھ کاٹ دیا۔ یا کوئی اور حصہ کاٹ دیا یا اس کے بدن میں زخم کر دیا اور پھر وہ اس کو معاف کر دے تو اس زخمی سے اسی کے بقدر اس کی خطاؤں کو معاف کر دیا جاتا ہے۔ اگرچہ اس کے زخم کی دیت چوتھائی دیت ہے۔ تو اس کی چوتھائی خطائیں معاف کر دی جاتی ہیں اور اگر ایک تہائی دیت ہے تو ایک تہائی اس کی خطائیں معاف کر دی جاتی ہیں اور اگر ساری دیت ہے تو اس کی ساری خطاؤں کو معاف کر دیا جاتا ہے۔

(۱۸) امام بیہقی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لفظ آیت **فمن تصدق به فهو كفارة له** کے بارے میں فرمایا ایک آدمی کا دانت توڑ دیا گیا۔ یا اس کا جسم زخمی کر دیا گیا۔ تو پھر وہ اس کو معاف کر دیتا ہے تو اس کی خطاؤں کو مٹا دیا جائے گا۔ اگر چوتھائی دیت ہے تو چوتھائی خطائیں معاف کر دی جاتی ہیں۔ اگر ایک تہائی دیت ہے تو ایک تہائی خطائیں معاف کر دی جاتی ہیں اور اگر ساری دیت ہے تو سب کے بدلہ میں سب خطائیں معاف کر دی جاتی ہیں۔

(۱۹) امام سعید بن منصور، ابن جریر اور ابن مردویہ نے عدی بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ایک آدمی نے منہ توڑ دیا۔ اس نے اس کو پوری دیت دی تو لوگوں نے قصاص کا مطالبہ کیا۔ اس نے دو دیتیں دینی چاہیں تو اس نے انکار کر دیا۔ اس نے تین دینی چاہیں (تو اس نے انکار کر دیا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے ایک

آدمی نے بیان کیا کہ جس نے مکمل یا کچھ قصاص کو معاف کر دیا تو اس کی پیدائش سے لے کر موت تک اس کے اعمال کا کفارہ ہو جائے گا۔

(۲۰) امام احمد، ترمذی، ابن ماجہ اور ابن جریر نے ابو داؤد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا قریش کے ایک آدمی نے انصار کے ایک آدمی کا دانت توڑ دیا تو انصاری نے قریش کے خلاف سزا کا مطالبہ کیا تو معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اس کو راضی کروں گا انصاری نے سزا کا اصرار کیا تو معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اپنے ساتھی سے نرمی کرو۔ اور ابو داؤد رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے۔ ابو درداء رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔ کسی مسلمان کو اس کے جسم میں کوئی تکلیف پہنچ جائے۔ پھر وہ اس کو معاف کر دے تو اللہ تعالیٰ اس کا درجہ بلند کر دیتا ہے۔ اور اس سے گناہ معاف کر دیتا ہے۔ انصاری نے کہا میں نے معاف کر دیا۔

(۲۱) امام بیہقی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لفظ آیت فمن تصدق به فهو كفارة له کے بارے میں فرمایا کہ ایک آدمی کا دانت توڑ دیتا ہے اور اس کو جسم میں زخم کرتا ہے پھر وہ اس کو معاف کر دیتا ہے تو اس سے اتنی خطائیں معاف ہو جاتی ہیں جتنی اس کے جسم میں تکلیف پہنچی اگر زخم کی وجہ سے آدھی دیت لازم ہوتی تھی تو آدھے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اگر چوتھائی دیت لازم ہوتی ہے تو چوتھائی گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ اگر ایک تہائی دیت لازم ہوتی ہے تو ایک تہائی گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ اگر ساری دیت لازم ہوتی تھی تو سارے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

(۲۲) امام احمد، ترمذی، ابن ماجہ اور ابن جریر نے ابو داؤد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ کسی مسلمان کو کوئی تکلیف پہنچ جاتی ہے اس کے جسم میں اور وہ اس کو معاف کر دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کا درجہ بلند فرما دیتے ہیں اور اس کے گناہ معاف کر دیتے ہیں۔ انصاری نے فرمایا: میں نے معاف کر دیا۔

(۲۳) امام احمد اور نسائی نے عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا جو آدمی کسی کے جسم میں زخم کر دے اور وہ اس کو معاف کر دے تو اللہ تعالیٰ اس کے برابر اس سے گناہ معاف کر دیتے ہیں۔

(۲۴) امام احمد نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا جس شخص کو اپنے جسم میں کوئی تکلیف پہنچے پھر وہ اس (تکلیف پہنچانے والے) کو معاف کر دے تو یہ اس کے لئے کفارہ ہوگا۔

(۲۵) امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے یونس بن ابی اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ مجاہد رضی اللہ عنہ نے ابو اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ سے لفظ آیت فمن تصدق به فهو كفارة له کے بارے میں پوچھا تو ابو اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اس سے مراد وہ شخص ہے جو معاف کرتا ہے۔ مجاہد نے فرمایا: بلکہ وہ زخمی کرنے والا اور گناہ کرنے والا مرد ہے۔

(۲۶) امام فریابی، سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ انہوں نے لفظ آیت فمن تصدق به فهو كفارة له کے بارے میں فرمایا کہ یہ کفارہ ہے زخمی کرنے

والے کے لئے اور معاف کرنے والے کا اجر اللہ پر ہے۔

(۲۷) امام ابن ابی شیبہ نے مجاہد وابراہیم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ لفظ آیت فمن تصدق به فهو كفارة له سے مراد ہے کہ یہ کفارہ ہے زخمی کرنے والے کے لئے۔ اور معاف کرنے والے کا اجر اللہ پر ہے۔

(۲۸) ابن ابی شیبہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ انہوں نے فرمایا: لفظ آیت فمن تصدق به فهو كفارة له کہ یہ کفارہ ہے زخمی کرنے والے کے لئے۔

(۲۹) امام ابن جریر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے انہوں نے لفظ آیت فمن تصدق به فهو كفارة له کے بارے میں فرمایا کہ یہ کفارہ ہے معاف کرنے والے کے لئے۔

(۳۰) امام ابن جریر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ انہوں نے لفظ آیت فمن تصدق به فهو كفارة له کے بارے میں فرمایا جس نے زخمی کیا اور زخمی کرنے والے کو معاف کر دیا گیا تو اب زخمی کرنے والے پر کوئی گرفت نہ ہوگی۔ نہ قصاص ہے، نہ دیت ہے اور نہ ہی زخم کی سزا۔ زخمی کرنے والے کو زخمی نہیں کیا جائے گا۔ اس وجہ سے کہ زخمی ہونے والے نے اس کو معاف کر دیا تو یہ کفارہ ہوگا اس کے ظلم سے جس نے ظلم کیا۔

(۳۱) خطیب رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے قصاص کو معاف کر دیا (یعنی قاتل کو معاف کر دیا) تو اس کا ثواب جنت میں ہوگا۔ (تفسیر در منثور، سورہ مائدہ، بیروت)

باب الْقَوَدِ فِي الطَّعْنَةِ .

یہ باب ہے کہ کوئی چیز چبھونے کا قصاص

4787 - اَخْبَرَنَا وَهْبُ بْنُ بَيَانٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِىْ عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عَبِيْدَةَ بْنِ مُسَافِعٍ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ بَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْسِمُ شَيْئًا اَقْبَلَ رَجُلٌ فَاَكَبَّ عَلَيْهِ فَطَعَنَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعُرْجُوْنٍ كَانَ مَعَهُ فَخَرَجَ الرَّجُلُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "تَعَالَ فَاسْتَقِدْ" . قَالَ بَلْ قَدْ عَفَوْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ .

☆☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کوئی چیز تقسیم کر رہے تھے' ایک شخص آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر گر گیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پاس موجود چھڑی اُسے چبھوئی' وہ آدمی پرے ہوا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم آؤ اور اپنا بدلہ لے لو! اُس نے عرض کی: جی نہیں! یارسول اللہ! میں درگزر کرتا ہوں۔

4788 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سَعِيْدٍ الرِّبَاطِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ اَنْبَاَنَا اَبِىْ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيٰى

4787-اخرجه ابو داؤد في الديات، باب القود من الضربة و قص الامير من نفسه (الحديث 4536) . واخرجه النسائي في القسامة، القود في الطعنة (الحديث 4788) . تحفة الاشراف (4147) .

4788-تقدم (الحديث 4787) .

يُحَدِّثُ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عَبِيْدَةَ بْنِ مُسَافِعٍ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ بَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْسِمُ شَيْئًا اِذْ اَكَبَّ عَلَيْهِ رَجُلٌ فَطَعَنَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعُرْجُوْنٍ كَانَ مَعَهُ فَصَاحَ الرَّجُلُ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "تَعَالَ فَاسْتَقِدْ" . قَالَ بَلْ عَفَوْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ .

☆☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کوئی چیز تقسیم کر رہے تھے اسی دوران ایک شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر گر پڑا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پاس موجود چھڑی اُسے چبھودی اُس شخص کی چیخ نکل گئی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم آ ؤاور اپنا بدلہ لو! اُس نے عرض کی: یارسول اللہ! میں درگزر کرتا ہوں۔

باب الْقَوَدِ مِنَ اللَّطْمَةِ .

یہ باب ہے کہ تھپڑ رسید کرنے کا بدلہ

4789 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ اَنْبَاَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ اِسْرَآئِيْلَ عَنْ عَبْدِ الْاَعْلٰى اَنَّهُ سَمِعَ سَعِيْدَ بْنَ جُبَيْرٍ يَقُوْلُ اَخْبَرَنِيْ ابْنُ عَبَّاسٍ اَنَّ رَجُلًا وَقَعَ فِيْ اَبٍ كَانَ لَهُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَلَطَمَهُ الْعَبَّاسُ فَجَآءَ قَوْمُهُ فَقَالُوْا لَيَلْطِمَنَّهُ كَمَا لَطَمَهُ . فَلَبِسُوا السِّلَاحَ فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ فَقَالَ "اَيُّهَا النَّاسُ اَيُّ اَهْلِ الْاَرْضِ تَعْلَمُوْنَ اَكْرَمُ عَلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ" . فَقَالُوْا اَنْتَ . فَقَالَ "اِنَّ الْعَبَّاسَ مِنِّيْ وَاَنَا مِنْهُ لَا تَسُبُّوْا مَوْتَانَا فَتُؤْذُوْا اَحْيَانَا" . فَجَآءَ الْقَوْمُ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ غَضَبِكَ اسْتَغْفِرْ لَنَا .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ ایک شخص نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے زمانہ جاہلیت سے تعلق رکھنے والے کسی بزرگ کی شان میں گستاخی کی تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اُسے تھپڑ رسید کر دیا۔ اُس دوسرے شخص کی قوم کے افراد آئے اور بولے: یہ دوسرا شخص بھی حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو اُسی طرح تھپڑ رسید کرے گا' جس طرح اُنہوں نے اسے مارا تھا' وہ لوگ اسلحہ پہن کر آئے تھے۔ اس بات کی اطلاع نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ملی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر چڑھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اے لوگو! تمہارے علم کے مطابق اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سب سے زیادہ معزز کون ہے؟ لوگوں نے عرض کی: آپ ہیں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تو عباس مجھ سے ہیں اور میں اُن سے ہوں' تم ہمارے مُردوں کو بُرا کہہ کر ہمارے زندہ لوگوں کو اذیت نہ پہنچاؤ۔

تو وہ لوگ آئے' اُنہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! ہم آپ کے غصے سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں' آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لیے مغفرت کی دعا کیجئے۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا بیان

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عباس مجھ سے ہیں اور میں عباس سے

4789-انفرد به النسائي ۔ تحفة الاشراف (5545) ۔

ہوں۔(ترمذی،مشکوۃ المصابیح،جلد پنجم:رقم الحدیث،795) عباس مجھ سے ہیں۔یعنی میرے خاص قرابتیوں میں سے ہیں یا یہ کہ میرے اہل بیت میں سے ہیں علماء لکھتے ہیں کہ فضل و شرف اور نبوت کے اعتبار سے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی اصل ہے جب کہ نسب اور چچا ہونے کے اعتبار سے حضرت عباس رضی اللہ عنہ اصل ہیں اور ظاہر یہ ہے کہ مذکورہ ارشاد گرامی دراصل کمال محبت و تعلق، یک جہتی و یگانگت اور اخلاص و اختلاط سے کنایہ ہے جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حق میں بھی فرمایا تھا کہ (اے علی) میں تم سے ہوں اور تم مجھ سے ہو۔حضرت عباس بن عبدالمطلب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ہیں ان کی ولادت واقعہ فیل سے ایک سال قبل ہوئی ان کی والدہ قبیلہ نمر بن قاسط سے تعلق رکھتی تھیں اور وہ پہلی عرب خاتون ہیں جس نے کعبہ اقدس پر حریر و دیباج اور نوع بہ نوع قیمتی کپڑوں کا غلاف چڑھایا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ بچپن میں کہیں گم ہو گئے تھے اور تلاش بسیار کے بعد ہاتھ نہیں لگے تو ان کی والدہ نے منت مانی کہ اگر میرا بیٹا مل جائے گا تو میں بیت الحرام پر غلاف چڑھاؤں گی۔چنانچہ جب حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا سراغ لگ گیا اور وہ گھر آ گئے تو ان کی والدہ نے بڑے اہتمام کے ساتھ منت پوری کی۔حضرت عباس رضی اللہ عنہ زمانہ جاہلیت میں بھی مکہ اور قریش میں زبردست اثر و رسوخ رکھتے تھے۔اور ایک بڑے سردار تسلیم کئے جاتے تھے۔"عمارۃ" اور سقایۃ" کے اہم مناصب ان کے سپرد تھے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دو سال بڑے تھے اور چچا ہونے کے باوجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا غیر معمولی ادب احترام کرتے تھے منقول ہے کہ ایک دن کسی نے ان سے سوال کیا انت اکبر او النبی صلی اللہ علیہ وسلم (آپ بڑے ہیں یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم؟ تو انہوں نے جواب دیا ہوا کبر وانا اسن (بڑے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں ہاں عمر میری زیادہ ہے:) حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اسلام تو بہت پہلے قبول کر لیا تھا لیکن بعض مصالح کے تحت اپنے اسلام کا اظہار نہیں کرتے تھے چنانچہ جنگ بدر میں وہ بڑی کراہت کے ساتھ اور مجبوری کے تحت مشرکین مکہ کے ساتھ شریک تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجاہدین اسلام سے فرما دیا تھا کہ جس شخص کا سامنا عباس رضی اللہ عنہ سے ہو جائے وہ ان کو قتل نہ کرے کیونکہ وہ مجبوراً اس جنگ میں مشرکین مکہ کی طرف سے شریک ہیں۔

جنگ کے خاتمہ پر حضرت عباس رضی اللہ عنہ بھی قیدیوں میں شامل ہوئے اور ابوالیسیر بن کعب بن عمر نے ان کو قید کیا۔پھر انہوں نے فدیہ (مالی معاوضہ) ادا کر کے رہائی حاصل کی اور مکہ واپس آ گئے بعد میں وہاں سے باقاعدہ ہجرت کر کے مدینہ منورہ آ گئے ۳۶ھ میں ۱۲رجب جمعہ کے دن ان کی وفات ہوئی اس وقت ان کی عمر ۸۸ سال کی تھی اور جنت البقیع میں دفن کئے گئے روایتوں میں آتا ہے کہ انہوں نے اپنی وفات کے وقت کے ستر غلام آزاد کئے۔

حضرت عبدالمطلب بن ربیعہ بیان کرتے ہیں کہ (ایک دن) میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ غصہ میں بھرے ہوئے آئے (یعنی کسی نے کوئی ایسی حرکت کر دی تھی یا کوئی اسی بات کہہ دی تھی جس سے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو غصہ آ رہا ہے؟ حضرت عباس رضی اللہ عنہ بولے اے اللہ کے رسول! ہمارے (یعنی بنی ہاشم) اور

(باقی) قریش کے درمیان کیا (بیگانگی) ہے کہ جب وہ (قریش) آپس میں ملتے ہیں تو کشادہ روئی سے ملتے ہیں اور جب ہمارے ساتھ ملتے ہیں تو اس طرح نہیں ملتے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم (نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے یہ بات سنی تو ان قریش کے اس برے رویہ پر) سخت غصہ ہوئے یہاں تک کہ غصہ کی شدت سے آپ کا چہرہ مبارک سرخ ہوگیا پھر) حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہوکر فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔

کسی شخص کے دل میں ایمان داخل نہیں ہوگا اگر وہ تم (اہل بیت) کو اللہ اور اللہ کے رسول کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے دوست نہیں رکھے گا۔ اور پھر فرمایا لوگو! جان لو) جس شخص نے خصوصا) میرے چچا کو ستایا اس نے (گویا) مجھ کو ستایا، کیونکہ کسی کا چچا اس کے باپ کی مانند ہوتا ہے" (ترمذی) اور مصابیح میں عبدالمطلب بن ربیعہ کی جگہ) مطلب بن ربیعہ ہے (جبکہ صحیح عبدالمطلب بن ربیعہ ہی ہے جو ترمذی نے نقل کیا ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح، جلد پنجم: رقم الحدیث، 794)

ایمان داخل نہیں ہوگا: یا تو مطلق ایمان مراد ہے اس صورت میں ارشاد گرامی کو شدید ترین وعید پر محمول کیا جائے گا یا کامل ایمان" مراد ہے اس صورت میں کہا جائے گا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کا مقصد سخت تاکید کے ساتھ اس طرف متوجہ کرنا ہے کہ دل و دماغ کو اہل بیت کی محبت وعقیدت سے معمور کیے بغیر ایمان کامل کی دولت نصیب نہیں ہوسکتی۔ قریش کی جو متعدد شاخیں تھیں ان میں سے "بنو ہاشم" (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاندان) سب سے باعزت شاخ تھی اپنے اکثر مناصب جو سماجی عزت وجاہت عطا کرتے تھے۔ اسی شاخ کے افراد کے سپرد تھے۔

پھر سب سے بڑا شرف یعنی نبوت ورسالت کا منصب عظمیٰ بھی اسی شاخ کا نصیب بنا۔ ان وجوہ سے قریش کی دوسری شاخیں بنو ہاشم سے ایک پرخاش رکھتی تھیں اور ان کو اپنا حریف قرار دیتی تھیں۔ چنانچہ ابوجہل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا انکار کرتے ہوئے یہی کہا کرتا تھا کہ مکہ اور قریش کی سرداری بنو ہاشم نے لے رکھی ہے حاجیوں کو زمزم پلانے کے اعزاز پر بنو ہاشم نے قبضہ کر رکھا ہے اگر بنو ہاشم میں نبوت ورسالت بھی آجائے تو پھر باقی قریش کے پاس کیا رہ جائے گا۔

باب الْقَوَدِ مِنَ الْجَبْذَةِ ۔

یہ باب ہے کہ کپڑا کھینچنے کا بدلہ لینا

4790 - أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ مَيْمُوْنٍ قَالَ حَدَّثَنِي الْقَعْنَبِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ هِلَالٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ كُنَّا نَقْعُدُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ فَإِذَا قَامَ قُمْنَا فَقَامَ يَوْمًا وَّقُمْنَا مَعَهُ حَتَّى لَمَّا بَلَغَ وَسَطَ الْمَسْجِدِ أَدْرَكَهُ رَجُلٌ فَجَبَذَ بِرِدَائِهِ مِنْ وَّرَائِهِ - وَكَانَ رِدَاؤُهُ خَشِنًا - فَحَمَّرَ رَقَبَتَهُ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ احْمِلْ لِيْ عَلٰى بَعِيْرَيَّ هٰذَيْنِ فَإِنَّكَ لَا تَحْمِلُ مِنْ مَّالِكَ وَلَا مِنْ مَّالِ أَبِيكَ ۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا وَأَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ لَا أَحْمِلُ لَكَ حَتّٰى تُقِيدَنِيْ مِمَّا جَبَذْتَ بِرَقَبَتِيْ" ۔ فَقَالَ الْأَعْرَابِيُّ لَا وَاللّٰهِ لَا أُقِيدُكَ ۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذٰلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ كُلَّ ذٰلِكَ يَقُوْلُ لَا وَاللّٰهِ لَا أُقِيدُكَ ۔

4790-اخرجه ابو داؤد في الادب، باب في الحلم و اخلاق النبي صلى الله عليه وسلم (الحديث 4775) ۔ تحفة الاشراف (14801) ۔

فَلَمَّا سَمِعْنَا قَوْلَ الْاَعْرَابِيِّ اَقْبَلْنَا اِلَيْهِ سِرَاعًا فَالْتَفَتَ اِلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "عَزَمْتُ عَلٰى مَنْ سَمِعَ كَلَامِي اَنْ لَا يَبْرَحَ مَقَامَهُ حَتّٰى اٰذَنَ لَهُ" ۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِرَجُلٍ مِّنَ الْقَوْمِ "يَا فُلَانُ احْمِلْ لَهُ عَلٰى بَعِيْرٍ شَعِيْرًا وَّعَلٰى بَعِيْرٍ تَمْرًا" ۔ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "انْصَرِفُوْا" ۔

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسجد میں بیٹھا کرتے تھے' جب آپ اُٹھتے تھے' تو ہم بھی اُٹھ جایا کرتے تھے' ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہم بھی کھڑے ہوئے' جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد کے درمیان تک پہنچے تو پیچھے سے ایک شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اُس نے پیچھے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر کو کھینچا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر کھردری تھی' اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن مبارک سرخ ہوگئی۔ وہ شخص بولا: اے حضرت محمد! میرے ان دو اونٹوں کے اوپر سامان لدوا دیں' کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مال میں سے یا اپنے والد کے مال میں سے سامان نہیں لدوانا ہے (بلکہ یہ اللہ کے مال میں سے لدوانا ہے)۔

تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: نہیں! میں اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی دعا کرتا ہوں' میں تمہارے لیے کوئی سامان اُس وقت تک نہیں لدواؤں گا' جب تک مجھے اُس چیز کا بدلہ نہیں دیتے جو تم نے میری گردن میں چادر کو کھینچا ہے' تو وہ دیہاتی بولا: نہیں! اللہ کی قسم! میں آپ کو بدلہ نہیں دوں گا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ یہ بات کہی تو ہر مرتبہ اُس دیہاتی نے یہی کہا: نہیں! اللہ کی قسم! میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بدلہ نہیں دوں گا۔

جب ہم نے دیہاتی کی یہ بات سنی تو ہم تیزی سے اُس کی طرف بڑھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہماری طرف متوجہ ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جو شخص میری بات سن رہا ہے' میں اُسے اس بات کا پابند کر رہا ہوں کہ وہ اپنی جگہ سے اُس وقت تک آگے نہیں بڑھے گا' جب تک میں اُسے اجازت نہیں دیتا۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں موجود ایک شخص سے فرمایا: اے فلاں! تم اس شخص کے ایک اونٹ پر جَو اور ایک اونٹ پر کھجوریں لاد دو' پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم لوگ واپس چلے جاؤ۔

باب الْقِصَاصِ مِنَ السَّلَاطِيْنِ ۔

یہ باب ہے کہ سلاطین سے قصاص لینا

4791 – اَخْبَرَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ مَسْعُوْدٍ سَعِيْدُ بْنُ اِيَاسٍ الْجُرَيْرِيُّ عَنْ اَبِيْ نَضْرَةَ عَنْ اَبِيْ فِرَاسٍ اَنَّ عُمَرَ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقِصُّ مِنْ

4791-اخرجه ابوداؤد في الديات، باب القود من الضربة و قص الامير من نفسه (الحديث 4537) مطولاً . تحفة الاشراف (10664) .

نَّفْسِهِ .

★★ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی ذات کی طرف سے بدلہ دیتے ہوئے دیکھا ہے۔

باب السُّلْطَانُ يُصَابُ عَلٰى يَدِهِ .

یہ باب ہے کہ اگر کسی سلطان کے ہاتھوں کسی کا نقصان ہو جائے تو اُس کا حکم

4792 – اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ اَبَا جَهْمِ بْنَ حُذَيْفَةَ مُصَدِّقًا فَلاَحَّهُ رَجُلٌ فِيْ صَدَقَتِهِ فَضَرَبَهُ اَبُوْ جَهْمٍ فَاَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا الْقَوَدُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ "لَكُمْ كَذَا وَكَذَا" . فَلَمْ يَرْضَوْا بِهِ فَقَالَ "لَكُمْ كَذَا وَكَذَا" . فَرَضُوا بِهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِنِّيْ خَاطِبٌ عَلَى النَّاسِ وَمُخْبِرُهُمْ بِرِضَاكُمْ" . قَالُوْا نَعَمْ . فَخَطَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "اِنَّ هٰؤُلاَءِ اَتَوْنِيْ يُرِيْدُوْنَ الْقَوَدَ فَعَرَضْتُ عَلَيْهِمْ كَذَا وَكَذَا فَرَضُوا" . قَالُوْا لاَ . فَهَمَّ الْمُهَاجِرُوْنَ بِهِمْ فَاَمَرَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَكُفُّوا فَكَفُّوا ثُمَّ دَعَاهُمْ قَالَ "اَرَضِيتُمْ" . قَالُوْا نَعَمْ . قَالَ "فَاِنِّيْ خَاطِبٌ عَلَى النَّاسِ وَمُخْبِرُهُمْ بِرِضَاكُمْ" . قَالُوْا نَعَمْ . فَخَطَبَ النَّاسَ ثُمَّ قَالَ "اَرَضِيتُمْ" . قَالُوْا نَعَمْ .

★★ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوجہم بن حذیفہ رضی اللہ عنہ کو زکوٰۃ وصول کرنے کے لیے بھیجا تو ایک شخص کی زکوٰۃ کے بارے میں ایک شخص کے ساتھ اُن کا جھگڑا ہو گیا۔

حضرت ابوجہم رضی اللہ عنہ نے اُس کی پٹائی کر دی وہ لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی: یارسول اللہ! ہمیں اس کا بدلہ چاہیے! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اس کے بدلے میں یہ یہ چیز لے لو لیکن وہ اُس سے راضی نہیں ہوئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے فرمایا: تم یہ چیز لے لو تو وہ اُس سے راضی ہو گئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

میں لوگوں کو خطبہ دینے لگا ہوں اور انہیں تمہارے راضی ہونے کے بارے میں اطلاع دینے لگا ہوں۔

اُن لوگوں نے کہا: ٹھیک ہے! پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

یہ لوگ میرے پاس آئے' یہ لوگ بدلہ لینا چاہ رہے تھے' میں نے انہیں فلاں' فلاں چیز کی پیشکش کی تو یہ راضی ہو گئے ہیں۔

تو اُن لوگوں نے کہا: جی نہیں! (ہم تو راضی نہیں ہوئے)

تو مہاجرین اُن کی پٹائی کرنے (کے ارادے سے اٹھے)۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ہدایت کی کہ وہ ایسا نہ کریں' تو وہ لوگ رُک گئے۔

پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بلایا اور دریافت کیا: کیا تم لوگ راضی ہو؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں!

4792-اخرجه ابو داؤد في الديات، باب العامل يصاب على يديه خطا (الحديث 4534) واخرجه ابن ماجه في الديات، باب الجارح يفتدي بالقود (الحديث 2638) . تحفة الاشراف (16636) .

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اب میں لوگوں کو خطبہ دینے لگا ہوں اور اب میں لوگوں کو تمہاری رضا مندی کے بارے میں بتانے لگا ہوں' اُن لوگوں نے کہا: ٹھیک ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے لوگوں کو خطبہ دیا' پھر دریافت کیا: کیا تم لوگ راضی ہو؟ تو انہوں نے جواب دیا: جی ہاں!

باب الْقَوَدِ بِغَيْرِ حَدِيدَةٍ .

یہ باب ہے کہ لوہے کی کسی چیز کے علاوہ (کسی چیز سے) قصاص لینا

4793 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ يَهُوْدِيًّا رَاَى عَلٰى جَارِيَةٍ اَوْضَاحًا فَقَتَلَهَا بِحَجَرٍ فَاُتِيَ بِهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِهَا رَمَقٌ فَقَالَ "اَقَتَلَكِ فُلَانٌ" . فَاَشَارَ شُعْبَةُ بِرَاْسِهِ يَحْكِيهَا اَنْ لَا . فَقَالَ "اَقَتَلَكِ فُلَانٌ" . فَاَشَارَ شُعْبَةُ بِرَاْسِهِ يَحْكِيهَا اَنْ لَا . قَالَ "اَقَتَلَكِ فُلَانٌ" . فَاَشَارَ شُعْبَةُ بِرَاْسِهِ يَحْكِيهَا اَنْ نَعَمْ . فَدَعَا بِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَتَلَهُ بَيْنَ حَجَرَيْنِ .

☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک یہودی نے ایک لڑکی کو ہار پہنے ہوئے دیکھا تو پتھر کے ذریعے اُسے مار دیا' اُس لڑکی کو نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں لایا گیا تو اُس میں زندگی کی کچھ رمق موجود تھی۔ نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: کیا تمہیں فلاں نے قتل کیا ہے۔ (یہاں شعبہ نامی راوی نے اپنے سر کے ذریعے اشارہ کر کے بتایا' اس طرح ہوا تھا)

اُس لڑکی نے جواب دیا: جی نہیں! نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: کیا تمہیں فلاں نے قتل کیا ہے؟ یہاں شعبہ نامی راوی نے سر کے ذریعے اشارہ کر کے بتایا' اس طرح ہوا تھا۔

تو اُس لڑکی نے جواب دیا: جی ہاں! نبی اکرم ﷺ نے اُس یہودی کو بلوایا اور آپ ﷺ نے دو پتھروں کے درمیان اُس کا سر رکھ کے اُسے قتل کروا دیا۔

4794 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ خَالِدٍ عَنْ اِسْمَاعِيلَ عَنْ قَيْسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ سَرِيَّةً اِلٰى قَوْمٍ مِّنْ خَثْعَمٍ فَاسْتَعْصَمُوْا بِالسُّجُوْدِ فَقُتِلُوْا فَقَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنِصْفِ الْعَقْلِ وَقَالَ "اِنِّيْ بَرِيْءٌ مِّنْ كُلِّ مُسْلِمٍ مَعَ مُشْرِكٍ" . ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَلَا لَا تَرَائٰى نَارَاهُمَا" .

4793-اخرجه البخاري في الطلاق، باب الاشارة في الطلاق و الامور (الحديث 5295) تعليقاً، و في الديات، باب اذا قتل بحجر او بعصا (الحديث 6877) . وباب من اقاد بالحجر (الحديث 6879) واخرجه مسلم في القسامة، باب ثبوت القصاص في القتل بالحجر و غيره من المحددات و المثقلات و قتل الرجل بالمراة (الحديث 15) واخرجه ابو داؤد في الديات، باب يقاد من القاتل (الحديث 4526) . واخرجه ابن ماجه في الديات، باب قناد من القاتل كما قتل (الحديث 2666) . تحفة الاشراف (1631) .

4794-اخرجه ابو داؤد في الجهاد، باب النهي عن قتل من اعتصم بالسجود (الحديث 2645) واخرجه الترمذي في السير ، باب ما جاء في كراهية المقام بين اظهر المشركين (الحديث 1604 و 1605) . تحفة الاشراف (3227 و 19233) .

☆☆ حضرت قیس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے خثعم قبیلے کے ایک گروہ کی طرف ایک مہم روانہ کی تو اُنہوں نے سجدے میں جا کر خود کو بچانے کی کوشش کی' لیکن اُنہیں قتل کر دیا گیا' نبی اکرم ﷺ نے نصف دیت کی ادائیگی کا فیصلہ دیا۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں ایسے ہر مسلمان سے بری الذمہ ہوں جو شرک کے ساتھ ہوتا ہے۔

پھر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

یاد رکھنا! وہ دونوں گروہ ایک دوسرے کی آگ نہ دیکھیں (یعنی اُن دونوں کا پڑاؤ ایک دوسرے سے دور ہونا چاہیے)۔

باب تَاْوِيْلِ قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ (فَمَنْ عُفِيَ لَهُ مِنْ اَخِيهِ شَيْءٌ فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوْفِ وَاَدَاءٌ اِلَيْهِ بِاِحْسَانٍ) .

یہ باب ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی وضاحت:

''اور جب کسی شخص کو اُس کے بھائی کی طرف سے کوئی چیز معاف کر دی جائے' تو وہ بھلائی کی پیروی کرے اور اچھائی کے ساتھ اُسے ادائیگی کر دے''

4795 - قَالَ الْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَمْرٍو عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ فِي بَنِيْ اِسْرَآئِيْلَ الْقِصَاصُ وَلَمْ تَكُنْ فِيهِمُ الدِّيَةُ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ (كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلَى الْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْاُنْثٰى بِالْاُنْثٰى) اِلٰى قَوْلِهِ (فَمَنْ عُفِيَ لَهُ مِنْ اَخِيهِ شَيْءٌ فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوْفِ وَاَدَاءٌ اِلَيْهِ بِاِحْسَانٍ) فَالْعَفْوُ اَنْ يَّقْبَلَ الدِّيَةَ فِي الْعَمْدِ وَاتِّبَاعٌ بِمَعْرُوْفٍ يَقُوْلُ يَتَّبِعُ هٰذَا بِالْمَعْرُوْفِ وَاَدَاءٌ بِاِحْسَانٍ وَّيُؤَدِّيْ هٰذَا بِاِحْسَانٍ (ذٰلِكَ تَخْفِيفٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ) مِمَّا كُتِبَ عَلٰى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ اِنَّمَا هُوَ الْقِصَاصُ لَيْسَ الدِّيَةَ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: بنی اسرائیل میں قصاص کا حکم تھا' دیت کا حکم نہیں تھا' تو اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل کیا:

''مقتولین کے بارے میں' تم پر قصاص کا حکم لازم کیا گیا تھا' آزاد شخص کے بدلے میں آزاد کو' غلام کے بدلے میں غلام کو' مؤنث کے بدلے میں مؤنث کو''۔

یہ آیت یہاں تک ہے:

''اور جس شخص کو اُس کے بھائی کی طرف سے معاف کر دیا جائے' تو وہ بھلائی کی پیروی کرے اور اچھے طریقے سے اُسے

4795-اخرجه البخاري في التفسير، باب (يا ايها الذين امنوا كتب عليكم القصاص في القتلى الحر بالحر الى . قوله . عذاب اليم) (الحديث 4498)، و في الديات، باب من قتل له قتيل فهو بخير النظرين (الحديث 6881) مختصراً . واخرجه النسائي في القسامة، تاويل قوله عزوجل فمن عفي له من اخيه شيء فاتباع بالمعروف و اداء اليه باحسان) (الحديث 4796) عن مجاهد من قوله، و في التفسير: سورة البقرة، قوله تعالى (يا ايها الذين امنوا كتب عليكم القصاص) (الحديث 34) مختصراً . تحفة الاشراف (6415) .

ادائیگی کرے''۔
یہاں معاف کرنے سے مراد قتلِ عمد میں دیت قبول کرنا ہے اور بھلائی کی پیروی کرنے سے مراد یہ ہے وہ شخص مناسب طریقے سے اُس کے پیچھے جائے گا اور احسان کے ساتھ اُسے ادا کرنے سے مراد یہ ہے آدمی اچھے طریقے سے اُسے دیت کی ادائیگی کرے۔
(ارشادِ باری تعالیٰ ہے:)
''یہ تمہارے پروردگار کی طرف سے ملنے والی تخفیف اور رحمت ہے جو اُس حوالے سے ہے جو تم پر پہلے لازم قرار دیا گیا تھا''۔
راوی کہتے ہیں: یہاں اس سے مراد قصاص ہے دیت نہیں ہے۔

قصاص کے عمومی قانون کا بیان

(۱) ابن ابی حاتم نے سعید بن جبیر رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ عربوں کے دو قبیلوں کی زمانہ جاہلیت میں اسلام سے پہلے تھوڑی سی بات پر جنگ چھڑی ہوئی تھی اور ان کے درمیان (ایک دوسرے کو) قتل اور زخمیوں کا سلسلہ جاری تھا یہاں تک کہ غلاموں اور عورتوں کو بھی قتل کیا تھا ان کی آپس میں صلح نہ ہوئی یہاں تک کہ (وہ سب لوگ) اسلام لے آئے (اور) ان قبیلوں میں سے ہر قبیلہ دوسرے سے مال اور جنگی تیاری میں آگے بڑھنے کی کوشش کرتا تھا اور انہوں نے قسمیں اٹھائی تھیں کہ وہ راضی نہ ہوں گے جب تک کہ غلام کا بدلہ میں آزاد کو قتل کرلیں اور ان میں سے عورت کے بدلہ میں مرد کو (قتل کرلیں، ان کے بارے میں یہ آیت) نازل ہوئی لفظ آیت یایھا الذین امنوا کتب علیکم القصاص فی القتلی، الحر بالحر والعبد بالعبد والانثی بالانثی اس وجہ سے پھر وہ لوگ مرد کو عورت کے بدلہ میں قتل کرتے تھے لیکن مرد کو مرد کے بدلہ میں عورت عورت کے بدلہ میں قتل کرتے تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے (یہ حکم) نازل فرمایا لفظ آیت ان النفس بالنفس (المائدہ ۴۵) یعنی اللہ تعالیٰ نے نفس اور نفس سے کم میں جان بوجھ کر جرم کا ارتکاب کرنے میں آزاد لوگوں کے مردوں اور عورتوں کو قصاص میں برابر کر دیا۔ اور قتلِ عمد میں غلاموں کو مردوں اور عورتوں کو برابر کر دیا۔

(۲) عبد بن حمید، ابن جریر نے شعبی رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ عرب کے دو قبیلوں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ انہوں نے اندھا دھند قتال کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک قبیلہ کہتا کہ ہم اپنے غلام کا بدلہ لیں گے اور ہم اپنی فلاں لونڈی کا بدلہ لیں گے (اس پر) اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا لفظ آیت الحرُ ابحر والعبد بالعبد والانثی بالانثی۔

(۳) ابن جریر، ابن مردویہ سے ابو مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ انصار کے قبیلوں کے درمیان لڑائی ہوتی تھی ان میں سے ایک قبیلہ کا دوسرے پر غلبہ تھا گویا کہ انہوں نے ایک دوسرے پر فضیلت کو طلب کیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے درمیان صلح کرانے کے لئے تشریف لائے تو یہ آیت نازل ہوئی لفظ آیت الحر بالھر والعبد بالعبد والانثی بالانثی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کہ لفظ آیت ان النفس بالنفس ۔

(۴) ابن جریر نے قتادہ رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ ہم سے پہلے دیت (کا حکم) نہیں تھا یا (قتل کے بدلہ) قتل کرنا تھا یا

معاف کر دیتا تھا یہ آیت اس قوم کے بارے میں نازل ہوئی جو اپنے علاوہ (دوسروں سے) زیادہ (تعداد میں) تھے۔ جب زیادہ لوگوں میں کوئی غلام قتل ہو جاتا تو وہ کہتے کہ ہم اس کے بدلہ میں آزاد کو قتل کریں گے اور جب ان میں سے کوئی عورت قتل کی جاتی تو وہ کہتے کہ ہم اس کے بدلہ میں مرد کو قتل کریں گے (اس پر) اللہ تعالیٰ نے حکم نازل فرمایا لفظ آیت الحر بالحر والعبد بالعبد والانثی بالانثی

(۵) عبد بن حمید، ابوداؤد نے الناسخ میں، ابوالقاسم الزجاجی نے اپنی امالی میں اور امام بیہقی نے سنن میں قتادہ رحمہ اللہ علیہ سے اس آیت کے بارے میں روایت کیا کہ زمانہ جاہلیت میں ظلم و زیادتی اور شیطان کی اطاعت تھی جب کوئی قبیلہ تعداد میں زیادہ ہوتا تھا اور دوسری قوم کا غلام ان کے کسی غلام کو قتل کر دیتا تھا تو یہ کہتے تھے کہ ہم اس کے بدلہ میں کسی آزاد کو قتل کریں گے اپنی فضیلت اور عزت کو ظاہر کرنے کے لئے اور جب ان کی عورت کو کوئی عورت قتل کر دیتی تھی تو وہ کہتے تھے کہ ہم ہرگز اس کے بدلہ میں قتل نہیں کریں گے مگر مرد کو تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی لفظ آیت وکتبنا علیھم فیھا ان النفس بالنفس۔

(۶) امام النحاس نے اپنی ناسخ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ اس آیت لفظ آیت الحر بالحر والعبد بالعبد والانثی بالانثی کو وکتبنا علیھم فیھا ان النفس بالنفس کی آیت نے منسوخ کر دیا۔

وأما قوله تعالیٰ: فمن عفی له

(۷) عبد بن حمید، ابن جریر، حاکم اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ لفظ آیت فمن عفی له سے مراد وہ قتل عمد ہے کہ جس میں دیت کے ساتھ مقتول کے ورثاء کو راضی کرے۔ لفظ آیت فاتباع بالمعروف یعنی طالب اچھے انداز سے مطالبہ کرے لفظ آیت واداء الیه باحسان یعنی مطلوب اچھے انداز میں ادائیگی کرے۔ لفظ آیت ذلك تخفیف من ربکم ورحمة یعنی یہ تخفیف اور رحمت ہے تمہارے رب کی طرف سے جو بنی اسرائیل پر نہ تھی۔

(۸) ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ لفظ آیت فمن عفی له من اخیه شیء سے مراد ہے خون کا استحقاق اور دیت لینے کے بعد اس کے بھائی کی طرف سے اسے کچھ معاف ہو جائے لفظ آیت فاتباع بالمعروف یعنی طالب اچھے انداز میں دیت کا مطالبہ کرے جب دیت کو قبول کرے لفظ آیت واداء الیه باحسان یعنی قاتل کو چاہئے کہ وہ بھی اچھے طریقے سے ادا کرے کوئی تکلیف اور نقصان نہ پہنچائے۔ لفظ آیت ذلك تخفیف من ربکم ورحمة یعنی نرمی ہے تمہارے رب کی طرف سے۔

(۹) عبدالرزاق، سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، بخاری، نسائی، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم النحاس نے الناسخ میں ابن حبان اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ بنی اسرائیل میں قصاص تھا اور دیت نہ تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اس امت کے لئے (حکم) فرمایا لفظ آیت کتب علیکم القصاص فی القتلی الی قوله فمن فعی له من اخیه شیء تو معاف کرنا یہ ہے کہ قتل عمد میں دیت کو قبول کرے لفظ آیت فاتباع بالمعروف واداء الیه باحسان پھر طالب اچھے طریقے سے مطالبہ کرے اور مطلوب اچھے طریقے سے ادا کرے۔ لفظ آیت ذلك تخفیف من ربکم ورحمة جو احکام تم سے پہلی

قوموں پر تھے ان میں تمہارے لئے تخفیف فرما دیں۔ لفظ آیت فمن اعتدی بعد ذلك یعنی دیت قبول کرنے کے بعد (پھر) قتل کردے۔ لفظ آیت فله عذاب الیم ،تو اس کے لئے دردناک عذاب ہے۔

(۱۰) امام طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ بنو اسرائیل میں جب کوئی شخص عمداً قتل کیا جاتا تو ان کے لئے صرف قصاص ہوتا تھا (دیت نہ تھی) اللہ تعالیٰ نے اس امت کے لئے دیت کو حلال فرمایا اور اس بات کا حکم فرمایا کہ طالب اچھے طریقے سے دیت کا مطالبہ کرے۔ اور مطلوب بھی اچھے طریقہ سے ادائیگی کرے لفظ آیت ذلك تخفیف من ربکم ورحمه (یہ تخفیف ہے تمہارے رب کی طرف سے)۔

(۱۱) ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ بنی اسرائیل پر قتل (کے بدلہ) میں قصاص تھا ان کے درمیان دیت نہیں نہیں تھی جان کے بدلہ میں اور نہ زخم (کے بدلہ میں اور ان کے لئے صرف یہ حکم تھا لفظ آیت وکتبنا علیهم فیها ان النفس بالنفس (لآیہ) پھر اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ پر تخفیف فرمادی اور قتل اور زخم میں دیت مقرر فرما دی اور وہ اللہ تعالیٰ کا قول لفظ آیت ذلك تخفیف من ربکم ورحمة سے بھی یہی مراد ہے۔

(۱۲) ابن جریر، الزجاجی نے قتادہ رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ ورحمۃ سے مراد ہے وہ رحمت ہے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اس امت پر رحم فرمایا ان کی دیت کا کھانا عطا فرمایا اور ان کے لئے اس (دیت) کو حلال فرمایا اور ان سے پہلے کسی کے لئے یہ حلال نہیں تھی اور تورات والوں کے لئے صرف قصاص تھا یا معاف کردینا تھا ان کے درمیان ارش نہیں تھا اور انجیل والوں کے لئے صرف معاف کرنا تھا اسی کا ان کو حکم دیا گیا تھا اس امت کے لئے اللہ تعالیٰ نے قصاص عفو اور دیت کو مقرر فرمادیا اگر یہ امت چاہے تو ان کے لئے دیت حلال ہے اور اس سے پہلے کسی امت کے لئے ایسا نہیں تھا۔

مقتول کے ورثہ کو تین باتوں کا اختیار ہے

(۱۳) عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ، احمد ابی حاتم اور بیہقی نے ابن شریح خزاعی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس کو قتل یا زخم کی مصیبت پہنچائی گئی ہو اس کو تین چیزوں میں سے ایک چیز کا اختیار ہے یا تو (قاتل سے) قصاص لے لے یا معاف کردے یا دیت لے لے اگر اس نے چوتھی چیز کا ارادہ کیا تو اس کے ہاتھ روک لو اور جو اس کے بعد تجاوز کرے گا۔ اس کے لئے جہنم کی آگ ہے جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہے گا۔

(۱۴) ابن جریر اور قابن المنذر نے قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ لفظ آیت فمن اعتدی بعد ذلك سے مراد ہے اگر اس نے دیت لینے کے بعد قتل کردیا۔ لفظ آیت فله عذاب الیم یعنی تو اس پر صرف قتل ہے۔ اور اس سے دیت قبول نہیں کی جائے گی اور ہم کو یہ بتایا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اس آدمی کو معاف نہیں کروں گا جس نے دیت لینے کے بعد (قاتل) کو قتل کردیا۔

(۱۵) امام وکیع، عبد بن حمید، ابن جریر نے حسن رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ لفظ آیت فمن اعتدی بعد ذلك فله عذاب الیم سے مراد ہے زمانہ جاہلیت میں جب کوئی آدمی کسی کو قتل کردیتا ہے تو اس کی قوم آتی اور اس کی طرف سے دیت پر صلح

کرلیتی۔ پھر بھاگنے والا (یعنی قاتل) اپنے آپ کو امن والا سمجھ کر باہر نکلتا تھا لیکن پھر اسے قتل کر دیتے تھے اور اس کی طرف دیت پھینک دیتے تھے یہ تھی زیادتی۔

(۱۷) ابن ابی شیبہ نے عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا کہ جو آدمی دیت لینے کے بعد قتل کر دے تو اس کو قتل ہی کیا جائے گا کیا تو نے اللہ تعالیٰ کو یہ فرماتے ہوئے نہیں سنا لفظ آیت فله عذاب اليم ۔(تفسیر درمنثور، سورہ بقرہ، بیروت)

4796 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِيلَ بْنِ اِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا وَرْقَاءُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ (كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلَى الْحُرُّ بِالْحُرِّ) قَالَ كَانَ بَنُو اِسْرَآئِيلَ عَلَيْهِمُ الْقِصَاصُ وَلَيْسَ عَلَيْهِمُ الدِّيَةَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَيْهِمُ الدِّيَةَ فَجَعَلَهَا عَلٰى هٰذِهِ الْاُمَّةِ تَخْفِيفًا عَلٰى مَا كَانَ عَلٰى بَنِي اِسْرَآئِيلَ ۔

☆☆ مجاہد رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''تم پر مقتولین کے بارے میں قصاص لازم کیا گیا ہے' آزاد شخص کے بدلے میں آزاد شخص کو (قصاص میں قتل) کیا جائے گا''۔

مجاہد رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: بنی اسرائیل پر قصاص لازم کیا گیا تھا' اُن پر دیت لازم نہیں کی گئی تھی' پھر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر دیت کا حکم لازم کیا' تو اللہ تعالیٰ نے اسے اس اُمت کے لیے تخفیف کے طور پر لازم کیا ہے' جو اُس چیز کے مقابلے میں تخفیف تھی جو بنی اسرائیل پر لازم کی گئی تھی۔

آیت قصاص سے متعلق تیس مسائل فقہیہ کا بیان

مسئلہ نمبر: (۱) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (آیت) وکتبنا فیها ان النفس بالنفس ۔ اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا کہ اس نے تورات میں نفسوں کے درمیان برابری کی ہے، پس یہود نے اس کی مخالفت کی اور گمراہ ہوئے، نضیری کی دیت زیادہ کر دی تھی اور نضیری کو، قرظی کے بدلے میں قتل نہیں کیا جاتا تھا اور قرظی کو نضیری کے بدلے قتل کیا جاتا، جب اسلام آیا تو اس مسئلہ میں بنو قریظہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے رجوع کیا آپ نے برابری کا حکم فرمایا، بنو نضیر نے کہا: آپ نے ہمارا مرتبہ کم کر دیا ہے تو یہ آیت نازل ہوئی۔

(آیت) وکتبنا کا معنی ہے ہم نے فرض کیا، یہ پہلے گزر چکا ہے ان کی شریعت میں قصاص با معنی تھی، ان میں دیت نہیں تھی جیسا کہ سورۃ البقرہ میں اس کا بیان گزر چکا ہے، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے علماء نے اس آیت کی بنا پر فرمایا کہ مسلمان کو ذمی کے بدلے قتل کیا جائے گا، کیونکہ نفس کے بدلے نفس ہے۔ (احکام القرآن لابن العربی جلد ۲، صفحہ ۲۲۵)

سورہ بقرہ میں اس کا بیان گزر چکا ہے۔ ابوداؤد، ترمذی اور نسائی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ان سے پوچھا گیا: کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو کسی چیز کے ساتھ خاص کیا تھا؟ فرمایا نہیں مگر جو اس میں ہے انہوں نے اپنی تلوار

4796-تقدم في القسامة، تاويل قوله عزوجل (فمن عفي له من اخيه شيء فاتباع بالمعروف واداء اليه باحسان) (الحديث 4795) .

سے ایک تحریر نکالی اس میں یہ تھا، مومنین کے خون برابر ہیں غیر مسلموں پر ان کا غلبہ ہے، کسی مسلمان کو کافر کے بدلے قتل نہیں کیا جائے گا اور کسی ذمی کو اس کے عہد میں قتل نہیں کیا جائے گا۔ (سنن ابی داود باب ایقاد المسلم بالکافر، رقم الحدیث، ۳۹۲۷ ضیاء القرآن پبلی کیشنز) نیز یہ آیت یہود کے رد کے لیے ہے کہ وہ قبائل میں فرق کرتے تھے وہ ایک قبیلہ سے ایک شخص کے بدلے ایک شخص کو پکڑتے تھے اور دوسرے قبیلہ سے دو شخصوں کے بدلے ایک شخص کو پکڑتے تھے شافعی علماء نے کہا: یہ ہم سے پہلے کی شریعت کی خبر ہے۔

(احکام القرآن لابن العربی جلد ۲، صفحہ ۲۲۷)

اور ہم سے پہلے شریعت ہمارے لیے شریعت نہیں، سورۃ بقرہ میں ان کے رد میں اتنا کلام گزر چکا ہے جو کافی ہے وہاں مطالعہ کریں۔

چوتھی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (آیت) و کتبنا فیھا ان النفس بالنفس ۔ یہ اہل تورات پر فرض تھا وہ ایک ملت ہیں اور ان کے لیے ذمی لوگ اس طرح نہیں تھے جس طرح مسلمانوں کے لیے ذمی لوگ ہیں، کیونکہ جزیہ فیئ اور غنیمت ہے جو اللہ تعالیٰ نے مومنین کو عطا فرمائی اس امت سے پہلے فیئ کسی کے لیے نہ تھا، پہلے ہر نبی صرف اپنی قوم کی طرف مبعوث کیا جاتا تھا، پس اس آیت نے حکم کو بنی اسرائیل پر ثابت کیا، کیونکہ ان کے خون برابر تھے، یہ ہم میں سے کسی کے قول کے طرح ہے کہ مسلمانوں کے برابر ہیں کہ نفس کے بدلے نفس ہے، کیونکہ وہ ایک معین قوم کی طرف اشارہ کرتا ہے، وہ کہتا ہے: ان لوگوں میں حکم ہے کہ ان نفس کے بدلے نفس ہے پس اس آیت کے حکم سے اہل قرآن پر یہ کہنا ثابت ہوتا ہے کہ ان کے لیے آپس میں معاملہ اس طرح ہوگا، نفس کے بدلے نفس، قرآن میں کوئی ایسی دلیل نہیں ہے کہ ملت کے اختلاف کے باوجود نفس کے بدلے نفس ہوگا۔

مسئلہ نمبر: (۲) امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے اصحاب نے کہا: جب کسی کو زخمی کیا جائے گا یا کان یا ہاتھ کاٹا جائے گا اور پھر اسے قتل کیا جائے گا تو ایسا کرنے والے کے ساتھ بھی ایسا کیا جائے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (آیت) و کتبنا فیھا ان النفس بالنفس ۔ پس جو کچھ اس نے کیا اس کے ساتھ وہی کیا جائے گا اس سے وہ لیا جائے گا جو اس نے لیا ہمارے علماء نے فرمایا: اگر تو نے اس سے مثلہ کا قصد کیا تھا تو اس کا بھی مثلہ کیا جائے گا اگر لڑائی کے دوران ناک، کان کٹ گئے تو قاتل کو تلوار کے ذریعے قتل کیا جائے گا۔ (احکام القرآن لابن العربی، جلد ۲، صفحہ ۶۲۵)

وہ یہ مثلہ کے بارے میں ثابت کرتے ہیں، کیونکہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عرنیین کی آنکھوں میں لوہے کی سلائیں پھیری تھیں، جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔

مسئلہ نمبر: (۳) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (آیت) والعین بالعین ۔ نافع، عاصم، اعمش اور حمزہ نے تمام میں نصب پڑھی ہے اور ان کی تخفیف جائز ہے اور تمام کو عطف اور ابتدا کی وجہ سے رفع جائز ہے، ابن کثیر، ابن عامر، ابوعمرو اور ابوجعفر، رحمۃ اللہ علیہم نے الجروح کے علاوہ سب کو نصب کے ساتھ پڑھا ہے۔ (زاد المسیر، جلد ۲، صفحہ ۲۱۷)

کسائی اور ابوعبید: (آیت) والعین بالعین والانف بالانف والاذن بالاذن والسن بالسن، والجروح ۔

(سنن ابی داود کتاب الطب، جلد ۲، صفحہ ۱۹۷)

تمام میں رفع پڑھتے تھے، ابوعبید نے کہا: ہمیں حجاج نے بتایا انہوں نے ہارون سے انہوں نے عباد بن کثیر رحمۃ اللہ علیہ سے اور انہوں نے عقیل سے انہوں نے زہری سے انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (آیت) وکتبنا فیھا ان النفس بالنفس والعین بالعین والانف بالانف والاذن بالاذن والسن بالسن والجروح ۔ پڑھا۔ رفع تین جہات سے ہے: مبتدا اور خبر کی جہت سے اس معنی پر کہ ان کا عطف ان النفس کے مقام پر ہے کیونکہ معنی یہ ہے کہ ہم نے کہا: (آیت) النفس بالنفس ۔ تیسری وجہ زجاج نے کہا: فی النفس میں مضمر پر عطف کی بنا پر ہوگا، ابن المنذر نے کہا: جس نے رفع کے ساتھ پڑھا ہے اس نے اس کو کلام کا آغاز بنایا ہے یعنی یہ مسلمانوں میں حکم ہے، یہ اصح قول ہے، کیونکہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرات ہے (آیت) والعین بالعین ۔ اسی طرح مابعد کے کلمات میں خطاب مسلمانوں کو ہے اس کا انہیں حکم دیا گیا ہے جنہوں نے رفع کے ساتھ جروح کو خاص کیا ہے انہوں نے اس کا ماقبل سے تعلق نہیں جوڑا اور اس سے نئی کلام شروع کی ہے گویا اس کا خاص طور پر مسلمانوں کا حکم دیا گیا ہے اور اس کا ماقبل ان کی طرف متوجہ نہیں ہے۔

مسئلہ نمبر: (۴) یہ آیت قصاص کے جاری ہونے پر دلالت کرتی ہے اور ابن شبرمہ نے (آیت) العین بالعین ۔ کے عموم کے ساتھ تعلق قائم کیا ہے کہ دائیں آنکھ، بائیں آنکھ کے بدلے میں پھوڑی جائے گا۔ اور انہوں نے اس کو دائیں اور بائیں ہاتھ میں جاری کیا، انہوں نے کہا؛ سامنے دانت کو داڑھ کے بدلے میں اور داڑھ کو سامنے والے دانت کے بدلے میں توڑا جائے گا، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد عام ہے: (آیت) والسن بالسن ۔ اور جنہوں نے اس کی مخالفت کی ہے وہ امت کے علماء ہیں وہ کہتے ہیں: دائیں آنکھ، دائیں آنکھ کے بدلے میں پھوڑی جائے گی اگر وہ موجود ہوگی، رضا کے ساتھ بائیں آنکھ کی طرف تجاوز نہیں کیا جائے گا، ہمارے لیے یہ بیان کرتا ہے کہ (آیت) العین بالعین ۔ سے مراد مجرم سے پوری مماثلت لینا ہے دوسری چیز کی طرف تعدی جائز نہیں جس طرح پاؤں سے ہاتھ کی طرف جائز نہیں اس میں کوئی شک نہیں۔

مسئلہ نمبر: (۵) علماء کا اجماع ہے کہ جب وہ دونوں خطاء ضائع کی جائیں گی تو اس میں دیت ہوگی اور ایک آنکھ میں نصف دیت ہوگی۔ (مصنف عبدالرزاق، کتاب الدیۃ، جلد ۹ صفحہ ۲۲۲)

اور کانے شخص کی آنکھ جب پھوڑی جائے گی تو اس میں کامل دیت ہوگی۔ (مصنف عبدالرزاق، کتاب الدیۃ، جلد ۹ صفحہ ۲۲۵)

یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے یہی قول عبدالملک بن مروان، زہری، قتادہ، مالک، لیث بن سعد، احمد اور اسحاق رحمۃ اللہ علیہم کا ہے، بعض نے فرمایا: نصف دیت ہوگی، یہ حضرت عبداللہ بن مغفل، مسروق نخعی رحمۃ اللہ علیہم سے مروی ہے، یہی قول ثوری، شافعی، اور نعمان رحمۃ اللہ علیہم کا ہے، ابن المنذر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ہم بھی یہی قول کرتے ہیں؛ کیونکہ حدیث میں ہے دونوں آنکھوں کو ضائع کرنے میں دیت ہے۔ (سنن نسائی، کتاب الدیات جلد ۲، صفحہ ۲۵۱)

معقول بھی اسی طرح ہے کیونکہ ایک آنکھ میں نصف دیت ہے، ابن عربی نے کہا: یہ ظاہر قیاس ہے، لیکن علماء نے کہا: کانے شخص کی منفعت ایک آنکھ کے ساتھ سلامت شخص کی منفعت کی طرح ہے پس اس پر دیت بھی اس کے مطابق ہو۔

مسئلہ نمبر: (۶) کانے شخص کے بارے میں اختلاف ہے جب اس کی صحیح آنکھ پھوڑ دی گئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت

عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اس پر قصاص نہیں اس پر دیت کامل ہے۔
(احکام القرآن لابن العربی، جلد ۲، صفحہ ۶۲۹)

یہی قول عطا، سعید بن مسیب اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہم کا ہے، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: اگر وہ چاہے تو قصاص لے اور اسے اندھا کر دے اگر چاہے تو پوری دیت لے لے (کانے کی آنکھ کی دیت) نخعی نے کہا: اگر چاہے تو قصاص لے لے، اگر چاہے تو نصف دیت لے لے۔ (احکام القرآن لابن العربی، جلد ۲، صفحہ ۶۲۹)

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: اس پر قصاص ہے، یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے یہ حضرت مسروق، ابن سیرین اور ابن معقل رحمۃ اللہ علیہم کا قول ہے۔ ابن المنذ ر اور ابن عربی رحمۃ اللہ علیہنے اس کو اختیار کیا ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (آیت) والعین بالعین ۔ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں آنکھوں میں دیت رکھی ہے اور ایک آنکھ میں نصف دیت رکھی ہے۔ (مصنف عبدالرزاق، کتاب الدیات، جلد ۹، صفحہ ۲۲۲)

صحیح آنکھ والے اور کانے کے درمیان قصاص دوسرے لوگوں کے مابین قصاص کی ہیئت پر ہوگا۔ امام احمد بن حنبل کا قول یہ ہے کہ اس سے قصاص میں بعض کے بدلے میں تمام آنکھ لینا ہے اور یہ مساوات نہیں ہے اور جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس کے بارے میں مروی ہے امام احمد نے اس سے استدلال کیا ہے امام امالک کا متمسک یہ ہے کہ دلائل جب متعارض ہوں تو جس پر جنایت کی گئی ہے اسے اختیار دیا گیا جائے ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: قرآن کے عموم کو لینا اولیٰ ہے، کیونکہ یہ اللہ کے نزدیک زیادہ محفوظ و قبول ہے۔ (احکام القرآن لابن العربی، جلد ۲، صفحہ ۶۲۹)

مسئلہ نمبر: (۷) کانے کی اس آنکھ کے بارے میں اختلاف ہے جس کے ساتھ وہ دیکھتا نہیں ہے، حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اس میں سو دینار ہیں۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اس میں آنکھ کی دیت کا تہائی ہے، اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یہی کہا ہے، مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: اس میں نصف دیت ہے، مسروق، زہری امام مالک، امام شافعی، ابوثور، نعمان رحمۃ اللہ علیہم نے کہا: اس میں قاضی کا فیصلہ ہے، ابن المنذ ر نے کہا: ہم بھی یہی کہتے ہیں، کیونکہ جو کچھ اس کے بارے میں کہا گیا ہے وہ کم از کم ہے۔

مسئلہ نمبر: (۸) نظر کو ضائع کر دیا جب کہ آنکھ کے ڈھیلے باقی ہیں تو پوری دیت ہوگی، اس میں اعمش واخفش برابر ہیں۔ ایک آنکھ کی نظر کی نظر ضائع کرنے میں نصف دیت ہے، ابن المنذ ر نے کہا: وہ بہتر ہے جو حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے کہا ہے: انہوں نے صحیح آنکھ کو ڈھانپنے کا حکم دیا ایک شخص کو انڈا دیا وہ اُسے لے کر گیا اور پیچھے وہ دیکھتا رہا حتیٰ کہ اس کی نظر کی انتہاء ہوگئی پھر آپ نے اس جگہ ایک خط کھینچنے کا حکم دیا پھر دوسری آنکھ کو ڈھانپنے کا حکم دیا اور صحیح آنکھ کھولی گئی ایک شخص کو انڈھا دیا وہ اسے لے کر گیا وہ اسے دیکھتا رہا حتیٰ کہ اُس کی نظر کی انتہاء ہوگئی وہاں بھی خط کھینچنے کا حکم دیا پھر دوسری جگہ اس کے ساتھ ایسا کیا گیا تو برابر پایا گیا، اپس اس کی آنکھ میں سے جتنی نظر کم ہوگئی تھی اتنا دوسرے کے مال سے دیا

یہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب پر ہے یہ ہمارے علماء کا قول ہے،

مسئلہ نمبر: (۹) اہل علم کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے کہ بعض آنکھ پھوڑنے میں قصاص نہیں، کیونکہ اس کا پورا کرنا ممکن نہیں آنکھ میں قصاص کی کیفیت اس طرح ہوگی کہ شیشہ گرم کیا جائے گا، پھر دوسری آنکھ پر روئی رکھی جائے گی، پھر وہ شیشہ اس آنکھ کے قریب رکھا جائے گا حتیٰ کہ اس کی پتلی بہ جائے، یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اس کی مہدوی اور ابن عربی نے ذکر کیا ہے۔

آنکھ کی پلکوں میں اختلاف ہے حضرت زید بن ثابت نے کہا: اس میں چوتھائی دیت ہے۔

یہ شعبی رحمۃ اللہ علیہ حسن رحمۃ اللہ علیہ، قتادہ رحمۃ اللہ علیہ، ابو ہاشم رحمۃ اللہ علیہ، ثوری رحمۃ اللہ علیہ، شافعی رحمۃ اللہ علیہ، اور اصحاب الرائے کا قول ہے۔ شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا: اوپر والی پلکوں میں تہائی دیت ہے اور نیچے والی میں (۲۳) (دوتہائی) دیت ہے، یہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

مسئلہ نمبر: (۱۰) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (آیت) والانف بالانف ۔ حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ناک کو جب اصل سے کاٹ دیا جائے تو دیت ہے۔

ابن المنذر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: اس قول پر اہل علم کا اجماع ہے ناک توڑنے میں اختلاف ہے، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ عمداً ایسے کرنے میں قصاص کا نظریہ رکھتے ہیں اور خطاء میں اجتہاد کا نظریہ رکھتے ہیں، ابن نافع نے روایت کیا ہے کہ ناک کے لیے دیت نہیں حتیٰ کہ وہ اسے اصل سے ختم کر دے، ابو اسحاق تونسی نے کہا: یہ شاذ ہے، پہلا قول معروف ہے جب ہم معروف قول پر تفریع کریں گے تو بعض بنی میں اس کے حساب سے دیت ہوگی، جیسے حشفہ (ذکر کا اگلا حصہ) میں دیت ہے، ذکر اصل سے کاٹنے میں دیت ہے۔

مسئلہ نمبر: (۱۱) ابن القاسم نے کہا: ناک چیری گئی یا توڑی گئی پھر وہ ٹیڑی ٹھیک ہوگئی تو اس میں اجتہاد ہے اس میں معلوم دیت نہیں ہے، اگر وہ بالکل صحیح لگ گئی تو اس میں کچھ نہیں، فرمایا: ناک میں کچھ نہیں ہے جب وہ چھیدی گئی پھر وہ صحیح ٹھیک لگ گئی تو وہ موضحہ زخم کی طرح ہے اگر غلط ٹھیک ہوئی تو اس میں دیت ہوگی، کیونکہ اس میں سنت موجود ہے ناک چھیدنے میں کوئی اثر نہیں، فرمایا: ناک علیحدہ ہڈی ہے اس میں موضحہ نہیں ہے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے اصحاب نے کہا: اس میں جائفہ نہیں ہے۔ علماء کے نزدیک جائفہ زخم اس میں ہوتا ہے۔ جس میں جوف (خلا) ہو اور المارن (ناک بنی) اس جگہ کو کہتے ہیں جو ناک میں سے نرم ہوتی ہے، اسی طرح خلیل وغیرہ نے کہا: ابو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: روثت سے مراد بنی ہے اور ارنب سے مراد اس کی طرف ہے، بعض نے فرمایا: ارنبۃ الروثۃ اور العرتۃ ناک کی طرف کو کہتے ہیں اس پر امام مالک، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور کوفی علماء کا نظریہ ہے، اور سونگھنے کی قوت جب کم ہو جائے یا ختم ہو جائے تو قاضی کا فیصلہ ہوگا۔

مسئلہ نمبر: (۱۲) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (آیت) الاذن بالاذن ۔ ہمارے علماء نے فرمایا: جس نے کسی کے دونوں کان کاٹ دیئے تو اس پر قاضی کا فیصلہ ہوگا، دیت میں اس پر قوت سماعت ضائع کرنے پر ہے اس کے نقصان میں اسی طرح قیاس کیا جائے گا

جس طرح آنکھ میں قیاس کیا جاتا ہے، ایک کان کے ضائع کرنے میں نصف دیت ہے اور اگر چہ وہ صرف اسی کان سے سنتا ہو، بخلاف کانی آنکھ کے اس میں کامل دیت ہے۔ اشہب نے کہا: اگر کان کا مسئلہ ہو تو اس کے متعلق اس سے پوچھا جائے گا تو دونوں کانوں سے جتنا سنتا ہے اتنا ہی اگر ایک کان سے سنتا ہے تو وہ میرے نزدیک آنکھ کی طرح ہے اگر سننے میں شک ہو تو مختلف جگہوں سے آواز دے کر تجربہ کیا جائے گا اس سے قیاس کیا جائے گا اگر برابر ہو یا قریب قریب ہوں تو اسے اتنا دیا جائے گا جتنا اس کی قوت سماعت کو ضائع کیا گیا اور اس پر اس سے قسم اٹھائی جائے گی، اشہب نے کہا: درمیانہ درجہ کی قوت سماعت کا اندازہ لگایا جائے اگر آزمایا جائے اور اس کا قول مختلف ہو تو اس کے لیے کبھی بھی نہ ہوگا عیسیٰ بن دینار نے کہا: جب اس کا قول مختلف ہوگا تو اس کے لیے کم از کم دیت ہوگی قسم کے ساتھ۔

مسئلہ نمبر: (۱۴) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (آیت) والسن بالسن۔ ابن المنذر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ آپ کے دانت کا قصاص لیا اور فرمایا: کتاب اللہ میں قصاص (کا حکم) ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث مروی ہے فرمایا: دانت میں پانچ اونٹ ہیں۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب الدیات، صفحہ ۱۹۴ ایضا رقم الحدیث ۲۶۴۰، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، ایضا سنن ابی داود، رقم الحدیث ۳۹۵۴، ضیاء القرآن پبلی کیشنز)

ابن المنذر نے کہا: ہم ظاہر حدیث کے مطابق کہتے ہیں ثنایا دانتوں کو انیاب، اضراس رباعیات دانتوں پر کوئی فضیلت نہیں، کیونکہ تمام ظاہر حدیث میں داخل ہیں اکثر اہل علم کا یہی قول ہے، جنہوں نے ظاہر حدیث کو لیا انہوں نے کسی دانت کو دوسرے دانت پر کوئی فضیلت نہیں دی، ان علماء میں عروہ بن زبیر، طاؤس، زہری قتادہ، امام مالک، ثوری، امام شافعی، امام احمد، اسحاق، نعمان، اور ابن الحسن رحمۃ اللہ علیہم ہیں، یہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت معاویہ سے مروی ہے، اس میں دوسرا قول یہ ہے کہ ہم نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے اس کو روایت کیا انہوں نے سامنے والے دانتوں میں پانچ فرائض کا فیصلہ فرمایا یہ پچاس دینار ہیں اور ہر فریضہ کی قیمت دس دینار ہے اور داڑھوں میں ایک ایک اونٹ کا فیصلہ کیا، عطا کہتے ہیں: دانتوں، رباعیات، نابین، میں پانچ پانچ اونٹ ہیں اور باقی میں دو دو اونٹ ہیں اوپر والے اور نیچے والے دانت برابر ہیں، داڑھیں برابر ہیں۔

ابو عمر نے کہا: موطا میں امام مالک نے جو یحییٰ بن سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے داڑھوں میں ایک ایک اونٹ کا فیصلہ کیا ہے تو اس کا مطلب ہے داڑھیں بیس ہیں، دانت بارہ ہیں، چار ثنایا ہیں، چار رباعیات ہیں، چار انیاب ہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قول پر دیت اسی اونٹ ہوں گے، دانتوں میں پانچ پانچ اونٹ ہیں، داڑھوں میں ایک ایک اونٹ ہے، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے قول پر داڑھوں اور دانتوں میں پانچ پانچ اونٹ ہیں اس طرح دیت ایک سو ساٹھ اونٹ ہو جائے گی، سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کے قول پر داڑھوں میں دو اونٹ ہیں یہ بیس داڑھیں ہیں اس کے لیے چالیس اونٹ واجب ہوں گے، دانتوں میں پانچ پانچ اونٹ ہیں، یا ساٹھ اونٹ ہو جائیں گے یہ سو اونٹوں کا تتمہ ہے یہ اونٹوں سے کامل دیت ہے، علماء کے درمیان اختلاف داڑھوں میں ہے نہ کہ دانتوں میں ہے، ابو عمر نے کہا: صحابہ اور تابعین میں سے علماء کا اختلاف دانتوں کی

دیت میں ہے، ایکدوسرے پر اس ان کی تفصیل بھی بہت زیادہ ہے۔

حجت، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے نظریہ کے ساتھ قائم ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے اونٹوں میں سے پانچ دانت کی دیت ہیں۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب الدیات، صفحہ ۱۹۴، ایضا رقم الحدیث، ۲۶۳۹، ضیاء القرآن پبلی کیشنز)

اور داڑھ بھی دانتوں میں سے دانت ہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انگلیاں برابر ہیں، دانت برابر ہیں، ثنیہ اور داڑھ برابر ہیں، یہ اور یہ برابر ہیں۔

(سنن ابن ابی داود، کتاب الدیات، جلد ۲ صفحہ ۲۷۱، ایضا رقم الحدیث، ۳۹۵۲، ضیاء القرآن پبلی کیشنز)

یہ نص ہے جسے ابوداود نے تخریج کیا ہے، ابوداود نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھوں اور پاوں کی انگلیوں کو برابر لیا۔

(سنن ابن ابی داود، کتاب الدیات، جلد ۲ صفحہ ۲۷۱، ایضا رقم الحدیث، ۳۹۵۲، ضیاء القرآن پبلی کیشنز)

ابوعمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ان آثار پر فقہاء اور جمہور اہل علم کا نظریہ ہے کہ دیت میں انگلیاں تمام برابر ہیں دیت ہیں، تمام دانت برابر ہیں، ثنایا اور داڑھیں، انیاب، ان میں سے کسی کو دوسرے پر فضیلت نہیں جیسا کہ عمرو بن حزم کی کتاب میں ہے ثوری نے ازہر بن محارب سے روایت کیا ہے فرمایا: شریح کے پاس دو شخص جھگڑا لے کر آئے ایک نے دوسرے کے ثنیہ کو مارا تھا اور دوسرے نے اس کی داڑھ پر مارا تھا، شریح نے کہا: ثنیہ اور اس کا جمال، داڑھ اور اس کی منفعت دانت کے بدلے دانت ہے، ابوعمر نے کہا: آج تمام شہروں میں اسی پر عمل ہے۔

مسئلہ نمبر: (۱۴) اگر کسی کا کسی نے دانت پر مارا اور وہ سیاہ ہو گیا تو اس میں پوری دیت ہوگی، یہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ لیث بن سعد کے نزدیک ہے اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے یہی کہا ہے۔ (احکام القرآن لابن العربی جلد ۲ صفحہ ۶۲۹)

حضرت زید بن ثابت سے روایت کیا ہے گیا ہے اور یہی سعید بن میسب، زہری، حسن، ابن سیرین، اور شریح کا قول ہے، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اس میں دیت کا ثلث ۱/۳ ہے۔ (السنن الکبری للبیہقی، کتاب الدیات، جلد ۸، صفحہ ۹۱)

یہی قول احمد اور اسحاق کا ہے، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور ابوثور رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: اس میں قاضی کا فیصلہ ہوگا، ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: میرے نزدیک یہ خلاف ہے اس لیے اتفاق کی طرف رجوع کیا جائے گا، اگر اس کا سیاہ ہونا اس کی منفعت کو بھی ضائع کر چکا ہے، اور صرف اس کی صورت باقی ہے جیسے شل ہاتھ ہوتا ہے، اور اندھی آنکھ ہوتی ہے، دیت کے وجوب میں کوئی اختلاف نہیں پھر اگر اس کی منفعت میں سے کچھ باقی ہو یا کل منفعت باقی ہو تو منفعت میں سے جتنی کمی ہوئی ہے حکومت اتنی مقدار ثابت کرے گی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے جو اس میں ثلث دیت مروی ہے وہ نقل اور سند کے اعتبار سے صحیح نہیں ہے۔

(احکام القرآن لابن العربی، جلد ۲، صفحہ ۶۲۹)

مسئلہ نمبر: (۱۵) بچے کے دانت اکھیڑنے میں اختلاف ہے جب کہ وہ دودھ والے دانت گرنے سے پہلے ہو امام مالک، امام

شافعی، اور اصحاب الرائے رحمۃ اللہ علیہم کہتے ہیں: جب بچے کا دانت اکھیڑا جائے گا اور وہ پھر پیدا ہو جائے گا تو اکھیڑنے والے پر کچھ نہ ہوگا مگر امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: جب وہ اس سے لمبائی میں کم پیدا ہو جو اس کے قریب والا ہے تو جتنا کم ہے اس کی مقدار اس سے چٹی وصول کی جائے گی، ایک جماعت نے کہا: اس میں قاضی فیصلہ کرے گا، یہی شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے اور یہی نعمان کا قول ہے، ابن المنذر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: اس وقت تک تاخیر کی جائے گی یہاں تک کہ اہل معرفت کہیں کہ اب دانت نہیں اگے گا، جب ایسا ہوگا تو اس میں دیت کی مکمل مقدار ہوگی جیسا کہ ظاہر حدیث ہے، اگر وہ اگ گا تو چٹی واپس کر دی جائے گی، اکثر اہل علم فرماتے ہیں ایک سال تک تاخیر کی جائے گی یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت زید رضی اللہ عنہ، حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ شریح رحمۃ اللہ علیہ، نخعی رحمۃ اللہ علیہ اور قتادہ رحمۃ اللہ علیہ، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، اصحاب الرائے رحمۃ اللہ علیہم سے مروی ہے، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے لیے کوئی مدت متعین نہیں کی۔

مسئلہ نمبر: (۱۶) جب بڑے شخص کا دانت اکھڑ گیا، پھر اس کی دیت لی گئی، پر وہ دانت اگ آیا تو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: جو اس سے لیا گیا تھا وہ واپس نہیں کیا جائے گا، کوفیوں نے کہا: جب دانت اگ آئے گا تو اسے دیت واپس کی جائے گی۔

(احکام القرآن لابن العربی، جلد۲، صفحہ ۶۲۹)

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے دو قول ہیں: واپس کی جائے گی اور واپس نہیں کی جائے گی، کیونکہ یہ اس کا اگنا عادۃً جاری نہیں ہے اور نادر کے ساتھ حکم ثابت نہیں ہوتا یہ ہمارے علماء کا قول ہے، کوفیوں نے اس سے دلیل پکڑی ہے کہ اس کا عوض اگ آیا ہے، پس دیت واپس کی جائے گی اس کی اصل چھوٹے کا دانت ہے، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس پر اگر کسی دوسرے محرم نے جنایت کی حالانکہ وہ صحیح پیدا ہو چکا تھا تو اس میں مکمل چٹی ہوگی، ابن المنذر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: یہ اصح قول ہے، کیونکہ ان سے ہر ایک دانت کو اکھیڑنے والا ہے اور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دانت میں پانچ اونٹوں کا فیصلہ فرمایا۔ (سنن ابن ماجہ، کتاب الدیات، صفحہ ۱۹۴)

مسئلہ نمبر: (۱۷) اگر کسی آدمی نے کسی کا دانت اکھیڑ دیا، پھر اس نے دانت والے کو دانت لوٹا دیا، پھر وہ لگ گیا تو اس میں ہمارے نزدیک کچھ نہیں ہے۔ (احکام القرآن لابن العربی، جلد۲، صفحہ ۶۲۹)

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس کے لیے دانت کو لوٹانا جائز نہیں، کیونکہ وہ نجس ہے، یہ ابن مسیب اور عطا کا قول ہے اگر وہ اسے لوٹا دے اور اس نے اس کے ساتھ نمازیں پڑھیں تو وہ ہر نماز کا اعادہ کرے جو اس نے اس کے ساتھ پڑھی تھیں، کیونکہ وہ دانت مردار تھا، اس طرح اگر کسی کا کان کاٹا گیا پھر خون کی حرارت کی وجہ سے وہ لوٹ گیا اور چمٹ گیا، عطا نے کہا: سلطان اسے اس کے اکھیڑنے پر مجبور کرے، کیونکہ وہ مردار اس نے چمٹایا ہے۔ (احکام القرآن لابن العربی، جلد۲، صفحہ ۶۳۰)

ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: یہ غلط ہے، وہ شخص جاہل رہا جاہل رہا جس پر یہ مخفی رہا کہ اس کا دوبارہ اس صورت میں لوٹنا اس حکم ساتھ لوٹنے کا موجب نہیں، کیونکہ نجاست انفصال کی وجہ سے تھی، اور متصل لوٹ گیا اور احکام شریعت اعیان کے لیے صفات نہیں بلکہ یہ احکام ہیں جو اللہ تعالیٰ کے قول کی طرف لوٹتے ہیں اور ان کے متعلق اس کے خبر دینے کی طرف لوٹتے ہیں۔

(احکام القرآن لابن العربی، جلد۲، صفحہ ۶۳۰)

میں کہتا ہوں: جو ابن عربی نے عطا سے حکایت کیا ہے وہ اس کے خلاف ہے وہ ابن المنذر رنے ان سے روایت کیا ہے، ابن المنذر رنے کہا: اس دانت میں اختلاف ہے جو قصاصاً اکھیڑا گیا پھر وہ اسی جگہ لوٹا دیا گیا اور وہ اگ آیا، عطا خرسانی اور عطا بن ابی رباح نے کہا: اس میں کوئی حرج نہیں، ثوری، احمد اور اسحاق نے کہا: اسے اکھیڑا جائے گا، کیونکہ قصاص عیب کے لیے ہوتا ہے، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: اس پر دوبارہ لگایا جائز نہیں، کیونکہ وہ نجس ہے سلطان اسے اکھیڑنے پر مجبور کرے۔

مسئلہ نمبر: (۱۸) اگر اس کے لیے زائد دانت ہو اور وہ اکھیڑ دیا گیا تو اس میں قاضی کا فیصلہ ہوگا، فقہاء الامصار کا یہی قول ہے، حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا: اس میں دیت کا تہائی ہے ابن عربی نے کہا: تقدیر میں اس کی کوئی دلیل نہیں پس فیصلہ زیادہ عدل ہے۔ (احکام القرآن لابن العربی، جلد ۲ صفحہ ۶۳۰)

ابن المنذر رنے کہا: جو حضرت زید سے روایت کیا گیا ہے وہ صحیح نہیں ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا: دانت جب اس کا بعض توڑا جائے گا تو مالک کو اس کے حساب سے دیا جائے گا۔ (السنن الکبریٰ للبیہقی کتاب الدیات، جلد ۸، صفحہ ۹۱)

یہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کا قول ہے۔ میں کہتا ہوں: جو اللہ تعالیٰ نے بطور نص اعضاء ذکر فرمائے وہ تو یہاں تک ختم ہو گئے اور ہونٹوں اور زبان کا ذکر نہیں فرمایا۔

مسئلہ نمبر: (۱۹) جمہور علماء نے فرمایا: ہونٹوں میں دیت ہے اور ہر ایک ہونٹ میں نصف دیت ہے اوپر والے کو نیچے والے پر کوئی فضیلت نہیں، حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ، سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ اور زہری رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ اوپر والے ہونٹ میں ثلث ۱/۳ دیت ہے اور نیچے والے ہونٹ میں ۲/۳ دو ثلث دیت ہے ابن المنذر رنے کہا: میں پہلے قول کا قائل ہوں، کیونکہ رسول اللہ سے مروی ہے فرمایا: ہونٹوں میں دیت ہے۔ (موطا امام مالک، کتاب العقول، صفحہ ۶۷۱)

نیز دونوں ہاتھوں میں دیت ہے اور ان کے منافع مختلف ہیں اور ہونٹوں میں سے جتنا کاٹا جائے گا اس کے حساب سے دیت ہوگی، رہی زبان تو نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے فرمایا زبان میں دیت ہے۔ (موطا امام مالک، کتاب العقول، صفحہ ۶۷۱)

اس قول پر اہل مدینہ، اہل کوفہ، اصحاب حدیث اہل الرائے رحمۃ اللہ علیہم میں سے اہل علم کا اجماع ہے، یہ ابن المنذر رنے کہا ہے۔

مسئلہ نمبر: (۲۰) اس شخص کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے جو کسی کی زبان پر جنایت کرتا ہے اور اس کی زبان میں سے کچھ کاٹ دیتا ہے اور اس کی وجہ سے وہ بعض کلام نہیں کر سکتا ہے، اکثر اہل علم نے کہا: اٹھائیس حروف ہیں جتنے وہ ادا نہیں کر سکتا اس کی مقدار کو دیکھا جائے گا اس کے مطابق دیت ہوگی، اگر وہ بالکل کلام نہیں کر سکتا تو اس میں مکمل دیت ہوگی، یہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، احمد رحمۃ اللہ علیہ اسحاق رحمۃ اللہ علیہ اور اصحاب الرائے رحمۃ اللہ علیہم کا قول ہے، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: زبان میں قصاص نہیں، کیونکہ قصاص کو پوری طرح حاصل کرنا ممکن نہیں اگر ممکن ہو تو قصاص اصل ہے۔

(احکام القرآن لابن العربی، جلد ۲ صفحہ ۶۳۰)

مسئلہ نمبر: (۲۱) گونگے کی زبان کاٹ دی گئی ہو تو اس میں اختلاف ہے، شعبی رحمۃ اللہ علیہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہما اہل مدینہ،

اہل عراق، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، ابوثور رحمۃ اللہ علیہ نعمان رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے ساتھیوں نے کہا: اس میں فیصلہ ہے۔
(احکام القرآن لابن العربی، جلد ۲، صفحہ ۶۳۰)

ابن المنذر نے کہا: اس میں دو قول ہیں۔ (۱) نخعی کا قول ہے کہ اس میں دیت ہے۔ (احکام القرآن لابن العربی، جلد ۲، صفحہ ۶۳۰)
(۲) قتادہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ اس میں دیت کا تہائی ہے۔ ابن المنذر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: پہلا قول اصح ہے، کیونکہ جو اس کے متعلق کہا گیا ہے وہ کم از کم ہے، ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: اللہ تعالیٰ نے بڑے بڑے اعضا کا ذکر فرمایا اور باقی کو ان پر قیاس کے لیے چھوڑ دیا، ہر عضو میں قصاص ہوتا ہے جب قصاص لینا ممکن ہو اور اس پر موت کا اندیشہ نہ ہو اسی طرح ہر عضو جس کی منفعت باطل ہو اور اس کی صورت باقی ہو تو اس میں قصاص نہیں ہے اس میں دیت ہے کیونکہ اس میں قصاص ممکن نہیں۔
(احکام القرآن لابن العربی، جلد ۲، صفحہ ۶۳۱)

مسئلہ نمبر: (۲۲) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (آیت) والجروح قصاص۔ زخموں میں قصاص ہے سورۃ البقرہ میں یہ گزر چکا ہے اس میں قصاص نہیں جب میں جسم کے ضیاع کا اندیشہ ہو اور جو قصاص تک نہ پہنچتا ہو مگر یہ کہ مارنے والا خطا کرے یا زیادتی یا کمی کر دے، جان بوجھ کر زخم لگانے کی وجہ سے قصاص ہوگا اگر ممکن ہو، یہ تمام قتل عمد میں ہے، رہا خطا تو اس میں دیت ہوتی ہے اسی طرح خطاء زخم لگا تو اس میں دیت ہوگی، صحیح مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ربیع رضی اللہ عنہ کی بہن اُم حارثہ نے ایک انسان کو زخمی کر دیا اور وہ جھگڑا نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قصاص ہوگا، قصاص ہوگا۔ اُم الربیع نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا فلانۃ سے قصاص لیا جائے گا؟ اللہ کی قسم ان سے قصاص نہیں لیا جائے گا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سبحان اللہ! اے اُم الربیع! کتاب اللہ کا حکم قصاص ہے۔ اُم الربیع نے کہا: نہیں اللہ کی قسم اس سے کبھی قصاص نہیں لیا جائے گا، وہ یہی کہتی رہی حتیٰ کہ انہوں نے دیت قبول کر لی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کے بندوں میں سے کچھ ایسے ہوتے ہیں اگر وہ اللہ کے بھروسہ پر قسم اٹھا دیں تو اللہ تعالیٰ اسے پورا فرما دیتا ہے۔
(صحیح مسلم، کتاب القسامہ، جلد ۲، صفحہ ۵۹)

میں کہتا ہوں: اس حدیث میں زخمی عورت جاریہ تھی اور زخم اس کے دانت کا توڑنا تھا، نسائی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ان کی پھوپھی نے جاریہ کا دانت توڑ دیا تو اللہ کے نبی نے قصاص کا فیصلہ کیا، ان کے بھائی انس بن نضر نے کہا: کیا فلانی کا دانت توڑا جائے گا؟ نہیں قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا اس کا دانت نہیں توڑا جائے گا فرمایا: پہلے اس کے اہل سے وہ عفو اور دیت کا سوال کر رہے تھے جب اس کے بھائی انس کے چچا نے قسم اٹھائی، جنگ احد میں یہ شہید ہوئے تھے تو قوم معاف کرنے پر راضی ہوگئی، نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کے بندوں میں کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں اگر وہ اللہ کے بھروسہ پر قسم اٹھائیں تو اللہ اسے پورا کر دیتا ہے۔ ابوداود نے اس کو تخریج کیا ہے میں نے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کو سنا ان سے پوچھا گیا: دانت کا کیسے قصاص لیا جائے گا؟ انہوں نے کہا: ٹھنڈا کیا جائے گا۔ (سنن ابی داود کتاب الدیات، جلد ۲، صفحہ ۲۷۵)
میں کہتا ہوں: دونوں حدیثوں میں تعارض نہیں ہے۔ کیونکہ ہو سکتا ہے ان میں سے ہر ایک نے قسم اٹھائی ہو اور اللہ نے ان کی

قسم پوری کی ہو، اس میں کرامات اولیاء کا ثبوت ہے جیسا کہ اس کا بیان حضرت خضر (علیہ السلام) کے واقعہ میں آئے گا ان شاء اللہ۔ ہم اللہ سے سوال کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اولیاء کی کرامات پر ایمان لانے پر ثابت رکھے اور بغیر محنت اور فتنہ ان کے لڑی میں پرو دے۔

مسئلہ نمبر: (۲۳) علماء کا اجماع ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد: (آیت) والسن بالسن ۔ یہ عمداً ہو تو پھر ہے، جس نے عمداً کسی کا دانت توڑ دیا تو حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث کے مطابق اس میں قصاص ہے۔ (صحیح بخاری کتاب الدیات، جلد ۲، صفحہ ۱۰۱۸)

باقی جسم کی ہڈیوں میں علماء کا اختلاف ہے جس وہ عمداً توڑی گئی ہو، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جسم کی تمام ہڈیوں میں قصاص ہے مگر جو نفس کو ضائع کر دے مثلاً ران، صلب، دماغ، کا زخم منقلہ (جو ہڈی منتقل کر دے) ہاشمہ (جو ہڈی توڑ دے) ان میں دیت ہے، کوفیوں نے کہا: سوائے دانت کے کسی ہڈی میں قصاص نہیں ہے جو توڑی جائے گی، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: (آیت) والسن بالسن ۔ یہ لیث رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: کبھی توڑنا، توڑنے کی طرح نہیں ہوسکتا پس یہ ممنوع ہے، طحاوی نے کہا: علماء کا اتفاق ہے کہ سر کی ہڈی میں قصاص نہیں ہے، اسی طرح تمام ہڈیوں میں قصاص نہیں ہے، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی حجت دانت میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے اسی طرح تمام ہڈیوں کا حکم ہے سوائے ایک ہڈی کے علماء کا اجماع ہے کہ اس میں قصاص نہیں ہے، کیونکہ اس میں نفس کے ضیاع کا اندیشہ ہے، ابن المنذر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: جس نے کہا: ہڈی میں قصاص نہیں وہ حدیث کی مخالفت کرنے والا ہے اور نظر کی طرف خروج خبر کے ہوتے ہوئے جائز نہیں۔

میں کہتا ہوں: اس پر (آیت) فمن اعتدی علیکم فاعتدوا علیه بمثل ما اعتدی علیکم (بقرہ: ۱۹۴) اور ارشاد: (آیت) وان عاقبتم فعاقبوا بمثل ما عوقبتم به ۔ (النحل: ۱۲۶) دلالت کرتا ہے اور جس پر علماء کا اجماع ہے وہ ان آیات میں داخل نہیں (وباللہ التوفیق)

مسئلہ نمبر: (۲۴) ابو عبید نے کہا: نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی موضحہ کے بارے میں حدیث ہے۔ (سنن ابن ماجہ، باب الموضحۃ، رقم الحدیث ۲۶۴۴، ضیاء القرآن پبلی کیشنز) اور دوسرے زخموں کے بارے میں غیر سے مروی ہے، اصمعی وغیرہ نے کہا: اس کی کلام کا بعض، بعض میں داخل ہے، زخموں میں سے پہلا حارصہ زخم ہے جو جلد کو تھوڑا سا چیر دیتا ہے، اسی سے ہے حرص القصار الثوب ہے جس کا معنی اس نے کپڑے کو چیر دیا اس کو الحرصہ بھی کہا جاتا ہے، پھر الباضعۃ ہے جو جلد کے بعد گوشت کو کاٹ دیتا ہے پھر المتلاحمۃ ہے جو صرف جلد میں لگتا ہے اور اس جھلی تک نہیں پہنچتا جو گوشت اور ہڈی کے درمیان ہوتی ہے واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: یہ ہمارے نزدیک الملطی ہے، دوسروں نے کہا: یہ الملطاۃ ہے فرمایا: یہ وہ ہے جس کے بارے میں حدیث ہے یقضی فی الملطاۃ بدمھا پھر الموضحۃ زخم ہے وہ یہ وہ زخم ہے جس سے ہڈی بھی ظاہر ہو جاتی ہے، ابو عبید نے کہا: زخموں میں قصاص نہیں ہے مگر صرف موضحہ میں، کیونکہ اس کے علاوہ کے لیے کوئی حد نہیں ہے، دوسرے زخموں میں دیت ہے پھر الہاشمۃ ہے جو ہڈی کو توڑ دیتا ہے پھر المنقلۃ ہے جو ہڈی کو توڑ دیتا ہے۔

پھر الآمۃ ہے اس کو المامومۃ بھی کہا جاتا ہے یہ وہ ہے جو دماغ تک پہنچتا ہے، ابوعبید نے کہا: یقضی فی الملطاۃ بدمھا جب زخم لگانے والا زخم لگائے گا تو اس پر زخمی کے لیے زخم لگانے کے وقت فیصلہ کیا جائے گا اور اس میں تاخیر نہیں کی جائے گی،

اور فرمایا: اور ہمارے نزدیک تمام زخموں میں تاخیر کی جائے گی حتیٰ کہ اس کے انجام کو دیکھا جائے گا پھر اس وقت اس میں حکم لگایا جائے گا، ابوعبید نے کہا: ہمارے نزدیک تمام زخموں میں تاخیر کی جائے گی، ہمیں ہشیم نے بتایا انہوں نے حصین سے روایت کیا فرمایا: حضرت عمر بن عبدالعزیز نے فرمایا: موضحہ سے جو کم زخم ہے وہ خدوش ہے اور اس میں صلح ہے۔

(السنن الکبریٰ للبیہقی، کتاب الدیات، جلد ۸، صفحہ ۸۳)

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: موضحہ سے کم میں قصاص نہیں ہے، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: موضحہ سے کم میں یعنی ملطی، دامیہ، باضعہ میں قصاص ہے اسی طرح کوفیوں نے کہا: اور انہوں نے سمحاق کا اضافہ کیا ہے، یہ ابن المنذر نے حکایت کیا ہے، ابوعبید نے کہا: الدامیۃ وہ زخم ہے، جس سے خون نکلے، الدامعہ وہ ہے جس سے خون بہے۔

موضحہ سے کم میں قصاص نہیں، جوہری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: دامیہ وہ زخم ہے جس سے خون نہیں بہتا۔ ہمارے علماء نے فرمایا: دامیہ وہ ہے جس سے خون بہتا ہے موضحہ کے بعد قصاص نہیں ہے ہاشمہ ہڈی نے لیے ہے اور منقلۃ میں خاص اختلاف ہے۔ الامہ جو دماغ تک پہنچتا ہے، دامغۃ جو دماغ کے پردے کو پھاڑنے والا ہے اور جسم کے ہاشمۃ زخم میں قصاص ہے مگر جو مخوف ہو جیسے ران وغیرہ کا زخم رہا، ہاشمۃ الراس (سر کا زخم) تو ابن القاسم نے کہا: اس میں قصاص نہیں ہے، رہے اطراف تو تمام جوڑوں میں قصاص ہے مگر ان میں سے جس سے نفس کے ضیاع کا خدشہ ہو، جوڑوں سے مراد ناک کی بنی کا بعض، کانوں کا بعض، ذکر کا بعض، پلکوں کا بعض، ہونٹوں کا بعض ہے، کیونکہ یہ تقدیر کو قبول کرتے ہیں۔

زبان کے بارے میں دو روایتیں ہیں، ہڈیوں کو توڑنے میں قصاص ہے مگر جو انسان کو تلف کرنے والی ہوں جیسے سینے گردن پیٹھ، ران وغیرہ کی ہڈیاں، بازو کی ہڈی توڑنے میں قصاص ہے، ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم نے اس شخص کی ران توڑنے کا فیصلہ فرمایا جس نے کسی کی ران توڑی تھی۔ عبدالعزیز بن عبداللہ بن خالد بن اسید نے مکہ میں اسی طرح کیا تھا، حضرت عمر بن عبدالعزیز سے مروی ہے کہ انہوں نے ایسا کیا تھا یہ امام مالک کا مذہب ہے جیسا کہ ہم نے ذکر کیا ہے، فرمایا علماء کے نزدیک اس پر اجماع ہے اور ہمارے شہروں میں اس شخص کے بارے میں معمول یہ ہے جو کسی کو مارتا ہے پھر ہاتھ اس کی ہڈی کو توڑ دیتا ہے تو اس سے قصاص لیا جائے گا۔

مسئلہ نمبر: (۲۵) علماء نے فرمایا: سر میں زخم اور بدن میں زخم جو ہوتے ہیں ان میں اہل علم کا اجماع ہے کہ موضحہ سے کم میں چٹی ہے جیسا کہ ابن المنذر نے ذکر کیا ہے اور اس چٹی میں اختلاف ہے۔ موضحہ سے جو کم زخم ہیں وہ پانچ ہیں: دامیہ، دامعۃ، باضعہ، متلاحمہ اور السحاق۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، احمد رحمۃ اللہ علیہ اور اسحاق رحمۃ اللہ علیہ اور اصحاب الرائے نے کہا: دامیۃ میں قاضی کا فیصلہ ہے اور باضعہ میں فیصلہ ہے اور متلاحمہ میں بھی فیصلہ ہے، عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرمایا: دامیۃ میں اونٹ ہے، باضعۃ میں دو اونٹ ہیں، متلاحمۃ میں تین اونٹ ہیں، سمحاق، میں چار

اونٹ ہیں، موضحہ میں پانچ اونٹ ہیں، ہاشمۃ میں دس اونٹ ہیں، منقلۃ میں پندرہ اونٹ ہیں، ماموۃ میں دیت کا تہائی ہے اور جو شخص جو کسی کو مارتا ہے حتیٰ کہ اس کی عقل ضائع ہو جائے تو اس میں پوری دیت ہے یا وہ اسے مارے حتیٰ کہ اس کے ناک سے آواز نکل جائے اور بات نہ سمجھا سکے تو اس میں پوری دیت ہوگی یا آنکھ کی پلکوں میں دیت کا چوتھائی ہے اور پستان کے منہ میں چوتھائی دیت ہے۔ (مصنف عبدالرزاق، کتاب العقول جلد ۹ صفحہ ۲۰۷)

ابن المنذر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: حضرت علی رضی اللہ عنہ سمحاق (وہ زخم جو ہڈی اور گوشت کے درمیانی جھلی تک پہنچ جائے) میں زید کے قول کی مثل مروی ہے۔

حضرت عمر اور حضرت عثمان سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا: ان میں موضحہ کا نصف ہے، حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ، عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ اور نخعی نے کہا: اس میں فیصلہ ہوگا۔ (مصنف عبدالرزاق، کتاب العقول جلد ۹ صفحہ ۲۰۷)

اسی طرح امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور احمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے، علماء کا اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے، کہ موضحہ میں پانچ اونٹ میں جیسا کہ عمرو بن حزم کی حدیث میں ہے اس میں موضحہ میں پانچ اونٹ ہیں، اور اہل علم کا اجماع ہے کہ موضحہ سر وہ چہرے میں ہوگا اور چہرے کے موضحہ کو سر کے موضحہ پر فضیلت میں اختلاف ہے۔

(مصنف عبدالرزاق، کتاب العقول جلد ۹ صفحہ ۲۰۷)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یہ دونوں برابر ہیں ان کے قول کے مطابق تابعین کی ایک جماعت نے کہا ہے اور یہی امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے، سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ سے چہرے کے موضحہ کی سر کے موضحہ پر دوگنا دیت مروی ہے، احمد نے کہا: چہرے کا موضحہ اس لائق ہے کہ اس میں زیادہ دیت رکھی جائے، امام مالک نے کہا: الماموہ، المنقلہ اور الموضحہ صرف سر اور چہرے میں ہوتے ہیں اور موموہ خاصہ سر میں ہوتا ہے جب وہ دماغ تک پہنچ جائے، فرمایا: موضحہ وہ ہوتا ہے جو سر کی کھوپڑی میں ہوتا ہے اور جو اس سے نیچے ہے وہ گردن سے ہے اور وہ موضحہ نہیں ہے، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ناک سر میں سے نہیں ہے اس میں موضحہ نہیں ہے اسی طرح نیچے جو تھوڑی پر زخم ہے اس میں موضحہ نہیں ہے، جو سر اور چہرہ کے علاوہ موضحہ ہے اس میں اختلاف ہے۔ اشہب اور ابن القاسم نے کہا: جس کے موضحہ، منقلہ، ماموۃ میں اجتہاد ہے اس میں مخصوص چٹی نہیں ہے، ابن المنذر ر۔ نے کہا: یہ امام مالک، ثوری رحمۃ اللہ علیہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ احمد رحمۃ اللہ علیہ اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے اور ہم بھی یہی کہتے ہیں، عطا خراسانی سے مروی ہے کہ موضحہ جب انسان کے جسم میں ہو تو اس میں پچیس دینار ہیں ابو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے اصحاب کا اتفاق ہے کہ جس نے کسی کو دو ماموہ اور دو موضحہ یا تین ماموۃ یا موضحات لگائے یا ایک ضرب میں اسے زیادہ زخم لگائے اگر وہ پھٹ کر ایک زخم بن گئے ہوں تو ان تمام میں ایک کامل دیت ہوگی رہا ہاشمۃ (زخم) ہمارے نزدیک اس میں دیت نہیں بلکہ فیصلہ ہے۔

ابن المنذر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: میں نے مدنی علماء کی کتب میں ہاشمۃ کا ذکر نہیں پایا بلکہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اس شخص کے بارے میں کہا جس نے کسی کا ناک توڑ دیا اگر وہ خطا تھا تو اس میں اجتہاد ہے، حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ہاشمۃ میں کوئی چیز مقرر

نہیں۔ ابوثور نے کہا: اگر ان میں اختلاف ہو تو اس میں فیصلہ ہے، ابن المنذر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: نظر اس پر دلالت کرتی ہے کیونکہ اس میں نہ سنت ہے اور نہ اجماع، قاضی ابوالولید الباجی نے کہا: اس میں وہی ہوگا جو موضحہ میں ہوتا ہے، اگر منقلہ بن جائے تو پندرہ اونٹ ہیں، اگر مامومہ بن جائے تو تہائی دیت ہے، ہم نے اکثر علماء کو پایا اور ہمیں اہل علم کی رائے پہنچی وہ ہاشمۃ میں دس اونٹ مقرر کرتے ہیں، ہم نے یہ قول حضرت زید بن ثابت سے روایت کیا۔ یہی قتادہ رحمۃ اللہ علیہ اور عبداللہ بن الحسن اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے، ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور اصحاب الرائے نے کہا: اس میں ہزار درہم ہے اور اس کی مراد دیت کا دسواں ہے، رہا منقلہ تو ابن المنذر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے فرمایا: منقلہ میں پندرہ اونٹ ہیں۔

(مصنف عبدالرزاق، کتاب العقول جلد ۹، صفحہ ۳۱۴)

اس قول پر علماء کا اجماع ہے، ابن المنذر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: اہل علم نے کہا: منقلہ وہ ہے جس سے ہڈیاں منتقل ہو جاتی ہیں، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، احمد اور اصحاب الرائے نے کہا یہی قتادہ رحمۃ اللہ علیہ اور ابن شبرمہ کا قول ہے کہ منقلہ میں قصاص نہیں ہے، ہم نے حضرت ابن زبیر سے روایت کیا، ان سے ثابت نہیں ہے، کہ انہوں نے منقلہ کا قصاص لیا، ابن المنذر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: پہلا قول اولی ہے، کیونکہ میں کسی ایک کو نہیں جانتا جو اس میں مخالفت کرتا ہو۔ رہا مامومۃ تو ابن المنذر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے فرمایا: مامومۃ میں دیت کا تہائی ہے۔

(موطا امام مالک، کتاب العقول صفحہ ۶۶۶)

اس پر علماء کا اجماع ہے سوائے مکحول کے کسی کو نہیں جانتا جس نے اس میں مخالفت کی ہو، مکحول نے کہا: جب مامومۃ عمداً ہو تو اس میں دو تہائی دیت ہے، جب خطا ہو تو اس میں ایک تہائی دیت ہے، یہ شاذ قول ہے، میں بھی پہلے قول کے مطابق کہتا ہوں: مامومۃ میں قصاص کے بارے میں اختلاف ہے اکثر اہل علم نے فرمایا: اس میں قصاص نہیں ہے، حضرت ابن زبیر سے مروی ہے کہ انہوں نے مامومۃ کا قصاص لیا تو لوگوں نے اس پر انکار کیا، عطا نے کہا: ہم نے کوئی ایسا آدمی نہیں جانا جس نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے پہلے قصاص لیا ہو، رہا جائفہ تو اس میں دیت کا تہائی ہے جیسا کہ عمرو بن حزم کی حدیث ہے اس میں کسی کا اختلاف نہیں سوائے اس روایت کے جو مکحول سے مروی ہے انہوں نے کہا: جب یہ عمداً ہو تو اس میں دو تہائی دیت ہے، اگر خطا ہو تو ایک تہائی دیت ہے، جائفہ وہ ہے جو جوف تک پھٹ جائے اگر چہ سوئے کے داخل ہونے جتنا ہو اگر دو جہتوں سے آر پار ہو جائے تو وہ دو جائفے شمار ہوں گے اس میں دو تہائی دیت ہے، اشہب نے کہا: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آر پار ہونے والے جائفہ کی دیت، دو جائفہ کے برابر فرمائی، عطا، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور اصحاب الرائے کہتے ہیں: جائفہ میں قصاص نہیں ہے، ابن المنذر نے کہا: میں بھی یہی کہتا ہوں۔

مسئلہ نمبر: (۲۶) اللطمہ (طمانچہ) اور اس کے مشابہ کے قصاص کے بارے اختلاف ہے، بخاری نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما اور حضرت سوید بن مقرن رضوان اللہ علیہم اجمعین سے روایت کیا ہے کہ انہوں طمانچہ کا قصاص لیا۔ (صحیح بخاری، کتاب الدیات، جلد ۲، صفحہ ۱۰۱۸)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت خالد بن ولید سے اسی کی مثل مروی ہے، یہ شعبی رحمۃ اللہ علیہ اور اہل حدیث کی جماعت کا قول ہے، لیث نے کہا: اگر طمانچہ آنکھ میں ہو تو اس میں قصاص نہیں کیونکہ آنکھ کے ضیاع کا اندیشہ ہے اور سلطان اس کو سزا دے، اگر رخسار پر ہو تو اس میں قصاص ہے، ایک طائفہ نے کہا: طمانچہ میں قصاص نہیں ہے حسن اور قتادہ سے یہ مروی ہے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، کوفیوں اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا یہی قول ہے، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے حجت پکڑتے ہوئے کہا: مریض، کمزور کا طمانچہ قوی کے طمانچہ کی طرح نہیں ہے۔ کالے غلام کو ایک عظیم شخص کی مثل طمانچہ نہیں مارا جائے گا، ان میں اجتہاد ہے، کیونکہ ہم طمانچہ کی مقدار سے ناواقف ہیں۔

مسئلہ نمبر: (۲۷) کوڑے مارنے کی وجہ سے قصاص میں اختلاف ہے لیث اور حسن نے کہا: اس سے قصاص لیا جائے گا اور تعدی کے لیے اس پر زیادہ بھی کیا جائے گا، ابن القاسم نے کہا: اس سے قصاص لیا جائے گا اور کوفیوں اور امام شافعی کے نزدیک قصاص نہیں لیا جائے گا مگر یہ کہ وہ اسے زخمی کر دے،، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اگر کوڑے نے زخمی کر دیا تو اس میں فیصلہ ہوگا، ابن المنذر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: کوڑے یا لاٹھی یا پتھر میں سے جو لگا اور وہ عمداً تھا تو اس میں قصاص ہے، یہ اصحاب الحدیث کی ایک جماعت کا قول ہے، بخاری میں ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے درہ مارنے کی وجہ سے قصاص لیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تین کوڑوں کی وجہ قصاص لیا شریح نے کوڑے اور خموش (خراش) کی وجہ سے قصاص لیا۔ (صحیح بخاری، کتاب الدیات، جلد ۲، صفحہ ۱۰۱۸)

ابن بطال نے کہا: نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے گھر والوں کو دوائی پلانے کی حدیث اس کے لیے حجت ہے جس نے کہا: ہر تکلیف میں قصاص ہے اگرچہ زخمی نہ بھی ہو۔

مسئلہ نمبر: (۲۸) عورتوں کے زخموں کی دیت میں اختلاف ہے، موطا میں ہے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے یحییٰ بن سعید سے انہوں نے سعید بن مسیب سے روایت کیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں: مرد کی دیت کے تہائی تک تو عورت کی دیت برابر ہے عورت کی انگلی، مرد کی انگلی کی طرح ہے، اور اس کا دانت مرد کے دانت کی طرح ہے، اس کا موضحہ، مرد کے موضحہ کی طرح ہے، اس کا منقلہ مرد کے منقلہ کی طرح ہے۔ (موطا امام مالک، کتاب العقول، صفحہ ۶۷)

ابن بکیر نے کہا: امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: جب کوئی ایسی جنایت عورت پر کی جائے جو مرد کی دیت کی تہائی تک پہنچ جائے تو وہ مرد کی دیت سے نصف ہوگی۔ (موطا امام مالک، کتاب العقول، صفحہ ۶۷)

ابن المنذر نے کہا: ہم نے یہ قول حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، اور سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ، عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ حضرت عروہ بن زبیر، زہری، قتادہ، ابن ہرمز، امام مالک، امام احمد بن حنبل، عبد الملک بن الماجشون رحمۃ اللہ علیہم کا بھی یہی قول ہے، ایک جماعت نے کہا: عورت کی دیت مرد کی دیت سے نصف ہے خواہ وہ زیادہ ہو یا کم ہو، ہم نے یہ قول حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ (موطا امام مالک، کتاب العقول، صفحہ ۶۷)

ثوری، شافعی، ابوثور، نعمان رحمۃ اللہ علیہم اور ان کے شاگردوں نے بھی یہی کہا ہے انہوں نے یہ حجت پکڑی ہے کہ کثیر دیت پر جب اجماع ہے تو قلیل بھی اس کی مثل ہے ہم بھی یہی کہتے ہیں۔

مسئلہ نمبر: (۲۹) قاضی عبدالوہاب نے کہا ہر وہ عضو جس میں صرف جمال ہے منفعت کوئی نہیں ہے تو اس میں فیصلہ ہوگا جیسے ابرو، داڑھی، کے بالوں کا ضائع کر دینا، سر کے بالوں کو ضائع کر دینا، مرد کے پستان وغیرہ، اور فیصلہ کا طریقہ یہ ہوگا کہ جس پر جنایت کی گئی ہے اس کی قیمت لگائی جائے گی قیمت میں سے جتنی کم ہوگی وہ دیت کی جزا ہوگی خواہ وہ کہیں تک پہنچ جائے، یہ ابن المنذر رحمۃ اللہ علیہ نے اہل علم سے حکایت کیا ہے فرمایا: اس میں اہل معرفت میں سے دو ثقہ آدمیوں کا قول قبول کیا جائے گا بعض علماء نے فرمایا: ایک عادل شخص کا قول قبول کیا جائے گا واللہ سبحانہ اللہ تعالیٰ علم۔

یہ زخمیوں اور اعضاء کے تمام احکام تھے جو اس آیت کے معنی کے ضمن میں تھے، اکتفا کرنے والے کے لیے یہ کافی ہیں اللہ تعالیٰ ہدایت کی توفیق دینے والا ہے۔

مسئلہ نمبر: (۳۰) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (آیت) فمن تصدق به فهو كفارة له ۔ شرط اور جواب شرط ہے یعنی جس نے قصاص کو معاف کر دیا تو وہ اس کے لیے کفارہ ہوگا، یعنی معاف کرنے والے کے لی۔ (زادالمسیر، جلد۲، صفحہ ۲۱۸)

بعض علماء نے فرمایا: زخمی کرنے والے کے لیے کفارہ ہوگا اور اس سے آخرت میں جنایت کا مواخذہ نہ ہوگا، کیونکہ وہ اس مقام پر کھڑا ہوگا کہ اس سے حق لیا جائے گا اور اس پر معاف کرنے والے کا اجر ہوگا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ دو قول ذکر کیے ہیں: پہلا قول اکثر صحابہ اور بعد والے لوگوں کا ہے۔ دوسرا قول حضرت ابن عباس اور مجاہد سے مروی ہے اور ابراہیم نخعی اور شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے اس کے خلاف مروی ہے، پہلا قول اظہر ہے، کیونکہ ضمیر عائد مذکور کی طرف لوٹتی ہے اور وہ من ہے۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے جس مسلمان کو جسم میں کوئی تکلیف پہنچتی ہے پھر وہ اسے معاف کر دیتا تو اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کا ایک درجہ بلند کرتا اور ایک گناہ معاف کر دیتا ہے۔ (جامع ترمذی کتاب الدیات جلد ا صفحہ ۱۶۷)

ابن عربی نے کہا: جو کہتا ہے جب مجروح (زخمی) زخمی کرنے والے کو معاف کر دے گا تو اللہ تعالیٰ اسے معاف کر دے گا اس پر کوئی دلیل قائم نہیں، پس اس کا کوئی معنی نہیں۔ (احکام القرآن لابن العربی، جلد۲، صفحہ ۶۳۲)

باب الْاَمْرِ بِالْعَفْوِ عَنِ الْقِصَاصِ .

یہ باب ہے کہ قصاص کو معاف کرنے کا حکم

4797 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ - وَهُوَ ابْنُ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْمُزَنِيُّ - عَنْ عَطَاءِ بْنِ اَبِيْ مَيْمُوْنَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ اُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ قِصَاصٍ فَاَمَرَ فِيْهِ بِالْعَفْوِ .

☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں قصاص کا مقدمہ لایا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس

4797-اخرجه ابو داؤد في الديات، باب الامام يامر بالعفو في الدم (الحديث 4497) واخرجه النسائي في القسامة، الامر بالعفو عن القصاص (الحديث 4797) و اخرجه ابن ماجه في الديات، باب العفو في القصاص (الحديث 2692) . تحفة الاشراف (1095) .

بارے میں معاف کرنے کی ہدایت کی۔

4798 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ وَّبَهْزُ بْنُ اَسَدٍ وَّعَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالُوْا حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بَكْرٍ الْمُزَنِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَطَاءُ بْنُ اَبِي مَيْمُوْنَةَ وَلَا اَعْلَمُهُ اِلَّا عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ مَا اُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ شَيْءٍ فِيْهِ قِصَاصٌ اِلَّا اَمَرَ فِيْهِ بِالْعَفْوِ.

☆☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جب بھی کوئی ایسا مقدمہ لایا جاتا جس میں قصاص لازم ہوتا' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس میں معاف کرنے کی ہدایت کی۔

شرح

(۱) عبدالرزاق اور ابن جریر نے قتادہ رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ لفظ آیت **ولکم فی القصاص حیوۃ** سے مراد ہے کہ اس میں تمہارے لئے نصیحت اور سزا ہے جب اس ظالم کو قصاص کا تصور ذہن میں آئے گا تو وہ قتل سے رک جائے گا۔

(۲) عبد بن حمید نے قتادہ رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ اللہ تعالیٰ نے اس قصاص کو زندگی اور عزت بنایا عقل والوں کے لئے اور اس میں نصیحت ہے جاہلوں اور بے وقوفوں کے لئے کتنے آدمی ہیں جو قتل کا ارادہ کرتے ہیں اگر قصاص کا ڈر نہ ہوتا تو وہ اس (کام) میں واقع ہو جاتے لیکن اللہ تعالیٰ نے اس قصاص کے ذریعہ بعض کو بعض کے قتل سے روک دیا ہے اپنے بندوں کو اور جو کچھ اللہ تعالیٰ حکم فرماتے ہیں اس میں انسان کے لئے دنیا میں اور آخرت میں اصلاح ہوتی ہے اور جس کام سے اللہ تعالیٰ روکتے ہیں اس میں فساد ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ خوب جانتے ہیں اس چیز کو جس سے ان کی مخلوق کی اصلاح ہوتی ہے۔

(۳) ابن جریر نے سدی رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ لفظ آیت **ولکم فی القصاص حیوۃ** سے مراد ہے کہ قصاص میں حیات ہے کیونکہ مقتول کے بدلے صرف قاتل ہی قتل ہوگا (کوئی اور نفس قتل نہیں ہوگا)۔

(۴) سفیان بن شیبہ نے مجاہد رحمہ اللہ سے لفظ آیت **ولکم فی القصاص حیوۃ** سے مراد ہے کہ قصاص میں زندگی اس طرح سے ہے کہ ان کے بعض بعض کو قصاص کی وجہ سے روکتے ہیں۔

قصاص انسانی حیات کا ذریعہ ہے

(۵) ابن ابی حاتم نے سعید بن جبیر رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ لفظ آیت **ولکم فی القصاص حیوۃ یاولی الالباب** سے مراد ہے کہ جس شخص میں سمجھ اور عقل ہے تو وہ قصاص کو یاد کرتا ہے اور قصاص کے خوف سے قتل کرنے سے رک جاتا ہے۔ لفظ آیت **لعلکم تتقون** تاکہ تم (ناحق) خون (بہانے) سے بچ جاؤ قصاص کے خوف سے۔

(۶) عبد بن حمید، ابن ابی حاتم نے ابوالجوزاء رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ انہوں نے اس طرح پڑھا لفظ آیت **ولکم فی القصاص حیوۃ** یعنی قرآن کے حصے (جو تمہارے لئے عزت ہیں اور تمہارے لئے زندگی کا باعث ہیں)۔

(۷) امام آدم اور بیہقی نے اپنی سنن میں ابوالعالیہ رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ لفظ آیت **فمن اعتدی** سے مراد ہے دیت

4798-تقدم (الحديث 4797) .

لینے کے بعد قتل کر دینا لفظ آیت ذلك تخفیف من ربكم ورحمة جب تم کو دیت دے دی گئی اور وہ تورات والوں کے لئے حلال نہیں تھی ان کے لئے قصاص تھا یا معاف کر دینا اور انجیل والوں کے لئے معاف کر دینا تھا اور اس کے علاوہ کچھ نہ تھا پس اللہ تعالیٰ نے اس امت کے لئے قصاص دیت اور معاف کر دینا (تینوں احکام) مقرر فرما دیئے۔ لفظ آیت ولكم في القصاص حيوة یعنی اللہ تعالیٰ نے قصاص کو زندگی فرمایا ہے کتنے آدمی ہیں جو قتل کرنے کا ارادہ کرتے ہیں مگر ان کو (قصاص میں) قتل ہو جانے کا خوف (اس کام سے) روک دیتا ہے۔ (تفسیر درمنثور، سورہ بقرہ، بیروت)

باب هَلْ يُؤْخَذُ مِنْ قَاتِلِ الْعَمْدِ الدِّيَةَ اِذَا عَفَا وَلِيُّ الْمَقْتُولِ عَنِ الْقَوَدِ .

یہ باب ہے کہ کیا قتل عمد کرنے والے شخص سے دیت وصول کی جائے گی؟ اگر مقتول کا ولی قصاص کو معاف کر دیتا ہے

4799 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَشْعَثَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُسْهِرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ - وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَمَاعَةَ - قَالَ اَنْبَاَنَا الْاَوْزَاعِيُّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ قُتِلَ لَهٗ قَتِيْلٌ فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ اِمَّا اَنْ يُقَادَ وَاِمَّا اَنْ يُفْدٰى" .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

"جس شخص کا کوئی عزیز قتل ہو جائے تو اُسے دو میں سے ایک بات کا اختیار ہوتا ہے یا وہ قصاص لے یا دیت وصول کر لے"۔

دیت کے معنی ومفہوم واحکام کا بیان

دیات جمع ہے دیت کی جس کے معنی ہیں "مالی معاوضہ" گویا "دیت" اس مال کو کہتے ہیں جو جان کو ختم کرنے یا کسی شخص کے جسمانی اعضاء کو ناقص (مجروح) کرنے کے بدلہ میں دیا جاتا ہے! عنوان میں جمع کا لفظ "دیات" دیت کی انواع (قسموں) کے اعتبار سے لایا گیا ہے اس سے یہ اظہار مقصود ہے کہ دیت کی مختلف قسمیں ہیں مثلاً ایک دیت تو وہ ہوتی ہے جو کسی کو جان سے مار ڈالنے کے بدلہ میں دی جاتی ہے اور ایک دیت وہ ہوتی ہے جو اعضاء کے نقصان کے بدلے میں دی جاتی ہے۔ پھر نوعیت وحیثیت کے اعتبار سے بھی دیت دو طرح کی ہوتی ہے ایک تو مغلظہ کہلاتی ہے اور دوسری کو مخففہ کہتے ہیں۔ دیت مغلظہ تو یہ ہے کہ چار طرح کی سو اونٹنیاں ہوں یعنی پچیس بنت مخاض (جو ایک سال کی ہو کر دوسرے سال میں لگی ہو) پچیس بنت لبون (جو دو سال میں لگی

4799-اخرجه البخاري في اللقطة، باب كيف تعرف لقطة اهل مكة (الحديث 2434) مطولاً . واخرجه مسلم في الحج، باب تحريم مكة و صيدها و خلاها و شجرها و لقطتها الا المنشد على الدوام (الحديث 448) مطولاً واخرجه ابو داؤد في الديات، باب ولي العمد يرضى بالدية (الحديث 4505) مطولاً و اخرجه الترمذي في السير، باب ما جاء في حكم ولي القتيل في القصاص والعفو (الحديث 1405) مطولاً و اخرجه النسائي في القسامة، هل يوخذ من قاتل الدية اذا عفا ولي المقتول عن القود (الحديث 4800 و 4801) و اخرجه ابن ماجه في الديات، باب من قتل له قتيل فهو بالخيار بين احدى ثلاث (الحديث 2624) . و الحديث عند: ابي داؤد في المناسك، باب تحريم حرم مكة (الحديث 2017) . ولي العلم، باب في كتاب العلم (الحديث 3649 و 3650) و الترمذي في العلم، باب ما جاء في الرخصة فيه (الحديث 2667) . تحفة الاشراف (15383 و 19588) .

ہوں) پچیس حقہ (جو تین سال کی ہوکر چوتھے سال میں لگی ہوں) اور پچیس جذعہ (جو چار سال کی ہوکر پانچویں سال میں لگی ہوں) یہ تفصیل حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت ابو یوسف کے مسلک کے مطابق ہے۔

حضرت امام شافعی اور حضرت امام محمد کے نزدیک دیت مغلظہ یہ ہے کہ تین طرح کی اونٹنیاں ہوں یعنی تیس حقہ، تیس جذعہ اور چالیس مثنہ (جو پانچ سال کی ہوکر چھٹے سال میں لگی ہوں) اور سب حاملہ ہوں۔ دیت مغلظہ اس شخص پر واجب ہوتی ہے جو قتل شبہ عمد کا مرتکب پایا گیا ہو۔ دیت مخففہ یہ ہے کہ اگر سونے کی قسم سے دیت دی جائے تو اس کی مقدار ایک ہزار دینار (اشرفی) ہے اور اگر چاندی کی قسم سے دی جائے تو دس ہزار درہم دیئے جائیں گے اور اگر اونٹ کی قسم سے دیئے تو پانچ طرح کے سو اونٹ دینے ہوں گے یعنی بیس ابن مخاض (وہ اونٹ جو ایک سال کی ہوکر دوسرے سال میں لگے ہوں) بیس بنت مخاض، بیس بنت لبون، بیس جذعہ دیت مخففہ اس شخص پر واجب ہوتی ہے جو قتل خطاء یا قتل جاری مجری خطا اور یا قتل تسبیب کا مرتکب پایا گیا ہو۔

4800 – اَخْبَرَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيدِ بْنِ مَزْيَدَ قَالَ اَخْبَرَنِىْ اَبِىْ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِىُّ قَالَ حَدَّثَنِىْ يَحْيَى بْنُ اَبِىْ كَثِيرٍ قَالَ حَدَّثَنِىْ اَبُوْ سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ قُتِلَ لَهُ قَتِيلٌ فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ اِمَّا اَنْ يُقَادَ وَاِمَّا اَنْ يُفْدٰى".

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''جس شخص کا کوئی عزیز قتل ہو جائے' تو اُسے دو میں سے ایک بات کا اختیار ہوتا ہے' یا اُسے قصاص دلوا دیا جائے' یا اُسے دیت دی جائے''۔

4801 – اَخْبَرَنَا } اَحْمَدُ بْنُ { اِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ عَائِذٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى - هُوَ ابْنُ حَمْزَةَ - قَالَ حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِىُّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اَبِىْ كَثِيرٍ قَالَ حَدَّثَنِىْ اَبُوْ سَلَمَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ قُتِلَ لَهُ قَتِيلٌ". مُرْسَلٌ.

☆☆ حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''جس شخص کا کوئی عزیز قتل ہو جائے'' (اُس کے بعد حسب سابق روایت ہے)۔

(امام نسائی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:) یہ روایت مرسل ہے۔

باب عَفْوِ النِّسَآءِ عَنِ الدَّمِ

یہ باب ہے کہ خواتین کا خون (یعنی قصاص معاف کرنا)

4802 – اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ عَنِ الْاَوْزَاعِىِّ قَالَ حَدَّثَنِىْ حِصْنٌ قَالَ حَدَّثَنِىْ اَبُوْ

4800-تقدم (الحديث 4799).

4801-تقدم (الحديث 4799).

4802-اخرجه ابو داؤد في الديات، باب عفو النساء عن الدم (الحديث 4538). تحفة الاشراف (17706).

سَلَمَةَ ح وَاَنْبَاَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي حِصْنٌ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا سَلَمَةَ يُحَدِّثُ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "وَعَلَى الْمُقْتَتِلِينَ اَنْ يَنْحَجِزُوا الْاَوَّلَ فَالْاَوَّلَ وَاِنْ كَانَتِ امْرَاَةً" .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

"مقتول کے ورثاء کو چاہیے کہ وہ قصاص لینے سے باز آ جائیں' اُس کے ورثاء میں سے درجہ بدرجہ سب کا حق ہوگا' اگرچہ درمیان میں کوئی عورت ہو (یعنی اگر کوئی عورت قصاص معاف کر دیتی ہے' تو وہ قصاص لینے سے رُک جائیں گے)"۔

باب مَنْ قُتِلَ بِحَجَرٍ اَوْ سَوْطٍ .

یہ باب ہے کہ جس شخص کو پتھر یا لاٹھی کے ذریعے قتل کیا گیا ہو

4803 - اَخْبَرَنَا هِلَالُ بْنُ الْعَلَاءِ بْنِ هِلَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ اَنْبَاَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ كَثِيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ قُتِلَ فِي عِمِّيَا اَوْ رِمِّيَا تَكُوْنُ بَيْنَهُمْ بِحَجَرٍ اَوْ سَوْطٍ اَوْ بِعَصًا فَعَقْلُهُ عَقْلُ خَطَاٍ وَّمَنْ قَتَلَ عَمْدًا فَقَوَدُ يَدِهِ فَمَنْ حَالَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ لَا يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَّلَا عَدْلٌ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

"جس شخص کو لڑائی کے دوران اندھا دھند پتھر' لاٹھی مار کر قتل کر دیا جائے (اور اُس کا قاتل متعین نہ ہو سکتا ہو) تو اُس کی دیت' قتل خطا کی دیت ہوگی اور جو شخص جان بوجھ کر قتل کرتا ہے' اُس سے قصاص لیا جائے گا' جو شخص اُس کے اور قصاص کے درمیان حائل ہونے کی کوشش کرے گا' اُس پر اللہ تعالیٰ' فرشتوں اور تمام لوگوں کی طرف سے لعنت ہوگی' اور ایسے شخص کی کوئی فرض یا نفل عبادت قبول نہیں ہوگی"۔

4804 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ كَثِيْرٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ يَرْفَعُهُ قَالَ "مَنْ قُتِلَ فِي عِمِّيَّةٍ اَوْ رِمِّيَّةٍ بِحَجَرٍ اَوْ سَوْطٍ اَوْ عَصًا فَعَقْلُهُ عَقْلُ الْخَطَاِ وَمَنْ قُتِلَ عَمْدًا فَهُوَ قَوَدٌ وَّمَنْ حَالَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْهُ صَرْفًا وَّلَا عَدْلًا" .

4803-اخرجه ابو داؤد في الديات، باب من قتل في عمياء بين قوم (الحديث 4539) مرسلاً، و (الحديث 4540)، و باب فيمن قتل في عميا بين قوم (الحديث 4591) واخرجه النسائي في القسامة، باب من قتل بحجر او سوط (الحديث 4804) واخرجه ابن ماجه في الديات، باب من حال بين ولي المقتول و بين القود او الدية (الحديث 2635) . تحفة الاشراف (5739) .

4804-تقدم (الحديث 4803) .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما مرفوع حدیث کے طور پر یہ بات نقل کرتے ہیں: جس شخص کولڑائی کے دوران اندھا دھند طریقے سے پتھر یا لاٹھی یا عصا کے ذریعے قتل کر دیا جائے اور اُس کے قاتل کا پتہ نہ چل سکے تو اُس کی دیت قتل خطا کی دیت ہو گی اور جس شخص کو عمداً قتل کیا جائے' اُس کا قصاص ہو گا' جو شخص قصاص میں رکاوٹ بننے کی کوشش کرے گا' اُسے اللہ تعالیٰ اُس کے فرشتوں اور تمام لوگوں کی طرف سے لعنت ہو گی' اللہ تعالیٰ اُس شخص کی کوئی فرض یا نفل عبادت قبول نہیں کرے گا۔

باب كَمْ دِيَةُ شِبْهِ الْعَمْدِ وَذِكْرِ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى اَيُّوْبَ فِيْ حَدِيْثِ الْقَاسِمِ بْنِ رَبِيْعَةَ فِيْهِ .

شبہ عمد کی دیت کتنی ہو گی؟

اس بارے میں قاسم بن ربیعہ کی نقل کردہ روایت میں ایوب نامی راوی سے نقل ہونے والے اختلاف کا تذکرہ

4805 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَيُّوْبَ السَّخْتِيَانِيِّ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ رَبِيْعَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "قَتِيلُ الْخَطَاِ شِبْهِ الْعَمْدِ بِالسَّوْطِ اَوِ الْعَصَا مِائَةٌ مِّنَ الْاِبِلِ اَرْبَعُوْنَ مِنْهَا فِيْ بُطُوْنِهَا اَوْلَادُهَا" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''ایسا مقتول' جسے سوٹی یا عصا کے ساتھ خطا کے طور پر اس طرح قتل کیا گیا ہو' جو عمد کے ساتھ مشابہت رکھتا ہو' اس کی دیت ایک سو اونٹ ہوں گے' جن میں سے چالیس اونٹنیاں حاملہ ہوں گی''۔

4806 - اَخْبَرَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ اَيُّوْبَ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ رَبِيْعَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ يَوْمَ الْفَتْحِ . مُرْسَلٌ .

☆☆ حضرت قاسم بن ربیعہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: فتح مکہ کے موقع پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا (اُس کے بعد حسب سابق حدیث ہے)۔

(امام نسائی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:) یہ روایت مرسل ہے۔

پتھر کے ذریعے قتل کرنے پر وجوب قصاص میں مذاہب اربعہ

حضرت انس کہتے ہیں کہ ایک یہودی نے ایک لڑکی کا سر دو پتھروں کے درمیان کچل ڈالا (یعنی ایک پتھر پر اس کا سر رکھ کر دوسرے پتھر سے اس پر ضرب ماری) چنانچہ (جب لڑکی کا نزاعی بیان لیا گیا تو) اس سے پوچھا گیا کہ تمہارے ساتھ کس نے یہ معاملہ کیا ہے، کیا فلاں شخص نے؟ کیا فلاں شخص نے؟ (یعنی جن جن لوگوں پر شبہ تھا ان کا نام لیا گیا یہاں تک کہ جب اس یہودی کا

4805-اخرجه النسائي في القسامة، كم دية شبه العمد و ذكر الاختلاف على ايوب في حديث القاسم بن ربيعة فيه (الحديث 4806) مرسلا. واخرجه ابن ماجه في الديات باب دية شبه العمد مغلظة (الحديث 2627) . تحفة الاشراف (8911 و 19194) .

4806-تقدم (الحديث 4805) .

نام لیا گیا تو لڑکی نے اپنے سر کے اشارے سے بتایا کہ ہاں اس نے ایسا کیا ہے۔

پھر اس یہودی کو حاضر کیا گیا اور اس نے اپنے جرم کا اقرار کیا، لہٰذا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح اس یہودی کا سر کچلنے کا حکم فرمایا اور اس کا سر پتھروں سے کچلا گیا۔" (بخاری ومسلم، مشکوۃ المصابیح، جلد سوم: رقم الحدیث، 628)

بظاہر یہ مفہوم معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح اس یہودی نے لڑکی کا سر دو پتھروں کے درمیان کچلا تھا اسی طرح اس یہودی کا بھی دو پتھروں کے درمیان کچلا گیا ہو، یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ جس طرح اگر کوئی عورت کسی مرد کو قتل کر دے تو مقتول مرد کے بدلے میں اس عورت کو قتل کیا جا سکتا ہے، اسی طرح مقتول عورت کے بدلے میں اس کے مرد قاتل کو بھی قتل کیا جا سکتا ہے۔ چنانچہ اکثر علماء کا یہی قول ہے، نیز یہ حدیث اس امر پر بھی دلالت ہے کہ ایسے بھاری پتھر سے کسی کو ہلاک کر دینا جس کی ضرب سے عام طور پر ہلاکت واقع ہو جاتی ہو، قصاص کا موجب ہے۔ چنانچہ اکثر علماء اور تینوں ائمہ کا یہی قول ہے لیکن امام اعظم ابوحنیفہ کا مسلک یہ ہے کہ اگر پتھر کی ضرب سے ہلاکت واقع ہو جائے تو اس کی وجہ سے قصاص لازم نہیں ہوتا۔ وہ فرماتے ہیں کہ جہاں تک اس یہودی سے قصاص لینے کا سوال ہے تو اس کا تعلق سیاسی اور وقتی مصالحت سے تھا۔

لاٹھی سے قتل کرنے کے سبب وجوب دیت کا بیان

حضرت عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے روز خطبہ دیا اور تین مرتبہ اللہ اکبر کہا پھر فرمایا کہ اللہ کے علاوہ کوئی بندگی کے لائق نہیں اس نے اپنا وعدہ سچ کر فرمایا اور اپنے بندے کی مدد فرمائی اور اس اکیلے نے تمام لشکروں کو ہزیمت سے دوچار کیا راوی کہتے ہیں کہ میں نے یہاں تک حفظ کیا تھا مسدد سے پھر دونوں راوی متفق ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ آگاہ رہو، ہر وہ فضیلت اور ترجیح دور جاہلیت میں خون یا مال کی ذکر کی جاتی تھیں اور ان کا دعویٰ کیا جاتا تھا وہ سب میرے دونوں قدموں کے نیچے ہیں سوائے اس فضیلت کے جو حجاج کو پانی پلانے اور بیت اللہ کی خدمت کی تھی، پھر فرمایا کہ آگاہ رہو بے شک قتل خطاء کی دیت قتل شبہ عمد کے برابر ہوگی جبکہ کوڑے اور لاٹھی سے قتل ہو وہ دیت سو اونٹ ہیں ان میں چالیس اونٹنیاں وہ ہوں گی جن کے پیٹوں میں بچے ہوں مسدد کی حدیث زیادہ مکمل ہے۔ (سنن ابوداؤد: جلد سوم: رقم الحدیث، 1144)

باب ذِكْرِ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى خَالِدِ الْحَذَّاءِ

خالد حذاء سے نقل ہونے والے اختلاف کا تذکرہ

4807 - اَخْبَرَنِىْ يَحْيَى بْنُ حَبِيْبِ بْنِ عَرَبِيٍّ قَالَ اَنْبَاَنَا حَمَّادٌ عَنْ خَالِدٍ - يَعْنِى الْحَذَّاءَ - عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ رَبِيْعَةَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ اَوْسٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اَلَا وَاِنَّ قَتِيْلَ الْخَطَاِ شِبْهِ الْعَمْدِ مَا كَانَ بِالسَّوْطِ وَالْعَصَا مِائَةٌ مِّنَ الْاِبِلِ اَرْبَعُوْنَ فِىْ بُطُوْنِهَا اَوْلَادُهَا" .

4807-اخرجه ابو داؤد في الديات، باب في دية الخطاشبه العمد (الحديث 4547 و 4548) مطولًا و اخرجه النسائي في القسامة، ذكر الاختلاف على خالد الحذاء (الحديث 4808)، و (الحديث 4809) مرسلًا، و (الحديث 4810 و 4811 و 4812)، و (الحديث 4814) مرسلًا . و اخرجه ابن ماجه في الديات، باب دية شبة العمد مغلظة (الحديث 2627م) . تحفة الاشراف (8889 و 19100) .

☆☆ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''یاد رکھنا! ڈنڈے یا لاٹھی کے ذریعے خطاء شبہ عمد کے مقتول کی دیت ایک سو اونٹ ہوگی' جس میں چالیس اونٹنیاں حاملہ ہوگی''۔

4808 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَامِلٍ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ خَالِدٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ رَبِيعَةَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ اَوْسٍ عَنْ رَجُلٍ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَطَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ فَقَالَ "اَلَا وَاِنَّ قَتِيلَ الْخَطَاِ شِبْهِ الْعَمْدِ بِالسَّوْطِ وَالْعَصَا وَالْحَجَرِ مِائَةٌ مِّنَ الْاِبِلِ فِيهَا اَرْبَعُونَ ثَنِيَّةً اِلٰى بَازِلِ عَامِهَا كُلُّهُنَّ خَلِفَةٌ".

☆☆ عقبہ بن اوس ایک صحابی کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں: فتح مکہ کے دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

''یاد رکھنا! لاٹھی' سوٹی یا پتھر کے ذریعے قتل خطاء شبہ عمد کے مقتول کی دیت ایک سو اونٹ ہوگی' جس میں چالیس اونٹنیاں ایسی ہوں گی' جو چھ سے نو سال کی عمر تک کی ہوں اور وہ سب حاملہ ہوں''۔

4809 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ عَنِ ابْنِ اَبِى عَدِيٍّ عَنْ خَالِدٍ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ اَوْسٍ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اَلَا اِنَّ قَتِيلَ الْخَطَاِ قَتِيلَ السَّوْطِ وَالْعَصَا فِيهِ مِائَةٌ مِّنَ الْاِبِلِ مُغَلَّظَةٌ اَرْبَعُونَ مِنْهَا فِى بُطُونِهَا اَوْلَادُهَا".

☆☆ حضرت عقبہ بن اوس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''سوٹی یا لاٹھی کے ذریعے خطاء کے طور پر قتل ہونے والے مقتول کی دیت ایک سو اونٹ ہوگی' جو مغلظ دیت ہے' اس میں سے چالیس اونٹنیاں وہ ہوں گی' جن کے پیٹ میں بچہ ہو (جو حاملہ ہوں)''۔

4810 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ رَبِيعَةَ عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ اَوْسٍ عَنْ رَجُلٍ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا دَخَلَ مَكَّةَ يَوْمَ الْفَتْحِ قَالَ "اَلَا وَاِنَّ كُلَّ قَتِيلِ خَطَاِ الْعَمْدِ اَوْ شِبْهِ الْعَمْدِ قَتِيلِ السَّوْطِ وَالْعَصَا مِنْهَا اَرْبَعُونَ فِى بُطُونِهَا اَوْلَادُهَا".

☆☆ یعقوب بن اوس ایک صحابی کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں: فتح موقع پر جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں داخل ہوئے' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''یہ بات یاد رکھنا خطاء عمد کے مقتول (راوی کو شک ہے' شاید یہ الفاظ ہیں:) شبہ عمد کے مقتول یعنی وہ شخص جسے لاٹھی یا

4808-تقدم (الحديث 4807) .

4809-تقدم (الحديث 4807) .

4810-تقدم (الحديث 4807) .

عصا مار کے قتل کیا گیا ہو (اُس کی دیت میں) چالیس اونٹنیاں حاملہ ہوں گی"۔

4811 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بَزِيعٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ رَبِيعَةَ عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ اَوْسٍ اَنَّ رَجُلًا مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَهُ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا قَدِمَ مَكَّةَ عَامَ الْفَتْحِ قَالَ "اَلَا وَاِنَّ قَتِيلَ الْخَطَاِ الْعَمْدِ قَتِيلَ السَّوْطِ وَالْعَصَا مِنْهَا اَرْبَعُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهَا اَوْلَادُهَا"۔

☆☆ یعقوب بن اوس ایک صحابی کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں: فتح مکہ کے موقع پر جب نبی اکرم ﷺ مکہ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"یاد رکھنا! بے شک خطاءِ عمد کے مقتول یعنی وہ مقتول جسے سوٹی یا لاٹھی مار کر مارا گیا ہو (اُس کی دیت میں) چالیس حاملہ اونٹنیاں بھی ہوں گی"۔

4812 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بَزِيعٍ قَالَ اَنْبَاَنَا يَزِيدُ عَنْ خَالِدٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ رَبِيعَةَ عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ اَوْسٍ اَنَّ رَجُلًا مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ مَكَّةَ عَامَ الْفَتْحِ قَالَ "اَلَا وَاِنَّ قَتِيلَ الْخَطَاِ الْعَمْدِ قَتِيلَ السَّوْطِ وَالْعَصَا مِنْهَا اَرْبَعُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهَا اَوْلَادُهَا"۔

☆☆ یعقوب بن اوس ایک صحابی کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں: فتح مکہ کے موقع پر جب نبی اکرم ﷺ مکہ میں داخل ہوئے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"یاد رکھنا! خطاءِ عمد کے مقتول یعنی سوٹی یا لاٹھی کے ذریعے مارے گئے شخص (کی دیت میں) چالیس حاملہ اونٹنیاں بھی ہوں گی"۔

4813 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُدْعَانَ سَمِعَهُ مِنَ الْقَاسِمِ بْنِ رَبِيعَةَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ عَلٰى دَرَجَةِ الْكَعْبَةِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ وَقَالَ "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ صَدَقَ وَعْدَهُ وَنَصَرَ عَبْدَهُ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهُ اَلَا اِنَّ قَتِيلَ الْعَمْدِ الْخَطَاِ بِالسَّوْطِ وَالْعَصَا شِبْهِ الْعَمْدِ فِيْهِ مِائَةٌ مِّنَ الْاِبِلِ مُغَلَّظَةٌ مِّنْهَا اَرْبَعُوْنَ خَلِفَةٌ فِيْ بُطُوْنِهَا اَوْلَادُهَا"۔

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: فتح مکہ کے موقع پر نبی اکرم ﷺ خانہ کعبہ کی سیڑھی پر کھڑے ہوئے آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"ہر طرح کی حمد اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہے جس نے اپنے وعدے کو سچ کر دکھایا' جس نے اپنے بندے کی مدد کی

4811-تقدم (الحديث 4807) ۔

4812-تقدم (الحديث 4807) ۔

4813-اخرجه ابو داؤد في الديات، باب في دية الخطاشبة العمد (الحديث 4549) مطولاً و اخرجه ابن ماجه في الديات، باب دية شبه العمد مغلظة (الحديث 2628) مطولاً ۔ تحفة الاشراف (7372) ۔

(اور تنہا اُس نے کافروں کے) لشکروں کو پسپا کر دیا۔ یاد رکھنا! عمد خطاء کے مقتول یعنی جسے سوٹی یا لاٹھی کے ذریعے قتل کیا گیا ہو جس میں عمد کے ساتھ مشابہت پائی جاتی ہو اُس کی دیت سو اونٹ ہوگی جو مغلظہ دیت ہے جس میں سے چالیس ایسی اونٹنیاں شامل ہوں گی جو حاملہ ہوں"۔

4814 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ رَبِيعَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اَلْخَطَاُ شِبْهُ الْعَمْدِ - يَعْنِيْ بِالْعَصَا وَالسَّوْطِ - مِائَةٌ مِّنَ الْاِبِلِ مِنْهَا اَرْبَعُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهَا اَوْلَادُهَا" .

☆☆ قاسم بن ربیعہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

"خطاء شبہ عمد یعنی وہ قتل جس کو لاٹھی یا سوٹی کے ذریعے کیا گیا' اُس کی دیت ایک سو اونٹ ہیں' جس میں سے چالیس حاملہ اونٹنیاں ہوں گی"۔

4815 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ قَالَ اَنْبَاَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَاشِدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُوْسٰى عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ قُتِلَ خَطَاً فَدِيَتُهٗ مِائَةٌ مِّنَ الْاِبِلِ ثَلَاثُوْنَ بِنْتَ مَخَاضٍ وَّثَلَاثُوْنَ بِنْتَ لَبُوْنٍ وَّثَلَاثُوْنَ حِقَّةً وَّعَشَرَةٌ بَنِيْ لَبُوْنٍ ذُكُوْرٍ" . قَالَ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَوِّمُهَا عَلٰى اَهْلِ الْقُرٰى اَرْبَعَمِائَةِ دِيْنَارٍ اَوْ عِدْلَهَا مِنَ الْوَرِقِ وَيُقَوِّمُهَا عَلٰى اَهْلِ الْاِبِلِ اِذَا غَلَتْ رَفَعَ فِيْ قِيمَتِهَا وَاِذَا هَانَتْ نَقَصَ مِنْ قِيمَتِهَا عَلٰى نَحْوِ الزَّمَانِ مَا كَانَ فَبَلَغَ قِيمَتُهَا عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَيْنَ الْاَرْبَعِمِائَةِ دِيْنَارٍ اِلٰى ثَمَانِمِائَةِ دِيْنَارٍ اَوْ عِدْلَهَا مِنَ الْوَرِقِ . قَالَ وَقَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ مَنْ كَانَ عَقْلُهٗ فِي الْبَقَرِ عَلٰى اَهْلِ الْبَقَرِ مِائَتَيْ بَقَرَةٍ وَّمَنْ كَانَ عَقْلُهٗ فِي الشَّاةِ اَلْفَيْ شَاةٍ وَّقَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ الْعَقْلَ مِيرَاثٌ بَيْنَ وَرَثَةِ الْقَتِيْلِ عَلٰى فَرَائِضِهِمْ فَمَا فَضَلَ فَلِلْعَصَبَةِ وَقَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّعْقِلَ عَلَى الْمَرْاَةِ عَصَبَتُهَا مَنْ كَانُوْا وَلَا يَرِثُوْنَ مِنْهُ شَيْئًا اِلَّا مَا فَضَلَ عَنْ وَّرَثَتِهَا وَاِنْ قُتِلَتْ فَعَقْلُهَا بَيْنَ وَرَثَتِهَا وَهُمْ يَقْتُلُوْنَ قَاتِلَهَا .

☆☆ عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

"قتل خطاء کی دیت ایک سو اونٹ ہوگی' جس میں تیس بنت مخاض ہوں گی' تیس بنت لبون ہوں گی' تیس حقہ ہوں گی اور دس بنو لبون مذکر ہوں گے"۔

نبی اکرم ﷺ نے آبادیوں میں رہنے والوں کے لیے اُس کی قیمت چار سو دینار' یا اُس کے برابر چاندی مقرر کی تھی' جبکہ اونٹ

4814-تقدم (الحديث 4807) .

4815-اخرجه ابو داؤد في الديات، باب الدية كم هي (الحديث 4541) مختصراً، و باب ديات الاعضاء (الحديث 4564) مطولاً . واخرجه ابن ماجه في الديات، باب دية الخطا (الحديث 2630) مختصراً . تحفة الاشراف (8709 و 8710) .

کے مالکان کے لیے اس کی قیمت یہ مقرر کی تھی کہ زمانے کے حساب سے اگر قیمت زیادہ ہوگی' اس کی بھی قیمت بڑھ جائے گی اور اگر قیمت کم ہوگی' تو اس کی قیمت بھی نیچے آجائے گی' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں یہ قیمت چار سو دینار سے آٹھ سو دینار یا اس کے برابر چاندی تک رہی۔

راوی بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

اگر دیت کی ادائیگی گائے کی شکل میں ہو' تو یہ دو سو گائیں ادا کی جائیں گی اور اگر بکریوں کی شکل میں ہو' تو دو ہزار بکریاں ادا کی جائیں گی۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فیصلہ دیا ہے' دیت' وراثت ہوتی ہے' جو مقتول کے ورثاء کے درمیان' اُن کے فرض حصوں کے مطابق تقسیم ہوگی' جو رقم اضافی طور پر بچ جائے گی' وہ عصبہ رشتہ داروں کو مل جائے گی۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فیصلہ دیا ہے' عورت کی طرف سے دیت کی ادائیگی اُس کے عصبہ لوگوں پر لازم ہوگی' خواہ وہ جو بھی ہوں' البتہ وہ اُس کی طرف سے کسی چیز کے وارث نہیں ہوں گے' البتہ اگر ورثاء کے حصے میں سے کچھ بچ جاتا ہے' تو (اس کا حکم مختلف ہوگا)۔

اگر عورت قتل ہو جاتی ہے' تو اُس کی دیت اُس کے ورثاء کے درمیان تقسیم ہوگی اور وہ لوگ عورت کے قاتل کو قتل بھی کر سکتے ہیں''۔

شبہ عمد کا حکم خطاء میں ہونے کا بیان

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شبہ میں عمد یعنی خطاء کا مقتول وہ ہے جسے کوڑے یا لاٹھی سے قتل کیا جائے اس میں سو اونٹ ہیں جن میں سے چالیس حاملہ اونٹنیاں ہیں جن کے پیٹ میں بچے ہوں۔ دوسری سند سے یہی مضمون مروی ہے۔ (سنن ابن ماجہ: جلد دوم: رقم الحدیث، 785)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے روز کعبہ کی سیڑھی پر کھڑے ہوئے اور اللہ کی حمد و ثناء کی فرمایا تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے اپنا وعدہ سچا کیا اور اپنے بندہ کی مدد کی اور لشکروں کو تنہا اس نے شکست دی غور سے سنو جسے کوڑے یا لاٹھی کے ذریعہ قتل کیا گیا اس کی دیت سو اونٹ ہیں جن میں چالیس حاملہ اونٹنیاں ہیں جن میں بچے ہوں غور سے سنو جاہلیت کی ہر رسم اور ہر خون میرے ان دو قدموں کے نیچے ہے۔ سوائے بیت اللہ کی خدمت اور حاجیوں کو پانی پلانا میں' ان دونوں خدمتوں کو انہی لوگوں کے سپرد پہلے یہ خدمتیں تھیں۔ (سنن ابن ماجہ: جلد دوم: رقم الحدیث، 786)

قتل کی دوسری قسم شبہ عمد ہے۔ وہ یہ کہ قصداً قتل کرے مگر اسلحہ سے یا جو چیزیں اسلحہ کے قائم مقام ہوں ان سے قتل نہ کرے مثلاً کسی کو لاٹھی یا پتھر سے مار ڈالا یہ شبہ عمد ہے اس صورت میں بھی قاتل گنہگار ہے اور اس پر کفارہ واجب ہے اور قاتل کے عصبہ پر دیت مغلظہ واجب جو تین سال میں ادا کریں گے۔ دیت کی مقدار کیا ہوگی اس کو آئندہ ان شاء اللہ بیان کیا جائے گا۔

علامہ علاؤالدین حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ شبہ عمد مار ڈالنے ہی کی صورت میں ہے۔ اور اگر وہ جان سے نہیں مارا گیا بلکہ اس کا

کوئی عضو تلف ہو گیا مثلاً لاٹھی سے مارا اور اس کا ہاتھ یا انگلی ٹوٹ کر علیحدہ ہو گئی تو اس کو شبہ عمد نہیں کہیں گے بلکہ یہ عمد ہے اور اس صورت میں قصاص ہے۔ (درمختار، کتاب جنایات، بیروت)

باب ذِكْرِ اَسْنَانِ دِيَةِ الْخَطَاِ .

یہ باب ہے کہ قتل خطاء کی دیت کے اونٹوں کی عمروں کا تذکرہ

4816 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ سَعِيْدِ بْنِ مَسْرُوْقٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ اَبِىْ زَائِدَةَ عَنْ حَجَّاجٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ خِشْفِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ مَسْعُوْدٍ يَقُوْلُ قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دِيَةَ الْخَطَاِ عِشْرِيْنَ بِنْتَ مَخَاضٍ وَّعِشْرِيْنَ ابْنَ مَخَاضٍ ذُكُوْرًا وَّعِشْرِيْنَ بِنْتَ لَبُوْنٍ وَّعِشْرِيْنَ جَذَعَةً وَّعِشْرِيْنَ حِقَّةً .

☆☆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: قتل خطاء میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فیصلہ دیا تھا:

''بیس بنت مخاض، بیس ابن مخاض جو مذکر ہوں، بیس بنت لبون اور بیس جذعے اور بیس حقے دیے جائیں گے''۔

قتل خطاء تعریف اور اس کی دو اقسام کا بیان

قتل خطاء کی دو اقسام ہیں۔ (۱) وہ قتل جس کے ارادے میں خطاء ہو۔ اور کی تعریف یہ ہے کہ جب کسی شخص نے کسی کو شکار سمجھ کر تیر مارا حالانکہ جس کو تیر لگا وہ آدمی ہے یا اس نے حربی سمجھ کر تیر مارا حالانکہ وہ مسلمان ہے۔

(۲) وہ قتل جس کے عمل میں خطاء ہو اور اس کی تعریف یہ ہے کہ تیر چلانے والے نے کسی نشانے پر تیر چلایا ہے لیکن وہ تیر کسی انسان کو جا لگا ہے۔ اور قتل خطاء کی صورت میں کفارہ اور عاقلہ پر دیت واجب ہوگی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ قتل (خطاء) کے قاتل پر ایک مؤمن غلام کو آزاد کرنا لازم ہے اور دیت یہ ہوگی کہ وہ مقتول کے گھر والوں کے حوالے کی جائے گی۔ اور یہ دیت تین سالوں میں قاتل کی عاقلہ پر لازم ہے۔ اسی دلیل کے سبب سے جس کو ہم بیان کر آئے ہیں۔

قتل خطاء ان مذکورہ دونوں اقسام میں گناہ نہ ہوگا جبکہ مشائخ فقہاء نے کہا ہے کہ گناہ مراد ہے مگر نفس قتل یہ گناہ سے خالی نہ ہوگا کیونکہ کفارے کا مشروع ہو جانا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ عمل گناہ ہے۔

اور ایسے قاتل کو میراث سے بھی محروم کر دیا جائے گا۔ اس لئے کہ اس میں گناہ ہے پس اس پر حرمان کو معلق کرنا درست ہوگا۔ جبکہ یہ مسئلہ اس صورت مسئلہ کے خلاف ہے کہ جب قتل نے مقتول کے کسی حصے کو مارنے کا ارادہ کیا ہے۔ اور اس نے خطاء کی اور وہ تیر کسی دوسری جگہ پر جا لگا ہے۔ اور مضروب اس سبب سے فوت ہو گیا ہے تو قصاص واجب ہوگا۔ کیونکہ یہ قتل جسم کے بعض حصے پر مارنے کے سبب ہوا ہے۔ اور سارا جسم ایک جگہ کی طرح ہے۔ (ہدایہ)

علامہ علاؤالدین حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں اور تیسری قسم قتل خطا ہے۔ اس کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ اس کے گمان میں غلطی

4816-اخرجه ابو داؤد في الديات، باب الدية كم هي (الحديث 4545) بنحوه و اخرجه الترمذي في الديات، باب ما جاء في الدية كم هي من الابل (الحديث 1386) و اخرجه ابن ماجه في الديات، باب دية الخطا (الحديث 2631) . تحفة الاشراف (9198) .

ہوئی، مثلاً اس کو شکار سمجھ کر قتل کیا اور شکار نہ تھا بلکہ انسان ہے یا حربی یا مرتد سمجھ کر قتل کیا حالانکہ وہ مسلم تھا دوسری صورت یہ ہے کہ اس کے فعل میں غلطی ہوئی مثلاً شکار پر یا چاند ماری پر گولی چلائی اور لگ گئی آدمی کو کہ یہاں انسان کو شکار نہیں سمجھا بلکہ شکار ہی کو شکار سمجھا اور شکار ہی پر گولی چلائی مگر ہاتھ بہک گیا۔ گولی شکار کو نہیں لگی آدمی کو لگی۔ اسی کی یہ صورتیں بھی ہیں۔ نشانہ پر گولی لگ کر لوٹ آئی اور کسی آدمی کو لگی یا نشانہ سے پار ہو کر کسی آدمی کو لگی یا ایک شخص کو مارنا چاہتا تھا دوسرے کو لگی یا ایک شخص کے ہاتھ میں مارنا چاہتا تھا دوسرے کی گردن میں لگی یا ایک شخص کو مارنا چاہتا تھا مگر گولی دیوار پر لگی پھر ٹپا کھا کر لوٹی اور اس شخص کو لگی یا اس کے ہاتھ سے لکڑی یا اینٹ چھوٹ کر کسی آدمی پر گری اور مر گیا یہ سب صورتیں قتل خطا کی ہیں۔ (درمختار، کتاب جنایات، بیروت)

قتل خطاء کا حکم

اور قتل خطا کا حکم یہ ہے کہ قاتل پر کفارہ واجب ہے اور اس کے عصبہ پر دیت واجب جو تین سال میں ادا کی جائے گی۔ قتل خطا کی دونوں صورتوں میں اس کے ذمہ قتل کا گناہ نہیں۔ یہ تو ضرور گناہ ہے کہ ایسے آلہ کے استعمال میں اس نے بے احتیاطی برتی، شریعت کا حکم ہے کہ ایسے موقعوں پر احتیاط سے کام لینا چاہیے۔

قتل خطاء کی صورتیں اور کفارہ

اس آیت میں قتل خطا کے احکام بیان ہوئے ہیں۔ قتل خطا کی کئی صورتیں ہو سکتی ہیں مثلاً تیر یا پتھر مارا تو شکار کو تھا لیکن وہ کسی مسلمان کو لگ گیا اور وہ مر گیا۔ دوسری صورت یہ ہے کہ ماری تو کوئی چیز عمداً ہی تھی مگر مارنے والے کو ہرگز یہ گمان نہ تھا کہ وہ اس ہلکی سی ضرب سے مر ہی جائے گا۔ تیسری یہ کہ لڑائی وغیرہ کسی ہنگامے میں کسی مسلمان کو کافر سمجھ کر مار ڈالے۔ جیسا کہ جنگ احد میں شکست کے بعد مسلمانوں نے بدحواسی کے عالم میں سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کے والد سیدنا یمان رضی اللہ عنہ کو کافر سمجھ کر مار ڈالا تھا۔ حالانکہ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ یہ کہتے ہی رہے کہ یہ تو میرے والد ہیں مگر اس افراتفری کے عالم میں کسی نے سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کی آواز کو سنا ہی نہ تھا۔ اور چوتھی صورت جو آج کل بہت عام ہے، یہ کہ ٹریفک کے حادثہ میں کسی گاڑی کے نیچے آ کر، یا اس کی ضرب سے مارا جائے۔

قتل خطا کے احکام یا اس کے کفارہ کی صورتوں کا بیان

۱- اگر مقتول کے وارث مسلمان ہیں تو ایک غلام مومن (خواہ مرد ہو یا عورت) آزاد کرنا ہوگا اور مقتول کے وارثوں کو خون بہا بھی ادا کرنا ہوگا۔ خون بہا یا دیت سو اونٹ یا ان کی قیمت کے برابر رقم ہے۔ جو قاتل کے وارث مقتول کے وارثوں کو ادا کریں گے۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ادائیگی دیت کی زیادہ سے زیادہ مدت تین سال تک ہے اور یہ دیت مقتول کے وارث چاہیں تو معاف بھی کر سکتے ہیں۔

اور اگر قاتل کو (آزاد کرنے کے لیے) غلام میسر نہ آئے تو وہ متواتر دو ماہ روزے بھی رکھے گا۔

واضح رہے کہ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کے والد جنگ احد میں اجتماعی صورت میں کئی مسلمانوں کے ہاتھوں شہید ہوئے جنہیں

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے علی الاعلان معاف کر دیا تھا۔ اور اللہ تعالیٰ نے اہل احد کی خطائیں معاف کر دی تھیں لہٰذا وہاں کفارے کا کوئی سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا۔

۲- اگر مقتول تو مومن ہو مگر دشمن قوم سے تعلق رکھتا ہو تو اس کا کفارہ صرف ایک مسلمان غلام آزاد کرنا ہے۔ اور اگر میسر نہ آئے تو دو ماہ کے متواتر روزے ہیں اور اس کی دیت نہ ہوگی۔

۳- اور اگر مومن مقتول کا تعلق کسی معاہد قوم سے ہو تو اس کے وہی احکام ہیں جو پہلی صورت کے ہیں۔

قتل خطاء کے قائم مقام ہونے والے قتل کا بیان

وہ قتل جس کو قتل خطاء کے قائم مقام قرار دیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ جس طرح کوئی سونے والا آدمی کسی شخص پر پلٹ کر گر جائے اور نیچے آنے والا آدمی فوت ہو جائے۔ تو حکم شرعی کے مطابق اس کا حکم قتل خطاء والا حکم ہے۔

اور قتل بہ سبب کی تعریف یہ ہے کہ جو شخص دوسرے کی ملکیت میں کنواں کھودے یا پتھر رکھ دے۔ اور ایسے شخص پر حکم یہ واجب ہو گا کہ جب کوئی آدمی اس میں گر مر جائے تو دیت عاقلہ پر لازم ہوگی۔ کیونکہ یہی سبب ہلاکت ہے۔ اور کھودنے والا ہی اس میں ظلم کرنے والا ہے۔ پر اس کو گرانے والے حکم میں سمجھ لیا جائے گا۔ اور دیت واجب ہو جائے گی۔

علامہ علاؤالدین حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں اور چوتھی قسم قائم مقام خطا جیسے کوئی شخص سوتے میں کسی پر گر پڑا اور یہ مر گیا اسی طرح چھت سے کسی انسان پر گرا اور مر گیا قتل کی اس صورت میں بھی وہی احکام ہیں جو خطا میں ہیں یعنی قاتل پر کفارہ واجب ہے اور اس کے عصبہ پر دیت اور قاتل میراث سے محروم ہوگا اور اس میں بھی قتل کرنے کا گناہ نہیں، مگر یہ گناہ ہے کہ ایسی بے احتیاطی کی جس سے ایک انسان کی جان ضائع ہوئی۔ (درمختار، ردالمحتار، کتاب جنایات، بیروت)

بَاب ذِكْرِ الدِّيَةِ مِنَ الْوَرِقِ .

یہ باب ہے کہ چاندی کے حساب سے دیت کا تذکرہ

4817 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى عَنْ مُعَاذِ بْنِ هَانِءٍ قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ ح وَاَخْبَرَنَا اَبُو دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هَانِءٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَتَلَ رَجُلٌ رَجُلًا عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دِيَتَهُ اثْنَيْ عَشَرَ اَلْفًا وَّذَكَرَ قَوْلَهُ اِلَّا اَنْ اَغْنَاهُمُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ مِنْ فَضْلِهِ فِي اَخْذِهِمُ الدِّيَةَ . وَاللَّفْظُ لِاَبِي دَاوُدَ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں ایک شخص نے دوسرے شخص کو قتل

4817-اخرجه ابو داؤد في الديات، باب الدية كم هي (الحديث 4546) و اخرجه الترمذي في الديات، باب ما جاء في الدية كم هي من الدراهم (الحديث 1388) و (الحديث 1389) مرسلًا . و اخرجه النسائي في القسامة، ذكر الدية من الورق (الحديث 4818) . واخرجه ابن ماجه في الديات، باب دية الخطا (الحديث 2629 و 2632) . تحفة الاشراف (6165) .

کردیا تو نبی اکرم ﷺ نے اُس کی دیت بارہ ہزار (چاندی کے درہم) مقرر کی۔

انہوں نے یہ بات ذکر کی ہے ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''مگر یہ کہ اللہ اور اُس کے رسول نے اپنے فضل کے ساتھ اُنہیں خوشحال کردیا''۔

اس سے مراد اُن لوگوں کا دیت وصول کرنا ہے روایت کے یہ الفاظ ابوداؤد نامی راوی کے ہیں۔

4818 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَيْمُوْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ عِكْرِمَةَ سَمِعْنَاهُ مَرَّةً يَقُوْلُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضٰى بِاثْنَيْ عَشَرَ اَلْفًا يَعْنِيْ فِي الدِّيَةِ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس ؓ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے بارہ ہزار (چاندی کے درہم ادا کرنے) کا فیصلہ دیا تھا۔

راوی کہتے ہیں: یعنی دیت میں (اس ادائیگی کا) فیصلہ دیا تھا۔

باب عَقْلِ الْمَرْاَةِ .

یہ باب ہے کہ عورت کی دیت

4819 - اَخْبَرَنَا عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ قَالَ حَدَّثَنَا ضَمْرَةُ عَنْ اِسْمَاعِيْلَ بْنِ عَيَّاشٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "عَقْلُ الْمَرْاَةِ مِثْلُ عَقْلِ الرَّجُلِ حَتّٰى يَبْلُغَ الثُّلُثَ مِنْ دِيَتِهَا" .

☆☆ عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''عورت کی دیت مرد کی دیت کی مانند ہوگی اُس وقت تک جب تک وہ مکمل دیت کے ایک تہائی حصے تک ہوتی ہے (لیکن اس سے زیادہ میں عورت کی دیت نصف ہوجائے گی)''۔

عورت کی دیت کا مرد کی دیت سے نصف ہونے کا بیان

عورت کی دیت مرد کی دیت کے مقابلے میں نصف ہے۔ پس تحقیق یہ لفظ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ تک موقوف ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوع وارد ہوا ہے۔

حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ جو تہائی دیت سے کم ہے اس کو نصف نہیں کیا جائے گا۔ اور اس بارے میں امام شافعی علیہ الرحمہ کا قول حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے۔

مگر ہماری روایت کردہ حدیث اپنے عموم کے سبب امام شافعی علیہ الرحمہ کے خلاف دلیل ہے کیونکہ عورت کی حالت مرد کی حالت سے کمزور ہے۔ پس کا نفع بھی کم ہوا۔ اور نقصان کا اثر عورت کے نصف ہونے میں ظاہر ہو چکا ہے۔ پس جان اور تہائی اور

4818-تقدم (الحديث 4817) .

4819-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (8749) .

اس سے زیادہ پر قیاس کرتے ہوئے یہ حکم عورت کے اطراف وحصص میں اپنا اثر ظاہر کرنے والا ہوگا۔ (ہدایہ)

حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ سعید بن میسب کہتے تھے کہ مرد اور عورت کی دیت ثلث دیت تک برابر ہے مثلاً عورت کی انگلی جیسے مرد کی انگلی اور دانت عورت کا جیسے دانت مرد کا اور موضحہ عورت کی مثل مرد کے موضحہ کے اس طرح منقلہ عورت کا مثل مرد کے منقلے کے ہے۔

ابن شہاب اور عروہ بن زبیر کہتے تھے جیسے سعید بن میسب کہتے تھے کہ عورت ثلث دیت تک مرد کے برابر ہوگی پھر وہاں سے اس کی دیت مرد کی آدھی ہوگی۔

حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ تو موضحہ اور منقلہ میں عورت اور مرد دونوں کی دیت برابر ہوگی اور ماموسہ اور جائفہ جس میں ثلث دیت واجب ہے عورت کی دیت مرد کی دیت سے نصف ہوگی۔ (موطا امام مالک: جلد اول: رقم الحدیث، 1421)

باب كَمْ دِيَةُ الْكَافِرِ

یہ باب ہے کہ کافر کی دیت کتنی ہوگی؟

4820 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ رَاشِدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُوسٰى وَذَكَرَ كَلِمَةً مَّعْنَاهَا عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "عَقْلُ اَهْلِ الذِّمَّةِ نِصْفُ عَقْلِ الْمُسْلِمِيْنَ" ۔ وَهُمُ الْيَهُوْدُ وَالنَّصَارٰى ۔

☆☆ عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''اہل ذمہ کی دیت مسلمانوں کی دیت کا نصف ہوگی''۔ (راوی کہتے ہیں:) اس سے مراد یہودی اور عیسائی ہیں۔

4821 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "عَقْلُ الْكَافِرِ نِصْفُ عَقْلِ الْمُؤْمِنِ" ۔

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''کافر کی دیت مسلمان کی دیت کا نصف ہوگی''۔

مسلمان وذمی کا دیت میں برابر ہونے کا بیان

مسلم اور ذمی یہ دونوں دیت میں برابر ہیں۔ جبکہ امام شافعی علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ یہودی اور نصرانی کی دیت چار ہزار دراہم ہے۔ اور مجوسی کی دیت آٹھ ہزار دراہم ہے۔

حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ یہودی اور نصرانی کی دیت چھ ہزار دراہم ہے۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

4820-انفرد به النسائي ۔ تحفة الاشراف (8714) ۔

4821-اخرجه الترمذي في الديات، باب ما جاء في دية الكفار (الحديث 1413) ۔ تحفة الاشراف (8658) ۔

ارشاد فرمایا ہے کہ کافر کی دیت مسلمان کی دیت کا نصف ہے۔ اور مسلمان کی پوری دیت ان کے نزدیک بارہ ہزار دراہم ہے۔ امام شافعی علیہ الرحمہ کی دلیل وہ حدیث ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودی کی دیت چار ہزار دراہم ٹھہرائی ہے۔ اور مجوسی کی دیت آٹھ ہزار دراہم مقرر کی ہے۔

ہماری دلیل یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ ہر ذمی کی دیت اس کے عہد ذمہ میں رہتے ہوئے ایک ہزار دینار ہے اور شیخین نے بھی اسی طرح فیصلہ کیا ہے۔ جبکہ امام شافعی علیہ الرحمہ کی روایت کردہ حدیث کا روای بھی معلوم نہیں ہے۔ اور یہ حدیث کتب احادیث میں بھی نہیں پائی جاتی۔ جبکہ ہماری روایت کردہ حدیث یہ امام مالک علیہ الرحمہ کی روایت کردہ حدیث سے مشہور ہے۔ کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عمل اسی حدیث کے مطابق ظاہر ہے۔ (ہدایہ)

قرآن مجید کے نصوص سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ انسانی جان کی دنیوی حرمت کے دائرے میں اصولی طور پر مسلم اور غیر مسلم میں کوئی فرق نہیں کرتا۔ چنانچہ 'مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ' اور 'لَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ' اور ان کے ہم معنی نصوص میں قتل ناحق کو مطلقاً حرام قرار دیا گیا ہے۔ یہ نکتہ اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ کسی بھی شخص کے قتل کیے جانے پر، چاہے وہ مسلمان ہو یا غیر مسلم، قاتل کو سزا بھی ایک جیسی دی جائے اور سزا میں، چاہے وہ قصاص کی صورت میں ہو یا دیت کی شکل میں، مذہب کی بنیاد پر کوئی فرق نہ کیا جائے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول متعدد روایات سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ چنانچہ فتح مکہ کے موقع پر بنو کعب کے ایک فرد نے بنو بکر کے ایک مشرک کو قتل کر دیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مقتول کے قبیلے کے لوگوں سے کہا کہ وہ چاہیں تو قاتل سے قصاص لے لیں اور چاہیں تو دیت۔ آپ نے بنو خزاعہ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ

انکم معشر خزاعة قتلتم هذا الرجل من هذيل القتيل وانی عاقله فمن قتل له قتيل بعد اليوم فاهله بين خيرتين اما ان يقتلوا او ياخذوا العقل. (ترمذی، رقم ۱۳۲۶)

"اے گروہ خزاعہ، تم نے ہذیل کے اس شخص کو قتل کیا ہے اور میں اس کی دیت ادا کر رہا ہوں، لیکن آج کے بعد اگر کسی شخص کو قتل کیا جائے گا تو اس کے اہل خانہ کو اختیار ہوگا کہ وہ چاہیں تو قاتل سے قصاص لے لیں اور چاہیں تو دیت قبول کر لیں۔

ایک ضعیف روایت میں بیان ہوا ہے کہ جب ایک مسلمان نے ایک ذمی کو قتل کر دیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہہ کر اس کے مسلمان قاتل کو قتل کرنے کا حکم دے دیا کہ 'انا احق من اوفی بذمته '، یعنی جس نے اپنا عہد پورا کیا ہو، اس کا بدلہ لینے کا سب سے زیادہ حق میں رکھتا ہوں۔

اسی طرح متعدد واقعات میں یہ نقل ہوا ہے کہ آپ نے غیر مسلم مقتولین کے لیے مسلمانوں کے برابر دیت ادا کرنے کا فیصلہ فرمایا۔ یہ واقعات حسب ذیل ہیں: عمرو بن امیہ الضمری نے واقعہ بئر معونہ کے شہدا کا بدلہ لینے کے لیے بنو عامر کے دو آدمیوں کو قتل کر دیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی دیت ادا کی جو دو آزاد مسلمانوں کی دیت کے مساوی تھی۔[۴]

فتح مکہ کے موقع پر آپ نے اپنے خطبے میں جاہلیت کے دور سے چلے آنے والے انتقامی سلسلوں کو ختم کرنے کا اعلان کیا اور دیت کے حوالے سے یہ عمومی قانون بیان فرمایا کہ

الا ان دية الخطا شبه العمد ما كان بالسوط والعصا مائة من الابل منها اربعون فی بطون اولادها. (ابوداود، رقم ۳۹۴۱)

سنو، ایسے قتل خطا کی دیت جو عمد کے مشابہ ہو، یعنی جس میں چھڑی اور لاٹھی کے ذریعے سے کسی کو قتل کیا گیا ہو، سو اونٹ ہوگی اور ان میں چالیس ایسی اونٹنیاں ہونی چاہییں جن کے پیٹ میں بچہ ہو۔

اس خطبے کے مخاطب قریش کے مسلمان بھی تھے اور غیر مسلم بھی، لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کی دیت میں فرق کا کوئی ذکر نہیں فرمایا جو موقع کلام کے تناظر میں اس بات کی دلیل ہے کہ شریعت ایسا کوئی فرق قائم کرنا نہیں چاہتی۔ چنانچہ فتح مکہ کے موقع پر خراش بن امیہ خزاعی نے، جو مسلمان تھے، ایک مشرک کو قتل کر دیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر بنوخزاعہ نے اس کی دیت کے طور پر سو اونٹ ادا کیے۔

فتح مکہ ہی کے موقع پر خالد بن الولید نے بنو جذیمہ کے لوگوں کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت کے بغیر قتل کر دیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی کو بھیج کر ان سب کی دیت ادا کی۔ اس واقعے میں آپ نے سیدنا علی کو وافر مال دے کر بھیجا جس سے بنو جذیمہ کے جانی اور مالی ہر طرح کے نقصان کی کھلے دل سے تلافی کی گئی، یہاں تک کہ جب تمام معاوضے ادا کرنے کے بعد بھی کچھ رقم بچ گئی تو سیدنا علی نے وہ بھی انھیں دے دی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اس عمل کی تحسین کی۔۶ یہاں قرائن یہی بتاتے ہیں کہ مسلم اور غیر مسلم کی دیت کے فرق کا سوال اٹھائے بغیر اہل عرب کے عرف میں دیت کی جو مقدار رائج تھی، وہی ادا کی گئی تھی۔

ایک مقدمے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے زمانہ جاہلیت میں قتل ہونے والے ایک شخص کے قاتل کو، جو مسلمان تھا، حکم دیا کہ وہ مقتول کے بیٹے کو سو اونٹ ادا کرے۔

ابن عمر روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ذمی کے قتل پر مسلمان کی دیت کے برابر دیت ادا کی۔ روایت کے ایک طریق میں یہ الفاظ ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ 'دية الذميدية المسلم' یعنی ذمی کی دیت مسلمان کے مساوی ہے۔ اسامہ بن زید کی روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے معاہد کی دیت مسلمان کے برابر، یعنی ایک ہزار دینار مقرر کی۔ مذکورہ روایات میں سے بعض اگرچہ محدثین کے کڑے فنی معیار پر پورا نہیں اترتیں، تاہم ان کو بالکلیہ بے اصل بھی قرار نہیں دیا جا سکتا اور ان میں تاریخی یا فقہی استدلال کا ماخذ بننے کی پوری صلاحیت موجود ہے۔

ذمی کی دیت میں فقہاء شوافع کی مستدل احادیث کا بیان

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کافر ذمی کی دیت مسلمان کی دیت کے نصف ہے۔ (سنن نسائی: جلد سوم: رقم الحدیث، 1110)

حضرت عمرو بن شعیب، وہ اپنے والد سے، عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کافر کی دیت مسلمان کے نصف ہے یعنی مسلمان سے آدھی ہے۔ (سنن نسائی: جلد سوم: رقم الحدیث، 1111)

حضرت عمر بن عبدالعزیز نے کہا کہ یہودی یا نصرانی کی دیت آزاد مسلمان کی دیت سے نصف ہے۔ حضرت امام مالک علیہ

الرحمہ لکھتے ہیں کہ ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ کوئی مسلمان کافر کے بدلے میں قتل نہ کیا جائے گا مگر جب مسلمان فریب سے اس کو دھوکہ دے کر مار ڈالے تو قتل کیا جائے گا۔ (موطا امام مالک: جلد اول: رقم الحدیث، 1440)

یہودی و نصرانی کی دیت کے نصف ہونے کا بیان

حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ ان کے دادا سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان کافر کے بدلے قتل نہ کیا جائے اسی سند سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بھی منقول کہ کافر کی دیت مومن کی دیت کا نصف ہے حضرت عبداللہ بن عمرو کی اس باب میں منقول حدیث حسن ہے حضرت عبداللہ بن عمرو کی اس باب میں منقول حدیث بعض اہل علم اس طرف گئے ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے حضرت عمر بن عبدالعزیز فرماتے ہیں کہ یہودی اور نصرانی کی دیت مسلمان کی دیت سے آدھی ہے امام احمد بن حنبل کا بھی یہی قول ہے حضرت عمر بن خطاب سے منقول ہے کہ یہودی اور نصرانی کی دیت چار ہزار درہم اور مجوسی کی دیت آٹھ سو درہم ہے۔

امام مالک، شافعی، اور اسحاق کا بھی یہی قول ہے بعض اہل علم فرماتے ہیں کہ یہودی اور عیسائی کی دیت مسلمان کی دیت کے برابر ہے سفیان ثوری اور اہل کوفہ کا یہی قول ہے۔ (جامع ترمذی: جلد اول: رقم الحدیث، 1448)

علامہ ابن عابدین حنفی شامی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں اور مسلم، ذمی، مستامن سب کی دیت ایک برابر ہے اور "عورت کی دیت نفس، ما دون النفس میں مرد کی دیت کی نصف دی جائے گی" اور وہ جنایات جن میں کوئی دیت معین نہیں ہے بلکہ انصاف کے ساتھ تاوان دلایا جاتا ہے ان میں مرد و عورت کا تاوان برابر ہوگا۔ (ردالمحتار ص 505 جلد 5، عالمگیری ص 24 جلد 6)

باب دِيَةِ الْمُكَاتَبِ ـ

یہ باب ہے کہ مکاتب کی دیت

4822 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيٰى عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَضٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمُكَاتَبِ يُقْتَلُ بِدِيَةِ الْحُرِّ عَلٰى قَدْرِ مَا اَدّٰى ـ

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: قتل ہو جانے والے مکاتب کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فیصلہ دیا تھا کہ وہ اپنے بدل کتابت میں سے جتنا حصہ ادا کر چکا ہو اُتنے حصے کی دیت آزاد شخص کی دیت کی مانند ہوگی۔

4823 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الطَّرَائِفِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِي كَثِيرٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضٰى فِي الْمُكَاتَبِ اَنْ يُودٰى بِقَدْرِ مَا عَتَقَ مِنْهُ دِيَةَ الْحُرِّ ـ

4822-اخرجه ابو داؤد في الديات، باب في دية المكاتب (الحديث 4581) و اخرجه النسائي في القسامة، دية المكاتب (الحديث 4823 و 4824) . تحفة الاشراف (6242) .

4823-تقدم (الحديث 4822) .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: مکاتب کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فیصلہ دیا تھا کہ اُس کا جتنا حصہ آزاد ہو چکا تھا' اُس کی مقدار کے مطابق اُس کی' آزاد شخص کی دیت کی مانند دیت دی جائے گی۔

4824 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِيلَ بْنِ اِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْلَى عَنِ الْحَجَّاجِ الصَّوَّافِ عَنْ يَحْيَى عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَضَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمُكَاتَبِ يُودى بِقَدْرِ مَا اَدّى مِنْ مُكَاتَبَتِهِ دِيَةَ الْحُرِّ وَمَا بَقِيَ دِيَةَ الْعَبْدِ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فیصلہ دیا تھا کہ مکاتب اپنے بدل کتابت میں سے جتنا حصہ ادا کر چکا ہو وہ اُس کی مقدار کے برابر اُس مکاتب کی آزاد شخص کی دیت کی مانند ہوگی اور جتنا حصہ باقی رہ گیا تھا اُس کے حساب سے غلام کی دیت کی مانند ہوگی۔

4825 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى بْنِ النَّقَّاشِ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ - يَعْنِي ابْنَ هَارُونَ - قَالَ اَنْبَاَنَا حَمَّادٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ خِلَاسٍ عَنْ عَلِيٍّ

☆☆ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

4826 - وَعَنْ اَيُّوبَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "الْمُكَاتَبُ يَعْتِقُ بِقَدْرِ مَا اَدّى وَيُقَامُ عَلَيْهِ الْحَدُّ بِقَدْرِ مَا عَتَقَ مِنْهُ وَيَرِثُ بِقَدْرِ مَا عَتَقَ مِنْهُ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''مکاتب جتنا بدل کتابت ادا کر چکا ہو' اُس کی مقدار کے مطابق وہ آزاد ہوتا ہے' اور اُس کا جتنا حصہ آزاد ہو چکا ہو' اُس کی مقدار کے مطابق اُس پر حد قائم کی جاتی ہے' اور اُس کا جتنا حصہ آزاد ہو چکا ہو' اُس کی مقدار کے برابر وہ وارث بنتا ہے''۔

4827 - اَخْبَرَنَا الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ دِينَارٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَمْرٍو الْاَشْعَثِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَيُّوبَ عَنْ عِكْرِمَةَ وَعَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِي كَثِيرٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ مُكَاتَبًا قُتِلَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَمَرَ اَنْ يُودى مَا اَدّى دِيَةَ الْحُرِّ وَمَا لَا دِيَةَ الْمَمْلُوكِ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ اقدس میں ایک مکاتب قتل ہو گیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا' اُس نے بدل کتابت کا جتنا حصہ ادا کیا تھا' اُس کے مطابق اُس کی دیت آزاد شخص کی دیت کی مانند دی

4824-تقدم (الحديث 4822) .

4825-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (10086) .

4826-اخرجه ابو داؤد في الديات، باب في دية المكاتب (الحديث 4582) مختصرًا و اخرجه الترمذي في البيوع، باب ما جاء في المكاتب اذا كان عنده ما يودي (الحديث 1259) و اخرجه النسائي في القسامة، دية المكاتب (الحديث 4827) .

4827-تقدم (الحديث 4826) . تحفة الاشراف (5993) .

جائے اور جتنا حصہ نہیں دیا تھا اُس کے حساب سے غلام کی مانند دیت دی جائے۔

باب دِيَةِ جَنِينِ الْمَرْاَةِ .

یہ باب ہے کہ عورت کے پیٹ میں موجود بچے کی دیت

4828 - اَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ وَاِبْرَاهِيمُ بْنُ يُونُسَ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَا حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوسٰى قَالَ حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ صُهَيْبٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيهِ اَنَّ امْرَاَةً خَذَفَتِ امْرَاَةً فَاَسْقَطَتْ فَجَعَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي وَلَدِهَا خَمْسِينَ شَاةً وَّنَهٰى يَوْمَئِذٍ عَنِ الْخَذْفِ . اَرْسَلَهُ اَبُو نُعَيْمٍ .

☆☆ عبداللہ بن بریدہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ایک عورت نے دوسری عورت کو مارا تو دوسری عورت کا حمل ضائع ہوگیا تو نبی اکرم ﷺ نے اُس کے بچے (کی دیت میں) پچاس بکریوں کی ادائیگی لازم قرار دی۔

اُس دن نبی اکرم ﷺ نے پتھر مارنے سے منع کر دیا۔

ابونعیم نے اس روایت کو مرسل حدیث کے طور پر نقل کیا ہے۔

4829 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ صُهَيْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بُرَيْدَةَ اَنَّ امْرَاَةً خَذَفَتِ امْرَاَةً فَاَسْقَطَتِ الْمَخْذُوفَةُ فَرُفِعَ ذٰلِكَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ عَقْلَ وَلَدِهَا خَمْسَمِائَةٍ مِّنَ الْغُرِّ وَنَهٰى يَوْمَئِذٍ عَنِ الْخَذْفِ .

قَالَ اَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ هٰذَا وَهْمٌ وَّيَنْبَغِي اَنْ يَّكُونَ اَرَادَ مِائَةً مِّنَ الْغُرِّ . وَقَدْ رُوِيَ النَّهْيُ عَنِ الْخَذْفِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ .

☆☆ عبداللہ بن بریدہ بیان کرتے ہیں: ایک خاتون نے دوسری خاتون کو پتھر مار کر اُس کے حمل کو ضائع کر دیا۔ یہ معاملہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں پیش ہوا تو آپ ﷺ نے اُس عورت کے بچے کی دیت پانچ سو بکریاں مقرر کی۔ آپ ﷺ نے اُس دن پتھر مارنے سے منع کر دیا۔

امام نسائی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: یہ وہم ہے یا مناسب یہ ہے راوی نے ایک سو بکریوں کا ذکر کیا ہو۔

پتھر مارنے کی ممانعت کا تذکرہ عبداللہ بن بریدہ کے حوالے سے حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے منقول روایت میں بھی ہے (جو درج ذیل ہے)۔

4830 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ قَالَ اَنْبَاَنَا كَهْمَسٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ عَبْدِ

4828-اخرجه ابو داؤد في الديات، باب دية الجنين (الحديث 4578) و اخرجه النسائي في القسامة، باب دية جنين المراة (الحديث 4829) مرسلا . تحفة الاشراف (2006 و 18884) .

4829-تقدم (الحديث 4828) .

4830-اخرجه البخاري في الذبائح و الصيد، باب الخذف و البندقة (الحديث 5479) مطولا . واخرجه مسلم في الصيد و الذبائح، باب اباحة ما يستعان به على الاصطياد و العدو و كراهة الخذف (الحديث 54) مطولا . تحفة الاشراف (9659) .

اللّٰہِ بْنِ مُغَفَّلٍ اَنَّہٗ رَاٰی رَجُلًا یَخْذِفُ فَقَالَ لَا تَخْذِفْ فَاِنَّ نَبِیَّ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَنْھٰی عَنِ الْخَذْفِ اَوْ یَکْرَہُ الْخَذْفَ ۔ شَکَّ کَھْمَسُ ۔

☆☆ عبداللہ بن بریدہ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ اُنہوں نے ایک شخص کو دیکھا' جو کسی کو پتھر مار رہا تھا تو اُنہوں نے فرمایا: تم پتھر نہ مارو' کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پتھر مارنے سے منع کیا ہے۔

(راوی کو شک ہے' شاید یہ الفاظ ہیں:)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کرنے کو ناپسند قرار دیا ہے' یہ شک کہمس نامی راوی کو ہے۔

4831 – اَخْبَرَنَا قُتَیْبَۃُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَمْرٍو عَنْ طَاوُسٍ اَنَّ عُمَرَ اسْتَشَارَ النَّاسَ فِی الْجَنِیْنِ فَقَالَ حَمَلُ بْنُ مَالِکٍ قَضٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الْجَنِیْنِ غُرَّۃً ۔ قَالَ طَاوُسٌ اِنَّ الْفَرَسَ غُرَّۃٌ ۔

☆☆ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ماں کے پیٹ میں (ضائع ہوجانے والے بچے کی دیت) کے بارے میں لوگوں سے مشورہ کیا تو حضرت حمل بن مالک رضی اللہ عنہ نے بتایا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیٹ کے بچے کے بارے میں غرہ کی ادائیگی کا فیصلہ دیا تھا۔

طاؤس نامی راوی بیان کرتے ہیں: گھوڑا' غرہ ہے۔

4832 – اَخْبَرَنَا قُتَیْبَۃُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّیْثُ عَنِ ابْنِ شِہَابٍ عَنِ ابْنِ الْمُسَیَّبِ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَضٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ جَنِیْنِ امْرَاَۃٍ مِّنْ بَنِیْ لِحْیَانَ سَقَطَ مَیِّتًا بِغُرَّۃٍ عَبْدٍ اَوْ اَمَۃٍ ثُمَّ اِنَّ الْمَرْاَۃَ الَّتِیْ قَضٰی عَلَیْھَا بِالْغُرَّۃِ تُوُفِّیَتْ فَقَضٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِاَنَّ مِیْرَاثَھَا لِبَنِیْھَا وَزَوْجِھَا وَاَنَّ الْعَقْلَ عَلٰی عَصَبَتِھَا ۔

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنولحیان سے تعلق رکھنے والی ایک عورت کے پیٹ میں موجود بچے کے مردہ پیدا ہونے پر غلام یا کنیز کی ادائیگی کا فیصلہ دیا تھا۔ جس عورت کے خلاف اُس غلام یا کنیز کی ادائیگی کا فیصلہ دیا گیا تھا' اُس کا انتقال ہوگیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فیصلہ دیا' اُس کی وراثت اُس کے شوہر اور بچوں کو ملے گی اور دیت کی ادائیگی اُس کے عصبہ رشتے داروں پر لازم ہوگی۔

4833 – اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ وَھْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ یُوْنُسُ عَنِ ابْنِ

4831-تقدم (الحديث 4753) .

4832-اخرجه البخاري في الفرائض، باب ميراث المراة و الزوج مع الولد وغيره (الحديث 6740)، و في الديات، باب جنين المراة وان العقل على الوالد و عصبة الوالد لا على الولد (الحديث 6909) . واخرجه مسلم في القسامة، باب دية الجنين و وجوب الدية في قتل الخطا و شبه العمد على عاقلة الجاني (الحديث 35) . واخرجه ابو داؤد في الديات، باب دية الجنين (الحديث 4577) . و اخرجه الترمذي في الفرائض، باب ما جاء ان الا موال للورثة و العقل على العصبة (الحديث 2111) . تحفة الاشراف (13225) .

4833-اخرجه البخاري في الديات، باب جنين المراة وان العقل على الوالد و عصبة الوالد لا على الولد (الحديث 6910) مختصرًا و اخرجه مسلم في القسامة، باب دية الجنين و وجوب الدية في قتل الخطا وشبه العمد على عاقلة الجاني (الحديث 36) . واخرجه ابو داؤد في الديات، باب دية الجنين (الحديث 4576) . تحفة الاشراف (13320 و 15308) .

شِهَابٍ عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ وَسَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّهٗ قَالَ اقْتَتَلَتِ امْرَاَتَانِ مِنْ هُذَیْلٍ فَرَمَتْ اِحْدَاهُمَا الْاُخْرٰی بِحَجَرٍ وَّذَكَرَ كَلِمَةً مَعْنَاهَا فَقَتَلَتْهَا وَمَا فِیْ بَطْنِهَا فَاخْتَصَمُوْا اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَضٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ دِیَةَ جَنِیْنِهَا غُرَّةٌ عَبْدٌ اَوْ وَلِیْدَةٌ وَّقَضٰی بِدِیَةِ الْمَرْاَةِ عَلٰی عَاقِلَتِهَا وَوَرَّثَهَا وَلَدَهَا وَمَنْ مَّعَهُمْ . فَقَالَ حَمَلُ بْنُ مَالِكِ بْنِ النَّابِغَةِ الْهُذَلِیُّ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَیْفَ اُغَرَّمُ مَنْ لَّا شَرِبَ وَلَا اَكَلَ وَلَا نَطَقَ وَلَا اسْتَهَلَّ فَمِثْلُ ذٰلِكَ یُطَلُّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ "اِنَّمَا هٰذَا مِنْ اِخْوَانِ الْكُهَّانِ" . مِنْ اَجْلِ سَجْعِهِ الَّذِیْ سَجَعَ .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہذیل قبیلے سے تعلق رکھنے والی دوخواتین کی لڑائی ہوگئی' اُن میں سے ایک نے دوسری کو پتھر مارا (اُس کے بعد راوی نے ایک لفظ ذکر کیا ہے' جس کا مطلب یہ ہے:) جس کے نتیجے میں وہ دوسری عورت اور اُس کے پیٹ میں موجود بچہ دونوں مرگئے۔

وہ لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنا مقدمہ لے کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فیصلہ دیا' اُس کے پیٹ میں موجود بچے کی دیت غلام یا کنیز ہوگی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فیصلہ بھی دیا' اُس عورت کی دیت کی ادائیگی قاتل عورت کے رشتے داروں پر عائد ہوگی۔

اور دوسری عورت کی اولاد اور اس کے علاوہ دیگر ورثاء کو اُس کا وارث قرار دیا۔

اس پر حضرت حمل بن مالک ہذلی رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ! میں ایسے (بچے) کا تاوان کیسے ادا کروں؟ جس نے کچھ پیا نہیں' کچھ کھایا نہیں' وہ بولا نہیں' وہ چلا کے رویا نہیں' ایسا خون تو رائیگاں جاتا ہے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ شخص کاہنوں کا بھائی لگتا ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کے مقفع و مسجع کلام کی وجہ سے یہ بات ارشاد فرمائی۔

4834 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ امْرَاَتَیْنِ مِنْ هُذَیْلٍ فِیْ زَمَانِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَمَتْ اِحْدَاهُمَا الْاُخْرٰی فَطَرَحَتْ جَنِیْنَهَا فَقَضٰی فِیْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِغُرَّةٍ عَبْدٍ اَوْ وَلِیْدَةٍ .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں ہذیل قبیلے سے تعلق رکھنے والی دو خواتین میں سے ایک نے دوسری کو مار کر' اُس کے پیٹ میں موجود بچے کو ضائع کر دیا' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک غلام یا کنیز کی (بطور تاوان یا جرمانہ ادائیگی کا) فیصلہ دیا۔

4835 - قَالَ الْحَارِثُ بْنُ مِسْكِیْنٍ قِرَاءَةً عَلَیْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنِیْ مَالِكٌ عَنِ ابْنِ

4834-اخرجه البخاري في الطب، باب الكهانة (الحديث 5759)، و في الديات، باب جنين المراة (الحديث 6904) و اخرجه مسلم في القسامة، باب دية الجنين و وجوب الدية في قتل الخطا و شبه العمد على عاقلة الجاني (الحديث 34) . و اخرجه النسائي في القسامة، باب دية جنين المراة (الحديث 4835) مرسلًا . تحفة الاشراف (15245 و 18727) .

4835-تقدم (الحديث 4834) .

شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضٰى فِي الْجَنِيْنِ يُقْتَلُ فِيْ بَطْنِ اُمِّهٖ بِغُرَّةٍ عَبْدٍ اَوْ وَلِيْدَةٍ فَقَالَ الَّذِيْ قَضٰى عَلَيْهِ كَيْفَ اُغَرَّمُ مَنْ لَا شَرِبَ وَلَا اَكَلَ وَلَا اسْتَهَلَّ وَلَا نَطَقَ فَمِثْلُ ذٰلِكَ يُطَلُّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِنَّمَا هٰذَا مِنَ الْكُهَّانِ".

☆☆ سعید بن مسیب بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے پیٹ میں موجود بچے کے بارے میں جسے اُس کی ماں کے پیٹ میں ہی قتل کر دیا گیا ہو' یہ فیصلہ دیا تھا کہ غلام یا کنیز ادا کیے جائیں گے۔

نبی اکرم ﷺ نے جس شخص کے خلاف فیصلہ دیا تھا' اُس نے یہ گزارش کی: میں ایسے بچے کا تاوان کیسے کروں؟ جس نے کچھ پیا نہیں' کچھ کھایا نہیں' وہ چلا کر رویا نہیں' وہ رویا نہیں' ایسا خون تو رائیگاں جاتا ہے' تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ شخص کاہن لگتا ہے۔

4836 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا خَلَفٌ - وَهُوَ ابْنُ تَمِيْمٍ - قَالَ حَدَّثَنَا زَائِدَةُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ نُضَيْلَةَ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ اَنَّ امْرَاَةً ضَرَبَتْ ضَرَّتَهَا بِعَمُوْدِ فُسْطَاطٍ فَقَتَلَتْهَا وَهِيَ حُبْلٰى فَاُتِيَ فِيْهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى عَصَبَةِ الْقَاتِلَةِ بِالدِّيَةِ وَفِي الْجَنِيْنِ غُرَّةً. فَقَالَ عَصَبَتُهَا اَدِيْ مَنْ لَا طَعِمَ وَلَا شَرِبَ وَلَا صَاحَ فَاسْتَهَلَّ فَمِثْلُ هٰذَا يُطَلُّ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَسَجْعٌ كَسَجْعِ الْاَعْرَابِ".

☆☆ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ ایک عورت نے اپنی سوکن کو خیمے کی لکڑی ماری اور اُسے قتل کر دیا' اُس وقت وہ عورت حاملہ تھی' اُس کا مقدمہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں لایا گیا تو نبی اکرم ﷺ نے قاتلہ کے خاندان پر دیت کی ادائیگی لازم قرار دی اور پیٹ میں موجود بچے کے بارے میں غرہ کی ادائیگی کا فیصلہ دیا۔

اُس عورت کے عصبہ رشتے داروں نے کہا: کیا میں ایسے بچے کا تاوان ادا کروں؟ جس نے کچھ کھایا نہیں' کچھ پیا نہیں' وہ رویا نہیں چلایا نہیں۔ ایسا خون تو رائیگاں جاتا ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا تم دیہاتیوں کی طرح (بنا سنوار کے) گفتگو کر رہے ہو؟

بَابُ صِفَةِ شِبْهِ الْعَمْدِ وَعَلٰى مَنْ دِيَةُ الْاَجِنَّةِ وَشِبْهِ الْعَمْدِ

وَذِكْرِ اخْتِلَافِ اَلْفَاظِ النَّاقِلِيْنَ لِخَبَرِ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ نُضَيْلَةَ عَنِ الْمُغِيْرَةِ.

4836-اخرجه مسلم في القسامة، باب دية الجنين و وجوب الدية في قتل الخطا و شبه العمد على عاقلة الجاني (الحديث 37 و 38) واخرجه ابو داؤد في الديات، باب دية الجنين (الحديث 4568 و 4569) واخرجه الترمذي في الديات، باب ما جاء في دية الجنين (الحديث 1411) مختصرًا واخرجه النسائي في القسامة، صفة شبه العمد و على من دية الا جنة و شبه العمد و ذكر اختلاف الفاظ الناقلين لخبر ابراهيم عن عبيد بن نضيلة عن المغيرة (الحديث 4837 و 4838 و 4839 و 4840 و 4841) و (الحديث 484200 مرسلًا . و الحديث عند: ابن ماجه في الديات، باب الدية على العاقلة فان لم يكن عاقلة ففي بيت المال (الحديث 2633) . تحفة الاشراف (11510 و 18417) .

عمد کے ساتھ مشابہت رکھنے والے (قتل) کی صورت

اور پیٹ میں موجود بچے اور شبہ عمد کے طور پر قتل ہونے والے شخص کی دیت کس کے ذمے لازم ہوگی؟

اس بارے میں حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول ابراہیم نامی راوی کی نقل کردہ روایت میں نقل کرنے والوں کے الفاظ میں اختلاف تذکرہ

4837 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ نُضَيْلَةَ الْخُزَاعِيِّ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ ضَرَبَتِ امْرَاَةٌ ضَرَّتَهَا بِعَمُوْدِ الْفُسْطَاطِ وَهِيَ حُبْلٰى فَقَتَلَتْهَا فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دِيَةَ الْمَقْتُوْلَةِ عَلٰى عَصَبَةِ الْقَاتِلَةِ وَغُرَّةً لِمَا فِيْ بَطْنِهَا . فَقَالَ رَجُلٌ مِّنْ عَصَبَةِ الْقَاتِلَةِ اَنَغْرَمُ دِيَةَ مَنْ لَا اَكَلَ وَلَا شَرِبَ وَلَا اسْتَهَلَّ فَمِثْلُ ذٰلِكَ يُطَلُّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَسَجْعٌ كَسَجْعِ الْاَعْرَابِ" . فَجَعَلَ عَلَيْهِمُ الدِّيَةَ .

★★ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک عورت نے اپنی سوکن کو خیمے کی لکڑی ماردی وہ عورت حاملہ تھی' پہلی عورت نے اسے قتل کردیا' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قتل ہونے والی عورت کی دیت کی ادائیگی قتل کرنے والی عورت کے خاندان پر لازم قرار دی اور اس کے پیٹ میں موجود بچے کے (ضائع ہونے پر) جرمانے کی ادائیگی مقرر کی' قتل کرنے والی عورت کے خاندان میں سے ایک شخص نے یہ کہا: کیا ہم اس کی دیت تاوان کے طور پر ادا کریں؟ جس نے کچھ کھایا نہیں' کچھ پیا نہیں' وہ چیخ کر رویا نہیں' اس طرح کا خون تو رائیگاں جاتا ہے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا دیہاتیوں کی طرح بنا سنوار کر گفتگو کر رہے ہو؟

پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر دیت کی ادائیگی لازم قرار دی۔

4838 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ نُضَيْلَةَ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ اَنَّ ضَرَّتَيْنِ ضَرَبَتْ اِحْدَاهُمَا الْاُخْرٰى بِعَمُوْدِ فُسْطَاطٍ فَقَتَلَتْهَا فَقَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالدِّيَةِ عَلٰى عَصَبَةِ الْقَاتِلَةِ وَقَضٰى لِمَا فِيْ بَطْنِهَا بِغُرَّةٍ . فَقَالَ الْاَعْرَابِيُّ تُغَرِّمُنِيْ مَنْ لَا اَكَلَ وَلَا شَرِبَ وَلَا صَاحَ فَاسْتَهَلَّ فَمِثْلُ ذٰلِكَ يُطَلُّ فَقَالَ "سَجْعٌ كَسَجْعِ الْجَاهِلِيَّةِ" . وَقَضٰى لِمَا فِيْ بَطْنِهَا بِغُرَّةٍ .

★★ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: دو سوکنیں تھیں' ان میں سے ایک نے دوسری کو خیمے کی لکڑی مار کر قتل کر دیا' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیت کی ادائیگی قتل کرنے والی عورت کے خاندان پر لازم ہونے کا فیصلہ دیا اور مقتول عورت کے پیٹ میں موجود (بچے کے ضائع ہونے پر) تاوان کی ادائیگی کا فیصلہ دیا' تو ایک دیہاتی نے یہ عرض کی: آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں ایسے وجود کے تاوان کا پابند کر رہے ہیں' جس نے کچھ کھایا نہیں' کچھ پیا نہیں' وہ چیخا نہیں' چیخ کے رویا نہیں' اس طرح کا خون تو رائیگاں جاتا ہے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ کیا زمانہ جاہلیت کی طرز کی گفتگو ہے؟

4837-تقدم (الحديث 4836) . 4838-تقدم (الحديث 4836) .

پھر آپ نے یہ فیصلہ دیا: مقتول عورت کے پیٹ میں جو بچہ موجود تھا' اس کا تاوان ادا کیا جائیگا (یعنی اس میں غلام یا کنیز کی ادائیگی ہوگی)۔

4839 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ سَعِيْدِ بْنِ مَسْرُوْقٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اَبِىْ زَائِدَةَ عَنْ اِسْرَائِيْلَ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ نُضَيْلَةَ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ ضَرَبَتِ امْرَاَةٌ مِّنْ بَنِىْ لِحْيَانَ ضَرَّتَهَا بِعَمُوْدِ الْفُسْطَاطِ فَقَتَلَتْهَا وَكَانَ بِالْمَقْتُوْلَةِ حَمْلٌ فَقَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى عَصَبَةِ الْقَاتِلَةِ بِالدِّيَةِ وَلِمَا فِىْ بَطْنِهَا بِغُرَّةٍ .

☆☆ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: بنولحیان سے تعلق رکھنے والی ایک عورت نے اپنی سوکن کو خیمے کی لکڑی مار کر قتل کر دیا' قتل ہونے والی عورت حاملہ تھی' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قتل کرنے والی عورت کے خاندان پر دیت کی ادائیگی کو لازم قرار دیا اور اس مقتول عورت کے پیٹ میں جو بچہ موجود تھا' اس کے جرمانے میں' ایک غلام یا ایک کنیز کی ادائیگی کا فیصلہ دیا۔

4840 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ نُضَيْلَةَ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ اَنَّ امْرَاَتَيْنِ كَانَتَا تَحْتَ رَجُلٍ مِّنْ هُذَيْلٍ فَرَمَتْ اِحْدَاهُمَا الْاُخْرٰى بِعَمُوْدِ فُسْطَاطٍ فَاَسْقَطَتْ فَاخْتَصَمَا اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا كَيْفَ نَدِىْ مَنْ لَا صَاحَ وَلَا اسْتَهَلَّ وَلَا شَرِبَ وَلَا اَكَلَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَسَجْعٌ كَسَجْعِ الْاَعْرَابِ" . فَقَضٰى بِالْغُرَّةِ عَلٰى عَاقِلَةِ الْمَرْاَةِ .

☆☆ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: دو خواتین ہذیل قبیلے سے تعلق رکھنے والے ایک شخص کی بیویاں تھیں ان میں سے ایک نے دوسری کو خیمے کی لکڑی مار کر اس کے پیٹ میں موجود بچے کو ضائع کر دیا۔ وہ دونوں (خاندان) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مقدمہ لے کر حاضر ہوئے۔ انہوں نے عرض کی: ہم ایسے وجود کی دیت کیسے ادا کریں؟ جو چیخا نہیں' جو چیخ کر رویا نہیں' جس نے کچھ پیا نہیں' جس نے کچھ کھایا نہیں' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا دیہاتیوں کی طرح بنا سنوار کے گفتگو کی جا رہی ہے؟ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کے خاندان پر تاوان کی ادائیگی لازم ہونے کا فیصلہ دیا۔

4841 - اَخْبَرَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُوْرٍ قَالَ سَمِعْتُ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ نُضَيْلَةَ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ اَنَّ رَجُلًا مِّنْ هُذَيْلٍ كَانَ لَهُ امْرَاَتَانِ فَرَمَتْ اِحْدَاهُمَا الْاُخْرٰى بِعَمُوْدِ الْفُسْطَاطِ فَاَسْقَطَتْ فَقِيْلَ اَرَاَيْتَ مَنْ لَا اَكَلَ وَلَا شَرِبَ وَلَا صَاحَ فَاسْتَهَلَّ . فَقَالَ "اَسَجْعٌ كَسَجْعِ الْاَعْرَابِ" . فَقَضٰى فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِغُرَّةٍ عَبْدٍ اَوْ اَمَةٍ وَّجُعِلَتْ عَلٰى عَاقِلَةِ الْمَرْاَةِ . اَرْسَلَهُ الْاَعْمَشُ .

☆☆ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہذیل قبیلے سے تعلق رکھنے والے ایک شخص کی دو بیویاں تھیں' ان میں

4839-تقدم (الحديث 4836) .

4840-تقدم (الحديث 4836) .

4841-تقدم (الحديث 4836) .

ے ایک نے دوسری کو خیمے کی لکڑی مار کے اس کے پیٹ میں موجود بچے کو ضائع کر دیا' نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں عرض کی گئی:
آپ کا کیا خیال ہے؟ جس بچے نے کچھ کھایا نہیں' کچھ پیا نہیں' وہ چیخا نہیں' چیخ کے رویا نہیں' تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کیا
دیہاتیوں کی طرح کی پرتکلف گفتگو کی جارہی ہے؟
پھر نبی اکرم ﷺ نے اس بارے ایک غلام یا کنیز کو تاوان کے طور پر ادا کرنے کا فیصلہ دیا اور آپ نے اس کی ادائیگی عورت
کے خاندان پر مقرر کی۔
اعمش نامی راوی نے اس روایت کو "مرسل" روایت کے طور پر نقل کیا ہے۔

4842 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُصْعَبٌ قَالَ حَدَّثَنَا دَاوُدُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ ضَرَبَتِ امْرَاَةٌ ضَرَّتَهَا بِحَجَرٍ وَّهِيَ حُبْلَى فَقَتَلَتْهَا فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا فِيْ بَطْنِهَا غُرَّةً وَّجَعَلَ عَقْلَهَا عَلٰى عَصَبَتِهَا فَقَالُوْا نُغَرَّمُ مَنْ لَا شَرِبَ وَلَا اَكَلَ وَلَا اسْتَهَلَّ فَمِثْلُ ذٰلِكَ يُطَلّ فَقَالَ "اَسَجْعٌ كَسَجْعِ الْاَعْرَابِ هُوَ مَا اَقُوْلُ لَكُمْ" .

☆☆ ابراہیم بیان کرتے ہیں: ایک عورت نے اپنی سوکن کو پتھر مارا' دوسری حاملہ تھی' پہلی عورت نے اسے قتل کر دیا' تو نبی اکرم ﷺ نے مقتول عورت کے پیٹ میں موجود بچے کے تاوان کے طور پر ایک غلام کی ادائیگی کا فیصلہ دیا' اور آپ نے اس عورت کی دیت کی ادائیگی' قاتل عورت کی دیت کے خاندان پر لازم قرار دی' ان لوگوں نے عرض کی: کیا ہم اس کا تاوان ادا کریں؟ جس نے کچھ کھایا نہیں' کچھ پیا نہیں' وہ چیخ کر رویا نہیں' اس طرح کا خون تو رائیگاں جاتا ہے' تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کیا دیہاتیوں کی طرح کی پرتکلف گفتگو ہو رہی ہے؟ اس کا حکم وہی ہوگا' جو میں نے تمہارے سامنے بیان کر دیا ہے۔

4843 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ حَكِيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرٌو عَنْ اَسْبَاطٍ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَتِ امْرَاَتَانِ جَارَتَانِ كَانَ بَيْنَهُمَا صَخَبٌ فَرَمَتْ اِحْدَاهُمَا الْاُخْرٰى بِحَجَرٍ فَاَسْقَطَتْ غُلَامًا قَدْ نَبَتَ شَعْرُهُ مَيْتًا وَّمَاتَتِ الْمَرْاَةُ فَقَضٰى عَلَى الْعَاقِلَةِ الدِّيَةَ . فَقَالَ عَمُّهَا اِنَّهَا قَدْ اَسْقَطَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ غُلَامًا قَدْ نَبَتَ شَعْرُهُ . فَقَالَ اَبُو الْقَاتِلَةِ اِنَّهُ كَاذِبٌ اِنَّهُ وَاللّٰهِ مَا اسْتَهَلَّ وَلَا شَرِبَ وَلَا اَكَلَ فَمِثْلُهُ يُطَلّ . قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَسَجْعٌ كَسَجْعِ الْجَاهِلِيَّةِ وَكِهَانَتِهَا اِنَّ فِي الصَّبِيِّ غُرَّةً" .
قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كَانَتْ اِحْدَاهُمَا مُلَيْكَةَ وَالْاُخْرٰى اُمَّ غُطَيْفٍ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: دو عورتیں ایک دوسرے کی پڑوسن تھیں' ان دونوں کے درمیان لڑائی ہوئی' ان میں سے ایک نے دوسری کو پتھر مار کر اس کے پیٹ میں موجود بچے کو ضائع کر دیا' جس کے بال اُگ چکے تھے' اور دوسری عورت فوت بھی ہوگئی' تو نبی اکرم ﷺ نے قاتل عورت کے خاندان پر دیت کی ادائیگی لازم قرار دی' تو اس عورت کے چچا نے کہا: یارسول اللہ! اُس نے ایک ایسے بچے کو جنم دیا ہے' جس کے بال اُگ چکے تھے' تو قاتل عورت کے والد نے کہا: یہ جھوٹ بول رہا ہے'

4842-تقدم (الحديث 4836) .
4843-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (6124) .

اللہ کی قسم! نہ تو وہ چیخ کر رویا' اور نہ ہی اس نے کچھ پیا' نہ ہی کھایا' اس جیسا خون تو رائیگاں جاتا ہے' تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کیا زمانہ جاہلیت کی طرز کی گفتگو کی جارہی ہے' بچے (کے تاوان) میں غلام (یا کنیز) کی ادائیگی لازم ہوگی۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ان دوخواتین میں سے ایک کا نام ملیکہ اور دوسری کا نام اُمِّ غطیف تھا۔

4844 - اَخْبَرَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ قَالَ حَدَّثَنَا الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ اَبُو الزُّبَيْرِ اَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا يَقُوْلُ كَتَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى كُلِّ بَطْنٍ عُقُوْلَهُ وَلَا يَحِلُّ لِمَوْلًى اَنْ يَتَوَلّٰى مُسْلِمًا بِغَيْرِ اِذْنِهِ .

★★ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے خط میں لکھا تھا: ہر ''بطن'' (یعنی قبیلے سے چھوٹا حصہ) پر دیت کی ادائیگی لازم ہوگی اور کسی آزاد ہونے والے غلام کے لئے یہ بات جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے آقا کی اجازت کے بغیر کسی مسلمان کو اپنا مولیٰ بنائے۔

4845 - اَخْبَرَنِیْ عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ وَمُحَمَّدُ بْنُ مُصَفًّى قَالَا حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ تَطَبَّبَ وَلَمْ يُعْلَمْ مِنْهُ طِبٌّ قَبْلَ ذٰلِكَ فَهُوَ ضَامِنٌ" .

★★ عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا (حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ) کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''جو شخص طبیب کے طور پر علاج کرے اور اس کا طبیب ہونا معلوم نہ ہو، تو وہ کسی بھی قسم کے ہونے والے نقصان کا ضامن ہوگا''۔

4846 - اَخْبَرَنِیْ مَحْمُوْدُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ مِثْلَهٗ سَوَاءً .

★★ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے۔

باب هَلْ يُؤْخَذُ اَحَدٌ بِجَرِيْرَةِ غَيْرِهٖ

یہ باب ہے کہ کیا کسی کو کسی دوسرے کے جرم کی وجہ سے پکڑا جائے گا؟

4844-اخرجه مسلم في العتق، باب تحريم تولي العتيق غير مواليه (الحديث 17) مطولاً . تحفة الاشراف (2823) .

4845-اخرجه ابو داؤد في الديات، باب فيمن تطبب بغير علم فاعنت (الحديث 4586) واخرجه النسائي في القسامة، صفة شبه العمد و على من دية الاجنة و شبه العمد و ذكر اختلاف الفاظ الناقلين لخبر ابراهيم عن عبيد بن نضيلة عن المغيرة (الحديث 4846) . واخرجه ابن ماجه في الطب، باب من تطبب و لم يعلم منه طب (الحديث 3466) . تحفة الاشراف (8746) .

4846-تقدم في القسامة، صفة شبه العمد و على من دية الاجنة و شبه العمد و ذكر اختلاف الفاظ الناقلين لخبر ابراهيم عن عبيد بن نضيلة عن المغيرة (الحديث 4845) .

4847 - اَخْبَرَنِی هَارُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنِی عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ اَبْجَرَ عَنْ اِيَادِ بْنِ لَقِيطٍ عَنْ اَبِی رِمْثَةَ قَالَ اَتَيْتُ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ اَبِی فَقَالَ "مَنْ هٰذَا مَعَكَ" . قَالَ ابْنِی اَشْهَدُ بِهٖ . قَالَ "اَمَا اِنَّكَ لَا تَجْنِی عَلَيْهِ وَلَا يَجْنِی عَلَيْكَ" .

★★ حضرت ابورمثہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں اپنے والد کے ساتھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: یہ تمہارے ساتھ کون ہے؟ میرے والد نے عرض کی: یہ میرا بیٹا ہے اور میں اس بات پر گواہی دیتا ہوں' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم اس کے کیے کا تاوان نہیں بھرو گے اور یہ تمہارے کیے کا تاوان نہیں بھرے گا۔

4848 - اَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ السَّرِیِّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَشْعَثَ عَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ ثَعْلَبَةَ بْنِ زَهْدَمٍ الْيَرْبُوعِیِّ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ فِی اُنَاسٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰؤُلَاءِ بَنُو ثَعْلَبَةَ بْنِ يَرْبُوعٍ قَتَلُوْا فُلَانًا فِی الْجَاهِلِيَّةِ . فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهَتَفَ بِصَوْتِهٖ "اَلَا لَا تَجْنِی نَفْسٌ عَلَى الْاُخْرٰى" .

★★ حضرت ثعلبہ بن زہدم یربوعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ انصار کو خطبہ دینے کے دوران لوگوں نے عرض کی: یارسول اللہ! یہ بنوثعلبہ انہوں نے زمانہ جاہلیت میں فلاں کو قتل کر دیا تھا' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بلند آواز میں ارشاد فرمایا: خبردار! کوئی شخص کسی دوسرے کے جرم کا تاوان نہیں بھرے گا۔

4849 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ اَشْعَثَ بْنِ اَبِی الشَّعْثَاءِ عَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ ثَعْلَبَةَ بْنِ زَهْدَمٍ قَالَ انْتَهٰى قَوْمٌ مِّنْ بَنِی ثَعْلَبَةَ اِلَى النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَخْطُبُ فَقَالَ رَجُلٌ يَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰؤُلَاءِ بَنُو ثَعْلَبَةَ بْنِ يَرْبُوعٍ قَتَلُوْا فُلَانًا رَجُلًا مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا تَجْنِی نَفْسٌ عَلٰى اُخْرٰى" .

★★ حضرت ثعلبہ بن زہدم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: بنوثعلبہ سے تعلق رکھنے والے کچھ لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت خطبہ دے رہے تھے' ایک شخص نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ بنوثعلبہ بن یربوع انہوں نے فلاں شخص کو قتل کیا تھا (راوی کہتے ہیں:) وہ شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے تعلق رکھتا تھا' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کوئی شخص کسی دوسرے کے جرم کا تاوان ادا نہیں کرے گا۔

4850 - اَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ قَالَ اَنْبَاَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَشْعَثَ بْنِ اَبِی الشَّعْثَاءِ قَالَ

4847-اخرجه ابو داؤد في الترجل، باب في الخضاب (الحديث 4208) مختصرًا و اخرجه الترمذي في الشمائل، باب ما جاء في خضاب رسول الله صلى الله عليه وسلم (الحديث 44) و الحديث عند: الترمذي في الشمائل، باب ما جاء في شيب رسول الله صلى الله عليه وسلم (الحديث 42) . تحفة الاشراف (12037) .

4848-انفرد به النسائي، و سيأتي في القسامة، هل يوخذ احد بجريرة غيره (الحديث 4849 و 4850 و 4851 و 4852 و 4853) . تحفة الاشراف (2072) .

4849-تقدم (الحديث 4848) .

4850-تقدم (الحديث 4848) .

سَمِعْتُ الْاَسْوَدَ بْنَ هِلَالٍ يُحَدِّثُ عَنْ رَّجُلٍ مِّنْ بَنِي ثَعْلَبَةَ بْنِ يَرْبُوعٍ اَنَّ نَاسًا مِّنْ بَنِي ثَعْلَبَةَ اَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَجُلٌ يَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰؤُلَاءِ بَنُو ثَعْلَبَةَ بْنِ يَرْبُوعٍ قَتَلُوْا فُلَانًا رَجُلًا مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا تَجْنِيْ نَفْسٌ عَلٰى اُخْرٰى" .

☆☆ اسود بن ہلال' بنو ثعلبہ سے تعلق رکھنے والے ایک شخص کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: بنو ثعلبہ سے تعلق رکھنے والے کچھ لوگ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے' ایک شخص نے عرض کی: یارسول اللہ! یہ بنو ثعلبہ بن یربوع' انہوں نے فلاں شخص کو قتل کیا تھا (راوی کہتے ہیں:) وہ ایک ایسا شخص تھا' جو نبی اکرم ﷺ کے اصحاب سے تعلق رکھتا تھا' تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کوئی شخص کسی دوسرے کا تاوان ادا نہیں کرے گا۔

4851 - اَخْبَرَنَا اَبُوْ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَتَّابٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْاَشْعَثِ بْنِ سُلَيْمٍ عَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ هِلَالٍ - وَكَانَ قَدْ اَدْرَكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - عَنْ رَّجُلٍ مِّنْ بَنِي ثَعْلَبَةَ بْنِ يَرْبُوعٍ اَنَّ نَاسًا مِّنْ بَنِي ثَعْلَبَةَ اَصَابُوْا رَجُلًا مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰؤُلَاءِ بَنُو ثَعْلَبَةَ قَتَلَتْ فُلَانًا . فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا تَجْنِيْ نَفْسٌ عَلٰى اُخْرٰى" . قَالَ شُعْبَةُ اَیْ لَا يُؤْخَذُ اَحَدٌ بِاَحَدٍ وَّاللّٰهُ تَعَالٰى اَعْلَمُ .

☆☆ اسود بن ہلال بیان کرتے ہیں: بنو ثعلبہ سے تعلق رکھنے والے ایک شخص نے یہ بات بیان کی ہے: بنو ثعلبہ کے کچھ لوگوں نے نبی اکرم ﷺ کے اصحاب میں سے ایک شخص کو قتل کر دیا' تو نبی اکرم ﷺ کے اصحاب میں سے ایک صاحب نے عرض کی: یارسول اللہ! یہ بنو ثعلبہ ہیں' جنہوں نے فلاں شخص کو قتل کیا تھا' تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کوئی شخص کسی دوسرے کے جرم کا تاوان ادا نہیں کرے گا۔

شعبہ کہتے ہیں: یعنی کسی شخص کو کسی دوسرے کے جرم کی وجہ سے نہیں پکڑا جائیگا' باقی اللہ بہتر جانتا ہے۔

4852 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنِ الْاَشْعَثِ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ رَّجُلٍ مِّنْ بَنِي ثَعْلَبَةَ بْنِ يَرْبُوعٍ قَالَ اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَتَكَلَّمُ فَقَالَ رَجُلٌ يَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰؤُلَاءِ بَنُو ثَعْلَبَةَ بْنِ يَرْبُوعٍ الَّذِيْنَ اَصَابُوْا فُلَانًا . فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا - يَعْنِيْ - لَا تَجْنِيْ نَفْسٌ عَلٰى نَفْسٍ" .

☆☆ اشعث بن سلیم اپنے والد کے حوالے سے بنو ثعلبہ سے تعلق رکھنے والے ایک شخص کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' آپ ﷺ اس وقت گفتگو کر رہے تھے' ایک صاحب نے عرض کی: یارسول اللہ! یہ بنو ثعلبہ ہیں' جنہوں نے فلاں شخص کو قتل کیا تھا' تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جی نہیں! نبی اکرم ﷺ کی مراد یہ تھی کہ کوئی شخص کسی دوسرے کے جرم میں نہیں پکڑا جائیگا۔

4851-تقدم (الحديث 4848) .

4852-تقدم (الحديث 4848) .

4853 - اَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ فِي حَدِيثِهِ عَنْ اَبِي الْاَحْوَصِ عَنْ اَشْعَثَ عَنْ اَبِيهِ عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِي يَرْبُوعٍ قَالَ اَتَيْنَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُكَلِّمُ النَّاسَ فَقَامَ اِلَيْهِ نَاسٌ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ هٰؤُلَاءِ بَنُو فُلَانٍ الَّذِينَ قَتَلُوا فُلَانًا . فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا تَجْنِي نَفْسٌ عَلٰى اُخْرٰى" .

☆☆ اشعث اپنے والد کے حوالے سے بنو یربوع کے ایک شخص کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ہم لوگ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے' آپ اس وقت لوگوں کے ساتھ بات چیت کر رہے تھے' کچھ لوگ آپ ﷺ کے سامنے کھڑے ہوئے انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ یہ بنو فلاں ہیں' جنہوں نے فلاں کو قتل کر دیا تھا' تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کوئی بھی شخص کسی دوسرے کے جرم میں نہیں پکڑا جائیگا۔

4854 - اَخْبَرَنَا يُوسُفُ بْنُ عِيسٰى قَالَ اَنْبَاَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسٰى قَالَ اَنْبَاَنَا يَزِيدُ - وَهُوَ ابْنُ زِيَادِ بْنِ اَبِي الْجَعْدِ - عَنْ جَامِعِ بْنِ شَدَّادٍ عَنْ طَارِقٍ الْمُحَارِبِيِّ اَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ هٰؤُلَاءِ بَنُو ثَعْلَبَةَ الَّذِينَ قَتَلُوا فُلَانًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ . فَخُذْ لَنَا بِثَارِنَا . فَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى رَاَيْتُ بَيَاضَ اِبْطَيْهِ وَهُوَ يَقُولُ "لَا تَجْنِي اُمٌّ عَلٰى وَلَدٍ" . مَرَّتَيْنِ .

☆☆ حضرت طارق محاربی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص نے عرض کی: یارسول اللہ! یہ بنو ثعلبہ ہیں' جنہوں نے زمانہ جاہلیت میں فلاں شخص کو قتل کر دیا تھا' تو آپ ان سے ہمارا بدلہ لیجئے' تو نبی اکرم ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ بلند کیے' یہاں تک کہ آپ کی بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگی' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ماں' اپنے بچے کے جرم کا تاوان ادا نہیں کرے گی۔

باب الْعَيْنِ الْعَوْرَاءِ السَّادَّةِ لِمَكَانِهَا اِذَا طُمِسَتْ .

یہ باب ہے کہ ایسی آنکھ' جس کی بینائی رخصت ہو جائے' لیکن وہ اپنی جگہ پر موجود ہو (کی دیت کا حکم)

4855 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ عَائِذٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ اَخْبَرَنِي الْعَلَاءُ - وَهُوَ ابْنُ الْحَارِثِ - عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضٰى فِي الْعَيْنِ الْعَوْرَاءِ السَّادَّةِ لِمَكَانِهَا اِذَا طُمِسَتْ بِثُلُثِ دِيَتِهَا وَفِي الْيَدِ الشَّلَّاءِ اِذَا قُطِعَتْ بِثُلُثِ دِيَتِهَا وَفِي السِّنِّ السَّوْدَاءِ اِذَا نُزِعَتْ بِثُلُثِ دِيَتِهَا .

☆☆ عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے (اپنے دادا حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ایسی آنکھ' جس کی بینائی رخصت ہو جائے' لیکن آنکھ اپنی جگہ پر موجود ہو (کی دیت) کے بارے میں یہ فیصلہ دیا ہے: اس میں ایک تہائی دیت کی ادائیگی لازم ہو گی' اور ایسا ہاتھ جو شل ہو جائے' جبکہ اسے کاٹا گیا ہو' اس میں بھی ایک تہائی

4853-تقدم (الحديث 4848) .

4854-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (4989) .

4855-اخرجه ابو داؤد في الديات، باب ديات الاعضاء (الحديث 4567) مختصراً . تحفة الاشراف (8770) .

دیت کی ادائیگی کا فیصلہ دیا ہے اور جب دانت سیاہ ہو جائے جبکہ اسے اکھاڑ اگیا ہو تو اس میں بھی ایک تہائی دیت کی ادائیگی کا فیصلہ
دیا ہے۔

جان سے کم چیزوں میں دیت ہونے کا بیان

ساری جان میں دیت واجب ہے اور اس کو جان کے مسائل میں ہم بیان کرآئے ہیں۔ اور اسی طرح فرمایا کہ ناک کے نرم
حصہ میں بھی دیت واجب ہے۔ زبان میں دیت واجب ہے۔ ذکر میں دیت واجب ہے۔ اور اس کی دلیل حضرت سعید بن مسیّب
رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے۔ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نفس میں دیت واجب ہے۔ اور ناک کے نرم حصے میں دیت
واجب ہے۔ اور مکتوب میں بھی ذکر کیا گیا ہے۔ جس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ کو دیا تھا۔

اور اطراف کے بارے میں فقہی اصول یہ ہے کہ جب طرف مکمل طور پر کسی فائدے کی جنس کو ختم کردے یا مکمل طور پر انسان
کے مقصود کے جمال کو ختم کردے تو پوری دیت واجب ہوگی۔ کیونکہ اس نے ایک طرح سے جان کو ضائع کیا ہے۔ اور ایک طرح سے
نفس کو تلف کرنا یہ انسانیت کے عظمت کے سبب کلی اتلاف کے قائم مقام کردیا گیا ہے۔ اور اس کی دلیل یہ بھی ہے کہ آپ صلی اللہ
علیہ وسلم نے ناک اور زبان میں پوری دیت کا فیصلہ کیا ہے۔

اور اسی قاعدہ فقہیہ پر بہت سے مسائل کی جزئیات نکلتی ہیں۔ پس ہم کہیں گے کہ ناک میں دیت واجب ہے۔ کیونکہ کاٹنے
کے سبب مکمل طور پر جمال ختم ہو چکا ہے۔ جبکہ مقصود ہی جمال تھا۔ اور اسی طرح جب کسی نے مارن یا نتھنے کو کاٹ دیا ہے تو یہ بھی اسی
دلیل کے مطابق جس کو ہم بیان کرآئے ہیں۔

اور جب ناک کے نرم حصے کو نتھنے کے ساتھ کاٹ دیا ہے تو ایک دیت سے زائد دیت نہ ہوگی۔ کیونکہ ناک ایک عضو ہے۔ اور
زبان کے بارے میں اسی طرح کا حکم ہے۔ کیونکہ اس کو کاٹ دینے کی وجہ سے مقصود فائدہ یعنی بولنا ختم ہو جائے گا۔ اور زبان کا
بعض حصہ کاٹنے میں بھی یہی حکم ہے۔ مگر اس میں شرط یہ ہے کہ اس کو کاٹنے کی وجہ سے بات کرنے سے رک جائے۔ کیونکہ اب
مقصود نفع ختم ہوا ہے۔ اگرچہ اس کی زبان موجود ہے۔ اور جب زبان کٹا بعض حروف کو ادا کرسکتا ہو تو اس کے بارے میں کہا گیا ہے
کہ حروف کی تعداد پر تقسیم کیا جائے گا۔ اور دوسرا قول یہ ہے کہ ان حروف کی تعداد پر اس کو تقسم کردیا جائے گا۔ جو زبان سے ادا ہوتے
ہیں۔ اور جن حروف پر وہ قدرت رکھنے والا نہیں ہے۔ ان کی مقدار کے مطابق دیت واجب ہوگی۔

اور ایک قول یہ بھی ہے کہ جب وہ اکثر حروف کو ادا کرنے پر قدرت رکھنے والا ہے تو اب حکومت عدل واجب ہے۔ کیونکہ ظاہر
یہی ہے کہ کلام کا فائدہ حاصل ہونے والا نہیں ہے۔ اور ذکر کا حکم بھی اسی طرح ہے کیونکہ اس کے کٹ جانے کی وجہ سے جماع کا
فائدہ، بچہ پیدا کرنے کی صلاحیت، پیشاب روکنے اور اس کو باہر نکالنے کا فائدہ، دفق منی کا فائدہ اور وہ ایلاج جو عام طور پر حاملہ
کرنے کا طریقہ ہے وہ ختم ہو رہا ہے۔ اور اسی طرح حشفہ میں بھی پوری دیت واجب ہے۔ کیونکہ ایلاج اور دفق منی میں حشفہ اصل
ہے۔ جبکہ بقیہ ڈنڈی یہ حشفہ کے تابع ہے۔ (ہدایہ)

1۔ ناک کے نرم حصہ کی دیت مکمل 100 اونٹ یا ایک ہزار دینار (سونا) 2۔ زبان کاٹو دیت مکمل 100 یا دس ہزار درہم

(چاندی) 3۔ آلہ تناسل ضائع کر دیا دیت مکمل 100، 4۔ خصیے ضائع کر دیے، دیت مکمل 100، 5۔ حشفہ، آل تناسل کا سرا، دیت مکمل 100، 6۔ ضرب لگنے سے عقل زائل ہو جائے تو دیت مکمل 100، 7۔ ضرب لگنے سے قوت سماعت، دیت مکمل 100، 8۔ ضرب لگنے سے بصارت زائل، دیت مکمل 100، 9۔ ضرب لگنے سے شامہ (سونگھنے کی)، دیت مکمل 100، 10۔ ضرب لگنے سے ذائقہ زائل ہو جائے، دیت مکمل 100، 11۔ کسی کی داڑھی مونڈھ لی اور پھر بال نہ آگے، دیت مکمل 100، 12۔ سر کے بال مونڈھ لیے تو دیت مکمل 100، 13۔ دونوں ابرو مونڈھ دیے مکمل دیت 100، 14۔ ایک ابرو مونڈھ دیا نصف دیت 100، 15۔ دونوں آنکھوں۔ دونوں ہاتھوں۔ دونوں پاؤں 100، 100، 100 تین دیتیں۔ 16۔ دونوں ہونٹوں، دونوں کانوں، دونوں خصیوں کے کاٹنے پر 100، 100، 100، تین دیتیں۔

ان سب میں۔

17۔ اگر ایک ایک کاٹا تو نصف دیت یعنی 50 اونٹ۔ 18۔ عورت کے دو پستان کاٹنے پر دیت مکمل دیت 100 اونٹ ایک پر نصف یعنی 50 اونٹ۔ 19۔ عورت کے دونوں پستانوں کے سرے کاٹنے پر مکمل دیت۔ 20۔ ایک کاٹنے پر نصف دیت۔ 21۔ آنکھوں کی چار پلکیں کاٹنے پر پوری دیت۔ اور ایک پر چوتھائی؟ احتمال ہے۔ کہ اس سے مراد بال ہوں یا، بال اگنے کی جگہ حکم سب کا یکساں ہے۔ 22۔ ہاتھ پاؤں کی ہر انگلی کی دیت دس اونٹ۔ 23۔ جن انگلیوں میں تین پورے ہیں ان میں سے ہر پورے کی دیت پوری انگلی کی دیت کی ایک تہائی۔ 10 / 3، جن میں دو پورے ہیں، ہر پورے کی دیت پانچ، پانچ اونٹ۔ 24۔ ہر دانت توڑنے کی دیت پانچ اونٹ۔ داڑھیں، دانت سب برابر ہیں۔

25. فان القتہ حیا ثم مات ففیہ کاملۃ، اگر حاملہ کو مارنے سے اس کا زندہ بچہ گرا پھر مر گیا تو پوری دیت۔

ضرب کے سبب زوال عقل پر وجوب دیت کا بیان

جب کسی شخص کی عقل مارنے کی وجہ سے ختم ہو گئی ہے تو اس میں دیت واجب ہے۔ کیونکہ سمجھنے کی قوت ختم ہو گئی ہے۔ کیونکہ عقل کے سبب سے انسان اپنی دنیا و آخرت کا فائدہ اٹھانے والا ہے۔ اور اسی طرح انسان کی قوت سامعہ یا قوت باصرہ، شامہ اور ذائقہ ختم ہو جائے۔ کیونکہ ان میں سے ہر ایک مقصود نفع ہے۔ اور یہ بھی روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک ضرب کے بارے میں چار دیتوں کا فیصلہ فرمایا تھا۔ جس کے سبب عقل، کلام، سننا اور دیکھنا ختم ہوا تھا۔

علامہ حسن بن منصور فرغانی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ ازالہ عقل، سمع، بصر، شم، کلام، ذوق، انزال، سر اور داڑھی کے بال مونڈنے، دونوں کان، دونوں بھنوؤں، دونوں آنکھوں کے پپوٹوں، دونوں ہاتھوں یا دونوں پیروں کی انگلیوں یا عورت کے پستانوں کی دونوں گھنڈیوں کے کاٹنے میں، عورت کے مخرجین کا اس طرح ایک کر دینا کہ پیشاب یا پاخانے کے اِمساک کی قدرت نہ رہے۔ حشفہ، ناک کے نرم حصے، دونوں ہونٹوں، دونوں جبڑوں، دونوں چوتڑوں، زبان کے کاٹنے، چہرے کے ٹیڑھا کر دینے۔ عورت کی شرم گاہ کو اس طرح کاٹ دینے میں کہ جماع کے قابل نہ رہے اور پیٹ پر ایسی ضرب لگانے میں کہ پانی منقطع ہو جائے، پوری دیت نفس ہے۔ بشرطیکہ یہ جرائم خطاءً صادر ہوں۔ (قاضی خان ص 386 جلد 4)

داڑھی مونڈنے کے سبب وجوب دیت کا بیان

جب داڑھی کو مونڈ دیا ہے اور وہ دوبارہ اگ نہ سکے تو اس میں دیت واجب ہے۔ کیونکہ اس کے سبب خوبصورتی کا فائدہ ختم ہو چکا ہے۔ اور سر کے بالوں میں بھی دیت ہے۔ اسی دلیل کے سبب جس کو ہم بیان کر آئے ہیں۔

حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ داڑھی اور بال دونوں میں حکومت عدل واجب ہے۔ اور امام شافعی علیہ الرحمہ کا قول بھی اسی طرح ہے۔ کیونکہ یہ دونوں آدمی سے زیادہ ہیں۔ اس لئے بعض شہروں میں سر کے پورے بال اور بعض حصہ داڑھی کو مونڈ دیا جاتا ہے۔ اور یہ سینے اور پنڈلی کے بالوں کی طرح ہے۔ اسی دلیل کے سبب غلام کے بال میں قیمت کو نقصان واجب ہوتا ہے۔

ہماری دلیل یہ ہے کہ داڑھی اپنے وقت پر خوبصورتی ہے۔ اور اس کو مونڈ دینے کے سبب مکمل طور پر جمال کو ختم کر دیتا ہے۔ کیونکہ دیت واجب ہے۔ جس طرح ابھرے ہوئے دونوں کانوں کا حکم ہے۔ اور اسی طرح سر کے بال یہ بھی جمال ہے۔ کیا آپ غور وفکر نہیں کرتے کہ جس کے پیدائشی طور پر سر کے بال نہیں ہوتے وہ سر چھپانے میں مشقت اٹھاتا ہے۔ جبکہ سینے اور پنڈلی میں ایسا نہیں ہے۔ کیونکہ ان کا جمال سے تو کوئی تعلق ہی نہیں ہے۔ البتہ جو غلام کی داڑھی ہے تو امام اعظم رضی اللہ عنہ سے اس کے بارے میں پوری دیت نقل کی گئی ہے۔ اور ظاہر الروایت کی تخریج کے مطابق اس کا جواب یہ ہے کہ غلام سے فائدہ اٹھانا مقصود ہوا کرتا ہے اس سے کوئی جمال کا مقصود نہیں ہوتا۔ جبکہ آزاد میں ایسا نہیں ہے۔

علامہ حسن بن منصور فرغانی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ کسی کی داڑھی بالجبر مونڈ دی پھر چھدری اُگی، یعنی کہیں بال اُگے اور کہیں نہیں اُگے تو انصاف کے ساتھ تاوان لیا جائے گا۔ (قاضی خان ص 385 جلد 4، عالمگیری ص 24 جلد 6)

اگر مونچھیں اور داڑھی دونوں مونڈ دیں تو صرف ایک دیت واجب ہوگی۔ اور اگر صرف مونچھیں مونڈیں تو انصاف کے ساتھ تاوان لیا جائے گا۔ (شامی ص 507 جلد 5، تبیین الحقائق ص 130 جلد 6)

مونچھ میں حکومت عدل کے واجب ہونے کا بیان

مونچھ میں حکومت عدل واجب ہے اور زیادہ درست یہی حکم ہے۔ اس لئے کہ مونچھ یہ داڑھی کے تابع ہے۔ پس مونچھ داڑھی کے بعض حصے کی طرح ہے۔ اور کوسج (وہ بوڑھا شخص جس کو داڑھی نہ آئی ہو) کی داڑھی کہ جب اس کی ٹھوڑی پر کچھ بال اگے ہوئے ہوں تو ان کو مونڈ ڈالنے میں کچھ واجب نہ ہوگا۔ کیونکہ چند بالوں کا مونڈ دینا اگر چہ اس کو عیب دار کرے گا لیکن وہ مزین نہ ہوگا۔ اور جب اس کے بال زیادہ ہیں۔ اور وہ گالوں اور ٹھوڑی دونوں پر ہیں۔ مگر وہ ملے ہوئے نہیں ہیں۔ تب بھی اس میں حکومت عدل واجب ہے۔ کیونکہ اس میں کچھ خوبصورتی ہے۔ اور جب یہ بال ملے ہوئے ہیں تو اس میں پوری دیت واجب ہو جائے گی۔ کیونکہ یہ بندہ کھوسہ نہیں رہا بلکہ اس میں جمال کا حکم موجود ہے۔ اور یہ تمام احکام اس وقت ہوں گے جب اگنے کی جگہ خراب ہو جائے۔

اور جب داڑھی اگ کر پہلے والی جگہ کی طرح ہوگئی ہے تو اب مونڈ ھنے والے پر کچھ واجب نہ ہوگا۔ کیونکہ جنایت کا اثر ختم ہو

ابتدا ایک ناجائز کام کرنے سبب مونڈھنے کو کچھ نہ کچھ ادب ضرور سکھایا جائے گا۔

حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کے نزدیک جب داڑھی سفید اگ آئی ہے تو آزاد میں کچھ واجب نہ ہوگا۔ کیونکہ یہ اس کے زینت میں اضافہ کرنے والی ہے۔ اور غلام میں حکومت عدل واجب ہوگی۔ کیونکہ داڑھی کی سفیدی اس غلام کی قیمت کو کم کرنے والی ہے۔

صاحبینؒ کے نزدیک حکومت عدل واجب ہو جائے گی کیونکہ سفید داڑھی انسان کے غیر وقت میں عیب دار کرنے والی ہے۔ زینت کو زینت دینے والی نہیں ہے اور اس میں عمد و خطاء دونوں برابر ہیں۔ اور جمہور فقہاء کا عمل بھی اسی کے مطابق ہے۔ اور اسی طرح دونوں حاجبوں میں بھی پوری دیت واجب ہے۔ اور ایک بھوئیں میں نصف دیت واجب ہے۔ جبکہ امام مالک و شافعی علیہما الرحمہ کے نزدیک حکومت عدل واجب ہے۔ اور داڑھی کے بارے میں مسئلہ بیان کر دیا گیا ہے۔

علامہ علاؤالدین حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ اگر کسی مرد کی پوری داڑھی اس طرح مونڈ دی کہ ایک سال تک بال نہ اُگے تو پوری دیت واجب ہے اور نصف میں نصف دیت اور نصف سے کم میں انصاف کے ساتھ تاوان لیا جائے گا اور سال سے پہلے مر گیا تو کچھ تاوان نہیں لیا جائے گا۔ سر اور داڑھی کے مونڈنے میں عمد و خطا میں کوئی فرق نہیں ہے۔

(درمختار و شامی ص 507 جلد 5، عالمگیری ص 24 جلد 6)

کوسج یعنی جس کی داڑھی نہ اُگے، اگر اس کی ٹھوڑی پر چند بال تھے اور وہ کسی نے مونڈ دیئے تو کچھ لازم نہیں ہے۔ اور اگر ٹھوڑی اور رخساروں پر چند متفرق بال ہیں تو ان کے مونڈنے والے پر انصاف کے ساتھ تاوان ہے اور اگر ٹھوڑی اور رخساروں پر بھرے بال ہیں تو پوری دیت ہے۔ کیونکہ یہ کوسج ہی نہیں ہے یہ حکم اس صورت میں ہے کہ مونڈنے کے بعد ایک سال تک بال نہ اُگیں لیکن اگر سال کے اندر حسب سابق بال اُگ آئیں تو کچھ تاوان نہیں ہے، لیکن تنبیہ کے طور پر سزا دی جائے گی اور اگر سال تمام ہونے سے پہلے مر گیا اور اس وقت تک بال نہ اُگے تو کچھ نہیں اور اگر دوبارہ سفید بال اُگے تو اگر سفیدی کی عمر ہے تو کچھ نہیں ورنہ اس عمر سے پہلے سفید نکلے تو آزاد اور غلام دونوں میں انصاف کے ساتھ تاوان واجب ہوگا سر اور داڑھی وغیرہ ہر جگہ کے بالوں میں صرف اس صورت میں تاوان لازم ہوتا ہے کہ ایک سال تک نہ اُگیں ورنہ نہیں، اور سال تمام ہونے سے پہلے مر جانے کی صورت میں کوئی تاوان لازم نہیں آتا ہے۔

(تبیین الحقائق ص 129 ج 6، فتح القدیر و عنایہ ص 309 جلد 8، شامی و درمختار ص 507 جلد 5، عالمگیری ص 24 جلد 6)

اگر عورت کی داڑھی مونڈ دی تو کچھ نہیں ہے۔ اگر سر مونڈنے والا کہتا ہے کہ جس کا سر میں نے مونڈا ہے وہ چندلا تھا۔ اس لیے جہاں جہاں پر بال نہیں اُگے ہیں تو جتنی جگہ پر بال ہونے کا اقرار کرتا ہے اس کے بقدر حصہ دیت دے گا اور یہی حکم اس صورت میں ہے کہ داڑھی مونڈنے کے بعد کہے کہ کوسج تھا اور اس کے رخساروں پر بال نہ تھے یا بھنویں اور پلکیں مونڈنے کے بعد کہے کہ بال نہ تھے۔ ان سب صورتوں میں مونڈنے والے کا قول قسم کے ساتھ مان لیا جائے گا اگر مدعی کے پاس گواہ نہ ہوں اور اگر گواہ ہیں تو ان کی بات مانی جائے گی۔ (عالمگیری ص 25 جلد 6)

دونوں آنکھوں کے سبب وجوب دیت کا بیان

دونوں آنکھوں میں دیت ہے اور دونوں ہاتھوں میں دیت ہے۔ دونوں پاؤں میں دیت ہے دونوں ہونٹوں میں دیت ہے۔ دونوں کانوں میں دیت ہے۔ اور دونوں خصیوں میں دیت ہے۔

حضرت سعید بن میسب رضی اللہ عنہ والی حدیث اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی گئی ہے۔ فرمایا کہ ان چیزاں میں ہر ایک میں نصف نصف دیت واجب ہے اور وہ مکتوب گرامی جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ کا دیا تھا اس میں بھی اسی طرح لکھا ہوا تھا۔ کہ دونوں آنکھوں میں دیت ہے اور ایک آنکھ میں نصف دیت ہے۔ اور یہ بھی دلیل ہے کہ ان میں سے دو کو ختم کرنے فائدے کی جنس یا پورے جمال کو ختم کرنا ہے۔ لہذا پوری دیت واجب ہوگی۔ اور ان میں سے کسی ایک فوت کرنے میں نصف کو ختم کرنا ہے پس اس میں نصف دیت واجب ہوگی۔

شرح

ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم ترجمہ سابق کے مطابق ہے اور اس روایت میں اس طرح ہے کہ ایک آنکھ میں آدھی دیت ہے اور ایک ہاتھ میں آدھی دیت ہے اور ایک پاؤں میں آدھی دیت ہے۔ امام نسائی نے فرمایا کہ یہ روایت صحیح کے زیادہ نزدیک ہے یعنی یہ روایت درست معلوم ہوتی ہے اور اس کی سند میں سلیمان بن ارقم راوی ہیں جو کہ متروک الحدیث ہے۔

(سنن نسائی: جلد سوم: رقم الحدیث، 1158)

اور جس شخص کی داہنی آنکھ میں جالا ہے اور وہ اس سے کچھ دیکھتا ہے اس نے کسی شخص کی داہنی آنکھ ضائع کردی تو جس کی آنکھ ضائع کی گئی ہے اس کو اختیار ہے کہ اس کی ناقص آنکھ ضائع کردے یا آنکھ کی دیت لے لے اور اگر وہ جالے والی آنکھ سے کچھ نہیں دیکھتا تو قصاص نہیں ہے۔ اور اگر اس شخص نے جس کی آنکھ ضائع ہوئی تھی ابھی کچھ اختیار نہیں کیا تھا کہ کسی اور شخص نے اس آنکھ پھوڑنے والے کی آنکھ پھوڑ دی تو پہلے والے کا حق اس کی آنکھ میں باطل ہو گیا اور اگر پہلے جس کی آنکھ پھوڑی گئی تھی۔ اس نے دیت اختیار کرلی تھی، پھر کسی شخص نے جانی کی آنکھ پھوڑ دی تو اگر اس کا اختیار صحیح تھا تو اس کا حق آنکھ سے دیت کی طرف منتقل ہو جائے گا اور آنکھ کے ضائع ہونے سے اس کا حق باطل نہیں ہوگا اور اگر اس کا اختیار صحیح نہیں تھا تو اس کا حق باطل ہو جائے گا۔ اختیار صحیح ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جنایت کرنے والے نے اختیار دیا ہو اور اگر اس نے خود ہی دیت کو اختیار کرلیا ہے تو اختیار صحیح نہیں ہے اور اس صورت میں جس میں اختیار صحیح نہیں ہے اگر جانی کی جالے والی آنکھ میں روشنی آگئی تو پھر قصاص لے سکتا ہے اور اس صورت میں جس میں اختیار صحیح ہے قصاص کی طرف رجوع نہیں کرسکتا۔ (عالمگیری ص 10 ج 6)

عورت کے دونوں پستانوں کے سبب وجوب دیت کا بیان

عورت کے دونوں پستانوں میں پوری دیت واجب ہے۔ کیونکہ اس میں بھی فائدے کی جنس کو ختم کرنا ہے۔ اور ان میں سے ہر ایک میں عورت کی دیت کا نصف ہے اسی کے سبب جس کو ہم بیان کر آئے ہیں۔ جبکہ مرد کے پستانوں میں ایسا نہیں ہے۔ پس ان میں حکومت عدل واجب ہے۔ کیونکہ اس میں نفع کی جنس اور جمال کو فوت کرنا لازم نہیں آنے والا۔ اور عورت کے پستانوں کی

گھنڈیوں میں پوری دیت واجب ہے۔ کیونکہ دودھ پلانے اور دودھ کو روکنے کا فائدہ ختم ہونے والا ہے۔ اور ان میں سے ہر ایک میں نصف واجب ہے اسی دلیل کے سبب جس کو ہم نے بیان کردیا ہے۔

اور ازالہ عقل، سمع، بصر، شم، کلام، ذوق، انزال، سر اور داڑھی کے بال مونڈنے، دونوں کان، دونوں بھنوؤں، دونوں آنکھوں کے پپوٹوں، دونوں ہاتھوں یا دونوں پیروں کی انگلیوں یا عورت کے پستانوں کی دونوں گھنڈیوں کے کاٹنے میں، عورت کے مخرجین کا اس طرح ایک کردینا کہ پیشاب یا پاخانے کے اِمساک کی قدرت نہ رہے۔ حشفہ، ناک کے نرم حصے، دونوں ہونٹوں، دونوں جبڑوں، دونوں چوتڑوں، زبان کے کاٹنے، چہرے کے ٹیڑھا کردینے۔ عورت کی شرم گاہ کو اس طرح کاٹ دینے میں کہ جماع کے قابل نہ رہے اور پیٹ پر ایسی ضرب لگانے میں کہ پانی منقطع ہوجائے، پوری دیت نفس ہے۔ بشرطیکہ یہ جرائم خطاءً صادر ہوں۔

(قاضی خان ص386 جلد4)

دونوں آنکھوں کی پلکوں کے سبب وجوب دیت کا بیان

دونوں آنکھوں کی پلکوں کے سبب پوری دیت واجب ہے۔ کیونکہ ان میں سے ایک پلک میں چوتھائی دیت ہے۔ اور مصنف رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ ممکن ہے کہ امام قدوری رضی اللہ عنہ کی اشفار سے مجازی طور پر پپوٹے مراد ہوں جس طرح مجاورت کے سبب امام محمد علیہ الرحمہ نے مبسوط میں لکھا ہے۔ جس طرح مشکیزے کے لئے رادیہ کا استعمال ہے۔ جبکہ رادیہ حقیقی طور پر اونٹ کے لئے استعمال ہونے والا ہے۔ اور یہ حکم اس سبب سے ہے کہ اس سے مکمل طور پر جمال ختم ہونے والا ہے۔ اور فائدے کی جنس بھی ختم ہونے والی ہے۔ اور وہ آنکھ سے تکلیف کو دور کرنے کا فائدہ ہے۔ کیونکہ یہ پپوٹوں سے دور ہونے والا ہے۔ اور جب سارے پپوٹوں میں پوری دیت واجب ہے اور وہ چار ہیں۔ تو ایک پپوٹے میں بھی چوتھائی دیت واجب ہے۔ پس تین پپوٹوں میں تین چوتھائی واجب ہے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ امام قدوری علیہ الرحمہ بالوں کے اگنے کی جگہ ہو۔ اور اس کا حکم بھی اسی طرح ہے۔

اور جب کسی شخص نے بالوں کی جڑوں کے ساتھ سے پلکوں کو کاٹ دیا ہے تو اس میں ایک دیت واجب ہوگی۔ کیونکہ سب ایک چیز کے حکم میں ہیں۔ اور یہ خیشوم کے ساتھ ناک کے نرم حصے کے حکم میں ہے۔

اور اگر کسی کی آنکھ پر اس طرح ضرب لگائی کہ کچھ پتلی پر جالا آ گیا یا آنکھ کو زخمی کردیا یا اس میں چھالا یا جالا آ گیا یا آنکھ میں کوئی ایسا عیب پیدا کردیا کہ اس سے روشنی کم ہوگئی تب بھی انصاف کے ساتھ تاوان لیا جائے گا۔ (شامی عن تاتارخانیہ ص486 ج5، عالمگیری ص10 ج6، درمختار و شامی از خانیہ ص486 ج5، مجمع الانہر ص625 ج2 طحطاوی علی الدر ص268 ج4، بدائع صنائع ص308 ج7)

اگر ناک کا نرم حصہ پورا قصداً کاٹ دیا تو اس میں قصاص ہے اور اگر بعض حصہ کاٹا تو اس میں قصاص نہیں ہے۔

(شامی ص485 جلد5، عالمگیری ص10 جلد6 طحطاوی علی الدر ص268 ج4، بدائع صنائع ص308 جلد7)

اگر ناک کے بانسے یعنی ہڈی کا کچھ حصہ عمداً کاٹ دیا تو قصاص نہیں ہے۔

(شامی ص485 جلد5، عالمگیری ص10 جلد6، بدائع صنائع ص308 جلد7، قاضی خان علی الہندیہ ص435 جلد3 طحطاوی علی الدر ص268 جلد4)

اگر ناک کی پھنک یعنی نرم حصہ کا بعض کاٹ دیا تو انصاف کے ساتھ تاوان لیا جائے گا۔ (عالمگیری ص10 جلد6، شامی ص485

جلد 5، قاضی خان علی الہندیہ ص 435 جلد 3، طحطاوی علی الدرص 268 ج 4، بدائع صنائع ص 308 جلد 7)

اگر ناک کاٹنے والے کی ناک چھوٹی ہے تو مقطوع الانف کو اختیار ہے کہ چاہے قصاص اور چاہے اَرش لے۔

(عالمگیری ص 10 جلد 6، شامی ص 485 جلد 5، طحطاوی علی الدرص 268 جلد 4)

اگر ناک کاٹنے والے کی ناک میں سونگھنے کی طاقت نہیں یا اس کی ناک کٹی ہوئی ہے یا اس کی ناک میں اور کوئی نقص ہے تو جس کی ناک کاٹی گئی ہے اس کو اختیار ہے کہ چاہے تو اس کی ناک کاٹ لے اور چاہے تو دیت لے لے۔

(عالمگیری ص 10 جلد 6، شامی ص 485 جلد 5، طحطاوی علی الدرص 268 جلد 4)

ہاتھ پاؤں کی انگلیوں کے سبب وجوب دیت کا بیان

دونوں ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیوں میں سے ہر انگلی میں دیت کا دسواں حصہ ہے۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ ہر انگلی میں دس اونٹ ہیں۔ کیونکہ ساری انگلیوں کو کاٹ دینے میں فائدے کی جنس کو ختم کرنا ہے۔ اور اس میں پوری دیت واجب ہے۔ اور انگلیاں دس ہیں لہٰذا اس کو دس پر تقسیم کر دیا جائے گا۔

فرمایا کہ تمام انگلیاں برابر ہیں۔ کیونکہ حدیث مطلق ہے۔ لہٰذا فائدے میں ساری انگلیاں برابر ہیں۔ پس اس میں زیادتی کا اعتبار نہ کیا جائے گا۔ جس طرح بائیں کے ساتھ دائیں ہے اور اسی طرح پاؤں کی انگلیاں ہیں۔ کیونکہ ان سب کو کاٹ دینے کے سبب چلنے کا فائدہ ختم ہونے والا ہے۔ پس پوری دیت واجب ہوگی۔ اس کے بعد ہاتھوں اور پاؤں میں دس دس انگلیاں ہیں۔ پس دیت کو دس انگلیوں کے حساب سے تقسیم کر دیا جائے گا۔

ہر ایسی انگلی جس میں تین جوڑ ہیں۔ تو اس کے ایک جوڑ میں انگلی کی دیت کا تہائی واجب ہے اور جس انگلی میں دو جوڑ ہیں اور اس کے ایک جوڑ میں انگلی کی دیت کا نصف ہے۔ انگلیوں پر ہاتھ کی دیت کو تقسیم کرنے کی یہی مثال ہے۔

حضرت ابوموسی الاشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا انگلیاں برابر ہیں ہر ایک میں دس اونٹ ہیں۔ (سنن نسائی: جلد سوم: رقم الحدیث، 1148)

حضرت ابوموسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا انگلیوں میں (دیت) دس دس اونٹ ہیں (یعنی ہر ایک انگلی میں دس اونٹ ادا کرنا ہوں گے جو کہ مکمل دیت کا دسواں جزو ہے)۔

(سنن نسائی: جلد سوم: رقم الحدیث، 1147)

ہاتھ پاؤں کی انگلیوں کی دیت میں فقہی مذاہب کا بیان

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاتھوں اور پیروں کی انگلیوں کی دیت برابر ہے ایک انگلی کی دیت دس اونٹ ہیں اس باب میں حضرت ابوموسی اور عبداللہ بن عمرو سے بھی روایات منقول ہیں حضرت ابن عباس کی حدیث حسن صحیح غریب ہے بعض اہل علم کا اس پر عمل ہے سفیان ثوری، شافعی، احمد اور اسحاق کا یہی قول ہے۔

(جامع ترمذی: جلد اول: رقم الحدیث، 1425)

ہر دانت پر دیت کے پانچ اونٹوں کے وجوب کا بیان

ہر دانت میں پانچ اونٹ واجب ہیں۔ کیونکہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ والی حدیث ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ ہر دانت میں پانچ اونٹ ہیں۔ اور دانت اور داڑھ برابر ہیں۔ کیونکہ ہماری روایت کردہ حدیث مطلق ہے۔ اور یہ بھی دلیل ہے کہ بعض روایات میں ہے کہ سارے دانت برابر ہیں۔ اور یہ بھی دلیل ہے کہ اصل فائدے میں سب دانت برابر ہیں پس کسی قسم کی کمی یا زیادتی کا کوئی اعتبار نہ کیا جائے گا۔ جس طرح ہاتھ اور انگلیوں میں فائدے کا اعتبار کیا جاتا ہے۔ اور یہ حکم اس وقت ہے۔ جب قطع خطاء ہو۔ مگر جب عمد کے طور پر ہو تو اس میں قصاص واجب ہوگا۔ اور اس کا بیان جنایات میں بیان کردیا گیا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دانت کے بدلہ میں پانچ اونٹوں کا فیصلہ فرمایا۔ (سنن ابن ماجہ: جلد دوم: رقم الحدیث، 809)

عضو کی منفعت ختم ہونے کے سبب پوری دیت کا بیان

جب کسی بندے نے عضو پر مارا ہے اور اس کی منفعت ختم ہو چکی ہے تو اس میں پوری دیت واجب ہے۔ جس طرح جب ہاتھ ضائع ہو جائے۔ اور جب آنکھ کی روشنی ختم ہو جائے۔ کیونکہ وہ چیز جس کے ساتھ ساری دیت متعلق ہے۔ وہ فائدے کی جنس کا ختم ہونا ہے جبکہ صورت کا ختم ہونا نہیں ہے۔ اور جب کسی بندے نے دوسرے شخص کی پیٹھ پر مارا ہے اور مضروب شخص کا مادہ منویہ ختم ہو گیا ہے۔ تو دیت واجب ہو جائے گی۔ کیونکہ فائدے کی جنس ختم ہو چکی ہے۔

اور اسی طرح جب کسی بندے نے کسی دوسرے آدمی کو کبڑا بنا دیا ہے کیونکہ مارنے والے نے مکمل طور پر جمال کو ختم کر دیا ہے۔ اور قد کے سیدھا ہونے میں جمال تھا۔ ہاں البتہ جب اس کا کبڑا ہونا ختم ہو جائے تو مارنے والے پر کچھ واجب نہ ہوگا۔ کیونکہ کبڑا کرنے والا اثر ختم ہو چکا ہے۔

اعضاء کی دیت میں قاعدہ یہ ہے کہ اعضاء پانچ قسم کے ہیں۔ (۱) ایک ایک جیسے ناک، زبان، ذکر (۲) دو دو جیسے آنکھیں، کان، بھنویں، ہونٹ، ہاتھ، پیر، عورت کے پستان، خصیتین (۳) چار ہوں جیسے پپوٹے (۴) دس ہوں جیسے ہاتھوں کی انگلیاں، پیروں کی انگلیاں (۵) دس سے زائد ہوں جیسے دانت۔ اگر جنایت کی وجہ سے حسن صورت یا منفعت عضوی بالکل فوت ہو جائے تو پوری دیت نفس لازم ہوگی۔ (تبیین ص 129 ج 6، شامی ص 505 ج 5)

اور اگر حسن صوری یا منفعت عضوی پہلے ہی ناقص تھی۔ اس کو ضائع کر دیا جیسے گونگے کی زبان یا خصی یا عنین کا ذکر یا کسی کا شل ہاتھ یا لنگڑے کا پیر یا کسی کی اندھی آنکھ یا کسی کا کالا دانت اکھیڑ دیا تو ان اعضاء میں قصداً جنایت کی صورت میں بھی قصاص نہیں ہے اور خطا میں دیت بھی نہیں بلکہ حکومت عدل ہے۔ (عنایہ شرح الہدایہ ص 307 ج 8، شامی ص 506 جلد 5)

جوڑ سے ہتھیلی کو کاٹ دینے کا بیان

جب کسی شخص نے جوڑ سے ہتھیلی کو کاٹ دیا ہے اور اس میں انگلی ایک ہی ہے تو اس صورت میں دیت کا عشر واجب ہوگا۔ اور

جب وہ دو انگلیاں ہیں تو خمس واجب ہوگا۔ جبکہ ہتھیلی میں کچھ واجب نہیں ہے۔ اور حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کا موقف ہے۔
صاحبین نے کہا ہے کہ ہتھیلی اور انگلی کی دیت میں غور کیا جائے گا۔ ان میں سے جو زیادہ ہوگا وہ قاطع پر واجب ہوگا۔ اور جو قلیل ہے وہ کثیر میں شامل ہو جائے گا۔ کیونکہ دونوں کی دیات کو جمع کرنے کا کوئی سبب نہیں ہے۔ اس لئے سب ایک ہی چیز ہے۔ اور ان میں سے ہر ایک کو معاف کرنے کی بھی کوئی وجہ نہیں ہے۔ اس لئے کہ انگلی اور ہتھیلی میں سے ہر ایک من وجہ اصل ہے پس ہم نے زیادہ وری ہے۔

حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کی دلیل یہ ہے کہ حقیقت کے اعتبار سے اور شریعت کے اعتبار سے انگلیاں اصل ہیں اور ہتھیلی تابع ہے۔ کیونکہ پکڑنا یہ انگلیوں سے واقع ہونے والا ہے۔ اور شریعت نے ایک انگلی میں دس اونٹ دیت کے واجب کیے ہیں۔ اور ان میں ذات اور حکم سے ترجیح دینا یہ مقدار میں واجب کرنے پر ترجیح دینے سے زیادہ افضل ہے۔

اور جب کسی شخص نے دو افراد کے سیدھے ہاتھ قصداً کاٹ دیئے اور قاضی نے دونوں کے قصاص میں قاطع کا ہاتھ کاٹنے اور پانچ ہزار درہم ہاتھ کی دیت دینے کا حکم دیا۔ دونوں نے پانچ ہزار درہم پر قبضہ کر لیا پھر ایک نے معاف کر دیا تو جس نے معاف نہیں کیا ہے اس کو نصف دیت یعنی ڈھائی ہزار درہم ملیں گے۔ (قاضی خان بر عالمگیری ص 436 جلد 3، شامی ص 491 ج 5)

کسی نے دو آدمیوں کے داہنے ہاتھ قصداً کاٹ دیئے۔ قاضی نے دونوں کے حق میں قصاص اور دیت کا حکم دیا۔ دیت پر قبضہ سے پہلے ایک نے معاف کر دیا تو دوسرے کو صرف قصاص کا حق ہے۔ دیت معاف ہو جائے گی۔

(درمختار و شامی ص 491 ج 5، عالمگیری ج 6 ص 14)

کسی کا ناخن والا پورا قصداً کاٹ دیا وہ اچھا ہو گیا اور قصاص نہیں لیا گیا تھا کہ اسی انگلی کا اور ایک پورا کاٹ دیا تو قصاص میں ناخن والا پورا کاٹ دیا جائے گا اور دوسرے پورے کی دیت ملے گی اور اگر پہلا زخم اچھا نہیں ہوا تھا کہ دوسرا پورا کاٹ دیا تو دونوں پورے ایک ساتھ کاٹ کر قصاص لیا جائے۔

کسی کا ناخن والا پورا قصدا کاٹ دیا اور زخم اچھا ہو گیا اور اس کا قصاص بھی لے لیا گیا پھر اسی قاطع نے اسی انگلی کا دوسرا پورا کاٹ دیا اور زخم اچھا ہو گیا تو اس کا قصاص بھی لیا جائے گا۔ یعنی قاطع کا دوسرا پورا پورا کاٹ دیا جائے گا۔

(عالمگیری ص 14 جلد 6، بدائع صنائع ص 303 ج 7)

کسی شخص کا نصف پورا قصداً ٹکڑے کر کے کاٹ دیا اور زخم اچھا ہو گیا پھر بقیہ پورا جوڑ سے کاٹ دیا تو اس صورت میں قصاص نہیں ہے اور اگر درمیان میں زخم اچھا نہیں ہوا تھا تو جوڑ سے پورا کاٹ کر قصاص لیا جائے گا۔

قصداً کسی کی انگلیاں کاٹ دیں پھر زخم اچھا ہونے سے پہلے جوڑ سے پہنچا کاٹ دیا تو قاطع کا پہنچا جوڑ سے کاٹ کر قصاص لیا جائے گا انگلیاں نہیں کاٹی جائیں گی اور اگر درمیان میں زخم اچھا ہو گیا تھا تو انگلیوں میں قصاص لیا جائے گا اور پہنچے کا انصاف کے ساتھ تاوان لیا جائے گا۔

کسی شخص کی انگلی کا ناخن والا پورا قصداً کاٹ دیا، پھر زخم اچھا ہونے سے پہلے دوسرے پورے کا نصف کاٹ دیا تو قصاص

واجب نہیں ہے اور اگر درمیان میں زخم اچھا ہو گیا تھا تو پہلے پورے کا قصاص لیا جائے گا اور باقی کی دیت لی جائے گی۔
اگر کسی کی انگلی قصداً کاٹ دی اور اس کی وجہ سے اس کی ہتھیلی شل ہوگئی تو انگلی کا قصاص نہیں ہے ہاتھ کی دیت لی جائے گی۔ کسی کی انگلی قصداً کاٹی اور چھری نے پھسل کر دوسری انگلی کو بھی کاٹ دیا تو پہلی کا قصاص لیا جائے گا اور دوسری کی دیت لی جائے گی۔ (عالمگیری ص15 جلد 6، بدائع صنائع ص306 جلد 7)
چند آدمیوں نے ایک ہی چھری کو پکڑ کر کسی شخص کا کوئی عضو قصداً کاٹ دیا تو قصاص نہیں لیا جائے گا۔ عورت اور مرد اگر ایک دوسرے کے اعضا کاٹ دیں تو ان میں قصاص نہیں ہے اسی طرح اگر غلام اور آزاد ایک دوسرے کا عضو کاٹ دیں یا دو غلام ایک دوسرے کا کوئی عضو کاٹیں تو قصاص نہیں ہے۔ چونکہ ان کے اعضا میں مماثلت نہیں ہے۔
(درمختار و شامی ص488 جلد 5، بدائع صنائع ص302 ج7)

تین انگلیوں پر دیت کے وجوب کا بیان

اور جب ہتھیلی میں تین انگلیاں ہیں تو دیت بھی تین انگلیوں کی واجب ہوگی۔ جبکہ ہتھیلی میں بہ اتفاق کچھ واجب نہ ہوگا۔ کیونکہ متقوم ہونے میں اصل انگلیاں ہیں۔ اور اکثر کو کل کا حکم حاصل ہے۔ پس انگلیوں کو ہتھیلی کے تابع بنالیں گے۔ جس طرح جب تمام انگلیاں موجود ہیں۔
حضرت امام قدوری علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ زائد انگلی میں احترام انسانیت کے سبب حکومت عدل واجب ہے۔ کیونکہ وہ بھی آدمی کا حصہ ہے۔ اگرچہ اس میں کوئی فائدہ یا زینت نہیں ہے۔ اور زائد دانت کا حکم بھی اسی طرح ہے۔ اسی دلیل کے سبب سے جس کو ہم بیان کر آئے ہیں۔
اور جب کسی شخص کا ہاتھ پہنچے سے کاٹ دیا اور قاطع سے اس کا قصاص لے لیا گیا اور زخم بھی اچھا ہو گیا پھر ان میں سے کسی نے دوسرے کا پہنچے سے کٹا ہوا ہاتھ کہنی سے کاٹ دیا تو قصاص نہیں لیا جائے گا۔
اور جب کسی شخص نے کسی کے داہنے ہاتھ کی انگلی جوڑ سے کاٹی پھر اسی قاطع نے کسی دوسرے شخص کا داہنا ہاتھ کاٹ دیا، یا پہلے کسی کا داہنا ہاتھ کاٹا، پھر دوسرے کے داہنے ہاتھ کی انگلی کاٹ دی اس کے بعد دونوں مقطوع آئے اور انھوں نے دعویٰ کیا تو قاضی پہلے قاطع کی انگلی کاٹے گا اس کے بعد مقطوع الید کو اختیار ہے کہ چاہے تو باقی ہاتھ کو کاٹ دے اور چاہے تو دیت لے لے اور اگر مقطوع الید پہلے آیا اور اس کی وجہ سے قاطع کا ہاتھ کاٹ دیا گیا، پھر انگلی کٹا آیا تو اس کے لیے دیت ہے۔
(عالمگیری ص13 جلد 6، مبسوط ص143 جلد 26، بدائع صنائع ص300 جلد 7)
اور اگر کسی نے کسی کی انگلی کا ناخن والا پورا کاٹ دیا، پھر دوسرے شخص کی اسی انگلی کو جوڑ سے کاٹ دیا اور پھر تیسرے شخص کی اسی انگلی کو جڑ سے کاٹ دیا اور تینوں انگلیوں کے لیے قاضی کے پاس حاضر ہوئے اور اپنا حق طلب کیا تو قاضی پہلے پورے والے کے حق میں قاطع کا پہلا پورا یعنی ناخن والا کاٹ دے گا پھر درمیان والے کو اختیار دے گا کہ چاہے تو درمیان سے قاطع کی انگلی کاٹ دے اور پہلے پورے کی دیت نہ لے اور چاہے تو انگلی کی دیت میں سے 32- دو تہائی لے لے۔ پھر جب درمیان والے نے انگلی

کاٹ دی تو تیسرے کو یعنی جس کی انگلی جڑ سے کاٹی گئی تھی اس کو اختیار ہے کہ چاہے تو قاطع کی انگلی جڑ سے کاٹ دے اور دیت کچھ نہ لے اور چاہے تو پوری انگلی کی دیت قاطع کے مال سے لے لے اور اگر تین میں سے قاضی کے پاس ایک آیا اور دو غائب اور جو آیا وہ پہلے پورے والا ہے تو اس کے حق میں قاطع کی انگلی کا پہلا پورا کاٹا جائے گا۔ پورا کاٹنے کے بعد اگر دونوں غائبین بھی آگئے تو ان کو مذکورہ بالا اختیار ہوگا۔ اور اگر پہلے وہ آیا جس کی پوری انگلی کاٹی تھی دوسرے دونوں نہیں آئے اور قاضی نے قاطع کی پوری انگلی کاٹ دی پھر دوسرے دونوں آگئے تو ان کے لیے دیت ہے۔ (عالمگیری ص13 جلد 6)

بچے کی آنکھ وزبان میں حکومت عدل کے وجوب کا بیان

اور بچے کی آنکھ اور اس کے ذکر اور اس کی زبان میں حکومت عدل واجب ہے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ چیزوں کی صحت معلوم ہو۔ اور حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ ان میں سے ہر ایک میں پوری دیت واجب ہے۔ کیونکہ اس میں صحت کا غلبہ ہے۔ بس یہ مارن اور کاٹنے کے مشابہ بن جائے گا۔ ہماری دلیل یہ ہے کہ ان اعضاء سے نفع حاصل کرنا مقصود ہوتا ہے۔ مگر جب ان کی صحت کا بھی پتہ نہیں ہے تو شک کے سبب پوری دیت واجب نہ ہوگی۔ جبکہ ظاہر یہ لازم کے لئے دلیل بننے والا نہیں ہے۔ اور مارن اور ابھرے ہوئے کان میں ایسا نہیں ہے۔ کیونکہ ان میں جمال مقصود ہوتا ہے۔ اور کاٹنے والے نے کامل طریقے سے جمال کو ختم کر دیا ہے اور اسی طرح جب بچہ رویا ہے تو بھی حکومت عدل واجب ہے۔ کیونکہ رونا یہ کلام نہیں ہے۔ بلکہ صرف آواز ہے۔

اور زبان کے درست ہونے کی پہچان کلام سے ہوتی ہے۔ جبکہ ذکر کے درست ہونے کی پہچان حرکت سے ہوتی ہے۔ اور آنکھ کی صحت اس چیز سے ہو جائے گی جس سے دیکھنے پر استدلال کیا جا سکے۔ پس اس کے بعد عمد وخطاء دونوں صورتوں میں بچے کا حکم بالغ کے حکم کی طرح ہو جائے گا۔

اور جب ختنہ کرنے والے سے کہا کہ بچے کی ختنہ کر دے۔ غلطی سے بچہ کا حشفہ کٹ گیا اور بچہ مر گیا تو ختنہ کرنے والے کے عاقلہ پر نصف دیت ہوگی اور اگر زندہ رہا تو پوری دیت لازم ہوگی۔

(درمختار و شامی ص548 جلد 5، عالمگیری ص34 جلد 6، طحطاوی علی الدر ص303 جلد 4، قاضی خان علی الہندیہ ص47 جلد 3)

اور جب کسی نے بچے کو جانور پر سوار کر کے کہا کہ اس کو روکے رہنا اور بچہ نے جانور کو چلایا نہیں لیکن گر کر مر گیا تو اس سوار کرنے والے کے عاقلہ پر بچہ کی دیت لازم ہوگی۔

(درمختار و شامی ص548 ج5، طحطاوی علی الدر ص304 جلد 4، عالمگیری ص33 جلد 6، مبسوط ص186 جلد 26، قاضی خان علی الہندیہ ص447 جلد 3)

سر پھٹنے سے عقل کے زائل ہو جانے کا بیان

جب کسی شخص کے سر پھٹ جانے کی وجہ سے عقل ختم ہو کر رہ گئی ہے یا اس کے سر بال ختم ہو گئے ہیں تو موضحہ کا ارش دیت میں شامل ہو جائے گا۔ کیونکہ عقل کے ختم ہو جانے کے سبب سارے اعضاء کا فائدہ ختم ہو چکا ہے۔ اور یہ اسی طرح ہو جائے گا کہ جب کسی کو موضحہ کا زخم لگایا گیا ہے اور اس کے بعد وہ فوت ہو گیا ہے اور موضحہ کا ارش بالوں میں سے بعض حصہ کے ختم ہو جانے کی وجہ سے واجب ہوا ہے۔ حتیٰ کہ جب ختم شدہ بال اگ آئیں تو ارش ساقط ہو جائے گا۔ اور دیت پورے بالوں کے فوت ہو جانے کے

جب واجب ہو جائے گی۔ اور یہاں یہ دونوں یعنی ارش اور دیت ایک ہی سبب سے متعلق ہوئے ہیں۔ پس یہاں جز کل کے حکم میں شامل ہے۔ جس طرح جب کسی شخص نے انگلی کو کاٹ دیا ہے پھر اس کے بعد اس کا ہاتھ ضائع ہو گیا ہے۔

حضرت امام زفر علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ موضحہ کا ارش دیت میں شامل نہ ہوگا۔ کیونکہ ان میں سے ہر ایک میں نفس کے سوا میں جنایت ہے۔ پس ان میں مداخلت نہ ہوگی۔ جس طرح دوسری جنایت میں تداخل نہیں ہوتا۔ اور اس کا جواب ہم ذکر کر آئے ہیں۔

اور جب کسی بندے کے سر پر ایسا موضحہ لگایا کہ اس کی عقل جاتی رہی۔ یا پورے سر کے بال ایسے اڑے کہ پھر نہ اُگے تو صرف دیت نفس واجب ہوگی اور اگر سر کے بال مختلف جگہوں سے اڑ گئے تو بالوں کی حکومت عدل اور موضحہ کی ارش میں سے جو زیادہ ہوگا وہ لازم آئے گا۔ یہ حکم اس صورت میں ہے کہ بال پھر نہ اُگیں، لیکن اگر دوبارہ پہلے کی طرح بال اُگ آئیں تو کچھ لازم نہیں ہے۔
(شامی ودر مختار ص 513 جلد ج 5، عالمگیری ص 29 جلد 6)

باب عَقْلِ الْاَسْنَانِ .

یہ باب ہے کہ دانتوں کی دیت

4856 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُعَاوِيَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبَّادٌ عَنْ حُسَيْنٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "فِي الْاَسْنَانِ خَمْسٌ مِّنَ الْاِبِلِ" .

★★ عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا (حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ) کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دانتوں کے بارے میں یہ فرمان نقل کرتے ہیں: اس میں پانچ اونٹوں کی ادائیگی لازم ہوگی۔

4857 - اَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ اَبِيْ عَرُوْبَةَ عَنْ مَطَرٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "الْاَسْنَانُ سَوَاءٌ خَمْسًا خَمْسًا" .

★★ عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا (حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ) کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں۔

"دانت برابر کی حیثیت رکھتے ہیں ان میں پانچ پانچ (اونٹوں کی ادائیگی) لازم ہوگی"۔

بعض دانتوں کے ٹوٹنے کے سبب سارے دانتوں کے گر جانے کا بیان

جب بعض دانت توڑے ہیں اور سارے دانت گر گئے ہیں۔ تو اس مسئلہ میں ابن سماعہ کی روایت کے سوا کسی بھی دوسری روایت کے مطابق قصاص نہیں ہے۔ اور جب کسی شخص نے کسی بندے کو دو موضحہ زخم لگائے ہیں اور اس کے بعد وہ دونوں جل کر ایک ہو گئے ہیں۔ تو یہ انہی دونوں روایات کے مطابق ہے۔

4856-اخرجه ابو داؤد في الديات، باب ديات الاعضاء (الحديث 4563) . تحفة الاشراف (8685) .

4857-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (8805) .

اور جب کسی شخص نے کسی بندے کا دانت اکھاڑ دیا ہے اس کے بعد ان دانتوں کی جگہ پر دوسرے دانت نکل آئے تو امام
اعظم رضی اللہ عنہ کے قول کے مطابق اس سے ارش ساقط ہو جائے گا۔ جبکہ صاحبین نے کہا ہے کہ اس پر مکمل ارش واجب ہوگا۔ کیونکہ
جنایت ثابت ہو چکی ہے۔ اور نئے دانت یہ اللہ کی طرف سے نعمت ہیں۔

حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کی دلیل یہ ہے کہ معنوی طور پر جنایت نہیں ہوئی۔ تو یہ اسی طرح ہو جائے گا کہ جب کسی بچے کا
دانت اکھاڑ دیا ہے اور اسکے بعد پھر دانت نکل آئے تو بہ اتفاق فقہاء ارش واجب نہ ہوگا کیونکہ اس سے بچے کا کوئی فائدہ ختم نہیں ہوا
ہے۔ اور اس سے نہ ہی کوئی زینت ختم ہوئی ہے۔ حضرت امام ابو یوسف علیہ الرحمہ سے روایت ہے کہ حکومت عدل واجب ہے اور
وہ اس درد کے سبب جو بچے کو لاحق ہوا ہے۔

اور جب کسی شخص نے دوسرے کا دانت توڑ دیا ہے اس کے بعد دانت والے نے اس دانت کو اسی جگہ پر رکھ دیا ہے اور اس پر
پر گوشت اگ آیا ہے تو دانت کو اکھاڑنے والے پر مکمل ارش واجب ہوگا۔ کیونکہ اس کے اگ جانے کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ کیونکہ
رگیں لوٹ کر آنے والی نہیں ہیں۔ اور اسی طرح جب کسی شخص نے کان کو کاٹ دیا ہے اور کان والے نے کٹے ہوئے حصے کو لا لگایا
اس کے بعد اس پر گوشت اُگ آیا ہے کیونکہ اسی حالت میں لوٹنے والا نہیں ہے جس حالت میں وہ تھا۔

دانت کا وصف تبدیل ہونے کے سبب قصاص ودیت کا بیان

علامہ حسن بن منصور فرغانی قاضی خان علیہ الرحمہ لکھتے ہیں اور جب کسی کے دانت کو ایسا مارا کہ دانت کالا ہو گیا اور مارنے
والے کے دانت کالے یا پیلے یا سرخ یا سبز ہیں تو جس پر جنایت کی گئی ہے اس کو اختیار ہے کہ چاہے قصاص لے لے اور چاہے
دیت لے لے۔ (شامی ص 486 جلد 5، قاضی خان برحاشیہ عالمگیری ص 438 جلد 3، عالمگیری ص 12 جلد 6، بحرالرائق ص 305 جلد 8)

اور جب کسی نے کے دانت کو ایسا مارا کہ دانت کالا ہو گیا پھر دوسرے شخص نے یہ دانت اکھیڑ دیا تو پہلے والے پر پوری دیت لازم
ہے اور دوسرے پر انصاف کے ساتھ تاوان ہے۔ (شامی ص 487 جلد 5، قاضی خان برحاشیہ عالمگیری ص 438 جلد 3، بحرالرائق ص 305 جلد 8)

اور جب کسی شخص کا عیب دار دانت توڑا تو اس میں انصاف کے ساتھ تاوان ہے۔

(شامی ص 486 جلد 5، عالمگیری ص 12 جلد 6، بزازیہ علی الہندیہ ص 392 جلد 6، بحرالرائق ص 305 جلد 8)

اور اگر کسی کے دانت پر مارا اور دانت گر گیا تو قصاص لینے میں زخم کے مندمل ہونے کا انتظار کیا جائے گا، لیکن ایک سال تک
انتظار نہیں ہوگا۔

(عالمگیری ص 11 ج 6، شامی ص 487 ج 5، بزازیہ علی الہندیہ ص 392 ج 6، طحطاوی علی الدر ص 269 ج 4، تبیین الحقائق ص 137 ج 6، فتح القدیر ص 320 ج 8)

اور جب کسی کے ہاتھ کو دانتوں سے کاٹا، اس نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا اس کے دانت اکھڑ گئے تو دانتوں کا تاوان نہیں ہے۔

(قاضی خان علی الہندیہ ص 437 جلد 3، بزازیہ علی الہندیہ ص 395 جلد 6)

اور جب کسی شخص کے کپڑے کو دانتوں سے پکڑ لیا اور اس نے اپنا کپڑا کھینچا اور کپڑا پھٹ گیا تو دانتوں سے پکڑنے والا کپڑے
کا نصف تاوان دے گا اور اگر کپڑا دانتوں سے پکڑ کر کھینچا کہ پھٹ گیا تو کپڑے کا کل تاوان دے گا۔

(قاضی خان علی الہندیہ ص 437 جلد 3)

منزوعہ کا نازع کے دانت کو اکھاڑنے کا بیان

اور جب کسی بندے نے دوسرے آدمی کا دانت اکھاڑ دیا ہے اور اس کے بعد اس منزوعہ نے اکھاڑنے والے کے دانت کو اکھاڑ دیا ہے اور اس کے بعد اس سے پہلے بندے کا دانت نکل آیا ہے تو پہلے پر اپنے ساتھی کے لئے پانچ سو درہم واجب ہوں گے۔ کیونکہ یہ پتہ چل چکا ہے کہ اول نے ناحق قصاص لیا ہے۔ اور اس لئے کہ موجب قصاص منبت کا فاسد ہونا ہے۔ اور منبت فاسد ہوا ہی نہیں ہے۔ کیونکہ اس دانت کی جگہ پر دوسرا دانت نکل آیا ہے۔ پس جنایت ختم ہو چکی ہے۔ پس بہ اتفاق اس کو سال کے لئے مہلت دے دی جائے گی۔ اور یہ بھی مناسب تھا کہ اس میں قصاص کے لئے ناامیدی کا انتظار کیا جاتا۔ مگر اس کا اعتبار کرنے کی وجہ سے حقوق کو ضائع کرنا لازم آئے گا۔ کیونکہ ہم نے ایک سال کو کافی سمجھ لیا ہے۔ کیونکہ ایک سال میں اکثر دانت نکل آتے ہیں۔ مگر جب ایک سال گزر جائے تو دانت نہ نکلیں تو پھر ہم قصاص کا حکم دیں گے۔ اور اگر دانت نکل آئے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ ہم نے قصاص کے فیصلہ میں غلطی کی ہے۔ اور قصاص لینا ناحق تھا۔ لیکن شبہ کے سبب قصاص واجب نہ ہوگا اور مال واجب ہو جائے گا۔

دانت اکھڑنے کی دیت میں فقہی تصریحات کا بیان

علامہ ابن نجیم مصری حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں اور جب کسی نے کسی کا دانت اکھیڑ دیا اس کے بعد نصف دانت اگ آیا تو قصاص نہیں ہے بلکہ نصف دیت ہے اور اگر پیلا اگا یا ٹیڑھا اگا تو انصاف کے ساتھ تاوان لیا جائے گا۔

(درمختار و شامی ص 515 جلد 5، بحرالرائق ص 305 جلد 8، طحطاوی ص 284 جلد 4، مجمع الانہر و ملتقی الابحر ص 647 ج 2)

اگر کسی نے کسی کے بتیسوں دانت توڑ دیئے تو اس پر 3-5 1 دیت لازم ہوگی۔ (بحرالرائق ص 304 جلد 8، درمختار و شامی ص 509 جلد 5، طحطاوی علی الدر ص 281 جلد 4، مجمع الانہر و ملتقی الابحر ص 642 جلد 2، عالمگیری ص 25 جلد 6، بزازیہ ص 391 جلد 6، بدائع صنائع ص 315 جلد 7، تبیین الحقائق ص 131 جلد 6)

اگر کسی نے کسی کا دانت اکھیڑ دیا اس کے بعد اس کا پورا دانت صحیح حالت میں دوبارہ نکل آیا تو جانی پر قصاص و دیت نہیں ہے مگر علاج معالجہ کا خرچہ اس سے وصول کیا جائے گا۔ (بحرالرائق ص 305 ج 8، طحطاوی علی الدر ص 269 ج 4، درمختار و شامی ص 515 جلد 5، بزازیہ ص 391 ج 6، مبسوط ص 71 جلد 26، ہدایہ و عنایہ علی الفتح ص 320 ج 8، تبیین الحقائق ص 137 ج 6)

اگر کسی نے کسی کا کوئی دانت اکھیڑ دیا اور اس وقت اکھیڑنے والے کا وہ دانت نہیں تھا مگر جنایت کے بعد نکل آیا تو قصاص نہیں ہے، دیت ہے، خواہ جنایت کے وقت جانی کا یہ دانت نکلا ہی نہ ہو، یا نکلا ہو مگر اکھڑ گیا ہو۔ (بحرالرائق ص 305 جلد 8)

مریض نے ڈاکٹر سے دانت اکھیڑنے کو کہا، اس نے ایک دانت اکھیڑ دیا، مگر مریض کہتا ہے کہ میں نے دوسرے دانت کو اکھیڑنے کے لیے کہا تھا تو مریض کا قول یمین کے ساتھ مان لیا جائے گا اور مریض کے قسم کھانے کے بعد ڈاکٹر پر دانت کی دیت واجب ہوگی۔ (بحرالرائق ص 305 جلد 8)

کسی نے کسی کا دانت قصداً اکھیڑ دیا اور جانی کے دانت کالے یا پیلے یا سرخ یا سبز ہیں تو جس کا دانت اکھیڑا گیا ہے اس کو اختیار ہے کہ چاہے قصاص لے اور چاہے دیت لے لے۔ (بحرالرائق ص 305 جلد 8، عالمگیری ص 12 جلد 6)

کسی بچے نے بچے کا دانت اکھیڑ دیا تو جس کا دانت اکھیڑ ا گیا ہے اس کے بالغ ہونے تک انتظار کیا جائے گا، بلوغ کے بعد اگر صحیح دانت نکل آیا تو کچھ نہیں اور اگر نہیں نکلا یا عیب دار نکلا تو دیت لازم ہے۔

(درمختار و شامی ص 516 جلد 5، بزازیہ علی الہندیہ ص 392 جلد 6)

کسی نے کسی کے دانت پر ایسی ضرب لگائی کہ دانت کالا یا سرخ یا سبز ہو گیا یا بعض حصہ ٹوٹ گیا اور بقیہ کالا یا سرخ یا سبز ہو گیا تو قصاص نہیں ہے، دانت کی پوری دیت واجب ہے۔

(تبیین الحقائق ص 137 جلد 6، طحطاوی ص 369 جلد 4، بدائع صنائع ص 315 جلد 7، بحرالرائق ص 304 ج 8)

دانت ہلنے کی صورت میں ایک سال کی مہلت کا بیان

اور جب کسی بندے نے دوسرے آدمی کے دانت پر مارا اور وہ دانت ہلنے لگا تو اس کو ایک سال کی مہلت دی جائے گی۔ کہ مارنے والے کے عمل کا اثر ظاہر ہو جائے۔ اور اس کے بعد جب قاضی نے ایک سال کی مہلت دی ہے۔ اور اس کے بعد مضروب اس حالت میں آیا ہے کہ اس کا دانت گر چکا ہے اور اس کے بعد مارنے والے اور مضروب نے ایک سے پہلے اس چیز میں اختلاف کیا ہے جس کی ضرب سے دانت گرا ہے تو مضروب کے قول کا اعتبار کیا جائے گا۔ کہ مہلت دینا فائدے مند ہو۔ اور یہ مسئلہ اس صورت مسئلہ کے خلاف ہے۔ کہ جب کسی بندے نے کسی آدمی کو شجہ موضحہ لگایا ہے اور اس کے بعد مشجوج اس حالت میں آیا ہے کہ شجہ موضحہ منقلہ ہو گیا ہے۔ اور اس کے بعد دونوں نے اختلاف کیا ہے تو مارنے والے کے قول کا اعتبار کیا جائے گا۔ کیونکہ موضحہ منقلہ کو پیدا کرنے والا نہیں ہے۔ اور جہاں تک دانت کا ہلنا ہے تو وہ دانت گرنے میں اثر کرنے والا ہے۔ پس یہ دونوں مسائل الگ الگ ہو جائیں گے۔

اور جب مارنے والے اور مضروب نے سال گزر جانے کے بعد دانت گرنے میں اختلاف کیا ہے تو ضارب کے قول کا اعتبار کیا جائے گا۔ کیونکہ وہ اپنے فعل کے اثر کا انکاری ہے۔ اور وہ مدت بھی گزر چکی ہے۔ جس کو قاضی نے مقرر کیا تھا۔ پس منکر کے قول کا اعتبار کیا جائے گا۔ اور جب دانت نہ گرے تو مارنے والے پر کچھ واجب نہ ہوگا۔

حضرت امام ابو یوسف علیہ الرحمہ سے روایت ہے کہ حکومت الم واجب ہے۔ اور ہم ان صورتوں کو بعد میں ان شاء اللہ بیان کر دیں گے۔

اور جب دانت گرا نہیں ہے بلکہ وہ سیاہ ہو گیا ہے تو خطاء کی صورت میں عاقلہ پر دیت واجب ہو جائے گی۔ اور عمد کی صورت میں مجرم کے مال سے دیت واجب ہو جائے گی۔ اور قصاص واجب نہ ہوگا۔ کیونکہ مضروب کے لئے ضارب کا اس طرح مارنا ممکن نہیں ہے۔ کہ اس کا دانت سیاہ ہو جائے۔ اور اسی طرح جب دانت کا کچھ حصہ ٹوٹا ہے اور بقیہ سیاہ ہو گیا ہے تب بھی قصاص واجب نہ ہوگا اسی دلیل کے سبب سے جس کو ہم بیان کر آئے ہیں۔ اور اسی طرح جب وہ سرخ یا سبز ہو جائے۔

بچے کا دانت اکھیڑنے پر انتظار کرنے کا بیان

علامہ کمال الدین ابن ہمام حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ اگر کسی نے بچے کے دانت اکھیڑ دیئے تو ایک سال تک انتظار کیا جائے گا

اور چاہیے کہ جنایت کرنے والے سے ضامن لے لیں پھر اگر اکھڑے دانت کی جگہ سے دوسرا دانت اگ آئے تو کچھ نہیں اور اگر دانت نہیں اگا تھا اور ایک سال پورا ہونے سے پہلے بچہ مر گیا تو بھی کچھ نہیں ہے۔

(شامی ص 487 جلد 5، عالمگیری ص 11 جلد 6، طحطاوی علی الدر ص 269 جلد 4، بزازیہ علی الہندیہ ص 392 جلد 6، فتح القدیر ص 321 جلد 8)

کسی نے کسی کے دانت پر ایسا مارا کہ دانت ہل گیا تو ایک سال تک انتظار کیا جائے گا۔ عام ازیں کہ جس کو مارا ہے وہ بالغ ہو یا نابالغ، ایک سال تک اگر دانت نہ گرا تو مارنے والے پر کچھ نہیں اور اگر سال کے اندر گر گیا اور قصداً مارا تھا تو قصاص واجب ہے اور اگر خطأ مارا ہے تو دیت واجب ہے۔ (عالمگیری ص 11 جلد 6 طحطاوی علی الدر ص 269 جلد 4)

اور جب دانت ہلنے کی صورت میں قاضی نے ایک سال کی مہلت دی تھی اور سال پورا ہونے سے پہلے مضروب کہتا ہے کہ اسی ضرب کی وجہ سے میرا دانت گر گیا۔ مگر ضارب کہتا ہے کہ کسی دوسرے کے مارنے سے اس کا دانت گرا ہے تو مضروب کا قول معتبر ہے اور اگر سال پورا ہونے کے بعد مضروب نے یہ دعویٰ کیا تو ضارب کا قول معتبر ہوگا۔

(عالمگیری ص 12 جلد 6، بحر الرائق ص 304 جلد 8، بدائع صنائع ص 316 ج 7 تبیین الحقائق ص 137 جلد 6)

باب عَقْلِ الْاَصَابِعِ .

یہ باب ہے کہ انگلیوں کی دیت

4858 - اَخْبَرَنَا اَبُو الْاَشْعَثِ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ مَسْرُوْقِ بْنِ اَوْسٍ عَنْ اَبِىْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "فِى الْاَصَابِعِ عَشْرٌ عَشْرٌ" .

☆☆ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: انگلیوں میں دس دس اونٹوں کی ادائیگی لازم ہوگی۔

4859 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ غَالِبٍ التَّمَّارِ عَنْ مَسْرُوْقِ بْنِ اَوْسٍ عَنْ اَبِىْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "الْاَصَابِعُ سَوَاءٌ عَشْرًا" .

☆☆ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

"انگلیاں برابر کی حیثیت رکھتی ہیں ان میں سے ہر ایک انگلی میں دس اونٹوں کی ادائیگی لازم ہوگی"۔

4860 - اَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَفْصٌ - وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْبَلْخِيُّ - عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ غَالِبٍ التَّمَّارِ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ مَسْرُوْقِ بْنِ اَوْسٍ عَنْ اَبِىْ مُوْسٰى قَالَ قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

4858-اخرجه ابو داؤد في الديات، باب ديات الاعضاء (الحديث 4556 و 4557) واخرجه النسائي في القسامة، باب عقل الاصابع (الحديث 4859 و 4860) واخرجه ابن ماجه في القسامة، باب دية الاصابع (الحديث 2654) مختصراً . تحفة الاشراف (9030) .

4859-تقدم (الحديث 4858) .

4860-تقدم (الحديث 4858) .

وَسَلَّمَ اَنَّ الْاَصَابِعَ سَوَاءٌ عَشْرًا عَشْرًا مِنَ الْاِبِلِ .

☆☆ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فیصلہ دیا ہے کہ انگلیاں برابر کی حیثیت رکھتی ہیں ان میں سے ہر ایک انگلی میں دس دس اونٹوں کی ادائیگی لازم ہوگی۔

4861 - اَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّهُ لَمَّا وُجِدَ الْكِتَابُ الَّذِىْ عِنْدَ اٰلِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ الَّذِىْ ذَكَرُوْا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتَبَ لَهُمْ وَجَدُوْا فِيْهِ "وَفِيْمَا هُنَالِكَ مِنَ الْاَصَابِعِ عَشْرًا عَشْرًا" .

☆☆ سعید بن مسیب فرماتے ہیں: جب وہ مکتوب لایا گیا جو حضرت عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ کی اولاد کے پاس موجود تھا جس کا انہوں نے ذکر کیا' تو اس میں یہ تحریر تھا: کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں خط میں یہ لکھا تھا: انگلیوں میں دس دس (اونٹوں کی ادائیگی) لازم ہوگی۔

4862 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنِىْ قَتَادَةُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "هٰذِهٖ وَهٰذِهٖ سَوَاءٌ" . يَعْنِى الْخِنْصَرَ وَالْاِبْهَامَ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں۔
"یہ اور یہ برابر ہیں' یعنی چھوٹی انگلی اور انگوٹھا"

4863 - اَخْبَرَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فَهٰذِهٖ وَهٰذِهٖ سَوَاءٌ الْاِبْهَامُ وَالْخِنْصَرُ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: یعنی یہ اور یہ برابر ہیں' یعنی انگوٹھا اور چھوٹی انگلی۔

4864 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ الْاَصَابِعُ عَشْرٌ عَشْرٌ .

☆☆ حضرت عبداللہ عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: تمام انگلیاں (ان میں) دس دس (اونٹوں کی ادائیگی) لازم ہوگی۔

4865 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ الْمُعَلِّمُ عَنْ عَمْرٍو

4861-انفرد به النسائي، وسياتي في القسامة، ذكر حديث عمرو بن حزم في العقود و اختلاف الناقلين له (الحديث 4868 و 4869 و 4870 و 4871 و 4872) مطولاً . تحفة الاشراف (10726) .

4862-اخرجه البخاري في الديات، باب دية الاصابع (الحديث 6895) و اخرجه ابو داؤد في الديات، باب ديات الاعضاء (الحديث 4558) واخرجه الترمذي في الديات، باب ما جاء في دية الاصابع (الحديث 1392) واخرجه النسائي في القسامة، باب عقل الاصابع (الحديث 4863) و اخرجه ابن ماجه في الديات، باب دية الاصابع (الحديث 2652) . تحفة الاشراف (6187) .

4863-تقدم (الحديث 4862) .

4864-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (6202) .

4865-اخرجه ابو داؤد في الديات، باب ديات الاعضاء (الحديث 4562) . تحفة الاشراف (8684) .

بْنِ شُعَيْبٍ اَنَّ اَبَاهُ حَدَّثَهُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ لَمَّا افْتَتَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ قَالَ فِيْ خُطْبَتِهٖ "وَفِي الْاَصَابِعِ عَشْرٌ عَشْرٌ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ فتح کرلیا' تو آپ نے اپنے خطبے میں یہ ارشاد فرمایا: انگلیوں میں (دیت کے طور پر) دس دس (اونٹوں کی ادائیگی) لازم ہوگی۔

4866 - اَخْبَرَنِیْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْهَيْثَمِ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ قَالَ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ الْمُعَلِّمُ وَابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِيْ خُطْبَتِهٖ وَهُوَ مُسْنِدٌ ظَهْرَهٗ اِلَى الْكَعْبَةِ "الْاَصَابِعُ سَوَاءٌ" .

☆☆ عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خطبے میں یہ ارشاد فرمایا' جبکہ آپ نے خانہ کعبہ کے ساتھ ٹیک لگائی ہوئی تھی' (آپ نے یہ فرمایا:)

"(دیت کی ادائیگی کے حوالے سے) تمام انگلیاں برابر کی حیثیت رکھتی ہیں"۔

ایک ہاتھ کی پانچ انگلیوں میں نصف دیت کا بیان

ایک ہاتھ کی پانچ انگلیوں میں نصف دیت ہے کیونکہ ہر انگلی میں دیت کا دسواں حصہ ہے۔ جس طرح ہم روایت کرآئے ہیں۔ پس پانچ انگلیوں میں نصف دیت واجب ہوجائے گی۔ کیونکہ پانچ انگلیوں کو کاٹ دینے کے سبب پکڑنے والا فائدہ ختم ہوجائے گا۔ اور یہی چیز دیت کو واجب کرنے والی ہے۔ جس طرح اس کا بیان گزر چکا ہے۔ اور جب اس نے ہتھیلی کے ساتھ انگلیوں کو کاٹ دیا ہے تو اس میں بھی نصف دیت واجب ہوگی۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ دونوں ہاتھوں میں پوری دیت ہے۔ اوران میں سے ایک میں نصف دیت ہے۔ کیونکہ ہتھیلی انگلیوں کے تابع ہے۔ اس لئے کہ انگلیوں سے پکڑا جاتا ہے۔

اور جب نصف کلائی کے ساتھ سے انگلیوں کو کاٹا ہے تو انگلیوں میں اور ہتھیلی میں نصف دیت واجب ہے۔ کیونکہ اس سے زائد تو حکومت عدل ہے۔

حضرت امام ابو یوسف علیہ الرحمہ سے بھی اسی طرح روایت کیا گیا ہے۔ اوران سے دوسری روایت یہ بھی کی گئی ہے کہ ہاتھ اور پاؤں کی انگلیوں کی مقدار سے زیادہ ہوجائے تو وہ کندھے اور ران کے تابع ہے۔ کیونکہ شریعت نے ایک ہاتھ میں نصف دیت واجب کی ہے۔ جبکہ کندھے تک ہاتھ اس آلہ کا نام ہے پس شرعی مقدار پر کوئی اضافہ نہ کیا جائے گا۔

طرفین کی دلیل یہ ہے کہ ہاتھ پکڑنے کا آلہ ہے اور پکڑنا یہ ہتھیلی اور انگلیوں کے درمیان ایک آلہ ہے یہ ذراع نہیں ہے۔ پس ضمنی طور ذراع کو اس کے تابع نہ کیا جائے گا۔ کیونکہ ذراع کا انگلیوں کے تابع ہونے میں کوئی سبب نہیں ہے۔ کیونکہ ان دونوں کے درمیان ہتھیلی جو ایک کامل عضو ہے وہ موجود ہے۔ اور ذراع کا ہتھیلی کے تابع ہونے کی بھی کوئی وجہ نہیں ہے۔ اس لئے کہ ہتھیلی تابع ہے۔ اور کسی تابع کا تابع نہیں ہوا کرتا۔

4866-انفرد به النسائی . تحفة الاشراف (8693) .

شیخ نظام الدین حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں اور اگر کسی کا ایسا زخمی ہاتھ کاٹا گیا جس کا زخم گرفت میں حارج نہ تھا تو قصاص لیا جائے گا اور اگر زخم گرفت میں حارج تھا تو انصاف کے ساتھ تاوان لیا جائے گا۔ اگر کالے ناخن والا ہاتھ کاٹا تو اس کا قصاص لیا جائے گا۔
اگر کسی کا صحیح ہاتھ کاٹ دیا اور کاٹنے والے کا ہاتھ شل یا ناقص ہے تو مقطوع الید کو اختیار ہے، چاہے تو ناقص ہاتھ کاٹ دے یا چاہے تو پوری دیت لے لے یہ اختیار اس صورت میں ہے کہ ناقص ہاتھ کارآمد ہو ورنہ دیت پر اکتفا کیا جائے گا۔

(عالمگیری ص 12 جلد 6، درمختار وشامی ص 489 جلد 5، تبیین الحقائق ص 112 جلد 6)

علامہ علاؤالدین کاسانی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ جب زید نے بکر کا ہاتھ کاٹا اور زید کا ہاتھ شل یا ناقص تھا اور بکر نے ابھی اختیار سے کام نہیں لیا تھا کہ کسی شخص نے زید کا ناقص ہاتھ ظلماً کاٹ دیا یا کسی آفت سے ضائع ہو گیا تو بکر کا حق باطل ہو جائے گا اور اگر زید کا ناقص ہاتھ قصاص یا چوری کے جرم میں کاٹ دیا گیا تو بکر دیت کا حق دار ہے۔

اگر کسی نے کسی کی انگلی یا ہاتھ کا کچھ حصہ کاٹ دیا پھر دوسرے شخص نے باقی ہاتھ کاٹ دیا اور زخمی مر گیا تو جان کا قصاص دوسرے شخص پر ہے، پہلے پر نہیں، پہلے کی انگلی یا ہاتھ کاٹا جائے گا۔

اور جب کسی کا ہاتھ قصداً کاٹا پھر کاٹنے والے کا ہاتھ آکلہ کی وجہ سے یا ظلماً کاٹ دیا گیا تو قصاص اور دیت دونوں باطل ہو جائیں گے اور اگر کاٹنے والے کا ہاتھ کسی دوسرے قصاص یا چوری کی سزا میں کاٹا گیا تو پہلے مقطوع الید کو دیت دے گا۔

اور جب کسی شخص کی دو انگلیاں کاٹ دیں اور کاٹنے والے کی صرف ایک انگلی ہے تو یہ ایک انگلی کاٹ دی جائے گی اور دوسری انگلی کی دیت واجب ہوگی۔

اور اگر کسی کا پہنچا کاٹ دیا پھر اسی قاطع نے دوسرے شخص کا وہی ہاتھ کہنی سے کاٹ دیا پھر دونوں مقطوع قاضی کے پاس آئے تو قاضی پہنچے والے کے حق میں قاطع کا پہنچا کاٹ دے گا۔ پھر کہنی والے کو اختیار دے گا کہ چاہے تو باقی ہاتھ کہنی سے کاٹ دے اور چاہے تو دیت لے لے اور اگر دونوں مقطوعوں میں سے ایک حاضر ہوا اور دوسرا غائب تو حاضر کے حق میں قصاص کا حکم دے گا۔

اور جب کسی نے کسی کے ہاتھ کی انگلی کاٹ دی، پھر انگلی کٹے نے قاطع کا ہاتھ جوڑ سے کاٹ دیا تو مقطوع الید کو اختیار ہے کہ چاہے تو اس کا ناقص ہاتھ ہی کاٹ دے اور چاہے تو دیت لے لے اور انگلی کا حق باطل ہے۔

اور جب کسی شخص نے دو آدمیوں کے داہنے ہاتھ قصداً کاٹ دیئے پھر ایک نے بحکم قاضی قصاص لے لیا تو دوسرے کو دیت ملے گی اور اگر دونوں ایک ساتھ قاضی کے پاس آئے تو دونوں کے لیے قصاص میں قاطع کا داہنا ہاتھ کاٹ دے گا اور ہر ایک کو ہاتھ کی نصف دیت بھی ملے گی۔

(قاضی خان ص 436 جلد 3، درمختار ردالمحتار ص 491 جلد 5، بدائع صنائع ص 299 جلد 7، درر غرر ص 97 ج 2)

باب الْمَوَاضِحِ .

یہ باب ہے کہ موضحہ (قسم کے زخم کا حکم)

4867 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ الْمُعَلِّمُ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ اَنَّ اَبَاهُ حَدَّثَهُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ لَمَّا افْتَتَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ قَالَ فِيْ خُطْبَتِهِ "وَفِي الْمَوَاضِحِ خَمْسٌ خَمْسٌ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ فتح کیا' تو آپ نے اپنے خطبہ میں یہ ارشاد فرمایا: موضحہ (زخم میں) پانچ' پانچ اونٹوں کی ادائیگی لازم ہوگی۔

موضحہ میں قصاص ہونے کا بیان

موضحہ میں قصاص ہے لیکن اس میں شرط عمد ہے اسی حدیث کے سبب کہ جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے موضحہ میں قصاص کا فیصلہ کیا ہے۔ کیونکہ ممکن ہے چھری ہڈی تک پہنچ گئی ہو۔ اور وہ دونوں برابر ہو جائیں۔ پس برابری ثابت ہو جائے گی۔

اور دوسرے شجاجوں میں کوئی قصاص نہیں ہے۔ کیونکہ ان میں برابری کا اعتبار کرنا ممکن نہیں ہے۔ کیونکہ کوئی ایسی حد نہیں ہے جہاں چھری رک جائے۔ اور یہ بھی دلیل ہے کہ موضحہ سے بڑے زخموں کو توڑنا ہے۔ اور ہڈی توڑنے میں قصاص نہیں ہے اور امام اعظم رضی اللہ عنہ سے ایک روایت اسی طرح ہے۔

حضرت امام محمد علیہ الرحمہ نے مبسوط میں لکھا ہے اور ظاہر الروایت بھی یہی ہے۔ اور جو موضحہ سے پہلے ہیں۔ ان میں قصاص واجب ہے۔ کیونکہ ان میں برابری کا اعتبار کیا جا سکتا ہے۔ اور ان میں ہڈی توڑنا بھی نہیں ہے۔ اور نہ ہی غالب ہلاکت کا کوئی خوف ہے۔ پس اس زخم کی گہرائی کو ایک سلائی سے ناپ لیا جائے گا۔ اس کے بعد اسی کی مقدار کے برابر ایک لوہا بنایا جائے گا۔ اور اس سے قاطع کی کاٹ دی گئی مقدار کے برابر کاٹا جائے گا۔ تاکہ قصاص کی وصولی ثابت ہو جائے۔

اور موضحہ کے سوا میں حکومت عدل واجب ہے۔ کیونکہ موضحہ کے سوا میں کوئی دیت مقرر نہیں ہے۔ اور نہ اس کو ضائع کیا جا سکتا ہے۔ پس حکومت عدل سے اس کا اعتبار کیا جانا لازم ہے۔ حضرت ابراہیم نخعی اور حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہما سے اسی طرح روایت کیا گیا ہے۔

علامہ ابن ہمام حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ موضحہ اور اس سے کم زخم اگر قصداً لگائے گئے ہوں تو ان میں قصاص ہے اور اگر خطاء ہوں تو موضحہ سے کم زخموں میں حکومت عدل ہے اور موضحہ میں دیتِ نفس کا بیسواں حصہ ہے اور ہاشمہ میں دیت نفس کا دسواں حصہ ہے اور منقلہ میں دیت نفس کا پندرہ فیصد حصہ اور آمہ اور جائفہ میں دیت کا تہائی حصہ ہے۔ ہاں اگر جائفہ آر پار ہو گیا تو دو تہائی

4867-اخرجه ابو داؤد في الديات، باب ديات الاعضاء (الحديث 4566) مختصراً . واخرجه الترمذي في الديات، باب ما جاء في الموضحة (الحديث 1390) مختصراً . تحفة الاشراف (8680) .

دیت ہے۔ (عالمگیری ص 29 جلد 6، بحرالرائق ص 334، جلد 8، فتح القدیر ص 312، جلد 8، بدائع صنائع ص 316، جلد 7)

موضحہ خطاء میں دیت کے بیسویں حصے کا بیان

فرمایا کہ جب موضحہ خطاء ہے تو اس کی دیت کا بیسواں حصہ واجب ہے جبکہ ہاشمہ میں دیت کا بیسواں حصہ ہے۔ اور منقلہ میں دیت کا دسواں اور نصف دسواں ہے۔ اور آمہ میں تہائی دیت ہے۔ اور جائفہ میں تہائی دیت ہے۔ اور جب جائفہ پار ہو چکا ہے تو وہ دو جائفے ہیں۔ اور ان میں دیت کے دو تہائی واجب ہیں۔ اسی دلیل کے سبب سے جو حضرت عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ کے خط میں موجود ہے۔ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ موضحہ میں پانچ اونٹ ہیں۔ اور ہاشمہ میں دس اونٹ ہیں۔ جبکہ منقلہ میں پندرہ اونٹ ہیں۔ اور آمہ میں تہائی دیت واجب ہے۔ اور ایک روایت کے مطابق ماٗ مومہ بھی روایت کیا گیا ہے۔ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جائفہ میں تہائی دیت ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ایسا جائفہ جو دوسری جانب پار ہو جائے اس میں دو تہائی دیت کا فیصلہ فرمایا تھا۔ کیونکہ جب جائفہ پار ہو جائے تو اس کو دو جائفوں کے حکم میں سمجھ لیا جائے گا۔ کہ ایک جانب اندر سے ہے اور دوسرا جانب باہر سے ہے۔ اور ہر جائفہ میں تہائی دیت ہے۔ پس نافذہ میں دو تہائی دیت واجب ہو جائے گی۔ (ہدایہ، قصاص)

حضرت عبداللہ بن ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر بن حزم میرے پاس ایک تحریر لے کر آئے جو کہ چمڑے کی ایک ٹکڑے پر لکھی ہوئی تھی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے یہ بیان ہے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے اے ایمان والو پورا کرو اقرار کو اس کے بعد چند آیات کریمہ تلاوت فرمائیں پھر فرمایا جان میں سو اونٹ ہیں اور آنکھ میں پچاس اونٹ ہیں اور ہاتھ میں پچاس اونٹ ہیں اور پاؤں میں پچاس اونٹ ہیں اور جو زخم مغز تک پہنچ جائے اس میں تہائی دیت ہے اور اگر (زخم) پیٹ کے اند تک پہنچ جائے تو اس میں تہائی دیت ہے اور (جس زخم یا چوٹ سے) ہڈی جگہ سے ہل جائے اس میں دیت پندرہ اونٹ ہیں اور انگلیوں میں دس دس اونٹ ہیں اور دانتوں میں پانچ پانچ اونٹ دیت ہے اور جس زخم سے ہڈی نظر آنے لگے اس میں پانچ اونٹ ہیں۔ (سنن نسائی: جلد سوم: رقم الحدیث، 1161)

اگر بیس 20 موضحہ زخم لگائے اور درمیان میں صحت نہ ہوئی تو پوری دیت نفس تین سال میں ادا کی جائے گی اور اگر درمیان میں صحت واقع ہوگئی تو ایک سال میں پوری دیت نفس ادا کرنا ہوگی۔ (عالمگیری از کافی ص 29 جلد 6)

اور جب کسی کے سر پر ایسا موضحہ لگایا کہ اس کی عقل جاتی رہی۔ یا پورے سر کے بال ایسے اڑے کہ پھر نہ اُگے تو صرف دیت نفس واجب ہوگی اور اگر سر کے بال مختلف جگہوں سے اڑ گئے تو بالوں کی حکومت عدل اور موضحہ کی ارش میں سے جو زیادہ ہوگا وہ لازم آئے گا۔ یہ حکم اس صورت میں ہے کہ بال پھر نہ اُگیں، لیکن اگر دوبارہ پہلے کی طرح بال اُگ آئیں تو کچھ لازم نہیں ہے۔

(شامی و در مختار ص 513 جلد ج 5، عالمگیری ص 29 جلد 6)

اور جب کسی کی بھنوں پر خطاءً ایسا موضحہ لگایا کہ بھنوں کے بال گر گئے اور پھر نہ اُگے تو صرف نصف دیت لازم ہوگی۔

(عالمگیری ص 30 جلد 6)

اور جب کسی کے سر پر ایسا موضحہ لگایا کہ اس سے سننے یا دیکھنے یا بولنے کے قابل نہ رہا، تو اس پر نفس کی دیت کے ساتھ موضحہ کا ارش بھی واجب ہے۔ یہ حکم اس صورت میں ہے کہ اس زخم سے موت نہ ہوئی ہو، اور اگر موت واقع ہوگئی تو ارش ساقط ہو جائے گا۔ اور عمد کی صورت میں جنایت کرنے والے کے مال سے تین سال میں دیت ادا کی جائے گی اور بصورت خطا عاقلہ پر تین سال میں دیت ہے۔ (شامی، درمختار ص 513، جلد 5)

باب ذِكْرِ حَدِيْثِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ فِي الْعُقُوْلِ وَاخْتِلَافِ النَّاقِلِيْنَ لَهُ .

یہ باب ہے کہ دیت کے بارے میں عمرو بن حزم کی نقل کردہ روایت کا تذکرہ اور اس میں نقل کرنے والوں کے اختلاف کا تذکرہ ہے

4868 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتَبَ اِلٰى اَهْلِ الْيَمَنِ كِتَابًا فِيْهِ الْفَرَائِضُ وَالسُّنَنُ وَالدِّيَاتُ وَبَعَثَ بِهِ مَعَ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ فَقُرِئَتْ عَلٰى اَهْلِ الْيَمَنِ هٰذِهِ نُسْخَتُهَا "مِنْ مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى شُرَحْبِيْلَ بْنِ عَبْدِ كُلَالٍ وَّنُعَيْمِ بْنِ عَبْدِ كُلَالٍ وَّالْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ كُلَالٍ قَيْلِ ذِيْ رُعَيْنٍ وَّمُعَافِرَ وَهَمْدَانَ اَمَّا بَعْدُ" . وَكَانَ فِيْ كِتَابِهِ "اَنَّ مَنِ اعْتَبَطَ مُؤْمِنًا قَتْلًا عَنْ بَيِّنَةٍ فَاِنَّهُ قَوَدٌ اِلَّا اَنْ يَّرْضٰى اَوْلِيَاءُ الْمَقْتُوْلِ وَاَنَّ فِي النَّفْسِ الدِّيَةُ مِائَةٌ مِّنَ الْاِبِلِ وَفِي الْاَنْفِ اِذَا اُوْعِبَ جَدْعُهُ الدِّيَةُ وَفِي اللِّسَانِ الدِّيَةُ وَفِي الشَّفَتَيْنِ الدِّيَةُ وَفِي الْبَيْضَتَيْنِ الدِّيَةُ وَفِي الذَّكَرِ الدِّيَةُ وَفِي الصُّلْبِ الدِّيَةُ وَفِي الْعَيْنَيْنِ الدِّيَةُ وَفِي الرِّجْلِ الْوَاحِدَةِ نِصْفُ الدِّيَةِ وَفِي الْمَأْمُوْمَةِ ثُلُثُ الدِّيَةِ وَفِي الْجَائِفَةِ ثُلُثُ الدِّيَةِ وَفِي الْمُنَقِّلَةِ خَمْسَ عَشْرَةَ مِنَ الْاِبِلِ وَفِيْ كُلِّ اُصْبُعٍ مِّنْ اَصَابِعِ الْيَدِ وَالرِّجْلِ عَشْرٌ مِّنَ الْاِبِلِ وَفِي السِّنِّ خَمْسٌ مِّنَ الْاِبِلِ وَفِي الْمُوْضِحَةِ خَمْسٌ مِّنَ الْاِبِلِ وَاَنَّ الرَّجُلَ يُقْتَلُ بِالْمَرْاَةِ وَعَلٰى اَهْلِ الذَّهَبِ اَلْفُ دِيْنَارٍ" . خَالَفَهُ مُحَمَّدُ بْنُ بَكَّارِ بْنِ بِلَالٍ .

☆☆ ابوبکر بن محمد اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے اہل یمن کو ایک خط لکھا جس میں فرائض، سنن اور دیت کے بارے میں احکام تھے' آپ نے یہ خط حضرت عمرو بن حزم کے ہمراہ بھیجا تھا' اسے اہل یمن کے سامنے پڑھا گیا' اس کے الفاظ یہ ہیں:

"یہ نبی حضرت محمد ﷺ کی طرف سے' شرحبیل بن عبد کلال، نعیم بن عبد کلال اور حارث بن عبد کلال کے نام ہے' جو ذی رعین' معافر اور ہمدان کے حکمران ہیں' امابعد!

اس مکتوب میں یہ تحریر تھا کہ جو شخص کسی کو ناحق طور پر قتل کر دے اور وہ قتل ثبوت کے ذریعے ثابت ہو جائے' تو اس میں قصاص

4868- تقدم (الحديث 4861) .

ہوگا' البتہ اگر مقتول کے اولیاء راضی ہوں' تو (دیت بھی ادا کی جاسکتی ہے) جان کی دیت میں ایک سو اونٹ ہوں گے' ناک کو جب مکمل طور پر کاٹ دیا گیا ہو' تو اس میں پوری دیت ہوگی' زبان میں پوری دیت ہوگی' دونوں ہونٹوں میں پوری دیت ہوگی' دونوں خصیوں میں پوری دیت ہوگی' مرد کے عضو تناسل میں پوری دیت ہوگی' پشت میں پوری دیت ہوگی' دونوں آنکھوں میں پوری دیت ہوگی' ایک پاؤں میں نصف دیت ہوگی' ماموہ زخم میں ایک تہائی دیت ہوگی' جائفہ زخم میں ایک تہائی دیت ہوگی' منقلہ زخم میں پندرہ اونٹوں کی ادائیگی لازم ہوگی' ہاتھ اور پاؤں کی ہر ایک انگلی میں دس اونٹوں کی ادائیگی لازم ہوگی' دانت میں پانچ اونٹوں کی ادائیگی لازم ہوگی' موضحہ زخم میں پانچ اونٹوں کی ادائیگی لازم ہوگی' اور مرد کو عورت کے بدلے میں قصاص میں قتل کیا جاسکتا ہے اور سونے کی شکل میں ادائیگی کرنے والوں پر ایک ہزار دینار (دیت کے طور پر ادا کرنا لازم ہوں گے)

محمد بن بکار نامی راوی نے اس کے برخلاف نقل کیا ہے (اس کی روایت درج ذیل ہے)

4869 – اَخْبَرَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ مَرْوَانَ بْنِ الْهَيْثَمِ بْنِ عِمْرَانَ الْعَنْسِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكَّارِ بْنِ بِلَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ اَرْقَمَ قَالَ حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ اَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتَبَ اِلٰى اَهْلِ الْيَمَنِ بِكِتَابٍ فِيْهِ الْفَرَائِضُ وَالسُّنَنُ وَالدِّيَاتُ وَبَعَثَ بِهِ مَعَ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ فَقُرِءَ عَلٰى اَهْلِ الْيَمَنِ هٰذِهٖ نُسْخَتُهٗ فَذَكَرَ مِثْلَهٗ اِلَّا اَنَّهٗ قَالَ "وَفِي الْعَيْنِ الْوَاحِدَةِ نِصْفُ الدِّيَةِ وَفِي الْيَدِ الْوَاحِدَةِ نِصْفُ الدِّيَةِ وَفِي الرِّجْلِ الْوَاحِدَةِ نِصْفُ الدِّيَةِ".

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَهٰذَا اَشْبَهُ بِالصَّوَابِ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَسُلَيْمَانُ بْنُ اَرْقَمَ مَتْرُوْكُ الْحَدِيْثِ وَقَدْ رَوٰى هٰذَا الْحَدِيْثَ يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ مُرْسَلًا.

☆☆ ابوبکر بن محمد اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے اہل یمن کی طرف ایک مکتوب بھیجا' جس میں فرائض' سنن اور دیت کے بارے میں احکام موجود تھے' آپ نے وہ خط حضرت عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ کے ہمراہ بھیجا' اسے اہل یمن کے سامنے پڑھا گیا' تو اس کے یہ الفاظ تھے (اس کے بعد راوی نے حسب سابق حدیث نقل کی ہے' تاہم اس میں یہ الفاظ ہیں)

"ایک آنکھ میں نصف دیت کی ادائیگی لازم ہوگی' ایک ہاتھ میں نصف دیت کی ادائیگی لازم ہوگی' ایک پاؤں میں نصف دیت کی ادائیگی لازم ہوگی"۔

(امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) یہ درست ہونے کے زیادہ قریب محسوس ہوتا ہے' باقی اللہ بہتر جانتا ہے۔

سلیمان بن ارقم نامی راوی متروک ہے' یونس نے زہری کے حوالے سے یہ روایت "مرسل" حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

4870 – اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ بْنُ يَزِيْدَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ قَرَاْتُ كِتَابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِيْ كَتَبَ لِعَمْرِو بْنِ حَزْمٍ حِيْنَ بَعَثَهٗ عَلٰى نَجْرَانَ

4869-تقدم (الحديث 4861) .

4870-تقدم (الحديث 4861) .

وَكَانَ الْكِتَابُ عِنْدَ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ حَزْمٍ - فَكَتَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "هٰذَا بَيَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ (يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ)" - وَكَتَبَ الْاٰيَاتِ مِنْهَا حَتّٰى بَلَغَ (اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ) ثُمَّ كَتَبَ "هٰذَا كِتَابُ الْجِرَاحِ فِي النَّفْسِ مِائَةٌ مِّنَ الْاِبِلِ" - نَحْوَهٗ -

☆☆ ابن شہاب بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کا وہ خط پڑھا' جو آپ نے حضرت عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ کے لئے تحریر کروایا تھا' جب آپ انہیں نجران کا حکمران بنا کر بھیجنے لگے تھے' یہ خط حضرت ابوبکر بن حزم رضی اللہ عنہ کے پاس رہا۔ نبی اکرم ﷺ نے تحریر کروایا تھا: یہ اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے واضح احکام ہیں:

''اے ایمان والو اپنے کیے ہوئے عہد کو پورا کرو''

اس میں آگے آیات تحریر ہیں' جو یہاں تک ہیں ''بے شک اللہ تعالیٰ تیزی سے حساب لینے والا ہے''۔

پھر آپ نے یہ بھی تحریر کروایا: یہ زخموں (کی دیت سے متعلق احکام ہیں) ایک جان کی دیت ایک سو اونٹ ہے (اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے)

4871 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الْوَاحِدِ قَالَ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ - وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ - عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ جَاءَنِيْ اَبُوْ بَكْرِ بْنُ حَزْمٍ بِكِتَابٍ فِيْ رُقْعَةٍ مِّنْ اَدَمٍ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "هٰذَا بَيَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ (يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ)" - فَتَلَا مِنْهَا اٰيَاتٍ ثُمَّ قَالَ "فِي النَّفْسِ مِائَةٌ مِّنَ الْاِبِلِ وَفِي الْعَيْنِ خَمْسُوْنَ وَفِي الْيَدِ خَمْسُوْنَ وَفِي الرِّجْلِ خَمْسُوْنَ وَفِي الْمَاْمُوْمَةِ ثُلُثُ الدِّيَةِ وَفِي الْجَائِفَةِ ثُلُثُ الدِّيَةِ وَفِي الْمُنَقِّلَةِ خَمْسَ عَشْرَةَ فَرِيْضَةً وَّفِي الْاَصَابِعِ عَشْرٌ عَشْرٌ وَّفِي الْاَسْنَانِ خَمْسٌ خَمْسٌ وَّفِي الْمُوْضِحَةِ خَمْسٌ" -

☆☆ زہری بیان کرتے ہیں: ابوبکر بن حزم میرے پاس ایک مکتوب لے کر آئے' جو چمڑے کے ٹکڑے پر لکھا ہوا تھا' یہ نبی اکرم ﷺ کی طرف سے لکھوایا گیا تھا' (جس میں یہ تحریر تھا)

''یہ اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے واضح حکم ہے' ''اے ایمان والو! اپنے وعدوں کو پورا کرو''۔ اس کے بعد انہوں نے کچھ آیات تلاوت کیں' پھر یہ بات بیان کی نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جان کی دیت ایک سو اونٹ ہے' آنکھ کی دیت پچاس اونٹ ہے' ہاتھ کی دیت پچاس اونٹ ہے' پاؤں کی دیت پچاس اونٹ ہے' مامومہ زخم میں ایک تہائی دیت ہوگی' جائفہ زخم میں ایک تہائی دیت ہوگی' منقلہ زخم میں پندرہ اونٹوں کی دیت لازم ہوگی' یہ ایک لازم کردہ چیز ہے' انگلیوں میں دس' دس اونٹوں کی ادائیگی لازم ہوگی' دانتوں میں پانچ' پانچ (اونٹوں کی ادائیگی لازم ہوگی) اور موضحہ زخم میں پانچ اونٹوں کی ادائیگی لازم ہوگی''۔

4871-تقدم (الحديث 4861) .

دس شجاج ہونے کا فقہی بیان

شجاج دس ہیں۔ ان میں سے ایک حارصہ ہے اور حارصہ اس کو کہتے ہیں جو جلد کو خارش زدہ کرے اور خون نہ نکالے۔ دوسرا دامعہ ہے جو خون کو ظاہر کر دے لیکن اس کو نہ بہائے۔ جس طرح آنکھ کا آنسو ہے۔ تیسرا دامیہ ہے جو خون کو بہادے۔ چوتھا باضعہ ہے جو کھال کو کاٹ دے۔ پانچواں متلاحمہ ہے جو گوشت کو نکال دے، چھٹا سمحاق ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ گوشت اور سر کی ہڈی کے درمیان باریک جھلی تک پہنچ جائے۔ ساتواں موضحہ ہے جب زخم سے ہڈی دکھ جائے اور وہ ہڈی ظاہر ہو جائے۔ آٹھواں ہاشمہ ہے جو ہڈی کو توڑ دے۔ نواں منقلہ ہے جو ہڈی کو توڑ دینے کے بعد اس کو منتقل کر دے۔ دسواں آمہ ہے جب زخم اس طرح کا ہے کہ وہ اُم رأس تک سرایت کر جائے اور اُم رأس وہ جگہ ہے جہاں دماغ ہوتا ہے۔ (ہدایہ اخرین، لاہور)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہر ہر موضحہ کی دیت پانچ پانچ اونٹ ہیں (سنن ابن ماجہ: جلد دوم: رقم الحدیث، 813)

حضرت عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ جس وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ فتح فرمایا تو خطبہ میں ارشاد فرمایا ہر ایک زخم جو ہڈی کھول دے اس میں پانچ اونٹ ہیں۔ (سنن نسائی: جلد سوم: رقم الحدیث، 1156)

اس کی دس 10 قسمیں بیان کی گئی ہیں۔ حارصہ: جلد کے اس زخم کو کہتے ہیں جس میں جلد پر خراش پڑ جائے مگر خون نہ چھلکے۔ دامعہ: سر کی جلد کے اس زخم کو کہتے ہیں جس میں خون چھلک آئے مگر بہے نہیں۔ دامیہ: سر کی جلد کے اس زخم کو کہتے ہیں جس میں خون بہہ جائے۔ باضعہ: جس میں سر کی جلد کٹ جائے۔ متلاحمہ: جس میں سر کا گوشت بھی پھٹ جائے۔ سمحاق: جس میں سر کی ہڈی کے اوپر کی جھلی تک زخم پہنچ جائے۔ موضحہ: جس میں سر کی ہڈی نظر آ جائے۔ ہاشمہ: جس میں سر کی ہڈی ٹوٹ جائے۔ منقلہ: جس میں سر کی ہڈی ٹوٹ کر ہٹ جائے۔ امہ: وہ زخم جو اُم الدماغ، یعنی دماغ کی جھلی تک پہنچ جائے۔

ان کے علاوہ زخموں کی ایک قسم جائفہ بھی کی گئی ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ زخم جوف تک پہنچے اور یہ زخم پیٹھ، پیٹ اور سینے میں ہوتا ہے۔ اور اگر گلے کا زخم غذائی نالی تک پہنچ جائے تو وہ بھی جائفہ ہے۔

(عالمگیری ص 28 ج 6، شامی ص 510 جلد 5، بحرالرائق ص 333 جلد 8)

4872 - قَالَ الْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَائَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ الْكِتَابُ الَّذِيْ كَتَبَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَمْرِو بْنِ حَزْمٍ فِي الْعُقُوْلِ "اِنَّ فِي النَّفْسِ مِائَةً مِّنَ الْاِبِلِ وَفِي الْاَنْفِ اِذَا اُوْعِيَ جَدْعًا مِائَةً مِّنَ الْاِبِلِ وَفِي الْمَامُوْمَةِ ثُلُثُ النَّفْسِ وَفِي الْجَائِفَةِ مِثْلُهَا وَفِي الْيَدِ خَمْسُوْنَ وَفِي الْعَيْنِ خَمْسُوْنَ وَفِي الرِّجْلِ خَمْسُوْنَ وَفِيْ كُلِّ اِصْبَعٍ مِّمَّا هُنَالِكَ عَشْرٌ مِّنَ الْاِبِلِ وَفِي السِّنِّ خَمْسٌ وَّفِي الْمُوْضِحَةِ خَمْسٌ".

☆☆ عبداللہ بن ابوبکر اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: وہ مکتوب جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ کے

4872-تقدم (الحديث 4861).

لیے تحریر کروایا تھا' جو دیتوں کے بارے میں ہے (اس میں یہ تحریر ہے)

"جان کی دیت ایک سو اونٹ ہوگی' جب ناک کو مکمل طور پر کاٹ دیا جائے' تو اس میں ایک سو اونٹوں کی ادائیگی لازم ہوگی' ماموسہ زخم میں جان کی دیت کا ایک تہائی حصہ ادا کرنا لازم ہوگا' جائفہ زخم میں بھی اتنی ہی ادائیگی لازم ہوگی' ہاتھ میں پچاس (اونٹوں) کی دیت لازم ہوگی' آنکھ میں پچاس کی ادائیگی لازم ہوگی' پاؤں میں پچاس کی ادائیگی لازم ہوگی' ہر انگلی میں دس اونٹوں کی ادائیگی لازم ہوگی' دانت میں پانچ اونٹوں کی ادائیگی لازم ہوگی اور موضحہ میں پانچ اونٹوں کی ادائیگی لازم ہوگی"۔

4873 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبَانُ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ اِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِىْ طَلْحَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ اَعْرَابِيًّا اَتٰى بَابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَلْقَمَ عَيْنَهٗ خُصَاصَةَ الْبَابِ فَبَصُرَ بِهِ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَوَخَّاهُ بِحَدِيْدَةٍ اَوْ عُوْدٍ لِيَفْقَاَ عَيْنَهٗ فَلَمَّا اَنْ بَصُرَ انْقَمَعَ فَقَالَ لَهُ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَمَا اِنَّكَ لَوْ ثَبَتَّ لَفَقَاْتُ عَيْنَكَ" .

☆☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک دیہاتی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر آیا' اس نے اپنی آنکھ دروازے میں موجود سوراخ پر رکھی اور اندر جھانکنے کی کوشش کی' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دیکھ لیا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ میں موجود لوہے کے ٹکڑے یا لکڑی کو اس کی طرف لہرایا' یوں جیسے اس کی آنکھ پھوڑ دیں گے' جب اس نے یہ بات دیکھی' تو اپنی آنکھ پیچھے کر لی' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: اگر تم اپنی جگہ پر رہتے' تو میں نے تمہاری آنکھ پھوڑ دینی تھی۔

4874 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ السَّاعِدِىَّ اَخْبَرَهٗ اَنَّ رَجُلًا اطَّلَعَ مِنْ جُحْرٍ فِىْ بَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِدْرًى يَحُكُّ بِهَا رَاْسَهٗ فَلَمَّا رَآهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَوْ عَلِمْتُ اَنَّكَ تَنْظُرُنِىْ لَطَعَنْتُ بِهٖ فِىْ عَيْنِكَ اِنَّمَا جُعِلَ الْاِذْنُ مِنْ اَجْلِ الْبَصَرِ" .

☆☆ حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے کے سوراخ میں سے جھانکنے کی کوشش کی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس وقت کنگھی تھی' آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا سر کھجا رہے تھے' جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا: اگر مجھے یہ پتہ چل جاتا کہ تم مجھے دیکھ رہے ہو' تو میں یہ تمہاری آنکھ میں چبھو دیتا' اجازت مانگنے کا حکم اس لیے مقرر کیا گیا ہے' تاکہ (گھر کے اندر بلا اجازت نظر نہ پڑے)

4873-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (222) .

4874-اخرجه البخاري في اللباس، باب الامتشاط (الحديث 5924)، و في الاستئذان، باب الاستئذان من اجل البصر (الحديث 6241)، و في الديات، باب من اطلع في بيت قوم ففقاوا عينه فلا دية له (الحديث 6901) واخرجه مسلم في الآداب، باب تحريم النظر في بيت غيره (الحديث 40 و 41) واخرجه الترمذي في الاستئذان، باب من اطلع في دار قوم بغير اذنهم (الحديث 2709) . تحفة الاشراف (4806) .

باب مَنِ اقْتَصَّ وَاَخَذَ حَقَّهُ دُوْنَ السُّلْطَانِ .

یہ باب ہے کہ جو شخص حکمران تک (مقدمہ پہنچنے سے) پہلے ہی قصاص لے یا اپنا حق وصول کرلے

4875 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِىْ اَبِىْ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ النَّضْرِ بْنِ اَنَسٍ عَنْ بَشِيْرِ بْنِ نَهِيْكٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنِ اطَّلَعَ فِىْ بَيْتِ قَوْمٍ بِغَيْرِ اِذْنِهِمْ فَفَقَئُوْا عَيْنَهُ فَلَادِيَةَ لَهُ وَلَا قِصَاصَ" .

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''جو شخص کسی کے گھر میں اس کی اجازت کے بغیر جھانکتا ہے اور وہ دیکھنے والے کی آنکھ پھوڑ دیتے ہیں' تو اس کی کوئی دیت یا کوئی قصاص نہیں ہوگا''۔

4876 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَبِى الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَوْ اَنَّ امْرَاً اطَّلَعَ عَلَيْكَ بِغَيْرِ اِذْنٍ فَخَذَفْتَهُ فَفَقَاْتَ عَيْنَهُ مَا كَانَ عَلَيْكَ حَرَجٌ" . وَقَالَ مَرَّةً اُخْرٰى "جُنَاحٌ" .

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''اگر کوئی شخص اجازت لیے بغیر تمہارے گھر میں جھانکتا ہے اور تم اسے پتھر مار کر اس کی آنکھ پھوڑ دیتے ہو' تو تمہیں کوئی گناہ نہیں ہوگا''۔

(ایک مرتبہ راوی نے ایک لفظ مختلف نقل کیا)

4877 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُصْعَبٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِىِّ اَنَّهُ كَانَ يُصَلِّىْ فَاِذَا بِابْنٍ لِمَرْوَانَ يَمُرُّ بَيْنَ يَدَيْهِ فَدَرَاَهُ فَلَمْ يَرْجِعْ فَضَرَبَهُ فَخَرَجَ الْغُلَامُ يَبْكِىْ حَتّٰى اَتٰى مَرْوَانَ فَاَخْبَرَهُ فَقَالَ مَرْوَانُ لِاَبِىْ سَعِيْدٍ لِمَ ضَرَبْتَ ابْنَ اَخِيْكَ قَالَ مَا ضَرَبْتُهُ اِنَّمَا ضَرَبْتُ الشَّيْطٰنَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "اِذَا كَانَ اَحَدُكُمْ فِىْ صَلَاةٍ فَاَرَادَ اِنْسَانٌ يَمُرُّ بَيْنَ يَدَيْهِ فَيَدْرَؤُهُ مَا اسْتَطَاعَ فَاِنْ اَبٰى فَلْيُقَاتِلْهُ فَاِنَّهُ شَيْطَانٌ" .

☆☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے بارے میں منقول ہے: ایک مرتبہ وہ نماز پڑھ رہے تھے' مروان کا ایک بیٹا ان کے آگے سے گزرنے کی کوشش کرنے لگا' حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے اسے روکا' لیکن وہ باز نہیں آیا' تو حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ

4875-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (12219) .

4876-اخرجه البخاري في الديات، باب من اطلع في بيت قوم ففقاوا عينه فلا دية له (الحديث 6902) . واخرجه مسلم في الآداب، باب تحريم النظر في بيت غيره (الحديث 44) . تحفة الاشراف (13676) .

4877-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (4183) .

نے اسے مارا' وہ لڑکا روتا ہوا چلا گیا' اور مروان کے پاس آیا' اسے اس بارے میں بتایا' تو مروان نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا: کہ آپ نے اپنے بھتیجے کو کیوں مارا ہے؟ تو حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے اسے نہیں مارا' میں نے شیطان کو مارا ہے' کیونکہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے سنا ہے:

"جب کوئی شخص نماز ادا کر رہا ہو اور کوئی اس کے آگے سے گزرنے کی کوشش کرے' تو آدمی' جہاں تک ہو سکے' اسے روکنے کی کوشش کرے' اگر وہ نہیں مانتا' تو اس کی پٹائی کرے' کیونکہ وہ شیطان ہوگا"۔

باب مَا جَآءَ فِیْ كِتَابِ الْقِصَاصِ مِنَ الْمُجْتَبٰی

مِمَّا لَيْسَ فِي السُّنَنِ تَاْوِيْلِ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ (وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيْهَا

یہ باب ہے کہ قصاص کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

یہ سنن نسائی کا وہ حصہ ہے جو سنن کبریٰ میں نہیں ہے' اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی تفصیل

"جو شخص کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کرے تو وہ اس کا بدلہ جہنم ہے' جس میں وہ ہمیشہ رہے گا"

4878 - حَدَّثَنَا اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ لَفْظًا قَالَ اَنْبَاَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ اَمَرَنِیْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبْزٰی اَنْ اَسْاَلَ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنْ هَاتَيْنِ الْاٰيَتَيْنِ (وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ) فَسَاَلْتُهٗ فَقَالَ لَمْ يَنْسَخْهَا شَیْءٌ. وَعَنْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ (وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ) قَالَ نَزَلَتْ فِیْ اَهْلِ الشِّرْكِ.

☆☆ سعید بن جبیر بیان کرتے ہیں: عبدالرحمن بن ابزیٰ نے یہ ہدایت کی کہ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ان دو آیات کے بارے میں دریافت کروں۔

"جو شخص کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کر دے' تو اس کا بدلہ جہنم ہے"۔

میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ان کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا: اسے کسی چیز سے منسوخ نہیں کیا (اور دوسری آیت) یہ ہے:

"وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کی عبادت نہیں کرتے' اور اس جان کو قتل نہیں کرتے' جسے اللہ تعالیٰ نے قابل احترام قرار دیا ہے' البتہ حق کا معاملہ مختلف ہے"۔

تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یہ آیت مشرکین کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔

شرح

اللہ تعالیٰ کا ارشاد: اور جو شخص کسی مسلمان کو قصداً قتل کرے تو اس کی سزا دوزخ ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا اور اس پر اللہ کا غضب ہوگا اور اللہ اس پر لعنت کرے گا اور اللہ نے اس کے لیے عذاب عظیم تیار کر رکھا ہے۔ (النساء:۹۳)

4878-تقدم (الحدیث 4013) ۔

قتل عمد کی تعریف اور اس کے متعلق احادیث کا بیان

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے عمداً مسلمان کو قتل کرنے پر دوزخ کی وعید سنائی ہے اس لیے قتل عمد کی تعریف کو جاننا ضروری ہے۔
علامہ شمس الائمہ محمد بن احمد سرخسی متوفی ۴۸۳ھ لکھتے ہیں: قتل عمد وہ قتل ہے جس میں جان نکالنے کے لیے ہتھیار سے ضرب لگائی جائے اور جن غیر محسوس ہے پس وہ جان نکالنے کے لیے ہتھیار کو استعمال کرے گا جو زخم ڈالنے والا ہو اور بدن کے ظاہر اور باطن میں موثر ہو۔ (المبسوط ج ۲۶ ص ۵۹ مطبوعہ دار المعرفہ بیروت)

امام ابوبکر احمد بن علی رازی جصاص حنفی متوفی ۳۷۰ھ لکھتے ہیں: امام ابوحنیفہ کی اصل کے مطابق جس قتل کو ہتھیار یا ہتھیار کے قائم مقام کے ساتھ کیا جائے وہ قتل عمد ہے مثلاً بانس کی کھپچی یا لاٹھی کے ٹکڑے یا کسی اور ایسی دھار والی چیز کے ساتھ قتل کر دے جو ہتھیار کا کام کرتی ہو یا آگ سے جلادے امام ابوحنیفہ کے نزدیک یہ تمام قتل عمد کی صورتیں ہیں اور ان میں قصاص واجب ہے اور ہمارے علم کے مطابق ان صورتوں کے قتل عمد ہونے میں فقہاء کا اختلاف نہیں ہے۔

(احکام القرآن ج ۲ ص ۲۲۸ مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ۱۴۰۰ھ)

احادیث میں تلوار اور پتھر سے قتل کرنے کو قتل عمد قرار دیا ہے۔

امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ روایت کرتے ہیں: حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم نے فرمایا تلوار کے علاوہ ہر چیز خطاء ہے اور ہر خطاء کا ایک تاوان ہے۔ (مسند احمد ج ۶ رقم الحدیث: ۱۸۴۵۱ ۱۸۴۲۳ سنن کبری للبیہقی ج ۸ ص ۴۲)

امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ روایت کرتے ہیں: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں ایک یہودی نے ایک لڑکی پر حملہ کیا اور اس کے جسم سے زیورات اتار لیے اور اس کے سر کو پتھر سے کچل دیا اس لڑکی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا اس وقت اس میں آخری رمق حیات تھی اور اس کی گویائی ختم ہو گئی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا تم کو کس نے قتل کیا ہے۔ کیا فلاں شخص نے؟ اس کے قاتل کے سوا کسی اور کا نام لیا اس نے سر کے اشارہ سے کہا نہیں پھر فرمایا فلاں شخص اور اس کے قاتل کا نام لیا اس نے سر کے اشارے سے کہا ہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بلانے کا حکم دیا اور دو پتھروں کے درمیان اس کے سر کو کچل دیا۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث: ۵۲۹۵ صحیح مسلم رقم الحدیث: ۱۶۷۲ سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۴۵۲۷ سنن ترمذی رقم الحدیث: ۱۳۹۹ سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۲۶۶۵ مسند احمد ج ۳ ص ۱۳۲۷۵۸ ۱۳۱۰۵ ۱۲۷۴۸ ۱۲۷۴۱)

ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ تلوار ہو پتھر ہو یا کوئی اور دھار دار چیز ہو یا ہتھیار ہو اس سے قتل کرنا عمد ہے بندوق کلاشنکوف پستول وغیرہ بھی اس میں داخل ہیں۔

قتل عمد پر اللہ اور اس کے رسول کے غضب کا بیان

امام مسلم بن حجاج قشیری ۲۶۱ھ روایت کرتے ہیں: حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا یا رسول اللہ! یہ بتائیے کہ میرا کسی کافر شخص سے مقابلہ ہو وہ مجھ سے قتال کرے اور تلوار سے میرا ایک ہاتھ کاٹ ڈالے پھر وہ مجھ سے بچنے کے لیے ایک درخت کی آڑ میں آئے اور کہے میں اللہ کے لیے اسلام لے آیا یا رسول اللہ! کیا میں اس کے کلمہ پڑھنے کے بعد

اس کو قتل کرسکتا ہوں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو قتل مت کرو میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ میرا ایک ہاتھ کاٹ چکا ہے اور اس نے میرا ہاتھ کاٹنے کے بعد کلمہ پڑھا ہے کیا میں اس کو قتل کردوں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو مت قتل کرو اگر تم نے اس کو قتل کردیا تو وہ تمہارے قتل کرنے سے پہلے درجہ میں ہوگا اور تم اس کے کلمہ پڑھنے سے پہلے والے درجہ میں ہوگے۔ (صحیح مسلم رقم الحدیث:۹۵ صحیح بخاری رقم الحدیث:۴۰۷۹ سنن ابوداود رقم الحدیث:۲۶۴۴)

امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ روایت کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کے نزدیک ایک مسلمان کے قتل کی بنسبت پوری دنیا کا زوال زیادہ آسان ہے۔

(سنن ترمذی رقم الحدیث:۱۴۰۲ المستدرک ج ۴ ص ۳۵۲ کنز العمال رقم الحدیث:۳۹۹۵۴)

امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ روایت کرتے ہیں: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے ان کے پاس آکر کہا یہ بتائیے کہ ایک آدمی نے کسی شخص کو عمداً قتل کیا اس کی سزا کیا ہوگی؟ انہوں نے کہا اس کی سزا جہنم ہے وہ اس میں ہمیشہ رہے گا اللہ تعالیٰ اس پر غضب ناک ہوگا اور اس پر لعنت کرے گا اور اللہ نے اس کے لیے عذاب عظیم تیار کر رکھا ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا یہ وہ آیت ہے جو سب سے آخر میں نازل ہوئی (النساء:۹۳) حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے تشریف لے گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وحی نازل نہیں ہوئی اس نے کہا یہ بتائیے اگر وہ توبہ کرلے اور ایمان لائے اور نیک عمل کرے پھر وہ ہدایت یافتہ ہوجائے گا؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اس کی توبہ کیسے ہوگی؟ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے: اس شخص کی ماں اس پر روئے جس نے کسی مسلمان کو عمداً قتل کردیا وہ مقتول اپنے قاتل کو دائیں یا بائیں جانب سے پکڑے ہوئے آئے گا اور دائیں یا بائیں ہاتھ سے اس نے اپنا سر پکڑا ہوا ہوگا اور عرش کے سامنے اس کی رگوں سے خون بہہ رہا ہوگا اور وہ شخص کہے گا اے میرے رب اپنے اس بندہ سے پوچھ اس نے مجھے کیوں قتل کیا تھا۔

(مسند احمد ج ا رقم الحدیث:۲۱۴۲ مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۴ھ)

مسلمان کے قاتل کی مغفرت نہ ہونے کی توجیہات کا بیان

اس آیت پر یہ اشکال وارد ہوتا ہے کہ مسلمان کو قتل کرنا گناہ کبیرہ ہے اور شرک کے سوا ہر گناہ لائق مغفرت ہے حالانکہ اس آیت میں یہ فرمایا ہے کہ مسلمان کو عمداً قتل کرنے کی سزا ہمیشہ جہنم میں رہنا ہے اور جہنم میں خلود کفار کے لیے ہوتا ہے اور جو گناہ لائق معاف ہو اس کے لیے جہنم میں خلود نہیں ہوتا اس اشکال کے حسب ذیل جوابات ہیں:

(۱) جب مشتق پر کوئی حکم لگایا جائے تو اس کا ماخذ اشتقاق اس حکم کی علت ہوتا ہے لہٰذا اس آیت کا معنی یہ ہوا کہ جس شخص نے کسی مومن کو مومن ہونے کے سبب سے قتل کیا تو اس کی سزا جہنم میں خلود ہے اور جو شخص کسی مومن کو اس کے ایمان کی وجہ سے قتل کرے گا وہ کافر ہوگا اور کافر کی سزا جہنم میں خلود ہے۔

(۲) اس آیت میں من کا لفظ ہر چند کہ عام ہے لیکن یہ عام مخصوص عنہ البعض ہے اور اس سے ہر قاتل خواہ مومن ہو یا کافر مراد نہیں ہے بلکہ اس سے کافر قاتل مراد ہے اور کافر کی سزا جہنم میں خلود ہے۔

(۳) یہ آیت ایک خاص قاتل کے متعلق نازل ہوئی ہے یہ شخص پہلے مسلمان تھا پھر اس نے مرتد ہو کر ایک مسلمان کو اس کے مسلمان ہونے کی وجہ سے قتل کر دیا۔ روح المعانی میں اس کے متعلق روایت بیان کی گئی ہے۔ (روح المعانی ج ۵ ص ۱۱۵)

(۴) اگر اس آیت میں قاتل سے مراد مسلمان لیا جائے تو آیت کا معنی یہ ہے کہ اس کی سزا جہنم میں خلود ہے یعنی وہ اس سزا کا مستحق ہے یہ نہیں فرمایا کہ اس کو یہ سزا دی جائے گی۔

(۵) اگر مسلمان قاتل مراد ہو تو خلود سے مجازاً مکث طویل مراد ہے یعنی وہ لمبے عرصے تک جہنم میں رہے گا۔

(۶) اگر مسلمان قاتل مراد ہو تو اس آیت میں شرط محذوف ہے یعنی اگر اس کی مغفرت نہ کی گئی تو وہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔ اس کو خلف وعید سے تعبیر کرتے ہیں کیونکہ بہ طور کرم خلف وعید جائز ہے لیکن یہ بظاہر خلف وعید ہے حقیقت میں چونکہ یہاں شرط محذوف ہے اس لیے کوئی خلف نہیں ہے۔

(۷) یہ آیت انشاء تخویف پر محمول ہے یعنی مسلمانوں کو قتل کرنے سے ڈرانے کے لیے ایسا فرمایا گیا ہے حقیقت میں کسی مسلمان قاتل کو جہنم میں خلود کی سزا دینے کی خبر نہیں دی گئی۔

(۸) اگر کسی مسلمان نے قتل مسلم کو معمولی سمجھ کر کسی مسلمان کو قتل کر دیا تو وہ کافر ہو جائے گا اور پھر اس کی سزا جہنم میں خلود ہے۔

(۹) اگر کسی مسلمان نے بغض اور عناد کے غلبہ کی وجہ سے قتل مسلم کی حرمت کا انکار کر دیا اور پھر کسی مسلمان کو قتل کر دیا تو وہ کافر ہو جائے گا اور اس کی سزا جہنم میں خلود ہے۔

(۱۰) اگر معاذ اللہ کسی مسلمان نے مسلمان کے قتل کرنے کو حلال اور جائز قرار دے کر یا اس حکم کی توہین کرنے کے لیے کسی مسلمان کو قتل کیا تو وہ کافر ہو جائے گا اور اس کی سزا جہنم میں خلود ہے۔

4879 - اَخْبَرَنَا اَزْهَرُ بْنُ جَمِيلٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ النُّعْمَانِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ اخْتَلَفَ اَهْلُ الْكُوفَةِ فِي هٰذِهِ الْاٰيَةِ (وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا) فَرَحَلْتُ اِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَسَاَلْتُهُ فَقَالَ نَزَلَتْ فِيْ اٰخِرِ مَا اُنْزِلَتْ وَمَا نَسَخَهَا شَيْءٌ .

☆☆ سعید بن جبیر بیان کرتے ہیں: اہل کوفہ کے درمیان اس آیت کے بارے میں اختلاف ہو گیا

"جو شخص کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کر دے"۔

میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوا' ان سے (اس آیت کے بارے میں) دریافت کیا' تو انہوں نے فرمایا: یہ آخر میں نازل ہونے والی آیت ہے' اسے کسی دوسری آیت نے منسوخ نہیں کیا۔

4880 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِي الْقَاسِمُ بْنُ اَبِي بَزَّةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ هَلْ لِمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا مِّنْ تَوْبَةٍ قَالَ لَا . وَقَرَاْتُ عَلَيْهِ الْاٰيَةَ الَّتِي

4879-تقدم (الحديث 4011) . 4880-تقدم (الحديث 4012) .

فِي الْفُرْقَانِ (وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ) قَالَ هٰذِهٖ اٰيَةٌ مَكِّيَّةٌ نَسَخَتْهَا اٰيَةٌ مَدَنِيَّةٌ (وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهٗ جَهَنَّمُ) .

★★ سعید بن جبیر کہتے ہیں: میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا: جو شخص کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کر دیتا ہے کیا اس کے لئے توبہ کی گنجائش ہے؟ انہوں نے جواب دیا: جی نہیں۔ میں نے ان کے سامنے وہ آیت تلاوت کی' جو سورہ فرقان میں ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کی عبادت نہیں کرتے اور اس جان کو قتل نہیں کرتے' جسے اللہ تعالیٰ نے قابل احترام قرار دیا ہے' البتہ حق کا معاملہ مختلف ہے''۔

تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یہ مکی آیت ہے' اسے مدینہ منورہ میں نازل ہونے والی آیت نے منسوخ کر دیا تھا (وہ آیت یہ ہے)

''جو شخص کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کر دے' تو اس کا بدلہ جہنم ہے''۔

قتل سے متعلق سات مسائل فقہیہ کا بیان

مسئلہ نمبر: (۱) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (آیت) ومن یقتل من شرطیہ ہے اور اس کا جواب (آیت) فجزآوہ ہے، جان بوجھ کر قتل کرنے والے کی صفت کے بارے میں اختلاف ہے، عطا اور نخعی وغیرہما نے کہا: جس نے لوہے کے ساتھ قتل کیا جیسے تلوار، خنجر، نیزے کی انی اور اس قسم کی دوسری کوئی تیز چیز جو کاٹنے کے لیے تیار کی گئی ہو یا ایسی چیز جس کے متعلق معلوم ہو کہ اس کے استعمال میں موت ہے جیسے بھاری پتھر وغیرہ۔ ایک جماعت نے کہا: جان بوجھ کر قتل کرنے والا وہ ہے جس نے لوہے کے ساتھ قتل یا پتھر کے قتل کیا یا ڈنڈے کے ساتھ قتل کیا یا اس کے علاوہ کسی چیز کے ساتھ قتل کیا، یہ جمہور کا قول ہے۔

(المحرر الوجیز، جلد ۲، صفحہ ۹۴ دار الکتب العلمیہ)

مسئلہ نمبر: (۲) اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں قتل عمد اور قتل خطا کا ذکر فرمایا اور شبہ العمد کا ذکر نہیں فرمایا: علماء کا اس کے بارے میں اختلاف ہے، ابن المنذر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا انکار کیا، انہوں نے کہا: کتاب اللہ میں صرف عمد اور خطا کا ذکر ہے، خطابی نے بھی امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ ذکر کیا اور یہ زائد ذکر کیا رہا شبہ عمد تو ہم اس کو نہیں جانتے، ابو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: امام مالک اور لیث بن سعد نے شبہ العمد کا انکار کیا پس جو ان کے نزدیک ایسی چیز سے قتل کیا گیا جس کے ساتھ عام طور پر قتل نہیں کیا جاتا مثلاً دانتوں سے کاٹا، طمانچہ مارا، کوڑا مارا، چھڑی ماری وغیرہ تو یہ عمد ہوگا اور اس میں قصاص ہوگا۔ ابو عمر نے کہا: ان دونوں کے قول کے موافق صحابہ اور تابعین کی ایک جماعت کا قول ہے جمہور فقہائے امصار کا یہ نظریہ ہے کہ یہ تمام صورتیں شبہ عمد کی نہیں، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ ذکر کیا گیا ہے اور یہ ابن وہب اور صحابہ اور تابعین کی ایک جماعت کا قول ہے، ابن المنذر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ہمارے نزدیک شبہ عمد پر عمل کیا جائے گا، جن علماء نے شبہ عمد کو ثابت کیا ہے ان میں شعبی، حکم، حماد، نخعی، قتادہ، سفیان ثوری، اہل عراق اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہم ہیں۔ ہم نے یہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور حضرت علی بن ابی

طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: یہ صحیح ہے، خون کے سلسلہ میں احتیاط کرنی ضروری ہے، کیونکہ اصل یہ ہے کہ خون کی جلد میں حفاظت کی جائے، پس خون بہانا مباح نہیں مگر ایسی صورت میں جو بالکل واضح ہو جس میں کسی قسم کا اشکال نہ ہو اور صورت میں اشکال ہے، کیونکہ جب حکم عمد اور خطا میں متردد تھا تو اس کے لیے شبہ عمد کا حکم لگایا گیا، ضرب (مارنا) مقصود تھا، قتل مقصود نہیں تھا قتل بغیر ارادہ کے ہوا تھا پس قصاص ساقط ہوگا اور دیت بھاری ہوگی۔ اسی کی مثال احادیث میں آئی ہے ابوداود نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خبردار خطا کی دیت، شبہ عمد جو کوڑے اور لاٹھی سے ہو سو اونٹ ہیں جن میں چالیس، ایسی اونٹنیاں ہوں جن کے بطنوں میں بچے ہوں۔ (سنن ابی داود، کتاب الدیات، جلد ۲، صفحہ ۲۶۹)۔ دارقطنی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قتل عمد میں قصاص ہے اور قتل خطا میں دیت ہے، اس میں قصاص نہیں، ہے اور جو نا معلوم پتھر یا ڈنڈے یا کوڑے سے قتل کیا گیا ہو تو وہ اونٹوں کی دیت مغلظہ ہے۔ (۲)، (سنن دارقطنی، کتاب الحدود والدیات، جلد ۳، صفحہ ۹۴، رقم الحدیث، ۴۷) سلیمان بن موسیٰ عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کی سند سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شبہ عمد کی دیت قتل عمد کی طرح مغلظ ہے، شبہ عمد والے کو قتل نہیں کیا جائے گا۔ (ایضا، جلد ۳، صفحہ ۹۵، رقم الحدیث، ۵۳) یہ نص ہے، طاوس نے اس شخص کے بارے میں کہا جو جنگ میں ڈنڈے، کوڑے یا پتھر کے ساتھ مارا گیا ہو تو اس کی دیت دی جائے گی، اور اس کی وجہ سے قتل نہیں کیا جائیگا، اس لیے کہ معلوم نہیں اس کا قاتل کون ہے؟ امام احمد بن حنبل نے کہا: امر وہ امر جس کا معاملہ پوشیدہ ہو اس کی وجہ معلوم نہ ہو، اسحاق نے کہا: یہ قوم میں تخارج (☆) (شرکاء کا جائیداد کو آپس میں تقسیم کرنا) اور بعض کو بعض نے قتل کی صورت میں ہوتا ہے اس کی اصل التعمیۃ۔ (☆☆) (پوشیدہ رکھنا) سے ہے جس کا معنی تلبیس ہے، یہ دارقطنی نے ذکر کیا ہے۔

مسئلہ: شبہ عمد کو تسلیم کرنے والوں کا دیت مغلظہ میں اختلاف ہے عطا اور امام شافعی، نے کہا: یہ تیس حقے، تیس جذعے اور چالیس خلفہ ہیں۔ یہ قول حضرت عمر، حضرت زید بن ثابت، حضرت مغیرہ بن شعبۃ اور حضرت ابوموسیٰ اشعری کا ہے، یہ امام مالک کا مذہب ہے جب وہ شبہ عمد کا قول کرتے ہیں۔ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا مشہور مذہب یہ ہے کہ انہوں نے یہ نہیں کہا مگر مدلجی نے اپنے بیٹے کے ساتھ جو کچھ کیا اس جیسے مسئلہ میں شبہ عمد کا قول کرتے ہیں جب اس نے اپنے بیٹے کو تلوار سے مارا، بعض علماء نے کہا: یہ چار قسم کے اونٹ ہوں گے چوتھائی بنات لبون، چوتھائی حقاق، چوتھائی جذاع اور چوتھائی بنات مخاض، یہ نعمان اور یعقوب کا قول ہے، ابوداود نے یہ سفیان عن ابی اسحاق عن عاصم بن ضمرہ عن علی کے سلسلہ سے ذکر کیا ہے، بعض نے فرمایا: یہ پانچ قسم کے اونٹ ہوں گے، بیس بنت مخاض، بیس بنت لبون، بیس ابن لبون، بیس حقے اور بیس جذعے، یہ ابوثور کا قول ہے۔ بعض نے فرمایا: چالیس جذعے بازل (☆) (بازل اس اونٹ کو کہتے ہیں جس کی عمر آٹھ سال ہو چکی ہو اور نویں سال میں شروع ہو چکا ہو اس وقت اس کی طاقت مکمل ہو جاتی ہے اس کے بعد اسے بازل عام اور بازل عامین کہا جاتا ہے، نہایہ) عام تک، تیس حقے، تیس بنت لبون، یہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، اور یہی حسن بصری، طاوس اور زہری رحمۃ اللہ علیہم کا قول ہے، بعض نے فرمایا:

چونتیس خلفۃ بازل عاما تک تینتیس حقے، تینتیس جذعے، اور یہی شعبی رحمۃ اللہ علیہ اور نخعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے، یہ ابوداود نے ابوالاحوص عن ابی اسحاق عن عاصم بن ضمرہ عن علی کے سلسلہ سے روایت کیا ہے۔

مسئلہ نمبر: (۳) ان میں اختلاف ہے جن میں شبہ عمد کی دیت لازم ہوتی ہے، حارث عکلی، ابن ابی لیلی، ابن شبرمہ، قتادہ اور ابوثور رحمۃ اللہ علیہم نے کہا: قتل کرنے والے پر اس کے مال میں ہوگی، شعبی، نخعی، حکم، امام شافعی، ثوری، امام احمد، اسحاق، رحمۃ اللہ علیہم اور اصحاب الرائے نے کہا: وہ عاقلہ پر ہوگی، ابن المنذر نے کہا: شعبی کا قول اصح ہے کیونکہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنین کی دیت مارنے والی کے عاقلہ پر جاری کی تھی۔

مسئلہ نمبر: (۴) علماء کا اجماع ہے کہ قتل عمد کی دیت عاقلہ پر نہ ہوگی بلکہ وہ مجرم کے مال میں ہوگی، سورۃ بقرہ میں اس کا ذکر گزر چکا ہے، علماء کا اجماع ہے کہ قتل خطا کرنے والے پر کفارہ ہے اور قتل عمد میں علماء کا اختلاف ہے، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا نظریہ یہ ہے کہ قتل عمد والے پر اسی طرح کفارہ ہے جس طرح قتل خطا میں کفارہ ہے، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: قتل خطا میں جب کفارہ واجب ہے تو قتل عمد میں بدرجہ اولی واجب ہوگا، اور فرمایا: جب سہو میں سجدہ مشروع ہے تو عمد میں بدرجہ اولی مشروع ہوگا، جو اللہ تعالیٰ نے قتل عمد میں ذکر فرمایا وہ قتل خطا میں جو واجب ہے اس کو ساقط کرنے والا نہیں۔ بعض علماء نے فرمایا: جان بوجھ کر قتل کرنے والے پر کفارہ نہ ہوگا جو اس کے مال سے لیا جائے گا، بعض علماء نے فرمایا: کفارہ واجب ہوگا، جس نے خودکشی کی اس پر کفارہ اس کے مال سے ہوگا، ثوری، ابوثور، اور اصحاب الرائے رحمۃ اللہ علیہم نے کہا: کفارہ واجب نہ ہوگا، مگر وہاں جہاں اللہ تعالیٰ نے کفارہ واجب کیا ہے، ابن المنذر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ہم بھی اسی طرح کہتے ہیں کیونکہ کفارات عبادات ہیں اور تمثیل جائز نہیں اور کسی کے لیے جائز نہیں کہ وہ کوئی فرض اللہ کے بندوں پر لازم کرے مگر کتاب اللہ یا سنت اجماع سے اور جنہوں نے عمداً قتل کرنے والے پر کفارہ لازم کیا ان کے پاس حجت نہیں جیسا کہ ذکر کیا گیا ہے۔

مسئلہ نمبر: (۵) اس جماعت کے بارے اختلاف ہے جنہوں نے خطاء ایک شخص کو قتل کر دیا، ایک جماعت نے کہا: ہر ایک پر کفارہ ہوگا۔ حسن، عکرمہ، نخعی، حارث عکلی، امام مالک، ثوری، امام شافعی، امام احمد، اسحاق، ابوثور رحمۃ اللہ علیہم اور اصحاب الرائے نے بھی یہی کہا ہے۔ ایک طائفہ نے کہا: ان تمام پر ایک کفارہ ہوگا۔ ابوثور نے یہی کہا ہے اوزاعی سے یہی حکایت کیا گیا ہے۔ زہری نے غلام آزاد کرنے اور روزہ رکھنے میں فرق کیا ہے، ایک جماعت کے بارے میں فرمایا: جو منجنیق پھینکتے ہیں اور ایک شخص کو قتل کر دیتی ہیں، تمام پر ایک غلام آزاد کرنا ہوگا اور اگر وہ غلام نہ پائیں تو ہر ایک پر دو ماہ کے متواتر روزے ہوں گے۔

مسئلہ نمبر: (۶) نسائی نے روایت کیا ہے ہمیں حسن ابن اسحاق المروزی نے بتایا وہ ثقہ ہے فرمایا، مجھے خالد بن خداش نے بتایا، انہوں نے فرمایا ہمیں حاتم بن اسماعیل نے بتایا، انہوں نے بشیر بن مہاجر سے روایت کیا، انہوں نے عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، انہوں نے اپنے باپ سے روایت کیا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مومن کا قتل کرنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک زوال دنیا سے بھی بڑا ہے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سب سے پہلے جس کا بندے سے حساب لیا جائے گا وہ نماز ہے اور سب سے پہلے بندوں کے درمیان جس کا فیصلہ کیا جائے گا وہ خونوں کے

متعلق ہوگا۔ (صحیح بخاری، باب القصاص، رقم الحدیث، ۶۰۵۲، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، جامع ترمذی، باب ماجاء ان اول مایحاسب بہ العبد الخ، رقم الحدیث، ۳۷۸، ضیاء القرآن پبلی کیشنز) اسماعیل بن اسحاق نے نافع بن جبیر بن مطعم سے انہوں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ایک سائل نے ان سے کہا؛ اے ابوالعباس! کیا قاتل کے لیے توبہ ہے؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس مسئلہ پر تعجب کرنے والے کی طرح کہا: تو کیا کہتا ہے؟ دو یا تین مرتبہ کہا، پھر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: تجھ پر افسوس اس کے لیے توبہ کہاں! میں نے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے سنا ہے کہ مقتول آئے گا جب کہ اس کا سر اس کے ایک ہاتھ میں لٹکا ہوا ہوگا وہ اپنے دوسرے ہاتھ سے اپنے قاتل کو بلا رہا ہوگا، اس کی رگیں خون آلود ہوں گی حتیٰ کہ دونوں رو کے جائیں گے، مقتول اللہ تعالیٰ سے عرض کرے گا: اے رب! اس نے مجھے قتل کیا اللہ تعالیٰ قاتل کو فرمائے گا: تو نیست ونابود ہو جا پھر اسے آگ کی طرف لے جایا جائے گا۔ حسن سے مروی ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے اپنے رب سے کسی چیز کے بارے اتنا سوال نہیں کیا جتنا کہ میں نے مومن کے قتل کے بارے میں کیا تو مجھے جواب نہ ملا۔

مسئلہ نمبر: (۷) جان بوجھ کر قتل کرنے والے کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے کیا اس کے لیے توبہ ہے؟ بخاری نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرمایا: اس میں اہل کوفہ نے اختلاف کیا پھر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس گیا ان سے یہ مسئلہ پوچھا تو انہوں نے فرمایا: یہ آیت نازل ہوئی ہے: (آیت) ومن یقتل مومنا متعمدا فجزآؤہ جھنم. یہ سب سے آخر میں نازل ہوا اور اسے کسی چیز نے منسوخ نہیں کیا، نسائی نے حضرت ابن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرمایا: میں نے حضرت ابن عباس سے پوچھا: کیا اس شخص کے لیے توبہ ہے جو جان بوجھ کر کسی مومن کو قتل کرتا ہے؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یہ آیت مکی ہے ان پر سورۃ فرقان کی آیت ۶۸ پڑھی: (آیت) والذین لا یدعون مع اللہ الھا اخر . حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یہ آیت مکی ہے، اسے مدنی (آیت) ومن یقتل مومنا متعمدا فجزآؤہ جھنم خلدا فیہا وغضب اللہ علیہ . نے منسوخ کیا ہے۔

زید بن ثابت سے اسی طرح روایت ہے اور سورۃ نساء کی آیت، سورۃ فرقان کی آیت سے چھ ماہ بعد نازل ہوئی اور ایک روایت میں آٹھ ماہ بعد نازل ہوئی، نسائی نے ان دونوں روایات کو حضرت زید بن ثابت سے روایت کیا ہے۔ حضرت زید اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی روایات کو دیکھ کر معتزلہ نے آیت کے عموم کا نظریہ قائم کیا ہے، انہوں نے کہا: یہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد: (آیت) ویغفر ما دون ذلك لمن یشآء . کے عموم کا مخصوص ہے، انہوں نے کہا کہ وعید ہر قاتل پر نافذ ہوگی انہوں نے دونوں آیتوں کو جمع کیا ہے کہ انہوں نے کہا: تقدیر عبارت اس طرح ہوگی، یغفر مادون ذالك لمن یشاء الا من قتل عمدا .

علماء کی ایک جماعت جن میں حضرت عبداللہ بن عمر بھی ہیں، حضرت زید رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی یہ مروی ہے، ان کا خیال ہے کہ قاتل کے لیے توبہ ہے، یزید بن ہارون نے کہا: ہمیں ابو مالک اشجعی نے بتایا انہوں نے سعد بن عبیدہ سے روایت کیا انہوں نے فرمایا: ایک شخص حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آیا اور کہا: کیا جان بوجھ کر مومن کو قتل کرنے والے

کے لیے توبہ ہے؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: نہیں مگر آگ، جب وہ شخص چلا گیا تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ساتھیوں نے کہا: کیا آپ ہمیں اس طرح فتوی دیتے تھے تو آپ یہ فتوی دیتے تھے کہ قاتل کی توبہ قبول ہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا میں اسے گمان کرتا تھا کہ یہ بہت غصہ میں ہے کسی مومن کو قتل کرنا چاہتا تھا، فرمایا: لوگ اس شخص کے پیچھے گئے تو انہوں نے اسے ویسا ہی پایا، یہ اہل السنت کا مذہب ہے اور یہ صحیح ہے، اور یہ آیت مخصوصہ ہے اور تخصیص کی دلیل آیات اور اخبار ہیں۔ علماء کا اجماع ہے کہ یہ آیت مقیس بن ضبانہ کے بارے میں نازل ہوئی ان کا واقعہ اس طرح ہے کہ وہ اور ان کا بھائی، ہسام بن ضبابہ مسلمان ہوئے، پھر مقیس نے اپنے بھائی ہشام کو بنی نجار میں مقتول پایا، اس واقعہ کی خبر نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کی گئی تو آپ نے بنی نجار کو لکھا کہ اس کے بھائی کا قاتل اس کے حوالے کر دو۔ اور آپ نے مقیس کے ساتھ ایک شخص کو بھیجا جس کا تعلق بنی فہر سے تھا، بنو النجار نے کہا: اللہ قسم! ہم اس کا قاتل نہیں جانتے لیکن ہم دیت دیں گے، پس انہوں نے سو اونٹ دیت دیئے پھر وہ دونوں مدینہ طیبہ کی طرف لوٹ آئے، راستہ میں مقیس نے فہری شخص پر حملہ کر کے اسے اپنے بھائی کے قتل کے بدلے قتل کر دیا، اور اونٹ لے لیے اور مرتد ہو کر مکہ چلا گیا اور وہ شعر پڑھتا تھا:

قتلت به فهرا وحملت عقله سراة بني النجار ارباب فارع: ۔ (المحرر الوجیز، جلد۲، صفحہ۹۵ دار الکتب العلمیہ)

حللت به وتری وادرکت ثورتی وکنت الی الاوثان اول راجع:

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اسے حل وحرم میں امن نہیں دیتا۔ (احکام القرآن للطبری، جلد۵، صفحہ۲۵۷)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن اس کے قتل کا حکم دیا جب کہ وہ کعبہ کے ساتھ متعلق تھا، جب اہل تفسیر اور علماء دین کی نقل سے یہ ثابت ہے تو اسے مسلمانوں پر محمول کرنا مناسب نہیں پھر اس آیت کے ظاہر کو (آیت) ان الحسنت یذهبن السیات ۔ (ہود:۱۱۴) اور (آیت) وهو الذي يقبل التوبة عن عباده ۔ (الشوری:۲۵) اور (آیت) ويغفر مادون ذلك لمن يشاء ۔ کے ظاہر کو لینے سے اولیٰ نہیں ہے، ان دونوں آیات کے ظاہر کو لینے میں تناقص ہے، پس تخصیص ضروری ہے پھر سورۃ فرقان کی آیت اور اس آیت کو جمع کرنا ممکن ہے، نہ نسخ ہے اور نہ تعارض ہے، سورۃ نساء کی مطلق آیت کو سورۃ فرقان کی مقید آیت پر محمول کیا جائے گا معنی یہ ہوگا کہ اس کی جزا یہ ہے کہ مگر جو توبہ کر لے خصوصا جب کہ موجب یعنی قتل اور موجب یعنی عقاب کی دھمکی متحد ہیں، رہی تو وہ بہت سی ہیں جیسے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی حدیث جس میں فرمایا: تم میری بیعت کرو کہ تم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ گے اور نہ زنا کرو گے اور نہ چوری کرو گے اور نہ اس نفس کو قتل نہیں کرو گے جس کو قتل کرنا اللہ نے حرام کیا ہے مگر حق کے ساتھ، جو تم میں سے ان احکام کو پورا کرے گا اس کا اجر اللہ تعالیٰ پر ہے اور جو ان باتوں میں سے کسی کا ارتکاب کرے گا اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے، اگر وہ چاہے گا تو اسے معاف کر دے گا، اگر چاہے گا تو اسے عذاب دے گا۔ (صحیح مسلم، کتاب الحدود، جلد ۲، صفحہ ۷، صحیح بخاری، رقم الحدیث، ۱۷، ضیاء القرآن پبلی کیشنز) اس حدیث کو ائمہ حدیث نے روایت کیا ہے اس کو بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے، جیسے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس شخص کے بارے مروی ہے جس نے سو آدمیوں کو قتل کیا تھا، اس حدیث کو مسلم نے اپنی صحیح میں، ابن ماجہ نے اپنی سنن میں ذکر کیا ہے۔ (ابن ماجہ باب ھل لقاتل المومن توبہ، رقم

الحدیث،۲۶۱۱،ضیاء القرآن پبلی کیشنز) اس کے علاوہ بھی اخبار ثابت ہیں پھر ہمارے ساتھ ان کا اس شخص کے بارے میں اجماع ہے جس کے خلاف قتل کی گواہی دی گئی اور وہ اقرار کرتا ہو کہ اس نے جان بوجھ کر قتل کیا ہے، پھر اس کے اولیاء سلطان کے پاس آئیں اور اس پر حد قائم کی جائے اور قصاصاً قتل کیا جائے تو آخرت میں اس کا پیچھا نہیں کیا جائے گا، حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے مقتضی پر بالاجماع اس پر وعید نافذ نہ ہوگی، تو انہوں نے (آیت) ومن یقتل مومنا متعمدا ۔ کے عموم سے جو عمارت تعمیر کی تھی وہ ان پر ٹوٹ گئی اور جو ہم نے ذکر کیا اس کے ساتھ تخصیص داخل ہوگئی، جب معاملہ اس طرح ہے تو معلوم ہوا کہ یہ آیت مخصوص ہے جیسا کہ ہم نے بیان کیا یا یہ اس قول پر محمول سمجھنے والا ہے، یہ بالاجماع کفر کی طرف لوٹتا ہے، ایک جماعت نے کہا: قاتل کا معاملہ مشیت الٰہی کے سپرد ہے خواہ وہ توبہ کرے یا نہ کرے، یہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے مسلک ہے، اگر کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد (آیت) فجزآؤہ جھنم خلدا فیھا و غضب اللہ علیہ و لعنہ ۔ یہ اس کے کفر پر دلیل ہے، اللہ تعالیٰ غضب نہیں فرماتا مگر کافر پر جو ایمان سے خارج ہوتا ہے، ہم اس کے جواب میں کہیں گے یہ وعید ہے اور وعید میں خلف کرم ہے جس طرح کہ شاعر نے کہا

وانی متی اوعدتہ اوعدتہ لمخلف ایعادی و منجز موعدی:

یہ پہلے گزر چکا ہے، دوسرا جواب یہ ہے اگر وہ اسے یہ جزا دے یعنی وہ اپنے بڑے گناہ کی وجہ سے اس گناہ کا مستحق اور سزاوار ہے، ابو مجلز لاحق بن حمید اور ابو صالح وغیرہما نے اس پر نص قائم کی ہے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ بندے کے لیے ثواب کا وعدہ فرماتا ہے تو وہ اسے پورا کرتا ہے اور اگر اس کے لیے عقوبت مقرر فرماتا ہے تو اس کے لیے مشیت ہے اگر چاہے گا تو اسے عتاب دے گا اور اگر چاہے گا تو اسے معاف کردے گا۔ ان دونوں تاویلوں میں نظر ہے رہی پہلی تاویل، قشیری نے کہا: اس میں نظر ہے، کیونکہ رب تعالیٰ کا کلام خلف کو قبول نہیں کرتا مگر یہ کہ اس سے عام کی تخصیص مراد لی جائے اور یہ کلام میں جائز ہے اور رہی دوسری تاویل، ۔ اگرچہ روایت کیا گیا ہے کہ یہ مرفوع ہے۔ نحاس نے کہا: اس میں غلطی واضح ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ذلک جزآؤھم جھنم بما کفروا ۔ (کہف: ۱۰۶) کسی نے یہ نہیں کہا: ان جازاھم (اگر وہ انہیں جزا دے گا) یہ عربی جاننے میں خطا ہے، کیونکہ اس کے بعد (آیت) غضب اللہ علیہ۔ ہے وہ جازاہ کے معنی پر محمول ہے۔ تیسرا جواب یہ ہے کہ اس کی جزا جہنم ہے اگر وہ توبہ نہ کرے اور گناہ پر اصرار کرے حتیٰ کہ وہ اپنے رب سے معاصی کی نحوست کے ساتھ کفر پر ملاقات کرے، ہبۃ اللہ نے اپنی کتاب الناسخ والمنسوخ میں ذکر کیا ہے کہ یہ آیت منسوخ ہے اور اس کی ناسخ (آیت) ویغفر مادون ذلک لمن یشآء ۔ ہے اور فرمایا: اس پر لوگوں کا اجماع ہے مگر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا یہ آیت محکمہ ہے، ہبۃ اللہ کے قول میں نظر ہے، کیونکہ یہ عموم اور تخصیص کا مقام ہے، نہ کہ نسخ کا مقام۔ یہ ابن عطیہ کا قول ہے:۔ (المحرر الوجیز، زیر آیت ہذہ)

میں کہتا ہوں: یہ حسن ہے، کیونکہ نسخ اخبار میں نہیں ہوتا معنی یہ ہے کہ وہ اسے جزا دے گا۔ نحاس نے معانی القرآن میں کہا: علماء اہل نظر کے نزدیک یہ حکم محکم ہے وہ جزا دے گا جب وہ توبہ نہیں کرے گا۔ اگر وہ توبہ کرے گا تو اسکا حکم بیان کردیا۔ (آیت) وانی لغفار لمن تاب ۔ (طٰہٰ:۸۲) پس قاتل اس سے خارج نہیں ہے الخلود دوام پر دلالت نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (آیت) وما

جعلنا لبشر من قبلك الخلد ۔(الانبیاء:۳۴)

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (آیت) یحسب ان ماله اخلده ۔(الھمزہ:۳)

زہیر نے کہا: ولا خالد الا الجبال الرواسیا:

یہ تمام شواہد دلالت کرتے ہیں کہ خلد کا لفظ تابید کے معنی کے علاوہ پر بھی بولا جاتا ہے، کیونکہ پہاڑ بھی اور مال بھی دنیا کے زوال کے ساتھ زائل ہو جائیں گے۔ اسی طرح عرب کہتے ہیں: لاخلدن فلانا فی السجن (میں فلاں کو ہمیشہ قید خانہ میں رکھوں گا) یعنی ختم ہو جائے گی اور فنا ہو جائے گی اسی طرح مسجون بھی، اس کی مثل دعا میں ہے: خلد الله ملكه و ابد ایامه، یہ لفظ اور معنی تمام گزر چکے ہیں۔ (تفسیر قرطبی، سورہ نساء، ۹۳، بیروت)

4881 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمَّارٍ الدُّهْنِيِّ عَنْ سَالِمِ بْنِ اَبِي الْجَعْدِ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ سُئِلَ عَمَّنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا ثُمَّ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰى فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَّاَنّٰى لَهُ التَّوْبَةُ سَمِعْتُ نَبِيَّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "يَجِيءُ مُتَعَلِّقًا بِالْقَاتِلِ تَشْخَبُ اَوْدَاجُهُ دَمًا يَقُوْلُ سَلْ هٰذَا فِيْمَ قَتَلَنِيْ" . ثُمَّ قَالَ وَاللّٰهِ لَقَدْ اَنْزَلَهَا وَمَا نَسَخَهَا .

☆☆ سالم بن ابوجعد بیان کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ایسے شخص کے بارے میں دریافت کیا گیا جو کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کر دیتا ہے پھر وہ توبہ کر لیتا ہے ایمان لے آتا ہے اور نیک عمل کرتا ہے اور ہدایت حاصل کر لیتا ہے تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ایسے شخص کو توبہ کی توفیق کہاں سے ملے گی؟ میں نے تمہارے نبی کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

"ایسا شخص آئے گا جو (قتل ہوا تھا) وہ قاتل کے ساتھ لگ کر آئے گا اس کی رگوں سے خون نکل رہا ہوگا اور وہ (اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں) یہ عرض کرے گا: اس سے دریافت کر! کہ اس نے مجھے کیوں قتل کیا تھا؟"

پھر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اللہ کی قسم! اللہ نے اسے نازل کیا اور پھر اسے منسوخ قرار نہیں دیا۔

4882 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ بَكْرٍ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسًا يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَاَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ بَكْرٍ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اَلْكَبَائِرُ الشِّرْكُ بِاللّٰهِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ وَقَتْلُ النَّفْسِ وَقَوْلُ الزُّوْرِ" .

☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

"کبیرہ گناہ یہ ہیں کسی کو اللہ کا شریک بنانا والدین کی نافرمانی کرنا کسی کو قتل کرنا اور جھوٹ بولنا"۔

4881-تقدم (الحدیث 4010) ۔

4882-تقدم (الحدیث 4021) ۔

4883 - اَخْبَرَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ قَالَ اَنْبَانَا ابْنُ شُمَيْلٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَنْبَانَا فِرَاسٌ قَالَ سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "الْكَبَائِرُ الْاِشْرَاكُ بِاللّٰهِ وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ وَقَتْلُ النَّفْسِ وَالْيَمِينُ الْغَمُوسُ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"کبیرہ گناہ یہ ہیں: کسی کو اللہ کا شریک قرار دینا' والدین کی نافرمانی کرنا' کسی کو قتل کرنا' جھوٹی قسم اٹھانا"۔

4884 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَلَّامٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ الْاَزْرَقُ عَنِ الْفُضَيْلِ بْنِ غَزْوَانَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا يَزْنِي الْعَبْدُ حِينَ يَزْنِي وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَشْرَبُ الْخَمْرَ حِينَ يَشْرَبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَقْتُلُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

"بندہ زنا کرتے ہوئے مومن نہیں رہتا اور شراب پیتے ہوئے مومن نہیں رہتا اور چوری کرتے ہوئے مومن نہیں رہتا اور قتل کرتے ہوئے مومن نہیں رہتا"۔

4883-اخرجه البخاري في الايمان و النذور، باب اليمين الغموس (الحديث 6675)، و في الديات، باب قول الله تعالى (ومن احياها) (الحديث 6870) . والحديث عند: البخاري في استتابة المرتدين و المعاندين و قتالهم، باب اثم من اشرك بالله و عقوبته في الدنيا والاخرة (الحديث 6920) . و الترمذي في تفسير القرآن، باب (ومن سورة النساء) (الحديث 3021) . واخرجه النسائي في التفسير: سورة النساء قوله تعالى: (ان تجتنبوا كبائر ما تنهون عنه) (الحديث 121) . تحفة الاشراف (8835) .

4884-اخرجه البخاري في الحدود، باب السارق حين يسرق (الحديث 6782) مختصراً، وباب اثم الزناة (الحديث 6809) مطولاً . تحفة الاشراف (6186) .

کِتَابُ قَطْعُ السَّارِقِ

یہ کتاب چور کا ہاتھ کاٹ دینے کے بیان میں ہے

سرقہ کے معنی ومفہوم کا بیان

سرقہ سین کے زبر اور را کے زیر کے ساتھ چوری کے معنی میں ہے اور اصطلاح شریعت میں اس کا مفہوم یہ ہے کہ کوئی مکلف کسی کے ایسے محرز مال میں سے کچھ یا سب خفیہ طور پر لے لے جس میں نہ تو اس کی ملکیت ہو اور نہ شبہ ملکیت ہو۔

علامہ طیبی شافعی نے کہا ہے کہ قطع السرقۃ میں اضافت بحذف مضاف مفعول کی طرف ہے یعنی معنی کے اعتبار سے یہ عنوان یوں ہے باب قطع اہل السرقۃ ہے۔

اسلامی شریعت میں کسی کا قیمتی مال حرز سے نکال کر لے جانا بغیر کسی حق ملکیت یا اس کے شبہ کے سرقہ کہلاتا ہے اور سرقہ کرنے والے کا دایاں ہاتھ کاٹ دیا جاتا ہے۔ چوری کے مال کی کم سے کم مالیت نصاب کہلاتی ہے، چنانچہ نصاب کے بقدر یا اس سے زائد مال کی چوری ہوگی تو حد سرقہ کی پہلی شرط پوری ہو جائے گی۔ چوری کے مال کا قیمتی ہونا ضروری ہے مختلف فقہاء کے ہاں اس کی مختلف تعینیں متعین کی گئیں ہیں تاہم کم از کم دس درہم پر جمہور علماء کا اتفاق ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ایک قول مروی ہے کہ اگر چوری چوتھائی دینار کے برابر ہو تو اس پر حد جاری ہوگی، دوسری روایت میں پانچ درہم کی قیمت بھی بیان کی گئی ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات ابوبکر وعمر کے زمانے میں ڈھال کی چوری پر ہاتھ کاٹا جاتا تھا، پوچھا کہ ڈھال کی کیا قیمت ہوا کرتی تھی تو حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ نے جواب دیا کہ پانچ درہم۔ ایک اور روایت ہے کہ ایک چور نے کپڑا چرایا تو امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے اس کے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا جس پر اعتراض کیا گیا کہ اس کپڑے کی مالیت دس درہم سے کم ہے چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ سے کہا گیا کہ اس کپڑے کی مالیت کا اندازہ لگائیں جو آٹھ درہم بتایا گیا، اس پر حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے ہاتھ کاٹنے کا حکم واپس لے لیا۔ اسلامی شریعت کا ایک مصدقہ اصول ہے کہ بعد والا حکم ناسخ ہوتا ہے اور پہلے والے فیصلے کو منسوخ کر دیتا ہے چنانچہ نصاب کے بارے میں اگرچہ بہت سے اقوال ہیں لیکن دس درہم پر اکثریت کا اتفاق ہے کیونکہ خلافت راشدہ کے آخری زمانے میں اسی پر تعامل رہا۔ دس درہم کی فی زمانہ جو قیمت ہوگی وہ وقت کے لحاظ سے اس زمانے میں چوری کا نصاب ہوا کرے گی۔

حدیث کے مطابق چور کے لئے سخت وعید کا بیان

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس وقت زانی زنا کا ارتکاب کرتا ہے تو اس کے ساتھ ایمان نہیں رہتا اسی طرح سے جو چوری کا ارتکاب کرتا ہے تو ایمان اس کے ساتھ نہیں رہتا اور جس وقت

(شرابی) شراب پیتا ہے تو اس وقت ایمان نہیں ہوتا اور جس وقت کوئی شخص لوٹ مار کرتا ہے کہ جس کی جانب لوگ دیکھیں تو وہ ایمان دار نہیں رہتا۔ (سنن نسائی: جلد سوم: رقم الحدیث، 1174 حدیث متواتر، حدیث مرفوع)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا خداوند قدوس چور پر لعنت بھیجے انڈے کی چوری کرتا ہے تو اس کا ہاتھ کاٹا جاتا ہے وہ رسی کی چوری کرتا ہے تو اس کا ہاتھ کاٹا جاتا ہے (یعنی معمولی سے مال کے واسطے ہاتھ کا کٹ جانا قبول اور منظور کرتا ہے جو کہ خلاف عقل ہے)۔ (سنن نسائی: جلد سوم: رقم الحدیث، 1177)

سرقہ کی لغوی تشریح کا بیان

سرقہ کا لغوی معنی یہ ہے کہ چوری چھپے کسی دوسرے کی چیز کو اٹھالینا ہے۔ اور اسی سے استراق سمع ہے اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا سوائے اس شیطان کے جو چوری چھپے سن لے'' اور سرقہ کے لغوی معنی میں شرعی طور کچھ اوصاف کا اضافہ کیا گیا ہے۔ ہم ان شاء اللہ تعالی عن قریب ان کو بیان کریں گے۔ اور شرعی معنی میں ابتدائی طور پر اور انتہائی طور پر دونوں طرح سے لغوی معنی کا اعتبار کیا گیا ہے یا صرف انتہائی طور پر لغوی معنی کی رعایت کی گئی ہے۔ جس طرح کسی نے چوری چھپے دیوار میں نقب لگایا اور مالک سے لڑائی کرتے ہوئے سر عام مال لے گیا۔ جبکہ بڑی چوری یعنی ڈکیتی میں نگران (حکمران) کی آنکھ سے چوری کرتا ہے کیونکہ حکمران ہی سپاہیوں کے ساتھ راستوں کی حفاظت کرنے والا ہے۔ جبکہ چھوٹی چوری میں مالک یا اس کے نائب کی آنکھوں سے چوری کرتے ہوئے مال کو چراتا ہے۔ (ہدایہ، کتاب الحدود، لاہور)

اِلَّا مَنِ اسۡتَرَقَ السَّمۡعَ فَاَتۡبَعَهٗ شِهَابٌ مُّبِيۡنٌ (الحجر، 18)

فرشتوں کی باتوں کو چوری چوری سننے کے لئے جنات اوپر کی طرف چڑھتے ہیں اور اس طرح ایک پر ایک ہوتا ہے۔ راوی حدیث حضرت صفوان نے اپنے ہاتھ کے اشارے سے اس طرح بتایا کہ داہنے ہاتھ کی انگلیاں کشادہ کر کے ایک کو ایک پر رکھا۔ شعلہ اس سننے والے کا کام کبھی تو اس سے پہلے ہی ختم کر دیتا ہے کہ وہ اپنے ساتھی کے کان میں کہہ دے۔ اسی وقت وہ جل جاتا ہے اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ یہ اس سے اور وہ اپنے سے نیچے والے کو اور اسی طرح مسلسل پہنچا دے اور وہ بات زمین تک آ جائے اور جادوگر یا کاہن کے کان اس سے آشنا ہو جائیں پھر تو وہ اس کے ساتھ سو جھوٹ ملا کر لوگوں میں پھیلا دیتا ہے۔ جب اس کی وہ ایک بات جو آسمان سے اسے اتفاقا پہنچ گئی تھی صحیح نکلتی ہے تو لوگوں میں اس کی دانشمندی کے چرچے ہونے لگتے ہیں کہ دیکھو فلاں نے فلاں دن یہ کہا تھا بالکل سچ نکلا۔

شہابِ مبین کے لغوی معنی شعلہ روشن کے ہیں۔ دوسری جگہ قرآن مجید میں اس کے لیے شہابِ ثاقب کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ یعنی تاریکی کو چھیدنے والا شعلہ۔ اِس سے مراد ضروری نہیں کہ وہ ٹوٹنے والا تارا ہی ہو جسے ہماری زبان میں اصطلاحاً شہابِ ثاقب کہا جاتا ہے۔ ممکن ہے کہ یہ اور کسی قسم کی شعاعیں ہوں، مثلاً کائناتی شعاعیں ( ) یا ان سے بھی شدید کوئی اور قسم جو ابھی ہمارے علم میں نہ آئی ہو۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ یہی شہابِ ثاقب مراد ہوں جنہیں کبھی کبھی ہماری آنکھیں زمین کی طرف گرتے ہوئے دیکھتی ہیں۔ زمانہ حال کے مشاہدات سے یہ معلوم ہوا ہے کہ دوربین سے دکھائی دینے والے شہابِ ثاقب جو فضائے بسیط سے زمین کی طرف

آتے نظر آتے ہیں، اُن کی تعداد کا اسط ۰ کھرب روزانہ ہے، جن میں سے دو کروڑ کے قریب ہر روز زمین کے بالائی خطے میں داخل ہوتی ہیں اور بمشکل ایک زمین کی سطح تک پہنچتا ہے۔ اُن کی رفتار بالائی فضا میں کم وبیش ۲۶ میل فی سیکنڈ ہوتی ہے اور بسا اوقات ۰ میل فی سیکنڈ تک دیکھی گئی ہے۔ بارہا ایسا بھی ہوا ہے کہ برہنہ آنکھوں نے بھی ٹوٹنے والے تاروں کی غیر معمولی بارش دیکھی ہے۔ چنانچہ یہ چیز ریکارڈ پر موجود ہے کہ ۱۳ نومبر ۱۸۳۳ء کو شمالی امریکہ کے مشرقی علاقے میں صرف ایک مقام پر نصب شب سے لے کر صبح تک لاکھ شہاب ثاقب گرتے ہوئے دیکھے گئے (انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا۔ ۱۹۴۶ء۔ جلد ۱۵۔ ص ۳۳۸)۔ ہوسکتا ہے کہ یہی بارش عالم بالا کی طرف شیاطین کی پرواز میں مانع ہوتی ہو، کیونکہ زمین کے بالائی حدود سے گزر کر فضائے بسیط میں ۱۰ کھرب روزانہ کے اسط سے ٹوٹنے والے تاروں کی برسات اُن کے لیے اس فضا کو بالکل ناقابلِ عبور بنا دیتی ہوگی۔

اس سے کچھ اُن محفوظ قلعوں کی نوعیت کا اندازہ بھی ہوسکتا ہے، جن کا ذکر اُوپر ہوا ہے۔ بظاہر فضا بالکل صاف شفاف ہے جس میں کہیں کوئی دیوار یا چھت ہمیں نظر نہیں آتی، لیکن اللہ تعالیٰ نے اِسی فضا میں مختلف خطوں کو کچھ ایسی غیر مرئی فصیلوں سے گھیر رکھا ہے جو ایک خطے کو دوسرے خطوں کی آفات سے محفوظ رکھتی ہیں۔ یہ انہی فصیلوں کی برکت ہے کہ جو شہابِ ثاقب دس کھرب روزانہ کے اسط سے زمین کی طرف گرتے ہیں وہ سب جل کر بھسم ہو جاتے اور بمشکل ایک زمین کی سطح تک پہنچ سکتا ہے۔ دنیا میں شہابی پتھروں (Meteorites) کے جو نمونے پائے جاتے ہیں اور دنیا کے عجائب خانوں میں موجود ہیں ان میں سب سے بڑا ۶۴۵۱ پونڈ کا ایک پتھر ہے جو گر کر ۱۱ فیٹ زمین میں دھنس گیا تھا۔ اس کے علاوہ ایک مقام پر ۳۶-۲ ٹن کا ایک آہنی تودہ بھی پایا گیا ہے جس کے وہاں موجود ہونے کی کوئی توجیہ سائنس داں اس کے سوا نہیں کر سکے ہیں کہ یہ بھی آسمان سے گرا ہوا ہے۔ قیاس کیجیے کہ اگر زمین کی بالائی سرحدوں کی مضبوط حصاروں سے محفوظ نہ کر دیا گیا ہوتا تو اِن ٹوٹنے والے تاروں کی بارش زمین کا کیا حال کر دیتی۔ یہی حصار ہیں جن کو قرآن مجید نے بروج (محفوظ قلعوں) کے لفظ سے تعبیر کیا ہے۔

چوری کے جرم پر بیان کردہ شرعی حد کا بیان

اور جب کسی عاقل و بالغ شخص نے دس دراہم کی چوری کر لی یا کوئی اس طرح چیز چوری کر لی جس کی قیمت ڈھلے ہوئے دس دراہم کے برابر ہو اور محفوظ جگہ سے چوری کی ہو جس میں کوئی شبہ نہ ہو تو چور پر قطع ید واجب ہوگا۔ اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ ''وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا '' اور عقل و بلوغت کا اعتبار اس لئے بھی ضروری ہے کہ ان کے بغیر جنایت ثابت نہیں ہوتی۔ کیونکہ قطع جنایت کی سزا ہے۔ اور کثیر مال کا تقرر ضروری ہے کیونکہ قلیل مال میں رغبت کم ہوتی ہے۔ ہاں کم مال کوئی پوشیدہ طریقے سے نہیں لیتا پس اس سے چوری کا رکن ثابت نہ ہوگا۔ اور سزا کی حکمت بھی حاصل نہ ہوگی کیونکہ سزا کی حکمت اس مال میں ثابت ہوتی ہے جس کا وقوع کثیر ہو۔ اور وہ دس دراہم مقرر کرنا ہمارا مذہب ہے۔

حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ کے نزدیک یہ نصاب چار دینار ہے۔ جبکہ حضرت امام مالک علیہ الرحمہ کے نزدیک اس کا نصاب تین دراہم ہے۔

حضرت امام شافعی اور امام مالک علیہما الرحمہ کی دلیل یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ڈھال کی قیمت چرانے

پر ہاتھ کاٹا جاتا تھا اور ڈھال کی قیمت کم از کم تین دراہم کا اندازہ ہے۔ اور کم پرعمل کرنا افضل ہے۔ کیونکہ اقل میں یقین ہوتا ہے۔
حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک دینار کی قیمت بارہ دراہم تھی اور تین دراہم اس کا چوتھائی ہے۔

ہماری (احناف) کی دلیل یہ ہے کہ حد کو دور کرنے کے لئے وسیلہ بناتے ہوئے اس باب میں اکثر کو اختیار کرنا افضل ہے۔ کیونکہ قلیل میں عدم جنایت کا شبہ ہے اور شبہ حد کو ختم کرنے والا ہے۔ اور اس کی تائید نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان مبارک سے ہوتی ہے۔ ایک دینار یا دس دراہم میں ہاتھ کاٹا جائے گا۔ اور دراہم کا لفظ عرف عام میں ڈھلے ہوئے سکے کو کہتے ہیں۔ اور یہی عرف دراہم کے مضروب کی شرط کی وضاحت کرتا ہے۔ جس طرح قدوری کے اندر امام قدوری علیہ الرحمہ نے بیان کیا ہے۔ اور ظاہر الروایت بھی یہی ہے اور سب سے زیادہ صحیح بھی یہی ہے۔ تاکہ جنایت کی رعایت کو مکمل کیا جاسکے۔ یہاں تک کہ اگر کسی نے چاندی کے دس ٹکڑے چوری کیے جن کی قیمت دس ڈھلے ہوئے سکوں سے تھوڑی ہو تو قطع واجب نہ ہوگا اور دراہم میں سات مثقال والے کے وزن کا اعتبار کیا جائے گا۔ کیونکہ کثیر شہروں میں یہی مشہور ہے۔ اور ماتن کا کہنا کہ ''أَوْ مَا يَبْلُغُ قِيمَتُهُ عَشَرَةَ دَرَاهِمَ'' میں اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ غیر دراہم کا اعتبار دراہم کی قیمت کے ساتھ کیا جائے گا۔ اگرچہ وہ سونا نہ ہی ہوں۔ اور چوری کرنا ایسے محفوظ مقام سے ہو جس میں شبہ نہ ہو۔ کیونکہ شبہ حد کو ختم کرنے والا ہے۔ جس کو ہم بعد میں ان شاء اللہ بیان کریں گے۔ (ہدایہ)

حدود کا شبہ سے ساقط ہو جانے کا بیان

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جہاں تک ہو سکے مسلمانوں سے حدود کو دور کرو۔ اگر اس کے لیے کوئی راستہ ہو تو اس کا راستہ چھوڑ دو امام کا غلطی سے معاف کر دینا غلطی سے سزا دینے سے بہتر ہے۔

(جامع ترمذی: جلد اول: رقم الحدیث، 1461)

عبداللہ بن حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے والد سے اور وہ عبداللہ بن عمرو بن العاص سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم آپس میں حدود کو معاف کر دیا کرو پس جو حد مجھ تک پہنچی تو بیشک وہ واجب ہوگئی۔

(سنن ابوداؤد: جلد سوم: رقم الحدیث، 982)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک حد شرعی مجھ پر لاحق ہو چکی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم حد کو مجھ پر جاری فرمائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تو سامنے سے آیا تھا تو نے وضو کیا تھا فرمایا کہ ہاں۔ آپ نے فرمایا کہ کیا ہمارے ساتھ نماز پڑھی جب ہم نے نماز پڑھی کہا کہ جی ہاں۔ فرمایا کہ جا چلے جاؤ بیشک اللہ نے (وضو اور نماز کے طفیل) تیرے گناہ معاف فرما دیے۔

(سنن ابوداؤد: جلد سوم: رقم الحدیث، 987)

حدود شبہات سے ساقط ہو جاتی ہیں قاعدہ فقہیہ

الحدود تندرء بالشبہات ۔(الاشباہ ص ۲۴) حدود شبہات سے ساقط ہو جاتی ہیں۔ اس قاعدہ کی وضاحت یہ ہے کہ شک

وشبہ سے شرعی حدود اٹھالی جاتی ہیں۔
اس قاعدہ کا ثبوت یہ ہے۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حدود کو ساقط کرو جب تم ان میں ساقط کرنے کی گنجائش پاؤ۔ (سنن ابن ماجہ ج ۲ ص ۱۸۳ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

چوری کی حد کے لیے شرائط کا بیان

چوری پر سزا کی تنفیذ کے لیے مندرجہ ذیل شرائط کا پایا جانا ضروری ہے۔
۱۔مال مسروق مال منقول ہو (یعنی چوری کا مال منتقل ہونے کے قابل ہو)۔
۲۔شرعا مال متقوم ہو (یعنی قیمت رکھنے والا مال ہو)۔مال محرز ہو (جو مال حفاظت میں ہو)۔
۳۔بقدر نصاب ہو (یعنی جس مال پر نصاب پورا ہونے کی وجہ سے زکوٰۃ واجب ہو)۔(التشریع الجنائی/5432)
یعنی وہ مال جس کو اٹھانے کی طاقت رکھتے ہوئے قیمتی بھی ہو اور جس کے بیچنے پر فائدہ بھی ہو سکے اور چوری کرتے وقت وہ مال کھلا ہو، کسی باڑ یا تالا شدہ مکان یا چوکیدارہ میں نہ ہو، ان میں سے اگر ایک شرط نہ پائی گئی تو حد ساقط ہو جائیگی۔
علامہ عبدالرحمٰن جزیری لکھتے ہیں۔
۴۔حاکم کو یہ بھی دیکھنا چاہیے کہ چوری کا مال ایسا مال غنیمت نہ ہو جس میں چور کا بھی حصہ تھا یا مال بیت المال کا نہ ہو۔اس لیے کہ بیت المال میں سارق کا بھی حصہ ہے۔
حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مال خمس (زمین سے نکلے ہوئے خزانہ اور مال غنیمت) میں چوری کرنے والے کے لیے ہاتھ کاٹنے کا فیصلہ نہیں فرمایا۔اور ارشاد فرمایا کہ اسمیں اسکا بھی حصہ ہے۔۵،جبر کی صورت میں بھی سارق کا فعل موجب حد نہیں متصور ہوگا۔(کتاب للفقہ علی المذاہب الاربعہ۔155/5)

چور کے ہاتھ کو جوڑ سے کاٹنے کا بیان

ابن ابی شیبہ نے رجاء بن حیوۃ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جوڑ سے (ایک شخص کی) ٹانگ کٹوائی تھی۔یہ روایت مرسل ہے۔ابن ابی شیبہ نے یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جوڑ سے (ہاتھ) کٹوائے تھے۔

بعض علماء نے لکھا ہے کہ ہاتھ کا لفظ مشترک ہے اس کا اطلاق پنجہ سے مونڈھے تک پورے عضو پر بھی ہوتا ہے اور صرف پہنچے تک بھی۔موخر الذکر معنی پر اس کا اطلاق زیادہ مشہور ہے اور اول معنی پر کم اور جب یہ لفظ مشترک ہے تو وہ معنی مراد لینا ضروری ہے جو یقینی ہو (یعنی پہنچے تک) اس سے زائد میں احتمال ہے کہ شاید یہ مراد نہ ہو اس لئے باقی حصۂ دست میں اشتباہ ہے۔
حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت میں بجائے ایدیہما کے ایمانہما آیا ہے اس لئے باجماع علماء نے کہا ایدی سے مراد داہنے ہاتھ ہیں۔حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت مشہور ہے اور آیت کا تعلق حکم سے ہے اور واقعہ بھی ایک ہی ہے اور یہ قاعدہ ہے کہ اگر حکم سے آیت کا تعلق ہو اور واقعہ میں وحدت ہو تو مطلق کو مشہور میں ذکر کی ہوئی قید سے مقید کرنا جائز ہے۔یہ مجمل کا بیان

نہیں ہے کیونکہ یہاں اجمال ہی نہیں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے چوروں کے داہنے ہاتھ کٹوائے اگر مطلق مراد ہوتا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم بایاں ہاتھ کٹواتے لوگوں کے لئے سہولت اسی میں تھی اور سہولت کی طلب ضروری تھی۔ دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ سے زیادہ کام آتا ہے (اس کے کٹوانے میں لوگوں کا نقصان زیادہ ہے)

اید یجمع کا صیغہ ہے اور ہما تثنیہ کی ضمیر ہے اور اید ی سے مراد دائیں ہاتھ ہیں اس لئے اس کا اشتباہ نہیں ہو سکتا کہ ایدی سے مراد چاروں ہاتھ ہیں اور جب اشتباہ نہ ہو تو تثنیہ کی طرف جمع کی اضافت جائز (بلکہ بہتر) ہے تثنیہ کی طرف اضافت کرنے سے تکرار تثنیہ ہو جائے گی (جو کلام میں گرانی پیدا کر دے گی) لیکن اگر جمع کا صیغہ لانے سے اشتباہ پیدا ہو رہا ہو تو تثنیہ کی جانب جمع کی اضافت جائز نہیں جیسے افراسکما اور علماتکما کہنا (جب کہ دو گھوڑے اور دو غلام مراد ہوں) جائز نہیں۔ لیکن اگر ایدی سے مطلق مراد ہو (صرف دائیں ہاتھ مراد نہ ہوں) تو چونکہ اس وقت (چار ہاتھ ہونے کا) اشتباہ ہو جائے گا اس لئے تثنیہ کی طرف جمع کی اضافت جائز نہ ہوگی۔ واللہ اعلم۔

سرقہ (چوری) سے مراد ہے کسی کا مال چھپا کر محفوظ مقام سے لے لینا قاموس میں ہے۔ سرق منہ الشی واسترق چھپ کر کسی محفوظ مقام پر گیا اور وہاں سے دوسرے کا مال لے لیا۔ پس پوشیدہ طور پر محفوظ مقام سے کسی غیر کا مال لے لینا۔ چوری کے مفہوم میں داخل ہے۔ اسی لئے چوری کے لئے مندرجۂ ذیل شرطیں ضروری ہیں۔

(۱) مال غیر کا مملوک ہو اور چور کے مالک ہونے کا اس میں شبہ بھی نہ ہو۔

(۲) مال محفوظ ہو جس کی حفاظت میں کوئی شبہ نہ ہو۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اگر کسی ایک چیز کے لئے کوئی ذریعہ حفاظت ہو تو وہ ہر طرح کے مال کے لئے ذریعہ حفاظت مانا جائے گا لیکن باقی تینوں اماموں کے نزدیک اموال کے اختلاف کے اعتبار سے ان کے ذرائع حفاظت میں بھی اختلاف ہوتا ہے اور اس کی تعیین صرف عرف پر موقوف ہے مثلاً اگر گھوڑوں کے اصطبل یا بکریوں کے باڑہ کے اندر سے موتی چرائے تو امام اعظم کے نزدیک ہاتھ کاٹا جائے گا۔ مگر دوسرے اماموں کے نزدیک نہیں کاٹا جائے گا (اصطبل اور باڑہ اگرچہ مقام حفاظت ہے مگر موتیوں کے لئے نہیں۔ گھوڑوں اور بکریوں کے لئے ہے)۔

حفاظت کبھی تو مقام کی وجہ سے ہوتی ہے جو حفاظت کے لئے بنایا گیا ہو (مثلاً خزانہ کی جگہ بینک کی عمارت وغیرہ) اور کبھی نگراں کی وجہ سے مال کے محفوظ ہونے کا حکم دیا جاتا ہے۔ مثلاً کوئی شخص راستہ میں یا مسجد میں اپنا سامان اپنے ساتھ رکھ کر بیٹھ جائے (تو باوجود یکہ راستہ عام جگہ اور مسجد عام مقام ہے مگر سامان کو زیر حفاظت قرار دیا جائے گا)

حضرت صفوان رضی اللہ عنہ مسجد میں سو رہے تھے کسی شخص نے ان کے سر کے نیچے سے چادر چرالی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چور کا ہاتھ کٹوا دیا۔ رواہ مالک فی المؤطا واحمد والحاکم وابوداؤد والنسائی ابن ماجہ۔ صاحب تنقیح نے لکھا ہے یہ حدیث صحیح مختلف طریقوں سے آئی ہے اور الفاظ بھی مختلف روایات میں کچھ مختلف ہیں۔ اگرچہ بعض سلسلے منقطع اور بعض کچھ ضعیف ہیں (مگر بحیثیت مجموعی حدیث صحیح ہے)

اگر دن میں چوری ہو تو شروع اور آخر دونوں حالتوں میں پوشیدہ ہونا ضروری ہے اور اگر رات میں ہو تو صرف ابتدا میں پوشیدہ ہونا کافی ہے کیونکہ رات میں دیوار میں نقب زنی اگر چھپ کر کی پھر مالک سے مال زبردستی سامنے آ کر لیا تو یہ سرقہ ہو جائے گا۔

باجماع علماء چوری کے لئے شرائط مذکورہ کا موجود ہونا لازم ہے کیونکہ چوری کے مفہوم میں یہ شرطیں داخل ہیں۔

رہا چوری کی ملکیت کا شبہ نہ ہونا اور مال کا یقینی طور پر محفوظ ہونا تو یہ دونوں شرطیں مرفوع حدیث سے مستفاد ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے شافعی اور ترمذی اور حاکم اور بیہقی نے بیان کیا ہے اور بیہقی نے اس کو صحیح بھی کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جہاں تک ہو سکے مسلمانوں سے حدود (شرعی سزاؤں) کو ساقط کرو۔ مسلمانوں کے لئے خلاصی کا اگر کوئی بھی راستہ نکل سکتا ہو تو اس کو رہا کر دو کیونکہ غلطی سے معاف کر دینا سزا میں خطا کرنے سے حاکم کے لئے بہتر ہے۔

ابن ماجہ نے حسن سند سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع روایت بیان کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تک تم کو دفع کرنے کا راستہ ملے اللہ کے بندوں سے حدود کو دفع کرو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مرفوع روایت ہے کہ حدود کو دفع کرو مگر امام کے لئے حدود کو معطل کر دینا جائز نہیں (کہ کامل ثبوت کے بعد بھی سزا نہ دے) رواہ الدارقطنی والبیھقی بسند حسن۔

ابن عدی نے اہل مصر کی حدیث سے ضعیف سند کے ساتھ نیز جر بزہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی مرفوع روایت ان الفاظ کے ساتھ بیان کی ہے کہ شبہات کی وجہ سے حدود کو ساقط کر دو اور اللہ کی مقرر کی ہوئی حد کے علاوہ دوسری صورتوں میں بھلے آدمیوں کی غلطیوں سے درگزر کرو۔ اس حدیث کا اول حصہ ابو مسلم کجی اور ابن السمعانی نے حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کی روایت سے مرسلاً اور مسدد نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت سے موقوفاً بیان کیا ہے۔

اجماع علماء ہے کہ حدود کو شبہات کی وجہ سے ساقط کر دیا جائے

چوری کی شرائط مذکورہ بیان کرنے کے بعد اب ہم وہ مسائل بیان کرتے ہیں جو ان شرائط پر متفرق ہوتے ہیں۔

مسئلہ: لٹیرے اور اچکے کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔ یہ سامنے سے لیتے ہیں۔ چوری نہیں کرتے خائن اور منکر امانت کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا کیونکہ حفاظت کاملہ کے اندر سے اس صورت میں مال نہیں لیا جاتا مالک اپنی مرضی سے اپنا مال امانت رکھتا اور دوسرے کی حفاظت میں دیتا ہے اس لئے مال مالک کی حفاظت میں نہیں رہتا خائن اور منکر امانت کی حفاظت میں چلا جاتا ہے چور کی حفاظت میں مالک خود اپنا مال نہیں دیتا چور کو اس کی حفاظت میں دخل ہوتا ہے اصل مسئلہ کا ثبوت مندرجۂ ذیل احادیث سے ہوتا ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوٹنے والے پر قطع (دست کا جرم) نہیں اور جو علی الاعلان لوٹے وہ ہم میں سے نہیں۔ رواہ ابوداؤد۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی دوسری روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوٹنے والے پر قطع (دست کا جرم) نہیں نہ خائن پر نہ لوٹنے والے پر نہ اچکے پر۔ رواہ احمد والترمذی والنسائی وابن ماجہ والدارمی۔ ترمذی نے اس کو حسن صحیح کہا ہے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کی روایت سے صحیح سند سے ابن ماجہ نے اس کی تائید میں دوسری حدیث بھی نقل کی ہے اور طبرانی نے الاوسط میں زہری کے طریق سے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی تائیدی روایت بھی لکھی ہے اور ابن جوزی نے العلل میں حضرت

ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت سے بھی اس کی تائیدی حدیث بیان کی ہے مگر اس کو ضعیف کہا ہے۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک منکر عاریت کا ہاتھ کاٹنا واجب ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں آیا ہے کہ ایک مخزومی عورت لوگوں کا سامان بطور رعایت لے کر منکر ہو جاتی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دے دیا۔ اس عورت کے آدمی نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کے پاس کچھ عرض معروض کی جس کی وجہ سے حضرت اسامہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گزارش کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسامہ میرا تو خیال تھا کہ تم اللہ کی قائم کی ہوئی کسی حد میں مجھ سے (کبھی) کچھ نہیں کہو گے پھر (باہر تشریف لا کر) خطبہ دینے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے اور فرمایا تم سے پہلے والے لوگ اسی لئے تباہ ہوئے کہ اگر ان میں کوئی بڑا آدمی چوری کرتا تھا تو اس کو چھوڑ دیتے تھے اور کمزور چوری کرتا تھا تو اس کا ہاتھ کاٹ دیتے تھے۔ قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی فاطمہ (رضی اللہ عنہا) بھی چوری کرے گی تو میں اس کا ہاتھ کاٹ دوں گا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مخزومی عورت کا ہاتھ کٹوا دیا۔ رواہ مسلم۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت میں آیا ہے کہ مخزومیہ سامان بطور عاریت لے کر منکر ہو جاتی تھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دے دیا۔

جمہور کی طرف سے اس حدیث کا جواب یہ ہے کہ وہ عورت عاریت لے کر انکار کر جانے میں مشہور تھی۔ حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے اس کی یہی مشہور صفت بیان کر کے تعیین شخصی کر دی (اگرچہ نام نہیں لیا مگر اس کی امتیازی شہرت کو ذکر کر کے گویا نامزد کر دیا) آپ کا مطلب یہ تھا کہ قبیلۂ بنی مخزوم کی وہ عورت جو عاریت لے کر مکر جانے میں مشہور تھی۔ ایک مرتبہ اس نے چوری کی تو اس کے ہاتھ کاٹ دینے کا حکم دیا گیا (اس مطلب کی تائید اس تقریر سے بھی ہوتی ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اقوام گزشتہ کی ہلاکت اس امر کو قرار دیا تھا کہ اگر کوئی بڑا آدمی چوری کرتا تھا تو وہ چھوڑ دیتے تھے اور کمزور آدمی چوری کرتا تھا تو اس کا ہاتھ کاٹ دیتے تھے اس تشبیہی قصہ کو بیان کرنے سے ثابت ہو رہا ہے کہ مخزومیہ عورت نے بھی چوری کی تھی۔ ورنہ صرف عاریت لے کر منکر ہو جانے کو چوری نہیں کہا جا سکتا۔ پھر تمثیل اور ممثل لہ نے بھی وجہ شبہ مشترک نہیں نکلے گی۔ پھر آخر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ (رضی اللہ عنہا) کے متعلق فرمایا کہ اگر وہ بھی چوری کرے گی تو میں اس کا ہاتھ کاٹ دوں گا۔ یہ الفاظ بھی بتا رہے ہیں کہ مخزومیہ نے چوری کی تھی ورنہ لوگ کہہ سکتے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ عورت تو منکر عاریت ہے چور نہیں ہے اور آپ چوری کی سزا کا ذکر فرما رہے ہیں۔ اگر یہ عورت بھی کبھی چوری کرے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کا ہاتھ کٹوا دیں۔ پھر حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے مخزومی عورت کے منکر عاریت ہونے کی ایک عمومی حالت بیان کی کوئی خاص واقعہ بیان نہیں کیا۔ عمومی حالت پر قطع دست کی سزا کیسے مل سکتی ہے اگر کوئی چور مشہور ہو مگر چوری کے کسی واقعہ کا ثبوت نہ ہو تو کیا اس کا ہاتھ کاٹ دیا جائے گا (ان تمام قرائن و شواہد سے معلوم ہوتا ہے کہ اس عورت نے کوئی چوری کی تھی) اگر اس حدیث کو ظاہر کے مطابق تسلیم بھی کر لیا جائے تو اس کے خلاف حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث موجود ہے کہ خائن پر قطع دست کا جرم) نہیں اس حدیث کو امت نے قبول کیا ہے اور اس پر عمل بھی کیا ہے لہٰذا حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) والی حدیث کو منسوخ قرار دے دیا جائے گا۔

مسئلہ: کفن چور کا ہاتھ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور امام محمد کے نزدیک نہیں کاٹا جائے گا (وارثوں کی) ملکیت مشتبہ ہے اور حفاظت
بھی نہیں ہے۔ کفن دفن کے بعد باقی ترکہ سے وارثوں کا حق متعلق ہوتا ہے کفن وارثوں کے حق میں سے نہیں دیا جاتا بلکہ ادائے
قرض اور اجراء وصیت سے بھی جو مال بچتا ہے وہ میراث میں تقسیم کیا جاتا ہے اس لئے کفن کے مالک وارث نہیں نہ میت کفن کی
مالک ہے مالک ہونے کی مردہ میں صلاحیت ہی نہیں۔ دنیوی احکام کے اعتبار سے مردہ کا شمار جمادات میں ہے۔ رہی قبر تو وہ بھی
کوئی محفوظ مقام نہیں۔ جنگل میں ایک غیر محفوظ گڑھا ہے جہاں رات دن لوگ گزرتے ہیں نہ اس پر تالا ہے نہ بندش نہ چوکیدار نہ
محافظ۔

امام مالک امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک کفن چور کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔
کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے جو کفن چرائے گا ہم اس کے ہاتھ کاٹیں گے۔ رواہ البیہقی۔ مگر یہ حدیث منکر ہے۔
حضرت براء بن عازب اس کے راوی ہیں۔ بیہقی نے لکھا ہے کہ اس کی سند میں بعض راوی مجہول ہیں۔ بخاری نے تاریخ میں لکھا
ہے کہ ہشیم نے سہل کا بیان نقل کیا ہے سہل نے کہا میرے سامنے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن زبیر نے ایک کفن چور کا ہاتھ کٹوایا
مگر سہل ضعیف راوی ہے۔ عطاء نے کہا ہم اس کو کاذب قرار دیتے ہیں۔ امام احمد بن حنبل نے حسن بصری اور ابن سیرین کا قول
نقل کیا ہے کہ کفن چور کا ہاتھ کاٹا جائے۔ معاویہ بن فردہ کا قول بھی روایت میں آیا ہے کہ کفن چور کا ہاتھ کاٹا جائے۔ اس مبحث کی کوئی
حدیث مرفوع نہیں آئی۔

مسئلہ: امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ امام احمد نخعی اور شعبی کے نزدیک بیت المال کے چور کا ہاتھ نہیں کاٹا
جائے گا۔ امام مالک کے نزدیک کاٹا جائے گا۔

ہم کہتے ہیں بیت المال کا مال عام لوگوں کا مال ہے اور چور بھی عوام میں داخل ہے (فی الجملہ بیت المال کی ملکیت میں چور بھی
شریک ہے) ابن ابی شیبہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ اس پر (یعنی بیت المال سے چوری کرنے والے پر) ہاتھ
کاٹنے کا جرم نہیں ہے۔ ہر ایک کا بیت المال میں کچھ نہ کچھ حق ہے۔ بیہقی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ بیت
المال سے جس نے چوری کی ہو اس پر قطع دست (کا جرم) نہیں ہے۔ ابن ماجہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان نقل کیا
ہے کہ زکوٰۃ میں وصول شدہ ایک غلام نے مال غنیمت میں سے کوئی چوری کی معاملہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا
گیا آپ نے اس کا ہاتھ نہیں کٹوایا اور فرمایا اللہ کے ایک مال نے اللہ کا دوسرا مال چرا لیا۔

ایک شخص نے بیت المال سے کچھ چرا لیا۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس کو چھوڑ دو کوئی بھی ایسا نہیں کہ اس مال
میں اس کا حق نہ ہو۔

مسئلہ: ایک شریک اگر شرکت کا مال دوسرے شریک کے تحفظ میں سے چرا لے تو ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔

مسئلہ: اگر ایک آدمی کے دوسرے آدمی پر کچھ روپیہ قرض ہوں اور دائن مدیون سے اپنے قرض کی برابر روپیہ چرا لے تو چور کا
ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا کیونکہ اس نے صرف اپنا حق وصول کیا بلکہ اگر رقم قرض سے زائد بھی چرائے تو چونکہ چور کی ملکیت بھی اس چرائی

ہوئی رقم کے ساتھ مخلوط تھی اس لئے اس صورت میں بھی ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔

مسئلہ: ماں باپ اور ساری اوپر کی اصل اپنی اولاد کا مال چرالیں تو ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے تیری ذات اور تیرا مال (سب) باپ کا ہے اسی طرح اگر اولاد اور نسل اپنے ماں باپ اور بالائی اصول کا مال چرالے تو تینوں اماموں کے نزدیک ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔صرف امام مالک کے نزدیک ہاتھ کاٹا جائے گا۔

اگر کسی محرم رشتہ دار نے اپنے محرم رشتہ دار کا مال چرالیا جیسے بھائی نے بھائی یا بہن کا یا چچا کا تو امام صاحب کے علاوہ دوسرے تینوں اماموں کے نزدیک ہاتھ کاٹا جائے گا۔یہ حضرات قرابت قریبہ کو بھی قرابت بعیدہ کی طرح قرار دیتے ہیں۔امام ابوحنیفہ کے نزدیک ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا کیونکہ مال کی حفاظت اس صورت میں ناقص ہوتی ہے (ہر محرم کو دوسرے محرم کے گھر کے اندر جانے کی اجازت ہے) اللہ نے فرمایا ہے۔ولاَ عَلٰی اَنْفُسِکُمْ اَنْ تَاْکُلُوْا مِنْ بُیُوْتِکُمْ اَوْ بُیُوْتِ اٰبَاۗءِکُمْ اَوْ بُیُوْتِ اُمَّھٰتِکُمْ الخ۔

یعنی کوئی گناہ نہیں اگر تم اپنے گھروں میں سے کچھ کھالو یا باپ کے گھروں میں سے یا ماؤں کے گھروں میں سے بھائیوں کے گھروں میں سے یا بہنوں کے گھروں میں سے یا چچوں کے گھروں میں سے یا پھوپھیوں کے گھروں میں سے یا ماموں کے گھروں میں سے یا خالاؤں کے گھروں میں سے یا اس مال میں سے جس کی کنجیاں تمہارے قبضہ میں ہوں یا اپنے دوست کے گھر میں سے۔ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ محرم کے گھر میں داخل ہونا اور گھر کے اندر سے کچھ کھالینا جائز ہے اور اگر ممانعت کی دلیل قائم بھی کردی جائے تب بھی جواز کا شبہ تو باقی رہے گا جیسے حدیث انت ومالک لابیک کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔

شبہ: اس آیت کی رو سے تو دوست کے گھر میں سے (بغیر اجازت) کھالینا جائز قرار پاتا ہے۔لہٰذا دوست کا مال چرانے پر بھی ہاتھ نہ کاٹا جائے۔اس کا جواب یہ ہے کہ (دوست کا مال کھالینے سے تو دشمن نہیں ہوجاتا بلکہ دوستی میں مزید بے تکلفی اور استحکام ہوجاتا ہے البتہ) دوست کا مال چرانے کے وقت دوست نہیں رہتا دشمن بن جاتا ہے (لہٰذا قطع دست واجب ہوگیا)

مسئلہ: اگر کسی محرم قرابت دار کے گھر سے کسی غیر آدمی کا مال چرایا تو ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا اور اگر محرم رشتہ دار کا مال کسی غیر کے گھر سے چرایا تو امام اعظم کے نزدیک ہاتھ کاٹا جائے گا۔اوّل صورت میں حفاظت ناقصہ کے اندر سے چوری کی اور دوسری صورت میں حفاظت کاملہ کے اندر سے چرایا۔

مسئلہ: اگر بیوی نے میاں کے گھر سے یا میاں نے بیوی کے گھر سے یا اس مکان سے جس میں دونوں رہتے ہیں کسی غیر شخص کا مال چرایا تو امام صاحب کے نزدیک چور کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔امام احمد کا بھی یہی مسلک منقول ہے اور امام شافعی کا بھی ایک قول یہی ہے۔امام مالک نے فرمایا اگر مشترک مکان سے جس میں میاں بیوی دونوں رہتے تھے کسی اجنبی کا مال چرایا تو چور کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔

لیکن اگر میاں نے بیوی کے گھر سے یا بیوی نے میاں کے گھر سے اجنبی کا مال چرایا تو ہاتھ کاٹا جائے گا۔امام شافعی کا بھی اصل مسلک یہی ہے اور ایک روایت میں امام احمد کا بھی یہی قول آیا ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک قول اس طرح آیا ہے کہ شوہر نے اگر بیوی کے گھر سے کسی غیر کا مال چرایا تو ہاتھ کاٹا جائے گا اور بیوی نے میاں کے گھر سے چرایا تو نہیں کاٹا جائے گا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوسفیان کی بیوی ہندہ سے فرمایا تو ابوسفیان کے مال میں سے اتنا لے سکتی ہے جو تیرے اور تیرے بچوں کے لئے کافی ہو۔

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل یہ ہے کہ عرفاً میاں بیوی کے مکان میں اور بیوی میاں کے مکان میں بغیر اجازت کے آتے جاتے رہتے ہی ہیں لہٰذا حفاظت ناقص ہوگئی۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے موطا میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک غلام کو پیش کیا گیا جس نے اپنے آقا کی بیوی کا آئینہ چرایا تھا فرمایا اس پر کچھ (سزا) نہیں ہے تمہارے خادم نے تمہارا سامان چرایا ہے۔ جب اس فرمان کی رو سے شوہر کے غلام کا ہاتھ نہیں کاٹا جاسکتا تو خود شوہر کا ہاتھ کیسے کاٹا جاسکتا ہے۔

مسئلہ: اگر غلام نے اپنے آقا کا یا آقا کی بیوی کا یا مالکہ کے شوہر کا مال چرا لیا تو چونکہ غلام کو داخلہ کی اجازت ہوتی ہی ہے اس لئے ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔

اگر مہمان نے (مہمانی کے دوران) میزبان کی کوئی چیز چرائی تو چونکہ اس کو میزبان کی طرف سے اندر آنے کی اجازت مل چکی تھی اس لئے ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔

وہ مکان جس میں عام طور پر دن میں داخل ہونے کی اجازت ہوتی ہے جیسے بازار کی دکانیں تو دن کے وقت ان میں چوری کرنے سے بھی ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا کیونکہ داخلہ کی اجازت عمومی ہوتی ہے۔

مسئلہ: اگر بقدر نصاب سرقہ مال چرایا پھر چوری کے بعد اس کو خرید لیا یا مالک نے ہبہ کر دیا یا بطور میراث چور کی ملک میں آ گیا اور یہ سب کچھ قاضی کے پاس مقدمہ جانے سے پہلے ہوگیا یا مقدمہ کی پیشی کے بعد اور فیصلہ سے پہلے ہوگیا یا فیصلہ کے بعد بھی ہوا بہر حال امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ امام احمد اور امام ابو یوسف کے نزدیک ہاتھ کاٹا جائے گا کیونکہ چوری بہر طور پوری چوری ہوگئی اور اسکا ظہور و ثبوت بھی ہوگیا اب کوئی شبہ نہیں رہا۔

اس کے علاوہ صفوان رضی اللہ عنہ بن امیہ کی حدیث بھی ہے حضرت صفوان رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں مسجد میں سو رہا تھا چور آیا اور میرے سر کے نیچے سے چادر نکال لی۔ میں اس کو پکڑ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لایا اور عرض کیا اس نے میرا کپڑا چرایا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دے دیا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ تو میرا مقصد نہ تھا میں نے یہ چادر اس کو خیرات کی فرمایا میرے پاس لانے سے پہلے ایسا کیوں نہیں کیا۔ رواہ مالک رحمۃ اللہ علیہ واحمد و ابوداؤد وابن ماجۃ والنسائی۔ نسائی کی روایت میں اتنا زائد ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا ہاتھ کٹوا دیا۔

ابوداؤد نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی روایت سے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (میرے پاس لانے سے پہلے) آپس میں حدود معاف کر دیا کرو۔ جب میرے پاس تک کوئی (جرم) قابل حد پہنچ جائے گا تو حد

جاری کرنا واجب ہو جائے گا۔

حنفیہ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے ابن ہمام نے جواب دیا کہ صفوان رضی اللہ عنہ کی حدیث ایک روایت میں ایسی ہی ہے جیسے بیان کی گئی۔ لیکن حاکم نے مستدرک میں روایت کے یہ الفاظ لکھے ہیں میں یہ (چادر اس کے ہاتھ) بیچتا ہوں اور قیمت اس پر ترک چھوڑتا ہوں۔ بہت سی روایات میں یہ بھی نہیں آیا صرف اتنا آیا ہے کہ صفوان رضی اللہ عنہ نے کہا میرا یہ مقصد نہ تھا یا یوں کہا کہ کیا ایک عرب کا ہاتھ تیس درہم کی وجہ سے کاٹا جائے گا۔

بہر حال حدیث کے آخر میں جو زیادتی ہے اس میں اضطراب (اور عدم تعیین) ہے اور اضطراب روایت میں ضعف پیدا کر دیتا ہے پھر فیصلہ کی تکمیل اس وقت جب (فیصلہ نافذ ہو جائے اور) حد جاری ہو جائے اور فیصلہ (کاملہ) سے پہلے چور کا مالک بن جانا شبہ پیدا کر دیتا ہے۔ اور شبہ کی صورت میں حد واجب نہیں ہوتی۔ (تفسیر مظہری، سورہ مائدہ، لاہور)

باب تَعْظِيمِ السَّرِقَةِ ۔

یہ باب ہے کہ چوری کا بڑا (گناہ ہونا)

4885 - اَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ اللَّيْثِ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنِ الْقَعْقَاعِ عَنْ اَبِي صَالِحٍ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا يَزْنِي الزَّانِي حِيْنَ يَزْنِي وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَّلَا يَسْرِقُ السَّارِقُ حِيْنَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَّلَا يَشْرَبُ الْخَمْرَ حِيْنَ يَشْرَبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَّلَا يَنْتَهِبُ نُهْبَةً ذَاتَ شَرَفٍ يَّرْفَعُ النَّاسُ اِلَيْهَا اَبْصَارَهُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ" ۔

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: "زانی زنا کرتے ہوئے مومن نہیں رہتا' چوری کرنے والا چوری کرتے ہوئے مومن نہیں رہتا' شراب پینے والا شراب پیتے ہوئے مومن نہیں رہتا' ڈاکہ ڈالنے والا ڈاکہ ڈالتے ہوئے مومن نہیں رہتا' جبکہ وہ کسی قیمتی چیز پر ڈاکہ ڈالے اور لوگ اس وقت اسے دیکھ رہے ہوں"۔

4886 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ ح وَاَنْبَاَنَا اَحْمَدُ بْنُ سَيَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُثْمَانَ عَنْ اَبِي حَمْزَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِي صَالِحٍ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ اَحْمَدُ فِي حَدِيْثِهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا يَزْنِي الزَّانِي حِيْنَ يَزْنِي وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَّلَا يَسْرِقُ حِيْنَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَّلَا يَشْرَبُ الْخَمْرَ حِيْنَ يَشْرَبُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ ثُمَّ التَّوْبَةُ مَعْرُوْضَةٌ بَعْدُ" ۔

4885-انفرد به النسائي ـ تحفة الاشراف (12871) ـ

4886-اخرجه البخاري في الحدود، باب اثم الزناة (الحديث 6810) و اخرجه مسلم في الايمان، باب بيان نقصان الايمان بالمعاصي و نفيه عن المتلبس بالمعصية على ارادة نفي كماله (الحديث 104) ـ واخرجه النسائي في قطع السارق، تعظيم السرقة (الحديث 4887) ـ تحفة الاشراف (12395 و 12495 و 12866) ـ

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:
''زنا کرنے والا زنا کرتے ہوئے مومن نہیں رہتا' چوری کرنے والا چوری کرتے ہوئے مومن نہیں رہتا' شراب پینے والا شراب پیتے ہوئے مومن نہیں رہتا لیکن اس کے بعد توبہ کی گنجائش ہوتی ہے''۔

4887 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى الْمَرْوَزِيُّ اَبُوْ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُثْمَانَ عَنْ اَبِىْ حَمْزَةَ عَنْ يَزِيْدَ - وَهُوَ ابْنُ اَبِىْ زِيَادٍ - عَنْ اَبِىْ صَالِحٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ لَا يَزْنِى الزَّانِىْ حِيْنَ يَزْنِىْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَّلَا يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَّلَا يَشْرَبُ الْخَمْرَ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَّذَكَرَ رَابِعَةً فَنَسِيْتُهَا فَاِذَا فَعَلَ ذٰلِكَ خَلَعَ رِبْقَةَ الْاِسْلَامِ مِنْ عُنُقِهٖ فَاِنْ تَابَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ .

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:
''زنا کرنے والا زنا کرتے ہوئے مومن نہیں رہتا' (چور) چوری کرتے ہوئے مومن نہیں رہتا' (شرابی) شراب پیتے ہوئے مومن نہیں رہتا (راوی کہتے ہیں) انہوں نے چوتھی بات بھی نقل کی تھی' لیکن میں وہ بھول گیا ہوں (اس کے بعد روایت میں یہ الفاظ ہیں:) جب وہ ایسا کر لیتا ہے تو وہ اپنی گردن سے اسلام کے پٹے کو اتار دیتا ہے' لیکن وہ اگر توبہ کر لے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ کو قبول کر لیتا ہے۔

4888 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ الْمُخَرِّمِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ ح وَاَنْبَاَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ عَنْ اَبِىْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِىْ صَالِحٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَعَنَ اللّٰهُ السَّارِقَ يَسْرِقُ الْبَيْضَةَ فَتُقْطَعُ يَدُهٗ وَيَسْرِقُ الْحَبْلَ فَتُقْطَعُ يَدُهٗ" .

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:
''اللہ تعالیٰ چور پر لعنت کرے' جو ایک انڈہ (یا ڈھال) چوری کرتا ہے' تو اس کا ہاتھ کاٹ دیا جاتا ہے' اگر وہ رسی چوری کرتا ہے' تو اس کا ہاتھ کاٹ دیا جاتا ہے''۔

باب امْتِحَانِ السَّارِقِ بِالضَّرْبِ وَالْحَبْسِ .

یہ باب ہے کہ چور کو مار پیٹ کر اور قید کر کے اس سے تفتیش کرنا

4889 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنِىْ صَفْوَانُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ حَدَّثَنِىْ اَزْهَرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْحَرَازِىُّ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ اَنَّهٗ رُفِعَ اِلَيْهِ نَفَرٌ مِّنَ الْكَلَاعِيِّيْنَ اَنَّ حَاكَةً سَرَقُوْا

4887-تقدم (الحديث 4886) .

4888-اخرجه مسلم في الحدود، باب حد السرقة و نصابها (الحديث 7) . واخرجه ابن ماجه في الحدود، باب حد السارق (الحديث 2583) . تحفة الاشراف (12515) .

4889-اخرجه ابو داؤد في الحدود، باب في الامتحان بالضرب (الحديث 4382) . تحفة الاشراف (11611) .

مَتَاعًا فَحَبَسَهُمْ اَيَّامًا ثُمَّ خَلّٰى سَبِيْلَهُمْ فَاَتَوْهُ فَقَالُوْا خَلَّيْتَ سَبِيْلَ هٰؤُلَاءِ بِلَا امْتِحَانٍ وَّلَا ضَرْبٍ . فَقَالَ النُّعْمَانُ مَا شِئْتُمْ اِنْ شِئْتُمْ اَضْرِبُهُمْ فَاِنْ اَخْرَجَ اللّٰهُ مَتَاعَكُمْ فَذَاكَ وَاِلَّا اَخَذْتُ مِنْ ظُهُوْرِكُمْ مِثْلَهُ . قَالُوْا هٰذَا حُكْمُكَ قَالَ هٰذَا حُكْمُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَرَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

★★ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات منقول ہے ان کے سامنے کلاعی سے تعلق رکھنے والے کچھ لوگوں کو پیش کیا گیا کہ جا کہ نے کچھ سامان چوری کیا تھا۔

تو حضرت نعمان رضی اللہ عنہ نے انہیں کچھ دن قید رکھا۔ پھر انہیں چھوڑ دیا وہ لوگ حضرت نعمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے کہا آپ نے ان لوگوں کو تفتیش اور مار پیٹ کے بغیر چھوڑ دیا' تو حضرت نعمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جیسے تم مناسب سمجھو میں ویسے کر لیتا ہوں' اگر تم چاہو تو میں اسے مارتا ہوں' اگر تمہارا سامان برآمد ہو گیا' تو ٹھیک ہے' ورنہ پھر میں تمہاری بھی اسی طرح پٹائی کروں گا ان لوگوں نے دریافت کیا: آپ کا یہی فیصلہ ہے؟ تو حضرت نعمان رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: یہ اللہ اور اس کے رسول کا فیصلہ ہے۔

4890 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَلَّامٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ قَالَ اَخْبَرَنِيْ ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيْمٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَبَسَ نَاسًا فِيْ تُهْمَةٍ .

★★ بہز بن حکیم اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک الزام کی وجہ سے کچھ لوگوں کو قید کر دیا تھا۔

4891 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ سَعِيْدِ بْنِ مَسْرُوْقٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيْمٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَبَسَ رَجُلًا فِيْ تُهْمَةٍ ثُمَّ خَلّٰى سَبِيْلَهٗ .

★★ بہز بن حکیم اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو الزام کی وجہ سے قید کر دیا تھا' پھر آپ نے اسے چھوڑ دیا۔

باب تَلْقِيْنِ السَّارِقِ .

یہ باب ہے کہ چور کو تلقین کرنا

4892 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ اِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ

4890-اخرجه ابو داؤد في الاقضية، باب في الحبس في الدين و غيره (الحديث 3630) . واخرجه الترمذي في الديات، باب ما جاء في الحبس في التهمة (الحديث 1417) . واخرجه النسائي في قطع السارق، باب امتحان السارق بالضرب و الحبس (الحديث 4891) . تحفة الاشراف (11382) .

4891-تقدم (الحديث 4890) .

4892-اخرجه ابو داود في الحدود، باب في التلقين في الحد (الحديث 4380) واخرجه ابن ماجه في الحدود، باب تلقين السارق (الحديث 2597) . تحفة الاشراف (11861) .

اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ طَلْحَةَ عَنْ اَبِي الْمُنْذِرِ مَوْلٰى اَبِيْ ذَرٍّ عَنْ اَبِيْ اُمَيَّةَ الْمَخْزُوْمِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُتِيَ بِلِصٍّ اعْتَرَفَ اعْتِرَافًا وَلَمْ يُوْجَدْ مَعَهُ مَتَاعٌ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَا اِخَالُكَ سَرَقْتَ". قَالَ بَلٰى. قَالَ "اذْهَبُوْا بِهٖ فَاقْطَعُوْهُ ثُمَّ جِيْئُوْا بِهٖ". فَقَطَعُوْهُ ثُمَّ جَاءُوْا بِهٖ فَقَالَ لَهُ "قُلْ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ". فَقَالَ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ. قَالَ "اَللّٰهُمَّ تُبْ عَلَيْهِ".

★★ حضرت ابوامیہ مخزومی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چور کو لایا گیا' جس نے اعتراف کرلیا تھا' لیکن اس کے پاس سے سامان برآمد نہیں ہوا تھا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: میرا نہیں خیال کہ تم نے چوری کی ہوگی۔ اس نے جواب دیا: جی ہاں (میں نے چوری کی ہے) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اسے لے جاؤ اور اس کا ہاتھ کاٹ دو اور پھر اسے لے آؤ ان لوگوں نے اس کا ہاتھ کاٹ دیا اور پھر اسے لے کر آئے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم یہ پڑھو: "میں اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرتا ہوں اس بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں"۔ تو اس شخص نے کہا میں اللہ تعالیٰ سے مغفرت کرتا ہوں اور اس کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی: اے اللہ! تو اس کی توبہ کو قبول فرمالے۔

باب الرَّجُلُ يَتَجَاوَزُ لِلسَّارِقِ عَنْ سَرِقَتِهٖ بَعْدَ اَنْ يَّأْتِيَ بِهِ الْاِمَامَ وَذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى عَطَاءٍ فِيْ حَدِيْثِ صَفْوَانَ بْنِ اُمَيَّةَ فِيْهِ.

یہ باب ہے کہ آدمی کا' چور کے چوری کرنے کے بعد' اس سے درگزر کرنا

اور یہ درگزر کرنا' اسے حکام کے پاس لانے کے بعد ہو' اس بارے میں حضرت صفوان بن امیہ رضی اللہ عنہ کی نقل کردہ حدیث میں عطاء نامی راوی پر ہونے والے اختلاف کا تذکرہ

4893 - اَخْبَرَنَا هِلَالُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ اُمَيَّةَ اَنَّ رَجُلًا سَرَقَ بُرْدَةً لَهٗ فَرَفَعَهٗ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَمَرَ بِقَطْعِهٖ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ تَجَاوَزْتُ عَنْهُ. فَقَالَ "اَبَا وَهْبٍ اَفَلَا كَانَ قَبْلَ اَنْ تَاْتِيَنَا بِهٖ". فَقَطَعَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

★★ حضرت صفوان بن امیہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص نے ان کی چادر چوری کرلی' وہ اسے لے کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا' تو انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! میں اس سے درگزر کرتا ہوں' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابووہب! تم نے اسے ہمارے پاس لانے سے پہلے ایسا کیوں نہیں کیا؟ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس چور کا ہاتھ کٹوا دیا۔

4893- اخرجه ابو داؤد في الحدود، باب من سرق من حرز (الحديث 4394) بنحوه و اخرجه النسائي في قطع السارق، الرجل يتجاوز للسارق عن سرقته بعد ان ياتي به الامام و ذكر الاختلاف على عطاء في حديث صفوان بن امية فيه (الحديث 4894) و (الحديث 4895) مرسلاً، وما يكون حرزًا و ما لا يكون (الحديث 4896 و 4898 و 4899) و اخرجه ابن ماجه في الحدود، باب من سرق من الحرز (الحديث 2595) بنحوه. تحفة الاشراف (4943).

4894 - اَخْبَرَنِی عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ حَنْبَلٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِی قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ مُرَقِّعٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ اُمَيَّةَ اَنَّ رَجُلًا سَرَقَ بُرْدَةً فَرَفَعَهُ اِلَى النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَمَرَ بِقَطْعِهِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ تَجَاوَزْتُ عَنْهُ . قَالَ "فَلَوْلَا كَانَ هٰذَا قَبْلَ اَنْ تَاْتِيَنِیْ بِهٖ يَا اَبَا وَهْبٍ" . فَقَطَعَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

★★ حضرت صفوان بن امیہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص نے چادر چوری کر لی' وہ اسے لے کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس چور کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا۔ انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! میں اس سے درگزر کرتا ہوں' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے ابووہب! تم نے اسے میرے پاس لانے سے پہلے ایسا کیوں نہیں کیا؟ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس چور کا ہاتھ کٹوا دیا۔

4895 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمِ بْنِ نُعَيْمٍ قَالَ اَنْبَاَنَا حِبَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنِ الْاَوْزَاعِیِّ قَالَ حَدَّثَنِیْ عَطَاءُ بْنُ اَبِیْ رَبَاحٍ اَنَّ رَجُلًا سَرَقَ ثَوْبًا فَاُتِیَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَمَرَ بِقَطْعِهِ فَقَالَ الرَّجُلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هُوَ لَهٗ . قَالَ "فَهَلَّا قَبْلَ الْاٰنَ" .

★★ عطاء بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص نے کپڑا چوری کر لیا' اسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا' اس شخص نے (جس کا کپڑا چوری ہوا تھا) یہ عرض کی: یارسول اللہ! یہ کپڑا اس کا ہوا' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نے ایسا اس سے پہلے کیوں نہیں کیا؟

بَاب مَا يَكُوْنُ حِرْزًا وَّمَا لَا يَكُوْنُ .

یہ باب ہے کہ کون سی چیز محفوظ شمار ہوگی اور کون سی چیز محفوظ شمار نہیں ہوگی؟

4896 - اَخْبَرَنِیْ هِلَالُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ - هُوَ ابْنُ اَبِیْ بَشِيْرٍ - قَالَ حَدَّثَنِیْ عِكْرِمَةُ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ اُمَيَّةَ اَنَّهٗ طَافَ بِالْبَيْتِ وَصَلّٰى ثُمَّ لَفَّ رِدَاءً لَهٗ مِنْ بُرْدٍ فَوَضَعَهٗ تَحْتَ رَاْسِهٖ فَنَامَ فَاَتَاهُ لِصٌّ فَاسْتَلَّهٗ مِنْ تَحْتِ رَاْسِهٖ فَاَخَذَهٗ فَاَتٰى بِهِ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ هٰذَا سَرَقَ رِدَائِیْ . فَقَالَ لَهُ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَسَرَقْتَ رِدَاءَ هٰذَا" . قَالَ نَعَمْ . قَالَ "اذْهَبَا بِهٖ فَاقْطَعَا يَدَهٗ" . قَالَ صَفْوَانُ مَا كُنْتُ اُرِيْدُ اَنْ تُقْطَعَ يَدُهٗ فِیْ رِدَائِیْ . فَقَالَ لَهٗ "فَلَوْ مَا قَبْلَ هٰذَا" . خَالَفَهٗ اَشْعَثُ بْنُ سَوَّارٍ .

4894-تقدم في قطع السارق، الرجل يتجاوز للسارق عن سرقته بعد ان ياتي به الامام و ذكر الاختلاف على عطاء في حديث صفوان بن امية فيه (الحديث 4893) .

4895-تقدم في قطع السارق، الرجل يتجاوز للسارق عن سرقته بعد ان ياتي به الامام و ذكر الاختلاف على عطاء في حديث صفوان بن امية فيه (الحديث 4893) .

4896-تقدم في قطع السارق، الرجل يتجاوز للسارق عن سرقته بعد ان ياتي به الامام و ذكر الاختلاف على عطاء في حديث صفوان بن امية فيه (الحديث 4893) .

☆☆ حضرت صفوان بن امیہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات منقول ہے: وہ بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے' پھر انہوں نے نماز ادا کی پھر انہوں نے اپنی چادر کو لپیٹا' اسے اپنے سر کے نیچے رکھ لیا اور سو گئے۔ ایک چور آیا' اس نے ان کے سر کے نیچے سے چادر کو کھینچ لیا۔ حضرت صفوان رضی اللہ عنہ نے اسے پکڑ لیا۔ حضرت صفوان رضی اللہ عنہ اسے لے کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے' تو انہوں نے عرض کی: اس شخص نے میری چادر چوری کرنے کی کوشش کی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص سے دریافت کیا: کیا تم نے اس کی چادر چوری کی ہے؟ اس نے جواب دیا: جی ہاں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے لے جاؤ اور اس کا ہاتھ کاٹ دو۔ حضرت صفوان رضی اللہ عنہ نے عرض کی: میں یہ نہیں چاہتا تھا کہ میری چادر کی وجہ سے اس کا ہاتھ کاٹ دیا جائے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: تم نے اس سے پہلے یہ (فیصلہ کیوں نہیں کیا)

اشعث بن سوار نے اس کے برخلاف روایت نقل کی ہے (جو درج ذیل ہے)

4897 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ هِشَامٍ - يَعْنِي ابْنَ اَبِي خِيَرَةَ - قَالَ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ - يَعْنِي ابْنَ الْعَلَاءِ الْكُوفِيَّ - قَالَ حَدَّثَنَا اَشْعَثُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ صَفْوَانُ نَائِمًا فِي الْمَسْجِدِ وَرِدَاؤُهُ تَحْتَهُ فَسُرِقَ فَقَامَ وَقَدْ ذَهَبَ الرَّجُلُ فَاَدْرَكَهُ فَاَخَذَهُ فَجَآءَ بِهِ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَمَرَ بِقَطْعِهِ قَالَ صَفْوَانُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا بَلَغَ رِدَائِي اَنْ يُقْطَعَ فِيهِ رَجُلٌ . قَالَ "هَلَّا كَانَ هٰذَا قَبْلَ اَنْ تَاْتِيَنَا بِهِ" .

قَالَ اَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَشْعَثُ ضَعِيفٌ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: حضرت صفوان رضی اللہ عنہ مسجد میں سوئے ہوئے تھے۔ ان کی چادر ان کے سر کے نیچے تھی۔ وہ چوری ہو گئی۔ وہ بیدار ہو گئے اس دوران وہ شخص جا چکا تھا۔ حضرت صفوان رضی اللہ عنہ نے اسے پکڑ لیا' وہ اسے لے کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا۔ حضرت صفوان عرض کی: یا رسول اللہ! میری چادر اس حیثیت کی نہیں ہے کہ اس کی وجہ سے ایک آدمی کا ہاتھ کاٹ دیا جائے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم نے اسے میرے پاس لانے سے پہلے ایسا کیوں نہیں کیا (یعنی اسے معاف کیوں نہیں کیا)۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اشعث نامی راوی ضعیف ہے۔

4898 - اَخْبَرَنِي اَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ حَكِيمٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرٌو عَنْ اَسْبَاطٍ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ اُخْتِ صَفْوَانَ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ اُمَيَّةَ قَالَ كُنْتُ نَائِمًا فِي الْمَسْجِدِ عَلٰى خَمِيصَةٍ لِي ثَمَنُهَا ثَلَاثُونَ دِرْهَمًا فَجَآءَ رَجُلٌ فَاخْتَلَسَهَا مِنِّي فَاُخِذَ الرَّجُلُ فَاُتِيَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَمَرَ بِهِ لِيُقْطَعَ فَاَتَيْتُهُ فَقُلْتُ اَتَقْطَعُهُ مِنْ اَجْلِ ثَلَاثِينَ دِرْهَمًا اَنَا اَبِيعُهُ وَاُنْسِئُهُ ثَمَنَهَا . قَالَ "فَهَلَّا كَانَ هٰذَا قَبْلَ اَنْ تَاْتِيَنِي بِهِ" .

4897-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (5985) .

4898-تقدم في قطع السارق، الرجل يتجاوز للسارق عن سرقته بعد ان ياتي به الامام و ذكر الاختلاف على عطاء في حديث صفوان بن امية فيه (الحديث 4893) .

★★ حضرت صفوان بن امیہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں مسجد میں ایک چادر پر سویا ہوا تھا' جس کی قیمت تیس درہم تھی۔ ایک شخص آیا اس نے وہ چادر میرے پاس سے کھسکا لی پھر وہ شخص پکڑا گیا' اسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بارے میں حکم دیا کہ اس کا ہاتھ کاٹ دیا جائے' میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی کہ آپ اس کا ہاتھ تیس درہم کی وجہ سے کاٹ دیں گے؟ میں یہ اسے فروخت کرتا ہوں اور اس کی قیمت کا اس کے ساتھ ادھار کر لیتا ہوں' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم نے اسے میرے پاس لانے سے پہلے ایسا کیوں نہیں کیا؟

4899 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحِيمِ قَالَ حَدَّثَنَا اَسَدُ بْنُ مُوسٰى قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ اُمَيَّةَ اَنَّهُ سُرِقَتْ خَمِيصَتُهُ مِنْ تَحْتِ رَاْسِهِ وَهُوَ نَائِمٌ فِي مَسْجِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخَذَ اللِّصَّ فَجَآءَ بِهِ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَمَرَ بِقَطْعِهِ فَقَالَ صَفْوَانُ اَتَقْطَعُهُ قَالَ "فَهَلَّا قَبْلَ اَنْ تَاْتِيَنِي بِهِ تَرَكْتَهُ"۔

★★ حضرت صفوان بن امیہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ان کے سر کے نیچے سے ان کے چادر چوری ہو گئی' وہ اس وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں سوئے ہوئے تھے' پھر انہوں نے چور کو پکڑ لیا اور اسے لے کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس چور کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا تو حضرت صفوان رضی اللہ عنہ نے عرض کی: کیا آپ اس کا ہاتھ کاٹ دیں گے؟ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نے اسے میرے پاس لانے سے پہلے اسے کیوں نہیں چھوڑ دیا تھا؟

حد سرقہ کے لئے نصاب سرقہ کے لازم ہونے کا بیان

ہاتھ کاٹنے کے لئے چوری کا بقدر نصاب سرقہ ہونا تمام اہل سنت کے نزدیک بالاجماع ضروری ہے لیکن خوارج اور داؤد ظاہری اور ابن بنت الشافعی کے نزدیک نصاب ضروری نہیں۔ حسن بصری کا بھی یہی قول روایت میں آیا ہے کیونکہ آیت مطلق ہے اس کے علاوہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چور پر اللہ کی لعنت۔ رسی چراتا ہے تو اس کا ہاتھ کاٹا جاتا ہے اور انڈا چراتا ہے تو اس کا ہاتھ کاٹا جاتا ہے۔ رواہ البخاری ومسلم۔

ہم کہتے ہیں باجماع علماء (اگرچہ آیت میں کوئی قید اور شرط نہیں ہے لیکن) آیت اطلاق پر نہیں ہے (یعنی کوئی قید یا کچھ نہ کچھ شرط مثلاً ملکیت کا عدم تحقق کامل وغیرہ سب کے نزدیک معتبر ہے)

خارجیوں کے قول کا اعتبار نہیں اور داؤد و حسن بصری کی تنہا رائے اجماع کو نہیں توڑ سکتی۔

مسئلہ: اگر چوروں کی ایک جماعت نے چرایا ہو اور تقسیم کے بعد ایک ایک کے حصہ میں بقدر نصاب مال نہ آئے تو امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک کسی کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔ ہر شخص کے حصہ میں بقدر نصاب سرقہ مال آنا ضروری ہے۔ امام احمد کے نزدیک سب کے ہاتھ کاٹے جائیں گے۔ مذکورہ بالا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کا یہی تقاضا ہے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اگر چوری کا مال ایک نصاب سرقہ کے برابر ہو اور سب نے مل کر نکالا ہو اور مال بھی ایسا ہو جس کو منتقل

4899-تقدم في قطع السارق، الرجل يتجاوز للسارق عن سرقته بعد ان يأتي به الامام و ذكر الاختلاف على عطاء في حديث صفوان بن امية فيه (الحديث 4893)۔

ہر ایک کے حصہ میں نصاب سرقہ کے بقدر مال نہ آیا ہو۔ کرنے کے لئے باہم مدد کرنے کی ضرورت ہوتی ہو تو سب کے ہاتھ کاٹے جائیں گے ورنہ کسی کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔ جب تک

چوری سے متعلق فقہی مذاہب اربعہ کا بیان

نصاب چوری کا نصاب امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک دس درہم یا ایک دینار ہے یا کوئی مال جس کی قیمت دس درہم یا ایک دینار ہو وہ بھی نصاب سرقہ ہے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد کا قول قوی ترین روایت میں یہ ہے کہ چوری کا نصاب چوتھائی دینار یا تین درہم یا ان دونوں میں سے کسی کے برابر قیمت کا مال ہے۔ امام شافعی کے نزدیک بقدر چوتھائی دینار کے دراہم وغیرہ نصاب سرقہ ہے کیونکہ حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) کی مرفوع حدیث ہے۔ چوتھائی دینار اور زیادہ میں ہاتھ کاٹا جائے۔ حدیث کے دوسرے الفاظ اس طرح ہیں ہاتھ نہ کاٹا جائے مگر چوتھائی دینار میں۔ متفق علیہ۔

ایک روایت کے یہ الفاظ ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ڈھال کی قیمت سے کم قیمت کی چوری میں چور کا ہاتھ نہیں کاٹا جاتا تھا۔ مسلم کی روایت بایں الفاظ ہے۔ ہاتھ نہ کاٹا جائے مگر چوتھائی دینار اور اس سے اوپر (قیمت) کی چوری میں۔

مسند احمد میں حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) کی روایت کے یہ الفاظ ہیں چوتھائی دینار میں ہاتھ کاٹو۔ اس سے کم (قیمت) والی چیز میں نہ کاٹو۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چور کا ہاتھ ڈھال کی قیمت کے بقدر جو تین درہم (کی چوری) میں کٹوایا۔ رواہ البخاری ومسلم۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے موطا میں عمرہ بنت عبدالرحمن کی روایت سے لکھا ہے کہ حضرت عثمان کے دور خلافت میں کسی چور نے ایک ترنج چرا لیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ ترنج کی قیمت کی جانچ کی جائے جانچ کے بعد بارہ درہم فی دینار کے حساب سے اس ترنج کی قیمت تین درہم قائم کی گئی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے چور کا ہاتھ کٹوا دیا۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا چونکہ اسقاط حد کے لئے حیلہ کی ضرورت ہے (خفیف شبہ سے بھی سقوط حد ہو جاتا ہے) اس لئے زیادہ سے زیادہ مقدار کو نصاب سرقہ بنانا ہی زیادہ مناسب ہے اور ڈھال کی (کم سے کم) قیمت مذکورہ بالا مقدار (تین درہم) سے زیادہ بھی روایت میں آئی ہے۔ حاکم نے مستدرک میں مجاہد کی وساطت سے ایمن کا بیان نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں (چور کا) ہاتھ نہیں کاٹا گیا مگر (کم سے کم) ڈھال کی قیمت (کے بقدر چوری) میں اور اس زمانہ میں ڈھال کی قیمت ایک دینار (دس یا بارہ درہم) تھی۔

امام احمد اور امام شافعی نے ابن اسحاق کی وساطت سے عمرو بن شعیب کی روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ڈھال کی قیمت دس درہم تھی۔ ابن ابی شیبہ نے مصنف کی کتاب اللقطہ میں سعید بن مسیب کے حوالہ سے ایک مزنی شخص کی روایت لکھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب (چوری) ڈھال کی قیمت کے برابر ہو تو چوری کرنے والے کا ہاتھ کاٹ دیا جائے اور ڈھال کی قیمت دس درہم تھی۔ دار قطنی اور امام احمد نے سالم بن قتیبہ از زفر بن ہذیل از حجاج بن ارطاۃ از عمرو بن شعیب

از شعیب از جد شعیب کی اسناد سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چور کا ہاتھ نہ کاٹا جائے مگر دس درہم (کی چوری) میں عبدالرزاق اور طبرانی نے قاسم بن محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی موقوف روایت سے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن مسعود کا قول نقل کیا ہے کہ ہاتھ کاٹنے کا حکم نہیں ہے مگر ایک دینار یا دس درہم (کی چوری) میں۔ یہ روایت موقوف منقطع ہے کیونکہ قاسم بن محمد کی سماعت حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ثابت نہیں۔

حق یہ ہے کہ جمہور نے جن احادیث سے استدلال کیا ہے وہ بالکل صحیح ہیں اور یہ احادیث ضعیف ہیں اور زیادہ محتاط مسلک اس وقت اختیار کیا جاتا ہے جب دونوں مقابل احادیث قوت وضعف میں ایک جیسی طاقت رکھتی ہوں۔ ابن اسحاق سالم زفر اور حجاج بن ارطاۃ جو عمرو بن شعیب والی حدیث کے راوی ہیں سب ضعیف ہیں اور راوی کا یہ قول کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ڈھال کی قیمت دس درہم ہوتی تھی اس کی بنا صرف گمان اور تخمین پر ہے ورنہ یہ بات یقینی ہے کہ ڈھال کی قیمت کبھی تین اور کبھی دس درہم ہوتی ہے اور کبھی اس سے زیادہ بھی ہوتی ہے۔ جیسی ڈھال ویسی ہی اس کی قیمت۔ اس صورت میں حدیث لن یقطع ید السارق علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی ادنی من ثمن المجمل قرار پائے گی۔

اور احادیث یقطع فی ربع دینار اور لا یقطع الا فی ربع دینار اور اقطعوا فی ربع دینار ولا تقطعوا فیما ہوا ادنی من ذلک محکم ہیں۔ ان کے مقابلہ پر اگر کوئی حدیث آسکتی ہے تو ولا یقطع السارق الا فی عشرۃ دراہما آسکتی ہے۔ مگر یہ حدیث مرفوع نہیں اس کو مرفوع کہنا صحیح نہیں اور اختلاف کے موقع پر حدیث موقوف کو استدلال میں نہیں پیش کیا جاسکتا یہ مسئلہ اجماعی ہے۔

روایت میں آیا ہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے کہا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے کہ چوتھائی دینار اور اس سے زائد کی چوری میں ہاتھ کاٹا جائے پھر آپ کیسے کہتے ہیں کہ دس درہم اور اس سے زائد کی چوری میں ہاتھ کاٹا جائے اس سے کم میں نہ کاٹا جائے۔

امام محمد نے ایمن بن اُمّ ایمن کی حدیث استدلال میں پیش کی جو مجاہد کی روایت سے آئی ہے یہ ایمن وہی ہیں جو حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کے اخیافی بھائی تھے۔ امام شافعی نے جواب دیا کہ ایمن کی شہادت تو غزوۂ حنین میں مجاہد کی پیدائش سے پہلے ہوگئی تھی۔ ابو حاتم نے بیان کیا ہے کہ ایمن جو اس حدیث کے راوی ہیں وہ نہیں ہیں جو اُمّ ایمن کے بیٹے اور صحابی رضی اللہ عنہ تھے اور حنین کی جنگ میں شہید ہوئے تھے بلکہ یہ تابع ہیں جنہوں نے نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا نہ چاروں خلفاء میں سے کسی خلیفہ کا۔

میں کہتا ہوں کہ اُمّ ایمن نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: کو گودوں میں کھلایا تھا ان کی عمر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ تھی۔ ان کا بیٹا وہ شخص کیسے ہوسکتا ہے جو کسی خلیفہ کے زمانہ میں پیدا بھی نہیں ہوا تھا۔

بعض علماء نے لکھا ہے کہ ایمن دو تابعیوں کا نام تھا۔ ایک ابن الزبیر تھے۔ دوسرے ابن ابی عمرو کے آزاد کردہ غلام ابن ابی حاتم اور ابن حبان نے دونوں کو ایک ہی قرار دیا ہے خلاصہ یہ کہ حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما والی حدیث کے مقابلہ پر نہیں لائی جاسکتی۔

بے قدر و قیمت والی چیز کی چوری پر حد نہ ہونے کا بیان

جس ملک میں جو چیز بے قیمت بے قدر اور عام طور پر مباح ہو اس کی چوری میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا جیسے لکڑی خشک گھاس بانس مچھلی پرندے جنگلی شکار کے جانور (چونہ عمارتی گچ وغیرہ جو کھانے کی چیز جلد سڑ جاتی ہے اس کی چوری میں بھی ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا جیسے سالن دودھ دہی گوشت تازہ تر پھل تر کھجوریں تینوں اماموں کے نزدیک اگر ان چیزوں کو محفوظ کر کے رکھ لیا جائے تو ان کی چوری میں ہاتھ کاٹا جائے گا کیونکہ آیت میں عموم ہے (اس عموم میں ہر چیز داخل ہے) امام صاحب نے فرمایا آیت کا عموم تو باتفاق علماء مراد نہیں ہے۔ نصاب سرقہ سے کم مقدار بہر حال مخصوص ہے۔ لہٰذا ان مذکورہ چیزوں کو استثناء۔ حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) کی حدیث کی روشنی میں کیا جائے گا۔ حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں حقیر بے مقدار چیز کی چوری میں چور کا ہاتھ نہیں کاٹا جاتا تھا۔ یہ حدیث عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ بن سلیمان کی وساطت سے بروایت ہشام بن عروہ از عائشہ (رضی اللہ عنہا): آئی ہے اور ابن ابی شیبہ رضی اللہ عنہ نے اسی سند سے مسند میں اس کو ذکر کیا ہے۔ بصورت ارسال بسند وکیع از ہشام بن عروہ رضی اللہ عنہ از عروہ بھی یہ حدیث منقول ہے۔ عبدالرزاق نے مصنف میں ابن جریج از ہشام اور اسحاق بن راہویہ نے عیسیٰ بن یونس از ہشام اور ابن عدی نے الکامل میں عبداللہ بن قبیصہ فزاری از ہشام بن عروہ از عائشہ: (رضی اللہ عنہا) نقل کیا ہے۔ ابن عدی نے عبداللہ بن قبیصہ پر کوئی جرح بھی نہیں کی صرف اتنا کہا ہے کہ عبداللہ کی متابعت کسی نے نہیں کی۔ لیکن متقدمین نے اس کے متعلق کوئی کلام نہیں کیا۔

ابن ہمام نے لکھا ہے یہ امر بالکل ظاہر ہے کہ یہ تمام مرسل احادیث قابل استدلال ہیں۔ ابن ابی شیبہ نے اس کو موصولاً بھی بیان کیا ہے۔ عبدالرزاق نے اپنی سند سے بیان کیا کہ عبداللہ بن یسار نے کہا۔ عمر رضی اللہ عنہ بن عبدالعزیز کی خدمت میں ایک شخص کو پیش کیا گیا جس نے مرغی چرائی تھی آپ نے اس کا ہاتھ کٹوانے کا ارادہ کیا تو سلمہ بن عبدالرحمٰن نے فرمایا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ پرندوں کی چوری میں ہاتھ کاٹنے کی سزا نہیں ہے۔ اس روایت کی سند میں ایک راوی جابر جعفی ہے۔

ابن ابی شیبہ نے بروایت عبدالرحمٰن بن مہدی از زہیر بن محمد از یزید بن حفصہ بیان کیا کہ عمر بن عبدالعزیز کی خدمت میں ایک شخص کو پیش کیا گیا۔ جس نے کوئی پرندہ چرایا تھا آپ نے سائب بن یزید سے فتویٰ پوچھا۔ سائب نے کہا میں نے کسی کو نہیں دیکھا کہ پرندہ کی چوری میں اس کا ہاتھ کاٹا ہو۔ پرندہ کی چوری میں اس کو ہاتھ کاٹنے کی سزا نہیں دی جائے گی۔ عمر بن عبدالعزیز نے چور کو چھوڑ دیا۔

ابوداؤد نے مراسیل میں جریر بن حازم کی روایت سے حسن بصری کا قول لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں کھانے (کی چوری) میں ہاتھ نہیں کٹواؤں گا۔ شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس حدیث کا ذکر کیا ہے اور سوائے مرسل ہونے کے اور کوئی خرابی نہیں بیان کی مگر ہمارے نزدیک مرسل قابل استدلال ہے۔

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھلوں کی چوری میں ہاتھ کاٹنے کی سزا نہیں ہے۔ رواہ الترمذی عن لیث بن سعد والنسائی وابن ماجۃ عن سفیان بن عیینہ ولیث وسفیان کلاہما عن یحییٰ بن سعید عن محمد بن یحییٰ

بن حبان عن عمہ واسع ورواہ ابن حبان فی صحیحہ۔

اگر کسی روایت کے منقطع اور موصول ہونے میں تعارض پڑ جائے تو موصول قرار دینا اولیٰ ہوتا ہے کیونکہ موصول میں زیادتی ہوتی ہے اور ثقہ راوی کی طرف سے زیادتی قابل قبول ہے۔

طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ اس حدیث کو ساری امت نے قبول کیا ہے۔ علماء نے لکھا ہے کہ اس حدیث میں ثمر سے مراد وہ پھل ہیں جو درخت میں لگے ہوئے خصوصی تحفظ نہ ہونے کی وجہ سے ایسے پھلوں کی چوری میں ہاتھ نہیں کاٹا جاتا۔

عمرو بن شعیب نے اپنے دادا حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان پھلوں کے متعلق دریافت کیا گیا جو درخت میں لگے ہوئے ہوں۔ فرمایا جو ضرورت مند اس کو اپنے منہ سے لے لے (یعنی کھا لے) اور جھولی نہ بنائے تو اس پر کوئی سزا نہیں اور جو شخص ان پھلوں میں سے نکال کر باہر لے آئے تو اس پر دوگنا تاوان ہوگا اور اگر پھلوں کو خشک کرنے کے مقام پر پہنچا دیا گیا ہو اور پھر اس میں سے کوئی چوری کرے اور ڈھال کی قیمت کے برابر چوری کے پھلوں کی قیمت ہو جائے تو اس پر ہاتھ کاٹنے کی سزا ہے۔ ابوداؤد نے یہ حدیث ابن عجلان اور ولید بن کثیر اور عبیداللہ بن اخنس اور محمد بن اسحاق کی روایت سے لکھا ہے اور ان چاروں نے عمرو بن شعیب کی روایت کو بیان کیا ہے۔

نسائی نے یہ حدیث نقل کی ہے اور سند اس طرح قائم کی ہے از وہب از عمرو بن حارث و ہشام بن سعد از عمرو بن شعیب۔ نسائی کی حدیث اس طرح ہے کہ قبیلہ مزینہ کے ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان بکریوں (کی چوری) کا حکم دریافت کیا جو رات کو گھر واپس نہ آ سکی ہوں۔ چراگاہ میں ہی رہ گئی ہوں۔

فرمایا ان کو چرانے پر دوگنی قیمت دی جائے اور مارا جائے اور ایسی سزا دی جائے جو دوسروں کے لئے باعث عبرت ہو اور جو بکری وغیرہ تھان پر سے چرائی ہو تو اس کی سزا ہاتھ کاٹنا ہے۔ بشرطیکہ اس کی قیمت ڈھال کی قیمت کے برابر ہو جائے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ان پھلوں کا کیا حکم ہے جو اپنے غلاف کے اندر ہوں۔

فرمایا جو شخص ان میں سے اپنے منہ سے لے لے اور جھولی نہ بنائے (یعنی صرف وہیں کھا لے تو اس پر کچھ (تاوان وغیرہ) نہیں ہے اور جو اٹھا کر لے آئے تو اس کی دوہری قیمت اور مار پیٹ اور عبرتناک سزا ہونی چاہئے اور اگر خشک کرنے کے مقام سے چرا لئے ہوں تو ہاتھ کاٹنے کی سزا ہوگی۔ رواہ احمد والنسائی۔

بعض روایات کے الفاظ اس طرح ہیں (دریافت کیا گیا) درختوں پر لگے ہوئے پھلوں (کو لے لینے) کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حکم ہے۔

فرمایا درختوں پر لگے ہوئے پھلوں کو لینے پر ہاتھ کاٹنے کی سزا نہیں ہے۔ ہاں اگر پھل خشک کرنے کے مقام پر آ گئے ہوں اور ان میں سے اتنے لے لئے جائیں کہ ان کی قیمت ڈھال کی قیمت کے برابر ہو جائے تو اس میں قطع دست کی سزا ہے اور اگر ڈھال کی قیمت سے کم قیمت کے ہوں تو دوگنا تاوان اور عبرتناک سزا تازیانہ ہے۔ حاکم نے بھی اصل حدیث اسی طرح نقل کی ہے اور صراحت کی ہے کہ ہمارے امام اسحاق بن راہویہ کا قول ہے کہ عمرو بن شعیب کی حدیث بیان کرنے والا راوی اگر ثقہ ہو تو وہ ایسا ہی

سند مسلسل ہے جیسے ایوب از نافع از ابن عمر۔ ابن ابی شیبہ نے اس حدیث کو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما پر لے جا کر ٹھہرا دیا (یعنی حدیث موقوفاً بیان کی ہے) حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ پھلوں کی چوری میں قطع دست نہیں۔ جب تک پھل اپنے خشک کرنے کے مقام میں نہ پہنچ جائیں۔

امام مالک امام شافعی اور امام احمد کے نزدیک محفوظ رکھے ہوئے پھلوں کی چوری موجب قطع ہے۔ حدیث مذکور سے ان کے مسلک کی تائید ہوتی ہے مزید تائید حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اس فیصلہ سے ہوتی ہے جو امام مالک نے موطا میں بیان کیا ہے کہ کسی چور نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ترنج چرا لیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ترنج کی قیمت جانچنے کا حکم دیا اس کی قیمت تین درہم جانچی گئی بشرطیکہ ایک دینار کے بارہ درہم قرار دیئے جائیں۔ حضرت نے چور کا ہاتھ کٹوا دیا۔ امام مالک نے ترنج سے مراد یہی معمولی ترنج لی ہے۔ جس کو لوگ کھاتے ہیں۔ لیکن ابن کنانہ نے کہا وہ چنے کے برابر سونے کا ترنج تھا جس میں خوشبو رکھی جاتی تھی۔ امام مالک نے اس قول کی تردید کی ہے اور فرمایا ہے کہ اگر وہ ترنج سونے کا ہوتا تو اس کی قیمت نہیں جانچی جاتی (بلکہ وزن کیا جاتا ہے سونے کا اندازہ وزن سے کیا جاتا ہے۔ قیمت سے نہیں کیا جاتا)

حنفیہ نے ان احادیث کا جواب متعدد طریقوں سے دیا ہے۔

(۱) چونکہ یہ حدیث صراحتاً آیت قرآنی کے خلاف ہے اس لئے اس کے ظاہر پر عمل نہیں کیا جائے گا اللہ نے فرمایا ہے فَاعْتَدُوْا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰی جتنی زیادتی اس نے تم پر کی اتنا ہی بدلہ تم اس کو دو اور حدیث مذکور میں پھلوں اور جنگل میں رہی ہوئی بکری کی چوری دوگنا تاوان دینے کا حکم ہے یہ معنوی انقطاع ہے اس لئے حدیث پر عمل نہ کرنا واجب ہے۔

(۲) دونوں حدیثوں میں تعارض ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ پھلوں کی چوری میں قطع دست نہیں۔ یہ مطلق حکم ہے پھل خشک کرنے کی جگہ پر لے آئے گئے ہوں یا باغ میں پڑے ہوں سب کو یہ ممانعت قطع شامل ہے لیکن اوپر کی پیش کردہ حدیث میں اگر پھل محفوظ کر لئے گئے ہوں اور خشک کرنے کے مقام میں آ گئے ہوں اور اس وقت ان کی چوری کی جائے تو ہاتھ کاٹنے کا حکم ہے۔ اس تعارض کو دور کرنے کی صورت یا تو تقسیم ہے کہ تر پھل چرانے پر قطع دست کی سزا نہ ہو اور خشک پھلوں کی چوری موجب قطع ہو یا عدم قطع کو قطع پر ترجیح دی جائے (اور خشک پھل ہوں یا تر کسی کی چوری کو موجب قطع نہ قرار دیا جائے) کیونکہ حدود کو ساقط کرنے کا حکم ہے اور عدم قطع کی ترجیح کی صورت میں سقوط حد ہو جائے گا۔

جس کھانے کی چوری پر قطع دست نہ کرنے کا حکم ہے اس سے مراد وہ کھانا ہے جس کا بگاڑ جلدی ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اس امر پر اجماع علماء ہے کہ گیہوں اور دوسرے خشک غلہ کی چوری موجب قطع ہے اسی طرح شکر کی چوری پر بھی ہاتھ کاٹا جائے گا۔ البتہ قحط سالی ہو تو غلہ کی چوری میں قطع دست نہ ہوگا کیونکہ بظاہر ایسی چوری پیٹ بھرنے کے لئے کی جاتی ہے اور پیٹ بھرنے کے لئے لے لینا جائز ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اضطراری بھوک کی وجہ سے چوری کرنے میں قطع دست نہیں ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا قحط کے سال میں قطع دست نہیں ہے (کیونکہ ایسے وقت میں بظاہر کھانے کے لئے ہی لوگ چوری کرتے ہیں)

متعدد بار چوری کرنے والے سے متعلق حد سرقہ کا بیان

پہلی چوری پر ہاتھ کاٹے جانے کے بعد اگر دوبارہ چوری کرلے یا دایاں ہاتھ (کسی وجہ سے) پہلے ہی سے کٹا ہوا ہو اور اس حالت میں چوری کرے تو اجماع کا حکم ہے کہ چور کا بایاں پاؤں کاٹا جائے۔ بایاں پاؤں کاٹنے کا حکم اس آیت میں نہیں ہے۔ آیت میں صرف ہاتھ کاٹنے کا حکم ہے اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت کی وجہ سے ہاتھ سے مراد دایاں ہاتھ ہے لہٰذا آیت میں تو دایاں ہاتھ کاٹنے کا حکم ہے اب دوبارہ چوری کرنے پر دایاں ہاتھ تو کاٹا ہی نہیں جاسکتا۔ محل قطع موجود ہی نہیں ہے تو دوبارہ قطع کیسے ہوگا۔ ہاں سنت اور اجماع کی وجہ سے بایاں پاؤں کاٹا جائے گا۔

اور اگر چور کا پہلے سے ہی دایاں ہاتھ اور بایاں پاؤں کٹا ہوا ہو یا چوری میں ہاتھ پاؤں کاٹ دیا گیا ہو اور تیسری بار چوری کرے تو امام اعظم اور امام احمد کے نزدیک قطع کی سزا اس کو نہیں دی جائے گی بلکہ قید میں ڈال دیا جائے گا اور تعزیر کی جائے گی۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک دوسری مرتبہ کی چوری میں بایاں پاؤں اور تیسری مرتبہ کی چوری میں بایاں ہاتھ اور چوتھی مرتبہ کی چوری میں دایاں پاؤں کاٹ دیا جائے گا۔

امام احمد کا بھی ایک قول اسی طرح روایت میں آیا ہے۔ پھر پانچویں مرتبہ چوری کرنے پر تعزیر و قید کی سزا دی جائے گی۔

عطار اور عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ اور عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا قول آیا ہے کہ پانچویں مرتبہ چرانے پر اس کو قتل کر دیا جائے گا۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت جابر بن عبداللہ کی روایت کو اپنے مسلک کے ثبوت میں پیش کیا ہے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک چور کو پیش کیا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا ہاتھ کٹوا دیا۔ کچھ مدت کے بعد اس نے پھر چوری کی اور اس کو پیش کیا گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا پاؤں کٹوا دیا۔ مدت کے بعد اس نے پھر چوری کی اور پیشی ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا (دوسرا) ہاتھ کٹوا دیا اس نے پھر چوری کی اور پیشی ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا (دوسرا پاؤں) کٹوا دیا (پانچویں بار) اس نے پھر چوری کی اور پیشی میں آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو قتل کرا دیا۔ رواہ الدار قطنی۔

اس کی سند میں ایک راوی محمد بن یزید بن سنان ہے جو ضعیف ہے۔

ابو داؤد اور نسائی نے حدیث ان الفاظ میں لکھی ہے کہ ایک چور کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ فرمایا اس کو قتل کر دو۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس نے تو چوری کی ہے۔ فرمایا (اسکا ہاتھ) کاٹ دو (ہاتھ) کاٹ دیا گیا۔ پھر دوبارہ (چوری کے جرم میں) اسکو پیش کیا گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسکو قتل کر دو۔ عرض کیا گیا: اس نے تو چوری کی ہے فرمایا: تو (بایاں پاؤں) قطع کر دو۔ سہ بار پھر (چوری کے جرم میں) اسکو پیش کیا گیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما دیا اس کو قتل کر دو۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس نے تو چوری کی ہے فرمایا (تو اسکا دوسرا ہاتھ) کاٹ دو۔ حکم کی تعمیل میں (دوسرا ہاتھ) کاٹ دیا گیا پھر چوتھی بار پیشی ہوئی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسکو قتل کر دو۔ صحابہ

رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اس نے تو چوری کی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو (اس کا دوسرا پاؤں) کاٹ دو (پاؤں قطع کر دیا گیا) پھر پانچویں مرتبہ کی پیشی پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو قتل کر دو۔ جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے ہم اس واونٹوں کے تھان پر لے گئے اور چت لٹا کر قتل کر دیا۔ پھر کھینچ کر کنوئیں میں ڈال دیا اور اوپر سے سنگ باری کی۔

اس روایت میں ایک راوی مصعب بن ثابت ہے جو بقول نسائی قوی نہیں ہے اور حدیث منکر ہے۔ اس مبحث کی کوئی صحیح حدیث میرے علم میں نہیں آئی۔

چور کو قتل کرنے کی ایک حدیث حارث بن حاطب جمحی کی روایت سے نسائی اور حاکم نے اور عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کی روایت سے ابونعیم نے الحلیہ میں بھی لکھی ہے۔

ابن عبدالبر نے لکھا ہے کہ چور کو قتل کرنے کی حدیث منکر ہے جس کی کوئی اصل نہیں۔ امام شافعی نے کہا کہ یہ حدیث منسوخ ہے کسی عالم کا اس میں اختلاف نہیں۔ ابن عبدالبر نے لکھا ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ابو مصعب نے جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے متعلق بیان کیا ہے کہ یہ دونوں بزرگ چور کو قتل کرنے کا فیصلہ کرتے تھے یہ بیان ہی غلط ہے اس کی کوئی اصل نہیں کیونکہ یہ حضرات اجماع کے خلاف نہیں کر سکتے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر چور چوری کرے تو اس کا ہاتھ کاٹ دو۔ پھر چوری کرے تو اس کی ٹانگ کاٹ دو پھر چوری کرے تو اس کا ہاتھ کاٹ دو پھر چوری کرے تو اس کا پاؤں کاٹ دو۔ رواہ الدارقطنی۔ اس روایت میں ایک راوی واقدی ہے جس کو امام احمد نے کذاب کہا ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو ایک اور سلسلہ سے بروایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوعاً بیان کیا ہے اور عصمہ بن مالک کی روایت سے طبرانی اور بیہقی نے اس کو لکھا ہے۔ مگر اس کی اسناد بھی ضعیف ہے۔ دارقطنی نے لکھا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا میرے سامنے حضرت عمر رضی اللہ عنہ بن الخطاب نے ایک ہاتھ اور ایک پاؤں کے بعد ہاتھ کٹوایا تھا۔

امام مالک نے مؤطا میں عبدالرحمٰن بن قاسم کی وساطت سے قاسم کا بیان نقل کیا ہے کہ یمن کا ایک آدمی جس کا ایک ہاتھ اور ایک پاؤں کٹا ہوا تھا آیا اور حضرت ابوبکر کے پاس اترا اور شکایت کی کہ یمن کے حاکم نے مجھ پر ظلم کیا ہے۔ یہ شخص رات کو نمازیں پڑھا تا تھا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اس سے فرماتے تھے تیرے باپ کی قسم تیری رات تو چور کی رات نہیں ہے۔ (عبادت گزار کی رات ہے)

کچھ مدت کے بعد حضرت اسماء بنت عمیس (زوجہ صدیق اکبر) کا ہار گم ہو گیا (لوگوں نے تلاش شروع کی) وہ شخص بھی لوگوں کے ساتھ گھومتا پھرتا اور کہتا تھا اے اللہ جس نے اس نیک گھر کے رہنے والوں پر رات کو حملہ کیا ہے اس کی پکڑ تیرے ذمے ہے۔ آخر وہ ایک زیور ایک سنار کے پاس مل گیا اور سنار نے کہا وہ ہاتھ کٹا لے کر آیا تھا۔ ہاتھ کٹے نے بھی اقرار کیا اور سنار نے شہادت بھی دی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بایاں ہاتھ کاٹنے کا حکم دے دیا اور اس کا بایاں ہاتھ کاٹ دیا گیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس کی بددعا اپنے لئے خود اس کے اوپر اس کی چوری سے بھی زیادہ اثر انداز ہوئی۔ اس روایت کی سند میں انقطاع

ہے۔ عبدالرزاق نے بھی اسطرح کی روایت نقل کی ہے۔

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ بن حسن نے موطا میں لکھا ہے کہ زہری نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان نقل کیا حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے فرمایا جس شخص نے حضرت اسماء کا زیور چرایا تھا اس کا دایاں ہاتھ (پہلے سے) کٹا ہوا تھا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس کا بایاں پاؤں کٹوا دیا۔ امام محمد رضی اللہ عنہ نے فرمایا زہری اس حدیث کو دوسروں سے زیادہ جانتے تھے۔

ہماری دلیل وہ حدیث ہے جو امام محمد نے کتاب الآثار میں نقل کی ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے عمرو بن کی روایت سے عبداللہ بن سلمہ کا بیان نقل کیا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا اگر چور چوری کرے تو میں اس کا دایاں ہاتھ کاٹ دوں گا۔ پھر دوبارہ چوری کرے گا تو بایاں پاؤں کاٹ دوں گا۔ پھر چوری کرے گا تو قید میں بند کر دوں گا یہاں تک کہ وہ نیکی کرنے لگے مجھے اللہ سے شرم آتی ہے کہ میں اس کی ایسی حالت کر کے چھوڑ دوں کہ اس کے پاس نہ کھانے اور استنجا کرنے کے لئے ہاتھ باقی رہے نہ چلنے کے لئے پاؤں۔

عبدالرزاق نے مصنف میں معمر کا بیان بحوالہ جابر رضی اللہ عنہ نقل کیا ہے کہ شعبی نے فرمایا حضرت علی رضی اللہ عنہ صرف ایک ہاتھ اور ایک پاؤں کٹواتے تھے پھر بھی اگر چور چوری کرتا تھا تو اس کو قید کر دیا کرتے تھے اور فرماتے تھے مجھے اللہ سے شرم آتی ہے۔ الی آخر الحدیث۔

ابن ابی شیبہ نے مصنف میں شعبی کی روایت کی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ کا عمل اور فرمان بروایت حاتم بن اسماعیل از امام جعفر بن محمد از امام محمد زین العابدین نقل کیا ہے۔ بیہقی نے عبداللہ بن سلمہ کا بیان نقل کیا ہے کہ حضرت علی کی خدمت میں ایک چور کو پیش کیا گیا آپ نے اس کا ہاتھ کٹوا دیا پھر (دوبارہ چوری کے جرم میں) اس کو پیش کیا گیا تو آپ نے اس کا پاؤں کٹوا دیا پھر (تیسری بار جرم سرقہ میں) اس کو پیش کیا گیا تو فرمایا کیا میں اس کا (دوسرا) ہاتھ بھی کاٹ دوں پھر کس چیز سے یہ استنجا کرے گا اور کس چیز سے کھائے گا کیا میں اس کا (دوسرا) پاؤں بھی کاٹ دوں تو یہ کس بل پر چلے گا۔ مجھے اللہ سے شرم آتی ہے اس کے بعد آپ نے اس کو پٹوایا اور ہمیشہ کے لئے جیل میں ڈال دیا۔

تنقیح عبدالہادی میں ابو سعید مقبری کا بیان مذکور ہے کہ میں موجود تھا میرے سامنے ہی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک شخص کو پیش کیا گیا جس کا ایک ہاتھ اور ایک پاؤں کٹا ہوا تھا اور (پھر بھی) اس نے چوری کی تھی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا آپ لوگوں کی اس بارے میں کیا رائے ہے لوگوں نے کہا (اس کا ہاتھ) کٹوا دیا دیجئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ایسی صورت میں تو (گویا) میں اس کو قتل ہی کر دوں گا۔ حالانکہ اس پر قتل کا جرم نہیں ہے۔ یہ کس چیز سے کھانا کھائے گا۔ کس چیز سے نماز کے لئے وضو کرے گا۔ کس چیز سے غسل جنابت کرے گا کس طرح اپنے کام پورے کرے گا۔ پھر آپ نے چند روز تک اس کو جیل میں رکھا اور چند روز کے بعد نکلوا کر پھر صحابہ رضی اللہ عنہم سے مشورہ کیا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے وہی مشورہ دیا جو پہلے دیا تھا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی وہی فرمایا جو پہلے فرمایا تھا۔ پھر اس کو سخت کوڑے لگوا کر چھوڑ دیا۔

سعید نے بروایت ابوالاحوص از سماک بن حرب از عبدالرحمٰن بن عامر بیان کیا۔ حضرت عبدالرحمٰن نے کہا کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک شخص کو پیش کیا گیا جس کا ایک ہاتھ اور ایک پاؤں کٹا ہوا تھا اور اس نے چوری کی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کا پاؤں کاٹنے کا حکم دے دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ تو فرماتا ہے: اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِیْنَ یُحَارِبُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ۔ آپ نے اس کا ایک ہاتھ اور ایک پاؤں تو کٹوا ہی دیا ہے اب مناسب نہیں کہ اس کا دوسرا پاؤں بھی کٹوا کر ایسی حالت میں کر کے چھوڑ دیا جائے کہ چلنے کے لئے اس کے پاس پاؤں ہی نہ رہے یا تو اس کو تعزیر کیجئے یا اس کو قید خانہ میں ڈال دیجئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو قید خانہ میں ڈال دیا۔ یہ روایت بیہقی نے بیان کی ہے۔

ابن ابی شیبہ نے مصنف میں سماک کی روایت سے لکھا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے چور کے متعلق صحابہ رضی اللہ عنہم سے مشورہ لیا۔ سب نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قول پر اتفاق رائے کیا۔

مکحول کا بیان ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کوئی چوری کرے تو اس کا ہاتھ کاٹ دو پھر کرے تو اس کا پاؤں کاٹ دو اور (پھر کرے تو) اس کا دوسرا ہاتھ نہ کاٹو اور اس کو رہنے دو کہ (ایک ہاتھ سے) کھائے اور استنجا کرے مگر مسلمانوں سے اس کو روک دو (یعنی قید کر دو کہ مسلم معاشرے میں وہ فساد نہ کرے)۔

ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قول کے موافق نقل کیا ہے اس سے ثابت ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی رائے پر سب کا اجماع ہو گیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی اسی قول کی طرف رجوع کر لیا۔

اور جس حدیث کو امام شافعی نے ثبوت میں پیش کیا ہے وہ یا تو بالکل بے اصل ہے یا منسوخ ہے۔ اگر صحابہ رضی اللہ عنہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل کا علم ہوتا تو وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف پیش کرتے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی یہ نہیں کہتے کہ مجھے اللہ سے شرم آتی ہے کیونکہ اللہ نے تو خود فرما دیا ہے کہ اللہ کے دین کے معاملہ میں تمہارے اندر ان دونوں کے متعلق کوئی نرمی نہ پیدا کرو۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فرمان کی روشنی میں ایک مسئلہ یہ بھی سامنے آ جاتا ہے کہ جس کا بایاں ہاتھ یا بائیں ہاتھ کا انگوٹھا یا دایاں پاؤں کٹا ہوا ہو یا سوکھا ہوا ہو اور پہلی بار چوری کرے تو اس کا دایاں ہاتھ کاٹا جایا کیونکہ (حقیقت میں) یہ اس کا قتل ہو جائے گا۔ حالانکہ اس پر جرم قتل عائد نہیں ہے۔ واللہ اعلم۔

ہاتھ کاٹنے کے بعد داغ دینے کا بیان

کاٹنے کے بعد داغ دینا بھی چاہئے تا کہ (خون نکل کر) ہلاک نہ ہو جائے۔ امام احمد اور امام شافعی کے نزدیک داغنا مستحب ہے۔ حاکم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک چور کو پیش کیا گیا جس نے چادر چرائی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے خیال میں اس نے چوری نہیں کی۔ چور بولا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیوں نہیں کی؟ (یعنی میں نے یقیناً چوری کی ہے) فرمایا: اس کو لے جاؤ اور (ہاتھ) کاٹ دو پھر داغ بھی دو۔ پھر میرے پاس لے آؤ۔ چنانچہ اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا اور داغ بھی دیا گیا۔ پھر اس کو پیش کیا گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ سے توبہ

کر۔ چور نے کہا: میں اللہ سے توبہ کرتا ہوں۔ فرمایا: اللہ بھی تجھ پر مہربان ہوگیا (اس نے تیری توبہ قبول کر لی اور رحمت نازل فرمادی)۔

حاکم نے کہا یہ حدیث برشرط مسلم صحیح ہے ابوداؤد نے اس حدیث کو مراسیل میں لکھا ہے اور قاسم بن سلام نے غریب الحدیث میں۔ دارقطنی نے موقوفاً لکھا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کے ہاتھ جوڑ سے کٹوادیے۔ پھران کو داغ دیا۔

چور کے اقرار کے سبب ثبوت حکم میں مذاہب اربعہ کا بیان

چور کے ایک بار اقرار کرنے سے امام اعظم اور امام محمد امام مالک اور امام شافعی اور اکثر علماء کے نزدیک ہاتھ کاٹنا واجب ہوجاتا ہے لیکن امام احمد امام ابویوسف ابن ابی لیلیٰ زفر اور ابن شبرمہ دو بار اقرار کے بغیر قطع کی اجازت نہیں دیتے۔ امام ابویوسف کے نزدیک دو اقرار دو مجلسوں میں ہونے چاہئیں۔ یہ حضرات حضرت ابوامیہ مخزومی کی روایت سے استدلال کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: کی خدمت میں ایک چور کو پیش کیا گیا جس نے اقرار کرلیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے خیال میں تو نے چوری نہیں کی کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلاشبہ کی چور نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر وہی پہلی بات دو دیا تین بار لوٹائی (اور اس نے بھی اقرار کیا) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قطع کا حکم دے دیا اور اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا اور تکرار اقرار کے بعد کاٹا گیا۔ تکرار سے پہلے نہیں کاٹا گیا۔

طحاوی نے بالاسناد بیان کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سامنے ایک شخص نے چوری کا اقرار دو بار کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو نے خود اپنے خلاف دو مرتبہ شہادت دی پھر آپ نے حکم دے کر اس کا ہاتھ کٹوادیا اور اسی کے گلے میں لٹکا دیا۔

قیاسی دلیل یہ ہے کہ: زنا میں تعدد اقرار ضروری ہے کیونکہ تعدد اقرار کو گواہوں کے تعدد کے قائم مقام قرار دیا گیا ہے لہٰذا زنا پر قیاس کرتے ہوئے چوری میں بھی تکرار اقرار ضروری ہونا چاہئے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ ابوامیہ مخزومی والی روایت کے متعلق تو خطابی نے لکھا ہے کہ اس کی سند میں کچھ کلام ہے اور یہ بھی کہا ہے کہ اگر حدیث کا کوئی راوی مجہول ہو تو نہ وہ قابل استدلال رہے گی نہ اس پر حکم واجب ہوگا۔ رہا زنا پر قیاس تو قیاس مع الفارق ہے کیونکہ زنا کے گواہوں کا تعدد تو اس لئے ضروری ہے کہ وہاں دروغ گوئی کا شبہ پیدا ہوسکتا ہے ممکن ہے ایک گواہ جھوٹ کہتا ہو اور یہاں خود اقرار کرنے میں دروغ گوئی کا شبہ نہیں ہوسکتا (یہ خیال بھی نہیں کیا جاسکتا کہ چور نے ایک بار جھوٹا اقرار کرلیا ہوگا کہ دوبارہ اقرار کرایا جائے)

باقی زنا میں جو اقرار کا تعدد ضروری ہے تو وہ صرف اس وجہ سے ضروری ہے کہ نص شریعت میں اس کو ضروری قرار دیا گیا ہے ورنہ وہ خلاف قیاس (اور جو حکم صرف نص میں آیا ہو اور خلاف قیاس ہو اس پر کسی دوسرے حکم کو قیاس نہیں کیا جاتا) پھر آپ زنا پر قیاس کرتے ہیں حد قذف اور قصاص پر قیاس کیوں نہیں کرتے (حد قذف اور قصاص کے لئے تعداد اقرار ضروری نہیں اسی طرح چوری کے اقرار کا تعدد بھی غیر ضروری ہونا چاہئے) امام اعظم کے قول کا ثبوت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی مذکورۂ بالا حدیث سے ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف ایک مرتبہ اقرار کرنے پر چور کا ہاتھ کٹوادیا اور پھر داغ بھی دیا۔

جَزَآءًۢ بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ دونوں کو ان کے کئے کی اللہ کی طرف سے عبرت انگیز سزا دینے کے لئے۔ جَزاء اور نَکَالًا دونوں علت قطع ہیں یعنی مفعول لہٗ یا مفعول مطلق ہیں۔ بغوی نے دونوں مصدروں کو اسم فاعل کے معنی میں قرار دے کر فاقطعوا کی ضمیر سے حال کہا ہے۔ صاحب مدارک نے جَزاء کو مفعول لہٗ اور نکالا کو اس کا بدل قرار دیا ہے۔

قاموس میں ہے نَکَّل تنکیلا (باب تفعیل) کوئی ایسا کام کیا جس سے دوسروں کو عبرت ہو۔ نکال ہر وہ چیز جس کے ذریعے دوسروں کو عبرت دی جائے۔ کوئی چیز ہو۔ علامہ تفتازانی نے لکھا ہے کہ نکالا کو بغیر عطف کے ذکر کرنا بتا رہا ہے کہ ہاتھ کاٹنا تو سزا کے طور پر ہے اور قطع بطور سزا اس لئے ہے کہ آئندہ ایسی حرکت کرنے سے وہ خود بھی رک جائے اور دوسرے بھی ایسے فعل سے باز رہیں۔ میں کہتا ہوں اس تحقیق کی بنا پر مناسب یہ ہے کہ جزاء کو فاقطعوا کا مفعول لہٗ کہا جائے اور نکالا کو جزا کی علت قرار دیا جائے۔

بعض محققین نے ترک عطف کی یہ وجہ لکھی ہے کہ جزا اور نکال کا مجموعہ قطع کی علت ہے جزا کے لفظ سے اشارہ توحق عبد کی طرف ہے اور نکال سے اشارہ حق اللہ کی طرف (اور دونوں کا مجموعہ علت قطع ہے)۔

چوری شدہ مال کی عصمت کے ساقط ہو جانے سے متعلق مذاہب اربعہ کا بیان

امام اعظم کے نزدیک قطع سے چرائے ہوئے مال کی عصمت ساقط ہو جاتی ہے یعنی چرایا ہوا مال اس قابل نہیں رہتا کہ (اگر وہ تلف ہو گیا ہو یا تلف کر دیا گیا ہو تو) اس کا تاوان دینا لازم ہو۔ باقی تینوں اماموں کے نزدیک قطع سے مال مسروق کی عصمت ساقط نہیں ہوتی قطع اور ضمان (تاوان) دونوں ساتھ ساتھ ہو سکتے ہیں اگر چرایا ہوا مال موجود ہوگا تو مالک کو واپس دیا جائے گا۔ قطع کے بعد بھی اور قطع سے پہلے بھی یہ مسئلہ اتفاقی ہے اور اگر چور کے پاس مال تلف ہو گیا ہو یا اس نے خرچ کر ڈالا ہو تو تینوں اماموں کے نزدیک ضمان دلایا جائے گا۔

اگر چور نے کچھ مال چرایا اور سزا میں ہاتھ کاٹ دیا گیا اور مال مالک کو دلا دیا گیا۔ دوبارہ پھر وہی مال چور نے چرایا اور مال اپنی پہلی حالت پر تھا تو امام صاحب کے نزدیک اس صورت میں قطع کی سزا نہیں دی جائے گی کیونکہ مال کی عصمت پہلی مرتبہ قطع دست کے بعد ساقط ہو گئی (اور وہ مال اس قابل نہیں رہا کہ اس کو چرانے کے عوض ہاتھ یا پاؤں کاٹا جائے لیکن باقی اماموں کے نزدیک چونکہ قطع دست سے مال کی عصمت ساقط نہیں ہوتی اس لئے دوبارہ چرانے پر بھی قطع کی سزا دی جائے گی) امام ابوحنیفہ کے دلائل حسب ذیل ہیں۔

(۱) آیت میں لفظ جزاء آیا ہے اور سزا کے موقع پر لفظ جزا کا استعمال اسی وقت ہوتا ہے جب وہ بدلہ خاص اللہ کے حق میں مداخلت کا نتیجہ ہو اور بندہ کے حق کو اس میں کوئی دخل نہ ہو نکال کا لفظ بھی اسی وقت آتا ہے جب خالص اللہ کے حق میں مداخلت کی گئی ہو حق اللہ میں مداخلت کے نتیجہ کا نام ہی نکال (عبرت انگیز عذاب) ہے اس لئے قطع خالص اللہ کا حق ہے اور جرم بھی خاص حق اللہ سے تعلق رکھنے والا ہے اور حق اللہ کا جرم اسی وقت ہو سکتا ہے جب محل جرم حرام لذاتہ ہو۔ (یعنی فی نفسہ اس کی حرمت ہو) جیسے شراب کی حرمت حرام لغیرہ نہ ہو ورنہ اس چیز کے اندر اباحت اصلی اور حرمت عارضی ہوگی اور شبہ کی وجہ سے سزا واجب نہ ہوگی۔ پھر لفظ جزا یا تو جزی بمعنی قضی سے ماخوذ ہے (یعنی اصل کے برابر ادا کر دیا) یا جزء سے ماخوذ ہے جس کے معنی ہیں اکائی ہو گیا (یعنی پورا

پورا بدلہ ہو گیا) دونوں معنی کے لحاظ سے سزا کا کمال ہونا چاہئے اور تکمیل اس وقت ہو گی جب اس چیز کی حرمت ذاتی ہو (اور محرم کی حرمت ذاتی کو توڑا ہو) اور جب مال مسروق کی حرمت لذاتہ ہو گی تو چوری کے بعد اس کی عصمت ٹوٹ جائے گی اور شراب و خنزیر کی طرح تلف ہونے یا تلف کرنے کے بعد کوئی معاوضہ نہیں ہو گا۔

(۲) اگر قطع دست کے بعد مالی تاوان واجب ہو گا تو تاوان ادا کرنے کے بعد چور کو اس مال کا مالک چوری کرنے کے وقت سے ہی قرار دینا پڑے گا اور جب چور کو مال لینے کے وقت سے ہی مالک مان لیا گیا تو اس کا ہاتھ کاٹنے کی کوئی وجہ ہے؟ (اس نے اپنا مال چرایا ہے)۔

(۳) حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ بن عوف کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دایاں ہاتھ کٹنے کے بعد چور پر (مالی) تاوان نہیں۔ رواہ الدار قطنی۔ نسائی کی روایت کے یہ الفاظ ہیں۔ چور پر جب حد جاری کر دی جائے تو (پھر) اس پر ڈانڈ نہیں پڑے گا۔ بزار کی روایت ان الفاظ کے ساتھ ہے حد قائم ہونے کے بعد چور چوری کے مال کا ضمان دہندہ نہیں ہوتا۔ اس روایت کا مدار سعید بن ابراہیم پر ہے سعید سے اس کے بھائی مسور بن ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف نے اپنے دادا حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ بن عوف کا قول نقل کیا ہے۔ دار قطنی نے کہا سعید بن ابراہیم مجہول ہے اور مسور نے حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ بن عوف کا ذکر نہیں کیا۔ یہ روایت جن طریقوں سے آئی ہے ان میں سے کوئی ثابت نہیں۔ ابن ہمام نے لکھا ہے کہ سعید بن ابراہیم زہری تھے جو مدینہ کے قاضی تھے اور تسلیم شدہ ثقات میں سے تھے۔

شافعیہ نے آیت سے استدلال کا جواب اس طرح دیا ہے کہ لفظ جزاء کا سزا کے موقع پر استعمال اس وقت ہوتا ہے جب خاص اللہ کے حق میں مداخلت ہو یہ آپ کا مفروضہ ہی ناقابل تسلیم ہے دیکھو اللہ نے فرمایا ہے: وَجَزَآءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا فَمَنْ عَفَا وَأَصْلَحَ فَأَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ یہ آیت بتا رہی ہے کہ جزاء سیئہ بندہ کا حق ہے جب ہی تو اس کو معاف کر دینے کا حق ہے۔ ظاہر یہی ہے کہ جزاء بندہ کا حق ہے اور نکال اللہ کا حق۔ جیسا کہ بعض اہل تحقیق نے ذکر کیا ہے۔

لفظ جزاء بے شک تکمیل سزا کو چاہتا ہے لیکن کمال جرم یہ ہے کہ حق اللہ اور حق العباد دونوں کو تلف کیا گیا ہو۔ اچھا ہم یہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ قطع خالص اللہ کا حق ہے مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ محل جرم حرام لذاتہ ہو اور ضمان ضروری نہ ہو بلکہ قطع شرع کا حق ہے۔ ممنوع شرعی سے چور نے اجتناب نہیں کیا اس لئے اللہ کی طرف سے اس کو ہاتھ کاٹنے کی سزا ملی اور ضمان مالی بندہ کا حق ہے کہ چور نے ایسا مال لیا جس سے کسی شخص کا حق تعلق رکھتا تھا جیسے اگر شکار کا جانور (ہرن وغیرہ) کسی کا مملوک ہو اور احرام کی حالت میں کوئی اس کو ہلاک کر دے (تو مالی تاوان بھی دینا پڑتا ہے اور قربانی بھی) ہم محل جرم کی حرمت کو تسلیم بھی کر لیں تو یہ حرمت لذاتہ نہ ہو گی بلکہ شرعی ممانعت کی وجہ سے ہو گی اور حرمت لذاتہ قرار دی جائے گی تو مالک مال قطع کے بعد اس کو واپس ہی نہ لے سکے گا۔ جبکہ مال بھی موجود ہو اس کے لئے یہ مال حلال ہی نہ ہو گا (ہاتھ کٹوا دیا تو اب مال کس حق کی بنا پر لے گا) جیسے زانی کو سنگسار کئے جانے کے بعد مزنیہ بیوی سے شوہر کو قربت کرنا جائز نہیں رہتی کیونکہ اللہ نے رجم کو نکال فرمایا ہے۔ ایک بات یہ بھی ہے کہ اگر مال مسروق کی حرمت شراب اور مردار کی طرح ذاتی قرار دی جائے گی تو جس طرح شراب اور مردار میں قطع ید نہیں اسی طرح کسی مال کی چوری میں

قطع دست واجب نہ ہونا چاہیے معلوم ہوا کہ مال مسروق کی حرمت ذاتی نہیں۔

بالفرض اگر حرمت ذاتی مان بھی لی جائے تب بھی کیا خرابی ہو جائے گی اگر دو یا تین طرح کی حرمت قرار دے دی جائے جیسے رمضان کے مہینے میں روزہ کی حالت میں کسی ذمی کی مملوکہ شراب پی لینا یا روزہ کی حالت میں دوسرے کی مملوک باندی سے زنا کرنا۔

شافعیہ نے دوسری دلیل کا جواب یہ دیا ہے کہ ضمان ادا کرنے کی صورت میں چور چوری کے مال کا چوری کرنے کے وقت سے ہی مالک قرار پا جائے گا۔ حنفیہ کا یہ قول قابل تسلیم نہیں بلکہ تاوان کا وجوب تو مال کے تلف ہونے یا تلف ہونے کے وقت ہوتا ہے (چرانے کے وقت نہیں ہوتا)

حنفیہ کی تیسری دلیل کا جواب شافعیہ کی طرف سے یہ دیا گیا ہے کہ آپ کی پیش کردہ حدیث ضعیف ہے اور اگر صحیح بھی ہو تب بھی آیت فَاعْتَدُوْا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ کے عموم سے اس کا کوئی ٹکراؤ نہیں ہوتا۔ شافعیہ نے وجوب ضمان کے ثبوت میں حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ بن جندب کی یہ حدیث پیش کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (چوری کرنے والے) ہاتھ پر اس چیز کی ادائیگی لازم ہے جو اس نے لی ہے یہاں تک کہ جب وہ چیز دے دے گا (تو بار اترے گا) رواہ احمد واصحاب السنن الاربعۃ بسند صحیح والحاکم۔

واللہ عزیز حکیم اور اللہ غالب اور حکمت والا ہے یعنی اس کے حکم کا مقابلہ نہیں کیا جا سکتا اور اس کا ہر حکم حکمت پر مبنی ہے۔ احمد ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عبداللہ بن عمرو کا بیان نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک عورت نے چوری کی اس کا دایاں ہاتھ کاٹ دیا گیا عورت نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: کیا میری توبہ بھی ہو گئی فرمایا ہاں آج تو اپنے گناہ سے ایسی (پاک) ہو گئی جیسی پیدا ہونے کے دن تھی۔ (تفسیر مظہری، سورۂ مائدہ، لاہور)

4900 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ هَاشِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "تَعَافَوُا الْحُدُوْدَ قَبْلَ اَنْ تَاْتُوْنِيْ بِهٖ فَمَا اَتَانِيْ مِنْ حَدٍّ فَقَدْ وَجَبَ".

★★ عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا (حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ) کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"میرے پاس مقدمات لانے سے پہلے ہی حدود کو آپس میں معاف کر دیا کرو میرے پاس حد سے متعلق جو بھی مقدمہ آئے گا اس (کی سزا دینا) لازم ہو جائے گا۔

4901 - قَالَ الْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ جُرَيْجٍ يُحَدِّثُ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "تَعَافَوُا

4900-اخرجه ابو داؤد في الحدود، باب العفو عن الحدود ما لم تبلغ السلطان (الحديث 4376) . و اخرجه النسائي في قطع السارق، مايكون حرزًا و ما لا يكون (الحديث 4901) . تحفة الاشراف (8747) .

4901-تقدم (الحديث 4900) .

الْحُدُوْدَ فِيْمَا بَيْنَكُمْ فَمَا بَلَغَنِىْ مِنْ حَدٍّ فَقَدْ وَجَبَ" ۔

★★ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''آپس میں حدود (سے متعلق مقدمات) کو معاف کر دیا کرو کیونکہ حد سے متعلق جو بھی معاملہ مجھ تک پہنچے گا' وہ لازم ہو جائے گا''۔

4902 - اَخْبَرَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَنْبَاَنَا مَعْمَرٌ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ امْرَاَةً مَخْزُوْمِيَّةً كَانَتْ تَسْتَعِيْرُ الْمَتَاعَ فَتَجْحَدُهُ فَاَمَرَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَطْعِ يَدِهَا ۔

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: بنو مخزوم سے تعلق رکھنے والی ایک عورت' عارضی استعمال کے لیے کوئی چیز لیتی تھی اور پھر اس کا انکار کر دیتی تھی' تو نبی اکرم ﷺ نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا۔

4903 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَنْبَاَنَا مَعْمَرٌ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَتِ امْرَاَةٌ مَخْزُوْمِيَّةٌ تَسْتَعِيْرُ مَتَاعًا عَلٰى اَلْسِنَةِ جَارَاتِهَا وَتَجْحَدُهُ فَاَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَطْعِ يَدِهَا ۔

★★ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: بنو مخزوم سے تعلق رکھنے والی ایک عورت' کچھ سامان عارضی استعمال کے لئے اپنی پڑوسیوں سے لیتی تھی اور پھر اسے واپس کرنے سے انکار کر دیتی تھی' تو نبی اکرم ﷺ نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا۔

4904 - اَخْبَرَنَا عُثْمَانُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِى الْحَسَنُ بْنُ حَمَّادٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ هَاشِمٍ الْجَنْبِىُّ اَبُوْ مَالِكٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ امْرَاَةً كَانَتْ تَسْتَعِيْرُ الْحُلِىَّ لِلنَّاسِ ثُمَّ تُمْسِكُهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لِتَتُبْ هٰذِهِ الْمَرْاَةُ اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتَرُدَّ مَا تَاْخُذُ عَلَى الْقَوْمِ" ۔ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "قُمْ يَا بِلَالُ فَخُذْ بِيَدِهَا فَاقْطَعْهَا" ۔

★★ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک عورت نے کچھ لوگوں سے زیور ادھار لیا' پھر اس نے وہ واپس نہیں کیا' تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس عورت کو اللہ اور اس کے رسول کی بارگاہ میں توبہ کرنی چاہیے اور اس نے لوگوں سے جو کچھ لیا ہے' اسے واپس کر دینا چاہیے' تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اے بلال! تم اٹھو اور اس کا ہاتھ کاٹ دو۔

4905 - اَخْبَرَنِىْ مُحَمَّدُ بْنُ الْخَلِيْلِ عَنْ شُعَيْبِ بْنِ اِسْحَاقَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ امْرَاَةً كَانَتْ

4902-اخرجه ابو داؤد في الحدود، باب في القطع في العارية اذا جحدت (الحديث 4395) واخرجه النسائي في قطع السارق، ما يكون حرزًا و ما لا يكون (الحديث 4903) . تحفة الاشراف (7549) .

4903-تقدم (الحديث 4902) .

4904-انفرد به النسائي، وسياتي في قطع السارق، ما يكون حرزًا و ما لا يكون (الحديث 4905) مرسلًا . تحفة الاشراف (8079 و 19500) .

تستعير الحلي في زمان رسول الله صلى الله عليه وسلم فاستعارت من ذلك حليا فجمعته ثم أمسكته فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم "لتتب هذه المرأة ولتؤد ما عندها". مرارا فلم تفعل فأمر بها فقطعت.

★★ نافع بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کے زمانہ اقدس میں ایک عورت [illegible] زیور مانگ کر لیتی تھی [illegible] ایک مرتبہ اس نے ایک زیور عارضی استعمال کے لیے [illegible] نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس عورت کو توبہ کر لینی چاہیے اور جو چیز اس کے پاس ہے وہ واپس کر دینی چاہیے۔ آپ ﷺ نے کئی مرتبہ ارشاد فرمایا لیکن اس عورت نے ایسا نہیں کیا تو نبی اکرم ﷺ کے حکم کے تحت اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا۔

4906 - أخبرنا محمد بن معدان بن عيسى قال حدثنا الحسن بن أعين قال حدثنا معقل عن أبي الزبير عن جابر أن امرأة من بني مخزوم سرقت فأتي بها النبي صلى الله عليه وسلم فعاذت بأم سلمة فقال النبي صلى الله عليه وسلم "لو كانت فاطمة بنت محمد لقطعت يدها". فقطعت يدها.

★★ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: بنو مخزوم سے تعلق رکھنے والی ایک عورت نے چوری کی اسے نبی اکرم ﷺ کے پاس لایا گیا سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اس کے لئے پناہ حاصل کرنا چاہی تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اگر محمد کی صاحبزادی فاطمہ نے ایسا کیا ہوتا تو میں اس کا ہاتھ بھی کٹوا دیتا پھر اس عورت کا ہاتھ کاٹ دیا گیا۔

4907 - أخبرنا محمد بن المثنى قال حدثنا معاذ بن هشام قال حدثني أبي عن قتادة عن سعيد بن يزيد عن سعيد بن المسيب أن امرأة من بني مخزوم استعارت حليا على لسان أناس فجحدتها فأمر بها النبي صلى الله عليه وسلم فقطعت.

★★ سعید بن مسیب بیان کرتے ہیں: بنو مخزوم سے تعلق رکھنے والی ایک عورت نے کچھ لوگوں سے زیور عارضی استعمال کے لیے لیا اور پھر واپس دینے سے انکار کر دیا تو نبی اکرم ﷺ کے حکم کے تحت اس عورت کا ہاتھ کاٹ دیا گیا۔

4908 - أخبرنا محمد بن المثنى قال حدثنا عبد الصمد قال حدثنا همام قال حدثنا قتادة عن داود بن أبي عاصم أن سعيد بن المسيب حدثه نحوه.

★★ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ سعید بن مسیب کے حوالے سے منقول ہے۔

4905-تقدم (الحديث 4904).

4906-أخرجه مسلم في الحدود، باب قطع السارق الشريف وغيره، والنهي عن الشفاعة في الحدود (الحديث 11). تحفة الأشراف (2913).

4907-انفرد به النسائي. وسيأتي في قطع السارق، ما يكون حرزا و ما لا يكون (الحديث 4908). تحفة الأشراف (18705).

4908-تقدم (الحديث 4907).

باب ذِكْرِ اخْتِلاَفِ اَلْفَاظِ النَّاقِلِينَ لِخَبَرِ الزُّهْرِيِّ فِي الْمَخْزُومِيَّةِ الَّتِي سَرَقَتْ

یہ باب ہے کہ چوری کرنے والی وہ عورت جس کا تعلق بنومخزوم سے تھا

اس کے بارے میں زہری کی نقل کردہ روایت میں نقل کرنے والوں کے الفاظ کے اختلاف کا تذکرہ

4909 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ قَالَ اَنْبَاَنَا سُفْيَانُ قَالَ كَانَتْ مَخْزُومِيَّةٌ تَسْتَعِيرُ مَتَاعًا وَّتَجْحَدُهُ فَرُفِعَتْ اِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكُلِّمَ فِيهَا فَقَالَ "لَوْ كَانَتْ فَاطِمَةَ لَقَطَعْتُ يَدَهَا". قِيلَ لِسُفْيَانَ مَنْ ذَكَرَهُ قَالَ اَيُّوبُ بْنُ مُوسَى عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَآئِشَةَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰى .

☆☆ سفیان بیان کرتے ہیں: وہ عورت بنومخزوم سے تعلق رکھتی تھی' وہ عارضی استعمال کے لئے کچھ سامان لیتی تھی اور پھر اسے واپس کرنے سے انکار کردیتی تھی' اس کا معاملہ نبی اکرم ﷺ کے سامنے پیش کیا گیا۔ اس کے بارے میں نبی اکرم ﷺ سے بات چیت کی گئی' تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر فاطمہ نے ایسا کیا ہوتا' تو میں اس کا ہاتھ بھی کٹوا دیتا۔

سفیان سے دریافت کیا گیا: اس روایت کو کس نے ذکر کیا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: ایوب بن موسیٰ نے زہری کے حوالے سے عروہ کے حوالے سے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے اسے روایت کیا ہے۔

4910 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَيُّوبَ بْنِ مُوسٰى عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَآئِشَةَ اَنَّ امْرَاَةً سَرَقَتْ فَاُتِيَ بِهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا مَنْ يَّجْتَرِءُ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا اَنْ يَّكُونَ اُسَامَةَ فَكَلَّمُوا اُسَامَةَ فَكَلَّمَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "يَا اُسَامَةُ اِنَّمَا هَلَكَتْ بَنُو اِسْرَآئِيلَ حِينَ كَانُوا اِذَا اَصَابَ الشَّرِيفُ فِيهِمُ الْحَدَّ تَرَكُوهُ وَلَمْ يُقِيمُوا عَلَيْهِ وَاِذَا اَصَابَ الْوَضِيعُ اَقَامُوا عَلَيْهِ لَوْ كَانَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ لَقَطَعْتُهَا".

☆☆ زہری' عروہ کے حوالے سے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ایک عورت نے چوری کی' اسے نبی اکرم ﷺ کے پاس لایا گیا۔ لوگوں نے کہا: اس بارے میں بات کرنے کا حوصلہ کون کرسکتا ہے؟ صرف اسامہ ہی ایسا کر سکتے ہیں۔ لوگوں نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ اس بارے میں بات چیت کی' حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ بات چیت کی' تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اے اسامہ! بنی اسرائیل اس وقت ہلاکت کا شکار ہوئے' جب ان کی یہ صورتحال ہوگئی کہ جب ان میں کوئی امیر شخص جرم کرتا تھا' تو وہ اسے چھوڑ دیتے تھے' اور اس پر حد جاری نہیں کرتے تھے' اور جب کوئی کمزور شخص ایسا کرتا تھا' تو اس پر حد جاری کردیتے تھے' اگر فاطمہ بنت محمد نے ایسا کیا ہوتا' تو میں اس کا ہاتھ بھی کٹوا دیتا۔

4911 - اَخْبَرَنَا رِزْقُ اللّٰهِ بْنُ مُوسٰى قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَيُّوبَ بْنِ مُوسٰى عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ

4909-اخرجه البخاري في فضائل الصحابة، باب ذكر اسامة بن زيد (الحديث 3733) واخرجه النسائي في قطع السارق، ذكر اختلاف الفاظ الناقلين لخبر الزهري في المخزومية التي سرقت (الحديث 4910 و 4911) . تحفة الاشراف (16415) .

4910-تقدم (الحديث 4909) . 4911-تقدم (الحديث 4909) .

عَائِشَةَ قَالَتْ أُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَارِقٍ فَقَطَعَهُ قَالُوْا مَا كُنَّا نُرِيْدُ اَنْ يَّبْلُغَ مِنْهُ هٰذَا . قَالَ "لَوْ كَانَتْ فَاطِمَةَ لَقَطَعْتُهَا" .

★★ عروہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک چور کولایا گیا' آپ نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا' لوگوں نے عرض کی: ہمارا یہ مقصد نہیں تھا کہ یہ معاملہ یہاں تک پہنچ جائے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر اس جرم کی مرتکب فاطمہ ہوتی' تو میں اس کا ہاتھ بھی کٹوا دیتا۔

4912 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ سَعِيْدِ بْنِ مَسْرُوْقٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ اَبِيْ زَائِدَةَ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ امْرَاَةً سَرَقَتْ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا مَا نُكَلِّمُهُ فِيْهَا مَا مِنْ اَحَدٍ يُكَلِّمُهُ اِلَّا حِبُّهُ اُسَامَةُ . فَكَلَّمَهُ فَقَالَ "يَا اُسَامَةُ اِنَّ بَنِيْ اِسْرَآئِيْلَ هَلَكُوْا بِمِثْلِ هٰذَا كَانَ اِذَا سَرَقَ فِيْهِمُ الشَّرِيْفُ تَرَكُوْهُ وَاِنْ سَرَقَ فِيْهِمُ الدُّوْنُ قَطَعُوْهُ وَاِنَّهَا لَوْ كَانَتْ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ لَقَطَعْتُهَا" .

★★ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں' ایک عورت نے چوری کر لی' تو لوگوں نے کہا: اس عورت کے بارے میں کوئی ایسا شخص نہیں ہے' جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بات کر سکے' صرف نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب حضرت اسامہ ایسا کر سکتے ہیں، حضرت اسامہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس بارے میں بات کی' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اسامہ! بنی اسرائیل اس وقت ہلاکت کا شکار ہوئے' جب ان کی یہ صورتحال ہوئی' جب ان کے درمیان کوئی امیر شخص چوری کرتا تھا تو وہ اسے چھوڑ دیتے تھے' اور جب کوئی کمزور شخص چوری کرتا تھا' تو وہ اس کا ہاتھ کاٹ دیتے تھے' اگر یہ جرم' محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی فاطمہ نے کیا ہوتا' تو میں اس کا ہاتھ بھی کٹوا دیتا۔

4913 - اَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ بَكَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ شُعَيْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَبِيْ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتِ اسْتَعَارَتِ امْرَاَةٌ عَلٰى اَلْسِنَةِ اُنَاسٍ يُعْرَفُوْنَ - وَهِيَ لَا تُعْرَفُ - حُلِيًّا فَبَاعَتْهُ وَاَخَذَتْ ثَمَنَهُ فَاُتِيَ بِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَعَى اَهْلُهَا اِلٰى اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ فَكَلَّمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْهَا فَتَلَوَّنَ وَجْهُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُكَلِّمُهُ ثُمَّ قَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "تَشْفَعُ اِلَيَّ فِيْ حَدٍّ مِنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ" . فَقَالَ اُسَامَةُ اسْتَغْفِرْ لِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ .

ثُمَّ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشِيَّتَئِذٍ فَاَثْنٰى عَلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ بِمَا هُوَ اَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ "اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّمَا هَلَكَ النَّاسُ قَبْلَكُمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا اِذَا سَرَقَ الشَّرِيْفُ فِيْهِمْ تَرَكُوْهُ وَاِذَا سَرَقَ الضَّعِيْفُ فِيْهِمْ اَقَامُوْا عَلَيْهِ الْحَدَّ وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَوْ اَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ يَدَهَا" . ثُمَّ قَطَعَ تِلْكَ الْمَرْاَةَ .

★★ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ایک عورت لوگوں سے کچھ سامان عارضی طور پر استعمال کے لئے لیا' وہ لوگ

4912-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (16454) . 4913-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (16486) .

معروف حیثیت کے مالک تھے اور عورت معروف حیثیت کی مالک نہیں تھی پھر اس عورت نے اس سامان کی فروخت کے ذریعے اس کی قیمت حاصل کر لی اسے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں لایا گیا اس کے گھر والوں نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے سفارش کی۔ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ سے اس عورت کے بارے میں بات چیت کی تو نبی اکرم ﷺ کے چہرے کا رنگ تبدیل ہو گیا پھر نبی اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا کیا تم اللہ تعالیٰ کی ایک حد کے بارے میں میرے سامنے سفارش کر رہے ہو؟ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ آپ میرے لیے دعائے مغفرت کیجئے' پھر نبی اکرم ﷺ اس شام کھڑے ہوئے (اور خطبہ دیتے ہوئے) آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی اس کی شان کے مطابق حمد و ثناء بیان کی پھر آپ ﷺ نے فرمایا: امابعد! تم سے پہلے کے لوگ اس بات کی وجہ سے ہلاکت کا شکار ہوئے کہ جب ان کے درمیان کوئی امیر شخص چوری کرتا تھا' تو وہ اسے چھوڑ دیتے تھے اور جب کوئی کمزور چوری کرتا تھا' تو وہ اس پر حد جاری کر دیتے تھے اس ذات کی قسم! جس کے دست قدرت میں محمد ﷺ کی جان ہے اگر محمد کی صاحبزادی فاطمہ نے چوری کی ہوتی' تو میں اس کا ہاتھ بھی کٹوا دیتا' پھر نبی اکرم ﷺ نے اس عورت کا ہاتھ کٹوا دیا۔

4914 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ قُرَيْشًا اَهَمَّهُمْ شَاْنُ الْمَخْزُوْمِيَّةِ الَّتِىْ سَرَقَتْ فَقَالُوْا مَنْ يُّكَلِّمُ فِيْهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوْا وَمَنْ يَّجْتَرِءُ عَلَيْهِ اِلَّا اُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ حِبُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَلَّمَهُ اُسَامَةُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَتَشْفَعُ فِىْ حَدٍّ مِّنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ" . ثُمَّ قَامَ فَخَطَبَ فَقَالَ "اِنَّمَا هَلَكَ الَّذِيْنَ قَبْلَكُمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا اِذَا سَرَقَ فِيْهِمُ الشَّرِيْفُ تَرَكُوْهُ وَاِذَا سَرَقَ فِيْهِمُ الضَّعِيْفُ اَقَامُوْا عَلَيْهِ الْحَدَّ وَايْمُ اللّٰهِ لَوْ اَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ يَدَهَا" .

★★ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: قریش بنو مخزوم سے تعلق رکھنے والی ایک عورت کے بارے میں پریشانی کا شکار ہوئے' جس نے چوری کی تھی انہوں نے کہا: اس عورت کے بارے میں نبی اکرم ﷺ سے کون بات کر سکتا ہے؟ تو لوگوں نے مشورہ دیا کہ یہ جرأت صرف حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کر سکتے ہیں' جو نبی اکرم ﷺ کے محبوب ہیں' جب انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے بات کی' تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا تم اللہ کی ایک حد کے بارے میں سفارش کر رہے ہو؟ پھر نبی اکرم ﷺ کھڑے ہوئے آپ ﷺ نے خطبہ دیا' آپ نے ارشاد فرمایا: تم سے پہلے کے لوگ اس وقت ہلاکت کا شکار ہوئے کہ جب ان کی یہ صورتحال ہوئی' کہ جب ان کے درمیان کوئی امیر شخص چوری کرتا تھا' تو وہ اسے چھوڑ دیتے تھے' اور جب کوئی کمزور شخص چوری کرتا تھا' تو وہ اس پر حد جاری کر دیتے تھے اللہ کی قسم! اگر محمد ﷺ کی صاحبزادی فاطمہ نے چوری کی ہوتی' تو میں اس کا ہاتھ بھی کٹوا دیتا۔

4914-اخرجه البخاري في احاديث الانبياء، باب . 54 (الحديث 3475)، وفي فضائل الصحابة، باب ذكر اسامة بن زيد (الحديث 3732) مختصراً. و في الحدود، باب اقامة الحدود على الشريف و الوضيع (الحديث 6787) مختصراً، و باب كراهية الشفاعة في الحد اذا رفع الى السلطان (الحديث 6788) واخرجه مسلم في الحدود، باب قطع السارق الشريف وغيره و النهي عن الشفاعة في الحدود (الحديث 8) و اخرجه ابو داؤد في الحدود، باب في الحد يشفع فيه (الحديث 4373) . واخرجه الترمذي في الحدود، باب ما جاء في كراهية ان يشفع في الحدود (الحديث 1430) . واخرجه ابن ماجه في الحدود، باب الشفاعة في الحدود (الحديث 2547) . تحفة الاشراف (16578) .

4915 - اَخْبَرَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الْجَوَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا عَمَّارُ بْنُ رُزَيْقٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ لَيْلٰى عَنْ اِسْمَاعِيْلَ بْنِ اُمَيَّةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَرَقَتِ امْرَاَةٌ مِّنْ قُرَيْشٍ مِّنْ بَنِيْ مَخْزُوْمٍ فَاُتِيَ بِهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا مَنْ يُكَلِّمُهُ فِيْهَا قَالُوْا اُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ. فَاَتَاهُ فَكَلَّمَهُ فَزَبَرَهُ وَقَالَ "اِنَّ بَنِيْ اِسْرَآئِيْلَ كَانُوْا اِذَا سَرَقَ فِيْهِمُ الشَّرِيْفُ تَرَكُوْهُ وَاِذَا سَرَقَ الْوَضِيْعُ قَطَعُوْهُ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَوْ اَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُهَا".

★★ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: قریش کی شاخ بنومخزوم سے تعلق رکھنے والی ایک عورت نے چوری کر لی اسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا۔ انہوں نے کہا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس بارے میں کون بات کر سکتا ہے؟ تو کچھ نے جواب دیا: اسامہ بن زید' اسامہ بن زید نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے' اس بارے بات چیت کی' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر ناراضگی کا اظہار کیا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بنی اسرائیل میں جب کوئی امیر شخص چوری کرتا تھا' تو وہ لوگ اسے چھوڑ دیتے تھے' جب کوئی کمزور شخص چوری کرتا تھا' تو وہ اس کا ہاتھ کاٹ دیتے تھے' اس ذات کی قسم! جس کے دست قدرت میں میری جان ہے' اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی فاطمہ نے چوری کی ہوتی' تو میں اس کا ہاتھ بھی کٹوا دیتا۔

4916 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَبَلَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُوْسٰى بْنِ اَعْيَنَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ عَنْ اِسْحَاقَ بْنِ رَاشِدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ قُرَيْشًا اَهَمَّهُمْ شَاْنُ الْمَخْزُوْمِيَّةِ الَّتِيْ سَرَقَتْ فَقَالُوْا مَنْ يُكَلِّمُ فِيْهَا قَالُوْا مَنْ يَجْتَرِءُ عَلَيْهِ اِلَّا اُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ حِبُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَكَلَّمَهُ اُسَامَةُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِنَّمَا هَلَكَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا اِذَا سَرَقَ فِيْهِمُ الشَّرِيْفُ تَرَكُوْهُ وَاِذَا سَرَقَ فِيْهِمُ الضَّعِيْفُ اَقَامُوْا عَلَيْهِ الْحَدَّ وَايْمُ اللّٰهِ لَوْ سَرَقَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ لَّقَطَعْتُ يَدَهَا".

★★ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: قریش بنومخزوم سے تعلق رکھنے والی ایک عورت کے معاملے میں پریشانی کا شکار ہوگئے' جس نے چوری کی تھی' ان لوگوں نے کہا: اس عورت کے بارے میں کون (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بات کرے گا؟) کچھ نے کہا: کہ یہ جرأت صرف حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کر سکتے ہیں' جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب ہیں۔ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے اس بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بات کی' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم سے پہلے کے لوگ اس لیے ہلاکت کا شکار ہو گئے کہ جب ان کے درمیان کوئی امیر شخص چوری کرتا تھا' تو وہ اس پر حد جاری کر دیتے تھے' اللہ کی قسم! اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی فاطمہ نے چوری کی ہوتی' تو میں اس کا ہاتھ بھی کٹوا دیتا۔

4917 - قَالَ الْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ اَخْبَرَهُ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ امْرَاَةً سَرَقَتْ فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غَزْوَةِ الْفَتْحِ فَاُتِيَ بِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَلَّمَهُ فِيْهَا اُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ فَلَمَّا كَلَّمَهُ تَلَوَّنَ وَجْهُ

4915-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (16414) .

4916-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (16412) .

رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "أَتَشْفَعُ فِيْ حَدٍّ مِنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ" فَقَالَ لَهُ أُسَامَةُ اسْتَغْفِرْ لِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ . فَلَمَّا كَانَ الْعَشِيُّ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَثْنٰى عَلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ "أَمَّا بَعْدُ إِنَّمَا هَلَكَ النَّاسُ قَبْلَكُمْ أَنَّهُمْ كَانُوْا إِذَا سَرَقَ فِيْهِمُ الشَّرِيْفُ تَرَكُوْهُ وَإِذَا سَرَقَ فِيْهِمُ الضَّعِيْفُ أَقَامُوْا عَلَيْهِ الْحَدَّ" . ثُمَّ قَالَ "وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ لَوْ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ قَطَعْتُ يَدَهَا" .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: فتح مکہ کے موقع پر نبی اکرم ﷺ کے زمانۂ اقدس میں ایک عورت نے چوری کر لی اسے نبی اکرم ﷺ کے پاس لایا گیا اس عورت کے بارے میں حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ سے بات کی جب حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ اس بارے میں بات کی تو نبی اکرم ﷺ کے چہرۂ مبارک کا رنگ تبدیل ہو گیا نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کیا تم اللہ تعالیٰ کی ایک حد کے بارے میں سفارش کر رہے ہو؟

حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! آپ میرے لئے دعائے مغفرت کیجئے پھر جب شام ہوئی تو نبی اکرم ﷺ کھڑے ہوئے اور (آپ نے خطبہ دیتے ہوئے) اللہ تعالیٰ کی اس کی شان کے مطابق حمد و ثناء بیان کی پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اما بعد! تم سے پہلے کے لوگ اس لیے ہلاکت کا شکار ہوئے کہ جب ان کے درمیان کوئی معزز شخص چوری کرتا تو وہ اسے چھوڑ دیتے اور اگر کوئی کمزور شخص چوری کرتا تھا تو وہ اس پر حد جاری کر دیتے تھے۔ پھر نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میری جان ہے اگر محمد ﷺ کی صاحبزادی فاطمہ نے بھی چوری کی ہوتی تو میں اس کا بھی ہاتھ کٹوا دیتا۔

4918 - أَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ أَنْبَأَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ امْرَأَةً سَرَقَتْ فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غَزْوَةِ الْفَتْحِ - مُرْسَلٌ - فَفَزِعَ قَوْمُهَا إِلٰى أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ يَسْتَشْفِعُوْنَهُ - قَالَ عُرْوَةُ - فَلَمَّا كَلَّمَهُ أُسَامَةُ فِيْهَا تَلَوَّنَ وَجْهُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "أَتُكَلِّمُنِيْ فِيْ حَدٍّ مِنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ" . قَالَ أُسَامَةُ اسْتَغْفِرْ لِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ . فَلَمَّا كَانَ الْعَشِيُّ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطِيْبًا فَأَثْنٰى عَلَى اللّٰهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ "أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّمَا هَلَكَ النَّاسُ قَبْلَكُمْ أَنَّهُمْ كَانُوْا إِذَا سَرَقَ فِيْهِمُ الشَّرِيْفُ تَرَكُوْهُ وَإِذَا سَرَقَ فِيْهِمُ الضَّعِيْفُ أَقَامُوْا عَلَيْهِ الْحَدَّ وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَوْ أَنَّ

4917-اخرجه البخاري في الشهادات، باب شهادة القاذف و السارق و الزاني (الحديث 2648) مختصراً، و في المغازي، باب 53، (الحديث 4304)، و في الحدود، باب توبة السارق (الحديث 6800) مختصراً . واخرجه مسلم في الحدود، باب قطع السارق الشريف وغيره و النهي عن الشفاعة في الحدود (الحديث 9) . واخرجه ابو داؤد في الحدود، باب في القطع في العارية اذا جحدت (الحديث 4396) بنحوه مختصراً . واخرجه النسائي في قطع السارق، ذكر اختلاف الفاظ الناقلين لخبر الزهري في المخزومية التي سرقت (الحديث 4918) . تحفة الاشراف (16694) .

4918-تقدم (الحديث 4917) .

...بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ يَدَهَا" . ثُمَّ اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِ تِلْكَ الْمَرْاَةِ ... فَحَسُنَتْ تَوْبَتُهَا بَعْدَ ذٰلِكَ . قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا وَكَانَتْ تَاْتِيْنِيْ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاَرْفَعُ حَاجَتَهَا اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

★★ عروہ بن زبیر بیان کرتے ہیں:

نبی اکرم ﷺ کے زمانہ اقدس میں ایک خاتون نے فتح مکہ کے موقع پر چوری کر لی۔ یہ روایت مرسل ہے تو ان کی قوم کے لوگ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تاکہ وہ ان سے سفارش کروائیں عروہ کہتے ہیں: جب حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے اس بارے میں نبی اکرم ﷺ سے بات کی تو نبی اکرم ﷺ کے چہرۂ مبارک کا رنگ تبدیل ہو گیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا: کیا تم اللہ تعالیٰ کی حد کے بارے میں میرے ساتھ بات کر رہے ہو؟ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! آپ میرے لیے دعائے مغفرت کیجئے۔

جب شام کا وقت ہوا تو نبی اکرم ﷺ خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے آپ نے اللہ تعالیٰ کی شان کے مطابق اس کی حمد و ثناء بیان کی اور پھر ارشاد فرمایا: امابعد! تم سے پہلے کے لوگ اس لیے ہلاکت کا شکار ہوئے کہ جب ان کے درمیان کوئی معزز شخص چوری کرتا تھا تو وہ اسے چھوڑ دیتے تھے اور جب کوئی کمزور شخص چوری کرتا تھا تو وہ اسے سزا دیتے تھے۔ اس ذات کی قسم! جس کے دست قدرت میں محمد کی جان ہے اگر محمد کی صاحبزادی فاطمہ نے بھی چوری کی ہوتی تو میں اس کا ہاتھ بھی کٹوا دیتا۔

پھر نبی اکرم ﷺ نے اس عورت کے ہاتھ کے بارے میں حکم دیا تو اسے کاٹ دیا گیا۔ اس کے بعد اس عورت نے اچھی طرح سے توبہ کی۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: اس کے بعد وہ میرے پاس آیا کرتی تھی اور میں اس کی ضرورت نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا کرتی تھی۔

باب التَّرْغِيْبِ فِيْ اِقَامَةِ الْحَدِّ .

یہ باب ہے کہ حد قائم کرنے کی ترغیب دینا

4919 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ عِيْسَى بْنِ يَزِيْدَ قَالَ حَدَّثَنِيْ جَرِيْرُ بْنُ يَزِيْدَ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا زُرْعَةَ بْنَ عَمْرِو بْنِ جَرِيْرٍ يُحَدِّثُ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "حَدٌّ يُعْمَلُ فِي الْاَرْضِ خَيْرٌ لِاَهْلِ الْاَرْضِ مِنْ اَنْ يُمْطَرُوْا ثَلَاثِيْنَ صَبَاحًا" .

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

"زمین میں کسی حد کا جاری ہونا زمین کے لئے اس سے زیادہ بہتر ہے کہ یہاں تیس دن تک بارش ہوتی رہے"۔

4919-اخرجه النسائي في قطع السارق، الترغيب في اقامة الحد (الحديث 4920) موقوفاً واخرجه ابن ماجه في الحدود، باب اقامة الحدود (الحديث 2537). تحفة الاشراف (14888) .

4920 – اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ قَالَ اَنْبَاَنَا اِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ جَرِيْرِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ اَبِیْ زُرْعَةَ قَالَ قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ اِقَامَةُ حَدٍّ بِاَرْضٍ خَيْرٌ لِاَهْلِهَا مِنْ مَطَرِ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً .

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: زمین میں حد جاری ہونا' اہل زمین کے لئے چالیس دن تک بارش ہونے سے زیادہ بہتر ہے۔

8 - باب الْقَدْرِ الَّذِیْ اِذَا سَرَقَهُ السَّارِقُ قُطِعَتْ يَدُهُ .

اس مقدار کا تذکرہ کہ جسے چور چوری کرے' تو اس کا ہاتھ کاٹ دیا جائے گا

4921 – اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْحَمِيْدِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَخْلَدٌ قَالَ حَدَّثَنَا حَنْظَلَةُ قَالَ سَمِعْتُ نَافِعًا قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ قَطَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ مِجَنٍّ قِيْمَتُهُ خَمْسَةُ دَرَاهِمَ . كَذَا قَالَ .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ڈھال کی چوری پر ہاتھ کٹوا دیا تھا' جس کی قیمت پانچ درہم تھی۔

4922 – اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَنْظَلَةُ اَنَّ نَافِعًا حَدَّثَهُمْ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ قَطَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ مِجَنٍّ ثَمَنُهُ ثَلَاثَةُ دَرَاهِمَ .

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ هٰذَا الصَّوَابُ .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ڈھال کی چوری پر ہاتھ کٹوا دیا تھا' جس کی قیمت تین درہم تھی۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: یہ درست ہے۔

4923 – اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَطَعَ فِیْ مِجَنٍّ ثَمَنُهُ ثَلَاثَةُ دَرَاهِمَ .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ڈھال کی چوری پر ہاتھ کٹوا دیا تھا' جس کی

4920-تقدم (الحديث 4919) .

4921-اخرجه مسلم في الحدود، باب حد السرقة و نصابها (الحديث 6م) و اخرجه النسائي في قطع السارق، القدر الذي اذا سرقه السارق قطعت يده (الحديث 4922) . تحفة الاشراف (7653) .

4922-تقدم (الحديث 4921) .

4923-اخرجه البخاري في الحدود، باب قول الله تعالى: (والسارق و السارقة فاقطعوا ايديهما) و في يقطع (الحديث 6795) . واخرجه مسلم في الحدود، باب حد السرقة و نصابها (الحديث 6) واخرجه ابو داؤد في الحدود، باب ما يقطع فيه السارق (الحديث 4285) . تحفة الاشراف (8333) .

بت تین درہم تھی۔

4924 - اَخْبَرَنَا يُوْسُفُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ اِسْمَاعِيْلُ بْنُ اُمَيَّةَ اَنَّ نَافِعًا حَدَّثَهُ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ حَدَّثَهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَطَعَ يَدَ سَارِقٍ سَرَقَ تُرْسًا مِّنْ صُفَّةِ النِّسَاءِ ثَمَنُهُ ثَلَاثَةُ دَرَاهِمَ -

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

نبی اکرم ﷺ نے ایک چور کا ہاتھ کٹوا دیا تھا' جس نے خواتین کے چبوترے سے ایک ڈھال چوری کی تھی جس کی قیمت تین درہم تھی۔

4925 - اَخْبَرَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ اَيُّوْبَ وَاِسْمَاعِيْلَ بْنِ اُمَيَّةَ وَعُبَيْدِ اللّٰهِ وَمُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَطَعَ فِيْ مِجَنٍّ قِيْمَتُهُ ثَلَاثَةُ دَرَاهِمَ -

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

نبی اکرم ﷺ نے ایک ڈھال کی وجہ سے ہاتھ کٹوا دیا تھا' جس کی قیمت تین درہم تھی۔

4926 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الصَّبَّاحِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَلِيٍّ الْحَنَفِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَطَعَ فِيْ مِجَنٍّ -

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ هٰذَا خَطَأٌ -

★★ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

نبی اکرم ﷺ نے ایک ڈھال کی وجہ سے ہاتھ کٹوا دیا تھا۔

امام نسائی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: اس روایت میں غلطی پائی جاتی ہے۔

4927 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَطَعَ اَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِيْ مِجَنٍّ قِيْمَتُهُ خَمْسَةُ دَرَاهِمَ - هٰذَا الصَّوَابُ -

★★ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

4924- اخرجه مسلم في الحدود، باب حد السرقة و نصابها (الحديث 6م) بنحوه و اخرجه ابو داؤد في الحدود، باب ما يقطع فيه السارق (الحديث 4386) واخرجه النسائي في قطع السارق، القدر الذي اذا سرقه السارق قطعت يده (الحديث 4925) بنحوه . تحفة الاشراف (7496) .

4925- تقدم (الحديث 4924) .

4926- انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (1388) .

4927- انفرد به النسائي، وسياتي في قطع السارق، القدر الذي اذا سرقه السارق قطعت يده (الحديث 4928) . تحفة الاشراف (1290) .

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ایک ڈھال کی وجہ سے ہاتھ کٹوا دیا تھا' جس کی قیمت پانچ درہم تھی۔

یہ روایت درست ہے۔

4928 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى عَنْ اَبِیْ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسًا يَقُوْلُ سَرَقَ رَجُلٌ مِجَنًّا عَلٰى عَهْدِ اَبِیْ بَكْرٍ فَقُوِّمَ خَمْسَةَ دَرَاهِمَ فَقُطِعَ .

★★ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ایک شخص نے ایک ڈھال چوری کر لی' اس کی قیمت پانچ درہم لگائی گئی' تو اس چور کا ہاتھ کاٹ دیا گیا۔

9 - باب ذِكْرِ الْاِخْتِلَافِ عَلَى الزُّهْرِيِّ

یہ باب ہے کہ (اس روایت میں) زہری پر ہونے والے اختلاف کا تذکرہ

4929 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ حَفْصِ بْنِ حَسَّانَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَطَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ رُبُعِ دِيْنَارٍ .

★★ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چوتھائی دینار (قیمت والی چیز کی چوری) پر ہاتھ کٹوا دیا تھا۔

4930 - اَنْبَاَنَا هَارُوْنُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ خَالِدُ بْنُ نِزَارٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ مَبْرُوْرٍ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَخْبَرَنِیْ عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا تُقْطَعُ الْيَدُ اِلَّا فِیْ ثَمَنِ الْمِجَنِّ ثُلُثِ دِيْنَارٍ اَوْ نِصْفِ دِيْنَارٍ فَصَاعِدًا" .

★★ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہاتھ صرف اس ڈھال کی چوری پر کاٹا جائیگا' جس کی قیمت ایک تہائی دینار' نصف دینار' یا اس سے زیادہ ہو۔

4931 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ اَنْبَاَنَا حِبَّانُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ قَالَتْ عَمْرَةُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "تُقْطَعُ يَدُ السَّارِقِ فِیْ رُبُعِ دِيْنَارٍ" .

★★ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ بات بیان کرتی ہیں: (کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:) چور

4928-تقدم (الحديث 4927) .

4929-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (16422) .

4930-اخرجه البخاري في الحدود، باب قول الله تعالى: (والسارق والسارقة فاقطعوا ايديهما) وفي كم يقطع (الحديث 6790) . واخرجه مسلم في الحدود، باب حد السرقة و نصابها (الحديث 2) و اخرجه ابو داؤد في الحدود، باب ما يقطع فيه السارق (الحديث 4384) . واخرجه النسائي في قطع السارق، ذكر الاختلاف على الزهري (الحديث 4932) . تحفة الاشراف (16695) .

قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - قَالَ قُتَيْبَةُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - يَقْطَعُ فِي رُبُعِ دِيْنَارٍ فَصَاعِدًا .

★★ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چوتھائی دینار یا اس سے زیادہ (قیمت والی چیز کی چوری پر) ہاتھ کٹوایا تھا۔

4937 - اَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "تُقْطَعُ يَدُ السَّارِقِ فِي رُبُعِ دِيْنَارٍ فَصَاعِدًا" .

★★ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ بات بیان کرتی ہیں: (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:) چور کا ہاتھ ایک چوتھائی دینار یا اس سے زیادہ قیمت والی چیز (کی چوری پر) کاٹا جائے گا۔

4938 - اَخْبَرَنِي يَزِيْدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ فُضَيْلٍ قَالَ اَنْبَاَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبَانُ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "تُقْطَعُ يَدُ السَّارِقِ فِي رُبُعِ دِيْنَارٍ فَصَاعِدًا" .

★★ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتی ہیں:

''ایک چوتھائی دینار یا اس سے زیادہ (قیمت والی چیز کی چوری پر) چور کا ہاتھ کاٹا جائے گا''۔

4939 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ عَمْرَةَ اَنَّهَا سَمِعَتْ عَائِشَةَ تَقُوْلُ يُقْطَعُ فِي رُبُعِ دِيْنَارٍ فَصَاعِدًا .

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ هٰذَا الصَّوَابُ مِنْ حَدِيْثِ يَحْيَى .

★★ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ایک چوتھائی دینار یا اس سے زیادہ (قیمت والی چیز کی چوری پر) ہاتھ کاٹا جائیگا۔
امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: یحییٰ سے منقول ہونے کے حوالے سے یہ روایت درست ہے۔

4940 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اِدْرِيْسَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتِ الْقَطْعُ فِي رُبُعِ دِيْنَارٍ فَصَاعِدًا .

★★ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ایک چوتھائی دینار یا اس سے زیادہ (قیمت والی چیز کی چوری پر) ہاتھ کاٹا جائے گا۔

4937-انفرد به النسائي، وسياتي و قطع السارق، ذكر الاختلاف على الزهري (الحديث 4938 و 4942) و (الحديث 4939 و 4940 و 4941) موقوفاً . تحفة الاشراف (17946) .

4938-تقدم (الحديث 4937) .

4939-تقدم (الحديث 4937) .

4940-تقدم (الحديث 4937) .

4941 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ وَّعَبْدِ رَبِّهِ وَرُزَيْقٍ صَاحِبِ اَيْلَةَ اَنَّهُمْ سَمِعُوْا عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتِ الْقَطْعُ فِىْ رُبُعِ دِيْنَارٍ فَصَاعِدًا .

★★ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ایک چوتھائی دینار یا اس سے زیادہ (قیمت والی چیز کی چوری پر) ہاتھ کاٹنے (کی سزا دی جائے گی)

4942 - قَالَ الْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنِىْ مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا طَالَ عَلَىَّ وَلَا نَسِيْتُ الْقَطْعُ فِىْ رُبُعِ دِيْنَارٍ فَصَاعِدًا .

★★ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ابھی زیادہ عرصہ نہیں گزرا: نہ ہی میں یہ بات بھولی ہوں، کہ ایک چوتھائی دینا یا اس سے زیادہ کی (قیمت والی چیز کی چوری پر) ہاتھ کاٹا جائے گا۔

10 - باب ذِكْرِ اخْتِلَافِ اَبِىْ بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدٍ وَّعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِىْ بَكْرٍ عَنْ عَمْرَةَ فِىْ هٰذَا الْحَدِيْثِ

اس روایت میں عمرہ نامی خاتون سے نقل کرنے میں ابوبکر بن محمد اور عبداللہ بن ابوبکر پر ہونے والے اختلاف کا تبصرہ

4943 - اَخْبَرَنَا اَبُوْ صَالِحٍ مُحَمَّدُ بْنُ زُنْبُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِىْ حَازِمٍ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِىْ بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "لَا يُقْطَعُ السَّارِقُ اِلَّا فِىْ رُبُعِ دِيْنَارٍ فَصَاعِدًا" .

★★ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: چور کا ہاتھ صرف ایک چوتھائی دینار، یا اس سے زیادہ (قیمت والی چیز کی چوری پر) کاٹا جائے گا۔

4944 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِىْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَلْمَانَ} عَنِ ابْنِ الْهَادِ {عَنْ اَبِىْ بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ حَزْمٍ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ الْاَوَّلِ .

★★ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے۔

4941-تقدم (الحديث 4937) .

4942-تقدم (الحديث 4937) .

4943-اخرجه مسلم في الحدود، باب حد السرقة و نصابها (الحديث 4) و اخرجه النسائي في قطع السارق، ذكر اختلاف ابي بكر بن محمد و عبد الله بن ابي بكر عن عمرة في هذا الحديث (الحديث 4944) و (الحديث 4945) موقوفاً . تحفة الاشراف (17951) .

4944-تقدم في قطع السارق، ذكر اختلاف ابي بكر بن محمد و عبد الله بن ابي بكر عن عمرة في هذا الحديث (الحديث 4943) .

4945 - قَالَ الْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ اَبِي بَكْرٍ عَنْ عَمْرَةَ قَالَتْ قَالَتْ عَائِشَةُ الْقَطْعُ فِي رُبْعِ دِينَارٍ فَصَاعِدًا ۔

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ایک چوتھائی دینار یا اس سے زیادہ (قیمت والی چیز کی چوری پر) چور کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔

4946 - اَخْبَرَنِي اِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِي الرِّجَالِ عَنْ اَبِيهِ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "يُقْطَعُ يَدُ السَّارِقِ فِي ثَمَنِ الْمِجَنِّ وَثَمَنُ الْمِجَنِّ رُبْعُ دِينَارٍ" ۔

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''چور کا ہاتھ ڈھال کی قیمت جتنی چیز کی چوری پر کاٹا جائے گا اور ڈھال کی قیمت ایک چوتھائی دینار ہوتی ہے''۔

4947 - اَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ دُرُسْتَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو اِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اَبِي كَثِيرٍ اَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَهُ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْطَعُ الْيَدَ فِي رُبْعِ دِينَارٍ فَصَاعِدًا ۔

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک چوتھائی دینار یا اس سے زیادہ (قیمت والی چیز کی چوری پر) ہاتھ کٹوا دیتے تھے۔

4948 – اَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِي كَثِيرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ثُمَّ ذَكَرَ كَلِمَةً مَعْنَاهَا عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا تُقْطَعُ الْيَدُ اِلَّا فِي رُبْعِ دِينَارٍ" ۔

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''ہاتھ صرف ایک چوتھائی دینار (قیمت والی چیز کی چوری پر) کٹوایا جا سکتا ہے''۔

4949 – اَخْبَرَنَا اَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِيلَ الطَّبَرَانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ بَحْرٍ اَبُو عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا مُبَارَكُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِي كَثِيرٍ قَالَ حَدَّثَنِي عِكْرِمَةُ اَنَّ امْرَاَةً اَخْبَرَتْهُ اَنَّ عَائِشَةَ اُمَّ الْمُؤْمِنِينَ

4945-تقدم (الحديث 4943) .

4946-اخرجه البخاري في الحدود، باب قول الله تعالى: (والسارق و السارقة فاقطعوا ايديهما) (الحديث 6791) . و اخرجه النسائي في قطع السارق، ذكر اختلاف ابي بكر بن محمد و عبد الله بن ابي بكر عن عمرة في هذا الحديث (الحديث 4947 و 4948) . تحفة الاشراف (17916) .

4947-تقدم في قطع السارق، ذكر اختلاف ابي بكر بن محمد و عبد الله بن ابي بكر عن عمرة في هذا الحديث (الحديث 4946) .

4948-تقدم في قطع السارق، ذكر اختلاف ابي بكر بن محمد و عبد الله بن ابي بكر عن عمرة في هذا الحديث (الحديث 4946) .

4949-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (17996) .

أَخْبَرَتْهَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "تُقْطَعُ الْيَدُ فِي الْمِجَنِّ" .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

"ڈھال (کی قیمت جتنی قیمتی چیز کی چوری پر) ہاتھ کاٹا جائے گا"۔

4950 - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَمِّي قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِي حَبِيْبٍ أَنَّ بُكَيْرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْأَشَجِّ حَدَّثَهُ أَنَّ سُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ حَدَّثَهُ أَنَّ عَمْرَةَ ابْنَةَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَتْهُ أَنَّهَا سَمِعَتْ عَائِشَةَ تَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا تُقْطَعُ يَدُ السَّارِقِ فِيْمَا دُوْنَ الْمِجَنِّ" . قِيْلَ لِعَائِشَةَ مَا ثَمَنُ الْمِجَنِّ قَالَتْ رُبُعُ دِيْنَارٍ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

"ڈھال سے کم قیمت والی چیز کی چوری پر چور کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا"۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا گیا: ڈھال کی قیمت کتنی ہوتی ہے؟ انہوں نے جواب دیا: ایک چوتھائی دینار۔

4951 - أَخْبَرَنِي أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي مَخْرَمَةُ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "لَا تُقْطَعُ يَدُ السَّارِقِ إِلَّا فِي رُبُعِ دِيْنَارٍ فَصَاعِدًا" .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

"چور کا ہاتھ صرف ایک چوتھائی دینار یا اس سے زیادہ (قیمت والی چیز کی چوری پر) کاٹا جائے گا"۔

4952 - أَخْبَرَنِي هَارُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا قُدَامَةُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ أَنْبَأَنَا مَخْرَمَةُ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ سَمِعْتُ عُثْمَانَ بْنَ أَبِي الْوَلِيْدِ مَوْلَى الْأَخْنَسِيِّيْنَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ يَقُوْلُ كَانَتْ عَائِشَةُ تُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "لَا تُقْطَعُ الْيَدُ إِلَّا فِي الْمِجَنِّ أَوْ ثَمَنِهِ" .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتی ہیں: ہاتھ صرف ڈھال یا اس کی قیمت والی چیز (کی چوری پر) کاٹا جائے گا۔

4953 - أَخْبَرَنَا أَبُوْ بَكْرِ بْنُ إِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنِي قُدَامَةُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ أَخْبَرَنِي مَخْرَمَةُ بْنُ بُكَيْرٍ عَنْ أَبِيْهِ

4950-اخرجه مسلم في الحدود، باب حد السرقة و نصابها (الحديث 3) . واخرجه النسائي في قطع السارق، ذكر اختلاف ابي بكر بن محمد و عبدالله بن ابي بكر عن عمرة في هذا الحديث (الحديث 4951 و 4954)، و (الحديث 4955) من قول سليمان بن يسار . تحفة الاشراف (17896 و 18792) .

4951-تقدم في قطع السارق، ذكر اختلاف ابي بكر بن محمد و عبد الله بن ابي بكر عن عمرة في هذا الحديث (الحديث 4950) .

4952-انفرد به النسائي، و سياتي في قطع السارق، ذكر اختلاف ابي بكر بن محمد و عبد الله بن ابي بكر عن عمرة في هذا الحديث (الحديث 4953) . تحفة الاشراف (16367) .

4953-تقدم في قطع السارق، ذكر اختلاف ابي بكر بن محمد و عبد الله بن ابي بكر عن عمرة في هذا الحديث (الحديث 4952) .

قَالَ سَمِعْتُ عُثْمَانَ بْنَ أَبِي الْوَلِيدِ يَقُولُ سَمِعْتُ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ يَقُولُ كَانَتْ عَائِشَةُ تُحَدِّثُ عَنْ نَبِيِّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ "لَا تُقْطَعُ الْيَدُ إِلَّا فِي الْمِجَنِّ أَوْ ثَمَنِهِ".

وَزَعَمَ أَنَّ عُرْوَةَ قَالَ الْمِجَنُّ أَرْبَعَةُ دَرَاهِمَ.

★★ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ بات نقل کرتی ہیں: آپ نے ارشاد فرمایا: ہاتھ صرف ڈھال یا اس کی قیمت (جتنی چیز کی چوری) پر کاٹا جائے گا۔

عروہ بیان کرتے ہیں: ڈھال کی قیمت چار درہم ہوتی تھی۔

4954 - قَالَ وَسَمِعْتُ سُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ يَزْعُمُ أَنَّهُ سَمِعَ عَمْرَةَ تَقُولُ سَمِعْتُ عَائِشَةَ تُحَدِّثُ أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ "لَا تُقْطَعُ الْيَدُ إِلَّا فِي رُبْعِ دِينَارٍ فَمَا فَوْقَهُ".

★★ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے سنا ہے: صرف ایک چوتھائی دینار یا اس سے زیادہ قیمت والی چیز کی چوری پر ہاتھ کاٹا جائے گا۔

4955 - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ الدَّانَاجِ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ قَالَ لَا تُقْطَعُ الْخَمْسُ إِلَّا فِي الْخَمْسِ.

قَالَ هَمَّامٌ فَلَقِيتُ عَبْدَ اللَّهِ الدَّانَاجَ فَحَدَّثَنِي عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ قَالَ لَا تُقْطَعُ الْخَمْسُ إِلَّا فِي الْخَمْسِ.

★★ سلیمان بن یسار بیان کرتے ہیں: پانچ (انگلیاں) صرف پانچ (درہموں) جتنی قیمت والی چیز کی چوری پر کاٹی جائیں گی۔

ہمام بیان کرتے ہیں: میری ملاقات عبداللہ داناج سے ہوئی تو انہوں نے مجھے سلیمان بن یسار کے حوالے سے یہ بات بیان کی وہ یہ فرماتے ہیں: پانچ (انگلیاں) پانچ درہم کی قیمت جتنی چیز کی چوری پر کاٹی جائیں گی۔

4956 - أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ أَنْبَأَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمْ تُقْطَعْ يَدُ سَارِقٍ فِي أَدْنَى مِنْ حَجَفَةٍ أَوْ تُرْسٍ وَكُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا ذُو ثَمَنٍ.

★★ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: چور کا ہاتھ ڈھال سے کم قیمت (کی چیز کی چوری پر) نہیں کاٹا جائے گا اور ان دونوں میں سے ہر ایک چیز کی قیمت ایک ہی ہے (یہاں ڈھال کے لئے دو لفظ استعمال ہوئے ہیں)

4957 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عِيسَى عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَبْدِ

4954-تقدم في قطع السارق، ذكر اختلاف ابي بكر بن محمد و عبد الله بن ابي بكر عن عمرة في هذا الحديث (الحديث 4950).

4955-تقدم في قطع السارق، ذكر اختلاف ابي بكر بن محمد و عبد الله بن ابي بكر عن عمرة في هذا الحديث (الحديث 4950).

4956-اخرجه البخاري في الحدود، باب قول الله تعالى: (والسارق و السارقة فاقطعوا ايديهما) في كم يقطع (الحديث 6793). تحفة الاشراف (16970).

اللّٰهِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَطَعَ فِی قِيمَةِ خَمْسَةِ دَرَاهِمَ .

★★ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ درہم قیمت والی چیز کی چوری پر ہاتھ کٹوایا تھا۔

4958 - وَاَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ اَيْمَنَ قَالَ لَمْ يَقْطَعِ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السَّارِقَ اِلَّا فِی ثَمَنِ الْمِجَنِّ وَثَمَنُ الْمِجَنِّ يَوْمَئِذٍ دِينَارٌ .

★★ حضرت ایمن رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف ڈھال جتنی قیمت والی چیز کی چوری پر ہاتھ کٹوایا تھا اور ان دنوں ڈھال کی قیمت ایک دینار ہوتی تھی۔

4959 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ اَيْمَنَ قَالَ لَمْ تَكُنْ تُقْطَعُ الْيَدُ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا فِی ثَمَنِ الْمِجَنِّ وَقِيمَتُهُ يَوْمَئِذٍ دِينَارٌ .

★★ حضرت ایمن رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں چور کا ہاتھ صرف اس صورت میں کاٹا جاتا تھا جب اس نے ڈھال جتنی قیمت کی چیز کی چوری کی ہو اور ان دنوں ڈھال کی قیمت ایک دینار ہوتی تھی۔

4960 - اَخْبَرَنَا اَبُو الْاَزْهَرِ النَّيْسَابُورِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ اَيْمَنَ قَالَ لَمْ تُقْطَعِ الْيَدُ فِی زَمَنِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا فِی ثَمَنِ الْمِجَنِّ وَقِيمَةُ الْمِجَنِّ يَوْمَئِذٍ دِينَارٌ .

★★ حضرت ایمن رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں ہاتھ صرف ڈھال کی قیمت جتنی چیز کی چوری پر کاٹا جاتا تھا اور ان دنوں ڈھال کی قیمت ایک دینار ہوتی تھی۔

4961 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دَاوُدَ عَنْ عَلِیِّ بْنِ صَالِحٍ عَنْ مَنْصُورٍ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ مُجَاهِدٍ وَعَطَاءٍ عَنْ اَيْمَنَ قَالَ لَمْ تُقْطَعِ الْيَدُ فِی عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا فِی ثَمَنِ الْمِجَنِّ وَثَمَنُهُ يَوْمَئِذٍ دِينَارٌ .

★★ حضرت ایمن رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں ہاتھ صرف ڈھال کی قیمت جتنی چیز کی

4957-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (9324) .

4958-انفرد به النسائي، وسياتي في قطع السارق، ذكر اختلاف ابي بكر بن محمد و عبد الله بن ابي بكر عن عمرة في هذا الحديث (الحديث 4959 و 4960 و 4961) و (الحديث 4962) موقوفاً، و (الحديث 4963)، و (الحديث 4964) موقوفاً . تحفة الاشراف (1749) .

4959-تقدم في قطع السارق، ذكر اختلاف ابي بكر بن محمد و عبد الله بن ابي بكر عن عمرة في هذا الحديث (الحديث 4958) .

4960-تقدم في قطع السارق، ذكر اختلاف ابي بكر بن محمد و عبد الله بن ابي بكر عن عمرة في هذا الحديث (الحديث 4958) .

4961-تقدم في قطع السارق، ذكر اختلاف ابي بكر بن محمد و عبد الله بن ابي بكر عن عمرة في هذا الحديث (الحديث 4958) .

چوری پر کاٹا جاتا تھا اور ان دنوں ڈھال کی قیمت ایک دینار ہوتی تھی۔

4962 - اَخْبَرَنَا هَارُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا الْحَسَنُ بْنُ حَيٍّ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ عَطَاءٍ وَّمُجَاهِدٍ عَنْ اَيْمَنَ قَالَ يُقْطَعُ السَّارِقُ فِيْ ثَمَنِ الْمِجَنِّ وَكَانَ ثَمَنُ الْمِجَنِّ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دِيْنَارًا اَوْ عَشَرَةَ دَرَاهِمَ ۔

☆☆ حضرت ایمن رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: چور کا ہاتھ صرف ڈھال کی قیمت جتنی چیز کی چوری پر کاٹا جاتا تھا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں ڈھال کی قیمت ایک دینار یا دس درہم ہوتی تھی۔

4963 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا شَرِيْكٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ عَطَاءٍ وَّمُجَاهِدٍ عَنْ اَيْمَنَ بْنِ اُمِّ اَيْمَنَ يَرْفَعُهُ قَالَ "لَا تُقْطَعُ الْيَدُ اِلَّا فِيْ ثَمَنِ الْمِجَنِّ" ۔ وَثَمَنُهُ يَوْمَئِذٍ دِيْنَارٌ ۔

☆☆ حضرت ایمن بن اُم ایمن رضی اللہ عنہ مرفوع حدیث کے طور پر یہ بات نقل کرتے ہیں: (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:)

''ہاتھ صرف ڈھال کی (قیمت جتنی چیز کی چوری) پر کاٹا جائے گا''۔

ان دنوں ڈھال کی قیمت تقریباً ایک دینار ہوتی تھی۔

4964 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ عَطَاءٍ وَّمُجَاهِدٍ عَنْ اَيْمَنَ قَالَ لَا يُقْطَعُ السَّارِقُ فِيْ اَقَلَّ مِنْ ثَمَنِ الْمِجَنِّ ۔

☆☆ حضرت ایمن رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: چور کا ہاتھ ڈھال کی قیمت سے کم قیمت چیز کی چوری پر نہیں کاٹا جائے گا۔

4965 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَمِّيْ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ عَنِ ابْنِ اِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ شُعَيْبٍ اَنَّ عَطَاءَ بْنَ اَبِيْ رَبَاحٍ حَدَّثَهُ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ كَانَ يَقُوْلُ ثَمَنُهُ يَوْمَئِذٍ عَشَرَةُ دَرَاهِمَ ۔

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ان دنوں اس (ڈھال) کی قیمت دس درہم ہوتی تھی۔

4966 - اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ مُوْسَى الْبَلْخِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْحَاقَ عَنْ اَيُّوْبَ بْنِ مُوْسٰى عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مِثْلَهُ كَانَ ثَمَنُ الْمِجَنِّ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَوَّمُ

4962-تقدم في قطع السارق، ذكر اختلاف ابي بكر بن محمد و عبد الله بن ابي بكر عن عمرة في هذا الحديث (الحديث 4958) .

4963-تقدم في قطع السارق، ذكر اختلاف ابي بكر بن محمد و عبد الله بن ابي بكر عن عمرة في هذا الحديث (الحديث 4958) .

4964-تقدم في قطع السارق، ذكر اختلاف ابي بكر بن محمد و عبد الله بن ابي بكر عن عمرة في هذا الحديث (الحديث 4958) .

4965-انفرد به النسائي ۔ تحفة الاشراف (5951) ۔

4966-انفرد به النسائي، وسياتي في قطع السارق، ذكر اختلاف ابي بكر بن محمد و عبد الله بن ابي بكر عن عمرة في هذا الحديث (الحديث 4967) مرسلاً، و (الحديث 4968) عن عطاء بن ابي رباح من قوله ۔ تحفة الاشراف (5885) ۔

عَشْرَةَ دَرَاهِمَ .

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے یہی روایت منقول ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں ڈھال کی قیمت دس درہم ہوتی تھی۔

4967 - اَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ اِسْحَاقَ عَنْ اَيُّوْبَ بْنِ مُوْسٰى عَنْ عَطَاءٍ مُرْسَلٌ .

★★ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ عطاء کے حوالے سے مرسل روایت کے طور پر منقول ہے۔

4968 - اَخْبَرَنِي حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ عَنْ سُفْيَانَ - وَهُوَ ابْنُ حَبِيْبٍ - عَنِ الْعَرْزَمِيِّ - وَهُوَ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ اَبِي سُلَيْمَانَ - عَنْ عَطَاءٍ قَالَ اَدْنٰى مَا يُقْطَعُ فِيْهِ ثَمَنُ الْمِجَنِّ . قَالَ وَثَمَنُ الْمِجَنِّ يَوْمَئِذٍ عَشْرَةُ دَرَاهِمَ .

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَاَيْمَنُ الَّذِيْ تَقَدَّمَ ذِكْرُنَا لِحَدِيْثِهٖ مَا اَحْسَبُ اَنَّ لَهٗ صُحْبَةً وَّقَدْ رُوِيَ عَنْهُ حَدِيْثٌ اٰخَرُ يَدُلُّ عَلٰى مَا قُلْنَاهُ .

★★ عطاء رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: سب سے کم قیمتی چیز' جس پر ہاتھ کاٹا جاتا ہے' وہ ڈھال کی قیمت ہے۔

راوی بیان کرتے ہیں: ان دنوں ڈھال کی قیمت دس درہم ہوتی تھی۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: ایمن نامی وہ صاحب جن کا ذکر ہم پہلے کر چکے ہیں اور ان کے حوالے سے روایت نقل کر چکے ہیں' میرا نہیں خیال کہ وہ صحابی ہیں' ان کے حوالے سے ایک اور روایت منقول ہے' جو اس بات پر دلالت کرتی ہے جو ہم نے کہا ہے (وہ درست ہے) یعنی وہ (صحابی نہیں ہیں)۔

4969 - حَدَّثَنَا سَوَّارُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَوَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ ح وَاَنْبَاَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَلَّامٍ قَالَ اَنْبَاَنَا اِسْحَاقُ - هُوَ الْاَزْرَقُ - قَالَ حَدَّثَنَا بِهٖ عَبْدُ الْمَلِكِ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ اَيْمَنَ مَوْلَى ابْنِ الزُّبَيْرِ - وَقَالَ خَالِدٌ فِيْ حَدِيْثِهٖ مَوْلَى الزُّبَيْرِ - عَنْ تُبَيْعٍ عَنْ كَعْبٍ قَالَ مَنْ تَوَضَّاَ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ صَلّٰى - وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ فَصَلَّى الْعِشَاءَ الْاٰخِرَةَ - ثُمَّ صَلّٰى بَعْدَهَا اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ فَاَتَمَّ - وَقَالَ سَوَّارٌ يُتِمُّ - رُكُوْعَهُنَّ وَسُجُوْدَهُنَّ وَيَعْلَمُ مَا يَقْتَرِئُ - وَقَالَ سَوَّارٌ يَقْرَاُ - فِيْهِنَّ كُنَّ لَهٗ بِمَنْزِلَةِ لَيْلَةِ الْقَدْرِ .

★★ حضرت کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جو شخص وضو کرتے ہوئے اچھی طرح وضو کرے اور پھر نماز ادا کرے (یہاں عبدالرحمٰن نامی راوی نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں) پھر عشاء کی نماز ادا کرے' پھر اس کے بعد چار رکعات ادا کرے' اور انہیں مکمل ادا کرے' یہاں سوار نامی راوی نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں: ان رکعات کے رکوع اور سجود کو مکمل کرے اور جو وہ تلاوت کر رہا ہے' اسے

4967-تقدم في قطع السارق، ذكر اختلاف ابي بكر بن محمد و عبد الله بن ابي بكر عن عمرة في هذا الحديث (الحديث 4966) .

4968-تقدم في قطع السارق، ذكر اختلاف ابي بكر بن محمد و عبد الله بن ابي بكر عن عمرة في هذا الحديث (الحديث 4966) .

4969-انفرد به النسائي، وسياتي في قطع السارق، ذكر اختلاف ابي بكر بن محمد و عبد الله بن ابي بكر عن عمرة عن عائشة (الحديث 4970) . تحفة الاشراف (1749 و 19241) .

اچھی طرح سمجھ کر پڑھے۔

یہاں سوار نامی راوی نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں: ان میں تلاوت کرے تو یہ اس کے لئے شب قدر کی مانند ہو جائیں گی۔

4970 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَخْلَدٌ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ اَبِي مَوْلَى ابْنِ عُمَرَ عَنْ تُبَيْعٍ عَنْ كَعْبٍ قَالَ مَنْ تَوَضَّا فَاَحْسَنَ وُضُوْئَهُ ثُمَّ شَهِدَ صَلَاةَ الْعَتَمَةِ فِي جَمَاعَةٍ ثُمَّ صَلَّى اِلَيْهَا اَرْبَعًا مِثْلَهَا يَقْرَاُ فِيْهَا وَيُتِمُّ رُكُوعَهَا وَسُجُوْدَهَا كَانَ لَهُ مِنَ الْاَجْرِ مِثْلُ لَيْلَةِ الْقَدْرِ۔

★★ حضرت کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جو شخص وضو کرے اور وہ اچھی طرح وضو کرے پھر وہ عشاء کی نماز باجماعت میں شریک ہو پھر اس کے بعد چار رکعات اسی طرح ادا کرے جن میں وہ قرأت اور ان کے رکوع اور سجود کو مکمل کرے تو اس کے لیے شب قدر کی مانند اجر ہوگا۔

4971 - اَخْبَرَنَا خَلَّادُ بْنُ اَسْلَمَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اِدْرِيْسَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ كَانَ ثَمَنُ الْمِجَنِّ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشَرَةَ دَرَاهِمَ۔

★★ عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا (حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں ڈھال دس درہم کی ہوتی تھی۔

11 - باب الثَّمَرِ الْمُعَلَّقِ يُسْرَقُ ۔

یہ باب ہے کہ (درخت پر) لٹکے ہوئے پھل کو چوری کرنا

4972 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ الْاَخْنَسِ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ كَمْ تُقْطَعُ الْيَدُ قَالَ "لَا تُقْطَعُ الْيَدُ فِيْ ثَمَرٍ مُعَلَّقٍ فَاِذَا ضَمَّهُ الْجَرِيْنُ قُطِعَتْ فِيْ ثَمَنِ الْمِجَنِّ وَلَا تُقْطَعُ فِيْ حَرِيْسَةِ الْجَبَلِ فَاِذَا اَوَى الْمُرَاحَ قُطِعَتْ فِيْ ثَمَنِ الْمِجَنِّ"۔

★★ عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا (حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا: کتنی قیمت والی چیز کی چوری پر ہاتھ کاٹا جائیگا؟ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: درخت پر لٹکے ہوئے پھل کی چوری پر ہاتھ نہیں کاٹا جائیگا' لیکن جب اسے گودام میں محفوظ کرلیا جائے تو پھر ڈھال کی قیمت جتنی چیز کی چوری پر ہاتھ کاٹا جائے گا' پہاڑ پر چرنے والے جانور کی چوری پر ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا' لیکن جب اسے باڑے میں محفوظ کرلیا جائے تو پھر

4970-تقدم (الحديث 4969) .

4971-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (8791) .

4972-انفرد به النسائي . والحديث عند: ابي داؤد في اللقطة، باب التعريف باللقطة (الحديث 1712) و النسائي في الزكاة، باب المعدن (الحديث 2493) . تحفة الاشراف (8755) .

زمال کی قیمت جتنے جانور کی چوری پر ہاتھ کاٹا جائے گا۔

12 - باب الثَّمَرِ يُسْرَقُ بَعْدَ اَنْ يُئْوِيَهُ الْجَرِيْنُ .

یہ باب ہے کہ پھل کو گودام میں محفوظ کر لینے کے بعد چوری کیا جائے (تو اس کا حکم کیا ہوگا؟)

4973 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ سُئِلَ عَنِ الثَّمَرِ الْمُعَلَّقِ فَقَالَ "مَا اَصَابَ مِنْ ذِي حَاجَةٍ غَيْرِ مُتَّخِذٍ خُبْنَةً فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ وَمَنْ خَرَجَ بِشَيْءٍ مِّنْهُ فَعَلَيْهِ غَرَامَةُ مِثْلَيْهِ وَالْعُقُوْبَةُ وَمَنْ سَرَقَ شَيْئًا مِّنْهُ بَعْدَ اَنْ يُئْوِيَهُ الْجَرِيْنُ فَبَلَغَ ثَمَنَ الْمِجَنِّ فَعَلَيْهِ الْقَطْعُ وَمَنْ سَرَقَ دُوْنَ ذٰلِكَ فَعَلَيْهِ غَرَامَةُ مِثْلَيْهِ وَالْعُقُوْبَةُ" .

★★ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: آپ سے (درخت) پر لٹکے ہوئے پھل کو (چوری کیے جانے) کے بارے میں دریافت کیا گیا' تو آپ نے فرمایا: جو ضرورت مند اسے حاصل کر لے' جبکہ اس نے اپنے کپڑے میں اسے نہ رکھا ہو' تو ایسے شخص پر کوئی جرمانہ نہیں ہوگا' لیکن جو شخص اسے ساتھ لے کر چلا جائے' تو اس پر دگنا جرمانہ ہوگا اور سزا بھی دی جائے گی' اور جو شخص پھل کو گودام میں محفوظ کرنے کے بعد اس میں سے کچھ چوری کرے' اور اس چوری شدہ پھل کی قیمت ڈھال کی قیمت تک پہنچتی ہو' تو اس کا ہاتھ کاٹنا لازم ہوگا' جس شخص نے اس سے کم کی چوری کی ہو' تو اس پر دگنے جرمانے کی ادائیگی لازم ہوگی اور اسے سزا بھی دی جائے گی۔

4974 - قَالَ الْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ وَهِشَامُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَجُلًا مِّنْ مُزَيْنَةَ اَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ تَرٰى فِيْ حَرِيْسَةِ الْجَبَلِ فَقَالَ "هِيَ وَمِثْلُهَا وَالنَّكَالُ وَلَيْسَ فِيْ شَيْءٍ مِّنَ الْمَاشِيَةِ قَطْعٌ اِلَّا فِيْمَا اٰوَاهُ الْمُرَاحُ فَبَلَغَ ثَمَنَ الْمِجَنِّ فَفِيْهِ قَطْعُ الْيَدِ وَمَا لَمْ يَبْلُغْ ثَمَنَ الْمِجَنِّ فَفِيْهِ غَرَامَةُ مِثْلَيْهِ وَجَلَدَاتُ نَكَالٍ" . قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ تَرٰى فِي الثَّمَرِ الْمُعَلَّقِ قَالَ "هُوَ وَمِثْلُهُ مَعَهُ وَالنَّكَالُ وَلَيْسَ فِيْ شَيْءٍ مِّنَ الثَّمَرِ الْمُعَلَّقِ قَطْعٌ اِلَّا فِيْمَا اٰوَاهُ الْجَرِيْنُ فَمَا اُخِذَ مِنَ الْجَرِيْنِ فَبَلَغَ ثَمَنَ الْمِجَنِّ فَفِيْهِ الْقَطْعُ وَمَا لَمْ يَبْلُغْ ثَمَنَ الْمِجَنِّ فَفِيْهِ غَرَامَةُ مِثْلَيْهِ وَجَلَدَاتُ نَكَالٍ" .

★★ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: مزینہ قبیلے سے تعلق رکھنے والا ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' اس نے عرض کی: یارسول اللہ! پہاڑ پر چرنے والی کسی بکری (کے چوری ہونے) کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہ بکری اور اس کی مانند ایک بکری (جرمانے کے طور پر ادا کرنی ہوگی) اور سزا بھی دی جائے

4973-اخرجه ابو داؤد في اللقطة، باب التعريف باللقطة (الحديث 1710)، وفي الحدود، باب ما لا قطع فيه (الحديث 4390) . والحديث عند الترمذي في البيوع، باب ما جاء في الرخصة في اكل الثمرة للمار بها (الحديث 1289) . تحفة الاشراف (8798) .

4974-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (8768 و 8810) .

گی' کسی جانور کو چوری کرنے پر' ہاتھ کاٹنے کی سزا صرف اس صورت میں دی جائے گی' جب وہ جانور کسی باڑے سے چوری کیا گیا
ہو اور اس کی قیمت ایک ڈھال کی قیمت تک پہنچتی ہو' تو اس کو چوری کرنے پر ہاتھ کاٹنے کی سزا دی جائیگی' لیکن جس کی قیمت ڈھال
جتنی نہ ہوتی ہو' تو اس میں' اس جیسے دو جانوروں کی قیمت جرمانے کے طور پر دی جائیگی اور سزا کے چند کوڑے لگائے جائیں گے۔
اس شخص نے عرض کی: یارسول اللہ! درخت پر لٹکے ہوئے پھل کو چوری کیے جانے کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ تو نبی
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وہ پھل اور اس کی مانند مزید (کی قیمت جرمانے کے طور پر ادا کی جائے گی) اور سزا دی جائے گی۔
درخت پر لٹکے ہوئے پھل کی چوری پر ہاتھ کاٹنے کی سزا نہیں دی جائیگی' البتہ جب اسے گودام میں محفوظ کر لیا جائے (تو پھر جس کو
گودام میں محفوظ کر لیا گیا ہو) تو اس میں ہاتھ کاٹنے کی سزا ہوگی اور اگر وہ ڈھال کی قیمت جتنا نہ ہو' تو اس میں چوری شدہ مال سے
دگنا پھل جرمانے کے طور پر ادا کرنا ہوگا اور سزا کے طور پر چند کوڑے لگائے جائیں گے۔

13 - باب مَا لَا قَطْعَ فِيْهِ .

یہ باب ہے کہ (کون سی چیز کی چوری پر) ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا؟

4975 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدِ بْنِ خَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ قَالَ حَدَّثَنَا سَلَمَةُ - يَعْنِيْ ابْنَ عَبْدِ الْمَلِكِ الْعَوْصِيَّ - عَنِ الْحَسَنِ - وَهُوَ ابْنُ صَالِحٍ - عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ اَبِيْ بَكْرٍ عَنْ رَّافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "لَا قَطْعَ فِيْ ثَمَرٍ وَّلَا كَثَرٍ" .

★★ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:
"پھل یا کثر (کھجور کے گابھے کی چوری پر) ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا"۔

4976 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيْدِ الْقَطَّانَ يَقُوْلُ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ عَنْ رَّافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "لَا قَطْعَ فِيْ ثَمَرٍ وَّلَا كَثَرٍ" .

★★ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:
"پھل یا کثر کی چوری پر ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا"۔

4977 - اَخْبَرَنِيْ يَحْيَى بْنُ حَبِيْبِ بْنِ عَرَبِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ عَنْ رَّافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "لَا قَطْعَ فِيْ ثَمَرٍ وَّلَا كَثَرٍ" .

4975-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (3576) .

4976-اخرجه ابو داؤد في الحدود، باب ما لا قطع فيه (الحديث 4388 و 4389) مطولا . واخرجه الترمذي في قطع السارق، باب ما لا قطع فيه (الحديث 4977 و 4978 و 4979 و 4980) . تحفة الاشراف (3581) .

4977-تقدم (الحديث 4976) .

★★ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

"پھل یا کثر (کی چوری پر) ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا"۔

4978 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَلَّامٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا قَطْعَ فِيْ ثَمَرٍ وَّلَا كَثَرٍ".

★★ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

"پھل یا کثر (کی چوری پر) ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا"۔

4979 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْحَمِيْدِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَخْلَدٌ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا قَطْعَ فِيْ ثَمَرٍ وَّلَا كَثَرٍ" .

★★ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ، نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"پھل یا کثر کی چوری پر ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا"۔

4980 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا قَطْعَ فِيْ ثَمَرٍ وَّلَا كَثَرٍ".

★★ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

"پھل یا کثر (کی چوری پر ہاتھ) نہیں کاٹا جائے گا"۔

4981 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ - هُوَ ابْنُ اَبِىْ رَجَاءٍ - قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ عَنْ عَمِّهٖ وَاسِعٍ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا قَطْعَ فِيْ ثَمَرٍ وَّلَا كَثَرٍ" .

★★ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

"پھل یا کثر (کی چوری پر ہاتھ) نہیں کاٹا جائے گا"۔

4978-تقدم (الحديث 4976) .

4979-تقدم (الحديث 4976) .

4980-تقدم (الحديث 4976) .

4981-اخرجه الترمذي في الحدود، باب ما جاء لا قطع في ثمر ولا كثر (الحديث 1449) و اخرجه النسائي في قطع السارق، باب ما لا قطع فيه (الحديث 4982 و 4983 و 4984 و 4985) و اخرجه ابن ماجه في الحدود، باب لا يقطع في ثمر ولا كثر (الحديث 2593) . تحفة الاشراف (3588) .

4982 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ عَنْ عَمِّهِ اَنَّ رَافِعَ بْنَ خَدِيجٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ "لَا قَطْعَ فِي ثَمَرٍ وَّلَا كَثَرٍ" . وَالْكَثَرُ الْجُمَّارُ .

★★ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

"پھل یا کثر (کی چوری پر ہاتھ) نہیں کاٹا جائے گا"۔

"کثر" سے مراد، جمار یعنی (کھجور کا گابھا) ہے۔

4983 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ مَيْمُونٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ عَنْ اَبِي مَيْمُونٍ عَنْ رَّافِعِ بْنِ خَدِيجٍ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا قَطْعَ فِي ثَمَرٍ وَّلَا كَثَرٍ" .

قَالَ اَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ هٰذَا خَطَاٌ اَبُو مَيْمُونٍ لَّا اَعْرِفُهُ .

★★ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"پھل یا کثر (کی چوری پر ہاتھ) نہیں کاٹا جائے گا"۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: اس روایت میں غلطی پائی جاتی ہے ابو میمون نامی راوی سے میں واقف نہیں ہوں۔

4984 - اَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو اُسَامَةَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ عَنْ رَّجُلٍ مِّنْ قَوْمِهِ عَنْ رَّافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ "لَا قَطْعَ فِي ثَمَرٍ وَّلَا كَثَرٍ" .

★★ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

"پھل یا کثر کی چوری پر ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا"۔

4985 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ اَنَّ رَجُلًا مِّنْ قَوْمِهِ حَدَّثَهُ عَنْ عَمٍّ لَهُ اَنَّ رَافِعَ بْنَ خَدِيجٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ "لَا قَطْعَ فِي ثَمَرٍ وَّلَا كَثَرٍ" .

★★ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

"پھل یا کثر کی (چوری پر ہاتھ) نہیں کاٹا جائے گا"۔

4986 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ مَخْلَدٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ عَنْ

4982-تقدم (الحديث 4981) .

4983-تقدم (الحديث 4981) .

4984-تقدم (الحديث 4981) .

4985-تقدم (الحديث 4981) .

رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَيْسَ عَلٰى خَائِنٍ وَّلَا مُنْتَهِبٍ وَّلَا مُخْتَلِسٍ قَطْعٌ". لَمْ يَسْمَعْهُ سُفْيَانُ مِنْ اَبِي الزُّبَيْرِ.

★★ حضرت جابر رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''خیانت کرنے والے' اچک لینے والے' لوٹنے والے کو ہاتھ کاٹنے کی سزا نہیں دی جائے گی''۔

ابوسفیان نے ابوزبیر سے اس روایت کا سماع نہیں کیا ہے۔

4987 - اَخْبَرَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ الْحَفَرِيُّ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَيْسَ عَلٰى خَائِنٍ وَّلَا مُنْتَهِبٍ وَّلَا مُخْتَلِسٍ قَطْعٌ". وَلَمْ يَسْمَعْهُ اَيْضًا ابْنُ جُرَيْجٍ مِّنْ اَبِي الزُّبَيْرِ.

★★ حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''خیانت کرنے والے' چھین لینے والے اور اچک لینے والے کو ہاتھ کاٹنے کی سزا نہیں دی جائے گی''۔

ابن جریج نے بھی یہ روایت ابوزبیر سے نہیں سنی ہے۔

4988 - اَخْبَرَنِيْ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْحَسَنِ عَنْ حَجَّاجٍ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ اَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَيْسَ عَلَى الْمُخْتَلِسِ قَطْعٌ".

★★ حضرت جابر رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''اچک لینے والے کو (ہاتھ کاٹنے کی سزا) نہیں دی جائے گی''۔

4989 - اَخْبَرَنِيْ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْحَسَنِ عَنْ حَجَّاجٍ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ اَبُو الزُّبَيْرِ قَالَ جَابِرٌ لَيْسَ عَلَى الْخَائِنِ قَطْعٌ.

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَقَدْ رَوٰى هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ وَالْفَضْلُ بْنُ مُوْسٰى وَابْنُ وَهْبٍ وَّمُحَمَّدُ بْنُ رَبِيْعَةَ وَمَخْلَدُ بْنُ يَزِيْدَ وَسَلَمَةُ بْنُ سَعِيْدٍ - بَصْرِيٌّ ثِقَةٌ - قَالَ ابْنُ اَبِيْ صَفْوَانَ وَكَانَ خَيْرَ اَهْلِ زَمَانِهٖ. فَلَمْ يَقُلْ اَحَدٌ مِّنْهُمْ حَدَّثَنِيْ اَبُو الزُّبَيْرِ وَلَا اَحْسَبُهٗ سَمِعَهٗ مِنْ اَبِي الزُّبَيْرِ وَاللّٰهُ تَعَالٰى اَعْلَمُ.

★★ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: خیانت کرنے والے کو (ہاتھ) کاٹنے کی سزا نہیں دی جائے گی۔

4986-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (2761) .

4987-اخرجه ابو داؤد في الحدود، باب القطع في الخلسة و الخيانة (الحديث 4391 و 4392 و 4393) و اخرجه الترمذي في الحدود، باب ما جاء في الخائن و المختلس و المنتهب (الحديث 1448) . والنسائي في قطع السارق، باب ما لا قطع فيه (الحديث 4988 و 4989) . واخرجه ابن ماجه في الحدود، باب الخائن و المنتهب و المختلس (الحديث 2591)، والحديث عند ابن ماجه في الفتن، باب النهي عن النهبة (الحديث 3935) . تحفة الاشراف (2800) .

4988-تقدم (الحديث 4987) .

4989-تقدم (الحديث 4987) .

امام نسائی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: یہی روایت بعض دیگر اسناد کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

4990 - اَخْبَرَنَا خَالِدُ بْنُ رَوْحٍ الدِّمَشْقِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ - يَعْنِي ابْنَ خَالِدِ بْنِ يَزِيْدَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَوْهَبٍ - قَالَ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَيْسَ عَلٰى مُخْتَلِسٍ وَّلَا مُنْتَهِبٍ وَّلَا خَائِنٍ قَطْعٌ".

★★ حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''اچک لینے والے لوٹ لینے والے یا خیانت کرنے والے کو (ہاتھ کاٹنے کی) سزا نہیں دی جائے گی''۔

4991 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ خَالِدٍ عَنْ اَشْعَثَ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ لَيْسَ عَلٰى خَائِنٍ قَطْعٌ.

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَشْعَثُ بْنُ سَوَّارٍ ضَعِيْفٌ.

★★ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''خیانت کرنے والے کو (ہاتھ) کاٹنے کی سزا نہیں دی جائے گی''۔

امام نسائی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: اشعث بن سوار نامی راوی ضعیف ہے۔

جن صورتوں میں چور کا ہاتھ نہیں کاٹا جاتا

فتاویٰ عالمگیری میں ہاتھ کاٹنے کی حسب ذیل شرائط بیان کی گئی ہیں:

(۱) جو چیز دارالسلام میں مباح یا خسیس اور حقیر ہو اس کے چرانے پر ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا جیسے افتادہ لکڑی گھاس پھوس سرکنڈا مچھلی ہڑتال اور چونا وغیرہ۔ (ہدایہ کافی اور اختیار)

(۲) سونا چاندی اگر مٹی یا پتھر میں مخلوط ہو اور اس کو اس شکل میں چرایا جائے تو اس پر حد سرقہ نہیں ہے۔ (ظاہر الروایہ)۔

(۳) جو چیز جلد خراب ہو جاتی ہے جیسے دودھ گوشت اور تازہ پھل ان کے چرانے پر حد نہیں ہے۔ (ہدایہ)

(۴) جو پھل درخت پر لگے ہو یا گندم کھیت میں ہو اس کے چرانے پر حد نہیں ہے۔ (السراج الوہاج)

(۵) قحط کے ایام میں طعام کی چوری پر حد نہیں ہے۔ خواہ طعام جلد خراب ہونے والا ہو یا نہ ہو حفاظت میں رکھا گیا ہو یا نہ ہو اور قحط کا سال نہ ہو لیکن جس طعام کو چرایا ہے وہ جلد خراب ہونے والا ہے پھر بھی حد نہیں ہے اور اگر طعام جلد خراب ہونے والا نہ ہو لیکن غیر محفوظ ہو پھر بھی حد نہیں ہے۔ (ذخیرہ)

(۶) مٹی کی دیگچی کی چوری میں حد نہیں ہے۔ (تبیین)

(۷) درخت کو باغ سے جڑ سمیت چرانے پر حد نہیں ہے۔ (السراج الوہاج)

(۸) ہاتھی کے دانت کی چوری میں حد نہیں ہے بشرطیکہ اس سے کوئی چیز بنائی نہ گئی ہو۔ (ایضاح)

(۹) شیشہ کی چوری میں حد نہیں ہے۔ (فتح)

4990-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (2967) . 4991-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (2663) .

جن جانوروں کا شکار کیا جاتا ہے ان کے چرانے پر حد نہیں ہے خواہ وہ وحشی ہوں یا غیر وحشی بری ہو یا بحری (تاتارخانیہ)

(۱۰) مہندی سبزیوں تازہ پھلوں گھاس پانی گٹھلی اور جانوروں کی کھالوں کے چرانے میں حد نہیں۔ الا یہ کہ کھال سے مصلی یا کوئی اور چیز بنائی گئی ہو۔ (عنایہ)

(۱۱) خرخنزیر یا تی پرندوں وحشی جانوروں کتے چیتے مرغی بطخ اور کبوتر کے چرانے میں حد نہیں ہے۔ (تمرتاشی)

(۱۲) طنبور دف مزمار اور باقی گانے بجانے کے آلات کے چرانے میں حد نہیں ہے۔ (السراج الوہاج)

(۱۳) طبل اور بربط اگر لہو ولعب کے لیے ہوں تو ان کے چرانے میں حد نہیں ہے اگر جہاد کا طبل ہے تو اس میں اختلاف ہے۔ (محیط)

(۱۵) پنیر اور روٹی کے چرانے میں حد نہیں ہے۔ (السراج الوہاج)

(۱۶) شطرنج اور چوسر خواہ سونے کی بنی ہوئی ہوں ان کے چرانے میں حد نہیں ہے۔ (محیط)

(۱۷) مصحف (قرآن مجید) کے چرانے میں حد نہیں ہے۔ (السراج الوہاج)

(۱۸) فقہ نحو لغت اور شعر و ادب کی کتابوں کے چرانے میں بھی حد نہیں ہے۔ (السراج الوہاج)

(۱۹) تیر کے چرانے میں حد نہیں ہے۔ (ذخیرہ)

(۲۰) سونے یا چاندی کی صلیب یا بت کے چرانے میں حد نہیں ہے۔ البتہ سونے اور چاندی کے جن سکوں پر تصویریں ہوں ان پر حد ہے۔ (عنایہ)

(۲۱) بڑی عمر یا سمجھ دار غلام کے چرانے میں حد نہیں ہے۔ (بحر فائق)

(۲۲) جس شخص نے اپنے مقروض سے دس درہم غیر موجل قرض لینا ہو اور وہ اس سے اتنی مالیت کی چیز چرا لے تو حد نہیں ہے اور اگر قرض موجل ہو تو قیاس کا تقاضا یہ ہے کہ حد ہو اور استحسان کا تقاضا ہے کہ حد نہیں ہے۔ (السراج الوہاج)

(۲۳) اگر نابالغ بیٹے کے مقروض کے مال سے چوری کی تو حد نہیں ہے۔ (محیط)

(۲۴) اگر چاندی کے برتن میں نبیذ یا جلد خراب ہونے والی کوئی چیز (مثلاً دودھ) تھی اس کو چرالیا تو حد نہیں ہے۔

(۲۵) جس برتن میں خمر (شراب) تھی اس کو چرالیا تو اس میں حد نہیں ہے۔ (محیط)

(۲۶) اگر قبر سے درہم دینار یا کفن کے علاوہ کوئی اور چیز چرائی تو اس پر حد نہیں ہے۔ (السراج الوہاج)

(۲۷) کفن چرانے پر حد نہیں ہے۔ (کافی)

(۲۸) مال غنیمت یا مسلمانوں کے بیت المال سے چوری کرنے پر حد نہیں ہے۔ (نہایہ)

(۲۹) جس چیز پر ایک بار حد لگ چکی ہو اس کو دوبارہ چرانے پر حد نہیں ہے۔ (شرح الطحاوی ظہیریہ)

(۳۰) حربی مستامن کے مال سے چوری کرنے پر حد نہیں ہے۔ (مبسوط)

علامہ ابن ہمام حنفی لکھتے ہیں:

(۳۱) مسجد کا سامان مثلاً چٹائیاں اور قندیل چرانے پر حد نہیں ہے۔
(۳۲) کعبہ کے پردوں کو چرانے پر حد نہیں ہے۔
(۳۳) جن کاغذوں پر کچھ لکھا ہوا یا چھپا ہوا ہو ان کے چرانے پر حد نہیں ہے۔
(۳۴) اگر کسی شخص نے امانت میں خیانت کی تو اس پر حد نہیں ہے۔
(۳۵) لٹیرے اور اچکے پر حد نہیں ہے۔
(۳۶) اگر کوئی شخص اپنے شریک کے مال سے چوری کرے تو اس پر حد نہیں ہے۔
(۳۷) ماں باپ اولاد یا دیگر محارم کے مال سے چوری پر حد نہیں ہے۔
(۳۸) اگر محرم کے گھر سے کسی ایک نے دوسرے کا مال چرایا تو اس پر حد نہیں ہے۔
(۳۹) اگر زوجین میں سے کسی ایک نے دوسرے کا مال چرایا تو اس پر حد نہیں ہے۔
(۴۰) غلام یا لونڈی نے اپنے مالک کا مال چرایا یا لونڈی نے اپنی مالکہ کا مال چرایا تو اس پر حد نہیں ہے۔
(۴۱) اگر مالک نے اپنے مکاتب کا مال چرایا تو اس پر حد نہیں ہے۔
(۴۲) حمام یا جس گھر میں جانے کا اذنِ عام ہو اس میں چوری کرنے پر حد نہیں ہے۔

(فتاویٰ عالمگیری ج ۲ ص ۹-۱۷۵ ملخصاً مطبوعہ مطبعہ امیریہ کبریٰ بولاق مصر ۱۳۱۰ھ)

14 - باب قَطْعِ الرِّجْلِ مِنَ السَّارِقِ بَعْدَ الْيَدِ .

یہ باب ہے کہ چور کا ہاتھ کاٹنے کے بعد (دوبارہ چوری کرنے پر) اس کا پاؤں کاٹنا

4992 - اَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ سَلْمٍ الْمَصَاحِفِيُّ الْبَلْخِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ قَالَ اَنْبَانَا يُوسُفُ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ حَاطِبٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُتِىَ بِلِصٍّ فَقَالَ "اقْتُلُوْهُ" . فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّمَا سَرَقَ . فَقَالَ "اقْتُلُوْهُ" . قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّمَا سَرَقَ . قَالَ "اقْطَعُوا يَدَهُ" . قَالَ ثُمَّ سَرَقَ فَقُطِعَتْ رِجْلُهُ ثُمَّ سَرَقَ عَلٰى عَهْدِ اَبِىْ بَكْرٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ حَتّٰى قُطِعَتْ قَوَائِمُهُ كُلُّهَا ثُمَّ سَرَقَ اَيْضًا الْخَامِسَةَ فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْلَمَ بِهٰذَا حِيْنَ قَالَ "اقْتُلُوْهُ" . ثُمَّ دَفَعَهُ اِلٰى فِتْيَةٍ مِنْ قُرَيْشٍ لِيَقْتُلُوْهُ مِنْهُمْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الزُّبَيْرِ - وَكَانَ يُحِبُّ الْاِمَارَةَ - فَقَالَ اَمِّرُوْنِىْ عَلَيْكُمْ . فَاَمَّرُوْهُ عَلَيْهِمْ فَكَانَ اِذَا ضَرَبَ ضَرَبُوْهُ حَتّٰى قَتَلُوْهُ .

☆☆ حضرت حارث بن حاطب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک چور کو لایا گیا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے قتل کر دو' لوگوں نے عرض کی: یارسول اللہ! اس نے چوری کی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے قتل کر دو' تو لوگوں نے عرض کی: یارسول اللہ! اس نے

4992-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (3276) .

چوری کی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کا ہاتھ کاٹ دو۔
راوی بیان کرتے ہیں: پھر اس شخص نے چوری کی تو اس کا پاؤں کٹوا دیا گیا' پھر اس نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے عہد حکومت میں چوری کی' یہاں تک کہ اس کے تمام قوائم (یعنی دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں) کاٹ دیئے گئے' پھر اس نے پانچویں مرتبہ چوری کی' تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بارے میں زیادہ بہتر جانتے تھے' جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اسے قتل کر دو' پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اسے قریش کے کچھ جوانوں کے سپرد کیا' تاکہ وہ لوگ اس چور کو قتل کر دیں' ان نوجوانوں میں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بھی تھے' وہ امیر بننے کو پسند کرتے تھے' تو انہوں نے کہا: تم مجھے اپنا امیر بنالو' تو ان لوگوں نے انہیں اپنا امیر بنالیا' تو جب حضرت عبداللہ بن زبیر اسے مارتے تھے' تو وہ نوجوان بھی اسے مارتے تھے' یہاں تک کہ ان لوگوں نے اسے قتل کر دیا۔

حد سرقہ سے متعلق ستائیس مسائل فقہیہ کا بیان

وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْا اَيْدِيَهُمَا جَزَآءً ۢبِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ . (المائدہ،۳۸)

اس آیت میں ستائیس مسائل ہیں۔

مسئلہ نمبر: (۱) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (آیت) والسارق والسارقة فاقطعوا ایدیھما . جب اللہ تعالیٰ نے زمین میں کوشش اور فساد کے ذریعے اموال لینے کا ذکر کیا تو چور کے حکم کا ذکر بغیر حراب (جنگ) کے کیا جیسا کہ اس کا بیان باب کے درمیان آئے گا، اللہ تعالیٰ نے مراد چور کا ذکر عورت چور کے ذکر سے پہلے کیا جب کہ زانیہ کا ذکر زانی سے پہلی کیا اس کا بیان آخر میں آئے گا، زمانہ جاہلیت میں چور کا ہاتھ کاٹا گیا زمانہ جاہلیت میں جس نے چور کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا وہ ولید بن مغیرہ تھا، اللہ تعالیٰ نے اسلام میں بھی چور کے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا مردوں میں سے اسلام میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس چور کے ہاتھ پہلے کاٹنے کا حکم دیا وہ خیار بن عدی بن نوفل بن عبدالمناف تھا اور عورتوں میں سے مرۃ بنت سفیان بن عبدالاسد تھی جو بنی مخزوم سے تھی، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یمنی شخص کا ہاتھ کاٹا جس نے ہار چوری کیا تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابن سمرہ کا ہاتھ کاٹا جو عبدالرحمٰن بن سمرہ کا بھائی تھا، اس میں اختلاف نہیں آیت کا ظاہر ہر چور میں عام ہے، حالانکہ یہ اس طرح نہیں ہے، کیونکہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چور کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا مگر دینار کی چوتھائی میں یا اس سے زائد میں۔ (سنن دارقطنی، کتاب الحدود والقصاص، جلد ۳، صفحہ ۱۸۹)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمادیا کہ (آیت) السارق والسارقة سے مراد بعض چور ہیں پس چور کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا مگر دینار کی چوتھائی میں یا دینار کی چوتھائی کی قیمت میں، یہ حضرت عمر بن خطاب، رضی اللہ عنہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے، حضرت عمر بن عبدالعزیز، لیث امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، ابوثور رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی قول ہے، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: دینار کی چوتھائی یا تین دراہم کی چوری میں ہاتھ کاٹا جائے گا اگر دو درہم چوری کیے جو دینار کی چوتھائی کی برابر ہیں تو ان میں اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا، سامان میں ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا مگر یہ کہ وہ تین دراہم کو پہنچ جائے خواہ ان کی مالیت کم ہو یا زیادہ ہو۔ (المحرر الوجیز، جلد ۲، صفحہ ۱۸۸ دارالکتب العلمیہ)

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے سونا، چاندی میں سے ہر ایک کو اصل بنایا ہے اور سامان کی قیمت دراہم سے لگائی ہے یہ ان کا مشہور قول ہے، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: اگر سونا چوری کیا تو دینار کی چوتھائی کا اعتبار ہوگا اگر سونے، چاندی کے علاوہ کوئی چیز چوری کی تو اس کی قیمت دینار کا چوتھائی یا تین دراہم کے برابر ہوگی تو حکم ثابت ہوگا، یہ امام مالک کا دوسرا قول ہے، پہلے قول کی حجت حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث ہے کہ ایک شخص نے ڈھال چوری کی اسے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈھال کی قیمت لگانے کا حکم دیا اس کی قیمت تین دراہم سے لگائی گئی۔

(سنن دار قطنی، کتاب الحدود والقصاص، جلد ۳، صفحہ ۱۹۰)

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عائشہ رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث کو چوتھائی دینار میں اصل بنایا اور سامان کی قیمت کو بھی اس کی طرف لوٹایا نہ کہ تین دراہم کی طرف سونے کے مہنگے اور سستے ہونے کی وجہ سے ابن عمر کی حدیث کو چھوڑ دیا، کیونکہ اس ڈھال میں صحابہ کا اختلاف دیکھا جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ کاٹا تھا حضرت ابن عمر کہتے ہیں: تین دراہم کی تھی۔

(ایضا، جلد ۳ صفحہ ۱۹۱،۱۹۰)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: دس دراہم کی تھی۔ (ایضا)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: پانچ دراہم کی تھی۔ (ایضا)

اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث دینار کی چوتھائی میں صحیح ثابت ہے اس میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی میں کوئی اختلاف نہیں ہے مگر بعض نے اسے موقوف بنایا ہے اور جو علماء آپ کے قول پر اس کے حفظ وعدالت کی وجہ سے عمل کو واجب سمجھتے ہیں وہ اس کو مرفوع کہتے ہیں۔

یہ ابو عمر وغیرہ کا قول ہے اس بنا پر اگر چوری شدہ مال کی قیمت دینار کی چوتھائی کو پہنچ جائے گی تو چور کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔ یہ اسحاق کا قول ہے، ان دو اصلوں پر توقف کر اور یہ دونوں اس باب میں ستون ہیں اور جو کچھ اس کے بارے میں کہا گیا ہے اس میں سے یہ اصح ہے، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے صاحبین اور ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: چور کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا مگر دس دراہم۔ (احکام القرآن للجصاص، جلد ۲، صفحہ ۴۱۶)

میں کیلا یا دینار سونا میں یا وزن کے اعتبار سے جو اس کی مقدار کو پہنچ جائے گی اور ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا حتیٰ کہ وہ آدمی کی ملک سے مال کو نکال لے اور ان کی حجت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث ہے فرمایا: وہ ڈھال جس میں نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا۔ (سنن دار قطنی، کتاب الحدود، جلد ۳، صفحہ ۱۹۱)

اس کی قیمت دس دراہم تھی،

اس حدیث کو عمرو بن شعیب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے باپ سے انہوں نے ان کے دادا سے روایت کیا ہے فرمایا: اس وقت ڈھال کی قیمت دس دراہم تھی۔ ان دونوں احادیث۔ (ایضا جلد ۳، صفحہ ۱۹۰)

کو دار قطنی وغیرہ نے تخریج کیا ہے، اس مسئلہ میں چوتھا قول بھی ہے اسے دار قطنی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا

نے فرمایا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا مگر پانچ دراہم میں۔ (ایضا، جلد ۳، صفحہ ۱۸۶)

سلیمان بن یسار، ابن ابی لیلیٰ اور ابن شبرمہ رحمۃ اللہ علیہم کا قول ہے حضرت انس بن مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ایک ڈھال میں ہاتھ کاٹا جس کی قیمت پانچ دراہم تھی، پانچواں قول یہ ہے کہ ہاتھ چار دراہم یا اس سے زائد میں کاٹا جائے گا، یہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

چھٹا قول یہ ہے کہ ایک درہم اور اس سے اوپر میں ہاتھ کاٹا جائے گا، یہ عثمان البتی کا قول ہے، طبری نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے ایک درہم میں ہاتھ کاٹا، ساتواں قول یہ ہے کہ آیت کے ظاہر کے مطابق ہر اس چیز کی چوری میں ہاتھ کاٹا جائے گا جس کی قیمت ہوگی یہ خوارج کا قول ہے، حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے یہ ان سے مروی تین روایات میں سے ایک ہے، دوسری روایت اس طرح عمر سے مروی ہے، تیسری وہ ہے جس کو قتادہ نے حسن بصری سے روایت کیا ہے فرمایا: ہم نے قطع ید کا تذکرہ کیا کہ زیاد کے عہد میں کتنے مال پر ہوگا ہمارے رائے دو درہموں پر متفق ہوئی، یہ اقوال ایک دوسرے کے مقابل ہیں صحیح وہ ہے جو ہم نے تمہارے لیے ذکر کیا ہے، اگر کہا جائے کہ بخاری اور مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس چور پر لعنت کی ہے جو انڈہ چوری کرتا ہے اور اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا اور جو رسی چوری کرتا ہے اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا، یہ ظاہر آیت کے موافق ہے کہ قلیل وکثیر کی چوری میں ہاتھ کاٹا جائے گا۔ (صحیح بخاری، کتاب الحدود، جلد ۲، صفحہ ۱۰۰۳)

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ تحذیر کے طور پر فرمایا کثیر کی جگہ قلیل ذکر کیا جس طرح ترغیب کے لیے کثیر کی جگہ قلیل کا ذکر فرمایا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے اللہ کی رضا کے لیے مسجد بنائی اگرچہ وہ کونج کے گھونسلے کی مثل ہو، اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں گھر بنائے گا۔ (مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الصلوٰۃ جلد ۱، صفحہ ۲۷۵)

بعض علماء نے فرمایا: یہ وجہ آخر سے مجاز ہے، یہ اس طرح ہے کہ جب تھوڑی چیز کی چوری کی وجہ سے تکلیف دیا گیا تو اس نے زیادہ چیز چوری کی تو اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا، خوبصورت قول اعمش کا ہے، بخاری نے اس کو حدیث کے آخر میں تفسیر کے طور ذکر فرمایا: وہ لوہے کا انڈا خیال کرتے ہیں اور رسی سے مراد وہ ہے جو درہم کے مساوی ہو، میں کہتا ہوں: یہ کشتی کی رسی کی طرح اور اس کے مشابہ ہے۔

مسئلہ نمبر: (۲) جمہور علماء کا اتفاق ہے کہ قطع ید اس پر ہوگی جو محفوظ جگہ سے اس چیز کو نکالے گا جس میں قطع ید ہے، حسن بن ابی الحسن نے فرمایا: جب کپڑے ایک گھر میں جمع کرے تو اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔ (المحرر الوجیز، جلد ۲، صفحہ ۱۸۸ دار الکتب العلمیہ)

حسن بن ابی الحسن نے ایک دوسرے قول میں دوسرے اہل علم کے قول کی مثل کہا ہے۔ پس صحیح اتفاق ہو گیا۔ الحمد للہ۔

مسئلہ نمبر: (۳) حرز سے مراد وہ جگہ ہے جو لوگوں کے اموال کی حفاظت کے لیے عادۃً بنائی جاتی ہے، یہ ہر چیز میں حالت کے مطابق مختلف ہوتی ہے، اس کا بیان آئے گا، ابن المنذر نے کہا: اس باب میں کوئی خبر ثابت نہیں جس میں اہل علم کی کلام نہ ہو، یہ اہل علم کے اجماع کی طرح ہے، حسن اور اہل ظاہر سے حکایت کیا گیا ہے کہ وہ حرز کی شرط نہیں لگاتے۔

موطا میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی حسین المکی سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم نے فرمایا: درختوں پر لٹکے ہوئے پھلوں میں اور پہاڑ کے ذریعے محفوظ کی گئی چیز کی چوری میں قطع ید نہیں پس جب کھلیان میں
اسے رکھے تو قطع ید اس میں ہے جو ڈھال کی قیمت کو پہنچے۔ (موطا امام مالک کتاب السرقۃ صفحہ ۶۸۹)

ابوعمر نے کہا: یہ حدیث وہ ہے جس کا معنی حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص کی حدیث کے ہم معنی ہے، یہ عبداللہ تمام محدثین
کے نزدیک ثقہ ہے، امام احمد اس کی تعریف کرتے تھے، حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم سے درخت پر لٹکے ہوئے پھلوں کے بارے پوچھا گیا تو فرمایا: جو ضرورت میں اس میں سے کچھ توڑے جب کہ وہ اپنا تھیلا نہ
بھرے تو اس پر کوئی چیز نہیں ہے اور جو وہاں سے پھل توڑ کر لے گیا اس پر قطع ید ہے اور جس نے اس کے علاوہ کوئی چوری کی اس پر
اس کی مثل چٹی ہے اور سزا ہے۔ (سنن نسائی کتاب قطع سارق، جلد ۲ صفحہ ۲۵۹)

ایک روایت میں عقوبت کی جگہ جلدات نکال کے الفاظ ہیں عطا نے فرمایا: کوڑے منسوخ کیے گئے اور اس کی جگہ قطع ید کو رکھا
گیا، ابوعمر نے کہا: وہ مثل چٹی کا قول منسوخ ہے، میں کسی فقیہ کو نہیں جانتا جس نے ایسا کہا ہو، مگر جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے حاطب
بن ابی بلتعہ کے آٹے کے بارے میں مروی ہے جس کو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے تخریج کیا ہے۔

ایک روایت امام احمد بن حنبل سے مروی ہے چٹی جس پر لوگوں کا نظریہ ہے وہ بالمثل کے ساتھ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:
(آیت) فمن اعتدی علیکم فاعتدوا علیه بمثل ما اعتدی علیکم ۔ (بقرہ: ۱۹۴) تو جو تم پر زیادتی کرے تو اس پر
زیادتی کرلو (لیکن) اسی قدر جتنی زیادتی اس نے تم پر کی ہو۔

ابوداود نے حضرت صفوان بن امیہ سے روایت کیا ہے فرمایا: میں مسجد میں ایک چادر پر سویا ہوا تھا اس کی قیمت تیس درہم تھی،
ایک شخص آیا اس نے آہستہ سے وہ اٹھالی، وہ شخص پکڑا گیا، اسے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لایا گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس
کے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا، صفوان نے کہا: میں آیا اور عرض کی: حضور! آپ تیس درہم کی وجہ سے اس کا ہاتھ کاٹیں گے، میں اسے وہ
بیچتا ہوں اور اس کی قیمت ادھار کرتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ تو نے میرے پاس مقدمہ آنے سے پہلے کیوں نہ کیا
تھا۔ (سنن ابی داود، کتاب الحدود جلد ۲ صفحہ ۲۴۷، ایضاً رقم الحدیث ۳۸۱۹، ضیاء القرآن پبلی کیشنز)

نظر کی جہت سے اموال تمام مخلوق کے انتفاع کے لیے تیار کیے گئے ہیں پھر حکمت اولیت جس میں اختصاص کے ساتھ فیصلہ کیا
گیا ہے وہ شرعاً ملکیت ہے اور اطماع اس کے متعلق باقی ہیں اور انجام اس پر گھومتے ہیں مروت اور دیانت تھوڑے لوگوں کو روکتی
ہے، حفاظت اور حرز بہت سے لوگوں کو روکتی ہے جب مالک اپنی چیز کی حفاظت کرتا ہے تو اس میں حفاظت و حرز جو انسان کے لیے
غایت الامکان ہے وہ جمع ہو جاتی ہیں، جب ان دونوں کو توڑا جاتا ہے تو جرم بڑا ہوتا ہے اور عقوبت بھی بڑی ہوتی ہے، جب ایک
حفاظت توڑی جاتی ہے اور وہ ملک ہے تو ضمانت اور ادب سکھانا واجب ہوتا ہے۔

مسئلہ نمبر: (۴) جب ایک جماعت حرز (حفاظت کی جگہ) سے نصاب کے نکالنے پر شریک ہو جائے پھر بعض اس کے نکالنے
پر قادر ہوں گے یا نہیں مگر ان کے معاون ہوں گے جب پہلی صورت ہو تو اس میں ہمارے علماء کے دو قول ہیں، ایک میں ہاتھ کاٹا
جائے گا، دوسرے میں ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا، یہی قول امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے فرمایا: یہ دونوں مجتہد

فرماتے ہیں: مشترک لوگوں کا چوری میں ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا مگر جب ہر ایک کے حصہ میں نصاب آئے، کیونکہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چور کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا مگر دینار کی چوتھائی میں یا اس میں سے زائد۔ (سنن دارقطنی، جلد ۳، صفحہ ۱۸۹) میں ان میں سے ہر ایک نے نصاب چوری نہیں کی پس ان پر قطع ید نہ ہوگی اور ایک روایت میں ہاتھ کاٹنے کی وجہ یہ ہے کہ جنایت میں اشتراک اس کی سزا کو ساقط نہیں کرتا جس طرح قتل میں اشتراک سزا کو ساقط نہیں کرتا، ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ان کے درمیان کتنا ہی قریب ہے کہ ہم خونوں کی حفاظت کے لیے ایک کے بدلے جماعت کو قتل کرتے ہیں تاکہ خون ریزی پر معاون نہ ہو جائیں اسی طرح اموال میں ہے خصوصاً ہم نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی مدد کی کہ جماعت جب قطع ید میں شریک ہو تو تمام کے ہاتھ کاٹے جائیں گے ان کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے۔ اور اگر دوسری صورت ہو وہ یہ ہے کہ اس کا نکالنا تعاون کے بغیر ممکن ہی نہ ہو تو بالاتفاق تمام کے ہاتھ کاٹے جائیں گے۔ یہ ابن عربی نے ذکر کیا ہے۔ (احکام القرآن لابن العربی، جلد ۲، صفحہ ۶۱۱)

مسئلہ نمبر: (۵) اگر چوری بہت سے لوگ شریک ہوں مثلاً ایک نقب لگائے دوسرا مال باہر نکالے اگر وہ دونوں معاون ہیں تو دونوں کے ہاتھ کاٹے جائیں گے اگر ان میں سے کوئی اپنے فعل میں منفرد ہو دونوں میں اتفاق نہ ہو (مثلاً) دوسرا آئے اور مال نکالے تو کسی پر بھی قطع ید نہ ہوگی، اگر نقب میں دونوں معاون ہوں اور ایک مال نکالنے میں منفرد ہو تو قطع ید نکالنے والے پر ہوگی، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: قطع ید نہیں ہے، کیونکہ اس نے نقب لگائی ہے اور چوری نہیں کی دوسرے نے ایسی حرز سے چوری کی ہے جس کی حرمت ختم ہو چکی تھی،

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اگر نقب میں شریک ہوا اور داخل ہوا اور مال اٹھایا تو ہاتھ کاٹا جائے گا نقب میں اشتراک میں مال اٹھانا شرط نہیں بلکہ مارنے میں تعاقب ہے جس سے شرکت حاصل ہوتی ہے۔

مسئلہ نمبر: (۶) اگر دونوں میں سے ایک داخل ہوا اور حرز کے دروازے تک مال باہر نکالا پھر دوسرے نے ہاتھ داخل کیا اور مال لے لیا تو اس پر قطع ید ہوگی، اور پہلے کو سزا دی جائے گی، اشہب نے کہا: دونوں کے ہاتھ کاٹے جائیں گے، اگر اس نے حرز سے باہر سامان کو رکھا تو قطع ید اس پر ہوگی نہ کہ اٹھانے والے پر اور اگر نقب کے درمیان میں رکھا اور دوسرے نے وہ اٹھایا اور دونوں کے ہاتھ نقب میں اکٹھے تھے دونوں کے ہاتھ کاٹے جائیں گے۔

مسئلہ نمبر: (۷) قبر اور مسجد حرز ہیں کفن چور کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔ یہ اکثر علماء کا نظریہ ہے، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس پر قطع ید نہیں کیونکہ اس نے غیر حرز سے مال چوری کیا ہے جو تلف کی جگہ پر تھا اس کا کوئی مالک نہیں تھا، کیونکہ میت مالک نہیں ہوتا اور ایسا شخص نہیں ہوتا جو اسے چوری سے منع کرتا، کیونکہ وہاں کوئی رہنے والا نہیں۔ چوری وہاں تصور ہوتی ہے جہاں آنکھوں سے بچ جائے اور لوگوں سے بچا جائے، چوری کی نفی پر ماوراء النہر کے علماء نے تائید کی ہے، جمہور علماء نے کہا: وہ چور ہے، کیونکہ وہ رات کا لباس پہنتا ہے، اور لوگوں سے چھپتا ہے اور ایسے وقت کا قصد کرتا ہے جس میں اسے کوئی دیکھنے والا نہیں اور نہ اس پر کوئی گزرنے والا ہے یہ اس شخص کی مانند ہے جس میں اسے کوئی دیکھنے والا نہیں اور نہ اس پر کوئی گزرنے والا ہے، یہ اس شخص کی مانند ہے جو ایسے وقت

میں چوری کرتا ہے جب لوگ عید کے لیے نکلے ہوئے ہیں اور شہر لوگوں سے خالی ہے، رہا ان کو قول کہ قبر حرز نہیں ہے یہ باطل ہے، کیونکہ ہر چیز کا حرز اس کے حسب حال پر ہوتا ہے، رہا ان کا قول کہ میت مالک نہیں ہوتا یہ بھی باطل ہے، کیونکہ میت کو برہنہ چھوڑنا جائز نہیں یہ حاجت تقاضا کرتی ہے کی قبر حرز ہے اللہ تعالیٰ نے اس پر اس قول سے تنبیہ فرمائی: (آیت) الم نجعل الارض کفاتا، احیآء وامواتا ۔ (المرسلات) تاکہ وہ زندگی میں اس زمین میں سکونت اختیار کرے اور مردہ حالت میں اس میں دفن کیا جائے، رہا ان کا قول کہ وہ تلف کی جگہ پر ہے تو وہ چیز جس کو زندہ بھی پہنتا ہے وہ بھی تلف کی جگہ ہوتا ہے اور پہننے کے ساتھ پرانا ہونے کے مقام پر ہوتا ہے۔ (احکام القرآن لابن العربی، جلد۲، صفحہ ۶۱۱)

مگر ایک امر دوسرے سے جلدی ہوتا ہے ابوداود نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرمایا: مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلایا اور فرمایا: تو اس وقت کیسا ہوگا، جب لوگوں پر موت آئے گی اور موت اتنی زیادہ ہوگی کہ بندے کے لیے قبر کی جگہ خریدی جائے گی میں نے کہا: اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تجھے صبر لازم ہے۔

(سنن ابی داود کتاب الفتن، جلد۲، صفحہ ۲۲۹)

حماد نے اسی وجہ سے جنہوں نے کہا کہ قبر سے چوری کرنے والا کا ہاتھ کاٹا جائے گا، کیونکہ وہ میت کے پاس میت کے گھر میں داخل ہوا ہے۔

رہی مسجد تو جس نے مسجد کی چٹائی چوری کی اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا اس کو عیسیٰ نے ابن القاسم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ اگرچہ مسجد کا دروازہ نہ بھی ہو، انہوں نے اس کو محرز خیال کیا ہے اگر دروازے سے چوری کرے تو بھی ہاتھ کاٹا جائے گا، ابن القاسم رحمۃ اللہ علیہ سے بھی مروی ہے کہ اگر دن کے وقت چٹایاں چوری کیں تو اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا اگر اس نے رات کو دیوار پھلانگی تو ہاتھ کاٹا جائے گا، سحنون رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے: اگر اس کی چٹائیاں ایک دوسرے پر سلی ہوئی ہیں تو ہاتھ کاٹا جائے گا ورنہ نہیں کاٹا جائے گا، اصبغ نے کہا: مسجد کی چٹائیاں چوری کرنے اور اس کی قندیلیں اور اس کے پتھر چوری کرنے میں ہاتھ کاٹا جائے گا جیسا کہ اگر اس کا دروازہ چوری کیا یا چھت سے لکڑی چوری کی یا وہ لکڑی چوری کی جو مکان کی لکڑیوں کو اٹھاتی ہے تو ہاتھ کاٹا جائے گا، اشہب نے کتاب محمد میں کہا: مسجد کی چٹائیاں قندیلیں اور پتھر چوری کرنے سے قطع ید نہیں ہے۔

مسئلہ نمبر: (۸) علماء کا اختلاف ہے قطع ید کے ساتھ چٹی ہوگی یا نہیں؟ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: قطع ید اور چٹی کو کس کے لیے جمع نہیں کیا جائے گا، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (آیت) والسارق والسارقۃ فاقطعوا ایدیھما جزآء بما کسبا نکالا من اللہ ۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے جرمانے کا ذکر کیا۔ (احکام القرآن لابن العربی، جلد۲، صفحہ ۶۱۲)

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: خواہ خوشحال ہو، خواہ تنگ دست ہو اسے چوری کیے ہوئے مال کی قیمت دینی ہوگی اور وہ اس پر قرض ہوگی جب خوشحال ہوگا تو ادا کرے گا، یا امام احمد اور اسحاق کا قول ہے، رہے ہمارے علماء امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے اصحاب تو انہوں نے فرمایا: اگر مال قائم ہے تو وہ لوٹا دے گا، اور اگر مال تلف ہو چکا ہے تو پھر اگر خوشحال ہے تو قیمت دے گا اگر تنگ دست ہے تو قرض کی حیثیت سے اس کا پیچھا نہیں کیا جائے گا اور اس پر کچھ واجب نہ ہوگا، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے زہری سے اس

کی مثل روایت کیا ہے۔
شیخ ابواسحاق نے فرمایا: بعض علماء نے فرمایا: قطع ید کے ساتھ دین کی حیثیت سے اس کا پیچھا کیا جائے گا خواہ وہ خوشحال ہوگا یا تنگ دست ہوگا، فرمایا: یہ بہت سے علماء مدینہ کا قول ہے اور اس کی صحت پر اس طرح استدلال کیا گیا ہے کہ یہ دو حق ہیں جو دو مستحقوں کے لیے ہیں ایک دوسرے کو ساقط نہیں کرے گا جیسے دیت اور کفارہ ہیں پھر فرمایا: میں بھی یہی کہتا ہوں، قاضی ابوالحسن نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول سے استدلال کیا ہے: جب چور پر حد قائم کی جائے گی تو اس پر ضمانت نہ ہوگی۔
(سنن نسائی، کتاب الحدود، جلد ۲، صفحہ ۲۶۲)

اس نے اسے اپنی کتاب میں اپنی سند میں ذکر کیا ہے، بعض علماء نے فرمایا: چٹی کے ساتھ پیچھا کرنا بھی عقوبت ہے اور قطع ید بھی عقوبت ہے اور دو عقوبتیں جمع نہیں ہوتیں، قاضی عبدالوہاب نے اس پر اعتماد کیا ہے صحیح قول امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے موافقین کا ہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: چور اس مال کی چٹی دے گا جو اس نے چوری کیا خواہ وہ خوشحال ہو یا تنگ دست ہو خواہ اس کا ہاتھ کاٹا گیا ہو یا نہ کاٹا گیا ہو۔ (زاد المسیر، جلد ۲، صفحہ ۲۰۸)
اسی طرح جب ڈاکہ ڈالا تو اس کا بھی یہی حکم ہے، فرمایا: اللہ تعالیٰ کی جو حد ہے وہ بندوں کے تلف شدہ مال کو ساقط نہیں کرتی اور رہی وہ حدیث جس سے ہمارے علماء نے استدلال کیا ہے: جب وہ تنگ دست ہو اس میں کوفیوں کی حجت ہے اور یہی طبری کا قول ہے اس میں کوئی دلیل نہیں ہے، اس کو نسائی اور دارقطنی نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے، ابوعمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ حدیث قوی نہیں اور اس کے ساتھ حجت قائم نہیں ہوتی، ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: یہ حدیث باطل ہے، طبری نے کہا: قیاس یہ ہے کہ اس پر ہلاک شدہ مال کی چٹی ہو، لیکن ہم نے اس میں اثر کی وجہ سے اس کو ترک کر دیا، ابوعمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ضعیف اثر کی وجہ سے قیاس کا ترک کرنا جائز نہیں، کیونکہ ضعیف کسی حکم کو ثابت نہیں کرتا۔
مسئلہ نمبر: (۹) اس میں علماء کا اختلاف ہے کہ چور سے چور، چوری کرلے تو اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا یا نہیں؟ ہمارے علماء نے فرمایا: اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا، اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا، کیونکہ اس نے غیر مالک سے اور غیر حرز سے مال چوری کیا ہے، ہمارے علماء نے فرمایا: مالک کی حرمت اس مال پر باقی ہے اس سے اس کی حرمت ختم نہیں ہوئی اور چور کا ہاتھ (ملکیت) نہ ہونے کی طرح ہے جس طرح غاصب ہوتا ہے اگر اس سے مال مغصوب چوری کیا گیا تو اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا، اگر یہ کہا جائے کہ اس کا حرز حرز نہ ہونے کی طرح بناؤ؟ ہم کہیں گے: حرز قائم ہے اور ملکیت قائم ہے اس میں ملکیت باطل نہ ہوگی، تاکہ وہ ہمیں کہیں کہ حرز باطل کرو۔ (احکام القرآن لابن العربی، جلد ۲، صفحہ ۶۱۳)
مسئلہ نمبر: (۱۰) اگر مسروقہ مال میں ہاتھ کاٹے جانے کے بعد پھر اگر وہی مال چوری کرے تو اس میں علماء کا اختلاف ہے؟ اکثر علماء کہتے ہیں: اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔
(احکام القرآن لابن العربی، جلد ۲، صفحہ ۶۱۳)

قرآن کا عموم اس پر ہاتھ کاٹنے کو ثابت کرتا ہے، یہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے قول کو رد کرتا ہے، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

نے فرمایا قطع ید سے پہلے چور خرید نے یا ہبہ کے ساتھ مسروق مال کا مالک بن جائے تو اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا، اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: (آیت) والسارق والسارقة فاقطعوا ایدیھما ۔ جب قطع بطور حق اللہ واجب ہے تو اسے کوئی چیز ساقط نہیں کرے گی۔

مسئلہ نمبر (۱۱) جمہور علماء نے (آیت) والسارق کو رفع کے ساتھ پڑھا ہے سیبویہ نے کہا: اس کا معنی ہے جو تم پر چور مرد اور چور عورت کے متعلق فرض کیا گیا ہے، بعض نے فرمایا: ان میں رفع مبتدا کے اعتبار سے ہے۔ اور خبر (آیت) فاقطعوا ایدیھما ہے اس میں معین کا قصد نہیں ہے اگر معین کا قصد ہوتا تو نصب واجب ہوتا، تو کہتا ہے: زیدا ضربہ بلکہ یہ تیرے اس قول کی طرح ہے من سرق فاقطع یدہ، جو چوری کرے تو اس کا ہاتھ کاٹ دو، زجاج نے کہا: یہ قول مختار ہے، السارق نصب کے ساتھ بھی پڑھا گیا ہے تقدیر یہ ہے: اقطعوا السارق والسارقة ۔ یہ سیبویہ کا مختار ہے، کیونکہ امر کے ساتھ فعل اولی ہے، سیبویہ نے کہا: کلام عرب میں وجہ نصب ہے جیسے تو کہتا ہے: زیدا ضربہ لیکن عام لوگ رفع ہی پڑھتے ہیں سیبویہ نے (آیت) السارق کی نوع کو معین شخص حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے پڑھا: والسارقون والسارقات فاقطعوا ایمانھم ۔ جماعت کی قرات کو یہ قول تقویت دیتا ہے، السرق والسرقة را میں کسرہ کے ساتھ مسروق چیز کا نام ہے اور سرق یسرق کا مصدر کے فتح کے ساتھ ہے، یہ جوہری کا قول ہے۔ اس لفظ کی اصل آنکھوں سے خفیہ کسی چیز کو لینا ہے، اسی سے استرق السمع ہے سارق النظر ہے، ابن عرفہ نے کہا: عربوں کے نزدیک سارق وہ ہے جو چھپ کر حرز کی طرف جائے اس سے وہ چیز اٹھالے جو اس کی اپنی نہیں ہے، اگر ظاہرا لے تو اسے مختلس مستلب منتھب محترس کہتے ہیں اور جو کسی کے ہاتھ میں ہو اور نہ دے تو غاصب ہے۔

میں کہتا ہوں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ برا ترین چور وہ ہے جو اپنی نماز کی چوری کرتا ہے صحابہ نے پوچھا نماز کی کیسے چوری کرتا ہے؟ فرمایا: وہ رکوع وسجود مکمل نہیں کرتا۔ (موطا امام مالک، کتاب الصلوۃ، صفحہ ۱۵۳)

اس کو موطا وغیرہ نے نقل کیا ہے، اس کو سارق (چور) کہا ہے اگرچہ یہ سارق نہیں ہے تو یہ اشتقاق کی حیثیت سے ہے، کیونکہ اس میں غالب طور پر آنکھوں سے چوری نہیں کرتا۔

مسئلہ نمبر: (۱۲) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے، فاقطعوا ۔ القطع کا معنی ہے علیحدہ کرنا اور زائل کرنا ہے اور قطع ثابت نہ ہوگا، مگر ان تمام اوصاف کے جمع ہونے کے ساتھ جو چور میں، چوری شدہ چیز میں اور چوری کی جگہ میں اور چوری کی جگہ کی صفت میں معتبر ہیں، چور میں پانچ اوصاف معتبر ہیں، بالغ ہونا، عاقل ہونا، چوری کی گئی چیز کا مالک نہ ہونا اور اس کو اس پر ولایت نہ ہو، غلام کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا اگر وہ اپنی مالک کا مال چوری کرے، اسی طرح مالک کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا اگر وہ غلام کا مال لے لے ان میں کسی حال میں قطع ید نہیں ہے، کیونکہ غلام اور اس کا مال مالک کے لیے ہے اور غلام کا مال لینے سے ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا، کیونکہ اس نے اپنا مال لیا ہے اور غلام کے قطع ید کا سقوط اجماع صحابہ سے ہے اور خلیفہ ثانی حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے قول سے ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تھا: تمہارے غلام نے تمہارا مال چوری کیا ہے، دارقطنی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بھاگنے والے غلام پر قطع ید نہیں جب وہ چوری کرے اور نہ ذمی پر قطع ید ہے۔ (سنن دار قطنی جلد ۳، صفحہ ۸۶)

فرمایا: اس حدیث کو فہد بن سلیمان کے علاوہ کسی نے مرفوع نہیں بیان کیا، صواب یہ ہے کہ یہ موقوف ہے، ابن ماجہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب غلام چوری کرے تو اس کو بیچ دو اگر چہ بیس درہم میں ہو۔ (سنن ابن ماجہ، کتاب الحدود صفحہ ۱۸۹)

یہ حدیث ابوبکر بن ابی شیبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے کہا ہمیں اسامہ نے بیان کیا، انہوں نے ابوعوانہ سے روایت کیا انہوں نے عمر بن ابی سلمہ سے روایت کیا، انہوں نے اپنے باپ سے، انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، ابن ماجہ نے کہا: ہمیں جبارہ بن مغلس نے بیان کیا، انہوں نے ہمیں حجاج بن تمیم نے بیان کیا، انہوں نے میمون بن مہران سے، انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ ایک خمس کے غلام نے خمس سے چوری کی، تو حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا ہاتھ نہ کاٹا، اور فرمایا: مال الله سرق بعضه بعضا۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب الحدود صفحہ ۱۸۹)

اللہ کا مال ہے بعض نے بعض کی چوری کی، جبارہ بن مغلس متروک ہے ابوزرعہ رازی نے کہا: بچے اور مجنون پر قطع ید نہیں، ذمی مجاہد اور حربی پر واجب ہے جب وہ امان کے ساتھ داخل ہو۔

اور چوری شدہ چیز میں چار اوصاف معتبر ہیں: نصاب اس پر گفتگو گزر چکی ہے وہ چیز کسی کی ملکیت ہو اور اس کا بیچنا جائز ہو اگر اس کا بیچنا جائز نہ ہو اور اس سے آدمی مال دار نہ ہوتا ہو جیسے شراب، خنزیر ان میں بالاتفاق قطع ید نہیں ہے، مگر امام مالک اور ابن القاسم کے نزدیک چھوٹا آزاد آدمی چوری کیا گیا تو اس میں قطع ید ہوگی، بعض نے فرمایا: اس پر قطع ید نہ ہوگی، یہی قول امام ابوحنیفہ اور امام شافعی کا ہے۔ کیونکہ وہ مال نہیں ہے، ہمارے علماء نے فرمایا: وہ تو بڑا مال ہے چور کا ہاتھ مال کی وجہ سے نہیں کاٹا جاتا بلکہ نفوس کے ساتھ اس کے تعلق کی وجہ سے کاٹا جاتا ہے اور آزاد کے ساتھ نفوس کا تعلق، غلام سے زیادہ ہوتا ہے اگر وہ ان چیزوں سے ہو جن کا مالک ہونا جائز ہے اور اس کا بیچنا جائز نہ ہو جیسے کتا جس کے رکھنے کی اجازت دی گئی ہے۔ اور قربانی کا گوشت اس میں ابن القاسم اور اشہب میں اختلاف ہے۔

ابن القاسم نے کہا: کتا چوری کرنے والے کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا، اشہب نے کہا: یہ اس کتے کے بارے میں ہے جس کا رکھنا منع ہے، رہا جس کے رکھنے کی اجازت ہے اس کی چوری پر ہاتھ کاٹا جائے گا، فرمایا: جس نے قربانی کا گوشت چوری کیا یا اس کی کھال چوری کی اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا، جب کہ اس کی قیمت تین دراہم ہو ابن حبیب نے کہا: اصبغ نے کہا: اگر ذبح سے پہلے قربانی چوری کی تو ہاتھ کاٹا جائے گا، اگر ذبح کے بعد چوری کی تو ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا، اگر وہ ایک ایسی چیز ہو جس کی اصل کا بنانا اور اس کا بیچنا جائز ہو اس کے ساتھ ایسا معاملہ کیا گیا جس کا استعمال جائز نہیں جیسے طنبور اور مزمار، کنگ وغیرہ آلات لہو تو اس میں دیکھا جائے گا اگر اس کی صورت کے فساد اور اس کی منفعت کے چلے جانے کے بعد چار دینار قیمت باقی رہتی ہے یا اس سے زائد باقی رہتی ہے تو اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا یہی حکم سونے اور چاندی کے برتنوں کا ہے جن کا استعمال جائز نہیں اور ان کے توڑنے کا حکم دیا جاتا ہے ان میں جو سونا چاندی ہے اس کی قیمت لگائی جائے گی نہ کہ ان کی صنعت کی، اسی طرح سونے اور چاندی کی صلیب اور ناپاک تیل کا حکم

ہے اگر اس کی قیمت نجاست پر نصاب کو پہنچے تو اس میں ہاتھ کاٹا جائے گا۔

تیسرا وصف یہ ہے کہ اس میں چور کی ملکیت نہ ہو، مثلاً جو اپنی رہن شدہ چیز کو چوری کرے یا جو اس نے اجرت پر طلب کی ہے اس کو چوری کر لیا، اور نہ اس میں شبہ ملک ہو، ہمارے علماء کا شبہ ملک کی رعاعت میں اختلاف ہے جیسے کوئی شخص مال غنیمت سے چوری کرے یا بیت المال سے چوری کرے، کیونکہ اس میں اس کا حصہ ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ان کے پاس ایک شخص لایا گیا جس نے خمس سے ایک خود چوری کیا تھا تو آپ نے اس پر قطع ید کا فیصلہ نہ فرمایا۔ فرمایا اس میں اس کا حصہ ہے، یہی مذہب ہے جماعت علماء کا بیت المال کے بارے میں، بعض علماء نے فرمایا: اس پر قطع ید ہے انہوں نے آیت سرقہ کے لفظ کے عموم کا اعتبار کیا ہے چوری شدہ چیز ایسی ہو جس کا چوری کرنا صحیح ہو جیسے چھوٹا غلام، بڑا عجمی، کیونکہ جس کا چوری کرنا صحیح نہیں جیسے فصیح غلام تو اس میں قطع ید نہیں ہے۔

وہ جگہ جہاں سے چوری کی گئی ہو اس میں ایک وصف معتبر ہے اور وہ حرز ہو اس چوری شدہ چیز کی مثل کے لیے، اس میں بہر حال قول یہ ہے کہ ہر وہ چیز جس کے لیے مکان معروف ہو وہ مکان اس کے لیے حرز ہے، ہر وہ چیز جس کے ساتھ محافظ ہے تو اس کا محافظ اس کا حرز ہے، گھر مکانات دکانیں اس چیز کے لیے حرز ہیں جو ان میں ہے خواہ ان کے مالک حاضر ہوں یا نہ ہوں، اسی طرح بیت المال، مسلمانوں کی جماعت کے لیے حرز ہے چور اس میں کسی چیز کا مستحق نہیں ہوتا اگر چہ وہ چوری سے پہلے ان لوگوں سے ہے جس کو امام کے لیے دینا جائز ہے، ہر مسلمان کا حق عطیہ سے متعین ہوتا ہے کیا آپ نے ملاحظہ نہیں فرمایا کہ امام کے لیے تمام مال کو مصالح کی وجوہ میں سے ایک وجہ میں خرچ کرنا جائز ہے اور اسے لوگوں میں تقسیم کرنا ضروری قوم کو دے، اس تقدیر میں کہ یہ چور ان لوگوں میں سے ہے جن کا اس میں کوئی حق نہیں ہے، اسی طرح مال غنیمت بھی دو حیثیتوں سے نہیں ہوتا، تقسیم کے ساتھ متعین ہوتا ہے وہ وہ ہے جو ہم نے بیت المال کے بارے میں ذکر کیا یا صرف لینے سے متعین ہو جاتا ہے جو جنگ میں حاضر ہوتا ہے پس اس میں رعایت رکھی جائے گی جو اس نے چوری کی اگر اس نے اپنے حق سے زیادہ چوری کی تو ہاتھ کاٹا جائے گا ورنہ نہیں۔

مسئلہ نمبر: (۱۴) جانوروں کی پیٹھیں اس مال کے حرز ہیں جو ان پر لادا گیا ہے اور دکانوں کے صحن اس چیز کے لیے حرز ہیں جو ان میں رکھی گئی ہیں بیچنے کی جگہ میں اگر چہ وہاں دکان نہ بھی ہو، خواہ اس کے پاس اس کا مالک ہو یا نہ ہو، رات کو چوری کی گئی ہو یا دن کو، اسی طرح بازار میں بکریوں کے ٹھہرنے کی جگہ خواہ وہ باندھی ہوئی ہو یا باندھی ہوئی نہ ہو اور جانور اپنے باڑوں میں محفوظ ہوتے ہیں خواہ ان کے مالک پاس ہوں یا نہ ہوں۔ اگر سواری مسجد کے دروازے یا بازار میں ہو تو وہ محرز نہ ہو گی مگر یہ کہ اس کے ساتھ محافظ ہوں، جس نے اپنے صحن میں سواری کو باندھا یا جانوروں کے لیے کوئی باڑا اپنایا تو وہ ان کے لیے حرز ہو گا اور کشتی میں جو کچھ ہے کشتی اس کے لیے حرز ہے خواہ چل رہی ہو یا باندھی ہوئی ہو اگر کشتی چوری کی گئی تو اس کا حکم جانور والا ہے اگر وہ کھلی ہو تو وہ محرزۃ (محفوظ) نہیں ہے اگر اس کے مالک نے اسے کسی جگہ باندھا ہو اور اس کو اس میں ٹھہرایا ہو اور اسے باندھا ہو تو وہ محفوظ ہے، اسی طرح اگر اس کے ساتھ کوئی ہے تو وہ کشتی جہاں بھی ہے محفوظ ہے جیسے جانور مسجد کے دروازے پر ہو اور اس کے ساتھ محافظ ہو مگر یہ کہ وہ کشتی اپنے سفر میں کسی جگہ اتاریں اور پھر اسے باندھ دیں تو وہ جگہ اس کے لیے حرز ہو گی اس کے ساتھ ملک ہو یا نہ ہو۔

مسئلہ نمبر: (۱۵) اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ ایک گھر میں رہنے والے لوگ جیسے ہوٹل جس میں ہر شخص علیحدہ اپنے کمرے میں رہتا ہے، تو جو ان میں سے کسی کے کمرے سے چوری کرے گا جب وہ مال لے کر گھر کے صحن میں آجائے تو اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا اگر چہ وہ اسے لے کر اپنے کمرے میں داخل نہیں ہوا ہے اور نہ اس کے ساتھ ہوٹل سے باہر نکلا ہے، اس میں بھی کوئی اختلاف نہیں کہ جو ہوٹل کے صحن سے کوئی چیز چوری کرے گا تو اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا اگر چہ وہ اپنے کمرے میں لے گیا ہو یا اسے ہوٹل سے باہر لے گیا ہو، کیونکہ ہوٹل کا صحن تمام کے لیے بیچ وشرا کے لیے مباح ہے مگر یہ کہ سواری اپنے مربط میں ہو یا جو اس کے مشابہ مال محفوظ جگہ پر ہو تو اس کے چوری کرنے پر سزا ہوگی۔

مسئلہ نمبر: (۱۶) والدین بیٹے کا مال چوری کرلیں تو ان کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو اور تیرا مال تیرے باپ کا ہے۔ (سنن ابن ماجہ، کتاب التجارات، صفحہ ۱۶۷)

اور بیٹا والدین کا مال چوری کرے گا تو اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا، کیونکہ اس کے لیے اس میں کوئی شبہ نہیں، بعض علماء نے فرمایا: اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا، یہ قول ابن وہب اور اشہب کا ہے، کیونکہ بیٹا عادۃ باپ کے مال میں بڑھتا ہے کیا آپ نے ملاحظہ نہیں کیا کہ غلام کا ہاتھ آقا کے مال کی وجہ سے نہیں کاٹا جاتا تو پس باپ کے مال کو چوری کرنے سے بیٹے کا ہاتھ نہ کاٹنا اولی ہے اور دادا کے چوری کرنے میں اختلاف ہے، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور ابن القاسم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا، اشہب نے کہا: کاٹا جائے گا، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا قول اصح ہے، کیونکہ وہ بھی باپ ہے۔

امام مالک نے فرمایا: میرے نزدیک محبوب یہ ہے کہ باپ اور ماں کی طرف سے نانا، دادا کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا اگر چہ ان کا نفقہ واجب نہیں ہوتا، ابن القاسم اور اشہب نے کہا: ان کے علاوہ رشتہ داروں کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ذوی المحارم مثلاً پھوپھی، خالہ، بہن وغیرہم میں سے کسی پر قطع ید نہیں ہے، ثوری کا بھی یہی قول ہے، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ان میں سے جو چوری کرے گا اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا، ابوثور نے کہا: ہر چور کا ہاتھ کاٹا جائے گا جس نے اتنی مقدار چوری کی جس کی وجہ سے ہاتھ کاٹا جاتا ہے مگر یہ کہ وہ کسی چیز پر جمع ہو جائیں تو اجماع کی وجہ سے چھوڑ دیا جائے گا۔

مسئلہ نمبر: (۱۷) قرآن چوری کرنے والے میں اختلاف ہے، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ اور ابوثور رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا جب اس کی قیمت اتنی ہو کہ جس میں ہاتھ کاٹا جاتا ہے، ابن القاسم نے بھی یہی کہا ہے نعمان نے کہا: اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا جو قرآن چوری کرے گا۔ (اختلاف ائمۃ العلماء، جلد ۲، صفحہ ۲۷۸)

ابن المنذر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: قرآن چوری کرنے والے کا ہاتھ کاٹا جائے گا، اور جیب کترے کے بارے میں اختلاف ہے جو جیب سے پیسے جیب کو کاٹ کر نکال لیتا ہے، ایک جماعت نے کہا: اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا جس نے جیب کے اندر سے یا باہر سے کاٹا، یہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ، ابوثور رحمۃ اللہ علیہ، اور یعقوب رحمۃ اللہ علیہ، کا قول ہے، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ امام محمد بن حسن رحمۃ اللہ علیہ اور اسحاق رحمۃ اللہ علیہ، نے فرمایا: اگر دراہم آستین (جیب) کے ظاہر میں تھے پھر چور نے اس

آستین کو کاٹ کر انہیں چوری کر لیا تو اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا اگر آستین کے اندر دراہم تھے اس نے ہاتھ اندر داخل کر کے چوری کیے تو ہاتھ کاٹا جائے گا۔

مسئلہ نمبر:(۱۸) سفر میں قطع ید کے بارے میں اختلاف ہے اور دارالحرب میں حدود قائم کرنے میں اختلاف ہے، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ لیث بن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: دارالحرب میں بھی حدود قائم کی جائیں گی، دارالحرب اور دارالاسلام میں کوئی فرق نہیں، اوزاعی نے کہا: جو لشکر کا امیر ہے اگرچہ وہ کسی شہر کا امیر نہیں ہے وہ قطع ید کے علاوہ حدود کو اپنے لشکر میں قائم کرے گا، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: جب لشکر دارالحرب میں جنگ لڑ رہا ہو اور ان کا کوئی امیر ہو تو وہ اپنے لشکر میں حدود کو قائم نہیں کرے گا مگر یہ کہ مصر شام یا عراق یا اس کے مشابہ کسی مملکت کا امام ہو تو وہ لشکر میں حدود قائم کرے گا، اوزاعی اور اس کے ہم نظریہ علماء نے حضرت جنادہ بن ابی امیہ کی حدیث سے استدلال کیا ہے فرمایا: ہم بسر بن ارطاۃ کے ساتھ سمندر میں تھے ایک چور کو لایا گیا جس کو مصدر کہا جاتا تھا اس نے بختی اونٹنی چوری کی تھی، اس نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے: جنگ میں ہاتھ نہیں کاٹے جائیں گے۔ (جامع ترمذی، کتاب الحدود، جلد ۱، صفحہ ۱۷۵)

اگر یہ حدیث نہ ہوتی تو میں اس کا ہاتھ کاٹتا، اس بسر کے بارے میں کہا جاتا ہے، نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں پیدا ہوا تھا اس کی حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کے اصحاب کے متعلق بری اخبار ہیں، یہ وہ شخص ہے جس نے حضرت عبیداللہ بن عباس کے دو بچے ذبح کیے تھے ان کی والدہ کی عقل ضائع ہو گئی تھی اور وہ بے چاری گھومتی رہتی تھی، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کے خلاف بددعا کی اللہ اس کی عمر زیادہ کرے اور اس کی عقل ضائع ہو جائے، تو اسی طرح ہوا، یحییٰ بن معین نے کہا: بسر بن ارطاۃ برا شخص تھا جس نے قطع ید کا کہا ہے انہوں نے قرآن کے عموم سے استدلال کیا ہے اور وہ صحیح ہے ان شاء اللہ تعالیٰ اور جنہوں نے دارالحرب میں قطع ید سے منع کیا ہے ان کی بہترین حجت یہ ہے کہ اس کا شرک سے لاحق ہونے کا اندیشہ ہو گا۔

مسئلہ نمبر:(۱۹) جب ہاتھ پاؤں کاٹا جائے گا تو کہاں تک کاٹا جائے گا؟ اکثر علماء کا قول یہ ہے کہ ہاتھ کلائی تک اور پاؤں مفصل (جوڑ) تک کاٹا جائے گا، کاٹنے کے بعد پنڈلی کو داغ دیا جائے گا۔ (اختلاف ائمۃ العلماء، جلد ۲، صفحہ ۲۸۲)

بعض نے فرمایا: کہنی تک کاٹا جائے گا۔ کیونکہ ہاتھ کا اسم اس کو شامل ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: پاؤں قدم کے نصف سے کاٹا جائے گا اور ایڑی کو چھوڑ دیا جائے گا۔ یہی امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور ابوثور کا قول ہے۔

ابن المنذر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ہم نے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا پھر فرمایا: اس کو داغ دو۔ (المستدرک علی الصحیحین، کتاب الحدود، جلد ۴، صفحہ ۴۲۲)

اس کی سند میں کلام ہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ابوثور رحمۃ اللہ علیہ وغیرہما کے نزدیک داغنا مستحب ہے، یہ احسن ہے اور زخم ٹھیک ہونے کے زیادہ قریب ہے اور تلف سے بعید ہے۔

مسئلہ نمبر:(۲۰) اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ پہلے دایاں ہاتھ کاٹا جائے گا پھر دوبارہ اگر چوری کرے تو اختلاف ہے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، اہل مدینہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور ابوثور، وغیرہم نے کہا: بایاں پاؤں کاٹا جائے گا، پھر اگر تیسری مرتبہ چوری

کرے گا تو بایاں ہاتھ کاٹا جائے گا پھر چوتھی مرتبہ چوری کرے گا تو دایاں پاؤں کاٹا جائے گا پھر اگر پانچویں مرتبہ چوری کرے گا تو اسے تعزیر لگائی جائے گی اور قید کر دیا جائے گا، ابو مصعب رضی اللہ عنہ نے کہا: چوتھی مرتبہ کے بعد قتل کیا جائے گا انہوں نے نسائی کی حدیث سے حجت پکڑی ہے جو انہوں نے حضرت حارث بن حاطب سے روایت کی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک چور لایا گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کو قتل کر دو، لوگوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! اس نے چوری کی تو اس کا پاؤں کاٹا گیا پھر اس نے حضرت ابو بکر کے عہد میں چوری کی حتیٰ کہ اس کے تمام ہاتھ پاؤں کاٹے گئے پھر اس نے پانچویں مرتبہ چوری کی تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو زیادہ جانتے تھے جب آپ نے کہا تھا کہ اسے قتل کر دو، پھر اسے قریش کے جوانوں کی طرف بھیجا تا کہ وہ اسے قتل کر دیں، ان میں حضرت عبداللہ بن زبیر بھی تھے وہ امارت کو پسند کرتے تھے، انہوں نے کہا: تم مجھے اپنے اوپر امیر بناؤ تو لوگوں نے انہیں امیر بنا دیا، پس جب حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے مارا تو لوگوں نے بھی اسے مارا حتیٰ کہ انہوں نے اسے قتل کر دیا۔ (سنن نسائی، کتاب قطع السارق، جلد ۲، صفحہ ۲۶۱)

اور حضرت جابر کی حدیث سے حجت پکڑی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچویں مرتبہ چوری کرنے والے کے لیے حکم دیا فرمایا: اسے قتل کر دو۔ حضرت جابر نے کہا: ہم اسے لے کر چلے اور ہم نے اسے قتل کر دیا پھر ہم نے اسے گھسیٹا اور اسے کنویں میں پھینک دیا اور ہم نے اس پر پتھر پھینکے۔ (سنن ابی داود، کتاب الحدود، جلد ۲، صفحہ ۲۴۹)

ابو داود نے اسے روایت کیا ہے اور نسائی نے اسے نقل کیا ہے اور فرمایا: یہ حدیث منکر ہے، ایک راوی قوی نہیں ہے اور میں اس باب میں کوئی صحیح حدیث نہیں جانتا، ابن المنذر نے کہا: حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے ہاتھ کے بعد ہاتھ اور پاؤں کے پاؤں کاٹا، بعض نے فرمایا: دوسری مرتبہ بایاں پاؤں کاٹا جائے گا پھر اس کے بعد قطع نہیں ہے پھر اگر چوری کرے گا تو تعزیر دی جائے گی اور قید کیا جائے گا، یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، اور زہری، حماد بن ابی سلیمان اور امام احمد بن حنبل کا یہی قول ہے۔ (المحرر الوجیز، جلد ۲، صفحہ ۱۸۹ دار الکتب العلمیہ)

الزہری نے کہا: ہمیں سنت نہیں پہنچی مگر ہاتھ اور پاؤں کا کاٹنا، عطا نے کہا: خاص دایاں ہاتھ کاٹا جائے گا اور پھر کوئی عضو نہیں کاٹا جائے گا، یہ ابن عربی نے ذکر کیا ہے، فرمایا: رہا عطا کا قول صحابہ کرام نے اس سے پہلے اس کے خلاف کیا ہے۔

(احکام القرآن لابن العربی، جلد ۲، صفحہ ۱۶۱۶)

مسئلہ نمبر: (۲۱) اس میں علماء کا اختلاف ہے کہ حاکم چور کا دایاں ہاتھ کاٹنے کا حکم دے اور اس کا بایاں ہاتھ کاٹ دیا جائے۔ قتادہ نے کہا: اس پر حد قائم کی جائے گی اور اس پر زیادتی نہیں کی جائے گی، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی قول ہے جب کاٹنے والا غلطی کرے اور اس کا بایاں ہاتھ کاٹ دے اصحاب الرائے رحمۃ اللہ علیہم بھی استحسانا یہی کہتے ہیں، ابو ثور رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: کاٹنے والے پر دیت ہے کیونکہ اس نے خطا کی، اس کا دایاں ہاتھ کاٹا جاتا لیکن اجماع کی وجہ سے پھر اس کا دایاں ہاتھ کاٹنا ممنوع ہے۔ ابن المنذر نے کہا: چور کا بایاں ہاتھ کاٹنا دو معنوں میں سے ایک سے خالی نہ ہوگا یا تو کاٹنے والا جان بوجھ کر بایاں ہاتھ کاٹ دے گا اس صورت میں اس پر قصاص ہوگا یا خطاء کاٹے گا تو اس کی دیت کاٹنے والے کی عاقلہ (خاندان) پر ہوگی اور چور کا دایاں ہاتھ کاٹنا

واجب ہے۔ جس کو اللہ تعالی نے ثابت کیا ہے اس کو کسی زیادتی کرنے والے کی زیادتی اور کسی خطا کرنے والے کی خطا کی وجہ سے زائل کرنا درست نہیں، ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: جس سے دائیں ہاتھ میں قصاص لینا تھا اس نے بایاں ہاتھ آگے کر دیا، اور اسے کاٹ دیا گیا، فرمایا: اس کا دایاں ہاتھ بھی کاٹا جائے گا، ابن المنذر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: یہ صحیح ہے، ایک طائفہ نے کہا: جب ایسا ہوتا تو اس کا دایاں ہاتھ کاٹا جائے گا یہ اس لیے ہے کہ اس نے خود اپنا بایاں ہاتھ تلف کیا ہے اور کاٹنے والے پر اصحاب الرائے کے قول میں کوئی چیز واجب نہیں۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے قول کے قیاس میں قاطع پر کوئی چیز نہیں اس کا دایاں ہاتھ کاٹا جائے گا جب وہ ٹھیک ہوگا، قتادہ اور شعبی نے کہا: کاٹنے والے پر کوئی چیز نہیں اور چور کا جو ہاتھ کاٹا گیا ہے وہ کافی ہے۔

مسئلہ نمبر: (۲۲) چور کا ہاتھ کاٹ کر اس کے گلے میں لٹکانے کے متعلق پوچھا: کیا یہ سنت سے ہے؟ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک چور لایا گیا اس کا ایک ہاتھ کاٹا گیا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا ہاتھ گلے میں لٹکانے کا حکم دیا، اس حدیث۔ (جامع ترمذی، کتاب الحدود، جلد ۲، صفحہ ۱۷۵)

کو ترمذی نے نقل کیا ہے اور فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے، ابوداود اور نسائی نے بھی تخریج کی ہے۔

مسئلہ نمبر: (۲۳) جب چوری کی حد ثابت ہوئی پھر چور نے کسی کو قتل کر دیا، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: قتل کیا جائے گا اور قطع ید اس میں داخل ہوگا، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہاتھ کاٹا جائے گا اور قتل کیا جائے گا، کیونکہ کہ دونوں دو مستحقوں کے حق ہیں ان میں سے ہر ایک کے لیے حق کو پورا کرنا واجب ہے، یہ صحیح ہے ان شاء اللہ تعالی یہ ابن عربی کا اختیار ہے۔

(احکام القرآن لابن العربی، جلد ۲، صفحہ ۶۱۸)

مسئلہ نمبر: (۲۴) اللہ تعالی کا ارشاد ہے (آیت) **ایدیھما** فرمایا **یدیھما** نہیں فرمایا۔ اس میں علماء لغت نے کلام کیا ہے، ابن عربی نے کہا: فقہاء نے ان پر حسن ظن کرتے ہوئے ان کی متابعت کی ہے، خلیل بن احمد اور فراء نے کہا: ہر چیز جو انسان کی تخلیق سے پائی جاتی ہے جب تثنیہ کی طرف مضاف کی جاتی ہے تو جمع ذکر کی جاتی ہے تو کہتا ہے: **ھشمت روؤسھما، اشبعت بطونھما**، قرآن کریم میں ہے: (آیت) **ان تتوبا الی اللہ فقد صغت قلوبکما**۔ (التحریم: ۴) اسی وجہ سے یہاں فرمایا: (آیت) **فاقطعوا ایدیھما**۔ **یدیھما** نہیں فرمایا، یعنی اس کا دایاں ہاتھ کاٹو، لغت میں **فاقطعوا ایدیھما** جائز ہے، یہ اصل ہے شاعر نے دونوں لغتوں کو جمع کیا ہے:

ومھمین قذفین مرتین ظھراھما مثل ظھور الترسین:

بعض علماء نے فرمایا: یہ ایسا کیا گیا: کیونکہ مشکل نہیں، سیبویہ نے کہا: جب منفرد ہو تو کبھی جمع ذکر کیا جاتا ہے جب اس سے مراد تثنیہ ہو، عربوں سے حکایت ہے وضعا رحالھما اس سے مراد حلی راحلیتھما ہے، ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: یہ اس بنا پر ہے۔ کہ صرف دایاں ہاتھ ہی کاٹا جائے گا، لیکن حقیقۃ ایسا نہیں بلکہ ہاتھ اور پاؤں کاٹے جائیں گے۔ **ایدیھما**۔ کا قول چار کی طرف لوٹے گا یہ تثنیہ میں جمع ہے یہ دونوں تثنیہ ہیں۔ اس کی فصاحت پر کلام آگے آئے گی، اگر **فاقطعوا ایدیھم** تو کوئی وجہ ہوتی کیونکہ السارق اور السارقۃ کے خاص دو شخص مراد نہیں بلکہ اسم جنس مراد ہے جو لاتعداد کو شامل ہے۔ (ایضا، جلد ۲، صفحہ ۶۱۶)

مسئلہ نمبر: (۲۵) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (آیت) جزاء بما کسبا . یہ مفعول لاجلہ ہے، اگر تو چاہے تو مصدر بنا دے اسی طرح نکالا من اللہ . ہے کہا جاتا ہے: نکلت بہ، جب تو اس کو وہ سزا دے جو اس فعل پر واجب ہوتی ہے۔ (آیت) واللہ عزیز اس پر غلبہ پایا جا سکتا ہے۔ (آیت) حکیم۔ اس کے ہر فعل میں حکمت ہے۔

مسئلہ نمبر: (۲۶) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (آیت) فمن تاب من بعد ظلمہ واصلح یہ شرط اور جواب شرط۔ (آیت) فان اللہ یتوب علیہ ہے اور (آیت) من بعد ظلمہ کا معنی ہے چوری کے بعد اللہ تعالیٰ توبہ کی صورت میں اس سے تجاوز فرمائے گا، قطع ید توبہ سے ساقط نہ ہوگی، عطا اور ایک جماعت نے کہا: چوری پر قدرت پائے جانے سے پہلے چور توبہ کرے تو توبہ سے قطع ید ساقط ہو جائے گی یہ بعض شوافع نے کہا اور اس کو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب کیا ہے اور (آیت) الا الذین تابوا من قبل ان تقدروا علیہم . کے ساتھ اس کا تعلق جوڑا ہے، یہ وجوب سے استثناء ہے پس تمام حدود کو اس پر محمول کرنا واجب ہے، ہمارے علماء نے کہا: یہی ہماری دلیل ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے محارب کی حد کا ذکر کیا تو فرمایا: (آیت) الا الذین تابوا من قبل ان تقدروا علیہم . اور اس پر چور کی حد کو معطوف کیا اور فرمایا (آیت) فمن تاب من بعد ظلمہ واصلح فان اللہ یتوب علیہ . اگر یہ حکم میں محارب کی طرح ہوتا تو ان کے درمیان حکم مختلف نہ ہوتا۔ (احکام القرآن لابن العربی، جلد ۲، صفحہ ۶۱۴)

ابن عربی نے کہا: اے معشر شافعیہ، سبحان اللہ! کہا دا قائق فقہیہ اور حکم شرعیہ جن کو تم مسائل کے غوامض سے استنباط کرتے ہو، ؟کیا تم نے ملاحظہ نہیں کیا کہ محارب کو درائے ہوتا ہے اپنے ہتھیار کے ساتھ تجاوز کرتا ہے جس کو روندنے کے لیے امام گھوڑے اور اونٹ دوڑانے کا محتاج ہوتا ہے، اسے اس حالت پر اتارتے ہوئے توبہ کے ساتھ اس کی جزا کیسے ساقط کرے گا، جس طرح کافر کے تمام گناہ معاف کیے جاتے ہیں اسے اسلام کی الفت دلانے کے لیے، رہا چور اور زانی وہ دونوں مسلمانوں کے قبضہ میں ہوتے ہیں امام کے حکم کے تحت ہوتے ہیں، کون ہے وہ جو ان سے وہ حکم ساقط کرے جو ان پر ثابت ہو چکا ہے۔؟ یہ کہنا کیسے جائز ہے کہ محارب پر قیاس کیا جائے گا حالانکہ ان کے درمیان حکمت اور حالت جدا جدا ہے۔

اے محققین کے گروہ تم جیسے لوگوں کے لیے یہ مناسب نہیں جب ثابت ہو گیا کہ حد توبہ کے ساتھ ساقط ہو جاتی ہے تو توبہ مقبول ہے اور قطع ید اس کا کفارہ ہے۔

(آیت) واصلح یعنی جیسے چوری سے توبہ کی اسی طرح ہر گناہ سے توبہ کرے، بعض نے فرمایا (آیت) واصلح کا مطلب ہے اس نے معصیت کو کلیۃ ترک کر دیا اور جس نے زنا کے ساتھ چوری کو ترک کیا اور نصرانیت کے ساتھ یہودیت کو ترک کیا تو یہ توبہ نہیں ہے، اللہ تعالیٰ کی طرف توبہ کی نسبت ہو تو اس کا معنی ہے اللہ تعالیٰ بندے کو توبہ کی توفیق دیتا ہے، بعض نے فرمایا اللہ تعالیٰ بندے کی توبہ قبول فرماتا ہے۔

مسئلہ نمبر: (۲۷) کہا جاتا ہے: اللہ تعالیٰ نے (آیت) السارقۃ سے پہلے اس آیت میں (آیت) السارق کا ذکر فرمایا اور آیت زنا میں زانیہ کا لفظ زانی سے پہلے ذکر کیا اس میں کیا حکمت ہے؟ جواباً یہ کہا جائے گا جب مال کی محبت مردوں پر زیادہ غالب ہوتی ہے اور لطف اندوز ہونے کی شہوت عورتوں پر غالب ہوتی ہے اسی وجہ سے دونوں جگہ اس انداز میں ذکر کیا۔ یہ ایک وجہ ہے

عورت میں جس کا بیان سورۃ النور میں آئے گا کہ زانی سے پہلے اس کا ذکر کیا، پھر اللہ تعالیٰ نے چوری کی حد قطع ید فرمائی تاکہ ذکر کو شامل ہو اور زنا کی حد ۔ ذکر کا قطع کرنا نہیں فرمایا حالانکہ برائی اس کے ساتھ ہوتی ہے، اس کی تین وجوہ ہیں

(۱) چور کے لیے اس کی مثل ہاتھ موجود ہے جو کاٹا گیا ہے اگر ایک کاٹا گیا ہے تو دوسرا اس کا بدل موجود ہے جب کہ زانی کے لیے اس کی مثل ذکر نہیں ہے جب وہ کاٹا جائے گا تو اس کا بدل نہیں ہے۔

(۲) حد محدود وغیرہ کو روکنے کے لیے ہوتی ہے چوری میں ہاتھ کاٹنا ظاہر ہے اور زنا میں ذکر کاٹنا باطن ہے۔

(۳) ذکر کے کاٹنے میں نسل کا ابطال ہے اور قطع ید میں نسل کا ابطال نہیں ہے۔ واللہ اعلم۔ (تفسیر قرطبی، سورۂ مائدہ، ...)

15 - باب قَطْعِ الْيَدَيْنِ وَالرِّجْلَيْنِ مِنَ السَّارِقِ .

یہ باب ہے کہ چور کے دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں کاٹ دینا

4993 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ عَقِيلٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَدِّي قَالَ حَدَّثَنَا مُصْعَبُ بْنُ ثَابِتٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ جِيءَ بِسَارِقٍ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "اقْتُلُوْهُ" . فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّمَا سَرَقَ . قَالَ "اقْطَعُوْهُ" . فَقُطِعَ ثُمَّ جِيءَ بِهِ الثَّانِيَةَ فَقَالَ "اقْتُلُوْهُ" . فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّمَا سَرَقَ . قَالَ "اقْطَعُوْهُ" . فَقُطِعَ فَاُتِيَ بِهِ الثَّالِثَةَ فَقَالَ "اقْتُلُوْهُ" . قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّمَا سَرَقَ . فَقَالَ "اقْطَعُوْهُ" . ثُمَّ اُتِيَ بِهِ الرَّابِعَةَ فَقَالَ "اقْتُلُوْهُ" . قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّمَا سَرَقَ . قَالَ "اقْطَعُوْهُ" . فَاُتِيَ بِهِ الْخَامِسَةَ قَالَ "اقْتُلُوْهُ" . قَالَ جَابِرٌ فَانْطَلَقْنَا بِهِ اِلٰى مِرْبَدِ النَّعَمِ وَحَمَلْنَاهُ فَاسْتَلْقٰى عَلٰى ظَهْرِهِ ثُمَّ كَشَّرَ بِيَدَيْهِ وَرِجْلَيْهِ فَانْصَدَعَتِ الْاِبِلُ ثُمَّ حَمَلُوْا عَلَيْهِ الثَّانِيَةَ فَفَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ حَمَلُوْا عَلَيْهِ الثَّالِثَةَ فَرَمَيْنَاهُ بِالْحِجَارَةِ فَقَتَلْنَاهُ ثُمَّ اَلْقَيْنَاهُ فِيْ بِئْرٍ ثُمَّ رَمَيْنَا عَلَيْهِ بِالْحِجَارَةِ .

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَهٰذَا حَدِيْثٌ مُنْكَرٌ وَمُصْعَبُ بْنُ ثَابِتٍ لَيْسَ بِالْقَوِيِّ فِي الْحَدِيْثِ وَاللّٰهُ تَعَالٰى اَعْلَمُ .

☆☆ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک چور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے قتل کر دو' لوگوں نے عرض کی: یارسول اللہ! اس نے چوری کی ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (اس کا ہاتھ) کاٹ دو۔ اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا' پھر اسے دوسری مرتبہ لایا گیا' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے قتل کر دو' لوگوں نے عرض کی: یارسول اللہ! اس نے چوری کی ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کا کاٹ دو' تو اس کو کاٹ دیا گیا' پھر تیسری مرتبہ اسے لایا گیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے قتل کر دو' لوگوں نے عرض کی: یارسول اللہ! اس نے چوری کی ہے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کا کچھ کاٹ دو' پھر اسے چوتھی مرتبہ لایا گیا' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے قتل کر دو' تو لوگوں نے عرض کی: یارسول اللہ! اس نے چوری کی ہے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

4993-اخرجه ابو داؤد في الحدود، باب في السارق يسرق مرارًا (الحديث 4410) . تحفة الاشراف (3082) .

اس کو کاٹ دو پھر اسے پانچویں مرتبہ لایا گیا تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اسے قتل کر دو۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم اسے لے کر اونٹوں کے باڑے کی طرف گئے ہم نے اسے اٹھایا وہ چت لیٹ گیا پھر وہ کٹے ہوئے ہاتھوں اور پاؤں سے وہاں سے بھاگا تو اونٹ بھڑک گئے۔ لوگوں نے دوبارہ اسے اٹھالیا اسے پہلے کی طرح لٹادیا جب لوگوں نے تیسری مرتبہ اسے اٹھایا تو ہم نے اسے پتھر مار کر اسے قتل کر دیا پھر ہم نے اسے ایک کنویں میں ڈال دیا اور اس پر (پتھر برسائے)

امام نسائی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: یہ روایت منکر ہے اور مصعب بن ثابت نامی راوی اس روایت میں قوی نہیں ہے باقی اللہ بہتر جانتا ہے۔

16 - باب الْقَطْعِ فِي السَّفَرِ

یہ باب ہے کہ سفر کے دوران (ہاتھ) کاٹنے کی سزا دینا

4994 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِيْ بَقِيَّةُ قَالَ حَدَّثَنِيْ نَافِعُ بْنُ يَزِيْدَ قَالَ حَدَّثَنِيْ حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ عَنْ عَيَّاشِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنْ جُنَادَةَ بْنِ اَبِيْ اُمَيَّةَ قَالَ سَمِعْتُ بُسْرَ بْنَ اَبِيْ اَرْطَاةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "لَا تُقْطَعُ الْاَيْدِيْ فِي السَّفَرِ".

☆☆ حضرت بسر بن ابوارطاۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

''سفر کے دوران ہاتھ نہیں کاٹے جائیں گے''۔

4995 - اَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُدْرِكٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ عُمَرَ - وَهُوَ ابْنُ اَبِيْ سَلَمَةَ - عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اِذَا سَرَقَ الْعَبْدُ فَبِعْهُ وَلَوْ بِنَشٍّ".

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عُمَرُ بْنُ اَبِيْ سَلَمَةَ لَيْسَ بِالْقَوِيِّ فِي الْحَدِيْثِ.

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''جب کوئی غلام چوری کرے تو اسے فروخت کر دو خواہ نصف اوقیہ کے عوض میں کرو''۔

امام نسائی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: اس روایت میں عمر بن ابوسلمہ نامی راوی قوی نہیں ہے۔

4994-اخرجه ابوداؤد في الحدود، باب في الرجل يسرق في الغزو ايقطع (الحديث 4408) مطولاً واخرجه الترمذي في الحدود، باب ما جاء ان لا تقطع الايدي في الغزو الحديث (الحديث 1450) بنحوه . تحفة الاشراف (2015) .

4995-اخرجه ابوداؤد في الحدود، باب بيع المملوك اذا سرق (الحديث 4412) واخرجه ابن ماجه في الحدود، باب العبد يسرق (الحديث 2589) . تحفة الاشراف (14979) .

17 - باب حَدِّ الْبُلُوغِ وَذِكْرِ السِّنِّ الَّذِي إِذَا بَلَغَهَا الرَّجُلُ وَالْمَرْأَةُ أُقِيمَ عَلَيْهِمَا الْحَدُّ

یہ باب ہے کہ بلوغت کی حد کا تذکرہ اور اس سال کا تذکرہ کہ جب مرد یا عورت اس عمر تک پہنچ جائیں تو ان پر حد قائم کی جائے گی

4996 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَطِيَّةَ اَنَّهُ اَخْبَرَهُ قَالَ كُنْتُ فِي سَبْيِ قُرَيْظَةَ وَكَانَ يُنْظَرُ فَمَنْ خَرَجَ شِعْرَتُهُ قُتِلَ وَمَنْ لَمْ تَخْرُجِ اسْتُحْيِيَ وَلَمْ يُقْتَلْ .

★★ حضرت عطیہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں قریظہ قبیلے کے قیدیوں میں شامل تھا' تو بچوں کا جائزہ لیا جاتا تھا' جس کے زیر ناف بال اگ چکے ہوتے تھے' اسے قتل کر دیا جاتا تھا اور جس کے نہیں اگے ہوتے تھے' اسے چھوڑ دیا جاتا تھا' قتل نہیں کیا جاتا تھا۔

18 - باب تَعْلِيقِ يَدِ السَّارِقِ فِي عُنُقِهِ .

یہ باب ہے کہ چور کا ہاتھ اس گردن میں لٹکا دینا

4997 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ اَبِي بَكْرِ بْنِ عَلِيٍّ عَنِ الْحَجَّاجِ عَنْ مَكْحُوْلٍ عَنِ ابْنِ مُحَيْرِيْزٍ قَالَ سَاَلْتُ فَضَالَةَ بْنَ عُبَيْدٍ عَنْ تَعْلِيْقِ يَدِ السَّارِقِ فِي عُنُقِهِ قَالَ سُنَّةٌ قَطَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَ سَارِقٍ وَعَلَّقَ يَدَهُ فِي عُنُقِهِ .

★★ ابن محیریز بیان کرتے ہیں: میں نے فضالہ بن عبید سے چور کا ہاتھ اس کی گردن میں لٹکانے کے بارے میں دریافت کیا' تو انہوں نے فرمایا: یہ سنت ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چور کا ہاتھ کٹوایا تھا اور پھر اس کا ہاتھ اس کی گردن میں لٹکا دیا تھا۔

4998 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ عَلِيٍّ الْمُقَدَّمِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ عَنْ مَكْحُوْلٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مُحَيْرِيْزٍ قَالَ قُلْتُ لِفَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ اَرَاَيْتَ تَعْلِيْقَ الْيَدِ فِي عُنُقِ السَّارِقِ مِنَ السُّنَّةِ هُوَ قَالَ نَعَمْ اُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَارِقٍ فَقَطَعَ يَدَهُ وَعَلَّقَهُ فِي عُنُقِهِ .

4996-تقدم (الحديث 3430) .

4997-اخرجه ابو داؤد في الحدود، باب في تعليق يد السارق في عنقه (الحديث 4411) واخرجه الترمذي في الحدود، باب ما جاء في تعليق يد السارق (الحديث 1447) واخرجه النسائي في قطع السارق، تعليق يد السارق في عنقه (الحديث 4998) واخرجه ابن ماجه في الحدود، باب تعليق اليد في العنق (الحديث 2587) . تحفة الاشراف (11029) .

4998-تقدم (الحديث 4997) .

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحَجَّاجُ بْنُ اَرْطَاةَ ضَعِيْفٌ وَّلَا يُحْتَجُّ بِحَدِيْثِهِ .

★★ عبدالرحمٰن بن محیریز بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت فضالہ بن عبید سے کہا: چور کا ہاتھ اس کی گردن میں لٹکانے کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ کیا یہ سنت ہے؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں! نبی اکرم ﷺ کے پاس ایک چور کو لایا گیا۔ آپ نے اس کا ہاتھ کٹوا دیا اور پھر اسے اس کی گردن میں لٹکا دیا۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: حجاج بن ارطاۃ نامی راوی ضعیف ہے اور اس کی حدیث سے استدلال نہیں کیا جاتا۔

4999 - اَخْبَرَنِىْ عَمْرُو بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَسَّانُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا الْمُفَضَّلُ بْنُ فَضَالَةَ عَنْ يُوْنُسَ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ اِبْرَاهِيْمَ يُحَدِّثُ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا يُغَرَّمُ صَاحِبُ سَرِقَةٍ اِذَا اُقِيْمَ عَلَيْهِ الْحَدُّ" .

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَهٰذَا مُرْسَلٌ وَّلَيْسَ بِثَابِتٍ .

★★ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

''چوری کرنے والے شخص پر جب حد جاری کردی جائے' تو پھر وہ سامان کی قیمت ادا کرنے کا پابند نہیں ہوگا''۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: یہ روایت ''مرسل'' ہے اور یہ ثابت نہیں ہے۔

☆☆☆☆☆

4999-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (9725) .

كِتَابُ الْإِيمَانُ وَشَرَائِعُهُ

یہ کتاب ایمان اور اس کی شرائع کے بیان میں ہے

ایمان کے لغوی معنی کی تفصیل اور تحقیق کا بیان

علامہ راغب اصفہانی لکھتے ہیں: ایمان امن سے ماخوذ ہے اور امن کا معنی ہے: نفس کا مطمئن ہونا اور خوف کا زائل ہونا امن امانت اور امان اصل میں مصادر ہیں امان انسان کی حالت امن کو کہتے ہیں انسان کے پاس جو چیز حفاظت کے لیے رکھی جائے اس کو امانت کہتے ہیں، قرآن مجید میں ہے:

(آیت) یایها الذین امنوا لا تخونوا الله والرسول وتخونوا امنتکم ۔ (الانفال:۲۷)

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ اور رسول سے خیانت نہ کرو اور نہ اپنی امانتوں میں خیانت کرو۔

نیز قرآن مجید میں ہے:

(آیت) انا عرضنا الامانة علی السموت والارض والجبال (الاحزاب:۷۲)

ترجمہ: بے شک ہم نے آسمانوں زمینوں اور پہاڑوں پر اپنی امانت پیش کی۔

اور قرآن مجید ہے:

(آیت) ومن دخله کان امنا ۔ (آل عمران:۹۷)

ترجمہ: اور جو حرم میں داخل ہوا وہ بے خوف ہو گیا۔

یعنی وہ دوزخ سے بے خوف ہو گیا یا وہ دنیا کی مصیبتوں سے بے خوف ہو گیا اس کا معنی ہے کہ حرم میں اس سے قصاص لیا جائے گا نہ اس کو قتل کیا جائے گا۔

ایمان کا استعمال کبھی اس شریعت کو ماننے کے لیے کیا جاتا ہے جس کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے پاس سے لے کر آئے اس استعمال کے مطابق قرآن مجید کی یہ آیت ہے:

(آیت) ان الذین امنوا والذین هادوا والنصری والصبین ۔ (البقرہ:۶۲)

ترجمہ: بے شک اسلام قبول کرنے والے یہودی عیسائی اور ستارہ پرست:

ایمان کے ساتھ ہر اس شخص کو متصف کیا جاتا ہے جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت میں داخل ہو در آں حالیکہ وہ اللہ تعالیٰ کا اور آپ کی نبوت کا اقرار کرتا ہو۔

اور کبھی ایمان کا استعمال بر سبیل مدح کیا جاتا ہے اور اس سے مراد ذہن کا بہ طور تصدیق حق کو ماننا اور قبول کرنا ہے اور اس کا تحقق دل کے ماننے زبان سے اقرار کرنے اور اعضاء کے عمل کرنے سے ہوتا ہے اس اعتبار سے ایمان کا اطلاق قرآن مجید کی اس آیت میں ہے:

(آیت) والذین امنوا باللہ ورسلہ اولئک ہم الصدیقون، والشہدآء عند ربہم، لہم اجرہم ونورہم، (الحدید:۱۹)

ترجمہ: اور جو لوگ اللہ اور اس کے رسولوں پر (کامل) ایمان لائے وہی اپنے رب کی بارگاہ میں صدیق اور شہید ہیں ان کے لیے ان کا اجر اور ان کا نور ہے۔

تصدیق بالقلب اقرار باللسان اور عمل بالارکان میں سے ہر ایک پر ایمان کا اطلاق کیا جاتا ہے۔ تصدیق بالقلب پر ایمان کا اطلاق قرآن مجید کی اس آیت میں ہے:

(آیت) اولئک کتب فی قلوبہم الایمان ۔ (المجادلہ:۲۲)

ترجمہ: وہ لوگ جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان ثبت فرمادیا۔

دل میں صرف تصدیق ہوتی ہے اس لیے اس آیت سے مراد صرف تصدیق ہے۔ قرآن مجید کی اس آیت میں بھی ایمان کا اطلاق تصدیق پر کیا گیا ہے۔:

(آیت) وما انت بمؤمن لنا ولو کنا صدقین ۔ (یوسف:۱۷)

ترجمہ: اور آپ ہماری بات کی تصدیق کرنے والے نہیں ہیں خواہ ہم سچے ہوں

اور اعمال صالحہ پر ایمان کا اطلاق قرآن مجید کی اس آیت میں ہے:

(آیت) وما کان اللہ لیضیع ایمانکم (البقرہ:۱۴۳)

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ کی یہ شان نہیں کہ وہ (تحویل قبلہ سے پہلے تمہاری پڑھی ہوئی) تمہاری نمازوں کو ضائع کردے۔

جب جبرائیل (علیہ السلام) نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایمان کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس کے فرشتوں اس کے صحیفوں اس کے رسولوں قیامت اور ہر اچھی اور بری چیز کو تقدیر کے ساتھ وابستہ ماننا ایمان ہے اس حدیث میں چھ چیزوں کے ماننے پر ایمان کا اطلاق کیا گیا ہے یہ حدیث صحیح بخاری صحیح مسلم، اور حدیث کی دوسری مشہور کتابوں میں ہے۔

(المفردات ص ۲۶-۲۵ مطبوعہ المکتبۃ المرتضویہ ایران ۱۳۴۲ھ)

علامہ زبیدی لکھتے ہیں: ایمان تصدیق ہے علامہ زمخشری نے اساس میں اسی پر اعتماد کیا ہے اور اہل علم میں سے اہل میں سے اہل لغت وغیرہ کا اسی پر اتفاق ہے علامہ سعد الدین تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ ایمان کا حقیقی معنی تصدیق ہے اور کشاف میں لکھا ہے کہ کسی شخص پر ایمان لانے کا معنی یہ ہے کہ اس کو تکذیب سے مامون اور محفوظ رکھا جائے بعض محققین نے کہا ہے کہ ایمان کا معنی تصدیق ہو تو یہ بنفسہ متعدی ہوتا ہے اور جب اس کا معنی اذعان (ماننا اور قبول کرنا) ہو تو لام کے ساتھ متعدی ہوتا ہے اور جب

اس کا معنی اعتراف ہو تب بھی لام کے ساتھ متعدی ہوتا ہے ازہری نے کہا ہے: اللہ تعالیٰ نے بندے کو جس امانت پر امین بنایا ہے اس میں صدق کے ساتھ داخل ہونا ایمان ہے، اگر بندہ جس طرح زبان سے تصدیق کرتا ہے اسی طرح دل میں بھی تصدیق کرے تو وہ مومن ہے اور جو صرف زبانی اقرار کرے اور دل سے تصدیق نہ کرے وہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی امانت کو ادا نہیں کر رہا وہ منافق ہے اور جس کا یہ زعم ہے کہ تصدیق بالقلب کے بغیر صرف زبان سے اظہار کرنا ایمان ہے وہ یا منافق ہوگا یا جاہل (علامہ زبیدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں) میں کہتا ہوں کہ کبھی صرف زبانی اقرار پر بھی ایمان کا اطلاق کیا جاتا ہے جیسا کہ قرآن مجید کی اس آیت میں ہے:

"(آیت) ذلك بانهم امنوا ثم كفروا فطبع على قلوبهم . (المنافقون:۳)

ترجمہ: یہ اس وجہ سے ہے کہ وہ (زبان سے) ایمان لائے پھر انہوں نے (دل کا) کفر (ظاہر) کیا تو ان کے دلوں پر مہر کر دی گئی۔

اور اس آیت میں بھی زبانی اظہار پر ایمان کا اطلاق ہے:

"(آیت) ان الذين امنوا ثم كفروا ثم امنوا ثم كفروا ثم ازدادوا كفرا . (النساء:۱۳۷)

ترجمہ: بے شک جو لوگ زبان سے ایمان لائے پھر دل سے کافر ہوئے پھر (زبان سے) ایمان لائے پھر کافر ہوئے پھر وہ کفر میں اور بڑھ گئے۔

زجاج نے کہا ہے: کبھی ایمان کا اطلاق اظہار خشوع پر کیا جاتا ہے اور کبھی شریعت کے قبول کرنے پر اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم جو دین لے کر آئے ہیں اس پر اعتقاد رکھنے اور دل سے اس کی تصدیق کرنے پر ایمان کا اطلاق کیا جاتا ہے امام راغب نے کہا ہے کہ ایمان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت کا نام ہے اور کبھی بہ طور مدح حق کی تصدیق کرنے اور ماننے کو ایمان کہتے ہیں ایمان تصدیق اقرار اور عمل سے متحقق ہوتا ہے اور ان میں سے ہر ایک پر الگ الگ بھی ایمان کا اطلاق کیا جاتا ہے۔ مومن اللہ تعالیٰ کی صفت ہے، جس کا معنی ہے: مخلوق کو ظلم سے امن دینے والا یا اپنے اولیاء کو عذاب سے امن میں رکھنے والا منذری نے ابوالعباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب قیامت کے دن اللہ تعالیٰ امتوں سے اپنے رسولوں کی تبلیغ کے متعلق سوال کرے گا اور وہ امتیں انبیاء کی تکذیب کریں گی اور اللہ تعالیٰ کے مسلمان بندے انبیاء کی تصدیق کریں گے پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو لایا جائے گا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کی تصدیق کریں گے اور اس وقت اللہ تعالیٰ اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت کی تصدیق کرے گا اور اسی تصدیق کی وجہ سے اللہ کا نام مومن ہے ایک قول یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو عذاب سے امان میں رکھے گا اس وجہ سے وہ مومن ہے یہ علامہ ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔ (تاج العروس ج ۹ ص ۱۲۵ مطبوعہ المطبعۃ الخیریہ مصر ۱۳۰۶ھ)

ایمان کی تعریف میں اہل قبلہ کے مذاہب کا بیان

ایمان کی تعریف میں اہل قبلہ کے مذاہب کا خلاصہ یہ ہے: (۱) جمہور متکلمین کے نزدیک صرف تصدیق بالقلب کا نام ایمان ہے۔ (۲) امام ابومنصور ماتریدی رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ہے کہ ایمان صرف تصدیق بالقلب کا نام ہے اور اقرار اجراء احکام مسلمین کے لیے شرط ہے۔ یہ دونوں تعریفیں نفس ایمان کی ہیں۔

(۳) امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ایمان کے دو جز ہیں اقرار اور تصدیق لیکن اکراہ کے وقت اقرار ساقط ہو سکتا ہے۔

(۴) ائمہ ثلاثہ اور محدثین کے نزدیک ایمان کے تین جز ہیں تصدیق اقرار اور اعمال صالحہ لیکن اعمال کے ترک کرنے سے انسان ایمان سے خارج ہوتا ہے اور نہ کفر میں داخل ہوتا ہے بلکہ فاسق ہو جاتا ہے یہ تعریف ایمان کامل کی ہے۔

(۵) معتزلہ میں سے واصل بن عطاء ابوالہذیل اور قاضی عبدالجبار کا یہ نظریہ ہے کہ تصدیق اقرار اور اعمال کے مجموعہ کا نام ایمان ہے اور اعمال میں واجب اور مستحب داخل ہیں اور عمل کے ترک کرنے سے انسان ایمان سے نکل جاتا ہے لیکن کفر میں داخل نہیں ہوتا، عمل کی نفی سے وہ ایمان سے خارج ہو گیا اور تکذیب نہ کرنے کی وجہ سے وہ کفر میں داخل نہیں ہوا۔

(۶) ابوعلی جبائی معتزلی اور ابوہاشم معتزلی کا یہ مسلک ہے کہ فقط اعمال واجبہ کا نام ایمان ہے باقی تفصیل حسب سابق ہے۔

(۷) نظام معتزلی کا مذہب ہے: جس کام پر وعید ہے اس کے ترک کرنے کا نام ایمان ہے۔

(۸) خوارج کا مذہب ہے: تصدیق اقرار اور اعمال کے مجموعہ کا نام ایمان ہے اور انسان معصیت کے ارتکاب سے کافر ہو جاتا ہے خواہ معصیت صغیرہ ہو یا کبیرہ۔

(۹) کرامیہ کا یہ قول ہے کہ فقط زبان سے اقرار کرنا ایمان ہے۔

(۱۰) غیلان بن مسلم دمشقی اور فضل رقاشی کا یہ نظریہ ہے کہ اقرار بہ شرط معرفت کا نام ایمان ہے۔

(۱۱) جہم بن صفوان کا یہ نظریہ ہے کہ فقط معرفت بالقلب کا نام ایمان ہے۔

(۱۲) مرجۂ کے نزدیک ایمان صرف تصدیق کا نام ہے اور اعمال کی کوئی ضرورت نہیں۔

نفس ایمان اور ایمان کامل کا بیان

علامہ بدرالدین عینی لکھتے ہیں: امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ ایمان تصدیق، اقرار اور عمل کا نام ہے جس کی تصدیق میں خلل ہو وہ منافق ہے جس کے اقرار میں خلل ہو وہ کافر ہے اور جس کے عمل میں خلل ہو وہ فاسق ہے وہ دوزخ کے دائمی عذاب سے نجات پالے گا اور جنت میں داخل ہو جائے گا امام رازی نے کہا: اس مسلک پر یہ قوی اشکال ہے کہ جب اعمال ایمان کا جز ہیں اور جز کی نفی سے کل کی نفی ہو جاتی ہے تو بے عمل شخص مومن کیسے ہوگا؟ اور وہ کیسے مسلک پر یہ قوی اشکال ہے جب اعمال ایمان کا جز ہیں اور جز کی نفی سے کل کی نفی ہو جاتی ہے تو بے عمل شخص مومن کیسے ہوگا؟ اور وہ کیسے دوزخ سے خارج اور جنت میں داخل ہوگا؟ اس اشکال کا یہ جواب ہے کہ شارع کے کلام میں ایمان کبھی اصل ایمان کے معنی میں ہوتا ہے اور اصل ایمان میں اعمال کا اعتبار نہیں ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

ایمان یہ ہے کہ تم اللہ پر اس کے فرشتوں پر اس سے ملاقات پر اس کے رسولوں پر اور مرنے کے بعد اٹھنے پر ایمان لاؤ اور اسلام یہ ہے کہ تم اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور نماز قائم کرو اور فرض زکوۃ ادا کرو اور رمضان کے روزے رکھو۔ (صحیح مسلم)

اور کبھی شارع کے کلام میں ایمان ایمان کامل کے معنی میں ہوتا ہے جس میں اعمال داخل ہوتے ہیں جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے وفد عبدالقیس سے فرمایا:
کیا تم جانتے ہو کہ اللہ وحدہٗ پر ایمان لانا کیا ہے؟ انہوں نے کہا: اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتا ہے آپ نے فرمایا اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں محمد اللہ کے رسول ہیں اور نماز قائم کرنا زکوۃ ادا کرنا رمضان کے روزے رکھنا اور مال غنیمت سے خمس ادا کرنا۔ (صحیح مسلم)

پہلی حدیث میں ایمان اصل ایمان یا نفس ایمان کے معنی میں ہے اور اس دوسری حدیث میں ایمان ایمان کامل کے معنی میں ہے اور جن احادیث میں اعمال کی نفی سے ایمان کی نفی کی گئی ہے ان میں ایمان سے مراد ایمان کامل ہے اور جن احادیث میں عمل کی نفی کی باوجود ایمان کا اطلاق کیا گیا ہے اور جنت کی بشارت دی گئی ہے ان میں ایمان سے مراد نفس ایمان ہے اس کی مثال یہ ہے: جس وقت زانی زنا کرتا ہے اس وقت وہ مومن نہیں ہوتا۔ (صحیح مسلم)

اس حدیث میں ایمان کامل کی نفی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے فرمایا:
جس شخص نے بھی لا الہ الا اللہ کہا پھر اسی پر مر گیا وہ جنت میں داخل ہو جائے گا میں نے کہا خواہ اس نے زنا کیا ہو اور چوری کی ہو! آپ نے فرمایا: خواہ اس نے زنا کیا ہو اور چوری کی ہو۔ (صحیح مسلم)

اس حدیث میں نفس ایمان مراد ہے:

خلاصہ یہ ہے کہ اس مسئلہ میں اختلاف لفظی ہے کیونکہ اس کا رجوع ایمان کی تفسیر کی طرف ہے اور ایمان کا کون سا معنی منقول شرعی ہے اور کون سا معنی مجاز ہے اس میں اختلاف ہے اور اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ جس ایمان کی وجہ سے دوزخ میں دخول سے نجات ملتی ہے وہ ایمان کامل ہے اس پر تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے اور جس ایمان کی وجہ سے دوزخ کے خلود سے نجات ملتی ہے وہ نفس ایمان ہے اس میں اہل سنت کا اتفاق ہے اور خوارج اور معتزلہ کا اس میں اختلاف ہے۔

حاصل بحث یہ ہے کہ سلف اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے جو اعمال کو ایمان کا جز کہا ہے اس ایمان سے ان کی مراد ایمان کامل ہے نہ کہ نفس ایمان یا اصل ایمان مراد ہے اور جب وہ کسی بے عمل یا بدعمل شخص پر مومن کا اطلاق کرتے ہیں تو اس سے ان کی مراد نفس ایمان ہوتی ہے نہ کہ ایمان کامل وہ کہتے ہیں کہ اس شخص میں ہر چند کہ ایمان کامل نہیں ہے لیکن وہ نفس ایمان کی وجہ سے نجات پا جائے گا۔ (عمدۃ القاری ج ۱ ص ۱۰۴-۱۰۲ مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر ۱۳۴۸ھ)

مومن ہونے کے لیے فقط جاننا اور سمجھنا کافی نہیں ہے بلکہ ماننا ضروری ہے۔

علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ایمان کی تعریف میں جو تصدیق بالقلب معتبر ہے اس سے مراد علم معرفت اور جاننا نہیں ہے بلکہ اس سے مراد اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کو تسلیم کرنا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دعویٰ کی تصدیق کرنا اور آپ کو مخبر صادق ماننا ہے کیونکہ بعض کفار بھی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کو جانتے تھے لیکن وہ مومن نہیں تھے قرآن مجید میں ہے:

(آیت) الذین اتینهم الکتب یعرفونه کما یعرفون ابنآء هم (البقرۃ:۱۴۶)

ترجمہ: جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ اس نبی کو ایسے پہچانتے ہیں جیسے اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں۔
نیز اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ (علیہ السلام) سے حکایت کی ہے انہوں نے فرعون سے فرمایا:
(آیت) قال لقد علمت ما انزل ھؤلآء الا رب السموت والارض بصآئر، وانی لاظنک یفرعون مثبورا۔ (بنی اسرائیل: ۱۰۲)
ترجمہ: موسیٰ (علیہ السلام) نے فرمایا: یقیناً تو جانتا ہے کہ ان (چمکتی ہوئی نشانیوں) کو آسمانوں اور زمینوں کے رب نے ہی اتارا ہے جو آنکھیں کھولنے والی ہیں اور اے فرعون! میں گمان کرتا ہوں کہ تو ہلاک ہونے والا ہے
اس سے معلوم ہوا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کی رسالت کا کفار اور فرعون کو علم تھا، اس کے باوجود وہ کافر تھے اور وہ مومن نہیں تھے نیز اس سے واضح ہوا کہ ایمان کے تحقق کے لیے صرف جاننا کافی نہیں ہے ماننا ضروری ہے یعنی اپنے قصد اور اختیار سے مخبر کی طرف صدق کو منسوب کرے اور اسے اس کی دی ہوئی خبروں میں صادق قرار دے۔
(عمدۃ القاری ج ۱ص ۱۰۵-۱۰۴ مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر ۱۳۴۸ھ)

ایمان میں کمی اور زیادتی کے ثبوت پر قرآن مجید سے استشہاد

ائمہ ثلاثہ محدثین اور دیگر اسلام جن کے نزدیک اعمال ایمان میں داخل ہیں اور ایمان میں کمی اور زیادتی ہوتی ہے انہوں نے بہ کثرت احادیث سے استدلال کیا ہے جن میں سے بعض احادیث یہ ہیں:
امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایمان کے ساٹھ اور کچھ حصے ہیں اور حیاء بھی ایمان کا ایک حصہ ہے۔
حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ (کے ضرر) سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں، اور مہاجر وہ ہے جو اللہ کے منع کیے ہوئے کاموں کو ترک کر دے۔
(صحیح بخاری ج ۱ص ۶ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۸۱ھ)
حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے لوگوں سے قتال کرنے کا حکم دیا گیا ہے حتیٰ کہ وہ شہادت دیں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہیں اور نماز کو قائم کریں اور زکوۃ کو ادا کریں، اور جب وہ یہ کریں گے تو مجھ سے اپنی جانوں اور مالوں کو محفوظ کر لیں گے ماسوا اس کے جو اسلام کا حق ہو اور ان کا حساب اللہ پر ہے۔ (صحیح بخاری ج ۱ص ۸ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۸۱ھ)
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم اللہ وحدہ پر ایمان لانے کا معنی جانتے ہو؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا: اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتا ہے آپ نے فرمایا: یہ شہادت دینا کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں اور نماز قائم کرنا اور زکوۃ ادا کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا اور مال غنیمت میں سے خمس ادا کرنا۔
(صحیح بخاری ج ۱ص ۱۳ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۸۱ھ)

ان احادیث میں ایمان کے متعدد اجزاء بیان کئے گئے ہیں اور جو شخص ان اجزاء میں سے کسی جز پر عمل کو ترک کرے گا اس کا ایمان اس شخص سے کم ہوگا جو ان تمام اجزاء پر عمل کرے گا۔

ایمان میں کمی اور زیادتی کے دلائل کا جواب

مذکورۃ الصدر آیات اور احادیث سے ائمہ ثلاثہ اور محدثین نے اس پر استدلال کیا ہے کہ اعمال ایمان کا جز ہیں اور ایمان میں کمی اور زیادتی ہوتی ہے اگر اعمال کم ہوں گے تو ایمان زیادہ ہوگا۔

ان تمام آیات اور احادیث کا جواب یہ ہے کہ تمام آیات اور احادیث ایمان کامل پر محمول ہیں اور ایمان کامل میں اعمال داخل ہیں، اور نفس ایمان میں اعمال داخل نہیں ہیں اور ان آیات اور احادیث میں نفس ایمان بالاتفاق مراد نہیں ہے۔

امام رازی نے کہا: یہ بحث لفظی ہے کیونکہ اگر ایمان سے مراد تصدیق ہو تو وہ کمی زیادتی کو قبول نہیں کرتا اور اگر اس سے مراد عبادات ہوں تو وہ کمی اور زیادتی کو قبول کرتا ہے پھر امام نے کہا: عبادات تصدیق کی تکمیل کرتی ہیں اور جن دلائل کا یہ تقاضا ہے کہ ایمان کمی اور زیادتی کو قبول نہیں کرتا، ان سے مراد اصل ایمان اور نفس ایمان ہے اور جن دلائل کا یہ تقاضا ہے کہ ایمان کمی اور زیادتی کو قبول کرتا ہے ان سے مراد ایمان کامل ہے جس میں اعمال داخل ہیں۔

بعض متاخرین نے یہ کہا ہے: حق یہ ہے کہ ایمان کمی اور زیادتی کو قبول کرتا ہے خواہ ایمان تصدیق اور اعمال کا مجموعہ ہو یا فقط تصدیق کا نام ہو کیونکہ تصدیق بالقلب وہ اعتقاد جازم ہے جو قوت اور ضعف کو قبول کرتا ہے کیونکہ جس شخص کو ہم قریب سے دیکھتے ہیں اس کی ہمیں اس سے زیادہ تصدیق ہوتی ہے جس کو ہم دور سے دیکھتے ہیں۔

بعض محققین نے یہ کہا کہ حق یہ ہے کہ تصدیق دو وجہوں سے کمی اور زیادتی کو قبول کرتی ہے پہلی وجہ تو یہ ہے کہ تصدیق کیفیت نفسانیہ ہے جیسے خوشی غم اور غصہ وغیرہ کیفیات نفسانیہ ہیں اور ان میں قوت ضعف اور کمی اور زیادتی ہوتی ہے اسی طرح تصدیق میں بھی کمی اور زیادتی ہوتی ہے اور اگر ایسا نہ ہو تو لازم آئے گا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور عام افراد امت کا ایمان برابر ہو اور یہ اجماعا باطل ہے اور دوسری وجہ سے تصدیق تفصیلی، کیونکہ انسان کو جس جس چیز کے متعلق علم ہوتا جائے گا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کو لے کر آئے ہیں، اس کا ایمان اس کے ساتھ متعلق ہوتا جائے گا اور ایمان زیادہ ہوتا جائے گا۔

بعض علماء نے اس تفصیل میں یہ کہا ہے کہ پہلے انسان اجمالی طور پر تمام شریعت پر ایمان لاتا ہے پھر جیسے جیسے اس کو احکام شرعیہ کی تفصیل کا علم ہوتا جاتا ہے وہ ان سب پر ایمان لاتا جاتا ہے اور یوں اس کا ایمان زیادہ ہوتا ہے اور بعض محققین نے یہ کہا ہے کہ زیادہ غور و فکر کرنے اور کثرت دلائل سے ایمان زیادہ ہوتا ہے، یہی وجہ ہے کہ صدیقین اور علماء راسخین کا ایمان دوسروں کی بہ نسبت زیادہ قوی ہوتا ہے، یہی وجہ ہے کہ تشکیک اور مغالطہ آفرینی سے ان کا ایمان متزلزل نہیں ہوتا۔

(عمدۃ القاری ج ۱ ص ۱۰۹-۱۰۸ مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر ۱۳۴۸ھ)

باب ذِكْرِ اَفْضَلِ الْاَعْمَالِ ۔

(باب) سب سے زیادہ فضیلت والے عمل کا تذکرہ

5000 - حَدَّثَنَا اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَحْمَدُ بْنُ شُعَيْبٍ - مِنْ لَفْظِهِ - قَالَ اَنْبَاَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ اَیُّ الْاَعْمَالِ اَفْضَلُ قَالَ "الْاِيْمَانُ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ" ۔

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا: کون سا عمل زیادہ فضیلت رکھتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھنا۔

5001 - اَخْبَرَنَا هَارُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِیْ سُلَيْمَانَ عَنْ عَلِيٍّ الْاَزْدِيِّ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حُبْشِيٍّ الْخَثْعَمِيِّ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ اَیُّ الْاَعْمَالِ اَفْضَلُ فَقَالَ "اِيْمَانٌ لَا شَكَّ فِيْهِ وَجِهَادٌ لَا غُلُوْلَ فِيْهِ وَحَجَّةٌ مَبْرُوْرَةٌ" ۔

★★ حضرت عبداللہ بن حبشی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا: کون سا عمل زیادہ فضیلت رکھتا ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا: ایسا ایمان جس میں شک نہ ہو اور ایسا جہاد جس میں خیانت نہ ہو اور مبرور حج۔

2 - باب طَعْمِ الْاِيْمَانِ ۔

یہ باب ہے کہ ایمان کا ذائقہ

5002 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ طَلْقِ بْنِ حَبِيْبٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيْهِ وَجَدَ بِهِنَّ حَلَاوَةَ الْاِيْمَانِ وَطَعْمَهُ اَنْ يَكُوْنَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ وَرَسُوْلُهٗ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا وَاَنْ يُحِبَّ فِی اللّٰهِ وَاَنْ يُبْغِضَ فِی اللّٰهِ وَاَنْ تُوْقَدَ نَارٌ عَظِيْمَةٌ فَيَقَعَ فِيْهَا اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ اَنْ يُشْرِكَ بِاللّٰهِ شَيْئًا" ۔

★★ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

"تین چیزیں ایسی ہیں کہ یہ جس میں پائی جائیں گی وہ ان کی وجہ سے ایمان کی حلاوت اور اس کا ذائقہ چکھ لے گا (ایک یہ کہ) اللہ اور اس کا رسول اس شخص کے لئے ان دونوں کے علاوہ ہر ایک سے زیادہ محبوب ہوں (دوسرا یہ کہ) وہ

5000-اخرجه البخاري في الايمان، باب من قال ان الايمان هو العمل (الحديث 26) مطولًا، و في الحج، باب فضل الحج المبرور (الحديث 1519) مطولًا و اخرجه مسلم في الايمان، باب بيان كون الايمان بالله تعالى افضل الاعمال (الحديث 135) . تحفة الاشراف (13101) .

5001-تقدم (الحديث 2525) .

5002-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (928) .

شخص اللہ کی خاطر کسی سے محبت رکھے اور اللہ کی خاطر کسی سے دشمنی رکھے (تیسرا یہ کہ) اس پر یہ بات بھاری اور شاق ہو کہ وہ دوبارہ کفر کی طرف لوٹ جائے جیسا کہ آگ میں جلایا جانا بھاری ہوتا ہے تو اس میں کرنا اس شخص کے نزدیک اس سے زیادہ محبوب ہو کہ وہ کسی کو اللہ کا شریک قرار دے"۔

آیا اسلام اور ایمان متغایر ہیں یا متحد ہیں

علامہ بدرالدین عینی لکھتے ہیں: ایک بحث یہ ہے کہ آیا اسلام اور ایمان متغایر ہیں یا متحد ہیں پس ہم کہتے ہیں کہ لغت میں اسلام کا معنی ہے: انقیاد (اطاعت) اور اذعان (ماننا اور تسلیم کرنا) اور اسلام کا شرعی معنی ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مان کر اللہ کی اطاعت کرنا کلمہ شہادت پڑھنا واجبات پر عمل کرنا اور ممنوعات کو ترک کرنا کیونکہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت جبرائیل (علیہ السلام) نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسلام کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: اسلام یہ ہے کہ تم اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو نماز قائم کرو زکوۃ مفروضہ ادا کرو اور رمضان کے روزے رکھو اور اسلام کا اطلاق دین محمد (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) پر بھی کیا جاتا ہے جیسے کہتے ہیں: دین یہودیت دین نصرانیت اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

(آیت) ان الدین عند اللہ الاسلام ۔ (آل عمران:۱۹)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے نزدیک دین اسلام ہے۔

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا:۔ ذاق طعم الاسلام من رضی باللہ ربا وبالاسلام دینا۔ جس شخص نے اللہ کو رب مان لیا اور اسلام کو دین مان لیا اس نے اسلام کا ذائقہ چکھ لیا۔

پھر اس میں علماء کا اختلاف ہے محققین کا مذہب یہ ہے کہ ایمان اور اسلام متغائر ہیں اور یہی صحیح ہے اور بعض محدثین متکلمین اور جمہور معتزلہ کا مذہب یہ ہے کہ ایمان اور اسلام شرعاً مترادف ہیں علامہ خطابی نے کہا: ایمان اور اسلام مطلقاً متحد یا متغائر نہیں ہیں کیونکہ مسلم بعض اوقات مسلم ہوتا ہے اور بعض اوقات مسلم نہیں ہوتا (یعنی بعض اوقات اسلام کے احکام کی پیروی کرتا ہے اور بعض اوقات نہیں کرتا) اور مؤمن ہر وقت مومن ہوتا ہے (یعنی ہر وقت انقیاد باطن کرتا ہے) لہٰذا ہر مسلم مومن ہوتا ہے اور ہر مومن مسلم نہیں ہوتا۔

ایمان کی اصل تصدیق ہے اور اسلام کی اصل استسلام اور انقیاد (اطاعت) ہے بسا اوقات انسان ظاہر میں اطاعت گزار ہوتا ہے اور باطن میں اطاعت گزار نہیں ہوتا اور کبھی باطن میں صادق ہوتا ہے اور ظاہر میں اطاعت گزار نہیں ہوتا میں کہتا ہوں کہ اس کلام سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اسلام اور ایمان میں عموم خصوص مطلق کی نسبت ہے جیسا کہ بعض فضلاء نے اس کی تصریح کی ہے اور تحقیق یہ ہے کہ ان میں عموم خصوص من وجہ کی نسبت ہے کیونکہ کبھی ایمان بغیر اسلام کے ہوتا ہے مثلاً کوئی شخص کسی پہاڑ کی چوٹی پر اپنی عقل سے اللہ کی معرفت حاصل کرے اور کسی نبی کی دعوت پہنچنے سے پہلے اللہ کے وجود اس کی وحدت اور اس کی تمام صفات کی تصدیق کرے اسی طرح کوئی شخص تمام ضروریات دین پر ایمان لے آئے اور اقرار اور عمل کرنے سے پہلے اچانک مرجائے تو یہ مومن ہے اور مسلم نہیں ہے کیونکہ اس نے باطنی اور ظاہری اطاعت نہیں کی اور منافقین ظاہری اطاعت کرتے تھے اور باطنی اطاعت نہیں کرتے تھے تو وہ مسلم تھے مومن نہیں تھے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تابعین اور بعد کے مسلمان مومن بھی ہیں اور مسلم بھی ہیں لہٰذا ایمان اور اسلام

مفہوماً متغائر اور مصداقاً متحد ہیں۔

علامہ تفتازانی لکھتے ہیں: ایمان اور اسلام واحد ہیں کیونکہ اسلام خضوع اور انقیاد ہے یعنی احکام کو قبول کرنا اور ماننا اور یہ ایمان کی حقیقت ہے اور اس کی تائید قرآن مجید کی ان آیات سے ہوتی ہے:

(آیت) فاخرجنا من كان فيها من المؤمنين فماوجدنا فيها غير بيت من المسلمين (الذاریات ۳۶-۳۵)

ترجمہ: اس بستی میں جو مومنین تھے ہم نے ان سب کو نکال لیا تو ہم نے اس میں مسلمین کے ایک گھر کے سوا (اور کوئی گھر) نہ پایا اگر اسلام ایمان کا غیر ہوتو اس آیت میں مومنین سے مسلمین کا استثناء صحیح نہیں ہوگا۔ خلاصہ یہ ہے کہ شریعت میں یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ فلاں شخص مومن ہے اور مسلم نہیں ہے یا مسلم ہے اور مومن نہیں ہے یا مسلم ہے اور مومن نہیں ہے ایمان اور اسلام کے اتحاد سے ہماری یہی مراد ہے (یعنی ان دونوں کا مصداق واحد ہے خواہ مفہوم متغائر ہو) اور مشائخ کے کلام سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ وہ ایمان اور اسلام کو مصداق کے لحاظ سے واحد اور مفہوم کے لحاظ سے متغائر مانتے ہیں، جیسا کہ کفایہ میں مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی خبروں اس کے اوامر اور نواہی کی تصدیق نہیں کرے گا انقیاد متحقق نہیں ہوگا اس لیے ایمان اسلام سے مصداق کے لحاظ سے الگ نہیں ہوتا۔

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ قرآن مجید میں ہے: (آیت) قالت الاعراب امنا قل لم تؤمنوا ولكن قولوا اسلمنا ۔ (الحجرات: ۱۴) دیہاتیوں نے کہا: ہم ایمان لائے آپ فرمائیں: تم ایمان نہیں لائے ہاں! یہ کہو کہ ہم اسلام لائے (مطیع ہوئے ہیں)۔

اس آیت میں ایمان کے بغیر اسلام کے تحقق کی تصریح ہے ہم اس کے جواب میں یہ کہیں گے کہ شریعت میں جو اسلام معتبر ہے وہ ایمان کے بغیر متحقق نہیں ہوتا اور اس آیت میں اسلام کا شرعی معنی مراد نہیں ہے بلکہ لغوی معنی مراد ہے یعنی تم ظاہری اطاعت کر رہے ہو باطنی اطاعت نہیں کر رہے جیسے کوئی شخص بغیر تصدیق کے کلمہ شہادت پڑھ لے۔

اگر کوئی شخص یہ اعتراض کرے کہ جب حضرت جرائیل (علیہ السلام) نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسلام کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا: اسلام یہ ہے کہ تم یہ گواہی دو کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں اور یہ کہ (حضرت) محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور نماز قائم کرو اور زکوۃ ادا کرو اور رمضان کے روزے رکھو اور اگر تم کو استطاعت ہو تو بیت اللہ کا حج کرو۔

(بخاری ومسلم)

اس حدیث میں دلیل ہے اسلام اعمال کا نام ہے نہ کہ تصدیق قلبی کا اس کا جواب یہ ہے کہ اس حدیث میں اسلام سے مراد اسلام کے ثمرات اور اس کی علامات ہیں جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ عبدالقیس کے وفد سے فرمایا:

کیا تم جانتے ہو کہ فقط اللہ پر ایمان لانے کا کیا معنی ہے؟ انہوں نے کہا: اللہ اور اس کے رسول کو زیادہ علم ہے آپ نے فرمایا: یہ گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں اور (حضرت) محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور نماز قائم کرنا اور زکوۃ ادا کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا اور مال غنیمت میں سے خمس ادا کرنا۔ (بخاری)

3 - باب حَلَاوَةِ الْإِيمَانِ .

یہ باب ہے کہ ایمان کی مٹھاس

5003 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ وَجَدَ حَلَاوَةَ الْإِيمَانِ مَنْ اَحَبَّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهُ اِلَّا لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَمَنْ كَانَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ وَرَسُولُهُ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا وَمَنْ كَانَ اَنْ يُقْذَفَ فِي النَّارِ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ اَنْ يَرْجِعَ اِلَى الْكُفْرِ بَعْدَ اَنْ اَنْقَذَهُ اللّٰهُ مِنْهُ" .

★★ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''تین چیزیں ایسی ہیں کہ یہ جس شخص میں موجود ہوں گی' وہ ایمان کی حلاوت کو پالے گا۔ ایک یہ ہے کہ آدمی کسی سے محبت کرے تو اس سے صرف اللہ کے لئے محبت کرے۔ ایک یہ کہ آدمی کے نزدیک اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ان دونوں کے علاوہ ہر چیز سے زیادہ محبوب ہوں اور وہ شخص' جس کے نزدیک آگ میں ڈالا جانا' اس سے زیادہ محبوب ہو کہ وہ دوبارہ کفر کی طرف جائے' اس کے بعد کہ اللہ تعالیٰ نے اسے اس (کفر) سے بچالیا ہے''۔

4 - باب حَلَاوَةِ الْإِسْلَامِ .

یہ باب ہے کہ اسلام کی مٹھاس

5004 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيلُ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ وَجَدَ بِهِنَّ حَلَاوَةَ الْإِسْلَامِ مَنْ كَانَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا وَمَنْ اَحَبَّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهُ اِلَّا لِلّٰهِ وَمَنْ يَكْرَهُ اَنْ يَرْجِعَ اِلَى الْكُفْرِ كَمَا يَكْرَهُ اَنْ يُلْقَى فِي النَّارِ" .

★★ حضرت انس رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''تین چیزیں ایسی ہیں کہ یہ جس میں پائی جائیں گی' وہ ان کی وجہ سے اسلام کی حلاوت کو پالے گا' جس شخص کے نزدیک اللہ اور اس کے رسول' ان دونوں کے علاوہ ہر چیز سے زیادہ محبوب ہوں' وہ شخص جو کسی سے صرف اللہ کی خاطر محبت کرے' اور جو شخص کفر کی طرف لوٹ کر جانا' اتنا ہی ناپسند کرتا ہو' جس طرح وہ آگ میں ڈالا جانا' ناپسند کرتا ہے۔

5003-اخرجه البخاري في الايمان، باب من كره ان يعود في الكفر كما يكره ان يلقى في النار من الايمان (الحديث 21)، و في الادب، باب الحب في الله (الحديث 6041) بنحوه، واخرجه مسلم في الايمان، باب بيان خصال من اتصف بهن وجد حلاوة الايمان (الحديث 68). تحفة الاشراف (1255) .

5004-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (598) .

شرح کمال ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ مومن کے دل میں اللہ اور اس کے رسول کی محبت اس درجہ رچ بس جائے کہ ان کے ماسوا تمام دنیا اس کے سامنے کم تر ہو۔ اس طرح یہ شان بھی مومن کامل ہی کی ہو سکتی ہے کہ اگر وہ کسی سے محبت کرتا ہے تو محض اللہ کی خوشنودی اور اس کی رضا حاصل کرنے کے لئے اور اگر کسی سے بغض وعداوت رکھتا ہے تو وہ بھی اللہ کی راہ میں غرض کہ اس کا جو بھی عمل ہو صرف اللہ کے لئے ہو اور اس کے حکم کی تکمیل میں ہو۔ ایسے ہی ایمان کا پختگی کے ساتھ دل میں بیٹھ جانا اور اسلام پر پختگی کے ساتھ قائم رہنا اور کفر وشرک سے اس درجہ بیزاری ونفرت رکھنا کہ اس کے تصور وخیال کی گندگی سے بھی دل پاک وصاف رہے، ایمان کے کامل ہونے کی دلیل ہے۔ اسی لئے اس حدیث میں فرمایا گیا کہ ایمان کی حقیقی دولت کا مالک اور اس پر جزاء وانعام کا مستحق تو وہی آدمی ہے جو ان تینوں اوصاف سے پوری طرح متصف ہو اور ایمان کی حقیقی لذت کا ذائقہ وہی چکھ سکتا ہے جس کا دل ان چیزوں کی روشنی سے منور ہو۔

5 - باب نَعْتِ الْإِسْلَامِ .

یہ باب ہے کہ اسلام کا تعارف

5005 - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ قَالَ أَنْبَأَنَا كَهْمَسُ بْنُ الْحَسَنِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بُرَيْدَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ إِذْ طَلَعَ عَلَيْنَا رَجُلٌ شَدِيدُ بَيَاضِ الثِّيَابِ شَدِيدُ سَوَادِ الشَّعْرِ لَا يُرَى عَلَيْهِ أَثَرُ السَّفَرِ وَلَا يَعْرِفُهُ مِنَّا أَحَدٌ حَتَّى جَلَسَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَسْنَدَ رُكْبَتَيْهِ إِلَى رُكْبَتَيْهِ وَوَضَعَ كَفَّيْهِ عَلَى فَخِذَيْهِ ثُمَّ قَالَ يَا مُحَمَّدُ أَخْبِرْنِي عَنِ الْإِسْلَامِ قَالَ "أَنْ تَشْهَدَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ وَتُقِيمَ الصَّلَاةَ وَتُؤْتِيَ الزَّكَاةَ وَتَصُومَ رَمَضَانَ وَتَحُجَّ الْبَيْتَ إِنِ اسْتَطَعْتَ إِلَيْهِ سَبِيلًا". قَالَ صَدَقْتَ . فَعَجِبْنَا إِلَيْهِ يَسْأَلُهُ وَيُصَدِّقُهُ ثُمَّ قَالَ أَخْبِرْنِي عَنِ الْإِيمَانِ قَالَ "أَنْ تُؤْمِنَ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْقَدَرِ كُلِّهِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ". قَالَ صَدَقْتَ . قَالَ فَأَخْبِرْنِي عَنِ الْإِحْسَانِ قَالَ "أَنْ تَعْبُدَ اللَّهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ". قَالَ فَأَخْبِرْنِي عَنِ السَّاعَةِ قَالَ "مَا الْمَسْئُولُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ بِهَا مِنَ السَّائِلِ". قَالَ فَأَخْبِرْنِي عَنْ أَمَارَاتِهَا قَالَ "أَنْ تَلِدَ الْأَمَةُ رَبَّتَهَا وَأَنْ تَرَى الْحُفَاةَ الْعُرَاةَ الْعَالَةَ رِعَاءَ الشَّاءِ يَتَطَاوَلُونَ فِي الْبُنْيَانِ". قَالَ عُمَرُ فَلَبِثْتُ ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "يَا عُمَرُ

5005-اخرجه مسلم في الايمان، باب بيان الايمان و الاسلام و الاحسان و وجوب الايمان باثبات قدر الله سبحانه و تعالى و بيان الدليل على التبري ممن لا يومن بالقدر و اغلاظ القول في حقه الحديث (1 و 2 و 3 و 4) مطولاً و اخرجه ابو داؤد في السنة، باب في القدر (الحديث 4695 و 4696 و 4697) و اخرجه الترمذي في الايمان، باب ما جاء في وصف جبريل للنبي صلى الله عليه وسلم الايمان و الاسلام (الحديث 2610) مطولاً . و اخرجه ابن ماجه في المقدمة، باب في الايمان (الحديث 63) . تحفة الاشراف (10572) .

هَلْ تَدْرِیْ مَنِ السَّائِلُ" . قُلْتُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ . قَالَ "فَاِنَّهٗ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَتَاكُمْ لِيُعَلِّمَكُمْ اَمْرَ دِيْنِكُمْ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے یہ بات مجھے بتائی ہے:

ایک مرتبہ ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھے' اسی دوران ایک شخص ہمارے سامنے آیا' جس نے انتہائی سفید کپڑے پہنے ہوئے تھے' اور اس کے بال انتہائی سیاہ تھے' اس پر سفر کا کوئی نشان نظر نہیں آ رہا تھا' اور ہم میں سے کوئی اس سے واقف بھی نہیں تھا۔ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر بیٹھ گیا' اس نے اپنے گھٹنے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھٹنوں کے ساتھ ملا لیے' اس نے اپنے دونوں ہاتھ اپنے زانوں پر رکھے' پھر اس نے عرض کی: اے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ مجھے اسلام کے بارے میں بتایئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ کہ تم اس بات کی گواہی دو کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے اور حضرت محمد' اللہ کے رسول ہیں اور تم نماز قائم کرو اور تم زکوٰۃ ادا کرو اور تم رمضان کے روزے رکھو اور اگر تمہارے پاس اس کی استطاعت ہو' تو تم بیت اللہ کا حج کرو' اس نے کہا: آپ نے ٹھیک بیان کیا ہے' ہمیں اس پر حیرانگی ہوئی کہ اس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال بھی کیا ہے' اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق بھی کر رہا ہے۔ پھر اس نے کہا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے ایمان کے بارے میں بتایئے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ کہ تم اللہ تعالیٰ اس کے فرشتوں' اس کی کتابوں' اس کے رسولوں' آخرت کے دن اور اچھی یا بری ہر قسم کی تقدیر پر ایمان رکھو۔

اس نے کہا: آپ نے ٹھیک کہا ہے' پھر اس نے کہا: آپ مجھے احسان کے بارے میں بتایئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ کہ تم اللہ تعالیٰ کی یوں عبادت کرو' جیسے تم اسے دیکھ رہے ہو اور اگر تم اسے نہیں دیکھ رہے' تو وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔ اس نے کہا: آپ مجھے قیامت کے بارے میں بتایئے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس بارے میں جس سے سوال کیا گیا ہے' وہ اس کے بارے میں سوال کرنے والے سے زیادہ علم نہیں رکھتا۔ اس نے کہا: آپ مجھے اس کی نشانیوں کے بارے میں بتایئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ کہ کنیز اپنے آقا کو جنم دے گی' اور تم برہنہ پاؤں' برہنہ جسم' غریب لوگوں' جو بکریوں کے چرواہے ہوں گے' انہیں دیکھو گے' کہ وہ ایک دوسرے کے مقابلے میں بلند عمارات تعمیر کریں گے۔

راوی بیان کرتے ہیں: تین دن گزرنے کے بعد' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: اے عمر! کیا تم جانتے ہو؟ کہ وہ سوال کرنے والا شخص کون تھا؟ میں نے عرض کی: اللہ اور اس کا رسول زیادہ بہتر جانتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وہ جبرائیل تھے' وہ تمہارے پاس اس لیے آئے تھے' تاکہ تمہیں تمہارے دین کے بارے میں تعلیم دے دیں۔

6 - باب صِفَةِ الْاِيْمَانِ وَالْاِسْلَامِ .

یہ باب ہے کہ ایمان اور اسلام کا تعارف

5006 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ عَنْ جَرِيْرٍ عَنْ اَبِىْ فَرْوَةَ عَنْ اَبِىْ زُرْعَةَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ وَاَبِىْ ذَرٍّ قَالَا

5006-اخرجه ابو داؤد في السنة، باب في القدر (الحديث 4698) بنحوه . تحفة الاشراف (12002) .

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْلِسُ بَيْنَ ظَهْرَانَىْ اَصْحَابِهٖ فَيَجِيْءُ الْغَرِيْبُ فَلَا يَدْرِىْ اَيُّهُمْ هُوَ حَتّٰى يَسْاَلَ فَطَلَبْنَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ نَجْعَلَ لَهٗ مَجْلِسًا يَعْرِفُهُ الْغَرِيْبُ اِذَا اَتَاهُ فَبَنَيْنَا لَهٗ دُكَّانًا مِنْ طِيْنٍ كَانَ يَجْلِسُ عَلَيْهِ وَاِنَّا لَجُلُوْسٌ وَّرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ مَجْلِسِهٖ اِذْ اَقْبَلَ رَجُلٌ اَحْسَنُ النَّاسِ وَجْهًا وَّاَطْيَبُ النَّاسِ رِيْحًا كَاَنَّ ثِيَابَهٗ لَمْ يَمَسَّهَا دَنَسٌ حَتّٰى سَلَّمَ فِىْ طَرَفِ الْبِسَاطِ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ . فَرَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ قَالَ اَدْنُوْ يَا مُحَمَّدُ قَالَ "اُدْنُهْ" . فَمَا زَالَ يَقُوْلُ اَدْنُوْ مِرَارًا وَّيَقُوْلُ لَهٗ "اُدْنُ" . حَتّٰى وَضَعَ يَدَهٗ عَلٰى رُكْبَتَىْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا مُحَمَّدُ اَخْبِرْنِىْ مَا الْاِسْلَامُ قَالَ "الْاِسْلَامُ اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكَ بِهٖ شَيْئًا وَّتُقِيْمَ الصَّلَاةَ وَتُؤْتِىَ الزَّكَاةَ وَتَحُجَّ الْبَيْتَ وَتَصُوْمَ رَمَضَانَ" . قَالَ اِذَا فَعَلْتُ ذٰلِكَ فَقَدْ اَسْلَمْتُ قَالَ "نَعَمْ" . قَالَ صَدَقْتَ . فَلَمَّا سَمِعْنَا قَوْلَ الرَّجُلِ صَدَقْتَ اَنْكَرْنَاهُ قَالَ يَا مُحَمَّدُ اَخْبِرْنِىْ مَا الْاِيْمَانُ قَالَ "الْاِيْمَانُ بِاللّٰهِ وَمَلَائِكَتِهٖ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّيْنَ وَتُؤْمِنُ بِالْقَدَرِ" . قَالَ فَاِذَا فَعَلْتُ ذٰلِكَ فَقَدْ اٰمَنْتُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "نَعَمْ" . قَالَ صَدَقْتَ . قَالَ يَا مُحَمَّدُ اَخْبِرْنِىْ مَا الْاِحْسَانُ قَالَ "اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ يَرَاكَ" . قَالَ صَدَقْتَ . قَالَ يَا مُحَمَّدُ اَخْبِرْنِىْ مَتَى السَّاعَةُ قَالَ فَنَكَسَ فَلَمْ يُجِبْهُ شَيْئًا ثُمَّ اَعَادَ فَلَمْ يُجِبْهُ شَيْئًا ثُمَّ اَعَادَ فَلَمْ يُجِبْهُ شَيْئًا وَّرَفَعَ رَاْسَهٗ فَقَالَ "مَا الْمَسْئُوْلُ عَنْهَا بِاَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ وَلٰكِنْ لَّهَا عَلَامَاتٌ تُعْرَفُ بِهَا اِذَا رَاَيْتَ الرِّعَاءَ الْبُهُمَ يَتَطَاوَلُوْنَ فِى الْبُنْيَانِ وَرَاَيْتَ الْحُفَاةَ الْعُرَاةَ مُلُوْكَ الْاَرْضِ وَرَاَيْتَ الْمَرْاَةَ تَلِدُ رَبَّهَا خَمْسٌ لَا يَعْلَمُهَا اِلَّا اللّٰهُ (اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ) اِلٰى قَوْلِهٖ (اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ)" . ثُمَّ قَالَ "لَا وَالَّذِىْ بَعَثَ مُحَمَّدًا بِالْحَقِّ هُدًى وَّبَشِيْرًا مَا كُنْتُ بِاَعْلَمَ بِهٖ مِنْ رَّجُلٍ مِّنْكُمْ وَاِنَّهٗ لَجِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ نَزَلَ فِىْ صُوْرَةِ دِحْيَةَ الْكَلْبِىِّ" .

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوذرغفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: پہلے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کے درمیان ہی تشریف فرما ہو جایا کرتے تھے کوئی اجنبی آدمی آتا تو اسے یہ اندازہ نہیں ہو پاتا تھا کہ ان میں سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کون ہیں؟ یہاں تک کہ اسے دریافت کرنا پڑتا تھا۔

ایک مرتبہ ہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گزارش کی کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹھنے کے لئے کوئی جگہ بنا دیتے ہیں تا کہ جب کوئی اجنبی شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہو تو وہ آپ کو پہچان لیا کرے۔ تو ہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مٹی کا چبوترا بنا دیا جس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوا کرتے تھے ہم اس کے آس پاس بیٹھ جایا کرتے تھے جبکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جگہ پر تشریف فرما ہوتے تھے۔ ایک مرتبہ اسی دوران ایک شخص آیا جو انتہائی خوبصورت تھا اس کی خوشبو سب سے زیادہ عمدہ تھی اور اس کا لباس انتہائی صاف تھا۔ جیسے اسے کبھی میل نے چھوا بھی نہ ہو۔ اس نے چٹائی کے ایک کنارے پر سلام کیا اور بولا: اے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ پر سلام ہو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے سلام کا جواب دیا اس نے گزارش کی: اے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیا میں قریب ہو جاؤں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم قریب ہو جاؤ اس نے چند ایک مرتبہ یہ گزارش کی: کیا (مزید) قریب ہو جاؤں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اسے یہی فرماتے رہے کہ تم

قریب ہو جاؤ' یہاں تک کہ اس نے اپنا ہاتھ نبی اکرم ﷺ کے گھٹنوں پر رکھ دیا اور عرض کی: اے حضرت محمد ﷺ آپ مجھے اسلام کے بارے میں بتایئے! نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

اسلام یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ' اور تم نماز قائم کرو' تم زکوٰۃ ادا کرو' تم بیت اللہ کا حج کرو' اور تم رمضان کے روزے رکھو' اس نے دریافت کیا: کیا جب میں ایسا کرلوں گا؟ تو کیا میں مسلمان شمار ہوں گا؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جی ہاں! اس نے کہا: آپ نے سچ بیان کیا ہے۔

جب ہم نے اس شخص کی یہ بات سنی کہ آپ نے سچ کہا ہے' تو ہمیں اس بات پر بڑی حیرانگی ہوئی۔ اس نے کہا: اے حضرت محمد ﷺ مجھے بتایئے کہ ایمان کیا ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے بتایا: اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ' اس کے فرشتوں' کتاب' انبیاء پر ایمان رکھا جائے' اور تقدیر پر ایمان رکھا جائے' اس نے دریافت کیا: جب میں ایسا کرلوں گا' تو کیا میں ایمان رکھنے والا شمار ہوں گا؟ نبی اکرم ﷺ نے جواب دیا: جی ہاں! اس نے کہا: آپ نے ٹھیک کہا ہے' اے حضرت محمد ﷺ آپ مجھے احسان کے بارے میں بتایئے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: یہ کہ تم اللہ تعالیٰ کی یوں عبادت کرو' جیسے تم اسے دیکھ رہے ہو' اور اگر تم اسے نہیں دیکھ رہے' تو وہ تمہیں دیکھ رہا ہے' اس نے کہا: آپ نے ٹھیک بیان کیا ہے۔ پھر اس نے کہا: اے حضرت محمد آپ مجھے بتایئے کہ قیامت کب آئے گی؟ راوی بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے تھوڑی دیر کے لئے سر جھکا لیا' آپ نے اسے کوئی جواب نہیں دیا۔ اس نے اپنا سوال دہرایا' نبی اکرم ﷺ نے پھر اسے کوئی جواب نہیں دیا۔ اس نے پھر یہی سوال کیا تو نبی اکرم ﷺ نے اسے کوئی جواب نہیں دیا۔ پھر آپ نے اپنا سر اٹھا کر ارشاد فرمایا: اس بارے میں جس سے سوال کیا گیا ہے' وہ سوال کرنے والے سے زیادہ علم نہیں رکھتا۔ تاہم اس کی کچھ نشانیاں ہیں' جن کے ذریعے تم اسے پہچان لو گے۔ جب تم بھیڑ بکریوں کے بچے چرانے والوں کو دیکھو کہ وہ ایک دوسرے کے مقابلے میں بلند عمارات تعمیر کر رہے ہیں' اور جب تم برہنہ پاؤں اور برہنہ جسم رہنے والے لوگوں کو دیکھو کہ وہ زمین میں بادشاہ بن گئے ہیں' اور جب تم عورت کو دیکھو کہ وہ اپنے آقا کو جنم دیتی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ قیامت قریب ہوگی' پانچ چیزیں ایسی ہیں کہ جن کا علم اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کسی کو نہیں ہے (ارشاد باری تعالیٰ ہے)

''بے شک اللہ ہی کے پاس ہے' قیامت کا علم'' یہ آیت یہاں تک ہے۔ ''بے شک اللہ تعالیٰ' علم رکھنے والا اور خبر رکھنے والا ہے''۔

بعد میں نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس ذات کی قسم! جس نے محمد کو حق کے ہمراہ ہدایت دینے والا اور خوشخبری سنانے والا بنا کر بھیجا ہے۔ میں اس شخص کے بارے میں تم سے زیادہ نہیں جانتا تھا' لیکن یہ جبرائیل تھے' جو دحیہ کلبی کی شکل میں نازل ہوئے تھے۔

7- باب تَاْوِيْلِ قَوْلِهٖ عَزَّ وَجَلَّ

(قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْا اَسْلَمْنَا).

یہ باب ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی تفسیر:

''دیہاتی یہ کہتے ہیں: ہم ایمان لے آئے تم یہ فرمادو کہ تم ایمان نہیں لائے بلکہ تم یہ کہو: کہ ہم مسلمان ہو گئے ہیں''

5007 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ - وَهُوَ ابْنُ ثَوْرٍ - قَالَ مَعْمَرٌ وَاَخْبَرَنِى الزُّهْرِيُّ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ اَبِىْ وَقَّاصٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ اَعْطَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رِجَالًا وَّلَمْ يُعْطِ رَجُلًا مِّنْهُمْ شَيْئًا قَالَ سَعْدٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَعْطَيْتَ فُلَانًا وَّفُلَانًا وَّلَمْ تُعْطِ فُلَانًا شَيْئًا وَّهُوَ مُؤْمِنٌ - فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَوْ مُسْلِمٌ" - حَتّٰى اَعَادَهَا سَعْدٌ ثَلَاثًا وَّالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "اَوْ مُسْلِمٌ" - ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِنِّىْ لَاُعْطِى رِجَالًا وَّاَدَعُ مَنْ هُوَ اَحَبُّ اِلَىَّ مِنْهُمْ لَا اُعْطِيْهِ شَيْئًا مَخَافَةَ اَنْ يُّكَبُّوْا فِى النَّارِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ" -

★★ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ لوگوں کو کچھ عطیات دیئے آپ نے ان میں سے ایک شخص کو کچھ نہیں دیا تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ نے فلاں اور فلاں کو کچھ دے دیا ہے اور فلاں کو کچھ بھی نہیں دیا ہے۔ حالانکہ وہ مومن ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ مومن ہے یا مسلمان ہے؟ یہاں تک کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے تین مرتبہ اپنی گزارش کو دہرایا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہی فرماتے رہے: (وہ مومن ہے) یا مسلمان ہے؟ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں کچھ لوگوں کو کچھ دے دیتا ہوں اور اس شخص کو نہیں دیتا جو ان کے مقابلے میں میرے نزدیک زیادہ محبوب ہوتا ہے میں اس اندیشے کے تحت اسے کچھ نہیں دیتا کہ کہیں وہ لوگ چہروں کے بل جہنم میں نہ چلے جائیں۔

شرح

الحجرات: 14 میں فرمایا: دیہاتیوں نے کہا: ہم ایمان لائے، آپ کہیے کہ تم ایمان نہیں لائے، ہاں! یہ کہو کہ ہم نے اطاعت کی۔

علامہ ابوعبداللہ قرطبی مالکی متوفی 668ھ لکھتے ہیں: اس آیت کے شان نزول میں حسب ذیل اقوال ہیں۔

(ا) سدی نے کہا: ان دیہاتیوں سے مراد وہ دیہاتی ہیں جن کا ذکر سورۃ الفتح میں آچکا ہے، یہ مدینہ کے گرد رہنے والے قبائل تھے: مزینہ، جہینہ، اسلم، غفار، الدیل اور اشجع، انہوں نے اس لیے ایمان کا اظہار کیا تھا تا کہ اپنی جانوں اور مالوں کو محفوظ کر سکیں اور انہوں نے دل سے تصدیق نہیں کی تھی، لیکن اس آیت سے مراد بعض اعراب ہیں، تمام اعراب مراد نہیں ہیں کیونکہ بعض اعراب ایمان لے آئے تھے۔

5007-اخرجه البخاري في الايمان، باب اذا لم يكن الاسلام على الحقيقة و كان على الاستسلام او الخوف من القتل (الحديث 27)، و في الزكاة باب قول الله تعالى: (لا يسالون الناس الحافاً) (الحديث 1478) . واخرجه مسلم في الايمان باب تالف قلب من يخاف على ايمانه لضعفه و النهي عن القطع بالايمان من غير دليل قاطع (الحديث 236 و 237)، و في الزكاة، باب اعطاء من يخاف على ايمانه (الحديث 131) - واخرجه ابو داؤد في السنة، باب الدليل على زيادة الايمان و نقصانه (الحديث 4683 و 4685) و اخرجه النسائي في الايمان و شرائعه، تاويل قوله عزوجل (قالت الاعراب امنا قل لم تومنوا و لكن قولوا اسلمنا) (الحديث 5008) تحفة الاشراف (3891) .

(۲) حضرت ابن عباس نے فرمایا: یہ آیت ان اعراب کے متعلق نازل ہوئی ہے جنہوں نے ہجرت نہیں کی تھی اور وہ چاہتے تھے کہ ان کو مہاجر کہا جائے تو اللہ تعالیٰ نے یہ خبر دی کہ ان کا لقب اعراب ہے اور ان کا لقب مہاجرین نہیں ہے۔

(۳) ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد بنواسد بن خزیمہ کے اعراب ہیں، انہوں نے مدینہ کے راستوں میں سے دیکھئے کہ دوسرے لوگوں کو مسلمان کرنے کے لیے تو آپ کو ان سے جنگ کرنا پڑی اور ہم بغیر کسی جنگ کے از خود آپ پر ایمان لائے ہیں اس لیے ہم مالی امداد اور صدقات کے زیادہ مستحق ہیں، یہ اپنے ایمان لانے کا آپ پر احسان جتاتے تھے۔

(الجامع لاحکام القرآن ج16 ص315، دار الفکر، بیروت، 1415ھ)

نفس ایمان دل سے اس کی تصدیق کرتا ہے کہ سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے جو پیغام اور جو دین لے کر آئے وہ حق ہیں، اس کو ماننا اور قبول کرنا ہے اور ایمان کامل، اس کی تصدیق اور کلمہ شہادت کا اقرار اور اس کے تقاضوں پر عمل کرنا ہے اور ایمان اور اسلام دونوں مترادف ہیں اور اس آیت سے بہ ظاہر دونوں میں تغایر معلوم ہوتا ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ اس آیت میں اسلام کا لغوی معنی مراد ہے یعنی ظاہراً اطاعت کرنا، یعنی تم نے اپنی جان اور مال کے تحفظ کے لیے ظاہراً اطاعت کی ہے اور تم درحقیقت مومن نہیں ہو۔

5008 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَ حَدَّثَنَا سَلَّامُ بْنُ اَبِىْ مُطِيْعٍ قَالَ سَمِعْتُ مَعْمَرًا عَنِ الزُّهْرِىِّ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ سَعْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَسَمَ قَسْمًا فَاَعْطٰى نَاسًا وَّمَنَعَ اٰخَرِيْنَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَعْطَيْتَ فُلَانًا وَّمَنَعْتَ فُلَانًا وَّهُوَ مُؤْمِنٌ. قَالَ "لَا تَقُلْ مُؤْمِنٌ وَّقُلْ مُسْلِمٌ". قَالَ ابْنُ شِهَابٍ (قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا).

★★ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ چیزیں تقسیم کیں' آپ نے کچھ لوگوں کو دے دیا اور کچھ لوگوں کو نہیں دیا' تو میں نے عرض کی: آپ نے فلاں کو دے دیا ہے اور فلاں کو نہیں دیا' حالانکہ وہ مومن ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم یہ نہ کہو کہ وہ مومن ہے' تم یہ کہو: وہ مسلمان ہے۔

- ابن شہاب نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں (ارشاد باری تعالیٰ ہے)

''دیہاتیوں نے یہ کہا: ہم مومن ہیں''۔

5009 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَمْرٍو عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ بِشْرِ بْنِ سُحَيْمٍ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَهُ اَنْ يُّنَادِىَ اَيَّامَ التَّشْرِيْقِ "اَنَّهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ اِلَّا مُؤْمِنٌ وَّهِىَ اَيَّامُ اَكْلٍ وَّشُرْبٍ".

★★ حضرت بشر بن سحیم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یہ ہدایت کی: وہ ایام تشریق میں یہ اعلان کردیں:

5008-تقدم في الايمان و شرائعه، تاويل قوله عزوجل (قالت الاعراب امنا قل لم تومنوا ولكن قولوا اسلمنا) (الحديث 5007) ۔

5009-انفرد به النسائي والحديث اخرجه ابن ماجه في الصيام، باب ما جاء في النهي عن صيام ايام التشريق (الحديث 1720) . تحفة الاشراف (2019) .

''کہ جنت میں صرف مومن داخل ہوگا' اور یہ کھانے پینے کے دن ہیں''۔

8- باب صِفَةِ الْمُؤْمِنِ .

یہ باب ہے کہ مومن کی صفت

5010 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنِ الْقَعْقَاعِ بْنِ حَكِيمٍ عَنْ اَبِي صَالِحٍ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ النَّاسُ مِنْ لِسَانِهٖ وَيَدِهٖ وَالْمُؤْمِنُ مَنْ اَمِنَهُ النَّاسُ عَلٰى دِمَائِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ" .

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''مسلمان وہ ہے' جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے لوگ سلامت رہیں' اور مومن وہ ہے' جس سے لوگ اپنی جان اور مال کے حوالے سے محفوظ رہیں''۔

شرح

حدیث کے پہلے جزء میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ "مومن اور مسلمان" محض اس چیز کا نام نہیں ہے کہ کوئی آدمی صرف کلمہ پڑھ لے اور کچھ متعین اعمال وارکان ادا کرلے بلکہ اسلامی شریعت اپنے پیروؤں سے ایک ایسی بھرپور زندگی کا تقاضا کرتی ہے جس کا حامل ایک طرف عقائد واعمال کے لحاظ سے اللہ کا "حقیقی بندہ" کہلانے کا مستحق ہوتو دوسری طرف وہ انسانیت کے تعلق سے پوری طرح امن وآشتی کا نمونہ اور محبت ومروت کا مظہر ہو، امن وامانت، اخلاق ورواداری، ہمدردی وخیرسگالی کا اپنی عملی زندگی میں اس طرح اظہار کرے کہ دنیا کا ہر انسان اس سے خوف زدہ رہنے کے بجائے اس کو اپنا ہمدرد، بہی خواہ اور مشفق سمجھے اور کیا مال کیا جان وآبرو، ہر معاملہ میں اس پر پورا اعتماد اور اطمینان رکھے۔

اس حدیث میں ہاتھ اور زبان کی تخصیص اس لئے ہے کہ عام طور پر ایذارسانی کے یہی دو ذریعے ہیں ورنہ یہاں ہر وہ چیز مراد ہے جس سے تکلیف پہنچ سکتی ہے خواہ وہ ہاتھ ہوں یا زبان یا کوئی دوسری چیز۔ حدیث کے دوسرے جزء میں "حقیقی مہاجر" کی تعریف کی گئی ہے یوں تو مہاجر ہر اس آدمی کو کہیں گے جس نے اللہ کی راہ میں اپنا وطن، اپنا گھر اور اپنا ملک چھوڑ کر دارالاسلام کو اپنا وطن بنالیا ہو، اس قربانی کو اسلام عزت وقعت کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور اس مہاجر کو بے شمار جزاء وانعام کا حقدار مانتا ہے لیکن اس حدیث سے معلوم ہوا اس ہجرت کے علاوہ ایک ہجرت اور ہے جس کا زندگی کے ساتھ دوامی تعلق رہتا ہے اور وہ یہ ہے کہ اللہ نے جن چیزوں سے منع فرمایا ہے مومن ان سے پرہیز کرتا رہے اور اللہ کی رضا وخوشنودی حاصل کرنے کے لئے نفسانی خواہشات کو بالکل ترک کرکے پاکیزہ نفسی اختیار کرے، پس ایسا آدمی حقیقی مہاجر کہلانے کا مستحق ہے۔

5010- اخرجه الترمذي في الايمان، باب ما جاء في ان المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده (الحديث 2627) . تحفة الاشراف (12864) .

9 - باب صِفَةِ الْمُسْلِمِ .

باب: مسلمان کی صفت

5011 - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ إِسْمَاعِيلَ عَنْ عَامِرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ "الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ وَالْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ مَا نَهَى اللَّهُ عَنْهُ" .

★★ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

''مسلمان وہ ہے' جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان سلامت رہیں اور مہاجر وہ ہے' جو ہر اس چیز سے لاتعلق ہو جائے' جس سے اللہ تعالیٰ نے منع کیا ہے''۔

شرح

حدیث کے پہلے جزء میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ "مومن اور مسلمان" محض اس چیز کا نام نہیں ہے کہ کوئی آدمی صرف کلمہ پڑھ لے اور کچھ متعین اعمال وارکان ادا کرلے بلکہ اسلامی شریعت اپنے پیروؤں سے ایک ایسی بھرپور زندگی کا تقاضا کرتی ہے جس کا حامل ایک طرف عقائد واعمال کے لحاظ سے اللہ کا "حقیقی بندہ" کہلانے کا مستحق ہو تو دوسری طرف وہ انسانیت کے تعلق سے پوری طرح امن وآشتی کا نمونہ اور محبت ومروت کا مظہر ہو، امن وامانت، اخلاق ورواداری، ہمدردی وخیر سگالی کا اپنی عملی زندگی میں اس طرح اظہار کرے کہ دنیا کا ہر انسان اس سے خوف زدہ رہنے کے بجائے اس کو اپنا ہمدرد، بہی خواہ اور مشفق سمجھے اور کیا مال کیا جان وآبرو، ہر معاملہ میں اس پر پورا اعتماد اور اطمینان رکھے۔ اس حدیث میں ہاتھ اور زبان کی تخصیص اس لئے ہے کہ عام طور پر ایذا رسانی کے یہی دو ذریعے ہیں ورنہ یہاں ہر وہ چیز مراد ہے جس سے تکلیف پہنچ سکتی ہے خواہ وہ ہاتھ ہوں یا زبان یا کوئی دوسری چیز۔

حدیث کے دوسرے جزء میں "حقیقی مہاجر" کی تعریف کی گئی ہے یوں تو مہاجر ہر اس آدمی کو کہیں گے جس نے اللہ کی راہ میں اپنا وطن، اپنا گھر اور اپنا ملک چھوڑ کر دارالاسلام کو اپنا وطن بنالیا ہو، اس قربانی کو اسلام عزت وقعت کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور اس مہاجر کو بے شمار جزاء وانعام کا حقدار مانتا ہے۔

لیکن اس حدیث سے معلوم ہوا اس ہجرت کے علاوہ ایک ہجرت اور ہے جس کا زندگی کے ساتھ دوامی تعلق رہتا ہے اور وہ یہ ہے کہ اللہ نے جن چیزوں سے منع فرمایا ہے مومن ان سے پرہیز کرتا رہے اور اللہ کی رضا وخوشنودی حاصل کرنے کے لئے نفسانی خواہشات کو بالکل ترک کر کے پاکیزہ نفسی اختیار کرے، پس ایسا آدمی حقیقی مہاجر کہلانے کا مستحق ہے۔

5012 - أَخْبَرَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ مَنْصُورِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ مَيْمُونِ بْنِ

5011-اخرجه البخاري في الايمان، باب المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده (الحديث 10)، و في الرقاق، باب الانتهاء عن المعاصي (الحديث 6484) واخرجه ابو داؤد في الجهاد، باب في الهجرة هل انقطعت (الحديث 2481) . تحفة الاشراف (8834) .

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ صَلّٰى صَلَاتَنَا وَاسْتَقْبَلَ قِبْلَتَنَا وَاَكَلَ ذَبِيْحَتَنَا فَذٰلِكُمُ الْمُسْلِمُ".

★★ حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:
"جو شخص ہماری نماز کے مطابق نماز ادا کرے، ہمارے قبلہ کی طرف رخ کرے اور ہمارا ذبیحہ کھائے تو وہ مسلمان شمار ہوگا"۔

شرح: اہل ایمان اگرچہ "تصدیق قلبی" کا نام ہے لیکن یہ ایک اندرونی کیفیت اور قلبی صفت ہے جس کا تعلق باطن سے ہے، اسی طرح "اقرار" اگرچہ زبان سے متعلق ہے مگر وہ بھی ایک قیمتی چیز ہے لہٰذا دونوں میں کھلا ہوا امتیاز ان کے علیحدہ علیحدہ شعار ہی کے ذریعہ ہو سکتا ہے، اسلامی معاشرہ میں نماز پڑھنا اور بیت اللہ کی طرف منہ کر کے عبادت کرنا اہل کتاب کے مقابلہ میں سب سے زیادہ امتیازی عمل ہے، اسی طرح معاشرتی لحاظ سے جس عمل اور طریقہ میں اہل کتاب مسلمانوں سے کھلا ہوا احتراز کرتے تھے وہ ان کا یہ تھا کہ مسلمانوں کا ذبح کیا ہوا گوشت اہل کتاب نہیں کھاتے تھے۔

لہٰذا اس حدیث میں بتایا گیا ہے کہ اگر عبادات میں وہ ہماری طرح قبلہ کی طرف رخ کرنے لگیں اور معاشرتی لحاظ سے وہ ہم سے اتنا قریب آ جائیں کہ ہمارے ہاتھ کا ذبیحہ کھانے لگیں تو یہ اس بات کی کھلی ہوئی شہادت ہوگی کہ وہ ہمارا دین پوری یقین کے ساتھ قبول کر چکے ہیں اور ایمان ان کے دل کی گہرائیوں تک پہنچ گیا ہے جس کا اظہار نہ صرف یہ کہ زبان سے بلکہ ان کے عمل سے بھی ہو رہا ہے کہ وہ دائرہ اسلام میں پوری طرح داخل ہو گئے ہیں۔

جس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان کا عہد و اقرار ہو گیا ہے ان کی جان و مال اور عزت و آبرو کی حفاظت کا ذمہ اللہ اور اللہ کے رسول نے لے لیا ہے اس لئے مسلمانوں کو چاہیے کہ ان کے ساتھ کسی قسم کی بدمعاملگی یا برا سلوک نہ کریں، نہ ان کو ستائیں نہ تکلیف دیں اور نہ ان کے ساتھ ایسا طور پر طریقہ رکھیں جس سے ان میں کسی قسم کا خوف و ہراس یا دل شکستگی پیدا ہو، ان کے ساتھ کسی بھی طرح کی بدمعاملگی اور بدسلوکی درحقیقت اللہ کے عہد کو توڑنے اور اس عہد شکنی کا الزام اللہ پر عائد کرنے کے مترادف ہوگی۔

10 - باب حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ .

یہ باب ہے کہ آدمی کے اسلام کی خوبی

5013 - اَخْبَرَنِىْ اَحْمَدُ بْنُ الْمُعَلّٰى بْنِ يَزِيْدَ قَالَ حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

5012- اخرجه البخاري في الصلاة، باب فضل استقبال القبلة (الحديث 391) مطولاً . تحفة الاشراف (1620) .

5013- اخرجه البخاري في الايمان، باب حسن اسلام المرء (الحديث 41) تعليقاً . تحفة الاشراف (4175) .

"إِذَا أَسْلَمَ الْعَبْدُ فَحَسُنَ إِسْلَامُهُ كَتَبَ اللَّهُ لَهُ كُلَّ حَسَنَةٍ كَانَ أَزْلَفَهَا وَمُحِيَتْ عَنْهُ كُلُّ سَيِّئَةٍ كَانَ أَزْلَفَهَا ثُمَّ كَانَ بَعْدَ ذَلِكَ الْقِصَاصُ الْحَسَنَةُ بِعَشْرَةِ أَمْثَالِهَا إِلَى سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ وَالسَّيِّئَةُ بِمِثْلِهَا إِلَّا أَنْ يَتَجَاوَزَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ عَنْهَا".

★★ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''جب بندہ مسلمان ہو جائے اور اس کا اسلام اچھا ہو تو اللہ تعالیٰ اُس کی' کی ہوئی' ہر ایک نیکی کو نوٹ کر لیتا ہے جو اس نے پہلے کی تھی اور اس نے جو پہلے برائی کی تھی' اسے مٹا دیتا ہے' پھر اس کے بعد قصاص ہے کہ ایک نیکی کا بدلہ دس گنا سے لے کے سات سو گنا تک ہوگا' اور ایک برائی کا بدلہ اس کی مانند ہوگا۔ البتہ اگر اللہ تعالیٰ چاہے گا' تو اس سے بھی درگزر کرے گا''۔

11 - باب اَیُّ الْاِسْلَامِ اَفْضَلُ .

یہ باب ہے کہ کون سا اسلام زیادہ فضیلت رکھتا ہے؟

5014 - اَخْبَرَنَا سَعِيْدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ الْاُمَوِيُّ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ بُرْدَةَ - وَهُوَ بُرَيْدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ بُرْدَةَ - عَنْ اَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيُّ الْاِسْلَامِ اَفْضَلُ قَالَ "مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِهٖ وَيَدِهٖ" .

★★ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم نے عرض کی: یارسول اللہ! کون سا اسلام زیادہ فضیلت رکھتا ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ شخص جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں''۔

12 - باب اَیُّ الْاِسْلَامِ خَيْرٌ .

یہ باب ہے کہ کون سا اسلام زیادہ بہتر ہے؟

5015 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ حَبِيْبٍ عَنْ اَبِي الْخَيْرِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّ الْاِسْلَامِ خَيْرٌ قَالَ "تُطْعِمُ الطَّعَامَ وَتَقْرَاُ السَّلَامَ عَلٰى مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَمْ تَعْرِفْ" .

5014-اخرجه البخاري في الايمان، باب اي الاسلام افضل (الحديث 11) . واخرجه مسلم في الايمان، باب بيان تفاضل الاسلام و اي امور افضل (الحديث 66) واخرجه الترمذي في صفة القيامة، باب 52 . (الحديث 2504) . تحفة الاشراف (9041) .

5015-اخرجه البخاري في الايمان، باب اطعام الطعام من الاسلام (الحديث 12)، وباب افشاء السلام من الاسلام (الحديث 28)، وفي الاستئذان، باب السلام للمعرفة وغير المعرفة (الحديث 6236) . واخرجه مسلم في الايمان، باب بيان تفاضل الاسلام و اي اموره افضل (الحديث 63) . واخرجه ابو داؤد في الادب، باب في افشاء السلام (الحديث 5194)، واخرجه ابن ماجه في الاطعمة، باب اطعام الطعام (الحديث 3253) . تحفة الاشراف (8927) .

★★ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک شخص نے نبی اکرم ﷺ سے سوال کیا: کون سا اسلام زیادہ بہتر ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: یہ کہ تم کھانا کھلاؤ اور تم ہر واقف اور ناواقف شخص کو سلام کرو۔

13 - باب عَلٰى كَمْ بُنِىَ الْإِسْلَامُ .

یہ باب ہے کہ اسلام کی بنیاد کتنی چیزوں پر ہے؟

5016 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْمُعَافٰى - يَعْنِى ابْنَ عِمْرَانَ - عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ اَبِىْ سُفْيَانَ عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَجُلًا قَالَ لَهٗ اَلَا تَغْزُوْ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "بُنِىَ الْاِسْلَامُ عَلٰى خَمْسٍ شَهَادَةِ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاِقَامِ الصَّلَاةِ وَاِيْتَاءِ الزَّكَاةِ وَالْحَجِّ وَصِيَامِ رَمَضَانَ".

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں منقول ہے: ایک شخص نے ان سے کہا: کیا وجہ ہے کہ آپ جہاد میں حصہ نہیں لیتے ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

"اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے' اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے' نماز قائم کرنا' زکوۃ ادا کرنا' حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا"۔

شرح

اسلام" کی تشبیہ "عمارت" سے دی جاسکتی ہے کہ جس طرح کوئی بلند بالا اور خوشنما عمارت اس وقت تک قائم نہیں رہ سکتی جب تک کہ اس کے نیچے بنیادی ستون نہ ہوں، اسی طرح اسلام کے بھی پانچ بنیادی ستون ہیں جن کے بغیر کوئی آدمی اپنے اسلام کو وجود بخشا نہیں دے سکتا، ان ہی پانچ ستونوں کو اس حدیث میں ذکر فرمایا گیا ہے۔ اور وہ ہیں: عقیدہ توحید ورسالت، نماز، زکوۃ، حج اور روزہ۔ جو آدمی خود کو مومن ومسلمان بنانا اور قائم رکھنا چاہے اس کے لئے لازم ہے کہ وہ اپنی اعتقادی وفکری اور عملی واخلاقی زندگی کی اساس ان پانچوں ستونوں کو قرار دے۔ پھر جس طرح کسی عمارت کی شان وشوکت اور دیدہ زیبی وخوشنمائی درودیوار کے نقش ونگار اور طاق ومحراب کی آرائش وزیبائش پر منحصر ہوتی ہے اسی طرح اسلام کے حسن وکمال کا انحصار بھی ان اعمال پر ہے جن کو واجبات ومستحبات سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ یہاں حدیث میں چونکہ اسلام کی بنیادی چیزوں کا ذکر مقصود تھا اس لئے اس موقع پر ان واجبات ومستحبات کا ذکر نہیں کیا گیا۔

14 - باب الْبَيْعَةِ عَلَى الْاِسْلَامِ .

یہ باب ہے کہ اسلام پر بیعت لینا (یا کرنا)

5016- اخرجه البخاري في الايمان، باب دعاؤكم ايمانكم (الحديث 8) . واخرجه مسلم في ايمان، باب بيان اركان الاسلام و دعائمه العظام (الحديث 22)، واخرجه الترمذي في الايمان، باب ما جاء بني الاسلام على خمس (الحديث 2609م) . تحفة الاشراف (7344) .

5017 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِيْ اِدْرِيْسَ الْخَوْلاَنِيِّ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مَجْلِسٍ فَقَالَ "تُبَايِعُوْنِيْ عَلٰى اَنْ لاَ تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ شَيْئًا وَّلَا تَسْرِقُوْا وَلَا تَزْنُوْا" . قَرَاَ عَلَيْهِمُ الْاٰيَةَ "فَمَنْ وَفّٰى مِنْكُمْ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ وَمَنْ اَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَسَتَرَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فَهُوَ اِلَى اللّٰهِ اِنْ شَآءَ عَذَّبَهٗ وَاِنْ شَآءَ غَفَرَ لَهٗ" .

★★ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

ایک مرتبہ ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک محفل میں موجود تھے' آپ نے ارشاد فرمایا: تم میری اس بات پر بیعت کرو کہ تم کسی کو اللہ کا شریک نہیں ٹھہراؤ گے' تم چوری نہیں کرو گے' تم زنا نہیں کرو گے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سامنے آیت تلاوت کی۔ (جس میں یہ فرمایا:)

''تم میں سے جو شخص اسے پورا کرے گا' اس کا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمے ہوگا اور جو شخص تم میں سے اس جرم کا مرتکب ہو اور اللہ تعالیٰ اس کا پردہ رکھ لے' تو اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہوگا' اگر وہ چاہے گا' تو اسے عذاب دے گا اور اگر چاہے گا' تو اس کی مغفرت کر دے گا''۔

بیعت کرنے شرعی حیثیت کا بیان

يَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِهِمْ (بنی اسرائیل، ۷۱)

ترجمہ: جس دن ہم تمام لوگوں کو ان کے امام کے ساتھ بلائیں گے۔

حضرت ابوصالح نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ امام سے مراد عام ہے خواہ وہ امام ہدایت ہو یا امام ضلالت ہو۔ (زادالمسیر، ج ۵، ص ۲۴، بیروت)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی اس تفسیر میں دوٹوک فیصلہ اور بیان فرما دیا گیا ہے کہ جو لوگ گمراہ قسم کے لوگوں کی اتباع کریں گے وہ اپنے گمراہ ائمہ کے ساتھ قیامت کے دن حاضر ہوں گے اور جو لوگ نیک لوگوں کو اپنا امام مانتے رہے اور ان کی اتباع کرتے رہے تو وہ نیک لوگوں کے ساتھ قیامت کے دن ہوں گے۔

اللہ کے نیک بندوں کی اتباع کرنے کے لئے ان لوگوں کی بیعت کرنا کہ وہ شریعت کے مطابق عمل کرتا ہے لہٰذا ہم بھی چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے احکام پر عمل پیرا ہوں۔

بیعت کا ثبوت

ان الذين يبايعونك انما يبايعون الله يد الله فوق ايدهم (۴۸-۱۰)

ترجمہ: وہ جو تم سے بیعت کرتے ہیں تو وہ اللہ سے بیعت کرتے ہیں اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھ پر ہے۔

۲-لقد رضی اللہ عن المومنين اذ يبايعونك تحت الشجرة (۴۸-۱۸)

5017-تقدم (الحديث 4172) .

ترجمہ: بے شک اللہ راضی ہوا ان مسلمانوں سے جب وہ درخت کے نیچے بیعت کرتے ہیں۔

بیعت کا معنی

البیعۃ۔ اس کا لغوی معنی ہے۔ عہد و پیمان۔ (المنجد ص ۱۱۰، دار الاشاعت کراچی)

بیعت کی تعریف

کسی مرد صالح جامع الشرائط مسلمان کے ہاتھ پر بیعت ہونا تا کہ یہ بیعت کرنے والا صراط مستقیم پر چل سکے۔ یہ بیعت کہلاتی ہے۔

بیعت کی اقسام:

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ بیعت کی دو اقسام ہیں۔

۱۔ بیعت خلافت ۲۔ بیعت استرشاد

بیعت خلافت

وہ بیعت جو خلیفہ وقت لیتا ہے اس عہد پر کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کے مطابق خلافت کرے گا اور عوام اس کی اتباع کرے گی۔

بیعت استرشاد

یہ وہ بیعت ہے جو کسی نیک بندے کی کی جائے تا کہ اسے اپنا دینی رہبر و رہنما تسلیم کرتے ہوئے دینی احکام و معاملات کو قرآن و سنت کے مطابق عمل میں لایا جائے۔

بیعت کی ضرورت

بیعت کی ضرورت کے بہت سے مقاصد ہوتے ہیں کیونکہ یہ ضروری نہیں ہے کہ ہر شخص عالم ہو یا وہ خود قرآن و سنت سے دلائل کے ذریعے شرعی احکام کا استنباط کر سکتا ہو۔ اسی لئے عدم علم کی وجہ سے اسے کامل عالم و عامل کی ضرورت ہوتی ہے۔

بیعت کا طریقہ

اللہ تعالیٰ کی طرف سے لازم کردہ احکام کو بجالانے اور منع کردہ احکام سے رکنے کے لئے ایک صالح و نیک آدمی عام سادہ لوح انسانوں سے بیعت لے کہ وہ اپنے پیر و مرشد کی اس بات پر بیعت کرتے ہیں کہ وہ احکام شرعیہ پر عمل پیرا ہوں گے اور منع کردہ احکام سے اپنے آپ کو روکیں گے۔

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشکل اور آسانی

میں اور خوشی اور ناخوشی میں اور خود پر ترجیح دیئے جانے کی صورت میں، سننے اور اطاعت کرنے پر بیعت کی اور اس پر بیعت کی کہ ہم کسی کے اقتدار کے خلاف جنگ نہیں کریں گے اور ہم جہاں کہیں بھی ہوں حق کے سوا کچھ نہیں کہیں گے اور اللہ تعالیٰ کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈریں گے۔ (صحیح مسلم، رقم الحدیث ۱۸۰۸)

بیعت کا شرعی حکم

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک مجلس میں تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم لوگ مجھ سے اس بات پر بیعت کرو کہ تم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراؤ گے اور زنا نہیں کرو گے اور چوری نہیں کرو گے اور جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے قتل کرنا حرام کردیا ہے اس کو قتل نہیں کرو گے تم میں سے جس شخص نے اس عہد کو پورا کیا اس کا اجر اللہ تعالیٰ پر ہے اور جس نے ان محرمات میں سے کسی کا ارتکاب کیا اور اس کو سزا دی گئی تو وہ اس کا کفارہ ہے اور جس نے ان میں سے کسی حرام کام کو کیا اور اللہ تعالیٰ نے اس کا پردہ رکھا تو اس کا معاملہ اللہ کی طرف سپرد کیا گیا ہے اگر وہ چاہے تو اسے معاف کردے اور اگر وہ چاہے تو اسے عذاب دے۔ (صحیح مسلم، رقم الحدیث ۱۷۰۹)

امام قرطبی نے لکھا ہے کہ جب مکہ میں عقبہ کی رات کو 70 صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی۔ تو حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ اپنے رب کے لئے اور اپنی ذات کے لئے جو شرط چاہیں ہم سے منوالیں، تو اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تیرے رب کے لئے شرط یہ ہے کہ تم اس کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور میرے لئے شرط یہ ہے کہ تم اپنی جانوں اور مالوں کو جن چیزوں سے باز رکھتے ہو ان سے مجھ کو باز رکھنا (یعنی جس طرح اپنی جانوں اور اپنے مالوں کو حفاظت کرتے ہو۔ اسی طرح میری عزت وناموس کی حفاظت کرنا) تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب ہم ایسا کرلیں تو ہمیں کیا اجر ملے گا؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جنت'' تب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا کہ یہ سودا تو بڑا فائدہ مند ہے لہٰذا ہم اس بیعت کو نہ توڑیں گے اور نہ توڑنے کا مطالبہ کریں گے اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی۔

ان اللہ اشتری من المومنین انفسھم و اموالھم بان لھم الجنۃ (توبہ، ۱۱۱)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے ان کے مال اور جان خرید لئے ہیں اس بدلے پر کہ ان کے لئے جنت ہے۔ (تفسیر کبیر از امام فخر الدین رازی علیہ الرحمہ)

مرشد کی شرائط کا بیان

پیر ان چار شرطوں کا جامع ہو۔ ۱۔ سُنی صحیح العقیدہ ہو۔ ۲۔ صاحب سلسلہ ہو۔ ۳۔ غیر فاسق معلن۔ ۴۔ اتنا علم دین رکھنے والا کہ اپنی ضروریات کا حکم کتاب سے نکال سکے۔ جہاں ان شرطوں میں سے کوئی شرط کم ہے بیعت جائز نہیں۔

(فتاویٰ رضویہ، ج ۲۶، ص ۵۶۶، رضا فاؤنڈیشن لاہور)

مرشد کامل کے آداب کا بیان

مولانا محمد عمران چشتی صاحب مرشد کامل کے آداب تحریر کرتے ہیں۔ شریعت ہو یا طریقت، حقیقت ہو یا معرفت ادب کے بغیر کسی ایک میں بھی کامیابی حاصل کرنا مشکل ہے ادب ایک ایسی کنجی ہے جس سے ہر خزانے کا دروازہ کھل جاتا ہے بے ادب نہ شریعت میں مقام حاصل کرتا ہے اور نہ طریقت سے فیض یاب ہوسکتا ہے ہر وہ بے ادب اور گستاخ خواہ وہ دربار خداوندی میں ہو یا بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں۔ یا مرشد اور والدین کے حضور میں۔ کسی ایک کی بھی رضا وخوشنودی حاصل نہیں کرسکتا۔ وہ بے مراد ہی رہے گا۔ سب سے پہلے ابلیس نے بارگاہ خداوندی میں بے ادبی اور نافرمانی کی تو وہ مردود ٹھہرا۔ فرعون، نمرود اور شداد وغیرہ نے تکبر کیا تو ٹھکانہ جہنم ہوا۔ ابوجہل وابولہب وغیرہ نے دربار رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں بے ادبی کی تو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ہلاکت وبربادی اور نار جہنم نصیب ہوئی اور پوری سورۃ ابی لہب بے ادبی کی سند بن گئی۔

اللہ تعالی نے والدین کی نافرمانی اور بے ادبی کو گناہ کبیرہ ٹھہرایا ہے بے ادب خواہ پیغمبر کا بیٹا ہی کیوں نہ ہو صاحب نجات نہیں ہوسکتا۔ جیسا کہ حضرت نوح علیہ السلام کو نافرمان بیٹا۔ نافرمانی اصل میں بے ادبی ہے۔

ادب یہ ہے کہ سر تسلیم خم کر دیا جائے والدین کے ساتھ احسان اور ان کا شکر گذار ہونے کا ذکر قرآن میں آیا ہے اسی طرح مرشد کی بے ادبی موجب ہلاکت ومحرومی کا سبب بنتی ہے شیخ کی ناراضگی سے فیض بند ہوجاتا ہے سالک کے اعمال ضائع ہونے کا خدشہ ہوتا ہے۔ اور وہ دنیا سے نامراد جاتا ہے۔

مرشد کے آداب کے بارے میں امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

اگر اللہ تعالی اپنی عنایت سے کسی طالب کو مرشد کامل کی طرف رہنمائی فرمائے تو چاہیے کہ اس کے وجود مسعود کو غنیمت جانے اور اپنے آپ کو مکمل طور اس کے حوالے کردے۔ اس کی رضا میں اپنی سعادت جانے اور اپنی بدبختی کو اس کی مرضیات کے خلاف سمجھے اپنی نفسانی خواہشات کو اس کی رضا کے تابع کردے۔

سلسلہ والوں کے متعلق آداب کا بیان

۱- اپنے آپ کو سب سے کمتر مرید تصور کریں اور باقی لوگوں کو اپنے سے افضل واعلی خیال کریں۔

۲- سلسلے والوں کی برائیوں کو کسی سے بیان نہ کریں اور اگر کوئی ایسی بات ہو جو سلسلے کے نقصان کا سبب ہو تو تنہائی میں مرشد سے عرض کریں۔

۳- سلسلے والوں سے یا ان پر ہونے والی کرم نوازیوں پر حسد نہ کریں بلکہ خوش ہوں کیونکہ اگر آپ نے یہ خیال کیا کہ مرشد نے اس کو زیادہ فیض کیوں دیا یا اس پر زیادہ شفقت کیوں کی یا اس کی بجائے اس کرم کا زیادہ حقدار میں ہوں یا اسی طرح مجھ پر شفقت ہونی چاہیے وغیرہ وغیرہ تو یہ اعتراض حقیقت میں پیر ومرشد پر اعتراض ہے۔ اعتراض یا شکوہ

ذہن میں لانے کی بجائے اپنی اصلاح کی فکر میں رہیں۔

۴- سلسلے والوں کو آپس میں ملاقات رکھنی چاہیے مگر زیادہ میل جول بھی تعلقات کو خراب کر دیتے ہیں اور یہ یاد رکھیں کہ ملاقات صرف دین کے کام کے لئے ہونی چاہیے۔

۵- سلسلے والوں کو آپس میں ہرگز کسی قسم کا لین دین نہیں کرنا چاہیے کہ یہ ہمیشہ تعلقات کی خرابی کا باعث بنتا ہے۔

۶- سلسلے والوں سے ملاقات میں نہ بے رخی اپنائیں اور نہ ہی زیادہ گھل مل جائیں یا ہنسی مذاق کریں کہ اس سے وقار اور عزت خراب ہوتی ہے۔

۷- اکثر سلسلوں میں یہ بات دیکھی جاتی ہے کہ پیر بھائی اور بہن آپس میں ملنے یا بات چیت کرنے میں حجاب نہیں رکھتے اور یہ خیال کرتے ہیں کہ سلسلے والوں کی طرف سے فتنے کا خطرہ نہیں ہے۔ مگر یہ یاد رکھیں کہ بات اس سے الٹ ہے کہ یہ نہایت خطرناک اور فتنے کا باعث ہے۔ کیونکہ فتنے اور خرابی کا ذرا نہی سے ہوتا ہے جو لوگ قریب ہوتے ہیں کہ سب سے پہلے نظر اور زبان کی جھجک ختم ہوتی ہے پھر ملنے میں حجاب ختم ہو کر آہستہ آہستہ قربت بڑھتی ہے اور یہی خرابی انتہاء ہے۔

مرشد صادق کے آداب کا بیان

۱- یہ اعتقاد کرے کہ میرا مطلب اسی مرشد سے حاصل ہوگا اور اگر دوسری طرف متوجہ ہوگا تو مرشد کے فیض و برکات سے محروم رہے گا۔

۲- ہر طرح مرشد کا مطیع ہو اور جان و مال سے اس کی خدمت کرے کیونکہ بغیر محبت پیر کے کچھ نہیں ہوتا اور محبت کی پہچان یہی ہے۔

۳- مرشد جو کچھ کہے اس کو فوراً بجالائے اور بغیر اجازت اس کے فعل کی اقتداء نہ کرے کیونکہ بعض اوقات وہ اپنے حال ومقام کے مناسب ایک کام کرتا ہے کہ مرید کو اس کا سامنا کرنا زہر قاتل ہے۔

۴- جو ورد و وظیفہ مرشد تعلیم کرے اس کو پڑھے اور تمام وظیفے چھوڑ دے۔ خواہ اس نے اپنی طرف سے پڑھنا شروع کیا ہو۔ یا کسی دوسری نے بتایا ہو۔

۵- مرشد کی موجودگی میں ہمہ تن اس کی طرف متوجہ رہنا چاہیے یہاں تک کہ سوائے فرض وسنت کے نماز نفل اور کوئی اس کی اجازت کے بغیر نہ پڑھے۔

۶- حتی الامکان ایسی جگہ نہ کھڑا ہو کہ اس کا سایہ مرشد کے سایہ پر یا اس کے کپڑے پر پڑے۔

۷- اس کی طہارت یا وضو کی جگہ طہارت یا وضو نہ کرے۔

۸- مرشد کے برتنوں کو استعمال میں نہ لائے۔ (اجازت کے بعد حصول برکت کے طور پر استعمال کرسکتا ہے)

کے مصلے پر پیر نہ رکھے۔
۹- اس کے سامنے کھانا نہ کھائے، نہ پانی پیئے اور نہ وضو کرے، ہاں اجازت کے بعد مضائقہ نہیں۔
۱۰- اس کے سامنے کسی سے بات نہ کرے بلکہ کسی کی طرف متوجہ بھی نہ ہو۔
۱۱- اس کے روبرو کسی سے بات نہ کرے بلکہ کسی کی طرف پاؤں نہ پھیلائے اگر چہ سامنے نہ ہو۔
۱۲- جس جگہ مرشد بیٹھتا ہو، اس کی طرف پاؤں نہ پھیلائے اگر چہ سامنے نہ ہو۔
۱۳- اس کی طرف تھوکے بھی نہیں۔
۱۴- جو کچھ مرشد کہے اور کرے اس پر اعتراض نہ کرے کیونکہ وہ جو کچھ کرتا ہے اور کہتا ہے اگر کوئی بات سمجھ میں نہ آئے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام وخضر علیہ السلام کا قصہ یاد کرے۔
۱۵- اپنے مرشد سے کرامت کی خواہش نہ کرے۔
۱۶- اگر کوئی شبہ دل میں گزرے تو فوراً عرض کرے اور اگر وہ شبہ حل نہ ہو تو اپنے فہم کا نقصان سمجھے اور اگر مرشد اس کا جواب نہ دے تو جان لے کہ میں اس جواب کے لائق نہ تھا۔
۱۷- خواب میں جو کچھ دیکھے وہ مرشد سے عرض کرے اور اگر اس کی تعبیر ذہن میں آئے تو اسے بھی عرض کر دے۔
۱۸- بے ضرورت اور بے اذن مرشد سے علیحدہ نہ ہو۔
۱۹- مرشد کی آواز پر اپنی آواز بلند نہ کرے اور بآواز اس سے بات نہ کرے اور بقدر ضرورت مختصر کلام کرے اور نہایت توجہ سے جواب کا منتظر رہے۔
۲۰- مرشد کے کلام کو دوسرے سے اس قدر بیان کرے جس قدر لوگ سمجھ سکیں اور جس بات کو یہ سمجھے کہ لوگ نہ سمجھ سکیں گے تو اسے بیان نہ کرے۔
۲۱- مرشد کے کلام کو رد نہ کرے اگر چہ حق مرید ہی کی جانب ہو بلکہ اعتقاد کرے کہ شیخ کی خطا میرے صواب سے بہتر ہے۔
۲۲- کسی دوسرے کا سلام و پیام شیخ سے نہ کہے۔
۲۳- جو کچھ اس کا حال ہو بُرا یا بھلا، اسے مرشد سے عرض کرے کیونکہ مرشد طبیب قلبی ہے اطلاع کے بعد اس کی اصلاح کرے گا مرشد کے کشف پر اعتماد کر کے سکوت نہ کرے۔
۲۴- اس کے پاس بیٹھ کر وظیفہ میں مشغول نہ ہو اگر کچھ پڑھنا ہو تو اس کی نظر سے پوشیدہ بیٹھ کر پڑھے۔
۲۵- جو کچھ فیض باطنی اسے پہنچے اسے مرشد کا طفیل سمجھے اگر چہ خواب میں یا مراقبہ میں دیکھے کہ دوسرے بزرگ سے پہنچا ہے تب بھی یہ جانے کہ مرشد کا کوئی لطیفہ اس بزرگ کی صورت میں ظاہر ہوا ہے۔
حضرت شیخ عطار علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ ترجمہ: ۱- اے دل! اگر تو اس سفر کی خواہش رکھتا ہے تو کسی راہنما کا دامن پکڑ لے۔ ۲- اے مرید! ارادت میں صادق ہو، تاکہ تو معرفت کے خزانے کی چابی پائے۔

۳- اے راہِ طریقت کے متلاشی! کسی راہنما کا دامن پکڑ، جو کچھ تو رکھتا ہے اس کی راہ میں قربان کر دے۔

۴- اگر تو طلب کی راہ میں سو سال چلتا رہے، راہنما اگر نہیں ہے تو اس مشقت کا کیا فائدہ ہے؟

۵- کسی رفیق کے بغیر جو کوئی عشق کے راستے پر چلا اس کی عمر گزر گئی اور وہ عشق سے آگاہ نہ ہوا۔

۶- اپنے پیر کو حاکم مطلق سمجھ، تاکہ فقیری کی راہ میں تو حق کو پہچاننے والا ہو جائے۔

۷- جو کچھ پیر فرمائے اس کے حکم کی اطاعت کرنے والا ہو جا، اس کی خاک پا کو آنکھوں کا سرمہ بنا۔ ۸- پیر جو بات کرے تو ہمہ تن گوش ہو جا، جب تک وہ نہ کہے کہ بولو تو چپ رہ۔ (فتاویٰ رضویہ، ج ۲۶ ص ۵۸۲، رضا فاؤنڈیشن لاہور)

باب عَلٰى مَا يُقَاتَلُ النَّاسُ .

یہ باب ہے کہ کس بات پر لوگوں کے ساتھ جنگ کی جائے؟

5018 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمِ بْنِ نُعَيْمٍ قَالَ اَنْبَاَنَا حِبَّانُ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ حُمَيْدِ الطَّوِيْلِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَشْهَدُوْا اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ فَاِذَا شَهِدُوْا اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ وَاسْتَقْبَلُوْا قِبْلَتَنَا وَاَكَلُوْا ذَبِيْحَتَنَا وَصَلَّوْا صَلَاتَنَا فَقَدْ حَرُمَتْ عَلَيْنَا دِمَاؤُهُمْ وَاَمْوَالُهُمْ اِلَّا بِحَقِّهَا لَهُمْ مَا لِلْمُسْلِمِيْنَ وَعَلَيْهِمْ مَا عَلَيْهِمْ" .

☆☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''مجھے اس بات کا حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں کے ساتھ اس وقت تک جنگ کروں' جب تک وہ اس بات کی گواہی نہیں دیتے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے اور حضرت محمد اللہ کے رسول ہیں''۔

جب وہ اس بات کی گواہی دے دیں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور معبود نہیں ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں' اور وہ ہمارے قبلہ کی طرف رخ کریں اور ہمارا ذبیحہ کھائیں اور ہماری طرح نماز ادا کریں' تو ان کی جانیں اور ان کے مال ہمارے لیے قابل احترام ہوں گے' البتہ ان کے حق کا معاملہ مختلف ہے' انہیں وہ تمام سہولیات حاصل ہوں گی' جو مسلمانوں کو حاصل ہوتی ہیں' اور ان پر وہ تمام ادائیگیاں لازم ہوں گی' جو مسلمانوں پر لازم ہوتی ہیں''۔

توحید و رسالت کا اقرار کروانے کا بیان

یہ دنیا اللہ کی حقیقی ملکیت ہے وہی اس زمین کا شہنشاہ اور تمام کائنات کا حاکم مطلق ہے اس کی زمین پر رہنے کا حق اسی کو حاصل ہے جو اس کی حاکمیت کو تسلیم کر کے اس کے قوانین کی پیروی کرتا ہے اس کے احکام کی تابعداری کرتا ہے، اس کے اتارے ہوئے نظام و شریعت کے تحت زندگی گزارتا ہے اور اس کے بھیجے ہوئے رسول اور پیغمبر کی اطاعت و فرمانبرداری کرتا ہے۔ اس دنیا میں

5018-تقدم (الحديث 3977) .

پیغمبروں کی بعثت کا اصل مقصد روئے زمین پر حقیقی شہنشاہ اور حاکم مطلق (اللہ تعالیٰ) کی حاکمیت کا نفاذ کرنا ہوتا ہے، پیغمبر کا فریضہ یہ ہوتا ہے کہ وہ دین وشریعت کی صورت میں حاکمیت الہ کا جو مشن لے کر آیا ہے اس کو ہر ممکن جدوجہد کے ذریعہ پھیلائے لوگوں کو اپنے دین کے دائرہ میں لانے کی پوری پوری کوشش کرے اور اس بات کو یقینی بنائے کہ اس کی جدوجہد اور سعی کے نتیجہ میں جو معاشرہ بن گیا ہے اس پر دنیا کے کسی غیر دینی روایت وقانون اور کسی آدمی وگروہی بالادستی کی حکمرانی قائم نہ ہونے پائے بلکہ صرف خدائی حکمرانی یعنی دین وشریعت کی حکومت قائم ہو اور پھر کسی کو اس بات کی اجازت نہ ہو کہ وہ دین وشریعت کا دشمن ومخالف اور باغی بن کر اس معاشرہ (اسلامی ریاست) میں رہ سکے جو لوگ بغاوت وسرکشی اختیار کریں اور خدائی حکمرانوں کے تحت آنے سے منکر ہوں ان کے خلاف وہی کاروائی کی جائے جو کسی بھی معاشرہ میں آئین وحکومت کے باغیوں کے خلاف ہوتی ہے۔

اسی حقیقت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں بیان فرمایا ہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ میں خدائی حکمرانی باغیوں اور دین وشریعت کے دشمنوں کے خلاف اس وقت تک جنگ جاری رکھوں جب تک وہ اپنی سرکشی اور دشمنی کو ترک کر کے ہماری معاشرہ یعنی (اسلامی ریاست) میں رہنے کے حقوق حاصل نہ کرلیں اور انہیں یہ حقوق ملنے کی ایک تو یہی صورت ہے کہ وہ کفر وسرکشی کے بجائے ایمان واسلام اختیار کرلیں یعنی صدق دل سے اس بات کا اقرار اور زبان سے اظہار کریں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں، پھر اپنے عمل سے ثابت کریں کہ ان کا یہ اقرار اور زبان سے اظہار مخلصانہ ہے (یعنی اللہ اور اس کے رسول کے تمام احکام کی پیروی کریں) خصوصاً پابندی سے نماز پڑھیں، زکوۃ ادا کریں اور دوسرے فرائض پر عمل کریں۔

دوسری صورت (جس کا اس حدیث میں تو ذکر نہیں ہے۔ لیکن دوسری جگہوں پر ثابت ہے) یہ ہے کہ اگر وہ لوگ ایمان واسلام کے دائرے میں نہیں آنا چاہتے مگر اسلامی ریاست میں اپنی وطنیت اور بود وباش کو باقی رکھنا چاہتے ہیں تو ان کے لئے ضروری ہے کہ وہ دینی ومذہبی طور پر نہ سہی مگر سماجی ومعاشرتی طور پر اسلامی ریاست کے تابع اور من پسند باشندے بن کر رہنے کا اقرار کریں جس کی علامت اس ٹیکس کی پابندی سے ادائیگی ہے جس کو اصطلاح میں "جزیہ" کہا جاتا ہے اس ٹیکس کی ادائیگی اسلامی ریاست میں کسی غیر مسلم کے تمام انسانی، سماجی اور شہری حقوق کے تحفظ کی ضمانت ہے۔

اگر کوئی آدمی جزیہ نہ دینا چاہے تو اس کا متبادل یہ ہے کہ وہ اپنی محکومیت ومغلوبیت کا اقرار کر کے کسی خاص معاہدہ کے تحت سربراہ ریاست (رسول) سے صلح کرلے اور پناہ لے کر اسلامی ریاست میں رہے، اسلامی قانون اپنے مخصوص رحم وکرم کی بناء پر اس کے جان ومال اور عزت کے تحفظ کی ذمہ داری لے لے گا۔ بہر حال حدیث سے معلوم ہوا کہ جو آدمی ایمان واسلام کے دائرہ میں داخل ہو جائے یا جزیہ ادا کر کے اور پناہ لے کر اسلامی ریاست کا باشندہ ہو اس کے جان ومال اور عزت کے تحفظ کی ذمہ داری ریاست کے اوپر ہوگی۔ اور ریاست اپنے اسلامی قانون کے تحت اس کے تمام انسانی، سماجی اور شہری حقوق کی نگہداشت کرے گی لیکن جہاں تک قانونی جرائم، سماجی بے اعتدالیوں اور بشری خطاؤں کا تعلق ہے ان کے بارے ہر حال میں مواخذہ ہوگا خواہ ان کا مرتکب کوئی مسلمان ہو یا ذمی کافر، اس معاملہ میں کسی کے ساتھ رعایت وچشم پوشی نہیں ہوگی، مثلاً اگر کوئی مسلمان یا ذمی کسی کو ناحق قتل

کردیتا ہے تو اس کو قصاص (سزا) میں قتل کردیا جائے گا یا ایسے ہی کوئی زنا کرے گا تو اس پر حد جاری کی جائے گی اور اس کو پوری سزا
دی جائے گی یا کسی نے کسی کا مال زبردستی ہڑپ کرلیا تو اس سے اس کا مال مالک کو واپس دلایا جائے گا، گویا قانون کی عملداری ہر حال
میں قائم کی جائے گی جو آدمی بھی خلاف ورزی کرے گا اس کو ضرور سزا دی جائے گی اسلامی حقوق اور قوانین کے نفاذ کے معاملے میں
کسی تخصیص اور رعایت کا سوال پیدا نہیں ہوگا۔

حدیث کے آخر میں اس بات کی طرف بھی اشارہ کردیا گیا ہے کہ شریعت اپنے قانون کے نفاذ میں ظاہری حیثیت پر حکم لگاتی
ہے اور باطنی حالت کو اللہ کے سپرد کردیتی ہے یعنی اگر کوئی آدمی جان ومال کی حفاظت یا کسی غرض کے تحت بظاہر مسلمان بن جاتا ہے
اور دل میں کفر ونفاق ہے تو اسلامی قانون اس کو مسلمان ہی تسلیم کرے گا، دل کا معاملہ اللہ کے سپرد رہے گا، اگر واقعی اس کے دل میں
کھوٹ ہوگا تو آخرت میں اس کو نفاق کی سزا یقیناً ملے گی، وہاں اللہ کی پکڑ سے نہ بچ سکے گا۔ یہ حدیث اس مسئلہ کی بھی دلیل ہے کہ
ملحدوں اور زندیقوں کی توبہ قبول کی جاسکتی ہے یعنی اگر کوئی ملحد وزندیق آکر یہ کہے کہ میں الحاد وزندقہ سے توبہ کرتا ہوں تو اس کی توبہ
قبول کرکے اس کی جان لینے سے اجتناب کیا جائے گا۔

ویسے اس مسئلہ میں متعدد اقوال ہیں، ان میں سے ظاہر تر قول یہ ہے کہ اگر کسی آدمی نے بے دینی کا اظہار کیا اور اپنی زبان سے
ایسے الفاظ نکالے جن سے اس کا منکر اللہ اور منکر دین ہونا معلوم ہوتا ہو پھر جلد ہی اس نے الحاد وزندیقی سے برأت کی اور برضا و
رغبت توبہ کرلی تو اس کی توبہ قبول ہوگی اور اگر اس کی توبہ محض جان بچانے کے لئے اور اسلامی قانون کی سزا سے بچنے کے لئے ہو تو
پھر اس کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی۔

بَاب ذِكْرِ شُعَبِ الْإِيمَانِ .

یہ باب ہے کہ ایمان کے شعبوں کا تذکرہ

5019 – أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ - وَهُوَ ابْنُ بِلَالٍ - عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "الْإِيمَانُ بِضْعٌ وَسَبْعُونَ شُعْبَةً وَالْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِنَ الْإِيمَانِ" .

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"ایمان کے ستر سے زیادہ شعبے ہیں اور حیاء ایمان کا ایک شعبہ ہے"۔

5019-اخرجه البخاري في الايمان، باب امور الايمان (الحديث 9) . واخرجه مسلم في الايمان، باب بيان عدد شعب الايمان، و افضلها و ادناها و فضيلة الحياء و كونه من الايمان (57 و 58) واخرجه ابو داؤد في السنة، باب في رد الارجاء (الحديث 4676) بنحوه واخرجه الترمذي في الايمان، باب ما جاء في استكمال الايمان و زيادته و نقصانه (2614) بنحوه . و اخرجه النسائي في الايمان و شرائعه، ذكر شعب الايمان (الحديث 5020) مطولاً، و (الحديث 5021) مختصراً . واخرجه ابن ماجه في المقدمة، باب في الايمان (الحديث 57) مطولاً . تحفة الاشراف (12816) .

ایمان کے شعبہ جات کی تعداد کا بیان

اس حدیث میں ایمان کے شعبوں اور شاخوں کی تعداد بتائی گئی ہے یعنی وہ چیزیں مل کر کسی کو ایمان و اسلام کا مکمل پیکر اور خوشنما مظہر بناتی ہیں۔ یہاں تو صرف ان شعبوں اور شاخوں کی تعداد بتلائی گئی ہے لیکن بعض احادیث میں ان کی تفصیل بھی منقول ہے اور وہ اس طرح ہے۔ پہلی چیز تو بنیادی ہے یعنی اس حقیقت کا دل و دماغ میں اعتقاد و یقین اور زبان سے اقرار و اظہار کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اس کی ذات و صفات برحق ہیں۔ وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا، بقاء اور دوام صرف اسی کی ذات کے لئے ہے جب کہ کائنات کی تمام چیزیں فنا ہو جانے والی ہیں۔

ایسے ہی اللہ کے رسولوں، اس کی کتابوں اور فرشتوں کے بارے میں اچھا اعتقاد اور حسن یقین رکھنا اور ان کو برحق جاننا، آخرت کا عقیدہ رکھنا کہ مرنے کے بعد قبر میں برے اور گنہگار لوگوں پر اللہ تعالیٰ کا عذاب اور اچھے نیک بندوں پر اس کا انعام و اکرام ہوتا ہے۔ قیامت آئے گی اور اس کے بعد حساب و کتاب کا مرحلہ ضرور آئے گا، اس وقت ہر ایک کے اعمال ترازو میں تولے جائیں گے جن کے زیادہ اعمال اچھے اور نیک ہوں گے ان کو پروانہ جنت دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا، جن کے زیادہ اعمال برے ہوں گے، ان کی فرد جرم ان کے بائیں ہاتھ میں تھمادی جائے گی۔

تمام لوگ پل صراط پر سے گزریں گے۔ مومنین صالحین ذات باری تعالیٰ کے دیدار سے مشرف ہوں گے۔ نیک اور اچھے لوگ بہشت میں پہنچائے جائیں گے اور گنہگاروں کو دوزخ میں دھکیل دیا جائے گا۔ جس طرح جنتی (مومن) بندے جنت میں ہمیشہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے انعام و اکرام اور اس کی خوشنودی سے لطف اندوز ہوتے رہیں گے اسی طرح دوزخی لوگ (کفار) ہمیشہ ہمیشہ اللہ کے مسلط کیے ہوئے عذاب میں مبتلا رہیں گے۔

ایمان کے شعبوں اور شاخوں میں سے یہ بھی ہے کہ بندہ اللہ سے ہر وقت لو لگائے رہے اور اس سے محبت رکھے اگر کسی غیر اللہ سے محبت کرے تو اللہ کے لئے کرے یا کسی سے دشمنی رکھے تو اللہ کے لئے رکھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کامل محبت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و برتری اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو رواں دینا اور پھیلانا بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھنے کی دلیل ہے۔ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی علامت اس طرح رچ بس جائے کہ اس محبت کے مقابلہ میں دنیا کی کسی بھی چیز اور کسی بھی رشتہ کی محبت کوئی اہمیت نہ رکھے۔ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی علامت اتباع شریعت ہے۔ اگر کوئی آدمی اللہ اور اس کے رسول کے فرمان کی تعمیل کرتا ہے اور شریعت کے احکام پر عمل کرتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ وہ اپنے اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہے لیکن جو آدمی اللہ اور رسول کے احکام و فرمان کی تابعداری نہ کرتا ہو تو اس کا صاف مطلب یہ ہوگا کہ نعوذ باللہ اس کا دل اللہ و رسول کی پاک محبت سے بالکل خالی ہے۔

یہ بھی ایمان کی ایک شاخ ہے کہ جو عمل کیا جائے خواہ وہ بدنی ہو یا مالی، قولی ہو یا فعلی اور یا اخلاقی وہ محض اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کے لئے ہو، نام و نمود یا کسی دنیاوی غرض سے نہ ہو پس جہاں تک ہو سکے اعمال میں اخلاص پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے ورنہ نفاق اور ریا کا اثر عمل کے حسن و کمال اور تاثیر کو ختم کر دے گا۔ مومن کا دل ہمہ وقت خوف اللہ اور خشیت الٰہی سے بھرا ہوا

اور اس کے فضل و کرم اور رحمت کی امیدوں سے معمور رہنا چاہیے، اگر بتقاضائے بشریت کوئی بری بات یا گناہ سرزد ہو جائے تو اس
پر فوراً خلوص دل سے توبہ کے بعد آئندہ کے لئے گناہوں سے اجتناب کا عہد کرے اور اللہ کے عذاب سے ڈرتا رہے اور اپنے اچھے
عمل اور نیک کام میں اللہ کی رحمت اور اس کے انعام و اکرام کی آس لگائے رہے۔

درحقیقت یہ ایمان کا ایک بڑا تقاضہ ہے کہ جب کبھی کوئی گناہ جان بوجھ کر یا نادانستہ سرزد ہو جائے تو فوراً احساس ندامت و
شرمندگی کے ساتھ اللہ کے حضور اپنے گناہ سے توبہ کرے اور معافی و بخشش کا طلبگار ہو، اس لئے کہ ارتکاب گناہ کے بعد توبہ کرنا شرعاً
ضروری اور لازم ہے۔ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں کا شکر ادا کرتا رہے اگر اس نے اولاد عنایت فرمائی ہو تو فوراً عقیقہ کرے، اگر نکاح
کیا ہو تو ولیمہ کرے، اگر قرآن مجید حفظاً یا ناظرہ ختم کیا ہو تو خوشی و مسرت کا اظہار کرے، اللہ نے اگر مال دیا ہے تو زکوۃ ادا کرے۔
عیدالفطر کی تقریب میں صدقۃ الفطر دے اور بقرعید میں قربانی کرے۔ یہ بھی ایمان کا تقاضہ ہے کہ وعدہ کرے تو اسے پورا کرے،
مصیبت پر صبر کرے، اطاعت و فرمانبرداری کے لئے ہر مشقت برداشت کرے، گناہوں سے بچتا رہے۔ تقدیر اور اللہ کی مرضی پر
راضی رہے، اللہ پر توکل کرے، بڑوں اور بزرگوں کی تعظیم و احترام، چھوٹوں اور بچوں سے شفقت و محبت کا معاملہ کرے اور کبر و غرور،
نخوت و تکبر کو چھوڑ کر کسر نفسی و تواضع اور حلم و بردباری اختیار کرے۔

"حسن اسلام" اور "تکمیل ایمان" کے مدارج میں سے یہ بھی ہے کہ برابر کلمہ توحید و شہادت کا ورد رکھے۔ قرآن شریف
پڑھے اگر جاہل ہو تو عالم سے علم کی دولت حاصل کرے اگر عالم ہو تو جاہلوں کو تعلیم دے اپنے مقاصد میں کامیابی کے لئے اللہ سے
مدد کا طلبگار ہو اور دعا مانگے اور اس کا ذکر کرتا رہے اپنے گناہوں سے استغفار کرے اور فحش باتوں سے بچتا رہے، ہر وقت ظاہری و
باطنی گندگیوں سے پاک رہے۔ نمازوں کا پڑھنا خواہ فرض ہوں یا نفل اور وقت پر ادا کرنا، روزہ رکھنا، چاہے نفل ہو یا فرض، ستر کا
چھپانا، صدقہ دینا خواہ نفلی ہو یا لازمی، غلاموں کو آزاد کرنا، سخاوت و ضیافت کرنا، اعتکاف میں بیٹھنا، شب قدر اور شب برأت میں
عبادت کرنا، حج و عمرہ کرنا، طواف کرنا۔

دارالحرب یا ایسے ملک سے جہاں فسق و فجور، فحش و بے حیائی اور منکرات و بدعات کا زور ہو، دارالاسلام کی طرف ہجرت کر
جانا، بدعتوں سے بچنا اپنے دین کو بری باتوں سے محفوظ رکھنا، نذروں کا پورا کرنا، کفاروں کا ادا کرنا، حرام کاری سے بچنے کے لئے
نکاح کرنا۔ اہل و عیال کے حقوق پورے طور پر ادا کرنا، والدین کی خدمت کرنا اور ہر طرح ان کی مدد کرنا اور خبر گیری رکھنا، اپنی اولاد
کی شریعت کے مطابق تربیت کرنا اپنے ماتحتوں سے حسن سلوک کرنا اپنے حاکموں، افسروں اور مسلمان سرداروں کی تابعداری کرنا
بشرطیکہ وہ خلاف شرع چیزوں کا حکم نہ دیں۔

غلام اور باندی سے نرمی اور بھلائی سے پیش آنا، اگر صاحب اقتدار اور حاکم و جج ہو تو انصاف کرنا، لوگوں میں باہم صلح صفائی
کرانا، اسلام سے بغاوت کرنے والوں اور دین سے پھرنے والوں سے قتل و قتال کرنا، اچھی باتوں کی تبلیغ کرنا، بری باتوں سے
لوگوں کو روکنا، اللہ کی جانب سے مقرر کی ہوئی سزاؤں کا جاری کرنا، دین و اسلام میں غلط باتیں پیدا کرنے والوں اور اللہ و رسول کا
انکار کرنے والوں سے حسب قوت و استطاعت خواہ ہتھیار سے خواہ قلم و زبان سے جہاد کرنا، اسلامی مملکت کی سرحدوں کی حفاظت

امانت کا ادا کرنا، مال غنیمت کا پانچواں حصہ بیت المال میں جمع کرنا، وعدے کے مطابق قرض پورا کرنا، پڑوسی کی دیکھ بھال کرنا، ان کے ساتھ اچھے سلوک سے پیش آنا، لوگوں کے ساتھ بہترین معاملہ کرنا، حلال طریقہ سے مال کمانا اور اس کی حفاظت کرنا، مال و دولت کو بہترین مصرف اور اچھی جگہ خرچ کرنا۔ فضول خرچی نہ کرنا، سلام کرنا اور سلام کا جواب دینا۔

جب کسی کو چھینک آئے تو "یرحمک اللہ" کہنا، خلاف تہذیب کھیل کود اور برے تماشوں سے اجتناب کرنا، لوگوں کو تکلیف نہ پہنچانا اور راستوں سے تکلیف دہ چیزوں کا ہٹا دینا تاکہ راہ گیروں کو تکلیف و نقصان نہ پہنچے، یہ سب ایمان کے شعبے اور اس کی شاخیں ہیں۔ راستے سے تکلیف دہ چیزوں کے ہٹانے کا یہ مطلب ہے کہ اگر راستے میں پتھر یا کانٹے پڑے ہوں جس سے راہ گیر کو تکلیف پہنچ سکتی ہو یا نجاست و غلاظت پڑی ہو یا ایسی کوئی بھی چیز پڑی ہو جس سے راستے پر چلنے والوں کو نقصان پہنچ سکتا ہو تو مومن کا یہ فرض ہے کہ انسانی و اخلاقی ہمدردی کے ناطے اس کو ہٹا دے اور راستہ صاف کر دے۔ اور اسی طرح خود بھی ایسی کوئی چیز راستے میں نہ ڈالے جو راستہ چلنے والوں کے لئے تکلیف کا باعث ہو اور عارفین کی رمز شناس نگاہوں نے تو اس سے یہ مطلب اخذ کیا ہے کہ انسان اپنے نفس کو ایسی تمام چیزوں سے صاف کرلے جو توجہ الی اللہ اور معرفت کے راستہ کی رکاوٹ ثابت ہوتی ہیں اور اپنے قلب سے برائی و معصیت کے خیال تک کو کھرچ کر پھینک دے۔

بہر حال یہ تمام باتیں ایمان کے شعبے ہیں جن پر مومن کا عمل کرنا نہایت ضروری ہے اس لئے کہ ایمان کی تکمیل اور اسلام کا حسن ان ہی چیزوں سے پیدا ہوتا ہے اگر کوئی آدمی ان باتوں سے خالی ہے اور اس کی زندگی ان کی شعاعوں سے منور نہیں ہے تو سمجھنا چاہیے کہ اس کے ایمان کی تکمیل نہیں ہوئی اس کو چاہیے کہ اللہ کی مدد اور اس کی توفیق چاہ کر ان اہم باتوں کو اختیار کرے۔

5020 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ عَنْ سُفْيَانَ قَالَ وَحَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَلْاِيْمَانُ بِضْعٌ وَّسَبْعُوْنَ شُعْبَةً اَفْضَلُهَا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَوْضَعُهَا اِمَاطَةُ الْاَذٰى عَنِ الطَّرِيْقِ وَالْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِّنَ الْاِيْمَانِ" -

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''ایمان کے ستر سے زیادہ شعبے ہیں' جن میں سب سے افضل ''لا الٰہ الا اللہ'' پڑھنا ہے اور سب سے کم تر' راستے سے تکلیف دہ چیز کو ہٹانا ہے' اور حیاء بھی ایمان کا ایک شعبہ ہے''۔

5021 - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيْبِ بْنِ عَرَبِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ - يَعْنِیْ ابْنَ الْحَارِثِ - عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اَلْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِّنَ الْاِيْمَانِ" -

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''حیاء ایمان کا ایک شعبہ ہے''۔

5020-تقدم (الحديث 5019) .

5021-تقدم (الحديث 5019) .

باب تَفَاضُلِ اَهْلِ الْاِيْمَانِ ۔

یہ باب ہے کہ اہل ایمان کا ایک دوسرے پر فضیلت رکھنا

5022 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ وَّعَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِیْ عَمَّارٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُرَحْبِيلَ عَنْ رَّجُلٍ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مُلِئَ عَمَّارٌ اِيْمَانًا اِلٰى مُشَاشِهٖ".

☆☆ عمرو بن شرحبیل ایک صحابی کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:
''عمار کی ہڈیوں کے گودے کے اندر تک ایمان بھرا ہوا ہے''۔

شرح

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: جس نے اللہ پر ایمان لانے کے بعد کفر کیا سوا اس کے جس کو کفر پر مجبور کیا جائے اور اس کا دل ایمان کے ساتھ مطمئن ہو بلکہ وہ لوگ جو کھلے دل کے ساتھ کفر کریں تو ان پر اللہ کا غضب ہے اور ان کے لیے بڑا عذاب ہے۔ (النحل: ۱۰۶)

جان کے خوف سے کلمہ کفر کہنے کی رخصت اور جان دینے کی عزیمت کا بیان

اس سے پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے کفر پر وعید بیان فرمائی تھی اور اس آیت میں ان کا ذکر تھا جو مطلقاً ایمان نہیں لاتے اور اس آیت میں ان کا حکم بیان فرمایا ہے جو فقط زبان سے کسی مجبوری کی وجہ سے کفر کرتے ہیں دل سے کفر نہیں کرتے اور ان کا حکم بیان فرمایا ہے جو زبان اور دل دونوں سے کفر کرتے ہیں۔

امام ابوالحسن علی بن احمد الواحدی المتوفی ۴۶۸ھ لکھتے ہیں: یہ آیت حضرت عمار بن یاسر کے متعلق نازل ہوئی ہے کیونکہ مشرکین نے حضرت عمار کو، ان کے والد یاسر کو اور ان کی ماں سمیہ کو اور حضرت صہیب کو حضرت بلال کو، حضرت خباب کو اور حضرت سالم کو پکڑ لیا اور ان کو سخت عذاب میں مبتلا کیا۔ حضرت سمیہ کو انہوں نے دو اونٹوں کے درمیان باندھ دیا اور نیزہ ان کی اندام نہانی کے آر پار کر دیا اور ان سے کہا تم مردوں سے اپنی خواہش پوری کرنے کے لیے اسلام لائی ہو سو ان کو قتل کر دیا اور ان کے خاوند یاسر کو بھی قتل کر دیا، یہ دونوں وہ تھے جن کو اسلام کی خاطر سب سے پہلے شہید کیا گیا اور رہے عمار تو ان سے انہوں نے جبر یہ کفر کا کلمہ کہلوایا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر دی گئی کہ حضرت عمار نے کلمہ کفر کہا ہے تو آپ نے فرمایا بیشک عمار سر سے پاؤں تک ایمان سے معمور ہے، اس کے گوشت اور خون میں ایمان رچ چکا ہے، پھر حضرت عمار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس روتے ہوئے آئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی آنکھوں سے آنسو پونچھ رہے تھے اور فرما رہے تھے اگر وہ دوبارہ تم سے جبراً کلمہ کفر کہلوائیں تو تم دوبارہ کہہ دینا۔ (اسباب نزول قرآن رقم الحدیث: ۵۶۷، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت، المستدرک ج ۲ص ۳۵۷، تفسیر عبدالرزاق، رقم الحدیث: ۲۱۹۴۶)

محمد بن عمار بن یاسر بیان کرتے ہیں کہ مشرکین نے عمار بن یاسر کو پکڑ لیا اور ان کو اس وقت تک نہیں چھوڑا حتیٰ کہ انہوں نے نبی

5022-انفرد به النسائي - تحفة الاشراف (15653) .

کے معبودوں کو اچھا کہا، تب ان کو چھوڑ دیا۔ حضرت عمار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں
صلی اللہ علیہ وسلم کو برا کہا اور ان
حاضر ہوئے، آپ نے پوچھا تمہارے ساتھ کیا ہوا؟ حضرت عمار نے کہا بہت برا ہوا، یا رسول اللہ! انہوں نے مجھے اس وقت تک
نہیں چھوڑا حتیٰ کہ میں آپ کو برا کہوں ان کے بتوں کو اچھا کہوں۔ آپ نے پوچھا تم اپنے دل کو کیسا پاتے ہو؟ انہوں نے کہا میرا
دل ایمان کے ساتھ مطمئن ہے۔ آپ نے فرمایا اگر وہ تمہیں دوبارہ مجبور کریں تو دوبارہ کہہ دینا اس حدیث کی سند صحیح ہے اور امام
بخاری اور مسلم نے اس کو روایت نہیں کیا۔ (المستدرک ج ۲ ص ۳۵۷ طبع قدیم، المستدرک رقم الحدیث: ۳۳۶۲ طبع جدید، حلیۃ الاولیاء ج ۱ ص ۱۴۰)

حضرت عبداللہ بن مسعود بیان کرتے ہیں کہ جنہوں نے سب سے پہلے اسلام کا اظہار کیا وہ سات افراد تھے۔ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر، حضرت بلال، حضرت خباب، حضرت عمار، حضرت سمیہ (حضرت عمار کی والدہ) اور حضرت صہیب۔
رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع آپ کے چچا نے کیا۔ حضرت ابوبکر کا دفاع ان کی قوم نے کیا، باقی پانچوں کو مشرکین نے پکڑ لیا
اور ان کو لوہے کی زرہیں پہنا کر دھوپ میں تپانا شروع کر دیا، حتیٰ کہ انہوں نے اپنی پوری کوشش سے ان کو عذاب پہنچایا پھر حضرت
بلال کے سوا سب نے جان بچانے کے لیے ان کی موافقت کر لی پھر ان میں سے ہر ایک کے پاس ان کی قوم آئی اور ان کو ایک
چٹرے پر ڈال کر لے گئی، پھر شام کو ابوجہل آیا اور حضرت سمیہ کو گالیں دینے لگا پھر اس نے ان کی اندام نہانی میں نیزہ مارا جو ان کے
منہ کے پار ہو گیا۔ وہ اسلام کی راہ میں شہید ہونے والی سب سے پہلی خاتون تھیں۔ حضرت بلال نے کفار کی موافقت کرنے کے
مقابلہ میں اللہ کی راہ میں جان دینے کو آسان سمجھا، کفار نے ان کے گلے میں رسی ڈال کر بچوں کو تھما دی وہ ان کو مکہ کی گلیوں میں گھسیٹتے
پھرتے تھے اور حضرت بلال احد، احد (اللہ ایک ہے) پکارتے تھے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱۲ ص ۴۷، ۴۸، ج ۱۴ ص ۳۱۳، مسند احمد ج ۱ ص
۴۰۴ طبع قدیم، مسند احمد رقم الحدیث: ۳۸۳۲ طبع جدید، عالم الکتب، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۱۵۰، صحیح ابن حبان رقم الحدیث: ۷۰۸۳، دلائل النبوۃ ج ۲ ص ۲۸۱،
۲۸۲، اس حدیث کی سند صحیح ہے)

حضرت ابن عباس بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کی طرف ہجرت کا ارادہ کیا تو آپ نے اپنے
اصحاب سے فرمایا میرے پاس سے منتشر ہو جاؤ، پس جس شخص کے پاس طاقت ہے وہ آخر رات تک ٹھہر جائے اور جس کے پاس
طاقت نہیں ہے وہ رات کے پہلے حصے میں چلا جائے اور جب تم یہ سن لو کہ میں اس جگہ ٹھہر گیا ہوں تو مجھ سے آ کر مل جانا۔ جب صبح ہوئی
حضرت بلال، حضرت خباب، حضرت عمار اور قریش کی ایک کنیز جو اسلام لا چکی تھی ان سب کو ابوجہل اور دوسرے مشرکین نے پکڑ
لیا۔ انہوں نے حضرت بلال سے کہا تم کفر کرو۔ انہوں نے انکار کیا تو انہوں نے ان کو لوہے کی زرہیں پہنا کر انہیں دھوپ میں تپایا۔
وہ ان کو گھسیٹ رہے تھے اور وہ احد، احد کہہ رہے تھے۔ حضرت خباب کو وہ کانٹوں میں گھسیٹ رہے تھے اور رہے حضرت عمار تو
انہوں نے جان بچانے کے لیے کلمہ کفر کہہ لیا اور قریش کی اس کنیز کے جسم میں ابوجہل نے چار کیلیں ٹھونکیں پھر اس کو گھسیٹا پھر ان کی
اندام نہانی میں نیزہ مار کر ان کو شہید کر دیا پھر حضرت بلال، حضرت خباب، اور حضرت عمار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جا ملے اور
آپ کو یہ واقعہ سنایا۔ آپ نے حضرت عمار سے پوچھا جب تم نے کلمہ کفر کہا تھا تو تمہارے دل کی کیفیت کیا تھا؟ کیا تم نے کھلے دل
سے کلمہ کفر کہا تھا؟ انہوں نے کہا نہیں۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا پھر یہ آیت نازل ہوئی الا من اکرہ وقلبہ مطمئن

بالایمان ۔ (تفسیر امام ابن ابی حاتم رقم الحدیث:۱۲۶۶۶، الدر المنثور ج ۵ ص ۱۷۰،۱۷۱)

حضرت خباب بن ارت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک چادر سے ٹیک لگائے ہوئے کعبہ کے سائے میں
بیٹھے ہوئے تھے، ہم نے آپ سے شکایت کی اور ہم نے آپ سے کہا کیا آپ ہمارے لیے مدد نہیں طلب کرتے، کیا آپ ہمارے
لیے دعا نہیں کرتے؟ آپ نے فرمایا تم سے پہلی امتوں میں ایک شخص کے لیے زمین میں گڑھا کھودا جاتا، اس کو اس گڑھے میں کھڑا
کردیا جاتا پھر اس کے سر پر آری رکھ کر اس کو دو ٹکڑوں میں کاٹ دیا جاتا اور لوہے کی کنگھی سے اس کے جسم کو چھیل دیا جاتا اور وہ کنگھی
اس کے گوشت اور اس کی ہڈیوں کو کاٹتی ہوئی گزر جاتی، اور ایسی سخت آزمائش بھی اس کو اس کے دین سے منحرف نہیں کرتی تھیں۔
اللہ کی قسم! اللہ اس دین کو تکمیل تک پہنچائے گا، حتیٰ کہ ایک سوار، صنعاء سے حضرت موت تک سفر کرے اور اس کو اللہ کے سوا کسی کا
خوف نہیں ہوگا، ا، بھیڑیا بکریوں کا نگہبان ہوگا لیکن تم جلدی کرتے ہو۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث:۶۹۴۳، سنن ابوداؤد رقم الحدیث:۲۶۴۹، سنن النسائی رقم الحدیث:۳۰۴، مسند احمد رقم الحدیث:۲۱۳۷۱، طبع جدید عالم الکتب بیروت)

حضرت ابن عباس بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ نے میری امت سے خطا، نسیان اور اس کام
کے حکم کو اٹھا لیا ہے جس پر انہیں مجبور کیا گیا ہو۔ (سنن ابن ماجہ رقم الحدیث:۲۰۴۵، السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۷ ص ۳۵۶، ۳۵۷، صحیح ابن حبان رقم الحدیث:
۷۲۱۹، سنن الدارقطنی ج ۴ ص ۱۷۰، ۱۷۱، المستدرک ج ۴ ص ۱۹۸، اس کی سند ضعیف ہے کیونکہ عطا کا ابن عباس سے سماع نہیں ہے لیکن جید بن عمری از ابن عباس یہ
روایت صحیح ہے)

حسن بصری بیان کرتے ہیں کہ مسیلمہ کے جاسوس دو مسلمانوں کو پکڑ کر اس کے پاس لے گئے، اس نے ان میں سے ایک سے
کہا کیا تم یہ گواہی دیتے ہو کہ (سیدنا) محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں؟ اس نے کہا ہاں، پھر اس نے کہا کیا تم یہ گواہی دیتے ہو
کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ اس نے اپنے کانوں کو ہاتھ لگا کر کہا میں بہرہ ہوں۔ اس نے کہا کیا وجہ ہے، جب میں تم سے کہتا ہوں کہ
کیا تم گواہی دیتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں تو تم کہتے ہو کہ میں بہرہ ہوں پھر اس نے ان کو قتل کرنے کا حکم دیا۔ پھر اس نے
دوسرے مسلمان سے کہا کیا تم گواہی دیتے ہو کہ (سیدنا) محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں؟ اس نے کہا ہاں، پھر اس نے کہا کیا
تم یہ گواہی دیتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ اس نے کہا ہاں، پھر اس نے کہا اس کو چھوڑ دیا پھر وہ مسلمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے
پاس آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ! میں ہلاک ہوگیا، آپ نے پوچھا کیا ہوا؟ تو اس نے اپنا اور اپنے مسلمان ساتھی کا ماجرا سنایا۔ آپ
نے فرمایا رہا تمہارا ساتھی تو وہ اپنے ایمان پر قائم رہا اور رہے تم تو تم نے رخصت پر عمل کیا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ رقم الحدیث:۳۳۰۴۷، دار الکتب العلمیہ بیروت، ۱۴۱۶ھ)

5023 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ

5023-اخرجه مسلم في الايمان، باب بيان كون النهي عن الايمان و ان الايمان يزيد و ينقص و ان الامر بالمعروف و النهي عن المنكر واجبان (الحديث 78 و 79) مطولا . واخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب الخطبة يوم العيد (الحديث 1140) مطولا . و في الملاحم، باب الامر و النهي (الحديث 4340) . واخرجه الترمذي في الفتن، باب ما جاء في تغير المنكر باليد او باللسان او بالقلب (الحديث 2172) مطولا . و اخرجه النسائي في شعب الايمان، تفاضل اهل الايمان (الحديث 5024) مطولا و اخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب ما جاء في صلاة العيدين (الحديث 1275) مطولا، و في الفتن، باب الامر بالمعروف و النهي عن المنكر (الحديث 4013) . تحفة الاشراف (4085) .

طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ قَالَ قَالَ اَبُوْ سَعِيْدٍ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ رَاٰى مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهٖ فَاِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهٖ فَاِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهٖ وَذٰلِكَ اَضْعَفُ الْاِيْمَانِ" .

★★ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:
"جو شخص کسی منکر کو دیکھے تو اسے اپنے ہاتھ کے ذریعے ختم کرے اگر وہ اس کی استطاعت نہیں رکھتا' تو زبان کے ذریعے (روکنے کی کوشش کرے) اور اگر وہ اس کی بھی استطاعت نہیں رکھتا' تو وہ دل میں (اسے برا سمجھے) اور یہ ایمان کا سب سے کمزور درجہ ہے"۔

5024 - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيْدِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَخْلَدٌ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ مِغْوَلٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ قَالَ قَالَ اَبُوْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيُّ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "مَنْ رَاٰى مُنْكَرًا فَغَيَّرَهٗ بِيَدِهٖ فَقَدْ بَرِئَ وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ اَنْ يُّغَيِّرَهٗ بِيَدِهٖ فَغَيَّرَهٗ بِلِسَانِهٖ فَقَدْ بَرِئَ وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ اَنْ يُّغَيِّرَهٗ بِلِسَانِهٖ فَغَيَّرَهٗ بِقَلْبِهٖ فَقَدْ بَرِئَ وَذٰلِكَ اَضْعَفُ الْاِيْمَانِ" .

★★ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:
"اگر کوئی شخص منکر دیکھے' تو اسے اپنے ہاتھ کے ذریعے ختم کردے' تو وہ بری الذمہ ہو جائیگا' جو اس کی استطاعت نہیں رکھتا' کہ اسے اپنے ہاتھ کے ذریعے ختم کرے' وہ اپنی زبان کے ذریعے اس کی مخالفت کرنے کی کوشش کرے' تو بھی وہ بری الذمہ ہو جائے گا' اگر وہ اپنی زبان کے ذریعے اس کی مخالفت نہیں کرسکتا' تو پھر اپنے دل میں اسے برا جانے تو بھی وہ بری الذمہ ہو جائیگا' تاہم یہ ایمان کا سب سے کمزور درجہ ہے"۔

بَاب زِيَادَةِ الْاِيْمَانِ .

یہ باب ہے کہ ایمان میں اضافہ ہونا

5025 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَنْبَاَنَا مَعْمَرٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَا مُجَادَلَةُ اَحَدِكُمْ فِي الْحَقِّ يَكُوْنُ لَهٗ فِي الدُّنْيَا بِاَشَدَّ مُجَادَلَةً مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لِرَبِّهِمْ فِيْ اِخْوَانِهِمُ الَّذِيْنَ اُدْخِلُوا النَّارَ - قَالَ - يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اِخْوَانُنَا كَانُوْا يُصَلُّوْنَ مَعَنَا وَيَصُوْمُوْنَ مَعَنَا وَيَحُجُّوْنَ مَعَنَا فَاَدْخَلْتَهُمُ النَّارَ . قَالَ فَيَقُوْلُ اذْهَبُوْا فَاَخْرِجُوْا مَنْ عَرَفْتُمْ مِنْهُمْ . قَالَ فَيَاْتُوْنَهُمْ فَيَعْرِفُوْنَهُمْ بِصُوَرِهِمْ فَمِنْهُمْ مَنْ اَخَذَتْهُ النَّارُ اِلٰى اَنْصَافِ سَاقَيْهِ وَمِنْهُمْ مَنْ اَخَذَتْهُ اِلٰى كَعْبَيْهِ فَيُخْرِجُوْنَهُمْ فَيَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا قَدْ اَخْرَجْنَا مَنْ اَمَرْتَنَا . قَالَ وَيَقُوْلُ اَخْرِجُوْا مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ وَزْنُ دِيْنَارٍ مِّنَ الْاِيْمَانِ . ثُمَّ قَالَ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ وَزْنُ نِصْفِ دِيْنَارٍ حَتّٰى يَقُوْلَ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ وَزْنُ ذَرَّةٍ" . قَالَ اَبُوْ سَعِيْدٍ

5024-تقدم (الحديث 5023) .

5025-اخرجه ابن ماجه في المقدمة، باب في الايمان (الحديث 60) . تحفة الاشراف (4178) .

فَمَنْ لَمْ يُصَدِّقْ فَلْيَقْرَأْ هٰذِهِ الْاٰيَةَ (اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ) اِلٰى (عَظِيْمًا)

☆☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''کوئی بھی شخص اپنے کسی دنیاوی معاملے کے بارے میں اتنی بحث وتمحیص نہیں کرتا' جتنی اہل ایمان (قیامت کے دن) اپنے بھائیوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بحث کریں گے' وہ بھائی جنہیں جہنم میں داخل کر دیا گیا ہوگا' وہ لوگ عرض کریں گے: اے ہمارے پروردگار! ہمارے یہ بھائی' جو ہمارے ساتھ نمازیں پڑھا کرتے تھے' ہمارے ساتھ روزے رکھا کرتے تھے' ہمارے ساتھ حج کیا کرتے تھے' انہیں تو نے جہنم میں داخل کر دیا ہے' تو پروردگار فرمائے گا: جاؤ! اور جسے تم پہچانتے ہو' اسے (جہنم سے باہر) نکال دو۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: وہ ان لوگوں کے پاس آئیں گے' وہ ان کی صورتوں کے ذریعے انہیں پہچانیں گے' ان جہنمیوں میں سے کچھ وہ لوگ ہوں گے' جن کی آگ ان کی نصف پنڈلی تک ہوگی' کچھ وہ ہوں گے' جن کی آگ ان کے ٹخنوں تک ہوگی' وہ لوگ انہیں نکال دیں گے' پھر وہ عرض کریں گے: اے ہمارے پروردگار! جن کے بارے میں' تو نے ہمیں حکم دیا تھا' انہیں ہم نے نکال دیا ہے' تو پروردگار فرمائے گا: تم اسے بھی نکال دو' جس کے دل میں ایک دینار کے وزن جتنا ایمان ہو' پھر فرمائے گا: جس کے دل میں ایک دینار کے نصف کے وزن جتنا ایمان ہو' یہاں تک کہ فرمایا جائے گا: جس کے دل میں ذرے کے وزن جتنا ایمان ہو۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جو شخص اس کی تصدیق نہیں کرتا وہ اس آیت کی تلاوت کرے۔

''بے شک اللہ تعالیٰ اس بات کی مغفرت نہیں کرے گا کہ اس کا شریک کسی کو ٹھہرایا جائے' اس کے علاوہ' وہ جس کی چاہے گا مغفرت کر دے گا''۔

یہ آیت یہاں تک ہے: ''عظمت والا''۔

5026 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ اُمَامَةَ بْنُ سَهْلٍ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِيَّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "بَيْنَا اَنَا نَائِمٌ رَاَيْتُ النَّاسَ يُعْرَضُوْنَ عَلَيَّ وَعَلَيْهِمْ قُمُصٌ مِنْهَا مَا يَبْلُغُ الثُّدِيَّ وَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ دُوْنَ ذٰلِكَ وَعُرِضَ عَلَيَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَعَلَيْهِ قَمِيْصٌ يَجُرُّهٗ" ۔ قَالَ فَمَاذَا اَوَّلْتَ ذٰلِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ "الدِّيْنَ" ۔

☆☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''ایک مرتبہ میں سویا ہوا تھا' میں نے کچھ لوگوں کو دیکھا کہ انہیں میرے سامنے پیش کیا گیا' ان کے جسم پر قمیصیں تھیں کسی کی قمیص سینے تک تھی' کسی کی اس سے کچھ نیچے تک تھی' پھر میرے سامنے عمر بن خطاب کو پیش کیا گیا' تو اس کی قمیص اتنی

5026-اخرجه البخاري في الايمان و شرائعه، باب تفاضل اهل الايمان في الاعمال (الحديث 23) و في فضائل الصحابة، باب مناقب عمر بن الخطاب ابي حفص القرشي العدوي رضي الله عنه (الحديث 3691) و في التعبير، باب القميص في المنام (الحديث 7008)، وباب جر القميص في المنام (الحديث 7009) واخرجه مسلم في فضائل الصحابة، باب من فضائل عمر رضي الله تعالى عنه (الحديث 15) واخرجه الترمذي في الرؤيا، باب ما جاء في رؤيا النبي صلى الله عليه وسلم اللبن و القمص (الحديث 2285 و 2286) . تحفة الاشراف (3961)

لپی تھی کہ وہ اسے گھسیٹ کر چل رہا تھا"۔

راوی کہتے ہیں: (کسی نے دریافت کیا:) یارسول اللہ! تو آپ نے اس کی کیا تعبیر مراد لی ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "دین"۔

5027 - اَخْبَرَنَا اَبُوْ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عُمَيْسٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ مِّنَ الْيَهُوْدِ اِلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اٰيَةٌ فِيْ كِتَابِكُمْ تَقْرَءُوْنَهَا لَوْ عَلَيْنَا مَعْشَرَ الْيَهُوْدِ نَزَلَتْ لَاتَّخَذْنَا ذٰلِكَ الْيَوْمَ عِيْدًا . قَالَ اَيُّ اٰيَةٍ قَالَ (اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا) فَقَالَ عُمَرُ اِنِّيْ لَاَعْلَمُ الْمَكَانَ الَّذِيْ نَزَلَتْ فِيْهِ وَالْيَوْمَ الَّذِيْ نَزَلَتْ فِيْهِ نَزَلَتْ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ عَرَفَاتٍ فِيْ يَوْمِ جُمُعَةٍ .

☆☆ طارق بن شہاب بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ ایک یہودی حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور بولا: اے امیر المومنین! آپ رضی اللہ عنہ لوگوں کی کتاب میں ایک آیت ایسی ہے کہ اگر وہ ہم یہودیوں پر نازل ہوئی ہوتی' تو ہم اس (کے نزول کے) دن کو عید کا دن قرار دیتے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا: وہ کون سی آیت ہے؟ اس نے جواب دیا: یہ آیت

"آج کے دن میں نے تمہارے لیے تمہارے دین کو مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت کو تمام کر دیا' اور تمہارے لیے دین کے طور پر اسلام سے راضی ہو گیا"۔

تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اس جگہ کے بارے میں جانتا ہوں' جہاں یہ نازل ہوئی تھی اور اس دن کے بارے میں بھی جانتا ہوں' جس میں یہ نازل ہوئی تھی۔ یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر عرفات میں' جمعہ کے دن نازل ہوئی تھی۔

تکمیل دین کے اعلان کا بیان

(۱۸) ابن جریر اور ابن منذر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے لفظ آیت الیوم یئس الذین کفروا من دینکم کے بارے میں نقل کیا کہ کافر لوگ اس بات سے ناامید ہو گئے کہ تم ان کے دین کی طرف لوٹ جاؤ گے کبھی بھی۔

(۱۹) بیہقی نے شعب الایمان میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ لفظ آیت الیوم یئس الذین کفروا من دینکم یعنی مکہ والے مایوس ہوں گے کہ تم ان کے دین کی طرف لوٹ جاؤ گے۔ یعنی بتوں کی عبادت کی طرف کبھی بھی لفظ آیت فلا تخشوھم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں ان سے ڈرو ں لفظ آیت واخشون (اور مجھ سے ڈرو) بتوں کی عبادت کرنے میں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کرنے میں۔ جب آپ عرفات میں کھڑے ہوئے تھے تو آپ پر جبرائیل نازل ہوئے اور وہ اپنا ہاتھ اٹھائے ہوئے تھے اور مسلمان بھی اللہ تعالیٰ سے دعا کر رہے تھے (پھر فرمایا) لفظ آیت الیوم اکملت لکم دینکم یعنی تمہارے حلال اور تمہارے حرام کرنے میں (میں نے تمہارا دین مکمل کر دیا) اور اس سے وہ برابر حلال رہے گا۔ اور حرام نہیں ہوگا (پھر فرمایا) لفظ آیت واتممت علیکم نعمتی یعنی اپنی نعمت کو میں نے پورا کر دیا (اب) تمہارے ساتھ مشرک حج نہ کرے لفظ

5027-تقدم (الحديث 3002) .

آیت ورضیت اور میں نے تمہارے لئے اسلام کا دین منتخب کیا اس کو فرمایا لفظ آیت لکم الاسلام دینا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس آیت کے نازل ہونے کے بعد اکاسی ۸۱ دن زندہ رہے پھر اللہ تعالیٰ نے ان کی روح قبض کر لی۔

(۲۰) عبد بن حمید نے مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے لفظ آیت الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم اور لفظ آیت الیوم اکملت لکم دینکم کے بارے میں فرمایا کہ یہ اس وقت ہے جب تو اس پر عمل کرے۔

(۲۱) ابن جریر نے ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ لفظ آیت فلا تخشوھم واخشون نے بارے میں فرمایا کہ ان سے نہ ڈرو کہ وہ تم پر غلبہ پالیں گے۔

جزیرہ العرب میں شرک سے شیطان کی مایوسی کا بیان

(۲۲) امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شیطان مایوس ہو چکا ہے کہ نماز پڑھنے والے جزیرہ عرب میں اس کی عبادت کریں گے لیکن ان کے درمیان لڑائی جھگڑے کا سلسلہ جاری رکھے گا۔

(۲۳) بیہقی نے شعب الایمان میں ابو ہریرہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ دونوں حضرات سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شیطان اس بات سے مایوس ہو چکا ہے کہ تمہاری اس زمین میں اس کی عبادت کی جائے گی لیکن وہ تم سے راضی ہوگا اسی باتوں پر جن کو تم جانتے ہو۔

(۲۴) امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ شیطان اس بات سے مایوس ہو چکا ہے کہ رب کی زمین میں بتوں کی عبادت کی جائے۔ لیکن عنقریب وہ تم سے ایسی چیزوں سے خوش ہوگا جن کو تم حقیر جانتے ہو بلکہ وہ چیزیں قیامت کے دن ہلاک کرنے والی چیزیں ہیں پس تم مظالم سے ڈرو جتنا ہو سکے۔

(۲۵) ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ اور ابن منذر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو اور ایمان والوں کو خبر دی کہ اس نے ان کے لئے ایمان کو کامل کر دیا اب تم اس کی زیادتی کی طرف محتاج نہیں ہوں گے اس نے اس کو پورا کر دیا اور کبھی بھی ناقص نہیں ہوگا۔ اور اللہ تعالیٰ اس پر راضی ہوتا ہے اور وہ اس پر ناراض ہوگا۔

(۲۶) عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر نے قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے لفظ آیت الیوم اکملت لکم دینکم کے بارے میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے ان کا دین خالص کر دیا اور مشرکین کو بیت اللہ سے روک دیا۔ پھر فرمایا ہم کو یہ بات پہنچی ہے کہ یہ آیت عرفہ کے دن نازل ہوئی اور اس دن جمعہ تھا۔

(۲۷) ابن جریر نے قتادہ رضی اللہ عنہ سے لفظ آیت الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم کے بارے میں فرمایا کہ ہم کو یہ بات ذکر کی گئی کہ یہ آیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر عرفہ کے دن نازل ہوئی اور وہ جمعہ کا دن تھا جب مشرکین کو مسجد حرام سے روک دیا گیا اور مسلمانوں کے لئے ان کے حج کو خالص کر دیا۔

(۲۸) ابن جریر اور ابن منذر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا کہ مسلمان اور مشرکین اکٹھے حج کرتے تھے۔ جب سورۃ براۃ نازل ہوئی تو مشرکین کو بیت الحرام سے روک دیا گیا۔ اور مسلمانوں نے اس حال میں حج کیا کہ بیت الحرام میں مشرکین میں

شدہ صفحہ نعمانی کتب خانہ

سے ایک بھی ان کے ساتھ شریک نہیں تھا۔ اور یہ نعمت کے پورا کرنے میں سے تھا اور اسی کو فرمایا لفظ آیت الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی

(۲۹) عبد بن حمید اور ابن جریر نے سعد بن جبر رضی اللہ عنہ سے لفظ آیت الیوم اکملت لکم دینکم کے بارے میں فرمایا کہ اس سے مراد ہے کہ دین کو تمہارے لئے مکمل کیا اور بیت اللہ سے مشرکین کو روک دیا۔

دین کے مکمل ہونے کا بیان

(۳۰) ابن جریر اور ابن منذر نے شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ آیت لفظ آیت الیوم اکملت لکم دینکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی اس حال پر کہ آ عرفات میں وقوف کئے ہوئے تھے۔ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اردگرد تھے اور جاہلیت کا ایثار اور ان کے طریقے ختم ہو گئے اور شرک کمزور ہو گیا۔ اور کسی نے ننگے ہو کر طواف نہیں کیا اور ان کے ساتھ کسی مشرک نے اس سال حج نہیں کیا تو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا لفظ آیت الیوم اکملت لکم دینکم

(۳۱) عبد بن حمید نے شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے یہ آیت نازل ہوئی اور آپ عرفات میں تھے لفظ آیت الیوم اکملت لکم دینکم جب آپ کو یہ آیات اچھی لگیں تو ان کو سورۃ کے شروع میں کر دیا گیا اور فرمایا اور جبرائیل (علیہ السلام) تعلیم دے رہے تھے کہ کیسے حج کیا جاتا ہے۔

(۳۲) حمیدی، امام احمد، عبد بن حمید، امام بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی ابن جریر، ابن منذر، ابن حبان اور امام بیہقی نے طارق بن شہاب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہودیوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا تم لوگ ایک آیت اپنی کتاب میں پڑھتے ہو اگر یہ آیت ہم یہودیوں پر نازل ہوتی تو ہم اس دن کو عید بنا لیتے۔ انہوں نے پوچھا کون سی آیت؟ انہوں نے کہا لفظ آیت الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ کی قسم میں اس دن کو جانتا ہوں کہ جس میں یہ آیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی۔ اور جس گھڑی میں یہ نازل ہوئی اسے بھی جانتا ہوں یہ آیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر عرفہ کی شام کو جمعہ کے دن نازل ہوئی۔

(۳۳) امام اسحق بن راہویہ نے اپنی مسند میں اور عبد بن حمید نے ابو العالیہ رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا کہ لوگ عمر رضی اللہ عنہ کے پاس تھے کہ اس آیت کا ذکر کیا گیا۔ اہل کتاب میں سے ایک آدمی نے کہا اگر ہم جانتے کہ کس دن یہ آیت نازل ہوئی تو ہم اس دن کو عید کا دن بنا لیتے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا سب تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے اس کو ہمارے لئے عید بنا دیا۔ یہ آیت عرفہ کے دن نازل ہوئی اور دوسرا دن قربانی کا دن تھا۔ تو ہمارے لئے دین مکمل کر دیا گیا۔ اور ہم نے جان لیا کہ اس کے بعد معاملہ کمی رہے گا۔

(۳۴) ابن ابی شیبہ اور ابن جریر نے عنترہ رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا کہ جب یہ آیت لفظ آیت الیوم اکملت لکم دینکم نازل ہوئی اور وہ حج اکبر کا دن تھا تو عمر رضی اللہ عنہ رو دیئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا تجھے کس چیز نے رلایا؟ عرض کیا مجھے اس چیز نے رلایا کہ ہم اس حال میں تھے کہ ہمارے دین میں اضافہ ہوتا تھا۔ اب یہ مکمل ہو گیا اور کیونکہ کوئی چیز جب مکمل ہو

ہے تو اس میں (پھر) کی ہوتی ہے۔ آپ نے فرمایا تو نے سچ کہا۔

(۳۵) ابن جریر نے قبیصہ بن ابی ذؤیب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت نقل کی ہے کہ کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس امت کے
علاوہ کسی اور امت پر یہ آیت نازل ہوتی تو ہم دیکھتے کہ وہ اس دن کو عید بنا لیتے۔ اور اس میں اکٹھے ہوتے عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا
وہ کونسی آیت ہے اے کعب؟ انہوں نے عرض کیا لفظ آیت الیوم اکملت لکم دینکم عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں اس دن کو
جانتا ہوں کہ جس میں (یہ آیت) نازل ہوئی۔ اور اس جگہ کو بھی جس میں نازل ہوئی۔ یہ آیت جمعہ کے دن نازل ہوئی اور عرفہ کے
دن الحمد للہ ہمارے لئے یہ دونوں دن عید ہیں۔

(۳۶) امام طیالسی، عبد بن حمید، امام ترمذی (امام ترمذی نے تصحیح کی ہے) ابن جریر، طبرانی اور امام بیہقی نے دلائل میں ابن
عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے لفظ آیت الیوم اکملت لکم دینکم والی آیت پڑھی تو یہودی نے کہا اگر ہم پر
یہ آیت نازل ہوتی تو ہم اس کو عید بنا لیتے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ یہ آیت دو عیدوں میں نازل ہوئی۔ جمعہ کا دن اور
عرفہ کا دن۔

(۳۷) ابن جریر نے عبس بن حارثہ انصاری سے روایت نقل کیا ہے کہ ہم دیوان میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک نصرانی نے ہم
سے کہا۔ اے اہل اسلام! تمہارے اوپر ایک ایسی آیت نازل ہو چکی ہے۔ اگر ہم پر نازل ہوتی تو ہم اس دن کو اور اس وقت کو عید بنا
لیتے۔ وہ یہ آیت ہے کہ لفظ آیت الیوم اکملت لکم دینکم جب تک ہم میں سے دو آدمی باقی رہے تو ہم میں سے کسی نے
اس کا جواب نہ دیا۔ میں محمد بن کعب قرظی سے ملا اور اس بارے میں پوچھا تو فرمایا کیا تم نے اس پر جواب نہیں دیا؟ تو انہوں نے کہا
کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا (یہ آیت) نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اس حال میں نازل ہوئی کہ آپ پہاڑ پر ٹھہرے ہوئے تھے
عرفہ کے دن یہ دن مسلمانوں کے لئے ہمیشہ عید ہوگا۔ جب تک اس میں سے ایک بھی باقی ہے۔

مسلمان کی عید اور خوشی کا بیان

(۳۸) ابن جریر نے داؤد رضی اللہ عنہ سے روایت نقل ہے کہ میں نے عامر شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ یہودی کہتے ہیں کہ
عربوں نے اس دن کو کیوں یاد نہیں رکھا کہ جس میں اللہ تعالیٰ نے ان کے دین کو کامل کر دیا۔ عامر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کیا تجھے وہ
دن یاد نہیں؟ میں نے ان سے پوچھا وہ کون سا دن ہے؟ انہوں نے فرمایا عرفہ کا دن کہ اللہ تعالیٰ نے عرفہ کے دن میں (اس آیت کو)
نازل فرمایا۔

(۳۹) ابن جریر اور ابن مردویہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے یہ آیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل
ہوئی اور آپ مقام عرفات میں وقوف کیے ہوئے تھے۔ یعنی لفظ آیت الیوم اکملت لکم دینکم

(۴۰) ابن جریر اور طبرانی نے عمرو بن قیس سلونی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہ انہوں نے معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کو
میز پر بیٹھ کر اس آیت کو مشکل سے پڑھتے ہوئے سنا۔ یعنی لفظ آیت الیوم اکملت لکم دینکم یہاں تک کہ اس آیت کو ختم کیا
تو انہوں نے فرمایا کہ (یہ آیت) عرفہ کے دن اور جمعہ کے دن نازل ہوئی۔

(۴۱)بزار،طبرانی اورابن مردویہ نے سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کیا ہے کہ یہ آیت لفظ آیت الیوم اکملت لکم دینکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی کہ آپ جمعہ کے دن عرفات میں ٹھہرے ہوئے تھے۔

(۴۲)امام بزار نے سند صحیح کے ساتھ ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ (یہ آیت) لفظ آیت الیوم اکملت لکم دینکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر عرفات میں نازل ہوئی۔

(۴۳)ابن جریر نے ضعیف سند کے ساتھ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے تمہارے نبی پیر کے دن پیدا ہوئے۔ پیر کے دن نبی بنے۔ پیر کے دن مکہ سے نکلے۔ پیر کے دن مدینہ میں داخل ہوئے۔ پیر کے دن مکہ فتح ہوا۔ اور سورۃ مائدہ پیر کے دن اتاری گئی۔ یعنی لفظ آیت الیوم اکملت لکم دینکم اور پیر کے دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی۔

(۴۴)ابن مردویہ اور ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے ضعیف سند کے ساتھ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی جائے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ کو غدیر خم کے دن کھڑا فرمایا اور ان کے لئے ولدیت کا اعلان فرمایا تو جبرئیل یہ آیت لے کر نازل ہوئے۔ یعنی لفظ آیت الیوم اکملت لکم دینکم

(۴۵)ابن مردویہ،امام خطیب اور ابن عساکر نے ضعیف سند کے ساتھ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب غدیر خم کا دن تھا اور وہ دن اٹھارہ ذوالحج کا تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کا میں دوست ہوں علی بھی اس کا دوست ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں لفظ آیت الیوم اکملت لکم دینکم

(۴۶)امام ابن جریر نے سدی رحمۃ اللہ علیہ سے لفظ آیت الیوم اکملت لکم دینکم کے بارے میں فرمایا یہ عرفہ کے دن نازل ہوئی اس کے بعد حرام یا حلال کے بارے میں کچھ بھی نازل نہیں ہوا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ سے واپس لوٹے تو وفات پا گئے۔ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ یہ حج کیا اس درمیان کہ ہم چل دیئے تھے۔ اچانک سواری پر جبرئیل (علیہ السلام) ظاہر ہوئے اونٹنی نے اس بوجھ کی طاقت نہ رکھی جو اس پر قرآن مجید میں سے نازل ہو رہا تھا۔ تو وہ بیٹھ گئی میں آپ کے پاس حاضر ہوئی اور میں نے ان پر چادر ڈھانک دی جو مجھ پر تھی۔

(۴۷)ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ اس آیت یعنی لفظ آیت الیوم اکملت لکم دینکم کے نازل ہونے کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم اکاسی رات (یعنی اکاسی دن) زندہ رہے (اس کے بعد وفات پا گئے) وما قولہ لفظ آیت الیوم اکملت لکم دینکم

(۴۸)ابن جریر نے قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا کہ ہم کو یہ بات ذکر کی گئی کہ ہر دین والوں کے لئے ان کے دن کی ایک شکل بنا دی جائے گی۔ قیامت کے دن، اور ایمان اہل ایمان کو خوشخبری دے گا اور ان کے ساتھ خیر کا وعدہ کرے گا یہاں تک کہ اسلام آئے گا اور کہے گا اے میرے رب! آپ سلام ہیں اور میں اسلام ہوں تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے آج میں تجھے ہی قبول کروں گا اور آج کے دن تیرے ہی بدلے میں جزا دوں گا۔

(۴۹)امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے علقمہ بن عبداللہ مزنی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے ایک آدمی نے بیان کیا کہ

میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی مجلس میں تھا عمر رضی اللہ عنہ نے قوم میں سے ایک آدمی سے فرمایا کہ تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسلام کے لئے صفت بیان کرتے ہوئے کیسے سنا؟ اس نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اسلام جذعہ (چھوٹے بچے کی طرح) ظاہر ہوا پھر دو دانتوں والا چار والا چھ والا پھر کچلیاں نکالنے والے کی طرح ہو گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کچلیاں نکالنے کے بعد ہم نقصان میں ہی ہیں۔

(۵۰) ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے روایت نقل کیا ہے لفظ آیت فمن اضطر (یہ جو آدمی اس جانور کو کھانے پر مجبور ہو گیا) والی آیت کے بارے میں جس کو اس سورت کے شروع میں بیان کیا گیا۔ لفظ آیت فی مخمصۃ یعنی بھوک میں (اور فرمایا) لفظ آیت غیر متجانف لاثم یعنی گناہ میں حد سے تجاوز نہ کرنے والا۔

(۵۱) امام طستی نے مسائل میں نافع بن ازرق رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ مجھے اللہ تعالیٰ کے اس قول لفظ آیت فی مخمصۃ کے بارے میں بتایئے تو انہوں نے فرمایا یعنی بھوک اور مشقت میں۔ پھر پوچھا کیا عرب کے لوگ اس معنی سے واقف ہیں فرمایا ہاں کیا تو نے اعشیٰ کو نہیں سنا وہ کہتا ہے۔

تبیتون فی المشتی ملاء بطونکم وجاراتکم غرثی یبتن خمائصا

ترجمہ: موسم سرما میں رات گزارتے ہو پیٹ بھر کر جبکہ تمہارے پڑوسی بھوکے خالی پیٹ رات گزارتے ہیں۔

(۵۲) عبدالرزاق اور امام عبد بن حمید نے قتادہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ لفظ آیت فمن اضطر فی مخمصۃ غیر متجانف لاثم سے مراد ہے ایسی بھوک میں کہ جس میں کسی گناہ میں واقع ہونے والا نہ ہو۔

مجبور ولاچار شخص کے لئے مردار کھانے کی اجازت

(۵۳) ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے اس آیت کے بارے میں نقل کیا ہے کہ مجبور ہونے والے کے لئے اجازت دی گئی ہے۔ جب وہ کسی گناہ کا ارادہ کرنے والا نہ ہو اور مشقت میں پڑ جانے کی وجہ سے اس کو کھائے اور جو شخص بغاوت کر کے حد سے تجاوز کرے یا اللہ کی نافرمانی میں نکلے ہو اس پر اس (مردار) کو کھانا حرام ہے۔

(۵۴) امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اور حاکم نے (اور اسے صحیح بھی کیا ہے) ابو واقد اللیثی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ صحابہ رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم اس زمین میں ہوتے ہیں کہ ہم کو بھوک اور قحط سالی آ جاتی ہے تو ہمارے لئے کیا مردار کھانا حلال ہوتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم کو صبح اور شام کا کھانا بھی نہ ملے اور نہ کوئی سامان ترکاری ملے تو تم اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہو۔

(۵۵) ابن سعد اور امام ابوداؤد نے فجیع عامر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل ہے کہ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہمارے لئے کب مردار حلال ہوتا ہے آپ نے پوچھا تمہارا کھانا کیا ہے؟ عرض کیا ہم صبح کو بھی کھاتے ہیں اور شام کو بھی کھاتے ہیں عقبہ نے کہا صبح کو ایک پیالہ اور شام کو ایک پیالہ عرض کیا اتنا جبکہ بھوک اس سے انکار کرے۔ فرمایا تو اسی حالت میں ان کے لئے مردار حلال کیا گیا ہے۔

(۵۲) امام حاکم نے (اسے صحیح بھی قرار دیا ہے) سمرۃ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تو شام کے وقت گھر والوں کو دودھ سے سیراب کرے تو پھر اس مردار سے بچ جا جس سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا۔
(تفسیر در منثور، سورہ مائدہ، بیروت)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (آیت) الیوم اکملت لکم دینکم ۔ نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ میں تھے تو اس وقت صرف نماز فرض تھی جب مدینہ طیبہ تشریف لائے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کے حج کرنے تک حلال اور حرام نازل کیا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ نے حج فرمایا اور دین مکمل فرمایا تو یہ آیت نازل ہوئی۔ (آیت) الیوم اکملت لکم دینکم ۔ ائمہ حدیث نے طارق بن شہاب سے روایت کیا ہے، فرمایا: ایک یہودی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہنے لگا: اے امیر المومنین! تمہاری کتاب میں ایک آیت ہے جسے تم پڑھتے ہو اگر ہم پر نازل ہوتی تو ہم اس دن کو عید مناتے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: وہ کون سی آیت ہے؟ اس نے کہا: (آیت) الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا ۔ حضرت عمر نے کہا: میں اس دن کو جانتا ہوں جس دن میں نازل ہوئی اور (اس مکان کو جانتا ہوں جس میں وہ نازل ہوئی) یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر عرفہ کے دن جمعہ کے دن نازل ہوئی۔ (صحیح بخاری کتاب الایمان جلد ا، صفحہ ا، ایضا، حدیث ۴۳، ضیاء القرآن پبلی کیشنز)
مسلم کے الفاظ ہی اور نسائی کے ہاں جمعہ کی رات کا ذکر ہے، روایت ہے کہ جب یہ حج اکبر میں نازل ہوئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پڑھا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ رونے لگے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: تم کیوں رو رہے ہو؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: مجھے اس چیز نے رلایا ہے کہ ہمارے دین میں زیادتی ہو رہی تھی اب ہمارا دین مکمل ہو گیا ہے تو کوئی چیز مکمل نہیں ہوتی مگر وہ کم ہوتی ہے، نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو نے سچ کہا ہے مجاہد نے روایت کیا ہے کہ یہ آیت فتح مکہ کے دن نازل ہوئی۔ (المحرر الوجیز، جلد ۲، صفحہ ۱۵۴ دار الکتب العلمیہ)

میں کہتا ہوں: پہلا قول اصح ہے یہ جمعہ کے دن نازل ہوئی اور سن دس ہجری حجۃ الوداع کے موقع پر عصر کے بعد عرفہ کا دن تھا جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اونٹنی عضباء پر عرفہ میں ٹھہرے ہوئے تھے، اونٹنی کا بازو وحی کے بوجھ کی وجہ سے ٹوٹنے کے قریب تھا تو وہ اونٹنی بیٹھ گئی تھی، الیوم سے مراد دن کا بعض حصہ بھی لیا جاتا ہے، اسی طرح الشھر سے مراد بعض مہینہ لیا جاتا ہے تو کہتا ہے: ہم نے مہینہ میں یہ یہ کیا اور سال میں یہ یہ کیا، یہ تو معلوم ہے کہ تو نے پورے مہینہ اور پورے سال میں یہ نہیں کیا یہ عرب عجم کی لغت میں استعمال ہوتا ہے۔ الدین سے مراد وہ شرائع ہیں جو ہمارے لیے مشروع اور مفتوح ہوئیں، کیونکہ یہ شرائع تھوڑی تھوڑی نازل ہوئیں اور آخر میں یہ آیت نازل ہوئی اور اس کے بعد کوئی حکم نازل نہیں ہوا، یہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور سدی کا قول ہے، جمہور علماء نے کہا: اس سے مراد بڑے بڑے فرائض اور تحلیل و تحریم ہیں، فرمایا: اس کے بعد بھی بہت سا قرآن نازل ہوا اور اس کے بعد آیت ربا نازل ہوئی۔ اور آیت کلالۃ نازل ہوئی، پس دین کا بڑا حصہ اور حج کا امر مکمل ہوا کیونکہ اس سال میں مسلمانوں کے ساتھ کسی مشرک نے طواف نہ کیا اور نہ بیت اللہ کا کسی برہنہ شخص نے طواف کیا تمام لوگ عرفہ میں ٹھہرے بعض علماء نے فرمایا: (آیت) الیوم اکملت لکم دینکم ۔ یعنی تمہارے لیے تمہارے دشمنوں کو میں نے ہلاک کر دیا اور تمہارے دین کو تمام ادیان

پڑنا بہ دیا جیسے تو کہتا ہے: ہمارے لیے وہ مکمل ہوا جو ہم چاہتے تھے جب تیرے دشمن کا کام تمام کر دیا جائے۔

مسئلہ نمبر: (۲۳) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (آیت) **واتممت علیکم نعمتی** ۔ شرائع اور احکام کی تکمیل کر کے اور دین
اسلام کو غلبہ دے کر تم پر اپنی نعمت کو مکمل کیا جیسا کہ میں نے تم سے وعدہ کیا تھا، کیونکہ میں نے کہا تھا: (آیت) **ولاتم نعمتی علیکم** ۔ (بقرہ:۱۵۰)

یہ مکہ میں امن اور اطمینان سے داخل ہونا ہے اور اس کے علاوہ نعمتیں ہیں جو اس ملت حنیفہ کو جنت کے دخول تک میسر آئیں

مسئلہ نمبر: (۲۴) شاید کوئی کہنے والا کہے: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (آیت) **الیوم اکملت لکم دینکم** ۔ اس بات پر
دلالت کرتا ہے کہ پہلے یہ دین کامل نہ تھا یہ اس بات کا موجب ہے کہ پہلے جتنے مہاجرین و انصار فوت ہو گئے ہیں اور وہ لوگ جو بدر
اور حدیبیہ میں حاضر تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دونوں بیعتیں کی تھیں اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کے لیے اپنے نفسوں کی قربانی
دی تھی اور ساتھ ساتھ بڑی بڑی مشقتیں برداشت کی تھیں وہ لوگ ناقص دین پر فوت ہوئے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ناقص
دین کی طرف اس عرصہ میں دعوت دیتے رہے اور یہ مسلم ہے کہ نقص عیب ہے اور اللہ کا دین قیم ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: دینا
قیما۔ ان تمام باتوں کا جواب یہ ہے کہ تو نے یہ کیوں کہا کہ ہر نقص عیب ہے اس پر تمہاری دلیل کیا ہے، پھر کہا جائے گا: کیا مہینہ کا کم
ہونا کیا یہ عیب ہے اور مسافر کی نماز کا کم ہونا کیا یہ اس کے لیے عیب ہے اور عمر کا نقصان جس کا اللہ تعالیٰ نے اپنے ارشاد
(آیت) **وما یعمر من معمر ولا ینقص من عمرہ** ۔ (فاطر:۱۱) سے ارادہ فرمایا کیا یہ اس کے لیے عیب ہے، عادت کے
دنوں میں حیض کا ختم ہونا اور حمل کے ایام کا کم ہونا اور چوری کے ساتھ یا جلنے کے ساتھ یا غرق ہونے کے ساتھ مال کا کم ہونا جب کہ
اس کا مالک محتاج نہ ہو؟ پس تو نے انکار نہیں کیا کہ شرع میں دین کے اجزاء کی کمی اس کے باقی اجزاء کے لاحق ہونے سے پہلے جو
اللہ کے علم میں باقی ہیں یہ عیب اور شین نہیں ہے اور تو نے انکار نہیں کیا کہ (آیت) **الیوم اکملت لکم دینکم** ۔ کے ارشاد کا معنی
دو اعتبار سے ہے۔

(۱) اس سے مراد یہ ہوگا کہ میں نے اس دین کو اس انتہائی حد تک پہنچایا جو میرے نزدیک تھی جس کا میں نے فیصلہ کیا اور جس کا
میں نے اندازہ کیا اور اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ پہلے اس میں ایسا نقص تھا جو عیب شمار ہوتا، لیکن یہ نقصان مقید کے ساتھ موصوف
ہوتا ہے، کہا جائے گا کہ اس اعتبار سے ناقص تھا جو اللہ تعالیٰ کے پاس تھا جو اس کو لاحق ہونے والا اور اس سے ملنے والا تھا مثلاً ایک
شخص جس کو اللہ تعالیٰ سو سال تک پہنچانے والا تھا پس کہا جاتا تھا، اللہ تعالیٰ نے اس کی عمر کو مکمل کیا، اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ اس
کی عمر ساٹھ سال تھی تو وہ ناقص تھی جو قصور اور خلل کا نقص تھا، کیونکہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے: جس کو اللہ تعالیٰ نے ساٹھ سال
کی عمر تک پہنچایا تو اب اس کی عمر میں عذر کا محل نہیں رہا۔

(صحیح بخاری کتاب الرقاق، باب من بلغ ستین سنۃ الخ رقم الحدیث ۵۹۴۰، ضیاء القرآن پبلی کیشنز)

لیکن نقصان مقید کے ساتھ موصوف کرنا جائز ہے پس کہا جائے گا: جو اس کی عمر اللہ کے پاس تھی اس اعتبار سے ناقص تھی اللہ
تعالیٰ اسے اس عمر تک پہنچانے والا ہے اور اسے لمبی عمر دینے والا ہے اللہ تعالیٰ نے ظہر، عصر اور عشاء کی چار رکعتیں مکمل فرمائیں اگر

اس کے لیے اکمال کالفظ بولا جائے تو کلام صحیح ہوگی۔
اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ جب دو رکعتیں ہوتی ہیں تو وہ ناقص ہوتی ہیں اور قصور اور خلل کا نقص ہوتا ہے، اگر کہا جائے کہ
کے نزدیک ناقص تھی اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھ اور چیز ملا دی اور اس پر کچھ زائد کر دیا تو اس طرح صحیح ہوگا، اسی طرح شرائع
اللہ کے شریعت کے احکام جو آہستہ آہستہ تھوڑے تھوڑے آئے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے دین کو اس منتہی تک پہنچا دیا جو اس کے
اسلام کا حکم ہے،
پاس تھی۔

دوسری وجہ یہ ہے: (آیت) الیوم اکملت لکم دینکم ۔ سے مراد یہ ہے اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو اس حج کی توفیق بخشی
جس کے علاوہ ان پر اور ارکان دین باقی نہ تھے، پس صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے حج کیا تو ان کے لیے دین جمع ہوا، اس
لیے ارکان کی ادائیگی کے اعتبار سے اور فرائض کے قیام کے اعتبار سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے: اسلام کی بنیاد پانچ احکام
پر ہے۔ (صحیح مسلم کتاب الایمان، جلد ۱، صفحہ ۳۲، ایضاً حدیث صحیح بخاری، رقم الحدیث، ۷، ضیاء القرآن پبلی کیشنز)۔
صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے کلمہ کی شہادت بھی دی، نماز بھی پڑھی، زکوۃ بھی دی، روزے بھی رکھے، جہاد بھی کیا اور
عمرہ بھی کیا، لیکن حج نہیں کیا تھا، جب انہوں نے اس دن نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد نازل کیا
جب کہ وہ عرفہ کی شام موقف میں تھے۔ اس سے مراد یہ لیا کہ ان کے لیے دین کی وضع کو مکمل کیا، اس میں دلالت ہے کہ تمام
طاعات، دین ایمان اور اسلام ہیں۔

مسئلہ نمبر: (۲۵) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (آیت) ورضیت لکم الاسلام دینا ۔ یعنی میں نے تمہیں بتایا کہ میری رضا
تمہارے لیے دین میں ہے اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ ہمارے لیے دین کو پسند کیا، پس اس دن کے ساتھ رضا کے خاص ہونے کا فائدہ نہ
ہوگا اگر ہم اس کو اپنے ظاہر پر محمول کریں، دینا تمیز کی بنا پر منصوب ہے اگر تو چاہے تو مفعول ثانی بنا دے، اگر کہا جائے کہ اس کا معنی
ہے میں نے تمہارے لیے پسند کیا جب تم نے میرے لیے اس دین کا اقرار کیا جو تمہارے لیے میں نے شروع کیا، یہ بھی احتمال ہے
کہ (آیت) ورضیت لکم الاسلام دینا ۔ سے مراد یہ ہو کہ میں نے تمہارے اسلام کو پسند کیا بطور دین جس پر تم آج ہو یہ
اپنے کمال کے ساتھ ہمیشہ باقی رہے گا، اس سے کوئی چیز منسوخ نہیں کروں گا، واللہ اعلم۔

اسلام میں اس آیت میں وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے ارشاد ان الدین عنداللہ الاسلام میں ہے جبریل نے نبی مکرم صلی اللہ علیہ
وسلم سے اسلام کے متعلق سوال کیا تھا اس کی جو اس میں تفسیر کی گئی تھی وہ ایمان، اعمال اور دوسرے احکام کا نام ہے۔
(صحیح بخاری، باب سوال الجبرائیل عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن ایمان، رقم الحدیث، ۴۸، ضیاء القرآن پبلی کیشنز)

19 - باب عَلَامَةِ الْإِيْمَانِ

یہ باب ہے کہ ایمان کی علامت

5028 - اَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرٌ - يَعْنِي ابْنَ الْمُفَضَّلِ - قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ اَنَّهُ سَمِعَ اَنَسًا يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَلَدِهِ

وَوَالِدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ"۔

☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''تم میں سے کوئی بھی ایک شخص اس وقت تک کامل مومن نہیں ہوسکتا' جب تک ''میں'' اس کے نزدیک' اس کی اولاد اس کے والدین اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہیں ہوجاتا''۔

ایمان کی اصل اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا بیان

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت دین حق میں شرط اول ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہے سند آزاد ہونے کی
خدا کے دامن توحید میں آباد ہونے کی

وجہ تخلیق کائنات سرور دوعالم نبی محتشم رسول مکرم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بندہ مومن کے تعلق کے بارے میں شریعت مطہرہ میں انتہائی واضح اور صریح احکامات موجود ہیں، کہ کوئی بھی اس وقت تک کامل مومن نہیں ہوسکتا، کہ جب تک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارکہ اس کو اس کی جان اس کی اولاد اس کے ماں باپ اس کے مال یہاں تک کہ دنیا کی ہر شے سے زیادہ محبوب اور پیاری نہ ہوجائے۔

یہی اصل ایمان ہے کہ روحِ کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ انتہا درجہ کا تعلق عشق ومحبت رکھا جائے، اگر صحابہ کرام علیہم الرضوان کے شب وروز کا مطالعہ کریں، تو یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہوجاتی ہے کہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کس انتہائی درجے کا عشق اور کس قدر عظیم الشان محبت کا مظاہرہ کرتے تھے۔

کیونکہ اقامت واحیائے دین کا دارومدار ایمان پر ہے اور پھر کامل ایمان کا انحصار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عشق و محبت اور انتہا درجہ کی تعظیم وتکریم پر ہے۔

بعض لوگ سوال کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب وتعظیم وتکریم کے معیار کے اصول اور پیمانے کیا ہیں؟۔۔

تو اس سلسلے میں عرض ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق ومحبت جس قدر صحابہ کرام علیہم الرضوان کرتے تھے اس کی مثال ملنا مشکل وناپید ہے، کہ

صحابہ کرام علیہم الرضوان کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جس پاس ادب تھا اور جو تعظیم رسالت اور تکریم رسالت صحابہ کرام علیہم الرضوان کو حاصل تھی یہ سب کچھ ان کو سرکار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق اور محبت کی بدولت ملا تھا نبی رحمت شفیع امت صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق ومحبت کا یہ تسلسل صحابہ کرام علیہم الرضوان سے لے کر تابعین وتبع تابعین اور اکابر ائمہ تک جاتا ہے۔

اسلاف واخیار کے ادب وتکریم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حال تھا کہ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سنتے ہی ان کی آنکھیں چھم چھم برسنے لگتی۔

5028-اخرجه البخاري في الايمان، باب حب الرسول صلى الله عليه وسلم من الايمان (الحديث 15م) ۔ واخرجه مسلم في الايمان، باب وجوب محبة رسول الله صلى الله عليه وسلم اكثر من الاهل و الولد و الوالد و الناس اجمعين و اطلاق عدم الايمان على من لم يحبه هذه المحبة (الحديث 70) واخرجه ابن ماجه في المقدمة، باب في الايمان (الحديث 67) ۔ تحفة الاشراف (1249) ۔

آج امت مسلمہ دین سے جس قدر دور ہوتی جا رہی ہے اس کی ایک سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ ہم سیرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ناآشنا ہوتے جا رہے ہیں اور امت مسلمہ کا سیرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے دوری کے سبب گستاخان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو موقع مل رہا ہے کہ وہ امت کے بھولے بھالے اور سیدھے سادھے مسلمانوں کو شرک و بدعت کی آڑ میں گمراہ کر کے اپنے آقاؤں کی خوشنودی حاصل کر رہے ہیں۔

اہل ایمان کے دلوں سے ادب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم و تعظیم و تکریم رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ختم کرنے کے لئے درجنوں گمراہ فرقے وجود میں آ گئے ہیں

مختلف ناموں سے گمراہی کا یہ ٹولہ اپنے ایمان کا تو بیڑا غرق کر ہی چکا ہی اب وہ بھولے بھالے اور سادہ لوح مسلمانوں کو شرک وبدعت کے نعرے کی آڑ میں ورغلا کر اپنے شکنجے میں لے کر ان کے دلوں سے شمع عشق و رسالت کو بجھانا چاہتا ہے۔ —

جو لوگ سیرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوری طرح واقف نہیں اور جن کو درست عقائد کا صحیح علم نہیں ہے وہ وہ سیدھے سادھے مسلمان، ان گمراہ و بدمذہبوں کے جال میں پھنس کر اپنے ایمان کی قیمتی دولت کو گنوا دیتے ہیں اس لئے ضروری ہے کہ ہر مسلمان کو چاہئے کہ آئے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور رفعت و کمال سے آگاہ ہو اور عقائد صحیحہ سے بھی آگاہی حاصل کرلے۔ جتنا عشق اور جتنی محبت حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کریں گے اسی قدر ادب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت کا ادراک حاصل ہوگا۔

یہاں پر ایک سوال اور بھی پیدا ہوتا ہے، کہ گمراہ فرقے، جو کہ ایک ہی حمام کے سب ننگے ہیں، یہ سب مذہب، رسول (علیہ السلام) دشمنی اور بعض نبی کے معاملے میں بہت اچھی طرح سے ساجھے دار ہین یہ لوگ مسلمانوں کو طرح طرح کے مسائل میں الجھانے کی کوشش کرتے ہیں، یہ علماء و فقہاء سے بحث نہیں کرتے، بلکہ یہ عام لوگوں سے ابحاث کر کے گمراہ کرتے ہیں

ان کے گستاخانہ طرز عمل مین ایک گمراہ کن سوال یہ بھی سیدھے سادھے مسلمانوں سے ہوتا ہے کہ یہ اہلسنت بریلوی لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم حد سے زیادہ کر کے اس تعظیم کو اللہ تعالیٰ کے برابر کر دیتے ہیں، حالانکہ ایسا نہیں ہے یہ محض جھوٹ ،افتراء اور الزام ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں اور ہم یہ شہادت ہر نماز میں التحیات پڑھتے وقت دیتے ہیں، لہٰذا ثابت ہوا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کا بندہ و مخلوق تسلیم کرتے ہیں، جبکہ اللہ تعالیٰ خالق اور معبود ہے

تفصیلی بحث اندر کتاب میں مناسب موضوع کے لحاظ سے کروں گا یہاں محض 2 الفاظ میں ان گستاخوں کو لپیٹ لیتا ہوں، کہ آپ، جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب کی حد کی وضاحت کر دیں کہ وہ حد کہاں تک ہے؟... تا کہ ہم اس حد تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر کریں

ویسے ایک بات کی اور وضاحت کر کے ان گمراہوں کے ساجھے کی ہنڈیا بیچ چوراہے میں پھوڑ ہی دیتا ہوں، کہ اللہ تعالیٰ تو لامحدود ہے اور ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر کو کس طرح لا سکتے ہیں اس لامحدودیت کی طرف یہ تو ممکن ہی نہیں کہ

مخلوق، معبود کے درجات تک پہنچ جائے۔

باقی رہی بات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و توقیر کی اور ادب کی، تو اس کا تو ہمیں حکم دیا جارہا ہے اور ہم اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر کرتے ہیں، اور جو اللہ تعالیٰ کے حکم کی خلاف ورزی کرے گا، وہ مومن تو نہیں ہو سکتا،

مومن تو وہی ہیں، کہ جو اللہ تعالیٰ کے احکامات مکمل طور پر بجالائیں، جن میں یہ بھی شامل ہے کہ اللہ تعالیٰ ایمان کے معاملے میں مومنین کو آزمائے گا بھی، گو وہ یہ جانتا بھی ہے کہ کون مومن ہے اور کون مومن نہیں ہے اور اس طرح اللہ تعالیٰ اپنی حجت قائم فرمائے گا۔ (ترجمہ کنز الایمان)

کیا لوگ اس گھمنڈ میں ہے کہ اتنی بات پر چھوڑ دیے جائیں گے کہ ہم لائے اور ان کی آزمائش نہ ہوگی۔ (سورۃ العنکبوت 2)

اس آیت کریمہ کی روشنی میں دیکھیں تو اس بات کی گنجائش ہی نہیں کہ محض یہ کہنا کہ ہم ایمان لائے ہیں ان کے اس قول کو تسلیم کر لیا جائے گا اس کے لئے ان کی آزمائش ہوگی کہ وہ ایمان والے ہیں بھی یا نہیں جن کا ثبوت یہ بھی ہے

ارشاد ربانی ہے، کہ کیا اس گمان میں ہو کہ جنت میں چلے جاؤ گے اور ابھی تم پر اگلوں کی سی روداد نہ آئی، پہنچی انہیں سختی اور شدت اور ہلا ہلا ڈالے گئے یہاں تک کہ کہہ اٹھا رسول اور اس کے ساتھ ایمان والے کب آئے گی مدد اللہ کی؟ ۔۔سن لو اللہ کی مدد قریب ہے۔ سورۃ بقرۃ 214۔

شان نزول اخذ از ترجمہ کنز الایمان

یہ آیت کریمہ غزوہ احزاب کے متعلق نازل ہوئی جہاں مسلمانوں کو سردی اور بھوک وغیرہ کی سخت تکلیفیں پہنچی تھی، ان میں انہیں صبر کرنے کی تلقین فرمائی گئی اور بتایا گیا کہ راہ خدا میں تکالیف برداشت کرنا قدیم سے خاصان خدا کا معمول رہا ہے ابھی تو تمہیں پہلوں کی سی تکلیفیں پہنچی بھی نہیں ہیں۔

حضرت خباب بنارت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سایہ کعبہ میں اپنی چادر مبارکہ سے تکیہ کئے ہوئے تشریف فرما تھے، ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لئے دعا کیوں نہیں فرماتے ہماری مدد کیوں نہیں کرتے؟ ۔۔تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم سے پہلے لوگ گرفتار کئے جاتے تھے زمین میں گڑھا کھود کر اس میں دبائے جاتے تھے آرے سے چیر کر دو ٹکڑے کر ڈالے جاتے تھے اور لوہے کی کنگیوں سے ان کے گوشت نوچے جاتے تھے اور ان میں کوئی مصیبت انہیں انکے دین سے روک نہ سکتی تھی۔ (سورۃ البقرۃ 214 شان نزول ترجمہ کنز الایمان بابت سورۃ العنکبوت 2)

یہ حال بتایا جارہا ہے ایمان والوں کا جو ہر آزمائش و ابتلاء میں بھی صبر سے کام لیتے تھے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے جڑے رہتے تھے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ اصل الایمان یہی ہے کہ جان ایمان روح کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جڑا رہنا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ انتہا درجے کا تعلق عشق و محبت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب و احترام اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و ہر حکم ماننا ہی عین ایمان ہے اور اس کے خلاف کرنا کفر ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بالا سناد مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا، کہ جب تک میں اس کو اس کی جان، اس کی اولاد، اس کے ماں باپ اور تمام لوگوں سے یہاں تک کہ دنیا کی ہر شے سے زیادہ پیارہ نہ ہو جاؤں۔

محمد بن مثنی، عبدالوہاب ثقفی، ایوب، ابوقلابہ، انس رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ تین باتیں جس کسی میں ہوں گیں، وہ ایمان کی مٹھاس (مزہ) پائے گا، اللہ اور اس کے رسول اس کے نزدیک تمام ماسوا سے زیادہ محبوب ہوں اور جس کسی سے محبت کرے تو صرف اللہ ہی کے لئے کرے اور کفر میں واپس جانے کو ایسا برا سمجھے جیسے آگ میں ڈالے جانے کو۔

مذکورہ احادیث کریمہ میں مومنین کو ایمان کی حلاوت ولذت کے بارے میں آگاہ کیا جارہا ہے کہ ایمان لانے کے بعد ایمان کی حلاوت پانا بھی اہم قرار دیا جارہا ہے محض یہ نہیں کہ کہہ دیا کہ ہم ایمان لائے بلکہ ایمان کی حلاوت کے لئے جب وہ آزمائش کے مرحلے میں ہو، تو کفر پر نہ لوٹ جائے بلکہ آزمائش میں صبر کرتے ہوئے ثابت قدم رہے اور کفر پر لوٹنے کو ایسا جانے جیسے کہ آگ میں ڈالے جانے کو برا جانتا ہے اور یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ ہی کے لئے کرے اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو دنیا ومافیہا کی تمام محبتوں پر فوقیت دے اس جگہ پر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، کہ ایمان والوں کو اللہ کے برابر کسی کی محبت نہیں۔ سورۃ البقرۃ 165 نیز ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے، کہ

قُلْ إِنْ كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَالٌ اقْتَرَفْتُمُوهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَا أَحَبَّ إِلَيْكُمْ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ فَتَرَبَّصُوا حَتّٰى يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِينَ .

یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمادیں، کہ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری عورتیں اور تمہارا کنبہ اور تمہاری کمائی کے مال اور وہ سودا جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے اور تمہارے پسند کے مکان یہ چیزیں اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں لڑنے سے زیادہ پیاری ہوں تو راستہ دیکھو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لائے اور اللہ فاسقوں کو راہ نہیں دیتا۔ (سورۃ التوبۃ 24)

آیات بالا میں اللہ تعالیٰ سے محبت کا ذکر کیا گیا ہے، کہ ایمان والوں کو اللہ کے برابر کسی کی محبت نہیں دوسری جگہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ایک ساتھ کیا گیا ہے، کہ اللہ اور اس کے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ میں لڑنے سے زیادہ اگر کوئی اور محبوب ہو تو راستہ دیکھو حتی کہ اللہ اپنا حکم لائے۔

اس مقام پر اللہ تعالیٰ نے تفصیل کے ساتھ یہ بیان فرمادیا کہ اس انسان کی جتنی بھی رشتہ داریاں ہیں یا اس کی محبت کے جتنے بھی زاویے ہیں ان سب کو سمیٹ کر اس کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ کی محبت کا جھنڈا بلند ہونا چاہیے ایک طرف اس کی محبت اپنے باپ

کے ساتھ ہے اپنے بیٹے کے ساتھ اپنی زوجہ کے ساتھ ہے اپنے کمائے ہوئے مال کے ساتھ ہے اپنی کوٹھی اپنے بنگلہ کے ساتھ ہے اور دوسری طرف اس کی محبت اللہ تعالیٰ و رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہے اور جہاد کے ساتھ ہے جب یہ سب محبتیں آپس میں متعارض ہو جائے، تو مومن وہ ہوگا، کہ جو ان ساری (مادی) چیزوں کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو بلند کرے گا اور ان دو ذوات کی محبت کو باقی تمام ذوات کی محبتوں پر غالب کر دے گا۔

مذکورہ آیت کریمہ میں جہاں اللہ تعالیٰ نے اپنی محبت کی تفصیل کا ذکر کیا وہاں ساتھ ہی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا تذکرہ بھی کیا ہے، تاکہ کسی کو غلط فہمی نہ رہے کہ کہیں اللہ تعالیٰ کی محبت میں کوئی فرق ہے، خالق کائنات ہم سے دوسری تمام محبتیں چھڑوانا چاہتا ہے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ ان میں نہیں فرمایا جن کی محبت اللہ تعالیٰ چھڑوانا چاہتا ہے، بلکہ رب کائنات نے آقائے کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ اس محبت کے ساتھ فرمایا ہے، جس میں کہا گیا ہے کہ تمام چیزوں کی محبت سے اوپر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو مقدم ہونا چاہئے۔

اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو اپنی محبت کے ساتھ ذکر کر کے اس بات کو واضح کیا ہے کہ اس کے سوا باقی ہر محبت کو چھوڑنا ہوگا، وہ محبت جو اللہ تعالیٰ کی محبت کے مقابل آ جائے، اس کو ہر حال میں چھوڑنے کو کہا جا رہا ہے، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو اللہ تعالیٰ نے اس محبت میں نہیں رکھا لکھا جو مقابل آ جائے، بلکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اللہ تعالیٰ ہی کی محبت ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی محبت کے ساتھ ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا ذکر فرمایا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وضو فرما رہے تھے صحابہ کرام علیہم الرضوان مستعمل پانی حاصل کر رہے تھے اور اسے چوم رہے تھے ماتھوں پر لگا رہے تھے، جب ان سے پوچھا گیا، کہ تم ایسا کیوں کرتے ہو، کہ میں وضو کرتا ہوں اور تم میرے وضو کے پانی کے لئے تڑپتے ہو اس کو حاصل کرتے ہو اس کی کیا وجہ ہے؟ تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی کہ بحب اللہ ورسولہ: یہ کام اللہ تعالیٰ کی محبت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے لئے کرتے ہیں۔

بخاری شریف میں ہے آپ نے، کہ وضو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں اور خالق کائنات تو اعضاء سے بھی پاک ہے، لیکن اس مستعمل پانی کے بارے میں صحابہ کرام علیہم الرضوان کا نظریہ یہ تھا، کہ پانی سے ہمیں دونو کی خوشبو آتی ہے اس واسطے قرآن وسنت میں یہ دونوں محبتیں ہمیشہ یکجا کی جا رہی ہیں، یکجا ہی بیان کیا گیا ہے اور نفس الامر میں ان دونوں محبتوں کا حکم ایک ہی ہے۔ بات ہے اللہ تعالیٰ سے محبت کی، لیکن کوئی بھی کس طرح اللہ تعالیٰ سے محبت کر سکتا ہے اس کے لئے بھی اللہ تعالیٰ نے قانون اور قرینہ بتا دیا ہے، آپ کچھ بھی کر لیں آپ کو گھوم پھر کر سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس ہی کی طرف آنا پڑے گا اور اس کے سوا کوئی دوسرا راستہ ہے ہی نہیں، کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے، کہ اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما دیجئے، کہ لوگو اگر تم اللہ تعالیٰ کو دوست رکھتے ہو، تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ، اللہ تعالیٰ تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔ (سورۃ آل عمران۔ آیت 31)

جو اللہ تعالیٰ سے محبت کرتا ہے یا کرنا چاہتا ہے اس کو بتا دیا گیا ہے کہ تم اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرو، جب تم اللہ

کی اس محبوب کی پیروی کروگے تو اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا تمہیں دوست رکھے گا مگر شرط یہی ہے کہ تم رسول محتشم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرو اور لازمی بات ہے، کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی وہی کرے گا، کہ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھے گا اور جو محبت رکھے گا وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بے حد ادب واحترام بھی کرے گا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم وتوقیر بھی کرے گا اور اس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت وپیروی کرنا ایمان بن جائے گا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ پر ایمان لانا ہی عین ایمان ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کریمہ ہی ایمان کا مدار ہے اور کامل ایمان کا انحصار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عشق اور محبت اور انتہا درجہ کی تعظیم وتکریم پر ہے۔

اور تاریخ اسلام گواہ ہے، کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام علیہم الرضوان نے اپنے والہانہ عشق ومحبت سے سرشار ہوکر جس شاندار انداز میں اپنے آقا ومولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی عقیدت ومحبت کا اظہار کیا اور جس قدر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم وتوقیر کی، اس کی نظیر مل ہی نہیں سکتی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کے بغیر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا مقصود ہی نہیں ہے، مومن کے لئے ضروری ہے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی جان اپنی اولاد اپنے ماں باپ اور مخلوق میں سے ہر شے سے زیادہ محبوب رکھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، کہ یہ نبی مسلمانوں کا ان کی جان سے زیادہ مالک ہے۔ (سورۃ الاحزاب، آیت 6)

اللہ تعالیٰ نے جب سرور دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کو مالک بنادیا ہے، ہماری جانوں کا۔ تو پھر کس کو اختیار ہے کہ کوئی بھی شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب واحترام نہ کرے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت نہ کرے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلمکی تعظیم وتوقیر نہ کرے۔

اگر کوئی اس کے برعکس جاتا ہے، تو کافر ومشرک ہے اور اگر محض دکھاوے کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات پر عمل کرتا ہے اور دل میں محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم نہیں، ادب واحترام نہیں ہے اور تعظیم وتوقیر سے کتراتا ہے، تو ایسا شخص ہرگز مومن ومسلم نہیں، بلکہ ایسے شخص کو منافق سے تعبیر کیا گیا ہے۔

کامل مومن اسے ہی کہا گیا ہے کہ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بے انتہا درجہ عشق ومحبت کرے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب واحترام کرے اور تعظیم وتوقیر بجالائے یہی عین ایمان ہے اور یہی اللہ تعالیٰ کی مراد ہے۔

لیکن بعض گمراہ اور بدمذہب لوگوں کی طرف سے مختلف ہتھکنڈوں سے مومنین کے دلوں سے تعظیم رسالت کو ختم کرنے کی کوشش کی جارہی ہے اس کے لئے مختلف فرقے مختلف ناموں سے دشمنی رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر کمر کس کر میدان میں آئے ہوئے ہیں۔

ان کے دلوں میں بغض نبی ہے اور زبان سے شرک وبدعت کا نعرہ لگا کر شرک وبدعت کی آڑ میں لوگوں کے ایمان خراب کرنے پر تلے ہوئے ہیں اور یہ چاہتے ہیں کہ لوگوں کے دلوں سے شمع عشق رسالت کو بجھا دیا جائے جو لوگ سیرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ناواقف ہیں اور جن کو عقائد صحیحہ کا درست علم نہیں حالانکہ وہ مسلک اہلسنت والجماعت سے منسلک بھی ہیں لیکن اس پر شدت اور پختگی نہیں ہے یا وہ ان گمراہوں اور بدمذہبوں کی جانب سے کئے جانے والے کچھ سوالات کے جوابات اپنے مسلک کے

بارے میں نہیں دے سکتے کیونکہ وہ ان کے بنائے ہوئے سوالات سے ناواقف ہوتے ہیں اور اچانک جواب نہیں دے پاتے اس لئے وہ مخمصے کا شکار ہو جاتے ہیں اور وہ بدمذہب اور گمراہ اس پر فوراً شرک کا الزام لگا دیتا ہے اور وہ شخص چونکہ درست عقائد سے ناواقف ہوتا ہے لہٰذا وہ بھٹک جاتا ہے اور بدمذہبوں اور گمراہوں کے شکنجے میں آ جاتا ہے۔

اس طرح وہ اپنے ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے اور گمراہ ہو جاتا ہے لہٰذا ہر مسلمان پر لازم ہے کہ نبی رحمت شفیع امت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور رفعت وکمال سے آگاہی اور درست عقائد کی معلومات ہو۔

بدمذہب اور بدعقیدہ و باطل پرست لوگ اپنے گمراہ اور باطل عقائد، شرک و بدعت کی آڑ میں پھیلاتے ہیں حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کریمہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت شرک نہیں کرے گی۔ جیسا کہ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں۔

ایک دن نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے کاشانہ اقدس سے نکلے (میدان احد پہنچے) اور شہداء احد کی قبروں پر نماز جنازہ ادا فرمائی پھر واپس تشریف لا کر منبر پر جلوہ افروز ہوئے ارشاد فرمایا: میں تمہارے لئے "فرط" ہوں اور میں تم پر شہید ہوں۔ اور بیشک اللہ کی قسم! میں اب اپنے حوض کو دیکھ رہا ہوں اور بیشک مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں یا زمین کی چابیاں عطا کر دی گئیں اور اللہ کی قسم! مجھے تمہارے بارے میں یہ خوف نہیں کہ تم میرے بعد شرک کرو گے لیکن مجھے یہ ڈر ہے کہ تم طلب دنیا میں ایک دوسرے سے بڑھنے کی کوشش کرو گے۔

بخاری شریف میں ہے۔ ملاحظہ فرمائیں آپ نے کہ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح طور پر اعلان فرما دیا، کہ میری امت سے مجھ کو شرک کا خوف نہیں ہے پھر آج گستاخان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ٹولہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان اقدس کے خلاف جا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر شرک کے الزامات کیوں لگاتا ہے بدعت کے الزامات کیوں لگاتا ہے کچھ تو ہے کہ جس کی پردہ داری ہے۔

اس سلسلے میں یہ حدیث کریمہ بھی ملاحظہ فرمائیں، کہ

عَنْ حُذَيْفَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم: إِنَّ مَا أَتَخَوَّفُ عَلَيْكُمْ رَجُلٌ قَرَءَ الْقُرْآنَ حَتّٰى إِذَا رُءِيَتْ بَهْجَتُهُ عَلَيْهِ وَكَانَ رِدْءًا لِلْإِسْلَامِ غَيْرَهُ إِلٰى مَاشَاءَ اللهُ فَانْسَلَخَ مِنْهُ وَنَبَذَهُ وَرَاءَ ظَهْرِهِ وَسَعٰى عَلٰى جَارِهِ بِالسَّيْفِ وَرَمَاهُ بِالشِّرْكِ قَالَ: قُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللهِ، أَيُّهُمَا أَوْلٰى بِالشِّرْكِ الْمَرْمِيُّ أَمِ الرَّامِي قَالَ: بَلِ الرَّامِي.

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیشک مجھے جس چیز کا تم پر خدشہ ہے وہ ایک ایسا آدمی ہے جس نے قرآن پڑھا یہاں تک کہ جب اس پر اس قرآن کا جمال دیکھا گیا اور وہ اس وقت تک جب تک اللہ نے چاہا اسلام کی خاطر دوسروں کی پشت پناہی بھی کرتا تھا۔ پس وہ اس قرآن سے دور ہو گیا اور اس کو اپنی پشت پیچھے پھینک دیا اور اپنے پڑوسی پر تلوار لے کر چڑھ دوڑا اور اس پر شرک کا الزام لگایا، راوی بیان کرتے ہیں کہ میں

نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم)! ان دونوں میں سے کون زیادہ شرک کے قریب تھا شرک کا الزام لگانے والا یا جس پر شرک کا الزام لگایا گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شرک کا الزام لگانے والا۔

رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ فِي التَّارِيخِ، ابْنُ حِبَّانَ وَالْبَزَّارُ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

(رواہ البخاری فی التاریخ الکبیر، 4، 301، الرقم: 2907، ابن حبان فی الصحیح، 1، 282، الرقم: 81، والبزار فی المسند، 7، 220، الرقم: 2793، والطبرانی فی المعجم الکبیر، 20، 88، الرقم: 169، وفی مسند الشامیین، 2، 254، الرقم: 1291، والہیثمی فی مجمع الزوائد، 1، 188، وقال: اسنادہ حسن، وابن کثیر فی تفسیر القرآن العظیم، 2، 266.

مذکورہ بالا 12 احادیث کریمہ آپ پھر بغور پڑھیں، کہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو چکی ہے، کہ جو لوگ شرک شرک اور بدعت بدعت کرتے رہتے ہیں اور شرک و بدعت کی آڑ میں لوگوں کو گمراہی پر مائل کرتے ہیں درحقیقت یہی لوگ، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے موجب، یہی لوگ مرتکب شرک ہوتے ہیں اور نہ صرف شرک کے مرتکب ہوتے ہیں بلکہ یہی لوگ رحمت دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم وتکریم کے بھی انکاری ہیں۔

ان کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان رحمت ہے، کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل فرماتے ہیں، کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ بے شک تم میں سے ایسے لوگ ہوں گے جو عبادت کریں گے اور اپنی عبادت میں تندہی سے کام لیں گے۔

یہاں تک کے وہ لوگوں کو بھلے لگیں گے اور وہ خود بھی اپنے آپ پر اترائیں گے حالانکہ وہ دین سے اس طرح خارج ہوں گے، کہ جس طرح تیر شکار سے خارج ہو جاتا ہے۔ (مسند احمد بن حنبل۔ المسند الہیثمی مجمع الزوائد مصنف عبدالرزاق)

یہ ہے حقیقت ان لوگوں کی، جو آداب رسالت اور تعظیم وتوقیر رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے منکر ہیں یوں جان لو کہ یہ لوگ ایمان بالرسالت کے بغیر ہی اللہ تعالیٰ پر ایمان لا کر مومن بننے کا خواب دیکھ رہے ہیں، جبکہ حقیقت یہ ہے کہ ایمان بالرسالت کے بغیر ایمان، ایمان کہلاتا ہی نہیں، تو پھر ایسا ایمان مقبول کس طرح ہوگا؟

کیا وجہ ہے، کہ یہ لوگ اسلام میں پورے پورے داخل نہیں ہوتے، جبکہ قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے، کہ اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ پھر یہ احکامات قرآن کریم کی خلاف ورزی کیوں کرتے ہیں؟

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے خلاف کیوں جاتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مومن کو آداب رسالت کے تمام قرائن سکھا دیئے تعظیم مومنوں کے دلوں میں راسخ کردی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کو اللہ تعالیٰ نے اپنی اطاعت قرار دے دیا اور جس نے اس سے انحراف کیا وہ بہت دور گمراہی میں مبتلا ہو گیا کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت وفرمانبرداری اللہ تعالیٰ ہی کی اطاعت وفرمانبرداری ہے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی میں ہی اللہ تعالیٰ کی ناراضگی ہے، تو اگر کوئی شخص جناب احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم وتوقیر بجا لاتا ہے، تو درحقیقت، وہ اللہ تعالیٰ ہی کی رضا وخوشنودی کو حاصل کرتا ہے۔

یہی اصل ایمان ہے، کہ جان ایمان روح کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ انتہا درجے کا تعلق عشق ومحبت قائم کرتے ہوئے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آداب واحترام کو ملحوظ رکھتے ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بے انتہا تعظیم وتوقیر کرتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت وفرمانبرداری میں اپنی زندگی گزار دے۔

صحابہ کرام کی محبت رسول ﷺ کا بیان

اس میں کوئی شک نہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت دوسروں کی نسبت زیادہ تھی، اس لیے کہ یہ محبت مشاھدے اور دیکھنے کی تھی، اور دیکھنا اور سننا برابر نہیں، (شنیدہ کے بود مانند دیدہ)

یہاں تک کہ جو حضرات آخر میں اسلام لائے، وہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فضل وکمال کے معترف تھے، کیونکہ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کمال اور آپ کی نبوت کے دلائل کا خود مشاہدہ کیا تھا۔ لیکن ان کے لئے قبول حق سے جو چیز رکاوٹ بنی، وہ حمیتِ جاہلیت اور اپنے باپ دادوں پر فخر کرنا تھا، لیکن جوں ہی اس حمیت کا پردہ چاک ہوا، وہ ایمان لے آئے، اور ان کا ایمان بھی عظیم ایمان تھا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی محبت بھی عظیم تھی، یہاں تک کہ انہوں نے اپنے مال اور اپنی جانیں آپ پر قربان کردیں۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا بیان سنیے۔ ما كان احد احبّ الىّ من رسول الله صلى الله عليه و سلم، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ مجھے کوئی بھی محبوب نہ تھا۔

اور ان ہی جیسے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ ہیں، جن کی عقل سلیم نے ان کی راہنمائی کی اور وہ اسلام لے آئے، اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ میں اپنے آپ کو قربان کردیا، جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیف اللہ، اللہ کی تلوار کا لقب دیا۔ یہی وہ خالد ہیں جن کی زبان سے وفات کے وقت یہ الفاظ نکل رہے ہیں۔

حضرت مائة معركة ، وما في جسمي موضع إلا فيه ضربة بسيف ، أو طعنة برمح ، او رمية بسهم ، ثم ها انذا أموت على فراشي كما يموت البعير ، فلا نامت أعين الجبناء

ترجمہ: میں سو معرکوں میں شریک رہا ہوں اور میرے جسم میں کوئی جگہ ایسی نہیں جہاں تلوار، نیزہ یا تیر کے زخم کا نشان نہ ہو، لیکن اب بستر پر مر رہا ہوں جیسے اونٹ اپنی جگہ مرتا ہے، اللہ کرے بزدلوں کو نیند نہ آئے۔

عام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حالات مشہور اور تواتر سے ہم تک پہنچے ہیں اور خاص خاص افراد کے حالات بھی صحیح اور ثابت ہیں، اس لیے یہاں ہم ان کے حالات کو نہایت اختصار سے ذکر کرتے ہیں۔ اور اس کی ابتداء ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حالات سے کرتے ہیں جن کو مکہ مکرمہ میں سخت ترین ایذائیں دی گئیں اور انہوں نے اللہ کے ذکر اور اس کی توحید سے اس کا مقابلہ کیا، حضرت بلال رضی اللہ عنہ جن کی زبان سے: احد احد کی آواز بلند ہوتی ہے، اور وہ اس شدید ترین عذاب کو ایمان کی حلاوت اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی چاشنی سے ملا دیتے ہیں، اور جس کے بعد حضرت بلال رضی اللہ عنہ اور ان جیسے دوسرے حضرات۔ رضی اللہ عنہم۔ اس ایذاء اور عذاب کی پرواہ نہ کرتے تھے، چاہے وہ کتنا ہی سخت ہو۔

غزوہ بدر میں صحابہ کرام کی آپ ﷺ سے محبت

غزوہ بدر کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں اپنی جانوں کا قربان کرنا سب کو معلوم ہے۔ معرکہ بدر کی تیاری کے وقت اہل بدر میں سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ جو انصار کے بڑے سرداروں میں سے تھے، اور جنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ جو انصار کے بڑے سرداروں میں سے تھے، اور جنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے سائبان بنانے کا مشورہ دیا، تاکہ آپ اس کے سائے میں بیٹھیں۔ انہوں نے فرمایا: یارسول اللہ! مدینہ میں کچھ لوگ ایسے پیچھے رہ گئے ہیں کہ ہم ان کے مقابلہ میں آپ سے زیادہ محبت کرنے والے نہیں، اگر ان کو معلوم ہو جاتا کہ آپ کو جنگ درپیش ہوگی تو وہ ہرگز آپ کے پیچھے نہ رہتے، اللہ ان کی وجہ سے آپ کی حفاظت فرمائے گا، وہ آپ کے خیر خواہ ہیں، آپ کے ساتھ مل کر جہاد کرنے والے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تعریف فرمائی اور ان کے لئے خیر کی دعا فرمائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے سائبان بنایا گیا، جس میں آپ نے آرام فرمایا اور سوائے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے کسی کو تلوار اٹھا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چوکیداری کی جرأت نہیں ہوئی، پھر جب معرکہ شروع ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم دشمنوں کی صفوں میں داخل ہو گئے، اور زرہ پہنے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کریم کی یہ آیت پڑھ رہے تھے۔

سَیُهْزَمُ الْجَمْعُ وَیُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ ۔(القمر)

ترجمہ: اب شکست کھائے گا یہ مجمع اور بھاگیں گے پیٹھ پھیر کر۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ انتہائی درجہ کی محبت پر یہ غزوۂ بدر شہادت ہے، ایسی محبت جس میں اپنی جان اور ہر قیمتی چیز کی قربانی ہے، جس کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اقرار فرمایا۔

غزوہ رجیع میں صحابہ کرام کی آپ ﷺ سے محبت

مشرکین نے قرّاء صحابہ رضی اللہ عنہم کو بلا کر عہد شکنی کی اور جب مقابلہ ہوا تو بعض کو قتل کر دیا اور دو صحابہ ان مشرکین کے امن کے وعدہ سے دھوکا کھا کر ان کی قید میں چلے گئے۔ اور پھر وہ ان کو مکہ مکرمہ لے گئے، تاکہ مکہ کے مشرک ان کو اپنے ان مقتولین کے بدلے میں قتل کریں، جن کو مسلمانوں نے بدر میں قتل کیا تھا۔ وہ دو حضرات: زید بن دثنہ اور خبیب بن عدی رضی اللہ عنہما تھے۔

حضرت خبیب رضی اللہ عنہ سے مشرکین نے کہا: کیا تجھے یہ بات پسند ہے کہ تمہاری جگہ محمد ہوتے؟ تو انہوں نے جواب میں فرمایا: اللہ عظیم کی قسم! ہرگز نہیں۔ مجھے تو یہ بھی پسند نہیں کہ میری جان کے بدلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں مبارک میں کانٹا چبھ جائے۔

حضرت زید بن دثنہ رضی اللہ عنہ سے مشرکین کے سردار ابوسفیان نے قتل کے وقت کہا: اے زید! میں تجھے اللہ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں، بتاؤ! کیا تمہیں یہ بات پسند ہے کہ محمد ﷺ اس وقت ہمارے پاس تمہاری جگہ ہوتے اور ان کی گردن مار ڈالی جاتی، اور تم اپنے گھر میں اپنے اہل وعیال کے ساتھ ہوتے؟ تو انہوں نے جواب دیا: کہ بخدا مجھے تو یہ بھی پسند نہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم جہاں بھی اس وقت تشریف فرما ہیں، وہاں ان کے پاؤں مبارک میں کانٹا چبھے اور اس سے ان کو تکلیف ہو، اور میں اپنے گھر میں بیٹھا

رہوں۔

اس پر ابوسفیان نے کہا: میں نے لوگوں میں کسی کو کسی سے اتنی محبت کرتا نہیں دیکھا جتنا کہ محمد کے صحابہ محمد سے محبت کرتے ہیں۔ عام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے انتہائی محبت پر یہ شہادت کافی ہے۔

غزوۂ مصطلق میں صحابہ کرام کی آپ ﷺ سے محبت

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی کہ قبیلہ بنو المصطلق اپنے سردار حارث بن ابوضرار کی قیادت میں آپ سے جنگ کی تیاری کر رہا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبل اس کے کہ وہ حملہ کریں، آپ نے ان پر حملہ کر دیا، اور بے شمار لوگوں کو قیدی بنالیا، اور ان کی عورتوں اور بچوں کو غلام بنالیا، اور ان کی تعداد بھی بہت تھی اور پھر ان کو مسلمانوں میں تقسیم کر دیا، ان غلاموں میں اس قبیلے کے سردار حارث بن ابوضرار کی بیٹی جویریہ بھی تھی، جویریہ نے اپنے مالک سے (جس کے حصہ میں آئی تھی) مکاتبت کر دی یعنی اس سے یہ معاہدہ کر لیا تھا کہ اگر وہ اتنا مال اسے دے دے گی تو وہ اسے آزاد کر دے گا۔

ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جویریہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور آپ سے مکاتبت کے سلسلہ میں مدد کی درخواست کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا اس سے بھی بہتر صورت پسند کروگی؟ وہ کہنے لگی، یارسول اللہ! وہ کیا صورت ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تمہاری کتابت کا سارا مال ادا کر دوں اور تجھ سے نکاح کرلوں، اس نے کہا ہاں! یارسول اللہ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے ایسا کر دیا، اُمّ المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: یہ خبر جب لوگوں تک پہنچی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جویریہ بنت حارث بن ابوضرار سے شادی کر لی ہے تو صحابہ کرام فرمانے لگے: حضرت جویریہ کا قبیلہ وقوم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سسرال والے بن گئے ہیں، اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے تمام ان غلاموں کو جن کے وہ مالک بن گئے تھے، آزاد کر دیا، یعنی بغیر کوئی بدلہ لئے ہوئے اللہ کے لئے آزاد کر دیا۔

ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس نکاح سے بنو مصطلق کے ایک سو خاندان آزاد ہوئے اور میں نے اس عورت سے زیادہ اپنی قوم کے لئے برکت والی کوئی عورت نہیں دیکھی۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا خوب محبت ہے، بنی مصطلق کے سو گھرانے یعنی سو خاندان، جن کے افراد کی تعداد سات سو بتائی گئی ہے، جن میں ہر فرد کی قیمت ہمارے آج کے دور میں عمدہ قسم کی گاڑی کے برابر ہے، ان سب کو صرف اس لئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آزاد کر دیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قبیلہ کی ایک خاتون سے شادی کی ہے، یہ سب ان کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت کا نتیجہ تھا، کیوں کہ وہ قبیلہ والے آپ کے سسرال بن چکے تھے۔

5029 - اَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ قَالَ اَنْبَاَنَا اِسْمَاعِيلُ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ ح وَاَنْبَاَنَا عِمْرَانُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا يُؤْمِنُ

5029-اخرجه البخاري في الايمان، باب حب الرسول صلى الله عليه وسلم من الايمان (الحديث 15) . واخرجه مسلم في الايمان، باب وجوب محبة رسول الله صلى الله عليه وسلم اكثر من الاهل و الولد و الوالد و الناس اجمعين و اطلاق عدم الايمان على من لم يحبه هذه المحبة (الحديث 69) . تحفة الاشراف (993 و 1047) .

حتی اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ مَّالِهٖ وَاَهْلِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ"۔

★★ حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

"کوئی شخص اس وقت تک کامل مومن نہیں ہوسکتا، جب تک "میں" اس کے نزدیک اس کے مال، اس کے اہل خانہ اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہیں ہوجاتا"۔

اللہ تعالیٰ کی محبت اتباع سنت میں مضمر ہے

(۱) ابن جریر نے بکر بن اسوف کے طریق سے حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک قوم نے کہا: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم اپنے رب سے محبت کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے (یہ آیت) اتاری لفظ آیت قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ویغفر لکم ذنوبکم یعنی اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کو اپنی محبت کی نشانی بنادیا اور عذاب کو مقدر کردیا جو آپ کی مخالفت کرے۔

(۲) ابن جریر و ابن المنذر نے ابوعبیدہ الناجی کے طریق سے حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کچھ قوموں نے کہا: (اے محمد!) اللہ کی قسم! ہم اپنے رب سے محبت کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے ان آیات کو نازل فرمایا لفظ آیت قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ۔ (الآیہ)

(۳) ابن ابی حاتم ابن جریر نے عباد بن منصور رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ کچھ قومیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں یہ گمان کرتی تھیں کہ وہ اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا کہ ان کے قول کی عمل کے ساتھ تصدیق ہوجائے تو فرمایا لفظ آیت قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی الآیہ ۔تو اب اتباع محمد صلی اللہ علیہ ان کے قول کی تصدیق ہے۔

(۴) الحکم الترمذی نے یحییٰ بن ابی کثیر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ لوگوں نے کہا کہ ہم اپنے رب سے محبت کرتے ہیں تو ان کا امتحان لیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا لفظ آیت قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ۔

(۵) ابن جریر ابن المنذر نے ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ کچھ لوگ یہ گمان کرتے تھے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہیں اور وہ کہتے تھے کہ ہم اپنے رب سے محبت کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے ان کو حکم فرمایا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرو اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع ان کی محبت کی نشانی بنادیا۔

(۶) عبد بن حمید نے حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص میری سنت سے اعراض کرے گا وہ مجھ سے نہیں پھر یہ آیت تلاوت فرمائی لفظ آیت قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ آخری آیت تک۔

(۷) ابن جریر نے محمد بن جعفر بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ لفظ آیت قل ان کنتم تحبون اللہ یعنی اگر یہ تمہارا قول تھا عیسیٰ (علیہ السلام) کے بارے میں کہ تم کو اللہ تعالیٰ سے محبت ہے اور ان کی تعظیم کرتے ہو تو پھر لفظ آیت فاتبعونی یحببکم اللہ ویغفر لکم ذنوبکم (میری اتباع کرو اللہ تعالیٰ تم سے محبت فرمائیں گے اور تمہارے گناہوں کو معاف

کردیں گے)یعنی جو کچھ تمہارے کفر سے گذر چکا اس کو معاف فرما دیں گے۔واللہ غفور رحیم اللہ تعالیٰ بخشنے والے بہت مہربان ہیں۔

(۸) الاصبہانی نے الترغیب میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن کا ایمان کامل نہیں ہوسکتا یہاں تک کہ ہوجائے اس کی خواہش تابع اس دین کے جس کو میں تمہارے پاس لے کر آیا ہوں۔

(۹) ابن ابی حاتم نے ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ لفظ آیت قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی سے مراد ہے اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو تو میری تابعداری کرو نیکی میں اور تقویٰ میں تواضع اختیار کرتے ہوئے اور نفس کو بھی میرا مطیع بناتے ہوئے۔

(۱۰) الحکیم الترمذی ابونعیم الدیلمی اور ابن عساکر نے ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لفظ آیت قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ سے مراد ہے کہ میری تابعداری کرو نیکی میں تقویٰ میں تواضع اختیار کرتے ہوئے اور نفس کو میرا مطیع بناتے ہوئے۔

(۱۱) ابن عساکر نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس آیت قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی کے بارے میں روایت کیا ہے کہ تم اتباع کرو تواضع میں تقویٰ میں نیکی میں اور نفس کو میرا مطیع بنانے میں۔

(۱۲) ابن ابی حاتم ابونعیم نے الحلیہ میں اور حاکم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شرک زیادہ ہلکا ہے چیونٹی کے حرکت کرنے سے بھی صفا پہاڑی پر اندھیری رات میں ہے اور اس کا ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ تو ظلم میں سے کسی چیز کو پسند کرے اور انصاف میں سے کسی چیز سے بغض رکھے اور دین نہیں ہے مگر محبت کرنا اور بغض رکھنا اللہ کے لیے اسی کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔لفظ آیت قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی ۔

(۱۳) ابن ابی حاتم نے خوشب کے طریق سے حسن رضی اللہ عنہ سے لفظ آیت فاتبعونی یحببکم اللہ کے بارے میں روایت کیا ہے کہ خاص کر ان کی محبت کی نشانی اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کا اتباع ہے۔

(۱۴) ابن ابی حاتم نے سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ کسی نے اس قول المرء مع من احب کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کیا تو نے اللہ تعالیٰ کا یہ قول نہیں سنا؟ لفظ آیت قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ پھر فرمایا کہ (اللہ تعالیٰ تم کو) قریب کردیں گے اور (اس سے) محبت کرنا یہ قرب ہے اور اللہ تعالیٰ کافروں سے محبت نہیں فرماتے اور نہ کافروں کو قریب کرتے ہیں۔

(۱۵) ابن جریر نے محمد بن جعفر بن زبیر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ لفظ آیت قل اطیعوا اللہ والرسول آپ فرما دیجئے کہ وہ لوگ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کریں کیونکہ وہ پہلے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوب پہچانتے تھے یہاں ان لوگوں سے مراد نجران کا وفد ہے جو نصاریٰ میں سے تھے جو آپ کے اوصاف کو پاتے ہیں اپنی کتابوں میں فان تولوا یعنی اگر وہ اپنے کفر پر لوٹ جائیں تو لفظ آیت فان اللہ لا یحب الکفرین اللہ تعالیٰ کافروں کو پسند نہیں فرماتے۔

(۱۱) احمد، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، ابن حبان اور حاکم نے ابورافع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں ہرگز نہ پاؤں تم میں سے کسی ایک کو جو اپنے تکیے پر ٹیک لگائے ہوئے ہو اس کے پاس میرے حکموں میں سے کوئی حکم آئے ان چیزوں میں سے جس کا میں نے حکم دیا ہے یا جس سے میں نے روکا ہے تو وہ کہے ہم نہیں جانتے ہم تو صرف اس پر عمل کریں گے جو ہم اللہ کی کتاب میں پاتے ہیں۔ (تفسیر درمنثور، سورہ آل عمران، لاہور)

5030 - اَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ بَكَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَيَّاشٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الزِّنَادِ مِمَّا حَدَّثَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ هُرْمُزَ مِمَّا ذُكِرَ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ بِهِ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَّلَدِهٖ وَوَالِدِهٖ" .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"اس ذات کی قسم! جس کے دست قدرت میں میری جان ہے' تم میں سے کوئی بھی' ایک شخص اس وقت تک کامل مومن نہیں ہو سکتا' جب تک "میں" اس کے نزدیک' اس کی اولاد اور اس کے ماں' باپ سے زیادہ محبوب نہیں ہو جاتا"۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور اللہ کی محبت کے دعویٰ کی تصدیق کا بیان

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (آل عمران، ۳۱)

الحب کا معنی ہے محبت اور اسی طرح الحب بالکسر بھی ہے اور الحب بمعنی الحبیب بھی ہے جیسا کہ الخدن اور الخدین (دوست) ہے، کہا جاتا ہے، احبہ فھو محب اور حبۃ یحبہ (بالکسر) فھو محبوب (یعنی پہلا محبت کرنے والا اور دوسرا جس سے محبت کی جائے) جوہری نے کہا ہے: یہ شاذ ہے، کیونکہ مضاعف میں یفعل بالکسر نہیں آتا۔

ابوالفتح نے کہا ہے: اس میں حب ہے جیسا کہ ظرف پھر با کو ساکن کیا گیا اور اسے دوسری با میں مدغم کر دیا گیا، ابن الدہان سعید نے کہا ہے: حب میں دو لغتیں ہیں: حب اور احب اور اس بنا میں حب اصل میں حبب تھا جیسا کہ ظرف اس پر ان کا یہ قول دلالت کرتا ہے، حببت۔ اور فعل سے صفت کا صیغہ اکثر فعیل کے وزن پر آتا ہے، ابوالفتح نے کہا ہے: اور احب پر دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے: یحبھم ویحبونہ یہ یا کے ضمہ کے ساتھ ہے۔ اور (آیت) فاتبعونی یحببکم اللہ اور حب فعل کے وزن پر آتا ہے کیونکہ اس کا قول ہے حب اور فعل کے وزن پر آتا ہے جیسا کہ ان کا قول محبوب ہے: حب متعدی سے اسم فاعل نہیں آتا، پس یہ نہیں کہا جاتا: انا حاب اور فعل سے اسم مفعول بہت کم آتا ہے۔ جیسا کہ کسی کا قول ہے: منی بمنزلة المحب المكرم (میرے نزدیک معزز محبوب کے قائم مقام ہے) اور ابوزید نے بیان کیا ہے: حبتہ احبہ۔

اور شعر بیان کیا:

فو اللہ لو لا تمرة ما حبة ولا كان ادنى من عويف وهاشم

لعمرك انني وطلاب مصر لكالمزداد مما حب بعدا

5030- اخرجه البخاري في الايمان ،باب حب الرسول من الايمان (الحديث 14) . تحفة الاشراف (13734) .

اصمعی نے بیان کیا ہے: حرف مضارع کو فتحہ دیا گیا ہے درآنحالیکہ با اکیلی ہے، اور الحب الحابیہ فارسی سے عربی بنایا گیا ہے
اور اس کی جمع حباب اور حبۃ آتی ہے، اسے جوہری نے بیان کیا ہے، اور یہ آیت وفد نجران کے بارے میں نازل ہوئی، جب انہوں
نے یہ گمان کیا کہ انہوں نے جو کچھ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کے بارے میں دعویٰ کیا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی محبت میں ہے، محمد بن جعفر
بن زبیر نے یہی کہا ہے۔ (اسباب النزول للواحدی، جلد۱، صفحہ۶۲)

اور حسن اور ابن جریج نے بیان کیا ہے: یہ آیت اہل کتاب کی ایک جماعت کے بارے نازل ہوئی ہے۔ انہوں نے کہا: نحن
اللذین نحب ربنا ۔ (اسباب النزول للواحدی، جلد۱، صفحہ۶۲) ہم وہ ہیں جو اپنے رب سے محبت کرتے ہیں۔

اور روایت ہے کہ مسلمانوں نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واللہ انا لنحب ربنا قسم بخدا! ہم اپنے رب سے محبت
کرتے ہیں تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (آیت) قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی (جامع البیان للطبری، جلد۳، صفحہ۲۱۲)

ابن عرفہ نے کہا ہے: عربوں کے نزدیک محبۃ کا معنی ہے ارادۃ الشیء علی قصدلہ کسی شے کا قصد کرتے ہوئے اس کا
ارادہ کرنا، اور ازہری نے کہا ہے: بندے کی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے محبت کا معنی اس کا ان دونوں کی اطاعت کرنا اور ان کے
حکم کی اتباع کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: (آیت) قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی ۔ اور اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں
کے ساتھ محبت کا معنی اس کا ان پر غفران اور بخشش کے ساتھ انعام فرمانا ہے، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: (آیت) ان اللہ لا یحب
الکافرین ۔ یعنی وہ ان کی مغفرت نہیں فرمائے گا۔

اور سہل بن عبداللہ نے کہا ہے: اللہ تعالیٰ کی محبت کی علامت قرآن کی محبت ہے اور قرآن کریم کی محبت کی علامت حضور نبی مکرم
صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی علامت سنت کی محبت ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی محبت اور قرآن
کی محبت اور حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور سنت کی محبت کی علامت آخرت کی محبت ہے اور آخرت کی محبت کی علامت یہ
ہے کہ وہ اپنے آپ سے محبت کرے اور اپنے نفس سے محبت کی علامت یہ ہے کہ وہ دنیا سے مغبض رکھے اور دنیا کے بغض کی علامت یہ
ہے کہ وہ اس سے صرف زاد راہ اور گزارے کی مقدار حاصل کرے۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قول باری تعالیٰ (آیت) قل ان کنتم تحبون اللہ
فاتبعونی یحببکم اللہ کے بارے میں روایت کیا ہے فرمایا: (کہ تم میری اتباع کرو) نیکی، تقویٰ، تواضع اور ذلۃ النفس میں اسے
ابوعبداللہ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے۔ (نوادر الاصول فی معرفۃ احادیث الرسول قل ان کنتم تحبون صفحہ۱۹۹)

اور حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا: من اراد ان یحبہ اللہ فعلیہ بصدق الحدیث واداء
الامانۃ والا یوذی جارہ ۔

جو یہ چاہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے محبت کرے تو اس پر لازم ہے کہ وہ سچ بولے، امانت ادا کرے اور یہ کہ وہ اپنے پڑوسی کو اذیت
نہ پہنچائے، اور صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ جب کسی
بندے سے محبت فرمانے لگتا ہے تو وہ جبریل امین (علیہ السلام) کو بلا کر فرماتا ہے: میں فلاں سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے

...(صحیح بخاری ذکر الملائکۃ، رقم الحدیث، ۲۹۷۰، ضیاء القرآن پبلی کیشنز) پس حضرت جبرئیل امین (علیہ السلام) بھی اس سے محبت ...لگتا ہے: پھر وہ آسمان میں ندا دیتا ہے اور کہتا ہے: بے شک اللہ تعالیٰ فلاں سے محبت کرتا ہے سو تم بھی اس سے محبت کرو تو پھر ... بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں فرمایا پھر اسے زمین میں قبول عام عطا فرما دیا جاتا ہے اور جب وہ کسی بندے کو مبغوض ...سان جبرئیل امین (علیہ السلام) کو بلا کر فرماتا ہے: بلاشبہ میں فلاں کو ناپسند کرتا ہوں پس تو بھی اسے ناپسند کر پھر جبرئیل امین ...تو جبرئیل امین (علیہ السلام) بھی اسے ناپسند کرتے ہیں پھر آسمان کے باسیوں میں اعلان کر دیتے ہیں: بے شک اللہ تعالیٰ فلاں کو ناپسند کرتا ہے تو ...السلام) بھی اسے مبغوض جانو۔ فرمایا۔ پس وہ بھی اسے مبغوض جانتے ہیں پھر زمین میں اس کے لئے نفرت رکھ دی جاتی ہے۔ (صحیح ...ی اسے ... کتاب البر والصلۃ، جلد صفحہ ۳۳۱) اس کے بارے مزید بیان سورۃ مریم کے آخر میں آئے گا ان شاء اللہ تعالیٰ۔

...ابو رجا العطاردی نے (آیت) فاتبعونی۔ یا کو فتحہ کے ساتھ پڑھا ہے۔ اور ویغفر لکم کا عطف یحببکم پر کیا ہے، ...محبوب نے ابو عمرو بن علاء سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے یغفر کی را کو لکم کی لام میں مدغم کر دیا ہے، نحاس نے کہا ہے: امام خلیل ...اور سیبویہ را کو ادغام کرنے کی اجازت نہیں دیتے اور ابو عمرو نے اس طرح کی غلطی کرنے سے صرف نظر کیا ہے۔ شاید وہ حرکت کو مخفی ...کر دیتے ہیں جیسا کہ وہ کثیر اشیاء میں ایسا کرتے ہیں۔ (تفسیر قرطبی، سورہ آل عمران، بیروت)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہ کرام کی محبت کا بیان

کائنات کا تمام تر حسن و جمال ابد الآباد تک آفتاب رسالت کے جلوؤں کی خیرات ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دنیا کے خوش قسمت ترین انسان تھے کہ انہوں نے حالتِ ایمان میں آقائے محتشم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی سعادت حاصل کی۔ انہیں ان فضاؤں میں جو تاجدار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے انفاسِ پاک سے معطر تھیں، سانس لینے کی سعادت حاصل ہوئی۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے بڑھ کر کوئی چیز محبوب نہ تھی، دیدار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں دنیا و مافیہا کی ہر نعمت سے بڑھ کر عزیز تھا۔ وہ ہر وقت محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک جھلک دیکھنے کے لئے ماہیٔ بے آب کی طرح تڑپتے رہتے تھے۔ اس حسنِ بے مثال کی جدائی کا تصور بھی ان کے لئے سوہانِ روح بن جاتا۔ وہ چاہے کتنے ہی مغموم و رنجیدہ ہوتے آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں آتے ہی ان کے دل و جاں کو راحت اور سکون کی دولت مل جاتی، پھر وہ عالم وارفتگی میں آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی دائمی رفاقت کی آرزو اور تمنا کی فضائے دلکش میں گم ہو جاتے۔ انہیں یہ اندیشہ بے تاب رکھتا کہ کہیں اُن سے صحبتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی گراں بہا نعمت چھن نہ جائے، اُن کے قلوب مضطر کو اس وقت قرار آیا جب اللہ رب العزت نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن و جمال پر مر مٹنے والے عشاق کو اخروی زندگی میں ابدی رفاقتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا مژدۂ جانفزا سنایا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہوا:

وَمَن يُطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُولَ فَأُوْلَـٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِم مِّنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَـٰئِكَ رَفِيقًا۝ ذَٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ وَكَفَىٰ بِاللّٰهِ عَلِيمًا۝

(القرآن، النساء، 4:69، 70)

اور جو کوئی اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرے تو یہی لوگ (روزِ قیامت) اُن (ہستیوں) کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے (خاص) انعام فرمایا ہے جو کہ انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین ہیں اور یہ بہت اچھے ساتھی ہیں ○ یہ فضل (خاص) اللہ کی طرف سے ہے اور اللہ جاننے والا کافی ہے۔

اس مقام پر مفسرین کرام نے آیتِ مذکورہ کی شانِ نزول بیان کرتے ہوئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے محبوبِ حجازی صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت و وارفتگی کے احوال و واقعات کا تذکرہ بڑے پیارے اور دلآویز انداز سے کیا ہے۔ ذیل میں حوالے کے طور پر چند مثالیں بیان کی جاتی ہیں۔

1۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

جاء رجل إلى النبي صلى الله عليه وسلم فقال: يا رسول الله! إنك لأحب إلي من نفسي، و إنك لأحب إلي من والدي، و إني لأكون في البيت، فاذكرك فما أصبر حتى آتي فانظر إليك، و إذا ذكرت موتي و موتك عرفت انك إذا دخلت الجنة رفعت مع النبيين، و أني إذا دخلت الجنة خشيت ان لا أراك، فلم يرد عليه النبي صلى الله عليه وسلم شيئا حتى نزل جبريل بهذه الآية: (وَ مَنْ يُطِعِ اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ).

(سیوطی، الدر المنثور، 2182:2، ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، 3523:1، ہیثمی، مجمع الزوائد، 47:7، طبرانی، المعجم الاوسط، 5153:1، سیوطی، المعجم الصغیر، 1: 653، ابو نعیم، حلیۃ الاولیاء، 7240:4، ابو نعیم، حلیۃ الاولیاء، 125:8)

ایک صحابی حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ! آپ مجھے میری جان اور میرے والدین سے بھی زیادہ محبوب ہیں۔ جب میں اپنے گھر میں ہوتا ہوں تو آپ کو ہی یاد کرتا رہتا ہوں اور اس وقت تک چین نہیں آتا جب تک حاضر ہو کر آپ کی زیارت نہ کر لوں۔ لیکن جب مجھے اپنی موت اور آپ کے وصال مبارک کا خیال آتا ہے تو سوچتا ہوں کہ آپ تو جنت میں انبیاء کرام کے ساتھ بلند ترین مقام پر جلوہ افروز ہوں گے اور جب میں جنت میں داخل ہوں گا تو خدشہ ہے کہ کہیں آپ کی زیارت سے محروم نہ ہو جاؤں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس صحابی کے جواب میں سکوت فرمایا، اس اثناء میں حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور یہ آیت نازل ہوئی: اور جو کوئی اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرے تو یہی لوگ (روزِ قیامت) اُن (ہستیوں) کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے (خاص) انعام فرمایا ہے۔

2۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ایک اور روایت اسی موضوع پر اس طرح ہے۔

ان رجلا أتى النبي صلى الله عليه وسلم، فقال: يا رسول الله! إني احبك حتى إني أذكرك فلولا أني أجيء فانظر إليك ظننت أن نفسي تخرج، و أذكر اني ان دخلت الجنة صرت دونك في المنزلة، فيشق علي واحب أن أكون معك في الدرجة. فلم يرد عليه شيئا. فانزل الله (وَمَنْ يُّطِعِ

اللهَ وَ الرَّسُوْلَ) فدعاه رسول الله صلی الله علیه وسلم فتلاه علیه.

(سیوطی، الدر المنثور، 2182:2، طبرانی، المعجم الکبیر، 86:12، رقم: 312559، ہیثمی، مجمع الزوائد، 6:7، 47، ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، 523:1)

ایک صحابی بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! میں آپ سے اس قدر محبت کرتا ہوں کہ (ہر وقت) آپ کو ہی یاد کرتا رہتا ہوں۔ پس جب تک میں آپ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر آپ کی زیارت نہ کرلوں تو یوں محسوس کرتا ہوں کہ میری جان نکل جائے گی۔ اور جب میں یہ خیال کرتا ہوں کہ اگر میں جنت میں چلا گیا تو آپ سے نچلے درجے میں ہوں گا، یہ خیال میرے لئے انتہائی تکلیف دہ ہوتا ہے کیونکہ میں جنت میں آپ کی دائمی معیت چاہتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے کوئی جواب نہ دیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے آیت۔ اور جو کوئی اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اِطاعت کرے۔ نازل فرمائی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے بلا کر اس پر یہ آیت تلاوت فرمائی۔

3۔ حضرت شعبی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

إن رجلا من الأنصار أتى رسول الله صلى الله عليه وسلم، فقال: يا رسول الله! والله لأنت أحب إلي من نفسي و ولدي و أهلي و مالي، و لو لا اني آتيك فأراك لظننت إني سأموت. و بكى الأنصاري، فقال له النبي صلى الله عليه وسلم: ما أبكاك؟ فقال: ذكرت إنك ستموت و نموت فترفع مع النبيين، و نحن إذا دخلنا الجنة كنا دونك فلم يخبره النبي صلى الله عليه وسلم بشيء، فأنزل الله على رسوله: (وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ـ عَلِيْماً) فقال: ابشر يا أبا فلان.

(سیوطی، الدر المنثور، 2182:2، ہناد، الزہد، 118:1، باب منازل الانبیاء، سعید بن منصور، السنن، 1307:4، رقم: 4661، بیہقی، شعب الایمان، 131:2، رقم: 1380)

ایک انصاری صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ مجھے اپنی جان، والدین، اہل و عیال اور مال سے زیادہ محبوب ہیں۔ اور جب تک میں آپ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر آپ کی زیارت نہ کرلوں تو محسوس کرتا ہوں کہ میں اپنی جاں سے گزر جاؤں گا، اور (یہ بیان کرتے ہوئے) وہ انصاری صحابی زار و قطار رو پڑے۔ اس پر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ نالۂ غم کس لئے؟ تو وہ عرض کرنے لگے: یا رسول اللہ! جب میں خیال کرتا ہوں کہ آپ وصال فرمائیں گے اور ہم بھی مر جائیں گے تو آپ انبیاء کرام کے ساتھ بلند درجات پر فائز ہوں گے، اور جب ہم جنت میں جائیں گے تو آپ سے نچلے درجات میں ہوں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کوئی جواب نہ دیا، پس اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر (یہ آیت مبارکہ) نازل فرمائی:

اور جو کوئی اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اِطاعت کرے تو یہی لوگ (روزِ قیامت) اُن (ہستیوں) کے ساتھ ہوں

گے جن پر اللہ نے (خاص) انعام فرمایا ہے۔۔اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اس صحابی کو بلایا اور) فرمایا: اے فلاں! تجھے (میری ابدی رفاقت کی) خوش خبری مبارک ہو۔

4۔اسی طرح کا ایک اور واقعہ ابن جریر نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔وہ فرماتے ہیں۔

جاء رجل من الأنصار إلى النبي صلى الله عليه وسلم، و هو محزون، فقال له النبي صلى الله عليه وسلم: يا فلان! ما لي أراك محزونا؟ قال: يا نبي الله! شيء فكرت فيه. فقال: ما هو؟ قال: نحن نغدو عليك و نروح ننظر في وجهك و نجالسك، غداً ترفع مع النبيين فلا نصل إليك. فلم يرد النبي صلى الله عليه وسلم شيئا، فأتاه جبرئيل بهذه الآية: وَ مَنْ يُّطِعِ اللهَ وَ الرَّسُوْلَ إلى قوله رَفِيْقًا، قال: فبعث إليه النبي صلى الله عليه وسلم فبشره.

سیوطی، الدر المنثور، 2:182، قرطبی، الجامع الاحکام القرآن، 7:397، طبری، جامع البیان فی تفسیر القرآن، 5:4163، ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، 1:523

ایک انصاری صحابی حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں غمزدہ حالت میں حاضر ہوئے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس سے دریافت فرمایا: اے فلاں! تم اتنے غمگین کیوں ہو؟ اس نے عرض کیا: یا نبی اللہ! مجھے آپ سے متعلق اپنی ایک فکر کھائے جارہی ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ کیا ہے؟ اُس نے عرض کیا: ہم صبح و شام آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں، آپ کے دیدار سے اپنے قلب و روح کو تسکین پہنچاتے ہیں، آپ کی صحبت سے فیض یاب ہوتے ہیں۔کل (آخرت میں) آپ انبیاء کرام کے ساتھ بلند مقام پر فائز ہوں گے جبکہ ہماری آپ تک رسائی نہیں ہوگی۔اس پر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابی کو کوئی جواب نہ دیا۔جب جبرئیل علیہ السلام یہ آیتِ کریمہ لے کر حاضر ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس انصاری کو پیغام بھیجا اور اسے اس (دائمی رفاقت کی) بشارت دی۔

5۔اسی طرح ایک اور حدیث میں ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کیا:

قد علمنا أن النبي صلى الله عليه وسلم له فضل على مَن آمن به في درجات الجنة ممن اتبعه و صدقه، فكيف لهم إذا اجتمعوا في الجنة أن يرى بعضهم بعضا؟ فأنزل الله في ذلك، فقال له النبي صلى الله عليه وسلم: ان الاعلين ينحدرون إلى من هم أسفل منهم، فيجتمعون في رياضها فيذكرون ما أنعم الله عليهم و يثنون عليه.

طبری، جامع البیان فی تفسیر القرآن، 5:2164، سیوطی، الدر المنثور، 2:3182، ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، 1:522

(یارسول اللہ!) ہم جانتے ہیں کہ ہر نبی کو جنت کے درجات میں اپنے اس امتی پر فضیلت حاصل ہوگی جس نے ان کی اتباع اور تصدیق کی تو پھر جنت میں معیت و رفاقت کی کیا صورت ہوگی؟ اس پر اللہ تعالیٰ نے (مذکورہ) آیت مبارکہ نازل فرمائی۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس صحابی سے ارشاد فرمایا کہ اوپر کے درجے والے اپنے سے نیچے کے درجے والوں کے پاس آئیں گے، ان کے پاس بیٹھیں گے اور اپنے اوپر ہونے والی اللہ کی نعمتوں کا ذکر کریں گے اور اس کی

حمد وثنا بیان کریں گے۔

کتب احادیث وسیر میں اس قسم کے متعدد واقعات کا ذکر ہے جو انفرادی واجتماعی طور پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو پیش آئے۔ وہ اس امر کی غمازی کرتے ہیں کہ اسیرانِ جمالِ مصطفیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار سے زندگی پاتے تھے اور انہیں محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک لمحہ کی جدائی بھی گوارا نہ تھی۔ وہ ایک دوسرے سے اقبال کی زبان میں یوں ہم نوا ہوتے تھے۔

بیا اے ہمنشیں باہم بنالیم　　من وتو کشتۂ شانِ جمالیم

میرے ساتھی آ! مل کر روئیں، میں اور تُو ایک ہی شانِ حسن وجمال کے کشتہ ہیں۔

ان مشتاقانِ دید کے دل میں ہر لحہ یہ تمنا دھڑکتی رہتی تھی کہ ان کا محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کبھی بھی ان سے جدا نہ ہو اور وہ صبح وشام اس محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے اپنے قلوب واذہان کو راحت وسکون بہم پہنچاتے رہیں۔ ایسا کیوں نہ ہوتا کہ رب کائنات نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو سیرت وصورت میں ایسا یکتا وتنہا اور بے مثال بنایا تھا کہ کائناتِ رنگ وبو میں کوئی دوسرا اس کا ہم سر نہ تھا۔ حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے یوں ہی نہیں کہہ دیا تھا۔

کوئی مثل نہیں ڈھولن دی　　چپ کر مہر علی ایتھے جائیں بولن دی

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اول تا آخر محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے والہانہ محبت کرتے تھے اور اسی محبت کا کرشمہ تھا کہ نہ انہیں اپنی جان کی پروا تھی، نہ مال واولاد کی۔ وہ دنیا کی ہر چیز سے بڑھ کر اپنے آقا ومولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو عزیز جانتے تھے۔ انہوں نے جس والہانہ عشق ومحبت کا مظاہرہ کیا انسانی تاریخ آج تک اس کی نظیر پیش کر سکی اور نہ قیامت تک اس بے مثال محبت کے مظاہر دیکھنے ممکن ہوں گے۔ ذیل میں اسی لازوال محبت کے چند مستند واقعات کا ذکر کیا جائے گا:

صحابہ کرام کی نماز اور زیارتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا حسین منظر

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مرضِ وصال میں جب تین دن تک حجرۂ مبارک سے باہر تشریف نہ لائے تو وہ نگاہیں جو روزانہ دیدار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے شرفِ دلنواز سے مشرف ہوا کرتی تھیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک جھلک دیکھنے کو ترس گئیں۔ جان نثاران مصطفیٰ سراپا انتظار تھے کہ کب ہمیں محبوب کا دیدار نصیب ہوتا ہے۔ بالآخر وہ مبارک ومسعود لمحہ ایک دن حالتِ نماز میں انہیں نصیب ہو گیا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایامِ وصال میں جب نماز کی امامت کے فرائض سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے سپرد تھے، پیر کے روز تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی اقتدا میں حسب معمول باجماعت نماز ادا کر رہے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قدرے افاقہ محسوس کیا۔ آگے روایت کے الفاظ ہیں۔

فكشف النبي صلى الله عليه وسلم ستر الحجرة، ينظر إلينا و هو قائمٌ، كأن وجهه ورقة مصحف، ثم تبسم.

بخاری، الصحیح، 1: 240، کتاب الجماعۃ والامامۃ، رقم: 2648، مسلم، الصحیح، 1: 315، کتاب الصلوۃ، رقم: 3419، ابن ماجہ، السنن، 1: 519، کتاب

الجنائز، رقم: 41664 احمد بن حنبل، 3: 5163 بیہقی، السنن الکبری، 3: 75، رقم: 64825 ابن حبان، الصحیح، 15: 296، رقم: 76875 ابوعوانہ، المسند، 1: 446، رقم: 81650 نسائی، السنن الکبری، 4: 2261 رقم: 97107 عبدالرزاق، المصنف، 5: 433، رقم حمیدی، المسند، 2: 501، رقم: 111188 عبد بن حمید، المسند، 1: 352، رقم: 121163 ابو یعلی، المسند، 6: 250، رقم: 3548

آپ نے اپنے حجرۂ مبارک کا پردہ اٹھا کر کھڑے ہمیں دیکھنا شروع فرمایا۔ گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ انور قرآن کا ورق ہو، پھر مسکرائے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ اپنی کیفیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

فهممنا أن نفتتن من الفرح برؤية النبي صلى الله عليه وسلم، فنكص أبوبكر على عقبيه ليصل الصف، وظن أن النبي صلى الله عليه وسلم خارج إلى الصلوة.

بخاری، الصحیح، 1: 240، کتاب الجماعۃ والامامۃ، رقم: 2468 بیہقی، السنن الکبری، 3: 75، رقم: 34825 عبدالرزاق، المصنف، 5: 4433 احمد بن حنبل، المسند، 3: 5194 عبد بن حمید، المسند، 1: 302، رقم: 1163

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار کی خوشی میں قریب تھا کہ ہم لوگ نماز چھوڑ بیٹھتے۔ پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنی ایڑیوں پر پیچھے پلٹے تا کہ صف میں شامل ہو جائیں اور انہوں نے یہ سمجھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لیے باہر تشریف لانے والے ہیں۔

ان پر کیف لمحات کی منظر کشی روایت میں یوں کی گئی ہے۔

فلما وضح وجه النبي صلى الله عليه وسلم ما نظرنا منظرا كان أعجب إلينا من وجه النبي صلى الله عليه وسلم حين وضح لنا.

بخاری، الصحیح، 1: 241، کتاب الجماعۃ والامامۃ، رقم: 2649 مسلم، الصحیح، 1: 315، کتاب الصلوۃ، رقم: 3419 ابن خزیمہ، الصحیح، 2: 372، رقم: 41488 ابوعوانہ، المسند، 1: 446، رقم: 51652 بیہقی، سنن الکبری، 3: 74، رقم: 64824 احمد بن حنبل، المسند، 3: 7211 ابو یعلی، المسند، 7: 25، رقم: 2439

جب (پردہ ہٹا اور) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ انور سامنے آیا تو یہ اتنا حسین اور دلکش منظر تھا کہ ہم نے پہلے کبھی ایسا منظر نہیں دیکھا تھا۔

مسلم شریف میں فهممنا ان نفتتن کی جگہ یہ الفاظ منقول ہیں: **فبهتنا و نحن في الصلوة، من فرح بخروج النبي صلى الله عليه وسلم.** مسلم، الصحیح، 1: 315، کتاب الصلوۃ، رقم: 419

ہم دورانِ نماز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے باہر تشریف لانے کی خوشی میں حیرت زدہ ہو گئے (یعنی نماز کی طرف توجہ نہ رہی)۔

علامہ اقبال نے حالتِ نماز میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ زار حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے حوالے سے دیدارِ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے منظر کی کیا خوبصورت لفظی تصویر کشی کی ہے۔

ادائے دید سراپا نیاز تھی تیری — کسی کو دیکھتے رہنا نماز تھی تیری

کم وبیش یہی حالت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر صحابی رضی اللہ عنہ کی تھی۔ شارحین حدیث نے فهممنا ان نفتتن من الفرح برؤية النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا معنی اپنے اپنے ذوق کے مطابق کیا ہے۔

1۔ امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: فهممنا ای قصدنا ان نفتتن بان نخرج من الصلوٰة.

(قسطلانی، ارشاد الساری، 2:44)

پس قریب تھا یعنی ہم نے ارادہ کرلیا کہ (دیدار کی خاطر) نماز چھوڑ دیں۔

2۔ لامع الدراری میں ہے:

و كانوا مترصدين إلى حجرته، فلما أحسوا برفع الستر التفتوا إليه بوجوههم.

(گنگوہی، لامع الدراری علی الجامع البخاری، 3:150)

تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی توجہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرہ مبارک کی طرف مرکوز تھی، جب انہوں نے پردے کا سرکنا محسوس کیا تو تمام نے اپنے چہرے حجرۂ انور کی طرف کر لئے۔

3۔ وحید الزماں حیدرآبادی ترجمہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: فهممنا ان نفتتن من الفرح برؤية النبی صلی الله عليه وسلم. (ترجمہ البخاری، 1:349)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار سے ہم کو اتنی خوشی ہوئی کہ ہم خوشی کے مارے نماز توڑنے ہی کو تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پردہ نیچے ڈال دیا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کی روایت کے یہ الفاظ ہیں: فكاد الناس ان يضطربوا فأشار الناس ان اثبتوا.

(ترمذی، الشمائل المحمدیہ، 1:327، رقم: 386)

قریب تھا کہ لوگوں میں اضطراب پیدا ہو جاتا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ فرمایا کہ اپنی اپنی جگہ کھڑے رہو۔

شیخ ابراہیم بیجوری رحمۃ اللہ علیہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اضطراب کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

فقرب الناس أن يتحركوا من كمال فرحهم لظنهم شفاء ه صلى الله عليه وسلم حتى أرادوا أن يقطعوا الصلوٰة لإعتقادهم خروجه صلى الله عليه وسلم ليصلى بهم، و أرادوا أن يخلوا له الطريق إلى المحراب و هاج بعضهم في بعض من شدة الفرح.

(بیجوری، المواہب اللدنیہ علی الشمائل المحمدیہ: 194)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے شفایاب ہونے کی خوشی کے خیال سے متحرک ہونے کے قریب تھے حتیٰ کہ انہوں نے نماز توڑنے کا ارادہ کرلیا اور سمجھے کہ شاید ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں نماز پڑھانے کے لیے باہر تشریف لا رہے ہیں لہٰذا انہوں نے محراب تک کا راستہ خالی کرنے کا ارادہ کیا جبکہ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خوشی کی وجہ سے کودنے لگے۔

امام بخاری نے باب الالتفات فی الصلوۃ کے تحت اور دیگر محدثین کرام نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی یہ والہانہ کیفیت حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ان الفاظ میں بیان کی ہے:

و هَمَّ المسلمون أن يفتتنوا في صلوتهم، فأشار إليهم: أتموا صلاتكم.

بخاری، الصحیح، 1:262، کتاب صفۃ الصلاۃ، رقم: 2721 ابن حبان، الصحیح، 14:587، رقم: 36620 ابن خزیمہ، الصحیح، 3:75، رقم: 41650 ابن سعد، الطبقات الکبری، 2:5217 طبری، التاریخ، 2:231

مسلمانوں نے نماز ترک کرنے کا ارادہ کر لیا تھا مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں نماز کو پورا کرنے کا حکم دیا۔

دیدارِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھوک کا مداوا

اربابِ تاریخ وسیر لکھتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے مصر میں قحط سالی کے دور میں حکومت کے جمع شدہ ذخیرے سے قحط زدہ عوام میں غلے کی تقسیم کا نظام قائم فرمایا۔ ابھی آئندہ فصل کے آنے میں تین ماہ باقی تھے کہ غلے کا سٹاک ختم ہو گیا۔ اس پر حضرت یوسف علیہ السلام کو یہ فکر لاحق ہوگئی کہ افلاس زدہ لوگوں کو غلے کی فراہمی کیسے ہوگی۔ وہ اس فکر میں غلطاں تھے کہ اللہ رب العزت نے حضرت یوسف علیہ السلام کو بذریعہ جبرئیل علیہ السلام یہ پیغام دیا کہ اپنے چہرے کو بے نقاب کر دیجئے، اس طرح بھوکے لوگوں کی بھوک کا مداوا ہو جائے گا۔ روایات میں ہے کہ جو بھوکا شخص حضرت یوسف علیہ السلام کا دیدار کر لیتا اس کی بھوک مٹ جاتی۔ (شمائل الترمذی: 27، حاشیہ: 3)

قرآنِ حکیم نے زنانِ مصر کا ذکر کیا ہے کہ وہ کس طرح حسنِ یوسف علیہ السلام کی دید میں اتنا محو اور بے خود ہوگئیں کہ انہیں اپنے ہاتھوں کی انگلیاں کٹ جانے کا احساس بھی نہ رہا۔

یہ تو حسنِ یوسفی کی بات ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو تمام انبیاء علیہم السلام کی صفات وکمالات کے جامع ہیں۔ اس لیے حسن و جمال کی بے خود کر دینے والی کیفیت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس میں اس درجہ موجود تھی کہ اسے حیطۂ بیان میں نہیں لایا جا سکتا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بھوکوں کی بھوک رفع کرنے کا ذریعہ بنتی تھی، چہرۂ اقدس کے دیدار کے بعد بھوک اور پیاس کا احساس کہاں رہتا؟

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک دن حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم ایسے وقت کاشانۂ نبوت سے باہر تشریف لائے کہ: لا يخرج فيها و لا يلقاه فيها أحد.

آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے کبھی اس وقت باہر تشریف نہ لاتے تھے اور نہ ہی کوئی آپ سے ملاقات کرتا۔

پھر یوں ہوا کہ سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی بھوک سے مغلوب باہر تشریف لے آئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رفیق غار سے پوچھا: اے ابوبکر! تم اس وقت کیسے آئے ہو؟ اس وفا شعار عجز و نیاز کے پیکر نے ازراہِ مروت عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صرف آپ کی ملاقات، چہرۂ انور کی زیارت اور سلام عرض کرنے کی غرض سے حاضر ہوا ہوں۔

تھوڑی دیر بعد ہی سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ بھی اسی راستے پر چلتے ہوئے اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہو گئے۔ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا اے عمر! تمہیں کون سی ضرورت اس وقت یہاں لائی؟ شمع رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے پروانے نے عرض کی: الجوع، یا رسول اللہ! یا رسول اللہ! بھوک کی وجہ سے حاضر ہوا ہوں۔

والی کون و مکاں رحمت کل جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: و أنا قد وجدت بعض ذلك. اور مجھے بھی کچھ ایسا ہی محسوس ہو رہا ہے۔

(ترمذی، الجامع الصحیح، 4: 583، ابواب الزہد، رقم: 22369 ترمذی، الشمائل المحمدیہ، 1: 312، رقم: 3373 حاکم، المستدرک، 4: 145، 47178 طبری، الریاض النضرہ، 1: 340)

تو ہادیء برحق نبی مکرم حضور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دونوں جاں نثاروں کے ہمراہ اپنے ایک صحابی حضرت ابوالہیثم بن تیہان انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے گئے۔ ابوالہیثم رضی اللہ عنہ کا شمار متمول انصار میں ہوتا تھا۔ آپ کھجوروں کے ایک باغ کے مالک تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کے وقت صاحب خانہ گھر پر موجود نہ تھے، اُن کی اہلیہ محترمہ نے بتایا کہ وہ ہمارے لئے میٹھا پانی لینے گئے ہوئے ہیں۔ اتنے میں ابوالہیثم رضی اللہ عنہ بھی آ گئے۔ جب دیکھا کہ آج سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے غریب خانے کو اعزاز بخشا ہے تو ان کی خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی، وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے دو صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ اپنے گھر میں دیکھ کر پھولے نہیں سما رہے تھے۔ ان کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ اپنی خوشی کا اظہار کیسے کریں، کیسے بارگاہِ خداوندی میں سجدۂ شکر بجا لائیں؟ ایک عجیب سی کیف و سرور اور انبساط کی لہر نے اہلِ خانہ کو اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا اور گھر کے در و دیوار بھی خوشی سے جھوم اٹھے تھے۔

حضرت ابوالہیثم رضی اللہ عنہ پر جو کیفیت طاری ہوئی اس کے بارے میں حدیث کے الفاظ یہ ہیں: یلتزم النبی صلی اللہ علیه وسلم و یفدیه بأبیه و أمه.

ترمذی، الجامع الصحیح، 4: 583، ابواب الزہد، رقم: 22369 ترمذی، الشمائل المحمدیہ، 1: 312، رقم: 3373 حاکم، المستدرک، 4: 145، رقم: 47178 طبری، الریاض النضرہ، 1: 340

(حضرت ابوالہیثم رضی اللہ عنہ آتے ہی) حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے لپٹ گئے اور کہتے جاتے میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیک وسلم پر قرباں ہوں۔

بعد ازاں حضرت ابوالہیثم رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ان دو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اپنے باغ میں لے گئے، تازہ کھجوریں پیش کیں اور کھانا کھلایا۔

شمائل ترمذی کے حاشیہ پر مذکورہ حدیث کے حوالے سے یہ عبارت درج ہے:

لعل عمر رضی الله عنه جاء لیتسلی بالنظر فی وجه رسول الله صلی الله علیه وسلم کما کان یصنع أهل مصر فی زمن یوسف علیه السلام، و لعل هذا المعنی کان مقصود أبی بکر رضی الله

عنه و قد ادى بالطف وجه كانه خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم لما ظهر عليه بنور النبوة ان اباابكر طالب ملاقاته، و خرج ابوبكر لما ظهر عليه بنور الولاية انه صلى الله عليه وسلم خرج في هذا الوقت لانجاح مطلوبه. شمائل الترمذی:27، حاشیہ:3

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس لئے تشریف لائے تھے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور کی زیارت سے اپنی بھوک مٹانا چاہتے تھے، جس طرح مصر والے حضرت یوسف علیہ السلام کے حسن سے اپنی بھوک کو مٹالیا کرتے تھے اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عمل میں بھی یہی راز مضمر تھا۔ مگر رفیقِ سفر نے اپنا مدعا نہایت ہی لطیف انداز میں بیان کیا اور یہ امر بھی ذہن نشین رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پُر نورِ نبوت کی وجہ سے آشکار ہو چکا تھا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ طالب ملاقات ہیں اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر نورِ ولایت کی وجہ سے واضح ہو چکا تھا کہ اس گھڑی آقائے مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار انہیں ضرور نصیب ہوگا۔

ایک صحابی کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ٹکٹکی باندھ کر دیکھنا

کائنات کا سارا حسن و جمال نبی آخر الزماں حضور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور میں سمٹ آیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور کی زیارت سے مشرف ہونے والا ہر شخص جمالِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں اس طرح کھو جاتا کہ کسی کو آنکھ جھپکنے کا یارا بھی نہ ہوتا اور نگاہیں اٹھی کی اٹھی رہ جاتیں۔

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں: حضور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں ایک شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم (کے چہرۂ انور) کو (اِس طرح ٹکٹکی باندھ کر) دیکھتا رہتا کہ (وہ اپنی آنکھ تک نہ جھپکتا)۔ حضور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس جاں نثار صحابی کی یہ حالت دیکھ کر فرمایا: اِس (طرح دیکھنے) کا سبب کیا ہے؟ اس عاشقِ رسول صحابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر قربان! آپ کے چہرۂ انور کی زیارت سے لطف اندوز ہوتا ہوں۔

(قاضی عیاض، الشفاء، 2:566 قسطلانی، المواہب اللدنیہ، 2:94)

اس روایت سے پتہ چلتا ہے کہ جاں نثاران مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر خود سپردگی کی ایک عجیب کیفیت طاری ہو جاتی اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن و جمال میں اس طرح کھو جاتے کہ دنیا کی ہر شے سے بھی بے نیاز ہو جاتے۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا شوقِ دیدار کا بیان

مکہ معظمہ میں اسلام کا پہلا تعلیمی اور تبلیغی مرکز کوہِ صفا کے دامن میں واقع دارِ ارقم تھا، اسی میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھیوں کو اسلام کی تعلیمات سے روشناس فرماتے۔ ابھی مسلمانوں کی تعداد 39 تک پہنچی تھی کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ میں چاہتا ہوں کہ کفار کے سامنے دعوتِ اسلام اعلانیہ پیش کروں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے منع فرمانے کے باوجود انہوں نے اصرار کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت مرحمت فرمادی۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کے درمیان کھڑے ہو کر خطبہ دینا شروع کیا جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی

تشریف فرماتے۔ پس آپ ہی وہ پہلے خطیب (داعی) تھے جنہوں نے (سب سے پہلے) اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لوگوں کو بلایا۔

(ابن کثیر، البدایہ والنہایہ (السیرۃ)، 3:230 حلبی، السیرۃ الحلبیہ، 1:475-3 دیار بکری، تاریخ الخمیس، 1:294-4 طبری، الریاض النضرۃ، 1:397)

اسی بنا پر آپ کو اسلام کا خطیب اوّل کہا جاتا ہے۔ نتیجتاً کفار نے آپ رضی اللہ عنہ پر حملہ کر دیا اور آپ کو اس قدر زدوکوب کیا کہ آپ خون میں لت پت ہوگئے، انہوں نے اپنی طرف سے آپ کو جان سے مار دینے میں کوئی کسر نہ چھوڑی تھی، جب انہوں نے محسوس کیا کہ شاید آپ کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کر چکی ہے تو اسی حالت میں چھوڑ کر چلے گئے۔ آپ کے خاندان کے لوگوں کو پتہ چلا تو وہ آپ کو اٹھا کر گھر لے گئے اور آپس میں مشورہ کے بعد فیصلہ کیا کہ ہم اس ظلم و تعدی کا ضرور بدلہ لیں گے لیکن ابھی آپ کے سانس اور جسم کا رشتہ برقرار تھا۔

آپ کے والدِ گرامی ابو قحافہ، والدہ اور آپ کا خاندان آپ کے ہوش میں آنے کے انتظار میں تھا، مگر جب ہوش آیا اور آنکھ کھولی تو آپ رضی اللہ عنہ کی زبانِ اقدس پر جاری ہونے والا پہلا جملہ یہ تھا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے؟

تمام خاندان اس بات پر ناراض ہو کر چلا گیا کہ ہم تو اس کی فکر میں ہیں اور اسے کسی اور کی فکر لگی ہوئی ہے۔ آپ کی والدہ آپ کو کوئی شے کھانے یا پینے کے لئے اصرار سے کہتیں، لیکن اس عاشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر مرتبہ یہی جواب ہوتا، کہ اس وقت تک کچھ کھاؤں گا نہ پیوں گا جب تک مجھے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر نہیں مل جاتی کہ وہ کس حال میں ہیں۔ لختِ جگر کی یہ حالت زار دیکھ کر آپ کی والدہ کہنے لگیں: خدا کی قسم! مجھے آپ کے دوست کی خبر نہیں کہ وہ کیسے ہیں؟

آپ رضی اللہ عنہ نے والدہ سے کہا کہ حضرت اُمِ جمیل رضی اللہ عنہا بنت خطاب سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے پوچھ کر آؤ۔ آپ کی والدہ ام جمیل رضی اللہ عنہا کے پاس گئیں اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ماجرا بیان کیا۔ چونکہ انہیں ابھی اپنا اسلام خفیہ رکھنے کا حکم تھا اس لئے انہوں نے کہا کہ میں ابوبکر رضی اللہ عنہ اور ان کے دوست محمد بن عبداللہ کو نہیں جانتی۔ ہاں اگر تو چاہتی ہے تو میں تیرے ساتھ تیرے بیٹے کے پاس چلتی ہوں۔ حضرت اُمِ جمیل رضی اللہ عنہا آپ کی والدہ کے ہمراہ جب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس آئیں تو ان کی حالت دیکھ کر اپنے جذبات پر قابو نہ رکھ سکیں اور کہنے لگیں:

مجھے اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ ضرور اُن سے تمہارا بدلہ لے گا۔ آپ نے فرمایا! ان باتوں کو چھوڑو مجھے صرف یہ بتاؤ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے؟ انہوں نے اشارہ کیا کہ آپ کی والدہ سن رہی ہیں۔ آپ نے فرمایا: فکر نہ کرو بلکہ بیان کرو۔ انہوں نے عرض کیا: (آپ صلی اللہ علیہ وسلم) محفوظ اور خیریت سے ہیں۔ پوچھا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم (اس وقت) کہاں ہیں؟

انہوں نے عرض کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دارِ ارقم میں ہی تشریف فرما ہیں۔ آپ نے یہ سن کر فرمایا: میں اس وقت تک کھاؤں گا نہ کچھ پیوں گا جب تک کہ میں اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو ان آنکھوں سے بخیریت نہ دیکھ لوں۔

ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، (السیرۃ)، 3:230-2 حلبی، السیرۃ الحلبیہ، 1:476-3 طبری، الریاض النضرۃ، 1:398-4 دیار بکری، تاریخ الخمیس، 1:294

شمعِ مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس پروانے کو سہارا دے کر دارِ ارقم لایا گیا، جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عاشقِ زار کو

اپنی جانب آتے ہوئے دیکھا تو آگے بڑھ کر تھام لیا اور اپنے عاشقِ زار پر جھک کر اس کے بوسے لینا شروع کر دیئے۔ تمام مسلمان بھی آپ کی طرف لپکے۔ اپنے یارِ غمگسار کو زخمی حالت میں دیکھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر عجیب رقت طاری ہوگئی۔

انہوں نے عرض کیا کہ میری والدہ حاضر خدمت ہیں، ان کے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں دولتِ ایمان سے نوازے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی اور وہ دولتِ ایمان سے شرف یاب ہوگئیں۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی والہانہ محبت و وارفتگی کا بیان

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کس طرح چہرۂ نبوت کے دیدار فرحت آثار سے اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک کا سامان کیا کرتے تھے اور ان کے نزدیک پسند و دلبستگی کا کیا معیار تھا، اس کا اندازہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے یارِ غار سے متعلق درج ذیل روایت سے بخوبی ہو جائے گا۔

ایک مرتبہ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ مجھے تمہاری دنیا میں تین چیزیں پسند ہیں: خوشبو، نیک خاتون اور نماز جو میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے سنتے ہی عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے بھی تین ہی چیزیں پسند ہیں:

النظر إلى وجه رسول الله صلى الله عليه وسلم، و إنفاق مالي على رسول الله صلى الله عليه وسلم، وان يكون ابنتي تحت رسول الله. (ابن حجر، منبہات: 21، 22)

آپ صلی اللہ علیک وسلم کے چہرۂ اقدس کو تکتے رہنا، اللہ کا عطا کردہ مال آپ صلی اللہ علیک وسلم کے قدموں پر نچھاور کرنا اور میری بیٹی کا آپ صلی اللہ علیک وسلم کے عقد میں آنا۔

جب انسان خلوصِ نیت سے اللہ تعالیٰ سے نیک خواہش کا اظہار کرتا ہے تو وہ ذات اپنی شانِ کریمانہ کے مطابق اُسے ضرور نوازتی ہے۔ اس اصول کے تحت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی تینوں خواہشیں اللہ تعالیٰ نے پوری فرما دیں۔

آپ کی صاحبزادی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے نکاح میں قبول فرما لیا۔ آپ کو سفر و حضر میں رفاقتِ مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم نصیب رہی یہاں تک کہ غارِ ثور کی تنہائی میں آپ کے سوا کوئی اور زیارت سے مشرف ہونے والا نہ تھا، اور مزار میں بھی اَوصلوا الحبیب إلی الحبیب کے ذریعے اپنی دائمی رفاقت عطا فرما دی۔

اسی طرح مالی قربانی اس طرح فراوانی کے ساتھ نصیب ہوئی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے جس قدر نفع ابوبکر رضی اللہ عنہ کے مال نے دیا ہے اتنا کسی اور کے مال نے نہیں دیا۔

ترمذی، الجامع الصحیح، 5: 609، ابواب المناقب، رقم: 3661؛ 2 ابن ماجہ، السنن، 1: 36، مقدمہ، باب فضائل الصحابہ، رقم: 94؛ 3 احمد بن حنبل، المسند، 2: 253؛ 4 ابن حبان، الصحیح، 15: 273، رقم: 6858؛ 5 ابن ابی شیبہ، المصنف، 6: 348، رقم: 31927؛ 6 طحاوی، شرح معانی الآثار، 4: 158؛ 7 ہیثمی، موارد الظمآن، 1: 532، رقم: 2166؛ 8 قرطبی، تفسیر الجامع لاحکام القرآن، 3: 418؛ 9 خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، 10: 363، رقم: 5525؛ 10 طبری، الریاض النضرہ، 2: 16، رقم: 411؛ 11 احمد بن حنبل، فضائل الصحابہ، 1: 65، رقم: 25؛ 12 سیوطی، تاریخ الخلفاء: 30

دوسرے مقام پر مال کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے محبت کا ذکر بھی فرمایا: لوگوں میں سے مجھے اپنی رفاقت دینے اور اپنا مال خرچ کرنے کے لحاظ سے مجھ پر سب سے زیادہ احسان کرنے والے ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں۔

بخاری، الصحیح، 1: 177، کتاب المساجد، رقم: 2454 ترمذی، الجامع الصحیح، 5: 608، ابواب المناقب، رقم: 33660 نسائی، السنن الکبری، 5: 35، رقم: 48102 احمد بن حنبل، المسند، 3: 518 ابن حبان، الصحیح، 14: 558، رقم: 66594 ابن ابی شیبہ، المصنف، 6: 348، رقم: 731926 نسائی فضائل الصحابہ 1: 3، رقم: 182 احمد بن حنبل، فضائل الصحابہ، 1: 61، رقم: 921 ابن سعد، الطبقات الکبری، 2: 10227 طبری، الریاض النضرہ، 2: 12، رقم: 109405

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی والہانہ محبت کی کیفیت بیان کرتے ہوئے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میرے والد گرامی سارا دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر رہتے، جب عشاء کی نماز سے فارغ ہو کر گھر آتے تو جدائی کے یہ چند لمحے کاٹنا بھی اُن کے لئے دشوار ہو جاتا۔ وہ ساری ساری رات ماہی بے آب کی طرح بیتاب رہتے، ہجر و فراق کی وجہ سے ان کے جگرِ سوختہ سے اس طرح آہ نکلتی جیسے کوئی چیز جل رہی ہو اور یہ کیفیت اس وقت تک رہتی جب تک وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ اقدس کو دیکھ نہ لیتے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے وصال کا سبب بھی ہجر و فراقِ رسول ہی بنا۔ آپ کا جسم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے صدمے سے نہایت ہی لاغر ہو گیا تھا حتیٰ کہ اسی صدمے سے آپ رضی اللہ عنہ کا وصال ہو گیا۔

علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوبیت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہجر کے سوز و گداز کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

قوتِ قلب و جگر گردد نبی — از خدا محبوب تر گردد نبی
ذرۂ عشقِ نبی از حق طلب — سوزِ صدیق و علی از حق طلب

(حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی دل و جگر کی تقویت کا باعث بنتی ہے اور شدت اختیار کر کے خدا سے بھی زیادہ محبوب بن جاتی ہے۔ تو بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق کا ذرہ حق تعالیٰ سے طلب کر اور وہ تڑپ مانگ جو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور مولا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ میں تھی۔)

ہجرِ رسول اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی گریہ وزاری کا بیان

حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے بارے میں مروی ہے: ایک رات آپ عوام کی خدمت کے لیے رات کو نکلے تو آپ نے ایک گھر میں دیکھا کہ چراغ جل رہا ہے اور ایک بوڑھی خاتون اُون کاتتے ہوئے ہجر و فراق میں ڈوبے ہوئے یہ اشعار پڑھ رہی ہے:

على محمد صلاة الأبرار — صلى عليه الطيبون الأخيار
قد كنتَ قواماً بكا بالأسحار — يا ليت شعري والمنايا أطوار

هل تجمعني و حبيبي الدار

محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ کے تمام ماننے والوں کی طرف سے سلام ہو اور تمام متقین کی طرف سے بھی۔ آپ راتوں کو اللہ کی یاد میں کثیر قیام کرنے والے اور سحری کے وقت آنسو بہانے والے تھے۔ ہائے افسوس! اسباب موت متعدد ہیں، کاش مجھے یقین ہو جائے کہ روز قیامت مجھے آقا کا قرب نصیب ہو سکے گا۔

(قاضی عیاض، الشفا، 2: 2569)

یہ اشعار سن کر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو بے اختیار اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد آ گئی اور وہ زار و قطار رو پڑے۔ اہل سیر آگے لکھتے ہیں:

طرق عليها الباب، فقالت: من هذا؟ فقال: عمر بن الخطاب، فقالت: ما لي ولعمر في هذه الساعة؟ فقال: افتحي، يرحمك الله فلا باس عليك، ففتحت له، فدخل عليها، وقال: ردي الكلمات التي قلتيها آنفا، فردتها، فقال: ادخليني معكما و قولي و عمر فاغفر له يا غفار.

(خفاجی، نسیم الریاض، 3: 355)

انہوں نے دروازے پر دستک دی۔ خاتون نے پوچھا: کون؟ آپ نے کہا: عمر بن الخطاب۔ خاتون نے کہا: رات کے ان اوقات میں عمر کو یہاں کیا کام؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تجھ پر رحم فرمائے، تو دروازہ کھول تجھے کوئی پریشانی نہ ہوگی۔ اس نے دروازہ کھولا: آپ اندر داخل ہو گئے اور کہا کہ جو اشعار تو ابھی پڑھ رہی تھی انہیں دوبارہ پڑھ۔ اس نے جب دوبارہ اشعار پڑھے تو آپ کہنے لگے کہ اس مسعود و مبارک اجتماع میں مجھے بھی اپنے ساتھ شامل کر لے اور یہ کہہ کہ ہم دونوں کو آخرت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ نصیب ہو اور اے معاف کرنے والے عمر کو معاف کر دے۔

بقول قاضی سلیمان منصور پوری رحمۃ اللہ علیہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس کے بعد چند دن تک صاحب فراش رہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ کی عیادت کے لئے آتے رہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نزدیک یہی ایمان تھا اور یہی دین کہ وہ کسی بھی شئے سے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کے بغیر اپنا تعلق قائم نہیں کرتے تھے۔ ایک مرتبہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ حج پر آئے، طواف کیا اور حجر اسود کے سامنے آ کر کھڑے ہو گئے۔ اس سے فرمانے لگے:

إني اعلم انك حجر لا تضر و لا تنفع، ولو لا اني رأيت النبي صلى الله عليه وسلم يقبلك ما قبلتك.

بخاری، الصحیح، 2: 579، کتاب الحج، رقم: 21520 مسلم، الصحیح، 2: 925، کتاب الحج، رقم: 31270 ابن ماجہ، السنن، 2: 981، کتاب المناسک، رقم: 43943 نسائی، السنن الکبریٰ، 2: 400، رقم: 53918 احمد بن حنبل، المسند، 1: 646 بیہقی، السنن الکبریٰ، 5: 82، رقم: 179059 ابن ابی شیبہ، المصنف، 3: 342، رقم: 814753 عبد الرزاق، المصنف، 5: 72، رقم: 99035 طبرانی، المعجم الاوسط، 3: 243، رقم: 042 [illegible] 1: 478، رقم: 11341 حمیدی، المسند، 1:

ابن عبدالبر، 154038، رقم: 450:3، بیہقی، شعب الایمان، 14189، رقم: 169:1، ابویعلی، المسند، 131567، رقم: 395:2، طبرانی، مسند الشامیین، 129، رقم:
التمہید، 16256:22، قاضی عیاض، الشفاء، 17558:2، زرقانی، شرح علی الموطا، 408:2

میں جانتا ہوں بیشک تو ایک پتھر ہے جو نہ نفع پہنچا سکتا ہے اور نہ نقصان۔ اگر میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو میں تجھے کبھی بوسہ نہ دیتا۔

یہ کلمات ادا کرنے کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے حجر اسود کو بوسہ دیا۔ (حاکم، المستدرک، 628:1، رقم: 1682)

سیدنا صدیق اکبر اور سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہم کا دیدارِ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا منفرد اعزاز

صدیقِ باوفا رضی اللہ عنہ کو سفرِ ہجرت میں رفاقتِ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کا اعزاز حاصل ہوا، جبکہ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ مرادِ رسول ہونے کے شرفِ لازوال سے مشرف ہوئے۔ ان جلیل القدر صحابہ کو صحابہ رضی اللہ عنہم کی عظیم جماعت میں کئی دیگر حوالوں سے بھی خصوصی اہمیت حاصل تھی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يخرج على أصحابه من المهاجرين و الأنصار، و هم جلوس و فيهم ابوبكر و عمر، فلا يرفع إليه أحد منهم بصره إلا ابوبكر و عمر، فإنهما كانا ينظران إليه و ينظر إليهما و يتبسمان إليه و يتبسم إليهما.

ترمذی، الجامع الصحیح، 612:5، ابواب المناقب، رقم: 23668، احمد بن حنبل، المسند، 3150:3، طیالسی، المسند، 275:1، رقم: 42064، عبد بن حمید، المسند، 388:1، رقم: 51298، ابویعلی، المسند، 116:1، رقم: 63378، احمد بن حنبل، فضائل الصحابہ، 212:1، رقم: 7339، طبری، الریاض النضرۃ، 338:1، رقم:
209

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے مہاجر اور انصار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جھرمٹ میں تشریف فرما ہوتے اور حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما بھی ان میں ہوتے تو کوئی صحابی بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نگاہ اٹھا کر نہ دیکھتا، البتہ ابوبکر صدیق اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہما حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور کو مسلسل دیکھتے رہتے اور سرکار ان کو دیکھتے، یہ دونوں حضرات رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر مسکراتے اور خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان دونوں کو دیکھ کر تبسم فرماتے۔

حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ اور محبت رسول

عشاقِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو نسبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا جو منفرد اعزاز عطا ہوا اس کا مظاہرہ صلح حدیبیہ کے موقع پر دیکھنے میں آیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنا سفیر بنا کر مکہ معظمہ بھیجا کہ کفار و مشرکین سے مذاکرات کریں۔ کفار نے پابندی لگا دی تھی کہ اس سال حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مکہ میں داخل نہیں ہونے دیں گے۔ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ سفیرِ رسول بن کر مذاکرات کے لئے حرمِ کعبہ پہنچے تو انہیں بتایا گیا کہ اس سال آپ لوگ حج نہیں کر سکتے، تاہم کفارِ مکہ نے بزعمِ خویش رواداری برتتے ہوئے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ چونکہ تم آ گئے ہو، اس لئے حاضری کے اس موقع کو غنیمت جانتے ہوئے اگر چاہو تو ہم تمہیں طواف کی اجازت دیتے ہیں لیکن آپ رضی اللہ عنہ نے کفار کی اس

پیشکش کو بڑی شان بے نیازی سے ٹھکرا دیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر طواف کرنا انہیں گوارا نہ ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے بغیر لگی لپٹی رکھے کہا:

ما كنتُ لاطوف به حتى يطوف به رسول الله صلى الله عليه وسلم.

بیہقی، السنن الکبری، 9: 2221 ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، 4: 3282 طبری، التاریخ، 2: 4121 قاضی عیاض، الشفاء، 2: 5594 ابن کثیر، البدایہ والنہایہ (السیرۃ)، 4: 6167 حلبی، السیرۃ الحلبیہ، 2: 7701 ابن حبان، الثقات، 1: 8299 طبری، تفسیر، 26: 986 ابن کثیر، تفسیر، 4: 187

میں اس وقت تک طوافِ کعبہ نہیں کروں گا جب تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم طواف نہ کر لیں۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اپنے اس عمل سے دشمنانِ اسلام کو جتلا دیا کہ ہم کعبہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کہنے پر کعبہ مانتے ہیں اور اس کا طواف بھی اس لئے کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کا طواف کرتے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے کعبے سے اپنی جذباتی وابستگی اور عقیدت کو اہمیت نہ دی حالانکہ اس کے دیدار کے لئے وہ مدت سے ترس رہے تھے اور ہجرت کے چھ سات سال بعد انہیں یہ پہلا موقع مل رہا تھا۔ اگر وہ طواف کر بھی لیتے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اس سے منع نہیں کیا تھا لیکن ان کے نزدیک سب سے زیادہ اہمیت نسبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی جس کے بغیر وہ کسی عمل کو کوئی وقعت دینے کے لئے تیار نہ تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ یہی نسبت ان کے ایمان کی بنیاد تھی۔

حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ کا آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تعلقِ عشقی خود سپردگی اور وارفتگی کی حد تک پہنچا ہوا تھا۔ کتب احادیث میں ایک واقعہ مذکور ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ ایک دفعہ مسجد کے دروازے پر بیٹھ کر گوشت کا لقمہ تناول کرنے لگے۔ لوگوں نے پوچھا: حضرت! یہ دروازہ گزرگاہِ عام ہے، یہاں بیٹھ کر کھانا چہ معنی دارد؟ دیکھنے والے کیا سمجھیں گے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جواب میں فرمانے لگے: مجھے اور تو کچھ خبر نہیں، بس اتنا پتہ ہے کہ ایک بار میرے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں بیٹھ کر کھانا تناول فرمایا تھا، میں تو اس سنت پر عمل کر رہا ہوں اور اس وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہی ادا میرے پیشِ نظر ہے۔

ایک دفعہ وضو کے بعد بغیر کسی وجہ کے مسکرانے لگے۔ کسی نے پوچھا: آپ کس بات پر مسکرا رہے ہیں جبکہ کسی سے گفتگو اور مکالمہ بھی نہیں۔ فرمانے لگے: مجھے کسی سے کیا غرض! میں نے تو ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح وضو کرنے کے بعد مسکراتے دیکھا تھا، میں تو محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی اسی ادا کو دہرا رہا ہوں۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

مجھے کیا خبر تھی رکوع کی، مجھے ہوش کب تھا سجود کا
ترے نقشِ پا کی تلاش تھی کہ میں جھک رہا تھا نماز میں

اس تعلقِ عشقی کا اظہار تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگیوں میں جھلکتا تھا۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلقِ عشقی

حضرت علی شیرِ خدا رضی اللہ عنہ کی تربیت براہِ راست آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی۔ بچوں میں سب سے پہلے دامنِ اسلام سے وابستہ ہونا سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے مقدر میں لکھا گیا تھا۔ اس مقام پر سیدنا علی شیرِ خدا رضی اللہ عنہ کے

اس قول کا ذکر ضروری ہے جس میں آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی لذت آفرین کیفیت کو بیان کر کے ثابت کر دیا کہ عظمتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا پرچم سربلند کرنا اور اطاعتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی قندیل دل میں روشن رکھنا ہی ایمان کی اساس ہے۔

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا:

کیف کان حبکم لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم؟ (قاضی عیاض، الشفاء، 2:568)

آپ (صحابہ کرام) کو پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم سے کس قدر محبت تھی؟ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں اپنے اموال، اولاد، آباء واجداد اور امہات سے بھی زیادہ محبوب تھے اور کسی پیاسے کو ٹھنڈے پانی سے جو محبت ہوتی ہے ہمیں اپنے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم اس سے بھی بڑھ کر محبوب تھے۔ (قاضی عیاض، الشفاء، 2:568)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا معمول تھا کہ وہ زیارتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مواقع تلاش کیا کرتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسمِ اقدس کی خوشبو انہیں بتا دیتی کہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم اس طرف گئے ہیں۔ وہ آسانی سے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا سراغ لگا لیتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور کی تابانیوں میں اپنی روح و جان کے ساتھ بھیگ جاتے۔ جناب حیدر کرار رضی اللہ عنہ کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے وابستگی اور تقرب کا حال جاننے کے لئے یہ روایت ملاحظہ فرمایئے:

سورج کا پلٹنا اور نمازِ عصر کی ادائیگی کا بیان

حدیثِ پاک میں آتا ہے کہ غزوۂ خیبر کے دوران قلعہ صہباء کے مقام پر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی رضی اللہ عنہ کی گود میں سرِ انور رکھ کر استراحت فرما رہے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابھی نمازِ عصر ادا نہیں کی تھی۔ اس وقت چاہتے تو عرض کر دیتے کہ حضور صلی اللہ علیک وسلم! تھوڑی دیر توقف فرمایئے کہ میں عصر کی نماز پڑھ لوں، پھر حاضرِ خدمت ہو جاتا ہوں۔ عقل کا تقاضا بھی یہی تھا لیکن عقل کا کام تو بقولِ اقبال رحمۃ اللہ علیہ بہانے تلاش کرنا اور تنقید کرنا ہے۔ فرماتے ہیں:

عقل کو تنقید سے فرصت نہیں   عشق پر اَعمال کی بنیاد رکھ

عقل کا تو شیوہ ہی تنقید ہے، جبکہ عشق آنکھیں بند کر کے سرِ تسلیم خم کر دیتا ہے:

بے خطر کود پڑا آتشِ نمرود میں عشق   عقل ہے محوِ تماشائے لبِ بام ابھی

عقل سود و زیاں کے چکر میں اُلجھی رہتی ہے جب کہ عشق بے خطر آگ میں کود کر اُسے گل و گلزار میں تبدیل کر دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عشق منزل کو پا لیتا ہے اور عقل گردِ سفر میں گم ہو کر رہ جاتی ہے۔

بوعلی اندر غبارِ ناقہ گم   دستِ رومی پردۂ محمل گرفت

(بوعلی (جو کہ عقل کی علامت ہے محبوب کی) اونٹنی کے غبار میں گم ہو گیا (جبکہ عشق کے نمائندے) رومی نے ہاتھ آگے بڑھا کر (محبوب کے) کجاوے کو تھام لیا۔)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے عقل قرباں کن بہ پیشِ مصطفےٰ کا مظہر بنتے ہوئے اپنی نماز محبوب کے آرام پر قربان کر دی، جس کے

نتیجے میں اس کشتۂ آتش عشق اور پیکرِ وفا کو وہ نماز نصیب ہوئی جو کائناتِ انسانیت میں کسی دوسرے کا مقدر نہ بن سکی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ تو کب سے موقع کے متلاشی تھے کہ انہیں آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اور قرب نصیب ہو۔ وہ ایسا نادر موقع کیونکر ہاتھوں سے جانے دیتے، وہ تو زبان حال سے کہہ رہے ہوں گے۔

نمازیں گر قضا ہوں پھر ادا ہوں نگاہوں کی قضائیں کب ادا ہوں

چنانچہ انہوں نے موقع غنیمت جانا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سر انور کے لئے اپنی گود بچھا دی، جس پر آپ نے اپنا مبارک سر رکھا اور استراحت فرمانے لگے۔ اب نہ جیسا کہ ہم ابھی بتا چکے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اور نہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پوچھا کہ نماز عصر ادا ہوئی کہ نہیں؟

ادھر حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنی خوش بختی کے کیف میں آفتاب نبوت کو تکے جا رہے تھے اور ادھر آفتاب جہاں تاب اپنی منزلیں طے کرتا ہوا غروب ہوتا جا رہا تھا۔ جب ان کی نظر ڈوبتے سورج پر پڑی تو چہرۂ اقدس کا رنگ متغیر ہونے لگا۔ اور آپ رضی اللہ عنہ پر ایک عجیب سی کیفیت طاری ہوگئی۔ کبھی نگاہ سورج پر ڈالتے اور کبھی محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے رخ زیبا پر۔ کبھی مائل بہ غروب سورج کو تکتے تو کبھی آفتاب رسالت کے طلوع کا منظر دیکھتے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ سورج ڈوب چلا ہے تو آپ رضی اللہ عنہ کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو بہہ نکلے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے تو دیکھا کہ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ پریشانی کے عالم میں محو گریہ ہیں۔ پوچھا: کیا بات ہوئی؟ عرض کیا: آقا! میری نمازِ عصر رہ گئی ہے۔ فرمایا: قضا پڑھ لو۔ انہوں نے حضور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ اقدس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا، جو زبانِ حال سے یہ کہہ رہی تھیں کہ آپ رضی اللہ عنہ لی اللہ علیک وسلم کی غلامی میں نماز جائے اور قضا پڑھوں؟ اگر اس طرح نماز قضا پڑھوں تو پھر ادا کب پڑھوں گا؟

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ علی رضی اللہ عنہ قضا نہیں بلکہ نماز ادا ہی کرنا چاہتا ہے تو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ کھڑے ہوئے، اللہ جل مجدہ کی بارگاہ میں دستِ اقدس دعا کے لئے بلند کر دیئے اور عرض کیا:

اے اللہ! علی تیری اور تیرے رسول کی اطاعت میں مصروف تھا (کہ اس کی نماز قضا ہوگئی)، پس اس پر سورج کو پلٹا دے (تا کہ اس کی نماز ادا ہو)۔

طبرانی، المعجم الکبیر، 24:151، رقم: 2390 ہیثمی، مجمع الزوائد، 8:3297 قاضی عیاض، الشفا، 1:4400 ابن کثیر، البدایہ والنہایہ (السیرۃ)، 6:583 سیوطی، الخصائص الکبری، 2:6137 حلبی، السیرۃ الحلبیہ، 2:103

نماز وقت پر ادا کرنا اللہ کی اطاعت ہے لیکن یہاں تو نماز قضا ہوگئی تھی اس کے باوجود حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس قضا کو اللہ کی اطاعت قرار دے رہے تھے۔ کیا معاذ اللہ آرام اللہ پاک فرما رہا تھا؟ نہیں، وہ تو آرام سے پاک ہے۔ کیا نیند اللہ کی تھی؟ نہیں، وہ تو نیند سے بھی پاک ہے۔ آرام حضور علیہ السلام کا تھا، نیند حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی، علی رضی اللہ عنہ کی نماز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نیند پر قربان ہوگئی۔ اب چاہئے تو یہ تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے کہ اے اللہ! علی تیرے رسول کی اطاعت میں مصروف

ہو یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان سے اطاعت کا مفہوم بھی واضح ہو گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرنی جیسی بھی ہو رب کی اطاعت ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مصروف تھے اس لئے ان کی قضا بھی اطاعتِ الٰہی قرار پائی۔ فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے:

اصل الاصول بندگی اُس تاجور کی ہے ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں

حدیثِ مبارک میں مذکور ہے کہ جب آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے دستِ اقدس دعا کے لئے بلند فرمائے تو ڈوبا ہوا سورج اس طرح واپس پلٹ آیا جیسے ڈوبا ہی نہ ہو۔ یہ تو ایسے تھا جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں میں ڈوریاں ہوں جنہیں کھینچے سے سورج آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب کھنچا آ رہا ہو۔ یہاں تک کہ سورج عصر کے وقت پر آ گیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نماز عصر ادا کی۔

ردِ شمس کے معجزۂ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے تفصیلی مطالعہ کے لئے راقم کی کتاب سیرت الرسول صلی اللہ علیہ وسلم (جلد نہم، معجزات) ملاحظہ فرمائیں۔

وارفتگی عشقِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور اذانِ بلالی رضی اللہ عنہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد سیدنا بلال رضی اللہ عنہ مدینہ کی گلیوں میں یہ کہتے پھرتے کہ لوگو تم نے کہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے تو مجھے بھی دکھا دو، پھر کہنے لگے کہ اب مدینے میں میرا رہنا دشوار ہے، اور شام کے شہر حلب میں چلے گئے۔ تقریباً چھ ماہ بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت نصیب ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے: اے بلال! یہ کیا بے وفائی ہے؟ (تو نے ہمیں ملنا چھوڑ دیا)، کیا ہماری ملاقات کا وقت نہیں آیا؟ (حلبی، السیرۃ الحلبیہ، 308:2)

خواب سے بیدار ہوتے ہی اونٹنی پر سوار ہو کر لبیک! یا سیدی یا رسول اللہ! کہتے ہوئے مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ جب مدینہ منورہ میں داخل ہوئے تو سب سے پہلے مسجدِ نبوی پہنچ کر حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی نگاہوں نے عالمِ وارفتگی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ڈھونڈنا شروع کیا۔ کبھی مسجد میں تلاش کرتے اور کبھی حجروں میں، جب کہیں نہ پایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبرِ انور پر سر رکھ کر رونا شروع کر دیا اور عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا تھا کہ آ کر مل جاؤ، غلام حلب سے بہرِ ملاقات حاضر ہوا ہے۔ یہ کہا اور بے ہوش ہو کر مزارِ پُر انوار کے پاس گر پڑے، کافی دیر بعد ہوش آیا۔ اتنے میں سارے مدینے میں یہ خبر پھیل گئی کہ مؤذنِ رسول حضرت بلال رضی اللہ عنہ آ گئے ہیں۔ مدینہ طیبہ کے بوڑھے، جوان، مرد، عورتیں اور بچے اکٹھے ہو کر عرض کرنے لگے کہ بلال! ایک دفعہ وہ اذان سنا دو جو محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں سناتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں معذرت خواہ ہوں کیونکہ میں جب اذان پڑھتا تھا تو اشہد ان محمداً رسول اللہ کہتے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوتا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار سے اپنی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچاتا تھا۔ اب یہ الفاظ ادا کرتے ہوئے کسے دیکھوں گا؟

بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مشورہ دیا کہ حسنین کریمین رضی اللہ عنہما سے سفارش کروائی جائے، جب وہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو اذان کے لیے کہیں گے تو وہ انکار نہ کر سکیں گے۔ چنانچہ امام حسین رضی اللہ عنہ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر

فرمایا:

يا بلال! نشتهي نسمع أذانك الذى كنت تؤذن لرسول الله صلى الله عليه وسلم في المسجد.

اے بلال! ہم آج آپ سے وہی اذان سننا چاہتے ہیں جو آپ (ہمارے نانا جان) اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اس مسجد میں سناتے تھے۔ (سبکی، شفاء السقام: 239، ہیتمی، الجوہر المنظم: 27)

اب حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو انکار کا یارانہ تھا، لہٰذا اسی مقام پر کھڑے ہو کر اذان دی جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری حیات میں دیا کرتے تھے۔ بعد کی کیفیات کا حال کتبِ سیر میں یوں بیان ہوا ہے:

جب آپ رضی اللہ عنہ نے (بآوازِ بلند) اللہ اکبر اللہ اکبر کہا، مدینہ منورہ گونج اٹھا (آپ جیسے جیسے آگے بڑھتے گئے جذبات میں اضافہ ہوتا چلا گیا)، جب أشهد أن لا إله إلا الله کے کلمات ادا کئے گونج میں مزید اضافہ ہو گیا، جب أشهد أن محمداً رسول الله کے کلمات پر پہنچے تو تمام لوگ حتیٰ کہ پردہ نشین خواتین بھی گھروں سے باہر نکل آئیں (رقت و گریہ زاری کا عجیب منظر تھا) لوگوں نے کہا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد مدینہ منورہ میں اس دن سے زیادہ رونے والے مرد و زن نہیں دیکھے گئے۔ (ذہبی، سیر أعلام النبلاء، 1:2358، سبکی، شفاء السقام: 340، حلبی، السیرة الحلبیة، 3:308)

علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ اذانِ بلال رضی اللہ عنہ کو ترانۂ عشق قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

اذاں ازل سے ترے عشق کا ترانہ بنی
نماز اُس کے نظارے کا اک بہانہ بنی

اسیرِ حسنِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ

سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا تھے، ابو عمارہ ان کی کنیت تھی اور وہ عمر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دو چار سال بڑے تھے۔ ابولہب کی لونڈی ثویبہ نے انہیں بھی دودھ پلایا تھا، اس حوالے سے یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رضائی بھائی بھی تھے۔ اسلام کے دامنِ رحمت سے وابستہ ہوئے تو تحریکِ اسلامی کے اراکین کو ایک ولولۂ تازہ عطا ہوا۔ آپ کے مشرف بہ اسلام ہونے کا واقعہ بڑا ہی ایمان افروز ہے، جس سے سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی حق گوئی، جرأت اور بے باکی کا پتہ چلتا ہے۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو داعیِ اعظم کی حیثیت سے فریضۂ تبلیغ سرانجام دیتے ہوئے چھ سال ہو گئے تھے لیکن کفار و مشرکینِ مکہ کی اکثریت نہ صرف یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوتِ حق پر کان نہیں دھرتی تھی بلکہ انہوں نے شہر مکہ کو قریۂ جبر بنا رکھا تھا اور مسلمانوں پر جو اقلیت میں تھے عرصۂ حیات تنگ کیا جا رہا تھا اور خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ صرف دشنام طرازیوں اور طعن و تشنیع کا ہدف بنایا جاتا بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کے منصوبے تک بنائے جا رہے تھے۔ پورے مکہ کی فضا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خون کی پیاسی تھی۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ ابھی شرفِ اسلام سے محروم تھے۔ وہ شمشیر زنی، تیر اندازی اور شکار و تفریح کے مشاغل میں اس قدر مشغول تھے کہ دعوتِ اسلام پر غور کرنے کی فرصت ہی نہ مل سکی تھی۔

ایک دن حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا کوہِ صفا (یا ایک روایت کے مطابق حجون) کے مقام سے گزر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ

لوگوں کو دینِ حق کی طرف بلا رہے تھے کہ ابوجہل بھی ادھر آ نکلا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو آپے سے باہر ہوگیا۔ وہ بدبخت پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ہذیان بکنے لگا، لیکن حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی جبینِ اقدس پر ایک بھی شکن نمودار نہ ہوئی۔ ابوجہل گالیاں بکتا رہا، حروفِ ناروا اُس کی گندی زبان سے کانٹوں کی طرح گرتے رہے۔ اس بدبخت نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جسمانی اذیت کا نشانہ بھی بنایا لیکن تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے لبِ اقدس پر حرفِ شکوہ تک نہ آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے اور اس کی ہرزہ سرائی و اذیت رسانی پر کمال صبر و تحمل سے کام لیا۔ ایک عورت اپنے گھر میں بیٹھی یہ سب کچھ دیکھ رہی تھی۔ سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ شکار سے لوٹے تو اس خاتون سے نہ رہا گیا اور سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے کہنے لگی: کاش آپ تھوڑی دیر پہلے یہاں ہوتے اور اپنی آنکھوں سے دیکھتے کہ ابوجہل نے آپ کے بھتیجے سے کتنا برا سلوک کیا ہے، انہیں گالیاں دی ہیں اور اُن پر ہاتھ بھی اٹھایا ہے۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ یہ سن کر طیش میں آ گئے، چہرہ غصے سے سرخ ہوگیا اور کہنے لگے: ابوجہل کی یہ جرات کہ اُس نے میرے بھتیجے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ہاتھ اٹھایا ہے، تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے خانہ کعبہ میں پہنچے، ابوجہل کو دیکھا کہ کفار و مشرکین کی ایک مجلس میں بیٹھا لاف زنی کر رہا ہے۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن ابوجہل کو دیکھ کر آگ بگولہ ہوگئے اور اس کی دریدہ دہنی اور شرارت کی سزا دینے کے لئے اپنی کمان اس کے سر پر دے ماری، جس سے اُس بدبخت شاتمِ رسول کا سر پھٹ گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اسے آڑے ہاتھوں لیا اور کہا: ابوجہل! تیری یہ ہمت کہ میرے بھتیجے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دے اور ان سے بدسلوکی کرے۔ اس کے بعد حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا باطن نورِ ایمان سے روشن ہوگیا اور ان کے مقدر کا ستارا اوجِ ثریا پر چمکنے لگا، اور محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم آنکھوں میں غیرتِ ایمانی کا چراغ بن کر جل اٹھی۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ ابوجہل سے کہنے لگے:

کیا تو (میرے بھتیجے) محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتا ہے؟ میں (بھی اُن کے دین پر ہوں اور) وہی کہتا ہوں جو وہ فرماتے ہیں، میرا راستہ روک سکتے ہو تو روک کر دیکھو۔

ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، 2:2129 طبری، التاریخ، 1:3549 حلبی، السیرۃ الحلبیہ، 1:4477 طبری، ذخائر العقبی، 1:173

اور پھر چشمِ فلک نے وہ منظر بھی دیکھا کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بارگاہِ نبوی میں حاضر ہونے کے لئے آ رہے تھے تو اصحابِ رسول کو تردد ہوا لیکن جان نثارِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ پورے اعتماد سے گویا ہوئے کوئی بات نہیں، عمر آتا ہے تو اُسے آنے دو، اگر نیک ارادے سے آیا ہے تو ٹھیک اور اگر برے ارادے سے آیا ہے تو اس کی تلوار ہی سے اس کا سر قلم کر دوں گا۔

سیدنا ابوہریرہ اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم کی کیفیتِ اضطراب

یوں تو دیدارِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی آرزو اور تمنا ہر صحابی رسول کے دل میں اس طرح بسی ہوئی تھی کہ اُن کی زندگی کا کوئی لمحہ اس سے خالی نہیں تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سکون کی دولت نصیب ہوتی اور معرفتِ الٰہی کے دریچے ان پر روشن ہو جاتے۔ اُن کے دل کی دھڑکن میں زیارتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش اس درجہ سما گئی تھی کہ اگر کچھ عرصہ کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار میسر نہ آتا تو وہ بے قرار ہو جاتے تھے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ پر جو کیفیت گزرتی تھی

اس کے بارے میں وہ خود روایت کرتے ہیں کہ میں نے بارگاہ نبوی میں عرض گزاری:

جب میں آپ کی زیارت سے مشرف ہوتا ہوں (تو تمام غم بھول جاتا ہوں اور) دل خوشی سے جھوم اٹھتا ہے اور آنکھیں ٹھنڈی ہو جاتی ہیں، پس مجھے تمام اشیاء (کائنات کی تخلیق) کے بارے میں آگاہ فرمایئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالی نے ہر شے کی تخلیق پانی سے کی ہے۔

احمد بن حنبل، المسند، 2:2323 حاکم، المستدرک، 4:176، رقم: 37278 ابن حبان، الصحیح، 6:699، رقم: 42559 ہیثمی، موارد الظمآن، 1:168، رقم: 5041 ہیثمی، مجمع الزوائد، 5:616 ابن راہویہ، المسند، 1:84، رقم: 7133 طبرانی، المعجم الکبیر، 3:63، رقم: 82676 بیہقی، شعب الایمان، 6:252، رقم: 8051

جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کسی کو بھی آقا و مولا کی ایک لمحہ کی جدائی گوارا نہ تھی، اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم تھوڑی دیر کے لئے نظروں سے اوجھل ہوتے تو بے چین ہو جاتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں نکل کھڑے ہوتے۔

ایک دن حضور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے جاں نثار صحابہ رضی اللہ عنہم کی محفل میں تشریف فرما تھے کہ اچانک ان کے درمیان سے اٹھ کر کہیں تشریف لے گئے، واپسی میں ذرا تاخیر ہوئی تو غلامانِ مصطفیٰ کے چہرے مرجھا گئے، وہ پریشان ہوئے کہ کسی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نقصان نہ پہنچایا ہو۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ دوسروں کی نسبت زیادہ مضطرب تھے۔ جب انتظار کی گھڑیاں طویل ہو گئیں تو وہ سب تلاشِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں نکل پڑے۔ چلتے چلتے ایک باغ تک جا پہنچے، کوشش کے باوجود باغ کا دروازہ کہیں نظر نہ آیا، ایک چھوٹی سی نالی باغ میں داخل ہو رہی تھی۔ باقی تو باہر ٹھہر گئے لیکن حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سمٹاتے اندر داخل ہونے میں کامیاب ہو گئے، وہاں حضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر جان میں جان آئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اچانک اپنے درمیان پا کر پوچھا: ابو ہریرہ! تم۔۔۔ یہاں؟ جی آقا! غلام حاضر ہے۔ کیا بات ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حیران ہو کر پوچھا۔ وہ عرض کرنے لگے: یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میرے ماں باپ آپ پر قربان! آپ ہمارے درمیان سے اٹھ آئے تھے، واپسی میں دیر ہو گئی تو ہمیں اضطراب نے آ گھیرا، چنانچہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں نکل پڑے اور چونکہ باغ میں داخل ہونے کا کوئی دروازہ نہ تھا اس لئے میں ایک نالی کے ذریعہ سمٹ سمٹا کر باغ کے اندر آیا ہوں۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور دوسرے جاں نثار بھی میرے پیچھے تھے اور وہ باہر کھڑے ہیں۔

مسلم، الصحیح، 1:60، کتاب الایمان، رقم: 231 ابن حبان، الصحیح، 10:409، رقم: 34543 ابو عوانہ، المسند، 1:21، رقم: 417 ابن مندہ، الایمان، 1:226، رقم: 588 ابو نعیم، المسند المخرج علی صحیح الامام مسلم، 1:125، رقم: 11141

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کا ایک ایمان افروز واقعہ

غزوہ تبوک حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ کا آخری معرکہ تھا جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنفسِ نفیس شرکت فرمائی۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بعض جنگی حکمتِ عملیوں اور مصلحتوں کے پیشِ نظر کسی غزوہ پر روانہ ہونے سے پہلے اپنے عزائم عام لوگوں سے خفیہ رکھا کرتے تھے لیکن غزوہ تبوک ایسا پہلا موقع تھا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلانیہ طور پر

پور جنگی تیاریوں کا حکم دیا حتیٰ کہ نومسلموں کے لئے بھی اس مہم میں حصہ لینا لازمی قرار دے دیا۔
مسلمانوں کو بھرپور جنگی تیاریوں کا حکم دیا... جب جہاد کے لئے لشکرِ اسلام کی تیاری کا اعلانِ عام ہوا۔ اُن دنوں جزیرہ نمائے عرب شدید گرمی کی لپیٹ میں آیا ہوا تھا۔ فصلِ خرما پک چکی تھی، تمازتِ آفتاب کا وہ عالم تھا کہ ہر ذی روح کو سائے کی تلاش تھی۔ اس سے قبل کافی عرصے سے قحط سالی کے باعث مسلمان انتہائی عسرت کی زندگی بسر کر رہے تھے۔ بار برداری اور سواری کے جانوروں کی شدید قلت تھی، سفر طویل تھا اور وسائل کا فقدان ایک پریشان کن مسئلہ تھا۔ اس پر مستزاد اسلام دشمن منافقین نے اس نازک صورتحال سے فائدہ اٹھانے کے لئے لشکرِ اسلام میں وسوسے اور پھوٹ ڈالنے کی کوششیں تیز کر دی تھیں۔ کبھی وہ مسلمانوں کو موسم کی شدت سے ڈراتے، کبھی بے آب و گیاہ صحرائی سفر کی صعوبتوں کا ذکر کر کے ان کے پائے استقلال کو ڈگمگانے کی سعی کرتے اور کبھی رومیوں کی فوجی قوت کو بڑھا چڑھا کر اُن کے حربی اسلحہ اور ساز و سامان سے مسلمانوں کے حوصلے (morale) پست کرنے کا جتن کرتے، الغرض مختلف نفسیاتی حربے بروئے کار لائے جا رہے تھے۔ اس عالم میں جہاد کا اعلان مسلمانوں کے لئے ایک بہت بڑا امتحان اور چیلنج تھا مگر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم جو اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و اتباع میں اپنا سب کچھ قربان کرنے کے جذبے سے سرشار تھے وہ کب ان سازشیوں کو خاطر میں لاتے۔ انہوں نے کسی مصلحت اور اندیشۂ دور و دراز کو اپنے پاؤں کی زنجیر نہیں بننے دیا اور بغیر کسی تاخیر کے اپنے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قیادت میں ہر پیر و جوان سر پر کفن باندھ کر تبوک کے طویل سفر پر روانہ ہو گیا۔ لیکن تین مخلص صحابہ کرام رضی اللہ عنہم محض سستی اور غفلت کی وجہ سے پیچھے رہ گئے، اس واقعہ کی تفصیلات اہلِ سیر اور ائمہ تفسیر نے خود حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی زبانی بیان کی ہیں۔ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کے دوسرے دو ساتھی جو غزوہ تبوک میں اسلامی لشکر کے ساتھ نہ جا سکے حضرت مرارۃ بن الربیع اور حضرت ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہما تھے۔

حضرت ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ کا شمار صاحبِ ثروت لوگوں میں ہوتا تھا۔ ان کا خیال تھا کہ سواری کے لئے ایک اونٹ خریدوں گا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لشکر میں شامل ہو جاؤں گا۔ مرارہ بن الربیع رضی اللہ عنہ کا بھی یہی ارادہ تھا۔ وہ بھی اونٹ خرید کر لشکرِ اسلام میں شامل ہونا چاہتے تھے۔ دونوں حضرات اسی شش و پنج میں تھے کہ آج چلتے ہیں کل چلتے ہیں، جب زیادہ دن گزر گئے تو یہ سوچ غالب آ گئی کہ اب تو روانگی میں غیر معمولی تاخیر ہو چکی ہے، ممکن ہے وہ اسلامی لشکر میں شامل ہی نہ ہو سکیں، اسی ادھیڑ بن میں سفرِ جہاد پر روانہ نہ ہو سکے۔ جب مدینہ میں گھر سے باہر نکلتے تو سوائے ضعیفوں اور منافقین کے انہیں کوئی نظر نہ آتا۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی کچھ ایسا ہی معاملہ ہوا اور وہ لشکرِ اسلام میں شمولیت کی سعادت سے محروم رہ گئے۔ وہ فرماتے ہیں کہ جب تبوک سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی واپسی کی خبر ملی تو ندامت و شرمندگی کے مارے ہم میں سے ہر ایک کو یہی خیال ہر وقت دامن گیر رہنے لگا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا منہ دکھائیں گے۔ وہ بھی اپنے اہلِ خانہ سے مشورہ طلب کرتے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائیں تو مجھے کیا کرنا چاہئے، کبھی ذہن میں یہ خیال ابھرتا کہ کوئی نہ کوئی بہانہ بنا لوں گا۔ پھر ہم میں سے ہر ایک نے یہ فیصلہ کر لیا کہ نتائج خواہ کچھ بھی ہوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں سچ کے سوا کچھ نہیں کہیں گے کیونکہ وہ

جانتے تھے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دلوں کے پوشیدہ احوال نورِ نبوت سے جان لیتے ہیں، ان سے کوئی چیز مخفی نہیں رہ سکتی۔

تبوک سے واپسی پر جب حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں ٹھہرے تو وہاں پیچھے رہ جانے والے لوگ بھی اکٹھے ہوگئے، جن کی تعداد راویانِ حدیث نے اسی پچاسی کے لگ بھگ بیان کی ہے۔ ان میں ہر کوئی قسمیں کھا کھا کر کوئی نہ کوئی عذر پیش کر رہا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی ظاہری قسموں پر اعتبار کر کے درگزر سے کام لیا۔ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب میری باری آئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے معنی خیز تبسم فرمایا، جس سے ناگواری اور ناراضگی جھلک رہی تھی۔ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: تمہیں کس بات نے پیچھے رکھا، کیا تم نے سواری نہیں خریدی تھی؟ عرض کیا: یارسول اللہ! اگر میرا معاملہ کسی دنیا دار سے ہوتا تو میں بھی کوئی بہانہ بنا کر چھوٹ جاتا لیکن میرا معاملہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہے لہٰذا سچ سچ بیان کروں گا۔ آقا! سچی بات یہ ہے کہ میں آسودہ حال تھا کوئی عذر اور بہانہ نہیں بس غفلت کا شکار ہوگیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو نے سچ کہا، اس لئے اب انتظار کر یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تیرے بارے میں کوئی فیصلہ کر دے۔ فرماتے ہیں: میں محفل سے اٹھا تو بنی سلمہ کے چند آدمی اٹھ کر میرے ساتھ باہر آئے اور مجھے ملامت کرنے لگے، حتیٰ کہ میں نے سوچا کہ واپس جا کر اپنا بیان بدل دوں کہ مجھے حضرت معاذ بن سہیل رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نظر آئے۔ انہوں نے میری ہمت بندھائی کہ سچ پر قائم رہو، اللہ تمہارے لئے کشادگی کی کوئی نہ کوئی راہ پیدا کر دے گا۔ اِسی طرح حضرت ہلال بن اُمیہ رضی اللہ عنہ اور مرارہ بن الربیع رضی اللہ عنہ کا یہی معاملہ رہا۔

یہ تینوں مخلصین کڑی آزمائش میں ڈالے گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے سماجی مقاطعہ کا حکم صادر فرمایا تو نوبت یہاں تک آ پہنچی کہ لوگوں نے ان سے بات چیت تک کرنا چھوڑ دی۔ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

سماجی مقاطعہ کے نتیجہ میں لوگ ہم سے اجتناب کرنے لگے۔ دوسرے دو ساتھی تو شرم کے مارے گھروں سے باہر نہ نکلے۔ میں ہمت کر کے بازار میں جاتا، مسجد میں نماز پڑھتا، لوگوں کو سلام کہتا لیکن کوئی جواب نہ دیتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کرتا تو وہ منہ پھیر لیتے۔ جب میں نماز میں متوجہ ہو جاتا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم مجھے دیکھتے لیکن جب میں دیکھتا تو اعراض فرماتے۔ ایک دن میں اپنے چچازاد اور بچپن کے دوست ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کی دیوار پر چڑھ کر بڑے رنج اور کرب سے کہنے لگا کہ تم میرے سلام کا جواب کیوں نہیں دیتے، تم تو مجھے بچپن سے جانتے ہو، میں منافق نہیں، اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہوں۔ میں نے یہ جملہ تین بار دہرایا تو اُس نے صرف اتنا کہا کہ اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم بہتر جانتے ہیں۔ یہ جواب سن کر میری آنکھوں سے آنسو رواں ہوگئے اور بوجھل دل کے ساتھ واپس لوٹ آیا۔

یہ تینوں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم توفیقِ ایزدی سے اس کڑی آزمائش اور امتحان کے کڑے مرحلے سے گزرے لیکن زبان سے اُف تک نہ کی۔ جب اس سوشل بائیکاٹ کے پہاڑ جیسے چالیس دن گزر گئے تو بارگاہِ نبوی سے حکم صادر ہوا کہ اپنی بیویوں سے بھی علیحدہ ہو جاؤ۔ یہ بڑا نازک مرحلہ تھا۔ جذباتی سطح پر ایک طوفان کھڑا ہو سکتا تھا لیکن ایک لمحہ کا توقف کئے بغیر حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے سرِ تسلیم خم کر دیا۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے پوچھا: کیا طلاق دے دوں؟ بتایا گیا کہ نہیں صرف وقتی طور

کہ حکم ملتے ہی میں نے اپنی بیوی کو اس کے میکے بھیج دیا۔ ادھر حضرت ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ نے رو رو کر اپنا برا حال کر رکھا تھا۔ ان کی زوجہ محترمہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ بیکس پناہ میں حاضر ہوئیں، عرض کیا: یارسول اللہ! ہلال رضی اللہ عنہ بڑی عمر کے ہیں، رو رو کر ہلکان ہوئے جا رہے ہیں، جب سے سماجی مقاطعہ ہوا ہے فرط غم سے کھانا پینا بھی چھوڑ دیا ہے، کسی وقت چند لقمے لے لیتے ہیں، دن کو روزہ رکھتے ہیں، ساری ساری رات نوافل ادا کرتے اور توبہ و استغفار کرتے گزارتے ہیں، ڈر ہے کہیں وہ ہلاک نہ ہو جائیں۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! کوئی خادم بھی نہیں کہ ان کی دیکھ بھال کر سکے، اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں حسب سابق ان کی خدمت بجا لاتی رہوں؟ کتب سیر و احادیث میں ہے کہ حضرت کعب رضی اللہ عنہ کو بھی کسی نے مشورہ دیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی بیوی کو اپنے پاس ٹھہرنے کی اجازت لے لیں۔ فرماتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں یہ عرض کرتے ہوئے مجھے شرم آتی ہے۔ نجانے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیا جواب ارشاد فرمائیں، میں یہ سوال کرنے کی جرات نہیں رکھتا۔ اسی کشمکش میں پچاس دن گزر گئے۔

ان صبر آزما لمحات میں حضرت کعب بن مالک صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک ایسی مصیبت اور آزمائش کا مرحلہ آیا جس نے ان کے دن کے سکون اور رات کے آرام کو غارت کر دیا۔ وہ فرماتے ہیں: میں ایک روز مدینہ کے بازار میں گھوم رہا تھا کہ ایک شامی کسان جو مدینہ میں غلہ فروخت کرنے آیا کرتا تھا، وہ میرے بارے میں لوگوں سے پوچھتا پھر رہا تھا کسی نے اشارے سے میرا پتہ بتا دیا تو وہ میرے پاس آ گیا۔ اس نے مجھے شاہِ غسان کا ریشمی غلاف میں ملفوف ایک خط دیا۔ اس میں جو کچھ لکھا تھا وہ اس طرح تھا:

اما بعد! مجھے اطلاع پہنچی ہے کہ تیرا صاحب (مراد حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم) تجھ سے ناراض ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں ذلت و رسوائی اور ضائع ہونے کے لئے پیدا نہیں کیا۔ ہمارے پاس چلے آؤ ہم تم سے بہتر سلوک کریں گے۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ شاہی مکتوب پڑھنے کے بعد میں نے اپنے آپ سے کہا: یہ پہلے سے بھی زیادہ کڑی آزمائش ہے، (افسوس کہ) میرے ایمان پر حملہ کرنے کے لئے ایک مشرک بادشاہ بھی مجھ پر ڈورے ڈالنے لگا ہے۔ میں نے اس کا خط پھاڑ کر تنور میں پھینک دیا (اور اس کی مذموم پیشکش کو پائے حقارت سے ٹھکرا دیا)۔

بخاری، الصحیح، 4: 1606، کتاب المغازی، رقم: 24156 مسلم، الصحیح، 4: 2125، کتاب التوبۃ، رقم: 32769 احمد بن حنبل، المسند، 3: 4458 ابن حبان، الصحیح، 8: 160، رقم: 53370 بیہقی، السنن الکبری، 9: 635 ابن ابی شیبہ، المصنف، 7: 424، رقم: 737007 عبد الرزاق، المصنف، 5: 403، رقم: 89744 طبرانی، المعجم الکبیر، 19: 45، رقم: 990 طبری، تفسیر، 11: 1060 ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ، 5: 1218 ابن کثیر، السیرۃ النبویۃ، 3: 1245 ابن قیم، زاد المعاد، 3: 13554 حلبی، السیرۃ الحلبیۃ، 3: 14125 ابن عبد البر، الدرر، 1: 15245 ابن کثیر، البدایۃ والنہایۃ، 5: 25

ان مخلص صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے آزمائش کا مرحلہ پچاس دنوں کے بعد مکمل ہوا، اللہ رب العزت نے ان کی توبہ قبول فرمائی اور اس کا اعلان بذریعہ وحی فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بشارت دی اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم انہیں مبارک باد دینے کے لیے ان کے گرد جمع ہو گئے کہ وہ ہر کڑے امتحان میں سرخرو نکلے تھے۔ اللہ رب العزت نے قرآن میں ارشاد فرمایا:

لَقَدْ تَّابَ اللهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنصَارِ الَّذِينَ اتَّبَعُوهُ فِي سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِن بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيغُ قُلُوبُ فَرِيقٍ مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ إِنَّهُ بِهِمْ رَؤُوفٌ رَّحِيمٌ ○ وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ خُلِّفُوا حَتَّى إِذَا

ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ أَنفُسُهُمْ وَظَنُّوا أَن لَّا مَلْجَأَ مِنَ اللَّهِ إِلَّا إِلَيْهِ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوبُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ0 القرآن، التوبہ، 9: 117، 118

یقیناً اللہ نے نبی (معظم) پر رحمت سے توجہ فرمائی اور ان مہاجرین اور انصار پر (بھی) جنہوں نے (غزوہ تبوک کی) مشکل گھڑی میں (بھی) آپ کی پیروی کی اس (صورت حال) کے بعد کہ قریب تھا کہ ان میں سے ایک گروہ کے دل پھر جاتے، پھر وہ ان پر لطف و رحمت سے متوجہ ہوا، بیشک وہ ان پر نہایت شفیق، نہایت مہربان ہے0 اور ان تین شخصوں پر (بھی نظر رحمت فرما دی) جن (کے فیصلہ) کو مؤخر کیا گیا تھا یہاں تک کہ جب زمین باوجود کشادگی کے ان پر تنگ ہوگئی اور (خود) ان کی جانیں (بھی) ان پر دوبھر ہوگئیں اور انہیں یقین ہوگیا کہ اللہ (کے عذاب) سے پناہ کا کوئی ٹھکانہ نہیں بجز اس کی طرف (رجوع کے) تب اللہ ان پر لطف و کرم سے مائل ہوا تاکہ وہ (بھی) توبہ و رجوع پر قائم رہیں، بے شک اللہ بڑا توبہ قبول فرمانے والا، نہایت مہربان ہے0

ایمان کی پختگی اور استقامت کا یہ واقعہ دراصل ان عاشقانِ زار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا تھا جو حقیقتاً حسنِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسیر تھے، وہ تو اپنے آقا و مولا کو چھوڑ کر کسی اور کے در کی دریوزہ گری کا تصور بھی نہ کر سکتے تھے۔ انہوں نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم اور اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے دی گئی ہر کڑی سے کڑی آزمائش کو نہ صرف خندہ پیشانی سے قبول کیا بلکہ امتحان کی بھٹی سے کندن بن کر نکلے۔ اسلام دشمن صاحبانِ اقتدار و اختیار نے تو ایسے موقعوں پر بھی اُن کے قصرِ ایمان میں نقب لگانے کی اپنی سی کوشش کی مگر وہ کسی لالچ اور دُنیوی مفاد کو خاطر میں نہ لائے، اس لئے کہ وہ تو حسنِ مصطفیٰ کے اسیر تھے اور دنیا کی کوئی طاقت کسی قیمت پر ان کی وفاداری کا سودا نہیں کر سکتی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ بڑی سے بڑی پیشکش کو بھی انہوں نے پائے استحقار سے ٹھکرا دیا اور اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضی پر کسی پرکشش مادی منفعت کو بھی ترجیح نہ دی اور ہر نئی بلا اور مصیبت کا مردانہ وار مقابلہ کیا۔

حضرت ابوخیثمہ رضی اللہ عنہ کا فقید المثال جذبۂ حبِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

غزوۂ تبوک کے موقع پر مسلمان اپنے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلانِ جہاد کی دعوت پر لبیک کہتے ہوئے ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر اطاعت و اتباع اور ایثار و بے نفسی کا مظاہرہ کر رہے تھے۔ وہ اپنی جان کی پروا کر رہے تھے اور نہ انہیں مال و دولت اور اہل و عیال کی محبت مرغوب تھی۔ ایسے میں بعض مخلص اور سچے اہلِ ایمان بھی بوجوہ پیچھے رہ گئے لیکن جب انہیں محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم یاد آئے اور ان کی چشمِ تصور میں اللہ کے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حسنِ بے مثال منور و تاباں ہوا تو وہ دنیا کی تمام آسائشوں اور مرغوبات کو ٹھکراتے ہوئے سیدھے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں آ گرے۔ ایسے عشاقانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں سے ایک جاں نثار صحابی حضرت ابوخیثمہ مالک بن قیس رضی اللہ عنہ کا نام بھی آتا ہے۔ وہ بھی بوجوہ بروقت لشکرِ اسلام کے ساتھ روانہ نہ ہو سکے تھے لیکن احساسِ ندامت نے انہیں جلدی رختِ سفر باندھنے پر مجبور کر دیا اور وہ سیدھے جا کر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں قدم بوسی کے لئے حاضر ہوگئے۔ ان کی روانگی کا واقعہ بڑا ہی ایمان افروز اور حبِ رسول صلی اللہ علیہ

اہلِ سیر لکھتے ہیں کہ ان کی دو بیویاں تھیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے بڑے حسن و جمال سے نوازا تھا۔ جیسا کہ بیان ہو چکا ہے غزوۂ تبوک کے موقع پر خطۂ عرب شدید قحط کی زد میں تھا اور اوپر سے سورج بھی آگ برسا رہا تھا۔ انہی ایام میں جب مجاہدینِ اسلام تبوک کی طرف روانہ ہونے کو تھے حضرت ابوخیثمہ رضی اللہ عنہ اپنے کھجوروں کے باغ میں آئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ان کی دونوں بیویوں نے باغ کے اندر اپنے سائبانوں کو خوب اچھی طرح آراستہ پیراستہ کر کے اور پانی کے چھڑکاؤ سے خوب ٹھنڈا کر رکھا تھا۔ شدید گرمی کے اس موسم میں جب ہر ذی روح العطش العطش پکار رہا تھا ٹھنڈے پانی کا بھی وافر بندوبست تھا۔

علاوہ ازیں دونوں بیگمات خوب بن سنور کر ان کے لئے سراپا انتظار تھیں۔ انہوں نے اپنے شوہر نامدار کے لئے کھانا بھی تیار کر رکھا تھا اور دونوں کی یہی خواہش تھی کہ وہ پہلے اس کے خیمے میں آئیں۔ جب حضرت ابوخیثمہ رضی اللہ عنہ باغ کے اندر آئے تو دروازے پر کھڑے ہو کر دونوں بیویوں کے بناؤ سنگھار کو دیکھا، ان کے خیموں کا خوب جائزہ لیا جنہیں انہوں نے بلا کی گرمی میں بڑا آرام دہ اور ٹھنڈا بنا رکھا تھا۔ اس موقع پر حضرت ابوخیثمہ رضی اللہ عنہ کے عشق کا امتحان ہوا لیکن انہوں نے اس ظاہری اور وقتی آرام اور عیش و عشرت پر اس دائمی و ابدی آرام کو ترجیح دی جو بارگاہِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں ان کا منتظر تھا۔ اہلِ سیر لکھتے ہیں کہ اس موقع پر انہوں نے فرمایا:

رسول الله صلى الله عليه وسلم في الضح والريح والحر، وابو خيثمة في ظل بارد و طعام مهيا، و امرأة حسناء في ماله مقيم، ما هذا بالنصف! ثم قال: والله! لا أدخل عريش واحدة منكما حتى الحق برسول الله صلى الله عليه وسلم فهيا لي زاداً، ففعلتا.

ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، 5: 2200 ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، 5: 37 ابن کثیر، السیرۃ النبویہ، 3: 413 ابن قیم، زاد المعاد، 3: 5530 ابن عبد البر، الاستیعاب، 4: 61642 ابوعبداللہ الدورقی، مسند سعد بن ابی وقاص، 1: 140، رقم: 80

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو دھوپ، آندھی اور گرمی میں سفر پر ہوں اور ابوخیثمہ یہاں ٹھنڈے سائے، تیار کھانے اور خوبرو حسین و جمیل بیویوں کے ہمراہ اپنے مال و متاع میں محوِ استراحت ہو، یہ قرینِ انصاف نہیں۔ پھر (اپنی بیویوں کو مخاطب کرتے) فرمایا: خدا کی قسم! میں تم دونوں میں سے کسی ایک کے بھی سائبان میں داخل نہیں ہوں گا یہاں تک کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جا ملوں، لہٰذا تم دونوں فوراً میرے لئے زادِ راہ کا انتظام کرو، چنانچہ دونوں بیویوں نے ان کے لئے زادِ راہ تیار کیا۔

لشکرِ اسلام سوئے تبوک روانہ ہو چکا تھا۔ چنانچہ بلا تاخیر حضرت ابوخیثمہ رضی اللہ عنہ بلا تاخیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش و جستجو میں روانہ ہو گئے، یہاں تک کہ تبوک پہنچ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا سارا ماجرا کہہ سنایا، جسے سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا اور ان کے لئے خیر و برکت کی دعا فرمائی۔ یوں یہ عاشقِ صادق اور اسیرِ حسنِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے جلووں سے فیض یاب ہوا۔

حضرت خباب بن الارت رضی اللہ عنہ کشتۂ عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت خباب بن الارت رضی اللہ عنہ کا شمار سابقین اولین میں ہوتا ہے۔ آپ مشرک اور اسلام دشمن عورت اُمِ انمار بنت

سباع الخزعیہ کے غلام تھے۔ جب اسے پتہ چلا کہ شمع ایمان آپ کے سینے میں روشن ہو چکی ہے اور وہ چوری چھپے حضور نبی اکرم صلی
اللہ علیہ وسلم سے ملتے رہتے ہیں تو اس نے اس نور کو بجھانے کے لئے ظلم و بربریت کی حد کر دی۔ وہ آپ کے سر کو لوہا تپا کر داغتی لیکن
اسے کیا خبر تھی کہ جو ایک دفعہ محبوب کی زلفوں کا اسیر ہو جائے وہ ایسی سزاؤں کو خاطر میں نہیں لاتا۔ کسی نے حضرت خباب رضی اللہ
عنہ کی حالتِ زار کی خبر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کر دی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ رب العزت کی بارگاہ میں ان کے حق میں دعا
کرتے ہوئے فرمایا: اے اللہ! خباب کی مدد فرما!

ہمہ وقت مستجاب الدعوات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دعا کا فوری اثر یہ ہوا کہ حضرت خباب رضی اللہ عنہ کی مالکہ اُمِ انمار کو سر
میں شدید درد کے دورے پڑنے شروع ہو گئے اور اس کی یہ حالت ہو گئی کہ وہ شدت درد سے کتے کی طرح بھونکتی تھی۔ کسی نے اسے
مشورہ دیا کہ اس میں کمی کے لیے سر کو داغنا کار گر ہوگا۔ اس مشورہ پر عمل کرنے کے لئے حضرت خباب رضی اللہ عنہ کو اس کام پر مامور
کیا گیا اور وہ اس کو لوہے کی گرم سلاخ سے داغتے رہے۔ (حلبی، السیرۃ الحلبیہ، 1: 482)

اس کشتۂ وفا کو دامنِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے وابستہ ہونے سے روکنے کے لئے طرح طرح کے حربے آزمائے جاتے
رہے لیکن ان کے پائے استقلال میں ذرا بھی لغزش نہ آئی۔ انہیں شدت کی گرمی میں لوہے کی ذرہ پہنا کر دھوپ میں پھینک دیا جاتا
اور کبھی برہنہ بدن جھلستی ہوئی ریت پر چت لٹا دیا جاتا، جس سے ان کی کمر کا گوشت تمازتِ آفتاب سے جھلس کر رہ جاتا مگر ایمان کی
قندیل جو حضرت خباب رضی اللہ عنہ کے دل میں فروزاں تھی اس کی لَو ذرا مدھم نہ ہوئی۔

حضرت خباب رضی اللہ عنہ پیشہ کے اعتبار سے لوہار تھے۔ ایک دفعہ عاص بن وائل نامی مشرک نے ان سے لوہے کا کام تیار
کرایا لیکن جب انہوں نے طے شدہ رقم ادا کرنے کا مطالبہ کیا تو عاص بن وائل نے نہایت ڈھٹائی سے یہ کہہ کر رقم کرنے سے
انکار کر دیا کہ میں اس وقت تک واجب الادا رقم نہیں دوں گا جب تک تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے سے انکار نہیں کر دیتے۔
اگر تم منحرف ہو گئے تو تمہیں تمہارا واجب الادا قرض لوٹا دوں گا ورنہ نہیں۔ اس پر اس پیکرِ وفا نے یہ کہہ کر اس کافر کا منہ بند کر دیا:

إني لن أكفر بمحمد صلى الله عليه وسلم حتى تموت ثم تبعث.

بخاری، الصحیح، 4: 1761، کتاب التفسیر، رقم: 24455 مسلم، الصحیح، 4: 2153، کتاب صفات المنافقین واحکامھم، رقم: 32795 ترمذی، الجامع الصحیح، 5:
318، ابواب التفسیر، رقم: 43162 احمد بن حنبل، المسند، 5: 5110 ابن حبان، الصحیح، 11: 243، رقم: 64885 نسائی، السنن الکبری، 3: 364، رقم:
711322 شاشی، المسند، 2: 409، رقم: 81006 طبرانی، المعجم الکبیر، 4: 69، رقم: 93665 بیہقی، شعب الایمان، 2: 238، رقم: 101625 قرطبی، الجامع
لاحکام القرآن، 11: 11145 طبری، جامع البیان، 16: 12120 ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، 3: 13136 بغوی، معالم التنزیل، 3: 14208 آلوسی، روح
المعانی، 16: 15129 ابن سعد، الطبقات الکبری، 3: 16164 ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، 3: 59

میں ہرگز ہرگز حبیبِ خدا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار نہیں کروں گا حتیٰ کہ تو مر کر دوبارہ زندہ کیا جائے۔

اس پر وہ لعین بولا کہ جب میں دوبارہ اپنے مال و اولاد کے ساتھ زندہ ہو کر آؤں گا تو تجھے تیرا ادھار ادا کر دوں گا۔ اس کی کفر
آمیز گفتگو کی مذمت میں قرآن مجید کی مندرجہ ذیل آیات نازل ہوئیں:

أَفَرَأَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِآيَاتِنَا وَقَالَ لَأُوتَيَنَّ مَالًا وَوَلَدًا ۝ أَطَّلَعَ الْغَيْبَ أَمِ اتَّخَذَ عِندَ الرَّحْمَٰنِ عَهْدًا ۝

كَلَّا سَنَكْتُبُ مَا يَقُولُ وَنَمُدُّ لَهُ مِنَ الْعَذَابِ مَدًّا ٥ وَنَرِثُهُ مَا يَقُولُ وَيَأْتِينَا فَرْدًا ٥ القرآن، مریم، 19: 77-80

کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا ہے جس نے ہماری آیتوں سے کفر کیا اور کہنے لگا کہ مجھے (قیامت کے روز بھی اسی طرح) مال واولاد ضرور دیے جائیں گے ٥ وہ غیب پر مطلع ہے یا اُس نے (خدائے) رحمن سے (کوئی) عہد لے رکھا ہے ٥ ہرگز ہرگز نہیں! اب ہم وہ سب کچھ لکھتے رہیں گے جو وہ کہتا ہے اور اس کے لئے عذاب (پر عذاب) خوب بڑھاتے چلے جائیں گے ٥ اور (مرنے کے بعد) جو یہ کہہ رہا ہے اس کے ہم ہی وارث ہوں گے اور وہ ہمارے پاس تنہا آئے گا (اس کے مال واولاد ساتھ نہ ہوں گے) ٥

ائمہ حدیث اور مفسرین نے ان آیات قرآنیہ کے شان نزول میں محولہ بالا واقعہ درج کیا ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضرت خباب رضی اللہ عنہ کی اس وفاداری بشرطِ اُستواری کے باعث ان سے بہ دل وجاں محبت کرتے تھے۔ ایک دفعہ انہوں نے آپ کو اپنی مسند پر بٹھانے کا اعزاز بخشا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے کفار کے ہاتھوں پہنچنے والی اذیت کی تفصیل دریافت کی تو انہوں نے اپنی کمر سے قمیض ہٹا کر امیر المؤمنین کو وہ داغ اور نشانات دکھائے جو اس ظلم و تشدد کا نتیجہ تھے۔ خلیفۃ المسلمین نے ان کی کمر دیکھ کر فرمایا: میں نے تو آج تک کسی کی ایسی کمر نہیں دیکھی۔ اس کے جواب میں حضرت خباب رضی اللہ عنہ نے یہ تفصیل آپ رضی اللہ عنہ کے گوش گذار کی: مجھے آگ کے انگاروں پر ڈال کر گھسیٹا جاتا تھا حتیٰ کہ میری کمر کی چربی (اور خون) سے وہ آگ بجھتی تھی۔

ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، 3: 164، 2165 ابونعیم، حلیۃ الاولیاء، 1: 3144 حلبی، السیرۃ الحلبیہ، 1: 4483 ابن عبد البر، الاستیعاب، 2: 439، رقم: 5428 ابن اثیر، اسد الغابہ، 2: 147-149

یہ حسنِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی کشش اور دلآویزی تھی کہ جو ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زلفِ گرہ گیر کا اسیر ہو جاتا پھر خواہ اس کا جسم پرزے پرزے کیوں نہ کر دیا جاتا تو اسے کوئی پروانہ ہوتی، عشق کا نشہ ایسا نہیں تھا کہ جسے کوئی ترشی اتار سکتی۔

حضرت خباب رضی اللہ عنہ نے 37ھ میں وفات پائی اور کوفہ میں دفن ہوئے۔ ایک دفعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ان کی قبر سے گزر ہوا تو انہوں نے اس عاشقِ زار کی شان میں ارشاد فرمایا:

رحم الله خباباً، أسلم راغباً، و هاجر طائعاً، و عاش مجاهداً، و ابتلي في جسمه.

ہثمی، مجمع الزوائد، 9: 299 ابن حجر عسقلانی، الاصابہ، 2: 258، رقم: 32212 طبری، تاریخ الامم والملوک، 3: 108؛ 4 ابن اثیر، اسد الغابہ، 2: 5149 عبد الرحمن مبارکپوری، تحفۃ الاحوذی، 4: 39

اللہ تعالیٰ حضرت خباب پر رحم فرمائے، اپنی خوشی سے اسلام لائے اور خوشی سے ہجرت کی اور جہاد میں زندگی گزار دی اور (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے پر کفار و مشرکین کی طرف سے) جسمانی اذیتیں برداشت کیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا جذبۂ عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

اسیرانِ حُسنِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں خادمِ رسالت مآب حضرت انس رضی اللہ عنہ بھی صفِ اوّل میں کھڑے نظر آتے

ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے آنکھ کھولی تو گھر کی فضا کو اللہ اور اُس کے محبوب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے تذکارِ جمیل سے معمور پایا، گھر کا ہر فرد جاں نثارِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تھا۔ جب رسول صلی اللہ علیہ وسلم اُنہیں وراثت میں ملی تھی، دس سال تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت پر بھی مامور رہے، پیغمبرِ انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت و کردار سے اتنے متاثر ہوئے کہ ہر وقت عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی فضائے کیف و سرور میں گم رہتے۔ جب تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو حضرت انس رضی اللہ عنہ پر بھی قیامت ٹوٹ پڑی۔ جس شفیق ہستی کا ایک لمحہ کے لئے بھی آنکھوں سے اوجھل ہونا دل پر شاق گزرتا تھا، اس عظیم ہستی کی یاد میں آنکھیں اشکبار رہتیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تبرکات کی زیارت کرتے تو دل کو اطمینان ہوتا۔ ذکرِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محفل سجاتے، خود بھی تڑپتے اور دوسروں کو بھی تڑپاتے۔

ایک مرتبہ حضرت انس رضی اللہ عنہ تاجدارِ کائنات حضور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ مبارک بیان فرما رہے تھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن و جمال کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمانے لگے:

وِلا مَسِسْتُ خزّة ولا حريرّة الين من كف رسول الله صلى الله عليه وسلم، و لا شَمِمْتُ مسكة و لا عبيرة أطيب رائحة من رائحة رسول الله صلى الله عليه وسلم.

بخاری، الصحیح، 2: 696، کتاب الصوم، رقم: 21872 مسلم، الصحیح، 4: 1814، کتاب الفضائل، رقم: 32330 احمد بن حنبل، المسند، 3: 4107 ابن حبان، الصحیح، 14: 211، رقم: 56303 دارمی، السنن، 1: 45، رقم: 61

اور میں نے آج تک کسی دیبا اور ریشم کو مَس نہیں کیا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتھیلی سے زیادہ نرم ہو اور نہ کہیں ایسی خوشبو سونگھی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسمِ اَطہر کی خوشبو سے بڑھ کر ہو۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کو اکثر خواب میں حضور علیہ السلام کی زیارت نصیب ہوتی۔ مثنی بن سعید روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے سنا: (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد) کوئی ایک رات بھی ایسی نہیں گذری جس میں میں اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نہ کرتا ہوں۔ یہ کہہ کر آپ رضی اللہ عنہ زار و قطار رونے لگے۔

(ابن سعد، الطبقات الکبری، 7: 220 ذہبی، سیر أعلام النبلاء، 3: 403)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے فرزندِ ارجمند سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا اسمِ گرامی اسیرانِ حسنِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں بڑے ادب سے لیا جاتا ہے، آپ بھی اپنے عظیم باپ کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے محبتِ رسول کا پیکرِ اتم بن گئے تھے:

وكان ابن عمر يتحفظ ما سمع من رسول الله صلى الله عليه وسلم و يسأل من حضر إذا غاب عن قوله وفعله وكان يتبع آثاره فى كل مسجد صلى فيه وكان يعترض براحلته فى طريق راى رسول الله صلى الله عليه وسلم عرض ناقته وكان لا يترك الحج وكان إذا وقف بعرفة يقف فى

الموقف الذی وقف فیه رسول الله صلی الله علیه وسلم. (عسقلانی، الاصابہ، 4:188)

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو کچھ سنتے اُسے یاد کرلیا کرتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی غیر موجودگی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں پوچھتے رہتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال کا پورا ریکارڈ رکھتے۔ اتباع سنت میں جس جس جگہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازیں پڑھی ہوتیں وہیں پہ سجدہ ریز ہوتے۔ سفر کے لئے وہ راستے اختیار کرتے جن پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر کیا ہوتا اور ہر سال حج ادا کرتے اور وقوفِ عرفہ کے وقت اس جگہ ٹھہرتے جس جگہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیام فرمایا ہوتا۔

کتبِ احادیث و سیر میں ان کے حوالے سے ایک روایت ہے: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرتے رو پڑتے، اور جب بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ٹھکانوں پر گزرتے آنکھیں بند کر لیتے۔

بیہقی، المدخل الی السنن الکبری، 1:148، رقم: 2113 عسقلانی، الاصابہ، 4:3187 ابن قیسرانی، تذکرۃ الحفاظ، 1:38

حضرت سیدنا عبدالرحمٰن بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی مجلس میں بیٹھا تھا کہ ان کا پاؤں سُن ہوگیا، میں نے تجویز پیش کی:

اذكر احب الناس إليك، فقال: يا محمداه، فانتشرت.

قاضی عیاض، الشفاء، 2:218 بخاری، الأدب المفرد، 1:335، رقم حدیث: 3964 ابن جعد، المسند، 1:369، رقم: 42539 ابن سعد، الطبقات الکبری، 4:5154 مناوی، فیض القدیر، 1:6399 مزی، تہذیب الکمال، 17:142

جو ہستی آپ کو سب سے زیادہ محبوب ہے اُس کا نام لیجئے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے (آقا علیہ السلام کو پکارتے ہوئے) کہا: اے محمد، صلی اللہ علیک وسلم! مدد فرمایئے۔ دوسرے ہی لمحے ان کا پاؤں ٹھیک ہو چکا تھا۔

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی غلامی ءرسول صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم تھے۔ وہ ایک قافلے کے ساتھ اپنے ننھیال جا رہے تھے کہ ایک ناگہانی مصیبت کا شکار ہو گئے۔ بنو قیس نے اُن کے قافلے کو لوٹ لیا۔ حکیم بن حزام نے کمسن زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو بنو قیس سے اپنی پھوپھی حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی خدمت کے لئے خرید لیا۔ جب انہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کا اعزاز حاصل ہوا تو انہوں نے زید کو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیا، یوں زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو غلامی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اعزاز حاصل ہوا۔

قافلے کے لوٹے جانے کی خبر سے قیامت ٹوٹ پڑی اور زید کے والدین کو یہ بھی نہیں معلوم تھا کہ زید زندہ بھی ہے یا نہیں۔ وہ بیٹے کی جدائی سے بہت پریشان تھے اُنہوں نے اس کی تلاش جاری رکھی۔ حج پر آئے ہوئے لوگوں نے زید کو پہچان لیا اور انہیں ان کے والد کی حالتِ زار سے آگاہ کیا۔ زید کے والد کو جب بیٹے کا سراغ ملا تو وہ مکہ پہنچے اور حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض پیرا ہوئے کہ زید کو فدیہ لے کر آزاد کر دیں، ہم زندگی بھر آپ کے ممنونِ احسان رہیں گے۔ حضور نبی

اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر زید تمہارے ساتھ جانا چاہتا ہے تو میں کسی قسم کا فدیہ لئے بغیر ہی اسے تمہارے ساتھ بھیجنے کے لئے تیار ہوں۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ کو بلا کر پوچھا گیا: کیا تم انہیں پہچانتے ہو؟ وہ بولے: کیوں نہیں! یہ میرے والدِ گرامی ہیں اور یہ میرے چچا ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اگر اپنے والد کے ساتھ جانا چاہو تو بخوشی جا سکتے ہو اور اگر میرے پاس رہنا چاہو تو بھی رہ سکتے ہو۔ یہ حضرت زید رضی اللہ عنہ کا امتحان تھا، ایک طرف وہ باپ تھا جو مدت سے اس کی تلاش میں تھا، اور زید کے دل میں بھی باپ کی محبت کا سمندر موجزن تھا لیکن اسے دوسری طرف نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کا شرفِ عظیم بھی حاصل تھا۔ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ فیصلہ کرتے ہوئے ایک لمحہ کے لئے بھی کسی تذبذب کا شکار نہیں ہوئے، اور کہا کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں سے جدا نہیں ہوں گا۔ فرمایا:

(یا رسول اللہ!) میں آپ کے مقابلے میں بھلا کسی اور کو ترجیح دے سکتا ہوں! آپ میرے لئے ماں باپ کے مقام پر ہیں۔

اس بات پر ان دونوں (آپ کے والد اور چچا) نے کہا اے زید! تو ہلاک ہو، غلامی کو آزادی پر ترجیح دیتے ہو؟ اور اپنے والد، چچا اور سب گھر والوں کو چھوڑ رہے ہو؟ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: ہاں بے شک میں نے اس شخص (حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم) میں ایسی بات دیکھی ہے جس کے مقابلے میں کسی اور چیز کو پسند نہیں کر سکتا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات سنی تو خوش ہو کر انہیں اپنی آغوش میں لیا اور حاضرین کو گواہ بنا کر کہا کہ یہ میرا بیٹا ہے، ہم ایک دوسرے کے وارث ہیں۔ جب ان کے باپ اور چچا نے یہ منظر دیکھا تو نہایت خوش ہوئے اور انہیں (حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس) چھوڑ کر رخصت ہو گئے۔

ابن سعد، الطبقات الکبری، 242:3، قرطبی، تفسیر، 3118:14، ابن اثیر، اسد الغابہ، 6351:2، حلبی، السیرۃ الحلبیہ، 5439:1، عسقلانی، الاصابہ، 4599:2، ابن الجوزی، صفوۃ الصفوہ، 381:1۔

امام قرطبی لکھتے ہیں کہ انہوں نے قسم کھا کر کہا: خدا کی قسم: محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی مجھے تمہارے پاس رہنے سے زیادہ مرغوب ہے۔ (قرطبی، تفسیر، 193:14)

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی آتشِ شوق

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے قبولِ اسلام کا واقعہ کتبِ تاریخ و سیر میں تفصیل سے درج ہے۔ آتش پرستی سے توبہ کر کے عیسائیت کے دامن سے وابستہ ہوئے۔ پادریوں اور راہبوں سے حصولِ علم کا سلسلہ بھی جاری رہا، لیکن کہیں بھی دل کو اطمینان حاصل نہ ہوا۔ اسی سلسلے میں انہوں نے کچھ عرصہ عموریا کے پادری کے ہاں بھی اس کی خدمت میں گزارا۔ عموریا کا پادری الہامی کتب کا ایک جید عالم تھا۔ اس کا آخری وقت آیا تو حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا کہ اب میں کس کے پاس جاؤں؟ اُس عالم نے بتایا کہ نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ قریب ہے۔ یہ نبی دینِ ابراہیمی کے داعی ہوں گے۔ اور پھر عموریا کے اُس پادری نے مدینہ منورہ کی تمام نشانیاں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو بتا دیں کہ نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے ہجرت کر کے کھجوروں کے جھنڈ والے اس شہرِ دلنواز میں سکونت پذیر ہوں گے۔ عیسائی پادری نے اللہ کے اس نبی کے بارے میں

کھائیں گے البتہ ہدیہ قبول کر لیں گے اور یہ کہ ان کے دونوں کندھوں کے درمیان مہرِ نبوت ہو گی۔ پادری اس جہانِ فانی سے کوچ کر گیا، تلاشِ حق کے مسافر نے عموریا کو خدا حافظ کہا اور سلمان فارسی شہرِ نبی کی تلاش میں نکل پڑے۔ سفر کے دوران حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ چند تاجروں کے ہتھے چڑھ گئے لیکن تلاشِ حق کے مسافر کے دل میں نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار کی تڑپ ذرا بھی کم نہ ہوئی بلکہ آتشِ شوق اور بھی تیز ہو گئی۔ یہ تاجر انہیں مکہ لے آئے، جس کی سرزمین نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کا مولد پاک ہونے کا اعزاز حاصل کر چکی تھی۔ تاجروں نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو اپنا غلام ظاہر کیا اور انہیں مدینہ (جو اس وقت یثرب تھا) کے بنی قریظہ کے ایک یہودی کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ انہوں نے یہودی کی غلامی قبول کر لی۔۔۔ یہودی آقا کے ساتھ جب وہ یثرب (مدینہ منورہ) پہنچ گئے تو گویا اپنی منزل کو پالیا۔

عموریا کے پادری نے یثرب کے بارے میں انہیں جو نشانیاں بتائی تھیں وہ تمام نشانیاں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے دیکھ لیں، وہ ہر ایک سے نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کے بارے میں پوچھتے رہتے لیکن ابھی تک قسمت کا ستارا اوجِ ثریا پر نہ چمک پایا تھا اور وہ بے خبر تھے کہ نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے ہجرت کر کے اس شہرِ خنک میں تشریف لانے والے ہیں۔ بعض روایات میں مذکور ہے کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ ایک دن اپنے یہودی مالک کے کھجوروں کے باغ میں کھجور کے ایک درخت پر چڑھے ہوئے تھے کہ انہوں نے اپنے یہودی مالک کو کسی سے باتیں کرتے ہوئے سنا کہ مکہ سے ہجرت کر کے قبا میں آنے والی ہستی نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کی داعی ہے۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا دل مچل اٹھا، اور تلاشِ حق کے مسافر کی صعوبتیں لحۂ مسرت میں تبدیل ہو رہی تھیں۔ وہ ایک طشتری میں تازہ کھجوریں سجا کر والیءِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور کہا کہ یہ صدقے کی کھجوریں ہیں۔ آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ کھجوریں یہ فرما کر واپس کر دیں کہ ہم صدقہ نہیں کھایا کرتے۔ عموریا کے پادری کی بتائی ہوئی ایک نشانی سچ ثابت ہو چکی تھی۔ دوسرے دن پھر ایک خوان میں تازہ کھجوریں سجائیں اور کھجوروں کا خوان لے کر رسولِ ذی حشم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے۔ عرض کی یہ ہدیہ ہے، قبول فرمالیجیے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تحفہ قبول فرمالیا اور کھجوریں اپنے صحابہ میں تقسیم فرمادیں۔

دو نشانیوں کی تصدیق ہو چکی تھی۔ اب مُہرِ نبوت کی زیارت باقی رہ گئی تھی۔ تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جنت البقیع میں ایک جنازے میں شرکت کے لئے تشریف لائے اور ایک جگہ جلوہ افروز ہوئے۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت کی طرف بے تابانہ نگاہیں لگائے بیٹھے تھے۔ آقائے کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے نورِ نبوت سے دیکھ لیا کہ سلمان کیوں بے قراری کا مظاہرہ کر رہا ہے، مخبرِ صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے از رہِ محبت اپنی پشت انور سے پردہ ہٹالیا تا کہ مہرِ نبوت کے دیدار کا طالب اپنے من کی مراد پالے۔ پھر کیا تھا حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی کیفیت ہی بدل گئی، تصویرِ حیرت بن کے آگے بڑھے، فرطِ محبت سے مہرِ نبوت کو چوم لیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لا کر ہمیشہ کے لئے دامنِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے وابستہ ہو گئے۔

حاکم، المستدرک، 3: 698، رقم: 26544؛ بزار، المسند، 6: 463-465، رقم: 32500؛ طبرانی، المعجم الکبیر، 6: 222-224، رقم: 46065؛ ابن سعد، الطبقات الکبری، 4: 75-580؛ ابونعیم، دلائل النبوۃ، 1: 40۔

حضرت زید بن دثنہ رضی اللہ عنہ اور اُن کے رفقاء کا کمالِ عشقِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

رئیسِ قریش سفیان بن خالد نے ایک سازش کے تحت چند آدمی مدینہ منورہ بھیجے کہ اپنے مسلمان ہونے کا ڈھونگ رچائیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کر کے چند مبلغین اپنے ہمراہ لائیں تاکہ انہیں مقتولینِ اُحد کا انتقام لینے کے لئے قتل کر دیا جائے۔ اس کام کے لئے انہیں سو اونٹوں کا لالچ دیا گیا۔ یہ سازشی عناصر مدینہ منورہ سے جن مسلمانوں کو اپنے ساتھ لائے ان میں حضرت زید بن دثنہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن طارق رضی اللہ عنہ اور حضرت عاصم رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ راستے میں انہوں نے اپنے مزید آدمیوں کو بلا کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا گھیرا تنگ کر دیا، لیکن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ہمت نہ ہاری اور جرات و بہادری سے مردانہ وار مقابلہ کیا۔ یہ مٹھی بھر مجاہد آخر دم تک لڑتے رہے اور سوائے دو افراد کے سب کے سب شہید ہو گئے، ان دو کو مکہ لے جا کر فروخت کر دیا گیا۔ ان میں ایک حضرت زید رضی اللہ عنہ تھے، جنہیں صفوان بن اُمیہ نے پچاس اونٹوں کے عوض خریدا تاکہ باپ کے بدلے میں انہیں قتل کر کے اپنی آتشِ انتقام کو ٹھنڈا کر سکے۔

کفار و مشرکین کے سازشی گروہ میں ایک عورت سُلافہ بنت سعد بھی شامل تھی جس کے دو بیٹے غزوۂ اُحد میں واصلِ جہنم ہوئے تھے۔ اس نے نذر مانی تھی کہ اگر حضرت عاصم رضی اللہ عنہ کا سر اُسے مل جائے تو وہ اُس کی کھوپڑی میں شراب پیئے گی۔ حضرت عاصم رضی اللہ عنہ خلعتِ شہادت سے سرفراز ہوئے، تو اس سے قبل انہوں نے بارگاہِ خداوندی میں دعا کی: یا اللہ! میرے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کو میری شہادت سے آگاہ فرما دے۔ اے پروردگارِ عالم! میرا سر تیری راہ میں کاٹا جا رہا ہے تو اس کی حفاظت فرما۔

جب کفار حضرت عاصم رضی اللہ عنہ کا سر کاٹنے لگے تو کہیں سے شہد کی مکھیوں کا ایک غول نمودار ہوا، جس نے شہید کے بدن کو اپنے حصار میں لے لیا۔ کفار نے سر کاٹنے کا کام یہ سوچ کر رات پر ملتوی کر دیا کہ رات کو تو شہد کی مکھیاں غائب ہو جائیں گی، لیکن رات شدید بارش ہوئی اور شہید کی لاش کو طوفانی موج بہا لے گئی۔ دوسری طرف حضرت زید رضی اللہ عنہ کو شہید کیا جانے لگا تو کفار و مشرکینِ مکہ کا ایک ہجوم جمع ہو گیا، جس میں ابوسفیان بھی شامل تھے۔ ابوسفیان نے حضرت زید رضی اللہ عنہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا: اے زید! تجھے اللہ رب العزت کی قسم، (سچ سچ بتا) کیا تو پسند کرتا ہے کہ اس وقت تمہارے بجائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس ہوتے کہ ہم (نعوذ باللہ) انہیں قتل کرتے اور تم اپنے اہل و عیال کے پاس ہوتے؟

اسیرِ حُسنِ مصطفیٰ حضرت زید رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں اپنے محبوب آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ گھوم گیا، فرمایا: خدا کی قسم! میں تو یہ بھی نہیں گوارا کرتا، کہ میرے آقا و مولا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وقت جہاں بھی رونق افروز ہوں، کانٹا بھی چبھے، کہ جس سے انہیں تکلیف پہنچے اور میں آرام سے اپنے اہل و عیال کے ساتھ بیٹھا رہوں۔ ابوسفیان نے غلامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی جاں نثاری کا اعتراف کرتے ہوئے کہا: میں نے کسی ایسے شخص کو نہیں دیکھا کہ دوسروں سے ایسی محبت کرتا ہو جیسی محبت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کرتے ہیں۔

ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، 4:126؛ ابن سعد، الطبقات الکبری، 2:55، 356؛ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ (السیرۃ)، 4:465؛ طبری، تاریخ الامم والملوک، 2:579؛ ابن اثیر، اسد الغابہ، 2:108، 155، 6358؛ قاضی عیاض، الشفاء، 2:719؛ ابن جوزی، صفوۃ الصفوہ، 1:649

حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو بھی قیدی بنا لیا گیا تھا اور کچھ عرصے بعد اُنہیں بھی تختہ دار پر لٹکا دیا گیا لیکن شہادت سے قبل آپ نے مہلت مانگی کہ میں دو رکعت نماز پڑھ لوں، اجازت ملنے پر وہ اطمینان سے بارگاہِ خُداوندی میں سجدہ ریز ہو گئے۔ تختہ دار پر اپنے پروردگار کی بارگاہ میں التجاء کی کہ مولا! میرا اسلام میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا دے۔ حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ اس وقت میں مدینہ منورہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وعلیکم السلام۔ اس کے ساتھ ہی آنکھیں اشکبار ہو گئیں۔ قریشِ مکہ نے آپ رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے کے لئے ایسے چالیس افراد بلائے جن کے آباء و اجداد جنگِ بدر میں واصلِ جہنم ہوئے تھے۔ اُنہوں نے آپ رضی اللہ عنہ کو شہید کیا، آپ رضی اللہ عنہ کی میت تختہ دار پر لٹکی رہی، جس کی نگرانی کے لئے کفار نے چالیس افراد کا ایک ٹولہ مقرر کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بذریعہ وحی اُس کی اطلاع ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے جو شخص بھی حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو تختہ دار سے اُتارے گا اُس کے لئے جنت ہے۔ (حلبی، السیرۃ الحلبیہ، 3:160-161)

چنانچہ حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ نے حضرت مقداد رضی اللہ عنہ کے ساتھ مل کر اس حکم کو قبول کیا اور اُنہیں تختہ دار سے اُتار کر لائے۔

حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کا جذبۂ جاں نثاری

غزوۂ اُحد میں حضور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم زخمی ہو گئے، خود (لوہے کی ٹوپی جو دورانِ جنگ پہنی جاتی تھی) کی کڑیوں نے رُخسارِ مبارک زخمی کر دیئے۔ یہ دیکھ کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ بن الجراح دوڑتے ہوئے خدمتِ اقدس میں پہنچے، حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ بن الجراح نے آگے بڑھ کر رخسارِ اقدس سے خود کی کڑیوں کو نکالا۔ پہلی کڑی نکالنے لگے تو زور سے پیچھے گر پڑے اور ان کا ایک دانت ٹوٹ گیا۔ لیکن شمعِ رسالت کے پروانے نے اپنے زخمی ہونے کی پروانہ کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رخسارِ اقدس سے خود کی دوسری کڑی کو بھی نکال لیا لیکن ایسا کرتے ہوئے ایک بار پھر گر گئے اور دوسرا دانت بھی ٹوٹ گیا۔ (ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، 4:29)

وہ زبانِ حال سے گویا ہوئے: یا رسول اللہ! یہ تو محض دو دانت ہیں آپ کے قدموں پر گر کر جان بھی چلی جائے تو میرے لئے اس سے بڑا اعزاز اور کیا ہو گا۔

حضرت سواد بن غزیہ رضی اللہ عنہ کا خوبصورت قصاص

جاں نثارانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے جذبۂ عشق کو ایک تحریک بنا دیا تھا۔ جنگِ بدر کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب صفیں درست فرما رہے تھے تو سواد بن غزیہ کے پیٹ میں جو صف سے ذرا آگے بڑھے ہوئے تھے، تیر چبھو کر فرمایا: سواد! برابر ہو جاؤ، اس پر انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ نے مجھے تکلیف پہنچائی جبکہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے، سو

مجھے بدلہ دیں۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بطن مبارک سے کپڑا ہٹالیا اور فرمایا: بدلہ لے لو۔ وہ (تو بہانہ ڈھونڈ رہے تھے) حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے لپٹ گئے اور بطنِ اقدس کو بوسہ دینے لگے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے سوادا! تجھے کس چیز نے اس عمل کی ترغیب دی؟ اُنہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! جیسا کہ آپ ملاحظہ فرما رہے ہیں ممکن ہے میں جنگ میں زندہ نہ بچ سکوں اس پر میں نے چاہا کہ میرا آخری عمل آپ کے ساتھ یہ ہو کہ میرا جسم آپ کے جسمِ اطہر سے مس ہو جائے، پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے دُعائے خیر فرمائی۔

(ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، 3: 2271؛ ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، 3: 3174؛ طبری، تاریخ الامم والملوک، 2: 432؛ ابن اثیر، اسد الغابہ، 2: 590، رقم 52333؛ حلبی، السیرۃ الحلبیہ، 2: 402)

حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کے الوداعیہ کلمات

حضرت سیدنا سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ غزوۂ اُحد میں شدید زخمی ہو گئے۔ بارہ نیزے ان کے جسم کے آر پار ہوئے تلوار اور تیر کے زخم جو اس کے علاوہ تھے ستّر (70) کے لگ بھگ تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے جاں نثاروں سے فرمایا کہ سعد بن ربیع کی خبر کون لائے گا تو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کی تلاش میں نکلے اور ڈھونڈتے ڈھونڈتے انہیں شہیدوں کے درمیان شدید زخمی حالت میں پایا۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے اُنہیں بتایا کہ مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہارا حال دریافت کرنے کے لئے بھیجا ہے۔ اس پر اُنہوں نے اپنا حال بیان کرتے ہوئے فرمایا:

فاذهب إليه فاقرئه منّي السلام، وأخبره أني قد طعنت اثنتي عشرة طعنة، وأني قد أنفذت مَقاتلي، و أخبر قومك أنه لا عذر لهم عند الله، إنْ قتل رسول الله صلى الله عليه وسلم، و واحد منهم حيّ.

(مالک بن انس، موطا، 2: 465-2466؛ ابن عبد البر، الاستیعاب، 2: 3590؛ ابن عبد البر، التمہید، 24: 494؛ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، 3: 5524؛ ابن جوزی، صفوۃ الصفوہ، 1: 6481؛ عسقلانی، الاصابہ، 3: 759؛ زرقانی، شرح علی موطا، 3: 59)

میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میرا سلام پیش کرنا اور کہنا کہ مجھے نیزے کے بارہ زخم لگے ہیں اور میں نے اپنے مقابل کے جسم سے نیزہ آر پار کر دیا ہے۔ اپنے لوگوں سے کہنا کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ ہوا اور تم میں سے ایک فرد بھی زندہ بچا تو قیامت کے دن اللہ کی بارگاہ میں ان کا کوئی بھی عذر قابلِ قبول نہ ہوگا۔

یہ ان کا جذبۂ جاں نثاری تھا کہ بدن زخموں سے چور ہے اور زندہ بچ جانے کی کوئی اُمید نہیں مگر پھر بھی تصورِ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم ہی میں کھوئے ہوئے ہیں اور اُن کے بارے میں نہ صرف فکرمند ہیں بلکہ اپنی قوم کو یہ پیغام بھی دے رہے ہیں کہ خبردار! اسی محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن سے وابستہ رہنا۔

حضرت عداس رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں

طائف کے بازاروں میں اوباش لڑکوں نے شقاوتِ قلبی کی انتہا کر دی تھی، جسمِ اطہر پر اتنے پتھر برسائے کہ آپ صلی اللہ علیہ

...ملم کے مبارک ٹخنوں سے خون بہنے لگا۔ مضروبِ طائف حضور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کچھ دیر کے لئے ایک باغ میں رکے، یہ باغ ربیعہ نامی شخص کا تھا جو اسلام اور پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کا بدترین دشمن تھا۔ اس کے دونوں بیٹے عتبہ اور شیبہ اس وقت باغ میں موجود تھے۔ اُنہوں نے ایک طشتری میں انگور کا ایک خوشہ دے کر اپنے غلام عداس کے ذریعے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کیا۔ آقائے محتشم صلی اللہ علیہ وسلم نے بسم اللہ پڑھ کر انگور کے دانے توڑے تو عداس کی نظریں چہرۂ اقدس پر جم کر رہ گئیں۔ وہ جانتا تھا کہ یہاں کے لوگ بسم اللہ پڑھ کر کھانا نہیں کھاتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے غلام سے پوچھا: تم کس ملک کے رہنے والے ہو۔ اور تمہارا تعلق کس دین سے ہے؟ اُس نے بتایا کہ میں ایک عیسائی ہوں اور نینوئی کا رہنے والا ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ نینوئی جو یونس بن متی کا شہر ہے؟ عداس تصویرِ حیرت بن گیا اور بولا: آپ یونس بن متی کو جانتے ہیں؟ ارشادِ گرامی ہوا کہ یونس بن متی میرے بھائی ہیں، وہ بھی ربِ ذوالجلال کے نبی تھے اور میں بھی نبی ہوں۔ عداس فرطِ عقیدت سے اُٹھ کھڑا ہوا، پہلے رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے سرِ انور کو چوما اور پھر آقائے مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پائے اقدس کے بوسے لینے لگا۔ واپس اپنے مالکان کی خدمت میں پہنچا تو انہوں نے اسے ڈانٹا لیکن غلامِ بےنوا کے لبوں پر یہ الفاظ مچل اُٹھے: ما في الأرض خير من هذا. روئے زمین پر آج ان سے بہتر کوئی نہیں۔

ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، 2:268، 2269، ابن حبان، الثقات، 1:378، ابن عبدالبر، الدرر، 1:463، قرطبی، الجامع لاحکام القرآن، 16:4211، ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، 3:5136، طبری، تاریخ الامم والملوک، 1:554، 6555، ابن اثیر، الکامل فی التاریخ، 2:792، عسقلانی، الاصابہ، 4:8467، سیوطی، الخصائص الکبری، 1:9300، حلبی، السیرۃ الحلبیہ، 1:355، 356

غسیل الملائکہ حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کا مقامِ عشق

ایک نوجوان صحابی حضرت حنظلہ بن ابو عامر رضی اللہ عنہ شادی کی پہلی رات اپنی بیوی کے ساتھ حجلۂ عروسی میں تھے کہ کسی پکارنے والے نے آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر جہاد کے لئے پکارا۔ وہ صحابی اپنے بستر سے اُٹھے۔ دلہن نے کہا کہ آج رات ٹھہر جاؤ، صبح جہاد پر روانہ ہو جانا۔ مگر وہ صحابی جو صہبائے عشق سے مخمور تھے، کہنے لگے: اے میری رفیقۂ حیات! مجھے جانے سے کیوں روک رہی ہو؟ اگر جہاد سے صحیح سلامت واپس لوٹ آیا تو زندگی کے دن اکٹھے گزار لیں گے ورنہ کل قیامت کے دن ملاقات ہوگی۔

اس صحابی رضی اللہ عنہ کے اندر عقل و عشق کے مابین مکالمہ ہوا ہوگا۔ عقل کہتی ہوگی: ابھی اتنی جلدی کیا ہے؟ جنگ تو کل ہوگی، ابھی تو محض اعلان ہی ہوا ہے۔ شبِ عروسی میں اپنی دلہن کو مایوس کر کے مت جا۔ مگر عشق کہتا ہوگا: دیکھ! محبوب کی طرف سے پیغام آیا ہے، جس میں ایک لمحہ کی تاخیر بھی روا نہیں۔ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ اسی جذبۂ حبِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد میں شریک ہوئے اور مرتبۂ شہادت پر فائز ہوئے۔ اللہ رب العزت کے فرشتوں نے انہیں غسل دیا اور وہ غسیل الملائکہ کے لقب سے ملقب ہوئے۔ حضرت قتادہ سے روایت ہے کہ جب جنگ کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ملائکہ کو انہیں غسل دیتے ہوئے ملاحظہ فرمایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مخاطب ہوئے:

تمہارے ساتھی حنظلہ کو فرشتوں نے غسل دیا ان کے اہل خانہ سے پوچھو کہ ایسی کیا بات ہے؟ جس کی وجہ سے فرشتے اسے غسل دے رہے ہیں۔ ان کی اہلیہ محترمہ سے پوچھا گیا تو انہوں نے بتایا کہ حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ جنگ کی پکار پر حالت جنابت میں گھر سے روانہ ہوئے تھے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہی وجہ ہے کہ فرشتوں نے اسے غسل دیا اور اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کے مقام و مرتبے کے لئے یہی کافی ہے۔

ابن اثیر، اسد الغابۃ، 2:286 حاکم، المستدرک، 3:225، رقم: 34917 ابن حبان، الصحیح، 15:495، رقم: 47025 بیہقی، السنن الکبریٰ، 4:15، رقم: 56605 ابن اسحاق، سیرۃ، 3:6312 ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، 4:723 ابن کثیر، البدایہ والنہایہ (السیرۃ)، 4:821 حلبی، السیرۃ الحلبیہ، 2:9525 طبری، تاریخ الامم والملوک، 2:1069 ابونعیم، دلائل النبوۃ، 1:1110 ابونعیم، حلیۃ الاولیاء، 1:357

اسی جذبے کے احیاء کی آج پھر ضرورت ہے۔ اگر ہم جوان نسل میں کردار کی پاکیزگی، تقدس اور ایمان کی حلاوت نئے سرے سے پیدا کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں ان میں اس تعلقِ عشقی کو کوٹ کوٹ کر بھرنا ہوگا۔

فراقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کی بینائی جاتی رہی

حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کے بارے میں منقول ہے کہ جب انہیں ان کے بیٹے نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال مبارک کی خبر دی وہ اس وقت اپنے کھیتوں میں کام کر رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کی خبر سن کر غمزدہ ہو گئے اور بارگاہِ الٰہی میں ہاتھ اٹھا کر یہ دعا کی:

اے میرے اللہ! میری آنکھوں کی بینائی اب ختم کر دے تاکہ میں اپنے محبوب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی دوسرے کو دیکھ ہی نہ سکوں۔ اللہ تعالیٰ نے اُسی وقت اُن کی دعا قبول فرمائی۔ (قسطلانی، المواہب اللدنیہ، 2:94)

حضرت قاسم بن محمد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ میں سے ایک صحابی کی بینائی (فراقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں) جاتی رہی تو لوگ ان کی عیادت کے لئے گئے۔

جب ان کی بینائی ختم ہونے پر افسوس کا اظہار کیا گیا تو وہ کہنے لگے: میں ان آنکھوں کو فقط اس لئے پسند کرتا تھا کہ ان کے ذریعے مجھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار نصیب ہوتا تھا۔ اب چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا ہے اس لئے اگر مجھے چشمِ غزال (ہرن کی آنکھیں) بھی مل جائیں تو کوئی خوشی نہ ہوگی۔

(بخاری، الادب المفرد، 1:188، رقم: 533) (بشکریہ اسیران جمال مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم)

5031 – اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا النَّضْرُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ح وَاَنْبَاَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسًا يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ

5031-اخرجه البخاري في الايمان، باب من الايمان ان يحب لاخيه ما يحب لنفسه (الحديث 13) واخرجه مسلم في الايمان، باب الدليل على ان من خصال الايمان ان يحب لاخيه المسلم ما يحب لنفسه من الخير (الحديث 71) . واخرجه الترمذي في صفة القيامة، باب 59 (الحديث 2515) واخرجه النسائي في الايمان و شرائعه، علامة المومن (الحديث 5054) واخرجه ابن ماجه في المقدمة، باب في الايمان (الحديث 66) . تحفة الاشراف (1239) .

حُمَیْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ فِیْ حَدِیْثِهٖ اِنَّ نَبِیَّ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یُحِبَّ لِاَخِیْهِ مَا یُحِبُّ لِنَفْسِهٖ"۔

★★ حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''کوئی بھی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا' جب تک وہ اپنے بھائی کے لئے اسی چیز کو پسند نہیں کرتا' جو وہ اپنے لیے پسند کرتا ہے''۔

5032 - اَخْبَرَنَا مُوْسٰی بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ حُسَیْنٍ - وَهُوَ الْمُعَلِّمُ - عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِهٖ لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یُحِبَّ لِاَخِیْهِ مَا یُحِبُّ لِنَفْسِهٖ مِنَ الْخَیْرِ"۔

★★ حضرت انس رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''اس ذات کی قسم! جس کے دستِ قدرت میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے۔کوئی بھی شخص اس وقت تک (کامل) مومن نہیں ہوسکتا' جب تک وہ اپنے بھائی کے لئے اس چیز کو پسند نہیں کرتا' جس بھلائی کو وہ اپنے لیے پسند کرتا ہے''۔

5033 - اَخْبَرَنَا یُوْسُفُ بْنُ عِیْسٰی قَالَ اَنْبَاَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوْسٰی قَالَ اَنْبَاَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ عَدِیٍّ عَنْ زِرٍّ قَالَ قَالَ عَلِیٌّ اِنَّهٗ لَعَهْدُ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِلَیَّ "اَنَّهٗ لَا یُحِبُّكَ اِلَّا مُؤْمِنٌ وَّلَا یُبْغِضُكَ اِلَّا مُنَافِقٌ"۔

★★ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''امی نبی نے مجھ سے یہ وعدہ لیا تھا' کہ تم سے صرف کوئی مومن ہی محبت رکھے گا' اور کوئی منافق ہی تم سے بغض رکھے گا''۔

انصار سے محبت کرنے کا بیان

5034 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِیْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ - یَعْنِی ابْنَ الْحَارِثِ - عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَبْرٍ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "حُبُّ الْاَنْصَارِ اٰیَةُ الْاِیْمَانِ وَبُغْضُ الْاَنْصَارِ اٰیَةُ النِّفَاقِ"۔

5032-اخرجه البخاري في الايمان، باب من الايمان ان يحب لا خيه ما يحب لنفسه (الحديث 13م) . و اخرجه مسلم في الايمان، باب الدليل على ان من خصال الايمان ان يحب لا خيه المسلم ما يحب لنفسه من الخير (الحديث 72) . تحفة الاشراف (1153) .

5033-اخرجه مسلم في الايمان، باب الدليل على ان حب الانصار و على رضى الله عنهم من الايمان و علامته و بغضهم من علامات النفاق (الحديث 131) و اخرجه الترمذى فى المناقب، باب . 21 (الحديث 3736) و اخرجه النسائى فى الايمان و شرائعه، علامة المنافق (الحديث 5037)، و فى خصائص على، الفرق بين المومن و المنافق (الحديث 100)، و فى فضائل الصحابة ، فضائل على رضى الله عنه (الحديث 50) واخرجه ابن ماجه فى المقدمة، فضل على بن ابي طالب رضي الله عنه (الحديث 114) . تحفة الاشراف (10092) .

5034-اخرجه البخاري في الايمان، باب علامة الايان حب الانصار (الحديث 17)، و في مناقب الانصار، باب حب الانصار من الايمان (الحديث 3784) واخرجه مسلم في الايمان، باب الدليل على ان حب الانصار و علي رضي الله عنهم من الايمان و علاماته، و بغضهم من علامات النفاق (الحديث 128) . تحفة الاشراف (962) .

★★ حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:
"انصار سے محبت رکھنا' ایمان کی علامت ہے' اور انصار سے بغض رکھنا' منافقت کی علامت ہے"۔

شرح

انصار" کا لفظ لغوی طور پر "ناصر" یا "نصر" کی جمع ہے اور اصطلاح اس لفظ کا اطلاق مدینہ کے ان لوگوں پر ہوتا ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے اور جان و مال سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کی دراصل مدینہ میں دو قبیلے آباد تھے۔ ایک کے مورث اعلی کا نام "اوس" اور دوسرے کا مورث اعلی کا نام "خزرج" تھا اوس و خزرج' دونوں بھائی تھے اور آگے چل کر ان دونوں کی نسلوں نے دو زبردست قبیلوں کی صورت اختیار کر لی۔ مدینہ میں اسلام اور پیغمبر اسلام کی آمد سے پہلے یہ دونوں قبیلے ایک دوسرے کے خلاف بھیانک مخاصمت و دشمنی رکھتے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ ہجرت نبوی کے وقت تک مسلسل ایک سو بیس سال سے ان دونوں قبیلوں کے درمیان جنگ و عداوت چلی آ رہی تھی، لیکن جوں ہی انہوں نے اسلام و توحید اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق قائم کیا ان کی باہمی عداوت و مخاصمت، باہمی محبت و موانست میں بدل گئی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں قبیلوں کو "انصار" کا لقب عطا فرمایا اور اسی لقب کے ذریعہ ان قبیلوں کے لوگ ممتاز ہوئے۔ ان کے بعد ان کی اولاد، ان کی نسلوں اور ان کے آزاد کردہ غلاموں کے لئے بھی یہ لقب باقی رہا۔

انصار کے فضائل و مناقب کا کوئی ٹھکانہ نہیں، اسلام میں بلند تر، شرف و اعزاز ان کو حاصل ہے قرآن کریم میں ان کی تعریف مذکور ہے اور یہ عظیم تر رتبہ ان کو اس بناء پر حاصل ہوا کہ انہوں نے نہایت مخلصانہ طور پر پیغمبر اسلام کو ٹھکانا دیا۔ جان و مال سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دعوتی مشن کے نہایت زبردست اور موثر و معاون بنے۔ اور چونکہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معاونت کر کے تمام عرب و عجم کے دشمنان دین کی عداوت مول لی۔ اس لئے ضروری ہوا کہ ان کی محبت کو ایمان کی علامت اور ان کی عداوت کو کفر و نفاق کی علامت، اسی طرح ان کے تئیں کمال محبت کو کمال ایمان کا موجب اور ان کے تئیں نقصان محبت کو نقصان ایمان کا موجب قرار دیا جائے بلکہ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اگر کوئی شخص اس بناء پر ان سے عداوت رکھے کہ وہ اسلام اور پیغمبر اسلام کے معاون و مددگار رہے تو وہ شخص یقینی طور پر حقیقی کافر ہے۔

انصار کی محبت کا بیان

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ انصار کے بعض لوگوں نے اس وقت شکوہ کا اظہار کیا جب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو قبیلہ ہوازن کا وہ مال غنیمت عطا کرنا تھا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش میں کے کئی لوگوں کو سو سو اونٹ دینا شروع کئے چنانچہ انصار میں سے ان بعض لوگوں نے کہا: اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بخشے آپ صلی اللہ علیہ وسلم قریش کو تو (اتنا زیادہ) عطا کر رہے ہیں اور ہم کو زیادہ نہیں دے رہے ہیں۔ حالانکہ ہماری تلواروں سے قریش کا خون ٹپک رہا ہے، چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم میں جب ان لوگوں کا یہ شکوہ لایا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تمام انصار کو بلا بھیجا اور ان کو اپنے اس خیمہ میں جمع کیا جو چمڑے کا بنا ہوا تھا۔ ان کے ساتھ کسی دوسرے کو نہیں بلایا گیا تھا۔ (یعنی صرف انصار ہی کو جمع کیا گیا)، ان

کے علاوہ کوئی دوسرا شخص نہیں بلایا گیا تھا) جب سب انصار جمع ہوئے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: وہ کیا بات ہے جو تمہاری طرف سے مجھ کو پہنچائی گئی ہے؟ ان (انصار) میں جو عقل مند و دانا لوگ تھے وہ بولے: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم میں سے عقلمند اور ذی رائے لوگوں نے کچھ نہیں کہا ہاں ہم میں سے کچھ نو عمر اور نوجوان لوگوں نے (نا سمجھی سے یہ بات ضرور کہی ہے کہ اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بخشے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قریش کو تو (اتنا زیادہ) عطا کر رہے ہیں اور ہم انصار کو (زیادہ) نہیں دے رہے ہیں۔ حالانکہ ہماری تلواروں سے قریش کا خون ٹپک رہا ہے۔ تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ ابھی ابھی (چند ہی روز پہلے) کافر تھے انہی کو میں (اس مال میں سے) دے رہا ہوں (اور اس طرح) ان کا دل ملاتا ہوں (یعنی ان کو زیادہ دینے کا واحد مقصد تالیف قلوب ہے۔ تا کہ وہ اسلام پر قائم رہیں) اس کے علاوہ اور کوئی مقصد یا جذبہ کار فرما نہیں ہے۔ اور اے انصار! کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ (تمہارے علاوہ وہ) لوگ (کہ جو مولفۃ القلوب ہیں) مال و اسباب لے کر یہاں لوٹیں اور تم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر اپنے مکانوں کو واپس جاؤ۔ انصار (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ پر اثر ارشاد سن کر) بول اٹھے ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم اس پر راضی ہیں۔

(بخاری و مسلم، مشکوۃ المصابیح، جلد پنجم: رقم الحدیث، 866)

وہ مال غنیمت عطا کیا جو عطا کرتا تھا۔ اس جملہ میں کثرت اموال کی طرف اشارہ ہے کیونکہ اس موقع پر بنو ہوازن سے جو مال غنیمت حاصل ہوا تھا وہ بہت زیادہ تھا۔ چنانچہ روایتوں میں اس مال غنیمت کی جو تفصیل آئی ہے اس کے مطابق چھ ہزار قیدی، چوبیس ہزار اونٹ، چار ہزار اوقیہ چاندی (ایک اوقیہ چالیس درہم کے برابر ہوتا ہے) اور چالیس ہزار سے زاید بکریاں ہاتھ آئی تھیں اور ایک روایت میں تو یہ ہے کہ بکریوں کی تعداد شمار سے باہر تھی۔

سو سو اونٹ دینا شروع کیے" جن لوگوں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ اونٹ وغیرہ دیئے وہ دراصل مکہ کے لوگ تھے جو فتح مکہ کے بعد مسلمان ہوئے تھے اور دائرہ اسلام میں نئے نئے داخل ہوئے تھے ان لوگوں کے اندر ایمان نے ابھی پوری طرح جگہ نہیں پکڑی تھی اور "مولفۃ القلوب" کا مصداق تھے چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تالیف قلوب کے تحت ان کو سو سو اونٹ دینا شروع کیے تھے۔ تا کہ اسلام کی طرف ان کا میلان اور اہل اسلام کے ساتھ ان کی وابستگی مضبوط ہو جائے۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے والد ابوسفیان بھی ان لوگوں میں شامل تھے۔ مہاجرین و انصار میں سے جو باقی مخلص و صادق مسلمان تھے ان کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سو سو سے کم اونٹ عطا فرما رہے تھے مال غنیمت کی تقسیم کا یہ واقعہ مقام جعرانہ کا ہے جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (۸ھ) فتح مکہ کے بعد غزوہ حنین نامی جنگ میں بنو ہوزان وغیرہ کو پسپا کر کے ان سے حاصل شدہ تمام مال و اسباب جمع کرا دیا تھا اور پھر طائف سے واپس آ کر اس مال غنیمت کو مجاہدین اسلام کے درمیان تقسیم فرمایا "ہماری تلواروں سے قریش کا خون ٹپک رہا ہے" ان لوگوں کا اشارہ ان غزوات اور معرکہ آرائیوں کی طرف تھا جن میں انصار نے پوری پامردی و جانثاری کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دوش بدوش مشرکین قریش کے خلاف نبرد آزمائی کی۔

اللہ کی راہ میں ان کا خون بہایا۔ ان لوگوں نے دراصل اس خیال کے تحت یہ بات کہی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قومی تعلق اور

قرابت داری کے تقاضے سے قریش کے لوگوں کو زیادہ عطا کر رہے ہیں اور ان کے ساتھ رعایت کر رہے ہیں۔ "اور تم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر" یعنی اگر ان کو مکہ والوں کو زیادہ مال واسباب مل گیا تو کیا ہوا یہ لوگ تو دنیاوی مال ومتاع لے کر اپنے گھروں کو لوٹیں گے جب کہ تم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بابرکت ذات کو لے کر اپنے گھروں کو واپس جاؤ گے اب تم خود ہی سوچ لو کہ دنیاوی مال ومتاع تمہارے حق میں زیادہ بہتر ہے یا اس مال ومتاع کے مقابلہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات زیادہ بہتر اور زیادہ قیمتی ہے۔ "ہم اس پر راضی ہیں" بلاشبہ ان سعید روحوں کو یہی جواب دینا تھا رسول اللہ ﷺ کی ذات کے مقابلہ پر دنیاوی مال ومتاع کی بڑی سے بڑی تعداد بھی ان کی نظروں میں ہیچ تھی۔

20 - باب عَلَامَةِ الْمُنَافِقِ .

یہ باب ہے کہ منافق کی علامت

5035 - اَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اَرْبَعَةٌ مَنْ كُنَّ فِيْهِ كَانَ مُنَافِقًا اَوْ كَانَتْ فِيْهِ خَصْلَةٌ مِّنَ الْاَرْبَعِ كَانَتْ فِيْهِ خَصْلَةٌ مِّنَ النِّفَاقِ حَتّٰى يَدَعَهَا اِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَاِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ وَاِذَا عَاهَدَ غَدَرَ وَاِذَا خَاصَمَ فَجَرَ" .

★★ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ' نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''چار چیزیں ایسی ہیں کہ یہ جس میں ہوں گی' وہ شخص منافق ہوگا' یا پھر اس میں ان چاروں میں سے کوئی ایک چیز ہوگی' تو اس میں منافقت کی ایک خصلت ہوگی' جب تک وہ اسے ترک نہیں کر دیتا' جب وہ بات کرے' تو غلط بیانی کرے' جب وعدہ کرے تو اس کی خلاف ورزی کرے' جب کوئی عہد کرے تو اس کی خلاف ورزی کرے اور جب لڑائی کرے' تو بدزبانی کا مظاہرہ کرے''۔

شرح

مدنی دور میں منافقین کا طبقہ بھی نمایاں طور پر معرض وجود میں آ گیا تھا۔ اسلام کو کھلی مخالفت ومزاحمت کا سامنا تو آغاز دعوت کے وقت سے ہی تھا اور اہل اسلام اس سلسلے میں بے پناہ مصائب وشدائد برداشت کرتے چلے آئے تھے۔ لیکن ہجرت مدینہ کے بعد ایک نئی طرز کی مخالفت بھی بڑے زور وشور سے شروع ہو گئی اور یہ تھی منافقت کچھ لوگوں نے زبان سے اقرار کر لیا، ظاہراً اسلام کے دائرے میں داخل ہو گئے اور مسلمانوں کے ہمراہ اسلامی تحریک میں شامل ہونے کا دعویٰ کرنے لگے لیکن یہ لوگ فی الحقیقت

5035-اخرجه البخاري في الايمان، باب علامة المنافق (الحديث 34)، و في المظالم، باب اذا خاصم فجر (الحديث 2459)، وفي الجزية و الموادعة، باب الم من عاهد ثم غدر (الحديث 3178) . واخرجه مسلم في الايمان، باب بيان خصال المنافق (الحديث 106) و اخرجه ابو داؤد في السنة، باب الدليل على زيادة الايمان و نقصانه (الحديث 4688) واخرجه الترمذي في الايمان، باب ما جاء في علامة المنافق (الحديث 2632) . تحفة الاشراف (8931) .

منافق تھے اور منافقین بھی کئی اقسام کے تھے:

منافقین کی اقسام کا بیان

پہلی قسم ایسے منافقین کی تھی جو اسلام کے برحق ہونے کے قائل تھے لیکن اس کی خاطر نہ اپنے مفادات کی قربانی کے لئے تیار تھے اور نہ مصائب و آلام کو برداشت کرنے کے لئے لہٰذا کچھ خود غرضی و مفاد پرستی اور کچھ بزدلی ان کے سچا مسلمان ہونے کے راستے میں حائل تھی۔

دوسری قسم ایسے منافقین کی تھی جو دل سے قطعاً اسلام کے منکر تھے اور محض سازش اور فتنہ و شر کے لئے اسلامی صفوں میں گھس آئے تھے۔ یہ اسلام کے بہت بڑے دشمن تھے۔

تیسری قسم ایسے منافقین کی تھی جو اسلام کے اقتدار و حکومت کے باعث مفاد پرستانہ خواہشات کے تحت اسلام سے وابستہ ہو گئے تھے۔ لیکن مخالفینِ اسلام سے بھی اپنا تعلق بدستور قائم رکھے ہوئے تھے تاکہ دونوں طرف سے حسب موقع فوائد بھی حاصل کر سکیں اور دونوں طرف کے خطرات سے بھی محفوظ رہیں۔

چوتھی قسم ایسے منافقین کی تھی جو ذہنی طور پر اسلام اور کفر کے درمیان متردد تھے۔ نہ انہیں اسلام کی حقانیت پر کامل اعتماد تھا اور نہ وہ اپنی سابقہ کفر یا جاہلیت پر مطمئن تھے وہ اوروں کی دیکھا دیکھی مسلمان ہو گئے تھے لیکن اسلام ان کے اندر راسخ نہیں ہوا تھا۔

پانچویں قسم ایسے منافقین کی تھی جو اسلام کو حق سمجھتے ہوئے دل سے اس کے قائل تو ہو چکے تھے لیکن پرانے اوہام و عقائد اور رسم و رواج کو چھوڑنے، دینی اور اخلاقی پابندیوں کو قبول کرنے اور اوامر و نواہی کے نظام پر عمل پیرا ہونے کے لئے ان کا نفس تیار نہیں ہو رہا تھا۔

چھٹی قسم ایسے منافقین کی تھی جو اسلام کو توحید، احکامِ الٰہی اور آخرت وغیرہ پر ایمان لانے کی حد تک تو تسلیم کرتے تھے لیکن حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی اور وفاداری سے گریزاں تھے۔ نہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و سیادت دل سے ماننے کو تیار تھے اور نہ آپ کی حاکمیت و شفاعت۔ اس میں وہ اپنی ہتک اور ذلت محسوس کرتے تھے۔ چنانچہ وہ تعلق نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر ذاتِ ربانی تک رسائی حاصل کرنے کے خواہاں تھے۔

اسلام اپنے پیروکاروں کو تمام منافقین کی پہچان کروانا چاہتا تھا تاکہ وہ مسلمانوں کی صفوں میں موجود رہ کر اپنے ناپاک عزائم کو عملی جامہ نہ پہنا سکیں۔ اس لئے سورہ بقرہ نے اس سلسلے میں اہم اشارات فراہم کئے تاکہ حق و باطل میں امتیاز کا صحیح شعور پیدا ہو سکے۔ اس کا دوسرا رکوع اس ضمن میں بطور خاص نمایاں اہمیت کا حامل ہے۔

ارشاد ہوتا ہے:

اور لوگوں میں سے بعض وہ (بھی) ہیں جو کہتے ہیں ہم اللہ پر اور یومِ قیامت پر ایمان لائے حالانکہ وہ (ہرگز) مومن نہیں ہیںo وہ اللہ کو (یعنی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو) اور ایمان والوں کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں مگر (فی الحقیقت) وہ اپنے آپ کو ہی دھوکہ دے رہے ہیں اور انہیں اس کا شعور نہیں ہےo ان کے دلوں میں بیماری ہے، پس اللہ نے ان کی بیماری کو اور بڑھا دیا اور ان کے لئے

دردناک عذاب ہے۔ اس وجہ سے کہ وہ جھوٹ بولتے تھے o اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ زمین میں فساد بپا نہ کرو، تو کہتے ہیں ہم ہی تو اصلاح کرنے والے ہیں o آگاہ ہو جاؤ! یہی لوگ (حقیقت میں) فساد کرنے والے ہیں مگر انہیں (اس کا) احساس تک نہیں o اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ (تم بھی) ایمان لاؤ جیسے (دوسرے) لوگ ایمان لے آئے ہیں، تو کہتے ہیں کیا ہم بھی (اسی طرح) ایمان لے آئیں جس طرح (وہ) بیوقوف ایمان لے آئے، جان لو بیوقوف (درحقیقت) وہ خود ہیں لیکن انہیں (اپنی بیوقوفی اور ہلکے پن کا) علم نہیں o اور جب وہ (منافق) اہل ایمان سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں ہم (بھی) ایمان لے آئے ہیں اور جب اپنے شیطانوں سے تنہائی میں ملتے ہیں تو کہتے ہیں: ہم یقیناً تمہارے ساتھ ہیں، ہم (مسلمانوں کا تو) محض مذاق اڑاتے ہیں o اللہ انہیں ان کے مذاق کی سزا دیتا ہے اور انہیں ڈھیل دیتا ہے (تاکہ وہ خود اپنے انجام تک جا پہنچیں) سو وہ خود اپنی سرکشی میں بھٹک رہے ہیں o یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی خریدی لیکن ان کی تجارت فائدہ مند نہ ہوئی اور وہ (فائدہ مند اور نفع بخش سودے کی) راہ جانتے ہی نہ تھے o ان کی مثال ایسے شخص کی مانند ہے جس نے (تاریک ماحول میں) آگ جلائی اور جب اس نے گردونواح کو روشن کر دیا تو اللہ نے ان کا نور سلب کر لیا اور انہیں تاریکیوں میں چھوڑ دیا اب وہ کچھ نہیں دیکھتے o یہ بہرے، گونگے (اور) اندھے ہیں پس وہ (راہِ راست کی طرف) نہیں لوٹیں گے o یا ان کی مثال اس بارش کی سی ہے جو آسمان سے برس رہی ہے جس میں اندھیریاں ہیں اور گرج اور چمک (بھی) ہے تو وہ کڑک کے باعث موت کے ڈر سے اپنے کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیتے ہیں، اور اللہ کافروں کو گھیرے ہوئے ہے o یوں لگتا ہے کہ بجلی ان کی بینائی اچک لے جائے گی، جب بھی ان کے لئے (ماحول میں) کچھ چمک ہوتی ہے تو اس میں چلنے لگتے ہیں اور جب ان پر اندھیرا چھا جاتا ہے تو کھڑے ہو جاتے ہیں، اور اگر اللہ چاہتا تو ان کی سماعت اور بصارت بالکل سلب کر لیتا، بیشک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ (البقرۃ،2:8،20)

سورہ بقرہ کے پہلے رکوع میں دو گروہوں کا بیان تھا۔ ایک مومنین ومتقین کا اور دوسرا کفار و منکرین کا۔ پہلا گروہ دل ودماغ اور قول وعمل ہر طرح سے ایمان لانے والوں پر مشتمل تھا۔ جب کہ دوسرا گروہ ظاہراً و باطناً ہر طرح سے اسلام کا انکار کرنیوالوں پر۔

یہاں سے تیسرے گروہ کا بیان شروع ہو رہا ہے جو گروہ منافقین ہے۔ مدینہ میں موجود منافقین کی مختلف اقسام کا ذکر ہم اس کتابچہ کی ابتدا میں پہلے ہی کر چکے ہیں۔

مختصر تاریخی پس منظر کا بیان

یہاں منافقین کے وجود کا مختصر تاریخی پس منظر واضح کرنا ضروری ہے تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ اہلِ ایمان اور اہل کفر کے علاوہ اہلِ نفاق کا تیسرا گروہ کیوں معرضِ وجود میں آ گیا تھا۔

اہلِ مدینہ کے قبیلہ خزرج کا ایک بہت بڑا سردار عبداللہ ابن ابی تھا۔ اُسے اس کے اثر ورسوخ کے باعث مدینہ کا حکمران بنایا جا رہا تھا۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت سے صورتِ حال میں زبردست تبدیلی آ گئی۔ یہودیوں سمیت تمام اقوام نے متفقہ طور پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ کا حاکم تسلیم کر لیا۔ جس سے عبداللہ بن اُبی اور اُس کے مخلص ساتھیوں کے مزعومہ مفادات کو تحت

پہنچا۔ چنانچہ وہ اس دن سے اسلام اور بانی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف مخفی کاروائیوں اور پس پردہ سازشوں میں مصروف ہو گیا۔ یہ طبقہ اسلام کے خلاف کھلی مخالفت و مزاحمت کی جرات نہ کر سکا۔ لہٰذا ظاہراً اسلام سے وابستگی کا لبادہ اوڑھ کر مختلف فتنہ انگیزیوں کا جال بچھانے لگا۔ قرآن مجید نے اس طبقے کی نشاندہی اس قدر جامع اور ہمہ گیر انداز میں کی ہے کہ نہ صرف عہد رسالت کے منافقین کی واضح تصویر سامنے آجاتی ہے بلکہ ہر دور میں منافقت کے مختلف روپ بے نقاب ہوتے چلے جاتے ہیں۔

یہاں منافقوں کی علامات اور ان کی نفسیات کو بڑی شرح وبسط کے ساتھ اس لئے بیان کیا گیا ہے کہ حقیقت میں یہی خرابی اہل اسلام کی ذلت ورسوائی کا باعث بنی ہے۔ اگر اس کی صحیح قرآنی پہچان سامنے رہے اور اس کا علاج بھی قرآن وسنت کے مطابق جرات مندی کے ساتھ کیا جائے تو کوئی وجہ نہیں کہ مسلمان زوال وانحطاط کی حالت سے نجات نہ پا سکیں۔

آیت نمبر 8، 9 میں منافقت کی دو علامات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

دعویٰ ایمان صرف زبانی حد تک کرنا اور باطن کا اُس کی تصدیق سے خالی ہونا

ان آیات کے الفاظ بتا رہے ہیں کہ کچھ لوگ ایسے بھی ہیں، جو اللہ پر اور آخرت پر ایمان لانے کی بات تو کرتے ہیں لیکن حقیقت میں ان پر ایمان نہیں رکھتے۔ کیونکہ ان کا قول ایمان زبان کے اقرار کی حد تک ہے مگر دل کی تصدیق سے محروم ہے۔ اس بیان سے یہ حقیقت آشکار ہو گئی کہ جو بات محض زبان سے کہی جائے دل اس کی تصدیق وتائید نہ کر رہا ہو تو یہ منافقت کی سب سے پہلی پہچان ہے۔ خواہ کہی ہوئی بات خدا وآخرت پر ایمان لانے کی ہی کیوں نہ ہو۔ جب ایسی پاکیزہ بات کا، جو اسلام اور ایمان کا اصل الاصول ہے صرف زبان سے ادا ہونا خدا کے ہاں منافقت ہے تو زندگی کے عام معاملات میں باہمی گفتگو اور تعلقات کا یہ انداز منافقت کیوں نہ قرار پائے گا۔ اس معیار کو سامنے رکھ کر ہمیں اپنے شب وروز کا جائزہ لینا چاہیے کہ ہم جس کسی سے جو کچھ بھی کہتے ہیں کیا دل سے کہتے ہیں یا محض زبان سے۔ اگر دل کی کیفیت ہماری زبان کی ہمنوا نہ ہو تو زبان میں تاثیر کہاں سے آئے اور اس منافقانہ رویہ زندگی میں برکت ونتیجہ خیزی کہاں سے پیدا ہو؟

محض توحید وآخرت پر ایمان کو کافی سمجھنا اور رسالتِ محمدی پر ایمان اس قدر ضروری نہ سمجھنا

دوسری علامت جس کا اشارہ ان آیات کے ظاہر عبارت سے ملتا ہے وہ رسالت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت سوءِ ظن ہے کیونکہ منافقین کے دعوئ ایمان کی طرف جو الفاظ منسوب ہوئے ہیں ان میں صرف ایمان باللہ اور ایمان بالآخرت کا ذکر ہے۔ ایمان بالرسالت کا نہیں کیونکہ منافقین کو اصل عداوت اور بغض وعناد حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی سے تھا جس کے باعث ان کے مفاد پرستانہ عزائم خاک میں مل گئے تھے۔ اس لئے وہ دائرہ اسلام میں داخل ہونے کا ظاہری اعلان بھی کرتے تو اس انداز سے کہ گویا خدا اور آخرت پر ایمان ہی مسلمان ہونے کے لئے کافی ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان غیر ضروری تصور کرتے تھے۔ اس لئے یہاں قرآن مجید میں ان کے دعوئ ایمان کے مذکورہ الفاظ ایمان بالرسالت کے ذکر سے خالی ہیں جب کبھی یہ منافقین حضور علیہ السلام کی رسالت کا ظاہراً اقرار بھی کرتے تو یہ اقرار بھی سچا نہ ہوتا بلکہ دل کے انکار اور تعصب وعناد کے باعث سراسر جھوٹ ہوتا۔ جس کا ذکر سورہ منافقین کی پہلی آیت میں یوں آیا ہے:

إِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ قَالُوا نَشْهَدُ إِنَّكَ لَرَسُولُ اللَّهِ وَاللَّهُ يَعْلَمُ إِنَّكَ لَرَسُولُهُ وَاللَّهُ يَشْهَدُ إِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَكَاذِبُونَ. (المنافقون، 63:1)

(اے حبیب مکرم!) جب منافق آپ کے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ یقیناً اللہ کے رسول ہیں، اور اللہ جانتا ہے کہ یقیناً آپ اُس کے رسول ہیں، اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ یقیناً منافق لوگ جھوٹے ہیں۔

اس اعلان خداوندی سے یہ بات واضح ہوگئی کہ منافق فی الواقع حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے قائل نہ تھے اور جو کوئی ثبوت ان کے اقرار رسالت کی نسبت ملتا ہے وہ قرآنی وضاحت کے مطابق محض جھوٹ اور مکر وفریب تھا۔ اس جگہ بھی رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی اہمیت کو گھٹاتے بلکہ نظرانداز کرتے ہوئے وہ اللہ اور آخرت پر ایمان کا دعویٰ کر رہے ہیں، جس کا جواب قرآن نے وَمَا هُم بِمُؤْمِنِينَ کے الفاظ میں دیا ہے کہ جو لوگ پیکر رسالت صلی اللہ علیہ وسلم پر صحیح ایمان کے بغیر خدا و آخرت پر ایمان لانے کی بات کرتے ہیں، ان کا دعویٰ ایمان باطل اور مردود ہے اور وہ منافق ہیں۔ کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی پر کامل ایمان کے بغیر وہ کس خدا اور کس یوم آخرت کو مانتے ہیں جب کہ خدا اور آخرت کی معرفت وشناسائی بھی انسانیت کو نبی اور رسول کی ذات ہی کے توسط سے ہوتی ہے جب اُس ذات پر ایمان نہ رہا تو باقی عقائد کا کیا اعتبار ہوسکتا ہے؟ اس لئے ایمان بالرسالت کے بغیر باقی دعویٰ ایمان کو منافقت سے تعبیر کیا جاسکتا ہے۔ اس دور میں منافقت کی یہ صورت ذات مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق ومحبت کے فقدان یا کمی کی شکل میں بھی دیکھی جاسکتی ہے اور سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی کے انکار کی شکل میں بھی۔

دھوکہ دہی کی نفسیات

یہ منافقین کی تیسری علامت ہے جسے مخادعت سے تعبیر کیا گیا ہے یُخٰدِعُوْنَ، خدع سے مشتق ہے جس کے لغوی معنی چھپانا اور اصطلاحی معنی دھوکہ دینا ہے۔

خادع کسی کو دھوکہ دینے کے ارادے میں بھی بولا جاتا ہے اور یہی معنی یہاں مراد ہے۔ منافقین زبانی اقرار اور قلبی انکار کے ذریعے یہ خیال کئے ہوئے تھے کہ ہم خدا اور اہل ایمان سے اپنی حقیقی فکر اور باطنی حالت چھپا کر انہیں فریب اور غلط فہمی میں مبتلا کر رہے ہیں، حالانکہ یہ ان کی خود فریبی اور ناسمجھی تھی۔ یہاں یہ امر ذہن نشین رہنا چاہیے کہ منافقین کی مخادعت بزعم خویش ذات خداوندی سے نہ تھی۔ بلکہ یہ تو وہ سوچ بھی نہ سکتے تھے کہ ہم اپنی باطنی حالت خدا سے چھپا سکتے ہیں۔ ان کی دھوکہ دہی کی کوشش درحقیقت حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت تھی جن کے بارے میں وہ علیحدگی میں کہتے بھی تھے کہ کیسا رسول ہے، ہم دل سے اس کے ساتھ نہیں ہیں، اس پر ایمان بھی نہیں رکھتے۔ اس کے باوجود اسے ہماری حالت کی خبر نہیں اور ہمیں بدستور مسلمان سمجھتا ہے۔

حضرت سدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مجھ پر میری تمام اُمت اپنی حالت خمیر میں پیش کر دی گئی ہے۔ جیسا کہ حضرت آدم علیہ السلام پر اشیاء پیش کی گئی تھیں۔ چنانچہ میں نے ہر ایک کو جان لیا ہے کہ کون مجھ پر ایمان لائے گا اور کون نہیں۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد منافقین تک پہنچا تو انہوں نے مذاق کرتے ہوئے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہ گمان کرتا ہے کہ جو لوگ ابھی پیدا نہیں ہوئے میں ان سے بھی مومن وکافر کو

پہچانتا ہوں۔ حالانکہ ہم ہر وقت اس کے ساتھ رہتے ہیں اور وہ ہماری منافقت سے باخبر نہیں ہے۔ منافقین کا یہ طعنہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم میں آ گیا۔ آپ اسی وقت منبر پر تشریف فرما ہوئے اور باری تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد فرمانے لگے۔ ان لوگوں کی تباہی کا کیا عالم ہوگا جو میرے علم کی وسعت پر طعنہ زنی کرتے ہیں۔ تم اس وقت سے لے کر قیامت تک جو بات چاہو مجھ سے پوچھ لو۔ میں تمہیں اس کی خبر دیتا ہوں۔ (بغوی، معالم التنزیل، 140:1)

اس موقعہ پر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بعض مخفی نوعیت کے سوالات بھی ہوئے جن کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے برجستہ جواب دیا۔ بالآخر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی درخواست پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرماتے ہوئے خاموش ہو گئے:

فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ .

کیا تم (ان شرانگیز باتوں سے) باز آ ؤ گے۔ (المائدۃ، 5:91، ابن ابی حاتم رازی، تفسیر القرآن العظیم، 38:2)

مذکورہ بالا حدیث سے یہ امر واضح ہو گیا کہ منافقین حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی حالتِ نفاق سے بے خبر سمجھ کر دھوکہ دینا چاہتے تھے اور ان کا یہی خیال اہلِ ایمان کی نسبت بھی تھا۔ جس حقیقت کو قرآن نے یوں واشگاف طور پر بیان کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مخادعت، حقیقت میں خدا سے مخادعت ہے۔ جس طرح خود قرآن مجید نے کئی اور مقامات پر یہ اعلان کیا تھا کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت دینا خدا کو اذیت دینا ہے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی خدا کی نافرمانی ہے اور حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و غلامی خدا کی اطاعت و غلامی ہے۔ اس لئے ارشاد فرمایا گیا: یُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ (وہ اللہ کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں)، جس سے یہ صاف طور پر واضح ہو گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں معمولی سا سوءِ ظن اور ادنیٰ سی گستاخی یا بے ادبی بھی خود شانِ اُلوہیت میں بے ادبی و گستاخی ہے منافقین کی اس نفسیات کو بیان کرتے ہوئے انہیں بتایا گیا کہ تم خدا اور رسول اور اہلِ ایمان کو کسی قسم کے دھوکے میں مبتلا نہیں کر سکتے۔ بلکہ تم اس غلط خیال سے خود کو دھوکے میں رکھے ہوئے ہو اور تمہاری ناسمجھی و نادانی کا یہ عالم ہے کہ تم اپنی اس خود فریبی سے بھی آگاہ نہیں۔ اس آیت کریمہ نے یہ عمومی اصول بھی واضح کر دیا ہے کہ دوسروں سے دھوکہ دہی کی نفسیات حقیقت میں منافقت بھی ہے اور نادانی بھی جو لوگ چرب زبانی اور چالاکی و عیاری سے اپنے ظاہر و باطن کے تضاد پر پردہ ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ انہوں نے دوسروں کو بے وقوف بنا لیا ہے وہ منافق تو ہیں ہی لیکن ساتھ ساتھ خود ناسمجھ اور نادان بھی ہیں۔ کیونکہ ملمع پرستی، تصنع، بناوٹ اور منافقت کچھ عرصہ کے لئے تو مخفی رہ سکتی ہے، ہمیشہ کے لئے نہیں یہ حقیقت بالآخر بے نقاب ہو کر رہتی ہے۔ اسلئے ان مصنوعی طریقوں سے دوسروں کو دھوکہ نہیں دیا جا سکتا۔ اس اصول کی روشنی میں ہمیں اپنے کردار کا بھی دیانتدارانہ جائزہ لینا چاہیے کہ اس نوعیت کی عملی منافقت کس حد تک ہماری زندگی کا جزو لاینفک بن چکی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہماری زندگی اور تعلقات کا بیشتر حصہ اسی قسم کی عملی منافقت سے عبارت ہے۔ ہر شخص دوسرے کو دھوکہ دینے میں مگن ہے اور وہ یہ نہیں سمجھتا کہ اس عمل کے نتیجے میں فی الواقع وہ خود دھوکہ کھا رہا ہے۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

المكر والخديعة والخيانة في النار. (حاكم، المستدرك على الصحيحين، 4: 650، رقم: 8795)

دھوکہ دہی، وعدہ خلافی اور بددیانتی سب جہنم کا باعث ہیں۔اس حدیث نبوی کے مطابق کیا ہم معاشرتی سطح پر جہنمی زندگی بسر نہیں کر رہے؟

قلب و باطن کا بیمار ہونا

یہاں منافقت کو دل کی بیماری سے تعبیر کیا گیا ہے اور یہ بتایا گیا ہے کہ اگر منافقت جیسی بیماری قلب و باطن کو لگ جائے تو اس میں مسلسل اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے۔یہاں تک کہ منافق کا ہر قول و فعل سراسر جھوٹ بن جاتا ہے کیونکہ جو کچھ وہ کہتا یا کرتا ہے، اس کا محرک اس کے دل کا خبث اور بدنیتی ہوتی ہے۔ بالآخر اس کی ساری زندگی جھوٹ جیسے گناہ کبیرہ سے آلودہ ہو جاتی ہے۔ اور وہ دردناک عذاب کا مستحق قرار پاتا ہے۔آیت مندرجہ سے یہ حقیقت بھی آشکار ہوگئی کہ جس طرح انسانی جسم مختلف امراض کا شکار ہوتا ہے۔اور جسمانی بیماری یا معدے کی خرابی کے باعث اچھی غذا بھی جسم پر بہتر نتائج مرتب نہیں کر سکتی، اسی طرح انسانی قلب و باطن اور روح بھی مختلف امراض سے دوچار ہوتی ہے۔اگر دل بیمار پڑ جائے تو بہتر سے بہتر نصیحت بھی اثر نہیں کرتی۔ یہ باطنی بیماریاں جو منافقت سے جڑ پکڑتی ہیں، بڑھتی چلی جاتی ہیں۔ان کا علاج وعظ و نصیحت اور مطالعہ کتب سے نہیں بلکہ اہل نظر کی نظر سے ہوتا ہے جیسا کہ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں۔

خرد کے پاس خبر کے سوا کچھ اور نہیں — ترا علاج نظر کے سوا کچھ اور نہیں

(اقبال، کلیات (بال جبریل، ص ۵۴)

5036 - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ سُهَيْلٍ نَافِعُ بْنُ مَالِكِ بْنِ اَبِىْ عَامِرٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اٰيَةُ النِّفَاقِ ثَلَاثٌ اِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَاِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ وَاِذَا ائْتُمِنَ خَانَ" .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''منافقت کی نشانیاں تین ہیں' جب وہ بات کرے' تو غلط بیانی کرے' جب وہ وعدہ کرے' تو اس کی خلاف ورزی کرے' اور جب اسے امین بنایا جائے' تو وہ خیانت کرے''۔

5037 - اَخْبَرَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ عَهِدَ اِلَىَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ لَا يُحِبَّنِىْ اِلَّا مُؤْمِنٌ وَّلَا يُبْغِضَنِىْ اِلَّا مُنَافِقٌ .

5036-اخرجه البخاري في الايمان، باب علامة المنافق (الحديث 33)، و في الشهادات، باب من امر بانجاز الوعد (الحديث 2682)، و في الوصايا، باب قول الله عزوجل (من بعد وصية يوصي بها او دين) (الحديث 2749)، و في الادب، باب قول الله تعالٰى: (يا ايها الذين امنوا اتقوا الله و كونوا مع الصادقين) (الحديث 6095) و اخرجه مسلم في الايمان، باب بيان خصال المنافق (الحديث 107) و اخرجه الترمذي في الايمان، باب ما جاء في علامة المنافق (الحديث 2631) و اخرجه النسائي في التفسير: سورة النساء، علامة المنافق (الحديث 147) . تحفة الاشراف (14341) .

5037-تقدم (الحديث 5033) .

☆☆ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے یہ عہد لیا تھا' کہ مجھ سے صرف کوئی مومن ہی محبت رکھے گا اور مجھ سے صرف کوئی منافق ہی بغض رکھے گا''۔

شرح

حضرت زر بن حبیش (تابعی) کہتے ہیں کہ سیدنا علی نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس نے دانہ کو پھاڑا (یعنی اگایا) اور ذی روح کو پیدا کیا در حقیقت نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو یقین دلایا تھا کہ جو (کامل) مؤمن ہوگا وہ مجھ سے (یعنی علی سے) محبت رکھے گا اور جو منافق ہوگا وہ مجھ سے عداوت رکھے گا۔ (مسلم، مشکوۃ المصابیح، جلد پنجم: رقم الحدیث، 703)

محبت سے مراد وہ محبت ہے جو شرعی تقاضوں کے ہم آہنگ واقع کے مطابق اور نقصان وزیادتی کے بغیر ہو پس جس طرح وہ لوگ کہ جو حضرت علی کے حقیقی مقام ومرتبہ کو گھٹاتے ہیں جیسے فرقہ خارجیہ کے لوگ حب علی کی محرومی کے سبب اس حدیث میں مذکورہ "مؤمن" کا مصداق نہیں بن سکتے اسی طرح وہ لوگ بھی کہ جو حضرت علی کی محبت میں غیر شرعی اور غیر حقیقی غلو کرتے ہیں اور اس غلو کے نتیجہ میں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر سے بغض وعداوت رکھتے ہیں جیسے شیعوں کے بعض طبقے، اس حدیث میں مذکور "مؤمن" کا مصداق ہرگز نہیں ہو سکتے۔ بہرحال حضرت علی رضی اللہ عنہ سے محبت رکھنا ایمان کی علامت ہے اور ان سے بغض وعداوت نفاق کی نشانی ہے ایک اور روایت میں جو حضرت علی ہی سے منقول ہے یوں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: من احبنی واحب ہذین واباہما وامہما کان معی فی درجتی یوم القیامۃ۔ "جس شخص نے مجھ سے اور ان دونوں (حسن وحسین) سے اور ان دونوں کے باپ اور ان دونوں کی ماں سے محبت رکھی وہ قیامت کے دن میرے ساتھ ہوگا۔" (احمد وترمذی) لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی اور اہل بیت نبوی سے محبت کا عین تقاضہ یہ ہے کہ ان سب صحابہ سے محبت وعقیدت رکھنی چاہے جن سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت علی اور اہل بیت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم محبت وتعلق رکھتے ہیں تھے جس طرح حضرت علی کی محبت ایمان کی علامت ہے اسی طرح تمام صحابہ کی محبت ایمان کی علامت ہے۔

اور جس طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بغض رکھنا نفاق کی نشانی ہے اسی طرح دوسرے کسی صحابی سے بغض رکھنا نفاق کی علامت ہے، ابن عساکر نے حضرت جابر سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے: حب ابی بکر وعمر من الایمان وبغضہما کفر وحب الانصار من الایمان وبغضہم کفر وحب العرب من الایمان وبغضہم کفر ومن سب اصحابی فعلیہ لعنۃ اللہ ومن حفظنی فیہم انا احفظہ یوم القیامۃ۔ "ابوبکر وعمر کی محبت جزو ایمان ہے اور ان سے بغض کفر ہے انصار کی محبت جزو ایمان ہے اور ان سے بغض کفر ہے اہل عرب کی محبت جزو ایمان ہے اور ان سے بغض کفر ہے اور جس شخص نے میرے صحابہ کو سب وشتم کیا اس پر اللہ کی لعنت ہو اور جس شخص نے صحابہ کو (دوسروں کے سب وشتم سے بچایا اس کو قیامت کے دن کی ہولناکیوں اور سختیوں سے) میں بچاؤں گا۔"

5038 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى بْنِ الْحَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا الْمُعَافَى قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا مَنْصُورُ بْنُ الْمُعْتَمِرِ عَنْ اَبِي وَائِلٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ فَهُوَ مُنَافِقٌ اِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَاِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ وَاِذَا

5038-انفرد به النسائي .

وَعَدَ اَخْلَفَ فَمَنْ كَانَتْ فِيْهِ وَاحِدَةٌ مِّنْهُنَّ لَمْ تَزَلْ فِيْهِ خَصْلَةٌ مِّنَ النِّفَاقِ حَتّٰى يَتْرُكَهَا .

★★ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: یہ تین چیزیں ایسی ہیں کہ یہ جس میں موجود ہوں گی تو وہ منافق ہوگا' جب وہ بات کرے' تو غلط بیانی کرے' جب اسے امین بنایا جائے' تو وہ خیانت کرے' جب وہ وعدہ کرے' تو اس کی خلاف ورزی کرے اور جس شخص میں' ان میں سے کوئی ایک خصلت ہوگی' تو اس میں اس وقت تک منافقت کی خصلت رہے گی' جب تک وہ اسے چھوڑ نہیں دیتا"۔

باب قِيَامِ رَمَضَانَ .

یہ باب ہے کہ رمضان میں نوافل ادا کرنا

5039 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ قَامَ شَهْرَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ" .

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"جو شخص رمضان کے مہینے میں' ایمان کی حالت میں' ثواب کی امید رکھتے ہوئے' نوافل ادا کرے گا' اس شخص کے گزشتہ گناہوں کی مغفرت ہو جائے گی"۔

رمضان المبارک میں قیام کی فضیلت کا بیان

5040 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ح وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنِىْ مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ" .

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"جو شخص ایمان کی حالت میں' ثواب کی امید رکھتے ہوئے' رمضان میں نوافل ادا کرے گا' اس کے گزشتہ گناہوں کی مغفرت ہو جائے گی"۔

5041 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ اَسْمَاءَ قَالَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ اَخْبَرَنِىْ اَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَحُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ" .

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

5039-تقدم في الصيام، ثواب من قام رمضان و صامه ايمانًا و احتسابًا و الاختلاف على الزهري في الخبر في ذلك (الحديث 2201) .

5040-تقدم (الحديث 1601) . 5041-تقدم (الحديث 1601) .

''جو شخص ایمان کی حالت میں ثواب کی امید رکھتے ہوئے رمضان میں نوافل ادا کرے گا' اس کے گزشتہ گناہوں کی مغفرت ہو جائے گی''۔

شرح

رمضان میں کھڑا ہونے ، سے مراد یہ ہے کہ رمضان کی راتوں میں تراویح پڑھے، تلاوت قرآن کریم اور ذکر اللہ وغیرہ میں مشغول رہے نیز اگر حرم شریف میں ہو تو طواف وعمرہ کرے یا اسی طرح کی دوسری عبادات میں اپنے آپ کو مصروف رکھے۔ شب قدر میں کھڑا ہونے ، کا مطلب یہ ہے کہ شب قدر عبادت الٰہی اور ذکر اللہ میں مشغول رہے خواہ اس رات کے شب قدر ہونے کا اسے علم ہو یا نہ ہو۔ غفرله ماتقدم من ذنبه . تو اس کے وہ گناہ بخش دیے جائیں گے جو اس نے پہلے کئے تھے۔ کے بارے میں علامہ نووی فرماتے ہیں کہ مکفرات (یعنی وہ اعمال جو گناہوں کو ختم کرنے والے ہوتے ہیں) صغیرہ گناہوں کو تو مٹا ڈالتے ہیں اور کبیرہ گناہوں کو ہلکا کر دیتے ہیں اگر کسی خوش نصیب کے نامہ اعمال میں گناہ کا وجود نہیں ہوتا تو پھر مکفرات کی وجہ سے جنت میں اس کے درجات بلند کر دیئے جاتے ہیں۔

22 - باب قِيَامِ لَيْلَةِ الْقَدْرِ .

یہ باب ہے کہ شب قدر میں نوافل ادا کرنا

5042 - حَدَّثَنَا اَبُو الْاَشْعَثِ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ - يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ - قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِي كَثِيرٍ عَنْ اَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنِي اَبُو هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ".

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''جو شخص ایمان کی حالت میں' ثواب کی امید رکھتے ہوئے' رمضان میں نوافل ادا کرے گا' اس کے گزشتہ گناہوں کی مغفرت ہو جائیگی اور جو شخص ایمان کی حالت میں' ثواب کی امید رکھتے ہوئے' شب قدر میں نوافل ادا کرے گا' اس کے گزشتہ گناہوں کی مغفرت ہو جائے گی''۔

شب قدر کی فضیلت کا بیان

یہ مقدس رات رمضان کے مبارک ماہ میں آتی ہے خصوصا رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں سے کوئی رات اور بالخصوص ستائیسویں شب لیلۃ القدر ہوتی ہے چنانچہ اکثر علماء ستائیسویں شب ہی کو لیلۃ القدر مانتے ہیں۔ لیلۃ القدر کی سعادت خاص طور پر امت محمدیہ کے لئے مخصوص ہوئی ہے تاکہ اس امت کے لوگ اپنی چھوٹی عمروں کے باوجود بہت زیادہ پائیں چنانچہ اس

5042-تقدم (الحديث 2205) .

بارہ میں ایک روایت بھی منقول ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پچھلی امتوں کے لوگوں کی عمروں کی زیادتی کے بارہ میں معلوم ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے افسوس کا اظہار کیا کہ میری امت کے لوگ اپنی ان چھوٹی عمروں میں ان لوگوں کی طرح زیادہ نیک کام نہیں کر سکتے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطہ سے پوری امت کو لیلۃ القدر کی عظیم سعادت عطا فرمائی جو ہزار مہینہ سے بہتر ہے۔

ایک اور روایت میں جو ابن ابی حاتم سے منقول ہے بیان کیا گیا ہے کہ ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی اسرائیل کے چار اشخاص کا ذکر کیا کہ انہوں نے اسی برس تک اللہ رب العزت کی عبادت کی اور ان کا ایک لمحہ بھی اللہ کی نافرمانی میں نہیں گزرا اور وہ اشخاص تھے۔ (۱) حضرت ایوب علیہ السلام (۲) حضرت زکریا علیہ السلام (۳) حضرت حزقیل علیہ السلام (۴) حضرت یوشع بن نون علیہ السلام۔ یہ سن کر صحابہ کرام بہت زیادہ تعجب کرنے لگے اور (متمنی ہوئے کہ کاش ہماری بھی اتنی ہی عمریں ہوتیں کہ ہم بھی اتنی طویل مدت تک اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہتے) پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لائے اور کہنے لگے کہ اے محمد! آپ کی امت ان لوگوں کی اسی اسی برس کی عبادت پر متعجب ہوتی ہے (تو سنئے کہ اللہ تعالیٰ نے خیر و بھلائی عطا فرمائی چنانچہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آیت (انا انزلناہ فی لیلۃ القدر) پوری سورت پڑھی جس کے ذریعہ یہ عظیم بشارت عطا فرمائی گئی ہے کہ لیلۃ القدر جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور آپ کی پوری امت کو عطا کی گئی ہے اس چیز سے بہتر ہے جس کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت متعجب و متمنی ہیں اس عظیم سعادت و خوش بختی پر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم بہت زیادہ خوش ہوئے۔

اس موقع پر یہ بات ملحوظ رہنی چاہئے کہ ہزار مہینہ کے تراسی برس اور چار مہینے ہوتے ہیں اسی لئے فرمایا کہ آیت (لیلۃ القدر خیر من الف شہر) یعنی لیلۃ القدر ہزار مہینہ سے بہتر ہے کہ جس سے تراسی برس اور چار مہینے ہوئے۔ لیلۃ القدر میں اللہ رب العزت کی رحمت خاص کی تجلی آسمان دنیا پر غروب آفتاب کے وقت سے صبح تک ہوتی ہے۔ اس شب میں ملائکہ اور ارواح طیبہ صلحاء اور عابدین سے ملاقات کے لئے اترتی ہیں اسی مقدس رات میں قرآن کریم کا نزول شروع ہوا، یہی وہ شب ہے جس میں ملائکہ کی پیدائش ہوئی۔ اسی شب میں آدم علیہ السلام کا مادہ جمع ہونا شروع ہوا اسی شب میں جنت میں درخت لگائے گئے اس شب میں عبادت کا ثواب دوسرے اوقات کی عبادت سے کہیں زیادہ ہوتا ہے۔

اور یہی وہ مقدس شب ہے جس میں بندہ کی زبان و قلب سے نکلی ہوئی دعا بارگاہ رب العزت میں قبولیت سے نوازی جاتی ہے۔ شریعت نے واضح طور پر کسی شب کو متعین کر کے نہیں بتایا ہے کہ لیلۃ القدر فلاں شب ہے گویا اس شب کو پوشیدہ رکھا گیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر واضح طور پر اس شب کی نشان دہی کر دی جاتی تو عبادات و طاعات کی طرف لوگوں کا میلان نہ رہتا بلکہ صرف اسی شب میں عبادت کر کے یہ سمجھ لیتے کہ ہم نے پورے سال کی عبادت سے بھی زیادہ ثواب حاصل کر لیا اس لئے اس شب کو متعین نہیں کیا گیا تا کہ لوگ عبادات و طاعات میں ہمہ وقت مصروف رہیں صرف اسی شب پر اعتماد کر کے نہ بیٹھ جائیں۔ علماء لکھتے ہیں کہ جو شخص پورے سال عبادت الٰہی کے لئے شب بیداری کو اختیار کرے گا تو انشاء اللہ اسے شب قدر کی سعادت ضرور حاصل ہوگی اسی

لئے کہا گیا ہے من لم یعرف قدر اللیلۃ یعرف قدر لیلۃ القدر (جس شخص نے رات کی قدر نہ پہچانی یعنی عبادت الٰہی کے لئے شب بیداری نہیں کی وہ لیلۃ القدر کی عظمت وسعادت کو کیا پہچان پائیں گے؟ بعض علماء فرماتے ہیں کہ اس رات کی کچھ ایسی علامتیں ہیں۔

جو احادیث وآثار سے منقول ہیں اور بعض علامتیں اہل کشف نے پہچانی ہیں چنانچہ طبری نے ایک جماعت سے نقل کیا ہے کہ اس رات میں درخت بارگاہ رب العزت میں سجدہ ریز ہو جاتے ہیں اور زمین پر گر پڑتے ہیں اور پھر اپنی اصلی حالت پر آ جاتے ہیں اسی طرح اس رات میں ہر چیز سجدہ کرتی ہے۔ لیکن صحیح بات یہ ہے کہ اس شب کے تعین کے سلسلہ میں ان چیزوں کا دیکھنا شرط نہیں ہے کیونکہ اکثر لوگ اس مقدس شب کو پالیتے ہیں مگر نہ تو وہ درختوں کو سجدہ ریز دیکھتے ہیں اور نہ تمام چیزیں سجدہ کرتی نظر آتی ہیں اس لئے ہوسکتا ہے ایک ہی جگہ دو آدمی موجود ہوں دونوں شب قدر کو پالیں ان میں سے ایک کو علامتیں نظر آئیں مگر دوسرے کو ان میں سے کچھ بھی محسوس نہ ہو بہر کیف سب سے بڑی علامت تو یہ ہے کہ اس مقدس رات میں عبادت الٰہی و ذکر و مناجات خضوع وخشوع اور حضور واخلاص کی توفیق حاصل ہو جائے تو جانے کہ یہ عظیم سعادت حاصل ہو گئی۔

اس رات میں شب بیداری کے سلسلہ میں صحیح مسئلہ یہ ہے کہ رات کے اکثر حصہ میں عبادت الٰہی کے لئے جاگتے رہنا معتبر ہے ہاں اگر کوئی شخص پوری شب جاگتا رہے تو افضل ہے بشرطیکہ اس کی وجہ سے کسی مرض وتکلیف میں مبتلا نہ ہو جائے یا فرائض وسنن مؤکدہ میں نقص وخلل واقع ہو جانے کا خوف نہ ہو، ورنہ تو رات کے جس قدر حصے میں جاگنے اور عبادت و ذکر میں مشغول رہنے کی توفیق حاصل ہو جائے۔

شب قدر کے سبب بخشش ہونے کا بیان

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب شب قدر آتی ہے تو اس رات میں حضرت جبرائیل علیہ السلام فرشتوں کی جماعت کے جلو میں اترتے ہیں اور ہر اس بندے کے لئے بخشش کی دعا کرتے ہیں جو کھڑا ہوا (نماز پڑھتا، طواف کرتا یا اور کوئی عبادت کرتا) ہوتا ہے یا بیٹھا ہوا (اللہ عزوجل کی یاد اور اس کے ذکر میں مشغول) ہوتا ہے پھر جب ان (مسلمانوں کا عید (یعنی عید الفطر) کا دن ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے ان بندوں کی وجہ سے اپنے ان فرشتوں کے سامنے فخر کرتا ہے (جنہوں نے آدم علیہ السلام کی تخلیق کے وقت بنی آدم کو مطعون کیا تھا) اور فرماتا ہے کہ اے میرے فرشتو! اس مزدور کے لئے کیا اجر ہے جس نے اپنا کام پورا کر لیا ہو؟

فرشتے عرض کرتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار اس کا اجر یہ ہے کہ اسے اس کے کام کی پوری پوری اجرت دی جائے! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فرشتو! (تو سنو کہ) میرے بندے اور میری بندیوں نے میرا وہ فرض ادا کیا جو ان پر تھا (یعنی روزہ) پھر وہ (اپنے گھروں سے عیدگاہ کی طرف) دعا کے لئے گڑگڑاتے چلاتے نکلے قسم ہے اپنی عزت اور اپنے جلال کی اپنے کرم اور اپنی بلند قدری کی اور اپنی بلند مرتبہ کی میں ان کی دعا ضرور قبول کروں گا، پھر اللہ تعالیٰ بندوں سے فرماتا ہے کہ اپنے گھروں کو واپس ہو جاؤ میں نے تمہیں بخش دیا ہے اور میں نے تمہاری برائیاں نیکیوں میں بدل دی ہیں تمہارے نامہ اعمال میں ہر برائی کے بدلہ ایک نیکی لکھ دی گئی ہے اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چنانچہ مسلمان عیدگاہ سے اپنے گھروں کو اس حالت میں واپس ہوتے ہیں کہ ان

کے گناہ بخشے جا چکے ہوتے ہیں۔ (بیہقی، مشکوۃ المصابیح، جلد دوم: رقم الحدیث، 606)

23 - باب الزَّكَاةِ ۔

یہ باب زکوۃ کے بیان میں ہے

زکوۃ کے معنی ومفہوم وشرعی حیثیت واحکام کا بیان

زکوۃ کے لفظی معنی ہیں" طہارت و برکت اور بڑھنا" اصطلاح شریعت میں زکوۃ کہتے ہیں اپنے مال کی مقدار متعین کے اس حصہ کو جو شریعت نے مقرر کیا ہے کسی مستحق کو مالک بنا دینا" زکوۃ کے لغوی معنی اور اصطلاحی معنی دونوں کو سامنے رکھ کر یہ سمجھ لیجیے کہ یہ فعل یعنی اپنے مال کی مقدار متعین کے ایک حصہ کا کسی مستحق کو مالک بنا دینا) مال کے باقی ماندہ حصے کو پاک کر دیتا ہے اس میں حق تعالیٰ کی طرف سے برکت عنایت فرمائی جاتی ہے اور اس کا وہ مال نہ صرف یہ کہ دنیا میں بڑھتا اور زیادہ ہوتا ہے بلکہ اخروی طور پر اللہ تعالیٰ اس کے ثواب میں اضافہ کرتا ہے اور اس کے مالک کو گناہوں اور دیگر بری خصلتوں مثلاً بخل وغیرہ سے پاک وصاف کرتا ہے اس لئے اس فعل کو زکوۃ کہا جاتا ہے۔ "زکوۃ" کو صدقہ بھی اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ فعل اپنے مال کا ایک حصہ نکالنے والے کے دعویٰ ایمان کی صحت وصداقت پر دلیل ہوتا ہے۔

زکوۃ کب فرض ہوئی؟ صدقہ فطر ۲ ہجری میں واجب کیا گیا تھا زکوۃ کی فرضیت کے بارہ میں اگرچہ علماء کے یہاں اختلافی اقوال ہیں مگر صحیح قول یہ ہے کہ زکوۃ کی فرضیت کا حکم ہجرت سے پہلے مکہ میں نازل ہو گیا تھا مگر اس حکم کا نفاذ مدینہ میں ہجرت کے دوسرے سال رمضان کی پہلی تاریخ کو ہوا ہے گویا زکوۃ یکم رمضان ۲ ہجری میں فرض قرار دی گئی اور اس کا اعلان کیا گیا۔ زکوۃ تمام امتوں پر فرض تھی اجتماعی طور پر یہ مسئلہ ہے کہ زکوۃ انبیاء کرام پر فرض وواجب نہیں ہے۔

البتہ جس طرح سابقہ تمام امتوں پر نماز فرض تھی اسی طرح امت محمدی سے پہلے ہر امت پر زکوۃ فرض تھی ہاں زکوۃ کی مقدار اور مال کی تحدید میں اختلاف ضرور رہا ہے لیکن یہ بات طے ہے کہ زکوۃ کے بارے میں اسلامی شریعت کے احکام بہت آسان اور سہل ہیں جب کہ سابقہ انبیاء کی شریعتوں میں اتنی آسانی نہیں تھی۔ زکوۃ کی اہمیت اور اس کی تاکید قرآن مجید میں بتیس جگہ زکوۃ کا ذکر نماز کے ساتھ فرمایا گیا ہے جس سے نہ صرف یہ کہ نماز روزہ اور زکوۃ دونوں کے کمال اتصال کا اظہار ہوتا ہے بلکہ یہ زکوۃ کی فضیلت وتاکید کی دلیل بھی ہے پھر یہ کہ قرآن کریم میں بہت سی جگہ زکوۃ کا علیحدہ بھی ذکر فرمایا گیا ہے اللہ تعالیٰ نے زکوۃ ادا کرنے والوں کو دنیاوی واخروی اجر وثواب اور سعادت ونیک بختی کے دل کش وسچے وعدوں سے سرفراز فرمایا ہے اور اس کی ادائیگی سے باز رہنے والوں کو جیسے سخت عذاب کی خبر دی گئی ہے کہ اللہ شاہد اہل ایمان کے قلوب ان کے تصور سے بھی کانپ اٹھتے ہیں کیسے بد بخت ہیں وہ لوگ جو اس اہم فریضہ کی ادائیگی سے باز رہتے ہیں اور ان عذابوں کو برداشت کرنے کے لئے تیار ہو گئے ہیں۔ (العیاذ باللہ) چونکہ زکوۃ اسلام کا ایک بڑا رکن ہے اور اس کی فرضیت قطعی ہے اس لئے زکوۃ کا انکار کرنے والا کافر اور زکوۃ ادا نہ کرنے والا فاسق اور شدید ترین گنہگار ہوتا ہے بلکہ علماء لکھتے ہیں کہ زکوۃ نہ دینے والا اس قابل ہے کہ اسے قتل کر دیا جائے۔ (محیط السرخسی)

مال پر ایک سال کامل گزر جانے کے بعد صاحب نصاب پر علی الفور زکوۃ واجب ہو جاتی ہے یہاں تک کہ اس کی ادائیگی میں تاخیر گناہ گار بناتی ہے بعض حضرات نے کہا ہے کہ سال پورا ہو جانے پر علی الفور زکوۃ واجب نہیں ہوتی بلکہ علی التراخی واجب ہوتی ہے یہاں تک کہ موت کے وقت گناہ گار ہوتا ہے۔

زکوۃ کن لوگوں پر فرض ہے ہر اس آزاد عاقل اور بالغ مسلمان پر زکوۃ فرض ہے جو نصاب (یعنی مال کی وہ خاص مقدار جس پر شریعت نے زکوۃ فرض کی ہے) کا مالک ہو اور مال کامل ایک سال تک اس کی ملکیت میں رہا ہو نیز وہ مال دین یعنی قرض اور ضرورت اصلیت سے فارغ ہو اور نامی (یعنی بڑھنے والا ہو) خواہ حقیقۃ خواہ تقدیراً اسی طرح مال میں اس کی ملکیت پوری طرح اور کامل ہو۔ کافر، غلام دیوانے اور نابالغ لڑکے پر زکوۃ واجب نہیں ہے اور نہ اس مالک نصاب پر زکوۃ واجب ہے جس کے نصاب پر پورا ایک سال نہ گزرا ہو، ہاں اگر کوئی شخص سال کی ابتدائی اور آخری حصوں میں مالک نصاب رہے اور درمیان مالک نصاب نہ رہے تو اسے زکوۃ ادا کرنی ہوگی کیونکہ یہ بھی پورے ایک سال ہی کے حکم میں ہوگا۔

قرض دار پر اس کے بقدر قرض مال میں زکوۃ فرض نہیں ہاں جو مال قرض سے زائد ہو اور وہ حد نصاب کو پہنچتا ہو تو اس میں زکوۃ واجب ہوگی لیکن یہ بات ملحوظ رہے کہ وہ قرض زکوۃ کے لئے مانع وجوب ہے جس کا مطالبہ بندوں کی طرف سے ہو، چنانچہ نذر، کفارات فطرہ اور ان جیسے دوسرے مطالبات جن کا تعلق صرف اللہ جل شانہ کی ذات سے ہے اور کسی بندے کو ان کا مطالبہ کرنے کا حق نہیں پہنچتا زکوۃ کے لئے مانع وجوب نہیں ہیں۔

ہاں ایسے قرض جن کا تعلق ہے تو اللہ تعالیٰ ہی سے مگر ان کے مطالبہ وصول کرنے کا حق بندوں کو پہنچتا ہے جیسے زکوۃ عشر، خراج وغیرہ کہ امام وقت اللہ تعالیٰ کی جانب سے ان کا مطالبہ کر سکتا ہے تو یہ بھی زکوۃ کے لئے مانع وجوب ہیں مگر امام وقت اور حاکم مال ظاہر میں مطالبہ کر سکتا ہے مثلاً مویشی وہ مال تجارت جو شہر میں لایا جائے یا شہر سے باہر لے جایا جائے اور نقدی لیکن وہ مال جس کی تجارت صرف شہر کے اندر اندر ہی محدود ہو اس میں حاکم کا مطالبہ اور اگر بیوی مہر کا تقاضا کرتی ہو تو اس کے مہر کے بقدر مال میں زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔ بحر الرائق میں ہے کہ معتمد مسلک یہ ہے کہ فرض زکوۃ اور صدقہ فطر کے لئے مانع وجوب ہے نیز مطلقاً قرض مانع ہے خواہ معجل ہو یا موجل، اگرچہ بیوی کا مہر موجل ہی کیوں نہ ہو جس کی مدت تاجیل طلاق یا موت پر ختم ہو جاتی ہے لیکن بعض حضرات فرماتے ہیں کہ مہر موجل زکوۃ کے لئے مانع وجوب نہیں ہے کیونکہ عام طور پر اس کا مطالبہ نہیں ہوا کرتا بخلاف مہر معجل کے کہ اس کا مطالبہ ہوتا ہے مگر بعض علماء نے اس بارہ میں یہ لکھا ہے کہ اگر خاوند ادائیگی مہر کا ارادہ رکھتا ہو تو مہر موجل زکوۃ کے لئے مانع وجوب ہے ورنہ نہیں کیونکہ اس کا شمار قرض میں نہیں ہوتا۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ صاحبین یعنی حضرت امام ابو یوسف اور حضرت امام محمد رحمہم اللہ کے درمیان اس بارہ میں اختلاف ہے کہ اگر کسی عورت کا خاوند تو نگر یعنی مالدار ہو تو وہ اپنے مہر کی وجہ سے (کہ جو اس کے خاوند کے ذمہ باقی ہے) غنیۃ سمجھی جائے گی یا نہیں؟ صاحبین کا مسلک تو یہ ہے کہ ایسی عورت غنیۃ معتبر ہوگی یعنی مستحق زکوۃ نہیں ہوگی حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کا آخری قول یہ ہے کہ وہ غنیۃ معتبر نہیں ہوگی، لیکن یہ بات ذہن نشین رہے کہ یہ اختلاف صرف مہر معجل کے بارہ میں ہے مہر موجل کی صورت میں تینوں

حضرات کا متفقہ مسلک یہ ہے کہ ایسی عورت غنیۃ معتبر نہیں ہوگی۔

ضرورت اصلیہ کا مطلب ضرورت اصلیہ سے مراد یہ چیزیں ہیں رہائش کا مکان، پہننے کے کپڑے خانہ داری کے اسباب سواری کی چیزیں مثلاً گھوڑا گاڑی موٹر سائیکل وغیرہ خدمت کے غلام استعمال کے ہتھیار، اہل علم کے لئے ان کی کتابیں کاریگر کے واسطے اس کے پیشہ کے اوزار وغیرہ، لہٰذا مثال کے طور پر اگر کسی شخص نے کوئی مکان تجارت کی نیت سے لیا اور وہ مکان اس کی رہائش سے فارغ بھی ہو تو اس میں زکوۃ واجب ہوگی اسی طرح دوسری چیزوں کو بھی قیاس کیا جاسکتا ہے اگر مکان و غلام وغیرہ اپنی ضرورت و حاجت سے فارغ ہوں اور ان کی تجارت کی نیت نہ ہو تو پھر ان میں زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔

کامل ملکیت ابھی پہلے زکوۃ واجب ہونے کی شرائط بیان کرتے ہوئے یہ شرط بھی بیان کی گئی تھی کہ مال میں اس کی ملکیت پوری طرح اور کامل ہو۔ لہٰذا اس کامل ملکیت سے مراد یہ ہے کہ مال کا اصل مالک بھی ہو اور وہ مال اس کے قبضہ و قدرت میں بھی ہو جو مالک ملک اور قبضہ میں نہ ہو یا ملک میں ہو قبضے میں نہ ہو یا قبضہ میں ہو تو اس پر زکوۃ فرض نہیں۔ لہٰذا مکاتب کے کے کمائے ہوئے مال میں زکوۃ نہیں نہ خود مکاتب پر نہ اس کے مولیٰ پر اس لئے کہ وہ مال مکاتب کی ملکیت میں نہیں گو اس کے قبضہ میں ہے اسی طرح مولیٰ کے قبضہ میں نہیں ہے گو ملک میں ہے۔ اسی طرح ضمار میں بھی زکوۃ واجب نہیں ہوتی کیونکہ وہ مال ملکیت میں تو ہوتا ہے مگر قبضہ میں نہیں ہوتا۔

مال ضمار اس کو کہتے ہیں جو اپنی رسائی سے باہر ہو اس کی کئی قسمیں ہوتی ہیں (۱) وہ مال جو جاتا رہے یعنی گم ہو جائے (۲) وہ مال جو جنگل میں دفن کر دیا گیا ہو مگر وہ جگہ کہ جہاں اسے دفن کیا گیا تھا بھول جائے (۳) وہ مال جو دریا میں غرق ہو گیا، (۴) وہ مال جسے کوئی شخص زبردستی چھین لے مگر اس کا کوئی گواہ نہ ہو (۵) وہ مال جو کسی ظالم نے ڈنڈے کے طور لے لیا۔ (۶) وہ مال جو کسی نے بطور قرض لیا اور بعد میں قرضدار قرض کا منکر ہو گیا اور کوئی تمسک یا گواہی اس کی نہ ہو۔ پس مال ضمار کی یہ دو قسمیں ہیں کہ اگر ان میں سے کوئی مال ہاتھ لگ جائے تو اس مال میں پچھلے دنوں کی زکوۃ واجب نہیں ہوگی ہاں اگر وہ مال ہاتھ لگ جائے جو جنگل میں بلکہ گھر میں دفن کر کے اس کی جگہ بھول گیا تھا تو جب بھی وہ مال نکلے گا اس میں پچھلے دنوں کی زکوۃ واجب ہوگی۔

اسی طرح قرض کے اس مال میں بھی زکوۃ واجب ہوگی جس سے قرض دار انکار نہ کرتا ہو خواہ وہ قرضدار تونگر ہو یا مفلس اور یا اگر انکار کرتا ہو تو کوئی تمسک یا گواہی ہو یا خود قاضی یہ جانتا ہو کہ اس نے اتنا مال قرض لیا تھا لیکن اس مال میں زکوۃ اس تفصیل کے ساتھ واجب ہوگی کہ۔ (۱) اگر وہ قرض مال تجارت کے بدلہ میں ہو تو جب نصاب کا پانچواں حصہ وصول ہو جائے تو پچھلے دنوں زکوۃ ادا کرے (۲) اگر وہ قرض مال تجارت کے بدلہ میں نہ ہو مثلاً گھر کے پہننے کے کپڑے فروخت کئے یا خدمت کا غلام فروخت کیا یا رہائش کا مکان فروخت کیا اور ان کی قیمت خریدنے والے کے ذمہ قرض رہی تو اس میں پچھلے دنوں کی زکوۃ اسی وقت واجب ہوگی جب کہ بقدر نصاب وصول ہو جائے (۳) اگر قرض اس چیز کے بدلہ میں ہو جو مال نہیں ہے جیسے مہر، وصیت اور بدل خلع وغیرہ تو اس میں زکوۃ اسی وقت واجب ہوگی جب کہ بقدر نصاب وصول ہو جائے۔

اور اس پر پورا ایک سال گزر جائے یعنی اس میں پچھلے دنوں کی زکوۃ واجب نہیں ہوگی بلکہ صرف اسی سال کی زکوۃ واجب ہوگی

جس میں کہ وہ مال پر قابض رہا لیکن یہ حکم اسی شخص کے بارہ میں ہے جو پہلے سے صاحب نصاب نہ ہو اگر پہلے سے صاحب نصاب ہوگا تو یہ مال اس کے حق میں بمنزلہ مال مستفاد کے ہوگا، پہلے مال کے ساتھ اس مال کی بھی زکوۃ واجب ہوگی اور ایک سال کا گزرنا شرط نہیں ہوگا۔ ادائیگی زکوۃ کے لئے نیت شرط ہے ادائیگی زکوۃ کے لئے یہ شرط ہے کہ زکوۃ دینے والا زکوۃ دیتے وقت نیت کرے یعنی دل میں یہ ارادہ کرے کہ "میرے اوپر جس قدر مال کا دینا فرض تھا میں محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے دیتا ہوں" یا جس وقت اپنے مال میں سے زکوۃ کا حصہ نکالے اسی وقت زکوۃ کی نیت کرے کہ میں اس قدر جو زکوۃ دینے کے لئے ہے نکالتا ہوں۔ اگر کوئی شخص اپنا تمام مال اللہ کی راہ میں خیرات کردے اور زکوۃ کی نیت نہ کرے تو اس کے ذمہ زکوۃ ساقط ہو جاتی ہے یعنی اس پر زکوۃ کا مطالبہ باقی نہیں رہتا بشرطیکہ اس نے وہ مال کسی اور واجب کی نیت سے نہ دیا ہو وہاں اگر کسی شخص نے پورا مال تو نہیں بلکہ تھوڑا سا بغیر نیت زکوۃ اللہ کی راہ میں خیرات کر دیا تو حضرت امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک اس مال کی زکوۃ ادا ہو جائے گی مگر حضرت امام ابو یوسف کے ہاں اس مال کی زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ کا بھی یہی قول منقول ہے اور اسی قول پر فتویٰ بھی ہے۔ زکوۃ کو ساقط کرنے کے لئے حیلہ کرنا مکروہ ہے یعنی اگر کوئی شخص یہ چاہے کہ مال زکوۃ کی ادائیگی سے بچ جائے اور اس کی صورت یہ کرے کہ جب سال پورا ہونے کو ہو تو کچھ دن پہلے اپنا مال دوسرے کو ہبہ کر کے اسے قابض کردے اور اس طرح زکوۃ کی ادائیگی سے بچ جائے اگرچہ اس صورت سے زکوۃ تو ساقط ہو جاتی ہے مگر یہ کوئی اچھا فعل نہیں ہے۔

اگر کسی شخص نے کوئی غلام تجارت کے لئے خریدا مگر بعد میں اس سے خدمت لینے کی نیت ہوگئی تو وہ غلام تجارت کے لئے نہیں رہے گا بلکہ خدمت ہی کے لئے ہو جائے گا اس میں زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔ اسی طرح اگر کسی شخص نے کوئی غلام خدمت کی نیت سے خریدا پھر بعد میں اس نے تجارت کی نیت کر لی تو وہ غلام اس وقت تک تجارت کے حکم میں داخل نہیں ہوگا جب تک کہ وہ شخص اسے فروخت نہ کرے۔ فراختگی کے بعد اس کی قیمت میں زکوۃ واجب ہو جائے گی۔

نصاب کی تعریف: نصاب زکوۃ مال کی اس خاص مقدار کو کہتے ہیں جس پر شریعت نے زکوۃ فرض کی ہے اور جس مقدار سے کم مال میں زکوۃ فرض نہیں ہوتی مثلاً اونٹ کے لئے پانچ اور پچیس وغیرہ کا عدد، بکری کے لئے چالیس اور ایک اکیس وغیرہ کا عدد اور چاندی کے لئے دو سو درہم اور سونے کے لئے بیس مثقال۔

نصاب کی قسمیں: نصاب کی دو قسمیں ہیں۔ نامی یعنی بڑھنے والا مال اور غیر نامی یعنی نہ بڑھنے والا مال پھر نامی کی دو قسمیں ہیں حقیقی اور تقدیری حقیقی کا اطلاق تو تجارت کے مال اور جانور پر ہوتا ہے کیونکہ تجارت کا مال نفع سے بڑھتا ہے اور جانور بچوں کی پیدائش سے بڑھتے ہیں۔ تقدیری کا اطلاق سونے چاندی پر ہوتا ہے کہ یہ چیزیں بظاہر تو نہیں بڑھتیں لیکن بڑھنے کی صلاحیت رکھتی ہیں نصاب غیر نامی کا اطلاق مکانات اور خانہ داری کے ان اسباب پر ہوتا ہے جو ضرورت اصلیہ کے علاوہ ہوں۔ نصابی اور غیر نصابی میں فرق نصاب نامی اور غیر نامی میں فرق یہ ہے کہ نصاب نامی کے مالک پر تو زکوۃ فرض ہوتی ہے نیز اس کے لئے دوسرے زکوۃ، نذر اور صدقات واجبہ کا مال لینا درست نہیں ہوتا اور اس کے لئے صدقہ فطر دینا اور قربانی کرنا واجب ہوتا ہے۔ نصاب غیر نامی کے

مالک پر زکوۃ فرض نہیں ہوتی مگر اس کے لئے بھی زکوۃ نذر اور صدقہ واجبہ کا مال لینا درست نہیں ہوتا نیز اس پر بھی صدقہ فطر دینا اور قربانی کرنا واجب ہوتا ہے۔

5043 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ الْقَاسِمِ عَنْ مَالِكٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ سُهَيْلٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهُ سَمِعَ طَلْحَةَ بْنَ عُبَيْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ جَآءَ رَجُلٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اَهْلِ نَجْدٍ ثَائِرَ الرَّاْسِ يُسْمَعُ دَوِيُّ صَوْتِهٖ وَلَا يُفْهَمُ مَا يَقُوْلُ حَتّٰى دَنَا فَاِذَا هُوَ يَسْاَلُ عَنِ الْاِسْلَامِ قَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "خَمْسُ صَلَوَاتٍ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ" . قَالَ هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهُنَّ قَالَ "لَا اِلَّا اَنْ تَطَّوَّعَ" . قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "وَصِيَامُ شَهْرِ رَمَضَانَ" . قَالَ هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهٗ قَالَ "لَا اِلَّا اَنْ تَطَّوَّعَ" . وَذَكَرَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الزَّكَاةَ فَقَالَ هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهَا قَالَ "لَا اِلَّا اَنْ تَطَّوَّعَ" .
فَاَدْبَرَ الرَّجُلُ وَهُوَ يَقُوْلُ لَا اَزِيْدُ عَلٰى هٰذَا وَلَا اَنْقُصُ مِنْهُ . فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَفْلَحَ اِنْ صَدَقَ" .

★★ حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نجد سے تعلق رکھنے والا ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا جس کے بال بکھرے ہوئے تھے اس کی آواز کی بھنبھناہٹ سنائی دیتی تھی لیکن وہ کیا کہہ رہا ہے: یہ سمجھ نہیں آتا تھا یہاں تک کہ جب وہ قریب ہوا تو پتہ چلا کہ وہ اسلام کے بارے میں دریافت کر رہا ہے تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: دن اور رات میں پانچ نمازیں ہیں (جنہیں تم نے ادا کرنا ہے) اس نے دریافت کیا: کیا ان کے علاوہ بھی مجھ پر کوئی (نماز ادا کرنا) لازم ہے؟

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جی نہیں! البتہ اگر تم نوافل ادا کرو (تو یہ بہتر ہے) پھر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: رمضان کے مہینے کے روزے رکھنا (تم پر لازم ہیں) اس نے دریافت کیا: کیا ان کے علاوہ بھی کوئی اور روزہ مجھ پر لازم ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے جواب دیا: جی نہیں! البتہ اگر تم نفلی روزے رکھ لیتے ہو (تو یہ بہتر ہے) پھر نبی اکرم ﷺ نے اس کے سامنے زکوۃ کا تذکرہ کیا تو اس نے دریافت کیا: کیا اس کے علاوہ (کوئی اور ادائیگی مجھ پر لازم ہوگی؟) نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جی نہیں! اگر تم نفلی طور پر (صدقہ) کرو (تو یہ بہتر ہوگا) پھر وہ شخص چلا گیا اور وہ یہ کہہ رہا تھا: میں اس میں کوئی اضافہ نہیں کروں گا اور کوئی کمی نہیں کروں گا تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر یہ ٹھیک کہہ رہا ہے تو یہ کامیاب ہو گیا۔

24 - باب الْجِهَادِ .

یہ باب ہے کہ جہاد کا بیان

جہاد کے معنی ومفہوم واحکام کا بیان

جہاد کے معنی جہد اور جہاد کے لغوی معنی ہیں مشقت اٹھانا اور طاقت سے زیادہ بوجھ لادنا" امام راغب نے یہ مطلب بیان کیا

5043-تقدم (الحدیث 457) .

ہے کہ: (الجهاد استفراغ الوسع في مدافعة العدو)۔" جہاد کا مطلب ہے، انتہائی قوت سے حملہ آور دشمن کی مدافعت کرنا۔" اصطلاح شریعت میں" جہاد کا مفہوم ہے۔" کفار کے ساتھ لڑی جانے والی جنگ میں اپنی طاقت خرچ کرنا بایں طور کہ خواہ اپنی جان کو پیش کیا جائے یا اپنے مال کے ذریعہ مدد کی جائے اور خواہ اپنی عقل و تدبیر (یعنی اپنی رائے اور مشوروں کا) تعاون دیا جائے یا محض اسلامی لشکر میں شامل ہو کر اس کی نفری میں اضافہ کیا جائے اور یا ان کے علاوہ کسی بھی طریقے سے دشمنان اسلام کے مقابلے میں اسلامی لشکر کی معاونت وحمایت کی جائے۔

جہاد کا نصب العین جہاد کا نصب العین یہ ہے کہ دنیا میں اسلام کا بول بالا رہے، اللہ کی اس سرزمین پر اس کا جھنڈا سربلند اور اس کے باغی منکروں کا دعویٰ سرنگوں رہے۔ جہاد کا حکم جہاد فرض کفایہ ہے۔ اگر نفیر عام (اعلان جنگ) نہ ہو اور اگر نفیر عام ہو بایں طور کہ کفار مسلمانوں کے کسی شہر پر ٹوٹ پڑیں یا اسلامی مملکت کے خلاف جنگ شروع کر دیں اور مسلمانوں کی طرف سے جنگ کا عام اعلان کر دیا جائے تو اس صورت میں ہر مسلمان پر جہاد فرض عین ہوگا خواہ نفیر کرنے والا (یعنی اعلان جنگ کرنے والا عادل ہو یا فاسق، للہٰذا اس صورت میں دشمنوں کا مقابلہ کرنا جہاد میں شرکت کرنا اس شہر اور اس مملکت کے تمام باشندوں پر واجب ہوگا اور ایسے ہی ان لوگوں پر بھی واجب ہوگا جو اس شہر یا مملکت کے قریب رہتے ہوں بشرطیکہ اس شہر یا مملکت کے رہنے والے اپنے شہر اور اپنے ملک کی حفاظت اور دشمنوں کے مقابلہ کرنے کے لئے کافی نہ ہوں یا وہ اپنی جنگی ودفاعی ذمہ داریوں کو انجام دینے میں کسل وسستی کریں اور گنہگار ہوں۔

چنانچہ جس طرح میت کا مسئلہ ہے کہ اس کی تجہیز وتکفین اور نماز جنازہ پہلے اس کے اہل محلہ پر واجب ہے اگر وہ اس کی انجام دہی سے عاجز ہوں تو پھر یہ چیزیں اس کے شہر والوں پر واجب ہوں گی اسی طرح جہاد کا بھی مسئلہ کہ جس شہر ملک کے مسلمانوں کو کفار اور دشمنان دین کی جارحیت اور جنگی حملوں کا سامنا کرنا پڑ رہا ہو اگر وہ اپنے دفاع سے عاجز ہوں اور دشمنوں کا مقابلہ کرنے میں کوتاہ یا ناکام رہے ہوں تو اس وقت ان کے پڑوسی شہر و ملک کے مسلمانوں بلکہ مابین المشرق والمغرب کے تمام مسلمانوں پر واجب ہوگا کہ وہ جہاد میں شریک ہو کر اسلام اور مسلمانوں کے وقار کا تحفظ اور دشمنان دین کا دعویٰ سرنگوں کریں۔

5044 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ مِينَاءَ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ "انْتَدَبَ اللَّهُ لِمَنْ يَخْرُجُ فِي سَبِيلِهِ لَا يُخْرِجُهُ إِلَّا الْإِيمَانُ بِي وَالْجِهَادُ فِي سَبِيلِي أَنَّهُ ضَامِنٌ حَتَّى أُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ بِأَيِّهِمَا كَانَ إِمَّا بِقَتْلٍ وَإِمَّا وَفَاةٍ أَوْ أَنْ يَرُدَّهُ إِلَى مَسْكَنِهِ الَّذِي خَرَجَ مِنْهُ يَنَالُ مَا نَالَ مِنْ أَجْرٍ أَوْ غَنِيمَةٍ".

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

"اللہ تعالیٰ اس شخص کو جلد بدلہ دیتا ہے جو اس کی راہ میں نکلتا ہے وہ صرف مجھ پر ایمان رکھتے ہوئے اور میری راہ میں جہاد کرنے کے لئے نکلتا ہے (اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے:) کہ وہ اس کا ضامن ہے یہاں تک کہ اسے جنت میں داخل

5044-تقدم (الحديث 3123).

کرے گا' خواہ دونوں میں سے کوئی بھی صورت ہو' خواہ وہ شہید ہو جائے' یا وہ فوت ہو جائے' یا وہ اپنے اس گھر کی طرف زندہ واپس آ جائے' جہاں سے وہ نکلا تھا' اور اسے اجر اور مال غنیمت حاصل ہو''۔

5045 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ عَنْ اَبِي زُرْعَةَ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "تَضَمَّنَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لِمَنْ خَرَجَ فِي سَبِيلِهِ لَا يُخْرِجُهُ اِلَّا الْجِهَادُ فِي سَبِيلِي وَاِيمَانٌ بِي وَتَصْدِيقٌ بِرُسُلِي فَهُوَ ضَامِنٌ اَنْ اُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ اَوْ اُرْجِعَهُ اِلَى مَسْكَنِهِ الَّذِي خَرَجَ مِنْهُ نَالَ مَا نَالَ مِنْ اَجْرٍ اَوْ غَنِيمَةٍ".

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''اللہ تعالیٰ اس شخص کو یہ ضمانت دیتا ہے' جو اس کی راہ میں نکلتا ہے اور وہ صرف میری راہ میں جہاد کرنے کے لئے اور مجھ پر ایمان رکھتے ہوئے اور میرے رسولوں کی تصدیق کرتے ہوئے نکلتا ہے' تو اللہ تعالیٰ یہ ضمانت دیتا ہے کہ میں اسے جنت میں داخل کروں گا' یا پھر میں اسے اُس کے گھر کی طرف واپس لے آؤں گا' جہاں سے وہ نکلا تھا اور اس کے ہمراہ اسے اجر اور مال غنیمت بھی حاصل ہوا ہوگا''۔

25 - باب اَدَاءِ الْخُمُسِ .

یہ باب ہے کہ خمس کی ادائیگی

5046 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبَّادٌ - وَهُوَ ابْنُ عَبَّادٍ - عَنْ اَبِي جَمْرَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَدِمَ وَفْدُ عَبْدِ

5045-اخرجه البخاري في الايمان، باب الجهاد من الايمان (الحديث 36) مطولًا و اخرجه مسلم في الامارة، باب فضل الجهاد والخروج في سبيل الله (الحديث 103) مطولًا و اخرجه ابن ماجه في الجهاد، باب فضل الجهاد في سبيل الله (الحديث 2753) مطولًا ۔ تحفة الاشراف (14901) .

5046-خرجه البخاري في الايمان، باب اداء الخمس من الايمان (الحديث 53) و في العلم، باب تحريض النبي صلى الله عليه وسلم و فد عبد القيس على ان يحفظوا الايمان والعلم و يخبر وا من وراء هم (الحديث 87)، و في مواقيت الصلاة، باب (منيبين اليه و اتقوه و اقيموا الصلاة ولا تكونوا من المشركين) (الحديث 523)، و في الزكاة، باب وجوب الزكاة (الحديث 1398)، و في فرض الخمس ، باب اداء الخمس من الدين (الحديث 3095) و في المناقب باب ۔ ٥ ۔ (الحديث 3510) و في المغازي، باب ۔ 68 ۔ (الحديث 4368 و 4369) و في الادب، باب قول الرجل مرحبًا (الحديث 6176)، و في اخبار الاحاد، باب وصاة النبي صلى الله عليه وسلم و فود العرب ان يبلغوا من وراء هم (الحديث 7266)، و في التوحيد، باب قول الله تعالى (والله خلقكم و ما تعلمون) (انا كل شيء خلقناه بقدر) (الحديث 7556) . واخرجه مسلم في الايمان، باب الامر بالايمان بالله تعالى و رسوله صلى الله عليه وسلم و شرائع الدين و الدعاء اليه و السوال عنه و حفظه و تبليغه من لم يبلغه (الحديث 23 و 24 و 25) و اخرجه ابو داؤد في الاشربة، باب في الاوعية (الحديث 3692)، و في السنة، باب في رد الارجاء (الحديث 4677) و اخرجه الترمذي في السير، باب ما جاء في الخمس (الحديث 1599) مختصرًا، و في الايمان ، باب ما جاء في اضافة الفرائض الى الايمان (الحديث 2611) . واخرجه النسائي في الاشربة، ذكر الاخبار التي اعتل بها من اباح شراب السكر (الحديث 5708) . و الحديث عند: مسلم في الاشربة، باب النهي عن الانتباذ في المزفت و الدباء و الحنتم و النقير و بيان انه منسوخ و انه اليوم حلال ما لم يصر مسكرًا (الحديث 39) . تحفة الاشراف (6524) .

الْقَيْسِ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا اِنَّا هٰذَا الْحَيَّ مِنْ رَّبِيْعَةَ وَلَسْنَا نَصِلُ اِلَيْكَ اِلَّا فِي الشَّهْرِ الْحَرَامِ فَمُرْنَا بِشَيْءٍ نَاْخُذُهٗ عَنْكَ وَنَدْعُوْ اِلَيْهِ مَنْ وَّرَآئَنَا ۔ فَقَالَ "اٰمُرُكُمْ بِاَرْبَعٍ وَّاَنْهَاكُمْ عَنْ اَرْبَعٍ الْاِيْمَانُ بِاللّٰهِ ۔ ثُمَّ فَسَّرَهَا لَهُمْ - شَهَادَةُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَاِقَامُ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءُ الزَّكٰوةِ وَاَنْ تُؤَدُّوْا اِلَيَّ خُمُسَ مَا غَنِمْتُمْ وَاَنْهَاكُمْ عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالْمُقَيَّرِ وَالْمُزَفَّتِ" ۔

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: عبدالقیس قبیلے کا وفد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ انہوں نے عرض کی: ہمارا تعلق ربیعہ قبیلے سے ہے۔ ہم آپ کی خدمت میں صرف حرمت والے مہینوں میں حاضر ہو سکتے ہیں' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں ایسی چیز کے بارے میں حکم دیجئے' جسے ہم آپ سے حاصل کر لیں اور اپنے پیچھے موجود لوگوں کو اس کی طرف دعوت دیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تمہیں چار باتوں کا حکم دیتا ہوں اور تمہیں چار چیزوں سے منع کرتا ہوں (جن باتوں کا حکم دیتا ہوں ان میں سے ایک یہ ہے) اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھنا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سامنے اس بات کی وضاحت کی کہ اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے اور میں' اللہ کا رسول ہوں اور نماز قائم کرنا اور زکوٰۃ ادا کرنا اور تمہیں جو غنیمت حاصل ہو اس میں سے خمس مجھے ادا کرنا، اور میں تمہیں دباء' حنتم' مقیر اور مزفت سے منع کرتا ہوں۔

مال غنیمت کی تقسیم اور خمس کا بیان

مال غنیمت وہ ہے جو مسلمانوں کو جہاد کے بعد کافروں سے ہاتھ لگے اور جو مال بغیر لڑے جنگ کے ہاتھ آئے مثلاً صلح ہو گئی اور مقررہ تاوان جنگ ان سے وصول کیا یا کوئی مر گیا اور لاوارث تھا یا جزیے اور خراج کی رقم وغیرہ وہ فے ہے۔ سلف وخلف کی ایک جماعت کا اور حضرت امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ کا یہی خیال ہے۔ بعض لوگ غنیمت کا اطلاق فے پر اور فے کا اطلاق غنیمت پر بھی کرتے ہیں۔ اسی لئے قتادہ وغیرہ کا قول ہے کہ یہ آیت سورہ حشر کی (آیت ماافاء اللہ الخ،) کی ناسخ ہے۔ اب مال غنیمت میں فرق کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ وہ آیت تو فے کے بارے میں ہے اور یہ غنیمت کے بارے میں۔

بعض بزرگوں کا خیال ہے کہ ان دونوں قسم کے مال کی تقسیم امام کی رائے پر ہے۔ پس مقررہ حشر کی آیت اور اس آیت میں کوئی اختلاف نہیں جبکہ امام کی مرضی ہو واللہ اعلم۔ آیت میں بیان ہے کہ خمس یعنی پانچواں حصہ مال غنیمت میں سے نکال دینا چاہئے۔ چاہے وہ کم ہو یا زیادہ ہو۔ گو سوئی ہو یا دھاگہ ہو۔ پروردگار عالم فرماتا ہے جو خیانت کرے گا وہ اسے لے کر قیامت کے دن پیش ہو گا اور ہر ایک کو اس عمل کا پورا بدلہ ملے گا کسی پر ظلم نہ کیا جائے گا کہتے ہیں کہ خمس میں سے اللہ کے لئے مقررشدہ حصہ کعبے میں داخل کیا جائے گا۔

حضرت ابوالعالیہ ریاحی کہتے ہیں کہ غنیمت کے مال کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پانچ حصے کرتے تھے۔ چار مجاہدین میں تقسیم ہوتے پانچویں میں سے آپ مٹھی بھر کر نکال لیتے اسے کعبے میں داخل کر دیتے پھر جو بچا اس کے پانچ حصے کر ڈالتے ایک رسول اللہ کا ایک قرابت داروں کا۔ ایک یتیموں کا ایک مسکینوں کا ایک مسافروں کا یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہاں اللہ کا نام صرف بطور تبرک ہے گویا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حصے کے بیان کا وہ شروع ہے۔ ابن عباس کا بیان ہے کہ جب حضور کوئی لشکر بھیجتے اور مال غنیمت کا مال

ملتا تو آپ اس کے پانچ حصے کرتے اور پھر پانچویں حصے کے پانچ حصے کر ڈالتے پھر آپ نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔ پس یہ فرمان کہ ان للہ خمسہ یہ صرف کلام کے شروع کے لئے ہے۔

زمین و آسمان میں جو کچھ ہے اللہ ہی کا ہے۔ پانچویں حصے میں سے پانچواں حصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے بہت سے بزرگوں کا قول یہی ہے کہ اللہ رسول کا ایک ہی حصہ ہے۔ اسی کی تائید بیہقی کی اس صحیح سند والی حدیث سے بھی ہوتی ہے کہ ایک صحابی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے وادی القریٰ میں آ کر سوال کیا کہ یا رسول اللہ غنیمت کے بارے میں آپ کیا ارشاد فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا اس میں سے پانچواں حصہ اللہ کا ہے باقی کے چار حصے لشکریوں کے۔ اس نے پوچھا تو اس میں کسی کو کسی پر زیادہ حق نہیں؟ آپ نے فرمایا ہرگز نہیں یہاں تک کہ تو اپنے کسی دوست کے جسم سے تیر نکالے تو اس تیر کا بھی تو اس سے زیادہ مستحق نہیں حضرت حسن نے اپنے مال کے پانچویں حصے کی وصیت کی اور فرمایا کیا میں اپنے لئے اس حصے پر رضامند نہ ہو جاؤں؟ جو اللہ تعالیٰ نے خود اپنا رکھا ہے۔

ابن عباس فرماتے ہیں کہ مال غنیمت کے پانچ حصے برابر کئے جاتے تھے چار تو ان لشکریوں کو ملتے تھے جو اس جنگ میں شامل تھے پھر پانچویں حصے کے چار حصے کئے جاتے تھے ایک چوتھائی اللہ کا اور اس کے رسول کا پھر یہ حصہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لیتے تھے یعنی پانچویں حصے کا پانچواں حصہ آپ اور آپ کے بعد جو بھی آپ کا نائب ہو اس کا ہے۔ حضرت عبداللہ بن بریدہ فرماتے ہیں اللہ کا حصہ اللہ کے نبی کا ہے اور جو آپ کا حصہ تھا وہ آپ کی بیویوں کا ہے عطاء بن ابی رباح فرماتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کا جو حصہ ہے وہ صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا ہے اختیار ہے جس کام میں آپ چاہیں لگائیں۔

مقدام بن معدی کرب حضرت عبادہ بن صامت حضرت ابو درداء اور حضرت حارث بن معاویہ کندی رضی اللہ عنہم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے ان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کا ذکر ہونے لگا تو ابو داؤد نے عبادہ بن صامت سے کہا فلاں فلاں غزوے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خمس کے بارے میں کیا ارشاد فرمایا تھا؟ آپ نے فرمایا کہ حضور نے ایک جہاد میں خمس کے ایک اونٹ کے پیچھے صحابہ کو نماز پڑھائی سلام کے بعد کھڑے ہو گئے اور چند بال چٹکی میں لے کر فرمایا کہ مال غنیمت کے اونٹ کے یہ بال بھی مال غنیمت میں سے ہی ہیں اور میرے نہیں ہیں میرا حصہ تو تمہارے ساتھ صرف پانچواں ہے اور پھر وہ بھی تم ہی کو واپس دے دیا جاتا ہے پس سوئی دھاگے تک ہر چھوٹی بڑی چیز پہنچا دیا کرو، خیانت نہ کرو، خیانت عار ہے اور خیانت کرنے والے کے لئے دونوں جہان میں آگ ہے۔ قریب والوں سے دور والوں سے راہ حق میں جہاد جاری رکھو۔ شرعی کاموں میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا خیال تک نہ کرو۔ وطن میں اور سفر میں اللہ کی مقرر کردہ حدیں جاری کرتے رہو اللہ کے لئے جہاد کرتے رہو جہاد جنت کے بہت بڑے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے اسی جہاد کی وجہ سے اللہ تعالیٰ غم و رنج سے نجات دیتا ہے۔ (مسند امام احمد) یہ حدیث حسن ہے اور بہت ہی اعلیٰ ہے۔

صحاح ستہ میں اس سند سے مروی نہیں لیکن مسند ہی کی دوسری روایت میں دوسری سند سے خمس کا اور خیانت کا ذکر مروی ہے۔ ابو داؤد اور نسائی میں بھی مختصراً یہ حدیث مروی ہے اس حصے میں سے نبی کریم رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم بعض چیزیں اپنی ذات کے

لئے بھی مخصوص فرمالیا کرتے تھے لونڈی غلام تلوار گھوڑا وغیرہ۔ جیسا کہ محمد بن سیرین اور عامر شعبی اور اکثر علماء نے فرمایا ہے ترمذی وغیرہ میں ہے کہ ذوالفقار نامی تلوار بدر کے دن کے مال غنیمت میں سے تھی جو حضور کے پاس تھی اسی کے بارے میں احد والے دن خواب دیکھا تھا۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا بھی اسی طرح آئیں تھیں۔ ابوداؤد وغیرہ میں ہے حضرت یزید بن عبداللہ کہتے ہیں کہ ہم باڑے میں بیٹھے ہوئے تھے جو ایک صاحب تشریف لائے ان کے ہاتھ میں چمڑے کا ایک ٹکڑا تھا ہم نے اسے پڑھا تو اس میں تحریر تھا کہ یہ محمد رسول اللہ کی طرف سے زہیر بن اقیش کی طرف ہے کہ اگر تم اللہ کی وحدت کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی گواہی دو اور نمازیں قائم رکھو اور زکوٰۃ دیا کرو اور غنیمت کے مال سے خمس ادا کرتے رہو اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حصہ اور خالص حصہ ادا کرتے رہو تو تم اللہ اور اس کے رسول کی امن میں ہو۔ ہم نے ان سے پوچھا کہ تجھے یہ کس نے لکھ دیا ہے اس نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے، پس ان صحیح احادیث کی دلالت اور ثبوت اس بات پر ہے اسی لئے اکثر بزرگوں نے اسے حضور کے خواص میں سے شمار کیا ہے۔ صلوات اللہ وسلامہ علیہ اور لوگ کہتے ہیں کہ خمس میں امام وقت مسلمانوں کی مصلحت کے مطابق جو چاہے کرسکتا ہے۔

جیسے کہ مال فے میں اسے اختیار ہے۔ یہی قول حضرت امام مالک کا ہے اور اکثر سلف کا ہے اور یہی سب سے زیادہ صحیح قول ہے۔ جب یہ ثابت ہو گیا اور معلوم ہو گیا تو یہ بھی خیال رہے کہ خمس جو حضور کا حصہ تھا اسے اب آپ کے بعد کیا کیا جائے بعض تو کہتے ہیں کہ اب یہ حصہ امام وقت یعنی خلیفۃ المسلمین کا ہوگا۔ حضرت ابوبکر حضرت علی حضرت قتادہ اور ایک جماعت کا یہی قول ہے۔ اور اس بارے میں ایک مرفوع حدیث بھی آئی ہے کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ یہ مسلمانوں کی مصلحت میں صرف ہوگا ایک قول ہے کہ یہ بھی اہل حاجت کی بقایا قسموں پر خرچ ہوگا یعنی قرابت دار یتیم مسکین اور مسافر۔

امام ابن جریر کا مختار مذہب یہی ہے اور بزرگوں کا فرمان ہے کہ حضور کا اور آپ کے قرابت داروں کا حصہ یتیموں مسکینوں اور مسافروں کو دے دیا جائے۔ عراق والوں کی ایک جماعت کا یہی قول ہے اور کہا گیا ہے خمس کا یہ پانچواں حصہ سب کا سب قرابت داروں کا ہے۔ چنانچہ عبداللہ بن محمد بن علی اور علی بن حسین کا قول ہے کہ یہ ہمارا حق ہے پوچھا گیا کہ آیت میں یتیموں اور مسکینوں کا بھی ذکر ہے تو امام علی نے فرمایا اس سے مراد بھی ہمارے یتیم اور مسکین ہیں۔

امام حسن بن محمد بن حنفیہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے اس آیت کے بارے میں سوال ہوتا ہے تو فرماتے ہیں کہ کلام کا شروع اس طرح ہوا ہے ورنہ دنیا آخرت کا سب کچھ اللہ ہی کا ہے حضور کے بعد ان دونوں حصوں کے بارے میں کیا ہوا اس میں اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں حضرت کا حصہ آپ کے خلیفہ کو ملے گے۔ بعض کہتے ہیں آپ کے قرابت داروں کو۔ بعض کہتے ہیں خلیفہ کے قرابت داروں کو ان کی رائے میں ان دونوں حصوں کو گھوڑوں اور ہتھیاروں کے کام میں لگایا جائے اسی طرح خلافت صدیقی وفاروقی میں ہوتا بھی رہا ہے۔ ابراہیم کہتے ہیں حضرت صدیق اکبر اور حضرت فاروق اعظم حضور کے اس حصے کو جہاد کے کام میں خرچ کرتے تھے۔ پوچھا گیا کہ حضرت علی اس بارے میں کیا کرتے تھے؟ فرمایا وہ اس بارے میں ان سے سخت تھے۔ اکثر علماء رحمہم اللہ کا یہی قول

ہے۔ہاں ذوی القربیٰ کا جو حصہ ہے وہ بنو ہاشم اور بنو عبدالمطلب کا ہے۔اس لئے کہ اولاد عبدالمطلب نے اولاد ہاشم کی جاہلیت میں اور اول اسلام میں موافقت کی اور انہی کے ساتھ انہوں نے گھاٹی میں قید ہونا بھی منظور کر لیا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ستائے جانے کی وجہ سے یہ لوگ بگڑ بیٹھے تھے اور آپ کی حمایت میں تھے، ان میں سے مسلمان تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کی وجہ سے۔کافر خاندانی طرف داری اور رشتوں ناتوں کی حمایت کی وجہ سے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابوطالب کی فرمانبرداری کی وجہ سے ستائے گئے ہاں بنو عبدشمس اور بنو نوفل گو یہ بھی آپ کے چچازاد بھائی تھے۔لیکن وہ ان کی موافقت میں نہ تھے بلکہ ان کے خلاف تھے انہیں الگ کر چکے تھے اور ان سے لڑ رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ قریش کے تمام قبائل ان کے مخالف ہیں اسی لئے ابوطالب نے اپنے قصیدہ لامیہ میں ان کی بہت ہی مذمت کی ہے کیونکہ یہ قریبی قرابت دار تھے اس قصیدے میں انہوں نے کہا ہے کہ انہیں بہت جلد اللہ کی طرف سے ان کی اس شرارت کا پورا پورا بدلہ ملے گا۔ان بیوقوفوں نے اپنے ہو کر ایک خاندان اور ایک خون کے ہو کر ہم سے آنکھیں پھیر لی ہیں وغیرہ۔

ایک موقعہ پر ابن جبیر بن مطعم بن عدی بن نوفل اور حضرت عثمان بن عفان بن ابوالعاص بن امیہ بن عبدشمس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور شکایت کی کہ آپ نے خیبر کے خمس میں سے بنو عبدالمطلب کو تو دیا لیکن ہمیں چھوڑ دیا حالانکہ آپ کی قرابت داری کے لحاظ سے وہ اور ہم بالکل یکساں اور برابر ہیں آپ نے فرمایا سنو بنو ہاشم ہیں۔مجاہد کا قول ہے کہ اللہ کو علم تھا کہ بنو ہاشم میں فقراء ہیں پس صدقے کی جگہ ان کا حصہ مال غنیمت میں مقرر کر دیا۔یہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ قرابت دار ہیں جن پر صدقہ حرام ہے۔علی بن حسین سے بھی اسی طرح مروی ہے۔بعض کہتے ہیں یہ سب قریش ہیں۔ابن عباس سے استفسار کیا گیا کہ ذوی القربیٰ کون ہیں؟ آپ نے جواب تحریر فرمایا کہ ہم تو کہتے تھے ہم ہیں لیکن ہماری قوم نہیں مانتی وہ سب کہتے ہیں کہ سارے ہی قریش ہیں (مسلم وغیرہ)

بعض روایتوں میں صرف پہلا جملہ ہی ہے۔دوسرے جملے کی روایت کے راوی ابومعشر نجیح بن عبدالرحمٰن مدنی کی روایت میں ہی یہ جملہ ہے کہ سب کہتے ہیں کہ سارے قریش ہیں۔اس میں ضعف بھی ہے۔ابن ابی حاتم میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے لئے لوگوں کے میل کچیل سے تو میں نے منہ پھیر لیا خمس کا پانچواں حصہ تمہیں کافی ہے یہ حدیث حسن ہے اس کے راوی ابراہیم بن مہدی کو امام ابوحاتم ثقہ بتاتے ہیں لیکن یحییٰ بن معین کہتے ہیں کہ یہ منکر روایتیں لاتے ہیں واللہ اعلم۔آیت میں یتیموں کا ذکر ہے یعنی مسلمانوں کے وہ بچے جن کا باپ فوت ہو چکا ہو۔پھر بعض تو کہتے ہیں کہ یتیمی کے ساتھ فقیری بھی ہو تو وہ مستحق ہیں اور بعض کہتے ہیں ہر امیر فقیر یتیم کو یہ الفاظ شامل ہیں۔مساکین سے مراد وہ محتاج ہیں جن کے پاس اتنا نہیں کہ ان کی فقیری اور ان کی حاجت پوری ہو جائے اور انہیں کافی ہو جائے۔ابن السبیل وہ مسافر ہے جو اتنی حد تک وطن سے نکل چکا ہو یا جا رہا ہو کہ جہاں پہنچ کر اسے نماز کو قصر پڑھنا جائز ہو اور سفر خرچ کافی اس کے پاس نہ رہا ہو۔

پھر فرماتا ہے کہ اگر تمہارا اللہ پر اور اس کی اتاری ہوئی وحی پر ایمان ہے تو جو وہ فرما رہا ہے لاؤ یعنی مال غنیمت میں سے پانچواں حصہ الگ کر دیا کرو۔بخاری و مسلم میں ہے کہ وفد عبدالقیس کو رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تمہیں چار باتوں کا حکم کرتا ہوں

اور چار سے منع کرتا ہوں میں تمہیں اللہ پر ایمان لانے کا حکم دیتا ہوں۔ جانتے بھی ہو کہ اللہ پر ایمان لانا کیا ہے؟ گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد اللہ کے رسول ہیں اور نماز کو پابندی سے ادا کرنا زکوٰۃ دینا اور غنیمت میں سے خمس ادا کرنا۔ پس خمس کا دینا بھی ایمان میں داخل ہے۔

26 - باب شُهُوْدِ الْجَنَائِزِ .

یہ باب جنازے میں شریک ہونے کے بیان میں ہے

5047 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَلَّامٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ - يَعْنِىْ ابْنَ يُوْسُفَ بْنِ الْاَزْرَقِ - عَنْ عَوْفٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنِ اتَّبَعَ جَنَازَةَ مُسْلِمٍ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا فَصَلّٰى عَلَيْهِ ثُمَّ انْتَظَرَ حَتّٰى يُوْضَعَ فِىْ قَبْرِهٖ كَانَ لَهٗ قِيْرَاطَانِ اَحَدُهُمَا مِثْلُ اُحُدٍ وَّمَنْ صَلّٰى عَلَيْهِ ثُمَّ رَجَعَ كَانَ لَهٗ قِيْرَاطٌ".

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"جو شخص ایمان کی حالت میں ثواب کی امید رکھتے ہوئے کسی مسلمان کے جنازے میں شریک ہو اس کی نماز جنازہ ادا کرے اور پھر انتظار کرے جب تک اسے قبر میں نہیں اتار دیا جاتا تو ایسے شخص کو دو قیراط ملیں گے جن میں سے ایک اُحد پہاڑ جتنا ہوگا اور جو شخص صرف نماز جنازہ ادا کرنے کے بعد واپس آ جائے تو اسے ایک قیراط ملے گا"۔

شرح

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (ایک) مسلمان کے (دوسرے) مسلمان پر پانچ حق ہیں۔ (۱) سلام کا جواب دینا (۲) بیمار کی عیادت کرنا (۳) جنازہ کے ساتھ جانا (۴) دعوت قبول کرنا (۵) چھینکنے والے کا جواب دینا۔ (بخاری ومسلم، مشکوٰۃ المصابیح، جلد دوم: رقم الحدیث،3)

مذکورہ بالا پانچوں چیزیں فرض کفایہ ہیں۔ سلام کرنا سنت ہے اور وہ بھی حقوق اسلام میں سے ہے جیسا کہ اگلی حدیث سے معلوم ہوگا۔ مگر سلام کرنا ایسی سنت ہے جو فرض سے بھی افضل ہے کیونکہ اسے کرنے سے نہ صرف یہ کہ تواضع وانکساری کا اظہار ہوتا ہے بلکہ یہ اداء سنت واجب کا سبب بھی ہے۔ بیمار کی عیادت اور جنازہ کے ساتھ جانے کے حکم سے اہل بدعت مستثنیٰ ہیں۔ یعنی روافض وغیرہ کی نہ تو عیادت کی جائے اور نہ ان کے جنازہ کے ساتھ جایا جائے۔ "دعوت قبول کرنے" سے مراد یہ ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی مدد کے لئے بلائے تو اس کی درخواست قبول کی جائے اور اس کی مدد کی جائے۔ بعض حضرات نے کہا ہے کہ "دعوت قبول کرنے" کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص مہمانداری اور ضیافت کے لئے مدعو کرے تو اس کی دعوت کو قبول کر کے اس کی طرف سے دی گئی ضیافت میں شرکت کی جائے بشرطیکہ ضیافت کسی بھی حیثیت سے ایسی نہ ہو جس میں شرکت گناہ کا باعث ہو جیسا کہ حضرت

5047-تقدم (الحديث 1995) .تحفة الاشراف (14481) .

امام غزالی فرماتے ہیں کہ جو ضیافت محض ازراہ مفاخرت اور نام ونمود کی خاطر ہو اس میں شرکت نہ کی جائے چنانچہ سلف یعنی صحابہ رضی اللہ عنہم اور پہلے زمانہ کے علماء کے بارہ میں منقول ہے کہ وہ ایسی ضیافت کو ناپسند کرتے تھے۔ "چھینکنے والے کا جواب دینے" کا مطلب یہ ہے کہ اگر چھینکنے والا "الحمدللہ" کہے تو اس کے جواب میں "یرحمک اللہ" کہا جائے شرح السنۃ میں لکھا ہے کہ اسلام کے ان تمام حقوق کا تعلق تمام مسلمانوں سے ہے خواہ نیک مسلمان ہوں یا بد۔ یعنی ایسے مسلمان ہوں جو گنہگار تو ہوں مگر مبتدع (بدعتی) نہ ہوں اس احتیاط اور امتیاز کو مدنظر رکھا جائے کہ بشاشت یعنی خندہ پیشانی کے ساتھ ملنا اور مصافحہ کرنا صرف نیک مسلمان ہی کے ساتھ مختص ہونا چاہئے فاجر یعنی ایسے بد اور گنہگار مسلمان کے ساتھ جو علی الاعلان معصیت وگناہ میں مبتلا رہتا ہے بشاشت ومصافحہ ضروری نہیں ہے۔

حضرت براء ابن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سات چیزوں کا حکم دیا ہے اور سات چیزوں سے منع فرمایا ہے وہ یہ ہیں۔ (۱) بیمار کی عیادت کرنا (۲) جنازہ کے ہمراہ جانا (۳) چھینکنے والے کو جواب دینا (۴) سلام کا جواب دینا (۵) بلانے والے کی دعوت قبول کرنا (۶) قسم کھانے والے کی قسم کو پورا کرنا (۷) اور مظلوم کی مدد کرنا۔ اور جن چیزوں سے منع فرمایا ہے وہ یہ ہیں (۱) سونے کی انگوٹھی پہننے سے (۲) ریشم کے کپڑے پہننے سے (۳) اطلس کے کپڑے استعمال کرنے سے (۴) لاہی (دیباج) کے کپڑے پہننے سے (۵) سرخ زین پوش استعمال کرنے سے (۶) قسی کے کپڑے پہننے سے (۷) اور چاندی کے برتن استعمال کرنے سے۔ ایک روایت کے یہ الفاظ بھی ہیں کہ چاندی کے برتن میں پینے سے (بھی منع فرمایا ہے) کیونکہ جو شخص چاندی کے برتن میں دنیا میں پئے گا آخرت میں اسے چاندی کے برتن میں پینا نصیب نہ ہوگا۔

(بخاری ومسلم، مشکوۃ المصابیح، جلد دوم: رقم الحدیث 5،)

قسم کھانے والے کی قسم پوری کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص کسی پیش آنے والی بات کے بارے میں قسم کھائے اور تم اس کی قسم پوری کرنے پر قادر ہو اور اس میں کوئی گناہ بھی نہ ہو تو تمہیں اس کی قسم پوری کرنی چاہئے مثال کے طور پر کوئی شخص تمہیں مخاطب کرتے ہوئے قسم کھائے کہ میں تم سے جدا نہیں ہوں گا جب تک کہ فلاں کام نہ کروں، پس اگر تم اس کام کے کرنے پر قادر ہو تو وہ کام کر ڈالو تا کہ اس کی قسم نہ ٹوٹے۔

بعض حضرات فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص کسی کو یہ قسم دلائے کہ تمہیں اللہ کی قسم تم یہ کام کرو۔ تو اس شخص کے لئے مستحب ہے کہ وہ پروردگار کے نام کی تعظیم کی خاطر وہ کام کرلے اگرچہ واجب نہیں ہے۔ "مظلوم کی مدد کرنا" کی تشریح میں علماء لکھتے ہیں کہ مظلوم کی مدد کرنا واجب ہے اور اس حکم میں مسلمان اور ذمی دونوں برابر کے شریک ہیں یعنی جس طرح ایک مظلوم مسلمان کی مدد کرنا واجب ہے اسی طرح اس مظلوم کافر (ذمی) کی مدد کرنا بھی واجب ہے جو اسلامی ریاست کا تابعدار شہری بن کر رہتا ہو اور جزیہ (ٹیکس) ادا کرتا ہے" پھر مدد بھی عام ہے اگر لسانی مدد کی ضرورت ہو تو زبان وقول سے مدد کی جائے اور فعلی مدد کی ضرورت ہو تو فعل عمل کے ذریعہ مدد کی جائے۔ "میثرہ" اس زین پوش کو کہتے ہیں جس میں روئی بھری ہوئی ہوتی ہے اور اسے گھوڑے وغیرہ کی سواری کی زین پر ڈال کر اس پر بیٹھتے ہیں اسے "نمدزین" بھی کہتے ہیں دنیاداروں کی عادت ہے کہ وہ اس زین

پوش کوازراہ تکبرورعونت حریرودیباج وغیرہ سے بناتے ہیں۔

اس کا مسئلہ یہ ہے کہ اگر وہ زین پوش حریر کا ہو تو خواہ وہ کسی بھی رنگ کا ہو حرام ہے۔ ہاں اگرچہ حریر کا نہ ہو مگر سرخ رنگ کا ہو تو اس کا استعمال مکروہ ہے۔ اگر سرخ رنگ کا نہ ہو تو اس کے استعمال میں کوئی مضائقہ نہیں۔ "قسی" ایک کپڑے کا نام تھا جو ریشم اور کتان سے بنا جاتا تھا اور "قس" کی طرف منسوب تھا جو مصر کے ایک علاقہ کا نام ہے۔

حدیث میں چاندی کے برتن استعمال کرنے سے منع فرمایا گیا ہے۔ اسی طرح سونے کے برتن کا استعمال بھی ممنوع ہے بلکہ سونے کے برتن میں استعمال کرنا چاندی کے برتن استعمال کرنے سے بھی زیادہ گناہ ہے اس حدیث میں جن چیزوں سے منع کیا جارہا ہے ان کا تعلق صرف مردوں سے ہے عورتوں سے نہیں ہے ہاں چاندی سونے کے برتن کے استعمال کی ممانعت مرد وعورت دونوں کے لئے ہے۔ حدیث کے آخری الفاظ "آخرت میں اسے چاندی کے برتن میں پینا نصیب نہ ہوگا" کی صحیح وضاحت یہ ہے کہ جس شخص نے دنیا میں چاندی کا برتن استعمال کیا اسے آخرت میں اس وقت تک کہ اس کے عذاب کی مدت ختم نہ ہو جائے۔ چاندی کے برتن میں پینا نصیب نہ ہوگا۔ یا وقف اور حساب کے وقت اسے چاندی کے برتن میں پینا نصیب نہ ہوگا یا پھر یہ کہا جائے گا کہ جنت میں داخل ہونے کے بعد بھی وہ کچھ عرصہ تک اس سے محروم رہے گا۔

پھر بعد میں یہ پابندی اس سے ختم کر دی جائے گی، یہی مراد اس حدیث کی ہے جس میں (مردوں کے لئے) ریشم پہننے کے بارے میں فرمایا گیا ہے کہ من لبسہ فی الدنیا لم یلبسہ فی الآخرۃ (یعنی جس شخص نے دنیا میں ریشم پہنا اسے آخرت میں ریشم پہننا نصیب نہیں ہوگا) اسی طرح اس حدیث کی بھی یہی وضاحت ہے جس میں شراب کے بارہ میں فرمایا گیا ہے کہ من شربھا فی الدنیا لم یشربھا فی الآخرۃ (یعنی جس نے دنیا میں شراب پی اسے آخرت میں شراب پینا نصیب نہ ہوگا۔

27 - باب الْحَيَاءِ .

یہ باب ہے کہ حیاء کا بیان

5048 - اَخْبَرَنَا هَارُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْنٌ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ ح وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ اَخْبَرَنِيْ مَالِكٌ - وَاللَّفْظُ لَهٗ - عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلٰى رَجُلٍ يَعِظُ اَخَاهُ فِي الْحَيَاءِ فَقَالَ "دَعْهُ فَاِنَّ الْحَيَاءَ مِنَ الْاِيْمَانِ" .

☆☆ سالم اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ایک ایسے شخص کے پاس سے ہوا' جو اپنے بھائی کو حیاء کے بارے میں نصیحت کر رہا تھا' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے چھوڑ دو' کیونکہ حیاء ایمان کا حصہ ہے۔

5048-اخرجه البخاري في الايمان، باب الحياء من الايمان (الحديث 24) و اخرجه ابو داؤد في الادب، باب في الحياء (الحديث 4795) . تحفة الاشراف (6913) .

28 - باب اَلدِّینُ یُسْرٌ .

یہ باب ہے کہ دین آسان ہے

5049 - اَخْبَرَنَا اَبُوْ بَکْرِ بْنُ نَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَلِیٍّ عَنْ مَعْنِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ سَعِیْدٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ "اِنَّ هٰذَا الدِّیْنَ یُسْرٌ وَّلَنْ یُّشَادَّ الدِّیْنَ اَحَدٌ اِلَّا غَلَبَهٗ فَسَدِّدُوْا وَقَارِبُوْا وَاَبْشِرُوْا وَیَسِّرُوْا وَاسْتَعِیْنُوْا بِالْغَدْوَةِ وَالرَّوْحَةِ وَشَیْءٍ مِّنَ الدُّلْجَةِ" .

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''بے شک یہ دین آسان ہے اور جو شخص اس دین کے معاملے میں سختی کرنے کی کوشش کرے گا' یہ دین اس پر غالب آ جائیگا' تم لوگ میانہ روی اختیار کرو' ایک دوسرے کے قریب رہو' خوشخبری سناؤ' آسانیاں فراہم کرو اور صبح وشام اور رات کے کچھ حصے میں عبادت کے ذریعے مدد حاصل کرو''۔

دین کے آسان ہونے کا بیان

عن ابی هریرة عن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم، قال: ان الدین یسر ولن یشاد الدین احد الا غلبه. فسددوا، وقاربوا، وابشروا. واستعینوا بالغدوة والروحة وشیء من الدجلة،

(بخاری، کتاب الایمان)

ابوہریرہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دین آسان ہے، لیکن جو اس میں سختی برتے گا، دین اسے پچھاڑ دے گا۔ اس لیے تمھیں چاہیے کہ سیدھی راہ پر چلو، میانہ روی اختیار کرو۔ لوگوں کو انعام کی نوید بھی دو اور صبح وشام اور رات کے خوش گوار وقتوں میں اللہ کی بندگی بجالایا کرو۔

ان الدین یسر: دین آسان ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کا مطلب یہ ہے کہ یہ دین اپنے سب تقاضوں کے ساتھ مشکل نہیں ہے کیونکہ اس کے تمام تقاضے ہماری فطرت کے مطابق ہیں۔ اور اس لیے بھی کہ یہ دین انسان کی طاقت سے بڑھ کر کوئی حکم نہیں دیتا۔

یہ دین ہماری فطرت کے مطابق ہے۔ اس سے ہماری مراد یہ ہے کہ جب ایک سلیم الفطرت آدمی اپنے اردگرد کی چیزوں کو دیکھتا ہے تو ان نعمتوں سے اس کو ایک خالق عظیم کے کائنات کے پس پردہ موجود ہونے کا احساس ہوتا ہے۔ جب وہ اپنے اوپر اس خالق کے گوناگوں احسانات پاتا ہے تو اس کا دل احسان مندی کے گراں قدر جذبے سے جھک جاتا ہے، لیکن پھر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا جھک جانے کا یہ طریقہ جو اس نے اختیار کیا ہے، صحیح بھی ہے یا نہیں؟ اگر یہ صحیح نہیں تو پھر صحیح طریقہ کیا ہے؟ یہ سوال انسان کو صحیح طریقے کی تلاش میں سرگرداں کر دیتا ہے۔ انسان کے دل میں پیدا ہونے والے اس سوال کا جواب خالق کائنات کی طرف سے

5049-اخرجه البخاری فی الایمان، باب الدین یسر (الحدیث 39) . تحفة الاشراف (13069) .

دین اسلام ہے۔

یہ دین اتنا ہی آسان ہے جتنا پیاس لگنے پر پانی پی لینا۔اپنی پیاس بجھانے کے لیے بھی ہمیں کچھ کرنا پڑتا ہےاور روح کی پیاس بجھانے کے لیے بھی ہمیں کچھ اعمال سرانجام دینا پڑتے ہیں۔ان اعمال کا نام دین ہے۔

ہمارے وجود کے جتنے تقاضے ہیں؛مثلاً کھانا، پینا،سونا،اور بسنا وغیرہ۔ان سب تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے ہم ہر طرح کی کوشش کرتے ہیں،مصیبتیں جھیلتے ہیں اور نہ جانے کتنی مشقتیں اٹھاتے ہیں۔یہ سب کام خواہ کتنے ہی مشکل ہوں ہمارے لیے آسان ہوتے ہیں،اور بعض اوقات ان کو سرانجام دینے کے لیے ہم جان پر کھیل جاتے ہیں۔

ہمارے وجود کا ایک تقاضا پروردگار کا شکر ادا کرنا بھی ہے۔اس تقاضے کو پورا کرنا بھی آدمی کے لیے مشکل نہیں ہوتا۔اس کے لیے بھی وہ ہر طرح کی مصیبت مول لینے کے لیے تیار ہو جاتا ہے۔لیکن اس کے لیے ضروری ہے کہ آدمی کو اس تقاضے کا اسی طرح احساس ہو جائے جیسے پیاسے کو اپنی پیاس کا احساس ہوا جاتا ہے۔اور بھوکے کو اپنی بھوک کا۔

پھر یہ بھی کہ یہ دین خود خالق کا ترتیب دیا ہوا ہے۔خالق اپنی مخلوق کی فطرت سے جس قدر واقف ہوتا ہے۔اس سے زیادہ کوئی واقف نہیں ہوتا۔اس لیے یہ حقیقت ہے کہ اس کا دیا ہوا دین مخلوق کی فطرت کے مطابق ہوگا۔جس طرح ایک انجینئر ایک مشین بناتا ہے۔تو وہ یہ بھی بتاتا ہے کہ اس سے کیا کام لیا جائے گا۔بالکل اسی طرح ہم انسانوں کو بنانے والے نے ہماری مشینری کے بارے میں بتا دیا ہے کہ اس نے آدمی کو اسی دین پر چلنے کے لیے پیدا کیا ہے۔یعنی انسان کی تخلیق ہی اس دین پر چلنے کے لیے ہوئی ہے۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ. (الذاریات)

ہم نے جن وانس کو صرف اس لیے پیدا کیا ہے کہ وہ ہمارے عبادت گزار بن کر رہیں۔

گویا ایک مشین روئی بیلنے کی بنائی گئی۔تو روئی بیلنا اس مشین کی فطرت ہے۔مشین کی اس فطرت کے مطابق اس سے کام لینا آسان ہے۔لیکن روئی بیلنے کے بجائے اگر ہم اس سے گندم پیسنے کا کام لینا شروع کر دیں تو شاید دلیا بھی ہمارے ہاتھ نہ آئے۔ بالکل اسی طرح ہمارے خالق نے اگر ہمیں اس لیے بنایا ہے کہ ہم اس کی بندگی کرتے ہوئے جئیں تو پھر یہ بات بالکل واضح ہے کہ روئی بیلنے کی مشین کی طرح ہماری فطرت کے مطابق جو کام ہے وہ دین پر چلنا ہے۔تو جس طرح روئی بیلنے کی اس مشین کے لیے روئی بیلنا آسان ہے،اسی طرح ہمارا اس دین پر چلنا آسان ہے۔

لیکن، بہر حال یہ ایک بھاری ذمہ داری ہے۔اس کو ہر آدمی پوری طرح سے نہیں اٹھا سکتا۔اس چیز کا لازمی تقاضا ہے کہ ہر آدمی پر اس کی طاقت اور صلاحیت کے مطابق ذمہ داریاں ہوں اس لیے قرآن نے ایک اصول وضع فرما دیا کہ

لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا. (البقرہ)

اللہ کسی پر اس کی طاقت سے زیادہ ذمہ داری نہیں ڈالتا۔

ہر شخص بس اسی حد تک مکلف ہے جس حد تک اسے طاقت عطا ہوتی ہے۔جو چیز اس کے حدود واختیار اور امکان سے باہر ہے۔اس کے بارے میں اس سے باز پرس نہیں ہوگی۔ان کمزوریوں کی صورت میں،اللہ نے بندوں کو رخصتیں دی ہیں۔یعنی روئی

بیلنے کی چھوٹی مشین سے بڑی مشین جتنے کام کا تقاضا نہیں ہوگا۔

اوپر کی بحث سے یہ معلوم ہوا کہ پورے کا پورا دین ہماری بشری کمزوریوں، قوتوں اور صلاحیتوں کو مدنظر رکھ کر بنایا گیا ہے۔اور چونکہ تمام لوگ ایک طرح کی صلاحیتیں نہیں رکھتے اس لیے ان کی سہولت کے لیے رخصتیں ہیں تا کہ دین آسان رہے۔اب ہم حدیث کے دوسرے جملے کو لیتے ہیں۔

ولن يشاد الدين احدٌ الا غلبه:

اس سے مراد یہ ہے کہ دین آسان ہے،لیکن جس نے اس کو مشکل بنایا اور اس کو سر لینے کی کوشش کی اس کا انجام یہ ہوگا کہ دین اس کو شکست دے دے گا۔ایک روایت میں آتا ہے کہ

عن عبد اللّٰه بن عمر، قال: قال لی، نبی صلی اللّٰه علیه وسلم: الم اخبر، انك تقوم اللیل وتصوم النهار. قلت انی افعل ذلك، قال: فانك اذا فعلت ذلك هجمت عینك ونفهت نفسك. وان لنفسك حق ولاهلك حق. فصم وافطر وقم ونم. (بخاری، کتاب التہجد)

عبداللہ بن عمر کہتے ہیں:ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:تم سمجھتے ہو کہ مجھے خبر نہیں ہوتی حالانکہ میں جانتا ہوں کہ تم رات بھر قیام کرتے ہو اور دن میں روزہ رکھتے ہو۔تو عبداللہ بن عمر نے کہا:ہاں میں ایسا کرتا ہوں۔تو آپ نے فرمایا:تم ایسا کرتے ہو تو یاد رکھو کہ تمھاری آنکھیں اندر دھنس جائیں گی جسم کمزور ہو جائے گا جبکہ تمھیں خیال رکھنا چاہیے کہ تمھارے جسم کا بھی تم پر حق ہے۔اور تمھارے گھر والوں کا بھی۔اس لیے روزے رکھو تو وقفہ بھی کرو۔ رات میں قیام کرو تو سویا بھی کرو۔

جسم کے حقوق ادا نہ کرنے سے جو نتیجہ نکلے گا اس کی طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ فرمایا ہے کہ آنکھیں اندر دھنس جائیں گی اور جسم کمزور پڑ جائے گا۔اس کمزوری اور لاغری سے،وہ آدمی جو قیام وصیام میں صبح وشام مشغول رہتا تھا،ہوسکتا ہے کہ پھر رمضان کے روزے رکھنے کے بھی قابل نہ رہے۔اور وہ جو رات بھر قیام کیا کرتا تھا ہوسکتا ہے کہ پھر فرض نمازوں کا ادا کرنا بھی اس کے لیے مشکل ٹھیرے۔جو آدمی اس طریقے کو اختیار کرتا ہے،اس کا حال اس شخص کا سا ہے،جس نے سونے کے انڈے حاصل کرنے کے لیے مرغی ذبح کردی ہو،اور پھر مرغی سے بھی محروم ہو گیا ہو۔ایسے اعمال دنیا والوں کی نظر میں بھی احمقانہ ہوتے ہیں اور خدا کے ہاں بھی کچھ زیادہ اجر نہیں رکھتے۔کیونکہ ایسا کرنے والوں کا اپنے عمل پر دوام بھی نہیں ہوتا اور نہ ہی دل کی حضوری ہوتی ہے، جبکہ اللہ کے ہاں سب سے زیادہ پسندیدہ عمل وہ ہوتا ہے۔جس پر آدمی کا ہمیشہ عمل رہے۔خواہ یہ عمل کتنا ہی حقیر کیوں نہ ہو۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ

ای العمل احب الی اللّٰه قال: ادومه وان قل. (بخاری، کتاب الایمان)

کون سا عمل اللہ کے ہاں سب سے زیادہ محبوب ہے۔آپ نے فرمایا:وہ کام جو ہمیشہ عمل میں رہے۔خواہ وہ عمل کتنا ہی حقیر ہو۔

اعمال میں شدت ویسے بھی آدمی کو بے زار کردیتی ہے۔ اس بے زاری میں خود عمل کرنے والا بھی دل میں تنگی محسوس کرتا ہے جس سے ان نیکیوں کے اکارت چلے جانے کا احتمال ہوتا ہے جن کو اس نے بڑی محنت سے کیا ہوتا ہے۔ اور دوسروں کے حقوق بھی غصب ہوتے ہیں۔ اللہ کے ہاں یہ بات پسندیدہ نہیں ہے کہ ایک حق کو پورا کرنے میں آدمی اس قدر لگ جائے کہ اس کے دوسرے بیسیوں حقوق ادا ہونے سے رہ جائیں۔ اللہ کے ہاں تو یہ بات پسندیدہ ہے کہ ایک وقت میں بندے پر جتنے حقوق ہیں وہ سب کے سب پورے ہوں اور ہمیشہ پورے ہوتے رہیں۔ یہ نہیں کہ ماں باپ تو گھر میں اس کی مدد کو ترستے رہیں اور وہ مسجد کے کسی کونے میں اپنے تئیں نیکیاں کمارہا ہو۔ یہ دین نہیں بے دینی ہے۔ آدمی پر اس کے گھر کے، اس کی ریاست کے، اس کے ہم سایوں کے اور خود اس کے اپنے نفس کے حقوق ہیں جن کو پوری ذمہ داری سے ادا کرنا چاہیے اور ان کے ساتھ ساتھ اللہ کے حقوق بھی پوری طرح ادا ہونے چاہیں۔ **فسددوا وقاربوا وابشروا:**

ان تمام حقوق کو جو ریاست، معاشرے اور گھر کی طرف سے فرد پر عائد ہوتے ہیں پوری طرح سے ادا کرنے کے لیے ضروری ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی جائے اور افراط وتفریط سے بچ کر میانہ روی اختیار کی جائے اور کوشش کی جائے کہ وہ عمل کیا جائے جو آدمی کی طاقت میں ہو اور جس پر وہ آسانی کے ساتھ ہمیشہ عمل کرسکے۔ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس بات کا خاص خیال رکھتے تھے کہ کوئی حکم لوگوں کی استطاعت سے بڑھ کر نہ ہو۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم، اذا امرهم، امرهم من الاعمال بما يطيقون قالوا: انا لسنا كهيئتك يا رسول الله. ان الله قد غفر لك ما تقدم ذنبك وما تاخر. فيغضب، حتى يعرف الغضب في وجهه. ثم يقول: ان اتقاكم واعلمكم بالله انا. (بخاری، کتاب الایمان)

جب آپ لوگوں کو کوئی حکم دیتے تو اس بات کا حکم دیتے جس کی لوگ استطاعت رکھتے ہوں۔ ایک مرتبہ لوگوں نے آپ سے کہا (ہمیں کچھ اور بھی بتایئے) کیوں کہ ہمارا معاملہ آپ سا نہیں ہے آپ کی تو تمام اگلی پچھلی خطائیں معاف کردی گئیں ہیں۔ (ہمیں تو زیادہ عمل کرنے کی ضرورت ہے) اس پر آپ کو غصہ آگیا۔ غصہ اتنا آیا کہ آپ کے چہرے کا رنگ بدل گیا۔ پھر کہا: (تم مجھ سے زیادہ متقی بنتے ہو؟) میں تم سے زیادہ اللہ سے ڈرتا اور اس کو جانتا ہوں (مجھ سے بڑھنے کی کوشش نہ کرو میری پیروی کرو)۔

گویا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کسی انسان کی تقویٰ اور نیکی میں آخری حد ہے۔ اس سے آگے جو کچھ ہے وہ بے دینی ہے۔ آپ کا ارشاد ہے۔

واللہ انی لاخشاكم لله واتقاكم له. ولكني اصوم وافطر. واصلي وارقد اتزوج النساء فمن رغب عن سنتي، فليس مني. (بخاری، کتاب النکاح)

خدا کی قسم میں تم سے زیادہ خدا سے ڈرنے والا ہوں، اور میں سب سے زیادہ اس کے غضب سے بچنا چاہتا ہوں۔ لیکن میں (عام دنوں میں) روزے بھی رکھتا ہوں اور چھوڑ بھی دیتا ہوں۔ میں رات میں قیام بھی کرتا ہوں اور سوتا بھی

ہوں۔نکاح بھی کرتا ہوں (یہی میرا طریقہ ہے) جس نے اس طریقے کو چھوڑا وہ میرا امتی نہیں ہے۔

اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فسد دوا محکم راستہ اختیار کرو۔ یہ محکم راستہ ظاہر ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ ہی ہے۔ اور قاربوا سے اس پر مزید تاکید فرمائی کہ میرے طریقے کے قریب آؤ۔ نہ اس میں اضافہ کرو اور نہ اس میں کمی کرو۔

ابشروا: بھی ایک ایسا حکم ہے جیسا فسددوا اور قاربوا ہیں۔ اس میں دین کی طرف دعوت دینے والوں کے لیے حکم ہے کہ وہ لوگوں کو صرف دوزخ سے ڈرائیں ہی نہیں، بلکہ ان کو جنت اور اس کی نعمتوں کی بشارت بھی دیں۔ یہ نہ ہو کہ لوگ دین کو ڈرانے والے کی چیخیں سمجھ کر اس سے بھاگ جائیں۔ بلکہ انعام پانے کی نوید سن کر دین کی طرف لپکیں۔ کیونکہ انعام پانے کی خواہش بھی انسان کی فطرت ہے۔ اور انسان کی ہر فطرت کا اس پر حق ہے۔ اس کا بھی خیال رکھنا چاہیے کہ دین کی دعوت صرف بشارتیں بن کر ہی نہ رہ جائے، بلکہ اس میں انذار بھی ہو اور تبشیر بھی تاکہ لوگوں کی زندگی خوف ورجاء میں گزرے۔ خوف برائی سے روکتا ہے اور رجاء نیکی پر ابھارتی ہے۔ اگر ان دونوں میں سے کسی ایک کا فقدان ہو تو معاملہ بگڑ جاتا ہے۔

دین پر عمل کرنے میں اصل چیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ ہی اصل میں وہ طریقہ ہے جسے قرآن کی اصطلاح میں صراط مستقیم کہا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو پانے کا یہی ایک طریقہ ہے۔ اس کے سوا کوئی طریقہ ایسا نہیں ہے جس سے خدا تک پہنچا جا سکے۔ اللہ تعالیٰ خود قرآن میں فرماتے ہیں: انی علی صراط مستقیم، میں تو بس سیدھے راستے پر ہوں، یعنی سیدھے اور آسان راستے پر۔ اللہ تعالیٰ کو پانے کے لیے کوئی پاپڑ بیلنے نہیں پڑتے، وہ تو ہر اس جگہ مل جاتا ہے، جہاں آدمی اس کی طرف رخ سیدھا کر لے۔

واستعينوا بالغدوة والروحة وشيء من الدجلة:

اس خوب صورت جملے کو اگر ہم تمثیل کہیں تو غلط نہ ہوگا۔ آپ نے پورے دین پر عمل کرنے کی حالت کی اس جملے میں تصویر کھینچ دی ہے کہ اس مسافر کی طرح دین پر عمل کرو، جو اپنے سفر کا آغاز صبح سویرے کرتا ہے پھر دھوپ کی تلخی دیکھ کر ذرا رک جاتا ہے۔ پھر سورج ڈھلنے پر چل پڑتا ہے، رات کو آرام کرنے کے لیے پھر ٹھہر جاتا ہے۔ صبح صبح تڑکے ہی پھر اٹھ کر منزل کی طرف روانہ ہو جاتا ہے۔

مومن بھی ایک مسافر ہے۔ اسے بھی صبح وشام اپنا سفر اسی مسافر کی طرح جاری رکھنا ہے، کچھ چل لے تو کچھ دیر کے لیے ستا بھی لے۔ عام دنوں کے روزے رکھے تو کچھ دن وقفہ بھی کر لے، رات کو قیام کرے تو کچھ دیر سو بھی لے تاکہ جب بھی وہ دوسرا کام شروع کرے تو وہ تازہ دم ہو اور پوری دل جمعی سے وہ کام کر سکے۔

29 - باب اَحَبِّ الدِّينِ اِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ .

یہ باب ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے پسندیدہ دینی (عمل)

5050 - اَخْبَرَنَا شُعَيْبُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ يَحْيٰى - وَهُوَ ابْنُ سَعِيدٍ - عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ اَخْبَرَنِي اَبِي عَنْ

عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا وَعِنْدَهَا امْرَاَةٌ فَقَالَ "مَنْ هٰذِهٖ" . قَالَتْ فُلَانَةُ لَا تَنَامُ . تَذْكُرُ مِنْ صَلَاتِهَا . فَقَالَ "مَهْ عَلَيْكُمْ مِنَ الْعَمَلِ مَا تُطِيقُوْنَ فَوَاللّٰهِ لَا يَمَلُّ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ حَتّٰى تَمَلُّوْا" . وَكَانَ اَحَبُّ الدِّيْنِ اِلَيْهِ مَا دَامَ عَلَيْهِ صَاحِبُهٗ .

5050-سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ہاں تشریف لائے' تو اس وقت ان کے پاس ایک خاتون بیٹھی ہوئی تھیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: یہ کون ہے؟ تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: فلاں عورت ہے' جو سوتی نہیں ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کی بکثرت نفل نماز کا ذکر کیا' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رک جاؤ' تم پر اتنا عمل کرنا لازم ہے' جس کی تم میں طاقت رکھتے ہو۔ اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ کا فضل تم سے' اس وقت تک منقطع نہیں ہوتا' جب تک تم اکتاہٹ کا شکار نہیں ہو جاتے' اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے پسندیدہ عمل وہ ہے' جسے کرنے والا اسے باقاعدگی سے سرانجام دے۔

گوشہ نشینی اختیار کرنے کا بیان

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جو مسلمان لوگوں کے ساتھ ربط و اختلاط رکھے اور ان کی اذیتوں پر صبر کرے وہ افضل ہے اس شخص سے جو لوگوں سے ربط و اختلاط نہ رکھے اور ان کی اذیتوں پر صبر نہ کرے۔ (ترمذی، ابن ماجہ، مشکوۃ المصابیح، جلد چہارم: رقم الحدیث، 1016)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ لوگوں کے ساتھ ربط و اختلاط اور میل جول رکھنا عزلت و تنہائی اور گوشہ نشینی اختیار کرنے سے افضل ہے چنانچہ اکثر تابعین اس پر عامل تھے اور یہ چیز امر بالمعروف و نہی عن المنکر، خیر و بھلائی کے پھیلانے، باہمی امداد و تعاون اور دین و اسلام کی استعانت کے اعتبار سے بھی زیادہ کامل اور زیادہ افضل ہے، رہی یہ بات کہ عزلت و گوشہ نشینی کے بارے میں بھی احادیث منقول ہیں جس سے عزلت و گوشہ نشینی کا افضل و بہتر ہونا ثابت ہوتا ہے تو اس سلسلے میں اس حقیقت کو ذہن میں رکھنا چاہیے کہ اس اختلاف کا تعلق زمان و مکان اور لوگوں کے احوال کے اختلاف سے ہے یعنی بعض موقع و مقام اور بعض لوگوں کے حالات کا تقاضا یہ ہوتا کہ ان کے ساتھ ربط و اختلاط رکھا [illegible] ے چنانچہ ای[illegible] سورت میں لوگوں سے ملنا جلنا عزلت و گوشہ نشینی اور لوگوں سے الگ تھلگ رہنا ہی افضل و بہتر ہوتا ہے، تاہم اس بارے میں جس درمیانی راہ کو اختیار کرنے کی ہدایت ہے وہ یہ ہے کہ ذہنی طور پر ضروری اور ناگزیر حالات کے علاوہ باقی اوقات میں عوام الناس سے الگ تھلگ رہا جائے۔

اور جمعہ ان کے ساتھ اکٹھا ہونے پر اکتفا کیا جائے البتہ خواص یعنی صالحین وغیرہ کے ساتھ برابر ربط و اختلاط رکھا جائے اور ان سے عزلت و گوشہ نشینی اختیار نہ کی جائے لیکن عوام الناس سے عزلت و گوشہ نشینی اختیار کرنا اس صورت میں سودمند ہوگا جبکہ باعث عمل حاصل کیا جا چکا ہو اور زہد و توکل کا وہ درجہ نصیب ہو گیا ہو جہاں پہنچ کر انسان مخلوق سے بالکل بے نیاز ہو جاتا ہے اور کسی طرح کی طمع و خواہش نہیں رکھتا اسی لئے بعض عارفین نے کہا کہ عزلت و گوشہ نشینی بغیر علم کے ذلت و رسوائی ہے اور بغیر زہد و قناعت کے علت و خرابی ہے چنانچہ کامل صوفیاء جیسے نقشبندیہ، شاذلیہ اس طریقہ پر عامل تھے کہ وہ لوگوں سے الگ تھلگ بھی رہتے تھے اور پھر ان

5050-تقدم (الحديث 1641) .

سے ربط واختلاط بھی رکھتے تھے۔

30 - باب الْفِرَارِ بِالدِّينِ مِنَ الْفِتَنِ .

یہ باب ہے کہ دین کو فتنوں سے بچانے کے لئے فرار اختیار کرنا

5051 - اَخْبَرَنَا هَارُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْنٌ ح وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَائَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَا حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ صَعْصَعَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "يُوْشِكُ اَنْ يَّكُوْنَ خَيْرَ مَالِ مُسْلِمٍ غَنَمٌ يَّتْبَعُ بِهَا شَعَفَ الْجِبَالِ وَمَوَاقِعَ الْقَطْرِ يَفِرُّ بِدِيْنِهٖ مِنَ الْفِتَنِ" .

★★ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''عنقریب ایسا وقت آئیگا' جب مسلمان کا سب سے بہتر مال وہ بکریاں ہوں گی' جنہیں وہ ساتھ لے کر پہاڑوں کی چوٹیوں پر اور جنگلات کے اندر چلا جائیگا' وہ اپنے دین کو فتنوں سے بچانے کے لئے بھاگے گا''۔

شرح

اس حدیث کا مطلب بھی یہ تلقین کرنا ہے کہ جب ایسے فتنے رونما ہوں جن سے مسلمانوں میں باہمی افتراق وانتشار اور جنگ وجدل کی وبا پھیل جائے اور ایسا ماحول پیدا ہو جائے جس میں دین کو بچانا مشکل ہو تو اس وقت نجات کی راہ یہی ہوگی کہ گوشہ تنہائی اختیار کرلیا جائے اور جس قدر ممکن ہو سکے اپنے آپ کو دنیا والوں سے الگ تھلگ کرلے، چنانچہ فرمایا کہ ایسے میں سب سے بہتر صورت یہ ہوگی کہ ایک مسلمان بس چند بکریوں کا مالک ہو اور وہ ان بکریوں کو لے کر کہیں دور جنگل میں یا پہاڑ پر کسی ایسی جگہ چلا جائے جہاں کوئی چراگاہ اور پانی ملنے کا ذریعہ ہو اور وہاں ان بکریوں کو چرا کر ان کے دودھ کی صورت میں بقدر حیات غذائی ضروریات پر قناعت کرکے اپنی زندگی کے دن گزارتا رہے، تاکہ نہ دنیا والوں کے ساتھ رہے اور نہ دین کو نقصان پہنچانے والے فتنہ میں مبتلا ہو۔

گوشہ نشینی اختیار کرنے کا بیان

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ لوگ تو اکثر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے خیر ونیکی اور بھلائی کے بارے میں پوچھا کرتے تھے اور میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے شر وبرائی کے بارے میں دریافت کیا کرتا تھا اس خوف کی وجہ سے کہ کہیں میں کسی فتنہ میں مبتلا نہ ہو جاؤں (یعنی دوسرے صحابہ تو عبادت وطاعت کے بارے میں سوال کیا کرتے تھے تاکہ وہ زیادہ سے زیادہ نیک عمل اور اچھے کام کر

5051-اخرجه البخاري في الايمان، باب من الدين الفرار من الفتن (الحديث 19) و في بدء الخلق، باب خير مال المسلم غنم يتبع بها شعف الجبال (الحديث 3300)، و في المناقب، باب علامات النبوة في الاسلام (الحديث 3600) ، و في الرقاق، باب العزلة راحة من خلاط السوء (الحديث 6495)، و في الفتن، باب التعرب في الفتنة (الحديث 7088) . واخرجه ابو داؤد في الفتن و الملاحم، باب ما يرخص فيه من البداوة في الفتنة (الحديث 4267) . و اخرجه ابن ماجه في الفتن، باب العزلة (الحديث 3980) . تحفة الاشراف (4103) .

سکیں یا یہ کہ وہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے رزق میں وسعت وخوشحالی کی دعا کرتے تھے تا کہ انہیں اطمینان وفراغت حاصل ہو اور اپنی دنیا کو آخرت کی فلاح وکامیابی کا ذریعہ بنا سکیں لیکن ان کے برخلاف میرا معمول دوسرا تھا، میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے گناہ اور برائیوں کے بارے میں پوچھا کرتا تھا کہ ان سے اجتناب کرسکوں یا یہ کہ ان فتنوں کے بارے میں پوچھتا تھا جو اس دنیا میں ظہور پذیر ہوسکتے ہیں اور جو نہ صرف اخروی زندگی پر اثر انداز ہوتے ہیں بلکہ ان کے برے اثرات دنیاوی خوشحالی اور رزق کی وسعت پر بھی پڑتے ہیں اور پوچھنے کی بناء یہ خوف ہوتا تھا کہ کہیں میں ان فتنوں میں مبتلا نہ ہوجاؤں یا ان کے برے اثرات واسباب مجھ تک نہ پہنچ جائیں چنانچہ اہل علم سے برائیوں کی واقفیت حاصل کرکے ان سے بچنے کی تدابیر اختیار کرنا ایک بہترین طریق ہے۔

اسی لئے حکماء اور اطبا بلکہ بعض فضلاء نے اس طریق کو بطور اصل اختیار کیا ہے کہ ازالہ مرض سلسلہ میں پرہیز کو ملحوظ رکھنا دوا استعمال کرنے سے زیادہ بہتر ہے نیز کلمہ توحید بھی اسی اصول کی طرف اشارہ ہے کہ پہلے ماسوی اللہ کی نفی کی گئی ہے اس کے بعد الوہیت کو ثابت کیا گیا) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اپنی مذکورہ عادت کے مطابق ایک دن میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ہم لوگ اسلام سے قبل جاہلیت اور برائی میں مبتلا تھے، پھر اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے صدقہ میں ہمیں یہ ہدایت بخشی یعنی اسلام کی روشنی عطا فرمائی جس کی وجہ سے کفر ضلالت کے اندھیرے دور ہوگئے اور ہم گمراہیوں اور برائیوں کے جال سے باہر آگئے تو کیا اس ہدایت وبھلائی کے بعد کوئی اور برائی وبدی پیش آنے والی ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں! (اس بھلائی کے بعد بھی برائی پیش آنے والی ہے)۔ میں نے عرض کیا تو کیا اس برائی کے بعد پھر بھلائی کا ظہور ہوگا کہ جس کی وجہ سے دین وشریعت کا پھر بول بالا ہوجائے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں! اس برائی کے بعد پھر بھلائی کا ظہور ہوگا لیکن اس برائی کے بعد پھر بھلائی کا ظہور ہوگا لیکن اس برائی کے بعد جو بھلائی آئے گی اس میں کدورت ہوگی۔ میں نے عرض کیا کہ اس بھلائی کی کدورت کیا ہوگی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں نے کدورت کی جو بات کہی ہے اس سے مراد یہ ہے کہ ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو میرے طریقہ اور میری روش کے خلاف طریقہ وروش اختیار کریں گے۔ لوگوں کو میرے بتائے ہوئے راستہ کے خلاف راستہ پر چلائیں گے۔ اور میری سیرت اور میرے کردار کے خلاف سیرت وکردار اپنائیں گے تم ان میں دین دار بھی دیکھو گے اور بے دین بھی۔ میں نے عرض کیا، کیا اس بھلائی کے بعد پھر کوئی برائی پیش آئے گی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو دوزخ کے دروازوں پر کھڑے ہوکر مخلوق کو اپنی طرف بلائیں گے جو شخص ان کے بلاوے کو قبول کرکے دوزخ کی طرف جانا چاہے گا اس کو وہ دوزخ میں دھکیل دیں گے یعنی جو شخص ان کے بہکاوے میں آکر ان گمراہیوں میں مبتلا ہوگا جو دوزخ کے عذاب کا مستوجب بناتی ہیں تو وہ دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔ میں نے عرض کیا کہ ان کے بارے میں وضاحت فرمایئے کہ وہ کون لوگ ہوں گے آیا وہ مسلمانوں ہی میں سے ہوں گے یا غیر مسلم ہوں گے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ وہ ہماری قوم، ہمارے ابناء جنس اور ہماری ملت کے لوگوں میں سے ہوں گے اور ہماری زبان میں گفتگو کریں گے (یعنی وہ لوگ عربی زبان رکھنے والے ہوں گے یا یہ مراد ہے کہ ان کی گفتگو قرآن وحدیث کے حوالوں سے مزین اور پند ونصائح سے آراستہ ہوگی اور بظاہر ان کی زبان پر دین ومذہب کی باتیں ہوں گی مگر ان کے دل نیکی وبھلائی سے خالی ہوں گے) میں نے عرض کیا کہ تو پھر میرے بارے میں آپ کا

کیا حکم ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کتاب وسنت پر
عمل کرنے والے مسلمانوں کی جماعت کو لازم جاننا اور ان کے امیر کی اطاعت کرنا یعنی اہل سنت کے راستہ کو اختیار کرنا اور اہل سنت
کا جو امام ومقتدا ہو اس کی اطاعت ورعایت کو ملحوظ رکھنا میں نے عرض کیا کہ اور اگر مسلمانوں کی کوئی مسلمہ جماعت ہی نہ ہو؟ اور نہ ان
کا کوئی متفقہ امیر ومقتدا ہو بلکہ مسلمان مختلف جماعتوں میں منقسم ہوں اور الگ الگ مقتداؤں کے پیچھے چلتے ہوں تو اس صورت میں
مجھے کیا کرنا چاہئے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسی صورت میں تمہیں ان سب فرقوں اور جماعتوں سے صرف نظر کر کے یکسوئی
اختیار کر لینی چاہئے اگرچہ اس یکسوئی کے لئے تمہیں کسی درخت کی جڑ میں پناہ کیوں نہ لینی پڑے جنگلوں میں چھپنا کیوں نہ پڑے
اور اس کی وجہ سے سخت سے سخت مصائب وشدائد برداشت کیوں نہ کرنا پڑے اور ان جنگلوں میں گھاس پھوس کھانے پر قناعت تک
کی نوبت کیوں نہ آ جائے یہاں تک اسی یکسوئی کی حالت میں موت تمہیں اپنی آغوش میں لے لے۔ (بخاری ومسلم)

اور مسلم کی ایک اور روایت میں یوں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے بعد ایسے امام یعنی امیر بادشاہ اور قائد رہنما
ہوں گے جو عقیدہ وفکر اور علم کے اعتبار سے میری سیدھی راہ پر نہیں چلیں گے اور کردار وعمل کے اعتبار سے میری روش اور میرا طریقہ
نہیں اپنائیں گے یا یہ معنی ہیں کہ وہ کتاب وسنت پر عمل نہیں کریں گے۔

اور اس زمانہ میں ایسے بھی پیدا ہوں گے جو روپ اور بدن تو آدمیوں جیسا رکھیں گے لیکن ان کے دل شیطانوں کے سے ہوں
گے یعنی وہ لوگ فسق وگمراہی شقاوت سخت دلی، شکوک وشبہات پیدا کرنے، فریب دینے عقل کے نکمے ہونے اور فاسد خواہشات
رکھنے میں انسانیت کی ساری حدوں کو پار کر جائیں گے اور اس اعتبار سے ان کی شکل وصورت آدمیوں جیسی ہونے کے باوجود ان کی
سیرت اور ان کی باطنیت شیطان کی سی ہوگی۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے یہ سن کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اگر
میں اس زمانہ کو پاؤں تو کیا کروں؟ آپ نے فرمایا۔ مسلمانوں کا امیر ومقتدا جو کچھ کہے اس کو سننا اور امیر کی اطاعت کرنا (بشرطیکہ اس
اطاعت کا تعلق کسی معصیت سے نہ ہو) اگرچہ تمہاری پشت پر مارا جائے اور تمہارا مال چھین لیا جائے تب بھی سننا اور طاعت کرنا۔
(مشکوۃ المصابیح، جلد چہارم: رقم الحدیث، 1314)

لفظ "شر" سے مراد فتنہ، ارکان اسلام میں سستی وکوتاہی واقع ہو جانا، برائی کا غلبہ پا لینا اور بدعت کا پھیلنا ہے اور خیر سے مراد
اس کے برعکس معنی ہیں۔ "ہم لوگ جاہلیت اور برائی میں مبتلا تھے" کے ذریعہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے بعثت نبوی سے قبل کے
زمانہ کی طرف اشارہ کیا جب توحید کا آفتاب جہالت کے بادلوں میں چھپا ہوا تھا، نبوت ورسالت کی روشنی نمودار نہیں ہوتی تھی۔ اور
احکام الٰہی پر عمل آوری کا راستہ نظروں سے اوجھل تھا۔ فی جاہلیۃ وشر میں وشر کا لفظ عطف تفسیری ہے کہ اس لفظ کے ذریعہ جاہلیت کی
وضاحت بیان کرنا مقصود ہے یا یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ اس جملہ میں وشر کے بعد تخصیص کے طور پر استعمال کیا گیا ہے۔ "دخن" جس کا
ترجمہ کدورت کیا گیا ہے۔ دخان (دھواں) کے معنی میں ہے مطلب یہ ہے کہ جس طرح فضا میں پھیلا ہوا دھواں صاف وشفاف
چیزوں کو مکدر اور دھندلا بنا دیتا ہے اسی طرح اس وقت جو بھلائی بھی سامنے آئے گی وہ بدی اور برائی کے گرد وغبار سے آلودہ ہوگی،
بایں طور کہ لوگوں کے دلوں میں صفائی اور خلوص نہیں ہوگا جو اس اسلام کے ابتدائی زمانہ میں تھا۔ اور عقیدے صحیح اور اعمال صالح نہیں

ہوں گے، امراء وسلاطین کا نظم مملکت اس عدل وانصاف پر مبنی نہیں ہوگا جو پہلے زمانہ میں پایا جاتا تھا مسلمانوں کے قائد ورہنما مخلص (بے غرض اور دین وملت کے سچے خادم نہیں ہوں گے، برائیوں کا ظہور ہوگا، بدعتیں پیدا ہوں گی بدکار لوگ نیکو کاروں کے ساتھ اہل بدعت، اہل سنت کے ساتھ خلط ملط رہیں گے۔" تم ان میں دیندار بھی دیکھو گے اور بے دین بھی" کا مطلب یہ ہے کہ وہ لوگ بھلائی اور برائی دونوں کے ساتھ خلط ملط رکھنے کی وجہ سے متضاد اور مختلف اعمال وکردار اور طور طریقوں کے حامل ہوں گے؟ ان کی زندگی میں منکر یعنی بری باتوں کا چلن بھی ہوگا اور معروف یعنی اچھے کاموں کا عمل دخل بھی ہوگا۔ پس یہ جملہ بھی اسی مفہوم کو واضح کرتا ہے جو ماقبل کے جملوں نعم وفیہ دخن ویستون بغیر سنتی سے مراد لیا گیا ہے۔ بعض حضرات نے وضاحت کی ہے کہ اس ارشاد گرامی میں اسلام وہدایت کی روشنی کے بعد پیش آنے والی جس پہلی برائی یا فتنہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اس سے وہ فتنہ وفساد مراد ہے جو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے سانحہ شہادت کے وقت رونما ہوا اور پھر پیش آنے والی دوسری بھلائی کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اس سے مراد حضرت عمر بن عبدالعزیز کا زمانہ خلافت ہے، نیز منہم وتنکر یعنی تم ان میں دیندار بھی دیکھو گے اور بے دین بھی۔ میں جن لوگوں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے ان سے وہ امراء وسلاطین مراد ہیں جو حضرت عمر بن عبدالعزیز کے بعد حکمراں ہوئے چنانچہ ان میں سے بعض ایسے حکمران گزرے جو اپنی ذاتی زندگی میں بھی اور اپنے نظام سلطنت میں بھی کتاب وسنت کی ہدایت کو رہنما بناتے تھے اور عدل وانصاف کے تقاضوں کو پورا کرتے تھے۔ یا یہ کہ بعض ان میں سے ایسے تھے جو کبھی تو اچھے کام کرتے تھے اور کبھی خواہشات نفسانی میں پڑ کر برے کام کرتے تھے، اس وقت ان کے سامنے آخرت کا مفاد اور دار آخرت کے لئے تیاری کا جذبہ نہیں ہوتا تھا، بلکہ ان کا اصل مفاد اپنی ذاتی اغراض کو پورا کرنا اور ہر صورت اپنے اقتدار اور اپنی حکمرانی کو باقی رکھنا ہوتا تھا۔ اور بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ پہلی برائی سے مراد وہ فتنہ وفساد ہے جو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قتل کی صورت میں اور ان کے بعد رونما ہوا اور دوسری بھلائی سے وہ صلح صفائی ہے جو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت حسن رضی اللہ عنہما کے درمیان ہوئی اور دخن یعنی کدورت سے مراد وہ افسوسناک واقعات، حادثات ہیں جو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانے میں بعض امراء کے ذریعہ رونما ہوئے جیسے عراق میں زیاد کا فتنہ وفساد۔" جو دوزخ کے دروازوں پر کھڑے ہو کر بلائیں گے" یعنی ان مفاد پرست خود غرض اور گمراہ افراد کا ایک گروہ ہوگا جو لوگوں کو طرح طرح کے فریب اور مختلف لالچ اور بہلاووں کے ذریعہ گمراہی کی طرف بلائیں گے اور ان کو ہدایت وراستی سے دور رکھے گا۔ پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے گمراہی کی دعوت دینے والوں کی دعوت کو اور جن کو دعوت دی جائے گی ان کی طرف سے اس دعوت کو قبول کئے جانے کو ایک ایسا سبب قرار دیا ہے جس کے ذریعہ دعوت دینے والے، دعوت قبول کرنے والوں کو جہنم میں دھکیل دیں گے اس طرح وہ لوگ ان کی مکر وفریب دعوت کا شکار ہو کر جہنم میں پہلے جائیں گے، نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے گویا مکر وفریب کی تمام اقسام اور تمام صورتوں کو جہنم کے دروازوں کا قائم مقام قرار دیا ہے۔ بعض حضرات نے یہ کہا ہے کہ یہاں جن افراد کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ وہ لوگوں کو گمراہی کی طرف بلائیں گے ان سے وہ جاہ پسند اور حکومت واقتدار کے طلبگار مراد ہیں جو ملک وقوم پر اپنا تسلط قائم کرنے اور اقتدار پر قبضہ کرنے کے لئے اپنے گروہ بنائیں گے اور عام لوگوں کو طرح طرح کے فریب دے کر اپنے گرد جمع کریں گے تاکہ ان کی اجتماعی طاقت کے ذریعہ ملی سیادت اور ملک وحکومت پر قبضہ کر سکیں، جیسا کہ خوارج

اور روافض جیسے گمراہ فرقے اس ناپاک مقصد کے لئے پیدا ہوئے حالانکہ امارت وسیادت اور امانت وولایت کی کوئی بھی شرط وخصوصیت ان میں موجود نہیں پائی جائے گی۔ ایک بات یہ بھی قابل وضاحت ہے کہ جو یہ فرمایا گیا ہے کہ وہ دوزخ کے دروازوں پر کھڑے ہو کر لوگوں کو اپنی طرف بلائیں گے۔ تو دوزخ کے دروازوں پر کھڑے ہونا، مآل کار کے اعتبار سے فرمایا گیا ہے یعنی گمراہی کی طرف ان لوگوں کے بلانے کا مآل کار چونکہ یہ ہوگا کہ جو لوگ ان کے بلانے پر ان کی طرف چلے جائیں گے وہ دوزخ کے عذاب کے مستوجب بنیں گے۔ اس لئے گمراہی کی طرف ان کے بلانے کو دوزخ کے دروازوں پر کھڑے ہو کر بلانے سے تعبیر کیا گیا ہے۔ پس یہ ارشاد گرامی اسلوب کے اعتبار سے قرآن کریم اس آیت کی طرح ہے کہ (اِنَّ الَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ اَمْوَالَ الْیَتٰمٰی ظُلْمًا اِنَّمَا یَاْکُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِھِمْ نَارًا) 4۔ النساء:10) مسلم کی روایت کے آخری الفاظ کا مطلب یہ ہے کہ اگر تم کسی ایسے ملک میں رہتے ہو جہاں مسلمانوں کا باقاعدہ نظم سلطنت قائم ہے اور مسلمانوں کا امیر وامام موجود ہے تو وہاں کے سیاسی حالات میں تمہارے لئے کتنی ہی تنگی وسختی کیوں نہ ہو اور اس امیر وامام کی طرف سے تمہارے مال اور تمہاری جان کے تئیں ظلم ہی کیوں نہ ہوتا ہو یا تمہیں مارا پیٹا اور تمہارا مال واسباب چھینا کیوں نہ جاتا ہو، تم اس امیر وامام کے خلاف علم بغاوت ہرگز بلند نہ کرنا اور فتنہ وفساد کے دروازے نہ کھولنا بلکہ صبر وتحمل کی راہ اختیار کئے رہنا اور سخت سے سخت حالات میں بھی امام وقت سے بغاوت کر کے دین وملت کے شیرازہ کو منتشر کرنے کا سبب نہ بننا رہی بات یہ کہ اگر وہ امیر وامام مشروع امور کے ارتکاب کا حکم دے؟ تو اس صورت میں مسئلہ یہ ہے کہ اس کی اطاعت کی جائے ہاں اگر ان مشروع امور کے ارتکاب کے لئے کہا جائے کہ حکم عدولی کی صورت میں بھی اولیٰ کو اختیار کرنے کا جواز باقی رہتا ہے یعنی حکم عدولی کی صورت میں جان جانے کا خوف ہو تو غیر مشروع امر کا ارتکاب کیا جا سکتا ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص جان کی بازی لگا کر بھی غیر مشروع امر کے ارتکاب سے انکار کرے تو یہ سب سے اچھی بات ہوگی۔ اور اس سب سے اعلیٰ درجہ کو اختیار کرنے کا جواز ہے۔ آخر میں فاسمع واطع کے الفاظ جو دوبارہ ارشاد فرمائے گئے ہیں ان سے اس حکم کو مؤکد کرنا مقصود ہے کہ اپنے کو امام وقت کی اطاعت سے علیحدہ نہ کیا جائے اور سرکشی وبغاوت کے ذریعہ ملک وملت میں انتشار وتفریق کا فتنہ نہ اٹھایا جائے۔

فتنوں کے وقت گوشہ عافیت اختیار کر لینے کا بیان

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ عنقریب فتنوں کا ظہور ہوگا، یاد رکھو پھر فتنے پیدا ہوں گے اور یاد رکھو ان فتنوں میں سے ایک بہت بڑا فتنہ (یعنی مسلمانوں کی باہمی محاذ آرائی اور خونریزی کا حادثہ پیش آئے گا، اس فتنہ میں بیٹھا ہوا شخص چلنے والے شخص سے بہتر ہوگا اور چلنے والا شخص اس فتنہ کی طرف دوڑنے والے شخص سے بہتر ہوگا۔ پس آگاہ رہو! جب وہ فتنہ پیش آئے تو جس شخص کے پاس جنگل میں اونٹ ہوں وہ اپنے اونٹوں کے پاس جنگل میں چلا جائے جس شخص کے بکریاں ہوں وہ بکریوں کے پاس چلا جائے اور جس شخص کے پاس اس فتنہ کی جگہ کہیں دور کوئی زمین ومکان وغیرہ ہو وہ اپنی اس زمین پر یا اس مکان میں چلا جائے۔ (حاصل یہ کہ جس جگہ وہ فتنہ ظاہر ہو وہاں نہ ٹھہرے بلکہ اس جگہ کو چھوڑ کر کہیں دور چلا جائے اور گوشہ عافیت پکڑ لے یا اس فتنہ سے غیر متوجہ ہو کر اپنے کاروبار میں مشغول ومنہمک ہو جائے ایک شخص نے یہ سن کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ! مجھے یہ بتائیے کہ اگر کسی شخص کے پاس نہ اونٹ ہوں نہ بکریاں اور نہ کسی دوسری جگہ کوئی زمین ومکان

وغیرہ ہو جہاں وہ جا کر گوشہ عافیت اختیار کرے اور اس فتنہ کی جگہ سے دور رہ سکے تو اس کو کیا کرنا چاہئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس کو چاہئے کہ وہ اپنی تلوار کی طرف متوجہ ہو اور اس کو پتھر پر مار کر توڑ ڈالے۔ (یعنی اس کے پاس جو بھی آلات حرب اور ہتھیار ہوں ان کو بے کار اور نا قابل استعمال بنادے تا کہ اس کے دل میں جنگ و پیکار کا خیال ہی پیدا نہ ہو اور وہ مسلمانوں کے باہمی جنگ و جدل کے اس فتنہ میں شریک ہی نہ ہو سکے۔

یہ حکم اس لئے ہے کہ جس لڑائی میں دونوں طرف سے مسلمان برسر پیکار ہوں اور ایک دوسرے کی خونریزی کر رہے ہوں، اس میں شریک نہیں ہونا چاہئے۔ اور پھر اس شخص کو چاہئے کہ اگر وہ فتنہ کی جگہ سے بھاگ سکے تو جلد نکل بھاگے۔ تا کہ وہ اس فتنہ کے اثرات سے محفوظ رہ سکے۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے اللہ میں نے تیرے احکام تیرے بندوں کو پہنچادیئے۔ یہ الفاظ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار فرمائے ایک شخص نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھ یہ بتایئے کہ اگر مجھے مجبور کر کے یعنی زور و زبردستی سے لڑنے والے دونوں فریق میں سے کسی ایک فریق کی صف میں لے جایا جائے اور وہاں سے کسی شخص کی تلوار سے مارا جاؤں یا کسی کا تیر آ کر مجھ کو لگے جو مجھے موت کی آغوش میں پہنچادے تو اس صورت میں قاتل اور مقتول کا کیا حکم ہوگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تمہارا وہ قاتل اپنے اور تمہارے گناہ کے ساتھ لوٹے گا اور دوزخیوں میں شمار ہوگا۔

(مسلم، مشکوۃ المصابیح، جلد چہارم: رقم الحدیث، 1317)

علماء اسلام کے ہاں یہ ایک طویل بحث ہے کہ اگر افتراق و انتشار کا کوئی فتنہ ابھر آئے اور کچھ مسلمان دو فریق میں تقسیم ہو کر آپس میں جنگ و جدال کرنے لگیں تو اس وقت باقی مسلمانوں کا طرز عمل کیا ہونا چاہئے؟ اہل علم کی ایک جماعت کا یہ کہنا ہے کہ افتراق و انتشار اور مسلمانوں کی باہمی محاذ آرائی کی صورت میں کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ قتل و قتال میں شریک ہو، بلکہ جب مسلمانوں کے دو فریق آپس میں جنگ و جدال کریں تو اس میں شامل ہونے سے احتراز کرنا اور دونوں فریق سے یکسوئی وغیرہ جانب داری اختیار کر کے گوشہ عافیت پکڑنا واجب ہے۔

ان حضرات کی دلیل مذکورہ بالا ارشاد گرامی اور اس طرح کی دوسری احادیث ہیں۔ مشہور صحابی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور بعض دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم کا مسلک بھی یہی تھا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا قول یہ ہے کہ خونریزی کی ابتدا خود نہیں کرنی چاہئے لیکن اگر کوئی خونریزی کرے تو اس کا دفعیہ کرنا لازم ہے۔ جمہور صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین کا مسلک یہ ہے کہ اگر مسلمانوں میں باہمی پھوٹ پڑ جائے اور وہ ایک دوسرے کے خلاف نبرد آزما ہو کر قتل و قتال کرنے لگیں تو اس فریق کی حمایت کرنی چاہئے جو حق وانصاف پر ہو اور جو فریق ظلم و ناانصافی کی راہ اختیار کئے ہوئے ہو یا مسلمانوں کے امام و سردار سے بغاوت کر کے ملی افتراق و انتشار کا سبب بن رہا ہو اس کے خلاف قتال کرنا چاہئے کیونکہ اگر ایسا نہ کیا گیا تو فتنہ و فساد کا بازار گرم ہو جائے گا اور بغاوت و سرکشی کرنے والوں کی ہمت افزائی ہوگی۔

اس مسلک کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے۔ آیت (وَاِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا، الحجرات: 9) چنانچہ آیت کریمہ اس امر کو واضح طور پر ثابت کرتی ہے کہ جب مسلمانوں کے دو دو فریق باہمی قتل و قتال اور خونریزی میں مبتلا ہوں تو ان کے

درمیان صلح وصفائی کرانی چاہئے اور دونوں فریق کو اس فتنہ وانتشار سے دور کرنے کی کوشش کرنی چاہے۔ لیکن اگر ان دونوں میں سے کوئی فریق دوسرے فریق کے تئیں حد سے تجاوز کرے اور اس فتنہ کو جاری رکھنے اور بھڑکانے میں مصروف رہے تو پھر اس فریق کے خلاف کہ جو حد سے متجاوز اور فتنہ کو بھڑکانے کا باعث بن رہا ہو تلوار اٹھا لینی چاہئے اور اس کے ساتھ قتال کرنا چاہئے تاکہ وہ راہ حق پر آ جائے۔ "اپنے اور تمہارے گناہ کے ساتھ لوٹے گا" کے دو معنی بیان کئے گئے ہیں ایک تو یہ کہ اس شخص پر دو گناہ ہوں گے ایک گناہ تو اس کے اس عمل کا کہ اس نے حقیقت میں تمہیں مارا اور دوسرا تمہارا گناہ بایں اعتبار کہ اگر بالفرض تم اس کو مارتے اور اس کا گناہ تمہیں ہوتا تو گویا وہ گناہ بھی اس کے سر ڈال دیا جائے گا۔

پس از راہ زجر و توبیخ اس امر کو واضح کیا گیا ہے کہ اس فتنہ میں کسی ایسے مسلمان کو قتل کرنے کا گناہ کہ جو اس جنگ سے بیزار ہو مگر مجبوراً اس میں شریک ہو گیا ہو الضاعف یعنی دو گناہ ہو کر سر پڑے گا۔ اور دوسرے معنی یہ ہیں کہ اس شخص پر دو گناہ ہوں گے، ایک گناہ تو اس بغض وعداوت کا جو وہ مسلمانوں سے رکھتا تھا اور جس کے سبب تمہارا قتل ہوا اور دوسرا گناہ تمہارے قتل کا جو اس سے سرزد ہوا۔" اور دوزخیوں میں شمار ہوگا" اس کے بعد دوسرا جملہ یہ ہونا چاہئے تھا۔ کہ اور تم جنتیوں میں سے ہو گے۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسرا جملہ ارشاد نہیں فرمایا کیونکہ مذکورہ پہلے جملہ سے یہ مفہوم خود بخود واضح ہو جاتا ہے۔

قرب قیامت فتنوں کی کثرت کا بیان

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کے ایک بلند مکان کی چھت پر چڑھے اور پھر صحابہ کرام کو مخاطب کر کے فرمایا کہ۔ کیا تم اس چیز کو دیکھتے ہو جس کو میں دیکھ رہا ہوں؟ صحابہ نے جواب دیا کہ! آپ نے فرمایا کہ حقیقت یہ ہے کہ میں ان فتنوں کو دیکھ رہا ہوں جو تمہارے گھروں پر اس طرح برس رہے ہیں جس طرح مینہ برستا ہے۔

(بخاری ومسلم، مشکوۃ المصابیح، جلد چہارم: رقم الحدیث، 1319)

اطم" پہاڑ کی چوٹی قلعہ اور بلند مکان کو کہتے ہیں اور اطام اس کی جمع ہے یہاں اطام سے مراد مدینہ کے گرد واقع وہ فلک بوس مکانات اور قلعے ہیں جن میں وہاں کے یہودی رہا کرتے تھے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن انہی قلعوں میں سے ایک قلعہ کی چھت پر تشریف لے گئے اور پھر مذکورہ بالا حدیث ارشاد فرمائی۔ "میں ان فتنوں کو دیکھ رہا ہوں الخ" کی وضاحت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے گویا اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وقت جب کہ وہ قلعہ کی چھت پر چڑھے، فتنوں کا قریب ہونا دکھایا تاکہ وہ ان فتنوں کے بارے میں آگاہ کر دیں اور لوگ یہ جان کر کہ ان فتنوں کا نازل ہونا مقدر ہو چکا ہے ان سے بچنے کے طریقے اختیار کر لیں۔ اور اس بات کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں سے شمار کریں کہ آپ نے جو پیش گوئی فرمائی تھی وہ بالکل صحیح ثابت ہوئی۔

فتنہ قتل کی کثرت اور دہشت گردی کا بیان

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ وہ وقت بھی آنے والا ہے جب زمانے ایک دوسرے کے قریب ہوں گے علم اٹھا لیا جائے گا، فتنے پھوٹ پڑیں گے بخل ڈالا جائے گا اور ہرج زیادہ ہوگا۔ صحابہ نے یہ سن کر عرض کیا کہ ہرج کیا چیز ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قتل۔ (بخاری ومسلم، مشکوۃ المصابیح، جلد چہارم: رقم الحدیث، 1321)

زمانے ایک دوسرے کے قریب ہوں گے" کا مطلب یا تو یہ ہے کہ اس وقت دنیا کا زمانہ اور آخرت کا زمانہ ایک دوسرے کے قریب ہو جائیں گے، اس صورت میں قیامت کا قریب ہونا مراد ہوگا یا اس جملہ سے مراد زمانہ والوں میں سے بعض کا بعض کے ساتھ برائی اور بدی کے تعلق سے قریب ہونا ہے۔ یعنی اس زمانہ میں جو برے اور بدکار لوگ ہوں گے وہ ایک دوسرے کے قریب ونزدیک آ جائیں گے، یا یہ مطلب ہے کہ خود زمانہ کے اجزاء بدی و برائی کے اعتبار سے ایک دوسرے کے قریب اور مشابہ ہوں گے یعنی ایک زمانہ برائی اور بدی کا ماحول لئے ہوئے آئے گا اور اس کے بعد پھر دوسرا زمانہ بھی اسی طرح آئے گا، یا یہ مطلب ہے کہ ایک ایسا زمانہ آئے گا جس میں حکومتیں دیرپا نہیں ہوں گی اور مختلف انقلابات اور عوامل بہت مختصر مختصر عرصہ میں حکومتوں کو بدلتے رہیں گے۔ اور بعض حضرات نے یہ مطلب بیان کیا کہ آخر میں جو زمانہ آئے گا اس میں لوگوں کی عمریں بہت چھوٹی چھوٹی ہوں گی اور یہ احتمال بھی ہے کہ یہ جملہ دراصل گناہوں کے سبب زمانہ سے برکت کے ختم ہو جانے سے کنایہ ہو، یعنی آخر زمانہ میں جب کہ گناہوں کی کثرت ہو جائے اور لوگ دین شریعت کے تقاضوں اور اللہ و آخرت کے خوف سے بے پرواہ ہو کر عیش و عشرت اور راحت و غفلت میں پڑ جائیں گے تو زمانہ سے برکت نکل جائے گی۔

اور اس کے شب و روز کی گردش اتنی تیز اور دن رات کی مدت اتنی مختصر محسوس ہونے لگے گی کہ سالوں پہلے گزرا ہوا کوئی واقعہ کل کی بات معلوم ہوگا اور ہر وقت کی کمی کا شکوہ رنج نظر آئے گا۔ اس کی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے جس میں فرمایا گیا ہے کہ آخر زمانہ میں وقت اس طرح جلدی گزرے گا کہ ایک سال ایک مہینے کے برابر اور ایک مہینہ ایک ہفتہ کے برابر اور ایک ہفتہ ایک دن کے برابر معلوم ہوگا۔ "علم اٹھا لیا جائے گا" کا مطلب یہ ہے کہ اس زمانہ میں مخلص، باعمل اور حقیقی علم کے حامل اٹھا لئے جائیں گے اور اس طرح حقیقی علم مفقود ہو جائے گا نیز مختلف علمی فتنوں کا اندھیرا اس طرح پھیل جائے گا کہ علماء سو کے درمیان امتیاز کرنا مشکل ہوگا اور ہر طرف ایسا محسوس ہوگا جیسے علم کا چراغ گل ہو گیا ہے اور جہالت و نادانی کی تاریکی طاری ہوگئی ہے۔ "بخل ڈالا جائے گا" مطلب یہ ہے کہ آخر زمانہ میں لوگوں میں بخل کی خصلت نہایت پختہ ہو جائے گی اور یہ چیز یعنی بخل کی برائی ایک عام وبا کی طرح پھیل جائے گی، نیز لوگ اس بخل کے یہاں تک تابع ہو جائیں گے کہ صنعت و حرفت والے اپنی صنعتی اشیاء کو بنانے اور پیدا کرنے میں بخل و تنگی کرنے لگیں گے اور مال کی تجارت ولین دین کرنے والے لوگ اپنے مال کو چھپا کر بیٹھ جائیں گے یہاں تک کہ ضروری اشیاء کو بھی فراہم کرنے اور دینے سے انکار کرنے لگیں گے۔

اس سے معلوم ہوا کہ بخل ڈالا جائے گا سے لوگوں میں اصل بخل کا پایا جانا مراد نہیں ہے کیونکہ اصل بخل تو انسان کی جبلت میں پڑا ہوا ہے اور اس اعتبار سے یہ بات پہلے زمانہ کے لوگوں کے بارے میں بھی نہیں کی جاسکتی کہ ان میں سرے سے بخل کا وجود نہیں تھا۔ لیکن اس سے یہ نتیجہ بھی اخذ نہیں کیا جاسکتا چونکہ اصل بخل انسان کی جبلت میں پڑا ہوا ہے اس لئے کوئی بھی شخص نہ پہلے زمانوں میں اس خصلت سے کلیۃ محفوظ رکھ سکتا ہے اور جیسا کہ اس آیت (وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ،التغابن: 16) سے واضح ہوتا ہے ایسے پاک نفس انسان سے پہلے بھی گزرے ہیں اب بھی موجود ہیں اور آئندہ بھی موجود رہیں گے یہ اور بات ہے کہ زمانہ کے اثرات کی وجہ سے ایسے پاک نفسوں کی تعداد ہر آنے والے زمانہ میں پہلے سے کم ہوتی جائے۔

"ہرج" کے معنی ہیں فتنہ اور خرابی میں پڑنا اور جیسا کہ قاموس میں لکھا ہے جب یہ کہا جاتا ہے کہ ہرج اناس تو اس کے معنی یہ ہوتے ہیں لوگ فتنے میں پڑ گئے اور قتل و اختلاط یعنی خونریزی اور کاموں کے خلط ملط ہو جانے کی وجہ سے اچھے برے کی تمیز نہ کر سکنے کی آفت میں مبتلا ہو گئے پس اس ارشادِ گرامی "ہرج" سے مراد خاص طور پر وہ قتل و خونریزی ہے جو مسلمانوں کے باہمی افتراق و انتشار کے فتنہ کی صورت میں اور اچھے برے کاموں کی تمیز مفقود ہونے کی وجہ سے پھیل جائے۔

31 - باب مَثَلِ الْمُنَافِقِ .

یہ باب ہے کہ منافق کی مثال

5052 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَثَلُ الْمُنَافِقِ كَمَثَلِ الشَّاةِ الْعَائِرَةِ بَيْنَ الْغَنَمَيْنِ تَعِيرُ فِي هٰذِهٖ مَرَّةً وَّفِي هٰذِهٖ مَرَّةً لَا تَدْرِي اَيَّهَا تَتْبَعُ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''منافق کی مثال' اس بکری کی مانند ہے' جو دو ریوڑوں کے درمیان اِدھر اُدھر گھومتی پھرتی ہے' کبھی وہ اِس میں آتی ہے کبھی وہ اُس میں آتی ہے' اسے یہ پتہ نہیں چلتا کہ وہ کس کے ساتھ جائے؟''۔

32 - باب مَثَلِ الَّذِي يَقْرَاُ الْقُرْآنَ مِنْ مُؤْمِنٍ وَّمُنَافِقٍ .

یہ باب ہے کہ اس شخص کی مثال' جو مومن ہو یا منافق ہو اور قرآن پڑھتا ہو

5053 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ اَبَا مُوْسَى الْاَشْعَرِيَّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِي يَقْرَاُ الْقُرْآنَ مَثَلُ الْاُتْرُجَّةِ طَعْمُهَا طَيِّبٌ وَّرِيْحُهَا طَيِّبٌ وَّمَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِي لَا يَقْرَاُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ التَّمْرَةِ طَعْمُهَا طَيِّبٌ وَّلَا رِيْحَ لَهَا وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِي يَقْرَاُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الرَّيْحَانَةِ رِيْحُهَا طَيِّبٌ وَّطَعْمُهَا مُرٌّ وَّمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِي لَا يَقْرَاُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الْحَنْظَلَةِ طَعْمُهَا مُرٌّ وَّلَا رِيْحَ لَهَا" .

5052-اخرجه مسلم في صفات المنافقين و احكامهم . (الحديث 17م) . تحفة الاشراف (8472) .

5053-اخرجه البخاري في فضائل القرآن، باب فضل القرآن على سائر الكلام (الحديث 5020)، وباب اثم من راء ى بقراءة القرآن او تاكل به او فجر به (الحديث 5059) و في الاطعمة، باب ذكر الطعام (الحديث 5427)، و في التوحيد، باب قراءة الفاجر والمنافق و اصواتهم و تلاوتهم لا تجاوز حناجرهم (الحديث 4560) واخرجه مسلم في صلاة المسافرين و قصرها، باب فضيلة حافظ القرآن (الحديث 243) و اخرجه ابو داؤد في الادب، باب من يومر ان يجالس (الحديث 4829) مطولاً، و (الحديث 4830) . و اخرجه الترمذي في الامثال، باب ما جاء في مثل المومن القارىء للقرآن و غير القارى ء (الحديث 2865) و اخرجه ابن ماجه في المقدمة، باب فضل من تعلم القرآن و علمه (الحديث 214) . تحفة الاشراف (8981) .

☆☆ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''وہ مومن جو قرآن پڑھتا ہے' اس کی مثال نارنگی کی طرح ہے' جس کا ذائقہ بھی اچھا ہوتا ہے اور اس کی خوشبو بھی اچھی ہوتی ہے' اور جو مومن قرآن نہیں پڑھتا' اس کی مثال کھجور کی طرح ہے' جس کا ذائقہ اچھا ہوتا ہے اور پاکیزہ ہوتا ہے' لیکن خوشبو نہیں ہوتی اور وہ منافق' جو قرآن پڑھتا ہے' اس کی مثال ریحانہ پھل کی طرح ہے' جس کی خوشبو اچھی ہوتی ہے' لیکن اس کا ذائقہ کڑوا ہوتا ہے' اور وہ منافق جو قرآن نہیں پڑھتا' اس کی مثال حنظلہ کی طرح ہے' جس کا ذائقہ بھی کڑوا ہوتا ہے اور اس میں خوشبو بھی نہیں ہوتی''۔

شرح

قرآن کریم پڑھنے والا مسلمان سنگترے کی مانند یوں ہوا کہ وہ خوش مزہ اور لطیف تو اس وجہ سے ہے کہ اس میں ایمان کی چاشنی جاگزیں ہوتی ہے اور خوشبو صفت اس لئے ہوتا ہے کہ نہ صرف یہ کہ لوگ اس کی قرات وتلاوت سن کر ثواب پاتے ہیں بلکہ اس سے قرآن سیکھتے بھی ہیں۔

33 - باب عَلَامَةِ الْمُؤْمِنِ .

یہ باب ہے کہ مومن کی علامت

5054 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى يُحِبَّ لِاَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ" .

قَالَ الْقَاضِي - يَعْنِي ابْنَ الْكَسَّارِ - سَمِعْتُ عَبْدَ الصَّمَدِ الْبُخَارِيَّ يَقُوْلُ حَفْصُ بْنُ عُمَرَ الَّذِي يَرْوِي عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مَهْدِيّ لَا اَعْرِفُهُ اِلَّا اَنْ يَكُونَ سَقَطَ الْوَاوُ مِنْ حَفْصِ بْنِ عَمْرٍو الرَّبَالِيِّ الْمَشْهُوْرُ بِالرِّوَايَةِ عَنِ الْبَصْرِيِّينَ وَهُوَ ثِقَةٌ ذَكَرَهُ فِي هٰذَا الْخَبَرِ فِي حَدِيْثِ مَنْصُوْرِ بْنِ سَعْدٍ فِي بَابِ صِفَةِ الْمُسْلِمِ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ لَا اَعْلَمُ رَوَى حَدِيْثَ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ الْمَرْفُوعَ "اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ" . بِزِيَادَةِ قَوْلِهِ "وَاسْتَقْبَلُوا قِبْلَتَنَا وَاَكَلُوا ذَبِيحَتَنَا وَصَلَّوْا صَلَاتَنَا" . عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيلِ اِلَّا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الْمُبَارَكِ وَيَحْيَى بْنَ اَيُّوْبَ الْبَصْرِيَّ وَهُوَ فِي هٰذَا الْجُزْءِ فِي بَابِ مَا يُقَاتِلُ النَّاسَ .

☆☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''کوئی بھی شخص اس وقت تک (کامل) مومن نہیں ہو سکتا' جب تک وہ اپنے بھائی کے لئے اسی چیز کو پسند نہیں کرتا' جو وہ اپنے لیے پسند کرتا ہے''۔

قاضی ابن کسار کہتے ہیں: میں نے عبدالصمد بخاری کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے' حفص بن عمرو ہے' جس نے عبدالرحمٰن بن مہدی

5054-تقدم (الحديث 5031) .

سے روایت نقل کی ہے' میں اس سے واقف نہیں ہوں البتہ یہ ہوسکتا ہے کہ حفص بن عمرو ربالی کے نام میں سے' آخر سے ''و'' گر گئی ہو' یہ وہ شخص ہے' جو اہل بصرہ سے روایت کرنے کے حوالے سے مشہور ہے اور یہ ثقہ ہے۔ اس کا تذکرہ اس روایت میں ہے' جو منصور بن سعد نے نقل کی۔ میں نے انہیں یہ بھی کہتے ہوئے سنا ہے کہ میرے علم کے مطابق کوئی ایسا شخص نہیں ہے' جس نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول مرفوع حدیث ''مجھے اس بات کا حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں کے ساتھ جنگ'' اس نے اس روایت میں ان الفاظ کا اضافہ نقل کیا ہے:

''وہ ہمارے قبلہ کی طرف رخ کرے اور ہمارا ذبیحہ کھائے اور ہماری نماز ادا کرے''

یعنی اس روایت کو حمید طویل کے حوالے سے' جس نے روایت کیا ہے' یہ روایت صرف عبداللہ بن مبارک اور یحییٰ بن ایوب بصری نے روایت کی ہے اور یہ روایت اس جزء میں باب ''کس بنیاد پر لوگوں کے ساتھ جنگ کی جائے؟'' میں مذکور ہے۔

اہل ایمان واہل جنت کی علامات کا بیان

جنت ایک مومن کی زندگی کا نصب العین ہوتی ہے۔ یہاں اللہ تعالیٰ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے اہل ایمان کو جنت ایک معاہدے کی صورت میں بیچ دی ہے۔ اس سودے میں اہل ایمان سے جو مطالبات کیے گئے ہیں وہ درج ذیل ہیں۔

1۔ جہاد (وہ اللہ کی راہ میں لڑتے اور مارتے اور مرتے ہیں)

وضاحت: جہاد شریعت اسلامی کا ایک عظیم اور ابدی حکم ہے۔ قرآن میں جگہ جگہ اس کی فضیلت بیان ہوئی ہے۔ تاہم جہاد میں انسانی جان لینے اور دینے کی نوبت آتی ہے۔ اس حکم کو حدود و قیود کے ساتھ بیان نہ کیا جائے تو بدترین فساد پیدا ہوسکتا ہے۔ اس لیے قرآن حکیم نے جہاد کے فضائل کے ساتھ اس کے قانون اور اس حوالے سے عائد ہونے والے پابندیوں کو بھی تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے۔ ان آیات میں جہاد کی فضیلت کے ساتھ دو اہم ترین باتوں کا ذکر کیا گیا ہے۔

ایک یہ کہ یہ فضیلت ان لوگوں کو ملے گی جن کا جہاد اپنی قوم، اپنے گروہ، اپنے تعصبات اور کسی قوم کی دشمنی کے بجائے خالص اللہ کی رضا کے لیے اور اس کی راہ میں ہوتا ہے۔ دوسری اہم حقیقت یہاں یہ بیان ہوئی ہے کہ جہاد ہمیشہ دوطرفہ میدان جنگ میں ہوتا ہے جہاں دونوں فریق ایک دوسرے کی جان کے درپے ہوتے ہیں۔ ایسے میں لوگ مرتے بھی اور مارتے بھی ہیں۔ کسی نہتے شخص کو قتل کرنا جو پرامن ہو اور جنگ میں شریک نہ ہو کسی صورت میں جہاد نہیں ہے۔ اس پر کسی فضیلت کا تو کیا سوال ہے بلکہ وہ ساری وعیدیں اس پر لاگو ہو جائیں گی جو پیچھے انسانی جان کی حرمت کو پامال کرنے والے شخص کے لیے بیان ہوئی ہیں۔ ان میں ابدی جہنم کی سزا بھی شامل ہے۔

حدیث: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کونسا عمل افضل ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان لانا، کہا گیا کہ پھر کونسا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنا، کہا گیا کہ اس کے بعد کونسا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حج مبرور (مقبول حج)۔

(صحیح بخاری: جلد اول: رقم الحدیث، 25)

حدیث: ابوموسیٰ اشعری کا بیان ہے کہ ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوچھا کہ کوئی مال غنیمت حاصل کرنے کے لیے لڑتا ہے، کوئی شہرت اور ناموری کے لیے لڑتا ہے، کوئی اپنی بہادری دکھانے کے لیے لڑتا ہے، فرمایئے کہ ان میں سے کس کی لڑائی اللہ کی راہ میں ہے؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ اللہ کی راہ میں لڑائی تو صرف اس کی ہے جو شخص اللہ کا بول بالا کرنے کے لیے میدان میں اترے۔ (بخاری رقم 2810)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اس حال میں مرا کہ نہ تو اس نے کبھی جہاد کیا اور نہ اپنے دل میں اس کی تمنا کی، تو وہ نفاق کی ایک صفت پر مرا۔ (مسلم)

2۔ توبہ کرنے والے (اللہ کی طرف بار بار پلٹنے والے)

وضاحت: توبہ کو یہاں اہل ایمان کا ایک مستقل وصف قرار دیا گیا ہے۔ جس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ ایسا نہیں کہ بندہ مومن کبھی غلطی نہیں کرتا بلکہ جب کبھی اس پر غفلت یا بھول طاری ہوتی ہے وہ فوراً رجوع کرتا ہے۔ اسی طرح اس کے نیک اعمال بھی اسے مغرور نہیں کرتے بلکہ خدا کی عظمت کے احساس سے اسے اپنا ہر عمل اتنا حقیر لگتا ہے کہ وہ مسلسل نیکیاں کرتا ہے اور پھر بھی توبہ کرتا رہتا ہے۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ عزوجل نے فرمایا میں اپنے بندے کے ساتھ وہی معاملہ کرتا ہوں جس کا وہ میرے ساتھ گمان کرتا ہے اور جب وہ مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔ اللہ کی قسم اللہ اپنے بندے کی توبہ پر اس سے زیادہ خوش ہوتا ہے جتنا تم میں سے کوئی اپنی گمشدہ سواری کو جنگل میں پالینے سے خوش ہوتا ہے۔ اور جو ایک بالشت میرے قریب ہوتا ہے میں ایک ہاتھ اس کے قریب ہوتا ہوں اور جو ایک ہاتھ میرے قریب ہوتا ہے میں دو ہاتھ اس کے قریب ہوتا ہوں اور جو میری طرف چل کر آتا ہے میری رحمت اس کی طرف دوڑ کر آتی ہے۔

(صحیح مسلم: جلد سوم: رقم الحدیث، 2455)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر آدمی خطا کار ہے اور خطا کاروں میں وہ بہت اچھے ہیں جو (خطا وقصور کے بعد) مخلصانہ توبہ کریں اور اللہ کی طرف رجوع ہو جائیں۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

3۔ عبادت گزار (اس کی بندگی بجالانے والے)

وضاحت: خدا کے دین کی مدد کرتے ہوئے ایسا نہیں ہوتا کہ بندہ مومن اس کی عبادت سے غافل ہو جاتا ہے۔ بلکہ عبادت گزاری کا عنصر اور بڑھ جاتا ہے۔ وہ فرض عبادات تک محدود نہیں رہتا بلکہ نوافل کی بھی کثرت اختیار کرتا ہے۔ یہی چیز عبادت گزاری کو اس کی زندگی کا مستقل وصف بنا دیتی ہے۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سات قسم کے آدمیوں کو اپنے سایہ میں لے گا جس دن کہ اس کے سایہ کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا، امام عادل اور وہ جوان جس نے اپنی جوانی اللہ کی راہ میں صرف کی ہو اور وہ مرد جس نے اللہ کو تنہائی میں یاد کیا اور اس کی آنکھوں سے آنسو جاری

ہو گئے، اور وہ آدمی جس کا دل مسجد میں اٹکا ہوا ہے اور وہ دو آدمی جو آپس میں خدا کے لئے محبت کریں اور وہ جسے کوئی منصب والی عورت اپنی طرف بلائے اور وہ کہے کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں اور وہ جو پوشیدگی سے اس طرح صدقہ کرے کہ بائیں ہاتھ کو خبر نہ ہو کہ دائیں ہاتھ نے کیا دیا۔ (صحیح بخاری: جلد سوم: رقم الحدیث، 1711)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین چیزیں ہیں جن کی طرف دیکھ کر اللہ خوش ہوتا ہے۔ ایک اس آدمی کو دیکھ کر جو رات میں اٹھ پڑتا ہے۔ دوسرے ان لوگوں کو دیکھ کر جو نماز میں صف بند ہوتے ہیں۔ تیسرے ان لوگوں کو دیکھ کر جو دشمن کے مقابلے میں لڑنے کے لیے صفیں قائم رکھتے ہیں۔ (بحوالہ ایضاً)

4۔ حمد اور شکر گزار (اس کی تعریف کے گن گانے والے)

وضاحت: بندہ مومن خدا کے دین کی مدد میں اپنا جان مال سب لگا دیتا ہے، مگر یہ اس کے لیے نقصان کا نہیں بلکہ فائدے کا سودا ہوتا ہے۔ چنانچہ وہ ہر دم رب کی حمد و ثنا بیان کرتا ہے۔ یہ حمد و ثنا اور شکر گزاری جنت کی نعمتوں پر بھی ہوتی ہے، دین کی خدمت کی توفیق پر بھی اور دنیا میں ملنے والی مادی نعمتوں پر بھی۔ مومن نہ ناشکرا ہوتا ہے نہ نعمتوں میں پڑ کر غافل ہونے والا۔

حدیث: سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب کوئی خوشی کی خبر آتی یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بشارت دی جاتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کا شکر کرتے ہوئے سجدے میں گر جاتے تھے۔ (سنن ابو داود رقم الحدیث، 2774)

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ کرام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ کونسا مال بہتر ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہترین مال اللہ کو یاد کرنے والی زبان شکر کرنے والا دل اور مومن بیوی ہے جو اسے اس کے ایمان میں مدد دے۔ (جامع ترمذی: جلد دوم: رقم الحدیث، 1037)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ہاں تشریف لائے اور ہم نے آپ کو تر و تازہ کھجوریں کھلائیں اور ٹھنڈا پانی پلایا۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ ان نعمتوں میں سے ہیں جن کے بارے میں تم سے سوال کیا جائے گا۔ (مسند احمد)

5۔ سیاحت کرنے والے (اس کی خاطر زمین میں گردش کرنے والے)

وضاحت: سیاحت کے لفظی معنی زمین پر چلنے پھرنے کے ہیں۔ لیکن یہاں مراد اللہ کی رضا کے حصول اور اس کے دین کی مدد کے لیے دوڑ دھوپ کرنے کے ہیں۔ اس میں وہ تمام سرگرمیاں شامل ہیں جو مومن اپنی اصلاح، دین کو بھنے سمجھانے، اسے پھیلانے کے لیے کرتا ہے اور اس میں اپنا آرام و راحت قربان کر دیتا ہے۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک صبح کو راہ خدا میں نکلنا یا ایک شام کو نکلنا دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔ (بخاری، مسلم)

حضرت ابو عبس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ نہیں ہو سکتا کہ کسی بندے کے قدم راہ خدا میں چلنے سے گرد آلود ہوئے ہوں، پھر ان کو دوزخ کی آگ چھو سکے۔ (بخاری)

حضرت عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دین جب شروع ہوا تو وہ غریب (لوگوں کے لیے اجنبی اور کسمپرسی کی حالت میں) تھا۔ پس شادمانی ہو غرباء کے لیے اور (غرباء سے مراد) وہ لوگ ہیں: جو اس فساد اور بگاڑ کی اصلاح کی کوشش کریں گے جو میرے بعد میرے طریقہ میں لوگ پیدا کریں گے۔ (ترمذی)

6۔ رکوع وسجدہ کرنے والے (اس کے آگے رکوع اور سجدے کرنے والے)

وضاحت: اوپر عبادت گزاری کے بعد یہاں رکوع وسجدہ کی تعبیر خاص طور پر نفل اور تنہائی میں پڑھی جانے والی نمازوں کے لیے استعمال ہوئی ہے۔ اس سے ان نمازوں کی اہمیت کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، میں نے خود سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے: فرض نماز کے بعد سب سے افضل نماز رات میں پڑھی جانے والی نماز ہے۔ (مسند احمد)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت کے سردار حاملین قرآن اور نماز شب ادا کرنے والے ہیں۔ (البیہقی)

7۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے والے (نیکی کا حکم دینے والے، بدی سے روکنے والے)

وضاحت: اوپر بیان کردہ زیادہ تر خصوصیات اپنی ذات سے متعلق تھیں، مگر اس صفت کا تعلق دوسروں سے ہے۔ یعنی یہ لوگ خود نہ صرف جنت میں جانا چاہتے ہیں بلکہ دوسروں کو بھی اس میں لے جانے کی کوشش کرتے ہیں اور اس کے لیے لوگوں کو نیکی و معروف کی تلقین اور منکرات سے بچنے کی تاکید کرتے ہیں۔

حدیث: حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ کسی قوم میں کوئی آدمی ہو جو ایسے اعمال کرتا ہو جو گناہ اور خلاف شریعت ہیں اور اس قوم اور جماعت کے لوگ اس کی قدرت اور طاقت رکھتے ہوں کہ اس کی اصلاح کردیں اور اس کے باوجود اصلاح نہ کریں تو ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ مرنے سے پہلے کسی عذاب میں مبتلا فرمائے گا۔ (ابی داؤد، ابن ماجہ)

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب بنی اسرائیل خدا کی نافرمانیوں کے کام کرنے لگے تو ان کے علما نے انہیں روکا، لیکن وہ نہیں رکے، تو ان کے عالم ان کی مجلسوں میں بیٹھنے لگے اور ان کے ساتھ کھانے پینے لگے۔ جب ایسا ہوا تو اللہ نے ان سب کے دل ایک جیسے کردیے اور پھر حضرت داؤد علیہ السلام اور عیسیٰ بن مریم علیہ لسلام کی زبان سے ان پر لعنت کی۔ یہ اس لیے کہ انہوں نے نافرمانی کی راہ اختیار کی اور اسی میں بڑھتے چلے گئے۔ حدیث کے راوی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ٹیک لگائے بیٹھے تھے، پھر سیدھے بیٹھ گئے اور فرمایا: نہیں! اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے، تم ضرور لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے رہو گے اور برائیوں سے روکتے رہو گے اور ظالم کا ہاتھ پکڑو گے اور ظالم کو حق پر جھکاؤ گے۔ اگر تم لوگ ایسا نہ کرو گے تو تم سب کے دل بھی ایک ہی طرح کے ہوجائیں گے اور پھر اللہ تمھیں اپنی رحمت اور ہدایت سے دور پھینک دے گا۔ جس طرح بنی اسرائیل کے ساتھ اس نے معاملہ کیا۔ (مشکوۃ)

8۔اللہ کی حدود کی حفاظت کرنے والے (اور اللہ کی حدود کی حفاظت کرنے والے)

وضاحت: اللہ تعالیٰ نے فطری طور پر انسان کو بہت سی حدود کا پابند کیا ہے۔ان کا ذکر منکرات کے عنوان سے پیچھے گزرا ہے۔ اسی طرح انہوں نے ایک شریعت دی ہے، جس میں زندگی کے بعض معاملات کے بارے میں کچھ حدود کا پابند کیا ہے۔ایک مومن ہمیشہ ان حدود کا پاس رکھتا ہے اور ان کے قریب بھی نہیں پھٹکتا۔

حدود کی حفاظت کا یہ وہ عظیم حکم ہے جو اس پوری شریعت اور اس کے تمام احکام کا احاطہ کر لیتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے ہم مسلمانوں کو عطا فرمائی ہے۔تاہم شریعت کے بیشتر قانونی احکام علی الاطلاق نہیں بلکہ اکثر حالات و احوال کے لحاظ سے فرض ہوتے ہیں۔تاہم جب جب بندہ مومن کے سامنے شریعت کا کوئی بھی مطالبہ آتا ہے تو اسے اللہ اور اس کے رسول کا حکم سمجھ کر اس کا سر جھک جاتا ہے۔

حدیث: نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ حلال ظاہر ہے اور حرام (بھی ظاہر ہے) اور دونوں کے درمیان میں شبہ کی چیزیں ہیں کہ جن کو بہت سے لوگ نہیں جانتے، پس جو شخص شبہ کی چیزوں سے بچے اس نے اپنے دین اور اپنی آبرو کو بچالیا اور جو شخص شبہے (کی چیزوں) میں مبتلا ہو جائے (اس کی مثال ایسی ہے) جیسے کہ جانور شاہی چراگاہ کے قریب چر رہا ہو جس کے متعلق اندیشہ ہوتا ہے کہ ایک دن اس کے اندر بھی داخل ہو جائے (لوگو! آگاہ ہو جاؤ کہ ہر بادشاہ کی ایک چراگاہ ہے، آگاہ ہو جاؤ کہ اللہ کی چراگاہ اس کی زمین میں اس کی حرام کی ہوئی چیزیں ہیں، خبردار ہو جاؤ! کہ بدن میں ایک ٹکڑا گوشت کا ہے، جب وہ سنور جاتا ہے تو تمام بدن سنور جاتا ہے اور جب وہ خراب ہو جاتا ہے تو تمام بدن خراب ہو جاتا ہے، سنو وہ ٹکڑا دل ہے۔ (صحیح بخاری: جلد اول: رقم الحدیث، 51)

كِتَابُ الزِّيْنَةُ

یہ کتاب سجاوٹ کے بیان میں ہے

لباس کے نازل ہونے کا بیان

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "اے اولادِ آدم! بیشک ہم نے تم پر ایسا لباس نازل کیا ہے جو تمہاری شرم گاہوں کو چھپاتا ہے اور وہ تمہاری زینت (بھی) ہے اور تقویٰ کا لباس، وہی سب سے بہتر لباس ہے، یہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہے تا کہ وہ نصیحت حاصل کریں۔ (اعراف،۲۶)

لباس کے معنی ومفہوم کا بیان

لباس: یہ لبس سے بنا ہے۔ لبس کا اصل معنی ہے کسی شئے کو چھپالینا۔ ہر وہ چیز جو انسان کی قبیح چیز کو چھپالے، اس کو لباس کہتے ہیں۔ شوہر اپنی بیوی اور بیوی اپنے شوہر کو قبیح چیزوں سے چھپالیتی ہے۔ وہ ایک دوسرے کی عفت کی حفاظت کرتے ہیں اور خلاف عفت چیزوں سے ایک دوسرے کے لیے مانع ہوتے ہیں۔ اس لیے انہیں ایک دوسرے کا لباس فرمایا ہے۔ "ھن لباس لکم وانتم لباس لھن: وہ تمہارے لیے لباس ہیں اور تم ان کے لیے لباس ہو۔ (البقرہ:187)

لباس سے انسان کی زینت ہوتی ہے۔ اسی اعتبار سے فرمایا ہے لباس التقوی۔ تقویٰ کا معنی ہے برے عقائد اور برے اعمال کو ترک کرنا اور پاکیزہ سیرت کو اپنانا۔ جس طرح کپڑوں کا لباس انسان کو سردی، گرمی اور برسات کے موسموں کی شدت سے محفوظ رکھتا ہے، اسی طرح تقویٰ کا لباس انسان کو اخروی عذاب سے محفوظ رکھتا ہے۔

(المفردات، ج2، ص576، مع توضیح، مکتبہ نزار مصطفی الباز، مکہ مکرمہ، 1418ھ)

ریش: ریش پرندہ کے پر کو کہتے ہیں اور چونکہ پر، پرندے کے لیے ایسے ہیں جیسے انسان کے لیے لباس، اس لیے انسان کے لباس کو بھی ریش کہتے ہیں اور ریش سے زینت اور خوبصورتی کا معنی بھی مراد ہوتا ہے۔ (المفردات، ج1، ص271، مطبوعہ مکہ مکرمہ)

لا یفتنکم: کہیں تم کو فتنہ میں نہ ڈال دے۔ فتنہ کا معنی ہے ابتلا اور امتحان۔ جس طرح ابلیس نے حضرت آدم اور حوا کو شجر ممنوع کی طرف مائل کر کے اس کو کھانے یا نہ کھانے کی آزمائش میں ڈال دیا تھا، اسی طرح وہ تم کو بھی ممنوع کاموں کی طرف راغب کر کے آزمائش میں نہ ڈال دے۔

آیات سابقہ سے مناسب: حضرت آدم (علیہ السلام) کے واقعہ میں اللہ تعالیٰ نے یہ ذکر فرمایا ہے کہ جب ان کی شرم گاہ کھل

گئی تو وہ اس کو درخت کے پتوں سے ڈھانپنے لگے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہاں پر یہ بیان فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے لباس اس لیے پیدا فرمایا ہے کہ اس سے لوگ اپنی شرم گاہوں کو چھپائیں اور اس پر متنبہ فرمایا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان اور انعام ہے کہ اس نے لباس کے ذریعہ لوگوں کو اپنی ستر پوشی پر قادر فرمایا۔ اس آیت میں فرمایا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ نے لباس کو نازل فرمایا۔ اس کا معنی یہ ہے کہ لباس کے مادی اجزاء مثلاً کپاس وغیرہ کو پیدا کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پانی نازل فرمایا۔

دوسری وجہ مناسبت یہ ہے کہ اس سے پہلی آیات میں حضرت آدم اور حضرت حوا کو زمین پر اترنے کا حکم دیا اور زمین کو ان کے لیے جائے قرار بنایا۔ اب یہ بتایا ہے کہ زمین پر رہنے کے لیے انسان کو جن چیزوں کی ضرورت ہوسکتی ہے، وہ سب اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے پیدا فرمائی ہیں اور ان چیزوں میں سے دین اور دنیا کی ضروریات پوری کرنے کے لیے لباس ہے اور اس کا تقاضا یہ ہے کہ انسان اس عظیم نعمت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے اور اخلاص کے ساتھ اس کی عبادت کرے۔

امام احمد بن حنبل متوفی 241ھ روایت کرتے ہیں: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تین درہم کا ایک کپڑا خریدا آپ نے اس کو پہننے کے بعد کہا: اللہ کے لیے حمد ہے جس نے مجھے ایسا لباس عطا کیا جس سے میں لوگوں میں جمال حاصل کروں اور اس سے اپنی شرم گاہ کو چھپاتا ہوں، پھر کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح فرماتے ہوئے سنا ہے۔

(مسند احمد، ص 157، تفسیر ابن ابی حاتم، ج5، ص 1457، مکتبہ نزار مصطفیٰ، درمنثور، ج3، ص 435)

مرد اور عورت کی شرم گاہوں کے مصادیق میں مذہب فقہاء

انسان کی شرم گاہ، جس کا چھپانا فرض ہے، اس کے مصداق میں بھی فقہاء کا اختلاف ہے۔ ابن ابی ذئب، داود ظاہری، (غیر مقلدین کے امام) ابن ابی عبلہ اور ابن جریر طبری کا موقف یہ ہے کہ مرد اور عورت کے صرف بول و براز (پیشاب، پاخانہ) کی جگہ شرم گاہ ہے اور اس کا چھپانا واجب ہے۔ جیسا کہ اس آیت میں ہے لباسا یواری سواتکم۔

امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی 256ھ روایت کرتے ہیں: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ خیبر میں گئے۔ ہم نے وہاں منہ اندھیرے صبح کی نماز پڑھی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہوئے اور میں بھی حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ غزوہ خیبر میں گئے۔ ہم نے وہاں منہ اندھیرے صبح کی نماز پڑھی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہوئے اور میں بھی حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے پیچھے ایک سواری پر سوار ہوا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کی گلیوں میں گھوڑے کو دوڑایا۔ اس وقت میرا گھٹنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ران سے مس کررہا تھا، پھر آپ نے اپنی ران سے چادر ہٹائی حتیٰ کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ران کی سفیدی کی طرف دیکھتا رہا۔ (الحدیث) (صحیح بخاری، ج1، رقم الحدیث: 371، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ، بیروت، 1412ھ)

اس حدیث سے ان علماء نے یہ ثابت کیا ہے کہ ران شرم گاہ نہیں ہے۔ امام مالک نے کہا ہے کہ ناف شرم گاہ نہیں ہے اور کوئی شخص اپنی بیوی کے سامنے اپنی ران کو عریاں کرے تو میں اس کو مکروہ قرار دیتا ہوں۔ امام شافعی نے کہا صحیح یہ ہے کہ ناف اور گھٹنے شرم گاہ نہیں ہیں۔

ناف کے شرم گاہ نہ ہونے پر دلیل یہ حدیث ہے: امام احمد بن حنبل متوفی 241ح روایت کرتے ہیں: عمیر بن اسحاق بیان

کرتے ہیں کہ میں حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا۔ ہماری حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت حسن سے کہا: مجھے اپنی قمیص اٹھا کر دکھاؤ، میں تمہیں اس جگہ بوسہ دوں گا جہاں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بوسہ دیتے ہوئے دیکھا ہے۔ پھر حضرت ابو ہریرہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی ناف پر بوسہ دیا۔ (مسند احمد، ج4،ص 493،255، دار الفکر طبع قدیم، شیخ احمد شاکر، متوفی 1376ھ نے کہا اس حدیث کی سند صحیح ہے، مسند احمد، ج7، رقم الحدیث: 7455، دار الحدیث قاہرہ، امام طبرانی کی روایت میں ہے حضرت حسن نے پیٹ کھولا اور ناف پر ہاتھ رکھا۔ حافظ الہیثمی نے کہا اس حدیث کی سند صحیح ہے، مجمع الزوائد، ج9،ص177، المستدرک، ج3، ص168)

اس حدیث سے وجہ استدلال یہ ہے کہ اگر ناف شرم گاہ ہوتی اور اس کا چھپانا واجب ہوتا تو حضرت حسن رضی اللہ عنہ، حضرت ابو ہریرہ کو اپنی ناف دکھاتے نہ حضرت ابو ہریرہ ان کی ناف کو بوسہ ان کی ناف کو بوسہ دیتے۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک مرد کی ناف سے لے کر گھٹنے تک پورا جسم شرم گاہ ہے اور واجب الستر ہے۔ ناف شرم گاہ نہیں ہے اور گھٹنا شرم گاہ ہے۔ امام ابو حنیفہ کی دلیل حسب ذیل احادیث ہیں۔

امام دار قطنی متوفی 385ھ روایت کرتے ہیں: حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ گھٹنوں کے اوپر کا حصہ شرم گاہ ہے اور ناف کا نچلا حصہ شرم گاہ ہے۔

(سنن دار قطنی، ج1، رقم الحدیث: 879، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1417ھ، سنن کبری للبیہقی، ج2،ص292)

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: گھٹنا شرم گاہ ہے۔

(سنن دار قطنی، ج1، رقم الحدیث: 878، بیروت، 1417ھ)

اس سے پہلے صحیح بخاری کے حوالہ سے گزر چکا ہے کہ غزوہ خیبر میں گھوڑا دوڑاتے ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ران پر سے کپڑا ہٹایا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ہوسکتا ہے کہ غیر ارادی طور پر آپ کا ہاتھ لگ گیا ہو اور حضرت انس نے اس سے یہ سمجھا کہ آپ نے دانستہ ران سے کپڑا ہٹایا۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ امام بخاری فرماتے ہیں: حضرت ابن عباس، جرہد اور محمد بن جحش رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ ران شرم گاہ ہے اور حضرت انس کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ران سے کپڑا ہٹایا۔ حضرت انس کی حدیث سند کے لحاظ سے راجح ہے اور حضرت جرہد کی حدیث احتیاط کے لحاظ سے راجح ہے۔ اور حضرت جرہد کی حدیث احتیاط کے لحاظ سے راجح ہے۔ (صحیح بخاری، ج1، باب 12، ما یذکر فی الفخذ)

اور عورت کا پورا جسم شرم گاہ ہے اور واجب الستر ہے ماسوا اس کے چہرے اور ہاتھوں کے۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عورت (مکمل) واجب الستر ہے۔ جب وہ باہر نکلتی ہے تو شیطان اس کو جھانک کر دیکھتا ہے۔

(سنن ترمذی، ج2، رقم الحدیث: 1178۔ مجمع الزوائد، ج2،ص35، مطبوعہ دار الفکر، بیروت، 1414ھ)

زید بن قنفذ کی والدہ نے حضرت اُمّ المومنین اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا عورت کتنے کپڑوں میں نماز پڑھے؟ آپ نے

فرمایا: دوپٹہ میں اور اتنی لمبی قمیص میں جو اس کے پیروں کی پشت کو چھپالے۔

(سنن ابوداود، ج1، رقم الحدیث: 639 مطبوعہ دار الفکر، بیروت، 1414ھ)

امام ابوداود نے قتادہ سے مرسلاً روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب لڑکی بالغہ ہو جائے تو اس کے چہرے اور پہنچوں تک ہاتھوں کے سوا کسی عضو کو دیکھنا جائز نہیں ہے۔

(نصب الرایہ، ج1 ص299 ،حیدر آباد دکن، فتح القدیر، ج1، ص266 ، دار الفکر، بیروت)

صوفیائے کرام کا لباس یعنی گدڑی

پشم اور اون وصوف کا مخصوص وضع قطع کا لباس جسے گدڑی کہتے ہیں صوفیاء کرام کا شعار ہے۔ اور یہ لباس سنت کے موافق ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ''عَلَيْكُمْ بِلُبْسِ الصُّوفِ تَجِدُوْنَ حَلَاوَةَ الْإِيْمَانِ فِيْ قُلُوْبِكُمْ'' پشمی لباس اختیار کرو کیونکہ اس سے اپنے دلوں میں ایمان کی شیرینی پاؤ گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی کا ارشاد ہے کہ آپ صوف (پشمین) کا لباس زیب تن فرماتے اور دراز گوش (گدھے) پر سواری فرمایا کرتے تھے نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا ''لَا تُضِيْعِي الثَّوْبَ حَتّٰى تَرْقَعِيْهِ'' کپڑے کو ضائع نہ کرو جب تک پیوند لگنے کی گنجائش ہو۔ سیدنا فاروق اعظم عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے بارے میں مروی ہے کہ آپ کے پاس ایک گدڑی ایسی تھی کہ جس میں تیس پیوند لگے تھے۔ نیز منقول ہے کہ سب سے بہتر لباس وہ ہے جس میں آسانی سے محنت کی جا سکے۔

سیدنا امیر المومنین علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے پاس ایک پیرہن ایسا تھا جس کی آستینیں انگلیوں تک آتی تھیں اگر کسی پیرہن کی آستینیں انگلیوں سے بڑھ جاتی تھیں تو زائد حصے کو ترشوا دیا کرتے تھے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا ''وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ اَیْ فَقَصِّرْ'' آپ اپنے لباس کو ترشوا کر موزوں زیب تن فرمائیں۔

حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے سات بدری صحابیوں کو دیکھا پشمینہ کا لباس پہنتے تھے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ خلوت میں صوف کا لباس زیب تن فرماتے تھے۔ حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کو ایک گدڑی پیوند لگی پہنے دیکھا ہے سیدنا امیر المومنین عمر بن الخطاب سیدنا امیر المومنین علی مرتضیٰ اور ہرم بن حیان رضی اللہ عنہم بیان فرماتے ہیں کہ ہم نے حضرت اویس قرنی رحمتہ اللہ علیہ کو پشمینہ کا لباس پہنے دیکھا جس میں پیوند لگے ہوئے تھے۔

حضرت حسن بصری، مالک بن دینار اور حضرت سفیان ثوری رحمہم اللہ تعالیٰ یہ سب گدڑی زیب تن کیا کرتے تھے۔ امام عالم سیدنا امام ابوحنیفہ کوفی رحمتہ اللہ علیہ کے بارے میں محمد بن علی حکیم ترمذی اپنی کتاب تاریخ مشائخ میں نقل فرماتے ہیں کہ حضرت امام اعظم نے ابتداء میں گدڑی پہن کر خلوت نشینی کا ارادہ فرمایا اس وقت آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب میں دیدار ہوا حضور نے ارشاد فرمایا: تمہیں لوگوں کے درمیان ہونا چاہیے یعنی خلوت نشینی کے ارادے کو چھوڑ کر خلق اللہ کے سامنے آ جاؤ، کیونکہ تمہارے ذریعہ سے میری سنتیں زندہ ہوں گی۔ چنانچہ آپ نے خلوت کا ارادہ ترک فرما دیا اور قیمتی لباس کبھی نہ پہنا۔

حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ جو محققین صوفیاء میں سے ہیں ہمیشہ گدڑی پہنا کرتے تھے۔ایک مرتبہ حضرت ابراہیم ادہم گدڑی پہنے حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں آئے تو لوگوں نے ان کو بہ نظر حقارت دیکھا امام اعظم نے فرمایا: یہ ابراہیم ادہم ہمارے سردار ہیں جو تشریف لائے ہیں۔لوگوں نے عرض کیا اے امام عالی مرتبت! آپ کی زبان کبھی لغویات سے آلودہ نہیں ہوئی یہ سیادت وسرداری کے کیسے مستحق بن گئے؟ امام صاحب نے فرمایا: انہوں نے خدمت کر کے سیادت پائی ہے۔یہ ہمہ وقت اللہ تعالیٰ کی خدمت وعبادت میں مشغول رہتے ہیں۔اور ہم اپنی نفس پروری میں مصروف رہتے ہیں اس لئے یہ ہمارے سردار ہیں۔آج کچھ لوگ گدڑی پہن کر جاہ وعزت حاصل کر لیتے ہیں مگر ان کے دل ظاہر کے مطابق نہیں ہیں' تو کیا مضائقہ ہر لشکر میں بہادر وشجاع چند ہی ہوتے ہیں' اژدحام میں محقق کم ہوتے ہیں لیکن سب کی نسبت ان کی طرف کر دی جاتی ہے۔کیونکہ صوفیاء کا یہ مسلک مذکورہ عملی مثالوں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مذکورہ ارشادات کے علاوہ آپ کے اس ارشاد پر بھی مبنی ہے کہ "مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ"۔جس کی مشابہت جو اختیار کرے خواہ وہ مشابہت قول وفعل میں ہو یا اعتقاد میں وہ اسی قوم کا فرد شمار کیا جاتا ہے۔

صوفیاء کرام کے دیکھنے والوں کے طبقات مختلف ہیں (۱) کوئی تو ان کے ظاہری معاملات اور ان کی خصلتوں پر نظر ڈالتا ہے (۲) اور کوئی ان کی باطنی صفائی دل کی جلاء خفیہ اسرار' طبعی لطافت' اعتدال مزاج اور دیدار ربانی کے اسرار میں صحت مشاہدہ کو دیکھتا ہے تاکہ محققین کا قرب اور ان کی رفعت کبریٰ کو دیکھے اور ان سے شرف نیاز مندی بجالا کر ان کے مقام سے وابستہ ہو جائے۔اور تعلق خاطر پیدا کر کے بصیرت حاصل کرے' کیونکہ ان کے حال کی ابتداء کشف احوال اور خواہشات نفسانی اور اس کی لذتوں سے اعراض وکنارہ کشی پر مبنی ہوتی ہے۔

(۳) ایک طبقہ ایسا ہے جو جسم کی درستگی' دل کی پاکیزگی اور قلب کی سکون وسلامتی کو ان کے ظاہر حال میں دیکھنا چاہتا ہے' تاکہ وہ شریعت پر عمل کرنے اور اس کے مستحبات وآداب کی حفاظت اور باہم معاملات میں حسن عمل کو دیکھ سکے اور ان کی صحبت اختیار کر کے اصلاح حال کر سکے۔اس طبقہ کے حال کی ابتداء ریاضت ومجاہدہ اور حسن معاملہ پر مبنی ہے۔

(۴) ایک طبقہ ایسا ہے جو انسانی اخلاق ومروت پر برتاؤ' طریق صحبت ومجالست اور ان کے افعال میں حسن سیرت کی جستجو کرتا ہے' تاکہ ان کی ظاہری زندگانی میں مروت برتاؤ کی خوبی' بڑوں کی تعظیم' چھوٹوں پر شفقت ومہربانی اور عزیزوں اور ہمسروں کے ساتھ حسن سلوک رواداری کو دیکھ کر ان کی قناعت کا اندازہ لگائے اور ان کی طلب وبے نیازی سے قربت حاصل کر کے ان کی صحبت اختیار کرے اور آسان زندگی بسر کرے اور خود کو بندگان صالحین کی خدمت کے لئے وقف کر دے۔

(۵) ایک طبقہ ایسا ہے جسے طبیعت کی کاہلی' نفس کی بڑائی' جاہ طلبی اور بغیر فضیلت کے علو مقام کی خواہش اور بے علم ہونے کے باوجود اہل علم کے خصائص کی جستجو نے سرگرداں کر رکھا ہے۔وہ خوب جانتے ہیں کہ ان میں اس ظاہری دکھاوے کے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔وہ محض ظاہری طمع میں ان کی صحبت اختیار کرتے ہیں اور مداہنت کے طریقہ پر ان کے ساتھ اخلاق وکرم کا مظاہرہ کرتے ہیں اور "صلح کل" بن کر ان کے ساتھ زندگانی بسر کرتے ہیں اسی بناء پر ان کے دلوں پر حقانی باتوں کا کچھ اثر نہیں ہوتا اور ان کے جسموں پر حصول طریقت کے مجاہدوں کی کوئی علامت پیدا نہیں ہوتی۔باوجودیکہ وہ خواہشمند ہوتے ہیں کہ محققوں کی مانند لوگ ان کی تعظیم و

تکریم کریں۔اوران سے ویسے ہی خوف کھائیں جیسے اللہ تعالیٰ کے مخصوص اولیاء کرام سے عوام خائف رہتے ہیں وہ چاہتے ہیں کہ ان کی اپنی آفتیں ان کی صلاح میں پوشیدہ رہیں ایسے لوگ ان صوفیائے کرام جیسی وضع قطع اختیار کرتے ہیں حالانکہ ان کا لباس ان کے معاملہ کی درستگی کے بغیر ان کے مکروفریب کا پردہ چاک کرتا ہے ایسے مکروفریب کا لباس روز قیامت حسرت وندامت کا موجب ہوگا۔ایسے ہی لوگوں کے بارے میں حق تعالیٰ کا ارشاد ہے''مَثَلُ الَّذِیْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰةَ'' ان لوگوں کی مثال جنہوں نے تورات پر عمل نہیں کیا اس گدھے کی مانند ہیں جو کتابوں کا بوجھ اٹھائے ہوئے ہو۔کتنی بری مثال ہے اس قوم کی جس نے اللہ کی آیتوں کو جھٹلایا۔اللہ تعالیٰ ظالم قوموں پر ہدایت کے دروازے بند کردیتا ہے۔

موجودہ زمانہ میں اس قسم کے لوگ بکثرت ہیں لہٰذا جہاں تک ہو سکے ایسوں سے بچنے کی کوشش کرو اوران کی طرف قطعاً توجہ نہ دو اس لئے کہ ایسے نقلی صوفیوں سے اگر تم نے ہزار بار سلوک وطریقت حاصل کرنے کی کوشش کی تو ایک لمحہ کے لئے بھی طریقت کا دامن تمہارے ہاتھ نہ آئے گا۔یہ راہ محض گدڑی پہننے سے طے نہیں ہوتی۔بلکہ یہ منزل ریاضت ومحنت سے ملتی ہے جو شخص طریقت سے آشنا اور واقف ہوگیا اس کے لئے تونگری والا لباس بھی فقیرانہ عبا ہے اور جو اس سے بیگانہ ونا آشنا ہے اس کے لئے فقیرانہ گدڑی نحوست وادبار کی نشانی ہے اور آخرت میں باعث بدبختی وشقاوت ہے۔ایک بزرگ کا واقعہ ہے کہ انہوں نے کسی سے دریافت کیا کہ۔

" لِمْ لَا تَلْبَسِ الْمُرَقَّعَةُ قَالَ مِنَ النِّفَاقِ اَنْ تَلْبَسَ لِبَاسُ الْفِتْيَانِ وَلَا تَدْخُلُ فِيْ حَمْلِ اَثْقَالِ الْفُتُوَّةِ"

آپ گدڑی کیوں نہیں پہنتے؟انہوں نے فرمایا:نفاق کے ڈر سے اس لئے کہ مردان خدا کا لباس پہننے سے ان کے معاملات کا بوجھ اٹھانے کی طاقت نہیں آجاتی۔مردان خدا کا لباس پہننا اوران کا بوجھ نہ اٹھانا کذب ونفاق ہے۔

اوراگر یہ لباس فقراء تم اس لئے پہنتے ہو کہ اللہ تعالیٰ تمہیں پہچانے کہ تم اس کے خاص بندے ہو تو وہ بغیر لباس کے بھی جانتا ہے اوراگر اس لئے پہنتے ہو کہ لوگ تمہیں پہچانیں کہ تم خدا کے خاص بندے ہو اگر واقعی تم ایسے ہو تب بھی یہ ریاکاری ہوگی حقیقت یہ ہے کہ یہ راہ بہت دشوار اور پرخطر ہے اور اہل حق اس سے برتر ہیں کہ وہ کوئی خاص لباس اختیار کریں۔

" اَلصَّفَا مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰی اِنْعَامٌ وَّاِکْرَامٌ وَالصُّوْفُ لِبَاسُ الْاَنْعَامِ"

تزکیہ نفس اور باطنی صفائی اللہ تعالیٰ کی جانب سے بندے پر فضل وکرم ہے ورنہ صوف یعنی اون تو چوپاؤں کا لباس ہے۔

لباس تو ایک حیلہ وبہانہ ہے ایک طبقہ نے تو لباس ہی کو قرب اختصاص کا ذریعہ جان رکھا ہے اور وہ اس کو پہن کر اپنے ظاہر کو آراستہ کرتے ہیں اور توقع رکھتے ہیں کہ وہ انہی میں سے ہو جائیں گے اس طبقہ کے صوفیاء اپنے مریدوں کو ایسا لباس پہننے اور گدڑی کے استعمال کی تاکید کرتے ہیں اور خود بھی سیروسیاحت کرتے رہتے ہیں تاکہ وہ مشہور ومعروف ہو جائیں۔اس طرح مخلوق خدا (ان کے فریب میں آکر) ان کی نگہبان اور محافظ بن جاتی ہے۔جب بھی ان سے کوئی ایسی حرکت سرزد ہوتی ہے جو شریعت و

طریقت کے خلاف ہے تو لوگ ان پر طعن و تشنیع شروع کر دیتے ہیں اگر وہ چاہیں کہ یہ لباس پہن کر مرتکب گناہ ہوں تو خلق سے شرم محسوس کرتے ہیں۔

بہر حال! گدڑی اولیاء اللہ کی زینت ہے عوام اس سے عزت حاصل کرتے اور خواص اس سے کمتری کا احساس دلاتے ہیں عوام تو یوں عزت حاصل کرتے ہیں کہ جب وہ اس لباس کو پہنتے ہیں تو مخلوق خدا ان کی عزت کرتی ہے اور خواص اس طرح کمتری کا احساس دلاتے ہیں کہ جب وہ گدڑی پہنتے ہیں تو لوگ انہیں عوام الناس میں سے جان کر انہیں ملامت کرتے ہیں لہٰذا یہ لباس اَلنِّعَمُ لِلْعَوَامِ وَجُوْشِنَ الْبَلَاءِ لِلْخَوَاصِ عوام کے لئے نعمت ہے اور خواص کے لئے پیرہن ابتلاء کیونکہ اکثر عوام حقیقت کی پہچان میں سرگرداں رہتے ہیں چونکہ یہ مقام و درجہ ان کی دسترس اور ان کے فہم سے بالاتر ہے اور وہ اس کے حصول کا سامان بھی نہیں رکھتے جس سے وہ رئیس بن جائیں محض اسی سبب کو جمع نعمت کا ذریعہ خیال کرتے ہیں لیکن خواص ریا و نمود اور ریاست کو چھوڑ کر عزت پر ذلت کو نعمت پر ابتلا کو اس لئے ترجیح دیتے ہیں کہ ظاہری نعمتیں عوام کے لئے ہی موجب عزت ہیں مگر وہ اپنے لئے بلا و مصیبت کو باعث افتخار جانتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ صوفیاء کے لئے گدڑی وفا کا لباس ہے اور مغروروں کے لئے خوشی کی پوشاک اس لئے کہ صوفیا اسے پہن کر دونوں جہان سے کنارہ کش ہو جاتے ہیں۔ اور طبعی مرغوبات کو چھوڑ کر ان سے ترک تعلق اختیار کر لیتے ہیں۔ لیکن مغرور لوگ اس لباس کے لئے سبب سے حق سے محجوب ہو کر احوال کی درستگی سے محروم رہتے ہیں فلاح کا موجب ہے اور ہر ایک کو اس سے اپنی مراد حاصل ہو جاتی ہے کسی کو مرتبہ صفا ملتا ہے تو کسی کو بخشش و عطاء کسی کے لئے حجاب و پردہ ہے تو کسی کے لئے پامالی اور پسپائی کسی کے لئے رضا ہے تو کسی کے لئے رنج و تعجب۔ میں امید رکھتا ہوں کہ باہمی محبت اور حسن صحبت سے سب کے سب نجات پا جائیں گے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "مَنْ اَحَبَّ قَوْمًا فَهُوَ مِنْهُمْ" جو جس گروہ سے محبت رکھے گا وہ انہیں میں سے ہو گا قیامت کے دن ہر گروہ کے دوستوں کو انہیں کے ساتھ اٹھایا جائے گا اور وہ انہیں کے زمرے میں شامل ہوں گے لیکن یہ لازمی ہے کہ اپنے باطن کو حقیقت کی طلب میں سرگرم رکھے اور دکھاوے کی رسوم سے اجتناب کرے اس لئے کہ جو شخص ظاہری چیزوں کو پسند کرتا ہے۔ وہ حقیقت تک کبھی نہیں پہنچ سکتا اور یہ بھی واضح ہے کہ وجود آدمیت قرب ربوبیت کے لئے حجاب ہے۔ اور اس حجاب کو احوال کی گردش اور مقامات کی ریاضت و مجاہدہ ہی فنا و معدوم کرتے ہیں وجود آدمیت کی صفائی اور حجابات بشری کو دور کرنے کا نام فنا ہے۔ اور جو فانی صفات ہو جائے وہ لباس اختیار نہیں کرتا اور زیب و زینت میں الجھ کر قرب حق اور فنائے بشریت کا حصول نا ممکن ہے جو آدمی فانی صفت ہو گیا اور اس سے فنائے بشریت کی آفتیں دور ہو گئیں آپ اسے خواہ صوفی کہہ کر پکاریں یا کسی اور نام سے یاد کریں اس کے نزدیک سب یکساں ہے۔

گدڑی پہننے کی شرائط

درویش کے لئے گدڑی پہننے کی کچھ شرائط ہیں جو یہ ہیں کہ وہ اسے آسانی و فراغت کے خیال سے تیار کرے اور جب تک اصل کپڑا سالم رہے اس میں پیوند نہ لگائے اور جب کہیں سے پھٹ جائے تو اس پر پیوند لگاتا جائے۔ پیوند لگانے کے سلسلہ میں

مشائخ طریقت کے دو قول ہیں۔

ایک یہ کہ پیوند لگانے میں ترتیب اور آرائش کا خیال نہ رکھنا چاہیے بلکہ جہاں سے بھی سوئی نکلے سیتا چلا جائے اس میں تکلف نہ کرے۔ اور دوسرا قول یہ ہے کہ پیوند لگانے میں ترتیب اور درستی کا خیال رکھنا شرط ہے تاکہ مناسبت برقرار ہے اور اسے بتکلف درست کرنا بھی فقر کے معاملات سے تعلق رکھتا ہے اور معاملات کا صحیح رکھنا اصل کی دلیل ہے۔

سیدنا داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت شیخ المشائخ ابوالقاسم گرگانی رحمۃ اللہ علیہ سے مقام طوس میں دریافت کیا کہ درویش کے لئے کم سے کم کونسی چیز درکار ہے۔ جو فقر کے لائق و مناسب ہو انہوں نے فرمایا: تین چیزیں درویش کے لئے ضروری ہیں ان سے کم پر نام فقر زیبا نہیں۔ ایک یہ کہ گدڑی میں پیوند کی درست سلائی کرے دوسری یہ کہ سچی بات سنا پسند کرے اور تیسری یہ کہ زمین پر پاؤں ٹھیک رکھے (یعنی تفاخر و تکبر اور اترانے کی چال نہ چلے) جس وقت ان سے یہ باتیں معلوم ہوئیں تو صوفیاء کی ایک جماعت ان کے پاس بیٹھی تھی' ان سب کی موجودگی میں انہوں نے یہ باتیں بیان فرمائیں۔ جب ہم ان کی محفل مبارک سے باہر نکلے تو ہر ایک نے بحث و مباحثہ شروع کر دیا اور جاہلوں کے ایک طبقہ کو ان باتوں میں لذت و شیرینی محسوس ہونے لگی وہ کہنے لگے کہ بس انہیں تین باتوں کا نام فقر ہے۔ چنانچہ بہتوں نے بہت سے پیوند لگائے اور زمین پر داہنا پاؤں مارنے کو مشغلہ بنا لیا ہر ایک یہ خیال کرنے لگا کہ ہم طریقت کی باتیں اچھی طرح سمجھتے ہیں' چونکہ مجھے حضرت شیخ کی باتوں سے لگاؤ تھا' مجھے ان کی باتوں کا اس طرح ضائع و برباد ہونا گوارہ نہ ہوا میں نے ان سے کہا آؤ اور ہم سب مل کر ان باتوں پر تبادلہ خیالات کریں اور ہر ایک اپنی اپنی فہم و عقل کے مطابق ان کی تشریح و وضاحت کرے۔ چنانچہ جب میری باری آئی تو میں نے کہا کہ گدڑی میں درست پیوند لگانے کا مطلب یہ ہے کہ فقر کے لئے پیوند لگایا جائے نہ کہ زیب و زینت کی خاطر جب فقر کے لئے پیوند لگا ہوگا تو وہ پیوند اگرچہ بظاہر درست نہ ہو' تب بھی فقر میں درست ہوگا اور سچی بات سننے کا خوگر ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ حال کے لئے ہوں' نہ کہ اپنے وجود و مرتبہ کے لئے اور وجد کی خاطر اس میں تصرف کرے' نہ کہ کھیل کود اور عیش پسندگی کے لئے اور زمین پر ٹھیک پاؤں رکھنے کا مطلب یہ ہے' کہ وجد کی خاطر زمین پر پاؤں رکھے' نہ کہ کھیل کود لہو و لعب کے لئے۔

کچھ لوگوں نے میری یہ تشریح و توضیح حضرت شیخ ابوالقاسم رحمہ اللہ تعالیٰ سے نقل کر دی اس پر آپ نے فرمایا: ''اَصَابَ عَلِیٌّ' خَیَّرَهُ اللّٰهُ' علی یعنی داتا گنج بخش نے صحیح و درست بات کہی' اللہ تعالیٰ اسے پسند فرمائے۔

دراصل صوفیاء کرام کا گدڑی پہننے سے مقصد یہ ہے کہ دنیاوی محنت و مشقت میں کمی ہو اور اللہ تعالیٰ سے فقر و احتیاج میں صدق و اخلاق پیدا ہو' احادیث صحیحہ میں منقول ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس ایک گدڑی تھی جسے وہ اپنے ساتھ آسمان پر لے گئے ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں نے انہیں خواب میں دیکھا ہے کہ ان کی گدڑی کے ہر پیوند سے نور درخشاں تھا۔ میں نے عرض کیا اے حضرت مسیح! آپ کی گدڑی سے یہ انوار کیسے درخشاں ہیں' فرمایا: یہ میرے اضطرار و پریشانی کے انوار ہیں' کیونکہ میں نے ہر پیوند کو انتہائی ضرورت و احتیاج کے وقت سیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے میرے ہر رنج و کلفت کے بدلے مجھے ایک نور عطا فرمایا۔

نیز میں نے ماوراء النہر میں ملامتی گروہ کے ایک آدمی کو دیکھا کہ انسان جو چیز کھاتا اور پہنتا ہے وہ آدمی ان میں سے کچھ نہیں

کھاتا اور نہ پہنتا تھا وہ صرف وہی چیزیں کھاتا تھا جسے لوگ پھینک دیتے تھے مثلاً خراب ککڑی' کڑوا کدو بیکار گاجر وغیرہ اور وہ ایسی گدڑی پہنتا تھا جس کے چیتھڑے راستہ میں اکٹھا کر کے پاک کئے جاتے تھے اور پھر ان سے وہ گدڑی بنائی جاتی تھی۔

میں نے سنا ہے کہ شہر مراد الرود میں ایک بزرگ ایسے تھے جن کا شمار متاخرین اور ارباب معانی میں تھا' جس کا حال عمدہ اور خصلت نیک تھی ان کی گدڑی اور جائے نماز میں بے ترتیب پیوند لگے ہوئے تھے اور بچھوؤں نے اس میں بچے دے رکھے تھے:

میرے پیر و مرشد رضی اللہ عنہ نے اکیاون سال تک ایک ہی گدڑی زیب تن رکھی وہ اس میں بے ترتیب پیوند لگاتے رہتے تھے۔

اہل عراق کی ایک حکایت میں پڑھا ہے کہ دو درویش تھے جن میں ایک تو صاحب مشاہدہ تھا اور دوسرا صاحب مجاہدہ' وہ درویش جو صاحب مشاہدہ تھا اس نے اپنی تمام عمر ایسی پھٹی گدڑی پہنی جیسی کہ بوقت سماع پھٹی ہوئی گدڑی درویش پہنتے ہیں اور وہ درویش جو صاحب مجاہدہ تھا اس نے تمام عمر ایسی دریدہ گدڑی پہنی جیسی کہ استغفار و آمرزش کی حالت میں ہوتی ہے اور اس حال میں اپنے لباس کو بوسیدہ کر لیا کرتا تھا تا کہ اس کی ظاہری حالت اس کی باطنی کیفیات کے مطابق ہو جائے' یہ کیفیت اپنے حال کی حفاظت کے لئے ہوتی تھی۔

حضرت شیخ محمد بن خفیف رحمہ اللہ تعالیٰ نے بیس سال تک انتہائی سخت و درشت ٹاٹ پہنا وہ ہر سال چار چلہ کرتے اور ہر چالیس دن میں علوم و حقائق کی باریکیوں پر ایک کتاب تصنیف فرماتے تھے' ان کے زمانہ میں محمد بن زکریا جو طریقت و حقیقت کے علماء میں اپنا مقام رکھتے ہیں' ان کی حالت یہ تھی کہ وہ چیتے کی کھال پر بیٹھتے اور کبھی گدڑی تک نہ پہنتے تھے۔

حضرت شیخ محمد بن خفیف سے لوگوں نے پوچھا کہ گدڑی پہننے کی شرائط کیا ہیں اور اس کی حفاظت کس پر لازم ہے؟ انہوں نے جواب دیا' گدڑی پہننے کی شرط یہ ہے کہ محمد بن زکریا جیسے بزرگ اپنے عمدہ سفید لباس کی جگہ گدڑی پہنیں اور ان جیسے بزرگ اس لباس کی حفاظت فرمائیں۔

صوفیاء کے لباس میں مسلک اعتدال

صوفیائے کرام میں ترک عادات کا طریقہ ان کی شرائط میں سے نہیں ہے۔ موجودہ زمانہ میں جو اونی لباس کمتر پہنتے ہیں' اس کی دو وجہ ہیں' ایک یہ کہ آج کل اون گندی اور خراب ملتی ہے کیونکہ جانور ناپاک اور گندی جگہوں پر اٹھتے بیٹھتے ہیں' دوسری یہ کہ اہل بدعت و ہوا اور نقلی صوفیاء نے اونی لباس کو اپنا شعار بنا لیا ہے بدعتی کے شعار کے خلاف عمل کرنا اگرچہ وہ سنت ہی کیوں نہ ہو' درست ہے۔

لیکن گدڑی کے پہننے میں تکلف کو اس بناء پر جائز رکھا گیا ہے کہ ان کا مرتبہ لوگوں میں بلند و برتر ہے اور ہر شخص صوفیاء کی مشابہت اختیار کرنے کی کوشش کرتا ہے اور ان سے خلاف شریعت و طریقت حرکات کا صدور ہوتا ہے' ایسے نااہل لوگوں کی صحبت سے ان کو رنج ہوتا ہے اس لئے انہوں نے ایسے لباس کو اختیار کیا ہے جس میں بجز ان کے اور کوئی اس طرح کے پیوند نہیں لگا سکتا۔ ایسی گدڑی کو اپنے اور غیروں کے درمیان امتیازی نشان بنا رکھا ہے' ایک درویش کسی بزرگ کے پاس حاضر ہوا' اس نے جو پیوند لگا رکھے تھے وہ کچھ کشادہ تھے۔ اس بزرگ نے اس کو اپنے پاس سے دور کر دیا اور اس کی گدڑی ادھیڑ ڈالی۔ اس لئے کہ صفاء کا مطلب

تو یہ ہے کہ اصل طبع کو نرم اور مزاج کو لطیف بنا دیجئے۔ بلاشبہ طبع کی درشتی اچھی نہیں ہے جس طرح کہ غیر موزوں شعر طبیعت پر گراں گزرتا ہے اسی طرح ناموزوں فعل طبیعت پر گراں ہوتا ہے۔

ایک طبقہ ایسا بھی ہے جس نے لباس کے ہونے یا نہ ہونے میں تکلف نہیں کیا' اگر اللہ تعالیٰ نے انہیں گدڑی دی تو زیب تن کر لی اگر قبادی تو بھی پہن لیا اور اگر برہنہ رکھا تو برہنگی میں بھی صبر و شکر کیا۔

حضرت داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اسی مسلک اعتدال کو اختیار کر رکھا ہے اور لباس کے پہننے میں اسی طریقہ کو پسند کرتا ہوں۔

حضرت احمد بن خضرویہ رحمتہ اللہ علیہ جس وقت حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ کی زیارت کو آئے تو وہ قبا زیب تن کئے ہوئے تھے اور جب حضرت شاہ شجاع ابوحفص ملاقات کرنے آئے تو وہ بھی قبا پہنے ہوئے تھے مقررہ لباس ان کے جسم پر نہ تھا کیونکہ وہ اکثر اوقات گدڑی پہنا کرتے تھے اور بسا اوقات وہ پشمینی پیرہن یا سفید قمیص پہن لیا کرتے تھے' غرض کہ جو لباس بھی میسر آ جاتا اسی کو زیب تن فرماتے تھے چونکہ آدمی کا نفس عادی اور خو پسند ہوتا ہے جیسی خو اور عادت ڈالی جائے وہ اسی کا غلام ہو جاتا ہے جب نفس کو کوئی عادت پڑ جاتی ہے تو یہ حجاب بن جاتا ہے اسی بناء پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا 'خَیْرُ الصِّیَامِ صَوْمُ اَخِیْ دَاوُدَ عَلَیْهِ السَّلَامُ' ''بہترین روزے میرے بھائی حضرت داؤد علیہ السلام کے تھے'' صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ کیسے روزے رکھا کرتے تھے؟ آپ نے فرمایا: وہ ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن افطار سے رہا کرتے تھے' تاکہ نفس کو روزہ رکھنے یا نہ رکھنے کی عادت نہ پڑ جائے اور وہ حجاب نہ بنے۔

یہی عادت حضرت ابوحامد دوستاں مروزی کی تھی کہ ان کو جو لباس بھی مریدین پہنا دیا کرتے تھے وہی پہن لیتے تھے پھر جب کسی کو اس کپڑے کی ضرورت ہوتی تو اتار کر اسے دے دیا کرتے تھے حضرت ابوحامد پہنانے والے سے کچھ دریافت نہ فرماتے کہ کیوں پہنایا اور کیوں اتارا۔ ہمارے زمانہ میں بھی ایسے بزرگ غزنی میں موجود ہیں جن کا لقب مؤید ہے جو اپنے لئے لباس میں پسندیدگی اور عدم پسندیدگی کو ملحوظ نہیں رکھتے' اس لحاظ سے یہ طریقہ درست ہے۔

لباس میں رنگوں کی مصلحت

اکثر سلف صالحین صوفیاء کرام کا لباس بایں وجہ نیلگوں رہتا تھا کہ وہ اکثر سیر و سیاحت میں رہتے تھے چونکہ سفید لباس حالت سفر میں گرد و غبار وغیرہ سے جلد میلا ہو جاتا ہے اور اس کا دھونا بھی دشوار ہوتا ہے اس وجہ کو خاص طور پر ملحوظ رکھتے تھے' دوسری وجہ یہ ہے کہ نیلگوں رنگ مصیبت زدہ اور غمزدوں کا شعار ہے۔ یہ دنیا چونکہ مصائب و آلام کا گھر اور غم و اندوہ کی خندق اور غم خانہ فراق اور ابتلاء کا گہوارہ ہے۔ جب اہل ارادت نے دیکھا کہ اس دنیا میں مقصود بر آری ممکن نہیں تو انہوں نے یہ لباس پہننا شروع کر دیا اور وصل کے غم میں سوگوار بن گئے۔

صوفیاء کا ایک طبقہ ایسا بھی ہے کہ جب انہیں معاملات تصوف میں قصور اور کوتاہی اور دل میں خرابی کے سوا کچھ نظر نہ آیا اور دنیا میں ضیاع وقت کے سوا کچھ نہ پایا تو سوگواری اختیار کر لی۔ اس لئے کہ وقت ضائع کرنا کسی کی موت سے زیادہ سخت ہے۔ کسی نے

اپنے کسی عزیز کی وفات پر سوگ منایا اور کسی نے مقصود کے فوت ہونے پر سوگواری کی۔
کسی مدعی علم نے کسی درویش سے پوچھا: یہ سوگواری کیوں اختیار کر رکھی ہے؟ انہوں نے جواب دیا چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین چیزیں چھوڑی ہیں ایک فقر دوسرا علم تیسری تلوار۔ تلوار تو بادشاہوں نے لے لی مگر انہوں نے اسے بے محل استعمال کیا اور علم علماء نے اختیار کیا۔ لیکن انہوں نے اس کو صرف پڑھنے پڑھانے تک محدود رکھا اور فقر کو فقراء کے گروہ نے اختیار کر لیا۔ مگر انہوں نے اسے تونگری اور مالداری کا نعم البدل بنالیا میں نے ان تینوں مصیبتوں پر سوگواری کا یہ لباس اختیار کر رکھا ہے۔
حضرت مرتعش رحمتہ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ وہ ایک دن بغداد کے ایک محلہ سے گزر رہے تھے کہ انہیں پیاس لگی ایک دروازہ پر جا کر دستک دی اور پانی مانگا' ایک عورت پانی کا برتن لے کر حاضر ہوئی انہوں نے پانی لے کر پیا جب پانی پلانے والی پر نظر پڑی تو ان کا دل اس کے حسن و جمال پر فریفتہ ہو گیا اور وہ وہیں بیٹھ گئے یہاں تک کہ صاحب خانہ باہر آیا اس سے حضرت مرتعش نے کہا: اے خواجہ! میرا دل ایک گھونٹ پانی کا پیاسا تھا تمہارے گھر سے جو عورت پانی لے کر آئی اور مجھے پانی پلایا' وہ میرا دل لے گئی ہے۔ صاحب خانہ نے کہا وہ میری بیٹی ہے میں نے اسے تمہارے نکاح میں دے دیا۔ اس کے بعد مرتعش دل طلب کی خاطر گھر کے اندر چلے گئے اور اس سے نکاح کر لیا یہ صاحب خانہ امیر آدمی تھا اس نے انہیں حمام بھیجا اور عمدہ لباس پہنا کر گدڑی اتروا دی جب رات ہوئی تو حضرت مرتعش نماز میں مشغول ہو گئے اور خلوت میں جا کر درود وظیفہ پڑھنے لگے۔ اسی اثناء میں انہوں نے آواز دی "هَاتُوْا رُقْعَتِيْ" میری گدڑی لاؤ لوگوں نے پوچھا کیا ہوا؟ انہوں نے فرمایا: ایک غیبی آواز نے مجھ سے کہا کہ اے مرتعش! تم نے ایک نظر ہمارے غیر پر ڈالی تو ہم نے اس کی سزا میں صلاحیت کا لباس اور ظاہر سے گدڑی اتار لی اب اگر تم دوسری بار نگاہ ڈالو گے تو ہم تمہارے باطن سے قرب و معرفت کا وہ لباس بھی اتار لیں گے جس کے پہننے سے اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کے محبوبوں اور اولیاء کی محبت حاصل ہوتی ہے اور جس پر برقرار رہنا مبارک ہوتا ہے اگر تم حق تعالیٰ کے ساتھ ایسی زندگی گزار سکتے ہو تو کرو ورنہ تمہیں اپنے دین کی حفاظت کرنی چاہیے اور اولیاء کرام کے لباس میں خیانت نہ کرنی چاہیے تاکہ تم حقیقی اور سچے مسلمان بن سکو اور کوئی دعویٰ نہ کرو۔ یہ اس سے بہتر ہے کہ جھوٹ پر دل کو مائل کیا جائے یہ گدڑی انہیں زیب دیتی ہے جو تارک الدنیا یا سالک راہ حق ہیں۔ (کشف المحجوب، صوفیاء کا لباس)

1- باب الْفِطْرَةِ .

باب: فطرت (کا بیان)

دس چیزوں کا فطرت سے ہونے کا بیان

5055 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا وَكِيْعٌ قَالَ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ اَبِيْ زَائِدَةَ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ

5055-اخرجه مسلم في الطهارة، باب خصال الفطرة (الحديث 56) و اخرجه ابو داؤد في الطهارة باب السواك من الفطرة (الحديث 53) و اخرجه الترمذي في الادب، باب ما جاء في تقليم الاظفار (الحديث 2757) واخرجه النسائي في الزينة، الفطرة (الحديث 5056 و 5057) عن طلق من قوله، و اخرجه ابن ماجه في الطهارة و سننها، باب الفطرة (الحديث 293) . تحفة الاشراف (16188 و 18850) .

شَيْبَةَ عَنْ طَلْقِ بْنِ حَبِيبٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "عَشَرَةٌ مِنَ الْفِطْرَةِ قَصُّ الشَّارِبِ وَقَصُّ الْاَظْفَارِ وَغَسْلُ الْبَرَاجِمِ وَاِعْفَاءُ اللِّحْيَةِ وَالسِّوَاكُ وَالاِسْتِنْشَاقُ وَنَتْفُ الْاِبْطِ وَحَلْقُ الْعَانَةِ وَانْتِقَاصُ الْمَآءِ" ۔ قَالَ مُصْعَبٌ وَنَسِيتُ الْعَاشِرَةَ اِلَّا اَنْ تَكُونَ الْمَضْمَضَةَ ۔

◈◈ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتی ہیں دس چیزیں فطرت کا حصہ ہیں۔ مونچھیں کتروالینا، ناخن ترشوالینا، جوڑوں کو دھونا، داڑھی کو بڑا کرنا، مسواک کرنا، ناک صاف کرنا، بغلوں سے بال صاف کرنا، زیرناف بالوں کو صاف کرنا اور پیشاب کے بعد (پانی استعمال کرنا)

مصعب بن شیبہ نامی راوی بیان کرتے ہیں' میں دسویں بات بھول گیا ہوں لیکن وہ کلی کرنا ہوسکتی ہے۔

شرح

اس حدیث میں جن دس چیزوں کا ذکر کیا گیا ہے یہ تمام چیزیں پچھلے تمام انبیاء علیہم السلام کی شریعت میں سنت تھیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت یعنی دین اسلام میں بھی سنت ہیں چنانچہ اکثر علماء کرام کے نزدیک فطرت کے یہی معنی ہیں، دوسری شروحات میں اس کے علاوہ علماء کے دوسرے اقوال بھی منقول ہیں لیکن طوالت کی بناء پر یہاں سب کو ذکر نہیں کیا گیا ہے۔ پہلی چیز لبوں کے بال یعنی مونچھوں کا کٹوانا ہے، اس سلسلہ میں مختار مسلک " یہی ہے مونچھیں کتروائی جائیں اور اس طرح کتروائی جائیں کہ اوپر کے ہونٹ کا کنارہ معلوم ہونے لگے۔

امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کی ایک روایت یہ ہے کہ مونچھیں بھوؤں کی برابر رکھنی چاہئیں۔ البتہ غازیوں اور مجاہدوں کو زیادہ مونچھیں بھی رکھنی جائز ہے کیوں کہ زیادہ مونچھیں دشمن کی نظر میں دہشت کا باعث ہوتی ہیں اور اس سے ان پر رعب چھا جاتا ہے، مونچھوں کا زیادہ کٹوانا کہ ان کا نشان بھی باقی نہ رہے یا بالکل منڈوانا مکروہ ہے بلکہ بعض علماء کے نزدیک حرام ہے مگر بعض علماء نے اسے سنت بھی کہا ہے۔

دوسری چیز داڑھی کا بڑھانا ہے، اس کے بارے میں علماء کا فیصلہ ہے کہ داڑھی کی لمبائی ایک مٹھی کے برابر ہونا ضروری ہے اس سے کم نہ ہونا چاہئے اگر مٹھی سے زیادہ بھی ہو جائز ہے بشرطیکہ حد اعتدال سے نہ بڑھ جائے۔ داڑھی کو منڈوانا یا پست کرنا حرام ہے کیونکہ یہ اکثر مشرکین مثلاً انگریز وہندو کی وضع ہے، اسی طرح منڈی ہوئی یا پست داڑھی ان لوگوں کی وضع ہے جنہیں دین سے کوئی حصہ نصیب نہیں ہے کہ جن کا شمار " گروہ قلندری رند مشرب " میں ہوتا ہے۔ داڑھی کے بال ایک مٹھی کے برابر چھوڑنا واجب ہے اسے سنت اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس کا ثبوت سنت سے ہے جیسے نماز عید کو سنت فرماتے ہیں حالانکہ عید واجب ہے۔ اگر لمبائی یا چوڑائی میں کچھ بال آگے بڑھ کر بے ترتیب ہو جائیں تو ان کو کتروا کر برابر کرنا جائز ہے، لیکن بہتر یہ ہے کہ انہیں بھی نہ کتروایا جائے، اگر کسی عورت کی داڑھی نکل آئے تو اسے صاف کر ڈالنا مستحب ہے۔

تیسری چیز مسواک کرنا ہے، اس کے متعلق پہلے ہی بتایا جاچکا ہے کہ مسواک کرنا بالاتفاق علماء کرام کے نزدیک سنت ہے، بلکہ امام ابوداؤد رحمہ اللہ علیہ نے تو اسے واجب کہا ہے، حضرت شاہ اسحٰق صاحب نے اس سے بھی بڑھ کر یہ بات کہی ہے کہ اگر کوئی آدمی

مسواک کو قصداً چھوڑ دے تو اس کی نماز باطل ہوگی۔

چوتھی چیز ناک میں پانی دینا ہے، اس کا مسئلہ یہ ہے کہ وضو کے لئے ناک میں پانی دینا مستحب ہے اور غسل کے لئے ناک میں پانی دینا فرض ہے یہی حکم کلی کا بھی ہے کہ وضو میں کلی کرنا سنت ہے اور غسل میں فرض ہے۔

پانچویں چیز ناخن کا کٹوانا ہے، ناخن کسی طرح بھی کٹوائے جائیں اصل سنت ادا ہو جائے گی لیکن اولیٰ اور بہتر یہ ہے کہ ناخن کٹوانے کے وقت یہ طریقہ اختیار کیا جائے کہ سب سے پہلے دائیں ہاتھ کی شہادت کی انگلی کے ناخن کٹوائے جائیں اس کے بعد بیچ کی انگلی کے اس کے بعد اس کے پاس کی انگلی کے پھر چھنگلیا کے پھر بعد میں انگوٹھے کے ناخن کٹوائے جائیں، اس کے بعد بائیں ہاتھ کی انگلیوں کے ناخن اس طرح کٹوائے جائیں کہ سب سے پہلے چھنگلیا کے اس کے بعد اس کے پاس کی انگلی اس کے بعد بیچ کی انگلی اس کے بعد شہادت کی انگلی اور پھر بعد میں انگوٹھے کے ناخن کٹوائے جائیں۔ بعض علماء کرام نے یہ طریقہ بھی لکھا ہے کہ سب سے پہلے دائیں ہاتھ کی شہادت کی انگلی سے ناخن کٹوانا شروع کرے اور چھنگلیا پر پہنچ کر روک دے پھر بائیں ہاتھ کی چھنگلیا سے شروع کرے اور اس کے انگوٹھے تک پہنچ کر دائیں ہاتھ کے انگوٹھے پر ختم کر دے۔ اسی طرح پیر کے ناخن اس طرح کٹوانا چاہئے کہ پہلے دائیں پیر کی چھنگلیا سے کٹوانا شروع کرے اور آخر میں بائیں پیر کی چھنگلیا پر لے جا کر ختم کرے بعض علماء کرام نے لکھا ہے کہ جمعہ کے روز ناخن کتروانا مستحب ہے، کچھ حضرات نے ناخن کٹوا کر ان کو زمین میں دفن کر دینے کو بھی مستحب لکھا ہے، اگر ناخن پھینک دیئے جائیں تو کوئی مضائقہ نہیں ہے لیکن ان کو پاخانہ میں یا غسل کی جگہ میں پھینکنا مکروہ ہے۔

چھٹی چیز براجم یعنی جوڑوں کی جگہ کو دھونا ہے، براجم فرماتے ہیں انگلیوں کی گانٹھوں (جوڑوں) کو اور اس کی اوپر کی کھال کو جو چنٹ دار ہوتی ہے اس میں اکثر میل جمع ہوتا ہے۔ خصوصاً جو لوگ ہاتھ سے کام کاج زیادہ کرتے ہیں ان کی انگلیاں سخت ہو جاتی ہیں اور ان میں میل جم جاتا ہے، لہٰذا ان کو دھونے کی تاکید فرمائی جا رہی ہے، اسی طرح بدن کے وہ اعضاء جن میں میل جم جانے کا گمان ہو جیسے کان، بغل، ناف ان کو بھی دھونے کا یہی حکم ہے۔

ساتویں چیز بغل کے بالوں کو صاف کرنا ہے، اس سلسلہ میں نتف استعمال فرمایا گیا ہے، نتف بال اکھاڑنے کو فرماتے ہیں، چنانچہ اس سے معلوم ہوا کہ بغل کے بالوں کو منڈوانا سنت نہیں ہے بلکہ ان کو ہاتھ سے اکھاڑنا سنت ہے مگر بعض علماء نے کہا ہے کہ بغل کے بالوں کو ہاتھ سے اکھاڑنا اس آدمی کے لئے افضل ہے جو اس کی تکلیف کو برداشت کر سکتا ہو، ویسے بغل کے بالوں کا منڈوانا یا نورے سے صاف کرنا بھی جائز ہے۔

آٹھویں چیز زیر ناف بالوں کو مونڈنا ہے، یہ بھی سنت ہے، زیر ناف بال، اگر منڈانے کی بجائے اکھاڑے جائیں، یا نورے سے صاف کئے جائیں تو بھی ان کے حکم میں شامل ہوں گے مگر قینچی سے کاٹنے میں سنت ادا نہیں ہوتی۔ مقعد (پاخانہ کے مقام) کے گرد جو بال ہوتے ہیں ان کو بھی صاف کرنا مستحب ہوتا ہے۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زیر ناف بالوں نورے (نورہ ایک خاص مرکب چیز کو فرماتے ہیں جو ہڑتال اور چونے سے ملا کر بنائی جاتی تھی جس سے بال اڑ جاتے ہیں)۔ سے صاف کیا کرتے تھے واللہ اعلم۔ عورتوں کو زیر ناف بال اکھاڑنا اولیٰ ہے کیونکہ اس سے خاوند کو رغبت زیادہ ہوتی ہے، نیز عورت

کے اندر چونکہ خواہشات نفسانی اور شہوت ننانوے حصہ ہوتی ہے اور مرد میں صرف ایک حصہ ہوتی ہے اور یہ طے ہے کہ زیرناف بال اکھاڑنے سے شہوت کم ہوتی ہے اور مونڈنے سے قوی ہوتی ہے، لہٰذا عورت کے مناسب حال یہی ہے کہ وہ بال اکھاڑے اور مرد کے مناسب حال یہ ہے کہ وہ مونڈے۔ زیرناف بال مونڈنے، بغل کے بال اکھاڑنے، مونچھیں کتروانے اور ناخن کٹوانے کی مدت زیادہ سے زیادہ چالیس دن ہونی چاہئے، چالیس دن کے اندر اندر ان کو صاف کر لینا چاہئے اس سے زیادہ مدت تک انہیں چھوڑے رکھنا مکروہ ہے۔

نویں چیز پانی کا کم کرنا یعنی پاکی کے ساتھ استنجاء کرنا ہے۔ انتقاص الماء کے دو مطلب ہیں ایک تو یہی جو راوی نے بیان کئے ہیں یعنی پانی کے ساتھ استنجاء کرنا چونکہ استنجاء کرنے میں پانی خرچ ہوتا ہے اور کم ہو جاتا ہے اس لئے اس انتقاص الماء (پانی کا کم کرنا) سے تعبیر کیا گیا ہے، دوسرے معنی یہ کہ پانی کے استعمال یعنی استنجاء کرنے کی بناء پر پیشاب کو کم کرنا، مطلب یہ ہے کہ پانی سے استنجاء کرنے کی وجہ سے پیشاب کے قطرے رک جاتے ہیں اس طرح پیشاب میں کمی ہو جاتی ہے۔ ایک دوسری روایت میں انتقاص کی جگہ لفظ انتقاض آیا ہے اس کے معنی ہیں ستر کے اوپر پانی چھڑکنا جیسا کہ پہلی حدیثوں میں گزر چکا ہے، بہر حال یہ دونوں چیزیں بھی سنت ہیں۔

ختنہ چونکہ شعائر اسلام میں سے ہے اس لئے اگر کسی شہر کے تمام لوگ ختنہ ترک کر دیں تو امام وقت کو ان کے ساتھ جنگ کرنی چاہئے تا آنکہ وہ لوگ اس اسلامی شعائر کو اختیار کر لیں جیسے آذان کے بارے میں حکم ہے۔ ختنہ کرنے کی عمر اور وقت کے تعین میں علماء کے یہاں اختلاف ہے، بعض علماء کے نزدیک پیدائش کے ساتویں دن ختنہ کر دینا چاہئے جیسے عقیقہ ساتویں دن ہوتا ہے۔ بعض حضرات کے نزدیک سال اور بعض کے نزدیک نو سال کی مدت ہے، بعض علماء فرماتے ہیں کہ اس میں کوئی قید نہیں ہے، جب چاہے ختنہ کر دیا جائے، گویا بالغ ہونے سے پہلے پہلے جب بھی وقت اور موقع ہو ختنہ کرایا جا سکتا ہے، امام اعظم کے نزدیک اس صورت میں بلوغ سے پہلے کی شرط بطور خاص ہے کیونکہ ختنہ کرنا سنت ہے اور بالغ ہونے کے بعد ستر چھپانا واجب ہے اس لئے اگر کوئی آدمی بالغ ہونے کے بعد ختنہ کرائے گا تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اس نے ایک سنت کو ادا کرنے کے لئے واجب کو ترک کر دیا حالانکہ سنت کی ادائیگی کے لئے واجب کو ترک کر دینا جائز نہیں۔

5056 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ سَمِعْتُ طَلْقًا يَذْكُرُ عَشْرَةً مِّنَ الْفِطْرَةِ اَلسِّوَاكَ وَقَصَّ الشَّارِبِ وَتَقْلِيْمَ الْاَظْفَارِ وَغَسْلَ الْبَرَاجِمِ وَحَلْقَ الْعَانَةِ وَالْاِسْتِنْشَاقَ . وَاَنَا شَكَكْتُ فِي الْمَضْمَضَةِ .

✧✧ حضرت سلیمان تیمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو یہ ذکر کرتے ہوئے سنا ہے دس چیزیں فطرت کا حصہ ہیں۔ مسواک کرنا، مونچھیں چھوٹی کرنا، ناخن ترشوانا، جوڑوں کو دھونا، زیرناف بال صاف کرنا، ناک میں پانی ڈالنا اور کلی کرنے کے بارے میں مجھے شک ہے۔

5056- تقدم (الحديث 5055) .

5057 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ اَبِىْ بِشْرٍ عَنْ طَلْقِ بْنِ حَبِيْبٍ قَالَ عَشْرَةٌ مِّنَ السُّنَّةِ السِّوَاكُ وَقَصُّ الشَّارِبِ وَالْمَضْمَضَةُ وَالاِسْتِنْشَاقُ وَتَوْفِيرُ اللِّحْيَةِ وَقَصُّ الْاَظْفَارِ وَنَتْفُ الْاِبْطِ وَالْخِتَانُ وَحَلْقُ الْعَانَةِ وَغَسْلُ الدُّبُرِ .

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَحَدِيْثُ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ وَجَعْفَرِ بْنِ اِيَاسٍ اَشْبَهُ بِالصَّوَابِ مِنْ حَدِيْثِ مُصْعَبِ بْنِ شَيْبَةَ وَمُصْعَبٌ مُّنْكَرُ الْحَدِيْثِ .

◈ حضرت ابوبشر رضی اللہ عنہ' حضرت طلق بن حبیب رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' دس چیزیں سنت ہیں۔ مسواک کرنا، مونچھیں چھوٹی کروانا، کلی کرنا، ناک میں پانی ڈالنا، داڑھی بڑھانا، ناخن ترشوانا، بغلوں کے بال صاف کرنا، ختنہ کرنا، زیرناف بال صاف کرنا، پاخانے کے مقام کو (پانی کے ذریعے) دھونا۔

5058 - اَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ عَنْ بِشْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اِسْحَاقَ عَنْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "خَمْسٌ مِّنَ الْفِطْرَةِ الْخِتَانُ وَحَلْقُ الْعَانَةِ وَنَتْفُ الضَّبْعِ وَتَقْلِيْمُ الظُّفُرِ وَتَقْصِيْرُ الشَّارِبِ" . وَقَفَهُ مَالِكٌ .

◈ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: پانچ چیزیں سنت کا حصہ ہیں۔ ختنہ کروانا، زیرناف بال صاف کرنا، بغل کے بال صاف کرنا، ناخن ترشوانا اور مونچھیں چھوٹی کرنا۔

5059 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ خَمْسٌ مِّنَ الْفِطْرَةِ تَقْلِيْمُ الْاَظْفَارِ وَقَصُّ الشَّارِبِ وَنَتْفُ الْاِبْطِ وَحَلْقُ الْعَانَةِ وَالْخِتَانُ .

◈ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' پانچ چیزیں فطرت کا حصہ ہیں۔ ناخن ترشوانا، مونچھیں چھوٹی کروانا، بغلوں کے بال صاف کروانا، زیرناف بال صاف کرنا اور ختنے کروانا۔

شرح

ابن مالک کہتے ہیں کہ حضرت ابوعمر رضی اللہ عنہ سے منقول ایک روایت میں بیان کیا گیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ناخن اورلبوں کے بال، ہر جمعہ کو ترشواتے تھے، زیرناف بال بیس دن میں صاف کرتے تھے اور بغل کے بال چالیس دن میں صاف کراتے تھے۔ قنیہ میں لکھا ہے کہ افضل یہ ہے کہ ہفتہ میں ایک بار ناخن ترشوا کر، لبوں کے بال ہلکے کرا کر اور جسم کے زائد بال صاف کر کے غسل کے ذریعہ اپنے بدن کو صاف ستھرا کیا جائے اگر ہر ہفتہ یہ ممکن نہ ہو تو ہر پندرھویں دن اس پر عمل کیا جائے، یہاں تک کہ چالیس دن سے زائد کا عرصہ گزر جائے تو یہ "بلا عذر ترک" کہلائے گا گویا ان چیزوں کے لئے ایک ہفتہ تو افضل مدت ہے پندرہ روزہ مدت اوسط درجہ پر مشتمل ہے اور آخری مدت چالیس دن ہے چالیس سے زیادہ گذارنے والا بلا عذر ترک کرنے والا شمار ہوگا

5057-تقدم (الحديث 5055) .

5058-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (12978) .

5059-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (13013) .

جس پر حنفیہ کے نزدیک وہ وعید کا مستحق ہوگا۔ مظہر کہتے ہیں کہ ابوعمر رضی اللہ عنہ اور عبداللہ الاغر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر جمعہ کے دن جمعہ کی نماز کو جانے سے پہلے لبوں کے بال اور ناخن کترتے تھے اور بعض حضرات نے یہ کہا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بغل کے بال اور ناف کے نیچے کے بال چالیس دن میں اور بعض حضرات کی روایت کے مطابق ایک مہینہ میں صاف کرتے تھے، ایک مہینہ والی روایت ایک معتدل قول ہے۔

باب اِحْفَاءِ الشَّارِبِ .

یہ باب ہے کہ مونچھیں چھوٹی کروانا

5060 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَلْقَمَةَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اَحْفُوا الشَّوَارِبَ وَاَعْفُوا اللِّحَى" .

❖ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں۔ مونچھیں چھوٹی کرواؤ اور داڑھی بڑھاؤ۔

شرح

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت سعید بن مسیب کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام جو رحمٰن (اللہ) کے دوست تھے سب سے پہلے انسان ہیں جنہوں نے مہمان کی مہمانداری کی یعنی مہمان کی پذیرائی و مہمانداری کی ابتداء انہوں نے ہی کی وہ سب سے پہلے انسان ہیں جنہوں نے ختنہ کیا، وہ سب سے پہلے انسان ہیں جنہوں نے اپنی مونچھیں کتریں اور وہ سب سے پہلے انسان ہیں جنہوں نے بڑھاپا یعنی سفید بال دیکھا، چنانچہ انہوں نے (جب سب سے پہلے اپنے بالوں میں سفیدی کو دیکھا تو) عرض کیا کہ "میرے پروردگار"! یہ کیا ہے؟ پروردگار کا جواب آیا کہ "ابراہیم (علیہ السلام)" یہ وقار ہے یعنی یہ اس بڑھاپے کی علامت ہے جو علم و دانش میں اضافہ کا باعث اور عزو وقار کا ذریعہ ہے اور اس کی وجہ سے لہو ولعب کی مشغولیت اور گناہوں کے ارتکاب سے باز رہتا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا کہ پروردگار! یہ تو تیری بڑی نعمت ہے لہٰذا "میرے وقار میں اضافہ فرما۔ (مالک، مشکوۃ المصابیح، جلد چہارم: رقم الحدیث، **415**)

امام جلال الدین سیوطی نے موطا کے حاشیہ میں ایسی اور چیزوں کا بھی ذکر کیا ہے جن کی ابتداء حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ہوئی ہے، جو یہ ہیں ناخن کاٹنا، مانگ نکالنی، استرا استعمال کرنا، پائجامہ پہننا، مہندی اور وسمہ کا خضاب لگانا، منبر پر خطبہ پڑھنا، اللہ کی راہ میں جہاد کرنا، میدان جنگ میں لشکر کو میمنہ، میسرہ، مقدمہ اور قلب کی ترتیب کے ساتھ صف آراء کرنا، لوگوں کے ساتھ معانقہ کرنا اور ثرید تیار کرنا۔

داڑھی شریف برابر رکھنے کا بیان

حضرت عمرو بن شعیب اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے نقل کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ریش مبارک کو عرض

5060-سبالي (المحديث 5061) . تحفة الاشراف (7297) .

وطول میں یعنی نیچے سے بھی اور دائیں بائیں جانب سے بھی کترتے تھے، ترمذی نے اس روایت کو نقل کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے۔ (مشکوۃ المصابیح، جلد چہارم: رقم الحدیث، 368)

مطلب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی داڑھی کو ادھر ادھر سے بڑھے ہوئے بال کتروا کر برابر درست کرتے تھے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ عمل داڑھی کو "چھوڑنے اور بڑھانے" کے منافی نہیں ہے جس کا حکم دوسری احادیث میں منقول ہے کیونکہ اصل ممانعت کا تعلق منڈانے یا اتنی چھوٹی کرانے سے ہے جو غیر مسلم لوگوں کا شعار ہے ورنہ تو داڑھی کو برابر اور درست رکھنے کے لئے ادھر ادھر سے بڑھے ہوئے بالوں کو کترنا ممنوع نہیں ہے، جیسا کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں منقول ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم داڑھی کے طول وعرض میں سے ان بالوں کو تر شتے تھے جو ادھر ادھر بڑھے ہوتے تھے اسی لئے ابن ملک نے کہا ہے کہ داڑھی کے بالوں کو برابر کرنا سنت ہے۔

اور احیاء العلوم میں لکھا ہے کہ زیادہ بڑھانے کے بارے میں علماء کے مختلف اقوال ہیں، چنانچہ کچھ حضرات تو یہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص اپنی داڑھی کو مٹھی میں پکڑ کر داڑھی کے اس حصے کو کتروائے جو مٹھی سے نیچے ہو تو اس میں مضائقہ نہیں ہے، یہ قول حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اور تابعین کی ایک جماعت کا ہے اور شعبی اور ابن سیرین نے اس کو اچھا سمجھا ہے، جب کہ حسن قتادہ اور ان کے متبعین نے اس چیز کو (یعنی داڑھی کے اس حصے کے کترنے کو جو مٹھی سے نکلی ہوئی ہو) اچھا نہیں سمجھا ہے ان حضرات نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد اعفوا اللحی (داڑھیوں کو چھوڑ دو) کے پیش نظر اسی چیز کو بہتر جانا ہے کہ مٹھی سے بڑھی ہوئی داڑھی کو بھی چھوڑے رکھا جائے۔ ملا علی قاری نے لکھا ہے کہ پہلا قول زیادہ صحیح ہے۔ (احیاء العلوم)

5061 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِىْ عَلْقَمَةَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَعْفُوا اللِّحَى وَاَحْفُوا الشَّوَارِبَ".

❖❖ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: داڑھیاں بڑھاؤ اور مونچھیں چھوٹی کرواؤ۔

5062 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ قَالَ سَمِعْتُ يُوْسُفَ بْنَ صُهَيْبٍ يُحَدِّثُ عَنْ حَبِيْبِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "مَنْ لَّمْ يَاْخُذْ شَارِبَهٗ فَلَيْسَ مِنَّا".

❖❖ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: جو شخص مونچھیں چھوٹی نہیں کروائے گا اس کا ہمارے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔

شرح

وہ ہم میں سے نہیں ہے" کا مطلب یہ ہے کہ وہ ہماری سنت اور ہمارے طریقے پر عمل پیرا نہیں ہے۔ اور ملا علی قاری، کے

5061-تقدم (الحدیث 5060) ۔ 5062-تقدم (الحدیث 13) ۔

مطابق اس جملہ کے زیادہ صحیح معنی یہ ہیں کہ ایسا شخص ہماری سنت اور ہمارے طریق کو ماننے والوں میں کامل ترین نہیں ہے، یا اس جملہ کے ذریعہ اس سنت کو ترک کرنے والے کی تہدید مقصود ہے، یا ایسے شخص کو اس بات سے ڈرایا گیا ہے کہ اس سنت کا تارک ہوتے ہوئے مرنا گویا امت مسلمہ کے خلاف طریقے پر مرنا ہے۔

داڑھی کی شرعی حیثیت کا بیان

اللہ رب العزت نے بنی نوع انسانیت کی رشد و ہدایت کے لیے انسانوں میں انبیاء کرام علیہم السلام کو مبعوث فرمایا اور ان کی ذوات مقدسہ کو انسانیت کے لیے قابل اطاعت اور نمونہ قرار دیا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے وَمَا أَرْسَلْنَا مِن رَّسُولٍ إِلَّا لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللَّهِ (النساء۴:۶۴)

اہل ایمان پر نبی مکرم شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کو زندگی کے تمام معاملات میں لازم قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ (النساء۴:۵۹)

اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت کرو۔

مَّن يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ (النساء۴:۸۰)

جس نے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی۔

وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانتَهُوا (الحشر۵۹:۷)

رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) جو تمہیں دیں لے لو اور جس سے منع کریں اس سے بچتے رہو۔

لَّقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (الاحزاب۳۳:۲۱)

بے شک رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی زندگی میں تمہارے لیے نمونہ ہے۔

نبی محتشم فخر آدم و بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم نے داڑھی رکھنے اور اسے بڑھانے کا تاکیدی حکم فرمایا ہے اس لیے مردوں کے لئے داڑھی رکھنا واجب اس کی شرعی مقدار ایک قبضہ یعنی ایک مشت ہے اور داڑھی رکھنا اسلامی اور مذہبی شعار تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی متفقہ سنت اور شرافت و بزرگی کی علامت ہے اسی سے مردانہ شکل و صورت کی تکمیل ہوتی ہے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دائمی عمل ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فطرت سے تعبیر فرمایا ہے لہٰذا داڑھی رکھنا ضروری ہے اور منڈانا یا ایک مٹھی سے پہلے کترانا حرام اور کبیرہ گناہ ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

عشر من الفطرة قص الشارب واعفاء اللحية الخ ۔ (مسلم ج۱ص۱۲۹)

ترجمہ: دس چیزیں فطرت میں سے ہیں، مونچھوں کا کتروانا، داڑھی بڑھانا، مسواک کرنا، ناک میں پانی ڈال کر ناک صاف کرنا، ناخن تراشنا، بدن کے جوڑوں کو دھونا، بغل کے بال اکھاڑنا، زیر ناف بال صاف کرنا، پانی سے استنجاء کرنا راوی کو دسویں چیز یاد نہ رہی فرماتے ہیں، ممکن ہے کہ وہ کلی کرنا ہو۔ اس حدیث میں جو کہ سنداً نہایت قوی حدیث ہے دس چیزوں کو جن میں سے داڑھی

کا بڑھانا اور مونچھوں کا کترانا بھی فطرت بتلایا گیا ہے اور فطرت عرف شرع میں ان امور کو کہا جاتا ہے جو کہ تمام انبیاء اور رسل کی معمول بہ اور متفق علیہ سنت ہو اور امت کو ان پر عمل کرنے کا حکم ہو۔

صاحب مجمع البحار اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

عشر من الفطرة ای من السنة ای سنن الانبیاء علیهم السلام التی امرنا بالاقتداء بهم فیها ای من السنة القدیمة التی اختارها الانبیاء علیهم السلام واتفقت علیها الشرائع فکانها امر جبلی فطروا علیه ۔ (مجمع البحار ج۲ ص۱۵۵)

یعنی دس چیزیں فطرت (سنت) میں سے ہیں یعنی انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام کی ان سنتوں میں سے ہیں جن کی اقتداء کا ہمیں حکم دیا گیا یعنی اس سنت قدیم میں سے ہے جس کو انبیاء کرام علیہم السلام نے اختیار فرمایا اور اس پر تمام شرائع متفق ہیں گویا کہ وہ امر جبلی ہے جس پر تمام انبیاء علیہم السلام کو پیدا کیا گیا ہے۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ شرح مسلم میں فرماتے ہیں:

قالوا: ومعناه انها من سنن الانبیاء صلوات الله وسلامه علیهم ۔ (نووی شرح مسلم ج۱ ص۱۲۸)

یعنی فطرت کے معنی یہ ہے کہ وہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی سنتوں میں سے ہے۔ حدیث مبارکہ سے یہ بات بالکل واضح ہے کہ داڑھی بڑھانے کا حکم تمام شریعتوں میں تھا اور یہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی سنت رہی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: قال النبی صلی الله علیه وسلم خالفوا المشرکین اوفروا اللحی واحفوا الشوارب وفی روایة: انهکوا الشوارب واعفوا اللحی متفق علیه ۔

(بخاری، کتاب اللباس، رقم ۵۸۹۲، ص ۱۲۸۰)

مشرکین کی مخالفت کرو مونچھیں پست کرو (چھوٹی کرو) اور داڑھی کو معاف رکھو (یعنی اسے نہ کاٹو)

ایک اور حدیث میں وارخوا اللحی کے الفاظ مذکور ہیں۔ یعنی داڑھی لمبی کرو۔

ان احادیث مبارکہ میں نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم صیغہ امر کے ساتھ داڑھی رکھنے کا حکم فرما رہے ہیں اور امر حقیقت میں وجوب کے لئے ہوتا ہے نیز داڑھی منڈانے میں کفار (عورتوں) اور مخنثوں کے ساتھ مشابہت لازم آتی ہے جس کا ناجائز اور حرام ہونا احادیث سے ثابت ہے چنانچہ ابوداؤد شریف میں ہے:

عن ابن عباس رضی الله عنهما عن النبی صلی الله علیه وسلم انه لعن المتشبهات من النساء بالرجال والمتشبهین من الرجال بالنساء ۔ (بخاری، کتاب اللباس، رقم ۵۸۸۵، ص ۱۲۷۹)

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں میں سے ان عورتوں پر جو مردوں کی مشابہت اختیار کرتی ہیں اور مردوں میں سے ان مردوں پر جو عورتوں کی مشابہت کرتے ہیں لعنت فرمائی ہے۔

عن ابن عمر رضی الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من تشبه بقوم فهو منهم۔
(ابوداود، کتاب اللباس، رقم ۴۰۳۱، ص ۷۹۹)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص کسی قوم کی مشابہت اختیار کرے گا اس کا شمار اسی قوم میں ہوگا۔

عن ابی هريرة رضی الله عنه قال: لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم الرجل يلبس لبسة المرأة والمرأة تلبس لبسة الرجل . (ابوداؤد، کتاب اللباس، ۴۰۹۸، ص ۸۱۲)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مرد پر لعنت فرمائی ہے جو زنانہ لباس پہنے اسی طرح اس عورت پر لعنت فرمائی ہے جو مردانہ لباس پہنے۔

عن ابن عباس رضى الله عنهما قال: لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم المخنثين من الرجال والمترجلات من النساء وقال اخرجوهم من بيوتكم . (بخاری، کتاب اللباس، رقم ۵۸۸۵، ص ۱۲۷۹)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعنت کرتے ہیں ان مردوں پر (جو داڑھی منڈا کر یا زنانہ لباس پہن کر) عورتوں کی مشابہت اختیار کرتے ہیں اور ان عورتوں پر جو مردوں کی مشابہت اختیار کرتی ہیں اور فرمایا کہ انہیں اپنے گھروں سے نکال دو۔

داڑھی کا ایک مٹھی سے پہلے کٹانا یہ بھی یہود و نصاریٰ اور ایرانی پارسیوں کے ساتھ مشابہت ہے۔

بذل المجہود میں ہے

وقص اللحية من سنن الاعاجم وهو اليوم شعار كثير من المشركين والافرنج والهنود ومن لاخلاق لهم في الدين ممن يتبعونهم ويحبون ان يتزيوا بزيهم . (بذل المجہود، ج ۱، ص ۳۳)

داڑھی کتروانا عجمیوں کا طریقہ ہے موجودہ زمانہ میں اکثر و بیشتر مشرک فرنگی اور ہندوؤں کا اور ان لوگوں کا شعار بن گیا ہے جن کو دین سے کوئی سروکار نہیں اور انگریزوں کے قدم بقدم چلنے اور ان کی سی شکل و وضع اختیار کرنے کو پسند کرنے لگے ہیں۔

ثم قال: وكذا يحرم على الرجل قطع لحيته فعلم ان ما يفعله بعض من لاخلاق له في الدين من المسلمين في الهند والاتراك حرام .

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اور کتروانے ہی کی طرح مرد کو داڑھی کٹانا بھی حرام ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ وہ ہندی مسلمان جن کو دین کا کوئی لحاظ نہیں اور نیز ترک جو ایسے کرنے لگے ہیں وہ حرام ہے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

حلق کردن لحیہ حرام است و روش افرنج وهنود است و گذاشتن آن بقدر قبضه واجب است و اورا

سنت گویند بمعنی طریقہ مسلوک در دین است یا به جهت آنکه ثبوت آں به سنت است۔
(اشعۃ اللمعات، ج۱، ص۲۱۲)

داڑھی منڈانا حرام ہے اور اہل مغرب اور ہندؤں کا طریقہ ہے داڑھی ایک مشت رکھنا واجب ہے اور اس کو سنت اس اعتبار سے کہا جاتا ہے کہ یہ دین میں طریقہ مسلوکہ ہے یا اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ سنت سے ثابت ہے چنانچہ نماز عید کو (اسی معنی کے اعتبار سے) سنت کہا جاتا ہے حالانکہ وہ واجب ہے۔

فتاویٰ شامی میں ہے:

واما الاخذ منها وهي دون ذلك كما يفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال فلم يبحه احد .
(فتاویٰ شامی، کتاب الصوم مطلب فی الاخذ من اللحیۃ، ج۲ص۱۵۵)

تنقیح الفتاویٰ الحامدیہ میں ہے:

وقال العلائی فی کتاب الصوم قبیل فصل العوارض ان الاخذ من اللحية دون القبضة كما يفعله المغاربة ومخنثة الرجال لم يبحه احد واخذ كلها فعل يهود الهند ومجوس الاعاجم فحيث اد من على فعل هذا المحرم يفسق وان لم يكن ممن يستبيحونه ولايعدونه فارقا للعدالة والمروة ۔ (تنقیح الحامدیہ، ج۱ص۳۵۱)

اس عبارت کا خلاصہ یہ ہے: کہ ایک مشت سے کم داڑھی رکھنے کو کسی نے مباح قرار نہیں دیا۔

اسی طرح فیض الباری شرح بخاری میں ہے:

واما قطع دون ذلك فحرام اجماعا بين الائمة رحمهم الله . (فیض الباری، ج۲، ص۳۸۰)

یعنی تمام ائمہ کرام کا اس پر اجماع ہے کہ داڑھی اس طرح کاٹنا کہ ایک قبضہ سے کم رہ جائے حرام ہے۔

حدیث شریف میں ہے:

عن رويفع بن ثابت قال: قال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم يارويفع! لعل الحيوة ستطول بك بعد فاخبر الناس ان من عقد لحيته او تقلد وترا او استنجى برجيع دابة او عظم فان محمدا صلى الله عليه وسلم منه برء . (مشکوٰۃ، ص۴۳)

ترجمہ: حضرت رویفع بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام نے مجھے فرمایا کہ: میرے بعد قریب ہے کہ تیری زندگی دراز ہو لوگوں کو خبر دینا کہ جو شخص اپنی داڑھی میں گرہ لگائے یا داڑھی چڑھائے یا تانت کا قلادہ ڈالے یا گوبر اور ہڈی سے استنجاء کرے تو محمد اس سے بری ہیں۔

الاختیار شرح المختار میں ہے:

اعفاء اللحی قال: محمد رحمه الله عن ابي حنيفة رضي الله عنه تركها حتى تكث وتكثر والتقصير فيها سنة وهو ان يقبض رجل لحيته فما زاد على قبضه قطعه لان اللحية زينة وكثرتها من كمال الزينة

وطولها الفاحش خلاف السنة .

اعفاء اللحی یعنی داڑھی بڑھانا امام محمد رحمہ اللہ کی روایت ہے کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا داڑھی کو چھوڑے رکھنا چاہئے یہاں تک کہ گھنی ہو جائے اور بڑھ جائے اور داڑھی میں قصر سنت ہے اور قصر یہ ہے کہ داڑھی کو مٹھی سے پکڑے جو مٹھی سے بڑھ جائے اس کو کاٹ دیں۔ داڑھی سنت ہے اور اس کا بھرپور ہونا (گھنی ہونا) کمال زینت ہے اور داڑھی کی غیر معمولی درازی خلاف سنت ہے۔ (الاختیار شرح المختار، ج ۲، ص ۲۳۵)

حضرت امام غزالی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

وقد اختلفوا فيما طال منها فقيل: ان يقبض الرجل على لحيته واخذ ما فضل عن القبضة فلا باس فقد فعله ابن عمر وجماعة من التابعين واستحسنه الشعبي وابن سيرين وكرهه الحسن وقتادة وقالا: تركها عافية احب لقوله صلى الله عليه وسلم اعفوا اللحى . (احیاء العلوم، ج ۱، ص ۱۶۸)

لوگوں نے اس باب میں اختلاف کیا ہے کہ اگر داڑھی لمبی ہو جائے تو کیا کرنا چاہئے؟ بعض کا قول ہے کہ مقدار مشت چھوڑ کر باقی کاٹ ڈالے تو کچھ مضائقہ نہیں اس لئے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اور بہت سے تابعین نے ایسا کیا ہے اور امام شعبی رحمہ اللہ اور ابن سیرین رحمہ اللہ نے اس کو اچھا سمجھا ہے حسن رحمہ اللہ اور قتادہ رحمہ نے اس کو مکروہ فرمایا ہے اور کہا ہے کہ: اس کو لٹکی رہنے دینا مستحب ہے کیونکہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: اعفوا اللحی داڑھی بڑھاؤ۔

(مذاق العارفین ترجمہ احیاء العلوم، ص ۱۵۹، ۱۶۰)

اور نصاب الاحتساب میں ہے:

قال عليه السلام: احفوا الشوارب واعفوا اللحى اى قصوا الشوارب واتركوا اللحى كما هى ولاتقطعوها ولاتحلقوها ولاتنقصوها من القدر المسنون وهو القبضة۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ مونچھیں کتاؤ اور داڑھی بڑھاؤ یعنی مونچھیں کترواؤ اور داڑھی کو اپنی حالت پر بڑھاؤ اور جب تک وہ ایک قبضہ بھر نہ ہو جائے اس کو نہ کتاؤ نہ منڈواؤ نہ گھٹاؤ اور صحیح مقدار ایک مٹھی ہے۔

بہرحال یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ داڑھی ایک مشت رکھنا ہی واجب ہے اور داڑھی منڈانا یا ایک مٹھی سے پہلے کتروانا حرام ہے اور اس پر ائمہ اربعہ کا اتفاق ہے۔ جیسا کہ حضرت امام اعظم امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی کتاب الآثار میں ہے:

محمد قال اخبرنا ابو حنيفة رحمه الله عن الهيثم عن ابن عمر انه كان يقبض على اللحية ثم يقص ما تحت القبضة قال محمد: وبه ناخذ وهو قول ابى حنيفة رحمه الله .

ترجمہ: امام محمد رحمہ اللہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے وہ حضرت ہیثم رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما داڑھی کو مٹھی میں پکڑ کر مٹھی سے زائد حصہ کو کاٹ دیا کرتے تھے امام محمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ہمارا عمل اسی حدیث پر ہے اور حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ نے بھی یہی فرمایا ہے۔

فقہ مالکی کے مشہور فقیہہ علامہ محمد بن محمد غنیثی مالکی المنح الوفیہ شرح مقدمہ العزیۃ میں فرماتے ہیں:

ان ترك الاخذ من اللحية من الفطرة وامر في الارسال بان تعفى اى تترك ولاحرج على من طالت لحيته بان ياخذ منها اذا زادت على القبضة .

ترجمہ: داڑھی رکھنا فطرت میں سے ہے اور چھوڑنے کا حکم دیا گیا ہے کہ بڑھائی جائے لیکن جس شخص کی داڑھی ایک قبضہ سے لمبی ہو جائے تو ایسے شخص کو قبضہ سے زائد حصہ کو کتر داڈالنے میں کوئی حرج نہیں۔

مشہور شافعی فقیہ اور محدث امام نووی حدیث خصال فطرت کی شرح میں تحریر فرماتے ہیں:

المختار تركها على حالها وان لايتعرض لها بتقصير ولاغيره

ترجمہ: مذہب مختار یہ ہے کہ داڑھی کو بالکل چھوڑ دیا جائے اور اس کے ساتھ کترنے اور منڈوانے کا تعرض بالکل نہ کیا جائے۔

فقہ حنبلی کی مشہور کتاب کشاف القناع شرح متن الاقناع میں ہے:

واعفاء اللحية) بان لاياخذ منها شيا مالم يستهجن طولها ويحرم حلقها ولايكره اخذ ما زاد على القبضة (کشاف القناع شرح متن الاقناع، ج۱، ص۶۰)

اور حضور کی سنت داڑھی کو چھوڑ دینا ہے اس طرح کہ اس میں سے کچھ بھی نہ تراشے جب تک کہ وہ لمبی ہو کر بری نہ لگنے لگے اور اس کا منڈانا تو بالکل حرام ہے البتہ قبضہ سے زیادہ حصہ کا تراشنا مکروہ نہیں۔

بہر حال مذکورہ تمام احادیث اور فقہاء کرام کے اقوال کا خلاصہ یہ ہے کہ داڑھی رکھنا واجب ہے اور ایک مشت یعنی قبضہ سے کم کرنا مکروہ تحریمی یعنی ناجائز اور حرام ہے اور اتنی داڑھی رکھنا کہ لوگوں کی نگاہیں اس پر اٹھیں یعنی صرف یہ معلوم ہو کہ داڑھی رکھی ہوئی ہے یہ بات قرآن وسنت اور فقہاء کرام کے اقوال کے خلاف ہونے کی وجہ سے غلط ہے اور اسلام کے ساتھ مذاق کے مترادف ہے جو کہ انتہائی خطرناک ہے۔

ان دلائل شرعیہ قطعیہ کے ساتھ ایک اور امر قابل توجہ ہے کہ ہر مسلمان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا دعویدار ہے اور محبت کا دعویٰ اتباع اور اطاعت کے بغیر ادھورا اور دعویٰ بغیر دلیل ہے۔ محب صادق کے لیے محبوب کا ہر عمل ہر ادا انتہائی اہم اور واجب الاتباع ہوتی ہے اور داڑھیہ عطائے ربانی، یہ محبت کی نشانی تمہارے دم کے ساتھ ہے، وہ تمہارے ساتھ رہنا چاہتی ہے مگر تم نہیں رکھتے، اپنی جفا دیکھو اور اس کی وفا دیکھو، اگر تم رکھنے لگو اور وہ رہنے لگے تو پھر چلتے پھرتے، کھاتے پیتے، سوتے جاگتے، ہر آن اور ہر گھڑی اللہ کی رحمتیں تمہارے ساتھ ہوں۔ زندگی کا کوئی لمحہ ایسا نہ ہو جو ثواب ورحمت سے محروم ہو، وہ رفیق زندگی، زندگی بھر کی ساتھی ہے۔ ہاں اس نشانی کو سینے سے لگاؤ کہ یہ اس جانِ جاں کی نشانی ہے۔ جس نے افکار و اعمال کے حسین چہرے دکھا کر محروم جمال کو، جمال آشنا کیا، ہاں جمال محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے چہرے سجاؤ، ایک وقت آتا ہے، دنیا سے جانا ہے، قبر میں جب وہ تمہارے سامنے ہوں گے اور تم ان کے سامنے، کہیں وہ یہ نہ پوچھ لیں کہ ہم نے کیا کہا تھا اور تم نے کیا کیا؟ تو ایسا کچھ کر کے چلو کہ جب وہ سامنے ہوں، دل مضطر شرمسار نہ ہو۔ محبت بلا رہی ہے، محبت کی پکار سنو! آؤ محبت کے چراغ

روشن کرو اور خود چراغ محبت بن کر عالم کو روشن کردو، تمہاری ایک ایک ادا میں وہ جانِ جاں جلوہ گر ہو اور تم اس کی جلوہ گاہ۔

محبت حیرت انگیز اثر رکھتی ہے، اور جب وہ انسان کے فکر وشعور پر چھا جاتی ہے تو محبوب کے سوا کچھ نظر نہیں آتا،

آئی جوان کی یاد تو آتی چلی گئی ہر نقش ماسوا کو مٹاتی چلی گئی

محبت کی نظر محبوب پر رہتی ہے، وہ دیکھتی ہے کہ محبوب کیا کہہ رہا ہے! محبوب کیا کر رہا ہے، جو وہ کہتا اور کرتا ہے یہ بھی وہی کہتی اور کرتی چلی جاتی ہے۔ اس کے دل میں کوئی وسوسہ نہیں آتا۔ تمام اندیشوں سے پاک مردانہ وار آگے بڑھتی ہے۔

حیات کیا ہے؟ خیال و نظر کی مجذوبی خودی کی موت ہے اندیشہ ہائے گوناگوں

چشم عالم نے ایسے حیرت ناک مناظر دیکھتے ہیں یہ محبت ہی جلوہ گری تھی کہ ابراہیم علیہ السلام نے آگ کو آگ نہ سمجھا، یہ محبت ہی کی کرشمہ سازی تھی کہ اسماعیل علیہ السلام نے جان کو جان نہ سمجھا، جس طرح کشش ثقل سے نظامِ عالم برقرار ہے اسی طرح محبت کی کشش سے عالم انسانیت قائم ودائم ہے۔ مثالی معاشرے کے لئے ضروری ہے کہ قلب ونظر کا ایک اور صرف ایک مرکز ہو، وہی جن کی نظیر نہیں، وہ جن کی مثال نہیں، ماضی میں، نہ حال میں اور نہ مستقبل میں، جوان سے وابستہ ہو گیا، وہ دردر کی ٹھوکروں سے آزاد ہو گیا۔ یہ وہی تو ہیں کہ جب دنیا نے ان کو ٹھکرا رہے تھے تو ان کا مولیٰ ان کو آفتاب عالم تاب بنا رہا تھا۔

ہاں وہ افق عالم سے آفتاب ہدایت بن کر ابھرا اور دیکھتے ہی دیکھتے سارے عالم پر چھا گئے اور آن کی آن میں گرتی ہوئی قوم کو اس بلندی پر لے گئے کہ سارے عالم نے اس کو ابھرتے، چڑھتے اور سرفراز ہوتے دیکھا۔ ہمارے دلوں میں وہی تھے، مگر اب کیا ہو گیا مگر اب کیا ہو گیا؟ خلوت خانہ دل میں سب ہی ہیں مگر وہ نہیں۔ تو آؤ خانہ دل کو صاف کریں اور اس کو بسائیں جو بسانے کے قابل ہیں، وہی ہیں جس کی خوشبو سے دو عالم کی فضائیں مہکتی تھیں۔ وہی ہیں جس نے ڈوبتی دنیا کو سہارا دیا۔ وہی ہیں جس نے اندھیروں میں اجالا کیا۔ وہی ہیں جنہوں نے جاں بلب انسانیت کو زندگی بخشی، وہی ہیں جنہوں نے وحشیوں کو جینا سکھایا اور غلاموں کو جہاں آراء و جہاں باں بنایا۔ یہ وہی ہے جس نے خود کچھ نہ رکھا، سب کچھ لٹا دیا۔ جس نے ہماری آسائش کے لئے اپنا آرام تک ترک کر دیا۔ ہاں یہ محبوب دل لگانے ہی کے قابل ہیں۔ پیروی واطاعت ہی کے لائق ہیں۔ جانثاری اور فداکاری ہی کے سزاوار ہیں۔

بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست اگر باو نہ رسیدی تمام بولہبی ست

3 - باب الرُّخْصَةِ فِي حَلْقِ الرَّأْسِ .

یہ باب ہے کہ سر منڈوانے کی رخصت

5063 - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَنْبَأَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَنْبَأَنَا مَعْمَرٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى صَبِيًّا حَلَقَ بَعْضَ رَأْسِهِ وَتَرَكَ بَعْضَ فَنَهٰى عَنْ ذٰلِكَ وَقَالَ "احْلِقُوهُ كُلَّهُ أَوِ اتْرُكُوهُ كُلَّهُ" .

5063-اخرجه مسلم في اللباس والزينة، باب كراهة القزع (الحديث 113م) بنحوه و اخرجه ابو داؤد في الترجل، باب في الذؤابة (الحديث 4195) . تحفة الاشراف (7525) .

✧✧ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ایک بچے کو دیکھا جس کے سر کا کچھ حصہ منڈوایا گیا تھا اور کچھ حصے کے بال چھوڑ دیئے گئے تھے۔ آپ نے اس کام سے منع کیا اور ارشاد فرمایا: یا سارے سر کو منڈوا دو یا سارے سر کو چھوڑ دو (یعنی اس پر بال رہنے دو)

شرح

حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں تشریف فرما تھے کہ ایک ایسا شخص آیا جس کے سر کے اور داڑھی کے بال پراگندہ (یعنی بکھرے اور الجھے ہوئے) تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اس کو دیکھ کر) اس (کے سر اور داڑھی) کی طرف (اپنے دست مبارک سے اس انداز میں) اشارہ کیا جیسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو یہ حکم دے رہے ہوں کہ وہ اپنے سر کے بالوں اور داڑھی کو سنوارے، چنانچہ اس شخص نے اپنے سر اور داڑھی کے بالوں کو سنوارا اور پھر واپس آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا یہ اس سے بہتر نہیں ہے کہ تم میں سے کوئی شخص اس حالت میں آئے کہ اس کے سر کے بال پراگندہ ہوں اور وہ ایسا دکھائی دے جیسے کوئی شیطان (جن) ہو (یعنی اس نے اپنی شکل وصورت ایسی بنا رکھی ہو جیسے کوئی جن اپنے بال بکھیرے ہوئے اور بدہیئت شکل وصورت میں ہوتا ہے)۔ (مالک، مشکوۃ المصابیح، جلد چہارم: رقم الحدیث، 413)

4 - باب النَّهْيِ عَنْ حَلْقِ الْمَرْاَةِ رَاْسَهَا .

باب: عورت کا اپنے سر کو منڈوانا منع ہے

5064 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُوْسَى الْحَرَشِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ خِلَاسٍ عَنْ عَلِيٍّ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ تَحْلِقَ الْمَرْاَةُ رَاْسَهَا .

✧✧ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے اس بات سے منع کیا ہے کہ عورت اپنے سر کو منڈوائے۔

شرح

عورت کے حق میں سر کے بالوں کی وہی اہمیت ہے جو مرد کے حق میں داڑھی کی ہے لہٰذا جس طرح مرد کو داڑھی منڈانا حرام ہے اسی طرح عورت کو سر منڈانا حرام ہے۔

5 - باب النَّهْيِ عَنِ الْقَزَعِ .

یہ باب ہے کہ قزع کی ممانعت

5065 - اَخْبَرَنِىْ عِمْرَانُ بْنُ يَزِيْدَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ اَبِى الرِّجَالِ عَنْ عُمَرَ بْنِ نَافِعٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "نَهَانِى اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عَنِ الْقَزَعِ" .

5064-اخرجه الترمذي في الحج، باب ما جاء في كراهية الحلق للنساء (الحديث 914) و (الحديث 915) مرسلًا . تحفة الاشراف (10085 و 18617) .

✧✧ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے مجھے قزع سے منع کیا ہے۔

5066 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْقَزَعِ .

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدِيْثُ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ وَّمُحَمَّدِ بْنِ بِشْرٍ اَوْلٰى بِالصَّوَابِ .

✧✧ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قزع سے منع کیا ہے۔

شرح

امام نووی کہتے ہیں کہ قزع کے معنی مطلق (کسی کے بھی) سر کے کچھ حصے کو مونڈنا (اور کچھ حصے کو بغیر مونڈے چھوڑ دینا ہیں) اور یہی معنی زیادہ صحیح ہیں کیوں کہ حدیث کے راوی نے بھی یہی معنی بیان کئے ہیں اور یہ حدیث کے ظاہری مفہوم کے مخالف بھی نہیں ہیں لہٰذا اسی معنی پر اعتماد کرنا واجب ہے! جہاں تک "لڑکے" کی تخصیص کا ذکر ہے تو یہ محض عام رواج وعادات کی بناء پر ہے ورنہ قزع جس طرح لڑکے کے حق میں مکروہ ہے، اس طرح بڑوں کے حق میں بھی مکروہ ہے، اسی لئے فقہی روایات میں یہ مسئلہ کسی قید واستثناء کے بغیر بیان کیا جاتا ہے اور قزع میں کراہت اس اہل کفر کی مشابہت اور بدہیئتی سے بچانے کے لئے ہے۔ راوی نے "قزع" کا جو مطلب بیان کیا ہے اور جس کو نووی نے زیادہ صحیح کہا ہے اس میں چوٹی (جیسا کہ غیر مسلم اپنے سر چھوڑتے ہیں) (زلف اور بالوں کی) وہ تراش خراش شامل ہے جو مسنون طرز کے خلاف ہو۔

بابُ الْاَخْذِ مِنَ الشَّعْرِ .

باب: بال چھوٹے کروانا

5067 - اَخْبَرَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ اَخُوْ قَبِيْصَةَ وَمُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ كُلَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ وَّائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلِيْ شَعْرٌ فَقَالَ "ذُبَابٌ" . فَظَنَنْتُ اَنَّهٗ يَعْنِيْنِيْ فَاَخَذْتُ مِنْ شَعْرِيْ ثُمَّ اَتَيْتُهٗ فَقَالَ لِيْ "لَمْ اَعْنِكَ وَهٰذَا اَحْسَنُ" .

✧✧ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا میرے بال بڑھے ہوئے تھے آپ نے فرمایا: یہ برے ہیں میں نے سمجھا کہ شاید آپ نے میرے بالوں کے بارے میں کہا ہے میں نے اپنے بال کٹوا لئے پھر میں

5065-اخرجه البخاري في اللباس، باب القزع (الحديث 5920) بنحوه مطولًا . و اخرجه مسلم في اللباس و الزينة، باب كراهة القزع (الحديث 113) بنحوه مطولًا و اخرجه ابو داؤد في الترجل، باب في الذوابة (الحديث 4193) بنحوه مطولًا و اخرجه النسائي في الزينة، ذكر النهي عن ان يحلق بعض شعر الصبي و يترك بعضه (الحديث 5245 و 5246) بنحوه، واخرجه ابن ماجه في اللباس، باب النهي عن القزع (الحديث 3637) بنحوه مطولًا . تحفة الاشراف (8243) .

5066-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (7901) .

5067-اخرجه ابو داؤد في الترجل، باب في تطويل الجمة (الحديث 4190) و اخرجه النسائي في الزينة، تطويل الجمة (الحديث 5081) واخرجه ابن ماجه في اللباس باب كراهية كثرة الشعر (الحديث 3636) . تحفة الاشراف (11782) .

آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا: میں نے تمہارے بارے میں وہ لفظ نہیں کہا تھا البتہ یہ بہتر ہے (یعنی بال کٹوانا اچھی بات ہے)

5068 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی قَالَ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِیْ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ يُحَدِّثُ عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ شَعْرُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَعْرًا رَجِلًا لَيْسَ بِالْجَعْدِ وَلَا بِالسَّبْطِ بَيْنَ اُذُنَيْهِ وَعَاتِقِهِ .

✧✧ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بال درمیانی قسم کے تھے نہ وہ بہت زیادہ گھنگھریالے تھے اور نہ ہی بالکل سیدھے تھے اور وہ کانوں سے لے کر کندھے تک آتے تھے۔

5069 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ دَاوُدَ الْاَوْدِيِّ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحِمْيَرِيِّ قَالَ لَقِيْتُ رَجُلًا صَحِبَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا صَحِبَهُ اَبُوْ هُرَيْرَةَ اَرْبَعَ سِنِيْنَ قَالَ نَهَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّمْتَشِطَ اَحَدُنَا كُلَّ يَوْمٍ .

✧✧ حضرت حمید بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں ایک ایسے صاحب سے ملا جنہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی چار برس تک صحبت اختیار کی تھی جیسے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کی ہے انہوں نے بتایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع کیا ہے کہ ہم میں سے کوئی شخص روزانہ کنگھی کرے۔

روزانہ کنگھی کرنے کی ممانعت کا بیان

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کنگھی کرنے سے منع فرمایا الا یہ کہ ایک روز ناغہ دے کر کنگھی کی جائے۔ (ترمذی، ابوداؤد، نسائی، مشکوۃ المصابیح، جلد چہارم: رقم الحدیث، 377)

قاضی کہتے ہیں، کہ "غب" کا مطلب یہ ہے کہ کوئی کام ایک دن کیا جائے اور ایک دن ترک کیا جائے، لہٰذا حدیث کا یہ مطلب ہوا کہ کنگھی ہر روز نہ کی جائے بلکہ ایک دن کا ناغہ کر کے کی جائے، لیکن یہ ممانعت محض نہی تنزیہی کے طور پر ہے اور اس سے ضرورت و بے ضرورت ہر روز کنگھی کرنے کا اہتمام کرنے اور اس کو بطور عادت اختیار کر لینے کی ممانعت مراد ہے کیونکہ یہ زینت و آرائش میں مبالغہ اور بے جا تکلف و اہتمام کرنے کی صورت ہے۔ واضح رہے کہ لفظ "غب" جب ملاقات کے سیاق میں استعمال ہوتا ہے جیسا کہ فرمایا گیا ہے زر غبا تزدد حبا تو اس کا مفہوم یہ ہوتا ہے کہ ہفتہ میں ایک مرتبہ ملاقات کی جائے اور جب یہ لفظ بخار کے لئے استعمال ہوتا ہے تو اس سے ایک دن کا ناغہ دے ہوتا ہے۔ ہر روز کنگھی کرنے کی ممانعت میں سر کے بالوں اور داڑھی دونوں میں کنگھی کرنا شامل ہے، لہٰذا جو لوگ ہر وضو کے بعد کنگھی کرتے ہیں اس کا سنت سے کوئی تعلق نہیں ہے، اسی طرح احیاء العلوم میں امام غزالی کے علاوہ اور کسی نے بھی اس حدیث کو نقل نہیں کیا ہے۔

5068-اخرجه البخاري في اللباس، باب الجعد (الحديث 5905 و 5906) واخرجه مسلم في الفضائل، باب صفة شعر النبي صلى الله عليه وسلم (الحديث 94) و اخرجه الترمذي في الشمائل، باب ما جاء في شعر رسول الله صلى الله عليه وسلم (الحديث 26) بنحوه و اخرجه ابن ماجه في اللباس، باب اتخاذ الجمة و الذوائب (الحديث 3634) مختصراً . تحفة الاشراف (1144) .

5069-تقدم (الحديث 238) .

بلکہ شیخ ولی الدین العرقی کے قول کے مطابق امام غزالی نے احیاء العلوم میں اس حدیث کے علاوہ بھی بعض ایسی احادیث نقل کی ہیں جن کی کوئی اصل ثابت نہیں ہے۔ رہی یہ بات کہ روزانہ کنگھی کرنے کی ممانعت صرف مرد کے لئے ہے یا مرد و عورت دونوں کے لئے؟ تو بظاہر یہ بات زیادہ صحیح معلوم ہوتی ہے کہ یہ ممانعت صرف مردوں کے حق میں ہے کیونکہ عورتوں کے لئے زینت و آرائش کرنا مکروہ نہیں ہے تاہم بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ اس ممانعت کا تعلق مرد و عورت دونوں سے ہے لیکن وہ حضرات بھی یہ کہتے ہیں کہ عورتوں کے حق میں یہ ممانعت ہلکے درجے کی ہے کیونکہ ان کے لئے زینت و آرائش کا دائرہ مردوں کی بہ نسبت بہت وسیع ہے۔

7- باب التَّرَجُّلِ غِبًّا

یہ باب ہے کہ ایک دن کے وقفے کے ساتھ کنگھی کرنا

5070 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ التَّرَجُّلِ اِلَّا غِبًّا

✧✧ حضرت عبداللہ بن مغفل ﷜ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے (روزانہ) کنگھی کرنے سے منع کیا ہے البتہ ایک دن کے وقفے کے ساتھ کی جا سکتی ہے۔

5071 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوٗدَ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ التَّرَجُّلِ اِلَّا غِبًّا ۔

✧✧ حضرت حسن ﷜ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے (روزانہ باقاعدگی کے ساتھ) کنگھی کرنے سے منع کیا ہے البتہ ایک دن کے وقفے کے ساتھ کی جا سکتی ہے۔

5072 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرٌ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ الْحَسَنِ وَمُحَمَّدٍ قَالَا التَّرَجُّلُ غِبٌّ ۔

✧✧ امام حسن بصری ﷫ اور محمد بن سیرین فرماتے ہیں: ایک دن کے وقفے کے ساتھ کنگھی کی جائے گی۔

5073 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ عَنْ كَهْمَسٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَقِيْقٍ قَالَ كَانَ رَجُلٌ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامِلًا بِمِصْرَ فَاَتَاهُ رَجُلٌ مِّنْ اَصْحَابِهٖ فَاِذَا هُوَ شَعِثُ

5070-اخرجه ابو داؤد في الترجل . باب 1 . (الحديث 4159) واخرجه الترمذي في اللباس، باب ما جاء في النهي عن الترجل الاغبا (الحديث 1756) واخرجه النسائي في الزينة، الترجل غبا (الحديث 5071) مرسلا، و (الحديث 5072) عن الحسن و محمد . قولهما . تحفة الاشراف (9650 و 18562 و 19306) .

5071-تقدم (الحديث 5070) .

5072-تقدم (الحديث 5070) .

5073-سياتي (الحديث 5254) . تحفة الاشراف (9747 و 15611) .

الرَّأْسِ مُشْعَانٌ قَالَ مَا لِيْ اَرَاكَ مُشْعَانًا وَّاَنْتَ اَمِيرٌ قَالَ كَانَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَانَا عَنِ الْاِرْفَاهِ . قُلْنَا وَمَا الْاِرْفَاهُ قَالَ التَّرَجُّلُ كُلَّ يَوْمٍ .

◇◇ حضرت عبداللہ بن شقیق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ایک صاحب مصر کے گورنر تھے ان کے ساتھیوں میں سے ایک صاحب ان کے پاس آئے ان کے بال بکھرے ہوئے تھے ان کے ساتھی نے کہا: کیا وجہ ہے کہ میں آپ کو بکھرے ہوئے بالوں کی حالت میں دیکھ رہا ہوں جبکہ آپ امیر ہیں۔ انہوں نے بتایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ''ارفاۃ'' سے منع کیا ہے۔ ہم نے دریافت کیا: اس بات کا مطلب کیا ہے۔ انہوں نے بتایا: روزانہ کنگھی کرنا۔

8 - باب التَّيَامُنِ فِي التَّرَجُّلِ .

یہ باب ہے کہ کنگھی کرتے ہوئے دائیں طرف سے آغاز کرنا

5074 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ بِشْرٍ عَنْ اَشْعَثَ بْنِ اَبِي الشَّعْثَاءِ عَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ التَّيَامُنَ يَاْخُذُ بِيَمِيْنِهٖ وَيُعْطِي بِيَمِيْنِهٖ وَيُحِبُّ التَّيَمُّنَ فِي جَمِيْعِ اُمُوْرِهٖ .

◇◇ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دائیں طرف سے کام کرنے کو پسند کرتے تھے آپ دائیں طرف سے پکڑتے تھے، دائیں طرف سے دیا کرتے تھے، آپ تمام معاملات میں دائیں طرف سے کام کرنے کو پسند کرتے تھے۔

9 - باب اتِّخَاذِ الشَّعْرِ .

یہ باب ہے کہ بال بڑھانا

5075 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْمُعَافَى عَنْ اِسْرَائِيْلَ عَنْ اَبِيْ اِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ مَا رَاَيْتُ اَحَدًا اَحْسَنَ فِيْ حُلَّةٍ حَمْرَاءَ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجُمَّتُهُ تَضْرِبُ مَنْكِبَيْهِ .

◇◇ حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے سرخ رنگ کے حلّے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ خوبصورت کسی کو نہیں دیکھا آپ کے بال کندھوں تک آتے تھے۔

5076 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ

5074-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (16006) .

5075-اخرجه البخاري في اللباس، باب الجعد (الحديث 5901) . و اخرجه الترمذي في الشمائل، باب ما جاء في لباس رسول الله صلى الله عليه وسلم (الحديث 62) . تحفة الاشراف (1802) .

5076-اخرجه البخاري في الترجل، باب ما جاء في الشعر (الحديث 4185) . و اخرجه الترمذي في الشمائل، باب ما جاء في شعر رسول الله صلى الله عليه وسلم (الحديث 28) . تحفة الاشراف (469) .

شَعْرُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى أَنْصَافِ أُذُنَيْهِ .

◇◇ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بال نصف کان تک آتے تھے۔

5077 - أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَخْلَدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ حَدَّثَنِي الْبَرَاءُ قَالَ مَا رَأَيْتُ رَجُلًا أَحْسَنَ فِي حُلَّةٍ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . قَالَ وَرَأَيْتُ لَهُ لِمَّةً تَضْرِبُ قَرِيبًا مِنْ مَنْكِبَيْهِ .

◇◇ حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے سرخ رنگ کے حلے میں کوئی شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ خوبصورت نہیں دیکھا میں نے آپ کو دیکھا ہے کہ آپ کے بال کندھوں کے قریب تک آتے تھے۔

10 - باب الذُّوَابَةِ .

باب: مینڈھیاں

5078 - أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ هُبَيْرَةَ بْنِ يَرِيمَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ عَلٰى قِرَاءَةِ مَنْ تَأْمُرُوْنِّي أَقْرَأُ لَقَدْ قَرَأْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِضْعًا وَّسَبْعِينَ سُوْرَةً وَّإِنَّ زَيْدًا لَّصَاحِبُ ذُؤَابَتَيْنِ يَلْعَبُ مَعَ الصِّبْيَانِ .

◇◇ حضرت ہبیرہ بن یریم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: تم کیا چاہتے ہو کہ میں کس کی قرأت کے مطابق قرأت کروں کیونکہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ستر سے زیادہ سورتیں قرأت کی ہیں زید (جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں) اس وقت ان کے بچوں کی طرح کے بال ہوتے تھے اور یہ بچوں کے ساتھ کھیلا کرتے تھے۔

5079 - أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ خَطَبَنَا ابْنُ مَسْعُوْدٍ فَقَالَ كَيْفَ تَأْمُرُوْنِّي أَقْرَأُ عَلٰى قِرَاءَةِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ بَعْدَ مَا قَرَأْتُ مِنْ فِي رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِضْعًا وَّسَبْعِينَ سُوْرَةً وَّإِنَّ زَيْدًا مَعَ الْغِلْمَانِ لَهُ ذُؤَابَتَانِ .

◇◇ حضرت ابووائل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ہمیں خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: تم یہ مجھے کیسے کہہ سکتے ہو کہ میں زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی قرأت کے مطابق قرأت کروں جبکہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ستر سے زیادہ سورتیں قرأت کی ہوئی ہیں اور زید اس وقت بچوں کے ساتھ کھیلا کرتے تھے اور ان کے ان بچوں کی طرح کے بال ہوتے تھے۔

5080 - أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُسْتَمِرِ الْعُرُوْقِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا غَسَّانُ بْنُ

5077-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (1903) .

5078-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (9592) .

5079-انفرد به النسائي . والحديث عند : البخاري في فضائل القرآن، باب القراء من اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم (الحديث 5000)، و مسلم في فضائل الصحابة، باب من فضائل عبد الله بن مسعود و امه رضي الله تعالى عنهما (الحديث 114) و النسائي في فضائل القرآن ، ذكر قراء القرآن (الحديث 22) . تحفة الاشراف (257ز) .

الْاَغَرِّ بْنِ حُصَيْنٍ النَّهْشَلِيُّ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَمِّي زِيَادُ بْنُ الْحُصَيْنِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ لَمَّا قَدِمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِيْنَةِ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اُدْنُ مِنِّيْ" . فَدَنَا مِنْهُ فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَى ذُؤَابَتِهِ ثُمَّ اَجْرٰى يَدَهُ وَسَمَّتَ عَلَيْهِ وَدَعَا لَهُ .

✧✧ حضرت زیاد بن حصین رضی اللہ عنہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' حضرت علی رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: میرے قریب ہو جاؤ وہ قریب ہوئے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ ان کے بالوں پر رکھے آپ نے اپنے ہاتھ کو پھیرا اور بسم اللہ پڑھنے کے بعد ان کے حق میں دعائے خیر کی۔

11 - باب تَطْوِيْلِ الْجُمَّةِ .

باب: بال لمبے کرنا

5081 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا قَاسِمٌ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ وَّائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلِيْ جُمَّةٌ قَالَ "ذُبَابٌ" . وَظَنَنْتُ اَنَّهُ يَعْنِيْنِيْ فَانْطَلَقْتُ فَاَخَذْتُ مِنْ شَعْرِيْ فَقَالَ "اِنِّيْ لَمْ اَعْنِكَ وَهٰذَا اَحْسَنُ" .

✧✧ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا میرے بال لمبے تھے آپ نے فرمایا: یہ اچھے نہیں ہیں میں نے یہ گمان کیا کہ شاید آپ نے یہ میرے بارے میں کہا ہے میں گیا اور میں نے بال کٹوا لئے (بعد میں جب آپ کی خدمت میں حاضر ہوا) تو آپ نے فرمایا: میری مراد تم نہیں تھے لیکن یہ اچھے ہیں۔

12 - باب عَقْدِ اللِّحْيَةِ .

یہ باب ہے کہ داڑھی موڑنا (گرہ لگانا)

5082 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ حَيْوَةَ بْنِ شُرَيْحٍ وَّذَكَرَ اٰخَرَ قَبْلَهُ عَنْ عَيَّاشِ بْنِ عَبَّاسٍ الْقِتْبَانِيِّ اَنَّ شُيَيْمَ بْنَ بَيْتَانَ حَدَّثَهُ اَنَّهُ سَمِعَ رُوَيْفِعَ بْنَ ثَابِتٍ يَقُوْلُ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "يَا رُوَيْفِعُ لَعَلَّ الْحَيَاةَ سَتَطُوْلُ بِكَ بَعْدِيْ فَاَخْبِرِ النَّاسَ اَنَّهُ مَنْ عَقَدَ لِحْيَتَهُ اَوْ تَقَلَّدَ وَتَرًا اَوِ اسْتَنْجٰى بِرَجِيْعِ دَابَّةٍ اَوْ عَظْمٍ فَاِنَّ مُحَمَّدًا بَرِيْءٌ مِّنْهُ" .

✧✧ حضرت رویفع بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: رویفع ہو سکتا ہے کہ میرے بعد تمہیں لمبی زندگی نصیب ہو تم لوگوں کو بتا دینا کہ جو شخص اپنی داڑھی کو موڑے گا یا (جانور کے گلے میں) قلادہ (نظر سے بچنے کے

5080-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (3415) .

5081-تقدم (الحديث 5067) .

5082-اخرجه ابو داؤد في الطهارة، باب ماينهى عنه ان يستنجى به (الحديث 36) مطولاً . تحفة الاشراف (3616) .

لئے) باندھے گا یا گوبر کے ساتھ یا ہڈی کے ساتھ استنجا کرے گا تو حضرت محمد (ﷺ) اس سے بری ہے۔

13 - باب النَّهْيِ عَنْ نَتْفِ الشَّيْبِ .

یہ باب ہے کہ سفید بال اکھاڑنے کی ممانعت

5083 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ غَزِيَّةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ نَتْفِ الشَّيْبِ .

◇◇ حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے سفید بال اکھاڑنے سے منع کیا ہے۔

14 - باب الْاِذْنِ بِالْخِضَابِ .

باب: خضاب لگانے کی اجازت

5084 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا عَمِّىْ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِىْ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ قَالَ اَبُوْ سَلَمَةَ اِنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَاَخْبَرَنَا يُوْنُسُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِىْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَخْبَرَهُ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اَلْيَهُوْدُ وَالنَّصَارٰى لَا تَصْبُغُ فَخَالِفُوْهُمْ" .

◇◇ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: یہودی اور عیسائی خضاب نہیں لگاتے تم ان کی مخالفت کرو۔

5085 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ .

◇◇ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس کی مانند منقول ہے۔

5086 - اَخْبَرَنِىْ الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ قَالَ اَنْبَاَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوْسٰى عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِنَّ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى لَا تَصْبُغُ فَخَالِفُوْا عَلَيْهِمْ فَاصْبُغُوْا" .

5083-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (8764) .

5084-اخرجه البخاري في احاديث الانبياء، باب ما ذكر عن بني اسرائيل (الحديث 3462) . تحفة الاشراف (15190 و 15347) .

5085-سياتي (الحديث 5086) . تحفة الاشراف (15292) .

5086-تقدم (الحديث 5085) .

◈◈ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: یہودی اور عیسائی خضاب نہیں لگاتے تم ان کی مخالفت کرو اور خضاب لگایا کرو۔

5087 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ قَالَ حَدَّثَنَا عِيْسٰى - وَهُوَ ابْنُ يُوْنُسَ - عَنِ الْاَوْزَاعِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سُلَيْمَانَ وَاَبِىْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اِنَّ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى لَا تَصْبُغُ فَخَالِفُوْهُمْ".

◈◈ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: یہودی اور عیسائی خضاب نہیں لگاتے تم ان کی مخالفت کرو۔

5088 - اَخْبَرَنِىْ عُثْمَانُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ جَنَابٍ قَالَ حَدَّثَنَا عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "غَيِّرُوا الشَّيْبَ وَلَا تَشَبَّهُوْا بِالْيَهُوْدِ".

◈◈ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: سفید بالوں کا رنگ تبدیل کر دو اور یہودیوں کے ساتھ مشابہت اختیار نہ کرو۔

5089 - اَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَخْلَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كُنَاسَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ الزُّبَيْرِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "غَيِّرُوا الشَّيْبَ وَلَا تَشَبَّهُوْا بِالْيَهُوْدِ". وَكِلَاهُمَا غَيْرُ مَحْفُوْظٍ.

◈◈ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: سفید بالوں کا رنگ تبدیل کر دو اور یہودیوں کی طرح مشابہت اختیار نہ کرو۔

خضاب لگانے کی اباحت کا بیان

مطلب یہ ہے کہ تم لوگ خضاب لگا کر یہودیوں اور عیسائیوں کی مخالفت کو ظاہر کرو۔ واضح رہے کہ "خضاب" سے مراد وہ خضاب ہے جو سیاہ نہ ہو کیونکہ سیاہ خضاب لگانا ممنوع ہے، اس کی تفصیلی بحث آگے آئے گی، جہاں تک صحابہ وغیرہ کا تعلق ہے تو وہ مہندی کا سرخ خضاب کرتے اور کبھی کبھی زرد خضاب بھی کرلیا کرتے تھے چنانچہ مہندی کا خضاب لگانے کے بارے میں متعدد احادیث منقول ہیں اور علماء نے لکھا ہے کہ مہندی کا خضاب مؤمن ہونے کی ایک علامت ہے، تمام علماء کے نزدیک مہندی کا خضاب

5087-اخرجه البخاري في اللباس، باب الخضاب (الحديث 5899) واخرجه مسلم في اللباس و الزينة، باب في مخالفة اليهود في الصبغ (الحديث 80) و اخرجه ابو داؤد في الترجل، باب في الخضاب (الحديث 4203) و اخرجه النسائي في الزينة، الامر بالخضاب (الحديث 5256) و اخرجه ابن ماجه في اللباس، باب الخضاب بالحناء (الحديث 3621) . تحفة الاشراف (13480) .

5088-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (7325) .

5089-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (3642) .

لگانا جائز ہے، بلکہ بعض فقہاء نے مردوں اور عورتوں دونوں کے لئے اس کو مستحب بھی کہا ہے اور اس کے فضائل میں وہ احادیث بھی نقل کرتے ہیں اگر چہ ان احادیث کو محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے۔ مجمع البحار میں لکھا ہے کہ اس حدیث میں خضاب کرنے کا حکم ان لوگوں کے لئے نہیں ہے جن کے بال کھچڑی یعنی کچھ سیاہ اور کچھ سفید ہوں، بلکہ ان لوگوں کے لئے ہے جن کے بال بالکل سفید ہو گئے ہوں اور سیاہ بالوں کا نام ونشان بھی باقی نہ رہ گیا ہو، جیسا کہ حضرت ابوقحافہ رضی اللہ عنہ کے بال تھے، جن کے متعلق اگلی حدیث میں ذکر آ رہا ہے، اس کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ خضاب کے مسئلہ میں علماء کے اقوال مختلف ہیں اور اس اختلاف کی بنیاد احوال کے مختلف ہونے پر ہے۔ بعض حضرات نے یہ کہا ہے کہ اس حکم کا تعلق اس مسلم شہر ... کے لوگوں سے ہے جہاں خضاب لگانے کا عام دستور ہو کہ اگر کوئی شخص اپنے شہر کے لوگوں کے تعامل و عادت سے اپنے آپ کو الگ رکھے گا تو غیر مناسب شہرت کا حامل ہوگا جو مکروہ ہے اور بعض حضرات یہ فرماتے ہیں کہ جس شخص کے بالوں کی سفیدی اس کے باوقار و پاکیزہ بڑھاپے کی علامت اس کے چہرے مہرے کی نورانیت اور خوشنمائی کا سبب ہو بلکہ، خضاب کرنے سے اس کی شخصیت کا وقار پھیکا پڑ جاتا ہو تو اس کے حق میں خضاب نہ کرنا ہی زیادہ بہتر اور زیادہ مناسب ہے اس کے برخلاف جس شخص کے بالوں کی سفیدی اس کے بدنما اور بے وقت بڑھاپے کی غماز ہو جس کی وجہ سے اس کی شخصیت کی دل کشی مجروح ہوتی ہو تو اس کو اپنا یہ عیب چھپانا اور خضاب لگانا زیادہ بہتر و مناسب ہے۔

15 - باب النَّهْيِ عَنِ الْخِضَابِ بِالسَّوَادِ .

یہ باب ہے کہ سیاہ خضاب استعمال کرنے کی ممانعت

5090 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ الْحَلَبِيُّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ - وَهُوَ ابْنُ عَمْرٍو - عَنْ عَبْدِ الْكَرِيْمِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَفَعَهُ اَنَّهُ قَالَ "قَوْمٌ يَّخْضِبُوْنَ بِهٰذَا السَّوَادِ اٰخِرَ الزَّمَانِ كَحَوَاصِلِ الْحَمَامِ لَا يَرِيْحُوْنَ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ".

✧✧ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما مرفوع روایت کے طور پر نقل کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: آخری زمانے میں کچھ لوگ سیاہ خضاب استعمال کریں گے وہ کبوتر کی پوٹ کی طرح ہوں گے وہ لوگ جنت کی خوشبو بھی نہیں پاسکیں گے۔

5091 - اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِىْ ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ اَبِى الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ اُتِىَ بِاَبِىْ قُحَافَةَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ وَرَاْسُهُ وَلِحْيَتُهُ كَالثَّغَامَةِ بَيَاضًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "غَيِّرُوْا هٰذَا بِشَىْءٍ وَّاجْتَنِبُوا السَّوَادَ".

✧✧ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' فتح مکہ کے دن حضرت ابوقحافہ رضی اللہ عنہ کو لایا گیا ان کے سر اور داڑھی کے بال ثغامہ

5090-اخرجه ابو داؤد في الترجل، باب ما جاء في خضاب السواد (الحديث 4212) . تحفة الاشراف (5548) .

5091-اخرجه مسلم في اللباس و الزينة، باب استحباب خضاب الشيب بصفرة او حمرة و تحريمه بالسواد (الحديث 79) و اخرجه ابو داؤد في الترجل، باب في الخضاب (الحديث 4204) . تحفة الاشراف (2807) .

(پھول کی طرح سفید) تھے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اس کو کسی چیز کے ذریعے تبدیل کرو البتہ سیاہ رنگ استعمال کرنے سے اجتناب کرو۔

شرح

ثغامہ "ایک قسم کی گھاس کو کہتے ہیں جس کے شگوفے اور پھل سفید ہوتے ہیں اس گھاس کو فارسی میں درمغہ کہا جاتا ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سیاہ خضاب مکروہ حرام ہے اور مطالب المؤمنین میں علماء کا یہ قول لکھا ہے کہ اگر کوئی غازی و مجاہد دشمنان دین کی نظر میں اپنی ہیبت قائم کرنے کے لئے سیاہ خضاب کرے تو جائز ہے اور جو شخص اپنے نفس کو خوش کرنے کے لئے زینت و آرائش کی خاطر اور عورت کی نظر میں دل کش بننے کے لئے سیاہ خضاب کرے تو یہ اکثر علماء کے نزدیک ناجائز ہے۔ اس سلسلے میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں جو کچھ منقول ہے اس کی حقیقت یہ ہے کہ وہ مہندی اور وسمہ (نیل کے پتے) کا خضاب کرتے تھے اور اسی خضاب کی وجہ سے ان کے بالوں کا رنگ سیاہ نہیں ہوتا تھا۔ بلکہ سرخ مائل بہ سیاہی ہوتا تھا، اسی طرح اس سلسلے میں بعض دوسرے صحابہ کے متعلق جو روایات نقل کی جاتی ہیں وہ بھی اسی پر محمول ہیں۔ حاصل یہ کہ مہندی کا خضاب بالاتفاق جائز ہے اور سیاہ خضاب میں حرمت و کراہت ہے بلکہ اس کے بارے میں بڑی سخت وعید بیان کی گئی ہے۔

خضاب کی اباحت کا بیان

حضرت عثمان بن عبداللہ بن موہب کہتے ہیں کہ ایک دن میں اُم المؤمنین حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک موئے مبارک نکال کر دکھایا جو رنگین تھا۔

(بخاری، مشکوۃ المصابیح، جلد چہارم، رقم الحدیث، 407)

میرک کہتے ہیں کہ ابن ماجہ اور احمد نے اپنی روایت میں "رنگین" کے ساتھ مہندی اور وسمہ کے الفاظ بھی نقل کئے ہیں یعنی وہ موئے مبارک مہندی اور وسمہ کے مخلوط رنگ سے رنگین تھا۔ بخاری کی جو روایت نقل کی گئی ہے اسی طرح کی ایک روایت ترمذی نے بھی شمائل میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے کہ انہوں نے (یعنی انس نے) بیان کیا کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایسا موئے مبارک دیکھا جو رنگین تھا، لیکن حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی کی یہ روایت بھی گزر چکی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خضاب نہیں کرتے تھے تو ہوسکتا ہے کہ جس روایت میں انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خضاب کرنے کی نفی کی ہے اس سے ان کی مراد یہ ہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر خضاب نہیں کرتے تھے اور جس روایت سے خضاب کا اثبات ہوتا ہو وہ اقل احوال پر محمول ہو یعنی کبھی کبھار آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خضاب کیا ہوگا نیز یہ کہنا بھی صحیح ہوسکتا ہے کہ ان دونوں میں سے ایک روایت تو حقیقت پر مبنی ہے اور دوسری مجاز پر محمول ہے یعنی حقیقت تو یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی خضاب نہیں کیا، لیکن کسی موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دردسر کے دفعیہ کے لئے اپنے سر مبارک پر مہندی لگائی ہوگی اس کے رنگ کا اثر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بالوں پر بھی آگیا ہوگا یا یہ کہ وہ مو۔ مبارک جو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے دیکھا تھا خوشبوؤں میں بسا کر رکھا جاتا ہوگا اور ان خوشبوؤں کے اثر سے وہ ایسا نظر آیا ہوگا جیسے خضاب کیا ہو اس اعتبار سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اس موئے مبارک کو رنگین

کہا۔

ملا علی قاری کہتے ہیں کہ میرے نزدیک زیادہ صحیح بات یہ ہے کہ خضاب کی نفی کو اس پر محمول کیا جائے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سفید بالوں کو چھپانے کے لئے اپنے سر مبارک پر کبھی خضاب نہیں کیا اور جس روایت سے خضاب کا اثبات ہوتا ہے اس کو اس پر محمول کیا جائے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ریش مبارک کے ان چند بالوں پر خضاب کیا تھا جو سفید ہو گئے تھے اور بخاری کی جس روایت میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ریش مبارک کا ایک بال تھا جس پر مہندی اور وسمہ کے خضاب کا اثر تھا تو اس پر شمائل میں منقول حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس مطلق روایت کو محمول کیا جائے جس میں بیان کیا گیا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خضاب کرتے تھے تو انہوں نے فرمایا کہ ہاں۔

16 - باب الْخِضَابِ بِالْحِنَّاءِ وَالْكَتَمِ .

یہ باب ہے کہ مہندی اور وسمہ خضاب کے طور پر لگانا

5092 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَعْلَى قَالَ حَدَّثَنَا بِهِ اَبِىْ عَنْ غَيْلاَنَ عَنْ اَبِىْ اِسْحَاقَ عَنِ ابْنِ اَبِىْ لَيْلَى عَنْ اَبِىْ ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اَفْضَلُ مَا غَيَّرْتُمْ بِهِ الشَّمَطَ الْحِنَّاءُ وَالْكَتَمُ" .

◈◈ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: سب سے بہترین چیز جس کے ذریعے تم بالوں کی رنگت تبدیل کرو وہ مہندی اور وسمہ ہے۔

5093 - اَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنِ الْاَجْلَحِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِى الْاَسْوَدِ الدِّيْلِيِّ عَنْ اَبِىْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِنَّ اَحْسَنَ مَا غَيَّرْتُمْ بِهِ الشَّيْبَ الْحِنَّاءُ وَالْكَتَمُ" .

◈◈ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سب سے بہترین چیز جس کے ذریعے تم بالوں کی رنگت تبدیل کرو وہ مہندی اور وسمہ ہے۔

5094 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَشْعَثَ قَالَ حَدَّثَنِىْ مُحَمَّدُ بْنُ عِيْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ

5092-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (11966) .

5093-اخرجه ابو داؤد في الترجل، باب في الخضاب (الحديث 4205) و اخرجه الترمذي في اللباس، باب ما جاء في الخضاب (الحديث 1753) . و اخرجه النسائي في الزينة، الخضاب بالحناء و الكتم (الحديث 5094 و 5095) و (الحديث 5096 و 5097) مرسلا و اخرجه ابن ماجه في اللباس باب الخضاب بالحناء (الحديث 3622) . تحفة الاشراف (11927 و 11888) .

5094-تقدم (الحديث 5093) .

أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي لَيْلَى عَنِ الْأَجْلَحِ فَلَقِيتُ الْأَجْلَحَ فَحَدَّثَنِي عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ الدِّيلِيِّ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ "إِنَّ مِنْ أَحْسَنِ مَا غَيَّرْتُمْ بِهِ الشَّيْبَ الْحِنَّاءَ وَالْكَتَمَ" .

◇◇ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: وہ سب سے بہترین چیز جس کے ذریعے تم ان سفید بالوں کو تبدیل کرو وہ مہندی اور وسمہ ہے۔

5095 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْثَرٌ عَنِ الْأَجْلَحِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ الدِّيلِيِّ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "إِنَّ أَحْسَنَ مَا غَيَّرْتُمْ بِهِ الشَّيْبَ الْحِنَّاءُ وَالْكَتَمُ" . خَالَفَهُ الْجُرَيْرِيُّ وَكَهْمَسٌ .

◇◇ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: سب سے بہترین چیز جس کے ذریعے تم سفید بالوں کی رنگت کو تبدیل کرتے ہو وہ مہندی اور وسمہ ہے۔

5096 - أَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا الْجُرَيْرِيُّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "إِنَّ أَحْسَنَ مَا غَيَّرْتُمْ بِهِ الشَّيْبَ الْحِنَّاءُ وَالْكَتَمُ" .

◇◇ حضرت عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: سب سے بہترین چیز جس کے ذریعے تم ان سفید بالوں کی رنگت تبدیل کرتے ہو وہ مہندی اور وسمہ ہے۔

5097 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ قَالَ سَمِعْتُ كَهْمَسًا يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "إِنَّ أَحْسَنَ مَا غَيَّرْتُمْ بِهِ الشَّيْبَ الْحِنَّاءُ وَالْكَتَمُ" .

◇◇ حضرت عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ہمیں یہ پتہ چلا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: سب سے بہترین چیز جس کے ذریعے تم ان سفید بالوں کی رنگت کو تبدیل کرتے ہو وہ مہندی اور وسمہ ہے۔

شرح

کتم" اور بعض حضرات کے قول کے مطابق کتم ایک گھاس کا نام ہے جو وسمہ کے ساتھ ملا کر بالوں پر خضاب کرنے کے کام میں لائی جاتی ہے اور بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ کتم اصل میں وسمہ ہی کو کہتے ہیں بہر حال حدیث کے مفہوم کے بارے میں یہ سوال ہوتا ہے کہ آیا یہ مراد ہے کہ مہندی اور وسمہ دونوں کو ملا کر خضاب کیا جائے یا مراد ہے کہ صرف مہندی یا صرف وسمہ کا خضاب کیا جائے؟ چنانچہ نہایہ کے قول کے مطابق بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حدیث میں صرف کتم، یا صرف مہندی کا خضاب کرنا مراد ہے کیونکہ اگر کتم کو مہندی کے ساتھ ملایا جائے تو اس سے خضاب، سیاہ ہو جاتا ہے اور صحیح روایات میں سیاہ خضاب کی ممانعت مذکور ہے

5095-تقدم (الحديث 5093) .

5096-تقدم (الحديث 5093) .

5097-تقدم (الحديث 5093) .

اس صورت میں کہا جائے گا کہ یہ اصل میں "بالحناء والکتم" ہے (یعنی حرف واؤ کے بجائے او ہے) جس کا مطلب ہے کہ خضاب کرنے والے کو اختیار ہے کہ چاہئے مہندی کا خضاب کرے اور چاہئے کتم کا، لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ روایت متعدد طرق واسانید سے منقول ہے اور سب نے بالحناء والکتم ہی نقل کیا ہے اگرچہ اس سے مذکورہ مفہوم پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ کیونکہ حرف "و" مفہوم کے اعتبار سے حرف او کے معنی میں ہوسکتا ہے۔ بعض حواشی میں یہ لکھا ہے کہ صرف مہندی کا خضاب سرخ رنگ کا ہوتا ہے اور صرف کتم کا خضاب سبز رنگ کا ہوتا ہے۔ بعض حضرات کے قول سے یہ مفہوم ہوتا ہے کہ خالص کتم کا خضاب سیاہ رنگ کا ہوتا ہے اور اگر کتم کو مہندی کے ساتھ ملا کر خضاب کیا جائے تو سرخ مائل بہ سیاہی رنگت پیدا ہو جاتی ہے اس صورت میں اگر یہ کہا جائے کہ حدیث میں کتم اور مہندی دونوں کا مرکب خضاب مراد ہے تو کوئی اشکال پیدا نہیں ہوگا۔

چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ایک روایت ہے۔ اس سے یہ بات بصراحت معلوم ہوتی ہے ملاعلی قاری نے یہ لکھا ہے کہ زیادہ صحیح بات یہ ہے کہ کتم اور مہندی کے مرکب خضاب کی مختلف نوعیت ہوتی ہے اگر کتم کا جزء غالب ہو یا کتم اور مہندی دونوں برابر ہوں تو خضاب سیاہ ہوتا ہے اور اگر مہندی کا حصہ غالب ہو تو خضاب سرخ ہوتا ہے۔

5098 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ اِيَادِ بْنِ لَقِيطٍ عَنْ اَبِيْ رِمْثَةَ قَالَ اَتَيْتُ اَنَا وَاَبِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ قَدْ لَطَخَ لِحْيَتَهٗ بِالْحِنَّاءِ .

✧✧ حضرت ابورمثہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں اور میرے والد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی داڑھی پر مہندی لگائی ہوئی تھی۔

5099 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ اِيَادِ بْنِ لَقِيطٍ عَنْ اَبِيْ رِمْثَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَاَيْتُهٗ قَدْ لَطَخَ لِحْيَتَهٗ بِالصُّفْرَةِ .

✧✧ حضرت ابورمثہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ نے اپنی داڑھی پر زرد رنگ کا خضاب لگایا ہوا تھا۔

شرح

زرد خضاب" سے مراد ورس کے ذریعہ خضاب کرنا ہے جو ایک گھاس ہوتی ہے اور زعفران کے مشابہ ہوتی ہے۔ بسا اوقات ورس کے ساتھ زعفران کو بھی شامل کرلیا جاتا ہے۔ بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ پہلے یصبغ بہا سے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی مراد یہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ریش مبارک پر زرد خضاب کرتے تھے جیسا کہ ترجمہ کے دوران قوسین میں اس کو واضح کیا گیا، بعض

5098-اخرجه ابو داؤد في الترجل، باب في الخضاب (الحديث 4206 و 4207) بنحوه واخرجه النسائي في الزينة، الخضاب بالحناء و الكتم (الحديث 5099) و الحديث عند: ابي داؤد في اللباس، باب في الخضرة (الحديث 4065) ، و في الديات، باب لا يوخذ احد بجريرة اخيه او ابيه (الحديث 4495) و الترمذي في الادب، باب ما جاء في الثوب الاخضر (الحديث 2812) والنسائي في صلاة العيدين، الزينة للخطبة للعيدين (الحديث 1571)، و في الزينة، لبس الخضر من الثياب (الحديث 5334) . تحفة الاشراف (12036) .

5099-تقدم (الحديث 5098) .

حضرات نے یہ کہا ہے کہ بالوں کو رنگنا مراد ہے اور بعض حضرات کے قول کے مطابق کپڑوں کو رنگنا مراد ہے، نیز سیوطی نے کہا ہے کہ یہی قول اشبہ یعنی صحیح ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بالوں کا رنگنا منقول نہیں ہے لیکن ملا علی قاری کہتے ہیں کہ جب یہ بات درجہ صحت کو پہنچ چکی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسم کے رنگے ہوئے اور زعفرانی کپڑے پہننے سے منع کیا تو یہ کیسے ممکن ہے کہ مذکورہ جملہ کو کپڑوں کے زرد رنگنے پر محمول کیا جائے لہٰذا زیادہ صحیح بات وہی ہے جو صاحب نہایہ نے نقل کی ہے کہ مختار قول یہ ہے کہ کبھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بالوں کو رنگا اور اکثر نہیں رنگا لہٰذا راویوں میں سے ہر ایک نے اسی چیز کو بیان کیا جس کو اس نے دیکھا ہے اس اعتبار سے ہر راوی اپنے بیان میں سچا ہے۔ "تمام کپڑے یہاں تک کہ عمامہ کو زرد رنگ دیتے تھے" اس سے یہ قطعاً مراد نہیں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاص طور کپڑوں کو زرد رنگتے تھے اور پھر اس کو پہنتے تھے، کیونکہ زرد رنگ کے کپڑے پہننے کی ممانعت منقول ہے بلکہ عبارت کا مقصد محض یہ واضح کرنا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو زرد خضاب لگاتے تھے اس کے اثر سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے بھی زرد ہو جاتے تھے۔

17 - باب الْخِضَابِ بِالصُّفْرَةِ .

یہ باب ہے کہ زرد رنگ کا خضاب لگانا

5100 - اَخْبَرَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا الدَّرَاوَرْدِيُّ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ قَالَ رَاَيْتُ ابْنَ عُمَرَ يُصَفِّرُ لِحْيَتَهٗ بِالْخَلُوْقِ فَقُلْتُ يَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اِنَّكَ تُصَفِّرُ لِحْيَتَكَ بِالْخَلُوْقِ . قَالَ اِنِّيْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَفِّرُ بِهَا لِحْيَتَهٗ وَلَمْ يَكُنْ شَيْءٌ مِّنَ الصِّبْغِ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْهَا وَلَقَدْ كَانَ يَصْبُغُ بِهَا ثِيَابَهٗ كُلَّهَا حَتّٰى عِمَامَتَهٗ .

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَهٰذَا اَوْلٰى بِالصَّوَابِ مِنْ حَدِيْثِ قُتَيْبَةَ .

✧✧ حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا انہوں نے اپنی داڑھی کو خلوق کے ذریعے زرد کیا ہوا ہے میں نے دریافت کیا: اے ابوعبدالرحمن! آپ نے اپنی داڑھی کو خلوق کے ذریعے زرد کیا ہوا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ آپ خوشبو کے ذریعے اپنی داڑھی کو رنگا کرتے تھے اور آپ کے نزدیک رنگوں میں اس سے زیادہ پسندیدہ رنگ اور کوئی نہیں تھا آپ اس کے ذریعے اپنے کپڑوں کو رنگا کرتے تھے یہاں تک کہ اپنے عمامے کو بھی رنگ لیا کرتے تھے۔

شرح

حضرت یعلیٰ ابن مرہ سے روایت ہے کہ ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان (یعلی) کے کپڑوں پر (زعفران سے مرکب خوشبو) خلوق لگی ہوئی دیکھی تو فرمایا کہ کیا تم بیوی والے ہو؟ انہوں نے کہا کہ نہیں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو پھر اس کو

5100-اخرجه ابو داؤد في اللباس، باب في المصبوغ بالصفرة (الحديث 4064) بنحوه و اخرجه النسائي في الزينة، الزعفران (الحديث 5130) بمعناه . تحفة الاشراف (6728) .

دھوڈالو پھر دھوؤ اور پھر آئندہ کبھی اس کو استعمال نہ کرنا۔ (ترمذی، نسائی، مشکوۃ المصابیح، جلد چہارم: رقم الحدیث، 369)

کیا تم بیوی والے ہو" آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس سوال کا مقصد یہ بیان کرنا تھا کہ اگر بیوی ہے اور اس نے خلوق استعمال کی ہے اور پھر اس کے بدن یا کپڑے سے اس کا اثر تمہارے بدن یا کپڑے پر پہنچا ہے تو اس صورت میں تم معذور ہو اور اگر خود تم نے خلوق کا استعمال کیا ہے تو پھر معذور نہیں سمجھے جاؤ گے کیونکہ مرد کو خلوق کا استعمال جائز نہیں ہے، اس صورت میں تمہارے لئے یہ ضروری ہے کہ تم اپنے بدن یا کپڑے کو دھو کر اس کا اثر زائل کرو۔ اس سے واضح ہوا کہ اس سوال کا مقصد یہ ظاہر کرنا نہیں تھا کہ اگر تمہاری بیوی ہے اور تم نے بیوی کی خاطر استعمال کیا ہے تو تم "معذور" کے حکم میں ہو، جیسا کہ حدیث کے ظاہر مفہوم سے گمان ہوتا ہے۔ "اس کو دھوڈالو" اس جملہ کے ذریعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار دھونے کا حکم دیا اور تین بار دھونے کا حکم دینا مبالغہ و تاکید کے طور پر تھا لیکن زیادہ صحیح بات یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار دھونے کا حکم اس لئے فرمایا کہ اس کا رنگ کم از کم تین مرتبہ دھوئے بغیر نہیں چھوٹتا۔

5101 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ اَنَّهُ سَاَلَهُ هَلْ خَضَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمْ يَبْلُغْ ذٰلِكَ اِنَّمَا كَانَ شَيْءٌ فِيْ صُدْغَيْهِ.

✧✧ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے بارے میں منقول ہے' قتادہ نے ان سے دریافت کیا، کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خضاب استعمال کیا؟ انہوں نے جواب دیا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی اس کی ضرورت ہی محسوس نہیں ہوئی کیونکہ صرف آپ کی کنپٹی میں کچھ بال سفید تھے۔

5102 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ قَالَ حَدَّثَنَا الْمُثَنّٰى - يَعْنِي ابْنَ سَعِيْدٍ - قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ يَخْضِبُ اِنَّمَا كَانَ الشَّمَطُ عِنْدَ الْعَنْفَقَةِ يَسِيْرًا وَّفِي الصُّدْغَيْنِ يَسِيْرًا وَّفِي الرَّاْسِ يَسِيْرًا.

✧✧ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خضاب استعمال نہیں کیا آپ کے ہونٹ کے نیچے کچھ بال سفید تھے آپ کی کنپٹی میں کچھ بال سفید تھے اور سر میں کچھ بال سفید تھے۔

5103 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ قَالَ سَمِعْتُ الرُّكَيْنَ يُحَدِّثُ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ حَسَّانَ عَنْ عَمِّهِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حَرْمَلَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَكْرَهُ عَشْرَ خِصَالٍ الصُّفْرَةَ يَعْنِي الْخَلُوْقَ وَتَغْيِيْرَ الشَّيْبِ وَجَرَّ الْاِزَارِ وَالتَّخَتُّمَ بِالذَّهَبِ وَالضَّرْبَ بِالْكِعَابِ وَالتَّبَرُّجَ بِالزِّيْنَةِ لِغَيْرِ مَحِلِّهَا وَالرُّقٰى اِلَّا بِالْمُعَوِّذَاتِ وَتَعْلِيْقَ التَّمَائِمِ وَعَزْلَ الْمَاءِ بِغَيْرِ مَحِلِّهٖ وَاِفْسَادَ الصَّبِيِّ

5101-اخرجه البخاري في المناقب، باب صفة النبي صلى الله عليه وسلم (الحديث 3550) واخرجه الترمذي في الشمائل، باب ما جاء في شيب رسول الله صلى الله عليه وسلم (الحديث 36) مطولاً . تحفة الاشراف (1398) .

5102-اخرجه مسلم في الفضائل، باب شيبه صلى الله عليه وسلم (الحديث 104) بنحوه . تحفة الاشراف (1328) .

5103-اخرجه ابو داؤد في الخاتم، باب ما جاء في خاتم الذهب (الحديث 4222) . تحفة الاشراف (9355) .

غَيْرَ مُحَرِّمِهِ .

✧✧ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دس چیزوں کو ناپسند قرار دیا ہے زرد رنگ یعنی خلوق استعمال کرنا، سفید بالوں کو تبدیل کرنا، ٹخنے کے نیچے تہبند رکھنا، سونے کی انگوٹھی استعمال کرنا، شطرنج کھیلنا اور (خواتین کا) نامناسب طور پر اپنی زیب و زینت کو ظاہر کرنا "معوذات" کی بجائے کسی اور (یعنی زمانہ جاہلیت کے الفاظ کے ذریعے) دم کرنا، تعویذ لٹکانا اور ناحق طور پر پانی (یعنی مادہ تولید) کو ضائع کرنا اور بچے کو خراب کرنا۔ البتہ آپ نے ان چیزوں کو حرام قرار نہیں دیا۔

18 - باب الْخِضَابِ لِلنِّسَآءِ .

یہ باب ہے کہ عورتوں کا خضاب (مہندی) استعمال کرنا

5104 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْمُعَلَّى بْنُ اَسَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُطِيعُ بْنُ مَيْمُونٍ حَدَّثَتْنَا صَفِيَّةُ بِنْتُ عِصْمَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ امْرَاَةً مَدَّتْ يَدَهَا اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكِتَابٍ فَقَبَضَ يَدَهُ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَدَدْتُ يَدِي اِلَيْكَ بِكِتَابٍ فَلَمْ تَاْخُذْهُ . فَقَالَ "اِنِّي لَمْ اَدْرِ اَيَدُ امْرَاَةٍ هِيَ اَوْ رَجُلٍ" . قَالَتْ بَلْ يَدُ امْرَاَةٍ . قَالَ "لَوْ كُنْتِ امْرَاَةً لَغَيَّرْتِ اَظْفَارَكِ بِالْحِنَّاءِ" .

✧✧ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں ایک خاتون نے اپنے ہاتھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بڑھائے اس کے ہاتھ میں کوئی تحریر موجود تھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ پیچھے رکھا اس خاتون نے عرض کی: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! میں نے اپنے ہاتھ آپ کی طرف اس تحریر کے ہمراہ بڑھائے ہیں آپ نے اسے پکڑا نہیں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے نہیں پتہ تھا کہ یہ خاتون کا ہاتھ ہے یا مرد کا ہاتھ ہے؟ اس نے عرض کی: یہ خاتون کا ہاتھ ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم عورت ہوتو اپنے ناخنوں کی رنگت کو مہندی کے ذریعے تبدیل کرو۔

19 - باب كَرَاهِيَةِ رِيحِ الْحِنَّاءِ .

یہ باب ہے کہ مہندی کی بو کا ناپسند ہونا

5105 - اَخْبَرَنِي اِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ زَيْدٍ سَعِيدُ بْنُ الرَّبِيعِ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ سَمِعْتُ كَرِيمَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ عَائِشَةَ سَاَلَتْهَا امْرَاَةٌ عَنِ الْخِضَابِ بِالْحِنَّاءِ قَالَتْ لَا بَاْسَ بِهِ وَلَكِنْ اَكْرَهُ هٰذَا لِاَنَّ حِبِّي صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَكْرَهُ رِيحَهُ . تَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

✧✧ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں ایک خاتون نے ان سے مہندی کو خضاب کے طور پر لگانے کے بارے میں دریافت کیا۔ انہوں نے بتایا اس میں کوئی حرج نہیں ہے البتہ میں اسے پسند نہیں کرتی کیونکہ میرے محبوب اس کی بو کو ناپسند کرتے

5104-اخرجه ابو داؤد في الترجل، باب في الخضاب للنساء (الحديث 4166) . تحفة الاشراف (17868) .

5105-اخرجه ابو داؤد في الترجل، باب في الخضاب للنساء (الحديث 4164) . تحفة الاشراف (17959) .

تھے۔ (راوی کہتے ہیں) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی مراد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔

شرح

بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں کے سر کے بالوں پر مہندی کا خضاب کرنے کو ناپسند فرماتے تھے کیونکہ اگر آپ کے نزدیک عورتوں کے لئے مطلق مہندی کا استعمال ناپسندیدہ ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہندہ کو محض اس لئے بیعت کرنے سے انکار کیوں فرماتے کہ ان کے ہاتھ مہندی سے عاری تھے۔

20 - باب النَّتْفِ .

یہ باب ہے کہ بال اکھیڑنا

5106 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِىْ وَاَبُو الْاَسْوَدِ النَّضْرُ بْنُ عَبْدِ الْجَبَّارِ قَالَا حَدَّثَنَا الْمُفَضَّلُ بْنُ فَضَالَةَ عَنْ عَيَّاشِ بْنِ عَبَّاسٍ الْقِتْبَانِيِّ عَنْ اَبِى الْحُصَيْنِ الْهَيْثَمِ بْنِ شُفَيٍّ - وَقَالَ اَبُو الْاَسْوَدِ شُفَىٌّ - اِنَّهُ سَمِعَهُ يَقُوْلُ خَرَجْتُ اَنَا وَصَاحِبٌ لِّىْ يُسَمّٰى اَبَا عَامِرٍ - رَجُلٌ مِّنَ الْمَعَافِرِ - لِنُصَلِّىَ بِاِيْلِيَاءَ وَكَانَ قَاصُّهُمْ رَجُلًا مِّنَ الْاَزْدِ يُقَالُ لَهٗ اَبُوْ رَيْحَانَةَ مِنَ الصَّحَابَةِ قَالَ اَبُو الْحُصَيْنِ فَسَبَقَنِىْ صَاحِبِىْ اِلَى الْمَسْجِدِ ثُمَّ اَدْرَكْتُهٗ فَجَلَسْتُ اِلٰى جَنْبِهٖ فَقَالَ هَلْ اَدْرَكْتَ قَصَصَ اَبِىْ رَيْحَانَةَ فَقُلْتُ لَا . فَقَالَ سَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ عَشْرٍ عَنِ الْوَشْرِ وَالْوَشْمِ وَالنَّتْفِ وَعَنْ مُّكَامَعَةِ الرَّجُلِ الرَّجُلَ بِغَيْرِ شِعَارٍ وَّعَنْ مُّكَامَعَةِ الْمَرْاَةِ الْمَرْاَةَ بِغَيْرِ شِعَارٍ وَّاَنْ يَّجْعَلَ الرَّجُلُ اَسْفَلَ ثِيَابِهٖ حَرِيْرًا مِّثْلَ الْاَعَاجِمِ اَوْ يَجْعَلَ عَلٰى مَنْكِبَيْهِ حَرِيْرًا اَمْثَالَ الْاَعَاجِمِ وَعَنِ النُّهْبٰى وَعَنْ رُكُوْبِ النُّمُوْرِ وَلُبُوْسِ الْخَوَاتِيْمِ اِلَّا لِذِىْ سُلْطَانٍ .

✧✧ ابوالحصین ہیثم بن شفی بیان کرتے ہیں' ابواسود شفی فرماتے ہیں: میں اور میرے ایک دوست جن کا نام ابوعامر تھا یہ معافر قبیلے سے تعلق رکھتے تھے ہم بیت المقدس میں نماز ادا کرنے کے لئے روانہ ہوئے وہاں پر حضرت ابوریحانہ رضی اللہ عنہ تھے جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں شامل تھے اور ''ازد'' قبیلے سے تعلق رکھتے تھے وہ ان کے خطیب تھے ابوالحصین بیان کرتے ہیں' میرے ساتھی مجھ سے پہلے مسجد میں چلے گئے اس کے بعد میں وہاں پہنچا اور ان کے پہلو میں جا کر بیٹھ گیا۔ انہوں نے بتایا: کیا تم نے حضرت ابوریحانہ رضی اللہ عنہ کی تقریر سنی ہے؟ میں نے جواب دیا: نہیں۔ انہوں نے بتایا: میں نے انہیں یہ کہتے ہوئے سنا ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دس چیزوں سے منع کیا ہے۔ دانت رگڑ کر برابر کرنے' بال گودنے' سفید بال اکھاڑنے' ایک مرد کے دوسرے مرد کے ساتھ کپڑے پہنے بغیر (ایک ہی لحاف میں) لیٹنے' ایک عورت کے دوسری عورت کے ساتھ اسی طرح لیٹنے' عجمیوں کی طرح کپڑے کے نیچے ریشم لگانے' عجمیوں کی طرح کندھوں پر ریشم لگانے' لوٹ مار کرنے' چیتے کی کھال پر بیٹھنے' انگوٹھیاں پہننے سے منع کیا ہے البتہ حاکم کے لئے (انگوٹھی

5106-اخرجه ابو داؤد في اللباس، باب من كرهه (الحديث 4049) و اخرجه النسائي في الزينة، تحريم الوشر (الحديث 5125) مختصرًا والحديث عند: النسائي في الزينة، تحريم الوشر (الحديث 5126 و 5127) و ابن ماجه في اللباس، باب ركوب النمور (الحديث 3655) . تحفة الاشراف (12039) .

پہننے کی) اجازت ہے۔

سفید بالوں کو اکھیڑنے کی ممانعت کا بیان

حضرت عمرو بن شعیب اپنے باپ اور وہ اپنے دادا سے نقل کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سفید بالوں کو نہ چنو کیونکہ بڑھاپا (یعنی بالوں کا سفید ہونا) مسلمانوں کے لئے نورانیت کا سبب ہے، جو شخص حالت اسلام میں بڑھاپے کی طرف قدم بڑھاتا ہے یعنی جب کسی مسلمان کا ایک بال سفید ہوتا ہے تو اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کے لئے ایک نیکی لکھ دیتا ہے اور اس کی ایک خطا کو محو کر دیتا ہے اور اس کا ایک درجہ بلند کر دیتا ہے۔ (ابوداؤد، مشکوۃ المصابیح، جلد چہارم: رقم الحدیث، 385)

بڑھاپے کی نورانیت کا سبب اس اعتبار سے فرمایا گیا ہے کہ بڑھاپا اصل میں وقار کا مظہر ہے، جیسا کہ تیسری فصل میں آنے والی ایک روایت سے واضح ہوگا کہ بنی آدم میں سب سے پہلے شخص پر سفید بالوں کی صورت بڑھاپا آیا وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے چنانچہ جب انہوں نے پہلے پہل اپنی داڑھی میں سفید بال کی صورت میں بڑھاپا دیکھا تو بارگاہ کبریائی میں عرض کیا کہ میرے پروردگار! یہ کیا ہے؟ جواب آیا کہ یہ وقار ہے، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا کہ خداوندا! میرے وقار کو زیادہ کر۔" وقار، دراصل ایک ایسا وصف ہے جو انسان کو گناہ فسق اور بے حیائی کی باتوں سے روکتا ہے اور توبہ وطاعات کی طرف مائل کرتا ہے، اس اعتبار سے یہ وصف انسان میں اس نور کو پیدا کرتا ہے جو میدان حشر میں ظلمت وتاریکیوں کو چیرتا ہوا آگے آگے چلے گا، جیسا کہ اس آیت کریمہ میں فرمایا گیا ہے۔" آیت (يَسْعٰى نُوْرُهُمْ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ ،الحدید:12)" لہٰذا اس توجیہ کی روشنی میں بڑھاپے کے نور سے قیامت کے دن کا نور مراد ہے چنانچہ ایک روایت میں اس کی تفریح بھی ہے اور اگر نورانیت سے شکل وصورت کی خوشنمائی و دل کشی اور باطن کی صفائی نیک سیرتی مراد ہو جو اس دنیا میں بوڑھوں کو حاصل ہوتی ہے تو یہ بھی بعید از حقیقت نہیں ہوگا۔

اس حدیث سے یہ مسئلہ ثابت ہوا کہ سفید بالوں کو چننا مکروہ ہے۔

حضرت کعب بن مرہ رضی اللہ عنہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اسلام کی حالت میں بوڑھا ہوتا ہے اس کا بڑھاپا قیامت کے دن نور کی صورت میں ظاہر ہوگا۔

(ترمذی، نسائی، مشکوۃ المصابیح، جلد چہارم: رقم الحدیث، 386)

اس موقعہ پر یہ اشکال پیدا ہوتا ہے کہ جب بڑھاپا (یعنی بالوں کا سفید ہونا) دنیا وآخرت دونوں جگہ نورانیت کا سبب ہے تو خضاب کے ذریعہ اس کو ظاہر نہ ہونے دینا اور اس کو تبدیل کرنا شریعت نے جائز کیوں قرار دیا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ خضاب کی مشروعیت بھی دراصل ایک دینی مصلحت کے سبب سے ہے اور وہ یہ کہ اس کے ذریعہ دشمنوں کے سامنے قوت وہیبت کا اظہار ہوتا ہے تاکہ وہ مسلمانوں کو ضعیف وناتواں جان کر دلیر نہ ہوں اس صورت میں پھر یہ اشکال پیدا ہوتا ہے کہ اگر مذکورہ مصلحت کی خاطر خضاب کرنا مشروع ہے تو اسی مصلحت کے لئے بالوں کو جڑ سے اکھاڑنا پڑتا ہے جو اول تو تکلیف کا باعث ہے دوسرے بدہیئی اور بدنمائی کا سبب بھی بنتا ہے جب کہ خضاب کا لگانا خوش ہیئتی میں اضافہ کرتا ہے لہٰذا خضاب کرنے اور بالوں کو چننے میں بڑا فرق ہے

21 - باب وَصْلِ الشَّعْرِ بِالْخِرَقِ .

یہ باب ہے کہ بالوں میں پیوند لگانا

5107 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّ مُعَاوِيَةَ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الزُّوْرِ .

✧✧ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جھوٹی بات (فریب کاری) سے منع کیا ہے۔

5108 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِىْ مَخْرَمَةُ بْنُ بُكَيْرٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ قَالَ رَاَيْتُ مُعَاوِيَةَ بْنَ اَبِىْ سُفْيَانَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَمَعَهُ فِىْ يَدِهٖ كُبَّةٌ مِّنْ كُبَبِ النِّسَآءِ مِنْ شَعْرٍ فَقَالَ مَا بَالُ الْمُسْلِمَاتِ يَصْنَعْنَ مِثْلَ هٰذَا اِنِّىْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "اَيُّمَا امْرَاَةٍ زَادَتْ فِىْ رَاْسِهَا شَعْرًا لَّيْسَ مِنْهُ فَاِنَّهٗ زُوْرٌ تَزِيْدُ فِيْهِ" .

✧✧ حضرت سعید المقبری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے حضرت معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ کو منبر پر دیکھا ان کے ہاتھ میں ایک وگ تھی جو عورتیں نقلی بالوں کے طور پر استعمال کرتی ہیں انہوں نے فرمایا: مسلمان خواتین کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ اس طرح کے کام کرتی ہیں۔ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے' جو بھی عورت اپنے سر میں اس طرح کے بالوں کے ذریعے اضافہ کرے گی جو اس کے نہیں ہوں گے تو یہ فریب ہوگا۔

22 - باب الْوَاصِلَةِ .

یہ باب ہے کہ بال جوڑنے والی عورت

5109 - اَخْبَرَنِىْ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو النَّضْرِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنِ امْرَاَتِهٖ فَاطِمَةَ عَنْ اَسْمَآءَ بِنْتِ اَبِىْ بَكْرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ الْوَاصِلَةَ

5107-اخرجه البخاري في احاديث الانبياء، باب 54 . (الحديث 3488) مطولًا و اخرجه مسلم في اللباس و الزينة، باب تحريم فعل الواصلة و المستوصلة و الواشمة و المستوشمة و النامصة و المتنمصة و المتفلجات، و المغيرات خلق الله (الحديث 123 و 124) مطولًا . واخرجه النسائي في الزينة، الوصل في الشعر (الحديث 5261) مطولًا، ووصل الشعر بالخرق (الحديث 5262 و 5263) مطولًا . تحفة الاشراف (11418) .

5108-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (11417) .

5109-اخرجه البخاري في اللباس ، باب وصل الشعر (الحديث 5936)، وباب الموصولة (الحديث 5941) مطولًا واخرجه مسلم في اللباس و الزينة، باب تحريم فعل الواصلة و المستوصلة و الوشمة و المستوشمة والنامصة و المتنمصة و المتفلجات والمغيرات خلق الله (الحديث 115) مطولًا و اخرجه النسائي في الزينة، لعن الواصلة و المستوصلة (الحديث 5265) مطولًا و اخرجه ابن ماجه في النكاح، باب الواصلة والواشمة (الحديث 1988) مطولًا . تحفة الاشراف (15747) .

وَالْمُسْتَوْصِلَةَ .

❖❖ حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بال جوڑنے والی عورت اور بال جڑوانے والی عورت پر لعنت کی ہے۔

23 - باب الْمُسْتَوْصِلَةِ .

یہ باب ہے کہ بال جڑوانے والی عورت

5110 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ وَالْوَاشِمَةَ وَالْمُوتَشِمَةَ . اَرْسَلَهُ الْوَلِيْدُ بْنُ اَبِىْ هِشَامٍ .

❖❖ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بال جوڑنے والی عورت، بال جڑوانے والی، گودنے والی اور گدوانے والی عورت پر لعنت کی ہے۔

5111 - اَخْبَرَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيْمِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ اَسْمَاءَ قَالَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ بْنُ اَسْمَاءَ عَنِ الْوَلِيْدِ بْنِ اَبِىْ هِشَامٍ عَنْ نَافِعٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ وَالْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ .

❖❖ حضرت نافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم نے یہ سنا ہے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بال جوڑنے، بال جڑوانے والی (جسم) گودنے والی اور گدوانے والی عورت پر لعنت کی ہے۔

5112 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا مِسْكِيْنُ بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ" .

❖❖ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بال جوڑنے والی اور جڑوانے والی عورت پر لعنت کی ہے۔

5110-انفرد به النسائي، و سياتي في الزينة، لعن الواشمة و الموتشمة (الحديث 5266) . تحفة الاشراف (8107) .

5111-اخرجه البخاري في اللباس، باب المستوشمة (الحديث 5947) . واخرجه مسلم في اللباس و الزينة، باب تحريم فعل الواصلة و المستوصلة و الواشمة و المستوشمة و النامصة و المتنمصة و المتفلجات و المغيرات خلق الله الحديث (الحديث 119) . و اخرجه ابو داؤد في الترجل، باب صلة الشعر (الحديث 4168) و اخرجه الترمذي في الادب، باب ما جاء في الواصلة و المستوصلة و الواشمة و المستوشمة (الحديث 2783م) . و اخرجه النسائي في الزينة، لعن الواصلة (الحديث 5264) . تحفة الاشراف (8137 و 19501) .

5112-اخرجه البخاري في النكاح، باب لا تطيع المراة زوجها في معصية (الحديث 5205) مطولاً، و في اللباس، باب وصل الشعر (الحديث 5934) مطولاً واخرجه مسلم في اللباس و الزينة، باب تحريم فعل الواصلة و المستوصلة و الواشمة و المستوشمة و النامصة و المتنمصة و المتفلجات و المغيرات خلق الله (الحديث 117 و 118) مطولاً . تحفة الاشراف (17849) .

5113 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ مُوسٰى قَالَ حَدَّثَنَا اَبِیْ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عَزْرَةَ عَنِ الْحَسَنِ الْعُرَنِیِّ عَنْ يَحْيَى بْنِ الْجَزَّارِ عَنْ مَسْرُوْقٍ اَنَّ امْرَاَةً اَتَتْ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ فَقَالَتْ اِنِّیْ امْرَاَةٌ زَعْرَاءُ اَيَصْلُحُ اَنْ اَصِلَ فِیْ شَعْرِیْ فَقَالَ لَا . قَالَتْ اَشَیْءٌ سَمِعْتَهٗ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْ تَجِدُهٗ فِیْ كِتَابِ اللّٰهِ قَالَ لَا بَلْ سَمِعْتُهٗ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَجِدُهٗ فِیْ كِتَابِ اللّٰهِ .
وَسَاقَ الْحَدِيْثَ .

◈◈ مسروق بیان کرتے ہیں: ایک خاتون حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آئی اس نے کہا: میں ایک ایسی عورت ہوں جس کے بال کم ہوگئے ہیں تو کیا میں اپنے بالوں میں مصنوعی بال لگوا سکتی ہوں؟ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نہیں۔ تو اس نے دریافت کیا: کیا آپ نے اس بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے یا آپ نے اللہ تعالیٰ کی کتاب میں اس بارے میں دیکھا ہے؟ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی بھی اس کو سنا ہے اور میں نے اللہ تعالیٰ کی کتاب میں بھی اس کا حکم پایا ہے (امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں) اس کے بعد انہوں نے پوری حدیث نقل کی ہے۔

شرح

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ گودنے والی اور گدوانے والی عورتیں منہ پر سے بال نچوانے والی عورتیں، افزائش حسن کے لئے دانتوں کو سوہان (ریتی) سے رتوانے والی عورتیں ان سب پر کہ جو اللہ کی بنائی ہوئی چیزوں میں تغیر کرتی ہیں اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی ہے۔ (جب ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی یہ روایت عورتوں تک پہنچی) تو ایک عورت حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آئی اور کہنے لگی کہ مجھ تک یہ بات پہنچی ہے کہ آپ اس طرح (کی عورتوں پر) لعنت بھیجتے ہیں؟ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرے لئے کیا رکاوٹ ہے کہ میں اس پر لعنت نہ بھیجوں جس پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے اور جس کو کتاب اللہ میں ملعون قرار دیا گیا ہے عورت نے کہا کہ میں نے بھی اس چیز کو پڑھا ہے جو دو دفتیوں کے درمیان ہے (یعنی میں نے بھی پورا قرآن کریم پڑھا ہے) لیکن اس میں مجھے یہ بات جو آپ کہتے ہیں (صریح الفاظ میں) کہیں نہیں ملی ہے؟ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ "اگر تم قرآن کریم کو غور و فکر کے ساتھ اور سمجھ کر پڑھتیں تو اس میں تمہیں یقیناً اس کا حکم ملتا، کیا تم نے یہ آیت نہیں پڑھی ہے (وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا) ،الحشر:7) (یعنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں جو کچھ دیں اس کو قبول کرو اور اس پر عمل کرو اور جس چیز سے تمہیں منع کریں اس سے باز رہو) اس عورت نے کہا کہ ہاں یہ آیت تو میں نے پڑھی ہے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ "پس یہ وہ چیز ہے جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔ (بخاری و مسلم، مشکوۃ المصابیح، جلد چہارم: رقم الحدیث، **360**)

عورتوں کو اپنے چہرے کے بال چنوانا مکروہ ہے لیکن اگر کسی عورت کو چہرے پر داڑھی یا مونچھ نکل آئے تو اس کو صاف کرنا جائز بلکہ مستحب ہے۔ حدیث میں صرف چنوانے والی کا ذکر ہے۔ چننے والی کا ذکر نہیں کیا گیا ہے کہ جس کو نامصہ کہتے ہیں جب کہ

5113-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (9584) .

اس مسئلہ سے متعلق جو روایت دوسری فصل میں آئے گی اس میں نامصہ کا ذکر ہے۔ اہل عرب کے نزدیک عورتوں کے دانتوں میں ایک دوسرے دانت کے درمیان کشادگی وفرق کا ہونا پسندیدہ سمجھا جاتا تھا اور عام طور پر چھوٹی عمر کی عورتوں کے دانت اسی طرح کے ہوتے ہیں، چنانچہ عرب میں یہ دستور تھا کہ عورتیں جب بوڑھی ہو جاتی تھیں اور ان کے دانت بڑھ جاتے تھے جس کی وجہ سے ان کے دانتوں کے درمیان یہ کشادگی باقی نہیں رہتی تھی، تو وہ باقاعدہ اپنے دانتوں پر سوہان اور ریتی وغیرہ چلا کر کے دانتوں کے درمیان کشادگی پیدا کرتی تھیں اور اس کی بنیاد ان کا یہ جذبہ ہوتا تھا کہ جوان وکمسن نظر آئیں اور حسن ودلکشی ظاہر ہو، چنانچہ اسلامی شریعت نے اس طریقہ کو بھی ممنوع قرار دیا۔ لفظ المغیرات تمام مذکورہ عورتوں کی صفت ہے جس کو ترجمہ میں ظاہر کیا گیا ہے یعنی جن عورتوں کا ذکر کیا گیا ہے وہ سب اس طرح کی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جو چیز جیسی بنادی ہے اس میں وہ اپنی خواہش کے مطابق ترمیم کرتی ہیں جو اللہ تعالیٰ کی مصلحت ومرضی کے خلاف ہے۔ اسی طرح لفظ "خلق اللہ" "مغیرات" کا مفعول ہے اور یہ پورا جملہ تعلیل کے درجہ میں ہے جو وجوب لعنت کی علت ووجہ کو ظاہر کرتا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ مثلہ اور داڑھی منڈانا وغیرہ میں جو حرمت (ممانعت) ہے اس کی علت ووجہ بھی یہی چیز یعنی اللہ کی تخلیق میں تغیر کرنا ہے، لیکن اس سے یہ ضروری قرار نہیں پاتا کہ ہر تغیر حرام ہو کیونکہ یہ علت کوئی مستقل حیثیت نہیں رکھتی، بلکہ حرمت کی اصل علت تو شرع کی طرف سے منع کیا جانا ہے اور اس ممانعت میں جو حکمت پوشیدہ ہے وہ یہ چیز ہے جس کو ظاہری علت کا درجہ دیا جاتا ہے لہٰذا حاصل یہ نکلا کہ شارع (علیہ السلام) نے جن تغیرات کو مباح قرار دیا ہے ان میں اباحت رہے گی اور جن تغیرات کو حرام قرار دیا ہے ان میں حرمت جاری ہوگی مذکورہ عورت نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر جو کچھ کہا اس کا مطلب یہ تھا کہ مجھے یہ معلوم ہوا ہے کہ آپ ان عورتوں کو اپنی طرف سے ملعون قرار دیتے ہیں یا اس بات کی اطلاع دیتے ہیں کہ قران کریم میں ان عورتوں کو ملعون قرار دیا گیا ہے حالانکہ قران کریم میں ان عورتوں پر لعنت کا کوئی صریح ذکر نہیں ہے۔

اور یہ مسئلہ ہے کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے ملعون قرار دیا ہے اس پر لعنت بھیجنا جائز نہیں ہے؟ چنانچہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس عورت کو بڑے اچھے انداز میں بات سمجھائی اور قران وحدیث کے حوالوں سے مسئلہ کو ثابت کیا تو اس کو اطمینان ہو گیا کیونکہ اس کو حدیث کے بارے میں کوئی شبہ تھا ہی نہیں محض اس حکم قران میں بالفاظ صریح نہ ہونے کی وجہ سے اس کے ذہن میں اشکال پیدا ہوا تھا اور وہ بھی رفع ہو گیا روایت کے آخری جملہ کا مطلب یہ ہے کہ جب بندوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ حکم دیا گیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جن امور کی ممانعت بیان فرمائیں ان سے باز رہا جائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں بھی اور دوسری احادیث کے ذریعہ بھی مذکورہ بالا چیزوں سے منع فرمایا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ ان چیزوں کی ممانعت گویا قرآن میں مذکور ہے۔

علامہ طیبی کہتے ہیں کہ اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ مذکورہ عورتوں پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا لعنت فرمانا ایسا ہے جیسا کہ خود اللہ تعالیٰ نے ان عورتوں کو ملعون قرار دیا ہو لہٰذا اس پر عمل کیا جانا واجب ہے۔

24 - باب الْمُتَنَمِّصَاتِ .

یہ باب ہے کہ (چہرے کے) بال اکھیڑنے والی عورتیں

5114 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَلَّامٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ الْحَفَرِيُّ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُوْتَشِمَاتِ وَالْمُتَنَمِّصَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ الْمُغَيِّرَاتِ .

◈ حضرت عبداللہ ﷜ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے گودنے والی عورتوں، گودوانے والی (چہرے کے) بال اکھیڑنے والی اور خوبصورتی کے لئے دانتوں کے درمیان کشادگی کرنے والی عورتوں (جو اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ صورت کو) تبدیل کرتی ہیں' پر لعنت کی ہے۔

5115 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ الْمُتَفَلِّجَاتِ . وَسَاقَ الْحَدِيْثَ .

◈ ابراہیم نخعی بیان فرماتے ہیں: حضرت عبداللہ ﷜ فرماتے ہیں: (دانتوں کے درمیان) کشادگی کرنے والی عورتیں اس کے بعد آپ نے حسب سابق حدیث بیان کی ہے۔

5116 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبَانُ بْنُ صَمْعَةَ عَنْ اُمِّهٖ قَالَتْ سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَقُوْلُ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْوَاشِمَةِ وَالْمُسْتَوْشِمَةِ وَالْوَاصِلَةِ وَالْمُسْتَوْصِلَةِ وَالنَّامِصَةِ وَالْمُتَنَمِّصَةِ .

◈ سیدہ عائشہ ﷝ بیان کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ نے گودنے، گدوانے نقلی بال لگوانے نقلی بال لگانے، اکھیڑنے اور اکھڑوانے سے منع کیا ہے۔

5114-اخرجه البخاري في التفسير، باب (وما اتاكم الرسول فخذوه) (الحديث 4886 و4887) مطولاً، و في اللباس، باب المتفلجات للحسن (الحديث 5931) مطولاً، و باب المتنمصات(الحديث 5939) مطولاً ، وباب الموصولة (الحديث 5943)مطولاً، وباب الواشمة (الحديث 5944م)، وباب المستوشمة (الحديث 5948) مطولاً و اخرجه مسلم في اللباس و الزينة، باب تحريم فعل الواصلة و المستوصلة والواشمة و المستوشمة و النامصة و المتنمصة و المتفلجات و المغيرات خلق الله (الحديث 120) مطولاً، و اخرجه ابو داؤد في الترجل، باب صلة الشعر (الحديث 4169) مطولاً و اخرجه الترمذي في الادب، باب ما جاء في الواصلة و المستوصلة وا لواشمة وا لمستوشمة (الحديث 2782) و اخرجه النسائي في الزينة، لعن المتنمصات و المتفلجات (الحديث 5267) . و اخرجه ابن ماجه في النكاح، باب الواصلة و الواشمة (الحديث 1989) مطولاً . تحفة الاشراف (9450) .

5115-اخرجه مسلم في اللباس و الزينة، باب تحريم فعل الواصلة وا لمستوصلة و الواشمة و المستوشمة و النامصة و المتنمصة و المتفلجات و المغيرات خلق الله (الحديث 120م) .ؤاخرجه النسائي في الزينة، لعن المتنمصات و المتفلجات (الحديث 5268 و 5270) . تحفة الاشراف (9431) .

5116-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (17975) .

شرح

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو عورت اپنے بالوں میں کسی دوسری عورت کے بالوں کا جوڑا لگائے (خواہ خود لگائے اور خواہ کسی دوسرے سے لگوائے) اور جو عورت کسی دوسری عورت کے بالوں میں اپنے بالوں کا جوڑ لگائے اور جو عورت گودے اور جو عورت گدوائے ان سب پر اللہ کی لعنت ہوتی ہے۔

(بخاری، ومسلم، مشکوۃ المصابیح، جلد چہارم، رقم الحدیث، 359)

بالوں کا جوڑ لگائے یا لگوائے" سے مراد یہ ہے کہ بالوں کے حسن ودرازی کے لئے کوئی عورت کسی دوسری عورت کے بالوں کا چوٹا لے کر اپنی چوٹی میں شامل کرے یا اپنے بالوں کا چوٹا لے کر کسی دوسری عورت کی چوٹی میں شامل کردے۔ امام نووی فرماتے ہیں کہ "احادیث سے یہ بات صراحت کے ساتھ ثابت ہوتی ہے کہ بلا کسی استثناء وقید کے بالوں کا جوڑ لگانا حرام ہے" چنانچہ ظاہر ومختار مسئلہ بھی یہی ہے لیکن ہمارے (شافعی) علماء نے اس مسئلہ میں یہ تفصیل بیان کی ہے کہ انسان کے بالوں کا جوڑ لگانا تو بلا اختلاف حرام ہے کیونکہ انسان کو جو بزرگی وشرف حاصل ہے، اس کی بناء پر اس کے بالوں اور اس کے دیگر اجزاء جسم سے فائدہ اٹھانا حرام ہے اور اگر انسان کے علاوہ کسی جانور کے پاک بال ہوں تو ان کی چوٹی میں شامل کرنے کے بارے میں یہ حکم ہے کہ اگر عورت کا خاوند یا مالک نہ ہو (یعنی جو عورت آزاد ہو اور مطلقہ یا بیوہ یا کنواری ہو) تو اس کے لئے اپنی چوٹی میں ان بالوں کو شامل کرنا بھی حرام ہے اور اگر عورت خاوند یا مالک والی ہو تو اس کے حق میں تین صورتیں ہیں جن میں سے سب سے زیادہ صحیح صورت یہ ہے کہ وہ خاوند یا مالک کی اجازت کے بعد ان بالوں کو اپنی چوٹی میں شامل کرے تو جائز ہے۔

مالک، طبری اور اکثر علماء یہ کہتے ہیں کہ عورت کے لئے اپنی چوٹی میں کوئی بھی چیز شامل کرنا ممنوع ہے خواہ وہ بال ہوں، خواہ کالے صوف (اون) ہوں، خواہ دھجیاں ہوں اور خواہ ان کے علاوہ کوئی اور چیز ہو، ان حضرات نے اس مسئلہ میں احادیث سے استدلال کیا ہے، جبکہ فقیہ لیث کا قول یہ ہے کہ مذکورہ ممانعت کا تعلق صرف بالوں سے ہے، لہٰذا چوٹی میں بالوں کے علاوہ دوسری چیزیں جیسے صوف وغیرہ شامل کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ نیز بالوں کو ایسی ڈوری وغیرہ سے باندھنا کہ جو بالوں کی مشابہت نہ رکھے بلا کراہت جائز ہے۔

فتاویٰ عالمگیری میں یہ لکھا ہے کہ سر کے بالوں میں (یعنی چوٹی میں) انسان کے بال شامل کرنا حرام ہے لیکن صوف یعنی اون کو شامل کرنا جائز ہے۔ "گودنے" کا مطلب یہ ہے کہ جسم کے کسی حصہ کی جلد پر سوئیاں یا اسی طرح کی کوئی چیز چبھوئی جائے یہاں تک کہ خون بہنے لگے پھر اس میں سرمہ یا نیل بھر دیا جائے۔ یہ زمانہ جاہلیت کی ایک رسم ہے اور آج کل بعض غیر مسلم قوموں میں اس کا رواج ہے، شریعت اسلامی نے اس کو ممنوع قرار دیا ہے، نووی فرماتے ہیں کہ یہ چیز گودنے والے اور گدوانے والے دونوں کے لئے حرام ہے اور جسم کے جس حصہ پر گودا جاتا ہے وہ حصہ نجس ہو جاتا ہے، لہٰذا اگر کسی مسلمان نے ناسمجھی سے گدوالیا ہے اور کسی علاج ومعالجہ کے ذریعہ اس کا ازالہ ممکن ہو تو اس کا نشان مٹوا دینا واجب ہے۔

اور اگر کسی حرج وتنگی کے بغیر اس کا ازالہ ممکن نہ ہو، نیز اس بات کا خوف ہو کہ اس کو زائل کرنے کی صورت میں جسم کا وہ حصہ

تلف یا بیکار ہو جائے گا یا پوری طرح کام نہیں کرے گا یا اس ظاہری عضو میں بہت بڑا عیب پیدا ہو جائے گا تو اس صورت میں اس کا ازالہ واجب نہیں، تاہم اللہ سے معافی مانگنا اور توبہ و استغفار کرنا چاہیے تا کہ اس پر سے گناہ کا بار ہٹ جائے اور اگر مذکورہ چیزوں میں سے کسی چیز کا خوف نہ ہو تو پھر اس کا ازالہ ہی لازم ہوگا اور اس میں تاخیر کرنے سے گنہگار ہوگا۔

25 - باب الْمُوتَشِمَاتِ وَذِكْرِ الْاِخْتِلاَفِ عَلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُرَّةَ وَالشَّعْبِيِّ فِيْ هٰذَا

یہ باب ہے کہ گدوانے والی عورتوں کا بیان

اس بارے میں عبداللہ بن مرہ اور شعبی کے اختلاف کا تذکرہ

5117 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مُرَّةَ يُحَدِّثُ عَنِ الْحَارِثِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ اٰكِلُ الرِّبَا وَمُوْكِلُهٗ وَكَاتِبُهٗ اِذَا عَلِمُوْا ذٰلِكَ وَالْوَاشِمَةُ وَالْمَوْشُوْمَةُ لِلْحُسْنِ وَلاَوِى الصَّدَقَةِ وَالْمُرْتَدُّ اَعْرَابِيًّا بَعْدَ الْهِجْرَةِ مَلْعُوْنُوْنَ عَلٰى لِسَانِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

❖❖ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' سود کھانے والا، سود کھلانے والا، اسے تحریر کرنے والا جب وہ لوگ یہ عمل کر لیں اور گودنے والی عورت، گدوانے والی عورت جو خوبصورتی کے لئے ایسا کرے اور صدقے (زکوٰۃ) کی ادائیگی نہ کرنے والا شخص اور وہ دیہاتی جو ہجرت کے بعد مرتد ہو جائے یہ سب قیامت کے دن تک کے لیے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی ملعون قرار پائے ہیں۔

5118 - اَخْبَرَنِىْ زِيَادُ بْنُ اَيُّوْبَ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ اَنْبَاَنَا حُصَيْنٌ وَّمُغِيْرَةُ وَابْنُ عَوْنٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ الْحَارِثِ عَنْ عَلِيٍّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ اٰكِلَ الرِّبَا وَمُوْكِلَهٗ وَكَاتِبَهٗ وَمَانِعَ الصَّدَقَةِ وَكَانَ يَنْهٰى عَنِ النَّوْحِ ۔ اَرْسَلَهُ ابْنُ عَوْنٍ وَّعَطَاءُ بْنُ السَّائِبِ ۔

❖❖ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سود کھانے والے، کھلانے والے، اسے تحریر کرنے والے، صدقہ (زکوٰۃ) ادا نہ کرنے والے پر لعنت کی ہے اور آپ نے نوحہ کرنے سے منع کیا ہے۔

5119 - اَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ الْحَارِثِ قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اٰكِلَ الرِّبَا وَمُوْكِلَهٗ وَشَاهِدَهٗ وَكَاتِبَهٗ وَالْوَاشِمَةَ وَالْمُوتَشِمَةَ قَالَ اِلَّا مِنْ دَاءٍ فَقَالَ نَعَمْ وَالْحَالُّ وَالْمُحَلَّلُ لَهٗ وَمَانِعُ الصَّدَقَةِ وَكَانَ يَنْهٰى عَنِ النَّوْحِ وَلَمْ يَقُلْ لَعَنَ ۔

5117-انفرد به النسائي ۔ تحفة الاشراف (9195) ۔

5118-انفرد به النسائي ۔ وسياتي في الزينة، الموتشمات و ذكر الاختلاف على عبد الله بن مرة و الشعبي في هذا (الحديث 5119 و 5120) مرسلا ۔ تحفة الاشراف (17975) ۔

5119-تقدم (الحديث 5118) ۔

حضرت حارث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سود کھانے والے، اسے کھلانے والے، اس کی گواہی دینے والے، اسے تحریر کرنے والے، گودنے والی عورت، گدوانے والی عورت (راوی کہتے ہیں) البتہ کسی بیماری کی وجہ سے ایسا کیا جاسکتا ہے تو استاد نے جواب دیا: جی ہاں۔ اور حلالہ کرنے والا شخص اور جس کے لئے حلالہ کیا گیا ہو، زکوٰۃ کی ادائیگی کا انکار کرنے والے شخص پر لعنت کی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نوحہ کرنے سے منع کیا ہے۔ (راوی کہتے ہیں) آپ نے اس پر لعنت نہیں کی۔

5120 - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا خَلَفٌ - يَعْنِي ابْنَ خَلِيفَةَ - عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ لَعَنَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اٰكِلَ الرِّبَا وَمُوكِلَهُ وَشَاهِدَهُ وَكَاتِبَهُ وَالْوَاشِمَةَ وَالْمُوتَشِمَةَ وَنَهَى عَنِ النَّوْحِ وَلَمْ يَقُلْ لَعَنَ صَاحِبَ .

شعبی بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سود کھانے والے، اسے کھلانے والے، اس کی گواہی دینے والے، اسے تحریر کرنے والے، گودنے والی عورت، گدوانے والی عورت پر لعنت کی ہے اور آپ نے نوحہ کرنے سے منع کیا ہے۔

راوی نے نوحہ کرنے والے پر آپ کی طرف سے لعنت کرنے کا ذکر نہیں کیا۔

5121 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ قَالَ اَنْبَاَنَا جَرِيرٌ عَنْ عُمَارَةَ عَنْ اَبِي زُرْعَةَ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ اُتِيَ عُمَرُ بِامْرَاَةٍ تَشِمُ فَقَالَ اَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ هَلْ سَمِعَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَبُو هُرَيْرَةَ فَقُمْتُ فَقُلْتُ يَا اَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ اَنَا سَمِعْتُهُ . قَالَ فَمَا سَمِعْتَهُ قُلْتُ سَمِعْتُهُ يَقُولُ "لَا تَشِمْنَ وَلَا تَسْتَوْشِمْنَ" .

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک عورت لائی گئی جو (جسم کو) گودا کرتی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تم لوگوں کو اللہ کے نام کی قسم دے کر دریافت کرتا ہوں تم میں سے کسی ایک نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی کچھ سنا ہے؟ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں کھڑا ہوا میں نے عرض کی: اے امیر المومنین! میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی ارشاد سنا ہے: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا: تم نے کیا سنا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: میں نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: کوئی بھی عورت گودے نہیں اور کوئی عورت گدوائے نہیں۔

26 - باب الْمُتَفَلِّجَاتِ .

باب: دانتوں میں کشادگی کرنے والی عورتیں

5122 - اَخْبَرَنَا اَبُو عَلِيٍّ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى الْمَرْوَزِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُثْمَانَ عَنْ اَبِي حَمْزَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنِ الْعُرْيَانِ بْنِ الْهَيْثَمِ عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ جَابِرٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى

5120-تقدم (الحديث 5118) .

5121-اخرجه البخاري في اللباس، باب المستوشمة (الحديث 5946) . تحفة الاشراف (14909) .

5122-سياتي (الحديث 5123 و5124) . تحفة الاشراف (9536) .

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلْعَنُ الْمُتَنَمِّصَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ وَالْمُوتَشِمَاتِ اللَّاتِي يُغَيِّرْنَ خَلْقَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ .

◈◈ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے نبی اکرم ﷺ کو سنا آپ نے (چہرے کے) بال اکھاڑنے والی عورتوں، دانتوں میں کشادگی کرنے والی عورتوں اور گدوانے والی عورتوں' جو اللہ تعالیٰ کی تخلیق میں تبدیلی کرتی ہیں' پر لعنت کی ہے۔

5123 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنِ الْعُرْيَانِ بْنِ الْهَيْثَمِ عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ جَابِرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلْعَنُ الْمُتَنَمِّصَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ وَالْمُوتَشِمَاتِ اللَّاتِي يُغَيِّرْنَ خَلْقَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ .

◈◈ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے آپ نے (چہرے کے) بال اکھاڑنے والی عورتوں، دانتوں میں کشادگی کرنے والی عورتوں اور گدوانے والی عورتوں' جو اللہ کی تخلیق میں تبدیلی کرتی ہیں، پر لعنت کی ہے۔

5124 - أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ شَقِيقٍ قَالَ أَنْبَأَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ وَاقِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عُمَيْرٍ عَنِ الْعُرْيَانِ بْنِ الْهَيْثَمِ عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ جَابِرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ "لَعَنَ اللّٰهُ الْمُتَنَمِّصَاتِ وَالْمُوتَشِمَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ اللَّاتِي يُغَيِّرْنَ خَلْقَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ" .

◈◈ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے نبی اکرم ﷺ کو سنا آپ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے (چہرے کے) بال اکھیڑنے والی عورتوں، گدوانے والی عورتوں اور دانتوں کے درمیان کشادگی کرنے والی عورتوں پر لعنت کی ہے (جو اللہ کی تخلیق میں) تبدیلی کرتی ہیں۔

27 - باب تَحْرِيمِ الْوَشْرِ .

باب: دانتوں کو رگڑ کر باریک کرنے کا حرام ہونا

5125 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا حِبَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ حَيْوَةَ بْنِ شُرَيْحٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَيَّاشُ بْنُ عَبَّاسٍ الْقِتْبَانِيُّ عَنْ أَبِي الْحُصَيْنِ الْحِمْيَرِيِّ أَنَّهُ كَانَ هُوَ وَصَاحِبٌ لَهُ يَلْزَمَانِ أَبَا رَيْحَانَةَ يَتَعَلَّمَانِ مِنْهُ خَيْرًا قَالَ فَحَضَرَ صَاحِبِي يَوْمًا فَأَخْبَرَنِي صَاحِبِي أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا رَيْحَانَةَ يَقُولُ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَرَّمَ الْوَشْرَ وَالْوَشْمَ وَالنَّتْفَ .

◈◈ ابوالحصین حمیری بیان کرتے ہیں' یہ اور ان کے ساتھی حضرت ابوریحانہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے یہ ان سے

5123-تقدم (الحديث 5122) .

5124-تقدم (الحديث 5122) .

5125-تقدم (الحديث 5106) .

علم حاصل کرتے رہے وہ بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ میرے ساتھی ان کے پاس موجود تھے میرے ساتھی نے مجھے بتایا کہ اس نے حضرت ابوریحانہ رضی اللہ عنہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دانتوں کو رگڑ کر باریک کرنے اور جسم گدوانے اور بال اکھیڑنے کو حرام قرار دیا ہے۔

5126 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِی اللَّيْثُ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِیْ حَبِيْبٍ عَنْ اَبِی الْحُصَيْنِ الْحِمْيَرِيِّ عَنْ اَبِیْ رَيْحَانَةَ قَالَ بَلَغَنَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْوَشْرِ وَالْوَشْمِ .

✧✧ حضرت ابوریحانہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ہمیں یہ پتہ چلا ہے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دانتوں کو رگڑ کر باریک کرنے اور جسم گدوانے سے منع کیا ہے۔

5127 - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِیْ حَبِيْبٍ عَنْ اَبِی الْحُصَيْنِ الْحِمْيَرِيِّ عَنْ اَبِیْ رَيْحَانَةَ قَالَ بَلَغَنَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْوَشْرِ وَالْوَشْمِ .

✧✧ حضرت ابوریحانہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ہمیں یہ پتہ چلا ہے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دانتوں کو رگڑ کر باریک کرنے اور جسم گدوانے سے منع کیا ہے۔

28 - باب الْكُحْلِ .

یہ باب ہے کہ سرمہ لگانا

5128 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا دَاوُدُ - وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْعَطَّارُ - عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُثْمَانَ بْنِ خُثَيْمٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اِنَّ مِنْ خَيْرِ اَكْحَالِكُمُ الْاِثْمِدَ اِنَّهُ يَجْلُو الْبَصَرَ وَيُنْبِتُ الشَّعَرَ" .

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ خُثَيْمٍ لَيِّنُ الْحَدِيْثِ .

✧✧ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: تمہارا سب سے بہترین سرمہ "اثمد" ہے یہ بینائی کو روشن کرتا ہے اور (پلکوں کے) بال اگاتا ہے۔

5126-تقدم (الحديث 5106) .

5127-تقدم (الحديث 5106) .

5128-اخرجه الترمذي في الشمائل، باب ما جاء في كحل رسول الله صلى الله عليه وسلم (الحديث 51) . واخرجه ابن ماجه في الطب، باب الكحل بالاثمد (الحديث 3497) . تحفة الاشراف (5535) .

سرمہ لگانے کے سبب بینائی روشن ہونے کا بیان

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اصفہانی سرمہ (برابر) لگایا کرو، کیونکہ وہ سرمہ بینائی کو روشن کرتا ہے اور بالوں یعنی پلکوں کو اگاتا ہے جو آنکھوں کی زیبائی وحفاظت کی ضامن ہوتی ہیں) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک لمبی سرمہ دانی تھی، جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم روزانہ رات میں تین باراس آنکھ میں اور تین باراس آنکھ میں سرمہ لگاتے تھے (یعنی مسلسل تین سلائی دائیں آنکھ میں اور تین سلائی بائیں آنکھ میں لگاتے تھے)۔ (ترمذی، مشکوۃ المصابیح، جلد چہارم: رقم الحدیث، 399)

بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ "اثمد" مطلق سرمہ کو کہا جاتا ہے لیکن زیادہ صحیح یہ ہے کہ "اثمد" ایک مخصوص قسم کے سرمہ کو کہا جاتا ہے اور بعض حضرات کے قول کے مطابق وہ مخصوص قسم اصفہانی سرمہ ہے جو آنکھ سے بہنے والے پانی کو روکتا ہے، آنکھ کے اندر اگر زخم پیدا ہو جاتے ہیں اور یا سوزش ہوتی ہے تو اس کو دفع کرتا ہے اور آنکھ کی رگوں کو جو روشنی کا ذریعہ ہیں طاقت دیتا ہے خاص طور پر بڑی عمر والوں اور بچوں کے حق میں زیادہ فائدہ مند رہتا ہے۔ ایک روایت میں بالاثمد کے بجائے بالاثمد المروح کے الفاظ ہیں یعنی وہ سرمہ جس میں خالص مشک مخلوط ہو۔ "روزانہ رات میں" سے ہر روز رات میں سونے سے پہلے "مراد" ہے جیسا کہ ایک روایت میں وعند النوم کے الفاظ منقول بھی ہیں، رات میں سونے سے پہلے سرمہ لگانے میں حکمت و مصلحت یہ ہے کہ سرمہ کے اجزاء آنکھوں میں زیادہ عرصہ تک رہتے ہیں اور اس کے اثرات آنکھ کے اندرونی پردوں اور جھلیوں تک اچھی طرح سرایت کرتے ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (رات میں) سونے سے پہلے ہر آنکھ میں اصفہانی سرمہ کی تین تین سلائیاں لگایا کرتے تھے۔

نیز حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم علاج کے لئے جن چیزوں کو اختیار کرتے ہو ان میں بہترین چیزیں چار ہیں ایک تو لدود، دوسرے سعوط تیسرے حجامہ اور چوتھے مشی! آنکھوں کے لگانے کی چیزوں میں بہترین چیز اصفہانی سرمہ ہے جو بینائی کو روشن کرتا ہے اور پلکوں کے بالوں کو جماتا ہے، نیز بھری ہوئی سینگی کھنچوانے کے لئے (چاند کی) سترھویں، انیسویں اور اکیسویں (تاریخ) بہترین دن ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ بھی بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب معراج میں تشریف لے گئے تو فرشتوں کی کوئی بھی ایسی جماعت نہیں تھی جس کے پاس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم گزرے ہوں اور اس نے یہ نہ کہا ہو کہ بھری ہوئی سینگی کھنچوانا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ضروری ہے۔ ترمذی نے اس روایت کو نقل کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے۔ (مشکوۃ المصابیح، جلد چہارم: رقم الحدیث، 400)

لدود" اس کو کہتے ہیں جو مریض کے منہ میں باچھ کی طرف سے ٹپکائی جائے! سعوط اس دوا کو کہتے ہیں جو ناک میں ٹپکائی جائے! حجامہ بھری سینگی کھنچوانے کو کہتے ہیں! اور مشی اسہال کی دواء کو کہتے ہیں، یہ لفظ مشی بمعنی چلنے سے مشتق ہے چونکہ دست آور دوا کے استعمال سے بیت الخلاء جانے کے لئے بار بار چلنا پڑتا ہے اس مناسبت سے اس دوا کو مشی کہا جاتا ہے۔ چوں کہ مہینہ کی ابتداء سے وسط مہینہ تک خون، بلکہ تمام رطوبات میں بڑھوتری، غلبہ اور جوش رہتا ہے، اور مہینہ کی آخری تاریخوں میں ان چیزوں کا عمل

ست کمزور اور سرد ہو جاتا ہے اس اعتبار سے گویا مہینہ کے وسط ایام اور خاص طور پر مذکورہ تاریخیں انسانی جسم کے لئے معتدل ہوتی ہیں، لہٰذا ان دنوں میں سینگی کھنچوانا زیادہ سود مند ہوتا ہے۔

29 - باب الدُّهْنِ .

باب: تیل لگانا

5129 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سِمَاكٍ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ سَمُرَةَ سُئِلَ عَنْ شَيْبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَ اِذَا ادَّهَنَ رَاْسَهُ لَمْ يُرَ مِنْهُ وَاِذَا لَمْ يَدَّهِنْ رُئِيَ مِنْهُ .

✧✧ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سفید بالوں کے بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے جواب دیا: جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سر میں تیل لگاتے تھے تو وہ بال نظر نہیں آتے تھے لیکن جب آپ تیل نہیں لگاتے تھے تو وہ نظر آجاتے تھے۔

30 - باب الزَّعْفَرَانِ .

باب: زعفران کا بیان

5130 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ مَيْمُوْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَصْبُغُ ثِيَابَهُ بِالزَّعْفَرَانِ فَقِيْلَ لَهُ فَقَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْبُغُ .

✧✧ حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنے کپڑوں پر زعفران لگایا کرتے تھے۔ ان سے دریافت کیا گیا تو انہوں نے بتایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی یہ رنگ استعمال کرتے تھے۔

31 - باب الْعَنْبَرِ .

باب: عنبر لگانا

5131 - اَخْبَرَنَا اَبُوْ عُبَيْدَةَ بْنُ اَبِي السَّفَرِ عَنْ عَبْدِ الصَّمَدِ بْنِ عَبْدِ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا بَكْرٌ الْمُزَلَّقُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَطَاءٍ الْهَاشِمِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ سَاَلْتُ عَائِشَةَ اَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَطَيَّبُ قَالَتْ نَعَمْ بِذِكَارَةِ الطِّيْبِ الْمِسْكِ وَالْعَنْبَرِ .

5129-اخرجه مسلم في الفضائل، باب شيبه صلى الله عليه وسلم (الحديث 108) و اخرجه الترمذي في الشمائل، باب ما جاء في شيب رسول الله صلى الله عليه وسلم (الحديث 38) . تحفة الاشراف (2182) .

5130-تقدم (الحديث 5100) .

5131-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (17592) .

✧✧ حضرت محمد بن علی رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' میں نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا: کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خوشبو استعمال کرتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں! آپ مشک اور عنبر استعمال کرتے تھے۔

32 - باب الْفَصْلِ بَيْنَ طِيبِ الرِّجَالِ وَطِيبِ النِّسَآءِ .

باب: مردوں کی خوشبو اور عورتوں کی خوشبو کے درمیان فرق کیا ہے

5132 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوٗدَ - يَعْنِي الْحَفَرِيَّ - عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ اَبِيْ نَضْرَةَ عَنْ رَّجُلٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "طِيبُ الرِّجَالِ مَا ظَهَرَ رِيحُهُ وَخَفِيَ لَوْنُهُ وَطِيبُ النِّسَآءِ مَا ظَهَرَ لَوْنُهُ وَخَفِيَ رِيحُهُ" .

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: مردوں کی خوشبو وہ ہوتی ہے جس کی خوشبو ظاہر ہو لیکن اس کا رنگ نظر نہ آئے اور عورتوں کی خوشبو وہ ہوتی ہے جس کا رنگ ظاہر ہو اور اس کی خوشبو نہ آئے۔

5133 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ مَيْمُوْنٍ الرَّقِّيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ الْفِرْيَابِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ اَبِيْ نَضْرَةَ عَنِ الطُّفَاوِيِّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "طِيبُ الرِّجَالِ مَا ظَهَرَ رِيحُهُ وَخَفِيَ لَوْنُهُ وَطِيبُ النِّسَآءِ مَا ظَهَرَ لَوْنُهُ وَخَفِيَ رِيحُهُ" .

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: مردوں کی خوشبو وہ ہوتی ہے جس کی خوشبو پھیلے لیکن اس کا رنگ نظر نہ آئے اور عورتوں کی خوشبو وہ ہوتی ہے جس کا رنگ نظر آئے لیکن خوشبو نہ پھیلے۔

33 - باب اَطْيَبِ الطِّيبِ .

باب: سب سے بہترین خوشبو

5134 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَلَّامٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ خُلَيْدِ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ اَبِيْ نَضْرَةَ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِنَّ امْرَاَةً مِّنْ بَنِيْ اِسْرَآئِيْلَ اتَّخَذَتْ خَاتَمًا مِّنْ ذَهَبٍ وَّحَشَتْهُ مِسْكًا" . قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "هُوَ اَطْيَبُ الطِّيبِ" .

✧✧ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: بنی اسرائیل سے تعلق رکھنے والی ایک عورت نے سونے کی ایک انگوٹھی بنوائی اور اس میں مشک رکھ لی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: یہ (مشک) سب سے بہترین خوشبو ہے۔

5132-اخرجه ابو داؤد في النكاح، باب ما يكره من ذكر الرجل ما يكون من اصابته اهله (الحديث 2174) مطولًا . و اخرجه الترمذي في الادب، باب ما جاء في طيب الرجال و النساء (الحديث 2787) و اخرجه النسائي في الزينة، الفصل بين طيب الرجال و طيب النساء (الحديث 5133) و الحديث عند: ابي داؤد في الحمام، باب ما جاء في التعري (الحديث 4019) . تحفة الاشراف (15486) .

5133-تقدم (الحديث 5132) .

5134-تقدم (الحديث 1904) .

34 - باب التَّزَعْفُرِ وَالْخَلُوقِ ۔

یہ باب ہے کہ زعفران اور خلوق کا استعمال کرنا

5135 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ ظَبْيَانَ عَنْ حُكَيْمِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٖ رَدْعٌ مِّنْ خَلُوقٍ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اذْهَبْ فَانْهَكْهُ" ۔ ثُمَّ اَتَاهُ فَقَالَ "اذْهَبْ فَانْهَكْهُ" ۔ ثُمَّ اَتَاهُ فَقَالَ "اذْهَبْ فَانْهَكْهُ ثُمَّ لَا تَعُدْ" ۔

◇◇ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے اپنے کپڑوں پر اچھی طرح خلوق لگائی ہوئی تھی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا: جاؤ اور اسے صاف کرلو۔ وہ پھر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا: تم جاؤ اور اسے صاف کرو۔ وہ پھر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا: تم جاؤ اور اسے صاف کرو اور دوبارہ نہ لگانا۔

5136 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا حَفْصِ بْنَ عَمْرٍو وَقَالَ عَلٰى اِثْرِهٖ يُحَدِّثُ عَنْ يَعْلَى بْنِ مُرَّةَ اَنَّهُ مَرَّ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُتَخَلِّقٌ فَقَالَ لَهُ "هَلْ لَكَ امْرَاَةٌ" ۔ قُلْتُ لَا ۔ قَالَ "فَاغْسِلْهُ ثُمَّ اغْسِلْهُ ثُمَّ لَا تَعُدْ" ۔

◇◇ حضرت یعلیٰ بن مرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزرے اس وقت انہوں نے خلوق لگائی ہوئی تھی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے دریافت کیا: کیا تمہاری بیوی ہے (کیا تمہاری نئی شادی ہوئی ہے)؟ میں نے عرض کی: نہیں۔ آپ نے فرمایا: تم اسے دھولو۔ پھر تم اسے دوبارہ دھولو اور آئندہ نہ لگانا۔

5137 - اَخْبَرَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ سَمِعْتُ } اَبَا { حَفْصِ بْنَ عَمْرٍو عَنْ يَعْلَى بْنِ مُرَّةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبْصَرَ رَجُلًا مُتَخَلِّقًا قَالَ "اذْهَبْ فَاغْسِلْهُ ثُمَّ اغْسِلْهُ وَلَا تَعُدْ" ۔

◇◇ حضرت یعلیٰ بن مرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا جس نے خلوق لگائی ہوئی تھی آپ نے فرمایا: جاؤ اور اسے دھولو۔ پھر اسے دھولو اور دوبارہ مت لگانا۔

5138 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَمْرٍو عَنْ رَجُلٍ عَنْ يَعْلٰى نَحْوَهُ ۔ خَالَفَهُ سُفْيَانُ رَوَاهُ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَفْصٍ عَنْ يَعْلٰى ۔

5135-انفرد به النسائي ۔ تحفة الاشراف (12271) ۔

5136-اخرجه الترمذي في الادب، باب ما جاء في كراهية التزعفر و الخلوق للرجال (الحديث 2816) واخرجه النسائي في الزينة، التزعفر و الخلوق (الحديث 5137 و 5138 و 5139 و 5140) ۔ تحفة الاشراف (11849) ۔

5137-تقدم (الحديث 5136) ۔ 5138-تقدم (الحديث 5136) ۔

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت یعلی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

5139 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ النَّضْرِ بْنِ مُسَاوِرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَفْصٍ عَنْ يَعْلَى بْنِ مُرَّةَ الثَّقَفِيِّ قَالَ اَبْصَرَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِيْ رَدْعٌ مِّنْ خَلُوقٍ قَالَ "يَا يَعْلَى لَكَ امْرَاَةٌ" . قُلْتُ لَا . قَالَ "اغْسِلْهُ ثُمَّ لَا تَعُدْ ثُمَّ اغْسِلْهُ ثُمَّ لَا تَعُدْ ثُمَّ اغْسِلْهُ ثُمَّ لَا تَعُدْ" . قَالَ فَغَسَلْتُهُ ثُمَّ لَمْ اَعُدْ ثُمَّ غَسَلْتُهُ ثُمَّ لَمْ اَعُدْ ثُمَّ غَسَلْتُهُ ثُمَّ لَمْ اَعُدْ .

✧✧ حضرت یعلی بن مرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دیکھا میرے جسم پر اس وقت خلوق کا نشان تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے یعلی کیا تمہاری بیوی ہے (کیا تمہاری نئی شادی ہوئی ہے؟) میں نے عرض کی: نہیں۔ تو آپ نے فرمایا: تم اسے دھولو اور دوبارہ نہیں لگانا۔ یہ الفاظ آپ نے تین مرتبہ دہرائے۔

راوی کہتے ہیں میں نے اسے دھولیا اور دوبارہ نہیں لگایا۔ یہ الفاظ راوی نے بھی تین مرتبہ دہرائے۔

5140 - اَخْبَرَنِيْ اِسْمَاعِيْلُ بْنُ يَعْقُوْبَ الصَّبِيْحِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ مُوْسٰى - يَعْنِيْ مُحَمَّدًا - قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَبِيْ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَفْصٍ عَنْ يَعْلَى قَالَ مَرَرْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا مُتَخَلِّقٌ فَقَالَ "اَيْ يَعْلَى هَلْ لَكَ امْرَاَةٌ" . قُلْتُ لَا . قَالَ "اذْهَبْ فَاغْسِلْهُ ثُمَّ اغْسِلْهُ ثُمَّ لَا تَعُدْ" . قَالَ . فَذَهَبْتُ فَغَسَلْتُهُ ثُمَّ غَسَلْتُهُ ثُمَّ غَسَلْتُهُ ثُمَّ لَمْ اَعُدْ .

✧✧ حضرت یعلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزرا میں نے خلوق لگائی ہوئی تھی آپ نے فرمایا: اے یعلی! کیا تمہاری بیوی ہے (کیا تمہاری نئی شادی ہوئی ہے) میں نے عرض کی: نہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر تم اسے دھولو، اسے دھولو، اسے دھولو اور دوبارہ نہ لگانا۔ راوی کہتے ہیں میں گیا میں نے اسے دھولیا میں نے پھر اسے دھویا پھر میں نے اسے دھویا اور پھر میں نے اسے دوبارہ نہیں لگایا۔

35 - باب مَا يُكْرَهُ لِلنِّسَآءِ مِنَ الطِّيبِ .

باب: خواتین کے لئے کون سی خوشبو لگانا مکروہ ہے

5141 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ - وَهُوَ ابْنُ عُمَارَةَ - عَنْ غُنَيْمِ بْنِ قَيْسٍ عَنِ الْاَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَيُّمَا امْرَاَةٍ اسْتَعْطَرَتْ فَمَرَّتْ عَلٰى قَوْمٍ لِيَجِدُوْا مِنْ رِيْحِهَا فَهِيَ زَانِيَةٌ" .

5139-تقدم (الحديث 5136) .

5140-تقدم (الحديث 5136) .

5141-اخرجه ابو داؤد في الترجل، باب ما جاء في المراة تتطيب للخروج (الحديث 4173) بنحوه و اخرجه الترمذي في الادب، باب ما جاء في كراهية خروج المراة متعطرة (الحديث 2786) بنحوه . تحفة الاشراف (9023) .

◇◇ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جو بھی عورت عطر لگائے اور پھر کچھ لوگوں کے پاس سے گزرے تو اگر لوگ اس کی خوشبو کو پائیں تو وہ عورت زنا کرنے والی ہے۔

36 - باب اغْتِسَالِ الْمَرْاَةِ مِنَ الطِّيبِ .

باب: عورت کا اس خوشبو کو دھو لینا

5142 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِيلَ بْنِ اِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ بْنِ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْعَبَّاسِ الْهَاشِمِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ سَمِعْتُ صَفْوَانَ بْنَ سُلَيْمٍ - وَلَمْ اَسْمَعْ مِنْ صَفْوَانَ غَيْرَهُ - يُحَدِّثُ عَنْ رَجُلٍ ثِقَةٍ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِذَا خَرَجَتِ الْمَرْاَةُ اِلَى الْمَسْجِدِ فَلْتَغْتَسِلْ مِنَ الطِّيبِ كَمَا تَغْتَسِلُ مِنَ الْجَنَابَةِ" . مُخْتَصَرٌ .

◇◇ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جب کوئی عورت مسجد کی طرف جانے کے لئے نکلے تو اسے خوشبو کو دھو لینا چاہئے جیسے وہ غسل جنابت کرتی ہے۔

37 - باب النَّهْيِ لِلْمَرْاَةِ اَنْ تَشْهَدَ الصَّلاَةَ اِذَا اَصَابَتْ مِنَ الْبَخُورِ .

باب: عورت کے لئے اس بات کی ممانعت کہ جب اس کو بخور (خوشبو) لگی ہوئی ہو تو وہ نماز (باجماعت) میں شریک ہو

5143 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ هِشَامِ بْنِ عِيسَى الْبَغْدَادِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو عَلْقَمَةَ الْفَرْوِيُّ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ خُصَيْفَةَ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَيُّمَا امْرَاَةٍ اَصَابَتْ بَخُورًا فَلاَ تَشْهَدْ مَعَنَا الْعِشَاءَ الْاٰخِرَةَ" .

قَالَ اَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ لاَ اَعْلَمُ اَحَدًا تَابَعَ يَزِيدَ بْنَ خُصَيْفَةَ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ عَلَى قَوْلِهِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ . وَقَدْ خَالَفَهُ يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْاَشَجِّ رَوَاهُ عَنْ زَيْنَبَ الثَّقَفِيَّةِ .

◇◇ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جس عورت نے بخور لگایا ہوا ہو وہ ہمارے ساتھ عشاء کی نماز (باجماعت) میں شریک نہ ہو۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: میرے علم میں کوئی ایسا شخص نہیں ہے' جس نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس روایت کے

5142-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (15507) .

5143-اخرجه مسلم في الصلاة، باب خروج النساء الى المساجد اذا لم يترتب عليه فتنة و انها لا تخرج مطيبة (الحديث 143) . اخرجه ابو داؤد في الترجل، باب ما جاء في المراة تتطيب للخروج (الحديث 4175) . واخرجه النسائي في الزينة، الطيب (الحديث 5278) . تحفة الاشراف (12207) .

منقول ہونے میں بُسر بن سعید کی متابعت کی ہو یعقوب بن عبداللہ نے اس کو اُن کے برخلاف نقل کیا ہے، انہوں نے اسے سیّدہ زینب ثقفیہ سے روایت کیا ہے۔

5144 - اَخْبَرَنِىْ هِلَالُ بْنُ الْعَلَاءِ بْنِ هِلَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَلّٰى بْنُ اَسَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ عَنْ يَعْقُوْبَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْاَشَجِّ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ زَيْنَبَ امْرَاَةِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِذَا شَهِدَتْ اِحْدَاكُنَّ صَلَاةَ الْعِشَاءِ فَلَا تَمَسَّ طِيْبًا".

◇◇ حضرت زینب رضی اللہ عنہا جو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی اہلیہ ہیں' بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جب کسی عورت نے عشاء کی نماز میں شریک ہونا ہوتو وہ خوشبو نہ لگائے۔

5145 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا جَرِيْرٌ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْاَشَجِّ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ زَيْنَبَ امْرَاَةِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِذَا شَهِدَتْ اِحْدَاكُنَّ الْعِشَاءَ فَلَا تَمَسَّ طِيْبًا".

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدِيْثُ يَحْيٰى وَجَرِيْرٍ اَوْلٰى بِالصَّوَابِ مِنْ حَدِيْثِ وُهَيْبِ بْنِ خَالِدٍ وَاللّٰهُ تَعَالٰى اَعْلَمُ.

◇◇ حضرت زینب رضی اللہ عنہا' جو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی اہلیہ ہیں' بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جب کوئی عورت عشاء کی نماز میں شریک ہوتو وہ خوشبو نہ لگائے۔

امام نسائی فرماتے ہیں: وہیب بن خالد سے منقول روایت کے مقابلے میں یحییٰ اور جریر سے منقول حدیث زیادہ درست ہے۔

5146 - اَخْبَرَنِىْ اَحْمَدُ بْنُ سَعِيْدِ بْنِ يَعْقُوْبَ الْحِمْصِىُّ قَالَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ الْاَشَجِّ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ زَيْنَبَ الثَّقَفِيَّةِ اَنَّ نَبِىَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اَيَّتُكُنَّ خَرَجَتْ اِلَى الْمَسْجِدِ فَلَا تَقْرَبَنَّ طِيْبًا".

◇◇ سیّدہ زینب ثقفیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: تم میں سے جس عورت نے مسجد کی طرف آنا ہو وہ خوشبو کے قریب نہ جائے (یعنی خوشبو نہ لگائے)

5147 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِىٍّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ

5144-اخرجه مسلم في الصلاة، باب خروج النساء الى المساجد اذا لم يترتب عليه فتنة و انها لا تخرج مطيبة (الحديث 141 و 142) و اخرجه النسائي في الزينة، النهي للمراة ان تشهد الصلاة اذا اصابت من البخور (الحديث 5145 و 5146 و 5147 و 5148 و 5149)، و الطيب (الحديث 5275 و 5276 و 5277) . تحفة الاشراف (15888) .

5145-تقدم (الحديث 5144) . 5146-تقدم (الحديث 5144) .

5147-تقدم (الحديث 5144) .

الْقُرَشِيِّ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ الْاَشَجِّ عَنْ زَيْنَبَ الثَّقَفِيَّةِ امْرَاَةِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَهَا اَنْ لَا تَمَسَّ الطِّيْبَ اِذَا خَرَجَتْ اِلَى الْعِشَاءِ الْاٰخِرَةِ .

✧✧ سیدہ زینب ثقفیہ رضی اللہ عنہا جو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی اہلیہ ہیں بیان کرتی ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یہ ہدایت کی تھی کہ وہ خوشبو نہ لگائیں جب انہوں نے عشاء کی نماز کے لئے (گھر سے) نکلنا ہو۔

5148 - اَخْبَرَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا مَنْصُوْرُ بْنُ اَبِيْ مُزَاحِمٍ قَالَ اَنْبَاَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ هِشَامٍ عَنْ بُكَيْرٍ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ زَيْنَبَ الثَّقَفِيَّةِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اِذَا خَرَجَتِ الْمَرْاَةُ اِلَى الْعِشَاءِ الْاٰخِرَةِ فَلَا تَمَسَّ طِيْبًا" .

✧✧ سیدہ زینب ثقفیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جب عورت عشاء کی نماز پڑھنے کے لئے (گھر سے) نکلے تو وہ خوشبو نہ لگائے۔

5149 - اَخْبَرَنِيْ يُوْسُفُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ بَلَغَنِيْ عَنْ حَجَّاجٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِيْ زِيَادُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ زَيْنَبَ الثَّقَفِيَّةِ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِذَا شَهِدَتْ اِحْدَاكُنَّ الصَّلَاةَ فَلَا تَمَسَّ طِيْبًا" .

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَهٰذَا غَيْرُ مَحْفُوْظٍ مِّنْ حَدِيْثِ الزُّهْرِيِّ .

✧✧ سیدہ زینب ثقفیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جب کوئی عورت نماز (باجماعت) میں شامل ہو تو وہ خوشبو نہ لگائے۔

امام نسائی بیان کرتے ہیں زہری کے حوالے سے منقول روایت غیر محفوظ ہے۔

38 - باب الْبُخُوْرِ .

باب: بخور کا بیان

5150 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ اَبُوْ طَاهِرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ مَخْرَمَةُ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ نَافِعٍ قَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ اِذَا اسْتَجْمَرَ اسْتَجْمَرَ بِالْاَلُوَّةِ غَيْرَ مُطَرَّاةٍ وَبِكَافُوْرٍ يَطْرَحُهُ مَعَ الْاَلُوَّةِ ثُمَّ قَالَ هٰكَذَا كَانَ يَسْتَجْمِرُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

✧✧ نافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما جب خوشبو لگاتے تھے تو آپ عود کا دھواں لیتے تھے اور اس میں کوئی اور

5148-تقدم (الحدیث 5144) .

5149-تقدم (الحدیث 5144) .

5150-اخرجہ مسلم فی الالفاظ من الادب و غیرھا، باب استعمال المسک و انہ اطیب الطیب و کراھۃ رد الریحان و الطیب (الحدیث 21) . تحفۃ الاشراف (7605) .

خوشبو شامل نہیں کرتے تھے پھر کافور کا دھواں لیا کرتے تھے اسے ایک عود میں ملا لیتے تھے پھر فرمایا کرتے تھے۔
نبی اکرم ﷺ اسی طرح دھونی لیا کرتے تھے۔

39 - باب الْكَرَاهِيَةِ لِلنِّسَآءِ فِيْ اِظْهَارِ الْحُلِيِّ وَالذَّهَبِ .

باب: خواتین کے لئے اپنے زیور اور سونے کو ظاہر کرنا مکروہ ہے

5151 - اَخْبَرَنَا وَهْبُ بْنُ بَيَانٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ اَنَّ اَبَا عُشَّانَةَ - هُوَ الْمَعَافِرِيُّ - حَدَّثَهُ اَنَّهُ سَمِعَ عُقْبَةَ بْنَ عَامِرٍ يُخْبِرُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَمْنَعُ اَهْلَهُ الْحِلْيَةَ وَالْحَرِيْرَ وَيَقُوْلُ "اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ حِلْيَةَ الْجَنَّةِ وَحَرِيْرَهَا فَلَا تَلْبَسُوْهَا فِي الدُّنْيَا" .

✧✧ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ اپنے اہل خانہ کو زیورات اور ریشم سے منع کرتے تھے آپ فرماتے تھے اگر تم جنت کے زیورات کو پسند کرتے ہو اور اس کے ریشم کو پسند کرتے ہو تو اسے دنیا میں نہ پہنو۔

5152 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ ح وَاَنْبَاَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ رِبْعِيٍّ عَنِ امْرَاَتِهِ عَنْ اُخْتِ حُذَيْفَةَ قَالَتْ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "يَا مَعْشَرَ النِّسَآءِ اَمَا لَكُنَّ فِي الْفِضَّةِ مَا تَحَلَّيْنَ اَمَا اِنَّهُ لَيْسَ مِنِ امْرَاَةٍ تَحَلَّتْ ذَهَبًا تُظْهِرُهُ اِلَّا عُذِّبَتْ بِهِ" .

✧✧ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی بہن بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ہمیں خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: اے عورتوں کے گروہ! تم لوگ چاندی کے زیور کیوں نہیں استعمال کرتی جو بھی عورت سونے کا زیور لے کر اسے ظاہر کرے گی تو اسے اس کے ذریعے عذاب دیا جائے گا۔

5153 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ قَالَ سَمِعْتُ مَنْصُوْرًا يُحَدِّثُ عَنْ رِبْعِيٍّ عَنِ امْرَاَتِهِ عَنْ اُخْتِ حُذَيْفَةَ قَالَتْ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "يَا مَعْشَرَ النِّسَآءِ اَمَا لَكُنَّ فِي الْفِضَّةِ مَا تَحَلَّيْنَ اَمَا اِنَّهُ لَيْسَ مِنْكُنَّ امْرَاَةٌ تُحَلّٰى ذَهَبًا تُظْهِرُهُ اِلَّا عُذِّبَتْ بِهِ" .

✧✧ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی بہن بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ہمیں خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: اے خواتین تم چاندی کے زیور کیوں نہیں استعمال کرتیں؟ تم میں سے جو بھی عورت سونے کا زیور پہن کر اسے ظاہر کرے گی تو اسے اس کے ذریعے عذاب دیا جائے گا۔

5151-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (9920) .

5152-اخرجه ابو داؤد في الخاتم ، باب ما جاء في الذهب للنساء (الحديث 4237) واخرجه النسائي في الزينة، الكراهية للنساء في اظهار الحلي و الذهب (الحديث 5153) . تحفة الاشراف (18043 و 18386) .

5153-تقدم (الحديث 5152) .

5154 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَحْمُوْدُ بْنُ عَمْرٍو اَنَّ اَسْمَآءَ بِنْتَ يَزِيْدَ حَدَّثَتْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اَيُّمَا امْرَاَةٍ تَحَلَّتْ - يَعْنِيْ - بِقِلَادَةٍ مِّنْ ذَهَبٍ جُعِلَ فِيْ عُنُقِهَا مِثْلُهَا مِنَ النَّارِ وَاَيُّمَا امْرَاَةٍ جَعَلَتْ فِيْ اُذُنِهَا خُرْصًا مِّنْ ذَهَبٍ جَعَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فِيْ اُذُنِهَا مِثْلَهُ خُرْصًا مِّنَ النَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ" .

◇◇ حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جو بھی عورت زیور پہنے یعنی سونے کا ہار پہن لے اور اسے اپنی گردن میں رکھے تو اس کی مانند (سونے کے ذریعے) جہنم میں عذاب دیا جائے گا اور جو عورت اپنے کانوں میں سونے کی بالیاں پہنے گی اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسی کی مانند اس کے کانوں میں جہنم کی بالیاں رکھے گا۔

5155 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ زَيْدٌ عَنْ اَبِيْ سَلَّامٍ عَنْ اَبِيْ اَسْمَآءَ الرَّحَبِيِّ اَنَّ ثَوْبَانَ مَوْلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَهُ قَالَ جَآءَتْ بِنْتُ هُبَيْرَةَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِيْ يَدِهَا فَتَخٌ - فَقَالَ كَذَا فِيْ كِتَابِ اَبِيْ اَيْ خَوَاتِيْمُ ضِخَامٌ - فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضْرِبُ يَدَهَا فَدَخَلَتْ عَلٰى فَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَشْكُوْ اِلَيْهَا الَّذِيْ صَنَعَ بِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَانْتَزَعَتْ فَاطِمَةُ سِلْسِلَةً فِيْ عُنُقِهَا مِنْ ذَهَبٍ وَّقَالَتْ هٰذِهٖ اَهْدَاهَا اِلَيَّ اَبُوْ حَسَنٍ فَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالسِّلْسِلَةُ فِيْ يَدِهَا فَقَالَ "يَا فَاطِمَةُ اَيَغُرُّكِ اَنْ يَّقُوْلَ النَّاسُ ابْنَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَفِيْ يَدِهَا سِلْسِلَةٌ مِّنْ نَّارٍ" . ثُمَّ خَرَجَ وَلَمْ يَقْعُدْ فَاَرْسَلَتْ فَاطِمَةُ بِالسِّلْسِلَةِ اِلَى السُّوْقِ فَبَاعَتْهَا وَاشْتَرَتْ بِثَمَنِهَا غُلَامًا - وَقَالَ مَرَّةً عَبْدًا - وَذَكَرَ كَلِمَةً مَّعْنَاهَا فَاَعْتَقَتْهُ فَحُدِّثَ بِذٰلِكَ فَقَالَ "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَنْجٰى فَاطِمَةَ مِنَ النَّارِ" .

◇◇ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام ہیں' وہ بیان کرتے ہیں' فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت ہبیرہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں ان کے ہاتھ میں "فتخ" تھیں۔ راوی کہتے ہیں میرے والد کی تحریر میں اسی طرح موجود ہے اس سے مراد بڑی انگوٹھیاں ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ہاتھ پر مارنا شروع کیا وہ خاتون' سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی ہیں' ان کے پاس آئیں اور ان سے اس بات کا تذکرہ کیا جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ سلوک کیا ہے تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اپنی گردن سے سونے کا ہار اتار کر دکھایا اور بتایا کہ یہ ابوالحسن (حضرت علی رضی اللہ عنہ) نے انہیں تحفے کے طور پر دیا ہے اسی دوران نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اندر تشریف لے آئے وہ ہار سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاتھ میں تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے فاطمہ (رضی اللہ عنہا)! کیا تم یہ بات پسند کرتی ہو کہ لوگ یہ کہیں گے کہ اللہ کے رسول کی صاحبزادی کے ہاتھ میں آگ کا ہار ہے۔ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لے گئے آپ وہاں تشریف فرما نہیں ہوئے تھے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے وہ ہار بازار بھیجا اسے فروخت کروا دیا اور اس کی قیمت کے ذریعے ایک غلام خریدا۔

5154-اخرجه ابو داؤد في الخاتم، باب ما جاء في الذهب للنساء (الحديث 4238) . تحفة الاشراف (15776) .

5155-انفرد به النسائي، وسياتي في الزينة، الكراهية للنساء في اظهار الحلي و الذهب (الحديث 5156) . تحفة الاشراف (2110) .

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ ایک ''عبد'' خریدا۔ پھر ایک کلمہ ذکر کیا ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اس غلام کو آزاد کر دیا اور اس بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا تو آپ نے فرمایا: ہر طرح کی حمد اس اللہ کے لئے ہے جس نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کو جہنم سے نجات عطا کی۔

5156 - اَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ سَلْمٍ الْبَلْخِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ اَبِيْ سَلَّامٍ عَنْ اَبِيْ اَسْمَآءَ عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ جَآئَتْ بِنْتُ هُبَيْرَةَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِيْ يَدِهَا فَتَخٌ مِّنْ ذَهَبٍ اَیْ خَوَاتِيْمُ ضِخَامٌ نَحْوَهٗ .

◈◈ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہبیرہ کی صاحبزادی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اس کے ہاتھ میں سونے کی بڑی بڑی انگوٹھیاں تھیں۔

5157 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ شَاهِيْنَ الْوَاسِطِيُّ قَالَ اَنْبَاَنَا خَالِدٌ عَنْ مُطَرِّفٍ ح وَاَنْبَاَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَسْبَاطٌ عَنْ مُطَرِّفٍ عَنْ اَبِي الْجَهْمِ عَنْ اَبِيْ زَيْدٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ كُنْتُ قَاعِدًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَتَتْهُ امْرَاَةٌ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ سِوَارَيْنِ مِنْ ذَهَبٍ . قَالَ "سِوَارَانِ مِنْ نَّارٍ" .

قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ طَوْقٌ مِّنْ ذَهَبٍ . قَالَ "طَوْقٌ مِّنْ نَّارٍ" . قَالَتْ قُرْطَيْنِ مِنْ ذَهَبٍ . قَالَ "قُرْطَيْنِ مِنْ نَّارٍ" . قَالَ وَكَانَ عَلَيْهِمَا سِوَارَانِ مِنْ ذَهَبٍ فَرَمَتْ بِهِمَا قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ الْمَرْاَةَ اِذَا لَمْ تَتَزَيَّنْ لِزَوْجِهَا صَلِفَتْ عِنْدَهٗ . قَالَ "مَا يَمْنَعُ اِحْدَاكُنَّ اَنْ تَصْنَعَ قُرْطَيْنِ مِنْ فِضَّةٍ ثُمَّ تُصَفِّرَهٗ بِزَعْفَرَانٍ اَوْ بِعَبِيْرٍ" . اللَّفْظُ لِابْنِ حَرْبٍ .

◈◈ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ ایک خاتون آپ کے پاس آئی اور عرض کی: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! سونے کے دو کنگن' آپ نے فرمایا: جہنم کے دو کنگن۔ اس نے عرض کی: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! سونے کا ہار' آپ نے فرمایا: جہنم کا طوق۔ اس نے عرض کی: سونے کی دو بالیاں' آپ نے فرمایا: آگ کی دو بالیاں۔ راوی بیان کرتے ہیں' اس خاتون نے سونے کے دو کنگن پہنے ہوئے تھے اس نے انہیں اتار دیا اس نے عرض کی: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! جب کوئی عورت اپنے شوہر کے سامنے آراستہ نہیں ہوگی تو اس کے سامنے بے حیثیت ہو جائے گی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم لوگ چاندی کی بالیاں کیوں نہیں استعمال کرتے۔ پھر اس کے اوپر زعفران یا عبیر لگالیا کرو۔

5158 - اَخْبَرَنِي الرَّبِيْعُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ بَكْرٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى عَلَيْهَا مَسَكَتَيْ ذَهَبٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَلَا اُخْبِرُكِ بِمَا هُوَ اَحْسَنُ مِنْ هٰذَا لَوْ نَزَعْتِ هٰذَا وَجَعَلْتِ مَسَكَتَيْنِ مِنْ

5156-تقدم (الحديث 5155) .

5157-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (14934) .

5158-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (16575) .

وَرِقٍ ثُمَّ صَفِّرْتِهِمَا بِزَعْفَرَانٍ كَانَتَا حَسَنَتَيْنِ" .

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ هٰذَا غَيْرُ مَحْفُوْظٍ وَّاللّٰهُ اَعْلَمُ .

✧✧ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ نے انہیں سونے کی پازیب پہنے ہوئے دیکھا تو آپ نے فرمایا: کیا میں تمہیں اس سے زیادہ بہتر چیز کے بارے میں بتاؤں؟ اگر تم اسے اتار دو اور اس کی جگہ چاندی کی پازیب پہن لو اور پھر ان کو زعفران کے ذریعے زرد رنگ کرلو تو یہ دونوں زیادہ بہتر ہوں گی۔

امام نسائی فرماتے ہیں: یہ روایت غیر محفوظ ہے۔ واللہ اعلم

40 - باب تَحْرِيمِ الذَّهَبِ عَلَى الرِّجَالِ .

باب: مردوں کے لئے سونے کا حرام ہونا

5159 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ حَبِيْبٍ عَنْ اَبِيْ اَفْلَحَ الْهَمْدَانِيِّ عَنِ ابْنِ زُرَيْرٍ اَنَّهُ سَمِعَ عَلِيَّ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ يَقُوْلُ اِنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخَذَ حَرِيْرًا فَجَعَلَهُ فِيْ يَمِيْنِهِ وَاَخَذَ ذَهَبًا فَجَعَلَهُ فِيْ شِمَالِهِ ثُمَّ قَالَ "اِنَّ هٰذَيْنِ حَرَامٌ عَلٰى ذُكُوْرِ اُمَّتِيْ" .

✧✧ حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ریشم لیا اسے اپنے دائیں ہاتھ میں رکھا' پھر آپ نے سونا لیا اسے بائیں ہاتھ میں رکھا پھر آپ نے فرمایا: یہ میری امت کے مردوں کے لئے حرام ہیں۔

5160 - اَخْبَرَنَا عِيْسَى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ اَنْبَاَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ حَبِيْبٍ عَنِ ابْنِ اَبِي الصَّعْبَةِ عَنْ رَّجُلٍ مِّنْ هَمْدَانَ يُقَالُ لَهُ اَبُوْ اَفْلَحَ عَنِ ابْنِ زُرَيْرٍ اَنَّهُ سَمِعَ عَلِيَّ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ يَقُوْلُ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخَذَ حَرِيْرًا فَجَعَلَهُ فِيْ يَمِيْنِهِ وَاَخَذَ ذَهَبًا فَجَعَلَهُ فِيْ شِمَالِهِ ثُمَّ قَالَ "اِنَّ هٰذَيْنِ حَرَامٌ عَلٰى ذُكُوْرِ اُمَّتِيْ" .

✧✧ حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ریشم لے کر اسے اپنے دائیں ہاتھ میں رکھا اور پھر سونا لیا اور اسے اپنے بائیں ہاتھ میں رکھ کر فرمایا: یہ دونوں میری امت کے مردوں کے لئے حرام ہیں۔

5161 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا حِبَّانُ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ لَيْثِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ يَزِيْدُ بْنُ اَبِيْ حَبِيْبٍ عَنِ ابْنِ اَبِي الصَّعْبَةِ عَنْ رَّجُلٍ مِّنْ هَمْدَانَ يُقَالُ لَهُ اَفْلَحُ عَنِ ابْنِ زُرَيْرٍ اَنَّهُ سَمِعَ عَلِيًّا يَقُوْلُ اِنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخَذَ حَرِيْرًا فَجَعَلَهُ فِيْ يَمِيْنِهِ وَاَخَذَ ذَهَبًا فَجَعَلَهُ فِيْ شِمَالِهِ ثُمَّ قَالَ "اِنَّ هٰذَيْنِ حَرَامٌ

5159-اخرجه ابو داؤد في اللباس، باب في الحرير للنساء (الحديث 4057) و اخرجه النسائي في الزينة، تحريم الذهب على الرجال (الحديث 5160 و 5161 و 5162) واخرجه ابن ماجه في اللباس، باب لبس الحرير و الذهب للنساء (الحديث 3595) . تحفة الاشراف (10183) .

5160-تقدم (الحديث 5159) .

5161-تقدم (الحديث 5159) .

عَلٰى ذُكُوْرِ اُمَّتِيْ" .

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَحَدِيْثُ ابْنِ الْمُبَارَكِ اَوْلٰى بِالصَّوَابِ اِلَّا قَوْلَهُ اَفْلَحَ فَاِنَّ اَبَا اَفْلَحَ اَشْبَهُ وَاللّٰهُ تَعَالٰى اَعْلَمُ .

◈◈ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ریشم لیا اسے اپنے دائیں ہاتھ میں رکھا پھر سونا لیا اسے اپنے بائیں ہاتھ میں رکھا اور فرمایا: یہ میری امت کے مردوں کے لئے حرام ہیں۔

امام نسائی فرماتے ہیں: ابن مبارک سے منقول روایت زیادہ درست ہے۔ تاہم ان کا (راوی کا نام) ''افلح'' کہنا ٹھیک نہیں ہے کیونکہ ''ابوافلح'' درست ہے۔ واللہ اعلم

5162 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ قَالَ اَنْبَاَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْحَاقَ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ حَبِيْبٍ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ اَبِي الصَّعْبَةِ عَنْ اَبِيْ اَفْلَحَ الْهَمْدَانِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زُرَيْرٍ الْغَافِقِيِّ قَالَ سَمِعْتُ عَلِيًّا يَقُوْلُ اَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَهَبًا بِيَمِيْنِهِ وَحَرِيْرًا بِشِمَالِهِ فَقَالَ "هٰذَا حَرَامٌ عَلٰى ذُكُوْرِ اُمَّتِيْ" .

◈◈ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سونا لیا اسے دائیں ہاتھ میں رکھا پھر ریشم لیا اسے بائیں ہاتھ میں رکھا اور فرمایا: یہ میری امت کے مردوں کے لئے حرام ہیں۔

5163 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ الدِّرْهَمِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ هِنْدٍ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اُحِلَّ الذَّهَبُ وَالْحَرِيْرُ لِاِنَاثِ اُمَّتِيْ وَحُرِّمَ عَلٰى ذُكُوْرِهَا" .

◈◈ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: میں سونے اور ریشم کو اپنی امت کی خواتین کے لئے حلال قرار دیتا ہوں اور اپنی امت کے مردوں کے لئے حرام قرار دیتا ہوں۔

5164 - اَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ قَزَعَةَ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ حَبِيْبٍ عَنْ خَالِدٍ عَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ مُعَاوِيَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ لُبْسِ الْحَرِيْرِ وَالذَّهَبِ اِلَّا مُقَطَّعًا . خَالَفَهُ عَبْدُ الْوَهَّابِ رَوَاهُ عَنْ خَالِدٍ عَنْ مَيْمُوْنٍ عَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ .

◈◈ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ریشم پہننے سے منع کیا ہے اور سونا پہننے سے بھی۔ البتہ اگر اس

5162-تقدم (الحديث 5159) .

5163-اخرجه الترمذي في اللباس، باب ما جاء في الحرير و الذهب (الحديث 1720) و اخرجه النسائي في الزينة، تحريم لبس الذهب (الحديث 5280) . تحفة الاشراف (8998) .

5164-اخرجه ابو داؤد في الخاتم، باب م جاء في الذهب للنساء (الحديث 4239) مطولًا واخرجه النسائي في الزينة، تحريم الذهب على الرجال (الحديث 5165) . تحفة الاشراف (11421) .

کے ٹکڑے کر لئے جائیں (تو حکم مختلف ہوگا)

5165 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ مَيْمُوْنٍ عَنْ اَبِیْ قِلَابَةَ عَنْ مُعَاوِيَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ لُبْسِ الذَّهَبِ اِلَّا مُقَطَّعًا وَّعَنْ رُكُوْبِ الْمَيَاثِرِ .

✧✧ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سونا پہننے سے منع کیا ہے (البتہ اگر) اس کے ٹکڑے کر لئے جائیں تو حکم مختلف ہوگا) اور آپ نے "میاثر" پر سوار ہونے سے منع کیا ہے۔

5166 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عَدِیٍّ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِیْ شَيْخٍ اَنَّهٗ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ وَعِنْدَهٗ جَمْعٌ مِّنْ اَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَتَعْلَمُوْنَ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ لُبْسِ الذَّهَبِ اِلَّا مُقَطَّعًا قَالُوا اللّٰهُمَّ نَعَمْ .

✧✧ حضرت ابوشیخ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' انہوں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو سنا اس وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب آپ کے پاس موجود تھے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا: کیا آپ لوگ یہ بات جانتے ہیں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سونا پہننے سے منع کیا ہے۔ البتہ اگر اس کے ٹکڑے کر دیئے جائیں (تو حکم مختلف ہوگا) تو ان حضرات نے جواب دیا: جی ہاں!

5167 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ اَنْبَاَنَا اَسْبَاطٌ عَنْ مُغِيْرَةَ عَنْ مَطَرٍ عَنْ اَبِیْ شَيْخٍ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ مَعَ مُعَاوِيَةَ فِیْ بَعْضِ حَجَّاتِهٖ اِذْ جَمَعَ رَهْطًا مِّنْ اَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُمْ اَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ لُبْسِ الذَّهَبِ اِلَّا مُقَطَّعًا قَالُوا اللّٰهُمَّ نَعَمْ . خَالَفَهٗ يَحْيَى بْنُ اَبِیْ كَثِيْرٍ عَلٰى اخْتِلَافٍ بَيْنَ اَصْحَابِهٖ عَلَيْهِ .

✧✧ حضرت ابوشیخ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ موجود تھا یہ ان کے حج کے موقع کی بات ہے۔ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جمع کیا اور ان سے دریافت کیا: کیا آپ لوگ یہ بات نہیں جانتے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سونا پہننے سے منع کیا ہے البتہ اگر اس کے ٹکڑے کئے جائیں تو (حکم مختلف ہوگا)

انہوں نے جواب دیا: جی ہاں۔

5168 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ كَثِيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيٰى حَدَّثَنِیْ اَبُوْ شَيْخٍ الْهُنَائِیُّ عَنْ اَبِیْ حِمَّانَ اَنَّ مُعَاوِيَةَ عَامَ حَجَّ جَمَعَ نَفَرًا مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِی الْكَعْبَةِ فَقَالَ لَهُمْ اَنْشُدُكُمُ اللّٰهَ اَنَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ لُبْسِ الذَّهَبِ قَالُوْا

5165-تقدم (الحديث 5164) .

5166-اخرجه النسائي في الزينة، تحريم الذهب على الرجال (الحديث 5167 و 5174) و الحديث عند: ابي داؤد في المناسك، باب في افراد الحج (الحديث 1794) . تحفة الاشراف (11456) .

5167-تقدم (الحديث 5166) .

5168-انفرد به النسائي، و سياتي في الزينة، تحريم الذهب على الرجال (الحديث 5169 و 5170 و 5171 و 5172 و 5173) . تحفة الاشراف (11405) .

نَعَمْ . قَالَ وَاَنَا اَشْهَدُ . خَالَفَهُ حَرْبُ بْنُ شَدَّادٍ رَوَاهُ عَنْ يَحْيٰى عَنْ اَبِىْ شَيْخٍ عَنْ اَخِيهِ حِمَّانَ .

◇◇ حضرت ابوحمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو خانہ کعبہ میں جمع کیا اور ان سے دریافت کیا: میں آپ کو اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر دریافت کرتا ہوں کہ کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سونا پہننے سے منع نہیں کیا۔ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں بھی اس بات کی گواہی دیتا ہوں۔

یہی روایت ایک اور سند سے بھی منقول ہے۔

5169 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ قَالَ حَدَّثَنَا حَرْبُ بْنُ شَدَّادٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنِىْ اَبُوْ شَيْخٍ عَنْ اَخِيهِ حِمَّانَ اَنَّ مُعَاوِيَةَ عَامَ حَجَّ جَمَعَ نَفَرًا مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِى الْكَعْبَةِ فَقَالَ لَهُمْ اَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ هَلْ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ لُبُوسِ الذَّهَبِ قَالُوْا نَعَمْ . قَالَ وَاَنَا اَشْهَدُ . خَالَفَهُ الْاَوْزَاعِىُّ عَلٰى اخْتِلَافِ اَصْحَابِهِ عَلَيْهِ فِيهِ .

◇◇ حضرت ابوحمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حج کے موقع پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ اصحاب کو خانہ کعبہ میں جمع کیا اور ان سے دریافت کیا: میں آپ کو اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر دریافت کرتا ہوں' کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سونا پہننے سے منع کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں! حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں بھی اس بات کا گواہ ہوں۔

5170 - اَخْبَرَنِىْ شُعَيْبُ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الْاَوْزَاعِىِّ عَنْ حَدِيْثِ يَحْيَى بْنِ اَبِىْ كَثِيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِىْ اَبُوْ شَيْخٍ قَالَ حَدَّثَنِىْ حِمَّانُ قَالَ حَجَّ مُعَاوِيَةُ فَدَعَا نَفَرًا مِّنَ الْاَنْصَارِ فِى الْكَعْبَةِ فَقَالَ اَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ اَلَمْ تَسْمَعُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهٰى عَنِ الذَّهَبِ قَالُوْا نَعَمْ . قَالَ وَاَنَا اَشْهَدُ .

◇◇ حضرت حمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حج کیا۔ انہوں نے کچھ انصار کو خانہ کعبہ میں بلایا ان سے دریافت کیا: میں آپ کو اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر دریافت کرتا ہوں کہ کیا آپ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سونا استعمال نہ کرنے سے متعلق ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں بھی اس بات کا گواہ ہوں۔

5171 - اَخْبَرَنَا نُصَيْرُ بْنُ الْفَرَجِ قَالَ حَدَّثَنَا عُمَارَةُ بْنُ بِشْرٍ عَنِ الْاَوْزَاعِىِّ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِىْ كَثِيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِىْ اَبُوْ اِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنِىْ حِمَّانُ قَالَ حَجَّ مُعَاوِيَةُ فَدَعَا نَفَرًا مِّنَ الْاَنْصَارِ فِى الْكَعْبَةِ فَقَالَ اَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ اَلَمْ تَسْمَعُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الذَّهَبِ قَالُوا اللّٰهُمَّ نَعَمْ . قَالَ وَاَنَا اَشْهَدُ .

◇◇ حمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حج کیا' انہوں نے کچھ انصار کو خانہ کعبہ میں بلایا اور فرمایا: میں آپ کو اللہ کا واسطہ دے کر دریافت کرتا ہوں' آپ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سونا (پہننے سے) منع کرتے ہوئے سنا ہے؟ انہوں نے

5169-تقدم (الحديث 5168) .

5170-تقدم (الحديث 5168) .

5171-تقدم (الحديث 5168) .

جواب دیا: اللہ جانتا ہے جی ہاں! حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں بھی اس بات کا گواہ ہوں۔

5172 - وَاَخْبَرَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيدِ بْنِ مَزْيَدٍ عَنْ عُقْبَةَ عَنِ الْاَوْزَاعِيِّ حَدَّثَنِي يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنِي اَبُو اِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنِي اَبُو حِمَّانَ قَالَ حَجَّ مُعَاوِيَةُ فَدَعَا نَفَرًا مِّنَ الْاَنْصَارِ فِي الْكَعْبَةِ فَقَالَ اَلَمْ تَسْمَعُوا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الذَّهَبِ قَالُوا نَعَمْ . قَالَ وَاَنَا اَشْهَدُ .

✧✧ حضرت ابوحمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حج کیا انہوں نے انصار کے کچھ لوگوں کو خانہ کعبہ میں بلایا اور ان سے دریافت کیا: کیا آپ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سونا پہننے سے منع کرتے ہوئے نہیں سنا؟ ان لوگوں نے جواب دیا: جی ہاں (سنا ہے)۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں بھی اس بات کا گواہ ہوں۔

5173 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحِيمِ الْبَرْقِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ حَمْزَةَ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنِي حِمَّانُ قَالَ حَجَّ مُعَاوِيَةُ فَدَعَا نَفَرًا مِّنَ الْاَنْصَارِ فِي الْكَعْبَةِ فَقَالَ اَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ اَلَمْ تَسْمَعُوا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهٰى عَنِ الذَّهَبِ قَالُوا اَللّٰهُمَّ نَعَمْ . قَالَ وَاَنَا اَشْهَدُ .

قَالَ اَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عُمَارَةُ اَحْفَظُ مِنْ يَحْيٰى وَحَدِيثُهُ اَوْلٰى بِالصَّوَابِ .

✧✧ حضرت حمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حج کیا انہوں نے کچھ انصار کو خانہ کعبہ میں بلایا اور بولے: میں آپ کو اللہ کے نام کا واسطہ دے کر دریافت کرتا ہوں کہ آپ لوگوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سونا پہننے سے منع کرتے ہوئے سنا ہے۔ انہوں نے جواب دیا: اللہ تعالیٰ جانتا ہے جی ہاں۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں بھی اس بات کا گواہ ہوں۔

5174 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ قَالَ اَنْبَاَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ قَالَ حَدَّثَنَا بَيْهَسُ بْنُ فَهْدَانَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو شَيْخٍ الْهُنَائِيُّ قَالَ سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ وَحَوْلَهُ نَاسٌ مِّنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْاَنْصَارِ فَقَالَ لَهُمْ اَتَعْلَمُونَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ لُبْسِ الْحَرِيرِ فَقَالُوا اللّٰهُمَّ نَعَمْ . قَالَ وَنَهٰى عَنْ لُبْسِ الذَّهَبِ اِلَّا مُقَطَّعًا قَالُوا نَعَمْ . خَالَفَهُ عَلِيُّ بْنُ غُرَابٍ رَوَاهُ عَنْ بَيْهَسٍ عَنْ اَبِي شَيْخٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ .

✧✧ حضرت ابوشیخ ہنائی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو سنا اس وقت ان کے پاس کچھ انصار اور مہاجرین موجود تھے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ کیا آپ لوگ یہ بات جانتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ریشم پہننے سے منع کیا ہوا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: اللہ تعالیٰ جانتا ہے جی ہاں۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سونا پہننے سے منع کیا ہے۔ البتہ اگر اس کے ٹکڑے کیے جائیں تو حکم مختلف ہوگا۔ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں!

یہی روایت دوسری سند سے بھی منقول ہے۔

5172-تقدم (الحديث 5168) .

5173-تقدم (الحديث 5168) .

5174-تقدم (الحديث 5166) .

5175 - اَخْبَرَنِیْ زِیَادُ بْنُ اَیُّوْبَ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ غُرَابٍ قَالَ حَدَّثَنَا بَیْهَسُ بْنُ فَهْدَانَ قَالَ اَنْبَاَنَا اَبُوْ شَیْخٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْ لُبْسِ الذَّهَبِ اِلَّا مُقَطَّعًا.

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدِیْثُ النَّضْرِ اَشْبَهُ بِالصَّوَابِ وَاللّٰهُ تَعَالٰی اَعْلَمُ.

◇◇ حضرت ابوشیخ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے ہوئے سنا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سونا پہننے سے منع کیا ہے البتہ اگر اس کے ٹکڑے کر لیے جائیں (تو حکم مختلف ہوگا)

امام نسائی فرماتے ہیں۔ نضر سے منقول روایت زیادہ درست ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

41 - باب مَنْ اُصِیبَ اَنْفُهُ هَلْ یَتَّخِذُ اَنْفًا مِنْ ذَهَبٍ.

باب: جس شخص کی ناک ضائع ہوجائے کیا وہ سونے کی ناک استعمال کرسکتا ہے

5176 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَبَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا سَلْمُ بْنُ زَرِیْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ طَرَفَةَ عَنْ جَدِّهٖ عَرْفَجَةَ بْنِ اَسْعَدَ اَنَّهٗ اُصِیبَ اَنْفُهُ یَوْمَ الْكُلَابِ فِی الْجَاهِلِیَّةِ فَاتَّخَذَ اَنْفًا مِنْ وَرِقٍ فَاَنْتَنَ عَلَیْهِ فَاَمَرَهُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ یَتَّخِذَ اَنْفًا مِنْ ذَهَبٍ.

◇◇ حضرت عرفجہ بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' زمانہ جاہلیت میں جنگ کلاب کے دن ان کی ناک ضائع ہوگئی انہوں نے چاندی کی ناک بنوائی اس میں سے بو آنے لگی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ہدایت کی کہ وہ سونے کی ناک بنوالیں۔

5177 - اَخْبَرَنَا قُتَیْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا یَزِیْدُ بْنُ زُرَیْعٍ عَنْ اَبِی الْاَشْهَبِ قَالَ حَدَّثَنِیْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ طَرَفَةَ عَنْ عَرْفَجَةَ بْنِ اَسْعَدَ بْنِ كَرِبٍ - قَالَ وَكَانَ جَدَّهُ - قَالَ حَدَّثَنِیْ اَنَّهٗ رَاٰی جَدَّهٗ قَالَ اُصِیبَ اَنْفُهُ یَوْمَ الْكُلَابِ فِی الْجَاهِلِیَّةِ قَالَ فَاتَّخَذَ اَنْفًا مِنْ فِضَّةٍ فَاَنْتَنَ عَلَیْهِ فَاَمَرَهُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ یَتَّخِذَهٗ مِنْ ذَهَبٍ.

◇◇ حضرت عرفجہ بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' جنگ کلاب کے زمانہ جاہلیت میں ان کی ناک ضائع ہوگئی۔ وہ فرماتے ہیں: انہوں نے چاندی کی ناک بنوائی اس میں سے بو آنے لگی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ہدایت دی: وہ سونے کی ناک بنوالیں۔

5175-انفرد به النسائي ۔ تحفة الاشراف (8588) ۔

5176-اخرجه ابو داؤد في الخاتم، باب ما جاء في ربط الاسنان بالذهب (الحديث 4232 و 4233 و 4234) واخرجه الترمذي في اللباس، باب ما جاء في شد الاسنان بالذهب (الحديث 1770) واخرجه النسائي في الزينة، من اصيب انفه هل يتخذ انفًا من ذهب (الحديث 5177) ۔ تحفة الاشراف (9895) ۔

5177-تقدم (الحديث 5176) ۔

42 - باب الرُّخْصَةِ فِيْ خَاتَمِ الذَّهَبِ لِلرِّجَالِ .

باب: مردوں کے لیے سونے کی انگوٹھی کی رخصت

5178 - اَخْبَرَنَا مُسَدَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ كَثِيْرِ الْحَرَّانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اَعْيَنَ عَنْ عِيْسَى بْنِ يُوْنُسَ عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَطَاءٍ الْخُرَاسَانِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ قَالَ عُمَرُ لِصُهَيْبٍ مَا لِيْ اَرٰى عَلَيْكَ خَاتَمَ الذَّهَبِ قَالَ قَدْ رَآهُ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنْكَ فَلَمْ يَعِبْهُ . قَالَ مَنْ هُوَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

✧✧ حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے فرمایا: کیا وجہ ہے کہ میں تمہیں سونے کی انگوٹھی پہنے ہوئے دیکھ رہا ہوں انہوں نے جواب دیا: اسے اس شخصیت نے بھی دیکھا ہے جو آپ سے بہتر تھی لیکن انہوں نے تو اس پر کوئی اعتراض نہیں کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا: وہ کون ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم۔

43 - باب خَاتَمِ الذَّهَبِ .

باب: سونے کی انگوٹھی

5179 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ عَنْ اِسْمَاعِيْلَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ اتَّخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمَ الذَّهَبِ فَلَبِسَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاتَّخَذَ النَّاسُ خَوَاتِيْمَ الذَّهَبِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِنِّيْ كُنْتُ اَلْبَسُ هٰذَا الْخَاتَمَ وَاِنِّيْ لَنْ اَلْبَسَهُ اَبَدًا" . فَنَبَذَهُ فَنَبَذَ النَّاسُ خَوَاتِيْمَهُمْ .

✧✧ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی بنوائی۔ آپ نے اسے پہن لیا۔ لوگوں نے بھی سونے کی انگوٹھیاں بنوالیں تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں نے اس انگوٹھی کو پہن لیا تھا لیکن اب میں اسے نہیں پہنوں گا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اتار دیا تو لوگوں نے بھی اپنی انگوٹھیوں کو اتار دیا۔

5180 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ اَبِيْ اِسْحَاقَ عَنْ هُبَيْرَةَ بْنِ يَرِيْمَ قَالَ قَالَ عَلِيٌّ نَهَانِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ خَاتَمِ الذَّهَبِ وَعَنِ الْقَسِّيِّ وَعَنِ الْمَيَاثِرِ الْحُمْرِ وَعَنِ الْجِعَةِ .

5178-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (4961) .

5179-سياتي (الحديث 5290) . تحفة الاشراف (7145) .

5180-اخرجه ابو داؤد في اللباس، باب من كرهه (الحديث 4051) و اخرجه الترمذي في الادب، باب ما جاء في كراهية لبس المعصفر للرجل و القسي (الحديث 2808) و اخرجه النسائي في الزينة، خاتم الذهب (الحديث 5181 و 5182) و اخرجه ابن ماجه في اللباس، باب المياثر الحمر (الحديث 3654) . تحفة الاشراف (10304) .

✧✧ حضرت ہبیرہ بن یریم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے سونے کی انگوٹھی پہننے، قسی، سرخ میاثر اور گیہوں کی شراب سے منع کیا ہے۔

5181 - اَخْبَرَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ اٰدَمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحِیْمِ عَنْ زَکَرِیَّا عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ عَنْ هُبَیْرَةَ عَنْ عَلِیٍّ قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْ خَاتَمِ الذَّهَبِ وَعَنِ الْقَسِّیِّ وَعَنِ الْمَیَاثِرِ الْحُمْرِ .

✧✧ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی پہننے، قسی اور سرخ میاثر سے منع کیا ہے۔

5182 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ حَدَّثَنَا یَحْیٰی - وَهُوَ ابْنُ اٰدَمَ - قَالَ حَدَّثَنَا زُهَیْرٌ عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ عَنْ هُبَیْرَةَ سَمِعَهٗ مِنْ عَلِیٍّ یَقُوْلُ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْ حَلْقَةِ الذَّهَبِ وَعَنِ الْمِیْثَرَةِ الْحَمْرَاءِ وَعَنِ الثِّیَابِ الْقَسِّیَّةِ وَعَنِ الْجِعَةِ شَرَابٌ یُصْنَعُ مِنَ الشَّعِیْرِ وَالْحِنْطَةِ وَذَكَرَ مِنْ شِدَّتِهٖ .

خَالَفَهٗ عَمَّارُ بْنُ رُزَیْقٍ رَوَاهُ عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ عَنْ صَعْصَعَةَ عَنْ عَلِیٍّ .

✧✧ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی' سرخ میاثر اور قسی کے کپڑے (استعمال کرنے) اور گیہوں کی شراب استعمال کرنے سے منع کیا ہے۔

راوی کہتے ہیں یہ وہ شراب ہے جو "جو" اور گندم سے ملا کر بنائی جاتی ہے۔ راوی نے اس کی شدت کا تذکرہ کیا ہے۔

5183 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ اٰدَمَ قَالَ حَدَّثَنَا عَمَّارُ بْنُ رُزَیْقٍ عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ عَنْ صَعْصَعَةَ بْنِ صُوْحَانَ عَنْ عَلِیٍّ قَالَ نَهَانِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْ حَلْقَةِ الذَّهَبِ وَالْقَسِّیِّ وَالْمِیْثَرَةِ وَالْجِعَةِ .

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْ قَبْلَهٗ اَشْبَهُ بِالصَّوَابِ .

✧✧ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے سونے کا چھلا پہننے سے اور قسی اور میاثر (استعمال کرنے) اور گیہوں کی شراب پینے سے منع کیا ہے۔

5184 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا عُبَیْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰی قَالَ اَنْبَاَنَا اِسْرَآئِیْلُ عَنْ اِسْمَاعِیْلَ بْنِ سُمَیْعٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ عُمَیْرٍ عَنْ صَعْصَعَةَ بْنِ صُوْحَانَ قَالَ قُلْتُ لِعَلِیٍّ انْهَنَا عَمَّا نَهَاكَ عَنْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ . قَالَ نَهَانِیْ عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَحَلْقَةِ الذَّهَبِ وَلُبْسِ الْحَرِیْرِ وَالْقَسِّیِّ وَالْمِیْثَرَةِ الْحَمْرَاءِ .

✧✧ حضرت صعصعہ بن صوحان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا آپ ہمیں ان چیزوں سے منع

5181-تقدم (الحدیث 5180) .

5182-تقدم (الحدیث 5180) .

5183-انفرد به النسائي، و سیأتي في الزینة، خاتم الذهب (الحدیث 5184 و 5185 و 5186)، و في الاشربة، النهي عن نبیذ الجعة (الحدیث 5627) و الحدیث عند: النسائي في الاشربة، النهي عن نبیذ الجعة (الحدیث 5628) . تحفة الاشراف (10130 و 10260) .

5184-تقدم (الحدیث 5183) .

کریں جن سے نبی اکرم ﷺ نے آپ کو منع کیا ہے تو انہوں نے جواب دیا: نبی اکرم ﷺ نے دباء حنتم اور سونے کے چھلے ریشم پہننے اور قسی اور سرخ میاثر سے منع کیا ہے۔

5185 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ دُحَيْمٌ قَالَ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ - هُوَ ابْنُ مُعَاوِيَةَ - قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ - هُوَ ابْنُ سُمَيْعٍ الْحَنَفِيُّ - عَنْ مَالِكِ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ جَآءَ صَعْصَعَةُ بْنُ صُوحَانَ اِلَى عَلِيٍّ فَقَالَ انْهَنَا عَمَّا نَهَاكَ عَنْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . قَالَ نَهَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالنَّقِيْرِ وَالْجِعَةِ وَنَهَانَا عَنْ حَلْقَةِ الذَّهَبِ وَلُبْسِ الْحَرِيْرِ وَلُبْسِ الْقَسِّيِّ وَالْمِيثَرَةِ الْحَمْرَاءِ .

✧✧ حضرت مالک بن عمیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' حضرت صعصعہ بن صوحان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی آپ ہمیں بھی ان چیزوں سے منع کریں جن چیزوں سے نبی اکرم ﷺ نے آپ کو منع کیا ہے تو انہوں نے بتایا: نبی اکرم ﷺ نے ہم لوگوں کو دباء' حنتم' نقیر (استعمال کرنے) اور گیہوں کی شراب پینے سے منع کیا ہے اور آپ نے سونے کے چھلے اور ریشم پہننے اور قسی اور سرخ میاثر استعمال کرنے سے منع کیا ہے۔

5186 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ عَنْ اِسْمَاعِيْلَ بْنِ سُمَيْعٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ قَالَ صَعْصَعَةُ بْنُ صُوحَانَ لِعَلِيٍّ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ انْهَنَا عَمَّا نَهَاكَ عَنْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . قَالَ نَهَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالْجِعَةِ وَعَنْ حِلَقِ الذَّهَبِ وَلُبْسِ الْحَرِيْرِ وَعَنِ الْمِيثَرَةِ الْحَمْرَاءِ .

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدِيْثُ مَرْوَانَ وَعَبْدِ الْوَاحِدِ اَوْلٰى بِالصَّوَابِ مِنْ حَدِيْثِ اِسْرَآئِيْلَ .

✧✧ حضرت مالک بن عمیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' حضرت صعصعہ بن صوحان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا: اے امیر المومنین آپ ہمیں ان باتوں سے منع کریں جن سے نبی اکرم ﷺ نے آپ کو منع کیا ہے تو انہوں نے بتایا نبی اکرم ﷺ نے ہمیں دباء' حنتم (استعمال کرنے) گیہوں کی شراب، سونے کے چھلے، ریشم پہننے اور سرخ میاثر استعمال کرنے سے منع کیا ہے۔

• امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: اسرائیل کی نقل کردہ روایت کے مقابلے میں' مروان اور عبدالواحد کی روایت درست ہونے کے زیادہ قریب ہے۔

5187 - اَخْبَرَنَا اَبُوْ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَلِيٍّ الْحَنَفِيُّ وَعُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ قَالَ اَبُوْ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا وَقَالَ عُثْمَانُ اَنْبَاَنَا دَاوُدُ بْنُ قَيْسٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حُنَيْنٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ نَهَانِيْ حِبِّيْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ثَلَاثٍ لَّا اَقُوْلُ نَهَى النَّاسَ نَهَانِيْ عَنْ تَخَتُّمِ الذَّهَبِ وَعَنْ لُبْسِ الْقَسِّيِّ وَعَنِ الْمُعَصْفَرِ

5185-تقدم (الحديث 5183) .

5186-تقدم (الحديث 5183) .

5187-تقدم (الحديث 1040) .

الْمُفَدَّمَةِ وَلَا اَقْرَأُ سَاجِدًا وَّلَا رَاكِعًا . تَابَعَهُ الضَّحَّاكُ بْنُ عُثْمَانَ .

◇◇ حضرت علی ڈٹائٹڈ بیان کرتے ہیں میرے محبوب نے مجھے تین چیزوں سے منع کیا ہے میں یہ نہیں کہتا کہ آپ نے لوگوں کو منع کیا ہے آپ نے مجھے منع کیا ہے سونے کی انگوٹھی پہننے سے، قسی اور چمکیلے سرخ رنگ کے کپڑے پہننے سے اور یہ کہ میں سجدے اور رکوع کی حالت میں قرأت کروں۔

5188 - اَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ دَاوُدَ الْمُنْكَدِرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِي فُدَيْكٍ عَنِ الضَّحَّاكِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ حُنَيْنٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ نَهَانِي رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا اَقُوْلُ نَهَاكُمْ عَنْ تَخَتُّمِ الذَّهَبِ وَعَنْ لُبْسِ الْقَسِّيِّ وَعَنْ لُبْسِ الْمُفَدَّمِ وَالْمُعَصْفَرِ وَعَنِ الْقِرَاءَةِ رَاكِعًا .

◇◇ حضرت علی ڈٹائٹڈ بیان کرتے ہیں نبی اکرم مَثَاثِیْم نے مجھے منع کیا ہے میں یہ نہیں کہتا کہ آپ نے لوگوں کو منع کیا ہے۔ سونے کی انگوٹھی پہننے سے، قسی کا لباس پہننے سے اور سرخ قسم کے کپڑے پہننے سے اور رکوع کی حالت میں قرأت کرنے سے۔

5189 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحِيْمِ الْبَرْقِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَسْوَدِ قَالَ حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ يَزِيْدَ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ اَنَّ اَبَاهُ حَدَّثَهُ اَنَّهُ سَمِعَ عَلِيًّا يَقُوْلُ نَهَانِي رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْقِرَاءَةِ وَاَنَا رَاكِعٌ وَّعَنْ لُبْسِ الذَّهَبِ وَالْمُعَصْفَرِ .

◇◇ حضرت علی ڈٹائٹڈ بیان کرتے ہیں نبی اکرم مَثَاثِیْم نے مجھے رکوع کی حالت میں قرأت کرنے سے منع کیا ہے اور سونا پہننے اور کسم (رنگ کے کپڑے) پہننے سے منع کیا ہے۔

5190 - اَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ قَزَعَةَ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حُنَيْنٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ سَمِعْتُ عَلِيًّا يَقُوْلُ نَهَانِي رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا اَقُوْلُ نَهَاكُمْ عَنْ خَاتَمِ الذَّهَبِ وَعَنِ الْقَسِّيِّ وَالْمُعَصْفَرِ وَاَنْ لَا اَقْرَاَ وَاَنَا رَاكِعٌ .

◇◇ حضرت علی ڈٹائٹڈ بیان کرتے ہیں نبی اکرم مَثَاثِیْم نے مجھے منع کیا ہے میں یہ نہیں کہتا کہ آپ نے تم لوگوں کو منع کیا ہے۔ سونے کی انگوٹھی سے، قسی پہننے سے، کسم (رنگ کے کپڑے) پہننے سے اور رکوع کی حالت میں قرأت کرنے سے۔

5191 - اَخْبَرَنِي هَارُوْنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ بَكَّارِ بْنِ بِلَالٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيْسٰى - وَهُوَ ابْنُ الْقَاسِمِ بْنِ سُمَيْعٍ - قَالَ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ وَاقِدٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ مَوْلٰى عَلِيٍّ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ نَهَانِي رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ تَخَتُّمِ الذَّهَبِ وَعَنِ الْمُعَصْفَرِ وَعَنْ لُبْسِ الْقَسِّيِّ وَعَنِ الْقِرَاءَةِ فِي الرُّكُوْعِ .

◇◇ حضرت علی ڈٹائٹڈ بیان کرتے ہیں نبی اکرم مَثَاثِیْم نے مجھے سونے کی انگوٹھی پہننے سے کسم پہننے سے قسی پہننے سے رکوع

5188-تقدم (الحديث 1040) .

5189-تقدم (الحديث 1042) .

5190-تقدم (الحديث 1042) .

5191-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (10021) .

کی حالت میں قرأت کرنے سے منع کیا ہے۔

5192 - اَخْبَرَنِیْ اَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَلِيّ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْحَجَّاجِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ حُنَيْنٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ عَلِيًّا قَالَ نَهَانِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ لُبْسِ الْقَسِّيِّ وَالْمُعَصْفَرِ وَعَنِ التَّخَتُّمِ بِالذَّهَبِ .

◇◇ حضرت علی رٹائٹنڈ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے مجھے قسی پہننے سے، کسم (رنگ کا لباس) پہننے سے اور سونے کی انگوٹھی پہننے سے منع کیا ہے۔

5193 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرٌ - وَهُوَ ابْنُ الْمُفَضَّلِ - قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ حُنَيْنٍ مَوْلَى عَلِيٍّ عَنْ عَلِيٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ نَهَانِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اَرْبَعٍ عَنِ التَّخَتُّمِ بِالذَّهَبِ وَعَنْ لُبْسِ الْقَسِّيِّ وَعَنْ قِرَائَةِ الْقُرْآنِ وَاَنَا رَاكِعٌ وَعَنْ لُبْسِ الْمُعَصْفَرِ . وَوَافَقَهٗ اَيُّوْبُ اِلَّا اَنَّهٗ لَمْ يُسَمِّ الْمَوْلٰى .

◇◇ حضرت علی رٹائٹنڈ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے مجھے چار چیزوں سے منع کیا ہے۔سونے کی انگوٹھی پہننے سے قسی پہننے سے، رکوع کی حالت میں قرأت کرنے سے اور کسم کا رنگ استعمال کرنے سے۔

5194 - اَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مَنْصُوْرِ بْنِ جَعْفَرٍ النَّيْسَابُوْرِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْبَلْخِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ مَوْلًى لِلْعَبَّاسِ اَنَّ عَلِيًّا قَالَ نَهَانِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ لُبْسِ الْمُعَصْفَرِ وَعَنِ الْقَسِّيِّ وَعَنِ التَّخَتُّمِ بِالذَّهَبِ وَاَنْ اَقْرَاَ وَاَنَا رَاكِعٌ .

◇◇ حضرت علی رٹائٹنڈ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے مجھے کسم کا رنگ استعمال کرنے سے، قسی اور سونے کی انگوٹھی پہننے سے اور رکوع کی حالت میں قرأت کرنے سے منع کیا ہے۔

44 - باب الْاِخْتِلَافِ عَلٰى يَحْيَى بْنِ اَبِیْ كَثِيْرٍ فِيْهِ

باب: اس بارے میں یحییٰ بن کثیر سے اختلاف

5195 - اَخْبَرَنِیْ هَارُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا حَرْبٌ - وَهُوَ ابْنُ شَدَّادٍ - عَنْ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنِیْ عَمْرُو بْنُ سَعْدٍ الْفَدَكِیُّ اَنَّ نَافِعًا اَخْبَرَهٗ قَالَ حَدَّثَنِیْ ابْنُ حُنَيْنٍ اَنَّ عَلِيًّا حَدَّثَهٗ قَالَ نَهَانِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ثِيَابِ الْمُعَصْفَرِ وَعَنْ خَاتَمِ الذَّهَبِ وَعَنْ لُبْسِ الْقَسِّيِّ وَاَنْ اَقْرَاَ وَاَنَا رَاكِعٌ . خَالَفَهُ اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ .

◇◇ حضرت علی رٹائٹنڈ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے مجھے کسم کے رنگ کے کپڑے پہننے سے اور سونے کی انگوٹھی پہننے

5192-تقدم (الحديث 1042) .
5193-تقدم (الحديث 1042) .
5194-تقدم (الحديث 1042) .
5195-تقدم (الحديث 1042) .

سے اورقسی پہننے سے اور رکوع کی حالت میں قرأت کرنے سے منع کیا ہے۔

لیث بن سعد نے اس کے برعکس بیان کیا ہے۔

5196 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حُنَيْنٍ عَنْ بَعْضِ مَوَالِي الْعَبَّاسِ عَنْ عَلِيٍّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الْمُعَصْفَرِ وَالثِّيَابِ الْقَسِّيَّةِ وَعَنْ أَنْ يَقْرَأَ وَهُوَ رَاكِعٌ.

✧✧ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسم رنگ کے کپڑے پہننے سے اور قسی کے کپڑے پہننے سے اور رکوع کی حالت میں قرأت کرنے سے منع کیا ہے۔

5197 - أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَمْرٍو الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ يَحْيَى عَنْ عَلِيٍّ قَالَ نَهَانِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَاقَ الْحَدِيثَ.

✧✧ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے منع کیا ہے' (امام نسائی فرماتے ہیں) اس کے بعد انہوں نے حسب سابق حدیث بیان کی ہے۔

45 - باب حَدِيثِ عَبِيدَةَ

عبیدہ کی روایت

5198 - أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ مَسْعَدَةَ عَنْ أَشْعَثَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبِيدَةَ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ نَهَانِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْقَسِّيِّ وَالْحَرِيرِ وَخَاتَمِ الذَّهَبِ وَأَنْ أَقْرَأَ رَاكِعًا. خَالَفَهُ هِشَامٌ وَلَمْ يَرْفَعْهُ.

✧✧ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے قسی پہننے سے، ریشم پہننے سے، سونے کی انگوٹھی پہننے سے اور رکوع کی حالت میں قرأت کرنے سے منع کیا ہے۔

5199 - أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ قَالَ أَنْبَأَنَا هِشَامٌ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبِيدَةَ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ نَهَى عَنْ مَيَاثِرِ الْأُرْجُوَانِ وَلُبْسِ الْقَسِّيِّ وَخَاتَمِ الذَّهَبِ.

✧✧ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سرخ ''ارجوان'' کی چادریں اور قسی پہننے سے اور سونے کی انگوٹھی پہننے سے منع کیا ہے۔

5196-تقدم (الحديث 1042).

5197-تقدم (الحديث 1042).

5198-تقدم (الحديث 1039).

5199-تقدم (الحديث 1039).

5200 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ اَخْبَرَنَا حَمَّادٌ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبِيْدَةَ قَالَ نَهٰى عَنْ مَيَاثِرِ الْاُرْجُوَانِ وَخَوَاتِيْمِ الذَّهَبِ .

◇◇ حضرت عبیدہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے سرخ ارجوانی چادریں) پہننے سے اور سونے کی انگوٹھیاں پہننے سے منع کیا ہے۔

46 - باب حَدِيْثِ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَالاِخْتِلاَفِ عَلٰى قَتَادَةَ

باب: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث اور قتادہ رضی اللہ عنہ سے اختلاف

5201 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ عَنِ الْحَجَّاجِ - هُوَ ابْنُ الْحَجَّاجِ - عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُبَيْدٍ عَنْ بَشِيْرِ بْنِ نَهِيْكٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ نَهَانِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ تَخَتُّمِ الذَّهَبِ .

◇◇ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے مجھے سونے کی انگوٹھی پہننے سے منع کیا ہے۔

5202 - اَخْبَرَنَا يُوْسُفُ بْنُ حَمَّادٍ الْمَعْنِيُّ الْبَصْرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ اَبِي التَّيَّاحِ قَالَ حَدَّثَنَا حَفْصٌ اللَّيْثِيُّ قَالَ اَشْهَدُ عَلٰى عِمْرَانَ اَنَّهُ حَدَّثَنَا قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ لُبْسِ الْحَرِيْرِ وَعَنِ التَّخَتُّمِ بِالذَّهَبِ وَعَنِ الشُّرْبِ فِي الْحَنَاتِمِ .

◇◇ حضرت عمران رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ریشم پہننے سے، سونے کی انگوٹھی پہننے سے اور ''حنتم'' میں کچھ پینے سے منع کیا ہے۔

5203 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ بَكْرِ بْنِ سَوَادَةَ اَنَّ اَبَا النَّجِيْبِ حَدَّثَهُ اَنَّ اَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِيَّ حَدَّثَهُ اَنَّ رَجُلًا قَدِمَ مِنْ نَجْرَانَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ خَاتَمٌ مِنْ ذَهَبٍ فَاَعْرَضَ عَنْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ "اِنَّكَ جِئْتَنِيْ وَفِيْ يَدِكَ جَمْرَةٌ مِنْ نَارٍ" .

◇◇ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک شخص نجران سے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے سونے کی انگوٹھی پہنی ہوئی تھی۔ نبی اکرم ﷺ نے اس سے منہ پھیر لیا آپ نے فرمایا: تم میرے پاس اس حالت میں آئے ہو کہ

5200-تقدم (الحديث 1039) .

5201-اخرجه البخاري في اللباس، باب خواتيم الذهب (الحديث 5864) و اخرجه مسلم في اللباس و الزينة، باب تحريم خاتم الذهب على الرجال و نسخ ماكان من اباحته في اول الاسلام (الحديث 51) . و اخرجه النسائي في الزينة، النهي عن لبس خاتم الذهب (الحديث 5288 و 5289) . تحفة الاشراف (12214) .

5202-اخرجه الترمذي في اللباس، باب ما جاء في كراهية خاتم الذهب (الحديث 1738) مختصراً . تحفة الاشراف (10818) .

5203-سياتي (الحديث 5221) مطولاً . تحفة الاشراف (4042 الف) .

تمہارے ہاتھ میں آگ کا انگارہ ہے۔

5204 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْرَآئِيْلُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ رَّجُلٍ حَدَّثَهُ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ اَنَّ رَجُلًا كَانَ جَالِسًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ خَاتَمٌ مِّنْ ذَهَبٍ وَّفِيْ يَدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِخْصَرَةٌ اَوْ جَرِيْدَةٌ فَضَرَبَ بِهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِصْبَعَهُ فَقَالَ الرَّجُلُ مَا لِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ "اَلَا تَطْرَحُ هٰذَا الَّذِيْ فِيْ اِصْبَعِكَ" . فَاَخَذَهُ الرَّجُلُ فَرَمٰى بِهِ فَرَآهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَقَالَ "مَا فَعَلَ الْخَاتَمُ" . قَالَ رَمَيْتُ بِهِ .

قَالَ "مَا بِهٰذَا اَمَرْتُكَ اِنَّمَا اَمَرْتُكَ اَنْ تَبِيْعَهُ فَتَسْتَعِيْنَ بِثَمَنِهِ" . وَهٰذَا حَدِيْثٌ مُّنْكَرٌ .

❖❖ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا ہوا تھا اس نے سونے کی انگوٹھی پہنی ہوئی تھی۔ نبی اکرم کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی یا شاید ایک شاخ تھی آپ نے اس کے ذریعے اس شخص کی انگلی پر مارا۔ اس شخص نے عرض کی: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! میں نے کیا غلطی کی ہے؟ آپ نے فرمایا: تم اسے اتار کیوں نہیں دیتے جو تمہاری انگلی میں موجود ہے؟ اس شخص نے اسے پکڑا اور پھینک دیا۔ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بعد اسے دیکھا تو فرمایا تم نے اس انگوٹھی کا کیا کیا ہے؟ اس نے عرض کی: میں نے اسے پھینک دیا ہے۔ آپ نے فرمایا: میں نے تمہیں اس بات کی ہدایت نہیں کی تھی (میں تو یہ چاہتا تھا) کہ تم اسے فروخت کر کے اس کی قیمت کے ذریعے کچھ اور فائدہ حاصل کرو۔

یہ روایت منکر ہے۔

5205 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَفَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ رَاشِدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ اَبِيْ ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبْصَرَ فِيْ يَدِهٖ خَاتَمًا مِّنْ ذَهَبٍ فَجَعَلَ يَقْرَعُهُ بِقَضِيْبٍ مَعَهُ فَلَمَّا غَفَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْقَاهُ قَالَ "مَا اُرَانَا اِلَّا قَدْ اَوْجَعْنَاكَ وَاَغْرَمْنَاكَ" . خَالَفَهُ يُوْنُسُ رَوَاهُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِيْ اِدْرِيْسَ مُرْسَلًا .

❖❖ حضرت ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی تو آپ نے اپنے پاس موجود چھڑی کے ذریعے اسے مارا۔ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہ دوسری طرف منتقل ہوئی تو حضرت ابوثعلبہ نے اسے اتار دیا۔ بعد میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرا یہ خیال ہے کہ ہم نے تمہیں تکلیف دی اور تمہارا نقصان کروایا۔

یونس نے زہری اور ابوادریس کے حوالے سے اسے ''مرسل'' روایت کے طور پر نقل کیا ہے۔

5206 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ

5204-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (1927) .

5205-انفرد به النسائي، و سياتي في الزينة، حديث ابي هريرة و الاختلاف على قتادة (5206 و 5207 و 5208 و 5209) مرسلًا . تحفة الاشراف (11870 و 19338) .

5206-تقدم (الحديث 5205) .

قَالَ اَخْبَرَنِی اَبُوْ اِدْرِيْسَ الْخَوْلَانِیُّ اَنَّ رَجُلًا مِمَّنْ اَدْرَكَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَبِسَ خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ نَحْوَهٗ .

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَحَدِيْثُ يُوْنُسَ اَوْلٰی بِالصَّوَابِ مِنْ حَدِيْثِ النُّعْمَانِ .

◇◇ ابوادریس خولانی بیان کرتے ہیں' ایک صاحب جنہوں نے نبی اکرم ﷺ کا زمانہ اقدس پایا ہے انہوں نے سونے کی انگوٹھی پہنی (اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے)

امام نسائی فرماتے ہیں: نعمان سے منقول روایت کے مقابلے میں یونس سے منقول روایت زیادہ درست ہے۔

5207 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ مُحَمَّدٍ الْقُرَشِیُّ الدِّمَشْقِیُّ اَبُوْ عَبْدِ الْمَلِكِ قِرَاءَةً قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَائِذٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰی بْنُ حَمْزَةَ عَنِ الْاَوْزَاعِیِّ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ اَبِیْ اِدْرِيْسَ الْخَوْلَانِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰی عَلٰی رَجُلٍ خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ نَحْوَهٗ .

◇◇ ابوادریس خولانی بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ایک صاحب کو سونے کی انگوٹھی پہنے ہوئے دیکھا (اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے۔)

5208 - اَخْبَرَنِی اَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَلِیٍّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ الْعُمَرِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ اَبِیْ اِدْرِيْسَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰی فِیْ يَدِ رَجُلٍ خَاتَمَ ذَهَبٍ فَضَرَبَ اِصْبَعَهٗ بِقَضِيْبٍ كَانَ مَعَهٗ حَتّٰی رَمٰی بِهٖ .

◇◇ ابوادریس خولانی بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ایک صاحب کو سونے کی انگوٹھی پہنے ہوئے دیکھا آپ نے اپنے پاس موجود چھڑی سے انہیں مارا یہاں تک کہ انہوں نے اسے اتار دیا۔

5209 - اَخْبَرَنِی اَبُوْ بَكْرٍ اَحْمَدُ بْنُ عَلِیٍّ الْمَرْوَزِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَرْكَانِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرْسَلٌ .

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَالْمَرَاسِيْلُ اَشْبَهُ بِالصَّوَابِ وَاللّٰهُ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰی اَعْلَمُ .

◇◇ حضرت ابن شہاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے (اس کے بعد مرسلاً روایت ہے۔)

امام نسائی فرماتے ہیں: ''مرسل'' کے طور پر منقول روایات زیادہ مستند ہیں۔

47- باب مِقْدَارِ مَا يُجْعَلُ فِی الْخَاتَمِ مِنَ الْفِضَّةِ .

باب: چاندی کی انگوٹھی میں چاندی کی مقدار کتنی ہونی چاہئے

5207-تقدم (الحديث 5205) .

5208-تقدم (الحديث 5205) .

5209-تقدم (الحديث 5205) .

5210 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُسْلِمٍ - مِنْ اَهْلِ مَرْوَ اَبُوْ طَيْبَةَ - قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَجُلًا جَآءَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ خَاتَمٌ مِّنْ حَدِيْدٍ فَقَالَ "مَا لِيْ اَرٰى عَلَيْكَ حِلْيَةَ اَهْلِ النَّارِ" . فَطَرَحَهُ ثُمَّ جَآءَهُ وَعَلَيْهِ خَاتَمٌ مِّنْ شَبَهٍ فَقَالَ "مَا لِيْ اَجِدُ مِنْكَ رِيْحَ الْاَصْنَامِ" . فَطَرَحَهُ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مِنْ اَيِّ شَيْءٍ اَتَّخِذُهُ قَالَ "مِنْ وَّرِقٍ وَّلَا تُتِمَّهُ مِثْقَالًا" .

✧✧ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے لوہے کی انگوٹھی پہنی ہوئی تھی۔ آپ نے فرمایا: کیا وجہ ہے کہ میں تمہیں اہل جہنم کا زیور پہنے ہوئے دیکھ رہا ہوں؟ اس نے اسے اتار دیا پھر وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس نے پیتل کی انگوٹھی پہنی ہوئی تھی تو آپ نے فرمایا: کیا وجہ ہے کہ مجھے تم سے بتوں کی بو آ رہی ہے؟ اس نے اسے بھی اتار دیا اس نے عرض کی: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! میں کس چیز کی انگوٹھی بنواؤں آپ نے فرمایا: چاندی کی لیکن اس میں ایک مثقال (وزن) پورا نہ کرنا۔

48 - باب صِفَةِ خَاتَمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

باب: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی کا تذکرہ

5211 - اَخْبَرَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيْمِ الْعَنْبَرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اتَّخَذَ خَاتَمًا مِّنْ وَّرِقٍ فَصُّهُ حَبَشِيٌّ وَّنَقَشَ فِيْهِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ .

✧✧ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی اس کا نگینہ حبشی (یعنی حبشہ سے آیا ہوا تھا) آپ نے اس میں محمد، رسول، اللہ نقش کروایا۔

5212 - اَخْبَرَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا طَلْحَةُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ بْنُ يَزِيْدَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمُ فِضَّةٍ

5210-اخرجه ابو داؤد في الخاتم، باب ما جاء في خاتم الحديد (الحديث 4223) واخرجه الترمذي في اللباس، باب ما جاء في الخاتم الحديد (الحديث 1785) مطولاً . تحفة الاشراف (1982) .

5211-اخرجه البخاري في اللباس، باب خاتم الفضة (الحديث 5868) مطولاً و اخرجه مسلم في اللباس و الزينة، باب في خاتم الورق فصه حبشي (الحديث 61 و 62) مختصراً . و اخرجه ابو داؤد في الخاتم، باب ما جاء في اتخاذ الخاتم (الحديث 4216) مختصرًا و اخرجه الترمذي في اللباس، باب ما جاء في خاتم الفضة (الحديث 1739) مختصراً، وفي الشمائل، باب ما جاء في ذكر خاتم رسول الله صلى الله عليه وسلم (الحديث 82) مختصراً . و اخرجه النسائي في الزينة، صفة خاتم النبي صلى الله عليه وسلم (5212)، و صفة خاتم النبي صلى الله عليه وسلم و نقشة (الحديث 5292 و 5294) . واخرجه ابن ماجه في اللباس، باب نقش الخاتم (الحديث 3641)، و باب من جعل فص خاتمه مما يلي كفه (الحديث 3646) . تحفة الاشراف (1554) .

5212-تقدم (الحديث 5211) .

يَتَخَتَّمُ بِهِ فِي يَمِينِهِ فَصُّهُ حَبَشِيٌّ يَجْعَلُ فَصَّهُ مِمَّا يَلِي كَفَّهُ .

❖❖ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی چاندی سے بنی ہوئی تھی۔ آپ اسے اپنے دائیں ہاتھ میں پہنتے تھے اس کا نگینہ حبشی تھا آپ اس کا نگینہ ہتھیلی کی طرف رکھتے تھے۔

5213 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدِ بْنِ خَلِيِّ الْحِمْصِيُّ - وَكَانَ اَبُوْهُ خَالِدٌ عَلٰى قَضَاءِ حِمْصَ - قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ قَالَ حَدَّثَنَا سَلَمَةُ - وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ الْعَوْصِيُّ - عَنِ الْحَسَنِ - وَهُوَ ابْنُ صَالِحِ بْنِ حَيٍّ - عَنْ عَاصِمٍ عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيْلِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ خَاتَمُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ فِضَّةٍ وَّكَانَ فَصُّهُ مِنْهُ .

❖❖ حضرت انس بیان کرتے ہیں' نبی اکرم کی انگوٹھی چاندی سے بنی ہوئی تھی اور اس کا نگینہ بھی اسی سے بنا ہوا تھا۔

5214 - اَخْبَرَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا اُمَيَّةُ بْنُ بِسْطَامٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ سَمِعْتُ حُمَيْدًا عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ خَاتَمُهُ مِنْ وَّرِقٍ فَصُّهُ مِنْهُ .

❖❖ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی چاندی سے بنی ہوئی تھی اور اس کا نگینہ بھی چاندی کا تھا۔

5215 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُعَاوِيَةَ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ خَاتَمُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ فِضَّةٍ فَصُّهُ مِنْهُ .

❖❖ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی چاندی سے بنی ہوئی تھی اور اس کا نگینہ بھی اسی سے بنا ہوا تھا۔

5216 - اَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ عَنْ بِشْرٍ - وَهُوَ ابْنُ الْمُفَضَّلِ - قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ اَرَادَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّكْتُبَ اِلَى الرُّوْمِ فَقَالُوْا اِنَّهُمْ لَا يَقْرَءُوْنَ كِتَابًا اِلَّا مَخْتُوْمًا . فَاتَّخَذَ خَاتَمًا مِّنْ فِضَّةٍ كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى بَيَاضِهِ فِيْ يَدِهِ وَنُقِشَ فِيْهِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ .

❖❖ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل روم کو خط لکھنے کا ارادہ کیا تو لوگوں نے عرض کی: یہ لوگ اسی

5213-سیاتي (الحديث 5295) . تحفة الاشراف (697) .

5214-اخرجه البخاري في اللباس، باب فص الخاتم (الحديث 5870) . تحفة الاشراف (773) .

5215-اخرجه ابو داؤد في الخاتم، باب ما جاء في اتخاذ الخاتم (الحديث 4217) . و اخرجه الترمذي في اللباس، باب ما جاء ما يستحب في فص الخاتم (الحديث 1740)، و في الشمائل، باب ما جاء في ذكر خاتم رسول الله صلى الله عليه وسلم (الحديث 84) . تحفة الاشراف (662) .

5216-اخرجه البخاري في العلم، باب ما يذكر في المناولة و كتاب اهل العلم بالعلم الى البلدان (الحديث 65)، و في الجهاد، باب دعوة اليهود و النصارى و على ما يقاتلون عليه (الحديث 2938)، و في اللباس، باب اتخاذ الخاتم ليختم به الشيء اوليكتب به الى اهل الكتاب و غيرهم (الحديث 5875)، و في الاحكام، باب الشهادة على الخط المختوم و ما يجوز من ذلك وما يضيق عليه و كتاب الحاكم الى عامله و القاضي الى القاضي (الحديث 7162) . واخرجه مسلم في اللباس والزينة، باب في اتخاذ النبي صلى الله عليه وسلم خاتمًا لما اراد ان يكتب الى العجم (الحديث 56) . و اخرجه النسائي في الزينة، صفة خاتم النبي صلى الله عليه وسلم و نقشه (الحديث 5293) . تحفة الاشراف (1256) .

خط کو پڑھتے ہیں جس پر مہر لگی ہوتی اکرم ﷺ نے چاندی کی مہر بنوائی نبی اکرم ﷺ کے دست مبارک میں اس کی سفیدی کا منظر گویا آج بھی میری نگاہوں میں ہے اس میں محمد، رسول، اللّٰہ نقش کیا گیا تھا۔

5217 – اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ اَبُو الْجَوْزَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا قُرَّةُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ اَخَّرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الْعِشَاءِ الْاٰخِرَةِ حَتّٰى مَضٰى شَطْرُ اللَّيْلِ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلّٰى بِنَا كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى بَيَاضِ خَاتَمِهٖ فِيْ يَدِهٖ مِنْ فِضَّةٍ ۔

✧✧ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے عشاء کی نماز کو موخر کر دیا جب نصف رات گزر گئی تو آپ تشریف لائے آپ نے ہمیں نماز پڑھائی آپ کے دست مبارک میں چاندی کی بنی ہوئی انگوٹھی کی سفیدی (کا منظر) گویا آج بھی میری نگاہ میں ہے۔

49 - باب مَوْضِعِ الْخَاتَمِ مِنَ الْيَدِ ذِكْرِ حَدِيْثِ عَلِيٍّ وَّعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ ۔

باب: کون سے ہاتھ میں انگوٹھی پہنی جائے

حضرت علی اور حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما سے منقول احادیث کا تذکرہ

5218 – اَخْبَرَنَا الرَّبِيْعُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا } ابْنُ { وَهْبٍ عَنْ سُلَيْمَانَ - هُوَ ابْنُ بِلَالٍ - عَنْ شَرِيْكٍ - هُوَ ابْنُ اَبِيْ نَمِرٍ - عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حُنَيْنٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ شَرِيْكٌ وَّاَخْبَرَنِيْ اَبُوْ سَلَمَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَلْبَسُ خَاتَمَهٗ فِيْ يَمِيْنِهٖ ۔

✧✧ ایک روایت کے مطابق حضرت علی' اور ایک روایت کے مطابق حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم ﷺ کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں' آپ اپنے دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنا کرتے تھے۔

5219 – اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ الْبَحْرَانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا حَبَّانُ بْنُ هِلَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنِ ابْنِ اَبِيْ رَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَخَتَّمُ بِيَمِيْنِهٖ ۔

✧✧ حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ اپنے دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنا کرتے تھے۔

50 - باب لُبْسِ خَاتَمِ حَدِيْدٍ مَلْوِيٍّ عَلَيْهِ بِفِضَّةٍ ۔

باب: ایسے لوہے کی انگوٹھی پہننا جس پر چاندی چڑھی ہوئی ہو

5217-اخرجه مسلم في المساجد و مواضع الصلاة، باب وقت العشاء و تاخيرها (الحديث 223) . تحفة الاشراف (1326) .

5218-اخرجه ابو داؤد في الخاتم، باب ما جاء في التختم في اليمين و اليسار (الحديث 4226) . واخرجه الترمذي في الشمائل، باب ما جاء في تختم رسول الله صلى الله عليه وسلم (الحديث 90) . تحفة الاشراف (10180) .

5219-اخرجه الترمذي في اللباس، باب ما جاء في لبس الخاتم في اليمين (الحديث 1744) . تحفة الاشراف (5222) .

5220 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ عَنْ اَبِيْ عَتَّابٍ سَهْلِ بْنِ حَمَّادٍ ح وَاَنْبَاَنَا اَبُوْ دَاوُدَ قَالَ } حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ حَمَّادٍ قَالَ { حَدَّثَنَا اَبُوْ مَكِيْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِيَاسُ بْنُ الْحَارِثِ بْنِ الْمُعَيْقِيْبِ عَنْ جَدِّهٖ مُعَيْقِيْبٍ اَنَّهٗ قَالَ كَانَ خَاتَمُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيْدًا مَلْوِيًّا عَلَيْهِ فِضَّةٌ - قَالَ - وَرُبَّمَا كَانَ فِيْ يَدِيْ ۔ فَكَانَ مُعَيْقِيْبٌ عَلٰى خَاتَمِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔

✧✧ حضرت معیقیب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی لوہے سے بنی ہوئی تھی جس پر چاندی کا پانی چڑھا ہوا تھا۔ راوی بیان کرتے ہیں' بعض اوقات وہ میرے ہاتھ میں ہوتی تھی۔ راوی بیان کرتے ہیں' گویا حضرت معیقیب رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی کے نگران تھے۔

51 - باب لُبْسِ خَاتَمِ صُفْرٍ

یہ باب ہے کہ پیتل کی انگوٹھی پہننا

5221 - اَخْبَرَنِيْ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ الْمِصِّيْصِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ - مِنْ اَهْلِ ثَغْرٍ ثِقَةٌ - قَالَ حَدَّثَنَا لَيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ بَكْرِ بْنِ سَوَادَةَ عَنْ اَبِي النَّجِيْبِ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ اَقْبَلَ رَجُلٌ مِّنَ الْبَحْرَيْنِ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمَ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ وَكَانَ فِيْ يَدِهٖ خَاتَمٌ مِّنْ ذَهَبٍ وَّجُبَّةُ حَرِيْرٍ فَاَلْقَاهُمَا ثُمَّ سَلَّمَ فَرَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ ثُمَّ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَتَيْتُكَ اٰنِفًا فَاَعْرَضْتَ عَنِّيْ ۔

فَقَالَ "اِنَّهٗ كَانَ فِيْ يَدِكَ جَمْرَةٌ مِّنْ نَّارٍ" ۔ قَالَ لَقَدْ جِئْتُ اِذًا بِجَمْرٍ كَثِيْرٍ ۔ قَالَ "اِنَّ مَا جِئْتَ بِهٖ لَيْسَ بِاَجْزَاَ عَنَّا مِنْ حِجَارَةِ الْحَرَّةِ وَلٰكِنَّهٗ مَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا" ۔ قَالَ فَمَاذَا اَتَخَتَّمُ قَالَ "حَلْقَةً مِّنْ حَدِيْدٍ اَوْ وَرِقٍ اَوْ صُفْرٍ" ۔

✧✧ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک شخص بحرین سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے سلام کیا آپ نے اسے جواب نہیں دیا۔ اس کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی تھی اور اس نے ریشمی جبہ پہنا ہوا تھا اس نے ان دونوں کو اتار دیا پھر سلام کیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے سلام کا جواب دیا: پھر اس نے عرض کی: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! میں پہلے آپ کے پاس آیا تو آپ نے مجھ سے منہ پھیر لیا آپ نے فرمایا: اس کی وجہ یہ ہے کہ تمہارے ہاتھ میں آگ کا انگارہ تھا اس نے عرض کی: میں تو اس طرح کے بہت سے انگارے لے کر آیا ہوں۔ آپ نے فرمایا: تم جو کچھ بھی لے کر آئے ہو وہ ہمارے لئے "حرہ" کے پتھروں سے زیادہ فائدہ مند نہیں ہیں بلکہ یہ دنیاوی ساز و سامان ہے' اس شخص نے دریافت کیا: میں کس چیز کی انگوٹھی پہنوں؟ آپ نے فرمایا: لوہے کی پہن لو یا چاندی کی پہن لو یا کانسی کی پہن لو۔

5220-اخرجه ابو داؤد في الخاتم، باب ما جاء في خاتم الحديد (الحديث 4224) . تحفة الاشراف (11486) .

5221-انفرد به النسائي . والحديث عند: النسائي في الزينة، حديث ابي هريرة و الاختلاف على قتادة (الحديث 5203) . تحفة الاشراف (4042 الف).

5222 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَنْصَارِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ قَالَ حَدَّثَنِیْ عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ صُهَيْبٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدِ اتَّخَذَ حَلْقَةً مِّنْ فِضَّةٍ فَقَالَ "مَنْ اَرَادَ اَنْ يَّصُوْغَ عَلَيْهِ فَلْيَفْعَلْ وَلَا تَنْقُشُوْا عَلٰى نَقْشِهِ" .

✧✧ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے آپ نے چاندی کا چھلا بنوایا (یعنی پہنا ہوا تھا) آپ نے فرمایا: جس نے یہ بنوانا ہو وہ بنوالے لیکن اس کے جیسا نقش نہ بنوائے۔

5223 - اَخْبَرَنَا اَبُوْ دَاوٗدَ سُلَيْمَانُ بْنُ سَيْفٍ الْحَرَّانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا هَارُوْنُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ صُهَيْبٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ اتَّخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمًا وَّنَقَشَ عَلَيْهِ نَقْشًا قَالَ "اِنَّا قَدِ اتَّخَذْنَا خَاتَمًا وَّنَقَشْنَا فِيْهِ نَقْشًا فَلَا يَنْقُشْ اَحَدٌ عَلٰى نَقْشِهِ" . ثُمَّ قَالَ اَنَسٌ فَكَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰى وَبِيْصِهٖ فِیْ يَدِهٖ .

✧✧ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انگوٹھی بنوائی اور اس پر ایک نقش تحریر کروایا آپ نے فرمایا: ہم نے انگوٹھی بنوائی ہے اور اس میں ایک نقش تحریر کروایا ہے کوئی بھی شخص اس طرح کا نقش نہ بنوائے۔

پھر حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: گویا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک میں اس انگوٹھی کی چمک کا منظر آج بھی میری نگاہ میں ہے۔

52 - باب قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا تَنْقُشُوْا عَلٰى خَوَاتِيْمِكُمْ عَرَبِيًّا" .

باب: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان: اپنی انگوٹھیوں پر عربی نقش نہ بنواؤ

5224 - اَخْبَرَنَا مُجَاهِدُ بْنُ مُوْسٰى الْخُوَارَزْمِيُّ بِبَغْدَادَ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ اَنْبَاَنَا الْعَوَّامُ بْنُ حَوْشَبٍ عَنْ اَزْهَرَ بْنِ رَاشِدٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا تَسْتَضِيْئُوْا بِنَارِ الْمُشْرِكِيْنَ وَلَا تَنْقُشُوْا عَلٰى خَوَاتِيْمِكُمْ عَرَبِيًّا" .

✧✧ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: مشرکین کی آگ حاصل کرنے کی کوشش نہ کرو اور اپنی انگوٹھیوں کے اوپر عربی میں نقش نہ بنواؤ۔

53 - باب النَّهْيِ عَنِ الْخَاتَمِ فِی السَّبَّابَةِ .

یہ باب ہے کہ شہادت کی انگلی میں انگوٹھی پہننے کی ممانعت

5225 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ عَنْ اَبِیْ بُرْدَةَ قَالَ قَالَ عَلِیٌّ

5222-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (1062) .

5223-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (1060) .

5224-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (167) .

5225-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (10320) .

قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "يَا عَلِيُّ سَلِ اللّٰهَ الْهُدٰی وَالسَّدَادَ" . وَنَهَانِیْ اَنْ اَجْعَلَ الْخَاتَمَ فِیْ هٰذِهٖ وَهٰذِهٖ . وَاَشَارَ يَعْنِیْ بِالسَّبَّابَةِ وَالْوُسْطٰی .

✧✧ حضرت ابوبردہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے فرمایا: اے علی! اللہ تعالیٰ سے ہدایت اور میانہ روی مانگو۔ نبی اکرم ﷺ نے مجھے اس بات سے منع کیا ہے کہ میں اس اور اس انگلی میں انگوٹھی پہنوں انہوں نے شہادت کی انگلی اور درمیانی انگلی کی طرف اشارہ کر کے بتایا۔

5226 – اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ عَنْ اَبِیْ بُرْدَةَ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ نَهَانِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْخَاتَمِ فِیْ هٰذِهٖ وَهٰذِهٖ . يَعْنِی السَّبَّابَةَ وَالْوُسْطٰی . وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنّٰی .

✧✧ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے مجھے اس اور اس انگلی میں انگوٹھی پہننے سے منع کیا ہے یعنی شہادت کی انگلی اور درمیان والی انگلی۔ (یہ الفاظ ابن مثنیٰ کے ہیں)۔

5227 – اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ كُلَيْبٍ عَنْ اَبِیْ بُرْدَةَ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "قُلِ اللّٰهُمَّ اهْدِنِیْ وَسَدِّدْنِیْ" . وَنَهَانِیْ اَنْ اَضَعَ الْخَاتَمَ فِیْ هٰذِهٖ وَهٰذِهٖ وَاَشَارَ بِشْرٌ بِالسَّبَّابَةِ وَالْوُسْطٰی . قَالَ وَقَالَ عَاصِمٌ اَحَدُهُمَا .

✧✧ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: تم یہ دعا کرو۔

''اے اللہ! مجھے ہدایت دے اور مجھے میانہ روی کی توفیق دے''۔

پھر نبی اکرم ﷺ نے مجھے اس بات سے منع کیا ہے کہ میں اس اور اس انگلی میں انگوٹھی پہنوں۔

انہوں نے شہادت کی انگلی اور درمیان والی انگلی کی طرف اشارہ کر کے بتایا۔ عاصم نامی راوی نے ان دونوں میں سے ایک کا تذکرہ کیا ہے۔

54 - باب نَزْعِ الْخَاتَمِ عِنْدَ دُخُوْلِ الْخَلَاءِ .

باب: بیت الخلاء میں جاتے ہوئے انگوٹھی اتار دینا

5228 – اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ عَامِرٍ عَنْ هَمَّامٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ

5226-اخرجه مسلم في اللباس و الزينة، باب النهي عن التختم في الوسطى و التي تليها (الحديث 64 و 65) مطولاً واخرجه ابو داؤد في الخاتم، باب ما جاء في خاتم الحديث (الحديث 4225) مطولاً و اخرجه الترمذي في اللباس، باب كراهية التختم في اصبعين (الحديث 1786) . و اخرجه النسائي في الزينة، النهي عن الخاتم في السبابة (الحديث 5227) و موضع الخاتم (5301 و 5302) و الحديث عند: البخاري في اللباس، باب لبس القسي (الحديث 5838) تعليقاً، و النسائي في الزينة، النهي عن الجلوس على المياثر من الارجوان (الحديث 5391) . و ابن ماجه في اللباس، باب التختم في الابهام (الحديث 3648) . تحفة الاشراف (10318) .

5227-تقدم (الحديث 5226) .

الزُّهْرِيِّ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ نَزَعَ خَاتَمَهُ .

✧✧ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت الخلاء میں تشریف لے جاتے تو انگوٹھی اتار دیتے تھے۔

5229 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا الْمُعْتَمِرُ قَالَ سَمِعْتُ عُبَيْدَ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ اتَّخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمًا مِّنْ ذَهَبٍ وَّجَعَلَ فَصَّهُ مِنْ قِبَلِ كَفِّهِ فَاتَّخَذَ النَّاسُ خَوَاتِيْمَ الذَّهَبِ فَاَلْقٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمَهُ وَقَالَ "لَا اَلْبَسُهُ اَبَدًا" . وَاَلْقَى النَّاسُ خَوَاتِيْمَهُمْ .

✧✧ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی بنوائی آپ نے اس کا نگینہ ہتھیلی کی سمت میں رکھا لوگوں نے بھی سونے کی انگوٹھیاں بنوالیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگوٹھی کو اتار دیا اور فرمایا: اب میں اسے کبھی نہیں پہنوں گا تو لوگوں نے بھی اپنی انگوٹھیوں کو اتار دیا۔

5230 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اتَّخَذَ خَاتَمًا مِّنْ ذَهَبٍ وَّجَعَلَ فَصَّهُ مِمَّا يَلِيْ كَفَّهُ فَاتَّخَذَ النَّاسُ خَوَاتِيْمَ فَطَرَحَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ "لَا اَلْبَسُهُ اَبَدًا" .

✧✧ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی بنوائی آپ نے اس کا نگینہ ہتھیلی کی سمت میں رکھا لوگوں نے بھی انگوٹھیاں بنوالیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اتار دیا اور فرمایا: اب میں اسے کبھی نہیں پہنوں گا۔

5231 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَيُّوْبَ بْنِ مُوْسٰى عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَخَتَّمَ خَاتَمًا مِّنْ ذَهَبٍ ثُمَّ طَرَحَهُ وَلَبِسَ خَاتَمًا مِّنْ وَّرِقٍ وَّنَقَشَ فِيْهِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَقَالَ "لَا يَنْبَغِيْ لِاَحَدٍ اَنْ يَّنْقُشَ عَلٰى نَقْشِ خَاتَمِيْ هٰذَا" . ثُمَّ جَعَلَ فَصَّهُ فِيْ بَطْنِ كَفِّهِ .

✧✧ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی بنوائی پھر آپ نے اسے اتار دیا پھر آپ نے چاندی کی انگوٹھی پہنی اور اس میں محمد، رسول، اللہ نقش کروایا آپ نے فرمایا: کسی بھی شخص کے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ میری انگوٹھی کے نقش جیسا نقش بنوائے۔ پھر آپ نے اس کے نگینے کو ہتھیلی کی سمت میں رکھا۔

5228-اخرجه ابو داؤد في الطهارة، باب الخاتم يكون فيه ذكر الله تعالٰى يدخل به الخلاء (الحديث 19) . واخرجه الترمذي في اللباس، باب ما جاء في لبس الخاتم في اليمين (الحديث 1746)، و في الشمائل، باب ما جاء في ذكر خاتم رسول الله صلى الله عليه وسلم (الحديث 88) و اخرجه ابن ماجه في الطهارة و سننها، باب ذكر الله عزوجل على الخلاء و الخاتم في الخلاء (الحديث 303) . تحفة الاشراف (1512) .

5229-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (8124) .

5230-اخرجه مسلم في اللباس و الزينة، باب تحريم خاتم الذهب على الرجال و نسخ ما كان من اباحته في اول الاسلام (الحديث 53م) مطولًا . تحفة الاشراف (7881) .

5231-اخرجه مسلم في اللباس و الزينة، باب لبس النبي صلى الله عليه وسلم خاتمًا من ورق نقشه محمد رسول الله صلى الله عليه وسلم و لبس الخلفاء له من بعده (الحديث 55) . واخرجه ابو داؤد في الخاتم، باب ما جاء في اتخاذ الخاتم (الحديث 4219) و اخرجه الترمذي في الشمائل، باب ما جاء في تختم رسول الله صلى الله عليه وسلم (الحديث 95) واخرجه النسائي في الزينة، موضع الفص (الحديث 5303) و اخرجه ابن ماجه في اللباس، باب نقش الخاتم (الحديث 3639) . تحفة الاشراف (7599) .

5232 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ زِيَادٍ قَالَ حَدَّثَنَا نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَبِسَ خَاتَمًا مِّنْ ذَهَبٍ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ فَلَمَّا رَآهُ اَصْحَابُهُ فَشَتْ خَوَاتِيْمُ الذَّهَبِ فَرَمٰى بِهٖ فَلَا نَدْرِيْ مَا فَعَلَ ثُمَّ اَمَرَ بِخَاتَمٍ مِّنْ فِضَّةٍ فَاَمَرَ اَنْ يُّنْقَشَ فِيْهِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَكَانَ فِيْ يَدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى مَاتَ وَفِيْ يَدِ اَبِيْ بَكْرٍ حَتّٰى مَاتَ وَفِيْ يَدِ عُمَرَ حَتّٰى مَاتَ وَفِيْ يَدِ عُثْمَانَ سِتَّ سِنِيْنَ مِنْ عَمَلِهٖ فَلَمَّا كَثُرَتْ عَلَيْهِ الْكُتُبُ دَفَعَهُ اِلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَكَانَ يَخْتِمُ بِهٖ فَخَرَجَ الْاَنْصَارِيُّ اِلٰى قَلِيْبٍ لِّعُثْمَانَ فَسَقَطَ فَالْتُمِسَ فَلَمْ يُوْجَدْ فَاَمَرَ بِخَاتَمٍ مِّثْلِهٖ وَنَقَشَ فِيْهِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ .

◇◇ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی تین دن تک پہنی جب آپ نے اپنے ساتھیوں کو دیکھا کہ انہوں نے بھی سونے کی انگوٹھیاں بنوالی ہیں تو آپ نے اسے اتار دیا۔ ہمیں نہیں معلوم کہ آپ نے اس کا کیا کیا۔ پھر آپ نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی تو آپ کی ہدایت کے مطابق اس میں محمد، رسول، اللہ نقش کروایا گیا۔ یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک میں رہی یہاں تک کہ آپ کا وصال ہو گیا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں آ گئی جب ان کا بھی وصال ہو گیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں آئی اور جب ان کا بھی وصال ہو گیا تو چھ برس تک حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں رہی جب انہیں بہت زیادہ تحریریں کرنے کی ضرورت پیش آئی تو انہوں نے اس انگوٹھی کو ایک انصاری کے حوالے کر دیا وہ ان تحریرات پر اس کے ذریعے مہر لگا دیا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ وہ انصاری حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے کنوئیں کے پاس بیٹھا ہوا تھا وہ انگوٹھی اس سے کنوئیں میں گر گئی جب اسے تلاش کیا گیا تو وہ نہیں ملی تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی ہدایت کے تحت اس جیسی ایک اور انگوٹھی بنوائی گئی اور اس میں بھی محمد، رسول، اللہ نقش کروایا گیا۔

5233 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ اَبِيْ بِشْرٍ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اتَّخَذَ خَاتَمًا مِّنْ ذَهَبٍ وَّكَانَ فَصُّهٗ فِيْ بَاطِنِ كَفِّهٖ فَاتَّخَذَ النَّاسُ خَوَاتِيْمَ مِنْ ذَهَبٍ فَطَرَحَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَطَرَحَ النَّاسُ خَوَاتِيْمَهُمْ وَاتَّخَذَ خَاتَمًا مِّنْ فِضَّةٍ فَكَانَ يَخْتِمُ بِهٖ وَلَا يَلْبَسُهٗ .

◇◇ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی بنوائی آپ نے اس کا نگینہ ہتھیلی کی سمت میں رکھا لوگوں نے بھی سونے کی انگوٹھیاں بنوالیں تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اتار دیا لوگوں نے بھی اپنی انگوٹھیوں کو اتار دیا پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی آپ اس کے ذریعے مہر لگایا کرتے تھے آپ اسے پہنتے نہیں تھے۔

55 - باب الْجَلَاجِلِ .

باب: گھنٹیوں کا بیان

5232-اخرجه ابو داؤد في الخاتم، باب ما جاء في اتخاذ الخاتم (الحديث 4220) . تحفة الاشراف (8450) .

5233-اخرجه الترمذي في الشمائل، باب ما جاء في ذكر خاتم رسول الله صلى الله عليه وسلم (الحديث 83) مختصراً . و اخرجه النسائي في الزينة، طرح الخاتم وترك لبسه (الحديث 5307) . تحفة الاشراف (7614) .

5234 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ اَبِیْ صَفْوَانَ الثَّقَفِیُّ - مِنْ وَّلَدِ عُثْمَانَ بْنِ اَبِی الْعَاصِ - قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِیْمُ بْنُ اَبِی الْوَزِیْرِ قَالَ حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ الْجُمَحِیُّ عَنْ اَبِیْ بَكْرِ بْنِ اَبِیْ شَیْخٍ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا مَّعَ سَالِمٍ فَمَرَّ بِنَا رَكْبٌ لِاُمِّ الْبَنِیْنَ مَعَهُمْ اَجْرَاسٌ فَحَدَّثَ نَافِعًا سَالِمٌ عَنْ اَبِیْهِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا تَصْحَبُ الْمَلَائِكَةُ رَكْبًا مَّعَهُمْ جُلْجُلٌ" . كَمْ تَرٰی مَعَ هٰٓؤُلَاءِ مِنَ الْجُلْجُلِ .

◇◇ ابوبکر بن ابوشیخ بیان کرتے ہیں' میں سالم کے پاس بیٹھا ہوا تھا سیّدہ اُم البنین رضی اللہ عنہا کے کچھ سوار ہمارے پاس سے گزرے ان کے (جانوروں کے گلوں میں) گھنٹیاں تھیں تو سالم نے اپنے والد کے حوالے سے نافع کو یہ حدیث سنائی۔
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: "جن سواروں کے ساتھ گھنٹی ہوتی ہیں فرشتے ان کے ساتھ نہیں چلتے"۔
اوران لوگوں کے ساتھ تم کتنی گھنٹیاں دیکھ رہے ہو؟

5235 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَلَّامٍ الطَّرَسُوْسِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا یَزِیْدُ بْنُ هَارُوْنَ قَالَ اَنْبَاَنَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ الْجُمَحِیُّ عَنْ اَبِیْ بَكْرِ بْنِ مُوْسٰی قَالَ كُنْتُ مَعَ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ فَحَدَّثَ سَالِمٌ عَنْ اَبِیْهِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا تَصْحَبُ الْمَلَائِكَةُ رُفْقَةً فِیْهَا جُلْجُلٌ" .

◇◇ ابوبکر بن موسیٰ بیان کرتے ہیں' میں حضرت سالم بن عبداللہ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا تو حضرت سالم نے اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان سنایا:
فرشتے ایسے سواروں کے ساتھ نہیں چلتے جن میں گھنٹی موجود ہو۔

5236 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ هِشَامٍ الْمَخْزُوْمِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ عَنْ بُكَیْرِ بْنِ مُوْسٰی عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِیْهِ رَفَعَهُ قَالَ "لَا تَصْحَبُ الْمَلَائِكَةُ رُفْقَةً فِیْهَا جُلْجُلٌ" .

◇◇ سالم اپنے والد کا یہ بیان مرفوع روایت کے طور پر نقل کرتے ہیں:
فرشتے ایسے لوگوں کے ساتھ نہیں چلتے جن کے ساتھ گھنٹی موجود ہو۔

5237 - اَخْبَرَنَا یُوْسُفُ بْنُ سَعِیْدِ بْنِ مُسَلَّمٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنِ ابْنِ جُرَیْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ سُلَیْمَانُ بْنُ بَابَیْهِ مَوْلٰی اٰلِ نَوْفَلٍ اَنَّ اُمَّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ "لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَیْتًا فِیْهِ جُلْجُلٌ وَّلَا جَرَسٌ وَّلَا تَصْحَبُ الْمَلَائِكَةُ رُفْقَةً فِیْهَا جَرَسٌ" .

◇◇ سیّدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ ہیں' بیان کرتی ہیں' میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: فرشتے ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں گھنٹی یا گھنگھرو ہو اور فرشتے ایسے سواروں کے ساتھ بھی نہیں جاتے جن کے ساتھ گھنٹی ہو۔

5234-سیاتی (الحدیث 5235 و 5236) مختصراً ۔ تحفة الاشراف (7039) .

5235-تقدم (الحدیث 5234) . 5236-تقدم (الحدیث 5234) .

5237-انفرد به النسائی ۔ تحفة الاشراف (18156) .

5238 - اَخْبَرَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اِسْحَاقَ عَنْ اَبِى الْاَحْوَصِ عَنْ اَبِيهِ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَآنِى رَثَّ الثِّيَابِ فَقَالَ "اَلَكَ مَالٌ" . قُلْتُ نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مِنْ كُلِّ الْمَالِ . قَالَ "فَاِذَا اٰتَاكَ اللّٰهُ مَالًا فَلْيُرَ اَثَرُهُ عَلَيْكَ" .

✧✧ ابوالاحوص اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' میں نبی اکرم ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا آپ نے مجھے برے حال میں دیکھا تو فرمایا کیا تمہارے پاس مال نہیں ہے؟ میں نے عرض کی: یارسول اللہ (ﷺ)! ہر طرح کا مال ہے' آپ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے تمہیں مال عطا کیا ہے تو اس کا اثر تم پر نظر آنا چاہیے۔

5239 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ اَبِىْ اِسْحَاقَ عَنْ اَبِى الْاَحْوَصِ عَنْ اَبِيهِ اَنَّهُ اَتَى النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ ثَوْبٍ دُوْنٍ فَقَالَ لَهُ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَلَكَ مَالٌ" . قَالَ نَعَمْ مِنْ كُلِّ الْمَالِ . قَالَ "مِنْ اَىِّ الْمَالِ" . قَالَ قَدْ اٰتَانِىَ اللّٰهُ مِنَ الْاِبِلِ وَالْغَنَمِ وَالْخَيْلِ وَالرَّقِيْقِ . قَالَ "فَاِذَا اٰتَاكَ اللّٰهُ مَالًا فَلْيُرَ عَلَيْكَ اَثَرُ نِعْمَةِ اللّٰهِ وَكَرَامَتِهِ" .

✧✧ ابوالاحوص اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں عام سے کپڑے پہن کر حاضر ہوئے نبی اکرم ﷺ نے ان سے دریافت کیا: کیا تمہارے پاس مال نہیں ہے؟ اس نے عرض کی: جی ہاں۔ ہر طرح کا مال ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کون سی طرح کا مال ہے؟ انہوں نے عرض کی: اللہ تعالیٰ نے مجھے اونٹ، گائے، بکریاں، گھوڑے، غلام سب کچھ عطا کیا ہوا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے تمہیں عطا کیا ہوا ہے تو اللہ تعالیٰ کی نعمت کا اثر تم پر نظر آنا چاہیے۔

56 - باب ذِكْرِ الْفِطْرَةِ .

یہ باب ہے کہ فطرت کا تذکرہ

5240 - اَخْبَرَنَا ابْنُ السُّنِّىِّ قِرَاءَةً قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَحْمَدُ بْنُ شُعَيْبٍ لَفْظًا قَالَ اَنْبَاَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ - وَهُوَ ابْنُ سُلَيْمَانَ - قَالَ سَمِعْتُ مَعْمَرًا عَنِ الزُّهْرِىِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ لِىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "خَمْسٌ مِّنَ الْفِطْرَةِ قَصُّ الشَّارِبِ وَنَتْفُ الْاِبْطِ وَتَقْلِيْمُ الْاَظْفَارِ وَالْاِسْتِحْدَادُ وَالْخِتَانُ" .

✯✯ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے فرمایا:

پانچ چیزیں فطرت کا حصہ ہیں: مونچھیں چھوٹی کروانا' بغلوں کے بال صاف کرنا' ناخن تراشنا' زیر ناف بال صاف کرنا اور ختنہ کرنا۔

5238-اخرجه ابو داؤد في اللباس، باب في غسل الثوب و في الخلقان (الحديث 4063) مطولاً . واخرجه النسائي في الزينة، الجلاجل (الحديث 5239) مطولاً، و ذكر ما يستحب من لبس الثياب و ما يكره منها (الحديث 5309) . تحفة الاشراف (11203) .

5239-تقدم (الحديث 5238) .

5240-تقدم (الحديث 10) .

57 - باب اِحْفَاءِ الشَّوَارِبِ وَاِعْفَاءِ اللِّحْيَةِ .

یہ باب ہے کہ مونچھیں چھوٹی اور داڑھی بڑی رکھنا

5241 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنِىْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اَحْفُوا الشَّوَارِبَ وَاَعْفُوا اللِّحٰى" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''مونچھیں چھوٹی رکھو اور داڑھی بڑھاؤ''۔

58 - باب حَلْقِ رُءُوْسِ الصِّبْيَانِ .

یہ باب ہے کہ چھوٹے بچوں کے سر منڈوانا

5242 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِىْ قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ اَبِىْ يَعْقُوْبَ يُحَدِّثُ } عَنِ الْحَسَنِ بْنِ سَعْدٍ { عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ اَمْهَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اٰلَ جَعْفَرٍ ثَلَاثَةً اَنْ يَّاْتِيَهُمْ ثُمَّ اَتَاهُمْ فَقَالَ "لَا تَبْكُوْا عَلٰى اَخِىْ بَعْدَ الْيَوْمِ" . ثُمَّ قَالَ "ادْعُوْا اِلَىَّ بَنِىْ اَخِىْ" . فَجِىءَ بِنَا كَاَنَّا اَفْرُخٌ فَقَالَ "ادْعُوْا اِلَىَّ الْحَلَّاقَ" . فَاَمَرَ بِحَلْقِ رُءُوْسِنَا . مُخْتَصَرٌ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ (کی شہادت کے بعد) تین دن تک حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے گھر والوں کو مہلت دی' پھر آپ ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: آج کے بعد تم میرے بھائی پر نہ رونا' پھر آپ نے ارشاد فرمایا: میرے بھائی کے بچوں کو میرے پاس لے کر آؤ' تو ہمیں آپ کے پاس لایا گیا' ہم اُس وقت یوں تھے جیسے پرندوں کے بچے ہوتے ہیں' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حجام کو میرے پاس بلا کر لاؤ' پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے تحت ہمارے سر مونڈ دیے گئے۔

(امام نسائی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:) یہ روایت مختصر ہے۔

59 - بَاب ذِكْرِ النَّهْيِ عَنْ اَنْ يُحْلَقَ بَعْضُ شَعْرِ الصَّبِيِّ وَيُتْرَكَ بَعْضُهُ .

یہ باب ہے کہ بچے کے بعض بال مونڈ دینے اور بعض بال چھوڑ دینے کی ممانعت کا تذکرہ

5243 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ قَالَ اَنْبَاَنَا حَمَّادٌ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْقَزَعِ .

5241-تقدم (الحديث 15) .

5242-اخرجه ابو داؤد في الترجل، باب في حلق الراس (الحديث 4192) . تحفة الاشراف (5216) .

5243-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (7875) .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قزع سے منع کیا ہے۔

5244 - اَخْبَرَنِیْ اِبْرَاهِیْمُ بْنُ الْحَسَنِ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَیْجٍ اَخْبَرَنِیْ عُبَیْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ اَنَّهُ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ یَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَنْهٰی عَنِ الْقَزَعِ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو قزع سے منع کرتے ہوئے سنا ہے۔

5245 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَیْدُ اللّٰهِ عَنْ عُمَرَ بْنِ نَافِعٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْقَزَعِ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قزع سے منع کیا ہے۔

5246 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا یَحْیٰی قَالَ حَدَّثَنَا عُبَیْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عُمَرُ بْنُ نَافِعٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَهٰی عَنِ الْقَزَعِ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قزع سے منع فرمایا ہے۔

60 - باب اتِّخَاذِ الْجُمَّةِ .

یہ باب ہے کہ لمبے بال رکھنا

5247 - اَخْبَرَنَا عَلِیُّ بْنُ الْحُسَیْنِ عَنْ اُمَیَّةَ بْنِ خَالِدٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا مَرْبُوْعًا عَرِیْضَ مَا بَیْنَ الْمَنْكِبَیْنِ كَثَّ اللِّحْیَةِ تَعْلُوْهُ حُمْرَةٌ جُمَّتُهُ اِلٰی شَحْمَتَیْ اُذُنَیْهِ لَقَدْ رَاَیْتُهُ فِیْ حُلَّةٍ حَمْرَاءَ مَا رَاَیْتُ اَحْسَنَ مِنْهُ .

☆☆ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم درمیانے قد کے مالک تھے آپ کا سینہ کشادہ تھا' آپ کی داڑھی گھنی تھی اور آپ کے رنگ پر سرخی غالب تھی' آپ کے لمبے بال کانوں کی لَو تک آتے تھے' میں نے آپ کو سرخ حلہ پہنے ہوئے دیکھا ہے' میں نے آپ سے زیادہ خوبصورت کوئی نہیں دیکھا۔

5248 - اَخْبَرَنَا حَاجِبُ بْنُ سُلَیْمَانَ عَنْ وَكِیْعٍ عَنْ سُفْیَانَ عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ مَا رَاَیْتُ مِنْ

5244-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (8034) .

5245-تقدم (الحديث 5065) .

5246-تقدم (الحديث 5065) .

5247-اخرجه البخاري في المناقب، باب صفة النبي صلى الله عليه وسلم (الحديث 3551) . واخرجه مسلم في الفضائل، باب في صفة النبي صلى الله عليه وسلم وانه كان احسن الناس وجها (الحديث 91) . واخرجه ابو داؤد في اللباس، باب في الرخصة في ذلك (الحديث 4072)، و في الترجل، باب ما جاء في الشعر (الحديث 4184) . مختصرًا و اخرجه الترمذي في الشمائل، باب ما جاء في خلق رسول الله صلى الله عليه وسلم (الحديث 3)، و باب ما جاء في شعر رسول الله صلى الله عليه وسلم (الحديث 25) مختصرًا و الحديث عند: البخاري في اللباس، باب الثوب الاحمر (الحديث 5848) و الترمذي في الادب، باب ما جاء في الرخصة في لبس الحمرة للرجال (الحديث 2811م) و النسائي في الزينة، لبس الحلل (الحديث 5329) . تحفة الاشراف (1869) .

ذِیْ لِمَّةٍ اَحْسَنَ فِیْ حُلَّةٍ مِّنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَهٗ شَعْرٌ يَضْرِبُ مَنْكِبَيْهِ ۔

★★ حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حلہ پہن کر لمبے بالوں والا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ خوبصورت کوئی شخص میں نے نہیں دیکھا' آپ کے بال کندھوں تک آتے تھے۔

5249 – اَخْبَرَنَا عَلِیُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا اِسْمَاعِيْلُ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ شَعْرُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰی نِصْفِ اُذُنَيْهِ ۔

★★ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بال نصف کانوں تک آتے تھے۔

5250 – اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَبَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَضْرِبُ شَعْرُهٗ اِلٰی مَنْكِبَيْهِ ۔

★★ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بال آپ کے کندھوں تک آتے تھے۔

61 - باب تَسْكِيْنِ الشَّعْرِ ۔

یہ باب ہے کہ بال سنوارنا

5251 – اَخْبَرَنَا عَلِیُّ بْنُ خَشْرَمٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عِيْسٰی عَنِ الْاَوْزَاعِیِّ عَنْ حَسَّانَ بْنِ عَطِيَّةَ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّهٗ قَالَ اَتَانَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَاٰی رَجُلًا ثَائِرَ الرَّاْسِ فَقَالَ "اَمَا يَجِدُ هٰذَا مَا يُسَكِّنُ بِهٖ شَعْرَهٗ" ۔

★★ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے' آپ نے بکھرے ہوئے بالوں والا ایک شخص دیکھا تو فرمایا: کیا اس کے پاس کوئی ایسی چیز نہیں ہے' جس کے ذریعے یہ اپنے بال سنوارے۔

5252 – اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِیٍّ قَالَ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَلِیِّ بْنِ مُقَدَّمٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَی بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ مُّحَمَّدٍ

5248-اخرجه مسلم في الفضائل، باب في صفة النبي صلى الله عليه وسلم و انه كان احسن الناس و جهًا (الحديث 92) مطولًا و اخرجه ابو داؤد في الترجل، باب ما جاء في الشعر (الحديث 4183) و اخرجه الترمذي في اللباس، باب ما جاء في الرخصة في الثوب الاحمر للرجال (الحديث 1724) مطولًا، و في المناقب، باب ما جاء في صفة النبي صلى الله عليه وسلم (الحديث 3635) مطولًا، و في الشمائل، باب ما جاء في خلق الرسول الله صلى الله عليه وسلم (الحديث 4) مطولًا ۔ والحديث عند: الترمذي في الادب، باب ما جاء في الرخصة في لبس الحمرة للرجال (الحديث 2811م) ۔ تحفة الاشراف (1847) ۔

5249-اخرجه مسلم في الفضائل، باب صفة شعر النبي صلى الله عليه وسلم (الحديث 4186) و اخرجه الترمذي في الشمائل، باب ما جاء في شعر رسول الله صلى الله عليه وسلم (الحديث 23) ۔ تحفة الاشراف (567) ۔

5250-اخرجه البخاري في اللباس، باب الجعد (الحديث 5903 و 6904) و اخرجه مسلم في الفضائل، باب صفة شعر النبي صلى الله عليه وسلم (الحديث 95) ۔ تحفة الاشراف (1396) ۔

5251-اخرجه ابو داؤد في اللباس، باب في غسل الثوب وفي الخلقان (الحديث 4062) مطولًا ۔ تحفة الاشراف (3012) ۔

5252-انفرد به النسائي ۔ تحفة الاشراف (12127) ۔

بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ اَبِىْ قَتَادَةَ قَالَ كَانَتْ لَهُ جُمَّةٌ ضَخْمَةٌ فَسَاَلَ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَمَرَهُ اَنْ يُحْسِنَ اِلَيْهَا وَاَنْ يَتَرَجَّلَ كُلَّ يَوْمٍ .

★★ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات منقول ہے' ان کے بال لمبے اور گھنے تھے' انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں دریافت کیا' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ہدایت کی کہ وہ بال سنوار کر رکھا کریں' روزانہ ان میں کنگھی کیا کریں۔

62 - باب فَرْقِ الشَّعْرِ .

یہ باب ہے کہ بالوں میں مانگ نکالنا

5253 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَسْدُلُ شَعْرَهُ وَكَانَ الْمُشْرِكُوْنَ يَفْرُقُوْنَ شُعُوْرَهُمْ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ مُوَافَقَةَ اَهْلِ الْكِتَابِ فِيْمَا لَمْ يُؤْمَرْ فِيْهِ بِشَىْءٍ ثُمَّ فَرَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ ذٰلِكَ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پہلے بال سیدھے پیچھے کی طرف لے جاتے تھے' جبکہ مشرکین بالوں میں مانگ نکالا کرتے تھے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جس چیز کے بارے میں کوئی حکم نہ دیا گیا ہو' آپ اس میں اہل کتاب کی موافقت کرنا پسند کرتے تھے' پھر اس کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی مانگ نکالنا شروع کر دی۔

63 - باب التَّرَجُّلِ .

یہ باب ہے کہ کنگھی کرنا

5254 - اَخْبَرَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ اَنَّ رَجُلًا مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَالُ لَهُ عُبَيْدٌ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَنْهٰى عَنْ كَثِيْرٍ مِّنَ الْاِرْفَاهِ . سُئِلَ ابْنُ بُرَيْدَةَ عَنِ الْاِرْفَاهِ قَالَ مِنْهُ التَّرَجُّلُ .

☆☆ عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی جن کا نام عبید تھا' انہوں نے یہ بات بیان کی

5253-اخرجه البخاري في المناقب، باب صفة النبي صلى الله عليه وسلم (الحديث 3558)، و في مناقب الانصار، باب اتيان اليهود النبي صلى الله عليه وسلم حين قدم المدينة (الحديث 3944)، و في اللباس، باب الفرق (الحديث 5917) . واخرجه مسلم في الفضائل باب في سدل النبي صلى الله عليه وسلم شعره و فرقه (الحديث 90) و اخرجه ابو داؤد في الترجل، باب ما جاء في الفرق (الحديث 4188) و اخرجه الترمذي في الشمائل، باب ما جاء في شعر رسول الله صلى الله عليه وسلم (الحديث 29) . واخرجه ابن ماجه في اللباس، باب اتخاذ الجمة و الذوائب (الحديث 3632) . تحفة الاشراف (5836) .

5254-تقدم (الحديث 5073) .

ہے' نبی اکرم ﷺ نے زیادہ بناؤ سنگھار سے منع کیا ہے۔

ابن بریدہ سے دریافت کیا گیا: اس بناؤ سنگھار سے مراد کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: اس میں کنگھی کرنا بھی شامل ہے۔

64 - باب التَّيَامُنِ فِي التَّرَجُّلِ .

یہ باب ہے کہ دائیں طرف (پہلے) کنگھی کرنا

5255 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَخْبَرَنِى الْاَشْعَثُ قَالَ سَمِعْتُ اَبِى يُحَدِّثُ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ وَذَكَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُحِبُّ التَّيَامُنَ مَا اسْتَطَاعَ فِى طُهُوْرِهٖ وَتَنَعُّلِهٖ وَتَرَجُّلِهٖ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات ذکر کی کہ نبی اکرم ﷺ وضو کرنے میں' جوتا پہننے میں اور کنگھی کرنے میں جہاں تک ہوسکتا تھا' دائیں طرف (سے آغاز کو) پسند کرتے تھے۔

65 - باب الْاَمْرِ بِالْخِضَابِ .

یہ باب ہے کہ خضاب لگانے کا حکم

5256 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِى سَلَمَةَ وَسُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ اَنَّهُمَا سَمِعَا اَبَا هُرَيْرَةَ يُخْبِرُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اِنَّ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى لَا يَصْبُغُوْنَ فَخَالِفُوْهُمْ" .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''یہودی اور عیسائی خضاب نہیں لگاتے ہیں' تم ان کے برخلاف کرو''۔

5257 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ - وَهُوَ ابْنُ الْحَارِثِ - قَالَ حَدَّثَنَا عَزْرَةُ - وَهُوَ ابْنُ ثَابِتٍ - عَنْ اَبِى الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ اُتِىَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاَبِىْ قُحَافَةَ وَرَاْسُهٗ وَلِحْيَتُهٗ كَاَنَّهٗ ثَغَامَةٌ فَقَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "غَيِّرُوْا اَوِ اخْضِبُوْا" .

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حضرت ابوقحافہ رضی اللہ عنہ کو لایا گیا' ان کے (سر اور داڑھی کے بال) ثغامہ (پھول کی طرح سفید) تھے' تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: انہیں تبدیل کرلو (راوی کو شک ہے' شاید یہ الفاظ ہیں:) انہیں خضاب لگاؤ۔

5255-تقدم (الحديث 112) .

5256-تقدم (الحديث 5087) .

5257-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (2885) .

66 - باب تَصْفِيرِ اللِّحْيَةِ .

یہ باب ہے کہ داڑھی پر زرد خضاب لگانا

5258 - اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو قُتَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ عُبَيْدٍ قَالَ رَاَيْتُ ابْنَ عُمَرَ يُصَفِّرُ لِحْيَتَهُ فَقُلْتُ لَهُ فِي ذٰلِكَ فَقَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَفِّرُ لِحْيَتَهُ .

☆☆ عبید بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو داڑھی پر زرد خضاب لگاتے ہوئے دیکھا' میں نے ان سے اس بارے میں دریافت کیا' تو انہوں نے فرمایا: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو داڑھی پر زرد خضاب لگاتے ہوئے دیکھا ہے۔

67 - باب تَصْفِيرِ اللِّحْيَةِ بِالْوَرْسِ وَالزَّعْفَرَانِ .

یہ باب ہے کہ داڑھی پر ورس اور زعفران کے ذریعے زرد خضاب لگانا

5259 - اَخْبَرَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ قَالَ اَنْبَاَنَا عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ اَبِي رَوَّادٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلْبَسُ النِّعَالَ السِّبْتِيَّةَ وَيُصَفِّرُ لِحْيَتَهُ بِالْوَرْسِ وَالزَّعْفَرَانِ . وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سبتی جوتے پہن لیا کرتے تھے' آپ اپنی داڑھی پر ورس اور زعفران کا خضاب لگاتے تھے۔

(راوی کہتے ہیں:) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے۔

68 - باب الْوَصْلِ فِي الشَّعْرِ .

یہ باب ہے کہ مصنوعی بال لگانا

5260 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ بِالْمَدِيْنَةِ وَاَخْرَجَ مِنْ كُمِّهِ قُصَّةً مِّنْ شَعْرٍ فَقَالَ يَا اَهْلَ الْمَدِيْنَةِ اَيْنَ عُلَمَاؤُكُمْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ

5258-اخرجه البخاري في الوضوء، باب غسل الرجلين في النعلين ولا يمسح على النعلين (الحديث 166) مطولاً، و في اللباس، باب النعال السبتية وغيرها (الحديث 5851) مطولاً، و اخرجه مسلم في الحج، باب الاهلال من حيث تنبعث الراحلة (الحديث 25 و 26) مطولاً، و اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب في وقت الاحرام (الحديث 1772) مطولاً . واخرجه ابن ماجه في اللباس، باب الخضاب بالصفرة (الحديث 3626) و الحديث عند: الترمذي في الشمائل، باب ما جاء في نعل رسول الله صلى الله عليه وسلم (الحديث 74) . و النسائي في الطهارة، باب الوضوء في النعل (الحديث 117)، و في مناسك الحج، العمل في الاهلال (الحديث 2759)، و ترك استلام الركنين الآخرين (الحديث 2950) . تحفة الاشراف (7316) .

5259-اخرجه ابو داؤد في الترجل، باب ما جاء في خضاب الصفرة (الحديث 4210) . تحفة الاشراف (7762) .

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهٰى عَنْ مِثْلِ هٰذِهٖ وَقَالَ "اِنَّمَا هَلَكَتْ بَنُوْ اِسْرَآئِيْلَ حِيْنَ اتَّخَذَ نِسَاؤُهُمْ مِثْلَ هٰذَا"۔

★★ حمید بن عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ میں منبر پر یہ کہتے ہوئے سنا' انہوں نے اپنی آستین میں سے ایک نقلی بالوں کی وگ نکالی اور بولے: اے اہل مدینہ! تمہارے علماء کہاں ہیں؟ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس چیز کے استعمال سے منع کرتے ہوئے سنا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا: بنی اسرائیل اس وقت ہلاکت کا شکار ہوئے تھے' جب ان کی خواتین نے اسے استعمال کرنا شروع کیا تھا۔

5261 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ قَدِمَ مُعَاوِيَةُ الْمَدِيْنَةَ فَخَطَبَنَا وَاَخَذَ كُبَّةً مِّنْ شَعْرٍ قَالَ مَا كُنْتُ اَرٰى اَحَدًا يَفْعَلُهُ اِلَّا الْيَهُوْدَ وَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلَغَهُ فَسَمَّاهُ الزُّوْرَ ۔

★★ سعید بن مسیب بیان کرتے ہیں: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ تشریف لائے' انہوں نے ہمیں خطبہ دیا' انہوں نے مصنوعی بالوں کی ایک وگ پکڑی اور بولے: میں' تو یہ سمجھتا ہوں کہ صرف یہودی ہی اسے استعمال کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے بارے میں پتہ چلا تھا تو آپ نے اسے جھوٹ کا نام دیا تھا۔

69 - باب وَصْلِ الشَّعْرِ بِالْخِرَقِ ۔

یہ باب ہے کہ بالوں میں کپڑے کے ٹکڑے ملانا

5262 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى بْنِ الْحَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا مَحْبُوْبُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَعْقُوْبَ بْنِ الْقَعْقَاعِ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ مُعَاوِيَةَ اَنَّهٗ قَالَ يٰاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَاكُمْ عَنِ الزُّوْرِ ۔ قَالَ وَجَآءَ بِخِرْقَةٍ سَوْدَاءَ فَاَلْقَاهَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ فَقَالَ هُوَ هٰذَا تَجْعَلُهُ الْمَرْاَةُ فِيْ رَاْسِهَا ثُمَّ تَخْتَمِرُ عَلَيْهِ ۔

★★ سعید بن مسیب' حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: انہوں نے فرمایا:
''اے لوگو! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں جھوٹ سے منع کیا ہے''۔
راوی کہتے ہیں: پھر وہ سیاہ ٹکڑے کا ایک کپڑا لے کر آئے اور اسے لوگوں کے سامنے رکھا اور بولے: یہ وہ چیز ہے' جسے عورت اپنے سر میں استعمال کرتی ہے اور پھر اس پر اوڑھنی رکھ لیتی ہے۔

5260-اخرجه البخاري في احاديث الانبياء، باب 54 . (الحديث 3468)، و في اللباس، باب وصل الشعر (الحديث 5932) و اخرجه مسلم في اللباس و الزينة، باب تحريم فعل الواصلة و المستوصلة و الواشمة و المستوشمة و النامصة و المتنمصة و المتفلجات، و المغيرات خلق الله (الحديث 122) و اخرجه ابو داؤد في الترجل، باب صلة الشعر (الحديث 4167) و اخرجه الترمذي في الادب، باب ما جاء في كراهية اتخاذ القصة (الحديث 2781) . تحفة الاشراف (11407) .

5261-تقدم (الحديث 5107) .

5262-تقدم (الحديث 5107) .

5263 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحِيمِ قَالَ حَدَّثَنَا اَسَدُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ اَبِى عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ مُعَاوِيَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الزُّوْرِ وَالزُّوْرُ الْمَرْاَةُ تَلُفُّ عَلٰى رَاْسِهَا .

★★ سعید بن مسیب' حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جھوٹ سے منع کیا ہے' اور جھوٹ میں یہ بات بھی شامل ہے' جو عورت اپنے سر پر لپیٹ لیتی ہے۔

70 - باب لَعْنِ الْوَاصِلَةِ .

یہ باب ہے کہ مصنوعی بال لگانے والی عورت پر لعنت

5264 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ الْوَاصِلَةَ .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مصنوعی بال لگانے والی عورت پر لعنت کی ہے۔

71 - باب لَعْنِ الْوَاصِلَةِ وَالْمُسْتَوْصِلَةِ .

یہ باب ہے کہ مصنوعی بال لگانے والی اور مصنوعی بال لگوانے والی عورت پر لعنت

5265 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَتْنِى فَاطِمَةُ عَنْ اَسْمَاءَ اَنَّ امْرَاَةً جَائَتْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ بِنْتًا لِّى عَرُوْسٌ وَّاِنَّهَا اشْتَكَتْ فَتَمَزَّقَ شَعْرُهَا فَهَلْ عَلَىَّ جُنَاحٌ اِنْ وَّصَلْتُ لَهَا فِيْهِ فَقَالَ "لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ" .

★★ سیدہ اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہما بیان کرتی ہیں: ایک خاتون نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی' اس نے عرض کی: یارسول اللہ! میری بیٹی کی شادی ہے' وہ بیمار ہوگئی تھی جس کی وجہ سے اس کے بال جھڑ گئے ہیں' اگر میں اسے مصنوعی بال لگا دوں' تو کیا مجھ پر کوئی گناہ تو نہیں ہوگا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مصنوعی بال لگانے والی اور مصنوعی بال لگوانے والی عورت پر لعنت کی ہے۔

72 - باب لَعْنِ الْوَاشِمَةِ وَالْمُوتَشِمَةِ .

یہ باب ہے کہ گودنے والی اور گدوانے والی عورت پر لعنت

5266 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ

5263-تقدم (الحديث 5107) .

5264-تقدم (الحديث 5111) .

5265-تقدم (الحديث 5109) .

عُمَرَ قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَاصِلَةَ وَالْمُوتَصِلَةَ وَالْوَاشِمَةَ وَالْمُوتَشِمَةَ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مصنوعی بال لگانے والی اور مصنوعی بال لگوانے والی یا جسم کے کسی حصے کو گودنے والی یا گدوانے والی عورت پر لعنت کی ہے۔

73 - باب لَعْنِ الْمُتَنَمِّصَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ .

یہ باب ہے کہ چہرے کے بال نوچنے والی اور دانتوں کو کشادہ کرنے والی عورت پر لعنت

5267 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ لَعَنَ اللّٰهُ الْمُتَنَمِّصَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ اَلَا اَلْعَنُ مَنْ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

☆☆ حضرت عبداللہ (بن مسعود) رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے چہرے کے بال نوچنے والی اور دانتوں کو کشادہ کرنے والی عورتوں پر لعنت کی ہے اور میں ہر اس شخص پر لعنت کرتا ہوں جس پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی ہے۔

5268 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ حَدَّثَنَا اَبِىْ قَالَ سَمِعْتُ الْاَعْمَشَ يُحَدِّثُ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ وَالْمُتَنَمِّصَاتِ الْمُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (جسم کے کسی حصے کو) گودنے والی عورت دانتوں کو کشادہ کرنے والی عورت اور چہرے کے بال نوچنے والی عورت پر لعنت کی ہے جو اللہ تعالیٰ کی تخلیق کو تبدیل کر دیتی ہے۔

5269 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِىْ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ اَبِىْ عُبَيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ لَعَنَ اللّٰهُ الْمُتَنَمِّصَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ وَالْمُتَوَشِّمَاتِ الْمُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللّٰهِ . فَاَتَتْهُ امْرَاَةٌ فَقَالَتْ اَنْتَ الَّذِىْ تَقُوْلُ كَذَا وَكَذَا قَالَ وَمَا لِىَ لَا اَقُوْلُ مَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے چہرے کے بال نوچنے والی عورت دانت کشادہ کرنے والی عورت (اور جسم کا کوئی حصہ) گودنے والی عورت پر لعنت کی ہے جو اللہ تعالیٰ کی تخلیق کو تبدیل کرتی ہیں۔ (راوی کہتے ہیں:) ایک خاتون حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آئی اور بولی: آپ نے یہ بات اس طرح بیان کی ہے تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں وہ بات کیوں نہ کہوں جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمائی ہے۔

5266-تقدم (الحديث 5110) .

5267-تقدم (الحديث 5114) .

5268-تقدم (الحديث 5115) .

5269-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (9604) .

5270 – اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَیْمَانَ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ قَالَ کَانَ عَبْدُ اللّٰهِ یَقُوْلُ لَعَنَ اللّٰهُ الْمُتَوَشِّمَاتِ وَالْمُتَنَمِّصَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ اَلَا اَلْعَنُ مَنْ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے (جسم کا کوئی حصہ) گدوانے والی عورت' چہرے کے بال نوچنے والی عورت' دانتوں کو کشادہ کرنے والی عورت پر لعنت کی ہے' اور جس پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی ہے' میں بھی اس پر لعنت کرتا ہوں۔

74 - باب التَّزَعْفُرِ .

یہ باب ہے کہ زعفران استعمال کرنا

5271 – اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ عَنْ اِسْمَاعِیْلَ عَنْ عَبْدِ الْعَزِیْزِ عَنْ اَنَسٍ قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ یَّتَزَعْفَرَ الرَّجُلُ .

☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع کیا ہے' آدمی زعفران استعمال کرے۔

5272 – اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ بْنِ عَلِیِّ بْنِ مُقَدَّمٍ قَالَ حَدَّثَنَا زَکَرِیَّا بْنُ یَحْیَی بْنِ عُمَارَةَ الْاَنْصَارِیُّ عَنْ عَبْدِ الْعَزِیْزِ بْنِ صُهَیْبٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ یُّزَعْفِرَ الرَّجُلُ جِلْدَهٗ .

☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع کیا ہے' آدمی اپنی جلد پر زعفرانی رنگ لگائے۔

75 - باب الطِّیْبِ .

یہ باب ہے کہ خوشبو (کے بارے میں روایات)

5273 – اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ قَالَ اَنْبَاَنَا وَکِیْعٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَزْرَةُ بْنُ ثَابِتٍ عَنْ ثُمَامَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَنَسٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اُتِیَ بِطِیْبٍ لَّمْ یَرُدَّهٗ .

☆☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں (تحفے کے طور پر) خوشبو پیش کی

5270-تقدم (الحدیث 5115) .

5271-تقدم (الحدیث 2705) .

5272-انفرد به النسائی . تحفة الاشراف (1021) .

5273-اخرجه البخاری فی الهبة، باب ما لا یرد من الهدیة (الحدیث 2582) مطولًا و فی اللباس، باب من لم یرد الطیب (الحدیث 5929) مطولًا و اخرجه الترمذی فی الادب، باب ما جاء فی کراهیة رد الطیب (الحدیث 2789) مطولًا، و فی الشمائل، باب ما جاء فی تعطر رسول الله صلی الله علیه وسلم (الحدیث 208) مطولًا . تحفة الاشراف (499) .

اللّٰهِ بْنِ حُنَيْنٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ نُهِيتُ عَنِ الثَّوْبِ الْاَحْمَرِ وَخَاتَمِ الذَّهَبِ وَاَنْ اَقْرَاَ وَاَنَا رَاكِعٌ ۔

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: مجھے سرخ کپڑا پہننے' سونے کی انگوٹھی پہننے اور رکوع کی حالت میں تلاوت کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

5282 - اَخْبَرَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ قَالَ اَخْبَرَنِىْ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حُنَيْنٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ نَهَانِى النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ خَاتَمِ الذَّهَبِ وَاَنْ اَقْرَاَ الْقُرْآنَ وَاَنَا رَاكِعٌ وَعَنِ الْقَسِّيِّ وَعَنِ الْمُعَصْفَرِ ۔

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما' حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے سونے کی انگوٹھی پہننے' رکوع کے دوران قرآن کی تلاوت کرنے' قسی اور معصفر پہننے سے منع کیا۔

5283 - اَخْبَرَنَا عِيْسَى بْنُ حَمَّادٍ عَنِ اللَّيْثِ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِىْ حَبِيْبٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حُنَيْنٍ اَنَّ اَبَاهُ حَدَّثَهُ اَنَّهُ سَمِعَ عَلِيًّا يَقُوْلُ نَهَانِىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ خَاتَمِ الذَّهَبِ وَعَنْ لُبُوْسِ الْقَسِّيِّ وَالْمُعَصْفَرِ وَقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ وَاَنَا رَاكِعٌ ۔

☆☆ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے سونے کی انگوٹھی پہننے' قسی اور معصفر پہننے اور رکوع کے دوران قراءت کرنے سے منع کیا ہے۔

5284 - قَالَ الْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ حَدَّثَنِىْ مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حُنَيْنٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ نَهَانِىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْقِرَاءَةِ فِى الرُّكُوْعِ ۔

☆☆ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے رکوع میں قراءت کرنے سے منع کیا ہے۔

5285 - اَخْبَرَنِىْ هَارُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا حَرْبٌ عَنْ يَحْيٰى حَدَّثَنِىْ عَمْرُو بْنُ سَعْدٍ الْفَدَكِىُّ اَنَّ نَافِعًا اَخْبَرَهُ حَدَّثَنِى ابْنُ حُنَيْنٍ اَنَّ عَلِيًّا حَدَّثَهُ قَالَ نَهَانِىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ثِيَابِ الْمُعَصْفَرِ وَعَنْ خَاتَمِ الذَّهَبِ وَلُبْسِ الْقَسِّيِّ وَاَنْ اَقْرَاَ وَاَنَا رَاكِعٌ ۔

☆☆ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے معصفر پہننے' قسی پہننے اور رکوع کے دوران قراءت کرنے سے منع کیا ہے۔

5281-اخرجه مسلم في الصلاة، باب النهي عن قراءة القرآن في الركوع والسجود (الحديث 214) ۔ تحفة الاشراف (5786) ۔

5282-تقدم (الحديث 5040) ۔

5283-تقدم (الحديث 5042) ۔

5284-تقدم (الحديث 5042) ۔

5285-تقدم (الحديث 5042)۔

5286 - اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ دُرُسْتَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اِسْمَاعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اَبِيْ كَثِيْرٍ اَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ اِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَهُ عَنِ ابْنِ حُنَيْنٍ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ نَهَانِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اَرْبَعٍ عَنْ لُبْسِ ثَوْبٍ مُعَصْفَرٍ وَّعَنِ التَّخَتُّمِ بِخَاتَمِ الذَّهَبِ وَعَنْ لُبْسِ الْقَسِّيَّةِ وَاَنْ اَقْرَاَ الْقُرْآنَ وَاَنَا رَاكِعٌ .

☆☆ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے چار چیزوں سے منع کیا ہے:
''معصفر کپڑا پہننے' سونے کی انگوٹھی پہننے اور قسی کپڑا پہننے اور رکوع کے دوران قرآن کی تلاوت کرنے (سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے منع کیا ہے)''۔

5287 - اَخْبَرَنِيْ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ يَعْقُوْبَ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيٰى اَخْبَرَنِيْ خَالِدُ بْنُ مَعْدَانَ اَنَّ ابْنَ حُنَيْنٍ حَدَّثَهُ اَنَّ عَلِيًّا قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ ثِيَابِ الْمُعَصْفَرِ وَعَنِ الْحَرِيْرِ وَاَنْ يَقْرَاَ وَهُوَ رَاكِعٌ وَّعَنْ خَاتَمِ الذَّهَبِ .

☆☆ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے معصفر کپڑا پہننے' ریشم پہننے اور رکوع کے دوران قراءت کرنے اور سونے کی انگوٹھی پہننے سے منع کیا ہے۔

5288 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّضْرَ بْنَ اَنَسٍ عَنْ بَشِيْرِ بْنِ نَهِيْكٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ نَهٰى عَنْ خَاتَمِ الذَّهَبِ .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی پہننے سے منع کیا ہے۔

5289 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَفْصِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ قَالَ حَدَّثَنِيْ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنِ الْحَجَّاجِ - وَهُوَ ابْنُ الْحَجَّاجِ - عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُبَيْدٍ عَنْ بُشَيْرِ بْنِ نَهِيْكٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ تَخَتُّمِ الذَّهَبِ .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی پہننے سے منع کیا ہے۔

79 - باب صِفَةِ خَاتَمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَقْشِهِ .

یہ باب ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی کا حلیہ اور اس کا نقش

5286-تقدم (الحديث 5042) .

5287-تقدم (الحديث 5042) .

5288-اخرجه البخاري في اللباس، باب خواتيم الذهب (الحديث 5864) و اخرجه مسلم في اللباس و الزينة، باب تحريم خاتم الذهب على الرجال و نسخ ما كان من اباحته في اول الاسلام (الحديث 51) . واخرجه النسائي في الزينة، النهي عن لبس خاتم الذهب (الحديث 5289) . تحفة الاشراف (12214) .

5289-تقدم (الحديث 5288) .

5290 - اَخْبَرَنَا عَلِیُّ بْنُ حُجْرٍ عَنْ اِسْمَاعِیْلَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِیْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ اتَّخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمَ الذَّهَبِ فَلَبِسَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاتَّخَذَ النَّاسُ خَوَاتِیْمَ الذَّهَبِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ "اِنِّیْ کُنْتُ اَلْبَسُ هٰذَا الْخَاتَمَ وَاِنِّیْ لَنْ اَلْبَسَهٗ اَبَدًا" ۔ فَنَبَذَهٗ فَنَبَذَ النَّاسُ خَوَاتِیْمَهُمْ ۔

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی بنوائی اور اسے پہن لیا تو لوگوں نے بھی سونے کی انگوٹھیاں پہن لیں' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
میں نے یہ انگوٹھی پہن لی تھی' اب میں اسے کبھی بھی نہیں پہنوں گا۔
آپ نے اس انگوٹھی کو اتار دیا تو لوگوں نے بھی ان انگوٹھیوں کو اتار دیا۔

5291 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَیْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ کَانَ نَقْشُ خَاتَمِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ ۔

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی کا یہ نقش تھا: ''محمد رسول اللہ''۔

5292 - اَخْبَرَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِیْمِ قَالَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ قَالَ اَنْبَاَنَا یُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اتَّخَذَ خَاتَمًا مِّنْ وَّرِقٍ وَّفَصُّهٗ حَبَشِیٌّ وَّنَقْشُهٗ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۔

★★ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی' جس کا نگینہ حبشی تھا' اس پر ''محمد رسول اللہ'' نقش تھا۔

5293 - اَخْبَرَنَا حُمَیْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ عَنْ بِشْرٍ - وَهُوَ ابْنُ الْمُفَضَّلِ - قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ اَرَادَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ یَّکْتُبَ اِلَی الرُّوْمِ فَقَالُوْا اِنَّهُمْ لَا یَقْرَئُوْنَ کِتَابًا اِلَّا مَخْتُوْمًا ۔ فَاتَّخَذَ خَاتَمًا مِّنْ فِضَّةٍ کَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی بَیَاضِهٖ فِیْ یَدِهٖ وَنُقِشَ فِیْهِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۔

★★ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے روم (کے حکمران کو) کو خط لکھنے کا ارادہ کیا' تو لوگوں نے بتایا:
وہ لوگ صرف اسی خط کو پڑھتے ہیں جس پر مہر لگی ہوئی ہو' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی۔
(راوی کہتے ہیں:) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک میں اس کی چمک کا منظر آج بھی میری نگاہ میں ہے' اس پر ''محمد رسول اللہ'' نقش تھا۔

5294 - اَخْبَرَنَا قُتَیْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ یُوْنُسَ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ

5290-تقدم (الحدیث 5179) .

5291-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (8106) .

5292-تقدم (الحدیث 5211) .

5293-تقدم (الحدیث 5216) .

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اتَّخَذَ خَاتَمًا مِّنْ وَّرِقٍ وَّفَصُّهُ حَبَشِيٌّ .

★★ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی جس کا نگینہ حبشی تھا۔

5295 - اَخْبَرَنَا الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّا قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنِ الْحَسَنِ - وَهُوَ ابْنُ صَالِحٍ - عَنْ عَاصِمٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ خَاتَمُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ فِضَّةٍ وَّفَصُّهُ مِنْهُ .

★★ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی چاندی کی بنی ہوئی تھی اور اس کا نگینہ بھی (چاندی ہی) کا بنا ہوا تھا۔

5296 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ - وَاللَّفْظُ لَهُ - قَالَا حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "قَدِ اصْطَنَعْنَا خَاتَمًا وَّنَقَشْنَا عَلَيْهِ نَقْشًا فَلَا يَنْقُشْ عَلَيْهِ اَحَدٌ" .

★★ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''ہم نے انگوٹھی بنوائی ہے ہم نے اس پر ایک نقش کندہ کروایا ہے تو کوئی شخص اس طرح کا نقش نہ بنوائے''۔

80 - باب مَوْضِعِ الْخَاتَمِ .

یہ باب ہے کہ انگوٹھی پہننے کی جگہ

5297 - اَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اصْطَنَعَ خَاتَمًا فَقَالَ "اِنَّا قَدِ اتَّخَذْنَا خَاتَمًا وَّنَقَشْنَا عَلَيْهِ نَقْشًا فَلَا يَنْقُشْ عَلَيْهِ اَحَدٌ" . وَاِنِّيْ لَاَرٰى بَرِيْقَهُ فِيْ خِنْصَرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

★★ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انگوٹھی بنوائی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''ہم نے انگوٹھی بنوائی ہے اور ہم نے اس پر ایک نقش کندہ کروایا ہے تو کوئی بھی شخص اس طرح سے نقش نہ بنوائے''۔

(راوی کہتے ہیں:) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے چھوٹی انگلی میں اس کی چمک کا منظر آج بھی میری نگاہ میں ہے۔

5298 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَامِرٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ الْعَوَّامِ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَخَتَّمُ فِيْ يَمِيْنِهِ .

5294-تقدم (الحديث 5211) .

5295-تقدم (الحديث 5213) .

5296-اخرجه مسلم في اللباس و الزينة، باب لبس النبي صلى الله عليه وسلم خاتمًا من ورق نقشه محمد رسول الله صلى الله عليه وسلم و لبس الخلفاء له من بعده (الحديث 55م) واخرجه ابن ماجه في اللباس، باب نقش الخاتم (الحديث 3640) . تحفة الاشراف (999) .

5297-اخرجه البخاري في اللباس، باب الخاتم في الخنصر (الحديث 5874) . تحفة الاشراف (1044) .

5298-اخرجه الترمذي في الشمائل، باب ما جاء في تختم رسول الله صلى الله عليه وسلم (الحديث 97) . تحفة الاشراف (1196) .

☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنا کرتے تھے۔

5299 - اَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عِيْسَى الْبِسْطَامِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سَلْمُ بْنُ قُتَيْبَةَ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى بَيَاضِ خَاتَمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ اِصْبَعِهِ الْيُسْرٰى .

☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بائیں انگلی میں آپ کی انگوٹھی کی چمک کا منظر آج بھی میری نگاہ میں ہے۔

5300 - اَخْبَرَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا بَهْزُ بْنُ اَسَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ قَالَ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ اَنَّهُمْ سَاَلُوْا اَنَسًا عَنْ خَاتَمِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى وَبِيْصِ خَاتَمِهٖ مِنْ فِضَّةٍ . وَرَفَعَ اِصْبَعَهُ الْيُسْرٰى الْخِنْصَرَ .

☆☆ ثابت بیان کرتے ہیں: لوگوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی کے بارے میں دریافت کیا' تو انہوں نے فرمایا: چاندی کی بنی ہوئی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی کا منظر' آج بھی میری نگاہ میں ہے۔
پھر حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اپنے بائیں ہاتھ کی سب سے چھوٹی انگلی کو بلند کیا۔
(یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس انگلی میں انگوٹھی پہنی تھی)۔

5301 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ عَنْ اَبِيْ بُرْدَةَ قَالَ سَمِعْتُ عَلِيًّا يَقُوْلُ نَهَانِيْ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْخَاتَمِ فِي السَّبَّابَةِ وَالْوُسْطٰى .

☆☆ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے شہادت کی انگلی اور اس کے ساتھ والی انگلی میں انگوٹھی پہننے سے منع کیا ہے۔

5302 - اَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ اَبِي الْاَحْوَصِ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ عَنْ اَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ نَهَانِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ اَلْبَسَ فِيْ اِصْبَعِيْ هٰذِهٖ وَفِي الْوُسْطٰى وَالَّتِيْ تَلِيْهَا .

☆☆ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنی ان انگلیوں میں انگوٹھی پہننے سے منع کیا ہے' حضرت علی رضی اللہ عنہ نے درمیانی انگلی اور اس کے ساتھ والی انگلی کے بارے میں یہ بات بیان کی۔

81 - باب مَوْضِعِ الْفَصِّ .

یہ باب ہے کہ نگینے کی جگہ

5299-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (1291) .

5300-اخرجه مسلم في المساجد و مواضع الصلاة، باب وقت العشاء و تاخيرها (الحديث 222) مطولاً، و في اللباس و الزينة، باب في لبس الخاتم في الخنصر من اليد (الحديث 63) بنحوه . تحفة الاشراف (333) .

5301-تقدم (الحديث 5226) .

5302-تقدم (الحديث 5226) .

5303 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَيُّوْبَ بْنِ مُوْسٰى عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَخَتَّمُ بِخَاتَمٍ مِّنْ ذَهَبٍ ثُمَّ طَرَحَهُ وَلَبِسَ خَاتَمًا مِّنْ وَّرِقٍ وَّنَقَشَ عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ثُمَّ قَالَ

"لَا يَنْبَغِي لِاَحَدٍ اَنْ يَّنْقُشَ عَلٰى نَقْشِ خَاتَمِي هٰذَا" . وَجَعَلَ فَصَّهُ فِيْ بَطْنِ كَفِّهِ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی بنوائی' پھر آپ نے اسے اتار دیا اور پھر آپ نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی اور اس پر ''محمد رسول اللہ'' نقش کروایا' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کسی بھی شخص کے لیے یہ بات مناسب نہیں ہے' کہ وہ میری انگوٹھی کے نقش کی طرح کا نقش بنوائے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کا نگینہ ہتھیلی کی طرف رکھتے تھے۔

82 - باب طَرْحِ الْخَاتَمِ وَتَرْكِ لُبْسِهِ .

یہ باب ہے کہ انگوٹھی اتار دینا اور اسے پہننا ترک کر دینا

5304 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ مِغْوَلٍ عَنْ سُلَيْمَانَ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اتَّخَذَ خَاتَمًا فَلَبِسَهُ قَالَ "شَغَلَنِيْ هٰذَا عَنْكُمْ مُنْذُ الْيَوْمِ اِلَيْهِ نَظْرَةٌ وَّاِلَيْكُمْ نَظْرَةٌ" . ثُمَّ اَلْقَاهُ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انگوٹھی بنوائی' پھر آپ نے اسے پہن لیا' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اس انگوٹھی کی وجہ سے میری توجہ تم سے منتشر ہوگئی ہے' آج میں کبھی اسے دیکھ رہا تھا' کبھی تمہیں دیکھ رہا تھا''۔

پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس انگوٹھی کو اتار دیا تھا۔

5305 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اصْطَنَعَ خَاتَمًا مِّنْ ذَهَبٍ وَّكَانَ يَلْبَسُهُ فَجَعَلَ فَصَّهُ فِيْ بَاطِنِ كَفِّهِ فَصَنَعَ النَّاسُ ثُمَّ اِنَّهُ جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَنَزَعَهُ وَقَالَ "اِنِّيْ كُنْتُ اَلْبَسُ هٰذَا الْخَاتَمَ وَاَجْعَلُ فَصَّهُ مِنْ دَاخِلٍ" . فَرَمٰى بِهِ ثُمَّ قَالَ "وَاللّٰهِ لَا اَلْبَسُهُ اَبَدًا" . فَنَبَذَ النَّاسُ خَوَاتِيْمَهُمْ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی بنوائی اور اسے پہن لیا' آپ نے اس کا نگینہ ہتھیلی کی سمت میں رکھا' لوگوں نے بھی انگوٹھیاں بنوالیں' ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما ہوئے اور آپ نے اُس

5303-تقدم (الحديث 5231) .

5304-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (5515) .

5305-اخرجه البخاري في الايمان و النذور، باب من حلف على الشيء و ان لم يحلف (الحديث 6651) . و اخرجه مسلم في اللباس و الزينة، باب تحريم خاتم الذهب على الرجال و نسخ ما كان من اباحته في اول الاسلام (الحديث 53) . تحفة الاشراف (8281) .

انگوٹھی کواتار دیا' آپ نے ارشاد فرمایا: میں نے اس انگوٹھی کو پہنا تھا اور میں اس کا نگینہ اندر کی طرف رکھتا تھا' پھر آپ نے اس انگوٹھی کو ایک طرف رکھ دیا' پھر آپ نے ارشاد فرمایا:

''اللہ کی قسم! اب میں اسے کبھی بھی نہیں پہنوں گا''۔ تو لوگوں نے بھی اپنی انگوٹھیاں اتار دیں۔

5306 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قِرَاءَةً عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَنَسٍ اَنَّهُ رَاَى فِيْ يَدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمًا مِّنْ وَّرِقٍ يَّوْمًا وَّاحِدًا فَصَنَعُوْهُ فَلَبِسُوْهُ فَطَرَحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَطَرَحَ النَّاسُ .

☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک میں چاندی کی بنی ہوئی انگوٹھی صرف ایک دن دیکھی تھی' لوگوں نے بھی انگوٹھیاں بنوا کر انہیں پہن لیا تھا' پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انگوٹھی اتار دی تھی' تو لوگوں نے بھی اتار دی تھیں۔

5307 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ اَبِيْ بِشْرٍ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اتَّخَذَ خَاتَمًا مِّنْ ذَهَبٍ وَّكَانَ جَعَلَ فَصَّهُ فِيْ بَاطِنِ كَفِّهِ فَاتَّخَذَ النَّاسُ خَوَاتِيْمَ مِنْ ذَهَبٍ فَطَرَحَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَطَرَحَ النَّاسُ خَوَاتِيْمَهُمْ وَاتَّخَذَ خَاتَمًا مِّنْ فِضَّةٍ فَكَانَ يَخْتِمُ بِهٖ وَلَا يَلْبَسُهُ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سونے کی انگوٹھی بنوائی تھی' آپ اس کا نگینہ ہتھیلی کی طرف رکھتے تھے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انگوٹھی اتاری تو لوگوں نے بھی اپنی انگوٹھیاں اتار دیں' پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انگوٹھی بنوائی' آپ اس کے ذریعے مہر لگایا کرتے تھے' آپ اسے پہنتے نہیں تھے۔

5308 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ اتَّخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمًا مِّنْ ذَهَبٍ وَّجَعَلَ فَصَّهُ مِمَّا يَلِيْ بَطْنَ كَفِّهِ فَاتَّخَذَ النَّاسُ الْخَوَاتِيْمَ فَاَلْقَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "لَا اَلْبَسُهُ اَبَدًا" . ثُمَّ اتَّخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمًا مِّنْ وَّرِقٍ فَاَدْخَلَهُ فِيْ يَدِهٖ ثُمَّ كَانَ فِيْ يَدِ اَبِيْ بَكْرٍ ثُمَّ كَانَ فِيْ يَدِ عُمَرَ ثُمَّ كَانَ فِيْ يَدِ عُثْمَانَ حَتّٰى هَلَكَ فِيْ بِئْرِ اَرِيْسٍ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی بنوائی' آپ اس کا نگینہ ہتھیلی کی طرف رکھتے تھے' لوگوں نے بھی انگوٹھیاں بنوالیں' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ انگوٹھی اُتار دی اور آپ نے فرمایا: اب میں اسے کبھی نہیں

5306-اخرجه البخاري في اللباس، باب خاتم الفضة (الحديث 5868) تعليقًا و اخرجه مسلم في اللباس و الزينة، باب في طرح الخواتم (الحديث 59) . واخرجه ابو داؤد في الخاتم، باب ما جاء في ترك الخاتم (الحديث 4221) . تحفة الاشراف (1475) .

5307-تقدم (الحديث 5233) .

5308-اخرجه مسلم في اللباس و الزينة، باب تحريم خاتم الذهب على الرجال و نسخ ما كان من اباحته في اول الاسلام (الحديث 53م) مختصراً . تحفة الاشراف (8089) .

پہنوں گا' پھر نبی اکرم ﷺ نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی' آپ نے وہ اپنے ہاتھ میں پہنی' پھر وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں رہی' پھر وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں رہی' پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس آئی یہاں کہ وہ ''اریس'' کے کنویں میں گر کر (گم ہوگئی)۔

83 - باب ذِكْرِ مَا يُسْتَحَبُّ مِنْ لُبْسِ الثِّيَابِ وَمَا يُكْرَهُ مِنْهَا .

یہ باب ہے کہ کس طرح کے کپڑے پہننا مستحب ہے' اور کس طرح کے کپڑے پہننا مکروہ ہے؟

5309 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيْدَ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ اَبِيْ خَالِدٍ عَنْ اَبِيْ اِسْحَاقَ عَنْ اَبِي الْاَحْوَصِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَآنِيْ سَيِّءَ الْهَيْئَةِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "هَلْ لَكَ مِنْ شَيْءٍ" . قَالَ نَعَمْ مِنْ كُلِّ الْمَالِ قَدْ اٰتَانِي اللّٰهُ . فَقَالَ "اِذَا كَانَ لَكَ مَالٌ فَلْيُرَ عَلَيْكَ" .

☆☆ ابواحوص اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' تو آپ نے مجھے بُرے حال میں ملاحظہ فرمایا' نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: کیا تمہارے پاس کوئی چیز ہے؟ انہوں نے عرض کی: جی ہاں! اللہ تعالیٰ نے ہر طرح کا حال مجھے عطاء کیا ہے' تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جب تمہارے پاس مال موجود ہو' تو اس کا اثر تم پر نظر آنا چاہیے''۔

84 - باب ذِكْرِ النَّهْيِ عَنْ لُبْسِ السِّيَرَاءِ ..

یہ باب ہے کہ سیراء پہننے کی ممانعت کا تذکرہ

5310 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اَنَّهٗ رَاٰى حُلَّةَ سِيَرَاءَ تُبَاعُ عِنْدَ بَابِ الْمَسْجِدِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوِ اشْتَرَيْتَ هٰذَا لِيَوْمِ الْجُمُعَةِ وَلِلْوَفْدِ اِذَا قَدِمُوْا عَلَيْكَ . فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِنَّمَا يَلْبَسُ هٰذِهٖ مَنْ لَا خَلَاقَ لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ" . قَالَ فَاُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدُ مِنْهَا بِحُلَلٍ فَكَسَانِيْ مِنْهَا حُلَّةً فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَسَوْتَنِيْهَا وَقَدْ قُلْتَ فِيْهَا مَا قُلْتَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَمْ اَكْسُكَهَا لِتَلْبَسَهَا اِنَّمَا كَسَوْتُكَهَا لِتَكْسُوَهَا اَوْ لِتَبِيْعَهَا" . فَكَسَاهَا عُمَرُ اَخًا لَهٗ مِنْ اُمِّهٖ مُشْرِكًا .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما' حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: ایک مرتبہ انہوں نے سیراء حلہ مسجد کے دروازے کے پاس فروخت ہوتے ہوئے دیکھا۔ (وہ کہتے ہیں:) میں نے عرض کی کہ یارسول اللہ! آپ

5309-تقدم (الحديث 5238) .

5310-اخرجه مسلم في اللباس و الزينة، باب تحريم استعمال اناء الذهب و الفضة على الرجال و النساء و خاتم الذهب و الحرير على الرجل و اباحته للنساء و اباحة العلم و نحوه للرجل ما لم يزد على اربع اصابع (الحديث 6م) . تحفة الاشراف (10551) .

اسے خرید لیں' اور جمعہ کے دن اور وفود سے ملاقات کے دن اسے زیب تن کرلیا کریں (تو یہ مناسب ہوگا) نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اسے وہ شخص پہنے گا' جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہوگا۔

(حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:) اس کے بعد نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں اس طرح کے حلے پیش کیے گئے' تو آپ نے ان میں ایک حلہ مجھے دیا' تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ! یہ آپ مجھے پہننے کے لیے دے رہے ہیں' جبکہ آپ نے تو اس کے بارے میں فلاں بات ارشاد فرمائی تھی۔ تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ میں تمہیں اس لیے نہیں دے رہا کہ تم اسے پہن لو' یہ میں تمہیں اس لیے دے رہا ہوں' تا کہ تم یہ کسی اور کو دے دو' یا اسے فروخت کردو۔

تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے' ماں کی طرف سے شریک' اپنے ایک مشرک بھائی کو وہ دے دیا۔

85 - باب ذِكْرِ الرُّخْصَةِ لِلنِّسَآءِ فِيْ لُبْسِ السِّيَرَاءِ .

یہ باب ہے کہ سیراء پہننے کی خواتین کو اجازت ہونے کا تذکرہ

5311 - اَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ قَالَ حَدَّثَنَا عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَنَسٍ قَالَ رَاَيْتُ عَلٰى زَيْنَبَ بِنْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَمِيْصَ حَرِيْرٍ سِيَرَاءَ .

☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کی صاحبزادی کو ریشم کی بنی ہوئی سیراء قمیص پہنے ہوئے دیکھا ہے۔

5312 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ عَنْ بَقِيَّةَ حَدَّثَنِي الزُّبَيْدِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّهُ حَدَّثَنِي اَنَّهُ رَاٰى عَلٰى اُمِّ كُلْثُوْمٍ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُرْدَ سِيَرَاءَ وَالسِّيَرَاءُ الْمُضَلَّعُ بِالْقَزِّ .

☆☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: انہوں نے نبی اکرم ﷺ کی صاحبزادی سیدہ اُم کلثوم رضی اللہ عنہا کو سیراء

5311-اخرجه ابن ماجه في اللباس، باب لبس الحرير و الذهب للنساء (الحديث 3598) . تحفة الاشراف (1540) .

5312-اخرجه ابو داؤد في اللباس، باب في الحرير للنساء (الحديث 4058) . و قد عزاه المزي الى البخاري في اللباس، باب مس الحرير من غير لبس (الحديث 5836) تعليقاً، و يروى فيه عن الزبيدي، عن الزهري، عن انس ، و تعقبه الحافظ في الفتح (291/10)، بقوله: ذكر المزي في الاطراف انه اراد بهذا التعليق ما اخرجه ابو داؤد والنسائي من رواية بقية عن الزبيدي بهذا الاسناد الى انس انه (راى على ام كلثوم بنت النبي صلى الله عليه وسلم . بردًا سيراء) كذاقال، و ليس هذا مراد البخاري، و الروية لا يقال لها مس . و ايضا فلو كان هذا الحديث مراده لجزم به لا نه صحيح عنده على شرطه، و قد اخرجه في باب الحرير للنساء (وهوفيه برقم 5842) من رواية شعيب عن الزهري، و انما اراد البخارى ما رويناه في المعجم الكبير للطبراني، و في فوائد تمام من طريق عبد الله بن سالم الحمصي، عن الزبيدي، عن الزهري، عن انس، قال : اهدي للنبي صلى الله عليه وسلم . حلة من استبرق، فجعل الناس يلمسونهابايديهم، و يتعجبون منها، فقال النبي صلى الله عليه وسلم . : تعجبكم هذا؟ فو الله ، لمناديل سعد في الجنة احسن منها . قال الدارقطني في الافراد: لم يروه عن الزبيدي الا عبد الله بن سالم و مما يوكد ما قلته:ان البخاري لم اخرج في المناقب حديث البراء بن عازب في قصة سعد بن معاذ في هذا المعنى موصولًا، قال بعده : رواه الزهري عن انس، و لما صدر بحديث الزهري عن انس . المعلق هنا . عقبه بحديث البراء الموصول بعينه، و الله اعلم . و انظر: تغليق التعليق (62/5)، و كذا: النكت الظراف . تحفة الاشراف (1533) .

چادر پہنے ہوئے دیکھا ہے۔

سیراء سے مراد وہ کپڑا ہے جس میں ریشم کی دھاریاں ہوتی ہیں۔

5313 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا النَّضْرُ وَاَبُوْ عَامِرٍ قَالَا حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِىْ عَوْنٍ الثَّقَفِيِّ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا صَالِحٍ الْحَنَفِيَّ يَقُوْلُ سَمِعْتُ عَلِيًّا يَقُوْلُ اُهْدِيَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُلَّةُ سِيَرَاءَ فَبَعَثَ بِهَا اِلَىَّ فَلَبِسْتُهَا فَعَرَفْتُ الْغَضَبَ فِىْ وَجْهِهٖ فَقَالَ "اَمَا اِنِّىْ لَمْ اُعْطِكَهَا لِتَلْبَسَهَا". فَاَمَرَنِىْ فَاَطَرْتُهَا بَيْنَ نِسَائِىْ .

☆☆ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کچھ سیراء حلے پیش کیے گئے تو آپ نے وہ مجھے بھجوا دیئے میں نے انہیں پہن لیا، تو آپ کے چہرے پر مجھے ناراضگی کا اندازہ ہوا آپ نے فرمایا: یہ میں نے تمہیں اس لیے نہیں دیا ہے کہ تم اسے پہن لو آپ نے مجھے یہ ہدایت کی کہ میں اپنے (گھر کی) خواتین میں انہیں تقسیم کر دوں۔

86 - باب ذِكْرِ النَّهْيِ عَنْ لُبْسِ الْاِسْتَبْرَقِ

استبرق پہننے کی ممانعت کا تذکرہ

5314 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْحَارِثِ الْمَخْزُوْمِيُّ عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ اَبِىْ سُفْيَانَ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يُحَدِّثُ اَنَّ عُمَرَ خَرَجَ فَرَاَى حُلَّةَ اِسْتَبْرَقٍ تُبَاعُ فِى السُّوْقِ فَاَتَى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اشْتَرِهَا فَالْبَسْهَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَحِيْنَ يَقْدَمُ عَلَيْكَ الْوَفْدُ . فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِنَّمَا يَلْبَسُ هٰذَا مَنْ لَا خَلَاقَ لَهٗ" . ثُمَّ اُتِىَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِثَلَاثِ حُلَلٍ مِّنْهَا فَكَسَا عُمَرَ حُلَّةً وَّكَسَا عَلِيًّا حُلَّةً وَّكَسَا اُسَامَةَ حُلَّةً فَاَتَاهُ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قُلْتَ فِيْهَا مَا قُلْتَ ثُمَّ بَعَثْتَ اِلَىَّ . فَقَالَ "بِعْهَا وَاقْضِ بِهَا حَاجَتَكَ اَوْ شَقِّقْهَا خُمُرًا بَيْنَ نِسَائِكَ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ نکلے تو انہوں نے استبرق کا بنا ہوا حلہ دیکھا جو بازار میں فروخت ہو رہا تھا وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ اسے خرید لیں اور جمعہ کے دن اور جب وفود آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں اسی وقت اسے زیب تن کر لیا کریں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اسے وہ شخص پہنے گا جس کا (آخرت میں) کوئی حصہ نہیں ہوگا۔

پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اسی طرح کے تین حلے پیش کیے گئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حلہ عطاء کر

5313-اخرجه مسلم في اللباس و الزينة، باب تحريم استعمال اناء الذهب و الفضة على الرجال و النساء و خاتم الذهب و الحرير على الرجال و اباحته للنساء و اباحة العلم و نحوه للرجل ما لم يزد على اربع اصابع (الحديث 17 و 18) و اخرجه ابو داؤد في اللباس، باب ما جاء في لبس الحرير (الحديث 4043) . تحفة الاشراف (10329) .

5314-اخرجه النسائي في الجمعة من الكبرى، الهيئة للجمعة (الحديث 33) . تحفة الاشراف (6759) .

دیا' حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ایک حلہ عطاء کیا اور حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو ایک حلہ عطاء کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے' انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ نے تو اس کے بارے میں فلاں بات ارشاد فرمائی تھی' اب آپ نے مجھے یہ بھجوادیا ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم اسے فروخت کر کے اس کے ذریعے اپنی ضروریات پیش کر دیا اسے چیر کر خواتین کی چادریں بنوادو۔

87 - باب صِفَةِ الْإِسْتَبْرَقِ .

یہ باب ہے کہ استبرق کی نوعیت

5315 - اَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى - وَهُوَ ابْنُ اَبِىْ اِسْحَاقَ - قَالَ قَالَ سَالِمٌ مَا الْإِسْتَبْرَقُ قُلْتُ مَا غَلُظَ مِنَ الدِّيْبَاجِ وَخَشُنَ مِنْهُ . قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ رَاٰى عُمَرُ مَعَ رَجُلٍ حُلَّةَ سُنْدُسٍ فَاَتٰى بِهَا النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "اشْتَرِ هٰذِهٖ" . وَسَاقَ الْحَدِيْثَ .

☆☆ یحییٰ بن ابواسحاق بیان کرتے ہیں: سالم نے دریافت کیا: استبرق کیا ہوتا ہے؟ میں نے جواب دیا: جو موٹا اور کھردرا ریشم ہوتا ہے' انہوں نے فرمایا: میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کے پاس سندس سے بنا ہوا' ایک حلہ دیکھا' تو وہ اسے لے کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی: آپ اسے خرید لیجئے (اس کے بعد راوی نے پوری حدیث ذکر کی ہے)۔

88 - باب ذِكْرِ النَّهْيِ عَنْ لُبْسِ الدِّيْبَاجِ .

یہ باب ہے کہ دیباج پہننے کی ممانعت کا تذکرہ

5316 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِىْ نَجِيْحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ اَبِىْ لَيْلٰى وَيَزِيْدُ بْنُ اَبِىْ زِيَادٍ عَنِ ابْنِ اَبِىْ لَيْلٰى وَاَبُوْ فَرْوَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُكَيْمٍ قَالَ اسْتَسْقٰى حُذَيْفَةُ فَاَتَاهُ دُهْقَانٌ بِمَاءٍ فِىْ اِنَاءٍ مِّنْ فِضَّةٍ فَحَذَفَهُ ثُمَّ اعْتَذَرَ اِلَيْهِمْ مِمَّا صَنَعَ بِهٖ وَقَالَ اِنِّىْ نَهَيْتُهُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى

5315-اخرجه البخاري في الادب، باب من تجمل للوفود (الحديث 6081) مطولا و اخرجه مسلم في اللباس و الزينة، باب تحريم استعمال اناء الذهب و الفضة على الرجال و النساء و خاتم الذهب و الحرير على الرجل و اباحته للنساء و اباحة العلم و نحوه للرجل ما لم يزد على اربع اصابع (الحديث 9م) مطولا . تحفة الاشراف (7033) .

5316-اخرجه البخاري في الاطعمة، باب الاكل في اناء مفضض (الحديث 5426)، و في الاشربة، باب الشرب في آنية الذهب (الحديث 5632)، و باب آنية الفضة (الحديث 5633) مختصراً، وفي اللباس، باب لبس الحرير للرجال و قدر ما يجوز منه (الحديث 5831)، و باب افتراش الحرير (الحديث 5837) مختصرًا و اخرجه مسلم في اللباس و الزينة، باب تحريم استعمال اناء الذهب و الفضة على الرجال و النساء و خاتم الذهب و الحرير على الرجل و اباحته للنساء و اباحة العلم و نحوه للرجل ما لم يزد على اربع اصابع (الحديث 4 و 5) و اخرجه ابو داؤد في الاشربة، باب في الشرب في آنية الذهب و الفضة (الحديث 3723) و اخرجه الترمذي في الاشربة، باب ما جاء في كراهية الشرب في آنية الذهب و الفضة (الحديث 1878) و اخرجه ابن ماجه في اللباس، باب كراهية لبس الحرير (الحديث 3590) مختصرًا والحديث عند: ابن ماجه في الاشربة، باب الشرب في آنية الفضة (الحديث 3414) . تحفة الاشراف (3368 و 3373) .

اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ "لَا تَشْرَبُوا فِي إِنَاءِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَلَا تَلْبَسُوا الدِّيبَاجَ وَلَا الْحَرِيرَ فَإِنَّهَا لَهُمْ فِي الدُّنْيَا وَلَنَا فِي الْآخِرَةِ" .

★★ عبداللہ بن عکیم بیان کرتے ہیں: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے پانی مانگا' تو ایک کسان چاندی کے بنے ہوئے برتن میں پانی لے کر آیا' حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اسے پھینک دیا' پھر انہوں نے لوگوں کے سامنے معذرت پیش کرتے ہوئے فرمایا: میں نے اسے اس بات سے منع کیا تھا' میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

''سونے او چاندی کے برتنوں میں کچھ نہ پیو' دیباج اور حریر نہ پہنو' کیونکہ یہ ان (کفار) کے لیے دنیا میں ہیں اور ہمارے لیے آخرت میں ہوں گے''۔

89 - باب لُبْسِ الدِّيبَاجِ الْمَنْسُوجِ بِالذَّهَبِ .

یہ باب ہے کہ سونے کے ذریعے بنا ہوا دیباج

5317 - أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ قَزَعَةَ عَنْ خَالِدٍ - وَهُوَ ابْنُ الْحَارِثِ - قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ وَاقِدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ حِينَ قَدِمَ الْمَدِينَةَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ مِمَّنْ أَنْتَ قُلْتُ أَنَا وَاقِدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ . قَالَ إِنَّ سَعْدًا كَانَ أَعْظَمَ النَّاسِ وَأَطْوَلَهُ . ثُمَّ بَكَى فَأَكْثَرَ الْبُكَاءَ ثُمَّ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ إِلَى أُكَيْدِرَ صَاحِبِ دُومَةَ بَعْثًا فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ بِجُبَّةِ دِيبَاجٍ مَنْسُوجَةٍ فِيهَا الذَّهَبُ فَلَبِسَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَامَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَقَعَدَ فَلَمْ يَتَكَلَّمْ وَنَزَلَ فَجَعَلَ النَّاسُ يَلْمُسُونَهَا بِأَيْدِيهِمْ فَقَالَ "أَتَعْجَبُونَ مِنْ هٰذِهِ لَمَنَادِيلُ سَعْدٍ فِي الْجَنَّةِ أَحْسَنُ مِمَّا تَرَوْنَ" .

☆☆ وہب بن عمرو بیان کرتے ہیں: میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی خدمت میں اس وقت حاضر ہوا' جب وہ مدینہ منورہ تشریف لائے تھے' میں نے انہیں سلام کیا' انہوں نے دریافت کیا: تم کون ہو؟ میں نے جواب دیا: میں وہب بن عمرو بن سعد بن معاذ ہوں' تو حضرت انس رضی اللہ عنہ بولے: حضرت سعد رضی اللہ عنہ بہت بڑے اور لمبے چوڑے آدمی تھے' پھر وہ رونے لگے اور بہت زیادہ روئے' پھر انہوں نے ارشاد فرمایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رومہ کے حکمران اکیدر کے پاس ایک وفد بھیجا' تو اس حکمران نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیباج سے بنا ہوا جبہ بھیجا' جس میں سونا بُنا ہوا تھا (یا سونے سے کڑھائی کی ہوئی تھی) تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پہنا' پھر منبر پر کھڑے ہوئے' پھر آپ تشریف فرما ہوئے' پھر آپ نے کوئی بات نہیں کی' پھر آپ منبر سے نیچے اترے' لوگ اپنے ہاتھ سے اس کپڑے کو چھو کر دیکھنے لگے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''کیا تمہیں یہ اچھا لگا ہے؟ جنت میں سعد کے رومال اس سے زیادہ بہتر ہیں' جو تم دیکھ رہے ہو''۔

5317-اخرجه الترمذي في اللباس، باب . 3 . (الحديث 1723) . تحفة الاشراف (1648) .

90 - باب ذِكْرِ نَسْخِ ذٰلِكَ .

یہ باب ہے کہ اس حکم کا منسوخ ہونا

5318 - حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِىْ اَبُو الزُّبَيْرِ اَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا يَقُوْلُ لَبِسَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِبَاءً مِنْ دِيبَاجٍ اُهْدِىَ لَهُ ثُمَّ اَوْشَكَ اَنْ نَزَعَهُ فَاَرْسَلَ بِهِ اِلٰى عُمَرَ فَقِيلَ لَهُ قَدْ اَوْشَكَ مَا نَزَعْتَهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ . قَالَ "نَهَانِىْ عَنْهُ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ" . فَجَآءَ عُمَرُ يَبْكِىْ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَرِهْتَ اَمْرًا وَّاَعْطَيْتَنِيهِ . قَالَ "اِنِّىْ لَمْ اُعْطِكَهُ لِتَلْبَسَهُ اِنَّمَا اَعْطَيْتُكَهُ لِتَبِيعَهُ" . فَبَاعَهُ عُمَرُ بِاَلْفَىْ دِرْهَمٍ .

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ریشم سے بنی ہوئی ایک قبا زیب تن کی' جو آپ کی خدمت میں تحفے کے طور پر پیش کی گئی تھی' پھر آپ نے جلد ہی اسے اتار دیا اور وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بھجوادی' آپ کی خدمت میں عرض کی گئی: یارسول اللہ! آپ نے اسے بڑی جلدی اُتار دیا ہے' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جبریل نے مجھے اس سے منع کر دیا تھا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ روتے ہوئے آئے: یارسول اللہ! آپ نے ایک چیز کو خود ناپسند کیا اور وہ مجھے عطاء کر دی ہے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وہ میں نے تمہیں اس لیے نہیں دی تا کہ تم اسے پہن لو وہ میں نے تمہیں اس لیے دی ہے' تا کہ تم اسے فروخت کر دو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دو ہزار درہم کے عوض اسے فروخت کر دیا۔

91 - باب التَّشْدِيدِ فِىْ لُبْسِ الْحَرِيرِ وَاَنَّ مَنْ لَبِسَهُ فِى الدُّنْيَا لَمْ يَلْبَسْهُ فِى الْاٰخِرَةِ

یہ باب ہے کہ ریشم پہننے کی شدید ممانعت اور اس بات کا بیان کہ جو شخص دنیا میں اسے پہنے گا وہ آخرت میں اسے نہیں پہن سکے گا

5319 – اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَخْطُبُ وَيَقُوْلُ قَالَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ لَبِسَ الْحَرِيرَ فِى الدُّنْيَا فَلَنْ يَلْبَسَهُ فِى الْاٰخِرَةِ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے منبر پر خطبہ دیتے ہوئے یہ بات بیان کی: حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''جو شخص دنیا میں ریشم پہنے گا' وہ آخرت میں اسے نہیں پہن سکے گا''۔

5320 – اَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ اَنْبَاَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ قَالَ اَنْبَاَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا خَلِيفَةُ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ قَالَ لَا تُلْبِسُوا نِسَائَكُمُ الْحَرِيرَ فَاِنِّىْ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ

5318-اخرجه مسلم في اللباس و الزينة، باب تحريم استعمال اناء الذهب و الفضة على الرجال و النساء و خاتم الذهب و الحرير على الرجل و اباحته للنساء و اباحة العلم و نحوه للرجل مالم يزد على اربع اصابع (الحديث 16) . تحفة الاشراف (2825) .

5319-اخرجه الترمذي في اللباس، باب لبس الحرير للرجال (الحديث 5833) . تحفة الاشراف (5257) .

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ لَبِسَهُ فِي الدُّنْيَا لَمْ يَلْبَسْهُ فِي الْآخِرَةِ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: تم اپنی خواتین کو ریشم نہ پہناؤ' کیونکہ میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''جو شخص دنیا میں اسے پہنے گا' وہ شخص آخرت میں اسے نہیں پہن سکے گا''۔

5321 – اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَجَاءٍ قَالَ اَنْبَاَنَا حَرْبٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ عِمْرَانُ بْنُ حِطَّانَ اَنَّهُ سَاَلَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ عَنْ لُبْسِ الْحَرِيْرِ فَقَالَ سَلْ عَائِشَةَ . فَسَاَلْتُ عَائِشَةَ قَالَتْ سَلْ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ . فَسَاَلْتُ ابْنَ عُمَرَ فَقَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ حَفْصٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ لَبِسَ الْحَرِيْرَ فِي الدُّنْيَا فَلَا خَلَاقَ لَهُ فِي الْآخِرَةِ" .

☆☆ عمران بن حطان بیان کرتے ہیں: انہوں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ریشم کے بارے میں دریافت کیا' تو انہوں نے فرمایا: تم سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کرو' میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا' تو انہوں نے فرمایا: تم حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے سوال کرو' میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سوال کیا' تو انہوں نے مجھے بتایا' حضرت ابوحفص رضی اللہ عنہ (یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ) نے مجھے یہ حدیث سنائی ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''جو شخص دنیا میں ریشم پہن لیتا ہے' اس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہوگا''۔

5322 – اَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ سَلْمٍ قَالَ اَنْبَاَنَا النَّضْرُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ وَبِشْرِ بْنِ الْمُحْتَفِزِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اِنَّمَا يَلْبَسُ الْحَرِيْرَ مَنْ لَا خَلَاقَ لَهُ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: ریشم وہ شخص پہنتا ہے' جس کا (آخرت میں) کوئی حصہ نہ ہو۔

5323 - اَخْبَرَنِيْ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ يَعْقُوْبَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ سَنَةَ سَبْعٍ وَمِائَتَيْنِ قَالَ حَدَّثَنَا الصَّعْقُ بْنُ حَزْنٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عَلِيٍّ الْبَارِقِيِّ قَالَ اَتَتْنِي امْرَاَةٌ تَسْتَفْتِيْنِيْ فَقُلْتُ لَهَا هٰذَا ابْنُ عُمَرَ . فَاتَّبَعَتْهُ تَسْاَلُهُ وَاتَّبَعْتُهَا اَسْمَعُ مَا يَقُوْلُ . قَالَتْ اَفْتِنِيْ فِي الْحَرِيْرِ . قَالَ نَهٰى عَنْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

☆☆ علی بارقی بیان کرتے ہیں: ایک خاتون میرے پاس ایک مسئلہ دریافت کرنے کے لیے آئی' میں نے اس سے کہا

5320-اخرجه الترمذي في اللباس، باب لبس الحرير للرجال وقدر ما يجوز منه (الحديث 5834) . واخرجه مسلم في اللباس و الزينة، باب تحريم استعمال اناء الذهب و الفضة على الرجال و النساء و خاتم الذهب و الحرير على الرجل و اباحته للنساء و اباحة العلم و نحوه للرجل ما لم يزد على اربع اصابع (الحديث 11) .تحفة الاشراف (10483) .

5321-اخرجه الترمذي في اللباس، باب لبس الحرير للرجال وقدر ما يجوز منه (الحديث 5835) . تحفة الاشراف (10548) .

5322-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (6656 و 6659) .

5323-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (7350) .

5329 - اَخْبَرَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِىْ اِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ حُلَّةٌ حَمْرَاءُ مُتَرَجِّلًا لَمْ اَرَ قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ اَحَدًا هُوَ اَجْمَلُ مِنْهُ .

☆☆ حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی آپ نے اس وقت سرخ حلہ پہنا ہوا تھا اور بالوں میں کی ہوئی تھی میں نے آپ سے پہلے اور آپ کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ خوبصورت شخص کوئی نہیں دیکھا۔

سر پر تیل لگانے اور کنگھی کرنے کا بیان

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سر مبارک پر کثرت سے تیل استعمال کرتے تھے، کثرت سے داڑھی میں کنگھی کرتے تھے اور اکثر سر مبارک پر ایک کپڑا رکھتے تھے جو ایسا نظر آتا جیسے تیلی کا کپڑا ہو۔

(شرح السنۃ، مشکوۃ شریف، جلد چہارم، رقم الحدیث، 374)

کثرت سے کنگھی کرتے تھے" یہ بات اس روایت کے منافی نہیں ہے جس میں بیان کیا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے روزانہ کنگھی سے منع فرمایا ہے، کیوں کہ اول تو یہ ممانعت، نہی تحریمی کے طور پر نہیں ہے بلکہ نہی تنزیہی کے طور پر ہے دوسرے کثرت سے کنگھی کرنے" سے یہ لازم نہیں آتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم روزانہ کنگھی کرتے تھے کہ " کثرت " کا اطلاق اس چیز پر بھی ہوتا ہے کہ کسی کام کو اس ضرورت کے وقت انجام دیا جائے، گویا جس عمل کی جس وقت ضرورت ہو اس وقت اس کو کرنا بھی " کثرت " کے حکم میں شامل ہوتا ہے۔

جہاں تک مسئلہ کا تعلق ہے تو داڑھی میں کنگھی کرنا سنت ہے لیکن جو لوگ ہر وضو کے بعد کنگھی کرتے ہیں اس کی سنت صحیحہ میں کوئی بنیاد نہیں ہے۔ " قناع " سے مراد وہ کپڑا ہے جو آپ بالوں کو تیل لگانے کے بعد سر پر اس مقصد سے ڈال لیا کرتے تھے کہ عمامہ میلا اور چکنا نہ ہو، چنانچہ وہ کپڑا تیل لگنے کی وجہ سے چونکہ بہت تیل آلود ہو جاتا تھا اس لئے اس کو تیلی کے کپڑے سے تشبیہ دی گئی ہے ورنہ یہ مراد ہرگز نہیں ہے کہ وہ کپڑا بہت گندہ رہتا تھا یا آپ کے سارے کپڑے تیلی کے کپڑوں کی طرح رہتے تھے، کیونکہ یہ مراد اس نظافت و پاکیزگی اور صفائی و ستھرائی سے بہت بعید ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مزاج کا جز تھی، یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سفید کپڑے کو بہت پسند فرماتے تھے۔

95 - باب لُبْسِ الْحِبَرَةِ .

یہ باب ہے کہ دھاری دار یمنی چادر پہننا

5330 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِىْ اَبِىْ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ

5329-تقدم (الحديث 5247) .

5330-اخرجه البخاري في اللباس، باب البرود و الحبر و الشملة (الحديث 5813) واخرجه مسلم في اللباس و الزينة، باب فضل لباس ثياب الحبرة (الحديث 33) و اخرجه الترمذي في اللباس، باب ما جاء في احب الثياب الى رسول الله صلى الله عليه وسلم (الحديث 1787)، و في الشمائل، باب ما جاء في لباس رسول الله صلى الله عليه وسلم (الحديث 60) . تحفة الاشراف (1353) .

كَانَ اَحَبُّ الثِّيَابِ اِلٰى نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحِبَرَةَ .

☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک سب سے پسندیدہ لباس دھاری دار یمنی چادر تھی۔

96 - باب ذِكْرِ النَّهْيِ عَنْ لُبْسِ الْمُعَصْفَرِ .

یہ باب ہے کہ معصفر پہننے کی ممانعت کا تذکرہ

5331 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ - وَهُوَ ابْنُ الْحَارِثِ - قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ اَنَّ خَالِدَ بْنَ مَعْدَانَ اَخْبَرَهُ اَنَّ جُبَيْرَ بْنَ نُفَيْرٍ اَخْبَرَهُ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو اَخْبَرَهُ اَنَّهُ رَآهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ ثَوْبَانِ مُعَصْفَرَانِ فَقَالَ "هٰذِهٖ ثِيَابُ الْكُفَّارِ فَلَا تَلْبَسْهَا" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ انہیں دیکھا' اس وقت انہوں نے معصفر کپڑے پہنے ہوئے تھے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ کفار کا مخصوص لباس ہے' تم اسے نہ پہنا کرو۔

5332 - اَخْبَرَنِيْ حَاجِبُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنِ ابْنِ اَبِيْ رَوَّادٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّهُ اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ ثَوْبَانِ مُعَصْفَرَانِ فَغَضِبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ "اذْهَبْ فَاطْرَحْهُمَا عَنْكَ" . قَالَ اَيْنَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ "فِي النَّارِ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے' اس وقت انہوں نے دو معصفر کپڑے پہنے ہوئے تھے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہوگئے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جاؤ! تم ان دونوں کو اپنے سے اتار کر پھینک دو۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: کہاں؟ یارسول اللہ! تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آگ میں۔

5333 - اَخْبَرَنَا عِيْسَى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ اَنْبَاَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ حَبِيْبٍ اَنَّ اِبْرَاهِيْمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حُنَيْنٍ اَخْبَرَهُ اَنَّ اَبَاهُ حَدَّثَهُ اَنَّهُ سَمِعَ عَلِيًّا يَقُوْلُ نَهَانِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ خَاتَمِ الذَّهَبِ وَعَنْ لَبُوْسِ الْقَسِّيِّ وَالْمُعَصْفَرِ وَقِرَائَةِ الْقُرْآنِ وَاَنَا رَاكِعٌ .

☆☆ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے سونے کی انگوٹھی پہننے' قسی اور معصفر پہننے اور رکوع کے دوران قراءت کرنے سے منع کیا ہے۔

5331-اخرجه مسلم في اللباس والزينة، باب النهي عن لبس الرجل الثوب المعصفر (الحديث 27). تحفة الاشراف (8613) .

5332-اخرجه مسلم في اللباس والزينة، باب النهي عن لبس الرجل الثوب المعصفر (الحديث 28) بنحوه . تحفة الاشراف (8830) .

5333-تقدم (الحديث 1042) .

97 - باب لُبْسِ الْخُضْرِ مِنَ الثِّيَابِ .

یہ باب ہے کہ سبز کپڑا پہننے کا حکم

5334 - اَخْبَرَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ اَنْبَانَا اَبُوْ نُوْحٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ اِيَادِ بْنِ لَقِيطٍ عَنْ اَبِىْ رِمْثَةَ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ ثَوْبَانِ اَخْضَرَانِ .

★★ حضرت ابورمثہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے تو آپ نے اس وقت دو سبز کپڑے پہنے ہوئے تھے۔

98 - باب لُبْسِ الْبُرُوْدِ .

یہ باب ہے کہ دھاری دار چادر پہننا

5335 - اَخْبَرَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى عَنْ يَحْيٰى عَنْ اِسْمَاعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا قَيْسٌ عَنْ خَبَّابِ بْنِ الْاَرَتِّ قَالَ شَكَوْنَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُتَوَسِّدٌ بُرْدَةً لَهُ فِىْ ظِلِّ الْكَعْبَةِ فَقُلْنَا اَلَا تَسْتَنْصِرُ لَنَا اَلَا تَدْعُو اللّٰهَ لَنَا

★★ حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں شکایت کی آپ اس وقت خانہ کعبہ کے سائے میں اپنی دھاری دار چادر کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھے ہوئے تھے ہم نے عرض کی: آپ ہمارے لیے مدد طلب نہیں کریں گے؟ کیا آپ ہمارے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا نہیں کریں گے؟

5336 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ اَنْبَانَا يَعْقُوْبُ عَنْ اَبِىْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ جَاءَتِ امْرَاَةٌ بِبُرْدَةٍ - قَالَ سَهْلٌ - هَلْ تَدْرُوْنَ مَا الْبُرْدَةُ قَالُوْا نَعَمْ هٰذِهِ الشَّمْلَةُ مَنْسُوْجٌ فِىْ حَاشِيَتِهَا . فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّىْ نَسَجْتُ هٰذِهٖ بِيَدِىْ اَكْسُوْكَهَا فَاَخَذَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحْتَاجًا اِلَيْهَا فَخَرَجَ اِلَيْنَا وَاِنَّهَا لَاِزَارُهُ .

★★ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ ایک خاتون "بردہ" لے کر آئی حضرت سہل رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا: کیا تم لوگ جانتے ہو کہ "بردہ" سے مراد کیا ہے؟ لوگوں نے جواب دیا: جی ہاں! یہ چادر ہوتی ہے جس کے کنارے پر کڑھائی ہوتی ہے۔ (تو حضرت سہل رضی اللہ عنہ نے بتایا:) اس خاتون نے عرض کی کہ یارسول اللہ! یہ میں نے اپنے ہاتھ سے آپ کے

5334-تقدم (الحديث 1571) .

5335-اخرجه البخاري في المناقب، باب علامات النبوة في الاسلام (الحديث 3612) مطولاً، و في مناقب الانصار، باب مالقي النبي صلى الله عليه وسلم و اصحابه من المشركين بمكة (الحديث 3852) مطولاً، و في الاكراه، باب من اختار الضرب و القتل و الهوان على الكفر (الحديث 6943) مطولاً و اخرجه ابو داؤد في الجهاد، باب في الاسير يكره على الكفر (الحديث 2649) مطولاً . تحفة الاشراف (3519) .

5336-اخرجه البخاري في البيوع، باب النساج (الحديث 2093) مطولاً، و في اللباس، باب البرود و الحبر و الشملة (الحديث 5810) مطولاً . تحفة الاشراف (4783) .

لیے بُنی ہے' تاکہ میں یہ آپ کو پہننے کے لیے دوں۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے قبول کرلیا' آپ کو اس کی ضرورت بھی تھی' پھر آپ ہمارے پاس تشریف لائے' تو آپ نے تہبند کے طور پر اسے باندھا ہوا تھا۔

99 - باب الْاَمْرِ بِلُبْسِ الْبِيضِ مِنَ الثِّيَابِ .

یہ باب ہے کہ سفید کپڑے پہننے کا حکم ہونا

5337 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ اَبِي عَرُوبَةَ يُحَدِّثُ عَنْ اَيُّوبَ عَنْ اَبِي قِلَابَةَ عَنْ اَبِي الْمُهَلَّبِ عَنْ سَمُرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "الْبَسُوْا مِنْ ثِيَابِكُمُ الْبَيَاضَ فَاِنَّهَا اَطْهَرُ وَاَطْيَبُ وَكَفِّنُوْا فِيْهَا مَوْتَاكُمْ" . قَالَ يَحْيَى لَمْ اَكْتُبْهُ . قُلْتُ لِمَ قَالَ اسْتَغْنَيْتُ بِحَدِيْثِ مَيْمُوْنِ بْنِ اَبِي شَبِيْبٍ عَنْ سَمُرَةَ .

☆☆ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''تم سفید کپڑے پہنا کرو' کیونکہ یہ زیادہ پاک اور زیادہ پاکیزہ ہوتے ہیں اور انہی میں اپنے مردوں کو کفن دیا کرو''۔

یحییٰ نامی راوی بیان کرتے ہیں: اسے میں نے نوٹ نہیں کیا' میں نے دریافت کیا: وہ کیوں؟ تو انہوں نے فرمایا: میں میمون کی حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کردہ روایت کی وجہ سے بے نیاز ہوں۔

5338 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ اَيُّوبَ عَنْ اَبِي قِلَابَةَ عَنْ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "عَلَيْكُمْ بِالْبَيَاضِ مِنَ الثِّيَابِ فَلْيَلْبَسْهَا اَحْيَاؤُكُمْ وَكَفِّنُوْا فِيْهَا مَوْتَاكُمْ فَاِنَّهَا مِنْ خَيْرِ ثِيَابِكُمْ" .

☆☆ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''تم پر سفید کپڑے پہننا لازم ہے' تمہارے زندہ لوگ بھی یہی کپڑا پہنیں اور اسی میں تم اپنے مُردوں کو کفن دو' کیونکہ یہ تمہارے کپڑوں میں بہترین ہیں''۔

100 - باب لُبْسِ الْاَقْبِيَةِ .

یہ باب ہے کہ قباء پہننا

5339 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ اَبِي مُلَيْكَةَ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ قَالَ قَسَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَقْبِيَةً وَلَمْ يُعْطِ مَخْرَمَةَ شَيْئًا فَقَالَ مَخْرَمَةُ يَا بُنَيَّ انْطَلِقْ بِنَا اِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . فَانْطَلَقْتُ مَعَهُ قَالَ ادْخُلْ فَادْعُهُ لِي . قَالَ فَدَعَوْتُهُ فَخَرَجَ اِلَيْهِ وَعَلَيْهِ قَبَاءٌ مِنْهَا فَقَالَ

5337-تقدم (الحديث 1895) .

5338-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (4626) .

"خَبَّأْتُ هٰذَا لَكَ" . فَنَظَرَ اِلَيْهِ فَلَبِسَهُ مَخْرَمَةُ .

☆☆ حضرت مسور بن مخرمہ رٹائٹۂ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے کچھ قبائیں تقسیم کیں' آپ نے حضرت مخرمہ رٹائٹۂ کو کچھ نہیں دیا تو حضرت مخرمہ رٹائٹۂ بولے: اے میرے بیٹے! تم میرے ساتھ نبی اکرم ﷺ کے پاس چلو' میں ان کے ساتھ روانہ ہو گیا' انہوں نے فرمایا: تم اندر جاؤ اور نبی اکرم ﷺ کو میرے پاس بلا کر لاؤ۔ (راوی کہتے ہیں:) میں نبی اکرم ﷺ کو بلا کر لایا' نبی اکرم ﷺ باہر تشریف لائے' تو آپ کے پاس ان میں سے ایک قباء موجود تھی' تو آپ نے فرمایا: یہ ہم نے تمہارے لیے سنبھال کر رکھی تھی' حضرت مخرمہ رٹائٹۂ نے اسے دیکھا اور پھر اسے پہن لیا۔

101 - باب لُبْسِ السَّرَاوِيْلِ .

یہ باب ہے کہ شلوار پہننا

5340 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ بِعَرَفَاتٍ فَقَالَ "مَنْ لَمْ يَجِدْ اِزَارًا فَلْيَلْبَسِ السَّرَاوِيْلَ وَمَنْ لَمْ يَجِدْ نَعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسْ خُفَّيْنِ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رٹائٹہنا بیان کرتے ہیں: انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:
''جس شخص کو تہبند نہیں ملتا' وہ شلوار پہن لے اور جس شخص کو جوتے نہیں ملتے' وہ موزے پہن لے''۔

102 - باب التَّغْلِيظِ فِيْ جَرِّ الْاِزَارِ .

یہ باب ہے کہ تہبند گھسیٹنے کی شدید مذمت

5341 – اَخْبَرَنَا وَهْبُ بْنُ بَيَانٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ سَالِمًا اَخْبَرَهُ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ حَدَّثَهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "بَيْنَا رَجُلٌ يَجُرُّ اِزَارَهُ مِنَ الْخُيَلَاءِ خُسِفَ بِهِ فَهُوَ يَتَجَلْجَلُ فِي الْاَرْضِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رٹائٹہنا بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

5339-اخرجه البخاري في الهبة، باب كيف يقبض العبد و المتاع (الحديث 2599)، و في الشهادات، باب شهادة الاعمى و امرة و نكاحه و انكاحه و مبايعته و قبوله في التاذين وغيره وما يعرف بالاصوات (الحديث 2657)، و في فرض الخمس ، باب قسمة الامام ما يقدم عليه و يخبأ لمن لم يحضره او غاب عنه (الحديث 3127)، و في اللباس، باب القباء و فروج حرير (الحديث 5800)، و باب المزرر بالذهب (الحديث 5862) تعليقاً، و في الادب، باب المداراة مع الناس (الحديث 6132) و اخرجه مسلم في الزكاة، باب اعطاء من سال بفحش و غلظة (الحديث 129 و 130) و اخرجه ابو داؤد في اللباس، باب ماجاء في الاقبية (الحديث 4028) واخرجه الترمذي في الادب، باب . 53 . (الحديث 2818) . تحفة الاشراف (11268) .

5340-تقدم (الحديث 2670) .

5341-اخرجه البخاري في احاديث الانبياء، باب . 54 . (الحديث 3485) . تحفة الاشراف (6998) .

''ایک مرتبہ ایک شخص تکبر کے طور پر اپنے تہبند کو گھسیٹ کر چل رہا تھا تو اسے زمین میں دھنسا دیا گیا اور وہ قیامت کے دن تک زمین میں دھنستا رہے گا''۔

5342 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ ح وَاَنْبَاَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ - اَوْ قَالَ اِنَّ الَّذِیْ يَجُرُّ ثَوْبَهُ - مِنَ الْخُيَلَاءِ لَمْ يَنْظُرِ اللّٰهُ اِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ".

☆☆ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''جو شخص اپنے کپڑے کو گھسیٹتا ہے (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں:) جو شخص تکبر کے طور پر اپنے کپڑے کو گھسیٹتا ہے' اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف نظر رحمت نہیں کرے گا''۔

5343 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَارِبٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يُحَدِّثُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ مِنْ مَخِيْلَةٍ فَاِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ لَمْ يَنْظُرْ اِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ".

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''جو شخص تکبر کے طور پر اپنے کپڑے گھسیٹتا ہے' تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف نظر رحمت نہیں کرے گا''۔

103 - باب مَوْضِعِ الْاِزَارِ .

یہ باب ہے کہ تہبند کا نچلا حصہ رکھنے کی جگہ (کون سی ہے؟)

5344 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ وَمُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ عَنْ جَرِيْرٍ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ عَنْ مُسْلِمِ بْنِ نُذَيْرٍ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَوْضِعُ الْاِزَارِ اِلٰى اَنْصَافِ السَّاقَيْنِ وَالْعَضَلَةِ فَاِنْ اَبَيْتَ فَاَسْفَلَ فَاِنْ اَبَيْتَ فَمِنْ وَّرَاءِ السَّاقِ وَلَا حَقَّ لِلْكَعْبَيْنِ فِی الْاِزَارِ" . وَاللَّفْظُ لِمُحَمَّدٍ .

☆☆ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''تہبند (کا نچلا حصہ) رکھنے کی جگہ نصف پنڈلی ہے' اور اس کا پٹھا ہے' اگر تم یہ بات نہیں مانتے تو اس سے کچھ نیچے کرلو اور یہ بھی نہیں مانتے تو پنڈلی سے نیچے کرلو لیکن ٹخنوں کا تہبند میں کوئی حق نہیں ہے۔

5342-اخرجه البخاري في اللباس، باب من جر ثوبه من الخيلاء (الحديث 5791) تعليقاً، بنحوه . و اخرجه مسلم في اللباس و الزينة، باب تحريم جر الثوب خيلاء و بيان حد ما يجوز ارخاء اليه و ما يستحب (الحديث 42م) . تحفة الاشراف (8282 و 7816) .

5343-اخرجه البخاري في اللباس، باب من جر ثوبه من الخيلاء (الحديث 5791) و اخرجه مسلم في اللباس و الزينة، باب تحريم جر الثوب خيلاء و بيان حد ما يجوز ارخاء اليه و ما يستحب (الحديث 43م) . تحفة الاشراف (7409) .

5344-اخرجه الترمذي في اللباس، باب في مبلغ الازار (الحديث 1783) بنحوه و اخرجه ابن ماجه في اللباس، باب موضع الازار اين هو (الحديث 3572) بنحوه . تحفة الاشراف (3383) .

روایت کے یہ الفاظ محمد (بن قدامہ) نامی راوی کے ہیں۔

104 - باب مَا تَحْتَ الْكَعْبَيْنِ مِنَ الْإِزَارِ .

یہ باب ہے کہ ٹخنوں سے نیچے والے تہبند کا حکم

5345 - أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ - وَهُوَ ابْنُ الْحَارِثِ - قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو يَعْقُوبَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَا تَحْتَ الْكَعْبَيْنِ مِنَ الْإِزَارِ فَفِي النَّارِ".

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''جو تہبند ٹخنوں سے نیچے ہوتا ہے وہ جہنم میں ہوگا''۔

5346 - أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيدٌ الْمَقْبُرِيُّ وَقَدْ كَانَ يُخْبِرُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ مِنَ الْإِزَارِ فَفِي النَّارِ".

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''جو تہبند ٹخنوں سے نیچے ہوتا ہے وہ جہنم میں ہوگا''۔

ٹخنوں سے نیچے لباس پہننے کا بیان

امام ہمام محمد بن اسمٰعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں تخریج فرمائی اور فرمایا ہم سے عبداللہ ابن یوسف نے بیان کیا اس نے کہا کہ ہمیں حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا انھوں نے ابوالزناد سے اس نے اعرج سے اس نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس شخص پر نظر شفقت نہیں فرمائے گا جس نے ازراہ تکبر اپنے تہبند کو زمین پر گھسیٹا، قلت (میں کہتا ہوں) یونہی ابوداؤد اور ابن ماجہ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی حدیث سے حضرت عبداللہ ابن عمر کی حدیث میں روایت کیا۔ انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو کوئی تکبر سے ازار لٹکائے (یعنی زمین پر گھسیٹے) تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف نہیں دیکھے گا، الحدیث امام علام مسلم بن حجاج قشیری نے اپنی صحیح میں تخریج کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم سے یحییٰ بن یحییٰ نے بیان کی اس نے کہا میں نے حضرت امام مالک کے سامنے پڑھا، امام مالک نے نافع عبداللہ بن دینار اور زید بن اسلم سے روایت کی، ان سب نے حضرت عبداللہ بن دینار اور زید بن اسلم سے روایت کی، ان سب نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے انھیں بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس کی طرف نہیں دیکھے گا (یعنی اس کی طرف نگاہ رحمت نہیں فرمائے گا) جو ازراہ تکبر اپنا کپڑا لٹکائے، قلت

5345-انفرد به النسائي . تحفة الأشراف (14099 و 14355) .

5346-اخرجه البخاري في اللباس، باب ما اسفل من الكعبين فهو في النار (الحديث 5787) . تحفة الأشراف (12961) .

(میں کہتا ہوں) اس جیسی حدیث بخاری، نسائی اور ترمذی نے اپنی اپنی کتابوں (صحاح) میں مختلف سندوں اور قریبی و یکساں الفاظ کے ساتھ روایت کی ہے۔

(صحیح البخاری کتاب اللباس باب جر ثوبہ من الخیلاء قدیمی کتب خانہ کراچی، البخاری، کتاب اللباس باب من جر ثوبہ من الخیلاء قدیمی کتب خانہ کراچی (سنن ابی داؤد کتاب اللباس باب ماجاء فی اسبال الازار آفتاب عالم پریس لاہور (سنن ابن ماجہ کتاب اللباس باب من جر ثوبہ من الخیلاء ایچ ایم سعید کمپنی کراچی (صحیح البخاری کتاب اللباس باب من جر ثوبہ من الخیلاء قدیمی کتب خانہ کراچی (صحیح مسلم کتاب اللباس باب تحریم جر الثوب خیلاء الخ قدیمی کتب خانہ کراچی (الجامع الترمذی کتاب اللباس باب ماجاء فی الکراھیۃ الازار امین کمپنی کراچی)

اور اگر بوجہ تکبر نہیں تو بحکم ظاہر احادیث مردوں کو بھی جائز ہے۔ لاباس بہ کما یرشدك الیہ التقیید بالبطر والمخیلۃ۔ تو اس میں کچھ حرج نہیں جیسا کہ اس کی طرف "البطر والمخیلۃ" (اترانا اور تکبر کرنا) کی قید لگانا تمھاری راہنمائی کررہا ہے۔ (ت)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میری ازار ایک جانب سے لٹک جاتی ہے۔ فرمایا: تو ان میں سے نہیں جو ایسا براہ تکبر کرتا ہو۔

اخرج البخاری فی صحیحہ قال حدثنا احمد بن یونس فذکر باسنادہ عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من جر ثوبہ خیلاء لم ینظر اللہ الیہ یوم القیمۃ فقال ابوبکر یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احد شقی ازاری یسترخی الا ان اتعاھد ذلک منہ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لست ممن یصنعہ خیلاء قلت ونحوہ روی ابوداؤد والنسائی۔

امام بخاری نے اپنی صحیح میں اس کی تخریج فرمائی۔ فرمایا ہم سے احمد ابن یونس نے بیان کیا۔ پھر اس کی اسناد سے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ حضور نے فرمایا: جس شخص نے ازراہ تکبر کپڑا لٹکایا اور نیچے گھسیٹا تو اللہ تعالی قیامت کے دن اس کی طرف نظر نہ فرمائے گا۔ اس پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرا تہبند ایک طرف نیچے لٹک جاتا ہے مگر یہ کہ میں اس کی پوری حفاظت کرتا ہوں (یعنی حفاظت میں ذرا سی کوتاہی یا لاپروائی ہوجائے تو تہبند ایک طرف لٹک جاتا ہے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم ان لوگوں میں سے نہیں ہو جو طرز تکبر سے ایسا کرتے ہیں (یعنی علت تکبر نہ ہونے کی وجہ سے تمھارے ازار کے لٹک جانے سے کوئی حرج نہیں قلت (میں کہتا ہوں) اسی کی مثل ابوداؤد اور نسائی نے بھی روایت کی ہے۔ (صحیح البخاری، کتاب اللباس قدیمی کتب خانہ کراچی)

حدیث بخاری و نسائی میں کہ: ما اسفل الکعبین من الازار ففی النار۔ ازار کا جو حصہ لٹک کا ٹخنوں سے نیچے ہوگیا وہ آگ میں ہوگا۔ (صحیح البخاری کتاب اللباس قدیمی کتب خانہ کراچی)

اور حدیث طویل مسلم و ابوداؤد میں: ثلثۃ لایکلمھم اللہ یوم القیمۃ ولاینظر الیھم ولا یزکیھم ولھم عذاب الیم المسبل والمنان والمنفق سلعتہ بالحلف الکاذب۔ تین شخص (یعنی تین قسم کے لوگ) ایسے ہیں کہ اللہ تعالی نے قیامت کے دن نہ تو انھیں پاک کرے گا بلکہ ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا۔ ازار ٹخنوں سے نیچے لٹکانے والا، احسان جتلانے والا، جھوٹی

قسم کھا کر اپنے اسباب کو رائج کرنیوالا (یعنی فروغ دینے والا ہے۔

(صحیح مسلم، کتاب الایمان باب بیان غلظ تحریم اسبال الازار قدیمی کتب خانہ کراچی، سنن ابی داؤد کتاب اللباس باب ما جاء فی اسبال الازار آفتاب عالم پریس لاہور)

علی الاطلاق وارد ہوا کہ اس سے یہی صورت مراد ہے کہ بتکبر اسبال کرتا ہو ورنہ ہرگز یہ وعید شدید اس پر وارد نہیں۔ مگر علماء در صورت عدم تکبر حکم کراہت تنزیہی دیتے ہیں: فی الفتاوی العالمگیری اسبال الرجل ازاره اسفل من الکعبین ان لم یکن للخیلاء ففیه کراهة تنزیه کذافی الغرائب۔ فتاوی عالمگیری میں ہے مرد کا اپنے ازار کو ٹخنوں سے نیچے لٹکانا اگر بوجہ تکبر نہ ہو تو مکروہ تنزیہی ہے اسی طرح غرائب میں ہے۔ (فتاوی ہندیہ کتاب الکراهیۃ الباب السابع نورانی کتب خانہ پشاور)

بالجملہ اسبال اگر براہ عجب وتکبر ہے حرام ورنہ مکروہ اور خلاف اولیٰ، نہ حرام مستحق وعید، اور یہ بھی اسی صورت میں ہے کہ پائچے جانب پاشنہ نیچے ہوں، اور اگر اس طرف کعبین سے بلند ہیں گو پنجہ کی جانب پشت پا پر ہوں ہرگز کچھ مضائقہ نہیں۔ اس طرح کا لٹکانا حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بلکہ خود حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔

روی ابو داؤد فی سننه قال حدثنا مسدد نایحییٰ عن محمد بن ابی یحییٰ حدثنی عکرمة انه رای ابن عباس یاتزر فیضع حاشیة ازاره من مقدمه علی ظهر قدمه ویرفعه مؤخره قلت لم تاتزر هذه الازارة قال رأیت رسول الله صلی الله علیه وسلم یاتزرها۔ قلت ورجال الحدیث کلهم ثقات عدول ممن یروی عنهم البخاری کما لایخفی علی الفطن الماهر بالفن۔

امام ابوداؤد نے اپنی کتاب سنن ابوداؤد میں روایت فرمائی ہے کہ ہم سے مسدد نے بیان کیا اس سے یحییٰ نے اس نے محمد بن ابی یحییٰ سے روایت کی ہے اس نے کہا مجھ سے عکرمہ تابعی نے بیان فرمایا اس نے ابن عباس کو دیکھا کہ جب ازار باندھتے تو اپنی ازار کی اگلی جانب کو اپنے قدم کی پشت پر رکھتے اور پچھلے حصہ کو اونچا اور بلند رکھتے۔ میں نے عرض کی آپ اس طرح تہبند کیوں باندھتے ہیں؟ ارشاد فرمایا: میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح ازار باندھتے دیکھا ہے۔ قلت (میں کہتا ہوں) حدیث کے تمام روای ثقہ (معتبر) اور عادل ہیں۔ ان سے امام بخاری روایت کرتے ہیں۔ جیسا کہ ذہین۔ فہیم اور ماہر فن پر پوشیدہ نہیں۔

(سنن ابی داؤد کتاب اللباس، باب ما جاء فی الکبر، آفتاب عالم پریس لاہور)

105 - باب اِسْبَالِ الْاِزَارِ

یہ باب ہے کہ تہبند کو لٹکانا

5347 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ عَقِيلٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ جَدِّی قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَشْعَثَ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ لَا يَنْظُرُ اِلٰى مُسْبِلِ الْاِزَارِ"۔

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

5347- انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (5435) .

''بے شک اللہ تعالیٰ تہبند کو لٹکانے والے کی طرف نظر رحمت نہیں کرے گا''۔

5348 - اَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ قَالَ سَمِعْتُ سُلَيْمَانَ بْنَ مِهْرَانَ الْاَعْمَشَ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُسْهِرٍ عَنْ خَرَشَةَ بْنِ الْحُرِّ عَنْ اَبِىْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ الْمَنَّانُ بِمَا اَعْطَى وَالْمُسْبِلُ اِزَارَهُ وَالْمُنَفِّقُ سِلْعَتَهُ بِالْحَلِفِ الْكَاذِبِ" .

☆☆ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''تین طرح کے لوگ ایسے ہیں' جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کلام نہیں کرے گا' ان کا تزکیہ نہیں کرے گا اور ان لوگوں کو دردناک عذاب ہوگا' کچھ دے کر احسان جتانے والا' اپنے تہبند کو نیچے لٹکانے والا اور جھوٹی قسم اُٹھا کر اپنا سامان فروخت کرنے والا''۔

5349 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ اَبِىْ رَوَّادٍ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "الْاِسْبَالُ فِى الْاِزَارِ وَالْقَمِيصِ وَالْعِمَامَةِ مَنْ جَرَّ مِنْهَا شَيْئًا خُيَلَاءَ لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ اِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''اسبال (یعنی لٹکانا) تہبند میں ہوتا ہے' قمیص میں ہوتا ہے' اور عمامہ میں ہوتا ہے' جو شخص ان میں سے کسی ایک کو بھی تکبر کے طور پر گھسیٹے گا' اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس پر نظر رحمت نہیں کرے گا''۔

5350 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ مِنَ الْخُيَلَاءِ لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ اِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ" .

قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اَحَدَ شِقَّىْ اِزَارِىْ يَسْتَرْخِىْ اِلَّا اَنْ اَتَعَاهَدَ ذٰلِكَ مِنْهُ . فَقَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِنَّكَ لَسْتَ مِمَّنْ يَصْنَعُ ذٰلِكَ خُيَلَاءَ" .

☆☆ سالم اپنے والد کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''جو شخص تکبر کے طور پر اپنے کپڑے کو گھسیٹتا ہے' اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس پر اپنی نظر رحمت نہیں کرے گا''۔

5348-تقدم (الحديث 2562) .

5349-اخرجه ابو داؤد في اللباس، باب في قدر موضع الازار (الحديث 4094) . واخرجه ابن ماجه في اللباس، باب طول القميص كم هو (الحديث 3576) . تحفة الاشراف (6768) .

5350-اخرجه البخاري في فضائل الصحابة، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم (لو كنت متخذاً خليلًا) (الحديث 3665)، و في اللباس، باب من جر ازاره من غير خيلاء (الحديث 5784)، و في الادب، باب من اثنى على اخيه بما يعلم (الحديث 6062) مختصراً . و اخرجه ابو داؤد في اللباس، باب ما جاء في اسبال الازار (الحديث 4085) . تحفة الاشراف (7026) .

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ! میرے ایک پہلو سے تہبند ڈھیلا ہو جاتا ہے اور لٹک جاتا ہے یا تو پھر یہ ہے میں اس کا ہروقت خیال رکھوں۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم ان میں شامل نہیں ہو جو تکبر کے طور پر ایسا کرتے ہیں۔

تکبر کے معنی ومفہوم کا بیان

" کبر " کے اصل معنی تو بڑائی کے ہیں لیکن یہاں اس سے مراد وہ کبر ہے جو عجب یعنی خود بینی وخودستائی کے نتیجہ میں پیدا ہوتا ہے چنانچہ اپنے آپ کو اس طور پر سمجھنا اور بڑا ظاہر کرنا کہ جس کے سبب لوگوں پر اپنی فوقیت برتری جتانا مقصود ہو حق کو قبول کرنا اور حق کی فرمانبرداری سے انکار ہوتا ہو اور تمرد وسرکشی ظاہر ہوتی ہو تکبر اور استکبار کہلائے گا واضح رہے کہ کبر اور تکبر اس صورت میں مذموم ہیں کہ جب کہ وہ واقع کے خلاف ہوں یعنی اگر کوئی شخص اپنی ذات میں ایسے اوصاف وفضائل اور کمالات کا دعویٰ کرے جن سے حقیقت میں وہ خالی ہو اور مصنوعی طور پر اپنے آپ کو ان فضائل وکمالات سے متصف ظاہر کرتا ہو تو ایسا مذموم ہوگا اور اگر اس شخص کی ذات میں واقعتاً ایسے فضائل وکمالات ہوں جنکی بنا پر وہ اپنے آپ کو دوسروں سے برتر وبلند سمجھے اور یہ اس کو ظاہر کرتا ہو تو یہ مذموم نہیں ہوگا نیز یہ بات بھی ذہن میں رہنی چاہیے کہ تکبر کے مقابلہ میں تواضع ہے جو کبر اور صغر کے درمیان توسط اور راہ استدلال ہے چنانچہ کبر تو یہ ہے کہ کوئی شخص ان اوصاف وفضائل سے بھی زیادہ کا دعویٰ کرے جو وہ اپنے اندر رکھتا ہے اور صغر یہ ہے کہ اپنے اصل مقام سے بھی نیچے گر جائے اور وہ جس چیز کے دعویٰ کا حق رکھتا ہے کہ اس کو بھی ترک کر دے ان دونوں کے درمیان تواضع ہے جو توسط اور اعتدال کا مقام ہے یعنی اپنے آپ کو نہ تو حد سے زیادہ بڑھایا جائے اور نہ حد سے نیچے گرایا جائے بلکہ بین بین رکھا جائے کیونکہ ہر چیز اور ہر حالت کی طرح اس معاملہ میں بھی اصل کمال توسط اور اعتدال ہی ہے اگرچہ مشائخ اور صوفیا قدس اللہ ارواحھم کا معمول یہ رہا ہے کہ جب وہ اپنے نفس میں تکبر کا غلبہ دیکھتے تو اس کو زائل کرنے میں انتہائی مبالغہ کرتے کہ تواضع کے بجائے صغر کا مقام اختیار کرنے کی کوشش کرتے تا کہ نفس آخر الامر تواضع کے مقام پر رک جائے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ شخص دوزخ میں داخل نہیں ہوگا جس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان ہوگا اور وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا جس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی تکبر ہوگا۔

(مسلم، مشکوۃ شریف: جلد چہارم: حدیث نمبر 1031)

ایمان سے مراد اصل ایمان نہیں ہے بلکہ ایمان کے ثمرات مراد ہیں جن کو فضائل واخلاق سے تعبیر کیا جاتا ہے خواہ ان کا تعلق ظاہر سے ہو یا باطن سے اور جو نور ایمان اور ظہور ایقان سے صادر ہوتے ہیں جہاں تک اصلی ایمان کا تعلق ہے وہ چونکہ تصدیق قلبی کا نام ہے اس لئے اس میں نہ تو زیادتی ہو سکتی ہے اور نہ کمی، اس اعتبار سے اس کو اجزاء میں منقسم بھی نہیں کیا جا سکتا البتہ اس کے شعبے اور شاخیں بہت ہیں جو اصل ایمان کی حقیقت وماہیت سے خارج ہیں جیسے نماز روزہ اور زکوۃ وغیرہ اور اسی طرح اسلام کے ظاہری دوسرے تمام احکام یا جیسے تواضع اور ترحم اور اسی طرح وہ تمام چیزیں جو باطنی اوصاف وخصائل کا درجہ رکھتی ہیں چنانچہ اس حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ الایمان بضع وسبعون شعبۃ۔ ایمان کی کچھ اوپر ستر شاخیں ہیں۔ ظاہر ہے کہ شاخوں اور اس کی اصل کے درمیان اتنا گہرا اور قریبی تعلق ہوتا ہے کہ دونوں ایک دوسرے کے لئے لازم وملزوم کا درجہ رکھتی ہیں لیکن اس کے باوجود حقیقت وماہیت کے

اعتبار سے کوئی بھی شاخ اپنی اصل کا مترادف نہیں ہوسکتی اس طرح اصل ایمان ایک الگ چیز ہے اور اسلام کے تمام ظاہری احکام و باطنی اخلاق وخصائل جداگانہ حیثیت رکھتے ہیں جن کو اصل ایمان کی حقیقت و ماہیت میں شامل نہیں کیا جاسکتا، چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد الحیاء شعبۃ من الایمان۔ مذکورہ بالا قول کی دلیل ہے کیونکہ تمام علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حیاء ایمان کے مفہوم میں داخل نہیں ہے۔

حدیث کے دوسرے جزء کا مطلب یہ ہے کہ کوئی اس وقت تک جنت میں داخل نہیں ہوگا جب تک کہ اس کے نامہ اعمال میں تکبر کا گناہ موجود رہے گا جب وہ تکبر اور دوسری بری خصلتوں کی آلائش سے پاک وصاف ہو جائے گا تو اس وقت جنت میں داخل کیا جائے گا اور یہ کہ پاکی وصفائی یا تو اس صورت میں حاصل ہوگی کہ اللہ اس کو عذاب میں مبتلا کرے گا اور وہ عذاب اس آلائش کو دھو دے گا یا اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے اس کو معاف کردے گا اور معافی اس آلائش کو زائل کردے گی۔

علامہ خطابی نے لکھا ہے کہ حدیث کے اس جزء کی دو تاویلیں ہیں ایک تو یہ کہ کبر سے کفر وشرک مراد ہے اور ظاہر ہے کہ کفر و شرک کے مرتکب پر جنت کے دروازے ہمیشہ ہمیشہ بند رہیں گے۔ دوسری تاویل یہ ہے کہ کبر سے مراد تو اس کے اپنے معنی ہی ہیں یعنی اپنے آپ کو دوسرے لوگوں سے برتر و بلند سمجھنا اور غرور گھمنڈ میں مبتلا ہونا البتہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ متکبر شخص اس وقت تک جنت میں داخل نہیں ہوگا جب تک کہ اللہ کی رحمت اس پر متوجہ نہ ہو چنانچہ جب حق تعالیٰ اس کو جنت میں داخل کرنا چاہے گا تو اس کے دل میں سے کبر کو نکال باہر کرے گا اور پھر اس کی کدورتوں سے پاک وصاف کر کے جنت میں داخل کردے گا۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا جس کے دل میں ذرہ برابر بھی تکبر ہوگا یہ سن کر ایک شخص نے عرض کیا کہ کوئی آدمی یہ پسند کرتا ہے کہ اس کا لباس عمدہ ہو اور اس کے جوتے اچھے ہوں۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ جمیل یعنی اچھا اور آراستہ ہے اور جمال یعنی اچھائی وآراستگی کو پسند کرتا ہے اور تکبر یہ ہے کہ حق بات کو ہٹ دھرمی کے ساتھ نہ مانا جائے اور لوگوں کو حقیر وذلیل سمجھا جائے۔ (مسلم، مشکوۃ شریف: جلد چہارم: حدیث نمبر 1032)

"ذرہ" سے یا تو چیونٹی مراد ہے جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس جیسی سو چیونٹیاں مل کر ایک جو کے وزن کے برابر ہوتی ہیں یا وہ ریزہ وغبار مراد ہے جو ہوا میں باریک نظر آتا ہے اور روشنی کے وقت چمکتا ہے۔ ایک شخص نے عرض کیا۔۔ کے بارے میں مختلف اقوال ہیں کہ ایک شخص سے کون صحابی مراد ہیں چنانچہ بعض حضرات کہتے ہیں کہ اس وقت جن صحابی نے مذکورہ بات عرض کی تھی وہ معاذ بن جبل تھے بعض حضرات نے عبداللہ بن عمرو بن العاص اور بعض حضرات نے ربیعہ بن عامر کا نام ذکر کیا ہے۔" کوئی آدمی یہ پسند کرتا ہے" ان صحابی نے جو یہ سوال کیا تو اس کا ایک پس منظر تھا وہ یہ دیکھا کرتے تھے کہ جو لوگ غرور وتکبر کرتے ہیں اور اپنے علاوہ ہر ایک کو ذلیل وحقیر سمجھتے ہیں ان کے جسم پر اعلی اور نفیس لباس ہوتا ہے ان کے پیروں میں نہایت اعلی جوتیاں ہوتی ہیں اور ان کے کپڑے وغیرہ اعلی درجہ کے ہوتے ہیں چنانچہ جب انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مذکورہ ارشاد سنا تو ان کو گمان ہوا کہ کہیں یہ چیزیں تو تکبر کی نشانیاں نہیں ہیں اور اعلی ونفیس لباس وغیرہ ہی سے تو تکبر پیدا نہیں ہوتا لہذا انہوں نے پوچھا کہ اگر کوئی شخص اپنی ذاتی خواہش پسند اور استطاعت کی بنا پر اچھے اچھے کپڑے پہنے اور عمدہ جوتے وغیرہ استعمال کرے اور اس کے خیال میں بھی یہ بات

نہ ہو کہ وہ اپنے کپڑوں وغیرہ کے ذریعہ دوسروں پر اپنی امارت و بڑائی کا رعب ڈالے گا، لوگوں کو ذلیل وحقیر سمجھے گا اور اتراہٹ و گھمنڈ کرے گا اور اس شخص کی اس نیت کی علامت یہ ہو کہ وہ جس طرح لوگوں کے سامنے اچھے کپڑے وغیرہ استعمال کرنا پسند کرتا ہو اسی طرح تنہائی میں بھی ان چیزوں کو پسند کرتا ہو تو کیا ایسے شخص پر بھی تکبر کا اطلاق ہوگا، حضور نے اپنے مذکورہ جواب کے ذریعہ واضح فرمایا کہ ایسے شخص پر تکبر کا اطلاق نہیں ہوگا بلکہ اس کا لباس عمدہ زیب تن کرنا اور اچھے جوتے پہننا اس کی تہذیب وشائستگی اور اس کی خوش ذوقی کی علامت ہوگا۔

جس سے شریعت نے منع نہیں کیا ہے اس کے بعد آپ نے کبر کی حقیقت بیان فرمائی کہ جس کبر کو مذموم قرار دیا گیا ہے وہ دراصل اس کیفیت وحالت کا نام ہے جو انسان کو حق آراستہ سے ہٹادے یعنی توحید وعبادت الٰہی سے بے پرواہ بنادے حق وصداقت سے سرکشی کرنے پر مائل کرے حقیقت تک پہنچنے سے روکے اور سچائی کو قبول کرنے سے باز رکھے اور مخلوق اللہ کو ذلیل وحقیر سمجھنے پر مجبور کرے۔

بعض حضرات نے بطرالحق کے معنی جمال حق کو باطل کرنا لکھے ہیں۔ "اللہ تعالیٰ جمیل ہے" کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنی ذات و صفات میں اور اپنے افعال وقدرت میں اوصاف کاملہ سے موصوف ہے۔ اور تمام ظاہری و باطنی حسن و جمال اسی کے جمال کا عکس ہیں اور جمال وجلال بس اسی کی ذات پاک کا خاصہ ہے بعض حضرات نے جمیل کے معنی آراستہ کرنے والے اور جمال بخشنے والے بیان کئے ہیں، بعضوں نے یہ کہا ہے کہ جمیل دراصل جلیل کے معنی میں ہے اس صورت میں اللہ جمیل کا مطلب یہ ہے کہ وہ تمام تر نور و بہجت اور حسن و جمال کا مالک ہے نیز بعض حضرات نے یہ معنی بھی بیان کئے ہیں کہ وہ اپنے بندوں کا اچھا کارساز ہے۔

106 - باب ذُيُولِ النِّسَآءِ .

خواتین کے دامن کا حکم

5351 - اَخْبَرَنَا نُوحُ بْنُ حَبِيبٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ اَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ مِنَ الْخُيَلَاءِ لَمْ يَنْظُرِ اللّٰهُ اِلَيْهِ" . قَالَتْ اُمُّ سَلَمَةَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَكَيْفَ تَصْنَعُ النِّسَآءُ بِذُيُولِهِنَّ قَالَ "تُرْخِينَهُ شِبْرًا" . قَالَتْ اِذًا تَنْكَشِفَ اَقْدَامُهُنَّ . قَالَ "تُرْخِينَهُ ذِرَاعًا لَا تَزِدْنَ عَلَيْهِ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''جو شخص تکبر کے طور پر اپنے کپڑے کو لٹکاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر رحمت نہیں کرے گا''۔

سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: یارسول اللہ! خواتین اپنے دامن (یعنی تہبند کے نیچے والے حصے) کو کہاں تک رکھیں گی؟ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ ایک بالشت نیچے لٹکائیں گی۔ سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: اگر اس صورت میں ان کے پاؤں ظاہر ہورہے

5351-اخرجه الترمذي في اللباس، باب ما جاء في جر ذيول النساء (الحديث 1731) و الحديث عند: مسلم في اللباس و الزينة، باب تحريم جر الثوب خيلاء و بيان حدما يجوز ارخاوه اليه وما يستحب (الحديث 42م) . تحفة الاشراف (7526) .

ہوں؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: پھر وہ ایک ہاتھ نیچے لٹکائیں گی' اس سے زیادہ نہیں کریں گی۔

5352 - حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيدِ بْنِ مَزْيَدٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا الأَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّهَا ذَكَرَتْ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذُيُولَ النِّسَاءِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "يُرْخِينَ شِبْرًا". قَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ إِذًا يَنْكَشِفُ عَنْهَا. قَالَ "تُرْخِي ذِرَاعًا لاَ تَزِيدُ عَلَيْهِ".

☆☆ سیدہ اُم سلمہ ؓ بیان کرتی ہیں: انہوں نے نبی اکرم ﷺ کے سامنے خواتین کے دامن (یعنی تہبند کے نیچے والے حصے) کا تذکرہ کیا' تو آپ نے ارشاد فرمایا: وہ اسے ایک بالشت نیچے رکھیں گی۔ سیدہ اُم سلمہ ؓ نے عرض کی: اس صورت میں' تو ان کا جسم ظاہر ہوگا۔ تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: پھر وہ ایک ہاتھ نیچے کریں گی' اس سے زیادہ نہیں کریں گی۔

5353 - أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْعَلاَءِ بْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ عَنْ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنِي أَيُّوبُ بْنُ مُوسَى عَنْ نَافِعٍ عَنْ صَفِيَّةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا ذَكَرَ فِي الإِزَارِ مَا ذَكَرَ قَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ فَكَيْفَ بِالنِّسَاءِ قَالَ "يُرْخِينَ شِبْرًا". قَالَتْ إِذًا تَبْدُوَ أَقْدَامُهُنَّ. قَالَ "فَذِرَاعًا لاَ يَزِدْنَ عَلَيْهِ".

☆☆ سیدہ اُم سلمہ ؓ بیان کرتی ہیں: جب نبی اکرم ﷺ نے تہبند کے بارے میں یہ فرمان ذکر کیا' تو سیدہ اُم سلمہ ؓ نے عرض کی: خواتین کا کیا معاملہ ہوگا؟ تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہ ایک بالشت اسے نیچے لٹکائیں گی۔ سیدہ اُم سلمہ ؓ نے عرض کی: اس صورت میں ان کے پاؤں ظاہر ہو جائیں گے' نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: پھر وہ ایک ہاتھ تک انہیں لٹکائیں گی' اس سے زیادہ نہیں کریں گی۔

5354 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الأَعْلَى قَالَ حَدَّثَنَا النَّضْرُ قَالَ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ - وَهُوَ ابْنُ سُلَيْمَانَ - قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ سُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمْ تَجُرُّ الْمَرْأَةُ مِنْ ذَيْلِهَا قَالَ "شِبْرًا". قَالَتْ إِذًا يَنْكَشِفُ عَنْهَا. قَالَ "ذِرَاعٌ لاَ تَزِيدُ عَلَيْهَا".

☆☆ سیدہ اُم سلمہ ؓ بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ سے سوال کیا گیا: عورت اپنے دامن کو (یعنی تہبند کے نیچے والے حصے کو) کس حد تک لٹکا سکتی ہے؟ تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایک بالشت۔ سیدہ اُم سلمہ ؓ نے عرض کی: اس صورت میں اس کا جسم ظاہر ہو جائے گا' تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: پھر ایک ہاتھ' تاہم وہ اس سے زیادہ نہیں کریں گی۔

107 - باب النَّهْيِ عَنِ اشْتِمَالِ الصَّمَّاءِ .

یہ باب ہے کہ اشتمال صماء کی ممانعت

5352-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (18217) .

5353-اخرجه ابو داؤد في اللباس، باب في قدر الذيل (الحديث 4117) . تحفة الاشراف (18282) .

5354-اخرجه ابو داؤد في اللباس، باب في قدر الذيل (الحديث 4118) و اخرجه ابن ماجه في اللباس، باب ذيل المراة كم يكون (الحديث 3580) . تحفة الاشراف (18159) .

5355 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ اشْتِمَالِ الصَّمَّاءِ وَاَنْ يَّحْتَبِىَ فِىْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ لَّيْسَ عَلٰى فَرْجِهٖ مِنْهُ شَىْءٌ .

☆☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اشتمال صماء سے منع کیا ہے اور ایک کپڑے کو احتباء کے طور پر اس طرح لپیٹنے سے منع کیا ہے کہ آدمی کی شرمگاہ پر کوئی چیز نہ ہو۔

5356 - اَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ قَالَ اَنْبَاَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِىِّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِىِّ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ اشْتِمَالِ الصَّمَّاءِ وَاَنْ يَّحْتَبِىَ الرَّجُلُ فِىْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ لَّيْسَ عَلٰى فَرْجِهٖ مِنْهُ شَىْءٌ .

☆☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اشتمال صماء سے اور کسی آدمی کے کپڑے کو اس طرح لپیٹ کر بیٹھنے سے منع کیا ہے کہ اس کی شرمگاہ پر کپڑا نہ ہو۔

صماء کی ممانعت کا بیان

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے کہ کوئی شخص بائیں ہاتھ سے کھائے یا ایک (پیر میں) جوتا پہن کر چلے اور یہ کہ کپڑے کو بدن پر اس طرح لپیٹ لے کہ دونوں ہاتھ کپڑے کے اندر آ جائیں یا بدن پر کوئی ایک کپڑا لپیٹ کر اس طرح گوٹ مار کر بیٹھے کہ اس کا ستر کھلا ہوا ہو۔ (مسلم، مشکوۃ المصابیح، جلد چہارم، رقم الحدیث، 250)

بائیں ہاتھ سے کھانے کی ممانعت نہی تنزیہی کے طور پر ہے اور بعض حضرات کے نزدیک تحریمی کے طور پر ہے ایک پیر میں جوتا پہن کر چلنا ایک طرح کی بدہئیتی ہے اور وقار کے خلاف ہے دوسرے اگر وہ جوتا اونچی ایڑی کا ہوگا تو اس صورت میں قدم کے ڈگمگانے اور زمین پر گر پڑنے کا باعث ہوگا لہٰذا اس سے منع فرمایا گیا کپڑے کو بدن پر اس طرح لپیٹ لے۔ الخ۔ اس کو عربی میں اشتمال الصماء کہتے ہیں اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ آدمی ایک کپڑے جیسے چادر وغیرہ کو اس طرح اوڑھے یا بدن پر لپیٹ لے کہ پورا جسم ڈھک جائے کسی طرف سے کھلا نہ رہے دونوں ہاتھ بھی بند ہو جائیں اور کسی طرف سے کپڑے کے اٹھنے کی گنجائش نہ رہے کہ اس سے ہاتھ نکالا جائے اس طرح کوئی کپڑا اوڑھنے یا لپیٹنے سے اس لئے منع فرمایا گیا ہے کہ اس صورت میں آدمی ایسا ہو جاتا ہے جیسے اس کو طوق پہنا دیا گیا ہو چنانچہ اس کو صماء اسی لئے کہتے ہیں کہ وہ اعضاء جسم کی نقل و حرکت اور منافذ کو بند کر دیتا ہے جیسے "

5355-اخرجه البخاري في الصلاة، باب ما يستر من العورة (الحديث 367) . واخرجه البخاري في اللباس، باب الاحتباء في ثوب واحد (الحديث 5822) . تحفة الاشراف (4140) .

5356-اخرجه البخاري في الاستئذان، باب الجلوس كيفما تيسر (الحديث 6284) و اخرجه ابو داؤد في البيوع و الاجارات، باب في بيع الغرر (الحديث 3377) و 3378 مطولاً و اخرجه ابن ماجه في اللباس، باب ما نهى عنه من اللباس (الحديث 3559) و الحديث عند: البخاري في البيوع، باب بيع المنابذة (الحديث 2147) و النسائي في البيوع، بيع المنابذة (الحديث 4524)، و تفسير ذلك (الحديث 4527) . تحفة الاشراف (4154) .

صخرہ صمار "اس سخت وسپاٹ پتھر کو کہتے ہیں جس میں کوئی سوراخ یا شگاف وغیرہ نہیں ہوتا۔
علامہ ابن ہمام نے ہدایہ کی شرح میں لکھا ہے کہ نماز میں "اشتمال صماء" مکروہ" ہے جس کی صورت یہ ہے کہ کوئی شخص ایک کپڑے میں اپنا سر اور اپنا پورا بدن اس طرح لپیٹ لے کہ ہاتھ نکلنے کی بھی کوئی جگہ نہ چھوڑے۔
لیکن امام محمد نے اس کراہت کے لئے اس کو شرط قرار دیا ہے کہ اس نے ازار (تہبند) بھی نہ پہن رکھا ہو جب کہ دوسروں کے نزدیک یہ شرط نہیں ہے۔
اور نووی نے شرح مسلم میں یہ لکھا ہے کہ فقہا کے نزدیک اشتمال صماء کی صورت یہ ہے کہ کوئی شخص کسی ایک کپڑے کو اپنے پورے بدن پر لپیٹ لے اور کوئی دوسرا کپڑا (جیسے تہبند و پاجامہ وغیرہ) اس کے جسم پر نہ ہو اور پھر اس لپیٹے ہوئے کپڑے کا کوئی کنارہ اٹھا کر اپنے کندھے پر ڈال لے۔ یہ صورت حرام ہے کیوں کہ اس میں ستر کا کچھ حصہ کھل جاتا ہے۔ حاصل یہ کہ اگر ستر کا کھل جانا یقینی ہو اشتمال صماء حرام ہوگا اور اگر ستر کا کھلنا محض احتمال کا درجہ رکھتا ہو تو مکروہ ہوگا۔ "گوٹ مار کر بیٹھنا" اس ہیئت میں بیٹھنے کو کہتے ہیں کہ دونوں کولہوں کو زمین پر ٹیک کر پنڈلیوں کو کھڑا کرے اور دونوں ہاتھ ان کے گرد باندھ لے، یا اس طرح بیٹھ کر کوئی کپڑا پیٹھ اور پنڈلوں پر لپیٹ لے (جب کہ اس کپڑے کے علاوہ اور کوئی کپڑا پہنے ہوئے نہ ہو) چنانچہ اس طرح بیٹھنا اس صورت میں ممنوع ہے جب کہ اس کے پاس صرف چادر ہو کہ اگر اس کو اس طرح لپیٹے گا تو ستر کھل جائے گا اور اگر چادر کے علاوہ اس نے کوئی اور کپڑا پہن رکھا ہو تو اس طرح بیٹھنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے بلکہ نماز کے علاوہ دوسری حالتوں میں اس طرح بیٹھنا مستحب بھی ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں منقول ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ کے سامنے ایک چادر میں اور ہاتھوں کے ذریعہ بھی گوٹ مار کر بیٹھے تھے اور اگر چادر اتنی بڑی اور چوڑی ہو کہ اس کو لپٹنے سے ستر کھلنے کا احتمال نہ ہو تو صرف ایک چادر میں بھی اس طرح بیٹھنا جائز ہے۔ (شرح مسلم، نووی، بیروت)

108 - باب النَّهْيِ عَنِ الْاِحْتِبَاءِ فِي ثَوْبٍ وَّاحِدٍ .

یہ باب ہے کہ ایک کپڑے کو احتباء کے طور پر (لپیٹنے) کی ممانعت

5357 - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ اشْتِمَالِ الصَّمَّاءِ وَاَنْ يَّحْتَبِيَ فِي ثَوْبٍ وَّاحِدٍ .

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اشتمال صماء اور ایک کپڑے کو احتباء کے طور پر لپیٹنے سے منع کیا ہے۔

5357-اخرجه مسلم في اللباس، باب في منع الاستلقاء على الظهر ووضع احدى الرجلين على الاخرى (الحديث 72) مطولًا و اخرجه الترمذي في الادب، باب ما جاء في الكراهية في ذلك (الحديث 2767) مطولًا . و الحديث عند: ابي داؤد في الادب، باب في الرجل يضع احدى رجليه على الاخرى (الحديث 4865) . تحفة الاشراف (2905) .

109 - باب لُبْسِ الْعَمَائِمِ الْحَرْقَانِيَّةِ .

یہ باب ہے کہ حرقانیہ (یعنی سیاہ) عمامہ باندھنا

5358 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُسَاوِرِ الْوَرَّاقِ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ رَاَيْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِمَامَةً حَرْقَانِيَّةً .

☆☆ جعفر بن عمرو اپنے والد (حضرت عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (نے سر مبارک) پر حرقانیہ (یعنی سیاہ کپڑے کا) عمامہ دیکھا ہے۔

عمامہ شریف باندھنے سے متعلق احادیث وروایات کا بیان

احادیث طیبہ کثیرہ صحیحہ میں عمامہ کے بے شمار فضائل وارد ہیں جن میں سے چند درج ذیل ہیں۔

سنن ابی داؤد میں ہے: فرق ما بيننا و بين المشركين العمائم على القلانس ۔۔۔۔۔۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہم میں اور مشرکوں میں فرق ٹوپیوں پر عمامے ہیں۔

(سنن ابی داؤد، باب العمائم، ۶: ۱۱۷، رقم الحدیث: ۴۰۷۸، مطبوعہ: دار الرسالۃ العالمیہ)

کنز العمال میں ہے: العمامة على القلنسوة فصل ما بيننا وبين المشركين يعطى يوم القيمة بكل كورة يدروها على راسه نورا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ٹوپی پر عمامہ ہمارا اور مشرکین کا فرق ہے ہر پیچ کہ مسلمان اپنے سر پر دے گا اس پر روزِ قیامت ایک نور عطا کیا جائے گا۔

(کنز العمال، حرف المیم، کتاب المعیشۃ، الباب الثالث، الفصل الاول، فرع فی العمائم، ۱۵، ۳۰۵، الحدیث: ۴۱۱۳۴، مؤسسۃ الرسالۃ)

کنز العمال میں ہے:

العمائم تيجان العرب فاذا وضعوا العمائم وضعوا اعزهم وفي لفظ وضع الله عزهم

عمامے عرب کے تاج ہیں جب عمامہ چھوڑ دیں تو اپنی عزت اُتار دیں گے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی عزت اتار دے گا۔ (کنز العمال، حرف المیم، کتاب المعیشۃ، الباب الثالث، الفصل الاول، فرع فی العمائم، ۱۵، ۳۰۵، الحدیث ۴۱۱۳۲، مؤسسۃ الرسالۃ)

طبرانی معجم کبیر میں ہے:

5358-اخرجه مسلم في الحج، باب جواز دخول مكة بغير احرام (الحديث 452 و 453) مطولا بنحوه، واخرجه ابو داؤد في اللباس، باب في العمائم (الحديث 4077) مطولا بنحوه و اخرجه الترمذي في الشمائل، باب ما جاء في عمامة رسول الله صلى الله عليه وسلم (الحديث 108 و 109) بنحوه . و اخرجه النسائي في الزينة، ارخاء طرف العمامة بين الكتفين (الحديث 5361) و اخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب ما جاء في الخطبة يوم الجمعة (الحديث 1104) ، و في الجهاد، باب لبس العمائم في الحرب (الحديث 2821)، و في اللباس، باب العمامة السوداء (الحديث 3584) ، وباب ارخاء العمامة بين الكتفين (الحديث 3587) . تحفة الاشراف (10716) .

اعتموا تزدادوا حلما ۔ صححه الحاکم ---عمامہ باندھو تمہارا حلم بڑھے گا۔امام حاکم نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا۔ (المعجم الکبیر، باب ماجاء فی لبس العمائم الخ)

بیہقی شعب الایمان میں ہے:

اعتموا تزدادوا حلما والعمائم تیجان العرب ---عمامہ باندھو وقار زیادہ ہوگا اور عمامے عرب کے تاج ہیں۔ (شعب الایمان)

کنز العمال میں ہے:

لاتزال امتی علی الفطرة مالبسوا العمائم علی القلانس ---میری امت ہمیشہ دین حق پر رہے گی جب تک وہ ٹوپیوں پر عمامے باندھیں۔

(کنز العمال، حرف المیم، کتاب المعیشۃ، الباب الثالث، الفصل الاول، فرع فی العمائم، ۱۵، ۳۰۵، الحدیث: ۴۱۱۳۸، مؤسسۃ الرسالۃ)

السنن الکبری للبیہقی میں ہے:

ان اللہ امدنی یوم بدر وحنین بملئکة یعتمون هذه العمة وقال ان العمامة حاجزة بین الکفر والایمان ---بیشک اللہ عزوجل نے بدر و حنین کے دن ایسے ملائکہ سے میری مدد فرمائی جو اس طرز کا عمامہ باندھتے ہیں بیشک عمامہ کفر و ایمان میں فارق ہے۔ (السنن الکبری للبیہقی باب التحریض علی الرمی، ۱۰، ۲۳، ۱۹۷۳۶، الناشر: دارالکتب العلمیۃ، بیروت۔لبنان)

کنز العمال میں ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمامہ کی طرف اشارہ کرکے فرمایا: هکذا تکون تیجان الملئکة ------فرشتوں کے تاج ایسے ہوتے ہیں۔ (کنز العمال، حرف المیم، کتاب المعیشۃ آداب التعمم، ۱۵، ۴۸۲، الحدیث: ۴۱۹۱۴، مؤسسۃ الرسالۃ)

کنز العمال میں ہے:

ان اللہ تعالی اکرم هذه الامة بالعصائب ---بیشک اللہ تعالی نے اس امت کو عماموں سے مکرم فرمایا۔

(کنز العمال، حرف المیم، کتاب المعیشۃ، الباب الثالث، الفصل الاول، فرع فی العمائم، ۱۵، ۳۰۷، الحدیث: ۴۱۱۴۳، مؤسسۃ الرسالۃ)

کنز العمال میں ہے:

اعتموا خالفوا علی الامم قبلکم ---عمامے باندھو اگلی امتوں یعنی یہود و نصاریٰ کی مخالفت کرو کہ وہ عمامہ نہیں باندھتے۔ (کنز العمال، حرف المیم، کتاب المعیشۃ، الباب الثالث، الفصل الاول، فرع فی العمائم، ۱۵، ۳۰۶، الحدیث: ۴۱۱۳۷، مؤسسۃ الرسالۃ)

احادیث طیبہ کثیرہ سے عمامہ کے فضائل ثابت ہو چکنے کے باوجود عمامہ باندھنے کو لمحہ فکریہ کہنا یقیناً کہنے والے کے لمحہ فکریہ ہے

☆---☆---واضح رہے ایک حدیث میں سیجان مذکور ہے، اور ایک میں سیجان کی جگہ طیلسہ وارد ہے دونوں کے متعلق معتمد کتب لغت سے شواہد ملاحظہ ہوں کہ جن میں واضح بیان ہے کہ حدیث مذکور میں "السیجان" کا ترجمہ سبز عمامہ کرنا بدذیانتی ہے

مبنی ہے۔

کتب لغت سے طیالسہ کے معنیٰ ملاحظہ ہوں:

المعجم الوسیط میں ہے:

(الطالسان) ضرب من الأوشحة يلبس على الكتف أو يحيط بالبدن خال عن التفصل والخياطة أو هو ما يعرف في العامية المصرية بالشال (فارسي معرب تالسان أو تالشان

طالسان ایک قسم کا لباس ہے جو زینت کے لیے کندھے پر استعمال کیا جاتا ہے یا اس سے بدن کو ڈھانپا جاتا ہے جو تفصیل ورسلائی سے خالی ہے (مثلاً: یوں کہ یہ حصہ آستین کے لیے ہے یا یہ حصہ پیٹ کے لیے ہے وغیرہ وغیرہ۔اور بغیر سلا ہوا ہے) یا وہ ہے مصر میں عام لوگ شال کہتے ہیں۔یہ لفظ دراصل فارسی کا ہے اور تالسان یا تالشان تھا جسے عربی میں طالسان بنالیا گیا یعنی یہ لفظ معرب ہے۔ (المعجم الوسیط، باب الطاد،۲:٦۱۵ مطبوعہ: دارالدعوۃ)

☆۔۔۔ المعجم الوسیط میں ہے:۔۔۔الطلس من الثياب الوسخ أو ما في لونه طلسة

جس کپڑے میں میل یا جس کا رنگ طلسہ ہو اسے اطلس کہا جاتا ہے۔ (المعجم الوسیط، باب الطاد،۲:۵٦۲ مطبوعہ: دارالدعوۃ)

☆۔۔۔ المعجم الوسیط میں ہے:۔۔۔(الطلسة) الغبرة إلى السواد وما رق من السحاب

طلسہ کہتے ہیں وہ مٹیالا رنگ جو سیاہی مائل ہو اور وہ رنگ جو پتلے بادلوں کا ہوتا ہے

(المعجم الوسیط، باب الطاد،۲:۵٦۲ مطبوعہ: دارالدعوۃ)

المنجد میں ہے:

طلسۃ: خاکستری مائل بہ سیاہی ہونا۔الطلس: کالی چادر۔الطلس: مٹایا ہوا کاغذ، میلا کپڑا۔

(المنجد "عربی اردو" ص۔۔ ج، صفحہ # ۵۱۸ مطبوعہ: خزینہ علم وادب)

الغرض: واضح ہوا کہ طیالسہ کا معنیٰ: چادر یا شال کے ہیں جسکا رنگ سیاہی مائل ہوتا ہے۔

کتب لغت سے سیجان کے معنیٰ ملاحظہ ہوں:

لسان العرب میں ہے:

وتصغير الساج: سويج، والجمع سيجان . ابن الأعرابي: السيجان الطيالسة السود، واحدها ساج .

ساج کی تصغیر سویج ہے اور جمع سیجان۔ابن عربی نے کہا: سیجان سیاہ رنگ کی چادریں ہیں جسکا واحد ساج ہے۔

اسی میں ہے:۔۔۔ وقيل: الطيلسان المقور ينسج كذلك

اور کہا گیا ہے سیجان اس طیلسان "چادر" کو کہتے ہیں جس پر سیاہ رنگ کی تار کول لگایا گیا ہو۔

(لسان العرب جمال الدین ابن منظور الانصاری الافریقی فصل الشین المعجمۃ ۲:۳۰۲ مطبوعہ دار صادر بیروت)

تاج العروس میں ہے:---السیجان الطیالسة السود، واحدها ساج

سیجان سیاہ رنگ کی چادریں ہیں جسکا واحد ساج ہے۔ (تاج العروس، س ن ۶، ۵۰، مطبوعہ دار الھدایۃ)

المعجم الوسیط میں ہے:--- (الساج) ضرب من الشجر یعظم جدا ویذھب طولا وعرضا وله ورق کبیر (ج) سیجان

ساج ایک بڑا درخت ہے جو لمبائی، چوڑائی میں پھیلا ہوا ہے اور اس کے بڑے بڑے پتے ہوتے ہیں۔ساج کی جمع سیجان ہے۔ (المعجم الوسیط، باب السین، ۴۶۰، مطبوعہ دار الدعوۃ)

تاج العروس میں ہے:

(و) الساج: (الطیلسان الأخضر) وبه صدر فی النهایة، أو الضخم الغلیظ، (أو الأسود)، أو المقور ینسج کذالك.

ساج سبز رنگ کی چادر کو کہا جاتا ہے اور نہایہ میں اسی کے ساتھ ابتدا کی گئی یا ساج: موٹا کپڑا (لحاف) ہے یا سیاہ رنگ کی چادر ہے، ساج تارکول والے سیاہ دھاگے سے بنے ہوئے کپڑے کو بھی کہا جاتا ہے۔ (تاج العروس، س۔و۔ج، ۶: ۵۰، مطبوعہ دار الھدایۃ)

عربی اردو لغت کی مشہور کتاب "المنجد" میں ہے:

الساج: ساکھو کا درخت، ج (جمع): سیجان، واحد، (ساجۃ) کشادہ گول چادر، کساء (مسوج) گول کیا ہو کمبل۔

تاج العروس میں ہے:

وقیل الساج: الطیلسان المدور، ویطلق مجازا علی الکساء المربع.

اور بیان کیا گیا ہے کہ ساج گول چادر کو کہا جاتا ہے اور بہ طور مجاز چورس چادر پر بھی اطلاق کیا جاتا ہے۔

(تاج العروس، س۔و۔ج، ۶: ۵۰، مطبوعہ دار الھدایۃ)

واضح ہوا سیجان سے سبز عمامہ مراد لینا نہ حقیقتاً درست ہے نہ ہی مجازاً---!!! رہی بات چادر کی تو مجازاً مربع چادر مراد لی جاسکتی ہے لیکن دعوت اسلامی والوں کی چادریں تو سفید ہیں نہ کہ سبز---!!!

الغرض: سیجان: سیاہ رنگ کی چادر، تارکول ملے ہوئے دھاگہ سے بنی ہوئی چادر یا ایک قول کے مطابق سبز رنگ کی چادر ہے۔جیسا کہ معتمد کتب لغت سے تصریح کی گئی۔لہٰذا سیجان کا ترجمہ محض سبز عمامہ یا چادریں کرنا بددیانتی ہے۔

☆---☆---نیز واضح رہے سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو سفید لباس کے بعد سبز رنگ کا لباس نہایت پسند تھا، نیز سبز رنگ کی چادر خود سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے استعمال فرمائی، لہٰذا جس لباس سے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع نہیں فرمایا نہیں حرمت و کراہت کی کوئی وجہ ہو، بلکہ استعمال فرمایا ہوا سے حرام کہنا جرم عظیم ہے---!!!

تفسیر مظہری میں ہے:

عن انس قال کان أحب الألوان الی رسول الله صلی الله علیه وسلم الخضرة

حضرت انس فرماتے ہیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو رنگوں میں سب سے زیادہ پسند سبز رنگ تھا۔

(تفسیر مظہری، ج:۶،ص:۳۲،مطبوعہ:مکتبۃ الرشدیہ الپاکستان)

صحیح البخاری میں ہے:

عن أنس بن مالك رضي الله عنه قال: كان احب الثياب إلى النبي صلى الله عليه وسلم ان يلبسها الحبرة

انس بن مالک سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یمنی دھاریدار لباس پہننا پسند فرماتے تھے۔

(صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب البرود والحبلۃ والشمل)

شرح سفر السعادۃ میں ہے:

ابن عباس گفت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم را بر منبر دیدم کہ خطبہ میکرد و بردھاے سبز پوشیدہ بود (شرح سفر السعادۃ)

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں میں نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر دیکھا کہ آپ خطبہ دے رہے تھے اور سبز رنگ کی چادر آپ کے زیب تن تھی۔

الغرض:۔۔۔

سبز رنگ کی چادر خود سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے استعمال فرمائی جس پر اعتراض کرنا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لباس شریف پر اعتراض کرنا ہے۔۔۔!!!(نعوذ باللہ من ھذا)

☆۔۔۔☆۔۔۔

نیز یہ وعید یہود کے متعلق ہے جو کہ اصبہان یا اصفہان کے ہوں گے، مسلمانوں پر اس کا اطلاق بلاشبہ مسلمانوں کے ساتھ عداوت کی واضح دلیل ہے۔۔۔!!!

جیسا کہ المعجم الاوسط میں ہے:

عن انس قال قال رسول الله صلى الله عليه و سلم يخرج الدجال من يهودية اصبهان ومعه سبعون الفا من اليهود عليهم السيجان

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہود اصبھان سے دجال نکلے گا اس کے ساتھ ستر ہزار یہود ہوں گے جن پر سبز "یا کالی" چادریں ہوں گی۔ (المعجم الاوسط، من اسمہ الفضل، ۵:۱۵۶، الحدیث ۴۹۳۰، مطبوعہ: دار الحرمین، القاھرۃ)

کنز العمال میں ہے:

عن ابن عباس قال: الدجال أول من يتبعه سبعون ألفا من اليهود عليها السيجان

عبداللہ ابن عباس نے فرمایا دجال کی سب سے پہلے ستر ہزار یہود پیروی کریں گے جن پر سیجان ہوں گی۔

(کنز العمال، کتاب القیامۃ، نزول عیسی علیہ السلام ۱۴:۷۰۰، الحدیث ۳۹۷۲۶، مطبوعہ: مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت)

مرقاۃ المفاتیح میں ہے:

(یتبع الدجال من أمتی ") أی: أمة الإجابة أو الدعوة وهو الأظهر لما سبق أنهم من یهود أصفهان

میری امت دجال کی پیروی کریں گے: یعنی امت اجابۃ یا امت دعوۃ اور وہی زیادہ اظہر ہے کے پہلے گذرا کہ وہ یہود اصفہان سے ہیں۔ (کتاب الفتن، باب العلامات بین یدی الساعۃ وذکر الدجال، ۸:۳۴۸۱، الحدیث: ۵۴۹۰، دار الفکر بیروت، لبنان)

واضح رہے دجال کی پیروی کرنے والوں کے متعلق دو طرح کی حدیثیں ہیں ایک مطلق اور دوسری مقید کہ جس میں تصریح ہے کہ دجال کے پیروکار یہود اصفہان ہوں گے۔ نیز مقید حدیث جس میں یہ ذکر ہے کہ دجال کی تابعداری کرنے والے اصفہان کے یہود ہوں گے وہ حدیث بہ لحاظ سند قوی ہے جبکہ دوسری حدیث کے ایک راوی بہ نام ابو ہارون متروک ہے جس کی وجہ سے مطلق حدیث میں ضعف ہے۔

مذکور حدیث کے راوی ابو ہارون کے متروک ہونے کے متعلق مرقاۃ شرح مشکوۃ میں ہے:

قیل: فی سنده أبو هارون وهو متروك

(مرقاۃ شرح مشکوۃ، کتاب الفتن، باب العلامات بین یدی الساعۃ وذکر الدجال، ۸:۳۴۸۱، رقم الحدیث: ۵۴۹۰، الناشر: دار الفکر، بیروت-لبنان)

امت اِجابت، امت دعوت:

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار و مسلمانوں ہر دو کو احکام کی تبلیغ کی، پیغام حق پہنچانے اور راہ حق کی دعوت دینے کے لحاظ سے آپ کی امت کو امت دعوت کہا جاتا ہے جسمیں کافر بھی داخل ہیں، جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کو فقط مسلمانوں نے تسلیم کیا اس لحاظ سے امتِ مسلمہ کو امتِ اجابت کہا جاتا ہے اور حدیث مذکور میں جو امت مذکور ہے اس میں دو احتمال ہیں، امتِ اجابت، امتِ دعوت، صحیح یہ ہے کہ مراد امتِ دعوت ہے جو کفار کو بھی شامل ہے جیسا کہ المعجم الاوسط اور کنز العمال میں مذکور مندرجہ بالا احادیث سے ظاہر ہے۔

نیز مرقاۃ میں ہے: **أی: أمة الإجابة أو الدعوة وهو الأظهر لما سبق أنهم من یهود أصفهان**

(مرقاۃ شرح مشکوۃ، کتاب الفتن، باب العلامات بین یدی الساعۃ وذکر الدجال، ۸:۳۴۸۱، رقم الحدیث: ۵۴۹۰، الناشر: دار الفکر، بیروت-لبنان)

110 - باب لُبْسِ الْعَمَائِمِ السُّودِ .

یہ باب ہے کہ سیاہ عمامہ پہننا

5359 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ بِغَيْرِ اِحْرَامٍ .

★★ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: فتح مکہ کے موقع پر جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (مکہ شہر میں) داخل ہوئے تو آپ

5359-تقدم (الحدیث 2869) . ...

نے سیاہ عمامہ باندھا ہوا تھا اور آپ احرام کی حالت میں نہیں تھے۔

5360 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ عَنْ شَرِيْكٍ عَنْ عَمَّارٍ الدُّهْنِيِّ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْفَتْحِ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ .

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: فتح مکہ کے موقع پر جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (مکہ شہر میں) داخل ہوئے تو آپ نے سیاہ عمامہ باندھا ہوا تھا۔

111 - باب اِرْخَاءِ طَرَفِ الْعِمَامَةِ بَيْنَ الْكَتِفَيْنِ .

یہ باب ہے کہ عمامہ کے شملہ کو کندھوں کے درمیان لٹکانا

5361 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبَانَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ مُسَاوِرٍ الْوَرَّاقِ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ اُمَيَّةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ كَاَنِّيْ اَنْظُرُ السَّاعَةَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ قَدْ اَرْخٰى طَرَفَهَا بَيْنَ كَتِفَيْهِ .

☆☆ جعفر بن عمرو اپنے والد (حضرت عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں گویا اس وقت بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ رہا ہوں' آپ منبر پر تشریف فرما تھے اور آپ نے سیاہ عمامہ پہنا ہوا تھا' جس کے شملہ کو آپ نے دونوں کندھوں کے درمیان لٹکایا ہوا تھا۔

112 - باب التَّصَاوِيْرِ .

یہ باب ہے کہ تصاویر کے بارے میں روایات

تصاویر والے گھر میں فرشتوں کے نہ آنے کا بیان

5362 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ اَبِيْ طَلْحَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيْهِ كَلْبٌ وَّلَا صُوْرَةٌ" .

5360-اخرجه مسلم في الحج، باب جواز دخول مكة بغير احرام (الحديث 451م) واخرجه الترمذي في الجهاد، باب ما جاء في الالوية (الحديث 1679م) . تحفة الاشراف (2890) .

5361-اخرجه مسلم في الحج، باب جواز دخول مكة بغير احرام (الحديث 452) و اخرجه ابو داؤد في اللباس، باب في العمائم (الحديث 4077) . واخرجه ابن ماجه في الجهاد، باب لبس العمائم في الحرب (2821)، و في اللباس، باب ارخاء العمامة بين الكتفين (الحديث 3587) و الحديث عند : مسلم في الحج، باب جواز دخول مكة بغير احرام (الحديث 453) و النسائي في الزينة، لبس العمائم الحرقانية (الحديث 5358) و الترمذي في الشمائل، باب ما جاء في عمامة رسول الله صلى الله عليه وسلم (الحديث 108 و 109) . و ابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب ما جاء في الخطبة يوم الجمعة (الحديث 1104)، و في اللباس، باب العمامة السوداء (الحديث 3584) . تحفة الاشراف (10716) .

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''فرشتے ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے' جس میں تصویر یا کتا ہو''۔

شرح

علماء نے لکھا ہے کہ یہاں وہ تصویر اور کتا مراد ہے جن کا گھر میں رکھنا حرام نہیں ہے جیسے وہ کتا جو شکار یا کھیت کھلیان اور مویشیوں وغیرہ کی حفاظت کے لئے پالا گیا ہو یا ایسی تصویریں جو بچھونوں وغیرہ پر ہوں اور ان کی تحقیر و پامالی کی جاتی ہو چنانچہ گھر میں ایسے کتے یا ایسی تصویروں کی موجودگی فرشتوں کے داخل ہونے میں رکاوٹ نہیں بنتی لیکن یہ مسئلہ محض ان تصویروں کے رکھنے یا استعمال کا ہے کیونکہ تصویر بنانا تو ہر صورت میں حرام ہے خواہ بچھونے پر ہو خواہ درہم سکوں اور نوٹوں پر ہوں اور خواہ کسی اور چیز پر بنائی جائے جاندار کی تصویر دمورت وغیرہ کی تصویر بنانا حرام نہیں ہے بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ مذکورہ حکم عمومی نوعیت کا ہے یعنی کسی گھر میں مطلق تصویر اور کتے کی موجودگی ملائکہ کے داخل ہونے میں رکاوٹ بنتی ہے اگر چہ کتا اور تصویریں اسی نوعیت کی کیوں نہ ہوں جن کا گھر میں رکھنا نہیں ہے۔ "فرشتوں" سے مراد وہ فرشتے ہیں جو بندوں کے اعمال لکھنے اور ان کی حفاظت پر مامور نہیں ہوتے کیونکہ جو فرشتے اعمال لکھنے اور حفاظت کرنے پر معمور ہوتے ہیں وہ کسی بھی حال میں انسان سے جدا نہیں ہوتے۔

5363 - اَنْبَاَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ اَبِى الشَّوَارِبِ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ اَبِىْ طَلْحَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيْهِ كَلْبٌ وَّلَا صُوْرَةُ تَمَاثِيْلَ" .

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما' حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

''فرشتے ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے' جس میں کتا یا مورتیوں کی تصویر ہو''۔

5364 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ شُعَيْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْنٌ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ اَبِى النَّضْرِ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّهُ دَخَلَ عَلٰى اَبِىْ طَلْحَةَ الْاَنْصَارِيِّ يَعُوْدُهُ فَوَجَدَ عِنْدَهُ سَهْلَ بْنَ حُنَيْفٍ فَاَمَرَ اَبُوْ طَلْحَةَ اِنْسَانًا يَّنْزِعُ نَمَطًا تَحْتَهُ فَقَالَ لَهُ سَهْلٌ لِمَ تَنْزِعُ قَالَ لِاَنَّ فِيْهِ تَصَاوِيْرُ وَقَدْ قَالَ فِيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا قَدْ عَلِمْتَ . قَالَ اَلَمْ يَقُلْ "اِلَّا مَا كَانَ رَقْمًا فِىْ ثَوْبٍ" . قَالَ بَلٰى وَلٰكِنَّهُ اَطْيَبُ لِنَفْسِى .

عبیداللہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: وہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ان کی عیادت کے لیے حاضر ہوئے' تو وہاں حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ بھی بیٹھے ہوئے تھے' تو حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے وہاں موجود ایک شخص کو یہ ہدایت کی کہ وہ ان کے نیچے موجود بچھونے کو باہر نکال دے۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ نے ان سے دریافت کیا: آپ اسے کیوں نکال رہے ہیں؟ تو انہوں

5362-تقدم (الحديث 4293) .

5363-تقدم (الحديث 4293) .

5364-اخرجه الترمذي في اللباس، باب ما جاء في الصورة (الحديث 1750) . تحفة الاشراف (3782) .

نے فرمایا: اس کی وجہ یہ ہے اس میں تصویریں موجود ہیں جبکہ ان تصویروں کے بارے میں نبی اکرم ﷺ نے جو بات ارشاد فرمائی ہے وہ آپ کے علم میں ہے۔ تو حضرت سہل رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد نہیں فرمائی ہے ماسوائے ان تصویروں کے جو کپڑے میں نقش ہوتی ہیں۔ تو حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ بولے: جی ہاں! لیکن میں اسی صورت میں مطمئن ہوں گا (جب انہیں بھی میرے نیچے سے نکال دیا جائے گا)۔

5365 - اَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي بُكَيْرٌ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ عَنْ اَبِي طَلْحَةَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ صُورَةٌ" . قَالَ بُسْرٌ ثُمَّ اشْتَكَى زَيْدٌ فَعُدْنَاهُ فَاِذَا عَلَى بَابِهِ سِتْرٌ فِيهِ صُورَةٌ قُلْتُ لِعُبَيْدِ اللّٰهِ الْخَوْلَانِيِّ اَلَمْ يُخْبِرْنَا زَيْدٌ عَنِ الصُّورَةِ يَوْمَ الْاَوَّلِ قَالَ قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ اَلَمْ تَسْمَعْهُ يَقُولُ "اِلَّا رَقْمًا فِي ثَوْبٍ" .

★★ زید بن خالد حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

"فرشتے ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے جس گھر میں تصویر موجود ہوتی ہے"۔

بسر نامی راوی بیان کرتے ہیں: حضرت زید رضی اللہ عنہ بیمار ہو گئے ہم ان کی عیادت کرنے کے لیے گئے تو وہاں ان کے دروازے پر ایک پردہ موجود تھا جس پر تصویر بنی ہوئی تھی تو میں نے عبیداللہ خولانی سے کہا: کیا پہلے ایک دن حضرت زید رضی اللہ عنہ نے ہمیں تصویروں کے بارے میں نہیں بتایا۔ (راوی کہتے ہیں:) تو عبیداللہ بولے: کیا تم نے یہ نہیں سنا تھا؟ کہ انہوں نے فرمایا تھا: ماسوائے اس تصویر کے جو کپڑے پر نقش ہوتی ہے۔

5366 - حَدَّثَنَا مَسْعُودُ بْنُ جُوَيْرِيَةَ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ صَنَعْتُ طَعَامًا فَدَعَوْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ فَدَخَلَ فَرَاَى سِتْرًا فِيهِ تَصَاوِيرُ فَخَرَجَ وَقَالَ "اِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَا تَدْخُلُ بَيْتًا فِيهِ تَصَاوِيرُ" .

★★ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے کھانا تیار کیا میں نے نبی اکرم ﷺ کی دعوت کی جب آپ تشریف لائے اور اندر آئے تو آپ نے ایک پردہ دیکھا جس میں تصویریں بنی ہوئی تھیں تو آپ وہاں سے تشریف لے گئے اور آپ نے ارشاد فرمایا: فرشتے ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں تصویریں موجود ہوں۔

5367 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو مُعَاوِيَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيهِ عَنْ

5365-اخرجه البخاري في بدء الخلق، باب اذا قال احدكم (آمين) و الملائكة في السماء فوافقت احداهما الآخرى غفر له ما تقدم من ذنبه (الحديث 3226)، و في اللباس، باب من كره القعود على الصور (الحديث 5958)، و اخرجه مسلم في اللباس و الزينة، باب تحريم تصوير صورة الحيوان و تحريم اتخاذ ما فيه صورة غير ممتهنة بالفرش، و نحوه و ان الملائكة عليهم السلام لا يدخلون بيتًا فيه صورة و لا كلب (الحديث 85) و (87) مختصرًا و اخرجه ابو داؤد في اللباس، باب في الصور (الحديث 4153) مطولًا، و (الحديث 4154 و 4155) . تحفة الاشراف (3775) .

5366-اخرجه ابن ماجه في الاطعمة، باب اذا راى الضيف منكرًا رجع (الحديث 3359) مختصراً . تحفة الاشراف (10117) .

5367-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (17229) .

عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرْجَةً ثُمَّ دَخَلَ وَقَدْ عَلَّقْتُ قِرَامًا فِيهِ الْخَيْلُ أُولَاتُ الْأَجْنِحَةِ - قَالَتْ - فَلَمَّا رَآهُ قَالَ "انْزِعِيهِ".

★★ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لے گئے جب آپ واپس تشریف لائے تو میں نے اس دوران ایک پردہ لٹکا دیا تھا' جس میں پروں والے گھوڑے کی تصویر تھی۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ملاحظہ فرمایا' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے اتاردو!

5368 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بَزِيعٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ أَبِي هِنْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَزْرَةُ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ كَانَ لَنَا سِتْرٌ فِيهِ تِمْثَالُ طَيْرٍ مُسْتَقْبِلَ الْبَيْتِ إِذَا دَخَلَ الدَّاخِلُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "يَا عَائِشَةُ حَوِّلِيهِ فَإِنِّي كُلَّمَا دَخَلْتُ فَرَأَيْتُهُ ذَكَرْتُ الدُّنْيَا". قَالَتْ وَكَانَ لَنَا قَطِيفَةٌ لَهَا عَلَمٌ فَكُنَّا نَلْبَسُهَا فَلَمْ نَقْطَعْهُ.

★★ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ہمارا ایک پردہ تھا' جس میں پرندوں کی تصویریں بنی ہوئی تھیں' جب بھی کوئی شخص گھر کے اندر داخل ہوتا' تو وہ بالکل گھر کے سامنے والی دیوار پر نظر آتا تھا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اے عائشہ! اسے یہاں سے کہیں اور لگا دو' کیونکہ میں جب بھی گھر میں آتا ہوں' اس پر نظر پڑتی ہے' تو مجھے دنیا یاد آ جاتی ہے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ہمارے پاس ایک چادر تھی' جس پر نقش و نگار بنے ہوئے تھے' تو ہم اسے پہن لیا کرتی تھیں' ہم نے اسے کاٹا نہیں تھا۔

شرح

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ (ایک مرتبہ) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جہاد کے لئے سفر پر تشریف لے گئے تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جانے کے بعد ایک کپڑا حاصل کیا اور اس کا پردہ دروازہ پر لٹکایا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سفر جہاد سے واپس تشریف لائے اور وہ پردہ پڑا ہوا دیکھا تو اس کو کھینچ کر پھاڑ ڈالا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس کا حکم نہیں دیا ہے کہ ہم مٹی اور پتھر کو کپڑے پہنائیں۔ (بخاری ومسلم، مشکوۃ المصابیح، جلد چہارم: رقم الحدیث، 422)

"نمط" ایک عمدہ قسم کے فرش یا بچھونے کو کہتے ہیں جس کے کنارے باریک اور ملائم تانے کے ہوتے ہیں اس کو ہودج پر بھی ڈالتے ہیں اور اس کا پردہ بھی بناتے ہیں، احتمال ہے کہ یہ لفظ نمد کا معرب ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے غالباً اس کپڑے کو دروازے پر آرائش کی خاطر لٹکایا ہوگا ورنہ اگر پردے کے مقصد سے دروازے پر ڈالتیں تو اس پر عتاب ہونے کا کوئی سوال ہی نہیں تھا۔ اور بعض حضرات نے یہ لکھا ہے کہ اس کپڑے پر گھوڑے کی تصویریں تھیں اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ضائع کر دیا

5368- اخرجه مسلم في اللباس و الزينة، باب تحريم تصوير صورة الحيوان و تحريم اتخاذ ما فيه صورة غير ممتهنة بالفرش و نحوه و ان الملائكة عليهم السلام لا يدخلون بيتاً فيه صورة ولا كلب (الحديث 88 و 8900) واخرجه الترمذي في صفة القيامة، باب 32 . (الحديث 2468) . تحفة الاشراف (16101) .

اور گویا ان تصویروں کو مٹا ڈالا لیکن یہ قول حدیث کے سیاق کے خلاف معلوم ہوتا ہے کیونکہ حدیث کا ربط مضمون یہ واضح کرتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس کپڑے کو پھاڑنا اور گویا اس کو دروازے پر لٹکانے سے منع کرنا تصویر کی وجہ سے نہیں تھا بلکہ درودیوار کو کپڑے سے ڈھانپنے کی کراہت کی بنا پر تھا جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے بھی ثابت ہوتا ہے۔

یحیٰ کہتے ہیں کہ درودیوار کو کپڑے سے ڈھانپنے کی ممانعت نہی تنزیہی طور پر ہے کیونکہ اس چیز کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم نہ ہونا ممانعت پر دلالت نہیں کرتا رہی یہ بات کہ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پردے پر اس قدر ناگواری کا اظہار کیوں کیا کہ اس کو پھاڑ بھی ڈالا تو اس کی وجہ محض یہ تھی کہ یہ چیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک اہل بیت کی شان اور ان کے ورع وتقویٰ کے خلاف تھی، تاہم یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ گھر کی دیواروں وغیرہ کو کپڑے سے ڈھانپنے سے منع کیا جائے نیز یہ حدیث اس بات کی بھی دلیل ہے کہ اگر کوئی بری چیز دیکھی جائے تو اس کو اپنے ہاتھ سے خراب و برباد کر دیا جائے اور اس کے خلاف اپنے غم و غصہ کا اظہار کیا جائے۔

5369 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰی قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنِ الْقَاسِمِ يُحَدِّثُ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ فِي بَيْتِي ثَوْبٌ فِيهِ تَصَاوِيرُ فَجَعَلْتُهُ اِلٰى سَهْوَةٍ فِي الْبَيْتِ فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي اِلَيْهِ ثُمَّ قَالَ "يَا عَائِشَةُ اَخِّرِيهِ عَنِّي" . فَنَزَعْتُهُ فَجَعَلْتُهُ وَسَائِدَ .

☆☆ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میرے گھر میں ایک کپڑا تھا' جس میں تصویریں بنی ہوئی تھیں' میں نے اُسے گھر میں موجود اُطاق کے سامنے لگا دیا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف رخ کر کے نماز ادا کر رہے تھے تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: عائشہ! اسے مجھ سے پرے کر دو! تو میں نے اسے اتار دیا اور اس کے تکیے بنا لیے۔

5370 - اَخْبَرَنَا وَهْبُ بْنُ بَيَانٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرٌو قَالَ حَدَّثَنَا بُكَيْرٌ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْقَاسِمِ اَنَّ اَبَاهُ حَدَّثَهُ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا نَصَبَتْ سِتْرًا فِيهِ تَصَاوِيرُ فَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَزَعَهُ فَقَطَعَتْهُ وِسَادَتَيْنِ . قَالَ رَجُلٌ فِي الْمَجْلِسِ حِينَئِذٍ يُقَالُ لَهُ رَبِيعَةُ بْنُ عَطَاءٍ اَنَا سَمِعْتُ اَبَا مُحَمَّدٍ - يَعْنِي الْقَاسِمَ - عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْتَفِقُ عَلَيْهِمَا .

☆☆ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: انہوں نے ایک پردہ لٹکایا' جس پر تصویریں بنی ہوئی تھیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں تشریف لائے' تو آپ نے اسے اتار دیا' تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اسے کاٹ کر اس کے دو تکیے بنا لیے۔

راوی بیان کرتے ہیں: حدیث کی اس محفل میں ایک صاحب بھی بیٹھے ہوئے تھے' جن کا نام ربیعہ بن عطاء تھا تو وہ بولے: میں نے شیخ ابومحمد' یعنی شیخ قاسم کو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہوئے سنا ہے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان تکیوں پر ٹیک لگایا کرتے تھے۔

5369-تقدم (الحدیث 760) .

5370-اخرجه مسلم في اللباس و الزينة، باب تحريم تصوير صورة الحيوان و تحريم اتخاذ ما فيه صورة غير ممتهنة بالفرش و نحوه، وان الملائكة عليهم السلام لا يدخلون بيتاً فيه صورة ولا كلب (الحديث 95) . تحفة الاشراف (17454 و 17476) .

شرح

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ انہوں نے اپنے شہ نشین پر ایک ایسا پردہ ڈال دیا جس پر تصویریں تھیں، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پردہ کو دیکھا تو اس کو پھاڑ دیا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے (اس پھٹے ہوئے پردہ کا یہ مصرف نکالا کہ) اس کے دو تکیے بنا دیئے چنانچہ وہ دونوں تکیے گھر میں رکھے رہتے تھے اور ان پر تکیہ لگا کر بیٹھتے تھے۔

(بخاری و مسلم، مشکوۃ المصابیح، جلد چہارم: رقم الحدیث، 421)

بظاہر یہ حدیث اس حدیث کے منافی ہے جو اس سے پہلے گزری ہے کیونکہ پہلی حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ تکیہ پر بنی ہوئی تصویریں گھر میں ملائکہ کو داخل ہونے سے روکتی ہیں، اگر چہ ایسی تصویروں کا گھر میں رہنے دینا حرام نہ ہو، اس صورت میں وہ دونوں تکیے جن پر تصویریں تھیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں کیسے رکھے ہوئے تھے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ان تکیوں پر جو تصویریں تھیں وہ کسی جاندار کی نہیں تھیں جن کا بنانا اور رکھنا حرام ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اس پردہ کو پھاڑ ڈالا تھا تو اس کی وجہ بھی اس پردے پر تصویروں کی موجودگی نہیں تھی بلکہ اس کا سبب یہ تھا کہ در و دیوار پر بلا ضرورت پردے لٹکانا منشاء الہی کے خلاف ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا ہے کہ پتھر اور مٹی کو کپڑے پہنائے جائیں جیسا کہ آگے آنے والی حدیث سے معلوم ہوگا اور اگر بالفرض وہ تصویریں کسی جاندار ہی کی تھیں تو اس صورت میں کہا جائے گا کہ جب تکیہ بنانے کے لئے پردہ کی کانٹ چھانٹ ہوئی تو اس پر جو تصویریں تھیں ان کے سر کٹ گئے تھے، بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ "ہتک" (کہ جس کا ترجمہ پھاڑ ڈالنا کیا گیا ہے) کے معنی ان تصویروں کا کاٹنا اور مٹا دینا ہیں جو اس پردہ پر تھیں۔

113 - باب ذِكْرِ اَشَدِّ النَّاسِ عَذَابًا .

یہ باب ہے کہ ان لوگوں کا تذکرہ، جنہیں شدید ترین عذاب ہوگا

5371 – اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ سَفَرٍ وَّقَدْ سَتَرْتُ بِقِرَامٍ عَلٰى سَهْوَةٍ لِّىْ فِيْهِ تَصَاوِيْرُ فَنَزَعَهُ وَقَالَ "اَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ الَّذِيْنَ يُضَاهُوْنَ بِخَلْقِ اللّٰهِ" .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر سے واپس تشریف لائے تو میں نے اپنے طاق کے سامنے ایک باریک سا پردہ لٹکایا ہوا تھا، جس پر تصویریں بنی ہوئی تھیں، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اتار دیا اور فرمایا: قیامت کے دن سب سے شدید ترین عذاب ان لوگوں کو ہوگا، جو اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے حوالے سے اس کے ساتھ مقابلہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

5372 – اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الزُّهْرِىِّ اَنَّهٗ سَمِعَ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ

5371-اخرجه البخاري في اللباس، باب ما وطئ من التصاوير (الحديث 5954) مطولًا و اخرجه مسلم في اللباس و الزينة، باب تحريم تصوير صورة الحيوان و تحريم اتخاذ ما فيه صورة غير ممتهنة بالفرش و نحوه و ان الملائكة عليهم السلام لا يدخلون بيتًا فيه صورة ولا كلب (الحديث 92) مطولًا . تحفة الاشراف (17483) .

يُخبِرُ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ سَتَرْتُ بِقِرَامٍ فِيهِ تَمَاثِيلُ فَلَمَّا رَآهُ تَلَوَّنَ وَجْهُهُ ثُمَّ هَتَكَهُ بِيَدِهِ وَقَالَ "اِنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ الَّذِيْنَ يُشَبِّهُوْنَ بِخَلْقِ اللّٰهِ" .

★★ سیدہ عائشہ صدیقہ ﷺ بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ میرے ہاں تشریف لائے تو میں نے ایک پردہ لٹکایا ہوا تھا' جس میں تصویریں بنی ہوئی تھیں' نبی ﷺ نے اسے ملاحظہ فرمایا' تو آپ ﷺ کے چہرہ مبارک کا رنگ تبدیل ہو گیا' پھر آپ نے اپنے دست مبارک کے ذریعے اسے پھاڑ دیا اور ارشاد فرمایا:

''قیامت کے دن سب سے شدید عذاب ان لوگوں کو ہوگا' جو اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ مشابہت کرتے ہیں''

(یعنی اس طرح کی مخلوق بنانے کی کوشش کرتے ہیں)۔

شرح

مشابہت اختیار کرتے ہیں" یعنی صورت بنانا اللہ کا کام ہے لہٰذا جو شخص تصویر بناتا ہے وہ گویا اپنے فعل کو اللہ تعالیٰ کے فعل کے ساتھ مشابہ کرتا ہے۔ یا اس کا مطلب یہ ہے کہ تصویر بنانے والا گویا اس چیز (تصویر) کو بناتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی تخلیق کے مشابہ ہوتی ہے۔ ابن ملک کہتے ہیں کہ اگر مصور کا فعل تصویر سازی اسی نظریے (عقیدے) کے تحت ہو کہ وہ اللہ تعالیٰ کے فعل صورت گری کی مماثلت کرنے والا ہے تو وہ کافر ہو جاتا ہے اور اس صورت میں اس حدیث کا مطلب یہ ہوگا کہ اس کو اس کے اس قبیح کفر کی بنا پر دوسرے کافروں کی بہ نسبت زیادہ سخت عذاب بھگتنا ہوگا اور اگر وہ ایسا عقیدہ نہ رکھتا ہو تو پھر اس کے حق میں یہ حدیث تہدید پر محمول ہوگی۔

114 - باب ذِكْرِ مَا يُكَلَّفُ اَصْحَابُ الصُّوَرِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ .

یہ باب ہے کہ اس بات کا تذکرہ کہ قیامت کے دن تصویر بنانے والے کو کس بات کا پابند کیا جائے گا؟

5373 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ - وَهُوَ ابْنُ الْحَارِثِ - قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ اَبِيْ عَرُوبَةَ عَنِ النَّضْرِ بْنِ اَنَسٍ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ اَتَاهُ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ الْعِرَاقِ فَقَالَ اِنِّيْ اُصَوِّرُ هٰذِهِ التَّصَاوِيْرَ فَمَا تَقُوْلُ فِيْهَا فَقَالَ اُدْنُهْ اُدْنُهْ سَمِعْتُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "مَنْ صَوَّرَ صُوْرَةً فِي الدُّنْيَا كُلِّفَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَنْ يَّنْفُخَ فِيْهَا الرُّوْحَ وَلَيْسَ بِنَافِخٍ" .

5372-اخرجه البخاري في الادب، باب ما يجوز من الغضب و الشدة لا مر الله تعالى (الحديث 6109) بنحوه و اخرجه مسلم في اللباس و الزينة، باب تحريم تصوير صورة الحيوان و تحريم اتخاذ ما فيه صورة غير ممتهنة بالفرش و نحوه وان الملائكة عليهم السلام لا يدخلون بيتا فيه صورة ولا كلب (الحديث 91) . تحفة الاشراف (17551) .

5373-اخرجه البخاري في البيوع، باب بيع التصاوير التي ليس فيها روح و ما يكره من ذلك (الحديث 2225) تعليقاً، مطولاً، و في اللباس، باب من لعن المصور (الحديث 5963) مختصرًا واخرجه مسلم في اللباس و الزينة، باب تحريم تصوير صورة الحيوان و تحريم اتخاذ ما فيه صورة غير ممتهنة بالفرش و نحوه وان الملائكة عليهم السلام لا يدخلون بيتًا فيه صورة ولا كلب (الحديث 100) بنحوه . تحفة الاشراف (6536) .

★★ نضر بن انس بیان کرتے ہیں: میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھا ہوا تھا' عراق سے تعلق رکھنے والا ایک شخص ان کے پاس آیا اور بولا: میں یہ تصویریں بناتا ہوں' ان کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: تم آگے ہو جاؤ! تم آگے ہو جاؤ! میں نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

''جو شخص دنیا میں تصویر بناتا ہے' قیامت کے دن اسے اس بات کا پابند کیا جائے گا کہ وہ اس میں روح پھونکے اور وہ (اُن میں) روح نہیں پھونک سکے گا''۔

تصویر بنانے اور جھوٹا خواب بیان کرنے والے کا بیان

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص ایسا خواب دیکھنے کا دعویٰ کرے جو کہ اس نے نہیں دیکھا ہے یعنی جھوٹا خواب بیان کرے تو اس کو قیامت کے دن دو جو میں گرہ لگانے پر مجبور کیا جائے گا، جس کو وہ ہرگز نہیں کر سکے گا اور جو شخص کچھ لوگوں کی بات چیت کی طرف اپنا کان لگائے جب کہ وہ لوگ اس شخص کے سننے کو پسند نہ کریں اور اس سے فرار اختیار کریں تو قیامت کے دن اس شخص کے کان میں سیسہ ڈالا جائے گا اور جو شخص تصویر بنائے گا اس کو آخرت میں عذاب دیا جائے گا اور اس کو اس بات پر مجبور کیا جائے گا کہ وہ اس تصویر میں روح پھونکے حالانکہ وہ ہرگز روح نہیں پھونک سکے گا۔ (بخاری، مشکوٰۃ المصابیح، جلد چہارم: رقم الحدیث، 427)

جس کو وہ ہرگز نہیں کر سکے گا" کا مطلب یہ ہے کہ اس شخص کو عذاب میں مبتلا کیا جائے گا اور اس سے کہا جائے گا کہ وہ جو کے دو دانوں کو آپس میں جوڑ کر ایک کر دے اور جب وہ ایسا نہیں کر سکے گا تو اس کو پھر عذاب میں مبتلا کیا جائے گا اور اسی طرح اس کو عذاب دیا جاتا رہے گا۔ جھوٹا خواب بیان کرنے اور جو کے دو دانوں کو آپس میں جوڑنے کے درمیان مناسبت یہ ہے کہ جس طرح اس شخص نے خواب کی بے بنیاد اور جھوٹی باتوں کو جوڑا اسی طرح اس سے کہا جائے گا کہ اب ذرا جو کے دو دانوں کو جوڑ کر دکھلا؟ واضح رہے کہ جھوٹا خواب بیان کرنا بھی اگرچہ جھوٹ کی ایک قسم ہے لیکن اس جھوٹا خواب بیان کرنے پر مطلق جھوٹ بولنے کی بہ نسبت زیادہ سخت عذاب اس لئے دیا جائے گا کہ اصل میں خواب کا تعلق عالم غیب سے ہے اور سچا خواب اجزاء نبوت میں سے ایک جزو ہے اور ایک طرح سے وحی کے درجہ کا حکم رکھتا ہے لہٰذا جس شخص نے جھوٹا خواب بیان کیا اس نے گویا حق تعالیٰ پر جھوٹ باندھا اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھنا جھوٹ کی سب سے سخت قسم ہے۔ بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ حدیث میں مذکورہ وعید اس شخص کے حق میں ہے جو جھوٹے خواب کے ذریعہ نبوت یا ولایت کا دعوے کرے، مثلاً وہ یوں کہے کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو نبی بنایا ہے یا ولی بنایا ہے اور مجھ کو خبر دی ہے کہ فلاں شخص کی مغفرت ہوگئی ہے یا فلاں شخص ملعون ہے وغیرہ وغیرہ، یا یوں بیان کرے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو خواب میں فلاں حکم دیا ہے حالانکہ حقیقت میں اس نے خواب کچھ بھی نہیں دیکھا تھا۔ "اس شخص کے کان میں سیسہ ڈالا جائے گا" یہ وعید اس شخص کے حق میں ہے جو ان لوگوں کی باتیں چغل خوری اور فتنہ وفساد پھیلانے کی غرض سے سنے، اس کے برخلاف اگر وہ ان لوگوں کی باتیں اس غرض سے سنے کہ اگر وہ اپنی اس بات چیت کے ذریعہ کسی فتنہ وفساد پھیلانے کا منصوبہ بنا رہے ہیں تو ان کو اس سے روکے یا ان کی شر انگیزیوں سے اپنے آپ کو یا

دوسرے کو محفوظ رکھے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔

5374 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ صَوَّرَ صُوْرَةً عُذِّبَ حَتّٰى يَنْفُخَ فِيْهَا الرُّوحَ وَلَيْسَ بِنَافِخٍ فِيْهَا" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''جو شخص تصویر بناتا ہے اسے یہ عذاب دیا جائے گا کہ وہ اس میں روح پھونکے اور وہ اس میں روح نہیں پھونک سکے گا''۔

5375 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا عَفَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ صَوَّرَ صُوْرَةً كُلِّفَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَنْ يَنْفُخَ فِيْهَا الرُّوحَ وَلَيْسَ بِنَافِخٍ" .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''جو شخص تصویر بناتا ہے قیامت کے دن اسے اس بات کا پابند کیا جائے گا کہ وہ اس میں روح پھونکے اور وہ اس میں روح نہیں پھونک سکے گا''۔

5376 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اِنَّ اَصْحَابَ هٰذِهِ الصُّوَرِ الَّذِيْنَ يَصْنَعُوْنَهَا يُعَذَّبُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُقَالُ لَهُمْ اَحْيُوْا مَا خَلَقْتُمْ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''یہ تصویریں بنانے والے لوگ جو انہیں بناتے ہیں انہیں قیامت کے دن یہ عذاب دیا جائے گا ان سے کہا جائے گا کہ تم نے جسے پیدا کیا ہے اسے زندہ کرو''۔

5377 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اِنَّ اَصْحَابَ هٰذِهِ الصُّوَرِ يُعَذَّبُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَيُقَالُ لَهُمْ

5374-اخرجه البخاري في التعبير، باب من كذب في حلمه (الحديث 7042) مطولًا و اخرجه ابو داؤد في الادب، باب ما جاء في الرؤيا (الحديث 5024) مطولًا و اخرجه الترمذي في اللباس، باب ما جاء في المصورين (الحديث 1751) مطولًا و الحديث عند: الترمذي في الرؤيا، باب في الذي يكذب في حلمه (الحديث 2283) و ابن ماجه في تعبير الرؤيا، باب من تحلم حلمًا كاذبًا (الحديث 3916) . تحفة الاشراف (5986) .

5375-اخرجه البخاري في التعبير باب من كذب في حلمه (الحديث 7042) تعليقًا مطولًا . تحفة الاشراف (14252) .

5376-اخرجه البخاري في التوحيد، باب قول الله تعالى (والله خلقكم و ما تعملون) (انا كل شيء خلقناه بقدر) (الحديث 7558) . واخرجه مسلم في اللباس و الزينة، باب تحريم تصوير صورة الحيوان و تحريم اتخاذ ما فيه صورة غير ممتهنة بالفرش و نحوه و ان الملائكة عليهم السلام لا يدخلون بيتًا فيه صورة ولا كلب (الحديث 97م) . تحفة الاشراف (7520) .

5377-اخرجه البخاري في التوحيد، باب قول الله تعالى (والله خلقكم و ما تعملون) (انا كل شيء خلقناه بقدر) (الحديث 7558) . و اخرجه ابن ماجه في التجارات، باب الصناعات (الحديث 2151) . تحفة الاشراف (17557) .

اَحْيُوا مَا خَلَقْتُمْ" .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

"یہ تصویریں بنانے والے لوگ انہیں قیامت کے دن یہ عذاب دیا جائے گا اور انہیں کہا جائے گا کہ تم نے جو پیدا کیا ہے اُسے زندہ کرو"۔

5378 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ سِمَاكٍ هُوَ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهَا قَالَتْ اِنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ الَّذِيْنَ يُضَاهُوْنَ اللّٰهَ فِيْ خَلْقِهٖ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: قیامت کے دن سب سے زیادہ شدید عذاب ان لوگوں کو ہوگا' جو اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے حوالے سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ مقابلہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

شرح

مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جن لوگوں کو سخت ترین عذاب میں مبتلا کرے گا ان میں مصور بھی ہوگا۔ بعض علماء نے لکھا ہے کہ یہ وعید اس شخص کے حق میں ہے جو بتوں کی مورتیاں اس لئے بناتا ہے کہ ان کی پوجا کی جائے اور چونکہ ایسا شخص یقیناً کافر ہوگا اس لئے اگر اس کو سخت ترین عذاب میں مبتلا کیا جائے گا تو کچھ بعید نہیں اور بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی مشابہت کی نیت سے تصویر بنائے وہ بھی کافر ہے اور سخت ترین عذاب کا مستوجب۔ اور جو شخص اس نیت کے بغیر تصویر سازی کرے وہ کافر نہیں ہوگا بلکہ فاسق کہلائے گا اور اس کا وہی حکم ہوگا جو مرتکب معاصی کا ہے اس بات پر تمام علماء کا اتفاق ہے کہ حدیث میں جس مصور کے بارے میں وعید بیان کی گئی ہے اس سے جاندار کی تصویر بنانے جاندار کی تصویر بنانے والا مراد ہے نہ کہ درختوں اور عمارات وغیرہ کی تصویر بنانے والا اسی لئے عام طور پر مصور کا اطلاق جاندار کی تصویر بنانے والے پر ہوتا ہے اور جمادات و نباتات وغیرہ کی تصویر بنانے والے نقاش کہتے ہیں! مجاہد نے پھل دار درختوں کی تصویر بنانے کو بھی مکروہ کہا ہے دوسرے محققین کے نزدیک غیر جاندار کی تصویر بنانا کراہت سے خالی نہیں اور لہو ولعب نیز بے مقصد و لایعنی چیزوں میں داخل ہے۔

115 - باب ذِكْرِ اَشَدِّ النَّاسِ عَذَابًا .

یہ باب ہے کہ ان لوگوں کا تذکرہ' جنہیں سب سے شدید عذاب ہوگا

5379 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمٍ ح وَاَنْبَاَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ زَكَرِيَّا قَالَ حَدَّثَنَا حُصَيْنُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ مُسْلِمِ بْنِ صُبَيْحٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِنَّ مِنْ

5378-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (17457) .

5379-اخرجه ابو داؤد في اللباس ، باب عذاب المصور بن يوم القيامة (الحديث 5950) . واخرجه مسلم في اللباس و الزينة، باب تحريم تصوير صورة الحيوان و تحريم اتخاذ ما فيه صورة غير ممتهنة بالفرش و نحوه و ان الملائكة عليهم السلام لا يدخلون بيتا فيه صورة و لا كلب (الحديث 98) . تحفة الاشراف (9575) .

اَشَدِّ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْمُصَوِّرُوْنَ" . وَقَالَ اَحْمَدُ "الْمُصَوِّرِيْنَ" .

★★ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''قیامت کے دن سب سے شدید عذاب ان لوگوں کو ہوگا' جو تصویریں بناتے ہیں''۔

احمد نامی راوی نے یہاں لفظ ''المصورین'' بیان کیا ہے۔

5380 - اَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ اَبِىْ بَكْرٍ عَنْ اَبِىْ اِسْحَاقَ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ اسْتَاْذَنَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "اُدْخُلْ" . فَقَالَ كَيْفَ اَدْخُلُ وَفِىْ بَيْتِكَ سِتْرٌ فِيْهِ تَصَاوِيْرُ فَاِمَّا اَنْ تُقْطَعَ رُءُوْسُهَا اَوْ تُجْعَلَ بِسَاطًا يُوْطَاُ فَاِنَّا مَعْشَرَ الْمَلَائِكَةِ لَا نَدْخُلُ بَيْتًا فِيْهِ تَصَاوِيْرُ .

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت جبریل علیہ السلام نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں اندر آنے کی اجازت مانگی تو آپ نے فرمایا: اندر آ جاؤ! تو انہوں نے عرض کی: میں اندر کیسے آؤں؟ جبکہ آپ کے گھر میں پردہ موجود ہے' جس میں تصویریں بنی ہوئی ہیں' یا تو ان کے سر کاٹ دیئے جائیں' یا پھر ان کا بچھونا بنا دیا جائے' جو پاؤں کے نیچے آئے' کیونکہ ہم فرشتے ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے' جس میں تصویریں موجود ہوں۔

شرح

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ "ہر مصور دوزخ میں ڈالا جائے گا اور اس کی بنائی ہوئی ہر تصویر کے بدلے ایک شخص پیدا کیا جائے گا جو تصویر بنانے والے کو دوزخ میں عذاب دیتا رہے گا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اگر تمہیں تصویر بنانے کی ضرورت ہی ہو تو درختوں یا کسی غیر ذی روح کی تصویر بنا لو۔ (بخاری ومسلم، مشکوۃ المصابیح، جلد چہارم: رقم الحدیث، 426)

یوں تو ہر طرح کی تصویر اور مورت بنانا ناجائز ہے تاہم اکثر علماء نے لڑکیوں کے لئے گڑیوں کو مستثنیٰ رکھا ہے یعنی ان کے نزدیک لڑکیوں کے حق میں گڑیاں بنانا مباح ہے لیکن امام مالک نے مردوں کو ان کا خریدنا مکروہ قرار دیا ہے اور بعض علماء نے مذکورہ اباحت کو منسوخ قرار دیا ہے۔

116 - باب اللُّحُفِ .

یہ باب ہے کہ لحاف (کے طور پر اوڑھی جانے والی چادروں کے بارے میں روایت)

5381 - اَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ قَزَعَةَ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ حَبِيْبٍ وَّمُعْتَمِرِ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنْ اَشْعَثَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَقِيْقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُصَلِّىْ فِىْ لُحُفِنَا . قَالَ سُفْيَانُ مَلَاحِفِنَا .

5380-اخرجه ابو داؤد في اللباس ، باب في الصور (الحديث 4158) مطولًا و اخرجه ابو داؤد في الادب، باب ما جاء ان الملائكة لا تدخل بيتًا فيه صورة ولا كلب (الحديث 2806) مطولًا . تحفة الاشراف (14345) .

★★ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لحافوں میں نماز ادا نہیں کرتے تھے۔
سفیان نامی راوی نے لفظ "ہمارے ملاحف" نقل کیا ہے۔

117 - باب صِفَةِ نَعْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

یہ باب ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نعلین شریفین کا نقشہ

5382 – اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَبَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اَنَسٌ اَنَّ نَعْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَهَا قِبَالاَنِ .

★★ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نعلین شریف کے دو تسمے ہوتے تھے۔

5383 – اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ عِيْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ اَوْسٍ قَالَ كَانَ لِنَعْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِبَالاَنِ .

★★ حضرت عمرو بن اوس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نعلین شریفین کے دو تسمے ہوتے تھے۔

نعلین مبارک کی فضیلت کا بیان

عشق کا مسلمہ ضابطہ ہے کہ جس سے ہو جائے اس سے نسبت رکھنی والی ہر شے محبوب ہوتی ہے خواہ عشق حقیقی ہو یا مجازی۔ یہی وجہ ہے کہ سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق و محبت کا دم بھرنے والے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبت رکھنے والے شہر مقدس، آپ کے رفقاء یعنی صحابہ کرام، آپ کی آل پاک اور آپ کی سنن سے محبت و وارفتگی رکھتے ہیں۔ آپ کے مبارک قدموں سے لگنے والے پاپوش یعنی نعلین مبارک ان کے سروں کا تاج ہے۔ شاعر نے کیا خوب کہا ہے

جو سر پر رکھنے کو مل جائے نعلین پاک حضور صلی اللہ علیہ وسلم   تو پھر کہیں گے کہ تاجدار ہم بھی ہے

مولانا حسن رضا خان علیہ الرحمہ

اور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ عرض گزار ہیں

ذرے جھڑ کے تیری پیزاروں کے   تاج سر بنتے ہیں سیاروں کے   (حدائق بخشش)

جس طرح عشاق کو اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے اظہارِ عشق کا بس موقع ہی ملنا چاہیے بعینہ اسی طرح مخالفین بھی ان پروانہ شمع رسالت پر ان کے عشق کے باعث اعتراض کرنے کا موقع ڈھونڈتے رہتے ہیں۔ ماہ ربیع الاول میں چونکہ مولود نبوت جوش و خروش سے منایا

5381-اخرجه ابو داؤد في الطهارة، باب الصلاة في شعر النساء (الحديث 367 و 368)، و في الصلاة، باب الصلاة في شعر النساء (الحديث 645) و اخرجه الترمذي في الصلاة، باب في كراهية الصلاة في لحف النساء (الحديث 600) . تحفة الاشراف (16221) .

5382-اخرجه البخاري في اللباس، باب قبالان في نعل (الحديث 5857) و اخرجه ابو داؤد في اللباس، باب في الانتعال (الحديث 4134) و اخرجه الترمذي في اللباس، باب ما جاء في نعل النبي صلى الله عليه وسلم (الحديث 1772و 1773)، و في الشمائل، باب ما جاء في نعل رسول الله صلى الله عليه وسلم (الحديث 71) واخرجه ابن ماجه في اللباس، باب صفة النعال (الحديث 3615) . تحفة الاشراف (1392) .

5383-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (19159) .

جاتا ہے اور مسلمان اپنے نبی ﷺ کے عشق کی خاطر نعلین پاک کا نقش اپنے سروں اور دلوں پر آویزاں کرتے ہیں۔ یہ منکرین کو رنج میں ڈالتا ہے ایسے ہی مواقع پر قرآن پاک کا کیا خوب ارشاد مسلمانوں سے ہے چنانچہ ارشاد خداوندی عزوجل ہے۔

ان تمسسکم حسنۃ تسؤھم۔ ترجمہ: اگر تم (مسلمانوں) کو کوئی چھوٹی سی بھلائی بھی پہنچے تو انہیں (منافقین) کو بری لگتی ہے (پارہ 4 آل عمران آیت 120)

معلوم چلا کہ مسلمانوں کو خوشی ملنے پر غم کرنا منافقین کا طریقہ ہے۔ یہ تو نقش وعکس کی بات ہے ہم صحابہ کرام علیہم الرضوان کا عمل ہدیہ ناظرین کرتے ہیں کہ انہیں اس سے والہانہ کس قدر محبت والفت تھی۔ آخر میں اس کی برکات وفوائد اور معاندین کے بے تکے اعتراضات کے جوابات بھی قلمبند کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

امام احمد المقری التلمسانی علیہ الرحمہ اپنی تصنیف فتح المتعال فی مدح النعال میں تحریر فرماتے ہیں۔ محمد بن یحیٰ حضرت قاسم سے بیان کرتے ہیں۔

جب نبی کریم ﷺ بیٹھتے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کھڑے ہوجاتے اور اپنے نعلین مبارک پاؤں سے اتار لیتے اور اپنی آستینوں میں چھپا لیتے اور جب آپ کھڑے ہوجاتے تو نعلین پہناتے اور آپ کے ساتھ عصا پکڑ کر چلتے۔ یہاں تک کہ آپ حجرہ مبارک میں داخل ہوجاتے۔ (فتح المتعال فی مدح النعال مترجم ص 171 عالمی دعوت اسلامیہ)

یہی وجہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو صاحب النعلین کا لقب حاصل ہے۔ امام احمد مقری علیہ الرحمہ اسی صفحہ پر حضرت انس رضی اللہ عنہ کے متعلق رقم طراز ہیں کہ ایک جماعت جن میں ابن سعد بھی ہیں، نے روایت کیا کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کے کفش بردار اور دیگر اشیائے سنبھالنے اور اٹھانے والے تھے۔ (صفحہ نمبر 171)

ضیاء النبی میں پیر کرم شاہ الازہری جلد 5 ص 583 پر لکھتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کو یہ شرف حاصل تھا کہ حضور ﷺ کے پاپوش بردار تھے۔

مسند احمد ابویعلی، ابن حبان اور مستدرک میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسالت مآب ﷺ نے فرمایا۔ تم میں سے کون ہے جو معانی قرآن پر اس طرح جہاد کرے گا جس طرح میں نے اس کے نزول پر کیا ہے؟ کسی نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ کیا وہ ابوبکر ہیں؟ فرمایا نہیں۔ عرض کی کیا وہ عمر ہیں؟ فرمایا نہیں، اس کے بعد فرمایا یہ کام خاصف النعل ہی کریں گے (فتح المتعال فی مدح النعال مترجم ص 3)

خاصف النعل یعنی جوتے گانٹھنے والے چونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضور اقدس علیہ السلام کے نعلین شریف گانٹھا کرتے تھے، اس لئے یہ لقب ان کے حصہ میں آیا۔

یوں تو خدمت اقدس میں عموماً صحابہ کرام حاضر رہا کرتے تھے مگر حضرت عبداللہ ابن مسعود، حضرت انس اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم خاص نعلین شریفین کے خدمت گزار تھے۔

یہ تو نعلین پاک کی اصل کے متعلق چند کلمات حوالہ قرطاس کئے۔ اب چند سطور نعلین پاک کے نقش وعکس وشبیہ کے متعلق بھی تحریر

کی جاتی ہیں۔

بڑے بڑے فضلاء نے نعلین شریفین کے نقش کی برکتوں کے بارے میں مستقل تالیفات کی ہیں۔ابو جعفر احمد بن عبدالمجید جو کہ اپنے زمانہ کے بڑے نیک بزرگ گزرے ہیں۔فرماتے ہیں۔میں نے ایک طالب علم کو نعلین شریفین کا نقشہ دیا۔ایک دن وہ آیا اس نے بتایا کہ میں نے کل رات اس نقش کی برکت کو خود ملاحظہ کیا۔میری بیوی کو شدید درد ہوا۔قریب تھا کہ وہ جان دے دیتی۔میں نے اسی نعل شریف کا نقش اسی جگہ رکھا جہاں درد ہور ہا تھا۔میں نے عرض کی: اللھم ارنی برکة صاحب ھذا النعل یا اللہ مجھے اس نعل شریف والے کی برکتیں عطا فرما تو اسی وقت وہ تندرست ہوگئی۔

امام ابو اسحاق سلمی الاندلسی جو ابن الحاج کے نام سے معروف ہیں وہ فرماتے ہیں کہ ابوالقاسم بن محمد نے فرمایا کہ اس کی برکت تجربات سے پایہ ثبوت کو پہنچی ہوئی ہے جو شخص اس سے تبرک حاصل کرنے کے لئے اسے پکڑتا ہے تو باغیوں کی بغاوت اور دشمنوں کے غلبہ پانے سے اس کو امان مل جاتی ہے۔ہر سرکش شیطان کے شر سے اور ہر چشم بد کے اثر سے وہ محفوظ ہو جاتا ہے اور وہ عورت جسے زچگی کی تکلیف ہو اگر وہ اس کو اپنے دائیں ہاتھ میں پکڑ لے تو اس کی یہ تکلیف دور ہو جاتی ہے اور بچہ بفضلہ تعالیٰ آسانی سے ہو جاتا ہے۔

امام ابو بکر قرطبی علیہ الرحمہ نے اس کی تمثال کی برکات کے بارے میں پورا قصیدہ نقل کیا ہے۔اس کے تین اشعار یہاں نقل کئے جاتے ہیں

فضعها علی اعلی المفارق انها	حقیقتها تاج وصورتها نعل
باخمص خیر الخلق حازت مزیة	علی التاج حتی باهت المفرق الرجل
شفاء لذی سقم رجاء لبائس	امان لذی خوف کذا یحسب الفضل

ترجمہ: اس کو اپنے سر کی چوٹیوں پر رکھو۔حقیقت میں یہ تاج سلطانی ہے۔اگرچہ اس کی صورت جوتے کی سی ہے، یہ وہ نعل شریف ہے جسے خیر الخلق کے پاؤں کے تلوے کے ساتھ لگنے سے تاج پر بھی فضیلت حاصل ہوگئی۔یہاں تک کہ وہ پاؤں سروں پر فضیلت لے گئے۔یہ بیماری کے لئے شفا کا پیغام ہے۔مایوسی کے لئے امید کی کرن ہے۔خوفزدہ کے لئے امان کا پیغام ہے اور اسی طرح اس نعلین شریفین کے نقش کے فضائل کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

(ضیاء النبی جلد 5 ص 603 تا 604، ضیاء القرآن پبلشرز لاہور)

محقق علی الاطلاق شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ رحمۃ القوی مدارج النبوت میں فرماتے ہیں کہ مواہب میں اس کا تجربہ لکھا ہے کہ مقام درد پر نعلین شریفین کا نقشہ رکھنے سے درد سے نجات ملتی ہے اور پاس رکھنے سے راہ میں لوٹ مار سے محافظت ہو جاتی ہے اور شیطان کے مکر وفریب سے امان میں رہتا ہے اور حاسد کے شر وفساد سے محفوظ رہتا ہے۔مسافت طے کرنے میں آسانی رہتی ہے اس کی تعریف ومدح اور اس کے فضائل میں قصیدے لکھے گئے ہیں (مدارج النبوت، مترجم ج 1 ص 578، ضیاء القرآن پبلشرز لاہور)

امام احمد مقری تلمسانی اس کے برکات وفوائد کے متعلق لکھتے ہیں۔یہ جس لشکر میں ہو، اس کو کبھی شکست نہ ہو جس قافلے میں ہو

وہ قافلہ لوٹ مار سے محفوظ رہے جس گھر میں ہو وہ گھر جلنے سے محفوظ رہے گا جس سامان میں ہو وہ چوری ہونے سے محفوظ رہے گا۔ جس کشتی میں ہو وہ ڈوبنے سے محفوظ رہے گی جو کوئی صاحب نقش نعل سے کسی حاجت میں توسط کرے وہ حاجت پوری ہو اور ہر مشکل آسان ہو۔ (فتح المتعال فی مدح النعال مترجم ص 247)

اس کی چند برکات ہم نے اکابر کی کتابوں سے نقل کیں، اس کے علاوہ بھی اس کی برکات بے شمار و بے حد ہیں جس نے مزید تفصیل دیکھنی ہو وہ علامہ مقری تلمسانی کی فتح المتعال فی مدح النعال اور علامہ عبدالحی لکھنوی علیہ الرحمہ کے رسالے غایۃ المقال فیما یتعلق بالنعال میں دیکھے۔ یہ رسالہ 158 صفحات پر مشتمل ہے۔

منکرین اس کی روک تھام میں خوب زور لگاتے ہیں۔ ان کی طرف سے ایک اعتراض یہ ہوتا ہے کہ تم تو تصاویر سے منع کرتے ہو اور دوسری طرف نعلین کی تصاویر بھی بناتے ہو، اس کا جواب یہ ہے کہ جس تصویر کے بنانے کو حرام کیا گیا ہے وہ جاندار کی تصاویر ہیں جبکہ نعلین میں جان کہاں؟ لہٰذا اس کا نقش بالکل جائز ہے۔ یہ اعتراض و جواب فتح المتعال سے نقل کیا گیا ہے۔ جس سے ظاہر ہوا کہ علامہ احمد مقری تلمسانی علیہ الرحمہ کے دور میں بھی اس کے منکرین موجود تھے حالانکہ علامہ کی ولادت 992ھ اور وفات 1041ھ ہے۔

دوسرا اعتراض ان کی طرف سے یہ ہے کہ تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ یہ اسی نعلین کا نقش ہے جو نبی کریم ﷺ استعمال فرمایا کرتے تھے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ائمہ مشرق کے پاس حضور اکرم ﷺ کے نعلین شریفین موجود تھے کیونکہ یہ بنی ابن الحدید کے پاس اور پھر شام کے جامعہ اشرفیہ میں موجود تھے۔ ابن رشید وغیرہ نے جب مشرق کا سفر کیا تو اس نے اس کی مثال بنوالی۔ اس کے علاوہ صدیوں سے ائمہ اپنی کتابوں میں اس کا نقش نقل کرتے آئے ہیں۔ جن میں علامہ ابن عساکر، ابن الحاج، ابن المرجل، امام عراقی، حافظ زین الدین، سراج الدین بلقینی، امام سخاوی، اور علامہ سیوطی علیہ الرحمہ شامل ہیں۔ (فتح المتعال ص 192 اور 195)

تیسرا اعتراض ان کی طرف سے یہ ہے کہ جب تم بھی تسلیم کرتے ہو کہ یہ اس اصل کا عکس و شبیہ بھی ہے تو اس قدر تعظیم کیوں کرتے ہو، تعظیم تو اصل کی ہوتی ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن پاک جو پڑھا ہوا نازل کیا گیا وہ تو کلام نفسی ہے اور جو کتابت کی صورت میں ہمارے پاس موجود ہے یہ اس کا عکس و نقل ہے پھر اس کی تعظیم بھی نہ کی جائے حالانکہ اگر بطور تحقیر اس کو گندی جگہ پھینک دیا جائے تو آدمی کافر ہو جاتا ہے۔

اس کے متعلق ان کا چوتھا اعتراض یہ ہے کہ نعل پاک لگے ہونے کی صورت میں آدمی ایسی گلیوں سے بھی گزرتا ہے جہاں گٹر کا گندا پانی کھڑا ہوتا ہے اور گندے پانی کی نالیاں بھی ہوتی ہیں اور بیت الخلاء میں جانا پڑتا ہے، اس سے اس کی بے ادبی ہوتی ہے لہٰذا یہ نہیں لگانا چاہئے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ تو جاہلانہ اعتراض ہے کیونکہ ادب کا دارومدار دراصل عرف پر ہے جسے لوگوں کا جم غفیر جو سلیم الطبع اور ذی فہم ہوں، ادب کہے وہ ادب ہے اور جسے بے ادبی کہے وہ بے ادبی ہے۔ نعل پاک کے نقش لگے ہونے کی صورت میں گلیوں سے گزرنے کو جبکہ اس میں نالیاں بھی ہوں کوئی بے ادبی نہیں کہے گا۔ ہاں جہاں تک بیت الخلاء کا تعلق ہے تو ضرور اسے اتار کر جانا

چاہئے یا اتار کر جیب میں ڈال لیں۔ ورنہ تو مساجد کے برابر گلیوں میں گٹروں اور نالیوں کا گندا پانی آ ہی جاتا ہے اور بلکہ عین مسجد سے متصل فنائے مسجد میں باتھ روم بنائے جاتے ہیں تو کیا مساجد کی تعمیرات کا سلسلہ روک دیا جائے لوگ قرآن پاک گھر کے لئے خرید کر بھی تو انہی گلیوں سے لاتے ہیں جن کے متعلق تمہارا گندے ہونے کا قول ہے۔

تاج والے بھیک مانگیں آپ کی نعلین کی   تاجور کھاتے ہیں صدقہ آپ کی نعلین کا

نقش نعلین رسول ﷺ کی برکات

جو سر پر رکھنے کو مل جائے نعل پاک حضور   تو پھر کہیں گے کہ ہاں تاجدار ہم بھی ہیں

اور ہر بار یہ حسرت دل میں مچل کر رہ گئی کہ کاش نعل پاک حضور ﷺ سے برکت حاصل کرنے کا موقع ملتا۔ اگر چہ ان گناہگار آنکھوں نے نعلین پاک کی زیارت تو متعدد مرتبہ کی ہے۔ مگر سر پہ رکھنے والا معاملہ نہیں ہوسکا۔ ایسے ہی ایک روز مدارج النبوہ کے مطالعہ کے دوران تعریف نعلین مبارکہ نظر سے گزری پھر علامہ عبدالرحمٰن ابن جوزی کی الوفا میں صفت نعلین مبارکہ پڑھی تو اشتیاق مزید بڑھا۔ پھر تو تعریف نعلین مبارکہ سے متعلق احادیث واقوال کی جستجو میں کئی ایک کتابیں دیکھ ڈالیں۔ اسی عرصہ میں مصر جانے کا اتفاق ہوا، اور ایک دوست نے علامہ محمود کردی کی کتاب تبرک الصحابہ بآثار رسول اللہ ﷺ تحفتاً دی۔ جس کے مطالعہ سے اس اعتقاد کو تقویت حاصل ہوئی کہ نعلین پاک سے تبرک حاصل کرنا کوئی امر بدعت نہیں بلکہ معمول صحابہ وتابعین رہا ہے۔ محدثین کی روایات اور مورخین کے بیانات سے اس کی تصدیق ہوتی ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جو سابقون الاولون اور بدری صحابہ میں سے ہیں، انہوں نے حضور اکرم ﷺ کے نعلین مبارک اٹھائے رکھنے کی ڈیوٹی اپنے ذمہ لے رکھی تھی۔ صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن مسعود کے مناقب میں ان کی پہچان ہی صاحب النعلین والوسادۃ والمطہرۃ لکھی ہے (بخاری، کتاب المناقب، حدیث 948)

مواہب اللدنیہ اور علامہ ابن جماعہ کی مختصر السیر میں مذکور ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کے نعلین بردار تھے جب بھی حضور ﷺ کہیں تشریف لے جانے کے لئے اٹھتے تو یہ آپ ﷺ کو نعلین پہناتے اور جب حضور ﷺ نعلین اتار کر تشریف فرما ہوتے تو یہ آپ ﷺ کی نعلین اٹھا کر اپنے بازوؤں میں پہن لیتے تھے۔ (مواہب اللدنیہ)

التراتیب الاداریہ میں قاسم بن عبدالرحمٰن کی مراسیل سے حارث بن ابی عمر کی روایت میں مذکور ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کو نعلین مبارک پہنایا کرتے اور جب حضور ﷺ نعلین مبارک اتارتے تو یہ انہیں اپنے ہاتھوں میں پہن لیتے اور جب حضور ﷺ کہیں تشریف لے جاتے تو یہ حضور ﷺ کے ساتھ آگے چلتے تھے۔ (الترتیب الاداریہ)

امام زرقانی مواہب اللدنیہ کی شرح میں لکھتے ہیں کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا حضور ﷺ کے نعلین مبارک کو اپنے بازوؤں میں پہن لینے کا راز یہ تھا کہ وہ اپنے ہاتھوں کو حضور ﷺ کی خدمت کے لئے خالی رکھتے تھے تاکہ اگر ضرورت پڑے تو وہ اپنے ہاتھوں سے حضور ﷺ کی خدمت بجالائیں۔

جامع ترمذی کی شرح قوت المغتذی میں علامہ بیضاوی کہتے ہیں کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کی خدمت کرتے تھے

اور ہر حال میں آپ کے ساتھ رہتے تھے۔ جب آپ ﷺ وضو کے لئے اٹھتے تو وہ آپ ﷺ کا کوزہ اٹھاتے تھے اور نعلین سنبھالتے تھے اور نعلین کو اپنے بازوؤں میں پہن لیتے تا کہ دوبارہ پہننے تک محفوظ رہیں۔

احترام نعلین پاک جو صحابہ سے متوارث چلا آتا ہے، ہر دور میں عاشقان رسول کے ہاں یکساں رہا ہے بلکہ عام وخاص امراء و فقراء سبھی نعلین مبارکہ کو محترم سمجھتے رہے ہیں۔

علامہ ابن کثیر نے امیر المومنین محمد المہدی کے مناقب بیان کرتے ہوئے تاریخ ابن کثیر میں لکھا ہے کہ ایک دن محمد المہدی کے پاس ایک شخص آیا جس کے پاس جوتوں کا ایک جوڑا تھا۔ اس نے کہا یہ نبی ﷺ کے نعلین ہیں جو میں آپ کو تحفتاً پیش کرتا ہوں۔ پس اس نے یہ نعلین لے لئے، انہیں بوسہ دیا اور اپنے دائیں طرف رکھا اور اس شخص کو دس ہزار درہم دینے کا حکم دیا۔

جب وہ شخص چلا گیا تو مہدی نے کہا بخدا میں یہ بات اچھی طرح جانتا ہوں کہ یہ جوتے رسول ﷺ نے پہنے تو کیا انہیں کبھی دیکھا بھی نہ ہوگا لیکن اگر میں یہ اسے واپس کر دیتا تو وہ جا کر لوگوں سے کہتا پھرتا کہ میں نے مہدی کو رسول اللہ ﷺ کے نعلین کا تحفہ دیا جو اس نے لوٹا دیا اور لوگ اس کی بات کو سچ سمجھتے۔

یہ تو تھا معاملہ برکات واحترام نعلین پاک کا۔ اب ذرا اس سے آگے بڑھئے تو معلوم ہوگا کہ عاشقان رسول تو نقش کف پائے رسول ﷺ پر مر مٹنے کو تیار ہیں۔ حضرت علامہ عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

چوں سوئے من گزر آری من مسکیں زناداری　　فدائے نقش نعلینت کنم جاں یا رسول اللہ ﷺ

ایک اور عاشق رسول نقش نعلین کو اپنا سرمایہ افتخار سمجھتے ہوئے یوں گویا ہیں:

نقش نعلین تو عزو جاہ من　　سنگ باب تست سجدہ گاہ من

ایک اور خیال نشان کف پائے رسول ﷺ کی عظمت کے سلسلہ میں ایک عاشق صادق کی زبانی سنئے۔

بمقامیکہ نشان کف پائے تو بود　　سالہا سجدہ صاحب نظراں خواہد بود

بات صرف نقش نعلین پر ہی ختم نہیں ہوتی اور نہ نعلین ونقش نعلین کے احترام وبرکات پر بلکہ بعض علماء نے تو عکس نقش نعلین رسول کو بھی باعث برکت بتایا ہے۔ چنانچہ مولوی اشرف علی تھانوی نے ایک مستقل رسالہ بعنوان نیل الشفاء بنعل المصطفیٰ تحریر کیا ہے۔ جس میں نقش نعلین رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بے حد باعث خیر وبرکت ثابت کیا ہے، لکھتے ہیں:

بعد الحمد والصلوٰۃ یہ ناچیز اشرف علی عرض کرتا ہے کہ ان دنوں ہم لوگوں کے کثرت معاصی سے جو کچھ ہجوم بلیات صوریہ ومعنویہ ہے، ظاہر ہے اس کا علاج بجز اصلاح اعمال وتوبہ واستغفار کے کچھ نہیں ہے مگر ہم لوگوں کے قلب وزبان کی جو کیفیت ہے، معلوم ہے، البتہ اگر کوئی وسیلہ قوی ہو تو اس کی برکت سے حضور قلب بھی میسر ہو سکتا ہے اور امید قبول بھی قریب ہے۔ منجملہ ان وسائل کے بتجربہ بزرگان دین نقشہ نعل مقدس حضور سرور عالم فخر آدم صلی اللہ علیہ وسلم نہایت قوی البرکت، سریع الاثر پایا گیا ہے

یہ چند سطور تحریر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ میری طرح اور بھی اگر کچھ دوست تاجداری کے حصول کے متمنی ہوں تو وہ سرکار دو عالم ﷺ کے نعلین پاک کے نقش وعکس سے یہ تمنا پوری کرنے کے لئے اس کے فضائل وبرکات کا مطالعہ فرمائیں اور استفادہ

کریں۔

نقش نعلین پاک کے بہت فوائد ہیں جو علمائے کرام نے معتبرہ ومستند حوالوں سے اپنی تالیفات میں نقل کئے ہیں۔مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں:

اس نقش شریف کے آثار وخواص وفضائل کوکون شمار میں لاسکتا ہے مگر اس مقام پر (یعنی رسالہ نیل الشفاء بنعل المصطفیٰ میں) نہایت اختصار کے ساتھ کتب معتبرہ علمائے محدثین ومحققین سے چند برکات اور کچھ ابیات برائے ذوق وشوق نقل کئے جاتے ہیں۔

فتح المتعال فی مدح خیر النعال میں علامہ محدث حافظ تلمسانی فرماتے ہیں کہ اس نقش پاک کے فوائد اس قدر واضح ہیں کہ محتاج بیان نہیں۔ان فوائد عجیبہ میں سے ایک یہ ہے کہ ابوجعفر کا کہنا ہے کہ میں نے ایک طالب علم کو نقش نعلین بنوادیا تھا، چنانچہ ایک روز اس نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے کل رات اس نقش پاک کی ایک عجیب برکت دیکھی۔ہوایوں کہ رات کو میری بیوی کے شدید درد اٹھا، میں نے یہ نقش پاک اس کی درد کی جگہ پر رکھ کر اللہ تعالیٰ سے التجا کی۔یا اللہ مجھے اس کی برکت سے صاحب نعلین ﷺ کی برکت دکھلا اور میری بیوی کو شفا عطا فرما۔چنانچہ اللہ کے فضل سے فوراً شفاء ہوئی۔

نقش نعل رسول ﷺ کے فضائل وبرکات میں بے شمار کتابیں لکھی گئی ہیں۔جن میں محدث تلمسانی کی مذکورہ بالا کتاب فتح المتعال فی مدح خیر النعال اور القول السدید فی ثبوت استبراک نعل سید الاحرار والعبید، نیز المرتجیٰ بالقبول فی خدمۃ قدم الرسول محمد بن عیسیٰ المقری کی قرۃ العینین فی تحقیق امر النعلین عبداللہ بن محمد بن ہارون الطائی القرطبی کی باہر النظام وبارع الکلام فی صفۃ مثال نعل رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام، ابوالعباس المقری التلمسانی کی النفحات العنبریہ فی وصف نعل خیر البریہ قابل ذکر ہیں۔علاوہ ازیں ابوالیمن ابن عساکر، سراج البلقینی البستی اور دیگر کئی علماء متقدمین ومتاخرین نے نعلین پاک کے نقش کے فضائل وبرکات میں کم وبیش پچاس مستقل کتابیں لکھی ہیں۔محدث تلمسانی کی کتاب فتح المتعال فی مدح خیر النعال کی کئی شروح اور کئی خلاصے چھپ چکے ہیں۔لطف کی بات یہ ہے کہ محدث تلمسانی نے یہ کتاب موضوع کی مناسبت سے مسجد نبوی میں حضور اکرم ﷺ کے قدمان ناز کی سمت بیٹھ کر لکھی ہے۔ایسے ہی ان کے ایک کتاب عمامہ کے بارے میں ہے جو انہوں نے نبی اکرم ﷺ کے سرہانے کی طرف بیٹھ کر تحریر کی۔محدث بزرگ کا مزار مصر میں مرجع خلائق ہے۔

شیخ محقق، علامہ شاہ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ نقش نعلین کی تعریف ومدح میں اور اس کے فضائل میں بے شمار قصیدے لکھے گئے ہیں۔

ابوالمحاسن علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی نے وصف وتعریف نعلین مبارکہ میں طویل قصیدہ لکھا ہے جس کے مندرجہ ذیل دوشعر ہدیہ قارئین ہیں۔

انی خدمت مثال نعل المصطفی — لاعیش فی الدارین تحت ظلالها

سعد بن مسعود بخدمة نعله — وانا السعيد لخدمتی لمثالها

فرماتے ہیں، میں نے (یہ قصیدہ لکھ کر) نقش نعل مصطفیٰ ﷺ کی جو خدمت کی ہے، وہ اس نظریہ سے ہے تاکہ میں دنیا و

آخرت میں ان کے سائے میں زندگی بسر کروں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے نعلین کی خدمت کر کے شاداں وفرحاں تھے، اور میں حضور ﷺ کے نعلین کے نقشہ کی خدمت کر کے خوش ہوں۔

مواہب لدنیہ میں علامہ احمد قسطلانی تحریر فرماتے ہیں کہ نقش نعلین شریف مقام درد پر رکھنے سے درد سے نجات مل جاتی ہے اور پاس رکھنے سے راہ میں لوٹ مار سے محافظت ہو جاتی ہے اور شیطان کے مکروہ فریب سے امان میں رہتا ہے اور حاسد کے شر وفساد سے محفوظ رہتا ہے۔ مسافت طے کرنے میں آسانی ہوتی ہے۔

مولوی اشرف علی تھانوی نے مختلف علماء و بزرگان دین کے حوالہ سے جن خواص وفضائل نقشہ نعل شریف کا ذکر کیا ہے وہ افادہ عامہ کے پیش نظر تحریر کیے جاتے ہیں۔

لکھتا ہے: 1 قاسم بن محمد کا قول ہے کہ اس نقشہ کی آزمائی ہوئی برکت یہ ہے کہ جو شخص اس کو تبرکاً اپنے پاس رکھے، ظالموں کے ظلم سے، دشمنوں کے غلبہ سے، شیطان سرکش سے اور حاسد کی نظر بد سے امن وامان میں رہے گا اور اگر حاملہ عورت زچگی کی تکلیف کے وقت اسے اپنے دائیں ہاتھ میں رکھے تو بفضلہ تعالیٰ اس کی مشکل آسان ہو۔

2 شیخ ابن حبیب النبی روایت فرماتے ہیں کہ ان کے ایک دنبل نکلا کہ کسی کی سمجھ میں نہیں آتا تھا۔ نہایت سخت درد ہوا کہ کسی طبیب کی سمجھ میں اس کی دوا نہ آئی۔ انہوں نے نقش شریف درد کی جگہ رکھ لیا، معاً ایسا سکون ہو گیا کہ گویا کبھی درد ہوا ہی نہ تھا۔

صاحب فتح المتعال علامہ تلمسانی فرماتے ہیں کہ ایک اثر خود میرا مشاہدہ کردہ ہے اور وہ یہ کہ ایک بار سفر دریائے شور کا اتفاق ہوا اور دوران سفر ایک بار ایسی حالت ہوئی کہ سب ہلاکت کے قریب تھے۔ کسی کے بچنے کی امید نہ تھی۔ میں نے نقشہ نعلین ناخدا کے پاس بھیج دیا تاکہ اس سے توسل کرے چنانچہ اسی وقت اللہ تعالیٰ نے عافیت فرمائی۔

محمد بن الجزری سے منقول ہے کہ جو شخص اس نقشہ نعلین کو اپنے پاس رکھے خلائق میں مقبول رہے، اور خواب میں زیارت رسول اکرم ﷺ سے مشرف ہو۔ یہ نقش شریف جس لشکر میں ہوگا اس کو شکست نہ ہوگی اور جس قافلہ میں ہو، وہ لوٹ مار سے محفوظ رہے، جس سامان میں ہو، وہ چوری سے محفوظ رہے، جس کشتی میں ہو وہ غرق ہونے سے بچے اور جس حاجت سے اس سے توسل کریں وہ پوری ہو۔

تھانوی صاحب نے نقشہ نعل رسول ﷺ سے توسل کا طریقہ بھی لکھا ہے۔ فرماتے ہیں بہتر ہے کہ رات کے آخری حصہ میں اٹھ کر وضو کر کے جس قدر نوافل تہجد پڑھ سکے، پڑھے۔ پھر گیارہ مرتبہ درود شریف، گیارہ مرتبہ کلمہ طیبہ اور گیارہ مرتبہ استغفار پڑھ کر اس نقشے کو باادب اپنے سر پر رکھے اور بتضرع (نہایت گریہ وزاری سے) جناب باری تعالیٰ میں عرض کرے کہ الٰہی میں جس مقدس پیغمبر ﷺ کے نقش نعل شریف کو اپنے سر پر لئے ہوئے ہوں، ان کا ادنیٰ درجہ کا غلام ہوں۔ الٰہی اس نسبت غلامی پر نظر فرما کر ببرکت اس نعل شریف کے میری فلاں حاجت پوری فرمایئے، مگر خلاف شرع کوئی حاجت طلب نہ کرے۔ پھر سر پر سے اسے اتار کر چہرے پر ملے اور اس کو محبت سے بوسہ دے اور اشعار ذوق وشوق بغرض ازدیاد عشق محمدی پڑھے۔ انشاء اللہ عجیب کیفیت پائے گا۔

حافظ زین الدین العراقی نے سیرت النبی ﷺ ایک ہزار اشعار میں لکھی ہے۔ ان میں سے بعض اشعار حضور ﷺ کے نعلین مبارک کے بارے میں ہیں۔ ہر ہر شعر عشق و محبت مصطفیٰ کا آئینہ دار ہے۔ لکھتے ہیں: ونعله الكريمه المصونه طوبىٰ لمن مس بها جبينه حضور ﷺ کے نعلین بڑے برکت والے ہیں۔ خوش نصیب ہے وہ جس نے اپنی پیشانی کو ان سے مس کیا۔

(ڈاکٹر نور احمد شاہتاز)

118 - باب ذِكْرِ النَّهْيِ عَنِ الْمَشْيِ فِي نَعْلٍ وَّاحِدَةٍ .

یہ باب ہے کہ ایک جوتا پہن کر چلنے کی ممانعت کا تذکرہ

5384 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ اَبِىْ صَالِحٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اِذَا انْقَطَعَ شِسْعُ نَعْلِ اَحَدِكُمْ فَلَا يَمْشِ فِىْ نَعْلٍ وَّاحِدَةٍ حَتّٰى يُصْلِحَهَا" .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''جب کسی شخص کے جوتے کا ایک تسمہ ٹوٹ جائے' تو وہ ایک جوتا پہن کر نہ چلے' یہاں تک کہ اسے ٹھیک کروالے (اور پھر دونوں جوتے پہن کر چلے)''۔

5385 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ اَبِىْ رَزِيْنٍ قَالَ رَاَيْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ يَضْرِبُ بِيَدِهٖ عَلٰى جَبْهَتِهٖ يَقُوْلُ يَا اَهْلَ الْعِرَاقِ تَزْعُمُوْنَ اَنِّىْ اَكْذِبُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَشْهَدُ لَسَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "اِذَا انْقَطَعَ شِسْعُ نَعْلِ اَحَدِكُمْ فَلَا يَمْشِ فِى الْاُخْرٰى حَتّٰى يُصْلِحَهَا" .

☆☆ ابورزین بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا' انہوں نے اپنا ہاتھ پیشانی پر مارتے ہوئے فرمایا: اے اہل عراق! تم یہ سمجھتے ہو کہ میں نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے جھوٹی بات بیان کر رہا ہوں' میں گواہی دے کر یہ بات کہتا ہوں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

''جب کسی شخص کے جوتے کا تسمہ ٹوٹ جائے' تو جب تک وہ اُس کی مرمت نہیں کروالیتا' اس وقت تک دوسرا جوتا (یعنی صرف ایک جوتا پہن کر) نہ چلے''۔

119 - باب مَا جَآءَ فِي الْاَنْطَاعِ .

یہ باب ہے کہ (بچھونے کے طور پر استعمال ہونے والی) کھال کے بارے میں روایات

5384-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (12459) .

5385-اخرجه مسلم في اللباس و الزينة، باب استحباب لبس النعل في اليمنى اولاً و الخلع من اليسرى اولاً و كراهة المشي في نعل واحدة (الحديث 69) . تحفة الاشراف (14608) .

5386 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ بْنِ اَبِي الْوَزِيرِ اَبُوْ مُطَرِّفٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُوْسٰى عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ طَلْحَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اضْطَجَعَ عَلٰى نِطْعٍ فَعَرِقَ فَقَامَتْ اُمُّ سُلَيْمٍ اِلٰى عَرَقِهٖ فَنَشَّفَتْهُ فَجَعَلَتْهُ فِيْ قَارُوْرَةٍ فَرَآهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَا هٰذَا الَّذِيْ تَصْنَعِيْنَ يَا اُمَّ سُلَيْمٍ" . قَالَتْ اَجْعَلُ عَرَقَكَ فِيْ طِيْبِيْ فَضَحِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

☆☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کھال کے بچھونے پر لیٹے' تو آپ کو پسینہ آ گیا۔ سیدہ اُم سلیم رضی اللہ عنہا آپ کے پسینے کی طرف بڑھیں اور انہوں نے اسے بوتل میں ڈال لیا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ملاحظہ فرمایا اور دریافت کیا: اے اُم سلیم! یہ تم کیا کر رہی ہو؟ اُنہوں نے عرض کی: میں نے آپ کا پسینہ اپنی خوشبو میں ڈال لیا ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا دیئے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسمِ اقدس کے پسینے کی خوشبو کا بیان

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کان ريح عرق رسول الله صلى الله عليه وسلم ريح المسك، بابى و امى! لم أر قبله و لا بعده احدا مثله.

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک پسینے کی خوشبو کستوری سے بڑھ کر تھی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم جیسا نہ کوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے میں نے دیکھا اور نہ بعد میں دیکھا۔ (ابن عساکر، السیرۃ النبویہ، 1:319)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

ما شممت عنبراً قط ولا مسكا و لا شيئا أطيب من ريح رسول الله صلى الله عليه وسلم

میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم (کے پسینے) کی خوشبو سے بڑھ کر خوشبودار عنبر اور کستوری یا کوئی اور خوشبودار چیز کبھی نہیں سونگھی۔

1. مسلم، الصحیح، 4:1814، کتاب الفضائل، رقم: 2330، 2. بخاری، الصحیح، 3:1306، کتاب المناقب، رقم: 3368، 3. ترمذی، الجامع الصحیح، 4: 368، ابواب البر والصلۃ، رقم: 2015، 4. احمد بن حنبل، المسند، 3:200، 5. ابن ابی شیبہ، المصنف، 6:315، رقم: 31718، 6. ابویعلی، المسند، 6:463، رقم: 3866، 7. عبد بن حمید، المسند، 1:378، رقم: 1268، 8. بیہقی، شعب الایمان، 2:154، رقم: 1429، 9. ابونعیم، مسند ابی حنیفہ، 1:51، 10. ترمذی، الشمائل المحمدیہ، 1:285، رقم: 346، 11. ابن حبان، الصحیح، 14:221، رقم: 6303

حضرت علی رضی اللہ عنہ ان الفاظ میں فرماتے ہیں۔

كان عرق رسول الله صلى الله عليه وسلم فى وجهه اللؤلؤ، و ريح عرق رسول الله صلى الله عليه وسلم أطيب من ريح المسك الأذفر.

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور پر پسینے کے قطرے خوبصورت موتیوں کی طرح دکھائی دیتے اور اس کی خوشبو عمدہ کستوری سے بڑھ کر تھی۔ (صالحی، سبل الہدی والرشاد، 2:86)

5386-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (967) .

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ آقائے محتشم حضور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم اکثر ہمارے ہاں تشریف لایا کرتے تھے۔ عموماً آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ہاں قیلولہ بھی فرماتے۔ ایک دن میری والدہ ماجدہ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کسی کام سے گھر سے باہر گئی ہوئی تھیں، اُن کی عدم موجودگی میں تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر میں جلوہ افروز ہوئے اور قیلولہ فرمایا۔ فقیل لہا: ہذا النبی صلی اللہ علیہ وسلم نائم فی بیتک علی فراشک

انہیں اطلاع ملی کہ آپ کے ہاں تو سرورِ کونین حضور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم استراحت فرمارہے ہیں۔

انہوں نے یہ مژدۂ جانفزا سنا تو جلدی جلدی اپنے گھر کی طرف لوٹیں اور دیکھا کہ سید المرسلین حضور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم استراحت فرمارہے ہیں اور جسمِ مقدس پر پسینے کے شفاف قطرے موتیوں کی طرح چمک رہے ہیں اور یہ قطرے جسمِ اطہر سے جدا ہو کر بستر میں جذب ہو رہے ہیں۔

آگے حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ جاءت امی بقارورۃ فجعلت تسلت العرق فیہا.

میری والدہ ماجدہ نے ایک شیشی لے کر اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پسینے کو جمع کرنا شروع کر دیا۔ اس اثنا میں والی کونین صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہو گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری امی جان کو مخاطب کر کے فرمایا:

ماہذا الذی تصنعین؟ تو یہ کیا کر رہی ہے؟ امی جان نے احتراماً عرض کی: ہذا عرقک نجعلہ فی طیبنا وہو من أطیب الطیب.

(یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم!) یہ آپ کا مبارک پسینہ ہے، جسے ہم اپنے خوشبوؤں میں ملاتے ہیں اور یہ تمام خوشبوؤں سے بڑھ کر خوشبودار ہے۔

ایک روایت کے مطابق حضرت اُمِّ سلیم رضی اللہ عنہا کا جواب کچھ یوں تھا: نرجو برکتہ لصبیاننا. ہم اسے (جسمِ اطہر کے پسینے کو) اپنے بچوں کو برکت کے لئے لگائیں گے۔

حضور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: أصبتِ. تو نے درست کیا۔

(مسلم، الصحیح، 4:1815، کتاب الفضائل، رقم: 2331، 2. نسائی، السنن، 8:218، کتاب الزینۃ، رقم: 5371، 3. احمد بن حنبل، المسند، 3: 221، 4. بیہقی، السنن الکبریٰ، 1: 254، رقم: 1135، 5. طیالسی، المسند، 1: 276، رقم: 2078، 6. عبد بن حمید، المسند، 1: 378، رقم: 1268، 7. طبرانی، المعجم الکبیر، 25:119، رقم: 289، 8. بیہقی، شعب الایمان، 2: 154، رقم: 1429، 9. ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، 8: 428)

خوشبو والوں کا گھر

ایک صحابی سرورِ کائنات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہوں، عنقریب میری بیٹی کی شادی ہونے والی ہے لیکن میرے پاس اسے دینے کے لئے کوئی خوشبو نہیں، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سلسلے میں میری مدد فرمایئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا: ابتغی بقارورۃ واسعۃ الرأس وعود شجرۃ.

ایک کھلے منہ والی شیشی اور لکڑی کا کوئی ٹکڑا لے آ ؤ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی سنتے ہی وہ صحابی مطلوبہ شیشی اور لکڑی لے کر پھر خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے۔ آ قا صلی اللہ علیہ وسلم نے لکڑی سے اپنی مبارک کلائی کا پسینہ۔۔ جو خوشبوؤں کا خزینہ تھا۔۔ اس شیشی میں جمع فرمایا۔ وہ شیشی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک پسینے سے بھر گئی۔ نبی آ خرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خذہ وأمر بنتک تطیب بہ۔

اِسے لے جا اور اپنی بیٹی سے کہہ کہ اسے خوشبو کے طور پر استعمال کرے۔ خوش نصیب صحابی وہ شیشی جس میں تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی کلائی مبارک کا پسینہ اپنے دستِ اقدس سے جمع فرمایا تھا لے کر اپنے گھر پہنچے اور گھر والوں کو عطائے رسول کی نوید سنائی۔ اس صحابی کے افرادِ خانہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کلائی مبارک کے پسینے کو بطور خوشبو استعمال فرمایا تو ان کے گھر کی فضا جسمِ اقدس کے پسینے کی خوشبو سے مہک اٹھی، درو دیوار جھوم اٹھے۔ یہ مقدس خوشبو صرف ان کے گھر تک محدود نہ رہی بلکہ ساکنانِ شہرِ خنک نے بھی اس خوشبوئے رسول کو محسوس کیا اور اس کی کیفیت میں گم رہے۔ پورے شہر میں ان کا گھر بیت المطیبین (خوشبو والوں کا گھر) کے نام سے مشہور ہوگیا، کتب احادیث میں درج ہے:

فکانت اذا تطیب شم أھل المدینة رائحة ذلك الطیب فسموا بیت المطیبین .

جب بھی وہ خوش نصیب خاتون خوشبو لگاتی تو جملہ اہل مدینہ اس مقدس خوشبو کو محسوس کرتے، پس اس وجہ سے وہ گھر خوشبو والوں کا گھر سے مشہور ہوگیا۔ یوں نسبتِ رسول نے ان کا نام تاریخ اسلام میں ہمیشہ کے لئے محفوظ کر دیا۔

(ابویعلی، المسند، 11:185، 186، رقم: 6295، 2. طبرانی، المعجم الاوسط، 3:190، 191، رقم: 2895، 3. ابونعیم، دلائل النبوہ، 1:59، رقم: 41، 4. ہیثمی، مجمع الزوائد، 4:255، 256، 5. ہیثمی، مجمع الزوائد، 8:283، 6. سیوطی، الجامع الصغیر، 1:44، رقم: 27، 7. مناوی، فیض القدیر، 5:80، 8. صالحی، سبل الہدی والرشاد، 3:86)

اب تک مہک رہے ہیں مدینے کے راستے

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جدھر سے گزرتے وہ راستے بھی مہک اُٹھتے، راہیں قدم بوسی کا اعزاز حاصل کرتیں اور خوشبوئیں جسمِ اطہر کو اپنے دامن میں سمیٹ لیتیں۔ مدینے کی گلیاں آج بھی حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبوؤں سے معطر ہیں۔ شہرِ دلنواز کے بام و در سے لپٹی ہوئی خوشبوئیں آج بھی کہہ رہی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم انہی راستوں سے گزرا کرتے تھے، انہی فضاؤں میں سانس لیا کرتے تھے، اسی آسمان کے نیچے خلقِ خُدا میں دین و دُنیا کی دولت تقسیم فرمایا کرتے تھے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم إذا مرّ فی طریق من طرق المدینة وجدوا منه رائحة الطیب، و قالوا: مرّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ھذا الطریق.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ کے جس کسی راستے سے گزر جاتے تو لوگ اس راہ میں ایسی پیاری مہک پاتے کہ پُکار اُٹھتے کہ ادھر سے اللہ تعالٰی کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا گزر ہوا ہے۔ (سیوطی، الخصائص الکبریٰ، 1:67)

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کے حوالے سے بیان کرتے ہیں: لم یکن النبی صلی اللہ علیہ وسلم یمر فی طریق فیتبعه احد إلا عُرف أنه سلکه من طیب عرفه.

آپ صلی اللہ علیہ وسلم جس راستے سے بھی گزر جاتے تو بعد میں آنے والا شخص خوشبو سے محسوس کر لیتا کہ ادھر سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ہوا ہے۔ (بخاری، التاریخ الکبیر، 1:399-400، رقم:1273)

آرزوئے جاں نثارانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

اظہارِ عشق کے انداز بھی مختلف ہوتے ہیں، خوشبوئے وفا کے پیرائے بھی جدا جدا ہوتے ہیں، کبھی کوئی صحابی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے چادر مانگ لیتے ہیں کہ میں اس سے اپنا کفن بناؤں گا اور کوئی حصولِ برکت کے لئے جسمِ اطہر کے پسینے کو شیشی میں جمع کر لیتا ہے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ہاں قیلولہ فرماتے تو آپ رضی اللہ عنہ آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کا مقدس پسینہ اور موئے مبارک جمع کر لیتے تھے اور انہیں ایک شیشی میں ڈال کر خوشبو میں ملا لیا کرتے تھے۔ حضرت ثمامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہم کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے مجھے وصیت کی: (اُن کے وصال کے بعد) وہ خوشبو ان کے کفن کو لگائی جائے۔

1. بخاری، الصحیح، 5:2316، کتاب الاستیذان، رقم:5925، 2. ابن ابی شیبہ، المصنف، 2:461، رقم:11036

ان کی اس آرزو کو بعد از وصال پورا کیا گیا۔ حضرت حمید سے روایت ہے:

لما توفی أنس بن مالك جعل فی حنوطه مسك فیه من عرق رسول الله صلی الله علیه وسلم.

جب حضرت انس رضی اللہ عنہ وصال کر گئے تو ان کی میت کے لئے اس خوشبو کو استعمال کیا گیا جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پسینے کی خوشبو تھی۔

(بیہقی، السنن الکبریٰ، 3:406، رقم:6500، 2. طبرانی، المعجم الکبیر، 1:249، رقم:715، 3. ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، 7:25، 4. ہیثمی، مجمع الزوائد، 3:21، 5. شیبانی، الاحاد والمثانی، 4:238، رقم:2231)

باب اتِّخَاذِ الْخَادِمِ وَالْمَرْكَبِ

یہ باب ہے کہ خادم رکھنا اور سواری رکھنا

5387 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ عَنْ جَرِيْرٍ عَنْ مَّنْصُوْرٍ عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ سَهْمٍ - رَجُلٌ مِّنْ قَوْمِهٖ - قَالَ نَزَلْتُ عَلٰى اَبِیْ هَاشِمِ بْنِ عُتْبَةَ وَهُوَ طَعِيْنٌ فَاَتَاهُ مُعَاوِيَةُ يَعُوْدُهٗ فَبَكٰى اَبُوْ هَاشِمٍ فَقَالَ مُعَاوِيَةُ مَا يُبْكِيْكَ اَوَجَعٌ يُشْئِزُكَ اَمْ عَلَى الدُّنْيَا فَقَدْ ذَهَبَ صَفْوُهَا قَالَ كُلٌّ لَا وَلٰكِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَهِدَ اِلَیَّ عَهْدًا وَّدِدْتُ اَنِّیْ كُنْتُ تَبِعْتُهٗ قَالَ "اِنَّهٗ لَعَلَّكَ تُدْرِكُ اَمْوَالًا تُقْسَمُ بَيْنَ اَقْوَامٍ وَّاِنَّمَا يَكْفِيْكَ مِنْ ذٰلِكَ

5387-اخرجه الترمذي في الزهد، باب 19 . (الحديث 2327) و اخرجه ابن ماجه في الزهد، باب الزهد في الدنيا (الحديث 4103) . تحفة الاشراف (12178) .

خَادِمٌ وَّمَرْكَبٌ فِي سَبِيلِ اللهِ". فَادْرَكْتُ فَجَمَعْتُ .

☆☆ ابووائل اپنے قبیلے سے تعلق رکھنے والے ایک صاحب سمرہ بن سہم کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں ابوہاشم بن عتبہ کے ہاں ٹھہرا یہ اس وقت کی بات ہے جب وہ زخمی تھے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ان کی عیادت کرنے کے لیے ان کے پاس آئے تو حضرت ابوہاشم رضی اللہ عنہ رو پڑے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بولے: آپ کیوں رو رہے ہیں کیا آپ کو تکلیف تنگ کر رہی ہے؟ یا دنیا کی وجہ سے رو رہے ہیں جس کی نعمتیں اب رخصت ہو رہی ہیں؟ تو حضرت ابوہاشم رضی اللہ عنہ بولے: ان میں سے کوئی بھی وجہ نہیں ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے یہ عہد لیا تھا میری یہ آرزو ہے کہ میں اس کی پیروی کرتا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: ہوسکتا ہے تمہیں وہ زمانہ نصیب ہو جب اموال لوگوں میں تقسیم کیے جائیں گے اس وقت ان میں سے تمہارے لیے ایک خادم اور اللہ کی راہ میں جانے کے لیے ایک سواری کافی ہوگی۔

(حضرت ابوہاشم رضی اللہ عنہ فرمانے لگے:) لیکن میں نے مال حاصل بھی کیا اور اسے جمع بھی کیا۔

121 - باب حِلْيَةِ السَّيْفِ .

یہ باب ہے کہ تلوار کو آراستہ کرنا

5388 - اَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ يَزِيْدَ قَالَ حَدَّثَنَا عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ قَالَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ حَكِيمٍ عَنْ اَبِي اُمَامَةَ بْنِ سَهْلٍ قَالَ كَانَتْ قَبِيعَةُ سَيْفِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ فِضَّةٍ .

☆☆ حضرت ابوامامہ بن سہل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار کا دستہ چاندی سے بنا ہوا تھا۔

5389 - اَخْبَرَنَا اَبُوْ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ وَّجَرِيْرٌ قَالَا حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ نَعْلُ سَيْفِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ فِضَّةٍ وَّقَبِيعَةُ سَيْفِهِ فِضَّةٌ وَّمَا بَيْنَ ذٰلِكَ حِلَقُ فِضَّةٍ .

☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار مبارک کی نعل چاندی سے بنی ہوئی تھی اور آپ کی تلوار کا دستہ بھی چاندی سے بنا ہوا تھا اور اس کے درمیان چاندی کے حلقے بنے ہوئے تھے۔

5390 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ - وَهُوَ ابْنُ زُرَيْعٍ - عَنْ هِشَامٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِي الْحَسَنِ قَالَ كَانَتْ قَبِيعَةُ سَيْفِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ فِضَّةٍ .

☆☆ سعید بن ابوالحسن بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار کا دستہ چاندی سے بنا ہوا تھا۔

5388-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (142) .

5389-اخرجه ابو داؤد في الجهاد، باب في السيف يحلى (الحديث 2583 و 2584) و اخرجه الترمذي في الجهاد، باب ما جاء في السيوف و حليتها (الحديث 1691)، و في الشمائل، باب ما جاء في صفة سيف رسول الله صلى الله عليه وسلم (الحديث 99) و (الحديث 100)مرسلاً . واخرجه النسائي في الزينة، باب حلية السيف (الحديث 5390) مرسلاً . تحفة الاشراف (1146 و 1425 و 18688) .

5390-تقدم (الحديث 5389) .

122 - باب النَّهْيِ عَنِ الْجُلُوسِ عَلَى الْمَيَاثِرِ مِنَ الْأُرْجُوَانِ .

یہ باب ہے کہ اُرجوان کے میاثر پر بیٹھنے کی ممانعت

5391 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ قَالَ سَمِعْتُ عَاصِمَ بْنَ كُلَيْبٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "قُلِ اللّٰهُمَّ سَدِّدْنِي وَاهْدِنِي" . وَنَهَانِي عَنِ الْجُلُوسِ عَلَى الْمَيَاثِرِ وَالْمَيَاثِرُ قَسِّيٌّ كَانَتْ تَصْنَعُهُ النِّسَاءُ لِبُعُولَتِهِنَّ عَلَى الرَّحْلِ كَالْقَطَائِفِ مِنَ الْأُرْجُوَانِ .

☆☆ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا' تم یہ پڑھا کرو:

''اے اللہ! مجھے سیدھا رکھ' مجھے ہدایت پر ثابت قدم رکھ!''

(حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے میاثر پر بیٹھنے سے منع کیا۔

(راوی کہتے ہیں:) میاثر' ان سرخ دریوں کو کہتے ہیں' جن پر ریشم غالب ہوتا ہے' جنہیں خواتین اپنے شوہروں کے لیے بناتی ہیں' تا کہ وہ پالان پر رکھ کر اس پر بیٹھ سکیں' یہ اُرجوان کے ٹکڑوں کی طرح ہوتے ہیں۔

شرح

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک دن) میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کھجور کے پات کی چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن مبارک اور چٹائی کے درمیان کوئی بچھونا وغیرہ نہیں تھا جس کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلوئے مبارک پر چٹائی نے بدھیاں ڈال دی تھیں، نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر مبارک کے نیچے جو تکیہ رکھا تھا وہ چمڑے کا تھا اور اس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی، میں نے (سرکار دو عالم کو اس حالت میں دیکھ کر) عرض کیا کہ یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ تعالیٰ سے دعا کیوں نہیں فرماتے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو مالی وسعت و فراخی عطا فرمائے؟ فارس اور روم کے لوگوں کو کس قدر وسعت و فراخی عطا کی گئی ہے حالانکہ وہ اللہ تعالیٰ کی بندگی نہیں کرتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "ابن خطاب! یہ تم کیا کہہ رہے ہو؟ کیا تم ابھی تک اسی جگہ ہو (جہاں سے تم شروع میں چلے تھے اور اتنے عرصہ کے بعد بھی تمہارے انداز فکر اور سوچنے سمجھنے کا معیار اتنا آگے نہیں بڑھا جو تم حقیقت تک پہنچ سکو؟ یاد رکھو یہ اہل فارس و روم (اور تمام کفار) وہ لوگ ہیں جن کو تمام نعمتیں اور خوبیاں بس ان کی دنیاوی زندگی ہی میں دے دی گئی ہیں (جب کہ ہمیشہ کی زندگی یعنی آخرت میں ان کو فقر و افلاس، ذلت و خواری اور خسران و نقصان کے سوا کچھ نہیں ملے گا)" اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ " کیا تم اس پر راضی و مطمئن نہیں ہو کہ ان (اہل فارس و روم اور دیگر کفار) کو دنیا ملے (جو فنا ہو جانے والی

5391-اخرجه مسلم في اللباس و الزينة، باب النهي عن التختم في الوسطى و التي تليها (الحديث 64) مطولاً . و اخرجه ابو داؤد في الخاتم، باب ما جاء في خاتم الحديد (الحديث 4225) مطولاً و اخرجه الترمذي في اللباس، باب كراهية التختم في اصبعين (الحديث 1786) مختصراً . و الحديث عند: البخاري في اللباس، باب لبس القسي (الحديث 5838) تعليقاً، و مسلم في اللباس و الزينة، باب النهي عن التختم في الوسطى و التي تليها (الحديث 65) . والنسائي في الزينة، النهي عن الخاتم في السبابة (الحديث 5226 و 5227)، و موضع الخاتم (الحديث 5301 و 5302) وابن ماجه في اللباس، باب التختم في الابهام (الحديث 3648) . تحفة الاشراف (10318) .

ہے) اور ہمیں آخرت ملے (جو اپنی تمام تر نعمتوں کے ساتھ ہمیشہ ہمیشہ باقی رہنے والی ہے۔

(بخاری ومسلم، مشکوۃ المصابیح، جلد چہارم: رقم الحدیث، 1165)

"چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے" یعنی وہی چٹائی سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر تھا جس کو چارپائی پر ڈال کر اس پر آپ لیٹے ہوئے تھے یا وہ چٹائی زمین پر بچھی ہوئی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسی کھری چٹائی پر استراحت فرما رہے تھے اور بعض عبارتوں سے یہ بھی مفہوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جو چارپائی تھی وہی کھجور کی رسیوں سے بنی ہوئی تھی جیسا کہ چارپائیوں کو بان سے بنا جاتا ہے۔ " رمال" راء کے پیش اور زبر دونوں کے ساتھ اصل میں رمل کی جمع ہے اور مرمول (یعنی بنے ہوئے کے) معنی میں استعمال ہوا ہے جیسا کہ مخلوق کے معنی میں خلق استعمال ہوتا ہے۔ "لیف" (لام کے زیر اور راء کے جزم کے ساتھ) کھجور کی چھال کو کہتے ہیں! حاصل یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جو تکیہ مبارک تھا وہ چمڑے کا تھا اور اس میں روئی وغیرہ کے بجائے کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی، چنانچہ جو لوگ غریب و نادار ہوتے ہیں، روئی وغیرہ کا تکیہ بنانا ان کی استطاعت سے باہر ہوتا ہے وہ کھجور کی چھال کو کوٹ کر نرم کر لیتے ہیں اور اس کو تکیہ میں بھر لیتے ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے امت کے حق میں مالی وسعت اور رزق کی فراخی کی دعا کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جو درخواست کی، اس کی وجہ یہ تھی کہ جب انہوں نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فقر کو اختیار کر کے اتنی سخت زندگی گزار رہے ہیں اور اپنے آپ کو اس حال میں رکھے ہوئے کہ جب انہوں نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فقر کو اختیار کر کے اتنی سخت زندگی گزار رہے ہیں اور اپنے آپ کو اس حال میں رکھے ہوئے تو انہوں نے سوچا کہ اگر پوری امت بھی اسی فقر و افلاس میں مبتلا رہی اور اس کو معاشی زندگی کی غربت و دشواریوں کا سامنا کرنا پڑا تو اس امت کے وہ لوگ جو مضبوط عقیدہ و مزاج کے نہیں ہوں گے، اتنی سخت زندگی کی تاب نہیں رکھ پائیں گے اور ناقابل برداشت دشواریوں میں مبتلا ہو جائیں گے لہٰذا انہوں نے ایسے لوگوں کے مناسب حال یہی جانا کہ انہیں مالی وسعت و فراخی عطا ہو جائے۔

لیکن طیبی رحمہ اللہ یہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اصل مقصد خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کے لئے مالی وسعت و فراخی کی خواہش کرنا تھا، مگر انہوں نے اس بات کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان عظمت کے مناسب نہیں سمجھا کہ براہ راست حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اس ادنیٰ اور ناپاک دنیا کی طلب کو ظاہر کریں، جیسا کہ ایک روایت میں منقول ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک نہایت گرم اور تنگ و تاریک کوٹھڑی میں ایک چٹائی پر لیٹے ہوئے ہیں انہوں نے کوٹھڑی کے کونوں میں نظر دوڑائی تو دیکھا کہ بس چمڑے کے دو چار ٹکڑے اور ایک دو باسن پڑے ہوئے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی غربت و خستہ حالی کا یہ منظر دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ رونے لگے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ ابن خطاب کیوں رو رہے ہو؟ انہوں نے کہا یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) حضور کی حالت دیکھ کر رو رہا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہوتے ہوئے اس حالت میں پڑے ہوئے ہیں اور قیصر و کسریٰ (جو اللہ کے نافرمان و سرکش بندے ہیں) کس قدر ناز و نعم اور عیش و راحت کی زندگی گزار رہے ہیں۔ اس کے بعد روایت کے وہی الفاظ

ہیں جو اوفی ہذا یا بن الخطاب سے آخرت، اور حدیث میں نقل ہوئے طیبی کی یہ وضاحت بھی اگرچہ حقیقت کے بہت زیادہ قریب ہے لیکن خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے الفاظ فان فارس وروم قد وسع علیہم کے پیش نظر پہلی توضیح زیادہ مناسب ہے۔

123 - باب الْجُلُوسِ عَلَى الْكَرَاسِيِّ .

یہ باب ہے کہ کرسی پر بیٹھنا

5392 - اَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ الْمُغِيرَةِ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ قَالَ قَالَ اَبُوْ رِفَاعَةَ انْتَهَيْتُ اِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَخْطُبُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ رَجُلٌ غَرِيبٌ جَاءَ يَسْاَلُ عَنْ دِيْنِهِ لَا يَدْرِيْ مَا دِيْنُهُ فَاَقْبَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَرَكَ خُطْبَتَهُ حَتّٰى انْتَهٰى اِلَيَّ فَاُتِيَ بِكُرْسِيٍّ خِلْتُ قَوَائِمَهُ حَدِيدًا فَقَعَدَ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ يُعَلِّمُنِيْ مِمَّا عَلَّمَهُ اللّٰهُ ثُمَّ اَتٰى خُطْبَتَهُ فَاَتَمَّهَا .

★★ حضرت ابورفاعہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا' آپ اس وقت خطبہ دے رہے تھے' میں نے عرض کی: یارسول اللہ! میں ایک اجنبی شخص ہوں' جو اپنے دین کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لیے حاضر ہوا ہے' وہ یہ نہیں جانتا کہ اس کا دین کیا ہے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف متوجہ ہوئے' آپ نے اپنا خطبہ ترک کیا' آپ میرے پاس تشریف لائے' ایک کرسی لائی گئی' اس کے بارے میں مجھے محسوس ہوا کہ اس کے پائے لوہے سے بنے ہوئے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس پر تشریف فرما ہوئے' تو اللہ تعالیٰ نے جو علم آپ کو دیا تھا' آپ نے وہ مجھے سکھانا شروع کیا' پھر آپ اپنے خطبے کے لیے تشریف لے گئے اور اسے مکمل کیا۔

124 - باب اتِّخَاذِ الْقِبَابِ الْحُمْرِ .

یہ باب ہے کہ سرخ خیمہ استعمال کرنا

5393 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَلَّامٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ الْاَزْرَقُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَوْنِ بْنِ اَبِيْ جُحَيْفَةَ عَنْ اَبِيْ جُحَيْفَةَ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْبَطْحَاءِ وَهُوَ فِيْ قُبَّةٍ حَمْرَاءَ وَعِنْدَهُ اُنَاسٌ يَسِيْرٌ فَجَاءَهُ بِلَالٌ فَاَذَّنَ فَجَعَلَ يُتْبِعُ فَاهُ هَا هُنَا وَهَا هُنَا .

★★ حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بطحاء میں موجود تھے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت سرخ خیمے میں موجود تھے' آپ کے ساتھ کچھ لوگ بھی تھے' حضرت بلال رضی اللہ عنہ وہاں آئے' انہوں نے اذان دینا شروع کی' انہوں نے اپنے

5392-اخرجه مسلم في الجمعة، باب حديث التعظيم في الخطبة (الحديث 60) . تحفة الاشراف (12035) .

5393-اخرجه مسلم في الصلاة، باب سترة المصلي (الحديث 249) مطولًا و اخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب في المؤذن يستدير في اذانه (الحديث 520) مطولًا . و اخرجه الترمذي في الصلاة، باب ما جاء في ادخال الاصبع في الاذن عند الاذان (الحديث 197) مطولًا . تحفة الاشراف (11806) .

منہ کو ادھر اور اُدھر پھیرا۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا بیان

دنیا کے گوشے گوشے میں ہر روز ایک آواز بلند ہوتی ہے جو چودہ سو سال سے اسی تسلسل کے ساتھ بلند ہو رہی ہے۔ آج بھی اس آواز کے الفاظ وکلمات وہی ہیں اور نہ ہی ان میں ذرہ بھر فرق آیا ہے۔ ان کلمات کو روئے زمین پر سب سے پہلے بلند کرنے کی سعادت جس کے حصے میں آئی وہ نہ تو کوئی بااثر شخص تھا اور نہ ہی دولت مند، اور نہ ہی بہت خوبصورت کہ جس کے حُسن کی وجہ سے لوگ اس کی طرف متوجہ ہوتے۔ بلکہ وہ ایک حبشی غلام تھا۔ جس کا رنگ سیاہ، آنکھیں سرخ اور ہونٹ موٹے تھے۔ لیکن اس کا دل بے حد حسین تھا۔

سیاہ رنگت رکھنے والا یہ غلام جسے اللہ تعالیٰ نے عزت اور عظمت کی اعلیٰ بلندیوں پر فائز کیا، حضرت بلال رضی اللہ عنہ ہیں، آپ رضی اللہ عنہ کو دنیا کا پہلا مؤذن ہونے کا اعزاز حاصل ہے اور آپ رضی اللہ عنہ، حضور اکرم ﷺ کے خاص خادم بھی تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے والد کا نام رباح اور والدہ کا نام حمامہ تھا۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ ان پہلے سات خوش نصیب افراد میں سے ہیں جنھوں نے اسلام قبول کیا۔

اسلام قبول کرنے کے بعد آپ رضی اللہ عنہ پر بے انتہا مظالم ڈھائے گئے۔ کبھی آپ رضی اللہ عنہ کو تپتی ہوئی ریت پر لٹا کر سینے پر بھاری پتھر رکھ دیا جاتا، کبھی آپ رضی اللہ عنہ کو دہکتے ہوئے انگاروں پر لٹایا جاتا، کفار کے اس ظلم وستم کے باوجود آپ رضی اللہ عنہ بدستور خدائے واحد کا کلمہ پڑھتے رہے، آپ کا مالک امیہ بن خلف کہتا بلال رضی اللہ عنہ اب بھی محمد ﷺ کے دین سے باز آ جا، لیکن آپ کا جواب ہوتا احد، احد، اللہ ایک ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپ رضی اللہ عنہ کو بے حد عزیز رکھتے تھے۔ حضور ﷺ کے گھر کے کام کاج، سودا سلف لانا، حضور کے مہمانوں کے آرام کا خیال رکھنا، حضرت بلال ہی سرانجام دیتے تھے۔ حضور کے وضو کے پانی کے انتظام کی نگرانی بھی حضرت بلال رضی اللہ عنہ ہی کے سپرد تھی۔ دکھ ہو یا سکھ، قیام ہو یا سفر، امن ہو یا جنگ غرض ہر حالت میں بلال رضی اللہ عنہ، رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ساتھ رہتے تھے۔

پیارے نبی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اس دنیا سے پردہ فرمایا، صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم میں کہرام بپا تھا، عاشقان رسول صلی اللہ علیہ وسلم غم مصطفیٰ ﷺ سے نڈھال تھے، مرد اور عورتیں زار وقطار رو رہے تھے۔ انہی میں حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ بھی تھے، جو مدینہ کی گلیوں میں دیوانہ وار پھرتے تھے اور لوگوں سے پوچھتے تھے کہ بھائیوں تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے، مجھے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار کرا دو۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت بلال رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ میں نہ رہ سکے۔ کیسے رہتے، مسجد نبوی کا ہر گوشہ، حجروں کا ایک ایک دروازہ انھیں اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد دلاتا۔ آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی کے غم کی تاب نہ لا سکے اور آخر کار مدینہ منورہ سے ہجرت کر کے ملک شام کے شہر حلب چلے گئے۔

تقریباً ایک سال بعد حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں اے بلال رضی اللہ عنہ تم نے ہم سے ملنا کیوں چھوڑ دیا ہے، کیا تمہارا دل ہم سے ملنے کو نہیں چاہتا۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی آنکھ کھل گئی، اضطراب بڑھ گیا۔ لبیک یا سیدی ﷺ۔ اے آقا! غلام حاضر ہے کہتے ہوئے اٹھے اور راتوں رات مدینہ منورہ کی طرف چل پڑے۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ دن رات سفر کرتے ہوئے جب مدینہ منورہ کی پر کیف اور نورانی فضاؤں میں داخل ہوئے۔ دل کی دنیا زیروزبر ہو رہی تھی۔ بے قراری کے عالم میں سیدھے مسجد نبوی ﷺ پہنچے اور روضہ انور پر حاضر ہوئے اور روتے ہوئے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، غلام کو حلب سے بلایا اور خود پردہ میں چھپ گئے ہیں۔ روتے روتے بلال رضی اللہ عنہ شدت غم سے بے ہوش ہوگئے اور قبر انور کے قریب گر گئے۔ مدینہ منورہ میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی آمد کا شہرہ ہو چکا تھا۔ ہر طرف شور تھا کہ بلال رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو جب ہوش آیا تو دیکھا ہر طرف لوگوں کا ہجوم ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے ہوش میں آنے کے بعد لوگوں کی منت سماجت شروع ہوگئی، لوگ التجائیں کرنے لگے، اے بلال رضی اللہ عنہ ایک دفعہ پھر وہی درد بھری اذان سنا دو جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سناتے تھے۔ بلال رضی اللہ عنہ نے ہاتھ جوڑ کر سب سے معذرت کی بھائیوں یہ بات میری طاقت سے باہر ہے کیونکہ جب میں پیارے آقا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں اذان دیا کرتا تھا اور اشھد ان محمد رسول اللہ کہا کرتا تھا، تو پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم میری آنکھوں کے سامنے ہوتے تھے۔ آہ! آقا صلی اللہ علیہ وسلم تو اب پردے میں چھپ گئے، اب بتاؤ کہ اذان میں آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار کیونکر ہوگا۔ مہربانی فرما کر مجھے اس خدمت سے معاف کر دو۔ مجھ میں برداشت کی قوت نہیں، لوگوں نے بہت ہی اصرار کیا مگر حضرت بلال رضی اللہ عنہ اذان کے لئے راضی نہیں ہوئے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کچھ صحابہ رضی اللہ عنہم نے رائے دی اور فرمایا کہ کسی طرح حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ کو بلالا اگر یہ بلال رضی اللہ عنہ سے اذان کی فرمائش کریں گے تو بلال رضی اللہ عنہ ضرور مان جائیں گے۔ کیونکہ بلال رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والوں سے بے حد محبت ہے۔ چنانچہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ گئے اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ حسین رضی اللہ عنہ کو بلالائے۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے آتے ہی حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا اے بلال رضی اللہ عنہ آج ہمیں وہی اذان سنا دو جو ہمارے نانا جان صلی اللہ علیہ وسلم کو سنایا کرتے تھے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے پیارے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو گود میں اٹھالیا اور کہا تم تو میرے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے جگر کے ٹکڑے ہو تم جو کہو گے وہی ہوگا۔ اگر میں نے انکار کر دیا اور کہیں تم روٹھ گئے، تو روضہ انور میں آقا صلی اللہ علیہ وسلم بھی رنجیدہ ہو جائیں گے۔

مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں یوں تو روزانہ پنج وقتہ اذان ہوتی تھی اور لوگ اذان سن کر فرض کی ادائیگی کے لئے مسجد میں آتے ہی تھے لیکن مہینوں کے بعد جب حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی اذان کی پرسوز آواز مدینہ کی فضاؤں میں گونجی تو اہل مدینہ کے

دل ہل گئے ۔ بلال رضی اللہ عنہ کی اذان سن کر لوگوں کی نگاہوں کے سامنے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیوی حیات کا سماں بندھ گیا۔ لوگ روتے ہوئے بے تابانہ مسجد نبوی کی طرف دوڑ پڑے ۔ ہر شخص بے قرار ہو کر گھر سے باہر آ گیا۔ عورتیں، بچے سب ہی مضطربانہ گلیوں میں نکل آئے ۔ آج لوگوں کے قدم مسجد نبوی کی جانب عجیب والہانہ انداز سے اُٹھ رہے تھے۔

مسجد نبوی میں لوگوں کا ہجوم بڑھتا ہی جارہا تھا ایسا لگ رہا تھا کہ دوسری مسجدوں کے نمازی بھی آج مسجد نبوی میں آ گئے ہیں۔ جو شخص بھی مسجد نبوی میں داخل ہوتا اس کی نظریں بلال رضی اللہ عنہ کی متلاشی تھیں ۔ بچوں نے بھی اس مؤذن کو دیکھ لیا جس کی آواز مدینے کی آبادی کو بے خود کر کے مسجد نبوی میں لے آئی تھی ۔ بچے اپنی ماؤں سے پوچھ رہے تھے، امّی جان، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے موذن بلال تو آ گئے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کب مدینے تشریف لائیں گے۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے جس وقت اشھد ان محمد رسول اللہ زبان سے ادا کیا، ہزار ہا چیخیں ایک ساتھ فضا میں بلند ہوئیں ۔ جس سے فضا دہل گئی ۔ بلال رضی اللہ عنہ کی نظریں بے اختیار منبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اُٹھ گئیں ۔ آہ! منبر خالی تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار نہ ہوسکا، بے چینی بڑھ گئی، ضبط کے بندھن ٹوٹ گئے ۔ غم مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تاب نہ لا سکے اور بے ہوش ہو گئے ۔

اس واقعے کے کچھ عرصے بعد حضرت بلال رضی اللہ عنہ اپنے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر سے رخصت ہوئے اور واپس شام چلے گئے، جہاں 20 ہجری (641ء) کو آپ رضی اللہ عنہ نے اپنا سفر حیات مکمل کرلیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کو دمشق میں باب الصغیر کے قریب دفن کیا گیا۔

كِتَابُ آدَابُ الْقُضَاةِ

یہ کتاب قضاۃ کے آداب کے بیان میں ہے

قضاء کے معنی ومفہوم کا بیان

قضاء سے مراد "شرعی عدالت" ہے اسلامی نظام حکومت کی عمارت کے یہ دو بنیادی ستون ہیں! امیر وامام (یعنی سربراہ مملکت) اسلام کے قانون اساسی کا محافظ، نظم حکومت اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا ذمہ دار حفاظت مذہب اور امت اسلامیہ کی طاقت وقوت کا امین اور امور عامہ کا نگہبان ہوتا ہے اسلامی معاشرہ کے افراد کا تعلق جن امور سے ہے ان سب پر امیر وامام ہی کا اختیار کارفرما ہوتا ہے۔ قاضی، اسلامی عدالت کا سربراہ ہونے کی حیثیت سے شہریوں کے حقوق (امن، آزادی، مساوات) کا محافظ ہوتا ہے اور وہ معاملات کا فیصلہ کرنے میں شریعت کی طرف سے حَکَم کی حیثیت رکھتا ہے، اس کی سب سے بڑی ذمہ داری یہ ہوتی ہے کہ وہ لوگوں کے نزاعی مقدمات کا شریعت کے مطابق فیصلہ کرے اور اس کا اس سے بڑا فرض یہ ہوتا ہے کہ وہ عدل وانصاف، دیانت داری اور ایمانداری کے تقاضوں کو ہر حالت میں مدنظر رکھے۔ اسلام اور حکومت اسلام، دنیا کا یگانہ مذہب بھی ہے اور دنیا کی سب سے بڑی طاقت بھی اسلام جس طرح انسانیت عامہ کی دینی، مذہبی اور اخلاقی، اخروی فلاح کا سب سے آخری اور مکمل قانون ہدایت ہے اس طرح وہ ایک ایسی لافانی سیاسی طاقت بھی ہے جو انسانوں کے عام فائدے، عام بہتری اور عام تنظیم کے لئے حکومت وسیاست سے اپنے تعلق کو برملا اظہار کرتی ہے۔

یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ اسلام صرف ایک مذہب ہی نہیں بلکہ مذہب کی حیثیت سے کچھ اور بھی ہے اس کو حکومت حاکمیت، سیاست اور سلطنت سے وہی تعلق ہے جو اس کائنات کی کسی بھی بڑی حقیقت سے ہوسکتا ہے اس کو محض ایک ایسا نظام نہیں کہا جاسکتا ہے جو صرف باطن کی اصلاح کا فرض انجام دیتا ہے بلکہ اس کو ایسا دینی نظام بھی سمجھنا چاہئے جو اللہ ترس وخدا شناس روح کی قوت سے دنیا کے مادی نظام پر عالمگیر غلبہ کا دعویٰ رکھتا ہے، یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم جو اسلامی تصورات ونظریات کا سرچشمہ ہے اور احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم جو ہدایات کی شارح وترجمان ہیں، ان کا ایک بہت بڑا حصہ اسلام اور حکومت وسیاست کے تعلق کو ثابت کرتا ہے کہیں تاریخی انداز میں، کہیں تعلیمات کے پیرایہ میں اور کہیں نعمت الٰہی کو ظاہری کرتے ہوئے ہم پر یہ واضح کیا جاتا ہے کہ اسلام اور حکومت اللہ کا حق ہے اس لئے اسلام کا ایک بنیادی مقصد یہ بھی ہے کہ اس زمین پر اللہ کی حکومت قائم کی جائے اور اس کا اتارا ہوا قانون نافذ کیا جائے۔

ہم میں سے جو کج فکر لوگ "مذہب اور سیاست" کے درمیان تفریق کی دیوار حائل کرکے اسلام کو سیاست وحکومت سے بالکل

بے تعلق و بے واسطہ رکھنا چاہتے ہیں وہ دراصل مسلم مخالف عناصر کے اس شاطر دماغ کی سازش کا شکار ہیں جو خود تو حقیقی معنے میں آج تک حکومت کو "مذہب" سے آزاد نہ کرسکا لیکن مسلمانوں کی سیاسی پرواز اور ہمہ گیر پیش قدمی کو مضمحل کرنے کے لئے "مذہب" اور سیاست وحکومت" کی مستقل بحثیں پیدا کر کے مسلمانوں کے چشمہ فکر وعمل میں دین اور دنیا کی پلیدگی کا زہر گھول رہا ہے۔

باب فَضْلِ الْحَاكِمِ الْعَادِلِ فِي حُكْمِهِ .

یہ باب ہے کہ فیصلے میں انصاف کرنے والے حاکم کی فضیلت

5394 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو ح وَاَنْبَاَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اٰدَمَ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ اَوْسٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اِنَّ الْمُقْسِطِيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالٰى عَلٰى مَنَابِرَ مِنْ نُوْرٍ عَلٰى يَمِيْنِ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَعْدِلُوْنَ فِيْ حُكْمِهِمْ وَاَهْلِيْهِمْ وَمَا وَلُوْا" . قَالَ مُحَمَّدٌ فِيْ حَدِيْثِهٖ "وَكِلْتَا يَدَيْهِ يَمِيْنٌ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بیان نقل کرتے ہیں:

"انصاف کرنے والے لوگ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں نور کے منبروں پر ہوں گے وہ رحمان کے دائیں طرف ہوں گے یہ وہ لوگ ہیں جو فیصلہ دیتے ہوئے اور اپنے اہل خانہ کے بارے میں اور جو چیز ان کی زیر نگرانی ہو اس کے بارے میں انصاف سے کام لیتے ہیں"۔

محمد نامی راوی نے اپنی روایت میں یہ الفاظ نقل کیے ہیں: ویسے اس کے دونوں ہاتھ ہی دائیں ہیں۔

شرح

حضرت سعید کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک لوگوں میں سے زیادہ محبوب اور مجلس (یعنی مرتبہ) کے اعتبار سے سب سے زیادہ قریب جو شخص ہوگا وہ عادل امام وحاکم ہے اور قیامت کے دن اللہ کے نزدیک لوگوں میں سب سے زیادہ نفرت کا مستحق اور سب سے زیادہ عذاب کا سزاوار! اور ایک روایت میں یہ ہے کہ۔ اللہ سے سب سے زیادہ دور جو شخص ہوگا وہ ظالم امام وحاکم ہے۔" امام ترمذی نے اس روایت کو نقل کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے۔ (مشکوۃ المصابیح، جلد سوم: رقم الحدیث، 836)

باب الْاِمَامِ الْعَادِلِ .

یہ باب ہے کہ عادل حکمران (کی فضیلت)

5395 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ حَفْصِ

5394-اخرجه مسلم في الامارة، باب فضيلة الامام العادل و عقوبة الجائر و الحث على الرفق بالرعية و النهي عن ادخال المشقة عليهم (الحديث 18) . تحفة الاشراف (8898) .

بْنِ عَاصِمٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّهُ اِمَامٌ عَادِلٌ وَّشَابٌّ نَشَاَ فِیْ عِبَادَةِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللّٰهَ فِیْ خَلَاءٍ فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ وَرَجُلٌ كَانَ قَلْبُهُ مُعَلَّقًا فِی الْمَسْجِدِ وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِی اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَرَجُلٌ دَعَتْهُ امْرَاَةٌ ذَاتُ مَنْصِبٍ وَّجَمَالٍ اِلٰى نَفْسِهَا فَقَالَ اِنِّیْ اَخَافُ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَاَخْفَاهَا حَتّٰى لَا تَعْلَمَ شِمَالُهُ مَا صَنَعَتْ يَمِيْنُهُ".

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

"قیامت کے دن جب اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سائے کے علاوہ اور کوئی سایہ نہیں ہوگا' اس وقت اللہ تعالیٰ سات افراد کو اپنی خاص رحمت کا سایہ نصیب کرے گا' ایک عادل حکمران' ایک وہ نوجوان جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہوئے پروان چڑھا ہو' ایک وہ شخص جو تنہائی میں اللہ کا ذکر کرے اور اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جائیں' ایک وہ شخص جس کا دل مسجد کے ساتھ بندھا رہتا ہو' ایک وہ شخص جسے صاحب حیثیت اور خوبصورت عورت اپنی طرف آنے کی دعوت دے اور وہ کہے: میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں' ایک وہ شخص جو کوئی چیز صدقہ کرتا ہے' اور اسے اس طرح پوشیدہ رکھتا ہے' بائیں ہاتھ کو یہ پتہ نہیں چلتا کہ دائیں ہاتھ نے کیا دیا ہے"۔

عادل حکمرانوں کی فضیلت کا بیان

حضرت عبداللہ ابن ابی اوفی کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" قاضی جب تک ظلم و ناانصافی کی راہ اختیار نہیں کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ ہوتا ہے یعنی حق تعالیٰ کی توفیق و تائید اس کے شامل حال ہوتی ہے لیکن جب وہ ظلم و ناانصافی کی راہ اختیار کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے الگ ہو جاتا ہے (یعنی اس کے اوپر سے حق تعالیٰ کی تائید و توفیق کا سایہ ہٹ جاتا ہے اور شیطان اس کا ساتھی بن جاتا ہے۔ (ترمذی، ابن ماجہ) اور ابن ماجہ کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ قاضی جب ظلم و ناانصافی کی راہ اختیار کر لیتا ہے تو (اللہ تعالیٰ) اس کے کام کو اس کے سپرد کر دیتا ہے (یعنی اس کو اپنی توفیق و تائید سے محروم کر دیتا ہے۔" اور حضرت سعید ابن مسیب بیان کرتے ہیں کہ (ایک دن) حضرت عمر فاروق کی خدمت میں ایک مسلمان اور ایک یہودی اپنا جھگڑا لے کر آئے حضرت عمر نے جب (قضیہ کی تحقیق کے بعد) یہ دیکھا کہ یہودی حق پر ہے تو انہوں نے اس (یہودی) کے حق میں فیصلہ دیا اس یہودی نے (اپنے حق میں فیصلہ سن کر) کہا" اللہ کی قسم! آپ نے حق کے مطابق فیصلہ دیا ہے حضرت عمر نے (یہ سن کر) اس کے ایک درہ مارا اور فرمایا تجھے کیسے علم ہوا کہ میں نے حق کے مطابق فیصلہ دیا ہے؟ یہودی نے کہا" اللہ کی قسم! ہم نے توراۃ میں (یہ لکھا ہوا پایا ہے کہ جو بھی قاضی حق کے مطابق فیصلہ دیتا ہے اس کے دائیں ایک فرشتہ ہوتا ہے اور اس کے بائیں ایک فرشتہ ہوتا ہے او وہ دونوں

5395-اخرجه البخاري في الاذان، باب من جلس في المسجد ينتظر الصلاة وفضل المساجد (الحديث 660)، و في الزكاة، باب الصدقة باليمين (الحديث 1423)، و في الحدود ، باب فضل من ترك الفواحش (الحديث 6806) ومسلم في الزكاة، باب فضل اخفاء الصدقة (الحديث 91) و اخرجه الترمذي في الزهد، باب ما جاء في الحب في الله (الحديث 2391) و الحديث عند: البخاري في الرقاق، باب البكاء من خشية الله عزوجل (الحديث 6479) . تحفة الاشراف (12264) .

فرشتے اس کو تقویت پہنچاتے ہیں اور حق کی توفیق دیتے ہیں جب تک وہ حق پر رہتا ہے اور جب قاضی حق کو چھوڑ کر دیتا ہے تو وہ فرشتے آسمان پر چلے جاتے ہیں اور اس کو چھوڑ دیتے ہیں۔ (مالک، مشکوۃ المصابیح، جلد سوم: رقم الحدیث 868)

ایک خلجان تو یہ واقع ہوسکتا ہے کہ حضرت عمر نے اس یہودی کو اپنے درے سے کیوں مارا در آنحالیکہ اس نے ان کے فیصلہ کے منصفانہ اور برحق ہونے کا اقرار و اعتراف کیا تھا؟ اور ایک اشکال یہ پیدا ہوسکتا ہے کہ حضرت عمر کے سوال "تجھ کو یہ کیسے معلوم ہوا الخ" اور یہودی کے جواب "ہم نے تورات میں پایا ہے الخ" میں مطابقت کیا ہوئی۔ "پہلے خلجان کا جواب تو یہ ہے کہ حضرت عمر نے یہودی کو کسی سزا یا غصہ کے طور پر نہیں مارا تھا بلکہ نرمی اور خوش طبعی کے طور پر مارا تھا اور دوسرے اشکال کا جواب یہ ہے کہ اس بات کو یہودی سے زیادہ کون جان سکتا تھا کہ اس تنازعہ میں حق پر کون ہے۔ لہٰذا جب اس یہودی نے دیکھا کہ اگر حضرت عمر حق سے انحراف کرتے تو فریق مخالف یعنی مسلمان کے حق میں فیصلہ کرتے، اس صورت میں ان کا فیصلہ مبنی بر انصاف ہوتا اور نہ ان کا حق پر قائم رہنا ظاہر ہوتا۔ لہٰذا جب انہوں نے مسلمان کے خلاف یہودی کے حق میں فیصلہ دیا تو معلوم ہوا کہ حضرت عمر حق پر قائم ہیں اور انہوں نے انصاف سے انحراف نہیں کیا ہے۔

باب الْاِصَابَةِ فِي الْحُكْمِ ۔

یہ باب ہے کہ صحیح فیصلہ کرنا

5396 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَنْبَاَنَا مَعْمَرٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِي بَكْرِ) بْنِ { مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ عَنْ اَبِي سَلَمَةَ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِذَا حَكَمَ الْحَاكِمُ فَاجْتَهَدَ فَاَصَابَ فَلَهٗ اَجْرَانِ وَاِذَا اجْتَهَدَ فَاَخْطَاَ فَلَهٗ اَجْرٌ" ۔

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''جب کوئی فیصلہ کرنے والا فیصلہ کرتے ہوئے اجتہاد کرے اور صحیح نتیجہ اخذ کرلے تو اسے دو اجر ملتے ہیں اور جب وہ اجتہاد کرے اور غلط نتیجہ اخذ کرے تو اسے ایک اجر ملتا ہے''۔

شرح

مطلب یہ ہے کہ اگر حاکم و قاضی کسی سے قضیہ و معاملہ کا حکم و فیصلہ دینا چاہے جس کے بارے میں کتاب و سنت اور اسلامی فقہ میں کوئی صریح اور واضح ہدایت نہیں ہے اور پھر وہ اجتہاد کرے یعنی کتاب و سنت کے احکام و تعلیمات و فقہ اسلامی کے مسائل اور اسلامی عدالتوں کے نظائر میں پوری طرح غور و فکر کرنے کے بعد وہ کسی ایسے نتیجہ پر پہنچ جائے جس کے بارے میں اس کے ضمیر کی

5396-اخرجه البخاري في الاعتصام بالكتاب و السنة، باب اجر الحاكم اذا اجتهد فاصاب او اخطا (الحديث 7352م) . و اخرجه مسلم في الاقضية، باب بيان اجر الحاكم اذا اجتهد فاصاب او اخطا (الحديث 15م) واخرجه ابو داؤد في الاقضية، باب في القاضي يخطىء (الحديث 3574م) و اخرجه الترمذي في الاحكام، باب ما جاء في القاضي يصيب و يخطىء (الحديث 1326) و اخرجه ابن ماجه في الاحكام، باب الحاكم يجتهد فيصيب الحق (الحديث 2314م) . تحفة الاشراف (10748 و 15437) .

رہنمائی نہ ہو کہ یہ مبنی برحق ہے اور پھر وہی نتیجہ اس کا حکم وفیصلہ بن جائے تو وہ حکم وفیصلہ ظاہری قانون کے اعتبار سے تو بالکل صحیح تسلیم کیا جائے گا البتہ عقبیٰ کے لحاظ سے اس کی دوصورتیں ہوں گی ایک تو یہ کہ اگر حقیقت میں بھی وہ فیصلہ کتاب وسنت کی منشاء کے موافق رہا تو اس کو دو اجر ملیں گے اور اگر اس کا فیصلہ کتاب وسنت کے موافق نہیں ہوا ہے تو اس کو ایک ہی اجر ملے گا۔ بالکل یہی حکم مجتہد کا ہے کہ اگر وہ استنباط مسائل کے وقت اپنے اجتہاد کے نتیجے میں کتاب وسنت کی منشاء تک پہنچ گیا تو اس کو دو اجر ملیں گے اور اگر کتاب وسنت کی منشاء تک پہنچنے میں خطا کر گیا تو اس کو ایک ثواب ملے گا۔

لہٰذا یہ حدیث جہاں اس بات کی دلیل ہے کہ قاضی اسلام کو ایسی جزئیات میں اجتہاد کا اختیار حاصل ہے جو اسلامی قانون کے ماخذ میں صراحت کے ساتھ مذکور نہیں ہیں اور جن کا کوئی حکم واضح نہیں وہیں اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ مجتہد اپنے اجتہاد میں کبھی تو صحیح حکم تک پہنچ جاتا ہے اور کبھی خطا کر جاتا ہے یعنی صحیح حکم تک نہیں پہنچ پاتا لیکن اجر وثواب اس کو بہر صورت ملتا ہے۔

ملا علی قاری نے لکھا ہے کہ امام ابوحنیفہ کا مسلک یہ ہے کہ اگر کسی چیز کا حکم ومسئلہ نصوص یعنی کتاب اللہ، احادیث رسول اللہ اور اجماع امت میں مذکور نہ ہونے کی وجہ سے قیاس پر عمل کرنے کے علاوہ اور کوئی چارہ نہ ہو تو اس صورت میں قیاس پر عمل کرنا تحری قبلہ کی مانند ہوگا (جس طرح اگر کسی شخص کو کسی وجہ سے قبلہ کی سمت کا پتہ نہ چلے اور وہ نماز کے وقت غور وفکر اور تحری کر کے اپنے گمان غالب کے مطابق قبلہ کی کوئی سمت مقرر کر لے اور اس طرف منہ کر کے نماز پڑھ لے تو اس کی نماز صحیح ہوگی اگرچہ حقیقت میں قبلہ اس سمت نہ ہو اسی طرح قیاس پر عمل کرنے والا، مصیبت یعنی درست عمل کرنے والا ہوگا اگرچہ اس قیاس میں اس سے خطا (غلطی) ہوگئی ہو۔

باب تَرْكِ اسْتِعْمَالِ مَنْ يَحْرِصُ عَلَى الْقَضَاءِ .

یہ باب ہے کہ جو شخص قاضی بننے کا خواہشمند ہو اسے قاضی مقرر نہ کرنا

5397 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ اَبِي عُمَيْسٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِي بُرْدَةَ عَنْ اَبِيهِ عَنْ اَبِي مُوْسٰى قَالَ اَتَانِيْ نَاسٌ مِّنَ الْاَشْعَرِيِّيْنَ فَقَالُوْا اذْهَبْ مَعَنَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِنَّ لَنَا حَاجَةً . فَذَهَبْتُ مَعَهُمْ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اسْتَعِنْ بِنَا فِيْ عَمَلِكَ . قَالَ اَبُوْ مُوْسٰى فَاعْتَذَرْتُ مِمَّا قَالُوْا وَاَخْبَرْتُ اَنِّيْ لَا اَدْرِيْ مَا حَاجَتُهُمْ فَصَدَّقَنِيْ وَعَذَرَنِيْ . فَقَالَ "اِنَّا لَا نَسْتَعِيْنُ فِيْ عَمَلِنَا بِمَنْ سَاَلَنَا" .

☆☆ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: اشعر قبیلے کے کچھ لوگ میرے پاس آئے اور بولے: تم ہمارے ساتھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں چلو' ہمیں آپ سے ایک کام ہے۔ میں ان کے ساتھ چلا گیا' انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ اپنے سرکاری کاموں میں ہمیں بھی خدمت کا موقع دیں (یعنی ہمیں سرکاری اہلکار مقرر کریں)۔

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں' میں نے ان لوگوں کی اس بات پر معذرت کی اور یہ گزارش کی کہ مجھے نہیں معلوم تھا کہ انہیں

5397-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (9093) .

آپ سے کیا کام ہے؟ تو نبی اکرم ﷺ نے میری بات کو سچ سمجھا اور آپ نے میرے عذر کو قبول کیا اور آپ نے ارشاد فرمایا: ہم ایسے کسی شخص کو اہلکار مقرر نہیں کرتے ہیں' جو اس کا مطالبہ کرتا ہے۔

5398 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰی قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَۃُ عَنْ قَتَادَۃَ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسًا یُحَدِّثُ عَنْ اُسَیْدِ بْنِ حُضَیْرٍ اَنَّ رَجُلًا مِّنَ الْاَنْصَارِ جَآءَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَلَا تَسْتَعْمِلُنِیْ کَمَا اسْتَعْمَلْتَ فُلَانًا قَالَ "اِنَّکُمْ سَتَلْقَوْنَ بَعْدِیْ اَثَرَۃً فَاصْبِرُوْا حَتّٰی تَلْقَوْنِیْ عَلَی الْحَوْضِ" .

★★ حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: انصار کا ایک فرد نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: جس طرح آپ نے فلاں شخص کو اپنا اہلکار مقرر کیا ہے' آپ مجھے اپنا اہلکار مقرر کیوں نہیں کرتے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم لوگ میرے بعد ترجیحی سلوک دیکھو گے یہاں تک کہ تمہاری مجھ سے حوض (کوثر) پر ملاقات ہو جائے۔

شرح

حضرت عبداللہ ابن مسعود کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا کہ "تم میرے بعد اپنے ساتھ ترجیحی سلوک اور بہت سی ایسی چیزوں کو دیکھو گے جس کو تم برا سمجھو گے۔" صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں کیا ہدایت دیتے ہیں (ہمیں کیا ہدایت دیتے ہیں (کہ اس وقت ہمارا رویہ کیا ہو؟) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم ان (حاکموں) کا حق ادا کرو اور اپنا حق اللہ تعالیٰ سے مانگو۔ (بخاری ومسلم، مشکوۃ المصابیح، جلد سوم: رقم الحدیث، 812)

مطلب یہ ہے کہ اگر تمہارے حاکم تمہارے ساتھ ترجیحی سلوک کریں بایں طور کہ تمہاری حق تلفی کریں تو ایسی صورت میں بھی ان کے تئیں تمہارا رویہ یہی ہونا چاہئے کہ تم ان کے حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی نہ کرو یعنی ان کی اطاعت وفرمانبرداری کرو اور ان کے مددگار ومعین بنے رہو اور وہ تمہارے حق کی ادائیگی میں جو کوتاہی کریں ان پر صبر کرو اور بارگاہ کبریائی میں التجاء کرو کہ وہ تمہیں تمہارے حق کا نعم البدل عطا کرے۔

حضرت وائل بن حجر کہتے ہیں کہ حضرت سلمہ ابن یزید جعفی نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا اور کہا کہ "یا رسول اللہ! اس بارے میں ہمارے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا ہدایت ہے کہ اگر ہم پر ایسے حاکم مقرر ہوں جو ہم سے تو اپنے حق (یعنی اطاعت وفرمانبرداری کا مطالبہ کریں۔ لیکن ہمیں ہمارا حق (یعنی عدل وانصاف اور مال غنیمت کا حصہ نہ دیں؟

آپ نے فرمایا" تم ظاہر میں ان کی بات سنو اور باطن میں) ان کی فرمانبرداری کرو (یعنی ان کی بات اور ان کے احکام کو سننا ظاہری اطاعت ہے) اور ان کے احکام پر عمل کرنا باطنی فرمانبرداری ہے) یاد رکھو! ان پر وہ چیز فرض ہے جو ان کے کاندھوں پر ڈالی گئی ہے (یعنی رعایا کو عدل وانصاف دینا اور ان کے حقوق ادا کرنا اور تم پر وہ چیز فرض ہے جو تمہارے کاندھوں پر ڈالی گئی ہے (یعنی

5398-اخرجه البخاري في مناقب الانصار، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم للانصار (اصبروا حتى تلقوني على الحوض) (الحديث 3792)، و في الفتن، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم (سترون بعدي اموراً تنكرونها) (الحديث 7057) و اخرجه مسلم في الامارة، باب الامر بالصبر عند ظلم الولاة و استئثارهم (الحديث 48) و اخرجه الترمذي في الفتن، باب في الاثرة و ما جاء فيه (الحديث 2189) . تحفة الاشراف (148) .

اپنے حاکم وسردار کی اطاعت وفرمانبرداری کرنا اور اگران حاکموں کی طرف سے تمہاری حق تلفی ہو یا اور کوئی مصیبت پیش آئے تو اس پر صبر کرنا۔ (مسلم، مشکوۃ المصابیح، جلدسوم: رقم الحدیث، 812)

حدیث کا حاصل ورعایا میں سے ہرایک کے سپرد ذمہ داریاں ہیں ان کو پورا کرنا ہرایک پرواجب ہے جس طرح حاکم کے کاندھوں پر عوام کے حقوق کا تحفظ اوران کوعدل وانصاف دینے کی ذمہ داری ہے اوراس ذمہ داری کو پورا کرنا اس پر واجب ہے، اسی طرح رعایا کے کاندھوں پراپنے حاکم کی مددواعانت اوراس اطاعت کی فرنبرداری ہے اوراس ذمہ داری کو پورا کرنا رعایا واجب ہے لہٰذادونوں ہی کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنی حدود سے تجاوز نہ کریں۔

باب النَّهْيِ عَنْ مَّسْاَلَةِ الْإِمَارَةِ ۔

یہ باب ہے کہ امارت (سرکاری عہدہ) مانگنے کی ممانعت

5399 – اَخْبَرَنَا مُجَاهِدُ بْنُ مُوْسٰی قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ ح وَاَنْبَاَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا تَسْاَلِ الْإِمَارَةَ فَاِنَّكَ اِنْ اُعْطِيْتَهَا عَنْ مَّسْاَلَةٍ وُكِلْتَ اِلَيْهَا وَاِنْ اُعْطِيْتَهَا عَنْ غَيْرِ مَسْاَلَةٍ اُعِنْتَ عَلَيْهَا" .

☆☆ حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا ہے:

''کبھی امارت یا (سرکاری عہدہ) نہ مانگنا' کیونکہ اگرتمہیں یہ مانگنے کے نتیجے میں ملا' توتمہیں اس کے حوالے کردیا جائے گا اوراگر مانگے بغیر ملا' تو اس بارے میں تمہاری مدد کی جائے گی''۔

شرح

حضرت عبدالرحمٰن ابن سمرہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ تم حکومت وسیادت کوطلب نہ کرو کیونکہ اگرتمہاری خواہش اورطلب پر تم کوحکومت وسیادت دی گئی توتمہیں اسی کے سپرد کردیا جائے گا (تاکہ تم اس منصب کی ذمہ

5399-اخرجه البخاري في الايمان و النذور، باب قول الله تعالىٰ: (لا يواخذكم الله باللغو في ايمانكم و لكن يواخذكم بما عقدتم الايمان فكفارته اطعام عشرة مساكين من اوسط ما تطعمون اهليكم او كسوتهم او تحرير رقبة فمن لم يجد فصيام ثلاثة ايام ذلك كفارة ايمانكم اذا حلفتم و احفظوا ايمانكم كذلك يبين الله لكم اياته لعلكم تشكرون) (الحديث 6622) مطولاً، و في كفارات الايمان، باب الكفارة قبل الحنث و بعده (الهديث 6722) مطولاً، و في الاحكام، باب من لم يسال الامارة اعانه الله عليها (الحديث 7146) مطولاً، و باب من سال الامارة و كل اليها (الحديث 7147) مطولاً و اخرجه مسلم في الامارة، باب النهي عن طلب الامارة و الحرص عليها (الحديث 13)، و في الايمان، باب ندب من حلف يميناً فرای غيرها خيرًا منها ان ياتي الذي هو خير و يكفر عن يمينه (الحديث 19) و اخرجه ابو داؤد في الخراج و الامارة و الفيء، باب ما جاء في طلب الامارة (الحديث 2929) واخرجه الترمذي في النذور و الايمان، باب ما جاء فيمن حلف على يمين فرای غيرها خيرًا منها (الحديث 1529) مطولاً . والحديث عند: ابي داؤد في الايمان والنذور، باب الرجل يكفر قبل ان يحنث (الحديث 3277و 3278) و النسائي في الايمان و النذور، الكفارة قبل الحنث (الحديث 3791 و 3792 و 3793) . و الكفارة بعد الحنث (الحديث 3798 و 3799 و 3800) . تحفة الاشراف (9695) .

داریوں کو انجام دو در آنحالیکہ منصب و امارت کی ذمہ داریاں اتنی دشوار اور مشقت طلب ہیں کہ بغیر مدد الٰہی کے کوئی شخص ان کو انجام نہیں دے سکتا اور اگر تمہاری خواہش وطلب کے بغیر تمہیں حکومت وسیادت ملے تو اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہاری مدد کی جائے گی (یعنی حق تعالیٰ کی طرف سے تمہیں یہ توفیق بخشی جائے گی کہ تم عدل وانصاف اور نظم وضبط کے ساتھ اس کی ذمہ داریوں کو انجام دے سکو۔ (مسلم، مشکوۃ المصابیح، جلد سوم: رقم الحدیث، 816)

حضرت ابوہریرہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (میں دیکھ رہا ہوں) تم آنے والے زمانے میں حکومت وسیادت کی حرص میں مبتلا ہو گے حالانکہ وہ حکومت وسیادت (جو حرص وطلب کے ساتھ ملے) قیامت کے دن پشیمانی کا موجب ہے (یاد رکھو) حکومت وسیادت دودھ چھڑانے والی عورت کی طرح بری لگتی ہے لہٰذا یہ بات مرد دانا کے لائق نہیں ہے کہ وہ ایسی لذت کے حصول کی خواہش وکوشش کرے جس کا انجام حسرت وغم ہے۔ اور حضرت ابوذر کہتے ہیں کہ ایک دن میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) مجھے (کسی جگہ کا) عامل (حاکم) کیوں نہیں بنا دیتے؟ حضرت ابوذر کا بیان ہے (میری یہ بات سن کر) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (ازراہ لطف وشفقت) میرے مونڈھے پر اپنا ہاتھ مارا اور پھر فرمایا کہ "ابوذر! تم ناتواں ہو اور یہ سرداری (خدا کی طرف سے) ایک امانت ہے) جس کے ساتھ بندوں کے حقوق متعلق ہیں اور اس میں خیانت نہیں کرنی چاہئے) اور تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ) سرداری قیامت کے دن رسوائی وپشیمانی کا باعث ہوگی الا یہ کہ جس شخص نے اس (سرداری کو حق کے ساتھ حاصل کیا اور اس حق کو ادا کیا جو اس سرداری کے تئیں اس پر ہے (یعنی جو شخص مستحق ہونے کی وجہ سے سردار بنایا گیا اور پھر اس نے اپنے زمانہ میں حکومت میں عدل وانصاف کا نام روشن کیا اور رعایا کے ساتھ احسان وخیر خواہی کا برتاؤ کیا تو وہ سرداری اس کے لئے رسوائی اور وبال کا باعث نہیں ہوگی) اور ایک روایت میں یوں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ابوذر! میں تمہیں ناتواں دیکھتا ہوں (کہ سرداری کا بار برداشت نہیں کر سکو گے) اور میں تمہارے لئے اس چیز کو پسند کرتا ہوں جو میں اپنے نفس کے لئے پسند کرتا ہوں تم دو آدمیوں کا بھی سردار وعامل نہ بننا اور کسی یتیم کے بھی مال کی کار پردازی ونگرانی نہ کرنا۔ (مسلم، مشکوۃ المصابیح، جلد سوم: رقم الحدیث، 816) -

جو میں اپنے نفس کے لئے پسند کرتا ہوں" کا مطلب یہ ہے کہ اگر میں تمہاری طرح ضعیف وناتواں ہوتا تو میں اس سرداری وحاکمیت کے بوجھ کو نہ اٹھاتا، لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے قوت بھی دی ہے اور پھر تحمل بھی عطا کیا ہے، اگر حق تعالیٰ کی طرف سے مجھ کو تحمل عطا نہ ہوتا تو میں ہرگز اس بار کو برداشت نہیں کر سکتا تھا۔

امام نووی فرماتے ہیں کہ حکومت وسیادت سے پرہیز کرنے کے بارے میں یہ حدیث اصل میں عظیم اور سب سے بڑی رہنما ہے بطور خاص اس شخص کے لئے جو اس منصب کی ذمہ داریوں کو پورا کرنے کی قوت نہ رکھتا ہو۔

حکومت کے حصول کے لئے حریص ہونے کا بیان

5400 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ آدَمَ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ عَنِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "إِنَّكُمْ سَتَحْرِصُونَ عَلَى الْإِمَارَةِ وَإِنَّهَا سَتَكُونُ نَدَامَةً وَحَسْرَةً يَوْمَ

الْقِيَامَةِ فَنِعْمَتِ الْمُرْضِعَةُ وَبِئْسَتِ الْفَاطِمَةُ"۔

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''عنقریب تم لوگ حکومت (عہدے) کے حصول کے لیے حریص ہو جاؤ گے اور قیامت کے دن تم اس حوالے سے ندامت اور حسرت کا سامنا کرو گے تو دودھ پلانے والی اچھی ہوتی ہے اور دودھ چھڑانے والی بری ہوتی ہے''۔

شرح

حضرت ابن موہب کہتے ہیں کہ حضرت عثمان ابن عفان نے (اپنے زمانہ خلافت میں حضرت ابن عمر سے کہا کہ لوگوں کا قاضی بن جاؤ (یعنی حضرت عثمان نے حضرت ابن عمر کی خدمت میں منصب قضا کی پیش کش کی) حضرت ابن عمر نے کہا امیر المؤمنین! مجھ کو اس کام سے معاف رکھئے۔ حضرت عثمان نے فرمایا" تم اس منصب کو کیوں ناپسند کرتے ہو! حالانکہ تمہارے والد! حضرت عمر فاروق) تو اپنے دور خلافت کے علاوہ بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں) قضاء کا کام کرتے تھے؟۔ حضرت ابن عمر نے کہا کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص قضاء پر فائز ہو اور مبنی بر انصاف فیصلے کرے تو وہ اس لائق ہے کہ وہ اس منصب سے برابر سرابر جدا ہو (یعنی نہ نقصان پہنچائے نہ فائدہ نہ ثواب پائے نہ عذاب۔") اس کے بعد حضرت عثمان نے حضرت ابن عمر سے اس بارے میں کوئی بات نہیں کی (ترمذی، مشکوۃ المصابیح، جلد سوم: رقم الحدیث، 869)

اور رزین کی روایت میں جو انہوں نے حضرت نافع سے نقل کی ہے یہ الفاظ ہیں کہ حضرت ابن عمر نے کہا" امیر المؤمنین" میں (تو) دو آدمیوں کے درمیان (بھی) کوئی حکم وفیصلہ نہیں کروں گا (چہ جائیکہ بہت زیادہ لوگوں کا قاضی بنوں۔

حضرت عثمان نے فرمایا" تمہارے والد (حضرت عمر فاروق) تو لوگوں کے درمیان فیصلے کیا کرتے تھے؟ حضرت ابن عمر نے کہا" میرے (والد کی بات تو یہ تھی کہ) اگر ان کو کوئی دشواری پیش آتی تھی تو وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ لیا کرتے تھے اور اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی دشواری پیش آتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم جبرائیل علیہ السلام سے پوچھ لیا کرتے تھے جب کہ میں ایسے شخص کو نہیں پاتا جس سے پوچھ لیا کروں گا اور میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ" جس شخص نے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگی اس نے بڑی ذات کی پناہ مانگی۔ نیز میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ (بھی فرماتے ہوئے سنا ہے کہ "جو شخص اللہ تعالیٰ کے ذریعہ پناہ مانگے اس کو پناہ دو۔ لہٰذا میں نے اللہ تعالیٰ کے ذریعہ اس بات سے پناہ مانگتا ہوں کہ آپ مجھے قاضی مقرر کریں" چنانچہ حضرت عثمان نے ان کو معاف کیا، لیکن ان سے فرمایا کہ' کسی) اور کو آگاہ نہ کرنا کہ وہ منصب قضا قبول نہ کرے ورنہ لوگ عام طور پر اس منصب کو قبول کرنے سے گریز کرنے لگیں گے اور نظام حکومت معطل ہو کر رہ جائے گا۔"

6 - باب اسْتِعْمَالِ الشُّعَرَاءِ

یہ باب ہے کہ شعراء کو اہلکار مقرر کرنا

5401 - اَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِي ابْنُ اَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ

5400-تقدم (الحديث 4222) .

عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ قَدِمَ رَكْبٌ مِّنْ بَنِىْ تَمِيْمٍ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ اَمِّرِ الْقَعْقَاعَ بْنَ مَعْبَدٍ . وَقَالَ عُمَرُ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ بَلْ اَمِّرِ الْاَقْرَعَ بْنَ حَابِسٍ . فَتَمَارَيَا حَتّٰى ارْتَفَعَتْ اَصْوَاتُهُمَا فَنَزَلَتْ فِىْ ذٰلِكَ (يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَىِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ) حَتَّى انْقَضَتِ الْاٰيَةُ (وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ) .

☆☆ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: بنوتمیم کے کچھ سوار نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے' تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے گزارش کی: آپ قعقاع بن معبد کو امیر مقرر کریں' حضرت عمر رضی اللہ عنہ بولے: نہیں! آپ اقرع بن حابس کو امیر مقرر کریں' ان دونوں حضرات کے درمیان بحث ہوگئی' تو ان دونوں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی:

''اے ایمان والو! تم اللہ اور اس کے رسول سے آگے نکلنے کی کوشش نہ کرو''۔

یہ پوری آیت ہے۔ (اس کے بعد یہ ارشاد ہے:)

''اگر وہ لوگ صبر سے کام لیتے' یہاں تک کہ تم خود نکل کر ان کے پاس جاتے' تو یہ زیادہ بہتر تھا''۔

شرح

۱:۔ البخاری وابن المنذر رحمہ اللہ علیہ نے وابن المردویہ رحمہ اللہ علیہ نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ بنوتمیم میں سے کچھ گھوڑ سوار نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ قعقاع بن معبد کو امیر بنا دیجئے۔ اور عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اقرع بن حابس کو امیر بنا دیجئے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم نے مجھ سے اختلاف کرنے کا ارادہ کیا ہے عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے آپ کے خلاف کرنے کا ارادہ نہیں کیا میری رائے ہے دونوں حضرات جھگڑنے لگے یہاں تک کہ دونوں کی آوازیں بلند ہوئیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ (آیت) نازل فرمائی یایھا الذین امنوا لا تقدموا بین یدی اللہ ورسولہ (اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کی اجازت سے پہلے تم سبقت مت کیا کرو) یہاں کہ آیت ختم ہوگئی۔

قرآن وسنت کے خلاف کہنا سخت گناہ ہے

۲:۔ ابن جریر رحمہ اللہ علیہ وابن المنذر وابن ابی حاتم رحمہ اللہ علیہ وابن مردویہ رحمہ اللہ علیہ وابونعیم رحمہ اللہ علیہ نے الحلیہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ (آیت) لا تقدموا بین یدی اللہ ورسولہ یعنی کتاب وسنت کے خلاف کچھ نہ کہو۔

۳:۔ عبد بن حمید رحمہ اللہ علیہ وابن جریر رحمہ اللہ علیہ وابن المنذر رحمہ اللہ علیہ وابن ابی حاتم رحمہ اللہ علیہ نے قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ ہم کو یہ بات ذکر کی گئی کہ کچھ لوگ کہتے تھے اگر اس کے بارے میں اس طرح اور اس طرح نازل ہوتا تو اس کی

5401-اخرجه البخاري في المغازي، باب 68 . (الحديث 4367)، و في التفسير، باب لا ترفعوا اصواتكم فوق صوت النبي) (الحديث 4845)، و في التفسير، باب (ان الذين ينادونك من وراء الحجرات اكثرهم لا يعقلون) (الحديث 4847)، و في الاعتصام بالكتاب و السنة، باب ما يكره من التعمق و التنازع و الغلو في الدين و البدع (الحديث 7302) مطولاً واخرجه الترمذي في تفسير القرآن، باب (ومن سورة الحجرات) (الحديث 3266) مطولاً . و اخرجه النسائي في التفسير: سورة الحجرات، قوله (ان الذين ينادونك من وراء الحجرات اكثرهم لا يعقلون) (الحديث 526) . تحفة الاشراف (5269) .

واضح اس طرح اور اس طرح ہوتی تو اللہ تعالیٰ نے اس کو ناپسند فرمایا اور اس کے بارے میں مذکورہ حکم فرمایا۔

۴:۔ابن جریر رحمہ اللہ علیہ وابن ابی حاتم وابن مردویہ رحمہ اللہ علیہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے (آیت) لا تقدموا بین یدی اللہ ورسولہ کے بارے میں روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام سے پہلے کلام کرنے سے منع کیا گیا۔

۵:۔عبد بن حمید رحمہ اللہ علیہ وابن جریر رحمہ اللہ علیہ وابن المنذر رحمہ اللہ علیہ نے حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ قربانی کے دن کچھ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے جانوروں کو ذبح کر دیا تو ان کو ذبیحہ کے لوٹانے کا حکم دیا گیا۔ (یعنی دوبارہ ذبح کریں) تو یہ (آیت) نازل ہوئی یایھا الذین امنوا لا تقدموا بین یدی اللہ ورسولہ

۶:۔ابن ابی الدنیا نے الرضاحی میں سے حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ ایک آدمی نے عید کی نماز سے پہلے جانور کو ذبح کر دیا تو اس کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔

۷:۔ابن مردویہ رحمہ اللہ علیہ نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ (آیت) لا تقدموا بین یدی اللہ ورسولہ سے مراد ہے کہ اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر روزہ رکھنے سے پہلے تم روزہ نہ رکھو۔

۸:۔ابن النجار نے اپنی تاریخ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا لوگوں نے رمضان آنے سے پہلے ایک دو دن اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر روزہ رکھنے سے پہلے تم روزہ رکھنا شروع کر دیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے یہ (آیت) نازل فرمائی یایھا الذین امنوا لا تقدموا بین یدی اللہ ورسولہ ۔

۹:۔الطبرانی فی الاوسط وابن مردویہ رحمہ اللہ علیہ نے حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے روایت کیا کہ کچھ لوگ لینے کا آغاز اس کے آنے سے پہلے کرتے تھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے روزہ رکھ لیتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے یہ (آیت) نازل فرمائی یایھا الذین امنوا لا تقدموا بین یدی اللہ ورسولہ

۱۰:۔سعید بن منصور رحمہ اللہ علیہ نے ضحاک رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ وہ اس طرح پڑھا (آیت) لاتقدموا۔

۱۱:۔عبد بن حمید رحمہ اللہ علیہ وابن جریر رحمہ اللہ علیہ وابن المنذر رحمہ اللہ علیہ وابن مردویہ رحمہ اللہ علیہ اور بیہقی رحمہ اللہ علیہ نے شعب الایمان میں مجاہد رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ (آیت) لا تقدموا بین یدی اللہ ورسولہ سے مراد ہے کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کسی چیز کا فیصلہ نہ کرو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کی زبان پر فیصلہ فرما دیں حافظ نے کہا یہ تفسیر (آیت) تقدموا کی قرأت پر تاء اور دال کی فتح کے ساتھ۔ (تفسیر درمنثور، سورہ حجرات، بیروت)

اس میں تین مسائل ہیں:۔

مسئلہ نمبر 1: علماء نے کہا: عربوں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب میں سختی اور سوء ادبی تھی اسی طرح وہ لوگوں کو القاب دینے میں بھی یہی رویہ اپناتے تھے یہ سورت مکارم اخلاق اور آداب کی رعایت کے حکم کے متعلق ہے۔ ضحاک اور یعقوب نے لا تقدموا تاء اور دال کے فتحہ کے ساتھ پڑھا ہے۔ یہ تقدمہ سے مشتق ہے باقی قراء نے تاء کے ضمہ اور دال کے کسرہ کے ساتھ پڑھا ہے۔ یہ تقدیم سے مشتق ہے دونوں کا معنی ظاہر ہے یعنی تم کوئی ایسا قول نہ کرو اور نہ ایسا فعل کرو جو اللہ تعالیٰ کے حکم سے متجاوز ہو اور

اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول اور فعل سے آگے نہ بڑھو جس کا حصول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے ہو خواہ وہ امر دینی ہو یا دنیاوی ہو۔ جو اپنے قول اور فعل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آگے بڑھا اور وہ اللہ تعالیٰ سے آگے بڑھا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہی حکم دیتے ہیں۔

مسئلہ نمبر 2: اس کا سبب نزول کیا ہے اس بارے میں چھ اقوال ہیں:۔

(1) ابن جریج کی حدیث سے واحدی نے اسے ذکر کیا ہے: کہا: حضرت ابن ملیکہ نے حضرت عبداللہ بن زبیر سے روایت نقل کی ہے 1۔ کہ بنو تمیم کا ایک وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی: قعقاع بن معبد کو امیر مقرر کیجئے۔ حضرت عمر نے عرض کی: اقرع بن حابس کو امیر مقرر کیجئے۔ حضرت ابوبکر صدیق نے کہا: تو نے محض میری مخالفت کی وجہ سے یہ بات کی ہے۔ حضرت عمر نے جواب دیا: میں نے آپ کی مخالفت کا ارادہ نہیں کیا۔ دونوں نے گفتگو لمبی کی یہاں تک کہ ان کی آوازیں بلند ہو گئیں تو اس بارے میں یہ آیات نازل ہوئیں۔ اسے امام بخاری نے حسن بن عمر بن صباح سے نقل کیا ہے اور مہدوی نے بھی اسے ذکر کیا ہے (2) روایت بیان کی گئی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارادہ کیا کہ ایک آدمی کو مدینہ طیبہ پر نائب بنائیں جب آپ خیبر کی طرف تشریف لے گئے حضرت عمر نے ایک اور آدمی کے بارے میں مشورہ دیا تو یہ آیات نازل ہوئیں۔ اسے بھی مہدوی نے ذکر کیا ہے۔ (3)۔ ماوردی نے ضحاک سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کرتے ہیں (1) کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چوبیس صحابہ کو بنی عامر کی طرف بھیجا بنی عامر نے انہیں قتل کر دیا مگر تین آدمی پیچھے رہ گئے وہ سلامت رہے اور مدینہ طیبہ کی طرف واپس لوٹ آئے وہ بنو سلیم کے دو آدمیوں سے ملے انہوں نے ان دو افراد سے ان کے نسب کے بارے میں پوچھا: دونوں نے کہا: بنی عامر سے تعلق رکھتے ہیں کیونکہ بنی عامر بنو سالم سے زیادہ معزز شمار ہوتے تھے۔ ان صحابہ نے ان دونوں کو قتل کر دیا۔ بنی سلیم کے کچھ لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے انہوں نے عرض کی: ہمارے اور آپ کے درمیان معاہدہ ہے اور ہم میں سے آدمی قتل کر دیئے گئے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی دیت سو اونٹ عطا فرمائی، ان دو آدمیوں کے قتل کے بارے میں یہ آیات نازل ہوئیں (4)۔ قتادہ نے کہا: کچھ لوگ کہا کرتے تھے کاش: میرے بارے میں ایسی آیت نازل ہوتی، کاش میرے بارے میں ایسی آیت نازل ہوتی تو یہ آیت نازل ہوئی (2)۔ 5۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: انہیں منع کیا گیا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کلام کریں۔ مجاہد نے کہا: تم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے پہلے ہی حکم نہ دے دیا کرو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول کی زبان پر حکم دے، اسے امام بخاری نے بھی ذکر کیا ہے۔ (6)۔ حضرت حسن بصری نے کہا: یہ آیات ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئیں (3) جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے نماز ادا کرنے سے قبل ہی قربانیاں کر دی تھیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم دیا کہ وہ دوبارہ ذبح کریں۔ ابن جریج نے کہا: وہ وقت جس کا حکم اللہ اور اس کے رسول نے دیا ہے اس سے قبل تم اطاعات کے اعمال نہ کرو۔

میں کہتا ہوں: یہ آخری پانچ اقوال انہیں قاضی ابوبکر بن عربی نے ذکر کیا اور اس سے قبل ماوردی نے اچھی طرح وضاحت کی قاضی نے کہا: یہ سب صحیح ہیں (4) عموم کے تحت داخل ہیں اللہ تعالیٰ کی ذات ہی بہتر جانتی ہے جو ان آیات کے نزول کا سبب ہے

ممکن ہے بغیر سبب کے نازل ہوئیں ہو اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے قاضی نے کہا: جب ہم یہ کہیں کہ یہ طاعات کو ان کے اوقات سے پہلے لانے میں نازل ہوئی تو وہ بھی صحیح ہے کیونکہ ہر وہ عبادت جس کا ایک خاص وقت ہو تو وقت سے پہلے اسے ادا کرنا جائز نہیں ہوتا جس طرح نماز، روزہ، حج یہ سب واضح ہیں مگر علماء نے زکوۃ پر اختلاف کیا ہے جو عبادت مالیہ ہے۔ اور معنی مفہوم کے لئے مطلوب ہے وہ فقیر کی حاجت کو پورا کرتا ہے: کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس سے دو سال کا صدقہ جلدی لیا جب ایسی روایات آئی ہیں کہ صدقہ فطر کو عیدالفطر سے پہلے جمع کیا جاتا تا کہ عیدالفطر کے روز مستحق لوگوں کو وہ چیز دے دی جائے تو یہ امر سال یا دو سال پہلے زکوۃ کی ادائیگی کے جواز کو ثابت کرتا ہے اگر سال کا اختتام نہ ہوا اور نصاب اپنی حالت پر تھا تو زکوۃ کی ادائیگی ہوگئی اگر سال کا اختتام ہوا جبکہ نصاب تبدیل ہو چکا تھا تو واضح ہو گیا ہے کہ وہ نفلی صدقہ ہے

اشہب نے کہا: سال مکمل ہونے سے ایک گھڑی بھی پہلے دینا جائز نہیں (1) جس طرح نماز ہے گویا عبادت میں اس قاعدہ کو عام رکھا ہے ان کی رائے ہے کہ یہ اسلام کے ستونوں میں سے ایک ہے تو نظام اور حسن ترتیب میں اس کا پورا حق ادا کیا باقی ہمارے علماء کی رائے ہے کہ تھوڑی سی تقدیم جائز ہے کیونکہ اتنی چیز معاف ہے عُمر کثیر معاف نہیں اشہب نے جو باب کہی وہ زیادہ واضح ہے کیونکہ تھوڑی چیز کا زیادہ سے الگ کرنا اصول شریعت میں صحیح ہے لیکن چند مقاصد جو تھوڑی چیز کے ساتھ خاص ہوں زیادہ کے ساتھ خاص نہ ہوں مگر ہمارے مسئلہ میں دن مہینہ کی طرح ہے مہینہ سال کی طرح ہے یا کلی تقدیم درست ہوگی جس طرح امام ابوحنیفہ اور امام شافعی رحمہ اللہ علیہ نے کہا: جہاں تک عبادت کا تعلق ہے تو وہ اپنے اوقات پر ہی ادا کی جائے گی جس طرح اشہب نے کہا:

مسئلہ نمبر 3:۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال کے تعرض کو ترک کرنے میں یہ اصل ہے آپ کی اتباع اور آپ کی اقتداء کے وجوب میں بھی اصل ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیماری میں ارشاد فرمایا: (2) ابوبکر صدیق کو حکم دو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے۔ حضرت عائشہ صدیقہ (رضی اللہ عنہا) نے حضرت حفصہ (رضی اللہ عنہا) سے کہا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کرو بے شک ابوبکر صدیق جلد رونے والے ہیں جب وہ آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو رونے کی وجہ سے لوگوں کو اپنی آواز نہ سنا سکیں گے، حضرت عمر کو حکم دیں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم یوسف والیاں ہو، ابوبکر کو حکم دو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے تو صاحب یوسف کا معنی ہے وہ فتنہ جو جائز کو ناجائز کی طرف لوٹانے سے پیدا ہوتا ہے۔ (3) قیاس کے خلاف بغاوت کرنے والوں نے اس آیت سے استدلال کیا ہے یہ ان کی جانب سے باطل ہے کیونکہ جس امر پر دلیل قائم ہو اس کے بجالانے میں اللہ تعالیٰ سے آگے نہیں بڑھنا ہے۔ یعنی اس آگے بڑھنے سے بچو جس سے منع کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہارے اقوال کو سننے والا اور تمہارے افعال کو جاننے والا ہے۔ (تفسیر قرطبی، سورہ حجرات، بیروت)

7- باب اِذَا حَكَّمُوْا رَجُلًا فَقَضٰى بَيْنَهُمْ .

یہ باب ہے کہ جب کچھ لوگ کسی شخص کو ثالث مقرر کریں اور ان کے درمیان فیصلہ کریں

5402 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ وَهُوَ ابْنُ الْمِقْدَامِ بْنِ شُرَيْحٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ شُرَيْحِ بْنِ هَانِءٍ عَنْ اَبِيْهِ

5402-اخرجه ابو داؤد في الادب، باب في تغيير الاسم القبيح (الحديث 4955) تحفة الاشراف (11725) .

هَانِءٍ اَنَّهُ لَمَّا وَفَدَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعَهُ وَهُمْ يَكْنُوْنَ هَانِئًا اَبَا الْحَكَمِ فَدَعَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ "اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَكَمُ وَاِلَيْهِ الْحُكْمُ فَلِمَ تُكْنٰى اَبَا الْحَكَمِ" . فَقَالَ اِنَّ قَوْمِي اِذَا اخْتَلَفُوْا فِيْ شَيْءٍ اَتَوْنِيْ فَحَكَمْتُ بَيْنَهُمْ فَرَضِيَ كِلَا الْفَرِيْقَيْنِ . قَالَ "مَا اَحْسَنَ مِنْ هٰذَا فَمَا لَكَ مِنَ الْوُلْدِ" . قَالَ لِيْ شُرَيْحٌ وَعَبْدُ اللّٰهِ وَمُسْلِمٌ . قَالَ "فَمَنْ اَكْبَرُهُمْ" . قَالَ شُرَيْحٌ . قَالَ "فَاَنْتَ اَبُوْ شُرَيْحٍ" . فَدَعَا لَهُ وَلِوَلَدِهِ .

☆☆ شریح بن ہانی اپنے والد حضرت ہانی رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: جب وہ وفد کی شکل میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھیوں کو سنا' وہ لوگ حضرت ہانی کو ابوالحکم کی کنیت سے یاد کرتے تھے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بلایا اور ان سے فرمایا: حکم اللہ تعالیٰ ہے' اور ثالث اسے ہی بنایا جاتا ہے' پھر تم کیوں ابوالحکم کنیت اختیار کرتے ہو۔ تو حضرت ہانی نے عرض کی: میری قوم کے لوگ جب کسی معاملے میں اختلاف کرتے ہیں' تو وہ میرے پاس آ جاتے ہیں اور میں ان کے درمیان فیصلہ کر دیتا ہوں' تو دونوں فریق اس سے راضی ہو جاتے ہیں۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس سے اچھی کوئی چیز نہیں ہے' تمہاری اولاد کتنی ہے؟ (یعنی تمہارے بچوں کے نام کیا ہیں؟) تو حضرت ہانی نے عرض کی: شریح' عبداللہ اور مسلم میرے بچے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: ان میں سب سے بڑا کون سا ہے؟ حضرت ہانی نے جواب دیا: شریح' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم ابوشریح ہو' پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے اور ان کی اولاد کے لیے دعائے خیر کی۔

8 - باب النَّهْيِ عَنِ اسْتِعْمَالِ النِّسَآءِ فِي الْحُكْمِ .

یہ باب ہے کہ فیصلہ دینے کے لیے خواتین کو عامل مقرر کرنے کی ممانعت

5403 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ قَالَ عَصَمَنِي اللّٰهُ بِشَيْءٍ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا هَلَكَ كِسْرٰى قَالَ "مَنِ اسْتَخْلَفُوْا" . قَالُوْا بِنْتَهُ . قَالَ "لَنْ يُفْلِحَ قَوْمٌ وَّلَّوْا اَمْرَهُمُ امْرَاَةً" .

☆☆ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی یہ بات سنی ہے' اس بات کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے مجھے محفوظ کر لیا' جب کسریٰ کا انتقال ہوا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: انہوں نے کسریٰ کا جانشین کس کو بنایا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: اس کی بیٹی کو' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''وہ قوم کبھی کامیاب نہیں ہو سکتی' جو اپنی حکومت کا معاملہ عورت کے سپرد کر دیتی ہے''۔

5403-اخرجه البخاري في المغازي، باب كتاب النبي صلى الله عليه وسلم الى كسرى و قيصر (الحديث 4425)، و في الفتن، باب 18 . (الحديث 7099) و اخرجه الترمذي في الفتن، باب 75 . (الحديث 2262) مطولاً . تحفة الاشراف (11660) .

9 - باب الْحُكْمِ بِالتَّشْبِيهِ وَالتَّمْثِيلِ وَذِكْرِ الِاخْتِلَافِ عَلَى الْوَلِيدِ بْنِ مُسْلِمٍ فِي حَدِيثِ ابْنِ عَبَّاسٍ -

تشبیہ اور تمثیل کی بنیاد پر فیصلہ دینا' اس بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی نقل کردہ روایت میں ولید بن مسلم سے ہونے والے اختلاف کا تذکرہ

5404 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ هَاشِمٍ عَنِ الْوَلِيدِ عَنِ الْاَوْزَاعِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهُ كَانَ رَدِيفَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَدَاةَ النَّحْرِ فَاَتَتْهُ امْرَاَةٌ مِّنْ خَثْعَمٍ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اِنَّ فَرِيضَةَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فِي الْحَجِّ عَلٰى عِبَادِهٖ اَدْرَكَتْ اَبِيْ شَيْخًا كَبِيْرًا لَا يَسْتَطِيعُ اَنْ يَّرْكَبَ اِلَّا مُعْتَرِضًا اَفَاَحُجُّ عَنْهُ قَالَ "نَعَمْ حُجِّي عَنْهُ فَاِنَّهُ لَوْ كَانَ عَلَيْهِ دَيْنٌ قَضَيْتِيهِ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما' حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: وہ قربانی کے دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کے پیچھے سوار تھے' ایک خاتون جس کا تعلق خثعم قبیلے سے تھا' وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی' اس نے عرض کی: یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے حج کے بارے میں اپنے بندوں پر جو چیز فرض قرار دی ہے' وہ میرے بوڑھے عمر رسیدہ والد پر لازم ہوگئی ہے' جو سوار ہونے کی استطاعت نہیں رکھتے' وہ صرف لیٹ سکتے ہیں' کیا میں ان کی طرف سے حج کرلوں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جی ہاں! تم ان کی طرف سے حج کرلو' کیونکہ ان کے ذمے کوئی قرض ہوتا' تو تم اسے ادا کر دیتیں۔

5405 - اَخْبَرَنِيْ عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ عَنِ الْاَوْزَاعِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِي ابْنُ شِهَابٍ ح وَاَخْبَرَنِيْ مَحْمُودُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُمَرُ عَنِ الْاَوْزَاعِيِّ حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ اَخْبَرَهُ اَنَّ امْرَاَةً مِّنْ خَثْعَمٍ اسْتَفْتَتْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْفَضْلُ رَدِيفُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اِنَّ فَرِيضَةَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فِي الْحَجِّ عَلٰى عِبَادِهٖ اَدْرَكَتْ اَبِيْ شَيْخًا كَبِيْرًا لَا يَسْتَطِيعُ اَنْ يَّسْتَوِيَ عَلَى الرَّاحِلَةِ فَهَلْ يُجْزِءُ قَالَ مَحْمُودٌ فَهَلْ يَقْضِي - اَنْ اَحُجَّ عَنْهُ فَقَالَ لَهَا "نَعَمْ" .

قَالَ اَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَقَدْ رَوٰى هٰذَا الْحَدِيثَ غَيْرُ وَاحِدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ فَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ مَا ذَكَرَ الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: خثعم قبیلے کی ایک خاتون نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک مسئلہ دریافت

5404-اخرجه البخاري في جزاء الصيد، باب الحج عمن لا يستطيع الثبوت على الراحلة (الحديث 1853) و اخرجه مسلم في الحج، باب الحج عن العاجز لزمانة و هرم و نحوهما او للموت (الحديث 408) مختصرًا و اخرجه الترمذي في الحج، باب ما جاء في الحج عن الشيخ الكبير و الميت (الحديث 928) مختصرًا و اخرجه ابن ماجه في المناسك، باب الحج عن الحي اذالم يستطع (الحديث 2909) . تحفة الاشراف (11048) .

5405-تقدم (الحديث 2633) .

کیا' اس وقت حضرت فضل رضی اللہ عنہ آپ کے پیچھے سوار تھے' اس خاتون نے عرض کی: یارسول اللہ! حج کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر جو چیز فرض قرار دی ہے' وہ میرے بوڑھے عمر رسیدہ والد پر لازم ہوگئی ہے' جو سواری پر بیٹھ نہیں سکتے' تو کیا یہ بات جائز ہوگی (یہاں محمد نامی راوی نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں:) کیا یہ ادا ہو جائے گا' کہ میں ان کی طرف سے حج کرلوں؟ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جی ہاں!

امام نسائی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: اس روایت کو کئی راویوں نے روح کے حوالے سے نقل کیا ہے' اور انہوں نے اس میں اس بات کا تذکرہ نہیں کیا' جو ولید بن مسلم نے ذکر کیا ہے۔

5406 - قَالَ الْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ الْفَضْلُ بْنُ عَبَّاسٍ رَدِيفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَآئَتْهُ امْرَاَةٌ مِّنْ خَثْعَمٍ تَسْتَفْتِيهِ فَجَعَلَ الْفَضْلُ يَنْظُرُ اِلَيْهَا وَتَنْظُرُ اِلَيْهِ وَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْرِفُ وَجْهَ الْفَضْلِ اِلَى الشِّقِّ الْاٰخَرِ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ فَرِيضَةَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ عَلٰى عِبَادِهٖ فِي الْحَجِّ اَدْرَكَتْ اَبِيْ شَيْخًا كَبِيْرًا لَا يَسْتَطِيعُ اَنْ يَّثْبُتَ عَلَى الرَّاحِلَةِ اَفَاَحُجُّ عَنْهُ قَالَ "نَعَمْ" .
وَذٰلِكَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سوار تھے' ایک خاتون جس کا تعلق خثعم قبیلے سے تھا' وہ آپ کی خدمت میں مسئلہ دریافت کرنے کے لیے حاضر ہوئی' حضرت فضل رضی اللہ عنہ نے اس کی طرف دیکھنا شروع کردیا اور اس عورت نے ان کی طرف دیکھنا شروع کردیا' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فضل رضی اللہ عنہ کے چہرے کو دوسری طرف پھیر دیا' اس عورت نے عرض کی: یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے حج کے حوالے سے اپنے بندوں پر جو چیز فرض کی ہے' وہ میرے بوڑھے عمر رسیدہ والد پر لازم ہوگئی ہے' جو سواری پر سیدھی طرح بیٹھ نہیں سکتے' تو کیا میں ان کی طرف سے حج کرلوں؟ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جی ہاں! (راوی کہتے ہیں:) یہ حجۃ الوداع کا واقعہ ہے۔

5407 - اَخْبَرَنَا اَبُوْ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ سُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ اَخْبَرَهٗ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ اَخْبَرَهٗ اَنَّ امْرَاَةً مِّنْ خَثْعَمٍ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ فَرِيضَةَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فِي الْحَجِّ عَلٰى عِبَادِهٖ اَدْرَكَتْ اَبِيْ شَيْخًا كَبِيْرًا لَا يَسْتَوِيْ عَلَى الرَّاحِلَةِ فَهَلْ يَقْضِيْ عَنْهُ اَنْ اَحُجَّ عَنْهُ قَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "نَعَمْ" . فَاَخَذَ الْفَضْلُ يَلْتَفِتُ اِلَيْهَا - وَكَانَتِ امْرَاَةً حَسْنَاءَ - وَاَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْفَضْلَ فَحَوَّلَ وَجْهَهٗ مِنَ الشِّقِّ الْاٰخَرِ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: خثعم قبیلے کی ایک خاتون نے عرض کی: یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے حج کے حوالے سے اپنے بندوں پر جو چیز لازم قرار دی ہے' وہ میرے بوڑھے عمر رسیدہ والد پر لازم ہوگئی ہے' جو سواری پر بیٹھنے کے قابل

5406-تقدم (الحديث 2633) . 5407-تقدم (الحديث 2633) .

نہیں ہیں' تو اگر میں ان کی طرف سے حج کرلوں' تو کیا یہ ان کی طرف سے ادا ہو جائے گا؟ نبی اکرم ﷺ نے اس سے فرمایا: جی ہاں!
حضرت فضل رضی اللہ عنہ اس خاتون کی طرف دیکھنے لگے' وہ عورت بڑی خوبصورت تھی' تو نبی اکرم ﷺ نے حضرت فضل رضی اللہ عنہ (کا منہ) کو
پکڑا اور ان کا منہ دوسری طرف کردیا۔

اہل سنت و جماعت کے نزدیک ایصال ثواب کا بیان:

اہل سنت و جماعت کے نزدیک اس باب میں قاعدہ فقہیہ یہ ہے کہ انسان اپنے عمل میں اختیار رکھتا ہے کہ وہ دوسرے کو ثواب پہنچائے۔ خواہ وہ عمل نماز ہو یا روزہ ہو یا صدقہ ہو یا اس کے علاوہ ہو۔ کیونکہ روایت کی گئی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح کے دو مینڈھوں کی قربانی کی کہ ان سیاہی میں کچھ سفیدی ملی ہوئی تھی۔ ان میں سے ایک اپنی طرف سے جبکہ دوسرا اپنی امت کے ان افراد کی طرف سے تھا جنہوں نے اللہ وحدانیت کا اقرار کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی گواہی دی۔ لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو بکریوں میں ایک بکری کی قربانی اپنی امت کی طرف سے کی۔ (ہدایہ)

دوسروں کی طرف سے حج کرنے میں احادیث کا بیان:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے انہوں نے کہا فضل بن عباس رضی اللہ عنہ (حجۃ الوداع میں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اونٹ پر سوار تھے اتنے میں خثعم قبیلے کی ایک عورت آئی فضل اس کی طرف دیکھنے لگے اور وہ عورت فضل کو دیکھنے لگی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فضل کا منہ دوسری طرف پھیرنے لگے اس عورت نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم " اللہ نے جو اپنے بندوں پر حج فرض کیا تو ایسے وقت کہ میرا باپ نہایت بوڑھا ہے۔ اور وہ اونٹنی پر جم نہیں سکتا کیا میں اس کی طرف سے حج کرسکتی ہوں؟ آپ نے فرمایا ہاں یہ قصہ حج وداع کا ہے۔ (صحیح بخاری، رقم الحدیث ۱۵۱۳)

اگر کسی صاحب پر حج فرض تھا حج کی ادائیگی سے پہلے اُن کا انتقال ہو جائے اور اُنہوں نے حج کے متعلق وصیت نہیں کی تو ایسے صاحب کی جانب سے اگر ان کے ورثہ میں سے کوئی ان کی جانب سے حج کریں تو اس مسئلہ میں امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس حج کو فرض حج کے قائم مقام کردے اور مرحوم کی جانب سے حج کی فرضیت ساقط ہو جائے ہاں ورثہ کے علاوہ غیر وارث کوئی شخص حج کرے تو نفل حج ہوگا فریضہ کی ادائیگی نہ ہوگی۔

اگر آپ کے والد پر حج فرض تھا جیسا کہ آپ نے سوال میں ذکر کیا ہے کہ سفر حج کی تیاری ہو چکی تھی ان کا انتقال ہو گیا اور انہوں نے اس سلسلہ میں کوئی وصیت نہیں کی تھی ایسی صورت میں ورثہ میں کوئی حج بدل کرلیں تو ان کی جانب سے ان شاء اللہ تعالیٰ فرض حج ادا ہو جائے گا والد یا والدہ کی جانب سے حج کرنا اولاد کے لئے بڑی سعادت وخوش بختی عظیم فضیلت وثواب کا باعث ہے۔

امام دارقطنی روایت کرتے ہیں۔

عن جابر بن عبداللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من حج عن ابیہ او امہ فقد قضی عنہ حجتہ و کان لہ فضل عشر حجج ۔

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے اپنے والد یا

والدہ کی جانب سے حج کیا یقیناً اس نے ان کی جانب حج ادا کرلیا اور اسے دس حج کی ادائیگی کی فضیلت حاصل ہے۔
(سنن الدارقطنی کتاب الحج رقم الحدیث: 2641)

امام طبرانی کی معجم اوسط میں روایت ہے:

عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه و سلم من حج عن والديه او قضى عنهما مغرما بعثه الله يوم القيامة مع الابرار .

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے اپنے ماں باپ کی جانب سے حج کیا یا ان کی جانب سے قرض ادا کیا اللہ تعالیٰ اُسے قیامت کے دن نیکوکاروں کے ساتھ مبعوث فرمائے گا۔
(معجم اوسط طبرانی رقم الحدیث: 7800) ردالمحتار کتاب الحج باب الحج عن الغیر میں ہے

الذي تحصل لنا من مجموع ما قررناه ان من اهل بحجة عن شخصين ، فإن امراه بالحج وقع حجه عن نفسه البتة ، وإن عين احدهما بعد ذلك . وله بعد الفراغ جعل ثوابه لهما او لاحدهما ، وإن لم يامراه فكذلك إلا إذا كان وارثا وكان على الميت حج الفرض ولم يوص به فيقع عن الميت عن حجة الإسلام للامر دلالة وللنص ، بخلاف ما إذا اوصى به لان غرضه ثواب الإنفاق من ماله ، فلا يصح تبرع الوارث عنه

امام بخاری علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ قبیلہ جہینہ کی ایک عورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہا کہ میری والدہ نے حج کی منت مانی تھی لیکن وہ حج نہ کرسکیں اور ان کا انتقال ہوگیا تو کیا میں ان کی طرف سے حج کرسکتی ہوں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں ان کی طرف سے تو حج کر۔ کیا تمہاری ماں پر قرض ہوتا تو تم اسے ادا نہ کرتیں؟ اللہ تعالیٰ کا قرضہ تو اس کا سب سے زیادہ مستحق ہے کہ اسے پورا کیا جائے۔ پس اللہ تعالیٰ کا قرض ادا کرنا بہت ضروری ہے۔
(صحیح بخاری، کتاب العمرہ)

دارقطنی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو اپنے والدین کی طرف سے حج کرے یا ان کی طرف سے تاوان ادا کرے، روزِ قیامت ابرار کے ساتھ اُٹھایا جائے گا۔ (دارقطنی، ۲۵۸۵)

جابر رضی اللہ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: "جو اپنے ماں باپ کی طرف سے حج کرے تو اُن کا حج پورا کر دیا جائے گا اور اُس کے لیے دس حج کا ثواب ہے۔ (دارقطنی، ۲۵۸۳)

زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب کوئی اپنے والدین کی طرف سے حج کریگا تو مقبول ہوگا اور اُن کی رُوحیں خوش ہوں گی اور یہ اللہ (عزوجل) کے نزدیک نیکوکار لکھا جائیگا۔ (دارقطنی، ۲۵۸۷)

ابو حفص کبیر انس رضی اللہ عنہ سے راوی، کہ اُنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا، کہ ہم اپنے مُردوں کی طرف سے صدقہ کرتے اور اُن کی طرف سے حج کرتے اور ان کے لیے دُعا کرتے ہیں، آیا یہ اُن کو پہنچتا ہے؟ فرمایا: "ہاں بیشک ان کو پہنچتا

ہے اور بے شک وہ اس سے خوش ہوتے ہیں جیسے تمھارے پاس طبق میں کوئی چیز ہدیہ کی جائے تو تم خوش ہوتے ہو۔ (مسلک متقسط)

صحیحین میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی، کہ ایک عورت نے عرض کی، یا رسول اللہ! (عزوجل وصلی اللہ علیہ وسلم) میرے باپ پر حج فرض ہے اور وہ بہت بوڑھے ہیں کہ سواری پر بیٹھ نہیں سکتے کیا میں اُن کی طرف سے حج کروں؟ فرمایا: "ہاں۔ (مسلک متقسط)

ابوداود و ترمذی و نسائی ابی رزین عقیلی رضی اللہ عنہ سے راوی، یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی، یا رسول اللہ! (عزوجل وصلی اللہ علیہ وسلم) میرے باپ بہت بوڑھے ہیں حج وعمرہ نہیں کر سکتے اور ہودج پر بھی نہیں بیٹھ سکتے۔ فرمایا: "اپنے باپ کی طرف سے حج وعمرہ کرو۔

دوسروں کی طرف سے حج کرنے میں فقہاء اربعہ کا مذہب

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (حج کے دوران) ایک شخص کو سنا کہ وہ شبرمہ کی طرف سے لبیک کہہ رہا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ شبرمہ کون ہے؟ اس شخص نے عرض کیا کہ میرا بھائی ہے یا کہا کہ میرا قریبی ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ کیا تم اپنی طرف سے حج کر چکے ہو؟ اس نے کہا کہ نہیں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو پہلے تم اپنی طرف سے حج کرو پھر شبرمہ کی طرف سے حج کرنا۔ (شافعی، ابوداؤد، ابن ماجہ)

حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد فرماتے ہیں کہ جو شخص پہلے اپنا فرض حج نہ کر چکا ہو اس کو دوسرے کی طرف سے حج کرنا درست نہیں ہے، چنانچہ یہ حدیث ان حضرات کی دلیل ہے۔

حضرت امام اعظم اور حضرت امام مالک کا مسلک یہ ہے کہ دوسرے کی طرف سے حج کرنا درست ہے چاہے خود اپنا فریضہ حج ادا نہ کر پایا ہو۔ لیکن ان حضرات کے نزدیک بھی اولیٰ یہی ہے کہ پہلے اپنا حج کرے اس کے بعد دوسرے کی طرف سے حج کرے چنانچہ ان کے مسلک کے مطابق اس حدیث میں پہلے اپنا حج کرنے کا جو حکم دیا گیا ہے وہ استحباب کے طور پر ہے وجوب کے طور پر نہیں ہے۔ ویسے یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے یا یہ کہ منسوخ ہے اس لئے انہوں نے اس پر عمل نہیں کیا ہے۔

زندہ یا میت کی طرف سے حج کا اجیر بنانے میں اہل تشیع کا نظریہ

میت کی جانب سے حج واجب یا مستحب کے لئے کسی شخص کو اجیر کرنا جائز ہے، لیکن زندہ شخص کی جانب سے فقط مستحبی حج کے لئے کسی کو اجیر کیا جا سکتا ہے، مگر وہ لوگ کہ جن پر حج واجب ہے اور کوتاہی کے سبب حج بجا نہیں لائے اور فی الوقت بیماری یا پیری و ناتوانی کی وجہ سے حج پر قادر نہیں ہیں، ایسی صورت میں ان لوگوں پر نائب کرنا واجب ہے، لیکن اگر ایسے وقت استطاعت مالی میسر ہوئی کہ استطاعت جسمانی سے محروم ہے، یا راستہ اس کے لئے مسدود ہے تو حج اس پر واجب نہیں ہے اور نائب کرنا بھی واجب نہیں ہے، نہ حیات میں، نہ اس کی موت کے بعد

مسئلہ۔ جس شخص پر حج مستقر اور متعین ہوا، یعنی سال اول ہر رخ سے استطاعت رکھنے کے باوجود حج پر نہیں گیا، اگر بعد میں

بیماری یا پیری کی وجہ سے حج پر جانے کی قدرت سے ہاتھ دھو بیٹھے یا اس کے لئے بہت پر مشقت ہو تو ایسی صورت میں کسی کو نائب کرنا واجب ہے البتہ شرط یہ ہے کہ آئندہ اور مستقبل میں اچھا ہونے اور قدرت پیدا کرنے کی امید نہ رکھتا ہو، اور احتیاط واجب یہ ہے کہ اوّلین فرصت میں اس کام کو انجام دے

مسئلہ۔ اگر کوئی شخص کئی سالوں سے مستطیع ہے اور فی الوقت موجودہ کسالت کے پیش نظر ہوائی جہاز کا سفر اس کے لئے میسر نہیں ہے اور ہوائی جہاز کے علاوہ دوسرا اور کوئی وسیلہ اس کے لئے فراہم نہیں ہے تو بہبودی کی امید نہ رکھنے کی صورت میں کسی کو اپنے حج کے نیابت دینا واجب ہے۔ (توضیح المسائل، باب نیابتی حج)

قرآن کی روشنی میں ایصال ثواب کا ثبوت وتحقیق:

قرآن مجید کی آیات میں سے بہت سی آیات سے یہ استدلال ثابت ہے۔ کہ دوسروں کے ساتھ بھلائی کرنے کا اسلام حکم دیتا ہے۔ یہ بھلائی دنیاوی ہو اخروی ہو دونوں طرح سے حسن سلوک کرنا نیکی ہے۔ اسی طرح فوت شدہ مسلمانوں کے ساتھ بھلائی کرنے کا بہترین طریقہ ایصال ثواب ہے۔

(۱) فوت شدہ مسلمانوں کے لئے دعا کرنے کا حکم:

وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَ لَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ

اور وہ جو ان کے بعد آئے۔ عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب ہمیں بخش دے اور ہمارے بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لائے اور ہمارے دل میں ایمان والوں کی طرف سے کینہ نہ رکھ۔ اے رب ہمارے بیشک تو ہی نہایت مہربان رحم والا ہے۔

اس آیت میں غور کریں کہ دوسروں کے لئے دعا کو بیان کیا گیا ہے۔ اور اس میں عموم ہے خواہ وہ زندہ ہوں یا فوت شدہ ہوں۔ جب حکم عموم کے بیان ہوا اور اس کے عموم پر یعنی جب فوت شدہ کو ثواب پہنچنے کا حکم ثابت ہو رہا ہے۔ اور احادیث متواترہ بھی دوسروں کو ثواب پہنچانے پر حجت ہوں تو اس حکم میں کوئی شک وشبہ نہیں کیا جاسکتا بلکہ یقیناً اس اعتقاد کو اپنانا قرآن وسنت کے تعلیمات کے عین مطابق ہوگا۔ کہ دوسروں کو ثواب پہنچتا ہے۔ البتہ احادیث سے ایسے دلائل بھی موجود ہیں جو اوقات کی تخصیص کا فائدہ دیتے ہیں۔ جس طرح نماز میں سو مسلمان یا چالیس مسلمان یا مسلمانوں کی تین صفوں کی فضیلت کہ ان کی دعا سے فوت ہونے والا بخشا جائے گا۔

(۲) آنے والے زمانے میں پیدا ہونے والی اولاد کے لئے دعا کا حکم:

رَبِّ اجْعَلْنِيْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ ☆ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ ☆ رَبَّنَا اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ ۔ (ابراہیم،۴۰)

اے میرے رب مجھے نماز کا قائم کرنے والا رکھ اور کچھ میری اولاد کو۔ اے ہمارے رب اور میری دعا سن لے۔ اے ہمارے رب مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو اور سب مسلمانوں کو جس دن حساب قائم ہوگا۔

احادیث کی روشنی میں ایصال ثواب کا ثبوت و تحقیق:

(۱) حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے رویت ہے: ان کی والدہ فوت ہوگئی تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا؟ میری ماں فوت ہوگئی ہے کیا میں اس کی طرف سے صدقہ کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں۔ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا کہ کون سا صدقہ بہتر ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پانی پلانا۔ (احمد، نسائی)

(۲) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قبر میں میت کی مثال ڈوبنے والے اور فریاد کرنے والے کی طرح ہے، جو اپنے ماں باپ، بھائی یا کسی دوست کی دُعا کا منتظر رہتا ہے۔ جب اسے دُعا پہنچتی ہے تو اسے یہ دنیا جہاں کی ہر چیز سے زیادہ محبوب ہوتی ہے۔ بیشک اہل دنیا کی دُعا سے اللہ تعالیٰ اہل قبور کو پہاڑوں کے برابر اجر عطا فرماتا ہے۔ مردوں کے لئے زندوں کا بہترین تحفہ ان کے لئے استغفار کرنا ہے۔ (بیہقی)

(۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تبارک وتعالیٰ جنت میں نیک آدمی کا درجہ بلند فرماتا ہے تو آدمی عرض کرتا ہے، یا اللہ! یہ درجہ مجھے کیسے حاصل ہوا؟ اللہ رب العالمین فرماتا ہے: تیرے بیٹے نے تیرے لئے استغفار کیا ہے۔ (احمد)

(۴) حضرت ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ کو جب حد زنا لگنے سے سنگسار کر دیا تو بعد از دفن جب دو دن یا تین گزر گئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے گھر تشریف لائے جہاں صحابہ کرام بیٹھے تھے پس سلام کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور بیٹھ گئے اور صحابہ کرام کو فرمایا کہ ماعز بن مالک کی بخشش کی دُعا کرو تو صحابہ کرام نے ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ کی مغفرت کی دعا مانگی۔ (مسلم، جلد دوم) بفضلہ تعالیٰ اہل سنت و جماعت کا یہی معمول ہے۔

ساتواں:

(۵) حضرت طاؤس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ بے شک مردے سات دن تک اپنی قبروں میں آزمائے جاتے ہیں تو صحابہ کرام سات روز تک ان کی جانب سے کھانا کھلانا مستحب سمجھتے تھے۔ (شرح الصدور ابونعیم فی الحلیہ) چنانچہ شیخ المحدثین حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی نے فرمایا: وتصدیق کردہ شود از میت بعد رفتن او از عالم تا ہفت روز۔ (اشعتہ اللمعات شرح مشکوٰۃ) اور میت کے مرنے کے بعد سات روز تک صدقہ کرنا چاہیے۔

دسواں:

(۶) فرمایا دس دنوں میں قرآن ختم کرو۔ (بخاری شریف، جلد اول) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ قرآن کتنے دنوں میں پڑھا جائے فرمایا دس دنوں میں۔ (ابوداؤد مترجم جلد اول) لہٰذا قرآن پڑھ کر میت کو بخشنے میں کوئی حرج نہیں!

(۷) حضرت بریدہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کو سکھایا کرتے تھے کہ وہ جب قبرستان جائیں تو وہاں یہ کہیں دعا (السلام علیکم اهل الدیار من المومنین والمسلمین وانا ان شاء الله للاحقون نسال الله لنا ولكم العافیة) سلامتی ہو تم پر اے گھر والے مومنین و مسلمین سے! یقیناً ہم بھی اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو تم سے ضرور ملیں گے ہم اللہ تعالیٰ سے اپنے لیے عافیت یعنی مکروہات سے نجات مانگتے ہیں۔ (مسلم)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کو گھر اس لیے فرمایا ہے کہ جس طرح زندہ انسان اپنے اپنے گھروں میں رہتے ہیں اسی طرح مردے اپنی اپنی قبروں میں رہتے ہیں۔

اهل الدیار من المومنین والمسلمین من المومنین اهل الدیار کا بیان اور اس کی وضاحت ہے اسی طرح و المسلمین من المومنین کی تاکید کے لیے استعمال فرمایا گیا ہے۔

(۸) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کے قبرستان سے گزرے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم قبروں کی طرف روئے مبارک کر کے متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ دعا (السلام علیکم یا اهل القبور یغفر الله لنا ولکم انتم سلفنا ونحن بالاثر) ۔اے قبر والو! تمہاری خدمت میں سلام پیش ہے اور اللہ تعالیٰ ہماری اور تمہاری مغفرت فرمائے تم ہم میں سے پہلے پہنچے ہوئے ہو اور ہم بھی تمہارے پیچھے آنے ہی والے ہیں۔ امام ترمذی نے اس روایت کو نقل کیا ہے اور فرمایا ہے کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حدیث کے الفاظ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قبروں کی طرف اپنا روئے مبارک کر کے متوجہ ہوئے، میں اس بات کی دلیل ہے کہ جب کوئی شخص اہل قبور پر سلام پیش کرے تو اس کے لیے مستحب ہے کہ اس وقت اس کا منہ میت کے منہ کے سامنے ہو، اسی طرح جب دعاء مغفرت وفاتحہ خوانی وغیرہ کے لیے قبر پر کھڑا ہو تو اپنا منہ میت کے سامنے رکھے چنانچہ علماء ومجتہدین کا یہی مسلک ہے اور اسی کے مطابق تمام مسلمانوں کا عمل ہے صرف علامہ ابن حجر اس کے خلاف ہیں وہ فرماتے ہیں کہ ہمارے نزدیک مستحب ہے کہ قبر پر حاضر ہونے والا دعائے مغفرت وفاتحہ خوانی کے وقت اپنا منہ قبلہ کی طرف رکھے۔

مظہر رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ کسی میت کی زیارت اس کی زندگی کی ملاقات کی طرح ہے لہٰذا جس طرح کسی شخص کی زندگی میں اس سے ملاقات کے وقت اپنا منہ اس کے منہ کی طرف متوجہ رکھا جاتا ہے اس طرح اس کے مرنے کے بعد اس کی میت یا اس کی قبر کی زیارت کے وقت بھی اپنا منہ اس کے منہ کے سامنے رکھا جائے پھر یہ کہ کسی بھی میت کے سامنے وہی طریقہ وآداب ملحوظ رہنے چاہئیں جو اس کی زندگی میں نشست وبرخاست کے وقت ملحوظ ہوتے تھے۔ مثال کے طور پر اگر کوئی شخص کسی ایسے شخص کی ملاقات کے وقت جو اپنے کمالات وفضائل کی بنا پر عظیم المرتبت ورفیع القدر تھا ادب واحترام کے پیش نظر اس کے بالکل قریب نہیں بیٹھتا تھا بلکہ اس سے کچھ فاصلہ پر بیٹھتا تھا تو اب اس کی میت یا اس کی قبر کی زیارت کے وقت بھی وہ فاصلہ سے کھڑا رہے یا بیٹھے اور اگر اس کی زندگی میں بوقت ملاقات اس کے قریب بیٹھتا تھا کہ جب اس کی میت یا قبر کی زیارت کرے تو اس کے قریب ہی کھڑا ہو یا بیٹھے۔

جب کسی قبر کی زیارت کی جائے تو اس وقت سورۃ فاتحہ اور قل ھو اللہ احد تین مرتبہ پڑھے اور اس کا ثواب میت کو بخش کر اس کے لیے دعائے مغفرت کرے۔

ائمہ اربعہ کے مطابق ایصال ثواب کا ثبوت

حقیقت یہ ہے کہ قرآن اور بدنی عبادتوں کے ذریعہ ایصال ثواب حدیث سے ثابت ہے اور یہی ائمہ اربعہ میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، امام مالک اور امام احمد رحمہم اللہ کی رائے ہے اور فقہاء شوافع میں سے بھی بہت سے لوگ اسی کے قائل ہیں؛ البتہ عمل کے

لئے اخلاص چاہئے اور جس میں اخلاص ہو، جو عمل اخلاص سے خالی ہو وہ خود لائق ثواب نہیں اور جو عمل خود ہی لائق ثواب نہ ہو اس کا ثواب دوسروں کو کیوں کر ایصال کیا جاسکتا ہے؟ یہی بات مشہور فقیہ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھی ہے۔ (ردالمحتار، ابن عابدین شامی)

حافظ سیوطی شرح الصدور میں لکھتے ہیں کہ: جمہور سلف اور ائمہ ثلاثہ (امام ابوحنیفہ، امام مالک اور امام احمد) کے نزدیک میت کو تلاوتِ قرآنِ کریم کا ثواب پہنچتا ہے، لیکن اس مسئلے میں ہمارے امام شافعی کا اختلاف ہے۔

انہوں نے امام قرطبی کے حوالے سے لکھا ہے کہ: شیخ عزّ الدین بن عبدالسلام فتویٰ دیا کرتے تھے کہ میت کو تلاوتِ قرآنِ کریم کا ثواب نہیں پہنچتا، جب ان کا انتقال ہوا تو ان کے کسی شاگرد کو خواب میں ان کی زیارت ہوئی، اور ان سے دریافت کیا کہ آپ زندگی میں یہ فتویٰ دیا کرتے تھے، اب تو مشاہدہ ہو گیا ہوگا، اب کیا رائے ہے؟ فرمانے لگے کہ: میں دُنیا میں یہ فتویٰ دیا کرتا تھا، لیکن یہاں آ کر جو اللہ تعالیٰ کے کرم کا مشاہدہ کیا تو اس فتویٰ سے رُجوع کر لیا، میت کو قرآنِ کریم کی تلاوت کا ثواب پہنچتا ہے۔ امام محی الدین نووی شافعی شرح المہذب میں لکھتے ہیں کہ: قبر کی زیارت کرنے والے کے لئے مستحب ہے کہ جس قدر ہو سکے قرآن کریم کی تلاوت کرے، اس کے بعد اہلِ قبور کے لئے دُعا کرے، امام شافعی نے اس کی تصریح فرمائی ہے اور اس پر ہمارے اصحاب متفق ہیں۔ فقہائے حنفیہ، مالکیہ اور حنابلہ کی کتابوں میں بھی ایصالِ ثواب کی تصریحات موجود ہیں، اس لئے میت کے ایصالِ ثواب کے لئے قرآن خوانی تو بلاشبہ دُرست ہے۔ (شرح مہذب، ج۵ ص۳۱۱، بیروت)

غیر مقلدین کے اکابرین سے ایصالِ ثواب کا ثبوت:

غیر مقلد عالم مولوی عبدالستار لکھتا ہے۔ میت کے لئے انفرادی طور پر قرآن پڑھ کے اس کا ثواب میت کو پہنچانا چاہئے، اتفاقیہ طور پر اگر کچھ لوگ جمع ہو جائیں تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں ہے مگر اس کو رسم اور رواج نہیں بنانا چاہئے۔ امام احمد اور امام ابوحنیفہ کا مذہب ہے کہ میت کو قرآن پڑھنے کا ثواب پہنچتا ہے، امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں۔

وقراة القران عنه فهذا فيه قولان احدهما ينتفع به وهو مذهب احمد و ابى حنيفة۔ (فتاوی ص ۳۱۵)

یعنی میت کی طرف سے قرآن پڑھنے کے بارے میں دو قول ہے، ایک قول یہ ہے کہ میت کو اس سے فائدہ ہوتا ہے اور یہی امام احمد، امام ابوحنیفہ کا مذہب ہے۔

نیز فرماتے ہیں: فاذا اهدى ميت ثوابصيام اوصلاة او قراة جاز ذالك (ص ۳۲۲) یعنی اگر میت کو روزہ، نماز یا قرآن کی تلاوت کا ثواب ہدیہ کرے تو یہ جائز ہے (فتاوی ستاریہ شائع کردہ مکتبہ سعودیہ حدیث منزل کراچی)

اس تمام بحث سے ہم یہ نتیجہ اخز کرنے کے لائق ہو گئے ہیں کہ:

۱۔ مرحومین کے لئے دعائے مغفرت کرنا عین اسلام ہے۔

۲۔ وہ کھانے اور نعمتیں جن پر اللہ کا نام لے کر ایصالِ ثواب کی غرض سے حاجتمندوں کو کھلایا جاتا ہے، وہ شرعاً درست ہے۔

۳۔ اولیاء اللہ سے مدد مانگنا جائز ہے، جنکو اللہ نے سفارش وعطا کا حق دے رکھا ہے۔

۴۔ شفاعت کا نظریہ حقیقی ہے اور قرآن اسکا مصدق ہے۔

۵-ایصال ثواب وشفاعت کا نظریہ کسی طور بھی بدعت نہیں اور اسکو بدعت کہنا از خود بدعت ہے اور خلاف قرآن وسنت ہے۔

عبادات مالیہ وبدنیہ کے احکام کا بیان

عبادت کی اقسام ہیں۔ایک صرف مالی عبادت ہے جس طرح زکوٰۃ ہے جبکہ دوسری صرف بدنی ہے جس طرح نماز ہے اور تیسری ان دونوں سے مرکب ہے اور وہ حج ہے۔اور نیابت پہلی قسم میں اختیار اور ضرورت دونوں حالتوں میں جاری ہوتی ہے کیونکہ نائب کے فعل سے مقصد حاصل ہو جاتا ہے۔اور دوسری قسم میں کوئی نیابت جائز نہیں ہے۔کیونکہ اس میں مقصود نفس کا مشقت برداشت کرنا ہے اور یہ قدرت کے وقت جاری نہیں ہوتی۔اور تیسری قسم میں عجز کے وقت نیابت جاری ہوتی ہے۔اور دوسری قسم کا حکم اس لئے ہے کہ مال کی کمی سے مشقت برداشت کرنا ہے لہٰذا قدرت اس میں نیابت جاری نہ ہوگی۔کیونکہ نفس کو سزا دینا موجود نہ ہوگا اور شرط یعنی موت کے وقت تک عجز کا باقی رہنا ہے۔کیونکہ حج ساری عمر کا فریضہ ہے۔اور نفلی حج میں قدرت کے وقت بھی نائب بنانا جائز ہے۔کیونکہ نفل کا باب وسیع ہے۔

ظاہر مذہب یہ ہے کہ حج اس شخص کی طرف سے واقع ہوگا جس کی طرف سے کیا گیا ہے۔اور اس باب میں بیان ہونے والی تمام احادیث اسی دلیل پر موجود ہیں۔

خثعمیہ عورت کی حدیث جس طرح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں فرمایا: تو اپنے باپ کی طرف حج وعمرہ کر۔حضرت امام محمد علیہ الرحمہ سے روایت ہے کہ حج تو حج کرنے والے کی طرف سے واقع ہوگا جبکہ حکم دینے والے کے لئے خرچ کرنے کا ثواب ہے۔کیونکہ حج عبادت بدنیہ ہے اور عجز کے وقت خرچ کرنے کے قائم مقام ہوگیا جس طرح صوم کے باب میں فدیے کا حکم ہے۔(ہدایہ)

مصنف کی اس عبارت میں عبادت بدنیہ کی مشقت کو بیان کیا گیا ہے اور اصول فقہ میں یہ قانون ہے کہ جس عبادت میں جس قدر مشقت ہوگی اس میں ثواب بھی اسی کی مقدار زیادہ ہوگا۔لہٰذا اس کا ثبوت حسب ذیل قاعدہ فقہیہ سے ہے۔

فوائد مشقت کی مقدار کے مطابق کا قاعدہ فقہیہ:

النعمة بقدر النقمة و النقمة بقدر النعمة ۔(الاشباہ والنظائر)

فوائد مشقت کی مقدار کے مطابق ہوتے ہیں اور مشقت بھی فوائد کی مقدار کے مطابق ہوتی ہے۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک انسان عبادات وریاضات میں جس قدر محنت ومشقت اٹھاتا ہے اسے ثواب ودرجہ بھی اسی کے مطابق حاصل ہوتا ہے اور اسی طرح محنت وجہد بھی مسلمانوں پر اسی قدر ہے۔جس کی وہ صلاحیت رکھتے ہیں۔

اس قاعدہ کا ثبوت یہ حدیث مبارکہ ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے یہ حدیث سنی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیٹھ کر نماز کا آدھا اجر ہوتا ہے ایک دن میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ کو بیٹھ کر نماز پڑھتے ہوئے دیکھا، میں نے اپنا ہاتھ آپ کے

سر اقدس پر رکھا آپ نے فرمایا: اے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کیا بات ہے؟ میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے یہ بتایا گیا ہے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ بیٹھ کر نماز پڑھنے کا آدھا اجر ہوتا ہے حالانکہ آپ خود بیٹھ کر نماز پڑھ رہے ہیں آپ نے فرمایا: ہاں لیکن تم مجھ جیسے کب ہو؟ (مسلم ج ۱ص ۲۵۳، قدیمی کتب خانہ کراچی)

لیلۃ القدر کے قیام پر عنائیت:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے رمضان میں ایمان واحتساب کے ساتھ روزہ رکھا اس کے گذشتہ گناہ بخش دیئے گئے اور جس نے قدر کی رات ایمان واحتساب کے ساتھ قیام کیا اس کے بھی سابقہ گناہ بخش دیئے گئے (بخاری ج ۱ص ۲۷۰، قدیمی کتب خانہ کراچی)

جہاد میں بقدر مشقت فوائد

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنولحیان کی طرف لشکر بھیجا اور فرمایا: ہر دو آدمیوں میں سے ایک جائے اور فرمایا: تم میں سے جو شخص بھی (جہاد پر) جانے والے کے اہل وعیال کی دیکھ بھال کے لئے اور اس کے گھر اور اس کے مال کی نگہبانی کے لئے بیٹھے گا اس کو جہاد پر جانے والے شخص کا آدھا اجر ملے گا۔

(مسلم ج ۲ص ۱۳۸، قدیمی کتب خانہ کراچی)

دوسروں کی طرف سے نماز پڑھنے یا روزہ رکھنے میں مذاہب اربعہ:

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ کے بارے میں مروی ہے کہ ان تک یہ روایت پہنچی ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا جاتا تھا کہ کیا کوئی شخص کسی دوسرے کی طرف سے نماز پڑھ سکتا ہے یا کسی دوسرے کی طرف سے روزہ رکھ سکتا ہے؟ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اس کے جواب میں فرمایا کرتے تھے کہ نہ تو کوئی شخص کسی دوسرے کی طرف سے نماز پڑھے اور نہ کسی دوسرے کی طرف سے روزے رکھے۔ (مؤطا امام مالک، کتاب الصوم)

حضرت امام مالک، ابوحنیفہ اور حضرت امام شافعی کا مسلک یہی ہے کہ نماز روزہ کسی کی طرف سے کرنا تاکہ وہ بری الذمہ ہو جائے درست نہیں ہے ہاں احناف کے نزدیک یہ جائز ہے کہ کوئی شخص اپنے کسی بھی عمل کا ثواب خواہ وہ نماز ہو یا روزہ وغیرہ کسی دوسرے کو بخش سکتا ہے۔

حضرت امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ کا مذہب یہ ہے کہ جو شخص فوت ہو گیا حالانکہ اس نے روزوں کی منت مانی تھی تو اس کا ولی اس کی طرف سے روزہ رکھے گا۔ اور اگر کوئی شخص فوت ہوا جس پر رمضان کے روزے تھے تو ولی اس کی طرف سے روزہ نہ رکھے بلکہ اس پر واجب ہے کہ اس کے مال سے فدیہ ادا کردے۔

(اکمال اکمال المعلم، ج ۳، ص ۲۶۲، بیروت)

10 - باب ذِكْرِ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى يَحْيَى بْنِ اَبِىْ اِسْحَاقَ فِيْهِ

یہ باب ہے کہ اس روایت میں یحییٰ بن اسحاق سے ہونے والے اختلاف کا تذکرہ

5408 - اَخْبَرَنَا مُجَاهِدُ بْنُ مُوْسٰى عَنْ هُشَيْمٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِىْ اِسْحَاقَ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَبِىْ اَدْرَكَهُ الْحَجُّ وَهُوَ شَيْخٌ كَبِيْرٌ لَا يَثْبُتُ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ فَاِنْ شَدَدْتُهٗ خَشِيْتُ اَنْ يَّمُوْتَ اَفَاَحُجُّ عَنْهُ قَالَ "اَفَرَاَيْتَ لَوْ كَانَ عَلَيْهِ دَيْنٌ فَقَضَيْتَهٗ اَكَانَ مُجْزِئًا" . قَالَ نَعَمْ . قَالَ "فَحُجَّ عَنْ اَبِيْكَ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک شخص نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا: میرے والد پر حج لازم ہو گیا ہے' جو بوڑھے عمر رسیدہ ہیں' جو سواری پر نہیں بیٹھ سکتے' اگر میں انہیں باندھ دیتا ہوں' تو مجھے یہ اندیشہ ہے' وہ فوت ہو جائیں گے' تو کیا میں اُن کی طرف سے حج کرلوں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمہارا کیا خیال ہے اگر ان کے ذمے قرض ہوتا اور تم اسے ادا کر دیتے' تو کیا وہ ادا ہو جاتا؟ اس نے عرض کی: جی ہاں! تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم اپنے والد کی طرف سے حج کرلو۔

5409 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِىْ اِسْحَاقَ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنِ الْفَضْلِ بْنِ الْعَبَّاسِ اَنَّهٗ كَانَ رَدِيْفَ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَائَهٗ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اُمِّىْ عَجُوْزٌ كَبِيْرَةٌ اِنْ حَمَلْتُهَا لَمْ تَسْتَمْسِكْ وَاِنْ رَبَطْتُهَا خَشِيْتُ اَنْ اَقْتُلَهَا . فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَرَاَيْتَ لَوْ كَانَ عَلٰى اُمِّكَ دَيْنٌ اَكُنْتَ قَاضِيَهٗ" . قَالَ نَعَمْ . قَالَ "فَحُجَّ عَنْ اُمِّكَ" .

☆☆ حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے بیٹھے تھے' اسی دوران ایک شخص ان کی خدمت میں حاضر ہوا' اس نے عرض کی: یارسول اللہ! میری والدہ عمر رسیدہ خاتون ہیں' اگر میں انہیں سواری پر سوار کرتا ہوں' تو وہ صحیح طرح بیٹھ نہیں سکیں گی اور اگر میں انہیں باندھ دوں' تو مجھے یہ اندیشہ ہے' وہ فوت ہو جائیں گی۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمہارا کیا خیال ہے' اگر تمہاری والدہ کے ذمے قرض ہوتا' تو کیا تم اسے ادا کر دیتے؟ اس نے جواب دیا: جی ہاں! تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اپنی والدہ کی طرف سے حج بھی کرلو۔

5410 - اَخْبَرَنَا اَبُوْ دَاوٗدَ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ نَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِىْ اِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ سُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ يُحَدِّثُهٗ عَنِ الْفَضْلِ بْنِ الْعَبَّاسِ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ

5408-تقدم (الحديث 2633) .

5409-تقدم (الحديث 2642) .

5410-تقدم (الحديث 2642) .

يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اِنَّ اَبِيْ شَيْخٌ كَبِيْرٌ لَا يَسْتَطِيْعُ الْحَجَّ وَاِنْ حَمَلْتُهُ لَمْ يَسْتَمْسِكْ اَفَاَحُجُّ عَنْهُ قَالَ "حُجَّ عَنْ اَبِيْكَ" .

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ سُلَيْمَانُ لَمْ يَسْمَعْ مِنَ الْفَضْلِ بْنِ الْعَبَّاسِ .

☆☆ حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا' اس نے عرض کی: اے اللہ کے نبی! میرے والد ایک عمر رسیدہ شخص ہیں' جو حج کرنے کی استطاعت نہیں رکھتے' اگر میں انہیں سواری پر بٹھاتا ہوں' تو وہ بیٹھ نہیں سکیں گے' تو کیا میں ان کی طرف سے حج کرلوں؟ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم ان کی طرف سے حج کرلو۔

امام نسائی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: سلیمان نامی راوی نے حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما سے حدیث کا سماع نہیں کیا ہے۔

5411 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ عَنْ زَكَرِيَّا بْنِ اِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ اَبِي الشَّعْثَاءِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَجُلًا جَآءَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ اَبِيْ شَيْخٌ كَبِيْرٌ اَفَاَحُجُّ عَنْهُ قَالَ "نَعَمْ اَرَاَيْتَ لَوْ كَانَ عَلَيْهِ دَيْنٌ فَقَضَيْتَهُ اَكَانَ يُجْزِءُ عَنْهُ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا' اس نے دریافت کیا: میرے والد عمر رسیدہ شخص ہیں' کیا میں ان کی طرف سے حج کرلوں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جی ہاں! تمہارا کیا خیال ہے اگر تمہارے والد کے ذمے قرض ہوتا اور تم اسے ادا کردیتے' تو کیا یہ ان کی طرف سے ادا ہوجاتا؟

11 - باب الْحُكْمِ بِاتِّفَاقِ اَهْلِ الْعِلْمِ .

یہ باب ہے کہ اہل علم کے اتفاق کے مطابق فیصلہ دینا

5412 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ عُمَارَةَ هُوَ ابْنُ عُمَيْرٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ اَكْثَرُوْا عَلٰى عَبْدِ اللّٰهِ ذَاتَ يَوْمٍ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ اِنَّهُ قَدْ اَتٰى عَلَيْنَا زَمَانٌ وَّلَسْنَا نَقْضِيْ وَلَسْنَا هُنَالِكَ ثُمَّ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدَّرَ عَلَيْنَا اَنْ بَلَغْنَا مَا تَرَوْنَ فَمَنْ عَرَضَ لَهُ مِنْكُمْ قَضَاءٌ بَعْدَ الْيَوْمِ فَلْيَقْضِ بِمَا فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ فَاِنْ جَآءَ اَمْرٌ لَيْسَ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ فَلْيَقْضِ بِمَا قَضٰى بِهِ نَبِيُّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِنْ جَآءَ اَمْرٌ لَيْسَ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ وَلَا قَضٰى بِهِ نَبِيُّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلْيَقْضِ بِمَا قَضٰى بِهِ الصَّالِحُوْنَ فَاِنْ جَآءَ اَمْرٌ لَيْسَ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ وَلَا قَضٰى بِهِ نَبِيُّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا قَضٰى بِهِ الصَّالِحُوْنَ فَلْيَجْتَهِدْ رَاْيَهُ وَلَا يَقُوْلُ اِنِّيْ اَخَافُ وَاِنِّيْ اَخَافُ فَاِنَّ الْحَلَالَ بَيِّنٌ وَّالْحَرَامَ بَيِّنٌ وَّبَيْنَ ذٰلِكَ اُمُوْرٌ مُّشْتَبِهَاتٌ فَدَعْ مَا يَرِيْبُكَ اِلٰى مَا لَا يَرِيْبُكَ .

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ هٰذَا الْحَدِيْثُ جَيِّدٌ جَيِّدٌ .

5411-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (5389) .

5412-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (9399) .

☆☆ عبدالرحمٰن بن یزید بیان کرتے ہیں: ایک دن حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے پاس بہت زیادہ لوگ آئے ہوئے تھے' حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بولے: ہم پر ایک ایسا زمانہ بھی آیا تھا' جب ہم فیصلے نہیں دیا کرتے تھے اور نہ ہی ہم اس مقام پر فائز ہوئے تھے' پھر اللہ تعالیٰ نے یہ ہمارے نصیب میں لکھ دیا اور ہم اس مقام تک پہنچ گئے' جسے تم دیکھ رہے ہو' تو آج کے بعد تم میں سے جس شخص کو اس کام کا سامنا کرنا پڑے' وہ اللہ کی کتاب کے مطابق فیصلہ کرے' اگر کوئی ایسا مسئلہ سامنے آ جائے' جو اللہ کی کتاب میں نہ ہو' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق فیصلہ کرے' اگر کوئی ایسا مسئلہ آ جائے' جو اللہ کی کتاب میں بھی نہ ہو اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث میں بھی اس کے لیے کوئی فیصلہ نہ ہو' تو وہ اس بارے میں وہ فیصلہ کرے' جو صالحین نے فیصلہ دیا تھا' اگر کوئی ایسا معاملہ آ جائے' جو اللہ کی کتاب میں بھی نہ ہو اور اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس کے بارے میں فیصلہ نہ دیا ہو اور صالحین نے بھی اس کے بارے میں فیصلہ نہ دیا ہو' تو بے شک اپنی رائے کے ذریعے اجتہاد کرے اور یہ نہ کہے: مجھے یہ اندیشہ ہے' مجھے یہ اندیشہ ہے' اس کی وجہ یہ ہے' حلال واضح ہے' اور حرام بھی واضح ہے' اور اس کے درمیان میں کچھ مشتبہ اُمور ہیں' تم اس چیز کو چھوڑ دو' جو تمہیں شک میں مبتلا کرے اور اسے اختیار کرلو' جو تمہیں شک میں مبتلا نہیں کرتی ہے۔

امام نسائی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: یہ روایت بہت عمدہ ہے' بہت عمدہ ہے۔

5413 - اَخْبَرَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِیِّ بْنِ مَیْمُوْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْفِرْیَابِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَیْرٍ عَنْ حُرَیْثِ بْنِ ظُهَیْرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ اَتٰی عَلَیْنَا حِیْنٌ وَّلَسْنَا نَقْضِیْ وَلَسْنَا هُنَالِكَ وَاَنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدَّرَ اَنْ بَلَغْنَا مَا تَرَوْنَ فَمَنْ عَرَضَ لَهٗ قَضَاءٌ بَعْدَ الْیَوْمِ فَلْیَقْضِ فِیْهِ بِمَا فِیْ كِتَابِ اللّٰهِ فَاِنْ جَآءَ اَمْرٌ لَیْسَ فِیْ كِتَابِ اللّٰهِ فَلْیَقْضِ بِمَا قَضٰی بِهٖ نَبِیُّهٗ فَاِنْ جَآءَ اَمْرٌ لَیْسَ فِیْ كِتَابِ اللّٰهِ وَلَمْ یَقْضِ بِهٖ نَبِیُّهٗ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَلْیَقْضِ بِمَا قَضٰی بِهِ الصّٰلِحُوْنَ وَلَا یَقُوْلُ اَحَدُكُمْ اِنِّیْ اَخَافُ وَاِنِّیْ اَخَافُ فَاِنَّ الْحَلَالَ بَیِّنٌ وَّالْحَرَامَ بَیِّنٌ وَّبَیْنَ ذٰلِكَ اُمُوْرٌ مُّشْتَبِهَةٌ فَدَعْ مَا یَرِیْبُكَ اِلٰی مَا لَا یَرِیْبُكَ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم پر ایک ایسا وقت بھی آیا جب ہم فیصلے نہیں دیا کرتے تھے اور ہماری ایسی حیثیت بھی نہیں تھی' پھر اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے یہ مقدر کیا' ہم اس مقام پر پہنچ جائیں جسے تم دیکھ رہے ہو تو آج کے بعد جس کے سامنے فیصلہ کرنے کی ذمہ داری آئے' وہ اس مسئلے کے بارے میں اس چیز کے مطابق فیصلہ کرے جو اللہ کی کتاب میں موجود ہے' اگر کوئی ایسا معاملہ سامنے آ جائے جس کا تذکرہ اللہ کی کتاب میں نہ ہو تو وہ شخص اس کے مطابق فیصلہ دے' جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا تھا' پھر اگر کوئی ایسا معاملہ آ جائے جس کا ذکر اللہ کی کتاب میں بھی نہ ہو اور اس بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کوئی فیصلہ نہ دیا ہو تو وہ اس بارے میں وہ فیصلہ دے جو صالحین نے دیا تھا اور کوئی شخص یہ نہ کہے: مجھے یہ خوف ہے' مجھے یہ خوف ہے' کیونکہ حلال واضح ہے' اور حرام بھی واضح ہے' اور ان کے درمیان کچھ مشتبہ اُمور ہیں' تو تم اس چیز کو چھوڑ دو جو تمہیں شک میں مبتلا کرتی ہے' اور اسے اختیار کرلو جو شک میں مبتلا نہیں کرتی۔

5413- انفرد بہ النسائی ۔ تحفۃ الاشراف (9197) ۔

5414 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ شُرَيْحٍ أَنَّهُ كَتَبَ إِلَى عُمَرَ يَسْأَلُهُ فَكَتَبَ إِلَيْهِ أَنِ اقْضِ بِمَا فِي كِتَابِ اللَّهِ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِي كِتَابِ اللَّهِ فَبِسُنَّةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِي كِتَابِ اللَّهِ وَلَا فِي سُنَّةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاقْضِ بِمَا قَضَى بِهِ الصَّالِحُونَ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِي كِتَابِ اللَّهِ وَلَا فِي سُنَّةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَقْضِ بِهِ الصَّالِحُونَ فَإِنْ شِئْتَ فَتَقَدَّمْ وَإِنْ شِئْتَ فَتَأَخَّرْ وَلَا أَرَى التَّأَخُّرَ إِلَّا خَيْرًا لَكَ وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ ۔

☆☆ امام شعبی' قاضی شریح کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ خط لکھا جس میں ان سے ایک سوال کیا تھا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں جواب لکھا کہ تم اللہ تعالیٰ کی کتاب میں موجود حکم کے مطابق فیصلہ دو' اگر اللہ کی کتاب میں حکم موجود نہ ہو تو اللہ کے رسول کی سنت کے مطابق فیصلہ دو' اگر وہ اللہ کی کتاب اور اللہ کے نبی کی سنت میں بھی موجود نہ ہو تو اس چیز کے مطابق فیصلہ دو جس کے مطابق نیک لوگوں نے فیصلہ دیا ہے' اگر وہ مسئلہ اللہ کی کتاب میں' اللہ کے رسول کی سنت میں نہ ہو اور صالحین نے بھی اس کے بارے میں فیصلہ نہ دیا ہو' تو پھر چاہو تو آگے بڑھ جاؤ اور اگر چاہو تو پیچھے ہٹ جاؤ' میں یہ سمجھتا ہوں کہ تمہارے لیے پیچھے ہٹ جانا بہتر ہوگا' تم پر سلام ہو!

شرح

حضرت معاذ بن جبل سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ان (معاذ) کو (قاضی وحاکم بنا کر) یمن بھیجا تو ان سے (بطور امتحان) پوچھا کہ جب تمہارے سامنے کوئی قضیہ پیش ہوگا تو تم کس طرح فیصلہ کرو گے؟ انہوں نے کہا کہ " میں کتاب اللہ (قرآن کریم) کے موافق فیصلہ کروں گا۔"" فرمایا" اگر تمہیں وہ مسئلہ (صراحتہ) کتاب اللہ میں نہ ملا؟" انہوں نے کہا" پھر میں سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم) کے موافق فیصلہ کروں گا" فرمایا" اگر تمہیں وہ مسئلہ سنت رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) میں بھی نہ ملا؟

انہوں نے کہا تو پھر میں اپنی عقل سے اجتہاد کروں گا اور (اپنے اجتہاد و حقیقت رسی میں) کوتاہی نہیں کروں گا۔" (یا وہ روای جنہوں نے یہ حدیث معاذ سے روایت کی ہے۔ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (یہ سن کر) اپنا دست مبارک معاذ کے سینے پر مارا (تا کہ اس کی برکت سے وہ اپنی بات پر ثابت قدم رہیں اور ان کے علم میں اضافہ ہو اور فرمایا) تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول (یعنی معاذ) کو اس چیز کی توفیق عطا کی جس سے (اللہ) اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم راضی ہو۔ (ترمذی، ابوداؤد، دارمی، مشکوۃ المصابیح، جلد سوم: رقم الحدیث، 864)

میں اپنی عقل سے اجتہاد کروں گا" کا مطلب یہ ہے کہ میں اس قضیہ کا حکم ان مسائل پر قیاس کے ذریعہ حاصل کروں گا جو نصوص یعنی کتاب وسنت میں مذکور ہیں بایں طور کہ کتاب وسنت میں اس قضیہ کے مشابہ جو مسائل مذکور ہیں ان کے مطابق اس قضیہ کا حکم و فیصلہ کروں گا۔ مظہر نے بھی اس کا مطلب یہ بیان کیا ہے۔ کہ پہلے میں غور وفکر کروں گا کہ میرے سامنے جو قضیہ پیش ہوا ہے کہ

جس کا کوئی حکم کتاب وسنت میں مذکور نہیں ہے وہ کون سے ایسے مسئلہ سے مشابہ ہے جو کتاب وسنت میں مذکور ہے جب میں ان دونوں کے درمیان مشابہت پاؤں گا تو اس کا وہی حکم وفیصلہ کروں گا جو کتاب اللہ یا سنت رسول اللہ میں مذکور مسئلہ کا ہے، چنانچہ آئمہ مجتہدین کے یہاں اس قیاس پر بہت سے مسائل کا استنباط کیا گیا ہے، یہ الگ بات ہے کہ ان آئمہ مجتہدین نے قیاس کی علت وبنیاد میں اختلاف کی ہے مثلاً گیہوں کے ربوا (سود) کے حرام ہونے کے بارے میں نص (یعنی صریح حکم) جب کہ تربوز کے بارے میں ایسی نص نہیں ہے۔

لہٰذا حضرت امام شافعی نے تربوز کو گیہوں پر قیاس کرتے ہوئے اس کے ربوا کو بھی حرام قرار دیا ہے کیونکہ ان کے نزدیک گیہوں کے ربوا کے حرام ہونے علت اس کا کھائی جانے والی چیز ہے "اس لئے گیہوں کے حکم پر قیاس کرتے ہوئے اس کا ربوا بھی حرام ہوگا۔ جب کہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کے نزدیک گیہوں کے ربوا کے حرام ہونے کی علت چونکہ اس کا مکیل (یا موزون) ہونا ہے اس لئے انہوں نے گیہوں پر چونے کو قیاس کیا اور یہ مسئلہ اخذ کیا کہ چونے کا ربوا بھی حرام ہے۔ بہر حال یہ حدیث قیاس واجتہاد کے مشروع ہونے کی علت کی بہت مضبوط دلیل ہے اور اصحاب ظواہر (غیر مقلدین) کے مسلک کے خلاف ہے جو قیاس واجتہاد کے منکر ہیں۔

12 - باب تَأْوِيلِ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ (وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكَافِرُوْنَ) .

یہ باب ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی تصدیق "جو شخص اس چیز کے مطابق فیصلہ نہ دے جو اللہ نے نازل کی ہے تو یہی لوگ کافر ہیں"

5415 - اَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ قَالَ اَنْبَاَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوْسٰى عَنْ سُفْيَانَ بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَتْ مُلُوْكٌ بَعْدَ عِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ بَدَّلُوا التَّوْرَاةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَكَانَ فِيْهِمْ مُؤْمِنُوْنَ يَقْرَءُوْنَ التَّوْرَاةَ قِيْلَ لِمُلُوْكِهِمْ مَا نَجِدُ شَتْمًا اَشَدَّ مِنْ شَتْمٍ يَشْتِمُوْنَا هٰؤُلَاءِ اِنَّهُمْ يَقْرَءُوْنَ (وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكَافِرُوْنَ) وَهٰؤُلَاءِ الْاٰيَاتِ مَعَ مَا يَعِيْبُوْنَا بِهٖ فِيْ اَعْمَالِنَا فِيْ قِرَاءَتِهِمْ فَادْعُهُمْ فَلْيَقْرَءُوْا كَمَا نَقْرَاُ وَلْيُؤْمِنُوْا كَمَا اٰمَنَّا . فَدَعَاهُمْ فَجَمَعَهُمْ وَعَرَضَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلَ اَوْ يَتْرُكُوْا قِرَاءَةَ التَّوْرَاةِ وَالْاِنْجِيْلِ اِلَّا مَا بَدَّلُوْا مِنْهَا فَقَالُوْا مَا تُرِيْدُوْنَ اِلٰى ذٰلِكَ دَعُوْنَا . فَقَالَتْ طَائِفَةٌ مِّنْهُمُ ابْنُوْا لَنَا اُسْطُوَانَةً ثُمَّ ارْفَعُوْنَا اِلَيْهَا ثُمَّ اَعْطُوْنَا شَيْئًا نَرْفَعُ بِهٖ طَعَامَنَا وَشَرَابَنَا فَلَا نَرِدُ عَلَيْكُمْ .

وَقَالَتْ طَائِفَةٌ مِّنْهُمْ دَعُوْنَا نَسِيْحُ فِي الْاَرْضِ وَنَهِيْمُ وَنَشْرَبُ كَمَا يَشْرَبُ الْوَحْشُ فَاِنْ قَدَرْتُمْ عَلَيْنَا فِيْ اَرْضِكُمْ فَاقْتُلُوْنَا . وَقَالَتْ طَائِفَةٌ مِّنْهُمُ ابْنُوْا لَنَا دُوْرًا فِي الْفَيَافِيْ وَنَحْتَفِرُ الْاٰبَارَ وَنَحْتَرِثُ الْبُقُوْلَ فَلَا نَرِدُ عَلَيْكُمْ

5415-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (5575) .

وَلَا نَمُرُّ بِكُمْ وَلَيْسَ اَحَدٌ مِنَ الْقَبَائِلِ اِلَّا وَلَهُ حَمِيمٌ فِيهِمْ . قَالَ فَفَعَلُوْا ذٰلِكَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ (وَرَهْبَانِيَّةَ ابْتَدَعُوهَا مَا كَتَبْنَاهَا عَلَيْهِمْ اِلَّا ابْتِغَاءَ رِضْوَانِ اللّٰهِ فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا) وَالْاٰخَرُوْنَ قَالُوْا نَتَعَبَّدُ كَمَا تَعَبَّدَ فُلَانٌ وَنَسِيحُ كَمَا سَاحَ فُلَانٌ وَنَتَّخِذُ دُوْرًا كَمَا اتَّخَذَ فُلَانٌ . وَهُمْ عَلٰى شِرْكِهِمْ لَا عِلْمَ لَهُمْ بِاِيْمَانِ الَّذِينَ اقْتَدَوْا بِهٖ فَلَمَّا بَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَبْقَ مِنْهُمْ اِلَّا قَلِيلٌ انْحَطَّ رَجُلٌ مِنْ صَوْمَعَتِهٖ وَجَآءَ سَائِحٌ مِنْ سِيَاحَتِهٖ وَصَاحِبُ الدَّيْرِ مِنْ دَيْرِهٖ فَاٰمَنُوْا بِهٖ وَصَدَّقُوْهُ فَقَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى (يٰاَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَاٰمِنُوْا بِرَسُوْلِهٖ يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِنْ رَّحْمَتِهٖ) اَجْرَيْنِ بِاِيْمَانِهِمْ بِعِيسٰى وَبِالتَّوْرَاةِ وَالْاِنْجِيلِ وَبِاِيْمَانِهِمْ بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَصْدِيقِهِمْ قَالَ (يَجْعَلْ لَكُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِهٖ) الْقُرْاٰنَ وَاتِّبَاعَهُمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ (لِئَلَّا يَعْلَمَ اَهْلُ الْكِتَابِ) يَتَشَبَّهُوْنَ بِكُمْ (اَنْ لَا يَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَيْءٍ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ) الْاٰيَةَ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کے بعد آنے والے بادشاہوں نے تورات اور انجیل میں تبدیلی کر دی' ان میں کچھ صحیح اہل ایمان بھی تھے' جو تورات کی تلاوت کیا کرتے تھے' ان بادشاہوں سے یہ کہا گیا: ہمارے نزدیک ہمارے لیے سب سے بُری گالی وہ ہے' جو یہ لوگ ہمیں دیتے ہیں' یہ لوگ یہ تلاوت کرتے ہیں:

''اور جو شخص اس چیز کے مطابق فیصلہ نہ دے' جسے اللہ نے نازل کیا ہے' تو یہی لوگ کافر ہیں''۔

تو یہ وہ آیات ہیں' جن کے ساتھ یہ لوگ ہمارے اعمال کے بارے میں' ہماری عیب گیری کرتے ہیں' تو آپ ان لوگوں کو بلائیں اور یہ لوگ اسی طرح تلاوت کریں' جس طرح ہم تلاوت کرتے ہیں اور یہ لوگ اسی طرح ایمان رکھیں' جس طرح ہم ایمان رکھتے ہیں' تو بادشاہ نے ان لوگوں کو بلایا' انہیں اکٹھا کیا اور ان کے سامنے یہ پیش کش کی کہ یا تو وہ قتل ہو جائیں اور یا وہ تورات اور انجیل کی قراءت کو ترک کر دیں اور اسی طرح سے پڑھیں' جو تبدیلی کے بعد پڑھی جاتی ہے' تو ان لوگوں نے یہ کہا: تم کرنا کیا چاہتے ہو؟ تم انہیں چھوڑ دو! تو ان میں سے ایک گروہ نے کہا: تم ہمارے لیے ایک مینار تعمیر کر دو' پھر ہمیں اس پر چڑھا دو اور ہمیں اپنے کھانے پینے کے لیے کوئی چیز دے دو' ہم تمہارے پاس نہیں آئیں گے' ان میں سے ایک گروہ نے یہ کہا: ہمیں چھوڑ دو! ہم زمین میں گھومتے پھرتے ہیں' اسی طرح ہم گھومیں پھریں گے' اسی طرح کھائیں پئیں گے جس طرح وحشی جانور رہتے ہیں' اگر تم اپنے علاقے میں ہم پر قابو پالو تو بے شک ہمیں قتل کر دینا' ان میں سے ایک گروہ نے یہ کہا: ہمارے لیے بیابانوں میں ایک عبادت گاہ بنا دو' ہم کنویں کھود لیں گے' سبزیاں کاشت کر لیں گے' نہ ہم تمہارے پاس آئیں گے' نہ تمہارے پاس سے گزریں گے۔ تو ان میں سے ہر ایک قبیلے کا ان میں کوئی ایک حمایتی موجود تھا۔ راوی کہتے ہیں: پھر انہوں نے ایسا ہی کیا' پھر اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

''اور جس رہبانیت کے نئے طریقے کا انہوں نے آغاز کیا تھا وہ ہم نے ان پر لازم نہیں کی تھی اور انہوں نے اس کا آغاز اس لیے کیا تھا' تا کہ اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل کریں' تو وہ اس کا صحیح طریقے سے خیال نہیں رکھ سکے''۔

دوسرے لوگوں نے (یعنی بعد میں آنے والوں نے) یہ کہا: ہم تو اسی طرح عبادت کریں گے' جس طرح فلاں عبادت کرتا تھا' ہم اسی طرح زمین میں گھومیں پھریں گے' جس طرح فلاں گھومتا تھا' ہم اس طرح عبادت خانہ بنائیں گے جس طرح فلاں نے

عبادت خانہ بنایا تھا' تو وہ لوگ اپنے اس بڑے کے طریقے پر گامزن رہے اور ان لوگوں کے پاس ان لوگوں کے ایمان کے بارے میں کوئی علم نہیں تھا' جن کی انہوں نے پیروی کی تھی' جب اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کو مبعوث کیا' تو ان میں سے تھوڑے سے لوگ باقی رہ گئے تھے' ان میں سے ایک شخص اپنی عبادت گاہ سے اتر کر نیچے آیا' ایک گھومنے پھرنے والا گھومتا پھرتا آیا' گرجا والا شخص اپنے گرجے سے باہر آیا' تو یہ لوگ نبی اکرم ﷺ پر ایمان لے آئے اور انہوں نے نبی اکرم ﷺ کی تصدیق کر دی۔

تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

''اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو' اس کے رسول پر ایمان لاؤ' اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی رحمت کا دوگنا عطاء کرے گا''۔

(راوی کہتے ہیں:) یعنی تمہیں دو مرتبہ اجر عطاء کرے۔ ایک حضرت عیسیٰ علیہ السلام تورات اور انجیل پر ایمان رکھنے کی وجہ سے' دوسرا حضرت محمد ﷺ پر ایمان رکھنے اور ان کی تصدیق کرنے کی وجہ سے۔

(ارشادِ باری تعالیٰ ہے:)

''اس نے تمہارے لیے نور بنایا ہے' جس میں تم چلتے ہو''۔

اس سے مراد قرآن اور ان لوگوں کا نبی اکرم ﷺ کی پیروی کرنا ہے۔

(ارشادِ باری تعالیٰ ہے:)

''تاکہ اہل کتاب یہ بات جان لیں''۔

یعنی وہ لوگ جو تمہارے ساتھ مشابہت اختیار کرتے ہیں۔

''(وہ بات یہ ہے) کہ وہ اللہ تعالیٰ کے فضل میں سے کسی بھی چیز پر قدرت نہیں رکھتے''۔

شرح

(آیت) ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ھم الکفرون ۔ کافروں، ظالمون اور فاسقون یہ سب کفار کے حق میں نازل ہوئے، یہ صحیح مسلم کی حدیث سے ثابت ہے جو حضرت براء سے مروی ہے یہ پہلے گزر چکی ہے رہا مسلمان تو وہ کافر نہیں ہوتا اگر چہ وہ گناہ کبیرہ کا ارتکاب کرے، بعض علماء نے فرمایا: اس میں اضمار ہے یعنی جو قرآن کو رد کرتے ہوئے اللہ کے نازل شدہ کے مطابق فیصلہ نہیں کرتا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کے انکار کی وجہ سے اللہ کے نازل شدہ کے مطابق فیصلہ نہیں کرتا وہ کافر ہے، یہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: اس پر یہ آیت عام ہے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور حسن رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ ہر اس شخص کو عام ہے جو مسلمان، یہود اور کفار میں سے اللہ کے نازل شدہ حکم کے مطابق فیصلہ نہیں کرتا یعنی وہ یہ اعتقاد رکھتا ہو اور قرآن کے فیصلہ کے خلاف کرنا حلال سمجھتا ہو، مگر وہ شخص جس نے ایسا کیا لیکن یہ اعتقاد رکھتا ہو کہ وہ حرام کا ارتکاب کر رہا ہے تو وہ فاسق مسلمانوں میں سے ہے اس کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے چاہے تو اسے عذاب دے چاہے تو اسے معاف کر دے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ایک روایت میں فرمایا: جس نے اللہ کے نازل شدہ کے مطابق فیصلہ نہیں کیا اس نے ایسا

النَّارِ"۔

☆☆ سیدہ زینب بنت ابوسلمہ رضی اللہ عنہا، سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان نقل کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
''تم لوگ اپنے مقدمات میرے پاس لاتے ہو' میں بھی ایک انسان ہوں' ہوسکتا ہے کوئی شخص اپنی دلیل پیش کرنے میں دوسرے کے مقابلے میں زیادہ تیز ہو' تو جس شخص کے حق میں' میں اس کے بھائی کے حق سے تعلق رکھنے والی کسی چیز کا فیصلہ دے دوں' تو وہ اسے قبول نہ کرے' کیونکہ میں نے اسے آگ کا ٹکڑا کاٹ کر دیا ہوگا''۔

14 - باب حُكْمِ الْحَاكِمِ بِعِلْمِهٖ

حاکم کا اپنے علم کے مطابق فیصلہ دینا

5417 - اَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ بَكَّارِ بْنِ رَاشِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَيَّاشٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُو الزِّنَادِ مِمَّا حَدَّثَهٗ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ الْاَعْرَجُ مِمَّا ذَكَرَ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ بِهٖ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَقَالَ "بَيْنَمَا امْرَاَتَانِ مَعَهُمَا ابْنَاهُمَا جَآءَ الذِّئْبُ فَذَهَبَ بِابْنِ اِحْدَاهُمَا فَقَالَتْ هٰذِهٖ لِصَاحِبَتِهَا اِنَّمَا ذَهَبَ بِابْنِكِ . وَقَالَتِ الْاُخْرٰى اِنَّمَا ذَهَبَ بِابْنِكِ . فَتَحَاكَمَتَا اِلٰى دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَضٰى بِهٖ لِلْكُبْرٰى فَخَرَجَتَا اِلٰى سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوُدَ فَاَخْبَرَتَاهُ فَقَالَ ائْتُوْنِيْ بِالسِّكِّيْنِ اَشُقُّهٗ بَيْنَهُمَا . فَقَالَتِ الصُّغْرٰى لَا تَفْعَلْ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ هُوَ ابْنُهَا . فَقَضٰى بِهٖ لِلصُّغْرٰى" .

قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ وَاللّٰهِ مَا سَمِعْتُ بِالسِّكِّيْنِ قَطُّ اِلَّا يَوْمَئِذٍ مَا كُنَّا نَقُوْلُ اِلَّا الْمُدْيَةَ .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: آپ نے فرمایا: ایک دفعہ دو خواتین تھیں' ان دونوں کے ساتھ ان کے بیٹے تھے' بھیڑیا آیا اور ان میں سے ایک کے بیٹے کو لے گیا تو ایک خاتون نے دوسری سے کہا: بھیڑیا تمہارے بیٹے کو لے کر گیا ہے' دوسری نے کہا: وہ تمہارے بیٹے کو لے کر گیا ہے' وہ دونوں اپنا مقدمہ لے کر حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس آئیں' تو حضرت داؤد علیہ السلام نے بڑی عمر کی عورت کے حق میں فیصلہ دے دیا' وہ دونوں وہاں سے نکل کر حضرت

5416-اخرجه البخاري في المظالم، باب اثم من خاصم في باطل و هو يعلمه (الحديث 2458) بنحوه، و في الشهادات، باب من اقام البينة بعد اليمين (الحديث 2680)، و في الحيل، باب - 10 . (الحديث 6967)، و في الاحكام، باب موعظة الامام للخصوم (الحديث 7169)، و باب من قضي له بحق اخيه فلا ياخذه فان قضاء الحاكم لا يحل حرامًا ولا يحرم حلالًا (الحديث 7181) بنحوه، و باب القضاء في كثير المال و قليله (الحديث 7185) بنحوه و اخرجه مسلم في الاقضية، باب الحكم بالظاهر و اللحن بالحجة (الحديث 4 و 5 و 6) و اخرجه ابو داؤد في الاقضية، باب في قضاء القاضي اذا اخطا (الحديث 3583) و اخرجه الترمذي في الاحكام، باب ما جاء في التشديد على من يقضى له بشيء ليس له ان ياخذه (الحديث 1339) واخرجه النسائي في آداب القضاة، ما يقطع القضاء (الحديث 5437) واخرجه ابن ماجه في الاحكام، باب قضية الحاكم لا تحل حرامًا و لا تحرم حلالًا (الحديث 2317) . تحفة الاشراف (18261) .

5417-اخرجه البخاري في احاديث الانبياء، باب قول الله تعالى: (ووهبنا لداؤد سليمان نعم العبد انه اواب)، (الحديث 3427)، و في الفرائض، باب اذا ادعت المراة ابنا (الحديث 6769) واخرجه النسائي في آداب القضاة، نقض الحاكم ما يحكم به غيره ممن هو مثله او اجل منه (الحديث 5419) . تحفة الإشراف (13728) .

سلیمان علیہ السلام کے پاس آئیں اور انہیں اس بارے میں بتایا تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا: میرے پاس چھری لے کر آؤ' تاکہ میں اسے تم دونوں کے درمیان کاٹ کر تقسیم کردوں' تو چھوٹی عورت بولی: اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے! آپ ایسا نہ کریں' یہ اسی عورت کا بیٹا ہے۔ تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے چھوٹی عورت کے حق میں فیصلہ دے دیا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: اللہ کی قسم! میں نے اس دن پہلی مرتبہ (چھری کے لیے استعمال ہونے والا لفظ) ''سکین'' سنا' کیونکہ لوگ اسے مدیہ کہا کرتے تھے۔

15 - باب السَّعَةِ لِلْحَاكِمِ فِي اَنْ يَقُولَ لِلشَّيْءِ الَّذِي لَا يَفْعَلُهُ افْعَلْ لِيَسْتَبِينَ الْحَقَّ .

حاکم کے لیے اس بات کی گنجائش ہوتی ہے' وہ کوئی ایسا کام' جو نہ کرنا چاہتا ہو'

اس کے بارے میں یہ کہہ دے کہ میں کروں گا' تاکہ اس کے ذریعے حق واضح ہو جائے۔

5418 - اَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ اللَّيْثِ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ "خَرَجَتِ امْرَاَتَانِ مَعَهُمَا صَبِيَّانِ لَهُمَا فَعَدَا الذِّئْبُ عَلٰى اِحْدَاهُمَا فَاَخَذَ وَلَدَهَا فَاَصْبَحَتَا تَخْتَصِمَانِ فِي الصَّبِيِّ الْبَاقِي اِلٰى دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَضٰى بِهِ لِلْكُبْرٰى مِنْهُمَا فَمَرَّتَا عَلٰى سُلَيْمَانَ فَقَالَ كَيْفَ اَمْرُكُمَا فَقَصَّتَا عَلَيْهِ فَقَالَ ائْتُونِي بِالسِّكِّينِ اَشُقُّ الْغُلَامَ بَيْنَهُمَا . فَقَالَتِ الصُّغْرٰى اَتَشُقُّهُ قَالَ نَعَمْ . فَقَالَتْ لَا تَفْعَلْ حَظِّي مِنْهُ لَهَا . قَالَ . هُوَ ابْنُكِ . فَقَضٰى بِهِ لَهَا" .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''دو خواتین روانہ ہوئیں' ان دونوں کے ساتھ ان کے بچے تھے' بھیڑیے نے ان دونوں میں سے کسی ایک پر حملہ کیا اور اس میں سے ایک بچے کو پکڑ لیا اور باقی رہ جانے والے بچے کے بارے میں ان دونوں کے درمیان جھگڑا ہو گیا' وہ اپنا مقدمہ لے کر حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس آئیں' حضرت داؤد علیہ السلام نے بڑی عمر کی عورت کے حق میں فیصلہ کر دیا' ان دونوں عورتوں کا گزر حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس سے ہوا' تو انہوں نے دریافت کیا: تم دونوں کا کیا معاملہ ہے؟ تو ان دونوں نے اپنا قصہ ان کو سنایا' تو حضرت سلیمان علیہ السلام بولے: تم میرے پاس چھری لے کر آؤ' تاکہ میں اس بچے کو چیر کر ان دونوں کے درمیان تقسیم کردوں۔ تو چھوٹی عورت نے کہا: کیا آپ اسے چیر دیں گے؟ حضرت سلیمان علیہ السلام نے جواب دیا: جی ہاں! وہ عورت بولی: آپ ایسا نہ کریں' اس میں سے میرا حصہ بھی اس عورت کا ہوا۔ تو حضرت سلیمان علیہ السلام بولے: یہ تمہارا بیٹا ہے''۔

تو اس بنیاد پر حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس عورت کے حق میں فیصلہ دیا۔

5418-اخرجه مسلم في الاقضية، باب بيان اختلاف المجتهدين (الحديث 20م) بنحوه . تحفة الاشراف (13867) .

16 - باب نَقْضِ الْحَاكِمِ مَا يَحْكُمُ بِهِ غَيْرُهُ مِمَّنْ هُوَ مِثْلُهُ اَوْ اَجَلُّ مِنْهُ ـ

یہ باب ہے کہ جب حاکم کے علاوہ کوئی دوسرا ایسا شخص فیصلہ دے جو اس کی مانند ہو یا اس سے زیادہ جلیل القدر ہو تو حاکم کا اپنے فیصلے کو کالعدم قرار دینا

5419 - اَخْبَرَنَا الْمُغِيْرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا مِسْكِيْنُ بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ اَبِىْ حَمْزَةَ عَنْ اَبِى الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "خَرَجَتِ امْرَاَتَانِ مَعَهُمَا وَلَدَاهُمَا فَاَخَذَ الذِّئْبُ اَحَدَهُمَا فَاخْتَصَمَتَا فِى الْوَلَدِ اِلٰى دَاوُدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَضٰى بِهِ لِلْكُبْرٰى مِنْهُمَا فَمَرَّتَا عَلٰى سُلَيْمَانَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ كَيْفَ قَضٰى بَيْنَكُمَا قَالَتْ قَضٰى بِهِ لِلْكُبْرٰى ـ قَالَ سُلَيْمَانُ اَقْطَعُهُ بِنِصْفَيْنِ لِهٰذِهِ نِصْفٌ وَّلِهٰذِهِ نِصْفٌ ـ قَالَتِ الْكُبْرٰى نَعَمِ اقْطَعُوْهُ ـ فَقَالَتِ الصُّغْرٰى لَا تَقْطَعْهُ هُوَ وَلَدُهَا ـ فَقَضٰى بِهِ لِلَّتِىْ اَبَتْ اَنْ يَّقْطَعَهُ"۔

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: دو خواتین روانہ ہوئیں' ان کے ساتھ ان کے بچے تھے' تو بھیڑیے نے ان دونوں میں سے ایک بچے کو پکڑ لیا' وہ دونوں بچے کے بارے میں مقدمہ لے کر اللہ کے نبی حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس آئیں' تو حضرت داؤد علیہ السلام نے بڑی عمر کی عورت کے حق میں فیصلہ دے دیا' ان دونوں کا گزر جب حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس سے ہوا تو انہوں نے دریافت کیا' حضرت داؤد علیہ السلام نے تم دونوں کے درمیان کیا فیصلہ کیا ہے؟ تو عورت نے بتایا' حضرت داؤد علیہ السلام نے بڑی عمر کی عورت کے حق میں فیصلہ دیا ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا: اس بچے کو میں دو حصوں میں تقسیم کر دیتا ہوں' ایک حصہ اس کو مل جائے گا' ایک حصہ اس کو ملے جائے گا۔ تو بڑی عمر کی عورت بولی: ٹھیک ہے! جبکہ چھوٹی عمر کی عورت بولی: آپ اسے نہ کاٹیں' یہ اس (بڑی عمر کی عورت) کا بچہ ہے' تو جس عورت نے بچے کو کاٹنے سے روکا تھا' حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس کے حق میں فیصلہ دے دیا۔

17 - باب الرَّدِّ عَلَى الْحَاكِمِ اِذَا قَضٰى بِغَيْرِ الْحَقِّ ـ

یہ باب ہے کہ حاکم نے غلط فیصلہ دیا ہو' تو حاکم کے اس غلط فیصلے کو مسترد کرنا

5420 - اَخْبَرَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ السَّرِيِّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مَّعْمَرٍ ح وَاَنْبَاَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مَعِيْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ وَعَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَّعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

5419-تقدم (الحديث 5417) ـ

5420-اخرجه البخاري في المغازي، باب بعث النبي صلى الله عليه وسلم خالد بن الوليد الى بني جذيمة (الحديث 4339)، و في الاحكام، باب اذا قضى الحاكم بجور او خلاف اهل العلم فهورد (الحديث 7189) ـ تحفة الاشراف (6941) ـ

خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ اِلٰى بَنِي جَذِيمَةَ فَدَعَاهُمْ اِلَى الْاِسْلَامِ فَلَمْ يُحْسِنُوْا اَنْ يَقُوْلُوْا اَسْلَمْنَا فَجَعَلُوْا يَقُوْلُوْنَ صَبَاْنَا وَجَعَلَ خَالِدٌ قَتْلًا وَّاَسْرًا - قَالَ - فَدَفَعَ اِلٰى كُلِّ رَجُلٍ اَسِيْرَهُ حَتّٰى اِذَا اَصْبَحَ يَوْمًا اَمَرَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ اَنْ يَقْتُلَ كُلُّ رَجُلٍ مِّنَّا اَسِيْرَهُ . قَالَ ابْنُ عُمَرَ فَقُلْتُ وَاللّٰهِ لَا اَقْتُلُ اَسِيْرِيْ وَلَا يَقْتُلُ اَحَدٌ - وَقَالَ بِشْرٌ - مِنْ اَصْحَابِيْ اَسِيْرَهُ - قَالَ - فَقَدِمْنَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذُكِرَ لَهُ صُنْعُ خَالِدٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ "اللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَبْرَاُ اِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ خَالِدٌ" .

قَالَ زَكَرِيَّا فِيْ حَدِيْثِهِ فَذُكِرَ وَفِيْ حَدِيْثِ بِشْرٍ فَقَالَ "اللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَبْرَاُ اِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ خَالِدٌ" . مَرَّتَيْنِ .

☆☆ سالم اپنے والد حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو جذیمہ کی طرف بھیجا' حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے جب اسلام قبول کرنے کی دعوت دی تو انہوں نے صحیح طریقے سے یہ جواب نہیں دیا' کہ ہم نے اسلام قبول کرلیا ہے' بلکہ یہ کہا: کہ ہم نے اپنا پرانا دین چھوڑ دیا ہے' تو حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے انہیں قتل کرنا اور قیدی بنانا شروع کر دیا' حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے ہر ایک فرد کو ایک قیدی دے دیا' اگلے دن صبح ہوئی تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے ہمیں یہ حکم دیا' ہر شخص اپنے قیدی کو قتل کر دے' حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: اللہ کی قسم! میں تو اپنے قیدی کو قتل نہیں کروں گا اور نہ ہی کوئی اور شخص کرے گا۔

یہاں بشر نامی راوی نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں: میرے ساتھیوں میں سے بھی کوئی شخص اپنے قیدی کو قتل نہیں کرے گا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: پھر ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے' آپ کے سامنے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے طرزِ عمل کا تذکرہ کیا گیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ بلند کیے اور دعا مانگی:

''اے اللہ! خالد نے جو کیا ہے' میں اس سے تیری بارگاہ میں برأت کا اظہار کرتا ہوں''۔

زکریا نامی راوی نے اپنی روایت میں یہ الفاظ نقل کیے ہیں: (کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس بات کا) تذکرہ کیا گیا۔

جبکہ بشر نامی راوی نے اپنی حدیث میں یہ الفاظ نقل کیے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اے اللہ! خالد نے جو کیا ہے' میں اس سے تیری بارگاہ میں برأت کا اظہار کرتا ہوں''۔

یہ کلمات آپ نے دو مرتبہ ارشاد فرمائے۔

18 - باب ذِكْرِ مَا يَنْبَغِيْ لِلْحَاكِمِ اَنْ يَّجْتَنِبَهُ .

اس بات کا تذکرہ کہ حاکم کو تین چیزوں سے اجتناب کرنا چاہیے

5421 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ بَكْرَةَ قَالَ كَتَبَ اَبِيْ وَكَتَبْتُ لَهُ اِلٰى عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ بَكْرَةَ وَهُوَ قَاضِيْ سِجِسْتَانَ اَنْ لَا تَحْكُمَ بَيْنَ اثْنَيْنِ وَاَنْتَ غَضْبَانُ فَاِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "لَا يَحْكُمُ اَحَدٌ بَيْنَ اثْنَيْنِ وَهُوَ غَضْبَانُ" .

☆☆ حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میرے والد نے خط لکھا اور میں نے ان کی طرف سے عبیداللہ بن ابوبکرہ کو خط لکھا' جو بجستان کے قاضی تھے (اس میں یہ تحریر تھا:) تم دو آدمیوں کے درمیان اس وقت فیصلہ نہ دینا' جب تم غصے کی حالت میں ہو' کیونکہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

''کوئی بھی شخص دو آدمیوں کے درمیان اس وقت فیصلہ نہ دے' جب وہ غضب کی حالت میں ہو''۔

19 - باب الرُّخْصَةِ لِلْحَاكِمِ الْاَمِيْنِ اَنْ يَّحْكُمَ وَهُوَ غَضْبَانُ .

یہ باب ہے کہ امین حاکم کے لیے اس بات کی اجازت ہے' وہ غصے کی حالت میں بھی فیصلہ دے سکتا ہے

5422 - اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ بْنُ يَزِيْدَ وَاللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ حَدَّثَهُ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ حَدَّثَهُ عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ اَنَّهُ خَاصَمَ رَجُلًا مِّنَ الْاَنْصَارِ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا مَّعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ شِرَاجِ الْحَرَّةِ كَانَا يَسْقِيَانِ بِهٖ كِلَاهُمَا النَّخْلَ فَقَالَ الْاَنْصَارِيُّ سَرِّحِ الْمَآءَ يَمُرَّ عَلَيْهِ . فَاَبٰى عَلَيْهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اسْقِ يَا زُبَيْرُ ثُمَّ اَرْسِلِ الْمَآءَ اِلٰى جَارِكَ" . فَغَضِبَ الْاَنْصَارِيُّ وَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنْ كَانَ ابْنَ عَمَّتِكَ فَتَلَوَّنَ وَجْهُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ "يَا زُبَيْرُ اسْقِ ثُمَّ احْبِسِ الْمَآءَ حَتّٰى يَرْجِعَ اِلَى الْجَدْرِ" . فَاسْتَوْفٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلزُّبَيْرِ حَقَّهُ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ ذٰلِكَ اَشَارَ عَلَى الزُّبَيْرِ بِرَاْيٍ فِيْهِ السَّعَةُ لَهُ وَلِلْاَنْصَارِيِّ فَلَمَّا اَحْفَظَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْاَنْصَارِيُّ اسْتَوْفٰى لِلزُّبَيْرِ حَقَّهُ فِيْ صَرِيْحِ الْحُكْمِ . قَالَ الزُّبَيْرُ لَا اَحْسَبُ هٰذِهِ الْاٰيَةَ اُنْزِلَتْ اِلَّا فِيْ ذٰلِكَ (فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ) وَاَحَدُهُمَا يَزِيْدُ عَلٰى صَاحِبِهٖ فِي الْقِصَّةِ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما' حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: اُن کا ایک انصاری کے ساتھ جھگڑا ہو گیا' وہ انصاری غزوۂ بدر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک ہو چکا تھا' یہ جھگڑا حرہ کی طرف سے آنے والے پانی کے نالے کے بارے میں تھا' یہ دونوں صاحبان اپنے' اپنے باغ کو اس نالے کے پانی سے سیراب کیا کرتے تھے' اس انصاری نے کہا: آپ اس پانی کو چھوڑ دیں' تاکہ یہ پانی گزرتا رہے' جبکہ حضرت زبیر یہ نہ مانے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے زبیر! تم (اپنی زمین کو) سیراب کرلو' پھر اپنے پڑوسی کے لیے پانی کو چھوڑ دو۔ اس بات پر انصاری کو غصہ آ گیا' وہ بولا: یارسول اللہ! یہ

5421-اخرجه البخاري في الاحكام، باب هل يقضي القاضي او يفتي و هو غضبان (الحديث 7158) و اخرجه مسلم في الاقضية، باب كراهة قضاء القاضي و هو غضبان (الحديث 16) و اخرجه ابو داؤد في الاقضية، باب القاضي يقضي و هو غضبان (الحديث 3589) مختصراً . و اخرجه الترمذي في الاحكام، باب ما جاء لا يقضي القاضي و هو غضبان (الحديث 1334) واخرجه النسائي في آداب القضاة، النهي عن ان يقضي في قضاء بقضاء ين (الحديث 5436) مطولا واخرجه ابن ماجه في الاحكام، باب لا يحكم الحاكم و هو غضبان (الحديث 2316) . تحفة الاشراف (11676) .

5422-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (3630) .

کیونکہ آپ کے پھوپھی زاد ہیں (اس لیے آپ نے ان کے حق میں فیصلہ دیا ہے) تو نبی اکرم ﷺ کا چہرہ مبارک متغیر ہو گیا' پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے زبیر! تم پانی کے ذریعے اپنی زمین کو سیراب کرو' پھر اس پانی کو روکے رکھو' یہاں تک کہ وہ منڈیروں تک پہنچ جائے۔ (راوی کہتے ہیں:) نبی اکرم ﷺ نے اس طرح حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو ان کا پورا حق دیا' اس سے پہلے نبی اکرم ﷺ نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو اس بات کی ہدایت کی تھی' جس میں حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اور انصاری دونوں کے لیے سہولت تھی' لیکن جب انصاری نے نبی اکرم ﷺ کو غضب ناک کر دیا تو نبی اکرم ﷺ نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو ان کا پورا حق دیا اور اس بارے میں واضح حکم دے دیا۔

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ آیت اسی بارے میں نازل ہوئی تھی:

''تمہارے پروردگار کی قسم! یہ لوگ اس وقت تک کامل مؤمن نہیں ہو سکتے' جب تک آپس کے اختلافات میں تمہیں ثالث نہیں بناتے''۔

اس روایت کو نقل کرنے والے دو راویوں میں سے' ہر ایک نے دوسرے کے مقابلے میں اس واقعے میں اضافی باتیں نقل کی ہیں۔

20 - باب حُكْمِ الْحَاكِمِ فِيْ دَارِهٖ .

یہ باب ہے کہ حاکم کا اپنے گھر میں ہی فیصلہ

5423 - اَخْبَرَنَا اَبُوْ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ قَالَ اَنْبَاَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهٗ تَقَاضٰى ابْنَ اَبِيْ حَدْرَدٍ دَيْنًا كَانَ عَلَيْهِ فَارْتَفَعَتْ اَصْوَاتُهُمَا حَتّٰى سَمِعَهُمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِيْ بَيْتِهٖ فَخَرَجَ اِلَيْهِمَا فَكَشَفَ سِتْرَ حُجْرَتِهٖ فَنَادٰى "يَا كَعْبُ" . قَالَ لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ . قَالَ "ضَعْ مِنْ دَيْنِكَ هٰذَا" . وَاَوْمَاَ اِلَى الشَّطْرِ قَالَ قَدْ فَعَلْتُ . قَالَ "قُمْ فَاقْضِهٖ" .

☆☆ عبداللہ بن کعب اپنے والد (حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: انہوں نے ابن ابی حدرد سے اپنے قرض کا تقاضا کیا' جو ان پر لازم تھا' ان دونوں صاحبان کی آواز بلند ہو گئی' نبی اکرم ﷺ نے بھی ان کی آواز سن لی' نبی اکرم ﷺ اس وقت اپنے گھر میں موجود تھے' آپ ان کی طرف تشریف لائے' آپ نے اپنے حجرہ مبارک کا پردہ ہٹایا اور آواز دی: اے کعب! حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ! میں حاضر ہوں! نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم اپنا اتنا قرض معاف کر دو! آپ

5423-اخرجه البخاري في الصلاة، باب التقاضي و الملازمة في المسجد (الحديث 457)، و باب رفع الصوت في المسجد (الحديث 471)، و في الخصومات، باب كلام الخصوم بعضهم في بعض (الحديث 2418)، و في الصلح، باب الصلح بالدين و العين (الحديث 2710) واخرجه مسلم في المساقاة، باب استحباب الوضع من الدين (الحديث 20 و 21) و اخرجه ابو داؤد في الاقضية، باب في الصلح (الحديث 3595) و اخرجه ابن ماجه في الصدقات، باب الحبس في الدين و الملازمة (الحديث 2429) . و الحديث عند البخاري في الخصومات، باب في الملازمة (الحديث 2424)، و في الصلح، باب هل يشير الامام بالصلح (الحديث 2709) . والنسائي في آداب القضاة، اشارة الحاكم على الخصم بالصلح (الحديث 5429) . تحفة الاشراف (11130) .

نے اشارے کے ذریعے بتایا' نصف قرض معاف کردو۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے عرض کی: میں نے ایسا ہی کیا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (دوسرے فریق سے) فرمایا: تم اُٹھو اور (باقی رہ جانے والا قرض) ادا کردو۔

21 - بابُ الْاِسْتِعْدَاءِ .

یہ باب ہے کہ بدلے کا مطالبہ کرنا

5424 - اَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مَنْصُوْرِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُبَشِّرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رَزِيْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ حُسَيْنٍ عَنْ اَبِیْ بِشْرٍ جَعْفَرِ بْنِ اِيَاسٍ عَنْ عَبَّادِ بْنِ شَرَاحِيْلَ قَالَ قَدِمْتُ مَعَ عُمُوْمَتِیْ الْمَدِيْنَةَ فَدَخَلْتُ حَائِطًا مِّنْ حِيْطَانِهَا فَفَرَكْتُ مِنْ سُنْبُلِهٖ فَجَآءَ صَاحِبُ الْحَائِطِ فَاَخَذَ كِسَائِیْ وَضَرَبَنِیْ فَاَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَسْتَعْدِیْ عَلَيْهِ فَاَرْسَلَ اِلَى الرَّجُلِ فَجَآءُوْا بِهٖ فَقَالَ "مَا حَمَلَكَ عَلٰى هٰذَا" . فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّهٗ دَخَلَ حَائِطِیْ فَاَخَذَ مِنْ سُنْبُلِهٖ فَفَرَكَهٗ . فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَا عَلَّمْتَهٗ اِذْ كَانَ جَاهِلًا وَّلَا اَطْعَمْتَهٗ اِذْ كَانَ جَائِعًا ارْدُدْ عَلَيْهِ كِسَائَهٗ" . وَاَمَرَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِوَسْقٍ اَوْ نِصْفِ وَسْقٍ .

☆☆ عباد بن شرحبیل بیان کرتے ہیں: میں اپنے چچاؤں کے ساتھ مدینہ منورہ آیا' میں وہاں سے ایک باغ میں داخل ہوا' میں نے وہاں کی ایک بالی کو مسلا' اسی دوران باغ کا مالک وہاں آ گیا' اس نے میری چادر چھین لی اور میری پٹائی بھی کی' میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس کے خلاف آپ کی خدمت میں فریاد کی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو بلوایا' لوگ اس شخص کو لے کر آئے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: تم نے اس کے ساتھ ایسا سلوک کیا ہے' اس نے عرض کی: یارسول اللہ! یہ میرے باغ میں داخل ہو گیا تھا اور وہاں کی ایک بالی کو پکڑ کر مسل دیا تھا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر یہ شخص ناواقف تھا' تو تم نے اسے بتایا کیوں نہیں؟ اور اگر یہ بھوکا تھا' تو تم نے اسے کھلایا کیوں نہیں؟ اس کی چادر اسے واپس کردو' پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے حق میں ایک وسق یا نصف وسق (جرمانے کے طور پر ادا کرنے) کا حکم دیا۔

22 - بابُ صَوْنِ النِّسَآءِ عَنْ مَّجْلِسِ الْحُكْمِ .

یہ باب ہے کہ فیصلے کی محفل سے خواتین کو الگ رکھنا

5425 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْقَاسِمِ عَنْ مَّالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدِ الْجُهَنِیِّ اَنَّهُمَا اَخْبَرَاهُ اَنَّ رَجُلَيْنِ اخْتَصَمَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَحَدُهُمَا اقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللّٰهِ . وَقَالَ الْاٰخَرُ وَهُوَ اَفْقَهُهُمَا . اَجَلْ يَا رَسُوْلَ

5424-اخرجه ابو داؤد في الجهاد، باب في ابن السبيل ياكل من التمر و يشرب من اللبن اذا مربه (الحديث 2620 و 2621) بنحوه، و اخرجه [illegible] في التجارات، باب من مر على ماشية قوم او حائط هل يصيب منه (الحديث 2298) . تحفة الاشراف (5061) .

اللّٰہِ وَائْذَنْ لِیْ فِیْ اَنْ اَتَکَلَّمَ ۔ قَالَ اِنَّ ابْنِیْ کَانَ عَسِیفًا عَلٰی ھٰذَا فَزَنٰی بِامْرَاَتِہٖ فَاَخْبَرُوْنِیْ اَنَّ عَلٰی ابْنِی الرَّجْمَ فَافْتَدَیْتُ بِمِائَۃِ شَاۃٍ وَّبِجَارِیَۃٍ لِیْ ثُمَّ اِنِّیْ سَاَلْتُ اَھْلَ الْعِلْمِ فَاَخْبَرُوْنِیْ اَنَّمَا عَلٰی ابْنِیْ جَلْدُ مِائَۃٍ وَّتَغْرِیْبُ عَامٍ وَّاِنَّمَا الرَّجْمُ عَلٰی امْرَاَتِہٖ ۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ "وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَاَقْضِیَنَّ بَیْنَکُمَا بِکِتَابِ اللّٰہِ اَمَّا غَنَمُکَ وَجَارِیَتُکَ فَرَدٌّ اِلَیْکَ" ۔ وَجَلَدَ ابْنَہٗ مِائَۃً وَّغَرَّبَہٗ عَامًا وَّاَمَرَ اُنَیْسًا اَنْ یَّاْتِیَ امْرَاَۃَ الْاٰخَرِ "فَاِنِ اعْتَرَفَتْ فَارْجُمْھَا" ۔ فَاعْتَرَفَتْ فَرَجَمَھَا ۔

☆☆ حضرت ابوہریرہ اور حضرت زید بن خالد یمنی رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: دو آدمی اپنا مقدمہ لے کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے' ان میں سے ایک نے عرض کی: آپ ہمارے درمیان اللہ کی کتاب کے مطابق فیصلہ کیجئے' دوسرے شخص نے عرض کی: وہ ان دونوں میں زیادہ سمجھدار تھا' جی ہاں! یارسول اللہ! لیکن آپ مجھے کچھ گزارش کرنے کی اجازت دیجئے' پھر اس نے بتایا: میرا بیٹا اس شخص کے ہاں مزدور تھا' اس نے اس کی بیوی کے ساتھ زنا کرلیا' لوگوں نے مجھے بتایا' میرے بیٹے کو سنگسار کیا جائے گا' تو میں نے فدیہ کے طور پر ایک سو بکریاں اور اپنی ایک کنیز ادا کردی' پھر میں نے اہل علم سے اس بارے میں دریافت کیا' انہوں نے بتایا: میرے بیٹے کو ایک سو کوڑے لگیں گے اور ایک سال کے لیے جلاوطن کیا جائے گا اور اس شخص کی بیوی کو سنگسار کیا جائے گا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس ذات کی قسم! جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے میں ان دونوں کے درمیان اللہ کی کتاب کے مطابق فیصلہ کروں گا' جہاں تک تمہاری بکریوں اور تمہاری کنیز کا تعلق ہے' تو وہ تمہیں واپس مل جائیں گی' پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بیٹے کو سو کوڑے لگوائے اور اسے ایک سال کے لیے جلاوطن کردیا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت انیس رضی اللہ عنہ کو ہدایت کی کہ وہ دوسرے شخص کی بیوی کے پاس جائیں' اگر وہ عورت اعتراف کرلیتی ہے' تو اسے سنگسار کردیں' اس عورت نے اعتراف کرلیا' تو انہوں نے اسے سنگسار کردیا۔

5425-اخرجه البخاري في الوكالة، باب الوكالة في الحدود (الحديث 2314 و 2315) مختصراً، وفي الصلح، باب اذا اصطلحوا على صلح جور فالصلح مردود (الحديث 2695 و 2696)، و في الشروط ، باب الشروط التي لا تحل في الحدود (الحديث 2724 و 2725)، و في الايمان و النذور، باب كيف كانت يمين النبي صلى الله عليه وسلم (الحديث 6633 و 6634)، و في الحدود، باب الاعتراف بالزنا (الحديث 6827 و 6828)، و باب من امر غير الامام باقامة الحد غائبًا عنه (الحديث 6835 و 6836)، و باب هل يامر الامام رجلًا فيضرب الحد غائبًا عنه (الحديث 6859 و 6860)، و في الاحكام، باب هل يجوز للحاكم ان يبعث رجلًا وحده للنظر في الامور (الحديث 7193 و 7194)، و اخرجه البخاري في اخبار الاحاد، باب ما جاء في اجازة خبر الواحد الصدوق في الاذان و الصلاة و الصوم و الفرائض و الاحكام (الحديث 7258 و 7259 و 7260)، و في الحدود، باب اذا رمى امراته او امراة غيره بالزنا عند الحاكم و الناس هل على الحاكم ان يبعث اليها فيسالها عما رميت به (الحديث 6842 و 684300 و اخرجه مسلم في الحدود، باب من اعترف على نفسه بالزنى (الحديث 25) . واخرجه ابو داؤد في الحدود، باب المراة التي امر النبي صلى الله عليه وسلم برجمها من جهينة (الحديث 4445) و اخرجه الترمذي في الحدود، باب ما جاء في الرجم على الثيب (الحديث 1433) واخرجه النسائي في آداب القضاة، صون النساء عن مجلس الحكم (الحديث 5426) و اخرجه ابن ماجه في الحدود، باب حد الزنا (الحديث 2549) و الحديث عند: البخاري في الشهادات، باب شهادة القاذف و السارق و الزاني (الحديث 2649)، و في الحدود، باب البكران يجلدان و ينفيان (الحديث 6831) . و في الاعتصام بالكتاب و السنة، باب الاقتداء بسنن رسول الله صلى الله عليه وسلم (الحديث 7278 و 7279) . تحفة الاشراف (3755) .

5426 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ وَّشِبْلٍ قَالُوْا كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ اِلَيْهِ رَجُلٌ فَقَالَ اَنْشُدُكَ بِاللّٰهِ اِلَّا مَا قَضَيْتَ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللّٰهِ ـ فَقَامَ خَصْمُهُ - وَكَانَ اَفْقَهَ مِنْهُ - فَقَالَ صَدَقَ اقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللّٰهِ ـ قَالَ "قُلْ" ـ قَالَ اِنَّ ابْنِيْ كَانَ عَسِيفًا عَلٰى هٰذَا فَزَنٰى بِامْرَاَتِهٖ فَافْتَدَيْتُ مِنْهُ بِمِائَةِ شَاةٍ وَّخَادِمٍ - وَكَاَنَّهٗ اُخْبِرَ اَنَّ عَلَى ابْنِهِ الرَّجْمَ فَافْتَدٰى مِنْهُ - ثُمَّ سَاَلْتُ رِجَالًا مِّنْ اَهْلِ الْعِلْمِ فَاَخْبَرُوْنِيْ اَنَّ عَلَى ابْنِيْ جَلْدُ مِائَةٍ وَّتَغْرِيْبُ عَامٍ ـ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَاَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ اَمَّا الْمِائَةُ شَاةٍ وَّالْخَادِمُ فَرَدٌّ عَلَيْكَ وَعَلَى ابْنِكَ جَلْدُ مِائَةٍ وَّتَغْرِيْبُ عَامٍ اغْدُ يَا اُنَيْسُ عَلَى امْرَاَةِ هٰذَا فَاِنِ اعْتَرَفَتْ فَارْجُمْهَا" ـ فَغَدَا عَلَيْهَا فَاعْتَرَفَتْ فَرَجَمَهَا ـ

☆☆ حضرت ابوہریرہ' حضرت زید بن خالد اور حضرت شبل رضی اللہ عنہم بیان کرتے ہیں: ہم لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ موجود تھے' ایک شخص آپ کے سامنے کھڑا ہوا' اور بولا: میں آپ کو اللہ کے نام کا واسطہ دے کر دریافت کرتا ہوں' آپ نے ہمارے درمیان اللہ کی کتاب کے مطابق فیصلہ کرنا ہے' پھر اس کا مخالف فریق کھڑا ہوا' وہ اس سے زیادہ سمجھدار تھا' اس نے عرض کی: یہ ٹھیک کہہ رہا ہے' آپ ہمارے درمیان اللہ کی کتاب کے مطابق فیصلہ کریں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم بولو! اس شخص نے عرض کی: میرا بیٹا اس شخص کے ہاں ملازم تھا' اس نے اس کی بیوی کے ساتھ زنا کر لیا' میں نے اسے فدیہ کے طور پر ایک سو بکریاں اور ایک خادم دیا ہے۔ (راوی کہتے ہیں:) گویا اس شخص کو یہ بتایا گیا تھا کہ اس کے بیٹے کو سنگسار کیا جائے گا' تو اس نے اس بات کا فدیہ دیا (وہ شخص کہتا ہے:) پھر میں نے اہل علم سے دریافت کیا' تو انہوں نے مجھے بتایا' میرے بیٹے کو ایک سو کوڑے لگائے جائیں گے اور ایک سال کے لیے جلاوطن کیا جائے گا' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص سے فرمایا: اس ذات کی قسم! جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! میں تم دونوں کے درمیان اللہ کی کتاب کے مطابق فیصلہ کروں گا' جہاں تک ایک سو بکریوں اور خادم کا تعلق ہے' تو وہ تمہیں واپس مل جائیں گے' تمہارے بیٹے کو ایک سو کوڑے لگائے جائیں گے اور ایک سال کے لیے جلاوطن کیا جائے گا' اے انیس! تم اس عورت کے پاس جاؤ' اگر وہ اعتراف کر لیتی ہے' تو اسے سنگسار کر دینا' پھر حضرت انیس رضی اللہ عنہ اس عورت کے پاس گئے' اس نے اعتراف کر لیا تو انہوں نے اسے سنگسار کر دیا۔

23 - باب تَوْجِيْهِ الْحَاكِمِ اِلٰى مَنْ اُخْبِرَ اَنَّهٗ زَنٰى ـ

حاکم کا اس شخص کی طرف سے کسی کو بھیجنا جس کے بارے میں حاکم کو یہ اطلاع ملے کہ اس شخص نے زنا کا ارتکاب کیا ہے۔

5427 - اَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ اَحْمَدَ الْكَرْمَانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الرَّبِيْعِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى

5426-تقدم (الحديث 5425) .

5427-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (140) .

عَنْ اَبِي اُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُتِيَ بِامْرَاَةٍ قَدْ زَنَتْ فَقَالَ "مِمَّنْ" . قَالَتْ مِنَ الْمُقْعَدِ الَّذِيْ فِيْ حَائِطِ سَعْدٍ . فَاَرْسَلَ اِلَيْهِ فَاُتِيَ بِهٖ مَحْمُوْلًا فَوُضِعَ بَيْنَ يَدَيْهِ فَاعْتَرَفَ فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاِثْكَالٍ فَضَرَبَهٗ وَرَحِمَهٗ لِزَمَانَتِهٖ وَخَفَّفَ عَنْهُ .

☆☆ حضرت ابوامامہ بن سہل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک عورت کو لایا گیا' جس نے زنا کا ارتکاب کیا تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا، (تم نے) کس کے ساتھ (زنا کیا ہے؟) اس عورت نے جواب دیا: اس معذور شخص کے ساتھ جو حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے باغ میں ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بلوایا، تو اسے اٹھا کر لایا گیا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رکھ دیا گیا، اس نے اعتراف کیا، تو اس پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شاخوں والی ٹہنی منگوائی اور اس کی پٹائی کی' لیکن اس کے اپاہج ہونے کی وجہ سے آپ نے اس پر رحم کیا اور سزا میں تخفیف کر دی۔

24- باب مَسِيْرِ الْحَاكِمِ اِلٰى رَعِيَّتِهٖ لِلصُّلْحِ بَيْنَهُمْ .

حاکم کا رعایا کے درمیان صلح کروانے کے لیے ان کی طرف جانا

5428 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ حَازِمٍ قَالَ سَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ السَّاعِدِيَّ يَقُوْلُ وَقَعَ بَيْنَ حَيَّيْنِ مِنَ الْاَنْصَارِ كَلَامٌ حَتّٰى تَرَامَوْا بِالْحِجَارَةِ فَذَهَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُصْلِحَ بَيْنَهُمْ فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَاَذَّنَ بِلَالٌ وَّانْتُظِرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاحْتُبِسَ فَاَقَامَ الصَّلَاةَ وَتَقَدَّمَ اَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَجَآءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبُوْ بَكْرٍ يُصَلِّي بِالنَّاسِ فَلَمَّا رَآهُ النَّاسُ صَفَّحُوا - وَكَانَ اَبُوْ بَكْرٍ لَا يَلْتَفِتُ فِي الصَّلَاةِ - فَلَمَّا سَمِعَ تَصْفِيحَهُمُ الْتَفَتَ فَاِذَا هُوَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرَادَ اَنْ يَّتَاَخَّرَ فَاَشَارَ اِلَيْهِ اَنِ اثْبُتْ فَرَفَعَ اَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَعْنِيْ يَدَيْهِ ثُمَّ نَكَصَ الْقَهْقَرٰى وَتَقَدَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى فَلَمَّا قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلَاةَ قَالَ "مَا مَنَعَكَ اَنْ تَثْبُتَ" . قَالَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَرٰى ابْنَ اَبِيْ قُحَافَةَ بَيْنَ يَدَيْ نَبِيِّهٖ . ثُمَّ اَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ "مَا لَكُمْ اِذَا نَابَكُمْ شَيْءٌ فِيْ صَلَاتِكُمْ صَفَّحْتُمْ اِنَّ ذٰلِكَ لِلنِّسَآءِ مَنْ نَابَهٗ شَيْءٌ فِيْ صَلَاتِهٖ فَلْيَقُلْ سُبْحَانَ اللّٰهِ" .

☆☆ حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: انصار کے دو قبیلوں کے درمیان تلخ کلامی شروع ہو گئی' یہاں تک کہ وہ ایک دوسرے کو پتھر مارنے لگے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے درمیان صلح کروانے کے لیے تشریف لے گئے' اسی دوران نماز کا وقت ہو گیا' حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دی' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا انتظار کیا گیا' لیکن آپ وہاں مصروف رہے' پھر حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے نماز کے لیے اقامت کہہ دی' پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آگے بڑھے' اسی دوران نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اس وقت لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے' جب لوگوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو انہوں نے تالیاں بجانی شروع کیں' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا یہ معمول تھا کہ نماز کے دوران اِدھر اُدھر توجہ نہیں کرتے تھے' جب انہوں نے لوگوں کی تالیاں بجانے کی آواز سنی اور توجہ کی' تو

5428- انفرد به النسائی : تحفة الاشراف (4693) .

انہیں نبی اکرم ﷺ نظر آئے تو وہ پیچھے ہٹنے لگے لیکن نبی اکرم ﷺ نے انہیں اشارہ کیا' وہ اپنی جگہ پر رہیں' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے دونوں ہاتھ بلند کیے' پھر اُلٹے قدموں پیچھے ہٹ گئے' نبی اکرم ﷺ آگے ہو گئے اور آپ نے نماز پڑھائی' جب نبی اکرم ﷺ نے نماز مکمل کر لی تو آپ نے دریافت کیا: تم اپنی جگہ پر کھڑے کیوں نہیں رہے تھے' تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: اللہ تعالیٰ' ابن ابی قحافہ کو اپنے نبی سے آگے نہیں دیکھ سکتا' پھر نبی اکرم ﷺ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور دریافت کیا' کیا وجہ ہے' جب نماز کے دوران تمہیں ضرورت پیش آئی تو تم نے تالیاں بجانی شروع کر دیں' یہ حکم عورتوں کے لیے ہے' جس شخص کو نماز کے دوران کوئی ضرورت پیش آ جائے' تو وہ سبحان اللہ کہہ دے۔

25 - باب اِشَارَةِ الْحَاكِمِ عَلَى الْخَصْمِ بِالصُّلْحِ .

حاکم کا کسی ایک فریق کو صلح کرنے کے لیے اشارہ کرنا

5429 – اَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ اللَّيْثِ عَنْ اَبِيهِ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْاَعْرَجِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ الْاَنْصَارِيِّ عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّهُ كَانَ لَهُ عَلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِي حَدْرَدٍ الْاَسْلَمِيِّ - يَعْنِي دَيْنًا - فَلَقِيَهُ فَلَزِمَهُ فَتَكَلَّمَا حَتَّى ارْتَفَعَتِ الْاَصْوَاتُ فَمَرَّ بِهِمَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "يَا كَعْبُ" . فَاَشَارَ بِيَدِهِ كَاَنَّهُ يَقُولُ النِّصْفَ فَاَخَذَ نِصْفًا مِمَّا عَلَيْهِ وَتَرَكَ نِصْفًا .

☆☆ عبداللہ بن کعب' حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: انہوں نے حضرت عبداللہ بن ابوحدرد سے کچھ قرض واپس لینا تھا' ان کی ملاقات عبداللہ سے ہوئی' تو وہ اس کے ساتھ بات چیت کرنے لگے' دونوں کی بات چیت کی آواز بلند ہوگئی' نبی اکرم ﷺ وہاں سے گزرے تو آپ نے فرمایا: اے کعب! پھر آپ نے اپنے ہاتھ کے ذریعے اشارہ کیا' تم اسے نصف قرض معاف کر دو' تو حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے ان سے نصف قرض وصول کیا اور نصف قرض چھوڑ دیا۔

- باب اِشَارَةِ الْحَاكِمِ عَلَى الْخَصْمِ بِالْعَفْوِ .

حاکم کا کسی ایک فریق کو معاف کرنے کا اشارہ کرنا

5430 – اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عَوْفٍ قَالَ حَدَّثَنِي حَمْزَةُ اَبُو عُمَرَ الْعَائِذِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَلْقَمَةُ بْنُ وَائِلٍ عَنْ وَائِلٍ قَالَ شَهِدْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ جَاءَ بِالْقَاتِلِ يَقُودُهُ وَلِيُّ الْمَقْتُولِ فِي نِسْعَةٍ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِوَلِيِّ الْمَقْتُولِ "اَتَعْفُو" . قَالَ لَا . قَالَ "فَتَاْخُذُ الدِّيَةَ" . قَالَ لَا . قَالَ "فَتَقْتُلُهُ" . قَالَ نَعَمْ . قَالَ "اذْهَبْ بِهِ" . فَلَمَّا ذَهَبَ فَوَلَّى مِنْ عِنْدِهِ دَعَاهُ فَقَالَ "اَتَعْفُو" . قَالَ لَا قَالَ "فَتَاْخُذُ الدِّيَةَ" . قَالَ لَا . قَالَ "فَتَقْتُلُهُ" . قَالَ نَعَمْ . قَالَ "اذْهَبْ بِهِ" . فَلَمَّا

5429-تقدم (الحديث 5423) .

5430-تقدم (الحديث 4737) .

ذَهَبَ فَوَلّٰى مِنْ عِنْدِهٖ دَعَاهُ فَقَالَ "اَتَعْفُو" . قَالَ لَا . قَالَ "فَتَاْخُذُ الدِّيَةَ" . قَالَ لَا . قَالَ "فَتَقْتُلُهٗ" . قَالَ نَعَمْ . قَالَ "اذْهَبْ بِهٖ" . فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ ذٰلِكَ "اَمَا اِنَّكَ اِنْ عَفَوْتَ عَنْهُ يَبُوْءُ بِاِثْمِهٖ وَاِثْمِ صَاحِبِكَ" . فَعَفَا عَنْهُ وَتَرَكَهٗ فَاَنَا رَاَيْتُهٗ يَجُرُّ نِسْعَتَهٗ .

☆☆ حضرت وائل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھا' جب ایک قاتل کو وہاں لایا گیا' مقتول کا ولی اسے رسّی میں باندھ کر اپنے ساتھ لے کر آیا تھا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مقتول کے ولی سے فرمایا: کیا تم اسے معاف کر دو گے؟ اس نے عرض کی: جی نہیں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم دیت وصول کرلو گے؟ اس نے عرض کی: جی نہیں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر تم اسے قتل کرو گے؟ اس نے عرض کی: جی ہاں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اسے لے جاؤ! جب وہ شخص چلا گیا' آپ کے پاس سے اُٹھ کر مڑ گیا تو آپ نے اسے بلوایا' دریافت کیا گیا: تم اسے معاف کر دو گے؟ اس نے عرض کی: جی نہیں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر تم دیت وصول کرلو؟ اس نے عرض کی: جی نہیں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم اسے قتل کرو گے؟ اس نے عرض کی: جی ہاں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اسے لے جاؤ! وہ اسے لے کر چلا گیا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے چلا گیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بلوایا اور فرمایا: کیا تم معاف کر دو گے؟ اس نے عرض کی: جی نہیں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اس کی دیت وصول کرلو گے؟ اس نے عرض کی: جی نہیں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اسے قتل کرو گے؟ اس نے عرض کی: جی ہاں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اسے قتل کرو گے؟ اس نے عرض کی: جی ہاں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے لے جاؤ! پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت یہ ارشاد فرمایا: اگر تم اسے معاف کر دو تو یہ تمہارے اور تمہارے ساتھی (مقتول کے) تمام گناہوں کا ذمہ دار بن جائے گا' اس شخص نے اس قاتل کو معاف کر دیا اور قاتل کو چھوڑ دیا۔ (راوی کہتے ہیں:) تو میں نے اس قاتل کو دیکھا' وہ اپنی رسی گھسیٹتا ہوا جا رہا تھا۔

27 - باب اِشَارَةِ الْحَاكِمِ بِالرِّفْقِ .

یہ باب ہے کہ حاکم کا نرمی کرنے کا اشارہ کرنا

5431 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ اَنَّهٗ حَدَّثَهٗ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ حَدَّثَهٗ اَنَّ رَجُلًا مِّنَ الْاَنْصَارِ خَاصَمَ الزُّبَيْرَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ شِرَاجِ الْحَرَّةِ الَّتِيْ يَسْقُوْنَ بِهَا النَّخْلَ فَقَالَ الْاَنْصَارِيُّ سَرِّحِ الْمَآءَ يَمُرَّ . فَاَبٰى عَلَيْهِ فَاخْتَصَمُوْا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اسْقِ يَا زُبَيْرُ ثُمَّ اَرْسِلِ الْمَآءَ اِلٰى جَارِكَ" . فَغَضِبَ الْاَنْصَارِيُّ فَقَالَ يَا

5431-اخرجه البخاري في المساقاة، باب سكر الانهار (الحديث 2359 و 2360) . واخرجه مسلم في الفضائل، باب وجوب اتباعه صلى الله عليه وسلم (الحديث 129) . واخرجه ابو داؤد في الاقضية، ابواب من القضاء (الحديث 3637) . واخرجه الترمذي في الاحكام، باب ما جاء في الرجلين يكون احدهما اسفل من الآخر في الماء (الحديث 1363)، و في تفسير القرآن (الحديث 3027) واخرجه النسائي في التفسير . سورة النساء، قوله تعالى: (فلا وربك لا يومنون حتى يحكموك فيما شجر بينهم) (الحديث 130) و اخرجه ابن ماجه في المقدمة، باب تعظيم حديث رسول الله صلى الله عليه وسلم و التغليظ على من عارضه (الحديث 15) . تحفة الاشراف (5275) .

رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنْ كَانَ ابْنَ عَمَّتِكَ فَتَلَوَّنَ وَجْهُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ "يَا زُبَيْرُ اسْقِ ثُمَّ احْبِسِ الْمَآءَ حَتّٰى يَرْجِعَ اِلَى الْجَدْرِ" . فَقَالَ الزُّبَيْرُ اِنِّيْ اَحْسَبُ اَنَّ هٰذِهِ الْاٰيَةَ نَزَلَتْ فِيْ ذٰلِكَ (فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ) الْاٰيَةَ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک انصاری کا حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ جھگڑا ہوگیا' وہ اپنا مقدمہ لے کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا جو پانی کے اس نالے کے بارے میں تھا جس کے ذریعے لوگ اپنے کھجوروں کے باغات سیراب کیا کرتے تھے' انصاری نے یہ کہا تھا کہ آپ پانی کو چھوڑ دیں تاکہ یہ بہتا رہے۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے اس بات کو تسلیم نہیں کیا' یہ لوگ اپنا مقدمہ لے کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے زبیر! تم (اپنے باغ کو) سیراب کرو' پھر پانی اپنے پڑوسی کے لیے چھوڑ دو! اس پر انصاری کو غصہ آ گیا' وہ بولا: یارسول اللہ! یہ آپ کے پھوپھی زاد ہیں (اس لیے آپ نے ان کے حق میں فیصلہ دیا ہے) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ مبارک متغیر ہوگیا' آپ نے فرمایا: اے زبیر! تم پانی کے ذریعے (اپنے باغ کو) سیراب کرو' پھر پانی کو روکے رکھو' یہاں تک کہ وہ منڈیروں تک پہنچ جائے۔

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ آیت اسی بارے میں نازل ہوئی تھی:

''تمہارے پروردگار کی قسم! یہ لوگ اس وقت تک کامل مؤمن نہیں ہو سکتے''۔

28 - باب شَفَاعَةِ الْحَاكِمِ لِلْخُصُوْمِ قَبْلَ فَصْلِ الْحُكْمِ .

یہ باب ہے کہ حاکم کا فیصلہ دینے سے پہلے متعلقہ فریقوں سے سفارش کرنا

5432 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ زَوْجَ بَرِيْرَةَ كَانَ عَبْدًا يُقَالُ لَهُ مُغِيْثٌ كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلَيْهِ يَطُوْفُ خَلْفَهَا يَبْكِيْ وَدُمُوْعُهُ تَسِيْلُ عَلٰى لِحْيَتِهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْعَبَّاسِ "يَا عَبَّاسُ اَلَا تَعْجَبُ مِنْ حُبِّ مُغِيْثٍ بَرِيْرَةَ وَمِنْ بُغْضِ بَرِيْرَةَ مُغِيْثًا" . فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَوْ رَاجَعْتِيْهِ فَاِنَّهُ اَبُوْ وَلَدِكِ" . قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَتَاْمُرُنِيْ . قَالَ "اِنَّمَا اَنَا شَفِيْعٌ" . قَالَتْ فَلَا حَاجَةَ لِيْ فِيْهِ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کا شوہر ایک غلام تھا' اس کا نام مغیث تھا' میں گویا آج بھی انہیں دیکھ رہا ہوں کہ وہ اس خاتون کے پیچھے پیچھے جا رہے تھے اور رو رہے تھے' ان کے آنسو ان کی داڑھی پر بہہ رہے تھے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے عباس! کیا آپ کو اس بات پر حیرانی نہیں ہوتی' کہ مغیث' بریرہ سے کتنی محبت کرتا ہے' اور بریرہ' مغیث کو کتنا ناپسند کرتی ہے؟

5432-اخرجه البخاري في الطلاق، باب شفاعة النبي صلى الله عليه وسلم في زوج بريرة (الحديث 5283) و اخرجه ابو داؤد في الطلاق، باب في المملوكة تعتق و هي تحت حر او عبد (الحديث 2231) بنحوه و اخرجه ابن ماجه في الطلاق، باب خيار الامة اذا اعتقت (الحديث 2075) . تحفة الاشراف (6048) .

31 - باب قَضَاءِ الْحَاكِمِ عَلَى الْغَائِبِ اِذَا عَرَفَهُ .

یہ باب ہے کہ حاکم کا کسی غیر موجود شخص کے خلاف فیصلہ دینا' جبکہ وہ اس غیر موجود شخص سے واقف بھی ہو

5435 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا وَكِيْعٌ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جَاءَتْ هِنْدٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ شَحِيْحٌ وَّلَا يُنْفِقُ عَلَىَّ وَوَلَدِىْ مَا يَكْفِيْنِىْ اَفَاٰخُذُ مِنْ مَّالِهٖ وَلَا يَشْعُرُ قَالَ "خُذِىْ مَا يَكْفِيْكِ وَوَلَدَكِ بِالْمَعْرُوْفِ" .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: (حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی اہلیہ) ہند نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی' اس نے عرض کی: یارسول اللہ! ابوسفیان ایک کنجوس آدمی ہے وہ مجھ پر اور میرے بچوں پر اتنا خرچ نہیں کرتا' جتنا ہمارے لیے کافی ہو' تو کیا میں اس کے مال میں سے' اس کے علم میں لائے بغیر کچھ حاصل کرلیا کروں؟ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم اتنا حاصل کرلیا کرو' جو تمہارے اور تمہارے بچوں کے لیے مناسب طور پر کافی ہو۔

32 - باب النَّهْيِ عَنْ اَنْ يُقْضٰى فِىْ قَضَاءٍ بِقَضَائَيْنِ .

ایک ہی فیصلے میں' دو فیصلے کرنے کی ممانعت

5436 - اَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مَنْصُوْرِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُبَشِّرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ حُسَيْنٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ اِيَاسٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِىْ بَكْرَةَ - وَكَانَ عَامِلًا عَلٰى سِجِسْتَانَ - قَالَ كَتَبَ اِلَىَّ اَبُوْ بَكْرَةَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "لَا يَقْضِيَنَّ اَحَدٌ فِىْ قَضَاءٍ بِقَضَائَيْنِ وَلَا يَقْضِىْ اَحَدٌ بَيْنَ خَصْمَيْنِ وَهُوَ غَضْبَانُ" .

☆☆ عبدالرحمٰن بن ابوبکرہ جو بجستان کے گورنر تھے' وہ بیان کرتے ہیں: حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے مجھے خط میں لکھا کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

''کوئی بھی شخص ایک فیصلے میں دو فیصلے نہ سنائے اور کوئی بھی شخص دو فریقوں کے درمیان اس وقت فیصلہ نہ دے جب وہ غصے کی حالت میں ہو''۔

5435-اخرجه مسلم في الاقضية، باب قضية هند (الحديث 7م) و اخرجه النسائي في عشرة النساء من الكبرى، اخذ المراة نفقتها من مال زوجها بغير اذنه و ذكر اختلاف الزهري و هشام في لفظ خبر هند في ذلك (الحديث 309) و اخرجه ابن ماجه في التجارات، باب ما للمراة من مال زوجها (الحديث 2293) . تحفة الاشراف (17261) .

5436-انفرد به النسائي . و الحديث عند: البخاري في الاحكام، باب هل يقضي القاضي او يفتي و هو غضبان (الحديث 7158) و مسلم في الاقضية، باب كراهة قضاء القاضي و هو غضبان (الحديث 16) و ابي داؤد في الاقضية، باب القاضي يقضي و هو غضبان (الحديث 3589) و الترمذي في الاحكام، باب ما جاء لا يقضي القاضي و هو غضبان (الحديث 1334) و النسائي في آداب القضاة، ذكر ما ينبغي للحاكم ان يجتنبه (الحديث 5421) و ابن ماجه في الاحكام، باب لا يحكم الحاكم و هو غضبان (الحديث 2316) . تحفة الاشراف (11676) .

33 - باب مَا يَقْطَعُ الْقَضَاءُ .

یہ باب ہے کہ (حاکم کا) فیصلہ کیا چیز دیتا ہے؟

5437 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ اُمِّ سَلَمَةَ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِنَّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ اِلَيَّ وَاِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ وَّلَعَلَّ بَعْضَكُمْ اَلْحَنُ بِحُجَّتِهٖ مِنْ بَعْضٍ فَاِنَّمَا اَقْضِيْ بَيْنَكُمَا عَلٰى نَحْوِ مَا اَسْمَعُ فَمَنْ قَضَيْتُ لَهٗ مِنْ حَقِّ اَخِيْهِ شَيْئًا فَاِنَّمَا اَقْطَعُ لَهٗ قِطْعَةً مِّنَ النَّارِ" .

☆☆ سیدہ زینب بنت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا' سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان نقل کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''تم لوگ اپنے مقدمات لے کر میرے پاس آتے ہو' میں بھی ایک انسان ہوں' ہوسکتا ہے' کوئی شخص اپنا موقف پیش کرنے میں دوسرے کے مقابلے میں تیز ہو تو میں تم دونوں کے درمیان اس کے مطابق فیصلہ دے دوں' جو میں نے سنا ہے' تو اگر میں کسی شخص کو اس کے بھائی کے حق میں سے کچھ دے دوں' تو میں نے اسے جہنم کا ٹکڑا دیا ہوگا''۔

34 - باب الْاَلَدِّ الْخَصِمِ .

یہ باب ہے کہ (جھوٹے دعوے کے بارے میں) جھگڑالو شخص

5438 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ ح وَاَنْبَاَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنِيْ ابْنُ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ اَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِنَّ اَبْغَضَ الرِّجَالِ اِلَى اللّٰهِ الْاَلَدُّ الْخَصِمُ" .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتی ہیں:

''اللہ کے نزدیک سب سے ناپسندیدہ شخص (جھوٹے دعوے کے بارے میں) جھگڑالو شخص ہے''۔

35 - باب الْقَضَاءِ فِيْمَنْ لَّمْ تَكُنْ لَهٗ بَيِّنَةٌ .

یہ باب ہے کہ جس مسئلے میں ثبوت نہ ہوں' اس میں فیصلہ دینا

5439 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ

5437-تقدم (الحديث 5416) .

5438-اخرجه البخاري في المظالم، باب قول الله تعالى (و هو الد الخصام) (الحديث 2457)، و في التفسير ، باب (و هو الد الخصام) (الحديث 4523)، و في الاحكام، باب الالد الخصم (الحديث 7188) . واخرجه مسلم في العلم، باب في الالد الخصم (الحديث 5) واخرجه الترمذي في تفسير القرآن، باب (ومن سورة البقرة) (الحديث 2976) . واخرجه النسائي في التفسير: سورة البقرة، قوله تعالى: و هو الد الخصام (الحديث 56) . تحفة الاشراف (16248) .

بُرْدَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي مُوسَى أَنَّ رَجُلَيْنِ اخْتَصَمَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي دَابَّةٍ لَيْسَ لِوَاحِدٍ مِنْهُمَا بَيِّنَةٌ فَقَضَى بِهَا بَيْنَهُمَا نِصْفَيْنِ ۔

☆☆ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: دو آدمی ایک جانور کے بارے میں مقدمہ لے کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے' ان میں سے کسی ایک کے پاس بھی ثبوت نہیں تھا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا' دونوں کو نصف' نصف دے دیا جائے۔

36 - باب عِظَةِ الْحَاكِمِ عَلَى الْيَمِينِ ۔

یہ باب ہے کہ حاکم کا قسم اُٹھانے کے حوالے سے وعظ و نصیحت کرنا

5440 - أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ سَعِيدِ بْنِ مَسْرُوقٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ نَافِعِ بْنِ عُمَرَ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ كَانَتْ جَارِيَتَانِ تَخْرُزَانِ بِالطَّائِفِ فَخَرَجَتْ إِحْدَاهُمَا وَيَدُهَا تَدْمَى فَزَعَمَتْ أَنَّ صَاحِبَتَهَا أَصَابَتْهَا وَأَنْكَرَتِ الْأُخْرَى فَكَتَبْتُ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فِي ذَلِكَ فَكَتَبَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضَى أَنَّ الْيَمِينَ عَلَى الْمُدَّعَى عَلَيْهِ وَلَوْ أَنَّ النَّاسَ أُعْطُوا بِدَعْوَاهُمْ لَادَّعَى نَاسٌ أَمْوَالَ نَاسٍ وَدِمَاءَهُمْ فَادْعُهَا وَاتْلُ عَلَيْهَا هَذِهِ الْآيَةَ (إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا أُولَئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ) حَتَّى خَتَمَ الْآيَةَ فَدَعَوْتُهَا فَتَلَوْتُ عَلَيْهَا فَاعْتَرَفَتْ بِذَلِكَ فَسَرَّهُ ۔

☆☆ ابن ابوملیکہ بیان کرتے ہیں: دو کنیزیں جو طائف میں جوتے بنایا کرتی تھیں' ان میں سے ایک باہر آئی تو اس کے ہاتھ سے خون بہہ رہا تھا' اس نے یہ بتایا' دوسری کنیز نے اسے زخمی کیا ہے' جبکہ دوسری کنیز نے اس بات کا انکار کر دیا تو میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو اس بارے میں خط لکھا' تو انہوں نے جواب میں لکھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فیصلہ دیا ہے: جس کے خلاف دعویٰ کیا گیا ہو' اس پر قسم اُٹھانا لازم ہے' اگر لوگوں کو ان کا دعویٰ کرنے کی وجہ سے (ان کے دعویٰ کے مطابق چیزیں) دی جانے لگیں' تو لوگ دوسروں کے اموال کے بارے میں دعویٰ کرنے لگیں گے' تو تم اس کنیز کو چھوڑ دو اور اس کے سامنے یہ آیت تلاوت کرو:

5439-اخرجه ابو داؤد في الاقضية، باب الرجلين يدعيان شيئاً و ليست لهما بينة (الحديث 3613 و 3614 و 3615) و اخرجه ابن ماجه في الاحكام، باب الرجلان يدعيان السلعة و ليس بينهما بينة (الحديث 2330) . تحفة الاشراف (9088) .

5440-اخرجه البخاري في التفسير، باب (ان الذين يشترون بعهد الله و ايمانهم ثمناً قليلاً اولئك لا خلاق لهم) (الحديث 4552) و الحديث عند: البخاري في الرهن، باب اذا اختلف الراهن و المرتهن و نحوه، فالبينة على المدعي و اليمين على المدعى عليه (الحديث 2514) و في الشهادات، باب اليمين على المدعى عليه في الاموال و الحدود (الحديث 2668)، و مسلم في الاقضية، باب اليمين على المدعى عليه (1 و 2) و ابو داؤد في الاقضية، باب في اليمين على المدعى عليه (الحديث 3619) . و الترمذي في الاحكام، باب ما جاء في ان البينة على المدعي و اليمين على المدعى عليه (الحديث 1342) . و اخرجه ابن ماجه في الاحكام، باب البينة على المدعي و اليمين على المدعى عليه (الحديث 2321) . تحفة الاشراف (5792) .

"جو شخص اللہ کے نام کے عہد اور اس کی قسم کے عوض میں تھوڑی قیمت خرید تے ہیں ان کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہو گا"۔

انہوں نے یہ پوری آیت تحریر کی تو میں نے اس کنیز کو بلایا اور اس کے سامنے یہ آیت تلاوت کی تو اس نے اس بارے میں اعتراف کر لیا۔

بعد میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو جب یہ بات بتائی گئی تو وہ اس پر بہت خوش ہوئے۔

37 - باب كَيْفَ يَسْتَحْلِفُ الْحَاكِمُ .

حاکم کس طرح سے قسم لے گا؟

5441 - اَخْبَرَنَا سَوَّارُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا مَرْحُوْمُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ عَنْ اَبِىْ نَعَامَةَ عَنْ اَبِىْ عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ مُعَاوِيَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ عَلٰى حَلْقَةٍ - يَعْنِىْ مِنْ اَصْحَابِه - فَقَالَ "مَا اَجْلَسَكُمْ" . قَالُوْا جَلَسْنَا نَدْعُو اللّٰهَ وَنَحْمَدُهُ عَلٰى مَا هَدَانَا لِدِيْنِه وَمَنَّ عَلَيْنَا بِكَ . قَالَ "اَللّٰهِ مَا اَجْلَسَكُمْ اِلَّا ذٰلِكَ" . قَالُوْا اللّٰهِ مَا اَجْلَسَنَا اِلَّا ذٰلِكَ . قَالَ "اَمَا اِنِّىْ لَمْ اَسْتَحْلِفْكُمْ تُهَمَةً لَكُمْ وَاِنَّمَا اَتَانِىْ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَاَخْبَرَنِىْ اَنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يُبَاهِىْ بِكُمُ الْمَلَائِكَةَ" .

☆☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے یہ بات بیان کی کہ ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک حلقے کے پاس تشریف لائے۔ (راوی کہتے ہیں:) یعنی اپنے اصحاب کے حلقے کے پاس تشریف لائے تو آپ نے دریافت کیا: تم لوگ یہاں کیوں بیٹھے ہو؟ انہوں نے عرض کی: اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کی طرف جو ہماری رہنمائی کی ہے اور آپ کے ذریعے جو ہم پر احسان کیا ہے اس پر ہم اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرنے کے لیے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرنے کے لیے بیٹھے ہوئے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: اللہ کی قسم! تم لوگ کیا صرف اسی وجہ سے بیٹھے ہو؟ انہوں نے عرض کی: اللہ کی قسم! ہم صرف اسی وجہ سے بیٹھے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے تم سے قسم اس لیے نہیں لی کہ میں تم پر کوئی الزام لگا رہا ہوں بلکہ ابھی جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے اور انہوں نے مجھے بتایا: کہ اللہ تعالیٰ تم لوگوں کی وجہ سے فرشتوں کے سامنے فخر کا اظہار کر رہا ہے۔

5442 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنِىْ اَبِىْ قَالَ حَدَّثَنِىْ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "رَاٰى

5441-اخرجه مسلم في الذكر والدعاء و التوبة والاستغفار، باب فضل الاجتماع على تلاوة القرآن، وعلى الذكر (الحديث 40) مطولاً و اخرجه الترمذي في الدعاء، باب ما جاء في القيوم يجلسون فيذكرون الله عزوجل ما لهم من الفضل (الحديث 3379) مطولاً . تحفة الاشراف (11416) .

5442-اخرجه البخاري في احاديث الانبياء، باب قول الله (واذكر في الكتاب مريم اذ انتبذت من اهلها) (الحديث 3443) تعليقاً . تحفة الاشراف (14223) .

عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ رَجُلًا يَسْرِقُ فَقَالَ لَهُ اَسَرَقْتَ قَالَ لَا وَاللّٰهِ الَّذِىْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ . قَالَ عِيْسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَكَذَّبْتُ بَصَرِىْ" .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام نے ایک مرتبہ ایک شخص کو چوری کرتے دیکھا تو اس سے دریافت کیا: کیا تم نے چوری کی ہے؟ اس نے عرض کی: جی نہیں! اللہ کی قسم! جس کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے (میں نے چوری نہیں کی)۔ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: میں اللہ پر ایمان رکھتا ہوں اور اپنی آنکھوں دیکھی بات کو جھٹلاتا ہوں۔

☆☆ معاذ بن عبداللہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: مکہ کے راستے میں' میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ تھا' مجھے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ تنہا ہونے کا موقع ملا تو میں آپ کے قریب ہو گیا' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم پڑھو! میں نے عرض کی: میں کیا پڑھوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تم پڑھو! میں نے عرض کی: میں کیا پڑھوں؟ تو آپ نے پڑھا: قل اعوذ برب الفلق یہاں تک کہ آپ نے اس سورت کو مکمل کیا' پھر آپ ﷺ نے یہ پڑھا: قل اعوذ برب الناس یہاں تک کہ اس سورت کو مکمل کر لیا' پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''لوگوں نے ان دونوں سورتوں سے زیادہ افضل (کلمات کے ذریعے) پناہ نہیں مانگی ہوگی''۔

5445 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنِي الْقَعْنَبِيُّ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنْ مُعَاذِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ خُبَيْبٍ عَنْ اَبِيهِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ بَيْنَا اَنَا اَقُودُ بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاحِلَتَهُ فِي غَزْوَةٍ اِذْ قَالَ "يَا عُقْبَةُ قُلْ" . فَاسْتَمَعْتُ ثُمَّ قَالَ "يَا عُقْبَةُ قُلْ" . فَاسْتَمَعْتُ فَقَالَهَا الثَّالِثَةَ فَقُلْتُ مَا اَقُولُ فَقَالَ "(قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ)" . فَقَرَاَ السُّورَةَ حَتّٰى خَتَمَهَا ثُمَّ قَرَاَ (قُلْ اَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ) وَقَرَاْتُ مَعَهُ حَتّٰى خَتَمَهَا ثُمَّ قَرَاَ (قُلْ اَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ) فَقَرَاْتُ مَعَهُ حَتّٰى خَتَمَهَا ثُمَّ قَالَ "مَا تَعَوَّذَ بِمِثْلِهِنَّ اَحَدٌ" .

☆☆ حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ میں ایک غزوے کے دوران نبی اکرم ﷺ کی سواری کی نکیل پکڑ کر جا رہا تھا' آپ نے ارشاد فرمایا: اے عقبہ! تم پڑھو! میں مکمل طور پر آپ کی طرف متوجہ ہو گیا' آپ نے پھر ارشاد فرمایا: اے عقبہ! تم پڑھو! تو میں مکمل طور پر آپ کی طرف متوجہ ہو گیا' تیسری مرتبہ جب آپ نے یہ کلمہ ارشاد فرمایا' تو میں نے عرض کی: میں کیا پڑھوں؟ آپ نے فرمایا: قل ھو اللہ احد' آپ نے اس سورت کی تلاوت کی اور اسے مکمل پڑھا' پھر آپ نے سورۃ الفلق کی تلاوت کی' آپ کے ساتھ میں نے بھی اسے پڑھا' یہاں تک کہ نبی اکرم ﷺ نے اس سورت کی مکمل تلاوت کی' پھر آپ ﷺ نے سورۃ الناس کی تلاوت کی' آپ کے ساتھ میں نے بھی اس کی تلاوت کی' یہاں تک کہ نبی اکرم ﷺ نے اسے مکمل پڑھ لیا' پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کسی نے ان کی مانند (کلمات کے ذریعے) پناہ نہیں مانگی ہوگی۔

5446 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ حَكِيمٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سُلَيْمَانَ الْاَسْلَمِيُّ عَنْ مُعَاذِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ خُبَيْبٍ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "قُلْ" . قُلْتُ وَمَا اَقُولُ قَالَ "(قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ) (قُلْ اَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ) (قُلْ اَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ)" . فَقَرَاَهُنَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ "لَمْ يَتَعَوَّذِ النَّاسُ بِمِثْلِهِنَّ اَوْ لَا يَتَعَوَّذُ النَّاسُ بِمِثْلِهِنَّ" .

☆☆ حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے فرمایا: تم پڑھو! میں نے عرض کی: میں کیا پڑھوں؟ آپ نے پڑھا: قل ھو اللہ احد' قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس' نبی اکرم ﷺ نے ان تینوں (سورتوں کو) مکمل پڑھا' پھر آپ نے ارشاد فرمایا: لوگوں نے ان کی مانند (کلمات کے ذریعے) پناہ حاصل نہیں کی ہوگی۔

5445-سبق (الحديث 5446) . تحفة الاشراف (9970) .

5446-تقدم (الحديث 5445) .

(یہاں ایک لفظ کے بارے میں راوی کو شک ہے)

5447 - اَخْبَرَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَمْرٍو عَنْ يَحْيٰى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ الْحَارِثِ اَخْبَرَنِيْ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ ابْنَ عَابِسٍ الْجُهَنِيَّ اَخْبَرَهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُ "يَا ابْنَ عَابِسٍ اَلَا اَدُلُّكَ - اَوْ قَالَ اَلَا اُخْبِرُكَ - بِاَفْضَلِ مَا يَتَعَوَّذُ بِهِ الْمُتَعَوِّذُوْنَ" . قَالَ بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ . قَالَ "(قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ) وَ (قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ) هَاتَيْنِ السُّوْرَتَيْنِ" .

☆☆ حضرت ابن عابس جہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: اے ابن عابس! کیا میں تمہاری رہنمائی نہ کروں! (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں:) کیا میں تمہیں اس چیز کے بارے میں نہ بتاؤں؟ کہ پناہ مانگنے والا جن چیزوں کے ذریعے پناہ مانگتا ہے ان میں جو سب سے افضل ہے؟ تو حضرت ابن عابس رضی اللہ عنہ نے عرض کی: جی ہاں! یا رسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قل اعوذ برب الفلق' قل اعوذ برب الناس یہ دو سورتیں ہیں۔

5448 - اَخْبَرَنِيْ عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ قَالَ حَدَّثَنَا بَحِيْرُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ اُهْدِيَتْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَغْلَةٌ شَهْبَاءُ فَرَكِبَهَا وَاَخَذَ عُقْبَةُ يَقُوْدُهَا بِهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعُقْبَةَ "اقْرَاْ" . قَالَ وَمَا اَقْرَاُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ "اقْرَاْ (قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ)" . فَاَعَادَهَا عَلَيَّ حَتّٰى قَرَاْتُهَا فَعَرَفَ اَنِّيْ لَمْ اَفْرَحْ بِهَا جِدًّا قَالَ "لَعَلَّكَ تَهَاوَنْتَ بِهَا" . فَمَا قُمْتُ يَعْنِيْ بِمِثْلِهَا .

☆☆ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تحفے کے طور پر سفید خچر پیش کیا گیا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر سوار ہوئے حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ اس کی لگام تھام کر اسے ساتھ لے کر چلنے لگے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تلاوت کرو! حضرت عقبہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں کیا پڑھوں! تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تم تلاوت کرو! حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: میں کیا پڑھوں! تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' تم پڑھو: قل اعوذ برب الفلق' من شرما خلق' پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کلمات کو میرے سامنے دہرایا تو میں نے بھی انہیں پڑھ لیا' آپ کو اندازہ ہوگیا' میں ان کا علم حاصل کر کے زیادہ خوش نہیں ہوا' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شاید تم نے انہیں کم سمجھا ہے' حالانکہ مجھے ان کی مانند کوئی کلمات نہیں ملے ہیں۔

5449 - اَخْبَرَنَا مُوْسٰى بْنُ حِزَامٍ التِّرْمِذِيُّ قَالَ اَنْبَاَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ اَنَّهُ سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُعَوِّذَتَيْنِ . قَالَ عُقْبَةُ فَاَمَّنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهِمَا فِيْ صَلَاةِ الْغَدَاةِ .

☆☆ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے معوذتین کے بارے میں دریافت کیا' تو

5447-انفرد بہ النسائی ۔ تحفۃ الاشراف (15523) ۔

5448-انفرد بہ النسائی ۔ تحفۃ الاشراف (9916) ۔

5449-تقدم (951) ۔

حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں فجر کی نماز پڑھاتے ہوئے ان دونوں سورتوں کی تلاوت کی۔

5450 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ مَكْحُولٍ عَنْ عُقْبَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَاَ بِهِمَا فِىْ صَلَاةِ الصُّبْحِ .

☆☆ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز میں ان دونوں سورتوں کی تلاوت کی تھی۔

5451 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِىْ مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ الْحَارِثِ - وَهُوَ الْعَلَاءُ - عَنِ الْقَاسِمِ مَوْلَى مُعَاوِيَةَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ كُنْتُ اَقُوْدُ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِى السَّفَرِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "يَا عُقْبَةُ اَلَا اُعَلِّمُكَ خَيْرَ سُوْرَتَيْنِ قُرِئَتَا" . فَعَلَّمَنِىْ (قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ) وَ (قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ) فَلَمْ يَرَنِىْ سُرِرْتُ بِهِمَا جِدًّا فَلَمَّا نَزَلَ لِصَلَاةِ الصُّبْحِ صَلّٰى بِهِمَا صَلَاةَ الصُّبْحِ لِلنَّاسِ فَلَمَّا فَرَغَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الصَّلَاةِ الْتَفَتَ اِلَىَّ فَقَالَ "يَا عُقْبَةُ كَيْفَ رَاَيْتَ" .

☆☆ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک سفر کے دوران میں جانور کو ہانک کر لے جا رہا تھا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عقبہ! کیا میں تمہیں دو بہترین سورتوں کی تعلیم نہ دوں' جن کی تلاوت کی جاتی ہے۔ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے سورۃ الفلق اور سورۃ الناس سکھائیں تو آپ نے دیکھا کہ ان دونوں کی وجہ سے میں زیادہ مسرور نہیں ہوا' تو جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز کے لیے پڑاؤ کیا' تو آپ نے لوگوں کو فجر کی نماز پڑھاتے ہوئے ان دونوں سورتوں کی تلاوت کی' جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ کر فارغ ہوئے' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اے عقبہ! اب تمہاری کیا رائے ہے؟

5452 - اَخْبَرَنِىْ مَحْمُوْدُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ قَالَ حَدَّثَنِىْ ابْنُ جَابِرٍ عَنِ الْقَاسِمِ اَبِىْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ بَيْنَا اَقُوْدُ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ نَقْبٍ مِّنْ تِلْكَ النِّقَابِ اِذْ قَالَ "اَلَا تَرْكَبُ يَا عُقْبَةُ" . فَاَجْلَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ اَرْكَبَ مَرْكَبَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ "اَلَا تَرْكَبُ يَا عُقْبَةُ" . فَاَشْفَقْتُ اَنْ يَكُوْنَ مَعْصِيَةً فَنَزَلَ وَرَكِبْتُ هُنَيْهَةً وَّنَزَلْتُ وَرَكِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ "اَلَا اُعَلِّمُكَ سُوْرَتَيْنِ مِنْ خَيْرِ سُوْرَتَيْنِ قَرَاَ بِهِمَا النَّاسُ" . فَاَقْرَاَنِىْ (قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ) وَ (قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ) فَاُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ فَتَقَدَّمَ فَقَرَاَ بِهِمَا ثُمَّ مَرَّ بِىْ فَقَالَ "كَيْفَ رَاَيْتَ يَا عُقْبَةُ بْنَ عَامِرٍ اقْرَاْ بِهِمَا كُلَّمَا نِمْتَ وَقُمْتَ" .

☆☆ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ میں ایک گھاٹی میں سے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری کی لگام پکڑ

5450-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (9972) .

5451-اخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب في المعوذتين (الحديث 1462) و اخرجه النسائي في الاستعاذة، (الحديث 5452)، و في عمل اليوم و الليلة، ما يقول اذا نام و اذا قام (الحديث 889) مختصراً . تحفة الاشراف (9946) .

5452-تقدم (الحديث 5451) .

کر گزر رہا تھا' آپ نے ارشاد فرمایا: اے عقبہ! کیا تم سوار نہیں ہو گے؟ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے احترام کے پیش نظر مجھے یہ اچھا نہیں لگا کہ میں آپ کی سواری پر سوار ہو جاؤں' پھر آپ نے ارشاد فرمایا: اے عقبہ! کیا تم سوار نہیں ہو گے؟ تو مجھے یہ اندیشہ ہوا کہ کہیں میں نافرمانی کا مرتکب نہ ہو جاؤں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سواری سے اتر گئے اور پھر میں تھوڑی دیر کے لیے سوار ہو گیا' پھر میں تھوڑی دیر بعد سواری سے اتر گیا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہو گئے' پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا میں تمہیں ایسی دو سورتوں کی تعلیم نہ دوں' جو بہترین دو سورتیں ہیں جن کی لوگ تلاوت کرتے ہیں' پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے سورۃ الفلق اور سورۃ الناس پڑھنی سکھائیں' جب نماز ہوئی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دو سورتوں کی تلاوت کی' پھر میرے پاس سے گزرے اور مجھ سے ارشاد فرمایا: اے عقبہ بن عامر! اب تمہاری کیا رائے ہے' جب بھی تم سونے لگو اور جب بھی بیدار ہو' تو تم ان دونوں سورتوں کی تلاوت کر لیا کرو۔

5453 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ سَعِيْدِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ كُنْتُ اَمْشِي مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "يَا عُقْبَةُ قُلْ" . فَقُلْتُ مَاذَا اَقُوْلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَسَكَتَ عَنِّيْ ثُمَّ قَالَ "يَا عُقْبَةُ قُلْ" . قُلْتُ مَاذَا اَقُوْلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَسَكَتَ عَنِّيْ فَقُلْتُ اللّٰهُمَّ ارْدُدْهُ عَلَيَّ فَقَالَ "يَا عُقْبَةُ قُلْ" . قُلْتُ مَاذَا اَقُوْلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ "(قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ) فَقَرَاْتُهَا حَتّٰى اَتَيْتُ عَلٰى اٰخِرِهَا ثُمَّ قَالَ "قُلْ" . قُلْتُ مَاذَا اَقُوْلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ "(قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ)" . فَقَرَاْتُهَا حَتّٰى اَتَيْتُ عَلٰى اٰخِرِهَا ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ ذٰلِكَ "مَا سَاَلَ سَائِلٌ بِمِثْلِهِمَا وَلَا اسْتَعَاذَ مُسْتَعِيْذٌ بِمِثْلِهِمَا" .

☆☆ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر کر رہا تھا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم پڑھو! میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں کیا پڑھوں؟ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: اے عقبہ! تم پڑھو! پھر میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں کیا پڑھوں؟ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے' میں نے (دل میں دعا کی:) اے اللہ! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دوبارہ مجھے مخاطب کریں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عقبہ! تم پڑھو! میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں کیا پڑھوں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قل اعوذ برب الفلق' میں نے اس سورت کو پڑھ لیا' یہاں تک کہ میں نے اس سورت کو مکمل پڑھ لیا' پھر آپ نے ارشاد فرمایا: تم پڑھو! پھر میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں کیا پڑھوں؟ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قل اعوذ برب الناس' پھر میں نے اس سورت کو بھی مکمل کر لیا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت ارشاد فرمایا: کسی بھی مانگنے والے نے (ان کلمات کے ذریعے) نہیں مانگا ہو گا اور کسی بھی پناہ مانگنے والے نے ان کلمات ان کی مانند پناہ نہیں مانگی ہو گی۔

5454 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ حَبِيْبٍ عَنْ اَبِيْ عِمْرَانَ اَسْلَمَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ رَاكِبٌ فَوَضَعْتُ يَدِيْ عَلٰى قَدَمِهٖ فَقُلْتُ اَقْرِئْنِيْ سُوْرَةَ هُوْدٍ اَقْرِئْنِيْ سُوْرَةَ يُوْسُفَ . فَقَالَ "لَنْ تَقْرَاَ شَيْئًا اَبْلَغَ عِنْدَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ (قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ)" .

5453-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (9927) . 5454-تقدم (الحديث 952) .

☆☆ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا' اس وقت آپ سوار تھے' میں نے اپنا ہاتھ آپ کے قدم مبارک پر رکھا' میں نے عرض کی کہ آپ مجھے سورۂ ھود کی تلاوت کرنا سکھایئے! آپ مجھے سورۂ یوسف کی تلاوت کرنا سکھایئے! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم ایسی کسی سورت کی تلاوت نہیں کرو گے' جو اللہ کی بارگاہ میں سورۃ الفلق سے زیادہ بلیغ ہو(یا پہنچنے والی ہو)۔

5455 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنَا قَيْسٌ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اُنْزِلَ عَلَيَّ اٰيَاتٌ لَمْ يُرَ مِثْلُهُنَّ (قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ) اِلٰى اٰخِرِ السُّوْرَةِ وَ (قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ)". اِلٰى اٰخِرِ السُّوْرَةِ.

☆☆ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''مجھ پر ایسی آیات نازل ہوئی ہیں' جن کی مانند کبھی (کوئی آیات) نہیں دیکھی گئیں' (وہ یہ ہیں:) قل اعوذ برب الفلق (یہ سورت کے آخر تک ہے) اور قل اعوذ برب الناس۔ (راوی کہتے ہیں:) یہ سورت کے آخر تک ہے''۔

5456 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنِيْ بَدَلٌ قَالَ حَدَّثَنَا شَدَّادُ بْنُ سَعِيْدٍ اَبُوْ طَلْحَةَ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ الْجُرَيْرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ نَضْرَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اقْرَاْ يَا جَابِرُ". قُلْتُ وَمَاذَا اَقْرَاُ بِاَبِيْ اَنْتَ وَاُمِّيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ "اقْرَاْ (قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ) وَ (قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ)". فَقَرَاْتُهُمَا فَقَالَ "اقْرَاْ بِهِمَا وَلَنْ تَقْرَاَ بِمِثْلِهِمَا".

☆☆ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: تم تلاوت کرو! میں نے عرض کی: یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں! میں کیا تلاوت کروں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم تلاوت کرو! قل اعوذ برب الفلق' قل اعوذ برب الناس' تو میں نے ان دونوں کی تلاوت کی' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم ان دونوں کی تلاوت کیا کرو' کیونکہ تم ان کی مانند کسی اور چیز کی تلاوت نہیں کرو گے'' (یعنی ان کی تلاوت بہت عظیم ہے)۔

2 - باب الْاِسْتِعَاذَةِ مِنْ قَلْبٍ لَّا يَخْشَعُ

یہ باب ہے کہ ایسے دل سے پناہ مانگنا' جس میں خشوع نہ ہو

5457 - اَخْبَرَنَا يَزِيْدُ بْنُ سِنَانٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ اَنْبَاَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَبِيْ سِنَانٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِي الْهُذَيْلِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَعَوَّذُ مِنْ اَرْبَعٍ مِنْ عِلْمٍ لَّا يَنْفَعُ وَمِنْ قَلْبٍ لَّا يَخْشَعُ وَدُعَاءٍ لَّا يُسْمَعُ وَنَفْسٍ لَّا تَشْبَعُ.

5455-تقدم (الحديث 5453).

5456-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (3111) .

5457-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (8846) .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم چار چیزوں سے پناہ مانگا کرتے تھے' ایسے علم سے جو فائدہ نہ دے' ایسے دل سے جس میں خشوع نہ ہو' ایسی دعا جو قبول نہ ہو' اور ایسے نفس سے' جو سیر نہ ہو۔

3 - باب الْاِسْتِعَاذَةِ مِنْ فِتْنَةِ الصَّدْرِ .

یہ باب ہے کہ سینے کی آزمائش سے پناہ مانگنا

5458 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ قَالَ اَنْبَاَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْرَآئِيلُ عَنْ اَبِي اِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ عَنْ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَعَوَّذُ مِنَ الْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَفِتْنَةِ الصَّدْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ .

☆☆ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بزدلی' کنجوسی' سینے کی آزمائش اور قبر کے عذاب سے پناہ مانگا کرتے تھے۔

4 - باب الْاِسْتِعَاذَةِ مِنْ شَرِّ السَّمْعِ وَالْبَصَرِ .

یہ باب ہے کہ سماعت اور بصارت کے شر سے پناہ مانگنا

5459 - اَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ اِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ اَوْسٍ قَالَ حَدَّثَنِي بِلَالُ بْنُ يَحْيَى اَنَّ شُتَيْرَ بْنَ شَكَلٍ اَخْبَرَهُ عَنْ اَبِيهِ شَكَلِ بْنِ حُمَيْدٍ قَالَ اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ عَلِّمْنِي تَعَوُّذًا اَتَعَوَّذُ بِهِ فَاَخَذَ بِيَدِي ثُمَّ قَالَ "قُلْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ سَمْعِي وَشَرِّ بَصَرِي وَشَرِّ لِسَانِي وَشَرِّ قَلْبِي وَشَرِّ مَنِيِّي" . قَالَ حَتّٰى حَفِظْتُهَا قَالَ سَعْدٌ وَالْمَنِيُّ مَاؤُهُ .

☆☆ حضرت شکل بن حمید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا' میں نے عرض کی: اے اللہ کے نبی! آپ مجھے تعوذ کے ایسے کلمات سکھایئے! جن کے ذریعے میں تعوذ پڑھا کروں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ تھاما اور پھر ارشاد فرمایا: تم یہ پڑھو!

"(اے اللہ!) میں اپنی سماعت کے شر سے' اپنی بصارت کے شر سے' اپنی زبان کے شر سے' اپنے دل کے شر سے' اپنا مادۂ

5458-اخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب في الاستعاذة (الحديث 1539) واخرجه النسائي في الاستعاذة، الاستعاذة من فتنة الدنيا (الحديث 5495 و 5496 و 5497)، و (الحديث 5498) مرسلا. والاستعاذة من سوء العمر (الحديث 5512)، و في عمل اليوم و الليلة، الاستعاذة في دبر الصلوات (الحديث 134 و 135) و (الحديث 136) مرسلا . و اخرجه ابن ماجه في الدعاء، باب ماتعوذ منه رسول الله صلى الله عليه وسلم (الحديث 3844) . تحفة الاشراف (10617) .

5459-اخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب في الاستعاذة (الحديث 1551) و اخرجه الترمذي في الدعوات، باب . 75 . (الحديث 3492) و اخرجه النسائي في الاستعاذة، الاستعاذة من شر السمع و البصر (الحديث 5470)، والاستعاذة من شر البصر (الحديث 5471)، والاستعاذة من شر الذكر (الحديث 5499) . تحفة الاشراف (4847) .

تولید کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں"۔

راوی کہتے ہیں: یہاں تک کہ میں نے ان کلمات کو یاد کرلیا۔

کعب نامی راوی نے یہ بات بیان کی ہے: روایت میں استعمال ہونے والے لفظ "منی" سے مراد مادۂ تولید ہے۔

5 - باب الْاِسْتِعَاذَةِ مِنَ الْجُبْنِ .

یہ باب ہے کہ بزدلی سے پناہ مانگنا

5460 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ مُصْعَبَ بْنَ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ كَانَ يُعَلِّمُنَا خَمْسًا كَانَ يَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُو بِهِنَّ وَيَقُوْلُهُنَّ "اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَاَعُوْذُ بِكَ اَنْ اُرَدَّ اِلٰى اَرْذَلِ الْعُمُرِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ" .

☆☆ مصعب بن سعد اپنے والد کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: وہ ہمیں پانچ کلمات کی تعلیم دیا کرتے تھے اور یہ فرمایا کرتے تھے: نبی اکرم ﷺ ان کلمات کے ذریعے دعا مانگتے تھے اور ان کلمات کو پڑھا کرتے تھے (وہ یہ ہیں:)

"اے اللہ! میں کنجوسی سے تیری پناہ مانگتا ہوں' میں بزدلی سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور میں اس بات سے تیری پناہ مانگتا ہوں کہ مجھے سٹھیا جانے والی عمر تک لوٹا دیا جائے' اور میں دنیا کی آزمائش سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور میں قبر کے عذاب سے تیری پناہ مانگتا ہوں"۔

6 - باب الْاِسْتِعَاذَةِ مِنَ الْبُخْلِ .

یہ باب ہے کہ کنجوسی سے پناہ مانگنا

5461 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ قَالَ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوْسٰى عَنْ زَكَرِيَّا عَنْ اَبِىْ اِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ كَانَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَعَوَّذُ مِنْ خَمْسٍ مِنَ الْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَسُوْءِ الْعُمُرِ وَفِتْنَةِ الصَّدْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ پانچ چیزوں سے پناہ مانگا کرتے تھے: کنجوسی' بزدلی'

5460-اخرجه البخاري في الدعوات ، باب التعوذ من عذاب القبر (الحديث 6365)، باب التعوذ من البخل (الحديث 6370)، باب الاستعاذة من ارذل العمر و من فتنة الدنيا و من فتنة النار (الحديث 6374)، و باب التعوذ من فتنة الدنيا (الحديث 6390) و اخرجه الترمذي في الدعوات، باب في دعاء النبي صلى الله عليه وسلم و تعوذه دبر كل صلاة (الحديث 3567) و اخرجه النسائي في الاستعاذة، الاستعاذة من فتنة الدنيا (الحديث 5493)، و الاستعاذة من ارذل العمر (الحديث 5511)، و في عمل اليوم و الليلة، الاستعاذة في دبر الصلوات (الحديث 131) . تحفة الاشراف (3932) .

5461-اخرجه النسائي في عمل اليوم و الليلة، الاستعاذة في دبر الصلوات (الحديث 133) . تحفة الاشراف (9490) .

بُری عمر، سینے کی آزمائش اور قبر کا عذاب۔

5462 - اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَبَّانُ بْنُ هِلَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ الْاَوْدِيِّ قَالَ كَانَ سَعْدٌ يُعَلِّمُ بَنِيهِ هٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ كَمَا يُعَلِّمُ الْمُعَلِّمُ الْغِلْمَانَ وَيَقُوْلُ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَعَوَّذُ بِهِنَّ دُبُرَ الصَّلَاةِ "اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَاَعُوْذُ بِكَ اَنْ اُرَدَّ اِلٰى اَرْذَلِ الْعُمُرِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ" .

فَحَدَّثْتُ بِهَا مُصْعَبًا فَصَدَّقَهُ .

☆☆ عمرو بن میمون بیان کرتے ہیں: حضرت سعد رضی اللہ عنہ اپنے بچوں کو ان کلمات کی اسی طرح تعلیم دیا کرتے تھے: جس طرح کوئی استاد بچوں کو سبق سکھاتا ہے وہ یہ فرمایا کرتے تھے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے بعد ان کلمات کے ذریعے پناہ مانگا کرتے تھے (وہ یہ ہیں:)

"(اے اللہ!) میں کنجوسی سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور میں بزدلی سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور میں اس بات سے تیری پناہ مانگتا ہوں کہ مجھے سٹھیا جانے والی عمر تک لے جایا جائے اور میں دنیا کی آزمائش سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور میں قبر کے عذاب سے تیری پناہ مانگتا ہوں"۔

راوی کہتے ہیں: میں نے یہ روایت (حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے) مصعب کو سنائی تو انہوں نے اس کی تصدیق کی۔

5463 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى عَنْ مُعَاذِ بْنِ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ "اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْبُخْلِ وَالْهَرَمِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَفِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ" .

☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ پڑھا کرتے تھے:

"اے اللہ! میں عاجز ہو جانے، کاہلی، کنجوسی، بڑھاپے، قبر کے عذاب، زندگی اور موت کی آزمائش سے تیری پناہ مانگتا ہوں"۔

5462-اخرجه الترمذي في الدعوات، باب في دعاء النبي صلى الله عليه وسلم و تعوذه دبر كل صلاة(الحديث 3567) و اخرجه النسائي في الاستعاذة، الاستعاذة من فتنة الدنيا (الحديث 5494)، و في عمل اليوم و الليلة، الاستعاذة في دبر الصلوات (الحديث 132) . و الحديث عند البخاري في الجهاد، باب ما يتعوذ من الجبن (الحديث 2822) . تحفة الاشراف (3910) .

5463-سياتي (الحديث 5474) . تحفة الاشراف (1390) .

7- باب الْاِسْتِعَاذَةِ مِنَ الْهَمِّ .

یہ باب ہے کہ شدید غم سے پناہ مانگنا

5464 – اَخْبَرَنَا عَلِیُّ بْنُ الْمُنْذِرِ عَنِ ابْنِ فُضَيْلٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْحَاقَ عَنِ الْمِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَوَاتٌ لَا يَدَعُهُنَّ كَانَ يَقُوْلُ "اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحَزَنِ وَالْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ" .

☆☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کے کچھ کلمات ایسے تھے جنہیں آپ کبھی ترک نہیں کرتے تھے آپ یہ پڑھا کرتے تھے:

''اے اللہ! میں شدید غم' حزن' عاجز ہو جانے' کاہل ہو جانے' کنجوسی' بزدلی' قرض کے بوجھ اور لوگوں کے غالب آ جانے سے تیری پناہ مانگتا ہوں''۔

5465 – اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ اَبِی عَمْرٍو عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَوَاتٌ لَا يَدَعُهُنَّ "اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحَزَنِ وَالْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَالدَّيْنِ وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ" .

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ هٰذَا الصَّوَابُ وَحَدِيْثُ ابْنِ فُضَيْلٍ خَطَاٌ .

☆☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کے کچھ کلمات ایسے تھے جنہیں آپ کبھی ترک نہیں کرتے تھے آپ یہ پڑھا کرتے تھے:

''اے اللہ! میں شدید غم' حزن' عاجز ہو جانے' کاہل ہو جانے' کنجوسی' بزدلی' قرض کے بوجھ اور لوگوں کے غالب آ جانے سے تیری پناہ مانگتا ہوں''۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: یہ روایت درست ہے، اور ابن فضیل کی روایت میں غلطی پائی جاتی ہے

5466 – اَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرٌ عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ قَالَ اَنَسٌ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُو "اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَالْهَرَمِ وَالْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَفِتْنَةِ الدَّجَّالِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ" .

☆☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا پڑھا کرتے تھے:

''اے اللہ! میں کاہلی، بڑھاپے، بزدلی، کنجوسی، دجال کی آزمائش، اور قبر کے عذاب سے تیری پناہ مانگتا ہوں''۔

5464-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (1606) .

5465-اخرجه البخاري في الدعوات، باب الاستعاذة من الجبن و الكسل (الحديث 6369) و اخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب في الاستعاذة (الحديث 1541) و اخرجه الترمذي في الدعوات، باب 71 . (الحديث 3484) واخرجه النسائي في الاستعاذة، الاستعاذة من ضلع الدين (الحديث 5491)، و في الاستعاذة من غلبة الرجال (الحديث 5518) . تحفة الاشراف (1115) .

5466-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (606) .

5467 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الاَعْلٰى الصَّنْعَانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ "اللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْهَرَمِ وَالْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ" .

☆☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا پڑھا کرتے تھے:

''اے اللہ! میں عاجز ہونے، کاہلی، بڑھاپے، کنجوسی، بزدلی سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور قبر کے عذاب اور زندگی و موت کی آزمائش سے تیری پناہ مانگتا ہوں''۔

8 - باب الْإِسْتِعَاذَةِ مِنَ الْحَزَنِ .

یہ باب ہے کہ حزن سے پناہ مانگنا

5468 - اَخْبَرَنَا اَبُوْ حَاتِمٍ السِّجِسْتَانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَجَاءٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَمْرُو بْنُ اَبِيْ عَمْرٍو مَوْلَى الْمُطَّلِبِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُطَّلِبِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا دَعَا قَالَ "اللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحَزَنِ وَالْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَضَلَعِ الدَّيْنِ وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ" .

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ سَعِيْدُ بْنُ سَلَمَةَ شَيْخٌ ضَعِيْفٌ وَّاِنَّمَا اَخْرَجْنَاهُ لِلزِّيَادَةِ فِي الْحَدِيْثِ .

☆☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب دعا مانگتے تھے، تو یہ پڑھتے تھے:

''اے اللہ! میں شدید غم' حزن' عاجز ہو جانے' کاہل ہو جانے' کنجوسی' بزدلی' قرض کے بوجھ اور لوگوں کے غالب آ جانے سے تیری پناہ مانگتا ہوں''۔

امام نسائی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: سعید بن سلمہ نامی راوی ضعیف بزرگ ہیں' ہم نے روایت کے الفاظ میں اضافے کے حوالے سے ان سے روایت نقل کر دی ہے۔

9 - باب الْإِسْتِعَاذَةِ مِنَ الْمَغْرَمِ وَالْمَاْثَمِ .

یہ باب ہے کہ قرض اور گناہ سے پناہ مانگنا

5469 - اَخْبَرَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ اَبِيْ صَفْوَانَ قَالَ حَدَّثَنِيْ سَلَمَةُ بْنُ سَعِيْدِ بْنِ عَطِيَّةَ - وَكَانَ خَيْرَ

5467-انفرد به النسائي . و الحديث عند البخاري في الجهاد، باب ما يتعوذ من الجبن (الحديث 2823)، في الدعوات، باب التعوذ من فتنة المحيا و الممات (الحديث 6367) و مسلم في الذكر و الدعاء والتوبة و الاستغفار، باب التعوذ من العجز و الكسل و غيره (الحديث 50 و 51) . و اخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب في الاستعاذة (الحديث 1540) . تحفة الاشراف (873) .

5468-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (976) .

5469-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (16675) .

اَهْلِ زَمَانِهِ - قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَكْثَرَ مَا يَتَعَوَّذُ مِنَ الْمَغْرَمِ وَالْمَاْثَمِ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا اَكْثَرَ مَا تَتَعَوَّذُ مِنَ الْمَغْرَمِ قَالَ "اِنَّهُ مَنْ غَرِمَ حَدَّثَ فَكَذَبَ وَوَعَدَ فَاَخْلَفَ".

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اکثر اوقات قرض اور گناہ سے پناہ مانگا کرتے تھے' میں نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ اس سے اکثر پناہ مانگتے ہیں (اس کی وجہ کیا ہے؟) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب آدمی مقروض ہوتا ہے' تو بات کرتے ہوئے جھوٹ بولتا ہے اور وعدہ کرے تو اس کی خلاف ورزی کرتا ہے۔

10 - باب الْاِسْتِعَاذَةِ مِنْ شَرِّ السَّمْعِ وَالْبَصَرِ .

یہ باب ہے کہ سماعت اور بصارت کے شر سے پناہ مانگنا

5470 - اَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ اِسْحَاقَ قَالَ اَنْبَاَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ اَوْسٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ بِلَالُ بْنُ يَحْيٰى اَنَّ شُتَيْرَ بْنَ شَكَلٍ اَخْبَرَهُ عَنْ اَبِيْهِ شَكَلِ بْنِ حُمَيْدٍ قَالَ اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ عَلِّمْنِيْ تَعَوُّذًا اَتَعَوَّذُ بِهِ فَاَخَذَ بِيَدِيْ ثُمَّ قَالَ "قُلْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ سَمْعِيْ وَشَرِّ بَصَرِيْ وَشَرِّ لِسَانِيْ وَشَرِّ قَلْبِيْ وَشَرِّ مَنِيِّيْ" . قَالَ حَتّٰى حَفِظْتُهَا قَالَ سَعْدٌ وَالْمَنِيُّ مَاؤُهُ . خَالَفَهُ وَكِيْعٌ فِيْ لَفْظِهِ .

☆☆ حضرت شکل بن حمید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا' میں نے عرض کی: اے اللہ کے نبی! آپ مجھے تعوذ کے ایسے کلمات سکھائیے جن کے ذریعے میں پناہ مانگا کروں' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑا اور آپ نے ارشاد فرمایا: تم یہ پڑھو!

"اے اللہ! میں اپنی سماعت کے شر سے' اپنی بصارت کے شر سے' اپنی زبان کے شر سے' اپنے دل کے شر سے اور اپنے مادۂ تولید کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں"۔

راوی کہتے ہیں: یہاں تک کہ میں نے ان کلمات کو مکمل یاد کر لیا۔

سعد نامی راوی بیان کرتے ہیں: روایت کے متن میں استعمال ہونے والے لفظ "منی" سے مراد آدمی کا مادۂ تولید ہے۔

اس روایت کے الفاظ میں وکیع نامی راوی نے مختلف الفاظ نقل کیے ہیں (جو درج ذیل ہیں)۔

11 - باب الْاِسْتِعَاذَةِ مِنْ شَرِّ الْبَصَرِ .

یہ باب ہے کہ بصارت کے شر سے پناہ مانگنا

5471 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ بْنُ وَكِيْعِ بْنِ الْجَرَّاحِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ عَنْ سَعْدِ بْنِ اَوْسٍ عَنْ بِلَالِ بْنِ يَحْيٰى عَنْ شُتَيْرِ بْنِ شَكَلِ بْنِ حُمَيْدٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عَلِّمْنِيْ دُعَاءً اَنْتَفِعُ بِهِ . قَالَ "قُلِ اللّٰهُمَّ عَافِنِيْ مِنْ شَرِّ

5470-تقدم (الحديث 5459) . 5471-تقدم (الحديث 5459) .

سَمْعِيْ وَبَصَرِيْ وَلِسَانِيْ وَقَلْبِيْ وَمِنْ شَرِّ مَنِيِّيْ" . يَعْنِيْ ذَكَرَهُ .

☆☆ شتیر بن شکل بن حمید اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ مجھے کوئی ایسی دعا سکھایئے جس کے ذریعے میں نفع حاصل کروں! نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم یہ پڑھو!

''اے اللہ! تو مجھے میری سماعت میری بصارت میرے دل اور میری منی کے شر سے مجھے عافیت نصیب کر''۔

راوی کہتے ہیں: اس سے مراد شرمگاہ ہے (یعنی زنا سے بچانا ہے)۔

12 - باب الْاِسْتِعَاذَةِ مِنَ الْكَسَلِ .

یہ باب ہے کہ کاہلی سے پناہ مانگنا

5472 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى عَنْ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ قَالَ سُئِلَ اَنَسٌ - وَهُوَ ابْنُ مَالِكٍ - عَنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَعَنِ الدَّجَّالِ قَالَ كَانَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَالْهَرَمِ وَالْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَفِتْنَةِ الدَّجَّالِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ" .

☆☆ حمید بیان کرتے ہیں: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے قبر کے عذاب کے بارے میں اور دجال کے بارے میں دریافت کیا گیا' تو انہوں نے بتایا' نبی اکرم ﷺ یہ دعا مانگا کرتے تھے:

''اے اللہ! میں کاہلی' بڑھاپے' بزدلی' کنجوسی' دجال کی آزمائش اور قبر کے عذاب سے تیری پناہ مانگتا ہوں''۔

13 - باب الْاِسْتِعَاذَةِ مِنَ الْعَجْزِ .

یہ باب ہے کہ عاجز ہوجانے سے پناہ مانگنا

5473 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَاضِرٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ الْاَحْوَلُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ قَالَ لَا اُعَلِّمُكُمْ اِلَّا مَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُنَا يَقُوْلُ "اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَالْهَرَمِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ اَللّٰهُمَّ اٰتِ نَفْسِيْ تَقْوَاهَا وَزَكِّهَا اَنْتَ خَيْرُ مَنْ زَكَّاهَا اَنْتَ وَلِيُّهَا وَمَوْلَاهَا اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ قَلْبٍ لَّا يَخْشَعُ وَمِنْ نَفْسٍ لَّا تَشْبَعُ وَعِلْمٍ لَّا يَنْفَعُ وَدَعْوَةٍ لَّا يُسْتَجَابُ لَهَا" .

☆☆ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: کیا میں تم لوگوں کو ان کلمات کی تعلیم نہ دوں' جو نبی اکرم ﷺ نے ہمیں تعلیم دیئے تھے' آپ یہ پڑھتے تھے:

5472-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (644) .

5473-اخرجه مسلم في الذكر و الدعاء و التوبة و الستغفار، باب التعوذ من شر ما عمل و من شر ما لم يعمل (الحديث 73) و اخرجه النسائي في الاستعاذة، الاستعاذة من دعاء لا يستجاب (الحديث 5553) . تحفة الاشراف (3668) .

''اے اللہ! میں عاجز ہو جانے' کاہلی' کنجوسی' بزدلی' بڑھاپے' قبر کے عذاب سے تیری پناہ مانگتا ہوں' اے اللہ! تو میرے نفس کو اس کا تقویٰ نصیب کر دے اور اس کا بہترین طریقے سے تزکیہ کر' تو ہی اس کا نگران اور اس کا آقا ہے' اے اللہ! میں ایسے دل سے تیری پناہ مانگتا ہوں جس میں خشوع نہ ہو' اور ایسے نفس سے جو سیر نہ ہو' اور ایسے علم سے جو نفع نہ دے اور ایسی دعا سے جو مستجاب نہ ہو (تیری پناہ مانگتا ہوں)''۔

5474 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَالْهَرَمِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَفِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ"۔

☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ پڑھتے تھے:

''اے اللہ! میں عاجز ہو جانے' کاہلی' کنجوسی' بزدلی' بڑھاپے' قبر کے عذاب' زندگی اور موت کی آزمائش سے تیری پناہ مانگتا ہوں''۔

14 - باب الْاِسْتِعَاذَةِ مِنَ الذِّلَّةِ۔

یہ باب ہے کہ ذلت سے پناہ مانگنا

5475 - اَخْبَرَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ خُشَيْشُ بْنُ اَصْرَمَ قَالَ حَدَّثَنَا حَبَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ اِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ طَلْحَةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ "اللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْفَقْرِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْقِلَّةِ وَالذِّلَّةِ وَاَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَظْلِمَ اَوْ اُظْلَمَ"۔ خَالَفَهُ الْاَوْزَاعِيُّ۔

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ پڑھا کرتے تھے:

''اے اللہ! میں فقر سے تیری پناہ مانگتا ہوں' اور قلت اور ذلت سے تیری پناہ مانگتا ہوں' اور اس بات سے تیری پناہ مانگتا ہوں کہ میں کسی کے ساتھ زیادتی کروں' یا میرے ساتھ زیادتی کی جائے''۔

اوزاعی نامی راوی نے اس سے مختلف روایت نقل کی ہے (جو درج ذیل ہے)۔

5476 - قَالَ اَخْبَرَنِيْ مَحْمُوْدُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ عَنْ اَبِيْ عَمْرٍو - وَهُوَ الْاَوْزَاعِيُّ - قَالَ حَدَّثَنِيْ اِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ طَلْحَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ جَعْفَرُ بْنُ عِيَاضٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "تَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ مِنَ الْفَقْرِ وَالْقِلَّةِ وَالذِّلَّةِ وَاَنْ تَظْلِمَ اَوْ تُظْلَمَ"۔

5474-تقدم (الحديث 5463) .

5475-اخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب في الاستعاذة (الحديث 1544) و اخرجه النسائي في الاستعاذة، الاستعاذة من الذلة (الحديث 5477) . تحفة الاشراف (13385) .

5476-اخرجه النسائي في الاستعاذة، الاستعاذة من القلة (الحديث 5478) . والاستعاذة من الفقر (الحديث 5479) . واخرجه ابن ماجه في الدعاء، باب ما تعوذ منه رسول الله صلى الله عليه وسلم (الحديث 3842) . تحفة الاشراف (12235) .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''فقر' قلت' ذلت اور یہ کہ تم زیادتی کرو' یا تمہارے ساتھ زیادتی کی جائے (ان سب چیزوں سے) اللہ کی پناہ مانگو''۔

5477 – اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ اِسْحَاقَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ "اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْقِلَّةِ وَالْفَقْرِ وَالذِّلَّةِ وَاَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَظْلِمَ اَوْ اُظْلَمَ" .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ پڑھتے تھے:

''اے اللہ! میں قلت' غربت' ذلت سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور میں اس بات سے تیری پناہ مانگتا ہوں کہ میں زیادتی کروں یا میرے ساتھ زیادتی کی جائے''۔

15 - باب الْاِسْتِعَاذَةِ مِنَ الْقِلَّةِ .

یہ باب ہے کہ قلت سے پناہ مانگنا

5478 – اَخْبَرَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُمَرُ - يَعْنِيْ ابْنَ عَبْدِ الْوَاحِدِ - عَنِ الْاَوْزَاعِيِّ قَالَ حَدَّثَنِيْ اِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ جَعْفَرُ بْنُ عِيَاضٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "تَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ مِنَ الْفَقْرِ وَمِنَ الْقِلَّةِ وَمِنَ الذِّلَّةِ وَاَنْ اَظْلِمَ اَوْ اُظْلَمَ" .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''تم لوگ غربت' قلت' ذلت اور یہ کہ میں ظلم کروں یا مجھ پر ظلم کیا جائے (ان سب چیزوں سے) اللہ کی پناہ مانگو''۔

16 - باب الْاِسْتِعَاذَةِ مِنَ الْفَقْرِ .

یہ باب ہے کہ فقر سے پناہ مانگنا

5479 – اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ مُوْسَى بْنُ شَيْبَةَ عَنِ الْاَوْزَاعِيِّ عَنْ اِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ طَلْحَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ جَعْفَرُ بْنُ عِيَاضٍ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ حَدَّثَهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "تَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ مِنَ الْفَقْرِ وَالْقِلَّةِ وَالذِّلَّةِ وَاَنْ تَظْلِمَ اَوْ تُظْلَمَ" .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: آپ نے فرمایا:

''تم لوگ فقر' قلت' ذلت' یہ کہ تم ظلم کرو' یا تم پر ظلم کیا جائے (ان سب چیزوں سے) اللہ کی پناہ مانگو''۔

5477-تقدم (الحديث 5475) .

5478-تقدم (الحديث 5476) .

5479-تقدم (الحديث 5476) .

5480 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِىْ عَدِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ - يَعْنِى الشَّحَّامَ - قَالَ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ - يَعْنِىْ ابْنَ اَبِىْ بَكْرَةَ - اَنَّهُ كَانَ سَمِعَ وَالِدَهُ يَقُوْلُ فِىْ دُبُرِ الصَّلَاةِ "اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْكُفْرِ وَالْفَقْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ" . فَجَعَلْتُ اَدْعُو بِهِنَّ فَقَالَ يَا بُنَىَّ اَنّٰى عُلِّمْتَ هٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ قُلْتُ يَا اَبَتِ سَمِعْتُكَ تَدْعُو بِهِنَّ فِىْ دُبُرِ الصَّلَاةِ فَاَخَذْتُهُنَّ عَنْكَ . قَالَ فَالْزَمْهُنَّ يَا بُنَىَّ فَاِنَّ نَبِىَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَدْعُو بِهِنَّ فِىْ دُبُرِ الصَّلَاةِ .

☆☆ مسلم بن ابوبکرہ بیان کرتے ہیں: وہ اپنے والد کو ہر نماز کے بعد یہ دعا مانگتے ہوئے سنتے تھے:

''اے اللہ! میں کفر سے' غربت سے' قبر کے عذاب سے تیری پناہ مانگتا ہوں''۔

راوی کہتے ہیں: میں نے بھی یہ دعا مانگنا شروع کی تو انہوں نے دریافت کیا: اے میرے بیٹے! تم نے یہ کلمات کہاں سے سیکھے ہیں؟ تو میں نے جواب دیا: ابا جان! میں نے آپ کو ہر نماز کے بعد ان کلمات کے ہمراہ دعا مانگتے ہوئے سنا ہے' میں نے انہیں آپ سے سیکھ لیا ہے' انہوں نے فرمایا: اے میرے بیٹے! تم انہیں لازم پکڑ لو' کیونکہ نبی اکرم ﷺ بھی ہر نماز کے بعد ان کلمات کے ذریعے دعا مانگا کرتے تھے۔

17 - باب الْاِسْتِعَاذَةِ مِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْقَبْرِ .

یہ باب ہے کہ قبر کی آزمائش کے شر سے پناہ مانگنا

5481 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَثِيْرًا مَّا يَدْعُو بِهٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ "اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ النَّارِ وَعَذَابِ النَّارِ وَفِتْنَةِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَشَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ وَشَرِّ فِتْنَةِ الْفَقْرِ وَشَرِّ فِتْنَةِ الْغِنَى اَللّٰهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَاىَ بِمَآءِ الثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَاَنْقِ قَلْبِىْ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا اَنْقَيْتَ الثَّوْبَ الْاَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ وَبَاعِدْ بَيْنِىْ وَبَيْنَ خَطَايَاىَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَالْهَرَمِ وَالْمَاْثَمِ وَالْمَغْرَمِ" .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ اکثر اوقات ان کلمات کے ذریعے دعا مانگا کرتے تھے:

''اے اللہ! میں جہنم کی آزمائش سے' جہنم کے عذاب سے' قبر کی آزمائش سے' قبر کے عذاب سے' دجال کی آزمائش کے شر سے' غربت کی آزمائش کے شر سے' خوشحالی کی آزمائش کے شر سے پناہ مانگتا ہوں' اے اللہ! میری خطاؤں کو برف اور اولوں کے پانی کے ذریعے دھو دے اور میرے دل کو خطاؤں سے اس طرح پاک کر دے' جس طرح تو نے سفید کپڑے کو میل سے پاک کیا ہے' تو میرے اور میری خطاؤں کے درمیان اتنا فاصلہ کر دے' جتنا تو نے مشرق اور

5480-تقدم (الحدیث 1346) .

5481-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (16856) .

مغرب کے درمیان فاصلہ رکھا ہے اے اللہ! میں کاہلی بڑھاپے گناہ اور قرض سے تیری پناہ مانگتا ہوں''۔

18 - باب الْاِسْتِعَاذَةِ مِنْ نَفْسٍ لَّا تَشْبَعُ .

یہ باب ہے کہ ایسے نفس سے پناہ مانگنا' جو سیر نہ ہوتا ہو

5482 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِىْ سَعِيْدٍ عَنْ اَخِيْهِ عَبَّادِ بْنِ اَبِىْ سَعِيْدٍ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "اللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْاَرْبَعِ مِنْ عِلْمٍ لَّا يَنْفَعُ وَمِنْ قَلْبٍ لَّا يَخْشَعُ وَمِنْ نَفْسٍ لَّا تَشْبَعُ وَمِنْ دُعَاءٍ لَّا يُسْمَعُ" .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا مانگا کرتے تھے:

''اے اللہ! میں چار چیزوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں' ایسے علم سے جس سے نفع نہ ہو' ایسے دل سے' جس میں خشوع نہ ہو' ایسے نفس سے' جو سیر نہ ہو' اور ایسی دعا سے جو قبول نہ ہو''۔

19 - باب الْاِسْتِعَاذَةِ مِنَ الْجُوْعِ .

یہ باب ہے کہ بھوک سے پناہ مانگنا

5483 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ اِدْرِيْسَ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "اللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْجُوْعِ فَاِنَّهُ بِئْسَ الضَّجِيْعُ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْخِيَانَةِ فَاِنَّهَا بِئْسَتِ الْبِطَانَةُ" .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا مانگا کرتے تھے:

''اے اللہ! میں بھوک سے تیری پناہ مانگتا ہوں' کیونکہ وہ بہت بری حالت ہے اور خیانت سے تیری پناہ مانگتا ہوں' کیونکہ وہ بہت بری خامی ہے''۔

20 - باب الْاِسْتِعَاذَةِ مِنَ الْخِيَانَةِ .

یہ باب ہے کہ خیانت سے پناہ مانگنا

5484 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اِدْرِيْسَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَجْلَانَ وَذَكَرَ اٰخَرَ

5482-اخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب في الاستعاذة (الحديث 1548) و اخرجه النسائي في الاستعاذة، الاستعاذة من دعاء لا يسمع (الحديث 5552) و اخرجه ابن ماجه في الدعاء، باب دعاء رسول الله صلى الله عليه وسلم (الحديث 3837) . تحفة الاشراف (13549) .

5483-اخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب في الاستعاذة (الحديث 1547) و اخرجه النسائي في الاستعاذة، الاستعاذة من الخيانة (الحديث 5484) . تحفة الاشراف (13040) .

5484-تقدم (الحديث 5483) .

عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِىْ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "اللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْجُوْعِ فَاِنَّهٗ بِئْسَ الضَّجِيْعُ وَمِنَ الْخِيَانَةِ فَاِنَّهَا بِئْسَتِ الْبِطَانَةُ" .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا مانگا کرتے تھے:

''اے اللہ! میں بھوک سے تیری پناہ مانگتا ہوں' کیونکہ یہ بہت بُری حالت ہے اور خیانت سے (پناہ مانگتا ہوں) کیونکہ وہ بہت بُری خامی ہے''۔

21 - باب الْاِسْتِعَاذَةِ مِنَ الشِّقَاقِ وَالنِّفَاقِ وَسُوْءِ الْاَخْلَاقِ .

یہ باب ہے کہ نا چاقی' نفاق اور بُرے اخلاق سے پناہ مانگنا

5485 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا خَلَفٌ عَنْ حَفْصٍ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَدْعُوْ بِهٰذِهِ الدَّعَوَاتِ "اللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عِلْمٍ لَّا يَنْفَعُ وَقَلْبٍ لَّا يَخْشَعُ وَدُعَاءٍ لَّا يُسْمَعُ وَنَفْسٍ لَّا تَشْبَعُ" . ثُمَّ يَقُوْلُ "اللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هٰؤُلَاءِ الْاَرْبَعِ" .

☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کلمات کے ذریعے دعا مانگا کرتے تھے:

''اے اللہ! میں ایسے علم سے' جو نفع نہ دے اور ایسے دل سے' جس میں خشوع نہ ہو اور ایسی دعا سے' جو سنی نہ جائے اور ایسے نفس سے جو سیر نہ ہو' تیری پناہ مانگتا ہوں''۔

پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا مانگتے تھے:

''اے اللہ! میں ان چاروں چیزوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں''۔

5486 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ قَالَ حَدَّثَنَا ضُبَارَةُ عَنْ دُوَيْدِ بْنِ نَافِعٍ قَالَ قَالَ اَبُوْ صَالِحٍ قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَدْعُوْ "اللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الشِّقَاقِ وَالنِّفَاقِ وَسُوْءِ الْاَخْلَاقِ" .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا مانگا کرتے تھے:

''اے اللہ! میں نا چاقی' منافقت اور بُرے اخلاق سے تیری پناہ مانگتا ہوں''۔

22 - باب الْاِسْتِعَاذَةِ مِنَ الْمَغْرَمِ .

یہ باب ہے کہ قرض سے پناہ مانگنا

5487 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا بَقِيَّةُ قَالَ حَدَّثَنِىْ اَبُوْ سَلَمَةَ سُلَيْمَانُ بْنُ سُلَيْمٍ الْحِمْصِىُّ

5485-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (552) .

5486-اخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب في الاستعاذة (الحديث 1546) . تحفة الاشراف (12314) .

5487-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (16458) .

قَالَ حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ عُرْوَةَ - هُوَ ابْنُ الزُّبَيْرِ - عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكْثِرُ التَّعَوُّذَ مِنَ الْمَغْرَمِ وَالْمَاْثَمِ فَقِيلَ لَهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّكَ تُكْثِرُ التَّعَوُّذَ مِنَ الْمَغْرَمِ وَالْمَاْثَمِ فَقَالَ "اِنَّ الرَّجُلَ اِذَا غَرِمَ حَدَّثَ فَكَذَبَ وَوَعَدَ فَاَخْلَفَ" .

☆☆ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اکثر اوقات قرض اور گناہ سے پناہ مانگا کرتے تھے آپ کی خدمت میں عرض کی گئی: یارسول اللہ! آپ قرض اور گناہ سے بکثرت پناہ مانگتے ہیں (اس کی وجہ کیا ہے؟) تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب آدمی مقروض ہو تو بات کرتے ہوئے جھوٹ بولتا ہے اور وعدہ کرے تو اس کی خلاف ورزی کرتا ہے۔

23 - باب الْاِسْتِعَاذَةِ مِنَ الدَّيْنِ .

یہ باب ہے کہ قرض سے پناہ مانگنا

5488 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ قَالَ حَدَّثَنَا حَيْوَةُ وَذَكَرَ اٰخَرَ قَالَ حَدَّثَنَا سَالِمُ بْنُ غَيْلَانَ التُّجِيبِيُّ اَنَّهُ سَمِعَ دَرَّاجًا اَبَا السَّمْحِ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا الْهَيْثَمِ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا سَعِيْدٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْكُفْرِ وَالدَّيْنِ" . قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَتَعْدِلُ الدَّيْنَ بِالْكُفْرِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "نَعَمْ" .

☆☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے:

''میں کفر اور قرض سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں''۔

ایک شخص نے عرض کی: یارسول اللہ! کیا آپ قرض کو کفر کے برابر قرار دے رہے ہیں؟ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جی ہاں!

5489 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيْدَ الْمُقْرِءُ قَالَ حَدَّثَنَا حَيْوَةُ عَنْ دَرَّاجٍ اَبِي السَّمْحِ عَنْ اَبِي الْهَيْثَمِ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْكُفْرِ وَالدَّيْنِ" . فَقَالَ رَجُلٌ تَعْدِلُ الدَّيْنَ بِالْكُفْرِ قَالَ "نَعَمْ" .

☆☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں نقل کرتے ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''میں کفر اور قرض سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں''۔

ایک صاحب نے عرض کی: کیا آپ قرض کو کفر کے برابر قرار دے رہے ہیں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا: جی ہاں!

5488-انفرد به النسائي . و سياتي في الاستعاذة، الاستعاذة من الدين (الحديث 5489) . و الحديث عند: النسائي في الاستعاذة الاستعاذة من شر الكفر (الحديث 5500) . تحفة الاشراف (4064) .

5489-تقدم (الحديث 5488) .

24 - باب الْإِسْتِعَاذَةِ مِنْ غَلَبَةِ الدَّيْنِ .

قرض کے غلبے سے پناہ مانگنا

5490 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ قَالَ اَنْبَانَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي حُيَيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِي اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحُبُلِيُّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَدْعُو بِهٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ "اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَعُوْذُ بِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّيْنِ وَغَلَبَةِ الْعَدُوِّ وَشَمَاتَةِ الْاَعْدَاءِ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ ان کلمات کے ہمراہ دعا مانگا کرتے تھے:

''اے اللہ! میں قرض کے غلبے دشمن کے غلبے اور دشمن کی شماتت سے تیری پناہ مانگتا ہوں''۔

25 - باب الْإِسْتِعَاذَةِ مِنْ ضَلَعِ الدَّيْنِ .

یہ باب ہے کہ قرض کے بوجھ سے پناہ مانگنا

5491 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ وَهُوَ ابْنُ يَزِيْدَ الْجَرْمِيُّ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ اَخْبَرَنِيْ عَمْرُو بْنُ اَبِيْ عَمْرٍو عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحَزَنِ وَالْكَسَلِ وَالْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَضَلَعِ الدَّيْنِ وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ" .

☆☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ یہ دعا مانگا کرتے تھے:

''اے اللہ! میں شدید غم' حزن' کنجوسی' بزدلی' قرض کے بوجھ اور لوگوں کے غالب آ جانے سے تیری پناہ مانگتا ہوں''۔

26 - باب الْإِسْتِعَاذَةِ مِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْغِنٰى .

یہ باب ہے کہ خوشحالی کی آزمائش کے شر سے پناہ مانگنا

5492 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَفِتْنَةِ النَّارِ وَفِتْنَةِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَشَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ وَشَرِّ فِتْنَةِ الْغِنٰى وَشَرِّ فِتْنَةِ الْفَقْرِ اَللّٰهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَايَ بِمَاءِ الثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّ قَلْبِيْ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الْاَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَالْهَرَمِ وَالْمَغْرَمِ وَالْمَاْثَمِ" .

5490-انفرد به النسائي . و سياتي في الاستعاذة، الاستعاذة من غلبة العدو (الحديث 5502)، و الاستعاذة من شماتة الاعداء (الحديث 5503) مختصراً . تحفة الاشراف (8866) .

5491-تقدم (الحديث 5465) .

5492-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (16780) .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ یہ دعا مانگا کرتے تھے:

''اے اللہ! میں قبر کے عذاب سے' جہنم کی آزمائش سے' قبر کی آزمائش سے' قبر کے عذاب سے' دجال کی آزمائش کے شر سے' خوشحالی کی آزمائش کے شر سے' سفر کی آزمائش کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں' اے اللہ! تو میری خطاؤں کو برف اور اولوں کے ذریعے دھو دے' اور میرے دل کو خطاؤں سے اس طرح صاف کر دے' جس طرح تو نے سفید کپڑے کو میل سے صاف کیا ہے' اے اللہ! میں سستی' بڑھاپے' قرض اور گناہ سے تیری پناہ مانگتا ہوں''۔

27 - باب الْاِسْتِعَاذَةِ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا .

یہ باب ہے کہ دنیا کی آزمائش سے پناہ مانگنا

5493 - اَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ مُصْعَبَ بْنَ سَعْدٍ قَالَ كَانَ سَعْدٌ يُعَلِّمُهُ هٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ وَيَرْوِيهِنَّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ اَنْ اُرَدَّ اِلٰى اَرْذَلِ الْعُمُرِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْقَبْرِ" .

☆☆ مصعب بن سعد بیان کرتے ہیں: حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے انہیں کلمات تعلیم دیئے تھے اور انہوں نے یہ کلمات نبی اکرم ﷺ سے روایت کیے تھے:

''اے اللہ! میں کنجوسی سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور میں بزدلی سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور میں اس بات سے تیری پناہ مانگتا ہوں کہ مجھے سٹھیا جانے والی عمر تک لے جایا جائے اور میں دنیا کی آزمائش اور قبر کے عذاب سے تیری پناہ مانگتا ہوں''۔

5494 - اَخْبَرَنِىْ هِلَالُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِىْ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ اِسْرَآئِيلَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ وَّعَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ الْاَوْدِيِّ قَالَا كَانَ سَعْدٌ يُعَلِّمُ بَنِيهِ هٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ كَمَا يُعَلِّمُ الْمُكْتِبُ الْغِلْمَانَ وَيَقُوْلُ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَعَوَّذُ بِهِنَّ فِىْ دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ "اللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ اَنْ اُرَدَّ اِلٰى اَرْذَلِ الْعُمُرِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْقَبْرِ" .

☆☆ مصعب بن سعد اور عمرو بن میمون بیان کرتے ہیں: حضرت سعد رضی اللہ عنہ اپنے بچوں کو ان کلمات کی تعلیم اسی طرح دیا کرتے تھے' جس طرح کوئی استاد اپنے شاگردوں کو تعلیم دیتا ہے' وہ یہ فرمایا کرتے تھے: نبی اکرم ﷺ ہر نماز کے بعد ان کلمات کے

5493-تقدم (الحديث 5460) .

5494-تقدم (الحديث 5462) .

ذریعے پناہ مانگا کرتے تھے:

''اے اللہ! میں کنجوسی سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور میں بزدلی سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور میں اس بات سے تیری پناہ مانگتا ہوں کہ مجھے سٹھیا جانے والی عمر تک لے جایا جائے اور میں دنیا کی آزمائش اور قبر کے عذاب سے تیری پناہ مانگتا ہوں''۔

5495 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ فَضَالَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ اَنْبَاَنَا اِسْرَآئِيْلُ عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ عَنْ عُمَرَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَعَوَّذُ مِنَ الْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَسُوْءِ الْعُمُرِ وَفِتْنَةِ الصَّدْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ .

☆☆ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بزدلی' کنجوسی' بری عمر' سینے کی آزمائش اور قبر کے عذاب سے پناہ مانگا کرتے تھے۔

5496 - اَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ سَلْمٍ الْبَلْخِیُّ - هُوَ اَبُوْ دَاوُدَ الْمَصَاحِفِیُّ - قَالَ اَنْبَاَنَا النَّضْرُ قَالَ اَنْبَاَنَا يُوْنُسُ عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَعَوَّذُ مِنْ خَمْسٍ "اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَسُوْءِ الْعُمُرِ وَفِتْنَةِ الصَّدْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ" .

☆☆ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پانچ چیزوں سے پناہ مانگتے تھے (آپ یہ دعا کرتے تھے:)

''اے اللہ! میں بزدلی' کنجوسی' بری عمر' سینے کی آزمائش' قبر کے عذاب سے تیری پناہ مانگتا ہوں''۔

5497 - اَخْبَرَنِیْ هِلَالُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَعَوَّذُ مِنَ الشُّحِّ وَالْجُبْنِ وَفِتْنَةِ الصَّدْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ .

☆☆ عمرو بن میمون بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے مجھے یہ حدیث سنائی ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کنجوسی' بزدلی' سینے کی آزمائش اور قبر کے عذاب سے پناہ مانگا کرتے تھے۔

5498 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ قَالَ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَعَوَّذُ مُرْسَلٌ .

☆☆ عمرو بن میمون بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پناہ مانگا کرتے تھے۔

(امام نسائی رحمہ اللہ کہتے ہیں:) یہ روایت ''مرسل'' ہے۔

5495-تقدم (الحديث 5458) .

5496-تقدم (الحديث 5458) .

5497-تقدم (الحديث 5458) .

5498-تقدم (الحديث 5458) .

28 - باب الْاِسْتِعَاذَةِ مِنْ شَرِّ الذَّكَرِ .

یہ باب ہے کہ شرمگاہ کے شر سے پناہ مانگنا

5499 - اَخْبَرَنِیْ عُبَيْدُ بْنُ وَكِيعٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِیْ عَنْ سَعْدِ بْنِ اَوْسٍ عَنْ بِلَالِ بْنِ يَحْيٰى عَنْ شُتَيْرِ بْنِ شَكَلِ بْنِ حُمَيْدٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عَلِّمْنِیْ دُعَاءً اَنْتَفِعُ بِهٖ . قَالَ "قُلِ اللّٰهُمَّ عَافِنِیْ مِنْ شَرِّ سَمْعِیْ وَبَصَرِیْ وَلِسَانِیْ وَقَلْبِیْ وَشَرِّ مَنِيِّیْ" . يَعْنِیْ ذَكَرَهٗ .

☆☆ شتیر بن شکل بن حمید اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے عرض کی: یارسول اللہ! مجھے کوئی ایسی دعا سکھائیے جس کے ذریعے میں نفع حاصل کروں' نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم یہ پڑھو!

"اے اللہ! تو میری سماعت' میری بصارت' میری زبان' میرے دل اور میری شرمگاہ کے شر سے مجھے عافیت نصیب کر"۔

(راوی کہتے ہیں:) یہاں منی سے مراد شرمگاہ ہے۔

29 - باب الْاِسْتِعَاذَةِ مِنْ شَرِّ الْكُفْرِ .

یہ باب ہے کہ کفر کے شر سے پناہ مانگنا

5500 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ سَالِمُ بْنُ غَيْلَانَ عَنْ دَرَّاجٍ اَبِی السَّمْحِ عَنْ اَبِی الْهَيْثَمِ عَنْ اَبِیْ سَعِيدٍ الْخُدْرِیِّ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ "اللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْكُفْرِ وَالْفَقْرِ" . فَقَالَ رَجُلٌ وَيَعْدِلَانِ قَالَ "نَعَمْ" .

☆☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ' نبی اکرم ﷺ کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: آپ ﷺ یہ پڑھا کرتے تھے:

"اے اللہ! میں کفر اور غربت سے تیری پناہ مانگتا ہوں"۔

ایک صاحب نے عرض کی: کیا یہ دونوں برابر ہیں؟ نبی اکرم ﷺ نے جواب دیا: جی ہاں!

30 - باب الْاِسْتِعَاذَةِ مِنَ الضَّلَالِ .

یہ باب ہے کہ گمراہی سے پناہ مانگنا

5501 - اَخْبَرَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنِ الشَّعْبِیِّ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى

5499-تقدم (الحديث 5459) . 5500-تقدم (الحديث 5488) .

5501-اخرجه ابو داؤد في الادب، باب ما يقول اذا خرج من بيته (الحديث 5094) و اخرجه الترمذي في الدعوات، باب منه (الحديث 3427) و اخرجه النسائي في الاستعاذة، الاستعاذة من الضلال (الحديث 5554)، و في عمل اليوم والليلة، ما يقول اذا خرج من بيته (الحديث 85 و 86 و 87) (الحديث 88) مرسلًا و اخرجه ابن ماجه في الدعاء، باب ما يدعو به الرجل اذا خرج من بيته (الحديث 3884) . تحفة الاشراف (18168) .

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا خَرَجَ مِنْ بَيْتِهِ قَالَ "بِسْمِ اللّٰهِ رَبِّ أَعُوذُ بِكَ مِنْ أَنْ أَزِلَّ أَوْ أَضِلَّ أَوْ أَظْلِمَ أَوْ أُظْلَمَ أَوْ أَجْهَلَ أَوْ يُجْهَلَ عَلَيَّ" .

☆☆ سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے گھر سے تشریف لے جاتے تھے تو یہ پڑھتے تھے:
''اللہ تعالیٰ کے نام سے برکت حاصل کرتے ہوئے اے میرے پروردگار! میں اس بات سے تیری پناہ مانگتا ہوں کہ مجھ سے لغزش سرزد ہو جائے یا میں گمراہ ہو جاؤں یا میں کسی پر ظلم کروں یا مجھ پر ظلم کیا جائے یا میں جہالت کا مظاہرہ کروں یا میرے خلاف جہالت کا مظاہرہ کیا جائے''۔

31 - باب الْاِسْتِعَاذَةِ مِنْ غَلَبَةِ الْعَدُوِّ .

یہ باب ہے کہ دشمن کے غلبے سے پناہ مانگنا

5502 – أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي حُيَيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحُبُلِيُّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَدْعُو بِهٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ "اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّيْنِ وَغَلَبَةِ الْعَدُوِّ وَشَمَاتَةِ الْأَعْدَاءِ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کلمات کے ہمراہ دعا مانگتے تھے:
''اے اللہ! میں قرض کے غلبے سے دشمن کے غلبے سے اور دشمن کی شماتت سے تیری پناہ مانگتا ہوں''۔

32 - باب الْاِسْتِعَاذَةِ مِنْ شَمَاتَةِ الْأَعْدَاءِ .

یہ باب ہے کہ دشمن کی شماتت سے پناہ مانگنا

5503 – أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ أَنْبَأَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ قَالَ حُيَيٌّ حَدَّثَنِي أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحُبُلِيُّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَدْعُو بِهٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ "اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّيْنِ وَشَمَاتَةِ الْأَعْدَاءِ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کلمات کے ذریعے دعا مانگا کرتے تھے:
''اے اللہ! میں قرض کے غلبے اور دشمن کی شماتت سے تیری پناہ مانگتا ہوں''۔

33 - باب الْاِسْتِعَاذَةِ مِنَ الْهَرَمِ .

یہ باب ہے کہ بڑھاپے سے پناہ مانگنا

5504 – أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ مَسْعَدَةَ عَنْ هَارُونَ بْنِ

5502-تقدم (الحديث 5490) .

5503-تقدم (الحديث 5490) .

5504-انفرد به النسائي . تحفة الأشراف (9768) .

اِبْرَاهِيْمَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ اَبِی الْعَاصِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَدْعُو بِهٰذِهِ الدَّعَوَاتِ "اللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَالْهَرَمِ وَالْجُبْنِ وَالْعَجْزِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ" .

☆☆ حضرت عثمان بن ابوالعاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کلمات کے ذریعے دعا مانگا کرتے تھے:

''اے اللہ! میں کاہلی' بڑھاپے' بزدلی' عاجز ہوجانے' زندگی اور موت کی آزمائش سے تیری پناہ مانگتا ہوں''۔

5505 – اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ عَنْ شُعَيْبٍ عَنِ اللَّيْثِ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ الْهَادِ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "اللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَالْهَرَمِ وَالْمَغْرَمِ وَالْمَاْثَمِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ النَّارِ" .

☆☆ عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا (حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا:

''اے اللہ! میں کاہلی' بڑھاپے' قرض' گناہ سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور میں دجال کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور میں قبر کے عذاب سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور میں جہنم کے عذاب سے تیری پناہ مانگتا ہوں''۔

34 - باب الْاِسْتِعَاذَةِ مِنْ سُوْءِ الْقَضَاءِ

یہ باب ہے کہ بُری تقدیر سے پناہ مانگنا

5506 – اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا سُفْيَانُ عَنْ سُمَیٍّ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَعَوَّذُ مِنْ هٰذِهِ الثَّلَاثَةِ مِنْ دَرَكِ الشَّقَاءِ وَشَمَاتَةِ الْاَعْدَاءِ وَسُوْءِ الْقَضَاءِ وَجَهْدِ الْبَلَاءِ . قَالَ سُفْيَانُ هُوَ ثَلَاثَةٌ فَذَكَرْتُ اَرْبَعَةً لِاَنِّیْ لَا اَحْفَظُ الْوَاحِدَ الَّذِیْ لَيْسَ فِيْهِ .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان تین چیزوں سے پناہ مانگا کرتے تھے: بدبختی کا سامنا کرنے' دشمن کے خوش ہونے اور بُرے فیصلے (بُری تقدیر) اور آزمائش کی مشقت۔

سفیان نامی راوی بیان کرتے ہیں: حدیث میں تین چیزوں کا ذکر ہے' میں نے یہاں چار ذکر کر دی ہیں' مجھے یہ یاد نہیں ہے' ان میں سے کون سی چیز ہے' جو حدیث میں شامل نہیں ہے۔

5505-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (8818) .

5506-اخرجه البخاري في الدعوات، باب التعوذ من جهد البلاء (الحديث 6347)، و في القدر ، باب من تعوذ بالله من درك الشقاء و سوء القضاء الحديث (الحديث 6616) واخرجه مسلم في الذكر و الدعاء و التوبة والاستغفار، باب في التعوذ من سوء القضاء و درك الشقاء وغيره (الحديث 53) و اخرجه النسائي في الاستعاذة، الاستعاذة من درك الشقاء (الحديث 5507) . تحفة الاشراف (12557) .

بدبختی سے بچنے کی دعا مانگنے کا بیان

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بلاء کی مشقت سے بدبختی کے پہنچنے سے، بری تقدیر سے اور دشمنوں کے خوش ہونے سے اللہ کی پناہ مانگو۔ (بخاری ومسلم، مشکوٰۃ المصابیح، جلد دوم: رقم الحدیث، 989)

بلاء "اس حالت کو کہتے ہیں جس میں انسان امتحان و آزمائش کے سخت کوش مرحلہ سے دوچار اور فتنہ دین و دنیا کی گھٹنائیوں اور دشواریوں میں مبتلا ہوتا ہے۔" جہد "کے معنی ہیں" مشقت وغایت "لہٰذا جہد البلاء و بلاء کی مشقت سے مراد دین و دنیا کی وہ مصیبتیں ہیں جن میں انسان مبتلا ہوتا ہے اور وہ نہ صرف ان کو دور کرنے پر قادر نہیں ہوتا بلکہ ان مصیبتوں کے آنے پر بھی صبر نہیں کر سکتا۔ "بری تقدیر" سے مراد وہ چیز ہے جو انسان کے حق میں بری اور ناپسندیدہ ہو، اسی طرح دشمن کی خوشی سے پناہ مانگنے سے مراد یہ ہے کہ دین و دنیا کی کسی بھی ایسی مصیبت میں مبتلا نہ ہونے پائے جس سے دشمن خوش ہوتا ہو۔ بہرکیف اس حدیث میں جن چیزوں سے پناہ مانگنے کے لئے فرمایا جا رہا ہے اس میں غور کرنے سے واضح ہوتا ہے کہ اس حدیث میں ایک ایسی جامع دعا کی طرف راہنمائی کی گئی ہے جو تمام دینی اور دنیوی مقاصد و مطالب پر حاوی ہے۔

35 - باب الْاِسْتِعَاذَةِ مِنْ دَرَكِ الشَّقَاءِ .

یہ باب ہے کہ بدبختی کا سامنا کرنے سے پناہ مانگنا

5507 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَسْتَعِيذُ مِنْ سُوْءِ الْقَضَاءِ وَشَمَاتَةِ الْاَعْدَاءِ وَدَرَكِ الشَّقَاءِ وَجَهْدِ الْبَلَاءِ .

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بری تقدیر، دشمن کی شماتت، بدبختی کا سامنا کرنے اور آزمائش مشقت سے پناہ مانگتے تھے۔

36 - باب الْاِسْتِعَاذَةِ مِنَ الْجُنُوْنِ .

یہ باب ہے کہ جنون سے پناہ مانگنا

5508 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ "اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْجُنُوْنِ وَالْجُذَامِ وَالْبَرَصِ وَسَيِّئِ الْاَسْقَامِ" .

☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا مانگا کرتے تھے:

"اے اللہ! میں جنون، جذام، برص اور بُری بیماریوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں"۔

5507-تقدم الحديث 5506 .

5508-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (1424) .

37 - باب الْاِسْتِعَاذَةِ مِنْ عَيْنِ الْجَانِّ .

یہ باب ہے کہ جن کی نظر سے پناہ مانگنا

5509 - اَخْبَرَنَا هِلَالُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبَّادٌ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ اَبِي نَضْرَةَ عَنْ اَبِي سَعِيدٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَعَوَّذُ مِنْ عَيْنِ الْجَانِّ وَعَيْنِ الْاِنْسِ فَلَمَّا نَزَلَتِ الْمُعَوِّذَتَانِ اَخَذَ بِهِمَا وَتَرَكَ مَا سِوَى ذٰلِكَ .

☆☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جن کی نظر یا انسان کی نظر (لگ جانے) سے پناہ مانگا کرتے تھے جب معوذتین نازل ہوگئیں تو آپ نے ان دونوں سورتوں کو (نظر سے بچاؤ کے لیے وظیفے کے طور پر) پڑھنا شروع کر دیا اس کے علاوہ کلمات کو ترک کر دیا۔

38 - باب الْاِسْتِعَاذَةِ مِنْ شَرِّ الْكِبَرِ .

یہ باب ہے کہ بڑھاپے کے شر سے پناہ مانگنا

5510 - اَخْبَرَنَا مُوسَى بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَعَوَّذُ بِهٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ كَانَ يَقُولُ "اللّٰهُمَّ اِنِّي اَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَالْهَرَمِ وَالْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَسُوْءِ الْكِبَرِ وَفِتْنَةِ الدَّجَّالِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ" .

☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کلمات کے ذریعے پناہ مانگا کرتے تھے آپ یہ پڑھتے تھے:

''اے اللہ! میں کاہلی' بڑھاپے' بزدلی' کنجوسی' بڑھاپے کی برائی' دجال کی آزمائش اور قبر کے عذاب سے تیری پناہ مانگتا ہوں''۔

39 - باب الْاِسْتِعَاذَةِ مِنْ اَرْذَلِ الْعُمُرِ .

یہ باب ہے کہ سٹھیا جانے والی عمر سے پناہ مانگنا

5511 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ مُصْعَبَ بْنَ سَعْدٍ عَنْ اَبِيهِ قَالَ كَانَ يُعَلِّمُنَا خَمْسًا كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُو بِهِنَّ وَيَقُولُ "اللّٰهُمَّ اِنِّي اَعُوذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَاَعُوذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَاَعُوذُ بِكَ مِنْ اَنْ اُرَدَّ اِلٰى اَرْذَلِ الْعُمُرِ وَاَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ" .

5509-اخرجه الترمذي في الطب، باب ما جاء في الرقية بالمعوذتين (الحديث 2058) و اخرجه ابن ماجه في الطب، باب من استرقى من العين (الحديث 3511) . تحفة الاشراف (4327) .

5510-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (661) .

5511-تقدم (الحديث 5460) .

☆☆ مصعب بن سعد اپنے والد کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: انہوں نے ہمیں پانچ کلمات کی تعلیم دی تھی کہ نبی اکرم ﷺ ان کلمات کے ذریعے دعا مانگا کرتے تھے آپ یہ پڑھتے تھے:

''اے اللہ! میں کنجوسی سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور میں بزدلی سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور میں اس بات سے تیری پناہ مانگتا ہوں کہ مجھے سٹھیا جانے والی عمر تک لے جایا جائے اور میں قبر کے عذاب سے تیری پناہ مانگتا ہوں''۔

40 - باب الْإِسْتِعَاذَةِ مِنْ سُوْءِ الْعُمُرِ .

یہ باب ہے کہ بری عمر سے پناہ مانگنا

5512 - اَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ بَكَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنْ اَبِىْ اِسْحَاقَ - يَعْنِىْ اَبَاهُ - عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ قَالَ حَجَجْتُ مَعَ عُمَرَ فَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ بِجَمْعٍ اَلَا اِنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَعَوَّذُ مِنْ خَمْسٍ "اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ سُوْءِ الْعُمُرِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الصَّدْرِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ" .

☆☆ عمرو بن میمون بیان کرتے ہیں: میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ حج پر گیا' تو میں نے انہیں مزدلفہ میں یہ کہتے ہوئے سنا: یاد رکھنا! نبی اکرم ﷺ پانچ چیزوں سے پناہ مانگا کرتے تھے:

''اے اللہ! میں کنجوسی اور بزدلی سے تیری پناہ مانگتا ہوں' میں بُری عمر سے تیری پناہ مانگتا ہوں' میں سینے کی آزمائش سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور میں قبر کے عذاب سے تیری پناہ مانگتا ہوں''۔

41 - باب الْإِسْتِعَاذَةِ مِنَ الْحَوْرِ بَعْدَ الْكَوْرِ .

یہ باب ہے کہ اچھی حالت کے بعد' بُری حالت سے پناہ مانگنا

5513 - اَخْبَرَنَا اَزْهَرُ بْنُ جَمِيلٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَرْجِسَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا سَافَرَ قَالَ "اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ وَّعْثَاءِ السَّفَرِ وَكَآبَةِ الْمُنْقَلَبِ وَالْحَوْرِ بَعْدَ الْكَوْرِ وَدَعْوَةِ الْمَظْلُوْمِ وَسُوْءِ الْمَنْظَرِ فِى الْاَهْلِ وَالْمَالِ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ جب سفر پر جاتے تھے تو یہ دعا کرتے تھے:

''اے اللہ! میں سفر کی شدت' بُرے حال میں واپسی' اچھی حالت کے بعد بُری حالت کا سامنا کرنے' مظلوم کی بددعا'

5512-تقدم (الحديث 5458) .

5513-اخرجه مسلم في الحج، باب ما يقول اذا ركب الى سفر الحج وغيره (الحديث 426 و 427) و اخرجه الترمذي في الدعوات، باب ما يقول اذا خرج مسافرًا (الحديث 3439) مطولًا و اخرجه النسائي في الاستعاذة، الاستعاذة من الحور بعد الكور (الحديث 5514)، و الاستعاذة من دعوة المظلوم (الحديث 5515)، و في عمل اليوم و الليلة، ما يقول اذا راد سفرًا (الحديث 499) مطولًا و اخرجه ابن ماجه في الدعاء، باب ما يدعو به الرجل اذا سافر (الحديث 3888) . تحفة الاشراف (5320) .

گھر یا مال کے بارے میں کسی بھی بُرے منظر (کا سامنا کرنے) سے تیری پناہ مانگتا ہوں"۔

5514 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَرْجِسَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا سَافَرَ قَالَ "اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ وَّعْثَاءِ السَّفَرِ وَكَآبَةِ الْمُنْقَلَبِ وَالْحَوْرِ بَعْدَ الْكَوْرِ وَدَعْوَةِ الْمَظْلُوْمِ وَسُوْءِ الْمَنْظَرِ فِي الْاَهْلِ وَالْمَالِ وَالْوَلَدِ" ۔

☆☆ حضرت عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر پر جاتے تھے تو آپ یہ دعا مانگتے تھے: "اے اللہ! میں سفر کی مشقت بُری حالت میں واپسی اور اچھی حالت کے بعد بُری حالت کا سامنا کرنے مظلوم کی بددعا اپنے اہل خانہ آل یا اولاد کے بارے میں بُرے منظر (کا سامنا کرنے) سے تیری پناہ مانگتا ہوں"۔

42 - باب الْاِسْتِعَاذَةِ مِنْ دَعْوَةِ الْمَظْلُوْمِ ۔

یہ باب ہے کہ مظلوم کی بددعا سے پناہ مانگنا

5515 - اَخْبَرَنَا يُوْسُفُ بْنُ حَمَّادٍ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مَنْصُوْرٍ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَرْجِسَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سَافَرَ يَتَعَوَّذُ مِنْ وَّعْثَاءِ السَّفَرِ وَكَآبَةِ الْمُنْقَلَبِ وَالْحَوْرِ بَعْدَ الْكَوْرِ وَدَعْوَةِ الْمَظْلُوْمِ وَسُوْءِ الْمَنْظَرِ ۔

☆☆ حضرت عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر پر جاتے تھے تو آپ سفر کی مشقت بُری حالت میں واپسی اچھی حالت کے بعد بُری حالت کا سامنا کرنے مظلوم کی بددعا اور بُرے منظر (کا سامنا کرنے) سے پناہ مانگا کرتے تھے۔

مظلوم کی بددعا سے بچنے کا بیان

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں تین دعائیں قبول کی جاتی ہیں ان کی قبولیت میں کوئی شک نہیں ایک تو باپ کی دعا، دوسری مسافر کی دعا اور تیسری مظلوم کی دعا۔ (ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ، مشکوۃ المصابیح، جلد دوم: رقم الحدیث، 771)

باپ کی دعا کا مطلب یہ ہے کہ باپ اپنی اولاد کے حق میں خواہ دعا کرے یا بددعا دونوں جلد قبول ہو جاتی ہیں اور جب باپ کی دعا قبول ہوتی ہے تو ماں کی دعا بطریق اولیٰ قبول ہوتی ہے اگرچہ یہاں حدیث میں ماں کی دعا کے بارہ میں ذکر نہیں کیا گیا ہے لیکن بات یہی ہے کیونکہ ماں اپنی اولاد کے حق میں باپ کی بہ نسبت زیادہ شفیق ہوتی ہے۔ "مسافر کی دعا" کے بارہ میں دو احتمال ہیں یا تو یہ کہ مسافر کی دعا اس شخص کے حق میں قبول ہوتی ہے جو اس کے ساتھ احسان اور اچھا سلوک کرتا ہے اور اس کی بددعا اس شخص کے حق میں قبول ہوتی ہے جو اسے تکلیف و ایذاء پہنچاتا ہے اور اس کے ساتھ برا سلوک کرتا ہے، یا پھر یہ کہ مسافر کی دعا مطلقاً قبول ہوتی ہے خواہ وہ اپنے لئے کرے یا دوسرے کے لئے۔

5514-تقدم (الحديث 5513) .

5515-تقدم (الحديث 5513) .

مظلوم کی دعا کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص مظلوم کی مدد کرتا ہے یا اس کو تسلی و تسکین دلاتا ہے اور مظلوم اس کے حق میں دعا کرتا ہے تو اس کی دعا قبول ہوتی ہے اسی طرح جو شخص مظلوم پر ظلم کرتا ہے یا جو شخص ظالم کی حمایت و تائید کر کے مظلوم کی ذہنی، روحانی اور جسمانی تکلیف و مصیبت میں اضافہ کرتا ہے اور مظلوم اس شخص کے حق میں بددعا کرتا ہے تو اس کی بددعا قبول ہوتی ہے۔ اسی طرح جو شخص ظالم کی حمایت و تائید کر کے مظلوم کی ذہنی روحانی اور جسمانی تکلیف و مصیبت میں اضافہ کرتا ہے اور مظلوم اس کے حق میں بد دعا کرتا ہے تو اس کی بددعا قبول ہوتی ہے۔

43 - باب الْاِسْتِعَاذَةِ مِنْ كَآبَةِ الْمُنْقَلَبِ .

یہ باب ہے کہ بُری حالت میں واپسی سے پناہ مانگنا

5516 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ بْنِ عَلِيِّ بْنِ مُقَدَّمٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بِشْرٍ الْخَثْعَمِيِّ عَنْ اَبِيْ زُرْعَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سَافَرَ فَرَكِبَ رَاحِلَتَهٗ قَالَ بِاِصْبَعِهٖ - وَمَدَّ شُعْبَةُ بِاِصْبَعِهٖ - قَالَ "اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ وَالْخَلِيْفَةُ فِي الْاَهْلِ وَالْمَالِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ وَّعْثَاءِ السَّفَرِ وَكَآبَةِ الْمُنْقَلَبِ" .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر پر روانہ ہوتے وقت اپنی سواری پر سوار ہوتے تو آپ اپنی انگلی کے ذریعے اشارہ کرتے۔

شعبہ نامی راوی نے اپنی انگلی کو پھیلا کر اشارہ کر کے بتایا (راوی کہتے ہیں:) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا مانگتے تھے:

''اے اللہ! سفر کے دوران تو ہی میرا ساتھی ہے اور میری غیر موجودگی میں میرے گھر والوں اور مال کا تو ہی نگران ہے' اے اللہ! میں سفر کی مشقت اور بُری حالت میں واپسی سے تیری پناہ مانگتا ہوں''۔

44 - باب الْاِسْتِعَاذَةِ مِنْ جَارِ السَّوْءِ .

یہ باب ہے کہ بُرے پڑوسی سے پناہ مانگنا

5517 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَجْلَانَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "تَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ جَارِ السَّوْءِ فِيْ دَارِ الْمُقَامِ فَاِنَّ جَارَ الْبَادِيَةِ يَتَحَوَّلُ عَنْكَ" .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''رہائشی آبادی میں بُرے پڑوسی سے پناہ مانگو ویرانے کا پڑوسی تو تم سے الگ ہو ہی جاتا ہے''۔

5516-اخرجه الترمذي في الدعوات، باب ما يقول اذا خرج مسافراً (الحديث 3438) مطولاً . تحفة الاشراف (14892) .

5517-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (13054) .

45 - باب الْاِسْتِعَاذَةِ مِنْ غَلَبَةِ الرِّجَالِ .

لوگوں کے غلبہ سے پناہ مانگنا

5518 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ اَبِيْ عَمْرٍو اَنَّهُ سَمِعَ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَبِيْ طَلْحَةَ "اِلْتَمِسْ لِيْ غُلَامًا مِنْ غِلْمَانِكُمْ يَخْدُمُنِيْ" . فَخَرَجَ بِيْ اَبُوْ طَلْحَةَ يُرْدِفُنِيْ وَرَائَهُ فَكُنْتُ اَخْدُمُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلَّمَا نَزَلَ فَكُنْتُ اَسْمَعُهُ يُكْثِرُ اَنْ يَقُوْلَ "اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْهَرَمِ وَالْحُزْنِ وَالْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَضَلَعِ الدَّيْنِ وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ" .

☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: میرے لیے کوئی لڑکا لے کر آ ؤ' جو میری خدمت کیا کرے' حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ مجھے ساتھ لے گئے' انہوں نے مجھے اپنے پیچھے بٹھایا ہوا تھا' جب بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کہیں پڑاؤ کرتے' میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتا' میں آپ کو بکثرت یہ کہتے ہوئے سنتا تھا:

''اے اللہ! میں بڑھاپے' غم' عاجز ہو جانے' کاہلی' کنجوسی' بزدلی' قرض کے غلبے اور لوگوں کے غلبے سے تیری پناہ مانگتا ہوں''۔

مختلف فتنوں سے ومصائب سے بچنے کی دعا مانگنے کا بیان

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بارگاہ رب العزت میں یوں عرض کیا کرتے تھے۔ دعا (اللّٰهم انی اعوذبك من الكسل والهرم والمغرم والمأثم اللّٰهم انی اعوذ بك من عذاب النار وفتنة النار وفتنة القبر وعذاب القبر ومن شر فتنة الغنى ومن شر فتنة الفقر ومن شر فتنة المسيح الدجال اللّٰهم اغسل خطاياى بماء الثلج والبرد ونق قلبى كما ينقى الثوب الابيض من الدنس وباعد بينى وبين خطاياى كما باعدت بين المشرق والمغرب . اے اللہ میں تیری پناہ مانگتا ہوں، طاعت میں سستی سے، بڑھاپے کے سبب سے مخبوط الحواس اور اعضاء کے ناکارہ ہونے سے تاوان یا قرض سے اور گناہ سے، اے اللہ میں تیری پناہ مانگتا ہوں آگ کے عذاب سے اور عذاب کے فتنہ سے۔ قبر کے فتنہ اور قبر کے عذاب سے، دولت کے فتنہ سے اور برائی سے، فقر کے فتنہ کی برائی سے اور کانے دجال کے فتنہ سے اے اللہ۔ برف اور اولے کے پانی سے میرے گناہ دھودے (یعنی طرح طرح مغفرتوں کے ذریعہ مجھے گناہوں سے پاک کردے جس طرح برف اور اولے کا پانی میل کچیل کو صاف کرتا ہے اور میرے دل کو برے اخلاق اور برے خیالات سے پاک کردے جس طرح سفید کپڑا پانی سے صاف کیا جاتا ہے اور میرے گناہوں کے درمیان اسی طرح بعد پیدا کردے جس طرح تو نے مشرق اور مغرب کے درمیان بعد پیدا کیا ہے۔ (بخاری ومسلم مشکوۃ المصابیح جلد دوم رقم الحدیث ۱۹۹۰)

5518- تقدم (الحديث 5465) .

پناہ مانگتا ہوں آگ کے عذاب سے" کا مطلب یہ ہے کہ اے اللہ! میں اس بات سے تیری پناہ مانگتا ہوں کہ میرا شمار ان لوگوں میں ہو جو دوزخی ہیں یا کفار۔ اس موقع پر یہ بات جان لینی چاہئے کہ "عذاب الٰہی" میں صرف کفار ہی مبتلا ہوں گے چنانچہ موحدین جو اپنی بدعملیوں کی سزا آخرت میں پائیں گے اسے عذاب نہیں کہا جاتا بلکہ وہ "تادیب" ہے یعنی اگر ان کو دوزخ کی آگ میں ڈالا جائے گا اور ایسا عذاب کے لئے نہیں بلکہ تادیب یعنی ان کے گناہوں کو دھونے اور ختم کرنے کے لئے ہوگا۔ "آگ کے فتنہ" سے مراد وہ چیزیں ہیں جو آگ اور قبر کے عذاب کا باعث بنتی ہیں یعنی گناہ و معصیت۔ "قبر کے فتنہ" سے مراد ہے منکر نکیر کے سوالات کا جواب دیتے وقت حواس باختہ ہونا۔ "قبر کے عذاب" سے مراد ہے، فرشتوں کا، ان لوگوں کو لوہے کے گرزوں سے مارنا اور ان کا عذاب میں مبتلا ہونا۔

جو منکر نکیر کے سوالات کا جواب نہ دے سکیں گے۔ "قبر" سے مراد ہے عالم برزخ چاہے وہ قبر ہو یا کچھ اور ہو دولت کے فتنہ سے مراد ہے تکبر و سرکشی کرنا مال و زر حرام ذرائع سے حاصل کرنا اور ان کو گناہ کی جگہ خرچ کرنا اور مال و جاہ پر بے جا فخر کرنا اسی طرح فخر کے فتنے سے مراد ہے۔ دولت مندوں پر حسد کرنا، ان کے مال و زر کی ہوس اور طمع رکھنا، اس چیز پر راضی نہ ہونا جو اللہ نے اس کی قسمت میں لکھ دی ہے یعنی فقر اور اسی قسم کی وہ تمام چیزیں جو صبر و توکل اور قناعت کے منافی ہیں۔ اب آخر میں یہ بات بطور خاص ذہن نشین کر لیجئے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ان تمام چیزوں سے پناہ مانگنا اس کے معنی میں نہیں تھا کہ نعوذ باللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان چیزوں میں مبتلا تھے، یا ان میں مبتلا ہونے کا خوف تھا۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم معصوم تھے اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دائمی طور پر ان تمام چیزوں سے امن و حفاظت میں رکھا تھا بلکہ ان چیزوں سے پناہ مانگنا تعلیم امت کے طور پر تھا کہ امت کے لوگ ان چیزوں سے پناہ مانگیں اور ان سے بچیں۔

46 - باب الْاِسْتِعَاذَةِ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ .

یہ باب ہے کہ دجال کی آزمائش سے پناہ مانگنا

5519 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ يَحْيٰى عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَسْتَعِيذُ بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ قَالَ وَقَالَ "اِنَّكُمْ تُفْتَنُوْنَ فِيْ قُبُوْرِكُمْ" .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قبر کے عذاب سے اور دجال کی آزمائش سے پناہ مانگا کرتے تھے اور یہ فرماتے تھے:

''تمہیں تمہاری قبروں میں آزمائش میں مبتلا کیا جائے گا''۔

قبروں کی آزمائش اور فتنہ دجال سے بچنے کا بیان

حضرت زید بن ثابت بیان کرتے ہیں کہ (ایک روز) جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنی نجار کے باغ میں اپنے خچر پر سوار

5519-تقدم (الحديث 2064) .

تھے اور ہم بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے کہ اچانک خچر بدک گیا اور قریب تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گرا دے، ناگہاں پانچ چھ قبریں نظر آئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان قبر والوں کو کوئی جانتا ہے؟ ایک آدمی نے کہا، "میں جانتا ہوں!" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یہ کب مرے ہیں؟ (یعنی حالت کفر میں مرے ہیں یا ایمان کے ساتھ اس دنیا سے رخصت ہوئے ہیں) اس آدمی نے عرض کیا۔ یہ تو شرک کی حالت میں مرے ہیں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ امت اپنی قبروں میں آزمائی جاتی ہے (یعنی ان لوگوں پر ان کی قبروں میں عذاب ہو رہا ہے) اگر مجھ کو یہ خوف نہ ہوتا کہ تم (مردوں کو) دفن کرنا چھوڑ دو گے تو میں ضرور اللہ سے یہ دعا کرتا کہ وہ تم کو بھی عذاب قبر (کی اس آواز) کو سنا دے جس کو میں سن رہا ہوں، اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قبر کے عذاب سے خداہ کی پناہ مانگو۔ صحابہ نے عرض کیا ہم آگ کے عذاب سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قبر کے عذاب سے اللہ کی پناہ مانگو۔ صحابہ نے عرض کیا۔ عذاب قبر سے ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ظاہری اور باطنی فتنوں سے اللہ کی پناہ مانگو۔ صحابہ نے عرض کیا۔ ہم دجال کے فتنہ سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں۔

(صحیح مسلم، مشکوۃ المصابیح، جلد اول: رقم الحدیث، 126)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا احساس وشعور اور اس کی قوت ادراک دنیا کے تمام لوگوں سے بہت زیادہ قوی ہوتی ہے چونکہ اس کے احساس ظاہری و باطنی میں وہ قدرتی طاقت ہوتی ہے جس کی بناء پر وہ اس دنیا سے بھی آگے عالم غیب کی چیزوں کا ادراک کر لیتا ہے اس لئے اس کی ظاہری آنکھوں کے ساتھ ساتھ باطنی آنکھیں بھی اتنی طاقتور ہوتی ہیں کہ وہ غیب کی ان چیزوں کو بھی دیکھ لیتا ہے جسے دیکھنا چاہیں۔ چنانچہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کہیں سفر میں جا رہے تھے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ایک قبرستان پر ہوا تو وہاں آپ کی چشم بصیرت نے ادراک کر لیا کہ قبروں میں مردوں پر عذاب ہو رہا ہے اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو تلقین کی کہ وہ عذاب قبر سے پناہ مانگتے رہیں عذاب قبر کی شدت کا اندازہ اس سے کیا جا سکتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا کہ اگر تمہاری آنکھیں اس کا مشاہدہ کر لیں اور تمہارے کان اس کو سن لیں تو تم اپنی عقل و دماغ سے ہاتھ دھو بیٹھو اور تم اس کی شدت و سختی کا محض احساس ہی کر کے بے ہوش ہو جاؤ گے جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تم اس خوف و ہراس کی وجہ سے مردوں کو دفن کرنا بھی چھوڑ دو گے اگر مجھے اس کا خدشہ نہ ہوتا تو میں یقیناً تمہیں اس عذاب کا مشاہدہ بھی کرا دیتا اور تمہیں سنوا بھی دیتا۔

فتنہ مسیح دجال سے بچنے کی دعا مانگنے کا بیان

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں (تشہد کے بعد) یہ دعا مانگتے تھے: اللّٰھم انی اعوذ بك من عذاب القبر و اعوذ بك من فتنة المسيح الدجال و اعوذ بك من فتنة المحيا و فتنه الممات اللّٰھم انی اعوذبك من الماثم و المغرم اے اللہ میں عذاب قبر سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور کانے دجال کے فتنے سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور زندگی کے فتنوں اور موت کے فتنوں سے تیری پناہ کا طلب گار ہوں اے پروردگار! میں تجھ سے گناہوں سے اور قرض سے پناہ چاہتا ہوں۔ (راوی کا بیان ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دعا سن کر کسی کہنے والے نے کہا کہ "آپ صلی اللہ علیہ وسلم قرض سے پناہ مانگنا بڑے تعجب کی بات ہے؟" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جب آدمی قرضدار ہوتا ہے تو

باتیں بناتا ہے اور جھوٹ بولتا ہے اور وعدہ کرتا ہے تو وعدہ خلافی کرتا ہے۔ (صحیح البخاری وصحیح مسلم، مشکوۃ المصابیح، جلد اول: رقم الحدیث، 905)

دجال آخر زمانے میں قیامت کے قریب پیدا ہوگا جو خدائی کا دعویٰ کرے گا اور لوگوں کو اپنے مکروفریب اور شعبدہ بازیوں سے گمراہ کرے گا۔ اس کا مفصل ذکر انشاء اللہ مشکوۃ کے آخری ابواب میں آئے گا۔ دجال کو مسیح کیوں کہتے ہیں: دجال کو مسیح اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس کی ایک آنکھ ملی ہوئی ہوگی یعنی وہ کانا ہوگا چونکہ ممسوح ہوگا اس لئے اس مناسبت سے اسے مسیح کہا جاتا ہے۔ ممسوح کا مطلب ہے "تمام بھلائیوں، نیکیوں اور خیر وبرکت کی باتوں سے بالکل بعید، ناآشنا اور ایسا کہ جیسے اس پر کبھی ان چیزوں کا سایہ بھی نہ پڑا ہوگا۔" اور ظاہر کہ اتنی بری خصلتوں کا حامل دجال کے علاوہ اور کون ہوسکتا ہے۔؟ حضرت عیسی علیہ السلام کو مسیح کہنے کی وجہ: اسی کے ساتھ حضرت عیسی علیہ السلام کا لقب بھی "مسیح" ہے جس کی اصل مسیحا ہے اور مسیحا عبرانی زبان میں "مبارک" کو کہتے ہیں یا یہ کہ مسیح کے معنی ہیں "بہت سیر کرنے والا" چونکہ قرب قیامت حضرت عیسی علیہ السلام اس دنیا میں آسمان سے اتارے جائیں گے اور دنیا سے گمراہی وضلالت اور برائیوں کی جڑ اکھاڑنے اور پھر تمام عالم پر اللہ کے خلیفہ کی حیثیت سے حکمرانی کرنے پر مامور فرمائے جائیں گے اور اس سلسلے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو امور مملکت کی دیکھ بھال کرنے اور اللہ کے دین کو عالم میں پھیلانے اور کانے دجال کو موت کے گھاٹ اتارنے کے لئے تقریبا پوری دنیا میں پھرنا پڑے گا۔ اس لئے اس مناسبت سے مسیح علیہ السلام کا لقب قرار پایا ہے۔ بہر حال لفظ مسیح کا اطلاق حضرت عیسی علیہ السلام اور دجال ملعون دونوں پر ہوتا ہے اور دونوں کے درمیان امتیازی فرق یہ ہے کہ جب صرف "مسیح" لکھا اور بولا جاتا ہے تو اس سے حضرت عیسی علیہ السلام کی ذات گرامی مراد لی جاتی ہے اور جب دجال ملعون مراد ہوتا ہے تو لفظ مسیح کو دجال کے ساتھ قید کردیتے ہیں یعنی "مسیح دجال" لکھتے اور بولتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دعا میں چھ چیزوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کی ہے (۱) عذاب قبر (۲) فتنہ دجال (۳) فتنہ زندگی (۴) فتنہ موت (۵) گناہ (۶) قرض۔ یہ چھ چیزیں اپنی ہیبت وہلاکت اور دینی ودنیاوی خسران ونقصان کے باعث بڑی اہمیت رکھتی ہیں۔ ان چیزوں سے اگر اللہ تعالیٰ نے نجات دی اور اپنا فضل وکرم فرمادیا تو دینی ودنیاوی دونوں زندگیاں کامیابی وکامرانی سے اور رحمت وسعادت کی ہم آغوش ہوگی اور اگر خدانخواستہ کہیں کسی بدنصیب کا ان میں سے کسی ایک سے بھی پالا پڑ گیا تو جانئے کہ اس کی دنیا بھی تباہ وبرباد ہو جائے گی اور آخرت کی تمام سہولتیں وآسانیاں اور وہاں کی رحمتیں وسعادتیں بھی اس کا ساتھ چھوڑ دیں گی اور وہ اللہ تعالیٰ کے عذاب کا مستحق ہوگا اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ان چیزوں سے پناہ مانگ کر امت کے لئے تعلیم کا دروازہ کھولا ہے کہ ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ اپنے پروردگار سے ان سخت وہیبت ناک چیزوں سے پناہ مانگتا رہے تاکہ پروردگار اس کو ان سے محفوظ ومامون رکھے۔ عذاب قبر اور فتنہ دجال یہ تو بالکل ظاہر ہیں ان کی کسی فائدہ دتوضیح کی ضرورت نہیں ہے البتہ "فتنہ زندگی" یہ ہے کہ صبر ورضا کے فقدان کی وجہ سے زندگی کی مصیبتوں اور بلاؤں میں گرفتار ہو اور نفس ان چیزوں میں مشغول ومستغرق ہوجائے جو راہ ہدایت اور راہ حق سے ہٹادیتی ہوں اور زندگی کو گمراہیوں وضلالتوں کی کھائی میں پھینک دیتی ہوں۔ "فتنہ موت" کا مطلب یہ ہے کہ "شیطان لعین حالت نزع میں اپنے مکروفریب کا جال پھینکنے اور مرنے والے کے دل میں وسواس وشبہات کے بیج بو کر اس کے آخری لمحوں کو جن پر دائمی نجات وعذاب کا دارومدار ہے برائی وگمراہی کی بھینٹ چڑھادے تاکہ اس دنیا سے رخصت ہونے والا نعوذ باللہ

ایمان ویقین کے ساتھ نہیں بلکہ کفر وتشکیک کے ساتھ فوت ہو جائے (العیاذ باللہ) اسی طرح منکر ونکیر کے سوالات کی سختی، عذاب قبر کی شدت اور عذاب عقبیٰ میں گرفتاری بھی موت کے فتنے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب سے ہر مسلمان کو محفوظ و مامون رکھے۔ آمین"

لفظ "ماثم" یا تو مصدر ہے یعنی گناہ کرنا، یا اس سے مراد وہ چیز ہے جو گناہ کا باعث ہے۔ بہر حال اس کا مطلب یہ ہے کہ ان گناہوں سے اللہ کی پناہ، جس کے نتیجے میں بندہ عذاب آخرت اور اللہ کی ناراضگی مول لیتا ہے۔ یا ان چیزوں سے اللہ کی پناہ جو گناہ صادر ہونے کا ذریعہ ہیں، یا جن کو اختیار کر کے بندہ راہ راست سے ہٹ جاتا ہے اور ضلالت وگمراہی کی راہ پر پڑ جاتا ہے۔ قرض سے پناہ مانگنے کی وجہ: قرض سے پناہ مانگنے پر ایک صحابی کو تعجب ہوا کہ قرض میں ایسی کونسی برائی ہے جس سے پناہ مانگی جارہی ہے بلکہ اس سے تو بہت سے ضرورت مندوں کے کام پورے ہوتے ہیں اور دنیاوی حالات میں اس سے بڑی حد تک مدد ملتی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی قباحت اور برائی کی جس کی بنیادی حقیقت کی طرف توجہ دلائی وہ یقیناً ایسی ہی ہے کہ اس سے پناہ مانگی جانی چاہئے۔ اول تو دنیاوی اعتبار سے بھی کسی کا قرضدار ہونا کوئی اچھی بات نہیں ہے پھر دین وآخرت کا جہاں تک تعلق ہے تو اس کی وجہ سے ایسی چیزوں کا ارتکاب ہوتا ہے جو شریعت کی نظر میں نہ صرف یہ کہ معیوب بلکہ عذاب آخرت کا سبب بنتی ہیں۔ مثلاً جب کوئی آدمی کسی سے قرض مانگنے جاتا ہے تو پہلا مرحلہ یہی ہوتا ہے جب وہ گنہگار ہوتا ہے کیونکہ بسا اوقات قرض مانگنے والا سینکڑوں بہانے تراشتا ہے سینکڑوں غلط سلط باتیں بناتا ہے اور مقصد برآری کے لئے بڑے سے بڑا جھوٹ بولنے میں کوئی جھجک محسوس نہیں کرتا۔ اس کے بعد دوسرا مرحلہ قرض کی ادائیگی کا آتا ہے کہ قرض دار قرض لیتے وقت ایک وقت وعرصہ متعین کرتا ہے جس میں وہ قرض کی ادائیگی کا وعدہ کرتا ہے مگر تجربہ شاہد ہے کہ کوئی ایک آدھ ہی قرضدار ایسا ہوگا جو وقت معینہ پر ادائیگی کر دیتا ہوگا ورنہ اکثر و بیشتر وعدہ خلافی کرتے ہیں اس موقع پر بھی نہ صرف یہ کہ وعدہ خلافی ہوتی ہے بلکہ عدم ادائیگی کے عذر میں ہر طرح کا جھوٹ بولنا پڑتا ہے۔ اس طرح قرضدار وعدہ خلافی اور جھوٹ کا ارتکاب کر کے گناہ گار ہوتا ہے۔ پھر عدم ادائیگی کا یہ عذر ایک دو مرتبہ ہی پر ختم نہیں ہو جاتا بلکہ اس کا ایک سلسلہ ہوتا ہے جو بہت دنوں تک چلتا رہتا ہے اس طرح قرضدار مسلسل جھوٹ پر جھوٹ بولتا ہے، ہر مرتبہ وعدہ خلافیاں کرتا ہے اور اس طرح وہ گناہوں کی پوٹ اپنے اوپر لادتا رہتا ہے۔ ظاہر کہ یہ چیزیں اللہ تعالیٰ کے عذاب اور مواخذہ آخرت کا سبب ہیں اس لئے ایسی غلط چیز سے پناہ مانگی گئی ہے۔

47 - باب الْاِسْتِعَاذَةِ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَشَرِّ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ .

یہ باب ہے کہ جہنم کے عذاب اور دجال کے شر سے پناہ مانگنا

5520 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَفْصِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِي اَبِي قَالَ حَدَّثَنِي اِبْرَاهِيمُ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ اَخْبَرَنِي اَبُو الزِّنَادِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ هُرْمُزَ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَاَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَاَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ وَاَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ" .

5520-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (13914) .

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ یہ کہا کرتے تھے:

''میں جہنم کے عذاب سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں' میں قبر کے عذاب سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں' میں دجال کے شر سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں اور میں زندگی اور موت کی آزمائش کے شر سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں''۔

5521 - اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ دُرُسْتَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اِسْمَاعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اَبِىْ كَثِيْرٍ اَنَّ اَبَا سَلَمَةَ حَدَّثَهُ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ ''اللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ النَّارِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ'' .

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم ﷺ کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: آپ ﷺ یہ دعا مانگا کرتے تھے:

''اے اللہ! میں قبر کے عذاب سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور میں جہنم کے عذاب سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور میں زندگی اور موت کی آزمائش سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور میں دجال کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں''۔

فتنہ دجال سے بچنے کے لئے سورہ کہف پڑھنے کا بیان

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جوشخص سورت کہف کی ابتدائی تین آیتیں پڑھے گا وہ دجال کے فتنہ سے بچایا جائے گا۔ امام ترمذی نے اس روایت کونقل کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(مشکوۃ المصابیح، جلد دوم، رقم الحدیث، 657)

ایک حدیث حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی ہے جس میں یہ فرمایا گیا ہے کہ جوشخص سورت کہف کی ابتدائی دس آیتیں یاد کرے گا وہ دجال کے فتنہ سے بچایا جائے گا جب کہ یہاں تین آیتوں کو ذکر کیا جا رہا ہے اس حدیث کی تشریح میں اس حدیث کو ذکر کرتے ہوئے ان دونوں حدیثوں میں ایک مطابقت تو اس موقع پر بیان کی گئی تھی۔ اس سلسلہ میں ایک دوسری وجہ مطابق یہ بھی ہوسکتی ہے کہ پہلے تو دس آیتوں کو یاد کرنے پر مذکورہ بالا خاصیت و برکت کی بشارت دی گئی ہوگی پھر بعد میں از راہ وسعت فضل تین آیتوں کے پڑھنے ہی پر یہ بشارت عطا فرمائی گئی۔

" مسیح "ایک ایسا مشترک نام ہے جو حضرت عیسی علیہ السلام اور دجال دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے لیکن عام طور پر یہ ہوتا ہے کہ جب یہ لفظ دجال کے لئے استعمال ہوتا ہے تو اس کو فقط دجال کے ساتھ مقید کر دیتے ہیں یعنی " مسیح دجال " کہتے ہیں اور جب حضرت عیسی علیہ السلام کے لئے استعمال ہوتا ہے تو اس لفظ کو مطلق استعمال کرتے ہیں یعنی صرف " مسیح " کہتے ہیں۔ حضرت عیسی علیہ السلام کو مسیح اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ جس اندھے یا کوڑھی اور یا کسی بھی بیمار پر ہاتھ پھیر دیتے تھے وہ چنگا ہو جاتا تھا یا آپ علیہ السلام کا پاؤں چونکہ عام لوگوں کی طرح نہیں تھا بلکہ ہموار اور بے خم تلوے کا تھا اس لئے آپ علیہ السلام کو مسیح کہا جاتا ہے یا یہ کہ حضرت عیسی علیہ السلام ماں کے پیٹ سے بالکل ممسوح پونچھے پانچھے پیدا ہوئے تھے، پیدائش کے وقت بچے جس آلائش کے ساتھ

5521-تقدم (الحديث 2059) .

النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "عُوْذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ عُوْذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ عُوْذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ".

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"قبر کے عذاب سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو زندگی اور موت کی آزمائش سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو دجال کی آزمائش سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو"۔

اموال واولاد کے فتنہ سے بچنے کا بیان

(آیت) وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ وَّاَنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۔یعنی یہ بات سمجھ رکھو کہ تمھارے مال واولاد تمھارے لئے فتنہ ہیں۔

فتنہ کے معنی امتحان کے بھی آتے ہیں اور عذاب کے بھی اور ایسی چیزوں کو بھی فتنہ کہا جاتا ہے جو عذاب کا سبب بنیں۔قرآن کریم کی مختلف آیتوں میں ان تینوں معنی کے لئے لفظ فتنہ استعمال ہوا ہے۔یہاں تینوں معنی کی گنجائش ہے بعض اوقات مال واولاد خود بھی انسان کے لئے دنیا ہی میں وبال جان بن جاتے ہیں اور ان کے سبب غفلت ومعصیت میں مبتلا ہو کر سبب عذاب بن جانا تو بالکل ظاہر ہے۔اول یہ کہ مال واولاد کے ذریعہ تمھارا امتحان لینا مقصود ہے کہ یہ چیزیں ہمارے انعامات ہیں۔تم انعام لے کر شکر گزار اور اطاعت شعار بنتے ہو یا ناشکرے اور نافرمان۔

دوسرے اور تیسرے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ مال اور اولاد کی محبت میں مبتلا ہو کر اللہ تعالیٰ کو ناراض کیا تو یہی مال واولاد تمھارے لئے عذاب بن جائیں گے۔بعض اوقات تو دنیا ہی میں یہ چیزیں انسان کو سخت مصیبتوں میں مبتلا کر دیتی ہیں اور دنیا ہی میں مال واولاد کو وہ عذاب محسوس کرنے لگتے ہیں ورنہ یہ تو لازمی ہے کہ دنیا میں جو مال اللہ تعالیٰ کے احکام کے خلاف کمایا گیا یا خرچ کیا گیا وہ مال ہی آخرت میں اس کے لئے سانپ بچھو اور آگ میں داغ دینے کا ذریعہ بن جائے گا۔جیسا کہ قرآن کریم کی متعدد آیات میں اور بے شمار روایات حدیث میں اس کی تصریحات موجود ہیں۔

اور تیسرے معنی یہ کہ یہ چیزیں سبب عذاب بن جائیں یہ تو ظاہر ہی ہے کہ جب یہ چیزیں اللہ تعالیٰ سے غفلت اور اس کے احکام کی خلاف ورزی کا سبب بنیں تو عذاب کا سبب بن گئیں۔آخر آیت میں فرمایا (آیت) وَاَنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۔یعنی یہ بھی سمجھ لو کہ جو شخص اللہ اور رسول کے احکام کی تعمیل میں مال واولاد کی محبت سے مغلوب نہ ہو اس کے لئے اللہ تعالیٰ کے پاس بہت بڑا اجر ہے۔

اس آیت کا مضمون تو سب مسلمانوں کو عام اور شامل ہے مگر واقعہ اس کے نزول کا اکثر مفسرین کے نزدیک حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ کا قصہ ہے جو غزوہ بنو قریظہ میں پیش آیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام نے بنو قریظہ کے قلعہ کا اکیس روز تک محاصرہ جاری رکھا جس سے عاجز ہو کر انہوں نے وطن چھوڑ کر ملک شام چلے جانے کی درخواست کی آپ نے ان کی شرارتوں کے پیش نظر اس کو قبول نہیں فرمایا بلکہ یہ ارشاد فرمایا کہ صلح کی صرف یہ صورت ہے کہ سعد بن معاذ تمھارے بارے میں جو کچھ فیصلہ کریں

اس پر راضی ہو جاؤ۔ انہوں نے درخواست کی کہ سعد بن معاذ کے بجائے ابولبابہ کو یہ کام سپرد کر دیا جائے۔ کیونکہ حضرت ابولبابہ کے اہل و عیال اور جائیداد بنو قریظہ میں تھے، ان سے یہ خیال تھا کہ وہ ہمارے معاملہ میں رعایت کریں گے۔ آپ نے ان کی درخواست پر حضرت ابولبابہ کو بھیج دیا۔

بنو قریظہ کے سب مرد و زن ان کے گرد جمع ہو کر رونے لگے اور یہ پوچھا کہ اگر ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر اتر آئیں تو کیا ہمارے معاملہ میں وہ کچھ نرمی فرمائیں گے۔ ابولبابہ کو معلوم تھا کہ ان کے معاملہ میں نرمی برتنے کی رائے نہیں ہے۔ انہوں نے کچھ ان لوگوں کی گریہ وزاری سے اور کچھ اپنے اہل و عیال کی محبت سے متاثر ہو کر اپنے گلے پر تلوار کی طرح ہاتھ پھیر کر اشارہ سے بتلا دیا کہ ذبح کیے جاؤ گے۔ گویا اس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا راز فاش کر دیا۔

مال و اولاد کی محبت میں یہ کام کر تو گزرے۔ مگر فوراً تنبہ ہوا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خیانت کی۔ جب وہاں سے واپس ہوئے تو اس درجہ ندامت سوار ہوئی کہ آپ کی خدمت میں لوٹنے کے بجائے سیدھے مسجد میں پہنچے اور مسجد کے ایک ستون کے ساتھ اپنے آپ کو باندھ دیا اور قسم کھائی کہ جب تک میری توبہ قبول نہ ہوگی اسی طرح بندھا رہوں گا چاہے اسی حالت میں موت آ جائے۔ چنانچہ سات روز مکمل اسی طرح بندھے کھڑے رہے ان کی بیوی اور لڑکی نگہداشت کرتی تھیں، انسانی ضرورت کے وقت اور نماز کے وقت کھول دیتی اور فارغ ہونے کے بعد پھر باندھ دیتی تھیں، کھانے پینے کے پاس نہ جاتے تھے یہاں تک کہ غشی طاری ہو جاتی تھی۔

5524 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَخْبَرَنِیْ یَعْلَی بْنُ عَطَاءٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا عَلْقَمَةَ یُحَدِّثُ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ یَتَعَوَّذُ مِنْ خَمْسٍ یَقُوْلُ "عُوْذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْیَا وَالْمَمَاتِ وَمِنْ شَرِّ الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ".

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پانچ چیزوں سے پناہ مانگا کرتے تھے آپ یہ فرمایا کرتے تھے:

"قبر کے عذاب سے، جہنم کے عذاب سے، زندگی اور موت کی آزمائش سے اور دجال کے شر سے اللہ کی پناہ مانگو"۔

5525 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ عَنْ مُحَمَّدٍ وَذَکَرَ کَلِمَةً مَعْنَاهَا حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ یَعْلَی بْنِ عَطَاءٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا عَلْقَمَةَ الْهَاشِمِیَّ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا هُرَیْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ "مَنْ اَطَاعَنِیْ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ وَمَنْ عَصَانِیْ فَقَدْ عَصَی اللّٰهَ". وَکَانَ یَتَعَوَّذُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ جَهَنَّمَ وَفِتْنَةِ الْاَحْیَاءِ وَالْاَمْوَاتِ وَفِتْنَةِ الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ.

5524-انفرد به النسائي، و سيأتي في الاستعاذة، الاستعاذة من فتنة المحيا (الحديث 5525 و 5526) . و الحديث عند: مسلم في الامارة، باب وجوب طاعة الامراء في غير معصية و تحريمها في المعصية (الحديث 33م) . تحفة الاشراف (15449) .

5525-تقدم (الحديث 5524) .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا:

''جو شخص میری اطاعت کرتا ہے' وہ اللہ کی اطاعت کرتا ہے' جو میری نافرمانی کرتا ہے' وہ اللہ کی نافرمانی کرتا ہے''۔

(راوی بیان کرتے ہیں:) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قبر کے عذاب سے' جہنم کے عذاب سے' زندگی اور موت کی آزمائش سے اور دجال کی آزمائش سے پناہ مانگا کرتے تھے۔

5526 - اَخْبَرَنَا اَبُوْ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ عَلْقَمَةَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ هُرَيْرَةَ مِنْ فِيْهِ اِلٰى فِيَّ قَالَ وَقَالَ يَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اسْتَعِيْذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ خَمْسٍ مِّنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَفِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ وَفِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ" .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''پانچ چیزوں سے اللہ کی پناہ مانگو' جہنم کے عذاب سے' قبر کے عذاب سے' زندگی اور موت کی آزمائش سے اور دجال کی آزمائش سے''۔

زندگی اور موت کی آزمائش کا بیان

مال اور اولاد سے آزمائش:۔ مال اور اولاد دو ایسی چیزیں ہیں جن سے انسان کا فطری لگاؤ اور محبت ہوتی ہے اور انہیں کے ذریعہ مسلمان کے ایمان کی آزمائش ہوتی ہے اور یہ آزمائش ایسی پرخطر ہوتی ہے کہ انسان کو احساس بھی نہیں ہوتا کہ وہ آزمائش میں پڑا ہوا ہے۔ سابقہ آیت کی طرح یہ آیت بھی اپنے اندر بڑا وسیع مفہوم رکھتی ہے۔ پھر ان میں سے مال کا فتنہ اولاد کے فتنہ سے شدید ہوتا ہے۔ جیسا درج ذیل احادیث میں واضح ہے۔

۱- عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے (جو بنی عامر کے حلیف تھے) کہ آپ نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں تمہارے محتاج ہونے سے نہیں ڈرتا۔ بلکہ میں تو اس بات سے ڈرتا ہوں کہ دنیا تم پر کشادہ کردی جائے گی جیسے تم سے پہلے لوگوں پر کشادہ کی گئی تھی۔ پھر تم اس میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرنے لگ جاؤ' تو وہ تمہیں اس طرح ہلاک کردے جیسے تم سے پہلے لوگوں کو ہلاک کیا تھا۔ (بخاری' کتاب المغازی' باب شہود الملائکۃ بدرا) نیز کتاب الرقاق' باب ما یحذر من زھرۃ الدنیا والتنافس فیھا)

۲- آپ نے فرمایا: ہر امت کی ایک آزمائش ہے اور میری امت کی آزمائش مال ہے۔ (ترمذی بحوالہ مشکوۃ' کتاب الرقاق' دوسری فصل)

۳- سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے آپ کو یہ کہتے سنا ہے۔ محتاج مہاجرین دولت مند مہاجرین سے پانچ سو سال پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔ (ترمذی' ابواب الزہد۔ باب ان فقراء المھاجرین یدخلون الجنۃ قبل اغنیاءھم)

۴- سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا: میں نے جنت میں جھانکا تو دیکھا کہ وہاں ان

5526- تقدم (الحديث 5524) .

لوگوں کی کثرت ہے جو دنیا میں محتاج تھے۔ (بخاری، کتاب الرقاق، باب فضل الفقر)

۵- مال کا فتنہ:۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ آپ (خطبہ ارشاد فرمانے) منبر پر کھڑے ہوئے اور فرمایا اپنے بعد میں جس بات سے ڈرتا ہوں وہ یہ ہے کہ زمین کی برکتیں تم پر کھول دی جائیں گی۔ (تم مالدار ہو جاؤ گے) پھر آپ نے دنیا کی آرائش کا بیان شروع کیا، پہلے ایک بات بیان کی، پھر دوسری۔ اس دوران ایک شخص کھڑا ہو کر کہنے لگا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا بھلائی سے برائی پیدا ہوگی؟ یہ سن کر آپ خاموش ہو گئے ہم سمجھے کہ آپ پر وحی نازل ہو رہی ہے اور لوگ ایسے خاموش بیٹھے تھے جیسے ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوں۔ پھر آپ نے اپنے منہ سے پسینہ پونچھا (وحی بند ہوئی) تو آپ نے پوچھا: وہ سائل کہاں ہے جو ابھی پوچھ رہا تھا۔ پھر آپ نے سوال کا جواب دیتے ہوئے تین بار فرمایا: مال و دولت سے بھلائی ہی نہیں ہوتی۔ پھر فرمایا: بھلائی سے تو بھلائی ہی پیدا ہوتی ہے مگر بہار کے موسم میں جب ہری ہری گھاس پیدا ہوتی ہے (جو ایک نعمت ہے، اس کا زیادہ کھا لینا) جانور کو یا تو مار ڈالتا ہے یا مرنے کے قریب کر دیتا ہے۔ الا یہ کہ جانور اپنی کوکھیں بھرنے کے بعد دھوپ میں جا کھڑا ہو اور پیشاب کرے پھر اس کے ہضم ہو جانے کے بعد) اور گھاس چرے اور یہ مال و دولت بھی ہرا بھرا اور شیریں ہے اور بہتر مسلمان وہ ہے جو اپنے حق کے مطابق ہی لے پھر اس میں سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں اور یتیموں اور مسکینوں پر خرچ کرے اور جو شخص اپنے حق پر اکتفا نہ کرے اس کی مثال اس کھانے والے کی سی ہے جس کا پیٹ بھرتا ہی نہیں اور یہ مال قیامت کے دن اس کے خلاف گواہی دے گا۔ (بخاری، کتاب الجہاد، باب فضل النفقہ فی سبیل اللہ)

۶- ابراہیم بن عبدالرحمن کہتے ہیں کہ عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کے سامنے ایک روز کھانا رکھا گیا۔ تو کہنے لگے مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ جنگ احد میں شہید ہو گئے اور وہ مجھ سے بہتر تھے ان کے کفن کے لیے ایک چادر ملی اور حمزہ یا کسی اور کا نام لے کر کہا کہ وہ شہید ہوئے اور وہ بھی مجھ سے بہتر تھے ان کے کفن کو بھی صرف ایک چادر تھی۔ میں ڈرتا ہوں کہیں ایسا نہ ہو کہ عیش و آرام کے سامان ہمیں دنیا میں ہی دے دیئے جائیں، یہ کہہ کر رونا شروع کر دیا۔ (بخاری، کتاب الجنائز، باب الکفن من جمیع المال)

۷- سیدنا ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: بلاشبہ قیامت کے دن بہت مال و دولت رکھنے والے ہی زیادہ نادار ہوں گے۔ مگر جسے اللہ نے دولت دی اور اس نے اپنے دائیں سے بائیں سے، آگے سے، پیچھے سے ہر طرف سے دولت کو اللہ کی راہ میں لٹا دیا اور اس مال سے بھلائی کمائی۔ (بخاری، کتاب الرقاق، باب المکثرون ھم المقلون)

۸- آپ نے فرمایا: جو شخص اللہ عزوجل سے ڈرتا ہو اس کو دولت مندی کا کوئی خطرہ نہیں۔

(احمد، بحوالہ مشکوۃ، باب استحباب المال، فصل ثالث)

اولاد کے ذریعہ آزمائش کیسے ہوتی ہے؟:۔ اور اولاد کے ذریعہ انسان کی آزمائش کا دائرہ مال کی آزمائش سے زیادہ وسیع ہے۔ اولاد اگر کسی کے ہاں نہ ہو تو بھی یہ ایک آزمائش ہے۔ ایسی صورت میں انسان اور بالخصوص عورتیں شرک جیسے بدترین گناہ پر آمادہ ہو جاتی ہیں اور پیروں فقیروں کے مزاروں اور مقبروں کے طواف کرتی اور ان کی منتیں مانتی ہیں اور اگر کسی کے ہاں زیادہ ہو تو وہ دوسری طرح آزمائش ہوتی ہے۔ کفار مکہ میں جو قتل اولاد کا دستور عام رائج تھا تو اس کی ایک وجہ یہ تھی کہ ہم انہیں کھلائیں گے کہاں

سے؟ لعینا اولاد کے رزق کا اپنے آپ کو ٹھیکیدار سمجھنا اور اللہ پر قطعا توکل نہ کرنا بھی شرک سے ملتا جلتا اور بعض پہلوؤں میں اس سے بڑھ کر کبیرۂ گناہ ہے۔ پھر اولاد کی تربیت کا مرحلہ آتا ہے تو یہ بھی انسان کے لیے بہت بڑی آزمائش کا وقت ہوتا ہے کہ آیا وہ اپنی اولاد کو دینی تربیت دیتا اور دین کی راہ پر چلاتا ہے یا محض ان کے لئے دنیا کمانے کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور یہ انسان کی زندگی کا ایسا نازک موڑ ہوتا ہے جس کے اچھے یا برے نتائج خود اس کو اس دنیا میں بھگتنا پڑتے ہیں اور آخرت میں تو ان پر سزا و جزا کا مرتب ہونا ایک یقینی بات ہے۔ پھر اس کے بعد اولاد کی آرزوؤں کی تکمیل کا مرحلہ پھر ان کی شادی اور شادی کے سلسلہ میں رشتہ کے انتخاب کا مرحلہ آتا ہے کہ وہ کس قسم کا رشتہ اپنے بیٹے یا بیٹی کے لیے پسند کرتا ہے اور یہ بھی ایسا مرحلہ ہوتا ہے جس کے نتائج انتہائی دوررس ہوتے ہیں اور ایسے ہی مرحلہ سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی شخص اپنی دینداری کے دعویٰ میں کس حد تک سچا اور مخلص ہے اور اسے اللہ اور اس کے رسول سے کس قدر محبت ہے۔ مختصر یہ کہ اولاد کا فتنہ ایسا فتنہ ہے جس کے ذریعہ انسان کی ہر وقت آزمائش ہوتی رہتی ہے۔

پھر بعض دفعہ مال اور اولاد دونوں کے فتنے ایک فتنہ میں مشترک ہو جاتے ہیں۔ جیسا کہ بعض مسلمانوں نے محض مال اور اولاد کی خاطر مدینہ کی طرف ہجرت نہیں کی تھی۔ حالانکہ اگر وہ چاہتے تو ان میں ہجرت کرنے کی استطاعت موجود تھی۔ ان پر جائیداد اور اولاد کی محبت غالب آ گئی اور انہوں نے کافروں میں رہنا اور ذلت کی زندگی بسر کرنا گوارا کر لیا۔ ایسے مسلمانوں پر اللہ تعالیٰ نے قرآن میں سخت وعید فرمائی ہے۔

50 - باب الِاسْتِعَاذَةِ مِنْ فِتْنَةِ الْمَمَاتِ .

یہ باب ہے کہ موت کی آزمائش سے پناہ مانگنا

5527 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ اَبِى الزُّبَيْرِ عَنْ طَاوُسٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُعَلِّمُهُمْ هٰذَا الدُّعَاءَ كَمَا يُعَلِّمُ السُّوْرَةَ مِنَ الْقُرْآنِ "قُوْلُوا اللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم انہیں (یعنی صحابہ کرام کو) اس دعا کی تعلیم اسی طرح دیا کرتے تھے جس طرح آپ انہیں قرآن کی کسی سورت کی تعلیم دیتے تھے آپ فرماتے تھے کہ تم یہ پڑھا کرو:

''اے اللہ! ہم جہنم کے عذاب سے تیری پناہ مانگتے ہیں اور میں قبر کے عذاب سے تیری پناہ مانگتا ہوں میں دجال کی آزمائش سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور میں زندگی اور موت کی آزمائش سے تیری پناہ مانگتا ہوں''۔

5528 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَيْمُوْنٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَمْرٍو عَنْ طَاوُسٍ عَنْ اَبِى هُرَيْرَةَ وَاَبِى الزِّنَادِ عَنِ

5527-تقدم (الحديث 2062) .

5528-اخرجه مسلم في المساجد و مواضع الصلاة، باب ما يستعاذ منه في الصلاة (الحديث 132) و اخرجه النسائي في الاستعاذة، الاستعاذة من فتنة المحيا (الحديث 5523)، و الاستعاذة من عذاب الله (الحديث 5531) . تحفة الاشراف (13530 و 13688) .

الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "عُوْذُوْا بِاللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ عُوْذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ"۔

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''تم لوگ اللہ کے عذاب سے اللہ کی پناہ مانگو' زندگی اور موت کی آزمائش سے اللہ کی پناہ مانگو قبر کے عذاب اور دجال کی آزمائش سے (اللہ کی پناہ مانگو)''۔

51 - باب الْاِسْتِعَاذَةِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ .

یہ باب ہے کہ قبر کے عذاب سے پناہ مانگنا

5529 - قَالَ الْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَائَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ عَنْ مَالِكٍ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَدْعُو يَقُوْلُ فِيْ دُعَائِهِ "اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ" .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی دعا میں یہ دعا مانگا کرتے تھے:

''اے اللہ! میں جہنم کے عذاب سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور میں قبر کے عذاب سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور میں دجال کی آزمائش سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور زندگی اور موت کی آزمائش سے تیری پناہ مانگتا ہوں''۔

52 - باب الْاِسْتِعَاذَةِ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ .

یہ باب ہے کہ قبر کی آزمائش سے پناہ مانگنا

5530 - اَخْبَرَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ كَثِيْرٍ الْمُقْرِئُ عَنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ حَبِيْبٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِيْ دُعَائِهِ "اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ وَفِتْنَةِ الدَّجَّالِ وَفِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ" .

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ هٰذَا خَطَأٌ وَالصَّوَابُ سُلَيْمَانُ بْنُ سِنَانٍ .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دعا کے دوران یہ کہتے ہوئے سنا ہے:

''اے اللہ! میں قبر کی آزمائش سے' دجال کی آزمائش سے' زندگی اور موت کی آزمائش سے تیری پناہ مانگتا ہوں''۔

امام نسائی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: اس میں غلطی پائی جاتی ہے' درست یہ ہے' راوی کا نام سلیمان بن سنان ہے۔

5529-تقدم (الحديث 5523) .

5530-سياتي (الحديث 5535) . تحفة الاشراف (13479) .

53 - باب الْاِسْتِعَاذَةِ مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ

یہ باب ہے کہ اللہ کے عذاب سے پناہ مانگنا

5531 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَبِى الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "عُوْذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ عُوْذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ عُوْذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ عُوْذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ" .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''اللہ کے عذاب سے اللہ کی پناہ مانگو قبر کے عذاب سے اللہ کی پناہ مانگو زندگی اور موت کی آزمائش سے اللہ کی پناہ مانگو دجال کی آزمائش سے اللہ کی پناہ مانگو''۔

54 - باب الْاِسْتِعَاذَةِ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ .

یہ باب ہے کہ جہنم کے عذاب سے پناہ مانگنا

5532 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ قَالَ اَنْبَاَنَا اَبُوْ عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ بُدَيْلِ بْنِ مَيْسَرَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَقِيْقٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَعَوَّذُ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَالْمَسِيحِ الدَّجَّالِ .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جہنم کے عذاب سے، قبر کے عذاب سے اور دجال کی آزمائش سے پناہ مانگا کرتے تھے۔

55 - باب الْاِسْتِعَاذَةِ مِنْ عَذَابِ النَّارِ .

یہ باب ہے کہ جہنم کے عذاب سے پناہ مانگنا

5533 - اَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَمْرٍو عَنْ يَحْيٰى اَنَّهُ حَدَّثَهُ قَالَ اَخْبَرَنِىْ اَبُوْ سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنِىْ اَبُوْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "تَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ النَّارِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ وَمِنْ شَرِّ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ" .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''تم جہنم کے عذاب سے، قبر کے عذاب سے، زندگی اور موت کی آزمائش سے اور دجال کے شر سے اللہ کی پناہ مانگو''۔

5531-تقدم (الحديث 5523) .

5532-اخرجه مسلم في المساجد و مواضع الصلاة، باب ما يستعاذ منه في الصلاة (الحديث 133) . تحفة الاشراف (13565) .

5533-اخرجه مسلم في المساجد و مواضع الصلاة، باب ما يستعاذ منه في الصلاة (الحديث 128) بنحوه . تحفة الاشراف (15388) .

56 - باب الْاِسْتِعَاذَةِ مِنْ حَرِّ النَّارِ .

یہ باب ہے کہ جہنم کی گرمی سے پناہ مانگنا

5534 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ قَالَ حَدَّثَنِیْ اِبْرَاهِیْمُ عَنْ سُفْیَانَ بْنِ سَعِیْدٍ عَنْ اَبِیْ حَسَّانَ عَنْ جَسْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ "اَللّٰهُمَّ رَبَّ جِبْرَائِیْلَ وَمِیْكَائِیْلَ وَرَبَّ اِسْرَافِیْلَ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ حَرِّ النَّارِ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ" .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا مانگی:

''اے اللہ! اے جبریل' میکائیل کے پروردگار! اے اسرافیل کے پروردگار! میں جہنم کی گرمی اور قبر کے عذاب سے تیری پناہ مانگتا ہوں''۔

5535 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ سَوَّادٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ یَزِیْدَ بْنِ اَبِیْ حَبِیْبٍ عَنْ سُلَیْمَانَ بْنِ سِنَانٍ الْمُزَنِیِّ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا هُرَیْرَةَ یَقُوْلُ سَمِعْتُ اَبَا الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ فِیْ صَلَاتِهِ "اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ وَمِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْیَا وَالْمَمَاتِ وَمِنْ حَرِّ جَهَنَّمَ" .

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ هٰذَا الصَّوَابُ .

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز کے دوران یہ کہتے ہوئے سنا:

''اے اللہ! میں قبر کی آزمائش سے دجال کی آزمائش سے زندگی اور موت کی آزمائش سے اور جہنم کی گرمی سے تیری پناہ مانگتا ہوں''۔

امام نسائی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: یہ روایت درست ہے۔

5536 - اَخْبَرَنَا قُتَیْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ عَنْ بُرَیْدِ بْنِ اَبِیْ مَرْیَمَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ سَاَلَ اللّٰهَ الْجَنَّةَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَالَتِ الْجَنَّةُ اَللّٰهُمَّ اَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ وَمَنِ اسْتَجَارَ مِنَ النَّارِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَالَتِ النَّارُ اَللّٰهُمَّ اَجِرْهُ مِنَ النَّارِ" .

☆☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''جو شخص تین مرتبہ اللہ تعالیٰ سے جنت کا سوال کرتا ہے' تو جنت یہ کہتی ہے: اے اللہ! اسے جنت میں داخل کر دے! اور جو شخص تین مرتبہ جہنم سے اللہ کی پناہ مانگتا ہے' تو جہنم یہ کہتی ہے: اے اللہ! اسے جہنم سے پناہ عطا کر دے!''

5534-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (17830) .

5535-انفرد به النسائي . و الحديث عند: النسائي في الاستعاذة، الاستعاذة من فتنة القبر (الحديث 5530) . تحفة الاشراف (13479) .

5536-اخرجه الترمذي في صفة الجنة، باب ما جاء في صفة انهار الجنة (الحديث 2572) و اخرجه النسائي في عمل اليوم والليلة، من استجار بالله من النار ثلاث مرات و سال الجنة ثلاث مرات (الحديث 110) و اخرجه ابن ماجه في الزهد، باب صفة الجنة (الحديث 4340) . تحفة الاشراف (243) .

57 - بَابُ الْإِسْتِعَاذَةِ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعَ وَذِكْرِ الْإِخْتِلَافِ عَلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ فِيهِ

یہ باب ہے کہ آدمی نے جو کچھ کیا ہو اس کے شر سے پناہ مانگنا' اس روایت میں عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ سے نقل ہونے والے اختلاف کا تذکرہ

5537 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ - وَهُوَ ابْنُ زُرَيْعٍ - قَالَ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ الْمُعَلِّمُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ بُشَيْرِ بْنِ كَعْبٍ عَنْ شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اِنَّ سَيِّدَ الْإِسْتِغْفَارِ اَنْ يَّقُوْلَ الْعَبْدُ اللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّي لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِيْ وَاَنَا عَبْدُكَ وَاَنَا عَلٰى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْءُ لَكَ بِذَنْبِيْ وَاَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ فَاغْفِرْ لِيْ فَاِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاِنْ قَالَهَا حِيْنَ يُصْبِحُ مُوْقِنًا بِهَا فَمَاتَ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَاِنْ قَالَهَا حِيْنَ يُمْسِيْ مُوْقِنًا بِهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ".

خَالَفَهُ الْوَلِيْدُ بْنُ ثَعْلَبَةَ.

☆☆ حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''سید الاستغفار یہ ہے' آدمی یہ پڑھے:

''اے اللہ! تو میرا پروردگار ہے' تیرے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے' تو نے مجھے پیدا کیا ہے' میں تیرا بندہ ہوں' جہاں تک میری استطاعت ہے میں تیرے وعدہ اور تیرے عہد پر قائم رہوں گا' میں نے جو کچھ کیا ہے' اس کے شر سے میں تیری پناہ مانگتا ہوں' میں تیری بارگاہ میں اپنے گناہ کا اعتراف کرتا ہوں اور تو نے مجھ پر جو نعمت کی ہے میں تیرے سامنے اس کا بھی اعتراف کرتا ہوں' تو میری مغفرت کر دے' کیونکہ گناہوں کو تیرے علاوہ کوئی بخش نہیں سکتا''۔

(نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:) اگر کوئی شخص صبح کے وقت ان کلمات پر یقین رکھتے ہوئے انہیں پڑھ لے' پھر وہ اس دن فوت ہو جائے' تو وہ جنت میں داخل ہوگا اور جو شخص شام کے وقت ان کلمات پر یقین رکھتے ہوئے ان کو پڑھ لے اور وہ اس رات فوت ہو جائے' تو وہ شخص جنت میں داخل ہوگا۔

ولید بن ثعلبہ نامی راوی نے اس سے مختلف روایت نقل کی ہے۔

58 - بَابُ الْإِسْتِعَاذَةِ مِنْ شَرِّ مَا عُمِلَ وَذِكْرِ الْإِخْتِلَافِ عَلٰى هِلَالٍ.

یہ باب ہے کہ آدمی نے جو عمل کیا ہے' اس کے شر سے پناہ مانگنا'

اس روایت میں ہلال سے نقل ہونے والے اختلاف کا تذکرہ

5538 - اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ مُوْسَى بْنُ شَيْبَةَ عَنِ الْاَوْزَاعِيِّ عَنْ

5537-اخرجه البخاري في الدعوات، باب الفضل الاستغفار (الحديث 6306)، وباب ما يقول اذا اصبح (الحديث 6323). تحفة الاشراف (4815).

عَبْدَةَ بْنِ اَبِي لُبَابَةَ اَنَّ ابْنَ يِسَافٍ حَدَّثَهُ اَنَّهُ سَاَلَ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا كَانَ اَكْثَرَ مَا يَدْعُو بِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ مَوْتِهِ قَالَتْ كَانَ اَكْثَرَ مَا كَانَ يَدْعُو بِهِ "اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا عَمِلْتُ وَمِنْ شَرِّ مَا لَمْ اَعْمَلْ" .

☆☆ ابن یساف بیان کرتے ہیں: انہوں نے نبی اکرم ﷺ کی زوجہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا: نبی ﷺ اپنے وصال سے پہلے اکثر اوقات کون سی دعا مانگا کرتے تھے؟ تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا' نبی اکرم ﷺ اکثر یہ دعا مانگا کرتے تھے:

''اے اللہ! میں نے جو عمل کیا ہے' اس کے شر سے اور جو عمل نہیں کیا ہے اس کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں''۔

5539 - اَخْبَرَنِي عِمْرَانُ بْنُ بَكَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الْمُغِيْرَةِ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدَةُ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ يِسَافٍ قَالَ سُئِلَتْ عَائِشَةُ مَا كَانَ اَكْثَرَ مَا كَانَ يَدْعُو بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ كَانَ اَكْثَرَ دُعَائِهِ اَنْ يَّقُوْلَ "اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا عَمِلْتُ وَمِنْ شَرِّ مَا لَمْ اَعْمَلْ بَعْدُ" .

☆☆ ابن یساف بیان کرتے ہیں: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا گیا: نبی اکرم ﷺ اکثر اوقات کون سی دعا مانگا کرتے تھے؟ تو انہوں نے بتایا' نبی اکرم ﷺ اکثر یہ دعا مانگا کرتے تھے:

''اے اللہ! میں نے جو عمل کیا ہے' اس کے شر سے اور میں نے جو عمل نہیں کیا ہے' اس کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں''۔

5540 - اَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ عَنْ جَرِيْرٍ عَنْ مَّنْصُوْرٍ عَنْ هِلَالِ بْنِ يِسَافٍ عَنْ فَرْوَةَ بْنِ نَوْفَلٍ قَالَ سَاَلْتُ اُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ عَائِشَةَ عَمَّا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُو قَالَتْ كَانَ يَقُوْلُ "اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا عَمِلْتُ وَمِنْ شَرِّ مَا لَمْ اَعْمَلْ" .

☆☆ فروہ بن نوفل بیان کرتے ہیں: میں نے اُم المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ دریافت کیا' نبی اکرم ﷺ کیا دعا مانگا کرتے تھے؟ تو انہوں نے بتایا' نبی اکرم ﷺ یہ پڑھا کرتے تھے:

''میں نے جو عمل کیا ہے' اس کے شر سے اور میں نے جو عمل نہیں کیا ہے' اس کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں''۔

5541 – اَخْبَرَنَا هَنَّادٌ عَنْ اَبِي الْاَحْوَصِ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ هِلَالٍ عَنْ فَرْوَةَ بْنِ نَوْفَلٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا عَمِلْتُ وَمِنْ شَرِّ مَا لَمْ اَعْمَلْ" .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ یہ دعا مانگا کرتے تھے:

''اے اللہ! میں نے جو عمل کیا ہے' اس کے شر سے اور میں نے جو عمل نہیں کیا ہے اس کے شر سے میں تیری پناہ مانگتا ہوں''۔

5538-انفرد به النسائي . وسياتي في الاستعاذة، الاستعاذة من شر ما عمل و ذكر الاختلاف على هلال (الحديث 5539) . تحفة الاشراف (17679) .

5539-تقدم (الحديث 5538) .

5540-تقدم (الحديث 1306) .

5541-تقدم (الحديث 1306) .

59 - بَابُ الْاِسْتِعَاذَةِ مِنْ شَرِّ مَا لَمْ يَعْمَلْ .

یہ باب ہے کہ آدمی نے جو عمل نہیں کیا' اس کے شر سے پناہ مانگنا

5542 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ هِلَالِ بْنِ يِسَافٍ عَنْ فَرْوَةَ بْنِ نَوْفَلٍ قَالَ سَاَلْتُ عَائِشَةَ فَقُلْتُ حَدِّثِيْنِيْ بِشَيْءٍ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُو بِهِ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا عَمِلْتُ وَمِنْ شَرِّ مَا لَمْ اَعْمَلْ" .

☆☆ فروہ بن نوفل بیان کرتے ہیں: میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا' میں نے کہا کہ آپ مجھے کسی ایسی چیز کے بارے میں بتایئے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دعا میں مانگا کرتے تھے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ پڑھا کرتے تھے:

"اے اللہ! میں نے جو عمل کیا ہے' اس کے شر سے اور میں نے جو عمل نہیں کیا ہے' اس کے شر سے' میں تیری پناہ مانگتا ہوں"۔

5543 - اَخْبَرَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حُصَيْنٍ سَمِعْتُ هِلَالَ بْنَ يِسَافٍ عَنْ فَرْوَةَ بْنِ نَوْفَلٍ قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ اَخْبِرِيْنِيْ بِدُعَاءٍ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُو بِهِ . قَالَتْ كَانَ يَقُوْلُ "اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا عَمِلْتُ وَمِنْ شَرِّ مَا لَمْ اَعْمَلْ" .

☆☆ فروہ بن نوفل بیان کرتے ہیں: میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے گزارش کی: آپ مجھے اس دعا کے بارے میں بتایئے' جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مانگا کرتے تھے؟ تو انہوں نے بتایا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ پڑھا کرتے تھے:

"اے اللہ! میں نے جو عمل کیا ہے' اس کے شر سے اور میں نے جو عمل نہیں کیا ہے' اس کے شر سے' میں تیری پناہ مانگتا ہوں"۔

60 - بَابُ الْاِسْتِعَاذَةِ مِنَ الْخَسْفِ .

یہ باب ہے کہ (زمین میں) دھنس جانے سے پناہ مانگنا

5544 - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ مُسْلِمٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ جُبَيْرُ بْنُ اَبِيْ سُلَيْمَانَ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِعَظَمَتِكَ اَنْ اُغْتَالَ مِنْ تَحْتِيْ" . قَالَ جُبَيْرٌ وَهُوَ الْخَسْفُ . قَالَ عُبَادَةُ فَلَا اَدْرِيْ قَوْلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ

5542-تقدم (الحديث 1306) .

5543-تقدم (الحديث 1306) .

5544-اخرجه ابو داؤد في الادب، باب ما يقول اذا اصبح (الحديث 5074) مطولًا و اخرجه النسائي في الادب، الاستعاذة من الخسف (الحديث 5545) ، و في عمل اليوم والليلة، ما يقول اذا امسى (الحديث 566) مطولًا . و اخرجه ابن ماجه في الدعاء، باب مايدعو به الرجل اذا اصبح و اذا امسى (الحديث 3871) مطولًا . تحفة الاشراف (6673) .

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْ قَوْلَ جُبَيْرٍ ۔

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے:

''اے اللہ! میں تیری عظمت کی پناہ مانگتا ہوں' اس چیز سے کہ میرے ساتھ نیچے کی طرف سے دھوکہ ہو جائے''۔

جبیر نامی راوی بیان کرتے ہیں۔ اس سے مراد زمین میں دھنس جانا ہے۔

عبیدہ نامی راوی کہتے ہیں' میرے علم میں یہ بات نہیں ہے' یہ الفاظ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں' یا جبیر نامی راوی کے ہیں۔

5545 – اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْخَلِيْلِ قَالَ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ - هُوَ ابْنُ مُعَاوِيَةَ - عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ مُسْلِمِ الْفَزَارِيِّ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ اَبِيْ سُلَيْمَانَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "اللّٰهُمَّ" . فَذَكَرَ الدُّعَاءَ وَقَالَ فِيْ اٰخِرِهٖ "اَعُوْذُ بِكَ اَنْ اُغْتَالَ مِنْ تَحْتِيْ" . يَعْنِيْ بِذٰلِكَ الْخَسْفَ ۔

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا مانگا کرتے تھے:

''اے اللہ! (راوی کہتے ہیں: اس کے بعد انہوں نے اس دعا کا ذکر کیا ہے' جس کے آخر میں یہ الفاظ ہیں:)

میں اس بات سے تیری پناہ مانگتا ہوں کہ نیچے کی طرف سے مجھ سے دھوکہ ہو جائے''۔

راوی کہتے ہیں: اس سے مراد زمین میں دھنس جانا ہے۔

61 - باب الْاِسْتِعَاذَةِ مِنَ التَّرَدِّيْ وَالْهَدْمِ ۔

یہ باب ہے کہ اوپر سے نیچے گرنے' یا ملبہ کے نیچے آنے سے پناہ مانگنا

5546 – اَخْبَرَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوْسٰى عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ صَيْفِيٍّ مَوْلٰى اَبِيْ اَيُّوْبَ عَنْ اَبِي الْيُسَرِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "اللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ التَّرَدِّيْ وَالْهَدْمِ وَالْغَرَقِ وَالْحَرِيْقِ وَاَعُوْذُ بِكَ اَنْ يَّتَخَبَّطَنِي الشَّيْطٰنُ عِنْدَ الْمَوْتِ وَاَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَمُوْتَ فِيْ سَبِيْلِكَ مُدْبِرًا وَّاَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَمُوْتَ لَدِيْغًا" ۔

☆☆ حضرت ابوالیسر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا مانگا کرتے تھے:

''اے اللہ! میں اوپر سے نیچے گر جانے' ملبے کے نیچے آ جانے' ڈوب جانے' جل جانے سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور میں اس بات سے تیری پناہ مانگتا ہوں کہ مرنے کے وقت' شیطان مجھے مخبوط الحواس کر دے اور میں اس بات سے تیری پناہ مانگتا ہوں کہ میں نے مرنے کے وقت تیری راہ سے منہ موڑا ہوا ہو' اور میں اس بات سے تیری پناہ مانگتا ہوں کہ میں ڈسنے کی وجہ سے مروں''۔

5545-تقدم (الحديث 5544) ۔

5546-اخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب في الاستعاذة (الحديث 1552 و 1553) . واخرجه النسائي في الاستعاذة، الاستعاذة من التردي و الهدم (الحديث 5547 و 5548) . تحفة الاشراف (11124) ۔

5547 - اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ اَخْبَرَنِىْ اَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ صَيْفِيٍّ عَنْ اَبِى الْيَسَرِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَدْعُو فَيَقُوْلُ "اللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْهَرَمِ وَالتَّرَدِّىْ وَالْهَدْمِ وَالْغَمِّ وَالْحَرِيْقِ وَالْغَرَقِ وَاَعُوْذُ بِكَ اَنْ يَّتَخَبَّطَنِى الشَّيْطٰنُ عِنْدَ الْمَوْتِ وَاَنْ اُقْتَلَ فِىْ سَبِيْلِكَ مُدْبِرًا وَّاَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَمُوْتَ لَدِيْغًا" .

☆☆ حضرت ابوالیسر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دعا مانگتے ہوئے یہ پڑھا کرتے تھے:

''اے اللہ! میں بڑھاپے سے بلندی سے گر کر (مرنے سے) ملبے کے نیچے آ کر (مرنے سے) غم کی وجہ سے جل کر (مرنے سے) ڈوب کر (مرنے سے) تیری پناہ مانگتا ہوں اور میں اس بات سے تیری پناہ مانگتا ہوں کہ مرنے کے وقت شیطان مجھے مخبوط الحواس کر دے اور اس بات سے تیری پناہ مانگتا ہوں کہ مجھے اس حال میں قتل کیا جائے کہ میں تیری راہ میں جہاد کرتے ہوئے پیٹھ پھیر کر جا رہا ہوں اور میں اس بات سے تیری پناہ مانگتا ہوں کہ میں کسی زہریلی چیز کے ڈنگ مارنے کی وجہ سے مر جاؤں''۔

5548 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنِىْ صَيْفِيٌّ مَوْلٰى اَبِىْ اَيُّوْبَ الْاَنْصَارِىُّ عَنْ اَبِى الْاَسْوَدِ السُّلَمِيِّ هٰكَذَا قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "اللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْهَدْمِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ التَّرَدِّىْ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْغَرَقِ وَالْحَرِيْقِ وَاَعُوْذُ بِكَ اَنْ يَّتَخَبَّطَنِى الشَّيْطٰنُ عِنْدَ الْمَوْتِ وَاَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَمُوْتَ فِىْ سَبِيْلِكَ مُدْبِرًا وَّاَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَمُوْتَ لَدِيْغًا" .

☆☆ حضرت ابواسود سلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا مانگا کرتے تھے:

''اے اللہ! میں ملبے کے نیچے آنے سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور میں اوپر سے گرنے سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور میں ڈوبنے اور جل جانے سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور میں اس بات سے تیری پناہ مانگتا ہوں کہ مرنے کے وقت شیطان مجھے مخبوط الحواس کر دے اور میں اس بات سے تیری پناہ مانگتا ہوں کہ جب میں مروں اس وقت میں جہاد کے دوران پیٹھ پھیر کر جا رہا ہوں اور میں اس بات سے تیری پناہ مانگتا ہوں کہ میں کسی زہریلی چیز کے ڈسنے کی وجہ سے مر جاؤں''۔

62 - باب الْاِسْتِعَاذَةِ بِرِضَاءِ اللّٰهِ مِنْ سَخَطِ اللّٰهِ تَعَالٰى .

یہ باب ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ کی رضا کی پناہ مانگنا

5549 - اَخْبَرَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ يَعْقُوْبَ قَالَ حَدَّثَنِى الْعَلَاءُ بْنُ هِلَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ زَيْدٍ عَنْ عَمْرٍو

5547-تقدم (الحديث 5546) .

5548-تقدم (الحديث 5546) .

5549-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (17632) .

بْنِ مُرَّةَ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ مَسْرُوْقِ بْنِ الْاَجْدَعِ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ طَلَبْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ فِيْ فِرَاشِيْ فَلَمْ اُصِبْهُ فَضَرَبْتُ بِيَدِيْ عَلٰى رَاْسِ الْفِرَاشِ فَوَقَعَتْ يَدِيْ عَلٰى اَخْمَصِ قَدَمَيْهِ فَاِذَا هُوَ سَاجِدٌ يَقُوْلُ "اَعُوْذُ بِعَفْوِكَ مِنْ عِقَابِكَ وَاَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ" .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ایک رات میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے بستر پر تلاش کیا' تو آپ مجھے نہیں ملے' میں نے اپنا ہاتھ بستر پر پھیرا' تو میرا ہاتھ آپ کے پاؤں کے درمیانی حصے پر پڑا' آپ اس وقت سجدے کی حالت میں تھے اور یہ پڑھ رہے تھے:

''میں تیری سزا کے مقابلے میں' تیری معافی' تیری ناراضگی کے مقابلے میں' تیری رضامندی اور تیری ذات کے مقابلے میں تیری پناہ مانگتا ہوں''۔

63 - باب الْاِسْتِعَاذَةِ مِنْ ضِيقِ الْمَقَامِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ .

یہ باب ہے کہ قیامت کے دن' مقام کی تنگی سے پناہ مانگنا

5550 - اَخْبَرَنِيْ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ يَعْقُوْبَ قَالَ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ اَنَّ مُعَاوِيَةَ بْنَ صَالِحٍ حَدَّثَهُ وَحَدَّثَنِيْ اَزْهَرُ بْنُ سَعِيْدٍ - يُقَالُ لَهُ الْحَرَازِيُّ شَامِيٌّ عَزِيْزُ الْحَدِيْثِ - عَنْ عَاصِمِ بْنِ حُمَيْدٍ قَالَ سَاَلْتُ عَآئِشَةَ بِمَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْتَتِحُ قِيَامَ اللَّيْلِ قَالَتْ سَاَلْتَنِيْ عَنْ شَيْءٍ مَا سَاَلَنِيْ عَنْهُ اَحَدٌ كَانَ يُكَبِّرُ عَشْرًا وَيُسَبِّحُ عَشْرًا وَيَسْتَغْفِرُ عَشْرًا وَيَقُوْلُ "اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَاهْدِنِيْ وَارْزُقْنِيْ وَعَافِنِيْ" . وَيَتَعَوَّذُ مِنْ ضِيْقِ الْمَقَامِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ .

☆☆ عاصم بن حمید بیان کرتے ہیں: میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رات کے نوافل کے آغاز میں کیا پڑھتے تھے؟ تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: تم نے مجھ سے ایسی چیز کے بارے میں دریافت کیا ہے' جس کے بارے میں' کبھی مجھ سے کسی نے نہیں پوچھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دس مرتبہ اللہ اکبر پڑھتے تھے' دس مرتبہ سبحان اللہ پڑھتے تھے' دس مرتبہ استغفار پڑھتے تھے اور پھر یہ پڑھتے تھے:

''اے اللہ! میری مغفرت کردے! مجھے ہدایت پر ثابت قدم رکھ! مجھے رزق عطاء کر! مجھے عافیت نصیب کر!''

اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن مقام کی تنگی سے پناہ مانگا کرتے تھے۔

64 - باب الْاِسْتِعَاذَةِ مِنْ دُعَاءٍ لَا يُسْمَعُ .

یہ باب ہے کہ ایسی دعا سے پناہ مانگنا' جو قبول نہ ہو

5551 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اٰدَمَ عَنْ اَبِيْ خَالِدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ

5550-تقدم (الحديث 1616) .

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عِلْمٍ لَّا يَنْفَعُ وَمِنْ قَلْبٍ لَّا يَخْشَعُ وَمِنْ نَّفْسٍ لَّا تَشْبَعُ وَمِنْ دُعَاءٍ لَّا يُسْمَعُ" .

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ سَعِيْدٌ لَمْ يَسْمَعْهُ مِنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ بَلْ سَمِعَهُ مِنْ اَخِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا مانگی:

''اے اللہ! میں ایسے علم سے تیری پناہ مانگتا ہوں' جو نفع نہ دے' ایسے دل سے پناہ مانگتا ہوں' جو ڈرتا نہیں ہے' ایسے نفس سے پناہ مانگتا ہوں' جو سیر نہیں ہوتا اور ایسی دعا سے پناہ مانگتا ہوں' جو سنی نہیں جاتی''۔

امام نسائی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: سعید نامی راوی نے یہ روایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نہیں سنی ہے' بلکہ انہوں نے یہ روایت اپنے بھائی کے حوالے سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے۔

5552 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ فَضَالَةَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا يَحْيٰى - يَعْنِيْ ابْنَ يَحْيٰى - قَالَ اَنْبَاَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ سَعِيْدٍ عَنْ اَخِيْهِ عَبَّادِ بْنِ اَبِيْ سَعِيْدٍ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عِلْمٍ لَّا يَنْفَعُ وَمِنْ قَلْبٍ لَّا يَخْشَعُ وَمِنْ نَّفْسٍ لَّا تَشْبَعُ وَمِنْ دُعَاءٍ لَّا يُسْمَعُ" .

☆☆ عباد بن ابوسعید' حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا مانگا کرتے تھے:

''اے اللہ! میں ایسے علم سے جو نفع نہ دے' ایسے دل سے جو ڈرے نہیں' ایسے نفس سے جو سیر نہ ہو اور ایسی دعا سے' جو سنی نہ جائے' (ان سے) تیری پناہ مانگتا ہوں''۔

65 - باب الْاِسْتِعَاذَةِ مِنْ دُعَاءٍ لَّا يُسْتَجَابُ .

یہ باب ہے کہ ایسی دعا سے پناہ مانگنا' جو مستجاب نہ ہو

5553 - اَخْبَرَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى عَنِ ابْنِ فُضَيْلٍ عَنْ عَاصِمِ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ كَانَ اِذَا قِيْلَ لِزَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ حَدِّثْنَا مَا سَمِعْتَ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا اُحَدِّثُكُمْ اِلَّا مَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَنَا بِهِ وَيَاْمُرُنَا اَنْ نَّقُوْلَ "اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَالْهَرَمِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ اَللّٰهُمَّ اٰتِ نَفْسِيْ تَقْوَاهَا وَزَكِّهَا اَنْتَ خَيْرُ مَنْ زَكَّاهَا اَنْتَ وَلِيُّهَا وَمَوْلَاهَا اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ نَفْسٍ لَّا تَشْبَعُ وَمِنْ قَلْبٍ لَّا يَخْشَعُ وَمِنْ عِلْمٍ لَّا يَنْفَعُ وَدَعْوَةٍ لَّا تُسْتَجَابُ" .

☆☆ عبداللہ بن حارث بیان کرتے ہیں: جب حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے یہ کہا جاتا کہ آپ ہمیں کوئی ایسی

5551-اخرجه ابن ماجه في المقدمة، باب الانتفاع بالعلم و العمل به (الحديث 250) . تحفة الاشراف (13046)

5552-تقدم (الحديث 5482) .

5553-تقدم (الحديث 5473) .

حدیث سنائیں' جو آپ نے نبی اکرم ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہو' تو وہ یہ فرمایا کرتے تھے: میں تمہیں وہ حدیث سناؤں گا' جو نبی اکرم ﷺ نے ہمیں بیان کی ہے' اور جس کا آپ نے ہمیں حکم دیا ہے' ہم وہ پڑھا کریں (وہ کلمات یہ ہیں:)

''اے اللہ! میں عاجز ہو جانے' کاہلی' کنجوسی' بزدلی' بڑھاپے اور قبر کے عذاب سے تیری پناہ مانگتا ہوں' اے اللہ! تو میرے نفس کو اس کا تقویٰ نصیب کر دے اور تو اس کا تزکیہ کر دے' کیونکہ تو ہی سب سے بہتر تزکیہ کرنے والا ہے' تو ہی اس کا نگران اور اس کا آقا ہے' اے اللہ! میں ایسے نفس سے تیری پناہ مانگتا ہوں' جو سیر نہ ہو' اور ایسے دل سے' جو ڈرے نہیں اور ایسے علم سے' جو نفع نہ دے' اور ایسی دعا سے جو مستجاب نہ ہو (ان سب سے میں تیری پناہ مانگتا ہوں)''۔

5554 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا خَرَجَ مِنْ بَيْتِهٖ قَالَ "بِسْمِ اللّٰهِ رَبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ اَنْ اَزِلَّ اَوْ اَضِلَّ اَوْ اَظْلِمَ اَوْ اُظْلَمَ اَوْ اَجْهَلَ اَوْ يُجْهَلَ عَلَيَّ" .

☆☆ سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ جب گھر سے باہر تشریف لے جاتے تو یہ پڑھتے تھے: ''اللہ تعالیٰ کے نام سے برکت حاصل کرتے ہوئے (میں گھر سے نکل رہا ہوں) اے میرے پروردگار! میں اس بات سے تیری پناہ مانگتا ہوں کہ میں پھسل جاؤں' یا میں گمراہ ہو جاؤں' یا میں ظلم کروں' یا مجھ پر ظلم کیا جائے' یا میں جہالت کا مظاہرہ کروں' یا میرے ساتھ جہالت کا مظاہرہ کیا جائے''۔

5554-تقدم (الحديث 5501) .

كِتَابُ الْاَشْرِبَةِ

یہ کتاب مشروبات کے بیان میں ہے

خمراورشراب کامعنی اورتعریف کابیان

خمر لغت میں ڈھانپ لینے اور انگوری شراب کو کہتے ہیں۔حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کے نزدیک صرف خمر حرام قطعی ہے اس کا پینا پلانا، بیچنا، خریدنا اور رکھنا سب حرام قطعی ہے۔خمر کے علاوہ تین مشروب اور حرام ہیں۔ایک بازق یعنی انگور کا پکا ہوا شیرہ جو پکنے کے بعد ایک تہائی رہ جائے یا جو پڑے پڑے جوش کھانے لگے اور جھاگ چھوڑ دے۔دوسرا شکر ہے یعنی تازہ کھجوروں کا کچا شیرہ جب جھاگ چھوڑ دے۔تیسرا نقیع الزبیب یعنی کشمش کا کچا شیرہ پڑے پڑے جھاگ چھوڑ دے۔

(ردمحتار، ج ۵، ص ۹۰، ۲۸۸، داراحیاء بیروت)

لغت میں ہر چیز کے پینے کو شراب کہتے ہیں۔اصطلاح شریعت میں شراب ایک خاص مشروب کو کہتے ہیں۔فتاویٰ عالم گیری میں محیط کے حوالے سے ہے کہ شراب وہ مشروب ہے جو حرام ہے فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کل مسکر حرام۔ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔

شرابی کی سزا اور امام اعظم رضی اللہ عنہ کے مذہب کا بیان

حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کے نزدیک خمر یعنی انگور کی شراب پینے کی حد اسی کوڑے ہے۔خواہ نشہ آئے یا نہ آئے۔اور باقی شرابوں میں اگر نشہ آئے تو اسی کوڑے حد ہے۔

عن الحسن ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم ضرب فی الخمر ثمانین ۔(المصنف ج ۷، ص ۳۷۹، بیروت)

حضرت حسن بصری روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب نوشی پر اسی کوڑے مارے۔

عن عبد اللہ بن عمرو ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من شرب بسقتہ خمر فاجلدوہ ثمانین ۔(شرح المعانی الاثار)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے خمر پی اس کو اسی کوڑے مارو۔

شراب اور جوئے کی حرمت سے متعلق احادیث وآثار کا بیان

(۱) ابن ابی شیبہ، احمد، عبد بن حمید، ابوداؤد، ترمذی (انہوں نے اس کو صحیح کہا ہے) نسائی، ابویعلی، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، النحاس نے الناسخ میں، ابوالشیخ، ابن مردویہ، حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) بیہقی اور المقدس میں المختارہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ اے اللہ! ہمارے لئے شراب کے بارے میں واضح اور شافی حکم نازل فرمایئے کیونکہ وہ شراب مال اور عقل (دونوں) کو لے جاتی ہے۔تو یہ آیت یسئلونک عن الخمر والمیسر نازل ہوئی جو سورۃ بقرہ میں ہے۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو

بلایا گیا اوران پر (یہ آیت) پڑھی گئی۔انہوں نے (پھر) عرض کیا اے اللہ! شراب کے بارے میں ہمارے لئے پڑھی گئی۔انہوں نے (پھر) عرض کیا اے اللہ! شراب کے بارے میں ہمارے لئے ایسا واضح اور شافی حکم نازل فرمایئے تو یہ آیت نازل ہوئی۔لفظ آیت یایھا الذین امنوا لا تقربوا الصلوٰۃ وانتم سکاریٰ جو سورۃ نساء میں ہے۔تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اعلان فرمادیا۔جب نماز کھڑی ہو تو نشے والا آدمی نماز کے قریب نہ آئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بلایا گیا اوران پر (یہ آیت) پڑھی گئی۔انہوں نے پھر) عرض کیا اے اللہ! شراب کے بارے میں ہمارے لئے کوئی واضح اور شافی بیان نازل فرمایئے۔تو یہ آیت جو سورۃ مائدہ میں ہے نازل ہوئی۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بلایا اوران پر یہ آیت پڑھی گئی۔۔جب لفظ آیت فھل انتم منتھون پر پہنچے۔تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: انتھینا انتھینا یعنی ہم رک گئے ہم باز آگئے۔

(۲) ابن ابی حاتم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ ہم شراب پیا کرتے تھے (جب) یہ آیت نازل ہوئی لفظ آیت یسئلونک عن الخمر والمیسر (الآیہ) تو ہم نے کہا ہم اس میں سے وہ پیتے ہیں جو ہم کو نفع دیتا ہے (پھر یہ آیت جو) مائدہ میں ہے نازل ہوئی (یعنی) لفظ آیت انما الخمر والمیسر (الآیہ) تو ہم نے کہا: اے اللہ ہم (شراب پینے سے) باز آگئے۔

(۳) الخطیب نے اپنی تاریخ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ جب سورۃ بقرہ نازل ہوئی اوراس میں شراب کے حرام ہونے کا حکم نازل ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو اس سے روک دیا۔

(۴) ابن ابی حاتم نے سعید بن مسیب رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ خمر کو خمر اس لئے کہا جاتا ہے کیونکہ عمدہ حصہ صاف ہوتا ہے اوراس کا گدلا حصہ گھٹیا ہوتا ہے۔

(۵) ابوعبیدہ بخاری نے ابوداؤد میں، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ میسر قمار یعنی (جوا) ہے۔

(۶) عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم نے مجاہد رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا میسر جوا ہے اوراس کو میسر اس لئے کہا گیا کیونکہ عربوں کا قول ہے۔ایسر جزورا اس نے اونٹوں کو ذبح کر کے ٹکڑے ٹکڑے کیا یہ تیرے اس حصول کی طرح سے ہے یہ تیرے اس جھول کی طرح ہے۔

(۷) ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور النحاس نے الناسخ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اللہ تعالیٰ کے اس قول لفظ آیت یسئلونک عن الخمر والمیسر کے بارے میں روایت کیا کہ میسر جوا ہے۔زمانہ جاہلیت میں ایک آدمی اپنے مال اور اپنے اہل وعیال کو داؤ پر لگا دیتا تھا ان میں سے جو غالب آجاتا تھا وہ اس کا مال اوراس کے اہل وعیال لے جاتا تھا۔اور اللہ تعالیٰ کا یہ قول لفظ آیت قل فیھما اثم کبیر یعنی اس کے پینے کے وقت جو کچھ دین میں سے نقصان ہوتا ہے (وہ بہت زیادہ ہے) لفظ آیت ومنافع للناس یعنی اس بارے میں جوان کو پینے کے وقت اس کی لذت اور فرحت پہنچتی ہے۔لفظ آیت واثمھما اکبر من نفعھما (اور) جو اس میں بڑا گناہ ہوا یہ اس کی لذت اور فرحت سے کہیں زیادہ ہے۔جب اس کو پینے میں۔اس کے بعد اللہ تعالیٰ

نے نازل فرمایالفظ آیت لا تقربوا الصلاۃ وانتم سکاری تو وہ اس کو نماز کے وقت نہیں پیتے تھے۔ جب عشاء پڑھ لیتے تھے تو پھر اس کو پیتے تھے۔ وہ ظہر کی نماز کو نہ آتے تھے یہاں کہ تک ان سے نشہ نہ چلا جاتا تھا۔ پھر کچھ مسلمانوں نے شراب پی تو ایک دوسرے سے جھگڑنے لگے۔ اور ایسی باتیں کرتے تھے جو اللہ تعالیٰ کو پسند نہ ہوتی تھیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے اتارالفظ آیت انما الخمر والمیسر والانصاب (لآیہ) پس شراب کو حرام کردیا گیا اور اس سے روک دیا گیا۔

(۸) ابن ابی حاتم اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ اس آیت لفظ آیت یسئلونك عن الخمر (کے حکم) کو اس آیت لفظ آیت انما الخمر والمیسر (المائدہ آیت ۹) نے منسوخ کردیا۔

(۹) عبد بن حمید، ابن جریر نے مجاہد رحمہ اللہ علیہ سے اس آیت لفظ آیت قل فیھما اثم کبیر کے بارے میں روایت کیا کہ یہ پہلی آیت ہے کہ جس سے شراب کی برائی بیان کی گئی اور لفظ آیت ومنافع للناس سے مراد ہے اس کی قیمت اور (اس سے) جو وہ (لذت) اور سرور پاتے تھے۔

(۱۰) ابن جریر، ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ لفظ آیت قل فیھما اثم کبیر ومنافع للناس سے مراد ہے حرام ہونے سے پہلے ان دونوں کے منافع اور حرام ہونے کے بعد ان دونوں کا گناہ۔

واما قوله تعالىٰ: ویسئلونك ماذا ینفقون، قل العفو

ترجمہ: اور وہ آپ سے سوال کرتے ہیں کیا خرچ کریں؟ آپ فرما دیجئے جو زائد ہو۔

(۱۱) ابن اسحاق، ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ جب اللہ کے راستہ میں خرچ کرنے کا حکم دیا گیا تو صحابہ میں سے ایک جماعت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور عرض کیا ہم نہیں جانتے یہ نفقہ کیا ہے۔ جیسے ہمارے مالوں میں سے حکم دیا گیا ہم اس میں سے خرچ کریں تو اللہ تعالیٰ نے (یہ آیت) اتاری لفظ آیت ویسئلونك ما ذا ینفقون، قل العفو اور اس سے پہلے ان میں سے ایک شخص (اتنا زیادہ) خرچ کردیتا تھا یہاں تک کہ (پھر) کوئی چیز نہ پاتا تھا صدقہ کرنے اور کھانے کے لئے تو اس پر صدقہ کیا جاتا تھا۔

(۱۲) ابن ابی حاتم نے ابان سے انہوں نے یحییٰ کے طریق سے روایت کیا ہے کہ معاذ بن جبل اور ثعلبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ دونوں حضرات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! ہمارے غلام ہیں اور گھر والے ہیں ہم اپنے مالوں میں سے کیا خرچ کریں تو اللہ تعالیٰ نے (یہ آیت) اتاری لفظ آیت ویسئلونك ما ذا ینفقون، قل العفو

(۱۳) ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور النحاس نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ لفظ آیت ویسئلونك ما ذا ینفقون میں العفو سے مراد وہ مال ہے جو تمہارے مالوں میں واضح نہ ہو اور یہ حکم زکوٰۃ کے فرض ہونے سے پہلے کا ہے۔

(۱۴) امام وکیع، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، النحاس، طبرانی اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ لفظ آیت ویسئلونك ما ذا ینفقون، قل العفو سے مراد وہ مال ہے جو

اپنے اہل وعیال سے بچ جائے اور دوسرے لفظ میں بچا ہوا اہل وعیال (کے اخراجات) میں ہے۔

(۱۵) ابن المنذر نے عطا بن دینار الھذلی رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ عبدالملک بن مروان رحمہ اللہ علیہ نے سعید جبیر رضی اللہ عنہ کو خط لکھا اور ان سے عفو کے بارے میں پوچھا انہوں نے فرمایا عفو تین طریقوں پر ہے جیسے گناہوں پر تجاوز کرنا۔ نفقہ میں میانہ روی کرنا اور ان دونوں کا ذکر لفظ آیت ویسئلونك ما ذا ينفقون، قل العفو میں ہے۔ اور لوگوں کے درمیان احسان عفو کرنا۔ اس کا ذکر اس آیت میں ہے ۔الا ان يعفون او يعفوا الذى بيده عقدة النكاح (البقرہ آیت ۲۳۷)

(۱۶) عبد بن حمید نے حسن رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ قل العفو میں العفو کا حکم دیا تا کہ ایسا نہ ہو کہ مال خرچ کر دے پھر خود تو لوگوں سے سوال کرنے بیٹھ جائے۔

(۱۷) عبد بن حمید نے عطار حمہ اللہ سے روایت کیا کہ قل العفو سے مراد ہے الفضل یعنی بچا ہوا (ضرورت سے)

(۱۸) عبد بن حمید نے ابن ابی نجیح سے طاؤس رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ عفو سے مراد ہے ہر چیز سے آسان حصہ پھر راوی نے کہا کہ مجاہد رحمہ اللہ یوں فرمایا کرتے تھے کہ العفو سے مراد فرضی صدقہ (یعنی زکوۃ) ہے۔

(۱۹) ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے قل العفو کے بارے میں روایت کیا کہ العفو کے حکم میں کوئی معلوم مقدار فرض نہیں ہے۔ پھر فرمایا لفظ آیت خذ العفو وامر بالعرف (الاعراف آیت ۱۹۹) پھر اس کے بعد مقرر فرائض نازل ہوئے۔

(۲۰) ابن جریر نے سدی رحمہ اللہ علیہ سے قل العفو کے بارے میں روایت کیا کہ اس کو زکوۃ نے منسوخ کر دیا۔

(۲۱) بخاری ونسائی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: افضل صدقہ وہ ہے جو مالداری کو چھوڑ جائے۔ اور اوپر والا ہاتھ بہتر ہے نیچے والے ہاتھ سے، اور تم اخراجات میں ان سے ابتداء کرو جو تمہاری عیال میں ہیں۔ بیوی کہتی ہے۔ یا مجھے کھانا دے یا مجھے طلاق دے دے اور غلام کہتا ہے مجھے کھلاؤ اور مجھ کو عامل بناؤ اور بیٹا کہتا ہے مجھ کو کھلاؤ تو مجھ کو کس کے لئے چھوڑے گا۔

(۲۲) ابن خزیمہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہترین صدقہ وہ ہے کہ جس سے مالداری باقی رہے۔ اور اوپر والا ہاتھ بہتر ہے نیچے والے ہاتھ سے اور تم اخراجات میں ان سے ابتدا کرو جو تمہاری عیال میں ہیں۔ بیوی کہتی ہے مجھ پر خرچ کر یا مجھ کو طلاق دے دے اور تیرا غلام کہتا ہے مجھ پر خرچ کر یا مجھے بیچ دے اور تیرا بیٹا کہتا ہے کس کی طرف تو مجھ کو سپرد کرتا ہے۔

(۲۳) بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے بہتر صدقہ وہ ہے جو اپنی واجبی اور لازمی ضروریات کو پورا کرنے کے بعد اور تم ان لوگوں پر خرچ کرنے کی ابتدا کرو جو تمہاری عیال میں ہوں

(۲۴) ابوداؤد، نسائی، ابن جریر، ابن حبان، حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ کا حکم فرمایا تو ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ! میرے پاس ایک دینار ہے آپ نے فرمایا!

ذات پر خرچ کر۔ (پھر) اس نے کہا میرے پاس دوسرا دینار بھی ہے۔آپ نے فرمایا اپنے بیٹے پر خرچ کر۔ (پھر) اس نے کہا میرے پاس (اور) دینار بھی ہے۔آپ نے فرمایا اپنی بیوی پر خرچ کر (پھر) اس نے کہا میرے پاس (اور) دینار بھی ہے۔آپ نے فرمایا اپنے خادم پر خرچ کر (پھر) اس نے کہا میرے پاس (اور) دینار بھی ہے آپ نے فرمایا تو اپنے حالات کے اعتبار سے زیادہ سمجھنے والا ہے (جہاں مناسب جانے خرچ کر)۔

(۴۵) ابن سعد، ابوداؤد، حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے اچانک ایک آدمی آیا دوسرے لفظ میں اُبو حصین سلمی رضی اللہ عنہ آئے۔ (اور) کبوتری کے انڈے کے برابر سونا لے آئے۔اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے یہ (سونا) کان میں سے پایا آپ اس کو لے لیجئے۔یہ صدقہ ہے میں اس کے علاوہ کسی چیز کا مالک نہیں ہوں۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے اعراض فرمایا پھر وہ آپ کے پیچھے آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے اس سے لے کر اتنے زور سے پھینکا۔اگر وہ اسے لگ جاتا تو زخمی کر دیتا۔ (پھر) آپ نے فرمایا تم میں سے کوئی نئی سب ملکیت لے کر آتا ہے اور کہتا ہے کہ صدقہ ہے۔پھر لوگوں کا راستہ روک کر بیٹھ جاتا ہے۔بہترین صدقہ وہ ہے جو اپنے واجبی اور لازمی ضروریات کو پورا کرنے کے بعد ہو اور تم ان لوگوں پر خرچ کرنے کی ابتداء کرو جو تمہاری عیال میں ہوں۔

(۴۶) بخاری و مسلم نے حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔اور تم ان لوگوں پر خرچ کرنے کی ابتداء کرو جو تمہاری عیال میں ہوں گے اور بہترین صدقہ وہ ہے جو اپنی واجبی اور لازمی ضروریات کو پورا کرنے کے بعد ہو۔اور جو شخص اپنے آپ کو سوال سے پاک رکھنا چاہتا ہے اللہ تعالیٰ اسے پاک رکھتا ہے۔اور جو شخص لوگوں سے غنی ہوتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس کو مستغنی رکھتا ہے۔

(۴۷) مسلم و نسائی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی سے فرمایا اپنی ذات سے شروع کر اور اس پر خرچ کر اگر کوئی چیز بچ جائے تو وہ تیرے اہل و عیال کے لئے ہے۔اگر تیرے اہل سے بھی کوئی چیز بچ جائے تو وہ تیرے رشتہ داروں کے لئے ہے۔اگر کوئی چیز تیرے رشتہ داروں سے بھی بچ جائے تو وہ اسی طرح اور اسی طرح (دوسرے غریب لوگوں پر خرچ کر)۔

(۴۸) ابو یعلیٰ اور حاکم نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاتھ تین قسم کے ہیں۔اللہ تعالیٰ کا ہاتھ سب سے اونچا ہے۔اور دینے والے کا ہاتھ اس کے قریب ہے۔اور مانگنے والے کا ہاتھ نیچے ہے قیامت کے دن تک اور تو سوال کرنے سے اور (دوسروں سے) طلب کرنے سے جہاں تک ہو سکے۔اگر تو خیر (یعنی مال) دیا گیا تو اس کا تیرے اوپر اظہار ہونا چاہئے۔اور تو ان لوگوں پر خرچ کرنے کی ابتداء کر جو تیری عیال میں ہیں اور بچے ہوئے مال میں سے کچھ صدقہ اور گزارہ کے لائق روزی پر تم کو ملامت نہیں کیا جائے گا۔

(۴۹) ابوداؤد، ابن حبان، حاکم (انہوں نے اس کو صحیح کہا ہے) نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ ایک آدمی مسجد میں داخل ہوا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو کپڑا صدقہ کرنے کا حکم فرمایا تو لوگوں نے کپڑے ڈال دیئے۔پھر اس آدمی

کو اس میں سے دو کپڑوں کا حکم فرمایا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ کی ترغیب دی۔ وہ آدمی آیا اور اس نے بھی دو کپڑوں میں سے ایک کو رکھ دیا آپ نے اس کو زور سے پکڑا اور فرمایا کہ اپنا کپڑا لے لو۔

(۳۱) ابوداؤد، نسائی، حاکم نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا آدمی کے لئے یہ گناہ (اس کی ہلاکت کے لئے) کافی ہے کہ جن لوگوں کا کھلانا اس کے ذمہ ہے۔ انسان ان کو ضائع کر دے۔

(۳۲) البزار نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اوپر والا ہاتھ (یعنی دینے والا) نیچے والے ہاتھ (یعنی لینے والا) سے بہتر ہے۔ اور تو ان لوگوں پر خرچ کرنے کی ابتداء کر جو تیری عیال میں ہیں۔

اپنے اہل وعیال پر خرچ کرنا

(۳۳) احمد، مسلم، ترمذی نے ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابن آدم! اپنے بچے ہوئے مال کا خرچ کر دے یہ تیرے لئے بہتر ہے۔ اگر تو اس کو روکے گا تو تیرے لئے شر ہوگا۔ اور تو ملامت نہیں کیا جائے گا بقدر کفایت روزی پر اور تو ان لوگوں پر خرچ کرنے کی ابتداء کر جو تیری عیال میں ہیں۔ اور اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔

(۳۴) ابن عدی اور بیہقی نے الشعب میں عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عوف کے بیٹے تو مالدار لوگوں میں سے ہے تو ہرگز جنت میں داخل نہ ہوگا مگر آہستہ آہستہ گھسٹتے ہوئے اس لئے تو اللہ تعالیٰ کو قرض دے تاکہ وہ تیرے قدموں کو تیرے لئے آزاد کر دے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا چیز قرضہ دوں؟ آپ نے فرمایا بری ہو جا ان سب چیزوں سے جن میں تو نے شام کی ہے (یعنی صدقہ کر دے) عرض کیا یا رسول اللہ! کیا سارا مال (صدقہ کر دوں؟) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں! وہ نکلے اور اس بات کا ارادہ کر رہے تھے۔ حضرت جبرائیل (علیہ السلام) تشریف لائے اور فرمایا ابن عوف کو حکم کرو کہ مہمان کی مہمان نوازی کرے، مساکین کو کھانا کھلائے، سائل کو عطا کرے اور ان لوگوں پر خرچ کرنے کی ابتداء کرے جو اس کی عیال میں ہیں جب وہ یہ کام کرے گا تو سب کا تزکیہ ہو جائے گا۔ اس مال میں سے جو اس کے پاس ہے۔

(۳۵) بیہقی نے الشعب میں رکب مصری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خوشخبری ہے اس شخص کے لئے جس نے بغیر کسی کمزوری کے تواضع اختیار کی اور بغیر کسی ذات اور مسکنت کے عاجزی کا اظہار کیا۔ اور ایسا مال خرچ کیا جو اس نے گناہ کے ذریعہ نہیں کمایا تھا۔ اور مسکین اور حقیر لوگوں پر رحم کیا۔ اور پاک دامن اور حکمت والوں کے ساتھ میل جول رکھا (اور) خوشخبری ہے اس شخص کے لئے جس نے اپنے نفس میں تواضع اختیار کی اور اس کی کمائی پاکیزہ ہے اور اس کا باطن صحیح ہے۔ اور اس کا ظاہر اچھا ہے۔ اور اپنے شر سے لوگوں کو دور رکھا اور اپنے مال میں سے زائد مال کو خرچ کر دیا۔ اور اپنی باتوں میں فضول باتوں سے رک گیا۔

(۳۶) البزار نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! نماز کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (یہ تو) پورا عمل ہے (پھر) اس نے عرض کیا یا رسول اللہ میں آپ سے صدقہ کے بارے میں پوچھتا ہوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ عجیب چیز ہے (پھر) میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے اپنے دل

میں افضل عمل کو یا اس کی خبر کو چھوڑ دیا فرمایا وہ کون سا عمل ہے میں نے عرض کیا وہ روزہ ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ بہتر ہے لیکن ایسا نہیں میں نے پھر عرض کیا یا رسول اللہ! کون سا صدقہ (کروں) آپ نے فرمایا کھجور (پھر) میں نے عرض کیا گر میں یہ نہ کرسکوں فرمایا تو اچھے کلمات (کہو) میں نے عرض کیا اگر میں نہ کرسکوں (پھر) فرمایا تو ارادہ کرتا رہے کہ اپنے اندر خیر میں سے کوئی چیز نہ چھوڑے۔

(۳۷) احمد، مسلم، ترمذی، نسائی، (ابن ماجہ نے ابوقلابہ سے انہوں نے ابی اسماء سے ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا افضل دینار وہ ہے جو آدمی اپنے ساتھیوں پر اللہ کے راستہ میں خرچ کرتا ہے ابوقلابہ نے کہا کہ اپنے عیال پر خرچ کرنے کی ابتداء کرے پھر ابوقلابہ نے کہا کون سا آدمی اجر کے لحاظ سے اس آدمی سے بڑا ہوسکتا ہے جو اپنی چھوٹی اولاد پر خرچ کرتا ہے وہ ان کو مانگنے سے بچاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں یہ اس کے ساتھ نفع دیتا ہے۔ اور ان کی مدد فرماتا ہے۔

(۳۸) مسلم و نسائی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ دینار جو تو نے اللہ کے راستہ میں خرچ کیا اور وہ دینار جو تو نے کسی گردن کو آزاد کرنے میں کرچ کیا اور وہ دینار جو تو نے کسی مسکین پر صدقہ کیا اور وہ دینار جو تو نے اپنے اہل و عیال پر خرچ کیا۔ اس میں سب سے زیادہ اجر وہ دینا ہے جو تو نے اپنے اہل و عیال پر خرچ کیا۔

(۳۹) بیہقی نے شعب الایمان میں جریر رضی رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ ایک دیہاتی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا۔ مجھے ایسا عمل بتایئے جس مجھے جنت میں داخل کردے اور آگ سے دور کردے آپ نے فرمایا تو (ہمیشہ) انصاف کی بات کر اور زائد مال کسی کو دے دے اس نے کہا یہ عمل بہت سخت ہے میں اس کی طاقت نہیں رکھتا کہ ہر وقت انصاف کی باتیں کہوں اور نہ اس بات کی طاقت رکھتا ہوں کہ اپنے زائد مال (دوسروں کو) دے دوں۔ آپ نے (پھر) فرمایا لوگوں کو کھانا کھلاؤ اور سلام کو پھیلاؤ۔ اس نے کہا کہ قسم یہ تو بھی (حکم) سخت ہے آپ نے (پھر) فرمایا کیا تیرے پاس اونٹ ہیں اس نے کہا ہاں اپنے اونٹ اور مشکیزہ کو دیکھ اپنے گھر والوں کو پلا وہ ایک دن چھوڑ کر پیتے ہیں شاید تیرا اونٹ ہلاک نہ ہو جائے اور تیرا مشکیزہ پھٹ نہ جائے یہاں تک کہ تیرے لئے جنت واجب ہو جائے وہ تکبیر کہتے ہوئے چلا گیا پھر وہ بعد میں شہید ہو گیا تھا۔

(۴۰) ابن سعد نے طارق بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا آپ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے میں نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ تم لوگ صدقہ کرو بلاشبہ صدقہ تمہارے لئے بہتر ہے اور اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔ اور خرچ کرنا شروع کر ان لوگوں سے جو تیرے عیال میں ہیں۔ (جیسے) تیری ماں، تیرا باپ، تیری بہن، اور تیرا بھائی پھر تیرے قریبی (رشتہ دار) ہیں اور پھر جو تیرے قریبی رشتہ دار ہیں۔

(۴۱) مسلم نے خیثمہ رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ ہم عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اچانک اس کا خزانچی آیا وہ داخل ہو کر جوان کا (غلام) تھا آپ نے (اس سے) پوچھا کیا تو نے غلاموں کی خوراک دیدی اس نے کہا نہیں فرمایا جاؤ اور ان کو کھانا دے دو کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدمی کے گناہ گار ہونے کے لئے یہ کافی ہے کہ ان سے کھانا روکے جن کا وہ مالک ہے۔

واما قولہ تعالٰی: کذلک یبین اللہ لکم الایٰت

(۴۲) ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے العظمہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ لفظ آیت کذلك يبين الله لكم الايت لعلكم تتفكرون یعنی تم غور وفکر کرو دنیا میں اور آخرت میں یعنی دنیا کے زائل اور اس کی فنا ہونے کے بارے میں اور آخرت کے آنے اور اس کے باقی رہنے کے بارے میں۔

(۴۳) عبدالرزاق نے قتادہ رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ لفظ آیت لعلکم تتفکرون یعنی تم دنیا اور آخرت کے بارے میں غور وفکر کرو پھر فرمایا تاکہ تم جان لو آخرت کی فضیلت کو دنیا پر۔

(۴۴) عبد بن حمید، ابن ابی حاتم نے صعق بن حزان تمیمی رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوا تو انہوں نے سورۃ بقرہ میں سے یہ آیت لعلکم تتفکرون یعنی دنیا میں اور آخرت میں غور وفکر کرو پھر فرمایا اللہ کی قسم جس نے دنیا میں غور کیا اس نے جان لیا کہ دنیا مصیبت کا گھر ہے پھر فنا ہونے کا گھر ہے اور اس نے جان لیا کہ آخرت کی حاجت کے لئے دنیا کی حاجت چھوڑ دیتے ہیں۔ (تفسیر درمنثور، سورہ بقرہ، بیروت)

باب تَحْرِيْمِ الْخَمْرِ

یہ باب شراب کے حرام ہونے کے بیان میں ہے

قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى (يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِى الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ) ۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

''اے ایمان والو! بے شک شراب' جوا' بت' (جوئے کے) تیر ناپاک ہیں اور شیطان کے عمل کا حصہ ہیں' تو تم ان سے اجتناب کرو' تاکہ تم فلاح حاصل کرلو' شیطان یہ چاہتا ہے کہ وہ تمہارے درمیان عداوت اور بغض ڈال دے' جو شراب اور جوئے کے ذریعے ہو اور وہ تمہیں اللہ کے ذکر اور نماز سے روک دے' تو کیا تم باز آنے والے ہو''۔

قرآن مجید سے خمر (شراب) کی تحریم کا بیان

اس سے پہلی آیت میں جہاد کا بیان کیا گیا تھا اور عرب میں شراب پینے کا عام رواج تھا اور شراب اور جہاد دونوں ساتھ نہیں چل سکتے کیونکہ شراب کے نشہ میں انسان کو اپنے پرائے کی تمیز نہیں رہتی تو ایسا شخص کافروں سے جہاد کب کرسکتا ہے نیز وہ شراب کے نشہ میں جوا کھیلا کرتے تھے اور جیتی ہوئی رقم غریبوں میں تقسیم کرتے تھے اور بہ ظاہر یہ اچھا کام تھا اس لیے صحابہ نے ان دونوں کا حکم معلوم کیا تو یہ آیت نازل ہوئی کہ اگرچہ اس میں کچھ لوگوں کا فائدہ ہے لیکن ان کا نقصان زیادہ ہے کیونکہ شراب کے نشہ سے عقل زائل ہوجاتی ہے اور انسان جھوٹ بولتا ہے اور گالم گلوچ کرتا ہے اور جوئے کے ذریعہ دوسروں کا امام ابن جریر طبری اپنی سند

کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

زید بن علی بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے خمر (شراب) کے متعلق تین آیتیں نازل کی ہیں ایک یہ آیت ہے (شراب پینے سے وقتی جوش اور ہیجان پیدا ہوتا ہے اور جوئے کے ذریعہ آسانی سے جیتی ہوئی رقم حاصل ہوجاتی ہے اور زمانہ جاہلیت میں یہ رقم غرباء پر خیرات کردی جاتی تھی ان فوائد کی بناء لوگوں نے آپ سے شراب اور جوئے کے متعلق سوال کیا تو یہ آیت نازل ہوئی کہ اگرچہ ان میں کچھ فائدہ ہے لیکن ان کا نقصان زیادہ ہے) تب لوگوں نے شراب پینے کے معمول کو جاری رکھا حتیٰ کہ دو آدمیوں نے شراب پی کر نماز پڑھی اور نماز میں بدکلامی کی تب یہ آیت نازل ہوئی۔

(آیت) یایها الذین امنوا لا تقربوا الصلوة وانتم سکری حتی تعلموا ماتقولون ۔ (النساء:۴۳-۴۲)

ترجمہ: اے ایمان والو! نشہ کی حالت میں تم نماز کے قریب نہ جاؤ حتیٰ کہ تم یہ جان لو کہ تم کیا کہہ رہے ہو۔

پھر جو لوگ شراب پیتے تھے وہ نماز کے اوقات میں شراب سے اجتناب کرتے تھے حتیٰ کہ ایک دن ابوالقموص نے نشہ کی حالت میں مقتولین بدر کے نوحہ اور مرثیہ میں چند اشعار پڑھے جن میں مقتولین بدر کی تعظیم اور تکریم کی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک یہ خبر پہنچی تو آپ غضب میں گھبرائے ہوئے چادر کو گھسیٹتے ہوئے آئے جب اس نے آپ کو دیکھا تو آپ نے اس کو مارنے کے کوئی چیز اٹھائی اس نے کہا: میں اللہ اور اس کے غضب سے اللہ کی پناہ میں آتا ہوں بہ خدا! میں اب کبھی شراب نہیں پیوں گا تب یہ آیت نازل ہوئی:

(آیت) یایها الذین امنوا انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطن فاجتنبوه لعلکم تفلحون ۔ انما یرید الشیطن ان یوقع بینکم العداوة والبغضآء فی الخمر والمیسر ویصدکم عن ذکر الله وعن الصلوٰة فهل انتم منتهون ۔ (المائدہ:۹۰)

ترجمہ: اے ایمان والو! خمر (شراب) جوا بتوں کے چڑھاووں کی جگہ اور بتوں کے پاس فال نکالنے کے تیر محض ناپاک ہیں ان سے اجتناب کرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔ شیطان کا صرف یہ ارادہ ہے کہ وہ شراب اور جوئے کے سبب سے تمہارے درمیان بغض اور عداوت پیدا کردے اور تمہیں اللہ کی یاد اور نماز سے روک دے تو کیا تم باز آنے والے ہو؟۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب یہ آیت سنی تو کہا: ہم باز آئے ہم باز آئے۔

(جامع البیان ج ۲ ص ۲۱۱ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۱۴۰۹ھ)

اس آیت میں شراب کی حرمت پر دس دلیلیں ہیں:

(۱) شراب کا ذکر جوے بتوں کے چڑھاووں کی جگہ اور بتوں کے پاس فال نکالنے کے تیروں کے ساتھ کیا ہے اور یہ سب حرام ہیں۔

(۲) شراب کو رجس (نجس) فرمایا اور ہر نجس چیز حرام ہے۔

(۳) شراب کو شیطانی کام فرمایا اور شیطانی کام حرام ہیں۔

(۴) شراب پینے سے اجتناب کا حکم دیا لہذا اس سے اجتناب کرنا فرض ہوا اور جس سے اجتناب فرض ہو اس کا ارتکاب حرام ہے۔

(۵) حصول فلاح کو شراب سے اجتناب پر معلق فرمایا اس لیے اس سے اجتناب فرض اور اس کا ارتکاب حرام ہوا۔

(۶) شراب کے سبب سے شیطان عداوت پیدا کرتا ہے اور عداوت حرام ہے اور حرام کا سبب بھی حرام ہوتا ہے لہذا شراب حرام ہوئی۔

(۷) شراب کے سبب سے شیطان بغض پیدا کرتا ہے اور بغض حرام ہے۔

(۸) شراب کی تاثیر سے شیطان اللہ کے ذکر سے روکتا ہے اور اللہ کے ذکر سے روکنا حرام ہے۔

(۹) شراب کی تاثیر سے شیطان نماز سے روکتا ہے اور نماز سے روکنا حرام ہے۔

(۱۰) اللہ تعالیٰ نے استفہاماً انتہائی بلیغ ممانعت کرتے ہوئے فرمایا: کیا تم (شراب نوشی سے) باز آنے والے ہو؟

احادیث سے خمر (شراب) کی تحریم کا بیان

امام بخاری روایت کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے دنیا میں خمر (شراب) پی وہ آخرت میں اس سے محروم رہے گا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ زنا کرتے وقت زانی میں ایمان (کامل) نہیں ہوتا اور خمر پیتے وقت شرابی میں ایمان (کامل) نہیں ہوتا اور چوری کرتے وقت چور میں ایمان (کامل) نہیں ہوتا۔

(صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۳۶ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۸۱ھ)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت ابوعبیدہ حضرت ابوطلحہ اور حضرت ابی بن کعب کو ادھ پکی کھجوروں اور چھواروں کی شراب پلا رہا تھا کہ ایک آنے والے نے کہا: خمر کو حرام کر دیا گیا تو حضرت ابوطلحہ نے کہا: اے انس! اٹھو اور اس تمام شراب کو انڈیل دو۔

حضرت ابو مالک یا حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ عنقریب میری امت میں ایسے لوگ ہوں گے جو زنا ریشم خمر اور آلات موسیقی کو حلال کہیں گے اور عنقریب کچھ لوگ پہاڑ کے دامن میں رہیں گے جب شام کو وہ اپنے جانوروں کا ریوڑ لے کر لوٹیں گے اور ان کے پاس کوئی فقیر اپنی حاجت لے کر آئے گا تو کہیں گے: کل آنا۔ اللہ تعالیٰ پہاڑ گرا کر ان کو ہلاک کر دے گا اور دوسرے لوگوں (زنا شراب اور آلات موسیقی کو حلال کرنے والوں) کو مسخ کر کے قیامت کے دن بندر اور خنزیر بنا دے گا۔ (صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۳۷ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۸۱ھ)

امام ابوداؤد روایت کرتے ہیں: حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عمر نے دعا کی کہ اے اللہ! خمر کے متعلق شافی حکم بیان فرما تو سورۂ بقرہ کی یہ آیت نازل ہوئی: (آیت) یسئلونك عن الخمر والميسر ۔ (البقرہ: ۲۱۹) عمر نے پھر دعا کی تو یہ آیت نازل ہوئی: (آیت) يايها الذين امنوا لا تقربوا الصلوٰة وانتم سكرى (النساء: ۴۳) تب رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کے منادی نے ندا، کی کہ کوئی شخص نشہ کی حالت میں نماز کے قریب نہ جائے عمر نے پھر دعا کی: اے اللہ! خمر کے متعلق شافی حکم نازل فرما تو یہ آیت نازل ہوئی: (آیت) فهل انتم منتهون ۔ (المائدہ: ۹۰) حضرت عمر نے کہا: ہم باز آ گئے۔

(سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۱۶۱ مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور ۱۴۰۵ھ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر وہ چیز جو عقل کو ڈھانپ لے وہ خمر ہے اور ہر نشہ آور چیز حرام ہے اور جس شخص نے کسی نشہ آور چیز کو پیا اس کی چالیس دن کی نمازیں ناقص ہو جائیں گی اگر اس نے توبہ کی تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمائے گا اور اگر اس نے چوتھی بار شراب پی تو اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ اس کو طینۃ الخبال سے پلائے۔ پوچھا گیا کہ طینۃ الخبال کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: دوزخیوں کی پیپ۔ (سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۱۶۲ مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور ۱۴۰۵ھ)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے خمر پر لعنت فرمائی ہے اور خمر پینے والے پر پلانے والے پر بیچنے والے پر خریدنے والے پر خمر کو (انگوروں سے) نچوڑنے والے پر اس کو بنانے والے پر خمر کو لادنے والے پر اور جس کے پاس لاد کر لائی جائے۔ (سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۱۶۱ مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور ۱۴۰۵ھ)

امام ترمذی روایت کرتے ہیں: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص خمر پئے اس کو کوڑے مارو اگر وہ چوتھی بار پئے تو اس کو قتل کر دو۔ (جامع ترمذی ص ۲۲۸ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی)

امام عبدالرزاق روایت کرتے ہیں: حسن بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خمر پینے کی بناء پر اسی کوڑے مارے۔ (المصنف ج ۷ ص ۳۷۹ مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۳۹۰ھ)

امام طحاوی روایت کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عمرو بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص خمر پئے اس کو اسی کوڑے مارو۔ (شرح معانی الآثار ج ۳ ص ۹۱ مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور ۱۴۰۴ھ)

خمر کی تعریف میں ائمہ مذاہب کا نظریہ اور امام ابوحنیفہ کے مؤقف پر دلائل

امام مالک امام شافعی اور امام احمد کے نزدیک ہر نشہ آور چیز خمر ہے اور اس کے پینے پر حد واجب ہے خواہ قلیل مقدار میں پئے یا کثیر مقدار میں۔ (الجامع الاحکام القرآن ج ۳ ص ۵۲ مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران ۱۳۸۷ھ)

اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کے متعلق شمس الائمہ سرخسی لکھتے ہیں: قرآن مجید نے خمر کو حرام کیا ہے اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک خمر اس کچے شیرے کا نام ہے جو پڑے پڑے جوش کھانے لگے اور جھاگ چھوڑ دے اس کو دلیل یہ ہے کہ قرآن مجید میں ہے: (آیت) انی اعصر خمرا (یوسف: ۳۶) میں نے خمر کو نچوڑ رہا ہوں یعنی انگوروں کو نچوڑ رہا ہوں جو خمر ہو جائیں گے۔

(المبسوط ج ۲۴ ص ۲ مطبوعہ دارالمعرفۃ بیروت ۱۳۹۸ھ)

علامہ ابن عابدین شامی لکھتے ہیں: امام ابوحنیفہ کے نزدیک صرف خمر حرام قطعی ہے اس کا پینا پلانا بیچنا خریدنا رکھنا سب حرام قطعی ہے خمر کے علاوہ تین مشروب اور حرام ہیں: ایک باذق ہے یعنی انگور کا پکا ہوا شیرہ جو پکنے کے بعد ایک تہائی رہ جائے یا جو پڑے پڑے جوش کھانے لگے اور جھاگ چھوڑ دے دوسرا سکر ہے یعنی تازہ کھجوروں کا کچا شیرہ جب جھاگ چھوڑ دے تیسرا نقیع الزبیب ہے یعنی

کشمش کا کچا شیرہ جو پڑے پڑے جھاگ چھوڑ دے۔ (ردالمحتار ج ۵ ص ۲۹۰-۲۸۸ مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت ۱۴۰۷ھ)
ان تینوں مشروبات کی حرمت ظنی ہے اور ان کی نجاست خفیفہ ہے جب کہ نشہ آور مقدار میں پیا جائے اور اس سے کم مقدار میں یہ حرام ہیں نہ نجس۔

علامہ مرغینانی حنفی لکھتے ہیں: خمر کا ایک قطرہ بھی پی لیا جائے تو حد واجب ہوگی اور باقی تین شرابوں کے پینے سے اس وقت حد واجب ہوگی جب نشہ ہو جائے۔ (ہدایہ اخیرین ص ۴۹۵ مطبوعہ شرکت علمیہ ملتان)

امام ابوحنیفہ کا مذہب یہ ہے کہ خمر تو بعینہ حرام ہے اور باقی نشہ آور مشروب اگر مقدار نشہ میں پئے جائیں تو وہ بھی حرام ہیں اور اگر اس سے کم مقدار میں پئے جائیں تو وہ حرام نہیں ہیں اور باقی ائمہ ثلاثہ کے نزدیک جو مشروب نشہ آور ہو وہ خمر ہو یا کوئی اور مشروب خواہ وہ قلیل مقدار میں پیا جائے یا کثیر مقدار میں وہ بہر حال حرام ہے امام ابوحنیفہ کی دلیل یہ حدیث ہے۔

امام ابوحنیفہ اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: خمر (مطلقاً) حرام کی گئی ہے خواہ قلیل ہو یا کثیر اور ہر مشروب میں سے نشہ آور (مقدار) کو حرام کیا گیا ہے۔ (مسند امام اعظم ص ۳۵۰ مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز کراچی)

امام ابو یوسف نے بھی اس حدیث کو امام ابوحنیفہ کی سند سے روایت کیا ہے۔ (کتاب الآثار ص ۲۲۸)

نئی بوتل میں پرانی شراب کا بیان

علامہ آلوسی بغدادی صاحب روح المعانی نے اس مقام پر تفصیل کے ساتھ لکھا ہے ہمارے زمانہ کے فاسقوں نے نشیلے مشروبات کے لئے طرح طرح کے خوشنما نام اور لقب رکھ لئے ہیں، مثلاً عرق عنبری وغیرہ، لیکن نام بدلنے سے حقیقت نہیں بدلتی، اور نہ حکم شرعی بدلتا ہے نشہ آور چیزیں بہر حال حرام ہیں۔

شراب اور جوئے سے معاشرہ کی تباہی: شراب نوشی کی بدولت آج تک جتنے فسادات ہوئے اور ہو رہے ہیں وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہے، گالیاں بکوانا، بے حیائی پھیلانا، حرام کاری کی طرف بلانا، دنگے کرانا طرح طرح کی مہلک بیماریاں پیدا کرنا، چوری اور ٹھگی پر آمادہ کرنا قتل تک نوبت لے آنا، دوستوں اور عزیزوں کے درمیان جوتے چلوانا، یہ سب اسی شراب نوشی کے کارنامے ہیں مزید برآں جوئے کی ہلاکت خیزیاں بھی کچھ کم نہیں قمار بازی نے نہ معلوم کتنے خاندان اور گھرانے تباہ و برباد کر دیئے، فرنگستان کے سب سے بڑے قمار خانہ، مونٹے کارلو (Montecarlu) میں ہر سال بے شمار دولت تلف ہوتی ہے دیوالی کی راتوں میں ہندوستان میں کیا کچھ نہیں ہوتا، پھر جوئے کی جدید ترین شکلوں بیمہ کمپنیوں کے جوئے، گھوڑ دوڑ کے جوئے، لاٹریوں کے جوئے سٹے وغیرہ وغیرہ کہاں تک شمار کرائے جائیں۔

اسلام کا حیرت انگیز کارنامہ: یہ فخر تاریخ میں اسلام ہی کو حاصل ہے کہ اس نے اپنے ایک اشارہ میں اپنے حدود مملکت سے اس اُم الخبائث کا خاتمہ ہی کر دیا، اور امت کی نظر میں بحیثیت مجموعی لفظ شرابی اور لفظ جواری کی انتہائی تحقیر اور ذلت کا لقب ٹھہرا دیا۔

سر ولیم میور کی شہادت: سر ولیم اپنے نہیں پرائے ہیں، معتقد نہیں غیر معتقد ہیں اس کے باوجود لکھتے ہیں: اسلام فخر کے ساتھ کہہ سکتا ہے کہ ترک مے کشی کرانے میں اسلام کامیاب ہوا ہے، کوئی اور مذہب نہیں ہوا۔ (لائف آف محمد ص ۵۲۱)

5555 - اَخْبَرَنَا اَبُو بَكْرٍ اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحَاقَ السُّنِّيُّ قِرَائَةً عَلَيْهِ فِي بَيْتِهِ قَالَ اَنْبَاَنَا الْاِمَامُ اَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَحْمَدُ بْنُ شُعَيْبِ النَّسَائِيُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى قَالَ اَنْبَاَنَا اَبُو دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوسٰى قَالَ اَنْبَاَنَا اِسْرَائِيلُ عَنْ اَبِي اِسْحَاقَ عَنْ اَبِي مَيْسَرَةَ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا نَزَلَ تَحْرِيمُ الْخَمْرِ قَالَ عُمَرُ اللّٰهُمَّ بَيِّنْ لَنَا فِي الْخَمْرِ بَيَانًا شَافِيًا . فَنَزَلَتِ الْاٰيَةُ الَّتِي فِي الْبَقَرَةِ فَدُعِيَ عُمَرُ فَقُرِئَتْ عَلَيْهِ فَقَالَ عُمَرُ اللّٰهُمَّ بَيِّنْ لَنَا فِي الْخَمْرِ بَيَانًا شَافِيًا . فَنَزَلَتِ الْاٰيَةُ الَّتِي فِي النِّسَآءِ (يَآاَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَاَنْتُمْ سُكَارٰى) فَكَانَ مُنَادِي رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَقَامَ الصَّلَاةَ نَادٰى لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَاَنْتُمْ سُكَارٰى فَدُعِيَ عُمَرُ فَقُرِئَتْ عَلَيْهِ فَقَالَ اللّٰهُمَّ بَيِّنْ لَنَا فِي الْخَمْرِ بَيَانًا شَافِيًا . فَنَزَلَتِ الْاٰيَةُ الَّتِي فِي الْمَائِدَةِ فَدُعِيَ عُمَرُ فَقُرِئَتْ عَلَيْهِ فَلَمَّا بَلَغَ (فَهَلْ اَنْتُمْ مُنْتَهُونَ) قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ انْتَهَيْنَا انْتَهَيْنَا .

☆☆ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب شراب کی حرمت کا حکم نازل ہوا' تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دعا کی: اے اللہ! شراب کے بارے میں ہمارے لیے ایسا حکم بیان کردے' جو شفاء عطا کرنے والا ہو' تو سورہ بقرہ میں موجود آیت نازل ہوئی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بلایا گیا اوران کے سامنے تلاوت کی گئی' تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دعا کی: اے اللہ! ہمارے لئے شراب کے بارے میں شافی حکم نازل کردے' تو سورہ نساء میں موجود یہ آیت نازل ہوئی:

''اے ایمان والو! جب تم نشے کی حالت میں ہو' تو نماز کے قریب نہ جاؤ''۔

تو جب نماز کھڑی ہوتی تھی' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا منادی یہ اعلان کردیتا تھا: کہ تم لوگ نشے کی حالت میں نماز کے قریب نہ آؤ۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بلایا گیا' ان کے سامنے یہ آیت تلاوت کی گئی' تو انہوں نے دعا کی: اے اللہ! ہمارے لیے شراب کے بارے میں شافی بیان نازل کردے۔ تو سورہ مائدہ میں موجود آیت نازل ہوئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بلایا گیا اوران کے سامنے یہ آیت تلاوت کی گئی' جب تلاوت کرنے والا اس مقام پر پہنچا ''تو کیا تم باز آنے والے ہو؟'' تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: ہم باز آگئے' ہم باز آگئے۔

شرح

يَآاَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ وَلَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِيْ سَبِيْلٍ حَتّٰى تَغْتَسِلُوْا وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُوْرًا .

(النساء:۴۳)

اس میں چوالیس مسائل ہیں۔

مسئلہ نمبر:(۱) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (آیت) یایھا الذین امنوا لا تقربوا الصلوۃ وانتم سکری ۔ اللہ تعالیٰ نے اس

5555-اخرجه ابو داؤد في الاشربة، باب في تحريم الخمر (الحديث 3670) و اخرجه الترمذي في تفسير القرآن، باب (ومن سورة المائدة) (الحديث 3049) . تحفة الاشراف (10614) .

خطاب کے ساتھ مومنین کو خاص فرمایا، کیونکہ وہ نماز پڑھتے تھے اور انہوں نے شراب پی تھی اور اس نے ان کے ذہنوں کو ختم کر دیا تھا پس وہ اس خطاب سے خاص کیے گئے، کیونکہ کفار تو نہ ہوش میں نماز پڑھتے تھے، نہ حالت نشہ میں، ابوداود نے حضرت عمر بن خطاب سے روایت کیا ہے فرمایا: جب شراب کی حرمت نازل ہوئی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دعا کی: اے اللہ! شراب کے بارے میں ہمارے لیے واضح حکم بیان فرما، تو سورۃ بقرہ کی آیت (آیت) یسئلونك عن الخمر والميسر ۔ (بقرہ:۲۱۹) نازل ہوئی، فرمایا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بلایا گیا ان پر یہ آیت پڑھی گئی، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ ہمارے لیے شراب کے متعلق واضح حکم بیان فرما، تو سورۃ نساء کی آیت (آیت) یایها الذین امنوا لا تقربوا الصلوٰة وانتم سکری ۔ نازل ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا منادی ندا دیتا تھا جب نماز کھڑی ہوتی تھی کہ خبردار کوئی نشہ کی حالت میں نماز کے قریب نہ جائے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بلایا گیا اور ان پر یہ آیت پڑھی گئی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ ہمارے لیے شراب کے متعلق کوئی شافی حکم بیان فرما، تو یہ آیت نازل ہوئی (آیت) فهل انتم منتهون ۔ (المائدہ) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم رک گئے۔ (جامع ترمذی، کتاب فضائل القرآن باب ومن سورۃ المائدۃ، رقم الحدیث ۵۰۷۲۹، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، مسند امام احمد، رقم الحدیث ۳۷۸) سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے کہا: لوگ زمانہ جاہلیت کے امر پر تھے حتیٰ کہ انہیں کسی کا حکم دیا گیا یا منع کیا گیا، وہ ابتدائے اسلام میں شراب پیتے تھے حتیٰ کہ (آیت) یسئلونك عن الخمر والميسر قل فيهما اثم كبير ومنافع للناس ۔ (بقرہ:۲۱۹) کا ارشاد نازل ہوا، لوگوں نے کہا: ہم منفعت کے لیے پیتے ہیں گناہ کے لیے نہیں پیتے، پھر ایک شخص نے شراب پی اور آگے بڑھ کر نماز پڑھانے لگا اس نے قل یایها الکافرون اعبد ما تعبدون ۔ پڑھ دیا تو یہ آیت نازل ہوئی (آیت) یایها الذین امنوا لا تقربوا الصلوٰة وانتم سکری ۔ لوگوں نے کہا: عین نماز کے علاوہ وقت میں ہم پئیں گے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دعا کی: اے اللہ ہم پر شراب کے بارے شافی بیان فرما، تو (آیت) انما یرید الشیطن ۔ (المائدہ:۹۱) کا ارشاد نازل ہوا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: انتهينا انتهينا ۔ ہم رک گئے، ہم رک گئے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منادی نے چکر لگایا اور کہا: خبردار شراب حرام کی گئی ہے، اس کا بیان ان شاء اللہ سورۃ مائدہ میں آئے گا۔

ترمذی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرمایا ہمارے لیے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے کھانا تیار کیا ہمیں بلایا اور ہمیں شراب پلائی، شراب نے ہمیں مدہوش کر دیا، نماز کا وقت ہوا تو لوگوں نے مجھے آگے کیا، میں نے پڑھا (آیت) قل یایها الکفرون، لا اعبد ما تبدون ۔ ونحن نعبد ماتعبدون ۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (آیت) یایها الذین امنوا لا تقربوا الصلوٰة وانتم سکری ۔ (جامع ترمذی کتاب التفسیر جلد ۲ صفحہ ۱۲۷)

ابوعیسیٰ نے کہا: یہ حدیث حسن صحیح ہے، اس آیت کا ماقبل سے اتصال کی وجہ اور مقابل سے ترتیب کی وجہ اس طرح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے فرمایا: (آیت) واعبدوا الله ولا تشرکوا به شیئا ۔ پھر ایمان کے بعد نماز کا ذکر فرمایا: جو عبادت کی اصل ہے اسی وجہ سے نماز کو تارک کو قتل کیا جاتا ہے، اور اس کا فرض ساقط نہیں ہوتا، کلام اس کی شروط میں جاری ہوئی جن کے بغیر یہ صحیح نہیں ہوتی۔

مسئلہ نمبر: (۲) جمہور علماء اور فقہاء کی ایک جماعت کا یہ کہنا ہے کہ سکر سے مراد شراب کا نشہ ہے مگر ضحاک رضی اللہ عنہ نے کہا: سکر سے مراد نیند کا نشہ اور غلبہ کیونکہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **اذا نعس احدکم فی الصلاۃ فلیرقد حتی یذھب عنہ النوم فانہ لا یدری لعلہ یستغفر و فیسب نفسہ** ۔ (صحیح بخاری، کتاب الوضو جلد ا صفحہ ۳۴) جب تم میں سے نماز میں کسی پر نیند کا غلبہ ہو جائے تو اسے سو جانا چاہیے کہ اس سے نیند کا غلبہ دور ہو جائے، کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ وہ تو استغفار کرنا چاہتا ہو اور وہ اپنے نفس کو (نیند کے غلبہ کی وجہ سے) گالی دے رہا ہو، عبیدہ سلیمانی نے کہا: (آیت) **وانتم سکری** ۔ کا مطلب ہے جب تم پیشاب کو روکے ہوئے ہو، کیونکہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی پیشاب روک کر نماز نہ پڑھے ۔ (سنن ابن ماجہ کتاب الطہارۃ صفحہ ۴۸) ایک روایت میں جبکہ وہ اپنی رانوں کو ملائے ہوئے ہو ۔ (موطا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، کتاب قصر الصلوٰۃ فی سفر صفحہ ۱۴۴)

میں کہتا ہوں: ضحاک رضی اللہ عنہ اور عبیدہ رضی اللہ عنہ کا قول صحیح ہے، کیونکہ نماز سے مطلوب دل کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونا ہے اور غیر اللہ کی طرف التفات کو ترک کرنا ہے اور نیند، حقنہ اور بھوک میں جو اس کی توجہ کو مشغول کرتی ہے اور اس کے دل کو اللہ تعالیٰ سے جدا کرتی ہے اور حالت کو تبدیل کرتی ہے اس سے خالی ہوتا ہے ۔ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب شام کو کھانا حاضر ہو اور نماز بھی کھڑی ہو جائے تو پہلے کھانا کھاؤ ۔ (صحیح مسلم، کتاب المساجد، جلد ا صفحہ ۲۰۸) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر تشویش پیدا کرنے والی چیز کے زوال کی رعایت فرمائی ہے۔

جس سے دل متعلق ہوتا ہے حتیٰ کہ وہ اپنے رب کی عبادت کی طرف خالص دل کے ساتھ متوجہ ہو اور نماز میں خشوع کرے، اس آیت میں یہ ارشاد (آیت) **قد افلح المومنون، الذین ھم فی صلاتھم خشعون** ۔ (المومنون) بھی داخل ہے ۔ اس کا بیان آگے آئے گا، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (آیت) **یایھا الذین امنوا لا تقربوا الصلوۃ وانتم سکری** ۔ سورۃ مائدہ کی آیت **اذا قمتم الی الصلوۃ فاغسلوا** ۔ (مائدہ: ۶) کے ساتھ منسوخ ہے، اس قول پر انہیں حکم دیا گیا ہے کہ وہ نشہ کی حالت میں نماز نہ پڑھیں پھر انہیں ہر حال میں نماز پڑھنے کا حکم دیا گیا، یہ تحریم سے پہلے ہے، مجاہد رضی اللہ عنہ نے کہا: شراب کی تحریم کے ساتھ منسوخ ہو گئی، اسی طرح عکرمہ اور قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مذکور حدیث کی وجہ سے باب میں یہی صحیح ہے ۔ روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا: نماز کھڑی ہو گئی ۔ ادھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منادی نے ندا دی: نشہ والا شخص نماز کے قریب نہ جائے ۔ (سنن ابی داود، کتاب الاشربہ، جلد ۲، صفحہ ۱۶۱) یہ نحاس نے ذکر فرمایا ہے، ضحاک رضی اللہ عنہ اور عبیدہ کے قول پر یہ آیت **محکمۃ** ہے، اس میں نسخ نہیں ہے۔

مسئلہ نمبر: (۳) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (آیت) لاتقربوا جب کہا جاتا ہے: **لا تقرب** (راء کے فتحہ کے ساتھ) تو اس کا معنی ہوتا ہے یہ فعل نہ کر اور جب راء کے ضمہ کے ساتھ ہو تو معنی ہوتا ہے فعل کے قریب نہ جا، یہ حکم تمام امت کے غیر مدہوش لوگوں کے لیے ہے اور رہا نشہ والا، وہ چونکہ نشہ کی وجہ سے عقل ہی نہیں رکھتا تو وہ عقل نہ ہونے کی وجہ سے اس وقت اس کا مخاطب ہی نہیں ہوتا، وہ اس کی پیروی کا مخاطب ہے جو اس پر جو اس پر واجب ہے اور نشہ کے وقت جو احکام اس نے ضائع کیے جن کا وہ نشہ سے پہلے مکلف تھا ان کا کفارہ دینے کے ساتھ مخاطب ہے۔

مسئلہ نمبر: (۴) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (آیت) الصلوٰۃ ۔ یہاں الصلوٰۃ سے کیا مراد ہے؟ علماء کا اس میں اختلاف ہے، ایک طائفہ نے کہا: اس سے مراد عبادت معروفہ ہے۔ (المحرر الوجیز، جلد ۲، صفحہ ۵۷، دار الکتب العلمیہ) یہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے، اسی وجہ سے فرمایا: (آیت) حتی تعلموا ما تقولون ۔ ایک جماعت نے کہا: اس سے مراد نماز کی جگہیں ہیں، یہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے، مضاف کو حذف کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (آیت) حتی تعلموا ما تقولون ۔ ایک جماعت نے کہا: اس سے مراد نماز کی جگہیں ہیں۔ یہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے، مضاف کو حذف کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (آیت) لھدمت صوامع وبیع وصلوت ۔ (الحج: ۴۰) اس میں نماز کی جگہوں کو صلاۃ کہا گیا ہے اس تاویل پر دلیل یہ قول ہے، (آیت) ولا جنبا الا عابری سبیل ۔ یہ تقاضا کرتا ہے کہ جنبی شخص کے لیے مسجد سے گزرنا جائز ہے نہ اس میں نماز جائز ہے، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: (آیت) ولا جنبا الا عابری سبیل ۔ سے مراد مسافر ہے جب وہ پانی نہ پائے تو وہ تیمم کرے اور نماز پڑھے، اس کا بیان آگے آئے گا، ایک جماعت نے کہا: الصلاۃ سے نماز اور نماز کی جگہیں دونوں مراد ہیں، کیونکہ وہ مسجد میں نہیں آتے تھے مگر نماز کے لیے اور وہ نماز نہیں پڑھتے تھے مگر اکٹھے ہو کر اور وہ دونوں ایک دوسرے کو لازم ہیں۔

مسئلہ نمبر: (۵) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (آیت) وانتم سکری ۔ یہ مبتدا خبر ہیں اور تقربوا سے حال ہے، سکریٰ، سکران کی جمع ہے جیسے کسلان کی جمع کسالیٰ ہے، نخعی نے سکریٰ سین کے فتح کے ساتھ فعلی کے وزن پر پڑھا ہے، یہ سکران کی جمع مکسر ہے سکریٰ پر اس کی جمع مکسر بنائی گئی، کیونکہ سکر ایک آفت ہے جو عقل کو لاحق ہوتی ہے پس یہ صرعیٰ کے قائم مقام جاری ہوا اور اس کے باب پر جاری ہوا۔ اعمش نے اسے حبلیٰ کے وزن پر سکریٰ پڑھا ہے اور یہ صفت مفردہ ہے اور جمع کی خبر صفت مفردہ جائز ہے جس طرح جمع کے متعلق خبر واحد کے ساتھ استعمال کرتے ہیں۔

السکر یہ صحو کی ضد ہے، کہا جاتا ہے: سکر یسکر سکرا۔ یہ باب حمد یحمد سے ہے، سکرت عین تسکر۔ یعنی اس کی آنکھ حیران ہوئی، اسی سے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔: (آیت) انما سکرت ابصارنا ۔ (الحجر: ۱۵) سکرت الشق کا مطلب ہے میں نے اسے بند کر دیا۔

پس نشہ والا شخص اس سے رک جاتا ہے جو عقل کی وجہ سے اس پر ثابت ہوتا ہے۔

مسئلہ نمبر: (۶) اس آیت میں دلیل ہے بلکہ نص ہے کہ ابتداء اسلام میں شراب کا پینا، حلال تھا حتیٰ کہ وہ پینے والے کو نشہ تک پہنچا دیتا، ایک قوم نے کہا: نشہ عقلا حرام ہے اور کسی دین میں یہ مباح نہیں کیا گیا اور انہیں نے السکر کو اس آیت میں نیند پر محمول کیا ہے قفال نے کہا: یہ بھی احتمال ہے کہ ان کے لیے شراب مباح کی گئی تھی، کیونکہ یہ طبیعت میں سخاوت، شجاعت اور حمیت پیدا کرتی ہے۔

میں کہتا ہوں: یہی معنی عربوں کے اشعار میں موجود ہے، حضرت حسان نے کہا:

ونشربھا فتترکنا ملوکا:

ہم شراب پیتے ہیں یہ ہمیں بادشاہ بنا دیتی ہے۔ ہم نے اس معنی کا ارشاد سورۃ بقرہ میں کیا تھا۔ قفال نے کہا: جب وہ شراب جو

عقل کو زائل کردے حتیٰ کہ پینے والا جنون اور غشی کی حد کو پہنچ جائے تو قصداً اس کا پینا مباح نہیں کیا گیا اور اگر بغیر قصد کے اس حد تک پہنچ جائے تو وہ معاف ہے۔

میں کہتا ہوں: یہ صحیح ہے، اس کا بیان سورۃ المائدہ میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے قصہ میں آئے گا ان شاء اللہ تعالیٰ، جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو مسلمان نماز کے اوقات میں شراب سے اجتناب کرتے تھے اور جب عشاء کی نماز پڑھ لیتے تو پھر شراب پیتے وہ ہمیشہ اسی معمول پر رہے حتیٰ کہ سورۃ مائدہ میں شراب کی حرمت نازل ہوئی۔ (آیت) فهل انتم منتهون ۔(المائدہ)

مسئلہ نمبر: (۷) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (آیت) حتی تعلموا ما تقولون ۔ یعنی حتیٰ کہ تم یقین رکھتے ہو کہ اس میں غلطی نہیں ہے اور نشہ والا شخص نہیں جانتا جو وہ کہتا ہے اسی وجہ سے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے کہا: نشہ والے شخص کی طلاق لازم نہیں ہوتی۔ (المحرر الوجیز، جلد ۲، صفحہ ۵۷، دار الکتب العلمیہ) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، طاوس، عطاء، قاسم اور ربیعہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے یہ مروی ہے کہ یہی قول لیث ابن سعد، اسحاق، ابو ثور، مزنی رحمۃ اللہ علیہم کا ہے، طحاوی نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے فرمایا: علماء کا اجماع ہے کہ معتوہ کی طلاق جائز نہیں اور سکران معتوہ (نیم پاگل) ہے، جس طرح وسواس میں مبتلا شخص وسواس کی وجہ سے معتوہ ہے اور اس میں علماء کا اختلاف نہیں کہ جس نے بھنگ پی اور اس کی عقل ضائع ہوگئی تو اس کی طلاق جائز نہیں اسی طرح شراب کی وجہ سے جو مدہوش ہوگیا اس کا حکم ہے، ایک جماعت نے نشہ والے شخص کی طلاق کو جائز قرار دیا ہے، یہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور تابعین کی جماعت سے مروی ہے یہی قول امام ابو حنیفہ، ثوری اور اوزاعی رحمۃ اللہ علیہم کا ہے۔ اس میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول مختلف ہے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے طلاق، زخم میں دیت اور قتل میں قصاص کو لازم کیا ہے اور نکاح اور بیع کا لازم نہیں کیا۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: نشہ والے شخص کے افعال اور اس کی عقود تمام ثابت ہوں گی جس طرح غیر مدہوش کے ثابت ہوتے ہیں، سوائے ارتداد کے، کیونکہ جب وہ مرتد ہوگا تو اس کی بیوی اس سے جدا نہ ہوگی مگر استحساناً، امام ابو یوسف نے کہا: وہ نشہ کی حالت میں مرتد ہو جائے گا۔ یہی امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے، لیکن اسے نشہ کی حالت میں نہ قتل کیا جائے گا اور نہ اس سے توبہ طلب کی جائے گی۔

امام ابو عبد اللہ مازری نے کہا: ہمارے پاس ایک شاذ روایت ہے کہ نشہ والے کی طلاق لازم نہیں ہوتی۔ محمد بن عبد الحکم نے کہا: نشہ والے کی نہ طلاق لازم ہے، نہ آزادی، ابن شاس نے کہا: شیخ ابو الولید نے مخلط کے متعلق اختلاف ذکر کیا ہے جس کے پاس کچھ عقل باقی ہوتی ہے مگر وہ اختلاف پر ضبط کی قدرت نہیں رکھتا وہ کبھی غلط بات کرتا ہے اور کبھی درست بات کرتا ہے۔ فرمایا: نشہ والا وہ ہے جو آسمان اور زمین میں، مرد اور عورت میں تمیز نہیں کر سکتا، اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ وہ تمام افعال اور احوال میں بندوں کے ساتھ معاملات میں اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ معاملات میں مجنون کی طرح ہے مگر اس صورت میں جب اس کی نمازوں کا وقت نکل جائے۔

بعض علماء نے فرمایا: اس سے احکام ساقط نہیں ہوتے، بخلاف مجنون کے اس کی وجہ یہ ہے کہ اس نے نشہ اپنے اوپر خود داخل کیا جس طرح جان بوجھ کر نماز کو ترک کرنے والا ہوتا ہے حتیٰ کہ نماز کا وقت نکل جاتا ہے۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: نشہ کی حد، عقل کا اختلال ہے جب اس سے قرآن پڑھایا جائے تو خلط ملط کرے ایسی باتیں کرے جو معروف نہ ہوں تو اسے کوڑے لگائیں جائیں گے، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جب صحت کی حالت سے اس کی عقل بدل جائے تو وہ نشہ والا ہے، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے بھی اسی طرح مروی ہے، ابن المنذر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: جب اس کی قرات میں خلط ملط ہو تو وہ نشہ والا ہے۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد (آیت) حتی تعلموا ما تقولون ۔ سے استدلال کیا ہے، جب وہ ایسی حالت میں ہو کہ وہ نہ جانتا ہو جو وہ کہہ رہا ہو تو وہ تلویث مسجد کے خوف سے مسجد سے دور رہے اور اس کی نماز صحیح نہ ہوگی اگر وہ نماز پڑھے گا تو اسے پھر قضا کرے گا اور اگر وہ ایسی حالت میں ہو کہ وہ جانتا ہو جو وہ کہہ رہا ہو تو اسے نماز کے لیے لایا جائے گا اور اس کا حکم صحیح کا حکم ہوگا۔

مسئلہ نمبر: (۸) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (آیت) ولا جنبا ۔ اس کا عطف، (آیت) حتی تعلموا میں جملہ منصوب کی جگہ پر ہے، یعنی تم نماز نہ پڑھو جب کہ تم جنبی ہو، کہا جاتا ہے: تجنبتم اجنبتم، جنبتم تمام کا ایک معنی ہے، الجنب کے لفظ کی نہ مونث آتی ہے، نہ تثنیہ، نہ جمع، چونکہ یہ مصدر کے وزن پر ہے جیسے بعد اور قرب ہیں، کبھی اس میں تخفیف کرتے ہیں اور کہتے ہیں: جب۔ ایک قوم نے اس طرح بھی پڑھا ہے، فراء نے کہا، کہا جاتا ہے: جنب الرجل واجنب یہ جنابت سے مشتق ہے بعض علماء نے فرمایا: الجنب کی جمع ایک لغت میں اجناب آئی ہے جیسے عنق واعناق، طنب واطناب اور جس نے واحد کے لیے جانب کہا اس نے جمع میں جناب کہا جیسے راکب کی جمع رکاب۔ اس کا اصل معنی البعد ہے گویا جنبی آدمی ٹپک کر نکلنے والے پانی کی وجہ سے نماز سے دور ہو گیا۔ شاعر نے کہا:

فلا تحرمنی نائلا عن جنابه فانی امرء وسط القباب غریب:

رجل جب، مسافر آدمی، الجنابۃ مرد کا عورت سے ملنا۔

مسئلہ نمبر: (۹) جمہور علماء امت فرماتے ہیں: انزال کی وجہ سے یا شرمگاہ کے شرمگاہ میں تجاوز کی وجہ سے آدمی ناپاک ہوجاتا ہے مگر یہ کہ وہ غسل کرلے۔ بعض صحابہ سے مروی ہے کہ انزال سے آدمی ناپاک ہوتا ہے۔ کیونکہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انما الماء من الماء ۔ (صحیح مسلم، کتاب الحیض، جلد ا صفحہ ۱۵۵) غسل صرف انزال کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اس حدیث کو مسلم نے نقل کیا ہے، بخاری میں ابی بن کعب سے مروی ہے انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! جب مرد، عورت سے جماع کرے اور اسے انزال نہ ہو تو؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: وہ اس کو دھو دے جو عورت سے مس ہوا ہے پھر وضو کرے اور نماز پڑھے۔ ابو عبداللہ (امام بخاری) نے کہا: غسل کرنا احوط ہے۔ (صحیح بخاری، کتاب الغسل، جلد ا، صفحہ ۴۳) دوسری صورت ہم نے علماء کے اختلاف کے اظہار کے لیے بیان کی ہے، مسلم نے اس کے ہم معنی اپنی صحیح میں حدیث نقل کی ہے اور آخر میں فرمایا: ابو العلاء بن شخیر نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بعض احادیث کو بعض سے منسوخ کرتے تھے جس طرح قرآن، بعض قرآن کو منسوخ کرتا ہے، ابو اسحاق نے کہا: یہ منسوخ ہے۔ ترمذی نے کہا: یہ حکم اسلام کے ابتدائی دور میں تھا پھر منسوخ ہو گیا۔

میں کہتا ہوں: اس مسئلہ پر صحابہ، تابعین اور فقہاء کی ایک جماعت کا نظریہ ہے کہ التقاء ختانین (شرمگاہ کا شرمگاہ میں داخل

ہونے) سے غسل واجب ہو جاتا ہے، پہلے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اختلاف تھا پھر تمام نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اس حدیث کی طرف رجوع کیا جو انہوں نے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے فرمایا: جب مرد اپنی بیوی کی رانوں اور پنڈلیوں کے درمیان بیٹھے اور شرمگاہ، شرمگاہ میں داخل ہو جائے تو غسل واجب ہے۔ (صحیح مسلم، کتاب الحیض، جلد ۱ صفحہ ۱۵۶) یہ مسلم نے روایت کی ہے، صحیحین، میں حضرت ابو ہریرہ کی حدیث مروی ہے کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب مرد اپنی بیوی کی رانوں اور پنڈلیوں کے درمیان بیٹھے پھر شرمگاہ کو شرمگاہ میں داخل کر دے تو اس پر غسل واجب ہے۔ مسلم نے یہ زائد نقل کیا ہے اگر چہ اسے انزال نہ بھی ہو۔ ابن قصار نے کہا: تابعین اور بعد والے علماء کا التقاء ختانین (شرمگاہوں کا ملنا) والی حدیث پر عمل میں اجماع ہے، اس کے بعد کہ پہلے لوگوں میں اختلاف تھا، اختلاف کے بعد جب اجماع صحیح ہے تو یہ اختلاف کو ساقط کرنے والا ہوگا، قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہم کسی کو نہیں جانتے صحابہ کے اختلاف کے بعد اس نے یہ کہا ہو مگر جو اعمش سے حکایت کیا جاتا ہے پھر اس کے بعد داود اصبہانی سے حکایت نے اس مسئلہ پر اختلاف کیا، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس حدیث کو احتلام پر محمول کیا ہے یعنی احتلام میں پانی کے انزال سے پانی کے ساتھ غسل کرنا واجب ہوتا ہے، جب انزال نہ ہو اگر چہ وہ خواب میں دیکھے کہ وہ جماع کر رہا ہے تو اس پر غسل نہیں ہے اس میں علماء کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے۔

مسئلہ نمبر: (۱۰) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (آیت) الا عابری سبیل ۔ کہا جاتا ہے عبرت الطریق یعنی ایک جانب سے دوسری جانب تک راستہ طے کیا، عبرت النهر عبورا میں نے نہر کو عبور کیا۔ هذا عبر النهر یہ نہر کا کنارہ ہے۔ کہا جاتا ہے، عبر (عین کے ضمہ کے ساتھ) اور المعبر کشتی یا پل جس کے ذریعے نہر کو عبور کیا جاتا ہے۔ هذا عابر السبيل یعنی راستہ سے گزرنے والا ناقة عبر اسفار ۔ ایسی اونٹنی جس پر ہمیشہ سفر کیا جاتا ہے اور اس کے تیز چلنے کی وجہ سے صحراوں اور گرمی کے وقت کو عبور کی جاتا ہے۔

عيرانة سرح اليدين شلة عبر الهواجر كالهزف الخاصب ۔ (المحرر الوجیز، جلد ۲ صفحہ ۵۷ دار الکتب العلمیہ)

اونٹنی تیز رفتار، چاک و چوبند ہے گرمی کے لمحات کو عبور کرنے والی ہے جیسے لمبے پروں والے اور سرخ پنڈلیوں والی ہے۔ عبر القوم، قوم مرگئی۔ اور شاعر نے شعر کہا:

قضاء الله يغلب كل شيء ويلعب بالجزوع وبالصبور

فان نعبر فان لنا لمسات وان نغبر فنحن على نذور

شاعر کہتا ہے: اللہ کی قضا ہر چیز پر غالب ہے جزع فزع کی جائے یا صبر کیا جائے وہ اپنا اثر ضرور دکھاتی ہے، اگر ہم فوت ہو گئے تو ہمارے دوست ہیں اور اگر ہم بچ گئے تو بھی ہمیں ضرور موت آنے والی ہے گویا ہم نے اس کے آنے کی نذر مانی ہوتی ہے۔

مسئلہ نمبر: (۱۱) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (آیت) الا عابری سبیل ۔ میں علماء کا اختلاف ہے حضرت علی، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ابن جبیر، مجاہد، اور مجاہد اور حکم رضوان اللہ علیہم اجمعین نے فرمایا (آیت) الا عابری سبیل ۔ سے مراد مسافر ہے۔ اور نماز کے قریب جانا کسی کے لیے صحیح نہیں ہے جب کہ وہ جنبی ہو مگر غسل کے بعد مگر مسافر تیمم کرے۔ (المحرر الوجیز، جلد ۲ صفحہ ۵۷ دار الکتب

العلميه) یہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے، کیونکہ عام طور پر حضر میں پانی معدوم نہیں ہوتا اور گھر میں مقیم شخص پانی کے پائے جانے کی وجہ سے غسل کر لیتا ہے اور مسافر جب پانی نہیں پاتا تو تیمم کرتا ہے، ابن المنذر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: اصحاب الرائے نے مسافر جنبی کے بارے میں کہا: جو ایسی مسجد سے گزرتا ہے جس میں پانی کا چشمہ ہے تو وہ پاک مٹی سے تیمم کرے پھر مسجد میں داخل ہو، چشمے سے پانی بھرے پھر مسجد کو پانی سے باہر لے آئے، اور ایک جماعت نے جنبی آدمی کو مسجد میں داخل ہونے پر رخصت دی ہے، اور بعض نے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد: المومن لیس بنجس، مومن ناپاک نہیں ہے سے دلیل پکڑی ہے، ابن المنذر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ہم بھی یہی کہتے ہیں، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بھی یہ کہا ہے، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ، عکرمہ رضی اللہ عنہ اور نخعی رضی اللہ عنہ نے کہا: عابر السبیل سے مراد خطرے والا۔ (المحرر الوجيز، جلد ۲، صفحہ ۵۷ دار الكتب العلميه)

جو مسجد سے گزرنے والا ہے، یہ عمرو بن دینار، امام مالک اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہم کا قول ہے۔ ایک طائفہ نے کہا: جنبی آدمی مسجد سے نہ گزرے مگر یہ کہ مسجد کے علاوہ کوئی چارہ نہ پائے تو تیمم کرے اور اس میں سے گزر جائے، اسی طرح ثوری، اسحاق بن راہویہ رحمۃ اللہ علیہم کا قول ہے، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے جنبی کے بارے کہا: جب وضو کرے تو مسجد میں بیٹھنے میں کوئی حرج نہیں، یہ ابن المنذر رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے، بعض علماء نے آیت کے سبب میں روایت کیا ہے کہ انصار کی ایک قوم تھی جن کے گھروں کے دروازے مسجد میں کھلتے تھے جب ان میں سے کسی کو جنابت لاحق ہوتی تو وہ مسجد سے گزرنے پر مجبور ہوتے۔ (المحرر الوجيز، جلد ۲، صفحہ ۵۷ دار الكتب العلميه)

میں کہتا ہوں: یہ صحیح ہے، اس کی تائید ابوداود کی روایت سے ہوتی ہے جو جسرہ بنت دجاجہ سے روایت کی ہے فرماتی ہیں:

میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے جبکہ ان کے دروازے مسجد میں کھلتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان گھروں کے دروازے مسجد سے ہٹا دو۔ پھر نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو لوگوں نے ایسا نہیں کیا تھا اس امید سے کہ ان کے لیے رخصت نازل ہو جائے گی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: گھروں کے دروازے مسجد سے ہٹا دو میں حیض والی عورت اور جنبی کے لیے مسجد کو حلال نہیں کرتا۔ (سنن ابی داود، کتاب الطہارۃ جلد ۱، صفحہ ۳۰) اور صحیح مسلم میں ہے: مسجد میں کوئی کھڑکی باقی نہ رہے سوائے ابوبکر کی کھڑکی کے۔ (صحیح مسلم، کتاب الفضائل، جلد ۲، صفحہ ۲۷۴) نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام دروازے بند کرنے کا حکم دیا، کیونکہ یہ مسجد کو گزرگاہ بنانے اور اس کو عبور کرنے کا موجب تھے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اکرام اور خصوصیت کی خاطر ان کی کھڑکی کی استثناء فرمادی، کیونکہ عام طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جدا جدا نہیں ہوتے تھے، نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ کسی کے لیے مسجد سے گزرنے اور مسجد میں بیٹھنے کی اجازت نہیں مگر علی بن ابی طالب کو اجازت ہے۔ اس روایت کو عطیہ العوفی نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی مسلمان کے لیے مناسب نہیں اور کسی کے لیے درست نہیں کہ وہ مسجد میں جنبی حالت میں ہو سوائے میرے اور حضرت علی کے۔ ہمارے علماء نے فرمایا: اس طرح ہونا جائز ہے، کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا کمرہ مسجد میں تھا جس طرح نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا کمرہ مسجد میں تھا اگرچہ دو

کرتے مسجد میں نہ تھے لیکن مسجد سے متصل تھے اور ان کے دروازے مسجد میں تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں مسجد میں شمار کیا فرمایا: مسلمان کے لیے مناسب نہیں ۔۔۔ الخ وہ روایت جو اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا گھر مسجد میں تھا ابن شہاب کی روایت ہے جو انہوں نے سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے فرمایا: ایک شخص نے میرے باپ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے پوچھا کہ ان میں سے کون بہتر ہے، عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اسے کہا: یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گھر ہے اور اس کے پہلو میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گھر کے طرف اشارہ کیا مسجد میں ان کے علاوہ کوئی گھر نہیں تھا، آگے حدیث ذکر کی، یہ دونوں حضرات مسجد میں جنبی نہیں ہوتے تھے بلکہ اپنے اپنے گھر میں جنبی ہوتے تھے، ان کے گھر مسجد میں سے تھے کیونکہ ان کے دروازے مسجد میں تھے جب وہ حالت جنابت میں گھروں سے نکلتے تھے تو مسجد کے راستہ سے گزرتے تھے۔ یہ بھی جائز ہے کہ یہ ان دونوں حضرات کی تخصیص ہو، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت سی چیزوں کے ساتھ خاص کیا گیا تھا، یہ بھی ہوسکتا ہے آپ کے ساتھ خاص احکام میں سے یہ بھی ہو۔ پھر نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خاص کیا ہو پس ان کے لیے وہ رخصت ہو جو دوسروں کے لیے نہ ہو اور اگر ان کے گھروں کے دروازے مسجد میں تھے حتیٰ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دروازے کے علاوہ سب دروازوں کو بند کرنے کا حکم دیا۔

حضرت عمرو بن میمون رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سدوا الابواب الاباب علی ۔ (جامع ترمذی، کتاب المناقب جلد ۲ صفحہ ۲۱۴) فرمایا کہ ان کا دروازہ مسجد میں رہنے دیا، وہ اپنے گھر میں جنبی ہوتے تھے اور ان کا گھر مسجد میں تھا، رہا یہ قول کہ مسجد میں کسی کا دروازہ نہ رہے سوائے ابوبکر کے دروازہ کے۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب مسجد میں کئی دروازے کھلتے تھے اور گھروں کے دروازے مسجد سے باہر تھے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام کھڑکیوں کو بند کرنے کا حکم فرمایا لیکن حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اکرام کی خاطر اس کو چھوڑ دیا۔ الخوفات، سوراخ اور کھڑکی وغیرہ کو کہتے ہیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ کا دروازہ وہ مراد ہے جس سے آپ داخل ہوتے تھے اور نکلتے تھے، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کی تفسیر اس طرح بیان کی ہے کہ ان کے علاوہ مسجد میں کوئی دروازہ نہ تھا اگر یہ کہا جائے کہ عطا بن یسار سے ثابت ہے کہ وہ فرماتے تھے: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو جنابت لاحق ہوتی تھی وہ وضو کرتے تھے پھر مسجد میں آتے تھے اور اس میں باتیں کرتے تھے، یہ دلیل ہے کہ جنبی آدمی کے لیے مسجد میں ٹھہرنا جائز ہے جب وہ وضو کرے اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور اسحاق کا مذہب بھی یہ ہے جیسا کہ ہم نے ذکر کیا ہے، اس جواب یہ ہے کہ وضو، جنابت کی حدث کو دور نہیں کرتا، ہر جگہ جو عبادت کے لیے متعین کی جاتی ہے وہ نجاست ظاہرہ سے پاک رکھی جاتی ہے مناسب ہوتا ہے کہ وہ شخص اس جگہ داخل نہ ہو جو اس عبادت کے لیے پسندیدہ نہیں اور اس کے لیے اس عبادت سے ملتبس ہونا صحیح نہیں، ان کے منقولہ احوال میں سے غالب یہ ہے کہ وہ گھروں میں غسل کرتے تھے، اگر یہ کہا جائے کہ محدث (بے وضو) کا پھر کیا حکم ہے؟ ہم کہیں گے اس کو وقوع زیادہ ہوتا ہے اور ہر وقت وضو کرنا شاق ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد: (آیت) ولا جنبا الا عابری سبیل ۔ میں وہ ہے جو کفایت کرتا ہے، جب مسجد میں جنبی حالت میں ٹھہرنا جائز نہیں تو یہ زیادہ لائق ہے کہ اس کے لیے قرآن کو چھونا اور اس میں قرات کرنا بھی جائز نہ ہو، کیونکہ اس کی زیادہ حرمت ہے۔ اس کا مزید بیان

سورۃ واقعہ میں آئے گا۔

مسئلہ نمبر: (۱۲) ہمارے علماء کے نزدیک قرات قرآن سے جنبی کو روکا جائے گا مگر یہ کہ تھوڑی سی آیات تعوذ کے لیے پڑھی جائیں (تلاوت قرآن کی نیت سے نہ ہوں)

موسیٰ بن عقبہ نے نافع سے انہوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنبی اور حائض قرآن میں سے کوئی چیز نہ پڑھے۔ (سنن ابن ماجہ، کتاب الطہارۃ، جلد ا، صفحہ ۴۹)

اس حدیث کو ابن ماجہ نے روایت کیا ہے اور دارقطنی نے سفیان عن مسعر وشعبہ عن عمرو بن مرہ عن عبداللہ بن سلمہ عن علی کے سلسلہ سے روایت کی ہے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرات قرآن کسی کو نہیں روکتے تھے مگر یہ کہ وہ جنبی ہوتا، سفیان نے کہا: مجھے شعبہ نے کہا: میں نے اس سے بہتر حدیث بیان نہیں کی، اس حدیث کو ابن ماجہ نے روایت کیا ہے فرمایا: حدثنا محمد بن بشار حدثنا محمد بن جعفر حدثنا شعبہ عن عمرو بن مرہ، پھر اس کی ہم معنی حدیث روایت کی۔

یہ سند صحیح ہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما عن عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنبی حالت میں ہر ایک کو قرآن پڑھنے سے منع فرمایا۔ اس حدیث کو دارقطنی نے نقل کیا ہے، عکرمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا: ابن رواحہ اپنی بیوی کے پہلو میں سوئے ہوئے تھے پھر وہ اپنی اس لونڈی کے پاس گئے جو حجرہ کے ایک کونہ میں تھی پھر اس سے مجامعت کی ان کی عورت گھبرا گئی اس نے اپنے بستر پر نہ پایا، ان کی بیوی اٹھی باہر نکلی تو اسے اپنی لونڈی پر پایا وہ اپنے کمرے میں لوٹ آئی، وہاں سے چھری اٹھائی اور نکل پڑی، اتنی دیر میں حضرت ابن رواحہ رضی اللہ عنہ فارغ ہو چکے تھے وہ اسے ملے جب کہ وہ چھری اٹھائے ہوئے تھی ابن رواحہ نے پوچھا: یہ کیا ہے؟ اس نے کہا: یہ کیا ہے؟ اگر میں تجھے ایسی حالت میں پاتی جس میں پہلے میں نے تجھے دیکھا تھا تو میں تیرے کندھوں کے درمیان یہ چھری مارتی، ابن رواحہ نے کہا: تو نے مجھے دیکھا تھا؟ اس نے کہا: میں نے تجھے لونڈی پر دیکھا تھا۔

حضرت ابن رواحہ نے کہا: تو نے مجھے نہیں دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا ہے کہ ہم میں سے کوئی قرآن پڑھے جب کہ وہ جنبی ہو، بیوی نے کہا: تو پڑھ (وہ قرآن نہیں پڑھی ہوئی تھی) حضرت ابن رواحہ نے قرآن کی جگہ یہ اشعار پڑھ دیے۔

اتانا رسول الله يتلو كتابه كما لاح مشهور من الفجر ساطع

اتى بالهدى بعد العمى فقلوبنا به موقنات ان ما قال واقع

يبيت يجافي جنبه عن فراشه اذا استثقلت بالمشركين المضاجع

ہمارے پاس رسول اللہ تشریف لائے جب کہ وہ کتاب کی تلاوت کرتے تھے جس طرح فجر طلوع ہوتی ہے ہماری گمراہی کے بعد آپ ہدایت لے کر آئے ہمارے دل یقین رکھتے ہیں کہ جو آپ نے فرمایا ہے وہ یقیناً واقع ہونے والا ہے اور وہ اپنے بستر سے جدا ہو کر رات گزارتا ہے جب کہ مشرکین پر بستر بھاری ہوتے ہیں۔

حضرت ابن رواحہ رضی اللہ عنہ کی بیوی (سمجھ نہ سکی کہ یہ قرآن ہے یا اشعار ہیں) نے کہا: میں اللہ پر ایمان لائی اور میں نے

آنکھ کو جھٹلایا، صبح ابن رواحہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور اپنا رات کا واقعہ ذکر فرمایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے حتیٰ کہ آپ کی داڑھیں مبارک ظاہر ہوگئیں۔

مسئلہ نمبر: (۱۴) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (آیت) حتی تغتسلوا اللہ تعالیٰ نے نماز سے منع فرمایا ہے مگر غسل کرنے کے بعد اور اغتسال کا معنی معقول ہے اور عربوں کے نزدیک اس کا لفظ معلوم ہے اس سے مراد مغسول پر پانی کے ساتھ ہاتھ ملنا ہے اسی وجہ سے عربوں نے اپنے قول غسلت الثوب اور افضت علیه الماء و غمسته فی الماء میں فرق کیا ہے جب یہ ثابت ہوگیا تو جان لے کہ علماء کا جنبی کے بارے میں اختلاف ہے کہ وہ صرف اپنے جسم پر پانی انڈیل دے یا پانی میں غوطہ لگائے اور جسم کو ملے نہیں، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا مشہور مذہب یہ ہے کہ جسم کو ملے بغیر غسل کافی نہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جنبی کو اغتسال کا حکم دیا ہے جس طرح وضو کرنے والے کو چہرہ اور ہاتھ دھونے کا حکم دیا ہے اور متوضی کے لیے کوئی چارہ نہیں کہ وہ اپنے ہاتھ پانی کے ساتھ اپنے چہرے اور ہاتھوں پر ملے، اسی طرح جنبی آدمی کا جسم اور اس کا سر متوضی کے چہرہ اور ہاتھوں کے حکم میں ہے، یہ مزنی کا قول ہے اور اس کے کا اختیار ہے، ابوالفرج عمرو بن محمد مالکی نے فرمایا: یہ غسل کے لفظ سے معقول ہے، کیونکہ لغت میں اغتسال باب افتعال ہے اور جس نے اپنے ہاتھوں کو جسم پر نہیں مارا اور جس نے صرف پانی انڈیلا اور ہاتھ کو جسم پر نہیں مارا اور جس نے صرف پانی انڈیلا اور ہاتھ کو جسم پر نہیں مارا تو اہل زبان اسے غسل کرنے والا نہیں کہتے بلکہ اسے پانی کو پانی کو انڈیلنے والا پانی میں غوطہ لگانے والا کہتے ہیں۔ فرمایا: اسی مفہوم پر نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے آثار مروی ہیں، فرمایا: ہر بال کے نیچے جنابت ہوتی ہے پس تم اپنے بالوں دھوو اور اپنی کھال کو صاف کرنے (جامع ترمذی، کتاب الطہارۃ جلد ۱ صفحہ ۱۶) فرمایا: انقاء (صاف کرنا) نہیں ہوتا مگر اس پر پانی گزارنے کے ساتھ جیسا کہ ہم نے ذکر کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: حدیث سے جو استدلال کیا گیا ہے وہ دو اعتبار سے حجت نہیں

(۱) اس کی تاویل میں مخالفت کی گئی ہے سفیان بن عیینۃ نے کہا: وانقوا البشرۃ سے مراد شرمگاہ کو دھونا اور اسے صاف کرنا ہے۔ البشرہ سے مراد شرمگاہ ہے۔ ابن وہب نے کہا: احادیث کی تفسیر میں ابن عیینۃ سے بڑا عالم نہیں دیکھا۔

(۲) اس حدیث کو ابوداود نے اپنی سنن میں روایت کیا ہے اور اس میں فرمایا: یہ حدیث ضعیف ہے۔ اسی طرح ابن داسہ کی روایت میں ہے اور اللؤلؤی کی روایت جوان سے مروی ہے اس میں حارث بن وجیہ ضعیف روای ہے اور اس کی حدیث منکر ہے پس حدیث سے استدلال ساقط ہوا اور صرف زبان (لغت) پر اعتماد باقی رہ گیا جس طرح کہ ہم نے بیان کیا ہے، اور اس کی تائید وہ قول کرتا ہے جو صحیح حدیث میں ہے کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک بچہ لایا گیا اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر پیشاب کردیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی منگوایا اور پیشاب کے پیچھے بہا دیا اور اسے دھویا نہیں۔ (صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، جلد ۱ صفحہ ۱۳۹) یہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے روایت کیا ہے اور اسی طرح اُم قیس بنت محصن سے مروی ہے، ان دونوں حدیثوں کو مسلم نے روایت کیا ہے، جمہور علماء اور فقہاء کی ایک جماعت نے: جنبی کے لیے بہانا اور پانی میں غوطہ لگانا کافی ہے جب کہ پانی پورے جسم پر پہنچ جائے اگرچہ ہاتھوں سے نہ بھی ملے، کیونکہ حضرت میمونہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث، نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے

غسل کے متعلق یہی تقاضا کرتی ہے ان کی احادیث کو ائمہ حدیث نے روایت کیا ہے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے جسم پر پانی بہاتے تھے، محمد بن عبدالحکم نے بھی یہی کہا ہے، ابوالفرج نے اس کی طرف رجوع کر لیا تھا اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ روایت کیا ہے فرمایا: ہاتھوں کو غسل میں جسم پر پھیرنے کا حکم دیا، کیونکہ ہوسکتا ہے جو ہاتھوں کو نہیں پھیرتا اس کے جسم کے اس حصہ تک پانی نہ پہنچے جہاں تک پانی پہنچانا واجب تھا۔ ابن عربی نے کہا: تعجب ہے ابوالفرج پر جس نے صاحب مذہب سے روایت کیا ہے کہ ہاتھ ملنے کے بغیر غسل نہیں ہوتا، حالانکہ امام مالک نے یہ نہ کبھی نصاً کہا ہے نہ تخریجاً یہ ابوالفرج کے اوہام میں سے ہے۔

میں کہتا ہوں: یہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نصاً روایت کیا گیا ہے، مروان بن محمد ظاہری نے کہا: جب کہ وہ شامی لوگوں میں ثقہ شخص ہے، فرماتے ہیں میں نے مالک بن انس رضی اللہ عنہ سے اس شخص کے بارے میں پوچھا جس نے پانی میں غوطہ لگایا جب کہ وہ جنبی تھا اور اس نے وضو نہیں کیا تھا، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اس کی نماز ہوگئی، ابوعمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اس روایت میں ہے کہ اس نے نہ ہاتھ سے جسم کو ملا اور نہ وضو کیا جب کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک غسل جائز ہے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا مشہور مذہب یہ ہے کہ غسل جائز نہیں حتیٰ کہ وہ جسم کو ملے انہوں نے چہرے اور ہاتھوں کو دھونے پر قیاس کیا ہے۔ اور جماعت کی حجت یہ ہے کہ جس نے اپنے اوپر پانی انڈیل دیا اس نے غسل کر لیا، عرب کہتے ہیں: بارش نے مجھے غسل دیا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل کا طریقہ بیان فرمایا تو انہوں نے ملنے کا ذکر نہیں فرمایا، اگر ملنا واجب ہوتا تو آپ ترک نہ فرماتے، کیونکہ وہ اللہ کی طرف سے مراد کو بیان کرنے والے ہیں اگر آپ نے جسم کو ملا ہوتا تو آپ سے منقول ہوتا جیسا کہ پانی کے ساتھ بالوں کا خلال کرنا منقول ہے اور سر پر چلو ڈالنا منقول ہے اس کے علاوہ غسل کا طریقہ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وضو کرنا منقول ہے۔ ابوعمرو نے کہا: اس میں کوئی تعجب نہیں کہ عرب زبان میں ایک دفعہ ملنے، ایک دفعہ پانی انڈیلنے اور ایک دفعہ پانی بہانے سے غسل شمار کیا جاتا ہے جب ایسا ہے تو کوئی مانع نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے وضو میں اپنے بندوں کو پانی کے ساتھ اپنے چہروں پر ہاتھوں کو گزارنے کا مکلف کیا ہو اور یہ اس کا غسل ہو اور وہ غسل جنابت اور حیض میں اپنے جسموں پر پانی بہا دینے کا مکلف ہو اور یہ اس کا غسل ہو جو سنت کے مطابق ہو اور لغت سے خارج نہ ہو اور ان دونوں امروں میں سے ہر امر فی نفسہ اصل ہو، ایک کو دوسرے کی طرف لوٹانا واجب نہ ہو، کیونکہ قیاساً اصول کو ایک دوسرے کی طرف نہیں لوٹایا جاتا۔ اس میں علماء امت کا کوئی اختلاف نہیں قیاساً اصول پر فروع کو لوٹایا جاتا ہے۔

مسئلہ نمبر: (۱۴) حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث اس کو رد کرتی ہے جو شعبہ مولیٰ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جب وہ غسل جنابت کرتے تھے تو اپنے ہاتھوں کو سات مرتبہ اور اپنی شرمگاہ کو بھی سات مرتبہ دھوتے تھے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرمایا: نمازیں پچاس فرض تھیں، غسل جنابت سات مرتبہ تھا، کپڑے سے پیشاب کا دھونا سات مرتبہ تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بار بار سوال کرتے رہے حتیٰ کہ پانچ نمازیں رہ گئیں، غسل جنابت ایک مرتبہ اور کپڑے سے پیشاب کو دھونا بھی ایک مرتبہ رہ گیا۔ (سنن ابی داود، کتاب الطہارۃ، جلد ۱، صفحہ ۲۳) ابن عبدالبر نے کہا: اس حدیث کی سند ابن عمر سے ہے اور اس میں ضعف اور لین ہے۔ اگرچہ ابوداود نے اس کو نقل کیا ہے اور

اس سے پہلے شعبہ مولی ابن عباس رضی اللہ عنہما مروی ہے اور شعبہ قوی نہیں ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث ان دونوں احادیث کورد کرتی ہے۔

مسئلہ نمبر: (۱۵) جو اپنے جسم پر اپنے ہاتھ نہ مار سکتا ہو تو سحنون نے کہا: قریب والا شخص اس کے جسم پر ہاتھ ملے یا وہ کپڑے کے ساتھ اس کے جسم کو ملے۔ اور الواضحہ میں ہے جہاں تک اس کے ہاتھ پہنچتے ہوں وہاں تک ہاتھوں کو گزارے پھر پانی بہائے یہاں تک کہ پانی وہاں تک پہنچ جائے جہاں تک اس کے ہاتھ نہیں پہنچے تھے۔

مسئلہ نمبر: (۱۶) جنبی آدمی کا اپنی داڑھی میں خلال کرنا۔ اس میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا قول مختلف ہے، ابن القاسم نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے فرمایا: یہ اس پر واجب نہیں ہے۔ اشہب نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے اس پر داڑھی کا خلال واجب ہے۔ ابن عبدالحکم نے کہا: ہمارے نزدیک یہ محبوب ہے، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غسل جنابت میں اپنے بالوں کا خلال کرتے تھے اور یہ عام ہے اگرچہ اس میں ظاہر سر کے بالوں کا خلال ہے۔ علماء کے یہی دو قول ہیں، معنی کے اعتبار سے غسل میں پورے جسم کو گھیرنا واجب ہے اور داڑھی کے نیچے کی جلد بھی جسم میں سے ہے پس اس تک پانی کا پہنچانا واجب ہے اور ہاتھ سے اس کو ملنا واجب ہے فرض طہارت صغریٰ میں بالوں کی طرف منتقل ہوا، کیونکہ وہ تخفیف پر مبنی ہے بدل کی نیابت کی ضرورت نہیں اسی وجہ سے خفین پر مسح جائز ہے لیکن غسل میں جائز نہیں، میں کہتا ہوں نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول اس کی تائید کرتا ہوں۔ ہر بال کے نیچے جنابت ہے۔ (جامع ترمذی، کتاب الطہارۃ جلد اصفحہ ۱۶)

مسئلہ نمبر: (۱۷) ایک قوم نے مبالغہ کیا اور کلی اور ناک میں پانی ڈالنے کو واجب قرار دیا، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: (آیت) حتی تغتسلوا۔ ان علماء نے میں سے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بھی ہے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ ناک اور منہ چہرہ سے ہیں ان کا حکم چہرے کے ظاہر کا حکم ہے جیسے رخسار اور پیشانی ہے جو کلی کرنے اور ناک میں پانی ڈالنے کو ترک کرے گا اور نماز پڑھے گا وہ نماز اعادہ کرے گا جس طرح جو شخص اعضاء کو دھوتے وقت کوئی جگہ دھونے سے چھوڑ دیتا ہے، لیکن وضو میں جو کلی اور ناک میں پانی ڈالنے کو ترک کردے اس پر اعادہ نہیں۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کلی کرنا اور ناک میں پانی علیہ السلام ثلاثہ جنابت میں فرض ہیں، نہ وضو میں کیونکہ یہ دونوں جگہیں پوشیدہ ہیں پس ان کا دھونا واجب نہیں جس طرح جسم کے اندر کے حصہ کو دھونا واجب نہیں، اسی وجہ سے محمد بن جریر طبری، لیث بن سعد، اوزاعی اور تابعین رحمۃ اللہ علیہم کی ایک جماعت نے بھی کہا ہے۔ ابن ابی لیلی، حماد بن ابی سلیمان رحمۃ اللہ علیہم نے کہا: یہ دونوں وضو اور غسل میں فرض ہیں، یہ اسحاق، امام احمد بن حنبل اور بعض اصحاب داود رحمۃ اللہ علیہم کا قول ہے۔ زہری اور عطاء رحمۃ اللہ علیہ سے اس قول کی مثل مروی ہے، امام احمد سے یہ بھی مروی ہے کہ کلی کرنا سنت ہے اور ناک میں پانی ڈالنا فرض ہے۔ بعض اصحاب داود نے یہ بھی کہا ہے، اور ان علماء کی حجت جو ان کو واجب نہیں کہتے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں کلی اور ناک میں پانی ڈالنے کا ذکر نہیں کیا اور نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے واجب کیا ہے اور نہ تمام علماء کا اس امر پر اتفاق ہے اور فرائض صرف ان صورتوں میں ثابت ہوتے ہیں، اور جنہوں ان دونوں کو واجب کیا، انہوں نے آیت کریمہ اور (آیت) فاغسلوا وجوھکم۔ (المائدہ: ۶) سے دلیل پکڑی ہے، جو چیز دھونے میں ایک میں واجب ہوتی ہے دوسرے میں بھی

واجب ہوتی ہے، اور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی محفوظ نہیں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کلی اور ناک میں پانی ڈالنے کو وضو میں یا غسل جنابت میں ترک کیا ہو جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی طرف سے قولاً اور فعلاً اس کی مراد کو بیان کرنے والے ہیں اور جنہوں نے کلی اور ناک میں پانی ڈالنے میں فرق کیا ہے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے دلیل پکڑی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمل تو کیا لیکن اس کا حکم نہیں دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال مستحب ہیں واجب نہیں مگر دلیل کے ساتھ اور ناک میں پانی ڈالنے کا فعل کیا بھی ہے اور اس کا حکم بھی دیا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہمیشہ وجوب پر دلالت کرتا ہے۔

مسئلہ نمبر: (۱۸) ہمارے علماء نے فرمایا: غسل جنابت میں نیت کرنا ضروری ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: (آیت) حتی تغتسلوا ، یہ نیت کا تقاضا کرتا ہے۔ یہی قول امام مالک، امام شافعی، امام احمد، اسحٰق، اور ابوثور رحمۃ اللہ علیہم کا ہے، اسی طرح وضو اور تیمم میں بھی نیت کرنے کا حکم ہے اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد: (آیت) وما امروا الا لیعبدوا اللہ مخلصین لہ الدین۔ (البینہ:۳) سے تائید حاصل کی ہے اور اخلاص کا مطلب تقرب الی اللہ کی نیت کرنا ہے اور مومن بندوں پر جو اللہ نے فرض کیا ہے اس کی ادائیگی کا اللہ کی رضا کے لیے ارادہ کرنا ہے، نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انما الاعمال بالنیات ۔ (صحیح بخاری، کتاب بدء الوحی، جلد ا صفحہ ۲) اور یہ عمل ہے، اوزاعی اور حسن نے کہا: بغیر نیت کے وضو اور تیمم جائز نہیں، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے اصحاب نے کہا: پانی کے ساتھ جو طہارت حاصل کی جاتی ہے وہ بغیر نیت کی بھی جائز ہے اور تیمم نیت کے ساتھ جائز ہے۔ انہوں نے اس کو نجاست کے ازالہ پر قیاس کیا ہے کہ وہ بالاجماع بغیر نیت کے بدنوں اور کپڑوں سے دور کی جائے تو وہ پاک ہو جاتے ہیں، اس کو ولید بن مسلم نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے۔

مسئلہ نمبر: (۱۹) پانی کی وہ مقدار جس سے غسل کیا جائے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے ابن شہاب سے انہوں نے عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے انہوں نے اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غسل جنابت ایک فرق سے کرتے تھے۔ (صحیح مسلم، کتاب الحیض، جلد ا، صفحہ ۱۴۸) الفرق را کے سکون اور حرکت کے ساتھ ہے، ابن وہب نے کہا: الفرق لکڑی کا یہ ایک برتن ہے، ابن شہاب کہتے ہیں: اس میں پانچ اقساط آتے تھے، جو بنی امیہ کے اقساط تھے، محمد بن عیسیٰ اعشی رضی اللہ عنہ نے الفرق کی تفسیر تین صاع سے کی ہے اور یہ پانچ اقساط ہیں اور فرمایا: پانچ میں نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بار مد آتے ہیں اور صحیح مسلم میں ہے سفیان نے فرمایا: الفرق، تین صاع ہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مد کے ساتھ وضو کرتے تھے اور ایک صاع سے لے کر پانچ مد پانی سے غسل کرتے تھے اور ایک روایت میں ہے پانچ مکاکیک سے غسل کرتے تھے اور ایک مکوک سے وضو کرتے تھے۔ (صحیح مسلم، کتاب الحیض، جلد ا، صفحہ ۱۴۹) یہ احادیث مخصوص کیل اور وزن کے بغیر پانی کے کم استعمال کے استحباب پر دلالت کرتی ہیں، انسان اتنا پانی استعمال کرے جو اسے کفایت کرے اور زیادہ پانی استعمال نہ کرے، کیونکہ زیادتی میں اسراف ہے اور اسراف مذموم ہے اور الاباضیہ کا مذہب زیادہ پانی کا استعمال کرنا ہے اور یہ شیطان کی طرف سے ہے۔

مسئلہ نمبر: (۴۰) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (آیت) وان کنتم مرضی او علی سفر . . . الخ . یہ آیت تیمم ہے یہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کے بارے میں نازل ہوئی انہیں جنابت لاحق ہوئی جب کہ وہ زخمی تھے، تو انہیں تیمم کرنے کی رخصت دی گئی، پھر یہ عام لوگوں کے لیے ہوگئی، بعض علماء نے فرمایا: اس کے نزول کا سبب غزوہ المریسیع میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پانی کا نہ ملنا تھا جب حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ہار ٹوٹ گیا تھا، اس حدیث کو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے عبدالرحمٰن بن القاسم رحمۃ اللہ علیہ عن ابیہ عن عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سلسلہ سے روایت کیا ہے۔ امام بخاری نے کتاب التفسیر میں اس آیت کو عنوان بنایا ہے۔ پھر یہ حدیث ذکر کی گئی ہے۔ حدثنا محمد اخبرنا عبدة عن هشام بن عروه عن ابيه عن عائشه قالت هلكت قلادة لاسماء فبعث الله صلى الله عليه وسلم في طلبها رجالا فحضرت الصلاة وليسوا على وضو ولم يجدوا ماء وصلوا وهم على غير وضو فانزل الله تعالىٰ اية التيمم . (صحیح مسلم، کتاب التفسیر، جلد۲، صفحہ۶۵۹) یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا حضرت اسماء کا ہار گم ہوگیا (جو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عاریۃ ان سے لیا ہوا تھا) تو نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سے لوگوں کو اس کی تلاش میں بھیجا، نماز کا وقت ہوگیا جب کہ وہ وضو کیے ہوئے نہیں تھے انہوں نے پانی نہ پایا پس انہوں نے بغیر وضو کے نماز پڑھی تو اللہ تعالیٰ نے آیت التیمم نازل فرمائی۔

میں کہتا ہوں: اس روایت کے ذکر کی جگہ نہیں اس میں ہے کہ حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ہار تھا، یہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث کے خلاف ہے۔ نسائی نے علی بن مسہر عن ہشام بن عروہ بن ابیہ عن عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت سے ذکر کیا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے وہ حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے عاریۃ لیا ہوا تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھیں، وہ ہار آہستہ سے ٹوٹ کر گر گیا یہ وہ مقام تھا جس کو الصلصل کہا جاتا تھا، آگے مکمل حدیث ذکر کی، اس روایت میں ہشام سے مروی ہے کہ ہار حضرت اسماء کا تھا اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان سے عاریۃ لیا ہوا تھا، یہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث کا بیان ہے، کیونکہ انہوں نے فرمایا: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ہار گر گیا تھا، اور بخاری کی حدیث میں ہے: اسماء کا ہار گم ہوگیا تھا، اس میں ہے کہ اس جگہ کو الصلصل کہا جاتا تھا، ترمذی نے یہ حدیث اس ذکر کی ہے حدثنا الحمیدی حدثنا سفیان حدثنا ھشام بن عروہ عن ابیہ عن عائشہ انھا سقطت قلادتھا لیلۃ الأبواء فارسل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رجلین فی طلبھا۔ یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ہار لیلۃ الابواء میں گر گیا آپ نے اس کی تلاش کے لیے دو آدمیوں کو بھیجا، اس روایت کو جو ہشام سے مروی ہے ہار کی نسبت حضرت اسماء کی طرف ہے لیکن حدیث نسائی کی وجہ سے یہ اضافت مستغیر ہے اور مکان کے بارے میں فرمایا: وہ الابواء تھا جیسا کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے، لیکن اس میں بغیر شک کے ہے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث میں فرمایا: ہم نے وہ اونٹ اٹھایا جس پر میں تھی تو ہم نے ہار اس کے نیچے پایا، بخاری میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ ہار پایا، ان تمام روایات کا معنی صحیح ہے۔ عقد اور قلادہ کے بارے میں نقل کرنے والوں کا اختلاف نہیں ہے اور نہ جگہ میں اختلاف ہے جو حدیث میں قدح کا باعث ہو اور نہ یہ حدیث کو کمزور کرتا ہے، کیونکہ حدیث سے مقصود اور مراد تیمم کا نزول ہے اور روایات قلادہ (ہار) کے بارے میں ثابت ہیں۔ رہا امام ترمذی کی حدیث میں یہ قول کہ آپ نے دو آدمی اس ہار کی تلاش میں بھیجے،

بعض علماء نے فرمایا: ایک اسید بن حضیر تھا، شاید بخاری کی حدیث میں الرجال سے مراد یہی دو شخص ہوں اور انہوں جمع کے لفظ سے تعبیر کیا گیا ہو، کیونکہ جمع کا کم از کم فرد تثنیہ ہے یا ان دو کے پیچھے کسی اور کو بھیجا ہو پس لفظ کا اطلاق صحیح ہے، واللہ اعلم۔

وہ گئے انہوں نے تلاش کیا تو انہیں کوئی چیز نہ ملی جب وہ واپس آئے تو انہوں نے اونٹ کو اٹھایا تو وہ ہار اس کے نیچے سے پالیا۔ روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو زخم لگے وہ پھیل گئے پھر وہ جنابت سے دو چار ہوئے تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی تکلیف کا ذکر کیا تو یہ آیت نازل ہوئی یہ اس کے خلاف نہیں جو ہم نے ذکر کیا ہے کیونکہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو غزوات میں زخم لگے تھے جن سے وہ واپس آئے تھے، کیونکہ ان میں جنگ ہوتی تھی تو صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے شکایت کی اور ہار بھی گم ہوا تھا تو آیت تیمم نازل ہوئی، بعض علماء نے فرمایا اور ہار کا گم ہونا بنی مصطلق کے غزوہ میں تھا یہ اس کے قول کے مخالف نہیں جس نے کہا کہ مریسیع کے غزوہ میں یہ معاملہ پیش آیا تھا کیونکہ یہ ایک ہی غزوہ ہے۔ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی المصطلق کا غزوہ شعبان ٦ ھ میں لڑا تھا جیسا کہ خلیفہ بن خیاط اور ابو عمرو بن عبداللہ نے کہا ہے اور مدینہ پر حضرت ابوذر غفاری کو مقرر فرمایا تھا بعض علماء نے فرمایا: حضرت نمیلۃ بن عبداللہ اللیثی کو مدینہ پر مقرر فرمایا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی مصطلق پر حملہ کیا تھا جب کہ وہ حملہ کرنے والے تھے وہ پانی پر تھے جس کو المریسیع کہا جاتا تھا یہ قدید کی طرف سے تھا جو ساحل سے متصل ہے پس آپ نے قتل کر دیا جن کو قتل کر دیا اور ان کے بچوں اور عورتوں کو قیدی بنالیا اور اس دن مسلمانوں کا شعار تھا امت امت، بعض علماء نے کہا: بنی مصطلق، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے جمع ہوئے تھے اور انہوں نے آپ کا ارادہ کیا تھا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر پہنچی تو آپ ان کی طرف نکلے اور انہیں پانی پر ملے، یہ تیمم کے آغاز اور اس کے سبب میں احادیث وارد ہیں۔ بعض علماء نے فرمایا: سورۃ مائدہ کی آیت تیمم ہے اس کا بیان آگے آئے گا۔ ابو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ تعالیٰ نے آیت تیمم نازل فرمائی اور یہی آیت وضو ہے جو سورۃ المائدہ میں ہے یا وہ آیت جو سورۃ النساء میں ہے ان دو آیتوں کے علاوہ ہیں تیمم ذکر نہیں ہے اور یہ دونوں آیتیں مدنی ہیں۔

مسئلہ نمبر: (۲۱) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (آیت) مرضى۔ مرض سے مراد بدن کا حد اعتدال سے نکل کر، اعوجاج اور شذوذ کی طرف چلا جانا ہے، اس کی دو قسمیں ہیں زیادہ اور تھوڑا، جب مرض اتنی سخت ہو کہ پانی کی ٹھنڈک کی وجہ سے موت کا اندیشہ ہو یا اس بیماری کی وجہ سے جو اسے لاحق ہے پانی کے استعمال سے موت کا خطرہ ہو یا بعض اعضاء کے ضیاع کا خوف ہو تو بالا جماع تیمم کر سکتا ہے مگر حسن اور عطا سے مروی ہے کہ وہ طہارت حاصل کرے اگرچہ فوت بھی ہو جائے، یہ مردود ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

(آیت) وما جعل عليكم في الدين من حرج. (الحج ۷۸)

ترجمہ: اور نہیں رکھی اس نے تم پر دین میں کوئی تنگی۔

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (آیت) لا تقتلوا انفسكم.

دار قطنی نے سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے (آیت) وان كنتم مرضى اوعلى سفر۔ کے تحت روایت کیا ہے کہ جب آدمی کو اللہ کے راستے میں زخم لگے اور پھر وہ جنبی ہو جائے اسے خوف ہو کہ غسل کرے گا تو فوت

ہو جائے گا۔ (سنن دارقطنی، کتاب التیمم، جلد ا،صفحہ ۱۷۷) تو تیمم کر لیے۔ سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرمایا: تیمم کی مریض کو رخصت کو دی گئی ہے۔

حضرت عمرو بن العاص نے تیمم کیا تھا جب انہیں سردی کی شدت سے ہلاک ہونے کا خوف ہوا تھا نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں نہ غسل کا حکم دیا تھا اور نہ اعادہ کا حکم دیا تھا، اور اگر مرض تھوڑی ہو مگر اسے پانی کے استعمال سے مرض کے پیدا ہونے یا بڑھنے یا زخم کے آہستہ ٹھیک ہونے کا اندیشہ ہو تو بالا جماع ایسے لوگ بھی تیمم کریں، ابن عطیہ نے کہا: میں نے یہی محفوظ کیا ہے۔

(المحرر الوجیز، جلد ۲، صفحہ ۵۸ دار الکتب العلمیہ)

میں کہتا ہوں: الباجی نے اس میں اختلاف ذکر کیا ہے، قاضی ابوالحسن نے کہا: جیسے صحیح شخص کو نزلہ یا بخار کا اندیشہ ہو اور اسی طرح مریض کو مرض کی زیادتی کا اندیشہ ہو تو پھر جائز ہے۔ یہ قاضی ابوالحسن نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے، ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: مریض کے لیے تیمم مباح نہیں ہے مگر جب تلف ہونے کا خوف ہو، کیونکہ مرض کی زیادتی متحقق نہیں ہے، کیونکہ مرض زیادہ ہو جاتی ہے اور کبھی زیادہ نہیں ہوتی یقینی فرض کو مشکوک خوف کی وجہ سے ترک کرنا جائز نہیں۔ ہم نے کہا: آپ کے قول میں تناقض ہے آپ نے کہا: سردی تلف ہونے کا خوف ہو تو تیمم کرلے پس جس طرح تلف سے بچاؤ ضروری ہے، فرمایا: امام شافعی پر تعجب ہے فرماتے ہیں: اگر پانی اپنی قیمت سے ایک حبۃ (دانہ) زائد پر ملے تو اس کا خریدنا لازم نہیں تا کہ مال محفوظ رہے اور اسے تیمم کرنا لازم ہے جب کہ یہاں اسے اپنے بدن پر مرض کا خوف ہے، یہ ان کا ایسا کلام نہیں ہے جس کا سند درست ہو۔ (احکام القرآن لابن العربی جلد ا،صفحہ ۴۴۱)

میں کہتا ہوں: قشیری ابونصر عبدالرحیم نے اپنی تفسیر میں امام شافعی کا صحیح قول ذکر کیا ہے، وہ مرض جس کے لیے تیمم مباح ہوتا ہے وہ ہے جس میں روح کے فوت ہونے یا بعض اعضاء کے ضائع ہونے کا خوف ہو اگر وہ پانی استعمال کرے، اور اگر مرض کے لمبے ہونے کا خوف ہو تو صحیح قول امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ ہے کہ اس کے لیے تیمم جائز ہے، ابوداود اور دارقطنی نے یحییٰ بن ایوب عن یزید بن ابی حبیب عن عمران بن ابی انس عن عبدالرحمن بن جبیر عن عمرو بن العاص کے سلسلہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمرو بن العاص نے کہا: مجھے غزوہ ذات السلاسل میں ایک ٹھنڈی رات کو احتلام ہو گیا مجھے ڈر لگا کہ اگر میں غسل کروں گا تو ہلاک ہو جاؤں گا، میں نے تیمم کیا اور اپنے ساتھیوں کو صبح کی نماز پڑھا دی، پس انہوں نے اس کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عمرو رضی اللہ عنہ! تو نے اپنے ساتھیوں کو جنبی حالت میں نماز پڑھا دی ہے۔؟ میں نے غسل نہ کرنے کی وجہ عرض کی اور میں نے کہا: میں نے اللہ تعالیٰ کو یہ فرماتے سنا ہے: (آیت) ولا تقتلوا انفسکم۔ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی بات سن کر مسکرا دیے اور اسے کبھی بھی نہ فرمایا۔ (سنن دارقطنی، کتاب التیمم جلد، اصفحہ ۱۷۸) یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ خوف کی حالت میں تیمم مباح ہے اگرچہ یقین نہ بھی ہو، اس میں تیمم پر جنبی اسم کا اطلاق ہے اور اس میں یہ بھی جواز ہے کہ وضو کرنے والوں کو تیمم کرنے والا نماز پڑھا سکتا ہے یہ ہمارے نزدیک دو اقوال میں ایک قول ہے اور یہ صحیح ہے، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو موطا میں پڑھا ہے، موت تک اس کو آپ پر پڑھا گیا، دوسرا قول یہ ہے کہ وہ نماز نہ پڑھائے، کیونکہ وہ وضو کرنے والے سے فضیلت میں کم

ہے اور امام کا حکم یہ ہے کہ وہ اعلیٰ مرتبہ ہو، دار قطنی حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کی حدیث سے روایت کیا ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تیمم کرنے والا، وضو کرنے والوں کو نماز نہ پڑھائے، اس کی سند ضعیف ہے۔ (سنن دار قطنی، کتاب التیمم جلد ۱، صفحہ ۱۸۵) ابوداود اور دار قطنی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرمایا: ہم ایک سفر میں نکلے ہم میں نے ایک شخص پر پتھر لگا اور اس کا سر زخمی کر دیا پھر اس زخمی کو احتلام ہو گیا اس نے اپنے ساتھیوں سے پوچھا: کیا تم میرے لیے تیمم میں رخصت دیکھتے ہو؟ انہوں نے کہا: ہم تیرے لیے رخصت نہیں پاتے جب کہ تو پانی پر قدرت رکھتا ہے، اس شخص نے غسل کیا اور وہ فوت ہو گیا، جب ہم نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو ہم نے آپ کو بتایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انہوں نے اسے قتل کیا ہے اللہ انہیں قتل کرے۔ انہوں نے کیوں نہ پوچھا جب وہ جانتے نہ تھے؟ جہالت کی شفا سوال ہے، اسے تیمم کرنا کافی تھا اور زخم پر پٹی باندھتا، پھر اس پر مسح کرنا اور اپنے پورے جسم کو دھونا کافی تھا۔

دار قطنی نے کہا: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ سنت ہے اس کے ساتھ اہل مکہ منفرد ہیں اور اہل جزیرہ نے اسے حاصل کیا اور اس کو عطاعن جابر کے سلسلہ میں زبیر بن خریق کے علاوہ کسی سے روایت نہیں کیا اور وہ قوی نہیں ہے، اوزاعی نے اس کی مخالفت کی ہے، اس نے یہ عطا سے انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے اور یہی درست ہے اوزاعی سے مختلف صورتوں میں مروی ہے، بعض۔ نے فرمایا: اوزاعی عن عطاء بعض نے فرمایا: اوزاعی سے مروی ہے کہ مجھے عطا سے یہ خبر پہنچی۔

آخر میں اوزاعی نے عطا سے اور انہوں نے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مرسلا روایت کی ہے اور یہی درست ہے، ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: میں نے ابی اور ابوزرعہ سے اس کے متعلق پوچھا تو ان دونوں نے کہا: اس کو ابن ابی العشرین نے اوزاعی سے انہوں نے اسماعیل بن مسلم سے انہوں نے عطا سے انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے، حدیث کو مسند ذکر فرمایا۔ (سنن دار قطنی، کتاب التیمم جلد ۱، صفحہ ۱۹۰) داود نے فرمایا: ہر شخص جس پر مریض کا اطلاق ہوتا ہو اس کے لیے تیمم کرنا جائز ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (آیت) وان کنتم مرضی۔ (اگر تم بیمار ہو) ابن عطیہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: یہ ایسا قول ہے جس کی مخالفت کی گئی ہے۔ علماء امت کے نزدیک تیمم اس کے لیے جائز ہے جس کو پانی کے استعمال سے موت کا خطرہ ہو یا پانی کا استعمال اسے اذیت دیتا ہو جیسے مجدور اور محصوب شخص اور وہ دوسری بیماریاں جن پر پانی کے استعمال میں خوف ہوتا ہے (ا) جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے گزر چکا ہے۔

مسئلہ نمبر: (۲۲) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (آیت) علی سفر ۔ سفر کے سبب تیمم جائز ہے خواہ سفر لمبا ہو یا مختصر ہو جب کہ پانی موجود نہ ہو، ایسے سفر کی کوئی شرط نہیں جس میں نماز قصر کی جاتی ہے، یہ امام مالک اور جمہور علماء کا مذہب ہے۔ ایک قوم نے کہا: وہ تیمم نہ کرے مگر اس سفر میں جس میں نماز قصر کی جاتی ہے اور دوسرے علماء نے سفر طاعت کی شرط لگائی ہے یہ تمام اقوال ضعیف ہے۔

مسئلہ نمبر: (۲۳) سفر میں تیمم کے جواز پر علماء کا اجماع ہے جیسا کہ ہم نے ذکر کیا ہے اور حضر میں علماء کا تیمم کے جواز میں اختلاف ہے، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے اصحاب کا نظریہ یہ ہے کہ تیمم سفر و حضر میں جائز ہے، یہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: صحیح مقیم کے لیے تیمم کرنا جائز نہیں مگر یہ کہ اسے تلف ہونے کا اندیشہ

ہو یہی قول طبری کا ہے۔ امام شافعی، لیث اور طبری نے کہا: جب حضر میں پانی نہ ہو اور وقت کے ختم کا خوف بھی ہو تو صحیح اور بیمار تیمم کرے اور نماز پڑھے اور پھر نماز کا اعادہ کرے۔ ابو یوسف اور زفر نے کہا: حضر میں تیمم کرنا جائز نہیں نہ مرض کے لیے، نہ خوف وقت کے لیے، حسن اور عطا نے کہا: مریض تیمم نہ کرے جب وہ پانی پائے اور غیر مریض تیمم کرے اس اختلاف کا سبب آیت کے مفہوم میں علماء کا اختلاف ہے۔ امام مالک اور ان کے متبعین نے کہا: اللہ تعالیٰ نے تیمم کی شرط میں مریضوں اور مسافروں کا ذکر کیا ہے کیونکہ اغلب طور پر یہ وہ لوگ ہیں جو پانی نہیں پاتے جب کہ مقیم لوگ اغلب طور پر پانی پاتے ہیں اسی وجہ سے ان پر نص نہیں فرمائی، ہر وہ شخص جو پانی نہ پائے یا پانی کا استعمال اسے مانع ہو یا اسے نماز کے وقت کے فوت ہونے کا اندیشہ ہو تو مسافر نص کی وجہ سے تیمم کرے اور مقیم معنی کی وجہ سے تیمم کرے، اسی طرح مریض نص کی وجہ سے تیمم کرے اور صحیح معنی کی وجہ سے تیمم کرے، اسی طرح مریض نص صریح کی وجہ سے تیمم کرے اور صحیح معنی کی وجہ سے، اور جنہوں نے حضر میں تیمم سے منع کیا ہے انہوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تیمم کی رخصت مریض اور مسافر کے لیے رکھی ہے جس طرح روزہ کا افطار اور نماز کی قصر بیمار اور مسافر کے لیے ہے اور تیمم صرف دو شرطوں کے ساتھ مباح ہے اور وہ مرض اور سفر ہیں صحیح مقیم اس میں داخل نہیں ہے، کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی شرط سے خارج ہے، رہا حسن اور عطا کا قول وہ پانی کے ہوتے ہوئے تمام لوگوں کو تیمم کرنے سے منع کرتے ہے۔ انہوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے پانی نہ ہونے کی شرط لگائی ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (آیت) فلم تجدوا مآء فتیمموا ۔ تیمم کسی کے لیے مباح نہیں فرمایا مگر پانی کے نہ ہونے کے وقت، ابو عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر جمہور کا قول نہ ہوتا اور مروی اثر نہ ہوتا تو حسن اور عطا کا قول صحیح ہوتا، واللہ اعلم۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے لیے تیمم جائز فرمایا جب کہ وہ مسافر تھے کیونکہ انہیں اندیشہ تھا کہ پانی سے غسل کریں گے تو ہلاک ہو جائیں گے پس مریض تیمم کا زیادہ مستحق ہے۔

میں کہتا ہوں: حضر میں تیمم کے جواز پر دلیل کتاب وسنت ہے جب کہ نماز کے فوت ہونے کا خوف ہو جب وہ پانی کی طرف جائے۔

کتاب اللہ میں یہ ارشاد ہے: (آیت) او جآء احد منکم من الغآئط ۔ یعنی مقیم جب پانی نہ پائے تو تیمم کرے، اس پر قشیری عبدالرحیم نے نص قائم کی انہوں نے کہا: قضا کے وجوب میں نظر قطعی ہے، کیونکہ حضر میں پانی کا عدم نادر عذر ہے اور قضا میں دو قول ہیں۔

میں کہتا ہوں: ہمارے اصحاب نے اس شخص کے بارے میں اسی طرح واضح فرمایا ہے جو حضر میں تیمم کرتا ہے پس کیا جب وہ پانی پالے گا تو وہ نماز کا اعادہ کرے گا؟ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا مشہور مذہب یہ ہے کہ وہ نماز کا اعادہ نہیں کرے گا اور یہی صحیح ہے، ابن حبیب اور محمد بن عبدالحکم نے فرمایا: وہ اعادہ کرے گا، یہ ابن المنذر رحمۃ اللہ علیہ نے امام مالک سے روایت کیا ہے اور ولید نے ان سے روایت کیا ہے کہ وہ غسل کرے اگرچہ سورج طلوع بھی ہو جائے۔

اور رہی سنت تو اس میں بخاری کی روایت ہے جو انہوں نے ابوالجہیم بن حارث صمۃ انصاری سے روایت کی ہے فرمایا: نبی

کریم صلی اللہ علیہ وسلم بئر جمل کی طرف سے آئے انہیں ایک شخص ملا اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے سلام کا جواب نہ دیا حتیٰ کہ آپ دیوار پر آئے، اپنے چہرے اور ہاتھوں پر مسح کیا پھر اسے سلام کا جواب دیا۔ (صحیح بخاری کتاب التیمم جلد ا صفحہ ۴۸) اس کو مسلم نے بھی نقل کیا ہے، اس میں بئر کا لفظ نہیں ہے، اس کو دار قطنی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث سے روایت کیا ہے اس میں ہے ثم رد علی الرجل السلام یعنی پھر اس شخص پر سلام لوٹایا اور فرمایا: مجھے تجھ پر سلام لوٹانے سے کوئی چیز مانع نہ تھی مگر میں باوضو نہ تھا۔ (سنن دار قطنی، کتاب التیمم، جلد ا، صفحہ ۱۷۷)

مسئلہ نمبر: (۲۴) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (آیت) اوجآء احد منکم من الغآئط۔ الغآئط۔ کا اصل معنی زمین کی پست جگہ اور اس کی جمع الغیطان یا الاغواط آتی ہے، اسی وجہ سے غوطہ دمشق کہتے ہیں، عرب قضاء حاجت کے لیے پست جگہ کا قصد کرتے تھے تا کہ لوگوں کی نظروں سے چھپ جائیں انسان سے نکلنے والے حدث کو بھی اتصال کی وجہ سے الغائط کہتے ہیں، غاط فی الارض یغوط بولا جاتا ہے زمین میں کوئی چیز غائب ہو جائے، زہری نے اسے الغیط سے مشتق کیا ہے یہ احتمال ہے کہ اس کی اصل الغیط ہو پھر تخفیف کی گئی ہے ہو، الغوط کی واو کو یاء سے بدل دیا گیا، جس طرح لاحول میں لاحیل کہتے ہیں، اور او بمعنی واو ہے یعنی اگر تم مریض ہو یا سفر پر ہو اور تم میں سے کوئی پاخانہ سے آئے تو تیمم کا موجب سبب حدث ہے نہ کہ مرض اور سفر، پس یہ حضر میں تیمم کے جواز کی دلیل ہے جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے اور او میں صحیح یہ ہے کہ یہ اہل نظر کے نزدیک اپنے معنی میں ہے۔ او کا اپنا معنی ہے اور واو کا اپنا معنی ہے، یہ ان کے نزدیک حذف پر ہے، معنی یہ ہے کہ اگر تم ایسے مرض میں مبتلا ہو جس میں تم پانی کو چھونے پر قدرت نہیں رکھتے یا سفر پر ہو اور پانی نہ پاؤ اور تمہیں پانی کی ضرورت ہو۔

مسئلہ نمبر: (۲۵) الغائط کا لفظ طہارت صغریٰ کو توڑنے والے تمام احداث کو شامل ہے، علماء کا ان احداث کے حصر میں اختلاف ہے، ان کے بارے میں عمدہ قول جو کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ ان کی تین اقسام ہیں، ہمارے مذہب میں ان میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ (تفسیر قرطبی، سورہ نساء، بیروت)

2 - باب ذِكْرِ الشَّرَابِ الَّذِىْ اُهْرِيْقَ بِتَحْرِيْمِ الْخَمْرِ .

یہ باب ہے کہ اس مشروب کا تذکرہ جسے شراب کی حرمت کا حکم نازل ہونے پر بہا دیا گیا تھا

5556 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ - يَعْنِىْ ابْنَ الْمُبَارَكِ - عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِىِّ اَنَّ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ اَخْبَرَهُمْ قَالَ بَيْنَا اَنَا قَائِمٌ عَلَى الْحَيِّ وَاَنَا اَصْغَرُهُمْ سِنًّا عَلٰى عُمُوْمَتِىْ اِذْ جَآءَ رَجُلٌ فَقَالَ اِنَّهَا قَدْ حُرِّمَتِ الْخَمْرُ . وَاَنَا قَائِمٌ عَلَيْهِمْ اَسْقِيْهِمْ مِنْ فَضِيْخٍ لَّهُمْ فَقَالُوْا اكْفَاْهَا . فَكَفَاْتُهَا فَقُلْتُ لِاَنَسٍ مَا هُوَ قَالَ الْبُسْرُ وَالتَّمْرُ . قَالَ اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَنَسٍ كَانَتْ خَمْرُهُمْ يَوْمَئِذٍ فَلَمْ يُنْكِرْ اَنَسٌ .

☆☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ میں قبیلے کے لوگوں کو شراب پلا رہا تھا میں اس وقت کم سن

5556-اخرجه البخاري في الاشربة، باب نزل تحريم الخمر و هي من لبسر و التمر (الحديث 5583) . و اخرجه مسلم في الاشربة، باب تحريم الخمر وبيان انها تكون من عصير العنب و من التمر و البسر و الزبيب و غيرها مما يسكر (الحديث 5و6) . تحفة الاشراف (874

تھا میں اپنے چچاؤں کو شراب پلا رہا تھا' اس دوران ایک شخص آیا اور بولا: شراب کو حرام قرار دے دیا گیا ہے' میں اس وقت ان لوگوں کے پاس کھڑا ہوا انہیں فضیخ نامی شراب پلا رہا تھا' تو ان لوگوں نے کہا: تم اسے انڈیل دو' تو میں نے اسے انڈیل دیا۔

راوی کہتے ہیں: میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا: وہ کیا ہوتی ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: کچی اور خشک کھجور سے بنائی گئی شراب ہوتی ہے' اس پر حضرت انس رضی اللہ عنہ کے صاحب زادے جناب ابوبکر نے کہا: اُن دنوں' اُن لوگوں کی شراب یہی ہوا کرتی تھی' تو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے ان کی بات انکار نہیں کیا۔

5557 – اَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ - يَعْنِىْ ابْنَ الْمُبَارَكِ - عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِىْ عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ كُنْتُ اَسْقِى اَبَا طَلْحَةَ وَاُبَىَّ بْنَ كَعْبٍ وَّاَبَا دُجَانَةَ فِىْ رَهْطٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَدَخَلَ عَلَيْنَا رَجُلٌ فَقَالَ حَدَثَ خَبَرٌ نَزَلَ تَحْرِيْمُ الْخَمْرِ . فَكَفَاْنَا . قَالَ وَمَا هِىَ يَوْمَئِذٍ اِلَّا الْفَضِيْخُ خَلِيْطُ الْبُسْرِ وَالتَّمْرِ .

قَالَ وَقَالَ اَنَسٌ لَقَدْ حُرِّمَتِ الْخَمْرُ وَاِنَّ عَامَّةَ خُمُوْرِهِمْ يَوْمَئِذٍ الْفَضِيْخُ .

☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں حضرت ابوطلحہ' حضرت ابی بن کعب' حضرت ابودجانہ اور انصار کے کچھ دیگر افراد کو شراب پلا رہا تھا' اس دوران ایک شخص ہمارے پاس آیا اور بولا: نئی خبر یہ ہے' شراب کی حرمت کا حکم نازل ہو گیا ہے' تو ہم نے اس شراب کو بہا دیا۔ راوی بیان کرتے ہیں: ان دنوں ان لوگوں کی شراب صرف فضیخ ہوتی تھی' جو کچی اور خشک کھجور کو ملا کر بنائی جاتی تھی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب شراب کو حرام قرار دیا گیا' تو لوگ زیادہ تر فضیخ نامی شراب پیا کرتے تھے۔

5558 – اَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيْلِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ حُرِّمَتِ الْخَمْرُ حِيْنَ حُرِّمَتْ وَاِنَّهُ لَشَرَابُهُمُ الْبُسْرُ وَالتَّمْرُ .

☆☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب شراب کو حرام قرار دیا گیا اس وقت لوگوں کا مشروب کچی اور خشک کھجور کے ذریعے تیار کیا جاتا تھا۔

3 - باب اسْتِحْقَاقِ الْخَمْرِ لِشَرَابِ الْبُسْرِ وَالتَّمْرِ .

یہ باب ہے کہ کچی اور خشک کھجور کے بنائے ہوئے مشروب پر لفظ ''خمر'' کا اطلاق کرنا

5559 – اَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ عَنْ جَابِرٍ - يَعْنِىْ ابْنَ

5557-اخرجه مسلم في الاشربة، باب تحريم الخمر و بيان انها تكون من عصير العنب و من التمر و البسر و الزبيب و غيرها مما يسكر (الحديث 7) . تحفة الاشراف (1190) .

5558-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (714) .

5559-انفرد به النسائي . و سياتي في الاشربة، استحقاق الخمر لشراب البسر و التمر (الحديث 5560 و 5561) . تحفة الاشراف (2583)

عَبْدِ اللّٰهِ - قَالَ الْبُسْرُ وَالتَّمْرُ خَمْرٌ .

☆☆ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: کچی اور خشک کھجور (کا مشروب) خمر ہے۔

5560 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ الْبُسْرُ وَالتَّمْرُ خَمْرٌ . رَفَعَهُ الْاَعْمَشُ .

☆☆ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: کچی اور خشک کھجور کا مشروب ''خمر'' ہے۔

اعمش نے یہ روایت مرفوع حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

5561 - اَخْبَرَنَا الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّا قَالَ اَنْبَاَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ شَيْبَانَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "الزَّبِيبُ وَالتَّمْرُ هُوَ الْخَمْرُ" .

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''کشمش اور خشک کھجور سے بنایا گیا مشروب خمر ہے''۔

شراب سے متعلق مختلف اصطلاحات کا بیان

قاموس میں لکھا ہے کہ خمر اس چیز کو کہتے ہیں جس کے استعمال (یعنی جس کو پینے) سے نشہ و مستی پیدا ہو جائے۔ اور وہ انگور کے شیرے کی صورت میں ہو یا عام کہ وہ انگور کا شیرہ ہو یا کسی چیز کا عرق و کاڑھا وغیرہ ہو، زیادہ صحیح یہی ہے کہ اس کا عام مفہوم مراد لیا جائے) یعنی نشہ لانے والی چیز خواہ وہ انگور کا شیرہ ہو یا کسی دوسری چیز کا شیرہ وغیرہ کیونکہ شراب مدینہ میں حرام ہوئی ہے اور اس زمانہ میں انگور کی شراب کا کوئی وجود نہیں تھا بلکہ وہ کھجور سے بنائی جاتی تھی خمر کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ لغت میں "خمر" کے معنی ہیں "ڈھانپنا" چھپانا، خلط کرنا" اور چونکہ شراب انسان کی عقل کو ڈھانپ دیتی ہے اور اس کے فہم و شعور کی قوتوں کو خلط و خبط کر دیتی ہے اس لئے اس کو "خمر" کہا گیا۔

نشہ آور چیزوں کی قسمیں

جو چیزیں نشہ پیدا کرتی ہیں ان کی کئی قسمیں ہیں۔ ایک قسم تو شراب کی ہے جو انگور سے اس طرح بنتی ہے کہ انگور کا عرق نکال کر کسی برتن میں رکھ دیتے ہیں، کچھ دنوں کے بعد وہ گاڑھا ہو جاتا ہے اور اس میں ابال پیدا ہو جاتی ہے اور اس طرح وہ نشہ آور ہو جاتا ہے، صحیح تر اور مختار قول کے مطابق اس میں جھاگ کا پیدا ہونا شرط نہیں ہے اس کو عربی میں "خمر" کہتے ہیں۔

دوسری قسم یہ کہ انگور کے عرق کو قدرے جوش دے کر رکھ دیتے ہیں اس کو عربی میں "باذق" اور فارسی میں "بادہ" کہتے ہیں اور انگور کا وہ عرق جس کو اتنا پکایا جاتا ہے کہ اس کا چوتھائی حصہ جل کر صرف تین چوتھائی حصہ رہ جاتا ہے۔ "طلا" کہلاتا ہے۔ تیسری قسم "نقیع التمر" ہے جس کو "سکر" بھی کہتے ہیں یعنی تر خرما کا وہ شربت جو گاڑھا ہو جائے اور اس میں جھاگ آ ہو جائے، چوتھی قسم "نقیع الزبیب" ہے یعنی منقی اور کشمش وغیرہ کا وہ شربت جس میں ابال اور جھاگ پیدا ہو جائے۔

5560-تقدم (الحدیث 5559) . 5561-تقدم (الحدیث 5559) .

ان چاروں قسموں میں سے پہلی قسم تو بلا کسی قید کے حرام ہے اور باقی تین قسمیں اس صورت میں بہ اتفاق حرام ہیں جب کہ ان کو جوش دے کر رکھ دیا جائے اور ان میں گاڑھا پن آ جائے کیونکہ اس صورت میں ان چیزوں میں نشہ پیدا ہو جاتا ہے ہاں اگر ان میں مذکورہ چیزیں نہ پائی جائے تو ان کو حرام نہیں کہیں گے مثلاً کچھ دیر کے لئے پانی میں خرما بھگو کر رکھ دیا جائے یہاں تک کہ وہ پانی شربت کی طرح ہو جائے اور اس میں کسی قسم کا کوئی تغیر واقع نہ ہو تو اس کا پینا درست ہوگا۔ ان کے علاوہ پینے کے چار مشروب اور ہیں جن کا پینا امام اعظم ابوحنیفہ کے نزدیک حلال ہے بشرطیکہ ان کو معمولی طور پر اس طرح جوش دیا گیا ان میں نشہ پیدا نہ ہوا ہو اور اگر ان میں نشہ پیدا ہو گیا ہو تو یہ قسمیں بھی حرام ہوں گی، اسی طرح اگر ان کو جوش دیئے بغیر کافی عرصہ کے لئے رکھ دیا گیا ان میں جھاگ پیدا ہو گیا تب بھی ان کا پینا حرام ہوگا، ان چاروں میں سے ایک قسم تو "نبیذ" ہے یعنی وہ مشروب جو خرما سے بنایا گیا ہو اور اس کو اس قدر جوش دیا گیا ہو، اگر اس میں گاڑھا پن بھی آ گیا ہو تو اس کا پینا جائز ہے۔ دوسری قسم "خلیط" ہے یعنی وہ شربت جو خرما اور منقی کو قدرے جوش دے کر ان سے نکالا گیا ہو۔

تیسری قسم: وہ نبیذ ہے جو شہد، گیہوں، جو اور جوار وغیرہ کو پانی میں قدرے جوش دے کر مشروب کی صورت میں بنائی گئی ہو۔ اور چوتھی قسم مثلث یمنی ہے اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ انگور کے عرق کو اتنا پکایا جاتا ہے کہ اس کا دو حصہ خشک ہو جاتا ہے اور ایک حصہ شراب کی شکل میں باقی رہ جاتا ہے۔ ان چاروں چیزوں کے بارے میں حضرت امام اعظم ابوحنیفہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص ان کو عبادت کے لئے طاقت حاصل کرنے کی غرض سے پئے تو جائز ہے اور اگر لہو ولعب کے طور پر اور جنسی لذت کے لئے پئے تو حرام ہے لیکن حضرت امام محمد کے نزدیک عبادت کے لئے طاقت حاصل کرنے کی غرض سے بھی ان کا پینا حرام ہے۔

چنانچہ حنفی مسلک میں اہل تحقیق کا فتویٰ حضرت امام محمد ہی کے قول پر ہے، جیسا کہ عینی شرح کنز میں لکھا ہے کہ "حضرت امام مالک، حضرت امام شافعی، حضرت امام احمد اور حنفیہ میں سے حضرت امام محمد کا قول یہ ہے کہ جس چیز کی زیادہ مقدار نشہ آور ہو اور بدمست بنا دیتی ہو اس کی تھوڑی مقدار بھی حرام ہے خواہ کسی طرح کا نشہ ہو کیونکہ ابن ماجہ اور دار قطنی کے مطابق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو چیز نشہ آور ہو وہ شراب ہے اور ساری نشہ آور چیزیں حرام ہیں، لہٰذا حنفیہ مسلک میں فتویٰ امام محمد کے قول پر ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہر نشہ آور چیز "شراب" ہے اور حرام ہے خواہ وہ "مشروب" کی صورت میں ہو اور انگور یا کھجور یا منقی یا شہد سے بنے یا گیہوں، جو، باجرہ یا جوار سے بنے اور خواہ وہ کسی درخت کا عرق ہو جیسے تاڑی وغیرہ یا کوئی گھاس ہو بھنگ وغیرہ اسی طرح وہ ہر مقدار میں حرام ہے خواہ تھوڑی ہو یا بہت ہو، نیز اگر کوئی شخص نشہ کی حالت میں اپنی بیوی کو طلاق دے تو مفتی بہ قول کے مطابق اس کی طلاق واقع ہو جائے خواہ شراب کا نشہ ہو یا نبیذ وغیرہ کا۔ جیسا کہ اوپر بتایا گیا حضرت امام مالک، حضرت امام شافعی، حضرت امام احمد بن حنبل اور حنفیہ میں سے حضرت امام محمد نیز محدثین کرام کا مسلک یہ ہے کہ ہر نشہ آور چیز حرام ہے خواہ تھوڑی ہو یا بہت ہو اور اگرچہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کے نزدیک وہ مشروب نجس و حرام اور شراب کے حکم میں ہے جب میں ابال، گاڑھا اور جھاگ پیدا ہو گیا ہو، اس کے علاوہ اور چیزیں جب تک کہ ان میں نشہ نہ ہو حرام نہیں ہے۔

لیکن حنفی مسلک کے احتیاط پسند مصنفین کے ہاں فتویٰ حضرت امام محمد ہی کے قول پر ہے جیسا کہ نہایہ، عینی، دیلمی، درمختار،

الاشباہ والنظائر، فتاویٰ عالمگیری، فتاویٰ حمادیہ اور شرح مواہب الرحمٰن میں مذکور ہے بلکہ شرح وہبانیہ وغیرہ میں تو حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کا قول بھی حضرت امام محمد کے مطابق ہی منقول ہے اس صورت میں یہ مسئلہ تمام آئمہ مجتہدین کا متفقہ ہو جاتا ہے، چنانچہ حضرت مولانا عبدالعلی لکھنوی نے ایک استفتاء کے جواب میں تاڑی اور نان پاؤ (ایک قسم کی خمیری روٹی) کی حرمت کو ظاہر کرتے ہوئے اس مسئلہ پر بڑی تحقیق و تفصیل اور وضاحت کے ساتھ لکھا ہے اور تیس چالیس حنفی و شافعی علماء نے اپنی تصدیق کی مہریں ثبت کی ہیں۔ نشہ آور چیزوں میں ایک قسم کی بھنگ نشہ لانے والی گھاس اور جڑی بوٹیاں اور افیون ہیں کہ ان کو کھانا پینا بھی حرام ہے کیونکہ یہ چیزیں بھی انسان کی عقل کو تباہ کرتی ہیں اور ذکر اللہ ونماز وغیرہ سے باز رکھتی ہیں۔

علماء نے لکھا ہے کہ جو شخص بھنگ وغیرہ کو حلال جانے وہ زندیق و بدعتی ہے، بلکہ فقیہ نجم الدین زاہدی نے تو ایسے شخص پر کفر کا حکم لگایا ہے اور اس کو قتل کر دینا مباح جانا ہے۔ اسی طرح تمباکو بھی حرام ہے جیسا کہ درمختار میں لکھا ہے اور حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے حقہ نوشی کو مکروہ تنزیہی کہا ہے کیونکہ حقہ پینے والے کے منہ سے پیاز ولہسن کے، مانند بد بو ہی نہیں بلکہ اس میں ایک طرح سے دوزخیوں کی مشابہت بھی ہے۔ کہ جس طرح دوزخیوں کو منہ سے دھواں نکلے گا اسی طرح حقہ پینے والے کے منہ سے بھی دھواں نکلتا ہے، علاوہ ازیں حقہ نوشی ایک ایسی عادت ہے جس کو سلیم طبع، مکروہ جانتی ہے اور حقہ پینے سے بدن میں بہت زیادہ سستی پیدا ہو جاتی ہے اور بعضوں پر غشی بھی طاری ہوتی ہے اور یہ چیز "مفتر" میں داخل ہے اور ایک روایت کے مطابق جس کو حضرت امام احمد وغیرہ نے نقل کیا ہے۔ جو چیز مفتر یعنی سستی پیدا کرنے والی ہو وہ حرام ہے۔

صاحب صراح اور صحاح نے "مفتر" کے معنی سستی پیدا کرنے والا" لکھا ہے اور حضرت امام ابوالقاسم حسین ابن محمد ابن مفضل راغب نے اپنی کتاب "مفردات القرآن" میں "فتر" اور فتور" کے معنی یہ لکھے ہیں کہ "تیزی کے بعد تھم جانا، شدت (چستی) کے بعد نرم (صحت کے کمزور ہو جانا" چنانچہ یہ معنی حقہ پینے والے پر صادق آتے ہیں۔ جن لوگوں نے یہ کہا ہے کہ مفتر کے معنی میں" بدن کا گرم ہو جانا" بھی داخل ہے تو یہ شاذ معنی ہے جو اکثر علماء لغت کی تحقیق کے خلاف ہے یا اس سے "اندر کی گرمی" مراد ہے۔ بہر حال حقہ نوشی حق تعالیٰ کی رضا وخوشنودی سے بعید ہے کیونکہ حقہ، مسواک کی سنت کے منافی ہے بایں وجہ کہ مسواک منہ کو بد بو سے پاک کرتی ہے جب حقہ منہ کو بد بودار بناتا ہے اور مسواک کے بارے میں یہ حدیث صحاح وغیرہ میں منقول ہے کہ: (السواک مطہرۃ للفم ومرضات للرب)۔ "مسواک منہ کی صفائی و پاکیزگی کا ذریعہ اور حق تعالیٰ کی رضا وخوشنودی کا سبب ہے۔

4 - باب نَهْيِ الْبَيَانِ عَنْ شُرْبِ نَبِيذِ الْخَلِيطَيْنِ الرَّاجِعَةِ اِلٰى بَيَانِ الْبَلَحِ وَالتَّمْرِ .

یہ باب ہے کہ اس باب کے بیان کی ممانعت کہ دو مختلف چیزوں کو ملا کر نبیذ تیار کی جائے

جو اس چیز کی طرف رجوع کرے گی کہ کچی اور خشک کھجور سے ملائی گئی نبیذ (بھی حرام ہے)

5562 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ شُعْبَةَ عَنِ الْحَكَمِ عَنِ ابْنِ اَبِىْ لَيْلٰى عَنْ رَجُلٍ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْبَلَحِ وَالتَّمْرِ

5562-اخرجه ابو داؤد في الاشربة، باب الخليطين (الحديث 3705) . تحفة الاشراف (15673) .

وَالزَّبِيبِ وَالتَّمْرِ .

☆☆ ابن ابولیلیٰ، نبی اکرم ﷺ کے ایک صحابی کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے کچی اور خشک کھجور اور کشمش اور خشک کھجور کو ملا کر (نبیذ تیار کرنے) سے منع کیا ہے۔

شرح

حضرت ابوہریرہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "شراب ان دو درختوں یعنی انگور اور کھجور سے بنتی ہے۔ (مسلم، مشکوۃ المصابیح، جلد سوم: رقم الحدیث، 782)

مراد یہ ہے کہ اکثر انہی دو چیزوں سے شراب بنتی ہے، گویا یہاں حصر یعنی یہ ظاہر کرنا مراد نہیں ہے کہ شراب بس انہی دو چیزوں سے بنتی ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے کہ کل مسکر خمر، یعنی ہر نشہ آور چیز شراب ہے چنانچہ اس ارشاد میں جو عمومیت ہے اس سے بھی یہی واضح ہوتا ہے۔

حضرت ابن عمر کہتے ہیں کہ (ایک دن) حضرت عمر فاروق نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر پر (کھڑے ہوکر) خطبہ دیا ارشاد فرمایا کہ "شراب کی حرمت نازل ہوگئی ہے اور شراب پانچ چیزوں سے بنتی ہے یعنی انگور سے، کھجور سے، گیہوں سے، جو سے اور شہد سے اور شراب وہ ہے جو عقل کو ڈھانپ لے۔ (بخاری، مشکوۃ المصابیح، جلد سوم: رقم الحدیث، 782)

علماء نے وضاحت کی ہے کہ حضرت عمر نے "اور شراب وہ ہے جو عقل کو ڈھانپ لے۔" کے ذریعہ اس طرف اشارہ کیا کہ شراب کا انحصار انہی پانچ چیزوں میں نہیں ہے بلکہ ان کے علاوہ کسی بھی چیز سے بنا ہوا ہر وہ مشروب، شراب ہے جس میں نشہ ہو اور اس کے پینے سے عقل و شعور پر پردہ پڑ جاتا ہو۔

5 - باب خَلِيطِ الْبَلَحِ وَالزَّهْوِ .

یہ باب ہے کہ کچی اور آدھی پکی کھجور (کو ملا کر نبیذ تیار کرنے کا حکم)

5563 - اَخْبَرَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ عَنْ حَبِيبِ بْنِ اَبِى عَمْرَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالْمُزَفَّتِ وَالنَّقِيرِ وَاَنْ يُخْلَطَ الْبَلَحُ وَالزَّهْوُ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس ﷺ بیان کرتے ہیں:
نبی اکرم ﷺ نے دباء، حنتم، مزفت، نقیر اور، کچی اور آدھی پکی کھجور کو ملا کر (نبیذ تیار کرنے) سے منع کیا ہے۔

5564 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ قَالَ اَنْبَاَنَا جَرِيرٌ عَنْ حَبِيبِ بْنِ اَبِى عَمْرَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ

5563-اخرجه مسلم في الاشربة، باب النهي عن الانتباذ في المزفت و الدباء و الحنتم و النقير و بيان انه منسوخ و انه اليوم حلال ما لم يصر مسكرا (الحديث 41) و اخرجه النسائي في الاشربة، خليط البلح و الزهو (الحديث 5564) . تحفة الاشراف (5487) .

5564-تقدم (الحديث 5563) .

ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْمُزَفَّتِ - وَزَادَ مَرَّةً اُخْرٰى - وَالنَّقِيْرِ وَاَنْ يُخْلَطَ التَّمْرُ بِالزَّبِيْبِ وَالزَّهْوُ بِالتَّمْرِ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دباء مزفت (اور ایک مرتبہ راوی نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں) نقیر اور خشک کھجور کو کشمش کے ساتھ ملا کر یا تازہ کھجور کو خشک کھجور کے ساتھ ملا کر (نبیذ تیار کرنے سے) منع کیا ہے۔

5565 - اَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مَنْصُوْرِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ حَبِيْبٍ عَنْ اَبِىْ اَرْطَاةَ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدِ الْخُدْرِىِّ قَالَ نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الزَّهْوِ وَالتَّمْرِ وَالزَّبِيْبِ وَالتَّمْرِ .

☆☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آدھی پکی کھجور اور خشک کھجور، کشمش اور خشک کھجور (کو ملا کر نبیذ تیار کرنے) سے منع کیا ہے"۔

شرح

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو پھلوں کو ملا کر بھگونے (یعنی ان کا نبیذ بنانے) سے منع فرمایا اور الگ الگ کر کے بھگونے (اور اس کی نبیذ بنانے) کو جائز رکھا ہے اس میں حکمت یہ ہے کہ جب دو مختلف طرح کے پھل ایک ساتھ بھگوئے جائیں گے تو ایک پر پانی جلد اثر کرے گا۔ اور دوسرے پر دیر سے، نتیجہ یہ ہوگا جو پانی سے جلد تغیر قبول کرے گا اس میں نشہ پیدا ہو جائے گا اور اس کا اثر دوسرے تک پہنچے گا، اس طرح جو نبیذ تیار ہوگی اس میں ایک نشہ آور چیز مخلوط ہو جانے کا قوی امکان ہوگا جس کا امتیاز کرنا ممکن نہیں ہوگا لہٰذا جب اس نبیذ کو پیا جائے گا تو گویا ایک حرام چیز کو پینا لازم آئے گا۔

چنانچہ حضرت امام مالک اور حضرت امام احمد نے اسی کی بنیاد پر اس حدیث کے ظاہری مفہوم پر عمل کیا ہے اور کہا ہے کہ ایسی نبیذ پینا جو دو پھلوں کو باہم بھگو کر بنائی گئی ہو، حرام ہے خواہ اس میں نشہ ہو یا نشہ نہ ہو لیکن جمہور علماء یہ فرماتے ہیں کہ ایسی نبیذ کا پینا اسی صورت میں حرام ہوگا جب کہ وہ نشہ آور ہو۔

6 - باب خَلِيْطِ الزَّهْوِ وَالرُّطَبِ .

یہ باب ہے کہ آدھی پکی کھجور اور پکی تر کھجور (کو ملا کر نبیذ تیار کرنے کا حکم)

5566 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنِ الْاَوْزَاعِىِّ قَالَ حَدَّثَنِىْ يَحْيَى بْنُ اَبِىْ كَثِيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِىْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِىْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا تَجْمَعُوا بَيْنَ التَّمْرِ وَالزَّبِيْبِ وَلَا بَيْنَ الزَّهْوِ وَالرُّطَبِ" .

☆☆ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

5565-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (٥)

"خشک کھجور اور کشمش کو، اور آدھی پکی کھجور اور پکی تر کھجور کو ملا کر (نبیذ تیار نہ کرو)۔

5567 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی قَالَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِیٌّ - وَهُوَ ابْنُ الْمُبَارَكِ - عَنْ يَحْيٰى عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِىْ قَتَادَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا تَنْبِذُوا الزَّهْوَ وَالرُّطَبَ جَمِيْعًا وَّلَا تَنْبِذُوا الزَّبِيْبَ وَالرُّطَبَ جَمِيْعًا" ۔

☆☆ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"آدھی پکی کھجور اور پکی تر کھجور کو ملا کر نبیذ تیار نہ کرو، اور کشمش اور پکی تر کھجور کو ملا کر نبیذ تیار نہ کرو"۔

7 - باب خَلِيطِ الزَّهْوِ وَالْبُسْرِ ۔

یہ باب ہے کہ سرخی مائل اور آدھی پکی کھجور (کو ملا کر نبیذ تیار کرنے کا حکم)

5568 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَفْصِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِىْ اَبِىْ قَالَ حَدَّثَنِىْ اِبْرَاهِيْمُ - هُوَ ابْنُ طَهْمَانَ - عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ مَّالِكِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّخْلَطَ التَّمْرُ وَالزَّبِيْبُ وَاَنْ يُّخْلَطَ الزَّهْوُ وَالتَّمْرُ وَالزَّهْوُ وَالْبُسْرُ ۔

☆☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع کیا ہے کہ خشک کھجور اور کشمش کو ملا کر، یا سرخی مائل کھجور اور آدھی پکی کھجور کو ملا کر، یا آدھی پکی کھجور اور آدھی پکی کھجور کو ملا کر نبیذ تیار کی جائے۔

8 - باب خَلِيطِ الْبُسْرِ وَالرُّطَبِ ۔

یہ باب ہے کہ آدھی پکی کھجور اور پکی تر کھجور کو ملا کر (نبیذ تیار کرنے کا حکم)

5569 - اَخْبَرَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ يَحْيٰى - وَهُوَ ابْنُ سَعِيْدٍ - عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِىْ عَطَاءٌ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ خَلِيطِ التَّمْرِ وَالزَّبِيْبِ وَالْبُسْرِ وَالرُّطَبِ ۔

5566-اخرجه البخاري في الاشربة، باب من رای ان لا يخلط البسر و التمر اذا كان مسكرًا وان لا يجعل ادامين في ادام (الحديث 5602) و اخرجه مسلم في الاشربة، باب كراهة انتباذ التمر و الزبيب مخلوطين (24 و 25 و 26) . واخرجه ابو داؤد في الاشربة، باب في الخليطين (الحديث 3704) و اخرجه النسائي في الاشربة، خليط الرطب و الزبيب (الحديث 5576)، و الترخيص في انتباذ البسر وحده وشربه قبل تغيره في فضيخه (الحديث 5582)، و الرخصة في الانتباذ في الاسقية التي يلاث على افواهها (الحديث 5583) . و اخرجه ابن ماجه في الاشربة، باب النهي عن الخليطين (الحديث 3397) . تحفة الاشراف (12107) .

5567-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (12137) .

5568-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (4290) .

5569-اخرجه البخاري في الاشربة، باب من رای ان لا يخلط البسر و التمر اذا كان مسكرًا وان لا يجعل ادامين في ادام (الحديث 5601) و اخرجه مسلم في الاشربة، باب كراهة انتباذ التمر و الزبيب مخلوطين (الحديث 18) . تحفة الاشراف (2451) .

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خشک کھجور اور کشمش ملا کر، یا آدھی پکی کھجور اور پکی تر کھجور کو ملا کر (نبیذ تیار کرنے سے) منع کیا ہے۔

5570 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ عَنْ اَبِيْ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا بِسْطَامٌ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ دِيْنَارٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا تَخْلِطُوا الزَّبِيْبَ وَالتَّمْرَ وَلَا الْبُسْرَ وَالتَّمْرَ" .

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: کشمش اور خشک کھجور کو ملا کر، یا آدھی پکی کھجور اور خشک کھجور کو ملا کر (نبیذ تیار نہ کرو)

9 - باب خَلِيْطِ الْبُسْرِ وَالتَّمْرِ .

یہ باب ہے کہ آدھی پکی کھجور اور خشک کھجور کو ملا کر (نبیذ تیار کرنے کا حکم)

5571 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ نَهٰى اَنْ يُّنْبَذَ الزَّبِيْبُ وَالتَّمْرُ جَمِيْعًا وَّنَهٰى اَنْ يُّنْبَذَ الْبُسْرُ وَالتَّمْرُ جَمِيْعًا .

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: آپ نے کشمش اور کھجور کو ملا کر نبیذ تیار کرنے سے منع کیا ہے اور آپ نے آدھی پکی کھجور اور خشک کھجور کو ملا کر نبیذ تیار کرنے سے منع کیا ہے۔

5572 - اَخْبَرَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى عَنِ ابْنِ فُضَيْلٍ عَنْ اَبِيْ اِسْحَاقَ عَنْ حَبِيْبِ بْنِ اَبِيْ ثَابِتٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالْمُزَفَّتِ وَالنَّقِيْرِ وَعَنِ الْبُسْرِ وَالتَّمْرِ اَنْ يُّخْلَطَا وَعَنِ الزَّبِيْبِ وَالتَّمْرِ اَنْ يُّخْلَطَا وَكَتَبَ اِلٰى اَهْلِ هَجَرَ "اَنْ لَا تَخْلِطُوا الزَّبِيْبَ وَالتَّمْرَ جَمِيْعًا" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دباء، حنتم، مزفت، نقیر، آدھی پکی کھجور اور خشک کھجور کو ملا کر (نبیذ تیار کرنے) یا کشمش اور خشک کھجور کو ملا کر (نبیذ تیار کرنے) سے منع کیا ہے۔

آپ نے اہل ہجر کو خط میں لکھا تھا کہ تم لوگ کشمش اور خشک کھجور کو ملا کر (نبیذ تیار نہ کرو)۔

5573 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ قَالَ اَنْبَاَنَا حُمَيْدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ الْبُسْرُ وَحْدَهُ حَرَامٌ وَّمَعَ التَّمْرِ حَرَامٌ .

5570-انفرد به النسائي ۔ تحفة الاشراف (2480) .

5571-اخرجه مسلم في الاشربة، باب كراهة انتباذ التمر و الزبيب مخلوطين (الحديث 17) . و اخرجه ابو داؤد في الاشربة، باب في الخليطين (الحديث 3703) و اخرجه الترمذي في الاشربة، باب ما جاء في خليط البسر والتمر (الحديث 18) . مختصرا و اخرجه ابن ماجه في الاشربة، باب النهي عن الخليطين (الحديث 3395م) . تحفة الاشراف (2478) .

5572-اخرجه مسلم في الاشربة، باب كراهة انتباذ التمر والزبيب مخلوطين (الحديث 27) مختصرا ۔ تحفة الاشراف (5478)

5573-انفرد به النسائي ۔ تحفة الاشراف (6046) .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: صرف آدھی پکی کھجور (کی نبیذ) حرام ہے اور خشک کھجور کے ساتھ ملا کر (اس کی نبیذ تیار کرنا بھی) حرام ہے۔

10 - باب خَلِيطِ التَّمْرِ وَالزَّبِيبِ .

یہ باب ہے کہ خشک کھجور اور کشمش کو ملا کر (نبیذ تیار کرنے کا حکم)

5574 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اٰدَمَ وَعَلِيُّ بْنُ سَعِيْدٍ قَالاَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ عَنْ حَبِيْبِ بْنِ اَبِي عَمْرَةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ خَلِيطِ التَّمْرِ وَالزَّبِيبِ وَعَنِ التَّمْرِ وَالْبُسْرِ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خشک کھجور اور کشمش کو ملا کر، اور خشک کھجور اور آدھی پکی کھجور کو ملا کر (نبیذ تیار کرنے) سے منع کیا ہے۔

5575 - اَخْبَرَنَا قُرَيْشُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْبَاوَرْدِيُّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَسَنِ قَالَ اَنْبَاَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ وَاقِدٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ التَّمْرِ وَالزَّبِيبِ وَنَهٰى عَنِ التَّمْرِ وَالْبُسْرِ اَنْ يُنْبَذَا جَمِيْعًا .

☆☆ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خشک کھجور اور کشمش کو ملا کر (نبیذ تیار کرنے) سے منع کیا ہے، اور آپ نے خشک کھجور اور آدھی پکی کھجور کو ملا کر نبیذ تیار کرنے سے بھی منع کیا ہے۔

11 - باب خَلِيطِ الرُّطَبِ وَالزَّبِيبِ .

یہ باب ہے کہ تازہ کھجور اور کشمش کو ملا کر (نبیذ تیار کرنے کا حکم)

5576 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ هِشَامٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِي كَثِيْرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِي قَتَادَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا تَنْبِذُوا الزَّهْوَ وَالرُّطَبَ وَلَا تَنْبِذُوا الرُّطَبَ وَالزَّبِيبَ جَمِيْعًا" .

☆☆ عبداللہ بن ابوقتادہ رضی اللہ عنہ اپنے والد کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:
''آدھی پکی کھجور اور تازہ کھجور کو ملا کر نبیذ تیار نہ کرو، اور تازہ کھجور اور کشمش کو ملا کر نبیذ تیار نہ کرو''۔

5574-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (5491) .

5575-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (2510) .

5576-تقدم (الحديث 5566) .

12 - باب خَلِيطِ الْبُسْرِ وَالزَّبِيبِ .

یہ باب ہے کہ آدھی پکی کھجور اور کشمش کو ملا کر نبیذ تیار کرنے (کا حکم)

5577 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ نَهٰى اَنْ يُنْبَذَ الزَّبِيبُ وَالْبُسْرُ جَمِيعًا وَنَهٰى اَنْ يُنْبَذَ الْبُسْرُ وَالرُّطَبُ جَمِيعًا .

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع کیا ہے کہ کشمش اور آدھی پکی کھجور کو ملا کر نبیذ تیار کی جائے اور آپ نے اس بات سے بھی منع کیا کہ آدھی پکی کھجور اور تازہ کھجور کو ملا کر نبیذ تیار کی جائے۔

13 - باب ذِكْرِ الْعِلَّةِ الَّتِي مِنْ اَجْلِهَا نَهٰى عَنِ الْخَلِيطَيْنِ وَهِيَ لِيَقْوٰى اَحَدُهُمَا عَلٰى صَاحِبِهِ .

یہ باب ہے کہ اس علت کا تذکرہ جس کی وجہ سے دو مختلف چیزوں کو ملا کر بنائی گئی نبیذ سے منع کیا گیا ہے

تا کہ ان دونوں میں سے کسی ایک کو دوسرے پر قوت حاصل ہو جائے

5578 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ وِقَاءِ بْنِ اِيَاسٍ عَنِ الْمُخْتَارِ بْنِ فُلْفُلٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ نَجْمَعَ شَيْئَيْنِ نَبِيذًا يَبْغِي اَحَدُهُمَا عَلٰى صَاحِبِهِ . قَالَ وَسَاَلْتُهُ عَنِ الْفَضِيخِ فَنَهَانِي عَنْهُ قَالَ كَانَ يَكْرَهُ الْمُذَنَّبَ مِنَ الْبُسْرِ مَخَافَةَ اَنْ يَكُوْنَا شَيْئَيْنِ فَكُنَّا نَقْطَعُهُ .

☆☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع کیا ہے کہ ہم دو چیزوں کو ملا کر نبیذ تیار کریں کہ ان میں سے ایک دوسری پر غالب آجائے۔

راوی بیان کرتے ہیں: میں نے ان سے فضیخ کے بارے میں دریافت کیا' تو انہوں نے مجھے اس سے منع کر دیا۔ انہوں نے فرمایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پکی کھجور کے ساتھ بنائی گئی نبیذ کو ناپسند کرتے تھے' اس اندیشے کے تحت کہ کہیں یہ دو چیزیں نہ ہو جائیں' تو ہم اسے کاٹ دیا کرتے تھے (یعنی وہ کھجور جو دُم کی طرف سے پکی ہوتی ہے)

5579 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانَ عَنْ اَبِي اِدْرِيسَ قَالَ شَهِدْتُ

5577-اخرجه مسلم في الاشربة، باب كراهة انتباذ التمر و الزبيب مخلوطين (الحديث 19) و اخرجه ابن ماجه في الاشربة، باب النهي عن الخليطين (الحديث 3395) تحفة الاشراف (2916) .

5578-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (1583) .

5579-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (1711) .

اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ اُتِیَ بِبُسْرٍ مُذَنِّبٍ فَجَعَلَ يَقْطَعُهُ مِنْهُ .

☆☆ ابوادریس بیان کرتے ہیں: میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس موجود تھا' ان کی خدمت میں ایسی کچی کھجور پیش کی گئی' جودم کی طرف سے پکی ہوئی تھی' تو وہ اسے کاٹنے لگے۔

5580 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِىْ عَرُوبَةَ قَالَ قَتَادَةُ كَانَ اَنَسٌ يَاْمُرُ بِالتَّذْنُوْبِ فَيُقْرَضُ .

☆☆ قتادہ بیان کرتے ہیں: حضرت انس رضی اللہ عنہ دم کی طرف سے پکی ہوئی کھجور کے بارے میں حکم دیتے تھے تو اسے کاٹ دیا جاتا تھا۔

5581 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ اَنَسٍ اَنَّهُ كَانَ لَا يَدَعُ شَيْئًا قَدْ اَرْطَبَ اِلَّا عَزَلَهُ عَنْ فَضِيْخِهِ .

☆☆ حمید' حضرت انس رضی اللہ عنہ کے بارے میں نقل کرتے ہیں: کہ وہ پکی ہوئی تازہ کھجور میں سے کسی کو نہیں چھوڑتے تھے' مگر یہ کہ آدھی پکی ہوئی کھجور سے اسے الگ کر لیتے تھے۔

14 - باب التَّرَخُّصِ فِي انْتِبَاذِ الْبُسْرِ وَحْدَهُ وَشُرْبِهِ قَبْلَ تَغَيُّرِهِ فِي فَضِيْخِهِ .

یہ باب ہے کہ اس بات کی رخصت کہ صرف آدھی پکی کھجور کی نبیذ تیار کی جائے اوراس کے متغیر ہونے سے پہلے ہی اسے پی لیا جائے

5582 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ - يَعْنِىْ ابْنَ الْحَارِثِ - قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيٰى عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِىْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِىْ قَتَادَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا تَنْبِذُوا الزَّهْوَ وَالرُّطَبَ جَمِيْعًا وَّلَا الْبُسْرَ وَالزَّبِيْبَ جَمِيْعًا وَّانْبِذُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا عَلٰى حِدَتِهِ" .

☆☆ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''آدھی پکی اور پکی تر کھجور کو ملا کر (نبیذ تیار نہ کرو) اور آدھی پکی کھجور' کشمش کو ملا کر نبیذ تیار نہ کرو' تم ان میں سے ہر ایک کی الگ سے نبیذ تیار کرلو''۔

15 - باب الرُّخْصَةِ فِي الْاِنْتِبَاذِ فِي الْاَسْقِيَةِ الَّتِىْ يُلَاثُ عَلٰى اَفْوَاهِهَا .

یہ باب ہے کہ اس بات کی رخصت کہ ان مشکیزوں میں نبیذ تیار کی جائے' جن کے منہ باندھے گئے ہوں

5580-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (1224) .

5581-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (715) .

5582-تقدم (الحديث 5566)

5583 - اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ دُرُسْتَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اِسْمَاعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ اَبِىْ قَتَادَةَ حَدَّثَهُ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ خَلِيْطِ الزَّهْوِ وَالتَّمْرِ وَخَلِيْطِ الْبُسْرِ وَالتَّمْرِ وَقَالَ "اِنْتَبِذُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا عَلٰى حِدَةٍ فِى الْاَسْقِيَةِ الَّتِىْ يُلَاثُ عَلٰى اَفْوَاهِهَا" .

☆☆ عبداللہ بن ابوقتادہ اپنے والد (حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ) کے حوالے سے یہ روایت نقل کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے اس بات سے منع کیا ہے کہ آدھی پکی اور خشک کھجور کو ملا کر نبیذ تیار کی جائے۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ان میں سے ہر ایک کی نبیذ الگ سے تیار کرلو' جو ایسے مشکیزوں میں تیار کی جائے' جن کے منہ باندھے گئے ہوں۔

16 - باب التَّرَخُّصِ فِىْ انْتِبَاذِ التَّمْرِ وَحْدَهٗ .

یہ باب ہے کہ صرف خشک کھجور کی نبیذ تیار کرنے کی رخصت

5584 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ اِسْمَاعِيْلَ بْنِ مُسْلِمٍ الْعَبْدِىِّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الْمُتَوَكِّلِ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِىِّ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُخْلَطَ بُسْرٌ بِتَمْرٍ اَوْ زَبِيْبٌ بِتَمْرٍ اَوْ زَبِيْبٌ بِبُسْرٍ وَقَالَ "مَنْ شَرِبَهٗ مِنْكُمْ فَلْيَشْرَبْ كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُ فَرْدًا تَمْرًا فَرْدًا اَوْ بُسْرًا فَرْدًا اَوْ زَبِيْبًا فَرْدًا" .

☆☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے اس بات سے منع کیا ہے کہ آدھی پکی کھجور کو خشک کھجور کے ساتھ ملا کر' یا کشمش کو خشک کھجور کے ساتھ ملا کر' یا کشمش کو آدھی پکی کھجور کے ساتھ ملا کر نبیذ تیار کی جائے'

آپ نے ارشاد فرمایا ہے: تم میں سے جس نے اسے پینا ہو' تو وہ ان میں سے ہر ایک کو الگ سے پی لے۔ خشک کھجور کو الگ سے' آدھی پکی کھجور کو الگ سے' اور کشمش کو الگ سے۔

5585 - اَخْبَرَنِىْ اَحْمَدُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الْمُتَوَكِّلِ النَّاجِىُّ قَالَ حَدَّثَنِىْ اَبُوْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِىُّ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى اَنْ يَّخْلِطَ بُسْرًا بِتَمْرٍ اَوْ زَبِيْبًا بِتَمْرٍ اَوْ زَبِيْبًا بِبُسْرٍ وَقَالَ "مَنْ شَرِبَ مِنْكُمْ فَلْيَشْرَبْ كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُ فَرْدًا" .

5583-انفرد به النسائی . و الحديث عند: البخاری فی الاشربة، باب من رای ان لا يخلط البسر و التمر اذا كان مسكرًا و ان لا يجعل ادامين فی ادام (الحديث 5602) و مسلم فی الاشربة، باب كراهة انتباذ التمر و الزبيب مخلوطين (الحديث 24 و 25 و 26) و ابی داؤد فی الاشربة، باب فی الخليطين (الحديث 3704) والنسائی فی الاشربة، خليط الزهو و الرطب (الحديث 5582) و ابن ماجه فی الاشربة، باب النهی عن الخليطين (الحديث 3397) . تحفة الاشراف (12107) .

5584-اخرجه مسلم فی الاشربة، باب كراهة انتباذ التمر و الزبيب مخلوطين (الحديث 22 و 23) . واخرجه النسائی فی الاشربة الترخص فی انتباذ التمر وحده (الحديث 5585) و الرخصة فی انتباذ التمر وحده (الحديث 5587) . تحفة الاشراف (4254) .

5585-تقدم (الحديث 5584) .

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ هٰذَا اَبُو الْمُتَوَكِّلِ اسْمُهٗ عَلِيُّ بْنُ دَاوُدَ .

☆☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے اس بات سے منع کیا ہے کہ آدھی پکی کھجور کو خشک کھجور کے ساتھ ملا کر یا کشمش کو خشک کھجور کے ساتھ ملا کر یا کشمش کو آدھی پکی کھجور کے ساتھ ملا کر نبیذ تیار کی جائے'
آپ نے ارشاد فرمایا ہے: تم میں سے جس نے اسے پینا ہو تو وہ ان میں سے ہر ایک کو الگ سے پی لے۔
امام نسائی بیان کرتے ہیں: ابومتوکل نامی راوی کا نام علی بن داؤد ہے۔

17 - باب انْتِبَاذِ الزَّبِيْبِ وَحْدَهٗ .

یہ باب ہے کہ صرف کشمش کی نبیذ تیار کرنا

5586 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ عَمَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ كَثِيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُخْلَطَ الْبُسْرُ وَالزَّبِيْبُ وَالْبُسْرُ وَالتَّمْرُ وَقَالَ "انْبِذُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا عَلٰى حِدَةٍ" .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے اس بات سے منع کیا ہے کہ آدھی پکی کھجور اور کشمش کو ملا کر، یا آدھی پکی کھجور اور خشک کھجور کو ملا کر (نبیذ تیار کی جائے)۔
آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ان میں سے ہر ایک کی نبیذ الگ سے تیار کرو۔

18 - باب الرُّخْصَةِ فِيْ انْتِبَاذِ الْبُسْرِ وَحْدَهٗ .

یہ باب ہے کہ صرف آدھی پکی کھجور کی نبیذ تیار کرنے کی رخصت

5587 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْمُعَافٰى - يَعْنِيْ ابْنَ عِمْرَانَ - عَنْ اِسْمَاعِيْلَ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ اَبِي الْمُتَوَكِّلِ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى اَنْ يُّنْبَذَ التَّمْرُ وَالزَّبِيْبُ وَالتَّمْرُ وَالْبُسْرُ وَقَالَ "انْتَبِذُوا الزَّبِيْبَ فَرْدًا وَّالتَّمْرَ فَرْدًا وَّالْبُسْرَ فَرْدًا" .

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَبُوْ كَثِيْرٍ اسْمُهٗ يَزِيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ .

☆☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے اس بات سے منع کیا ہے کہ خشک کھجور اور کشمش یا خشک کھجور اور آدھی پکی کھجور کو ملا کر نبیذ تیار کی جائے۔
آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: کشمش کی نبیذ الگ سے تیار کرو خشک کھجور کی الگ سے تیار کرو اور آدھی پکی کھجور کی الگ سے

5586-اخرجه مسلم في الاشربة، باب كراهة انتباذ التمر و الزبيب مخلوطين (الحديث 26م) واخرجه ابن ماجه في الاشربة، باب النهي عن الخليطين (الحديث 3396) بنحوه . تحفة الاشراف (14842) .

5587-تقدم (الحديث 5584) .

تیار کرو۔امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: ابوکثیر نامی راوی کا نام یزید بن عبدالرحمٰن ہے۔

19 - باب تَأْوِيلِ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى (وَمِنْ ثَمَرَاتِ النَّخِيلِ وَالْأَعْنَابِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْهُ سَكَرًا وَّرِزْقًا حَسَنًا) .

یہ باب ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی وضاحت:

''کھجور اور انگور کے پھل سے، تم لوگ شراب حاصل کرتے ہو اور اچھا رزق حاصل کرتے ہو''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور ہم تمہیں کھجوروں اور انگوروں کے پھلوں سے پلاتے ہیں تم ان سے میٹھے مشروبات تیار کرتے ہو، اور عمدہ رزق، بیشک اس میں عقل والوں کے لیے ضرور نشانی ہے۔ (النحل: ٦٧)

سکر کے لغوی معنی ومفہوم کا بیان

اس آیت میں فرمایا ہے تم ان سے سکر اور رزق حسن تیار کرتے ہو، اب ہم سکر کا معنی بیان کر رہے ہیں۔امام خلیل بن احمد فراہیدی متوفی ۱۷۵ھ لکھتے ہیں: سکر کا معنی صحو (ہوش میں آنا، نشہ اترنا) کی ضد ہے۔ (کتاب العین ج ۲ ص ۹۷۲)

اور علامہ راغب اصفہانی متوفی ۵۰۲ھ لکھتے ہیں: سکر وہ حالت ہے جو انسان کی عقل پر طاری ہو جاتی ہے، اس کا اکثر استعمال مشروبات میں ہوتا ہے، غضب اور عشق کی وجہ سے جو حالت طاری ہوتی ہے اس کو بھی سکر کہتے ہیں، سکرات الموت بھی اسی سے ماخوذ ہے، قرآن مجید میں ہے:

وجاءت سكرة الموت بالحق . (ق: ۱۹) اور موت کی بے ہوشی حق کے ساتھ آ پہنچی۔

اور سکران مشروبات کو کہتے ہیں جن میں سکر (نشہ) ہوتا ہے، قرآن مجید میں ہے:

تتخذون منه سكرا ورزقا حسنا . (النحل: ٦٧) تم ان سے نشہ آور مشروبات اور عمدہ رزق بناتے ہو۔

اور سکر کا معنی ہے پانی کو روک لینا، یہ وہ حالت ہے جو انسان کی عقل کے ماؤف ہونے سے پیدا ہوتی ہے، کسی چیز کے بند کر دینے کو بھی سکر کہتے ہیں، قرآن مجید میں ہے:

انما سكرت ابصارنا . (الحجر: ۱۵) ہماری نظر بندی کر دی گئی ہے۔ (المفردات ج ۱ ص ۳۱۱ مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفیٰ الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۸ھ)

علامہ المبارک بن محمد ابن الاثیر الجزری المتوفی ۶۰۶ھ لکھتے ہیں: سکر اس شراب کو کہتے ہیں جو انگوروں سے نچوڑی جاتی ہے، یہ معنی اس وقت ہے جب کاف پر زبر ہو اگر کاف پر جزم ہو اور سین پر پیش ہو تو اس کا معنی ہے نشہ کی کیفیت، پس نشہ کی وجہ سے شراب کو حرام قرار دیا جاتا ہے نہ کہ نفس نشہ آور مشروب کی وجہ سے پس وہ نشہ آور مشروب کی اس قلیل مقدار کو جائز کہتے ہیں جس سے نشہ نہ ہو، حدیث میں ہے:

حرمت الخمر بعينها والسكر من كل شراب . خمر (انگور کی شراب) کو بعینہا حرام کیا گیا ہے اور ہر مشروب میں

سے نشہ آور کو۔ (کتاب الضعفاء الکبیر للعقیلی ج ۴ ص ۱۴۴، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت، ۱۴۱۸ھ)

اور مشہور پہلا معنی ہے یعنی انگور کی شراب اور ایک قول یہ ہے کہ سکر (سین اور کاف پر زبر) کا معنی ہے طعام۔ از ہری نے کہا اہل لغت نے اس کا انکار کیا ہے کہ اہل عرب اس کو نہیں پہچانتے۔ (النہایہ ج ۲ ص ۳۴۴، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت، ۱۴۱۸ھ)

علامہ محمد بن مکرم بن منظور افریقی متوفی ۷۱۱ھ لکھتے ہیں: سکر صحو کی ضد ہے یعنی نشہ میں ہونا، قرآن مجید میں ہے: لا تقربوا الصلوٰة وانتم سکاری حتی تعلموا ما تقولون ۔ (النساء: ۴۳) نشہ کی حالت میں نماز کے قریب نہ جاؤ حتیٰ کہ تم سمجھنے لگو کہ تم کیا کہہ رہے ہو۔

سکرۃ الموت، موت کی شدت کو کہتے ہیں ور سکر خمر (انگور کی شراب) کو بھی کہتے ہیں اور سکر اس شراب کو بھی کہتے ہیں جو کھجوروں اور گھاس وغیرہ سے بنائی جاتی ہے۔ امام ابوحنیفہ نے کہا سکر اس مشروب کو کہتے ہیں جو پانی میں کھجوروں اور گھاس وغیرہ کو ڈال کر بنایا جاتا ہے۔ (نبیذ) مفسرین نے کہا ہے کہ قرآن مجید میں سکر کا لفظ آیا ہے اور اس سے مراد سرکہ ہے لیکن یہ ایسا معنی ہے جس کو اہل لغت نہیں پہچانتے، فراء نے کہا ہے کہ تتخذون منہ سکرا ورزقا حسنا، میں جو سکر کا لفظ ہے اس سے مراد خمر ہے، اور رزق حسن سے مراد کشمش اور چھوارے ہیں اور یہ آیت حرمت خمر سے پہلے نازل ہوئی تھی، الازہری نے اس آیت کی تفسیر میں حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ سکر سے مراد ہے جن پھلوں کے مشروب کو حرام قرار دیا گیا ہے اور رزق حسن سے مراد ہے جن پھلوں کے مشروب کو حلال قرار دیا گیا ہے۔ ابن الاعرابی نے کہا سکر کا معنی نبیذ ہے، حدیث میں ہے کہ خمر کو بعینہا حرام کیا گیا ہے اور ہر مشروب میں سے نشہ آور کو۔ (لسان العرب ج ۴ ص ۳۷۲، ۳۷۳، ملخصا مطبوعہ ایران، ۱۴۰۵ھ)

سکر کی تفسیر میں مفسرین کی تصریحات کا بیان

امام عبدالرحمٰن بن علی بن محمد جوزی متوفی ۵۹۷ھ لکھتے ہیں:

سکر کی تفسیر میں تین اقوال ہیں:

۱۔ حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت ابن عمر اور حسن، سعید بن جبیر، مجاہد، ابراہیم ابن ابی لیلی، الزجاج، ابن قتیبہ اور عمرو بن سفیان نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ سکر وہ ہے جس کے پھلوں کا مشروب حرام ہے، ان مفسرین نے کہا یہ آیت اس وقت نازل ہوئی تھی جب خمر (انگور کی شراب) کا پینا مباح تھا، پھر فاجتنبوہ ان سے اجتناب کرو۔ (المائدہ: ۹۰) نازل ہوئی تو یہ آیت منسوخ ہوگئی، سعید بن جبیر، مجاہد، شعبی اور نخعی نے اس آیت کے منسوخ ہونے کا قول کیا ہے۔

اس قول کا خلاصہ یہ ہے کہ سکر سے مراد خمر (انگور کی شراب) ہے اور یہ سورت (النحل) مکی ہے اس وقت شراب کا پینا مباح اور بعد میں مدینہ منورہ میں جب سورۃ المائدہ: ۹۰ نازل ہوئی تو خمر کو حرام کر دیا گیا۔

۲۔ حبشہ کی لغت میں سکر کا معنی ہے سرکہ، یہ عوفی کی حضرت ابن عباس سے روایت ہے اور ضحاک نے کہا کہ یمن کی لغت میں سکر کا معنی سرکہ ہے۔

۳۔ ابوعبیدہ نے کہا سکر کا معنی ہے ذائقہ۔ ان آخری دو قولوں کی بنا پر یہ آیت محکمہ ہے منسوخ نہیں ہے اور رزق حسن سے مراد

ہے ان میں سے جو چیزیں حلال ہیں جیسے کھجور، انگور، کشمش اور سرکہ وغیرہ۔

(زاد المسیر ج ۴ ص ۴۶۴، ۴۶۵، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت، ۱۴۰۷ھ)

امام ابوبکر احمد بن علی رازی جصاص حنفی متوفی ۳۷۰ھ لکھتے ہیں: جبکہ علماء متقدمین نے سکر کا اطلاق خمر پر بھی کیا ہے اور نبیذ پر بھی اور ان میں سے حرام مشروب پر بھی تو اس سے یہ ثابت ہوا کہ سکر کا اطلاق ان سب پر کیا جاتا ہے، اور ان کا یہ کہنا کہ خمر کی تحریم سے یہ آیت منسوخ ہو گئی ہے اس کا تقاضا کرتا ہے کہ نبیذ حرام نہیں ہے، پس آیت کے ظاہر سے نبیذ کا حلال ہونا واجب ہے، کیونکہ اس کا نسخ ثابت نہیں ہے، قتادہ نے کہا ہے کہ سکر عجمیوں کی خمر ہے، اور رزق حسن سے مراد ہے جس چیز کو وہ نبیذ اور سرکہ بناتے ہیں، جس وقت یہ آیت نازل ہوئی اس وقت خمر حرام نہیں ہوئی تھی، خمر اس وقت حرام ہوئی جب المائدہ: ۹۰ نازل ہوئی۔ امام ابو یوسف نے اپنی سند کے ساتھ روایت کیا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل کو یمن کی طرف بھیجا تو ان کو یہ حکم دیا کہ وہ لوگوں کو سکر پینے سے منع کریں، امام ابوبکر نے کہا کہ سکر ہمارے نزدیک حرام ہے اور وہ نقیع التمر ہے (نقیع التمر سے مراد ہے کھجوروں کو پانی میں ڈال دیا جائے اور اس پانی میں جھاگ پیدا ہو جائے۔ (احکام القرآن ج ۳ ص ۱۸۵ مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور، ۱۴۰۰ھ)

نقیع الزبیب کی تعریف یہ ہے: انگور کے کچے شیرہ کو پانی میں ڈال دیا جائے، حتیٰ کہ اس کی مٹھاس پانی میں منتقل ہو جائے خواہ اس میں جھاگ پیدا ہوں یا نہ ہوں۔ (بدائع الصنائع ج ۶ ص ۴۱۶ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت، ۱۴۱۸ھ)

علامہ الحصکفی الحنفی متوفی ۱۰۸۸ھ نے نقیع الزبیب کی یہ تعریف کی ہے کہ وہ انگور کا کچا شیرہ ہے، بشرطیکہ جوش دینے کے بعد اس میں جھاگ پیدا ہو جائیں، علامہ شامی نے کہا ہے کہ اولیٰ یہ ہے کہ نقیع التمر والزبیب کہا جائے یعنی کشمش یا چھواروں کو پانی میں ڈال دیا جائے جب ان کو جوش دیا جائے اور یہ گاڑھے ہو جائیں اور ان میں جھاگ پیدا ہو جائیں پھر یہ حرام ہیں ورنہ نہیں۔

(رد المحتار ج ۱۰ ص ۳۱ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت، ۱۴۱۹ھ)

اس آیت کی تفسیر میں مکمل بصیرت حاصل کرنے کے لیے ضروری ہے خمر، سکر اور نبیذ کی تعریفات سمجھ لی جائیں۔

ائمہ ثلاثہ کے نزدیک خمر کی تعریف اور اس کا حکم کا بیان

ائمہ ثلاثہ کے نزدیک ہر نشہ آور مشروب خمر ہے اور ہر نشہ آور مشروب کا وہی حکم ہے جو خمر کا حکم ہے، یعنی وہ حرام ہے۔

علامہ عبداللہ بن احمد بن قدامہ حنبلی متوفی ۶۲۰ھ لکھتے ہیں: ہر نشہ آور مشروب حرام ہے خواہ قلیل ہو یا کثیر ہو، اور وہ خمر ہے، اور انگور کے شیرہ کی تحریم کا جو حکم ہے وہی اس کا حکم ہے، اور اس کے پینے پر حد لگانا واجب ہے (اور وہ اسی کوڑے ہیں) حضرت عمر، حضرت علی، حضرت ابن مسعود، حضرت ابن عمر، حضرت ابو ہریرہ، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت ابی بن کعب، حضرت انس اور حضرت عائشہ کا یہی مذہب ہے۔ فقہاء تابعین اور تبع تابعین میں سے عطا، طاؤس، مجاہد، قاسم، قتادہ، عمر بن عبدالعزیز، امام مالک، امام شافعی، ابو ثور، ابو عبید اور اسحاق کا یہی مذہب ہے۔

ہماری دلیل یہ ہے کہ حضرت ابن عمر نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نشہ آور (مشروب) خمر ہے اور ہر خمر حرام ہے۔ (سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۳۶۸۰)

اور حضرت جابر بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس (مشروب) کی کثیر مقدار نشہ آور ہو اس کی قلیل مقدار (بھی) حرام ہے۔ (سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۳۶۸۱)

اور حضرت عائشہ بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے ہر نشہ آور حرام ہے اور فرمایا جو مشروب فرق (بارہ کلو) کی مقدار میں نشہ آور ہو اس سے ایک چلو پینا بھی حرام ہے۔ (سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۳۶۸۷، سنن الترمذی رقم الحدیث: ۱۸۶۶) اور حضرت عمر نے فرمایا: خمر کی تحریم نازل ہوئی اور یہ انگور، چھوہارے، شہد، گندم، اور جو سے بنتی ہے اور خمر اس چیز کو کہتے ہیں جو عقل کو ڈھانپ لے۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث: ۵۵۸۱، سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۳۶۶۹، سنن الترمذی رقم الحدیث: ۱۸۷۴، السنن الکبری للنسائی، ۶۷۸۳، سنن النسائی رقم الحدیث: ۵۵۷۸) نیز اس لیے کہ نشہ آور مشروب انگور کے شیرہ کے مشابہ ہے اور امام احمد نے کہا نشہ آور مشروب پینے کی رخصت میں کوئی حدیث صحیح نہیں ہے۔ (المغنی ج ۳ ص ۱۳۶، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۴۱۵ھ)

نیز علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں: جو شخص نشہ آور مشروب کو پیے خواہ قلیل یا کثیر اس پر حد واجب ہوگی، کیونکہ اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے کہ انگور کا کچا شیرہ پینے پر حد واجب ہوتی ہے اور ہمارے امام (احمد) کا یہ مذہب ہے کہ انگور کا شیرہ اور ہر نشہ آور مشروب کا حکم برابر ہے۔ حسن، عمر بن عبدالعزیز، قتادہ، اوزاعی، امام مالک، اور امام شافعی کا یہی مذہب ہے اور ایک جماعت نے یہ کہا ہے کہ انگور کے کچے شیرہ کے علاوہ کسی مشروب کے پینے سے اس وقت حد واجب ہوگی جب پینے والے کو نشہ آ جائے، ابووائل، ابراہیم نخعی، اکثر اہل کوفہ اور اصحاب رائے کا یہی مذہب ہے، جس نے تحریم کے اعتقاد کے ساتھ کسی مشروب کو پیا اس پر حد لگائی جائے گی اور جس نے تاویل کے ساتھ کسی مشروب کو پیا اس پر حد نہیں لگائی جائے گی کیونکہ خمر کی تعریف میں اختلاف ہے، پس یہ اس نکاح کے مشابہ ہے جو بغیر ولی کے کیا گیا ہو۔ (المغنی ج ۳ ص ۱۳۶، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۴۱۵ھ)

امام ابوحنیفہ کے نزدیک خمر کی تعریف اور اس کا حکم

علامہ علاء الدین بن ابی بکر بن مسعود کاسانی حنفی متوفی ۵۸۷ھ لکھتے ہیں: انگور کے کچے شیرہ میں جب جوش پیدا ہو جائے اور گاڑھا ہو جائے اور اس میں جھاگ آ جائیں تو وہ امام ابوحنیفہ کے نزدیک خمر ہے۔ امام ابویوسف اور امام محمد کے نزدیک جب انگور کے کچے شیرے میں جوش آ جائے اور وہ گاڑھا ہو جائے تو وہ خمر ہے خواہ اس میں جھاگ پیدا ہوں یا نہ ہوں۔

(بدائع الصنائع ج ۶ ص ۲۰۶، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت، ۱۴۱۸ھ)

انگور کے شیرہ کو جب پکایا جائے حتی کہ وہ دو تہائی سے کم اڑ جائے اور صحیح یہ ہے کہ دو تہائی اڑ جائے اور ایک تہائی رہ جائے تو اس کو طلاء کہتے ہیں اور تازہ کھجوروں کو کچے پانی میں ڈالا جائے اور وہ پانی گاڑھا ہو جائے اور اس میں جھاگ پیدا ہو جائے تو اس کو سکر کہتے ہیں، اور کچے پانی میں منقی یا کشمش ڈال دی جائے اور اس میں جوش آ جائے اور جھاگ پیدا ہو جائیں تو اس کو نقیع الزبیب کہتے ہیں، یہ تینوں مشروب بھی حرام ہیں بشرطیکہ یہ تینوں گاڑھے ہوں اور ان میں جوش آ جائے، ورنہ یہ بالاتفاق حرام نہیں ہیں، اور ان تینوں مشروبات کی حرمت خمر کی حرمت سے کم ہے اور جو ان کو حلال کہے اس کو کافر نہیں کہا جائے گا، کیونکہ ان کی حرمت اجتہاد سے ثابت ہے۔ (خمر کا ایک قطرہ پینے سے بھی حد واجب ہے اور ان مشروبات کے پینے سے اس وقت حد لگے گی جب نشہ ہو جائے)

ان میں سے چار مشروبات حلال ہیں، نبیذ التمر ، اور نبیذ الزبیب یعنی کھجوروں یا کشمش کو پانی میں ڈال کر ہلکا سا جوش دے لیا جائے جبکہ یہ نشہ آور نہ ہوں، اگر اس کو ظن غالب ہو کہ یہ نشہ آور ہیں تو پھر ان کا پینا حرام ہے، کیونکہ ہر نشہ آور مشروب حرام ہے، دوسرا مشروب خلیطان ہے، یعنی چھواروں اور کشمش دونوں کو پانی میں ڈال کر جوش دے لیا جائے اور تیسرا مشروب ہے شہد، گندم جو اور جوار وغیرہ کا نبیذ میں پانی ملا کر رکھا جائے خواہ جوش دیں یا نہ دیں، اور چوتھا مشروب ہے المثلث یعنی انگور کے شیرہ کو پکایا جائے حتیٰ کہ اس کو دو تہائی اڑ جائے اور ایک تہائی باقی رہ جائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اکابر صحابہ اور اہل بدر مثلاً حضرت عمر، حضرت علی، حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت ابو مسعود ان مشروبات کو حلال قرار دیتے تھے، اسی طرح شعبی اور ابراہیم نخعی سے روایت ہے کہ امام اعظم نے اپنے بعض تلامذہ سے کہا کہ اہل السنۃ والجماعۃ کی شرائط میں سے ایک شرط یہ ہے کہ نبیذ کو حرام نہ کہا جائے۔

معراج میں مذکور ہے کہ امام ابوحنیفہ نے کہا اگر مجھے تمام دنیا بھی دی جائے تو میں نبیذ کے حرام ہونے کا فتویٰ نہیں دوں گا کیونکہ اس سے بعض صحابہ کو فاسق قرار دینا لازم آئے گا اور اگر مجھے تمام دنیا بھی دی جائے تو میں نبیذ نہیں پیوں گا کیونکہ مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے، اور یہ امام اعظم کا انتہائی تقویٰ ہے۔ (ردالمحتار ج ۱۰ ص ۳۲-۳۰ مطبوعہ داراحیاء التراث العربی، بیروت، ۱۴۱۹ھ)

اس حدیث کا جواب جس کی کثیر مقدار نشہ آور ہو اس کی قلیل مقدار بھی حرام ہے: امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف کے نزدیک خمر کے علاوہ جس مشروب کی کثیر مقدار نشہ آور ہو اس کی قلیل مقدار پینا جائز ہے اور امام محمد اور ائمہ ثلاثہ کے نزدیک اس کی قلیل مقدار بھی پینا جائز نہیں ہے، ان کی دلیل یہ حدیث ہے:

حضرت عائشہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کی کثیر مقدار نشہ دے اس کی قلیل مقدار بھی حرام ہے۔ (سنن الترمذی رقم الحدیث: ۱۸۶۵، سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۳۶۸۱، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۳۳۹۳، صحیح ابن حبان رقم الحدیث: ۱۳۸۵)

علامہ کاسانی متوفی ۵۸۷ھ اس حدیث کے جواب میں لکھتے ہیں: یحیی بن معین نے اس حدیث کو رد کر دیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں ہے۔ (حافظ زیلعی متوفی ۷۶۲ھ نے کہا ہے: اس حدیث کی سند میں ابوعثمان مجہول ہے، امام دارقطنی نے اس حدیث کی کئی اسانید ذکر کی ہیں اور وہ سب ضعیف ہیں۔ نصب الرایہ ج ۵ ص ۱۴ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت، ۱۴۱۶ھ)

دوسرا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث ان لوگوں پر محمول ہے جو اس قسم کے مشروبات کو بطور لہو ولعب پئیں۔ (اور جو بدن میں طاقت حاصل کرنے کے لیے ان کو پئیں وہ اس حکم میں داخل نہیں ہیں، (درمختار و ردالمحتار ج ۱۰ ص ۳۴ مطبوعہ بیروت ۱۴۱۹ھ)

اور تیسرا جواب ہے کہ جس مشروب کی کثیر مقدار نشہ آور ہو اس کا وہ آخری گھونٹ ہے جس سے نشہ پیدا ہوا، اور اس کی قلیل مقدار جو غیر نشہ آور ہے وہ حرام نہیں ہے اور یہ حدیث اس آخری گھونٹ پر محمول ہے۔

(بدائع الصنائع ج ۶ ص ۴۷۴ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت، ۱۴۱۸ھ)

خمر کا بعینہ حرام ہونا اور باقی مشروبات کا بہ قدر نشہ حرام ہونا

امام ابوحنیفہ جو یہ فرماتے ہیں کہ جس مشروب کی کثیر مقدار نشہ آور ہو اس کی قلیل مقدار حرام نہیں ہے ان کے اس قول پر حسب

ذیل احادیث سے استدلال کیا گیا ہے:

حضرت علی بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صفا اور مروہ کے درمیان سات چکر لگائے، پھر آپ نے مکہ کی دیواروں میں سے ایک دیوار کے ساتھ ٹیک لگائی، پھر آپ نے فرمایا کوئی پینے کی چیز ہے؟ تو آپ کے پاس نبیذ کا ایک پیالہ لایا گیا آپ نے اس کو چکھا، پھر ماتھے پر شکن ڈالی، اور اسکو واپس کر دیا، پھر آل حاطب میں سے ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا یا رسول اللہ! یہ اہل مکہ کا مشروب ہے، پھر آپ نے اس کو لوٹایا اور اس پر پانی ڈالا حتیٰ کہ اس میں جھاگ آ گئے، پھر آپ نے اس کو پیا اور فرمایا خمر تو بعینہا حرام ہے اور ہر مشروب میں سے نشہ آور (مقدار) حرام ہے۔ (کتاب الضعفاء للعقیلی ج ۴ ص ۱۲۴، دار الکتب العلمیہ بیروت، ۱۴۱۸ھ)

امام نسائی نے بھی اس حدیث کو مختلف سندوں کے ساتھ روایت کیا ہے۔

(السنن الکبریٰ للنسائی، رقم الحدیث: ۶۷۸۰، ۶۷۷۸، ۵۱۹۶، ۵۱۹۵، ۵۱۹۴، ۵۱۹۳)

امام طبرانی نے بھی اس حدیث کو متعدد اسانید کے ساتھ حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے۔

(المعجم الکبیر، رقم الحدیث: ۱۲۶۳۳، ۱۲۲۸۹، ۱۰۸۴۱، ۱۰۸۴۰، ۱۰۸۳۹، ۱۰۸۳۷)

ان احادیث کی سندیں ہر چند کہ ضعیف ہیں لیکن تعدد اسانید کی وجہ سے یہ احادیث حسن لغیرہ ہیں اور لائق استدلال ہیں۔

امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عمر بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے آپ کے پاس ایک پیالہ لایا گیا جس میں مشروب تھا، آپ نے اس کو اپنے منہ کے قریب کیا، پھر اس کو واپس کر دیا، مجلس کے بعض شرکاء نے پوچھا، یا رسول اللہ کیا یہ حرام ہے؟ آپ نے فرمایا اس کو واپس لاؤ، وہ اس کو واپس لائے، آپ نے پانی منگا کر اس میں پانی ڈالا، پھر اس کو پی لیا، پھر آپ نے فرمایا ان مشروبات میں غور کیا کرو، اگر یہ مشروب جوش مار رہا ہو تو اس کی تیزی کو پانی کے ساتھ توڑ دو۔

(مصنف ابن ابی شیبہ رقم الحدیث: ۲۴۲۰۰، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت، ۱۴۱۶ھ)

ہمام بن الحارث بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر کے پاس کشمش کا نبیذ لایا گیا، آپ نے اس کو پیا اور ماتھے پر بل ڈالا اور پانی منگایا اس میں پانی ڈالا پھر اس کو پی لیا۔ (مصنف ابن ابی شیبہ رقم الحدیث: ۲۴۱۹۷)

ابن عون بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر کے پاس ثقیف کے لوگ آئے، ان کے کھانے کا وقت ہو گیا تو حضرت عمر نے کہا گوشت سے پہلے ثرید (گوشت کے سالن میں روٹی کے ٹکڑے) کھاؤ یہ خلل کی جگہوں کو بھر دیتا ہے، اور جب تمہارے نبیذ میں تیزی ہو تو اس کو پانی سے توڑ دو، اور یہ باتیں کو نہ پلاؤ۔ (مصنف ابن ابی شیبہ رقم الحدیث: ۲۴۱۹۸)

حضرت عائشہ نے فرمایا اگر تمہارے نبیذ میں تیزی ہو تو اس کی تیزی کو پانی سے توڑ لو۔ (مصنف ابن ابی شیبہ رقم الحدیث: ۲۴۱۹۹)

حضرت ابوہریرہ نے کہا جس شخص کو اپنی نبیذ کے متعلق شک ہو تو وہ اس میں پانی ڈال لے، اس کا حرام عنصر چلا جائے گا اور حلال باقی رہ جائے گا۔ (مصنف ابن ابی شیبہ رقم الحدیث: ۲۴۲۰۱)

نافع بن عبدالحارث بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر نے فرمایا: ان مشکوں میں سے اس نبیذ کو پیو کیونکہ یہ کمر کو قائم رکھتا ہے اور

کھانے کو ہضم کرتا ہے اور جب تک تمہارے پاس پانی ہے یہ تم پر غالب نہیں آ سکے گا۔ (مصنف ابن ابی شیبہ رقم الحدیث: ۲۴۲۰۳)

امام علی بن عمر دارقطنی اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں: حضرت ابو ہریرہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص اپنے مسلمان بھائی کے پاس جائے اور وہ اس کو کھانا کھلائے تو وہ کوئی سوال کیے بغیر اس کا کھانا کھائے اور اگر وہ اس کو مشروب پلائے تو وہ اس مشروب کو پیے اور اگر اس میں کوئی شبہ ہو تو وہ اس مشروب میں پانی ملا لے۔

(سنن دارقطنی رقم الحدیث: ۴۶۲۹، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت، ۱۴۱۷ھ)

حضرت ابن مسعود بیان کرتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس برتن میں نبیذ لایا گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو لیا پھر ماتھے پر بل ڈال کر اس کو واپس کر دیا، ایک شخص نے پوچھا یا رسول اللہ کیا یہ حرام ہے؟ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو لیا اور زمزم کے ڈول سے اس میں پانی ڈالا اور فرمایا تمہارا مشروب جوش مار رہا ہو تو اس کی تیزی کو پانی سے توڑ لو۔

(سنن دارقطنی رقم الحدیث: ۴۵۶۱)

مالک بن قعقاع بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمر سے گاڑھے نبیذ کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے، آپ کو ایک شخص سے نبیذ کی بو آئی آپ نے پوچھا یہ کیسی بو ہے؟ اس نے کہا یہ نبیذ کی بو ہے، آپ نے فرمایا جاؤ اس میں سے لے کر آؤ، وہ لے کر آیا، آپ نے سر جھکا کر اس کو سونگھا پھر واپس کر دیا وہ شخص کچھ دور جا کر واپس آیا اور پوچھا: آیا یہ حرام ہے یا حلال ہے؟ آپ نے سر جھکا کر دیکھا تو اس کو گاڑھا پایا آپ نے اس میں پانی ڈالا اور پی لیا اور فرمایا جب تمہارے برتنوں میں مشروب جوش مارنے لگے تو اس کے گاڑھے پن کو پانی سے توڑ دو۔

(سنن دارقطنی رقم الحدیث: ۴۶۴۸، مطبوعہ بیروت، ۱۴۱۷ھ)

5588 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنِ الْاَوْزَاعِيِّ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ كَثِيْرٍ ح وَاَنْبَاَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ حَبِيْبٍ عَنِ الْاَوْزَاعِيِّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ كَثِيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَلْخَمْرُ مِنْ هَاتَيْنِ" . وَقَالَ سُوَيْدٌ فِيْ هَاتَيْنِ الشَّجَرَتَيْنِ النَّخْلَةُ وَالْعِنَبَةُ .

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''شراب ان دو سے بنائی جاتی ہے (یہاں ایک راوی نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں) ان دو درختوں سے بنائی جاتی ہے کھجور اور انگور''۔

5589 - اَخْبَرَنَا زِيَادُ بْنُ اَيُّوْبَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ الصَّوَّافُ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ كَثِيْرٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَلْخَمْرُ مِنْ هَاتَيْنِ

5588-اخرجه مسلم في الاشربة، باب بيان ان جميع ما ينبذ مما يتخذ من النخل و العنب يسمى خمرًا (الحديث 13 و 14 و 15) . و اخرجه ابو داؤد في الاشربة، باب الخمر مما هي (الحديث 3678) و اخرجه الترمذي في الاشربة، باب ما جاء في الحبوب التي يتخذ منها الخمر (الحديث 1875) و اخرجه النسائي في الاشربة، تاويل قول الله تعالى: (و من ثمرات النخيل و الاعناب تتخذون منه سكرًا و رزقًا حسناً) (الحديث 5589) و اخرجه ابن ماجه في الاشربة، باب ما يكون منه الخمر (الحديث 3378) . تحفة الاشراف (14841) .

5589-تقدم في الاشربة، تاويل قول الله تعالى: و من ثمرات النخيل و الاعناب تتخذون منه سكرًا ورزقًا حسناً) (الحديث 5588) .

الشَّجَرَتَيْنِ النَّخْلَةِ وَالْعِنَبَةِ"۔

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''شراب ان دو درختوں سے بنائی جاتی ہے' کھجور اور انگور''۔

5590 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ شَرِيْكٍ عَنْ مُغِيْرَةَ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ وَالشَّعْبِيِّ قَالاَ السَّكَرُ خَمْرٌ ۔

☆☆ ابراہیم نخعی اور امام شعبی فرماتے ہیں: نشہ دینے والی چیز خمر ہے۔

5591 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ اَنْبَانَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ حَبِيْبِ بْنِ اَبِىْ عَمْرَةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ السَّكَرُ خَمْرٌ ۔

☆☆ سعید بن جبیر فرماتے ہیں: نشہ دینے والی چیز خمر ہے۔

5592 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَانَا جَرِيْرٌ عَنْ حَبِيْبٍ - وَهُوَ ابْنُ اَبِىْ عَمْرَةَ - عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ السَّكَرُ خَمْرٌ ۔

☆☆ سعید بن جبیر فرماتے ہیں: نشہ دینے والی چیز خمر ہے۔

5593 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ اَنْبَانَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ اَبِىْ حَصِيْنٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ السَّكَرُ حَرَامٌ وَّالرِّزْقُ الْحَسَنُ حَلاَلٌ ۔

☆☆ سعید بن جبیر فرماتے ہیں: نشہ آور چیز حرام ہے اور اچھا رزق حلال ہے۔

20 - باب ذِكْرِ اَنْوَاعِ الْاَشْيَاءِ الَّتِىْ كَانَتْ مِنْهَا الْخَمْرُ حِيْنَ نَزَلَ تَحْرِيْمُهَا ۔

یہ باب ہے کہ ان مختلف قسم کی چیزوں کا تذکرہ جن کے ذریعے خمر تیار کی جاتی تھی جب اس کی حرمت کا ذکر نازل ہوا

5594 - اَخْبَرَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ حَيَّانَ قَالَ حَدَّثَنَا الشَّعْبِىُّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ يَخْطُبُ عَلٰى مِنْبَرِ الْمَدِيْنَةِ فَقَالَ اَيُّهَا النَّاسُ اَلاَ اِنَّهُ نَزَلَ تَحْرِيْمُ الْخَمْرِ يَوْمَ نَزَلَ وَهِىَ مِنْ خَمْسَةٍ مِّنَ الْعِنَبِ وَالتَّمْرِ وَالْعَسَلِ وَالْحِنْطَةِ وَالشَّعِيْرِ وَالْخَمْرُ مَا خَامَرَ الْعَقْلَ ۔

5590-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (18423 و 18875) .

5591-انفرد به النسائي . وسياتي في الاشربه، تاويل قول الله تعالى: (و من ثمرات النخيل و الاعناب تتخذون منه سكرًا ورزقًا حسنًا) (الحديث 5592 و 5593) . تحفة الاشراف (18686) .

5592-تقدم في الاشربة، تاويل قول الله تعالى (و من ثمرات النخيل و الاعناب تتخذون منه سكرًا ورزقًا حسنًا) (الحديث 5591) .

5593-تقدم في الاشربة، تاويل قول الله تعالى (و من ثمرات النخيل و الاعناب تتخذون منه سكرًا ورزقًا حسنًا) (الحديث 5591) .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ کے منبر پر خطبہ دیتے ہوئے یہ بیان کرتے ہوئے سنا۔

''اے لوگو! جب شراب کی حرمت کا حکم نازل ہوا تھا' اس وقت یہ پانچ چیزوں سے بنائی جاتی تھی' انگور' کھجور' شہد' گندم اور جو، اور خمر ہر اس چیز کو کہتے ہیں' جو عقل پر ڈھانپ لے''۔

5595 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ اِدْرِیْسَ عَنْ زَکَرِیَّا وَاَبِیْ حَیَّانَ عَنِ الشَّعْبِیِّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَلٰی مِنْبَرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ الْخَمْرَ نَزَلَ تَحْرِیْمُهَا وَهِیَ مِنْ خَمْسَةٍ مِّنَ الْعِنَبِ وَالْحِنْطَةِ وَالشَّعِیْرِ وَالتَّمْرِ وَالْعَسَلِ .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر پر یہ فرماتے ہوئے سنا:

''امابعد! جب خمر کی حرمت کا حکم نازل ہوا' تو یہ پانچ چیزوں سے بنائی جاتی تھی' انگور' گندم' جو' کھجور اور شہد''۔

5596 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سُلَیْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَیْدُ اللّٰهِ عَنْ اِسْرَآئِیْلَ عَنْ اَبِیْ حَصِیْنٍ عَنْ عَامِرٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ الْخَمْرُ مِنْ خَمْسَةٍ مِّنَ التَّمْرِ وَالْحِنْطَةِ وَالشَّعِیْرِ وَالْعَسَلِ وَالْعِنَبِ .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: خمر پانچ چیزوں سے بنائی جاتی ہے۔ کھجور' گندم' جو' انگور اور شہد۔

21 - باب تَحْرِیْمِ الْاَشْرِبَةِ الْمُسْكِرَةِ مِنَ الْاَثْمَارِ وَالْحُبُوْبِ كَانَتْ عَلٰی اخْتِلَافِ اَجْنَاسِهَا لِشَارِبِیْهَا .

یہ باب ہے کہ ان پھلوں اور دانوں سے بنائے جانے والے نشہ آور مشروبات کے حرام ہونے کا تذکرہ جو پینے والے کے لئے حرام ہوگا، اگرچہ اس کی جنس مختلف ہو

5594-اخرجه البخاري في التفسير، باب انما الخمر والميسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشيطان (الحديث 4619)، و في الاشربة، باب الخمر من العنب و غيره (الحديث 5581)، و باب ما جاء في ان الخمر ما خامر العقل من الشراب (الحديث 5588 و 5589) و اخرجه مسلم في التفسير، باب في نزول تحريم الخمر (الحديث 32 و 33) مطولًا . و اخرجه ابو داؤد في الاشربة، باب في تحريم الخمر (الحديث 3669) مطولًا . واخرجه الترمذي في الاشربة، باب ما جاء في الحبوب التي يتخذ منها الخمر (الحديث 1874) و اخرجه النسائي في الاشربة، ذكر انواع الاشياء التي كانت منها الخمر حين نزل تحريمها (الحديث 5595)، و (الحديث 5596) عن ابن عمر من قوله . و الحديث عند: البخاري في الاعتصام بالكتاب و السنة، باب ما ذكر النبي صلى الله عليه وسلم و حض على اتفاق اهل العلم، و ما اجتمع عليه الحرمان مكة و المدينة و ما كان بهما من مشاهد النبي صلى الله عليه وسلم و المهاجرين و الانصار و مصلى النبي صلى الله عليه وسلم و المنبر والقبر (الحديث 7337) . تحفة الاشراف (10538) .

5595-تقدم (الحديث 5594) .

5596-تقدم (الحديث 5594) .

5597 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنِ ابْنِ سِيرِيْنَ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ اِلَى ابْنِ عُمَرَ فَقَالَ اِنَّ اَهْلَنَا يَنْبِذُوْنَ لَنَا شَرَابًا عَشِيًّا فَاِذَا اَصْبَحْنَا شَرِبْنَا . قَالَ اَنْهَاكَ عَنِ الْمُسْكِرِ قَلِيْلِهِ وَكَثِيْرِهِ وَاُشْهِدُ اللّٰهَ عَلَيْكَ اَنْهَاكَ عَنِ الْمُسْكِرِ قَلِيْلِهِ وَكَثِيْرِهِ وَاُشْهِدُ اللّٰهَ عَلَيْكَ اِنَّ اَهْلَ خَيْبَرَ يَنْتَبِذُوْنَ شَرَابًا مِّنْ كَذَا وَكَذَا وَيُسَمُّوْنَهُ كَذَا وَكَذَا وَهِيَ الْخَمْرُ وَاِنَّ اَهْلَ فَدَكٍ يَنْتَبِذُوْنَ شَرَابًا مِّنْ كَذَا وَكَذَا يُسَمُّوْنَهُ كَذَا وَكَذَا وَهِيَ الْخَمْرُ حَتّٰى عَدَّ اَشْرِبَةً اَرْبَعَةً اَحَدُهَا الْعَسَلُ .

☆☆ ابن سیرین بیان کرتے ہیں: ایک شخص حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آیا اور بولا: ہمارے ہاں کے لوگ شام کے وقت نبیذ تیار کرتے ہیں' جب صبح ہوتی ہے تو ہم اسے پی لیتے ہیں' تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میں تمہیں ہر ایسی نشہ آور چیز سے منع کرتا ہوں' خواہ اس کی تھوڑی مقدار نشہ کرے' خواہ وہ زیادہ مقدار نشہ کرے اور میں تمہارے خلاف اللہ تعالیٰ کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے تمہیں ہر ایسی چیز سے منع کر دیا ہے' جس کی خواہ تھوڑی مقدار نشہ کرے خواہ زیادہ مقدار نشہ کرے' اور میں اللہ تعالیٰ کو تمہارے خلاف اس بات پر گواہ بناتا ہوں کہ اہل خیبر فلاں' فلاں چیز کے ذریعے مشروب تیار کرتے تھے' اور وہ اسے فلاں فلاں نام دیتے تھے حالانکہ وہ خمر ہوتی تھی' اور اہل فدک فلاں' فلاں مشروب نبیذ کے طور پر تیار کرتے تھے' اس کا انہوں نے یہ نام رکھا ہوا تھا لیکن وہ خمر ہوتی تھی' یہاں تک کہ انہوں نے چار قسم کی شرابوں کو شمار کروایا جن میں سے ایک وہ شراب تھی' جو شہد کے ذریعے بنائی جاتی تھی۔

22 - باب اِثْبَاتِ اسْمِ الْخَمْرِ لِكُلِّ مُسْكِرٍ مِّنَ الْاَشْرِبَةِ .

یہ باب ہے کہ ہر نشہ آور مشروب کے لئے لفظ ''خمر'' کے اطلاق کے اثبات کا تذکرہ

5598 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ وَّكُلُّ مُسْكِرٍ خَمْرٌ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:
''ہر نشہ آور چیز حرام ہے اور ہر نشہ آور چیز خمر ہے''۔

5599 - اَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مَنْصُوْرِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

5597-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (7436) .

5598-اخرجه مسلم في الاشربة، باب بيان ان كل مسكر خمر و ان كل خمر حرام (الحديث 73) مطولاً و اخرجه ابو داؤد في الاشربة، باب النهي عن المسكر (الحديث 3679) و اخرجه الترمذي في الاشربة، باب ما جاء في شارب الخمر (الحديث 1861) و اخرجه النسائي في الاشربة، اثبات اسم الخمر لكل مسكر و الحديث عند : النسائي في الاشربة، الرواية في المدمنين في الخمر (الحديث 5689 و 5690) . الاشربة (الحديث 5599 و 5600 و 5601) . تحفة الاشراف (7516) .

5599-تقدم (الحديث 5598) .

"كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ وَّكُلُّ مُسْكِرٍ خَمْرٌ" . قَالَ الْحُسَيْنُ قَالَ اَحْمَدُ وَهٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

"ہر نشہ آور چیز حرام ہے اور ہر نشہ آور چیز خمر ہے"۔

حسین نامی راوی کہتے ہیں: احمد نامی راوی کہتے ہیں: یہ حدیث صحیح ہے۔

5600 - اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ دُرُسْتَ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "كُلُّ مُسْكِرٍ خَمْرٌ" .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

"ہر نشہ آور چیز خمر ہے"۔

5601 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مَيْمُوْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ رَوَّادٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "كُلُّ مُسْكِرٍ خَمْرٌ وَّكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ" .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

"ہر نشہ آور چیز خمر ہے اور ہر نشہ آور چیز حرام ہے"۔

5602 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ وَّكُلُّ مُسْكِرٍ خَمْرٌ" .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"ہر نشہ آور چیز حرام ہے اور ہر نشہ آور چیز خمر ہے"۔

23 - باب تَحْرِيْمِ كُلِّ شَرَابٍ اَسْكَرَ .

یہ باب ہے کہ ہر نشہ آور مشروب کا حرام ہونا

5603 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ" .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں

5600-تقدم (الحديث 5598) .

5601-تقدم (الحديث 5598) .

5602-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (8432) .

5603-اخرجه الترمذي في الاشربة، باب ما جاء كل مسكر حرام (الحديث 1864) . و اخرجه النسائي في الاشربة، ذكر الاخبار التي اعتل بها من اباح شراب المسكر (الحديث 5702) مطولاً . و اخرجه ابن ماجه في الاشربة، باب كل مسكر حرام (الحديث 3390) مطولاً . تحفة الاشراف (8584) .

''ہر نشہ آور چیز حرام ہے''۔

5604 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ" ۔

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''ہر نشہ آور چیز حرام ہے''۔

5605 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ عَنْ اِسْمَاعِيْلَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى اَنْ يُّنْبَذَ فِى الدُّبَّاءِ وَالْمُزَفَّتِ وَالنَّقِيْرِ وَالْحَنْتَمِ "وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ" ۔

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع کیا ہے کہ دباء' مزفت' نقیر یا حنتم میں نبیذ تیار کی جائے' اور ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔

5606 - اَخْبَرَنَا اَبُوْ دَاوٗدَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ زَبْرٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا تَنْبِذُوْا فِى الدُّبَّاءِ وَلَا الْمُزَفَّتِ وَلَا النَّقِيْرِ وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ" ۔

★★ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتی ہیں:

''دباء' مزفت' نقیر میں نبیذ تیار نہ کرو اور ہر نشہ آور چیز حرام ہے''۔

5607 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ وَقُتَيْبَةُ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "كُلُّ شَرَابٍ اَسْكَرَ فَهُوَ حَرَامٌ" ۔ قَالَ قُتَيْبَةُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔

★★ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''ہر وہ مشروب جو نشہ کردے' وہ حرام ہے''۔

قتیبہ بیان کرتے ہیں: یہ حدیث نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے۔

5604-انفردبه النسائي . تحفة الاشراف (15111) .

5605-انفردبه النسائي . تحفة الاشراف (15008) .

5606-انفردبه النسائي . تحفة الاشراف (17470) .

5607-اخرجه البخاري في الوضوء ، باب لا يجوز الوضوء بالنبيذ و لا المسكر (الحديث 242)، و في الاشربة، باب الخمر من العسل (الحديث 5585 و 5586) واخرجه مسلم في الاشربة، باب بيان ان كل مسكر خمر و ان كل خمر حرام (الحديث 67 و 68 و 69) و اخرجه ابو داؤد في الاشربة، باب النهي عن المسكر (الحديث 3682) و اخرجه الترمذي في الاشربة، باب ما جاء كل مسكر حرام (الحديث 1863) و اخرجه النسائي في الاشربة، تحريم كل شراب اسكر (الحديث 5608 و 5609 و 5610) . واخرجه النسائي في الاشربة، باب كل مسكر حرام (الحديث 3386) . تحفة الاشراف (17764) .

5608 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ ح وَاَنْبَاَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنِ الْبِتْعِ فَقَالَ "كُلُّ شَرَابٍ اَسْكَرَ حَرَامٌ" . اللَّفْظُ لِسُوَيْدٍ .

★★ سیدہ عائشہ صدیقہ ﷞ بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ سے بتع نامی (شراب) کے بارے میں دریافت کیا گیا' تو آپ نے فرمایا: ہر وہ مشروب' جو نشہ کردے' وہ حرام ہے۔

روایت کے یہ الفاظ سوید نامی راوی کے نقل کردہ ہیں۔

5609 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِىِّ عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ رضى اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنِ الْبِتْعِ فَقَالَ "كُلُّ شَرَابٍ اَسْكَرَ فَهُوَ حَرَامٌ وَّالْبِتْعُ مِنَ الْعَسَلِ" .

★★ سیدہ عائشہ صدیقہ ﷞ بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ سے بتع نامی (شراب) کے بارے میں دریافت کیا گیا' تو آپ نے ارشاد فرمایا: ہر وہ مشروب' جو نشہ کردے' وہ حرام ہے۔

(راوی کہتے ہیں) بتع' شہد سے (بنائی گئی شراب تھی)

5610 - اَخْبَرَنَا عَلِىُّ بْنُ مَيْمُوْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ السَّرِىِّ عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِىِّ عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنِ الْبِتْعِ فَقَالَ "كُلُّ شَرَابٍ اَسْكَرَ فَهُوَ حَرَامٌ" . وَالْبِتْعُ هُوَ نَبِيْذُ الْعَسَلِ .

★★ سیدہ عائشہ صدیقہ ﷞ بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ سے بتع کے بارے میں دریافت کیا گیا' آپ ﷺ نے فرمایا: ہر وہ مشروب جو نشہ کردے' وہ حرام ہے۔

بتع' شہد کی نبیذ ہوتی ہے۔

5611 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سُوَيْدِ بْنِ مَنْجُوفٍ وَّعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْهَيْثَمِ عَنْ اَبِىْ دَاوُدَ عَنْ شُعْبَةَ

5608-تقدم (الحديث 5607) .

5609-تقدم (الحديث 5607) .

5610-تقدم (الحديث 5607) .

5611-اخرجه البخاري في المغازي، باب بعث ابي موسى و معاذ الى اليمن قبل حجة الوداع (الحديث 4343 و 4344 و 4345) مطولاً، و في الادب ، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم (يسروا ولا تعسروا) (الحديث 6124) مطولاً، و في الاحكام، باب امر الوالي اذا وجه اميرين الى موضع ان يتطاوعا ولا يتعاصيا (الحديث 7172) مطولاً و اخرجه مسلم في الاشربة، باب بيان ان كل مسكر خمر و ان كل خمر حرام (الحديث 70 و 71) مطولاً . و اخرجه ابن ماجه في الاشربة، باب كل مسكر حرام (الحديث 3391) . و الحديث عند: البخاري في الجهاد، باب ما يكره من التنازع و الاختلاف في الحرب و عقوبة من عصى امامه (الحديث 3038) و مسلم في الجهاد، باب باب الامر بالتيسير وترك التنفير (الحديث 7) . وابي داؤد في في الحدود ، باب الحكم فيمن ارتد (الحديث 4356) . تحفة الاشراف (9086) .

عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِىْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِىْ مُوْسٰى قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ".

☆☆ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:
''ہر نشہ آور چیز حرام ہے''۔

5612 – اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ اِسْرَآئِيْلَ عَنْ اَبِىْ اِسْحَاقَ عَنْ اَبِىْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ بَعَثَنِىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا وَمُعَاذٌ اِلَى الْيَمَنِ فَقَالَ مُعَاذٌ اِنَّكَ تَبْعَثُنَا اِلٰى اَرْضٍ كَثِيْرٌ شَرَابُ اَهْلِهَا فَمَا اَشْرَبُ قَالَ "اشْرَبْ وَلَا تَشْرَبْ مُسْكِرًا".

☆☆ ابوبردہ اپنے والد (حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اور حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجا' حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: آپ ہمیں ایک ایسی سرزمین کی طرف بھیج رہے ہیں' جہاں کے لوگ شراب بہت پیتے ہیں (وہاں مختلف قسم کے مشروبات پیے جاتے ہیں) تو میں کیا پیوں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم (جو مرضی مشروب) پیو' لیکن ان میں سے کوئی نشہ آور چیز نہ پینا۔

5613 – اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ مُوْسَى الْبَلْخِىُّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا حَرِيْشُ بْنُ سُلَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا طَلْحَةُ الْاَيَامِىُّ عَنْ اَبِىْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِىْ مُوْسٰى قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ".

☆☆ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:
''ہر نشہ آور چیز حرام ہے''

5614 – اَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَنْبَاَنَا الْاَسْوَدُ بْنُ شَيْبَانَ السَّدُوْسِىُّ قَالَ سَمِعْتُ عَطَاءً سَاَلَهُ رَجُلٌ فَقَالَ اِنَّا نَرْكَبُ اَسْفَارًا فَتَبْرُزُ لَنَا الْاَشْرِبَةُ فِى الْاَسْوَاقِ لَا نَدْرِىْ اَوْعِيَتَهَا . فَقَالَ كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ . فَذَهَبَ يُعِيْدُ فَقَالَ كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ . فَذَهَبَ يُعِيْدُ فَقَالَ هُوَ مَا اَقُوْلُ لَكَ .

☆☆ عطاء کے بارے میں یہ بات منقول ہے: ان سے ایک شخص نے سوال کیا' ہم سفر کرتے ہیں' ہمارے سامنے بازار میں کچھ ایسے مشروبات آ جاتے ہیں' جن کے برتنوں سے ہم واقف نہیں ہوتے' تو عطاء نے کہا: ہر نشہ آور چیز حرام ہے' اس شخص نے دوبارہ یہی سوال کیا' تو انہوں نے دوبارہ یہی کہا: ہر نشہ آور چیز حرام ہے' اس شخص نے پھر یہی سوال کیا' تو انہوں نے کہا: حکم تو وہی ہے' جو میں نے تمہارے سامنے بیان کیا ہے۔

5615 – اَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ هَارُوْنَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ .

5612-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (9118) .

5613-سياتي (الحديث 5618) . تحفة الاشراف (9099) .

5614-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (19047) .

5615-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (19307) .

☆☆ ابن سیرین بیان کرتے ہیں: ''ہر نشہ آور چیز حرام ہے''۔

5616 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ اَنْبَانَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ الطُّفَيْلِ الْجَزَرِيِّ قَالَ كَتَبَ اِلَيْنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ لَا تَشْرَبُوْا مِنَ الطِّلَاءِ حَتّٰى يَذْهَبَ ثُلُثَاهُ وَيَبْقٰى ثُلُثُهُ وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ .

☆☆ عبدالملک بن طفیل جزری بیان کرتے ہیں: عمر بن عبدالعزیز نے ہمیں خط میں لکھا کہ تم لوگ اس وقت تک طلاء (نام کا مشروب کا) نہ ہو جب تک اس کا دو تہائی حصہ رخصت نہیں ہو جاتا' اور ایک تہائی باقی نہیں رہ جاتا' ویسے ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔

5617 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ اَنْبَانَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنِ الصَّعْقِ بْنِ حَزْنٍ قَالَ كَتَبَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ اِلٰى عَدِيِّ بْنِ اَرْطَاةَ كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ .

☆☆ صعق بن حزن بیان کرتے ہیں: عمر بن عبدالعزیز نے عدی بن ارطاۃ کی طرف خط میں یہ لکھا تھا: کہ ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔

5618 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا حَرِيْشُ بْنُ سُلَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا طَلْحَةُ بْنُ مُصَرِّفٍ عَنْ اَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ" .

☆☆ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ' نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''ہر نشہ آور چیز حرام ہے''

24 - باب تَفْسِيرِ الْبِتْعِ وَالْمِزْرِ .

یہ باب ہے کہ بتع (شہد کی بنی ہوئی شراب) مزر (جو کی بنی ہوئی شراب) کی وضاحت

5619 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ اَنْبَانَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنِ الْاَجْلَحِ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ مُوْسٰى عَنْ اَبِيْهِ قَالَ بَعَثَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى الْيَمَنِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ بِهَا اَشْرِبَةً فَمَا اَشْرَبُ وَمَا اَدَعُ قَالَ "وَمَا هِيَ" . قُلْتُ الْبِتْعُ وَالْمِزْرُ . قَالَ "وَمَا الْبِتْعُ وَالْمِزْرُ" . قُلْتُ اَمَّا الْبِتْعُ فَنَبِيْذُ الْعَسَلِ وَاَمَّا الْمِزْرُ فَنَبِيْذُ الذُّرَةِ . فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا تَشْرَبْ مُسْكِرًا فَاِنِّيْ حَرَّمْتُ كُلَّ مُسْكِرٍ" .

5616-انفرد به النسائي، و سياتي في الاشربة، تحريم كل شراب اسكر (الحديث 5617)، وذكر ما يجوز شربه من الطلاء و ما لا يجوز (الحديث 5743) . تحفة الاشراف (19152) .

5617-تقدم (الحديث 5616) .

5618-تقدم (الحديث 5613) .

5619-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (9142) .

☆☆ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یمن بھیجا میں نے عرض کی: یارسول اللہ! وہاں کچھ مشروبات ہوتے ہیں میں ان میں سے کون سا پی لوں اور کسے ترک کردوں؟ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: وہ کون سے ہوتے ہیں؟ میں نے عرض کی: ایک بتع ہے اور ایک مزر ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: بتع اور مزر کیا ہیں؟ میں نے عرض کی جہاں تک بتع کا تعلق ہے تو وہ شہد سے بنی ہوئی نبیذ ہے اور جہاں تک مزر کا تعلق ہے تو وہ جو کی بنی ہوئی نبیذ ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم کوئی نشہ آور چیز نہ پینا۔ بے شک میں ہر نشہ آور چیز کو حرام قرار دیتا ہوں۔

5620 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اٰدَمَ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنِ ابْنِ فُضَيْلٍ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ اَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ بَعَثَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى الْيَمَنِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ بِهَا اَشْرِبَةً يُقَالُ لَهَا الْبِتْعُ وَالْمِزْرُ قَالَ "وَمَا الْبِتْعُ وَالْمِزْرُ" . قُلْتُ شَرَابٌ يَكُوْنُ مِنَ الْعَسَلِ وَالْمِزْرُ يَكُوْنُ مِنَ الشَّعِيْرِ . قَالَ "كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ" .

☆☆ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یمن بھیجا' میں نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! وہاں کچھ مشروبات ہوتے ہیں' جنہیں بتع اور مزر کہا جاتا ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: بتع اور مزر کیا ہیں؟ میں نے عرض کی: یہ ایک مشروب ہے' جو شہد سے تیار کیا جاتا ہے اور مزر کو جو سے تیار کیا جاتا ہے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔

5621 - اَخْبَرَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَبِيْ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ خَطَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ اٰيَةَ الْخَمْرِ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ الْمِزْرَ قَالَ "وَمَا الْمِزْرُ" . قَالَ حَبَّةٌ تُصْنَعُ بِالْيَمَنِ . فَقَالَ "تُسْكِرُ" . قَالَ نَعَمْ . قَالَ "كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیتے ہوئے' خمر کے حکم سے متعلق آیت کا ذکر کیا تو ایک شخص نے عرض کی: یارسول اللہ! مزر کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: مزر کیا ہوتا ہے؟ اس نے عرض کی: یہ جو کے دانے سے بنائی گئی شراب ہے' جو یمن میں بنائی جاتی ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: کیا وہ نشہ کرتی ہے؟ اس نے عرض کی: جی ہاں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔

5622 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ اَبِي الْجُوَيْرِيَةِ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ وَّسُئِلَ فَقِيْلَ لَهُ اَفْتِنَا

5620-اخرجه البخاري في المغازي، باب بعث ابي موسى و معاذ الى اليمن قبل حجة الوداع (الحديث 4343) بنحوه . تحفة الاشراف (9095) .

5621-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (7107) .

5622-اخرجه البخاري في الاشربة، باب الباذق و من نهى عن كل مسكر من الاشربة (الحديث 5598) مطولًا و اخرجه النسائي في الاشربة، ذكر الاخبار التي اعتل بها من اباح شراب السكر (الحديث 5703) . تحفة الاشراف (5410) .

فِي الْبَاذَقِ . فَقَالَ سَبَقَ مُحَمَّدٌ الْبَاذَقَ وَمَا اَسْكَرَ فَهُوَ حَرَامٌ .

☆☆ ابوجویریہ بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو سنا' ان سے سوال کیا گیا: ان سے کہا گیا: آپ ہمیں باذق کے بارے میں کوئی فتویٰ دیجئے' تو انہوں نے فرمایا: باذق کے بارے میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پہلے ہی فرما چکے ہیں: ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔

25 - باب تَحْرِيمِ كُلِّ شَرَابٍ اَسْكَرَ كَثِيرُهُ .

یہ باب ہے کہ ایسی ہر شراب کا حرام ہونا' جس کی زیادہ مقدار نشہ کرے

5623 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى - يَعْنِي ابْنَ سَعِيدٍ - عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَا اَسْكَرَ كَثِيرُهُ فَقَلِيلُهُ حَرَامٌ" .

☆☆ عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:
''جس چیز کی زیادہ مقدار نشہ کردے' اس کی تھوڑی مقدار بھی حرام ہے''۔

5624 - اَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَخْلَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ الْحَكَمِ قَالَ اَنْبَاَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنِي الضَّحَّاكُ بْنُ عُثْمَانَ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْاَشَجِّ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ اَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اَنْهَاكُمْ عَنْ قَلِيلِ مَا اَسْكَرَ كَثِيرُهُ" .

☆☆ عامر بن سعد اپنے والد (حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ) کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:
''میں تمہیں ایسی تھوڑی چیز سے بھی منع کرتا ہوں' جس کی زیادہ مقدار نشہ کردے''۔

5625 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ كَثِيرٍ عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْاَشَجِّ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ اَبِيهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ قَلِيلِ مَا اَسْكَرَ كَثِيرُهُ .

☆☆ عامر بن سعد اپنے والد کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی چیز کی تھوڑی مقدار سے بھی منع کیا ہے' جس کی زیادہ مقدار نشہ کردے''۔

5626 - اَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَاقِدٍ اَخْبَرَنِي خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ

5623-اخرجه ابن ماجه في الاشربة، باب ما اسكر كثيره فقليله حرام (الحديث 3394) . تحفة الاشراف (8760) .

5624-انفرد به النسائي، وسياتي في الاشربة، تحريم كل شراب اسكر كثيره (الحديث 5625) . تحفة الاشراف (3871) .

5625-تقدم (الحديث 5624) .

5626-اخرجه ابو داؤد في الاشربة، باب في النبيذ اذا غلى (الحديث 3716) و اخرجه النسائي في الاشربة، ذكر الاخبار التي اعتل بها من اباح شراب السكر (الحديث 5720) و اخرجه ابن ماجه في الاشربة، باب نبيذ الجر (الحديث 3409) . بنحوه . تحفة الاشراف (12297) .

بْنِ حُسَيْنٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ عَلِمْتُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَصُوْمُ فَتَحَيَّنْتُ فِطْرَهُ بِنَبِيْذٍ صَنَعْتُهُ لَهُ فِىْ دُبَّاءٍ فَجِئْتُهُ بِهِ فَقَالَ "اَدْنِهِ" . فَاَدْنَيْتُهُ مِنْهُ فَاِذَا هُوَ يَنِشُّ فَقَالَ "اضْرِبْ بِهٰذَا الْحَائِطَ فَاِنَّ هٰذَا شَرَابُ مَنْ لَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ" .

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَفِىْ هٰذَا دَلِيْلٌ عَلٰى تَحْرِيْمِ السَّكَرِ قَلِيْلِهِ وَكَثِيْرِهِ وَلَيْسَ كَمَا يَقُوْلُ الْمُخَادِعُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ بِتَحْرِيْمِهِمْ اٰخِرَ الشَّرْبَةِ وَتَحْلِيْلِهِمْ مَا تَقَدَّمَهَا الَّذِىْ يُشْرَبُ فِى الْفَرَقِ قَبْلَهَا وَلَا خِلَافَ بَيْنَ اَهْلِ الْعِلْمِ اَنَّ السُّكْرَ بِكُلِّيَّتِهِ لَا يَحْدُثُ عَلَى الشَّرْبَةِ الْاٰخِرَةِ دُوْنَ الْاُوْلٰى وَالثَّانِيَةِ بَعْدَهَا وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْقُ .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: مجھے یہ یاد ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ رکھا ہوا تھا' میں نے آپ کی افطاری کے لیے نبیذ تیار کی' میں نے وہ نبیذ "دباء" میں تیار کر لی' میں اسے لے کر آیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے قریب کرو میں نے اسے آپ کے قریب کیا' تو اس میں جھاگ بن چکا تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے اس دیوار پہ پھینک دو' کیونکہ یہ ایک ایسا مشروب ہے' جو وہ شخص پیے گا' جو اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان نہ رکھتا ہو۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: یہ اس بات کی دلیل ہے کہ نشہ آور چیز کی تھوڑی اور زیادہ مقدار حرام ہے' یہ مسئلہ اس طرح نہیں ہے' جس طرح وہ لوگ بیان کرتے ہیں: جو اپنے آپ کو دھوکہ دیتے ہیں کہ آخری گھونٹ حرام ہے اور جو نشہ سے پہلے گھونٹ بھرے گئے تھے وہ حلال ہیں' جو پیالہ آدمی نے اس سے پہلے پیا تھا' حالانکہ اہل علم کے درمیان اس بارے میں اختلاف نہیں ہے کہ نشہ آور چیز مکمل طور پر حرام ہے اور ایسا نہیں ہے کہ نشہ آخری گھونٹ کے بعد ہوتا ہے' پہلے یا دوسرے کے بعد نہیں ہوتا' باقی توفیق اللہ تعالیٰ کی مدد سے ہی حاصل ہو سکتی ہے۔

26 - باب النَّهْىِ عَنْ نَّبِيْذِ الْجِعَةِ وَهُوَ شَرَابٌ يُّتَّخَذُ مِنَ الشَّعِيْرِ .

یہ باب ہے کہ جعہ نامی نبیذ کی ممانعت' یہ وہ مشروب ہے' جسے جَو سے بنایا جاتا ہے

5627 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اٰدَمَ قَالَ حَدَّثَنَا عَمَّارُ بْنُ رُزَيْقٍ عَنْ اَبِىْ اِسْحَاقَ عَنْ صَعْصَعَةَ بْنِ صُوْحَانَ عَنْ عَلِيٍّ كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهُ قَالَ نَهَانِى النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ حَلْقَةِ الذَّهَبِ وَالْقَسِّىِّ وَالْمِيثَرَةِ وَالْجِعَةِ .

☆☆ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے سونے کی انگوٹھی پہننے' قسی اور میسرہ (نامی چادریں استعمال کرنے) اور جَو کی نبیذ استعمال کرنے سے منع کیا ہے۔

5628 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ عَنْ اِسْمَاعِيْلَ - وَهُوَ ابْنُ سُمَيْعٍ - قَالَ حَدَّثَنِىْ مَالِكُ بْنُ عُمَيْرٍ قَالَ قَالَ صَعْصَعَةُ لِعَلِيِّ بْنِ اَبِىْ طَالِبٍ كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهُ انْهَنَا يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَمَّا نَهَاكَ عَنْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ

5627-تقدم (الحديث 5183) .

5628-تقدم (الحديث 5183) .

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . قَالَ نَهَانِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ .

☆☆ مالک بن عمیر بیان کرتے ہیں: صعصعہ نے حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ سے کہا: اے امیر المومنین! آپ ہمیں بھی ان چیزوں سے منع کر دیں' جن سے اللہ کے رسول نے آپ کو منع کیا ہے' تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دباء اور حنتم نامی برتن (استعمال کرنے) سے منع کیا ہے۔

27 - باب ذِكْرِ مَا كَانَ يُنْبَذُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهِ .

یہ باب ہے کہ اس چیز کا تذکرہ' جس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے نبیذ تیار کی جاتی تھی

5629 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو عَوَانَةَ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُنْبَذُ لَهُ فِي تَوْرٍ مِنْ حِجَارَةٍ .

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے پتھر کے پیالے میں نبیذ تیار کی جاتی تھی۔

ذِكْرُ الْاَوْعِيَةِ الَّتِي نُهِيَ عَنِ الْاِنْتِبَاذِ فِيهَا دُوْنَ مَا سِوَاهَا مِمَّا لَا تَشْتَدُّ اَشْرِبَتُهَا كَاشْتِدَادِهِ فِيهَا

یہ باب ہے کہ ان برتنوں کا تذکرہ جن میں نبیذ تیار کرنے سے منع کیا گیا ہے

اوران کے علاوہ کا حکم (یہ نہیں ہے) کیونکہ ان دوسرے برتنوں میں، اس مشروب میں اس طرح کی شدت پیدا نہیں ہوتی جس طرح کی شدت اُن برتنوں میں پیدا ہوتی ہے۔

28 - باب النَّهْيِ عَنْ نَبِيذِ الْجَرِّ مُفْرَدًا .

یہ باب ہے کہ گھڑے میں نبیذ تیار کرنے کی ممانعت

5630 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ عَنْ طَاوُسٍ قَالَ قَالَ رَجُلٌ لِابْنِ عُمَرَ اَنَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ نَبِيذِ الْجَرِّ قَالَ نَعَمْ . قَالَ طَاوُسٌ وَّاللّٰهِ اِنِّي سَمِعْتُهُ مِنْهُ .

☆☆ طاؤس بیان کرتے ہیں: ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا: کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے گھڑے میں نبیذ تیار

5629-اخرجه مسلم في الاشربة، باب النهي عن الانتباذ في المزفت و الدباء و الحنتم و النقير و بيان انه منسوخ و انه اليوم حلال ما لم يصر مسكرًا (الحديث 61) و اخرجه ابن ماجه في الاشربة، باب صفة النبيذ و شربه (الحديث 3400) . تحفة الاشراف (2995) .

5630-اخرجه مسلم في الاشربة، باب النهي عن الانتباذ في المزفت و الدباء و الحنتم و النقير و بيان انه منسوخ و انه اليوم حلال ما لم يصر مسكرًا (الحديث 50م و 51 و 52 و 53) و اخرجه الترمذي في الاشربة، باب ما جاء في نبيذ الجر (الحديث 1867) و اخرجه النسائي في الاشربة، باب النهي عن نبيذ الجر مفردًا (الحديث 5631) . تحفة الاشراف (7098) .

کرنے سے منع کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں!

طاؤس بیان کرتے ہیں: اللہ کی قسم! میں نے خود انہیں یہ بات بیان کرتے ہوئے سنا ہے۔

5631 - اَخْبَرَنَا هَارُوْنُ بْنُ زَيْدِ بْنِ يَزِيْدَ بْنِ اَبِى الزَّرْقَاءِ قَالَ حَدَّثَنِىْ اَبِىْ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِىِّ وَابْرَاهِيْمَ بْنِ مَيْسَرَةَ قَالَا سَمِعْنَا طَاوُسًا يَقُوْلُ جَآءَ رَجُلٌ اِلَى ابْنِ عُمَرَ قَالَ اَنَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ نَّبِيْذِ الْجَرِّ قَالَ نَعَمْ . زَادَ اِبْرَاهِيْمُ فِىْ حَدِيْثِهٖ وَالدُّبَّآءِ .

☆☆ سلیمان تیمی اور ابراہیم بن میسرہ بیان کرتے ہیں: ہم نے طاؤس کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا: ایک شخص حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آیا اور بولا: کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے گھڑے میں نبیذ تیار کرنے سے منع کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا جی ہاں!

ابراہیم نامی راوی نے اپنی روایت میں یہ الفاظ زائد نقل کیے ہیں ''دباء''۔

5632 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ عُيَيْنَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ نَّبِيْذِ الْجَرِّ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے گھڑے میں نبیذ تیار کرنے سے منع کیا ہے۔

5633 - اَخْبَرَنَا عَلِىُّ بْنُ الْحُسَيْنِ قَالَ حَدَّثَنَا اُمَيَّةُ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ جَبَلَةَ بْنِ سُحَيْمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحَنْتَمِ قُلْتُ مَا الْحَنْتَمُ قَالَ الْجَرُّ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حنتم (میں نبیذ تیار کرنے) سے منع کیا ہے۔

میں نے دریافت کیا حنتم سے مراد کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: گھڑا۔

5634 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِىْ مَسْلَمَةَ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الْعَزِيْزِ - يَعْنِىْ ابْنَ اَسِيْدِ الطَّاحِىَّ بَصْرِىٌّ - يَقُوْلُ سُئِلَ ابْنُ الزُّبَيْرِ عَنْ نَّبِيْذِ الْجَرِّ قَالَ نَهَانَا عَنْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

☆☆ عبدالعزیز طاحی یہ بیان کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے گھڑے کی نبیذ کے بارے میں دریافت کیا گیا' تو انہوں نے فرمایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس سے منع کیا ہے۔

5635 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَلِىِّ بْنِ سُوَيْدِ بْنِ مَنْجُوْفٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِىٍّ

5631-تقدم (الحديث 5630) .

5632-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (5814) .

5633-اخرجه مسلم في الاشربة، باب النهي عن الانتباذ في المزفت و الدباء و الحنتم و النقير و بيان انه منسوخ و انه اليوم حلال ما لم يصر مسكرًا (الحديث 56) . تحفة الاشراف (6670) .

5634-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (5273) .

عَنْ هِشَامِ بْنِ اَبِی عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَیُّوْبَ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ قَالَ سَاَلْنَا ابْنَ عُمَرَ عَنْ نَبِیْذِ الْجَرِّ فَقَالَ حَرَّمَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ . فَاَتَیْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقُلْتُ سَمِعْتُ الْیَوْمَ شَیْئًا عَجِبْتُ مِنْهُ . قَالَ مَا هُوَ قُلْتُ سَاَلْتُ ابْنَ عُمَرَ عَنْ نَبِیْذِ الْجَرِّ فَقَالَ حَرَّمَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ . فَقَالَ صَدَقَ ابْنُ عُمَرَ . قُلْتُ مَا الْجَرُّ قَالَ كُلُّ شَیْءٍ مِّنْ مَّدَرٍ .

★★ سعید بن جبیر بیان کرتے ہیں: ہم نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے گھڑے کی نبیذ کے بارے میں دریافت کیا' تو انہوں نے فرمایا: اللہ کے رسول نے اسے حرام قرار دیا ہے۔

(سعید بیان کرتے ہیں:) میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آیا' میں نے کہا: میں نے آج ایک ایسی بات سنی ہے جو مجھے بہت حیران کن لگی ہے' انہوں نے دریافت کیا: وہ کیا بات ہے؟ میں نے کہا: میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے گھڑے کی نبیذ کے بارے میں دریافت کیا' تو انہوں نے فرمایا: اللہ کے رسول نے اسے حرام قرار دیا ہے' تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے صحیح بیان کیا ہے' میں نے دریافت کیا: گھڑے سے مراد کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: مٹی سے بنی ہوئی ہر چیز۔

5636 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ اَنْبَاَنَا اِسْمَاعِیْلُ عَنْ اَیُّوْبَ عَنْ رَّجُلٍ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ عُمَرَ فَسُئِلَ عَنْ نَبِیْذِ الْجَرِّ فَقَالَ حَرَّمَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ . وَشَقَّ عَلَیَّ لَمَّا سَمِعْتُهُ فَاَتَیْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقُلْتُ اِنَّ ابْنَ عُمَرَ سُئِلَ عَنْ شَیْءٍ فَجَعَلْتُ اُعَظِّمُهُ . قَالَ مَا هُوَ قُلْتُ سُئِلَ عَنْ نَبِیْذِ الْجَرِّ . فَقَالَ صَدَقَ حَرَّمَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ . قُلْتُ وَمَا الْجَرُّ قَالَ كُلُّ شَیْءٍ صُنِعَ مِنْ مَّدَرٍ .

★★ سعید بن جبیر بیان کرتے ہیں: میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس موجود تھا' ان سے گھڑے کی نبیذ کے بارے میں دریافت کیا گیا' تو انہوں نے فرمایا: اللہ کے رسول نے اسے حرام قرار دیا ہے' جب میں نے ان کی زبانی یہ بات سنی' تو میں اس پر بڑا پریشان ہوا' میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آیا اور میں نے کہا: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ایک چیز کے بارے میں دریافت کیا گیا (انہوں نے جو جواب دیا ہے) اسے میں عظیم قرار دیتا ہوں' حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے دریافت کیا: وہ کیا ہے؟ میں نے کہا: ان سے گھڑے کی نبیذ کے بارے میں دریافت کیا گیا تھا (تو انہوں نے یہ جواب دیا) تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: انہوں نے ٹھیک بیان کیا ہے' اللہ کے رسول نے اسے حرام قرار دیا ہے۔

میں نے دریافت کیا: گھڑے سے مراد کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا: ہر وہ چیز جو مٹی سے بنائی گئی ہو۔

5635-اخرجه مسلم في الاشربة، باب النهي عن الانتباذ في المزفت و الدباء و الحنتم و النقير و بيان انه منسوخ و انه اليوم حلال ما لم يصر مسكرًا (الحديث 47) بنحوه . و اخرجه ابو داؤد في الاشربة، باب في الاوعية (الحديث 3691) بنحوه .تحفة الاشراف (5649) .

5636-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (5657) .

29 - باب الْجَرِّ الْاَخْضَرِ .

یہ باب ہے کہ سبز گھڑا

5637 - اَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ قَالَ اَنْبَاَنَا شُعْبَةُ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ اَبِیْ اَوْفٰی يَقُوْلُ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ نَبِيْذِ الْجَرِّ الْاَخْضَرِ . قُلْتُ فَالْاَبْيَضُ قَالَ لَا اَدْرِیْ .

☆☆ شیبانی بیان کرتے ہیں: میں نے ابن ابواوفی کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: نبی اکرم ﷺ نے سبز گھڑے میں نبیذ تیار کرنے سے منع کیا ہے۔ میں نے دریافت کیا: پھر سفید کا کیا ہوگا؟ انہوں نے جواب دیا: مجھے نہیں معلوم۔

5638 - اَخْبَرَنَا اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ اَنْبَاَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اِسْحَاقَ الشَّيْبَانِيُّ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ اَبِیْ اَوْفٰی يَقُوْلُ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ نَبِيْذِ الْجَرِّ الْاَخْضَرِ وَالْاَبْيَضِ .

☆☆ ابواسحاق شیبانی بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت ابن اوفی رضی اللہ عنہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: نبی اکرم ﷺ نے سبز اور سفید گھڑے میں (نبیذ تیار کرنے) سے منع کیا ہے۔

5639 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِیْ رَجَاءٍ قَالَ سَاَلْتُ الْحَسَنَ عَنْ نَبِيْذِ الْجَرِّ اَحَرَامٌ هُوَ قَالَ حَرَامٌ قَدْ حَدَّثَنَا مَنْ لَمْ يَكْذِبْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰی عَنْ نَبِيْذِ الْحَنْتَمِ وَالدُّبَّاءِ وَالْمُزَفَّتِ وَالنَّقِيْرِ .

☆☆ ابورجاء بیان کرتے ہیں: میں نے حسن بصری سے گھڑے میں تیار کی جانے والی نبیذ کے بارے میں دریافت کیا کہ کیا حرام ہے؟ انہوں نے جواب دیا: یہ حرام ہے' کیونکہ ہمیں یہ حدیث ان صاحب نے بیان کی ہے' جنہوں نے غلط بیانی نہیں کی انہوں نے یہ بات بیان کی ہے: نبی اکرم ﷺ نے حنتم دباء' مزفت اور نقیر میں نبیذ تیار کرنے سے منع کیا ہے۔

30 - باب النَّهْيِ عَنْ نَبِيْذِ الدُّبَّاءِ .

یہ باب ہے کہ دباء کی نبیذ کی ممانعت

5640 - اَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ مَيْسَرَةَ عَنْ

5637-اخرجه البخاري في الشربة، باب ترخيص النبي صلى الله عليه وسلم في الاوعية و الظروف بعد النهي (الحديث 5596) و اخرجه النسائي في الاشربة، الجر الاخضر (الحديث 5638) . تحفة الاشراف (5166) .

5638-تقدم (الحديث 5637) .

5639-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (15549) .

5640-انفرد به النسائي . وسياتي في الاشربة، النهي عن نبيذ الدباء (الحديث 5641) . تحفة الاشراف (7106) .

طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَھٰی عَنِ الدُّبَّآءِ ۔

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دباء (میں نبیذ تیار کرنے) سے منع کیا ہے۔

5641 – اَخْبَرَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُسَافِرٍ قَالَ حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ حَسَّانَ قَالَ حَدَّثَنَا وُھَیْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَھٰی عَنِ الدُّبَّآءِ ۔

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے دباء میں (نبیذ تیار کرنے) سے منع کیا ہے۔

31 - باب النَّھْیِ عَنْ نَّبِیْذِ الدُّبَّاءِ وَالْمُزَفَّتِ ۔

یہ باب ہے کہ دباء اور مزفت میں نبیذ تیار کرنے کی ممانعت

5642 – اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی قَالَ حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ سَعِیْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ عَنْ مَّنْصُوْرٍ وَّحَمَّادٍ وَّسُلَیْمَانَ عَنْ اِبْرَاھِیْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنِ الدُّبَّآءِ وَالْمُزَفَّتِ ۔

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دباء اور مزفت سے منع کیا ہے

5643 – اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا یَحْیٰی عَنْ سُفْیَانَ عَنْ سُلَیْمَانَ عَنْ اِبْرَاھِیْمَ التَّیْمِیِّ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ سُوَیْدٍ عَنْ عَلِیٍّ کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْھَہٗ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ نَھٰی عَنِ الدُّبَّآءِ وَالْمُزَفَّتِ ۔

☆☆ حضرت علی رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ بات بیان کرتے ہیں: آپ نے دباء اور مزفت سے منع کیا ہے۔

5644 – اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبَانَ قَالَ حَدَّثَنَا شَبَابَۃُ بْنُ سَوَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَۃُ عَنْ بُکَیْرِ بْنِ عَطَاءٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ یَعْمَرَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَھٰی عَنِ الدُّبَّآءِ وَالْمُزَفَّتِ ۔

☆☆ حضرت عبدالرحمٰن بن یعمر رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں نقل کرتے ہیں: آپ نے دباء اور مزفت سے منع کیا ہے۔

5641-تقدم (الحدیث 5640) .

5642-اخرجہ البخاری فی الاشربۃ، باب ترخیص النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الاوعیۃ و الظروف بعد النھی (الحدیث 5596) مطولًا و اخرجہ مسلم فی الاشربۃ، باب النھی عن الانتباذ فی المزفت و الدباء و الحنتم و النقیر و بیان انہ منسوخ و انہ الیوم حلال ما لم یصر مسکرًا (الحدیث35 و 36) . تحفۃ الاشراف (15989 و 15955 و 15936) .

5643-اخرجہ البخاری فی الاشربۃ، باب ترخیص النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الاوعیۃ و الظروف بعد النھی (الحدیث 5594) مطولًا و اخرجہ مسلم فی الاشربۃ، باب النھی عن الانتباذ فی المزفت و الدباء و الحنتم و النقیر و بیان انہ منسوخ و انہ الیوم حلال ما لم یصر مسکرًا (الحدیث 34) . تحفۃ الاشراف (10032) .

5644-اخرجہ الترمذی فی العلل (ج 5/ص : 761) . واخرجہ ابن ماجہ فی الاشربۃ، باب النھی عن نبیذ الاوعیۃ (الحدیث 3404) . تحفۃ الاشراف (9736) .

5645 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّهُ اَخْبَرَهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْمُزَفَّتِ اَنْ يُنْبَذَ فِيْهِمَا .

★★ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دباء اور مزفت میں نبیذ تیار کرنے سے منع کیا ہے۔

5646 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَبُوْ سَلَمَةَ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْمُزَفَّتِ اَنْ يُنْبَذَ فِيْهِمَا .

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دباء اور مزفت میں نبیذ تیار کرنے سے منع کیا ہے۔

5647 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنِيْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْمُزَفَّتِ وَالْقَرْعِ .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مزفت اور قرع سے منع کیا ہے۔

32 - باب ذِكْرِ النَّهْيِ عَنْ نَبِيْذِ الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالنَّقِيْرِ .

یہ باب ہے کہ دباء، حنتم اور نقیر میں نبیذ تیار کرنے کی ممانعت

5648 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَكَمِ بْنِ فَرْوَةَ - يُقَالُ لَهُ ابْنُ كُرْدِيٍّ بَصْرِيٌّ - قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْخَالِقِ الشَّيْبَانِيِّ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيْدًا يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالنَّقِيْرِ .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دباء، حنتم اور نقیر سے منع کیا ہے۔

5649 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنِ الْمُثَنّٰى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِى الْمُتَوَكِّلِ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الشُّرْبِ فِى الْحَنْتَمِ وَالدُّبَّاءِ وَالنَّقِيْرِ .

★★ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حنتم، دباء اور نقیر میں (تیار کیے گئے مشروب کو پینے)

5645- اخرجه مسلم في الاشربة، باب النهي عن الانتباذ في المزفت و الدباء و الحنتم و النقير و بيان انه منسوخ و انه اليوم حلال ما لم يصر مسكرًا (الحديث 30) . تحفة الاشراف (1524) .

5646- اخرجه مسلم في الاشربة، باب النهي عن الانتباذ في المزفت و الدباء و الحنتم و النقير و بيان انه منسوخ و انه اليوم حلال ما لم يصر مسكرًا (الحديث 31م) . تحفة الاشراف (15150) .

5647- انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (8221) .

5648- اخرجه مسلم في الاشربة، باب النهي عن الانتباذ في المزفت و الدباء و الحنتم و النقير و بيان انه منسوخ و انه اليوم حلال ما لم يصر مسكرًا (الحديث 55) . تحفة الاشراف (7082) .

5649- اخرجه مسلم في الاشربة، باب النهي عن الانتباذ في المزفت و الدباء و الحنتم و النقير و بيان انه منسوخ و انه اليوم حلال ما لم يصر مسكرًا (الحديث 45) . و اخرجه ابن ماجه في الاشربة، باب النهي عن نبيذ الاوعية (الحديث 3403) . تحفة الاشراف (4253) .

سے منع کیا ہے۔

33 - باب النَّهْيِ عَنْ نَّبِيذِ الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالْمُزَفَّتِ ۔

یہ باب ہے کہ دباء' حنتم اور مزفت میں نبیذ تیار کرنے کی ممانعت

5650 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ اَنْبَانَا عَبْدُ اللهِ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مُحَارِبٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ نَهٰى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالْمُزَفَّتِ ۔

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دباء' حنتم اور مزفت سے منع کیا ہے۔

5651 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ اَنْبَانَا عَبْدُ اللهِ عَنِ الْاَوْزَاعِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيٰى حَدَّثَنِي اَبُو سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنِي اَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ نَهٰى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْجِرَارِ وَالدُّبَّاءِ وَالظُّرُوفِ الْمُزَفَّتَةِ ۔

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے گھڑے' دباء اور مزفت والے برتن استعمال کرنے سے منع کیا ہے۔

5652 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ اَنْبَانَا عَبْدُ اللهِ عَنْ عَوْنِ بْنِ صَالِحِ الْبَارِقِيِّ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ نَصْرٍ وَّجُمَيْلَةَ بِنْتِ عَبَّادٍ اَنَّهُمَا سَمِعَتَا عَآئِشَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهٰى عَنْ شَرَابٍ صُنِعَ فِي دُبَّاءٍ اَوْ حَنْتَمٍ اَوْ مُزَفَّتٍ لَّا يَكُونُ زَيْتًا اَوْ خَلًّا ۔

☆☆ زینب بنت نصر اور جمیلہ بنت عباد بیان کرتی ہیں: ان دونوں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے مشروب کو پینے سے منع کرتے ہوئے سنا ہے' جسے دباء' یا حنتم' یا مزفت میں تیار کیا گیا ہو' اور وہ زیتون کا تیل یا سرکہ نہ ہو۔

شرح

حضرت انس بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ اگر شراب (میں نمک و پیاز وغیرہ ڈال کراس) کا سرکہ بنالیا جائے تو وہ حلال ہے یا نہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" نہیں۔ (مسلم، مشکوۃ المصابیح، جلد سوم: رقم الحدیث، 788)

حنفیہ کہتے کہ اگر شراب، سرکہ میں تبدیل ہو جائے تو اس کو کھانے پینے کے مصرف میں لانا جائز ہوگا خواہ شراب میں کوئی چیز ڈال کراس کا سرکہ بنالیا گیا ہو یا اس میں کوئی چیز ڈالے بغیر مثلاً زیادہ دن رکھے رہنے یا دھوپ میں رکھ دینے کی وجہ سے خود بخود اس کا سرکہ بن گیا ہو۔

5650- اخرجه مسلم في الاشربة، باب النهي عن الانتباذ في المزفت و الدباء و الحنتم و النقير و بيان انه منسوخ و انه اليوم حلال ما لم يصر مسكرًا (الحديث 54) . تحفة الاشراف (7410) .

5651-اخرجه ابن ماجه في الاشربة، باب نبيذ الجر (الحديث 3408) . تحفة الاشراف (15392) .

5652-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (17832) .

حضرت امام شافعی یہ فرماتے ہیں کہ اگر شراب میں کوئی چیز ڈال کر اس کا سرکہ بنایا تو وہ حلال نہیں ہے۔ اور اگر کچھ ڈالے بغیر مثلاً دھوپ میں رکھ دینے کی وجہ سے اس کا سرکہ بن گیا ہو تو اس کے بارے میں ان کے دو قول ہیں جس میں سے صحیح قول یہ ہے کہ وہ شراب، شراب نہیں رہے گی بلکہ اس میں پاکی آ جائے گی اور اس کو کھانے پینے کے کام میں لانا جائز ہوگا۔ حنفیہ کی دلیل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اول تو بلا کسی قید کے یہ فرمایا ہے کہ حدیث (نعم الادام الخل) (بہترین سالن، سرکہ ہے) لہٰذا جو چیز بھی سرکہ ہوگی اُس کا استعمال حلال ہوگا، دوسرے جب شراب میں سے وہ بری خاصیت نکل گئی جس کی وجہ سے وہ حرام تھی اور اس میں اچھی خاصیت پیدا ہوگئی تو اب وہ ایک مباح چیز کے درجہ میں آ گئی لہٰذا اس کا کھانا پینا حلال ہوگا جہاں تک اس حدیث کا تعلق ہے۔

تو اس کے بارے میں حنفیہ کی طرف سے یہ کہا جاتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو حلال اس لئے نہیں فرمایا تھا کہ اس وقت شراب کی حرمت نازل ہوئے تھوڑا ہی عرصہ گذرا تھا اور لوگوں نے بڑی طویل عادت کو ترک کر کے شراب سے منہ موڑا تھا اور یہ ایک فطری بات ہے کہ انسان جس کو ایک طویل عادت کے بعد چھوڑتا ہے اس کی طرف اس کی طبیعت اور خواہش کا میلان کافی عرصہ تک رہتا ہے، لہٰذا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت شیطان کی مداخلت سے خوف محسوس فرما کر کہ مبادا شیطان لعین کو اپنا حربہ آزمانے کا موقع مل جائے اور اس کے نتیجہ میں لوگ اس چیز کو شراب پینے کا وسیلہ بنالیں، آپ نے اس کو حلال نہیں فرمایا لیکن شراب کی حرمت پر طویل عرصہ گذر جانے اور شراب کی طرف لوگوں کے میلان کے ہلکے سے بھی شائبے کی جڑیں تک اکھڑ جانے کے بعد جب اس قسم کا کوئی خوف نہ رہا اور اس طرح وہ "مصلحت" ختم ہوگئی جس کی بناء اس کو حلال نہ فرمایا گیا تھا تو وہ حرمت زائل ہوگئی اور پھر شراب سے بنے ہوئے سرکہ کو استعمال کرنا بھی حلال ہوگیا۔ علاوہ ازیں صاحب ہدایہ نے ایک روایت بھی نقل کی ہے جس کو بیہقی نے اپنی کتاب معرفت میں حضرت جابر سے بطریق مرفوع نقل کیا ہے کہ: حدیث (خیر خلکم خل خمرکم)۔ (بیہقی)" یعنی تمہارے سرکوں میں بہترین سرکہ وہ ہے۔ جو شراب سے بنا ہو۔

34 - باب ذِكْرِ النَّهْيِ عَنْ نَبِيذِ الدُّبَّاءِ وَالنَّقِيرِ وَالْمُقَيَّرِ وَالْحَنْتَمِ ۔

یہ باب ہے کہ دباء نقیر مقیر اور حنتم میں نبیذ تیار کرنے کی ممانعت کا تذکرہ

5653 - اَخْبَرَنَا قُرَيْشُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ اَنْبَاَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ قَالَ اَنْبَاَنَا الْحُسَيْنُ قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالنَّقِيرِ وَالْمُزَفَّتِ ۔

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دباء حنتم نقیر اور مزفت سے منع کیا ہے۔

5654 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ الْفَضْلِ قَالَ حَدَّثَنَا ثُمَامَةُ بْنُ حَزْنٍ الْقُشَيْرِيُّ

5653-انفرد به النسائي ۔ تحفة الأشراف (14361) ۔

قَالَ لَقِيتُ عَائِشَةَ فَسَأَلْتُهَا عَنِ النَّبِيذِ فَقَالَتْ قَدِمَ وَفْدُ عَبْدِ الْقَيْسِ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلُوْهُ فِيمَا يَنْبِذُوْنَ فَنَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَنْبِذُوْا فِي الدُّبَّاءِ وَالنَّقِيرِ وَالْمُقَيَّرِ وَالْحَنْتَمِ .

☆☆ ثمامہ بن حزن قشیری بیان کرتے ہیں: میری سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ملاقات ہوئی' میں نے ان سے نبیذ کے بارے میں دریافت کیا' تو انہوں نے بتایا: عبدالقیس قبیلے کا وفد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس چیز کے بارے میں دریافت کیا' جس میں وہ نبیذ تیار کرتے ہیں' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دباء' نقیر' مقیر اور حنتم میں نبیذ تیار کرنے سے منع کر دیا۔

5655 – اَخْبَرَنَا زِيَادُ بْنُ اَيُّوْبَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ سُوَيْدٍ عَنْ مُعَاذَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ نَهٰى عَنِ الدُّبَّاءِ بِذَاتِهٖ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: دباء میں بذاتہ (نبیذ تیار کرنے) سے منع کیا گیا ہے۔

5656 – اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ قَالَ سَمِعْتُ اِسْحَاقَ - وَهُوَ ابْنُ سُوَيْدٍ - يَقُوْلُ حَدَّثَتْنِي مُعَاذَةُ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ نَبِيذِ النَّقِيرِ وَالْمُقَيَّرِ وَالدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ . فِي حَدِيثِ ابْنِ عُلَيَّةَ قَالَ اِسْحَاقُ وَذَكَرَتْ هُنَيْدَةُ عَنْ عَائِشَةَ مِثْلَ حَدِيثِ مُعَاذَةَ وَسَمَّتِ الْجِرَارَ . قُلْتُ لِهُنَيْدَةَ اَنْتِ سَمِعْتِيهَا سَمَّتِ الْجِرَارَ قَالَتْ نَعَمْ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نقیر' مقیر اور دباء میں نبیذ تیار کرنے سے منع کیا ہے۔

ابن علیہ کی روایت میں یہ الفاظ ہیں۔ اسحاق کہتے ہیں: ہنیدہ نامی خاتون نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے معاذہ کی روایت کردہ نقل کے مانند نقل روایت کی ہے اور انہوں نے لفظ جرار (گھڑے) استعمال کیا ہے' میں نے ہنیدہ سے کہا کہ آپ نے خود یہ لفظ ان کی زبانی سنا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: جی ہاں!

5657 – اَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ طَوْدِ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ الْقَيْسِيِّ - بَصْرِيٌّ - قَالَ حَدَّثَنِي اَبِي عَنْ هُنَيْدَةَ بِنْتِ شَرِيكِ بْنِ زَبَّانَ قَالَتْ لَقِيتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا بِالْخُرَيْبَةِ فَسَاَلْتُهَا عَنِ الْعَكَرِ فَنَهَتْنِي عَنْهُ وَقَالَتِ انْبِذِي عَشِيَّةً وَّاشْرَبِيهِ غُدْوَةً وَّاَوْكِي عَلَيْهِ . وَنَهَتْنِي عَنِ الدُّبَّاءِ وَالنَّقِيرِ وَالْمُزَفَّتِ وَالْحَنْتَمِ .

☆☆ ہنیدہ بیان کرتی ہیں: میری حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ملاقات خریبہ میں ہوئی' تو میں نے ان سے "عکر" یعنی (شراب

5654- اخرجه مسلم في الاشربة، باب النهي عن الانتباذ في المزفت و الدباء و الحنتم و النقير و بيان انه منسوخ و انه اليوم حلال ما لم يصر مسكرًا (الحديث 37) . تحفة الاشراف (16046) .

5655- اخرجه مسلم في الاشربة، باب النهي عن الانتباذ في المزفت و الدباء و الحنتم و النقير و بيان انه منسوخ و انه اليوم حلال ما لم يصر مسكرًا (الحديث 38) مطولًا . و اخرجه النسائي في الاشربة، ذكر النهي عن نبيذ الدباء و النقير و المقير و الحنتم (الحديث 5656) مطولًا . تحفة الاشراف (17968) .

5656- تقدم (الحديث 5655) .

5657- انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (17973) .

کی تلچھٹ) کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے مجھے اس سے منع کر دیا۔ انہوں نے فرمایا: تم شام کے وقت نبیذ تیار کرو اور اگلے دن صبح پی لو اور اس کا منہ باندھ کے رکھو اور انہوں نے مجھے دباء نقیر، مزفت اور حنتم سے منع کیا۔

35 - باب الْمُزَفَّتَةِ .

یہ باب ہے کہ مزفت

5658 - اَخْبَرَنَا زِيَادُ بْنُ اَيُّوْبَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اِدْرِيْسَ قَالَ سَمِعْتُ الْمُخْتَارَ بْنَ فُلْفُلٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الظُّرُوْفِ الْمُزَفَّتَةِ .

☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مزفت والے (یعنی رال ملے ہوئے) برتنوں کو استعمال کرنے سے منع کیا ہے۔

36 - باب ذِكْرِ الدِّلَالَةِ عَلَى النَّهْيِ لِلْمَوْصُوْفِ مِنَ الْاَوْعِيَةِ الَّتِيْ تَقَدَّمَ ذِكْرُهَا كَانَ حَتْمًا لَازِمًا لَا عَلٰى تَاْدِيْبٍ .

یہ باب ہے کہ اس بات کی دلالت کا تذکرہ کہ جو ممانعت مخصوص قسم کے برتنوں کے بارے میں ہے

جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے یہ حتمی اور لازمی طور پر ہے صرف ادب سکھانے کے لئے نہیں ہے۔

5659 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ قَالَ حَدَّثَنَا مَنْصُوْرُ بْنُ حَيَّانَ سَمِعَ سَعِيْدَ بْنَ جُبَيْرٍ يُحَدِّثُ اَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ وَابْنَ عَبَّاسٍ اَنَّهُمَا شَهِدَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ نَهٰى عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالْمُزَفَّتِ وَالنَّقِيْرِ ثُمَّ تَلَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذِهِ الْاٰيَةَ (وَمَا اٰتَاكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا) .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ان دونوں نے گواہی دے کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ بات بیان کی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دباء حنتم اور نقیر سے منع کیا ہے پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت کی۔

''رسول تمہیں جو دیدے اسے حاصل کر لو اور وہ تمہیں جس سے منع کر دے اس سے باز آ جاؤ''۔

5660 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيْدَ عَنِ ابْنِ عَمٍّ لَهَا يُقَالُ

5658-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (1584) .

5659-اخرجه مسلم في الاشربة، باب النهي عن الانتباذ في المزفت و الدباء و الحنتم و النقير و بيان انه منسوخ و انه اليوم حلال ما لم يصر مسكرًا (الحديث 46) مختصرًا و اخرجه ابو داؤد في الاشربة، باب في الاوعية (الحديث 3690) مختصراً . تحفة الاشراف (5623) .

5660-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (5363) .

لَهُ اَنَسٌ قَالَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَلَمْ يَقُلِ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ (مَا اٰتَاكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا) قُلْتُ بَلٰى . قَالَ اَلَمْ يَقُلِ اللّٰهُ (وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ) قُلْتُ بَلٰى . قَالَ فَاِنِّيْ اَشْهَدُ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ النَّقِيْرِ وَالْمُقَيَّرِ وَالدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: کیا اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد نہیں فرمایا ہے:

''رسول تمہیں جو دیں، اسے حاصل کرلو اور جس سے منع کریں اس سے باز آ جاؤ''۔

میں نے جواب دیا: جی ہاں! تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کیا اللہ تعالیٰ نے یہ بات ارشاد نہیں فرمائی ہے:

''کسی بھی مومن مرد اور کسی بھی مومن عورت کے لئے اس بات کا حق نہیں ہے کہ جب اللہ اور اس کا رسول کسی معاملے کے بارے میں فیصلہ دے دیں' تو انہیں اس حوالے سے کوئی اختیار ہو''۔

میں نے جواب دیا: جی ہاں! تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں گواہی دے کر یہ بات بیان کرتا ہوں' کہ آپ نے نقیر' مقیر' دباء اور حنتم سے منع کیا ہے۔

37 - باب تَفْسِيْرِ الْاَوْعِيَةِ .

یہ باب ہے کہ برتنوں کی وضاحت

5661 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَزِيْدَ قَالَ حَدَّثَنَا بَهْزُ بْنُ اَسَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ قَالَ سَمِعْتُ زَاذَانَ قَالَ سَاَلْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قُلْتُ حَدِّثْنِيْ بِشَيْءٍ سَمِعْتَهٗ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْاَوْعِيَةِ وَفَسِّرْهُ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحَنْتَمِ وَهُوَ الَّذِيْ تُسَمُّوْنَهٗ اَنْتُمُ الْجَرَّةَ وَنَهٰى عَنِ الدُّبَّاءِ وَهُوَ الَّذِيْ تُسَمُّوْنَهٗ اَنْتُمُ الْقَرْعَ وَنَهٰى عَنِ النَّقِيْرِ وَهِيَ النَّخْلَةُ يَنْقُرُوْنَهَا وَنَهٰى عَنِ الْمُزَفَّتِ وَهُوَ الْمُقَيَّرُ .

5661- زاذان بیان کرتے ہیں: میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سوال کیا' میں نے کہا: آپ مجھے کسی ایسی حدیث کے بارے میں بتائیے' جو آپ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی برتنوں کے بارے میں سنی ہو اور اس کی وضاحت بھی کر دیجئے گا' تو انہوں نے فرمایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حنتم سے منع کیا ہے۔ یہ وہ چیز ہے جسے تم لوگ گھڑا کہتے ہو اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دباء سے منع کیا ہے اور یہ وہ چیز ہے جسے تم لوگ قرع کہتے ہو اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نقیر سے منع کیا ہے یہ کھجور کا تنا ہوتا ہے جسے کھود کر اسے بنایا جاتا ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مزفت سے منع کیا ہے جو کہ مقیر ہے (یعنی جس پر تارکول ملا ہوا ہو)

5661- اخرجه مسلم في الاشربة، باب النهي عن الانتباذ في المزفت و الدباء و الحنتم و النقير و بيان انه منسوخ و انه اليوم حلال ما لم يصر مسكرًا (الحديث 57) مطولًا و اخرجه الترمذي في الاشربة، باب ما جاء في كراهية ان ينبذ في الدباء و الحنتم و النقير (الحديث 1868) مطولًا . تحفة الاشراف (6716) .

38 - باب الْاِذْنِ فِي الْاِنْتِبَاذِ الَّتِي خَصَّهَا بَعْضُ الرِّوَايَاتِ الَّتِي اَتَيْنَا عَلٰى ذِكْرِهَا الْاِذْنِ فِيمَا كَانَ فِي الْاَسْقِيَةِ مِنْهَا ۔

یہ باب ہے کہ ایسی نبیذ تیار کرنے کی اجازت' جسے بعض روایات نے مخصوص کیا ہے' جس کا ذکر ہم کر چکے ہیں' اور یہ اجازت ان میں سے مشکیزوں کے بارے میں ہے

5662 - اَخْبَرَنَا سَوَّارُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَوَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيدِ عَنْ هِشَامٍ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفْدَ عَبْدِ الْقَيْسِ حِيْنَ قَدِمُوا عَلَيْهِ عَنِ الدُّبَّاءِ وَعَنِ النَّقِيرِ وَعَنِ الْمُزَفَّتِ وَالْمَزَادَةِ الْمَجْبُوبَةِ وَقَالَ "انْتَبِذْ فِي سِقَائِكَ وَاَوْكِهِ وَاشْرَبْهُ حُلْوًا" . قَالَ بَعْضُهُمُ ائْذَنْ لِي يَا رَسُولَ اللّٰهِ فِي مِثْلِ هٰذَا . قَالَ "اِذًا تَجْعَلَهَا مِثْلَ هٰذِهِ" . وَاَشَارَ بِيَدِهِ يَصِفُ ذٰلِكَ .

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب عبدالقیس قبیلے کا وفد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے انہیں دباء' نقیر' مزفت' منہ کٹے ہوئے مشکیزے (میں نبیذ تیار کرنے) سے منع کر دیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا: تم اپنے مشکیزے میں نبیذ تیار کرو اور اس کا منہ بند کر دو اور پھر اسے اس وقت پیو' جب وہ میٹھی ہو' ان میں سے بعض حضرات نے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ مجھے اجازت دیجئے کہ جو اس کی مانند ہو (انہوں نے اشارہ کر کے کہا)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر تم اس کی مانند اُسے بنالو گے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک کے ذریعے اشارہ کر کے اس کی صفت بیان کی۔

5663 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قِرَاءَةً قَالَ وَقَالَ اَبُو الزُّبَيْرِ سَمِعْتُ جَابِرًا يَقُولُ نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْجَرِّ الْمُزَفَّتِ وَالدُّبَّاءِ وَالنَّقِيرِ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا لَمْ يَجِدْ سِقَاءً يُنْبَذُ لَهُ فِيهِ نُبِذَ لَهُ فِي تَوْرٍ مِنْ حِجَارَةٍ .

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے گھڑے' مزفت' دباء' اور نقیر سے منع کر دیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی مشکیزہ (نبیذ تیار کرنے کے لئے) نہیں ملتا تھا' تو آپ کے لئے پتھر کے پیالے میں نبیذ تیار کی جاتی تھی۔

5664 - اَخْبَرَنِي اَحْمَدُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ - يَعْنِي الْاَزْرَقَ - قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ اَبِي

5662-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (14541) .

5663-اخرجه مسلم في الاشربة، باب النهي عن الانتباذ في المزفت و الدباء و الحنتم و النقير و بيان انه منسوخ و انه اليوم حلال ما لم يصر مسكرًا (الحديث 60) . تحفة الاشراف (2826) .

5664-انفرد به النسائي . و سياتي في الاشربة، الاذن في الانتباذ التي خصتها بعض الروايات التي اتينا على ذكرها . الاذن فيما كان في الاسقية منها (الحديث 5665) . تحفة الاشراف (2791) .

سُلَيْمَانَ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنْبَذُ لَهُ فِي سِقَاءٍ فَاِذَا لَمْ يَكُنْ لَهُ سِقَاءٌ نَبُذُ لَهُ فِي تَوْرٍ بِرَامٍ . قَالَ وَنَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الدُّبَّاءِ وَالنَّقِيْرِ وَالْمُزَفَّتِ .

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کے لئے مشکیزے میں نبیذ تیار کی جاتی تھی' جب مشکیزہ نہیں ہوتا تھا' تو ہم آپ کے لئے پتھر کے پیالے میں نبیذ تیار کر لیتے تھے۔ راوی بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے دباء' نقیر اور مزفت سے منع کیا ہے۔

5665 - اَخْبَرَنَا سَوَّارُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَوَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الدُّبَّاءِ وَالنَّقِيْرِ وَالْجَرِّ وَالْمُزَفَّتِ .

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے دباء' نقیر' گھڑے اور مزفت سے منع کیا ہے۔

39 - باب الْاِذْنِ فِي الْجَرِّ خَاصَّةً .

یہ باب ہے کہ بطور خاص گھڑے کے بارے میں اجازت

5666 - اَخْبَرَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ الْاَحْوَلُ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ اَبِي عِيَاضٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَخَّصَ فِي الْجَرِّ غَيْرَ مُزَفَّتٍ .

☆☆ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے غیر مزفت شدہ گھڑے میں (نبیذ تیار کرنے) کی اجازت دی ہے۔

40 - باب الْاِذْنِ فِي شَيْءٍ مِّنْهَا .

یہ باب ہے کہ ان میں سے کچھ چیزوں کے بارے میں اجازت

5667 - اَخْبَرَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيْمِ عَنِ الْاَحْوَصِ بْنِ جَوَّابٍ عَنْ عَمَّارِ بْنِ رُزَيْقٍ اَنَّهُ حَدَّثَهُمْ عَنْ اَبِي اِسْحَاقَ عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ عَدِيٍّ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِنِّي كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ لُحُوْمِ الْاَضَاحِي فَتَزَوَّدُوْا وَادَّخِرُوْا وَمَنْ اَرَادَ زِيَارَةَ الْقُبُوْرِ فَاِنَّهَا تُذَكِّرُ الْاٰخِرَةَ وَاشْرَبُوْا وَاتَّقُوْا كُلَّ

5665-تقدم في الاشربة، الاذن في الانتباذ التي خصتها بعض الروايات التي اتينا على ذكرها: الاذن فيما كان في الاسقية منها (الحديث 5664) .

5666-اخرجه البخاري في الاشربة، باب ترخيص النبي صلى الله عليه وسلم في الاوعية و الظروف بعد النهي (الحديث 5593) مطولاً و اخرجه مسلم في الاشربة، باب النهي عن الانتباذ في المزفت و الدباء و الحنتم و النقير و بيان انه منسوخ و انه اليوم حلال ما لم يصر مسكرًا (الحديث 66) مطولاً و الحديث عند: ابي داؤد في الاشربة، باب في الاوعية (الحديث 3701 و 3702) . تحفة الاشراف (7795) .

5667-تقدم (الحديث 4442) .

مُسْكِرٍ"۔

☆☆ ابن بریدہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا ہے:

"میں نے تمہیں قربانی کا گوشت (تین کے بعد) استعمال کرنے سے منع کیا تھا۔ اب تم اسے زادِ راہ کے طور پر بھی حاصل کرو اور اسے ذخیرہ بھی کرو اور جو شخص قبرستان جانا چاہتا ہو (وہ وہاں چلا جائے) کیونکہ یہ آخرت کی یاد دلاتی ہیں اور تم (کسی بھی قسم کے برتن میں) مشروب پی لو البتہ تم کوئی نشہ آور چیز نہ پینا"۔

5668 - اَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ اٰدَمَ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنِ ابْنِ فُضَيْلٍ عَنْ اَبِي سِنَانٍ عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِنِّي كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْهَا وَنَهَيْتُكُمْ عَنْ لُحُوْمِ الْاَضَاحِي فَوْقَ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ فَاَمْسِكُوْا مَا بَدَا لَكُمْ وَنَهَيْتُكُمْ عَنِ النَّبِيْذِ اِلَّا فِي سِقَاءٍ فَاشْرَبُوْا فِي الْاَسْقِيَةِ كُلِّهَا وَلَا تَشْرَبُوْا مُسْكِرًا"۔

☆☆ عبداللہ بن بریدہ اپنے والد کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"پہلے میں نے تمہیں قبرستان کی زیارت کرنے سے منع کیا تھا' اب تم اس کی زیارت کرو' میں نے تمہیں قربانی کا گوشت' تین دن کے بعد استعمال کرنے سے منع کیا تھا' اب تم جتنا مناسب سمجھو اسے اپنے پاس رکھو اور میں نے تمہیں نبیذ تیار کرنے سے منع کیا تھا' سوائے اس کے جو مشکیزے میں تیار کی گئی ہو' تو اب تم ہر قسم کے مشکیزے میں پی سکتے ہو۔ البتہ تم کوئی نشہ آور چیز نہ پینا"۔

5669 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْدَانَ بْنِ عِيْسَى بْنِ مَعْدَانَ الْحَرَّانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ اَعْيَنَ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا زُبَيْدٌ عَنْ مُحَارِبٍ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِنِّي كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ ثَلَاثٍ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْهَا وَلْتَزِدْكُمْ زِيَارَتُهَا خَيْرًا وَنَهَيْتُكُمْ عَنْ لُحُوْمِ الْاَضَاحِي بَعْدَ ثَلَاثٍ فَكُلُوْا مِنْهَا مَا شِئْتُمْ وَنَهَيْتُكُمْ عَنِ الْاَشْرِبَةِ فِي الْاَوْعِيَةِ فَاشْرَبُوْا فِي اَيِّ وِعَاءٍ شِئْتُمْ وَلَا تَشْرَبُوْا مُسْكِرًا"۔

☆☆ ابن بریدہ اپنے والد کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"پہلے میں نے تمہیں تین چیزوں سے منع کیا تھا' قبرستان کی زیارت کرنے سے' اب تم اس کی زیارت کر سکتے ہو کیونکہ اس کی زیارت بھلائی میں اضافہ ہی کرے گی' اور میں نے تمہیں قربانی کا گوشت تین دن کے بعد کھانے سے منع کیا تھا۔ اب تم جتنا چاہو اتنے عرصے تک اسے کھا سکتے ہو اور میں نے تمہیں کچھ مخصوص برتنوں میں پینے سے منع کیا تھا' اب تم جس برتن میں چاہو پی سکتے ہو' البتہ کسی نشہ آور چیز کو نہ پینا"۔

5668-تقدم (الحديث 2031) .

5669-تقدم (الحديث 2031) .

5670 - اَخْبَرَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْحَجَّاجِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ حَمَّادِ بْنِ اَبِيْ سُلَيْمَانَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنِ الْاَوْعِيَةِ فَانْتَبِذُوْا فِيْمَا بَدَا لَكُمْ وَاِيَّاكُمْ وَكُلَّ مُسْكِرٍ".

☆☆ عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ اپنے والد کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:
''پہلے میں نے تمہیں کچھ مخصوص برتنوں سے منع کیا تھا' اب تم جس میں مناسب سمجھو نبیذ تیار کرو' البتہ ہر نشہ آور چیز سے بچنا''۔

5671 - اَخْبَرَنَا اَبُوْ عَلِيٍّ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ اَيُّوْبَ - مَرْوَزِيٌّ - قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُثْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا عِيْسَى بْنُ عُبَيْدٍ الْكِنْدِيُّ - خُرَاسَانِيٌّ - قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَا هُوَ يَسِيْرُ اِذْ حَلَّ بِقَوْمٍ فَسَمِعَ لَهُمْ لَغَطًا فَقَالَ "مَا هٰذَا الصَّوْتُ". قَالُوْا يَا نَبِيَّ اللّٰهِ لَهُمْ شَرَابٌ يَّشْرَبُوْنَهُ. فَبَعَثَ اِلَى الْقَوْمِ فَدَعَاهُمْ فَقَالَ "فِيْ اَيِّ شَيْءٍ تَنْتَبِذُوْنَ". قَالُوْا نَنْتَبِذُ فِي النَّقِيْرِ وَالدُّبَّاءِ وَلَيْسَ لَنَا ظُرُوْفٌ. فَقَالَ "لَا تَشْرَبُوْا اِلَّا فِيْمَا اَوْكَيْتُمْ عَلَيْهِ". قَالَ فَلَبِثَ بِذٰلِكَ مَا شَآءَ اللّٰهُ اَنْ يَّلْبَثَ ثُمَّ رَجَعَ عَلَيْهِمْ فَاِذَا هُمْ قَدْ اَصَابَهُمْ وَبَاءٌ وَّاصْفَرُّوْا. قَالَ "مَا لِيْ اَرَاكُمْ قَدْ هَلَكْتُمْ". قَالُوْا يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اَرْضُنَا وَبِيْئَةٌ وَّحَرَّمْتَ عَلَيْنَا اِلَّا مَا اَوْكَيْنَا عَلَيْهِ. قَالَ "اشْرَبُوْا وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ".

☆☆ عبداللہ بن بریدہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کہیں تشریف لے جا رہے تھے۔ اسی دوران آپ کا گزر کسی آبادی کے پاس سے ہوا۔ آپ نے وہاں لوگوں کے شور وغوغا کی آواز سنی' تو دریافت کیا: یہ آوازیں کس وجہ سے ہیں؟ لوگوں نے عرض کی: اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں نے کوئی مخصوص مشروب استعمال کیا ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو بلوایا تو آپ نے دریافت کیا: تم لوگ کس چیز میں نبیذ تیار کرتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا: ہم نقیر اور دباء میں نبیذ تیار کرتے ہیں' ہمارے پاس اور برتن نہیں ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم صرف وہ مشروب پیؤ جسے تم نے بند منہ والے (مشکیزے میں) تیار کیا ہو۔

راوی کہتے ہیں: پھر کچھ عرصہ گزر گیا' جتنا اللہ کو منظور تھا' اس کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا پھر وہاں سے گزر ہوا' تو ان لوگوں کو وباء نے اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا اور ان کے رنگ زرد ہو چکے تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: کیا وجہ ہے کہ میں دیکھ رہا ہوں تم لوگ خاصے کمزور ہو چکے ہو؟ ان لوگوں نے عرض کی: اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہماری سرزمین وبائی زمین ہے اور آپ نے ہمارے لیے بند منہ والے مشکیزے کے علاوہ ہر طرح کا مشروب حرام قرار دے دیا ہے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم (جس طرح کے برتن میں چاہو) پیؤ البتہ ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔

5670-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (1973) .

5671-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (1991) .

5672 - اَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلاَنَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ الْحَفَرِيُّ وَاَبُوْ اَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا نَهٰى عَنِ الظُّرُوْفِ شَكَتِ الْاَنْصَارُ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَيْسَ لَنَا وِعَاءٌ . فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "فَلاَ اِذًا" .

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مخصوص برتنوں سے منع کر دیا' تو انصار نے یہ شکایت کی انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہمارے پاس مشکیزے نہیں ہیں' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (پھر یہ ممانعت) نہیں ہے۔

41 - باب مَنْزِلَةِ الْخَمْرِ .

یہ باب ہے کہ شراب کی حیثیت

5673 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ اُتِىَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ اُسْرِىَ بِهٖ بِقَدَحَيْنِ مِنْ خَمْرٍ وَّلَبَنٍ فَنَظَرَ اِلَيْهِمَا فَاَخَذَ اللَّبَنَ فَقَالَ لَهٗ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلاَمُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ هَدَاكَ لِلْفِطْرَةِ لَوْ اَخَذْتَ الْخَمْرَ غَوَتْ اُمَّتُكَ .

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جس رات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کروائی گئی اس رات آپ کی خدمت میں دو پیالے پیش کیے گئے۔ ایک شراب کا تھا اور ایک دودھ کا تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کو دیکھا' پھر آپ نے دودھ کو حاصل کر لیا' تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ کی خدمت میں گزارش کی' ہر طرح کی حمد اللہ تعالیٰ کے لئے ہے مخصوص ہے' جس نے آپ کی فطرت کی طرف رہنمائی کی' اگر آپ شراب حاصل کر لیتے تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی۔

5674 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى عَنْ خَالِدٍ - وَهُوَ ابْنُ الْحَارِثِ - عَنْ شُعْبَةَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا بَكْرِ بْنَ حَفْصٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ ابْنَ مُحَيْرِيْزٍ يُحَدِّثُ عَنْ رَجُلٍ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "يَشْرَبُ نَاسٌ مِّنْ اُمَّتِى الْخَمْرَ يُسَمُّوْنَهَا بِغَيْرِ اسْمِهَا" .

☆☆ ابن محیریز' ایک صحابی کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''میری امت کے کچھ لوگ شراب پئیں گے اور وہ اس کا نام دوسرا رکھ لیں گے''۔

42 - باب ذِكْرِ الرِّوَايَاتِ الْمُغَلَّظَاتِ فِىْ شُرْبِ الْخَمْرِ

یہ باب ہے کہ ان روایات کا تذکرہ جن میں شراب پینے کی شدید حرمت کا تذکرہ ہے

5672-اخرجه البخاري في الاشربة، باب ترخيص النبي صلى الله عليه وسلم في الاوعية و الظروف بعد النهي (الحديث 5592) و اخرجه ابو داؤد في الاشربة، باب في الاوعية (الحديث 3699) و اخرجه الترمذي في الاشربة، باب ما جاء في الرخصة ان ينبذ في الظروف (الحديث 1870) . تحفة الاشراف (2240) .

5673-اخرجه البخاري في التفسير، باب (اسرى بعبده ليلا من المسجد الحرام) (الحديث 4709) و اخرجه مسلم في الاشربة، باب جواز شرب اللبن (الحديث 92) . و الحديث عند : البخاري في الاشربة، باب شرب اللبن (الحديث 5603) . تحفة الاشراف (13323)

5675 - اَخْبَرَنَا عِيْسَى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ اَنْبَانَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِىْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا يَزْنِى الزَّانِىْ حِيْنَ يَزْنِىْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَّلَا يَشْرَبُ الْخَمْرَ شَارِبُهَا حِيْنَ يَشْرَبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَّلَا يَسْرِقُ السَّارِقُ حِيْنَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَّلَا يَنْتَهِبُ نُهْبَةً يَرْفَعُ النَّاسُ اِلَيْهِ فِيْهَا اَبْصَارَهُمْ حِيْنَ يَنْتَهِبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ".

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''زنا کرنے والا' زنا کرتے ہوئے مومن نہیں رہتا' شراب پینے والا' شراب پیتے ہوئے مومن نہیں رہتا' چوری کرنے والا' چوری کرتے ہوئے مومن نہیں رہتا' ڈاکہ ڈالنے والا' ڈاکہ ڈالتے ہوئے مومن نہیں رہتا' جبکہ لوگ اس کی طرف دیکھ بھی رہے ہوں' جب وہ ڈاکہ ڈال رہا ہو''۔

5676 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنِ الْاَوْزَاعِىِّ عَنِ الزُّهْرِىِّ قَالَ حَدَّثَنِىْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَاَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَاَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ كُلُّهُمْ حَدَّثُوْنِىْ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا يَزْنِى الزَّانِىْ حِيْنَ يَزْنِىْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَّلَا يَسْرِقُ السَّارِقُ حِيْنَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَّلَا يَشْرَبُ الْخَمْرَ حِيْنَ يَشْرَبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَّلَا يَنْتَهِبُ نُهْبَةً ذَاتَ شَرَفٍ يَّرْفَعُ الْمُسْلِمُوْنَ اِلَيْهِ اَبْصَارَهُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ".

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''زنا کرنے والا' زنا کرتے ہوئے مومن نہیں رہتا' چوری کرنے والا' چوری کرتے ہوئے مومن نہیں رہتا' شراب پینے والا' شراب پیتے ہوئے مومن نہیں رہتا' اور ڈاکہ ڈالنے والا شخص' جب وہ کسی قیمتی چیز پر ڈاکہ ڈال رہا ہو اور مسلمان اس کی طرف دیکھ رہے ہوں' تو وہ اس وقت مومن نہیں رہتا''۔

5677 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَانَا جَرِيْرٌ عَنْ مُغِيْرَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِىْ نُعْمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَنَفَرٍ مِّنْ اَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوْا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فَاجْلِدُوْهُ ثُمَّ اِنْ شَرِبَ فَاجْلِدُوْهُ ثُمَّ اِنْ شَرِبَ فَاجْلِدُوْهُ ثُمَّ اِنْ شَرِبَ فَاقْتُلُوْهُ".

☆☆ عبدالرحمٰن بن ابونعم نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور صحابہ کرام کی ایک جماعت کے حوالے سے یہ بات نقل کی

5674-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (15617) .

5675-اخرجه البخاري في المظالم، باب النهي بغير اذن صاحبه (الحديث 2475)، و في الحدود، باب ما يحذر من الحدود (الحديث 6772) واخرجه مسلم في الايمان، باب بيان نقصان الايمان بالمعاصي و نفيه عن المتلبس بالمعصية على ارادة نفي كماله (الحديث 101 و 102) و اخرجه النسائي في الاشربة، ذكر الروايات المغلظات في شرب الخمر (الحديث 5676) . و اخرجه ابن ماجه في الفتن، باب النهي عن النهبة (الحديث 3936) . تحفة الاشراف (13191 و 14863) .

5676-تقدم (الحديث 5675) .

5677-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (4301)

ہے نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:
''جو شخص شراب پئے اسے کوڑے لگاؤ پھر اگر وہ پئے پھر کوڑے لگاؤ پھر اگر وہ پئے پھر کوڑے لگاؤ پھر وہ اگر پئے تو اسے کوڑے لگاؤ پھر وہ اگر پئے تو اسے قتل کر دو''۔

5678 – اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِىْ ذِئْبٍ عَنْ خَالِهِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اِذَا سَكِرَ فَاجْلِدُوْهُ ثُمَّ اِنْ سَكِرَ فَاجْلِدُوْهُ ثُمَّ اِنْ سَكِرَ فَاجْلِدُوْهُ" . ثُمَّ قَالَ فِى الرَّابِعَةِ "فَاضْرِبُوْا عُنُقَهُ" .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:
''جب کوئی شخص نشہ کرلے' تو اسے کوڑے لگاؤ۔ پھر اگر وہ نشہ کرے' تو اسے کوڑے لگاؤ' پھر اگر وہ نشہ کرے تو اسے کوڑے لگاؤ' پھر آپ نے چوتھی مرتبہ ارشاد فرمایا: پھر تم اس کی گردن اڑا دو''۔

5679 – اَخْبَرَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى عَنِ ابْنِ فُضَيْلٍ عَنْ وَّائِلٍ اَبِىْ بَكْرٍ عَنْ اَبِىْ بُرْدَةَ بْنِ اَبِىْ مُوْسٰى عَنْ اَبِيْهِ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ مَا اُبَالِىْ شَرِبْتُ الْخَمْرَ اَوْ عَبَدْتُ هٰذِهِ السَّارِيَةَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ .

☆☆ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں اس بارے میں کوئی فرق نہیں کرتا کہ میں نے شراب پی ہو' یا میں نے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر اس ستون کی عبادت کی ہو (یعنی شراب' بت پرستی جتنا بڑا جرم ہے)

43 - باب ذِكْرِ الرِّوَايَةِ الْمُبَيِّنَةِ عَنْ صَلَوَاتِ شَارِبِ الْخَمْرِ .

یہ باب ہے کہ ان روایات کا تذکرہ جن میں شراب پینے والے شخص کی نمازوں کا حکم بیان کیا گیا ہے

5680 – اَخْبَرَنَا عَلِىُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عُثْمَانُ بْنُ حِصْنِ بْنِ عَلَّاقٍ - دِمَشْقِىٌّ - قَالَ حَدَّثَنَا عُرْوَةُ بْنُ رُوَيْمٍ اَنَّ ابْنَ الدَّيْلَمِىِّ رَكِبَ يَطْلُبُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ ابْنُ الدَّيْلَمِىِّ فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ فَقُلْتُ هَلْ سَمِعْتَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ شَاْنَ الْخَمْرِ بِشَىْءٍ فَقَالَ نَعَمْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "لَا يَشْرَبُ الْخَمْرَ رَجُلٌ مِّنْ اُمَّتِىْ فَيَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْهُ صَلَاةً اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا" .

☆☆ عروہ بن رویم بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ ابن دیلمی سوار ہوئے وہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی تلاش میں تھے ابن

5678-اخرجه ابو داؤد في الحدود، باب اذا تتابع في شرب الخمر (الحديث 4484) . واخرجه ابن ماجه في الحدود، باب من شرب الخمر مرارًا (الحديث 2572) . تحفة الاشراف (14948) .

5679-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (9132) .

5680-اخرجه النسائي في الاشربة، توبة شارب الخمر (الحديث 5686) مطولًا و اخرجه ابن ماجه في الاشربة، باب من شرب الخمر لم تقبل له صلاة (الحديث 3377) مطولًا . تحفة الاشراف (8843) .

دیلمی کہتے ہیں: میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے کہا: اے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما! کیا آپ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو شراب کے بارے میں کوئی چیز بیان کرتے ہوئے سنا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں! میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

''میری امت کا جو بھی شخص شراب پئے گا' تو اللہ تعالیٰ چالیس دن تک اس کی نماز قبول نہیں کرے گا''۔

5681 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا خَلَفٌ - يَعْنِي ابْنَ خَلِيفَةَ - عَنْ مَنْصُورِ بْنِ زَاذَانَ عَنِ الْحَكَمِ بْنِ عُتَيْبَةَ عَنْ اَبِي وَائِلٍ عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ الْقَاضِي اِذَا اَكَلَ الْهَدِيَّةَ فَقَدْ اَكَلَ السُّحْتَ وَاِذَا قَبِلَ الرِّشْوَةَ بَلَغَتْ بِهِ الْكُفْرَ . وَقَالَ مَسْرُوقٌ مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فَقَدْ كَفَرَ وَكُفْرُهُ اَنْ لَيْسَ لَهُ صَلَاةٌ .

☆☆ حکم بن عتیبہ، ابووائل کے حوالے سے مسروق کا یہ بیان نقل کرتے ہیں:

''جب قاضی تحفہ لے تو وہ حرام کھاتا ہے اور جب وہ رشوت قبول کرتا ہے تو وہ اس کے ذریعے کفر تک پہنچ جاتا ہے''۔

مسروق کہتے ہیں: جو شخص شراب پیتا ہے' وہ کفر کرتا ہے اور اس کا کفر یہ ہے کہ اس کی نماز نہیں ہوتی۔

44 - باب ذِكْرِ الْاٰثَامِ الْمُتَوَلِّدَةِ عَنْ شُرْبِ الْخَمْرِ مِنْ تَرْكِ الصَّلَوَاتِ وَمِنْ قَتْلِ النَّفْسِ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ وَمِنْ وُقُوعٍ عَلَى الْمَحَارِمِ .

یہ باب ہے کہ ان گناہوں کا تذکرہ جو شراب پینے کی صورت میں جنم لیتے ہیں' جس میں نماز کو ترک کرنا اور کسی کو ناحق طور پر قتل کرنا اور حرام کا ارتکاب کرنا شامل ہے

5682 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ اَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ اجْتَنِبُوا الْخَمْرَ فَاِنَّهَا اُمُّ الْخَبَائِثِ اِنَّهُ كَانَ رَجُلٌ مِمَّنْ خَلَا قَبْلَكُمْ تَعَبَّدَ فَعَلِقَتْهُ امْرَاَةٌ غَوِيَّةٌ فَاَرْسَلَتْ اِلَيْهِ جَارِيَتَهَا فَقَالَتْ لَهُ اِنَّا نَدْعُوكَ لِلشَّهَادَةِ فَانْطَلَقَ مَعَ جَارِيَتِهَا فَطَفِقَتْ كُلَّمَا دَخَلَ بَابًا اَغْلَقَتْهُ دُوْنَهُ حَتّٰى اَفْضٰى اِلَى امْرَاَةٍ وَّضِيئَةٍ عِنْدَهَا غُلَامٌ وَّبَاطِيَةُ خَمْرٍ فَقَالَتْ اِنِّيْ وَاللّٰهِ مَا دَعَوْتُكَ لِلشَّهَادَةِ وَلٰكِنْ دَعَوْتُكَ لِتَقَعَ عَلَيَّ اَوْ تَشْرَبَ مِنْ هٰذِهِ الْخَمْرَةِ كَاْسًا اَوْ تَقْتُلَ هٰذَا الْغُلَامَ .

قَالَ فَاسْقِينِيْ مِنْ هٰذَا الْخَمْرِ كَاْسًا فَسَقَتْهُ كَاْسًا . قَالَ زِيْدُوْنِيْ فَلَمْ يَرِمْ حَتّٰى وَقَعَ عَلَيْهَا وَقَتَلَ النَّفْسَ فَاجْتَنِبُوا الْخَمْرَ فَاِنَّهَا وَاللّٰهِ لَا يَجْتَمِعُ الْاِيْمَانُ وَاِدْمَانُ الْخَمْرِ اِلَّا لَيُوْشِكُ اَنْ يُخْرِجَ اَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ .

☆☆ ابوبکر بن عبدالرحمٰن اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا:

5681-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (19433) .

5682-انفرد به النسائي، و سياتي في الاشربة، ذكر الاثام المتولدة عن شرب الخمر من ترك الصلوات و من قتل النفس التي حرم الله و من وقوع على المحارم (الحديث 5683) . تحفة الاشراف (9822) .

شراب سے بچو' کیونکہ یہ تمام گناہوں کی جڑ ہے' تم سے پہلے کے زمانے میں جو لوگ گزر چکے ہیں' ان میں ایک عبادت گزار شخص تھا' ایک فاحشہ عورت اس کی محبت میں گرفتار ہو گئی' اس عورت نے اپنی کنیز کو اس کی طرف بھیجا اور یہ پیغام دیا کہ ہم گواہی کے سلسلے میں تمہیں دعوت دیتے ہیں' وہ نیک شخص اس کنیز کے ساتھ چلا گیا۔ جب اس نے ایک دروازہ کھولا' تو کنیز نے اس کے پیچھے سے دروازہ بند کر دیا' یہاں تک کہ وہ نیک شخص اس خوبصورت عورت تک پہنچ گیا' اس عورت کے پاس ایک بچہ بھی موجود تھا اور شراب کا برتن بھی تھا' اس عورت نے کہا: اللہ کی قسم! میں نے تمہیں گواہی دینے کے لئے نہیں بلایا' بلکہ میں نے تمہیں اس لیے بلایا ہے' یا تو تم میری خواہش پوری کر دو' یا شراب پی لو' یا اس بچے کو قتل کر دو' تو اس نیک شخص نے کہا: مجھے شراب پلا دو۔ اس عورت نے اسے ایک پیالہ پلا دیا۔ اس نے کہا: مجھے اور پلاؤ' اس کی یہی حالت رہی' یہاں تک کہ اس شخص نے اس عورت کے ساتھ گناہ بھی کر لیا اور بچے کو قتل بھی کر دیا۔

5683 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ - يَعْنِىْ ابْنَ الْمُبَارَكِ - عَنْ يُوْنُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِىْ اَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ اَنَّ اَبَاهُ قَالَ سَمِعْتُ عُثْمَانَ يَقُوْلُ اجْتَنِبُوا الْخَمْرَ فَاِنَّهَا اُمُّ الْخَبَائِثِ فَاِنَّهُ كَانَ رَجُلٌ مِمَّنْ خَلَا قَبْلَكُمْ يَتَعَبَّدُ وَيَعْتَزِلُ النَّاسَ فَذَكَرَ مِثْلَهُ قَالَ فَاجْتَنِبُوا الْخَمْرَ فَاِنَّهُ وَاللّٰهِ لَا يَجْتَمِعُ وَالْاِيْمَانُ اَبَدًا اِلَّا يُوْشِكُ اَحَدُهُمَا اَنْ يُخْرِجَ صَاحِبَهُ .

★★ (حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:) تم شراب سے بچو! اللہ کی قسم! ایمان اور مستقل شراب نوشی اکٹھے نہیں ہو سکتے۔ اس بات کا امکان موجود ہے کہ ان میں سے کوئی ایک دوسرے کو باہر نکال دے۔

ایک روایت میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے یہ الفاظ منقول ہیں: شراب سے بچو' کیونکہ یہ تمام گناہوں کی جڑ ہے' تم سے پہلے جو لوگ گزر چکے ہیں' ان میں سے ایک شخص تھا' جو عبادت گزار تھا اور لوگوں سے الگ رہتا تھا' اس کے بعد حسب سابق واقعہ بیان کیا گیا ہے' جس میں یہ الفاظ ہیں: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم شراب سے بچو! اللہ کی قسم! شراب اور ایمان اکٹھے نہیں رہ سکتے اور اس بات کا امکان موجود ہے کہ ان میں سے کوئی ایک دوسرے کو نکال دے۔

5684 - اَخْبَرَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا سُرَيْجُ بْنُ يُوْنُسَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنِ الْعَلَاءِ - وَهُوَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ - عَنْ فُضَيْلٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فَلَمْ يَنْتَشِ لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلَاةٌ مَادَامَ فِىْ جَوْفِهِ اَوْ عُرُوْقِهِ مِنْهَا شَىْءٌ وَاِنْ مَاتَ مَاتَ كَافِرًا وَاِنِ انْتَشٰى لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلَاةٌ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً وَاِنْ مَاتَ فِيْهَا مَاتَ كَافِرًا . خَالَفَهُ يَزِيْدُ بْنُ اَبِىْ زِيَادٍ .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

"جو شخص شراب پیے اور اسے نشہ نہ ہو تو اس کی نماز اس وقت تک قبول نہیں ہوگی' جب تک وہ شراب اس کے پیٹ میں یا اس

5683-تقدم في الاشربة، ذكر الآثام المتولدة عن شرب الخمر من ترك الصلوات و من قتل النفس التي حرم الله و من وقوع على المحارم (الحديث 5682).

5684-[illegible] (7401)

کی رگوں میں موجود رہے گی اگر وہ مر جائیگا تو وہ کافر ہونے کے عالم میں مرے گا' اور اگر اسے نشہ ہو گیا' تو پھر اس کی نماز چالیس دن تک قبول نہیں ہوگی' اگر وہ اس دوران مر گیا' تو کافر ہونے کے عالم میں مرے گا۔

یزید بن ابوزیاد نے اس کے برخلاف روایت نقل کی ہے (جو درج ذیل ہے)

5685 - اَخْبَرَنِىْ مُحَمَّدُ بْنُ اٰدَمَ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنْ عَبْدِ الرَّحِيمِ عَنْ يَزِيْدَ ح وَاَنْبَاَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِىْ زِيَادٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ اٰدَمَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فَجَعَلَهَا فِىْ بَطْنِهٖ لَمْ يَقْبَلِ اللّٰهُ مِنْهُ صَلَاةً سَبْعًا اِنْ مَاتَ فِيْهَا" . وَقَالَ ابْنُ اٰدَمَ "فِيْهِنَّ مَاتَ كَافِرًا فَاِنْ اَذْهَبَتْ عَقْلَهٗ عَنْ شَىْءٍ مِّنَ الْفَرَائِضِ" . وَقَالَ ابْنُ اٰدَمَ "الْقُرْاٰنِ لَمْ تُقْبَلْ لَهٗ صَلَاةٌ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا اِنْ مَاتَ فِيْهَا" . وَقَالَ ابْنُ اٰدَمَ "فِيْهِنَّ مَاتَ كَافِرًا" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''جو شخص شراب پیئے اور اسے اپنے پیٹ میں ڈال لے تو اللہ تعالیٰ سات دن تک اس کی نماز کو قبول نہیں کرے گا' اگر وہ اس دوران مر گیا (یہاں ایک راوی نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں) ان دنوں میں مر گیا' تو وہ کافر ہونے کے عالم میں مرے گا اور اگر اس کی عقل فرائض کے حوالے سے کسی چیز سے رخصت ہوگئی (یہاں ایک راوی نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں) قرآن کے حوالے سے رخصت ہوگئی' تو چالیس دن تک اس کی نماز قبول نہیں ہوگی' اگر وہ اس دوران مر گیا (تو ایک راوی نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں:) تو وہ اس دوران کافر ہونے کے عالم میں مرے گا''۔

45 - باب تَوْبَةِ شَارِبِ الْخَمْرِ .

یہ باب ہے کہ شراب پینے والے کا توبہ کرنا

5686 - اَخْبَرَنَا الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ دِيْنَارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا اَبُوْ اِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِىُّ قَالَ حَدَّثَنِىْ رَبِيْعَةُ بْنُ يَزِيْدَ ح وَاَخْبَرَنِىْ عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ بَقِيَّةَ عَنْ اَبِىْ عَمْرٍو - وَهُوَ الْاَوْزَاعِىُّ - عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الدَّيْلَمِىِّ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ وَهُوَ فِىْ حَائِطٍ لَّهٗ بِالطَّائِفِ يُقَالُ لَهُ الْوَهْطُ وَهُوَ مُخَاصِرٌ فَتًى مِّنْ قُرَيْشٍ يُزَنُّ ذٰلِكَ الْفَتٰى بِشُرْبِ الْخَمْرِ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ شَرْبَةً لَمْ تُقْبَلْ لَهٗ تَوْبَةٌ اَرْبَعِيْنَ صَبَاحًا فَاِنْ تَابَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فَاِنْ عَادَ لَمْ تُقْبَلْ تَوْبَتُهٗ اَرْبَعِيْنَ صَبَاحًا فَاِنْ تَابَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فَاِنْ عَادَ كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ

5685-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (8921) .

5686-اخرجه ابن ماجه في الاشربة، باب من شرب الخمر لم تقبل له صلاة (الحديث 3377) . والحديث عند النسائي في الاشربة، ذكر الرواية المبينة عن صلوات شارب الخمر (الحديث 5680) . تحفة الاشراف (8843) .

اَنْ يَّسْقِيَهُ مِنْ طِيْنَةِ الْخَبَالِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ". اَللَّفْظُ لِعَمْرٍو .

☆☆ عبداللہ بن دیلمی بیان کرتے ہیں: میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا' وہ اس وقت طائف میں اپنے ایک باغ میں موجود تھے' جس کا نام وہط تھا۔ انہوں نے قریش کے ایک نوجوان کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا اور وہ دونوں ایک دوسرے کے ساتھ مل کر چل رہے تھے۔ اس نوجوان پر یہ الزام عائد کیا گیا تھا کہ اس نے شراب پی ہوئی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

''جو شخص ایک مرتبہ شراب پی لے' تو چالیس دن تک اس کی توبہ قبول نہیں ہوگی' پھر اگر وہ توبہ کر لے' تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کر لے گا' اگر وہ پھر ایسا ہی کرتا ہے' تو چالیس دن تک اس کی توبہ قبول نہیں ہوگی' پھر اگر اس نے توبہ کر لی' تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کر لے گا' پھر اگر اس نے اسی طرح کیا' تو چالیس دن تک اس کی توبہ نہیں ہوگی' اگر اس نے توبہ کر لی' تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کر لے گا' پھر اگر اس نے یہ عمل کیا' تو اللہ تعالیٰ کا یہ حق ہے کہ اسے قیامت کے دن طینۃ الخبال پلائے۔

روایت کے یہ الفاظ عمرو بن عثمان رضی اللہ عنہ کے نقل کردہ ہیں: طینۃ الخبال

5687 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ وَّالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَآئَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنِىْ مَالِكٌ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فِى الدُّنْيَا ثُمَّ لَمْ يَتُبْ مِنْهَا حُرِمَهَا فِى الْاٰخِرَةِ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

''جو شخص دنیا میں شراب پیئے اور پھر اس سے توبہ نہ کرے' تو وہ آخرت میں اس سے محروم رہے گا''۔

46 - باب الرِّوَايَةِ فِى الْمُدْمِنِيْنَ فِى الْخَمْرِ .

یہ باب ہے کہ باقاعدگی سے شراب پینے والوں کے بارے میں روایت

5688 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ اَبِى الْجَعْدِ عَنْ نُبَيْطٍ عَنْ جَابَانَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنَّانٌ وَّلَا عَاقٌّ وَّلَا مُدْمِنُ خَمْرٍ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''ایسا شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا' جو احسان جتانے والا ہو' یا والدین کی نافرمانی کرنے والا ہو' یا باقاعدگی سے شراب پینے والا ہو''۔

5687-اخرجه البخاري في الاشربة، باب قول الله تعالى (انما الخمر و الميسر و الانصاب و الازلام رجس من عمل الشيطان فاجتنبوه لعلكم تفلحون) (الحديث 5575) و اخرجه مسلم في الاشربة، باب عقوبة من شرب الخمر اذا لم يتب منها بمنعه اياها في الآخرة (الحديث 76 و 77) . تحفة الاشراف (8359) .

5688-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (8612) .

5689 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فِي الدُّنْيَا فَمَاتَ وَهُوَ يُدْمِنُهَا لَمْ يَتُبْ مِنْهَا لَمْ يَشْرَبْهَا فِي الْاٰخِرَةِ".

☆☆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:
''جو شخص دنیا میں شراب پیئے اور مر جائے اور وہ باقاعدگی سے اسے پیتا رہا ہو اور اس نے اس سے توبہ نہ کی ہو تو وہ آخرت میں اسے نہیں پیئے گا''۔

5690 - اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ دُرُسْتَ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فِي الدُّنْيَا فَمَاتَ وَهُوَ يُدْمِنُهَا لَمْ يَشْرَبْهَا فِي الْاٰخِرَةِ".

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:
''جو شخص دنیا میں شراب پیئے اور اسی عالم میں مر جائے کہ وہ باقاعدگی سے اسے پیتا ہو تو وہ آخرت میں اسے نہیں پیئے گا''۔

5691 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ يَحْيَى عَنِ الضَّحَّاكِ قَالَ مَنْ مَاتَ مُدْمِنًا لِّلْخَمْرِ نُضِحَ فِي وَجْهِهٖ بِالْحَمِيْمِ حِيْنَ يُفَارِقُ الدُّنْيَا.

☆☆ ضحاک بیان کرتے ہیں: جو شخص باقاعدگی سے شراب پیتے ہوئے مر جائے تو جب وہ دنیا سے جدا ہوگا تو اس کے منہ پر کھولتا ہوا پانی ڈالا جائیگا۔

47 - باب تَغْرِيْبِ شَارِبِ الْخَمْرِ.

یہ باب ہے کہ شراب پینے والے کو جلاوطن کر دینا

5692 - اَخْبَرَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلَى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ غَرَّبَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ رَبِيْعَةَ بْنَ اُمَيَّةَ فِي الْخَمْرِ اِلٰى خَيْبَرَ فَلَحِقَ بِهِرَقْلَ فَتَنَصَّرَ فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لَا اُغَرِّبُ بَعْدَهٗ مُسْلِمًا.

5689-اخرجه مسلم في الاشربة، باب بيان ان كل مسكر خمر وان كل خمر حرام (الحديث 73) مطولاً و اخرجه ابو داؤد في الاشربة، باب النهي عن المسكر (الحديث 3679) مطولاً . و اخرجه الترمذي في الاشربة، باب ما جاء في شارب الخمر (الحديث 1861) مطولاً و اخرجه النسائي في الاشربة، الرواية في المدمنين في الخمر (الحديث 5690) و الحديث عند النسائي في الاشربة، اثبات اسم الخمر لكل مسكر من الاشربة (الحديث 5598 و 5599 و 5600 و 5601) . تحفة الاشراف (7516) .

5690-تقدم (الحديث 5689) .

5691-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (18823) .

5692-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (10453) .

☆☆ سعید بن مسیب بیان کرتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ربیعہ بن امیہ کو شراب پینے کی وجہ سے خیبر کی طرف جلاوطن کر دیا تھا' وہ ہرقل سے جا کر مل گیا اور عیسائی ہو گیا' تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آج کے بعد میں کسی مسلمان کو جلاوطن نہیں کروں گا۔

48 - باب ذِكْرِ الْاَخْبَارِ الَّتِیْ اعْتَلَّ بِهَا مَنْ اَبَاحَ شَرَابَ الْمُسْكِرِ .

یہ باب ہے کہ ان روایات کا تذکرہ' جن کے ذریعے اس شخص نے استدلال کیا ہے جس نے نشہ آور چیز پینے کو مباح قرار دیا ہے

5693 - اَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِیِّ عَنْ اَبِی الْاَحْوَصِ عَنْ سِمَاكٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِیْ بُرْدَةَ بْنِ نِيَارٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اشْرَبُوْا فِی الظُّرُوْفِ وَلَا تَسْكَرُوْا" .

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَهٰذَا حَدِيْثٌ مُّنْكَرٌ غَلِطَ فِيْهِ اَبُو الْاَحْوَصِ سَلَّامُ بْنُ سُلَيْمٍ لَا نَعْلَمُ اَنَّ اَحَدًا تَابَعَهٗ عَلَيْهِ مِنْ اَصْحَابِ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ وَّسِمَاكٌ لَيْسَ بِالْقَوِیِّ وَكَانَ يَقْبَلُ التَّلْقِيْنَ . قَالَ اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ كَانَ اَبُو الْاَحْوَصِ يُخْطِءُ فِیْ هٰذَا الْحَدِيْثِ . خَالَفَهٗ شَرِيْكٌ فِیْ اِسْنَادِهٖ وَفِیْ لَفْظِهٖ .

☆☆ حضرت ابوبردہ بن نیار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''برتنوں میں پی لو' البتہ نشے کی حد تک نہ پہنچو''۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: یہ روایت منکر ہے' اس میں ابواحوص سلام بن سلیم نامی راوی نے غلطی کی ہے' ہمیں نہیں معلوم کہ سماک بن حرب کے شاگردوں میں سے کسی نے اس حوالے سے اس کی متابعت کی ہو' اور سماک نامی راوی بھی قوی نہیں ہے' وہ تلقین کو قبول کرتا تھا۔

امام احمد بن حنبل کہتے ہیں: ابواحوص نامی راوی نے اس روایت میں غلطی کی ہے' شریک نے اس روایت کی سند اور اس کے الفاظ میں اس کے برخلاف نقل کیا ہے (جو درج ذیل ہے)

5694 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ قَالَ اَنْبَاَنَا شَرِيْكٌ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالنَّقِيْرِ وَالْمُزَفَّتِ . خَالَفَهٗ اَبُوْ

5693-انفرد به النسائي . و سياتي في الاشربة، ذكر الاخبار التي اعتل بها من اباح شراب المسكر (الحديث 5695) . تحفة الاشراف (11723) .

5694-اخرجه مسلم في الجنائز، باب استئذان النبي صلى الله عليه وسلم ربه عزوجل في زيارة قبر امه (الحديث 106 م) مطولا . و في الاضاحي، باب بيان ما كان من النهي عن اكل لحوم الاضاحي بعد ثلاث في اول الاسلام و بيان نسخه و اباحته الى متى شاء (الحديث 37م) مطولا . و في الاشربة، باب النهي عن الانتباذ في المزفت و الدباء و الحنتم و النقير و بيان انه منسوخ و انه اليوم حلال ما لم يصر مسكرًا (الحديث 64) و اخرجه الترمذي في الاشربة، باب ما جاء في الرخصة ان ينبذ في الظروف (الحديث 1869) . و اخرجه ابن ماجه في الاشربة، باب ما رخص فيه من ذلك (الحديث 3405) . و الحديث عند الترمذي في الجنائز باب ما جاء في الرخصة في زيارة القبور (الحديث 1054) . و في الاضاحي، باب ما جاء في الرخصة في اكلها بعد ثلاث (الحديث 1510) . تحفة الاشراف (1932) .

عَوَانَةَ .

☆☆ ابن بریدہ اپنے والد کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں:
نبی اکرم ﷺ نے دباء حنتم 'نقیر اور مزفت سے منع کیا ہے۔
ابوعوانہ نے اس کے برخلاف نقل کیا ہے (جو درج ذیل ہے)

5695 - اَخْبَرَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ اَنْبَاَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ حَجَّاجٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ قُرْصَافَةَ - امْرَاَةٌ مِّنْهُمْ - عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتِ اشْرَبُوْا وَلَا تَسْكَرُوْا .

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَهٰذَا اَيْضًا غَيْرُ ثَابِتٍ وَّقُرْصَافَةُ هٰذِهٖ لَا نَدْرِیْ مَنْ هِيَ وَالْمَشْهُوْرُ عَنْ عَآئِشَةَ خِلَافُ مَا رَوَتْ عَنْهَا قُرْصَافَةُ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:
"تم شراب پیو اور نشے کی حد تک نہ پہنچو"۔
امام نسائی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: یہ روایت بھی ثابت شدہ نہیں ہے' کیونکہ قرصافہ نامی خاتون کے بارے میں ہم نہیں جانتے کہ یہ کون ہے؟ اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مشہور طور پر قرصافہ کے برخلاف منقول ہے۔

5696 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ قُدَامَةَ الْعَامِرِيِّ اَنَّ جَسْرَةَ بِنْتَ دَجَاجَةَ الْعَامِرِيَّةَ حَدَّثَتْهُ قَالَتْ سَمِعْتُ عَآئِشَةَ سَاَلَهَا اُنَاسٌ كُلُّهُمْ يَسْاَلُ عَنِ النَّبِيْذِ يَقُوْلُ نَنْبِذُ التَّمْرَ غُدْوَةً وَّنَشْرَبُهُ عَشِيًّا وَّنَنْبِذُهُ عَشِيًّا وَّنَشْرَبُهُ غُدْوَةً . قَالَتْ لَا اُحِلُّ مُسْكِرًا وَّاِنْ كَانَ خُبْزًا وَّاِنْ كَانَتْ مَآءً . قَالَتْهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں یہ بات منقول ہے: کچھ لوگوں نے ان سے دریافت کیا' انہوں نے ان سے نبیذ کے بارے میں دریافت کیا' تو انہوں نے یہ بتایا: ہم کھجور کی نبیذ صبح کے وقت تیار کرتے ہیں اور شام کے وقت پی لیتے ہیں' یا شام کے وقت تیار کرتے ہیں' تو صبح کے وقت پی لیتے ہیں' تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں کسی نشہ آور چیز کو حلال قرار نہیں دیتی' خواہ وہ روٹی ہی کیوں نہ ہو' یا وہ پانی ہی کیوں نہ ہو۔ یہ بات سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے تین مرتبہ ارشاد فرمائی۔

5697 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ حَدَّثَتْنَا كَرِيْمَةُ بِنْتُ هَمَّامٍ اَنَّهَا سَمِعَتْ عَآئِشَةَ اُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ تَقُوْلُ نُهِيتُمْ عَنِ الدُّبَّآءِ نُهِيتُمْ عَنِ الْحَنْتَمِ نُهِيتُمْ عَنِ الْمُزَفَّتِ . ثُمَّ اَقْبَلَتْ عَلَى النِّسَآءِ فَقَالَتْ اِيَّاكُنَّ وَالْجَرَّ الْاَخْضَرَ وَاِنْ اَسْكَرَكُنَّ مَآءُ حُبِّكُنَّ فَلَا تَشْرَبْنَهُ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: تم لوگوں کو دباء سے منع کیا گیا ہے' تم لوگوں کو حنتم سے منع کیا گیا ہے۔ تم لوگوں کو مزفت سے منع کیا گیا ہے۔ پھر سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا خواتین کی طرف متوجہ ہوئیں اور فرمایا: تم سبز گھڑا استعمال کرنے سے بھی بچو

5695-تقدم (الحديث 5693) .

5696-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (17831) .

5697-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (17960) .

اوراگر تمہارے مٹکے کا پانی بھی تمہیں نشہ کردے تو تم اسے بھی نہ پیو۔

5698 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبَانُ بْنُ صَمْعَةَ قَالَ حَدَّثَتْنِي وَالِدَتِي عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا سُئِلَتْ عَنِ الْاَشْرِبَةِ فَقَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهٰى عَنْ كُلِّ مُسْكِرٍ ۔

وَاعْتَلُّوْا بِحَدِيْثِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَدَّادٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ ۔

☆☆ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں یہ بات منقول ہے: ان سے مختلف مشروبات کے بارے میں دریافت کیا گیا' تو انہوں نے بتایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر نشہ آور چیز سے منع کرتے تھے۔

ان لوگوں نے عبداللہ بن شداد کی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نقل کردہ روایت سے بھی استدلال کیا ہے۔ (جو درج ذیل ہے)

5699 - اَخْبَرَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ اَنْبَاَنَا الْقَوَارِيْرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ شُبْرُمَةَ يَذْكُرُهُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَدَّادِ بْنِ الْهَادِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ حُرِّمَتِ الْخَمْرُ قَلِيْلُهَا وَكَثِيْرُهَا وَالسُّكْرُ مِنْ كُلِّ شَرَابٍ ۔ ابْنُ شُبْرُمَةَ لَمْ يَسْمَعْهُ مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَدَّادٍ ۔

☆☆ عبداللہ بن شداد' حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ بیان نقل کرتے ہیں:

''شراب کی تھوڑی اور زیادہ مقدار کو حرام قرار دیا گیا ہے اور ہر قسم کے مشروب سے نشے کو (حرام قرار دیا گیا ہے)''

ابن شبرمہ نامی راوی نے یہ روایت عبداللہ بن شداد سے نہیں سنی ہے۔

5700 - اَخْبَرَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا سُرَيْجُ بْنُ يُوْنُسَ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنِ ابْنِ شُبْرُمَةَ قَالَ حَدَّثَنِي الثِّقَةُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَدَّادٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ حُرِّمَتِ الْخَمْرُ بِعَيْنِهَا قَلِيْلُهَا وَكَثِيْرُهَا وَالسُّكْرُ مِنْ كُلِّ شَرَابٍ ۔ خَالَفَهُ اَبُوْ عَوْنٍ مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ الثَّقَفِيُّ ۔

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: شراب کو بھی بعینہ حرام قرار دیا گیا ہے' خواہ اس کی مقدار کم ہو یا زیادہ ہو اور ہر مشروب سے نشے کو حرام قرار دیا گیا ہے۔

ابوعون محمد بن عبیداللہ ثقفی نے اس کے برخلاف نقل کیا ہے (جو درج ذیل ہے)

5701 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَكَمِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ ح وَاَنْبَاَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مِسْعَرٍ عَنْ اَبِي عَوْنٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ

5698-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (17974) .

5699-انفرد به النسائي ، و سياتي في الاشربة، ذكر الاخبار التي اعتل بها من اباح شراب السكر (الحديث 5700 و 5701 و 5702) . تحفة الاشراف (5789) .

5700-تقدم (الحديث 5699) .

5701-تقدم (الحديث 5699) .

شَدَّادٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ حُرِّمَتِ الْخَمْرُ بِعَيْنِهَا قَلِيْلُهَا وَكَثِيْرُهَا وَالسُّكْرُ مِنْ كُلِّ شَرَابٍ . لَمْ يَذْكُرِ ابْنُ الْحَكَمِ قَلِيْلُهَا وَكَثِيْرُهَا .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: شراب کو بھی بعینہ حرام قرار دیا گیا ہے خواہ اس کی مقدار تھوڑی ہو یا زیادہ ہو اور ہر ایسے مشروب سے منع کیا گیا ہے جو نشہ کردے۔

ابن حکم نامی راوی نے اس کی تھوڑی یا زیادہ مقدار کے الفاظ کا ذکر نہیں کیا۔

5702 - اَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ اَبِى الْعَبَّاسِ قَالَ حَدَّثَنَا شَرِيْكٌ عَنْ عَبَّاسِ بْنِ ذَرِيْحٍ عَنْ اَبِىْ عَوْنٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَدَّادٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ حُرِّمَتِ الْخَمْرُ قَلِيْلُهَا وَكَثِيْرُهَا وَمَا اَسْكَرَ مِنْ كُلِّ شَرَابٍ .

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَهٰذَا اَوْلٰى بِالصَّوَابِ مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ شُبْرُمَةَ وَهُشَيْمُ بْنُ بَشِيْرٍ كَانَ يُدَلِّسُ وَلَيْسَ فِىْ حَدِيْثِهِ ذِكْرُ السَّمَاعِ مِنِ ابْنِ شُبْرُمَةَ وَرِوَايَةُ اَبِىْ عَوْنٍ اَشْبَهُ بِمَا رَوَاهُ الثِّقَاتُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

''شراب کی تھوڑی اور زیادہ مقدار کو اور ہر ایسے مشروب کو جو نشہ کردے حرام قرار دیا گیا ہے''۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: ابن شبرمہ سے منقول روایت کے حوالے سے یہ روایت درست ہونے کے زیادہ لائق ہے جبکہ ہشیم بن بشیر نامی راوی تدلیس کیا کرتا تھا اس کی روایت میں ابن بشرمہ سے سماع کا تذکرہ نہیں ہے اور ابوعون کی نقل کردہ روایت ان روایات سے زیادہ مشابہت رکھتی ہے جو ثقہ راویوں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نقل کی ہیں۔

5703 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ اَبِى الْجُوَيْرِيَةِ الْجَرْمِيِّ قَالَ سَاَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ وَّهُوَ مُسْنِدٌ ظَهْرَهُ اِلَى الْكَعْبَةِ عَنِ الْبَاذَقِ فَقَالَ سَبَقَ مُحَمَّدٌ الْبَاذَقَ وَمَا اَسْكَرَ فَهُوَ حَرَامٌ . قَالَ اَنَا اَوَّلُ الْعَرَبِ سَاَلَهُ .

☆☆ ابوجویریہ جرمی بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے سوال کیا: وہ اس وقت خانہ کعبہ کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھے ہوئے تھے میں نے ان سے باذق سے (مخصوص قسم کی شراب) کے بارے میں دریافت کیا' تو انہوں نے فرمایا: باذق (کا مسئلہ سامنے آنے سے پہلے) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم (دنیا) تشریف لے گئے' (یا باذق کے بارے میں پہلے ہی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہ فیصلہ دے چکے ہیں) کہ جو چیز نشہ کردے وہ حرام ہے۔

راوی کہتے ہیں: میں وہ پہلا عرب شخص تھا جنہوں نے ان سے (باذق کے بارے میں) دریافت کیا تھا۔

5704 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا اَبُوْ عَامِرٍ وَّالنَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ وَّوَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ قَالُوْا حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا الْحَكَمِ يُحَدِّثُ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مَنْ سَرَّهُ اَنْ يُحَرِّمَ - اِنْ كَانَ مُحَرِّمًا مَا

5702-تقدم (الحديث 5699) .

5703-تقدم (الحديث 5622) .

5704-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (6321) .

حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ - فَلْيُحَرِّمِ النَّبِيْذَ ۔

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

''جو شخص اس بات کو پسند کرے وہ اس چیز کو حرام قرار دے۔ اگر وہ اس چیز کو حرام قرار دینے والا ہو جسے اللہ اور اس کے رسول نے حرام قرار دیا ہے تو وہ نبیذ کو بھی حرام قرار دے''۔

5705 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ عُيَيْنَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَجُلٌ لِابْنِ عَبَّاسٍ اِنِّيْ امْرُؤٌ مِّنْ اَهْلِ خُرَاسَانَ وَاِنَّ اَرْضَنَا اَرْضٌ بَارِدَةٌ وَّاِنَّا نَتَّخِذُ شَرَابًا نَشْرَبُهُ مِنَ الزَّبِيْبِ وَالْعِنَبِ وَغَيْرِهٖ وَقَدْ اُشْكِلَ عَلَيَّ . فَذَكَرَ لَهُ ضُرُوْبًا مِّنَ الْاَشْرِبَةِ فَاَكْثَرَ حَتّٰى ظَنَنْتُ اَنَّهُ لَمْ يَفْهَمْهُ فَقَالَ لَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ اِنَّكَ قَدْ اَكْثَرْتَ عَلَيَّ اجْتَنِبْ مَا اَسْكَرَ مِنْ تَمْرٍ اَوْ زَبِيْبٍ اَوْ غَيْرِهٖ .

☆☆ عیینہ بن عبدالرحمٰن اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا: میں خراسان سے تعلق رکھنے والا شخص ہوں ہمارا علاقہ ٹھنڈا ہے ہم وہاں ایک مشروب تیار کرتے ہیں جسے ہم کشمش اور انگور وغیرہ سے تیار کرتے ہیں (راوی کہتے ہیں:) یہاں مجھے کچھ الفاظ کے بارے میں شک ہے اس نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے سامنے مختلف طرح کے مشروبات کا ذکر کیا اور کئی مشروبات کا ذکر کیا' یہاں تک کہ میں نے یہ گمان کیا کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اس کا سوال پوری طرح سمجھ نہیں پائے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اس سے فرمایا: تم نے میرے سامنے کئی چیزوں کا ذکر کر دیا ہے تم ہر اس چیز سے اجتناب کرو جو نشہ کرتی ہے خواہ وہ کھجور کے ذریعے بنائی گئی ہو' یا کشمش کے ذریعے بنائی گئی ہو' یا کسی بھی چیز کے ذریعے بنائی گئی ہو۔

5706 - اَخْبَرَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا الْقَوَارِيْرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ نَبِيْذُ الْبُسْرِ بَحْتًا لَا يَحِلُّ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: آدھی پکی کھجوروں کی نبیذ جبکہ وہ خالص ہو تو وہ حلال نہیں ہے۔

5707 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِيْ جَمْرَةَ قَالَ كُنْتُ اُتَرْجِمُ بَيْنَ ابْنِ عَبَّاسٍ وَّبَيْنَ النَّاسِ فَاَتَتْهُ امْرَاَةٌ تَسْاَلُهُ عَنْ نَبِيْذِ الْجَرِّ فَنَهٰى عَنْهُ . قُلْتُ يَا اَبَا عَبَّاسٍ اِنِّيْ اَنْتَبِذُ فِيْ جَرَّةٍ خَضْرَاءَ نَبِيْذًا حُلْوًا فَاَشْرَبُ مِنْهُ فَيُقَرْقِرُ بَطْنِيْ . قَالَ لَا تَشْرَبْ مِنْهُ وَاِنْ كَانَ اَحْلٰى مِنَ الْعَسَلِ .

☆☆ ابوجمرہ بیان کرتے ہیں: میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور لوگوں کے درمیان ترجمانی کے فرائض سرانجام دیتا تھا ایک مرتبہ ایک خاتون ان کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اس نے ان سے گھڑے کی نبیذ کے بارے میں دریافت کیا' تو انہوں نے اسے منع کر دیا۔ میں نے کہا: اے ابوعباس! میں بھی سبز گھڑے میں نبیذ تیار کرتا ہوں جو میٹھی ہوتی ہے تو میں اسے پی لیتا ہوں' وہ

5705-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (5815) .

5706-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (5442) .

5707-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (6534) .

میرے پیٹ میں ریح پیدا کرتی ہے تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: تم اسے نہ پیو اگر چہ وہ شہد سے زیادہ میٹھی ہو۔

5708 – اَخْبَرَنَا اَبُوْ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَتَّابٍ - وَهُوَ سَهْلُ بْنُ حَمَّادٍ - قَالَ حَدَّثَنَا قُرَّةُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ جَمْرَةَ نَصْرٌ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ اِنَّ جَدَّةً لِيْ تَنْبِذُ نَبِيْذًا فِيْ جَرٍّ اَشْرَبُهُ حُلْوًا اِنْ اَكْثَرْتُ مِنْهُ فَجَالَسْتُ الْقَوْمَ خَشِيتُ اَنْ اَفْتَضِحَ . فَقَالَ قَدِمَ وَفْدُ عَبْدِ الْقَيْسِ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "مَرْحَبًا بِالْوَفْدِ لَيْسَ بِالْخَزَايَا وَلَا النَّادِمِيْنَ" . قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ الْمُشْرِكِيْنَ وَاِنَّا لَا نَصِلُ اِلَيْكَ اِلَّا فِيْ اَشْهُرِ الْحُرُمِ فَحَدِّثْنَا بِاَمْرٍ اِنْ عَمِلْنَا بِهٖ دَخَلْنَا الْجَنَّةَ وَنَدْعُوْ بِهٖ مَنْ وَّرَائَنَا . قَالَ "اٰمُرُكُمْ بِثَلَاثٍ وَّاَنْهَاكُمْ عَنْ اَرْبَعٍ اٰمُرُكُمْ بِالْاِيْمَانِ بِاللّٰهِ وَهَلْ تَدْرُوْنَ مَا الْاِيْمَانُ بِاللّٰهِ" . قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ . قَالَ "شَهَادَةُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاِقَامُ الصَّلَاةِ وَاِيْتَاءُ الزَّكَاةِ وَاَنْ تُعْطُوْا مِنَ الْمَغَانِمِ الْخُمُسَ وَاَنْهَاكُمْ عَنْ اَرْبَعٍ عَمَّا يُنْبَذُ فِي الدُّبَّاءِ وَالنَّقِيْرِ وَالْحَنْتَمِ وَالْمُزَفَّتِ" .

☆☆ ابوجمرہ نصر بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا: میری دادی اماں ایک گھڑے میں نبیذ تیار کرتی ہیں' جسے میں پیتا ہوں وہ بہت میٹھی ہوتی ہے' اگر میں اسے زیادہ پی لوں اور لوگوں کے پاس آ کر بیٹھوں' تو مجھے یہ اندیشہ ہے کہ مجھے رسوائی کا شکار ہونا پڑے (یعنی مجھے نشہ ہو جائے) تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

عبدالقیس قبیلے کا وفد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا: اس وفد کو ایسی خوش آمدید' جو رسوائی اور شرمندگی کے بغیر ہو' ان لوگوں نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہمارے اور آپ کے درمیان مشرکین رہتے ہیں' اس لیے ہم صرف حرمت والے مہینوں میں آپ کی خدمت میں حاضر ہو سکتے ہیں' آپ ہمیں ایسی چیز کے بارے میں بیان کیجئے کہ جب ہم اس پر عمل کر لیں' تو ہم جنت میں داخل ہو جائیں اور اپنے پیچھے موجود لوگوں کو بھی اس کی دعوت دیں' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں تمہیں تین چیزوں کی ہدایت کرتا ہوں اور تمہیں چار چیزوں سے منع کرتا ہوں' میں تمہیں اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کی ہدایت کرتا ہوں' کیا تم جانتے ہو اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے سے مراد کیا ہے؟ ان لوگوں نے عرض کی: اللہ اور اس کا رسول زیادہ بہتر جانتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے' نماز قائم کرنا' زکوٰۃ ادا کرنا اور مال غنیمت میں سے خمس ادا کرنا' اور میں تمہیں چار چیزوں سے منع کرتا ہوں' اس نبیذ سے' جو دباء یا نقیر یا حنتم یا مزفت میں تیار کی جاتی ہے۔

5709 – اَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ عَنْ قَيْسِ بْنِ هُنَانٍ قَالَ سَاَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ قُلْتُ اِنَّ لِيْ جُرَيْرَةً اَنْتَبِذُ فِيْهَا حَتّٰى اِذَا غَلٰى وَسَكَنَ شَرِبْتُهُ . قَالَ مُذْ كَمْ هٰذَا شَرَابُكَ قُلْتُ مُذْ عِشْرُوْنَ سَنَةً اَوْ قَالَ مُذْ اَرْبَعُوْنَ سَنَةً . قَالَ طَالَمَا تَرَوَّتْ عُرُوْقُكَ مِنَ الْخَبَثِ . وَمِمَّا اعْتَلُّوْا بِهٖ حَدِيْثُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ .

5708-تقدم (الحديث 5046) .

5709-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (6334) .

☆☆ قیس بن حبان بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے سوال کرتے ہوئے کہا: میرا ایک گھڑا ہے جس میں نبیذ تیار کرتا ہوں یہاں تک کہ جب وہ جوش میں آ کر پرسکون ہو جائے تو میں اسے پی لیتا ہوں۔ انہوں نے دریافت کیا: تم کتنے عرصے سے یہ مشروب پی رہے ہو؟ میں نے جواب دیا: تقریباً بیس سال سے (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں:) چالیس سال سے تو انہوں نے فرمایا: اتنے طویل عرصے سے تمہاری رگیں ایک خبیث چیز سے سیراب ہو رہی ہیں۔

(امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں:) ان لوگوں نے عبدالملک بن نافع کی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نقل کردہ روایت سے بھی استدلال کیا ہے (جو درج ذیل ہے:)

5710 - اَخْبَرَنَا زِيَادُ بْنُ اَيُّوبَ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ اَنْبَاَنَا الْعَوَّامُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ نَافِعٍ قَالَ قَالَ ابْنُ عُمَرَ رَاَيْتُ رَجُلًا جَآءَ اِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَدَحٍ فِيْهِ نَبِيْذٌ وَّهُوَ عِنْدَ الرُّكْنِ وَدَفَعَ اِلَيْهِ الْقَدَحَ فَرَفَعَهُ اِلٰى فِيْهِ فَوَجَدَهُ شَدِيْدًا فَرَدَّهُ عَلٰى صَاحِبِهِ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَحَرَامٌ هُوَ فَقَالَ "عَلَيَّ بِالرَّجُلِ" . فَاُتِيَ بِهٖ فَاَخَذَ مِنْهُ الْقَدَحَ ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ فَصَبَّهُ فِيْهِ فَرَفَعَهُ اِلٰى فِيْهِ فَقَطَّبَ ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ اَيْضًا فَصَبَّهُ فِيْهِ ثُمَّ قَالَ "اِذَا اغْتَلَمَتْ عَلَيْكُمْ هٰذِهِ الْاَوْعِيَةُ فَاكْسِرُوْا مُتُوْنَهَا بِالْمَآءِ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں نے ایک شخص کو دیکھا وہ ایک پیالے میں نبیذ لے کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حجر اسود کے پاس موجود تھے اس نے وہ پیالہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بڑھایا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنے منہ کی طرف بلند کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس میں جوش نظر آیا۔

حاضرین میں سے ایک شخص نے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا یہ حرام ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس آدمی کو میرے پاس لے کر آؤ اس شخص کو لایا گیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پیالہ لیا پھر آپ نے پانی منگوایا پھر آپ نے اس میں پانی ڈالا پھر آپ نے اس پیالے کو اپنے منہ کی طرف بلند کیا۔ آپ کے چہرے سے ناراضگی کے آثار ظاہر ہوئے۔ آپ نے پھر پانی منگوایا اس میں پانی ڈالا پھر آپ نے فرمایا: جب تم پران برتنوں میں موجود مشروب گاڑھے ہو جائیں تو ان کے گاڑھے پن کو پانی کے ذریعے ختم کر دو۔

5711 - وَاَخْبَرَنَا زِيَادُ بْنُ اَيُّوْبَ عَنْ اَبِيْ مُعَاوِيَةَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اِسْحَاقَ الشَّيْبَانِيُّ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَحْوِهٖ .

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ نَافِعٍ لَيْسَ بِالْمَشْهُوْرِ وَلَا يُحْتَجُّ بِحَدِيْثِهٖ وَالْمَشْهُوْرُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ خِلَافُ حِكَايَتِهٖ .

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے۔

5710-انفرد به النسائي. و سيأتي في الاشربة، ذكر الاخبار التي اعتل بها من اباح شراب السكر (الحديث 5711) . تحفة الاشراف (7303) .

5711-تقدم (الحديث 5710) .

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: عبدالملک بن نافع نامی راوی مشہور نہیں اور اس کی نقل کردہ روایت سے استدلال نہیں کیا جا سکتا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے اس کے برعکس منقول ہے (جو درج ذیل ہے)

5712 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ اَبِىْ عَوَانَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ عَنِ الْاَشْرِبَةِ فَقَالَ اجْتَنِبْ كُلَّ شَىْءٍ يَنِشُّ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں یہ بات منقول ہے: ایک شخص نے ان سے مشروبات کے بارے میں دریافت کیا، تو انہوں نے فرمایا: ہر اس چیز سے اجتناب کرو جس میں جوش آ چکا ہو (یعنی جو نشہ پیدا کردے)

5713 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ اَنْبَاَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ سَاَلْتُ ابْنَ عُمَرَ عَنِ الْاَشْرِبَةِ فَقَالَ اجْتَنِبْ كُلَّ شَىْءٍ يَنِشُّ .

☆☆ زید بن جبیر بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کچھ مشروبات کے بارے میں دریافت کیا، تو انہوں نے فرمایا: تم ہر اس چیز سے اجتناب کرو جس میں جھاگ آ چکا ہو (یعنی جو نشہ آور ہو)

5714 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِىِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ الْمُسْكِرُ قَلِيْلُهٗ وَكَثِيْرُهٗ حَرَامٌ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نشہ آور چیز تھوڑی یا زیادہ مقدار میں حرام ہے۔

5715 - قَالَ الْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ اَخْبَرَنِىْ مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كُلُّ مُسْكِرٍ خَمْرٌ وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ''ہر نشہ آور چیز خمر ہے اور ہر نشہ آور چیز حرام ہے''۔

5716 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ قَالَ سَمِعْتُ شَيْبًا - وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ - يَقُوْلُ حَدَّثَنِىْ مُقَاتِلُ بْنُ حَيَّانَ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "حَرَّمَ اللّٰهُ الْخَمْرَ وَكُلَّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ" .

☆☆ سالم بن عبداللہ اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

5712-انفرد به النسائي، و سيأتي في الاشربة، ذكر الاخبار التي اعتل بها من اباح شراب السكر (الحديث 5713) . تحفة الاشراف (6742) .

5713-تقدم (الحديث 5712) .

5714-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (7437) .

5715-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (8397) .

5716-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (7019) .

''اللہ تعالیٰ نے خمر کو حرام قرار دیا ہے اور ہر نشہ آور چیز حرام ہے''۔

5717 - اَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مَنْصُوْرٍ - يَعْنِي ابْنَ جَعْفَرٍ النَّيْسَابُوْرِيَّ - قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ قَالَ اَنْبَانَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ''كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ وَّكُلُّ مُسْكِرٍ خَمْرٌ''.

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَهٰؤُلَاءِ اَهْلُ الثَّبْتِ وَالْعَدَالَةِ مَشْهُوْرُوْنَ بِصِحَّةِ النَّقْلِ وَعَبْدِ الْمَلِكِ لَا يَقُوْمُ مَقَامَ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ وَلَوْ عَاضَدَهُ مِنْ اَشْكَالِهِ جَمَاعَةٌ وَّبِاللّٰهِ التَّوْفِيْقُ.

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''ہر نشہ آور چیز حرام ہے اور ہر نشہ آور چیز خمر ہے''۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: یہ تمام راوی ثبت ہیں اور عدالت کے ساتھ متصف ہیں اور نقل کے اعتبار سے یہ روایات مشہور ہیں جبکہ عبدالملک نامی راوی ان میں سے کسی ایک کی جگہ بھی کھڑا نہیں ہو سکتا' اگرچہ اس جیسے لوگوں کی ایک جماعت اس کو تقویت دے' تو بھی اس کی روایت سے استدلال نہیں کیا جا سکتا' باقی توفیق اللہ تعالیٰ کی مدد سے حاصل ہوتی ہے۔

5718 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ اَنْبَانَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ السَّعِيْدِيِّ قَالَ حَدَّثَتْنِيْ رُقَيَّةُ بِنْتُ عَمْرِو بْنِ سَعِيْدٍ قَالَتْ كُنْتُ فِيْ حَجْرِ ابْنِ عُمَرَ فَكَانَ يُنْقَعُ لَهُ الزَّبِيْبُ فَيَشْرَبُهُ مِنَ الْغَدِ ثُمَّ يُجَفَّفُ الزَّبِيْبُ وَيُلْقَى عَلَيْهِ زَبِيْبٌ اٰخَرُ وَيُجْعَلُ فِيْهِ مَاءٌ فَيَشْرَبُهُ مِنَ الْغَدِ حَتّٰى اِذَا كَانَ بَعْدَ الْغَدِ طَرَحَهُ.

وَاحْتَجُّوْا بِحَدِيْثِ اَبِيْ مَسْعُوْدٍ عُقْبَةَ بْنِ عَمْرٍو.

☆☆ رقیہ بنت عمرو بن سعید بیان کرتی ہیں: میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی زیر پرورش لڑکی تھی۔ ان کے لئے کشمش کو پانی میں بھگو دیا جاتا تھا۔ اگلے روز وہ اسے پی لیتے تھے' پھر کشمش کو خشک کر لیا جاتا تھا' اس میں دوسری کشمش ڈالی جاتی تھی' اس میں پانی ڈال دیا جاتا تھا' تو وہ اسے اگلے روز بھی پی لیتے تھے یہاں تک کہ جب اس سے اگلا دن آ جاتا تھا' تو وہ اس کشمش کو پھینک دیتے تھے

(امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں:) ان لوگوں نے حضرت ابومسعود عقبہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی نقل کردہ (درج ذیل روایت) سے بھی استدلال کیا ہے۔

5719 - اَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ بْنِ سُلَيْمَانَ قَالَ اَنْبَانَا يَحْيَى بْنُ يَمَانٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدٍ قَالَ عَطِشَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَوْلَ الْكَعْبَةِ فَاسْتَسْقٰى فَاُتِيَ بِنَبِيْذٍ مِّنَ السِّقَايَةِ فَشَمَّهُ فَقَطَّبَ فَقَالَ ''عَلَيَّ بِذَنُوْبٍ مِّنْ زَمْزَمَ''. فَصَبَّ عَلَيْهِ ثُمَّ شَرِبَ فَقَالَ رَجُلٌ اَحَرَامٌ هُوَ يَا رَسُوْلَ

5717-تقدم (الحديث 5603).

5718-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (8602) .

5719-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (9980) .

اللّٰهِ قَالَ "لَا" ۔ وَهٰذَا خَبَرٌ ضَعِيْفٌ لِاَنَّ يَحْيَى بْنَ يَمَانٍ انْفَرَدَ بِهِ دُوْنَ اَصْحَابِ سُفْيَانَ وَيَحْيَى بْنُ يَمَانٍ لَا يُحْتَجُّ بِحَدِيْثِهِ لِسُوْءِ حِفْظِهِ وَكَثْرَةِ خَطَئِهِ ۔

☆☆ حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: خانہ کعبہ کے اردگرد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پیاس محسوس ہوئی' آپ نے پینے کے لئے کچھ طلب کیا' تو آپ کے لئے مشکیزے میں سے نبیذ لائی گئی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے سونگھا' تو آپ کے چہرے پر ناگواری کے آثار نمایاں ہوئے۔ آپ نے ارشاد فرمایا: میرے پاس زمزم کے پانی کا ڈول لے کے آؤ' آپ نے وہ پانی اس مشکیزے میں انڈیلا۔ پھر آپ نے اس نبیذ کو پی لیا۔ اس شخص نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا یہ حرام ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا: جی نہیں!

(امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں:) یہ روایت ضعیف ہے' کیونکہ یحییٰ بن یمان نامی راوی اسے نقل کرنے میں منفرد ہے۔ سفیان کے دیگر شاگردوں نے اسے نقل نہیں کیا اور یحییٰ بن یمان نامی راوی سے استدلال نہیں کیا جا سکتا' کیونکہ اس کا حافظہ بھی خراب ہے اور وہ غلطیاں بھی بکثرت کرتا ہے۔

5720 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ حِصْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ وَاقِدٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ حُسَيْنٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ عَلِمْتُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَصُوْمُ فِيْ بَعْضِ الْاَيَّامِ الَّتِيْ كَانَ يَصُوْمُهَا فَتَحَيَّنْتُ فِطْرَهُ بِنَبِيْذٍ صَنَعْتُهُ فِيْ دُبَّاءٍ فَلَمَّا كَانَ الْمَسَاءُ جِئْتُهُ اَحْمِلُهَا اِلَيْهِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ قَدْ عَلِمْتُ اَنَّكَ تَصُوْمُ فِيْ هٰذَا الْيَوْمِ فَتَحَيَّنْتُ فِطْرَكَ بِهٰذَا النَّبِيْذِ ۔ فَقَالَ "اَدْنِهِ مِنِّيْ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ" ۔ فَرَفَعْتُهُ اِلَيْهِ فَاِذَا هُوَ يَنِشُّ فَقَالَ "خُذْ هٰذِهِ فَاضْرِبْ بِهَا الْحَائِطَ فَاِنَّ هٰذَا شَرَابُ مَنْ لَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ" ۔ وَمِمَّا احْتَجُّوْا بِهِ فِعْلُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ۔

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: مجھے یہ بات یاد ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن روزہ رکھا ہوا تھا۔ میں نے آپ کی افطاری کے لئے نبیذ تیار کی' میں نے وہ نبیذ دباء میں تیار کی' جب شام کا وقت ہوا' میں اسے اٹھا کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا' تو میں نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے پتہ چلا ہے کہ آج آپ نے روزہ رکھا ہوا ہے' تو میں نے آپ کی افطاری کے لئے یہ نبیذ تیار کی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابوہریرہ! اسے میرے قریب کرو' میں نے اسے آپ کی طرف کیا تو وہ گاڑھی ہو چکی تھی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے پکڑو اور اسے دیوار پر پھینک دو' کیونکہ یہ اس شخص کا مشروب ہے' جو اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان نہ رکھتا ہو۔

(امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں:) ان لوگوں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے فعل سے بھی استدلال کیا ہے (جو درج ذیل روایات میں مذکور ہے)

5721 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنِ السَّرِيِّ بْنِ يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ حَفْصٍ - اِمَامٌ لَنَا وَكَانَ مِنْ

5720-تقدم (الحديث 5226) .

5721-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (10660) .

اَسْنَانِ الْحَسَنِ - عَنْ اَبِیْ رَافِعٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اِذَا خَشِیتُمْ مِنْ نَّبِیْذٍ شِدَّتَهٗ فَاكْسِرُوْهُ بِالْمَآءِ - قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ - مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّشْتَدَّ ۔

☆☆ ابورافع بیان کرتے ہیں: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے یہ فرمایا ہے: جب تمہیں نبیذ کے گاڑھے ہونے کا اندیشہ ہو تو تم اس کے گاڑھے پن کو پانی کے ذریعے ختم کردو۔

عبداللہ نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں: اس کے گاڑھا ہونے سے پہلے ایسا کرو۔

5722 - اَخْبَرَنَا زَكَرِیَّا بْنُ یَحْیٰی قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰی قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ عَنْ یَحْیَی بْنِ سَعِیْدٍ سَمِعَ سَعِیْدَ بْنَ الْمُسَیَّبِ یَقُوْلُ تَلَقَّتْ ثَقِیفٌ عُمَرَ بِشَرَابٍ فَدَعَا بِهٖ فَلَمَّا قَرَّبَهٗ اِلٰی فِیْهِ كَرِهَهٗ فَدَعَا بِهٖ فَكَسَرَهٗ بِالْمَآءِ فَقَالَ هٰكَذَا فَافْعَلُوْا ۔

☆☆ سعید بن مسیب بیان کرتے ہیں: ثقیف نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں مشروب پیش کیا۔ آپ نے اسے لیا جب آپ نے اسے منہ کے قریب کیا' تو اسے ناپسند کیا۔ پھر آپ نے پانی منگوایا' پھر پانی کے ذریعے اس کی شدت کو کم کیا اور فرمایا: تم لوگ اس طرح کرلیا کرو۔

5723 - اَخْبَرَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَلِیٍّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ خَیْثَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ } قَالَ حَدَّثَنَا اَبِیْ { عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُحَادَةَ عَنْ اِسْمَاعِیْلَ بْنِ اَبِیْ خَالِدٍ عَنْ قَیْسِ بْنِ اَبِیْ حَازِمٍ عَنْ عُتْبَةَ بْنِ فَرْقَدٍ قَالَ كَانَ النَّبِیْذُ الَّذِیْ یَشْرَبُهٗ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَدْ خُلِّلَ ۔ وَمِمَّا یَدُلُّ عَلٰی صِحَّةِ هٰذَا حَدِیْثُ السَّآئِبِ ۔

☆☆ عتبہ بن فرقد بیان کرتے ہیں: وہ نبیذ جسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ پیا کرتے تھے وہ سرکہ بن چکی ہوتی تھی۔

اس بات کے صحیح ہونے پر سائب کی نقل کردہ روایت دلالت کرتی ہے (جو درج ذیل ہے)

5724 - قَالَ الْحَارِثُ بْنُ مِسْكِیْنٍ قِرَآئَةً عَلَیْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنِیْ مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ السَّآئِبِ بْنِ یَزِیْدَ اَنَّهٗ اَخْبَرَهٗ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ خَرَجَ عَلَیْهِمْ فَقَالَ اِنِّیْ وَجَدْتُ مِنْ فُلَانٍ رِیْحَ شَرَابٍ فَزَعَمَ اَنَّهٗ شَرَابُ الطِّلَآءِ وَاَنَا سَآئِلٌ عَمَّا شَرِبَ فَاِنْ كَانَ مُسْكِرًا جَلَدْتُهٗ فَجَلَدَهٗ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ الْحَدَّ تَامًّا ۔

☆☆ سائب بن یزید بیان کرتے ہیں: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ان لوگوں کے پاس تشریف لائے' انہوں نے فرمایا: مجھے فلاں شخص سے شراب کی بو آئی ہے' وہ شخص یہ کہتا ہے: کہ اس نے طلاء پیا ہے' میں اس چیز کے بارے میں تحقیق کروں گا کہ اس نے کیا پیا ہے؟ اگر تو وہ نشہ آور چیز ہوئی' تو میں اسے کوڑے لگواؤں گا' پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے مکمل حد کے کوڑے لگوائے۔

5722-انفرد به النسائی ۔ تحفة الاشراف (10452) ۔

5723-انفرد به النسائی ۔ تحفة الاشراف (10603) ۔

5724-انفرد به النسائی ۔ تحفة الاشراف (10443) ۔

49 - باب ذِكْرِ مَا أَعَدَّ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لِشَارِبِ الْمُسْكِرِ مِنَ الذُّلِّ وَالْهَوَانِ وَأَلِيمِ الْعَذَابِ

یہ باب ہے کہ اس بات کا تذکرہ کہ اللہ تعالیٰ نے شراب پینے والے کے لئے کس طرح کی ذلت' بے عزتی اور دردناک عذاب تیار کیا ہے

5725 – أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ غَزِيَّةَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَجُلًا مِنْ جَيْشَانَ - وَجَيْشَانُ مِنَ الْيَمَنِ - قَدِمَ فَسَأَلَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ شَرَابٍ يَشْرَبُونَهُ بِأَرْضِهِمْ مِنَ الذُّرَةِ يُقَالُ لَهُ الْمِزْرُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "أَمُسْكِرٌ هُوَ" . قَالَ نَعَمْ . قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ عَهِدَ لِمَنْ شَرِبَ الْمُسْكِرَ أَنْ يَسْقِيَهُ مِنْ طِينَةِ الْخَبَالِ" . قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَمَا طِينَةُ الْخَبَالِ قَالَ "عَرَقُ أَهْلِ النَّارِ أَوْ قَالَ عُصَارَةُ أَهْلِ النَّارِ" .

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ یمن کے علاقے جیشان کا ایک شخص آیا' اس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس مشروب کے بارے میں دریافت کیا' جو ان کے علاقے میں پیا جاتا ہے' اور وہ ''جو'' سے بنایا جاتا ہے' جس کا نام مزر ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: کیا وہ نشہ کرتا ہے؟ اس نے عرض کی: جی ہاں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر نشہ آور چیز حرام ہے' بے شک اللہ تعالیٰ نے یہ طے کیا ہے کہ جو شخص نشہ آور چیز پیئے گا' اللہ تعالیٰ اسے طینۃ خبال پلائے گا۔ لوگوں نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! طینۃ خبال کیا ہے؟ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اہل جہنم کا پسینہ (راوی کو شک ہے' شاید یہ الفاظ ہیں:) اہل (جہنم) کے خون اور پیپ وغیرہ کا) نچوڑ۔

50 - باب الْحَثِّ عَلَى تَرْكِ الشُّبُهَاتِ

یہ باب ہے کہ مشتبہ چیزوں کو ترک کرنے کی ترغیب

5726 – أَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ عَنْ يَزِيدَ - وَهُوَ ابْنُ زُرَيْعٍ - عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ "إِنَّ الْحَلَالَ بَيِّنٌ وَإِنَّ الْحَرَامَ بَيِّنٌ وَإِنَّ بَيْنَ ذَلِكَ أُمُورًا مُشْتَبِهَاتٍ" . وَرُبَّمَا قَالَ "وَإِنَّ بَيْنَ ذَلِكَ أُمُورًا مُشْتَبِهَةً وَسَأَضْرِبُ فِي ذَلِكَ مَثَلًا إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ حَمَى حِمًى وَإِنَّ حِمَى اللّٰهِ مَا حَرَّمَ وَإِنَّهُ مَنْ يَرْعَ حَوْلَ الْحِمَى يُوشِكُ أَنْ يُخَالِطَ الْحِمَى" . وَرُبَّمَا قَالَ "يُوشِكُ أَنْ يَرْتَعَ وَإِنَّ مَنْ خَالَطَ الرِّيبَةَ يُوشِكُ أَنْ يَجْسُرَ" .

5725-اخرجه مسلم في الاشربة، باب بيان كل مسكر خمر و ان كل خمر حرام (الحديث 72) . تحفة الاشراف (2891) .

5726-تقدم (الحديث 4465) .

☆☆ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:
''بے شک حلال واضح ہے' بے شک حرام واضح ہے اور ان کے درمیان کچھ امور ہیں' جو مشتبہ ہیں (بعض اوقات راوی نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں) ان کے درمیان مشتبہ امور ہیں' میں تمہارے سامنے اس کی ایک مثال بیان کرتا ہوں' اللہ تعالیٰ نے ایک جگہ کو چراگاہ قرار دیا ہے' تو اللہ تعالیٰ کی مخصوص چراگاہ وہ ہے' جسے اس نے حرام قرار دیا ہے' تو جو شخص چراگاہ کے اردگرد بکریاں چراتا ہے' اس بات کا امکان موجود ہے کہ وہ بکریاں چراگاہ کے اندر داخل ہو جائیں (یہاں ایک لفظ راوی نے مختلف نقل کیا ہے) تو جو شخص مشکوک چیز کے ساتھ میل جول رکھتا ہے' وہ عنقریب اسے عبور کرکے (حرام کی طرف) جا سکتا ہے۔

5727 – اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبَانَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اِدْرِيْسَ قَالَ اَنْبَاَنَا شُعْبَةُ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ اَبِيْ مَرْيَمَ عَنْ اَبِي الْحَوْرَاءِ السَّعْدِيِّ قَالَ قُلْتُ لِلْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا مَا حَفِظْتَ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حَفِظْتُ مِنْهُ "دَعْ مَا يَرِيْبُكَ اِلٰى مَا لَا يَرِيْبُكَ" ۔

☆☆ ابوحوراء سعدی بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا: آپ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی سنی ہوئی کون سی چیز یاد ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا مجھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی سنی ہوئی یہ بات یاد ہے:
''تم اس چیز کو چھوڑ دو' جو تمہیں شک میں مبتلا کرتی ہو' اور اس چیز کو اختیار کرو' جو تمہیں شک میں مبتلا نہیں کرتی ہے''۔

51 - باب الْكَرَاهِيَةِ فِيْ بَيْعِ الزَّبِيْبِ لِمَنْ يَّتَّخِذُهُ نَبِيْذًا

یہ باب ہے کہ ایسے شخص کو کشمش فروخت کرنے کا مکروہ ہونا' جو اس کی نبیذ تیار کرے گا

5728 – اَخْبَرَنَا الْجَارُوْدُ بْنُ مُعَاذٍ - هُوَ بَاوَرْدِيٌّ - قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ سُفْيَانَ مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ مَّعْمَرٍ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهُ كَانَ يَكْرَهُ اَنْ يَّبِيْعَ الزَّبِيْبَ لِمَنْ يَّتَّخِذُهُ نَبِيْذًا ۔

☆☆ طاؤس کے صاحبزادے اپنے والد کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: وہ اس چیز کو ناپسند کرتے تھے کہ ایسے شخص کو کشمش فروخت کی جائے' جو اس کی نبیذ تیار کرے گا۔

52 - باب الْكَرَاهِيَةِ فِيْ بَيْعِ الْعَصِيْرِ

یہ باب ہے کہ انگور کا رس فروخت کرنے کا مکروہ ہونا

5729 – اَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ مُّصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ كَانَ لِسَعْدٍ كُرُوْمٌ وَّاَعْنَابٌ كَثِيْرَةٌ وَّكَانَ لَهٗ فِيْهَا اَمِيْنٌ فَحَمَلَتْ عِنَبًا كَثِيْرًا فَكَتَبَ اِلَيْهِ اِنِّيْ اَخَافُ عَلَى الْاَعْنَابِ الضَّيْعَةَ فَاِنْ

5727-اخرجه الترمذي في صفة القيامة، باب 60 (الحديث 2518) مطولاً . تحفة الاشراف (3405) .

5728-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (18839) .

5729-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (3942) .

رَأَيْتَ أَنْ أَعْصُرَهُ عَصَرْتُهُ فَكَتَبَ إِلَيْهِ سَعْدٌ إِذَا جَاءَكَ كِتَابِي هٰذَا فَاعْتَزِلْ ضَيْعَتِي فَوَاللّٰهِ لَا آتَمِنُكَ عَلٰى شَيْءٍ بَعْدَهُ أَبَدًا . فَعَزَلَهُ عَنْ ضَيْعَتِهِ .

☆☆ مصعب بن سعد یہ بیان کرتے ہیں: (حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ) کی بیلیں تھیں اور انگور تھے' جو بہت زیادہ تھے' ان کا ایک نائب تھا (جو ان کی دیکھ بھال کیا کرتا تھا) ایک مرتبہ ان کی پیداوار بہت زیادہ ہوئی' تو اس نائب نے انہیں خط میں لکھا کہ مجھے انگوروں کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہے' اگر آپ مناسب سمجھیں تو میں ان کا رس نکال لیتا ہوں' تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اسے خط میں لکھا: کہ جب تمہارا خط میرے پاس آئے' تو تم میری جاگیر سے الگ ہو جانا۔ اللہ کی قسم! آج کے بعد میں' تمہیں کسی بھی چیز کے بارے میں اپنا نائب نہیں بناؤں گا۔ پھر حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اسے اپنی اراضی سے الگ کر دیا۔

5730 - أَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ أَنْبَأَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ هَارُوْنَ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ بِعْهُ عَصِيْرًا مِمَّنْ يَتَّخِذُهُ طِلَاءً وَّلَا يَتَّخِذُهُ خَمْرًا .

☆☆ ابن سیرین بیان کرتے ہیں: تم یہ اسے فروخت کرو' جو اس کا طلاء بنائے' اس کی شراب نہ بنائے۔

53 - باب ذِكْرِ مَا يَجُوْزُ شُرْبُهُ مِنَ الطِّلَاءِ وَمَا لَا يَجُوْزُ

یہ باب ہے کہ طلاء میں سے کون سے مشروب کو پینا جائز ہے اور کس کو پینا جائز نہیں ہے؟

5731 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ قَالَ سَمِعْتُ مَنْصُوْرًا عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ نُبَاتَةَ عَنْ سُوَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ قَالَ كَتَبَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ إِلٰى بَعْضِ عُمَّالِهِ أَنِ ارْزُقِ الْمُسْلِمِيْنَ مِنَ الطِّلَاءِ مَا ذَهَبَ ثُلُثَاهُ وَبَقِيَ ثُلُثُهُ .

☆☆ سوید بن غفلہ بیان کرتے ہیں: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے بعض اہلکاروں کو یہ خط لکھا کہ مسلمانوں کو طلاء میں سے ان کا رزق استعمال کرنے دو' جبکہ اس کا دو تہائی حصہ ختم ہو جائے اور ایک تہائی حصہ باقی ہو۔

5732 - أَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ أَنْبَأَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِيْ مِجْلَزٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّهُ قَالَ قَرَأْتُ كِتَابَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ إِلٰى أَبِيْ مُوْسٰى أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّهَا قَدِمَتْ عَلَيَّ عِيْرٌ مِنَ الشَّامِ تَحْمِلُ شَرَابًا غَلِيْظًا أَسْوَدَ كَطِلَاءِ الْإِبِلِ وَإِنِّيْ سَأَلْتُهُمْ عَلٰى كَمْ يَطْبُخُوْنَهُ فَأَخْبَرُوْنِيْ أَنَّهُمْ يَطْبُخُوْنَهُ عَلَى الثُّلُثَيْنِ ذَهَبَ ثُلُثَاهُ الْأَخْبَثَانِ ثُلُثٌ بِبَغْيِهِ وَثُلُثٌ بِرِيْحِهِ فَمُرْ مَنْ قِبَلَكَ يَشْرَبُوْنَهُ .

☆☆ عامر بن عبداللہ بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا خط پڑھا' جو انہوں نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے نام لکھا تھا' جس میں یہ تحریر تھا:

5730-انفرد بہ النسائی . تحفة الاشراف (19305) .

5731-انفرد بہ النسائی . تحفة الاشراف (10461) .

5732-انفرد بہ النسائی . تحفة الاشراف (10478) .

''امابعد! میرے پاس شام سے ایک قافلہ آیا' جو ایک گاڑھا سیاہ مشروب لے کے آئے ہیں' جس طرح اونٹوں کے جسم پر ملنے والا طلاء ہوتا ہے' میں نے ان سے دریافت کیا: تم نے اسے کتنا پکایا ہے؟ تو انہوں نے مجھے بتایا: کہ انہوں نے اسے دو تہائی حصے تک پکایا' کہ دو تہائی خبیث حصہ رخصت ہو جائے' اس میں سے ایک تہائی میں نشہ ہوتا ہے اور ایک تہائی میں بو ہوتی ہے' تو تم اپنے علاقے کے لوگوں کو اسے پینے کی اجازت دے دو۔

5733 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ هِشَامٍ عَنِ ابْنِ سِيرِيْنَ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ يَزِيْدَ الْخَطْمِيَّ قَالَ كَتَبَ اِلَيْنَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَمَّا بَعْدُ فَاطْبُخُوْا شَرَابَكُمْ حَتّٰى يَذْهَبَ مِنْهُ نَصِيْبُ الشَّيْطٰنِ فَاِنَّ لَهٗ اثْنَيْنِ وَلَكُمْ وَاحِدٌ ۔

☆☆ عبداللہ بن یزید خطمی بیان کرتے ہیں: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ہمیں خط میں لکھا:

''امابعد! تم اپنے مشروب کو پکاؤ' یہاں تک کہ اس میں سے شیطان کا حصہ رخصت ہو جائے' اور اس کے دو حصے ہوتے ہیں اور تمہارا ایک حصہ ہوگا''۔

5734 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ جَرِيْرٍ عَنْ مُغِيْرَةَ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ كَانَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَرْزُقُ النَّاسَ الطِّلَاءَ يَقَعُ فِيْهِ الذُّبَابُ وَلَا يَسْتَطِيْعُ اَنْ يَّخْرُجَ مِنْهُ ۔

☆☆ امام شعبی بیان کرتے ہیں: حضرت علی رضی اللہ عنہ لوگوں کو طلاء دیا کرتے تھے' جس میں اگر مکھی گر جاتی تو اس میں سے باہر نہیں نکل سکتی تھی۔

5735 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عَدِيٍّ عَنْ دَاوُدَ قَالَ سَاَلْتُ سَعِيْدًا مَّا الشَّرَابُ الَّذِيْ اَحَلَّهٗ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ الَّذِيْ يُطْبَخُ حَتّٰى يَذْهَبَ ثُلُثَاهُ وَيَبْقٰى ثُلُثُهٗ ۔

☆☆ داؤد بیان کرتے ہیں: میں نے سعید سے دریافت کیا: وہ کون سا مشروب ہے؟ جسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حلال قرار دیا تھا' تو انہوں نے جواب دیا: وہ جسے اتنا پکایا جائے کہ اس کا دو تہائی حصہ ختم ہو جائے اور ایک تہائی باقی رہ جائے۔

5736 - اَخْبَرَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ دَاوُدَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّ اَبَا الدَّرْدَاءِ كَانَ يَشْرَبُ مَا ذَهَبَ ثُلُثَاهُ وَبَقِيَ ثُلُثُهٗ ۔

☆☆ سعید بن مسیب فرماتے ہیں: حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ وہ مشروب پیا کرتے تھے' جس کا دو تہائی حصہ ختم ہو چکا ہو اور ایک تہائی باقی رہ گیا ہو۔

5737 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ هُشَيْمٍ قَالَ اَنْبَاَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ اَبِيْ خَالِدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ اَبِيْ

5733-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (10588) .

5734-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (10151) .

5735-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (18701) .

5736-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (10936) .

حَازِمٍ عَنْ اَبِىْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ اَنَّهُ كَانَ يَشْرَبُ مِنَ الطِّلَاءِ مَا ذَهَبَ ثُلُثَاهُ وَبَقِىَ ثُلُثُهُ .

☆☆ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات منقول ہے: وہ ایسا طلاء پیا کرتے تھے جس کا دوتہائی حصہ ختم ہو چکا ہو اور ایک تہائی باقی رہ گیا ہو۔

5738 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ وَسَاَلَهُ اَعْرَابِيٌّ عَنْ شَرَابٍ يُطْبَخُ عَلَى النِّصْفِ فَقَالَ لَا حَتّٰى يَذْهَبَ ثُلُثَاهُ وَيَبْقَى الثُّلُثُ .

5738-یعلی بن عطاء بیان کرتے ہیں: میں نے سعید بن مسیب کو سنا: ایک دیہاتی نے ان سے ایسے مشروب کے بارے میں دریافت کیا' جسے نصف پکالیا گیا ہو تو انہوں نے فرمایا: جی نہیں! جب تک اس کا دوتہائی حصہ ختم نہیں ہو جاتا' اور ایک تہائی باقی نہیں رہ جاتا' اس وقت تک اسے پینا جائز نہیں ہوگا۔

5739 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ مَّعْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ يَّحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ اِذَا طُبِخَ الطِّلَاءُ عَلَى الثُّلُثِ فَلَابَاْسَ بِهِ .

☆☆ سعید بن مسیب فرماتے ہیں: جب طلاء کو ایک تہائی حصے تک پکالیا جائے' تو پھر اس میں کوئی حرج نہیں ہے (یعنی پکانے کے بعد ایک تہائی حصہ باقی رہ گیا ہو)

5740 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ يَّزِيْدَ بْنِ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ رَجَاءٍ قَالَ سَاَلْتُ الْحَسَنَ عَنِ الطِّلَاءِ الْمُنَصَّفِ فَقَالَ لَا تَشْرَبْهُ .

☆☆ ابورجاء بیان کرتے ہیں: میں نے حسن سے ایسے طلاء کے بارے میں دریافت کیا' جس کا نصف حصہ ختم ہو چکا ہو' تو انہوں نے فرمایا: تم اسے نہ پیو۔

5741 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ بَشِيْرِ بْنِ الْمُهَاجِرِ قَالَ سَاَلْتُ الْحَسَنَ عَمَّا يُطْبَخُ مِنَ الْعَصِيْرِ قَالَ مَا تَطْبُخُهُ حَتّٰى يَذْهَبَ الثُّلُثَانِ وَيَبْقَى الثُّلُثُ .

☆☆ بشیر بن مہاجر بیان کرتے ہیں: میں نے حسن سے ایسے شیرے کے بارے میں دریافت کیا' جسے پکایا جاتا ہو' تو انہوں نے فرمایا: جسے تم اتنا پکاؤ کہ اس کا دوتہائی حصہ ختم ہو جائے اور ایک تہائی باقی رہ جائے (اسے تم پی سکتے) ہو۔

5742 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ قَالَ حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ اَوْسٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ

5737-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (9027) .

5738-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (18758) .

5739-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (18754) .

5740-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (18552) .

5741-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (18503) .

5742-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (237) .

سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ اِنَّ نُوْحًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَازَعَهُ الشَّيْطٰنُ فِيْ عُوْدِ الْكَرْمِ فَقَالَ هٰذَا لِيْ وَقَالَ هٰذَا لِيْ فَاصْطَلَحَا عَلٰى اَنَّ لِنُوْحٍ ثُلُثَهَا وَلِلشَّيْطٰنِ ثُلُثَيْهَا ۔

☆☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

حضرت نوح علیہ السلام کے ساتھ شیطان نے انگور کی بیل کے بارے میں جھگڑا کیا' تو اس نے کہا: یہ میرا حصہ ہے' اور انہوں نے کہا: یہ میرا حصہ ہے پھر ان دونوں نے اس بات کو طے کیا کہ حضرت نوح علیہ السلام کا ایک تہائی حصہ ہوگا اور شیطان کا دو تہائی حصہ ہوگا۔

5743 – اَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ طُفَيْلٍ الْجَزَرِيِّ قَالَ كَتَبَ اِلَيْنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ اَنْ لَا تَشْرَبُوْا مِنَ الطِّلَاءِ حَتّٰى يَذْهَبَ ثُلُثَاهُ وَيَبْقٰى ثُلُثُهُ وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ ۔

☆☆ عبدالملک بن طفیل جزری بیان کرتے ہیں: عمر بن عبدالعزیز نے ہمیں خط میں لکھا کہ ایسے طلاء کو نہ پیو جب تک اس کا دو تہائی حصہ ختم نہیں ہو جاتا' اور ایک تہائی حصہ باقی نہیں رہ جاتا' ویسے ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔

5744 – اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ عَنْ بُرْدٍ عَنْ مَكْحُوْلٍ قَالَ كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ ۔

☆☆ مکحول رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔

54 - باب مَا يَجُوْزُ شُرْبُهُ مِنَ الْعَصِيْرِ وَمَا لَا يَجُوْزُ

یہ باب ہے کہ کون سے رس کو پینا جائز ہے اور کس کو پینا جائز نہیں ہے؟

5745 – اَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْ يَعْفُوْرٍ السَّلَمِيِّ عَنْ اَبِيْ ثَابِتٍ الثَّعْلَبِيِّ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ فَجَاءَهُ رَجُلٌ فَسَاَلَهُ عَنِ الْعَصِيْرِ فَقَالَ اشْرَبْهُ مَا كَانَ طَرِيًّا ۔ قَالَ اِنِّيْ طَبَخْتُ شَرَابًا وَفِيْ نَفْسِيْ مِنْهُ ۔ قَالَ اَكُنْتَ شَارِبَهُ قَبْلَ اَنْ تَطْبُخَهُ قَالَ لَا ۔ قَالَ فَاِنَّ النَّارَ لَا تُحِلُّ شَيْئًا قَدْ حَرُمَ ۔

☆☆ ابوثابت ثعلبی بیان کرتے ہیں: میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس موجود تھا' ایک شخص ان کے پاس آیا اور ان سے رس کے بارے میں دریافت کیا' تو انہوں نے فرمایا: تم اسے پی لو جب تک یہ تازہ ہو' اس نے کہا: اگر میں اس کے مشروب کو پکاؤں' تو مجھے اس کی وجہ سے کچھ محسوس ہوتا ہے (کہ کہیں مجھے نشہ نہ ہو جائے) تو انہوں نے فرمایا: کیا تم اسے پکانے سے پہلے ہی پینے والے تھے؟ اس نے جواب دیا: جی نہیں تو انہوں نے فرمایا: آگ کسی حرام چیز کو حلال نہیں کرتی ہے۔

5746 – اَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قِرَاءَةً اَخْبَرَنِيْ عَطَاءٌ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ وَاللّٰهِ مَا تُحِلُّ النَّارُ شَيْئًا وَلَا تُحَرِّمُهُ ۔ قَالَ ثُمَّ فَسَّرَ لِيْ قَوْلَهُ لَا تُحِلُّ شَيْئًا لِقَوْلِهِمْ فِي الطِّلَاءِ وَلَا تُحَرِّمُهُ ۔

5743-تقدم (الحديث 5616) .

5744-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (19460) .

5745-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (5369) .

5746-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (5932) .

☆☆ عطاء بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: اللہ کی قسم! آگ کسی چیز کو حلال نہیں کرتی اور نہ ہی کسی چیز کو حرام کرتی ہے۔ پھر انہوں نے ہمارے سامنے اپنے اس قول کی وضاحت کی: کہ آگ اس چیز کو حلال نہیں کرتی' جسے لوگ طلاء کہتے ہیں' اور نہ ہی اسے حرام کرتی ہے۔

باب الْوُضُوْءِ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ

یہ باب ہے کہ آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے کے بعد وضو کرنا

5747 – اَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ حَيْوَةَ بْنِ شُرَيْحٍ قَالَ اَخْبَرَنِىْ عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ اشْرَبِ الْعَصِيْرَ مَا لَمْ يُزْبِدْ .

☆☆ ابن شہاب' سعید بن مسیب کا یہ قول نقل کرتے ہیں: انگور کا رس پی لو جب تک اس میں جھاگ نہ آئے۔

5748 – اَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ هِشَامِ بْنِ عَائِذٍ الْاَسَدِيِّ قَالَ سَاَلْتُ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْعَصِيْرِ قَالَ اشْرَبْهُ حَتّٰى يَغْلِىَ مَا لَمْ يَتَغَيَّرْ .

☆☆ ہشام اسدی بیان کرتے ہیں: میں نے ابراہیم نخعی سے رس کے بارے میں دریافت کیا' تو انہوں نے فرمایا: تم اسے پی لو جب تک وہ جوش نہ مارے اور متغیر نہ ہو جائے۔

5749 – اَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ عَطَاءٍ فِى الْعَصِيْرِ قَالَ اشْرَبْهُ حَتّٰى يَغْلِىَ .

☆☆ عطاء اس کے بارے میں یہ کہتے ہیں: کہ تم اسے پی لو جب تک اسے جوش نہیں آ جاتا۔

5750 – اَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ دَاوُدَ عَنِ الشَّعْبِىِّ قَالَ اشْرَبْهُ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ اِلَّا اَنْ يَّغْلِىَ .

☆☆ امام شعبی فرماتے ہیں: تم تین دن تک اسے پی لو' البتہ اگر اس میں جوش آ جائے (تو پھر نہیں پی سکتے)

باب ذِكْرِ مَا يَجُوْزُ شُرْبُهٗ مِنَ الْاَنْبِذَةِ وَمَا لَا يَجُوْزُ .

یہ باب ہے کہ کون سی نبیذ کا پینا جائز ہے اور کس کا پینا جائز نہیں ہے؟

5751 - اَخْبَرَنِىْ عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيْدِ بْنِ كَثِيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ قَالَ حَدَّثَنِى الْاَوْزَاعِىُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِىْ عَمْرٍو عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الدَّيْلَمِىِّ عَنْ اَبِيْهِ فَيْرُوْزَ قَالَ قَدِمْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ

5747-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (18744) .

5748-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (18424) .

5749-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (19055) .

5750-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (18858) .

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا اَصْحَابُ كَرْمٍ وَّقَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ تَحْرِيْمَ الْخَمْرِ فَمَاذَا نَصْنَعُ قَالَ "تَتَّخِذُوْنَهُ زَبِيْبًا" . قُلْتُ فَنَصْنَعُ بِالزَّبِيْبِ مَاذَا قَالَ "تَنْقَعُوْنَهُ عَلٰى غَدَائِكُمْ وَتَشْرَبُوْنَهُ عَلٰى عَشَائِكُمْ وَتَنْقَعُوْنَهُ عَلٰى عَشَائِكُمْ وَتَشْرَبُوْنَهُ عَلٰى غَدَائِكُمْ" . قُلْتُ اَفَلَا نُؤَخِّرُهُ حَتّٰى يَشْتَدَّ قَالَ "لَا تَجْعَلُوْهُ فِي الْقُلَلِ وَاجْعَلُوْهُ فِي الشِّنَانِ فَاِنَّهُ اِنْ تَاَخَّرَ صَارَ خَلًّا" .

☆☆ عبداللہ بن دیلمی اپنے والد حضرت فیروز رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم انگوروں کے باغات کے مالک ہیں اللہ تعالیٰ نے خمر کی حرمت کا حکم نازل کر دیا ہے تو اب ہم کیا کریں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اس کی کشمش بنالو۔ میں نے عرض کی: ہم کشمش کا کیا کریں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے تم صبح کے وقت بھگو دو اور شام کے وقت پی لو۔ یا شام کے وقت پانی میں بھگو دو اور صبح کے وقت پی لو۔ میں نے عرض کی: کیا ہم اسے اتنا موخر نہ کر دیں کہ وہ گاڑھا ہو جائے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اسے گھڑوں میں نہ بناؤ' تم اسے مشکیزے میں بناؤ اور اگر اس میں تاخیر ہوگئی' تو وہ سرکہ بن جائے گا۔

5752 - اَخْبَرَنَا عِيْسَى بْنُ مُحَمَّدٍ اَبُوْ عُمَيْرِ بْنُ النَّحَّاسِ عَنْ ضَمْرَةَ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنِ ابْنِ الدَّيْلَمِيِّ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ لَنَا اَعْنَابًا فَمَاذَا نَصْنَعُ بِهَا قَالَ "زَبِّبُوْهَا" . قُلْنَا فَمَا نَصْنَعُ بِالزَّبِيْبِ قَالَ "اِنْبِذُوْهُ عَلٰى غَدَائِكُمْ وَاشْرَبُوْهُ عَلٰى عَشَائِكُمْ وَانْبِذُوْهُ عَلٰى عَشَائِكُمْ وَاشْرَبُوْهُ عَلٰى غَدَائِكُمْ وَانْبِذُوْهُ فِي الشِّنَانِ وَلَا تَنْبِذُوْهُ فِي الْقِلَالِ فَاِنَّهُ اِنْ تَاَخَّرَ صَارَ خَلًّا" .

☆☆ ابن دیلمی اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ہم نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہمارے انگوروں کے باغات ہیں ہم ان کا کیا کریں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اس کی کشمش بنالو' ہم نے عرض کی: ہم کشمش کا کیا کریں؟ آپ نے فرمایا: تم صبح کے وقت اس کی نبیذ تیار کرو اور شام کے وقت اسے پی لو' یا شام کے وقت اس کی نبیذ تیار کرو اور صبح کے وقت اسے پی لو' اور تم مشکیزے میں نبیذ تیار کرنا' گھڑے میں نہ کرنا' کیونکہ اگر مشکیزے میں اس میں تاخیر بھی ہوگئی' تو وہ سرکہ بن جائے گا۔ (شراب نہیں) بنے گی۔

5753 - اَخْبَرَنَا اَبُوْ دَاوُدَ الْحَرَّانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْلَى بْنُ عُبَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُطِيْعٌ عَنْ اَبِيْ عُمَرَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ يُنْبَذُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَشْرَبُهُ مِنَ الْغَدِ وَمِنْ بَعْدِ الْغَدِ فَاِذَا كَانَ مَسَاءُ الثَّالِثَةِ فَاِنْ بَقِيَ فِي الْاِنَاءِ شَيْءٌ لَمْ يَشْرَبُوْهُ اُهْرِيْقَ .

5751-اخرجه ابو داؤد في الاشربة، باب في صفة النبيذ (الحديث 3710) واخرجه النسائي في الاشربة، ذكر ما يجوز شربه من الانبذة وما لا يجوز (الحديث 5752) . تحفة الاشراف (11062) .

5752-تقدم (الحديث 5751) .

5753-اخرجه مسلم في الاشربة، باب اباحة النبيذ الذي لم يشتد و لم يصر مسكرًا (الحديث 79 و 80 و 81 و 82 و 83) واخرجه ابو داؤد في الاشربة، باب في صفة النبيذ (الحديث 3713) . واخرجه النسائي في الاشربة، ذكر ما يجوز شربه من الانبذة و ما لا يجوز (الحديث 5754 و 5755) واخرجه ابن ماجه في الاشربة، باب صفة النبيذ و شربه (الحديث 3399) . تحفة الاشراف (6548) .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے نبیذ تیار کی جاتی تھی' تو آپ اگلے دن اور اس سے اگلے دن اسے پی لیتے تھے' جب تیسرے دن کی شام ہوتی تھی' تو اگر برتن میں ابھی کوئی چیز باقی رہ گئی ہوتی تھی' تو آپ اسے نہیں پیتے تھے' اسے بہا دیا جاتا تھا۔

5754 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اٰدَمَ قَالَ حَدَّثَنَا شَرِيْكٌ عَنْ اَبِىْ اِسْحَاقَ عَنْ يَحْيَى بْنِ عُبَيْدٍ الْبَهْرَانِيِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُنْقَعُ لَهُ الزَّبِيْبُ فَيَشْرَبُهُ يَوْمَهُ وَالْغَدَ وَبَعْدَ الْغَدِ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کشمش کو پانی میں بھگو دیا جاتا تھا' تو آپ اس دن' اس سے اگلے دن' اور اس سے بھی اگلے دن تک اسے پی لیتے تھے۔

5755 - اَخْبَرَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى عَنِ ابْنِ فُضَيْلٍ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِىْ عُمَرَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنْبَذُ لَهُ نَبِيْذُ الزَّبِيْبِ مِنَ اللَّيْلِ فَيَجْعَلُهُ فِىْ سِقَاءٍ فَيَشْرَبُهُ يَوْمَهُ ذٰلِكَ وَالْغَدَ وَبَعْدَ الْغَدِ فَاِذَا كَانَ مِنْ اٰخِرِ الثَّالِثَةِ سَقَاهُ اَوْ شَرِبَهُ فَاِنْ اَصْبَحَ مِنْهُ شَىْءٌ اَهْرَاقَهُ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے رات کے وقت کشمش کی نبیذ تیار کی جاتی تھی آپ اسے مشکیزے میں ڈلوا دیتے تھے۔ پھر آپ اس دن' اس سے اگلے دن' اور اس سے اگلے دن اسے پی لیتے تھے' جب تیسرے دن کا آخری حصہ آتا تھا' تو آپ اسے کسی کو پلا دیتے تھے' یا خود پی لیتے تھے' اگر اس سے اگلی صبح تک' اس میں سے کچھ باقی بچ جاتا' تو آپ اسے بہا دیتے۔

5756 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهُ كَانَ يُنْبَذُ لَهُ فِىْ سِقَاءِ الزَّبِيْبِ غُدْوَةً فَيَشْرَبُهُ مِنَ اللَّيْلِ وَيُنْبَذُ لَهُ عَشِيَّةً فَيَشْرَبُهُ غُدْوَةً وَّكَانَ يَغْسِلُ الْاَسْقِيَةَ وَلَا يَجْعَلُ فِيْهَا دُرْدِيًّا وَّلَا شَيْئًا . قَالَ نَافِعٌ فَكُنَّا نَشْرَبُهُ مِثْلَ الْعَسَلِ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں یہ بات منقول ہے: ان کے لئے مشکیزے میں کشمش کی نبیذ تیار کی جاتی تھی' اگر وہ صبح کے وقت تیار کی جاتی تھی' تو وہ رات کے وقت اسے پی لیتے تھے' اور اگر شام کے وقت تیار کی جاتی تھی' تو وہ صبح کے وقت اسے پی لیتے تھے پھر وہ مشکیزے کو دھوتے تھے' اور اس میں کوئی تلچھٹ بھی باقی نہیں رہنے دیتے تھے' اور چیز باقی نہیں رہنے دیتے تھے۔

نافع بیان کرتے ہیں: ہم اسے شہد کی طرح پیا کرتے تھے۔

5757 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ بَسَّامٍ قَالَ سَاَلْتُ اَبَا جَعْفَرٍ عَنِ النَّبِيْذِ قَالَ كَانَ عَلِىُّ بْنُ

5754-تقدم (الحديث 5753) .

5755-تقدم (الحديث 5753) .

5756-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (7938) .

حُسَيْنٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يُنْبَذُ لَهُ مِنَ اللَّيْلِ فَيَشْرَبُهُ غُدْوَةً وَّيُنْبَذُ لَهُ غُدْوَةً فَيَشْرَبُهُ مِنَ اللَّيْلِ .

☆☆ بسام بیان کرتے ہیں: میں نے امام باقر رحمۃ اللہ علیہ سے نبیذ کے بارے میں دریافت کیا: تو انہوں نے جواب دیا: امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کے لئے رات کے وقت نبیذ تیار کی جاتی' تو وہ اگلے دن صبح اسے پی لیتے تھے' اور اگر صبح کے وقت تیار کی جاتی تھی' تو وہ رات کے وقت اسے پی لیتے تھے۔

5758 – اَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُ سُفْيَانَ سُئِلَ عَنِ النَّبِيْذِ قَالَ انْتَبِذْ عَشِيًّا وَّاشْرَبْهُ غُدْوَةً .

☆☆ عبداللہ بیان کرتے ہیں: میں نے سفیان کو سنا' ان سے نبیذ کے بارے میں دریافت کیا گیا' تو انہوں نے فرمایا: تم شام کے وقت نبیذ تیار کرواور (اگلے دن) صبح کے وقت اسے پی لو۔

5759 – اَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ عَنْ اَبِيْ عُثْمَانَ وَلَيْسَ بِالنَّهْدِيِّ اَنَّ اُمَّ الْفَضْلِ اَرْسَلَتْ اِلٰى اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ تَسْاَلُهُ عَنْ نَبِيْذِ الْجَرِّ فَحَدَّثَهَا عَنِ النَّضْرِ ابْنِهِ اَنَّهُ كَانَ يُنْبَذُ فِيْ جَرٍّ يُنْبَذُ غُدْوَةً وَّيَشْرَبُهُ عَشِيَّةً .

☆☆ ابوعثمان بیان کرتے ہیں: اُم فضل نامی خاتون نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی طرف پیغام بھیجا اوران سے گھڑے میں تیار کی جانیوالی نبیذ کے بارے میں دریافت کیا۔ تو انہوں نے اس خاتون کو اپنے صاحبزادے نضر کے بارے میں بتایا کہ وہ گھڑے میں نبیذ تیار کرتا ہے' جسے صبح کے وقت تیار کیا جاتا ہے اور وہ شام کے وقت اسے پی لیتے ہیں۔

5760 – اَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ مَّعْمَرٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّهُ كَانَ يَكْرَهُ اَنْ يَّجْعَلَ نَطْلَ النَّبِيْذِ فِي النَّبِيْذِ لِيَشْتَدَّ بِالنَّطْلِ .

☆☆ سعید بن مسیب کے بارے میں یہ بات منقول ہے: وہ اس بات کو ناپسند کرتے تھے' وہ نبیذ کی تلچھٹ کو نبیذ میں ڈال دیں' تا کہ اس کے ذریعے وہ گاڑھی ہو جائے۔

5761 – اَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ دَاوُدَ بْنِ اَبِيْ هِنْدٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّهُ قَالَ فِي النَّبِيْذِ خَمْرُهُ دُرْدِيُّهُ .

☆☆ سعید بن مسیب کے بارے میں یہ بات منقول ہے: نبیذ کے بارے میں وہ یہ فرماتے ہیں: اس کی تلچھٹ میں نشہ ہوتا ہے۔

5757-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (19135) .

5758-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (18773) .

5759-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (1722) .

5760-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (18724) .

5761-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (18702) .

5762 – اَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ اِنَّمَا سُمِّيَتِ الْخَمْرُ لاَنَّهَا تُرِكَتْ حَتّٰى مَضٰى صَفْوُهَا وَبَقِيَ كَدَرُهَا . وَكَانَ يَكْرَهُ كُلَّ شَيْءٍ يُنْبَذُ عَلٰى عَكَرٍ .

☆☆ سعید بن مسیب فرماتے ہیں: خمر کو خمر کا نام اس لیے دیا گیا ہے کہ اسے چھوڑ دیا جاتا ہے یہاں تک کہ اس کی صفائی ختم ہو جاتی ہے اور اس کا گدلا پن باقی رہ جاتا ہے۔

سعید اس بات کو ناپسند کرتے تھے کہ کسی بھی قسم کی نبیذ کی تلچھٹ کو استعمال کیا جائے۔

باب ذِكْرِ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ فِي النَّبِيْذِ

نبیذ کے بارے میں ابراہیم پر ہونے والے اختلافات کا تذکرہ

5763 – اَخْبَرَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا الْقَوَارِيْرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ زَائِدَةَ قَالَ حَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ فُضَيْلِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ كَانُوْا يَرَوْنَ اَنَّ مَنْ شَرِبَ شَرَابًا فَسَكِرَ مِنْهُ لَمْ يَصْلُحْ لَهُ اَنْ يَعُوْدَ فِيْهِ .

☆☆ ابراہیم فرماتے ہیں: لوگ یہ سمجھتے تھے کہ جو شخص کوئی ایسا مشروب پئے جس سے اسے نشہ ہو جائے تو اب اس کے لئے دوبارہ اسے پینا درست نہیں ہوگا۔

5764 – اَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مُغِيْرَةَ عَنْ اَبِيْ مَعْشَرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ لَا بَاْسَ بِنَبِيْذِ الْبُخْتُجِ .

☆☆ ابراہیم فرماتے ہیں: آگ پر پکی ہوئی چیز کی نبیذ استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

5765 – اَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْ عَوَانَةَ عَنْ اَبِيْ مِسْكِيْنٍ قَالَ سَاَلْتُ اِبْرَاهِيْمَ قُلْتُ اِنَّا نَاْخُذُ دُرْدِيَّ الْخَمْرِ اَوِ الطِّلَاءَ فَنُنَظِّفُهُ ثُمَّ نَنْقَعُ فِيْهِ الزَّبِيْبَ ثَلَاثًا ثُمَّ نُصَفِّيْهِ ثُمَّ نَدَعُهُ حَتّٰى يَبْلُغَ فَنَشْرَبُهُ قَالَ يُكْرَهُ .

☆☆ ابومسکین بیان کرتے ہیں: میں نے ابراہیم سے سوال کیا میں نے کہا: ہم شراب یا طلاء کی تلچھٹ کو حاصل کرتے ہیں' پھر ہم اسے صاف کرتے ہیں' پھر ہم اس میں تین دن تک کشمش کو بھگو کے رکھتے ہیں' پھر ہم اسے صاف کرتے ہیں' پھر ہم اسے چھوڑ دیتے ہیں' یہاں تک کہ وہ گاڑھی ہو جاتی ہے' تو ہم اسے پی لیتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا: یہ مکروہ ہے۔

5762-انفرد بہ النسائی ۔ تحفۃ الاشراف (18723) ۔

5763-انفرد بہ النسائی ۔ تحفۃ الاشراف (18425) ۔

5764-انفرد بہ النسائی ۔ تحفۃ الاشراف (18426) ۔

5765-انفرد بہ النسائی ۔ تحفۃ الاشراف (18427) ۔

نبیذ تمر سے متعلق حکم کا بیان

5766 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ قَالَ اَنْبَاَنَا جَرِيْرٌ عَنِ ابْنِ شُبْرُمَةَ قَالَ رَحِمَ اللّٰهُ اِبْرَاهِيمَ شَدَّدَ النَّاسُ فِي النَّبِيذِ وَرَخَّصَ فِيهِ .

☆☆ ابن شبرمہ کہتے ہیں: اللہ تعالیٰ ابراہیم پر رحم کرے لوگوں نے نبیذ کے بارے میں سختی کی اور انہوں نے اس کے بارے میں رخصت دی۔

5767 - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ اَبِي اُسَامَةَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ الْمُبَارَكِ يَقُوْلُ مَا وَجَدْتُ الرُّخْصَةَ فِي الْمُسْكِرِ عَنْ اَحَدٍ صَحِيحًا اِلَّا عَنْ اِبْرَاهِيمَ .

☆☆ ابواسامہ بیان کرتے ہیں: میں نے عبداللہ بن مبارک کو یہ کہتے ہوئے سنا: کسی بھی شخص سے نبیذ کے بارے میں رخصت دینے کا حکم میں نے مستند طور پر نہیں پایا' صرف ابراہیم کے حوالے سے پایا ہے۔

شرح

نبیذ تمر" کی شکل یہ ہوتی ہے کہ چھوارے پانی میں ڈال دیئے جاتے ہیں اور انہوں چند روز تک اسی طرح پانی میں رہنے دیا جاتا ہے جس کے بعد دونوں کا شربت سا بن جاتا ہے اور اس میں ایک قسم کی تیزی بھی آ جاتی ہے، یہ شربت جب تک تیز و تند نہیں ہوتا حلال رہتا ہے چنانچہ منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے یہ نبیذ تمر بنایا جاتا تھا۔ نبیذ تمر سے وضو کرنا مختلف فیہ ہے، چنانچہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک یہ ہے کہ اگر وضو کے لئے خاص پانی نہ ملے تو نبیذ تمر سے وضو کیا جا سکتا ہے اس کی موجودگی میں تیمم کرنا جائز نہیں ہے۔ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ علیہ اس مسلک سے اختلاف کرتے ہیں۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ علیہ کی دلیل یہی مذکورہ حدیث ہے یہ حدیث چونکہ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ علیہ کے مسلک کے خلاف ہے اس لئے شوافع اس حدیث کو ضعیف ثابت کرتے ہیں چنانچہ حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ علیہ بھی یہی بات کہہ رہے ہیں کہ حدیث کے راوی ابوزید غیر معروف ہیں اس لئے ان کی روایت کردہ حدیث پر کسی مسلک کی بنیاد نہیں رکھی جا سکتی، امام ترمذی رحمہ اللہ علیہ دوسری چیز یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما لیلۃ الجن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نہیں تھے۔ اس کی شہادت میں وہ حضرت علقمہ رحمہ اللہ علیہ کی ایک روایت پیش کر رہے ہیں جو حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے اس کا مقصد بھی یہی ہے کہ جب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ اس رات میں ہونا ہی ثابت نہیں ہے تو ابوزید کی یہ روایت یقیناً صحیح نہیں ہو سکتی۔ لیکن جہاں تک حقیقت کا تعلق ہے اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ حضرت امام اعظم رحمہ اللہ علیہ کا مسلک برحق ہے کیونکہ حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ علیہ کا یہ کہنا ابوزید مجہول راوی ہیں حدیث کی حیثیت پر کچھ اثر انداز نہیں ہوتا اس لئے کہ حدیث کے راویوں کے غیر معروف ہونے کا دعویٰ دوسرے طریقوں سے غلط ثابت ہو جاتا ہے۔

5766-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (18428) . 5767-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (18429) .

دوسرا اعتراض یہ کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما اس روایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نہیں تھے، بالکل غلط ہے، کیونکہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی موجودگی دیگر روایتوں سے بھی تحقیق کے ساتھ ثابت ہے چنانچہ ایک روایت یہ بھی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس شب میں جنات کو سلام کی دعوت اور قرآن کی تعلیمات بتانے میں مشغول ہوئے تو اپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کو ایک جگہ بٹھا دیا اور ان کے اردگرد لکیر کھینچ کر ایک دائرہ بنایا اور انہیں ہدایت کی کہ وہ اس دائرے سے باہر نہ نکلیں۔

حضرت علقمہ رحمہ اللہ علیہ کی روایت کی صحت میں کوئی کلام نہیں ہے مگر اس کا مطلب حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی موجودگی کا سرے سے انکار نہیں ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنات سے ہم کلام تھے اس وقت حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر نہ تھے، یا یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت جنات کے پاس تشریف لے جا رہے تھے عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نہیں تھے بلکہ آخر شب میں جا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی۔

5768 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا اُسَامَةَ يَقُوْلُ مَا رَاَيْتُ رَجُلًا اَطْلَبَ لِلْعِلْمِ مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ الشَّامَاتِ وَمِصْرَ وَالْيَمَنَ وَالْحِجَازَ .

☆☆ ابو اسامہ کہتے ہیں: میں نے ایسا کوئی شخص نہیں پایا' جو عبداللہ بن مبارک سے زیادہ علم کو طلب کرنے والا ہو۔ انہوں نے شام' مصر' یمن اور حجاز سے علم حاصل کیا۔

عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ حافظِ حدیث ہیں، اونچے درجے کے محدثین میں آپ کا شمار ہوتا ہے، شیخ الاسلام ہیں، فخر المجاہدین اور قدوۃ الزاہدین ہیں، آپ کے اساتذہ میں سلیمان تیمی اور امام عاصم رحمہما اللہ جیسے جلیل القدر حضرات ہیں اور آپ کی شاگردی عبدالرحمٰن بن مہدی رحمۃ اللہ علیہ، یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ، ابوبکر بن ابی شیبہ رحمہم اللہ جیسے اکابر محدثین وائمہ جرح وتعدیل نے اختیار کی ہے، احادیث کے اندر آپ رحمۃ اللہ علیہ کو امیر المومنین فی الحدیث کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے اور مسلم شریف اور بخاری شریف کے راویوں میں ہیں۔ (تذکرۃ الحفاظ: ۱/)

آپ رحمۃ اللہ علیہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے خاص شاگرد رشید ہیں اور ان کے عقیدت مندوں میں ہیں آپ فرماتے ہیں کہ جب کوئی شخص امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا نام برائی سے لے تو میں اس کو گوارا نہیں کر سکتا کہ میں اس کو اپنی نگاہوں کے سامنے دیکھوں اور مجھے یہ بات بھی پسند نہیں کہ میں اس کے ساتھ بیٹھوں، مجھے خوف ہوتا ہے کہ کہیں اللہ پاک کی طرف سے کوئی آیہ من آیات اللہ نہ نازل ہو جائے اور میں بھی اسی کے ساتھ ہو جاؤں، اللہ کی قسم امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ متقی تھے، اپنی زبان کی حفاظت بری باتوں سے کیا کرتے تھے، آپ کی مجلس بہتر ہوا کرتی تھی اور آپ بہت زیادہ حلیم و بردبار تھے۔ (سیر اعلام النبلاء: ۶/۴۰۰۔ اخبار ابی حنیفہ واصحابہ)

5768- انفرد به النسائي . تحفة الأشراف (18941) .

نیز فرماتے ہیں کہ جب کسی مسئلہ پر امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ متفق ہو جائیں تو چاہئے کہ آدمی اس کو قبول کر لے، آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں ایک شخص امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طعن و تشنیع کر رہا تھا تو آپ نے کہا خاموش ہو جاؤ! اگر تم امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھ لیتے تو زبردست عقلمند اور ذی ہوش پاتے، ابوسلیمان جرجانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرمارہے تھے کہ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اللہ پاک سے زیادہ ڈرتے تھے اور میں کسی کو نہیں دیکھا جو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے زیادہ عقلمند ہو۔ (الانتقاء)

ایک مرتبہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اپنی رائے سے دین کی بابت کچھ کہنا مناسب ہوتا تو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اس مرتبہ کے ہیں کہ ان کو اپنی رائے سے کہنا مناسب ہونا چاہئے، وہ فرماتے ہیں کہ اگر کسی مسئلہ میں کوئی حدیث نہ مل سکے اور رائے کی ضرورت پڑے تو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابوحنیفہ رحمہم اللہ کی رائے کی طرف رجوع کیا جائے گا؛ لیکن امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ان میں سب سے اچھے ہیں، سب سے زیادہ باریک بین ہیں، علم فقہ میں ان سب سے زیادہ غوطہ زن ہیں اور ان تینوں میں زیادہ فقیہ ہیں۔

خطیب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبداللہ بن المبارک رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کیا ہے کہ اگر اللہ نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور سفیان ثوری رحمہما اللہ سے میری دستگیری نہ کی ہوتی تو میں عام لوگوں کی طرح ہوتا؛ اگر ہم رسول اللہ اور حضراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم کا اثر نہ پائیں تو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہمارے نزدیک ایسا ہی ہے جیسے رسول اللہ کا اثر، صمیری، منصور بن ہشام سے روایت کی ہے کہ ہم حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تھے، ایک آدمی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی برائی بیان کرنے لگا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: برا ہو تمہارا! کیا تم ایسے آدمی کی برائی بیان کرتے ہو جس نے چالیس سال تک پانچوں نمازیں ایک ہی وضوء سے ادا کی، جو سارا قرآنِ کریم دو رکعتوں میں پڑھتا تھا؛ نیز یہ کہ جو کچھ علمِ فقہ ہے وہ میں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہی سے سیکھا ہے، ایک مرتبہ آپ حدیث بیان کررہے تھے طلبہ لکھ رہے تھے؛ اسی درمیان فرمانے لگے:

"حَدَّثَنِيْ نُعْمَانُ بْنُ ثَابِتٍ"۔

کسی نے کہا: "آپ کس کو مراد لے رہے ہیں"۔ آپ نے جواب دیا: "امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو جو علم کے مخزن ہیں"۔ یہ سن کر بعض طلبہ نے حدیث لکھنا بند کردیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ تھوڑی دیر خاموش رہے، اس کے بعد فرمایا:

"اے لوگو! آپ لوگ کتنے بے ادب ہیں، ائمہ کرام کے مراتب سے کس قدر ناواقف ہیں، علم اور اہلِ علم سے آپ لوگوں کی معرفت کتنی کم ہے، کوئی بھی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے بڑھ کر اقتداء کے لائق نہیں، اس لیے کہ وہ امام تھے، متقی تھے، صاف و بے داغ تھے، پرہیزگار تھے، عالم تھے، فقیہ تھے؛ انہوں نے علم کو بصیرت، فہم وفراست اور تقویٰ کے ذریعہ اس طرح کھول کر بیان کیا؛ جیسے کہ کسی اور نے نہیں کیا۔ (تذکرۃ النعمان:۱۵۰)

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ

اللہ تعالیٰ کے بعض بندے ایسے ہیں کہ اُن کے تذکرے سے اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہوتی ہے۔ اُمت مسلمہ کے امام، مجاہدین

کے سردار حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ بھی اُنہی شخصیات میں سے ہیں. یہ بات اُمت کے ایک اور امام حضرت نووی رحمۃ اللہ علیہ ان الفاظ میں سمجھاتے ہیں: حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ وہ شخصیت ہیں جن کی امامت اور جلالت پر اُمت کا اتفاق ہے. وہ ایسے شخص ہیں جن کے تذکرے سے رحمت نازل ہوتی ہے. اور جن سے محبت پر مغفرت کی اُمید کی جاتی ہے۔

(تہذیب الاسماء)

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ خود بہت بڑے آدمی ہیں. انہوں نے ماشاءاللہ بہت پرنور کتابیں لکھی ہیں. آپ نے اُن کی کتاب ریاض الصالحین تو ضرور دیکھی ہوگی. امام نووی رحمۃ اللہ علیہ ایک رات چراغ کی روشنی میں لکھ رہے تھے. اچانک وہ چراغ بجھ گیا تو اللہ تعالیٰ نے اُن کی انگلیوں میں روشنی ظاہر فرمادی. اور وہ کافی دیر تک اپنی انگلیوں کی روشنی میں لکھتے رہے. یہ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے تذکرے سے اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہوتی ہے. واقعی بالکل سچ فرمایا. آپ انشا اللہ آج ہی اس کا تجربہ کرلیں گے. مجھے اصل میں تو حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کا جہاد بیان کرنا ہے. وہ اُمت کے کامیاب ترین مجاہدین میں سے تھے. اور اُن کے جہاد کو دیکھ کر مجاہدین اپنے جہاد کو درست اور مقبول بنا سکتے ہیں. مگر اُن کے جہاد سے پہلے اُن کی زندگی کے کچھ دیگر حالات عرض کئے جاتے ہیں. تاکہ آپ سب حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت اور مقام سے کسی قدر واقف ہو جائیں. اُن کے خاندان کے بارے میں چند باتیں گزشتہ کالم میں عرض کردی گئیں تھیں. آج اُن کی کچھ دیگر صفات کو بیان کیا جارہا ہے. آپ حیران ہوں گے کہ جب اُمت مسلمہ کے بڑے مجاہدین کا تذکرہ لکھا جاتا ہے تو ان میں حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ پہلی صف میں نظر آتے ہیں. اور جب صوفیا کرام کا تذکرہ لکھا جاتا ہے تو اس میں بھی حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ پہلی صف میں موجود ہوتے ہیں. حضرت ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب کشف المحجوب میں اُن کا تذکرہ بڑے صوفیا کرام میں فرمایا ہے. اسی طرح جب اُمت مسلمہ کے فقہا، حفاظ اور محدثین کا تذکرہ آتا ہے تو اس میں بھی حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ پہلی صف میں شمار کئے جاتے ہیں. آپ اپنی عمر کے ابتدائی زمانے کچھ غفلت میں پڑ گئے تھے. بڑے رئیس زادے تھے پیسے نے اثر دکھایا تو لہو ولعب میں مشغول ہوگئے. مگر جب عمر بیس سال کی ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے آپ پر توبہ، محبت، معرفت، علم اور جہاد کا دروازہ کھول دیا. آپ کی توبہ کا واقعہ بھی بہت عجیب ہے جو انشا اللہ اگلی کسی مجلس میں عرض کیا جائے گا. آج ملاحظہ فرمایئے حیات ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے کچھ بکھرے اوراق۔

مثالی سخاوت

آپ بڑے مالدار تھے. وراثت میں کافی مال ملا تھا اور تجارت بھی کرتے تھے تاکہ فقرا پر خرچ کریں، مجاہدین کو کھلائیں پلائیں اور طلبہ حدیث کی خدمت کریں، حج کریں. اور لوگوں کو حج کروائیں اور جہاد میں اپنا اور اپنے رفقا کا خرچہ برداشت کریں. ایک بار مشہور تارک الدنیا بزرگ حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ سے ارشاد فرمایا: اگر آپ اور آپ جیسے لوگ نہ ہوتے تو میں تجارت نہ کرتا۔ (تہذیب التہذیب)

یعنی آپ جیسے لوگ دنیا چھوڑ کر عبادت اور دین کے کاموں میں لگے ہوئے ہیں. میں آپ کی خدمت کرنے کے لئے تجارت

کرتا ہوں. اللہ تعالیٰ نے حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے مال میں خوب برکت عطا فرمائی تھی. وہ خیر کے کاموں میں خرچ کرتے جاتے تھے اور اُن کا مال اور بڑھتا جاتا تھا. تھوڑا سا اندازہ لگائیں کہ ہر سال فقرا کرام پر ایک لاکھ درہم خرچ کرتے تھے.

ایک سال جہاد پر جاتے اور سارا خرچہ خود کرتے اور دوسرے سال حج پر جاتے تب بھی اپنا اور اپنے رفقا کا خرچہ خود اٹھاتے. جہاد میں مال غنیمت بھی نہیں لیتے تھے اور حج پر اپنے رفقا کو اچھے کھانے کھلاتے اور گھر والوں کے لئے سامان بھی خرید کر دیتے تھے. کبھی اکیلے کھانا نہیں کھاتے تھے، ہمیشہ علما طلبہ اور دیگر مہمانوں کو بلاتے اور بڑے بڑے دستر خوان بچھا کر انہیں کھانا کھلاتے. اور طرح طرح کے فالودے بنوا کر انہیں پیش کرتے. انہیں اپنے والد محترم کی وراثت میں سے جو چھ لاکھ درہم ملے ان میں سے بھی. چار لاکھ ساٹھ ہزار درہم خیر کے کاموں میں خرچ کر دیئے. بے شک خیر کے کاموں میں سخاوت. اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت بڑی نعمت ہے. بہت ہی عظیم نعمت.

حُسنِ اخلاق

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ حُسنِ اخلاق میں اپنی مثال آپ تھے. اُن کے اخلاق بناوٹی نہیں تھے کہ. لوگوں میں شہرت اور عزت حاصل کرنے کے لئے ہوں. بلکہ اللہ تعالیٰ نے اُن کی فطرت اور خصلت ہی ایسی بنائی تھی کہ ماشاءاللہ حُسنِ اخلاق کا پیکر نظر آتے تھے. اور پھر امانتدار اور متقی والدین کی تربیت نے بھی خوب رنگ جمایا. مشہور محدث حضرت اسماعیل بن عیاش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

روئے زمین پر عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ جیسا (اُن کے زمانے میں) کوئی نہیں ہے. اور میرے علم کے مطابق اللہ تعالیٰ نے خیر کی جتنی بھی عادتیں اور خصلتیں پیدا فرمائی ہیں. اُن سب سے عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کو حصہ عطاء فرمایا ہے۔

(سیر اعلام النبلاء)

حضرت نعیم بن حماد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں. میں نے عبدالرحمٰن بن مہدی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ. عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ اور سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ میں سے کون افضل ہے؟. فرمایا عبداللہ بن مبارک!. میں نے عرض کیا لوگ آپ کی یہ بات نہیں مانتے. ارشاد فرمایا لوگوں نے قریب سے نہیں دیکھا. ورنہ عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ جیسا کوئی نہیں ہے۔

(تہذیب الاسماء)

حضرت عبداللہ بن مبارک (رح). اتنے بلند مقام کے باوجود تواضع اختیار فرماتے تھے. اپنی گردن پر لکڑیاں لادتے. اور ننگے پاؤں بازار سے چیز خرید لاتے. اور حضرت سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ جیسے بزرگوں کے سامنے کسی کو مسئلہ بتانا بے ادبی سمجھتے تھے. ایک بار کسی نے پوچھا کہ. حضرت! تواضع کسے کہتے ہیں؟. ارشاد فرمایا مالداروں کے سامنے تکبر کرنا. اللہ اکبر کبیرا. یعنی انسان مال اور دنیا کے لالچ میں اپنے نفس کو ذلیل نہ کرے. آپ سے پوچھا گیا کہ تکبر کسے کہتے ہیں؟. ارشاد فرمایا لوگوں کو حقیر سمجھنا.

مثالی تقویٰ

عبادت اور تقویٰ کے معاملے میں عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ پر اللہ تعالیٰ کا بہت فضل تھا. جہاد میں نکل کر ساری ساری

رات عبادت کرنا۔ مجاہدین کے لشکر کی پہرے داری کرنا۔ سفر کے دوران اپنے کجاوے میں نفل نماز کا مسلسل اہتمام کرنا۔ راتوں کو اپنے رفقا کو سُلا کر خود چھپ کر نماز ادا کرنا۔ سفر کے دوران اپنے رفقا کو قیمتی حلوے کھلانا اور خود روزے سے رہنا۔ اللہ تعالیٰ کے خوف سے اتنا رونا کہ داڑھی مبارک تر ہو جاتی۔ اور پھر اپنے تقوے اور عبادت کو لوگوں سے چھپانا۔ حضرت احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے اتنا اونچا مقام اُن کی مخفی عبادت کی وجہ سے عطا فرمایا ہے۔ اور خود حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ تم میں سے جو اللہ تعالیٰ سے جتنا ڈرتا ہے وہ اتنا بڑا عالم ہے۔ آپ جب بغداد تشریف لائے تو وہاں کے حکمران کچھ ظالم تھے۔ آپ کو شبہ ہوا کہ میرا اس شہر میں قیام کرنا ٹھیک ہے یا نہیں؟۔ چنانچہ آپ روزانہ ایک دینار صدقہ کرتے تھے۔ تاکہ اس شہر میں قیام کا جو گناہ ہے اُس کا کفارہ ہو جائے۔ ایک بار آپ نے ملکِ شام میں ایک شخص سے اُس کا قلم عاریۃً لیا اور اُسے واپس کرنا بھول گئے اور خراسان تشریف لے گئے۔ خراسان پہنچ کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کو یاد آیا تو۔ صرف قلم واپس لوٹانے کے لئے شام کا سفر فرمایا۔ سفرِ وفات میں آپ کو ستو پینے کی رغبت ہوئی۔ رفقا نے ستو تلاش کیا تو وہ صرف ایک آدمی کے پاس تھا جو بادشاہ کے ہاں ملازم تھا۔ رفقا نے آپ کو صورتحال بتائی تو آپ نے لینے سے منع فرما دیا۔ اور ستو پئے بغیر اس دنیا سے تشریف لے گئے۔ جی ہاں وہ شخص نے جس نے ساری زندگی لوگوں کو طرح طرح کے کھانے کھلائے اور مشروبات پلائے۔ وہ اپنی زندگی کی آخری گھڑیوں میں ستو بھی نہ پی سکا۔ اسے کہتے ہیں امانت اور اسے کہتے ہیں تقویٰ کہ کسی حال میں بھی انسان اللہ تعالیٰ کے خوف سے غافل نہ ہو۔ اور نہ ہی کسی مجبوری کا بہانہ بنا کر مشتبہ چیزوں میں منہ مارے۔

سبحان اللہ! اللہ تعالیٰ کے انعامات دیکھئے۔ اُمت کا امام، فخر المجاہدین، تارک الدنیا لوگوں کے قائد۔ سخی، بہادر، باحیا، عفیف، متقی، بہادر، جانباز، بہترین گھڑسوار۔ اور زمانے کے مایہ ناز محدّث۔ رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔

سرکاری عہدوں سے پرہیز

اُس زمانے کے حکّام ہمارے دور کے حکمرانوں سے بہت نیک، متقی اور غیرت مند تھے۔ وہ جہاد کے لئے خود بھی نکلتے تھے اور اسلامی لشکروں کو بھی دور دراز علاقوں میں جہاد پر بھیجتے تھے۔ مگر اس کے باوجود حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ۔ ان حکام سے دور رہے اور انہوں نے سرکاری عہدے قبول نہ کرنے میں۔ اپنے محبوب استاذ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی مکمل پیروی کی۔ اور آپ رحمۃ اللہ علیہ ہمیشہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی اس بات پر تعریف کرتے تھے کہ انہوں نے قاضی القضاۃ کے عہدے کو ٹھکرایا۔ چنانچہ ارشاد فرماتے ہیں: میں نے ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے زیادہ متقی کوئی نہیں دیکھا انہیں کوڑوں اور اموال کے ذریعہ آزمایا گیا۔ (تاریخ بغداد للخطیب)

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ حکمرانوں سے دور دور رہے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں لوگوں کے دلوں پر حکومت عطا فرما دی۔ ایک بار خلیفہ ہارون الرشید رقہ شہر میں تھے۔ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ بھی وہاں تشریف لے آئے تو لوگ اُن کی زیارت کے لئے ٹوٹ پڑے۔ زیارت کرنے والوں کا اتنا مجمع تھا کہ لوگوں کے جوتے ٹوٹ گئے اور فضا غبار سے بھر گئی۔ ہارون الرشید کی ایک باندی نے خلیفہ کے محل کے بُرج سے یہ منظر دیکھا تو پوچھا کہ یہ کیا ہو رہا ہے؟۔ اُسے بتایا گیا کہ خراسان کے ایک عالم

جن کا نام عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ ہے رقہ تشریف لائے ہیں. وہ کہنے لگی. اللہ کی قسم بادشاہت تو یہ ہے. اس کے مقابلے میں ہارون الرشید کی بادشاہت کیا ہے کہ لوگوں کو پولیس کے ذریعہ جمع کیا جاتا ہے.

فقراوالی موت

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال جہاد سے واپسی پر حالت سفر میں ہوا. جب موت کا وقت قریب آیا تو اپنے آزاد کردہ غلام نصر سے فرمایا. میرا سر مٹی پر رکھ دو. غلام رونے لگا. ارشاد فرمایا کیوں روتے ہو؟ وہ کہنے لگا مجھے یہ بات رُلا رہی ہے کہ آپ کیسی ناز ونعمت والی زندگی میں تھے اور اب فقیری اور مسافری کی حالت میں اس دنیا سے جارہے ہیں. ارشاد فرمایا: چپ ہوجاؤ میں نے اللہ تبارک و تعالیٰ سے دعا کی تھی کہ. مجھے اغنیاوالی زندگی اور فقراوالی موت عطا فرمائے. پھر ارشاد فرمایا. اب مجھے کلمے کی تلقین کرتے رہو، کوئی اور بات نہ کرو. (ابن عساکر)

جہادسب سے افضل عمل

مشہور عابد اور محدث حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹے محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا تو پوچھا: آپ نے کس عمل کو افضل پایا؟. ارشاد فرمایا وہی عمل جس میں لگا ہوا تھا. میں نے پوچھا یعنی رباط اور جہاد. ارشاد فرمایا جی ہاں. میں نے عرض کیا آپ کے رب نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟. ارشاد فرمایا. میرے رب نے مجھے پکی مغفرت عطا فرمادی اور میرے ساتھ حورعین نے گفتگو کی. (صفۃ الصفوۃ)

اللہ تعالیٰ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے درجات بلند فرمائے. ہم سب مسلمانوں کو بھی اُن جیسی مبارک صفات نصیب فرمائے. آمین یاارحم الراحمین

حضرت عبداللہ بن مبارک اور قاتل

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کا ایک غلام تھا۔ وہ ہر روز دن کو آپ کی خدمت بجالاتا اور رات کے وقت کہیں چلا جاتا۔ ایک دن حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے پوچھا کہ تم رات کو کہاں چلے جایا کرتے ہو؟ غلام نے جواب دیا یاحضرت! یہ راز ہے آپ اس سے پردہ نہ اٹھائیں۔ میں اس راز داری کے بدلے میں ہرروز آپ کو ایک دینار دیا کروں گا۔ چنانچہ وہ غلام اپنے وعدے کے مطابق ہرروز ایک دینار لاکر حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کو دیتا رہا۔ لوگوں میں یہ بات مشہور ہوگئی تھی کہ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کا غلام رات کے وقت چوری کرتا ہے اور اپنی چوری کی کمائی سے ہرروز ایک دینار حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کو دے دیتا ہے۔

اس بات سے حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کو بڑا دکھ ہوا، چنانچہ ایک رات حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ اس غلام کے تعاقب میں نکلے۔ وہ غلام رات کے اندھیرے میں ایک قبرستان میں پہنچا۔ ایک قبر کو تھوڑا سا کھولا اور اس کے اندر داخل ہوگیا۔ ایک بوریا اس نے زیب تن کیا اور اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول ہوگیا۔ فجر کی اذان تک وہ عبادت کرتا رہا۔ اس کے بعد وہ باہر نکلا۔ قبر کے منہ کو بند کیا اور مسجد میں جاکر فجر کی نماز میں مشغول ہوگیا۔ پھر اس نے دعا مانگی یااللہ! رات تیری بارگاہ میں

گزری، صبح میرا مجازی مالک مجھ سے ایک دینار طلب کرے گا، میری مفلسی کا سرمایہ تو تو ہی ہے۔

وہ غلام نہایت عاجزی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور دعا مانگ رہا تھا کہ اچانک نور کا ایک شعلہ نمودار ہوا اور اس غلام کے ہاتھ پر ایک دینار پڑا ہوا تھا۔ اس کے بعد غلام اٹھا اور مسجد سے باہر کی طرف چل دیا۔ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ یہ واقعہ دیکھ کر بے حال ہوگئے۔ اسی وقت غلام کے پیچھے بھاگے۔ قریب پہنچ کر اسے اپنے سینے سے لگایا، اس کے سر کو چوما اور فرمانے لگے۔ میرے جیسے ہزاروں مالک تمہاری غلامی پر قربان ہوں۔ کاش کہ تم مالک ہوتے اور میں غلام ہوتا۔ غلام نے یہ بات سنی تو ان سے اپنا چہرہ آسمان کی طرف اٹھایا اور کہا: اے اللہ! میرا بھید ظاہر ہوگیا ہے۔ مجھے اب سکون نہیں رہے گا مخلوق مجھے تنگ کرے گی۔ اے اللہ! مجھے اس فتنہ سے محفوظ رکھ اور مجھے دنیا سے اٹھالے۔ ابھی اس کا سر حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی بغل میں ہی تھا کہ اس نے اپنی جان اللہ تعالیٰ کے سپرد کردی۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے اسی بوریے میں ان کو کفنایا، دفن کرنے کے بعد چند دن تک فاتحہ خوانی بھی کرتے رہے۔ پھر رات کو خواب میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی تھے۔ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا اے عبداللہ! تم نے ہمارے دوست کو بوریے میں کفنایا اور قبر میں دفن کردیا۔ کیا ہی اچھا ہوتا کہ تم اس سے بہتر اہتمام کے ساتھ دفن کرتے۔

باب ذِكْرِ الْاَشْرِبَةِ الْمُبَاحَةِ

باب مباح مشروبات کا تذکرہ

5769 – اَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا اَسَدُ بْنُ مُوسٰى قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ لِاُمِّ سُلَيْمٍ قَدَحٌ مِّنْ عَيْدَانٍ فَقَالَتْ سَقَيْتُ فِيهِ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلَّ الشَّرَابِ الْمَآءَ وَالْعَسَلَ وَاللَّبَنَ وَالنَّبِيذَ .

☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: سیدہ اُم سلیم رضی اللہ عنہا کا ایک پیالہ تھا' جو لکڑی سے بنا ہوا تھا' وہ خاتون بیان کرتی ہیں: میں نے اس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر قسم کا مشروب پلایا۔ پانی بھی' شہد بھی' دودھ بھی اور نبیذ بھی۔

5770 – اَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنْ ذَرِّ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبْزٰى عَنْ اَبِيهِ قَالَ سَاَلْتُ اُبَىَّ بْنَ كَعْبٍ عَنِ النَّبِيذِ فَقَالَ اشْرَبِ الْمَآءَ وَاشْرَبِ الْعَسَلَ وَاشْرَبِ السَّوِيقَ وَاشْرَبِ اللَّبَنَ الَّذِي نُجِعْتَ بِهِ . فَعَاوَدْتُهُ فَقَالَ الْخَمْرَ تُرِيدُ الْخَمْرَ تُرِيدُ .

☆☆ سعید بن عبدالرحمٰن اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے نبیذ کے بارے میں دریافت کیا: تو انہوں نے فرمایا: تم پانی پیو' شہد پیو' ستو پیو' دودھ پیو' جو تمہیں خوراک دی گئی ہے۔ میں نے دوبارہ ان سے سوال کیا تو

5769-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (18327) .

5770-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (58) .

انہوں نے فرمایا: تم شراب پینا چاہتے ہو؟ تم شراب پینا چاہتے ہو۔

5771 - اَخْبَرَنِیْ اَحْمَدُ بْنُ عَلِیِّ بْنِ سَعِیْدِ بْنِ اِبْرَاهِیْمَ قَالَ حَدَّثَنَا الْقَوَارِیْرِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَیْمَانَ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبِیْدَةَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ اَحْدَثَ النَّاسُ اَشْرِبَةً مَا اَدْرِیْ مَا هِیَ فَمَا لِیْ شَرَابٌ مُنْذُ عِشْرِیْنَ سَنَةً اَوْ قَالَ اَرْبَعِیْنَ سَنَةً اِلَّا الْمَآءُ وَالسَّوِیْقُ غَیْرَ اَنَّهُ لَمْ یَذْكُرِ النَّبِیْذَ۔

☆☆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: لوگوں نے کئی نئے مشروب بنا لیے مجھے نہیں معلوم کہ وہ کیا ہیں؟ تقریباً بیس سال سے (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) شاید چالیس سال سے میں تو صرف پانی یا ستو پیتا ہوں۔

البتہ راوی نے نبیذ کا ذکر نہیں کیا۔

5772 - اَخْبَرَنَا سُوَیْدٌ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِیْرِیْنَ عَنْ عَبِیْدَةَ قَالَ اَحْدَثَ النَّاسُ اَشْرِبَةً مَا اَدْرِیْ مَا هِیَ وَمَا لِیْ شَرَابٌ مُنْذُ عِشْرِیْنَ سَنَةً اِلَّا الْمَآءُ وَاللَّبَنُ وَالْعَسَلُ۔

☆☆ عبیدہ فرماتے ہیں: لوگوں نے کتنے ہی مشروبات بنا لیے ہیں، مجھے نہیں معلوم کہ وہ کیا ہیں؟ میں تو بیس سال سے صرف پانی یا دودھ یا شہد پی رہا ہوں۔

شہد کے فوائد کا بیان

ثم کلی من کل الثمرات فاسلکی سبل ربك ذللا پھر ہر قسم (یعنی ہر ضروری اور مناسب قسم) کے پھلوں کو چوس اور پھر اپنے رب کے راستوں پر چل جو آسان ہیں۔

الثَّمَرَات میں الف لام جنسی ہے اور لفظ کُلِ استغراقی نہیں ہے بلکہ ہر مرغوب اور مناسب پھل مراد ہے۔ یعنی ہر قسم کے مناسب پسندیدہ اور میسر آ جانے والے پھلوں کا عرق چوس لے خواہ میٹھے ہوں یا کڑوے۔

سُبُلَ رَبِّكِ یعنی ان راستوں پر چل کر شہد تیار کر جو تیرے رب نے تجھے بتا دیئے ہیں اور فطری طور پر تجھے سکھا دیئے ہیں اور جب دور دور کے پھلوں کا رس چوس کر اپنے گھر کو لوٹے تو اپنے رب کے بتائے ہوئے راستوں پر لوٹنا راستہ نہ بھول جانا۔ یا یہ مطلب ہے کہ اللہ کے بتائے ہوئے ایسے راستوں پر چلنا کہ تیرے پیٹ کے اندر پھلوں اور پھولوں سے چوسا ہوا عرق شہد بن جائے۔

ذُلُلًا یعنی وہ راستے اللہ نے تیرے لئے آسان کر دیئے ہیں۔ یا یہ مطلب ہے کہ اللہ کے حکم کی اطاعت میں لگی رہنا اور حکم کے زیر اثر راستوں پر چلنا۔ کہنے والے کہتے ہیں کہ مکھیوں کے سردار تمام مکھیوں کو ساتھ لے کر ایک جگہ سے دوسری جگہ پر منتقل ہو جاتے ہیں اور سب مکھیوں کا ایک بادشاہ ہوتا ہے جس کو یعسوب کہا جاتا ہے۔ جب وہ کہیں سے چل دیتا ہے تو سب مکھیاں چل دیتی ہیں اور جہاں کہیں وہ رک جاتا ہے تو سب ٹھہر جاتی ہیں۔

یخرج من بطونها شراب مختلف الوانه اس کے پیٹ میں سے ایک پینے کی چیز نکلتی ہے جس کے رنگ مختلف ہوتے ہیں۔ یعنی سرخ بھی ہوتا ہے سفید بھی زرد بھی اور سبز بھی۔

5771-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (9408) .

5772-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (19000) .

فیہ شفآء للناس کہ اس میں لوگوں کے لئے شفاء ہے۔ مجاہد نے فِیْہِ کی ضمیر قرآن کی طرف راجع کی ہے یعنی قرآن میں لوگوں کے لئے شفاء ہے۔ لیکن آیت کی رفتار بتارہی ہے کہ شہد کی طرف ضمیر راجع ہے یعنی شہد میں شفاء ہے۔ یعنی بعض امراض کے لئے بعض حالات میں شہد کے اندر شفاء ہے۔ شِفَآءٌ نکرہ ہے۔ کلام موجب ہے اسلئے تعمیم فی الجملہ ہے یعنی بعض امراض کے بعض حالات میں شفاء ہے۔

ایک شبہ بعض حالات میں امراض کے لئے شفاء تو ہر چیز میں ہے یہاں تک کہ زہر میں بھی بعض امراض کے لئے شفاء ہے شہد ہی کی کیا خصوصیت ہے؟

حضرت ابن مسعود بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دو شفاؤں کو اختیار کرو شہد اور قرآن (اول میں شفائے جسمانی ہے اور دوسرے میں شفائے اخلاقی و روحانی) رواہ ابن ماجۃ والحاکم بسند صحیح۔ یہ حدیث بتا رہی ہے کہ شہد میں شفاء

غالب ہے

بغوی نے حضرت ابن مسعود کا قول نقل کیا ہے کہ شہد ہر مرض کی شفاء ہے اور دلوں کی بیماریوں کی قرآن شفاء ہے۔ غالبًا حضرت ابن مسعود نے حدیث مرفوع (مذکورۂ بالا) سے ہر مرض کی شفاء ہونے کا مفہوم سمجھ لیا اسی لئے شہد کو ہر مرض کی شفاء قرار دیا۔

بیضاوی نے لکھا ہے کہ بعض امراض کے لئے تو شہد تنہا شفاء ہے اکثر بلغمی امراض میں مفید ہے اور بعض امراض کے علاج میں دوسری دواؤں کے ساتھ ملا کر شہد مفید صحت ہے۔ ہر معجون کا جزءِ اعظم شہد ہوتا ہے۔

صحیحین میں حضرت ابو سعید خدری کی روایت سے آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کیا: میرے بھائی کو اسہال کی شکایت ہے۔ فرمایا: شہد پلاؤ۔ حسب الحکم اس شخص نے شہد پلایا (کچھ فائدہ نہ ہوا) وہ پھر خدمت گرامی میں حاضر ہوا اور عرض کیا: حضور صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے اپنے بھائی کو شہد پلایا تھا مگر شہد سے اسہال میں اور اضافہ ہو گیا۔ فرمایا: اللہ سچا ہے اور تیرے بھائی کا پیٹ جھوٹا۔ اس نے جا کر پھر شہد پلایا اور مریض اچھا ہو گیا۔ اس حدیث سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ (پیٹ کے) بعض امراض کے لئے تنہا شہد شفاء ہے اسی لئے کہا جاتا ہے کہ خلوص اور حسن نیت سے جو شخص تنہا شہد کا استعمال کرے گا اللہ اس کو شفاء دے گا خواہ کوئی مرض ہو۔ کذا قال السیوطی۔

(صحیح بات یہ ہے کہ ہر قسم کے شہد کا ہر مرض کے لئے شفاء ہونا نہ قرآن میں مذکور ہے نہ حدیث میں۔ ہر فصل کے شہد کی خاصیت جدا ہوتی ہے۔ کس قسم کے پھلوں اور پھولوں کے عرق سے شہد تیار ہوا ہے اس کا لحاظ بھی موسم کے مطابق ضروری ہے۔ شہد کے علاوہ کوئی شفاء بخش دوا ایسی نہیں کہ ہر قسم کے پھلوں اور پھولوں کا خلاصہ کھنچ کر اس میں آ گیا ہو۔ ہر دوا کا ایک خاص مزاج اور خاصیت ہے۔ شہد ہی ایک ایسی چیز ہے جو فصل کے اختلاف اور پھلوں پھولوں کے تنوع کے لحاظ سے اپنے اندر مختلف خاصیات رکھتا ہے پس شہد کا ہر مرض کے لئے شفاء ہونا بجائے خود صحیح ہے۔ لیکن مرض کی نوعیت کے لحاظ سے شہد کی نوعیت اور جن پھلوں اور پھولوں سے شہد بنا ہوا ان کی دریافت لازم ہے۔ پھر شہد کے طریق استعمال اور مقدار استعمال کا بھی بڑا فرق ہے۔ اگر طریق استعمال اور مقدار ضروری کا علم نہ ہو تو اس سے شہد کے شفاء بخش ہونے کی نفی نہیں کی جا سکتی۔ ہر شہد ایک کیفیت کا بھی حامل نہیں ہوتا کسی میں

گرمی زیادہ ہوتی ہے کسی میں کم۔ بعض شہد فالج لقوہ اور بڑے بڑے اعصابی امراض میں بہت مفید ہوتے ہیں اور بعض کم مفید اور بعض بالکل فائدہ نہیں دیتے۔ اسہال کو روکنے کے لئے بھی شہد مفید ہوتا ہے اور جاری کرنے کے لئے بھی۔ فاسد مادہ کو باہر نکال کر پھینک دیتا ہے اور فاسد غذائی مادہ کو نکال کر پھینکنے کے بعد قبض بھی کر دیتا ہے۔ غرض شہد مقوی بھی ہے مفرح بھی۔ اچھی غذا بھی ہے اور عمدہ دوا بھی۔ جو اور جتنے فوائد شہد کے اندر ہیں وہ دنیا کی کسی چیز کے اندر نہیں ہیں۔ حقیقت میں شہد مجمع الاضداد ہے)۔

ان فی ذلك لاية لقوم يتفكرون اس میں بھی ان لوگوں کے لئے (اللہ کی قدرت حکمت اور وحدانیت والوہیت کی) بڑی دلیل ہے جو غور کرتے ہیں۔ جو شخص مکھیوں کی اس صنعتی مہارت اور عجیب پر حکمت نظم پر غور کرے گا اس کو صاف نظر آ جائے گا کہ یہ سب کارفرمائی اور اعجوبہ زائی در پردہ کسی قادر حکیم کی ہے وہی مکھیوں کے دل میں یہ تدبیریں ڈالتا اور ترکیبیں بتاتا ہے۔

دودھ اور شہد پینے کا بیان

5773 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا جَرِيْرٌ عَنِ ابْنِ شُبْرُمَةَ قَالَ قَالَ طَلْحَةُ لِاَهْلِ الْكُوْفَةِ فِي النَّبِيْذِ فِتْنَةٌ يَرْبُوْ فِيْهَا الصَّغِيْرُ وَيَهْرَمُ فِيْهَا الْكَبِيْرُ قَالَ وَكَانَ اِذَا كَانَ فِيْهِمْ عُرْسٌ كَانَ طَلْحَةُ وَزُبَيْدٌ يَسْقِيَانِ اللَّبَنَ وَالْعَسَلَ ۔ فَقِيْلَ لِطَلْحَةَ اَلَا تَسْقِيْهِمُ النَّبِيْذَ قَالَ اِنِّيْ اَكْرَهُ اَنْ يَسْكَرَ مُسْلِمٌ فِيْ سَبَبِيْ ۔

☆☆ ابن شبرمہ بیان کرتے ہیں: حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے اہل کوفہ سے فرمایا: نبیذ میں آزمائش ہے اس میں چھوٹا بڑا ہو جاتا ہے اور بڑا بوڑھا ہو جاتا ہے۔ انہوں نے فرمایا: جب لوگوں میں کسی کی شادی ہوتی تو حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ لوگوں کو دودھ اور شہد پلایا کرتے تھے۔

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ سے کہا گیا: آپ انہیں نبیذ کیوں نہیں پلاتے؟ تو انہوں نے فرمایا: میں اس بات کو ناپسند کرتا ہوں کہ میری وجہ سے کسی مسلمان کو نشہ ہو جائے۔

5774 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا جَرِيْرٌ قَالَ كَانَ ابْنُ شُبْرُمَةَ لَا يَشْرَبُ اِلَّا الْمَآءَ وَاللَّبَنَ ۔

☆☆ جریر بیان کرتے ہیں: ابن شبرمہ صرف پانی اور دودھ پیا کرتے تھے۔

شفاء دینے والی دو چیزوں کا بیان

۱۲- سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ دو شفاء دینے والی چیز تم لازمی پکڑو شہد اور قرآن۔

۱۳- ابن ماجہ، ابن مردویہ، حاکم اور بیہقی نے شعب میں (حاکم نے صحیح بھی کہا) ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لازم پکڑو دو شفاء دینے والی چیزوں کو شہد اور قرآن۔

۱۴- بخاری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین چیزوں میں شفا ہے پچھنے لگانے کے لئے ایک بار کو نچنا یا شہد چینا یا آگ سے داغ دینا اور میں اپنی امت کو داغنے سے منع کرتا ہوں۔

5773-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (18849) .

5774-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (18910) .

۱۵-احمد، بخاری، مسلم اور ابن مردویہ نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے بھائی کو اسہال کی شکایت ہے آپ نے فرمایا اس کو شہد پلاؤ اس نے اس کو شہد پلایا پھر آیا اور کہنے لگا کہ اسہال اور زیادہ ہوگیا آپ نے فرمایا: جاؤ اس کو شہد پلاؤ اس نے پھر شہد پلایا پھر آیا اور کہنے لگا اسہال اور زیادہ ہوگیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے سچ کہا اور تیرے بھائی کا پیٹ جھوٹا ہے جاؤ اور اس کو (پھر) شہد پلاؤ وہ گیا اور (پھر) شہد پلایا تو وہ اچھا ہوگیا۔

۱۶-ابن ماجہ، ابن السنی اور بیہقی نے شعب میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے ہر ماہ کی تین صبح کو شہد چاٹ لیا اس کو کوئی بڑی مصیبت نہ پہنچے گی۔

۱۷-بیہقی نے شعب میں نقل کیا کہ عامر بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا میں ایک آدمی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا سخت بخار کی وجہ سے جو مجھ کو تھا تاکہ آپ دوا یا شفا لے آئے تو آپ نے شہد کی ایک کپی میری طرف بھیج دی۔

۱۸-حمید بن زنجویہ نے نافع رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہر تکلیف کے لئے شہد استعمال فرماتے تھے حتیٰ کہ پھوڑے پر بھی شہد لگا دیتے تھے ہم نے ان سے کہا آپ پھوڑے کا علاج بھی شہد سے کرتے ہیں؟ فرمایا کیا اللہ تعالیٰ نہیں فرماتے (آیت) فیہ شفآء للناس۔

۱۹-احمد اور نسائی نے معاویہ بن خدیج رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر کسی چیز میں شفا ہے (تو ان طریقوں سے ہے) پچھنے لگانے کے لئے ایک بار کو نچنے کو یا شہد پینے کو یا آگ سے داغنے کو اور میں داغ دینا پسند نہیں کرتا۔

۲۰-ابن ابی شیبہ نے حشرم المجری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ نیزوں سے کھیل کرنے والے عامر بن مالک رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس (کسی) کو بھیجا کہ آپ سے سوال کرے اس بیماری کی شفاء اور دوا کا جو ان کو لگی تھی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف شہد کی ایک کپی بھیج دی۔

۲۱-ابن ابی شیبہ نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ مومن کی مثال کھجور کی طرح ہے پاکیزہ چیز کھاتا ہے اور پاکیزہ رکھتا ہے۔

۲۲-ابن ابی شیبہ نے امام زہری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چیونٹی اور شہد کی مکھی کو قتل کرنے سے منع فرمایا۔

۲۳-طبرانی نے اوسط میں سند حسن کے ساتھ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلال رضی اللہ عنہ کی مثال شہد کی مکھی کی طرح ہے میٹھی اور کڑوی میں سے کھاتی ہے پھر وہ سارے کا سارا شہد ہوتا ہے۔

۲۴-حاکم نے (اور اس کو صحیح بھی کہا) عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ اللہ تعالیٰ فحش کو اور بتکلف فحش گوئی کرنے والے کو پسند نہیں فرماتے اور برے پڑوسی کو اور قطع رحمی کو بھی پھر فرمایا مومن کی مثال شہد کی مکھی کی طرح ہے (کھیتوں میں)

چرتی ہے پاکیزہ چیز کھاتی ہے پھر (اپنے چھتے) پر بیٹھ جاتی ہے پس تو اسے نہ اذیت دے اور نہ اس کو توڑ۔

۲۵-طبرانی نے سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چیونٹی کو شہد کی مکھی کو ھد ھد کو لٹورے کو اور مینڈک کو قتل کرنے سے منع فرمایا۔

۲۶-خطیب نے تاریخ میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چیونٹی شہد کی مکھی ھد ھد اور لٹورا کو قتل کرنے سے منع فرمایا۔

۲۷-ابویعلیٰ نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مکھی چالیس دن زندہ رہتی ہے سوائے شہد کی مکھی کے سب مکھیاں دوزخ میں جائیں گی۔

شہد کی مکھی دوزخ میں نہیں جائے گی

۲۸-عبدالرزاق نے مصنف میں مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے عبید بن عمیر یا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر مکھی دوزخ میں جائے گی سوائے شہد کی مکھی کے اور اس کے مارنے سے منع فرمایا۔

۲۹-حکیم ترمذی نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب مکھیاں دوزخ میں جائیں گی سوائے شہد کی مکھی کے۔

۳۰-ابن جریر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ (آیت) ومنکم من یرد الی ارذل العمر میں ارذل العمر سے مراد پچھتر سال ہے۔

۳۱-ابن ابی حاتم نے سدی رحمۃ اللہ علیہ سے (آیت) ومنکم من یرد الی ارذل العمر کے بارے میں فرمایا کہ ارذل العمر سے مراد ہے خوف۔

۳۲-سعید بن منصور ابن ابی شیبہ ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ جو شخص قرآن پڑھتا ہے وہ نکمی عمر کی طرف نہیں لوٹایا جاتا تو پھر یہ (آیت) لکی لا یعلم بعد علم شیئا پڑھی۔

۳۳-ابن ابی شیبہ نے طاوس رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ عالم کی عقل بڑھاپے کی وجہ سے فاسد نہیں ہوتی۔

۳۴-ابن ابی شیبہ نے عبدالملک بن عمیر سے روایت کیا کہ یہ بات کہی جاتی تھی کہ لوگوں میں عقل کے لحاظ سے باقی رہنے والے قرآن کو پڑھنے والے ہیں۔

۳۵-بخاری اور ابن مردویہ نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوں دعا فرماتے تھے:

اعوذ بك من البخل والكسل وارذل العمر و عذاب القبر وفتنة الدجال وفتنة المحيا وفتنة الممات۔:

ترجمہ: میں پناہ مانگتا ہوں آپ سے کنجوسی سے سستی سے نکمی عمر سے قبر کے عذاب سے دجال سے اور زندگی اور موت کے فتنے سے۔

۳۶-ابن مردویہ ابن مسعود رضی اللہ عنہنے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوں دعا فرمایا کرتے تھے:

اعوذ باللہ میں دعاء لا یسمع ومن قلب لا یخشع ومن علم لا ینفع ومن نفس لا یشبع:

ترجمہ: میں پناہ مانگتا ہوں اللہ تعالیٰ سے ایسی دعا سے جو نہ سنی جائے ایسے علم سے جو نفع نہ دے اور ایسی جان سے جو سیر نہ ہو۔

اللّٰھم انی اعوذ بك من الجوع فانہ بئس الضجیع ومن الخیانۃ فانھا بئست الطانۃ۔

ترجمہ: اے اللہ میں آپ سے پناہ مانگتا ہوں بھوک سے کیونکہ برا ساتھی ہے (اور پناہ مانگتا ہوں) خیانت سے کیونکہ وہ برا دوست ہے۔

اعوذ بك من والکسل والھرم والبخل والجبن واعوذبك ان ارد الی وارذل العمر وعوذبك من فتنۃ الدجال و عذاب القبر۔

ترجمہ: اور میں پناہ مانگتا ہوں سستی سے اور بوڑھاپے سے کنجوسی سے اور بزدلی سے اور میں پناہ مانگتا ہوں کہ میں نکمی عمر کی طرف لوٹا دیا جاؤں اور میں آپ سے پناہ مانگتا ہوں دجال کے فتنے سے اور قبر کے عذاب سے۔

۳۷-ابن مردویہ نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یوں دعا فرمایا کرتے تھے:

اللّٰھم انی اعوذ بك من البخل والجبن اوعوذبك ان ارد الی ارذل العمر واعوذبك من فتنۃ الدجال و عذاب القبر:

ترجمہ: اے اللہ میں آپ سے پناہ مانگتا ہوں کنجوسی اور آپ سے پناہ مانگتا ہوں بزدلی سے اور آپ سے پناہ مانگتا ہوں کہ میں نکمی عمر کی طرف لوٹا دیا جاؤں اور آپ سے پناہ مانگتا ہوں دنیا کے فتنے سے اور آپ سے پناہ مانگتا ہوں قبر کے عذاب سے۔

بچوں کے اعمال صالحہ کا اجر والدین کو ملتا ہے

۳۸-ابن مردویہ نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بچہ بالغ ہونے سے پہلے تک جو وہ کوئی نیک عمل کرتا ہے تو اس کے والد یا والدین کے اعمال نامے میں درج کر دیا جاتا ہے اور اگر وہ کوئی برا عمل کرتا ہے تو نہ اس پر لکھا جاتا ہے اور نہ اس کے والدین پر اور جب وہ بالغ ہو جاتا ہے تو اس پر قلم جاری ہو جاتا ہے (یعنی اس کے اعمال اچھے یا برے اس کے اپنے اعمال نامے میں لکھنا شروع ہو جاتے ہیں) تو وہ فرشتوں کو حکم ہوتا ہے کہ اس کے ساتھ رہیں وہ اس کی حفاظت بھی کرتے ہیں اور اس کو درست جانب چلانے کی کوشش کرتے ہیں جب وہ چالیس برس کو پہنچ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی تین مصیبتوں سے امن دے دیتے ہیں جنون سے جذام سے اور برص سے اور جب وہ پچاس برس کو پہنچ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی نیکیاں دگنی کر دیتے ہیں اور جب وہ ساٹھ برس کو پہنچ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو اپنی طرف رجوع کی توفیق دے دیتے ہیں اس حالت میں جس کو وہ پسند فرماتے ہیں اور جب وہ ستر برس کو پہنچ جاتا ہے تو آسمان والے اس سے محبت فرماتے ہیں اور جب وہ نوے سال کو پہنچ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے اگلے پچھلے گناہ معاف فرما دیتے ہیں۔ اور اس کے گھر والوں کے بارے میں اس کی سفارش قبول

فرماتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کا نام اسیر اللہ (یعنی اللہ کا قیدی) ہوتا ہے اس کی زمین میں اور جب نکمی عمر کو پہنچ جاتا ہے لِكَيْ لَا يَعْلَمَ بَعْدَ عِلْمٍ شَيْئًا تو اللہ تعالیٰ (اس کے نامہ اعمال میں) وہ نیک اعمال لکھ دیتے ہیں جو وہ اپنی صحت (کے زمانہ) میں کرتا تھا اور اگر وہ کوئی برا عمل کرتا تھا تو اس پر نہیں لکھا جاتا۔ (تفسیر در منثور، سورہ نحل، بیروت)

دودھ پینے کا بیان

حضرت ابن عمر کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی شخص کسی دوسرے شخص کے جانور کا دودھ اس کی اجازت یعنی اس کے حکم ورضا کے بغیر نہ دوہے کیا تم میں سے کوئی شخص اس بات کو پسند کر سکتا ہے کہ کوئی شخص اس کے خزانہ یعنی اس کے غلہ کو گودام میں آئے اور اس کا خزانہ گودام کھول دے یہاں تک کہ اس کا غلہ اٹھالیا جائے اسی طرح جان لو کہ دوسروں کے جانوروں کے تھن ان کی غذائی ضرورت یعنی دودھ کی حفاظت کرتے ہیں۔ (مسلم، مشکوۃ المصابیح، جلد سوم: رقم الحدیث، 163)

جانوروں کے تھن کو غلہ وغیرہ کے گودام سے تشبیہ دی گئی ہے کہ جس طرح تم اپنے غلوں کو گوداموں میں بھر کر محفوظ رکھتے ہو اسی طرح دوسرے لوگوں کے جانور اپنے تھنوں میں اپنے مالک کی غذائی ضرورت یعنی دودھ کو محفوظ رکھتے ہیں لہٰذا جس طرح تم اس بات کو کبھی بھی پسند و گوارا نہیں کر سکتے کہ کوئی دوسرا شخص تمہارے گوداموں اور تمہارے خزانوں کو غیر محفوظ بن کر وہاں سے غلہ یا دوسری محفوظ اشیاء نکال لے اسی طرح تمہارا یہ فعل بھی جانوروں کے مالکوں کو کیسے گوارہ ہو سکتا ہے کہ تم ان جانوروں کے تھنوں سے دودھ نکال لو۔ حاصل یہ کہ تم دوسروں کے مال پر بری نگاہ نہ ڈالو اور دوسروں کے حقوق کو غصب نہ کرو تا کہ کوئی دوسرا تمہارے مال کو غصب نہ کرے۔ اور جس طرح تم اپنا مال غصب کیا جانا گوارہ نہیں کر سکتے اسی طرح کسی دوسرے کا مال خود غصب کرنا بھی گوارہ نہ کرو۔

شرح السنۃ میں لکھا ہے کہ اکثر علماء نے اس ارشاد گرامی پر عمل کرتے ہوئے یہ فتویٰ دیا ہے کہ کسی کے جانور کا دودھ مالک کی اجازت کے بغیر دوہنا جائز نہیں ہے۔ ہاں اگر کوئی شخص بھوک سے بے حال ہو رہا ہو تو اس کے لئے اتنی اجازت ہے کہ وہ بقدر ضرورت کسی کے جانور کا دودھ پی لے مگر پھر اس کی قیمت ادا کرے۔ اگر اس کے پاس موجود ہو تو اسی وقت یہ قیمت دیدے ورنہ بعد میں جب بھی قادر ہو قیمت کی ادائیگی کر دے۔ ایک واقعہ اور حضرت انس کہتے ہیں کہ ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی کسی زوجہ مطہرہ (یعنی حضرت عائشہ) کے ہاں قیام فرماتے کہ ازواج مطہرات میں سے کسی نے (یعنی حضرت زینب یا حضرت صفیہ اور یا حضرت ام سلمہ نے) ایک رکابی بھیجی جس میں کھانے کی کوئی چیز تھی اسے دیکھتے ہی ان زوجہ مطہرہ نے کہ جن کے ہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم قیام فرماتے (یعنی حضرت عائشہ نے) خادم کے ہاتھ پر اس طرح مارا کہ وہ رکابی گر پڑی اور ٹوٹ گئی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رکابی کے وہ ٹوٹے ہوئے ٹکڑے اکٹھا کئے اور پھر ان ٹکڑوں میں کھانے کی وہ چیز جمع کی جو رکابی میں تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہاری ماں کو غیرت آ گئی تھی بہر کیف آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ دیر خادم کو روکے رکھا یہاں تک کہ جن زوجہ مطہرہ کے گھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم قیام فرماتے (یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا) ان کے ہاں سے دوسری رکابی مہیا کی گئی اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی خادم کے ذریعہ ان زوجہ مطہرہ کے ہاں کہ جن کے ہاں رکابی ٹوٹ گئی تھی وہ صحیح وسالم رکابی بھیج دی اور وہ ٹوٹی

ہوئی رکابی ان زوجہ مطہرہ کے گھر رکھ لی جنہوں نے اس رکابی کو توڑا تھا۔ (بخاری)

تشریح: خادم غلام کو بھی کہتے ہیں اور لونڈی کو بھی چنانچہ یہاں خادم سے مراد لونڈی ہی ہے۔

کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں لونڈی ہی وہ رکابی اور اس میں کھانے کی کوئی چیز لے کر آئی تھی۔ جب وہ رکابی گر کر ٹوٹ گئی اور اس میں سے کھانے کی وہ چیز بھی زمین پر گر گئی جو اس رکابی میں تھی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف رکابی کے ٹکڑوں کو اکٹھا کیا بلکہ کھانے کی اس چیز کو بھی نہایت احتیاط کے ساتھ جمع کیا اس فعل سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کمال تحمل انتہائی تواضع اور ازواج مطہرات کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوش مزاجی اور عفو درگزر کے عالی جذبات ہی کا اظہار نہیں ہوتا بلکہ یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی نعمت کی بہت زیادہ تعظیم کرتے تھے۔

تمہاری ماں کو غیرت آ گئی تھی یہ دراصل اس واقعہ کو سننے پڑھنے والوں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خطاب عام ہے اس ارشاد کے ذریعہ گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے عذر بیان کیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جو یہ اضطراری فعل صادر ہوا وہ درحقیقت اس غیرت کی بناء پر تھا جو ہر عورت کی جبلت وسرشت میں داخل ہے کہ کوئی بھی عورت خواہ وہ کتنے ہی اونچے مقام پر کیوں فائز ہو اپنی سوکن کے تئیں مخصوص رقیبانہ اور رشک آمیز جذبات واحساسات سے عاری نہیں ہو سکتی اور نہ کسی بھی عورت کے بس کی یہ بات ہے کہ وہ اپنی طبیعت اور اپنے نفس کو اس طبعی اور جبلی جذبہ سے محفوظ رکھ لے۔

اسی لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ الفاظ ارشاد فرمائے تا کہ لوگ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اس فعل کو برائی پر محمول نہ کریں بلکہ یہ جان لیں کہ ان سے یہ فعل بتقاضائے بشریت سرزد ہو گیا تھا جس میں ان کے مقصد وارادے یا کسی برائی کا قطعاً کوئی دخل نہیں تھا۔

قاضی نے لکھا ہے کہ اس حدیث کو اس باب میں نقل کرنے کی وجہ یہ ہے کہ رکابی توڑ دینا ایک طرح کا غصب تھا کیونکہ اس سے ایک دوسرے کا مال تلف ہوا اگرچہ اس کا سبب خواہ کچھ ہی رہا ہو۔ یا پھر یہ کہ کھانے کی جو چیز بھیجی گئی تھی وہ تو تحفہ کے طور پر تھی لیکن جس رکابی میں وہ چیز بھیجی گئی تھی وہ بطریق عاریت کے تھی اس لئے اس مناسبت سے یہ حدیث اس باب میں ذکر کی گئی ہے۔

شرح سنن نسائی جلد ششم کے اختتامی کلمات کا بیان

الحمدللہ! آج 21 ربیع الاول شریف 1437ھ بہ مطابق 2 جنوری 2016ء کو شرح سنن نسائی کی چھٹی اور آخری جلد مکمل ہو گئی ہے۔ یاد رہے شرح سنن نسائی کا آغاز مئی کے مہینے سے ہوا تھا۔ جس کا مکمل دورانیہ تقریباً آٹھ ماہ بنتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ جلیلہ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ اس کتاب کو میرے لئے، والدین، اساتذہ، قارئین اور ناشر وکاتب سب کے لئے بخشش کا باعث بنائے۔ آمین۔

محمد لیاقت علی رضوی حنفی

(مورخہ ۲، ۰۱، ۲۰۱۶ء)